اتر پردیش اردو اکادمی
उत्तर प्रदेश उर्दू अकादमी

سلسلۂ مطبوعات ۲۷۸

سلسلۂ ابوالکلام آزاد صدی تقریبات

(۱۰)

الہلال

(۳)

(جلد پنجم، جلد ششم (البلاغ) و جلد ہفتم)

ابوالکلام آزاد

اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

پیش لفظ

جون ۱۹۸۶ء میں جب اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیلِ نو ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقفے کے بعد اس کی مجلس انتظامیہ کا ایک بار پھر چیرمین نامزد کیا گیا تو میرے ذہن نے اس کا جو ترقیاتی منصوبہ مرتب کیا، اس میں مولانا ابو الکلام آزاد کی صد سالہ جشنِ ولادت کی تقریبات کو سرِ فہرست جگہ ملی، اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں کسی طرح یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا لیکن چھ ماہ کی طویل کشمکش کے بعد میرے اندازِ فکر میں تبدیلی رونما ہوئی اور اس جذبے نے میری انفعالی کیفیتوں کو شکست دے دی کہ مولانا کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہمارے واجبات میں ہے اور اردو اکادمی اس قومی کام میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

میں نے جب اکادمی کی مجلس انتظامیہ کے اراکین سے آزاد صدی کے مختلف پہلوؤں پر غیر رسمی گفتگو کی تو ان کے اندر اس منصوبے کی تکمیل کا ذوق مجھ سے کہیں زیادہ ملا اور آخر کار مجلس انتظامیہ اپنی پہلی نشست میں الہلال کی مکمل فائلوں کے عکس کی طباعت و اشاعت کا منصوبہ بڑے عزم و حوصلے کے ساتھ منظور کر لیا۔ مجلس انتظامیہ نے محسوس کیا کہ مولانا آزاد کو اس سے زیادہ مخلصانہ خراجِ عقیدت اور کیا ہوگا کہ الہلال کا عکس ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔

اکادمی کا سالانہ بجٹ محدود اور متعین ہوتا ہے۔ اس کی مدیں مقرر ہیں اور ریاستی حکومت ان مدوں کے پیشِ نظر ہر سال گرانٹ دیتی ہے۔ آزاد صدی کا بجٹ الگ سے مرتب کیا گیا اور حکومت کو منظوری اور اضافی گرانٹ کے لیے بھیج دیا گیا۔

بجٹ، ضمنی بجٹ، گرانٹ، اضافی گرانٹ، متواتر اور غیر متواتر گرانٹ —— یہ ایسے موضوعات ہیں جن کی جزئیات ہمیشہ میرے دائرہ فہم سے باہر رہی ہیں۔ ایک مدت تک جب اضافی گرانٹ کے سلسلے میں حکومت سے کوئی جواب نہیں ملا اور اکادمی کے افسروں نے اس کے مالہ وماعلیہ کی تفصیلات مجھے بتائیں تو میرے شب و روز کے معمولات متاثر ہو گئے اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ الہلال کے عکس کی اشاعت کیوں کر ممکن ہوگی۔ عوام و خواص سے کسی طرح کا چندہ وصول کرنا ہمیشہ اور ہر حال میں میرے معمولات سے خارج رہا ہے۔ جب کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے گرانٹ کی منظوری کی توقع پر کام کا آغاز کر دیا۔

اسی اثنا میں گورکھپور ایئرپورٹ پر جناب ویر بہادر سنگھ (سابق وزیر اعلا) سے ملاقات ہو گئی اور میں نے آزاد صدی کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ اتر پردیش میں "آزاد صدی تقریبات" اس طرح منائی جائیں جو ہر لحاظ سے مولانا آزاد کے شایانِ شان ہوں۔ انھوں نے اضافی گرانٹ کے سلسلے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، لکھنؤ آ جایے، گرانٹ مل جائے گی۔ میں نے ۲۲ مارچ ۱۹۸۸ء کو جب شری ویر بہادر سنگھ سے لکھنؤ میں ملاقات کی تو انھیں ایئرپورٹ والی بات یاد آ گئی۔ بجٹ کے جو کاغذات اکادمی سے بھجوائے گئے تھے، ابھی ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انھوں نے بطیبِ خاطر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظور کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ۱۹۸۸ء میں جناب نراین دت تیواری نے وزیر اعلا کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۸۸ء کو اکادمی کی مجلس عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تیواری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ نے آزاد صدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تیواری جی نے اسی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کر لیا اور اس طرح آزاد صدی تقریبات کے لیے ریاستی حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

الہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب —— منفی تو ہرگز نہیں۔ ہمارے سامنے اس کے بہت سے مثبت پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک الہلال کے سارے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر لیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے راہ پا گئی ہیں کہ الہلال کی فائلیں کمیاب ہیں اور خواہش کے باوصف لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ الہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا حرفِ آغاز بھی ہے اور حرفِ آخر بھی۔

الہلال (۳)

جلد پنجم، جلد ششم (البلاغ) و جلد ہفتم

250
ALH
212070 8L

پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸
تعداد ۱۰۰۰
ہاف ٹون نگیٹو احمد حسین انصاری
گراف آرٹ بلاکس، گورکھپور

قیمت
(مکمل سیٹ تین حصوں میں)
چھ سو روپے

AL – HILAL edited by Abul Kalam 'Azad' (Part III)
Price (complete set in 3 parts) : Rs. 600.00

رام کرشن ورما، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسرس وجیا آفسیٹ پرنٹرس، ۲۵۴۵، جٹواڑہ، دریا گنج، نئی دہلی سے چھپوا کر ہلیرو ہاؤس، قیصر باغ لکھنؤ سے شائع کیا

اہم معروضات

- الہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جا رہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے :

جلد اوّل	۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳ شمارے
جلد دوم	۱ جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵ جون ۱۹۱۳ء	۲۴ شمارے
جلد سوم	۲ جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۴ دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵ شمارے
جلد چہارم	۷ جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۴ جون ۱۹۱۴ء	۲۱ شمارے
جلد پنجم	۸ جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸ شمارے
جلد ششم	البلاغ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱ شمارے
جلد ہفتم	۱۰ جون ۱۹۲۷ء	تا	۹ دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۴، شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۴۶

- البلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے الہلال میں شامل کر لیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے۔
- الہلال کی سات جلدوں کو تین مجلدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کم ہو جائے۔ مجلدات کی تفصیل یہ ہے۔

جلد اوّل اور جلد دوم ——————— ایک ساتھ مجلد ہیں
جلد سوم اور جلد چہارم ——————— ایک ساتھ مجلد ہیں
جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم ——————— ایک ساتھ مجلد ہیں

- الہلال کا متن لائن نیگیٹو سے طبع ہوا ہے؛ تصویریں ہاف ٹون نیگیٹو سے چھپی ہیں۔
- کوشش کی گئی ہے کہ الہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہو جائے۔
- متن میں اور صفحات کے تسلسل میں بھی کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم نقل مطابق اصل کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔
- بعض جلدوں کی فہرست الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ جن جلدوں کی فہرست الہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کر کے متعلقہ جلدوں میں شامل کر دیا ہے۔
- یوں تو الہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی اڈیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کر دیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے۔ اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔
- الہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جا رہا ہے۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح الہلال میں نہیں ہے۔ آزاد اور الہلال لازم و ملزوم ہیں اس لیے اگر آزاد صدی کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ موردِ الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اترپردیش اردو اکادمی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

الہلال کسی الف لیلوی داستان کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے۔ اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بجا طور پر شامل کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو الہلال اور اس کی گوناں گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر الہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ الہلال ایک جنسِ نایاب ہے۔ اگر کہیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پُراسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان بہم کرتا ہے کہ یہ جلوہ گری "ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے" کے ذیل میں آ جاتی ہے۔ الہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی۔ کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اصل الہلال کو نہ سہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ الہلال کی یہ نئی جامہ پوشی اس کے اندازِ قد کی بہرحال غمازی کرے گی۔

اسلافِ علم و ہنر اور یم و زر کے مابین جو امتیاز کی لکیر کھینچتے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بارہا تجربہ ہوا لیکن الہلال کی فائلوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا۔ اس کی اشاعت کے لیے ریاستی حکومت سے گرانٹ تو مل گئی لیکن اس کے صحیح سالم اوراق کی فراہمی جوئے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۵ء میں گورکھپور آ گیا تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں مصروف رہا۔ بعض ذاتی کتب خانوں کی فہرستیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں۔ مجھے یقین تھا کہ الہلال کے سارے شمارے مجھے گورکھپور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہوئی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی۔ میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا۔ قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے بلکہ بعض بعض شماروں کی تو چھ چھ کاپیاں ملیں لیکن دستبردِ زمانہ نے ان شماروں کی جو گت بنا دی تھی، اس نے میرے عزم و حوصلے کو متاثر کر دیا۔ کسی کا سرورق غائب ہے، کسی کے بیچ کے صفحات غیر حاضر۔ بعض فائلیں ناقص الاول، بعض ناقص الآخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں۔ بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں ـــــ اور اعجوبے کی حد یہ تھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیمک چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض الہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر لیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنا لیے اور اس کے اندراجات اس طور پر مکمل کیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئتِ کذائی بھی واضح ہو جائے۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرو اسٹیٹ عکس حاصل کر لیے۔ اصل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی بیوی کے سامنے مسائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں ہفتے دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگانا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ گھر کے معمولات میں فرق بھی نہ آنے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے۔ ماں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا مشہود اور بیٹیاں عذرا، بشریٰ، قدسیہ، فوزیہ اور زیبا الہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر الہلال کی اصل فائلوں اور ان کی الیکٹرو اسٹیٹ کاپیوں سے بھر گیا۔ کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر، ہر جگہ الہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اللہ کا نام لے کر ہم سب نے ہر شمارے کے ایک ایک ورق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر صاف عبارت والا فوٹو چپکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اوراق کا دوبارہ الیکٹرو اسٹیٹ کرا لیا جاتا تاکہ اس کی نیگیٹیو بننے میں دشواری نہ ہو۔ دن بھر بلیڈ سے کاٹ کاٹ کر زخمی اوراق پر پنبۂ مرہم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرو اسٹیٹ کرا لیا جاتا۔ صبح کو تین چار بجے جب میں سو کر اٹھتا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور اصل سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہر چند ہم نے کوشش کی ہے کہ الہلال کا ایک ایک لفظ اصل حالت میں قارئین کے سامنے آ جائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ہم عفو اور درگذر کے مستحق ہیں۔

جن لوگوں نے الہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر اور ہر حال میں یاد رہیں گے، اُن میں سب سے پہلے جناب مصطفیٰ کمال، اسسٹنٹ لائبریرین گورکھپور کا نام آتا ہے۔ موصوف ایم۔ اے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ انھوں نے الہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا۔ روزنامہ قومی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے الہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ کھڑے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں نکلوائیں۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ کے مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بروقت مدد کی۔ ڈاکٹر رضیہ حامد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ الہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی۔ میں ان سب کا اپنی طرف سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض امین اور ڈاکٹر نجمہ انجم نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی۔ ڈاکٹر محمد شعیب نے کتابت اور تزئین کا بار سنبھالا۔ یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگرد بھی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلس انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی۔ میں مجلس انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"آزاد صدی تقریبات" کے لیے مجلس انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید ملیح آبادی، چیف ایڈیٹر آزاد ہند، کلکتہ اور پروفیسر ریاض الرحمن شیروانی، صدر شعبۂ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر خصوصی مدعوین کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے۔ ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔

اگر الہلال کے اس عکسی ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید انور مسعود رضوی، پبلیکیشن آفیسر اور جناب رام کرشن ورما، سکریٹری اکادمی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ طباعت و اشاعت کا سارا بار انھوں نے اٹھا لیا تھا۔ اس میں جو خامیاں ہیں تو صدقِ دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں اتنا ضرور یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساسِ فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش رہی ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے۔ الہلال کی اشاعت میں مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

اترپردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
یکم اگست ۱۹۸۸ء

محمود الٰہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

اولین جنگ فرانس و جرمنی	۱۵	۱۳	۳۸۵
باؤگنگا پرشاد ورما	۲	۳	۴۷
بحر ہند	۱۴	۲	۳۳۲
بحر ہند	۱۵	۴	۳۶۸
بحریات اسلامیہ	۲۰	۶	۵۴۴
بحریات حدیثہ (بیٹل شپ)	۱۲	۱۸	۲۹۴
برطانیہ کا بیڑہ	۸ — ۹	۱۲	۱۹۴
برطانوی افواج کے متعلق ایک عجیب خبر	۱۴	۲	۳۳۲
بلقان کا عقدۂ لاینحل	۱۶ — ۱۷	۱۸	۴۲۶
بنگالی اور پایونیر	۲۰	۱۶	۵۵۴
باب التفسیر:			
الحرب فی القرآن	۱۱	۱۱	۲۶۳
الحرب فی القرآن	۲۰	۳	۵۴۱
الحرب فی القرآن (۳)	۱۲	۱۱	۲۸۷
باب التفسیر:	۷	۱۶	۱۸۳
برید فرنگ	۱۳	۲۰	۳۱۸
برید فرنگ	۱۴	۱۷	۳۵۱
برید فرنگ :			
بریس بیورو لندن	۱۹	۷	۵۱۱
سقوط انٹورپ	۲۰	۹	۵۴۷
ضرورت قانون سے ناآشنا ہے	۱۲	۱۷	۲۹۳
نام نہاد جرمن مظالم	۱۸	۱۹	۴۹۰
بصائر و حکم :			
عاملین احکام و صائمین رمضان	۷	۷	۱۷۳
فاتحین کا داخلہ	۱۶ — ۱۷	۲۳	۴۳۱
فاتح افواج کا داخلہ (۲)	۱۹	۲	۵۰۶
فاتح افواج کا داخلہ (۳)	۲۰	۱	۵۳۹
پابندی عہد اور قرآن حکیم	۱۵	۵	۳۶۹
تاریخ حیات اسلامیہ :			
خصائص مقدسہ الہلال	۳	۱۸	۸۸
مسئلہ قیام الہلال	۱	۲۰	
مسئلہ قیام الہلال	۲	۲۰	۶۳
مسئلہ قیام الہلال	۴	۲۰	۱۱۴
تاریخ و عبر:			

اولین جنگ جرمنی و فرانس	۱۱	۱۴	۳۶۶
اولین جنگ جرمنی و فرانس (۲)	۱۲	۱۴	۲۹۰
اہل عرب کی ترقی کا راز	۱۹	۵	۵۰۹
تاریخ فرضیت حج	۱۸	۱۳	۴۸۵
جرمنی کی ترقی کا راز	۱۶ — ۱۷	۱۳	۴۲۱
ریوٹر ایجنسی (تاریخ تاسیس و اشاعت	۱۵	۱۲	۳۸۰
فرانسیس جوزف شہنشاہ آسٹریا			
(حیات خصوصی)	۱۳	۱۶	۳۱۴
تاریخ ہند میں اولین بحری حملہ کا اقدام	۱۴	۴	۳۳۴
تبلیغ اسلام اور ایڈیٹر الہلال	۱۳	۱۳	۳۱۱
تذکار نزول قرآن	۶	۵	۱۴۷
جرجی زیدان (حادثۂ ادبیہ عربیہ)	۱۰	۱۷	۲۴۱
جرمن نوآبادیاں	۱۲	۲۰	۲۹۶
جرمنی کے بحری قوی کا ایک منظر عمومی	۸ — ۹	۲۰	۲۰۳
جماعت حزب اللہ (اعلان)	۲	۴	۴۸
جنگ احتساب و روایت	۱۵	۱۷	۳۸۹
جنگ رعد و برق میں حسن و عشق کا ایک نغمۂ الم	۸ — ۹	۲۴	۲۰۶
جنگ یورپ کی پہلی منزل	۷	۱۷	۱۸۳
حادثۂ الیمۂ حج	۱۵	۴	۳۶۸
حادثۂ الیمۂ بحریہ	۳	۹	۷۹
حادثۂ بنگال و مدراس	۱۳	۲	۳۰۴
حدیث الجنود	۱۶ — ۱۷	۳	۴۰۷
حزب اللہ	۵	۵	۱۲۳
حوادث و سوانح اقترابیات:			
کلیسائے دارگریو اور تین خطوط	۵	۱۶	۱۳۴
حول برلن	۲۰	۱۱	۵۴۹
خطبات و مواعظ :			
ان الحکم الا للہ (۱)	۱	۵	
خط دیائے می یوز	۱۰	۲۰	۲۴۴
خطرناک مکھی	۳	۱۵	۸۵
روزانہ ضمیمہ	۶	۱	۱۶۷
رؤسا رجنگ یورپ	۱۰	۱۸	۲۴۰
زمیندار کی اپیل	۱	۱۱	۲۷

مضامین و تصاویر کی فہرست

الہلال

جلد پنجم

یکم جولائی ۱۹۱۴ء تا ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء

فہرست مضامین

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
آثار عتیقہ	۴	۱۸	۱۱۳
ادبیات :			
اسوۂ حسنہ (نظم)	۲	۱۶	۶۰
التجائے پروانہ (نظم)	۱	۴	۲۰
مرزا غالب مرحوم کی ایک غیر مطبوعہ غزل	۱	۴	۲۰
مرزا مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام	۴	۱۵	۱۰۹
مسجد نبوی کی تعمیر (نظم) شبلی نعمانی	۱۹	۱	۵۰۵
اسٹیم رولر کا وجود	۱۵	۱۵	۳۸۷
اسوۂ حسنہ :			
پابندی عہد اور اسلام (۲)	۱۶، ۱۷	۸	۴۱۳
صحیفۂ نبوت کا ایک صفحہ	۱۸	۱۲	۴۴۸
غزوات اسلامیہ (۲)	۱۳	۹	۳۰۷
اسئلہ و اجوبتہا	۸، ۹	۱۳	۱۹۵
اعتذار	۷	۱	۱۶۷
افکار و حوادث :			
حیات بعد الممات	۱۳	۳	۳۰۵
سر دلیراں	۱۴	۳	۳۳۳
اکتشافات و اختراعات :			

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
خوردبینی دوربین	۵	۱۰	۱۳۸
کہربا اور خزائن الارض	۵	۱۰	۱۳۸
وائرلیس ٹائپ رائٹر	۵	۱۰	۱۳۸
الاسبوع	۳	۱	۷۱
الاسبوع	۱۱	۱	۲۴۹
الاعتصاب فی الاسلام (۴)	۸، ۹	۲۹	۲۰۹
الآن	۱۶، ۱۷	۱۷	۴۲۵
الحرب :			
یورپ کی تاریخ حروب پر ایک نظر	۸، ۹	۱۶	۱۹۹
الحرب والاسلام	۱۰	۸	۲۲۸
الحسبتہ فی الاسلام (۳)	۷	۱۱	۱۷۷
الطامۃ الکبریٰ	۸، ۹	۹	۱۹۱
المراسلۃ والمناظرۃ :			
الاعتصاب فی الاسلام	۸، ۹	۲۵	۲۰۷
الاعتصاب فی الاسلام	۱۴	۲۰	۳۵۴
الہلال اور پایونیر	۱۹	۱۰	۵۱۴
الہلال پریس کے ضمانت کی ضبطی	۲۰	۱۹	۵۶۱
اولیاء اللہ و اولیاء الشیاطین	۳	۵	۷۵
اولیاء اللہ و اولیاء الشیاطین	۴	۵	۹۹

الاعتصاب فی الاسلام (۲)	۶	۱۸	۱۶۰
الاعتصاب فی الاسلام	۷	۱۹	۱۸۵
الاعتصاب فی الاسلام	۱۱	۱۹	۲۷۱
انّ اللہ مع الصابرین	۶	۲۰	۱۹۱
دولت عثمانیہ کا مستقبل	۴	۱۹	۱۱۳
خدام کعبہ	۶	۲۰	۱۹۲
خریداران الہلال سے التماس	۶	۲۰	۱۹۲
مسٹر میسٹن اور متولیان مسجد کانپور	۵	۲۰	۱۳۸
عرب اسٹیمر کمپنی	۵	۲۰	۱۳۸
مسئلہ اسلامیہ کانپور	۴	۴	۹۸
مسئلہ اسلامیہ کانپور	۵	۲	۲۲۰
مسئلہ اسلامیہ کانپور (تشریح مزید)	۶	۴	۱۴۶
مسئلہ اصلاح و بقائے ندوہ	۴	۳	۹۶
مسئلہ البانیہ	۶	۱۶	۵۸
مسئلہ الہلال (مراسلہ)	۱	۱۴	۳۰
مسئلہ عثمانیہ	۱۸	۸	۴۸۰
مسئلہ قیام الہلال	۲	۴	۴۸
مسئلہ قیام الہلال	۴	۱	۹۵
مسئلہ قیام الہلال	۵	۱	۱۱۹
مسئلہ قیام الہلال	۶	۴	۱۴۶
مسئلہ قیام الہلال	۱۳	۱۳	۳۱۱
مسئلہ مسجد گلبرگہ	۵	۱۷	۱۳۵
مسئلہ مصر	۱۴	۱۷	۳۵۱
مسئلہ "وفاداری" اور "پایونیر"	۱۲	۵	۲۸۱
مشاہیر افواج بریہ فرانس و المان	۱۰	۱۹	۲۴۳
مشہد اکبر	۳	۴	۷۴
مطبوعات جدیدہ:			
اوراق ثلاثہ عتیقۂ قرآن	۱۴	۱۵	۳۴۹
چارلس اسٹوارٹ پارنل	۴	۱۶	۱۱۰
رباعیات عمر الخیام	۱	۱۵	۳۱
مقالات:			
الحسبۃ فی الاسلام	۵	۱۳	۱۳۱
الحسبۃ فی الاسلام (۲)	۶	۹	۱۵۱
باب التفسیر قسم علی اختلاف الوان (۲)	۱	۹	
باب التفسیر بعض مباحث مہمہ	۳	۱۲	۴۲
تاریخ حروب اخیرہ کا ایک صفحہ	۱۱	۹	۲۶۱
تاریخ فرضیت صوم	۷	۹	۱۷۷
تربیت اطفال کا ایک صفحہ	۸ - ۹	۱۴	۹۶

جنگ کے اسباب	۱۲	۹	۲۸۵
عالمگیر جنگ کی سازش	۲۰	۱۳	۵۵۱
علوم القرآن (۴)	۲	۹	۵۳
کلاب الحرب	۱۳	۱۲	۳۱۰
مقاصد حج	۱۸	۹	۴۴۵
موازنۂ قوائے بحریہ	۱۰	۹	۲۳۳
موجودہ جنگ کا علم النفس	۱۶ - ۱۷	۱۲	۴۱۷
یورپ کا نیا نقشہ جو طیار ہو رہا ہے	۱۴	۹	۳۴۳
مکتوب آستانہ علیہ	۶	۱۴	۱۵۶
مکتوب آستانہ علیہ	۱۸	۲۰	۴۹۲
ملکۂ بحر	۸ - ۹	۱۹	۲۰۱
موجودہ فن صحافت	۱۰	۱۳	۳۳۷
نغمۂ حسن و طبل جنگ (انعامی مضمون)	۱۳	۱۸	۳۱۶
واقعۂ لاہور	۱۸	۴	۴۵۶
وثائق و حقائق:			
جہاز ایمپرس کی تباہی اور مطالعۂ قرآن حکیم کا ایک لمحۂ فکریہ	۴	۱۱	۱۰۵
عید اور تکمیل شریعت	۱۸	۱۶	۴۸۸
لیلۃ القدر	۷	۱۴	۱۸۰
ورود مقدس یوم الحج	۱۶ - ۱۷	۵	۴۱۰
وفات مولانا شبلی نعمانی	۲۰	۱۷	۵۵۹
ہفتۂ جنگ	۷	۲	۱۶۸
ہفتۂ جنگ	۱۱	۲	۲۵۰
ہفتۂ جنگ:			
کشف حقیقت	۱۳	۱	۳۰۳
نقشۂ جنگ میں یکایک انقلاب	۱۲	۱	۲۷۷
ہفتۂ جنگ	۱۴	۳	۳۳۱
ہفتۂ جنگ	۱۵	۲	۳۶۶
ہفتۂ جنگ	۲۰	۱۹	۵۶۱
ہندوستان اور پرو جرمنزم	۱۹	۱۱	۵۱۵
ہندوستان اور پرو جرمنزم (۲)	۲۰	۱۵	۵۵۳
ہندوستانی فوج میدان جنگ میں	۱۸	۸	۴۸۰
ہوائی ریل	۲	۱۷	۶۱

سقوط انٹورپ (اجمالی تاریخ)	۱۶ — ۱۷	۲۶	۴۳۴
سقوط بلجیم و فتح خطابرس	۱۰	۱	۲۲۱
شذرات :			
حادثۂ کراچی	۲	۱	۴۵
مسئلہ قیام الہلال (پہلی منزل)	۳	۲	۷۲
شذرات علیہ کواپریٹو سوسائٹی	۴	۵	۱۰۹
شعلہ زار جنگ کا پہلا آتش کدہ (سرویا اور اسٹریا)	۱۴	۱۷	۳۵۱
شعلہ زار جنگ کا پہلا آتش کدہ (سرویا اور اسٹریا) (۲)	۱۵	۱۵	۳۸۷
شئون اسلامیہ	۲۰	۱۸	۵۶۰
شئون اسلامیہ :			
القارعہ	۱۹	۱۷	۵۲۵
جنگ یورپ	۱۸	۷	۴۷۹
شئون حربیہ :			
اطالیہ کا لائحہ عمل کیا ہے	۱۶ — ۱۷	۱۴	۴۲۲
جرمنی کا زرعی استغنا	۱۴	۱۳	۳۴۷
طلسم ایڈن کی سحر کاریاں	۱۸	۵	۴۷۷
عالم اسلامی :			
جدید عثمانی کارخانہ ہائے صناعی	۳	۱۷	۸۷
مسئلہ اصلاح و تجدید علوم اسلامیہ	۵	۹	۱۲۷
عفریت جنگ کا عالمگیر تسلط	۶	۱	۱۴۳
غزوات اسلامیہ (۱)	۱۲	۷	۲۸۳
فاتحۃ السنۃ الثالثۃ۔	۱	۲	
فاتحۃ السنۃ الثالثۃ۔	۲	۶	۵۰
فرنچ اور جرمن توپ خانے	۱۵	۱۴	۳۸۶
فلسفہ :			
الحرب (۱)	۱۴	۶	۳۳۶
الحرب (۲)	۱۵	۹	۳۷۷
الحرب (۳)	۱۶ — ۱۷	۱۴	۴۱۹
قبول اسلام	۷	۷	۱۷۳

قطب جنوبی	۶	۱۷	۱۵۹
قطرات اشک	۱۸	۱	۴۵۳
کلاب الحرب (۲)	۱۴	۱۲	۳۴۶
کینڈا میں ہندوستانیوں کی حالت زار	۱	۱۹	۳۵
کواسک	۱۹	۸	۵۱۴
یالی جنگ کی صحیح نتائج	۱۱	۴	۲۵۲
ماہ مقدس اور جماعت ہائے ثلاثہ	۷	۳	۱۷۰
محاصرۂ پیرس کے قریبی آثار	۱۰	۴	۲۲۴
محاصرہ پیرس	۱۱	۱۷	۲۶۹
مدارس اسلامیہ :			
بازگو از نجد و از یاران نجد	۴	۹	۱۰۳
بازگو از نجد و از یاران نجد (دستور العمل ندوۃ العلماء)	۵	۳	۱۳۱
بازگو از نجد و از یاران نجد (ندوہ کا جدید دستور العمل)	۶	۱۵	۱۵۷
بازگو از نجد و از یاران نجد	۱۴	۱۸	۳۵۲
دس مئی کا جلسۂ دہلی	۱	۱۷	۳۳
مذاکرۂ علمیہ :			
بحری سرنگیں	۱۵	۱۶	۳۸۸
تار پیڈو	۱۶ — ۱۷	۲۰	۴۲۸
ریڈیم اور اس کے اثرات	۳	۱۳	۸۳
روح، اس کا مسکن اور حکمائے مادیین	۵	۱۱	۱۲۹
روح، اور اس کا مسکن	۸ — ۹	۱۸	۲۰۲
شراب کا اثر حیوانات پر	۱۰	۱۵	۲۳۹
عالم نباتات اور حیوانات	۱	۱۲	
عالم نباتات اور حیوانات (۲)	۲	۱۱	۵۵
علم النباتات کا ایک جدید صفحہ	۶	۱۲	۱۵۴
علم النباتات کا ایک جدید صفحہ (۲)	۷	۱۲	۱۷۸
مشہور پروفیسر جی۔ سی بوس اور علمائے انگلستان کی قدردانی	۴	۱۴	۱۰۸
مراسلات:			
اپیل برائے وظائف	۲	۱۹	۹۳
اعلان از جانب خدام کعبہ	۲	۱۹	۹۳
الاعتصاب فی الاسلام	۵	۱۸	۱۳۶

پریسیڈنٹ جمہوریہ فرانس	۱۴		۳۴۰
پورٹ سمرتھ (ساحل برطانیہ)	۱۶ — ۱۷		۴۴۰
پیرس سے فوج کا کوچ	۱۸		۴۷۰
تارپیڈو تصویر ۱	۱۶ — ۱۷	۲۰	۴۲۸
تارپیڈو تصویر ۲	۱۶ — ۱۷	۲۰	۴۲۸
تارپیڈو کشتی کا آلہ	۱۱		۲۶۰
تحت البحر کے زیریں حصہ کا ایک منظر	۲۰		۵۵۵
تحت البحر سب میرین کشتیاں	۱۵		۳۸۱
تصادم افواج کا ایک منظر	۱۵		۳۷۳
تصویر نمبر ۳ تارپیڈو کی مشین میں ہوا بھری جا رہی ہے	۱۶ - ۱۷	۲۱	۴۲۹
جاپان کا قوی ترین ڈریڈناٹ ٹرکیو	۱۴		۳۴۱
جاپان کروزر	۱۹		۵۲۴
جارج زیدان (جرجی زیدان)	۱۰	۱۷	۲۴۱
جدید شاہ رومانیا	۱۶ — ۱۷		۴۰۹
جدید عثمانی کارخانہ ہائے صناعی	۳	۱۷	۸۷
جرمن توپ خانہ کا ایک منظر	۱۵		۳۷۳
جرمن سفیر اعظم	۱۴		۳۳۹
جرمن فوج	۱۸		۴۷۲
جرمن قیدیوں کو کلکتہ جیل میں شمار کیا جا رہا ہے	۱۶ — ۱۷		۴۳۸
جرمنی کا اول درجہ کا ڈریڈناٹ جنگی جہاز	۱۳		۲۹۹
جرمن کا پیرس کے پاس موجودہ خط ہجوم (نقشہ)	۱۱	۳	۲۵۱
جرمن کا سب سے زیادہ قوی اور آخری بیٹل شپ	۱۴		۳۲۸
جرمنی کے دار الحکومت برلن کا ایک عمومی منظر	۱۹		۴۷۹
جرمن کے زپلن قسم کا ایک ہوائی جہاز	۱۸		۴۷۳
جزیرۂ ہیگولینڈ	۱۵		۳۸۱
جنرل ٹِنلک	۱۴		۳۳۹
جنرل ڈواری این	۲۰		۵۵۷
جنرل موہو ملیترف	۱۴		۳۲۵
جنرل وان مسولت کے سپہ سالار	۱۰	۱۸	۲۴۲
جنگ کا بحری تماشا گاہ (نقشہ)	۸ — ۹	۱۴	۲۰۵
جنگ یورپ کی ظلمت فساد (نقشہ)	۱۹		۵۲۱

جنگ یورپ میں اسٹریا کا سربراہ	۱۱		۲۵۷
جنگ یورپ میں انگلستان کا سربراہ	۱۱		۲۵۷
جنگ یورپ میں بلجیم کا سربراہ	۱۱		۲۵۷
جنگ یورپ میں جرمنی کا سربراہ	۱۱		۲۵۷
جنگ یورپ میں روس کا سربراہ	۱۱		۲۵۷
جنگ یورپ میں فرانس کا سربراہ	۱۱		۲۵۷
جنگی طیارہ	۱۸		۴۷۳
چار ہزار والنٹیروں کا ایک حصہ جو مشق کر رہا ہے ۔	۱۸		۴۷۶
حادثۂ ایلمۂ بحریہ	۳	۹ تا ۱۱	۷۹-۸۱
حجاج کا پڑاؤ عرفات میں	۱۸		۴۵۸
حرم شریف کا ایک داخلی منظر عام	۱۸		۴۶۰
خدر پور ہاؤس کلکتہ میں جرمن قیدی	۱۸		۴۶۷
خانۂ کعبہ کے غلاف کا مصری محمل	۱۸		۴۶۱
خطرناک مکھی	۳	۱۵	۸۵
داہیہ سیاست بسمارک	۱۱	۱۵	۲۶۷
دروزہ میں اہل البانیہ کا اجتماع	۶	۱۷	۱۵۹
دریائے اوکسس کا پل	۱۹		۵۲۴
دریائے می یوز (نقشہ)	۱۲	۴	۲۸۰
دولت عثمانیہ کا جنگی جہاز (ملت)	۷	۱	۱۶۵
دولت عثمانیہ کا کروزر حمیدیہ	۱۰	۱۰	۲۳۴
دولت عثمانیہ کے کروزر باربروس	۱۰	۱۱	۲۳۵
دولت علیہ کا جہاز	۶	۱	۱۴۱
دولت علیہ کا دوسرا آہن پوش جہاز (سلطان عثمان)	۱۰	۹	۲۳۳
دولت علیہ کا نیا ڈریڈناٹ (رشادیہ)	۱۰	۱۰	۲۳۴
دو مطربہ اور رقاصہ	۴	۱۸	۱۱۲
ڈارجسٹر کے قیدخانہ کا ایک منظر	۲۰		۵۵۷
ڈاکٹر وان بیتھ مین جرمن چانسلر	۱۴		۳۳۹
ڈاکٹر وان بیتھ مین جرمن چانسلر	۱۲	۳	۲۷۹
راجہ صاحب سرمور	۱۸		۴۶۳
زنگون کے جہازران جرمن	۱۶ — ۱۷		۴۳۸

فہرست تصاویر

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
آبنائے ڈور میں انگریزی بیڑے	۱۵		۳۷۳
ارچ ڈیوک فریڈریک	۱۴		۳۳۹
ارمینین کالج کلکتہ کے والنٹیر	۱۸		۴۷۱
استحکامات پیرس کا ایک مجموعی منظر	۱۱	۱۸	۲۷۰
اسٹریا کے بحری بیڑے کا سربراہ	۸-۹	۱۰	۲۰۲
اسٹریا کا اسٹیمر	۱۸		۴۶۷
انٹروپ	۱۸		۴۷۰
ان چار جانباز عورتوں میں سے ایک عورت	۱	۱۹	۳۵
انگلستان کا سب سے زیادہ قوی و اعلیٰ بیٹل شپ	۱۴		۳۳۲
انگلستان کا سب سے زیادہ قوی و اعلیٰ بیٹل شپ	۱۴		۳۲۹
انگلستان کے بحری بیڑے کا سربراہ	۸-۹	۱۰	۲۰۲
انگریزی بیڑے کی ہولناک توپ	۱۱		۲۶۰
انگریزی بفقش مونو پلین	۱۵		۳۸۴
انگریزی عسکری بائی پلین	۱۵		۳۸۴
امیر البحر وان ٹرپتز	۱۰	۱۸	۲۴۲
امیر البحر وان ٹرپتز جرمن وزیر بحر	۱۱		۲۵۸
امیر جزائر فرنچ قنصل کے پنکھا مار رہا ہے	۱۲	۱۰	۲۸۶
ایس۔ ایس ڈپلومنٹ	۱۵		۳۷۵
ایک ٹھیٹ روسی وضع کی ٹرین	۵		۳۵۴
ایک جدید قسم کا فرانسیسی بیٹل شپ	۱۱		۲۵۷
ایک جنگی جہاز کا نقشہ	۲۰		۵۰۵
ایک دوسرا قدیم برطانی جنگی جہاز	۱۲	۱۸	۲۹۴
ایک شوخ چوہا "ایڈن"	۱۵		۳۸۲
ایک فرانسیسی کروزر	۱۱		۲۵۸
ایم سازانوف ناظر خارجیہ روس	۱۴		۳۳۹
ایم سازانوف وزیر خارجیہ روس	۱۲	۳	۲۷۹
بج بج اسٹیشن کے صحن کا ایک منظر عمومی	۱۵	۱	۳۶۵
بج بج کا وہ مقام جہاں جہاز کوماگاٹو کے مسافر اتارے گئے	۱۶-۱۷		۴۰۹

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
بج بج (کلکتہ) کا وہ مقام جہاں حادثہ ہوا	۱۸		۴۶۹
بدبخت بلجیم کی حیات آخریں کی رونق	۱۸		۴۶۸
بحر شمال کا مشہور برطانی کروزر	۱۴		۳۴۱
بحر شمالی (نقشہ)	۱۱		۲۶۰
برطانی تباہ کن ڈسٹرائر	۱۴		۳۴۱
برھا اوئل کمپنی کا ایک تالاب	۱۵		۳۷۵
بلجین سپاہ کا ایک گروہ	۱۶-۱۷		۴۳۹
بلجیم کے دارالسلطنت	۱۵		۳۷۴
بلجیم کا سربراہ)	۱۶-۱۷	۲۶	۴۳۴
بلجیم کی وہ حالت جب متحدہ افواج داخل ہوئی (نقشہ)	۱۱	۷	۲۵۵
بلجیم (کے بحری بیڑے کا سربراہ)	۸-۹	۱۰	۲۰۲
بلجین اجتماع	۱۸		۴۷۰
بلجین فوج کی آخری پناہ گاہ (نقشہ)	۱۵	۱	۳۶۵
بلغراد (پایۂ تخت سرویا)	۱۶-۱۷		۴۴۰
بندرگاہ اسپیٹ ہڈ میں برطانیہ قوار بحریہ کا ایک منظر عمومی	۱۱		۲۵۸
بندرگاہ اسپیٹ ہڈ کے قریب جنگی جہازوں کا ایک عام منظر	۸-۹	۱۳	۲۰۴
بندوق کی نشانہ بازی کے لئے مٹی کے مصنوعی تودے	۱۸		۴۷۵
بہ یک تنویر دو تفتیش	۱۱		۲۶۰
بی۔ آئی کمپنی کا ایک جہاز	۱۸		۴۷۱
بیٹل کروزر کوین میری "	۲۰		۵۵۵
پنی اور پچکاری	۷	۱۳	۱۷۹
پرچم	۴	۱۸	۱۱۲
پرنس وید کو دول یورپ نے جبراً شاہ البانیہ قرار دینا چاہا	۱۶-۱۷		۴۳۷
پرنس برہان الدین	۱۶-۱۷		۴۳۷
پرنس آف ویلز (ولی عہد برطانیہ)	۱۴		۳۴۰
پرنس سعید حلیم پاشا صدر اعظم دولت علیہ عثمانیہ	۱	۱	۱۷

مارشل وان مولٹکے	۱۲	۱۵	۲۹۱
متحدہ افواج کے قیام کے خط (نقشہ)	۱۱	۸	۲۵۶
مختلف الجنس اشیاء میں حیرت انگیز مشابہت	۲	۱۲	۵۶
مدینہ منورہ زاداللہ شرفہا کی آبادی کا ایک منظر عمومی	۱۸		۴۶۲
مدینہ منورہ کا دروازہ باب العنبریہ	۱۸		۴۶۲
مسٹر اسٹوارٹ پارنل	۴	۱۶	۱۱۰
مسٹر ادشی	۴	۱۶	۱۱۰
مسٹر ادشی	۴	۱۶	۱۱۰
مسٹر ایف۔ ای اسمتھ	۱۵	۱۸	۳۷۰
مسٹر چرچل	۱۲	۲۰	۲۹۶
مسٹر چرچل اولین خداوند بحریات برطانیہ	۱۵		۳۸۲
مسٹر شلیک لیٹن	۶	۱۷	۱۵۹
مسجد خضرہ، سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸		۵۶۱
مسجد قبا اور نخلستان حجاز کا ایک عام منظر	۱۸		۴۶۰
مسجد نبوی کا ایک منظر	۱۸		۴۶۲
مسز کار شیر، خون ریز حسن	۸ — ۹	۲۴	۲۰۶
مسز نیلی ہال پولیس کے قبضہ میں	۲	۱۴	۵۸
مسئلہ البانیہ (پرنس وید مع اپنی بیوی بچوں کے)	۶	۱۶	۱۵۸
(دمشق کا ایک اور منظر)	۱۸		۴۷۵
(دمشق کا ایک اور منظر)	۱۸		۴۷۵
مشہور البانی ملت فروش اسد پاشا	۱۶ — ۱۷		۴۳۷
مشہور جہاز کوماکاٹومارو'	۱۸		۴۶۹
مشہور و عظیم برطانی بیٹل شپ	۱۴		۳۴۱
مصری محمل کا مکہ معظمہ میں ورود	۱۸		۵۶۱
مظلوم ہندوستانیوں کی بے بسی کا ایک منظر	۱	۱۹	۳۵
معرکہ	۱۵		۳۸۳
معرکہ ہیسٹنگ	۱۵		۳۸۳
معزز ترین حکمراں عالم	۱۳	۱۶	۳۱۴
مقام ہارسن لین، معزز بلجین سپاہیوں کا پڑاؤ	۱۶—۱۷		۴۳۹
مقتول ایڈیٹر فگارو	۸ — ۹	۲۴	۲۰۶
ملکہ الیزبتھ کے عہد کا ایک جنگی جہاز	۱۲	۱۸	۲۹۴
ملہ کا وہ ستون جس پر راستہ کا نام لکھا ہوتا ہے	۱۵		۳۷۴
منا میں دسویں تاریخ کو حجاج کا دورہ اور قربانی	۱۸		۴۵۹

موجودہ جرمن سرحد کا مشہور جنگی مقام	۱۲	۱	۲۷۷
موجودہ عہد کا بیٹل شپ	۱۳	۱۹	۲۹۵
موسیو الیامنل	۸ — ۹	۲۴	۲۰۶
موسیو لوری	۸ — ۹	۲۴	۲۰۶
موسیو کالمیٹ	۸ — ۹	۲۴	۲۰۶
موسیو کالیو	۸ — ۹	۲۴	۲۰۶
مولانا شبلی نعمانی، فقید العلم	۲۰	۳۸۱	۵۵۹
مہاراجہ اندور	۱۸		۴۶۳
مہاراجہ پٹیالہ	۱۸		۴۶۳
مہاراجہ جودھپور	۱۸		۴۶۳
مہاراجہ ریوا	۱۸		۴۶۳
میدان عرفات اور جبل رحمت	۱۸		۴۵۹
میدان عرفات کی طرف حجاج کا کوچ	۱۸		۴۵۸
میدان قلعہ کلکتہ میں یورپین والنٹیر	۱۸		۴۷۵
میلینیس کی ایک شاہراہ	۱۸		۴۷۰
مینڈک کا کٹا ہوا حصہ	۶	۱۳	۱۵۵
نامور میں بلجین افواج کے اجتماع کا ایک منظر عمومی	۱۵		۳۷۶
نامور میں بلجین افواج کے اجتماع کا ایک دوسرا منظر	۱۵		۳۷۶
نپولین ثالث	۱۱	۱۴	۲۶۶
نجم الدین بک	۴	۱۸	۱۱۲
نصف شب کے وقت ایمڈن کی شعلہ فشانیوں کا ایک منظر	۱۸		۴۷۱
نعرۂ حسن و طبل جنگ	۱۳		۳۰۱
نقشہ	۱۱	۱	۲۴۷
نقشہ	۱۳	۱	۳۰۳
نقشہ جنگ میں یکایک انقلاب	۱۲	۱	۲۷۷
نماز عید حرم محترم کے اندر	۱۸		۴۵۷
نواب صاحب سچین	۱۸		۴۶۳
نہر سوئز کے بعد دوسری عظیم الشان صناعی نہر کیل کا ایک منظر	۱۰	۷ ج	۲۲۷
نہر کیل	۱۴		۳۴۱
نہر کیل میں جرمنی کے قوار بحریہ کی ایک عام نمائش	۱۱		۲۵۸
نیو اسکاٹ لینڈ میں والنٹیروں کا ہجوم	۱۶ — ۱۷		۴۴۰

ودٹن فلس جرمن بوٹ	۱۸		۴۶۷
روس اور جرمنی بالٹک میں (نقشہ)	۱۰	ٹپ	۲۲۶
روس کے بحری بیڑے کا سربراہ	۸ — ۹	۱۰	۲۰۲
روسی فوج کی ایک چوکی کا منظر عمومی	۱۵		۳۷۴
روسی لشکر کی ایک عجیب وغریب فوج	۱۵		۳۷۶
روسی وسائل سفر و ارتحال کا منظر عمومی	۱۵		۳۷۶
ریم کا مشہور عالم گرجا جس کی دیواریں گر چکی ہیں	۱۸		۴۶۸
ریم (واقع فرانس) کی حسین وجمیل آبادی	۱۸		۴۶۸
زار روس	۱۴		۳۴۰

سابق آرک ڈیوک	۸ — ۹	۱۲	۲۰۳
سابق ڈیوک پرنس فرڈی نند ولی عہد	۱۱		۲۵۷
ساحل دریا کا ایک منظر	۱۵		۳۷۵
ساحل مدراس و اطراف کا ایک منظر	۱۸		۴۷۱
سرجان جیلیکو امیر البحر برطانیہ	۱۰	۱۹	۲۴۳
سرجان جیلیکو نائب امیر البحر برطانیہ	۱۱		۲۵۸
سرجان فرنچ	۱۰	۱۹	۲۴۳
سردار تیجا سنگھ	۱	۱۹	۳۵
سرزمین فرانس میں ہندوستانی فوج	۲۰		۵۰۸
سقوط بلجیم	۱۶ — ۱۷	۲	۴۰۶
سمندر کے نیچے مراکب ہلکۂ بحریہ کا استقرار	۱۱		۲۵۹

شاہ اٹلی	۱۴		۳۴۰
شاہ بلجیم	۱۴		۳۴۰
شاہ سرویا	۱۴		۳۴۰
شمالی فرانس میں قتال وجدال کا ایک منظر	۱۵		۳۷۴
شہدائے ادرنہ کی یادگار	۵		۱۱۹
شہنشاہ اسٹریا	۱۴		۳۴۰
شہنشاہ قیصر جرمنی	۱۴		۳۴۰
شہر برطانیہ کا ایک سب سے بڑا بحری نیستان	۱۵		۳۶۱
شپرہ نما ہوائی جہاز	۱۵		۳۸۴

صرف خانۂ کعبہ کی چاردیواری کا ایک خاص منظر	۱۸		۴۵۷
صفا اور مروہ کی پہاڑیاں	۱۸		۴۵۸
صلیب احمر کا شفاخانہ	۱۳	۱۴	۳۱۲
طیارات حربیہ کی ہلاکت افشانی	۱۸		۴۷۴

عمر سری بک	۴	۱۸	۱۱۲

فرانس (کے بحری بیڑے کا سربراہ)	۸ — ۹	۱۰	۲۰۲
فرانس کا ایک جدید ترین جنگی جہاز	۱۲	۱۹	۲۹۵
فرانسیسی توپ خانے کا ایک منظر	۱۶ — ۱۷		۴۳۹
فرانسیسی قنصل شاہ پروشیا کے سامنے	۱۲	۱۰	۲۸۶
فواکہات سے بھری ہوئی گاڑیاں	۲۰		۵۵۷
فیلڈ مارشل سرجان فرنچ	۱۱		۲۵۷
فیلڈ مارشل سرجان فرنچ	۱۴		۳۳۹
فیلنگ شپ : آرن ڈیوک	۸ — ۹	۱۲	۲۰۳

قیصر جرمن میدان جنگ میں	۱۴		۳۳۹
قیصر جرمنی	۸ — ۹	۱۰	۲۰۲
قیصر جرمنی	۱۹		۴۷۹
قیصر جرمنی فوجی لباس میں	۱۲	۱	۲۷۷

کراسن تیل کا آخری تالاب	۱۵		۳۷۵
کراسن تیل کے تالابوں کا ایک منظر	۱۵		۳۷۵
کرنیل روف بے کماندر حمیدیہ	۱۰	۱۲	۲۳۶
کلکتہ لائٹ ہاؤس کے قواعد	۱۸		۴۷۶
کینڈا میں ہندوستانیوں کے رہنے کے مکان	۱	۱۹	۳۵
کواسک (۱)	۱۹	۸	۵۱۲
کواسک (۲)	۱۹	۹	۵۱۳
کواسک (۳)	۱۹	۹	۵۱۳

گرفتاران کوماکاٹو کو حادثہ کے بعد	۱۸		۴۶۹

لارڈ کچنر	۱۵		۳۸۳
لارڈ کچنر	۱۴		۳۳۹
لارڈ ہارڈنگ	۱۲		۲۷۵
لفٹیننٹ (ای۔سی) ہارڈنگ	۱۲	۳	۲۷۹
لندن کا ایک تاریخی اجتماع	۱۶ — ۱۷		۴۳۰
لیڈی ہارڈنگ	۴	۱	۹۵

مارشل مکماہون	۱۲	۱۵	۲۹۱

جلد پنجم

الہلال

یکم جولائی تا ۱۸ر نومبر ۱۹۱۴

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

یونمرکنائل کمپنی کے ملازمین اور افسر	۲۰		۵۵۸
یونمرکنائل کمپنی کے والنٹیر	۲۰		۵۵۸
وادی غیر ذی زرع (مکہ معظمہ) کی آبادی کا ایک منظر عمومی	۱۸		۴۶۰
والی بخارا	۵	۹	۱۲۷
والنٹیروں کا نیا اسکاٹ	۱۸		۴۷۶
وان مولٹک سپہ سالار افواج بریہ جرمنی	۱۱		۲۵۷
وکٹوریہ لوئس نامی ایروپلین	۱۸		۴۷۳
ولیم اول شاہ پروشیا	۱۱	۱۴	۲۶۶
ہز امپریل مجسٹی شاہ برطانیہ و قیصر ہند	۱۴		۳۲۶
ہز امپریل مجسٹی شاہ برطانیہ و قیصر ہند	۱۹		۵۲۲
ہز ہائی نس بیگم صاحبہ بھوپال	۱۸		۴۶۴
ہز ہائی نس ٹھاکر صاحب گنڈال	۱۸		۴۶۵
ہز ہائی نس راجہ نرسنگھ گڑھ	۱۸		۴۶۳
ہز ہائی نس سر سید محمد حامد علی خاں والی ریاست رام پور	۱۸		۴۶۴
ہز ہائی نس گائیکوار بڑودا	۱۸		۴۶۶
ہز ہائی نس مہاراجہ بیکانیر	۱۸		۴۶۶
ہز ہائی نس مہاراجہ چرکھاری	۱۸		۴۶۵
ہز ہائی نس مہاراجہ دتیا	۱۸		۴۶۵
ہز ہائی نس مہاراجہ جموں و کشمیر	۱۸		۴۶۵
ہز ہائی نس مہاراجہ جے پور	۱۸		۴۶۵
ہز ہائی نس مہاراجہ راؤ کوٹا	۱۸		۴۶۵
ہز ہائی نس مہاراجہ گوالیار	۱۸		۴۶۶
ہز ہائی نس مہاراجہ میسور	۱۸		۴۶۶
ہز ہائی نس نظام حیدرآباد	۱۸		۴۶۶
ہز ہائی نس نواب صاحب ٹونک	۱۸		۴۶۵
ہز ایکسلنسی غازی انور پاشا	۱۶ – ۱۷		۴۰۵
ہندوستان کے جرمن قیدی	۱۶ – ۱۷		۴۳۸
ہندوستان کی سکھ پلٹن	۱۹		۵۲۴
ہندوستانی سپاہی کلدار توپوں کے لیے گولیاں بھر رہے ہیں	۲۰		۵۵۶
ہندوستانی فوج کے لیے سامانِ غذا باربرداری کی گاڑیاں	۲۰		۵۵۶
ہندوستانی فوج کی تاریخی درود	۲۰		۵۵۶
ہوائی جنگی جہازوں کا بالائے سمندر ایک منظر	۱۱		۵۵۹
ہوائی ریل	۲	۱۷ – ۱۸	۶۱-۶۲
ہوائی جہازوں پر نیچے سے گولے پھینکنے کے لیے	۱۸		۴۷۴
ہوائی مرکب کا ایک مجموعہ منظر	۱۵		۳۸۴
میسور میں زخمی سپاہی	۱۸		۴۷۰
یہ تصویر امریکہ کے ایک اخبار ڈی کرسچین ہیرالڈ سے نقل کی گئی ہے اس میں نیویارک کے اس مظاہرے کو دکھلایا گیا ہے۔	۱۹		۵۲۱
یہ تصویر نہایت اہم اور دلچسپ ہے اس میں برطانیہ کے ساحل دور کے بحری استحکامات دکھلائے گئے ہیں	۱۹		۵۲۲
یہ جنگ کا ایک نہایت درد انگیز منظر ہے۔	۱۸		۴۷۲

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ٦٤٨

Telegraphic Addres
" Alhilal CALCUTTA "
Telephone, No. 64

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱ کلکتہ: چہارشنبہ ٦ شعبان رجب ١٣٢٢ ہجری جلد ۵

Calcutta: Wednesday, July, 1. 1914.

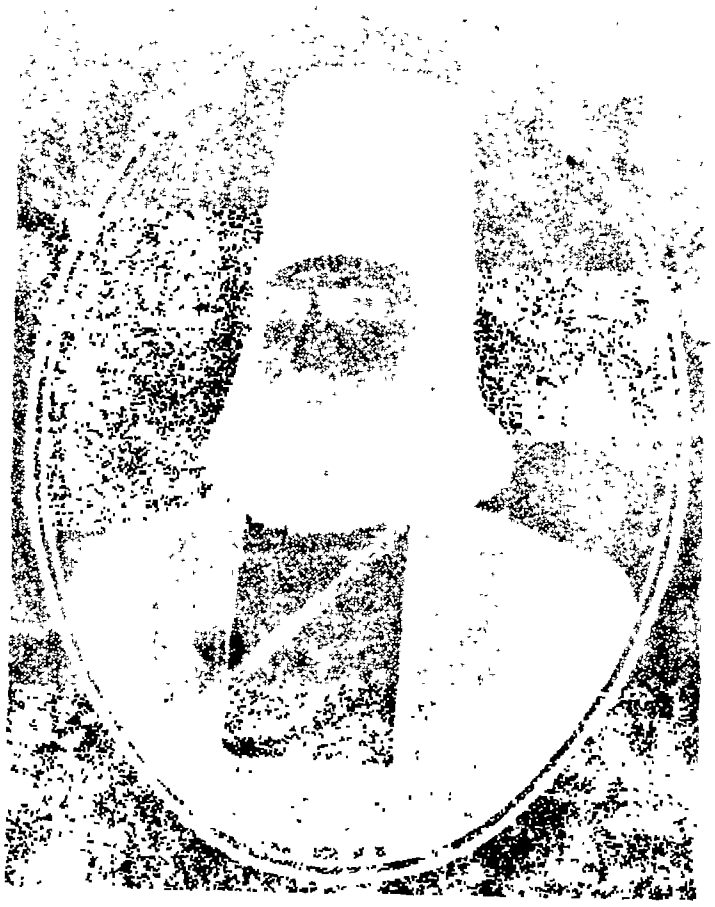

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

14 MC Leod Street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs 8

Half yearly „ 4-12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنّیٰ بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱ کلکتہ چہار شنبہ ۶ شعبان ۱۳۳۲ ہجري جلد ۵

Calcutta : Wednesday, July, 1. 1914.

Said Halim

پرنس سعید حلیم پاشا صدر اعظم دولۂ علیۂ عثمانیہ

جنگي وزارت نے امۃ و حکومت کی عالمگیر ہلاکت و بربادي کے بعد، اپنے حسن تدبیر اور قوت، نظم و ادارہ سے ترقی و اصلاح کا ایک محیر العقول دور شروع کیا ' اور جنگ طرابلس و بلقان کے بعد بھی باب عالي کی قوت کو اس حالت میں قائم رکھا کہ وہ یونان کو ایک نئي بحري جنگ کیلیے تہدید کرسکے -

SEWING MACHINES
KNITTERS
WINDERS
THE ADARSHA KNITTING Co
Importers, Manufacturer's
General Merchant & Commission Agent
CALCUTTA

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاھتي ہے کہ ھندوستان کي مستورات بیکار بیٹھي رھیں اور ملک کي ترقي میں حصہ نہ لیں لھذا یہ کمپني امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے : —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگي جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگي جسمیں گنجي تیار ھوگي جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنـي ھر قسم کے کاتے ھوے اون جو ضروري ھوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتي ہے - کام ختم ھوا - اچھے دام نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ھي بننے کے لیے چیزیں بھي بھیج دي گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ھیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علي چودھري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپني کي چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے -

مس کھم کماري دیوي - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي ھوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماھوار آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتي ھوں -

---

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا ھوں - یہ کمپني اس وجہ سے قائم ھوئي ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپني نہایت اچھي کام کر رھي ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے ماسوا کم قیمتی مشین منگا کر ھر شخص کو مفید ھونے کا موقع دیتي ہے - میں ضرورت سمجھتا ھوں کہ عوام اسکي مدد کریں -

---

چنـد مستند اخبـارات ھنـد کی راے

— * —

بنگالي — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپني نے بنائے ھیں اور جو سودیشي میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ھیں اور بناوٹ بھی اچھي ہے - محنت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزونسے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلي نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپني نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپني کي پوري حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ھوسکتا ہے -

برنچ سول کورٹ روڈ سنگاپور -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

و نادى المنادي بشعارها في جو السماء بين الخافقين: "اشهد ان لا إله الا الله و اشهد ان محمداً عبده و رسوله" صارخاً بالشهادتين!

هذا كان شان الاسلام و المسلمين و الامر على ذلك، حتى عمل الشيطان مكائده عليهم، و القى باسهم بينهم، و افشى فيهم فتنة الشبهات و الشهوات، و زينت لهم التقاليد و العادات و المبتدعات - فدب الفساد الاجتماعى فى جسم الامة، و عم الظلم و الطغيان و الفتنة - و فسد الاخلاق، و ضعف النفوس، و تقاعست الهمم، و نترت العزائم، و طبع القلوب بالتعبد و التذلل، والخضوع والخشوع - حتى لا امر بمعروف و لا نهي عن منكر، و لا تعاون على بر، ولا تناصر على رفع ضر - فتمزق شمل المسلمين، و اضاعو السياسة و الدين، و ردوا الامة اسفل سافلين، فخسروا الدنيا و الاخرة: ذالك هو الخسران المبين (٢٢ : ١١)

اما خسرانهم للدنيا، فان معظم شعوبهم و بلادهم قد استولي عليها الكفرة الفجرة، و ما بقى منها في ايديهم قد اوغلت سلطة الكفر في احشائه، وهي تهدده بسلب دمائه - و اما خسرانهم الاخرة، فبما ابتدع جماهيرهم في الدين، و اتبعوا غير سبيل المسلمين الاولين، فقد وعد الله بنصر الحق و ما هم منصورين، وكتب الغلب لحزبه و ما هم بغالبين، و نراهم قد غلب عليهم الذل، و لله العزة و لرسوله و للمومنين (٦٣ : ٨).

ان دين الله العظيم، و شريعة رسوله الكريم، شانه يعلو عن ان يكون مهباً للاهواء، او مثاراً لاختلاف الاصول و الارا، او الة لسلطان الرؤساء، فهو حنيفية السمحة ليلها كنهارها، و ظاهرها كباطنها - و قال سبحانه و تعالى في كتابه الميمون: ان الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعاً لست منهم في شي، انما امرهم الى الله، ثم ينبئهم بما كانوا يعملون (٦ : ١٥٩)

مضى زمن النبي صلى الله عليه وسلم، و الصحابة رضوان الله عليهم، و اهل الاسلام على غاية من الاستقامة في دينهم - و هم متعاضدون متناصرون، متحابون متعاشرون - و لم يكن للناس من الفراغ ما يخلو فيه مع عقولهم ليبتلوها بالبحث في بيان عقائد هم، و ما كان من اختلاف قليل رد الى السنة و الكتاب: اولائك الذين هداهم الله و اولائك هم اولوالالباب (٢٩ : ١٧)

كان الامر على ذلك، و لكن خلف من بعدهم خلف اضاعو الصلوات و اتبعو الشهوات (١٩ : ٤٠) ففرقوا بين المومنين، و مزقوا شمل المسلمين، و صاروا شيعاً كل شيعة تعادى الاخرى لمخالفتها اياها في المذهب، و مباينتها فيما احدثت من المشرب - يتنابزون و يتلاعنون، و يزعمون في ذلك انهم بحبل الله مستمسكون - فقالوا سني و شيعي، وعربي و عجمي، وهندي وتركي، وهذا خارجي يلعن اميرالمومنين، و هذا شيعي يلعن الخلفاء الراشدين - و السني يكفر الشيعي و يقول انهم الفاسقون، و الشيعي يقتل السني و يقول انهم الكافرون - و الامم الطامعة من ورائهم يقول انكم مسودون و مستعبدون: الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعا، وكل حزب بما لديهم فرحون (٣٠-٣٢) و يحسبون انهم على شي الا انهم هم الخاسرون (٧ : ١٧٧)

* * *

و قد طفق المسلمون يشعرون في هذه الايام بانهم ما فقدوا مجد سلفهم الصالحين، و تلك السعادت التي كانت لابائهم الاولين، الا لانهم لم يهتدوا بالقرآن، و لم ياخذوه بقوة و ايقان - و ان الامة في مرض، و الدول في حرض، فاذا لم تبادر بالعلاج، تم فساد المزاج -

اما ذالك الشعور الطفيف الذي لاح بارقة في آفاق العالم الاسلامي، فان هو الا اعدادا بطئيا للانتقال الى طور اخر مصيره مجهول لعامتهم، و مرتاب فيه عند خاصتهم، لا يدرون ايكون ذلك دواء ناجعا تعقبه السعادة و الهناء، ام داء عضال ينتهى الى موت زوام؟ فمنهم اليائس يزيد فى الافساد، و منهم الراجي يدعو الى سبيل الرشاد - يستوى في ذلك جميع البلاد الاسلاميه، حرة كانت او مستعمرة، محتلة كانت او مستقله -

و اما اهل الرجاء (و نحن منهم) فانهم يعرفون ما يحتج به اهل الياس و لا ينكرونه و لهم نظر اخر ابعد، و راى اسد و ارشد، يويدونه بايات الكتاب المجيد - و يستدلون عليه بوعد الله العليم الشهيد: و هو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا و ينشر رحمته و هو الولي الحميد (٤٢ : ٢٨)

فهذه الدعوة الاصلاحية القرانية التى دعانا اليها المصلحون المرشدون، و هى التي يدعو اليها "الهلال" من اول نشوه و لو كرها الجامدون الجاهلون، و المتفرنجون المفسدون -

و قد بلغ الهلال الثالثة من عمره في هذا الشهر و هو دائب على صادق الخدمة، التي يعتقد بها فلاح الملة و نجاح الامة - متبعاً سنن الحق بعلمه و ايقانه بان الحق احق ان يتبع، و ان ينصت له و يستمع - والباطل اجدر بالدثور، و اقتلاع الجذور: والله ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور (٢ : ٢٥٧)

اللهم انقذنى من عالم الشقاء، و اجعلنى من اخوان الصفاء، و اصحاب الوفاء، و سكان السماء، مع الصديقين و الشهداء، انت الله الذي لا اله الا انت فاطر الاشياء، و نور الارض و السماء، امنحني فيضا من العلوم الالاهيه، و هذب نفسي بانوار الحكمة النبوية! و ارني الحق حقا و الهمني اتباعه، و ارني الباطل باطلا و احرمني اعتقاده!!

اللهم ايد دينك القويم بالعلماء العاملين، و اكشف ببركتهم جهل الجاهلين، و ارفع بجميل سعيهم غفلة الغافلين. وهب لمرشديها وجداناً صادقاً، و علما نافعا، و قلبا صافيا، و لسانا بالحق ناطقا - يجاهدون في سبيل الله و لا يخافون لومة لائم! انك انت السميع مجيب - و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين - و العاقبة للمتقين.

بسم الله الرحمن الرحيم

فاتحة السنة الثالثة

المجلد الخامس

الحمد لله الذى رضي لنا الاسلام دينا و نصب لنا الدلالة على صحته برهانا مبينا - و وعد من قام باحكامه و حفظ حدوده اجراً حسيما - و ذخر لمن و افاه به ثواباً جزيلاً و فوزاً عظيما - و فرض علينا الانقياد له و لاحكامه - و التمسك بدعائمه و اركانه - والاعتصام بعراه و اسبابه - فهو دينه الذى ارتضاه لنفسه ' و لانبيائه و رسله ' و ملائكة قدسه ' و لجميع مخلوقاته ' فبه اهتدى المهتدون - و اليه دعا الانبياء و المرسلون : افغير دين الله يبغون ؟ و له اسلم من فى السماوات و الارض طوعا و كرها و اليه ترجعون (۳ : ۸۳) فلا يقبل من احد دينا سواه من الاولين و الاخرين : و من يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الاخرة من الخاسرين (۳ : ۸۵) و حكم سبحانه بانه احسن الاديان و لا احسن من حكمه و لا اصدق منه قيلا : و من احسن دينا ممن اسلم وجهه لله و هو محسن و اتبع ملة ابراهيم حنيفا و اتخذ الله ابراهيم خليلا (۴ : ۱۲۵) -

فسبحان من جعل دين الاسلام عصمة لمن لجاء اليه - و جنة لمن استمسک به و عض بالنواجذ عليه - فهو حرمه الذى من دخله كان من الامنين - و حصنه الذي من لاذ اليه كان من الفائزين - و من انقطع دونه كان من الهالكين : فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسه ' و من ضل فقل انما انا من المنذرين (۲۷ : ۹۵) .

و اشهد ان لا إله الا الله وحده لا شريك له ' شهادة اشهد بها مع الشاهدين - و اتحملها عن الجاحدين !

و اشهد ان محمدا عبده المصطفى ' و نبيه المرتضى ' و رسوله الصادق المصدوق الذي لا ينطق عن الهوى ؛ ان هو الا وحي يوحى (۵۳ : ۴) ارسله كافة للناس بشيرا و نذيرا ' و داعياً الى الله باذنه و سراجاً منيرا (۳۳ : ۴۶) فهدى به من الضلالة ' و بصر به من العمى ' و ارشد به من الغي ' و فتح به اعيناً عميا ' و اذاناً صما ' و قلوباً غلفا - فبلغ الرسالة ' و ادى الامانة ' و نصح الامة ' و جاهد في الله حق جهاده ' و عبد ربه حتى اتاه اليقين - فصلى الله عليه و على آله الطيبين الطاهرين - و اصحابه المهتدين - و اتباعه الصادقين - و علمائه العاملين - و جميع الشهداء و الاولياء و الصالحين - صلوة و سلاماً دائمة بدوام السماوات و الارضين !!

* * *

(و بعد) فان الله جل ثناءه ' و تقدست اسماءه ' بعث محمداً صلى الله عليه و سلم على فترة من الرسل ' و طموس من السبل - و استوجب اهل الارض ان يحل بهم العقاب - و نظر الله سبحانه اليهم ' فمقتهم عربهم و عجمهم الا بقايا من اهل الكتاب (۱) و استند كل امة الى ظلم ارائهم ' و حكموا على الله باباطيلهم و اهوائهم - و ظهر الفساد في البر و البحر بما كسبت ايدي الناس (۳۰ : ۴۱) - من جميع الشعوب و الاجناس - و ملاءت الارض بشرك المشركين ' و ضلالة المضلين ' و ظلم الظالمين ' و هداية الضالين ' و قيادة الغارين ' و سياسة المستبدين - و اصبحت الدماء مسفوكة ' و الاعراض مهتوكة ' و القوى منهوكة ' و الاموال مسلوبة و منهوبة - والعدل ممقوتاً و العدوان مرموقا - حتى انت الارض من جور الظالمين - و استغاثت السماء من طغيان الكافرين - و سمع رب العزة انين المظلومين و بكاء الباكين : و اوحي اليهم ربهم لنهلكن الظالمين (۱۴ : ۱۳)

ففلق الله سبحانه بمحمد (صلى الله عليه وسلم) صبح الايمان - و طلع شمس الهداية من مشرق العرفان - و ملاء الافاق نوراً و ابتهاجا - و دخل الناس في دين الله افواجا - انزل عليه كتابا ' احتج على صحة العقائد في الانفس و الافاق - و بين فوائد ما دعا اليه من العبادة و مكارم الاخلاق - و اشار الى مصالح الناس فيما شرعه من الاحكام و السنن - و نبه على مفاسد ما حرمه عليهم من المنكرات و الفواحش ظهر منها و ما بطن - و جعل النظر و الفكر اساس الدين - و قضى على الوثنية التي اذلت البشر و استعبدتهم الملوك المستبدين ' و رؤساء الروحانيين ' و امراء الظالمين - و قرر حرية الوجدان و الاجتهاد - في جميع الاعمال و الاعتقاد - و جاء بالبينات و الهدى - فنهى عن التقليد و اتباع الهوى - و عظم شان الفكر و العقل ' و جعله هو المخاطب بفهم النقل - فامتاز دينه على سائر الاديان ' و بطلت دعوة الشيطان ' و تلاشت عبدة الاوثان ' و ذل المثلثة عباد الصلبان ' . و تقطعت الامة الظالمة في الارض كقطع السراب في القيعان - حتى ارتفع دين الله غاية الارتفاع و الاعتلاء ' بحيث صار اصلها ثابت و فرعها في السماء (۱۴ : ۲۴)

---

(۱) الحديث خرجه مسلم عن عياض بن حمار -

الهلال

۶ - شعبــان - ۱۳۳۲ هجري

خطبــات و مواعـــظ

(۱)

ان الحـــكم الا للـــه

ان الحكم الا لله (۱۲: ۴۰) فالحكم لله العلي الكبير!
افحكم الجاهلية يبغون ؟ (۴۰ : ۱۲)
ومن احسن من الله رهو خير الحـاكمين
حكمــا لقـوم يومنـون (۱۳ : ۱۰۹)
(۵ : ۵۳) الا له الحكم ' و هو
و له الحكم واليه ترجعون ! اسرع الحـــاسبين !
(۲۸ : ۷۰) (۶ : ۶۲)

لوگ دنیا میں سیکڑوں قوتوں کے محکوم هیں - ماں باپ کے محکوم هیں ' دوست و احباب کے محکوم هیں ' استاد اور مرشد کے محکوم هیں ' امیروں ' حاکموں اور پادشاهوں کے محکوم هیں ' اگرچہ وہ دنیا میں بغیر کسي زنجیر اور بیڑي کے آے تے مگر دنیا نے انکے پانوں میں بہت سي بیڑیاں ڈال دي هیں

لیکن مومن و مسلم هستي وہ هے جو صرف ایک هي کی محکوم هے - اسکے گلے میں محکومي کي ایک بوجهل زنجیر ضرور هے پر مختلف سمتوں میں کهینچنے والي بہت سي هلکي زنجیریں نہیں هیں - وہ ماں باپ کي اطاعت اور فرماں برداري کرتا هے ' کیونکہ اسکے ایک هي حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا هے - وہ دوستوں سے محبت رکھتا هے ' کیونکہ اُسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھہ سچے برتاؤ کي تلقین کي گئي هے - وہ اپنے سے هر بزرگ اور هر بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا هے ' کیونکہ اسکے ادب آموز حقیقی نے اسے ایسا هي بتلایا هے - وہ پادشاهوں اور حاکموں کا حکم بهي مانتا هے ' کیونکہ حاکموں کے ایسے حکموں کے ماننے سے اُسے نہیں روکا گیا هے جو اسکے حاکم حقیقي کے حکموں کے خلاف نهوں - وہ دنیا کے ایسے پادشاهوں کي اطاعت بهی کرتا هے جو اسکي آسماني پادشاهت کي اطاعت کرتے هیں کیونکہ اسے تعلیم دي گئي هے کہ وہ همیشہ ایسا هي کرے - لیکن یہ سب کچھہ جو وہ کرتا هے ' تو اسلیے نہیں کرتا کہ ان سب کے اندر کوئي حکم ملنتا اور انکو جهکنے کي جگہ سمجهتا هے ' بلکہ صرف اسلیے کہ طاعت ایک هي کیلیے هے ' اور حکم صرف ایک هي کا هے - جب اُس ایک هي حکم دینے والے نے ان سب باتونکا حکم دیدیا ' تو ضرور هے کہ خدا کیلیے اِن سب بندوں کو بهي مانا جاے ' اور الله کي اطاعت کي خاطر وہ اسکے بندوں کا بهي مطیع هوجاے !

* * *

پس فی الحقیقت دنیا میں هر انسان کیلیے بے شمار حاکم اور بہت سي جهکا نے والي قوتیں هیں - لیکن مومن کیلیے صرف ایک هي هے - اسکے سوا کوئي نہیں - وہ صرف اسی کے آگے جهکتا هے ' اور صرف اُسي کو مانتا هے - اسکي اطاعت کا حق ایک هی کو هے ' اسکي پیشاني کے جهکنے کي چوکهٹ ایک هي هے ' اور اسکے دل کي خریداري کیلیے بهي ایک هي خریدار هے - وہ اگر دنیا میں کسي دوسري هستي کي اطاعت کرتا بهي هے تو صرف اُسي ایک کیلیے ' اسلیے اسکي بہت سي اطاعتیں بهي اُس ایک هي اطاعت میں شامل هو جاتي هیں :

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
هرجا کنیم سجدہ بــدان آستاں رسـد !

حضرت یوسف (علیہ السلام) نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کیا پوچها تها ؟

ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد لقهار ؟ (۱۲ : ۳۹)	بہت سے معبود بنالینا بہتر هے یا ایک هي قہار و مقتدر خدا کو پوجنا ؟

یهي وہ خلاصۂ ایمان و اسلام هے ' جسکي هر مومن و مسلم کو قران کریم نے تعلیم دي هے کہ :

ان الحکم الا لله ' امر الا تعـبـد الا ایاہ !	" تمام جہان میں الله کے سوا کوئي نہیں جسکی حکومت هو - اس نے همیں حکم دیا هے کہ اسکے سوا اور کبهی کو نہ پوجیں اور نہ کسي کو اپنا معبود بنائیں "

یهي " دین قیم " هے جسکي پیروي کا حکم دیا گیا :

دالك الدین القیم ' و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۲۲ : ۴۰)

* * *

حدیث صحیح هے کہ فرمایا :

لا طاعۃ لمخلـــوق في معصیـۃ الخــالـق ! (بخاري و مسلم)	جس بات کے ماننے میں خدا کي نافرماني هو ' اسمیں کسي بندے کي فرماں برداري نہ کرو !

اسلام نے یہ کہکر فی الحقیقت ان تمام ما سوی الله اطاعتوں اور فرماں برداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد و حر کامل کردیا ' جنکي بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پانوں بوجهل هو رهے تهے ' اور اس ایک هي جملہ میں انساني اطاعت اور پیروي کي حقیقت اس وسعت اور احاطہ کے ساتھہ سمجها دي کہ اسکے بعد اور کچھہ باقي نہ رها - یهي هے جو اسلامي زندگي کا دستور العمل هے ' اور یهي هے جو مومن کے تمام اعمال و اعتقادات کي ایک مکمل تصویر هے - اس تعلیم الهي نے بتلادیا هے کہ جتني اطاعتیں ' جتني فرماں برداریاں ' جتني وفا داریاں ' اور جسقدر بهي تسلیم و اعتراف هے ' صرف اُسي وقت تک کیلیے هے ' جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی بات نہ جاتي هو ' اور دنیا والوں کے وفادار بندے بنے سے خدا کی حکومت کے آگے بغاوت نہ هوتي هو - لیکن اگر کبهي ایسي صورت پیش آجاے کہ الله اور اسکے بندوں کے احکام میں مقابلہ آ پڑے ' تو پهر تمام طاعتوں کا خاتمہ ' تمام عهدوں اور شرطوں کي شکست ' تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع ' اور تمام دوستیوں اور محبتوں کا اختتام هے - اس وقت نہ تو حاکم حاکم هے نہ پادشاہ پادشاہ ' نہ باپ باپ هے نہ بهائي بهائي - سب کے آگے تمرد ' سب کے ساتھہ انکار سب کے سامنے سرکشي ' سب کے ساتھہ بغاوت - پہلے جسقدر نرمی تهي ' اتني هی اب سختي چاهیے ! پہلے جسقدر اعتراف تها اتنا هي اب تمرد چاهیے - پہلے جسقدر فرماں برداري تهي ' اتني هي اب نافرماني مطلوب هے - پہلے جسقدر جهکاؤ تها ' اتنا هي اب غرور هو - کیونکہ رشتے کٹ گئے اور عهد توڑ ڈالے گئے - رشتہ در اصل ایک هي تها اور یہ سب رشتے اسي ایک رشتے کی خاطر تهے - حکم ایک هي کا تها ' اور یہ سب اطاعتیں اُسي ایک کی اطاعت کیلیے تهیں - جب

ادبیات

آثار علمیہ خطیبہ

مرزا غالب مرحوم کی ایک غیر مطبوعہ غزل (۱)

ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں * میں دشتِ غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں
ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو * گہ نالۂ کشیدہ گہ اشکِ چکیدہ ہوں
جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن * از بسکہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں
نے سبحہ سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ * میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں
ہوں خاکسار پر نہ کسی سے ہے مجھکو لاگ * نے دانۂ فتادہ ہوں نے دامِ چیدہ ہوں
جو چاہتے نہیں وہ میری قدر و منزلت * میں یوسفِ بقیمتِ اول خریدہ ہوں
ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ * ہوں میں کلامِ نغز ولے ناشنیدہ ہوں
اہلِ ورع کے حلقہ میں ہرچند ہوں ذلیل * پر عاصیوں کے زمرہ میں میں برگزیدہ ہوں
پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح (اسد)
ڈرتا ہوں آئینہ سے کہ مردم گزیدہ ہوں

……

التجاے پروانہ

وہ زمانہ بھی ہے تجھکو یاد، اے شمع حرم؟ * نور کے سایہ میں تیرے جبکہ آسودہ تھے ہم؟
اب مگر تجھہ میں نہیں ہے وہ گدار سیل نم؟ * یا ہمیں میں درد آسا آگئی ہے خوے رم؟
دیدۂ خونناب کی وہ دجلہ باری کیا ہوئی؟
کیا ہوئی راتوں کی میری آہ و زاری کیا ہوئی
تو وہی ہے، اور ترے شعلہ کی رعنائی وہی * عارض روشن کی تیری محفل آرائی وہی
تیرے جلوہ میں نہاں ہے سوز فرمائی وہی * ذرہ افزائی وہی حسن تپش زائی وہی
در خور آہنگ سوزش بال پروانہ نہیں
ورنہ یہ تیری ضیا تو اب بھی بیگانہ نہیں
ہاے وہ دن، جب ترا شعلہ ادہر تھا برق کوش * اور ادہر تھا وقف سوزش خرمن صد صبر و ہوش
طور پرور تھا ادہر گر جلوۂ خورشید جوش * رشک موسیٰ تھا ادہر ہر ذرۂ آئینہ پوش
وہ ہجوم نازکی ہر لحظ جلوہ تازیاں!
اور وہ انبوہ نیاز عشق کی جانبازیاں!
سینہ جوشش گاہ سیل وسعت آمال تھا * ولولوں کی موج سے ہر قلب مالا مال تھا
یہ سکون نکہت و ذلت جو دور از حال تھا * کارگاہ صد تپش آسودہ زیر بال تھا
شور نغمہ سے غرض معمور تھا ہستی کا ساز
دل مثال آئینہ تھا گریہ بردار گداز

* * *

تجھکو کیا، اک ہم نہیں تو اور پروانے بہت * حسن تیرا چاہیے، مجھہ سے ہیں دیوانے بہت
لطف ساقی ہو تو ساغر اور پیمانے بہت * پردہ داری ہو ترے شب کی تو افسانے بہت
ہر پتنگے میں کہاں لیکن وہ شعلہ باریاں؟
خاک میں اب بھی لگن کے ہونگی کچھہ چنگاریاں!

(نیاز فتحپوری)

---

(۱) اسکی اصلی سرخی "آثار ادبیۂ خطیبہ" ہے لیکن اسکا بلاک اس وقت طیار نہ تھا - آثار علمیۂ خطیبہ کا دیدیا گیا -

۲۰ . L/12c70

ہمارے اسلاف کرام کی یہ تعریف کي گئي تھی کہ :

اشداء علي الكفار ، کافروں کے لیے نہایت سخت ہیں پر آپسمیں
رحماء بینھم ! نہایت رحم والے اور مہربان !

پر ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوا دیں ، اور دنیا کی مغضوب قوموں کی تمام برائیاں سیکھہ لیں - ہم اپنوں کے آگے سرکش ہوگئے اور غیروں کے سامنے ذلت سے جھکنے لگے - ہم نے اپنے پروردگار کے آگے دست سوال نہیں بڑھایا لیکن بندوں کے دسترخوان کے گرے ہوے ٹکڑے چننے لگے - ہم نے شہنشاہ ارض و سما کی خداوندي سے نافرمانی کی مگر زمین کے چند جزیروں کے مالکوں کو اپنا خداوند سمجھہ لیا - ہم پورے دن میں ایک بار بھي خدا کا نام ہیبت اور خوف کے ساتھہ نہیں لیتے ، پر سیکڑوں مرتبہ اپنے غیر مسلم حاکموں کے تصور سے لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں !

یا ایها الانسان ما غرک بربک الکریم ، الذي خلقک فسواک فعدلک ، في اي صورة ما شاء رکبک ، کلا ، بل تکذبون بالدین ، و ان علیکم لحفظین ، کراماً کاتبین ، یعلمون ما تفعلون - ان الابرار لفي نعیم ، و ان الفجار لفي جحیم ، یصلونها یوم الدین ، و ما هم عنها بغائبین ، و ما ادراک ما یوم الدین ؟ ثم ما ادراک ما یوم الدین ؟ یوم لا تملک نفس لنفس شیئاً ، و الامر یومئذ لله ! (۸۲ : ۶)

اے سرکش انسان ! کس چیز نے تجھے اپنے مہربان اور محبت کرنے والے پروردگار کي جناب میں گستاخ کر دیا ہے ؟ وہ کہ اس نے تجھے پیدا کیا ، تیري ساخت درست کي ، تیري خلقت کو اعتدال بخشا ، اور جس صورت میں چاہا تیري شکل کي ترکیب کي ، پھر یہ کس کي وفاداري ہے جس نے تجھے اس سے باغي بنا دیا ہے ؟ نہیں ، اصل یہ ہے کہ تمھیں اسکي حکومت کا یقین ہي نہیں ، حالانکہ تم پر اسکي طرف سے ایسے بزرگ نگرانکار متعین ہیں ، جو تمھارے اعمال کا ہر آن احتساب کرتے رہتے ہیں ، اور تمھارا کوئي فعل بھی انکي نظر سے مخفي نہیں - یاد رکھو کہ ہم نے ناکامي اور کامیابي کي ایک تقسیم کردي ہے - خدا کے اطاعت گذار بندے عزت و مراد اور تنعم و کامراني کے عیش و نشاط میں رہینگے ، اور بدکار و نا فرمان خدا کي پادشاہي کے دن نامرادي و ہلاکت کے عذاب میں مبتلا ہونگے ، جس سے کبھي نکل نہ سکیں گے - یہ خدا کي پادشاہي کا دن کیا ہے ؟ وہ دن جسمیں کوئي کسي کے لیے کچھہ نہ کر سکے گا اور صرف خدا ہي کي اس دن حکومت ہوگي !

اس سے پہلے کہ خدا کي پادشاہي کا دن نزدیک آے ، کیا بہتر نہیں کہ اسکے لیے ہم اپنے تئیں طیار کرلیں ؟ تاکہ جب اس کا مقدس دن آے تو ہم یہ کہکر نکال نہ دیے جائیں کہ تم نے غیروں کی حکومت کے آگے خدا کي حکومت کو بھلا دیا تھا ، جاؤ کہ آج خدا کي پادشاہت میں بھي تم بالکل بھلا دیے گئے ہو ! لا بشری یومئذ للمجرمین :

و قیل الیوم ننساکم کما نسیتم لقاء یومکم هذا ، و ماواکم النار و ما لکم من ناصرین - ذالکم بانکم اتخذتم آیات الله هزواً و غرتکم الحیاة الدنیا ، فالیوم لا یخرجون منها و لا هم یستعتبون ! (۴۵ : ۳۳)

اور اس وقت ان سب سے کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے اس دن کي حکومت الہي کو بھلا دیا تھا ، آج ہم بھي تم کو بھلا دینگے - تمھارا ٹھکانا آگ کے شعلے ہیں اور کوئي نہیں جو تمھارا مددگار ہو - یہ اس کي سزا ہے کہ تم نے خدا کي آیتوں کي ہنسي اڑائي ، اور دنیا کي زندگي اور اسکے کاموں نے تمھیں دھوکے میں ڈالے رکھا - پس آج نہ تو عذاب سے تم نکالے جاؤگے ، اور نہ ہي تمھیں اسکا موقع ملے گا کہ توبہ و استغفار کرکے خدا کو منا لو - کیونکہ اسکا وقت تم نے کھو دیا !

* * *

آج خدا کي حکومت اور انساني پادشاہتوں میں ایک سخت جنگ برپا ہے - شیطان کا تخت زمین کے سب سے بڑے حصے پر بچھا دیا گیا ہے - اسکے گھرانے کي وراثت اسکے پوجنے والوں میں تقسیم کردي گئي ہے ، اور " دجال " کي فوج ہر طرف پھیل گئي ہے - یہ شیطاني پادشاہتیں چاہتي ہیں کہ خدا کي حکومت کو نیست و نابود کر دیں - انکي دہنی جانب دنیوي لذتوں اور عزتوں کي ایک ساحرانہ جنت ہے ، اور بائیں جانب جسمانی تکلیفوں اور عقوبتوں کي ایک دکھائي دینے والي جہنم بھڑک رہی ہے - جو فرزند آدم خدا کي پادشاہت سے انکار کرتا ہے ، یہ دجال کفر و ظلمت اسپر اپني جادو کي جنت کا دروازہ کھولدیتے ہیں کہ حق پرستوں کي نظر میں في الحقیقت خدا کي لعنت اور پھٹکار کي جہنم ہے : لابثین فیها احقاباً لا یذوقون فیها برداً و لا شراباً (۲۳ : ۷۸) اور جو خدا کي پادشاہت کا اقرار کرتے ہیں ، انکو اپني ابلیسي عقوبتوں اور جسماني سزاؤں کی جہنم میں دھکیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ : حرقوہ و انصروا آلھتکم (۶۸ : ۲۱) مگر في الحقیقت سچائي کے عاشقوں اور راست بازي کے پرستاروں کیلیے وہ جہنم جہنم نہیں ہے - لذتوں اور راحتوں کي ایک جنة النعیم ہے ، کیونکہ انکے لسان ایمان و ایقان کي صدا یہ ہے کہ :

فاقض ما انت قاض ! انما تقضي هذه الحیاة الدنیا ! انا امنا بربنا لیغفرلنا خطایانا (۷۵ : ۲۰)

اے دنیوي سزاؤں کي طاقت پر مغرور ہونے والے پادشاہ ! تو جو کچھہ کرنے والا ہے کر گذر ! تو صرف دنیا کی اس زندگي اور گوشت اور خون کے جسم ہي پر حکم چلا سکتا ہے - پس چلا دیکھہ ! ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے ہیں تاکہ ہماري خطاؤں کو معاف کرے - تیري دنیاوي سزائیں ہمیں اس کي راہ سے باز نہیں رکھہ سکتیں !

جبکہ یہ سب کچھہ ہورہا ہے ، اور زمین کے ایک خاص ٹکڑے ہي میں نہیں بلکہ اسکے ہر گوشے میں آج یہي مقابلہ جاري ہے ، تو بتلاؤ ، پرستاران دین حنیفي ان دجاجلۂ کفر و شیطنت اور اس حکومت و امر الہي میں سے کس کا ساتھہ دینگے ؟ کیا ان کو اس آگ کے شعلوں کا ڈر ہے جو دجال کي حکومت اپنے ساتھہ ساتھہ سلگاتي آتي ہے ؟ لیکن کیا انکو معلوم نہیں کہ انکا مورث اعلی کون تھا ؟ دین حنیف کے اولین داعي نے بابل کي ایک ایسي ہي سرکش حکومت کے مقابلے میں خدا کي حکومت کو ترجیح دي ، اور اسے آگ میں ڈالنے کیلیے شعلے بھڑکاے گئے ، پر اسکي نظر میں ہلاکت کے وہ شعلے گلزار بہشت کے شگفتہ پھول تھے : قلنا یا نار کوني برداً و سلاماً علی ابراهیم ! (۲۱ - ۶۹)

کیا انکے دلمیں دنیوي لذتوں اور عزتوں کي اس جھوٹي جنت کي طمع پیدا ہوگئی ہے جسکے فریب باطل سے یہ جنود شیطاني انساني روح کو فتنہ میں ڈالنا چاہتي ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کیا انہیں خبر نہیں کہ مصر کا پادشاہ حکومت الہي کا منکر ہوکر اپني عظیم الشان کاڑیوں اور بڑي بڑي نہروں سے اور اس ملک سے جس پر اسے " رب اعلی " ہونے کا گھمنڈ تھا ، کتنے دن متمتع ہوسکا ؟

ان فرعون علا في الارض و جعل اهلها شیعاً یستضعف طائفة منهم یذبح ابناءهم و یستحي نساءهم ، انه کان من

فرعون ارض مصر میں بہت ہي بڑھہ چڑھہ نکلا تھا - اس نے ملک کے باشندوں میں تفریق کرکے الگ الگ گروہ قرار دے رکھے تھے - ان میں سے ایک گروہ بني اسرائیل کو اسقدر کمزور اور بے بس

إنکے ماننے میں اُس سے انکار' اور إنکي وفاداري میں اُس سے بغاوت ہونے لگي' تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا' اُسي کي تلوار نے کاٹ بھي دیا' اور جسکے ھاتھہ نے ملایا تھا' اسي کے ھاتھہ نے الگ بھي کر دیا کہ لا طاعة لمخلوق في معصیة الخالق !

سرور کائنات اور سید المرسلین (صلعم) سے بڑھکر مسلمانوں کا کون آقا ھوسکتا ہے؟ لیکن خود اُس نے بھي جب عقبہ میں انصار سے بیعت لي' تو فرمایا کہ والطاعة في معروف (١) میري اطاعت تم پر اُسي وقت تک کیلیے واجب ہے' جب تک کہ میں تم کو نیکي کا حکم دوں - جب اس شہنشاہ کونین کي اطاعت مسلمانوں پر نیکي و معروف کے ساتھہ مشروط ہے تو پھر دنیا میں کون پادشاہ' کونسي حکومت' کون سے پیشوا' کون سے رھنما' اور کونسي قوتیں ایسي ہوسکتي ہیں، جنکي اطاعت ظلم و عدوان کے بعد بھي ھمارے لیے باقي رہے؟

آدم کي اولاد دو کي محکوم نہیں ھوسکتي - وہ ایک سے ملیگي' دوسرے کو چھوڑیگي - ایک سے جوڑیگي' دوسرے سے کٹیگي - پھر خدا را مجھے بتلاؤ کہ ایک مومن کس کو چھوڑیگا اور کس سے ملیگا؟ ایک ملک کے دو پادشاہ نہیں ھوسکتے - ایک باقي رھیگا - ایک کو چھوڑنا پڑیگا - پھر مجھے بتلاؤ کہ مومن کي اقلیم دل کس کي پادشاہت قبول کریگي؟ کیا وہ اس سے ملیگا جسکي حالت یہ ہے کہ:

و یقطعون ما امر اللہ بہ	خدا نے جسکو جوڑنے اور ملانے کا حکم
ان یوصل؟ (٢ : ٢٥)	دیا ہے وہ اُسے توڑتے اور جدا کرتے ھیں!

کیا اُسکي پادشاہت قبول کریگا جسکي حالت کي تصویر یہ ہے؟

و یفسدون في الارض'	وہ دنیا میں فتنہ و فساد پھیلاتے ھیں
اولائک ھم الخاسرون !	اور انجام کار رھي ناکام و نامراد
(٢ : ٢٥)	رھینگے !

اور کیا اُسکي پادشاہت سے گردن موڑ لیگا جو پکارتا ہے کہ:

یا ایھا الانسان ! ما غرک	اے غافل انسان ! کیا ہے جسکے گھمنڈ
بربک الکریم ! (٨٢ : ٦)	نے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنے والے
	آقا سے سرکش بنا دیا ہے؟

مگر آہ' یہ کیسے ھوسکتا ہے؟

کیف تکفرون باللہ وکنتم	تم اُس شہنشاہ حقیقي کي حکومت
امواتا' فاحیاکم' ثم	سے کیونکر انکار کروگے جس نے تمھیں
یمیتکم' ثم یحییکم' ثم	اُس وقت زندہ کیا جبکہ تم مردہ تھے -
الیہ ترجعون ! (٢ : ٢)	وہ تم پر پھر موت طاري کریگا - اسکے

بعد دوبارہ زندگي بخشے گا' پھر تم سب اُسي کے پاس بلا لیے جاؤ گے !

دنیا اور اسکي پادشاہیاں فاني ھیں - انکے جبروت و جلال کو ایک دن مٹنا ہے - خداے منتقم و قہار کے بھیجے ھوے فرشتہ ھاے عذاب انقلاب و تغیرات کے حربے لیکر اُترنے والے ھیں - اُنکے قلعے مسمار ھوجائینگے - انکي تلواریں کند ھوجائینگي' انکي فوجیں ھلاک ھونگي' انکي توپیں انکو پناہ نہ دینگي - انکے خزانے انکے کام نہ آئینگے - انکي طاقتیں نیست و نابود کردي جائینگي - انکا تاج غرور انکے سر سے اُتر جائیگا - انکا تخت جلال و عظمت واژگون نظر آئیگا :

ویوم تشقق السماء بالغمام	اور جس دن آسمان ایک بادل کے ٹکڑے
و نزل الملائکة تنزیلا -	پر سے پھٹ جائیگا' اور اس بادل کے
الملک یومئذ للرحمن	اندر سے فرشتے جوق جوق اُتارے جائینگے -
و کان یوما على الکافرین	اس دن کسي کي پادشاہت باقي
عسیرا (٢٥ : ٢٨)	نہ رھیگي - صرف خداے رحمن ھي

کي حکومت ھوگي' اور یاد رکھو کہ وہ دن کافروں کیلیے بہت ھي سخت دن ھوگا !!

پھر اُس دن جبکہ رب الافواج اپنے ھزاراں ھزار قدوسیوں کے ساتھہ نمودار ھوگا اور ملکوت السماوات والارض کا نقیب پکاریگا :

لمن الملک الیوم؟	آجکے دن کس کي پادشاھي ہے؟
للہ الواحد القھار !	کسي کي نہیں' صرف خداے
(٤٠ : ١٦)	واحد و قہار کي !!

تو اس وقت کیا عالم ھوگا اُن انسانوں کا' جنھوں نے پادشاہ ارض و سماء کو چھوڑ کر مٹي کے تودوں کو اپنا پادشاہ بنا لیا ہے' اور انکے حکموں کي اطاعت کو خدا کے حکموں کي اطاعت پر ترجیح دیتے ھیں؟ آہ اُس دن وہ کہاں جائینگے جنھوں نے انسانوں سے صلح کرنے کیلیے خدا سے جنگ کي' اور اپنے اُس ایک ھي آقا کو ھمیشہ اپنے سے روٹھا ھوا رکھا؟ وہ پکارینگے پر جواب نہ دیا جائیگا - وہ فریاد کرینگے پر سني نہ جائیگي وہ توبہ کرینگے پر قبول نہ ھوگي - وہ نادم ھونگے پر ندامت کام نہ دیگي !

اے انسان ! اُس دن کیلیے تجھہ پر افسوس ہے ! ویل یومئذ للمکذبین (٨٦ : ١٥)

وقیل ادعوا شرکاء کم	انسے کہا جائیگا کہ اب اپنے اُن خداوندوں
فلم یستجیبوا لھم !	اور حاکموں کو پکارو جنکو تم خدا کي
	طرح مانتے تھے اور خدا کي طرح اُنسے ڈرتے تھے - وہ پکارینگے' پر کچھہ
	جواب نہ پائینگے !

پس وہ معلم الہي' وہ داعي رباني' وہ مبشر و منذر' وہ رحمة للعالمین' وہ محبوب رب العالمین' وہ سلطان کونین' آگے بڑھیگا' اور حضور خداوندي میں عرض کریگا :

وقال الرسول :- یا رب	اے پروردگار ! افسوس ہے کہ میري اُمت
ان قومي اتخذوا	نے قرآن کي ھدایتوں اور تعلیموں پر عمل
ھذا القرآن مھجورا !	نہ کیا اور اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا - اسي
(٢٥ : ٣٢)	کا یہ نتیجہ ہے جو وہ آج بھگت رہے ھیں !

اللھم صل وسلم علیہ وعلى الہ و صحبہ و اتباعہ الى یوم الدین !

* * *

پس سفر سے پہلے زاد راہ کي فکر کرلو ! اور طوفان سے پہلے کشتي بنا لو - کیونکہ سفر نزدیک ہے' اور طوفان کے آثار ظاھر ھوگئے ھیں : جنکے پاس زاد راہ نہوگا وہ بھوکے مرینگے' اور جنکے پاس کشتي نہوگي وہ سیلاب میں غرق ھو جائینگے - جب تم دیکھتے ھو کہ مطلع غبار آلود ھوا اور دن کي روشني بدلیوں میں چھپ گئي' تو تم سمجھتے ھو کہ برق و باراں کا وقت آ گیا - پھر تمھیں کیا ھوگیا ہے کہ دنیا کي امن و سلامتي کا مطلع غبار آلود ھو رہا ہے' دین الہي کي روشني ظلمت کفر و طغیان میں چھپ رھي ہے' مگر تم یقین نہیں کرتے کہ موسم بدلنے والا ہے' اور طیار نہیں ھوتے کہ انساني پادشاھتوں سے کٹ کر خدا کي پادشاہت کے مطیع ھو جاؤ؟ کیا تم نہیں چاھتے کہ خدا کے تخت جلال کي منادي پھر بلند ھو' اور اسکي زمین صرف اسي کیلیے ھو جاے' حتى لا تکون فتنة و یکون الدین للہ (٢ : ١٨٩)؟

◆ ◆ ◆

آہ ! ھم بہت سوچکے اور غفلت و سرشاري کي انتہا ھوچکي ھم نے اپنے خالق سے ھمیشہ غرور کیا لیکن مخلوقوں کے سامنے کبھي بھي فروتني سے نہ شرماے - ھمارا وصف یہ بتلایا گیا تھا کہ :

اذلة على المومنین	مومنوں کے ساتھہ نہایت عاجز و نرم
اعزة على الکافرین !	مگر کافروں کے مقابلے میں نہایت
(٥ : ٥٧)	مغرور و سخت -

(تصحیح) پہلے فارم کے دیکھنے سے معلوم ھوا کہ عربي فاتحۂ جلد خامس میں کئي غلطیاں رھگئي ھیں - دوسرے صفحہ - سطر ٣٢ میں " یستوي في ذلک جمیع البلاد " ہے - حالانکہ " جمیع " کا لفظ اوپر کي سطر کیلیے پروف میں لکھا تھا گیا جو وھاں دیدیا گیا - اصلي عبارت یوں ہے : تستوي في ذالک البلاد الاسلامیہ -

مقالات

باب التفسير : قسم علمي

اختـلاف الـوان

صفحة من علم الحيـوان

(۲)

هم نے گذشتہ نمبر میں قرآن کریم کي وہ آیتیں جمع کردي تھیں جن میں رنگوں کے اختلاف و ظهور کي طرف اشارہ کیا ہے - اور آخر میں حسب ذیل نتائج اخذ کیے تھے :

(۱) قرآن کریم کي آیات سے واضح هوتا ہے که مثل اور بے شمار مظاہر خلقت کے رنگتوں کا اختلاف بھی خدا کي قدرت کي ایک بہت بڑي نشاني ہے -

(۲) اختلاف الوان کے اندر قدرت الهي کی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ هیں جنکو صاحبان عقل و فکر هي سمجھہ سکتے هیں -

(۳) اختلاف الوان ایک قانون ہے جو هر نوع میں جاري و ساري ہے - پس یہ کیسے هوسکتا ہے که ایک ایسا عام ظهور مصالح و اسرار پر مبنی نہو' جبکہ قدرت الهیہ کا کوئي فعل حکمت سے خالي نہیں ؟

اسکے بعد هم نے لکھا تھا کہ شارحین علم کي تحقیقات اس بارے میں معلوم کرني چاهیے که وہ اختلاف الوان کو کس نظر سے دیکھتے هیں ؟

آج هم صرف حیوانات کی رنگتوں کے اختلاف پر نظر ڈالینگے -

(اختلاف الوان اور علم الحیوان)

یہ مسئلہ علم الحیات (بایو لواجي) اور علم الحیوانات (زوا لواجي) کا مشترک موضوع ہے -

جسقدر تحقیقات اس وقت تک هوئي هیں وہ گو ایک مرتب صورت میں مدون کردي گئي هیں' تاهم انهیں ابتدائي درجه سے آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملا ہے ' کیونکہ مقاصد و علل کا بہت کم حصہ سامنے آیا ہے اور بہت بڑا میدان ابھي باقي ہے -

علماے " وظائف الاعضا " (فزي یوا لوجي) کے ایک گروہ کي تحقیقات یہ ہے که حیوانات میں اختلاف الوان محض فزي یوا لوجیکل اسباب سے پیدا هوا ہے ' اور اسمیں قدرت کے کسی ارادے اور قصد یا تقدیر و تخمین کو دخل نہیں ہے (فزي یوا لوجي کا صحیح ترجمہ " علم وظائف الاعضا " ہے - " فزي یوا لوجیکل اسباب " یعنے وہ اسباب و موثرات جنکا تعلق علم وظائف الاعضا سے ہے) پس هم ذیل انکي تحقیقات کا خلاصہ درج کرتے هیں :

(فزي یوا لوجیکل اسباب)

" مادي اشیاء خواہ وہ حیوانات هوں یا نباتات و جمادات" انکے لیے اکثر حالتوں میں رنگ لازمي ہے حیوانات اور نباتات ایک طرف رہے جمادات میں بھي بمشکل کوئي ایسي مثال ملیگي جسکا پانی اور بعض خاص غازوں (گیس) کي طرح کوئي خاص رنگ نہ هو - چونکہ تمام حیوانات اور نباتات کے جسم جمادات سے مرکب هیں' اسلیے طبیعي طور پر انکے جسموں میں ان جمادات کے رنگوں کا موجود هونا ضروري ہے - البتہ هماري آنکھوں کو صرف وهي رنگ نظر آتا ہے جو جسم کي بالائي سطح سے قریب هوتا ہے - مگر جب کسي جسم کي تشریح کي جاتي ہے تو اسمیں ان تمام جمادات کے رنگ یا انکے آثار نظر آجاتے هیں جنسے انکا قوام مرکب هوتا ہے -

علم الحیات کی اصطلاح میں حیوانات کي ایک قسم پروٹوزوا (Protozoa) (۱) یا حیوانات اولی ہے - جس قسم کے حیوانات پر اس اصطلاح کا اطلاق هوتا ہے انکی نسبت ایک اهم سوال یہ ہے که کیا در حقیقت وہ سلسلۂ حیوانات کا اولین حلقہ هیں یا ان سے پہلے بھی کوئی اور کڑی هونی چاهیے ؟ قطعی جواب تو اسکا کوئی نہیں دیا گیا اور غالباً دیا بھی نہیں جا سکتا - البتہ بہ معلومات موجودہ یہ مسلم ہے که اس وقت تک جسقدر حیوانات دریافت هوے هیں' ان سب میں بسیط ترین اور اولین حیوان یہی هیں -

ان حیوانات کے جسم سے ایک خاص قسم کا لیس دار مادہ نکلتا ہے - اس مادہ سے جب بالو کے ذرہ ملتے هیں تو فوراً چپک جاتے هیں اور ان سے ایک خول (کیس) سا تیار هوجاتا ہے - عموماً اس خول کا رنگ حیوان کے جسم کا رنگ سمجھا جاتا ہے - غور کرو کہ اسمیں رنگ کس شے کا هوگا ؟ ظاهر ہے کہ بالو کے علاوہ اور کسي شے کا نہیں هوسکتا -

حیوانات کے ظاهري اعضاء کي طرح اندروني اعضاء کے رنگ بھی مختلف هوتے هیں - مثلاً جگر کا رنگ اور ہے آنتوں کا اور' دل کا رنگ ایک ہے اور گردہ کا دوسرا - وهلم جرا - مگر ظاهري اعضاء کي طرح انکے رنگوں کا اختلاف بھي فزیا لوجیکل اسباب هي کا نتیجہ ہے - چنانچہ انکي کیمیاوي تشریح کے نتائج اسکي تشفي بخش شہادت دیتے هیں " انتہی

(تحقیق مزید)

یہاں تک علم وظائف الاعضا کي اس جماعت کے بیان کا خلاصہ تھا جو کہتي ہے که اختلاف الوان محض حیوانات کی جسمانی ترکیب کا ایک اتفاقي نتیجہ ہے - اسمیں فطرۃ کے کسي خاص ارادہ اور مقصد کو دخل نہیں -

لیکن اگر اس تحقیق کو تسلیم کرلیا جاے تو اسکے معني یہ هونگے که قران کریم کا اختلاف الوان کو قدرت الهي کي ایک نشاني قرار دینا اور بار بار " ان في ذالك لایات لقوم یتفکرون " ' " ان في ذالك لایات للعالمین " اور " ان في ذالك لذکری لاولی الالباب " کہنا (نعوذ باللہ) بالکل باطل ہے ' کیونکہ نشاني وهي چیز

---

(۱) " پروٹوزوا " کا مایۂ ترکیب دو یوناني لفظ (Protos) اور (Zoa) هیں جنکے معني بعلی الترتیب " ابتدائي " اور " حیوان " هیں - عربی میں پروٹوزوا کا ترجمہ " حیوانات اولی " هوا ہے جو اس اصطلاح کے ٹھیک لفظي معنی هیں -

المفسدين - و نريد ان نمن على الذين استضعفوا فى الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثين - و يمكن لهم فى الارض و نرى فرعون و هامان و جنودهما منهم ما كانوا يحذرون - (۲۸ : ۳)

سمجهه رکها تها که انکے فرزندوں کو قتل کرتا اور انکے اعراض و ناموس کو برباد کرتا - اسمیں شک نہیں که وه زمین کے مفسدوں میں سے بڑا هي مفسد تها - لیکن با ایں همه همارا فیصله یه تها که جو قوم اس کے ملک میں سب سے زیاده کمزور سمجهي گئي تهي ، اسي پر احسان کریں ، اسي قوم کے لوگوں کو وهاں کي سرداري و ریاست بخشیں ، انهی کو وهانکي سلطنت کا وارث بنائیں ، اور انهي کي حکومت کو تمام ملک میں قائم کرا دیں - اس سے همارا مقصد یه تها فرعون و هامان اور اسکے لشکر کو جس ضعیف قوم کي طرف سے بغاوت و خروج کا کهٹکا لگا رهتا تها ، اسي کے هاتهوں انکے ظلم و استبداد کا نتیجه انکے آگے آئے !

* * *

مسلمانو ! کیا متاع آخرة بیچ کر دنیا کے چند خزف ریزوں پر قناعت کي خواهش هے ؟ کیا الله کي حکومت سے باغي رهکر دنیا کي حکومتوں سے صلح کرنے کا اراده هے ؟ کیا نقد حیات ابدي بیچکر معیشت چند روزه کا سامان کررهے هو ؟ کیا تمهیں یقین نہیں که :

ما هذه الحياة الدنيا الا لهو و لعب ، و ان الدار الاخرة لهى الحيوان (۲۹ :)

یه دنیا کي زندگي (جو تعلق الهي سے خالي هے) اسکے سوا اور کیا هے که فاني خواهشوں کے بهلاوے کا ایک کهیل هے ؟ اصلي زندگي تو آخرة هي کي زندگي هے جسکے لیے اس زندگي کو طیار کرنا چاهیے -

اگر تم صرف دنیا هي کے طالب هو ، جب بهي اپنے خدا کو نه چهوڑو - کیونکه وه دنیا و آخرت دونوں بخشنے کیلیے طیار هے - تم کیوں صرف ایک هي پر قناعت کرتے هو ؟

و من كان يريد ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا و الاخره (۴ : ۱۳۳)

اور جو شخص دنیا کي بهتري کا طالب هے ، اس سے کهدو که صرف دنیا هي کیلیے کیوں هلاک هوتا هے ؟ حالانکه خدا تو دنیا اور آخرة دونوں کي بهتري دیسکتا هے - وه خدا کے پاس آے اور آخرة کے ساتهه دنیا کو بهي لے !

مسلمانو ! پکارنے والا پکار رها هے که اب بهي خداے قدوس کي سرکشي و نافرماني سے باز آجاؤ ، اور پادشاه ارض و سماء کو اپنے سے روٹها هوا نه چهوڑو ، جسکے روٹهنے کے بعد زمین و آسمان کي کوئي هستي بهي تم سے من نہیں سکتي ! اس سے بغاوت نکرو ، بلکه دنیا کي تمام طاقتوں سے باغي هوکر صرف اسي کے وفادار هوجاؤ !

پهر کوئي هے جو اس آواز پر کان دهرے ؟ فهل من مستمع ؟ آسماني پادشاهت کے ملائکۂ مکرمین اور قدوسیان مقربین اپنے نوراني پروں کو پهیلاے هوے اس راست باز روح کو دهونڈه رهے هیں جو مخلوق کي پادشاهت چهوڑکر خالق کي حکومت میں بسنا چاهتي هے - کون هے جو اس پاک مسکن کا طالب هو ، اور پاکباز روحوں کي طرح پکار اٹهے که :

ربنا اننا سمعنا مناديا ينادى للايمان ان آمنوا بربكم ، فآمنا - ربنا فاغفرلنا ذنوبنا و كفر عنا سياتنا و توفنا مع الابرار - ربنا و آتنا ما وعدتنا على رسلك و لا تخزنا يوم القيامة ، انك لا تخلف الميعاد ! ! (۳ : ۱۹۰)

اے همارے حقیقي پادشاه ! هم نے ایک پکارنے والے کي آواز سني جو تیري پادشاهت کي آواز دے رها تها - اے همارے ایک هي پادشاه ! هم نے تیري پادشاهت قبول کي پس همارے گناه معاف کر ! همارے عیوب پر پرده ڈال ! اپنے نیک بندوں کي معیت میں همارا خاتمه کر ! تو نے اپنے منادي کرنے والوں کي زباني هم سے جو وعدے کیے تهے ، وه پورے کر ! اور اپني آخري پادشاهت میں همیں ذلیل و خوار نکر که تو اپنے وعدوں سے کبهي ٹلتا نہیں ! !

زمیندار کی اپیل

گذشته هفته کي اشاعت میں قارئین کرام یه خبر پڑهچکے هیں که " زمیندار پریس " لاهور کی اپیل کا فیصله هوگیا - ضمانت اور ضبطي ، دونوں کي اپیلیں نا منظور هوئیں -

اس خبر کو سنکر نه تو همیں افسوس هوا اور نه تعجب - هم نے اسکو سنا اور بالکل اسي سنجیدگي اور اطمینان کے ساتهه سنا جس طرح ایک عامة الورود اور متوقع واقعه کي خبر کو سننا چاهیے - تعجب همیشه اس واقعه پر هوتا هے جو توقع کے خلاف هو ، اور شکایت اسي وقت آتي هے جب امید آکے جا چکي هو - لیکن جبکه توقع پیدا هي نه هوئي تو تعجب کس بات پر کیا جاے ؟ اور جهاں امید نے قدم نہیں رکها وهاں اسکے جانے کا صدمه کیوں هو ؟ نظائر و نتائج کا وافر ذخیره همارے سامنے موجود هے ، اور وه اس درس حقیقت کیلیے کافي هے که بحالت موجوده همیں کیا توقعات رکهني چاهییں ؟ هندوستان اپني سیر حیات اور دوران بقاؤ ممات کي جس منزل سے گذر رها هے ، وه دنیا میں همیشه قوموں اور ملکوں کو پیش آچکي هے ، اور همارا معامله نیا نہیں هے - اس منزل کے سوانح تاریخ میں بهي پڑهے جا سکتے هیں جبکه وه گذشته حکایتیں سناتي هے اور موجوده عهد کے واقعات میں بهي دیکها جاسکتا هے جو دنیا کے مختلف حصوں میں پیش آرهے هیں - یه منزل پهلي هے جهاں پهنچکر آینده منزلوں کیلیے طیار هونا چاهیے - پهلي منزل هي کے مشاهدات سے بے همت هوکر رهروان مقصود کو گریز نہیں کرنا چاهیے

اس منزل میں پهنچکر توقعات کا پیمانه الٹ دیا جاتا هے اور امیدیں یکسر منقلب هوجاتي هیں - یهاں جسقدر بهي ناکامي و مایوسي اور ضعف و ادبار هو ، عین متوقع اور بالکل امیدوں کے مطابق هے ، اور جب کبهي حق و حقیقت کي صورت نظر آجاے ، بالکل خلاف توقع اور محض غیر مترقبه هے - پهلي صورت تو پوري سنجیدگي کے ساتهه جهیلنا چاهیے ، مگر دوسري حالت پر تعجب و حیرت کرنا چاهیے !

پس اگر تم دیکهو که کلکته هاي کورٹ میں رساله مظالم مدریه کا مقدمه ناکام رها تو تم کو بالکل متعجب نه هونا چاهیے کیونکه در اصل ایسا هي هونا چاهیے تها - لیکن جب تم چیف جسٹس کي اس راے کو پڑهو جو پریس ایکٹ کے متعلق دي گئي هے ، تو سخت تعجب کرو کیونکه یه بالکل توقع کے خلاف هے !

اسي طرح اگر نرمل کانت کلکته هاي کورٹ سے رهائي پا گیا تو یه بالکل خلاف توقع هے - لیکن اگر زمیندار کي اپیل چیف کورٹ لاهور میں نا منظور کردي گئي تو یه بالکل ٹهیک هے ، اور کوئي وجه نہیں که اسپر تعجب کیا جاے کیونکه ایسا هي هونا بهي چاهیے تها :

و ما تخفي صدورهم اکبر ، قد بینا لکم الایات ان کنتم مومنین !

پس همیں زمیندار کي اپیل کے خارج هونے پر ذرا بهي تعجب نہیں هے اور نه اس سے هماري تاسف انگیز معلومات میں کوئي اضافه هوا هے - جب پریس ایکٹ کے تسلط و احاطۂ مستبدانه کے آگے کلکته هاي کورٹ کي شاندار عدالتي روایات بهي کچهه کام نه دیسکیں ، اور وه جماعت جس نے گورنمنٹ هند کے ایک دوور روپیه سے زیاده قیمت کے مقدمات کو انصاف اور حقیقت کے آگے کوئي چیز نه سمجها تها ، بالکل مجبور هوگئي که پریس ایکٹ کے ایک محض بے قیمت عمل کے آگے اپني بے بسي کا اعتراف کرے ، تو پهر ظاهر هے که اور عدالتوں سے کیا امید هوسکتي هے ؟

البته نهایت ضروري هے که واقعات مقدمه پر تفصیل و بسط سے نظر ڈالي جاے ، کیونکه وه بهت هي عجیب هیں ، اور کامیابي و ناکامي سے قطع نظر ، جس طریقه سے اثبات جرم کا کام لیا گیا هے ، اسکا اثر نهایت وسیع اور مخدوش هے - هم انشاء الله تفصیلي نظر ڈالنے سے باز نہیں رهینگے -

جب حیوانات اُن حصوں میں رهنے لگے تو قانون مطابقة نے جس طرح انکي تمام جسماني حالت اور قویٰ کو انکے وسط (گرد و پیش) کے مطابق بنا دیا ' اسي طرح ضرور تها که انکي رنگت بهي انکے وسط کے مطابق هوتي - کیونکه قانون مطابقة هر جسماني انفعال پر موثر هے -

چنانچه تحقیقات سے نظر آتا هے که ایسا هي هوا - حیوانات کي ایک بهت بڑي تعداد کے متعلق ثابت هوچکا هے که انکے جسم کي رنگت بعینه ویسي هے ' جیسي رنگت انکے گرد و پیش کے درختوں ' پهولوں ' پتوں ' پتهر اور زمین کي هے - یا اُن طبیعي موجودات کي هے جنسے وه خطه گهرا هوا هے - علماء نشو و ارتقاء نے اس حالت کو ایک خاص موثر طبیعي تسلیم کیا هے - وه کهتے هیں که یه " مماثلت وسط " هے - یعنے گرد و پیش کے مطابق حیوانات کے جسم کے رنگ کا بهي هونا -

مثلاً شیر نیستان میں رهتا هے - اسکا اصلي وطن وهي هے گو وه کسي غار کے اندر یا دریا کے کنارے بهي لیٹا هوا نظر آجاے - پس اسی لیے اسکی کهال کے بالوں کا رنگ دهاري دار ' خاکی ' یا مٹیالا هوتا هے -

بعض شیر ایسے هیں جو ریگستان میں رهتے هیں - ریت کی رنگت تمهیں معلوم هے - پس انکے جسم کی رنگت بهی گرد آلود ' زردي مائل ' اور بالکل ریت کی سی هوتی هے !

قطب شمالی کی دب کی رنگت دیکهی گئی هے که بالکل سفید هوتي هے ' کیونکه اسکے وطن کی زمین همیشه برف سے سفید رهتی هے - اسی طرح بے شمار پرند هیں جو درختوں میں آشیانے بناتے هیں ' اور انکی رنگت بالکل ان پتوں کی سی هوتی هے جو ان درختوں کي شاخوں میں لگتے هیں -

یه مماثلت خواة حیوانات اولی (Protozoa) کے لیس دار جسم کے ساتهه خارجي اجزاء ارضیه کے ملجانے کا نتیجه هو جیسا که علماء وظائف الاعضا کا قول اوپر گذرچکا هے ' یا کسي مخفي قانون طبیعي کا نتیجه هو جیسا که بحمد الله همارا اعتقاد هے ' مگر بهرحال قانون نشو و ارتقا کے علما تسلیم کرتے هیں که اسکے اندر بعض بیش بها منافع اور حکمتیں نظر آتي هیں !

از انجمله ایک حکمت جس تک فهم انساني دسترس پاسکی یه هے که یه مماثلت حیوانات کي زندگي کے بقا اور دشمنوں سے حفظ کا ایک بهت بڑا وسیله هے - یه اگر نه هوتي تو هزارها حیوانات دنیا سے نابود هوجاتے - اس مماثلت کي وجه سے وه اپنے دشمنوں اور اپنے سے قوي تر حیوانات کي نظروں سے پوشیده هوجاتے هیں - کیونکه انکي رنگت اور انکے گرد و پیش کے اشیا کي رنگت ایک هي هے ' اسلیے انکے دشمن کي نظریں انکے وجود کو ارد گرد کي چیزوں سے الگ کرکے نهیں دیکهه سکتیں اور وه انکے حملے سے محفوظ رهجاتے هیں - گویا رنگت انکے لیے ایک بهترین کمین گاه کا کام دیتي هے !

برفستان کے اندر ان جانوروں کو دیکهه لینا کسقدر مشکل هے جنکي رنگت کي سفیدي اور برف کي سفیدي میں کچهه فرق نهیں ؟ ریگستان کے اندر ان جانوروں کو کیونکر دور سے پهنچانا جاسکتا هے جو ریت کے کسي ٹیلي کے ساتهه لگ کر لیٹ گئے هیں ' اور انکي کهال بالکل اسي رنگ کي هے ' جو رنگت که ریت کي هوتي هے ؟

اسکا صحیح اندازه ان لوگوں کو هوسکتا هے جو شکار کے شائق هیں اور بسا اوقات جنگلوں میں سانپ کي نکلي هوئي دم کو ایک خوشنما اور رنگین پته سمجهه کر پکڑ لیا هے ' حالانکه وه اُس رنگت والي جلد کا سانپ تها ' جس رنگت کے پتوں اور گهانس سے جنگل کا وه ٹکڑا بهرا هوا هے !

یه دنیا تنازع للبقا (Struggle for Exeslence) کا میدان کارزار هے ' اور هر حیوان اپنے دشمنوں کي بڑي بڑي صفیں اپنے سامنے دیکهتا هے جو اسکے قرب و جوار هي میں پهیلي هوئي هیں ' یا اس فضا میں اڑتي پهرتي هیں جو اسکے اوپر پهیلا هوا هے - پس غور کرو که اگر ان حیوانات کي رنگت اُس زمین اور وسط کے مطابق نه هوتي جسمیں وه رهتے هیں ' تو انکے لیے اپنے گهروں سے نکلکر تلاش غذا میں پهرنا اور زنده رهنا کسقدر مشکل هو جاتا ؟ لیکن قدرت الهیه اور حکمت ربانیه نے انکي رنگت کو انکے وسط کي رنگت کے مثل بناکر انهیں دشمنوں کی نظروں سے آڑ میں کردیا - وه نکلتے هیں ' زمین پر پهرتے هیں ' ایک درخت سے اڑکر دوسرے درخت پر جاتے هیں ' مگر انکے دشمن اکثر اوقات پهچان نهیں سکتے - وه کسي درخت کي شاخ یا مٹي کے ٹیلے کے ساتهه لگ کر چهپ جاتے هیں ' اور انکا رنگ ان چیزوں کے ساتهه ملکر دشمنوں کي نظروں کو دهوکا دیدیتا هے : ان في ذالك لايات لقوم يتفكرون !

یه مماثلت کیونکر پیدا هوتي هے ؟

اگر ایک طبیعیانه مذاق رکهنے والا قدرت کي نوازش و مهرباني کے علاوه کسي دوسرے جواب کا بهي طالب هو تو اسکا جواب یه که ان حیوانات میں پہلے وه تمام رنگ پیدا هوے جنهیں علم وظائف الاعضاء کے قاعده سے پیدا هونا چاهیے تها ' مگر بعد کو انتخاب طبیعي کا عمل شروع هوا جسکے معني یه هیں که فطرة صرف قوي ' موافق ' مناسب ' موزوں ' اور صحیح و سالم چیزوں هي کو باقي رهنے دیتي هے اور نشو و نما کیلیے چهانٹ لیتی هے - باقی معدوم و نابود هوجاتے هیں - پس یه انتخاب جب نافذ هوا تو صرف وهي رنگ رهگئے جو انکے وسط و محیط کے مناسب تھے ' اور بقیه رنگ بهت سے اعضاء کي طرح نا پید هوگئے -

(انتخاب جنسي)

اِس سے بهي بڑهکر اختلاف الوان کے مصالح و اسرار کا سراغ اُس نظریه سے لگتا هے جسے انتخاب جنسي (Sexual Selection) کهتے هیں -

خواه اسباب کچهه هوں ' مگر واقعه یه هے که هر قسم کے حیوانات کي خاص خاص اور الگ الگ غذائیں هیں - علم وظائف الاعضاء کي رو سے جسم پر جن چیزوں کا اثر پڑتا هے ' انمیں ایک بهت بڑي شے غذا بهي هے - غذا کا اثر رنگ پر بهي پڑتا هے جو بقدر استعداد طبیعي کم و بیش هوتا رهتا هے -

چنانچه دیکها گیا هے که حیوانات کي غذاؤں کے رنگ اگر روشن هیں تو خود انکے جسم کے رنگ بهي روشن هیں - اگر غذا کا رنگ تاریک هے تو خود انکا رنگ بهي تاریک هے -

مثلاً طوطا زیاده تر پهل کهاتا هے ' اسلیے اسکا قیام پهل والے درختوں میں رهتا هے - درختوں کے رنگ عموماً روشن هوتے هیں اسلیے اسکا رنگ بهی روشن هے - یا بعض قسم کي مکهیاں هیں جو اصطبلوں میں رهتي هیں - چونکه وه نجاست پر زندگي بسر کرتي هیں جسکا رنگ تاریک هوتا هے ' اسلیے خود انکا رنگ بهي تاریک هو جاتا هے -

ایک عرصے کے استعمال سے جانوروں کو اپني غذاؤں کے رنگ سے ایک خاص قسم کي موانست و الفت پیدا هو جاتي هے ' اسلیے جب ان کي تناسلي خواهش میں حرکت هوتي هے تو وه دوسري جنس کے انهیں افراد کی طرف بالطبع زیاده مائل هوتے هیں جنمیں

هوسكتي هے جسكے اندر خلقت قدرت و فطرة كے اسرار و حكم اور معارف و مصالح پوشيده هوں ' ليكن اگر وه محض حيوانات كے جسماني حالات كا ايک ايسا نتيجه هے جسميں فطرة كے كسي خاص مقصد اور غرض كو دخل نهيں ' تو اسكے وجود و حكمت كي نشاني كيونكر هوسكتي هے ؟

به حيثيت مسلمان هونے كے هم اس تحقيق پر قانع نهيں هوسكتے ' كيونكه همارا اعتقاد يه هے كه " ربنا ! ما خلقت هذا باطلا ! " خدايا ! تونے اس عالم كائنات كي كوئي چيز بهي بغير كسي مقصد و مصلحت كے نهيں بنائي هے - اور هم كو بتلايا گيا هے كه : وما خلقنا السماء و الارض و ما بينهما لاعبين (۲۰ : ۱۶)

پس هماري تشفي صرف وهي علم كرسكتا هے ' جو قدرت كے اسرار خلقت كو هم پر منكشف كردے - هماري كتاب هدايت نے هم كو ايسي هي تحقيقات كا عادي بنايا هے ' اور همارا معيار علم به حيثيت حامل قران هونے كے اس بارے ميں حاملين علم سے بهت ارفع و اعلى هے - فتعالى الله عما يقولون : ما لهم بذلك من علم ان هم الا يظنون ! (۴۵ ۳۰) بل هم في شك يلعبون ! (۲۴ : ۹)

(قانون مقايسه)

خود علماے حيوانات و علم الحيات هي نے هميں يه بتلايا هے كه جاندار چيزوں كي باليدگي ايک عام قانون كے ماتحت هوتي هے جسكو " موازنه " يا " مقايسه " كهسكتے هيں - يعنے مختلف اشيا كو باهم قياس ميں لانا اور انكا موازنه كرنا - يه قانون جسطرح حيوانات كے قد ' حجم ' اور اندروني ساخت ميں نافذ هے ' بالكل اسيطرح رنگ ميں بهي جاري هے - چنانچه جب هم مختلف اللون حيوانات كو غور سے ديكهتے هيں ' تو انكي رنگا رنگي اسي قانون كے ماتحت نظر آتي هے -

اگر ايک جانور كے دهنے بازو پر كوئي خاص رنگين خط يا گل هے تو ضرور هے كه دوسرے بازو پر بهي بعينه ' اسي جگه ' ويسا هي رنگ هوگا ' كيونكه دونوں بازوؤں كا خمير ايک هي قسم اور ايک هي مقدار كے مادے سے بنا هے -

شير اور چيتے كے جسم كو ديكهو - مور كے پروں كا مطالعه كرو - كس نظام و ترتيب اور تناسب و تقابل كے ساتهه ايک بهتر سے بهتر نقاش كي طرح نقاشي كي گئي جس سے زياده متناسب اور با قاعده نقش و نگار هو نهيں سكتے - مختلف قسم كے هوائي پرندوں پر نظر ڈالو ' اور ان چهوٹي چهوٹي تتليوں كو ديكهو جو شام كو اڑتي هوئي ديواروں پر آكر بيٹهه جاتي هيں ! انكے پروں ميں نقش و نگار رنگين كا نمود كيسا باقاعده ' كيسا منظم ' كيسا مرتب ' كس درجه با اصول هے ؟ ايک معمولي نقاش چند لكيريں بهي كهينچتا هے تو كسي نه كسي تصوير و نقش كے مقصد اپنے كو سامنے ركهتا هے - پهر كيا قدرت كي اتني بڑي نقاشي محض ايک بے قصد و مقصد اتفاق اور تركيب جسمي هي كا نتيجه هے اور كوئي غرض اور كوئي حكمت اسميں پوشيده نهيں ؟ هل عندكم من علم فتخرجوه لنا ؟ (۱۴۸:۶) فما لكم كيف تحكمون ؟ (۴۵ :۱۰) و يجعلون لله ما يكرهون ؟ (۶۲:۱۶)

علماے حيوانات قانون مقايسه كو رنگوں ميں ايک باقاعده موثر قانون تسليم كرتے هيں اور كهتے هيں كه اگر شير كے خطوط ميں ايک محسوس تسويه اور نظام محفوظ هوتا هے ' تو اسكي وجه صرف يهي قانون هے جسكے سبب سے اسكے دونوں پهلوؤں ميں مماثلت و مشابهت نظر آتي هے -

بيشک ' بعض مثاليں ايسي بهي مليںگي جهاں يه قانون بظاهر غير موثر نظر آئيگا ' ليكن جب زياده دقت نظر سے كام ليا جائيگا تو معلوم هو جائيگا كه در اصل وهاں بهي يه قانون محفوظ هے مگر كسي غير طبيعي سبب سے (مثلاً مختلف قسموں كے باهمي اختلاط سے ' يا گرد و پيش كے بعض موثرات خارجيه سے ' يا بعض عوارض او انكے توارث وغيره سے) يه حالت پيدا هوگئي هے -

(مماثلت وسط)

پس هم تلاش و جستجو ميں آگے بڑهتے هيں ' اور علم الحيوانات كي بلند تر تحقيقات و معلومات كو ڈهونڈهتے هيں - همارے سامنے محققين فائزين كا ايک گروه آتا هے جس نے اسرار الوان كا غائر تر نظر سے مطالعه كيا هے ' اور اسے محض فزيولوجيكل موثرات كا نتيجۂ بے قصد سمجهه لينے پر هماري طرح قانع نهيں هے - اس بارے ميں هميں سب سے زياده مشهور معلم ' چارلس ڈارون كا ممنون هونا چاهيے جس نے اپنے سفر امريكه كے جمع كرده جانوروں كے متعلق تحقيقات كرتے هوے اس موضوع كي طرف اشاره كيا ' اسكے بعد بعض حكماء حال هيں جو علم الحيوانات كي تحقيق طلب راهوں ميں تلاش منزل مقصود كيليے تگ و دو كر رهے هيں -

قانون نشو و ارتقا يا ڈارون ازم كا ايک بنيادي مسئله (Feleslogy) هے جس كا ترجمه " قانون مطابقة " كيا گيا هے ' اور " تاثرات وسط " سے بهي اسے تعبير كرتے هيں - الهلال جلد ۳ نمبر ۲۴ ميں ڈاكٹر رسل ويلس پر مضمون لكهتے هوے هم اس قانون كي تشريح كرچكے هيں -

مختصر لفظوں ميں اسكا خلاصه يه هے كه حيوانات پر انكے گرد و پيش اور مولد و موطن كے تمام حالات كا اثر پڑتا هے اور رفته رفته انكے اعضا اور جسم ميں تغيرات پيدا كرديتا هے - جس قسم كي آب و هوا ميں رهتے هيں ' جس طرح كا مكان انهيں ملتا هے ' جيسي غذا انكے اندر جاتي هے ' اسي كے مطابق انكے اندر جسمي تغيرات بهي هوتے رهتے هيں ' اور اسي كے مناسب انكے جسم كي هر شے هو جاتي هے - گرد و پيش كے حالات كو عربي ميں " وسط " كهتے هيں جو انگريزي كے لفظ (Middle) كا ترجمه هے - اسي اصطلاح كو هم نے بهي اختيار كيا هے -

اسي قانون مطابقة سے اختلاف الوان كے ايک بهت بڑے بهيد كا سراغ لگتا هے -

علماے حيوانات كي تحقيق ابهي هم لكهه چكے هيں كه اشيا كا رنگ ان اجزاء كے رنگ كا نتيجه هوتا هے جنسے وه تركيب پاتے هيں - مثلاً پته سبز هوتا هے اسليے كه اسميں كلوروفيل (Chlorophyll) هوتا هے جو سبز هے - خون سرخ هوتا هے كيونكه وه بے شمار چهوٹے چهوٹے كريات دمويه سے مركب هے اور انكا رنگ سرخ هے (۱)

پس صرف نباتات و جمادات كو پيش نظر ركهو اور غور كرو كه كرۂ ارض كے مختلف حصوں ميں عالم نباتات و جمادات كي جسقدر پيداوار هيں ' انكي رنگت ان اجزاء كي وجه سے ايک خاص قسم كي هوگئي هے جنكي ان حصوں ميں قدرت نے كثرت و فراواني ركهي هے - اور اسيليے هر حصۂ زمين ميں كسي خاص رنگت كا غلبه و احاطه هے -

---

(۱) " كريات دمويه " سے مراد وه بے شمار چهوٹے كرے هيں جو خون ميں پائے جاتے هيں اور خوردبين سے نظر آتے هيں - تركي كے بعض مترجمين " حبيبات خورده بيني " كي اصطلاح سے بهي انهيں موسوم كرتے هيں - علماے تشريح نے دريافت كيا هے كه خون كے ايک ايک قطره ميں كئي كئي كروڑ كريات دمويه هوتے هيں !!

یه صحیح ہے که ان میں سے بعضوں کي مشابہت بہت ہي رفني ہے مگر اسکے مقابله میں بعض کي مشابہت حیرت انگیز طور پر نہایت نمایاں بھي ہے اور یقیناً دقت نظر کے ساتھه تفتیش کي متحمل هوسکتي ہے - مثلاً بي آرکڈ (Bee Orchid) جسکا اصطلاحي نام افرس اپیفرا (Aphrys Apifera) ہے' کیا ہے؟ ایک چھوٹا سا اعلی درجه کا رنگین بھونرا ہے - بازو' سر' مونچھیں (Antinnea) روئیں دار جسم' سبھي کچھه اسمیں موجود ہے - اسي طرح نام نہاد فلائي ارکڈ (Fly Orchid) کا' جسکا اصطلاحي نام (Aceras Anthropphoria) ہے' عام اثر بہت هي تعجب انگیز ہے - پھولوں کي قطاریں سبز پتلیوں کي صفیں معلوم هوتي هیں - البته وہ بہت هي عجیب و غریب فلائي ارکڈ جسکو آفرس میو سیفرا (Ophrys Muoifera) کہتے هیں' اسمیں اس قسم کي مشابہت چنداں قوي نہیں ہے - تاهم ایک قوي تخیل اپني ساحرانه طاقت سے اگر چاہے تو اسکے پروں' مونچھوں' اور آگے کي طرف نکلے هوے سر کو بلا سکتا ہے - اسکے پروں کا زیریں حصه ایک پتلي کے مانند ہے جو شب خوابي کے کپڑے پہنے هوئي ہے' اور اسکے سینه پر ایک پٹکا بندھا ہے!

ان مثالوں میں مشابہت کا اصلي سبب انکي کلیوں کي نچلي پنکھڑوں (Labellum) کي خاص قطع ہے -

مسلمه طور پر آرکڈ کي کسي صنف کا شمار بہت مخصوص و ممتاز پھولوں میں نہیں کیا جاتا' حالانکه انکے حیرت انگیز تغیرات اگر تمامتر نہیں تو زیادہ تر کیڑوں کي مداخلت کا نتیجه هیں - ان میں سے اکثر پھولوں کي تلقیم (۱) (Pollination) محض کیڑوں کي آمد پر موقوف رهتي ہے - چنانچه جب تک کیوپڈ کے (یوناني علم الاصنام میں عشق کا دیوتا ہے - الهلال) یه پر دار پیامبر نہیں آتے اسوقت تک وہ اس قابل نہیں هوتے که ان میں ایک بیج بھي پیدا هو -

نچلي پنکھڑي کے ایک نباتاتي پلیٹ فارم پر یه کیڑے آکر اترتے هیں' اور رس (Nectar) کے لیے پھول کا کونه کونه تلاش کرتے وقت اس پر کھڑے رهتے هیں - چونکه آرکڈ کو ان کیڑوں سے شدید تعلق ہے' اسلیے همیں تسلیم کرلینا چاهیے که هر موقع پر نچلي پنکھڑي کي مخصوص قطع کا مقصد کم و بیش انهي مهمانوں کیلیے سہولت پیدا کرنا هوگا جنکي ضیافت زیر بحث پھول خاص طور پر کیا کرتے هیں -

بڑے آرکڈ کے تمام خاندان کي شکلوں میں بیحد اختلاف ہے اس کے مطالعه سے معلوم هوتا ہے که هر شکل ایک خاص قسم کے کیڑے کو اپني طرف کھینچنے یا اسے سنبھالے رکھنے کے لیے بنائي گئي ہے -

بہت سے لوگ گل طائر کینري (canary bird flower) یا زحاف کینري (canary creeper) سے واقف هونگے - اس کو اصطلاح میں (Tropolum canuriense) (۱) کہتے هیں - یہاں هم دیکھتے هیں که اسکي کلیونکي غیر معمولي شکل صرف کیڑے هي کي آمد کے لیے ہے - معلوم هوتا ہے که اس قسم کے پودوں کي کلیاں خاص طور پر ایک لمبي زبان والے کیڑے کي حاجت روائي کے لیے بنائي گئي هیں جو پھول پر نہیں بیٹھتا - صرف اسکے سامنے اپنے جلد جلد حرکت کرنے والے پروں پر معلق رهتا ہے - اسي حالت میں وہ اپني زبان نکالتا ہے اور پھول کي "مہمیز" میں (یعني پھول کا وہ حصه جو مہمیز کے کانٹے کي طرح ابھرا هوا هوتا ہے) چبھو دیتا ہے' اسوقت اس کا سر پھول کے اندام نہاني (۲) (Pistil.) یا عضو رجولیت (Stamer) پر هوتا ہے' اور پہلي صورت میں مادہ تولید جمع کرتا ہے اور دوسري صورت میں مادہ تولید نکالتا ہے -

---

(۱) قدرت نے حیوانات کو نر اور مادہ' دو صنفوں میں تقسیم کیا ہے - موجودہ علماء نباتات کا یه خیال ہے که یه تقسیم حیوانات کي طرح نباتات میں بھي جاري ہے - چنانچه جب پھولوں کو خورد بیني آلات سے دیکھا جاتا ہے تو ایک هي قسم کے پھولوں میں ایسے اجزا نظر آتے هیں جو اپني ساخت اور وظائف طبیعي میں ایک دوسرے سے مختلف هوتے هیں - ان مختلف اجزا کے اندر مختلف نوعیت کے مادے هوتے هیں - جب یه مادے باهم ملتے هیں تو پھل یا بیج پیدا هوتا ہے - یهي پھول کي ولادت ہے -

انگریزي میں اس اختلاط و امتزاج کو Pollination کہتے هیں -

نباتات میں نر اور مادہ کي تقسیم کوئي نیا نظریه نہیں ہے - عربوں کو آج سے بہت قبل یعني عین عہد جہل و بدویت میں بھي اس کا علم تھا اگرچه اسکا دائرہ صرف کھجور تک محدود تھا - اسکو وہ اپني اصطلاح میں "تابیر" کہتے تھے -

یهي شے ہے جس سے جناب رسالت پناہ (صلعم) نے مدینه والوں کو منع فرمایا تھا' مگر جب اس سال پھل نہیں آئے تو پھر اجازت دیدي اور فرمایا که انتم اعلم بامور دینا کم -

تابیر کا دوسرا نام تلقیم ہے -

تلقیم کا مادہ "لقم" ہے' لقم کا استعمال محاورات عرب میں مختلف طور پر هوتا ہے - لقم اونٹ اور اونٹني کے اجتماع تناسلي کو کہتے هیں - یهي لقم کھجوروں کي تابیر کے لیے بھي استعمال کیا جاتا ہے - اسي کا ایک مشتق یعني "لاقح" اس هواء کے لیے بھي بولا جاتا ہے جسکے چلے بغیر بادل نہیں برستے - آخر الذکر محاورہ قرآن حکیم میں بھي استعمال کیا گیا ہے - سورہ حجر میں خدا تعالی نے اپنے احسانات کے سلسله میں جہاں زمین کي روئیدگي اور آسمان کي بارش کا ذکر کیا ہے' وهاں فرمایا: و ارسلنا الریاح لواقح فارسلنا من السماء ماء

[بقیه حاشیه پہلے کالم کا]

تلقیم کا لفظ ابتدأ نباتات میں سے صرف کھجور کے لیے استعمال جاتا تھا' مگر جب سے عربي نباتات کي تذکیر اور تانیث کا نظریه رائج هوا ہے' اسوقت سے یه لفظ توسعاً (Pullination) کي جگه بھي استعمال کیا جاتا ہے - منه -

---

(۱) (Topalolum) ایک قسم کي بیل ہے جو جنوب امریکه میں هوتي ہے - اسکي بہت سي قسمیں هیں - ایک کا ذکر مضمون میں آیا ہے - جنوب امریکه میں اس بیل کي کاشت بھي هوتي ہے - اسکے پھولوں کے متعلق مشہور ہے که وہ بہت بے قاعدہ هوتے هیں - "کینري برڈ فلاور" اور "کینري کریپر" اسکے انگریزي نام هیں -

(۲) گذشته حاشیه میں هم لکھه آئے هیں که ایک هی قسم کے پھولوں میں بلکه بسا اوقات ایک هي پھول میں دو ایسے جزء هوتے هیں جنکي شکل اور فرائض طبیعي مختلف هوتے هیں اور اسي بنا پر علماء نباتات نے درختوں میں نر اور مادہ کي تقسیم کي ہے -

جو جزء یا عضو نر کے فرائض ادا کرتا ہے اسے (Staman) اور جو مادہ کے فرائض ادا کرتا ہے اسے (Pistil) کہتے هیں -

مثلاً گلاب کا پھول لیجیے اور اسکے درمیاني حصه کو بغور دیکھیے جہاں آپکو بہت سے زیرے مجتمع نظر آئینگے - یهي مقام ہے جہاں اعضاء تذکیر و تانیث هوتے هیں - یه زیرے نہایت هي

مذاکرۂ علمیہ

اسي غذاؤں کے رنگ زیادہ نمایاں هوتے هیں - یهي شے ہے جسکو انتخاب جنسی کہتے هیں - پس جس طرح قانون ارتقا کا انتخاب طبیعي ایک مدت مدید کے بعد پوري نوع کي نوع میں انقلاب پیدا کردیتا ہے' اسیطرح انتخاب جنسي بهی انواع کے رنگ پر حیرت انگیز تغیرات طاري کر دیتا ہے -

بہت سے جانور ایسے هیں جنکے رنگ عام طور پر تو معمولي حالیت میں رهتے هیں' مگر جب انکے توالد و تناسل کا موسم آتا ہے اور نر اور مادے کي یک جائي ضروري هوتي ہے تو رنگوں میں ایک دلفریب چمک دمک اور ایک خاص رونق و حسن پیدا هوجاتا ہے - حیوانات کي بعض انواع یعنی کبوتر' فاختہ' مور' ایسي هیں جو اتحاد تناسلي سے پہلے اپني مادہ کو اپنے طرف مائل کرنے کے لیے مستانہ رقص و تواجد کرتے (یعنے ناچتے) اور اپنے پروں کے دلفریب رنگوں کي ایک خاص انداز سے نمایش کرتے هیں - اسکي وجہ سے انکے اندر دلفریبي و رعنائي کي کشش پیدا هوجاتي ہے جو بے اختیار مادہ کو اپني طرف کهینچتي ہے اور جذبۂ طبیعي کیلیے اختلاف الوان ایک بہت بڑا معین خارجي هوجاتا ہے !

غرضکہ حیوانات کي جنسي خواهش پر رنگوں کا اثر پڑتا ہے' اور زیادہ تر وهي رنگ موثر هوتے هیں جو محبوب و دلفریب' نظر افروز اور دلپسند هوتے هیں - اس سے ثابت هوا کہ حیوانات کي نسل کي افزایش و حفاظت کیلیے قانون انتخاب جنسي اپنا کام کرتا رهتا ہے اور حیوانات کي رنگت ایک بہت بڑے مقصد حیات کو پورا کرتي ہے !

(خلاصہ مباحث)

هم نے بہت اختصار و ایجاز سے کام لیا کیونکہ ابهي اختلاف الوان کا بہت بڑا میدان یعنے عالم نباتات کي بحث باقي ہے امید ہے کہ مندرجۂ ذیل امور قارئین کرام کے سامنے آ گئے هونگے :

(۱) اختلاف الوان کے متعلق شارحین و حاملین علم نے جو کچهہ تحقیق کیا ہے' اسمیں ابهي تحقیقات مزید کي بہت بڑي گنجایش باقي ہے - تاهم موجودہ تحقیقات سے بهي ثابت هوتا ہے کہ اختلاف الوان کے اندر حکمت الہیہ نے بعض عجیب و غریب اسرار و مصالح رکهے هیں' اور آگے چلکر نہیں معلوم اور کسقدر اسرار منکشف هوں ؟ قرآن حکیم اسي لیے انہیں حکمت الهي کي نشاني کہتا ہے -

(۲) قرآن حکیم نے اس زمانے میں جبکہ انسان کي معلومات محدود تهي' اسرار خلقت کے چہرے پر نقاب پڑا تها' اور اسکے مخاطب وہ لوگ تهے جو علم و حکمت سے بالکل نا آشنا تهے' اختلاف الوان کو اللہ کي قدرت و حکمت کي نشاني قرار دیا اور فرمایا کہ اسمیں صاحبان عقل و فکر کیلیے بڑے بڑے اسرار و بصائر هیں - آج علم الحیوان اور علم الحیات کي تحقیقات اسکي تصدیق کرتي ہے اور انسان نے صدیوں کي تحقیق و تفتیش کے بعد چند مصالح کا سراغ لگایا ہے - یہ خدا کے کاموں کي انساني تحقیق ہے اور وہ خدا کے کلمات کا مجموعہ ہے - پهر کیا یہ اسي کا "قول" نہیں جسکے "فعل" کے اسرار و مقاصد کي تحقیقات کي جا رهي ہے ؟

لا تبدیل - " لکلمات اللہ " و لا تبدیل " لخلق اللہ " !

صحیفۂ فطرت کا ایک دلچسپ صفحہ

عالم نباتات اور حیوانات

مختلف الجنس اشیاء میں حیرت انگیز مشابہت

(مقتبس از سائنٹیفک امریکن)

دنیا کی جن اشیاء میں کوئي حقیقي تعلق نہیں ہے' انکي شکل یا ساخت میں مشابہت کا سراغ لگانا ایک دلچسپ علمي مشغلہ ہے - چاهے ابتداء میں یہ کام ایک طفلانہ حرکت معلوم هو' مگر اس حیثیت سے اسکے مفید هونے میں تو کسي کو کلام نہیں هوسکتا کہ اس سے تخیل کو تحریک هوتي ہے اور نفس کو تحقیق کي ایک ایسي راہ اپنے سامنے نظر آجاتی ہے جو بہت سے اهم اکتشافات تک پہنچا دیسکتي ہے -

اس مشغلہ کا تعلق خاص کر کم سن طلبہ کي تربیت سے ہے' کیونکہ ایک درجہ کے لڑکوں کے اندر فہم آمیز مطالعہ سے دلچسپي پیدا کرنے میں جو دقتیں پیش آتي هیں' انہیں وہ لوگ فوراً تسلیم کرلینگے جنہیں مدرس کي حیثیت سے کوئي تجربہ حاصل ہے - بالفاظ دیگر انکے لیے ایک ایسي شے کي ضرورت ہے جو نفس کي کل کو چلائے' اور یہ خدمت اس مشغلہ سے بخوبي انجام پاسکتي ہے -

مثلاً ممکن ہے کہ ایک پهول یا کیڑے کے صرف دیکهنے سے یہ مقصد حاصل نہ هو لیکن اگر هم اس پهول یا کیڑے اور کسي دوسري مانوس و مالوف شے میں کوئي ایسي مشابہت بتلا سکیں جس سے تعجب اور حیرت پیدا هو یا بے اختیار هنسي آ جاے' تو صرف اسي ایک ابتدائي نقطہ سے چلکر اور مختلف درمیاني مراحل سے گذرکر' هم بڑے بڑے سوالات ساخت طبیعي' رشتہ باهمي' گرد و پیش کے حالات کے ساتهہ مطابقت' وغیرہ وغیرہ تک طالبعلم کو لیجاسکتے هیں - اور اسکے اندر ایک ایسي دلچسپي پیدا کرسکتے هیں جو خشک علمي مباحث میں هر دماغ کو نہیں هوسکتي !

مثال کے طور پر آرکڈ (Orchid) (۱) نامي پهول کو لیجیے - اسکي چند قسموں کے عام نام ایسے هیں جنسے خیال پیدا هوتا ہے کہ یہ حیوانات کے بعض اعضاء سے مشابہت رکهتے هیں - آرکڈ کي قسمیں یہ هیں :

میں آرکڈ (Man Orchid) -
اسپائڈر آرکڈ (Spider Orchid) -
لیزرڈ آرکڈ (Lazard orchid) -
مونکی آرکڈ (Mankey Orchid) -

---

(۱) Orchid ایک درخت ہے جسکا دوسرا نام Aphrys ہے - اسکي بہت سي قسمیں هیں جن میں سے بعض مشهور اور دلچسپ اقسام کا ذکر اس مضمون میں کیا گیا ہے -

یہ درخت زیادہ تر ان ممالک میں هوتا ہے جو بحر میڈیٹرین کے کنارہ پر واقع هیں - ان کي پیدایش کا موسم فصل بهار اور آغاز گرما کا زمانہ هوتا ہے -

مطبوعات جدیده

رباعیات عمر الخیام

ایک نیا امریکن ایڈیشن

(۲)

ان رباعیوں کے کي تعداد اختلاف نے یه مسئلۂ پیدا کردیا که اصلي رباعیوں کي تعداد کتني هے ؟ اور یه جو زیاده سے زیاده تعداد تک رباعیاں موجود هیں ' یه سب کی سب عمر خیام هي کی هیں یا نہیں ؟

مستشرقین عمر یيین کا عرصه تک یہی خیال رها که جسقدر زیاده رباعیاں نکلتي آتي هیں ' وه سب کي سب عمر خیام هي کي هیں ' اور جن نسخوں میں تعداد کم هے ' وه یا تو ناقص هیں یا کسی شخص نے اپنے مذاق کے مطابق اصل دیوان رباعیات کا انتخاب کرلیا هے - چنانچه جب کبهي کسي زیاده تعداد والے نسخه کي ان میں سے کسي کو اطلاع ملي تو وه اس درجه خوش هوا ' گویا علوم و حکمت قدما کا کوئي گم شده ذخیره هاتهه آگیا هے ' یا برباد شده مدرسۂ اسکندریه کے کتب خانے کا سراغ ملگیا هے !

غالباً سب سے پہلے مستشرق بزرگ و شہیر ' پرو فیسر والا نتین ژوکوفسکي (Valentin Zhukovski) نے اس غلطي کو محسوس کیا ' اور ایک محققانه رساله عمر خیام پر لکهکر ثابت کیا که بڑي تعداد رباعیات منسوبۂ خیام کي الحاقي هے ' اور بعد کو کسي غلط فہمي کي وجه سے خیام کي جانب منسوب هوگئي هے -

یه رساله سنه ۱۸۹۷ع میں " المظفریه " کے رسائل کے ساتهه سینٹ پیٹرزبرگ سے چهپ کر شائع هوا - اس وقت سے یورپ اور امریکه کے عمر یيین و خیامیین کے حلقه میں الحاقي رباعیات کي تحقیق و تجسس کي ایک نئي کاوش پیدا هوگئي هے -

پرو فیسر ژوکوفسکي نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ۸۲ رباعیاں پیش کي هیں جو مختلف معروف و متداول نسخوں میں خیام کي طرف منسوب هیں ' حالانکه خیام سے انہیں کوئي تعلق نہیں -

وه در اصل شیخ عطار ' خواجه حافظ ' مولاناے روم ' شیخ عبد الله انصاري ' اور انوري وغیره متوسطین شعراے ایران کي هیں -

اس مضمون کو پڑهکر مستشرقین فرنگ نے الحاقي رباعیات کی تلاش شروع کردي - پروفیسر براؤن نے ۴۲ رباعیوں کا اور ثبوت بهم پہنچایا هے - انکے بیان کے مطابق اسوقت تک کل ۱۰۱ رباعیاں الحاقي ثابت هوچکي هیں - (ان نئي الحاقي رباعیوں کی تفصیل کیلیے پرو فیسر براؤن کي تاریخ ادبیات ایران : Literary History of Persia, باب ۱۲ - صفحه ۲۴۶ سے ۲۵۹ تک دیکهیے)

اسمیں شک نہیں که پرو فیسر والانتین ژوکوفسکي کي تلاش و جستجو قابل تحسین هے ' لیکن افسوس که مستشرقین کے بعض دیگر مباحث خیامیه کي طرح یه بحث همارے لیے چنداں قیمتي نہیں هوسکتي ' اور نه اس بارے میں پروفیسر مذکور کی تحقیقات کے هم محتاج تهے -

اگر وه مشرق کے کسي ایسے شخص کي اعانت بهم پہنچا لیتے جو فارسي شاعري کا تهوڑا سا بهي ذوق رکهتا هے اور عام تذکروں اور دیوانوں کا مطالعه کر چکا هے ' تو اس مشکل کی قیمت چند سطري محنتوں کي نظر سے زیاده نه نکلتي اور بغیر کسي زحمت و تلاش کے اس سوال کا حل ملجاتا - بلکه جس حد تک وه حل کرسکے هیں ' اس سے کہیں زیاده وسیع و تشفي بخش هوتا -

اصل یه هے که الحاقي کلام کا سوال صرف خیام هي تک محدود نہیں هے بلکه ایک حد تک عام هے - الحاقي منسوبات کي عام بلا سے شاید هي کوئي مشہور شاعر بچا هو - اس درجه سے بهي نظر بلند کرکے اور عام طبقۂ مشاهیر و اعاظم مصنفین متقدمین و متوسطین کو دیکهیے تو هر علم و فن کے ارباب کمال ایسي مصیبت سے دو چار نظر آئیں گے - آج کتني هي تصنیفات هیں جو امام ابو حنیفه ' جابر طرطوسي ' ابن قتیبه ' امام غزالی ابو معشر فلکی ' فخر الدین رازي بوعلی سینا ' معلم ثانی ' ابن عربی محقق طوسي وغیره ' سے منسوب هیں جنکي مصنفات هر عهد اور هر حصۂ عالم میں معروف و متداول رهیں ' لیکن نظر دقت سے دیکها جاے تو از سر تا پا الحاقي هیں !

ناصر خسرو ' فردوسي ' خواجه حافظ ' جلال الدین رومي ' حکیم سنائی ' سب کے دیوانوں کا یہي حال هے - لیکن جن لوگوں کو ایک ادنی ذوق بهي فارسي شاعري اور مختلف اعصار ادب و علوم کے متعلق حاصل هے ' اور هر شاعر کے انداز مخصوص اور افکار مختصه کے متعلق نظر و بصیرة رکهتے هیں ' وه بغیر کسي زحمت و کاوش کے باول نظر اندازه کرلیتے هیں که کس قدر کلام اصلي هے اور کس قدر بعد کو اغلاط رواة و کاتبین اور سهو و التباس ناقلین یا بعض دسائس و اغراض شخصیه و دینیه سے ملادیا گیا هے ؟

علی الخصوص عمر خیام کے متعلق تو یه مسئله کچهه بهي دشوار نه تها - اسکا انداز بیان و نظم ایک خاص طرز کا هے - وه اپنے افکار شعریه و حکمیه میں بعض ایسي خصوصیات رکهتا هے جو چند رباعیوں کے مطالعه کے بعد هي نمایاں هوجاتي هیں اور کسي دوسرے کا کلام سامنے آکر دهوکا نہیں دیسکتا -

حکیم عمر الخیام (۱)

---

(۱) مصورین یورپ نے ابتک عمر خیام کي جسقدر تصویریں کهینچي هیں ' ان سب میں مستر گلبرت جیمس کے قلم صنیع کا عموماً زیاده اعتراف کیاگیا هے جس نے کئي سال ایک ایراني فیلسوف کے تصور میں بسر کرڈالے - یه تصویر اسي تصویر کو پیش نظر رکهکر منشي رحمت الله صاحب رعد نے " سوانح نظام الملک سلجوقي " کیلیے بنائي تهي - جو في الحقیقت هندوستان میں سنگي طباعة و مصوري کے ایک کہنه مشق ماهر هیں -

ترایپیولم نامي ایک پهول هے جو سبز پتیوں کے ایک بیروني لفافه میں رهتا هے - اس لفافے کو اصطلاح میں (Calyx) (۱) کهتے هیں - اس کا رنگ چمکدار اور اسکي شکل اسطرح لمبي هوتي هے که مهمیز کا کانٹا سا معلوم هوتا هے - اسي کا زیریں تنگ حصه رس کا مخزن هے - اسمیں کبهي کبهي اس قدر کثرت سے رس هوتا هے که از خود اُبلکے پیرے تک آجاتا هے - اسي "مهمیز" سے طائر کینري کا سر اور گردن بنتا هے - رهي دم تو وه پهیلي هوئي پنکهڑیوں سے پیدا هو جاتي هے - اسکي شکل هو بهو ایک جاندار مخلوق کي سي هوتي هے - جب وه کلي کي حالت میں هوتا هے تو معلوم هوتا هے که ایک چڑیا بیٹهي هے !

(گرم ممالک کا Eirth worth)

(Arlisolochia gigas) نامی ایک اور پهول هے جس کي نا شگفته کلي راج هنس سے مشابهت کا ایک دلچسپ نمونه پیش کرتي هے - یه اور اسکے ساتهه کي اکثر اور قسمیں گرم مکانوں (۱) (Hot house) میں ملینگي .... یه تمام عجیب و غریب پهول جو اعجوبگي میں آرکڈ کے حریف هیں' ان دو پر والی مکهیوں کو اپني طرف کهینچتے اور پهر انکو گرفتار کرنے کے لیے بنائے گئے هیں جو نجاست اور مردار کهاتي هیں' اور اسے دوسري بهتر سے بهتر غذا پر ترجیح دیتي هیں - انکي بدبو اور زردي نعفن کی طرف خیال کو متوجه کرتي هے جس سے انسان کو سخت نفرت پیدا هو جاتي هے -

اس پهول کي مختلف قسموں کي ساخت میں ایک گونه اختلاف هے' تاهم ان کي مشابهت کے اصلي مناظر یه هیں :

(۱) ایک ترغیب دینے والا رقبه (۲) وه چیز جو ایک حلق یا ڈیوڑهي کي طرف رهنمائي کرتي هے (۳) وه راه جو ایک اندروني کمره یا قید خانه میں لیجاتي هے -

راج هنس سے "اے - بي کاس" نامي مکهیوں کي مشابهت همیں مذکوره بالا تشریح کے سمجهنے کے قابل بنا دیتي هے - راج هنس (یعني وه کلي جو راج هنس معلوم هوتي هے) کا جسم پهیلکے ترغیب دینے والا رقبه بنجاتا هے - یه ایک وسیع کشادگي هے جو ۲۶ انچ لمبي اور ۱۱ - انچ چوڑي هوتي هے - تمام سطح پر خون نما ارغواني رنگ کي رگوں کا جال پهیلا هوا هے - اور اسپر اس قسم کے بالوں کي صفیں بچهي هیں جنکي نوکیں اندر کي طرف مائل هیں -

جو مکهي اس ترغیب دینے والے رقبه پر بیٹهتي هے' اسے پهول کي بدبو کلي کي گردن میں جانے کي ترغیب دیتي هے - یه گردن ایک عجیب طلسم هے - وه آنے وقت تو مکهي کو بے تکلف آنے دیتا هے اور بال جانے میں سهولت پیدا کردیتے هیں' مگر جب باهر نکلنا چاهتي هے تو رهي بال روک لیتے هیں اور مجبوراً اندر کے کمره میں جو راج هنس کي گردن کے نیچے هوتا هے' گهستي چلي جاتي هے - یهاں اسے اصلي یا صنعتي اعضاء سے ملنا پڑتا هے -

اس کمره میں مکهیاں قید هوجاتي هیں - ان میں سے جو مکهیاں دوسرے پهولوں سے آتي هیں وه اپنے همراه مادهٔ تولید بهي لاتي هیں - اسطرح اندام نهاني (Pistil) کي تلقیح وجود میں آ جاتي هے -

اعضاء تناسل جب بلوغ کو پهنچتے هیں تو ان مقید مکهیوں کے جسم پهر مادهٔ تولید سے آلوده هوجاتے هیں' اور جب تک پهول پژمرده اور اسکے حلق کے بال خشک نهیں هو جاتے' اسوقت تک انهیں اس قید سے رهائی نهیں ملتی - [البقیة تتلی]

(مسئلة قیام الهـــلال)

براے خدا و رسول الهلال کے بند کرنیکے خیال کو بالکل ترک کردیں - خدا کے لیے قوم کي حالت پر رحم کریں - اگر یه رساله بند هوگیا' تو یقین جانیے که قوم پهر مرده کي مرده هو جائیگي - میرا ایمان هے که اس رساله جیسا مفید کوئي رساله یا اخبار هندوستان میں نهیں نکلا اور نه هے - اگر آپکے دل میں قومي درد هے تو ضرور اسکي اشاعت بدستور جاري رکهئیگا - اگر اسکي آمدني سے ضروریات پوري نهیں هوتیں تو کیوں نهیں اسکي قیمت بڑها دي جاتي ؟ یا تو آپ چنده قبول کریں یا اسکي قیمت بڑهائیں -

آپکا دلي تابعدار - عبد الغني - از لاهور

حضرة المحترم - آپکے اخبار الهلال کي مالي حالت کے ضعف نے میرے دل پر بهت گهرا اثر کیا - اراده تو یهي تها که البلاغ بیروت یا العدل قسطنطنیه کو اپنے نام جاري کراتا' مگر اب التماس کرتا هوں که جون کا پهلا پرچه مندرجه ذیل پته پر ارسال فرمائیں -

نیـــاز منـــد

عبد العزیز - عربک پروفیسر مشن کالج - پشاور

مفصله ذیل تین اصحاب کے نام الهـــلال جاري فرمائیں -

خریدار نمبر ۲۱۰۲ از سري نگر کشمیر

[بقیه حاشیه صفحه ۱۳ کا]

باریک خطوط یا ریشوں میں قائم هوتے هیں - ان زیروں اور ریشوں کے اجتماع سے ایک نیزه سا بنگیا هے جسکے سرے پر ایک بهرا هوا مشکیزه هے - اسکا وسط نیزه کے سرے پر هے' اور دونوں گوشوں میں سے ایک گوشه ایک طرف کو زیاده مائل هے - یهي وه عضو هے جو فرائض رجولیت ادا کرتا هے - اس مشکیزه نما زیرے میں زرد رنگ کا ایک غبار سا هوتا هے جسکو انگریزي میں (Pollen) اور عربي میں "طلع" کهتے هیں - خود اس مشکیزه نما زیره کا اصطلاحي نام (Anther) هے - عربي میں کبهي تو بعینه یهي الفاظ استعمال کرتے هیں اور کبهي اسے "مخزن الطلع" سے بهي تعبیر کرتے هیں -

لیکن کبهي ریشے اور ریزے کي اجتماعي صورت یه هوتي هے که ایک نیزه هے جسکے سرے پر ایک دهانه سا پیدا هوگیا هے' اور وه بالکل کهلا هوا هے - یه عضو فرائض نسائیت ادا کرتا هے - اسي واسطے هم نے اس کا ترجمه رحم کیا هے - انگریزي میں اس عضو کو (Pistal) اور اس دهانه کو اسٹیگما (Stigma) کهتے هیں - یهي وه حصه هے جو مادهٔ تولید کو لیکے اندر پهنچاتا هے - اسٹیگما ایک ریشه پر قائم هوتا هے اور اندر سے کهوکلا هوتا هے - اسلیے عربي میں اسے "قناة" کهتے هیں - انگریزي میں اس کا نام (Style) هے - اسکے بعد ایک تهیلي سي هوتي هے جسمیں بیج پیدا هوتے هیں اور ابتدائي پرورش پاتے هیں اسے (ovary) کهتے هیں - عربي میں اسکا ترجمه "مبیض" کیا گیا هے - اسٹیگما میں هر وقت ایک لیسدار ماده رهتا هے - ماده تولید جب اُس میں داخل هوتا هے تو اس لیسدار ماده کے ساتهه مل کے "قناة" کے راسته سے "مبیض" تک پهنچ جاتا هے -

(۱) یعني وه غلاف یا لفافه جسمیں کلي کهلنے سے پهلے ملفوف هوتي هے' اور جو کهلنے کے بعد بهی اکثر باقي رهتي هے - اسکو انگریزي میں (calyx) کهتے هیں اور عربي میں "کمامه" اکمام اسکي جمع هے -

مدارس اسلامیہ

۱۰ مئی کا جلسۂ دہلی

(از جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب)

(۲)

(۲) اب جلسہ کے واقعات سنیے :

(الف) سب سے پہلے پریسیڈنٹ کے انتخاب کا مسئلہ ہے - جلسہ ہی میں جناب پریسیڈنٹ صاحب سے صدارت کیلیے استفسار کیا گیا اور انہوں نے مہربانی فرما کر اپنی رضامندی ظاہر فرمائی - پھر ان کے نام کی تحریک و تائید کی گئی - اس وقت کسی بزرگ نے کھڑے ہوکر اختلاف نہیں کیا - چونکہ یہ جلسہ ندوۃ العلماء کے متعلق تھا اس لیے یہ بہتر سمجھا گیا کہ کسی عالم کا انتخاب کیا جائے - میں بالکل یقین دلاتا ہوں کہ پریسیڈنٹ صاحب کے خیالات کے متعلق کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ کیا ہیں، نہ اس لحاظ سے ان کا انتخاب کیا گیا تھا - خدا کے فضل سے جناب پریسیڈنٹ صاحب اس وقت ہم میں موجود ہیں - ان سے دریافت کرلیا جائے کہ کس کس نے ان سے جلسے سے پہلے کیا کیا کہا تھا، اور انہیں کیا کیا هدایت کی تھی ؟ بہرحال ان کا انتخاب کیا گیا - گو اور اچھے اچھے علماء بھی جلسہ میں تشریف رکھتے تھے، لیکن قومی جلسوں کے قواعد و ضوابط کے متعلق (تحریک صدارت کرنے والوں کی ناقص راے میں) جناب پریسیڈنٹ صاحب کو گروہ علماء میں نسبۃً زیادہ واقفیت معلوم ہوتی تھی - فرض کرلیجیے کہ اگر ان کا انتخاب نہ ہوتا، تو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جس بزرگ کو دوسرے اصحاب اس جلسہ کی صدارت کیلیے پیش کرتے تو کیا اس قسم کے اعتراضات سے ان کا اسم گرامی محفوظ رہسکتا تھا - مثلاً اگر کسی تعلیم یافتہ شخص کو اہل جلسہ پیش کرتے تو سب سے پہلے اسکی نسبت بھی یہ اعتراض نہیں کیا جاتا؟ کم سے کم مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ صدر انجمن صاحب جلسہ سے بہتر ایسے جلسہ کو زیر انتظام رکھہ سکتے، جیسا کہ ۱۰ مئی کا جلسہ تھا -

(ب) اس کے بعد میرے خطوط پیش کرنے کا واقعہ ہے - میں نے جلسہ میں وہ خطوط اور مضامین پیش کیے تھے جو اس کی موافقت و مخالفت میں میرے پاس آئے تھے - جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے کسی ایک خط کو بھی نہیں چھوڑا تھا - مجھے معلوم تھا کہ جلسہ کی موافقت کے خطوط زیادہ ہیں اور اسیطرح مختلف شہروں کی انجمنوں نے جو کارروائیاں اپنے اپنے جلسوں کی بھیجی تھیں وہ بھی جلسہ کی موافقت میں زیادہ تھیں - اگر میں ان تمام کو پڑھتا تو کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ جلسہ کا صرف ہوتا اور مجھے معلوم تھا کہ جلسہ کو تھکا دینے والی طوالت دی جائیگی - اس لیے میں نے یہ کہکر کہ "یہ خطوط جلسہ کی موافقت میں میرے پاس آے ہیں لیکن ان کے پڑھنے میں آپ صاحبوں کا وقت ضایع ہوگا - اس لیے ان موافق اور مخالف خطوط کو میں میز پر رکھہ دیتا ہوں، جس صاحب کا دل چاہے انہیں دیکھہ لے" کہکر میں نے کاغذات میز پر رکھدیے - کسی صاحب نے اتنی تکلیف نہیں فرمائی کہ انہیں دیکھتے نہ کسی شخص نے مجھہ سے خواہش کی کہ انہیں پڑھنا چاہیے - لیکن کیا تو یہ کیا کہ جلسہ کے بعد یہ اعتراض کرنے لگے کہ ان خطوط کو جو ندوہ کی موافقت میں زیادہ تھے نہیں پڑھا گیا - اب بھی وہ سب فایل میں موجود ہیں - جن صاحب کا دل چاہے انہیں پڑھکر اپنا اطمینان فرمالیں، اور دیکھہ لیں کہ موافقت کا حصہ ان میں زیادہ ہے یا مخالفت کا ؟

(ج) جلسہ کی بد نظمی کا بوجھہ بھی جلسہ کرنیوالوں کی گردن پر ڈالنا ایک تسلیم شدہ بات سمجھی گئی ہے - مگر واقعات کبھی چھپانے سے نہیں چھپ سکتے - اصل واقعہ یہ ہے کہ اس جلسہ کو برہم کرنے کا قدرتی طور پر بعض اصحاب کے دلوں میں خیال تھا اور انکی دلی خواہش تھی کہ اس جلسہ میں کوئی کارروائی نہ ہوسکے - اس کے ثبوت میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے بولنے کے لیے جو صاحب کھڑے ہوے تھے وہ ندوہ کے ایک معزز رکن تھے، اور پیہم جو کوشش اس فریق کی طرف سے بولنے کی ہوئی وہ بھی کسی شخص پر پوشیدہ نہیں ہے - یہانتک کہ اسٹرائیک کا ریزو لیوشن جو سراسر اس گروہ کے لیے مفید تھا، اسپر کم سے کم دو گھنٹہ تک جھگڑا کیا گیا - بالآخر پیش کرنیوالے نے اسے واپس لے لیا - اس کے علاوہ ہر ایک شخص بولنے کے لیے کھڑا ہوتا تھا، اور جب اسے روکا جاتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ ہمیں بولنے سے روکا جاتا ہے - لیکن بولنے کی یہ حالت تھی کہ صرف اسٹرائک کے ریزو لیوشن کے دو گھنٹے لیلیے تھے، اور آخر میں وہ واپس لے لیا گیا تھا - خبر نہیں واپس نہ لینے کی صورتمیں اور کتنی دیر لگتی - صاحبان ندوہ میں سے بعض اصحاب نے علی الاعلان یہ کہا کہ جلسہ کو جلد ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، حالانکہ ہم ایک مہینہ تک بحث کیے جائینگے - پھر شاید اس مدت کو بڑھا کر انہوں نے ایک سال یا قیامت تک کی ایک چھوٹی سی قید بھی لگادی تھی - (مجھے الفاظ و مضمون ٹھیک یاد نہیں) -

ایک طرف یہ حالت تھی - دوسری طرف لوگ ان بحثوں سے تنگ آ گئے تھے اور ان مقرروں کی تقریروں میں آخر کار دراندازی کرنے لگے تھے - ایک اور گروہ تھا، جو اس وجہ سے کچھہ خوش نہ تھا کہ ابھی تک ان میں سے بعض مقرروں کو صدر انجمن صاحب نے بولنے کی اجازت نہیں دی تھی - اس گروہ کے بعض اصحاب بھی جلسہ کی بدنظمی کے ایک حد تک ذمہ دار تھے - اب ان واقعات کو پیش نظر رکھکر فیصلہ کرلیا جاے کہ کون اس حد تک جلسہ کی بدنظمی کا بوجھہ اٹھا سکتا ہے

ایک بزرگ رکن ندوہ نے جو درویش و عالم بھی ہیں، مجھہ سے خود فرمایا کہ بس اب ہماری راے تو یہ ہے کہ اس جلسہ کو ختم کردیجیے، کیونکہ گڑبڑ ہو رہی ہے - میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر آپ کو جلسہ میں بیٹھنے سے تکلیف ہو تو آپ مکان جاکر آرام فرمائیں، یہ جلسہ اپنا کام کرکے ختم ہوگا - کیا یہ واقعات نہیں تھے ؟ اور کیا ان سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ دراصل جلسہ کو کون بدنظمی کا شکار بنارہا تھا، اور جلسہ بغیر نتیجہ کے ختم کرنے کا کون خواہش مند تھا ؟ اس کے بعد یہ بھی سنیے کہ جب پریسیڈنٹ صاحب نے کمیٹی کے انتخاب کے ریزولیوشن پیش ہوتے وقت یہ فرمایا کہ میں مخالف اور موافق پانچ پانچ حضرات کو بولنے کی اجازت دوں گا، اس کے بعد ووٹ لے لونگا - تو اس کی بھی مخالفت کی گئی - مگر جب پانچ پانچ حضرات دونوں طرف کے اپنی اپنی تقریریں ختم کرچکے اور پریسیڈنٹ صاحب راے لینے کے لیے آمادہ ہوے، تو ارکان ندوہ میں سے اکثر حضرات اسی وقت جلسہ میں سے تشریف لیگئے -

(د) صدر انجمن صاحب پر یہ غلط الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے لکھنو کے کسی نواب زادہ کو جلسہ سے علیحدہ کرنیکا حکم دیا - حالانکہ اسکی کچھہ بھی اصلیت نہیں ہے -

(ہ) یہ کہا جاتا ہے کہ جلسہ میں بہت سے اصحاب سکھاے ہوے تھے - اس کے متعلق گذارش ہے کہ [illegible] ذریعہ سے آپ

تصوف و اخلاق سنائي اور عطار، دونوں کہتے هیں - رزم و جنگ فردوسي اور نظامي، دونوں نے لکها هے - خمریات اور جام و صراحي حافظ کي طرح سب کے هاتهه میں هے - تغزل اور راز و نیاز عشق سے سعدي کي طرح خسرو اور نظیري کي طرح عرفي کي کائنات شعر بهي معمور هے، لیکن اس سے کیا هوتا هے؟ گو ان سب کا لباس اور شکل و صورت ایک هو لیکن ادائیں تو خاص خاص هیں جو کسي طرح صاحبان نظر سے چهپ نہیں سکتیں :

من انداز قدت را مي شناسم !

میں تو کہتا هوں که اُس شخص کیلیے فارسي شاعري کے ذوق و مطالعه کا دعوا حرام هے جسمیں اتني ادا شناسي بهي نهو که صرف کلام سنکر ایک شاعر کو اسکے دوسرے هم رنگ و هم فکر شاعر سے تمیز کرلے :

هر که خواهد میل دیدن، در سخن بیند مرا !

علاوه بریں جو رباعیات عمر خیام کے نام سے منسوب کي گئي هیں، انکا بڑا حصه فارسي کے تذکروں اور دیوانوں میں دیگر شعرا کے نام سے موجود هے جسکے لیے کسي بڑے علمي تجسس کي ضرورت نہیں - تذکرہ دولت شاہ، مراۃ الخیال، آتشکدہ، مجمع الفصحا، والہ داغستاني، اس درجه کي مشہور کتابیں هیں که معمولي درجه کے فارسي دانوں نے بهي اُنهیں ضرور دیکها هوگا - ان میں وہ رباعیات دوسروں کے کلام میں هر شخص دیکهه سکتا هے - شیخ بو علي سینا کي یه رباعي همارے یہاں بچه بچه کي زبان پر هے :

در دهر چو یک مني و آن هم کافر
پس در همه دهر یک مسلماں نبود

لیکن بعض نسخوں میں اسے عمر خیام کے نام سے لکهدیا هے - همارے یوروپین محققوں کو یه ثابت کرنے کیلیے بڑي هي جانکاہ محنتیں گوارہ کرني پڑیں که یه رباعي خیام کی نہیں بلکه شیخ کي هے !

اسي طرح شیخ جامي کي لوائح، لمعات، شرح ابن فرض وغیرہ رسائل میں جو رباعیات وحدۃ الوجود وغیرہ کے متعلق بکثرت درج کي گئي هیں، انکو بهي بعض ناقلین نے خیام کي طرف منسوب کردیا - پروفیسر ژوکفسکي نے انکي تحقیقات میں کئي سال بسر کردیے اور سینٹ پیٹرز برگ کے کتب خانے کي ایک ایک کتاب دیکهه ڈالي، حالانکه شیخ جامي کے یه رسائل نہایت عام اور کثیر الاشاعۃ هیں، اور بمشکل کوئي فارسي داں شخص ایسا هوگا جس نے انهیں نه پڑها هو !

شیخ جامي کے بعد سب سے زیادہ التباس شیخ الاسلام انصاري کي بعض رباعیات میں هوا هے - شیخ کي مناجاتوں کا عام انداز یه هے که وہ پہلے نثر مسجع میں ایک دعا مانگتے هیں یا رحمت و رافت الہیه سے مخاطبه کرتے هیں - اسکے بعد ایک قطعه یا رباعی مناسب مقام ایراد کرکے دوسرا مخاطبه شروع کرتے هیں - یه رباعیات اکثر خود انہی کی هوتی هیں - کہیں کہیں دوسروں کی بهی لے لیتے هیں - سوز و گداز، والہانه طلب و سوال، عاشقانه شکوہ و شکایت، اور عارفانه و حکیمانه حکم و مقابله، شیخ الاسلام کی نظم و نثر کی خصوصیات هیں مگر یهي باتیں ایک دوسرے فلسفیانه رنگ میں خیام کے هاں بهی هوتي هیں - عوام کو اسمیں دهوکا هوا اور شیخ کی بہت سی رباعیاں خیام کے نام سے نسخوں میں لکهدیں - رباعیات خیام کا جو نسخه آجکل ایران اور هندوستان میں رائج هے، اسمیں بهی شیخ کي متعدد رباعیات ملگئي هیں -

(ایک نئی دریافت)

یہاں تک تو هم نے اُن الحاقی رباعیات کے متعلق لکها هے جنکي تعداد ایک سو سے متجاوز هے اور جنکا بڑا حصه پروفیسر والنتین ژوکفسکی نے تحقیق کیا هے، مگر اب هم مستشرقین یورپ کي تحقیقات سے الگ هوکر خود نظر ڈالنا چاهتے هیں - خیام کي مسلمه رباعیات میں سے جنکو تمام ناقدین و محققین و عمریین نے خیام کے مخصوص نوادر فکر و شعر میں سے شمار کیا هے، ایک رباعي یه هے :

من بندۂ عاصیم، رضاے تو کجاست ؟
تاریک دلم، نور و صفاے تو کجاست ؟
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشي
آن بیع بود، لطف و عطاے تو کجاست ؟

اکثر تذکرہ نویسوں نے بهي اس رباعی کو خیام کے ترجمه میں لکها هے اور حقیقت یه هے که ایک نہایت هي بلند ترین مقام عبودیۃ و تذلل و اعتراف هے جو بہتر سے بہتر طریقے، اور موثر سے موثر انداز میں شاعر نے اسمیں بیان کیا هے - اسکا حقیقي لطف صرف انهي صاحبان حال و کیفیت کو حاصل هو سکتا هے جو اس مقام تک پہنچ چکے هیں -

قرآن حکیم میں برادران یوسف (علی نبینا و علیه السلام) کا عزیز مصر سے یه کہنا اسي نکته کي طرف اشارہ هے :

جئنا ببضاعة مزجاة فاوف لنا الکیل، و تصدق علینا، ان الله یجزي المتصدقین !

هم ایک ناقص پونجي لیکر تیرے سامنے حاضر هوے هیں، لیکن تو اسکے نقص اور کمی کو نه دیکهه بلکه اپنے لطف و کرم پر نظر رکهکر همیں بهرپور غله دیدے - یه خرید و فروخت اور برابر کا معاوضه نہیں هے، تجهسے بطور صدقه و عطیه کے طلبگار هیں - خدا صدقه دینے والوں کو اسکا بدله ضرور هي دیتا هے ! " بدریوزہ گري آمدہ ایم نه به تجارت "

و قال المتنبی :

وهبت علی مقـــدار کفی زماننـــا
و نفـــي علی مقـــدار کفك یطلب !

لیکن خیام کے مطالعه کرنے والے تعجب سے سنینگے که یه رباعي خیام کي نہیں هے بلکه عارف مشہور و جلیل سلطان ابو سعید ابو الخیر قدس الله سرہ کي هے !

سلطان ابو سعید کا کلام نظم غالبا ایک جگه جمع نہیں کیا گیا - صرف تذکروں میں چند رباعیات مل جاتي هیں - ان مشہور رباعیات میں یه رباعي نہیں هے - اسي لیے کسي شخص کو اسکي نسبت شبه پیدا نہیں هوا - لیکن شیخ کے حالات و مقامات میں ایک نہایت ضخیم کتاب انکے پوتے شیخ محمد بن المنور بن ابو سعید نے لکهي هے جسکا نام " اسرار التوحید في مقامات الشیخ ابي سعید " هے - اسکا مطالعه کرتے هوے یکایک اس رباعي پر میري نظر پڑگئي - اسکے مصنف نے تصریح کردي هے که ایک خاص وجداني حالت میں یه دو بیتي شیخ کي زبان پر جاري هوئي تهي -

اگر مزید تلاش کي جاے تو عجب نہیں که اسي طرح الحاقي رباعیات کے متعلق غیر متوقع معلومات جمع هوجاے -

(نیا امریکن ایڈیشن)

اس تفصیل سے مقصود یه تها که نئے امریکن ایڈیشن کي منتخبه رباعیات کي مقدار پر نظر ڈالي جاے - بیان کیا گیا هے که اسمیں ۴۱۸ رباعیوں کا ترجمه دیا گیا هے -

اس سے معلوم هوتا هے که اس ایڈیشن کے مولفین کے نزدیک اصلي مقدار اتني هي هے - مگر هم کو یقین هے که اسمیں ایک بڑي تعداد الحاقي رباعیات کي هوگي - کیونکه اگر سر گور اوسلي کے نسخے کي تمام رباعیات اصلي تسلیم کرلي جائیں، جب بهي اتني تعداد اصلي رباعیات کي ثابت نہیں هوتي

بهر حال همیں تکمیل و اشاعت کا انتظار کرنا چاهیے - مطالعه کے بعد صحیح راے قائم کي جاسکے گي -

کنیڈا میں هندوستانیوں کي حالت زار

کنیڈا میں هندوستانیوں کے رهنے کے مکان -

" تم لوگ همارے ملک میں حاکم بننے کیلیے آتے هو - هم تمهارے یهاں قلي بننے کیلیے جاتے هیں - اسپر بهي تم همیں آنے کي اجازت نہیں دیتے ؟ "

[گردت سنگه]

اُن چار جانباز هندوستانی عورتوں میں سے ایک عورت جو جابرانه قانون کا مقابله کرنے کیلیے کنیڈا میں داخل هوگئی هیں !

سردار تیجا سنگه جو کنیڈا کے نو اباد هندوستانیوں کے ایک با اثر لیدر هیں :

بهر زمین که رسیدیم آسماں پیدا ست !

کنیڈا میں جو جهاز نوآباد هندوستانیوں کو لیکر سردار گردت سنگه گئے تے اور جو بالاخر ظلم اور جنسیت قومی کے تعصب سے شکست کها کر غالباً واپس آجانے والا هے' اسکے ساحل کنیڈا تک پهنچنے سے پیشتر مندرجه ذیل مراسلت مشهور اهل قلم سیته نهال سنگه نے گریفک لنڈن کو بهیجي تهي' جو تازه ولایت کی ڈاک میں آیا هے :

"کنیڈا میں هندوستانیوں کي نو آبادي کا مسئله سخت خطرے کي حالت میں نظر آتا هے - ۳۷۵ هندوستاني ایک جاپانی جهاز میں کولمبیا روانه هوگئے هیں - هندوستان کے ایشیائیوں نے یه جهاز جاپان کے ایشیائیوں سے کرایه پر لیا هے' اور دونوں یکساں طور پر کنیڈا سے اپنے حقوق کے داد خواه هیں !

هندوستاني نهایت استقلال و جوش اور جاں نثاري کے ولولوں کے ساتهه روانه هوے هیں' اور اس بات پر تلے هوے هیں که برطاني رعایا هونیکی حیثیت سے اپنے حقوق حاصل کرینگے - انکا مقصود ایک عملی آزمایش کے ذریعه اس سوال کو حل کرنا هے که آیا سلطنت برطانیه کا ایک جز هونے کے لحاظ سے انهیں کنیڈا میں رهنے کا حق حاصل هے یا نهیں ؟

ان هندوستانیوں میں زیاده تعداد اُن سپاهي پیشه سکهوں کی هے جو زمانۂ حال کی انگریزي لڑائیوں میں ایک تاریخي افتخار حاصل کرچکے هیں - وه تاج انگلستان کے لیے هندوستان کے اندر اور هندوستان سے باهر (مثلاً سرحد · افغانستان' تبت' چین سمالي لنیڈ) میں لڑچکے هیں اور بارها اپنا خون بهاچکے هیں - ان لوگوں میں شاید هي کوئي شخص ایسا هوگا جسکو یه دعوا نه هوگا که اسکے قریب اور محبوب رشته داروں میں سے کوئي نه کوئي سر فروش اس سلطنت کے لیے اپنا خون بہا چکا هے' جسکے تاج سلطنت کا سب سے زیاده قیمتي نگینه هندوستان هے - بهر حال اس بحث کو چهوڑ دو که سکهوں کے حقوق ایک وفادار برطاني سپاهی هونے کي حیثیت سے خاص نوعیت رکهتے هیں - عام قومي اور قانونی لحاظ سے دیکهو' جب بهی یه ایک نهایت هي افسوسناک اور ناقابل تحمل منظر هے - هندوستان هی کے باشندے هیں جنهوں نے محنت و مزدوري کرکے ان نو آبادیوں کو یورپ کي دار الحکومتوں کا هم سر بنا دیا هے' لیکن آج نهایت بے دردي کے ساتهه ان پر اسکا دروازه بند کیا جا رها هے - بظاهر ایسے پر فریب قواعد وضع کیے گئے هیں جنسے معلوم هوتا هے که یه دروازه چند رکاوٹوں کے ساتهه ابتک کهلا هے' مگر فی الحقیقت وه پوري طرح بند کردیا گیا هے - مثلاً ایک طرف یه قاعده رکها هے که نو آباد هندوستاني کلمبیا میں ایک هي ٹکٹ پر نه آے' دوسري طرف حکم دیدیا گیا هے که اگر وه کسي جگهه جهاز بدلے تو اسکو آگے بڑهنے کي اجازت نه دي جاے - اسکا صاف مطلب یهي هوا که کوئی هندوستانی کولمبیا نه جاے - یه قانون یهاں تک سخت کردیا گیا هے که نو آباد هندوستانیوں کي بي بیاں بهي اپنے شوهر کے پاس جانے سے روک دي گئي هیں - یه ایک ایسي کهلي وحشت هے جسے اسکی حالت پر چهوڑ دینا کوئي انسان گوارا نه کریگا !

جو هندوستانی پیشتر سے وهاں موجود هیں' ان پر بهي نوکریوں کا دروازه بند کردیا گیا هے - ساتهه هي ایک طرف تو حکام نے هندوستانیوں کي بیبیوں کو اندر

مظلوم هندوستانیوں کي بے بسي کا ایک منظر ! کینڈا کے حکام مدینۂ مهاجرة نے نو آباد هندوستانیوں کو یهاں مقید کردیا هے !

حضرات چاهیں اس امر کو تحقیق فرمالیں که جو صاحب باهر سے بلائے هوے تشریف لاے تھے' ان میں سے کسي صاحب سے بھی هم لوگوں نے کچھه فرمایش کی تھی؟ دهلی میں جو پانچسو کے قریب ٹکٹ تقسیم کیے گئے تھے' کیا ان کے پاس هم لوگوں نے کسی آدمی کو کچھه سمجھانے کے لئے بھیجا تھا؟ کیا مدرسه طبیه کے طلباء سے هماري کمیٹی کے کسی شخص نے کچھه فرمایش کی تھی؟ بیشک کمیٹی کے سب ممبر ایک خیال کے تھے اور ان کے اکثر احباب ان کے هم خیال تھے اخبارات میں کافی مضامین نکل چکے تھے - دهلی کے بہت سے پڑھے لکھے حضرات ان مضامین کو پڑھ پڑھکر اپنی اپنی رائیں قائم کرچکے تھے - ایسي حالت میں اکثر اصحاب کا اصلاح ندوه پر اتفاق تھا - جس کی ضرورت کو ندوه کے انصاف پسند حضرات نے خود بھی تسلیم کرلیا تھا اور ۱۰ - مئی کے جلسه میں اس کا باقاعده اعلان بھی هوچکا تھا - ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھکر دهلی کے جلسه کي عام راے کے متعلق صرف یهي صحیح قیاس هوسکتا هے که وه اصلاح ندوه کے مؤید تھے اور کسی سے سبق لینے کے محتاج نه تھے -

(و) یه تو بار بار لکھا جاتا هے که جلسه میں مدرسه طبیه کے طلبه موجود تھے' لیکن کسی منصف مزاج نے یه نہیں لکھا که مدرسه امینیه کے اور بعض دیگر اسلامی مدارس کے طلبه بھی جلسه میں اچھی تعداد میں موجود تھے' جو بغیر ٹکٹ کے آگئے تھے' اور جنھیں جلسه میں شریک هونے سے کسی نے بھي نہیں روکا تھا - ایک طرف کسي طالب العلم کو داخل هونے سے منتظمین نہیں روکتے تھے - اور دوسري طرف وه یه دیکھه رهے تھے که حامیان ندوه میں سے بعض اصحاب ایک ایک ٹکٹ کو بار بار استعمال کررهے هیں' اور ان لوگوں کو داخل کررهے هیں جنھیں وه کسی نه کسی خاص غرض سے داخل کرنا چاهتے تھے - کیا کوئی شخص یه کهه سکتا هے که منتظمین نے رواداري کے برتاؤ کے سوا کچھه بھی ان امور پر نوٹس لیا -

(ز) یه بھی اعتراض کیا جاتا هے که ریزولیوشن زبردستی پاس کرلیے گئے حالانکه اکثر حاضرین جلسه ان کے خلاف تھے - یه اعتراض اور اسی قسم کے بعض دوسرے اعتراضات حقیقت میں اس قابل هیں که ان کا کوئي جواب نه دیا جاے تو زیاده بہتر هے - اگر یه بات سمجھه میں آسکتی هے که جلسه خلاف هو اور کوئي ریزولیوشن پاس کرلیا جاے' تو اعتراض بھی سمجھه میں آسکتا هے - واقعه یه هے که جب موافقت کے لیے هاتھه اٹھانیکو کہا گیا تو تقریباً سب نے هاتھه اٹھاے' لیکن جب مخالفت کے لیے هاتھه اٹھاے گئے تو میں نے خوب غور کرکے دیکھا' صرف دو هاتھوں کے سوا کوئي تیسرا هاتھه هوا میں بلند نه تھا! جلسه میں سینکڑوں آدمي تھے' اور وه اس امر کي آسانی کے ساتھه شہادت دے سکتے هیں - ان سے دریافت کرلیا جاے تو اور بھی بہتر هوگا -

(نتائج جلسه)

میں مختصر طور پر جلسه کے حالات بیان کرنے کے بعد اس جلسه کے نتائج پر بحث کرنا چاهتا هوں جس کا وعده میں نے اپنے اس مضمون کے ابتدائی حصه میں کیا تھا -

میں اس جلسه کا نتیجه سمجھتا هوں که ان بزرگان ندوه نے جو انصاف پسند هیں' اصلاح کي طرف قدم بڑھایا هے' اور وه اب اچھي جد و جهد اصلاح کیلیے کر رهے هیں - ۱۴ جون کو انھوں نے اپنی انتظامی کمیٹی کے جلسه کو بلایا هے' اور اجنڈے میں حسب ذیل امور درج کئے هیں جن میں سے اکثر امور اصلاح سے تعلق رکھتے هیں -

(۱) (الف) منظوري کار روائي جلسه هاے انتظامیه گذشته -

(ب) حساب نه ماهه دار العلوم و ندوة العلماء پیش هوگا -

(۲) جن مدرسین کي نسبت مهتمم صاحب دارالعلوم نے اپني رپورٹ شائع شده میں لکھا هے که انھوں نے طلبه کي اسٹرایک میں حصه لیا هے' ان کا معامله بغرض تصفیه پیش هوگا -

(۳) جن طلبه نے اسٹرایک کي تھي انکي وه درخواستیں پیش هوں گي جن میں انھوں نے اپنے قصور کي معافي چاهي هے' میں نے (ناظم صاحب نے) تا تصفیه جلسه انتظامیه ان کو دار العلوم اور دار الاقامة دونوں سے مستفیض هونیکا عارضي حکم دیا هے -

(۴) سالانه ندوة العلماء کے طلب کرنے کي جلد سے جلد ضرورت هے' لهذا اس کے لئے تاریخ اور مقام کا تعین کیا جائیگا -

(۵) مراسله ریاست بھوپال و رامپور مشعر التواء امداد تعدادي ۵۰۰ روپیه سالانه بلا تعین مدت (پیش هوگا)

(۶) یه میر مفتي عبد الله صاحب اور قاضي تلمیذ حسین صاحب کي رخصت کے متعلق هے)

(۷) ماسٹر دین محمد صاحب کے متعلق هے)

(۸) (فقیهه اول کي جگه کے انتظام کے متعلق هے)

(۹) انتخاب ممبران مجلس هاے دار العلوم و مال و کونسل نظامت و فهرست انتخاب اراکین نامزد شده (جو منسلک هے)

(۱۰) تجویز متعلق نگراني بورڈنگ هاؤس -

(۱۱) معامله جلسه دهلي منعقده ۱۰ مئي سنه ۱۹۱۴ و مراسله مولوي ثناء الله صاحب پریسیڈنٹ جلسه دهلي بابت اطلاع تقرر کمیٹي براے اصلاح ندوه -

(۱۲) دیگر ضروري امور جو اس وقت تک هنگامي طور پیش آجائیں یا ضروري تحریرات -

اس اجنڈا سے صاف معلوم هوتا هے که ارکان ندوه اپنے فرائض کے ادا کرنیکے کا اهتمام کر رهے هیں جو امید هے که پورے هوں گے - اگر وه پورے هوگئے تو جسقدر انھیں خوشي هوگي اسیقدر هندوستان کے ان تمام مسلمانوں کو بھی هوگی جو ندوه کے ساتھه دل چسپی رکھتے هیں -

اس کے علاوه ناظم صاحب ندوه نے اعلان کردیا هے که هم قواعد و ضوابط کو درست کرنا چاهتے هیں اور اس غرض کے لیے وه عام مسلمانوں کو دعوت دے رهے هیں - پس ۱۰ - مئي کي منتخب شده کمیٹي بھي اپنے خیالات کو ان حضرات کي خدمت میں پیش کرے گي' اور یهي اس کا فرض هے - ان تمام باتوں کا جو نتیجه هوگا' امید هے که بہتر هوگا اور ۱۰ - مئي کے جلسه کي غرض کسي نه کسي طرح پوري هوجائیگي - کیونکه معزز ارکان ندوه میں چند حضرات خاص طور پر معامله فهمي میں ممتاز هیں - وه اچھي طرح جانتے هیں که هٹ اور ضد سے ندوه کو نقصان پهونچنے کا اندیشه هے' اور صحیح مطالبات کو قبول کرنا ندوه کي فلاح اور بهبود کا باعث هوگا - دوسري صورت میں قوم کے ایک حصه کی دل چسپي ندوه کے ساتھه ساقط هوجانیکا خوف هے - بس مجھے امید هے که خدا نے چاها تو تمام معاملات درست هوجائیں گے' اور آخرکار سب ملکر ندوه کے ایسے هي خادم بن جائیں گے - جیسے کے پہلے تھے' اور واقعات کو متفق هوکر بالکل بھلا دیں گے -

بہت سے ایسے اعتراضات میں نے چھوڑ دیے هیں جو گو صحیح نہیں مگر میں انھیں مهتم بالشان نہیں سمجھتا هوں - نیز میں نے ایسے واقعات بھي ترک کردیے جن کا اس وقت ذکر کرنا مصلحت کے خلاف هے اور وه فریقین میں پھر ناگوار بحث کے باعث هوجائیں گے - اگر ذمه دار اشخاص ایسی بحثوں کو چھیڑیں گے تو میں واقعات کو دهرانے کے لئے حسب ضرورت مجبور هونگا -

محمد اجمل

میرے خیال میں جو خریدار اس وقت هیں اُنهي کو بذریعه الهـــلال اطلاع دیکر قیمت ڈیوڑهي یا دوگني کردینے کي خبر دیني چاهیے - میں اُمید رکهتا هوں که جتنے خریدار اس وقت الهـــلال کے موجود هیں وہ انشاء الله تعالی بڑي خوشي اور رضا و رغبت کے ساتهه اضافه کو منظور کرکے قیمت ادا کرینگے -

میري عرض کرنے کي کچهه ضرورت نه تهي' جن جن اشخاص نے الهـــلال دیکها هوگا وہ جانتے هونگے' اور آپ بهي اچهي طرح واقف هیں - بے شک دعوۃ دیني اپني پهلي منزل سے گذر چکی ہے مگر اسکا قیام و استحکام صرف اسي صورت میں ممکن ہے که تعلیمات برابر جاري رهیں اور ترغیب و تحریص کا سلسله نه ٹوٹے - خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے الهـــلال کو قائم و بر قرار رکهے اور اوسکے دلي ارادوں کو کامیاب فرماوے -

محمد زمان' معرفت محمد ابراهیم' ٹهیکه دار
ازکلو - ایس - ایس - برما

افسوس مسئلہ الهـــلال پر خریداران الهـــلال نے پوري توجه نه کي' اگر ایک ایک خریدار بناتے تب بهي مسئله الهلال کي بابت آپ کو نمبر ۱۹ و نمبر ۲۰ میں درج کرنا نه پڑتا - خدا تعالی اس چراغ کو قائم رکهیگا - میرے نام الهـــلال کي قیمت بجاے آٹهه روپیه کے بارہ روپیه درج کي جاوے - دوسرا پرچه زیادتي چنده کا وي - پي - روانه فرمایں ایک خریدار پہلے دے چکا هوں - دوسرے کا پته درج ذیل ہے -

فضل الهي ازکلو - ایس - ایس - برما

الهـــلال کي نسبت میري راے یه ہے که یه پرچه ملک کیواسطے رحمت الهي ہے' اسکي کسیطرح کي کمزوري ملک کے واسطے سب سے بڑي مصیبت هوگي' لهذا اگر آپ اسکي قیمت میں اضافه کردیں تو میں نهایت خوش هونگا تا که مالي کمزوري باقي نه رہے - دو خریدار جدید پیش کرتا هوں -

محمد یونس عفي عنه - از ملیح آباد - لکهنؤ

رُخِ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گذاری اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا ملتی ہو - تو ہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیڈیا اسپرٹ میں حل کیے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لیے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موجِ بوئے گل سے ہم آغوش ہو کر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی خوشبو حرکت مشام و دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کر دیتی ہے - اور اُسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی سیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے

اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دیا سلائی سے مسند ناز پر تازیانہ بجاتی ہے *

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۱۴

تمام بڑے بڑے دکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی رُوح ہر مجلس کے لیے کشتِ زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے باذوق اور نازک دماغ اصحاب حکمار - اطبار - ایڈیٹرز - مشاہیر و اکابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں *

تاج قطرۂ تسنیم
فی شیشی ایک ڈرام ۱۲

تاج روح شمیم
فی شیشی ایک ڈرام ۱۲

تاج روح نسیم
فی شیشی ایک ڈرام ۱۲
علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

روزانه الهـــلال

چونکه ابهي شائع نهیں هوا ہے' اسلیے بذریعه هفته وار مشتهر کیا جاتا ہے که ایمبرائیڈري یعني سوزني کام کے گل دار پلنگ پوش' میز پوش' خوان پوش' پردے' کامدار چوغے' کرتے' رفلي پارچات' شال' الوان' چادریں' لوئیاں' نقاشي مینا کاري کا سامان' مشک' زعفران' سلاجیت' ممیرہ - جدوار' زیرہ' گل بنفشه وغیرہ وغیرہ هم سے طلب کریں - فهرست مفت ارسال کي جاتی ہے - (دي کشمیر کواپریٹیو سوسائٹي - سري نگر - کشمیر

اشتهار

میرٹهه کي مشهور و معروف اصلي قینچي اس پته سے ملیگي
جنرل ایجنسي آفس نمبر ۱۵۶ اندر کوٹ شهر میرٹهه

دیـــوان وحشـــت

(یعني مجموعۂ کلام اردو و فارسي جناب مولوي رضا علي صاحب - وحشت)

یه دیوان فصاحت و بلاغت کي جان ہے' جسمیں قدیم و جدید شاعري کي بهترین مثالیں موجود هیں' جسکی زبان کي نسبت شاهیر عصر متفق هیں که دهلي اور لکهنؤ کي زبان کا عمده نمونه ہے' اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر محتوي ہے - اسکا شائع هونا شعر و شاعري بلکه یوں کهنا چاهیے که اردو لٹریچر کی دنیا میں ایک اهم واقعه خیال کیا گیا ہے - حسن معاني کے ساتهه ساتهه سلاست بیان' چستي بندش اور پسندیدگي الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندها ہے که جسکو دیکهکر نکته سنجان سخن نے بے اختیار تحسین و آفرین کي صدا بلند کي ہے -

مولانا حالي فرماتے هیں ...... " آینده کیا اردو کیا فارسي دونوں زبانوں میں ایسے نغز دیوان کے شائع هونے کي بهت هي کم امید ہے ...... آپ قدیم اهل کمال کی یادگار اور انکا نام زنده کرنے والے هیں - " قیمت ایک روپیه -

المشتهر

عبد الرحمن' اثر - نمبر ۱۶ - کڑاله روڈ - ڈاکخانه دالیگنج - کلکته

تاریخ حیات اسلامیہ

مسئلہ قیام الہلال

الہلال نمبر ۱۰۲ کا مضمون بعنوان " مسئلہ قیام الہلال کا آخري فیصلہ " پڑھکر ایسا صدمہ ہوا کہ اسکا اظہار احاطۂ تحریر سے باہر ہے - نہیں معلوم کونسا جادو اس مضمون میں تھا کہ پڑھتے ہي دل ہاتھہ سے جاتا رہا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا - مولانا ! سچ سچ عرض کررہا ہوں کہ اول تا آخر ایک ایک لفظ مکرر سہ کرر پڑھا ' اور غور کرتا رہا اور کرتا ہوں کہ نہ معلوم ہم عاجزوں کیلیے کونسا انقلاب اور کیا حشر ہونے والا ہے ؟

جناب نے فرمایا ہے کہ " الہلال نے خدا سے مہلت مانگي تھي کہ اپنے سامنے اپنے بعض مقاصد کو دیکھہ لے " اور " اب دیکھتا ہوں کہ الہلال اپنا پہلا کام پورا کرچکا ہے اور اپنے بعض مقاصد اپنے سامنے دیکھہ رہا ہے " لیکن مولانا ! خود اپنے ہي ضمیر سے فیصلہ طلب کیجیے کہ کیا " بعض مقاصد " ہي کے پورا کر دینے سے کام انجام پاسکتا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر کیا ہم گم گشتگان ضلالت کو نیم بسمل چھوڑنے ہي کے لیے الہلال جاري کیا گیا تھا ؟ اگر ایسا تھا (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) تو بہتر تھا کہ اس کام کا بیڑا ہي نہ اٹھایا جاتا - یہ کہاں کا انصاف اور قانون ہے کہ ادھورا چھوڑ کر اعراض کیا جاے -

میں نہایت عاجزي سے گذارش کرتا ہوں کہ " مسئلۂ قیام الہلال کے آخري فیصلہ " کا فیصلہ جلدي سنا دیجیے تاکہ انتشار و تردد رفع ہو جواب نہایت شاق گذر رہا ہے - اگر فیصلہ موافق ہوا تو خیر ' اور اگر نفي میں ہوا تو پھر بہ تعمیل آپکے اس بقول کے کہ " ایک قطعی فیصلہ کرنے میں میرے ساتھہ ہو جائیں " یہ احقر بھي آپکا ساتھہ دینے سے گریز نہیں کریگا - انشاء اللہ تعالی - الحمد للہ میں بھي پہلي منزل پوري کرچکا ہوں اور میرے سامنے بھي دوسري منزلیں کھول دي گئي ہیں - میں بھي انکے طے کرنے کے لیے کمر بستہ ہوجاؤنگا - ناظرین الہلال بھي اپني پہلي منزلیں ختم کرچکے ہونگے اور دوسري کے طے کرنے کیلیے تیار ہونگے ' اگر وہ خدا نخواستہ اپني آیندہ منزلیں طے کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو انا للہ و انا الیہ راجعون -

آخر میں ناظرین الہلال سے درخواست ہے کہ ۱۲ روپیہ سالانہ قیمت دینے پر تیار ہوجائیں - اگر وہ رضامند نہیں ہیں تو ایک پیسہ کا کارڈ ڈالکر خریداري سے سبکدوش ہوجائیں - اگر کوئي ایسا خط وصول نہ ہو تو ۱۲ - روپیہ پر رضامند سمجھ لیا جاے اور آیندہ ۱۲ روپیہ سالانہ قیمت مقرر کردي جاے -

تین خریداروں کي فہرست منسلک عریضہ ہذا ہے -

احمد علي خریدار نمبر ۳۸۶۲ - از بھٹنڈا -

آپکے اخبار کے مضامین نے جو اثر میرے دل پر کیا ہے اسکا حال مجھے ہي معلوم ہے - آپکا اخبار بے علموں کیلیے ایک ایسا مقدس ذریعہ علم ہے ' جس سے بہت دین اسلام کی حقیقي اور روحاني معلومات حاصل ہوتي ہیں - خداوند کریم آپکو جزاے خیر دے - ایسے اخبار کیلیے قیام و عدم قیام کا سوال پیدا ہونا ہم مسلمانوں کیلیے حیف ہے - میرا تو یہ خیال ہے کہ ہر مسلم کے ہاتھہ میں یہ پرچہ ہونا چاہیے - فی الحال تین اصحاب کے نام اخبار روانہ کیجیے آیندہ بھي انشاء اللہ کوشش کرونگا - وما توفیقي الا باللہ -

براے خدا الہلال کے بند کرنیکا ہرگز ارادہ بلکہ وہم بھي نہ فرمائیں اللہ مددگار ہے فقط والسلام -

عزیز الدین - خریدار نمبر ۳۹۹۳ از لاہور

آج اتفاق سے ایک بزرگ سے الہلال کا پرچہ نمبر ۲۰ اور ۱۹ جو ایک ساتھہ شائع ہوا ہے ' چند منٹ کے لیے دیکھنے کو ملگیا - الہلال کي توسیع اشاعت کیلیے اہل دل حضرات جان و دل سے کوشاں ہیں - خاکسار ایک غریب طالب العلم ہے ' عربي پڑھتا ہے ' اتني اوقات نہیں جو آٹھہ روپیہ گھر سے دیکر الہلال کا خریدار بن جاؤں - کیا یہ ممکن ہے کہ آپ میرے اس عریضہ کو اپنے پرچہ کے کسي گوشہ میں جگہہ دیدیں ؟ بہت ممکن ہے کہ میري عرضي شرف قبولیت کو پہونچ جاے ' اور کوئي صاحب دل حضرت ایک سال کے لیے الہلال میرے نام آپکو قیمت بھیجکر جاري رادیں -

خاکسار سید محمد منصور احمد

مقام اورین - ڈاکخانہ کجرہ - ضلع مونگیر

الہلال :

ادارۂ الہلال کا آغاز اشاعت سے یہ طریقہ رہا ہے کہ توسیع اشاعت اور اعانت طلبا وغیرہ کي غرض سے بھي کسي پر بار ڈالنا پسند نہیں کیا گیا اور پہلے سال پانچ سو پرچے طلبا کو نصف قیمت پر ' اور سو کے قریب مفت ' اور اسي طرح دوسرے سال چھہ روپیہ قیمت پر کئي سو پرچے جاري کردیے -

یہ پہلي درخواست ہے جسکا جواب ادارۂ الہلال نے خود نہیں دیا بلکہ قارئین کرام کے آگے بغرض جواب پیش کیا ہے -

---

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۹ کا)

آنیکي ممانعت کردي ' دوسري طرف یہ رپورٹ عام طرحسے پھیلادي گئي کہ ہندو (ہندوستانیوں کو کنیڈا میں ہندو کہا جاتا ہے خواہ وہ مسلمان ہي کیوں نہ ہوں - جس طرح عرب ہر باشندہ ہند کو ہندو کہتے ہیں - الہلال) بالطبع نہایت اوباش ہیں - اور انکي اخلاقي و معاشرتي حالت کی متمدن آبادي متحمل نہیں ہو سکتي !

وہ ہندؤں کی جماعت جو کنیڈا میں کوماگاتومارو جہاز پر روانہ ہوئي ہے ' صرف یہ دکھلانا چاہتي ہے کہ کنیڈا کي گورنمنٹ کیسے پیچیدہ طریقوں سے ہندوستانی نو آبادیوں کو روک رہي ہے ؟

یہ جہاز جو ہندوستان سے روانہ ہوا ہے اسمیں کوئي کاریگر نہیں ' مستري نہیں - فقط اہمیت کے قلی ہیں - یہ غیر معمولي ملازم نہیں ہیں ' اسوجہ سے انہیں مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ ہندوستان لوٹ جائیں -

اس بات کو ذاتي طور پر تحقیق کرنے کے بعد ہمیں پتہ لگا ہے کہ سکھوں کے ساتھہ کلمبیا میں جو اسقدر سختي کي جاتی ہے ' اسمیں ایک حد تک غلط فہمي کو بھي دخل ہے - وہ ایسے وقت میں آئے جبکہ وہاں کے لوگ چینیوں اور جاپانیوں سے بگڑے ہوے تھے - چونکہ یہ بھي مشرقي تھے اسلیے انکے ساتھہ بھي چینیوں اور جاپانیوں کي طرح سلوک کیا گیا اور اس بات کا خیال کیا نہیں کیا گیا کہ ہندوستاني برطاني رعایا ہیں -

سلطنت کے نقطہ خیال سے ہر خیر خواہ برطانیہ اس واقعہ کو افسوس کي نظروں سے دیکھیگا - اگر کنیڈا نے یہ اشتعال انگیز طریقہ قائم رکھا تو بہت ممکن ہے کہ ہندوستان میں سخت بے چیني اور اضطراب پھیل جاے " (نہال سنگھ)

هر فرمایش میں الهلال کا حواله دینا ضروری هے

پبلک کي مسٹر یز اف دي کورٹ آف لندن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوںمیں هے ابهي چهپ کے نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - انگریزي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۹۰ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي - اور ایک روپیه ۱۲ آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بهو بازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پوٹن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا ' یه دوا دل دماغي شکایتونکو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه کرتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جسکو ایکسان مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهونچتي هے - هسٹریه وغیره کو بهي مفید هے چالیس گولیونکي بکس کي قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایک بارگي دفع هو جاتي هے - اس کے استعمال کرتے هي آپ فائده محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

هائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رها -

یه دوا آب نزول - فیل پا وغیره کے واسطے نهایت مفید ثابت هوا هے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل هوتي هے -

ایک ماه کے استعمال سے یه امراض بالکل دفع هو جاتي هے قیمت دس روپیه اور دس دنکے دوا کي قیمت چار روپیه -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta,

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هرقسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي واله جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي و موسمي جنون ' وغیره وغیره دفع هوتي هے اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. O. Roy M. A. 167/8 Cornwallis Street
Calcutta.

ایک بولنے والي جڑي

اگر آپ اپنے لا علاج مرضوں کي وجه سے مایوس هوگئے هوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوباره زندگي حاصل کریں - یه جڑي مثل جادو کے اثر دیکهاتي هے - بیس برس سے یه جڑي مندرجه ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکها رهي هے -

ضعف معده ' گراني شکم ' ضعف باه تکلیف کے ساتهه ماهوار جاري هونا - هر قسم کا ضعف خواه اعصابي هو یا دماغي ' آب نزول وغیره -

جڑي کو صرف کمر میں باندهي جاتي هے - قیمت ایک روپیه ۸ آنه

ایس - سي - هر - نمبر ۲۹۵
اپر چیتپور روڈ - کلکته

S. C. Har 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

پسند نهونے سے واپس

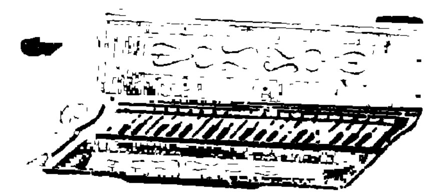

همارا من موهني فلوٹ هارمونیم سرپلا فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں دي جاویگي یه ساگون کي لکڑي کي بني هے جس سے آواز بهت هي عمده اور بهت روز تک قائم رهنے والي هے -

سینگل ریڈ قیمت ۲۸ - ۳۰ - ۵۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۵ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ و ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه هے آرڈر کے همراه ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10/ 3 Lover Chitpur Roud
Calcutta

عجیب و غریب مالش

اس کے استعمال سے کهوئي هوئي قوت پهر دوباره پیدا هوجاتي هے - اسکے استعمال میں کسی قسم کي تکلیف نهیں هوتي - مایوسي مبدل بخوشي کر دیتي هے - قیمت فی شیشی دو روپیه چار آنه علاوه محصول ڈاک -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسي تکلیف اور بغیر کسي قسم کي جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اڑجاتی هیں - قیمت تین بکس آٹهه آنه علاوه محصول ڈاک -

آر - پي - گوش

R. P. Ghose, 306, Uppor Chitpore Road,
Calcutta.

سنکاری فلوٹ

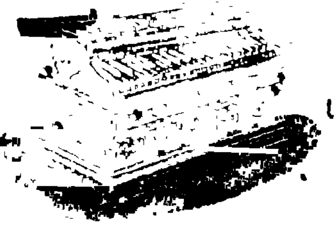

بهترین اور سریلي آواز کي هارمونیم
سنگل ریڈ C سے تک C یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه
ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه
اسکے ماسوا هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یهاں موجود هے -
هر فرمایش کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربه کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سي - داس کا ایجاد کرده - آرالا پسهالے - جو مستورات کے کل امراض کے لیے تیر بهدف هے اسکے استعمال سے کل امراض متعلقه مستورات دفع هوجاتي هے اور نهایت هي مفید هے - مثلاً ماهوارنه جاري هونا - دفعتاً بند هو جانا - کم هونا - بے قاعده آنا - تکلیف کے ساتهه جاري هونا - متواتر یا زیاده مدت تک نهایت زیاده جاري هونا - اس کے استعمال سے بانجه عورتیں بهي باردار هوتي هیں -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کي قیمت ایک روپیه -

سوا تسهائے گولیاں

یه دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بهدف کا حکم رکهتي هے - ایسا هي ضعف کیوں نه هو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم هوتي جو که بیان سے باهر هے - شکسته جسموں کو از سرنو طاقت دیکر مضبوط بناتي هے ' اور طبیعت کو بشاش کرتي هے -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کي قیمت ایک روپیه

Swasthasahays Pharmacey,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

سلوائنٹ

اس دوا کے استعمال سے هرقسم کا ضعف خواه اعصابي هو یا دماغي یا اور کسي وجه سے هوا هو دفع کردیتي هے ' اور کمزور قوتوں کو نهایت طاقتور بنا دیتي هے - کل دماغي اور اعصابي اور دلي کمزوریونکو دفع کرکے انسان میں ایک نهایت هي حیرت انگیز تغیر پیدا کردیتي هے - یه دوا هر عمر والے کے واسطے نهایت هي مفید ثابت هوئي هے - اسکے استعمال سے کسي قسم کا نقصان نهیں هوتا هے سوائے فائده کے

قیمت في شیشي ایک روپیه

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

حكمت بالغه ! حكمت بالغه !

مولوي احمد مكرم صاحب عباسي چريا كوٹي نے ايک نہايت مفيد سلسله جديد تصنيفات و تاليفات كا قائم كيا هے - مولوي صاحب كا مقصود يه هے كه قرآن مجيد كے كلام الهي هونے كے متعلق آجتک جس قدر دلائل قائم كيے گئے هيں اُن سب كو ايک جگهه مرتب و مدون كرديا جاے - اس سلسله كي ايک كتاب موسوم به حكمة بالغه تين جلدوں ميں چهپ كر تيار هو چكي هے -

پهلي جلد كے چار حصے هيں - پہلے حصے ميں قرآن مجيد كي پوري تاريخ هے جو اتقان في علوم القران علامة سيوطي كے ايک بڑے حصه كا خلاصه هے - دوسرے حصه ميں تواتر قرآن كي بحث هے ' اس ميں ثابت كيا گيا هے كه قرآن مجيد جو آنحضرت صلعم پر نازل هوا تها وه بغير كسي تحريف يا كمي بيشي كے ويسا هي موجود هے ' جيسا كه نزول كے وقت تها ' اور يه مسئله كل فرقهاے اسلامي كا مسلمه هے - تيسرے حصه ميں قرآن كے اسماء و صفات كے نہايت مبسوط مباحث هيں - جن ميں ضمناً بهت سے علمي مضامين پر معركة الارا بحثيں هيں - چوتهے حصے سے اصل كتاب شروع هوتي هے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد كي ايک سو پيشين گوئياں هيں ' جو پوري هو چكي هيں - پيشين گوئيوں كے ضمن ميں علم كلام كے بهت سے مسائل حل كئے گئے هيں ' اور فلسفهٔ جديد جو نئے اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر كرتا هے ان پر تفصيلي بحث كي گئي هے -

دوسري جلد - ايک مقدمه اور دو بابوں پر مشتمل هے - مقدمه ميں نبوت كي مكمل اور نهايت محققانه تعريف كي گئي هے - آنحضرت صلعم كي نبوت سے بحث كرتے هوے آية خاتم النبيين كي عالمانه تفسير كي هے - پہلے باب ميں رسول عربي صلعم كي ان معركة الارا پيشين گوئيوں كو مرتب كيا هے ' جو كتب احاديث كي تدوين كے بعد پوري هوئي هيں ' اور اب تک پوري هوتي جاتي هيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں كو لكها هے ' جو تدوين كتب احاديث سے پہلے هو چكي هيں - اس باب سے آنحضرت صلعم كي صداقت پوري طور سے ثابت هوتي هے -

تيسري جلد - اس جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے يورپ كے مستند اقوال سے ثابت كيا هے كه آنحضرت صلعم امي تهے ' اور آپ كو لكهنا پڑهنا كچهه نهيں آتا تها - قرآن مجيد كے كلام الهي هونے كي نو عقلي دليليں لكهي هيں - يه عظيم الشان كتاب ايسے پر آشوب زمانه ميں جب كه هر طرف سے مذهب اسلام پر نكته چيني هو رهي هے ' ايک عمده هادي اور رهبر كا كام ديگي - عبارت نهايت سليس اور دل چسپ هے ' اور زبان اردو ميں اس كتاب سے ايک بهت قابل قدر اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر سه جلد (۱۰۶۴) لكهائي چهپائي و كاغذ عمده هے - قيمت ۵ روپيه *

نعمت عظمى ! نعمت عظمى !

امام عبد الوهاب شعراني كا نام نامي هميشه اسلامي دنيا ميں مشهور رها هے - آپ دسويں صدي هجري كے مشهور ولي هيں - لواقح الانوار صوفياے كرام كا ايک مشهور تذكره آپ كي تصنيف هے - اس تذكره ميں اولياء - فقراء اور مجاذيب كے احوال و اقوال اس طرح پر كانٹ چهانٹ كے جمع كئے هيں كه ان كے مطالعه سے اصلاح حال هو اور عادت و اخلاق درست هوں اور صوفياے كرام كے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رهے - يه لا جواب كتاب عربي زبان ميں تهي - همارے محترم دوست مولوي سيد عبد الغني صاحب وارثي نے جو اعلى درجه كے اديب هيں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپي ركهتے هيں اس كتاب كا ترجمهٔ نعمت عظمى كے نام سے كيا هے - اس كے چهپنے سے اردو زبان ميں ايک قيمتي اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر دو جلد (۷۲۹) خوشخط كاغذ اعلى قيمت ۵ روپيه *

مشاهير الاسلام ! مشاهير الاسلام ! !

يعني اردو ترجمه وفيات الاعيان مترجمهٔ مولوي عبد الغفور خان صاحب رامپوري ' جس ميں پهلي صدي هجري كے اواسط ايام سے ساتويں صدي هجري كے خاتمه تک دنياے اسلام كے بڑے بڑے علماء فقها قضاة شعراء متكلمين نحويين لغويين منجمين مهندسين مؤرخين محدثين ، زهاد عباد امراء فقراء حكماء اطبا سلاطين مجتهدين و صناع و مغنين وغيره هر قسم كے اكابر و اهل كمال كا مبسوط و مفصل تذكره -

جسے بقول (موسيودي سيلن) كے

" اهل اسلام كي تاريخ معاشرتي و علمي كي واقفيت كے واسطے اهل علم هميشه سے بهت هي قدر كي نگاهوں " سے ديكهتے آے هيں "

يه كتاب اصل عربي سے ترجمه كي گئي هے ' ليكن مترجم صاحب ممدوح نے ترجمه كرتے وقت اسي كے اس انگريزي ترجمه كو بهي پيش نظر ركها هے ' جسے موسيودي سيلن نے سنه ۱۸۴۲ع ميں شائع كيا تها - سواے اس كے اصل كتاب پر تاريخ ' تراجم ' جغرافيه ' لغت ' انساب اور ديگر مسائل ديني كے متعلق كثير التعداد حواشي اضافه كئے هيں - اس تقريب سے اس ميں كئي هزار اماكن و بقاع اور قبائل و رجال كا تذكره بهي شامل هوگيا هے - علاوه برين فاضل مترجم نے انگريزي مترجم موسيودي سيلن كے وه قيمتي نوٹ بهي اردو ترجمه ميں ضم كرتے هيں جن كي وجه سے كتاب اصل عربي سے بهي زياده مفيد هوگئي هے - موسيودي سيلن نے اپنے انگريزي ترجمه ميں تين نهايت كارآمد اور مفيد ديباچے لكهے هيں مشاهير الاسلام كي پهلي جلد كي ابتدا ميں ان كا اردو ترجمه بهي شريک كرديا گيا هے - اس كتاب كي دو جلديں نهايت اهتمام كے ساتهه مطبع مفيد عام آگره ميں چهپوائي گئي هيں ' باقي زير طبع هيں - قيمت هر دو جلد ۵ روپيه -

(۴) مآثر الكرام يعني حسان الهند مولانا مير غلام علي آزاد بلگرامي كا مشهور تذكره مشتمل بر حالات صوفياے كرام و علماے عظام - صفحات ۳۳۸ مطبوعه مطبع مفيد عام آگره خوشخط قيمت ۲ روپيه -

(۵) افسر اللغات - يعني عربي و فارسي كے كئي هزار متداول الفاظ كي لغت بزبان اردو صفحات (۱۲۴۹) قيمت سابق ۶ روپيه قيمت حال ۲ روپيه -

(۶) فغان ايران - يعني اردو ترجمه كتاب اسٹرينگلنگ آف پرشيا - مصنفهٔ مسٹر مارگن شوسٹر سابق وزير خزانه دولت ايران صفحات ۴۶۲ مع ۲۱ تصاوير عكسي قسم اعلى - جلد نهايت خوبصورت اور عمده هے قيمت صرف ۵ روپيه -

(۷) داستان تركتازان هند - كل سلاطين دهلي اور هندوستان كي ايک جامع اور مفصل تاريخ ۵ جلد كامل صفحات (۲۶۵۶) كاغذ و چهپائي نهايت اعلى قيمت سابق ۲۰ روپيه قيمت حال ۶ روپيه

(۸) تمدن عرب - قيمت سابق ۵۰ روپيه قيمت حال ۳۰ روپيه

(۹) الفاروق - علامه شبلي كي مشهور كتاب قيمت ۳ روپيه -

(۱۰) آثار الصناديد - سرسيد كي مشهور تاريخ دهلي كانپور كا مشهور اڈيشن مع تصوير قيمت ۳ روپيه -

(۱۱) قواعد العروض - مولانا غلام حسين قدر بلگرامي كي مشهور كتاب علم عروض كے متعلق عربي و فارسي ميں بهي كوئي ايسي جامع كتاب موجود نهيں - نهايت خوشخط كاغذ اعلى صفحات ۴۷۴ - قيمت سابق ۴ روپيه قيمت حال ۲ روپيه -

(۱۲) جنگل ميں منگل - انگلستان كے مشهور مصنف رڈيارڈ كپلنگ كي كتاب كا اردو ترجمه از مولوي ظفر علي خان صاحب بي - اے - قيمت سابق ۴ روپيه - قيمت حال ۲ روپيه -

(۱۳) علم اصول قانون - مصنفهٔ سر ڈبليو - ايچ - رينگن - ال - ال - ڈي كا اردو ترجمه جو نظام الدين حسن خان صاحب بي - اے - بي - ال - سابق جج هائيكورٹ حيدر آباد اور مولوي ظفر علي خانصاحب بي - اے كي نظر ثاني كے بعد شائع هوا هے - مترجمه مسٹر مانک شاه دين شاه ششن جج دولت آصفيه - آخر ميں اصطلاحات كا فرهنگ انگريزي و اردو شامل هے كل تعداد صفحات ۸۰۸ - قيمت ۸ روپيه -

(۱۴) ميڈيكل جيورس پرروڈنس - حضرت مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم كي مشهور كتاب يه كتاب وكيلوں - بيرسٹروں اور عهده داران پوليس و عدالت كے لئے نهايت مفيد و كارآمد هے - تعداد صفحات ۳۸۰ مطبوعه مطبع مفيد عام آگره قيمت سابق ۶ روپيه قيمت حال ۳ روپيه -

(۱۵) تحقيق الجهاد - مصنفهٔ نواب اعظم يار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم بزبان اردو - مسئله جهاد كے متعلق ايک عالمانه اور نهايت مفصل كتاب صفحات ۴۱۲ قيمت ۳ روپيه -

(۱۶) شرح ديوان اردو غالب - تصنيف مولوي علي حيدر طبا طبائي - يه شرح نهايت قيمتي معلومات كا ذخيره هے - غالب كے كلام كو عمده طريقه سے حل كيا گيا هے صفحات ۳۴۸ مطبوعه حيدر آباد قيمت ۲ روپيه -

(۱۷) تيسير البارى - يعني اردو ترجمه صحيح بخاري بين السطور حامل المتن صفحات تقريباً (۳۷۵۰) نهايت خوشخط كاغذ اعلى قيمت ۲۰ روپيه -

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا' اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۶ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھہ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیم اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے' نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر [illegible]
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

---

[6]

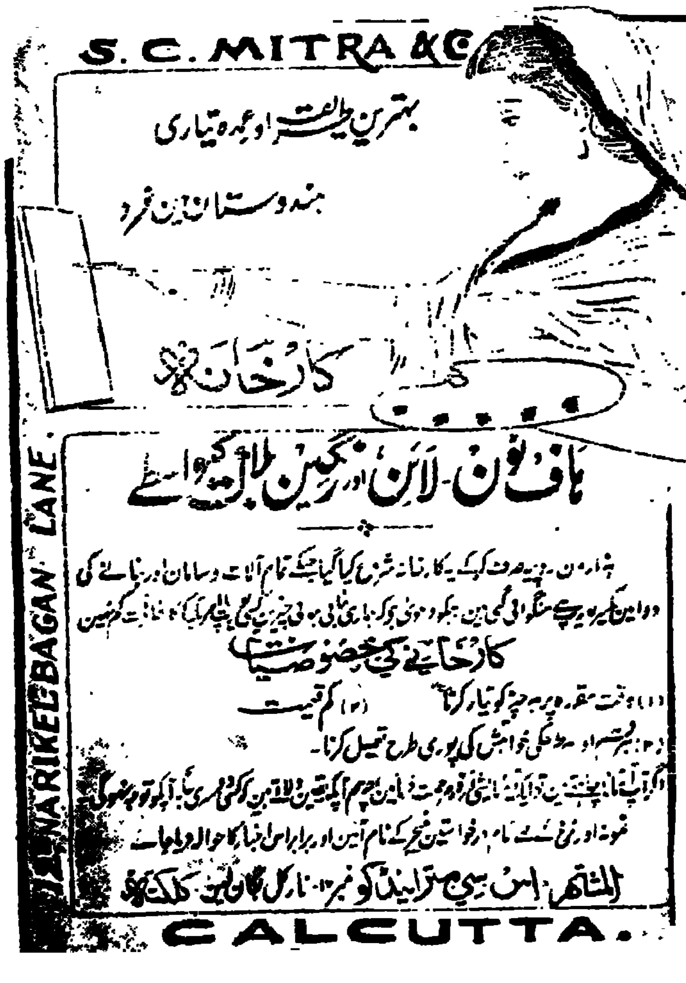

ہاف ٹون - لائن اور رنگین بلاک کے واسطے

کارخانے کی خصوصیات

(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا (۲) کم قیمت
(۳) بہترین اور ... کی خواہش کی پوری طرح تعمیل کرنا -

المشتہر ایس سی مترا اینڈ کو نمبر ۱۲ - نارکل باگان لین - کلکتہ

تمام مسلمانوں کو ان کتابوں کا پڑھنا نہایت ضروری ہے

الاســـلام

سب سے پہلی بات جو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے یہ ہے کہ وہ مذہب اسلام کے عقاید ضروریہ سے واقف ہوں' اور ان کو خدا اور رسول خدا صلے الله علیه وسلم کے ارشاد کے مطابق درست رکھیں - کیونکہ اگر عقائد درست نہیں تو اعمال برباد ہیں - آجتک بچوں اور عورتوں کو ایمان و اعتقاد کی باتیں سکھانے کے لیئے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی - مولانا فتح محمد خان صاحب مترجم قرآن مجید نے الاسلام لکھکر اس ضرورت کو پورا کردیا ہے - خدا کی توحید کا جس کو آمیزش شرک سے پاک رکھنا نہایت ضروری ہے' بچوں کی سمجھہ کے مطابق چھپا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے - یقیناً کسی کتاب میں نہیں - علماے کرام نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا' اور نہایت مفید بیان کیا ہے - مولوی نذیر احمد صاحب نے تو انداز بیان سے خوش ہوکر جابجا الفاظ تحسین سے داد سخن شناسی بھی دی ہے - بعض اسلامی ریاستوں اور انجمنوں نے اسکو اپنے مدارس میں داخل نصاب دینی کردیا ہے - پس اگر آپ اپنے اہل و عیال کو صحیح الاعتقاد اور خالص مومن بنانا چاہتے ہوں تو یہ کتاب انکو ضرور پڑھوا لیجے - قیمت آٹھہ آنے -

نفائس القصص و الحکایات پہلا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اردو میں لکھے گئے ہیں - اول تو قصے جو انسان کو بالطبع مرغوب ہیں' پھر خلاق فصاحت کے بیان فرمائے ہوئے' ناممکن تھا کہ جو شخص کلام خدا سے ذرا بھی محبت رکھتا ہو' اور اس کے دل میں قرآن مجید کی کچھہ بھی عزت و عظمت ہو وہ ان کے پڑھنے یا سننے کی سعادت حاصل نہ کرتا - یہی سبب ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ کتاب اب چوتھی بار چھپی ہے - پڑھنے والا انکو پڑھکر پاکیزہ خیال اور صالح الاعمال بنتا ہے - مسلمانوں کے لیے یہ کتاب نعمت عظمی ہے قمیت چھہ آنے -

نفائس القصص و الحکایات دوسرا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے اور حکایتیں جو کتب حدیث میں مرقوم ہیں' انتخاب کرکے اردو میں جمع کی گئی ہیں - ان سے بھی وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے' جو قرآن مجید کے قصوں سے ہوتا ہے - نہایت پر لطف اور بیش بہا چیز ہے - قیمت پانچ آنے

یہ تینوں کتابیں به نشان ذیل دستیاب ہوتی ہیں :

نذیـــر محمد خان کمپني - لاهـــور

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتی' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے تلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

منیجر

روغن بیگم بہـــار

حضـرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا وگرفتار' وکلا' طلبہ' مدرسین' معلمین' مولفین' مصنفین' کیخدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے' ایک عرصے کی فکر اور سونچ کے بعد بہترے، مفید ادویہ اور اعلی درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کرکے تیار کیا گیا ہے' جسکا اصلی ماخذ اطباے یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے' اسکے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جا سکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹر کبیراجی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شرقین، بیگمات کے گیسوونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبو دار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض کبھی غلبۂ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں' اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہر مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا' اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ -

بٹیکا

بادشاہ و بیگموں کے دائمی شباب کا اصلی باعث یونانی میڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی ہے -

بٹیکا ــــ کے خواص بہت ہیں' جن میں خاص خاص باتیں عمر کی زیادتی' جوانی دائمی' اور جسم کی راحت ہے' ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبہ کی آزمایش کی ضرورت ہے -

واما پرنجی تیلہ اور پرنمیر الجن تیلہ - اس دوا کو میں نے ابا و اجداد سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے - یہ دوا فقط ہمکو معلوم ہے اور کسی کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بھیجی جائیگی -

" ونڈر فل کالیھو " کو بھی ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ -

مسک پاس اور الکٹریک ویگر پرست پانچ روپیہ باہ آنہ محصول ڈاک ۲ آنہ -

یونانی ٹوتھ پاؤڈر کا سامپل یعنی سر کے درد کی دوا لکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

دہلی میں علمی خزانہ

(۱) عظیم الشان قرآن شریف - جس پر [illegible] روپے والی تفسیر حقانی کا خلاصہ - ترجمہ و تحریر لغت و اعراب چڑھے ہوئے ہیں - ہدیہ مجلد آٹھ روپے غیر مجلد ساڑھے چھ روپے ÷

(۲) داستان پاستان - فاتحہ [illegible] ہسپانیہ چار جلد قیمت ساڑھے چار روپے ÷

(۳) چمنستان عرب حج کے مکمل حالات قیمت سوا روپیہ ÷

(۴) لباب الاحادیث مسایل اسلام قیمت بارہ آنے

(۵) اولیائے دہلی - بزرگان دہلی کے مسلسل حالات قیمت [illegible]

(۶) مجلد مجموعہ کلام اقبال - قیمت اٹھارہ آنے ÷

(۷) یاسمین - سفرنامہ [illegible] ایک افسانے کے پیرایہ میں قیمت [illegible]

(۸) ماحصہ [illegible] مستورات کیلئے [illegible] قیمت [illegible]

(۹) [illegible] بنگالی زبان کی شیریں [illegible] قیمت آٹھ آنے

(۱۰) اتالیق نسواں [illegible] قابل دید [illegible]

(۱۱) حامی نسواں - طرز تمدن [illegible] قیمت [illegible]

(۱۲) انقلاب ٹرکی - قیمت ڈیڑھ روپے ÷

(۱۳) سکندر نامہ فارسی مکمل - قیمت چودہ آنے ÷

(۱۴) آثار دہلی و دربار دہلی - قیمت چھ آنے ÷

(۱۵) طب - اخلاق - ادب - انشاء وغیرہ کی جملہ کتب - کتب سرکاری و کتب انجمن حمایت الاسلام [illegible] اسلامی

(۱۶) رازونیاز کے کارڈ - [illegible] درجن و ۱۲ درجن ÷

(۱۷) سراج الاخبار کابل فارسی - دولت علیہ [illegible] افغانستان [illegible] باتصویر پندرہ روزہ اخبار چندہ سالانہ دس روپے [illegible]

ملنے کا پتہ - جنرل نیوز ایجنسی اینڈ بک ڈپو [illegible] دہلی

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

Telegraphic Address,
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No. 648

مقام اشاعت
۷-۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲

کلکتہ چہار شنبہ ۱۳ شعبان ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, July, 8. 1914.

جلد ۵

جهان اسلام

جهان اسلام کے پرچے
فتر الهلال سے ۳ آنه کا
ٹ بهیجکر منگوائیں -

منیجر

شهبال

ایکپ هفته وار مصور رساله - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا هے - ادبي - سیاسي - علمی اور سائنٹفک مضامین سے پر هے ۔ گرافک کے مقابله کا هے - هر صفحه میں تین چار تصاویر هوتے هیں - عمده آرٹ کاغذ نفیس چهپائي اور بهترین ٹالپ کا نمونه - اگر ترکونکے انقلاب کا زنده تصویر دیکهنا منظور هو تو شهبال ضرور منگائیے - ملنے کا پته :

پوسٹ آفس فوئخ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۳
استامبول - Constantinople

ایک سنیاسی مهاتما کے دو نادر عطیۂ

حبوب مقوي — جن اشخاص کي قوي زائل هو گئے هوں وه س دوائي کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواه اعصابي هو یا دماغي یا کسي اور وجه سے بالکل نیست نابود هو جاتا هے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتي هے - تمام دلي دماغي اور اعصابي کمزوریوں کو زائل کر کے انساني ڈهانچه میں معجز نما تغیر پیدا کرتي هے قیمت ۵۰ گولي صرف پانچ روپیه -

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا هے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا هے - هلتے دانتوں کو مضبوط کرتا هے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑهوں پر ملا جاوے تو بچه دانت نهایت آساني سے نکالتا هے - منهه کو معطر کرتا هے - قیمت ایک ڈبیه صرف ۸ آنه -

تریاق طحال — تپ تلي کیلیے اس سے بهتر شاید هی کوئي دوائي هوگي - تپ تلي کو بیخ و بن سے نابود کر کے بتدریج جگر اور تلي کي اصلاح کرتا هے - قیمت في شیشي ۱ روپیه ۴ آنه -

ملنے کا پته - جي - ایم - قادري اینڈ کو - شفاخانه حمیدیه
منڈیاله ضلع گجرات پنجاب

هندوستاني دوا خانه دهلي

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کي سرپرستی میں یوناني اور ویدک ادویه کا جو مهتم بالشان دوا خانه هے وه عمدگی ادویه اور خوبي کار و بار کے امتیازات کے ساتهه بهت مشهور هوچکا هے - صدها دوائیں (جو مثل خانه ساز ادویه کے صحیح اجزاء سے بني هوئی هیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسي کارخانه سے مل سکتے هیں) عالي شان کار و بار، صفائی، ستهرا پن، ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظه کریں تو آپ کو اعتراف هوگا که :

هندوستانی دوا خانه تمام هندوستان میں ایک هي کارخانه هے -

فهرست ادویه مفت، (خط کا پته)

منیجر هندوستانی دوا خانه دهلي

همدرد دواخانه یونانی دهلی

الهلال کي ششماهی مجلدات قیمت میں تخفیف

الهلال کي شش ماهي مجلدیں مرتب و مجلد هونے کے بعد آٹهه روپیه میں فروخت هوتي تهیں لیکن اب اس خیال سے که نفع عام هو، اسکي قیمت صرف پانچ روپیه کردي گئي هے -

الهلال کي دوسري اور تیسري جلد مکمل موجود هے - جلد نهایت خوبصورت ولایتي کپڑے کي - پشته پر سنهري حرفوں میں الهلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیاده کي ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیاده هاف ٹون تصویریں بهي هیں - کاغذ اور چهپائي کي خوبی محتاج بیان نهیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصله بس کرتا هے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیه کچهه ایسي زیاده قیمت نهیں هے - بهت کم جلدیں باقي رهگئی هیں - (منیجر)

جهان اسلام

یه ایک هفته وار رساله عربي ترکی اور اردو - تین زبانوںمیں استنبول سے شایع هوتا هے - مذهبي سیاسي اور ادبي معاملات پر بحث کرتا هے - چنده سالانه ۸ روپیه هندوستاني اور ترکوں سے رشتۂ اتحاد پیدا کرنیکے لیے ایک ایسے اخبار کي سخت ضرورت هے اور اگر اسکے توسیع اشاعت میں کوشش کي گئي تو ممکن هے که یه اخبار اس کمي کو پورا کرے -

ملنے کا پته ادارة الجریده في المطبعة العثمانیه چنبرلي طاش
نمبرہ صندوق البوسته ۱۷۳ - استامبول
Constantinople

اڈیٹر الهلال کي راے

(نقل از الهلال نمبر ۱۸ جلد ۴ صفحه ۱۵ [۳۶۱]

میں همیشه کلکته کے یوروپین فرم جیمس مرے کے یہاں سے عینک لیتا هوں - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو میسرز - ایم ان - احمد - اینڈ سنز [نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ کلکته] سے فرمایش کي - چنانچه دو مختلف قسم کي عینکیں بنا کر انهوں نے دي هیں، اور میں اعتراف کرتا هوں که وه هر طرح بهتر اور عمده هیں اور یوروپین کارخانوں سے مستغني کر دیتي هے - مزید بر آں مقابلةً قیمت میں بهي ارزاں هیں، کام بهي جلد اور وعده کے مطابق هوتا هے -

[ابو الکلام آزاد ۲ مئي سنه ۱۹۱۴]

صرف اپني عمر اور دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمانے پر همارے لائق و تجربه کار ڈاکٹرونکي تجویز سے اصلي پتهر کی عینک بذریعه وي - پي ارسال خدمت کي جائیگي - اسپر بهي اگر آپکے موافق نه آئے تو بلا اجرت بدل دي جائیگي -

عینک نکل کماني مع اصلي پتهر کے قیمت ۳ روپیه ۸ آنه سے ۵ روپیه تک - عینک رولڈ گولڈ کماني مع اصلي پتهر کے قیمت ۶ روپیه سے ۱۲ روپیه تک عینک اسپشل رولڈ گولڈ کماني مثل اصلي سونے کے، ناک چوڑي خوبصورت حلقه اور شاخیں نهایت عمده اور دبیز مع اصلي پتهر کے قیمت ۱۵ روپیه محصول وغیره ۶ آنه -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گهڑي - نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

AL-HILAL.
Proprietor & Chief Editor,
Abul Kalam Azad
14. McLeod Street.
CALCUTTA
Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly 4-14

الہلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکته
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانه — ۸ — روپیه
ششماهی — ۴ — ۱۲ — آنه

نمبر ۲
کلکته: چهار شنبه ۱۳ شعبان ۱۳۳۲ هجري
جلد ۵
Calcutta: Wednesday, July, 8. 1914.

شذرات

حادثۂ کرانچي

کرانچي کي بائسکوپ کمپني کے مقدمے کے متعلق پچھلے هفتے هم نے کچهه نهیں لکها - باوجودیکه همیں معلوم هوچکا تها که مجسٹریت نے مقدمه خارج کردیا هے -

اسکا سبب یه تها که تفصیل صحیح کے منتظر تهے اور اُن وجوه کو معلوم کرنا چاهتے تهے جنکي بنا پر مقدمه خارج کیا گیا هے -

جس تار میں مقدمے کے خارج کیے جانے کي خبر دي گئي تهي ' اسي میں میر محمد ایوب صاحب بیرسٹرات لا کرانچي کا یه بیان بهي نقل کیا تها که " اس فلم کو (حضرة) پیغمبر اسلام (صلے الله علیه وسلم) سے کوئي تعلق نهیں " نیز ظاهر کیا تها که انهوں نے یه راے فلم کے دیکهنے کے بعد قائم کي هے -

مجسٹریت شهر نے خود جاکر اس فلم کو دیکها اور اسکے بعد مدعي سے کها که مقدمه اٹها لے - اُس نے انکار کیا اور مقدمه خارج کردیا گیا -

اس تار کے پڑهنے سے یه خیال پیدا هوتا تها که بهت ممکن هے ' اس معاملے میں عام مسلمانوں کو کچهه غلط فهمي هوگئي هو ' اور انهوں نے عربي لباس میں تصویریں دیکهکر بجاے خود یه نتیجه نکال لیا هو که پیغمبر اسلام (صلے الله علیه وسلم) کو اس عالم میں دکهلایا گیا هے -

یه بهي بالکل سچ هے که مراکش ' مصر ' سوڈان ' اور بلاد عرب کے بعض امرا و رؤساء کے متعلق فرانس میں صدها حکایتیں تصنیف کي گئي هیں اور ان میں مسلمانوں کي بدویت ' خونریزي ' ظلم و سفاکي ' نفس پرستي ' اور حرم کي فرضي زندگي کے مکروه واقعات دکهلائے گئے هیں - بعض حکایتوں میں آخري نتائج کسی قدر تحسین نما هوتے هیں - مثلاً ایسي حکایتیں جن میں انکي شجاعت ' دوست نوازي ' وفاے عهد ' اور مهمان پرستي کے مناظر بهي آتے هیں ' تاهم چونکه مسلمانوں کے متعلق صدها غلط بیانیوں کا اعتقاد عام طور پر راسخ هوگیا هے - اسلیے ان میں بهي کثرت ازدواج ' شدت و افراط طلاق ' اور حرم کي مکروه و وحشیانه عیش پرستي کا تذکره ضرور هي آجاتا هے -

کئي سال هوے ' ایک باهر کی کمپني بمبئی میں آئي تهی - میں نے اسکا چهپا هوا پروگرام دیکها تها جسکی سرخی " مولائی حفیظ کا انصاف " تهی - پڑهنے سے معلوم هوا که ایک مراکشي امیر اور ایک فرانسیسی جنرل کی بیوي کا قصه هے - مراکشي امیر مولائي حفیظ سلطان مراکش کے هاں اسے دیکهکر عاشق هوجاتا هے اور صحرائي بدوؤں کی ایک جماعت بهیجکر گرفتار کرلیتا هے - فرانسیسی جنرل اپني حکومت سے طالب اعانت هوتا هے مگر وه کچهه نهیں کرسکتی ' اور بڑي تلاش و جستجو کے بعد بهي مفقود الخبر عورت کا پته نهیں لگتا - آخر وه سلطان کے پاس جاتا هے اور اسکے تخت کا پایه پکڑ کے روتا هے - سلطان متاثر هوکر وعده کرتا هے اور بادیه نشین قبائل کے ایک شیخ کو بلاتا هے - شیخ جاتا هے اور ایک پرانے کهنڈر کے غار نما ته خانے سے عورت کو نکالکر رها کر دیتا هے -

اسکے بعد مراکشي امیر گرفتار هوتا هے اور سلطان کے آگے مقدمه پیش کیا جاتا هے - وه حکم دیتا هے که ایک خونخوار شیر کے پنجرے میں زنده ڈالدیا جاے -

اس حکایت میں بظاهر تو یه معلوم هوتا هے که ایک مسلمان سلطان کے انصاف ' مساوات ' اور عدالت میں عدم امتیاز مسلم و مسیحي کا نمونه پیش کیا گیا هے - لیکن در حقیقت اس سے ایک طرف تو مسلمان امرا کي وحشت و نفس پرستي دکهلانا مقصود هے ' دوسري طرف انصاف کے پردے میں مولاے عبد الحفیظ کي خونخواري اور درندگي ' که مجرم کو زنده شیر کے آگے ڈالدیا !

میں اس فلم کو دیکهنے کیلیے گیا - میرے ساتهه ایک پارسي شخص تها - جب مراکشي امیر کے حرم کے وحشیانه مناظر آئے تو وه هنسنے لگا - میں نے کها که واقعات میں جو جزئیات دکهلاے گئے هیں وه عقلاً مستبعد هیں ' اور کوئي مسلمان ایسا نهیں کرسکتا - اس نے کها : " اس حکایت کا مصنف مسلمانوں کا دوست هے - ایک مسلمان پادشاه کا انصاف دکها رها هے - وه انپر تهمت نهیں تراش سکتا " میں نے کها که اگر تمهارا عقیده یه هے تو جس غرض سے حکایت لکهي گئی تهي وه حاصل هوگئي !

غرض اسمیں شک نهیں که اس بارے میں غلط فهمي بهي هوسکتي تهي ' اور میر محمد ایوب صاحب کی شهادت اسکي توثیق میں بیان کي گئي تهي -

مگر دوسري طرف مسلمانوں کي درخواست تهي ' جسمیں نهایت وثوق کے ساتهه دعوا کیا گیا تها اور پروگرام کی نقل شامل کردي تهی - سیني میٹوگراف کا قاعده هے که هر منظر سے پہلے ایک صفحه ساده سامنے آتا هے جسپر اسکے متعلق مختصر حالات لکهے هوتے هیں - صدها آدمي جو تماشا گاه میں برافروخته هوگئے تهے ' اُن میں کوئي نه کوئي تو ضرور انگریزي جانتا هوگا اور اُس نے پڑها هوگا که کیا لکها هے ؟

ایسي حالت میں یه مان لینا بهي مشکل تها که دعوا سرے سے ایک جاهلانه حماقت کا نتیجه هے اور اُسکي کوئي اصلیت نهیں -

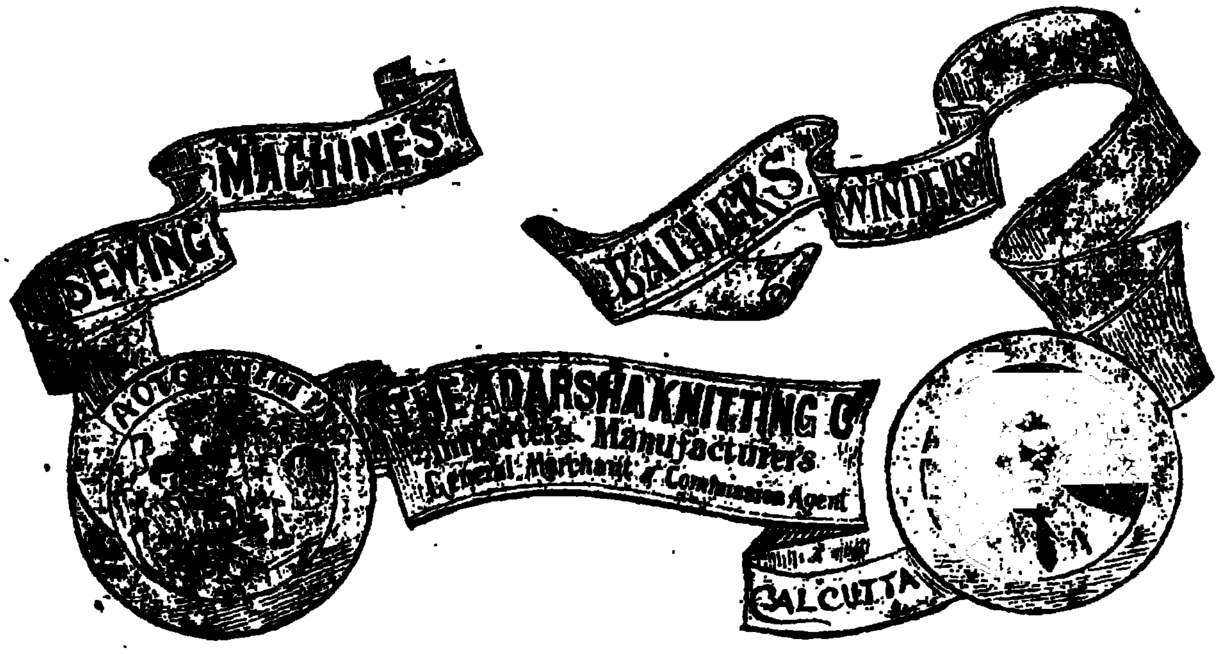

نلو ۲ پلسه - ادرشه

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاهتي ہے کہ هندوستان کي مستورات بیکار بیٹھي رهیں. اور ملک کي ترقي میں حصہ نہ لیں لهذا یہ کمپني امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے : —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگي جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگي جسمیں گنجي تیار هوگي جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنـي هر قسم کے کاتے هوے اون جو ضروري هوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتي ہے ۔ کم خلقم هوا - اچھے روانہ کیا اور اسی من روپے بھي مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ هي بننے کے لیے چیزیں بھي بھیج دي گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت هیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علي چودهري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپني کي چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے -

مس کشم کماري دیوي - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي هوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماهواري آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتي هوں -

---

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا هوں - یہ کمپني اس وجہ سے قائم هوئي ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھي کام کر رهي ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے ماسواے کم قیمتی مشین منگا کر هر شخص کو مفید هونے کا موقع دیتي ہے - میں ضرورت سمجھتا هوں کہ عوام اسکي مدد کریں -

---

چند مستند اخبارات هند کی راے

— * —

بنگالي — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپني نے بنائے هیں اور جو سودیشي میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ هیں اور بناوٹ بھی اچھي ہے - محنت بھی بہت کم ہے اور ولایتي چیزونسے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلي نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپني نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپني کي پوري حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا هوسکتا ہے -

برانچ سول کورٹ روڈ سنگاپور -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

عام طور پر ایسا باور کرنے کے وجوہ پائے جاتے هیں یا نہیں ؟ تو اسکا فیصلہ کرانچي کے مسلمان هي بہتر کرسکتے هیں - باهر کے لوگوں کیلیے بہت مشکل ہے کہ وہ تمام وجوہ و دلائل کا اندازہ کرسکیں - لیکن اب جبکہ وہ خود انکار کرتا ہے اور بقول سندھ گزٹ کے " تعلیم یافتہ " مسلمانوں کي اعانت اسکے ساتھہ ہے' تو کم از کم یہ بتلانا اسکا فرض ہے کہ " دي پرافٹ " سے خود اس نے کیا سمجھا تھا ؟ اور کس " نبي " کا قصہ دکھلا رہا تھا ؟ اگر وہ صحیح جواب نہیں دیسکتا تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ مقدمہ کس بنا پر خارج کردیا گیا ؟

کامرید میں ایک آرو تار چھپا ہے' اسمیں لکھا ہے کہ سیر محمد ایوب صاحب اب مسلمانوں کے ساتھہ اعتراض میں شریک هوگئے هیں اور آیندہ اعتراضي جلسہ میں حصہ لینگے - یہ اگر سچ ہے تو اس معاملے میں انکي راے کا اضطراب و اختلاف بالکل نا قابل فہم ہے - سمجھہ میں نہیں آتا کہ جبکہ انکي شہادت مسٹر کرین فیلڈ کیلیے اسقدر مفید هوئي ہے' تو هم کس قسم کا فائدہ حاصل کریں ؟

موجودہ حالت یہ بیان کی گئي ہے کہ کلکٹر کرانچي نے فلم کي ضبطي کا وعدہ کیا ہے' گو قانوناً اسکے دکھانے کیلیے پیکچر پیلس کو پوري آزادي ملگئی ہے -

لیکن همارے خیال میں مسلمانان کرانچي کو صرف وعدوں هي پر مطمئن نہ هو جانا چاهیے' بلکہ کوشش کرني چاهیے کہ ایک قطعي فیصلہ حاصل کریں - اگر انکي کوشش بے سود نکلی تو باهر کے مسلمان انکي اعانت کیلیے هر وقت طیار هیں -

بابو گنگا پرشاد ورما

آنریبل راے بہادر بابو گنگا پرشاد ورما کي وفات هندوستان کي ان ضائعات عظیمہ میں سے ہے' جنکے ماتم میں ملک کے هر فرد کو حصہ لینا چاهیے -

وہ هندوستان کے اُن مخصوص افراد عالیہ میں سے تھے جنھوں نے اپني زندگی کے هر عمل کو سچی خدمت اور بے لوث ملک پرستي کا نمونہ بنایا تھا' اور جنکا وجود اس صداقت کي ایک زندہ شہادت تھی کہ سچائی کے ساتھہ کام کرنے والے کیونکر اپنے لیے راہ عمل و رفعت پیدا کرتے هیں' اور کس طرح اُن مدارج کو استحقاق و اهلیت کے ساتھہ طے کرتے هیں' جنھیں بغیر حق و فضیلت کے حاصل کرنے کیلیے نادان انسان مضطرب رهتا ہے ؟

انکي زندگي کي ابتدا ایک ایسے بے شان و حیثیت طالب العلم کي زندگی سے هوتي ہے' جو میٹریکولیشن کے امتحان میں ناکام رهچکا تھا - اسکے بعد انھوں نے " هندوستانی " نکالا' اور صوبجات متحدہ کے ایک اردو اخبار نویس کی زندگي سے پبلک میں آئے -

اس واقعہ پر پورے تیس سال گذر چکے هیں - ایک قرن تک یہ بے حقیقت ابتدا مختلف راستوں سے اپنے شاندار انتہائی مقصود کی طرف بڑھتی رهي -

لیکن آج هم " هندوستانی " کے ایڈیٹر اور ایک میٹرک فیل هندوستاني کی وفات پر ماتم نہیں کر رہے هیں' بلکہ همارے سامنے تیس سال کي ایک شاندار عملي زندگي کے فقدان کا دلخراش ماتم ہے' جو اولو العزمیوں اور فضائل و محاسن سے معمور تھي - وہ اردو کے بہترین ملکی اخبار کے ایڈیٹر تھے - ملک کي سب سے بڑي سیاسي جماعت کے سرگرم رکن تھے - هندوستان کے ایک اهم ترین صوبے کے پولیٹکل اور تعلمي رهنما تھے' جس نے تیس سال تک ملک کی مصیبتوں کو کم کرنے کے جد و جہد میں بڑے آدمیوں کي طرح حصہ لیا' اور اپني قابلیت' دانشمندي' فہم و تدبر' اصابت راے' اعتدال فکر' عزم و ثبات' سچي خدمت' اور بے لوث محنت کا ایسا ذخیرہ فراهم کردیا' جو بجا طور پر هندوستان کی جدید سیاسي و عملي زندگي کی ایک پر فخر سوانح عمري هوسکتا ہے !

ملک کی هر بہتر اور مفید تحریک کیلیے انھوں نے اپني زندگي کو وقف کردیا تھا - وہ ایک ایسي زندگي رکھتے تھے' جو کسي وقت بھي محنت سے خالی نہ تھي -

پچیس تیس برس سے همارے ملک میں ملکي کاموں کي زندگی بسر کرنے کا شوق پیدا هوگیا ہے اور اسمیں مقبولیت و مرجعیت اور جلب توجہ حکام و حکومت کي بعض ایسي کششیں هیں' جنکي وجہ سے هر شخص اس زندگي کے خواب دیکھنے لگتا ہے -

مگر بابو گنگا پرشاد هندوستان کے ان مخصوص لوگوں میں سے تھے جنکا وجود اس خواب کي سچی تعبیر تھي' اور بہت کم ایسے خوش نصیب هیں جنکے لیے ملکي خدمت کا خواب' خواب پریشاں کي جگہ ایک رویاء صادقہ ثابت هوا ہے !

اسمیں شک نہیں کہ انکا احسان صوبجات متحدہ پر اور علی الخصوص لکھنؤ پر سب سے زیادہ ہے' مگر فی الحقیقت وہ تمام هندوستان کے خادم تھے' اور همیں چاهیے کہ انکي زندگي کي عزت کو صوبوں کی تقسیم سے بالا تر سمجھیں - بلا شبہہ انھوں نے لکھنؤ کو اپني بے نظیر دانشمندي اور محنت و جانفشاني سے بہت شاندار بنا دیا' لیکن وہ جو کچھہ لکھتے پڑھتے رہے' اسمیں تمام هندوستان کے شاندار بننے کا بھي بیج موجود ہے' اور وہ اس سے کم نمایاں نہیں ہے جسقدر لکھنؤ میونسپلٹي کے کاموں میں نظر آتا ہے - وہ تیس سال تک ایک ایسے عمدہ اخبار کو مرتب کرتے رہے جسکي نسبت همیشہ همارا خیال یہ رها کہ وہ اردو کا بہترین اخبار ہے - جسقدر صحیح سیاسي تعلیم اور خالص معلومات وہ اپنے پڑھنے والوں کیلیے فراهم کرتا رها' شاید هي کوئي اور اخبار ایسا کرسکا هو - انکي وفات اردو پریس کیلیے خاصۃً ایک حادثۂ شدیدہ ہے -

هندو مسلمانوں کے اتحاد سے متعلق انکے خیالات نہایت قیمتي تھے' اور جہاں تک همیں معلوم ہے' هم وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے هیں کہ انھوں نے کبھی بھي حملہ آورانہ قومیت کا وہ افسوس ناک رویہ اختیار نہیں کیا' جو بعض هندو اور مسلمان لیڈر اختیار کرتے هیں - وہ همیشہ پنجاب کے اُن هندو اخبارات کو ناپسند کیا کرتے تھے جنکي پالیسي کي موجودگي متحدہ هند کے تصور کے ساتھہ کبھی بھی جمع نہیں هوسکتي - خود مجھسے انھوں نے بارها کہا کہ ایسے لوگوں اور اخبارات سے بڑھکر ملک کا کوئي دشمن نہیں خواہ وہ مسلمان هوں خواہ هندو -

پچھلے دنوں جب میں رامپور سے دهلي جا رها تھا تو امروهہ کے اسٹیشن پر انسے سرسری ملاقات هوئی - افسوس کہ یہی آخري ملاقات تھی - هندو مسلمانوں کے اتحاد کے عملی کام کی نسبت عرصے سے میرے بعض خاص خیالات هیں - اس ملاقات میں سرسري طور پر انکا تذکرہ کیا اور کہا کہ آپ اپنے صوبے میں سب سے پہلے اس کی آزمایش شروع کردیں - انھوں نے پوري مستعدي کے ساتھہ اس سے اتفاق کیا تھا اور کہا تھا کہ خاص اسی کام کیلیے ایک مرتبہ لکھنو آؤ اور صوبے کے بعض دیگر لیڈر بھی شریک صحبت کیے جائیں تو غور و مشورہ کے بعد کام شروع کیا جاے -

اخبار " هندوستاني " کو قائم رکھنا انکي اولین یادگار ہے - اسکے بعد صوبے کے ارباب راے کو غور کرنا چاهیے کہ زیادہ مفید اور موزوں صورت میں اور کونسي یادگار هوسکتي ہے ؟ همیں امید ہے کہ اگر فنڈ کھولا گیا تو بلا استثنا هندو مسلمان' سب شریک هونگے -

هم نے کرانچي کے بعض باخبر اور موثق اشخاص کو تار دیا - اسکے جواب میں جو تحریر آئي ' وہ مراسلات کے صیغه میں درج کردي گئي ہے - اسکے مطالعه سے اس مشکل کا اصلي حل منکشف هوجا تا ہے -

اس اثنا میں جو مراسلۃ مسٹر محمد علي نے کي تهي ' وہ بهي معزز معاصر " کامریڈ " نے شائع کردي ہے' اور علي الخصوص اسکا وہ حصه قابل غور ہے جسمیں میر ایوب صاحب کا آخري تار درج ہے -

ان تمام بیا نات کے پڑهنے سے معلوم هوتا ہے کہ جو پروگرام شائع کیا گیا تها' اسمیں حسب قاعدہ صرف فلم کا نام دیا تها اور لکها تها که " عظیم " کا واقعه دکهلایا جائیگا - کوئي تصریح نه تهي که اس واقعه کا تعلق کس شخص سے ہے' اور کس نے عظیم کي بیوي کے ساتهه وحشیانه سلوک کیا تها؟ لیکن جب تماشه دکهلایا گیا تو اسمیں " دي پرافت " (النبي) کا لفظ موجود تها' اور صدها آدمیوں نے اُسے اپني آنکهوں سے دیکها - خود میر محمد ایوب (جنکا اضطراب حال اور متضاد و متبائن طرز شهادت اس بارے میں نهایت افسوس ناک ہے) " کامریڈ " کو لکهتے هیں که " تماشے میں پرافت کا لفظ دکهلایا گیا تها "

معزز مراسله نگار کرانچي وثوق کے ساتهه اپني چشم دید شهادت پیش کرتے هیں که تماشے کے پورے هال میں " دي پرافت " کے معنی " عرب کے نبي " هي کے سمجهے گئے ' تمام یوروپین اور پارسي شرکاء نے ایسا هي یقین کیا ' اور مختلف مناظر کو دیکهکر باواز بلند ایسے جملے کہے جن میں " پیغمبر عرب " کي طرف اشارہ کیا گیا تها - تماشے کا " پرافت " بالکل عربي لباس میں تها ' اونٹ پر سوار تها ' معجزات دکهلا رها تها ' اور لوگوں کو مخاطب کرکے ملکوں کے فتح ' قوموں کي تسخیر ' مال غنیمت کے حصول ' اور پادشاهت کے قیام کي بشارت دیتا تها - سب سے زیادہ یه که " خوني جهاد " کا حکم بهي اسکے احکام خاص میں سے دکهلا یا گیا تها ' اور لوگوں کو لونڈي غلام بنا لینا اسکا دائمي مشغله تها - یه دونوں چیزیں اُس تصویر کے نمایاں خال و خط هیں جو عموماً یورپ کے سوانح نویس اور علي الخصوص مشنري مصنف پیغمبر اسلام (صلی الله علیه وسلم) کي اپنے ذهنوں میں بناتے هیں - ان تمام حالات کي موجودگی میں قدرتي طور پر هر شخص وهي نتیجه نکالیگا جو عام مسلمانان کرانچي نے نکالا ' اور کوئي وجه نهیں که ایسا نتیجه نه نکالا جاتا - اگر " دي پرافت " سے مقصود کوئي اور شخص تها ' تو فلم میں اسکي تشریح کردیني چاهیے تهي - تشریح کسي طرح کي نهیں کي گئي - ایک عرب کو مشهور عربي خصائص کے ساتهه پیش کیا گیا ' اور وہ تمام باتیں اسکے ساتهه دکهلائي گئیں جو معاندین شیاطین اسلام کے باني کي نسبت بیان کیا کرتے هیں - پهر کها گیا که یه ایک " نبي " کا قصه ہے - ایسي حالت میں سواے اُن عجیب الخلقت عقلوں کے جو شاید کرانچي کے بعض تعلیم یافته مسلمانوں کو دي گئي هو' دنیا بهر کي عقلیں تو یهي سمجهیں گي که باني اسلام و پیغمبر عرب کا قصه دکهلایا جا رها ہے "

رها میر محمد ایوب بیرسٹرایٹ لا کي شهادت کا بیان تو همیں افسوس کے ساتهه کهنا پڑتا ہے که میر صاحب نے کرانچي سے باهر کے مسلمانوں کو پهلي مرتبه اپني نسبت معلومات دیتے هوے کوئي مناسب حالت اختیار نهیں کي ' اور بهتر تها که وہ مسئله کي اهمیت اور نتائج کو پوري طرح محسوس کرکے ایک اصلي راہ اعتدال اختیار کرتے - انهوں نے پیکچر پیلس کے منیجر کي وکالت کا بار لا حاصل اپنے سر لے لیا' حالانکه بغیر اس نا مناسب پوزیشن کے وہ اصلي حقیقت کو غلط فهمیوں سے الگ کرسکتے تهے - وہ کهتے هیں که " جب انهوں نے یه فلم دیکهي تو خیال کیا که ان بهت سے احمقانه فلموں میں سے ہے جو فرانس میں مراکش کي زندگي دکهلانے کیلیے تیار کي گئي هیں' اور جنهیں فرانس کے لوگ اپنے اخلاقي اور مذهبي معیار کے مطابق سمجهکر بنایا کرتے هیں "

لیکن ساتهه هي وہ اپنے اُس تار میں جو کامرید کو بهیجا ہے' صاف صاف یه بهي تسلیم کرتے هیں که " فلم کے مناظر میں " دي پرافت " (النبي) کا لفظ دکهلا یا گیا تها "

یقیناً جس وقت فلم کے مناظر کي نسبت انهیں " مراکشي زندگي " کي تفسیر و توجیه کا خیال هوا تها ' اسي وقت " دي پرافت " کا لفظ بهي اُنکي نظر سے گذرا هوگا -

پهر یه کیسي عجیب بات ہے که فلم کے پورے مناظر میں کهیں بهي " مراکش " کا نام نهیں آیا ہے' تاهم میر صاحب نے اپنے ذهني قیاس اور خیالي توجیه کي بنا پر سمجهه لیا که یه مراکش کي وہ تصویر ہے جو " فرانسیسی معیار اخلاق و مذهب " کے مطابق بنائی گئی ہے ' لیکن " دي پرافت " کا لفظ بے شمار اشارات و قرائن کے ساتهه خود فلم کے اندر دکهلایا جا رها تها ' اسکو دیکهکر اور پڑهکر بهي کیا مسٹر محمد هاشم یه راے قائم نهیں کرسکتے تهے که یه پیغمبر عرب کا قصه ہے ؟ ان هذا لشی عجاب !

میر محمد ایوب صاحب کا بغیر کسي تصریح و تحریر کے " مراکشي زندگي " کي توجیه کرلینا تو قطعاً معقول ہے - کیونکه وہ (بقول مقامي اینگلو انڈین معاصر کے) ایک " تعلیم یافته " اور " انگلینڈ ریٹرن " جنٹلمین هیں ' مگر دو سو سے زیادہ عام مسلمانوں کا " دي پرافت " کے لفظ کي موجودگي ' عربي زندگي ' عربي لباس ' اور نبوت کے اظهارات اور معجزات کے ادعا کے معائنه کے بعد بهي " پیغمبر عرب و اسلام " سمجهنا اور یقین کرنا معقول نهیں هوسکتا - کیونکه بدقسمتي سے وہ ایسي قابلیتیں حاصل کرنے سے محروم رهے هیں ' جو ایک مسلمان کو باوجود مسلمان هونے کے اسلام کے " خطر ناک مذهبي جوش و هیجان " سے غیر متاثر بنا دیتے هیں ! ساء ما یحکمون !

اس سے همارا مقصود یه نهیں ہے که هم میر صاحب کے بیانات کو سر تا سر غلط سمجهتے هیں ' یا همارا خیال ہے که کرانچي پیکچر پیلس میں جو فلم " عظیم " کي دکهلائي گئي ' وہ یقیناً پیغمبر اسلام (علیه الصلوۃ والسلام) هي کے متعلق تهي - بلکه هم صرف یه ظاهر کرنا چاهتے هیں که میر صاحب نے اپني راے ظاهر کرنے میں نهایت نادانشمندانه بے احتیاطي کي ' اور غیر مسلم معاصرین کو بغیر کسي قصور کے مسلمانوں پر هنسنے کا موقعه دیا - اگر انکي راے میں فلم کا پیغمبر اسلام کے متعلق هونا قطعي الثبوت نه تها ' تو وہ پوري آزادي کے ساتهه راے دیتے ' لیکن ساتهه هي " دي پرافت " کے لفظ کي تصریح اور دیگر قرائن و اشارات کے مجموعي اثر کو نظر انداز بهي نه کرتے - انکے لیے معتدل راہ عمل یه تهي که وہ ایک طرف تو مسلمانوں کو سمجهاتے که واقعه کي اصلیت میں غلط فهمي اور اشتباہ کي گنجایش نظر آتي ہے' اسلیے صبر و تحقیق سے کام لیں' اور وہ خود هي صبر سے کام لے رهے تهے - دوسري طرف حکام کو توجه دلاتے که نبي کے لفظ کا هونا ایک نهایت وزني شهادت اس بات کیلیے ہے که دیکهنے والوں کا انتقال ذهني پیغمبر اسلام کے طرف هو - ایسي حالت میں یه فلم یقیناً توهین آمیز ہے اور دفعه (۲۹۸) تعزیرات هند اور دفعه ۱۲ پریس ایکٹ تک پهنچ جاتي ہے - گرین فیلڈ اس بات کیلیے ذمه دار ہے که وہ بتلاے که " نبي " کے لفظ سے اسکا مقصود کیا ہے ؟ گو وہ اس فلم کا مخترع نهیں ' لیکن قانوناً اسکي تمام ذمه داري اسی کے سر ہے کیونکه وہ اس فلم کو دکهلا رها ہے -

رها اس امر کا قطعي فیصله که في الحقیقت گرین فیلڈ نے اس فلم کو پیغمبر اسلام کا قصه سمجهکر دانسته دکهلا یا یا نهیں' اور

لیکن اگر اُس مقام کے مسلمانوں کي حالت ایسي نہیں ہے که روپیه کا انتظام ہو سکے یا کوئي انجمن اور جماعت کارکن موجود نہیں ہے که پورا انتظام کر سکے، تو اس صورت میں ہمیں اطلاع دیني چاہیے که کم از کم اسقدر انتظام وہاں کے مسلمانوں سے ممکن ہے - باقي کا انتظام جماعت خود کرلیگی -

اگر کسي وجه سے ایسی حالت ہے که کچھه بهي انتظام ممکن نہیں مگر وہاں کام کي ضرورت بهي شدید ہے، تو یه تیسري صورت ہے - اس صورت میں بهي متوکلاً علي الله ہم اعلان کرتے ہیں که ہم سے بلا توقف خط و کتابت کي جاے - انشاء الله تمام مصارف اپنے ذمے لیکر حسب ضرورت دعاة و سیاحین کا انتظام کردیا جایگا -

(۸) " حزب الله " کیلیے کوئي فنڈ قائم نہیں کیا گیا ہے اور نه اسکے شرکاء سے ابتک کوئي رقم دائمي یا یکمشت طلب کي گئي ہے - دنیا پہلے روپیه مانگتي ہے - پھر کام کرتي ہے - لیکن ہمارے نزدیک ترتیب بر عکس ہوني چاہیے - ہمارا اعتقاد یه ہے که جس طرح روپیه کاموں کیلیے سب سے زیادہ ضروري چیز ہے، اسي طرح اسکا وجود بہتر سے بہتر کاموں کیلیے سخت و شدید مہلکات و موانع میں سے بهي ہے - ہم ابتدا سے اس کام کو آجکل کي انجمنوں اور مجلسوں کے عام قواعد و رسوم سے بالکل الگ ہوکر کر رہے ہیں، اور ہمارے پیش نظر اپنے گذشته اور بھلاے ہوے نمونے ہیں :

لب تشنگي ز راہ دگر بردہ ایم ما !

(۹) ہم مختصراً یه بهي بتلادینا چاہتے ہیں که ان دعاة و سیاحین کا کام کیا ہوگا ؟ کیونکه ابتک اسکا کوئي نمونه قوم کے سامنے نہیں آیا ہے - بہت ممکن ہے که وہ " وعظ " و " تعلیم " اور " تبلیغ و دعوة " کے نام سے کسي غلطي میں پڑجاے -

یه محض وعظ فروشي کي بساط تجارت بچھانے والا کوئي گروہ نہوگا جو چند دنوں کیلیے ایک دکاندارانه دورہ کرکے آگے بڑھجاتے ہیں، بلکه جماعة دعاة و سیاحین سے مقصود ایسے ارباب صدق و خلوص ہیں، جو انشاء الله تعالے اپنے کاموں اور اپني سچي اور راست بازانه زندگي میں قوم کیلیے ایک نمونه ثابت ہونگے - وہ مجاهدین فی سبیل الله کا گروہ ہے جس نے اپني تمام بہتر سے بہتر اور اعلی سے اعلی دنیوي امیدوں اور توقعات و تعلقات سے کنارہ کش ہوکر اور لذائذ و نعائم حیات کي امنگوں اور خواہشوں سے دل کو صاف کرکے، اپني پوري زندگي خدمت دین و ملت کیلیے وقف کردي ہے، اور الله اور اسکے ملائکۂ مقربین کو اپني قرباني اور جاں فروشي کے عہد و میثاق کا گواہ قرار دیا ہے - وہ نه تو دنیا کے طالب ہوسکتے ہیں اور نه دنیوي عزوجاہ کے خواستگار، نه آرام و راحت کے متلاشي ہوسکتے ہیں، نه عمدہ بستروں اور لذیذ و قیمتي غذاوں کے آرزومند، کیونکه اِن تمام چیزوں کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ آے ہیں - اگر ان چیزوں کے طالب ہوتے تو خود بخود انہیں کیوں چھوڑ دیتے ؟ وہ الله کي رضا اور اسکے کلمۂ حق کي خدمت کي راہ میں سیر و سیاحت کرینگے، اور تمام دقتیں اور مصیبتیں جو اس راہ میں پیش آئینگي، انہیں خوشي خوشي برداشت کرینگے - کیونکه یہي وہ کانٹے ہیں جنکي تلاش میں اُنہوں نے پھولوں کو چھوڑا ہے، اور یہي وہ درد و بیقراري ہے جسکي محبت میں انہوں نے آرام و راحت کي زندگي کو اسکے دشمنوں کي طرح ٹھکرا دیا ہے -

وہ فقیروں کي طرح نکلینگے - دیوانوں کي طرح آوارہ گردي کرینگے - اور جہاں کہیں ٹھہرینگے، خاکساروں کي طرح ٹھہرینگے - نه تو وہ کسي سے نذر و نیاز لینگے اور نه کسي پر ایک پیسه کا بار ڈالینگے - ضرورت کے مطابق انکے کام ہونگے - وہ قران کریم کا درس دینگے، حدیث نبوي کي تعلیمات بیان کرینگے، عام دیني مسائل و معتقدات سے لوگوں کو باخبر کرینگے، تعلیم یافته اصحاب کے مذہبي شکوک اور موجودہ عہد کے اعتقادات و اعمال العادیه کي اصلاح کرینگے - عام مجلسوں میں، انجمنوں میں، مسجدوں میں ایک واعظ کي طرح جاینگے - ذکر میلاد کي مجلسوں میں مولود پڑھینگے، اور ہر موقعه پر لوگوں کو الله اور اسکي مرضات کي طرف بلائینگے - مساجد کي جماعت وجمعه کا صحیح و شرعي انتظام اور اس سے ہر طرح کے فوائد و نتائج حاصل کرنا انکا ایک بہت بڑا کام ہوگا -

صرف انہي کاموں تک انکي ہمت ختم نہو جائیگي - بلکه ضرورت پڑیگي تو وہ بیماروں کے شب باش تیمار دار، ضعیفوں کیلیے بلا عذر خادم، مسجدوں کیلیے بلا تنخواہ کے خطیب و موذن، بچوں کے لیے مفت کے معلم، غرضکه ہر حال میں مسلمانوں کے خادم اور مخدوم، دونوں ہونگے، اور ہر خدمت کو انجام دینے کیلیے مستعد رہینگے -

یه تو انکے کاموں کي ایک مختصر سي تفصیل تهي - جامع لفظوں میں انکا مقصد یوں بیان کیا جاسکتا ہے که " مسلمانوں کے دینی اعتقادات و اعمال کي اصلاح و درستگي، اور اُنہیں اعتقاداً و عملاً ایک سچا مسلمان، راسخ الاعتقاد مومن، اور اولوالعزم و بلند ارادہ مجاهد في سبیل الله بنا دینے کی سعی کرنا، اور مسلمانوں کے عام طبقات کے اندر وہ تمام معلومات ضروریه وعظ و بیان سے پیدا کردینا، جو ایک عالم و صاحب فضل شخص کو ازروے علم و کتاب حاصل ہیں "

اسکے لیے ضروري ہے که ایسے لوگ مختلف مقامات میں رہجائیں، اور عرصے تک کیلیے اس طرح مقیم ہوجائیں، گویا وہي انکا اور وہیں انکو اخر تک بسنا اور زندگي گذارنا ہے - سلف صالحین کے داعیوں کا یہي اسوۂ حسنه ہمارے سامنے ہے - محض ادعائي واعظوں کي چند روزہ گشتوں اور دوروں سے نه تو کبھي کوئي اثر پیدا ہوا ہے - اور نه کسی گروہ کے اندر اس سے کوئي تبدیلي پیدا ہوئي - تبدیلی تعلیم سے پیدا نہیں ہوتي بلکه اون چیزوں سے حاصل ہوتي ہے جنکے لیے بجاے شریعت کے بھیجدینے کے انبیاء کرام علیہم السلام کے ظہور و قیام کو الله نے ضروري قرار دیا تها -

پس وہ اپنے تمام تعلقات و محبوبات سے بے پروا ہوکر خدمت اسلام و مسلمین کے رشتے کو ترجیح دینگے، اور ایک روز سے لیکر سالہا سال تک کیلیے مقیم ہوجائینگے، تا آنکه انکي خدمات کے قابل اطمینان نتائج پیدا ہوجائیں اور مزید قیام کي ضرورت باقی نه رہے -

انکا طریق درس قرآن و سنت و عموم تعلیم و تبلیغ انہی اصولوں کے ماتحت ہوگا جو دعوۃ الهلال کے اصل الاصول ہیں -

فقیر ابو الکلام - کان الله له -

اطـــلاع

عرب کمپني سے اطلاع ملي ہے که جدہ (پہلوان) آگبوٹ ۲۱ جولائي کو حجاج لیکر جدہ جانیوالا ہے

نرخ بتفصیل ذیل ہے :

• تنق ۶۰ روپیه - چھتوي ۹۰ روپیه - سکنڈ سلون فلور ۱۰۹ روپیه - فرسٹ سلون فلور ۱۲۰ روپیه - سکنڈ کلاس ۱۴۰ روپیه - فرسٹ کلاس ۲۰۰ روپیه - مگر تنق کا ٹکٹ ۴۰ روپیه کو بک رہا ہے

محافظ حجاج بمبئی

مسئلــهٔ قیــام الهــلال

" مسئله قیام الهــلال " کا ابتک میں کوئي قطعي فیصله نه هوسکا - میں نے لکھا تھا که پہلي جولائي تک فیصلے کو ملتوي رکھا جاتا هے - آج ۶ جولائي هے لیکن میرا تذبذب بدستور باقي هے -

ایک طرف اُن کاموں کو دیکھتا هوں جنکا وقت هاتھه سے نکلا جا رها هے اور الهــلال کی گرفتاري مہلت نہیں دیتي که انکے لیے کافي وقت صرف کروں - " حزب الله " کے متعلق تمام ابتدائي مراحل طے هوچکے هیں ' کام شروع هوچکا هے ' اور آینــده کاموں کے اجراء کیلیے ضرورت هے که کم ازکم چھه سات ماه کلکته سے باهر رها کروں اور تمام کاموں سے الگ هوکر صرف اسي کیلیے وقف هو جاؤں ' لیکن اگر ایسا کروں تو الهــلال کو کس پر چھوڑوں ؟

دوسري طرف الهلال کي بقا و ضرورت کا سوال هے - سچي بات یه هے که خود میري طبیعت بھي گوارا نہیں کرتي که اسے بند کردیا جاے -

اگر کسي نه کسي طرح جاري رکھا جاے ' تو سب سے پہلا سوال مالي مسئله کا سامنے آتا هے - اس دو سال کے اندر جسقدر مجھه سے هوسکا خاموشي کے ساتھه روپیه لٹاتا رها - خداے علیم هي بہتر جانتا هے که کس طرح اب تک یه چلا هے اور کس قدر مالی قربانیوں کے بعد اسکا ایک ایک نمبر نکالا گیا هے ؟ اب اقلاً اتنا تو هو جانا چاهیے که جمع و خرچ برابر هو جاے ' یا آینده نقصان بھی هو تو جزئي هو -

میري طبیعت کسی طرح منظور نہیں کرتی که قیمت بڑھائي جاے یا احباب پر کوئي آزر مالي بار ڈالا جاے - حتی که کبھي اسکي بھي خواهش نه کي که غیر مستطیع شائقین اور طلبا تک الهــلال کو پہنچانے کیلیے کوئي اعانتی فنڈ قائم کیا جاے - همیشه خود هي صدها پرچے مفت ' صدها نصف قیمت پر ' اور اسکے بعد چھه روپیه پر جاري کرتا رها - اسکي وجه سے مالي نقصان اور زیاده وسیع هوگیا هے -

میں نے توسیع اشاعت کي خواهش کي که هر طرح موزوں اور آسان تھي - میں سچے دل سے اعتراف کرتا هوں که احباب کرام نے اس بارے میں پوري طرح کوشش کي ' اور جسقدر سعي وه اپنے اپنے حلقے میں کرسکتے تھے ' اس سے ذرا بھي دریغ نہیں کیا - لیکن مشکل یه هے که نقصانات اسقدر زیاده هیں که ایک معین و محدود زمانے کي سعي اسکي تلافي کر نہیں سکتي - دو هزار نئے خریداروں کا جلد پیدا هو جانا آسان نہیں هے - نتیجه یه نکلا که اب تک مطلوبه تعداد کے مقابلے میں رفتار اشاعت بہت هي کم رهي - میں سمجھتا هوں که زیاده سے زیاده چھه سات سو خریدار نئے فراهم کیے گئے هونگے -

بهر حال اکثر مراسلات میں زور دیا گیا هے که چار هفتے تک اور نتائج کا انتظار کیا جاے اور فیصلے میں جلدي نه کي جاے - میں اسکی تعمیل کرتا هوں اور مزید انتظار اور غور و فکر کیلیے آماده هوں - لیکن یه قطعي اور بالکل ناگزیر هے که اگست کے پہلے هفتے تک آخري فیصله هو جاے - میرے دوستوں کو یه نہیں بھولنا چاهیے که آج نہیں ' تین هفتے کے بعد سہي ' لیکن ایک قطعی فیصله بهر حال ناگزیر هے -

---

اعــلان

جماعة حــزب اللــه

الا ' ان حــزب الله هم الغالبون !

۱۳۳۱ هجري

(۱) " حزب الله " کے مختلف مدارج اور جماعتوں میں سے ایک جماعت " السائحون العابدون " کي هے - جنکا کام یه هے که تبلیغ و هدایت اور نشر و اشاعت تعلیم قرآن و سنت کیلیے همیشه سفر و گردش میں رهیں ' اور جس جگه زیاده ضرورت دیکھیں ' وهاں ایک روز سے لیکر سالہا سال تک کیلیے اس طرح مقیم هوجائیں که :

نشسته ایم که از ما غبار بر خیزد !

(۲) جو چند طالبان حق اس جماعت میں منتخب هوے هیں ' انهوں نے اپني سیاحت شروع کردي هے -

(۳) یه سیاحت هندوستان اور بیرون هند ' دونوں کیلیے هے ' لیکن هندوستان کو مقدم رکھا گیا هے ' اور اسي سے کام شروع کیا گیا هے -

(۴) کن مقامات میں تبلیغ و تعلیم اور احتساب و دعوت کي زیاده ضرورت هے ؟ اور کن مقامات میں کس قسم کي ضرورتیں مقدم هیں ؟ اسکي نسبت صحیح معلومات حاصل کرنے کیلیے " حزب الله " کے مفتشین سال گذشته اور سال رواں میں تحقیقات کرچکے هیں - صرف دو صوبوں کے متعلق رپورٹ کی تکمیل باقي هے - تاهم اس اطلاع کے ذریعه عام اعلان کیا جاتا هے که مختلف مقامات کے باخبر مسلمان اپني مقامي معلومات کي بنا پر بھی همیں اطلاع دیکر دعاة و سیاحین طلب فرما سکتے هیں -

(۵) جن شهروں ' قصبوں ' اور دیهاتوں میں مسلمانوں کي مذهبي حالت افسوس ناک هو ' اعمال دینیه کي پابندي بالکل مفقود هو ' رسم و رواج ' بدعات و زوائد ' فتنهٔ و فساد کا نسبتاً زیاده ظهور هو ' عام اخوت و همدردي ' مصائب اسلامي کا احساس ' جماعتي کاموں کا شوق ناپید هو ' تو ایسے مقامات میں سب سے پہلے دعاة کو جانا اور قیام کرنا چاهیے - پس هم چاهتے هیں که اس طرح کے مقامات کے لوگ همیں فوراً اطلاع دیں ' اور حسب ضرورت ایک یا دو " داعي " طلب کریں -

(۶) اسکے علاوه جن مقامات کے مسلمان اپنے یہاں قران کریم کا باقاعده درس جاري کرانا چاهتے هوں ' مواعظ و خطبات صحیحه و صادقه کے آرزو مند هوں ' مجالس میلاد اور عام تقریبات میں سچے اور حقیقی اسلامي مواعظ کو سننا چاهتے هوں ' وه بھي همیں فوراً اطلاع دیں - بحمدلله سال بھر کی سعي کے بعد هم طیار هیں که اپنے پیش نظر معیار سے نسبتاً اقرب اشخاص بھیج سکیں -

(۷) دعاة و سیاحین کے طلب کرنے کے دو طریقے هیں : پہلي صورت یه هے که جن مقامات کے مسلمان انهیں طلب کریں ' اقلاً انکے ضروري مصارف کا انتظام خود کرلیں ' اور ایسا کرنا کچھه مشکل نہیں هے - صرف ایک محلے کے مسلمان بھي جمع هو کر چاهیں تو کر سکتے هیں - اکثر مقامات پر اسلامي انجمنیں قائم هیں اور وه اتنا روپیه فراهم کر سکتي هیں جو ایک یا دو شخص کي ضروریات کیلیے کافي هو -

میں ظاهر هونگي : فقال صلی الله علیه وسلم : لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق ، لا یضرهم من خذلهم ، حتی یاتي امر الله وهم غالبون - (مسلم ، ترمذي ، ابن ماجه ، بروایت ثوبان)

وكم من فئة قلیلة غلبت فئة كثیرة باذن الله و الله مع الصابرین ! (۲ : ۲۵)

اور کتني هی چهوٹي جماعتیں هیں جو الله کي نصرة پاکر بڑي بڑي جماعتوں پرغالب آگئیں اور الله همیشه صبر کرنے والوں کے ساتهه هے !

* * *

اسکے بعد تیسري جلد شروع هوئي - اسکے فاتحۂ آغاز میں بیان کیاگیا تها که حق و صداقت کا ظهور ایک قانون روحاني اور سنة الهی کے ماتحت هوتا هے جو اپني غیر متغیر حقیقت کے ساتهه اُس وقت سے کام کررها هے ، جس وقت سے که انسان کیلیے هدایت و ضلالت کي راهیں کهولي گئي هیں - علی الخصوص امة مرحومه کی هدایت و احیاء کیلیے اُس نصرة فرماے حق و عدالة کے کاروبار عجیب و غریب رهے هیں - وه همیشه قیام حق و خذلان باطل کیلیے اپنے چند بندوں کو چن لیا کرتا هے اور انکے دلوں کو حق و هدایت کیلیے کهولدیتا هے - وه گو بظاهر حقیر و ضعیف هوتے هیں لیکن به باطن الله کي روح قاهره انکے اندر کام کرتي هے ، اور نصرة غیبي کے ملائکۂ مسومه انکے ساتهه ساتهه چلتے هیں - خدا انکے تمام کاموں کو اپنا کام بنا لیتا هے اور انکي تمام انساني قوتوں کي جگه اپنی الهي قوتیں رکهدیتا هے - انکی هر اواز حق و صداقت کي اواز هوتي هے ، اور انکا هر قدم جو اٹهتا هے ، دست الهي کی رهنمائی میں اٹهتا هے - وه چونکه ان بندوں کے ذریعه هدایت امة و قیام حق و عدالة کا کام لینا چاهتا هے ، اسلیے انکے کاموں میں کچهه اس طرح کي قوت فاتحانه و مسخرانه رکهدیتا هے که وه شهنشاهوں کي طرح حکم کرتے اور صاحبان تخت و تاج کي طرح بے خوف و هراس کام کرتے هیں ، اور کوئي انساني قوت نهیں هوتي جو انهیں نقصان پهنچا سکے ، یا انکے اُن کاموں میں مانع هوسکے جنکو مشیت الهي نے انکے هاتهوں انجام دینا قرار دے لیا هے - وه جب بولتے هیں تو انکي اواز میں صداے حق کي روح بولتي هے جو انساني دلوں کو مسخر اور ارواح متمرده کو مفتوح کر لیتي هے - اور جب نظر اٹهاتے هیں تو انکي انکهوں سے نور الهي کے شعلے چمکتے هیں جسکي خیره کن روشني کے مقابلے کي کوئي نظر تاب نهیں لاسکتي - انکي تعلیمات و بیانات کا ایک حرف بهي خدا رائگاں هونے نهیں دیتا ، اور هر لفظ جو صادق نیتوں اور الهي ارادوں کے ساتهه انکي زبان سے نکلتا هے ، ایک روحانی امانت هوتي هے جو مومنین مخلصین اور مسلمین قانتین کے دلوں میں محفوظ و مصئون کردي جاتي هے !

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا ، تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا ، و ابشروا بالجنة التي کنتم توعدون - نحن اولیائکم في الحیاة الدنیا وفي الاخرة ، ولکم فیها ما تشتهي انفسکم ولکم ما تدعون ، نزلا من غفور رحیم - ومن احسن قولا ممن دعا الی الله وعمل صالحاً وقال انني من المسلمین ! (۴۱ : ۳۱)

"جن لوگوں نے اقرار کیا که صرف الله هي همارا پروردگار هے اور پهر اپنے کاموں کے اندر اس اعتقاد کا ثبوت دیکر درجۂ استقامت حاصل کرلیا ، سو الله کي طرف سے انپر طمانیة اور سکینة کے فرشتے نازل هونگے اور انکو مطمئن کر دینگے که نه تو کسي طرح کا خوف اپنے دلوں میں لاؤ اور نه غمگین هو ! اور اس جنت کي زندگي کي نعمتوں میں رهو جسکا تم ایسے استقامت والے مومنوں سے وعده کیا گیا تها - دنیا کي زندگي میں بهي هم تمهارے مددکار هیں اور آخرة میں بهي - تم کو طاقت و اختیار بخشدیا گیا - جس چیز کو تمهارا جي چاهے تمهارے لیے مهیا هے ، اور جو چیز تم الله سے مانگوگے تمهیں ملجائیگي - یه درجه تمهیں خداے غفور الرحیم کے طرف سے مرحمت هوا هے - اور اس سے بڑهکر اور کس شخص کي بات هو سکتي هے جو لوگوں کو خدا کے نام کی دعوة دے ، نیز اعمال صالحه انجام دے ، اور اسکا دعوا صرف اتنا هي هو که میں مسلمانوں میں سے ایک مسلم هوں ؟ "

پس انکا وجود سرتا سر ایک تائید الهی اور نصرة غیبي هوتا هے جو عام حالات و خیالات سے بالکل متضاد و متخالف حقیقتوں کے ساتهه ظاهر هوتا هے ، اور فتح صداقت و غلبۂ حقانیت کے نئے نئے سامانوں اور بندوبستوں کے ساتهه کام کرتا هے - تا انکه مشیت الهي پوری هوتي هے ، حق و صداقت کي روشني کفر و ضلالت کي تاریکي پر غالب آتي هے ، " یوم الله " کي عظمت " ایام ابلیسیه " کے کارخانوں کو درهم و برهم کردیتي هے ، اور شیطان اور اسکے مظاهر خبیثیه کي جگه خداے رحمان کي دعوة کي فتح مندي دو پهر کے سورج کی طرح عالم آشکارا هو جاتی هے :

یومئذ یفرح المومنون بنصر الله ینصر من یشاء و هو العزیز الحکیم - وعد الله ، لا یخلف وعده ، و لکن اکثر الناس لا یعلمون - یعلمون ظاهراً من الحیاة الدنیا وهم عن الاخرة هم غافلون ! (۳۰ : ۴)

وه دن هوگا که الله کي مدد و نصرت کے ظهور سے ایمان والوں کیلیے خوشی اور راحت هوگي - وه جس کي چاهتا هے مدد کرتا هے - وه عزیز و رحیم هے - یقین رکهو که یه الله کا وعده هے - اور الله اپنے وعده کے خلاف کبهي بهي نهیں کرتا - البته بهت سے لوگ هیں جو اس حقیقت کو نهیں سمجهتے - یه وه لوگ هیں که انکا علم دنیا کي ظاهري زندگي تک محدود هے - اور اخرة سے بالکل غافل هو گئے هیں !

* * *

آخري فاتحۂ جلد جدید ، گذشته جنوري کے مقالات افتتاحیه تهے جو غالباً تین نمبروں میں مسلسل نکلے - اب وقت آ گیا تها که اس دعا کو دهرایا جاتا جو الهلال نے اپنا سفر شروع کرتے وقت علانیه مانگي تهي ، اور اس لطف الهي اور توفیق رباني کے عجائب وخوارق اشکارا کیے جاتے که کیونکر اُس نے الهلال کے " بعض مقاصد " کو ڈیڑه سال کي اقل قلیل مدت کے اند تکمیل و بلوغ تک پهنچا دیا ، اور کس طرح اسکي غیبي نصرت و تائید نے اُن تمام مهیب اور طاقتور قوتوں کے استیلا و تسلط سے هر موقعه پر اسکي حفاظت کي ، جو اسکي هستي کو بالکل نیست و نابود کردینا چاهتي تهیں ؟ وه کلمۂ حق کا ایک بیج تها جسے ایک نهایت درمانده و مسکین هاتهه نے محنتوں اور مشقتوں کي راتیں جاگ کر اور بے چیني و اضطراب کے دن کاٹ کر اس امتحان زار صداقت میں تن تنها بویا تها ، اور نهیں جانتا تها که هلاکتوں اور بربادیوں کے طوفان اسکے منتظر هیں ، یا فتح و مراد کے فرشتے اسپر اترنے والے هیں ؟ تاهم جبکه اسکا هاتهه زمین پر دانه پهینک رها تها ، تو اسکي نظریں آسمان پر لگي تهیں - اور جبکه وه زمین سے اپنا معامله شروع کر رها تها ، تو اسکا اصلي رشته آسمان والے سے تها - قبل اسکے که زمین بیج کو قبول کرے ، اس نے دعا مانگي تا که وه آسمانوں میں قبول کرلیا جاے :

و اذا سالك عبادي عني فاني قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان ، فلیستجیبوا لي و لیومنوا بي ، لعلهم یرشدون (۲ : ۱۸۲)

اور جب میرے بندے میرے بارے میں تم سے سوال کریں تو انهیں کهدو که میں تو انکے بالکل هي قریب هوں - جب کوئي بنده میرے سامنے آتا اور دعا مانگتا هے تو میں هر دعا مانگنے والے کي دعا کو سنتا اور قبول کرتا هوں - دیکهو ! تمهارے ساتهه میرا سلوک کیسا لطف و محبت کا .

الهـــلال

۱۳ - شعبـــان - ۱۳۳۲ هجـــري

فـــاتحـــة السنـــة الثـــالثـــه

هـــذا بيـا ن للناس

و هدي و رحمـــة لقوم يوقنون !

نيضي گماں مبر که غم دل نهفته ماند
اسرار عشق انچه تواں گفت گفته ايم !

الهلال' يا دعوة دينيهٔ الاهيه " امربالمعروف و نهي عن المنکر" کي زندگي کے تيسرے سال کا يه عهد ابتدائي هے - چار جلديں مکمل هوچکيں اور اس رسالے سے پانچويں جلد کا آغاز هے :

فالحمد لله في البداية و الانتهاء ' و الشکر له في الضراء و السراء ' و نسأل الله ان يرزقنا ' کمال الحسنى ' و سعادة العقبى ' و خير الاخرة و الاولى ! '

ميں نے اس سفر کو جس دعاء مقدس سے شروع کيا تها ' اور اسکي هر شش ماهي منزل کے وصول پر جس دعاء کو هميشه دهراتا رها ' وهي دعا آج بهي رفيق کار و مونس راه و ملجاء آمال هے :

رب ادخلني مدخل صدق و اخرجني مخرج صدق ' وجعلني من لدنک سلطانا نصـــيرا ! (۱۷ : ۷)

اے پروردگار ! اس سفر ميں جو ميں نے شروع کيا هے ' ايک بهتر مقام تک پہنچائيو ' اور دشمنوں کے هجوم سے نکاليو تو فتح و مراد کے ساتهه نکاليو ! گو ميں ضعيف و ناتواں هوں مگر تو اپني توفيق و نصرة سے کارزار حق و باطل ميں مجهے غلبهٔ و فتح عطا فرما !

(فواتح سنين و مجلدات جديدة)

آغاز اشاعت الهلال سے اس عاجز کا طريقه يه رها هے که هر نئي جلد کا آغاز ايک مبسوط و مفصل فاتحة الکتاب سے هوتا هے جو نئي جلد کيليے مثل ديباچه يا مقدمه کے هوتا هے ' اور ادبيات عربيه کے خطبات حکميه کے طرز پر لکها جاتا هے - اردو ميں اس طرز کے فواتح سنين و مجلدات کي تحرير منجمله الهلال کي مخصوصات و اوليات کے هے -

يه فواتح سنين في الحقيقت الهلال کے تمام مقالات و فصول ميں اپنے مطالب و مقاصد کے لحاظ سے ايک خاص اهميت رکهتے هيں ' اور اسکے تمام مقاصد کا لب لباب اور اسکے تمام جهاد لساني و قلمي کا خلاصهٔ امور و حاصل معتقدات هيں - اگر ايک طالب حق و بصيرة الهلال کي تمام جلدوں کو نظر انداز کردے ' اور صرف ان فواتح مجلدات هي کو نظر و تفکر کے ساتهه ايک بار پڑهلے ' تو ميں سمجهتا هوں که اسکے ليے بس کرتا هے - کيونکه کار و بار دعوة و اصلاح کے قيام و ظهور ' هداية الاهيه کے اعلان و نتائج ' قوانين ربانيه کے اثرات و نفاذ ' اور ناموس نصرة حق و خذلان باطل کے عجائب و خوارق متذکرهٔ قران حکيم کے متعلق جو معنويات و معارف ان ميں بيان کيے گئے هيں ' اگر گوش حق نيوش باز اور ديدهٔ بصيرة وا هو تو ان ميں سے هر بيان موعظة و حکمت کا ايک دفتر درس اور تصفيهٔ قلوب و تنوير افکار کيليے ايک صحيفهٔ هدايت هے :

نيضي گماں مبر که غم دل نهفته ماند
اسرار عشق انچه تواں گفت ' گفته ايم !

اور ايسا کهنا خود ميرے ليے کسي فضيلت و ادعا کا موجب نهيں هوسکتا - کيونکه ان ميں جو کچهه لکها گيا هے ' وه يکسر قران حکيم سے ماخوذ هے ' اور اسي کے ارشادات کي حرف بحرف ترجماني هے - پس اگر دلوں کے ايقان و بصيرة کيليے اسميں هدايت نهيں هے تو پهر دنيا ميں اور کونسي آواز هے جو انسانوں کو پکاريگي ؟ کونسا هاتهه هے جو گمراهوں کو تهامے کا ؟ اور کون هے جو تاريکي سے نکالکر روشني ميں پهنچايگا ؟ و من لم يجعل الله له نورا فماله من نور :

لقد جاء کم من الله نور و کتاب مبين - يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و يخرجهم من الظلمات الي النور و يهـــديهم الي صراط مستقيـــم (۵ : ۱۸)

بيشک تمهارے پاس الله کي طرف سے روشني اور هر بات کو بيان کرنے والي کتاب آئي - الله اسکے ذريعه سلامتي کے راستے اسپر شخص پر کهول ديتا هے جو اسکي رضا چاهتا هے اور ' پهر اسے هر طرح کي تاريکي سے نکالکر روشني ميں لاتا اور صراط مستقيم پر چلاتا هے !

ان في ذالک لذکرى لمن کان له قلب او القي السمع و هو شهيد ! (۵۰ : ۳۷)

* * *

اس سلسلے ميں سب سے پهلے الهلال کي اولين جلد پر نظر پڑتي هے جسکا مقالهٔ افتتاحيه چند ارادوں کے اظهار و اعلان کے بعد حضرة باري (عز اسمه) ميں ايک خاص دعا مانگتے هوے ختم کرديا گيا تها ' اور في الحقيقت اس مختصر سي دعاء کے دس باره جملوں کے اندر هي الهلال کے کاموں کی پوري تاريخ پوشيده هے -

* * *

اسکے بعد جنوري سنه ۱۹۱۳ ميں دوسري جلد شروع هوئي - يه وقت وه تها که ايک شش ماهي کے اندر هي اندر الهلال کي دعوت هندوستان کے مشرق و مغرب تک پهنچ چکي تهي ' اور اعلاء کلمه ' و رفع ذکر ' و رجوع قلوب ' و اجتماع اناس ' و سلطان تبليغ ' و نفوذ دعوة کا ايک ايسا ما فوق العاده ظهور ارباب حق کيليے بشارت فرما اور معاندين و منکرين کيليے حسرت افزا تها ' جو دعوا و انقلاب کي تاريخ ميں هميشه تعجب و تحير کے ساتهه ياد کيا جاليگا : و ما جعله الله الا بشرى لکم و لتطمئن قلوبکم به ' و ما النصر الا من عند الله العزيز الحکيم ' ليطقع طرفا من الذين کفروا او يکبتهم فينقلبوا خائبين ! (۳ : ۱۲۲)

پس اس جلد کا آغاز دعوة امر بالمعروف و نهي عن المنکر کي تاريخ سے هوا ' اور اس سلسلهٔ الهي کے بقا و قيام پر توجه دلائي گئي جو حفظ کلمهٔ حق ' و دفع منکرات ' و احياء امة ' و هدايت عموم اناس کيليے تاريخ اسلام ميں هميشه اپني دائمي زندگي کا ثبوت ديتا رها هے ' اور جسکي پيشين گوئي زبان وحي نے روز اول هي سے کردي تهي - جب که فرمايا که امة مرحومه کي حيات ايماني و بقاے معنوي کيليے هميشه ايک طائفهٔ مهتدين اور گروه مومنين صالحين باقي رهيگا - اسکي بهت بڑي علامت يه هوگي که باوجود قلت تعداد و فقدان اسباب و ضعف ظاهري کے ' وه جيوش ضلالت اور سلطان کفر و فساد پر فتح پائيگا ' اور اسکے مخالفين و منکرين کی تمام کوششيں رائگاں جائينگي جو اسکي مقاومت

مقالات

علــــوم القــــرآن

یعني مسلمانوں نے قرآن مجید کے متعلق کون کون علوم ایجاد کیے اور ان پر کتني کتابیں لکھیں ؟

(٤)

مباحث باقیه متعلق الفاظ القران

از مولانا السید سلیمان الندوي پروفیسر عربي پونا کالج

علوم القرآن کے عنوان سے ایک سلسلهٔ مقالات اس جلد کے ابتدائي نمبروں میں شروع ہوا تھا جسکا آخري نمبر ۲۵ فروري کي اشاعت میں نکلا تھا - ان نمبروں میں قرآن حکیم کے متعلق ۲۰ علوم کا تذکره هوچکا ہے - آخري عنوان الفاظ القرآن تھا - اسکا بقیه حصه آج سے پھر شروع کیا جاتا ہے -

(۲۱ — هجـاء القـرآن)

عجائب قدرت الهي کا ایک نمونه یه ہے که دنیا میں تقریباً ۵۰۰۰ زبانیں بولي جاتي هیں جو باوجود اختلاف شدید ، حروف هجاء کي آواز میں (باستثناے چند حروف) بالکل متحد و مشترک هیں - لیکن یهه اتحاد و اشتراک انکے الفاظ کے اتحاد و اشتراک پر ذرا بھي موثر نہیں ہے - زیاده سے زیاده ۳۲ یا ۳۳ حروف هیں جو کم و بیش دنیا کي پانچ هزار زبانوں کے لیے همیشه جدید اور غیر مشترک الفاظ کا ذخیره فراهم رکھتے هیں !

عربي زبان تمام السنهٔ سامیه سے زیاده حروف رکھتي ہے - عبري جو باعتبار ادبیات و علوم تمام سامي زبانوں میں سب سے زیاده قدیم ہے ، اوسکي بنیاد صرف ان ۲۲ حروف پر ہے :

اب ج د - (گ) ه و ز - ح ط ي - ک ل م ن - س ع ف
(پ) ص - ق ر ش ت -

انکا مجموعه ابجد - هوز - حطي - کلمن - سعفص - قرشت - ہے - عربي زبان میں ۶ حرف زیاده هیں : ث خ ذ - ض ظ غ - جنکا مجموعه ثخذ اور ضظغ ہے -

اس تفصیل سے تم نے سمجھه لیا هوگا که عربي زبان میں حروف هجاء کي به تبعیت عبري ترتیب کیا تھي ؟ یعني در اصل اسطرح تھي :

اب ج د ، ه و ز ، ح ط ي ، ک ل م ن ، س ع ف ص ، ق ث
ش ، ت ر خ ذ ، ض ظ غ -

بعد از اسلام سب سے اول جس چیز کو عربي زبان حیطهٔ تحریر میں لائي ، وه قرآن مجید ہے - کسي چیز کو لکھنے کے لیے حروف هجا کي ترتیب و تحسین کوئي ضروري شے نہیں ، لیکن اوسکے پڑھنے کے لیے یقیناً سب سے اول حروف هجاء کي ، اور پھر اوسکو بحسن و صحت پڑھسکنے کے لیے حروف هجاء کي ترتیب صحیح و آسان کي ضرورت هوتي ہے - چنانچه سب سے پہلے مسلمانوں نے حروف هجاء کو آسان ترین و بهترین ترتیب میں مبدل کیا ، اور تمام هم شکل و متحد الصورت حروف کو یکجا کردیا - مثلاً :

ا ، ب ت ث ، ج ح خ ، د ذ ، ر ز ، س ش ، ص ض ، ط ظ ،
ع غ ، ف ق ، ک ، ل ، م ، ن ، ه ، و ، ي -

حروف هجاء کے تلفظ کي ایک اور مصیبت تھي - عبري میں که السنهٔ سامیه کي مهذب ترین شاخ تھي ، تلفظ کي صورت یه تھي -

الف - بتھه ، گیمل ، دالهه ، هے ، واو ، زین ، حتهه ، طتهه ، یود ، کاف ، لامید ، مم ، نن ، سن ، عین ، فے ، صمخ ، قف ، رش ، شن ، تاو -

قرآن مجید کے لیے حروف هجاء کي تهذیب و ترتیب میں اس اختلاف تلفظ کو بھي دفع کیا گیا اور حتی الامکان ایک متحد و متساوي الصوت تلفظ وضع کیا گیا مثلاً الف ، بے ، تے ، ثے - الخ - یا الف ، با ، تا ، ثا ، الخ -

الغرض یه مباحث ایسے تھے ، جو مسئله تدوین علوم قرآنیه میں سب سے اول بحث و ترتیب کے لائق تھے ، چنانچه دوسري اور تیسري صدي کے علمانے ان مباحث پر بھي منفرد و مخصوص کتابیں لکھیں جنکا نام عموماً " هجاء المصحف " ہے - ابن ندیم جو چوتھي صدي کا مصنف ہے ، اوس نے اس موضوع پر متعدد تصنیفات کا ذکر کیا ہے ، جیسے : هجاء المصحف یحیی بن حارث ، هجاء المصحف ابن شیب ، هجاء المصحف احمد بن ابراهیم الوراق - وغیر ذلک -

(۲۲ — النقـط و الشـکل في القـران)

عربي زبان میں ابتداءً حروف هجا میں نقطے نہیں هوتے تھے ، اسلیے اکثر اهل عجم کي نظر میں حروف باهم متشابه معلوم هوتے تھے اور وه صحیح نہیں پڑھ سکتے تھے - حجاج بن یوسف ثقفي کے تمام اوراق عمل میں سیاهي کے سوا اور کچھه نہیں ، تاهم اگر ان میں کچھه اُجالا ہے تو یهي ہے که اوس نے قرآن کو اس مشکل سے نجات دي -

چنانچه چند علما کي مدد سے اوس نے نقطے ایجاد کرائے - اس پر بھي غلطي رفع نهوئي تو قرآن کے الفاظ پر شکل یعني زبر ، زیر اور پیش لگائے - اکثر عربي کتابوں میں تم نے " اعجام " اور حروف " معجم " پڑھا هوگا - اسکے اصلي معني یه هیں که " لفظ عربي کو عجمي بنانا " چونکه یه نقطے عجمیوں کي خاطر ایجاد کیے گئے تھے ، اسلیے حروف هجاء پر نقطے لگانا گویا " اعجام " هونا تھا - یعني عربي لفظ کو عجمي بنانا تھا -

چونکه یه علامات بالکل نئي تھیں اسلیے ان کے قواعد و اصول کیلیے مستقل تصنیفات کي ضرورت تھي - علماے اسلام نے یه ضرورت بھي باحسن وجوه پوري کي اور حسب ذیل کتابیں یادگار چھوڑیں :

کتاب النقط و الشکل خلیل بن احمد (واضع علم عروض) المتوفي سنه ۱۷۰ ھ - کتاب النقط و الشکل محمد بن عیسی ، کتاب النقط و الشکل یحیي بن مبارک یزیدي النحوي المتوفي سنه ۲۰۲ ھ - کتاب النقط و الشکل ابو حاتم سجستاني المتوفي سنه ۲۴۸ ھ (یه کتاب جداول و دوائر پر مشتمل ہے) کتاب النقط و الشکل ابن قتیبه دینوري المتوفي سنه ۲۷۶ ھ

ہے ؟ پس چاہيے کہ تم بھي ميري سنو اور مجھپر سچا ايمان لاؤ - کچھہ عجب نہيں کہ ہدايت و ارشاد کا دروازہ تم پر کھل جاے "

اور پيشتر اسکے کہ اس نے باہر رد و قبول ' فتح و شکست ' اور موت و حيات کا فيصلہ ہو ' اس نے خود اپنے اندر ھي اسکا فيصلہ کرليا - اس نے دعا مانگي کہ اگر اسکي امة مرحومہ اور اسکے کلمة الحق کي خدمت کي کوئي حقيقي طلب اسکے اندر موجود ہے ' اور نيت کے خلوص اور ارادے کي سچائي کا ايک ادنی حصہ بھي اسے ملا ہے تو اسکو مہلت دي جاے ' اور غيبي نصرتوں کا دروازہ اسپر کھل جاے - ليکن اگر ايسا نہيں ہے تو پھر اسکے ساتھہ وھي کيا جاے جسکا ہر تخم باطل اور اعلان فساد مستحق ہے : لا تستوي الحسنة و لا السئية (۴۱ :) -

ان اللہ سيبطلہ ' ان اللہ لا يصلح عمل المفسدين (۱۰ : ۸۱)	اللہ تعالے کا قانون ہے کہ وہ بہت جلد جھوٹے کاموں کو باطل کرديگا - اللہ کبھي مفسدوں کے کاموں کو کامياب ہونے نہيں ديتا !

پس اسکي دعا قبول ہوئي : فستجاب لہ ربہ (۱۲ : ۳۴) اور اسے مہلت بھي دي گئي اور نصرت بھي مرحمت ہوئي - اسکے " بعض مقاصد " تکميل کو پہنچے ' اور انکي تکميل کي راہ ميں کوئي طاقت مانع نہ ہوسکي : و يحق اللہ الحق بکلماتہ و لو کرہ المجرمون - (۱۰ : ۸۲)

ضرور تھا کہ يہ دعا دہرائي جاتي اور اسکے نتائج نے جو فيصلہ حق و باطل کا کيا ہے وہ عالم آشکارا ہوتا - چنانچہ يہي اعادۂ صحيحہ اور تکرار حقيقت تھي جس سے گذشتہ فاتحة الکتاب شروع ہوا -

اسکے ساتھہ ھي " قانون نصرة حق و خذلان باطل " کے متعلق قرآن حکيم کي تصريحات اور انکے بعض مخصوص معارف بيان کيے گئے تھے ' اور ان علائم و آثار کي توضيح کي تھي جو دعوة الی الحق کيليے خدا کي بتلائي ہوئي نشانياں ہيں - پھر " کلمۂ طيبہ " اور " کلمۂ خبيثہ " کے دو درختوں کا حال لکھا تھا جو زمين ميں يکساں اسباب و عزائم کے ساتھہ بوئے گئے ' پر ايک نے اپني شاخوں ميں فتح و مراد کا پھل پايا اور دوسرے نے اپنے اوپر ہلاکت اور خسران کي آندھياں چلتي ہوئي ديکھيں ! و مثل کلمة خبيثة کشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض ' ما لها من قرار (۱۴ : ۲۶) کلمة طيبة کشجرة طيبة ' اصلها ثابت و فرعها في السماء (۱۴ : ۲۵)

* * *

پھر ان تمام بيانات سے بھي بڑھکر ايک امر اہم و عظيم تھا جسکو واضح و بين کردينا بہت ضروري تھا - پس تيسرے نمبر ميں اس سوال پر بحث کي گئي کہ يہ سب کچھہ جو ہوا اور ہو رہا ہے ' اور يہ تمام اظہارات و تصريحات جو بہتوں کي نظروں ميں ما فوق العادہ قوتوں کا ادعا اور غير معمولي مدارج کا اعلان ہے ' آغاز کار سے کيے جا رہے ہيں ' تو انکا مقصود حقيقي کيا ہے ' اور ان تمام کاميابيوں کي فضيلت کس کو پہنچتي ہے ؟

چنانچہ اچھي طرح واضح کرديا تھا کہ نہ تو يہ کوئي غير معمولي دعوا ہے اور نہ مخفي طاقتوں اور روحاني خوارق کے ظہور کا کوئي اعلان ہے - بلکہ ايک نہايت ھي عام اور معمولي بات ہے - اتني معمولي بات کہ ہميشہ اسکي حقيقت کو تمام انسانوں نے تسليم کيا ہے - اور اب بھي ہر زبان سے کہلوا دي جاسکتي ہے - اور ہر شخص ايک عام بات کي طرح اسے کہتا اور مانتا ہے - تم ميں سے کون ہے جسکا يہ اعتقاد نہيں ہے کہ سچي اور نيک بات ہميشہ کامياب ہوتي ہے اور حق جس زبان سے نکلے ' فتح و مراد کو اپنا منتظر پايگا ؟ پھر اگر ايسا ھي ہوا تو يہ کوئي ايسي نئي بات نہيں ہے جسپر تعجب کيا جاے اور اسے ايک ما فوق العادہ دعوا سمجھا جاے - اسميں نہ تو سچ بولنے والے کيليے کوئي فضيلت ہے ' اور نہ يہ داعي حق کي غير معمولي بزرگي و کمال کا کوئي ثبوت ہے - کيونکہ سچ خود ھي اپنا راستہ پيدا کرتا ہے اور دعوا حق خود ھي اپنے خواص دکھلاتي ہے - عام اس سے کہ اسکا بولنے والا کون ہے اور کتني فضيلت رکھتا ہے ؟

ايک مومن روح کا اعتقاد تو يہ ہونا چاہيے کہ خدا اگر چاہے تو اپني سچائي کيليے ' پتھر کے ٹکڑوں اور جلانے کي لکڑيوں سے بھي وہ کام ليليے جو بڑے بڑے انسان نہيں کرسکتے - پھر اگر ايک عاجز و قصورمند ہستي کے ہاتھوں اسکا کوئي کام انجام پاگيا تو يہ کونسي عجيب بات ہے ؟ اگر ايمان مر نہ گيا ہو اور دلوں نے اعتقاد الہي کھو نہ ديا ہو تو نہ صرف ہر مسلمان کو اسے مان ھي لينا چاہيے ' بلکہ خود کرکے قوة حق و صداقت کے معجزوں کو آزمانا چاہيے - اور ديکھہ لينا چاہيے کہ خداے ناصر و قيوم انکے ساتھہ کيا کرتا ہے ؟

ايمان و حقانيت تو وہ چيز ہے کہ اسکي پکار بلند کرنے والے کو حق پہنچتا ہے کہ تمام دنيا کو اپنے آگے مسخر اور تمام طاقتوں کو اپنے آگے سربسجود بتلاے - وہ اگر ايسا دعوا کرے تو اسميں رائي برابر بھي غرور نہ ہوگا - بلکہ ايک ايسي بات ہوتي جيسے کوئي دن کو دن اور رات کو رات کہے - يا يہ کہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہيں اور جب پاني برستا ہے تو اناج پيدا ہوتا ہے - کيونکہ وہ مومن ہے اور صرف مومن ھي کو ساري عزتيں ' ساري فتح منديان ' اور ہر طرح کي عظمتيں اور رفعتيں پہنچتي ہيں :

و للہ العزة و لرسولہ و للمومنين - و لکن المنافقين لا يعلمون (۶۳ : ۸)	عزة صرف اللہ کيليے ہے ' اسکے رسول کيليے ہے ' اور مومنوں کيليے - مگر افسوس کہ جو لوگ منافق ہيں وہ اس حقيقت سے بے خبر ہيں !

(فاتحة السنة الثالثة)

ان تمام فواتح سنين ميں دعوة الہلال کي کاميابيوں کا ذکر کرتے ہوے مناسب نہ سمجھا گيا کہ کاميابي کے ان حالات و حوادث پر بھي تفصيل کے ساتھہ نظر ڈالي جاے جن سے اس دعوة الہيہ کي مدت دو سالہ معمور ہے ' اور واضح کيا جاے کہ يہ کاميابي کن کن راہوں اور کن کن صورتوں ميں نمودار ہوئي ؟ کيونکہ اول تو يہ موضوع نہايت اطناب طلب تھا - ثانياً الہلال کے کاموں کے نتائج و سوانح اسقدر روشن اور آشکارا تھے کہ محض سرسري اشارہ اور اجمالي تذکرہ کردينا ھي انکے ليے کافي تھا -

ليکن آج پانچويں جلد کو شروع کرتے ہوے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر بھي ايک اجمالي نظر ڈالي جاے اور کاروبار دعوت کے تمام ديگر پہلوؤں سے قطع نظر کرکے صرف اسکي کاميابي اور تکميل مقاصد کے واقعات کو بحث و نظر کيليے مخصوص کرليا جاے - تقريباً تين جلدوں سے برابر دعوة الہلال کي کاميابي اور مخالفين منکرين اور معاندين مفسدين کے عدم تسلط و استيلا ' و خذلان اعمال ' و خسران آمال کا ذکر کيا جا رہا ہے - پس ضروري ہے کہ الہلال کي مخالفت و معاندت کي تاريخ و سوانح پر بھي ايک بار نظر ڈال لي جاے - عجب نہيں کہ ضمناً اسميں بہت سے ايسے مواعظ و بصائر حوالہ قلم ہوں جو شايد کسي مستقل عنوان کے ساتھہ بمشکل تحرير ميں آتے -

ليکن قبل اسکے کہ اصل بيان شروع ہو ' ايک مختصر تمہيد ضروري ہے - اور اسليے يہ مضمون تين نمبروں ميں ختم ہوگا - مگر اس کا ہر ٹکڑہ بجاے خود مستقل ہوگا -

و الحمد للہ رب العالمين ؞

مذاکرۂ علمیہ

صحیفۂ فطرت کا ایک دلچسپ صفحہ

عالم نباتات اور حیوانات

مختلف الجنس اشیاء میں حیرت انگیز مشابہت

(۲)

پھولوں کي مشابہت کي جتني صورتیں هیں' ان میں سب سے زیادہ حیرت انگیز (Schuberati (1) grandiflora) نامي پھول کي مشابہت هے - اسے دور سے دیکھیے تو معلوم هوتا هے که ایک مہربان شکل اور کہن سال آدمي آپکو دیکھه رها هے !" هر انساني خط و خال کي شبیه نہایت مکمل طور پر اسمیں موجود هے اور هو بہو ایک انسان کا چہرہ بنگیا هے - اسکي هر شاخ میں متعدد پھول هوتے هیں' اور شاخ خم کھا کر عرض میں دهنے سے بائیں طرف چلي جاتي هے - اسلیے هر شاخ میں بجاے ایک چہرے کے مسلسل کئي چہرے پیدا هوگئے هیں !

آرکڈ کي طرح یہاں بھي مادہ تولید کے ذرات ملکر چھوٹے چھوٹے ڈلے بنجاتے هیں جنھیں مناسب قد کے کیڑے توڑ کے مادہ کو دوسرے پھولوں تک لیجاتے هیں - اس درخت کے پھول میں جو رس هوتا هے اسی کي تلاش میں کیڑے آتے هیں' اور عضو رجولیت کے کالم (ستون) پر بیٹھه جاتے هیں - بیٹھتے هي انکے پیر ان طویل اور عمیق شگافوں مین چلے جاتے هیں جو اسکے تمسخر انگیز چہرے کے هر طرف پیدا هوگئے هیں - جب کیڑا بھاگنا چاهتا هے تو اسکے پیر اوپر کي طرف جا کے سیاہ قرصوں (یعني چہرہ کي آنکھوں) کے ایک تنگ سوراخ میں پھنس جاتے هیں ' اور وہ اپنے پانوں نکالنے کیلیے سخت جد و جہد کرنے لگتا هے - اس کشمکش میں آنکھوں کے قرص مع مادۂ تولید کي دونوں ڈلیوں کے ٹوٹ جاتے هیں اور اسطرح عروس گل کے حامله هو جانے کا سامان پیدا هو جاتا هے !

جب کبھي کوئي بڑا اور طاقتور کیڑا پھنستا هے تو یه تدبیر پوري طرح انجام پاتي هے' لیکن اگر چھوٹا اور کمزور کیڑا گرفتار هوا تو پھر وہ نہیں نکل سکتا - وهیں مرکے رهجاتا هے ' اور وہ مقصد (یعنے تلقیح) فوت هوجاتا هے جسکے لیے یه تدبیریں کي گئي تھیں - اسي لیے ان پھولوں کو " ظالم " یا " صیاد " (Pinching trop) پھول بھي کہتے هیں جو اپنے عشق و محبت کي کامجوئیوں مین اسقدر جلاد اور خونریز هیں !

جب کوئي طاقتور کیڑا مادہ تولید نکالکے لیجاتا هے تو اس مادہ میں ایک ایسي حرکت پیدا هوتي هے جسکي وجه سے انکے پھیلے هوے اجزا سمٹکے مختصر هو جاتے هیں - اس سے یه فائدہ هوتا هے که جب کیڑا دوسرے پھول پر جا کے بیٹھتا هے تو اسکے رحم میں یه مادہ بآساني داخل هو جاتا هے - ان پھولوں کے قرب و جوار میں بکثرت بھڑیں اور دوسرے قسم کے کیڑے ملینگے جنکے پیروں مین مادۂ تولید کي ڈلیاں یا اُن آنکھوں کے ٹکڑے لگے هونگے جن سے یه مادۂ تولید نکالا گیا هے -

(Acarus calmus) (۱) کے کھلنے کا طریقه بھي عجیب و غریب هے - اسوقت اسکے پھولوں کا تختہ حیرت انگیز طور پر ایک گول صف کے مشابه هوجاتا هے !

اس پھول کا تعلق (Orantiaceal) کي قسم سے هے - یه در اصل مشرقي ایشیا کا پھول هے مگر اب دوسرے ملکوں میں بھي هونے لگا هے' اور جنوبي روس میں تو اسکا مربه بھي بنایا جاتا هے - وهیں سے اسکي جڑیں آتي هیں - ان جڑوں سے ایک قسم کا خوشبودار' معطر' مقوي' مگر تلخ عرق نکلتا هے جو بعض شربتوں میں طبي طور پر ملایا جاتا هے -

تلقیح نفس (یعني ازخود تلقیح کا هونا اور کسي دوسرے پھول کے مادہ تولید کا عدم شمول جسکو اصطلاح میں Self-pollination کہتے هیں) یا ازدواج نفس (یعني نر اور مادہ الگ الگ نه هوں - خود هي نر بھي هو اور مادہ بھي جسے اصطلاح میں Autogamy کہتے هیں) همارے سوال کے دائرہ سے خارج هے کیونکه هر پھول کا رحم مرکز مادۂ تولید کے نکلنے سے پہلے هي مرجھا جاتا هے - هاں یه صحیح هے که تختہ کے بالائي پھولوں کے رحم میں نیچے کے پھولوں کے عضو رجولیت سے مادہ تولید نکالا جاسکتا هے' مگر یه اسیوقت تک بار آور هو سکتا هے جب تک که اسمیں کیڑوں کي اعانت شریک نه هو ۔

لڑکے نہایت شوق سے اس پھول کے بھچے هوے جبڑوں کو

---

(۱) Schubertia ایک درخت هے جو جنوبي امریکه میں هوتا هے - اسکے پتے پیچ و خم دار هوتے هیں - پتیوں کي سطح پر بکثرت باریک بال هوتے هیں اور توڑا جاے تو اندر سے دودھ کي طرح سفید عرق نکلتا هے - اسکي مختلف قسمیں هیں جنمیں سے ایک مشہور قسم Schu. Grandiflora هے -

(۱) Acarus یعني ایکرس ایک قسم کا درخت هے جسکي مختلف قسمیں هیں - ان اقسام میں سب سے زیادہ دلچسپ قسم Acarus Calmus هے جسکا ذکر مضمون میں آیا هے - ایکیرس انگلستان میں زیادہ تر ساحلي اور مرطوب مقامات میں هوتا هے - انگلستان کے علاوہ هندوستان اور شمال امریکه کے سرد حصوں میں بھی پایا جاتا هے -

(۲۳ — اجزاء القـرآن)

هر کتاب تحصیل فوائد اور تسہیل مطالب کي غرض سے مختلف ابواب و فصول پر منقسم هوتي هے - صحف الهيه بهي اس اصول سے مستثنی نہیں - تورات مختلف پرق (فرق) یعني منازل' اور مختلف اصحاح یعني سورز پر منقسم هے - قران مجید کي اصلي تقسیم معنوي تو سورتوں پر هے' لیکن لوگوں نے تلاوت کی آساني کے لیے مختلف اجزاء پر اوسکو منقسم کردیا هے - ان تقسیمات کا مبنی صرف الفاظ و عبارات کي متساوي تقسیم هے' تاکه پڑهنے والوں اور حواله دینے والوں کو سہولت و آساني هو -

قرون اولی کے عباد و زهاد علی العموم قران کي کامل تلاوت ایک هفته میں ختم کردیتے تهے - اس مناسبت سے قران کي سب سے پہلي لفظي تقسیم یه هولي که سات ٹکڑوں پر منقسم کیا گیا جن میں سے هر ایک کو " حزب " (ٹکڑا) یا " منزل" کہتے هیں که تلاوت قران کا مسافر هر روز وهاں اپنے سفر الی الله کي ایک منزل ختم کرتا هے -

تلاوت کا اس سے زیادہ سہل طریقه یه هے که هر مہینے میں ایک بار ختم کیا جاے - اس بنا پر لوگوں نے قران کو تیس روز کے حساب سے برابر برابر تیس حصوں پر تقسیم کردیا' جن کا نام " پاره " یا " جزء " هے -

پهر هر پاره دو برابر حصوں میں منقسم هوتا هے - جنکو " نصف " کہتے هیں - نصف کے بهی دو ٹکڑے هیں جن میں سے هر ایک کا ایک ایک "ربع" هے - لیکن اصلاحاً ایک ٹکڑے کو ربع' دو ٹکڑے کو نصف' تین ٹکڑے کو ثلث' اور چاروں ٹکڑوں کو ملاکر ایک " پاره " کہتے هیں -

قران مجید کے ان مختلف اجزا و اقسام کي تعیین که کہاں سے شروع هوتے هیں؟ کہاں ختم هوتے هیں؟ کہاں تک نصف هے؟ کہاں ربع هے؟ کہاں ثلث هے؟ محتاج تالیف و ترتیب تهي' اسلیے دوسري اور تیسري صدي کے علماے نحو و ادب نے اس احتیاج سے بهي قران کریم کو مستغني کردیا - اجزاء القران ابو بکر بن عیاش الموجود سنه ۱۲۷ ح (یه کتاب ۳۰ پاروں کي تقسیم میں هے) اجزاء القران حمید بن قیس الهلالي' اسباع القران (۷ منازل کي تفصیل) حمزه زیات المتوفی سنه ۱۵٦ - اجزاء القران سلیمان بن عیسی' اجزاء القران کسائي نحوي المتوفی سنه ۱۸۸' اجزاء القرآن ابو عمر الدوري الموجود سنه ۲۰۲ -

(۲۴ — مقطوع القران و موصوله)

کسي ایسي کتاب کے لیے جو متنوع المعاني اور مختلف المطالب هو' اوس کو پڑهتے وقت نہایت ضروري هے که عبارت کا توڑ جوڑ اور ختم و شروع ایسے فقره پر کیا جاے' جس سے عبارت بے ربط اور معني مختلط نهوں' اسي کا نام قطع و وصل هے - قران مجید کي تلاوت کے لیے بلکه صحیح طور مطالب سمجهنے کے لیے نہایت ضروري هے که قران مجید کي مقطوعات و موصولات سے واقفیت هو - حسب ذیل کتابیں اسي واقفیت کا ذریعه هیں مقطوع القران و موصوله عبد الله عامر یحصبي قاري شام المتوفی سنه ۱۱۸' مقطوع القرآن و موصوله حمزه بن حبیب الزیات قاري بصره المتوفي سنه ۱۵٦' مقطوع القران و موصوله علي بن حمزه کسائي قاري کوفه المتوفی سنه ۱۸۸ -

(۲۵ — عدد آي القران)

جسطرح عام کتابوں کي هر فصل و باب کي ترکیب فقروں سے هوتي هے - اسي طرح قران مجید کي هر سورة آیتوں سے مرکب هوتي هے - " آیة " عربي میں (اور اُوة عبري میں) لغة' نشان وعلامت' کے مرادف هے' اور اصطلاحاً عبري میں تورات کے ایک حرف کو بهي اُوة کہتے هیں که وه اپنے مدلول علیه کے لیے صرف ایک قسم کا نشان اور علامت هے - لیکن عربي کي اصطلاح اس سے زیاده وسیع قرار دي گئي هے' اور وه قرآن کے پورے ایک فقره پر حاوي هے -

آیت یا فقره کسکو کہتے هیں؟ کسي کلام مسلسل کے اوس مختصر ٹکڑے کو جو اداے مطلب اور تفہیم معني میں مستقل هو - اس تعریف کي رو سے ممکن هے که کلام کا ایک ٹکڑا جسکو هم اداے مطلب کے لیے مستقل سمجهتے هوں' تم نه سمجهتے هو' پس یه بالکل ممکن هے که اگر ایک فریق کے نزدیک سوره فاتحه کے سات ٹکڑے هوں یعني سات آیتیں' تو دوسروں کے هاں چهه هوں یا آٹهه' اسي پر پورے قرآن مجید کي تمام آیات کي تعداد کو قیاس کر لو -

قران مجید کے تحفظ و صحت کي اخیر حد یهه هے که مسلمانوں نے اس کے ایک ایک حرف' ایک ایک لفظ' اور ایک ایک آیت کا شمار کر لیا هے - حروف اور الفاظ کی تعداد میں تو زیادت و نقص نہیں هو سکتي' لیکن بڑبناے تفصیل ما فوق' آیات کي تعداد میں اختلاف راے ممکن هے' چنانچه " علم عدد آي القرآن " کا موضوع یهي مسئله هے -

علم القرءة کي تفصیل میں اوپر گذر چکا هے که مدون قران کے لیے قرون اولی میں ۵ مشهور اسکول (درسگاه) تهے : مکه معظمه' مدینه مبارکه' بصره' کوفه' شام - ان میں سے هر اسکول نے اپني تحقیق و راے کے مطابق آیات قرانیه کي تعداد و شمار پر مستقل رسائل ترتیب دیے هیں -

مکه معظمه

کتاب العدد عطاء بن یسار الفقیه' کتاب العدد فزالی' کتاب حروف القرآن خلف البزاز -

مـدینـه مبارکـه

کتاب العدد نافع قاري مدینه المتوفی سنه ۱٦۹' کتاب العدد عیسی المدني' کتاب العدد اسماعیل بن ابی کثیر القاري -

کـوفـه

کتاب العدد حمزة الزیات قاري کوفه المتوفي سنه ۱۵٦' کتاب العدد خلف النحوی الکوفی' کتاب العدد محمد بن عیسی الکوفي' کتاب العدد علي بن حمزه الکسائي النحوي قاري کوفه المتوفی سنه ۱۸۹ ھ -

بصـره

کتاب العدد ابن معافا' کتاب العدد عاصم الجحدري' کتاب العدد حسن بن حسن بصري' عدد اي القرآن محمد بن مستنیر قطرب المتوفي سنه ۲۰٦ -

شـام

کتاب العدد یحیی بن حارث الذماري' کتاب العدد خالد بن معدان' کتاب اختلاف العدد وکیع الفقیه -

یه قدما کي تصنیفات هیں' متاخرین میں موصلی (نام نہیں معلوم) کي ذات الرشد' اور ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبري المتوفی سنه ٦۷۸ کي تعداد الاي القران وغیره اسي فن کی کتابیں هیں -

[الباقي یاتی]

ہندوستان میں ایک بڑا کیڑا ہوتا ہے جسے " سانپ " (Attacus attas) کہتے ہیں - اسے یہ لقب اسلیۓ ملا ہے کہ اسکے اگلے پر کے سرے ایسے نظر آتے ہیں جیسے ایک پر غضب کوبرا (ایک قسم کے زہردار سانپ) کا سر ہے جو کسي تصویر کے خانے میں دکھایا گیا ہے !

اس خاندان کے دوسرے کیڑوں کے اگلے پروں پر بھي بہت سے خوشنما اور تعجب انگیز صفیں ہوتي ہیں - چنانچہ اس ڈروپنگ برڈ (Drooping bird مرجھانیوالي کلي) کو دیکھیے جو " چاند " نامي کیڑے کے اگلے پروں پر نظر آتي ہے - یہ اور اسي قسم کے اور نمونے جو تتلیوں اور کیڑوں کے پروں پر ہوتے ہیں ' گونہ گوں وضعوں اور طرح طرح کے نمونوں کا ایک ایسا ذخیرہ جمع کردیتے ہیں جن سے مصور بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں - جب انہیں نئي نئي وضعوں کے القا و الہام کي ضرورت ہوتي ہے تو فطرۃ کي یہ مصنوعات عجیبہ و غریبہ انکے سامنے نمونہ کیلیے آ جاتي ہیں - اگر یورپ کي بہت سي صنعتوں اور نقش و نگار کے کاموں کے اصل کا سراغ لگایا جاے تو یقیناً انہي کیڑوں کے پر نکلینگے - کشمیر اور ہندوستان کي مشہور شالوں کے نمونوں میں (cethocia) نامي جنس کے نقش و نگار تتلیوں ہي کے رنگ ہیں جنکي نقل اتاري گئي ہے -

(مرقع)

اس مضمون کے ساتھہ ان پھولوں اور کیڑونکا ایک مرقع بھي دیا جاتا ہے جنکا ذکر گذشتہ اور آج کے نمبر میں آیا ہے - بائیں جانب سے بہ ترتیب دیکھتے آئیے - تصویریں دو کالم میں کردي گئي ہیں - پہلے کالم کو ختم کر کے دوسرے کالم کو شروع کیجیے گا :

(۱) " سانپ " نامی ہندوستاني کیڑا جو کوبرے کا سر معلوم ہوتا ہے -

(۲) یہ " موت کے آوارہ گرد کیڑے " کي تصویر ہے ' جسکے جسم پر انسان کي کھوپریوں کي متقاطع ہڈیوں کی شکل ہوتي ہے -

(۳) یہ " مرجھانے والي کلي " ہے ' جو " چاند " نامی کیڑے کے اگلے پروں پر نظر آتي ہے -

(۴) وہ تتلي جس کے پروں پر انگریزي کے (80) ہندسہ کی شکل ہوتی ہے -

(۵) یہ گل ڈرو پیولم ہے - اسکي شکل ہو بہو ایک نہایت عمدہ لقا کبوتر کي سي ہوتي ہے - اس پھول کي دو تصویریں دي گئي ہیں - ایک تصویر پوري طرح کھلے ہوے پھول کي ہے - اسي لیے اسمیں مشابہت بہت واضح ہے - دوسري تصویر ایک نیم شگفتہ کلي کي ہے ' اسلیے زیادہ نمایاں نہیں ہے -

(۶) اولین نظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سي انساني کھوپریاں ہیں ' جو یکے بعد دیگرے رکھدي گئي ہیں ' مگر در حقیقت یہ وہ پھلیاں ہیں جنمیں اسنیپ ڈراگن Snap-dragon نامي درخت کے بیج ہوتے ہیں -

(۷) یہ ایکرس کیلمس نامي درخت کے پھول کی تصویر ہے جس کا ذکر گذشتہ نمبر میں کیا گیا ہے -

(۸) یہ اس پھول کي تصویر ہے جو ایک پیر مرد کے مشابہ ہوتا ہے - اس کا ذکر اس نمبر کے گذشتہ حصہ میں آیا ہے -

(۹) Aristolochia کا ذکر اس مضمون کے گذشتہ نمبر میں آیا ہے - یہ اسي کي کلي ہے - اس کلي کو اگر ایک رخ سے دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ راج ہنس کے چہرہ کا ایک غیر مکمل خاکہ ہے -

برید فرنگ

اقتراعیات

حقوق پرستان انگلستان کے تازہ ترین سوانح و حوادث

اقتراعیۃ (یعني عورتوں کے سیاسي حقوق کے تحریک) دراصل حق انتخاب کا مطالبہ ہے - یہ اس صنف کي طرف سے کیا گیا ہے - جسے تورات مقدس کي روایت کے بموجب محض مرد کے دل بہلانے کے لیے پیدا کیا گیا تھا - لیکن اس دل بہلانے والے کھلونے کے مطالبات نے اب ایسي خطرناک صورت اختیار کرلي ہے کہ سارا انگلستان درد و اضطراب سے چیخ اٹھا ہے ' اور جیسا کہ مقامي اینگلو انڈین معاصر کے مراسلہ نگار لندن نے لکھا ہے " انکا وجود انگلستان کے لیے ایک سخت ترین اجتماعي خطرہ ہوتا جاتا ہے جسکي برباد کن ترقي کي رفتار بہت ہي تیز ہے - اس اجتماعي خطرہ کا اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو مسٹر ٹرایل کا یہ اعلان عملاً سامنے آجائگا کہ " لوگ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لینگے ' اور ان عورتوں کو خود سزا دینگے جو مردوں کو سزا دینے میں اب بالکل ناقابل برداشت ہوگئي ہیں " -

اقتراعیہ کي دراز دستیوں کا دائرہ اسقدر وسیع ہوگیا ہے کہ ایک ادنی پولیسمین سے لیکر شاہ عہد تک ' اور گولف اور ٹینس کلبوں کے خیموں سے لیکر مصنوعات نفسیہ کي گیلریوں اور مقدس مذہبی مقامات و آثار تک انکي دست درازي سے محفوظ نہیں !

(پولیسمین)

وہ لال پگڑي والی طاقت جسکے کمر کے چھوٹے سے ڈنڈے کي ایک معمولی جنبش ہزارہا ہندوستاني مردوں کے بھڑے مجمع کو منتشر کر دیتي ہے ' انگلستان میں خوبصورت ہیلمٹ اور رعب انگیز قیمتي وردي کے اندر بہت با قاعدہ ہے - تاہم گرفتاري کا قصد ایک طرف رہا ' اگر محض بچانے کے خیال سے بھي کوئی پولیسمین ان عورتوں کو پکڑتا ہے تو بقول مراسلہ نگار انگلشمین " اس حفاظت کا صلہ اسے ایک زنانہ ایڑي کے بوٹ کي ٹھوکر کي شکل میں ملتا ہے " ؟

یہ کسي نازک اندام کي لا اُبالانہ ٹھوکر نہیں ہوتي کہ " ضرب حبیب ضبیب " کا لطف آئے ' بلکہ ایک ایسي عورت کی جس نے اچھي طرح اس عجیب اسلحہ کے استعمال کي مشق کرلي ہے ' اور جو وزن میں ۹ اسٹون (۱) سے بھي کہیں زیادہ ہے ! وہ اسقدر زور سے بے محابا اور اسطرح تاک کے با اصول ٹھوکر مارتي ہے کہ جنگ پیشہ سپاہي حیرت سے مبہوت رہجاتا ہے !

ہندوستان میں پولیس کے کسي غیر قانونی حکم کي بھي نافرماني کم از کم ۲۴ گھنٹہ حوالات میں رکھنے کے لیے کافي ہوتي ہے - ممکن ہے کہ آپ انگلستان کو بھي اسي پر قیاس کرلیں ' اور کہیں کہ چونکہ اس نے اداے فرائض حکومت میں مداخلت کي ہے اسلیے دفعہ (۲۲۴) عاید کي جاتي ہے اور یقیناً دو سال قید کي مستحق ہے - مگر یہ قیاس صحیح نہوگا ۔ گوري رنگت کي پولیس گوري آبادي کیلیے ہم سیاہ رو وحشیوں کا سا قانون نہیں رکھہ سکتي - انگلستان کا ضابطہ فوجداري ایسے موقع پر پولیسمین کو

---

(۱) ایک اسٹون ۱۴ - پونڈ کا ہوتا ہے -

چٹکي سے نوچتے هیں' جسکا نام (Antirrhinum) (۱) نہایت هي مناسب اور موزوں ہے -

لارڈ اوبيري اس پهول کو ایک ایسے مضبوط صندوق سے تشبیه دیتے هیں جسکي کنجي صرف بهونرے هي (Humble bee) کے پاس ہے ' کیونکه چهوٹے چهوٹے کیڑے تاج (Corolla) (۲) کی بند پنکھڑیوں میں سے اپنا راسته نکالنے میں کامیاب نہیں هوسکتے -

اس پهول کي تلقیم کے لیے ایک بڑي زبان والی مکھي کي ضرورت هوتي ہے - اسکا عضو نسائي ایک قسم کي زیر زمین راہ ہے جسمیں سے هوکے کیڑا رس تک پہنچ سکتا ہے اور جو بالکل اسکے کنارے میں هوتا ہے - اس راہ کے سرے پر اسکي چهت کي طرف دبے هوے مادہ تولید میں ملفوف اینتهر هوتے هیں - پهول کے امتحان سے صاف نظر آتا ہے که اگر کیڑے اندر جا سکتے تو وہ ان مرکز هاے مادہ تولید کو مس کیے بغیر اس تک پہنچ جاتے -

بڑي مکھي سے یه راہ بالکل بهر جاتي ہے ' اسلیے جب وہ باهر نکلتي ہے تو خود بخود اسکي روئیں دار پیٹھه کے ساتھه مادہ تولید کے ذرات بهي لگ کے چلے آتے هیں -

یه واقعات هیں جن سے اس پهول کے ان بھچے هوے جبڑوں کے حالات کي تشریح هوتي ہے جو اپنے کهلنے کے لیے شه زور کیڑوں کو همیشه صلاے زور آزمائي دیتا رهتا ہے -

اس پهول کا سب سے زیادہ دلچسپ حصه کیپسیول ہے (۳)

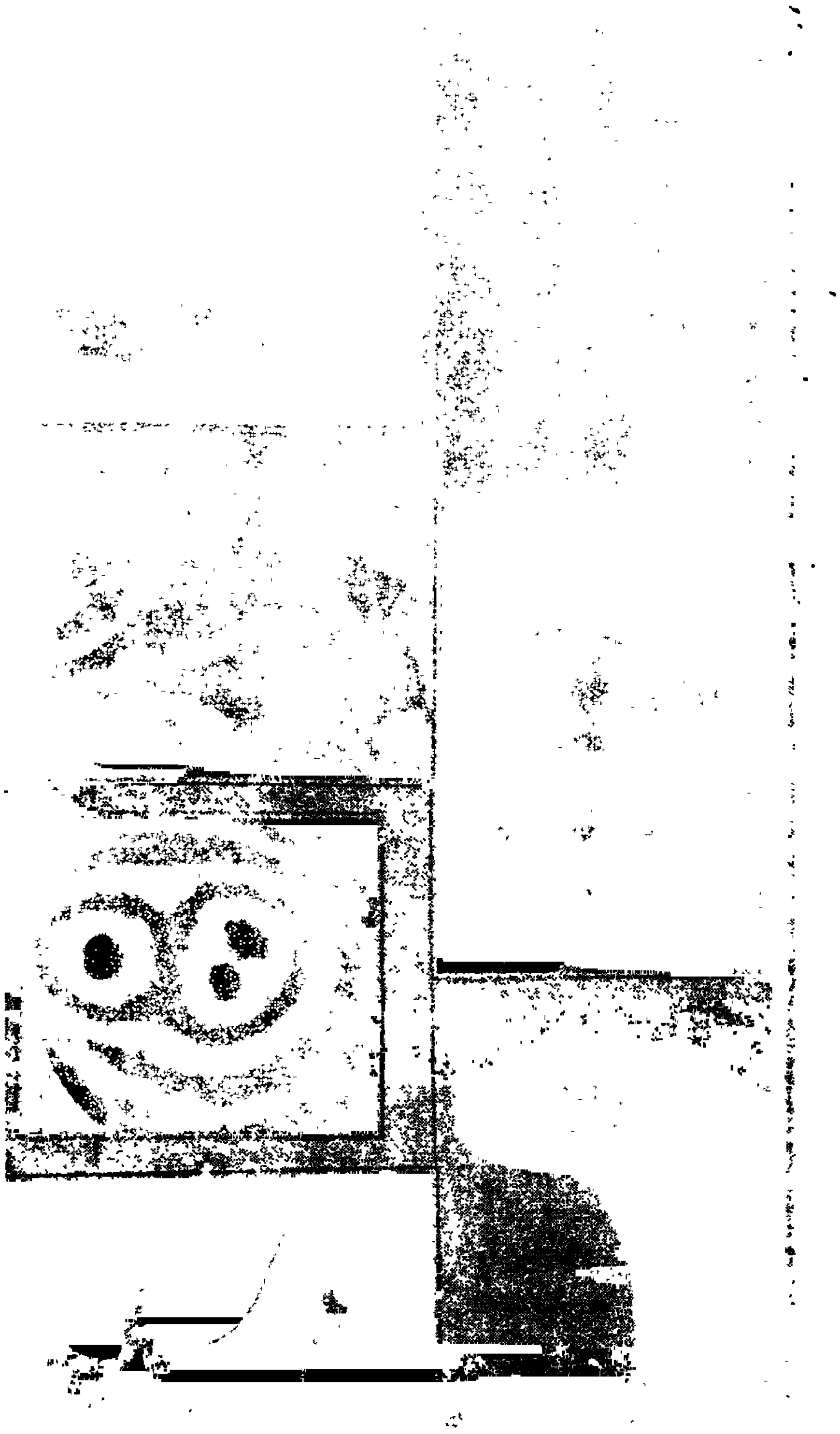

اس مضمون کا یه مقصد نہیں که اس میں تمام تعجب انگیز مشابہتوں کي ایک مکمل فہرست پیش کي جائے - اگر ایسا کیا جاے تو اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب لکھنے والے مصنف کا بوجهه هم اپنے سر لے لینگے حالانکه اسکے لیے بالکل طیار نہیں هیں - همارا مقصود صرف یه ہے که چند دلچسپ صورتوں کا اجمالي تذکرہ کردیں اور اسپر توجه دلائیں که اس موضوع سے تعلیم میں کیونکر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ؟ پڑھنے والے اپنے تخیل اور مشاهدہ کي قوت سے کام لینگے تو انهیں اس موضوع کے متعلق قریباً بے پایاں سلسلوں کے دریافت کرنے میں کوئی دقت نه هوگي -

(عالم حیوانات)

اب تک تو نباتات کا ذکر تها - اب هم حیوانات کو لیتے هیں -

کیڑوں کے پر جس قسم کے نقش و نگار کے نمونے پیش کرتے هیں' اگر انکو جمع کیا جائے تو انمیں بہت سي مختلف صنعتوں اور تصویروں کا سراغ ملیگا - هم نے اپنے مضمون کے ساتھه صرف ایک دو پروں کي تصویر دي ہے - غالبا ان تصویروں میں سب سے زیادہ تعجب انگیز نشان وہ ہے جو بالکل رومن اعداد کا عدد ۸۰ - یعنے 80 لکھا هوا دکھائي دیتا ہے - اور جو جنوبي امریکه کي تتلي (Catagramma) نامي کے پچھلے پروں پر هوتا ہے - بے شک یه عدد اس جنس کي تمام انواع میں پوري طرح واضح نہیں ہے' مگر عموماً پچھلے پر کي اندروني سطح پر 80 یا 88 کا نشان ضرور هوتا ہے - اسیواسطے جو لوگ برازیل میں ان تتلیوں کو پکڑتے هیں' وہ انهیں " ایٹتي ایٹ " (اٹهاسی) کهتے هیں -

وہ کیڑے جو موت کا سر (Death's Head) کهلاتے هیں' انکے سینے کے نقش و نگار بهي ایک نہایت دل نشیں منظر ہے - کیونکه وہ انساني کهوپریوں اور انکي متقاطع هڈیوں کي نہایت عمدہ نقل هوتي هیں' اور انهیں دیکھکے جرمن سواروں کے مشهور رسالے کا نشان یاد آجاتا ہے !

جرمني اور پولینڈ میں (جهاں یه کیڑے کثرت سے هوتے هیں) انکو (Death's head phantom) " موت کے سر کي تصویر " یا (Wandering death bird) یعنی " موت کے آوارہ گرد کیڑے " کهتے هیں - وهاں کے جاهل کسانوں کا عقیدہ ہے که وہ بہت هي منحوس اور بد اثر هیں !

---

(۱) یه ایک قسم کا درخت ہے جسکي ۱۴ قسمیں هیں - اسکا اصلي وطن بحر میڈیٹرینین ہے مگر بسا اوقات کلوفرونیا میں بهي نظر آجاتا ہے -

(۲) " کارولا " پهول کا وہ حصه ہے جو کلي کے اندر اور بار آور حصه کے گرد هوتا ہے - اسکا وجود عموماً محض دو تین پتیوں هي سے عبارت هوتا ہے جو تکمیل نشو کے بعد بڑي هوجاتي ہے - یه پتیاں بالائي غلاف (کمامه) کي پتیوں سے زیادہ خوشنما اور پر رونق هوتي هیں - انگریزي میں انکو (Corolla) کهتے هیں جو ایک لاطیني نژاد لفظ ہے - لغت میں اسکے معني تاج کے هیں - اسي لیے هم نے بهي تاج هي ترجمه کیا ۔

(۳) وہ ایک تهیلی ہے جسمیں بیج رهتے هیں - عربي میں اسکو " خریط " کهتے هیں -

تهي اور كچهه زمين پر كهنچي چلي جاتي تهي - انهي كے ساتهه ساتهه ليڈي بلوم فيلڈ اور انكي همشير بهي باهر نكل آئيں -

بيان كيا جاتا هے كه اس واقعه پر شاه يا ملكه نے چنداں توجه نه كي - دربار اس طرح اپني حالت پر رها "گويا كچهه هوا هي نهيں - چنانچه جو لوگ پيچهے تهے جب انهوں نے مس بلوم فيلڈ كو مع اپني والده اور همشيره كے اسطرح جاتے ديكها تو وه سمجهے كه يه بے هوش هوگئي هے -

يه بيانات هيں جو شائع كيے گئے هيں ' ليكن اصلي واقعه اب اسقدر مختلف اور مخفي هوگيا هے كه كچهه نهيں كهلتا ' صورت حال كيا پيش آئي تهي ؟

(ايک تاريخي كليسا)

يه دن انگلستان كے ليے ايک منحوس و نامبارک دن تها ' كيونكه ايک طرف تو دربار كي اسطرح توهين هوئي - دوسري طرف وه اپنے ايک نهايت تاريخي و ديني سرمايه سے محروم هوگيا -

اقتراعي عورتوں نے ڈربي شائر كے مشهور اور تاريخي گرجے ميں آگ لگادي - ريورينڈ جان رهائيٹيكر اسكے ريكٹر (ايک مذهبي عهده هے) بلائے گئے - ڈربي كا آگ بجهانے والا انجن بهي آيا ' مگر كيا حاصل ؟ چهت گرچكي تهي ' شعلے هوا ميں بلند هو هو كے گاؤں بهر ميں آتشزدگي كا اعلان كر رهے تهے - آفتاب طلوع هوا تو لوگوں نے اس عظيم الشان تاريخي كليسا كي سوخته اور برهنه ديواريں ديكهيں - مشهور طبيعي چارلس ڈارون ' اسكے چچا كي ياد گاريں ' اور انكے علاوه اور جسقدر آثار عتيقه اس كليسا ميں موجود تهے ' سب كے سب جلكر خاک سياه هو گئے - وه پرانا خوشنما پرده جو اس كليسا كے آثار محفوظه ميں ايک نهايت ممتاز يادگار تهي ' وه قديم كتابيں جنكو اهل شائر نهايت تقديس و احترام كي نظر سے ديكهتے تهے اور جو پڑهنے كے ڈيسک ميں ركهي رهتي تهيں ' وه اسكي عظيم الشان ' محكم ' خوبصورت عمارت جسكو ديكهنے كيليے سياح آتے تهے ' آه ! سب برباد هوگئے ! عورت ' نازک ' حسين ' دلربا ' محبت طلب عورت نے سب برباد كر ديا ! كليسا كي عمارت نارمن طرز تعمير كي ايک خاص ياد گار تهي - اگرچه اس عهد كي بني هوئي چيزوں ميں سے صرف ايک جنوبي دروازه هي باقي رهگيا تها ' مگر وه بهي كچهه كم با عظمت نه تها - اس دروازه كے متعلق اثريين (آركيا لوجسٹس) كا اندازه تها كه وه سنه ۱۱۵۰ ع كا بنا هوا هے -

مگر اس تذكره سے كيا حاصل ؟ "عورت" اب بربادي و هلاكت كي ديبي بنگئي هے - وه سب كچهه جلاديگي ! سب كچهه برباد كرديگي !

(گيلري)

تصاوير كے عجائب خانوں اور گيلريوں پر تو اتنے حملے هو چكے هيں كه اب معمولي حملوں كا تذكره كوئي خاص دلچسپي نهيں ركهتا - ليكن هم جس واقعه كا ذكر كرنا چاهتے هيں وه اس عام حكم سے مستثني هے - كيونكه اسكے ساتهه ايک خط بهي ملا هے جو اقتراعيات كے جذبات و حيات كا ايک عبرت انگيز آئينه هے -

برنڈ اسٹريٹ ميں مصنوعات نفيسه كي ايک گيلري هے جو "ڈور گيلري" كهلاتي هے - هفته كي ڈاک ميں ايک كم سن اور حسين عورت اپنے گون ميں ايک كلهاڑي چهپاے هوے آئي ' اور نظر بچا كے دو تصويروں كو كلهاڑي سے كهرچ ڈالا - ان دونوں تصويروں ميں سے ايک كا نام "مجروح عشق" تها - يه بارٹولوزي نامي مشهور مصور كي كنده كاري (انگريونگ) كا نمونه تهي ' اور بالاخر اسي حسن كے هاتهوں مجروح هوئي جو دنيا ميں عشق كا حريف قديم هے !

دوسري گرينڈ كيسلي وينس كي تصوير تهي - اس پر آبي رنگ (واٹر كلر) تها - يه تصوير جان شيپليںڈ كے زور قلم كا نتيجه تهي اور سو پونڈ ميں خريدي گئي تهي - گيلري كے نگران و مهتمم كو كسي طرح اسكا علم هوگيا - اس نے اپنے حسين مجرم كو پكڑ لينا چاها - ليكن يهاں حسن كا ظهور ويسا نرم و لطيف نه تها جيسا كه ابتک رها هے - عورت كے پوري طرح گرفت ميں آنے سے پهلے ايک نهايت سخت كشمكش هوئي ' حتى كه غريب گيلري كا مهتمم زخمي هو گيا !

جسكا تو قاتـــل هـــو اسكے واسطے
كونسي لذت هے خنجر سے لذيذ !

يه عورت مارلو اسٹريٹ كے مجسٹريٹ كي عدالت ميں حاضر كي گئي - گواهي ميں زخمي مهتمم نے تفصيل كے ساتهه بيان كيا كه كيونكر اس نے گيلري كے جنوبي و مغربي حصے ميں شيشه ٹوٹنے كي آواز سني ' اور جب وه آيا تو اس نے ديكها كه ايک هاتهه كلهاڑي ليے شيپليںڈ كي تصوير كے پاس متحرک هے - پهر آتے ديكهكے كس طرح عورت نے كلهاڑي اس پر بهي اٹهائي مگر اس نے نهايت هشياري سے كام ليا اور فوراً ٹوٹ پڑنے كے بدلے دريافت كيا كه اس نے يه حركت كيوں كي ؟ جسكے جواب ميں عورت نے كها كه بس يهي ايک راسته هے جو همارے واسطے اب باقي رهگيا هے -

اس نے كها كه دوسري تصوير بهي خراب هوگئي هے -

اسكے بعد ايک خط اسي گيلري ميں پڑا ملا جسكا مضمون يه تها :

"اگر تم ان حركتوں كو روكنا چاهتے هو تو همارا انصاف كرو - هم اپنے مطالبه سے دست بردار هونے سے پهلے اپني جان ديدينے كے ليے تيار هيں - هم تمام دروازوں كو كهٹكهٹا چكے هيں ' اور هر جگهه سے مايوس هوكے ادهر آئے هيں - بيشک هم گذشته زمانے ميں بهت هي زن نما تهے مگر همارا وه دور ختم هوگيا - اب هم مردوں سے بهي بهتر جنگ كے ليے تيار هيں - تم همكو قتل كرنے كا حكم ديسكتے هو ' ليكن همارے مرنے سے هماري تحريک مرده نهيں هوسكتي - اگر هم ميں سے ايک مرجائيگي تو اسكي جگهه دس بهنيں اور پيدا هوجائينگي - ميں (يعني كاتبۂ خط) بهي جنگ ميں شريک هوگئي هوں"

(خانقاه ويسٹ منسٹر)

ليكن ان سب ميں بربادي كي شديد ترين كوشش وه تهي جو حال ميں كي گئي هے - خانقاه ويسٹ منسٹر اپني اهميت و عظمت كے لحاظ سے انگلستان كي سب سے بڑي خانقاه هے - يهي جگهه هے جهاں كے كليسا ميں شاه انگلستان كي تاجپوشي هوتي هے -

اس ميں ايک بمب كا گولا ركها گيا تاكه اسكي عمارت كا خاتمه كردے - حسن اتفاق سے اسكي ساخت نامكمل رهگئي تهي ' اسليے وه ناقص طور پر پهٹا ' اور خانقاه كي بهترين اشياء مثلاً سكون كا پتهر ' تاجپوشي كي كرسي ' شاه ايڈورڈ كنفيسر كا چيپل وغيره ' بچ گئے - ورنه يه تمام عظيم الشان يادگاريں دهواں بنكر اڑ جاتيں ' اور اس عظيم الشان عمارت كے بهترين حصے بهي گر كر ريزه ريزه هو جاتے !

حق نہیں دیتا کہ اپنی حفاظت کے لیے اس حملہ آور عورت کو ترکي به ترکي جواب دے !

(مجسٹریٹ)

مجسٹریٹ جو هندوستان میں اپنے زیر انتظام شہر کا پادشاہ هوتا ہے' اور بغیر کسي تامل کے مچھلي بازار کانپور کے ایک نہتے مجمع پر مسلسل ۱۰ منٹ تک ۶۰۰ کارتوسوں کي بارش کراسکتا ہے' اسکي وقعت یه عورتیں اتني بھي تو نہیں کرتیں جتني هندوستان کے کسی بڑے شہر میں پولیس کے جمعدار یا داروغه کي هوتي ہے !

" نیلي هال" اور " گریس رو " دو اقتراعیه عورتیں هیں جنکا چالان چند اقتراعي سازشوں کے سلسلے میں پولیس نے کردیا تھا - جب پیشی کا دن آیا تو مسٹر پال ٹیلر نامي مجسٹریٹ کي عدالت میں حاضر کي گئیں - ابھي مسٹر باڈکن وکیل استغاثه نے کھڑے هوکے مجسٹریٹ کو مخاطب هی کیا تھا که " نیلي هال " نے پولیس کے جبریه کھانا کھلانے کا افسانه چھیڑ دیا - مسٹر ٹیلر سر جھکا ئے سنا کیے - تھوڑي دیر کے بعد انھوں نے سر اٹھا یا هي تھا که هال چیخ اٹھي :

" تم کو اچھي معلوم ہے که هم پر کیا کیا ظلم کیے گئے هیں (یعني کس طرح بجبر کھانا کھلا یا گیا ہے ؟) اسلیے اگر تم غیرت مند هوگے تو هم سے آنکھیں چار نه کرسکوگے "

اسکے جواب میں مسٹر ٹیلر نے کہا : " قصور معاف - به خود کرده مصائب هیں "

اس پر هال برهم هوکے بول اٹھي : " اس کا مزه تم نہیں جانتے - کیونکه تم پر کبھي پڑي هي نہیں "

" رو " نے بھي اپني سہیلي کي تائید کي ' اور نہایت بے باکي سے ظاهر کیا که اسے مجسٹریٹ کا چہره دیکھکے خوف آتا ہے - گویا مجسٹریٹ آدمي نہیں ہے - ایک مونسٹر (عجیب الخلقت جانور) ہے - اس پر مسٹر ٹیلر نے ایک زهر خند هنسي کے ساتھه کہا :

" تم نہیں چاهتیں که میں تمھیں برابر دیکھتا رهوں ؟ کیوں ؟ ایسا هي ہے نا ' یا چاهتی هو ؟ بولو ! "

هال اور برهم هوگئي - جھلا کے بولي .

" اگر تمھیں دن بھر میں تین بار زبردستي کھانا کھلایا جاتا تو تم اسطرح نه هنستے "

اب مجسٹریٹ صاحب بھي ذرا هلے اور کسي قدر غضب آلود سنجیدگي کے ساتھه کہا :

" میں بھي تم پر هنستا هوں پھر کیا تم مجھے بھي الزام دیتي هو ؟ بولو ! "

اتنا سننا تھا که " هال " اور " رو " دونوں آگ بگولا هوگئیں، اور کئي دفعه زور زور سے چلائیں " مسٹر باڈکن اسے (یعنی غریب مجسٹریٹ کو) روکو "

مسز نیلی هال پولیس کے قبضے میں - کشمکش ' مقابله ' اور بالاخر شکست !

اسکے بعد اس عجیب الخلقت مقدمے کی کارروائي شروع هوئي - اثناء شہادت میں دونوں نے کئي بار کہا :

" هم نہیں چاهتے که همارا مقدمه چلایا جاے - همکو یوں هي سزا دیدو "

مگر مقدمه کي کارروائي هوتي رهي - ایک پولیس کا گواه پیش هوا - اسکے بعد مقدمه آینده کے لیے ملتوي کردیا گیا - جب " هال " اور " رو " باهر لائي گئیں تو دونوں بہت زور سے چلائیں :

" خیر ' کچھه پروا نہیں - هم لوگ برابر لڑتے رهینگے ! لڑتے رهینگے !! لڑتے رهینگے !!!

(شاه اور ملکه)

ان واقعات کا ذکر هم نے اس خیال سے کیا که وفاکیش اور اطاعت بردار هندوستان کي همت کے لیے یهي واقعات لرزه انداز و دهشت انگیز هیں ' ورنه جس جماعت کا اسوقت ذکر هو رها ہے ' وه تو خود وزیر اعظم مسٹر ایسکویتھه کو بر سر مجلس بارها ذلیل و رسوا کرچکي ہے ' اور پھر اتنا هي اسکے طائر جرأت کا سدرة المنتہی نہیں ہے - وه اس عرش عظمت و جلال تک بھي پرواز کرچکي ہے ' جو انگلستان کي دنیا میں احترام و اجلال کي آخرین منزل ہے !!

پادشاه کے ساتھه گستاخانه جرأت کي ابتدا تو اس سرفروشانه اقدام سے هوتی ہے جو ایک اقتراعیه نے گھوڑ دوڑ کے میدان میں دکھلایا تھا ' اور شاهي گھوڑے کو پکڑنے کي لاحاصل کوشش میں اپني جان تک گنوا دي تھي ' مگر اسکے بعد ایک دوسرا واقعه پیش آیا جسکے متعلق انگریزوں کا خیال ہے که " وه مہذب دنیا کي نظروں میں انگریز عورت کي گستاخي اور بد تہذیبی کا ایک شرمناک ترین منظر ہے " - شاید ایسا هي هو !

ڈرائنگ روم کا شاهي دربار تھا - شاه اور ملکه رونق افروز تھے اور درباري باري باري سے گذر رہے تھے - کوئي گیاره بجنے والے تھے که لیڈي ڈارن شینڈ اپني همشیره مسز والڈریڈ کي طرف سے مراسم دربار ادا کرکے هٹیں ' اور انکے بعد لیڈي بلوم فیلڈ مع اپني دونوں لڑکیوں کے آگے بڑھیں -

لیڈي بلوم فیلڈ شاه کے حضور آداب بجا لاچکي تھیں اور ملکه کے لیے جھکنے والي هي تھیں که یکایک ایک شیریں اور پراز نغمه و موسیقیت آواز بلند هوئي ' اور تمام دربار حیرت زده هوگیا :

" یور مجیسٹیز ! خدا کے واسطے !! .... "

لیڈي بلوم فیلڈ نے مڑکے دیکھا تو انکي لڑکي گھٹنوں کے بل بیٹھي هوئي ہے ' اور دونوں هاتھه شاه اور ملکه کے آگے پھیلا هوے ہے !

یه منظر دیکھکے وه گھبراهٹ میں پیچھے مڑي - اتنے میں اسکي دوسري لڑکي نے بڑھکے اپني بہن کا هاتھه پکڑلیا - جب تک سر ڈي - ڈاسن بھي آ گئے جو لارڈ چمبرلین کے ساتھه شاه کے بائیں جانب کھڑے تھے - ان دونوں نے چند دیگر اشخاص کي مدد سے مس بلوم فیلڈ کو اسطرح باهر نکالا که کچھه تو لوگوں کے هاتھه میں

هوائی ریل

(ایک گهنته میں ۳۰۰ میل کی رفتار)

ایک عظیم الشان اختراع

قوة دفع کے نتائج محیره

فرانس کے ایک مشهور مخترع و موجد نے ایک ایسي ریل طیار کي هے جو موجوده صدي کا سب سے بڑا محیر العقول معجزه علم سمجهي جائیگي - فاصلے کي تکالیف کو دور کرنے اور وقت کي طاقت کو مغلوب کرنے والے آلوں میں کوئي بهي اس ریل کا مقابله نهیں کرسکتا - یه ایک معلق هوا پر چلنے والي ریل هے جو في منٹ ۵ میل تک مسافت طے کریگي -

عام ریلوں کي طرح اسمیں سٹیم سے مدد نهیں لي گئي هے - جس طرح یورپ میں سٹیم کي جگهه برقي طاقت سے اب بکثرت کام لینے لگے هیں اور اس کو هر جگهه قدرت کي سب سے بڑي طاقت تسلیم کرتے هیں ' اسی طرح هوائي ریل میں بهي برق هي کا دست اعجاز کام کرتا هے -

اس ریلوے کا نام (Lavitated Railway) هے - اسکا موجد ایک فرانسیسی هے جسکا پورا نام عمائل بیشیل (Emile Bachelet) هے - بیشیل ۲۲ سال تک امریکا کے سرکاري محکمهٔ تعمیرات میں ملازم رهچکا هے -

(۲۲ - ساله جهاد علمی)

بیشیل کو ایک بار خیال هوا که اگر هم ثقل کو اسطرح اپنے اختیار میں کرنا چاهیں که وه وسط هوا میں بغیر کسي محسوس سهارے کے معلق رهے تو ایسا کیونکر کرسکتے هیں؟ اس خیال میں وه ۲۲ سال تک غلطاں و پیچاں رها - گو اسکی جد و جهد سخت عرقریز و جانفشاں ' اور اسکے مقابلے میں نتائج همیشه مایوس کن اور همت شکن رهے ' تاهم اس نے کبهي بهی سررشتهٔ صبر و استقلال هاتهه سے نه دیا اور اپني کوششوں کو برابر جاري رکها - یهاں تک که بالاخر وهی هوا جو هر مستقل اور مسلسل کوشش کے لیے وعده کیا گیا هے ' یعني فرانسیسي اخبارات نے اسکی کامیابي کا اعلان ایک غلغله انداز مضمون کے ذریعه کردیا !

(ایجاد کی روح)

قدرت نے مقناطیس میں قوت دفع وجذب ' دونوں رکهي هیں جنکو اصطلاح میں علی الترتیب (Attraction) اور (Repulsion) کهتے هیں -

یعني جس طرح مقناطیس اپنی کشش کی طاقت سے کسي شے کو اپني طرف کهینچ سکتا هے ' اسی طرح اسے پیچهے بهی هٹا سکتا هے -

انسان نے مقناطیس کي قوت جذب کو دریافت کرلیا اور اس سے فائده بهي اٹهایا - چنانچه قطب نما اسي کا صدقه هے جسکي برکت سے بڑے بڑے طوفاں خیز اور ناپید کنار سمندروں کے قلب کو چیرتے هوے جهاز گزر جاتے هیں - لیکن اسکي قوت دافعه عرصے تک مخفي رهي - بعضوں کو علم هوا بهی تو بیشیل سے پہلے کسیکو اس سے فائده اٹهانیکي توفیق نه ملي -

بیشیل پهلا شخص هے جس نے اس معطل قوت کي طرف توجه کي ' اور ۲۲ ساله شب هاے انتظار اور روز هاے امید پر ماتم کرنے کے بعد وه آج تمام عالم سے خراج تحسین لے رها هے ! - فنعم اجر العاملین !

(ریل کا نظام)

بیشیل کي ریل میں نه تو انجن هوتا هے اور نه معمولي پهیے هیں ' نه دندانه دار پهیوں کا کوئی مربوط و باهم وابسته سلسله هے اور نه وه احتکاک (رگڑ) جو بیجان جسم میں حرکت پیدا کردیتي هے -

پهر یه ریل کیونکر چلتی هے ؟

گاڑي ایک پٹري پر رکهي رهتي هے - اس پٹری میں خم هوتے هیں جنمیں مقناطیس کي قوت دافعه بهري هوتي هے : جب چلانا مقصود هوتا هے تو ایک بٹن کو دبا دیتے هیں ' جسکے بعد قوت دافعه کي رو گاڑي میں ساري هوجاتي هے اور گاڑي اسکے دهکے سے هوا میں بلند هو جاتی هے - گاڑی کے هوا میں بلند هونے کے بعد قوت دافعه کا کام ختم هو جاتا هے -

لیکن صرف گاڑي کے اچهل جانے سے نه تو اصلي مقصد پورا هو سکتا هے ' اور نه اسکے لیے یه ایجاد کسي قابل تحسین اعجوبگي یا ندرت کی مستحق هے - اسلیے در حقیقت ایجاد کا اصلی کمال اسکے بعد سے شروع هوتا هے -

موجد نے یه انتظام کیا هے که گاڑی کے هوا میں بلند هونے کے بعد اسے معاً برقي رو ملجاتی هے جسکے سهارے پر وه تهمي رهتي هے ' لیکن دیکهنے والا کو یه سهارا نظر نهیں آتا -

لیکن برقي رو بهي صرف اسیقدر کر سکتي هے که اسے گرنے نه دے - آگے بڑهنے کا سوال پهر بهی باقی رهجاتا هے -

اسکے لیے موجد نے یه انتظام کیا هے که تهوڑے تهوڑے فاصله پر سولینائڈ رهتے هیں - یه سولینائڈ مقناطیس کے هوتے هیں - گاڑی کي رفتار جب مزید قوت کي طالب هوتي هے تو فوراً ان میں قوت پهنچائي جاتي هے ' اور اس قوت کی وجه سے گاڑی برابر آگے بڑهتی رهتی هے !

(هوائي ریل کا نمونه)

لندن کے عین وسطي حصه میں ایک عالیشان عمارت کے اندر هوائي ریل کا نمونه رکها گیا هے - گریفک کا نامه نگار خاص اپنے مشاهده کو نهایت دلچسپ طرز سے بیان کرتا هے - یه نمونه هلکا سا قریباً ۲۰ سیر پخته وزن کے برابر هوگا - اسکي گاڑیاں سگار کي طرح گاؤدم شکل کي هیں تاکه حرکت کے وقت هوا سے زیاده رگڑ نه پیدا هو - گاڑیاں زمین سے دو فٹ فاصلے پر برقي آلے کي پیچ در پیچ تاروں کے سهارے پر قائم رهتي هیں - جب برقي بٹن کو

ادبیات

اسوہ حسنہ

هجرة نبوي (صلیٰ الله عليه و سلم) -

جب کہ آمادۂ خوں ہوگئے کفار قریش ' * لاجرم سرور عالم نے کیا عزم سفر
کوئي نوکر تھا ' نہ خادم ' نہ برادر ' نہ عزیز ' * گھر سے نکلے بھي تو اس شان سے نکلے سرور!
اِک فقط حضرت بوبکر تھے ہمراہ رکاب * اُن کي اخلاص شعاري تھي جو منظور نظر
رات بھر چلتے تھے ' دن کو کہیں چھپ رھتے تھے * کہ کہیں دیکھہ نہ پائے کوئي آمادۂ شر
چونکہ سو اونٹ کا انعام تھا قاتل کے لیے ' * آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالب زر
انھي لوگوں میں سراقہ خلف جعشم تھے * جن کو فاروق [۱] نے کرے کے پنہائے تھے گھر
تین دن رات رھے ثور کي غاروں میں نہاں * تھا جہاں عقرب و افعي کي حکومت کا اثر
بیم جان ' خوف عدو ' ترک غذا ' سختي راہ ' * اِن مصایب میں ہوئي اب شب ہجرت کي سحر

* * *

یاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں * راہ میں آنکھہ بچھانے لگے ارباب نظر
لڑکیاں گانے لگیں ذوق میں آکر اشعار * نغمہ ہاے " طلع البدر " سے گونج اٹھے گھر
ماں کي آغوش میں بچے بھي مچل جانے لگے ! * نازنینان حرم بھي نکل آئیں باہر!
آل نجار [۲] چلے شہر سے ہوکر تیار * زرہ و جوشن و چار آیینۂ و تیغ و سپر!

* * *

دفعتاً کوکبۂ شاہ رسل آ پہنچا * غل ہوا: صل علی خیر اناس و بشر
جلوۂ طلعت اقدس جو ہوا عکس فگن * دفعتاً تار شعاعي تھا ہر اِک تار بصر
طور سے حضرت موسیٰ کي صدا آتي تھي: * آج ایک اور جھلک سي مجھے آتي ہے نظر!

* * *

سب کو تھي فکر کہ دیکھیں یہ شرف کسکو ملے * میہمان ہوتے ہیں کس اوج نشیں کے سرور؟
سینے کہتے تھے کہ خلوت کدہ دل حاضر ہے! * آنکھیں کہتي تھیں کہ در آور بھي طیار ہیں گھر!

* * *

ہاں مبارک تجھے اے خاک حریم نبوي * آج سے تو بھي ہوئي خاک حرم کي ہمسر!
صل یا رب ' علی خیر نبي و رسول !
صل یا رب ' علی افضل جن و بشر!

---

[۱] جب ایران فتح ہوا اور کسری کے ملبوسات اور موتیوں کے ہار غنیمت میں ہات آے تو حضرت عمر نے حضرۃ سراقہ کو پہناکر دیکھا تھا - کیونکہ یہ بہت جامہ زیب تھے -

[۲] نجار کا خاندان آنحضرت سے ننھالي رشتہ رکھتا تھا -

مراسلات

اعلان از جانب خدام کعبه

میں حسب الحکم جناب خادم الخدام صاحب به اجلاس ارکان اصلیه یه درخواست کرتا هوں. که جو جو برادران ملت امسال حج بیت الله شریف کو اپنے اخراجات سے تشریف لیجانیوالے هیں - وه براه کرم انجمن کے دفتر کو جسقدر جلد ممکن هو اطلاع دیں که وه کس وقت روانه هونیوالے هیں؟ یهاں یه تجویز زیر عمل هے که ان حضرات کا جو انجمن میں داخل هوچکے هیں ایک منتخب وفد بدین غرض ترتیب دیا جائے که وه دوران سفر کے کل حالات و ضروریات پر حسب منشاء انجمن خدام کعبه ایک ایسي تحقیقات فرمائے جو انجمن کو آئنده خدمات کے لیے مشیر راه کا کام دے - نیز جناب شریف مکه اور افیسران دولت عثمانیه سے تبادلهٔ خیالات کرکے صاف صاف بتلائے که حجاج و زوار کو کس کس قسم کي تکالیف و ضروریات سے سابقه پڑتا هے' اور انکے دفع کرنے اور آسانیاں بهم پهنچانے کے کیا ذریعے اور وسائل هوسکتے هیں؟ اس وفد کي ترتیب کے متعلق بهتر صورت یه هوسکتي هے که جب جانیوالے حضرات کے نام معلوم هوجائیں تو ان میں سے چند پرجوش' جفا کش' هر معامله پر غائر نظر ڈالنے اور هر معامله کي حقیقت دریافت کرنیوالے حضرات کا انتخاب عمل میں لایا جائے' اور انکو پہلے دهلي شریف لانے اور باهم مشوره کرنے کي تکلیف دي جائے - یا اگر یه ممکن نهو تو ایک وقت و تاریخ مقرر کي جائے تاکه بمبئي میں اس وفد کي ترتیب اور انتخاب ممکن هوسکے -

میں حسب الحکم ارکان اصلیه به تعمیل فقره نمبر ٥ روئداد مذکور الصدر ۲٦ جون سنه ۱۹۱۴ ع کو بمبئي بدیں غرض حاضر هوگیا هوں که حجاج و زوار کے واسطے دوران ایام قیام بمبئي میں خرید ٹکٹ وجاے قیام و روانگي وغیره میں انجمن کي جانب سے مع دیگر شیدائیوں کے اپني خدمت بجا لاؤں - انجمن خدام کعبه کي جانب سے گورنمنٹ بمبئي حج کمیٹي کي خدمت میں ایک مراسله بدیں استدعا بهیجدیا گیا هے که انجمن کي خدمات سے فائده اٹهایا جائے - پس امیدوار هوں که جانے والے حضرات جس قدر جلد ممکن هوسکے اپنے اپنے ارادوں سے دفتر کو مطلع فرماویں -

شوکت علي بي - اے - معتمد انجمن خدام کعبه
جمعیت اصلیه دهلي

(بمبئي کا پته :- نمبر ۱۳ اسپلینڈ روڈ - مکان انریبل سر فاضل بهائي کریم بهائي - بمبئي)

اپیل براے وظائف

هماري قوم کو ابهي پورے طور سے معلوم نهیں - هے که علیگڈه کالج میں صدها طلبا نے جو اعلی تعلیم حاصل کي هے ان میں بهت بڑي تعداد ایسے طلبا کي هے جنکو اگر کالج اور کانفرنس سے مالي مدد نه دي جاتي تو وه علم کي نعمت سے قطعاً محروم ره جاتے - انجمن "القرض" اور آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو جسقدر آمدني قوم کے روشنضمیر اصحاب کي فیاضي کي بدولت هوتي رهي هے اسکا بڑا حصه قوم کے هونهار غریب طلبا کي امدادمیں صرف هوتا رها هے' جسکا نتیجه یه هے که ملک کے تمام صوبجات میں قومي کالج کي تعلیم اور تربیت یافته نه صرف نظر آتے هیں بلکه با اثر اور با وقعت مدارج پر ممتاز هیں -

سر سید علیه الرحمة اور نواب محسن الملک مرحوم کے زمانه میں وظائف کیلیے خاص چنده هوتا تها' اور اس کا فنڈ علحده رهتا تها - لیکن اسکے بعد جب کانفرنس کے کام میں وسعت هوئي اور اسکي آمدني مین اضافه هوا تو اسي میں سے وظائف کے لئے بڑا حصه صرف هوتا رها - لیکن سنه ۱۹۱۱ ع میں مسلم یونیورسٹي کیوجه سے کانفرنس کیلیے چنده قطعاً وصول نهیں کیا گیا' اور سنه ۱۲ و ۱۹۱۳ ع میں جنگ بلقان اور عام قومي انتشار کے سبب سے کانفرنس کي آمدني بهت کم هوئي - با وجود اسکے وظائف کي تعداد اور مقدار میں کمي نهیں کیگئي' اور پچهلے سال تک تقریباً ایک هزار روپیه ماهوار وظائف پر صرف هوتا رها - لیکن گذشته تین سالوں میں چونکه آمدني نهیں هوئي اسلیے یه خرچ اس رقم میں سے کیا گیا' جو گذشته چهه سال میں پس انداز کي گئي تهي - مگر اب سب خرچ هوچکي هے' اور اب نه کانفرنس فنڈ میں گنجایش هے' اور نه وظائف فنڈ میں' اور حالت یه هے که کالج میں داخله کا وقت قریب آنے کي وجه سے درخواستوں پر درخواستیں طلباء کي چلي آرهي هیں' اور ان میں بهت سے ایسے هیں جن کي اگر مدد نه کي جاے تو ان کو تعلیم ترک کرنا پڑیگي - میں عرصه سے ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹي کي توجه اسطرف مبذول کررها هوں اور رؤسا کي خدمت میں عرضداشتیں بهیج رها هوں لیکن اسوقت تک کچهه نتیجه بر آمد نهیں هوا -

ممکن هے که کسي کو یه خیال هو که یه مدد صرف ایک کالج کے لیے چاهي جاتي هے' اور مسلمانوں کي تعلیمي ضرورتیں سب جگه یکساں هیں - اگر کسیکا ایسا خیال هو تو وه قابل اصلاح هے' کیونکه علیگڈه کالج میں طلبه علیگڈه خاص کے تعلیم نهیں پاتے بلکه جو مدد دي جاتي هے وه هندوستان کے کل صوبجات کے مستحق طلبه کو دي جاتي هے - علاوه اسکے یه خوب سمجهه لینا چاهیے که تمام صوبجات کے هونهار طلبه کي خواهش هوتي هے که وه علیگڈه کالج میں تعلیم پاویں - لیکن اگر ان کي مدد نه کي جاوے تو ان میں سے بهت سے نا کام رهتے هیں - اسلیے اس کالج کے غریب طلبا کي مدد کرنا في الحقیقت کل ملک کے مسلمانوں کي تعلیم میں مدد کرنا هے - آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اس کالج کے طلبه کي مدد اسي وجه سے کرتي که یه دار العلوم مرکزي هے' اور اسکے ذریعه سے کل صوبجات کے هونهار مسلمانوں کي مدد هوسکتي هے - علاوه ازیں کانفرنس کے وظائف صرف کالج تک محدود نهیں هیں بلکه یه وظائف تمامي صوبجات میں اور مختلف کالجوں میں دیے جاتے هیں - اسوقت علاوه علیگڈه کے لاهور' بریلي' میرٹهه' لکهنؤ' اله آباد' کلکته' پونا' بمبئي' ناگپور' جے پور - وغیره میں یه وظائف دیے جاتے هیں' بلکه بعض طالبعلموں کو انگلستان کي تعلیم کے لیے بهي وظیفه دیا جاتا هے - ماسواء اسکے وظائف کسي خاص تعلیم کے لیے مخصوص نهیں هیں' بلکه آرٹ کي تعلیم انجنیري' ڈاکٹري' ٹرینگ وغیره کے لیے هر قسم کي مدد دي جاتي هے - ان وجوه سے کانفرنس کے وظائف کو مقامي وظیفه خیال کرنا بالکل غلط هے -

پس اب یه اپیل قوم سے کي جاتي هے' اور استدعا هے که وظائف فنڈ کے لیے جو جس سے هوسکے وه جلد عطا کرے - اس مصرف سے بهتر هماري قوم میں اور مقاصد بهت کم هو سکتے هیں - بیسیوں درخواستیں رکهي هوئي هیں اور انکي منظوري کا انحصار اسي پر هے که وظائف فنڈ میں کچهه روپیه وصول هو -

(آفتاب احمد آنریري جائنٹ سکریٹري آل انڈیا
محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس)

دباتے هیں تو فوراً گاڑیاں الیومینیم کے تاروں سے علحدہ هرکر هوا میں معلق هوجاتي هیں - اس کے بعد آلۂ دافع (پروپیلر) کے ذریعہ حرکت کهاتے هي تیر کیطرح اس تیزي سے دوڑنے لگتي هیں کہ انساني نظر ان کا پیچها نہیں کرسکتي -

(شرح رفتار)

اس قسم کي ریل گاڑیوں میں نہ تو خود گاڑیاں کوئي وزن رکهتي هیں ' نہ سڑک کوئي مقاومت (Resistance) کرتي هے ' اور نہ پہیوں اور انکي رگڑ کا جهگڑا هے - اسلیے یہ کہنا بالکل بجا هوگا کہ رفتار کي سرعت کا دار و مدار صرف هوا کي مقاومت پر هے - جہاں هوا کا فشار اور دباؤ Pressure یا تصادم کم هوگا ' وهاں یقیناً اسکي رفتار بهی زیادہ هوگي ' اور جہاں یہ دونوں یا ان میں سے کوئي ایک زیادہ هوگي ' اسي کے تناسب سے رفتار میں بهی کمی هوتی جائیگی -

خیر ' یہ تو اصولی بحث تهی - سوال یہ هے کہ اسوقت تک اسکی رفتار کا اوسط کیا رها هے ؟ اسوقت تک جسقدر تجربے هوچکے هیں انکی بنا پر موجد کا اندازہ یہ هے کہ اس ریل کی شرح رفتار ۳ سو میل فی گهنٹہ هوگی !

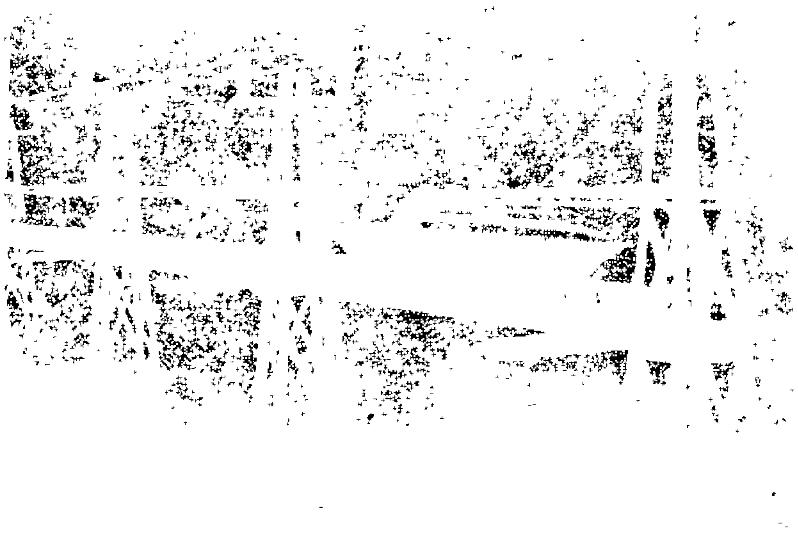

(مراسلات اور مسافر)

موجد نے اسوقت تک جو نمونہ پیش کیا هے ' وہ صرف نامہ بري کے لیے موزوں هے - چنانچہ خود موجد کو بهی اس کا اعتراف هے - وہ اس ریل کو صرف ڈاک کے لیجانے کے لیے پیش کرتا هے ' البتہ اسکا دعوی هے کہ یہ نظام اصلاً مسافروں کے لیے جانے سے بهی عاجز نہیں هے - اسمیں کسیقدر اضافہ و ترمیم کي ضرورت هوگي - اسکے نزدیک جن گاڑیوں پر مسافروں کو لیجانا هو ' ان میں ایک پٹري کے بدلے دو پٹریاں اور سوالے نالد کے بدلے آلۂ محرک Motor اور هوائي دافع Aerial propellor لگانا چاهیے -

(پیرس سے سینٹ پیٹرزبرگ دس گهنٹوں میں)

هوائي ریل کے ذریعہ پیرس سے پیٹرزبرگ میں (جن کا باهمي فاصلہ ۳۰۰۰ میل هے) صرف ۱۰ گهنٹے کے اندر جاسکتے هیں - اسي طرح هوائي ریل لنڈن سے برلن تک ۵ گهنٹوں میں پهنچ جائیگي - پلائي مرتبہ سے ایک خط کا جواب تین گهنٹہ کے اندر آسکیگا !

(هوائی ریل کا مستقبل)

اس کا موجد اس بات کا مدعي هے کہ اگر پروپیلر مضبوط هو اور برقي طاقت کافي پیمانہ پر طیار هوسکے ' تو هوائی ریل کے ذریعہ في گهنٹہ ۶۰۰ میل تک جاسکتے هیں ' یعني اسکی رفتار ایک منٹ میں ۱۰ میل هوگی - اس کا خرچ بهي بہت کم هوگا - یعني ۳۰۰ میل تک آدہ سیر وزن لے جانے میں صرف ۲ پیسہ خرچ هوتا هے -

(تین تصویریں)

اس مضمون کے ساتهہ تین تصویریں دي گئي هیں :

(۱) پہلي تصویر میں اس ریل کے داخلي آلات دکهلائے گئے هیں - ماسٹر کیتهہ الدرٹن نامی ایک بچہ بٹها دیا گیا هے - کیونکہ ابهي ریل اسقدر چهوٹی هے کہ بڑے آدمي کي اسمیں گنجایش نہیں -

(۲) دوسري تصویر " گریفک " لنڈن کے نامہ نگار نے بنا ئي هے ' اس سے ریل کي بیروني شکل کا جو مثل سگار کے گاؤ دم هے ' اندازہ کیا جا سکتا هے - اگر ریل لنڈن میں جاري هوئي تو اسکي صورت ایسي هوگي -

(۳) تیسري پیرس کے رسالہ " السٹریشن " سے نقل کي گئي هے جو اس ریل کے نمونے کي آصلي تصویر هے ' اور خود موجد نے شائع کي هے -

---

(مسئلہ قیام الهلال)

آج الهلال مورخہ ۱۳ و ۲۰ ماہ مئي سنہ ۱۹۱۴ ع کا دبل پرچہ ملا - پہلے هی صفحہ پر شذرات کے ضمن میں جو نوٹ مسئلہ قیام الهلال کي نسبت تها ' اسے پڑهکر از حد بیقرار هوں ' مگر کیا کروں مجبور هوں - آپ کسي کو اس کار خیر میں حصہ لینے کا موقعہ دیتے هي نہیں -

آپنے جو دو هزار نئے خریداروں کے واسطے لکها هے تو اول تو یہ تعداد اگر برابر کوشش کیجاوے جب بهي کہیں عرصہ میں جاکر پوري هوگي ' کیونکہ حق و صداقت کے جویاں صادق اور سچے دل والے لوگ بہت کم هونگے - اور اگر خریدار هو بهي جائیں ' تو یہ معلوم نہیں کہ وہ دائمي خریدار هیں یا عارضي ؟

میرے خیال میں جو خریدار اس وقت هیں انهي کو بذریعہ الهلال اطلاع دیکر قیمت ڈیوڑهي یا دوگنی کردینے کي خبر دیدیني چاهیے - میں امید رکهتا هوں کہ جتنے خریدار اس وقت الهــلال کے موجود هیں وہ انشاء اللہ تعالی بڑي خوشي اور رضا و رغبت کے ساتهہ اضافۂ قیمت کو منظور کرکے قیمت ادا کردینگے -

میري عرض کرنے کي کچهہ ضرورت نہ تهی ' جن جن اشخاص نے الهــلال دیکها هوگا وہ جانتے هونگے ' اور آپ بهي اچهي طرح واقف هیں - بے شک دعوۃ دیني اپني پہلی منزل سے گذر چکي هے - لیکن اسکا قیام و استحکام صرف اسي صورت میں ممکن هے کہ تعلیمات برابر جاري رهیں اور ترغیب و تحریص کا سلسلہ نہ ٹوٹے - خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے الهلال کو قائم و برقرار رکهے اور اسکے دلي ارادوں کو کامیاب فرماوے -

محمد زمان ' معرفت محمد ابراهیم ' ٹهیکہ دار
از کلو - ایس - ایس - برما

* * *

” کتاب مرقوم یشهده المقربون (۸۳ : ۱۸)

” وفي ذالك فليتنافس المتنافسون ! “ [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال

في

مجلدات الہلال

تو اے کہ محو سخن گستران پیشینی
مباش منکر ” غالب “ کہ در زمانہ تست !

(۱) ” الہلال “ تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین و وحدۃ کلمۂ امۂ مرحومہ کی تحریک کا لسان العال، اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے۔ اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں۔ اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے۔ اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید و اعدی عدو مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرنے کیلیے ساعی ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں۔ اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ علم طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و اسع بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا۔

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو بھی تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر اسے ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و مصالف سے معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں۔ بلکہ متعدد دور دور کی آبادیاں اور مجمعے ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے۔

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم عصریہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و افضل مجموعہ اور کوئی نہیں۔ وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں۔ وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے۔

(۷) چھ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے۔ فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے۔ ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے۔ تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں۔ تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو انکی قیمت دس روپیہ قرار دی جاتی ہے۔

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف پانچ روپیہ ہے۔ ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے۔

* * *

بہت ممکن ہے کہ الہلال کی قیمت بڑھا دی جاے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر مکمل جلدوں کی قیمت بھی زیادہ ہو جائیگی.

تاریخ حیات اسلامیہ

مسئلـہ قیـام الهـلال

اردو پریس اور کم ازکم اسلامي پریس میں صرف الهلال هي نو یه خاص شرف حاصل تها که اسکے مالک و اڈیٹر نے خدا کا نام لیکر بغیر اپیلین شایع کرنے اور بغیر طویل و عریض اشتهاري مضامین چهپوانے کے چپ چاپ اور یک بیک ایک نهایت سخت کڑے وقت میں :

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

الهلال جاري کر دیا اور اس مسخرانه قوت کے ساتهه جاري کر دیا که هندوستان کي اخباري دنیا میں اسکي نظیر ملني مشکل هے - مگر هماري بد بختي هے له تهوڑے عرصه سے الهلال میں بهي اس قسم کے مضامین نکلنا شروع هوگئے هیں جنسے معلوم هوتا هے که اسکي مالي حالت قابل اطمینان نهیں - حقیقت یه هے که الهلال کے مضامین " صدا بصحرا " کے ناظرین الهلال کے دل هلا دیے هیں' اور اس سلسله میں اڈیٹر صاحب کے آخري نوٹ نے جو الهلال کي ۱۳ اور ۲۰ - مئي کي یکجائي اشاعتوں میں شایع هوا هے' دلوں پر اور بهي بجلي گرا دي هے - معلوم نهیں مولانا ناظرین الهلال کي اس محبت و الفت کا امتحان کرنا چاهتے هیں جو ان کو اپنے پیارے الهلال سے هے' یا کوئي اور ایسي بات پیدا هوگئي هے که اب الهلال کي خدمت سے کناره کشي اختیار کرنا چاهتے هیں - بهر حال کچهه بهي هو مولانا کے اس خیال اور عذر سے توکم ازکم مجهے اتفاق نهیں که " پهلي منزل آپ طے کرچکے هیں' احیاے ملت اور دعوت دیني کے اعلان و اشاعت کا احساس اب اپني ابتدائي منزلوں سے گزر چکا هے .. .. اور الهلال کي دعوت نے اپنا پهلا کام پورا کر دیا هے "

میں نهیں جانتا الهـلال سا اخبـار هو' اور پهر اسکي کمي اشاعت کي شکایت اور رونا هو؟ اگر ایسا هے تو پهر صاف ظاهر هے که الهلال کا یه دعوا (که اس نے پهلي منزل اپنے کام کي ختم کرلي هے اور اب اسے دوسرے زیاده ضروري کاموں کي طرف جانا هے) بالکل غلط اور سراسر بے بنیاد هے - اگر قوم میں ابهي تک الهلال جیسے اخبار کو زنده رکهنے کي ضرورت کا احساس پیدا نهیں هوا' تو میں کهونگا که الهلال نے ابهي پهلي منزل کیا معنی پهلي منزل کا پهلا میل بهي طے نهیں کیا - " صدا بصحرا " جیسے زبردست مضامین شایع هوں' اور پهر دو هزار جدید خریدار مهیا نه هوں ؟

مسلمانوں کي سیاسي' ادبي' اور مذهبي زندگي میں انقلاب پیدا کرنے والے الهلال کي زندگي کا فیصله آینده جولائي اور اخیر جون میں کیا جایگا - دیکهیے اس دن هماري قسمت کا کیا فیصله هوتا هے ؟ لیکن میں قوم سے بالعموم اور ناظرین الهـلال سے بالخصوص اپیل کرتا هوں که اس فیصله کي اهمیت کا وه خدا را بر وقت اندازه لگا لیں - اگرچه اڈیٹر صاحب نے اسقدر وعده فرمایا هے که وه ایک بار اور عام مشوره کرکے اپني راه اختیار کرینگے - لیکن اس سے بڑهکر شرمناک بات اور کیا هو سکتي هے که آینده جولائي تک مطلوبه تعداد جدید خریداران کي پوري نه هو؟ اس مشوره کي ضرورت هي پیش نهیں آئیگي اگر موجوده ناظرین الهـلال تهوڑي سي کوشش اور توجه سے بهي کام لیں گے - خاکسار اس سلسلے میں چار خریدار الهلال کي نذر کرتا هے' اور اڈیٹر صاحب سے میري درخواست هے که آینده جولائي سے وه میرے نام ایک پرچے کي جگه جو اسوقت جاري هے' ۵ پرچے الهـلال کے بهیجا کریں - امید هے که دیگر اصحاب بهي اس طرف فوراً توجه فرمالینگے' اور مسئلهٔ قیام الهلال جو اسوقت بے انتها تشویش اور پریشاني کا موجب هو رها هے خود بخود حل هو جائیگا - ورنه خدا نخواسته اگر الهلال بند هوگیا تو اس سے جو نقصان عظیم قوم کو برداشت کرنا پڑیگا' اسکي تلافي کسي طرح ممکن نه هوگي -

الهـلال اگر بوجه کمي اشاعت اور زیادتي اخراجات کے مزید مالي قربانیوں کا متحمل نهیں رها هے تو قوم کا فرض هے که وه اس باره میں الهـلال کو هر طرح امداد دے اور هر ممکن کوشش الهلال کو زنده رکهنے کي جاے -

مقبـــول از کشمیر

رُخ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گزاری - اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا ملنی ہو - تو نہ ہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیڈ یا اسپرٹ میں حل کئے ہوئے نجوم کا استعمال گلگونی خساروں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونۂ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کر دیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵/)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موجِ بوئے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی توبی حرکت شام و دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کر دیتی ہے - اسلئے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی سیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے

اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دیا سلائی سے مسند ناز پہ تا دیر بہار بجاتی ہے *

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں چوبیس بتیوں کو کافی ہے قیمت ۸/

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح مجلس کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی تین تحفہ خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے باذاق اور نازک دماغ اصحاب حکماء - اطباء - ایڈیٹرز - مشاہیر ادا کا ہر انکو فدیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں +

تاج قطرۂ تسنیم فی شیشی ایک ڈرام عہ
تاج روح شمیم فی شیشی ایک ڈرام عہ
تاج موج نسیم فی شیشی ایک ڈرام ۱۲/
علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایت سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں حرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ دو دوائیں ہمیشہ اپنے پاس رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی میں پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی۔

قیمت بارہ ٹکیوں کی ایک شیشی ۵ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ۔

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی پڑیگا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شائستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل، چربی، مسکہ، گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے [illegible] تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر "[illegible] تیل" تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اسکی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے۔ اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوری کے لیے ازبس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک۔

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

[illegible] عظیم و مہلک مرض نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں اور ملیریا [illegible] ہیں۔ اسکا علاج [illegible] ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیم اور مفید [illegible] دوا ارزاں قیمت [illegible] مشہور [illegible] ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی [illegible] کا خیال کرکے اس مرض کو سالہا سال کی کوشش اور [illegible] کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور [illegible] کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کرچکے ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاوے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں [illegible] بدولت بھی ہیں اور ہم

عمرے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار۔ موسمی بخار۔ باری کا بخار۔ پھر کر آنے والا بخار۔ اور وہ بخار جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو یا وہ بخار جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو سردی سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بخار ہو۔ یا بخار میں دوران سر رہتا ہو۔ یا بخار آسامی ہو۔ زرد بخار ہو۔ بخار کے ساتھ کھانسی بھی ہو گئی ہو۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو طاقت ہو جاتی ہے اور تمام اعضا میں [illegible] پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کی سرخی اور [illegible] آجاتی ہے اور [illegible] اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ساتھ ہی [illegible] ہوں۔ [illegible] میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ کھانا وغیرہ ہضم ہونا مشکل ہو تمام شکایتیں اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت بڑی بوتل ایک روپیہ چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ آنہ
ہر ایک ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے۔
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر [illegible]
ایچ۔ ایس۔ عبد الغنی کیمسٹ ۲۲۰ و ۷۳
کولوٹولہ اسٹریٹ۔ کلکتہ

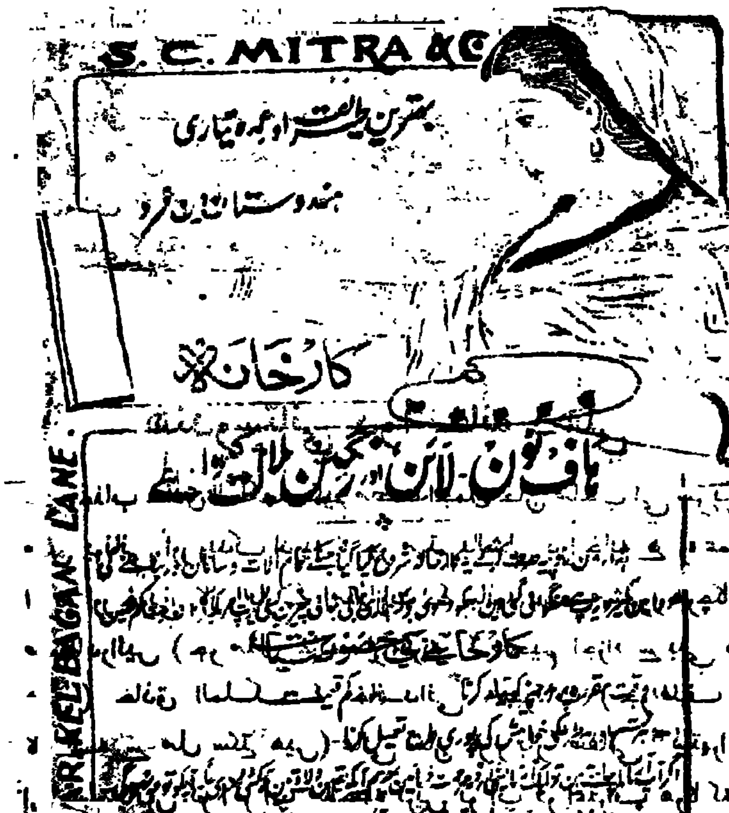

مسلمان مستورات کی دینی، اخلاقی، مذہبی حالت سنوارنیکا بہترین ذریعہ

نہایت عمدہ خوبصورت ایکہزار صفحہ سے زیادہکی کتاب بہشتی زیور قیمت ۲ روپیہ سارھے ۱۰ آنہ محصول ۷ آنہ -

جسکو ہندوستان کے مشہور و معروف مقدس عالم دین حکیم الامۃ حضرت مولانا محمد اشرفعلی صاحب تھانوي نے خاص مستورات کی تعلیم کے لیے تصنیف فرماکر عورتوں کي دینی و دنیاوي تعلیم کا ایک معتبر نصاب مہیا فرما دیا ہے - یہ کتاب قرآن مجید و صحاح ستہ (احادیث نبوي صلی اللہ علیہ وسلم) و فقہ حنفی کا اُردو میں لب لباب ہے - اور تمام اہل اسلام خصوصاً حنفیوں کیلیے بے حد مفید و نافع کتاب ہے جسکے مطالعہ سے ایک معمولی استعداد کے مرد و عورت اُردو کے عالم دین بن سکتے ہیں اور ہر قسم کے مسائل شرعیہ اور دینی امور سے واقف ہو سکتے ہیں - اس کتاب کي تکمیل کیلیے زیادہ عمر اور زیادہ وقت کي ضرورت نہیں - اُردو پڑھی ہوئي عورتیں اور تعلیم یافتہ مرد بلا مدد استاد اسکو بخوبی اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں - اور جو لڑکیاں یا بچے اُردو خواں نہیں وہ تھوڑے عرصہ میں اسکے حصہ اول کے ابجد پڑھکر اُردو خواں بن سکتے ہیں - اور باقي حصوں کے پڑھنے پر قادر ہو سکتے ہیں - لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے ساتھہ اسکی بھی تعلیم جاري کر دي جاتي ہے اور قرآن مجید کے ساتھہ ساتھہ یہ کتاب ختم ہو جاتي ہے (چنانچہ اکثر مکاتب و مدارس اسلامیۃ میں یہی طرز جاري ہے) - اس کتاب کو اسقدر قبولیت حاصل ہوئي ہے کہ اسوقت تک بار بار چھپکر ساتھہ ستر ہزار سے زیادہ فروخت ہو چکي ہے - دہلي لکھنؤ کانپور سہارنپور مراد آباد وغیرہ میں گھر گھر یہ کتاب موجود ہے اسکے علاوہ ہندوستان کے دوسرے شہروں میں صدہا جلدیں اس کتاب کی پہنچ چکی ہیں ' اور بعض جگہہ مسجد کے اماموں کے پاس رکھي گئي ہے کہ نماز کے بعد اہل محلہ کو سنا دیا کریں - اس کتاب کے گیارہ حصے ہیں اور ہر حصے کے ۹۶ صفحات ہیں اور سارھے ۳ آنہ قیمت -

حصہ اول الف با تا - خط لکھنے کا طریقہ - عقائد ضروریہ - مسائل وضو غسل وغیرہ -

حصہ دوم حیض و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل و ترکیب

حصہ سویم روزہ ' زکوۃ ' قربانی ' حج ' قسم ' نذر وغیرہ کے احکام -

حصہ چہارم طلاق ' نکاح ' مہر ' ولي عدت وغیرہ

حصہ پنجم معاملات ' حقوق معاشرت زوجین ' قواعد تجوید و قرات -

حصہ ششم اصلاح رسوم ' تردید رسوم مروجہ شادي غمی میلاد عرس چہلم سسرال وغیرہ -

حصہ ہفتم اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت جنت و نار -

حصہ ہشتم نیک بی بیوں کي حکایتیں و سیرت و اخلاق نبوي -

حصہ نہم ضروري اور مفید علاج معالجہ تمام امراض عورتوں اور بچوں کا -

حصہ دہم دنیاوي ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ و قواعد ڈاک -

گیارھواں حصہ بہشتي گوہر ہے جسمیں خاص مردوں کے مسائل معاملات اور مجرب نسخے مذکور ہیں - اسکی قیمت سارھے ۷ آنہ - اور صفحات ۱۷۴ ہیں - پورے گیارہ حصوں کي قیمت ۲ روپیہ سارھے ۱۰ آنہ اور محصول ۷ آنہ ہے - لیکن پوري کتاب کے خریداروں کو صرف ۳ روپیہ کا ویلو روانہ ہوگا ' اور تقویم شرعي و بہترین جہیز مفت نذر ہوگا -

بہترین جہیز - رخصت کے وقت بیٹي کو نصیحت حضرت مولانا کا پسند فرمایا ہوا رسالہ قیمت دو پیسہ -

تقویم شرعی - یعني بطرز جدید اسلامي جنتري سنہ ۱۳۳۲ھ جسکو حضرت مولانا اشرف علي صاحب کے مضامین نے عزت بخشي ہے - فائدہ حضرات کا خیال ہے کہ آجتک ایسی جنتری مرتب نہیں ہوئي - قیمت دو آنہ -

راقم

قاضي اصغر حسین ہاشمي - دار العلوم مدرسۃ اسلامیۃ دیوبند ضلع سہارنپور

پبلک کي دلچسپي و فائدہ رسانی

کا سامان بہم پہنچانا اور خالص ہمدردي کي صورت میں ملک و قوم کي سچي خدمت بجا لانا اخبار " ہمدرد " کا اس کے یوم اجراء سے مقصد رہا ہے ' اور اس مقصد کو زیادہ وسعت و سہولت کے ساتھہ انجام دینے اور ہر حیثیت و درجہ کے آدمیوں تک پہنچانے کي خاطر ہمدرد نے دیہلی سے عربي ٹائپ سنہ یکم جولائي سنہ ۱۹۱۴ سے مقبول عام خط نستعلیق اختیار کیا ہے جسمیں ولایت کي طاقت سے چلنے والي لیتھو گراف مشینوں پر اعلی درجہ کے اہتمام سے چھاپا جا رہا ہے - اس تبدیلي رسم الخط کے باعث مضمون میں کافي گنجایش پیدا ہو گئي ہے ' اور ہندوستان و ممالک غیر کي ضروري تاربرقیاں ' سبق آموز اداریے اور دلچسپ و مفید علمی مضامین زیادہ [illegible] صورت میں چھپنے کا موقعہ پہنچا ہے ؟ اس پر بھي قیمت پہلے [illegible] بقدر نصف گھٹا دی گئي ہے ' اور اب زیادہ استطاعت نہ رکھنے والے اصحاب بھي مقامي ایجنسیوں سے روزانہ " ہمدرد " ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے خرید سکتے ہیں ' اور ۱۲ روپیہ سالانہ ' ۶ روپیہ ۸ آنہ ششماہي اور ۳ روپیہ ۶ آنہ سہ ماہي - چندہ معہ محصول ڈاک بھیجکر براہ راست دفتر سے منگا سکتے ہیں - آپ اپنے ہاں کي ایجنسی سے ایک پرچہ خرید کر یا دفتر سے نمونہ منگا کر دیکھیں -

المشتہر

منیجر اخبار " ہمدرد " کوچہ چیلان دہلي

Printed & Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. & Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الہلال

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal CALCUTTA "
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۳ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۰ شعبان ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۵
Calcutta: Wednesday July, 15. 1914.

جهان اسلام

جهان اسلام کے پرچے دفتر الهلال سے ۳ آنه کا ٹکٹ بهیجکر منگوائیں -

منیجر

شهبال

ایکپ هفته وار مصور رساله - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا هے - ادبي - سیاسي - علمی اور سائنٹفک مضامین سے پرهے ہےگرافک کے مقابله کا هے - هر صفحه میں تین چار تصاویر هوتے هیں - عمده آرٹ کاغذ نفیس چهپائي اور بهترین ٹائپ کا نمونه - اگر ترکونکے انقلاب کا زنده تصویر دیکهنا منظور هو تو شهبال ضرور منگائیے - ملنے کا پته :

پوسٹ آفس فرنچ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۳
Constantinople - استامبول

ایک سنیاسی مهاتما کے دو نادر عطیۂ

حبوب مقوي — جن اشخاص کي قوى زائل هوگئے هوں وه اس دوائي کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواه اعصابي هو یا دماغي یا کسي اور وجه سے بالکل نیست نابود هو جاتا هے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتي هے - تمام دلي دماغي اور اعصابي کمزوریوں کو زائل کر کے انساني ڈهانچه میں معجز نما تغیر پیدا کرتی هے قیمت ۵۰ گولي صرف پانچ روپیه -

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا هے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا هے - هلتے دانتوں او مضبوط کرتا هے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑهوں پر ملا جاے تو بچه دانت نهایت آساني سے نکالتا هے - منهه کو معطر کرتا هے - قیمت ایک ڈبیه صرف ۸ آنه -

تریاق طفال — تپ تلي کیلیے اس سے بهتر شاید هی کوئي دوائي هوگي - تپ تلي کو بیخ و بن سے نابود کر کے بتدریج جگر اور تلی کي اصلاح کرتا هے - قیمت فی شیشي ۱ روپیه ۴ آنه -

ملنے کا پته - جي - ایم - قادري اینڈ کو - شفاخانه حمیدیه
منڈیاله ضلع گجرات پنجاب

هندوستاني دوا خانه دهلي

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کي سرپرستی میں یوناني اور ویدک ادویه کا جو مهتم بالشان دوا خانه هے وه عمدگی ادویه اور خوبي کار و بار کے امتیازات کے ساتهه بهت مشهور هوچکا هے - صدها دوائیں (جو مثل خانه ساز ادویه کے صحیح اجزاء سے بني هوئی هیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسي کارخانه سے مل سکتے هیں) عالي شان کار و بار' صفائی' ستهرا پن' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظه کریں تو آپ کو اعتراف هوگا که :

هندوستانی دوا خانه تمام هندوستان میں ایک هي کارخانه هے -

فهرست ادویه مفت، (خط کا پته)

منیجر هندوستانی دوا خانه دهلی

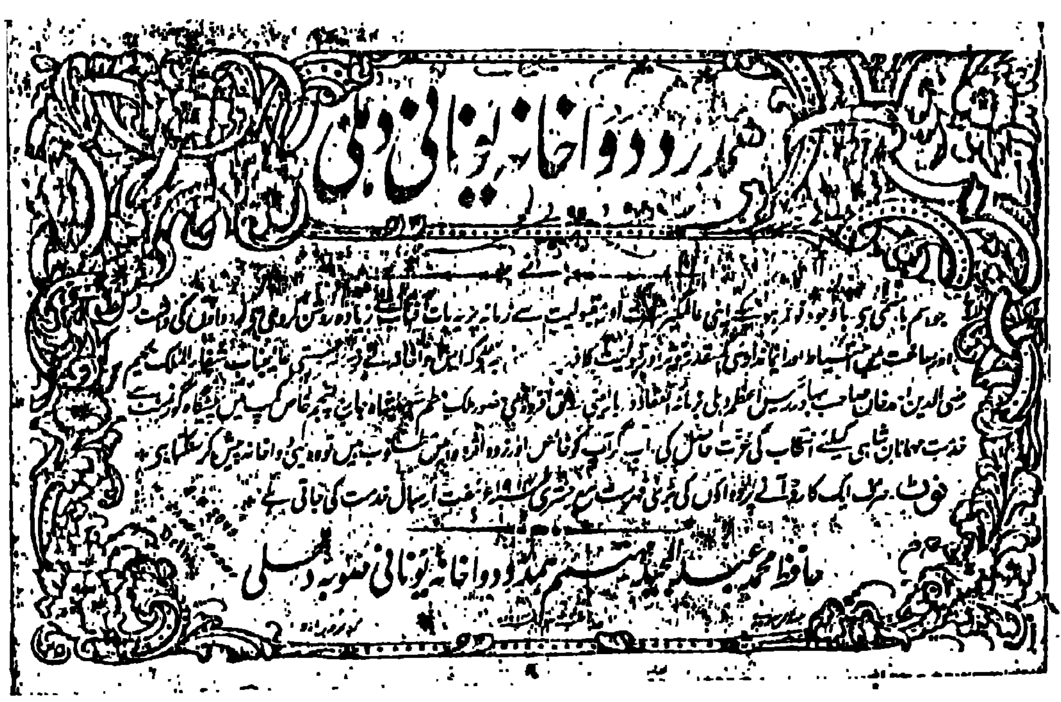

همدرد دواخانه یوناني دهلی

حافظ محمد عبد المجید مهتمم همدرد دواخانه یوناني [illegible] دهلی

الهلال کي ششماهی مجلدات قیمت میں تخفیف

الهلال کي شش ماهي مجلدیں مرتب و مجلد هونے کے بعد آٹهه روپیه میں فروخت هوتي تهیں لیکن اب اس خیال سے ک نفع عام هو' اسکي قیمت صرف پانچ روپیه کردي گئي هے -

الهلال کي دوسري اور تیسري جلد مکمل موجود هے - جلد نهایت خوبصورت ولایتي کپڑے کي - پشته پر سنهري حرفوں میں الهلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیاده کي ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیاده هاف ٹون تصویریں بهي هیں - کاغذ اور چهپائي کي خوبی محتاج بیان نهیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصله بس کرتا هے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیه کچهه ایسي زیاده قیمت نهیں هے - بهت کم جلدیں باقي رهگئی هیں - (منیجر)

جهان اسلام

یه ایک هفته وار رساله عربي ترکی اور اردو - تین زبانوںمیں استنبول سے شایع هوتا هے - مذهبي سیاسي اور ادبي معاملات پر بحث کرتا هے - چنده سالانه ۸ روپیه هندوستاني اور ترکوں سے رشتۂ اتحاد پیدا کرنیکے لیے ایک ایسے اخبار کي سخت ضرورت هے اور اگر اسکے توسیع اشاعت میں کوشش کي گئي تو ممکن هے که یه اخبار اس کمي کو پورا کرے -

ملنے کا پته ادارۃ الجریده في المطبعة العثمانیه چنبرلي طاش
نمبره صندوق البوسته ۱۷۳ - استامبول
Constantinople

اڈیٹر الهلال کي راے

(نقل از الهلال نمبر ۱۸ جلد ۴ صفحه ۱۵ [۳۶۱]

میں همیشه کلکته کے یوروپین فرم جیمس مرے کے یهاں سے عینک لیتاهوں - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو میسرز- ایم ان - احمد - اینڈ سنز[نمبر ۱۵/۱ ربن اسٹریٹ کلکته] سے فرمایش کي - چنانچه دو مختلف قسم کي عینکیں بنا کر انهوں نے دي هیں' اور میں اعتراف کرتا هوں که وه هر طرح بهتر اور عمده هیں اور یوروپین کارخانوں سے مستغني کر دیتي هے - مزید بر آں مقابلةً قیمت میں بهي ارزاں هیں' کام بهي جلد اور وعده کے مطابق هوتا هے -

[ابو الکلام آزاد ۲ مئي سنه ۱۹۱۴]

صرف اپني عمر اور دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمانے پر همارے لائق و تجربه کار ڈاکٹرونکي تجویز سے اصلي پتهر کی عینک بذریعه وي - پي ارسال خدمت کي جائیگي - اسپر بهي اگر اپکے موافق نه آئے تو بلا اجرت بدل دي جائیگي -

عینک نکل کماني مع اصلي پتهر کے قیمت ۳ روپیه ۸ آنه سے ۵ روپیه تک -
عینک رولڈ گولڈ کماني مع اصلي پتهر کے قیمت ۶ روپیه سے ۱۲ روپیه تک
عینک اسپشل رولڈ گولڈ کماني مثل اصلي سونے کے' ناک چوڑي خوبصورت حلقه اور شاخین نهایت عمده اور دبیز مع اصلي پتهر کے قیمت ۱۵ - روپیه محصول وغیره ۶ آنه -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گهڑي - نمبر ۱ / ۱۵ ربن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

— Telephone Nº 648.
۲٦ AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street:
CALCUTTA
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly „ Rs. 4-12

الهلال

مقام اشاعت
۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲ شعبان ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۵
Calcutta: Wednesday July, 15. 1914.

الاسبوع

البانیا کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے اور ایسا ہونا طبیعی ہے کیونکہ یورپ جس قسم کی حکومت پر البانیوں کو مجبور کررہا ہے وہ انکے ملکی اور ملی مصالح اور حیات و جذبات کے لیے قاتل ہے -

ڈرروزو کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بد بخت شہر پر ایک رات بھی امن و سکون کی نہیں گذرتی - گویا اس کے لیے غروب آفتاب جنگ کا اعلان ہے' اور جب رات زیادہ آجاتی ہے تو آتشیں اسلحے اپنے تماشے دکھانے لگتے ہیں !

یورپ کے پاس سب سے زیادہ کامیاب ہتھیار جھوٹ ہے' اور اسلام کے مقابلہ میں جب کبھی اسے میدان جنگ میں شکست ہوتی ہے تو وہ اس شکست کا انتقام ٹیلی گراموں' سفارت خانوں' اور اخبارات کے دفتروں میں لے لیتا ہے !

البانی مسلمان جو تعداد میں ۸۰ فیصدی ہیں' چاہتے ہیں کہ انکا بادشاہ مسلمان ہو- یہ مطالبہ جزیرہ نماے بلقان کی دوسری قوموں کی طرف سے تو ایک جائز مطالبہ تھا' چنانچہ اسی بناء پر انگلستان نے یونان اور روس نے بلغاریا کو ترکی کی غلامی کے بارے سبکدوش کردیا' مگر اب جبکہ یہی مطالبہ مسلمان البانیوں کی طرف سے کیا گیا ہے تو یہ بغاوت اور سرکشی ہے اور جسکے لیے دھمکی دی گئی ہے کہ اس کا نتیجہ سلسلۂ [illegible] مصائب اور بین القومی احتلال ہوگا ! ویل للمطففین !

لیکن شاید ضمیر کی ملامت (اگر ضمیر یورپ میں اسلامی معاملات کے لیے زندہ سمجھا جاسکتا ہو) اور اس دھمکی کی نامعقولیت نے اسپر قائم رہنے نہ دیا - لہذا اب ایک اور تصنیف نغمہ خبروں کے اس گراموفون میں بھرا گیا ہے جسکی کنجی انگلستان کے ہاتھہ میں ہے -

ریوٹر اطلاع دیتا ہے کہ " ڈرروزو میں ایک اجتماع ہوا جسمیں تمام طوائف و قبائل البانیہ کے ۸۰۰ قائمقام موجود تھے - موجودہ حالت پر ایک سرگرم مباحثہ کیا گیا - گو مجلس نے کوئی قطعی نتیجہ ابھی تک نہیں نکالا ہے' تاہم یہ امر خاص طور پر قابل اطمینان ہے کہ شہزادہ ویڈ کی حکومت کے بقاء و استحکام کے لیے مسلمانوں اور عیسائیوں میں پورا اتفاق تھا " سبحانک ہذا بہتان عظیم !

شہزادہ ویڈ کو رومانیا سے کیا کیا امیدیں نہ تھیں ؟ مگر شاید وقت قریب آگیا ہے جبکہ امیدوں کا پردۂ فریب چاک ہوجائیگا - ڈرروزو کی تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ البانیا کے امن و نظام کے لیے رومانیا سے فوجی اعانت ملنے کی کچھہ امید نہیں - اسلیے بعض مشیران کار یہ راے دیتے ہیں کہ بین الملی فوج کے لیے کوشش کرنی چاہیے -

حال میں سینٹ پیٹرسبرگ میں ایک موتمر اسلامی منعقد ہوئی تھی' جسمیں یورپین اور ایشیائی روس کے ۴۰ [illegible] مبعوث (وکلا) شریک ہوے - اس موتمر کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ تمام کوششیں جو اسوقت منتشر و متفرق طور پر مسلمانان روس کی دینی و غیر دینی مصالح کی حفاظت میں مصروف کار ہیں' ان سب میں ایک مرکزیت اور تنظیم پیدا کردی جاے -

مسئلہ تعلیم کے متعلق اس موتمر نے یہ راے قائم کی کہ جب تک عورتوں میں تعلیم کی اشاعت نہ ہوگی اسوقت تک نئی اسلامی نسل کوئی صحیح و مطلوب ترقی نہیں کرسکتی -

بالآخر السٹر نے اپنے صوبے کی علحدہ گورنمنٹ کا اعلان کرکے السٹر پارلیمنٹ قائم کرہی لی ہے - اس گورنمنٹ نے اپنا مطمح نظر یہ قرار دیا ہے کہ ملک میں قانون' امن' اور انتظام کی حفاظت کی جاے' ساتھہ ہی آئرش پارلیمنٹ میں السٹر کے بجبر شامل کرنے کے خلاف جنگ کی جاے' مگر اسطرح کہ شاہ برطانیہ کے ساتھہ کوئی اعلان بغاوت نہ ہو-

جب سے یہ خبر شایع ہوئی ہے' اسوقت سے انگلستان میں ایک معرکۂ قلم و زبان برپا ہے - مختلف جماعتوں کے اخبارات میں اسکے متعلق اہمیت و حقارت' اعتراض و جواب' الزام و مدافعت' اور تحسین و تنقیص سے لبریز مضامین شائع ہورہے ہیں-

سر ایڈورڈ کارسن نے [illegible] والنٹیرز السٹر کی فوجی قواعد دیکھتے ہوے ایک پرجوش تقریر کی اور کہا :

" بظاہر صلح کی کوئی امید معلوم نہیں ہوتی' لیکن بہر حال اگر عزت کی صلح ناممکن ہوئی تو پھر عزت کی جنگ کی جائیگی "

بیلفاسٹ میں مسٹر [illegible] نے لوگوں سے کہا :

" حکومت اب تمہاری محافظ نہیں رہی - اسلیے اب اپنے لیے خود اپنی حفاظت کی تیاری کرلو "

* * *

جہاز کوماگاٹامارو کے متعلق آخری فیصلہ ہوگیا یعنی اب واپس آنا پڑیگا - عدالت اپیل کے نزدیک ہندوستانیوں کے اخراج کے متعلق حکومت کے قواعد بالکل مطابق قانون و عدل و انصاف ہیں -

کوماگاٹا کے مظلوم مسافروں نے درخواست کی تھی کہ انہیں واپسی کیلیے مدد دی جاے - اسکے جواب میں گورنمنٹ نے لکھا کہ مدد نہیں دی جاسکتی' تاکہ تمہاری حیرانی اوروں کے لیے وسیلۂ عبرت ہو!

سچ یہ ہے کہ جو ملک عزت سے محروم ہوگیا ہو اسکا وجود صرف عبرت ہی کیلیے کار آمد ہوسکتا ہے -

مشاهیر اسلام [illegible] افغانستان کے ڈاکٹر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان [illegible] ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۴] حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ [illegible] ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۲ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ [illegible] شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سر سید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبد الحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] ترکی معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر [illegible] ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت [illegible] ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۳ آنہ رعایتی ۹ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۹ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۷] حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یکجا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ (۴۰) رفتگان پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ آنہ رعایتی ۹ آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ رعایتی ۳ آنہ [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ آنہ رعایتی ۹ آنہ [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ آنہ رعایتی ۳ آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی [illegible] ۹ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] [illegible] اور خواتین چشت اہل بہشت کے مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی معہ انکے سینہ بسینہ اور صدری مجربات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھدئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] البحران [illegible] تفصیل [illegible] رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] [illegible] رعایتی ۳ پیسہ [illegible] بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب [illegible] [۱۹] اصلی [illegible]

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیر نے موقعہ کی پیمائش سے بنایا ہے - نہایت دلفریب متبرک اور روغنی معہ رول رکھنے والا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیہ - علاوہ محصول ڈاک -

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

نبی بخش خان کی مجرب ادویات

جواہر نور العین

[illegible] روپیہ ماشہ والا خالص ممیرہ بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کرسکتا - اور دیگر سرمہ جات تو اسکے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے - اس کی ایک ہی سلائی سے [illegible] میں نظر دوگنی ' دھند اور شبکوری دور ' اور ککرے چند [illegible] اور پھولہ ' ناخونہ ' پڑبال ' موتیابند ' ضعف بصارت عینک کی عادت اور ہر قسم کا اندھا پن بشرطیکہ آنکھ پھوٹی نہ ہو [illegible] میں رفع ہوکر نظر بحال ہوجاتی ہے - اور آنکھ [illegible] عینک لگانے کی ضرورت نہیں رہتی ' قیمت فی [illegible] خاص ۱۰ روپیہ - درجہ [illegible] اول ۲ روپیہ -

حبوب شباب آور

دنیا بھر کی طاقتور دواؤں سے اعلیٰ اور افضل ' مولد خون اور معرک اور مقوی اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیر و جوان کی ہر قسم کی کمزوری بہت جلد رفع کرکے اعلیٰ درجہ کا لطف شباب بخشتی ہیں - قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

طلسم شفا

ہر قسم کا اندرونی اور بیرونی درد اور سانپ اور بچھو اور دیوانہ کتے کے کاٹے کے زہر کا درد چند لمحہ میں دور اور بد ہضمی قے اسہال [illegible] اور [illegible] اور مسوڑوں کی ورم اور زخم اور جلنے [illegible] چنبل ' داد ' خارش ' پھلی اچھلنا ' خناق ' سرکان ' [illegible] کی درد ' [illegible] اور نقرس وغیرہ کیلئے ازحد مفید ہے قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

حسن افروز

ایک منٹ میں سیاہ فام کو گلفام بناکر اور چہرہ کی چھایاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

تریاق سگ دیوانہ

اس کے استعمال سے دیوانہ کتے کے کاٹے ہوئے مریض کے پیشاب کے راستہ مچھر کے برابر دیوانہ کتے کے بچے خارج ہوکر زہر کا اثر زائل ' اور مریض تندرست ہوجاتا ہے - قیمت فی [illegible] ۱۰ روپیہ [illegible] روپیہ -

طلائے مہاسہ

چہرہ کے کیلوں کی ورم [illegible] اور سرخی رفع ' اور پکنا اور پھوٹنا مسدود کرکے انہیں تحلیل کرتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ - حبوب مہاسہ ان کے استعمال سے چہرہ پر کیلوں کا نکلنا موقوف ہوجاتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ

[illegible] ہیضہ

[illegible] نہیں [illegible] حکیم اور ڈاکٹر [illegible] کیلئے [illegible] نہیں ہوا کرتی - اسکے ۳ درجہ ہوتے ہیں - ہر درجہ کی علامات اور علاج مختلف ہے - پس جس کے پاس اکسیر ہیضہ نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ موجود نہ ہوں وہ خواہ کیسا ہی قابل اور مسلمہ ڈاکٹر کیوں نہ ہو اس مرض کا علاج درستی سے نہیں کرسکیگا - لہذا وبا کے دنوں میں ہر سہ قسم کی اکسیر ہیضہ تیار رکھنی چاہئے - قیمت ہر سہ شیشی ۳ روپیہ -

پتہ : — منیجر شفاخانہ نسیم صحت
دہلی دروازہ لاہور

در جــنوں بیــکار نتواں زیستن
آتشــم تیزست و داماں می زنــم !

یه بالکل سچ ہے اور یہي میرے دل کا اصلي زخم ہے - لیکن افسوس که وه یه کہتے هوے اپني اور اپنے گردو پیش کي حالت بھول گئے - میں صرف اس حالت پر توجه دلا دینا انکے جواب کیلیے کافي سمجھتا هوں -

اس قسم کے تمام کاموں کیلیے اولین شے تقسیم عمل ہے - یعنے متعدد اشخاص اور جماعتوں کا موجود رهنا جن میں سے هر شخص یا جماعت کام کے ایک ایک حصے کو اپنے ذمے لیلیے ' اور ان سب کي مجموعي مساعي و اعمال سے تکمیل مقصد ظہور میں آے -

پس صورت یه هونی چاهیے که ایک جماعت تو همیشه صرف تحریک و دعوت اور تنبه و ایقاظ کے کاموں میں مشغول رہے' تاکه بیداري قائم اور غفلت کا استیلاء مقهور و مخذول رہے - دوسري جماعت اس تحریک کے نتائج سے کام لے ' اور جو استعداد پیدا هوتي جاے اسے ضائع نهونے دے -

همارے اصلي بدبختي یہي ہے که اس قسم کے کام کرنے والے نا پید هیں اور کوئي حقیقي تقسیم عمل هو نہیں سکتي - میں دو سال تک اسي چیز کي تلاش میں رها که کسي طرح دونوں کاموں کو ایک هي وقت میں انجام دیا جاسکے مگر اپني محرومي سے کامیاب نهوا -

* * *

اب میرے سامنے صرف دو هي راهیں هیں - پہلي راه یه ہے که محض تحریک و قیام دعوة هي کے کام میں مشغول رهوں ' اور اسکے علاوہ جو دیني ' علمي ' ادبي ' سیاسي ' اور عام اصلاح و ترقي کی شاخوں میں الهلال کام کر رها ہے یا کر سکتا ہے ' اس پر قناعت کرلوں - یه میدان بھي کام کرنے والے کیلیے کچھه کم قدر و قیمت نہیں رکھتا اور بجاے خود ایک بڑي سے بڑي خدمت ہے - مگر کیا کروں' دل همت طلب صرف اتنے پر قناعت نہیں کرتا - میں دیکھه رها هوں که وقت کم اور فرصت مفقود ہے - آمادگیاں ضائع جا رهي هیں ' اور استعداد بغیر جمعیت افکار و عمل کے بھٹک رهي ہے - بیج ڈالا جاچکا ہے مگر کوئي نہیں جو آبپاشي کا سامان کرے - کس دل سے گوارا کروں که ایسا دیکھوں اور آنکھیں بند کرلوں ' اور اپنے تمام بہترین عزائم کو سپرد خاک کردوں ؟

پھر یه بھي ہے که هماري حالت آور دن کي سي نہیں ہے - اب وقت اسکا نہیں رها که آهسته آهسته ایک ایک منزل کو طے کیا جاے - اب تو معرکۂ جنگ درپیش ہے - هر سپاهي جو کچھه کرسکتا ہے کرے' اور صرف اپنے ایک هي فرض پر قناعت نه کرلے -

پس خواه کچھه هي کیوں نهو ' میں نے تو روز اول جو فیصله کرلیا ہے اور جسکے اندر اس قادر قیوم نے میرے دل کا اصلي سکھه اور میري روح کي حقیقي لذت رکھدي ہے' اسے ترک نہیں کرسکتا - ممکن ہے که میں اپني قوت اور اپنے بس سے تن تنہا زیاده کام کرنے کی طلب میں پوري طرح کامیاب نهوں ' لیکن وه ناکامي جو تلاش کے بعد هو' اس سے بہتر ہے که ناکامي کے خوف سے تلاش هي نه کي جاے - کامیـــابي محض اشخاص و تعینـــات سے وابسته نہیں ہے - وه که حقیقي یقین کي آواز صرف اسي کے منهه سے نکلتي ہے ' کہه رها ہے که صادق نیتوں کے لیے نا کامي نہیں هوسکتي - مجهے کامیابي نهو' مگر یه تو طے شده ہے که میرے مقصد کو طلب و جستجو کي هر منزل میں فتح مندي اور کامیابي هي هوگي : ربنـــا علیک توکلنـــا والیک انبنا والیک المصیر! ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفروا ' و اغفرلنا ربنا ' انــک انت العزیز الحکیم !! (۶۰ : ۵) ربنا افرغ علینا صبراً و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین ! (۲ : ۱۸۲)

* * *

رهي دوسري صورت یعنے اپنے ارادوں اور طلب و اضطـراب کے مطابق "دوسري منزل" کے جن کاموں کو شروع کرچکا هوں' انهیں تکمیل تک پہنچانے میں لگ جاؤں اور اسکے سوا چاره بھي نہیں' تو حقیقت یه ہے که متضاد سمتوں کي کشمکش و کشاکش سے میں عاجز آگیـا هوں - ایـک هي وقت میں تن تنہـا اعلان و دعوت کے کاموں اور خدمات علمیه و ادبیه کو بھي قائم رکھنا ' نیز دوسري منــزل کے کاموں کو بھي کرنا بہت دشوار ہے - جو کام اب درپیش هیں انکے لیے پورے وقت کے صرف کردینے کي ضرورت ہے ' اور اکثر اوقات کلکته سے باهر رهنے کي اور ایسے کاموں سے گھر جانے کی جن میں شغل تحریر و کتابت و ترتیب و تدوین رسائل کي مہلت نہیں ملسکتي -

میں دو سال تک اس فکر میں رها که اقلاً اتنا هي انتظام هو جاے که الهلال جاري رہے ' اور اگر پورا وقت نہیں نکال سکتا تو اور کاموں کیلیے نصف وقت تو نکال سکوں - لیکن تجربے سے ثابت هوا که ایسا هونا بحالت موجوده آسان نہیں - پس اگر ان کاموں میں مصروف هوتا هوں تو الهلال کا مسئله سامنے آ جاتا ہے ' اور حیران رهجاتا هوں که کیا کروں ؟

* * *

الهلال کي ترتیب اور دائمي مشغولیت کیلیے جس طرح ایک پوري جانکاه اور دماغ پاش زندگي چاهیے ' اسکا اندازه میرے دوستوں کو نہیں ہے :

بخرام سوے کلبـۂ احـزان من شبے
تا بنگـري که عشق تو با ما چه میکند ؟

ایک پرچه الهلال کا اٹھا کر دیکھیے اور اسکے تمام ابواب پر نظر ڈالیے - اگر اسقدر مواد محض نقل هی کیا جاے - جب بھي اسکے لیے ایک دو آدمي کافی نہیں هوسکتے - چه جائیکه دماغ کا به یک وقت ان سب کو مدون کرنا اور تمام شرائط و خصائص کے تحفظ کے ساتھه لکھنا - پھر انکی ترتیب و نگراني اور نظر عمومي و نظم مجموعي -

بلا شبه مجهے بعض حضرات سے مدد بھي ملتي ہے جسکے لیے میں انکا ممنون هوں ' لیکن وه مدد ایسي نہیں ہے جو الهلال کو به حیثیت الهلال میري عدم موجودگي میں قائم رکھے -

* * *

یه کشمکش ہے جسمیں گرفتار هوں ' اور اسي کے طرف میں نے اشاره کیا تھا - افسوس ہے که بعض حضرات نے اسپر غور نہیں فرمایا اور متعجب هوکر پوچھنے لگے که الهـــلال کو بند کر دینے کا خیال کیوں پیدا هوا ہے' اور " پہلي منزل " سے مقصود کیا ہے ؟ حالانکه مقصود تو صاف تھا اور حالات بالکل غیر پیچیده -

* * *

یه دوسري منزل " جماعۃ حزب الله " کي تکمیل ہے -

" حزب الله " کے اعلان کو ایک سال هو گیا - اس عرصے میں جو ابتدائي مراحل اسکے متعلق ضروري تھے ' رفته رفته طے هوتے رہے ' اور متعدد اهم الامور مراتب کي انجام دهي کي حق سبحانه نے توفیق دي - ایک بڑا کام کلکته میں کسی مرکزي درس گاه اور " دارالجماعه " کي تعمیر و تاسیس تھي ' سو الحمد لله که اسکے متعلق بھي تمام انتظامات تکمیل کو پہنچگئے هیں اور انشاء الله پہلي رمضان المبارک کو اسکا بنیادي پتھر نصب کردیا جائیگا : الذي انزل فیه القران -

اب اسکے بعد جو کام هیں ' انکے لیے ضرورت ہے که کچھه عرصے تک کیلیے اپنا پورا وقت صرف کروں' اور یکسوئی کے ساتھه اسکي تکمیل کیلیے وقف هو جاوں -

یہي " دوسري منزل " ہے جسمیں اب کسي طرح توقف نه هونا

شذرات

مسئلہ قیام الہلال

" پہلی منزل "

مسئلۂ قیام الہلال کو پیش کرتے ہوے اس عاجز نے لکھا تھا کہ " دعوت الہلال اپني پہلي منزل سے گذر چکي ہے " بعض احباب کرام کو اسکے سمجھنے میں غلطي هوي - حالانکه " صدا به صحرا " کے عنوان سے جو مضمون شائع هوا تھا ' اسمیں ایک حد تک اِسکي تصریح کر دي گئي تھي -

میں تفصیل کےساتھہ نہیں لکھہ سکتا - مختصر یہ ہے کہ الہلال متعدد حیثیتیں رکھتا ہے - از انجملہ ایک حیثیت دعوۃ و تحریک کي ہے - تحریک کے لیے پہلي منزل یہ ہے کہ دلوں کي غفلت دور کي جاے' عام احساس و بیداري پیدا هو جاے ' اور جن مقاصد کیلیے پکارا جا رہا ہے وہ هزاروں دلوں میں اپنا گھر بنا لیں -

جب ایسا هو جاے تو دعوت اپني " پہلي منزل " سے گذر گئي - اسکے بعد اس سے سخت تر اور مہم تر منزلوں کي طرف بڑھنا چاهیے - استعداد و قبول مثل تخم ریزي کے ہے - اسکے بعد آبپاشي کي فکر کیجیے - تا کہ کھیت پوري طرح نشو و نما پاے' اور فصل آے تو کاٹنے کے لیے هر شاخ اپنا ذخیرہ پیش کر سکے -

* * *

اِس آبپاشي کي مختلف صورتیں هیں اور اسي کو میں " دوسري منزل" قرار دیتا هوں -

الہلال بہ حیثیت داعي الی الحق هونے کے اسلیے آیا تھا تا کہ سنۃ مقدسۂ حریۃ اسلامیہ کا احیاء کرے' اور اسلام کی تعلیمات حقہ کو انکي اصلي وسعت اور محیط کل صورت میں پیش کردے - نیز بتلاے کہ تعلیم الہي محض چند احکام وضو و طہارت هي سے عبارت نہیں ہے جیسا کہ بد بختي سے سمجھا جا رہا ہے' بلکہ وہ ایک نظام اجتماعي و مدنیۃ صالحہ کا نام ہے' جو انسانوں کے فلاح و نجاح کے لیے سنن الہیہ کے ماتحت هر قسم کي اعلي ترین هدایات اپنے اندر رکھتي ہے' اور اس نے مقام انسانیت کو اسقدر ارفع و اعلی کر دیا ہے کہ دنیا کي کوئي دوسري الہامي و حکمي تعلیم اسکي نظیر پیش نہیں کرسکتي - وہ اصلاح عالم او ر نظام کائنات کا ایک قانون ہے جو تمام مخلوقات و موجودات پر حاوي ہے' اور جب کبھي کسي گروہ یا ملک نے رفعت و عظمت حاصل کي ہے تو اسي نظام کے ما تحت آکر' گو اس نے اسلام کي حقیقت نہ پہچاني هو اور طرح طرح کے مختلف ناموں سے اُسے تعبیر کیا هو:

فاقم وجهك للدين حنيفا ' فطرة الله التي فطر الناس عليها - لا تبديل لخلق الله' ذلك الدين القيم' و لكن اكثر الناس لا يعلمون (۳۰:۲۹)

* * *

چنانچہ اس نے اپني آواز بلند کي اور تمام مخالف و مفسد قوتوں کے خلاف اعلان جہاد کردیا - اس راہ میں سب سے بڑا بت وہ هیبت اور مرعوبیت تھي' جو کفر و ارباب کفر اور انکے خلفاء مضلین کي مسلمانوں کے دلوں پر چھا گئي تھي' جسکو بعض منافقین مفسدین اور ملحدین مارقین نے اپني ابلیسانہ مساعي سے اور زیادہ مستحکم و جا گرفتہ کردیا تھا' اور جسکي وجہ سے اس پوري نصف صدي کے اندر کسي مسلمان کي زبان اُن کلمات الہیہ کي دعوۃ و احیاء کیلیے نہ کھل سکي جو مذهب اسلام کي اصل اساس و بنیاد نظام هیں ' اور جن سے کتاب و سنت کے تمام اوراق و صحائف بھرے هوے هیں' اور سلف صالحین نے اپني بڑي بڑي مقدس [illegible] کي دعوت اور پکار میں بسر کردي هیں -

پس سب سے پہلے اس نے اسي طاغوت اعظم اور ابلیس شرک و کفر مجسم کو اپني بے پردہ دعوۃ کا نشانہ بنایا ' اور اتباع اسوۂ مقدسۂ ابراهیمي کي روح سے معمور هوکر علانیہ پکار اٹھا :

تا لله لا كيدن اصنامكم بعد ان تولوا مدبرين (۲۱ : ۵۸)

افتعبدون من دون الله ما لا ينفعكم شيئا و لا يضركم ؟ اف لكم و لما تعبدون من دون الله افلا تعقلون ؟ (۲۱ : ۶۷).

کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسے (لوگوں) کي غلامي کرتے هو جو نہ تو تم کو کچھہ نفع پہنچا سکتے هیں اور نہ نقصان ؟ تف ہے تم پر اور تمہارے اُن خداوندوں پر جنہیں خدا کو چھوڑ کر تم پوجنے لگے هو ! تمھیں کیا هوگیا ہے کہ ایسي سچي بات بھي تمہاري عقلوں میں نہیں سماتي ؟ "

* * *

الحمد للہ کہ ضلالت و افساد کے بہت سے چھوٹے چھوٹے بت دو نیم هوکر گرچکے هیں ' " طاغوت اعظم " کي هیبت و مرعوبیت کي جگہہ هزارها قلوب مومنین مخلصین میں خداے ابراهیم و محمد (علیهما الصلواۃ و السلام) کی عظمت حقیقي اور عبودیۃ صادقہ جا گزیں هو چکي ہے' اور احساس و افکار کے انقلاب عام کا ایک ایسا عدیم النظیر اور محیر العقول منظر سامنے ہے جو کسي کے وهم و گمان میں بھي نہ تھا !

پس اتباع اسوۂ ابراهیمي و محمدی (علیهما الصلوۃ و السلام) و اطاعت اوامر اسلامیہ ' و جوش خدمت کلمۂ اسلام و مسلمین ' و دفع بدعات و زوائد ' اور تبلیغ دین الخالص کتاب اللہ و سنۃ رسولہ کي جو دعوۃ شروع کی گئي تھي ' الحمد للہ کہ وہ عام طور پر " قبول " کرلي گئي ہے - اسي قبولیت کو میں " پہلي منزل" سے تعبیر کرتا هوں -

اب دوسري منزلیں اسکے بعد کي هیں - ازانجملہ یہ کہ اس استعداد کو فوراً ایک ایسي منظم و نافذ صورت میں منتقل کردیا جاے کہ اعمال و افعال میں اسکا ظہور پوري قوت و تأثر کے ساتھہ نمایاں هو جاے ' اور یہ جو تبدیلي مختلف گوشوں اور افراد میں پھیلي هوئي اور متفرق ہے ' اسے یکجا و مجتمع کرکے ایسي جماعتیں پیدا کي جائیں جو قولاً و عملاً دعوۃ اسلامیہ کي حامل هوں' اور سلف صالح و مسلمین اولین کے فراموش کردہ طریقوں کے مطابق چلکر ایک عام تبدیلي مسلمانوں کے دیني معتقدات و اعمال میں نافذ و ساري کر دیں -

* * *

هر کام کیلیے دعوت ضروري ہے' اور اسلیے اعلان و اظہار بھي ضروري - لیکن اعلان و اظہار کا عہد ختم هو گیا - اب خاموشي و گمنامي کا دور حقیقي شروع هونا چاهیے - آگ جب تک نہیں ملي تھي' اُسکي طلب میں شور و هنگامہ تھا - پر جب ملگئي تو اب جلنے اور سوز و تپش کي لذت حاصل کرنے کے سوا اور کوئي مشغلہ نہ هونا چاهیے :

کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیا مد !

الحمد للہ کہ یہ عاجز شور و هنگامہ کے عین عروج میں بھي سکوت و خاموشي کے اعمال کي لذت سے بے خبر نہ رہا' البتہ ضرورت جس استغراق و استہلاک کي ہے' اسکي مہلت بوجہ مشغولیت الہلال نہ ملسکي -

* * *

اکثر حضرات اس امر پر زور دیتے هیں کہ دعوۃ و تحریک کے قیام کیلیے ضروري ہے کہ اُسکا سلسلہ همیشہ جاري رہے - میں تسلیم کرتا هوں کہ یہ ایک واقعي صداقت ہے جسے اسکے صحیح و اصلی موقعہ پر وہ دهرا رہے هیں - اگر الفاظ بدل دیے جائیں تو انکا مقصود زیادہ واضح هو جایگا - آگ کے شعلے مطلوب هیں تو سلگا کر چھوڑ نہ دینا چاهیے - هر وقت اسے هوا پہنچانے اور پنکھا جھلتے رهنے کا بھی بندو بست کرنا ضروري ہے :

الهلال

۲۰ - شعبان - ۱۳۳۲ هجري

بسلسلۂ فاتحۂ السنۃ الثالثه

اولياء الله و اولياء الشيطان

اصحاب النار و اصحاب الجنة

تفسير القرآن كا ايک باب

قران حكيم كے تدبر و مطالعه سے معلوم هوتا هے كه حق و باطل ' ايمان و كفر ' نور و ظلمت ' تعلق علوي و رشتۂ سفلی ' اور اعمال صالحه و كاروبار مفسده و سيئه كے اختلاف كے اعتبار سے دو بالكل متضاد اور باهمدگر مخالف گروه دنيا ميں هميشه سے هوتے چلے آے هيں ' اور جب كبهی حق و باطل كا معركه گرم هوتا هے تو انهيں دو جماعتوں كی قطاريں ايک دوسرے كے مقابلے ميں صف آرا هوتي هيں - قران حكيم نے مختلف ناموں سے ان دونوں جماعتوں كا ذكر كيا هے اور جابجا انكے اثار و علائم اور خواص و اعمال كی تشريح كی هے -

مثلاً ۳۲ سے زياده مقامات ميں ايک ايسی جماعت كا ذكر كيا هے جس نے اپنے دلوں كو حق كے قبول كيليے مستعد كرليا هے اور جو اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے الله اور اسكی صداقت كو چاهنے والی اور پيار كرنے والی هے ' اور اسليے الله نے بهی اسے اپنا دوست اور ساتهي بنا ليا هے -

اس جماعت كو " اولياء الله " كے لقب سے پكارا گيا هے - يعنے وه خدا كے دوست هيں اور اسكے چاهنے والوں كے گروه ميں داخل هيں - چنانچه سوره بقر ميں فرمايا :

الله ولی الذين امنوا	الله تعالی مومنوں كا ولي (دوست) هے -
يخرجهم من الظلمات	وه انهيں تاريكي سے نكال كر روشني
الی النور (۲ : ۲۵۷)	ميں لاتا هے -

آل عمران ميں كها :

و الله ولی المومنين	اور الله مومنوں كا " ولي " يعني
(۳ : ۶۸)	دوست هے -

سورۂ جاثيه ميں متقين كها :

والله ولی المتقين -	الله متقي انسانوں كا ولي هے -

سوره اعراف ميں صالحين كها :

وهو يتولی الصالحين (۷ : ۱۹۵)	الله صالح انسانوں كا دوست هے -

اولياء الله كی پهچان -

سورۂ جمعه ميں اس گروه كيليے ايک آزمايش بتلائي جسميں پڑكر معلوم هو جايگا كه كون اولياء الله ميں سے هے اور كون اولياء الشيطان ميں سے ؟

قل يا ايها الذين هادوا	اے پيغمبر يهوديوں سے كهدو كه اگر تم
ان زعمتم انكم اولياء لله	كو اس بات كا دعوا هے كه تمام بندوں
من دون الناس فتمنو	ميں سے صرف تم هي الله كے ولي
الموت ان كنتم صادقين	اور دوست هو ' تو اسكي آزمايش يه هے
(۶۲ : ۶)	كه خدا كي راه ميں موت كي آرزو

كرو - اگر تم سچے هوگے تو ضرور ايسا هي كروگے -

اس آية سے ثابت هوا كه الله كے دوستوں كي سب سے بڑي پهچان يه هے كه جب انهيں جان دينے اور زندگي اور اسكي لذتوں سے دست بردار هوجانے كي دعوت دي جاتی هے تو وه لبيک كهتے هوے اسطرح دوڑتے هيں ' گويا بهوكوں كو غذا كي اور پياسوں كو پاني كي پكار سنائي دي - پر جو جهوٹے هيں اور الله كي ولايت سے محروم ' وه انكار كر ديتے هيں اور يه انكے جهوٹے هونے كی مهر هے جو خود انهوں نے اپنے اوپر لگا دي :

ولا يتمنونه ابدا بما قدمت	اور يه الله اور اسكي صداقت كي
ايديهم والله عليم بالظالمين !	دوستي كا جهوٹا دم بهرنے والے

كبهي بهي موت كي تمنا كرنے والے نهيں - كيونكه انهوں نے ايسے كام كيے هيں جو انهيں موت كے تصور سے ڈراتے هيں اور زندگي كي مهلت كو غنيمت سمجهے هوے هيں -

موت كي تمنا سے مقصود هرگز يه نهيں هے كه كوئي آدمي موت كو پكارے اور اسكے ليے التجا كرے - الله كا مقصود اس سے يه تها كه سچے اور جهوٹے كي پهچان كيليے ايک كسوٹي ديدے - پس فرمايا كه اگر خدا كے دوست هو تو موت كي تمنا كرو - يعنے اسكے ليے اور اسكے كلمۂ حق كيليے ايسے كاموں ميں پڑو جن ميں جان دينے ' اپنا خون بهانے ' اپنے جسم كو طرح طرح كي مهلک مشقتوں ميں ڈالنے ' اور زندگي كے عيش و نشاط سے محروم هونے كي ضرورت هے - اسكے بعد پهر خود هي فيصله كيا كه يه كام اولياء الله كا هے - اولياء الشيطان كبهي بهي ايسا نهيں كرينگے - كيونكه يه موت كے نام سے ڈرتے اور كانپتے هيں ' اور زندگي كے عشق ميں پاگل هو گئے هيں :

قل ان الموت الذي تفرون	انسے كهدو كه اے نفس پرستو !
منه ' فانه ملاقيكم ' ثم	جس موت سے كه تم اسقدر بهاگتے
تردون الی عالم الغيب	هو ' وه كچهه تمهيں چهوڑ نه ديگي -
والشهادة ' فينبئكم بما كنتم	ايک دن ضرور هي آئيگي - پهر تم
تعملون ! (۶۲ : ۸)	اسي خدا كے طرف لوٹائے جاؤگے

جو پوشيده اور ظاهر سب كچهه جانتا هے -

لاخوف عليهم ولا هم يحزنون

سورۂ يونس ميں انكي ايک بهت بڑي علامت يه بتلائي كه انكے ليے خوف اور غم نه تو دنيا ميں هوتا هے اور نه آخرة ميں :

الا ' ان " اولياء الله "	ياد ركهو كه " اولياء الله " پر نه تو
لا خوف عليهم ولا هم	كسي طرح كا ڈر اور خوف طاري هوگا
يحزنون - الذين آمنوا و	اور نه وه غمگين هونگے - يه وه لوگ
كانوا يتقون - لهم البشری	هيں كه الله پر سچي روحوں كی طرح
فی الحياة الدنيا و فی	ايمان لاے اور اپنے اعمال ميں اسكا
الاخرة ' لا تبديل لكلمات	خوف پيدا كيا - پس انكے ليے دنيا
الله ' ذالك هو الغفور	كي زندگی ميں بهي خوشخبري هے
العظيم ! (۱۰ : ۶۲)	اور آخرة ميں بهي - يه الله كا قانون

هے ' اور الله كے كلمات ميں ذرا بهي تبديلي نهيں هوتي - انسان كيليے يهي سب سے بڑي كاميابي هے !

دارالسلام

سورۂ انعام ميں اُن ارباب حق كا ذكر كيا جنكے دلوں كو خدا نے اسلام كيليے كهولديا هے : فمن يرد الله ان يهديه ' يشرح صدره للاسلام - اور جو اُن لوگوں كے مقابلے ميں هيں جنكے دل فشار كفر و ضلالت سے

چاهیے - نہیں کہہ سکتا کہ کیونکر یہ تمام کام انجام پائینگے ؟ بجز اسکے کہ اللہ تعا لی کوئي ایسا سامان مہیا کردے جس سے ایک طرف الہلال کي صداے دعوت و خدمات علمیہ و ادبیہ کا سلسلہ بھي قائم رہے - دوسري طرف اسکا وجود " دوسري منزل " کي تکمیل و اعمال میں بھي مانع نہو !

ربنا اتنا من لدنک رحمة و ھئي لنا من امرنا رشدا ! (۱۸ : ۱۰) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا ' و ھب لنا من لدنک رحمة ' انک انت الوھاب ! ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ' ان اللہ لا یخلف المیعاد (۳ : ۸) ربنا انک اتیت فرعون و ملاہ زینة و اموالا في الحیاة الدنیا - ربنا لیضلوا عن سبیلک ' ربنا اطمس علی اموالهم ' و اشدد علی قلوبهم ' فلا یومنوا حتی یروا العذاب الا لیم ! (۱۰ : ۸۸)

مشهد اکبر

مواعید باطلہ کا خاتمہ

مسجد کانپور کی تعمیر جدید کا نقشہ پیش کردیا گیا

متولیان مسجد جواب دیں

الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین' ایبتغون عند ھم العزة ؟ فان العزة للہ جمیعا - (۴ : ۱۳۶)

هز ایکسلنسي لارڈ هارڈنگ کے فیصلے کے بعد مسجد مچھلي بازار کانپور کي از سر نو تعمیر کا مسئلہ چھیڑ دیا گیا تھا - هز آنر سر جمیس مسٹن نے کانپور میں متولیان مسجد سے ملاقات کرکے بعض رقوم کا اعلان کیا تھا اورکہا تھا کہ تیس چالیس هزار روپیہ صرف کرکے از سر نو مسجد کي تعمیر کي جاے - بعض متولیوں نے کہا کہ هم بغیر مسلمانوں کے مشورہ کے کچھہ نہیں کہہ سکتے - اسپر انہوں نے " مسلمانوں " کے لفظ کي تعریف دریافت فرمائي اورکہا کہ کیا تمام دنیا کے " مسلمانوں " سے راے لي جائیگي ؟

جواب میں کہاگیا کہ اگر ممکن هو تو ایسا بھي کیا جاسکتا ہے -

اسکے بعد بالکل خاموشي رهي اورکچھہ معلوم نہ هوا کہ کیا هو رہا ہے ؟ بعض اصحاب سے هم نے تحقیق کیا تو معلوم هوا کہ ابھي کوئي فیصلہ نہیں هوا - همیں یقین تھا کہ مسجد مچھلي بازار کے متولي حادثۂ گذشتہ کے بعد اسقدر جلد خود راے اور شتر بے مہار نہ هو جاینگے کہ ایک ایسے اهم معاملہ کے متعلق جسکي قیمت میں مسلمانوں کا خون ' بیواوں کي آهیں ' اور یتیم بچوں کے اشک هاے حسرت دیے جا چکے هیں ' بغیر مسلمانوں کے علم و حصول راے کے آخري فیصلہ کر دینگے -

لیکن اسي اثنا میں برتھہ ڈے کي فہرست خطابات شائع هوئي اور کانپور کے دو مسلمانوں کو " خان بہادر " اور " خانصاحب " کا خطاب دیا گیا - بظاهر یہ ایک بے تعلق بات تھي اسلیے هم نے زیادہ توجہ نہ کي - صلہ همیشہ پچھلي خدمتوں کا ملتا ہے نہ کہ مستقبل خدمات کا - اور ایسے مزدور جنھیں پوري ایک شش ماهي کے بعد کام کي اجرت ملي هو' بهر حال رحم کے مستحق هیں- انہیں چھوڑ هي دینا بہتر ہے -

مگر هم ایران کے ایک صائب الراے حکیم کا قول بھول گئے تھے :

که مزدور خوش دل کند کار بیش !

۷ جولائي کي صبح کو ڈپٹي محمد علي " خان بہادر " اور عنایت حسین " خانصاحب " کلکٹر صاحب کے هاں گئے - وهاں سے واپس آکر مسجد کے چار متولیوں کو جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر مجید احمد اور بساطي بازار کا مشہور " کریم احمد " ہے ' اپنے ساتھہ لیا - ان لوگوں کے پاس مجوزہ تعمیر مسجد کا ایک سادہ نقشہ تھا ' نیز کلکٹر کے نام ایک درخواست تھي - درخواست میں لکھا تھا کہ " بحضور' فیض گنجور' غریب پرور' خداوند بندگان " وغیرہ و غیرہ من التعبد والتذلل والخرافات - آستاں بوسي وباریابي کے بعد نقشہ اور درخواست پیش کي گئي اور اُسي وقت " منظور کرکے " بغیر حق ادخال میونسپل بورڈ واپس بھي کردي گئي : یخادعون اللہ والذین امنوا ' وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون ' (۲ : ۸)

مسئلۂ مسجد کانپور کا آغاز جس قوت و استیلا و عظمت و نفوذ کے ساتھہ هوا تھا ' اور جس طرح مسلمانوں کے اجتماع عام اور قوۃ دیني نے مقامي حکومت کے استیلاء کو شکست فاحش دي تھي' افسوس کہ اسي طرح اسکا خاتمہ بھي کمال غفلت و نادانی اورلغزش و تزلزل پر هوا - لے دیکے اب تمام امیدیں صرف مسجد کي مستقبل حالت پررهگئي تھیں اور چونکہ علانیہ وعدہ کیا گیا تھا کہ سڑک کي تعمیر کے وقت میونسپل بورڈ میں بہتر تجاویز منظور هو جائینگي' اسلیے مسلمان خاموش تھے اور سمجھتے تھے کہ اس مرتبہ متولیان مسجد اپني گذشتہ سنۃ نفاق کی تجدید نہ کرینگے' اور انہیں غافل رکھکر ملت فروشی کا سودا نہ چکا ینگے - مگر افسوس کہ انکي غفلت سے پورا پورا فائدہ اٹھا یا گیا ' اور نفاق کا درخت وهی پھل لایا جو بہر حال. آنے والا تھا -

تاهم متولیان مسجد اورانکے خداوند ان نعمت کو هم مطلع کردیتے هیں کہ اُنھوں نے مسلمانوں کی غفلت کو جسقدر مفید مطلب سمجھہ لیا ہے' خوش قسمتی سے ابھي اسدرجہ نہیں ہے - سمندر کي سطح کو ساکن دیکھکر مغرور نہ هو جانا چاهیے - بہت ممکن ہے کہ اسکي تہہ میں لہریں چھپي هوئي هوں - وہ اگر ساکن و پر امن هونا جانتا ہے تو هیجان و تلاطم بھی اسکے خواص میں داخل هیں- یہ کسي طرح ممکن نہیں کہ اُس مسجد کي قسمت کا فیصلہ چار متولیوں کے هاتھوں میں چھوڑ دیا جاے جسکے لیے هم اپنا خون بہا چکے هیں ' اور جسکے دھبے ابتک مسجد کي دیوار پر باقي هیں گو اُنکے محو کر دینے کی غرض سے جدید تعمیر کیلیے فیاضانہ اصرار کیا جا رہا ہے - مسجد خدا کي ہے اور علی الخصوص مسجد کانپور تو تمام مسلمانوں کا مسئلہ بنگئي ہے - اسکے لیے اُنھوں نے اپني جانیں دي هیں ' روپیہ لٹا یا ہے ' خطرات میں پڑے هیں ' اور مہینوں آگ کے انگاروں پر لوٹے هیں - بساطي بازار کے چند دکانداروں کو خان بہادر اور خانصاحب اپنے همراہ لیجاکر نقشے منظور کراتے هیں تو کرا لیں - مسلمان ایک منٹ کیلیے بھی انہیں کوئي وقعت نہیں دیسکتے - وہ کبھی اپني رضا و خاموشي سے موقع نہ دینگے کہ بغیر عام اعلان و منظوري کے مسجد کي عمارت میں ایک رائي برا بر بھي تبدیلي هو' اور اس بارے میں انتہائی جد و جہد جو وہ کر سکتے هیں ضرور کرینگے -

هم اِس مضمون کے ذریعہ متولیوں کو توجہ دلاتے هیں کہ وہ اس وقت تک کي تمام کارروائي فوراً شائع کر دیں اور بتلائیں کہ انھوں نے کس قسم کا نقشہ پیش کیا ہے' اور کیا طے پایا ہے ؟ هم کبھي بھي اس مسئلہ کو غفلت میں گم هو جانے کیلیے نہیں چھوڑ سکتے-

هم کو مسجد کي نئي تعمیر اسطرح منظور نہیں - نہ هم اسکي شاندار عمارت بنانے کیلیے صوبجات متحدہ کي " فیاض " گورنمنٹ کو زحمت دینا چاهتے هیں - همیں همارے افلاس و فقر پر چھوڑ دیا جاے - هم مسجد کو اُسکي موجودہ حالت پر رهنے دینگے' اور شرعاً بھي وهاں کسي بڑي مسجد کی ضرورت نہیں ہے جسکے لیے غیر مسلم ارباب فیض کي اعانت منظور کي جاے -

اکتفا کرونگا - امید ہے کہ عنقریب بسلسلۂ " باب التفسیر " ایک مستقل مضمون اس موضوع پر لکھہ سکوں -

ما وجدنا علیـــه آبائنا

ازانجملہ اس جماعت کا ایک خاصہ یہ ہے کہ جب کبھی اولیاء اللہ اسے برائیوں اور معصیتوں سے روکتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ :

وجدنا علیه اباءنا و الله امرنا بها ' قل : ان الله لا یامر بالفحشاء اتقولون علی الله ما لا تعلمون ؟ (٧ : ٢٧)

ہم نے اپنے باپ دادا کو اسي طریقہ پر پایا اور اسي کا ہمیں حکم دیا گیا ہے - اسکے جواب میں ان گمراہوں سے کہدو کہ خدا نے کبھی بھي اپنے بندوں کو برائیوں اور فواحش کا حکم نہیں دیا - کیا تم اللہ کي نسبت وہ باتیں کہتے ہو جنھیں نہیں جانتے ؟

خسران عاقبت

اولیاء الشیطان کي ایک بہت بڑي علامت یہ بھي ہے کہ کامیابي و فلاح انہیں نصیب نہوگی اور عاقبت کار گھاٹے ٹوٹے ہي میں رہینگے :

و من یتخذ الشیطان ولیـــاً من دون اللــه فقد خسر خسراناً مبینا - یعدهـــم و یمنیهم و ما یعـــدهـــم الشیطـــــان الا غرورا (٤ : ١١٨)

" اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنایا تو یقیناً بڑے ہی سخت گھاٹے ٹوٹے میں پڑا - شیطان اپنے دوستوں اور پجاریوں سے طرح طرح کے وعدے کرتا اور بڑي بڑي امیدیں دلاتا ہے' لیکن جان رکھو کہ شیطان جو کچھہ وعدے کرتا ہے اُن میں دھوکے اور فریب کے سوا کچھہ نہیں ہے "

تخویف شیطانی !

شیطان اپنے ولیوں اور پجاریوں کے ذریعہ اللہ کے ولیوں اور پرستاروں کو ہمیشہ ڈراتا اور دھمکاتا رہتا ہے - مگر مومنوں کیلیے کوئي خوف نہیں :

انما ذالکـــم الشیطان یخوف اولیاله' فلاتخافو هم و خافون ان کنـــتم مومنین ! (٣ : ١٧٥)

" بیشک ' یہ شیطان تھا جسکا قاعدہ ہے کہ اللہ کے دوستوں کو اپنے دوستوں کي جماعت کا ڈراؤ دکھلاتا ہے - مگر اے مسلمانو ! تم اس سے ذرا بھي نہ ڈرنا - اگر تم سچے مسلمان ہو تو بس ہماري ہي حکومت کا خوف کرو ! "

یخرجونهم من النور الی الظلمات

ایک بہت بڑا فرق حالت یہ بھي ہے کہ " اولیاء اللہ " ایسے عہد میں ہوتے ہیں جبکہ حق اور سچائي معدود ' مگر باطل اور فساد عام ہوتا ہے' اور گمراہي کي تاریکي اس طرح پھیل جاتی ہے کہ کوئي گوشہ بھي پوري طرح روشن و منور نہیں ہوتا - ایسي ہي سوسائٹي اور اسي طرح کے گرد و پیش میں وہ پرورش پاتے ہیں' اور انھي خیالات و اعتقادات کو آنکھیں کھولکر ہر طرف دیکھتے ہیں - انکے سامنے جو کچھہ ہوتا ہے وہ بھي یکسر گمراہي ہوتي ہے' انکے کان جو کچھہ سنتے ہیں اسمیں بھی ضلالت ہي کي صدا آٹھتي ہے ' اور دماغ و فکر جو کچھہ سونچتا ہے اُسکا سامان بھي سرتا سر گمراہي و باطل ہي کے واسطے سے میسر آتا ہے !

لیکن جبکہ وہ اس طرح چاروں طرف کي پھیلي ہوئي اندھیاري میں گھرے ہوتے ہیں تو یکایک خدا کا ہاتھہ چمکتا ہے' اور انھیں گمراہي سے نکالکر حق و ہدایت کے اُجالے میں لے آتا ہے - انکي ہدایت کي مثال بالکل ایسي ہوتي ہے جیسے کوئي معذور آدمي اندھیري رات میں ٹھوکروں سے قریب اور غاروں کے کنارے کھڑا ہو اور اندھوں کي طرح دیکھنے اور چلنے سے معذور ہوگیا ہو - اتنے میں ایک واقف راہ اور با خبر ہاتھہ ظاہر ہوکر اُسکا ہاتھہ تھام لے' اور ٹھوکروں سے بچاتے ہوے اور گڑھوں اور غاروں سے نگراني کرتے ہوے ایک سیدہے اور محفوظ شاہراہ سے منزل مقصود تک پہنچا دے -

یا یوں سمجھنا چاہیے کہ جبکہ گمراہي اور باطل پرستي کی رات آنکھوں کو اندھا اور بصارت کو بے فائدہ کردیتي ہے' تو اُس وقت خدا تعالی اپنے دوستوں کیلیے ہدایت کا سورج چمکا دیتا ہے' اور انکے دلوں کا اسکي روشني کے اخذ و انعکاس کیلیے انشراح کردیتا ہے !

لیکن جو لوگ قواے الہیہ کي جگہہ قواے شیطانیہ کو اپنا مولی اور آقا بناتے ہیں ' اور شیطان کے عاشقوں اور پیار کرنے والوں کے جرگے میں شامل ہوجاتے ہیں ' سو انکي حالت ان لوگوں سے بالکل برعکس ہوتي ہے - پہلي جماعت تاریکی سے نکل کر روشني میں آتی ہے - پر یہ جماعت روشني سے نکال کر تاریکي میں ڈالي جاتي ہے - پہلی جماعت کي اصلي اور ابتدائي حالت تاریک ہوتي ہے مگر اللہ انھیں سعادت و ہدایت کي نورانیت میں نکال لاتا ہے - دوسري جماعت کے لیے ابتدا میں تو ہدایت و سعادت موجود ہوتي ہے لیکن بعد کو شیطان سعادت سے نکالکر شقاوت میں دھکیل دیتا ہے - چنانچہ سورۂ بقر کي آیۂ کریمہ اوپر گذرچکي ہے - اسکے لفظوں پر غور کرو :

الله ولي الله الذین امنـوا یخـــرجهـــم من الظلمـــات الی النور ' والذین کفروا اولیـــاءهم الطـــاغوت ' یخرجونهـــم من النور الی الظلمات -

اللہ مومنوں کا دوست اور ولي ہے - وہ انھیں تاریکي سے نکالکر روشني میں لاتا ہے - مگر جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کي ' انکے دوست طاغوت ہیں جو انھیں اللہ کي روشني سے نکالکر شیطان کي اندھیاري میں ڈالتے ہیں !

اولیاء اللہ کي نسبت کہا کہ یخرجهم من الظلمات الی النور - اور اولیاء الشیطان کیلیے کہا : یخرجونهم من النور الی الظلمات -

و یحسبون انهم مهتدون

ایک علامات انکي یہ بھي ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے زعم باطل میں اپنے تئیں حق و ہدایت پر سمجھتے ہیں - اسکا انھیں بڑا دعوا ہوتا ہے اور بڑا ہي گھمنڈ ' حالانکہ وہ ہدایت سے اسقدر دور ہوتے ہیں جسقدر باوجود اتصال کے روشني سے تاریکي :

انهم اتخذو الشیاطین اولیـــاء من دون الله و یحسبـــون انهـــم مهتدون (٧ : ٢٩)

انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطاني قوتوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے - با ایں ہمہ اس زعم باطل میں گرفتار ہیں کہ وہي راہ ہدایت پر ہیں !

وحي شیطـــاني

شیاطین ہمیشہ اپنے اولیاء پر وحي کرتے رہتے ہیں تاکہ خدا کے دوستوں سے شیطاني الہامات کے مطابق بحث و جدل کرسکیں اور انھیں اللــہ کي پادشاہت سے نکالکر شیطـاني حکومتوں میں داخل ہونے کي ترغیب دیں :

و ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءهم لیجادلوکم' و ان اطـعـتـمـوهـم انکـــم لمشـــرکون ! (٦ : ١٢١)

اور شیاطین اپنے ولیوں کي طرف وحي کرتے رہتے ہیں ' تاکہ وہ تمھارے ساتھہ شیطاني القا کے بموجب بحث و جدل کریں - لیکن اگر تم نے انکي باتوں کي اطاعت کرلي تو جان رکھو کہ پھر تمھارا شمار بھي مشرکوں میں ہوگا !

(حزب الله و حزب الشیطان)

قران کریم ان دو جماعتوں کو ایک دوسري اصطلاح سے بھي موسوم کرتا ہے - سورۂ مائدہ میں مسلمانوں کو اس سے منع کیا ہے کہ اللہ اور اسکي شریعت کے مقابلے میں یہود و نصاری کو اپنا ولي بنائیں :

لا تتخذو الیهود و النصاری اولیاء - اسکے بعد فرمایا ہے کہ اگر لوگ اللہ کي دوستي کي راہ چھوڑ کر الگ ہوجائیں ' تو اسلام کے کاموں کا کچھہ بھي نقصان نہ ہوگا - خدا ایک دوسري جماعۃ سچے مومنوں اور اپنے دوستوں کي پیدا کردیگا ' جنکي ولایت الہي اور محبت رباني یہاں تک بڑھي ہوگي کہ وہ اللہ کے چاہنے والے ہونگے اور اللہ اُنسے پیار کریگا : یحبهم و یحبونه - پھر کہا کہ :

اسقدر تنگ هوگئے هیں که اب انکا انشراح روحاني هو نهیں سکتا : ومن یرد ان یضله، یجعل صدره ضیقاً حرجاً - اسکے بعد اول الذکر جماعت کے لیے بشارت دي :

لهم دار السلام عند ربهم و هو " ولیهم " بما کانوا یعملون (۶ : ۱۲۷)	انکے پروردگار کے پاس انکے لیے امن اور سلامتي کا گهر هے اور انکے نیک عملوں کے صلے میں وهي انکا " ولي " هے !

قال انني من المسلمین

سورہ حم سجدہ میں ان مومنین کاملین کا حال بیان کیا هے جنهوں نے پہلے مقام عبودیة و اعتراف ربوبیت حاصل کیا - پهر مقام استقامت و ثبات عمل و ایمان تک مرتفع هوے : ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا - انکي نسبت فرمایا که : تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا و لا تحزنوا، وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون - یعني ایسے صاحبان استقامت و کاملین پر نزول ملائکه هوتا هے، جو طمانیة و سکینة اور بے خوفي و بے غمي کا مقام انپر طاري کردیتے هیں اور جس نعمة جنت کا وعدہ کیا گیا هے اسکي انهیں بشارت دیتے هیں اور کهتے هیں که :

نحن " اولیاؤکم " في الحیاة الدنیا و في الاخرة، و لکم فیها ما تشتهي انفسکم و لکم فیها ما تدعون - نزلا من غفور رحیم - و من احسن قولاً ممن دعا الی الله و عمل صالحاً و قال انني من المسلمین ! ! (۴۱ : ۳۰)	هم تمهارے مددکار هیں دنیا میں بهي اور آخرة میں بهي - اور تمهیں اس حیاة بهشتي میں هر طرح کا اختیار اور حکم بخشدیا گیا هے - جس چیز کو تمهارا جي چاهے تمهارے لیے مهیا هے، اور جو نعمت الله سے مانگو گے تمهیں عطا هوگي - یه مقام تمهیں خداے غفور الرحیم

کي طرف سے عطا هوا هے - اور ظاهر هے که اس شخص سے بڑهکر اور کس کي بات هو سکتي هے جو الله کي طرف لوگوں کو دعوة دے اور اعمال صالحه اختیار کرے - نیز کهے که میں مسلم هوں ؟

اولیاء الشیطان

لیکن اس جماعت کے مقابلے میں ایک دوسري جماعت هے جو اپنے خواص و اعمال میں بالکل اسکي ضد اور مخالف واقع هوئي هے - قران کریم اسے " اولیاء الشیطان " سے تعبیر کرتا هے - قران کي اصطلاح میں وہ تمام قوتیں جو تعلق الهی اور رشتۂ حق و صداقت کے مخالف هیں، شیطاني قوت هیں، اور ان میں هر قوت اور هر عمل شیطان لعین کا ایک مظهر خبیث هے - پس جو لوگ حق و عدالة کی راہ روشن سے هٹکر اعمال باطله کي تاریکي میں گم هوئے هیں اور الله کا رشته انکے هاتهوں میں نهیں هے، وہ خواہ کسي حال اور کسي شکل میں هوں، لیکن درحقیقت شیطان کے ولي، اسکے پرستار، اسکی نسل کے چاکر، اور اسکی پادشاهت کے غلام هیں -

یهی وہ شیطان کی ولایت اور پرستش هے جسکے متعلق بنی ادم سے ربوبیة الاهیه نے عهد لیا تها :

الم اعهد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبدو الشیطان، انه لکم عدوا مبین - وان اعبدونی، هذا صراط مستقیم ؟ (۳۶ ! ۵۹)	اے اولاد آدم ! کیا همنے تمهیں تاکید نهیں کردي تهي که شیطان کي پوجا نه کرنا - وہ تمهارا کهلا دشمن هے ؟ اور یه که صرف هماري هي بندگی کرنا یهي انسان کیلیے سیدها راسته هے ؟

چنانچه سورہ اعراف میں صاف صاف اسکی تصریح کی :

فریقاً هدی، و فریقاً حق علیهم الضلاله، انهم اتخذو الشیاطین اولیاء من دون الله و یحسبون انهم مهتدون ! (۷ : ۲۸)	خدا نے دو فرقوں میں سعادت و شقاوت کو تقسیم کردیا - اسنے ایک جماعت کو هدایت دي هے اور ایک فریق هے که گمراهی اسپر چها گئي هے - یه وہ لوگ هیں (یعني دوسري جماعت کے گمراہ)

که انهوں نے خدا کو چهوڑ کر شیطانوں کو اپنا ولي بنا لیا هے، اور با ایں همه اس زعم باطل میں گرفتار هیں که وهي راست پر چل رهے هیں -

اسي سورۃ میں اس سے کچهه پہلے ایمان و مومنین کے مقابلے میں " اولیاء الشیطان " کا ذکر کیا هے -

انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یومنون. (۷ : ۲۷)	هم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا ولی یعنی آشناء و همدم بنادیا هے جو ایمان سے محروم هیں -

معرکۂ قتال و جدال

پس اس ایة سے صاف صاف همارا استدلال واضح هوگیا - یعنے دو فرقے هیں جن میں سے ایک کو خدا نے اولیاء الله کے نام سے پکارا، اور دوسرے کي نسبت تصریح کي که اس نے شیطان کو اپنا ولي بنا لیا هے -

سورۂ کهف میں شیطان کا ذکر کرکے فرمایا :

افتتخذونه و ذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو ؟ بئس للظالمین بدلا ؟ (۱۸ : ۵۱)	ایا تم هم کو چهوڑ کر شیطان کو اور اُسکي نسل کو اپنا ولی بناتے هو حالانکه وہ تمهارا دشمن هے ؟ ظالموں کیلیے یه کیا هي برا بدله هے که وہ

خدا کي جگه نسل شیطاني کے ماتحت آگئے !

معرکۂ قتال و جدال

پس ایک طرف تو " اولیاء الله " هیں، اور دوسري طرف " اولیاء الشیطان " - " اولیاء الشیطان " کے بهی مثل اولیاء الله کے مختلف مدارج و مراتب هیں - آخري مرتبه درجه " کفر " هے اور اسکا سب سے بڑا اضل و اشقی گروہ " الکافرین " کا هوتا هے - یه دونوں جماعتیں همیشه ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا رهتي هیں اور باهم معرکۂ جنگ و قتال گرم رهتا هے :

الذین آمنوا یقاتلون في سبیل الله، والذین کفروا یقاتلون في سبیل الطاغوت - (۴ : ۷۵)	پس جو لوگ مومن اور الله کے ولی هیں، وہ تو الله کي راہ میں لڑتے هیں مگر جن لوگوں نے " کفر " اختیار کیا وہ " طاغوت " کي راہ میں لڑنے کیلیے نکلتے هیں !

طاغوت

" طاغوت " سے مراد بهي قوة ابلیسي و شیطاني اور اسکے مختلف مظاهر هیں - خواہ وہ پتهر کے بت هوں یا بولنے والے انسان - اسي لیے سورۂ بقر کی آیة کریمه میں اولیاء الله کا ذکر کرکے اولیاء الشیطان کی نسبت فرمایا که والذین کفروا، اولیائهم الطاغوت (۲ : ۲۵۷) جن لوگوں نے حق سے انکار کیا، انکا دوست اور ولي خدا نهیں هے - طاغوت هیں -

حکم قتال

غرضکه پہلی جماعت الله کي راہ میں اپنے تئیں قربان کرنے کے لیے نکلتي هے، اور دوسري جماعت شیطان کي راہ میں جنگ و قتال کرنے کے لیے :

فقاتلوا اولیاء الشیطان، ان کید الشیطان کان ضعیفا - (۴ : ۷۵)	" پس اولیاء الشیطان کو قتل کرو تاکه دنیا ظلم و فساد سے نجات پاے اور صرف الله کیلیے هوجاے - شیطان کے مکر و فریب

خواہ کتنی هي مهیب اور ڈراونے نظر آئیں، تاهم یقین کرو که اولیاء الله کے مقابلے میں بالکل کمزور و ضعیف هیں "

اگر اُن تمام آیتوں کو جمع کیا جاے جن میں ان متضاد و متخالف دو جماعتوں کے خواص و اعمال کا اور انکي پہچان کي نشانیوں کا ذکر کیا گیا هے تو مضمون اسقدر بڑهجاے، که اصل مطلب کي گذارش کي نهیں معلوم کتني اشاعتوں کے بعد نوبت آے - پس میں نهایت اختصار سے کام لونگا اور صرف اشارات موجزہ پر

حادثه الیمه بحریه

ایمپریس اف ائر لینڈ کا ماتم !

حفظ ما تقدم کی ایک نئی تجویز

آیندہ جہاز کا ہر تختہ بجاے خود ایک جہاز ہوگا !

جہاز ایمپریس کي مہیب تباهي کے حالات اخبارات میں شائع هوچکے هیں - لیکن هم منتظر تھے که ولایت کي ڈاک میں جزئیات حادثه کے متعلق پوري تفصیل اور مصور رسائل میں ضروري مناظر آجائیں تو الهلال کیلیے مضمون ترتیب دیں -

ولایت کي گذشته ڈاک میں اسکے متعلق نہایت مفصل اور دلچسپ مواد آگیا ہے -

موجودہ فن مصوري کي ایک شاخ واقعات و حوادث کي تعبیر مرسومه و مصورہ ہے - یعنے کسي واقعه کے تمام حالات و جزئیات سامنے رکھکر اسکي تصویر بنانا ' اور اسکے ذریعه اُن دقیق و مشکل جزئیات واقعه کو ذهن نشین کر دینا جو محض عبارت و بیان سے ذهن نشین نہیں هوسکتیں -

قدیم زمانے کے مصور خیالي قصص و حکایات کیلیے تصویریں بناتے تھے - انکا مقصود بھي یہي تھا - لیکن اب یه فن اسقدر ترقي کرگیا ہے که چھوٹے چھوٹے واقعات اور معمولي حوادث بھي بڑے بڑے مصور صفحات و مرقعات کے ذریعه سمجھاے جاتے هیں - اور ایک ایک واقعه کے متعلق دس دس تصویریں بنائي جاتي هیں تاکه اسکا هر حصه نظروں کے سامنے آجاے -

جہاز " ایمپریس " کے حادثے کے متعلق بھي یورپ کے مصور رسائل نے بے شمار تصویریں شائع کي هیں اور اُن میں هر تصویر کسي نه کسي اهم اور پر از معلومات پہلو کو واضح کرتي ہے - اگر ایک سو صفحے حادثه کي تفصیل بیان کرنے میں سیاہ کر دیے جائیں ' جب بھي اسقدر صحیح اور تشفي بخش معلومات حاصل نہونگي جسقدر ان تصویروں میں سے ایک چھوٹي سي تصویر بتلادیسکتي ہے - هم چند تصویریں شائع کرتے هیں -

(تفصل حادثه)

مگر پہلے حادثه کي اصلي صورت ذهن نشین کر لیني چاهیے - حادثه دو جہازوں میں تصادم سے هوا - دونوں کے کپتان زندہ بچ گئے جو موجود هیں اور اپني اپني بریت کي کوشش کر رہے هیں - اسلیے دونوں کے بیانات میں اختلاف ہے اور ایک دوسرے کو ملزم قرار دیتے هیں - صحیح واقعه کا معلوم کرنا مشکل هوگیا ہے - هم نے کوشش کي ہے که دونوں بیانات کے متفق علیه حصے کو اختیار کریں -

جہاز ایمپریس آف ائرلینڈ مقام کیوبک (اسٹریلیا) سے ۱۴۶۷ مسافر لیکر لیورپول کي طرف روانه هوا - ۱۸۰ - میل راسته طے کیا تھا که شب کے وقت کہر کي زیادتي کي وجه سے اسے رک جانا پڑا - یه مقام جہاں وہ رکا ' فادر پوئنٹ Father point (۱) سے زیادہ دور نه تھا -

لیکن اسي اثناء میں ناروے کا ایک جہاز سامنے سے آرہا تھا جس کا نام " اسٹوارسٹیڈ " ہے - ایمپریس کے کپتان کا بیان ہے که اس نے دو میل کے فاصلے سے اسے دیکھا ' اور لاسلکي (بے تارکي خبر رساني) کے ذریعه اپنے وجود سے مطلع کیا -

ایمپرس کا خیال تھا که اسٹوارسٹیڈ دهنے هوکر نکل جائیگا - اسٹو ارسٹیڈ کہتا ہے که میں نے اس اطلاع پر عمل کیا لیکن خود ایمپریس سامنے آگیا - بہر حال جب دونوں جہاز قریب هوے تو غالباً دونوں نے ایک دوسرے کو کترا کر نکل جانے کي کوشش کي - لیکن کہر بہت زیادہ تھا اور انجن پوري قوت میں تھے - ایمپریس نے اسٹو ارسٹیڈ کو اپنے دهنے چھوڑ نے کي کوشش کي اور اسلیے (بقول خود) جہاز کا رخ اور زیادہ بائیں جانب کردیا - اسٹوارسٹڈ بجاے اسکے که دهنے جانب هوکر نکلجاتا ' سیدها بڑھا چلا آیا ' اور عین اُس وقت جبکه ایمپریس دهني طرف مڑنے کي وجه سے اسٹوارسٹیڈ کے سامنے عرض میں آگیا تھا ' بخط مستقیم بڑھکر اسکے درمیاني حصے کے سامنے پہنچ گیا -

یہي موقعه اس وقت تک حادثه کا اصلي وقت سمجھا گیا ہے - دونوں جہاز ٹکراے - مگر بالمقابل هوکر نہیں ٹکراے - کیونکه اسٹوارسٹیڈ سیدها آرها تھا اور ایمپریس اُسکے عرض میں آگیا تھا - اگر دونوں کو انسان فرض کرلیں جو لیٹے هوے تھے ' تو صورت حادثه یوں هوگي که اسٹوار سٹیڈ کے سر کي ایمپریس کے سینے سے ٹکر لگي ' اور پچھلي جانب کي دیوار کا تخته انڈے کے چھلکے کي طرح ٹوٹ کر الگ هوگیا !

(لاسلکي)

جس وقت یه حادثه هوا ایمپریس لاسلکي تار (بے تاري خبر رساني) کے مرکزي اسٹیشن سے بہت قریب تھا - حادثے کے ساتھه هي اس نے اپني مصیبت کي اطلاع بھي ' اور فوراً دو دخاني کشتیاں اعانت کیلیے روانه هوگئیں - ان میں سے ایک کا نام لیڈي ایویلن اور دوسرے کا نام یوریکا تھا -

---

(۱) فادر پوینٹ دریاے سینٹ لارنس کے ایک لاسلکي (بے تارکي خبررساني) کے اسٹیشن کا نام ہے - یہاں هر وقت متعدد چھوٹے اسٹیمر موجود رهتے هیں -

اس صفحه کي چار تصویروں میں دهني جانب کي پہلی تصویر جہاز اسٹوار سٹیڈ کي اور دوسري ایمپریس کي ہے -

بائیں جانب میں پہلي لیڈي ایویلن اور دوسري یوریکا کي ہے -

انما وليكم الله و رسوله و الذين آمنوا ' الذين يقيمون الصلوة و يوتون الزكـوة و هم راكعون - و من يتول الله والذين امنوا فان "حزب الله" هم هم الغالبون (۵ : ۶۱)

" مسلمانو ! تمهارا دوست اللــه اور اسكا رسول هے ' اور وه مومن جو ايمان لاچكے هيں ' جو صلوة الهي كو دنيا ميں قائم كرتے هيں ' جو خدا كي راه ميں اپنا مال خرچ كرتے هيں ' اور جو هر وقت الله اور اسكے حكموں كے آگے جهكے رهتے هيں - پس جو شخص الله ' اسكے رسول ' اور مومنوں كا دوست و ولي هوكر رهيگا " حزب الله " وه ميں سے هے ' اور يقين كرو كه " حزب الله " هي كے لوگ غالب هونے والے هيں ! "

اس آية كريمه سے معلوم هوا كه جو لوگ الله كے ولي اور اسكے دوست هيں ' انكا ايک نام لسان الله الحكيم ميں " حزب الله " بهي هے - " حزب " كهتے هيں گروه اور جماعت كو - حزب الله سے مقصود وه لوگ هوے جو الله كي جماعت هيں -

چنانچه سورۂ حشر ميں فرمايا كه جو لوگ الله كی محبت كي راه ميں دنيا كے تمام رشتوں كي كچهه پروا نه كريں ' حتى كه ماں باپ اور عزيز و اقربا كي محبت اور دامنگيري كو بهي هيچ سمجهيں ' اور خدا كي پكار جب انكے كانوں ميں پڑ جاے تو سب كو چهوڑ چهاڑ كر اسي كي طرف دوڑ جائيں ' تو ايسے لوگ " حزب الله " هيں :

اولائك " حزب الله " الا ان حـزب الله هـم المفلحون - (۵۸ : ۲۲)

يهي لوگ " حزب الله " هيں - سن ركهو كه يقيناً " حزب الله " هي كے افراد فلاح پانے والے هيں !

جس طرح اولياء الله كا ايک نام يا ايک درجه " حزب الله " هے - اسي طرح " اوليـاء الشيطـان " كا بهي دوسـرا نام " حزب الشيطان " هے :

استحوذ عليهم الشيطان فانسا هم ذكـر اللـه ' اولائـك " حـزب الشيـطـان ' الا ان " حـزب الشـيـطـان " هـم الـخـاسـرون ! (۵۸ : ۱۹)

شيطان اور اسكي قوتيں ان پر مسلط هوگئي هيں - پس انهوں نے خدا كے ذكر اور رشتے كو فراموش كرديا هے - يهي لوگ " حزب الشيطان " هيں - اور جان ركهو كه حزب الشيطان كيليے آخر كار نقصان اور خسران هي هے !

(اصحاب النار و اصحاب الجنه)

اور يهي وه دو جمـاعتيں هيں جنكـو صدها مقـامات ميں " اصحاب النار " اور " اصحاب الجنة " كے لقب سے بهي ياد كيا گيا هے ' اور انكے اعمال و خواص كي جابجا توضيح كي هے - چنانچه سورۂ بقر والي آية كو ايک بار اور پڑهو اور اسكے بقيه ٹكڑے كے الفاظ پر غور كرو :

و الذين كفروا اولياء هم الطاغـوت ' يخرجونهم من النور الى الظلمات ' اولائك " اصحاب النار " هم فيهـا خالـدون ! (۲ : ۲۵۸)

اور جن لوگوں نے راه كفر اختيار كي ' سو انكے اولياء طاغوت هيں جو انهيں نور و هدايت سے نكال كر ظلمات ضلالت ميں مبتـلا كرتے هيں - يـه لوگ " اصحاب النـار " هيں اور هميشه دوزخي عذابوں ميں رهينگے -

اس آية كريمه سے معلوم هوا كه جن لوگوں كے اوليا و سردار " طاغوت " هوں (اور " طاغوت " سے مراد بهي شيطان اور اسكے خلفاء و مظاهر هي هيں) تو ايسے لوگ " اصحاب النار " هيں ' كيونكه انكي زندگي هميشه آگ ميں جلتے رهنے كي اور سوختني هوگي - روح كي راحت اور دل كا سكهه انهيں نصيب نه هوگا -

اس سے پہلے ايک آية گذر چكي هے جسميں " اولياء الله " كي نسبت فرمايا كه : تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا ' وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون

اس آية كريمه ميں خاص طور پر اولياء الله كو " جنت " كي بشارت دي گئي هے - پس فی الحقيقت وهي " اصحاب الجنة " بهي هيں - كيونكه انكي حيات دنيوي و ديني ' جسمي و روحي ' ظاهري و معنوي ' هر حال اور عهد و دور ميں كاميابيوں ' فتح مندیوں ' آرام و رحت ' نعائم و لذائذ ' اور عيش و نشاط كي زندگي هوگي !

اعمـال و خصـائص

سورۂ يونس ميں " اصحاب الجنة " اور " اصحاب النار " كي تعريف پوري وضاحت كے ساتهه بتلا دي هے ' اور يه بهي واضح كرديا هے كه دونوں جماعتوں كے اعمال كيسے هوتے هيں ؟ اور كن نتائج كي بنا پر ايک كو جنت والونكي اور ايک كو نار والوں كی زندگي ملتي هے ؟

الذين احسنوا الحسنى و زيادة و لا يـرهـق وجوههـم قتـر و لا ذله ' اولائك " اصحاب الجنة " هـم فيهـا خالـدون - (۱۰ :)

" اور جن لوگوں نے دنيا ميں اچهے اور بهلائي كے كام كيے ' انهيں نيک كاموںكے بدلے ميں ويسي هي بهلائي اور فلاح مليگي ' بلكه انكے حق سے بهي زياده مليگي - انكو كبهي بهي ناكامي كا غم ' شكست كی رسوائي ' اور نامرادي و تذلل كي ذلت پيش نه آئيگي - يهي لوگ " اصحاب الجنة " هيں جو هميشه بهشتي زندگي ميں رهينگے "

اسكے بعد دوسرے گروه كی حالت بتلائي :

والذين كسبوا السيئات ' جزاء سيئة مثلها و ترهقهم ذله ' ما لهـم من الله من عاصم ' كانما اغشيت وجوههم قطعاً من الليل مظلماً ' اولائك " اصحاب النار " هم فيها خالدون ! (۱۰ :)

اور جن لوگوں نے دنيا كے كاموں ميں برائي حاصل كي اور بدي كا راستـه اختيار كيا ' تو يه ظاهر هے كه فطرة الهي برائي كا بدله ويسي هي برائي سے ديگي - ذلت اور نامرادي سے انكے چهرے ايسے كالے پڑ جائينگے گويا رات كي چادر ظلمت كا ايک ٹكڑا پهاڑ كر انكے چهروں پر ڈالديا گيا هے - الله كے اس عذاب سے انهيں كوئي نهيں بچا سكتا - يهی لوگ " اصحاب النار " هيں جنكے ليے هميشه دوزخي زندگي هوگي "

ان دو آيتوں كي اگر اپنے مذاق كے مطابق تفسير كروں تو ايک مستقل كتاب هوجاے - اسلامی تعليم كي حقيقت اور قرآن حكيم كے اصول درس حقائق و معارف كا ايک بحر ذخار هے جو ان دو چار جملوں كے اندر بند كرديا گيا هے : ختامه مسك ' و في ذلـك فليتنافس المتنافسون !

ثواب و عذاب كي حقيقت ' نتائج افعال اور مكافات عمل كے فطري اور طبيعي اصول كي تشريح ' مذهب و اخلاق كي اساسات اصليه اور امتيازات عمليه ' قانون تعالى و تسفل بشري كے مبادي حقائق ' اصحاب جنة و ارباب نار كي قدرتي تقسيم ' فطرة كا قانون عمل بالمثل ' اور انسان كيليے راه سعادت و هدايت كي كلي اور اصولي تعليم ' غرضكه شريعت و اخلاق اور حكمت و تعليم كي كوئي اصولي بحث ايسي نهيں هے جو ان دو آيتوں پر متفرع نهوتي هو ' اور انكي طرف ايک واضح و بين اشاره ان ميں نه كرديا گيا هو - تا وقتيكه تفسير القرآن كي تحرير و توزيع كا مستقل انتظام نهو ' ضمنی طور پر يه چيزيں بيان ميں نهيں آسكتيں (۱)

---

(۱) يهاں كا حاشيه ايک مستقل مضمون كي صورت ميں زير عنوان مقالات درج هے -

ایک نئی اسکیم

جہاز ایمپریس کی تباہی کے اسباب حسب ذیل تھے :

(۱) تقابل کی حالت میں متقابل جہازوں کی غلط فہمی اور کہر کی شدت کی وجہ سے معائنہ کی مشکلات -

(۲) جہاز کے تختوں کے ٹوٹ جانے کی حالت میں جہاز کی بالکل بے بسی -

(۳) اس قسم کے اسباب کا نہ ہونا جنکی وجہ سے تھوڑے عرصے کے اندر بڑی تعداد مسافروں اور اسباب و سامان کی بچائی جاسکے -

(۴) حوادث کے وقت محض اُن چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر اعتماد جنھیں نہ تو بڑی تعداد میں جہاز رکھہ سکتا ہے اور نہ بڑی تعداد مسافروں کی اُن میں آسکتی ہے -

(۵) انجن کے ٹوٹ جانے کے بعد کسی دوسرے وسیلہ کا باقی نہ رہنا جو جہاز کو غرق ہونے سے بچا سکے -

ان اسباب میں آخری اسباب کو سب سے زیادہ دخل تھا - اگر غفلت اور غلط فہمی کی وجہ سے تصادم ہوگیا تھا، تو محض تصادم ہی سے اتنی بڑی انسانی تعداد ہلاک نہیں ہو سکتی تھی - تصادم کے بعد صدھا انسان زندہ جہاز میں موجود تھے - اگر ایسے اسباب مہیا ہوتے جو جہاز کو انجن ٹوٹنے کے بعد بھی کھینچکر لاسکتے یا مسافروں کو جہاز سے الگ کر لیتے، تو حادثہ کوئی بڑا نقصان نہ پہنچا سکتا -

ان تمام اسباب پر غور کرکے بعض متخرعین بحریہ نے ایک نئی اسکیم نکالی ہے، جسکے مطابق آیندہ جہاز بنائے جائینگے، اور اُن تمام خطرات کا انسداد ہو جائیگا جو اسطرح کے حوادث کے وقت موجب ہلاکت و بربادی ہوتے ہیں -

فن آلات بحریہ و جہاز رانی کے مشہور ماہر فن، مسٹر فرانک ٹی - بلن Frank T. Bullen نے اس اسکیم کو پسند کیا ہے -

اس اسکیم کا ماحصل یہ ہے کہ جہاز کی بالائی سطح کے تمام حصے آیندہ سے ایسے بنائے جائیں، جو جہاز سے الگ ہونے کی صورت میں ایک بہت بڑے تیرنے والا تختے کا کام دیں، اور جڑے ہونے کی صورت میں معمولی ڈیک ہوں - انکی وجہ سے نہ تو جہاز میں کوئی نئی چیز بڑھانی پڑیگی اور نہ کوئی نیا آلہ لگانا پڑیگا - جیسی طرح اب جہاز کی بالائی سطح پر تختے ہوتے ہیں، ویسے ہی تختے اس وقت بھی رہینگے - لیکن انکی تعداد تو بہر تو زیادہ ہوگی، اور جہاز کے ہر حصے کو (جو اسطرح کا تختہ بن سکتا ہو) تیرنے والا تختہ بنا دیا جائیگا [illegible]

جہاز کی بالائی سطح کے تمام حصے، رشتہ سے اوپر کی نشست کی جگہ، ڈائیننگ ہال، ڈرائینگ روم، بال روم، اور اسی طرح

[یہ ملاحظہ ہو صفحہ [illegible]]

تمام بڑے بڑے مکانوں کی چھتیں، سب ایسے تختوں سے بنائی جائیں گی جو ہر وقت اپنی جگہ سے الگ ہوسکیں، اور مستقل حالت میں ایک بہت بڑے تیرنے والے کشتی نما تختے کی صورت اختیار کرلیں - علی الخصوص جہاز کی چھت صرف انہی سے پاٹی جائیگی -

تصویر نمبر ۲ کسی واقعی جہاز کی تصویر نہیں ہے بلکہ یہ فرض کرکے کہ اسکیم کے مطابق ایک جہاز بنگیا ہے اور وہ حادثہ میں مبتلا ہوگیا ہے، دکھلایا گیا ہے کہ کیونکر اس اسکیم کی بدولت اسے بچایا جاسکتا ہے، اور کس طرح جہاز کے تیرنے والے تختے دریا میں ڈالے جارہے ہیں ؟

(۱) یہ جہاز کا تیرنے والا تختہ نمبر [۱] ہے - جہاز کے ٹوٹنے کے بعد یہ پانی میں تیرنے لگتا ہے - اسکے اوپر آہنی جالیاں ہیں -

(۲) یہ تیرنے والا تختہ نمبر [۲] ہے - یہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ جس رخ ہوا چلتی ہے اس طرف کو نکلا ہوا ہے - چند ڈھیلی جالیوں کے ذریعہ اسے جہاز سے وابستہ کردیا گیا ہے - جالیاں اسلیے بنائی گئی ہیں تاکہ تیرنے میں سہولت ہو - عموماً ہر تیرنے والے تختے میں معتدل، بادبان، متحرک ڈانڈے، اور پانی کے حوض تیار رہتے ہیں تاکہ جہاز سے الگ ہوکر معاً دریا میں تیرنا شروع کردیں -

(۳) یہ جہاز کی پوری دیوار ہے جو طول میں چلی گئی ہے مگر دراصل تیرنے والے تختوں کا مجموعہ ہے - ان تختوں کی مجموعی طاقت سے زخمی جہاز کھینچ کر لایا جاسکتا ہے - اگر یہ تختے ہوتے تو ایمپریس انجن کے بیکار ہونے سے ڈوب نہ جاتا - ان میں سے ہر تختے کا طول ۱۰۰ - فٹ اور عرض ۴۰ - فٹ ہے - اس حساب سے تمام تختوں کا مجموعی رقبہ ۲۴ - ہزار مربع فیٹ ہوا - اتنی بڑی قوت یقیناً جہاز کھینچ کر لیجا سکتی ہے -

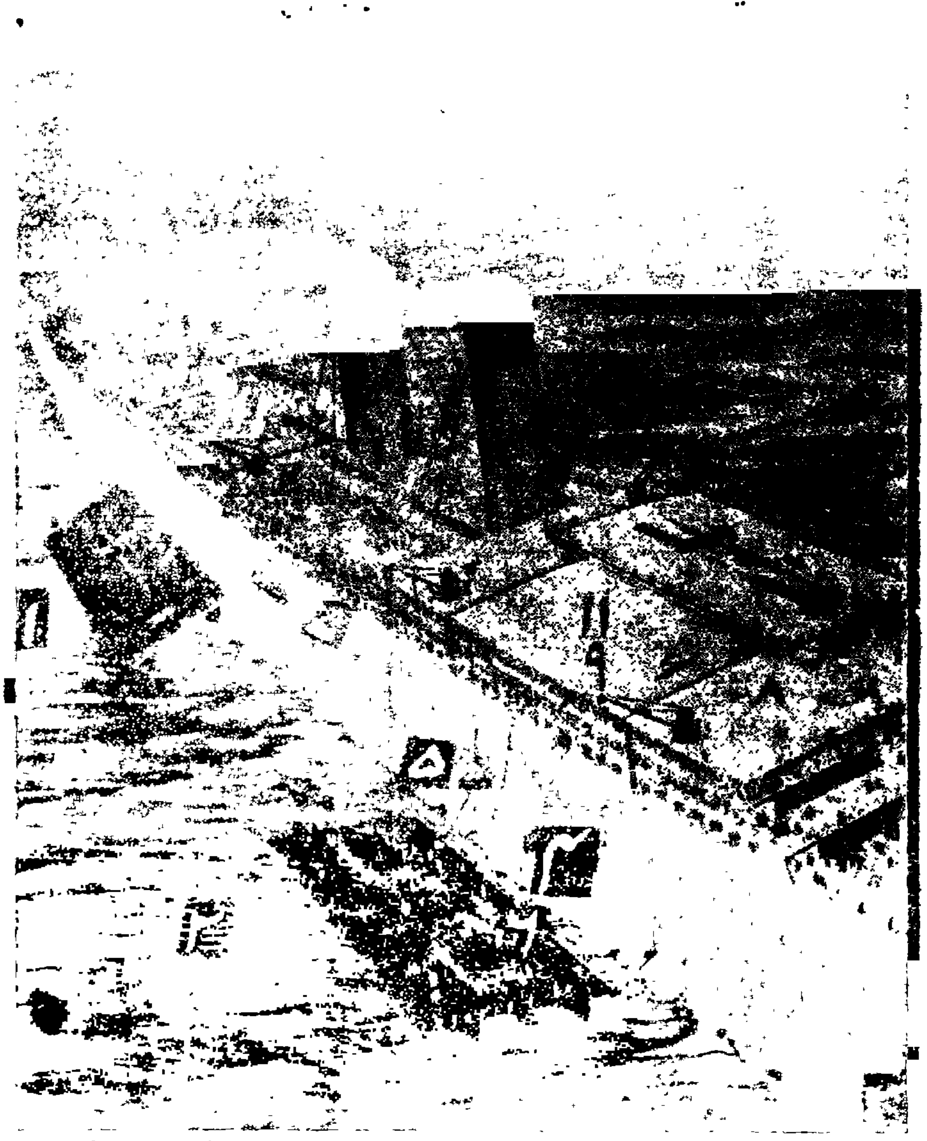

(۴) جہاز سے ڈاک کے تھیلے اور سامان خورو نوش وغیرہ اتارا جا رہا ہے -

(۵) یہ وہ جھولے ہیں جنمیں بیٹھکر مسافر ان تختوں پر چلے آئینگے - دکھلایا ہے کہ مسافر جھولوں میں بیٹھے ہوئے اتر رہے ہیں -

(۶) مستول کا بادبان -

(۷) ملاحوں سے بھری ہوئی کشتیاں جو تیرنے والے تختوں کو کھینچنے کیلیے اتر رہی ہیں -

(۸) یہ ایک خاص قسم کا تختہ ہے جسکے اندر ٹانک بھرا ہے تاکہ پانی میں کسی طرح ڈوب نہ سکے -

(۹) آغاز سفر سے پہلے تیرنے والے تختے کی حالت [illegible] بنتے رہیں

(۱۰) یہ وہ چھتریاں ہیں جہاں سے [illegible] رکھنے کیلیے تیار کیا [illegible]

(۱۱) ایک تختہ اتارا جاچکا ہے [illegible] جا رہا ہے [illegible] بالکل تیار کرچکے ہیں [illegible]

~~(۱۲) اسی تختے کی [illegible] صورت نہ [illegible]~~

~~(۱۳)~~ [illegible] کی صورت [illegible] ہوگی [illegible]

ليكن ان دونوں كشتيونكا پهنچنا كچهه مفيد نه هوا - تصادم نے ايمپريس كو بالكل برباد كرديا تها - جهاز كا ايک تهائي حصه توٹ گيا تها جسكي وجه سے ڈوبنے ميں بهت كم وقفه لگا - صرف چار كشتياں اُتاري جاسكيں جن ميں ۴۴۴ آدمي سوار هوگئے اور بچ گئے - باقي ۱۰۲۳ انسانوں كو چند لمحوں كے اندر ' خشكي سے صرف ۱۸۰ ميل كے فاصلے پر ' نئي دنيا كے تمام سامانوں اور بندوبستوں كے ساتهه ' بالاخر قعر سمندر كا گوشه نصيب هوا !!

(حادثـه كا اثـر)

ٹـكرانے كے ساتهه هي ايمپريس كے پچهلے حصے كي ديوار بالكل توٹ گئي - يه وه حصه تها جسكے اندر انجن كا گهر تها ' اور اسكے بعد هي مسافروں كے داخلي كمرے (كيبن) تهے - حادثه رات كے وقت هوا - تمام لوگ بے خبر بستروں پر ليٹے تهے - ٹـكر كا اثر سب سے پہلے انجن پر هوا ' اسكے سامنے كا تختہ توٹ كر الگ هوگيا ' اور پاني كے سيلاب نے اندر پهنچكر انجن كو بيكار كرديا - بحري سفر ميں مغرور انسان كا سب سے زيادہ اعتماد دهويں اور بهاپ كے اس بت هي پر هوتا هے - سب سے پہلے قدرت نے اسي ديوتے كو بيكار كرديا !

اسكے ساتهه هي وه حصه پهٹا جو جهاز كے داخلي كمروں كے بالمقابل تها - انكے اندر كے تمام مسافر يا تو اندر هي مرگئے يا پاني كے سيلاب ميں غرق هوكر بهه گئے !

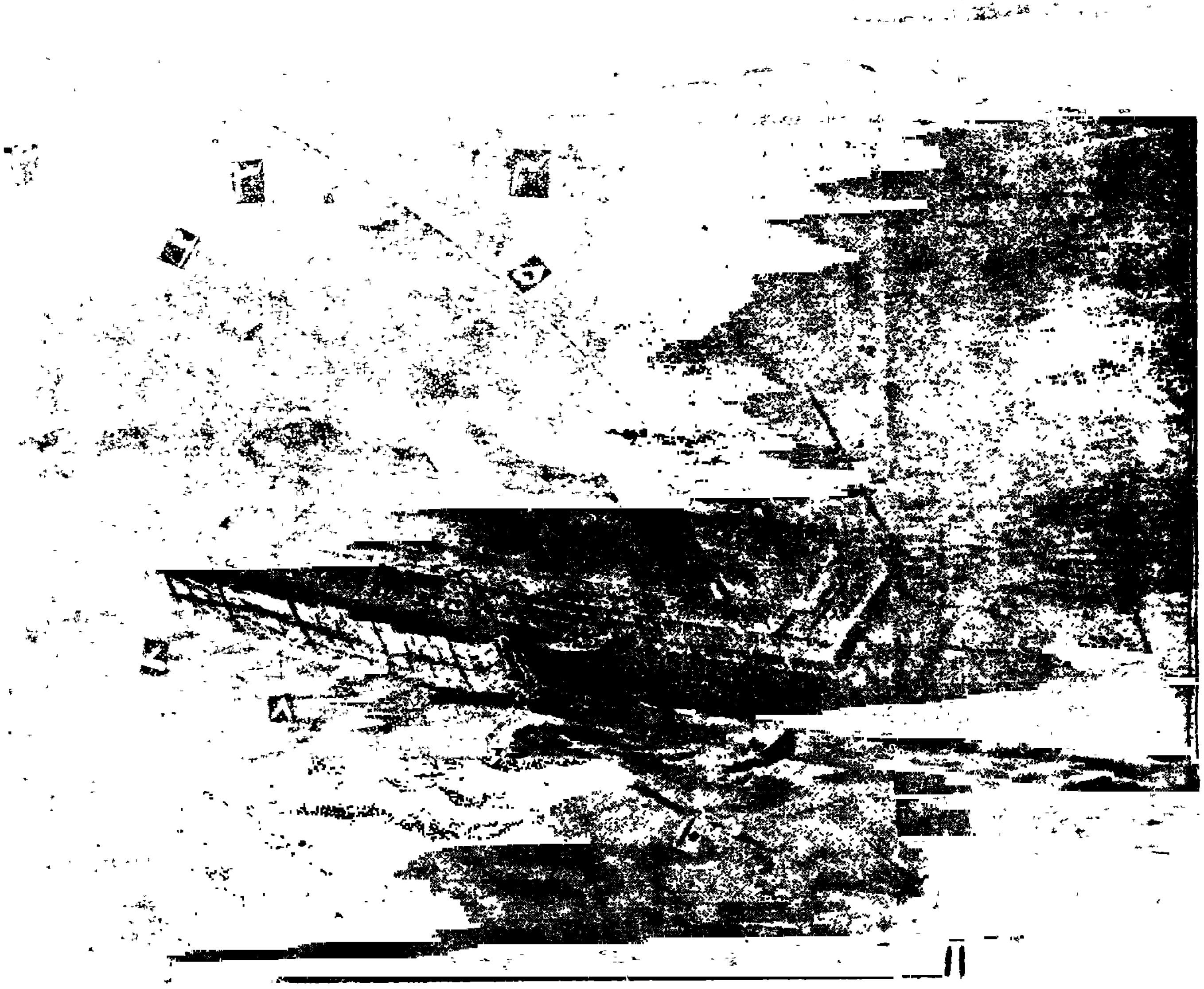

تصـــوير نمبر [۱]

اس تصوير ميں حادثه كي صورت دكهلائي گئي هے - تصوير ميں نمبر ديديے هيں - انكي تشريح حسب ذيل هے :

(۱) مقام كيوبک جهانسے ايمپرس روانه هوا -

(۲) ريموسكي - يه وه جگه هے جهاں ايمپرس كي تباهي كے بعد بقيه ۴۴۴ مسافر اُتارے گئے -

(۳) ليڈي ايولن لا سلكي كے ذريعه خبر پاكر اعانت كيليے جا رها هے !

(۴) درياے سينٹ لارنس -

(۵) اس خط كے ذريعه وه راسته بتلايا هے جس سے ايمپرس گذرا -

(۶) ايوريكا جو اعانت كے ليے روانه هوا -

[اب نمبر ۷ سے ليكر نمبر ۹ تک ايمپرس كا وه حصه دكهلايا هے جو تصادم سے توٹ گيا تها -].

(۷) ان تمام كمروں ميں جتنے مسافر تهے يا تو اپنے بستروں هي پر مرگئے يا ڈوب گئے - سيكڑوں كو تو اٹهنے اور حادثے كو سمجهنے كا موقعه هي نهيں ملا -

(۸) اس حصے ميں جو سوراخ هوا ' زياده تر اسي راه سے سمندر كو اندر جانے كا موقع ملا -

(۹) يهاں سب سے پہلے ٹكر لگي اور انجن ميں پاني بهر گيا -

(۱۰) اس خط كے ذريعه وه راه دكهلائي هے جسپر سے گذر كر استوارسٹيڈ جهاز ايمپرس سے متصادم هوا اور پهر پيچهے هٹا -

(۱۱) استوارسٹيڈ پيچهے هٹ رها هے (ايمپرس كا بيان هے كه ٹكر لگنے كے ساتهه هي اُس نے استوارسٹيڈ كو لا سلكي كے ذريعه كها كه پيچهے نه هٹے اور اسي طرح ايمپرس سے لگا هوا آگے بڑهتا جاے - اس سے مقصود يه تها كه اگر معاً پيچهے هٹ گيا تو ايمپرس كا جسقدر حصه توٹ گيا هے ' وهاں سے فوراً پاني بهرنا شروع هوجائيگا اور بچنے كے ليے مهلت نه مليگي - اگر تصادم كے بعد اسي طرح دونوں جهاز ملے رهے تو شكسته تختے كچهه عرصے تک نهيں كرينگے اور كچهه مهلت درستگي يا بچاؤ كي مل رهيگي -

استوارسٹيڈ كا بيان هے كه بيشک مجهسے ايسا چاها گيا تها مگر ميں قوانين طبيعة كے آگے مجبور تها - ٹكر كے بعد هي جهاز خود بخود پوري طاقت سے پيچهے هٹا ' اور ميں نے هرچند روكنا چاها مگر كاميابي نهوئي - يه جواب بالكل صحيح هے - استوارسٹيڈ كا كپتان طبيعة كي قوة دفع كو كيونكر روک سكتا تها ؟

بهرحال تحقيقات هو رهي هے - لارڈ ميرلاكن كي زير رياست كميشن مصروف تفتيش هے - ممكن هے كه كميشن كا فيصله اس اختلاف بيان كا تصفيه كرے -)

مذاکرۂ علمیہ

ریڈیم اور اسکے اثرات

(از جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل
سکریٹری انجمن اصلاح تمدن - ناندیر - دکن)

عجائب زار کائنات جن معجزہ نما اشیا سے معمور ہے' انمیں ایک عجیب شے ریڈیم بھی ہے جو ایم - کوری آف پیرس (M. Curie of Paris) نے اپنے مرنے سے آٹھہ سال پیشتر سنہ ۱۸۹۸ع میں دریافت کیا تھا - ریڈیم خالص سونے سے تین ہزار مرتبہ زیادہ وزنی ہے' اوسکا رنگ معمولی ٹیبل سالٹ (نمک) کے مانند ہے - ابتک صرف چند اونس ریڈیم زمین سے نکالا اور صاف کیا گیا ہے -

چند دن ہوے امریکہ کے رسالہ میکلیورس میگزین (Macluras Magzine) نے وہ گفتگو شائع کی تھی' جو مسٹر کیلیو لینڈ مفٹ (Mr. Clevelrss moffet) اور ایم - کوری اور اوسکے لیبوریٹری اسسٹنٹ مسٹر ایم - ڈین (M. Danve) میں ہوئی تھی - رسالہ مذکورہ سے اوسکا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے - یقین ہے کہ قارئین کرام کی دلچسپی کا موجب ہوگا :

" مسٹر موفٹ " جب ایم - کوری سے ملے تو اُنھوں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اُسکے مددگار مسٹر ڈین سے چند ابتدائی سوالات ریڈیم کے متعلق کیے - مسٹر موفٹ اگرچہ ریڈیم کے تمام حالات کا مطالعہ کرچکے تھے' با ایں ہمہ یہ سوالات اسلیے کیے کہ وہ ریڈیم کے حالات ایسی زبان سے سننا چاہتے تھے جو اُسکے متعلق نہایت صحیح ترین معلومات بیان کرنیکا حق رکھتی ہے -

مسٹر موفٹ — کیا یہ سچ ہے کہ ریڈیم سے حرارت اور روشنی ہمیشہ اور مسلسل پیدا ہوتی رہتی ہے اور یہ کہ وہ ایک بے اندازہ قوت کا منبع ہے ؟

مسٹر ڈین — ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ صاف شدہ ریڈیم بغیر کسی مضر اثر کے پیدا کیے' ہماوی ایجاد کردہ خوشنما آلات کے ذریعہ روشنی اور حرارت دونوں پیدا کرتا ہے -

مسٹر موفٹ — کیا یہ روشنی چمکتی ہوئی ہوتی ہے ؟

ایم ڈین — ہاں یہ روشنی بالکل چمکتی ہوئی ہوتی ہے - ایم - کوری آپکو اسکی روشنی بتلائینگے -

مسٹر موفٹ — کیا دوسرا شخص اسکو نہیں بتلا سکتا ؟

ایم - ڈین — اسکے متعلق اگرچہ بہت سے نظریے قائم کئے گیے ہیں لیکن آنکے ذریعہ بتلانا کسیقدر مشکل ہے -

ایم - ڈین نے مسٹر موفٹ سے ریڈیم کی چند اور تاثیرات کا ذکر کیا جو نہایت ہی عجیب ہیں - علاوہ روشنی اور حرارت کے اس عجیب دھات سے تین قسم کی نا معلوم شعاعیں بھی نکلتی رہتی ہیں' اور جس سرعت کے ساتھہ روشنی حرکت کرتی ہے' اوسی سرعت سے یہہ بھی حرکت کرتی ہیں - اگر ان شعاعونکو خاص طریقے سے استعمال کیا جاے تو حسب ذیل اثار پیدا کرتے ہیں :

ان شعاعونکے اثار مفید اور مضر دو قسم کے ہوتے ہیں -

مفید آثار:

(۱) زندگی کو قوت بخشتا ہے -

(۲) ایسے جراثیم کو ہلاک کرتا ہے جو زندگی کے لیے خطرناک ہیں - کسی درد کا خصوصاً خوفناک (Lupus) کا نہایت عمدہ علاج ہیں -

مضر آثار:

(۱) جسم میں نا قابل محسوس درد پیدا کرتا ہے -

(۲) زندگی کو فنا کردیتا ہے -

دوسرے دن مسٹر موفٹ نے دیکھا کہ ایم - کوری ایک چھوٹے سے چینی کے برتن پر جھکے ہوے ہیں جسمیں سات سو پونڈ ریڈیم آہستہ آہستہ گھولا جا رہا ہے - مسٹر موفٹ کے دریافت کرنے پر اونھوں نے کہا کہ ریڈیم کو غلیظ دھاتوں سے پاک کرکے خالص ریڈیم اسی طرح حاصل کیا جاتا ہے - لیبوریٹریوں دار التجارب یا معمل میں ماہرین کی آزمایش کیلیے ریڈیم کی انتہائی صفائی اور اسمیں بلور کی سی چمک پیدا کرنے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے' کیونکہ اُسکے ضائع ہوجانے کا خوف ہر وقت دامنگیر رہتا ہے - چنانچہ اسی بے احتیاطی کی وجہ سے چند ہفتہ پیشتر مجھہ سے ۱½ گرین ریڈیم ضائع ہوچکا ہے - یہ ضائع شدہ ریڈیم ایک چھوٹی سی نلکی میں رکھا ہوا تھا - یہ نلکی ایک دوسری نلکی میں ڈالکر اُسمیں سوراخ کردیا گیا تھا - ان دونوں نلکیوں کو ایک برقی انگیٹھی پر رکھکر گرم کرنا شروع کیا - جب دو ہزار درجہ تک حرارت پہونچ گئی تو یکایک دونوں نلکیاں ٹوٹ گئیں اور یہ گراں بہا شے ضائع ہوگئی - بظاہر میری غفلت کے سواء اس حادثہ کا اور کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا -

مسٹر موفٹ نے پھر دریافت کیا کہ جب ریڈیم میں صلابت آجاتی ہے تو کیا وہ اپنی شکل بدلدیتا ہے ؟ ایم - کوری نے جواب دیا کہ نہیں' اُسوقت بھی اُسکی شکل بلور کے سفید ٹکڑے کے مانند ہوتی ہے' اور سفید سفوف میں صاف کرنے کے بعد معمولی نمک کی طرح معلوم ہوتا ہے - ریڈیم کے چند ٹکڑے یہاں پڑے ہیں - آنکے دیکھنے سے تم پر واضح ہوجائیگا -

اب پروفیسر کوری نے ریڈیم کی شعاعوں کے آثار دکھلانے کے لیے میز کے خانے سے شیشہ کی ایک چھوٹی نلکی نکالی جسکے اندر سفید سفوف تھا' نلکی دیا سلائی سے زیادہ موٹی نہ تھی - اس کے دونوں طرف مہریں لگی تھیں اور اُسپر سیسے کی ایک تہ چڑھی ہوئی تھی - سیسہ نلکی پر اس غرض سے چڑھایا گیا تھا کہ جب کوئی شخص نلکی کو پکڑے تو اُن مضر شعاعوں سے محفوظ رہے جو ہر وقت نلکی سے نکلتی رہتی ہیں - سیسہ مضر شعاعوں کو روکدیتا ہے - پروفیسر نے کہا کہ نلکی کے اندر ریڈیم ایک مضطرب حالت میں رہتا ہے اور اسکی حرارت ۵,۰۰,۰۰۰ درجہ ہوتی ہے - اگر میں اسکو تمھارے ہاتھہ یا جسم کے کسی دوسرے حصے پر رکھدوں تو تم اس حرارت سے واقف ہوجاؤگے -

مسٹر موفت — مجھے تو کچھہ حرارت محسوس نہیں ہوتی -

پروفیسر — بے شک' ابھی محسوس نہیں ہوگی اور جب کہ ریڈیم کو میں نے پہلے بار چھوا تھا تو مجھے بھی محسوس نہیں ہوئی تھی -

مقالات

باب التفسير :

بعض مباحث مهمة

(حاشيه متعلق مقالهٔ افتتاحيه)

اس هفته کے مقالهٔ افتتاحيه ميں دو آيتيں ايسي آگئي هيں جن پر مستقل عنوان سے نظر ڈالني تهي - ليکن اسکي ابهي الهلال ميں گنجايش نهيں - حاشيے ميں کسی قدر تفصيل کی گئي ' مگر حاشيه اسقدر بڑهگيا که ايک مستقل مضمون کی طوالت پيدا هوگئي - خيال هوا که اسے ايک مستقل مضمون کي طرح باب التفسير کے تحت ميں ديديا جاے - قارين کرام پلے ملاحظه فرماليں که مقالهٔ افتتاحيه کے صفحه ٤ کالم ٢ سطر آخري ميں نمبر (١) ديا گيا هے - اسي کے متعلق يه حاشيه هے -

* * *

(١) الذين احسنو ' الحسنى و زيادة ' ولا يرهق وجوههم قتر ولا ذله ' اولائك اصحاب الجنة هم فيها خالدون (١٠ : ٦٣)

اس آية ميں " ولا يرهق وجوههم قتر " کا لفظ آيا هے " قتر " کے معني تاريک غبار کے هيں - چهرے کی سياهی اور دهويں کے معنوں ميں بهی بولتے هيں - کم کرنے کے معني ميں بهی آتا هے - " ذلة " خضوع و انکسار اور انتها درجه کی عاجزي اور اپنے تئيں حقير کرنے کو کهتے هيں - پس آية کا لفظی ترجمه يه هوا که جو لوگ اصحاب الجنة هيں " انکے چهروں پر سياهي اور ذلت کبهي نه چهائيگي " حاصل مطلب يه هے که کبهي انکي حالت ايسي نهوگي جو رسوائي ' حقارت ' مايوسي ' اور شکستگي کی هو - هر طرح کي انساني اور قومي ذلتيں اسميں داخل هيں - سب سے بڑي ذلت محکومي و غلامي هے جو کبهي الله اپنے دوستوں اور مومنوں کيليے پسند نهيں کرسکتا بشرطيکه اسکے سچے مومن هوں -

دوسري آية ميں " اصحاب النار " کيليے فرمايا که " ترهقهم ذلة " اور کها که " کانما اغشيت وجوههم قطعاً من الليل مظلما " - " قطع " بفتح الطاء " قطعه " کی جمع هے - ايک قرات ميں بسکون طاء بهي آيا هے - " قطع " کے معني ايک ٹکڑے اور حصے کے هيں - اسليے اس آية ميں " قطعاً من الليل " کا ترجمه " رات کا ايک ٹکڑہ " هوگا (قال ابن السکيت : القطع طائفة من الليل) اسي ليے هم نے ترجمه ميں " رات کی چادر ظلمت کا ايک ٹکڑہ " لکها هے - (ديکهو ترجمهٔ آيت مقالهٔ افتتاحيه ميں) مقصود يه هے که انکے چهرے شدت ذلت و ناکامي اور شکست و مايوسي سے ايسے کالے کلوٹے هو جائينگے ' گويا رات کي اندهياري انکے منهه پر چها گئي هے !

اس تشبيه کي اصل يه هے که قرآن حکيم نے هر جگه ايمان کو " روشني و نور " اور ضلالت و کفر کو " تاريکي و ظلمت " قرار ديا هے ! لقد جائکم من الله نور و کتاب مبين (٥ : ١٨) الله نور السماوات والارض (٢٤ : ٣٥) و من لم يجعل الله له نوراً فماله من نور (٢٤ : ٤٠) هو الذي ينزل على عبده آيات بينات ليخرجکم من الظلمات الى النور (٥٧ : ٩) الحمد لله الذي خلق السماوات و الارض و جعل الظلمات و النور (٦ : ١)

اس آية ميں اصحاب النار کی نسبت کها که انکے چهرے تاريک هونگے - يه ٹهيک ٹهيک اس حالت ايماني و اسلامي کي ضد هے جو دوسري جگه مومنوں کيليے فرمائي هے - يعني انکے ايمان و اعمال حسنه کي روشني و نورانيت کی شمع انکے سامنے روشن رهيگی :

يوم لايخزي الله النبي والذين آمنوا معه ' نورهم يسعى بين ايديهم و بايمانهم : يقولون ربنا ! اتمم لنا نورنا ! (٦٦ : ٨)	وه عاقبت کار اور ظهور نتائج کا وقت که خدا اس دن اپنے نبي کو اور ان لوگوں کو جو اسکے ساتهه ايمان لائے هيں ' کبهي شرمنده و رسوا نه کريگا - انکا نور انکے آگے اور انکے دهني طرف ساتهه ساتهه چلے گا ' اور وه الله سے التجا کرينگے که اے پروردگار ! همارے اس نور کو کامل کردے اور آخر تک قائم رکهه !

اسي طرح سورهٔ حديد ميں ايمان و کفر اور مومنين و منافقين کی تقسيم کرکے نور و ظلمت هي کی مثال دي هے :

يوم ترى المومنين والمومنات يسعى نورهم بايديهم و بايمانهم ' بشراکم اليوم ! (٥٧ : ١٢)	اس دن تم مسلمان مردوں اور عورتوں کو ديکهوگے که انکا نور انکے آگے آگے اور انکے ساتهه ساتهه چل رها هوگا ' اور انسے کها جائيگا که آجکے دن تمهارے لیے فتح و مراد کي بشارت هے !

ليکن منافقين و مضلين اس " نور " سے محروم هونگے اور نهايت حسرت کے ساتهه مومنوں کی حالت ديکهينگے - اسکي مثال يوں فرمائي :

يوم يقول المنافقون والمنافقات للذين آمنوا : انظرونا نقتبس من نورکم ! قيل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نوراً (٥٧ : ١٣)	اس دن منافق مرد اور منافق عورتيں مومنوں سے کهينگي که ذرا همارا انتظار کرو که هم بهي تمهارے اس نور سے کچهه روشني حاصل کرليں - مگر انسے کها جائيگا که ايسا نهيں هوسکتا - آگے مت بڑهو - پيچهے هٹو اور کوئي اور روشني تلاش کرلو -

اندلس کے ايک شاعر نے اپنے نقاب پوش خليفه کو مخاطب کرکے اس آيت کو نظم کر ديا تها :

انظرونا نقتبس من نورکم
ان هذا نور رب العالمين !

بهرحال اس " نور " سے مراد وه الهي روشني هے جو " اولياء الله " اور " اصحاب الجنة " کو اپنے اعمال صالحه کے نتائج سے حاصل هوتي هے اور انکے تمام اعمال و افعال کو ضلالت کي تاريکي سے پاک کرديتي هے - اسکا ساتهه ساتهه چلنا اس طرف اشاره هے که جس آدمي کے ساتهه اندهيري رات ميں روشني هو ' اور وه اسکے ساتهه اس طرح کردي جاے که جهاں جاے ايک مشعل راه دکهلاتي اسکے آگے آگے هو ' تو وه کبهي ٹهوکر نهيں کهائيگا اور نه کبهي بهٹکے گا - اسي طرح سچے مومنوں اور الله کے پرستاروں کيليے هدايت و سعادت کي ايک مشعل روشن هو جاتي هے ' جو هميشه انکے ساتهه رهتي هے ' اور جهاں جائيں انکے ساتهه ساتهه حرکت کرتي هے - نه تو کبهي انپر تاريکي چها سکتي هے ' اور نه انکے ليے ٹهوکر اور گمراهي هے -

[بقيه مضمون کے ليے صفحه ١٧ ملاحظه هو]

باب الصحة و تدبیر المنزل

خطرناک مکھی !

ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضة (۲ : ۲۴)

حال میں مکھیوں کے متعلق ڈاکٹر اڈورڈ راس کی تحقیقات نے علمی و طبی حلقوں کو اس موضوع پر خاص توجہ دلائی ہے - ڈاکٹر موصوف مشہور سر رونا لڈ راس کے بھائی ہیں اور علم الجراثیم (بکٹریولوجی) کے مسایل کی تکمیل و تحقیق سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں -

ایک مختصر سا مضمون انکا "گریفک" میں نکلا ہے جسمیں عام پبلک کی واقفیت کیلیے سرسری طور پر اپنی تحقیقات کی طرف اشارہ کیا ہے - ہم اسکا خلاصہ مع ایک دلچسپ تصویر کے شائع کرتے ہیں - (الہلال)

(تندرستی کا جہاد)

سائنس کے تجارب سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ گھر کی معمولی مکھیاں سخت خطرناک چیزیں ہیں - یہی ہوائی سیاح ہیں جو ایک شخص کی بیماری دوسرے تک لیجاتی ہیں ' اور اسلیے اسقدر حقیر نہیں ہیں جسقدر کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے - ہر گھر کیلیے جسمیں صحت اور تندرستی کی قیمت محسوس کی جاتی ہو ' ضروری ہے کہ انکی تعداد کم کرنے کیلیے ایک سخت جہاد شروع کرے تاکہ وہ بیماریاں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہیں ' کم ہوجائیں اور کچھ دنوں کے بعد بالکل معدوم -

(ہلاک کرنے کی کوشش)

ایک طریقہ ان بیماری پھیلانے والی مکھیوں کے کم کرنے کا یہ ہے کہ انہیں ہلاک کردیا جائے ' اور اسی لیے "مکھی مار" کاغذ کا استعمال بہت سے مقامات میں ' خاصکر امریکہ کے شہروں میں شروع ہوگیا ہے - لیکن تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چنداں مفید نہیں - اسطرح کے وسائل سے مکھیاں اتنی تعداد میں ہلاک نہیں ہو سکتیں ' جس سے انکی مہیب تعداد میں کوئی بڑی کمی واقع ہوسکے - گھراؤ مکھیوں کے بچے گرمی کے موسم میں بہت زیادہ مقدار میں پیدا ہوجاتے ہیں ' اور انکی ہلاکت اور پیدایش کا مقابلہ کرنے سے پیدائش کی تعداد ہر حال میں زیادہ ہی رہتی ہے -

پس دراصل مارنے کی کوشش کی جگہ اس بات کی سعی کرنی چاہیے کہ کسی طرح انکی پیدایش کو کم کیا جائے - کسی بیماری کے علاج سے پیشتر اس بیماری کے نہ ہونیکی تدبیر کیوں نہ کی جائے؟ سب سے بہتر طریقہ اس کا یہ ہے کہ صفائی کا بہت زیادہ لحاظ رکھا جائے - صفائی سے یہ فائدہ ہوگا کہ کیڑے آپ ہی آپ دور ہو جائینگے اور بیماریاں جو انکے ساتھہ آتی ہیں بالکل غائب ہوجائینگی - یہ طریقہ پناما اور نہر سویس کے کنارے مچھروں کے دفعیہ کے لیے برتا گیا ' اور نہایت کامیاب ثابت ہوا - ۲۸

(موطن و مولد)

گھراؤ مکھیاں میلی اور گندی جگھوں میں انڈے دیتی ہیں - موسم گرما میں ایک مادہ مکھی قریب ڈیڑھ سو انڈے سڑے ہوئے پتوں یا مکان کے کوڑے کرکٹ یا غلیظ راستوں میں دیتی ہے - ان انڈوں سے کچھہ دنوں کے بعد بے شمار چھوٹے چھوٹے کرم پیدا ہوجاتے ہیں - پانچ دن گذرنے کے بعد انکی شکل چنے کے مانند گول ہوجاتی ہے - دسویں دن دو پاؤں اور چھہ پر مکمل طور پر نکل آتے ہیں - اسی کا نام مکھی ہے -

نیلے پیٹ والے مکھی بھی اسی طرح انڈے دیتی ہے - مگر فرق صرف اسقدر ہے کہ وہ زیادہ تر سڑے ہوئے گوشت میں انڈا دیتی ہے -

(جراثیم)

گھراؤ مکھی اور چھوٹی مکھی اپنے پاؤنکو مریض مقامات میں آلودہ کرکے بیماری کے کیڑے اپنے ساتھہ لے لیتی ہے اور غذا کی تلاش میں اڑتی ہے - بیماری کے کیڑے بکثرت اسکے پاؤں میں لپٹے ہوتے ہیں ' اور اسکی ڈنک بھی مہلک جراثیم کی ایک پوری آبادی ہوتی ہے - پھر وہ دودھ کے جگ میں ' چاے کی پیالی میں ' روٹی کے ٹکڑے پر اور ہر طرح کی غذاؤں اور انسانی جسم کے اعضا پر آکر بیٹھتی ہے اور بغیر قصد کے صدہا مہلک کیڑوں کو پھیلا دیتی ہے جو فوراً اپنا کام شروع کردیتے ہیں - بعض مکھیاں کیڑے کو نگل لیتی ہیں - وہ اس کے اندر جاکر اور بڑھتے ہیں اور اسکے بعد جب مکھی بیٹھتی ہے تو وہی کیڑے نکل کر جمع ہوجاتے ہیں !

(ان اللہ یحب المتطہرین)

ہم لوگ تھوڑی سی توجہ بھی باقاعدگی کے ساتھہ اس طرف کریں تو بربادیوں کی اس بہت بڑی فوج سے نجات پاسکتے ہیں - ہم لوگوں کو چاہیے کہ اپنے رہنے کے تمام مقامات کو ہر طرح کی کثافت اور میلے پن سے پاک کردیں - اگر ہم نے ایسا کردیا تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ اپنے دشمنوں کو بیخ و بنیاد سے نیست و نابود کردیا - کیونکہ اصلی سوال پیدایش کا ہے ' اور مکھی صرف کثافت اور غلاظت ہی میں انڈے دیتی ہے - ہر گرد آلود اور میلی جگہ کم سے کم ہفتہ میں ایک بار ضرور ہی صاف کر دینی چاہیے -

حال میں اخبارات نے مکھیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے - نیز حفظان صحت کے محکموں کے ڈاکٹر ان کے دور کرنے کی تدابیر محنت کے ساتھہ ڈھونڈتے رہے ہیں - لیکن جب تک لوگوں کو خود صفائی کی طرف توجہ نہوگی ' یہ کوششیں کچھہ مفید نہیں ہو سکتیں - ۲

یه کهکر پرروفیسر نے اپني قمیص آتاري اور اپنا بازو مجهه دکهلایا جسمیں زخم کي وجه سے ابهي تک سرخي اور گهرا داغ موجود تها -

اسي سلسله میں انهوں نے اپنے دوست پرروفیسر بیکرل (Pro. Becquerel) کا تجربه بیان کیا که وه لندن کے سفر میں اپنے تجارب دکهلانے کے لیے ریڈیم کی ایک نلکي اپني واسکت کي جیب میں رکهکے لیگئے - اثناے سفر میں تو انهیں کچهه تکلیف نہیں هوئي - لیکن دو هفته کے بعد پرروفیسر نے دیکها که جیب کے نیچے کي جلد سرخ هوگئي هے اور جهڑ رهي هے - آخر کار اس جگهه ایک گهرا اور تکلیف ده زخم هو گیا جو کئي هفته تک اچها نه هوا - ریڈیم کے ان زخموں میں یه ایک عجیب خاصیت پائي جاتي هے که شعاعوں کے اثر کرنے کے بعد وه ایک عرصه تک بالکل نظر نہیں آتے !

مسٹر موفٹ نے ایم - کورے سے دریافت کیا که کیا اسوقت بهي ریڈیم حرارت اور روشني پیدا کرتا هے ؟

ایم - کوري — بے شک' روشني اور حرارت دونوں پیدا کرتا هے - روشني کے تجربه کے لیے میں تمهیں ایک تاریک کوٹهري میں لیجاؤنگا اور وهاں اسکي روشني دکهاؤنگا - حرارت کے متعلق جو دریافت کرنا چاهتے هو تو تهرمامیٹر کے ذریعه تم معلوم کر سکوگے که به نسبت اطراف کي هوا کے ریڈیم کي نلکي ڈیره درجه زیاده گرم هے !

مسٹر موفٹ — کیا یه نلکي همیشه اتني هي گرم رهیگي ؟

ایم - کوري — جهانتک مجهے علم هے یه همیشه گرم رهیگي - اب میں اس نلکي کو یونهي رکهه دیتا هوں اور تم دیکهوگے که منجمد ریڈیم خود بخود رقیق هوتا چلا جائیگا -

مسٹر موفٹ — یه همیشه رقیق هوتا رهتا هے ؟

ایم کوري — میں اپني تجربه کے بناء پر کهه سکتا هوں که یه همیشه هوتا هے -

اسکے بعد پروفیسر ایم - کوري مجهے ایک تاریک حجره میں لیگئے ' اور میں نے نلکي سے نہایت صفائي کے ساتهه روشني نکلتے دیکهي - یه روشني اتني چمکتي هوئي تهي که ایک مطبوعه کتاب بآساني پڑهي جاسکتي تهي - پروفیسر نے کہا که ۱/۱ گرام ریڈیم دو مربع انچ سطح زمین کو روشن کردیتا هے جو پڑهنے کے لیے بالکل کافي هے - اسي طرح ایک کیلوگرام (٢٠٢ پونڈ) ریڈیم میں تیس مربع فیٹ رقبه کا حجره روشن هوجاتا هے - یه روشني اور زیاده چمکنے لگے اگر سلفائڈ آف زنک کے پردے ریڈیم کے نزدیک رکهے جائیں - لیکن اس قسم کي روشني کے پیدا کرنے کے لیے بہت صرف هوتا هے - کسي آبادي میں اگر ریڈیم کي روشني کیجاے' تو وه آبادي فالج اور دوسري اعصابي امراض میں مبتلا هو جائیگي - اور اسي وجه سے آینده ایک زمانے تک ریڈیم کي روشني صرف تجربه گاهوں کے عجائبات هي میں رهیگي -

کچهه دیر تاریک حجره میں ٹهیرنے کے بعد ایم - کوري نے ریڈیم کي نلکي دبیز کاغذ میں لپیٹ کر مسٹر موفٹ کے هاتهه میں دیدي اور کہا که آنکهیں بند کرکے اس نلکي کو اپني پلکوں پر رکهو اور زور سے دباؤ - مسٹر موفٹ نے انکے کهنے پر عمل کیا اور انکو آنکهه کے بیروني حصے میں وسیع روشني کا اثر محسوس هونے لگا - ایم - کوري نے انکو یقین دلایا که یه روشني آنکهه کے بیروني جانب نہیں بلکه اندروني حصه میں هے - پرروفیسر نے مسٹر موفٹ کو هدایت کي که ریڈیم کي نلکي کو زیاده عرصه تک پلکوں پر نرکهے کیونکه اسکا نتیجه یهه هوگا که یا تو بصارت کو سخت صدمه پهنچیگا یا بصارت بالکل جاتي رهیگي - دوسرا تجربه ریڈیم کو پیشاني پر رکهکر کیا گیا - اس مقام پر بهي باوجود آنکهیں بند هونیکي مدهم روشني کا اثر نظر آنے لگا - شعاعوں نے سر کي هڈیوں میں سے نفوذ کرکے آنکهه کے ڈهیلے پر اپنا اثر ڈالا تها -

ریڈیم کي شعاعیں ابتک امراض چشم میں استعمال کي گئي هیں ' اور موتیا بن کي تشخیص کا نہایت عمده ذریعه ثابت هوئي هیں' ان سے معلوم هو جاتا هے که رٹینا (Retina) بے نقص هے یا نہیں' اور عمل جراحي کہاں تک کامیاب هوگا ؟

موتیا بن کي وجه سے اگر کسي شخص کي بصارت جاتي رهي هے اور وه ریڈیم کي روشني میں دیکهه سکتا هے' تو اسکي بصارت واپس هوسکتي هے - اگر ریڈیم کی روشني میں بهي نہیں دیکهه سکتا تو بصارت کي واپسي کي امید نہیں -

ابتک زمین سے بہت کم ریڈیم نکلا هے' اور ایم - کوري کو زمین کے اندر زیاده مقدار میں ریڈیم موجود هونیکے متعلق شک هے - انکا بیان هے که قرب و جوار کي کانوں میں ریڈیم اتني کم مقدار میں پایا جاتا هے که کئي سو مربع گز چٹانوں میں کهیں کهیں اوسکے آثار پاے جاتے هیں -

کان سے ریڈیم نکالنے کي اجرت بهي اسکے نکالے جانے میں مانع هے -

الهلال :

ریڈیم کے متعلق الهلال کي دوسري جلد میں ایک مفصل مضمون نکل چکا هے' جسمیں بتلایا هے که کیونکر ڈاکٹر ایم کوري اپنے انکشافات میں کامیاب هوا ؟ قارئین کرام اسپر بهي ایک نظر ڈال لیں -

---

دیوان وحشت

(یعني مجموعۂ کلام اردو و فارسي جناب مولوي رضا علی صاحب - وحشت)

یه دیوان فصاحت و بلاغت کي جان هے' جسمیں قدیم و جدید شاعري کي بهترین مثالیں موجود هیں' جسکي زبان کی نسبت مشاهیر عصر متفق هیں که دهلي اور لکهنو کي زبان کا عمده نمونه هے' اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر محتوي هے - اسکا شائع هونا شعر و شاعري بلکه یوں کہنا چاهیے که اردو لٹریچر کي دنیا میں ایک اهم واقعه خیال کیا گیا هے - حسن معاني کے ساتهه ساتهه سلاست بیان' چستي بندش اور پسندیدگي الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندها هے' که جسکو دیکهکر ملک کے سخندان سخن نے بے اختیار تحسین و آفرین کي صدا بلند کي هے -

مولانا حالي فرماتے هیں ...... " البته کیا اردو کیا فارسي دونوں زبانوں میں ایسے نکمے دیوان کے شائع هونے کي بہت هي کم امید هے ...... آپ قدیم اهل کمال کي یادگار اور انکا نام زنده کرنے والے هیں " قیمت ایک روپیه -

المشتهر
عبد الرحمن اثر - نمبر ١ - کرایه روڈ - ڈاکخانه بالیگنج - کلکته

میرٹهه کي قینچي

میرٹهه کي مشهور و معروف اصلي قینچي اسي پته سے ملیگي
جنرل ایجنسي آفس نمبر ١٠٦ اندر کوٹ شهر میرٹهه

عـالم اسـلامی

جـديـد عثماني كارخـانـه هـاے صنـاعي

جده ميں آب شور كو شيريں بنانے كا كارخانه

جده سے سرزمين حجاز كي سرحد شروع هوتي هے ' جهاں آب شيريں هميشه سے ناپيد هے - مكۂ معظمه اور مدينه منوره (زاد الله شرفهما) ميں چند كنوؤں اور نهر زبيده كے سوا اور كوئي منبع آب نهيں - جده اگرچه ساحلي مقام هے ليكن سمندر كا نمكين پاني پينے كے كام ميں نهيں آسكتا -

دولة عثمانيه نے سرزمين حجاز كي ترقي و اقتصاد پر از سرے نو توجه شروع كردي هے - اس سلسلے ميں ايک قابل ذكر شے سمندر كے پاني كو ميٹها پاني بنانے كا دخاني كارخانه هے جو نهايت وسيع پيمانه پر قائم هوا هے - اور اب بغير صرف و مشقت كے صدها گيلن ميٹها پاني هر شخص حاصل كر لے سكتا هے -

يه تينوں تصويريں اسي كارخانے كي هيں - پهلي تصوير كارخانے كے ايک خاص حصه كو نماياں كرتي هے ' جهاں پاني لينے والوں كا هجوم هے - دوسري تصوير كارخانے كے آلات اور مشينري كا نمونه دكهلاتي هے ' جهاں سمندر كے پاني سے نمک نكال ليا جاتا هے ' اور چند لمحوں كے اندر پاني ميٹها هو جاتا هے

تيسري تصوير صناعي آب شيريں كا مركزي حوض هے جهاں هر وقت پاني موجود رهتا هے ' اور اهل شهر ميں تقسيم هوتا هے -

[بقيه مقالات صفحه ١٦]

پس اس اية ميں " اصحاب النار " كي نسبت جو يه كها هے كه انكے چهروں پر تاريكي چها جائيگي ' تو يه ٹهيک ٹهيک " اصحاب الجنة " كي اس حالت كے مقابلے ميں هے جو پچهلي آيتوں ميں بيان كي گئي هے : نورهم يسعي بين أيديهم و بايمانهم !

آية متذكرۂ متن كے متعلق ايک اور نكته بهي قابل درس و فهم هے جسپر توجه دلاے بغير نهيں رهسكتا - فرمايا كه " للذين احسنوا الحسنى و زيادة " جن لوگوں نے نيكي اور بهلائي كے كام كيے ' انهيں ويسا هي نيک اجر بهي مليگا - نيز اس سے بهي كچهه زياده يعني جسقدر عمده كام كيے هيں انكے مطابق تو نتائج حاصل هي هونگے ' ليكن اسكے علاوه بطور لطف و مرحمت كے بهي بهت كچهه عطا كيا جائيگا -

اس آية كريمه ميں نيكي كے بدلے نيكي كي مقدار سے كهيں زياده معاوضه ملنے كي بشارت دي هے ' ليكن دوسري آيت ميں جب برائي اور بد عملي كا ذكر كيا هے تو وهاں صرف اسيقدر هے : " والذين كسبوا السيئات جزاء سيئة مثلها - جن لوگوں نے برائي حاصل كي تو جيسي برائي كي ' ويسا هي اسكا بدله بهي پائينگے -

يهاں " زيادة " نهيں كها بلكه " مثلها " كا لفظ كها - جس سے ثابت هوا كه نيكي كا بدله نيكي كے مقدار سے زياده مليگا ' پر بدي كيليے اتني هي سزا هوگي جتني كه بدي كي گئي هے - اسي قسم كي هوگي جس قسم كي وه بدي تهي -

الله كي عدالة حقه كا يهي اصول لطف و مرحمت هے - وه نيكي كے معارضه ميں فياض و رحيم هے ليكن بدي كي سزا دينے ميں صرف عادل - اگر ثواب كي طرح عذاب ميں بهي يه " زيادتي " كا اصول عمل ميں آتا ' تو نهيں معلوم اس معصيت سراے عالم كا كيا حال هوتا ؟ شايد ايک هستي بهي زمين پر باقي نه رهتي - كمال قال سبحانه :

ولو يواخذ الله الناس اور اگر الله انسانوں كو انكے ظلم و گناه
بظلمهم ما ترک عليها پر پورا پورا پكڑتا اور سزا ديتا تو زمين
من دابة ولكن يوخرهم پر ايک حيوان بهي باقي نه رهتا اور
الى اجـــل مسمـــي اپني بد اعماليوں كي پاداش ميں سب
(١٦ : ٦٣). كے سب برباد و هلاک هوجاتے - ليكن

وه عفو و درگذر سے كام ليتا هے اور انكے معاملے كو چهوڑ ديتا هے - يهاں تک كه انكے كاموں كے قدرتي نتائج كے ظهور كا وقت آجاے اور وهي سزا انكے ليے بس كرتي هے !

قران حكيم ميں دوسري جگه اسے كهول كر بالكل واضح كر ديا هے :

من جاء بالحسنة فله جو شخص نيكي اور بهلائي كے ساتهه
عشر امثالها ' و من جاء همارے سامنے آئيگا تو اسكا بدله
بالسيئة فـلا يجزي الا دس گنا زياده مليگا - اور جو بدي ليكر
مثلهـا - (٦ : ١٦٠) آئيگا تو اسكے ليے كچهه زيادتي نهوگي ' بلكه

ٹهيک ٹهيک اتني هي سزا پائيگا جتني كه اس نے بدي كي هے !

اسي طرح سورۂ نمل اور سورۂ قصص ميں كها : من جاء بالحسنة فله خير منها (٢٧ : ٨٩ و ٢٨ : ٨٤)

كاش " البصائر " نكلتا اور مباحث كلام الله كيليے كافي ميدان بحث و نظر هاتهه آتا - اسطرح ضمناً نه تو جي بهر كر لكها جاسكتا هے ' اور نه كوئي مرتب اور منظم سلسله شروع هوسكتا هے -

هم لوگوں میں سے هر شخص مکهي کے مقابلے میں حصه لے سکتا هے - کیونکه هم سے هر شخص خواه وه کتنا هي غریب هو' اپنے گهروں کو مکهیوں سے پاک رکهه سکتا هے - هفتے میں ایک بار صبح کے وقت اپنے گهر کو اچهي طرح دیکهه لو که صفائي اور چیزوں کي ترتیب کا کیا حال هے ؟ سب سے پہلے باورچي خانے سے معائنه شروع کیا جاے - برتن رکهنے کي جگهوں کو دیکهیں' موديي خانه کهلوائیں' جنس اور اشیا کے ظروف کا تجسس کریں - تفتیش اس بات کي هوني چاهیے که هر گوشه صاف هے یا نہیں ؟ اسکے بعد خصوصیت کے ساتهه گهر کے ان تمام موقعوں کو بذات خاص دیکهنا چاهیے جو کوڑا کرکٹ پهینکنے اور کثافت جمع هونے کي جگهیں هیں - هماري زندگي کي سلامتي کا رشته گهر کے انهیں ادنے اور حقیر گوشوں کے هاتهه میں هے - اگر انکو جلد جلد صاف کرنے کا انتظام کرلیا گیا تو پهر اس معرکے میں فتح هي فتح هے - چاء کي پتیاں اور بچا هوا کهانا پهینک دینا مکهیوں کو انڈے دینے کیلیے بلانا هے - اسکي بڑي احتیاط رکهني چاهیے -

(غطـــو الانا ء !)

ایک بہت بڑا اصولي نکته یه هے که کهانے کي هر چیز هر حال میں ڈهانپ کے اور بند کرکے رکهني چاهیے - انهیں کهلا چهوڑ دینا هي اسکا سبب هوتا هے که مکهي آکر بیٹهے اور اپنے پانوں کے لپٹے هوے قاتل کیڑوں کو ڈالدے !

(زندگي کا مسئله)

صفائي کا مسئله زندگی کا مسئله هے' اور اس شخص سے بڑهکر کوئي احمق نہیں جو اپني زندگی نوکروں کے اعتماد پر چهوڑ دے -

جنگي جهازوں کا قاعده هے که هر اتوار کي صبح کو کپتان اور دیگر افسر جهاز کے گوشے گوشے کو صفائي کیلیے دیکهتے هیں - هم لوگوں کو بهي چاهیے که اپنے گهر کے کپتان بن جائیں' اور اسي طرح هفته میں چند گهنٹے زندگي اور صحت کیلیے صرف کریں -

یه بهي ضروري هے که هم اپنے همسایونکو مکهیوں کي خطرناک حالت سے اچهي طرح مطلع کردیں اور ان سے التجا کریں که وه بهي همارے مقابلے میں شریک هوں - اسطرح ایک مجموعی طاقت مکهیوں کے دفعیه میں سرگرم جهاد هوني چاهیے - بچوں کو بهي اسکے متعلق ابتدا سے تعلیم دینا نہایت ضروري هے' اور ان صدها تعلیموں سے یقیناً مقدم جو اسکولوں کے اندر دي جاتي هیں -

اگر هم لوگ اپنے گهر کو پاک و صاف رکهیں تو همارے بچوں کی صحت اچهي رهیگي' گرمي میں جو بیماریاں بکثرت هوتی هیں بالکل نه هونگي' ٹائیفوڈ کم هوجائیگا' ڈاکٹر کا بل بهي کم آیا کریگا' گهر کا هر فرد چین اور سکهه کی زندگی بسر کریگا - خدا اور اسکے بندے' دونوں کی خدمت صرف تندرست آدمی هي کرسکتا هے - پس آؤ' هملوگ اسي کے مطابق عمل کریں !

(مــلاحظـــات)

آج جبکه علوم کي انتهائي ترقیات و کشفیات سے یه نتیجه اخذ کیا گیا هے که مکهیوں سے غذا کو بچانا چاهیے' اور سخت تاکید کي جا رهي هے که غذا کو ڈهانپ کر رکها کرو' تو اُن احادیث نبویه کو بهي یاد کرلینا چاهیے جن میں نہایت اصرار سے تاکید کي گئي هے که کوئي چیز کهانے کي کهلي نه رکهو -

اس قسم کي احادیث بکثرت وارد هیں' اور عموماً کتب حدیث کے ابواب اطعمه و آداب اکل و شرب میں درج کي گئي هیں - بعض کتابوں میں " تغطیة الاواني " کا مستقل باب رکها گیا هے اور اسکے تحت میں اس قسم کي تمام حدیثیں جمع کردي هیں - ان سب پر نظر ڈالنے کیلیے بہترین کتاب جمع الجوامع هے - امام غزالي نے بهي احیاء میں ذکر کیا هے - هم صرف بخاري و مسلم کي ایک متفق علیه حدیث یہاں نقل کردیتے هیں :

جاء رجل من الانصار باناء من لبن الی النبي صلی الله علیه و سلم - فقال الا خمرته و لو ان تعرض علیه عوداً -

آنحضرت (صلعم) کی خدمت میں ایک شخص برتن میں دوده لایا - آپنے دیکهکر فرمایا که تونے اسے ڈهانکا نہیں - کسي تنکے هي سے سهي - لیکن ڈهانک دینا ضروري هے !

اسکے علاوه متعدد حدیثوں میں " غطو الاناء " (یعنی برتنوں کو ڈهنکا هوا رکهو) بهي آیا هے :

اس سے همارا مقصود اُس مسلک کو اختیار کرنا نہیں هے' جو آجکل کے بعض مصنفین و اهل قلم حضرات کا هر نئي تحقیق کو کسي قدیمي تعلیم سے تطبیق دینے کا هے - اکثر صورتوں میں ایسي کوششیں محض بے معني و لغو هوتي هیں - هم صرف یه دکهلانا چاهتے هیں که احادیث نبویه میں مفید تعلیمات کا بہت بڑا حکیمانه ذخیره موجود هے -

(مــــرقـــع)

اس مضمون کے ساتهه ایک تصویر بهي دي گئي هے' جسمیں دکهلایا هے که مکهي کیونکر انڈے دیتي هے اور مہلک کیڑے کس طرح اسکو اپني قاتل سیاحت و نفوذ کا مرکب بناتے هیں ؟ تصویر میں جابجا نمبر دیدیے هیں - یہاں انکي تشریح کردي جاتي هے - تصویر سامنے رکهه لیجیے :

(١) مکهي کے انڈے اپني اصلي مقدار میں -

(٢) مکهي کے بچے انڈوں سے نکل رهے هیں -

(٣) مکهي کے بچے -

(٤) انڈے اصلي حالت سے بہت بڑا کرکے دکهلاے هیں -

(٥) مکهی کے پانوں جن میں بیماري کے خورد بیني کیڑے (میکروب) لپٹ جاتے هیں - دونوں جانب پروںکے نیچے اُسکی ٹانگیں دکهائي دیتي هیں - ٹانگونکے سروں پر × کا نشان بنا دیا هے - اسي طرح سامنے کي چار ٹانگوں کے سروں پر بهي یهي نشان هے - نیز منه کے سامنے بهی نشان دیا هے - یه تمام مقامات خورد بیني کیڑوں کے جمع هونے کے هیں -

(٦) یه بیماري کے خورد بیني کیڑوں کي صورت هے - انکے اصلي جسم کو کئي سو مرتبه بڑا کرکے دکهلایا هے -

(٧) مکهي کي زبان - اصل سے بدرجها بڑي کرکے دکهلائي هے -

(٨) مکهي کي زبان کا وه حصه جو خورد بیني کیڑوں کو جمع کرتا هے -

(٩) خورد بیني کیڑے لپٹے هوے هیں -

(١٠) مکهي کا پانوں - اصل سے بدرجها بڑا کرکے دکهلایا هے -

روزانه الهــلال

چونکه ابهي شائع نہیں هوا هے' اسلیے بذریعه هفته وار مشتهر کیا جاتا هے که ایمبرائیڈري یعني سوزني کام کے گل دار پلنگ پوش' میز پوش' خوان پوش' پردے' کامدار چوغے' کرتے' رنگي پارچات' شال' الوان' چادریں' لوئیاں' نقاشي مینا کاري کا سامان' مشک' زعفران' سلاجیت' ممیره' جدوار' زیره' گل بنفشه وغیره وغیره هم سے طلب کریں - فهرست مفت ارسال کي جاتی هے - (دي کشمیر کوآپریٹیو سوسائٹي - سري نگر - کشمیر)

کیسا سمجھتا هوں اور وہ کونسي بعض خوبیاں هیں جو مجھے نظر آئی هیں؟ مختصراً عرض کرونگا - یه ایک نهایت ضروري مبحث ہے - ضرورت تهي که اسپر تفصیلي نظر ڈالي جاتي اور مشرح لکھا جاتا - مگر با وجود اختصار ملحوظ رکھنے کے تحریر طویل هوئي جاتي ہے' اور یه بهی چاهتا هوں که جلد سے جلد وہ شائع هوجاے - پس مختصر اشارات عرض کرونگا -

اسلام اور اسلامیونکو خداے کریم و رحیم نے منجمله بیشمار نعمات و عطاے دیني و دنیوي کے ایک نعمت غیر مترقبه قران کریم عطا فرمائی ہے جو همارے تمام امراض روحاني و جسماني کي ایک هي دوا و علاج ہے' اور هماري روزانه زندگی کا ایک هي قابل تعظیم دستورالعمل ہے - هماري هر ضرورت خواہ وہ دیني هو خواہ دنیوی' اسي کے زیر حکم هوني چاهیئے -

مگر صد حسرت و افســوس هماری غفلتوں اور گمراهیوں پر! اس زریں و متبرک اصول کو جب سے هم فراموش کر بیٹھے هیں' کونسي تباهي ہے جو نازل نهیں هوئي' اور کونسا حادثه ہے جو همپر نهیں گذرا؟ فن طبابت میں تشخیص مرض دشوار ہے اور جب مرض کی تشخیص صحیح هوجاے تو پهر ازالۂ سبب مرض مشکل نهیں رهجاتا - الهلال کي پهلي اور قابل تعظیم خصوصیت یهي ہے که اسنے سب سے اول سبب اصلي کي تشخیص کی - اور بلاشبه الهــلال هي وہ مصلح اعظم و اول ہے جسنے اخباری اجسام میں قران کریم کي روح پهونکدی اور گم کشتگان بادیهٔ ضلالت کو صراط مستقیم بتا دی - یعنی مدتوں کي سوئی هوئي قوتونکو چند ماہ کے اندر بیدار کردیا' اور یهي اسکا وہ مسلک محبوب ہے جسپر همیں هزار جان سے نثار هونا چاهیے -

دوسری خصوصیت اسکي امر بالمعروف و نهي عن المنکر کا وعظ ہے - یعنی وہ برائیوں سے بچنے اور بهلائیوں کے اختیار کرنے کي تعلیم و تلقین کرتا ہے - یهي وہ تعلیم ہے جو همارا لباس کار هو تو تمام روگ دور هو جائیں -

تیسری خصوصیت اسکي راہ حق و صداقت میں مجاهدہ و بے نظیر استقلال و ثبات ہے - میں بلا خوف تردید کهه سکتا هوں که اگر اس عصیاں آباد هند میں ایک متنفس بهی اسکے مطابق آواز بلند کرنیوالا باقی نه رهے' اور تمام دنیا کي حاکم و قاهر قوتیں اسکي دشمن هو جائیں' پهر بهی اسکے پاے ثبات و استقلال کو فضل الهی سے جنبش نهوگي: و ذلك فضل الله یوتیه من یشاء!

ان تین عظیم و جلیل خصوصیتوں کے بعد بیشمار خصوصیات اور بهی هیں جو هر هفته نئے نئے انداز و کرشمونکے ساتهه جلوہ آرا هوتی هیں -

پهر انکا طرز نو و جدید' اسکی رزم و بزم' اسکی متانت و ظرافت' اسکی انشاپردازی و بلاغت' همدردي انام' خدمات اسلام' واقفیت عامه' تبحر علمي' علوم و فنون' بصائر و حکم' با قاعدہ و منظم اشاعت' تقسیم ابواب و فصول' تسمیه عناوین وغیرہ وغیرہ' بے شمار خصائص هیں که هر صفت کو تمام مطبوعات میں عدیم النظیر و بیمثال پاتا هوں -

اگر مفصل لکھا جاے تو الهلال کي هر هر خوبي بجاے خود ایک مبحث ہے - مختصر یه که وہ امۃ مرحومه کیلیے چودهویں صدی کی ایک قابل صد فخر و نازش نعمت ہے - اسکي خوبیاں اور فضایل گنانے سے یه کهیں زیادہ بهتر ہے که جنهوں نے ابتک نه دیکها هو دیکهیں' اور پڑهیں' سوچیں' اور سمجهیں -

الهلال کے قیام کے مسئله کا اختیار آپکو نهیں' مشتاقان و شیفتگان هلال کو ہے - اگر وہ مالي دقتونسے بند کیا جاتا هو تو جاں نثاران هلال کو ایثار مال سے نه روکیے - ایک طرف تو آپ کي غیور طبیعت کي یه سختی که قبول خدمات سے انکار شدید' اور دوسري طرف اسکے بند کردینے کي تنبیه و تهدید!

هم بهی منهه میں زبان رکهتے هیں
کاش پوچهو که مدعا کیا ہے؟

خریدار نمبر ۴۰۷۳

آپ کو سچے مونس و غمخوار کی تلاش ہے

تو دار السلطنت دهلي کے مشهور معروف روزانه اخبار

همدرد

کي مستقل خریداري فرمائیں' جو ایک اعلی درجه کے روزانه پرچه کي تمام ضروري صفات سے آراسته هونیکے علاوہ خالص همدردي ملک و قوم کي سپرٹ سے معمور ہے همدرد زندگي کي هر لائن میں آپ کا تجربه کار مشیر ثابت هوگا - هر ایک مشکل کے حل کرنے میں آپکو مدد دیگا' آپ کا خالي وقت گذرانیکے لیے بهترین سامان تفریح مهیا کریگا - نهایت دلچسپ طریقه سے ضروري معاملات کے بارہ میں آپکي معلومات بڑهائیگا' اور ملک اور قوم کا درد سب کے دل میں پیدا کرکے هندوستانیوں کو ترقي یافته اقوام کي مجلس میں سربلند هونیکے قابل بنائیگا' ان خدمات کو زیادہ وسعت و سهولت سے انجام دینے کیلیے اب همدرد مقبول عام خط نستعلیق میں نکلنے لگا ہے - مضمون کي گنجایش دگني سے زیادہ بڑهنے کے ساتهه قیمت میں بقدر نصف کے تخفیف کردي گئي ہے آپ اپنے هاں کي ایجنسي سے اب روزانه همدرد ایک پیسه في پرچه کے حساب سے خرید سکتے هیں یا ۱۲ روپیه سالانه چندہ معه محصولڈاک میں براہ راست دفتر سے منگا سکتے هیں

المشتهر

منیجر اخبار "همدرد" کوچۂ چیلاں دهلي

دلهن بهار تیل

معزز حضرات اگر آپکو تیل استعمال کرنیکا شوق نه بهی هو تو همه صفت تیل کو ضرور استعمال کیجئے یه دلهن بهار تیل باریک کام کرنیوالونکے باریک بند ضعف دماغونکے لیے کمزور نظرونکے لیے نحیف دلونکے لیے کتب بینونکے لیے اخبار بینونکے لیے تو نهایت هي مفید ثابت هوچکا ہے گویا سوکهے دهانوں میں پاني پڑنیکا مصداق ہے تیل تو آپ نے سیکڑوں استعمال کیے هونگے مگر ایسا همه صفت مملو دلهن بهار تیل کم استعمال کیا هوگا آپ ضرور اس تیل کا ایک مرتبه استعمال کرکے تجربه کیجیے - مشک آنست که خود به بوید نه که عطار بگوید کي یه آپ نظیر هوجائیگا همیں زیادہ تعریف کي ضرورت نهیں ہے آپکا تجربه اور آپکي منصفي کافي ہے هر ملک میں کارخانه دلهن بهار تیل کو ایجنٹیونکي ضرورت ہے معامله خط و کتابت سے طے هوسکتا ہے قیمت في شیشي ۱ روپیه معه محصولڈاک ۱ روپیه ۴ آنه في درجن دس روپیه ۸ آنه -

ایس - اسمعیل اینڈ سنس سول ایجنٹ - دلهن بهار تیل
نمبر ۹۷ - مور اسٹریٹ - مدراس
حاجي محمد عبد الله اینڈ کو

ملنے کا پته:— کارخانه دلهن بهار تیل نمبر ۲۰ حیات خاں لین
پوسٹ آفس هریسن روڈ کلکته

ملیح اباد کے اعلی درجه کے قلمهاے انبه

اگر آپکو ضرورت ہے تو ذیل کے پته سے مفت فهرست طلب فرمائیے -

حاجی نذیر احمد خاں زمیندار خاص قصبه ملیح آباد
معله دیبی پرشاد مالک کارخانه قلمهاے انبه - ضلع لکهنو

تاریخ حسیات اسلامیہ

خصایص مقدسہ الہلال

طرز دگراں وداع کردی ! * طرز دگر اختراع کردي !

آپ جیسے بلند نظر اور مستقل خیال بزرگ کیخدمت میں دفعۃ کچھہ عرض کرنیکي جرات کرنا شاید نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا - جب سے کہ صدا بصحرا کے عنوان سے الہلال میں مضمون شایع ہوا ہے ' میں مضطرب رہا ہوں اور سخت متفکر - چاہتا رہا کہ کچھہ عرض کروں ' مگر مانع گذارش یہ فکر رہي کہ غرض کروں تو کیا عرض کروں ؟ ابتک جسقدر مکاتیب اس بارے میں سیفتگان و دلدادگان ہلال کے شائع ہوچکے ہیں ' اُنمیں صاحبان ہمت و حیثیت کیا کیا کچھہ نہ کرچکے ' اور اب کیا باقي رہگیا ہے جسکے عرض کرنے کے لیے میں اپنے قلب کو مضطر پاتا ہوں ؟

ہلال کا ہر نمبر جب نظر افروز چشم نظارہ کیاں ہوتا ہے تو اپنے ساتھہ کچھہ جملے ' کچھہ الفاظ ایسے بھي رکھتا ہے جسکے خیال سے قلب کا کچھہ عجیب حال ہوجاتا ہے - خصوصاً نمبر ٢١ دیکھنے کے بعد عرض حال کیلیے مجبور ہوگیا ہوں -

میں ایک نہایت ناچیز حیثیت رکھتا ہوں - الحمد للہ کہ خداے کریم نے جمع مال کی فکر سے مجھے آزاد رکھا ہے - الہلال عرصہ سے بالالتزام دیکھتا ہوں ' مگر کسي خریدار سے مانگ کر - الہلال کے پہونچنے کا دن جب آتا ہے تو خریدار صاحب کے مکان پر جاتا ہوں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یا تو وہ نہیں ملتے یا پرچہ نہیں ملتا ہے - ادھر شوق و اشتیاق کا یہ تقاضا ' اودھر بے بضاعتي کا یہ حال کہ میں بقیمت اُسے خرید نہیں سکتا ! بالاخر جنوري سنہ ١٤ع سے ادارۂ الہلال نے مجھے اطلاع دي کہ تمہارا چندہ وصول ہوگیا - آیندہ پرچہ پہونچیگا - اب خریداران الہلال کي آستاں بوسي موقوف ہوئي اور ڈاکخانہ کي حاضري مقرر ہوگئي :

خود ہي چلکر نہ بلا لائیں کہ آنے میں ہے دیر !

پرچہ پہونچنے میں جب کبھي ایک روز کي دیر ہوجاتي ہے تو عرض نہیں کیا جا سکتا کہ وہ انتظار کسدرجہ شدید ہوتا ہے ؟ اور اگر دو پرچے ایک ساتھہ آنے کا حال معلوم ہو تو دوسرا ہفتہ بڑي ہي دقت سے ختم ہوتا ہے -

پس جس محبوب و مطلوب کي تلاش میں کوچہ گردي کرني پڑتي ہو ' جس حسن مجسم کا یکروزہ فراق بھي بیتاب کردیتا ہو ' جس محبوب رنگیں ادا کي چند روزہ جدائي آنکھونکو انتظار کا روگ لگا دیتي ہو - یعني جس شاہد مقصود کي چند لمحوں یا چند دنوں کي مفارقت بھي برہم زن متاع ہوش و خرد ہو ' خدارا ' انداز کیجیے کہ اُسکے فراق دایمي کا خیال دل و دماغ پر کیا کیا بجلیاں نہ گراتا ہوگا ؟ پھر یہ حالت میري ہي نہیں ہے بلکہ خریداران الہلال کے بیشتر حصے کا بعینہ یہي حال ہے :

هم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے
انہیں زلفونکے سب اسیر ہوے

مشاہدات کي بنا پر کہنا پڑتا ہے کہ الہلال ایک ہي مقبول انام اور محبوب خواص و عوام پرچہ ہے اور لوگ اُسے حرز جاں بنا کر رکھتے ہیں - میں نے اُسکا کوئي ورق ناکارہ ہوتے نہیں دیکھا - کوئي حصہ ناقابل حالت میں نہیں پایا - ہاں یہ اکثر دیکھا ہے کہ شوقین طبع اور نفاست پسند لوگ نہایت خوشنما و بیش قیمت جلد بندي کراکے اپنے کتب خانے میں ایک ممتاز اضافہ کرلیا کرتے ہیں - موجودہ عالم اسلامي کی ہر چھپنے والي شے میں جو شرف و قبولیت عامہ اسکو حاصل ہے ' وہ عدیم النظیر و بدیع المثال کہا جا سکتا ہے - ہر بات کي کوئي وجہ ضرور ہوا کرتي ہے - محبت کسي شے کي بلحاظ اُسکي خوبیونکے ہوتی ہے - ارباب بصیرت و اصحاب قابلیت کا فرض تھا کہ الہلال کو نقد نظر سے دیکھتے تاکہ بدفعۃ واحدۃ اُسکے خصایص و فضایل سامنے آجاتے ' اور اُسکی وہ خوبیاں جو اُسے وحید الوجود و عدیم المثال بناے ہوے ہیں ' عام ہوجاتیں - میں الہلال کو اپني ناچیز اور ناقص خیال میں

رخ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین بدلہ شکر گذاری اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا مانع نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پسیٹیا اسپرٹ میں حل کئے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی جھلک پیدا کردیتا ہے - [illegible] کی شیشی سے [illegible] مقدار میں خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں ملفوف ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵؍)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے ملیگا یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے!

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج پرفیومری فیکٹری (بمبئی دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زاد چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا [illegible] سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست [illegible] بعینہ اسی طرح تاج [illegible] عنبر کی [illegible] انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے [illegible] میں [illegible] بھی [illegible] اور ناز [illegible] تاج [illegible] کی [illegible] کاری ایک [illegible] سے [illegible] ہے •

[illegible] خوبصورت [illegible] قیمت [illegible]

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج مینو فیکچری (بمبئی دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ چیدہ پھولوں کی [illegible] کے لئے [illegible] زعفران ایک نئی وضع کے [illegible] اور [illegible] شیشیوں میں [illegible] خوشبو تر ہیں - اور نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں بلکہ ہر طبقہ کے با مذاق اور نازک دماغ اصحاب حکماء اطباء ایڈیٹرز مشاہیر [illegible] تحفہ سمجھتے ہیں +

تاج قطرۂ نسیم
تاج روح شمیم
فی شیشی [illegible]
تاج موج نسیم
فی شیشی [illegible]
علاوہ خرچ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینو فیکچری (بمبئی دہلی) صدر دفتر دہلی

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ' اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۶ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

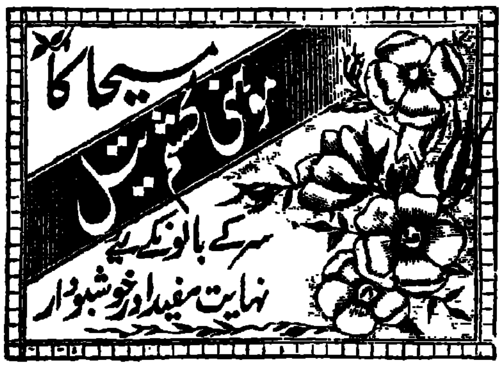

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی ، مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لطافت اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر ' نزلہ ' چکر - اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیم اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ' نیز اسکی سابق تندرستی از سرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر [illegible]
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

---

[6]

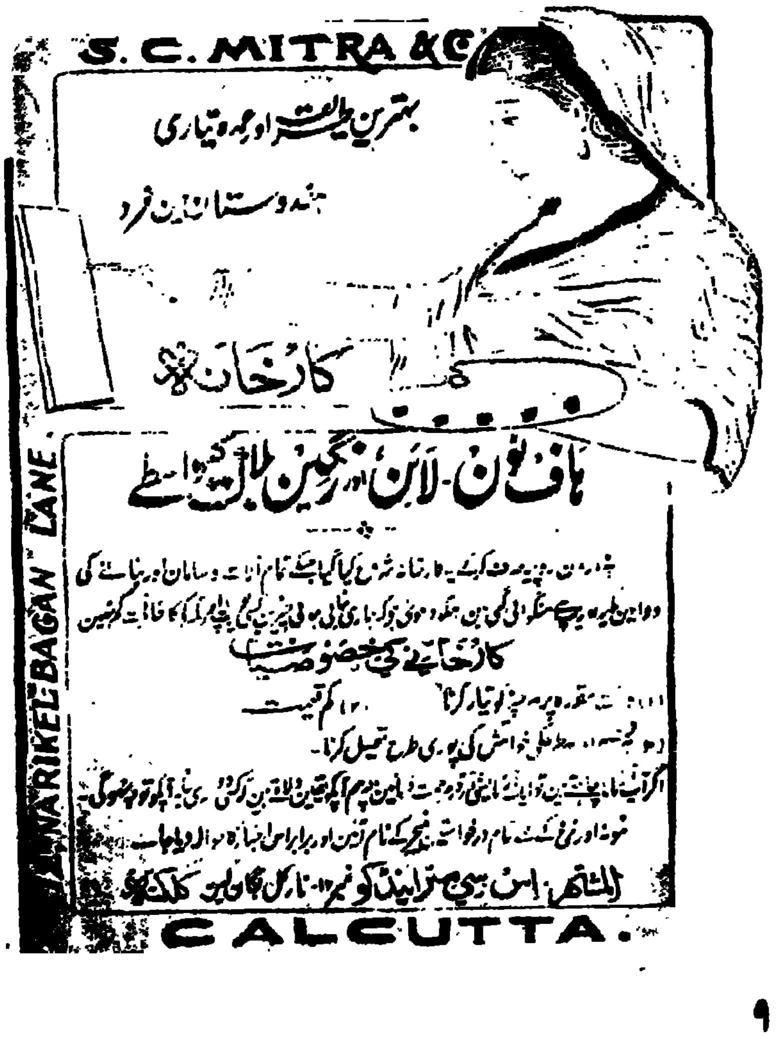

المشتہر ایس سی مترا اینڈ کو نمبر ۱۲ ناریکل بگان لین کلکتہ

20

هر فرمایش میں الهلال کا حواله دینا ضروری هے

ریلنڈ کي مسٹر یز اف دي کورٹ اُف لندن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدونمیں هے ابهي چهپ کے نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي - اور ایک روپیه ۱۴ آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بهو بازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

وِٹن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ' یه دوا کل دماغي شکایتونکو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه کرتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه ایکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهونچتي هے - هسٹریه وغیره کو بهي مفید هے چالیس گولیوکي بکس کي قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایک بارگي دفع هو جاتي هے - اس کے استعمال کرتے هي آپ فائده محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

هائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رها -

یه دوا آب نزول اور فیل پا وغیره کے واسطے نهایت مفید ثابت هوا هے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل هوتي هے -

ایک ماه کے استعمالسے یه امراض بالکل دفع هو جاتي هے قیمت دس روپیه اور دس دنکے دوا کي قیمت چار روپیه هے

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي و موسمي جنون ' وغیره وغیره دفع هوتي - هے اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

ایک بولنے والي جڑي

اگر آپ اپنے لا علاج مرضوں کي وجه سے مایوس هوگئے هوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوباره زندگي حاصل کریں - یه جڑي مثل جادو کے اثر دیکهاتي هے - بیس برس سے یه جڑي مندرجه ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکها رهي هے -

ضعف معده ' گراني شکم ' ضعف باه تکلیف کے ساتهه ماهوار جاري هونا - هر قسم کا ضعف خواه اعصابي هو یا دماغي ' آب نزول وغیره -

جڑي کو صرف کمر میں باندهي جاتي هے - قیمت ایک روپیه ۸ آنه

ایس - سي - هر - نمبر ۲۹۵
اپر چیتپور روڈ - کلکته

S. C. Har 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

عجیب و غریب مالش

اس کے استعمال سے کهوئي هوئي قوت پهر دو باره پیدا هوجاتي هے - اسکے استعمال میں کسي قسم کي تکلیف نهیں هوتي - مایوسي مبدل بخوشي کر دیتي هے قیمت في شیشي دو روپیه چار آنه علاوه محصول ڈاک -

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسي تکلیف اور بغیر کسي قسم کي جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اڑجاتي هیں -
قیمت تین بکس آٹهه آنه علاوه محصول ڈاک -

آر - پي - گوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,
Calcutta.

سنکاری فلوٹ

تین سال کي گارنٹي

بهترین اور سریلي آواز کي هارمونیم
سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه
ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه

اسکے ماسوا هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یهاں موجود هے -

هر فرمایش کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیسام صاحب کا اوبهرائین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور ثمره زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرائن استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں :- " میںنے اوبهرائن کو نهایت مفید اور مناسب پایا امراض مستورات کیلیے " -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں : - " نمونے کي شیشیاں اوبهرائن کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان کا اسپتال اوکارڈي بمبئي فرماتي هیں :- " اوبهرائن بهت عمده اور کامیاب دوا هے زنانه شکایتوں کیلیے جسکو که میںنے استعمال کیا هے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - نو بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۲ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co
Chemists, Calcutta,

خوش قسمتي اگر انسان حاصل کرنا چاهے تو " راے صاحب " ڈاکٹر سي والس کا سیکسوئیل سائنس نامي زبردست بکار آمد و مفید رساله کا ملاحظه کرے - جسمیں صحت و تندرستي اور تمدن کے بیحد نسخے درج هیں - یه رساله جوان بوڑهے سب کیلیے مفید بلکه هادي هے - اوسپر لطف یه که بالکل مفت یهانتک کے محصول ڈاک بهي نهیں - جلد درخواست ذیل کے پته سے روانه کرو :-

Swasthasahaya Pharmacey,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

مرض قبض بهي ایک بلاے بے درمان هے - اسکي وجه سے جس جس بڑے امراض کا سامنا هوتا هے خدا کي پناه - اندروني و جلدي دونوں قسم کے امراض کي جڑ هے - اسکے لیے نهایت جستجو کے بعد یه دوا طیار هوئي هے - اسکے وجه سے کوئي مرض کتنا هي پرانا کیوں نهو - حکماً دور هوجاتا هے - قیمت في شیشي ۴ روپیه -

(سفید داغ کا لاجواب علاج)

اسکے استعمال سے شفا حکمي طور پر حاصل هوتي هے - اس مرض ناپاک کیلیے یه انمول دوا بیحد محنت سے طیار هوتي هے - مایوسو جلد دوڑو موقع نادر هے اسے حاصل کرو اور ثمره زندگاني اوٹهاؤ - قیمت ۴ روپیه -

White & Co. 50, Tallygunge,
CALCUTTA.

Printed & Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. & Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۱۳ روپیہ
ششماہی ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

Telegraphic Address,
" Alhilal CALCUTTA "
Telephone, No. 648

مقام اشاعت ۷
مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۵ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۷ - شعبان ۱۳۳۲ هجري | نمبر ۴
Calcutta : Wednesday, July, 22 1914.

مولائي مراکش کو فرانسيسي قنصل دنيا کا نقشه دکهلا رها هے کہ اب کس قدر حصه اسلام کے زير اثر باقي رهگيا هے ؟

" كتاب مرقوم يشهده المقربون (۸۳ : ۱۸)
" و في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال

في

مجلدات الهلال

تو اے که محو سخن گستران پيشينی
مباش منکر " غالب " که در زمانهٔ تست !

(۱) " الهلال " تمام عالم اسلامي ميں پهلا هفته وار رساله هے جو ايک هي وقت ميں دعوة دينية اسلامية کے احياء، درس قرآن و سنت کي تجديد، اعتصام بحبل الله المتين و وحدة کلمة امة مرحومه کي تحريک کا لسان الحال، اور نيز مقالات علميه و فصول ادبيه، و مضامين و عناوين سياسية و فنيه کا مصور و مرصع مجموعه هے - اسکے درس قرآن و تفسير و بيان حقائق و معارف کتاب الله الحکيم کا انداز مخصوص محتاج تشريح نهيں - اسکے طرز انشاء و تحرير نے اردو علم ادب ميں دو سال کے اندر ايک انقلاب عام پيدا کرديا هے - اسکے طريق استدلال و استشهاد قرآني سے تعليمات الاهيه کي محيط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونه پيش کيا هے وه اسدرجه عجيب و موثر هے که الهلال کے اشد شديد و اعدى عدو مخالفين و منکرين تک اسکي تقليد کرنے کيليے ساعي هيں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور هيں - اسکا ايک ايک لفظ، ايک ايک جمله، ايک ايک ترکيب، بلکه عام طريق تعبير و ترتيب و اسلوب و وسيع بيان اس وقت تک کے تمام اردو ذخيره ميں مجددانه و مجتهدانه هے -

(۲) قرآن کريم کي تعليمات اور شريعة الالهيه کے احکام کو جامع دين و دنيا و حاوي سياست و اجتماعية ثابت کرنے ميں اسکا طريق استدلال و بيان اپني خصوصيات کے لحاظ سے کوئي قريبي مثال تمام عالم اسلامي ميں نهيں رکهتا -

(۳) وه تمام هندوستان ميں پهلي آواز هے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سياسي و غير سياسي معتقدات و اعمال ميں اتباع شريعت کي تلقين کي، اور سياسي آزادي و حريت کو عين تعليمات دين و مذهب کي بنا پر پيش کيا - يهاں تک که دو سال کے اندر هي اندر اسے هزاروں دلوں، هزاروں زبانوں، اور صدها اقلام و صحائف سے معتقدانه نکلوا ديا !

(۴) وه هندوستان ميں پهلا رساله هے جس نے موجوده عهد کے اعتقادي و عملي الحاد کے دور ميں توفيق الهي سے عمل بالاسلام والقرآن کي دعوت کا از سر نو غلغله بپا کرديا، اور بلا ادنى مبالغه کے کها جاسکتا هے که اسکے مطالعه سے بے تعداد و بے شمار متشککين متذبذبين، متفرنجين، ملحدين، اور تارکين اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مؤمن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاهد في سبيل الله مخلص هوگئے هيں - بلکه متعدد بڑی بڑی آباديان اور [illegible] شهر هيں جن ميں ايک نئي مذهبي بيداری پيدا هوگئي هے : ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم !

(۵) على الخصوص حکم مقدس جهاد في سبيل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالى نے اسکے صفحات پر ظاهر کيے، وه ايک فضل مخصوص اور توفيق و رحمت خاص هے -

(۶) طالبان حق و هدايت، متلاشيان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الاهيه و علوم دينيه، غرضکه سب کيليے اس سے جامع و اعلى اور بهتر و اجمل مجموعه اور کوئي نهيں - وه اخبار نهيں هے جسکي خبريں اور بحثيں پراني هوجاتي هوں - وه مقالات و فصول عاليه کا ايک ايسا مجموعه هے، جن ميں سے هر فصل و باب بجاے خود ايک مستقل تصنيف و تاليف هے، اور هر زمانے اور وقت ميں اسکا مطالعه مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفيد هوتا هے -

(۷) چهه مهينے ميں ايک جلد مکمل هوتي هے - فهرست مواد و تصاوير به ترتيب حروف تهجي ابتدا ميں لگا دی جاتي هے - ولايتي کپڑے کي جلد، اعلى ترين کاغذ، اور تمام هندوستان ميں وحيد و فريد چهپائي کے ساتهه بڑي تقطيع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پهلي اور دوسري جلد دوباره چهپ رهي هے تيسری اور چوتهي جلد کے چند نسخے باقی رهگئے هيں تيسری جلد ميں (۹۹) اور چوتهي جلد ميں (۱۲۵) سے زايد هاف ٹون تصويريں بهي هيں، اس قسم کي دو چار تصويريں بهي اگر کسي اردو کتاب ميں هوتي هيں تو انکي قيمت دس روپيه قرار دی جاتي هے -

(۹) با ايں همه قيمت صرف پانچ روپيه هے - ايک روپيه جلد کي اجرت هے -

بهت ممکن هے که الهلال کی قيمت بڑها دی جاے - اگر ايسا هوا تو پهر مکمل جلدوں کی قيمت بهی زياده هو جائيگی.

Telegraphic Address - "Alhilal" Calcutta
Telephone Nº 648.
AL-HILAL.
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street,
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly - Rs. 4-12

الهلال

مقصد وحيد

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

مدير مسئول و رئيس تحرير
احمد المكنى بابي الكلام الدهلوي
مقام اشاعت
١٤ - مكلوڈ اسٹريٹ
كلكته
ٹيلي فون نمبر ٦٤٨
سالانه ـــ ٨ ـــ روپيه
ششماهي ـــ ٤ ـــ ١٢ ـــ آنه

نمبر ٤ كلكته: چهـــار شنبه ٢٧ شعبـــان ١٣٣٢ هجري جلد ٥
Calcutta: Wednesday July, 22. 1914.

مسئلـــه قيـــام الهـــلال

اس مسئله کا اب ایک قطعي اور آخري فيصله کر هي دينا چاهيے - تذبذب ميرے ليے بهي تکليف ده هے اور احباب کرام کيليے بهي -

اس وقت تـک جسقدر خطوط اور مضامين اس مسئـله کے متعلق آے هيں اور جن ميں سے بهت تهوڑے خطوط شايع کيے جا سکے ' ان سب کا خلاصه مندرجۀ ذيل تجاويز هيں :

(١) الهـلال هفته وار کو بند کرديا جاے اور اسکي جگهه الهـلال ماهوار يا ابصائر ايک ضخيم ترين ماهوار رسالے کي صورت ميں شايع هو -

(٢) دو هزار نئے خريدارون کے فراهم هونے کيليے مدت بڑها دي جاے (اسکي تعميل کي جا چکي)

(٣) لوگوں سے قيمت کے علاوه بهي مالي اعانت لي جاے (جـزاکم الله تعالى)

(٤) الهلال پريس کو ايک مشترکه کمپنی بنا ديا جاے اور دس دس بيس بيس روپيه کے اسهام قرار دیے جائيں - (اول تو الهلال جس قسم کا کام کر رها هے وه کمپني کي صورت ميں ممکن نهيں - پهر ميں اور لوگوں کے روپيه کا بوجهه اٹهانے کيليے اپنے تئيں طيار بهي نهيں کرسکتا - آدمي مليںگے نهيں - پس بحالت موجوده کمپنيوں کے خواب کو بهلا دينا هي بهتر هے)

(٥) الهـلال کي قيمت بڑها دي جاے (يه سب کي راے هے ' ليکن غير مستطيع خريداروں کيليے بعض به سبب نا واقفيت مصارف ايک ارزاں ايڈيشن نکالنے کي راے ديتے هيں حالانکه محض کاغذ کے اختلاف سے مصارف ميں کچهه کمي نهيں هوسکتی ' اور بعض ايک اعانتي فنڈ کهولنے کي)

(آخري فيصله)

ميں نے بهت غور کيا اور تمام پهلوؤں پر نظر ڈالي - اگر الهلال کو آينده جاري رکها جاے تو حسب ذيل دفعات ناگزير هيں :

(١) زمانه جانتا هے که باوجود اشد شديد نقصانات کے قيمت بڑهانے کا ميں ابتدا سے سخت مخالف رها هوں - اسي ليے دو هزار نئے خريداروں کي تجويز کی گئی تهي - اسکے ليے احباب کرام نے جو مخلصانه اور بلا شائبۀ ريا و مزد خدمات انجام ديں ' انکے ليے نهايت شکرگذار هوں - ليکن تجربه سے ثابت هوا که ایک معدود زمانه اسکے ليے کافي نهيں هے - ابتک کل سات يا آٹهه سو نئے خريدار هوسکے هيں - پس اب في الحقيقت اضافۀ قيمت کے سوا چاره نهيں رها - يهی آخري تدبير هے - ميں اپنے عقيدے ميں پهلي منزل طے کرچکا اور دعوة الهلال کا کام پورا هوگيا هے - پس مجبور نهيں هوں که مزيد مالي قربانيونکا اسے مستحق سمجهوں - اگر ايسا نه هوتا ميں پورے يقين کے ساتهه کهتا هوں که اسي حالت ميں کئي سال تک اور ' کسي نه کسي طرح الهلال کو جاري رکهتا -

بهر حال اب ناگزير هے که آئنده سے ١٢ - روپيه سالانه قيمت قرار دي جاے - اس قيمت ميں بهي الهلال اسقدر ارزاں هے که اس سے زياده ممکن نهيں - اسي کا هم نام عربي رساله قاهره سے نکلتا هے - باوجوديکه ماهوار هے ليکن سالانه قيمت ١٠ روپيه عـلاوه محصول رکهي گئي هے -

يه اضافه عارضي هوگا - يعنی صرف اس وقت تک کيليے جب تک که الهلال کي اشاعت کافي نهو جاے - اگر اسکي اشاعت مطلوبـه حـد تـک پهنچ گئی تو پهر بدستور ٨ - روپيه بلکه اس سے بهي کم قيمت کردي جائيگي -

ليـــدي هاردنـــگ
جنکي وفات پچهلے هفتے ايک
افسوس ناک واقعه هے -

(٢) يه تو مالی مسئله کا حل تها ' ليکن اصلي مسئله باقی رهگيا هے - يعني دوسرے کاموں کيليے علي الخصوص " حزب الله " کيليے فرصت کا طالب هوں اور کسی طرح اب اپني اس طلب سے باز نهيں آسکتا -

سر دست اسکا صرف يهی علاج هے که حتى الامکان ايڈيٹوريل اسٹاف کو وسيع کرنے کي ايک اور کوشش کروں - اور ساتهه هي احباب کرام سے سال ميں ايک ماه کي فرصت بهي حاصل کروں -

ايک ماه کي فرصت سے مقصود يه هے که آينده الهلال کا سال اشاعت گياره مهينے کا قرار پاے - نومبر ميں اسکي جلد ختم

SEWING
MACHINES
BALLERS
&
WINDERS
THE ADARSHA KNITTING Co
Importers, Manufacturers
General Merchant & Commission Agent
CALCUTTA

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاہتي ہے کہ ھندوستان کي مستورات بیکار بیٹھي رھیں، اور ملک کي ترقي میں حصہ نہ لیں لھذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے : —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجي دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگي جسمیں گنجي تیار ہوگي جس سے روزانہ ۲۵روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اون جو ضروري ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتي ہے - کم خرچ ہوا - اچھے روا نہ کیا اور ایسی نفس روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ھي بننے کے لیے چیزیں بھي بھیج دي گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ھیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علي چودھري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپني کي چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے -

مس کشم کماري دیوي - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواري آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتي ہوں -

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا ہوں - یہ کمپني اِس وجہ سے قائم ہوئي ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھي کام کررھي ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے ماسوائے کم قیمتي مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکي مدد کریں -

چند مستند اخبارات ھند کی رائے

— * —

بنگالي — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپني نے بنائے ھیں اور جو سودیشي میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ھیں اور بناوٹ بھی اچھي ہے - محنت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزونسے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلي نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپني نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کي پوري حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اِس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

برانچ سول کورٹ روڈ سنگاپور -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

دارالعلوم کے مکان میں آگ لگا دیتے یا لکھنو سے اپنے وطن و مکان کو چھوڑکر ھجرت کر جاتے' یا ندوہ کو ایک مردہ لاش بناکر گومتي میں غرق کرڈالتے؟ پھر یہ کیا عقل کي تضحیک اور سمجھہ کا تمسخر ہے جو بے تامل کیا جا رہا ہے' اور کسي کو خیال نہیں آتا کہ دنیا کو بھي اتنا ھي عقلمند سمجھے جتنا اپنے تئیں سمجھنے کے حسن ظن میں مبتلا ہے؟

کسی کام کے مرجانے کے یہ معني ھیں کہ اسکي ھستي کا اعتراف مفقود ھوجاے' اور زندگي کے معني یہ ھیں کہ اسکے وجود کا احساس و اعتراف عام طور پر ھونے لگے - تمام باتیں اسي کا نتیجہ ھوتي ھیں - پس سر انٹوني کے الزام بغاوت کے بعد حالت اس درجہ افسوس ناک تھي، کہ ندوہ کا وجود کالعدم ھوگیا تھا اور لوگوں نے بھي اُسے اُسکي قسمت پر چھوڑ دیا تھا - اسکے بعد مالي حیثیت سے سب سے پہلي اعانت ریاست بھوپال نے کي' اس کے اعلان کے ساتھہ ھي لوگوں کو معلوم ھوا کہ ندوہ پھر اٹھہ سکتا ہے اور کام کر سکتا ہے - بند ٹوٹا تو سب طرح کے اسباب جمع ھوگئے اور مالي حالت رفتہ رفتہ دوست ھوگئي -

بہر حال یہ بحث فضول ہے - اس سے کوئي فائدہ نہیں - اصلي مسئلہ ندوہ کے حال و مستقبل کا ہے - اگر کچھہ لوگ ایسے ھیں جنھوں نے ندوہ کي بڑي بڑي خدمتیں انجام دي ھیں تو چشم ما روشن دل ما شاد - لیکن اسکے صرف یہي معني ھونے چاھئیں کہ وہ اب بھی اسکے خادم بنیں نہ کہ مالک' اور پرانی باتوں کو بھلا کر اصلاح کیلیے آمادہ ھوجائیں -

اصلی ضروري بات جو اس مضمون میں لکھی گئی ہے وہ ریاست بھوپال کے ماھوار عطیہ کے التوا کی شکایت ہے -

اول تو مجھے نہایت رنج کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ میرے عزیز دوست نے غالباً ناواقفیت کي وجہ سے اس واقعہ کي تعبیر بالکل غلط اور خلاف واقعہ لفظوں میں کي ہے - یعنے " التوا " کو " بندش" اور " روک دینے" سے تعبیر کیا ہے -

حالانکہ یہ بالکل غلط اور صریح اتہام ہے - نہ تو ریاست بھوپال نے " نـــدوہ کا رزق " بند کیا ہے اور نہ عطیہ کو بالکل روکدینا چاھا ہے - جو ریاست اس وقت بلا مبالغہ اپنے محاصل کا بڑا حصہ مسلمانوں کي عام خدمت دین و علم میں صرف کررھي ھو' اسکے متعلق ایسا خیال کرنا معصیت سے کم نہیں -

البتہ ریاست نے دیکھا کہ ندوة العلما کي حالت روز بروز خراب ھو رھي ہے - قوم کا ایک بڑا حصہ اصلاح کا طالب ہے - خود ارکان ندوہ کا ایک حصہ برسوں سے اصلاح اصلاح چیخ رہا ہے اور کوئي نہیں سنتا' حتی کہ بقول خواجہ غلام صادق خاں بہادر " اصلاح کے طرف سے مایوس ھوکر لوگ بیٹھہ رہے ھیں" پس اُس نے قانون' اخلاق' اور شریعت کي تعلیمات حقہ کے ٹھیک ٹھیک مطابق' ایک سچي اور راست باز اسلامي ریاست ھونے کي حیثیت سے اپني اعانت کو "تا اصلاح" ملتوي کردیا - اور یہ ایک ایسا اعلی و اشرف عمل اسلامي و شرعي ہے' جسکو في الحقیقت ریاست بھوپال کا سب سے بڑا کار نامہ سمجھنا چاھیے' اور انتہائي جد و جہد کرني چاھیے کہ تمام دیگر ریاستیں اور تمام مسلمان امرا اس اسوۂ حسنہ کی پیروي کریں - نیز تمام قوم بھي اُسکي پیروي و تقلید کیلیے اٹھہ کھڑي ھو - تاکہ افساد شکست کھاے اور اصلاح کو فتح ھو - اور تاکہ اعـانت افساد و تضعیف اصـلاح کي معصیت سے ارباب دول نجات پالیں -

میں علانیہ اعلان کرتا ھوں کہ تمام ھندوستان میں جس شخص کو ریاست بھوپال کے اس اشرف و اعلی عمل شرعي و اسلامي پر اعتراض ھو' وہ بے معني و ظـاھر فریب بیانات کو چھوڑکر دلیلوں اور احکام و حقائق کي روشني میں آے' اور ثابت کرے کہ کس دلیل شرعي' کس دلیل اخلاقي' کس دلیل قانوني کي بنا پر ریاست بھوپال کا یہ فعل مستحسن نہیں ہے؟ اور کیوں ایک ایسے کام کي اعانت روک نہ دي جاے جسکا درست و صحیح ھونا مختلف فیہ ھوگیا ھو' اور ایک بہت بڑي جماعت مسلمانوں کي (جن میں ھر طبقہ کے معتمدین ملت شریک ھوں) دلائل و واقعات کي بنا پر اُسے مفسد بتلا رھی ھو' اور جسکو ایک خود مختار اور بے قاعدہ جماعت (جو سرے سے ندوہ کي رکن و عضو ھي نہ رھي ھو) چلا رھي ھو' اور پھر سب سے اخر یہ کہ ایک عظیم الشان اجتماع اسلامي کمال صلح و صلاح اور عفو و تسامح کے ساتھہ اُس سے طالب اصلاح ھوتا ھو مگر وہ اسکي کچھہ پروا نہ کرتي ھو؟ ایک منٹ' ایک دقیقہ' ایک عشر دقیقہ کیلیے بھي کیوں اُسے روپیہ دیا جاے' اور کیوں تمام اعانتوں کو روک کر مجبور نہ کیا جاے کہ اصلاح کو اسکے صحیح اور حقیقي طریقوں سے وہ منظور کرے؟

یا للعجب! جس قوم کی اصلاح طلبی کي حکام ندوہ کو ذرا بھي پروا نہ ھو' وھي قوم اسکے لیے مجبور بھی کی جاے کہ ندوہ کو روپیہ دیتی رہے؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین! (۲ : ۱۰۹)

بہت سي باتیں ھیں کہ لوگ ھاے واے کرنے کیلیے کہدیتے ھیں' اور اس حد تک رھیں تو سننے میں اچھي بھي معلوم ھوتي ھیں لیکن حقیقت انسے اتني ھي دور ھوتي ہے جتني کہ ندوہ کے صدر مقام سے مسٹر قبدوائی کي موجودہ قیام گاہ لفٹن - میرے بے خبر اور مبتلاے سوء فہم دوست نے بھي اسي طرح کي چند باتیں لکھدي ھیں - اور انکو پڑھکر تعجب ھوتا ہے کہ ایک صاحب فہم و راے آدمي کیونکر ایسي باتیں لکھہ سکتا ہے؟ مثلاً وہ لکھتے ھیں کہ سر انٹونی میکڈانل نے ندوہ کي اعانتیں رکوادي تھیں - بیگم صاحبہ نے بھي روک دیں - گویا انکے خیال میں گورنمنٹ کا ندوہ کو باغي سمجھکر مخالف ھونا اور ریاست بھوپال کا بغرض اصلاح اعانت کو ملتوي کردینا دونوں ایک ہے! ویقذفون بالغیب من مکان بعید! (۳۴ : ۵۳)

یا مثلاً بڑے ھي سوز و گداز کے متوکلانہ و عارفانہ لہجہ میں لکھتے ھیں کہ اگر ریاست بھوپال نے اعانت بند کردي ہے تو خیر' اسلام کے کاموں کا اللہ مالک ہے!

میں تسلیم کرتا ھوں کہ میرے دوست جنگ بلقان کے موقعہ پر اور مصائب اسلامي کے گذشتہ قریبي عہد میں اظہار عظمت اسلامي و نصرت الہي کے بہت سے موثر جملے دل سے لکھتے رہے ھیں' اور میں نے انھیں بہت پسند کیا ہے' لیکن براہ کرم انکے مواقع استعمال کے متعلق ذرا سمجھہ سے کام لیں' اور اس حقیقت کے ماننے سے انکار نہ کریں کہ ایک ھي جملہ ھر جگہ مزہ نہیں دیسکتا - کجا اصلاح کي غرض سے اعانت کا ملتوي کرنا اور کجا شان توکل و استغناء اسلامي کا اظہار! کل کو اگر ایک شخص کسی مسجد کے امام کی تنخواہ اسلیے بند کردیگا کہ وہ ٹھیک نماز نہیں پڑھاتا اور مسجد کو اس نے برباد کردیا ہے' تو غالباً میرے دوست اس پیش امام کو بھي یہی صلاح دینگے کہ تم اخبارات میں چھپوادو: "میري تنخواہ اگر بند کي گئي ہے تو بند ھوجاے' خیر' اسلام کا بھی خدا مالک ہے - وہ تنخواہ بند کردینے سے ھلاک نہیں ھو جائیگا"

هوجائیگي اور دسمبر میں کوئی نمبر (بغیر اشد ضرورت یا کسي اهم مسئله کے پیش آجانے کے) شائع نهوگا - پهلی جنوري سے نئي جلد شروع هوگی -

یه ایک مهینه میں کلکته سے باهر بسر کیا کرونگا اور الهلال کے طرف سے فارغ البال رهونگا - مصر کے بعض پرچے ایسا هي کرتے هیں - الهلال قاهره نے اپنا سال دس ماه کا رکها هے -

لیکن یه ایک ماه کي تعطیل بهي خریداران الهلال سے بالکل رائگاں نهیں مانگي جاتي - اگر الهلال کے چار پرچے انهیں نهیں ملینگے تو اسکے معاوضے میں ان سے کهیں بهتر و اعلی چیزیں پیش کي جائینگي - یعنی جنوري کے پهلے هفته میں کوئي ضخیم اور مفید کتاب (جو غالباً تفسیر القران کے مستقل اور مبسوط سلسلے کي ایک ضخیم جلد هوگي) بلا قیمت نذر کي جائیگی - یا جنوري کا نمبر غیر معمولی ضخامت و مضامین کے ساتهه نکلے گا' اور اس طرح ایک ماه کي کمی پوري هو جائیگي -

اخوان کرام کو اس پر بهي نظر رکهنی چاهیے که اس عاجز کا اور انکا معامله کوئي تاجرانه اور دکاندارانه معامله نهیں هے که قیمت اور جنس کا سوال سامنے آے - ایک خدمت دینی هے جسمیں وه میرے معاون هیں' اور حتی المقدور میں اسے انجام دینا چاهتا هوں - اگر ایک مهینے کي فرصت انسے چاهتا هوں تو وه بهي اپنے ذاتي آرام و آسایش کیلیے نهیں' بلکه ویسي هي کاموں کیلیے جیسا که الهلال هے - پس اگر انهوں نے بخوشي فرصت عطا فرما دي تو یه بالکل اسي طرح کي اعانة حق و عمل هوگي' جسطرح آپ اعانت الهلال کے کام میں بسر کر رهے هیں -

آرام و راحت کا سوال میرے لیے بالکل غیر موثر هے - میرا حال تو اُس قیدي کي طرح هوگیا هے جو بیس سال تک قید خانے میں رها تها اور جب رها کیا گیا تو اُس نے کہا که مجهے پهر قید خانے میں بهیجدو - قید کي محنت و مشقت کا اس طرح عادي هوگیا هوں که اب آزادي کی زندگي مجهے تکلیف دیتي هے -

اگر میں بیکار رهکر آرام اٹهانا چاهوں بهي' جب بهي نهیں اٹها سکتا - اسکي بارها آزمایش کرچکا هوں جبکه ڈاکٹروں نے اپني حاکمانه نصائح کي کثرت و تواتر سے مجهے مجبور کرکر دیا هے -

میرا آرام اور چین کام کرنے میں هے - کام سے الگ هونے میں نهیں هے - میں دن بهر مزدوروں کي طرح کاموں میں ڈوبا رهنے کا لذت شناس هوں' اور راتوں کو سونے کي جگه چراغ کے آگے بیٹهے رهنے کا عاشق - خواه الهلال کو مرتب کروں' خواه اور کسي شکل میں مشغول کار رهوں - لیکن هر حال میں مقصود کام هي هے - اطبا کي نصیحتوں کو بارها سن چکا هوں' مگر کبهي بهی ان کے احکام میں جي نه لگا :

لو یسمعون کما سمعت کلامها
خروا لعزة سجداً و رکوعا !

(مشـــوره)

پس احباب کرام سے ملتجي هوں که میں نے آخري فیصلے سے پهلے مشورے کا وعده کیا تها' چنانچه اسیکے مطابق اپنے آخري فیصله کو آج پیش کردیا هے - اگست کي پهلي تک چاهتا هوں که انقطاعي فیصله هو جاے - پس براه کرم وه ان سطور کو بغور ملاحظه فرمائیں' اور مجهے اطلاع دیں که اس پر انهیں کوئي اعتراض تو نهیں هے ؟ اطلاع دینے کي آسان صورت یه هے که جن بزرگوں کو اختلاف هو' وه اس نمبر کو ملاحظه فرماتے هي ایک کارڈ لکهکر مطلع فرمادیں - جو متفق هیں انکي خاموشي انکے اتفاق کی ترجمان هوگی - خط لکهنے کی ضرورت نهیں : وما تشاؤن الا ان یشاء الله ان الله کان علیماً حکیما -

مسئلۂ اصلاح و بقاء ندوه

اور ریاست بهوپال' ادامها الله بالعز و الاقبال !

اولئک ینادون من مکان بعید (۴۱ : ۴۵)

میرے عزیز و اعز دوست مسٹر مشیر حسین قدوائي کي ایک تحریر روزانه معاصر زمیندار میں شائع هوئي هے جسمیں انهوں نے ندوة العلماء کے مختلف عهدوں کي تاریخ بیان کي هے' اسکے اصلي خدمت کرنے والوں کے نام گنائے هیں' اسکے مقاصد کي تشریح کی هے' اور اسي طرح کي بهت سي باتیں لکهي هیں - ان میں بعض باتیں مشتبه هیں' بعض اغلاط آمیز هیں' بعض میں بیجا حسن ظن یا سوء ظن کام کررها هے - بعض باتیں انکی دائرۂ معلومات و راے سے خارج هیں - مثلاً مسئلۂ اصلاح و تجدید' و جمع علوم و حکمت و اعمال دینیه' و تربیت علمي و دیني که بنیاد مقاصد ندوه هیں - اسلیے وه صحیح راے قائم کرنے سے معذور هیں -

کچهه حصه اسپر مشتمل هے که ندوه سے گورنمنٹ کي بدظني کے دور هونے اور سرکاري اعانت ملنے کا اصلي سبب خود مسٹر موصوف تهے' چنانچه تمام واقعات کو وه بصیغهٔ جمع متکلم تعبیر کرتے هیں - مثلاً "هم نے مولانا شبلي کو پیش پیش کیا" "هم نے اس وقت یهی مناسب سمجها" "هم نے یه حالت دیکهي" مجهے اسکے مان لینے میں کچهه عذر نهیں' کیونکه اس سے مسئلۂ اصلاح و بقاء ندوه پر کوئي اثر نهیں پڑتا اور جهاں تک مجهے یاد هے میں نے کبهي بهی یه نهیں لکها هے که گورنمنٹ کے تعلقات محض مولانا شبلي کي وجه سے اچهے هوے - البته میرے دوست کو یه مشکل ضرور پیش آئیگی که اس "صیغه متکلم" کے حصه دار خود ندوه کے اندر اور بهي بهت سے حضرات موجود هیں' اور بعینه اسي طرح' اسي بے پروائي کے ساتهه' ایسے هی بیان واقعه کے لب و لهجے میں' وه بهي غریب ندوه کی هر بات کو بصیغه متکلم بیان کرتے آئے هیں - میرے دوست ان لوگوں سے اپنے "جمع متکلم" کے معاملے کو صاف کرلیں - میں انهیں مطلع کیے دیتا هوں که اس مقدمے میں بڑي بڑي مشکلات پیش آئینگي -

رهي خود میري معلومات تو وه یه هے که مسٹر مشیر حسین کو واقعي ابتدا سے ندوه کے ساتهه خاص دلچسپي رهي هے اور جیساکه انکا قاعده هے برابر اسکے لیے لکهتے پڑهتے رهے هیں - اس بات کو بلا تامل مان لینا چاهیے -

انهوں نے یه بهي لکها هے که ندوه کا ابتدائي دور ایسا تها اور ویسا تها' اور پهر جب سر انٹوني منکڈانل مخالف هو گیا تو صرف فلاں فلاں اشخاص هي اسکے "ساتهه" رهے -

یه پڑهکر مجهے اپنے عزیز دوست کي غلط فهمي پر نهایت افسوس هوا - اور بهي بعض لوگوں سے بارها ایسا سن چکا هوں - لیکن کوئي مجهے یه نهیں بتلاتا که ندوه کے ابتدائي دوروں میں سب کچهه هوا مگر "کام" کتنا هوا اور کیا هوا ؟

رها سر انٹوني میکڈانل کا دور' تو سمجهه میں نهیں آتا که ندوه کے "ساتهه دینے" کا مطلب ان بزرگوں نے کیا سمجها هے ؟ ندوه تباه هوگیا تها - دار العلوم میں خاک اڑ رهي تهي - ایک پیسه کهیں سے آتا نه تها - تحویل کا یه حال تها که کل کا خدا حافظ - لوگ بهي چپ تهے اور بحال خود غرق - ایک متنفس بهي نه تها که اٹهے اور ندر هوکر قوم کو متوجه کرے - جنکا تعلق ندوه سے تها وه سب کے سب خاموشي کے ساتهه اپني مجبوریوں میں پڑے تهے - اگر اسي کا نام ساتهه دینا هے تو شاید ساتهه نه دینے اور چهوڑ دینے کا مطلب میرے دوست کے ذهن میں یه هوگا که

الهلال

٢٧ - شعبان ١٣٣٢ هجري

بسلسلۂ فاتحۃ السنۃ الثالثۃ

اوليـاء اللـه و اوليـاء الشيطـان

اصحاب الجنة و اصحاب النار

اصحاب المشئمه و اصحاب الميمنه

(بقيه - اصحاب الجنة)

گذشتہ مضمون کے آخر میں " اصحاب الجنہ " اور " اصحاب النار " کي تقسیم کرتے ہوے سورۂ یونس کي ایک آیۃ درج کي تھي :

الذين احسنوا ' الحسنى زيادہ ' ولا يرهق وجوههم قتر ولا ذله ' اولئك " اصحاب الجنة " هم فيها خالدون - (١٠ :)	جن لوگوں نے دنیا میں اچھے اور بھلائی کے کام کیے ' انہیں ویسي ہي بھلائي اور فلاح بھي ملیگي - بلکہ انکے استحقاق سے کہیں زیادہ بدلہ ملیگا - یہي لوگ " اصحاب الجنة " ہیں جو ہمیشہ بہشتي زندگي میں رہینگے !

اسکے بعد ایک دوسرے گروہ کا حال بیان کیا جو اس گروہ کے مقابلے میں بالکل اسکي ضد واقع ہوا ہے .

والذين كسبوا السيئات ' جزاء سيئة مثلها و ترهقهم ذلة ' ما لهم من الله من عاصم - كانما اغشيت وجوههم قطعا من الليل مظلما ! اولئك " اصحاب النار " هم فيها خالدون ! (١٠ :)	اور جن لوگوں نے برائیوں کا اکتساب کیا تو یہ ظاہر ہے کہ برائی کا نتیجہ بھي ویسي ہي برائي ہے جیسي کہ کي گئي - انکے چہرے ذلت اور نامرادي کي پھٹکار سے ایسے کالے پڑ جائینگے گویا رات کي چادر ظلمت کا ایک ٹکڑہ پھاڑ کر انکے چہروں پر ڈالدیا ہے ! اللہ کے اس عذاب سے انہیں کوئي نہیں بچا سکتا - یہی لوگ " اصحاب النار " ہیں جو ہمیشہ دوزخي زندگي میں رہینگے ! "

ان آیات کے درج کرنے سے مقصود یہ تھا کہ " اصحاب الجنہ " اور " اصحاب النار " کي کھلي کھلي تقسیم کرکے انکے کاموں اور کاموں کے نتائج کو صاف صاف بتلا دیا ہے - بس یہ دو آیتیں میري بحث و استدلال کي اصل و اساس ہیں - انسے واضح ہوگیا کہ دونوں گروہ بالمقابل اور بالضد واقع ہوے ہیں - ایک کیلیے کامیابي ' فتح و مراد ' اور فوز و فلاح ہے اور ذلت و رسوائي سے ہمیشہ محفوظ ہے - دوسرے کے لیے شرمندگي ' خجالت ' ناکامی اور ہمیشہ آگ میں سوکھي لکڑي اور خشک پتوں کی طرح جلنے کا عذاب الیم ہے !

دونوں جماعتوں کي سب سے بڑي پہچان یہ ہے کہ " اصحاب الجنة " ہمیشہ کامیاب و فتح مند ہونگے اور اصحاب النار کے حصے میں ہمیشہ عاقبت کار اور انجام امور کا خسران و نقصان آئیگا :

لا يستوي اصحاب النار و اصحاب الجنة ' اصحاب الجنة هم الفائزون - (٥٩ : ٢٠)	اصحاب الجنة اور اصحاب النار اپنے کاموں اور انکے نتیجوں میں ایک طرح نہیں ہوسکتے - اصحاب الجنة ہي کامیاب ہونے والے ہیں !

موقع تفصیل کا نہیں - تقریباً ٨٠ مقامات پر " اصحاب النار " اور " اصحاب الجنة " کے اعمال و علائم اور آثار و نتائج بہ تفصیل بیان کیے گئے ہیں - پھر ان جماعتوں کے بھي مختلف مدارج ہیں اور اسي بنا پر " اصحاب النار " کو " اصحاب الجحیم " اور " اصحاب السعیر " بھی کہا گیا ہے - مگر میں بحث کو طول نہ دونگا -

تمام آیتوں کے جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفوس مومنہ و صالحہ جو " اعتقاد حق " اور " عمل صالح " کے ساتھہ متصف ہیں ' اور جنہوں نے اللہ کے رشتے اور تعلق کے آگے تمام باطل اور خبیث قوتوں کے رشتوں کو توڑ ڈالا ہے ' اور اسکي بخشي ہوئي قوتوں کو اسي کے بتلائے ہوئے صالح اور صحیح کاموں میں خرچ کرتے ہیں ' سو ایسے تمام لوگ اصحاب الجنة میں داخل ہیں : هم فيها خالدون ہمیشہ ہر طرح کی کامیابیاں اور خوبیاں انہي کیلیے ہیں - لیکن جو لوگ اعتقاد حق اور عمل صالح سے محروم ہیں ' اور اللہ کے تاج و تخت قدوس سے باغي ہوگئے ہیں ' خواہ کسي بھیس اور کیسي ہي روپ میں ہوں ' لیکن وہ سب کے سب " اصحاب النار " میں داخل ہیں - انکے تمام کاموں کیلیے آگ کی تپش اور سوختگی کے سوا اور کچھہ نہیں ہے - جنگل کی سوکھی لکڑي اور درختوں کے خشک پتے جس طرح بھڑکتے ہوئے شعلوں میں جلتے ہیں - ٹھیک ٹھیک اسی طرح وہ بھی جلینگے :

(اصحاب الميمنة و اصحاب المشئمة)

پھر ایک اور تقسیم بھی ہے جو ان دو جماعتوں کے متعلق قرآن حکیم میں نظر آتي ہے - بعض خاص حالات و خصائص کی بنا پر انہیں " اصحاب المیمنہ " اور " اصحاب المشئمہ " کے ناموں سے بھی موسوم کیا گیا ہے ' یعنے داہني جانب کی جماعت اور بائیں جانب کا گروہ :

فاصحاب الميمنة ' ما اصحاب الميمنة ! و اصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة و السابقون السابقون - اولئك المقربون . في جنات النعيم - (٥٦ : ٨)	اصحاب المیمنہ ' اور اصحاب المیمنہ کے مدارج کا کیا کہنا ! بڑے ہي عالي مرتبہ ہیں ' اور اصحاب المشئمہ ' اور اصحاب المشئمہ کي بد بختیوں کو کیا پوچھنا کہ انکي کوئي حد و انتہا ہي نہیں ! اور پھر سابقون السابقون کہ بارگاہ الہی کے وہي مقرب بندے ہیں '

یہاں تین جماعتوں کا ذکر کیا ہے : پہلي دو جماعتیں " اصحاب المیمنہ " اور " اصحاب المشئمہ " ہیں - اور تیسري " السابقون السابقون " - چنانچہ اس سے پہلے کہدیا ہے کہ : و کنتم ازواجا ثلاثة -

" سابقون السابقون " سے وہي لوگ مراد ہیں جنکي نسبت سورۂ انبیاء میں فرمایا ہے : ان الذين سبقت لهم منا الحسنى اولئك عنها مبعدون - لیکن اس جماعت کا حال میں

مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

مسجد مچھلی بازار

مسجد کے متنازع فیه حصے کے نقشه کي دو صورتیں هیں - ایک وہ جسکے متعلق جناب مولانا عبد الباري کا بیان هے که پہلے وهی صورت فیصله کیلیے پیش کی تھي' اور جسپر پچھلے دنوں الهلال میں کافي بحث هو چکي هے - یعنے اوپر چھجه نکالکر نیچے ایک سه درہ سا بنا دیا جاے اور مسجد کا زینه رهیں رکھا جاے - مولانا عبد الباري صاحب کا اس سے مقصد یه تھا که سیڑھي کے هونے کي وجه سے عام مرور کي صورت قائم نه رهیگي - اور مقدس حصے کا یک گونه تحفظ هو جایگا -

بار بار وعدہ کیا گیا تھا که سڑک کي تعمیر کے وقت اسکا لحاظ رکھا جایگا' اور اگر هماري یاد غلطی نہیں کرتي تو خود سر علی امام اور سر بیلي قائم مقام لفٹنٹ گورنر کا وعدہ اس بارے میں به تصریح نقل کیا جاتا تھا -

دوسري صورت یه هے که نیچے کا تمام حصه فٹ پاتھه میں شامل کر دیا جاے اور زمین کی مسجد کامل طور پر شامل راہ هو جاے -

اصولاً اس مسئله کا تعلق مینو سپل بورڈ سے هے' نه که حکام سے -

هم کو نہایت صحیح اور موثق ذریعه سے جو اطلاعات ملي هیں انکا خلاصه یه هے :

مسجد مچھلي بازار کی تولیت پہلے صرف منشی کریم احمد یا کسی اور شخص سے متعلق تھی' لیکن جب قصه بڑھا تو اور آدمی بڑھالے گئے اور کل بارہ متولی قرار پاے - شیخ احمد الله اور مولوي عبد القادر صاحب سبحاني کا اسي وقت تقرر هوا تھا -

لیکن هز ایکسلنسي کے فیصله کے بعد متولیوں نے دیکھا که سخت کشمکش میں جان پڑ گئی هے - ایک طرف مسلمانوں کے آگے جوابدهی هے - دوسري طرف " حضور' فیض گنجور' غریب پرور " وغیرہ وغیرہ هیں - کون اس مصیبت میں پڑے ؟ نتیجه یه نکلا که رفته رفته مستعفی هونا شروع هوگئے' اور بارہ متولیوں میں سے صرف پانچ آدمی باقی رهگئے : مولوي عبد القادر سبحانی' شیخ عبد الرحیم' منشي مجید احمد' منشی کریم احمد (متولی قدیم و مشهور - هداہ الله تعالی) اور ایک اور صاحب -

سخت اصرار اور تعجیل اس بارے میں هونے لگي - بالآخر مسجد اور سڑک کے تعلقات کے متعلق با قاعدہ اور بے قاعدہ جلسے شروع هوے - مولوي عبد القادر سبحاني اور شیخ عبد الرحیم نے یه راے دي که نقشه ایسا بنایا جاے جسمیں زینه مسجد کے مقدس حصے پر تعمیر هو اور اسے حسب قاعدہ مینو سپل بورڈ میں پیش کیا جاے - لیکن مجید احمد سکریٹري کو اصرار تھا که ایک سادہ نقشه کلکٹر صاحب کے سپرد کردینا اور انہیں کے لطف و کرم اور " غریب پروري " پر سب کچھه چھوڑ دینا چاهیے - یقیناً یه اِس شخص کے نفس کا خود ساخته خیال نہوگا' بلکه اُن کي طرف سے القا کیا گیا هوگا جنسے مسلمانوں نے همیشه پناہ مانگي هے :

الذي یوسوس في صدور الناس' من الجنة و الناس !

کریم احمد متولي بھي ابتدا میں اس خیال کا مخالف تھا مگر بعد کو ساتھه هوگیا : اولیاء بعضهم اولیاء بعض (۵ : ۵۴)

۹ - جولائی کو آخري جلسه هوا - اس میں غالباً شیخ عبد الرحیم صاحب نے بھي راے بدلدي (قطعي طور پر همیں نہیں بتلایا گیا هے) اور اس طرح چار متولیوں نے ملکر " حضور' فیض گنجور' غریب پرور " کي خدمت میں پیش کرنے کیلیے سادہ نقشه منظور کرلیا - ڈپٹي محمد علي " خان بہادر " اور عنایت حسین " خان صاحب " رهنماے طریقت هوے' اور ۸ - کي صبح کو کلکٹر صاحب کے بنگله کي جبهه سائي چاروں متولیوں کو نصیب هوگئی :

از بخت شکر دارم و از روزگار هم !

افسوس که اِن تمام نتائج کا الزام سب سے پہلے ان لوگوں پر عائد هوتا هے جنھوں نے ایک ایسے اهم معاملے کو صرف چار آدمیوں کے هاتھوں میں چھوڑ دیا' اور ایسے آدمیوں کے هاتھوں میں جنکا تجربه اچھی طرح پہلے هوچکا هے -

همنے شخصي طور پر همیشه کانپور سے حالات دریافت کیے مگر کبھي بھي کوئي ایسي اطلاع نہیں دي گئي جس سے معلوم هوتا که بہت جلد فیصله هوجانے والا هے -

کانپور کے معززین سے کیا شکایت کي جاے که انھوں نے معامله کو کوئی با وقعت کمیٹی بنا کر اپنے هاتھوں میں نہیں لیا' کیونکه وہ بیچارے تو ایسے سہمے هوے اور اپني اپني فکر میں پڑے هیں نه کوئی ذمه داري کا کام کر هي نہیں سکتے - البته تمام مسلمانان هند کا مطالبه اُن اصحاب سے هے جنھوں نے اس مسئله میں خود پڑکر اپني ذمه داري پر فیصله کرایا تھا اور مسلمانوں کو همیشه سمجھایا تھا که کسي نه کسي طرح اس فیصله پر خاموش هورهیں - یعنی سر راجه صاحب محمود اباد' مولانا عبد الباري فرنگي محلي' اور مسٹر مظهر الحق بیرسٹر ایٹ لا -

هم ان بزرگوں کو توجه دلاتے هیں که کم از کم آیندہ کیلیے تو اس معامله کو اپنے هاتھوں میں لے لیں یا ایک معتمد کمیٹي بنا کر اسکے سپرد کردیں - شهداء کانپور کے پس ماندوں کي اعانت وغیرہ بھي اسي کمیٹی کے متعلق هوجائیگی - نیز اُس روپیه کي بھي وهي امین بنا دي جائیگي جسکا بوجهه ابتک تنہا صرف مسٹر مظهر الحق هي کے سر هے - مجھے معلوم هے که اگر وہ انگلستان نه چلے گئے هوتے تو تمام روپیے کو باسم " بیت المال ملي " ایک کمیٹي کے سپرد کر دیتے -

یہاں تک لکھه چکے تھے که ایک اشتہار ملا جو الهلال کی گذشته تحریر کے رد میں شیخ مجید احمد نے شائع کیا هے - اسمیں لکھا هے که جو کارروائي کي گئي وہ سر راجه صاحب' مسٹر محمد علي ایڈیٹر کامریڈ' اور مولوي فضل الرحمن صاحب وکیل کے مشورہ سے کي گئي' اور نقشه مینوسپل بورڈ میں بھي پیش هوگا -

هم اشتہار دینے والوں کو مطلع کرتے هیں که هم نے جو کچھه لکھا هے' وہ ایسے موثق اور معتبر ذرائع سے معلومات حاصل کرکے لکھا هے جس سے زیادہ قابل اعتماد ذریعه بحالت موجودہ معاملات کانپور کیلیے نہیں هوسکتا - جن بزرگوں کي نسبت اشتہار میں لکھا هے که وہ شریک کار هیں' جب تک انسے دریافت نه کرلیں. کچھه نہیں کہه سکتے - اب هم اس معامله کو آخر تک پہنچائینگے اور جو کچھه اصلیت هوگي بہت جلد منکشف هوجائیگي - متولیوں کو چاهیے که بہت جلد اپني کارروائیوں کي رپورٹ شائع کردیں -

آیندہ نمبر میں زیادہ تفصیل سے بحث کي جائیگي -

(مسٹر محمد علی کا جواب)

مسٹر محمد علي کا جواب آگیا - لکھتے هیں که " مجید احمد نے اشتہار میں جو کچھه لکھا هے بالکل غلط اور گمراهکن هے - کریم آیا تھا مگر هر ایک امر میں میري راے کے خلاف کیا گیا " مفصل آئنده -

دعوة خدا کي پادشاهت اور اسکا کلمۂ علیا هوتا هے' پس وہ خدا کے حکموں کو بیان کرتے اور اسکے پاک اور مقدس اوامر کے ترجمان هوتے هیں - اولیاء الشیطان کي چیخ پکار اور جد و جهد کا مقصد شیطاني حکومت هوتا هے' پس وہ شیطان کے احکام مفسدہ کي اشاعت کرتے اور اسکے اوامر خبیثه کے سفیر هوتے هیں - اسي لیے اولیاء الله کي دعوة دنیا کي اصلاح و فلاح اور قیام انسانیة کامله و مدنیة صحیحه کا سرچشمه هے' اور اولیاء الشیطان کي دعوة شر و فساد' عدوان و طغیان' معاصي و فسوق' اور تخریب انسانیة و مدنیة مفسدہ و ردیه کا منبع!

اب دیکھو که الله کے احکام کیا هیں اور شیطان کیا حکم دیتا هے ؟

الله کا حکم یه هے :

ان اللـه یـامـر بـالعـدل	الله حکم دیتا هے که عدل کرو اور
والاحسان و ایتاء ذي القربی	تمام نیک باتوں اور هر طرح
و ینهی عن الفحشاء و المنکر -	کي راست بازیوں کو اختیار کرو'
(۱۶ : ۱۵۳)	اور اسي طرح روکتا هے که هر

طرح کے فواحش اور ظلم و معصیت سے بچو!

لیکن شیطان کا حکم اس کے بالکل متضاد و مخالف هے - چنانچه فرمایا :

لا تتبعـوا خطوات الشـیطان	شیطاني رسوموں کي پیروي مت
فـانه یـامر بالفحشاء و المنکر	کرو کیونکه وہ فواحش اور ظلم و
(۲۴ : ۲۱)	عصیان کے کرنے کا حکم دیتا هے -

پس الله کا دوست اور ولي وهي هوسکتا هے جو اسکے حکم کا پیرو اور داعي هو' اور اسي طرح شیطان کا ولی وہ هے جو اسکے حکموں کي منادي کرے - الله کا حکم یه هے که " یـامر بـالعدل والاحسان " اسلیے اولیاء الله کي پهچان بهي یهي هے که وہ " آمر بالمعروف و ناهي عن المنکر" هوتے هیں - کیونکه وہ الله کے دوست' اسکے سفیر' اور اسکي حکومت کے خلیفه هیں' اور سفیر وهي هے جو اپنے پادشاہ کے حکموں کا ترجمان هو - یهي سبب هے که امر بالمعروف اور نهي عن المنکر پر جا بجا زور دیا گیا' اور اسے مومنوں کے تمام اعمال حسنة کي بنیاد اور اساس بتلایا :

الذین ان مکنا هم في الارض	" وہ مسلمان که اگر هم انهیں دنیا
اقـامو الصلوة و اتـوا الزکواة و	میں قائم کردیں تو انکا کام یه هوگا
امروا بـالمعروف و نهوا عـن	که صلواة الهي کو قائم کرینگے'
المنکر' و الی اللـه عاقبـة	الله کي راہ میں اپنا مال خرچ
الامـور (۲۲ : ۵۳)	کرینگے' اور امر بالمعروف اور نهي

عن المنکر انکي دعوت هوگي' اور تمام کاموں کا انجام الله هي کے هاتھه میں هے "

[ایک اهم آیة]

اور یهي سبب هے که سورۂ اعراف میں جهاں یهود و نصارا کو خاص طور پر اسلام کي دعوة دي هے' وهاں حضرة ختم المرسلین کي دعوة کے اهم اور نمایاں کام یه بتلاے هیں :

الـذین یتبعون النبـي	وہ لوگ که انهوں نے الله کے رسول
الامي الـذي یجدونه	و نبي امي کي پیروي کي' جنکي
مکتوباً عندهـم في	بشارت انکے پاس تورات و انجیل میں
التـورات و الانجیـل :	لکھي هوئي موجود هے - وہ
یامرهـم بالمعروف و ینها	رسول اچھے کاموں کا حکم دیتا هے
هم عن المنکر' و یحل لهم	اور برائیوں سے روکتا هے - پاک
الطیبـات و یحـرم	چیزوں کو انکے لیے حلال کرتا اور خبائث
الخبائث' و یضع عنهم	کو انپر حرام کرتا هے - اور سخت حکموں
اصرهم و الاغـلال التي	کے جو بوجھه انکے سروں پر تھے انسے
کانت علیهم' فالـذین	رهائي بخشتا' اور غلامي و استبداد اور
امنوا به و عزروہ و نصروہ	تقلید اشخاص کے جو پھندے (۱)
واتبعوا النور الذي انزل	انکے گلوں میں پڑے تھے' انسے نجات
معه' فاولئـک هـم	دیتا هے - پس جو لوگ اسپر ایمان لاے'
المفلحون (۷ : ۱۵۶)	اسکي حمایت کي' او ر اسکي نصرت

کي راہ میں نکلے' اور جو نور صداقت اسکے ساتھه بهیجا گیا هے (یعنے قران و اسلام) اسکي متابعت کي' تو یهي لوگ هیں جو هر طرح کي فلاح اور فتح و کامیابي پائیں گے "

یه آیة کریمه تمام تعلیمات اسلامیه کا ایک جامع و مانع خلاصه هے جو خود قران حکیم نے پیش کردیا هے - اور دین الهي و شریعة فطریه کا کوئي رکن ایسا نهیں هے جو اس کے اندر بیان نه کردیا گیا هو - اسمیں داعي اسلام کا اولین کام امر بالمعروف و نهي عن المنکر فرمایا - کیونکه اسکي دعوة الله کي طرف هے اور الله کا حکم یهي هے -

[امر بالمنکر]

لیکن شیطان ایک قوة خبیثه هے جو سعادت عالم کي دشمن اور هدایت انساني کو روکنے والي هے - پس وہ اپنے گھرانے کو اور اپني نسل کے چاکروں کو حکم دیتي هے که اولیاء الله کي منادي کي مخالفت کریں اور عدل و احسان کي جگه ظلم و عدوان کي طرف لوگوں کو بلائیں : فانه یامر بالفحشاء والمنکر - اسلیے جو لوگ شیطاني حکموں کے سامنے گر جاتے هیں اور الله کو چھوڑ کر اسکي سفارت و خلافت اختیار کرلیتے هیں' انکا کام امر بالمعروف کي جگه امر بالمنکر اور نهي عن المنکر کی جگه امر بالمنکر هوتا هے - یعنے اولیاء الله تو نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے هیں' لیکن وہ برائیوں کا حکم دیتے اور نیکیوں سے روکتے هیں - قران کریم نے صاف صاف لفظوں میں اسکي تصریح کر دي هے :

المنافقون و المنافقات	منافق مرد اور منافق عورتیں سب
بعضهم من بعض: یامرون	ایک هي قسم کي هیں - برائي کا حکم
بالمنـکر و ینهون عـن	دیں' نیکیوں سے روکیں' اور الله کي
المعـروف و یقبضـون	راہ میں خرچ کرنے کا وقت آے تو
ایـدیهـم' نسـو اللـه	متھیاں بھینچ لیں - حقیقت یه هے
فنسیهم' ان المنـافقین	که انهوں نے الله کو بھلایا - نتیجه یه نکلا
هم الفاسقون - (۹ : ۶۸)	که الله نے بهي انهیں بھلا دیا - کچھه

شک نهیں که یه منافق هي هیں جو سخت فاسق هیں!

حالانکه مومنوں کا حال یه هے :

والمومنـون والمومنـات	برخلاف منافقوں کے مومن مرد اور
بعضهـم اولیـاء بعض :	مومن عورتوں کا حال یه هے که نیک
یامـرون بـالمعـروف و	کاموں میں ایک کا ساتھي ایک هے -
ینهـون عـن المنـکر و	نیکي کا حکم دیتے هیں' برائي سے
یقیمون الصـلاة و یوتون	روکتے هیں' صلوة الهي کو قائم کرتے
الـزکواة و یطـیعون الله	هیں' الله کي راہ میں مال خرچ
و رسوله - اولائک سیرحمهم	کرتے هیں' غرضکه الله اور اسکے رسول
الله - ان الله عزیز حکیم -	کے حکم پر چلتے هیں - یهي لوگ هیں

که انپر عنقریب الله رحم کریگا - کچھه شک نهیں که الله عزیز و حکیم هے -

پهلي آیة میں " منافق" کا لفظ فرمایا - نفاق ایمان کے مقابلے میں اور کفر اسلام کے مقابلے میں قران کي [illegible] هے - پس یه اُن لوگوں کا حال هے جو مومنوں کے ضد و مخالف هیں' اور مومنوں کا دوسرا نام " اولیاء الله " هے -

فرمایا که " نسو الله فنسیهم" انهوں نے الله کو بھلادیا هے اسلیے وہ بهي بھلا دیے گئے -

یہاں نہیں لکھونگا (۱) مقصود صرف پہلي دو جماعتیں هیں۔ ان جماعتوں کے اعمال و خصائص کي تشریح یہاں تو نہیں کي گئي - لیکن سورۂ بلد میں صاف صاف بتلا دیا ہے :

وما ادراك ما العقبه ؟ فك رقبة او اطعام في یوم ذي مسغبة ' یتیماً ذا مقربــه ' او مسکیناً ذا متـــربه ' ثـــم کان من الذین آمنوا وتواصوا بالصبر وتواصو بالمرحمه ' اولائك " اصحـــاب المیمنه " (۹۰ : ۱۲)	" تم سمجھے کہ هم نے جو یہاں " عقبه " کا لفظ کہا ہے سو اس سے کیا مقصود ہے ؟ " عقبه " سے مراد یہ ہے کہ انسان کي گردن کو غلامي کے پھندے سے چھڑا دینا ' بھوکوں کو کھانا کھلانا ' اور یتیم کي (علی الخصوص جبکہ اپنے قریبي لوگوں میں سے هو) اور محتاج و مسکین کي مدد کرنا - پس جو انسان کہ اپني بڑائي کا مدعی ہے ' اسے چاهیے

تھا کہ اس آزمایشي گھاٹي کي منزل سے گذرتا اور اسکے علاوہ اس جماعة کے لوگوں میں سے هوتا جو الله پر ایمان لاے هیں اور ایک دوسرے کو صبر و برداشت کي اور باهم مرحمت کي وصیت کرتے هیں - یہي لوگ " اصحاب المیمنه " هیں "

اسکے بعد دوسرے گروہ کے کاموں اور نتائج کي تعریف بیان کي :

والذین کفروا بایاتنا ' هم " اصحاب المشئمه " ' علیهم نار موصده ! (۹۰ : ۱۷)	مگر جن لوگوں نے هماري نشانیوں کو ' هماري تعلیمات کو ' همارے احکام کو ' اور هماري بھیجي هوئي هدایت کو ' قول سے اور عمل سے جھٹلایا ' تو وہ لوگ " اصحاب المشئمه " هیں -

ان آیات سے پہلے انسان کي خلقت کے ضعف اور پھر نفس و هوی کي ابلیسانه گمراهي کا ذکر کرکے غافل انسانوں کو ملامت کی ہے اور کہا ہے کہ خدا نے انسان کے آگے هدایت و ضلالت ' دونوں راهیں کھول دي هیں - آنے دیکھنے ' سوچنے ' امتیاز کرنے کیلیے عقل و تمیز بھي دیدي ہے - پس باوجود اسکے یہ کیسي شقاوت ہے کہ هدایت کي راہ چھوڑکر ضلالت کا راستہ اختیار کیا جاے ' اور الله کي آیات و بصائر سے بالکل آنکھیں بند کرلي جائیں ؟ اسکے بعد فرمایا ہے کہ اس گمراہ انسان کو دیکھو جو بڑے بڑے دعوے اور گھمنڈ کي باتیں کرتا ہے ' پر آزمایش کی اس گھاٹي تک کو طے نہ کرسکا ہے جو انسان کي هدایت کي پہلي منزل ہے - یہاں اصلي لفظ " عقبه " کا آیا ہے - اسکے معني دشوار گذار کام یا گھاٹي کے هیں - چونکہ " اصحاب المیمنه " کے کاموں میں دشوار اور مشکل امتحانات هیں اسلیے انہیں " عقــبه " (۲) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے -

اس آیة سے معلوم هوا کہ " اصحاب المیمنه " کے کاموں کے دو درجے هیں - پہــلا درجه جو اس سفر میں بطور آزمایش کي ایک گھاٹي (عقبه) کے ہے ' وہ یہ ہے کہ بنــدگان الہي کو غلامي و محکومي سے نکالنے کیلیے سعي کرنا ' اور انکي گردنوں کو انسانوں کے تسلط و حکومت کے بوجھہ سے آزاد کرانا - نیز اپنے مال کو مسکینوں ' محتاجوں ' اور یتیموں کیلیے خرچ کرنا ' اور بھوکوں کو افلاس و فقر کے زمانے میں کھانا کھلانا ہے - جب اس منزل سے گذر جائیں تو اسکے بعد دوسري منزل آتي ہے - جسے تـواصوا بالصبر و تــواصوا بالمرحمه سے تعبیر کیا ہے - اور یہي مقام ہے جسے سورۂ عصر میں و تواصوا بالحق و تواصو بالصبر کہا ہے - تمام وہ فضـائل و اعمــال جنکے لیے صرف قوی ' و تحمل مصائب ' و نظارۂ آلام ' و ثبات و استقامت کی ضرورت ہے ' مفهوم " صبر " میں داخل هیں - " مرحمه " سے مقصود تمام اعمال حسنه و فاضله هیں - والقصة بطولها -

" اصحاب المشئمه " ان دونوں مقاموں سے محروم هوتے هیں یہي انکي علامت ہے -

(اصحاب الیمین و اصحاب الشمال)

" اصحاب المیمنه " کو " اصحاب الیمین " بھي کہا ہے اور " اصحاب المشئمه " کو " اصحاب الشمال " کے نام سے بھي موسوم کیا ہے - دونوں کا مفهوم ایک هي ہے - چنانچه سورۂ واقعه میں اصحاب المیمنه اور اصحاب المشئمه کا ذکر آگے چلکر یوں کیا گیا :

و اصحاب الیمین ' ما اصحاب الیمین ! في سدر مخضود ' و طلح منضود ' و ظل ممدود ' و ماء مسکوب ' و فا کهة کثیرة ' لا مقطوعة و لا ممنوعه (۵۶ :) کہ اصحاب الیمین کے لیے باغ و بہار کی دائمي خوشیاں اور نظارے هین - جو نہ تو کبھي روکے جاسکیں گے اور نہ کبھي انکا سلسلہ ٹوٹے گا -

پھر کہا کہ : اصحاب الشمال ' ما اصحاب الشمال ! في سموم و حمیم ' و ظل من یحموم ' لا بارد و لا کریم ' انهم کانوا قبل ذالك مترفین - الخ - (۵۶ :) یعني اصحاب الشمال وہ هیں کہ انکے لیے تپش و سوزش اور کھولتے هوے پاني کي سي گرمي ہے - یہ وہ لوگ هیں کہ پہلے بڑے آسودہ حال تھے ' مگر پاداش عمل میں انکا یہ حال هوگیا -

پہلی آیة میں لا مقطـوعة و لا ممنـوعه اور دوسرے میں انهم کانوا من قبل ذالك مترفین قابل غور ہے -

(دعوة الی الله و دعوة الی الشیطان)

ایک اهم موضوع بحث ان دونوں جماعتوں کے خصائص و اعمال ' آثار و نتائج ' اور عوائد و عواقب کا ہے - چونکہ یہ دونوں جماعتیں باهم ایک دوسرے کي ضد هیں اسلیے انکے تمام کام بھي ایک دوسرے سے بالکل متضاد و مخالف واقع هوے هیں -

قــران حکیم نے اس کثرت سے انکے متضاد و متبـائن خصائص و اعمال کا جا بجا ذکر کیا ہے کہ اگر ان سب کو یکجا کیا جاے تو اقلاً سو آیتیں ضرور هوجائیں ' اور انسان کے اعمال هدایت و ضلالت کے متعلق عجیب عجیب اسرار و معارف منکشف هوں - مگر چونکہ اس مضمون میں یہ تمام تذکرہ ضمناً و تبعاً ہے نہ کہ اصلاً ' اسلیے صـرف سرسري نظـر سے کام لے رہا هوں اور انہي امور کي طرف اشارہ کرتا هوں جنسے آگے چلـکر اصل موضوع کے فہم و درس میں مدد ملیگي - شایــد ایک مستــقل مضمون " اولیاء الـرحمن و اولیاء الشیطان " کے عنوان سے بسلسلۂ باب التفسیر لکھکر اپنے تمام خیالات کو بہت جلد یکجا کرسکوں -

از آنجمله ایک سب سے بڑا نمایاں اور بنیادي اختلاف جو ان دونوں جماعتوں کے کاموں میں هوتا ہے اور جسکو قرآن کریم نے انکا امتیازي نشان قرار دیا ہے ' یہ ہے کہ یہ دونوں جماعتیں دنیا کو اپنے اپنے دوستوں اور معبودوں کي طرف بلاتی اور دعوت دیتي هیں - " اولیاء الله " الله کے دوست اور ساتھي هیں ' اسلیے وہ اپني تمام قوتوں کو الله کي پکار بلند کرنے اور اسکي طرف انسانوں کو بلانے میں صرف کر دیتے هیں - پر اولیاء الشیطان قواے شیطانیه کے پجاري اور والہ و شیفته هوتے هیں ' اسلیے انکا جہاد خدا کي جگہ شیطان کي راہ میں هوتا ہے اور اسي کي طرف خدا کے بندوں کو دعوة دیتے اور پکارتے هیں - اولیاء الله اور اصحاب الجنة کا مقصد

---

(۱) سورۂ واقعه کی مستقل تفسیر مرتب ہے اور متعدد اهم مطالب و مقاصد پر مشتمل - بسلسلۂ باب التفسیر شائع هوگي - نیز بصورت رسالہ -

مدارس اسلامیہ

بازگو از نجد و از یاران نجد

دستور العمل ندوۃ العلما کی بے نتیجہ ترمیم

عام راے کے اظہار اور اصلاح ندوہ کا اصلی وقت

حضرات ندوہ کی جانب سے ایک دستور العمل اخبارات میں بعرض حصول آرا شائع کیا گیا ہے - برسوں سے ندوۃ العلما کی منتظمہ کمیٹی ترمیم ترمیم کہہ رہی تھی - خدا خدا کرکے اب کہیں اس نے مسودہ کی تصنیف سے فراغت پالی - اگر ندوہ کوئی ضروری شے ہے اور اگر اسے زندہ رہنا چاہیے تو فی الحقیقت اصلی نقطۂ کار یہی ہے جو ہمارے سامنے آیا ہے - یعنی مسئلۂ اصلاح دستور العمل و مسئلہ نظام و قواعد -

لیکن قبل اسکے کہ دستور العمل پر نظر ڈالی جاے ' ایک مرتبہ ان مفاسد کو مجملاً دہرا لینا چاہیے جنکی اصلاح مطلوب ہے اور جنکے دفع کرنے کیلیے نیا دستور العمل بنایا جا رہا ہے - جب تک لوگوں کے سامنے وہ امور صاف صاف طور پر نہ آجائینگے ' وہ دستور العمل کے متعلق کوئی صحیح راے قائم نہیں کرسکتے -

(مفاسد کار)

ندوہ کے مفاسد اصولاً دو قسموں میں بیان کیے جاسکتے ہیں :

(۱) دستور العمل اور قانون اساسی (کانسٹی ٹیوشن) کا اصول قوانین عامہ مجالس کے لحاظ سے انتہائی حدتک بے قاعدہ ' بے اصول ' غیر منظم ' اور بکسر مستبدانہ ہونا ' جو ایک لمحہ کیلیے بھی کسی جماعتی اور اسلامی و شرعی کام کا دستور العمل نہیں ہوسکتا - اسکی اکثر دفعات شریعۃ حقہ اسلامیہ کی صریح مخالف ہیں - کیونکہ اصول مقدس شوری امۃ کو (کہ بغیر اسکے کوئی جماعتی کام اسلامی نہیں ہوسکتا) بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے -

مثلاً دستور العمل میں ایک مجلس علاوہ مجلس انتظامیہ کے " مجلس خاص " کے نام سے بڑھائی گئی ' اور کانسٹی ٹیوشن کا تغیر و تبدل ' منیجنگ ممبروں کا انتخاب ' صیغۂ مال کے حسابات کی جانچ ' اور اسی طرح کے تمام اہم اور بنیادی امور اسکے ہاتھہ میں دیدیے گئے - لیکن اسکے نظام کا یہ حال ہے کہ کوئی وقت اور کوئی زمانہ معین اسکے لیے ضروری نہیں " حسب تحریک ارکان یا ناظم یا نائب ناظم جب ضرورت پیش آے منعقد ہوسکتا ہے " (دفعہ ۲۸)

اس عجیب الخواص " مجلس خاص " کے قائم کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ندوہ کی تمام ہستی بیکار ہوگئی - نہ تو ارکان انتظامی کچھہ چیز رہے - نہ شوری و اکثریت کی کوئی حقیقت باقی رہی - جب ناظم یا نائب ناظم چاہے ' چند آدمیوں کو اکٹھا کرکے اپنے حسب منشا نئے ممبر بنا لے ' یا قواعد منسوخ کرڈالے ' یا حسابات کے متعلق موافق و مخالف رزولیوشن پاس کرلے - چنانچہ بارہا ایسا ہی ہوا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ندوہ چند اشخاص کے زیر تسلط آگیا ہے - جب چاہتے ہیں مجلس خاص منعقد کرکے بغیر اطلاع ممبران انتظامیہ و حصول راے ' پندرہ پندرہ شخص ممبر بنا لیتے ہیں ' تاکہ اپنے مذاق کی اکثریت پیدا کرکے مخالف کو شکست دیدیں -

جمہوری اور جماعتی کاموں کا کبھی بھی یہ منشا نہیں ہوا ہے کہ تعداد کے لحاظ سے کل افراد قوم کو کسی کام میں شریک کرلیا جائے - عملاً بھی یہ ناممکن ہے - جمہوریت اور شوری سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ حتی الامکان ایسے قوانین وضع کیے جائیں جنکی وجہ سے کسی ایک شخص یا چند آدمیوں کو تسلط و تغلب کا موقع نہ ملے ' اور راے زیادہ سے زیادہ ممکن الاجتماع افراد میں بٹ جاے - ان افراد میں پہلا گروہ وہ ہوتا ہے جو شریک کار ہوتا ہے - دوسرا وہ وسیع تر گروہ جو پہلے گروہ کو منتخب کرتا ہے - اس طرح معاملہ بہت سے آدمیوں کے حلقوں میں چلا جاتا ہے " شخصیت اپنی میں کم ہوجاتی ہے " اور علی سبیل الاستیعاب تمام افراد قوم و جماعت اسمیں شریک ہوجاتے ہیں یا ہوسکتے ہیں -

یہی معنی اصول شوری اور اجتماع حل و عقد کے ہیں اور اسی اصول پر آج تمام دنیا کے مشترکہ اور مجلسی کام ہورہے ہیں - کوئی چھوٹی سے چھوٹی مجلس بھی ایسی بمشکل ملیگی جو اپنے تئیں " شخص " کی جگہ " مجلس " کہتی ہو ' اور پھر " مجلس خاص " کی طرح ایک خود مختارانہ کمیٹی بھی اس نے بنا لی ہو -

یا مثلاً سکریٹری کی معزولی کا حق عام مسلمانوں کی جگہ ایک خود ساختہ جماعت انتظامیہ کے ہاتھہ میں دیدینا جو مسلمانوں کا حق دینی و شرعی ہے - اور جبکہ وہ خلیفۂ وقت کو معزول کرسکتے ہیں تو کسی انجمن کے سکریٹری کو بھی معزول کرسکتے ہیں بشرطیکہ شرائط عزل بیان کردیں - ندوہ کا اصلی دستور العمل جسپر سالہا سال تک عمل ہوتا رہا ' اسمیں بھی حق عزل جلسۂ عام کو دیا گیا تھا - جلسۂ عام میں ہر شخص شریک ہوسکتا ہے ' اور اضافی کثرت و عمومیت اسے حاصل ہوتی ہے ' اسلیے اطلاق عام راے کا اسی پر کیا جائیگا -

یا مثلاً منیجنگ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب عام ممبروں کی راے لیکر ہونا چاہیے - جو لوگ کسی مجلس کی تمام ہستی اپنے دست اقتدار میں لیتے ہیں ' قانوناً و شرعاً و اخلاقاً ' انہیں مسلمانوں کے وسیع گروہ کی جانب ہی سے منتخب ہونا چاہیے - اسمیں مصلحت یہ ہے کہ خاص خاص شخصوں اور محدود جماعتوں کو اپنا غلبہ پیدا کرنے کا موقعہ نہ ملے اور ہر شخص اپنے تئیں منتخب کرانے ندوہ کے کام میں حصہ لے سکے - قدیم دستور العمل میں ایسا ہی تھا لیکن نئے دستور العمل سے یہ دفعہ نکال دی گئی -

اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جلسۂ انتظامیہ کوئی شے نہ رہا - اسکو " جلسہ " کہنا مجلسی و مشترکہ کاموں کی حقیقت کو مشتبہ کرنا ہے - وہ چند آدمیوں کی ایک بے قاعدہ بھیڑ ہوگئی جسے آپس کے مبادلۂ انتخاب سے اکٹھا کرلیا گیا ہے - جن مسلمانوں کی جانب سے نیابت کا اسے دعوا ہوتا ہے ' انہیں یہ تک نہیں معلوم کہ کون ہمارا مختار کل ہوا ہے ؟ کب ہوا ہے ؟ اور کب اسکے پنجے سے چھٹکارا نصیب ہوگا ؟

یا مثلاً ندوہ کسی خاص صوبے یا شہر کی مخصوص انجمن نہ تھی - تمام مسلمانان ہند کیلیے کام کرنا چاہتی تھی ' پس ضرور تھا کہ تمام صوبوں سے اسمیں ممبر لیے جاتے اور اس طرح صحیح انتخابی اصول کی تعمیل کے ساتھہ عام دلچسپی اور واقفیت بھی مسلمانوں کو ہوتی ' مگر اسکا کچھہ لحاظ نہیں رکھا گیا اور تمام کاموں کو صرف چند ہاتھوں کے ذریعہ انجام دینے کی باسم مجلس ایک نئی مثال مشئوم قائم کی گئی -

غرضکہ اسی طرح کے مفاسد سے موجودہ دستور العمل لبریز ہے ' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ جب تک یہ پتھر راہ سے نہ ہٹے ' کوئی اصلاح نہیں ہوسکتی ' یہی ندوہ کی ریڑھہ کا اصلی مرض ہے اسی نے اسے تمام مقاصد دینی و تعلیمی کے حصول سے یک لخت محروم کردیا ہے اور وہ ہو نہیں سکتا - خواہ انسانوں کی جگہ آسمان سے فرشتے بھی اتر آئیں لیکن ایسے دستور العملوں کی موجودگی میں وہ کچھہ نہ کرسکینگے -

طبیعۃ ہی اگر کسی شے کی مفسد ہو تو وہ اپنے تئیں کبھی بھی صالح نہیں بنا سکتی - انجمنوں کیلیے انکا کانسٹی ٹیوشن بمنزلۂ طبیعۃ و فطرۃ کے ہے جب یہ قائم ہوگئی تو پھر جبلت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی - پس سب سے پہلا سوال بنیاد کا ہے نہ کہ در و دیوار کا -

[نسیان ذکر الہي]

الله اور اسکے ذکر کو بھلانا ایک حقیقي شیطاني عمل ہے - ہر جگہ قران حکیم میں نسیان و ذہول کو شیطان کي طرف نسبت دي ہے - حضرة موسی علیه السلام اپنے بحري معلم کی تلاش میں جب نکلے اور دو دریاؤں کے جمع ہونے کي جگہ پر مچھلي بھول آے تو انکے ساتھی نے کہا : وما انسانیه الا الشیطان (۱۸ : ۶۴) شیطان نے مجھپر نسیان طاري کردیا - حضرت یوسف علیه السلام نے اپني قید خانے کے ساتھي سے کہا تھا کہ " اذکرني عند ربک " عزیز مصر سے میرا ذکر کردینا - اگر وہ عزیز مصر سے ذکر کردیتا تو عجب نہیں کہ حضرة یوسف کو جلد رہائی ملجاتی - لیکن شیطان نے بھلا دیا اور اُسے یاد نہ رہا : فانساه الشیطان ذکر ربـــه فلبث فی السجن بضع سنین (۱۲ : ۴۲) شیطان نے اسپر نسیان طاري کردیا اور وہ اپنے آقا سے حضرة یوسف کا تذکرہ کرنا بھول گیا -

اسي طرح سورہ انعام میں فرمایا : و اما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (۶ : ۶۴)

اصل یه ہے کہ نیکي کا سرچشمه الله کی یاد اور اسکا ذکر ہے - قوة شیطاني اس ذکر کو بھلا دیتي ہے اور ہر کام جو نیک اور صالح ہوتا ہے اسکے لیے نسیان و ذہول طاري ہوجاتا ہے - گذشته صحبت میں " حزب الشیطان " کا ذکر آچکا ہے جو اولیاء الشیطان کي جماعت کا نام ہے - اسکا ذکر کرتے ہوے خدا نے فرمایا کہ " استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر الله - اولائک حزب الشیطان " (شیطان انپر مسلط ہوگیا ہے - پس انہوں نے خدا کے ذکر کو بھلا دیا ہے - یہي لوگ حزب الشیطان ہیں) - آیة بالا میں بھي " نسیان شیطاني " کا ذکر کیا ہے اور اس آیة میں بھي حزب الشیطان کیلیے " نسیان ذکر " ہي کي طرف اشارہ کیا ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ جن منافقین و منافقات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے' وہ بھي حزب الشیطان ہے : اولائک هم الخاسرون !

[عود الی المقصود]

غرضکه اولیاء الشیطان اور حزب ابلیسي کا کام دنیا میں یه ہونا ہے کہ امر بالمعروف والعدل کے مقابلے میں امر بالمنکر و الافساد کریں اور نہي عن المنکر کي جگہ امر با لمنکر کیلیے پکاریں :

هل یستوي هو و من یا مر بالعدل و هو علی صـــراط مستقیـــم ؟ (۱۶ : ۷۶)	(پھر) کیا ایسا شخص اور وہ مومن مخلص اپنے کاموں میں برابر ہوسکتے ہیں جو دنیا کو عدل کا حکم دیتا ہے اور خود بھي صراط مستقیم پر چل رہا ہے ؟

اور چونکه دونوں جماعتوں کي تعلیم اور دعوة ایک دوسرے کے ضد اور مخالفت میں ہوتي ہے' پس ہر اعلان صداقت و دعوة الی الله کے موقعه پر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہوجاتي ہیں - ایک صف کے ہاتھ میں امر بالعدل والمعروف کا علم صلح و اصلاح ہوتا ہے - دوسري صف کے اوپر مکر و فساد اور فواحش و منکرات کا جھنڈا لہراتا ہے - ایک سے امر بالمعروف و دعوة الی الله کي صدا اٹھتي ہے - دوسرے سے امر بالمنکر و دعوة الی الشیطان کي منادي بلند ہوتی ہے - ایک الله کي راہ میں اپنا خون بہاتا اور حق کیلیے جہاد کرتا ہے - دوسرا شیطان کی راہ میں لڑتا اور ظلم کیلیے قتال کرتا ہے :

الذین آمنـــوا یقاتـــلون فی سبیل الله ' و الذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغـوت (۴ : ۷۶)	مومن الله کي راہ میں قتال کرتے ہیں اور صاحبان کفر شیطان اور اسکے خلفا و مظاہر کي راہ میں -

پس مومن اور الله کا ولی وهي ہے جو شیطان کے ولیوں کو قتل کرے' اور انکے فساد و طغیان سے ارض الہي کو پاک کردے ' کیونکه اسکے ایک هي آقا اور خداوند نے حکم دیا ہے :

فقاتلوا " اولیاء الشیطان " ان کیـد الشـــیطان کان ضـعیـــفا ! (۴ : ۷۵)	شیطان کے دوستوں اور پجاریوں کو قتل کرو - شیطان کے مکر و فساد خواہ کتني هی قوي اور مہیب نظر آئیں لیکن الله کے ولیوں کے سامنے بالکل هي ضعیف و بے طاقت ہیں !

اور ایسا کرنا قتل و خونریزي نہیں بلکه عین صلح و اصلاح اور امن و نظام ہے - کیونکه فساد و ظلم کے روکنے کیلیے جو شخص خون بہاتا ہے ' وہ دنیا کا حقیقي مصلح اور محسن ہے - کیونکه اُس نے ایک جماعت کا خون بہا کر تمام عالم کو زندگي بخشدي - اور جو شخص ظلم و فساد کو زندگي بخشتا ہے وهي دنیا کا دشمن اور انسانیت کا عدو ہے' کیونکه چند انسانوں کي خاطر تمام انسانوں سے دشمنی کررہا ہے :

و لکم في القصاص حیاة یـا اولی الالـــبـاب ! (۲ : ۱۹۳)	اور قتل کے بدلے قتل کرنے میں اے صاحبان عقل' تمہارے لیے زندگي ہے - کیونکه ایک کو قتل کرکے اسکے شر و ظلم سے تم نے تمام دنیا کو نجات دلادي !

نیز فرمایا کہ :

و قاتلوهم حتي لا تـکون فتـنـة و یکون الدین لله (۸ : ۳۹)	اور اولیاء الشیطان کو قتل کرو یہاں تک کہ دنیا میں فتنه و فساد باقي نه رہے اور دین صرف الله هي کا قائم ہوجاے -

اولیاء الشیطان کا بھي کام یہي ہوتا ہے کہ وہ اُن لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و معروف کا وعظ کرتے اور اسکي منادي بلند کرتے ہیں : و یقتلون الذین یامرون بالقسط (۳ : ۲۱) یعني وہ ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں - پس ضرور ہے کہ داعیان حق و عدل کے ہاتھوں وہ بھي قتل کیے جائیں :

فمن اعتدی علیـــکم فاعتـدوا علیه بمثـل ما اعتدی علیکم ! (۲:۱۹۴)	جو تم پر زیادتي کرے ' تم بھي اسي طرح اور اسي قدر اسپر زیادتي کرو تا کہ ظلم و عدوان الله کے بندوں کو نیست و نابود نه کردے -

(اولیاء الله سے مقصود)

لیکن واضح رہے کہ " اولیاء الله " سے قران کریم کا مقصود کوئي خاص مصطلحه جماعت " اولیاء الله " کي نہیں ہے' بلکه ہر مومن صادق جس نے شیطاني قوی سے اپنے تئیں الگ کرلیا ہے اور الله اور اسکے رسول کے احکام کي اطاعت کرتا ہے ' وہ الله کے اولیاء اور دوستوں میں شامل ہوجاتا ہے - ایسے هي لوگوں کا اِن آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے -

البته اولیاء الله کے مقامات و مدارج کے خاص خاص حالات ضرور ہیں ' اور کتاب و سنت سے ایسے مقامات کا پته چلتا ہے جو ایمان الہي اور ذہاب الی الله کے انتہائي مراتب ہیں - احادیث صحیحه علی الخصوص صحیح بخاري کے کتاب التواضع کي حدیث " ولي " میں اسکي طرف اشارہ کیا گیا ہے - نیز حضرة فاروق رضي الله عنه کو " محدث " فرمانا اسي کے ایک مرتبۂ اعلی کي صراحت تھي لیکن اسکی تشریح کا یہاں موقعه نہیں - اولیـاء الله کے مدارج اس مشہور آیة شریفه میں بیان کردیے گئے ہیں کہ : و من یطع الله و الرسول فاولائـک مـع الـذین انعم الله علیهـم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین - وحسن اولائک رفیقا -

وثایق و حقایق

جهاز ایمپرس کی تباهي
اور
مطالعهٔ قرآن حکیم کا ایک لمحهٔ فکریه

دنیا کي نئي بحري ترقیات ، سمندرونکي قاهرانه تسخیر عظیم الشان اور آهنین جهازوں کي طیاریاں ، اور قوة دخاني کے احاطهٔ و تسلط کے مناظر دیکهه کر بارها مجهے خیال هوا که کیا دنیا کي ترقي نے قرآن حکیم کي بهت سي موثر مثالوں کا اثر کهو دیا ہے ؟

* * *

مصیبت کا انتهائي نزول اور اسباب و تدابیر کا بکلي انقطاع انساني قلب کیلیے توجه الی الله کا ایک هي خالص اور بے ریا وقت هوتا ہے - یه وقت اگر دنیا میں نه آے تو شاید بهت کم هستیاں هوں جو عمر بهر میں ایک مرتبه بهي خدا کا نام لیں - نیکي کا حقیقي سرچشمه خدا کا تصور ہے - اگر انسان خدا کو بهول جائیگا تو قطعاً وہ نیکي کو بهي بهول جائیگا - مگر نیکي کا درخت مصیبت هي کي آبیاري سے قائم رهتا ہے !

* * *

اگر بیماریاں معدوم هوجائیں ، اگر بے چیني کي کروٹ ، اضطراب کي آه ، درد و بیقراري کي تڑپ ، اور درد مند بیماروں کا بستر الم باقي نه رہے - اگر سفر کے قافلے بے خوف هوجائیں ، اور قهار و نا پیدا کنار سمندروں میں مسافروں کیلیے کوئي کهٹکا باقي نه رہے ، تو کیا پهر بهي دنیا اُتنا هي خدا کو یاد رکهیگي جیسا که همیشه سے رکهتي آئي ہے ؟

اسکي سچي یاد کا مقدس وقت صرف درد دکهه کي پر حسرت گهڑیوں هي میں آتا ہے ، اور جب وہ گهڑي ٹل جاتي ہے تو پهر تکلیفوں کے ساتهه تکلیفوں کا دور کرنے والا بهي بهلا دیا جاتا ہے - یه حوادث الیمه اور سوانح محزنه جو انسانوں کو همیشه پیش آتے رهتے هیں ، یه هولناک آتشزدگیاں ، یه لا علاج زلزلے ، یه هلاکت بار وبائیں ، یه آتش فشاں پهاڑونکي آتش افشانیاں ، یه اجسام عظیمه کا تصادم اور کائنات بحر و بر کا تلاطم و تضارب ، غور کرو که فی الحقیقت کیا ہے ؟ یه هدایت انساني اور سعادت عالم کیلیے ملائکهٔ معذبین هیں جو دنیا میں بهیجے جاتے هیں تاکه دنیا کو غفلتوں سے چونکائیں ، گمراهیوں سے نکالیں ، سرشاریوں سے بچائیں : باطنه فیه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب (۵۷ : ۱۳)

* * *

چنانچه قرآن حکیم نے انسان کي اس فطرة کي طرف جا بجا اشاره کیا ہے :

و اذا مسه الشر فذو دعاء عریض ! (۴۱ : ۵۱)	اور جب انسان کسي مصیبت اور شر میں مبتلا هوجاتا ہے تو اُس وقت اپني سرکشي اور غفلت کو بهول جاتا ہے اور لنبي چوڑي دعائیں مانگنے لگتا ہے !

سورهٔ یونس میں فرمایا :

و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما ، فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یدعنا الي ضر مسه ! (۱۰:)	اور جب انسان کسی دکهه اور مصیبت میں گرفتار هوتا ہے تو خواه کمزوري سے لیٹا هوا هو ، یا بے چیني اور اضطراب سے بے حال و مضطرب بیٹها هو ، یا هر طرف هلاکت اور بربادي کو دیکهکر حیران کهڑا هو ، کسي حال میں هو ، مگر معاً الله کي طرف متوجه هوجاتا ہے اور بے اختیار اسے پکارنے لگتا ہے - لیکن جب هم اُس کي مصیبت دور کر دیتے هیں تو پهر ایسا بے پروا هوکر چل دیتا ہے ، گویا اس نے اپني مصیبت کیلیے کبهي همیں پکارا هي نه تها !

سوره اعراف ، انعام ، بني اسرائیل ، روم ، زمر ، حم سجده وغیره میں بکثرت اس آیت کي هم مطلب آیات موجزه و مفصله موجود هیں -

* * *

پهر مصیبتوں کا بهي یک ساں حال نهیں - جس مصیبت میں جسقدر مایوسي اور بے بسي زیاده هوتی ہے ، اُتني هي زیاده الله کي طرف توجه بهی پیدا هوتي ہے - علي الخصوص ایسے مصائب جن میں دنیوي وسیلوں اور مادي تدبیروں کي طرف سے بالکل مایوسي هو جاے اور کوئي رشته امید کا باقي نه رہے - ایسے مواقع انسان کي ملکوتیت اور قدوسیت کے اصلي اوقات هوتے هیں - وہ همه تن فریاد و دعا بن جاتا ہے ، اور انتهاء خلوص و صداقت اور حضور قلب و ابتهال و تضرع سے الله کو پکارنے لگتا ہے - لیکن جب وہ ساعت ٹل جاتي ہے تو پهر اسکي ابلیسیت عود کر آتي ہے - اُس وقت کے مصائب کے ساتهه اُس هستي کو بهي بهلا دیتا ہے جسے هر طرف سے مایوس هوکر اس نے پکارا تها : و کان الانسان کفورا (۱۷:۶۹)

* * *

ایسے وقتوں میں سے ایک خاص سخت و شدید وقت وہ هوتا ہے ، جب انسان زمین کے پر امن کناروں سے دور هو جاتا ہے ، اور سمندر کي قهار و بے امان اقلیم کے اندر طوفانوں اور موجوں میں گهر جاتا ہے - جبکه جهاز کے تختے ٹوٹنے لگتے هیں ، پاني کي چادریں هر طرف سے اٹهه اٹهه کر دوڑنے لگتي هیں ، اور آسمان اور سطح سمندر کے اندر کوئي هستي نهیں هوتي جو اس قریب فنا هستي کو بچاسکے اور هلاکت کے منه سے نکال لے - اُس وقت غفلت انساني کي سرکشي اور بغاوت کا سر عاجزي سے گر جاتا ہے ، اور یه دیکهکر که اب دنیا میں کوئي نهیں جو اُسے بچاسکے ، وہ دنیا کے اس مالک حقیقي کو پکارنے لگتا ہے جسکی نسبت اُسے یقین هوتا ہے که وہ هر حال میں اپنے پکارنے والوں کو بچا سکتا ہے !

چنانچه اسي لیے قرآن حکیم کي موثر ترین مثالوں میں ایک بڑي تعداد اُن مثالوں کي ہے ، جنمیں دریا کے مایوس مسافروں کي حالت کا نقشه کهینچا ہے ، اور دکهلایا ہے که کس طرح بے بسي کے عالم میں انکي فطرة اصلیه ایک مافوق هستي کے تصور سے بهر جاتي ہے ، اور پهر جب وہ کنارے پر سلامتي کے ساتهه پهنچ جاتے هیں تو کس طرح نسیان و ذهول عود کر آتا ہے ؟ فقال سبحانه :

هو الذي یسیرکم في البر و البحر حتی اذا کنتم في الفلک و جرین بهم بریح طیبة و فرحوا بها ، جاءتها ریح عاصف ، و جاءهم الموج من کل مکان و ظنوا انهم احیط بهم ، دعو الله مخلصین له الدین : لئن انجینا من هذه لنکونن من الشاکرین ! فلما انجاهم اذا هم یبغون فی	" وہ خدا هي تو ہے جسنے خشکي اور تري میں تمهاري سیر و سیاحت کے سامان پیدا کر دیے هیں - یهاں تک که بعض اوقات تم جهاز میں هوتے هو اور وہ باد موافق کی مدد سے مسافروں کو لیکر چلتا ہے ، اور لوگ اسکي پر امن چال سے خوش هوتے هیں - ناگهاں هوا کا ایک جهونکا آ لگتا ہے اور موجیں هر طرف سے امنڈ امنڈ کر محاصره کر لیتي هیں - اُس وقت لوگ سمجهتے هیں که اب تباهي میں آ گهرے - پس مایوسی اُنکے دلوں کو اسباب دنیوي کی طرف سے هٹا کر

(۲) دوسرا سرچشمۂ مفاسد ایسی طبائع کا سوال هے جو قواعد کي پابندي کو ضروري نہیں سمجھتیں' اور یه مرض پہلے سے بھي زیاده مہلک هے - کیونکه صحیح و صالح کاموں کیلیے جس درجه صحیح و صالح قانون کی ضرورت هے' اتنی هی ایسے صالح و صحیح العمل لوگوں کی بھی ضرورت هے جو قانون کی پابندي کریں اور انکا دماغ اسکی با قاعده کام کے کرنے سے انکار نه کرے - اگر ایسا نه هو تو پھر قانون بیکار هے اور قواعد کی حقیقت محض بے سود - آپ بہتر سے بہتر قانون بناکر کاغذ پر لکھه لیں' لیکن وه صرف کاغذ هي تک رهیگا اگر اسپر عمل نه کیا گیا - یہی نکته هے جسکی طرف قرآن حکیم نے اشاره کیا جبکه آغاز قرآن میں فرمایا:

ذالک الکتاب لاریب فیه ' هدی للمتقین - الخ (۲ : ۲)

قرآن کریم بلا شک و شبهه خدا کی کتاب هے - ان لوگوں کو هدایت بخشنے والي هے جو متقی هیں اور احکام الهیه پر عمل کرتے هیں - مثلاً ایمان بالغیب و قیام صلواة و ایتاء زکواة -

فرمایا که قرآن " هدی للمتقین " هے - متقي روحوں کو هدایت دینے والا هے - یه نہیں فرمایا که " هدی للمضلین و الکافرین " هے - یعنے گمراهوں اور کافروں کو هدایت دینے والا هے حالانکه هدایت کي ضرورت تو گمراهوں کو هوتي هے نه که انکو جو متقي هیں ؟ نسخه بیمار کو چاهیے نه که تندرست کو ؟

لیکن حقیقت اسکي یہي هے که کتاب الهي ایک قانون هے - قانون اسي کام کو درست کرسکتا هے جو قانون کے مطابق کیا جاے اور اسکي تعلیمات عمل و نفاذ میں آلیں - لیکن اگر ایک شخص قانون کي پروا نہیں کرتا اور اسپر عمل کرنے کیلیے طیار نہیں تو ایسے شخص کیلیے وه قانون اسي طرح بیکار هے جیسا اس بیمار کیلیے دوا جو طبیب سے نسخه لیکر اسے استعمال نہیں کرتا' اور هر طریقه کے مطابق پرهیز کرنے کیلیے مستعد نہیں -

متقي وه هے جو الله سے ڈرتا هے اور ڈرتا وهي هے جو الله کے احکام کو مانتا اور اسپر عمل کرتا هے - پس فرمایا که قرآن کے قانون الهي اور نسخۂ شفا هونے میں تو کوئي شک نہیں - البته یه قانون اسی کیلیے قانون هے جو اسپر عمل کرے' اور یه نسخه اسي کیلیے وسیلۂ شفا هے جو اسے استعمال کرے: یهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم من الظلمات الی النور و یهدیهم الي صراط مستقیم (۵ : ۱۸)

ورنه اکثر اوقات تو گمراهوں کیلیے قانون کي موجودگي اور زیاده موجب گمراهي هو جاتي هے - کیونکه قانون سے انہیں عناد هو جاتا هے' اور اور زیاده اسکي مخالفت کرنا چاهتے هیں: یضل به کثیراً و یهدي به کثیرا وما یضل به الا الفاسقین ! (۲ : ۲۶)

پس ندوه کے موجوده مفاسد میں اعتقاد اور عمل' قول و فعل' قلب و اعضاء' قانون و نفاذ' دونوں قسم کے مفاسد موجود هیں - اسکا دل اور جسم دونوں بیمار هیں - اول تو اسکے پاس کوئي صحیح قانون هي نہیں هے جو بمنزلۂ اعتقاد کے هے اور جسپر اعضا و جوارح کے تمام اعمال مرتب هوتے هیں - پھر جیسا کچھه بھي ناقص و بے قاعده قانون موجود هے' ستم پر ستم یه که اسپر بھي عمل نہیں هوتا - و لله در ما قال:

لاگ هو تو اسکو هم سمجھیں لگاؤ
کر نه هو کچھه بھي تو دھوکا کھائیں کیا ؟

پس اسکي بیماري نه صرف قانون کي هے' بلکه قانون کے عمل و نفاذ کي بھي هے - اگر هم دیکھتے که جیسا کچھه بھي قانون موجود هے' اسکے مطابق ندوه میں کام هو رها هے تو همارا ماتم صرف اسي قدر هوتا که قانون کي ترمیم یا تجدید کر دیں - ایک بہتر قانون بنا کر یا خود انهي لوگوں سے بنوا کر ندوه کے سپرد کر دیں اور پھر فارغ البال هو کر بیٹھه رهیں - لیکن بلا شدید سے اشد هے' اور مصیبت وسیع سے وسیع تر - دستور العمل کي درستگي کے بعد [illegible] مسئله سامنے آتا هے اور هم دیکھتے هیں که نه صرف فروعات و جزئیات هي میں بلکه یکسر بنیادي اور اساسي امور میں ندوه کا مسلمه دستور العمل بالکل بے اثر اور قطعاً بیکار هے - کبھي بھی کسي کو پورا نه هوئي که اقلاً اسکی موٹی موٹی دفعات اور اصولي نظم و قواعد هي کی پیروي کرلي جاے' اور کم سے کم اس مجلس کی بنیاد اور اساس تو باقاعده هوجاے -

بلا شبه مسلمانوں کے دوسرے مجلسي کاموں میں بھي بے قاعدگیاں اور خلاف ورزیاں دیکھائي هیں - پونا کی مسلم لیگ سے لیکر علي گڈه کالج کے عظیم الشان ٹرسٹیوں تک کا یہي حال هے - شاید هي کوئي انجمن ایسي نکلے جسمیں ٹھیک ٹھیک قواعد و ضوابط کی پیروي کی جا رهي هے اور کوئي بات قابل اعتراض نه هوتي هو - لیکن بے قاعدگیوں کي بھي قسمیں هیں اور قانوني خلاف ورزیاں بھي یکساں نہیں هوتیں - ایک بے قاعدگي جزئي اور فروعي امور میں هوتي هے - ایک اصولي اور اساسي امور میں -

ایک بے قاعدگي یه هے که کام اصلاً تو با قاعده بنیادوں پر قائم هوچکا هے - اساسی دفعات عمل میں آ چکي هیں اور اسدرجه محکم هوچکي هیں که ان میں کوئي ایک فرد واحد یا کوئي محدود جماعت تغیر و تبدل نہیں کرسکتي - لیکن اسکے طریق کار و عمل میں بعض فرعی دفعات نظر انداز کردي جاتي هیں' یا چند اشخاص اپني کسي خاص غرض کو حاصل کرنے کیلیے چند مخصوص قواعد کے عمل میں مانع هونے لگتے هیں - یا عمل کراتے بھي هیں تو انکی اصلي حقیقت پیدا نہیں هونے دیتے وغیره وغیره -

لیکن ایک بے قاعدگي یه هے که سرے سے کام کي بنیادي دفعات هي پر عمل نہیں کیا گیا هے - جن قواعد کي بنا پر اس کام کی بنیاد رکھی گئي هے' اور جنکے عمل میں لانے کے بعد وه ایک انجمن اور ایک با قاعده مجلس بنتي هے' سرے سے انهی کو یک قلم چھوڑ دیا هے - نه صرف فروعات بلکه اصول مفقود هیں - نه محض طریق عمل هي غلط هے بلکه عمل کیا هي نہیں گیا هے - سالہا سال گذر گئے لیکن ایک نظیر بھي نہیں پائي جاتي جو ان اصولی دفعات کے عمل و نفاذ کا یقین دلاے !

ان دونوں قسم کی بے قاعدگیوں اور خلاف ورزیوں میں زمین و آسمان کا فرق هے' گو بے قاعدگي دونوں هیں - ایک شخص فرض نماز پڑھتا هے' سنت چھوڑ دیتا هے - ایک کو فرض رکعتیں ادا کرنے کی بھي توفیق نہیں:

یزید سلیم والاعز ابن حاتم !

بلا شبه پہلي قسم کی بے قاعدگي عام هے اور بد قسمتي سے اکثر کاموں میں پائی جاتي هے جسے دور کرنا چاهیے - لیکن ندوه کی بے قاعدگي دوسري قسم کی بے قاعدگیوں میں سے هے' اور اسلیے اسکي حالت مجالس و انجمن کی عام بے قاعدگیوں سے بالکل مختلف هے:

و شتان ما بین خل و خمر!

یه کہنا که یه بے قاعدگي فلاں نے کیوں دور نه کی اور فلاں پر اسکا الزام زیاده هے' بالکل بے معني هے - سوال مفاسد کا هے - اگر اسکا وجود هے تو جب اور جس وقت اور جن لوگوں کو مہلت ملے انکی اصلاح کرني چاهیے - خواه کسی عهد میں پیدا هوئی هوں اور خواه زید انکا پرورش کننده هو یا عمر؟

هم اینده نمبر میں ایسی بے قاعدگیوں کي چند مثالیں بھي پیش کرینگے تا که لوگوں کو صحیح راے قائم کرنے میں مدد ملے - اور سمجھه سکیں که اصلاح ندوه کے مسئله میں اصلي حل کیا پیدا هوگیا هے ؟

اسکے بعد اس دستور العمل پر نظر ڈالینگے جو شائع کیا گیا هے' اور بتلاینگے که وه کس بنا پر محض بیکار هے اور بعض اصولی امور میں تو پہلے سے بھي بدتر هے - ندوه کے اصلي مفاسد میں سے کسی ایک فساد کی بھي اس سے اصلاح نہیں هوسکتي - اسکے بعد مسلمان راے قائم کریں که ندوه کی موت و حیات صرف انہی کے هاتھه میں هے

مکتـــوب أستـانة عليــه

(از دائرۂ مقدسۂ مشیخت اسلامیۂ کبری زاد الله شرفها)

(شیـــخ الاســـلام فیلی پائن)

حضرة الشیخ محمد رجیه الجیلاني (جنکا تذکرہ ایک سے زیادہ مرتبه الهلال میں هو چکا هے اور جو گذشته دسمبر میں براہ هند فلي پائن گئے تھے) حال میں آنکا ایک خط آیا هے جس سے معلوم هوتا هے که فیلي پائن کي آب و هوا آنکے سخت ناموافق هوئي اور مجبوراً بغرض علاج قسطنطنیه واپس آنا پڑا - چنانچه تحریــر فرماتے هیں :

اے استاذ حکیم ! السلام علیک و رحمة الله و برکاته !

و بعد ' در جزائر فیلي پائن دو ماہ و نیم قیام کردہ بودم - مرض مزمن ــــ که در اواخر قیام آثار پر خطرہ اش ظهور یافته بود ــــ عاجز مسکین را بدار الخلافة مجبور عودت کرد -

لاکن لله مزید المنه که الان ان خطر زائل ' و صحت بدو رأ ضعف و نقاهت داخل شد - ان وقت که از جزائر حرکت کردم ' مشغول بالنفس بودم ' و بجانب اشرف حضرة عالي عریضۂ جوابیه نتوانستم تقدیم کنم - اما انچه نوشته بودند بوضوع انجامید' و اکثرے از مطالب مهمه را..................تحریر نمودم- و الان بالمشافه یک صحبتی مفصلی میسر آمد..................

در روز مفارقت از فیلي پائن جریدۂ یومیۂ محلیه " دي منیلا تائمس " یک مقالۂ مطوله متعلق بایں عاجز نشر کردہ بود که مقطوعش را (یعني اسکے کٹینگ کو) همراہ ایں عریضه ارسال دارم- اگر مناسب است ترجمه اش را نشر نمایند -..............

از طرف ایں عاجز جمیع اخوان مسلمین هند را تحیة و سلام ' و بر سبب مفارقت از فیلي پائن مطلع فرمایند - امید وارم از لطف و کرم حضرة عز اسمه که در وقت قریب بایں عاشق خدمت صحت و توانائي حاصل ' و بجزائر مذکورہ عودت میسر خواهد شد -

عضویت مجلس گزین مقدس تبشیر را با کمال فخر و مباهات قبول کردم و انشاء الله العزیز دریں قیام دار الخلافة نقاط مهمۂ ایں مطلب با تمام و تکمیل خواهد انجامید - از غیرت و حمیت اسلام پرورانه و خدمات عظیمۂ اسلامیۂ حضرة عالي حضرة اجل و اعظم شیخ الاسلام و المسلمین بسیار ممنون و متشکر اند ' و در مجالس حضرة ایشاں ذکر جمیل شما بکرات و مرات مي آمد - متع الله الاسلام و المسلمین بطول حیاتکم !

از دعوات صالحه ایں مریض را فراموش نفرمایند - الله سبحانه حافظ و ناصر شما باشد - و السلام علیکم و علی جمیع اخواننا المسلمین -

اخوکم : محمد رجیه الجیلاني
شیخ الا سلام فیلي پائن - قسطنطنیه

اس خط میں فیلي پائن کے روزانه اخبار " منیلا تائمس " کے جس مضمون کا حواله دیا هے' اسکا خلاصه حسب ذیل هے :

(شیخ الاسلام جــزائـــر)

(شیخ محمد وجیهه الجــیلانی)

" افسوس هے که شیخ الاسلام جزائر فیلیپائن اپني ناز سازي مزاج اور موسم جزائر کي عدم موافقت کي وجه سے مجبوراً قسطنطنیه واپس چلے گئے - روانگي سے قبل " زیمبوگا " میں ایک عظیم الشان وادعي جلسه منعقد هوا تھا جسمیں ٥ هزار سے زاید مسلمانان جزائر شریک تھے -

اس عظیم الشان مجلس میں لوگ جوش عقیدت سے زمین پر جھک جھک کر ان کے قدموں اور انکے دامن کو نهایت ادب و احترام اور ارادت و عقیدت سے بوسه دیتے تھے اور بمنت و الحاح التجا کرتے تھے که خدا کے لیے یہاں سے نه جائیے !

جو لوگ مسلمانان جزائر کي حالت کا مطالعه کرتے رهتے هیں انکا خیال هے که شیخ الاسلام کي آمد سے مسئله مور (مسلمانان جزائر) کے حل کا آغاز هوگیا هے - انکي راے هے که اگر مسلمان ان نیم وحشي لوگوں پر انهي کے مذهب کي راہ سے اثر ڈالنا چاهیں تو ان پر بڑي حد تک اقتدار حاصل هوسکتا هے اور اسطرح یه نیم وحشي پر امن اور کارکن شهري بن جا سکتے هیں -

شیخ الاسلام کي قسطنطنیه سے روانگي بھي ایک ممتاز اور نمایاں واقعه تھا کیونکه انکو رخصت کرنے کے لیے مشاهیر مذهب اور اعیان و اشراف ملت آئے تھے اور انهیں بعض گرانبها تحائف بطور یادگار کے دیے گئے تھے - انهوں نے شکریه کے ساتھه تحائف واپس کر دیے اور کہا :

" مجھے اپني ذات کے لیے ان تحائف کي یا کسي اور شے کي ضرورت نهیں - میں اگر آپ لوگوں سے کچھه چاهتا هوں تو وہ یه هے که اُن لوگوں کي اصلاح میں میري مدد کیجیے جنکے لیے میں جا رها هوں "

شیخ الاسلام جب آئے تو " زیمبوگا " اور اسکے قرب و جوار کے ناواقف اور بے خبر فیلي پائني امریکی عام طور پر ڈرتے تھے که یه کوئي نئے نبي یا ایک نئے مهدي هیں جو اسلیے آئے هیں تاکه مسلمانوں کے غولوں کو لیکے مقدس جنگ شروع کردیں -

مگر جب انکا قیام هوا تو یه خوف محض بیجا نکلا اور ثابت هوگیا که وہ نه صرف خلیفة المسلمین کے نائب اور شریعة اسلامیه کے ایک مفتي هي هیں' بلکه ان فضائل کے ساتھه ایک نهایت شریف خصائل و بهترین تعلیم یافته شخص بھي هیں جو اس عهد کا ایک مسلمان هوسکتا هے -

همارے اخبــار کے نامه نـگار نے مسلمانان جزائر فیلي پائن کے سیاسي مستقبل کے متعلق شیخ موصوف سے دریافت کیا تھا - انهوں نے جواب دیا :

" جب میں نے یهاں کے مسلمانوں کي حالت دیکھي تو میرا دل فرط غم و تاسف سے چور چور هوگیا - انکو مدد کي سخت ضرورت هے - انهیں هر طرح کي عمدہ تعلیم دیني چاهیے - اسوقت عالم اسلامي میں ان لوگونکي اصلاح و ترقي سے زیادہ افضل و اشرف کوئي کام نهیں "

مراسله نگار نے اس وحشیانه قتل و خونریزي کے متعلق پوچھا جسے یهاں " جورا مینتیڈو " کهتے هیں - شیخ الاسلام نے کہا که یه انکي ایک وحشیانه عادت هے جو بطور آثار عهد جاهلیت کے اب تک اُن میں باقي هے - چنانچه جو لوگ حج کر آئے هیں وہ اس حرکت کے سخت خلاف هیں - اسلامي تعلیم کي اشاعت سے اس مذموم عادت کي بیخکني هوسکتي هے - قرآن شریف میں یه کہا گیا هے که جو آدمي ایک انسان کو قتل کرتا هے' گویا وہ سب کو قتل کرتا هے (من قتل نفساً بغیر نفس او فساد في الارض فکانما قتل الناس جمیعاً) " -

الارض بغير الحق (۱۰ : ۷۲)

خدا کی طرف متوجه کردیتي هے' اور نهایت خلوص اور عبودیت کے ساتهه دعائیں مانگنے لگتے هیں که خدایا ! اگر اس مصیبت سے تو همیں بچالے تو هم پهر کبهي تجهے نه بهلائینگے اور همیشه تیرا شکر کرتے رهینگے !

لیکن جب خدا اُنهیں اس بلا سے نجات دیدیتا هے تو وہ خشکي پر پهنچتے هي سرکشي اور بغاوت کرنے لگتے هیں' اور اپنی مصیبت کی گهڑي اور وعدے کو بهول جاتے هیں "

* * *

قرآن حکیم نے تقریباً دس باره موقعوں پر یه مثال بیان کي هے- یه اُس وقت کي مثالیں تهیں جبکه جهازوں اور کشتیوں کي سلامتي کا دارومدار محض هوا پر تها' جبکه سمندر کي قهرمانیة کے آگے انسان کي بے بسی بہت هی زیاده تهي' اور جبکه هوا کي مخالفت' سمندر کي طغیاني' بحري راستوں کي ناواقفیت' اور خوفناک دریائی حیوانات کی خونخواری کے مقابلے کیلیے چهوٹے چهوٹے تختوں کي کشتیاں کچهه کام نہیں دے سکتي تهیں - لیکن اب دنیا تیره سو برس آگے بڑهگئي هے' اور انسان نے اپني مصیبتوں کو دور کرنے کیلیے صنعت اور علم کے بڑے بڑے معجزات دکهلاے هیں - استیم کي ایجاد نے هوا کي موافقت و مخالفت سے بے نیاز کردیا هے جسکے آگے انسان کي کوئی کوشش کارگر نہیں هوتی تهی - تمام دریائي راستے اس طرح معلوم کرلیے گئے هیں که پچهلے زمانے کے لوگوں کو خشکی کی راهوں کا بهی اتنا علم نه هوگا - روشني کے منارے' جهازوں کی دائمی آمد و رفت' حرکت و سکون کے عجیب الخواص آلات' بے تار کي خبر رساني' اور نئي نئي ایجادات و انکشافات نے دریائي سفر کو زمین کے سفر کي طرح بالکل پر امن کردیا هے' اور اتنے بڑے بڑے جهاز سمندروں میں ڈالے جاتے هیں که مثل ایک پوري بستي اور آبادي کے هوتے هیں' اور تمام بحري حوادث و خطرات سے بے خوف و خطر هر طرف پهرتے اور دنیا کے ایک گوشے کو دوسرے گوشے سے متصل کرتے رهتے هیں :

پس اگر ایسا هي هوا هے تو کیا یه تمام مثالیں جو قرآن حکیم نے دریائي سفر کے متعلق دي هیں بیکار هوجائینگي ؟ کیا اب انسان کي عبرت کیلیے لسان الهي کے بیانات کام نه دینگے ؟ کیا انسان نے اپني بے بسي کی مصیبتوں کو نابود کردیا' اور خدا کے پکارنے کي اُسے کچهه احتیاج نه رهي ؟

* * *

بارها میرے دل میں یه سوالات آئے' مگر سچ یه هے که انسان نے ابتک کچهه بهي نہیں کیا هے - اسکے غرور اور گهمنڈ کو کچلنے کیلیے ابتک حوادث ارضیه و بحریه کا هاتهه متحرک هے- زمین اسي طرح بے بس کردینے والي مصیبتوں سے معمور هے جس طرح که پهلي تهي' اور دریا ٹهیک ٹهیک اسي طرح مایوسی و نا امیدي کي هلاکت کے بے شمار مواقع رکهتا هے جسطرح که قران حکیم نے بتلایا هے - مصیبت و عجز انساني کي ایک مثال بهي ابتک بے اثر نہیں هوئی - انسان نے بہت ترقي کي هے' لیکن وه خدا کے سامنے ابتک بےبس اور لاچار هے- وه خواه کتنے هي طاقتور اور ناقابل تسخیر جهاز بنالے' لیکن جیسا که اُسکے خدا نے کہا هے' اُسے سمندروں کی مصیبتوں سے دو چار هونا هي پڑیگا - وه طوفانوں میں ضرور گهریگا' موجوں کے احاطے سے بے بس هوگا' پاني کی چادریں اسپر سے گذرینگي' لہروں کي طغیانی اسکا محاصره کریگي' بالاخر اسکو اپنے گهمنڈ اور تمرد کا سرجهکانا پڑیگا' اور بے بس اور عاجز هوکر خدا کو پکارنا هي پڑیگا - ٹهیک اسي طرح جسطرح که ابسے بہت پہلے انسانوں نے خدا کو پکارا تها جبکه وه چهوٹي چهوٹي کشتیوں میں بند بانوں کے ٹکڑے جمع کر رهے تهے' اور سمندر کي قهرمان هستي کے مقابلے کے لیے عظیم الشان جهازوں اور مهیب انجنوں کي جگه صرف لکڑي کے چند جُڑے هوئے تختے اپنے ساتهه رکهتے تهے !

* * *

مصیبت کیلیے کچهه ضرور نہیں که وه ایک هي راستے سے آئے - حالات کے بدلنے سے وسائل و بواعث بهي بدلتے رهینگے - یه سچ هے که اب باد باني جهاز نہیں هیں جنکي سلامتی هوا کی موافقت پر موقوف تهي - تاهم بحر اطلانطک میں بهتي هوئي برف کي کوئی نه کوئي چٹان تو اب بهي نکل آسکتي هے جو " ٹائٹنیک " جیسي انسان کي مغرور اور عظیم الشان صناعي قوت کو فنا کردیگي ؟

اگر یه صورت بهي نهو تو خود وهي انجن جسکے اعتماد پر انساني غرور نے تسخیر بحر کا اعلان کیا هے' موت اور تباهي کا وسیله بن جاسکتا هے اور پهٹکر تمام جهاز میں آگ لگا دیسکتا هے - جهاز " والٹرنو " کي آتشزدگی سے بربادي چند ماه پیشتر کي بات هے !

* * *

حال میں " ایمپرس آف آیرلینڈ " کي درد انگیز تباهي نے اس حقیقت کو بالکل واضح کردیا هے - نه تو قوة دخاني کا عظیم الشان دیو کچهه کرسکا' نه تو بے تار کي خبر رساني کچهه کام آئي' اور نه بیسویں صدي کے سائنس اور تمدن نے کچهه فائده پهنچایا - وه سب کچهه هوا جو اِن مثالوں میں قرآن حکیم نے بیان کیا هے - دریا کي موجیں هر طرف سے آٹهیں' لہروں نے بڑهکے سطح جهاز پر قبضه کرلیا' سمندر کی قهرمانیت هر طرف سے محیط هوگئي' اور چند گهنٹوں کے اندر ایک هزار تئیس متمدن انسان انتهائي بے بسي اور درماندگي کے ساتهه دریا کے اندر فنا هوگئے - انساني علم و ایجادات کا غرور ایک متنفس کو بهي نه بچا سکا : ما لهم من الله من عاصم !

* * *

یه فی الحقیقت الله تعالی کے طرف سے انساني غرور اور گهمنڈ کے پشت غفلت پر ایک تازیانهٔ عبرت هے جو کبهي کبهي حرکت کرتا هے تا که دنیا کو معلوم هو جاے که بڑي بڑي ترقیوں کے بعد بهی انسان اسی طرح فطرة کے پنجے میں هے جیسا که خلقت کائنات کے پہلے دن تها' اور خدا کے پکارنے کیلیے ابتک اسی طرح مجبور هے جیسا که هزاروں برس پہلے تها - خواه وه کتنا هی اپنی تدبیروں میں غرق اور اپنی فتح مندیوں پر نازاں هو لیکن جسطرح خدا اُسے اپنی حفاظت کیلیے یکے بعد دیگرے نئی نئی تدبیریں سوجهاتا رهتا هے' اسی طرح وه نئی نئی تدبیروں سے اسکے سر غرور کو کچل بهي سکتا هے - ادهر کوئی نئي تدبیر بچاؤ کی نکلیگی' اودهر قدرت هلاک کی کسي نئی صورت کو مسلط کردیگی :

و اذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاه فلما نجاکم الی البر اعرضتم' و کان الانسان کفورا - افامنتم ان یخسف بکم جانب البر او یرسل علیکم حاصباً ثم لا یجدوا لکم وکیلا ؟ (۱۷ : ۶۸)

" اور جب سمندر کے اندر تم مصیبت میں مبتلا هو جاتے هو تو جن قوتوں پر تمهیں اعتماد تها' ان میں سے کوئي بهي تمهارے کام نہیں آتي - تم سب کو بهول جاتے هو - صرف خدا هي تمهیں یاد آتا هے - لیکن پهر جب خدا تمهیں خشکي تک پهنچا دیتا هے' تو اُس سے گردن موڑ لیتے هو اور اپني مصیبت کي گهڑي بهول جاتے هو !

لیکن اگر تم اپني مصیبتوں کي طرف سے مطمئن هوگئے هو اور سمجهنے لگے هو که اب اور کونسي مصیبت هم پر آسکتي هے تو یه تمهاري بڑی هي غفلت هے - کیا یه ممکن نہیں که خدا تمهیں دریا کي جگه خشکي هی میں هلاک کرڈالے اور زمین کو دهنسا دے ؟ یا خوفناک آندهیاں چلادے اور اُس وقت تم کسی کو اپنا مددگار نه پاؤ ؟ اسکے عذاب کي تو هزاروں صورتیں هو سکتي هیں- وه کچهه تمهاري طرح اپنے کاموں میں عاجز و درمانده نہیں هے "

پروفیسر موصوف نے بہت سے ایسے عجیب وغریب آلات بنالئے ہیں جو نہایت صحت ودقت کے ساتھہ ان تمام حرکات و تغیرات کو قلمبند کر لیتے ہیں جو پودوں میں خارجی اثرات سے پیدا ہوتے ہیں یا خارجی اثر کے بغیر خود بخود اندر ہی اندر پیدا ہوتے رہتے ہیں - روایل سوسائٹی کے صدر جب پروفیسر موصوف کی پرائیوٹ تجربہ گاہ میں آئے تو ان پر سب سے زیادہ اثر انہی آلات کا پڑا - چنانچہ انہوں نے خود اس کا اظہار کیا اور کہا کہ اس سلسلے میں علم وظائف الاعضاء (فزیالوجی) کے متعلق جو تحقیقات ہوئی ہے وہ بہت اہم ہے - نیز انہیں امید ہے کہ یہ تحقیقات ایک ایسے انداز میں جاری رہیگی جو اس مسئلہ کے شایان شان ہے -

" اسٹینڈرڈ ورک ان فزیالوجی " (علم وظائف الاعضاء میں ایک مستند کتاب) کے مصنف پروفیسر اسٹارلنگ (Professer Starling) اور علم " وظائف اعضاء نباتات " (Plant Physiology) کے مشہور ماہر پروفیسر آلیور (Olwer) بھی پروفیسر بوس کی لیبوریٹری میں آئے تھے - انکے ساختہ آلات کی دقت وصنعت عملی سے بیحد متاثر ہوے - انہوں نے اعتراف کیا کہ پروفیسر بوس کا عملی اور علمی طریق دونوں بہت اہم اور عظیم الشان ہیں !

(عام دلچسپی اور اعتراف)

یہ عجیب بات ہے کہ اس دلچسپی کا دائرہ محض علم النباتات اور اسکے همرشتہ علوم کے حلقوں هي تک محدود نہیں ہے' بلکہ طبعیات کے دیگر حلقوں میں بھی نہایت گہری توجہ پیدا ہوگئی ہے -

پروفیسر نارتھہ ریڈ ایک ماوراء طبیعی (Metaphysician) ہیں - یعنی انکا موضوع بحث وفکر مسائل ما وراء الطبعیات ہوا کرتے ہیں - فطرۃ (نیچر) کے ماوراء الطبیعی مسائل پر انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جسکا نام " میٹافزکس آوف نیچر " ہے -

وہ کہتے ہیں کہ علمی دنیا میں سالہا سال سے کوئی کام اس قدر اہم نہیں ہوا ہے جیسا کہ اس ھندوستانی عالم نے کیا - انکی راے میں یورپ کے موجودہ فلسفیانہ خیالات پر اس انکشاف کا نہایت گہرا اثر پڑیگا - اور اب تک ہم جس نظرے سے روح اشیاء کو دیکھتے آئے ہیں' اسمیں یقیناً بہت کچھہ تغیر ہو جائیگا -

مسٹر ارتھر بالفور بھی پروفیسر بوس کے نظریے سے بہت متاثر ہیں - اور انکی پرائیویٹ تجربہ گاہ میں کئی بار آچکے ہیں پروفیسر نے انکو درختوں کی زرد رنجی اور چڑچڑے پن کے متعلق جو تجارب دکھلاے' انمیں انہوں نے نہایت گہری دلچسپی لی - مسٹر بالفور کو حیرت ہے کہ یہ نظریہ علماے وظائف الاعضاء کے لیے کسقدر اہم و عظیم الاثر ہے !

ادبیات

آثار علمیہ خطیہ

مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

شب وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ
ہوا ہے موجب آرام جان و تن تکیہ
خراج بادشہ چین سے کیوں نہ مانگوں آج ؟
کہ بنگیا ہے خم جعد پر شکن تکیہ
بنا ہے تختہ گلہاے یاسمین بستر
ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ
فروغ حسن سے روشن ہے خوابگاہ تمام
جو رخت خواب ہے پرویں' تو ہے پرن تکیہ

قطعہ

مزا ملے کہو کیا خاک ساتھہ سونے کا ؟
رکھے جو بیچ میں وہ شوخ سیم تن تکیہ
اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر
اٹھا سکا نہ نزاکت سے گلبدن تکیہ
ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب
اگرچہ زانوے نل پر رکھے دمن تکیہ
بضرب تیشہ وہ اس واسطے ہلاک ہوا
کہ ضرب تیشہ پہ رکھا تھا کوہکن تکیہ
یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ صبح ہونے تک
رکھو نہ شمع پر اے اہل انجمن تکیہ
اگرچہ پھینکدیا تم نے دور سے لیکن
اٹھاے کیونکہ یہ رنجور خستہ تن تکیہ
غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو
ہوئی ہے اسکو میری نعش بے کفن تکیہ
شب فراق میں یہ حال ہے اذیت کا
کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے من تکیہ
روا رکھو نہ کبھو تھا جو لفظ " تکیہ کلام "
اب اسکو کہتے ہیں اہل سخن " سخن تکیہ "
ہم اور تم فلک پیر جسکو کہتے ہیں
فقیر غالب مسکین کا ہے کہن تکیہ

(مسٹر بوس کا کارنامہ)

یہ مضمون ہم نے صرف اسلیے اجم اشاعت میں شائع کیا تاکہ پروفیسر بوس ایک سرسری تعارف الہلال کے حلقۂ مطا سے ہوجاے - ورنہ اصلی موضوع بحث پروف موصوف کی تحقیقات و انکشافات کی تشر ہے اور اسکا باتصویر سلسلہ آئندہ اشاعت سے شروع ہوگا -

شذرات علمیہ

کوا پریٹو سوسائٹی

شکر ہے کہ کوا پریٹو سوسائٹی کی تحریک هندوستان میں آگے بڑھہ رہی ہے اگرچہ رفتا افسوسناک طور پر سست ہے - اس تحریک کے آغاز کو دس سال ہوگئے - اسوقت کل ۲ ہزار سوسائٹیاں ہیں' اور انکے ممبروں کی تعداد قریباً ۲ لاکھہ - کار و بار میں لگے ہو سرمایہ کی مقدار ۵ کرور ہے -

یہ نظام اعانت هندوستان کے علاوہ مصر جرمنی' اور اطالیا میں بھی رائج ہے - مصر میں هندوستان کے بعد اور اسی کے نمونہ پ رو شناس کیا گیا' اسلیے اسکے نتایج قابل ذ نہیں - البتہ اطالیا اور جرمنی کے موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زراعتی آبادی میں سے ہر ۲۰ ہزار کے لیے اطالیا میں ۱۵ اور جرمنی میں ۵۲ ' ہیں مگر بدبخت هندوستان میں صرف " ایک " !

اسکی وجہ کچھہ تو اس تحریک کی نو عمری اور زیادہ تر ملک کی وسعت' جہل استیلاء' اور تعلیمیافتہ طبقہ کی اقتصادی ا اجتماعی تحریکوں سے غفلت و بے رغبتی ہے

دول یورپ اور فوج

آیندہ سال امن کی حالت میں جرم فوج کی کل تعداد ۸ لاکھہ ۷۰ ہزار ہوگی لیکن جنگ کے زمانہ میں ۵۴ لاکھہ تربیت یافتہ اشخاص کی خدمت حاصل کرسکیگی با ایں همه فوجی حلقوں میں مزید اضافہ کی فرمایش ہورہی ہے - جرمنی کو دیکھکر فرانس نے بھی اپنی فوج میں معقول اضافہ کرلیا ہے مگر وہ اضافہ کے بعد بھی جرمنی سے بہت ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ فرانس جرمنی وار فوجی مصارف کا متحمل نہیں ہوسکتا یہی سبب ہے کہ وہ اپنے حلیفوں کی طرف اعانت طلب نظروں سے دیکھرہا ہے -

روس بھی اپنے فوج میں اضافہ کا انتظ کررہا ہے جسکی تعداد ۴ لاکھہ ۵۰ ہزار ہوگی سب ملاکر امن کی حالت میں روسی فوج کی تعداد ۱۷ لاکھہ ہے - گویا جرمنی سے کوئی نو چند -

لیکن سچ یہ ہے کہ جرمنی کو اس تھ معمولی اضافہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا - کیونکہ اب بھی مفاهمت ثلاثہ کی فوجی طاقت اتحاد ثلاثہ کی فوجی طاقت سے بہت زیادہ ہے -

مذاکرۂ علمیہ

مشهـــور پـروفيسر جے - سی - بـوس

اور

علماء انگلستـان كي قـدرداني

آجكل مشهور بنگالي عالم پروفيسر بوس انگلستان ميں مقيم هيں اور اپنے نودريافت نظريه پرجا بجا تقريريں كر رهے هيں - انكي پرائيويٹ برطاني تجربه گاه (ليبوريٹري) علما و محققين انگلستان كا مركز شوق و شغف بنگئي هے !

آج دنيـا كے سب سے چهوٹے براعظم (يورپ) اور بقيه كرۂ ارض كي هر شاخ حيات ملي ميں جو عظيم الشان فرق نظر آتا هے وہ قدرت كی كسي غير عادلانه تقسيم كا نتيجه نهيں هے - قدرت نه تو بخيل هے اور نه متعصب - اسكے نزديک امتياز مرز و بوم اور تفريق رنگ و نسل كوئي شے نهيں -

سياه افريقه ' گلفام ايران ' زرد رو مشرق اقصى (چين و جاپان) بوقلموں هندوستان ' اور سفيد يورپ ' سب اسكے نزديک ايک هيں :

كلكم من آدم و آدم من تراب !

اس كا ابر كرم سب پر يكساں برستا هے - البته جو لوگ اپنے باغ و چمن كو اس سے سيراب كرليتے هيں ' انكا دامن همت گل و ثمر سے مالا مال رهتا هے - ليكن جنكے يهاں برسات كا موسم غفلت ميں كاٹ ديا جاتا هے ' انكے وهاں هميشه خاک اڑتي رهتي هے :

من عمل ' فلنفسه - و من عسى فعليه!

مواهب ذهنيه قدرت نے يورپ اور غير يورپ ' دونوں كو يكساں ديے هيں - يورپ ميں انـكي تربيت و پرداخت كي جاتي هے - اسليے جليـل القدر فلسفي ' عظيم الشان طبيعى ' عالي مرتبـة مخترع ' بلند پايه مصنف ' جادو نگار انشاء پرداز ' اور سحر آفريں اديب پيدا هوتے هيں ' ليكن مشرق نے اپنے تمام خصائص تعليم و تربيت كهو ديے - نتيجه يه نكـلا كه وہ تمـام فطري قوتيں جو قدرت كي بخشش سے اُسے ملي هيں ' ضائع جاتي هيں ' اور هم ميں اكابر و ابطال (هيروز) كا هر طرف قحـط هے : و ما كان الله ليظلمهم و لكن كانوا انفسهم يظلمون !

* * *

اس حقيقت كي مثالوں كي كمي نهيں اور نه هميں كسي غير معمولی تفحص و تلاش كی ضرورت هے - كيونكه اسكي تازه ترين مثال پروفيسر بوس همارے سامنے موجود هيں - وہ ايک ايسی قوم كے ممبر هيں جو صديوں سے خوابيده و افتاده پري تهی - مگر ايک صدي سے كم كي بيداري نے آج اسميں ارتقاء دماغی كی بهترين مثاليں پيدا كردي هيں !

(اكسفورڈ)

پروفيسر موصوف كي اولين تقرير غالباً آكسفورڈ ميں هوئي هے - اس تقرير كي كاميابي كا غلغله جب سے بلند هوا هے ' اسوقت سے تمام علمي حلقوں كي نظريں دفعة اٹهگئي هيں اور دوسرے علمي معاهدوں (انسٹيٹيوشنز) سے بهي دعوتيں آرهي هيں كه اپني تحقيقات سے انهيں افاده كا موقعه ديں !

(كيمـبرج)

آكسفورڈ كے بعد انهوں نے كيمبـرج ميں تقرير كي - كيمبرج والوں نے اسقـدر اهتمام كيا كه انـكے تجربه كے پودوں كے ليے خاص هندوستان كي مٹي مهيا كي !

كيمبرج كا بٹانيكل تهيٹر (تماشا گاہ نباتات) ايک وسيع اور كشاده عمارت هے - پروفيسر موصوف اسي عمارت ميں اپني تقرير كے متعلق تجربے دكها رهے تهے - ريوٹر كا بيان هے كه يه عمارت بڑے بڑے طبيعيين اور خصوصيين (اكسپرٹس) سے اس طرح بهري هوئي تهي كه تل ركهنے كي جگه نه تهي - اور يه تمام مجمع اساتذۂ علم همه تن گوش هورها تها !

كيمبرج كا قاعده هے كه جب كوئي طالب علم كسي خاص شاخ ميں فضيلت (آنرز) كا درجه حاصل كرتا هے تو ايک خاص امتحان ليا جاتا هے - اسے ٹريپوس (Tripos) كهتے هيں -

پروگرام كے قرار داده وقت كي رو سے تقرير كا وقت آگيا تها مگر اسوقت بعض مستعد طلبه ٹريپوس ميں بيٹهے تهے - اسليے پروفيسر بوس سے درخواست كي گئي كه وہ صرف دس منٹ اور توقف كريں تاكه طلبه امتحان سے فارغ هوكے آجائيں اور محروم نه رهيں -

(سر ايف - ڈارون)

اثناء تقرير ميں هر تجربه اور اسكے مظاهره (Demonstration) كا استقبال گرمجوشي اور پر زور چيرز سے كيا جاتا تها - چيرز كے متعلق يه امر قابل ذكر هے كه انكي ابتداء موجوده انگلستان كے مشهور عالم نباتات (Botanist) سر فرانسس ڈارون كرتے تهے - عموماً پہلے انهي كے هاتهوں كو تاليوں كيليے بے اختيارانه جنبش هوتی تهی ' اور پهر تمام هال گونج اٹهتا تها !

سر ايف - ڈارون نے آخر ميں يه تجويز پيش كي كه پروفيسر بوس كے ليے شكريه كا ووٹ پاس كيا جاے - ووٹ تجويز كرتے هوے انهوں نے كها كه وہ قدردانی كے جذبات سے لبريز هيں - نه صرف اسليے كه يه كام نهايت درخشاں و يادگار هے ' بلكه اس ليے كه تجارب كی نوعيت ايسي هے كه انسان كو ناگزير طور پر قائل هوجانا پڑتا هے - انهوں نے اعتراف كيا كه مقرر ايک نادر الوجود ذهن و دماغ ركهنے والا صاحب عمليات هے - نيز حاضرين كو اس امر كي طرف توجه دلائي كه انهوں نے جو كچهه ابتک كيا هے محض اپني جيب خاص كے مصارف سے كيا هے - حتى كه انكو اپنے تجارب كے ليے بهت سے خاص خاص آلات بنانا پڑے جو اسقدر قيمتى اور نازک هيں كه ديكهكے حيرت هوتي هے -

نفس موضوع كے متعلق انهوں نے كها كه اپنے اندر ايک وسيع دلچسپي ركهتا هے اور اگر يه كام آگے بڑها تو اس سے بهت كچهه اميد كي جاسكتی هے -

(مسٹر بوس كی تجربه گاه)

پروفيسر بوس كے مسئله كے متعلق انگلستان كے علمي حلقوں ميں اسقدر دلچسپي بڑهگئي هے كه بهت سے اجله علماء و مشاهير انكي پرائيوٹ تجربه گاه (ليبوريٹري) ميں آتے هيں اور انكے مخصوص و مابه الافتخار مسئله كا درس و مطالعه كرتے هيں !

جو کرکے اٹھتے هیں وہ انسے زیادہ بے خطر دوڑتے هیں جنهیں راہ کي ٹهوکروں کي خبر نهیں -

وہ همیشه کیلیے بندهگیا - یهي حمله کیوپڈ کا ناقابل دفاع هوتا هے ' حالانکه جنگل کي عورتوں نے اسے پهلي مرتبه دیکهکر کها تها : " تو اپنی کمان کهینچ مگر زنجیر سے کام نه لے " (۱)

عشق چوں برسرکسی حملۂ بیداد آرد
ارلش قـوت بگســریختن ازپا ببرد

* * *

" کریٹک " لنڈن کے مشهور انتقاد نگار مسٹر فلپ کیس نے اس کتاب پر نهایت دلچسپ ریویو لکها هے اور بعض قابل غور اقتباسات پیش کیے هیں - هم اسکا خلاصه درج کرتے هیں :

" پارنل " اپنے وقت میں آئرش تحریک کا سب سے بڑا لیڈر تها - اسوقت کسي کو اسکا وهم بهي نهیں هوسکتا تها که وہ ایک عورت کے لیے تمام دنیا کو کهو بیٹهے گا ؟ یا یه که ایک قوم جو انتهائي قانون شکني کے لیے اٹهي هے ' اپني قومي قسمت کے ایک نهایت هي نازک وقت میں اپنے ایک هي لیڈر کو صرف اسلیے چهوڑ دیگي که اس نے ضابطه اخلاق کي خلاف ورزي کي تهي ؟

مگر ایسا هي هوا - پارنل سے لغزش هوئي - عشق کے حملے کو وہ نه روک سکا - اسکے متبعین نے اسکا ساتهه چهوڑ دیا - نتیجه یه نکلا که آئرش تحریک کم از کم بیس سال پیچهے هٹگئي -

مسز " اوشے " هي وہ عورت هے جسکے لیے پارنل نے اپنا مستقبل برباد کیا ' اسلیے اسکے اس قول کو ضرور باور کیا جاسکتا هے که وہ (یعني مسیز اوشے) " پارنل کي روح کے خلوتکدوں میں اسکي پیچیده تاریکیوں اور نظر خیره کن روشنیوں کے باوجود داخل هوئي " -

پارنل ایک دراز قامت ' عمیق و سنجیده چشم ' مسرور مگر خوشنما چهره انسان تها - تعجب یه هے که جب وہ ان لوگوں سے ملتا تها جن کو اس سے همیشه سابقه پڑتا تها ' تو اسوقت بهي وہ معمولي انسان نهیں معلوم هوتا تها !

اسمیں اپنے انگریزي آبا و اجداد کي نخوت اور مغرورانه کم سخني تهي جسکي تائید اسکے حیاء پرور اور ذکي الحس مزاج سے هوتي تهي ' لیکن ساتهه هي اسکے کریکٹر میں چیلینج کا بهي انداز تها - آئرش قوم کي روح پوري طرح اسمیں موجود تهي - اسکي گهري اداسي ' اسکي وهم پرستي ' اسکا دسانوں کا سا اندر هي اندر سلگنے والا جذبه کیسا عجیب تها ! وہ رومن کیتهولک نه تها ' مگر انکي اسرار پرستي کي هوا اسے لگ گئي تهي - تاهم وہ انکے عقائد سے اتفاق نه کر سکا -

مسز اوشي لکهتي هیں : " اسکا (پارنل کا) اراده سخت خود مختار تها - وہ جب ایک دفعه کسی کام کا اراده کرلیتا تو پهر نه کسی کو اسمیں مداخلت کرنے دیتا تها ' اور نه کسي شے کو اپني راہ میں حائل هونے دیتا "

مسز مذکور بتلاتي هیں که " جب اسکي جماعت میں سے کوئی شخص اسے روکتا تها ' تو وہ کس طرح خوفناک سفید هو جاتا تها ؟ اور کس طرح اس شخص کو اپني جماعت سے ایک ایسي خاموشي اور سرد مهري کے ساتهه نکالدیتا جو اسکے اراده کي اندیشیده مخالفت سے پیدا هوتي "

اسکا قول تها که " جب تک میں لیڈر هوں ' لوگ میرے آلات اور اوزار هیں - اگر انهیں یه منظور نهیں تو چلے جائیں " اس نے بیرحمي سے ان " آلات " کو اپني خطرناک سرد طاقت سے ڈهال کے سد راہ هونے اور ڈرانے کا وہ معرکه شروع کیا جو انگریزي ارباب سیاست کے لیے ایک " خواب پریشان " هوگیا -

لیکن یه اتفاق دیکهو که جب وہ اپنے سے باهر اس طرح محشر بپا کر رها تها تو خود اپنے اندر عشق کا شکار هوگیا - اسي کي داستان الم کا دفتر کیتهرائن اوشي نے اپني کتاب میں کهولا هے -

پہلے کیتهرائن کیپٹن اوشی آئرش ممبر پارلیمنٹ کي بیوي تهي - اس نے پارنل ' بهت لمبے ' دبلے ' اور خوفناک زرد رو پارنل کو سب سے پہلے " پیلس یارڈ " میں دیکها - وہ لکهتي هے :

" اس نے (پارنل نے) ایک تبسم کے ساتهه میري طرف سیدهي نظروں سے دیکها - اسکی شعله مثال آنکهوں نے کچهه ایسے حیرت انگیز شوق کے ساتهه دیکها تها که معا میرے دماغ میں اسکي عجیب هستي کا تصور پیدا هوگیا - میں نے خیال کیا یه شخص عجیب و غریب اور مختلف قسم کا هے "

اسي وقت سے یه معلوم هونے لگا که ان دونوں میں بهت گهري ملاقات هوگئی هے - اسکے بعد هي باقاعده مگر مخفي خط و کتابت بهي شروع هوگئي -

سنه ۱۸۸۰ع میں جب پارنل کو خوف پیدا هوا که اسے بغاوت کے جرم میں گرفتار کرلیا جائیگا ' تو وہ ایک دن شب کو مسز اوشي کے مکان پر آیا اور اس سے اپنے تئیں چهپانے کي فرمایش کي -

پارنل مسز اوشي کے ڈریسنگ روم میں دو هفته تک چهپا رها - مکان والوں میں سے کسي کو اسکي خبر نه هوئي - البته نوکروں نے صرف اسقدر کها که " بیوي (مسٹریس) پہلے جسقدر گوشت کهاتي تهیں - اب ڈریسینگ روم میں اس سے زیاده کهانے لگي هیں ! "

مسز اوشے کے یهاں سے جب پارنل جانے لگا تو اس نے تمام سیاسي مراسلات مسز اوشي کے حوالے کردیں مسز اوشي نے ایک مجوف کنگن بنوایا اور اسمیں ان مراسلات میں سے دو مراسلوں کو جو خاص طور پر اهم اور خطرناک تهیں ' رکهکر اپنے بازو پر پهن لیا - یه کنگن اسیطرح تین برس تک اسکے بازو پر بندهے رهے -

مسز اوشے پارنل کے تمام رازوں کي محرم تهي - یه اسي کا مکان تها جهاں پارنل اپني جماعت کے جلسوں کو چهوڑ کے آ جایا کرتا تها ' اور گهنٹوں اس عجیب عورت کے ساتهه بیٹها رهتا تها جسکو وہ اپني زبان میں " ملکه " کهتا تها - وہ بهي اسے اپنا " بادشاه " کهتي تهي !

بارها ایسا هوا که وہ نهایت اهم جلسوں میں صرف اسلیے نه جا سکا که اسکي " دلربا ملکه " نے اسے اجازت نه دي - آه ! وہ کس قدر ظالم تهي جبکه اس انسان کو روک رهي تهي ' جسکے جانے پر ایک پورے ملک کے مستقبل استقلال کا دار و مدار تها !

مسز اوشي جب کبهي اسے لعنت و ملامت کرتي تو وہ همیشه یه جواب دیتا که ملکه ! تم آئین بادشاهت سے واقف نهیں " نه کبهي وجه بیان کرے اور نه کبهي معذرت کرے " !

اسکے ساتهه هي کبهي کبهي (جو اسکے لیے عام طور پر ایک نادر الوقوع امر تها) ان الفاظ کا اضافـه کردیتا : " اگر میں معذرت کي انساني کمزوري سے بالاتر نه هوتا تو اپني جماعت کو قائم نه رکهسکتا "

اس قصه کا وہ حصه بهت دلچسپ هے جهاں مسز اوشي نے یه بتایا هے که وہ کیونکر پارنل اور گلیڈسٹون میں ایک متوسط کي حیثیت سے کام کیا کرتي تهي اور کس طرح حسن و عشق سیاست ' اور قومي تحریک کا نامه بر تها ؟

مسز اوشي کا دعوا هے که اس محبت کے بارے میں وہ پارنل کو (جس نے اپني تمام عمر ایک عورت کے لیے خطره میں ڈالدي) اور اپنے آپ کو (جس نے اپنے جاں نثار عاشق کے لیے شریف شوهر سے بیوفائي کي) هرگز مجرم نهیں سمجهتي - اور وہ ان لوگوں کے نفاق کو سخت نفرت کي نگاه سے دیکهتي هے جو اس قصه کے طشت ازبام هونے اور طلاق کے منظور هونے کے بعد ان دونوں کي محبت کو برا کهتے هیں - حالانکه وہ اس سے پہلے بهي انکے باهمي تعلقات سے واقف تهے مگر کبهي انهوں نے کوئی اعتراض نهیں کیا

---

(۱) یوناني علم الاصنام میں کیوپڈ عشق کا دیوتا هے جسکے هاتهه میں عشق کا تیر و کمان هے - ایک منظر میں دکهلایا هے کیا که صحرا میں حسین عورتوں نے سب سے پہلے اسے دیکها اور فریاد کي که کمان کهینچ مگر زنجیر سے کام نه لے -

مسٹر اوشي

مطبوعاتِ جدیدہ

تاریخ استقلال ائرلینڈ کی ایک عشق امیز داستان

مسز اوشي

چارلس اسٹوارٹ پارنل

(ایک پولیٹکل لیڈر اپنے عشق و محبت کی زندگی میں !)

آجکل آئرلینڈ کي آزادي و استقلال کي تحریک اپني آخرین منزلوں سے گذر رهي هے - اس موقعه پر اگر اس تحریک کے ایک مشہور لیڈر کا تذکرہ کیا جاے تو غالباً وقت اور موسم کے خلاف صحبت نه هوگي - علی الخصوص ایسي حالت میں که اسکے اندر انساني حیات کے بہت سے دلچسپ اور مطالعه طلب اسرار کا انکشاف هو !

* * *

اس تحریک کے مشہور لیڈروں میں ایک جانباز شخص " چارلس اسٹوارٹ پارنل" تها - اس نے مسٹر گلیڈ اسٹون کے زمانے میں بے انتہا شہرت حاصل کي جبکه وہ آئرلینڈ کا " هوم رول بل" ترتیب دے رهے تهے - موجودہ تحریک کي زندگي اسي کي جانفروشیوں کا نتیجه هے -

آئرش تحریک کے تمام هوا خواهوں میں اسکي پرستش کي جاتي تهي اور تمام قوم اسکي مطیع و منقاد تهي !

* * *

لیکن اسکے بعد کچهه ایسے واقعات پیش آگئے جنکي وجه سے پارنل یکایک نظروں سے گر گیا' اور خود اسنے بهي محسوس کیا که اسکي عملي قوت شکست کهاکے اسے چهوڑنا چاهتي هے -

پبلک اس سے بدظن هوگئي' عزت و اطاعت کي جگه حقارت و تذلیل کے ساتهه اسکا ذکر هونے لگا - خود انهي لوگوں نے ساتهه چهوڑ دیا جنکے استقلال کیلیے اس نے اپني زندگي خطرات و مهالک میں ڈالدي تهي - نتیجه یه نکلا که آئرلینڈ کا مسئله کامیابي سے قریب تر هوکر پهر گر گیا' اور ائرش تحریک بیس سال کیلیے پیچهے رهگئي - یه مسلم هے که اگر مسٹر پارنل کو اسکي قوم نے چهوڑ نه دیا هوتا تو آئرلینڈ کي موجودہ حالت ابسے ایک چوتهائي صدي پہلے هورهتي -

* * *

یه انقلاب جو ایک محبوب القلوب اور پر عظمت و رفعت زندگي میں هوا اور جس سے آفتاب شہرت کو عین نصف النهار کے وقت گہن لگ گیا' اسکي علة صرف ایک عورت، کي نگه ساحر کي افسوں طرازي تهي' جسکے آگے آئرلینڈ کو استقلال دلانے والے دماغ نے اپنے تئیں بالکل بیدست و پا پایا' اور همت و عزائم کے جس تاج و تخت کو حکومت کي سطوت و هیبت مرعوب نہیں کرسکتي تهي' وہ ایک متبسم چہرے' ایک شگفته چشم و ابرو' ایک پر از عشق نگه ناز' اور ایک دلستاں و شکیب ربا صداے مترنم کے آگے اضطراب و تزلزل سے کانپنے لگا !

اس عورت کا نام " مسز اوشي" تها - مسٹر اوشي ممبر پارلیمنٹ کي بیوي تهي مگر پارنل کے لیے اس نے اپنے شوهر کو چهوڑ دیا' اور جب عرصے تک خفیه تعلقات رهچکے تو طلاق لیکر صرف اسي کي هوگئي - یه حالات جب مشہور هوے تو لوگوں کو سخت افسوس هوا اور' افسوس نفرت و حقارت بنکر یکایک تمام ملک میں پهیل گئي !

حال میں خود " مسز اوشي " نے ایک نہایت دلچسپ کتاب مسٹر پارنل کے متعلق شائع کي هے جسکا نام " پارنل' اسکے عشق کا افسانه' اور اسکي سیاسی زندگي" هے - یه کتاب نہایت دلچسپ هے - علی الخصوص اس لیے که گویا ایک صید و نخچیر کي سرگذشت هے جو خود صیاد کي زبان سے نکلي هے - اور اس خصوصیت کے اعتبار سے شاید اپنے رنگ میں ایک هي کتاب هے -

فرهاد و شرین' لیلي و مجنوں' جمیل و سلمی' اور قیس و لبنی کا عهد گیا :

دور مجنوں گذشت و نوبت ما ست !

اب اس عهد نے مجنوں و فرهاد مسٹر پارنل جیسے عشاق هیں' اور لیلي و شیریں کا حجلۂ حسن مسز اوشي جیسي نکته شناس اور کتاب طراز فتنه گروں کو ملا هے - پہلے عشق کي داستانیں صرف زبان عشق هي سے سني جاتی تهیں - اب زبان حسن انکي ترجماني کریگي - یه گویا فرهاد کي سوانح عمري هے جو اس عهد کے شیریں کے قلم سے نکلي هے !

یا رب کس آشناے کسے نکته داں مباد !

* * *

سب سے بڑي خصوصیت جو اس سوانح عمري میں هے' وہ ایک سیاسي زندگي کا حیات عشقیه سے آمیز هونا هے - اس سے اندازہ کیا جا سکتا هے که حسن و عشق کي خود فراموشانه صحبتوں میں آکر ایک پولیٹکل لیڈر کا کیا حال هوتا هے ؟

بظاهر یه دونوں چیزیں متضاد نظر آتي هیں مگر حقیقت میں سرچشمه دونوں کا ایک هي هے - ایک نه هو جب بهي عشق کي روح تو وہ جوهر حیات هے جو هر جسم کو زندہ کردیتا هے :

یکے دوا ست بدار الشفاء میکدہ ها
ز هر مرض که بنالد کسے شراب دهند !

کرامویل نے بهي محبت کے نمود کي تقدیس کي' اور اٹلي کے پاک نژاد " میزیني " کي نسبت بهي کہا جاتا هے که ایک زلف صد کمند تهي' جسکي لٹوں میں کبهي کبهي اسکي بے مہر انگلیاں محبت سے شانه کیا کرتي تهیں - نپولین جب ماسکو کو تباہ کرکے واپس آرها تها تو اس نے کہا: " میں عشق سے انکار نہیں کرتا ! "

لیکن پارنل کي مصیبت دوسري قسم کي تهي - وہ گر کر اٹهه نه سکا حالانکه

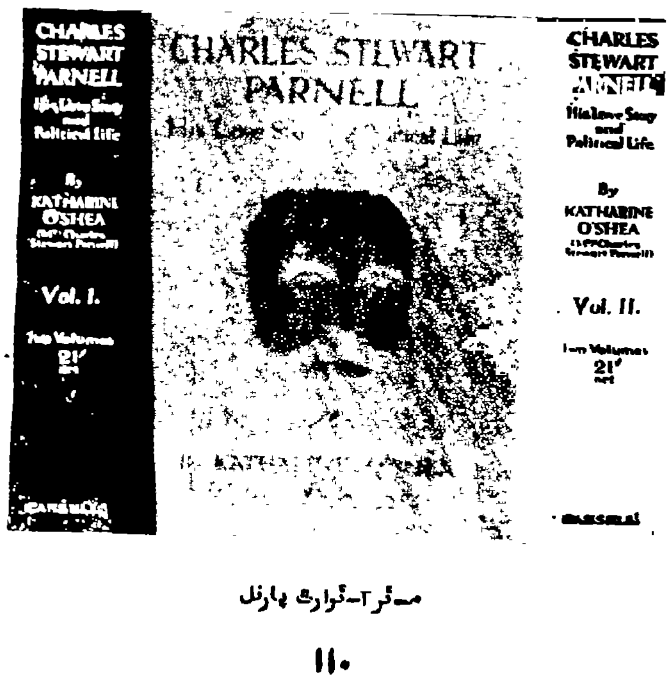

مسٹر اسٹوارٹ پارنل

مراسلات

دولـة عثمـانيـه كا مستقبـل

اور تعليم و تربيت و نظام عمومي

حضرت مولانا - السلام عليكم و رحمة الله - جب خالد خليل بے بمبئي ميں تشريف فرما تھے ، تو ميں نے اونكي خدمت ميں چند خيالات ظاهر كرنے چاهے تهے ' مگر افسوس كه وہ يہاں سے چلے گئے اور مجهكو وقت نه ملا كه اپنا ارادہ پورا كرسكتا -

اسميں كچهه شبه نہيں كه نصراني يورپ اس باقي ماندہ اسلامي سلطنت تركي كي تباهي كے درپے هے اور انساني قوى كي رفتار پر غور كرنے سے يه نتيجه نكلتا هے كه بفرض محال اگر تركي كي اسلامي رعايا ميں وہ جوش پيدا بهي هوجاے ' جو قرون اولى كے مسلمانوں ميں تها يا اب جاپان ميں هے ' تو بهي انكا ترقي كركے كسي ايك نصراني سلطنت كے هم پله هونا بهي ممكن نہيں -

يه سب كچهه تسليم كرنے كے بعد بهي دل محض سكوت اور خاموشي پر مائل نہيں هوتا - ميرا يه عقيدہ هے كه اسلام كا دار مدار صرف اب تركي تلوار هي پر هے - اگر خدا نخواسته تركي نہيں تو مسلمانوں كا بهي خاتمه هے - يہودي سلطنت كهوكر تاجر بن گئے ' مگر بدبخت مسلمانوں ميں تو يه مادہ بهي نہيں اور نه هوسكتا هے كه وہ بنيے بقال بن جائيں - پس همكو اس پرچم اسلام كي حفاظت كے ليے جو كچهه هوسكے كرنا چاهيے ' اگرچه موجودہ علائق كي بيڑيوں كي وجه سے هماري كوشش كا دائرہ كتنا هي محدود اور تنگ كيوں نه هو -

ميں نے آپكي خدمت ميں پہلے بهي لكها تها كه خدام كعبه كي تحريك ايك اصلي اور بہترين تجويز هے ' بشرطيكه اسكو صحيح اصول اور غير متزلزل ديانت كے ساتهه چلايا جاے - ميں يه هرگز نہيں كہتا كه خدا نخواسته بانيان خدام كعبه كي ديانت مشتبه هے مگر جبتك كه روپيه كا انتظام اس سے بهي زيادہ باقاعدہ نہو جيساكه اب هے ' پبلك كو اطمينان نہيں هوسكتا ' اور اگر ايسا هي هو جاے تو پهر ديگر عوائق كے پيش آنے كا احتمال هے جسكو يه جماعت ابهي سے محسوس كررهي هے - خير ' يه تو بيروني مساعي هيں مگر حقيقت يه هے كه جبتك اندروني كوششيں نہونگي ، اسوقت تك تركي كي موجودہ حالت قائم رهتے نظر نہيں آتي - حكومت كا انتظام بالكل ناقص هے جسكي وجه كاركن اشخاص اور حكام كي نالائقي هے - سول سروس باقاعدہ نہيں - مشرقي اصول پر با اثر وزرا كے متوسلين اور رشته دار عہدوں پر مامور هيں ' اور چونكه ايسے اشخاص عموماً نا قابل هوا كرتے هيں اسليے اپنے فرائض منصبي كو وہ ادا نہيں كرتے ' جسكا نتيجه يه هے كه اجنبي نصارى كو دخل دينا كا موقع ملتا هے - اسكے انسداد كے ليے ميں ايك تجويز پيش كرتا هوں :

قسطنطنيه ميں ايك كالج قائم كيا جاے ' يا يوں كہيے كه امتحان كا ايك بورڈ هو ' اور اسميں كل عثماني رعايا كے اشخاص مقابله كا امتحان ديسكيں ' اور امتحان ميں كامياب هوكر سول سروس كے ادني درجه سے ترقي كريں - انكے سوا كسي كو سول كے عہدے نه ديے جائيں - انكے واسطے ايك يوروپين زبان مثلاً انگريزي يا جرمن وغيرہ لازمي هو - اسكے علاوہ انكے نصاب ميں يوروپين قانون ' قانون بين الاقوام ' قران شريف كل معه ترجمه تركي فقه كا وہ حصه جو معاملات سے متعلق هے ' اور عربي علم ادب هو - گهوڑے كي سواري اور امتحان صحت هي كيا جاے جيسے يورپ كے تعليم يافته تين مسلمان ڈاكٹر كيا كريں - اس امتحان ميں كامياب هونے كے بعد ان اميد واروں كو تنخواہ ملني شروع هوجاني چاهيے جو مقدار ميں بہت كم هو مگر ضروري مصارف كے ليے كافي هو - پهر ان سے كہا جاے كه جس ملك كي زبان انہوں نے امتحان ميں لي هو ' اوسي ملك ميں ايك سال تك رهكر وهانكا قانون اور عدالتونكي عملي كارروائي كا مطالعه كريں - اسكے بعد ايك سال كيليے وہ هندوستان ميں آكر كسي ضلع ميں بطور آنريري مجسٹريٹ كام كا تجربه حاصل كريں - اردو زبان چنداں مشكل نہيں - دو تين مہينے ميں سيكهي جا سكتي هے - البته لكهنا مشكل هے ' ليكن آنريري مجسٹريٹ كو اپني هي قلم سے لكهنا ضروري نہيں هے - اسكے بعد وہ اپنے ملك ميں جاكر كام كريں - اكيس برس سے كم عمر كا آدمي امتحان مقابله ميں شريك نہوسكے ' اور ۲۳ سال سے زيادہ عمر كا آدمي نه ليا جاے - دو سال تجربه كے ليے كافي هونگے - هاں رياضي انٹرنس كے درجه تك كے لازمي كيجائے - اگر ترك ايسا كوئي انتظام كر سكيں تو ميں يقين كامل ركهتا هوں كه نه تو يورپ سے انسپكٹر لينے كي ضرورت اونكو پيش آئيگي اور نه وہ عہدہ دارونكے ليے بهيك مانگتي پهريگي - اس امتحان ميں هندوستان اور كابل كے مسلمانوں كو بهي شامل هونے كي اجازت ديجاے ' بشرطيكه وہ تركي زبان ميں مہارت حاصل كرليں ' اور پندرہ برس كي عمر سے اكيس سال كي عمر تك سلطنت عثمانيه كے حدود ميں سكونت ركهيں -

دوسرا اهم مسئله ترقي تجارت كا هے ' اور شايد اس سے بهي زيادہ مشكل هے ' كيونكه بلاد عثمانيه كے نصارى يورپ كي خاص ملك هے - اور اسكو آپ سے زيادہ غالباً كوئي هندوستان ميں نہيں سمجهه سكتا ' مگر پهر بهي ايشياے كوچك ميں ترقي تجارت كے وہ موقع هيں جو شايد اور كسي يورپ كے ملك ميں نہوں - كتني بڑي شرم كي بات هے كه ابتك تركي ٹوپياں تركي ميں نہيں بن سكتي تهيں - اب كچهه كارخانے كهلے هيں - ليكن سوتي اور اوني كپڑا اب بهي وهاں مطلق نہيں بنتا - اسكے ليے جائنٹ سٹاك كمپني كے طريق پر جا بجا ايشياے كوچك ميں با قاعدہ طور پر كارخانے كهولنے چاهئيں ' اور قبل اسكے كه ايسے كارخانے جاري كيے جائيں ' تين اشخاص كو جنميں سے ايك مصري تاجر ضرور هي هو ' هندوستان ميں آكر كانپور ' بمبئي ' دهر يوال ' اور كلكته ميں اس قسم كے كارخانوں كا مطالعه اور معاينه كرنا چاهيے ' اور انتظام كا طرز ديكهنا چاهيے - ان كارخانوں كے منيجر ابتدأ جرمن اور انگريز بنائے جاسكتے هيں ' ليكن اگر روپيه عثماني هو تو مالك كارخانه صرف مسلمان هو يا عثماني رعايا هو - اجنبي نصرانيونكو حصے بهي نه ديے جائيں - يه كپڑا اگر معمولي قيمت پر هندوستان ميں آئيگا ' تو لاكهوں مسلمان خوشي خريد لينگے ' اور اوسكو زيب تن كرنا موجب فخر سمجهينگے -

ميں نے ايك كتاب ميں پڑها هے كه جاپان كي ترقي كا بڑا محرك اسمائل كي كتاب سلف هلپ ' ڈيوٹي ' اور كيركٹر ' هے

آثار عتیقه

اس صفحه میں پانچ تصویریں آپکے سامنے هیں - سر صفحه کي دو تصویریں عمر سري بک اور نجم الدین بک دو مشهور عثماني ماهرین فن آثار کي هیں ' جنکي زیر ادارت آثار عتیقهٔ عثمانیه کا صیغه قائم هوا هے اور جس کا ذکر هم " آثار قونیه " کے عنوان سے کسي گذشته اشاعت میں کر چکے هیں -

آثار عتیقه کے اجتماع کے لحاظ سے دنیا میں کوئي حکومت دولت عثمانیه سے بڑهکر صاحب خزائن و اموال نهیں - یونان ' روم ' مصر ' کالدیا ' بابل ' یمن ' جو قدیم تمدن کا منبع تهے ' اسي کے زیر حکومت آے ' اور خود اپنا تخت خلافت بهي اس نے ایک ایسے شهر میں بچهایا جو یوناني و روماني تهذیب کا آخري سرچشمه تها -

اسي طرح تاریخ اسلام کے تمام آثار و نوادر بهي اسي کے قبضے میں آئے - علی الخصوص قرون متوسطه و اخیرهٔ اسلامیه کا تمام عهد اسکي آنکهوں کے سامنے گذرا -

پس اگر وه اپني اس دولت کي قدر پهچانتي اور اسے محفوظ رکهتي تو آج یورپ کے بڑے بڑے عجائب خانوں کے تمام خزائن علمیه صرف اسي کے قبضه میں هوتے -

حال میں دولة عثمانیه نے آثار و نفائس کے حفظ و جمع پر توجه کي هے اور متعدد صیغے باقاعده کهل گئے هیں - ازانجمله ایک صیغه خالص " آثار عثمانیه " کا هے جسمیں خاندان عثماني کے آثار اوائل عهد سے لیکر اس وقت تک کے یکجا کردیے هیں -

آخر صفحه کي دونوں تصویریں اسي صیغے کا ایک قیمتي مرقع هے جو سلطان محمد فاتح کے عهد میں مصورین عجم نے طیار کیا تها - اسمیں دو مطربه اور رقاصه عورتوں کي تصویریں دکهلائي هیں جن سے اس زمانه کے لباس اور طرز و شباهت کے متعلق دلچسپ تاریخي معلومات حاصل هوتي هیں -

(شاه قسطنطین کا علم)

وسط صفحه میں مشهور شاه قسطنطین (جسکے نام سے قسطنطنیه آباد هوا) کے علم کي تصویر هے - جرمني کے مشهور اثري (ارکیو لوجسٹ) ولپرٹ (Wilpert) نے جب اس علم کے متعلق اپني تحقیقات کي اطلاع قیصر جرمني کو دی تو قیصر نے میریا لاش (Marialaach) کے پادریوں کو حکم دیا که اس کي جسقدر صحیح سے صحیح نقل ممکن هو تیار کردیں - پادریوں نے تعمیل ارشاد میں علم کے متعلق ان بیانات سے بهي مدد لي جو مشهور اسرائیلی مورخ یوسیفوس نے لکهے هیں - وه کهتا هے که متقاطع سوراخ میں روایل روف کا (ایک قسم کا کپڑا هوتا هے) ایک ٹکڑا لگایا گیا هے اور وه نهایت درخشاں جواهر سے مرصع اور طلائي تاروں سے زرکار هے - اس مرصع کاري و زرکاري سے نظروں کے لیے ایک عجیب و غریب خوشنما منظر پیدا هوگیا هے - اس کا طول و عرض برابر هے -

اس نقل میں تین میٹر کا ایک نیزه بنایا گیا هے - نیزه پر طلائي پتر منڈها هوا هے - لارل ایک قسم کا درخت هوتا هے - اسکا طلائي هار بنا کر وسط میں شاه قسطنطین کے نام کا طغرا X T J نقش کیا هے - طغرا اور هار دونوں بیش بها جواهرات سے آراسته هیں

متقاطع نیزے سے قدیم قرمزي ریشم کا پرچم آویزاں کیا گیا هے آسپر زر خالص کي جالي هے ' اور اسکے هر حلقه میں نهایت قیمتي جواهر بٹهائے گئے هیں -

پرچم کے نیچے ایک طلائی جهالر هے - جهالر کے بعد تین تمغے هیں - ایک خود قسطنطین اعظم کا هے اور بقیه اسکے تین جانشین لڑکوں کے جنکے نام یه هیں - قسطنطین ' قسطنطیاس ' قسطینس -

یه علم میریالاش کي خانقاه (ایبے) کی طرف سے قیصر جرمني کی خدمت میں ۲۶ جنوري کو ایک خاص دربار میں پیش کیا گیا تها - اسکے دوسرے دن قیصر کي سالگره تهی - اسی سالگره کے روز اسے شاهي عبادتکده میں ممبر کے متصل نصب کر دیا گیا -

سلطان محمد فاتح آٹهویں صدي هجري میں اس علم و صاحب علم کے تخت کا مالک هوا اور الحمد لله که ابتک صلیب کي یه قدیمي متاع فرزندان توحید سے واپس نهیں لي جاسکي هے -

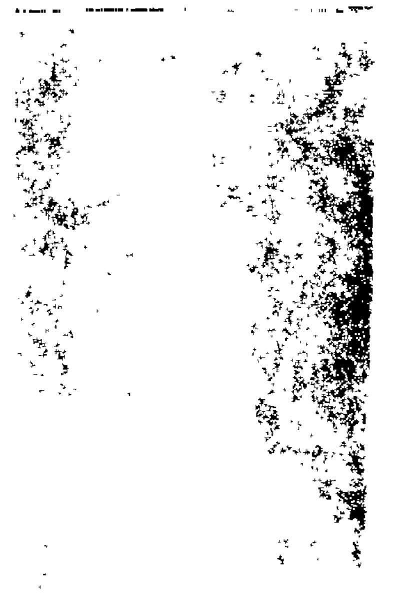

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا، اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پیارا ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۲ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھہ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵و۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب کھلے آگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے ازبس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیم، اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ڈاکٹر و ہیرا لال (?)
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

---

[6]

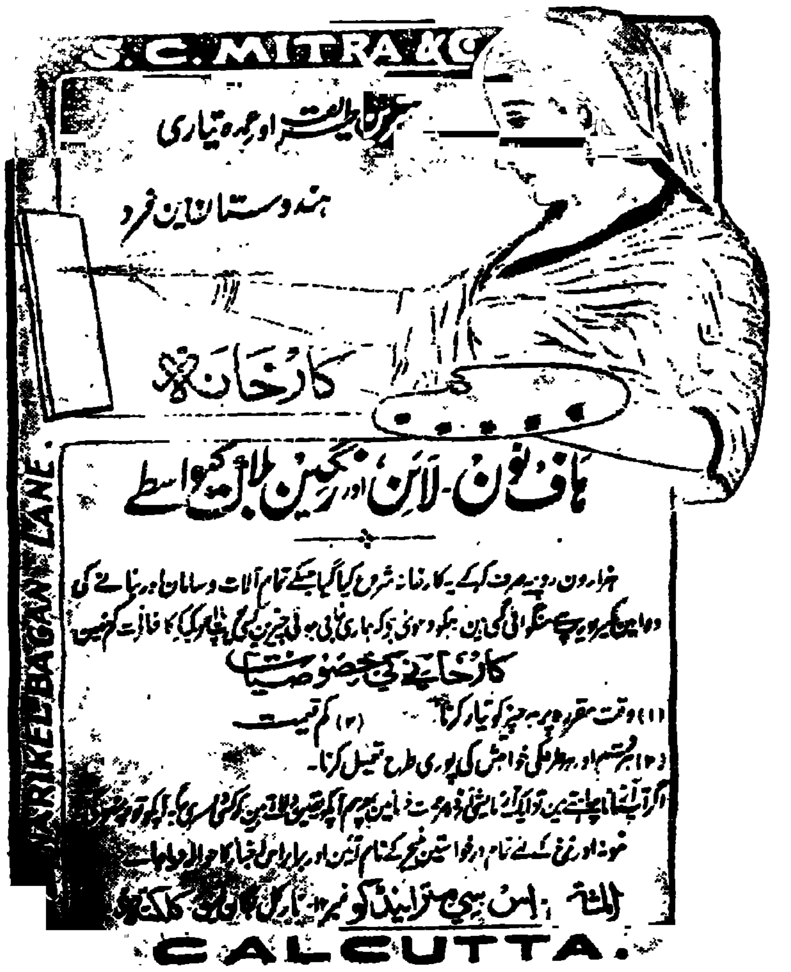
S.C. MITRA & CO

[illegible] تیاری

ہندوستان [illegible]

کارخانہ

ہاف ٹون - لائن اور رنگین بلاک کے واسطے

ہزاروں روپیہ صرف کرکے یہ کارخانہ شروع کیا گیا جسکے تمام آلات و سامان اور بنانے کی دوائیں یورپ سے منگوائی گئی ہیں جنکو دیکھ کر ہماری بنائی ہوئی چیزیں کسی [illegible] کارخانہ سے کم نہیں

کارخانے کی خصوصیات

(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا۔ (۲) کم قیمت

(۳) ہر قسم اور ہر شکل کی خواہش کی پوری طرح تعمیل کرنا۔

اگر آپ آزمانا چاہتے ہیں تو ایک آزمائشی فرمائش [illegible]

[illegible]

المشتہر: ایس سی مترا اینڈ کو نمبر ۲ نارکل باگان لین کلکتہ

NARIKELBAGAN LANE

CALCUTTA.

جاپان میں اس وقت کوئي گھر شاید مشکل سے ملے گا جسمیں یه کتابیں بزبان انگریزي یا جاپاني موجود نه هوں - میں نے بھي ان کتابوں کو پڑھا ہے - في الحقیقت اگر ان کتابوں کا عام رواج ترکي میں هوجاے تو ممکن هي نہیں ته انکا اثر نه پڑے - گولڈن ڈیڈز (Golden Deeds) ایک اور کتاب ہے جسکا ترکي میں ترجمه هونا چاهیے - اگر ان کتابوں کا ترکي میں ترجمه هونے کا کوئي انتظام صورت پذیر هو تو میں ایک مختصر رقم سو روپیه کي اپنے پاس سے دینے کو آماده هوں (اسمائل کی تصنیفات کا ترجمه ابسے پچیس برس پہلے ترکي میں هو چکا ہے - اور اسکے علاوه آور بھی صدها مصنفات جدیده کا - تراجم کے اعتبار سے ترکی کا جو پایه ہے اسیر جناب کی نظر نہیں - اصلی مرض صرف ڈیوٹی اور سلف هلپ کے مطالعه هی سے دور نہیں هوسکتا - الهلال)

هر سال مکۂ معظمه میں قرباني کي لاکھوں کھالیں ضائع هوتي هیں اگر کوئي کھالونکے رنگنے کا کارخانه خاص مکۂ معظمه میں یورپین طریق پر جاري کیا جاے ' تو بلا مبالغه لاکھوں هي روپیه کا نفع هوسکتا ہے - اسکي طرف بھي سلطنت کو توجه دلاني چاهیے - مگر اسکي بابت میں یه عرض کرونگا که براے مہرباني کلکته کے کسي مسلمان سوداگر چرم کو مائل کریں که وه مکۂ معظمه میں ایک چرم سازي و دباغي کا کارخانه کھولے -

آپکا خادم
محمد فضل متین

الهـــلال :

آپکے خیالات نہایت قیمتي هیں - کئي سال سے ان امور پر بذریعه مراسلات طویله و مبسوطه اولیاء حکومت کو توجه دلا رها هوں - لیکن علم و تجارت سیکھنے کیلیے ترکونکو هندوستان آنیکي دعوت دینے کي ضرورت نہیں - سول سروس کے امتحانات اور نظم تعلیم کے متعلق آپنے حکومت عثمانیه کو جس قدر مفلس سمجھه لیا ہے اس قدر نہیں ہے - ایک بہت بڑا سوال امن و فرصت اور صحیح العمل جماعت کا ہے

تاریخ حسیات اسلامیه

مسئلـــه قیـــام الهـــلال

الهلال کي اشاعت نے مسلمانوں میں جو احساس مذهبي پیدا کردیا ہے وه بلا شبه بے نظیر ہے اور آسکے لیے آپ خاص طور پر مبارکباد کے مستحق هیں - الهلال کا بند کرنا بلا شبه مسلمانوں کے لیے سخت جانکاه صدمه هوگا - خواه آسکي قیمت میں اضافه کرکے اور خواه اشاعت میں ترقي کراکے لیکن براے خدا جاري رکھیں' اور آسکے بند کرنے کا خیال بھي دل میں نه لائیں - یه سچ ہے که ایسے عدیم المثال رساله کا جاري رکھنا بدون کافي سرمایه یا ترقي تعداد اشاعت کے محال بلکه ناممکن ہے - لیکن هندوستان کے مسلمان تو دونوں باتوں پر راضي هیں' پھر کیوں نہیں آپ اس کا ایک دفعه فیصله کر دیتے؟ قیمت میں اگر اضافه دس روپیه سالانه تک هو جاے ' تو بمقابله حیثیت الهلال کے کچھه زیاده نہیں ہے - تعداد اشاعت میں ترقي کے لیے آپ جا بجا اسکے ایجنٹ مقرر فرمائیں - کم سے کم اگر دس هزار کي اشاعت مستقل طور پر هوجاے تو پھر باطمینان یه رساله اسي قیمت پر جاري ره سکتا ہے -

خاکسار عطا محمد خان گورنمنٹ پنشنر امرتسر - کٹره اهلو والیه نیو مارکٹ

تاریخ حسیات اسلامیه کے عنوان سے جو خطوط شائع هوے هیں آن سے معلوم هوتا ہے که خریدار پیدا کرنیکي کوشش جاري ہے - لیکن وه رفتار جو الهلال جیسے ملي و قومي مصلح کے لیے هوني چاهیے تھي نہیں ہے - اگر آنجناب آن خریداروں کي تعداد بذریعه الهلال ظاهر فرمادیتے جو ابتک هوچکے هیں' تو بقیه کے لیے زیاده جوش سے کوشش کیجاتي - چار خریدار حاضر خدمت هیں -

نیاز مند رحیم حسین قدوائي - باره بنکی

* * *

رُخِ گلگوں کو بچایے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایۂ شکر گذاری اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا ملتی نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیڈیا اسپرٹ میں حل کیے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لیے جسقدر مضر ہوگا اِس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونۂ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کر دیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ ۵ر

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانے سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موج بوئے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخورِ عنبر کی تموجی حرکت شام دماغ کو مسحور کر کے انسان کو از خود رفتہ کر دیتی ہے - اور اسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی سیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دیا سلائی سے سمند نازپہ تازیانہ بجاتی ہے *

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۸ر

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانے سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی رُوح ہر جلس کے لیے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹوپ کے اندر رکھی ہوئی تر و تازہ خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے باذاق اور نازک دماغ اصحاب حکما - اطبا - ایڈیٹرز - مشاہیر وا کابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں *

تاج قطرۂ تسنیم فی شیشی [illegible]
تاج روح شمیم فی شیشی [illegible]
تاج موج نسیم فی شیشی [illegible] } علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانے سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal.

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۵

کلکتہ: چہار شنبہ ۵ - رمضان المبارک ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday, July, 29 1914.

نمبر ۵

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ! (۱۰ : ۸٦)

رَبَّنَا اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ!! (۱۰ : ۸۸)

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

" کتاب مرقوم يشهده المقربون (۸۳ : ۱۸)
" في ذالک فليتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال

في

مجلدات الهلال

تو اے که محو سخن گستران پيشيني
مباش منکر " غالب " که در زمانه تست !

(۱) " الهلال " تمام عالم اسلامي ميں پهلا هفته وار رساله هے جو ايک هي وقت ميں دعوة دينية اسلامية کے احياء ' درس قرآن و سنت کي تجديد ' اعتصام بحبل الله المتين و وحدة کلمة امة مرحومه کي تحريک کا لسان الحال ' اور نيز مقالات علميه و فصول ادبيه ' و مضامين و عناوين سياسية و فنيه کا مصور و مرصع مجموعه هے - اسکے درس قرآن و تفسير و بيان حقائق و معارف کتاب الله الحکيم کا انداز مخصوص محتاج تشريح نهيں - اسکے طرز انشاء و تحرير نے اردو علم ادب ميں دو سال کے اندر ايک انقلاب عام پيدا کرديا هے - اسکے طريق استدلال و استشهاد قرآني سے تعليمات الاهيه کي محيط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونه پيش کيا هے ' وہ اسدرجه عجيب و موثر هے که الهلال کے اشد شديد و اعدى عدو مخالفين و منکرين تک اسکي تقليد کرنے کيليے ساعي هيں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور هيں اسکا ايک ايک لفظ ' ايک ايک جمله ' ايک ايک ترکيب ' بلکه عام طريق تعبير و ترتيب و اسلوب و وسع بيان اس وقت تک کے تمام اردو ذخيره ميں مجددانه و مجتهدانه هے -

(۲) قرآن کريم کي تعليمات اور شريعة الالهيه کے احکام کو جامع دين و دنيا و حاوي سياست و اجتماعية ثابت کرنے ميں اسکا طريق استدلال و بيان اپني خصوصيات کے لحاظ سے کوئي قريبي مثال تمام عالم اسلامي ميں نهيں رکهتا -

(۳) وہ تمام هندوستان ميں پهلي آواز هے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سياسي و غير سياسي معتقدات و اعمال ميں اتباع شريعت کي تلقين کي ' اور سياسي آزادي و حريت کو عين تعليمات دين و مذهب کي بنا پر پيش کيا - يهاں تک که هر سال کے اندر هي اندر اسے هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدها اقلام و صحائف سے معتقدانه نکلوا ديا !

(۴) وہ هندوستان ميں پهلا رساله هے جس نے موجوده عهد کے اعتقادي و عملي الحاد کے دور ميں توفيق الهي سے عمل بالاسلام والقرآن کي دعوت کا از سرنو غلغله بپا کرديا ' اور بلا ادنى مبالغه کے کها جاسکتا هے که اسکے مطالعه سے بے تعداد و بے شمار مشککين متذبذبين ' متفرنجين ' ملحدين ' اور تارکين اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد في سبيل الله مخلص هوگئے هيں - بلکه متعدد بڑی بڑی آباديان اور قصبے و شهر هيں جن ميں ايک نئي مذهبي بيداری پيدا هوگئی هے : و ذلک فضل الله يوتيه من يشاء و الله ذوالفضل العظيم !

(۵) على الخصوص حکم مقدس جهاد في سبيل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالى نے اسکے صفحات پر ظاهر کيے ' وہ ايک فضل مخصوص اور توفيق و رحمت خاص هے -

(۶) طالبان حق و هدايت ' متلاشيان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاهيه و علوم نبويه ' غرضکه سب کيليے اس سے جامع و اعلى اور بهتر و اجمل مجموعه اور کوئي نهيں - وہ اخبار نهيں هے جسکي خبريں اور بحثيں پراني هوجاتي هوں - وہ مقالات و فصول عاليه کا ايک ايسا مجموعه هے ' جن ميں سے هر فصل و باب بجاے خود ايک مستقل تصنيف و تاليف هے ' اور هر زمانے اور وقت ميں اسکا مطالعه مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفيد هوتا هے -

(۷) چهه مهينے ميں ايک جلد مکمل هوتي هے - فهرست مواد و تصاوير به ترتيب حروف تهجي ابتدا ميں لگا دی جاتي هے - ولايتي کپڑے کي جلد ' اعلى ترين کاغذ ' اور تمام هندوستان ميں وحيد و فريد چهپائي کے ساتهه بڑي تقطيع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پهلي اور دوسري جلد دوباره چهپ رهي هے تيسری اور چوتهي جلد کے چند نسخے باقی رهگئے هيں تيسری جلد ميں (۹۹) اور چوتهي جلد ميں (۱۲۵) سے زايد هاف ٹون تصويريں بهي هيں ' اس قسم کي دو چار تصويريں بهي اگر کسي اردو کتاب ميں هوتی هيں تو انکي قيمت دس روپيه قرار دی جاتي هے -

(۹) با ايں همه قيمت صرف پانچ روپيه هے - ايک روپيه جلد کي اجرت هے

بهت ممکن هے که الهلال کی قيمت بڑها دی جاے - اگر ايسا هوا تو پهر مکمل جلدوں کی قيمت بهی زياده هو جائيگی .

Telegraphic Address-"Alhilal" Calcutta.
— Telephone No 648.
AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street.
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly. „ Rs.4-12

الهلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکته
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانه — ۸ — روپیه
ششماهی — ۴ — ۱۲ — آنه

جلد ٥
کلکته: چهار شنبه ٥ شعبان ۱۳۳۲ هجري
Calcutta: Wednesday July, 29. 1914
نمبر ٥

شهداے ادرنه کی یادگار

یه اُس جدید عثماني درسگاہ کا مرقع هے جسے شهداے ادرنه کي یادگار میں غازي انور پاشا نے ادرنه (ایڈریا نوپل) میں قائم کیا هے - اور جسکے ساتهه هي پس ماندگان جنگ کے لیے ایک دارالیتامی کي بهي بنیاد ڈالي هے - اس مرقع کیلیے هم مرزا محمود علي بیگ وکیل هائي کورٹ حیدر آباد کے ممنون هیں جنهوں نے سفر قسطنطنیه کے اثنا میں اس مدرسه کي زیارت کي ' اور اس مرقع میں بهي داهني جانب هندوستاني لباس میں موجود هیں -

مسئلۂ قیام الهلال

گذشته نمبر میں هم نے اضافۂ قیمت ازفرصت یک ماهه کے متعلق آخري تجویز بغرض شوری پیش کي تهی اور معاونین کرام سے درخواست کي تهی که بصورت اختلاف بہت جلد اپني راے سے اطلاع بخشیں -

اس وقت تک متعدد تحریریں اتفاق و منظوري کي آچکي هیں جیسا که همیں احباب کرام کے لطف و کرم سے امید تهي - مخالفت میں صرف ایک بزرگ نے راے دي هے -

اب هم چاهتے هیں که جن حضرات کا سال خریداري جون یا جولائی کے کسي هفته سے شروع هوا هے اور ۸ روپیه کے حساب سے انهوں نے قیمت روانه کی هے یا وي - پي - وصول کیے هیں ' وہ ۱۲ - روپیه قیمت تصور فرماکر بقیه روپیه خود ارسال فرمادیں یا وي پي بهیجنے کي اجازت دیں - انمیں سے اکثر حضرات نے لکها تها که ۱۲ - روپیه کا وي پي بهیجا جاے لیکن چونکه اس وقت تک کوئي آخري راے قرار نهیں پائي تهي ' اسلیے انکے نام حسب معمول ۸ - روپیه کے حساب سے وي - پي - روانه کیے گئے - اب جبکه انکي تجویز اور اظهارات کریمانه کے مطابق مجبوراً قیمت بڑهانے کا فیصله هوگیا هے ' تو یه خواهش بیجا نهیں اگر کي جاے که وہ اسي سال سے اس قیمت

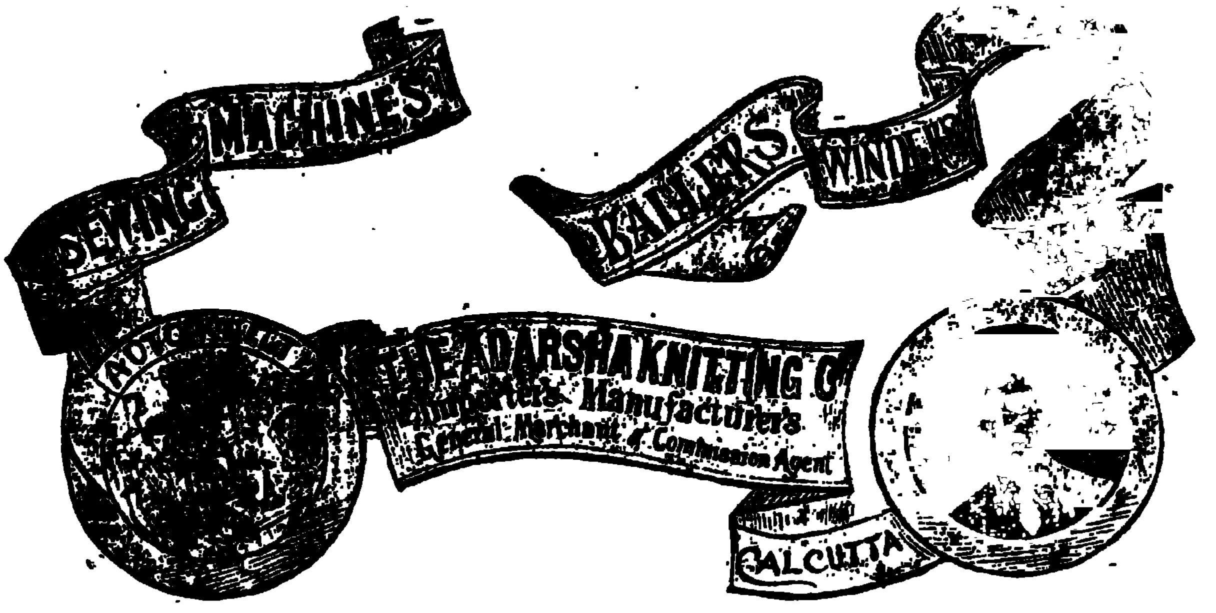

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاہتي ہے کہ ہندوستان کي مستورات بیکار بیٹھي رہیں اور ملک کي ترقي میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپني امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے : —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگي جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگي جسمیں گنجی تیار ہوگي جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروري ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتي ہے ۰ کم خرچ ہوا ۰ اچھے روانہ کیا اور اسی میں روپے بھي مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہي بننے کے لیے چیزیں بھي بھیج دي گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علي چودھري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپني کي چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوںکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے -

مس کشم کماري دیوي - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواري آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتي ہوں -

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا ہوں - یہ کمپني اس وجہ سے قائم ہوئي ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپني نہایت اچھي کام کر رہي ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے ماسواے کم قیمتي مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتي ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکي مدد کریں -

چند مستند اخبارات ہند کی راے

— * —

بنگالي — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپني نے بنائے ہیں اور جو سودیشي میلہ میں نمایش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھي ہے - محنت بھی بہت کم ہے اور ولایتي چیزوں سے سر مو فرق نہیں -

انڈین ڈیلي نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

حبل المتین — اس کمپني نے ثابت کردیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپني کي پوري حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے -

برانچ سول کورٹ روڈ سنکائیل -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

فیصله کرنا چاهیے که آینده مقامي دباؤ اور تلقینات و وساوس سے اس مسئله کو کیونکر محفوظ رکھا جاے ؟

اشتهار میں بڑے زور سے اپنا یه بهادرانه کارنامه بهي لکھا هے که هم نے درخواست میں مولانا عبد الباري صاحب کے کسي تار کا حواله دیا تھا که " بوقت تعمیر اسلامي جذبات کا لحاظ رکھا جائے " مگر معلوم نهیں که اسلامي جذبات سے مقصود کیا هے ؟ اگر " اسلامي جذبات " سے مقصود چند مسلمانوں کے جذبات هیں تو اسمیں شک نهیں که گذشته فهرست خطابات میں ان جذبات کا کافي لحاظ رکھا گیا ' اور اگر آینده بهي مسلمانوں کو استرضاء کفر ونفاق کي توفیق ملی تو انشاء الله بهت کچهه لحاظ رکھا جائیگا - لیکن اگر اسلامي جذبات سے وه جذبات مراد هوں جنکا لحاظ ۲ - جولائي اور ۱۱ - اگست کو رکھا گیا تھا ' تو هم سمجھتے هیں که مسلمان اب اپنے جذبات کي رعایت کے معني اچھي طرح سمجھه چکے هیں ' اور وه مستر ٹائیلر کو اس بارے میں مزید احسانات کیلیے زحمت دینا نهیں چاهتے -

یه بالکل ایک واضح بات هے که مسجد کي زمین کا جو فیصله کیا گیا اس سے حقیقت بین مسلمانوں کو ذرا بهي اطمینان نه هوا ' اور اگر بهت سے رزولیوشن اظهار شادماني کے پاس کیے گئے تو لاکھوں مسلمان غم و غصه میں متالم و متاسف بهی رهے - تاهم بار بار اطمینان دلایا گیا که فٹ پاتهه کي تعمیر کے وقت کوئی نه کوئی ایسی بات ضرور کي جائیگي جس سے ایک حد تک حکم شرعی کا تحفظ هو جائیگا ' اور صرف یهي سبب هے که بڑي بڑي شدید مخالفتوں کے طوفان جو اس فیصله کے متعلق اٹھنے والے تھے ' بڑي دقتوں کے بعد سمجھا بجھا کے روکے گئے - پھر کیا اب فیصله کرانے والوں کا یه فرض نهیں هے که وه اپنے تئیں مسلمانوں کے آگے تکمیل کار و ایفاء مواعید کا ذمه دار سمجھیں ' اور مسجد کے معاملے کو اپنے هاتھوں میں لیکر آخر تک پهنچالیں ؟

اشتهار میں یه بهي لکھا هے که متولیوں نے صرف اس منظوري کیلیے نقشه پیش کیا تھا که ویسراے کے فیصله کے خلاف تو نهیں هے ؟ اول تو یه محض جھوٹ هے اور اسقدر صریح جھوٹ جس سے زیاده بیباکانه جھوٹ نهیں هو سکتا - نقشه کا پیش کرانا محض اندروني تلقینات و وساوس کا نتیجه تھا جو متصل و پیهم جاري تھیں ' اور اسي کیلیے شیخ کریم احمد لکھنو اور دهلي گیا تھا تا که کسي طرح اور لوگوں کو بهي اپنا ساتھی بنا لے - جب اس میں کامیابي نه هوئي تو پھر یه کیادي کی گئي که تین ممبروں کا کورم قرار دیکر ایک براے نام جلسه قرار دیدیا اور نقشه منظور کرکے پیش کردیا -

لیکن اگر بالفرض اسے تسلیم بهي کرلیا جاے ' جب بهي سوال یه هے که متولیوں کو کس قانون اور عدالت نے مجبور کیا تھا که خواه مخواه نقشه کلکٹر کے سامنے پیش کریں ؟ اسکي ضرورت هي کیا تهي ؟ حسب قاعده میونسپل بورڈ میں پیش هوتا ' اور پھر اسکے بعد حکام کو بهي مداخلت کا موقع حاصل تھا - جو کچهه هونے والا هوتا هو رهتا -

پھر اس حماقت پر انسان روے یا هنسے ؟ ابتدا میں تو یه نادان شخص یه لکھتا هے که منظوري کیلیے کلکٹر صاحب بهادر کو نقشه دکھلایا گیا ' مگر آخر میں کهتا هے که " نقشے طیار کراے جارهے هیں - اس وقت تک طیار نهیں هوے هیں جو میونسپلٹي میں داخل کیے جاتے "

سوال یه هے که اگر نقشے ابتک طیار نهیں هوے هیں تو وه کمبخت نقشه کونسا تھا جو کلکٹر صاحب کي " غریب پرور " پیشگاه میں به معیت " خاں صاحب " و " خان بهادر " حاضر کیا گیا ؟

مدارس اسلامیه

باز گو از نجد و از یاران نجد

دستور العمل ندوة العلماء

هم نے گذشته نمبر میں ندوه کے مفاسد پر نظر ڈالتے هوے انھیں دو قسموں میں منقسم کردیا تھا - ایک اصل قانون اور کانسٹي ٹیوشن کے مفاسد - دوسرا عدم نفاذ قانون کا افساد عظیم که جیسا کچهه دستور العمل موجود هے ' اسپر بهي عمل نهیں هوتا - پهلي قسم کي چند مثالیں دي نهیں - دوسري قسم کي مثالیں پیش کرنا باقي هیں -

دستور العمل کي خلاف ورزیوں کي مختلف صورتیں هیں - هم صرف چند نهایت اهم اور بنیادي باتوں کو لے لینگے - اگر جزئیات و عام طرز عمل کو پیش نظر رکھیں تو یه داستان بهت طول طویل هے -

مثلاً دستور العمل حال کي دفعه ۵ هے :

" رکن ندوة العلما وه شخص هوگا جسکو جلسهٔ انتظامیه متذکرهٔ دفعه ۱۵ منتخب کرے "

دفعه ۱۵ جسکا اس دفعه میں حواله دیا هے یه هے :

" ندوة العلماء کی تین قسم کی مجلسیں هونگي : مجلس انتظامي ' مجلس خاص ' مجلس عام "

اسکے بعد " رکن " کے متعلق حسب ذیل بیان آور هے :

" (الف) رکن وه شخص منتخب هوسکےگا جو علاوه خیرخواه ندوة العلماء هونے کے طبقهٔ علما یا مشائخ میں سے هو - تقریر یا تحریر میں با کمال مشهور هو ' یا کسي قسم کي قابلیت خاص رکھتا هو - (ب) هر رکن پابند اداے زر چنده کم از کم دو روپیه سال هوگا بشرطیکه مجلس انتظامي اسے مستثني نه کردے "

اِن دفعات سے واضح هوا که ندوة العلما کي ترکیب تین قسم کے ممبروں سے هے : ممبران انتظامي ' ممبران خاص ' ممبران عام -

ممبران عام وه هیں جو اقلاً دو روپیه سالانه دیں ' اور علما و مشائخ سے هوں ' مقررین و کاملین میں سے هوں ' یا کوئي اور نمایاں قابلیت رکھتے هوں -

ایسے ممبروں کو مجلس انتظامیه حسب دفعه ۱۵ " منتخب " کریگی -

لیکن لوگ اس واقعه کو سنکر حیرت و تعجب سے چیخ اٹھینگے که ندوة العلماء میں آجتک دستور العمل کي اس بنیادي اور اساسي دفعه تک پر کبهي عمل نهیں کیا گیا ' اور آجتک مجلس انتظامي نے نه تو ارکان کو کبهي با قاعده منتخب کیا هے اور نه انکی کوئي فهرست بنائي هے ' اور نه ان میں سے کسي شخص کو اسکا احساس اور خیال هے !

جس مجلس کے کارکنوں کا یه حال هو که آجتک ممبروں کا انتخاب تک نهوا هو اور کسي رکن انتظامي کو اسکا خبر بهي نهو ' ظاهر هے که اس سے عام دفعات قانون کي پیروي اور دیانت دارانه پابندي کي کیا امید کي جاسکتي هے ؟

کو منظور کریں ' اور بقیه قیمت روانه فرمادیں - اگر انکي قیمت ششماهي تهي تو جدید اضافه کے بعد ۹ - روپیه - ۱۲ - آنه قیمت شش ماهي هوگی -

یه ممکن تها که نیا اضافه آیندہ ششماهي جلد سے قرار دیا جاتا لیکن اس صورت میں دفتر کي مشکلات کو اس سے کچهه بهي فائده نه هوتا - اصلي سوال تو موجوده مالی مشکلات اور نقصانات کا ہے - اگر قیمت بڑهانے کے بعد اس وقت مدد نه ملي تو یه اضافه بحالت موجوده بالکل بے سود هوگا -

هم ایک مرتبه اور احباب کو یقین دلانا چاهتے هیں که قیمت کي زیادتي بڑي هی مجبوري کے عالم میں کی گئي ہے - اگر همارے پہلي تجویز تکمیل تک پہنچ جاتی تو هم کبهي بهي ایسا نه کرتے - اب بهی اس اضافے کو محض عارضي اور موقت سمجهتے هیں اور جس وقت اسکي اشاعت مطلوبه تعداد تک پہنچا دي جائیگي هم معاً اسکي قیمت کم کردینگے ' اور بهت ممکن ہے که سابق سے بهيْ زیاده تخفیف هوجاے -

همیں احباب کرام کی اس محبت و لطف سے جسکی ناقابل فراموش شهادتیں اپنے دل میں محفوظ پاتے هیں ' پوري امید ہے که انپر یه اضافه شاق نه گذریگا کیونکه انهیں کے اصرار کی تعمیل کی گئی ہے ' اور جون اور جولائی کے تمام قدیم و جدید خریدار نئی قیمت کے حساب سے بقایا روانه کر دینگے -

مسئلۂ اسلامیۂ کانپور

فریب کذب و افساد افتراء

جبکه بڑے بڑے عقلمند و دانا ' مدبر و هوشمند ' داراے علم و فضیلت ' صاحبان تجربۂ و خبرۂ نفس و شیطان کے استیلا و تسلط سے مجبور هوکر بے وقوفوں کی سی باتیں ' بچوں کی سی نا دانیاں ' اور دیوانوں کي سی هرزه سرائیاں کر بیٹهتے هیں ' تو بساطي بازار کانپور کے دو شخصوں کي ناداني پر افسوس کرنا لا حاصل ہے ' جنهوں نے گذشته هفتے اپني مجرمانه بے بسي سے عاجز آکر کذب و افتراء کے دامن میں پناه لینی چاهي ہے ' اور یه دیکهکر که عین موقعه پر مسجد کا معامله انکے هاتهه سے نکل گیا ہے ' الهلال کے بیانات کی تغلیط کیلیے ایک اشتهار شائع کیا ہے - حالانکه اگر ان میں قبول هدایت کي ایک رائي برابر بهی صلاحیت باقي هوتی ' تو بریت کی کذب پرستي کی جگه توبۂ و اعتراف کا طریق صالح و مسلک مومنین اختیار کرتے : وطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون (۹ : ۸۸)

جهوٹ انسان کی ایک عالمگیر کمزوری ہے اور کروڑها انسان اسمیں مبتلا هیں ' لیکن کذب و افترا کی بے باکانه جسارت فقدان ایمان کا وه مرتبۂ بلند ہے جو هر کذب پرست کو نصیب نهیں هوسکتا :

ایں شقاوت بزور بازو نیست !

مگر تعجب ہے که مسجد مچهلي بازار کے دو متولیوں کو صرف ایک سال کي حیات نفاق آمیز و پرستش ائمۂ کفر سے یه مرتبۂ بلند کیونکر حاصل هوگیا ؟

شیخ مجید احمد نے اپنے دستخط سے جو اشتهار شائع کیا ہے اسمیں نهایت بے باکی اور دلیري کے ساتهه لکها ہے که " بعد مشورۂ راجۂ صاحب محمود آباد ' مسٹر محمد علی ' مولوی فضل الرحمن و چند مسلمانوں کے ' جولائی کو ایک نقشه فٹ پاتهه کا .... صاحب کلکٹر بهادر کیخدمت میں پیش کیا گیا "

اس عبارت کا صاف مطلب یه ہے که انهوں نے جو کچهه کارروائي کي وه مندرجۂ صدر اشخاص کے مشورے سے کي - اگرچه یه بیان عقلاً بهي صحیح نهیں معلوم هوتا تها ' اور شیخ مجید احمد اور اسکے رشتۂ نفاق کے حقیقی بهائی کریم احمد کی تمام پچهلي کارروائیاں پیش نظر تهیں ' تاهم خیال هوتا تها که ایک شخص خواه کتنا هي آبرو باخته اور ایمان فروش هو ' لیکن اسطرح ایک چهپے هوے اعلان میں یکسر جهوٹ بولنے سے ضرور شرمائیگا - کچهه نه کچهه اسکی اصلیت ضرور هوگي - اسی خیال سے هم نے نامبرده اشخاص سے پہلے تحقیق کرلینا چاها - اور بذریعه تار دریافت کیا :

مسٹر محمد علی لکهتے هیں : " مجید احمد کا بیان بالکل غلط اور گمراه کن ہے - کریم احمد میرے پاس آیا تها لیکن میں نے اسے موجوده کارروائی کے بالکل خلاف مشوره دیا ' جسپر عمل نهیں کیا گیا "

سر راجه صاحب محمود آباد لکهتے هیں : " اس کارروائی میں میرے مشوره یا راے کو ذرا بهی دخل نهیں "

مولانا عبد الباری صاحب فرنگي محلی کا بیان ہے : " مجهے اس کارروائی کی کوئی اطلاع نهیں "

مولوي سید فضل الرحمن تار دیتے هیں : " میري نسبت مجید احمد کا بیان بالکل غلط ہے - هرگز هرگز میرا یه مشوره نه تها "

اب ذرا اس شخص کے جهوٹ بولنے کی همت دیکهو که لاکهوں مسلمانوں کو علانیه دهوکا دینے سے نهیں شرماتا ' اور کیسي ماتم انگیز اخلاقي و ایمانی موت اسپر طاري هوگئی ہے که چار مسلمانوں کی نسبت تهمت و افتراء کرنے کے خلاف کوئی ایمانی صدا اسکے دل سے نهیں اٹهتی ؟ چند منافقین مفسدین کي وسوسه اندازي اور بعض شیاطین الانس کے پیهم القاء ابلیسی نے اسے اس طرح اپنے قابو میں کرلیا ہے که نه تو مسلمانوں کے دل سے کسی بات کو سونچ سکتا ہے ' نه مسلمانوں کي آنکهوں سے کسی چیز کو دیکهه سکتا ہے ' اور نه مسلمانوں کے کانوں سے کسی آواز کو سن سکتا ہے - بلکه از فرق تا بقدم ایک خول بنگیا ہے ' جسکے اندر سے صرف " حضور ' فیض گنجور ' غریب پرور سلامت " هی کي روح بول رهي ہے : انهم اتخذ و الشياطين اولياء من دون الله و يحسبون انهم مهتدون (۷ : ۲۹) کاش ان دونوں کی آنکهیں اپنے اوپر روئیں اور انکا دل اپنے ایمان و صداقت کي موت پر ماتم کرے !

بهر حال هم اس اشتهار کے حصے پر زیاده وقت ضائع کرنا نهیں چاهتے که یه کوئي چیز نهیں ہے ' اور اگر کچهه ہے تو صرف مسلمانوں کي بد بختی ہے که جس مسجد کیلیے موجوده سنین میں انهوں نے سب سے زیاده جان و مال کا انفاق و ایثار کیا هو ' وه صرف ان لوگوں کے هاتهوں میں چهوڑ دي گئی ہے ' تاکه چند بے حقیقت شرارتیں لاکهوں مسلمانوں کو احمق بنائیں ' اور بالا تر کام کرنے والوں کو ان کے پیچهے مارا مارا پهرنا پڑے ' اور انکي مخاطبت میں وقت ضائع کرنا پڑے -

یه سچ ہے که ان لوگوں کیلیے ۱۱ - اگست کے مسٹر ٹائیلر کي نگه مهر بڑي قیمتي ہے ' مگر انهیں یاد رکهنا چاهیے که مسلمانوں کیلیے ۱۱ - اگست کا خون بهي محض بے قیمت نهیں ہے اگرچه بد قسمتي سے اسے بے قیمت بنایا گیا - وه کسي طرح بهی راضی نهیں هوسکتے که اس مسئله کي آخریں منزل کو بغیر جد و جهد انتهائي کے چهوڑ دیں !

پس في الحقیقت اصلي سوال شیخ مجید احمد و کریم احمد کے اعلانات و مزخرفات و مکذوبات کا نهیں ہے ' بلکه مسجد کے مقدس حصۂ متنازع فیه کي تعمیر کا ہے - اور اب فوراً هم کو اسکا

حزب الله

الا ان حزب الله هم الغلبون !

۳۰ ۱۳

" دار الجماعة " كي تاسيس

شهر رمضان الذي انزل فيه القران !

" واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل : ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ! ربنا واجعلنا مسلمين لك و من ذريتنا امة مسلمة لك ' و ارنا مناسكنا وتب علينا ' انك انت التواب الرحيم ! " (۲ : ۱۲۲)

الحمد لله كه توفيق الهي مسبب الاسباب هوئي ' اور گذشته اتوار كے دن كه رمضان المبارك كا آغاز تها ' عصر و مغرب كے درمياني وقفه ميں حزب الله كے " دار الجماعة " كا بنيادي پتهر نصب كرديا گيا : ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم !

(مسئلۂ تعميرات)

" حزب الله " كے تمام كاموں كي تكميل كيليے سب سے مقدم كام ايک مركزي دارالجماعة كي تاسيس تهي - بغير اسكے نه تو جماعة كے مختلف مدارج كي تعليم و تربيت كا انتظام هوسكتا تها ' اور نه اخوان جماعة كي مجتمعه مجاهدات كا سلسله شروع هوسكتا تها -

اسكي تكميل كي آسان اور قدرتي صورت تو يه تهي كه عام طور پر چنده كي فهرست كهولي جاتي ' يا اقلاً جو مخلصين ملت جماعة ميں شريک هو چكے هيں ' انكو اطلاع دي جاتي كه وه ايک ابتدائي رقم كا اس كام كيليے انفاق كريں - اگر ايسا كيا جاتا تو الحمد لله اخوان جماعة كا اتنا وسيع حلقه موجود هے كه دو هفته كے اندر ايک گرانقدر رقم جمع هو جاسكتي تهي -

آجكل كے تمام كاموں كا طريق عمل يهي هے - ليكن يه كام ابتدا سے جس اسلوب پر اٹهايا گيا هے اور اسلاف صالحين و مومنين اولين (الذين سبقونا بالايمان - رضي الله عنهم و رضوا عنه) كے جو نمونے پيش نظر هيں ' الحمد لله وه اس سے بهت ارفع و اعلى هيں كه اس كام كو رسمي طريقوں سے آلوده كيا جاے - انجمنوں كے چندوں اور ممبري كي فيس كے روپيوں سے كالج بن سكتے هيں ' اور لڑكوں كو اسكولوں كے بورڈنگ هاوسوں ميں كرايه ديكر ركهوايا جا سكتا هے ليكن دين كي خدمت نهيں هو سكتي - خدا كے كاموں كيليے صرف خدا كے بخشے هوے جوش اور دل كے خود بخود اٹهے هوے ولولوں هي كي ضرورت هے - چندوں كي فهرستوں كي رقميں دل كا ولوله اور قرباني كا عزم كهاں سے لائينگي ؟ همارے ليے خدمت دين و ملت كا اصلي اسوۂ حسنه صحابۂ كرام اور مومنين اولين رضوان الله عليهم اجمعين كي زندگي هے - بلا شبه ان ميں سے ايک ايک مومن قانت نے اپنا تمام مال و متاع راه حق ميں لٹا ديا ' اور بلا شبه جماعتوں اور گروهوں نے مل جلكر بڑے بڑے ملي جهادوں اور اسلامي دفاعوں كے ساز و سامان كي فراهمي ميں حصه ليا ' مگر اس طرح نهيں كه لوگوں سے چندے لكهواے گئے هوں اور فهرستوں پر جبر آميز الحاح والتجا سے دستخط كرائے گئے هوں ' بلكه حالت يه تهي كه خدا نے انكے دلوں كو خود بخود خدمت حق كيليے كهولديا تها - اور انكے سينوں كا انفاق في سبيل الله كيليے كچهه اسطرح انشراح هوگيا تها كه خود انحضرة صلى الله عليه وسلم بارها انهيں روكتے تهے اور حقوق اعزاء و اقارب كا خيال دلاتے تهے ' مگر وه اپنا تمام مال و متاع لا كر آپكے قدموں پر نثار كردينا چاهتے تهے ! حضرت صديق رضى الله عنه كا انفاق سب كو معلوم هے - جب آپ سے پوچها گيا كه گهر ميں كيا چهوڑ آے هيں ؟ تو فرمايا كه الله اور اسكے رسول كو :

آنكس كه ترا جويد ' جانرا چه كند ؟
فرزند و عيال و خان و مان را چه كند ؟
ديوانه كني هر دو جهانش بخشي
ديوانۂ تو هر دو جهان راچه كند ؟

يهي وه درجۂ عظيم اور مقام رفيع تها ' جسكي بنا پر آنحضرة نے فرمايا تها : " اني لاحب ابابكر لا بكثرة صلاته و لا بكثرة صيامه ' ولكن بشي وقع في قلبه " ميں ابو بكر كو دوست ركهتا هوں مگر نه تو اسليے كه وه بهت نماز پڑهتا هے ' نه اسليے كه بهت روزه ركهتا هے بلكه صرف اس چيز كے ليے جو اسكے دل ميں هے - ان الله لا ينظر الي صوركم و اعمالكم و لكن ينظر الي قلوبكم و نياتكم !

معمورۂ دلے اگرت هست باز گوے
كيں جا سخن به ملک فريدوں نمی رود !

غربة اولى و عود الى الغربة

اسلام كي ابتدا غربت سے هوئي تهي ' اور آے غربت ميں دوباره مبتلا هونے كي خبر ديگئي هے - بدء الاسلام غريباً و سيعود الي الغرباء - آج پهر اسلام پر غربة اولى كا سا عالم چها گيا هے - پس وهي مومنين مخلصين اسكے سچے خادم هوسكتے هيں ' جو اسكے عهد ابتدائي كے خادموں اور جاں نثاروں كي طرح اپنے جان و مال كو اسپر نثار كردينگے -

آج اگر هر طرف ابو سفيان اور ابو جهل كي ذرية نے ديار اسلاميه كا احاطه كرليا هے ' تو ضرورت هے كه مهاجرين مكه اور انصار مدينه كے متبعين صادقين بهي هر طرف پيدا هوجاليں ' اور اگر دشمنوں نے دوباره حمله كيا هے تو دوستوں كو بهي دوباره نكلنا چاهيے - آج هميں نه محض مامون الرشيد كا بيت الحكمة فائده ديسكتا هے ' نه صرف صلاح الدين

دهلي ميں ۹ مئي کي شام کو ايک جلسۂ شوری حسب تحريک نواب محمد اسحاق خان صاحب منعقد هوا تها - اسميں اکثر حضرات ندوه و عهده داران حال موجود تهے اور انکے سامنے ايک ايک کرکے اصلاح طلب امور بيان کيے گئے تهے - مغرب کے بعد کي صحبت ميں جب اس مسئلۂ کو پيش کيا گيا تو مسٹر ظهور احمد وکيل لکهنؤ و رکن انتظامي ندوة العلما نے جواب ديا که " چونکه آجتک کسي شخص نے هم سے اسکا مطالبه نہيں کيا ' اسليے جلسۂ انتظاميه نے ممبر منتخب نہيں کيے " !! اسکا صاف مطلب يه هے که جب تک عام پبلک ندوه سے اپنا حق بزور و جبر طلب نه کريگي ' اس وقت تک اسکے حقوق پا مال هوتے رهينگے - اور مجلس کي اساسي و بنيادي دفعات تک پر عمل نہيں کيا جايگا !

يه جواب اس لحاظ سے تو صحيح هے که اب پبلک اسي اصول پر عمل کرنا چاهتي هے ، اور ندوه کو اشخاص سے واپس لينے کيليے آماده هوگئي هے ' ليکن اس سے ارکان ندوه کے اخلاق و اصول کا جو ثبوت ملتا هے ' وه نهايت مکروه و افسوس ناک هے -

يه تو ارکان عام کا حال تها - ارکان انتظاميه کا حال اس سے بهي زياده تمسخر انگيز هے -

مجلس انتظاميه سے مقصود منيجنگ کميٹي هے - يهي کميٹي مجالس کا جزو کل انجام ديتي هے ' اور اسي کے ممبر اسکي هستي کے اصلي ارکان و جوارح هوتے هيں - ندوه کا کانسٹي ٹيوشن اس اصول پر قرار ديا گيا هے که منيجنگ کميٹي کے ممبروں کا انتخاب دو سال کيليے هوتا هے - پس ايک مدت کے ختم هونے کے بعد پهر از سر نو انتخاب هونا چاهيے - ممبروں کي تعداد ندوه کے سابق و حال ' دونوں دستور العملوں ميں ۳۵ يا ۳۶ رکهي گئي هے - ليکن دار العلوم کے سنگ بنياد رکهنے کے موقعه پر ايک بے قاعده جلسه کرکے ۱۵ ممبر اور بڑها ليے گئے تهے - اسطرح ۳۶ کي جگه اب ۵۱ سمجهي جاتي هے -

تمام دنيا ميں دو ساله يا سه ساله ممبروں اور عهده داروں کے انتخاب کے يهي معني سمجهے جاتے هيں که کسي عام گروه سے ايک خاص تعداد کے اعضاء منتخب کيے جائيں ' اور دو سال کے بعد يا تين سال کے بعد جب انکا زمانه ختم هوجاے تو پهر از سر نو انتخاب کيا جاے - اس انتخاب ميں اگر سابق هي کے ممبر اور عهده دار پهر دوباره منتخب هوگئے تو وهي ممبر هوجائينگے - ورنه نئے اشخاص رائيں حاصل کرکے اپنے تئيں منتخب کرالينگے -

ليکن ندوه ميں انتخاب کے معني يه سمجهے گئے هيں که ايک مرتبه جو شخص انتظامي ممبر منتخب هوجاتا هے گو قانوناً وه صرف دو سال کے ليے هوتا هے ' ليکن عملاً تا ابد ممبر هوتا هے - جب ۳۶ يا ۵۱ ممبروں کا زمانه ختم هوتا هے تو وهي لوگ باهمدگر رائيں ديکر پهر اپنے تئيں منتخب کرليتے هيں ' اور جب چاهتے هيں اوروں کيليے بهي رائيں ديديتے هيں !

ليکن ايسا کرنا قانون کي هنسي اور مجلس کا تمسخر هے - اور اس درجه کي خلاف ورزي هے جس سے زياده قانون کي خلاف ورزي تصور ميں نہيں آسکتي - جو لوگ دو سال کيليے منتخب هوتے هيں ' بمجرد انقضاء مدت دو ساله ' انکي ممبري ختم هوجاتي هے اور اسکے بعد وه ممبر رهتے هي نہيں - پس نه تو انهيں ووٹ دينے کا حق هوتا هے اور نه وه کسي طرح کي باقاعده کارروائي کرنے کے مجاز هيں - اسکے بعد پهر از سر نو انتخاب هونا چاهيے اور کسي دوسري جماعت کي آواز اسکے ليے حاصل کرني چاهيے - اگر دوباره وهي لوگ منتخب هوجائيں ، تو البته رکن انتظامي هيں - ليکن جبکه وه ممبر رهے هي نہيں تو انکا ووٹ کيا معني رکهتا هے ؟

۹ - مئي کے جلسۂ شوری منعقدۂ دهلي ميں جب يه مراتب پيش کيے گئے تو تمام جلسه حتی که حضرات ندوه کے اعوان و انصار تک حيرت و تعجب سے دم بخود رهگئے ' اور تمام ارکان ندوه ميں سے ايک شخص بهي کوئي معقول جواب نه ديسکا ' اور بالآخر تسليم کرنا پڑا -

اصل يه هے که ندوة العلما ميں قانون اور عمل عرصے سے الفاظ مهمل هيں - مولانا شبلي نعماني ' شيخ عبد القادر - بي اے ' بابو نظام الدين ' خواجه غلام صادق وغيره ارکان نے اندر هي اندر اسے درست کرنا چاها - ايک جماعت انکي مخالف هوگئي - وه انکي مخالفت ميں قانون کي جگه خود مختاري اور بے قاعده جتها بندي سے کام ليتي رهي - مذهبي الزامات کو آلۂ کار بنايا گيا ' اور هر سعي اصلاح کي جو اس جانب سے ظهور ميں آئي مخالفت هوئي - نتيجه يه نکلا که آٹهه برس کي نئي جد و جهد ميں بهي ندوه کا نظام درست نہوسکا - مولانا شبلي نے غلطي يه کي که ان تمام باتوں کو گوارا کرتے رهے ' اور هميشه يه خيال کيا که کسي نه کسي طرح کام کو چلتے رهنا چاهيے - وه سمجهے که دار العلوم کے اندر کام کرنے کي مهلت ملتي رهے تو کافي هے - حالانکه جس وقت تک ايک چيز کا کانسٹي ٹيوشن هي درست نهوگا ، اس وقت تک وه کيونکر مستحکم هوسکتا هے ؟

چند موٹي موٹي مثاليں قانوني خلاف ورزيوں کي اور بهي هيں جنهيں اس سے پہلے به تفصيل بيان کيا جاچکا هے ' اور انکي واقعيت کو جلسه شوری دهلي ميں حضرات ندوه کو تسليم کرنا پڑا - مثلاً ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - جولائي سنه ۱۹۱۳ کے جلسۂ خاص و انتظامي ميں جو کارروائي کي گئي ' وه نه صرف دستور العمل ندوه کے خلاف تهي بلکه مجالس و مجامع کے علم قوانين و نظام کے لحاظ سے بهي يکسر باطل هے -

(حاصل مطالب)

ان چند مثالوں کے پيش کرنے سے مقصود يه تها که ندوه کا فساد صرف قانون کے نقائص هي کا نہيں هے بلکه اسکے عمل کا بهي هے - موجوده حالت ميں نه تو دستور العمل درست هے اور نه دستور العمل پر کوئي عمل کرتا هے - اب اگر اسکي اصلاح اور درستگي هوسکتي هے تو صرف اس طرح که پہلے ايک صحيح اور صالح قانون بنايا جاے ' اور پهر اُن وسائل کو بهي عمل ميں لايا جاے جنکے بعد ندوه کا قانون صرف روئدادوں کے ساتهه تقسيم کرديني يا دفتر کي کهنه الماريوں ميں غذاے کرم هونے کيليے نه رهجاے بلکه اسپر ٹهيک ٹهيک عمل بهي هو - اور جس طرح ايک اسلامي مجلس کو نظام شرعي و ديني کے مطابق هونا چاهيے ' ٹهيک ٹهيک اسي طرح وه اپنے کاموں کو انجام دے -

اگر ايسا هوگيا تو ندوه کا نظام درست هوجائيگا اور اغراض و مقاصد کو تخريب کار کي ويسي مهلت نه ملسکے گي جيسي که اب تک بدبختانه ملتي رهي هے - اسکے بعد اسکے مقاصد کي حقيقي تکميل اور اسکے کاموں کي معنوي روح عمل کا مسئلۂ اهم و اعظم هے جسپر متوجه هونا چاهيے ' ليکن جب تک نظام درست نهوگا اور استبداد و خود مختاري اور شخصيت و حکومة مطلقه کا شجرۂ خبيثه بالکل جڑ سے کاٹ نه ديا جائيگا ' اس وقت تک هر طرح کي تخم ريزي اور آبپاشي اس سرزمين ميں بالکل بيکار هوگي -

آئنده نمبر ميں هم ترميم شده دستور العمل پر نظر ڈالينگے -

* * *

چاہیے، اور پبلک کي طرف سے کوئي ایسي ذمہ داري نہیں لے لیني چاہیے جو اصل مقصد میں خلل انداز ہو اور جسکے بعد کام، وقت، مصالح عمل اور مقتضیات پر نظر نہیں رکھي جاسکے، بلکہ تاجروں اور دکانداروں کي طرح ہر وقت شراکت داروں کو بتلاتے رہنا پڑے کہ کیا کام کیا جا رہا ہے؟ کیونکر کیا جا رہا ہے؟ اور اس وقت تک تحویل میں کتنا آیا ہے؟

اس طرح تمام قومي کام کیے جاسکتے ہیں مگر دعوۃ و تبلیغ کے کام نہیں ہوسکتے جن میں بسا اوقات متجسس سوالوں کا جواب دینا بھي جائز نہیں ہوتا :

کیں زمیں را آسمانے دیگر ست !

ان تمام باتوں سے بھي بڑھکر یہ کہ اس وقت تک تجویزوں کے اعلان اور اعانتوں کے غلغلوں کے بہت سے تجربے ہوچکے - اب ایک ایسا تجربہ بھي کرنا چاہیے کہ پہلے کام شروع ہوجاے اسکے بعد لوگوں کو اعانت کي دعوت دي جاے -

(اذا اراد الله شیئاً هیئا له اسبابه)

سو الحمد للہ کہ اللہ تعالی کي توفیق راہنماے کار ہوئي - اس نے اسکا سامان حسب التجا و آرزو خود بخود کردیا، اور وہ اپنے دروازوں کے سائلوں کو کبھي دوسروں کے دروازوں پر نہیں بھیجتا:

ومن یتوکل	اور جس نے اللہ پر بھروسہ
علی الله فهو	کیا سو اللہ کي اعانت
حسبه	و نصرت اسکے لیے بس کرتي
(۶۵ : ۳)	ہے! اور کیا اسکے خزائن
الیس الله	رحمت اسکے بندے کیلیے
بکاف عبده	کافي نہیں کہ وہ اسے دوسروں
(۳۹ : ۴۲)	کے دروازوں پر بھیجے ؟

دارالجماعۃ کیلیے سب سے پہلا سوال زمین کا تھا - زمین کا مسئلہ کلکتہ اور بمبئي میں جس درجہ مشکل مسئلہ ہے اسکا اندازہ صرف وہي لوگ کرسکتے ہیں جنھیں ان شہروں میں رہنے کا اتفاق ہوچکا ہے -

قیمت کے بعد پھر دوسرا اہم سوال زمین کے محل و موقع کا تھا - اس کام کیلیے سب سے پہلی شرط یہ تھی کہ زمین شہر سے باہر اور آبادي سے دور ہو - دلوں کی بستی ہمیشہ ویرانوں ہی میں آباد ہوئی ہے، اور شہروں کی آبادي سکون خاطر اور استغراق قلب کے کاموں کیلیے سب سے بڑا مہلکہ ہے - آبادي کے پرشور میدانوں میں کام کرنے سے پہلے ضرور ہے کہ باہر کی خاموشي اور سناٹے میں اپنے تئیں طیار کرلیا جاے، کیونکہ شہروں کے اندر صرف انھی لوگوں نے کام کیے ہیں جنھوں نے شہروں سے باہر اپنی زندگی کا کچھہ حصہ بسر کرلیا ہے - بلا شبہ شہروں کی رونق بڑي ہي کارآمد اور قیمتي ہے مگر کاموں کے اتمام کیلیے نہ کہ آغاز کیلیے -

بعض مصالح عظیمہ کي بنا پر دارالجماعہ کیلیے کلکتہ ہی کو سردست منتخب کرنا پڑا تھا، تاہم ضرور تھا کہ آبادي کے کسي غیر آباد کنارے میں اسکے لیے جگہ نکلتي -

ابسے اٹھارہ سو برس پہلے رومیوں کے عظیم الشان شہر انطاکیہ کے ایک کنارے سے دعوۃ حق کي صدا آئي تھي - وہ ایک پاک روح تھی جس نے لوگوں کو نبیوں اور رسولوں کے اتباع کي طرف بلایا تھا" اور کہا تھا کہ ان بتوں کی پوجا چھوڑ دو جو تمھیں کچھہ بھي نفع و ضرر نہیں پہنچا سکتے :

وجاء من اقصی المدینة	اور شہر کے کنارے سے ایک آدمي دوڑتا
رجل یسعی، قال یا قوم	ہوا بڑھا - اس نے کہا کہ اے میري قوم
اتبعوا المرسلین اتبعوا	کے لوگو! سچائي کے ان رسولوں کے حکموں
من لا یسئلکم اجراً وهم	کو مان لو، ایسے لوگوں کي اطاعت
مهتدون - وما لی لا اعبد	کرو جو تمھیں گمراہي سے نجات بخشتے
الذی فطرني والیه	ہیں اور پھر اپني محنت اور خدمت
ترجعون ؟ اء تخذوا من	کا کوئي بدلہ بھي نہیں مانگتے -
دون الله آلهة ان یردن	مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں ایسي کھلي
الرحمن بضر لا تغن	اور صریح تعلیم سے آنکھیں بند کرلوں
عني شفاعتهم شیئاً ولا	اور جس پروردگار نے مجھے پیدا کیا ہے
ینقذون - (۳۶ : ۲۳)	اسکي پرستش سے انکار کروں ؟ حالانکہ

تم سب اسي کي طرف لوٹا کر لاے جاؤگے -

> وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ، هُوَ
> اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ
> مِنْ حَرَجٍ ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ، هُوَ
> سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا
> لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ ، وَ
> تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ، فَاَقِيْمُوا
> الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ، وَاعْتَصِمُوْا
> بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
> نِعْمَ النَّصِيْرُ ! (۲۲ : ۷۸)

رومیوں کے عظیم الشان شہر کے کنارے سے یہ آواز آئي تھي جبکہ خدا کے رسولوں کو جھٹلایا جا رہا تھا اور احکام الٰہیہ کي ہنسي اڑائي جارہي تھي - اس نے "امنت بربکم" کا اقرار کیا، اور سچے رسولوں کي پیروي کي راہ میں ان بڑي بڑي دنیوي سزاوں اور جسماني عقوبتوں کي پروا نہ کي جو بت پرستوں کي آبادي میں خدا پرستوں کو دي جا رہي تھیں - حتی کہ اسي راہ میں شہید ہوگیا - کلکتہ بھي آج ہندوستان کي سب سے بڑي آبادي ہے اور دنیا خداے واحد کو بھلا کر ضلالت و باطل پرستی کے بہت سے بتوں کو اسکي جگہ دے رہي ہے - پس آؤ کہ ہم سب بھي یک جا مجتمع ہوں، تاکہ شہر کے ایک کنارے سے نمودار ہوکر رسولوں کے اتباع کي دعوۃ دیں، اور مقدس حکموں کے ایمان و عمل کي پکار بلند کرکے خدا کے بندوں کو خدا کي طرف بلائیں - عجب نہیں کہ ہماري عاجز و درماندہ بندگي قبول کرلي جاے، اور انطاکیہ کي اس شہید روح کي طرح ہم بھی بشارت پائیں :

قیل ادخلی الجنة ! قال	پس اسے بشارت ملی کہ جنت کي
یالیت قومي یعلمون	حیاۃ طیبہ میں داخل ہوجا! اس
بما غفرلي ربی وجعلني	وقت اس نے کہا کہ کاش میري قوم
من المکرمین !	جانتي کہ میرے پروردگار نے مجھے
(۳۶ : ۲۵)	کس طرح بخش دیا اور اپنے نوازے

ہوؤں میں شامل کرلیا !

(مخلص قدیم حاجي مصلح الدین صاحب)

چنانچہ اللہ تعالی نے اسکا یہ سامان کیا کہ مخلص و محب قدیم جناب حاجي مصلح الدین صاحب کو اس خدمت جلیل و عظیم کیلیے بلا تحریک و تشویق خود بخود طیار کردیا - انکي ملکیت میں ایک وسیع قطعۂ زمین شہر کے مشرقي کنارے میں موجود تھا - یہ حصہ برخلاف شہر کے تمام اطراف کے اب تک نسبتاً غیر آباد ہے، اور حدود مینوسپلٹي سے کچھہ فاصلے پر واقع ہے حاجي صاحب نے اس خدمت کیلیے اس قطعہ کو وقف کردیا -

حاجي صاحب موصوف کے تعلقات اس فقیر کے خاندان سے نہایت قدیمي ہیں، اور اس زمانے سے ہیں جبکہ اب سے چالیس سال پہلے حضرۃ والد مرحوم پہلي مرتبہ مکۂ معظمہ سے کلکتہ تشریف لاے

ایوبي کي تلوار اور نه ابن سبکتگیں کا خزانه - کیونکه یه درمیانی عہد کي کڑیاں تھیں اور اب هم پھر اپني ابتدائی غربت کي طرف هٹ آے هیں - هم کو اُن سب کي جگه مهاجرة و ذهاب الی الله کا وہ ولوله چاهیے جو جعفر طیار نے هجرة حبشه میں دکھلایا - هم کو وہ خلوص و جاں نثاري چاهیے جو غار ثور میں صدیق اکبر اور اسد الله الغالب نے دکھلائي : اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا - هم کو وہ جوش انفاق في سبیل الله چاهیے جو هجرت مدینه کے دن انصار مدینه نے دکھلائي ' اور اپنے مهاجر بهائیوں کو اپنا گھر بار تک سونپ دیا : فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه - هم کو وہ جذبۂ جهاد اور عشق قتال فی سبیل الله درکار ہے جسکي لسان الهي نے مدحت سرائي کي : اذلة علي المومنین اعزة علي الکافرین - یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم ( ) هم کو وہ بهائیوں کي سي برادري اور سپاهیوں کي سي فوج چاهیے جسکي نسبت وحي الهي پکار اٹھي تھی :

اشداءٔ علی الکفار رحماء بینهم ! کافروں کیلیے نہایت سخت
مگر آپسمیں نہایت رحم والے !

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ! (۱۰ : ۸۶)

رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ! (۱۰ : ۸۸)

هم کو " بدر " چاهیے اور هم " احد " کے دامن کے متلاشي هیں - همارے دکھه کی دوا انصار مدینه کی اُن عورتوں کے پاس ہے جو اپنے سات سات عزیزوں کی موت کی خبر سنتي تھیں ' مگر محبوب رب العالمین کی سلامتی کا مژده انکی آنکھوں کو اشکبار هونے کی جگه خوشی سے چمکا دیتا تھا - هم مردوں کو اُن جاں فروش حجله نشینوں کے آگے گرنا چاهیے جو اپنے سینوں کو تیروں کي بارش سے چھلنی کردیتی تھیں مگر رسول الله کے جسم مبارک کے سامنے سے نہیں هٹتی تھیں که مبادا دشمنوں کا نشانه اُس وجود مقدس کو صدمه نه پهنچادے جسکے قیام سے تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا قیام ہے !!

من و دل گر فنا شدیم چه باک
غرض اندر میاں سلامت اوست !

همارے اسلاف کرام میں بڑے بڑے فاتح ' بڑے بڑے سلاطین ' اور بڑے بڑے مالک خزائن و اموال گذرے هیں مگر اب هماري زندگي بغداد کے دار الخلافة اور دهلي کے تخت عظمت و جلال کي یاد میں نہیں ہے ' بلکه مدینه کي ایک خس پوش مسجد کے فقراؤ صعا لیک کي یاد کے اندر ہے - الله اکبر ! وہ فقراء مقدسین که انکا واسطه دیکر سید المرسلین حضرة الهي میں دعاء فتح مانگتے تھے !

وکان رسول الله صلی الله علیه و سلم یستفتح بصعالیك المهاجرین !

مگر آه " میں تنها هوں اور میرے دل کا ساتھي کوئي نہیں - کس کے پاس جاؤں اور جو سمجھتا هوں وہ کسے سناؤں ؟ نه تو قسطنطنیه میں اُن صداؤں کیلیے کان هیں ' نه رود نیل کا کناره انکے لیے طیار ہے ' اور نه اس مرغزار هند کي گلیوں میں کوئي راهگیر ہے جو ان صداؤں کے سننے کیلیے ٹھہر جاے :

کس زبان مرا نمي فهمد
بعزیزاں چه التماس کنم ؟

زمانه جن کاموں میں مبتلا ہے اور کام کرنے والي قوتیں جن راهوں میں بھٹک رهي هیں ' وہ همیں کچھه بھي نفع نہیں پہنچا سکتیں - لوگوں نے نه تو منزل مقصود کو پایا ہے اور نه اسکي راه هي پہچاني ہے - مکان معلوم هو تو راه میں بھٹک جانے کا چنداں غم نہیں ' کیونکه کبھي نه کبھي ٹھیک راه پر لگ هي جائینگے - لیکن مصیبت یه ہے که اپنے گھر هي کو بھول بیٹھے هیں - پھر راه خواه کتني هي پر فضا اور خوشنما هو ' مگر جس قدر چلتے رهینگے ' منزل سے دور هي هوتے جائینگے - کیونکه راه اچھي ہے مگر منزل فراموش کردي گئي ہے - ممکن ہے که کسي عالیشان محل کے دروازے پر پہنچ جائیں مگر اس طرح چلکر همیں همارا گم شده جھونپڑا تو نہیں ملسکتا !

عجب مصیبت ہے - نه تو کھول کر بیان کیا جاسکتا ہے اور نه بغیر کہے چین پڑتا ہے :

مثال ما لب دریا و آب مستغنی ست
دهند شوق ولے رخصت نظر نه دهند !!

الله کے هاتھه میں ہے که وہ تنهائي کو جماعة سے ' انفراد کو کثرت سے ' غربت کو عظمت سے ' اور التجاؤں کو اجابت سے بدلدے : ولقد نصرکم الله ببدر و انتم اذلة !

(اتباع اسوة " محمد رسول الله و الذین معهم ")

بهر حال آج جو کام مختلف شاخوں میں هو رهے هیں ' اُنهیں هونے دو - لیکن خدمت دین و ملت کیلیے ضروري ہے که اپنے عزائم کو بلند کرو ' اپني نظروں کو سامنے سے هٹا کر اوپر کرو ' اپنا قبلۂ رخ سامنے کے مناظر کو نہیں بلکه عقب کی چھوٹي هوئي منزلوں کو بناؤ ' اور اپنے تمام کاموں میں صحابۂ کرام اور سلف صالح کي پیروي و اتباع کی حقیقت ثابته پیدا کرو - خواه وہ مسئلۂ مال و متاع هو ' یا مسئلۂ جان و دل - خواه وہ کاموں کا آغاز هو یا ارادوںکا اتمام ' اور خواه ' وہ امن کی طیاري هو یا جنگ کی پکار -

اس سلسلے میں روپیه کي فراهمي کا مسئله بڑا هي نازک مسئله ہے - یه ظاهر ہے که هر طرح کے کاموں کیلیے اسکي ضرورت هوتي ہے اور دعوة و تبلیغ اور اعلاء کلمه و تحریک ملت کے کام بھي بغیر اسکے انجام نہیں پا سکتے - لیکن ساتھه هي اسکا وجود اور اعانة کا عام پھیلاؤ طرح طرح کے مهلکات و موانع کا موجب بھي هو جاتا ہے ' اور همتوں کیلیے اسمیں بڑي هي ٹھوکریں اور نیتوں اور طمانیتوں کیلیے اسمیں بڑے هي خدشات هیں -

سب سے زیاده یه که کام کا دار و مدار دل کي جگه جیب پر هوجاتا ہے ' اور نیتوں اور ارادوں میں وہ سکون و انشراح باقي نہیں رهتا جو بغیر اسکا قدم درمیان آے لوگوں کو حاصل ہے - اسلیے اوّلاً اس طرح کے کاموں کي ابتدا کو تو ضعفاء قلوب کیلیے آزمایش نه بنانا

عـــالم اســلامى

مسئلۂ اصلاح و تجدید علوم اسلامیه

بخارا میں دعوۃ اصلاح کا آغاز

بخارا اسلام کے تمدن و تہذیب ' علم و فضل ' جاہ و جلال ' عظمت و شوکت کا نہایت قدیم مرکز ہے - اب اگرچه دنیا کے سامنے تمدن و تہذیب کے دوسرے مناظر آ گئے ہیں ' اسلیے وہ اسلام کي تمام تمدني یادگاروں کي طرح بخارا کو بھي بھول گئي ہے ' لیکن بخارا کي خاک سے جس درجه کے اهل کمال پیدا ہوے ' جس پایه کے فضلاء اوٹھے ' اسلامي مصنفات و قرون علمیه میں جیسا عظیم الشان حصه انہوں نے لیا ' تاریخ اب تک اسکا تذکرہ ادب کے ساتھه کرتي ہے ' اور جب کبھي اسلام کے قدیم علوم و فنون کي مرثیه خواني کي جاتي ہے ' تو بخارا کے اوراق اشک شوئي کیلیے اپنے دامن کو پھیلا دیتے ہیں !

یه سچ ہے که بخارا کي قدیم عظمت ' دولت و ثروت ' اور زرخیزي کے افسانے اب داستان پارینه ہوگئے ہیں ' لیکن اگر ہم انکو یاد دلانا چاهیں تو کسي مطول تاریخ کی اوراق گرداني کي ضرورت نہوگي ' بلکه خواجه حافظ کا ایک مصرعه کافي ہوگا :

بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگرچه ایشیاء و یورپ کی زبانوں میں اختلاف ہے ' اور فرانس و جرمني کي طرح روس نے مشرقي علوم و فنون کے احیاء و ترویج میں بہت زیادہ شہرت حاصل نہیں کي ہے ' تاہم اوسکو حافظ کا یه مصرعه ضرور یاد تھا ' اور ایشیاء کي فیاضي کي داستان کا خلاصه اوسکے پیش نظر تھا ' جس سے وہ اب کام لے رہا ہے - یورپ کا دامن حسن و جمال دولت و ثروت کے سمیٹنے کي غیر معمولي وسعت رکھتا ہے - بخارا میں روسي عورتیں بکثرت آتي ہیں ' اور اپنے خال و خط دکھا کر کہتي ہیں که تمھارے آباء و اجداد نے فیاضی کا جو معیار قائم کردیا تھا ' تم بھي اُسے قائم رکھو - انسان بے قابو ہو جاتا ہے ' اور کہتا ہے که ہم اس سے بھي اعلى معیار قائم کرسکتے ہیں :

ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

چنانچه بخارا میں فسق و فجور کا بازار گرم رہتا ہے ' حدود شرعیه بالکل معطل ہوگئے ہیں ' جس نے ہوا و ہوس کا میدان اور بھي وسیع کردیا ہے اور وہ برابر پانوں پھیلاتي جاتي ہیں ' من یتعد حدود الله کي وعید کسي زبان سے نہیں نکلتي !

علمي نتائج کے لحاظ سے بخارا کي قدیم علمي عظمت بھي اخلاقي حالت کی طرح پامال اور مذہبي حدود کي طرح بے اثر ہے - قدیم علمي ترقي کا افسانه صرف تاریخ کے اوراق و بطون میں باقي رہگیا ہے - یا دلوں میں ہے ' یا زبانوں پر ہے - مگر افسوس که اعمال ' اور اعمال کے نتائج میں اس کھوئي ہوئي دولت کا سراغ نہیں لگ سکتا !

بخارا کي موجودہ تعلیمي حالت نہایت افسوسناک ہے مدارس قائم ہیں ' تعلیم جاري ہے ' طلباء پڑھتے ہیں ' اساتذہ پڑھاتے ہیں - ایک نصاب تعلیم بھي ہے - لیکن تعلیم کي وهي فرسودہ حالت ہے جسکا رونا اسقدر رویا گیا ہے که اب روتے ہوے ہنسي آتي ہے - نصاب تعلیم میں قدماء کي ایک کتاب بھي نہیں - علوم و فنون میں کمال پیدا کرنے کي جگہه محض فقه و فروع کي کتابي تعلیم پر قناعت کرلي گئي ہے - قران و حدیث کے ساتھه بالکل اعتناء نہیں ' علوم شرعیۂ حقیقیه کا علم و فہم یکسر مفقود ہے - موجودہ علوم و فنون و موجودہ ضروریات کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا - غرض ہندوستان کي جو حالت ہے اور جس غرض سے ندوۃ العلماء قائم کیا گیا تھا ' وہاں کا بھي یہي حال ہے ' اور حالات کے لحاظ سے اسي قسم کے اصلاح کي ضرورت ہے -

لیکن مسلمانوں کو خوش ہونا چاهیے که حال میں والي بخارا نے اس ضرورت کي طرف غیر معمولي توجه مبذول کي ہے ' اور اس طرز تعلیم کو بدلنا چاہا ہے جو علوم اسلامیه کے قالب کو دیمک کي طرح کہا رہا ہے -

ہندوستان میں چند اصلاح طلب علماء نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور قدیم طرز تعلیم کي اصلاح کرنا چاهي تھي ' لیکن افسوس که ندوۃ العلماء انھي کے هاتھوں برباد بھي ہوگیا - تاہم ندوہ نے گو خود کوئي عظیم الشان تبدیلي پیدا نه کي ہو ' مگر اسکے اس فخر کو کوئي چھین نہیں سکتا که جو فرض تمام عالم اسلامي حتى که جہل اباد بخارا و خیوا تک میں آج محسوس کیا جا رہا ہے ' اسکي تشخیص کی توفیق سب سے پہلے اسي کي نباض نظر و فکر کو ملي !

لیکن بخارا کے علمي جمود کا یه کتنا شرمناک منظر ہے که جب والي بخارا کو اصلاح تعلیم کا خیال پیدا ہوا تو بخارا کي تمام جغرافیائي وسعت اور قدیم مدارس و جوامع کی چار دیواریوں کے اندر سے ایک هاتھه بھي نه اوٹھا که جو کچھه والی بخارا کے دل میں تھا اوسکو عملی قالب میں ڈھال کر نمایاں کردیتا - بخارا کے تمام علما اس کام سے عاجز و درماندہ تھے - مجبوراً ترکستان و قفقاز کے روشن خیال علما طلب کیے گئے - اب انکی ایک خاص کمیٹی اس غرض سے قائم ہوئی ہے - ترکستان کے علماء عالم اسلامی میں نہایت روشن خیال اور معتدل الفکر ہیں - ان میں نه تو جمود و تقلید کا وہ اشتداد ہے که اصلاح کو کفر و بدعت قرار دیں ' اور نه الحاد و تفرنج کي وہ روشن خیالي ہے که اصلاح کے نام سے تخریب دین و شریعت کا عمل شیطاني انجام دیں - اسلیے امید ہے که یه کمیٹي اپنا مقصد صحت و اعتدال فکر کے ساتھه پورا کریگي !

مسلمانوں کو اس علمي انقلاب کا خیر مقدم کرنا چاهیے - کیونکه ایک کھوئي ہوئي دولت ڈھونڈھي جا رہي ہے ' اور ایک گڑا ہوا خزانه کھودا جا رہا ہے - اگر مل گیا تو ہر مسلمان اوسکا کلید بردار ہوسکتا ہے ' بشرطیکه سعي جاري رہے اور ارباب اصلاح کا قدم جادۂ حقیقت و عمل سے نه ڈگمگاے -

اس تحریک کے عملی نتائج سے اگر قطع نظر بھی کرلی جاے جب بھي یه خیال بجاے خود اس قدر رفیع ہے که والی بخارا کے چہرے پر ہر مسلمان کو محبت آمیز نگاہ ڈالني چاهیے -

تھے - والد مرحوم کو انکي محبت و خلوص پر بڑا هي اعتماد دیا گیا تھا‘ اور وہ همیشه انکے جوش ایماني اور محبت دیني کو اور لوگوں کے سامنے بطور نمونے کے پیش کیا کرتے تھے - اس سلسلۂ ارشاد اور اخوانِ طریقت کي خدمت و اعانت میں بارہا اُنھوں نے بڑي بڑي گرانقدر رقموں سے انفاق کیا‘ مگر سچ یہ ہے کہ "حزب الله" کے دار الجماعه کي تاسیس کا شرف ان تمام خدمات سے بدرجہا ارفع و اعلی تھا‘ اور جزو کے مقابلے میں کل کا حکم رکھتا تھا - پس کچھه شک نہیں کہ یہ الله تعالی کا فضل مخصوص ہے کہ اس خدمت کي توفیق بھي بالآخر انھي کے حصے میں آئي:

و ذلك فضل الله یوتیه من یشاء‘ والله ذو الفضل العظیم!

پھر صرف اتنا هي نہیں‘ بلکه دار الجماعة کي عمارتوں میں سے دار الارشاد کي تعمیر کے تمام مصارف بھي انھوں نے اپنے ذمے لے لیے هیں اور یہي سب سے زیاده مقدم و اهم عمارت تھي: الذین ینفقون اموالهم في سبیل الله ثم لا یتبعون ما انفقوا منا و لا اذی‘ لهم اجرهم عند ربهم و لا خوف علیهم و لا هم یحزنون! (۲۶۴:۲)

(دار الارشــاد)

بالفعل "دار الجماعه" کو صرف تین عمارتوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکه جلد سے جلد کام شروع هوسکے - بقیه عمارات کیلیے کافي زمین مناسب و موزوں تقسیم کے ساتھه چھوڑ دي گئي ہے -

اولین عمارت "دار الارشاد" ہے جسکو آجکل کي اصطلاح میں لکچرروم یا ایولی درس سمجھنا چاهیے - یه ایک بہت بڑا و سیع هال هوگا جسمیں به یک وقت کئي سو آدمیوں کے درس کي گنجایش هوگي - تعلیم و ارشاد کا صیغه بغیر اس عمارت کے شروع نہیں هوسکتا تھا‘ اسلیے اسے مقدم رکھا گیا - حاجي صاحب نے علاوہ زمین کے اس عمارت کے تمام مصارف بھي اپنے ذمے لیلیے هیں -

دار الارشاد کے بالکل سامنے ایک نہایت خوشنما اور شاندار مسجد ہے جسکي تعمیر گذشته سال ختم هوگئي - مسجد کا هال ۵۰ فٹ لنبا ہے اور ایک وسیع صحن اسکے علاوہ ہے - مسجد مقدس کي تعمیر سب پر مقدم تھي‘ سو الحمد لله وہ مکمل موجود ہے -

دار الارشاد کے ساتھه هي کتب خانه هوگا اور اس عاجز نے اراده کرلیا ہے کہ اپنا ذاتي کتب خانه وهیں منتقل کردے -

دار الارشاد اور کتب خانے کے دونوں جانب مسلسل کمروں کي قطاریں هونگي - جنمیں سامنے برآمده‘ عقب میں غسل خانه‘ اور وسط میں ایک کشاده کمره هوگا - اسکے لیے اتني جگه موجود ہے کہ انشاء الله به یک وقت کئي سو آدمیوں کے رهنے کي جگه نکل آئیگي - سر دست کام کے جلد جاري کردینے کیلیے اقلاً ایک سلسله مکمل هوجانا چاهیے‘ تاکه ایک کافي تعداد دعاة و مهاجرین کي وهاں مقیم هوسکے - ایک بڑے کمرے کي لاگت ایک ایک هزار روپیه قرار پائي ہے‘ اور امید ہے کہ الله تعالی بہت سے ایسے لوگوں کو بھیج دیگا جو کم از کم ایک ایک کمره کي تعمیر اپنے ذمے لے لینگے -

(تــاسیس دار الارشــاد)

جناب حاجي صاحب کا اصرار شدید تھا کہ جہاں تک جلد ممکن هو بنیادي پتھر نصب کردیا جائے‘ مگر بعض وجوه سے میں تاخیر کررها تھا -

لیکن اسي اثناء میں رمضان المبارک کا ورود هوا - یه وہ ماه مبارک ہے جو برکات سماویه کے نزول کا منبع اور سعادت عالم کے آغاز کا عهد اولی ہے - : شهر رمضان الذي انزل فیه القرآن!

پس اس ماه مبارک سے بڑھکر دار الجماعه کي تاسیس کیلیے اور کونسا وقت مبارک و میمون هوسکتا تھا؟ چنانچه اتوار کا دن اس غرض سے قرار پایا اور عین اُس وقت جبکه چوده گھنٹے کي بھوک پیاس کے بعد افطار کے وقت کا انتظار تھا‘ اُن ادعیۂ مقدسه کي تلاوت کے بعد جو دین حنیفي کے باني اول نے خانۂ کعبه کي بنیاد رکھتے هوے مانگي تھیں‘ اور اُن دعاؤں کي پکار کے ساتھه جو ایک مومن و مسلم زندگي کي حقیقي التجائیں اور آرزوئیں هیں‘ دار الارشاد کا سنگ بنیاد نصب کردیا گیا -

(دعاے موسوي)

سنگ بنیاد نصب کرنے کے بعد تمام حاضرین نے جناب الہی میں مکرر دست نیاز اٹھایا - افطار کے وقت میں صرف چند منٹ باقي رهگئے تھے اور ایک عجیب و غریب وقت متبرکۂ الهیه کے برکات و افضال اور خشوع و تضرع کا هر شخص کو احساس روحاني هو رها تھا - اس موقعه پر الله تعالی نے وہ دعاے جلیل و عظیم بے اختیار همارے زبانوں پر جاري کردي جو حضرة موسی اور انکے ساتھیوں نے مانگي تھي - جبکه انھیں مصر سے نکلنے کي جگه مصر هي میں اپنا گھر بنالینے اور تبلیغ و تبشیر کے ذریعه قوم کو طیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا‘ اور جبکه فرعون کے ظلم و طغیان سے اسرائیل کي نسل عاجز و درمانده هوگئي تھي:

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین‘ و نجنا برحمتك من القوم الکافرین! و اوحینا الی موسی و اخیه ان تبوآ لقومکما بمصر بیوتا و اجعلوا بیوتکم قبلة و اقیموا الصلواة و بشر المومنین - وقال موسی: ربنا انك اتیت فرعون وملاه زینة و اموالاً فی الحیاة الدنیا‘ ربنا لیضلوا عن سبیلك‘ ربنا اطمس علی اموالهم و اشدد علي قلوبهم فلا یومنوا حتي یروا العذاب الالیم (۳۰ : ۸۸)

اس عهد کے مظلوم مومنوں نے دعا مانگي که "اے همارے پروردگار! همیں ان ظالموں کے ظلم کا تختۂ مشق نه بنا اور اپني رحمت سے همیں کفار کے تسلط سے نجات دے!" اسکے بعد هم نے حضرة موسی اور انکے بھائي کي طرف وحي بھیجي که مصر میں اپني قوم کي هدایت و ارشاد اور تحریک و تبلیغ کیلیے گھر بنالو اور اُنھیں کو اپني عبادت گاه قرار دو اور صلوة الہی کو قائم کرو‘ اور اس طرح ارباب ایمان کو خوشخبري دو که فرعون کے تسلط سے نجات پانے کا وقت قریب آگیا - پس حضرة موسی نے دعا مانگي که "خدایا! تو نے فرعون اور اسکے حاکموں کو بڑي هي شان و شوکت اور جاه و دولت دے رکھي ہے تاکه لوگ انکي دنیاوي حالت سے دھوکا کھالیں - اور سمجھیں که خدا کفر و ظلمت سے خوش هوتا ہے جبھي تو کافروں کو ایسی عظمتیں دے رکھي هیں‘ اور اسطرح وہ لوگوں کو راه حق سے بھکائیں - تو اے پروردگار! حق کي مظلومي اور ضلالت کي طاقت اب تک رهیگي؟ اپنا وقت جلد بھیج‘ اُنکے مال و دولت اور طاقت و جبروت کو فنا کردے‘ اور اُنکے دلوں کو سخت کردے کیونکه یه لوگ عذاب دردناک دیکھے بغیر کبھي حق کو قبول نه کرینگے"

یه ایک عجیب و غریب دعا ہے جو بني اسرائیل کي نجات کا وسیله بني‘ اور جسکے بعد هي حکم الہي کے مطابق اُنھوں نے گھر بنا کر دعوة و تبشیر کا کام شروع کردیا - حدیث نبوي میں آیا ہے که امة مرحومه پر ایک ایک کرکے وہ تمام حالتیں طاري هونگي جو بني اسرائیل پر گذر چکي هیں‘ اور في الحقیقت آج امة اسلامیه کي حالت ٹھیک بني اسرائیل کے اس عهد کي سي هوگئي ہے جبکه وہ مصر میں گرفتار مصائب و الم تھے - پس چاهیے که هم بھي آج انھي دعاؤں میں اپني عالمگیر مصیبت کي نجات ڈھونڈیں‘ اور اسوۂ مقدسۂ موسویه کو اپنے سامنے رکھکر پورا پورا اُسکا اتباع کریں - یهي سبب ہے که دار الجماعة کي تاسیس کے وقت یه دعا زبانوں پر جاري هوئي - اور کچھه عجیب طرح کا تضرع و خشوع تمام حاضرین کو میسر آیا جسکي کیفیت اب لفظوں میں بیان نہیں کي جاسکتي -

جو بعض کاغذات بطور آثار اساس کے بنیاد میں رکھے گئے‘ انمیں ایک بوتل کے اندر سورۂ حج کي پانچ آیتیں اور یه ادعیۂ مقدسه بھي تھي‘ اور اسي لیے ان دونوں آیتوں کو اس مضمون کے وسط میں درج کیا گیا ہے که حاصل مقاصد دار الجماعة یہي هیں!

مذاكرۂ علميۂ

روح ' اسكا مسكن اور حكمـــاء ماديين

(مشاهيرْ علمـــا كے احكام و آراء)

جو لوگ علم الحيات كي تاريخ سے واقف هيں ' انكے ليے يه كهنا ضروري نهيں كه نباتات ميں بهي روح فرض كي گئي هے - اريزو (Arezzo) كا مشهـــور طبيعي اندريا سيـــل فينس Andrea Cæsalpinus (۱۵۱۹—۱۶۰۳) جو اس وقت تک اطاليا ميں دوران خون كا مكتشف سمجها جاتا هے ' اس نے اپني كتاب ڈي پلينٹس ليبري De Plantis Libri ميں نباتاتي روح كي ماهيت اور اسكے مسكن كے متعلق ايک طويل بحث چهيڑي هے -

روح كو كهـــاں رهنا چاهيے ؟ اسكے متعلق همیں دقيقه رس سيسلپنس كے تفصيلي دلائل كے تتبع كي چنداں ضرورت نهيں هے - صرف اسقدر جان لينا كافي هو گا كه بالاخر روح نباتاتي كو وه اس مقام پر ركهتا هے جهاں تنا اور جڑيں آكے ملتي هيں -

يه مقام جو بعد كو كوليٹ (Collet) يا گردن كے نام سے مشهور هوا ' اسكے متعلق (Linnæus) كے بعد بهي ايک توهم پرستانه عزت كے ساتهه يه خيال كيا جاتا رها كه يهاں زندگي كا كوئي خاص مركز قائم نهيں كيا گيا هے -

ليكن فرانس كا ايک مشهور عالم (Burgundian Marriotte) المتوفى سنه ۱۶۸۴ ع اپني كتاب (Snr Le Sujetdes Plantes) ميں صاف صاف كهتا هے :

" هم نباتات كي روح كے متعلق كچهه نهيں جانتے - اسليے نبـــاتات كے علم وظائف الاعضاء ميں اســكا فـــرض كرنا ذرا بهي مفيـــد نهيں "

روح اور ماده كے زيريں طبقه (Material substratum) ميں جو باهمي تعلق هے ' اسكي تاريخ كے گذشته اوراق اگر كافي مقدار ميں الٹيں تو همیں نظر آئيگا كه ابتدأ عقلي كاموں كے ليے نظام عصبي ميں كوئي جگه تسليم نهيں كي گئي تهي - قديم مصري سمجهتے تهے كه روح دل ميں رهتي هے - ارسطو كا بهي يهي خيال تها -

يه خيـــال عهد نيپولين كے مشهور فلسفي ويكو (Vico) كے وقت تـــک زنده رها - چنانچه وه ڈيكارٹ (Descartes) كے على الرغم هميشه يهي كهتا رها كه نفس كا مسكن دماغ نهيں بلكه دل هے -

(حجـــاب حاجز)

يونانيوں كا ايک دوسرا قديم خيال يه هے كه روح يا نفس ' حجاب حاجز كا مسكن Diaphragm (۱) هے ' جسكي يادگار هماري زبان كے ايک لفظ Phrensy (جنوں) ميں ابهي تـــک باقي هے - كيونكه وه لفظ فرين Phren سے مشتق هے جو يوناني زبان ميں حجاب حاجز كو كهتے هيں - فرين سے بهت سے الفاظ مشتق هوے جن ميں سے بعض متداول اور بعض قليل الاستعمال هيں - مثـــلا Phreno-pathia جو اب عقل كے علاج كے ليے بهت كم استعمال كيا جاتا هے - يا Phrenetsc جو اسوقت تـــک عام طور پر ايسے شخص كو كهتے هيں ' جسكي عقل ميں باساني هيجان اور برانگيختگي پيدا كي جاسكے - يا Phrenitis جو در حقيقت اشتعال دماغ (Inflammation of brain) كے بالكل مرادف هے - اسي طرح Phrenology جو ايک فرضي علم كا نام هے ' اسي فرين سے مشتق هوا هے -

يه خيال كه روح كا مسكن حجاب حاجز هے ' كيونكر پيدا هوا ؟ اســكا سمجهه ميں آنا چنداں مشكل نهيں " يه حجاب حاجز سانس كے ليے اســدرجه ضــروري هے كه اس پر جذبات كے شديد هيجان كا بهت سخت اثر پڑتا هے - هر جاندار محسوس كرتا هے كه جذبات كے هيجان سے سينه ابهر آتا هے اور سانس پهولنے لگتي هے ' اسليے جذبات كا هيجان سينے اور اسكے خاص عضله حجاب حاجز ميں پيدا هوتا هے يا رهتا هے " يه هے وه دليل جو قدما اس خيال كي تائيد ميں بيان كرتے تهے !

(جذبـــات اور مختلف اعضـــاء شكم)

كيا اتنے قديم زمانه سے جسكا آغاز همارے حافظه كی دسترس سے باهر هے ' تلي (طحال) كے متعلق يه خيال نهيں كيا جاتا هے كه وه غيـــظ و غضب اور رشـــک و حسد كا گهر هے ؟ هم ابهي تـــک (Splenotice) اور (Fit of spleen) بولتے هيں جس سے مراد غصه ور آدمي اور غصه كا دوره هوتا هے - حالانكه انكي لفظي تركيب ميں اسی خيال كا اثر موجود هے - انگلستان كا سب سے بڑا شاعر شيكسپير بهي پيٹ كے مختلف حصوں ميں تقسيم جذبات كے مذهب كو تسليم كرتا تها - مثلاً وه محبت كي جگه جگر كو قرار ديتا هے - البته وه دوسرے نظريه سے بهی ناواقف نهيں هے - بلكه يقيناً دماغ كے متعلق بهي سن چكا هے كه وهي روح كا گهر هے - چنانچه وه " شاه جان " كے ڈرامے ميں پانچويں ايكٹ كے ساتويں سين ميں كهتا هے :

" بهت دير هوگئي - اسكی تمام خونيں زندگي فساد پذير طور پر متاثر هوچلي هے - اور اسكا دماغ (جسكے متعلق بعض لوگ كهتے هيں كه وه روح كي ناپائيدار قيام گاه هے) اپني هرزه سرائيوں سے فاني هستي كے ختم هونے كي پيشينگوئي كر رها هے "

(روح اور معده)

بيلجيم كا قديم كيميا داں وان هيلمنٹ (van Helmont) (المتوفي ۱۵۷۷ - ۱۶۴۴) غالباً ارباب علم ميں سب سے آخري شخص هے جو روح كي جگه سر كے باهر مانتا هے - وان هيلمنٹ كے نزديک روح قعر معده (Pylorus) ميں رهتي هے ' اور اسكے ثبوت ميں جو دلائل پيش كرتا هے وه ايک عجيب و غريب قسم كا ذخيرۂ دلائل هے - اسكے نزديک " اگرچه روح كے تمام حركات اور احساسات دماغ اور اعصاب كے ذريعه ظاهر هوتے هيں مگر اسكا اصلي تخت حكومت قعر معده

---

(۱) ڈائي ايفرم Diaphragm ايک يوناني نژاد لفظ هے - يه ايک حيواني عضله كا نام هے جو سينے اور شكم ميں حائل هے - علوم طبيه كا جب عربي ميں ترجمه هوا تو اسوقت اسكے ليے كوئي نيا لفظ نهيں وضع كيا گيا بلكه اسيكو معرب كرليا - چنانچه متقدمين كي تصانيف ميں ڈائي ايفرم بصورت " ذي ايفرغما " اكثر ملتا هے - متاخرين نے اسكے ليے " حجاب حاجز " وضع كيا ' جو ڈائي ايفرم كا قريباً لفظي ترجمه هے - (الهـــلال)

اکتشاف و اختراع

وائرلیس ٹائپ رائیٹر

" وائرلیس " اور " ٹائپ رائیٹر " علحدہ علحدہ کوئي نئي شے نہیں هیں - آپ ان دونوں سے اچھي طرح واقف هیں - وائرلیس بے تار کي خبر رساني کو کہتے هیں جسکي " لاسلکي " کے نام سے هم بارها معرفي کرچکے هیں - البتہ ان دونوں کا مجموعہ یعني " وائرلیس ٹائپ رائیٹر " ایک تازہ ترین اختراع ہے جسکو خود یورپ میں بھي لوگوں نے اس وقت تک صرف اخبارون هي کے صفحات میں دیکھا ہے -

وائرلیس ٹائپ رائیٹر ایک مشین ہے ' جسکا کام یہ ہے کہ لاسلکي کے ذریعہ جو پیغام آتا جائے وہ ساتھہ هي ساتھہ قلمبند بھي هوتا جاے ' اور اسطرح چھپتا جاے جسطرح ٹائپ رائیٹر مشین میں چھپ جاتا ہے -

اسکے موجد ناروي (نارویجین) بیڑے کا کپتان اے - این - هولینڈ ہے - کپتان هولینڈ کو جب اس مشین کي ایجاد میں کامیابي هوگئي ' تو اس کا تجربہ لاسلکي تاروں پر کیا گیا - مگر پہلا نتیجہ مشکوک اور نا قابل اعتماد نکلا -

ٹیلیگرافي میں ایک آلہ هوتا ہے جسکو ریلے (Relay) کہتے هیں - اس آلہ کے پاس برقي قوت کي ایک بیٹري هوتي ہے اس کا کام یہ ہے کہ جب تار کے اشارات اس پر سے گذرتے هیں تو وہ بیٹري کي مدد سے مزید قوت پیدا کردیتا ہے اور کمزور اشارے بھي دور دراز مقامات تک پہنچ جاتے هیں -

مسٹر هولینڈ کو جو اپنے اولین تجربہ میں قابل اعتماد کامیابي نہیں هوئي ' تو اسکي وجہ یہ تھي کہ انہوں نے کوئی ایسا " ریلے " استعمال نہیں کیا تھا جسمیں اسقدر احساس هو تاکہ کمزور لاسلکي اشاروں کو بھي محسوس کرلیتا ' اور انمیں مزید قوت پیدا کردیتا تاکہ وہ آگے بڑھسکتے یا ٹائپ رائیٹر کو چلا سکتے -

موجد کو جب اپني ناکامي کي وجہ معلوم هوگئي تو اس نے از سر نو کوشش شروع کردي - حال میں اس نے اعلان کیا ہے کہ میں نے ایسے " ریلے " بہم پہنچا لیے هیں جو کمزور لاسلکي اشاروں کو تقویت دیسکتے هیں ' اور امید ہے کہ عنقریب تیلیگراف ٹائپ رائیٹر کي طرح وائرلیس ٹائپ رائیٹر بھي هر لاسلکي اسٹیشن میں نظر آنے لگے گا !

اس وائرلیس ٹائپ رائیٹر کي ایک بڑي خصوصیت یہ ہے کہ اس کا استعمال مختلف مخفي کوڈوں (مصلحات خصوصي) میں بھي هوسکتا ہے - چنانچہ اس طرح کے کوڈز کے ۷۲۰ حروف ابجد ترتیب دیے هیں ' اور انکے ساتھہ ایک اور آلہ بھي درست کیا گیا ہے جو حسب خواهش حروف کو بدلدیتا ہے -

کپتان هولینڈ کے ٹائپ رائیٹر میں ایک بڑي خوبی یہ ہے کہ آپ خواہ کسي کوڈ کے حروف استعمال کریں مگر قلمبند کرنے والا حصہ همیشہ اسے معمولی کتابي و طباعي حروف میں لکھیگا ' اور اسطرح جب تار مرسل الیہ کو ملیگا تو وہ بغیر کسی مزید تکلیف کے اسے پڑھلیگا !

(کہربا اور خزائن الارض)

گوٹنجن یونیورسٹي کے دو پروفیسر ڈاکٹر لیمباچ Dr. Leimbach اور ڈاکٹر لوي (Dr. Lowy) نے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جسکے ذریعہ زمین کي ساخت ' اسکے اندر بہنے والے چشمے ' مدفون خزانے وغیرہ وغیرہ ' بغیر کھودے هوے محض لاسلکي تار کي برقي رو کے ذریعہ معلوم هوسکتے هیں -

اس کا تجربہ مقام هینوور (Hanover) میں کیا گیا تھا ' جسمیں خاطرخواہ کامیابي هوئي - چنانچہ ایک مہم بسرپرستي صیغۂ مستعمرات (کالو نیز) مغرب و جنوبي افریقہ میں فلزات اور پاني کي جستجو میں گئي ہے ' اور ایک دوسري عنقریب ممالک متحدہ امریکا میں بھي جانے والي ہے -

اس اکتشاف کا سراغ کیونکر لگا ؟ اسکو خود ڈاکٹر لیمباچ نے ایک شخص سے بیان کیا ہے - انہوں نے کہا کہ " برقي رو کے ذریعہ اندروني زمین کے آشکارا کرنے کیلیے میں اور ڈاکٹر لوي سنہ ۱۹۱۰ ع سے ایک اسکیم پر عمل کررہے تھے - همیں گوٹنجن کي ایک سوسائٹي سے مدد ملتي رهتی تھي - اس نے یہ وعدہ بھي کیا تھا کہ جو طریقہ تجویز کیا جائیگا اسکے تجربہ کو اپنے ذمہ لے لیگي -

اس اسکیم پر عمل کرتے هوے ابھي صرف چند ماہ هوے تھے کہ نہایت غیر متوقع کامیابي ظاهر هوئي - هم نمک کي کانوں میں سیلاب کو یقیني طور پر روکنے لگے ' اور ایجاد نے عملیات کا کام شروع کردیا -

اس سال هم نے ان کانوں میں تجربہ شروع کیا ' جہاں سیلاب کے انسداد کے لیے پاني کو منجمد کردینے یا سمینٹ لگانے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے - هم نے دیکھا کہ منجمد یا سمینٹ لگي هوئي محافظ دیواروں میں اگر شگاف هوجاتے هیں تو وہ برقي رو سے صاف صاف معلوم هوجاتے هیں - همارے اکتشاف کي یہی ابتدا ہے "

* * *

(خورد بیني دوربین)

" خورد بین " اور " دور بین " دونوں کے فرائض علحدہ علحدہ هیں - خوردبین کا کام یہ ہے کہ وہ چھوٹي شے کو بڑا کرکے دکھاتي ہے - دوربین سے دور کي شے بڑي هوکر نظر آتي ہے - کچھہ عرصے سے یہ کوشش هورهي تھي کہ ایسا جامع آلہ طیار کیا جاے جس سے دونوں کام لیے جاسکیں -

چنانچہ ایک ایسي دوربین تیار هوگئي ہے جو خوردبین کا کام بھي دیسکتي ہے - اسے (Davon micro-telescope) کہتے هیں - هم نے اسکا نام " خورد بیني دوربین " تجویز کیا ہے -

ڈاوڈ اینڈ کمپني نے جو دوربین اس وضع کي بنائي ہے اسمیں ایک خاص اضافہ اور بھي کیا ہے - یعني بعض شیشے ایسے لگادیے هیں کہ خواہ ستارہ کتنا هي بے رخ هو ' مگر دوربین سے دیکھنے والا (راصد) اپني نشست بدلے بغیر اسے دیکھہ سکیگا -

مقالات

الحسبة في الاسلام

(يعني احتساب اور اسلام)

انسان كي انكهوں پر غفلت كے پردے پڑ جاتے هيں' اوسكے دل پر جهل و ضلالت كى مهر لگ جاتي هے' اوسكى قوت سامعه بے حس هوجاتي هے' تاهم وه اس قدر اندها نهيں هوجاتا كه نور و ظلمت كا بديهي فرق محسوس نه كرسكے' اسقدر جاهل نهيں بن جاتا كه خير و شر ميں تميز نه كرسكے' اس قدر بهرا نهيں هوجاتا كه نغمه هاے شيريں اور دشنامهاے تلخ سے اوسكے كان كے پردوں ميں دو مختلف تموج پيدا نه هوسكيں - وه ديكهتا هے' سنتا هے' سمجهتا هے - با اينهمه كبهي نهيں ديكهتا ' نهيں سنتا ' اور نهيں سمجهتا ' كيونكه :

ذهب الله بنورهم و تركهم في ظلمات لا يبصرون - صم بكم عمي فهم لا يرجعون (۲ : ۱۳)	خدا نے اون لوگوں كي آنكهوں كا نور سلب كرليا اور اون كو تاريكي ميں چهوڑ ديا - اب اونكو كچهه نهيں نظر آتا - بهرے' گونگے

اندهے هوگئے هيں - پس وه كسي طرح راه راست پر نهيں آسكتے !

يه اجتماع الضدين نهيں هے' بلكه پردۀ كائنات كا ايك چهپا هوا راز هے جسكا فاش كرنا عيب نهيں بلكه هنر هے - دنيا كي هر چيز ميں خير و شر ملا هوا هے - دامان گل كانٹوں سے اولجها هوا هے' شهد كا ذخيره نيش هاے زهر آلود سے گهرا هوا هے' نور' ظلمت سے مخلوط هے - آب شيريں اور آب شور ايك ساتهه بهتے هيں :

مرج البحرين يلتقيان (۵۵ : ۱۸)	اوس نے كهارے پاني اور ميٹهے پاني كے دو سمندر نكالے كه آپس ميں ملتے هيں -

ليكن اس اختلاط و التباس كے باوجود دونوں كے درميان ايك هلكا سا پرده بهى ڈالديا گيا :

بينهما برزخ لا يبغيان	دونوں كے درميان ايك پرده پڑا هے كه اوس كي وجه سے ايك دوسرے كي طرف بڑهه نهيں سكتا !

يه ايك جزئي تمثيل هے' اور قرآن حكيم كا طرز خطاب يهي هے كه كليات كو جزئيات كے ذريعه سمجهاتا هے اور كليات كو حذف كرديتا هے -

يه التباس و امتياز عبادات ' معاملات ' سياست ' اخلاق ' غرض تمام چيزوں ميں صاف نظر آتا هے' اور نبوت كي ضرورت اور انبياء كرام كے وجود كا صرف يهى مقصد هے كه خير و شر كے درميان جو چلمن لٹكي گئي هے اوسكو صرصر ضلالت سے بچائيں اور قائم ركهيں ' تاكه قانون الهي كے تحفظ كے ساتهه دنيا ميں عدل و اعتدال قائم رهے -

ليكن آندهي چلتي هے' طوفان آتا هے' موجيں ساحل سے ٹكراتي هيں - اسوقت ادا شناسان فطرت گهبراتے هيں كه كهيں خير و شر' نور و ظلمت' يمين و شمال ' آب شيريں و آب شور' باهم مل نه جائيں ' پس وه هاتهه بڑهاتے هيں كه ان پردوں كو روكيں . تب آندهي تهم جاتي هے ' سيلاب رك جاتا هے ' اور موجيں ٹهر جاتي هيں - كيونكه جو هاتهه حق كي حمايت كيليے اوٹهتا هے' وه پل هاے آهنيں كى طاقت ركهتا هے جن پر سے سيلاب گذر جاتے هيں مگر وه كج نهيں هوتے -

خير و شر' هدايت و ضلالت ' اور حق و باطل كا يهى اختلاط امر بالمعروف و النهي عن المنكر كي راه كهولتا هے' اور جو لوگ ان كے درميان امتيازات قائم كرنے كي كوشش كرتے هيں' اونهي كا نام " آمرين بالمعروف والناهين عن المنكر" هے- انبياء كرام كا صرف يه كام هے كه اشياء كے مضار و منافع كو جو سيكڑوں پردوں كے اندر چهپے هوے هيں' بے نقاب كرديں - تاكه دنيا كي تشنه كامي آب شيريں كو پالے اور محروم نه رهے -

و هو الرسول النبي الامي المكتوب في التوراة والانجيل : يامر بالمعروف و ينهي عن المنكر و يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث - (۷ : ۱۵۶)	اور وه وهي نبي امي رسول خدا هے' جسكي نسبت تورات و انجيل ميں بشارت دي گئى هے- وه نيكي كا حكم ديتا هے' برائي سے روكتا هے' اچهى چيزوں كو حلال اور خبائث كو حرام كرتا هے -

(تمدن اور احتساب)

مذهب كے تمام اجزاء اگرچه بالواسطه يا بالذات تمدن سے تعلق ركهتے هيں' ليكن " احتساب" تمام تمدني دنيا پرحاوي هے' بلكه سيادت و حكومت كو بهي (جو تمدن كے محافظ هيں) احتساب هي نے پيدا كيا هے - فطرت كا يه قانون تم كو معلوم هوگا كه هر چيز خير و شر سے ملي جلي هے' اسليے انسان كو هر وقت هشيار رهنے اور جاگتے رهنے كي ضرورت هوتي هے' تاكه وه شهد كے بدلے زهر نه پي لے' اور لعل كي جگه انگارے كو نه اٹهالے - اگر ايك شخص وحي كے ذريعه اس فرق اور پهچان كو قائم كرتا هے تو وه پيغمبر هے- اگر ايك شخص فلسفه و اخلاق كے پيرايه ميں يه راز بتانا چاهتا هے تو وه حكيم هے' اگر ايك شخص حكومت كي قوت سے اس فرض كو ادا كرتا هے تو وه حاكم هے' اگر ايك شخص راستے ميں بيٹهكر اندهوں كو راه دكهاتا هے تو وه خدا كا نيك بنده هے' اگر ايك شخص لوگوں كو بازار كا نرخ ٹهيك بتا ديتا هے تو وه تاجر امين هے' اور اگر ايك شخص صرف صداقت كي خاطر صداقت كا وعظ كرتا هے اور نيكي كا دروازه كهولتا هے تو وه مومن و مسلم هے : و من احسن قولا ممن دعا الى الله و عمل صالحا و قال انني من المسلمين '

اسي تعاون و تناصر كا (يعني باهم ايك دوسرے كي مدد كرنے كا اور آپ نقصان اور خرابي سے بچانے كا) نام تمدن هے' پس احتساب كي ضرورت صرف تمدن حقيقي كي حفاظت كيليے هے ' اگر وه مفقود هوجاے تو تمدن بهي قائم نه رهے -

تعاون و تناصر چونكه هر مسلمان كا فرض هے' اسليے هر مسلم بالطبع محتسب هوتا هے اور اسيليے هر مومن محافظ تمدن عالم هے- اگر ايمان و اسلام كي حقيقت دنيا سے ناپيد هو جاے تو تمام دنيا برباد هو جاے - اسي بنا پر الله تعالى نے هر مسلمان كو ايك دوسرے كا ناصر و مددگار كها :

والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر -	مسلمان مرد اور مسلمان عورتيں ايك دوسرے كے مددگار هيں - نيكي كا حكم ديتے هيں اور برائي سے روكتے هيں -

هي میں هے ' اور وہ خود بهي دهن معدہ میں رهتي هے " اسكي تائيد میں وہ كہتا هے : " جذبات كا عظيم الشان هيجان هميشه بالاے معدہ پر محسوس هوتا هے " نيز يه كه " اگر ايک شخص كا سر توپ كے گولنے سے اڑ جاے تو اسكا دل تهوڑي دير تک حركت كرتا رهيگا ليكن اگر بالاے معدہ كوئي شديد صدمه پهنچے تو فوراً دل كي حركت بند هوجائيگي ' اور اسي كے ساتهه اسكا شعور يا آگهي بهي رخصت هوجائيگي " -

اپنے اس خيال كي تعبير وہ اس نازک انداز میں كرتا هے :

" اگرچه وہ ايک جگه رهتي هے ' مگر مقامي حيثيت سے نہيں رهتي - تم ديكهتے هو كه بتي میں روشني رهتي هے - ٹهيک يهي مثال معدہ اور روح كي هے "

(روح اور مـــــركـــزي نظام عصبي)

روح كے سر سے باهر كسي دوسري جگه رهنے كے متعلق ان خيالات كے ساتهه خيالات كے بعض دوسرے مدرجے بهي موجود هيں جنكے نزديک نفس كا تعلق مركزي نظام عصبي سے هے - ولادت مسيح سے تين سو برس قبل اسكندريه كے هيروفلس كا خيال يه تها كه مقدمة الـراس كے سوراخوں میں (جو تمام جسم میں سب سے زيـادہ انـــدروني سوراخ هيں) جو سيال مادہ هوتا هے ' اسي میں روح رهتي هے - خاصكر چوتهے سوراخ كو وہ مسكن عقل سمجهتا تها -

هيروفلس كا يه خيال همارے ليے بہت هي دلچسپ هے - كيونكه يقيناً اس سوراخ كے نيچے نظام عصبي كے بعض نہايت اهم مراكز موجود هيں - انصاف يه هے كه سب سے پہلے كلاڈيس گيلن Claudius Galen (متوفي سنه ۲۰۰ع) نے يه تعليم دي تهي كه " دماغ هي وہ جگه هے جہاں روح اور ذهن دونوں رهتے هيں "

هم گيلن كي موت اور ويسيلي اس Vesalius كي عظيم الشان تصنيف De Corporis Humani Fabrica كي درمياني صديوں كو نظر انداز كرسكتے هيں ' كيونكه دماغي خواص كے ليے كسي مقام كے تعين كے متعلق وضاحت كے ساتهه غور كرنے میں ان سے كسي قسم كي مدد نہيں ملتي -

علم تشريح كا اب الاباء ويسيلي اس (۱۵۱۴ - ۱۵۶۴) جسكے ليے علم وظائف الاعضاء كے مسائل كسي طرح بهي دلچسپي سے خالي نه تهے ' نفس كے متعلق اس حيثيت كو ملحوظ ركهتے هوے كه اس كا تعلق دماغ سے هے ' حسب ذيل ملهمانه ريمارک كرتا هے :

" ليكن دماغ اپنے وظائف تخيل (۱) استدلال ' غور ' اور حافظه (يا اور كسي طرح ' غرضكه خواہ تم اِس شخص كا مذهب اختيار كرو يا اُس شخص كا ' اور چاهے تم اصلي روح كي چند قيام گاهوں كا نام لينے كو ترجيح دو يا كوئي ترتيب و درجه بندي قائم كرلو) كيسے انجام كرديتا هے ؟ میں اسكے متعلق كوئي بهي راے قائم نہيں كرسكتا ' اور نه ميرے خيال میں اسكے متعلق كوئي امر علم تشريح سے يا ان علماء الهيات كے انداز سے دريافت هوسكتا هے جو حيوانات كو قوت استدلالي بلكه ان تمام قوى سے محروم سمجهتے هيں جنكو هم اصلي روح كہتے هيں "

" اسليے كه دماغ كي ساخت كے لحاظ سے بندر ' كتا ' بلي ' گهوڑا ' اور تمام چوپائے جنكا امتحان میں نے اب تک كيا هے بلكه تمام پرندے اور هر قسم كي مچهلياں تک انسان سے هر ايک شے میں مشابهت ركهتي هيں ' اور تشريح كے وقت همیں كوئي ايسا فرق نظر نہيں آتا جس سے يه معلوم هوسكے كه حيوانات كے فرائض سے همیں اسطرح بحث كرنا نہيں چاهيے ' جسطرح كه هم انسان كے فرائض سے بحث كرسكتے هيں "

" اور اگر جسم و دماغ كے باهمي تناسب كے لحاظ سے ديكهيے تو سب سے زيادہ ايپ اور اسكے بعد كتے كا دماغ بڑا نظر آتا هے - اس سے ثابت هوتا هے كه جن جانوروں كے متعلق معلوم هوگيا هے كه انهیں اصلي روح كے قوى ملے هيں ' انكے دماغ بهي نسبتاً (۱) بڑے هيں "

" میں نے مدرسه نشين علماء الهيات اور دنيا دار فلاسفه كي تحريروں میں تين جوفوں Ventricles كے متعلق جو كچهه پڑها هے اس پر مجهے حيرت هوتي هے "

اس آخري فقرہ میں ويسيلي اس جس خاص راے سے اتفاق نه كرسكا ' وہ لوگوں كا يهي خيال تها كه دماغ كا ايک بہت هي اندروني جوف قدرت نے صرف احساسات كے ليے ركها هے - مثلاً اسكا درمياني حصه تخيل كے ليے هے - آخري حصه حافظه كے ليے - وغيرہ وغيرہ -

در اصل اس خيال كے موجد علماء عرب هيں جسے بعد میں ڈنس اسكوٹس Duns Scotus اور طامس آكنيونس Thomas Aquinas وغيرہ نے اختيار كيا -

(روح اور پي نی ال گليند)

ان كوششوں كے بعد روح میں ايک مقامي حيثيت پيدا كرنے كيليے جو كوشش كي گئي ' اسكا باني ايک فرانسيسي عالم ريني ڈيكارٹي Rene Descartes هے - يه كوشش جس قابليت سے كي گئي تهي اسي قدر اسے شهرت بهي حاصل هوئي - ٹورين Touraine كے فلسفي اعظـــم نے روح كو Pineal gland (۲) میں ركها هے -

---

(۱) اصلي عبارت میں لفظ Function هے - انگريزي میں فنكشن اور ڈيوٹي دو ايسے لفظ هيں جنكے معني اگرچه متحد هيں مگر محل استعمال مختلف هے - عربي میں فنكشن كے ليے بحالت مفرد " وظيفه " اور بحالت جمع " وظائف " آتا هے - ڈيوٹي كے ليے بحالت مفرد " واجب " اور بحالت جمع " واجبات " استعمال كيا جاتا هے - ليكن اردو میں فنكشن اور ڈيوٹي دونوں كے ليے لفظ " فرض " هي بولا جاتا هے جو اگرچه اصولاً غلط نہيں هے مگر توسع زبان اور تدقيق علمي كے لحاظ سے صحيح نہيں - اسي ليے ايک عرصے سے هم وظيفه اور وظائف كو فرائض كے معنوں میں استعمال كرتے هيں تا كه اپنے صحيح معنوں میں يه الفاظ رائج هوجائيں - يه نہايت افسوس كي بات هے كه اردو كے بڑے بڑے مترجموں نے بهي آجتک اس فرق كو محسوس نہيں كيا ' اور هر جگه فرض هي كا لفظ لكهتے رهے - جب تک ملک میں عربي دان مترجم علوم جديدہ پيدا نهونگے ' اردو كي بد بختي لا علاج رهيگي - اس حقيقت پر روييے تو بہت سے مدعيان علم و تراجم كو شاق گذرتا هے - يه دوسري مصيبت هے -

(۱) " نسبتاً ' فطرتاً ' دفعتاً ' قدرتاً " وغيرہ الفاظ كا صحيح رسم الخط " نسبة ' فطرة ' دفعة ' قدرة " هے كيونكه انكے آخر میں صرف تنوين هے نه كه الف - ليكن چونكه همارے ٹائپ میں تاء مدورہ تنوين والي نہيں هے ' اسليے مجبوراً اظهار تنوين و تسهيل قرات كيليے اس عام غلطي كو گوارا كرليتے هيں - هم نے صحت رسم الخط و سهولت قرات كيليے هر طرح كے حروف و اشكال ڈهلوا ليے ليكن يه حرف كارخانے كي غفلت و تساهل سے ابتک نہيں بنا - الهـــلال -

(۲) دماغ كے بالكل اندروني حصے میں ايک چهوٹا سا غدود مٹر كے دانے كے برابر هوتا هے ' جسكو موجودہ علم تشريح كي اصطلاح میں " پي ني ال گليند " كہتے هيں -

لا تدركه الابصار و هو يدرك　　اُوسکو آنکهیں نہیں دیکهه سکتیں مگر
الابصار - (۶ : ۱۰۳)　　وہ آنکهوں کو دیکهتا ھے -

وہ آنکهوں کي نگراني کرتا ھے کہ کہیں مغز کو چهوڑ کر چهلکے پر تو نہیں پڑیں' اسلیے جب نگاهوں کو بهٹکتا دیکهتا ھے تو ٹوک دیتا ھے :

ان اکرمکم عند الله　　تم میں سے زیادہ شریف وهي ھے جو
اتقا کم - (۴۹ : ۱۳)　　سب سے زیادہ پرهیز گار ھے -

یا بالفاظ دیگر جو سب سے زیادہ " ناهي عن المنکر" یعني محتسب ھے !

اب حر و عبد' مالک و مملوک ' اور آقا و غلام کي اصلي صورت دیکهو - تم کو ضعف بصارت کي شکایت تهي' عینک تمهارے سامنے ھے' کیا تم عینک کو بهي نہیں دیکهتے ؟

امام ابو حنیفه (رحمة الله علیه) نے کہا کہ لاحجر علی الحر (آزاد کو کوئي استعمال آزادي سے روک نہیں سکتا) اسلیے وہ سب کچهه کر سکتا ھے' اور فرض احتساب سے اُسے کوئي نہیں روک سکتا - لیکن غلام اس مقدس فرض کو پوري طرح ادا نہیں کرسکتا تها - یہي ایک غلام اور ایک ازاد زندگي کا حقیقي فرق و امتیاز ھے - اسلیے اسلام نے غلامي کو تو مٹادیا ' مگر اس پابندي اور ضروري انقیاد کو قائم رکها جو تعاون کے لیے ضروري ھے - اب اگر ایک شخص سلطنت سے اسلیے آزادي کا طلبگار ھے کہ وہ بهي اوسي گلاس میں شراب پیے جس میں فرانس کا ایک متوالا پیتا ھے' تو وہ صالح آزادي کا طالب نہیں ھے بلکہ غلامي کا عارضي طوق آتار کر ابدي لعنت کا طوق پہننا چاهتا ھے :

انا جعلنا في اعناقهم　　هم نے انکي گردنوں میں طوق ڈالدیے
اغلالاً فهي الي الاذقان　　هیں' جو انکي ٹهڈیوں تک آ گئے هیں
فهم مقمحون - (۳۶ : ۷)　　اور اون کے سر اُلل کے رهگئے هیں -

هاں' اگر وہ احتساب کا میدان وسیع چاهتا ھے کہ اپنی آزادي کا صحیح استعمال کرے ' دنیا کو بري باتوں سے بچاے ' اور نیک کاموں کی هدایت کرے' تو وہ خدا کا سچا بندہ ھے اور اوسکو سچي آزادي کا سچا سکهه ملنا چاهیے -

اسلام حریت و مساوات کي تعلیم اسي اصول کي بنا پر دیتا ھے اور چونکہ هر مسلمان طبعاً امر بالمعروف و النهي عن المنکر کرتا ھے' اسلیے مساوات اوسکا مایۂ خمیر ھے -

الهلال اسی مساوات اسلامي کی دعوت دیتا ھے ' اور حریۃ افرنجیه اور حریۃ اسلامیه کا یہي فرق عظیم اوسکے طریق دعوت کو دنیا کے دوسرے احرار کے طریقوں سے مختلف کردیتا ھے -

دنیا نے ابهي حریت کے مفهوم تک کو نہیں سمجها ھے وہ اوس حریت کو کیونکر سمجهه سکتي ھے جو تعلیمات شرعیه کے غلاف کے اندر مستور ھے - یہی سبب ھے کہ اس طریق دعوت میں گرہ پر گرہ کهولني پڑتي ھے پر نہیں کهلتي - اسي گرہ کے کهولنے کیلیے حضرت موسیٰ علیه السلام نے دعا مانگی تهي :

و احلل عقدة من لساني !　　خدایا میري زبان کي گرہ کهولدے !
(۲۰ : ۲۷)

پس مساوات کا دوسرا نام ھے احتساب ' اور احتساب کا نام ھے اسلام' اسلیے اسلام مساوات کا پیکر حقیقي ھے -

(ایک فضیلت مخصوصه)

دنیا کے تمام مذاهب میں اختلافات موجود هیں - اهل کتاب کے علاوہ بعض مذاهب ایسے بهي هیں جو سزا و جزاے اخروي کے قائل نہیں لیکن دنیوي آرام و راحت کے وسائل میں کسي کو بهي اختلاف نہیں ھے - اسلیے احتساب هر مذهب کا جزو ھے - اسکي سزا دنیا کے معیار اخلاقي کو قائم رکهتي ھے - سلطنت کي اطاعت ' والدین کی فرمانبرداری ' قانون کی پابندي ' هر مذهب کي اولین تعلیم ھے :

و من یعص الله و رسوله　　جو شخص خدا اور اوسکے رسول کي
و یتعد حدوده یدخله　　نافرماني کرتا ھے ' اور اوسکے قوانین کي
نارا خالدین فیها　　خلاف ورزي کرتا ھے تو خدا اسکو
و له عذاب مهین -　　آتشیں عذاب میں ڈالدیگا جس میں
وہ همیشه رھے گا اور اسکے لیے ذلیل کرنے والا دکهه ھے !

لیکن اس باب میں اسلام کو ایک فضیلت مخصوصه حاصل ھے' یعنے اسلام احتساب کے تمام ابواب و شرائط کا جامع ھے :

و یحل لهم الطیبات　　اور اونکے لیے تمام پاک چیزیں حلال
و یحرم علیهم الخبائث　　کرتا ھے اور تمام خبائث کو حرام
(۷ : ۱۵۶)　　قرار دیتا ھے -

آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اپني بعثت کی غرض ان جامع الفاظ میں بیان فرمائي :

انما بعثت لاتمم مکارم　　میں صرف اسلیے مبعوث هوا کہ
الاخلاق - (الحدیث)　　مکارم اخلاق کي تکمیل کروں -

اس سے ثابت هوا کہ مکارم اخلاق کي تکمیل اب تک باقي تهي - قصر شریعت کي آخري اینٹ نے اس عمارت کو مکمل کردیا -

حقیقت یہ ھے کہ احتساب قدیم مذاهب کا بهي جزو تها لیکن جزو ناقص - کسی شریعت نے دنیا کي تمام چیزوں کے فائدوں اور نقصانوں کو دنیا کے سامنے اس جامعیت کے ساتهه نہیں پیش کیا تها جو اسلام کا طغراے امتیاز ھے - بعض مذاهب نے تو سرے سے کوئي پرهیز هي نه رکها حالانکہ " الحمیة راس الدواء " پرهیز دوا کی اصل ھے :

کل الطعام کان حلا لبني　　تمام کهانے کي اشیا بني اسرائیل
اسرائیل الا ما حرم　　کیلیے حلال تهیں مگر وہ جسکو اسرائیل
اسرائیل علی نفسه -　　نے خود اپنے اوپر حرام کرلیا تها -
(۳ : ۹۳)

یعنی دوسرے مذاهب و شرائع میں خاص خاص احکام دائرۂ احتساب کے اندر آگئے تهے' مگر هر شخص اس فرض کو ادا نہیں کرتا تها' اور نه وہ اسکا فرض قرار دیا گیا تها - منطق کي زبان میں اسے یوں سمجهنا چاهیے کہ صرف جزئي قوت جزئي مادہ میں عمل کرتي تهي -

مگر اسلام کي اصلي فضیلت کبریٰ اور مزیت عظمیٰ یہ ھے کہ تمام دنیا میں صرف وهي اخلاق اور نیکي کي پہلي بادشاهت ھے جس نے ایک طرف تو انسان کے هر عمل کو محکمۂ احتساب کے ماتحت کردیا - دوسري طرف هر انسان پر احتساب فرض کر کے قوت محتسبه کو بالکل عام کر دیا - جس طرح ایک مومن نماز پڑهتا ھے' روزہ رکهتا ھے' زکواۃ دیتا ھے ' کیونکہ یہ تمام باتیں شخصاً اسپر فرض هیں - ٹهیک اسي طرح اُسے امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کیلیے ایک دائمي محتسب بهي هونا چاهیے ' کیونکہ مومن وهي ھے جو نیکي اور عدالت کیلیے محتسب هو -

---

رمضان المبارک کے متعلق

نہایت معتبر و مفید مسائل و فضائل وغیرہ بڑے کاغذ پر اشتهار کي صورت میں چهاپ کر شائع کیے گئے هیں - جن حضرات کو عام مسلمانوں کیلیے تقسیم کرنی اور مساجد میں چسپاں کرنے کیلیے ضرورت هو تو صرف محصول ڈاک بهیجکر طلب فرما لیں -

راقم فقیر اصغر حسین از دار العلوم مدرسه اسلامیه دیوبند
ضلع سہارن پور

یہاں " ولي" کا لفظ فرمایا - " ولي" کا صرف یهي کام ہے که وہ جس کا ولي ہے اوسکو نیک راہ بتائے' برائي سے روکے' اوسکے مصالح کا لحاظ رکھے' اوسکي ضروریات و مصالح کا محافظ هو' اور تمام خبائث و رذائل اور تسلط شیطاني و بہیمي سے اسکو بچانے کا آرزومند رہے -

حکومت کے مختلف صیغوں کي تقسیم اسي امر بالمعروف او ر نہي عن المنکر کا نتیجه ہے - کانٹے راہ میں بچھے ہوے هیں' هر شخص کا قدرتي فرض ہے که چلنے والوں کو بتاے که قدم سنبھال کے رکھیں - لیکن ایک هي شخص هرجگه موجود نہیں رہ سکتا اور هر کام کو نہیں کرسکتا - اسلیے تقسیم عمل کي رو سے صیغے فرائض' پیشے' تقسیم هو جاتے هیں - یهي وجه ہے که تمدن جس قدر ترقي کرتا ہے' اوسي قدر ان تقسیمات کو بھي ترقي هوتي جاتي ہے - چنانچه اسلام نے احتساب کے اس بہترین اصول کو هر موقع پر قائم رکھا اورکہا که نظم و قوام امور کیلیے همیشه ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا کرو - یہاں تک که اگر صرف تین مسلمان کسي مقام پر جارہے هوں تو انکے لیے بھی ضروري ہے که اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں :

لا یحل لثلاثة یکونون بفلاة من الارض' الا امروا احدهم - (الحدیث - ابوداود)

تین آدمیوں تک کیلئے یه جائز نہیں که وہ کسي میدان میں هوں اور ایک کو اپنا امیر نه بنالیں

کیونکه هدایت و ارشاد کي هروقت ضرورت ہے' اور بادیۂ ضلالت کے رهروؤں کو تو اور بھي زیادہ ضرورت هوجاتي ہے' پس امیر یا حاکم کا یه فرض نہیں ہے که وہ پھولوں کي سیج پر لیٹ کے هدایت و ارشاد کرے - اوسکو آبله پا رهروں کے ساتھه اپنے تئیں بھي کانٹوں پر ڈالدینا چاهیے تاکه دوسروں کے تلوؤں میں کانٹے نه چبھنے پائیں !

(عبادات اور احتساب)

اسلامي عبادات کي حکمتوں اور مصلحتوں کے متعلق بہت کچھه کہا گیا ہے' لیکن اگر غور کیا جاے تو یه تمام مصالح و اسرار ایک محیط کل قانون کي جزئیات و فروع هیں - احتساب تمدن کا محافظ ہے اور اسلام ایک خالص حقیقي مدنیۃ فاضله ہے - اس بنا پر احتساب کا قانون بھي اسلام کي تمام تعلیمات میں یکساں قوة و نفوذ کے ساتھه کام کررہا ہے - نماز بجاے خود ایک محتسب اعظم ہے :

ان الصلوة تنهي عن الفحشاء و المنکر (۲۹ : ۴۵)

نماز بري باتوں اور تمام بد اخلاقیوں سے روکتي ہے -

اور محتسب کا بھي یهي کام ہے -

احتساب تمدن کا محافظ ہے اور تمدن باهم ایک دوسرے کي مدد و معاونت کا نام ہے - اسلیے زکوة میں احتساب یه ہے که اس سے فقراء کو مدد ملتي ہے' اور اسلیے وہ نمازکي شفیق ہے :

یقیمون الصلوة و مما رزقنهم ینفقون - (۲ : ۳)

نماز کو قائم کرتے هیں اور هم نے جو کچھه انہیں دے رکھا ہے اسمیں سے لوگوں کو بھی دیتے هیں -

تمام قران حکیم کو پڑھجاؤ - هر جگه قیام صلوة کے ساتھه ایتاء زکوة کا بھي ذکر پاؤ گے -

حج تعاون و تناصر کي بہترین نمایش گاہ ہے - کلي طور پر وہ ایک وسیلۂ تجارت بھي ہے :

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم - (۲ : ۱۹۸)

تمهارے لیے کوئي هرج نہیں که خدا کے فضل (مال و تجارت) کي تلاش کرو !

اور تجارت اعانت باهمي کا نام ہے - وهي زکواة کي بھي راہ کھولتا ہے :

فمن کان منکم مریضا او به اذى من راسه ففدیة من صیام او صدقة او نسک (۲ : ۱۹۶)

تم میں سے جو شخص مریض هو' یا اوسکے سر میں کوئي دکھه هو تو اُسے چاهیے که فدیه میں روزہ رکھے' یا صدقه دے' اور یا قرباني کرے -

روزہ تقوی کي طرف دلالت کرتا ہے' اور تقوی کے لغوي معنے بچنے کے هیں - اصطلاح شریعت میں هر برائي سے بچنے کا نام تقوی ہے' اور بچنے بچانے هي کا نام احتساب ہے :

یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون - (۲ : ۱۸۳)

مسلمانو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا که تم سے پیشتر کے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا - تاکه تم تقوی حاصل کرو -

یه محتسب تمهارے پاس پانچ وقت آتے هیں' هر سال آتے هیں' تمام عمر میں ایک بار آتے هیں' افسوس که پھر بھي تمکو هدایت نہیں ملتي ؟

فاین تذهبون؟ (۸۱ : ۲۶)

تم سرشاري ضلالت میں کہاں بہکے جا رہے هو؟

(جزئیات تعلیمات اسلامیه)

اسلم کي اخلاقي جزئیات اسي احتساب کي شاخیں هیں - میرے پاس چاے کا چمچه نہیں ہے' میں تم سے مانگتا هوں - تم نہیں دیتے - اور اس طرح احتساب یعنے تعاون کے ایک نہایت ارزاں موقع کو کھو رہے هو - تمکو یه موقع حقیر معلوم هوتا ہے کیونکه تم بیش قیمت چیزوں کے قدر داں هو' لیکن شریعت کي چشم عتاب کچھه اور اشارہ کرتي ہے :

الذین هم یراؤن و یمنعون الماعون - (۱۰۷ : ۶)

پھٹکار ہے اُن لوگوں پر جو ریاکاري کرتے هیں اور حقیر چیزوں کے دینے میں اُنهیں دریغ و تامل ہے -

تم ایک شخص کیلیے سودا تولتے هو' اور اپنے هاتھه کي خذاقت آمیز گردش سے جنس میں ایک توله کم کردیتے هو کیا ایک توله کوئي بڑي چیز ہے؟ هاں مادہ تو بڑا نہیں' لیکن روح بهرحال بڑي ہے - تعاون میں اس سے خلل آگیا' احتساب کا اصول ٹوٹ گیا' اسکے توڑنے کیلیے ایک رتي کا معامله بھي ویسا هي ہے جیسا ایک من کا :

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون' و اذا کالوهم او وزنوهم یخسرون! (۸۳ : ۳)

کم تولنے والوں کیلیے پھٹکار ہے جو لوگوں سے لیتے هوے تو ناپ کے پورا لیتے هیں' مگر جب دیتے هیں تو کم کر کے ۔

راستے میں ایک تنکا پڑا ہے - تم اوٹھا لیتے هو - یه تمهیں ایک دل بہلاؤ مشغله معلوم هوتا ہے' لیکن کیا تم نے کسي زخم رسیدہ پاؤں کو بھي اس سے نہیں بچا دیا؟ اگر بچا دیا تو فرض احتساب ادا کر دیا - اسلیے یه صدقه ہے جسکا تمهیں ثواب ملے گا -

اگر تم کوئی صیغۂ احتساب قائم کرو تو اسکے لیے یورپ کے قانون کا اتباع ضروري نہیں' صحاح سته کافي هیں ۔

(مساوات اسلامی)

حضرت عمر رضي الله عنه نے فرمایا تھا :

لم استعبدتم الناس و ولدتهم امهم احرارا؟

تم نے لوگوں کو کیوں غلام بنا لیا ہے' حالانکه اونکي ماؤں نے تو اونهیں آزاد جنا تھا -

آزاد و غلام میں تمهیں کیا فرق معلوم هوتا ہے؟ تم کرسي پر بیٹھے هو' وہ زمین پر - تم گوشت کھاتے هو وہ سوکھي روٹي - تم حریر پہنتے هو وہ گاڑها - هاں مغرور انسان ایسا هي دیکھتا ہے' لیکن خدا کي آنکھه اس سے زیادہ روشن ہے :

یہ اس طول طویل بحث کا نہایت مختصر خلاصہ ہے جو فوضوئین استعمال قوت کي ضرورت پر کرتے هیں ' اور پھر اسي اصول کا وہ مہلک استغراق اور خونیں غلو ہے جو قتل و خون تک پہنچ جاتا ہے اور انسانوں کے امن اور آرام کو نابود کردیتا ہے -

* * *

قوت کا استعمال کیونکر کیا جائے ؟

اسکے متعلق فوضوئین کا یہ خیال ہے کہ اگر طاقت اسقدر وسیع پیمانہ پر موجود ہو کہ عام انقلاب پیدا کیا جاسکے تو فوراً سرکشي اور طغیاني سے کام لینا چاهیے' ورنہ اسکو بتدریج و بدفعات استعمال کرنا چاهیے کہ یا تو جان و مال کا نقصان ہو یا کم ازکم خوف و دهشت پیدا هوسکے ' اور ملک قوۃ مستبدہ کي کمزوري اور درماندگي کو دیکھکے اس نے برداشتہ خاطر هوجائے -

انکے اس اصول کے مطابق نقصان کا نشانہ صرف انهي لوگوں کو هونا چاهیے جنکو حکومت سے تعلق ہے ' مگر فوضوئین کے نزدیک بسا اوقات عام پبلک هي کو نشانہ بنانا مقتضاے مصلحت هوتا ہے' کیونکہ اس صورت میں وہ حکومت کي پالیسي کے خلاف متفقہ آواز بلند کریگي -

یہ خیالات هیں جو ان خطرناک لوگوں کو اخلاق کي تمام امن طلبانہ تعلیمات سے بے پروا کردیتے هیں' اور وہ نہایت افسوس ناک اور وحشیانہ طور پر قتل و غارت شروع کردیتے هیں -

* * *

کلیسائے وارگریو کي آتشزدگي کے سلسلے میں جو تین خطوط ملے هیں ' انمیں ایک کا پتہ یہ ہے :

" حکومت کے زرخرید غلاموں اور عورتوں پر ظلم کرنے والوں کے نام "

یہ ایک کارڈ ہے - اسکے دوسرے رخ پر یہ عبارت لکھي ہے :

" هم خوف انگیزي کا تجربہ کر چکے مگر وہ بے اثر ثابت هوئي' اسلیے اب هم نے مال و دولت کو نقصان پہنچانا شروع کیا ہے- یہ کارروائیاں حکومت کي درندگي اور ستمراني کا ترکي بہ ترکي جواب ہے - قبل اسکے کہ زیادہ دیر هو کلیسا کو خود اپنے احکام کي پیروي کرنے دو - هم اپني حرکتیں آخر تک نہ چھوڑ ینگے - پبلک کو دیکھنا چاهیے کہ حکومت جو هماري فوجي جماعت کو فنخریہ اور بجبر روکنا چاهتي ہے ' اسکا نمونہ یہ ہے "۔

دوسرے کارڈ کی سرخي یہ ہے :

" ظلم کا جواب "

" هم نے اب تک جانوں پر حملہ کرنے سے احتراز کیا تھا - لیکن معلوم هوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ هم جانوں پر بھي حملہ کریں' اور اسکي ابتداء ان سنگدل اور ضمیر فروشوں سے هو جو قید خانوں میں هم پر ظلم کرتے هیں " -

تیسرا خط نہایت مختصر ہے مگر با ایں همہ اس سے یہ معلوم هوتا ہے کہ یہ جماعت اپنے مصائب کا کیا صلہ سمجھتي ہے ؟

" تمھارے مظالم همارے لیے حوصلہ شکن نہیں هوسکتے- همارا عقیدہ ہے کہ جو لوگ حق و صداقت کي راہ میں مصائب جھیلتے هیں ان پر خدا کي رحمت نازل هوتي ہے ' اور انهیں بہشت کي حکومت ملتي ہے "۔

(ایڈیٹر)

هندوستان میں ایک ایڈیٹر کي حیثیت خواہ کچھہ هي هو' مگر انگلستان میں وہ خیال اور راے پر حکومت کرنے والي طاقت ہے - اشخاص کي نیک نامي و بد نامي ' تجاویز کي منظوري و نا منظوري ' حکام کا عزل و نصب ' وزارتوں کي شکست و فتح ' اور ملکوں کي جنگ و صلح ' ایک ایڈیٹر کي جنبش قلم کے عامۃ الوقوع کرشمے هیں !

لیکن جبکہ تمام انتظامی طاقتیں اقتراعیات کي زد میں آچکي تهیں ' تو یہ قلمي طاقت باوجود شدید مخالفت کے بھي اسوقت تک انکے حملوں سے محفوظ تھي - اب اسکي سرزنش کي بھي ابتدا هوگئی ہے - بیلفاسٹ سے ایک اخبار نکلتا ہے جسکا نام " بیلفاسٹ نیوز لیٹر " ہے - اس اخبار میں یہ خبر شائع هوئي تھي کہ گولف کے بعض کلبوں کے ممبروں نے یہ طے کرلیا ہے کہ اگر اب اقتراعیات نے ان پر یورش کي تو وہ قانون کو اپنے هاتھہ میں لیکے خود انهیں سزا دینگے -

ایک عورت جو تنومند' شہزور' پوري ۶ فیٹ لنبي تھي' دفعۃ اس اخبار کے ایڈیٹر کے کمرہ میں داخل هوئي - اور نہایت تہدید آمیز لہجہ میں پوچھنے لگی : " کیوں جي ! کیا تم کو اس خبر کے ساتھہ همدردي ہے ؟ "

ایڈیٹر نے کہا " هاں "

هاں کا منہہ سے نکلنا تھا کہ اس مرد نما عورت نے اس کے منہہ پر اس زور سے ایک گھونسا مارا کہ اسکے لمبے اور تیز ناخن (جو اسي غرض سے بڑھاے گئے تھے) ایڈیٹر کے گالوں میں بیٹھہ گئے ! !

ایڈیٹر فوراً اس حملہ آور عورت کے لپٹ گیا اور دونوں میں کشا کش شروع هوگئي - اس کشاکش میں عورت گر پڑي اور اسکا سر کھل گیا' تاهم اسکي همت یا جوش انتقام میں ذرا بھی فرق نہ آیا - وہ برابر حملے کیلیے کوشش کرتی رهي !

شور و غل سنکے اور لوگ بھي باهر سے آگئے اور انھوں نے کشاں کشاں اس عورت کو بهزار مشکل باهر نکالا -

* * *

بیل فاسٹ سے ایک اور اخبار نکلتا ہے جسکا نام " بیلفاسٹ ایوننگ ٹیلیگراف " ہے - اسکے ایڈیٹر نے بھي اقتراعیات کے خلاف کوئي حرکت کي تھي - اسکي سزا میں ایک عورت اسکے دفتر میں گھس گئي اور خوب هي زد و کوب کرکے کرسي کے نیچے ڈالدیا !

مسئلۂ مسجد گلبرگہ

عالیجناب نے گلبرگہ کي مسجد کے متعلق بذریعہ تار برقي گورنمنٹ نظام کو جو توجہ دلوائي تھی الحمد للہ کہ بالاخر اسکا نتیجہ ظاهر هوا اور ارکان ریاست نے کمال عدل و انصاف سے توجہ فرمائي - جو حکم اب جاري هوا ہے وہ حسب ذیل ہے :

" فہمائش نامہ مورخہ ۲ سہر یور سنہ ۲۳ ف

ذریعہ هذا فہمایش دیجاتي ہے کہ پیشگاہ اقدس و اعلی خلد اللہ ملکہ سے تصفیہ فرمایا گیا ہے کہ مسجد زیر تعمیر کي تکمیل کی اجازت دیجاے -

حسبہ ضلع کو ذریعہ مراسلہ لسان ۱۵۶۱ مورخہ ۱۷ خور داد سنہ ۱۳۲۳ف لکھدیا گیا ہے - بهرحال آپ مسجد زیر تعمیر کي تکمیل کرسکتے هیں - جسقدر حصہ تکمیل طلب رهجائیگا اسکو سرکاری خرچ سے بنوا دیا جائیگا ۱۲ شعبان سنہ ۳۲ -

مولوی فصیح الدین احمد خاں صوبہ دار صوبہ گلبرگہ -

اقتراعیات

حوادث و سوانح

(کلیساے وار گریو اور تین خطوط)

اقتراعیه عورتوں نے اب یه طریقه اختیار کیا ہے که وہ اپنے حملوں کے بعد بعض تحریریں چھوڑ جاتي هیں تا که پبلک کو اس روح کا اندازہ هوسکے جو انکے قانون شکن اعمال کے اندر کار فرما ہے - چنانچه وار گریو کے گرجا کي آتشزدگي کے بعد تین کارڈ ملے دیں - یه کارڈ درحقیقت فوضویت (انارکی) کے تین اساسی و بنیادي اصولوں کا ایک اجمالي بیان ہے -

* * *

وار گریو ایک ساحلي مقام ہے جو دریاے تیمس کے کنارے واقع ہے - یہاں نہایت قدیم اور تاریخی گرجا تھا - اسکي دیرینه عهدي کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے که جو مختلف قسم کے رجسٹر یہاں محفوظ تھے انکا آغاز سنه ۱۵۳۸ سے هوتا تھا - گرجے میں ایک خوشنما اور پر فضاء چمن بھي تھا جسکي تاریخ قدیم کے متعلق علماء آثار برطانیه میں اختلاف ہے - بعض اسکو ملکه الیزبتھه کے عہد کا قرار دیتے هیں - بعض شاہ چارلس سوم کی طرف منسوب کرتے هیں -

اتوار کا دن ' صبح ۹ بجے کا وقت تھا که اس گرجے کے قریب تین عورتیں نظر آئیں - وہ بظاهر شریف و شایسته معلوم هوتي تھیں -

انگلستان اب ان فوضویت کي دیبیوں نے اس قدر ترساں اور لرزاں هو گیا ہے که (بقول مراسله نگار انگلشمین) یه تصور کرتے هي که فلاں قومي معهد (نیشنل انسٹیٹیوشن) میں ایک عورت آ گئی ہے' خوف پیدا هوجاتا ہے که کہیں اسکے نکلنے کے بعد بمب کے پھٹنے یا کسي تاریخي اور گراں بها یاد گار کے برباد هونے کي خبر نه آے !

چنانچه اکثر عمارتیں بند پڑي رهتي هیں - بعض کھلي هیں مگر انکي مراقبت و نگراني اسقدر شدید ہے که اگر ایک شریف مرد کسي شریف صورت لیڈی کے همراہ اندر جانا چاهتا ہے تو اسے پہلے دروازہ پر پاسبانوں سے ایک اچھا خاصه مناظرہ کرنا پڑتا ہے !

* * *

مگر جب بربادي آنے والي هوتی ہے تو اسکا راسته هموار کرنے کے لیے غفلت پہلے آجاتي ہے - ان عورتوں کو متعلقین کلیسا نے دیکھا مگر کچھه خیال نه کیا -

۵ گھنٹے کے بعد یعنی ۲ بجے ایک خاندان نے جو گرجے کے سامنے رهتا تھا ' یکایک دھماکے کي آواز سني اور تمام لوگ گھبرا کے باهر نکل آے - دیکھا تو آگ کے شعلوں سے تمام افق شفق آلود هو رها ہے' اور گرجے کي عمارت میں آگ لگ گئي ہے - فوراً آگ بجھانے والے انجن کے اسٹیشن کو ٹیلي فون دیا گیا - مقامي اور اسکے بعد هینلي و کنگھم کے انجن بھي پہنچ گئے - انجن والوں اور متعلقین کلیسا کی سخت عرقریز کوششوں کے باوجود آگ گرجے کے اور حصوں میں دوڑ گئي ' اور جب بمشکل بجھي تو یه گرجا ' انگلستان کے محبوب و دلپسند دریاے تیمس کا تاریخي گرجا ' اپني برباد و سوخته حالت میں ' عزیز صنف انساني کے غضب و انتقام کی ایک سبق آموز یاد گار تھا !

البته وہ نہایت قدیم رجسٹر جو حسن اتفاق سے ایک آهني الماری میں بند تھا ' اور خوشنما و پر فضا چمن جسکے عہد تعمیر میں اختلاف ہے' یه دونوں چیزیں بچ گئیں -

جب آگ فرو هوئي تو گرجے کي کھڑکي کے نیچے ایک تیشه اور تین خطوط ملے -

(خطوط اور بعض اصول فوضویت)

فوضویت درحقیقت استبداد کا علاج بالمثل ہے' اور اگر استبداد کوئي درخت ہے تو اسکا ثمرۂ تلخ فوضویت کو سمجھنا چاهیے - چنانچه جسقدر استبداد زیادہ هوتا ہے ' اتنا هي اس کے درخت میں یه کڑوا پھل بھي زیادہ لگتا ہے !

مثلاً فوضویت سب سے زیادہ روس میں ہے جہاں اسکی شدت ظهور و استہلاک کی وجه سے اسکا نام عدمیت (نہلزم) رکھدیا گیا ہے - لیکن غور کرو که یورپ میں مستبد ترین سلطنت بھي وهي رهگئي ہے -

فوضوئیین کہتے هیں که " عدل و انصاف " کے الفاظ خواہ کتنے هي خوش آهنگ اور دلفریب معلوم هوں ' مگر افسوس ! که انکي حقیقت مکر و فریب سے زیادہ نہیں -

وہ کہتے هیں که دنیا کي بہت سي قومیں هیں جنکو غلامی کے بعد آزادي ملی ہے' اور بہت سے حقوق هیں جو غصب هونے کے بعد انکے مالکوں کو واپس کیے گئے هیں اور انکے حالات آج بھي هماري عبرت و بصیرت اور سبق آموزي و رهنمائي کے لیے موجود هیں' مگر کیا کوئي بتلاسکتا ہے که انمیں سے ایک قوم کي گردن سے بھي عدل کے هاتھه نے غلامي کا طوق اتارا ہے ' یا ایک حق بھي کسي غاصب کے پنجے سے نکالکے مظلوم مالک کو واپس دلایا ہے ؟ یقیناً اس کا جواب سواے " نہیں " کے کچھه نہیں هوسکتا - اگر تمام تاریخ میں کوئی مثال اس کلیه کے جزئي استثناکي ملتي ہے تو وہ صرف جاپان ہے -

جب کبھي حقوق کے لیے ضمیر سے اپیل کي گئي ہے اور عدل و انصاف یا ترحم و تلطف کا استبداد کو واسطه دیا گیا ہے تو همیشه اسکے جواب میں تغافل و تجاهل هي کیا گیا ہے' اور جب کبھي صداے حق طلبي کا خروش زیادہ بڑھا ہے تو قانون کي لگام منهه میں ڈالدي گئي ہے - " عدل و انصاف " ایک تماشه ہے جس سے کوتاہ اندیش اور بیخبر جماعتوں کي بڑي بڑي امیدیں وابسته هوتي هیں ' مگر حقیقت بیں دهوکا نہیں کھاتے !

طاقت جب تک مجبور نہیں هوتي' اپنے فوائد سے دست بردار هونا نہیں چاهتي !

وہ کہتے هیں که جب کبھي عدل و انصاف کے حق پژوہ اور رحمدل فرشته کے بدلے ' طاقت کے خون آشام اور سنگدل دیو سے مدد طلب کي گئي ہے ' تو همیشه صدائیں رسا ' خواهشیں کامیاب ' امیدیں فتح مند ' اور مطالبات منظور هوے هیں - ماضي کا تمام تجربه اور انساني فطرت کا پورا مطالعه بتلاتا ہے که اگر کوئي شے ہے جو ناله و فغاں میں اثر اور مطالبات میں زور پیدا کرتي ہے ' اگر کوئي شے ہے جو ذلیل کو معزز ' سربسجود کو سر بلند ' خاک نشیں کو سریر آرا ' غلام کو آزاد ' اور محکوم کو حکمراں بناتي ہے ' تو وہ طاقت اور صرف طاقت هی ہے !

اسي لیے طاقت هی هماري امیدوں کا قبله ہے - هم اپني اعانت و مدد کے لیے صرف اسي کي طرف رجوع کرتے هیں - همارے تمام عزائم و مقاصد کي روح و رواں یهي طاقت ہے ' همارے تمام افعال و اعمال اسی محور کے گرد گردش کرتے هیں -

اور خرید و فروخت نکرے کا ' اون سے هم کلام نہوگا ' وغیرہ وغیرہ (۱)

اس عہد نامہ پر تمام قریش نے مہریں لگائیں ' اور وہ اطلس میں لپیٹ کر خانہ کعبہ میں لٹکا یا گیا - اس معاهدہ کے بعد حضرت ابو طالب اپنے تمام خاندان کو لیکر شعب ابو طالب میں چلے گئے ' اور آنحضرت بھي مسلمانوں کے ساتھہ وهیں اقامت پذیر هوے - قریش کا یہ معاهدہ تین برس تک قائم رها ' اور اس وسیع مدت میں آنحضرت نے شعب ابي طالب هي میں قیام فرمایا ' چنانچہ یہ درد انگیز واقعہ سیرت کي تمام کتابوں میں مذکور هے - اور وہ لوگ بھي مسٹر امیر علی کي کتاب سے اس کي تحقیق کر سکتے هیں ' جو کتب حدیث و سیر سے روایات کے فراهم کرنے کي اهلیت نہیں رکھتے -

خود اسلام میں جب کسي شخص نے قومي منافع پر شخصي فوائد کو ترجیح دي هے ' تو اسکے خلاف صحابہ اور خود آنحضرت نے اسي قسم کا طرز عمل اختیار فرمایا هے - اسلام کي تاریخ میں غزوہ تبوک بعض خصوصیات کے لحاظ سے ایک خاص تاریخي اهمیت رکھتا هے - چونکہ یہ لڑائی سخت گرمي کے موسم میں واقع هوئي تھي اور مقابلہ بھي شدید تھا ' اسلیے عموماً منافقین اوسکي شرکت سے علحدہ هوگئے ' بلکہ خود بعض مسلمانوں نے بھی شرکت سے جان چرائي - چنانچہ جب آنحضرت تبوک سے واپس آے ' تو مخلفین کو (وہ لوگ جو لڑائي میں شریک نہیں هوئے تھے) طلب فرمایا جنکي تعداد ۸۰ سے متجاوز تھي ' اور هر ایک سے عدم شرکت کي وجہ پوچھي - سب نے اپنا اپنا عذر پیش کیا ' اور آپ نے اوسکو قبول فرما لیا - پھر اون سے بیعت لي اور اونکے لیے استغفار کیا - (یہ سب منافق تھے) لیکن کعب بن مالک ' مرارہ بن الربیع ' هلال بن امیۃ الواقفي کا عذر مقبول نہ هوا ' حالانکہ یہ لوگ مخلصین مومنین میں سے تھے - چنانچہ آنحضرت نے ان تینوں بزرگوں پر سخت ناراضي ظاهر کي اور تمام صحابہ کو اون کے ساتھہ سلام ' کلام ' اور نشست و برخاست سے منع فرما دیا - پورے پچاس دن تک یہ حالت قائم رهي - اسکا دو بزرگوں پر یہ اثر هوا کہ تنگ آکر گھر میں گوشہ نشیں هوگئے - صرف کعب بن مالک بازاروں میں اس امید میں پھرتے رهتے تھے کہ کوئي سلام کرے - خود مسجد میں آتے اور آنحضرت کو سلام کرتے ' مگر جواب نہ ملنے پر بہ حسرت دیکھتے کہ لب مبارک پر حرکت کے آثار ظاهر هوے یا نہیں؟ پھر آنحضرت کے قریب جا کر نماز پڑھتے اور دزدیدہ نظروں سے آپکي طرف دیکھتے جاتے ' جب وہ مصروف نماز هوتے تو آنحضرت انکي طرف متوجہ هوتے ' اور جب وہ آپ کي طرف دیکھتے تو آپ منہہ پھیر لیتے - اس واقعہ نے اس قدر شہرت حاصل کي کہ بادشاہ غسان کے قاصد نے بازار میں اونکو ایک خط دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ " محمد صلعم تم کو ذلیل کر رهے هیں ' تم هم سے ملجاؤ - هم تمہارے ساتھہ همدردي کرینگے " لیکن اونکے جوش اخلاص نے اس خط کو تنور میں ڈالدیا - ۴۰ دن کے بعد اس حالت میں اور اشتداد پیدا هوا - یعني آنحضرت نے حکم دیا کہ یہ لوگ اپني بي بیوں سے بھي علحدگي اختیار کرلیں جو اس مصیبت میں اونکي شریک و رفیق تھیں - چنانچہ کعب بن مالک نے اپني بي بي کو کمال اطاعت سے اسکے میکے روانہ کردیا - جب دس روز اس حالت میں بھی گذر گئے ' تو ایک دن کعب بن مالک اسي حالت تنہائي میں اپنے کوٹھے پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پہاڑ کي چوٹي سے باآواز بلند پکارا : " یا کعب بن مالک ابشر " یعني اے کعب تم کو خوشخبري هو - وہ فوراً سجدے میں گر پڑے اور سمجھہ گئے کہ مصیبت کا خاتمہ هوا ' چنانچہ آنحضرت نے بعد نماز فجر اونکي توبہ کے قبول هونے کا اعلان فرمایا - اور لوگ جوق جوق آکر اونکو بشارت دینے لگے - ایک شخص دوڑتا اوڑاتا هوا آیا اور یہ مژدہ جانفزا سنایا - ایک شخص نے پہاڑ کي چوٹی سے بشارت دي ' چونکہ اوسکي آواز گھوڑے سے پہلے پہونچي تھي اسلیے بطور انعام کے اوسکو کعب بن مالک نے اپنا کپڑا اوتار کر پہنا دیا - خود عاریتاً کپڑے مانگ کے پہن لیے ' اور بے اختیار دوڑتے هوے آنحضرت کي خدمت میں حاضر هوے - لوگ انکو مبارکباد دیتے جاتے تھے - طلحہ بن عبید اللہ نے دوڑ کر مصافحہ کیا - آنحضرت کي خدمت میں پہونچے تو آپ کا چہرہ فرط مسرت سے چمک اوٹھا اور آپ نے بھي بشارت دي - اس مسرت میں کعب بن مالک نے اپنا تمام مال صدقہ میں دینا چاها ' لیکن آنحضرت کے فرمانے سے کچھہ مال اپنے پاس بھي رکھہ لیا (دیکھو بخاري جلد ثالث مطبوعہ مصر ص ۶۱ ذکر غزوہ تبوک)

ان تمام واقعات پر بہ ترتیب غور کرنے سے حسب ذیل نتائج مستنبط هوتے هیں :

(۱) " زبردست گروہ کو کمزور فرقہ کے خلاف اسٹرائک کرنا سزاوار نہیں " جیسا کہ قریش مکہ نے کیا تھا اسلیے زمانہ اسٹرائک میں طلباء کا کھانا بند کردینا یا انکو بورڈنگ سے نکال دینا جائز نہیں

(۲) اسٹرائک صرف یورپ کي پیداوار نہیں بلکہ وہ ایک فطري چیز هے - اور تاریخ عرب و عہد نبوت میں اسکي مثالیں پائي جاتی هیں -

(۳) اسٹرائک صرف جمہوري اصول کي تائید میں کرني چاهیے - جیسا کہ انحضرۃ صلی اللہ و سلم نے اُن لوگوں کے خلاف کیا جنھوں نے ایک قومي جہاد میں شرکت سے گریز کیا تھا -

(۴) اگر اسٹرائک استقلال کے ساتھہ قائم رکھي جاے ' تو اسکا اثر نہایت شدید هوتا هے -

(۵) اسٹرائک کیلیے حقوق طلبي بھي ضروري نہیں بلکہ وہ کسی جرم کي سزا بھی هو سکتي هے -

(۶) اسٹرائک تجارت پیشہ گروہ کیلیے مخصوص نہیں هے بلکہ خالص مذهبی گروہ بھی کر سکتا هے -

(۷) اسٹرائک کے لیے مساوات لازمی نہیں هے ' کعب بن مالک آنحضرت اور دیگر صحابہ کے مساوي نہ تھے - جب کثیر گروہ ضعیف کے مقابلے میں اسٹرائک کر سکتا هے تو ضعیف کو قوي کے مقابلے میں اسکا حق مرجح حاصل هے -

(۸) جو شخص جتنا مذهب میں سخت هوگا اور اوس سے جسقدر خیر خواهی(۱) و حمایت کي توقع هوسکیگي ' اوسکے مقابل میں اسٹرائک بھی اتنے هي سخت هوني چاهیے - البتہ اگر بیگانہ لوگ مدد میں کمي کریں تو انکو معذور رکھنا چاهیے ' جیسا کہ آنحضرت نے منافقین کو معذور رکھا - فتح الباري میں هے " و فیها ان القوي في الدين يواخذ باشد ما يواخذ الضعيف " کعب بن مالک کی حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا هے کہ قوي المذهب اور مخلص شخص سے بہ نسبت ضعیف کے سخت مواخذہ کرنا چاهیے (ص ۹۴ جلد ۸)

(۹) جمہوري فوائد کیلیے اون اخلاق و آداب کي پابندي

---

(۱) آپنے غالباً اسٹرائک اور بائیکاٹ میں فرق نہیں کیا هے - انکي مثالیں نہایت موثر هیں لیکن اُس انقطاع تعلقات و تعاون مدني کیلیے موزوں تر هیں جسے آجکل بائي کاٹ کہتے هیں - اسٹرائک بھی گو اسمیں شامل هے مگر اسکي صورت دوسري هے - بہرحال آخر میں اپنا خیال ظاهر کرونگا - الهلال

(۱) لیکن بعض لوگ اسي خیر خواهانہ تعلقات کي بنا پر تعلیمی اسٹرائک کے عدم جواز کا فتوے دیتے هیں : و ما اوتيتم من العلم الا قليلا - منه

مراسلات

الاعتصاب في الاسلام

(از مولانا عبد السلام - ندوي)

طلباے دار العلوم ندوة العلماء کی استرائک نے جو مباحث پیدا کردیے، ان میں ایک اهم بحث یه هے که استرائک شرعاً مسلمانوں کیلیے جائز هے یا نهیں؟ صاحبزاده افتاب احمد خاں صاحب نے جو مضامین اخبارات میں لکھے تھے ان میں بهت افسوس کیا تها که استرائک کے عدم جواز کے خلاف کوئي دلیل پیش نهیں کي جاتي - هم چاهتے هیں که انکے ارشاد کي آج تعمیل کریں -

هندوستان میں بلکه تمام بلاد اسلامیه میں جب اس قسم کے مسائل پر بحث شروع هوتی هے، تو اکثر طبقه قدیمه و طبقه جدیده میں اختلاف پیدا هوجاتا هے اور آزاد خیالی کی بنا پر آخر الذکر گروه اکثر جواز کا فتوی دیدیتا هے، لیکن حسن اتفاق سے استرائک کو دونوں گروه نے نا جائز قرار دیا هے - دونوں فرقوں کے دلائل حسب ذیل هیں :

(۱) استرائک تمدن جدید کی پیداوار هے - ایشیاء کی قدیم تهذیب اسکو جائز نهیں رکھتي، بالخصوص "طلباے مدارس" عربیه کیلیے تو بالکل نا جائز هے : من تشبه بقوم فهو منهم -

(۲) استرائک ان اصول کے مخالف هے جو اسلام نے استاد اور شاگرد کے تعلقات کے متعلق قائم کیے هیں - جدید فرقه اسکو ڈسپلن کی مخالفت سے بھی تعبیر کرتا هے -

پهلي دلیل اگرچه طبقه قدیمه کے لیے کافی هے، لیکن جدید گروه کے نزدیک کسي چیز کے نا جائز هونے کی صرف یه وجه نهیں هوسکتي که "وه جدید تمدن کی پیداوار هے" اس بنا پر وه اس دلیل کو ایک محدود شکل میں پیش کرتا هے اور کهتا هے که :

(۳) تمدن جدید صرف سیاسي و تجارت پیشه گروه کو استرائک کي اجازت دیتا هے، اور اوستاد و شاگرد کے تعلقات یورپ میں بھي محض اخلاقي حیثیت رکھتے هیں -

ان دلائل پر نقد و بحث کرنے کیلیے امور ذیل تنقیح طلب هیں :

(۱) کیا استرائک تمدن جدید کي محدثات و بدعات میں سے هے؟

(۲) کیا استرائک صرف تجارت پیشه گروه هی کیلیے مخصوص هے ؟

(۳) اسلام نے استاد و شاگرد کے تعلقات کے متعلق کیا اصول قائم کیے هیں جنکا اتباع طلبا پر واجب هے ؟

(تنقیح اول)

(کیا استرائک تمدن جدید کے محدثات میں سے هے ؟)

انسان فطرتاً مدنیّ الطبع پیدا هوا هے، اسلیے وه تمدني، مالي، اخلاقي، غرض متعدد حیثیتوں سے دوسرے افراد کے تعاون کا محتاج هے - اعانت باهمي کا یهي اصول تمدن کا سنگ بنیاد هے، اور یه اصول جس قدر منضبط و مستحکم هوتا هے، اوسي قدر انساني زندگي پر لطف، خوشگوار، دلچسپ، بلکه دیر پا هوجاتي هے - اگر کشمکش حیات میں اس اصول کو نظر انداز کردیا جاے تو دفعتاً حیات انساني خطرے میں پڑ جاے -

لیکن اس فطري اعانت سے انسان کو جو فوائد و منافع حاصل هوتے هیں، کبھي کبھي خود غرضي اونکي مساویانه تقسیم میں خلل انداز هوجاتي هے - یعنے ایک گروه صرف لینا چاهتا هے اور دینا نهیں چاهتا - اسلیے دوسرا گروه اپني مالي یا جسماني یا اخلاقي اعانت سے اوسکو محروم کردیتا هے - اسیکا نام استرائک هے - اس بنا پر صرف ایک ایک فرد بھي اپني ذاتي اعانت سے دوسرے فرد کو محروم کرسکتا هے - چنانچه حضرت عائشه رضی الله عنها پر جن لوگوں نے اتهام لگایا تها ان میں حضرت ابوبکر کے غلام مسطح بھي تھے - انکي معاش کا دار مدار صرف حضرت ابوبکر کي ذات پر تها - حضرت ابوبکر نے اونکو نفقه سے بالکل محروم کردیا، اور اسپر قسم کھالي - چنانچه صحیح بخاري میں هے :

فحلف ابوبکر ان لاینفع مسطحا بنافعة ابدا	حضرت ابوبکر نے قسم کھالي که مسطح کو کبھي کسي قسم کا فائده نه پهونچائینگے-

حضرت ابوبکر کا یه فعل اگرچه بالکل جائز تها، تاهم چونکه مسطح کا کوئي دوسرا سر پرست نه تها، اور اس جرم کي بنا پر کوئي شخص سر پرستي کیلیے آماده بھي نهیں هو سکتا تها، اسلیے حضرت ابوبکر کے طرز عمل سے اوسکي زندگي خطرے میں پڑ گئي تھي، پس خدا تعالی نے اخلاقي حیثیت سے (نه که نهیاً و وجوباً) اونکو اس سے روکدیا :

ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربي والمساکین والمهاجرین في سبیل الله و لیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم - (بخاري مطبوعه مصر جلد ۳ ص ۱۱۶)	اهل دولت قرابت داروں اور غرباء اور مهاجرین کو دینے سے دریغ نه کریں، اور انهیں معاف کردیں - کیا تم لوگ یه نهیں پسند کرتے که خدا تمکو معاف کردے ؟ خدا تو بڑا رحم و مغفرت کرنے والا هے-

لیکن اصطلاحاً اس قسم کے تمدني قطع تعلق پر اوسیوقت استرائک کا اطلاق کیا جاتا هے، جب ایک گروه دوسرے گروه یا فرد کو اپني اعانت سے محروم کردیتا هے - اسي بنا پر جدید عربي زبان میں استرائک کو "اعتصاب" کهتے هیں جسکے معني گروه بندي کے هیں - آجکل اگرچه یورپ اکثر اس اصول پر عمل کرتا هے، لیکن اعانت باهمي کسي نه کسي صورت میں هر تمدن کا جزو مشترک رهي هے - پس هر تمدن استرائک کي گنجایش رکھتا هے، اس میں یورپ و جاپان کي تخصیص نهیں-

دنیا میں سب سے زیاده ساده تمدن دیهات کا هوتا هے جهاں تعلیم و تربیت کي هلکي سي شعاع بھي نهیں پڑتي - لیکن عموماً تمام دیهاتوں میں کونات کرنے کا طریقه جاري هے جسکے روسے ایک شخص کا حقه، پاني، کھانا، پینا بند کردیا جاتا هے، اور وه اوسکي زندگي کو تمام تمدني منافع اور تعلقات صحبت سے محروم کردیتا هے - ابتداء بعثت میں قریش نے بھي آنحضرت کے ستانے کیلیے اسی قسم کا معالفه کرلیا تها - یعني تمام قریش نے اس مضمون کا ایک عهد نامه لکھا تها که قریش میں کوئي شخص بنو هاشم و بنو عبد المطلب کو اپني لڑکي ندیگا - اون سے لین دین

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کي شکايتوں سے پريشان هيں تو اسکي دو گولياں رات کو سوتے وقت نگل جائيے صبح کو دست خلاصه هوگا ' اور کام کاج کهانے پينے نهانے ميں هرج اور نقصان نه هوگا کهانے ميں بدمزه بهي نهيں هے -

قيمت سوله گوليوں کی ايک ڈبيه ۵ آنه محصول ڈاک ايک ڈبيه سے چار ڈبيه تک ۵ آنه

يه

دو دوائيں

هميشه

اپنے

پاس

رکهيں

درد سر رياح کی دوا-

جب کبهي آپکو درد سر کي تکليف هو يا رياح کے درد ميں چهٹ پٹاتے هوں تو اسکے ايک ٹکيه نگلنے هي سے پل ميں آپکے پهاڑ ايسے درد کو پاني کرديگي -

قيمت باره ٹکيونکي ايک شيشي ۶ آنه محصول ڈاک ايک سے پانچ شيشي تک ۵ آنه -

نوٹ — يه دونوں دوائياں ايک ساتهه منگانے سے خرچ ايک هي کا پڑيگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالونکے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تيل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو اسکے ليے بهت سے قسم کے تيل اور چکني اشيا موجود هيں اور جب تهذيب و شايستگي ابتدائي حالت ميں تهي تو تيل - چربي - مسکه - گهی اور چکني اشيا کا استعمال ضرورت کے ليے کافي سمجها جاتا تها مگر تهذيب کي ترقي نے جب سب چيزوں کي کاٹ چهانٹ کي تو تيلوں کو پهولوں يا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنايا گيا اور ايک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلداده رهے - ليکن سائينس کي ترقي نے آج کل کے زمانه ميں محض نمود اور نمايش کو نکما ثابت کرديا هے اور عالم متمدن نمود کے ساتهه فائدے کا بهي جوياں هے بنابريں هم نے سالها سال کي کوشش اور تجربے سے هر قسم کے ديسي و ولايتي تيلوں جانچکر " موهني کسم تيل " تيار کيا هے اسميں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے بلکه موجوده سائنٹيفک تحقيقات سے بهي جسکے بغير آج مهذب دنيا کا کوئي کام چل نهيں سکتا - يه تيل خالص نباتاتي تيل پر تيار کيا گيا هے اور اپني نفاست اور خوشبو کے ديرپا هونے ميں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گهنے اگتے هيں - جڑيں مضبوط هو جاتي هيں اور قبل از وقت بال سفيد نهيں هوتے درد سر' نزله ' چکر' اور دماغي کمزوريوں کے ليے از بس مفيد هے اسکي خوشبو نهايت خوشگوار و دل آويز هوتي هے نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکهنے سے سڑتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قيمت في شيشي ۱۰ آنه علاوه محصولڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

هندوستان ميں نه معلوم کتنے آدمي بخار ميں مرجايا کرتے هيں' اسکا بڑا سبب يه بهي هے که اُن مقامات ميں نه تو دواخانے هيں اور نه ڈاکٹر' اور نه کوئي حکيمي اور مفيد پٹنٹ دوا ارزاں قيمت پر گهر بيٹهے بلا طبي مشوره کے ميسر آسکتي هے - همنے خلق الله کي ضروريات کا خيال کرکے اس عرق کو سالها سال کي کوشش اور صرف کثير کے بعد ايجاد کيا هے' اور فروخت کرنے کے قبل بذريعه اشتهارات عام طور پر هزارها شيشياں مفت تقسيم کرچکے هيں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازه هوجاے - مقام مسرت هے که خدا کے فضل سے هزاروں کي جانيں اسکي بدولت بچي هيں اور هم دعوے کے ساتهه کهه سکتے هيں که همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار يعني پرانا بخار - موسمي بخار - باري کا بخار - پهرکر آنے والا بخار - اور وه بخار' جسميں ورم جگر اور طحال بهي لاحق هو' يا وه بخار' جسميں متلي اور قے بهي آتي هو - سردي سے هو يا گرمي سے - جنگلي بخار هو - يا بخار ميں درد سر بهي هو - کالا بخار - يا آسامي هو - زرد بخار هو - بخار کے ساتهه گلٹياں بهي هوگئي هوں - اور اعضا کي کمزوري کي وجه سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے' اگر شفا پانے کے بعد بهي استعمال کيجاے تو بهوک بڑه جاتي هے' اور تمام اعضا ميں خون صالح پيدا هونے کي وجه سے ايک قسم کا جوش اور بدن ميں چستي و چالاکي آجاتي هے' نيز اسکي سابق تندرستي از سر نو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتهه پير ٹوٹتے هوں' بدن ميں سستي اور طبيعت ميں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نه چاهتا هو - کهانا دير سے هضم هوتا هو - تو يه تمام شکايتيں بهي اسکے استعمال کرنے سے رفع هو جاتي هيں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هو جاتے هيں -

قيمت بڑي بوتل - ايک روپيه - چار آنه
چهوٹي بوتل باره - آنه

پرچه ترکيب استعمال بوتل کے همراه ملتا هے

تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتي هے

المشتهر زهره زهرا الفر

ايم - ايس - عبد الغني کهمسک - ۲۲ و ۷۳

کولو ٹوله اسٹريٹ - کلکته

---

[6]

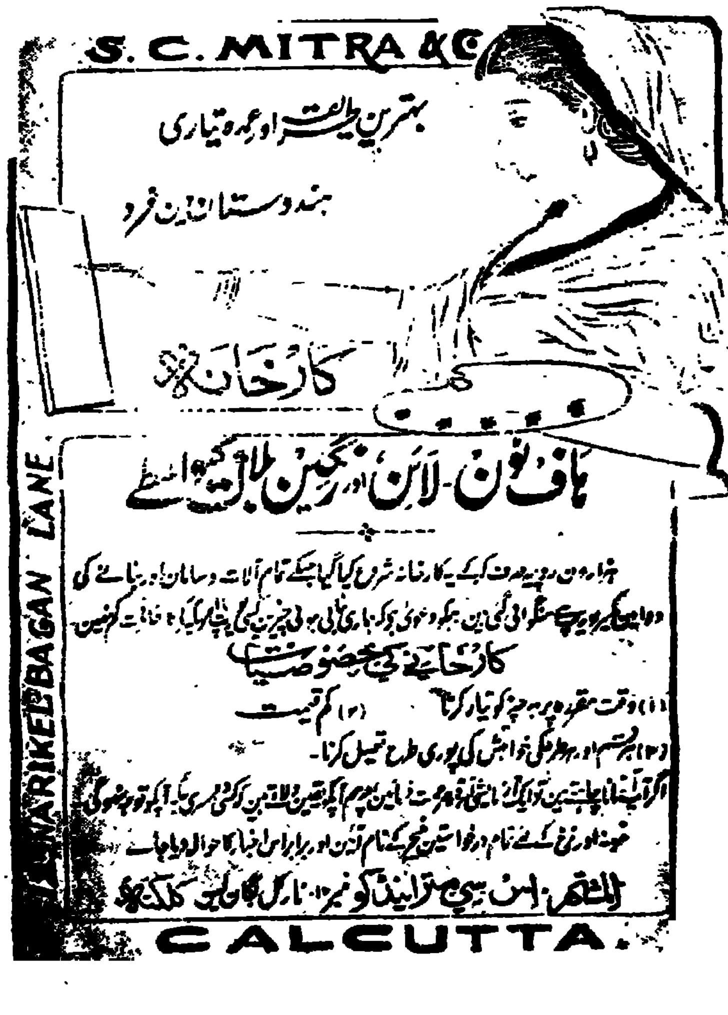

ہاف ٹون - لائن اور رنگین بلاک کیواسطے

کارخانے کی خصوصیات

(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا (۲) کم قیمت

(۳) ہر قسم اور ہر طرح کی خواہش کی پوری طرح تعمیل کرنا۔

ضروري نہیں جو حالت شخصیت میں باہمی تعلقات کیلیے ضروري تھي ' چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباري میں لکھتے ہیں :

وفیها ترک [١] السلام علی من اذنب و جواز هجره اکثر من ثلاث و اما النهي عن الهجر فوق الثلاث فمحمول علی من لم یکن هجره شرعیا (جلد ٨ ص ٩٣)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو گنہگار ہو اسکو سلام نہیں کرنا چاہیے ' اور تین دن سے زیادہ اوس سے جدائي اختیار کیجا سکتي ہے ' لیکن شریعت میں تین دن سے زیادہ کي جدائي کي ممانعت اوس شخص کیلیے ہے ' جسکي علحدگي مذہبی نہ ہو -

تاہم غیر مذہبي اور ذاتي اغراض کیلیے بھي تین دن تک اسٹرائک جاري رکھي جاسکتی ہے - [لها بقیة صالحة]

عرب اسٹیمر کمپنی

مخدوم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الہلال کلکتہ السلام علیکم - اخبار اتحاد مطبوعہ ٢٣ جون میں جو مضمون مذکورہ بالا کمپني کے متعلق شایع ہوا ہے ' اسمیں یہ بات ظاہر کیگئي ہے کہ عرب اسٹیمر کمپني ٹرنر موریسن کمپني کے ہاتھوں (جو اس سے پیشتر پرشین اسٹیم نیویگیشن کمپني کے خریدنے میں کامیاب ہوچکي ہے) فروخت کردالي گئي ہے - لیکن یہ خبر غلط اور واقعہ کے خلاف ہے - عرب اسٹیمر کمپني اب تک اپني اصلي حالات پر قائم ہے ' اور وہ پبلک بالخصوص حجاج کی ویسي ہے خدمت بجا لانے کی کوشش کر رہي ہے جیسا کہ پیشتر بجا لاتي رہی ہے - البتہ ٹرنر موریسن کمپني کے ڈائرکٹروں سے ہماري کمپني کے فروخت کیے جانے کي بابت کچھہ گفتگو ہولي تھي جو نا تمام رہي - بات یہ ہے کہ عرب کمپني نے حال میں پی اند او کمپني کے دو نہایت عمدہ جہاز خرید کیے ہیں - امید تھي کہ مسلمان اس مفید کام میں ہماري مدد کرینگے اور سواریاں اور مال ہمارے ہي جہازوں کے ذریعہ حجاز کو بھیجا جاوے گا ' مگر افسوس ہے کہ اس معاملہ میں ہم لوگوں کو بڑي ہي - مایوسي ہولي - مسلمانوں نے ہماري امداد اور کمپني کے حصص خرید نے میں بڑي سرد مہري کا اظہار کیا - اگر خدا نخواستہ ایسي ہي عدم ہمدردي کا سلسلہ جاري رہا تو اندیشہ ہے کہ یہ اسلامي کمپني اپنا کام کم کردے اور حجاج کو صرف کثیر برداشت کرنے کے علاوہ دیگر آفتوں میں بھی مبتلا ہونا پڑے عرب اسٹیمر کمپني تجارتي فوائد کو مد نظر رکھنے کے ساتھہ ساتھہ خدمت اسلام بالخصوص امداد حجاج کو اپنا فرض عین تصور کرتي ہے اور ٹکٹ میں قیمت حجاج کي آسایش و سہولت کیلیے ہمیشہ معقول رعایت کي ہے لیکن کمپني کي ترقي اور حجاج کي راحت اسیوقت ممکن ہے جبکہ مسلمان اسلامی ہمدردي اور حمیت سے کام لیں او کمپني کي امداد میں پوري پوري سعي فرمائیں -

راقم محمد مشاري - منیجنگ ڈایرکٹر عرب کمپني بمبئي

سرجیمس مسٹن اور متولیان مسجد کانپور

تصحیح و تشریح

مسجد مچھلي بازار کانپور کے نقشہ تعمیر کے متعلق آپکے اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا ہے ' جسمیں لکھا ہے کہ نفٹننٹ گورنر بہادر نے چالیس ہزار روپیہ اور جگہ دینے کا اعلان کیا تھا - یہ صحیح نہیں ہے - اصلیت یہ ہے کہ جسوقت سر جیمس مسٹن بہادر کانپور آنیوالے تھے اونسے ایک روز قبل ماسٹر بشیر الدین اڈیٹر البشیر کانپور آئے ' اور مجھسے اور نیز دو ایک متولیوں سے بیان کیا کہ جناب لفٹننٹ گورنر صاحب آمادہ ہیں کہ تعمیر مسجد کیلیے جانب شمال کا کل میدان بلا قیمت اور مبلغ پچیس ہزار روپیہ نقد بطور عطیہ عنایت کریں تاکہ مسجد عالیشان تعمیر ہوجاوے ' لیکن جزو مسجد منہدمہ پر برآمدہ کے متعلق کولی رعایت اس قسم کے نہیں کرینگے جو حسب منشاے مسلمانان زینہ وغیرہ اندرون برآمدہ ہونے سے خیال کیا جاتا ہے ' بلکہ نیچے عام راستہ رہیگا -

ہم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ نیچے کے برآمدہ میں نصف حصہ مسجد میں جانیکے لیے زینہ ہوجاے ' اور نصف حصہ رہگذر عام کیلیے رہے اور یہ خیال کسي طرح فیصلہ وایسراے کے خلاف بھی نہیں تھا - دوسرے روز حضور لفٹننٹ گورنر بہادر رونق افروز کانپور ہوے ' اور جملہ متولیان بلائے گئے - نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے سامنے گفتگو کرنے کیلیے کمترین منتخب کیا گیا - وقت پیشي دیکھا کہ ماسٹر بشیر الدین صاحب دست راست پر رونق افروز ہیں - ہم لوگوں کے پہنچ جانے پر لارڈ صاحب بہادر نے دریافت فرمایا کہ مولوي بشیر الدین صاحب نے بہت کوشش کي ہے ' اور نیز مولوي صاحب ایک با اثر مسلمان ہیں (١) لہذا مولوي صاحب نے آپ لوگوں سے جو کہا ہے اسمیں کیا راے ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ مولوي صاحب نے تذکرۃ مجھسے ضرور حضور کے خیال کا کچھہ ذکر کیا ہے - ممکن ہے اور بھي دو چار اصحاب سے کہا ہو - لیکن عام طور پر لوگ بے خبر ہیں - اسلیے تا وقتیکہ ہم لوگ استصواب کافي نکریں کچھہ راے ظاہر نہیں کرسکتے ہیں - اسپر حضور ممدوح نے فرمایا کہ " کیا تمام دنیا کے مسلمانوں سے راے حاصل کرنیکي ضرورت ہے " میں نے جواباً عرض کیا کہ اگر چہ زیادہ وقت حصول جواب کیلیے نہیں ہے تب بھی کم سے کم مقامي اہل الراے سے راے لینا تو بہت ضروري ہے - ہم لوگ تنہا راے سے ایک مذہبي کام میں دخل دینے سے قاصر ہیں - اسپر فرمایا کہ بہتر ہے -

اسکے بعد بذریعہ راجہ صاحب محمود آباد (کہ وہ بھي اس روز تشریف لائے ہولے تھے) حضور لفٹننٹ گورنر بہادر سے معلوم ہوا کہ ماسٹر بشیر الدین صاحب کا بیان ٹھیک نہیں ہے - نقل سماعت کے باعث انہوں نے وہ سمجھا جو کہا ' ورنہ لارڈ صاحب نے انسے پچیس ہزار کا وعدہ نہیں کیا تھا -

نیازمند محمد نثار الدین تاجر لتھہ کانپور مستعفي
متولی مسجد مچھلي بازار کانپور

---

(١) یہ جو بعض مدعیان علم و حدیث شکایت کرتے ہیں کہ اسٹرائک کے دوران میں سلام و کلام بزرگوں کو ضرور کرنا چاہیے حالانکہ نہیں کیا گیا ' تو اوسکا مبني بخاري کا وہ نسخہ ہوگا جسکو مولانا احمد علي مرحوم والد بزرگوار مولوي خلیل الرحمن صاحب سہارنپوري نے چھپوایا تھا - اوس میں شاید یہ حدیث نہوگي کیونکہ اسکا اثر حقوق اولاد پر پڑنے والا تھا - مگر ہم نے مصر کے نسخہ مطبوعہ سے اس روایت کو لیا ہے - (منہ)

(١) بعض راویوں نے ہز آنر کا یہ جملہ بھي نقل کیا ہے کہ " مولوي بشیر الدین صاحب مسلمانوں کے بہت بڑے عالم اور لیڈر ہیں ! (الہلال)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٦

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رمضان ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday August, 5. 1914.

جلد ٥

دولۃ علیہ کا جہاز:

" آلدین رئیس "

"كتاب مرقوم يشهده المقربون (۸۳ : ۱۸)

"وفي ذالك فليتنافس المتنافسون !" [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال
في
مجلدات الہلال

تو اے کہ محو سخن گستران پیشینی
مباش منکر "غالب" کہ در زمانہ تست!

(۱) "الہلال" تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین و وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے - اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید و اعدی عدو مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرنے کیلیے ساعی ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و اسع بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر اسے ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و مخالف سے معتقدانہ نکلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ برپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار متشککین مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد دور بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فصل مخصوص اور موہبت و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و افضل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف ہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں۔ اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو انکی قیمت دس روپیہ قرار دی جاتی ہے -

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف پانچ روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

بہت ممکن ہے کہ الہلال کی قیمت بڑھا دی جاے - اگر ایسا ہوا تو پھر مکمل جلدوں کی قیمت بھی زیادہ ہو جائیگی.

— Telephone Nº 648
AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street.
CALCUTTA
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly .. Rs 4 12

الہلال

[illegible]
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۶ کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ - رمضان ۱۳۳۲ هجري جلد ۵
Calcutta : Wednesday, Augst, 5 1914.

نار اللہ الموقدة ، التی تطلع علی الافئدة !!

عفـــریت جنگ کا عالمگیر تسلط

مدینۃ حدیثہ کا خذلان و خسران !

بلقـــان کے کوہ آتش فشاں کا ایـک شرارہ
تمـام یورپ میں آگ لگا دیگا
(پرنس بسمـارک)

بالاخر استعمار کے اس شجرہ ملعونہ میں پھل آگئے جسے آج سالہا سال سے یورپ مشترق کے خون سے سینچ رہا - اب ان پھلوں کی تلخی اسکے کام و دہن کے لیے ایک عذاب الیم ثابت ہورہی ہے - فسبحان من بطشہ شدید ' و اخذہ و بیل -

* * *

یعنی یورپ میں موعود و منتظر عالمگیر جنگ چھڑ گئی -

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ اس چنگاری کی لگائی ہوئی ہے جو عشق " سروریہ عظمی " کی راہ میں ایک سر فروش سروی طالب العلم کی ریوالور سے نکلی تھی اور ولی عہد آسٹریا کے دل و جگر سے پار ہو گئی تھی ' مگر یورپ اب شاہ پرست نہیں ہے - وہ وابستگان شاہ بلکہ خود شاہ کے انتقام کو بھی اتنا ضروری نہیں سمجھتا کہ اسکے لیے قوموں اور ملکوں کو قربان کردے - پس ہم کو اسباب جنگ کے سراغ میں اور آگے بڑھنا چاہیے -

(جنـگ کا ابتـدائي سـر رشتـہ)

تاریخ عالم کے گذشتۃ صفحات الٹیے اور سنہ ۱۸۷۸ ع یعنی جنگ روس و دولت علیہ ' معاہدہ سینٹ اسٹیفانو ' اور بالاخر برلن کانگریس تک آییے - یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فرانس اور انگلستان دونوں روس کے نہایت شدید رقیب تھے - دونوں انتہائے اضطراب و حسرت کے ساتھہ دیکھہ رہے تھے کہ روس کلید عالم (قسطنطنیہ) پر عملاً قابض ہوا چاہتا ہے -

انگلستان اور فرانس دولۃ عثمانیہ کے حامی بنکے آئے تھے ' مگر انگلستان بقول نپولین ایک تجارت پیشہ اور بقال سرشت قوم ہے اسلیے خواہ وہ کتنا ہی شریف المقصد اور بلند پایہ کام کرے تاہم " نفع و ربح " کا نقطہ اسکے پیش نظر رہتا ہے ' اور جب کبھی وہ علم ' انسانیت ' مسیحیت ' یا امن کی خدمت انجام دیتا ہے تو اسکے خرمن حرص میں کوئی نہ کوئی دانہ ضرور بڑھجاتا ہے -

انگلستان نے دولت عثمانیہ سے اپنی حمایت کی فیس میں جزیرہ قبرس لے لیا -

ڈسرائیلی اور لارڈ سالسبری نے اس معاہدہ پر دستخط کیے تھے جسکا مفاد یہ تھا کہ وہ کانگریس میں ترکوں کے ساتھہ کوئی پوشیدہ منصوبہ یا خفیہ انتظام کیے بغیر داخل ہوتے ہیں ' حالانکہ جو کچھہ کرنا تھا وہ کرچکے تھے -

اتفاق سے گلوب نامی ایک اخبار کو معاہدۂ قبرس ملگیا اور اس نے اسکا اقتباس شائع کردیا -

اس عین وقت پر پردہ دری کا اثر فرانس اور روس پر یہ پڑا کہ دونوں ملکوں میں نفرت و حقارت اور غیظ و غضب کا ایک طوفان بپا ہوگیا ' اور فرانسیسی و روسی وکلا نے کہا کہ وہ فوراً برلن چھوڑ دیتے ہیں -

اسوقت داہی زمانہ پرنس بسمارک " ایماندار دلال " کے بھیس میں آیا اور اس معاملہ کو معاہدہ برلن کی صورت میں طے کرا دیا -

اسی معاہدہ برلن میں ہرزی گونیا اور بوسینیا آسٹریا کو دلوایا گیا -

سلافی روس کے لیے جرمن نسل کے ہاتھوں یہ دوسرا چرکا تھا جو آسٹریا کے اقتدار سے لگایا گیا ' مگر وہ بالکل مجبور تھا - کیونکہ دول یورپ میں کسی نے اسکا ساتھہ نہیں دیا -

لیکن اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے روس اور جرمنی کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگئی -

سنہ ۱۸۷۰ ع کی جنگ کے بعد سے جرمنی اور فرانس کے تعلقات نہایت درجہ خراب ہورہے تھے - فرانس نے اس فرصت کو مغتنم سمجھا اور روس سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش شروع کی - ادھر بسمارک نے بھی اپنی غلطی محسوس کی اور تلافی مافات کرنا چاہی ' مگر اس منافست و مقابلہ میں فرانس کامیاب ہوا -

پس آسٹریا اور روس کے باہمی تعلقات میں برلن کانگریس کے بعد سے ایک غاصب و مغصوب یا فائز المرام و خرمان نصیب حریفوں کی نسبت پیدا ہوگئی -

جزیرہ نمائے بلقان کی آزادی کا تخیل برلن کانگرس سے پیشتر نہ تھا مگر کانگرس کے بعد سے یہ خیال سلافی نسل میں پیدا ہوگیا ' اور نہ صرف پیدا ہوگیا بلکہ انکے دلوں میں پوری طرح جاگزیں بھی ہوگیا - چنانچہ اسکے بعد ہی سے اسکی تیاریاں ہونے لگیں -

بغرض اختصار ہم سنہ ۱۸۷۸ سے سنہ ۱۹۱۲ ع تک کا درمیانی زمانہ نظر انداز کردیتے ہیں -

سنہ ۱۲ ع میں ایک طرف تو تیاریاں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی تھیں ' دوسری طرف ترک جنگ طرابلس میں الجھے ہوے تھے - سلافی نسل کو خیال آیا کہ اس مقصد کے لیے ایک طلائی فرصت انہیں حاصل ہے - روس نے جنگ بلقان کی تجویز پیش کی

SEWING MACHINES
KNITTERS
WINDERS
ADARSHA KNITTING
THE ADARSHA KNITTING Co
Importers Manufacturer's
General Merchant & Commission Agent
CALCUTTA

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

—:*:—

یہ کمپنی نہیں چاھتي ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھي رھیں اور ملک کي ترقي میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگي جس سے موزہ اورگنجي دونوں تیار کی جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگي جسمیں گنجي تیار ہوگي جس سے روزانہ ۲۵روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنـي ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروري ہوں معض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتي ہے - کام ختم ہوا - آپکے روا نہ کیا اور آسانی سے روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ھي بننے کے لیے چیزیں بھي بھیج دي گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

—:*:—

آنریبل نواب سید نواب علي چودھري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کي چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے -

مس کشم کماري دیوي - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواري آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا ہوں - یہ کمپني اس وجہ سے قائم ہوئي ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کر رھی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے ماسواے کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکي مدد کریں -

انریبل جسٹس سید شرف الدین - جج ہائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپني کي بنائی ہوئی چیزونکو استعمال کیا اور پائیدار پایا - دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے - میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد اس کمپني کي سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت ہو -

ہز اکسیلنسي لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

آنکے پرائیوٹ سکریٹري کے زباني -

آپنے اپني ساخت کي چیزیں جو حضور گورنر اور انکي بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا - ہز اکسیلنسي اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اور مجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے -

برنچ — سول کورٹ زرد ٹنگائیل -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

(آسٹریا اور جرمنی)

ولیعہد کے قتل نے یہ ثابت کردیا کہ پانی سر تک پہنچ چکا ہے اور اگر آج ہی انتظام نہ کرلیا گیا تو کل سر سے گزر جائیگا -

بقول جان بل نامی اخبار کے' آسٹریا کو بہ تحقیق معلوم تھا کہ اس سازش میں سرویا شریک ہے - اس نے شاہنشاہ آسٹریا کو ہر ممکن نقصان پہنچانیکے لیے ایک انجمن لندن لیگیشن ۳۰ پرانٹ اسٹریٹ میں اور پھر بلگراد میسن ہوٹیل' اور اسکے بعد کولنس گیٹ میں قائم کی تھی جسکا نام " سیکریٹ سروس بیوریا " ہے اور یہ قتل اسی مجلس کی کوشش و انتظام سے ہوا -

سازش قتل میں سرویا کی شرکت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ جان بل کو خود اس تحریر کا ایک حصہ ملگیا جسمیں ولیعہد کے قتل کی تجویز لکھی تھی - یہ تحریر کیونکر ملی؟ اسکا ایک عجیب قصہ ہے - سیکریٹ سروس بیوریا کا دفتر جب بلگراد میسن ہوٹل سے کولنس گیٹ کو منتقل ہونے لگا ہے تو بہت سے کاغذات جلائے گئے تھے جنمیں یہ تحریر بھی تھی - مگر سرویا کی بدقسمتی سے اسکا ایک حصہ نہیں جلا' اور اتفاق سے جان بل کے دفتر تک پہنچ گیا - اسمیں مصارف قتل کے لیے ۳ ہزار پونڈ کے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا -

پس اسوقت آسٹریا کے سامنے دو راہیں تھیں: فیصل کن جنگ کی شمشیر' یا دائمی سازش کا پھندا' اور کون ہے جو میدان جنگ میں عزت کی موت کو سازش گاہوں میں ذلت و بے بسی کے ساتھہ مرنے پر ترجیح نہ دیگا ؟

یہ صحیح ہے کہ سرویا تحقیقات کے لیے مستعد نظر آتی تھی مگر خود مجرم اپنی تحقیقات کیا کریگا؟ اگر سرویا ان چند افسروں یا عہدہ داران حکومت کو معزول بھی کردیتی' تو اس سے آسٹریا کے آیندہ مصائب کا خاتمہ نہیں ہوسکتا تھا' کیونکہ چند اشخاص کے سزا یاب ہونے سے وہ تحریک تو مردہ نہیں ہوجاتی جو خود حکومت کی آغوش میں پرورش پا رہی ہے؟

ادھر جرمنی بھی جنگ کے لیے مجبور تھی - ایک طرف آسٹریا کی اعانت اسکے لیے ناگزیر تھی - کیونکہ وہی اسکا اصلی دست بازو ہے اور بقول اسکے میدان جنگ کے دنگل میں جرمنی کا " بے مثل ثانی " - دوسری طرف خود اسکی آبادی روز افزوں ہورہی ہے جسکے لیے نو آبادیاں نہایت ضروری ہیں' اور اتفاق سے مفاہمت کچھہ اسطرح دنیا پر چھایا ہوا ہے کہ جرمنی کو قدم رکھنے کی کہیں جگہ نہیں ملتی

یہ حالت تھی جسکی وجہ سے آسٹریا نے سرویا سے چند ذلت آفریں اور نا ممکن القبول مطالبات کیے' جنہیں سرویا نے اعتراض کے ساتھہ منظور کرلیا - تاہم آسٹریا کے لیے یہ منظوری تشفی بخش نہ ہوئی' اور قبل اسکے کہ ڈپلومیسی اپنی کارگزاریاں دکھلائے' اعلان جنگ کردیا گیا -

(آغـــاز جنـگ)

۲۵ جولائی کو سرویا اور آسٹریا کے تعلقات منقطع ہوگئے - سرویا جو جنگ بلقان کے زخموں سے چور چور ہورہی تھی' یہ جانتی تھی کہ وہ ایک تازہ دم فوج کا کہاں تک مقابلہ کرسکتی ہے؟ پس اعلان جنگ سے پہلے ہی وہ اپنا دار السلطنت کراگیر جیوکس نامی شہر میں لیگئی جو بلغراد سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے -

آسٹریا نے اپنی تمام قلمرو میں فوجی قانون کا اعلان کردیا - سرویا کے کمانڈر انچیف کو جو اسوقت ہنگری میں سفر کر رہا تھا آسٹریا نے گرفتار کرلیا ہے -

(ترانــــہ امن کی افســـردہ لے)

" ڈپلومیسی میں سب سے آگے اور جنگ میں سب سے پیچھے " انگلستان کی قومی مزیت ہے - اسلیے انقطاع علائق کی خبر سنتے ہی وہ پر عظمت و افتخار دور اُسے یاد آگیا جو جنگ بلقان میں تمثیل کر چکا تھا - ایک امن سازانہ انداز میں پھر جنبش ہوئی - اور روم' پیرس' اور برلن سے پوچھا گیا: " کیا تم اسکے لیے راضی ہو کہ دار السلام لندن میں تمہارے سفراء جمع ہوں' اور موجودہ مشکلات کے حل کی تدبیر سوچیں؟ " مگر یہ دار الاسلام کے آخریں نقش پا (ٹرکی) کی قسمت کا فیصلہ نہ تھا بلکہ آسٹریا کی پالیسی تھی - فرانس نے اپنے حلیف کی خاطر اور اطالیا نے جنگ سے جان بچانے کے لیے ڈاوننگ اسٹریٹ کے طواف کی ذلت گوارا کرلی' مگر موجودہ یورپ کے عفریت اجلال و عظمت یعنی جرمنی نے یہ کہکر ٹالدیا کہ مجھے اصولاً تو اتفاق ہے' مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوگی - کیونکہ آسٹریا اپنی پالیسی کو کسی ثالث کے ہاتھہ میں دینے کے لیے تیار نہیں -

یوں بالامخوانی و خود فروشی کی اور بات ہے - ورنہ سچ یہ ہے کہ دیگر دول یورپ بھی امن یورپ کے انگلستان سے کم خواستگار نہیں ہیں - ۲۵ جولائی ہی کو فرانس اور روس کے سفراء نے وائنا میں ملاقات کی اور آسٹریا کو اپنے ارادہ (اعلان جنگ) سے باز رکھنا چاہا - جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو روس نے آسٹریا سے براہ راست گفتگو شروع کی اور بعض تجاویز بھی پیش کیں' اسکے علاوہ خود زار اور قیصر میں بھی مبادلہ آراء ہوا -

مگر ان تمام مساعی میں سے ایک بھی کارگر نہ ہوئی' کیونکہ روس کا منشاء یہ تھا کہ آسٹریا سرویا کو اسکے اس سنگین جرم کی سزا نہ دیسکے' اور جرمنی کا مقصد یہ تھا کہ جنگ کا رقبہ محدود رہے -

(اتحـــاد و مفاہمت کا اعـــلان جنـــگ)

غرض روس نے مداخلت پر اصرار کیا اور آسٹریا پر حملہ آور ہوگیا' اسلیے جرمنی نے بھی اسکے حلیف فرانس کے مقابلہ میں اعلان جنگ کردیا -

اب جنگ یورپ اپنے پورے معنی میں شروع ہوگئی ہے سرویا' آسٹریا' روس اور فرانس پوری طرح میدان جنگ میں اتر آئے ہیں - بلغراد جلکے خاک سیاہ ہوچکا ہے -

جرمن فوج نے ۲ - اگست کو سیری پر حملہ کیا اور ایک لاکھہ کی تعداد میں لکزمبرگ [یہ ایک نا طرفدار مقام ہے] کی راہ سے فرانسیسی سرحد کے برابر کوچ کردیا - لانگوے کے قریب فرانسیسی قلمرو میں جو جنگ ہوئی' اسمیں جرمن افسر کام آئے ہیں - روسی فوج نے جسمیں قسک بھی ہیں' ایک جرمن مقام بیالاتی کو تاراج کردیا ہے - آج ۵ اگست کے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی جبرانر ہالینڈ پر قابض ہوگئی ہے اور لی ہوا نامی مقام پر گولہ باری کررہی ہے - فرانس میں عام تیاری کا سلسلہ نہایت سرعت سے جاری ہے -

اطالیا نے ابتدا میں اپنے حلفاء کی اعانت کا اعلان کیا تھا مگر جنگ میں شرکت کے باب میں اسکے وزیر خارجیہ اور وزیر اعظم میں سخت اختلاف و مناقشہ ہوا بالاخر یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اسوقت تک نا طرفدار ہے -

۳ - اگست کو سر ایڈورڈ گرے نے دارالعوام میں ایک مفصل و اہم تقریر کی - تقریر کے وقت خوف و فکر سے انکے چہرہ کا یہ عالم تھا کہ وہ معمول سے زیادہ بزرگ معلوم ہوتے تھے - اس تقریر میں انہوں نے موجودہ اور گذشتہ حالات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد یہ اعلان کیا کہ ہم نے فرانس سے وعدہ کرلیا ہے کہ اگر بحر جرمانی (نارتھہ سی) میں جرمنی نے قدم رکھا' تو ہم اسکی ہر ممکن مدد کرینگے - چنانچہ اس مضمون کا اعلان جرمنی کو بھی دیدیا گیا ہے تمام انگریزی مستعمرات نے انگلستان کو اطلاع دی ہے کہ وہ ہر قسم کی اعانت کے لیے تیار ہیں - آسٹریلیا نے تو اپنا پورا بیڑہ امیر البحر کے ہاتھ دیدیا ہے -

آج کلکتہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے رئٹر کی تحریر سنائی کہ انگلستان نے پوری طرح اعلان جنگ کردیا ہے -

انگلستان نے جو ساحل باسفورس پر اپنے اثر کي امي اور جرمن نفوذ کي روز افزوں ترقي ديکهه ديکهکے خار کها رها تها اور ترکونکو زک دينے کيليے چالاک بلي کي طرح اشتغال و مصروفيت کا منتظر تها ' اس تجويز کي نهايت شد و مد سے تائيد کي ' اور بالاخر فرانس بهي راضي کرليا گيا -

اتحاد ثلاثه (ترپل الائنس) ميں سے اطاليا کو تو يه سمجها کر راضي کرليا گيا که اگر دولت عثمانيه جنگ بلقان ميں پهنسگئي تو پهر طرابلس ميں تمهارے ليے ميدان صاف هوگا - آسٹريا کو مخالفت کي گنجايش نه تهي کيونکه جب اس نے هرزي گونيا اور بوسينيا کا الحاق کيا هے ' تو بارجوديکه اسميں بڑي آبادي سلافي عنصر کي تهي مگر پهر بهي روس نے کوئي اعتراض نهيں کيا تها - بظاهر جرمني کے رام هونے کي کوئي وجه معلوم نهيں هوتي - خصوصاً ايسي حالت ميں که نوجوان ترکوں کے اور اسکے تعلقات نهايت درجه بڑهے هوے تهے ' مگر اغلباً اطاليا کے پاس حلف نے اسے مجبور کر ديا هوگا -

اگر اتحاد ثلاثه کو ان غير متوقع نتايج کا وهم بهي هوتا تو وه يقيناً اس جنگ کو منظور نه کرتا ' مگر بهر حال اعلان جنگ هوا اور وه سب کچهه هوا جو هونا تها -

(موجوده جنگ کي ابتدا)

يه خلاف اميد فيروز منديان موجوده جنگ کي تمهيد تهيں کيونکه ايک طرف آسٹريا کي جرمن نسل کو (جو تعداد ميں زائد سے زائد ۸ - مليں هے) اپنے سامنے حريف قاهرکا اور اپنے سے تعداد ميں سه چند زياده سلافي نسل کا ايک امنڈتا هوا عظيم الشان سيلاب نظر آيا - دوسري طرف اهل سرويا " ساحل ايڈرياٹک سے لب بحر روم تک پهيلي هوي سروية عظمى " کا خواب پريشان ديکهنے لگے !

آسٹريا نے اتحاد ثلاثه کي پاليسي کي غلطي اور اس کے آنے والے خطره کو اسي وقت محسوس کر ليا اور چاها که بڑهتے هوے سيلاب کے ليے ايک بند باندهے - چنانچه سرويا نے ان خوش آيند اور شاندار اميدوں کي پامالي کے ليے البانيا کو اپنا آلۂ عمل بنايا -

اس کار روائي ميں مقتول ولي عهد سروِيا نے غير معمولي حصه ليا تها - اس سے اور زياده سرويوں ميں آسٹريوں کي طرف سے بغض و عداوت کي آگ بهڑک اٹهی - بالاخر اسے قتل کرکے چهوڑا -

(اتحاد و مفاهمت)

يورپ کي چهوٹي چهوٹي سلطنتوں کو چهوڑ کے کل ۶ - بڑي سلطنتيں هيں - انميں سے جرمني ' آسٹريا هنگري ' اور اطاليا کا باهمي اتفاق اتحاد ثلاثه (ترپل الائنس) کهلاتا هے - روس اور فرانس کے باهمي اتحاد کو اثنين (ڈيوال الائنس) کهتے هيں - اور روس ' فرانس ' اور انگلستان ' تينوں کے با همی اتحاد کا نام مفاهمت ثلاثه (ٹرپل اينٹي ٹنے) هے -

اتحاد ثلاثه کے معاهده کي رو سے اگر کسي ايک رکن پر حمله کيا جاے تو بقيۀ ارکان کا فرض هوگا که وه اسکي مدد کريں - اتحاد اثنين کے عهد نامه کي بموجب جب دونوں ميں سے کسي ايک سے جنگ هو تو دوسرے کو بهي حصه لينا پڑيگا - ليکن مفاهمت ثلاثه کي رو سے ضروري نهيں که اگر ايک رکن عهد جنگ ميں پڑجاے تو دوسرے ارکان بهي جنگ ميں ضرور هي حصه ليں -

مفاهمت ثلاثه اور اتحاد ثلاثه کے بحري اور بري قوى کا موازنه ذيل کي جدول سے هوسکتا هے :

(قواے بحريه)

نام جهاز	مفاهمت	اتحاد ثلاثه
ڈريڈ ناٹ	۳۵	۲۲
چهوٹے ڈريڈ ناٹ	۹۷	۵۷
کروزر	۸۴	۲۱
هلکے کروزر	۹۲	۶۰
تباه کن کشتياں	۴۲۷	۲۹۷

چهوٹي چهوٹي جنگي کشتياں مفاهمت کے پاس اتحاد ثلاثه سے بهت زياده هيں -

يه ياد رکهنا چاهيے که اگر برطانيه کو علحده کرليا جاے تو مفاهمت کي قوت نصف سے بهي کم رهجاتي هے -

(قواء بريه)

جرمني

فوج ميدان (فيلڈ ارمي)	۱۵۰۰۰۰۰
مستحفظ	۲۵۰۰۰۰
لينڈر هير	۱۸۰۰۰۰۰
لينڈ سٹرم	۸۰۰۰۰۰
	۴۳۵۰۰۰۰

آسٹريا

فوج ميدان	۱۳۶۰۰۰۰
مستحفظ (غير تربيت يافته)	۱۶۸۰۰۰۰
هوايند	۲۲۰۰۰۰
لينڈر هير	۲۴۰۰۰۰
	۳۵۰۰۰۰۰

اطاليا

فوج ميدان	۲۵۰۰۰۰
غير محدود رخصت پر	۴۵۰۰۰۰
مليشيا	۳۲۰۰۰۰
ٹر ٹيوريال مليشيا	۲۲۰۰۰۰۰
	۳۲۲۰۰۰۰

ان ميں سے صرف ۱۰۲۰۰۰۰ کم و بيش تربيت يافته هيں -

روس

فوج ميدان	۲۹۰۰۰۰۰
مستحفظ	۱۰۶۴۰۰۰
سرحدي بٹالين	۴۱۰۰۰
کاسک	۱۵۰۰۰۰
قديم مستحفظ	۱۲۴۵۰۰۰
	۵۴۰۰۰۰۰

ليکن روس اپني فوج کا بيشتر حصه سلطنت کے کسي ايک حصه ميں بمشکل جمع کرسکتا هے -

فرانس

فوج ميدان	۱۴۰۰۰۰۰
مستحفظ	۱۱۰۰۰۰۰
قديم مستحفظ	۲۰۰۰۰۰۰
	۴۵۰۰۰۰۰

انگلستان

فوج مهم (ايکسپڈ يشنري جسوريں) تقريباً	۱۷۰۰۰۰۰

* * *

يه بري قوى کا ايک سرسري و تخميني نقشه هے - ان دونوں نقشوں سے اندازه هوگيا هوگا که بحري قوت ميں مفاهمت زياده هے اور بري قوى ميں اتحاد کا پله بهاري هے - مجموعي حيثيت سے دونوں ميں ايک بهي اسقدر قوي تر نهيں که بغير ضرورت شديد بلکه انتهائي مجبوري کے دوسرے پر حمله آور هو ' کيونکه يه حمله ايک مايوسانه جانبازي هوگي -

جب حالت يه هے تو پهر آسٹريا اور جرمني تو جنگ پر اصرار کيوں هے ' اور وه ايک غير متيقن اور مشتبه کهيل ميں کيوں اپنے تئيں ڈال رهي هے ؟

الهلال

۱۲ - رمضان ۱۳۳۲ هجری

تذکار نزول قرآن

شہر رمضان الذی انزل فیہ القران

اسوۃ النبی صلی اللہ علیہ و سلم

دنیا ایک تماشا گاہ حوادث ہے جسکے مناظر دمبدم متغیر ہوتے رہتے ہیں - اسکا نقاب جسم و صورت ایک جلوۂ نیرنگی و بو قلمونی ہے' جو حوادث و انقلابات عالم کے ہاتھوں ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ یہ تغیر عام ہے' اور تجدد و تبدل کے قانون سے کائنات کی کوئی شے خالی نہیں - جسطرح انسان کی عظیم الشان آبادیوں اور بحر و بر کے بڑے بڑے رقبوں میں انقلابات و تبدلات ہوتے رہتے ہیں' اسی طرح ان غیر مرئی ذروں میں بھی ایک محشر تغیر اور رستخیز تجدد بپا ہے' جس سے جسم کائنات کے اجزاء طبیعیہ ترتیب پاتے ہیں' اور جو اسقدر چھوٹے ہیں کہ انہیں انسان کی چشم غیر مسلم (۱) نہیں دیکھہ سکتی !

ان انقلابات کا ایک بڑا نمونہ مظاہر فطرۃ کا نمود اور کائنات ہستی کے تغیرات طبیعیہ ہیں جو آغاز تکوین سے جاری ہیں اور جنہوں نے نہیں معلوم کتنی مرتبہ کرۂ ارضی کا نقشہ بدلدیا ہے ؟ مثلاً وہ حوادث طبیعیہ جنکی وجہ سے دریا خشک ہوگئے' زمین کے بڑے بڑے رقبے سمندر میں ملکر فنا ہوگئے' دریاؤں نے اپنا رخ بدلدیا' اور اپنی روانی کی جگہ خشکی کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑ دیے - بحر اٹلانٹک میں کبھی بے شمار جزیرے تھے - آج سب کے بڑی دریائی موجیں اسی میں اٹھتی ہیں - بحر عرب اور قلزم کے درمیان بہت بڑا حصۂ ارضی حائل تھا مگر چند قرون حوادث بحریہ کے بعد اتنا کم رہگیا کہ بآسانی ملادیا گیا - یا مثلاً وہ انقلابات جو آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے آے اور دور دور تک انہوں نے زمین کی سطح بدلدی - یا وہ ہولناک زلزلے جنہوں نے ایک پوری اقلیم کو تہہ و بالا کردیا' اور خشکی کے نشیب میں بالائی سطح کے دریا امڈ آے - اسی طرح وہ انقلابات ارضیہ جو علم طبقات الارض کے مؤثرات طبعیہ سے ہمیشہ آتے رہتے ہیں' اور جنکی وجہ سے دریاؤں نے رخ بدلتے' خشکیوں کے قطعات غرق ہوتے' اور آبادی کی جگہ ویرانی اور زندگی کی جگہ موت طاری ہوجاتی ہے !

(انقلاب اقوام و امم)

اسی طرح تماشا گاہ ہستی کا ایک بہت بڑا منظر وہ تغیرات بھی ہیں جنکے طوفان قوموں اور ملکوں کے اندر اٹھتے ہیں اور بڑی بڑی آبادیوں کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں - حتی کہ آبادیوں کی جگہ ویرانیوں سے مبدل ہوجاتی ہے' صحراؤں کی جگہ شہر بس جاتے ہیں' زندگی کی رونق پر موت کا سناٹا چھا جاتا ہے' اور انسانی عیش و نشاط کے بڑے بڑے محل مدفن قبور و مقبرۂ اموات و خرابۂ سلب و نہب ہوکر نابود و مفقود ہوجاتے ہیں :

وكم اهلكنا من قرية	اور کتنی ہی آبادیاں ہیں جنھیں ہم
بطرت معيشتها فتلك	نے ہلاک کردیا حالانکہ اسباب حیات
مساكنهم لم تسكن من	و معیشت سے وہ مالا مال تھیں - یہ
بعدهم الا قليلا وكنا نحن	بربادی کے خرابے اور تباہی کے
الوارثين (۲۸ : ۵۸)	کھنڈر انہی لوگوں کے گھر ہیں جو پھر

آباد نہوسکے اور آخر کار انکے مال و متاع کے ہم ہی وارث ہوے !

سکندر اعظم نے ایران کو جلاکر تباہ کر دیا' ایرانیوں نے بابل کی اینٹیں بجا دیں' بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کرکے بنی اسرائیل کو کئی قرنوں تک مقید رکھا' رومیوں نے ایشیا اور افریقہ کی آبادیاں بارہا غارت کیں' اور فینیس نے شمالی افریقہ کے ریگ زاروں کے اندر عالیشان شہر آباد کیے - تاتاریوں کے اولیں ظہور نے رومۃ الکبری کی تاریخ ختم کردی تھی' اور جرمنی کے وحشیوں نے تمدن قدیم کا نقشہ بدلدیا تھا : وتلک الایام نداولها بین الناس -

(انقلاب جسمانی و روحانی)

لیکن یہ تمام انقلابات عالم جسم و ظاہر کے تغیرات ہیں جو صرف دریاؤں اور خشکیوں کو' آبادیوں اور صحراؤں کو' پہاڑوں اور جنگلوں کو' انسانوں کے بساے ہوے شہروں اور انکے مکانوں کی اینٹوں اور پتھروں کو بدلدیتے ہیں' اور انکے اندر سلطانی تغیر و تقلب کی قوت اس سے زیادہ طاقتور نہیں ہوتی -

لیکن ان انقلابات سے بھی بالا تر ایک عالم تغیر و تبدل ہے' جسکے انقلابات کی حکومت صرف مادے کی نمود اور جسم کی صورت ہی تک محدود نہیں ہے' بلکہ اس سے بھی آگے تک نکل گئی ہے - پہلے قسم کے انقلابات مٹی کے ذروں' اینٹ پتھر کے مکانوں' اور انسان کے جسموں اور صورتوں کو بدلدیتے ہیں' پر یہ انقلابات روحوں اور دلوں کی کائنات کو منقلب کر ڈالتے ہیں - اس عالم کے بحر دخار کے طوفان دنیا کے طوفانوں کی طرح نہیں ہیں جو سمندروں میں اٹھتے ہیں اور کناروں سے ٹکرا کے رہجاتے ہیں' بلکہ اسکی موجوں کا منبع آسمان کے اوپر ہے' جہاں سے وہ جوش کھاتی ہوئی ابلتی ہیں' اور کرۂ ارضی کی سطح پر گرتی ہیں !

اسکے اندر جب زلزلے اٹھتے ہیں تو صرف زمین کے محدود رقبوں ہی کو جنبش نہیں دیتے' بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پورے کرۂ ارضی کو ہلا دیتے ہیں - کیونکہ انکی پیدا کی ہوئی جنبش نظام اعتقاد و عمل کے اندر حرکت پیدا کردیتی ہے - اسکے آتش فشاں پہاڑوں کی آتش افشانی صرف پتھروں کے اڑانے ہی میں صرف نہیں ہوجاتی' بلکہ جب اسکے پہاڑ پھٹتے ہیں تو انسانی اعتقادات و اعمال کی بڑی بڑی اقلیموں کو اڑا کر نابود کر دیتے ہیں - پہلے قسم کے انقلابات شہروں کو ویران کرتے ہیں' پر یہ انقلاب وہ ہیں جو دلوں کی اجڑی ہوئی بستیوں کو آباد کر دیتے ہیں - انکی فتح و تسخیر جسم و زمین کی ہوتی ہے' مگر انکا احاطہ قلب و معنی کا ہوتا ہے - وہ زمین کی تبدیلیاں ہیں جو زمین والے انجام دیتے ہیں' مگر یہ آسمانی تبدیلی ہے جسے ارواح سماویہ کا نزول و ورود پورا کرتا ہے - وہ ویرانی اور موت لاتے ہیں مگر یہ آبادی اور زندگی کی بشارت دیتے ہیں - وہ جسموں کو بدلتے ہیں جو فانی ہیں - مگر یہ روحوں کو بدلدیتے ہیں جو دائمی زندگی پاتی ہیں - انکا شہریار زمین کے رقبوں اور انسان کے جسموں کو مسخر کرتا ہے تا اپنی پادشاہت کا تخت بچھاے' پر اس اقلیم کا فاتح جب اٹھتا ہے تو زمین کی جگہ آسمان کی برکتوں کو اور انسان کے جسموں کی جگہ انکی روحوں کو فتح کرتا ہے تا خدا کے تخت جلال و کبریائی کا اعلان کر دے !

---

(۱) چشم غیر مسلم یعنی بغیر کسی آلہ کے دیکھنے والی آنکھہ -

مسئلۂ اسلامیہ کانپور

تشریح مزید

ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ نے ۱۴ - اکتوبر کو مسئلۂ مسجد کا فیصلہ کرتے ہوے مندرجۂ ذیل الفاظ میں دالان کی مستقبل حالت قرار دي تھی :

" ۸ فیٹ بلند ایک چھت بنائی جاے جس پر دالان اُسی طرح بنا دیا جاے جس طرح پہلے تھا ' اور نیچے کي زمین گذرگاہ کیلیے چھوڑ دي جاے ' بغیر اسکے کہ مسجد کے دالان کي ہیئت میں کوئي دست اندازي کی جاے - اُس زمین کو استعمال کرنے کی عام پبلک بھی مستحق ہوگي؛ اور وہ لوگ بھي جو نماز پڑھنے کیلیے آئینگے "

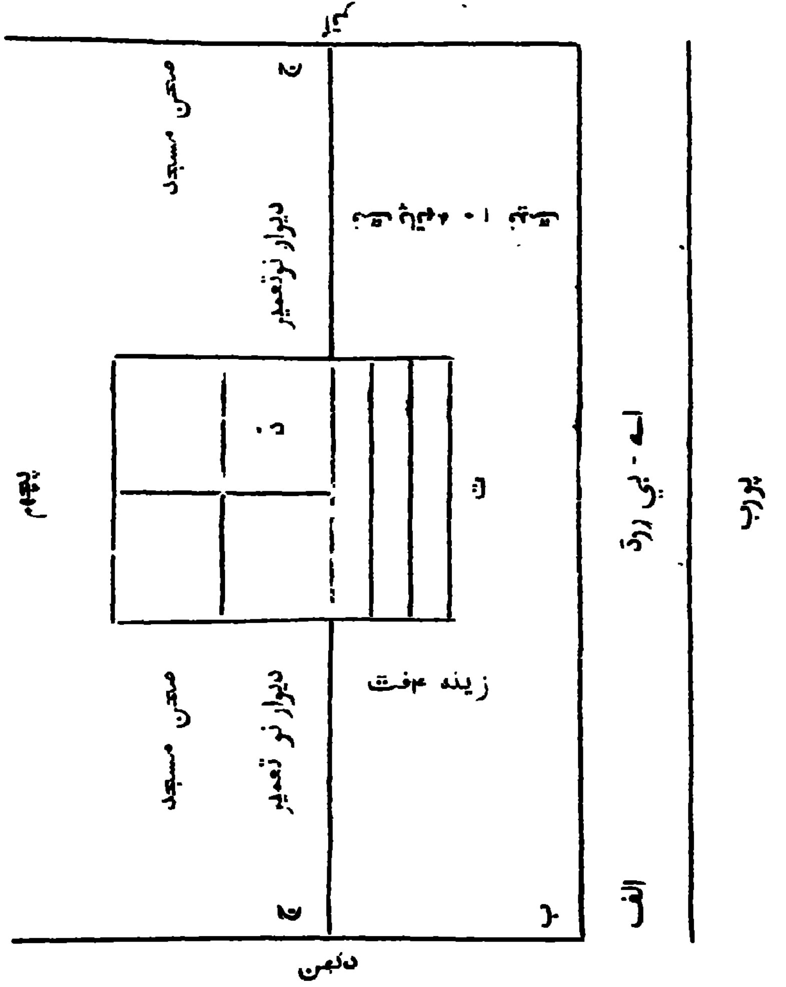

اس فیصلہ کے خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں - انسے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ یہ تعمیر اس طرح عمل میں آئیگي کہ سڑک کا حصہ مسجد میں جانے والوں اور عام راهگیروں دونوں میں مشترک رهیگا -

ہز ایکسلنسي کے یہ الفاظ اُس تجویز کا نتیجہ تھے جو مولانا عبد الباري نے بذریعہ راجہ صاحب محمود آباد پیش کي تھي یعنی متنازع فیہ حصے میں مسجد کا زینہ تعمیر کیا جاے اور بقیہ تکو راستہ کا عام راهگیروں اور اس زینہ کے ذریعہ مسجد میں جانے والوں کیلیے مشترک راستہ ہو - اکثر مکانوں میں یہ صورت موجود ہے - اگر ہز ایکسلنسي کا یہ مقصود نہ ہوتا تو وہ صراحت کے ساتھہ سڑک کي مشترک حیثیت پر کیوں زور دیتے اور یہ کیوں کہتے کہ " وہ نمازیوں اور عام راهروؤں میں مشترک رهیگا " ؟

اگر اس جانب زینہ نہیں ہے تو نمازیوں سے کیا تعلق ؟ نمازي اُسی راستہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مسجد میں جانے کا ذریعہ ہو -

ہم ایک نقشہ درج کرکے اس صورت کو اچھي طرح واضح کردینا چاہتے ہیں -

مسجد کي موجودہ صورت یہ ہے کہ اسکا اصلي دروازہ شمالي رخ ہے' اور شرقي جانب مجوزہ اے بي روڈ کیلیے عمارتیں گرائی گئي ہیں - اسي سلسلے میں مسجد کي زمین بھي لي گئي اور دیوار گرادي گئي -

تجویز یہ کي گئی کہ ایک نیا دروازہ جانب شرق زمین متنازع فیہ پر نکالا جاے تاکہ نئي شاہراہ کي جانب سے نمازي آ سکیں - اس دروازے کي جگہ نقشے میں حرف (د) سے پہچاني جاسکتي ہے - دروازے کے سامنے زینہ بنایا جاے جو متنازع فیہ ۸ - فیٹ زمین میں سے ۴ - فیٹ پر تعمیر ہو - اسکي جگہ نقشے میں حرف (ت) ہے -

یہی نقشہ ہے جسے اس مسئلہ کے ارباب حل و عقد نے " مخلص " کے لفظ سے تعمیر کیا تھا - اقلاً اس سے اتنا ہوگیا تھا کہ مسجد کي زمین اسکے زینے اور دروازے کے کام آگئي تھي' لیکن موجودہ متولیوں سے جو نقشہ پیش کرایا گیا ہے اسمیں دروازہ اور زینہ بالکل نہیں ہے -

پھر کیا مسلمان ۳ - اگست کو بھولکر اس آخري حق سے بھي دست بردار ہوجائینگے ؟ اسکا جواب مستقبل دیگا -

مسئلۂ قیام الہلال

(۱) گذشتۂ اشاعت میں ہم نے لکھا تھا کہ جن حضرات کا سال خریداري جون اور جولائي سے شروع ہوا ہے اور انسے حسب معمول ۸ - روپیہ کے حساب سے قیمت وصول کي گئي ہے' وہ ۱۲ روپیہ قیمت قرار دیکر بقیہ روپیہ بھیجدیں -

چنانچہ اس ہفتہ متعدد بزرگوں نے اسپر توجہ کی - ہم انکی محبت فرمائي کے شکر گذار ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تمام احباب کرام اسي طرح بقیہ روپیہ روانہ فرما دینگے - ان میں سے اکثر بزرگ اضافہ قیمت کیلیے دو سال سے مصر تھے ' اور بعض حضرات نے تو یہاں تک لکھدیا تھا کہ ۲۵ - روپیہ تک بھی اگر اضافہ کردیا جائے تو بھی انہیں کوئي اعتراض نہوگا - پس ہماري یہ امید کیا بیجا ہے اگر ہم ۱۲ روپیہ قیمت قرار دیکر منتظر ہیں کہ وہ بقیہ روپیہ روانہ کردیں ؟

(۲) قیمت میں اضافہ اسلیے کرنا پڑا کہ موجودہ مصارف کیلیے ۸ - روپیہ سالانہ قیمت بہت کم تھی - پس اگر اضافۂ قیمت کے بعد ضخامت وغیرہ میں بھي اضافہ کیا جاے تو پھر وہی سوال کثرت مصارف اور قلت قیمت کا پیش آجائیگا ' اور نیا اضافہ ادارہ کیلیے کچھہ مفید نہوگا -

تاہم ہم نے قیمت کے اضافہ کے ساتھہ ہي اسکا بھی فیصلہ کرلیا کہ اخبار کے مضامین و تصاویر میں بھی کچھہ نہ کچھہ اضافہ ضرور کیا جاے -

یہ اضافہ مختلف صورتوں میں ہوگا - باب التفسیر مستقل طور پر بڑھا دیا جائیگا ' ممالک اسلامیہ کے حالات و حوادث اور ترقي و تنزل کے متعلق زیادہ کاوش کي جائیگي - تصویروں میں بھي ندرت موضوع اور کثرت تعداد و حسن طباعة کے لحاظ سے محسوس اضافہ و تغیر ہوگا -

لیکن یہ تغیرات انشاء اللہ رمضان المبارک کے بعد سے شروع ہونگے - کیونکہ انکے لیے مزید صرف وقت و توجہ کي ضرورت ہے اور رمضان المبارک کي وجہ سے زیادہ وقت نہیں نکالا جاسکتا -

(۳) آیندہ پرچہ ماہ رمضان المبارک کے تذکار کي مخصوص اشاعت ہوگي اور اکثر مضامین اسي موضوع پر ہونگے -

(۴) جنگ یورپ کے متعلق مضامین و تصاویر کا بہت بڑا ذخیرہ فراہم کیا جارہا ہے - جو بہت جلد شائع ہونا شروع ہو جایگا -

و مخذول نہیں رهی - آسمانوں کے وہ دروازے جو صدیوں سے زمین پر بند کردیے تھے' یکایک کھل گئے - خزائین فیضان و برکات سماویہ جنکی بخشش کا سلسلہ رک گیا تھا ' پھر مساکین هدایت و سائلین رحمت کے منتظر هوگئے - خداوند سینا اپنے دس هزار قدوسیوں کو ساتھہ لیکر فاران پر نمودار هوا تا آتشیں شریعت کو هویدا کرے ' اور کوہ سعیر کي روح القدس فارقلیط اعظم کي هیکل میں متشکل هوئی تا اسکو بھیجدے جو ناصرہ کے نبی کے آنے بغیر نہیں جاسکتا تھا :

انا انزلنـــاه فی لیلـة القدر وما ادراک ما لیلة القدر؟ لیلة القدر خیر من الف شهـــر - تنزل الملائکـــة والروح فیها باذن ربهم من کل امر' سلام هی حتی مطلع الفجر	هم نے قران کو لیلة القدر میں آتارا اور تم سمجھے کہ لیلة القدر کیا شے هے ؟ لیلة القدر ایک عهد رحمت و دور برکت هے جو هزار مهینوں سے افضل هے - ملائکہ سماوي و روح الهي کا اسمیں هر طرف سے نزول هوتا هے - سلام اسپر ' یہاں تک کہ صبح طلوع هو جاے -

وہ آتش فشان پہاڑوں کا پھٹنا نہ تھا جنکي چوٹیوں سے آگ ابلتي اور هلاکت و موت بنکر اجسام حیوانیہ پر برستي هے' بلکہ وہ فاران کي چوٹیوں پر نمودار هونے والا ابر رحمت تھا جو انسانیة کی سوکھي کھیتیوں کو سرسبز کرنے اور کائنات ارضي کی تشنگي سعادت کو سیراب کرنے کیلیے امنڈا تھا ' تا کہ جس طرح یروشلیم کے مرغزاروں کو هدایت کي بہشت بنایا گیا تھا ' اسي طرح عرب کي ریتلي اور بنجر زمین کو بھی شگفتہ و شاداب کردے :

فانظر الی اثار رحمت الله ! کیف یحي الارض بعد موتها ؟ ان ذالک لمحی الموتی' وهو علی کل شي قدیر (۳۰ : ۴۹)	پس رحمت الهي کي نشانیوں کو دیکھو کہ کس طرح وہ موت کے بعد زمین کو حیات بخشتا هے - بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا هے اور وہ هر بات پر قادر هے !

(نزول قراني)

یہ قرآن حکیم اور فرقان مبین کا نزول تھا جس نے قلب محمد ابن عبد الله علیه الصلواة والسلام کو اپنا مهبط و مورد بنایا - جبکہ وہ غار حراء کے اندر بھوکا پیاسا ' تمام مادیات عالم سے کنارہ کش هوکر ' اپنے پروردگار کے حضور میں سر بسجود تھا :

انه لتنزیل رب العالمین' نزل بــه الروح الامین' علی قلبك لتکون من المنذرین' بلسان عربی مبین' و انـــه لفي زبر الاولین ! (۲۶ : ۱۹۱)	بیشک وہ پروردگار عالم کا آتارا هوا کلام هے - روح الامین نے تیرے قلب پر نازل کیا تا کہ تو ضلالت و فساد کے نتائج سے دنیا کو ڈرانے والوں میں سے هو اور سعادت و فلاح کي طرف دعوت دے - یہ کلام نہایت کھلي هوئي اور واضح زبان عربي میں نازل هوا ' اور پچھلي کتابوں میں اسکی خبر دي جا چکي تھي "

وہ غذاے اسماني کي طلب میں زمین کي پیداوار سے کنارہ کش هوکر بھوکا پیاسا تھا - پس خداوند نے اسکي بھوک کو دنیا کي سیرابي کیلیے قبول کرلیا (وهو یطعمني و یسقیني) - وہ انسانیة کي غفلت و سرشاري کے دور کرنے کیلیے راتوں کو اٹھہ اٹھہ کر جاگتا تھا ' پس الله نے اسکي بے خواب آنکھونکو اپنے نظارۂ جمال سے ٹھنڈک بخشي (قرة عیني فی الصلوة) اور تمام عالم کیلیے بصیرت عطا کي (قد جاءکم بصائر من ربکم) - وہ انسانوں کو سرکشي اور تمرد کے عصیان سے نکالنے کیلیے شہنشاہ ارض و سما کے آگے سر بسجود تھا ' پس رب الافواج نے اسکے سر کو الفت و یگانگت کے هاتھوں سے اٹھایا ' اور زمینوں اور آسمانوں میں سربلندي دي' تا اسکي روح اسکے کلام کي حامل هو' اور اسکے منہہ سے خدا کي آواز نکلے : وما ینطق عن الهوی' ان هو الا وحي یوحی (۵۳ : ۴)

سعادت بشری کا یہ پاک پیغام جسکي تبلیغ نبي امي کے سپرد هوئي ' وحي الهي کا یہ فتح باب جو غار حراء کے عزلت گزیں پر هوا ' خدا کا یہ مقدس کلام جو بلسان عربي مبین اسکے منہہ میں ڈالا گیا ' سب سے پہلے جس رات میں اسکا ظہور هوا وہ لیلة " القدر " تھی' اور لیلة القدر جس مہینے میں آئی وہ رمضان المبارک تھا :

شهر رمضان الذي انزل فیة القــران هـــدی للنـــاس و بینـــات من الهـــدی والفرقان (بقـــر)	رمضان کا مہینہ وہ هے جس میں قرآن نازل هوا جو انسانوں کیلیے سر تا پا هدایت هے اور جسکي تعلیم هدایت و تمیز اور حق و باطل کی نشاني هے -

(انقلاب اعظم)

قرآن حکیم' فرقان مجید ' نور و کتاب مبین' بصائر للناس هدی و موعظة للمتقین ' شفاء لما في الصدور نے نازل هوتے هي تاریخ عالم کا صفحہ الٹ دیا' اور کشور انسانیة کي از سر نو تعمیر شروع کی - وہ تمام تاریکیاں جنہوں نے نور سعادت سے دنیا کو محروم کردیا تھا اور عالم ارضي یکسر شب تاریک هو رها تھا ' اس آفتاب هدایت کے طلوع هوتے هي نابود هوگئیں اور ظلمت و تاریکي کي جگہ نور اور روشني کا عهد رحمت شروع هوا - اس نے کفر و وثنیت کے طوق سے انسانوں کو نجات دلائي' انساني غلامي و استبداد کي زنجیروں سے انهیں رها کیا - نیکیوں کا ایک لشکر ترتیب دیا جس نے صدیوں کي پھیلي هوئي بدیوں اور جمي هوئي گمراهیوں کو شکست دي - اور خدا کي بندگي اور پرستش کی ایک ایسي پادشاهت قائم کردي جسکے آگے دنیا کي تمام ما سوا الله طاقتیں سرنگوں هوگئیں -

قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین - یهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم من الظلمات الی النور باذنه و یهدیهم الی صـــراط مستقیـــم (۵ : ۱۸)	بیشک الله کے طرف سے تمهارے پاس نور اور واضح و روشن کتاب آئي - الله اسکے ذریعہ ان لوگوں پر سلامتي کي راهیں کھولدیتا هے جو اسکي رضا کي متابعت کرتے هیں - وہ انهیں تاریکیوں سے نکالکر روشني میں لاتا هے اور صراط مستقیم کي طرف انکي هدایت کرتا هے !

(ماہ مقدس)

پس رمضان المبارک کا مہینہ فی الحقیقت اس سعادت انسانیة اور هدایت امم کے ظہور کی یادگار هے جس کا دروازہ قران حکیم کے نزول سے دنیا پر کھلا ' اور خدا اور اسکے بندوں میں هجر و حرماں کی جگہ وصل و محبت کے راز و نیاز شروع هوے - یهي مهینہ هے جو اس آسمان کي سب سے بڑي برکت کے نزول کا ذریعہ بنا ' اور یهي مهینہ هے جو اپنے ساتھہ زمین کي سب سے بڑي سعادت لایا - اسي موسم میں خدا کی رحمتوں کي پہلے پہل بارش هوئي اور اسي عهد میں دنیا کي وہ سب سے بڑي خشک سالي ختم هوئی جو صدیوں سے کائنات روح و قلب پر چھائي هوئي تھي - هدایتوں کے فرشتے اسي میں اترے ' سعادت کے قدوسی اسي میں زمین پر پھیلے - خدا نے سب سے پہلے اسي مہینے میں بندوں کو پیار دیا اور بندوں نے بھي سب سے پہلے اسي ماہ میں اسکی محبت کا جام پیا - یہ پاکي اور بزرگي کا وقت تھا کہ پاک تعلیمات کا منبع بنا ' اور عظمت و شرف کا عهد مقدس تھا کہ خدا کا کلام اسکے بندوں پر نازل هوا -

فی الحقیقت یہی تغیرات دنیا کے اصلي انقلابات هیں جن سے کائنات انسانیة کا نقشۂ حیات و ممات مٹتا اور بدلتا رهتا هے ' اور جنکي بدولت دنیا کي سعادت و هدایت کا قیام اور عالم انسانیة کي ابدیت روحاني و امنیت قلبی کو بقا هے - ان روحاني انقلابات کے آگے مادي انقلابات بالکل هیچ هیں اور انکے سلطان تجدد وتبدل کي دائمی و عالمگیر طاقت کے آگے زمینوں اور مکانوں کے انقلابات کچهه حقیقت نہیں رکهتے - انکي هستی اس سے زیادہ نہیں هے که زمین کے چند رقبوں کو بدلدیں یا چند لاکهه انسانوں کو نابود کردیں لیکن یه انقلابات کروڑوں انسانوں کے اُن اعتقادات و اعمال کو بدل دیتے هیں جو صدیوں سے انکے دلوں میں جاگزیں هوتے هیں ' اور اُن عالمگیر گمراهیوں اور تاریکیوں کو نابود کردیتے هیں جو تمام سطح ارضي پر چهائی هوئی هوتی هیں - دریاؤں کو خشک کر دینا آسان هے اور زمین کو سمندر بنا دینا مشکل نہیں ' پر کروڑوں روحوں اور دلوں کو بدلدینا بہت مشکل هے جسکي قوة مادہ کي طاقتوں کو نہیں دي گئی -

سکندر اعظم نے نصف دنیا فتح کرلي ' لیکن وہ ایک دل کو بهي فتح نه کرسکا - رومیوں نے کیسے کیسے عظیم الشان شہر بسا دیے لیکن دلوں کي اجڑي هوئي بستي نه بسا سکے - بخت نصر اتنا طاقتور تها که ایک پوري قوم کو اسنے قید کرلیا اور ستر برس تک غلام بنائے رکها ' لیکن با این همه وہ ان میں سے ایک دل کو بهي اپنا غلام نه بناسکا - ایرانیوں نے بابل کے لاکهوں انسانوں کو قتل کردیا لیکن وہ ایک روح کي گمراهي کو بهی قتل نه کرسکے - بلا شبه دنیا میں بڑے بڑے مادي انقلابات گذر چکے هیں ' جنهوں نے عجب نہیں که درمیان کي زمینیں کاٹ کے سمندروں کو باهم ملا دیا هو ' لیکن کسي کي طاقت یه نه کرسکی که ایک انسان کو بهي اسکے خدا سے ملا دے ' حالانکه وہ اس سے دور نہیں : و نحن اقرب الیه منکم و لکن لا تبصرون (٥٦ : ٨٣)

پس مادی طاقتوں کی تبدیلیاں کتني هي مہیب اور هولناک هوں مگر وہ عظمت و جلال نہیں پاسکتیں جو روحاني انقلابات کے ایک چهوٹے سے چهوٹے ظہور کو بهي حاصل هے - سکندر اعظم کو تم دنیا کا سب سے بڑا فاتح کہتے هو ' لیکن بتلاؤ ' اس نے اپني تمام عمر میں بدیوں کے کتنے لشکروں کو شکست دي ' اور ضلالتوں کے کتنے بت توڑے ؟

(بقاے ذکر و دوام تذکار)

اسي کا نتیجه هے که انقلابات و تغیرات کے " تنازع للبقا " میں اُن انقلابوں کے تذکرے کو رفعت ذکر اور زندگی دوام نہیں ملتي جو صرف کائنات کي صورت کو بدلنا چاهتے هیں ' پر وہ جو اسکي روح و معني کو بدلتے هیں ' ایک ایسي حیات قائم و دائم اور هستي عام و غیر محدود لیکر آتے هیں که نه تو وقت کا امتداد و بعد انکي یاد کو فنا کرسکتا هے اور نه حوادث و تغیرات کا هاتهه انکے ذکر کو مٹا سکتا هے - صدیوں پر صدیاں گذر جاتي هیں مگر انکا ذکر دنیا کو ایسا هي یاد هوتا هے جیسا که انکے ظہور کے پہلے دن تها -

وہ اپني یاد اور تذکار کو ایندہ باقي رکهنے کیلیے جمعیة بشري کے سپرد کر دیتے هیں جو نسلاً بعد نسل اس مقدس امانت کي حفاظت کرتي رهتی هے اور کروڑوں انسان اپنے تئیں اسکي یاد کا پیکر و تمثال بنا لیتے هیں - پس جو قوت که ایک کي جگه کروڑوں میں هو ' اور جس امانت کے حامل و محافظ اوقات و ایام نہیں بلکه ارواح و قلوب هوں ' اسکو کون مٹا سکتا هے اور وہ کب نابود هو سکتي هے ؟ ان نحن نحي الموتی و نکتب ما قدموا و آثارهم و کل شیأ احصیناه في امام مبین (٣٦ : ١٢)

سکندر کا نام تاریخ کے کہنه صفحوں کے باهر کتنوں کو یاد هے ؟ روما کے فاتح اعظم کو آج کون هے جو عمر بهر میں ایک مرتبه بهي یاد کرلیتا هو ؟ شہروں کے بسانے والے ' ملکوں کو فتح کرنے والے ' دریاوں کو کاٹنے والے اور پہاڑوں میں سے راہ نکالنے والے اپنے اپنے وقتوں میں بڑے هي طاقتور هونگے جبکه انهوں نے ایسے ایسے عظیم الشان انقلابي کام کیسے تهے ' با این همه وقت کے گذرنے کے ساتهه هي انکا وجود اور انکے انقلابات کا ذکر بهي فنا هوگیا ' اور دنیا نے انهیں یاد رکهنے کي ذرا بهی پروا نه کي - حتی که وہ آج مٹ جانے والی قبروں اور نابود هوجانے والے نشانوں کی طرح گمنام هیں اور کسي کو اتنا بهی یاد نہیں هے که وہ کب تهے ؟ کہاں تهے ؟ اور انهوں نے دنیا میں کیا کیا انقلابات کیسے ؟ کانه لم یکن شیئا مذکورا -

(سنه ٦٠٠ عیسوي)

ایسا هي ایک انقلاب روحاني تها ' جواب سے ٹهیک ١٣ - سو ٤٤ برس پہلے دنیا میں هوا ' جبکه دنیا تغیر کیلیے بیقرار اور تبدیلی کیلیے تشنه تهي - اور جبکه کوئي نه تها جو اسکي پیاس کو بجهانے اور اُسکے لیے مضطرب هو - وہ سمندروںکي طغیاني نه تهی جو زمین کی بستیوں پر چڑهه آتے هیں ' بلکه سرچشمۂ هدایت و فیضان الهي کا ایک سرجوش آسماني تها جو برسات کے پاني کي طرح زمین پر برسا تا اُسے سیراب کردے - وہ زمین کي سطح کو هلانے والا بهونچال نه تها جس سے ڈرکر انسان روتا هے اور پرند اپنے گهونسلوں سے نکلکر چیخنے لگتے هیں ' بلکه عالم روح و معني کا ایک آسماني زلزله تها جسکي جنبش نے دلوں کو غفلت سے بیدار کیا اور بیقرار روحوں کو امن اور راحت بخشي ' تا وہ سونے کي جگه بیدار هوں اور رونے کي جگه خوشیاں منائیں - وہ انسانوں کي درندگي نه تهي جو اپنے ابناے جنس کو سانپوں کي طرح ڈستي اور بهیڑیوں کی طرح چیرتی پهاڑتي هے ' بلکه خدا کي محبت اور فرشتوں کی برکت کا ایک الهی ظہور تها ' جو نسل آدم کے بچهڑے هوے گهرانوں کو یک جا کرتا اور زمین کو اسکي چهنی هوے امنیت اور سعادت واپس دلاتا تها -

لقد جاءکم رسول من انفسکم	تمهارے پاس تم هي میں سے
عزیــز علیه ما عنتــم حریص	ایک رسول الهي آیا جسپر تمهاري
علیکم بالمومنین رؤف رحیم	تکلیف بہت هي شاق گذرتي هے
(٩ : ١٩٢)	اور تمهاري اصلاح کي اُسے بڑي

هي تمنا هے - مسلمانوں پر نہایت شفیق اور بیحد مهربان !

(لیلة القدر)

یه انقلاب جس نے دنیا کے لیالي و ایام هدایت کي تقویم بدلدي ' في الحقیقت ایک مقدس رات تهی جو وادي بطحا کے کنارے جبل بوقبیس کی ایک تنگ و تاریک غار کے اندر نمودار هوئي - اور اس شبستان لاهوتی کے اندر مشرق ربوبیت اعلی سے آفتاب کلام الله طلوع هوا !

یا ایها الناس قــد جاء کم	اے لوگو ! تمهارے پروردگار کے طرف
برهان من ربکـــم و انزلنا	سے تمهارے پاس " برهان مقدس "
الیکم نوراً مبینا (٤ : ١٧٤)	بهیجي گئي - اور هم نے تمهاري

طرف ایک نہایت روشن اور کهلا نور نازل کیا !

دنیا پر چهه صدیاں ضلالت کے سناٹے اور کفر کی خاموشی کی گذر چکی تهیں لیکن اب وقت آگیا تها که سینا کے بیابان کا خداوند اور کوہ زیتون کی روح القدس پهر گویا هو ' اور ایام الله کا ایک نیا موسم بهار پر آے - پس ایسا هوا که فضاے وحی الهی کے افق مبین پر نور روشنی کی بدلیاں چهاگئیں ' فیضان الهیه کے بحور و انهار جوش میں آ گئے ' ملاے اعلی اور قدوسیان عالم بالا میں هل چل مچ گئی ' مدبرات روحانیه اور ملائکة سماویه کو حکم هوا که زمین کي طرف متوجه هوجائیں کیونکه اب وہ آسمانوں میں مقهور

مقالات

الحسبة في الاسلام

(یعني احتساب اور اسلام)

(۲)

(عموم احتساب)

بعض مذاهب کو صرف بعض چیزوں سے پرهیز بتایا گیا تها :

فبظلم من الذین هادوا   پس یہودیوں کے ظلم کے سبب هم نے
حرمنا علیهم طیبات   اون پر اون پاک چیزوں کو حرام کردیا
احلت لهم - (۴ : ۱۵۸)   جو اونکے لیے حلال تهیں -

لیکن اسلام نے تمام چهوٹي چهوٹي چیزوں تک پر حلت و حرمت کا فتوی لگایا ' اور اسي احاطه کے ساتهه که نفع و ضرر کا کوئي پہلو باقي نه رها : یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبایث -

حلت و حرمت کي تفریق و تمیز محتسب کیلیے لازمي هے - کیونکه طبیب وهي هے جو اشیا کے خواص سے واقف هو - اس فرض کو اگرچه تعلیمات اسلامیه نے تمام چیزوں پر محیط کردیا تها ' لیکن ابتدا میں طریق دعوت عام نه تها - حجة الوداع نے احتساب کے تمام راستے کهولدیے اور دنیا نے احتساب کا کهلا هوا میدان پا لیا - پس حامل وحي آسماني کي زبان کهلي اور زمین والوں کو مژدهٔ تکمیل شریعت سنا دیا :

الیوم اکملت لکم دینکم   آج کے دن مینے تمهارا دین کامل کردیا '
و اتممت علیکم نعمتي   اپني نعمتیں تمکو بهرپور دیدیں اور
و رضیت لکم الاسلام دینا -   تمهارے لیے اسلام کا مذهب پسند کیا !
(۵ : ۴)

احتساب کا یه تعلق صرف ماده کے ساتهه تها - قوتِ فاعلي اب تک غیر متعین تهي - ماده کي تعمیم کے متعلق جو آیة تهي وه اوپر بارها گذر چکي - اب قوتِ فاعلي کي تعمیم پر نگاه ڈالو :

و المومنون و المومنات بعضهم   مسلمان مرد اور عورت ایک
اولیاء بعض یامرون بالمعروف   دوسرے کے نیکي میں مددگار
و ینهون عن المنکر -   هیں - نیکي کا باهم حکم کرتے هیں
(۹ : ۷۰)   اور برائي سے روکتے هیں -

دوسري جگه فرمایا :

کنتم خیر امة اخرجت   تم بهترین امت هو جو دنیا میں
للناس تامرون بالمعروف   هدایت انساني کیلیے بهیجي گئي ' نیکي
و تنهون عن المنکر -   کا حکم دیتے هو اور برائي سے روکتے هو -
(۳ : ۱۰۶)

تم کهوگے : کیا اندهے ' لنگڑے ' لولے ' گونگے بهي محتسب هیں ؟ کیا ایک دست شل مادهٔ عالم کو حرکت دے سکتا هے ؟ لیکن تم نے انساني قوتوں کی غیر محدود وسعت و طاقت کو بالکل محدود کردیا - اگر هاتهه نهیں حرکت کرتے ' اگر پانوں نهیں اوٹهتے ' اگر زبان نهیں هلتي ' تو کیا دل بهي حرکت نهیں کرتا ؟ کیا تم مرده هو ؟ کیا تم روشني و تاریکي میں کچهه بهي فرق نهیں کرتے ؟ کیا شهد کي مٹهاس اور اندراین کي کڑواهٹ تمهیں الگ الگ محسوس نهیں هوتي ؟ یعني کیا تمکو برائي بري نهیں معلوم هوتي ؟ اگر معلوم هوتي هے تو اسي احساس خیر و شر ' معروف و منکر ' صلاح و فساد ' اور نور و ظلمت کا نام احتساب هے اور تم محتسب هو - اگر یه احساس فنا هوگیا هے تو تم مومن هي نهیں :

و لیس وراء ذلک من الایمان   اسکے سوا ایمان رائي کے دانے کے
حبة خردل (الحدیث)   برابر بهي نهیں !

(طرق احتساب)

دعوت احتساب کے مختلف طریقوں کے لحاظ سے بهي اسلام کو دوسرے مذاهب پر فضیلت حاصل هے - امم قدیمه میں سب سے زیاده مکمل مذهب حضرت موسی کا هے - دین و دنیا کي جهلک اس مذهب میں موجود هے - اسلیے اسلام کا مقابله اوسي سے کرنا چاهیے -

امر بالمعروف کا آخري طریقه قتال هے جو جهاد دیني کی آخرین منزل هے ' لیکن دنیا کي کسي قوم نے اسلیے کبهي جهاد نهیں کیا که نیکي کو پهیلاے - حضرت موسی نے اپني امت کو جهاد پر اوبهارا تو پہلے انهوں نے یه جواب دیا :

ان فیها قوم جبارین و   اس ملک میں تو ایک نهایت سخت
انا لن ندخلها حتی   و جابر قوم رهتي هے - هم اسي وقت
یخرجوا منها - (۵ : ۲۵)   وهاں جاسکتے هیں جب وه لوگ وهاں سے
نکل جائیں - اسطرح هم انکا مقابله نهیں کرینگے -

ایک مدت کے بعد آماده بهي هوے تو اس لیے نهیں که نیکي اور عدالت کا گهر آباد کرینگے ' بلکه اسلیے که همارا گهر اوجاڑ دیا گیا هے - اسے پهر بسا ئینگے :

و ما لنا ان لا نقاتل في   هم کیوں خدا کي راه میں نه لڑیں -
سبیل الله و قد اخرجنا من   حالانکه هم اپنے گهر بار سے نکال دیے
دیارنا و ابنا ئنا -   گئے هیں اور همارے اولاد بهي
نشانهٔ ظلم هوئي هے -

اسپر بهي یه حال تها که :

فلما کتب علیهم القتال '   جب انپر قتال فرض کردیا گیا تو انهوں
تولوا الا قلیلا منهم   نے اس سے اعراض کیا الا ایک تهوڑي
(۲ : ۲۴۷)   سی تعداد جو اطاعت کیلیے طیار هوگئی -

لیکن اسلام صداے جهاد بلند کرتا هے اور تمام مدینه امنڈ آتا هے - کیا مدینه کے لوگ بهي بني اسرائیل کي طرح گهر سے نکالے هوئے تهے ؟ کیا کوئي وسیع سلطنت انکے پیش نظر تهي ؟ اگر حضرت خالد کا نام لیتے هو تو حضرت ابوذر کو بهي نه بهولو ' اگر مهاجرین کی فهرست پر نظر ڈالتے هو تو انصار کو بهي یاد کرلو - بلا شبه مکه کے مهاجرین ظلم و ستم کا بدله لے سکتے تهے ' لیکن مدینه کے انصار کو تو قریش نے انکے گهروں سے نهیں نکالا تها ؟ پس نیکي کی حمایت ' مظلوموں کی نصرت ' حق کے اعلان ' معروف کے اظهار ' اور باطل و فساد کے خذلان کے سوا اور انکا مقصود کیا هوسکتا تها ؟ هاں ' انکا جهاد صرف اسلیے تها که :

و یکون الدین کله لله   تا که دین صرف الله هي کیلیے هوجاے -
(۸ : ۳۹)

جو گهر کیلیے لڑے تهے ' خدا جانے اونکو گهر ملا یا نهیں ؟ لیکن هم کو یه معلوم هے که غنیمت نهیں ملي - اونکو صرف اپنے بال بچوں کا رونا تها ' وه مل گئے هونگے - لیکن ایک قوم جو اپنا گهر بار ' متاع

پس جبکه دنیا طرح طرح کی مادي یادگاروں کو منا نا چاهتي تهي' تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا که وه اس روحاني انقلاب کي یادگار کے امانت دار بنیں' اور جس ماه مبارک کو اپني برکتوں اور رحمتوں کے نزول کي وجه سے خداوند نے قبول کرلیا هے' اسکي قبولیت سے انکار نه کریں - دنیا خونریزیوں کي یادگار مناتي هے لیکن یه سچے امن اور حقیقي رحمت کی یادگار هے - دنیا لڑائیوں کو یاد رکهنا چاهتي هے' یه صلح و امنیت کے ورود کي یادگار هے - دنیا نے تخت نشینوں کو سب سے بڑا سمجهکر یاد رکهنا چاها مگر یاد نه رکهه سکی - خدا نے بتلایا که سب سے بڑا انسان ایک غار نشیں تها جسکي یادگار زنده رکهي گئي اور همیشه زنده رهي - دنیا نے ملکوں کی فتح اور زمینوں کی تسخیر کو بڑا واقعه سمجها اور اسکي یاد میں خوشیاں منالیں' مگر همیں تعلیم دیا گیا که دلوں کي فتح اور روحوں کی تسخیر هی سب سے بڑي بات هے اور اسي کي یادگار مناني چاهیے :

ورفعنا لك ذكرك	اور هم نے تیرے ذکر کو رفعت اور بقاے
(۹۴ : ۴)	دوام عطا فرمایا !

(اسوۂ ابراهیمي و اسوۂ محمدي)

الله تعالی کا قاعده هے که وه اپنے قدوسوں اور محبوبوں کے کسي فعل کو ضائع نهیں کرتا ' اور اسے مثل ایک مظهر فطرة کے دنیا میں همیشه کیلیے محفوظ کردیتا هے - حضرة خلیل الله علیه الصلوة والسلام نے خانه کعبه کی دیواریں چنیں' اور حضرة اسماعیل علیه السلام نے اس قربانگاه کا طواف کیا - خدا کو اپنے دوستوں کی یه ادائیں کچهه اس طرح بها گئیں که اس موقعه کی هر حرکت کو همیشه کیلیے قائم کردیا اور اسکی یادگار منانا تمام پیروان دین حنیفی پر فرض کردیا - هر سال جب حج کا موسم آتا هے تو لاکهوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ خلیل الله جلوه نما هوتا هے' اور ان میں سے هر متنفس وه سب [illegible] کرتا هے جو ایسے کئی هزار سال پہلے خدا کے دو دوستوں نے وهاں کیا تها - یهی معني هیں اس بیان الهي کے که :

ووهبنا لهم من رحمتنا	هم نے حضرت ابراهیم اور انکي ذریة
وجعلنا لهم لسان صدق	جسماني و روحاني کو اپني رحمت
علیا (۱۹ : ۱۴)	میں سے بڑا حصه دیا ' اور وه یه تها که

انکے لیے ایک اعلی و اشرف ذکر خیر دنیا میں باقی رکها -

یه تو "اسوۂ ابراهیمي" کي یادگار تهي - لیکن جب وه آیا جسکے لیے خود ابراهیم خلیل نے خداوند کے حضور التجا کي تهي :

ربنا و ابعث فیهم رسولا منهم	اے پروردگار ! میري ذریة میں
یتلوا علیهم ایاتك و یعلمهم	ایک ایسا رسول بهیج جو الله
الكتاب و الحكمة ' و یزکیهم '	آیتیں پڑهکر سنائے ' کتاب اور
انك انت العزیز الحکیم !	حکمت کي تعلیم دے ' اور
(۲ : ۱۲۴)	دلوں اور روحوں کا تزکیه کردے'

بیشک تو توهي عزیز و حکیم هے !

تو دنیا کیلیے "اسوۂ محمدي" کي حقیقة الحقائق اعلی رونما هوئي ' اور هدایت و سعادت کي تمام حقیقتیں بے اثر هوگئیں - اس اسوۂ عظیمه کا سب سے پہلا منظر وه عالم ملکوتي کا استغراق و استهلاک تها' جبکه صاحب فرقان نے انسانوں کو ترک کرکے خدا کي صحبت اختیار کرلي تهي ' اور انسان کے بنائے هوے گهروں کو چهوڑ کر غار حراء کے غیر مصنوع حجرے میں عزلت گزیں هوگیا تها - وه اس عالم میں متصل بهوکها پیاسا رهتا تها اور پوري پوري راتیں جمال الهي کے نظارے میں بسر کردیتا تها - تا آنکه اس تنگ و تاریک غار کي اندهیاري میں طلیعۂ قرآني کا نور بے کیف طلوع هوا ' اور مشرقستان الوهیت سے نکلکر اسکے قلب مقدس میں غروب هوگیا :

تبارك الذي نزل	تمام حمد و ثنا اس خدا کیلیے جسنے
الفرقان علي عبده	فرقان اپنے بندے پر نازل کیا -
ليكون للعالمين نذيرا	تا که وه دنیا جهان کیلیے ڈرانے
(۲۵ : ۱)	والا هو !

پس جسطرح خدا تعالی نے دین حنیفي کے اولین داعي کے اسوه کو حیات دائمي بخشي تهي - اسي طرح اس آخري متمم و مکمل وجود کے اسوۂ حسنه کو بهي همیشه کیلیے قائم کردیا :

لقد کان لکم فی رسول	بیشک ' تمهارے لیے رسول الله کے اعمال
الله اسوة حسنة	حیات میں ارتقاء انسانیة کا اعلی ترین
	نمونه رکها گیا هے -

وه بهوکا پیاسا رهتا تها ' پس تمام مومنوں کو حکم دیا گیا که تم بهي ان ایام میں بهوکے پیاسے رهو' تا ان برکتوں اور رحمتوں میں سے حصه پاؤ جو نزول قرآني کے ایام الله کیلیے مخصوص تهیں - وه اپنا گهر بار چهوڑ کر ایک تنها گوشے میں خلوت نشیں تها ' پس ایسا هوا که هزاروں مومن و قانت روحیں ماه مقدس میں اعتکاف کیلیے مسجد نشیں هونے لگیں اور اسطرح غار حرا کے اعتکاف کي یاد هر سال تازه هونے لگي - وه راتوں کو حضور الهي میں مشغول عبادت رهتا تها ' پس پیروان اسوه محمدیه و متبعان سنت احمدیه بهي رمضان المبارک کي راتوں میں قیام لیل کرنے لگے' اور تلاوت و سماعت قرآني کے وسیله سے وه تمام برکتیں ڈهونڈهنے لگے' جو اس ماه مبارک کو اسکے نزول و صعود سے حاصل هیں !

فمن شهد منکم	پس تم میں سے جو اس مهینے کو
الشهر فلیصمه '	پاے ' اسے چاهیے که روزه رکهے -

جس طرح اسوۂ ابراهیمي کي یادگار حج کو فرض کرکے قائم رکهي گئي اور لاکهوں انسانوں کو اسوۂ ابراهیمي کا پیکر بنایا گیا ' اسي طرح اسوۂ محمدي کي بهي یه یادگار هے جو ماه رمضان کي صورت میں قائم رکهي گئي اور جو تیره سو برس کے گذر جانے کے بعد بهي زنده هے اور همیشه زنده رهیگي !

خدا کي قائم کي هوئي یادگاریں کاغذوں ' اینٹ ' اور پتهر کی دیواروں' اور فاني زبانوں کی روایتوں میں باقی نهیں رهتی جاتیں که یه انسانوں کے کام هیں' وه اپنے جس بندے کو بقاے دوام کیلیے چن لیتا هے اسکی یادگار کو مجمع انسانیة کے سپرد کردیتا هے اور نوع بشري اسکي حامل بن جاتي هے' پس نه تو وه مٹ سکتی هے اور نه کوئی اُسے مٹا سکتا هے - آج بهی کروڑوں انسان کرۂ ارض پر موجود هیں جو ماه مقدس کے آتے هي اپني زندگي کو یکسر بدلدیتے هیں' اور اس یادگار عظیم و قدوس کو اسطرح اپنے جسم و دل پر طاري کرلیتے هیں که اسوۂ محمدي کی روحانیت کبری کروڑوں روحوں کے اندر سے "انا لحي بالحي الذي لا یموت" (میں زنده و باقی ذات میں فنا هوکر خود بهی همیشه کیلیے زنده و باقی هوگیا هوں) کی صداے حقیقت سے غلغله انداز عالم و عالمیاں هوتی هے - پهر کیسی مقدس و اقدس تهی وه بهوک' جس ایک بهوک کی یاد میں خدا نے اپنے لا تعد و لا تحصی بندوں کو بهوکا رکها' اور کیسی پاک اور بزرگ تهی وه ذات جسکی حیات طیبه کا کوئی فعل گمنامی کیلیے نهیں چهوڑا گیا ! پس اے پیروان دین حنیفی' و اے وابستگان اسوۂ محمدي' آؤ که نزول هدایت و سعادت کے اس انقلاب عظیم کي یادگار منائیں' اور جس طرح صاحب قران اس ذات حی و قیوم میں فنا هوگیا تها' هم بهي اسکے اسوۂ حسنه کے اتباع میں اپنے تئیں فنا کردیں - کیونکه محض جسم کی بهوک اور پیاس سے وه حقیقت هم پر طاري نهیں هوسکتي جب تک نه روح اور دل پر بهي جسم کي طرح روزه نه طاري هوجاے: فسبحان ذی الملك والملكوت' سبحان ذی العزة والعظمة والهیبة والقدرة والکبریاء والجبروت' سبحان الملك الحي الذي لاینام ولا یموت' ابد ابدا' سبوح قدوس ربنا و رب الملائکة والروح !!

بهي ايسي زبان كو اپنا مهبط نهيں بناسكتے جس نے سب سے پہلے خود اپنے نفس كو امر بالمعروف و نهي عن المنكر كا مخاطب نه بنايا - ممكن هے كه ايسے محتسب كا وعظ چند لمحوں كيليے درچار دلوں كو گرم كردے ليكن دلوں كے اندر سچي قبوليت اور اعمال كے اندر حقيقي تبديلي پيدا كرنے ميں وہ كبهي كامياب نهيں هوگا - اس بارے ميں اصلي اساس صرف انبياء كرام كا أسوهٔ حسنه هے - انكا حال يه تها كه جو صدا زبان سے نكلتي تهي ' اعمال و افعال اسكا يكسر پيكر و نمونه هوتے تهے !

(ايک ضروري نكته)

البته ايک سخت اور عالمگير غلط فهمي كا ازاله بهي ضروري هے جسنے بدبختي سے آج تمام مسلمانوں كے دلوں ميں گهر كرليا هے اور جسكي وجه سے امر بالمعروف اور احتساب عمومی و انفرادي مفقود هے -

بلا شبه محتسب كيليے ضروري هے كه وہ سب سے پہلے خود عمل صالح اختيار كرے اور اپنے نفس كے احتساب سے غافل نهو ليكن اسكے يه معني نهيں هيں كه جب تک كوئي شخص تمام بديوں سے منزہ اور تمام لغزشوں سے پاک نهوجاے ' اس وقت تک امر بالمعروف كيليے زبان نه كهولے ؟ اسلام نے احتساب هر مسلمان پر فرض كرديا هے اور يه ظاهر هے كه هر مسلمان ابوذر و سليمان نهيں هوسكتا اور نه جنيد و شبلي بن سكتا هے - ٹهوكريں سب كو پيش آتي هيں اور نفس كا فريب اور اراده كے زلات بڑے هي سخت هيں - پس اگر احتساب كے ليے محتسب كا بهمه وجوه كامل و اصلح هونا شرط سمجها جاے تو يه فرض كيونكر عام هوگا اور هر مسلمان كيونكر محتسب بنے گا ؟

بد قسمتي سے ايسا هي سمجهه ليا گيا هے اور اسي كا نتيجه هے كه لوگ امر بالمعروف كيليے بڑے بڑے زهاد و عباد كے درجوں كے متلاشي رهتے هيں اور كهتے هيں كه بهلا هم گناهگاروں كي كيا هستي هے كه لوگوں كو نيكي كي دعوت ديں ! يهي سبب هے كه دعوة معروف كي صدائيں مفقود هوگئي هيں ' منكرات كے صلاء عام كيليے كوئي مانع نهيں ' اور ايک شخص باوجود مسلمان هونے كے اسے جائز ركهتا هے كه اپنے سامنے بديوں كو ديكهے مگر منافقوں كي طرح اور گونگے شيطان كي مانند چپ هو رهے !

حقيقت يه هے كه انسان مكلف كو دو چيزوں كا حكم ديا گيا: خود گناهوں كا چهوڑ دينا ' اور دوسروں كو گناهوں كے چهوڑنے كي ترغيب دينا - يه ضروري نهيں كه اگر انسان ايک فرض كو ابهي پوري طرح ادا نهيں كرسكا هے ' تو دوسرا فرض بهي ادا نه كرے -

(شـــرائـط احتساب)

اگر تمهيں جنگ كرنا هے تو جنگ سے پہلے مسلح هوجانا چاهيے - جهل و ضلالت ' فتن و فساد ' طغيان نفس ' افساد ضمائر ' اعمال فاسده ' اخلاق غير مرضيه ' بدعات و محدثات ' غرضكه تمام منكرات كي تاريكي نے دنيا كے چهرے پر تاريک پردے ڈالديے هيں - جنود ابليس اسي ظلمت زار ميں شبخوں مار رها هے - تمهيں اوس سے جهاد و قتال كرنا هے - اسليے تم كو هتيار سنبهال لينا چاهيے -

اگرچه يه بالكل سچ هے كه :

آهن بآهن توان كرد نرم !

اسليے جو مخلوق آگ سے پيدا كي گئي هے اوس پر شهاب ثاقب هي كے گولے برسانے چاهئيں ' ليكن اپني فطرت كو هر موقع پر محفوظ ركهنا بهي اخلاقي فتح مندي هے ' اور وقتي فتحيابيوں پر طرق اصليه كو مقدم ركهنا چاهيے - تم كو خدا نے طين لازب سے پيدا كيا هے - اسليے تمكو اوسكے قواء و خواص كا بهترين مظهر بننا چاهيے - احتساب كيليے علم سب سے مقدم شرط هے - اگر ايک جاهل طبيب مريض كيليے علاج تشخيص كرتا هے اور بعض اشياء سے پرهيز كرنے كي هدايت كرتا هے ليكن وہ اشياء كے خواص و تاثير كا عالم نهيں تو يقين كرو كه وہ مريض كو هلاک كر رها هے - اوسكو كيا خبر كه مريض كو جس چيز سے روكتا هے ' وہ شهد هے ' اور جس شے كو استعمال كراتا هے وہ زهر هے ؟ يهي وجه هے كه آنحضرت صلي الله عليه وسلم نے ازدياد علم كي دعا فرمائي :

رب زدني علمـــا ! خدايا ميرے علم ميں زيادتي كر !

ايک بار حضرت ابن عباس كو گود ميں اوٹها كر دعا دي تهي :

اللهم تفقه في الدين ! خدايا اوسكو دين ميں قوة فكر و نظر دے !

علم كے بعد وعظ و تلقين ' ارشاد و هدايت ' دعوة و عمل كي باري آتي هے - مخاطبين كی حالت مختلف هوتي هے - كوئي سخت كوئی نرم ' كوئي معاند كوئي جنگجو ' كوئي ضدي ' كوئي هٹ دهرم ' كوئي عالم ' كوئی جاهل - غرض تمكو دنيا كے تمام قواے متضاده سے مقابله كرنا هے - پهر كيا تم هر شخص سے لڑتے پهرو گے ؟ نهيں تمكو نرمي اختيار كرني چاهيے !

ادفع باللتي هي احسن بهترين طريقے سے مدافعت كرو (۲۳ : ۹۷)

لو كنت فظاً غليظ القلب	اگر تم الهڑ اور سخت هوتے تو
لا انفضوا من حولـــك	لوگ تمهارے پاس سے بهاگ جاتے
(۳ : ۱۵۹)	

ما كان الرفق في شي الا زانه	نرمي هي هر چيز كو زينت ديتي
ولا كان العنف في شي الاشانه	هے اور سختي اسكو بد نما
( )	كرديتي هے '
ان الله رفيق يحب الـرفق	خدا نرم هے اور هر چيز ميں نرمي
في الامر كلـه و يعطي مـا	پسند كرتا هے - اور نرمي پر وہ
لايعطي علـي الـعـنـف	كچهه ديتا هے جو سختي پر
	نهيں ديتا -

سمندر ميں طوفان آتا هے ' موجيں بلند هوتي هيں ' پهاڑوں سے ٹكراتي هيں اور وہ چور چور هوجاتا هے ' ليكن تمكو اس مثال پر مغرور هوكر سختي كا استعمال نهيں كرنا چاهيے - تمكو پهاڑ سے ٹكر لڑانا نهيں هے ' بلكه شيشهٔ دل ميں عكس كي طرح نيكي كو مرتسم كرنا هے ' اسليے تمكو بجلي كي رو كي طرح چلنا چاهيے كه كسيكو خبر نه هو مگر دنيا كے تمام پرزے حركت ميں آجائيں ' يهاں تک كه دل كا شيشهٔ لطيف اوس رو كو جذب كرلے !

دنيا ميں برائي مخفي طريقوں سے پهيلي هے ' تم نے گوساله سامري كو نهيں ديكها كه كسطرح نبی اسرائيل كے دل ميں چپكے چپكے گهر كرليا تها ؟

اشربت في قلوبهم العجل	اونكے دلوں ميں گوساله پلا ديا گيا
(۲ : ۹۳)	

پهر نيكی تو بدي سے زياده سريع النفوذ هے :

انما المومنون الذين	اور سچے مومن وہ هيں كه جب الله كا
اذا ذكر الله و جلت	ذكر كيا جاتا هے تو انكے دل اوٹهتے
قلـوبهم اذا تليت	هيں - جب خدا كي آيتيں اون پر پڑهي
عليهـم آياتـه زادتهم	جاتی هيں تو اونكے ايمان كو اور بڑها ديتي
ايمانا (۸ : ۲)	هيں -

جو دل خود زخمي هورهے هيں ' اونپر زخم كيوں لگاتے هو ؟ روئي كا پهاها بن جاؤ كه زخم رسيدوں كو اسي كي ضرورت هے -

ليكن دنيا بلكه خود قانون فطرت اخلاق حسنه كا قدردان نهيں هے دنيا ايک بحر ظلمت خيز هے جو خاموشي كے ساتهه نهيں بهتا اگر موتي كی طرح عزلت گزيني مقصود هوتي تو هم تمهيں ايک

و اموال ' اور اهل و عیال چهوڑکر حق کیلیے جهاد کرتي هے ' جسکے بچے یتیم هوجاتے هیں ' جسکي عورتیں بیوه هوجاتي هیں ' جسکا اثاث البیت برباد هوجاتا هے ' ضرور هے که خدا تعالی دل تعا و توازن کو قائم رکهے ' اور اسکا معارضه غنیمت اور ملک یمین کي صورت میں انهیں دیدے - تم اسکو غلامي کهتے هو ' هم اسکو ایک قسم کي جبري تعلیم کا ذریعه سمجهتے هیں - انسان اگر خود اپني خوشي سے نیک نهیں بنتا تو هم اسے جبراً نیک بنائینگے - تم غلاموں سے چاؤشي و دربانی کا کام لیتے تهے ' هم نے انسے خداے واحد کیلیے اذان دلوائي !

لیکن اسلام مادیات پر قانع نهیں هوسکتا - اوسکو غذاے روحاني کا معارضه ملنا چاهیے - تم کهوگے که اس سے جنت مراد هے ؟ بے شبهه هے مگر تمکو اس فضل الهي کے دیکهنے کا موقع کیونکر مل سکیگا ؟ اسلیے انعام روحانیت کے ساتهه انعام محسوس بهي هونا چاهیے اور وه دنیا میں حق کي کامیابی کا ظهور هے - جس قوم کا هر فرد صداقت مجسم هے ' جو دنیا میں صرف نیکي پهیلانے کیلیے آیا هے ' اوسکي مجموعي قوت کبهي بوڑک نهیں سکتي - جس قوم کا هر فرد آمر بالمعروف اور ناهي عن المنکر هے ' جب وه قوم باهم مل جلکر ایک چیز سے روکتي هے اور ایک چیز کي طرف لےجاتي هے ' تو اسمیں ایک ایسی الهی طاقت پیدا هوجاتي هے جسے کوئي قوت مسخر نهیں کر سکتی - : ید الله علی الجماعة (الحدیث) اجماع امت اسي کا نام هے یه شرف کسي امت کو حاصل نه هوا ' کیونکه کسي امت نے فرض احتساب کو کامل طور پر ادا نهیں کیا -

(ترتیب احتساب)

لیکن کسي محتسب کو صرف اتنے هي پر قناعت نه کرلیني چاهیے که هر برائي پر کسیکا هاتهه پکڑلے ' یا زبان سے اوسکا انکار کردے ' یا دل سے برا سمجهه لے - بلکه احتساب ایک خاص ترتیب کا پابند هے - اوسي ترتیب سے اس مقدس فرض کو ادا کرنا چاهیے - سب سے مقدم اپنے نفس هي اصلاح هے که :

ان النفس لامارة بالسوء (۱۳ : ۵۳)	نفس برائي کا بهت بڑا حکم دینے والا هے !

اسلیے جب خود اپنے دامن میں گرد لگي هوئي هے تو سب سے پہلے اسي کو جهاڑ لینا چاهیے ' ورنه اس سے دوسروں کا گرد آلود چهره کیونکر پاک هوسکے گا ؟ الله تعالے نے دوسرے موقع پر اس سے زیاده وضاحت کے ساتهه فرمایا :

قد افلح من زکاها و قد خاب من دساها (۹۲ : ۹)	وه کامیاب هوا جس نے اپنے نفس کا تزکیه کیا اور وه نا مراد هوا جس نے اپني قوت خیر کو برباد کردیا !

نیز عام طور پر فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا قوا انفسکم و اهلیکم نارا (۲۲ : ۶)	مسلمانو اپنے آپکو اور اپنے اهل و عیال کو عذاب آتش سے بچاؤ !

آنحضرت صلی الله علیه و سلم کو جب تبلیغ رسالت کا حکم دیا گیا تو الله تعالے نے اوسکي ترتیب یه قرار دي :

یا ایها المدثر ! قم فانذر و ربك فکبر ' و ثیابك فطهر والرجز فاهجر (۷۴ : ۳)	اے چادر اوڑهه کر سونے والے ! اوٹهه پهر لوگوں کو ڈرا ' اپنے خدا کي تکبیر کهه ' اپنے کپڑوں کو پاک کر ' اور بتوں سے دوري اختیار کر !

اصلاح نفس کے بعد آل ' اولاد ' اعزه ' اور اقارب کا درجه هے :

وانذر عشیرتك الاقربین (۲۶ : ۲۱۴)	اپنے اقرباء و قبیله کے لوگوں کو گمراهي و ضلالت کے نتائج سے ڈراؤ !

ان مراتب کے بعد اپني قوم هے :

و هذا کتاب انزلناه مبارك مصدق الذي بین یدیه و لتنذر ام القری و من حولها - (۶ : ۹۲)	اور یه قران کتاب الهي هے جسے هم نے نازل کیا ' وه برکت دینے والي هے اور ان کتابوں کي تصدیق کرتي هے جو اس سے پہلے کي موجود هیں - اور اے پیغمبر هم نے قران اسلیے اتارا تاکه تم مکه کے اور اسکے اطراف کے لوگوں کو اعمال بد کے نتیجوں سے ڈراؤ اور دین حق کي دعوة دو !

قوم کے بعد تمام دنیا :

وما ارسلناك الا کافة للناس (۳۴ : ۲۸)	اور هم نے تم کو نهیں بهیجا مگر تمام عالم انسانیة کي نجات کیلیے -
وما ارسلناك الا رحمة للعالمین (۲۲ : ۱۰۷)	اور هم نے اے پیغمبر تم کو تمام جهان کیلیے رحمت بنا کر بهیجا -

چنانچه حضرة داعي اسلام علیه الصلوة و السلام نے اسي ترتیب سے احتساب حق شروع کیا اسي اسوۂ حسنه کے اندر سلسلۂ احتساب کي قدرتي ترتیب مضمر هے -

(محتسب کی شخصیت)

احتساب کا اصلی طریقه جو مستند به کتاب و سنت هے وه یهي هے ' لیکن ایک ایسا شخص بهي فرض کیا جاسکتا هے جو خود معاصي میں منهمک هے ' عزیز و اقارب کي اصلاح سے بے خبر هے ' لیکن وه پبلک اسٹیج پر آتا هے ' اور تمام دنیا کو دعوت احتساب دیتا هے - وه پرکار کي طرح پہلے ایک نقطه پر قدم نهیں رکهه لیتا ' بلکه هوا میں معلق هوکر پورے دائرے کے گرد گردش کرتا رهتا هے - پهر کیا اوسکا یه دعوی صحیح هے ؟ کیا اوسکي دعوت قبول کرلیني چاهیے ؟

علما میں باهم اختلاف هے - ایک گروه نفي میں جواب دیتا هے اور قرآن مجید اوسکي تائید کرتا هے :

اتا مرون الناس بالبر و تنسون انفسکم	کیا تم لوگ دنیا کو نیکی کا حکم دیتے هو اور اپنے آپ کو بهول جاتے هو ؟

دلائل عقلي بهي اوسکا ساتهه دیتے هیں ؛

(۱) احتساب کا مقصد یه هے که غیروں کو مصالح کي طرف هدایت کي جاے اور مفاسد سے بچایا جاے - یه ایک احسان عظیم هے جسکو محتسب دنیا پر کرنا چاهتا هے ' لیکن اپنے اوپر احسان کرنا غیروں سے مقدم هے -

(۲) اگر ایک شخص کسیکو ایک چیز سے منع کرتا هے مگر خود اوسکا مرتکب هوتا هے ' تو اسکا اثر اولٹا پڑےگا - وه سمجهیگا که باوجود اس علم کے جب وه خود اس کام کو کررها هے ' تو اوسکے روک ٹوک اور منع کرنے کي کوئي اصل نهیں معلوم هوتي - یقیناً وه کام بیان کرده مضرتیں نهیں رکهتا ' یا رکهتا هے تو انکا ترک اسقدر ضروري نهیں که فوراً چهوڑ دیا جاے - اگر ایسا هوتا تو معلم و ناصح سب سے پہلے چهوڑ دیتا - غرضکه بچنے کی جگه وه اور بهي اس عمل کے کرنے کا حریص هوجائیگا : الا نسان حریص علی ما منع -

(۳) جو شخص وعظ کهتا هے اوسکا مقصد یه هوتا هے که اثر پڑے ' لیکن جب وه خود گناهوں میں ڈوبا هے ' تو اثر کی جگه اوسکے وعظ سے اور نفرت پیدا هوگي -

(۴) اگر ایک فاسق فرض احتساب ادا کرسکتا هے ' تو هم فرض کرتے هیں که وه ایک عورت سے زنا کرتا هے ' لیکن اوسي سے یه بهي کهتا هے که نا محرم کو منهه دکهانا حرام هے - اس سے بڑهکر اور کیا حماقت هو سکتي هے ؟

(۵) سب سے زیاده یه که فرض احتساب و دعوة الی الحق ایک الهي مقصد اور ایک رباني عمل هے اور اسکے انوار و برکات

اس سلسلے میں ایک امر اور بھي قابل ذکر هے - اگرچه هیجان کے دماغ تک پہنچا دینے کے بعد عصب کا کام ختم هوجاتا هے ' مگر یه هیجان خود ختم نہیں هوجاتا بلکه عضلات کي طرف بھي منتقل هوسکتا هے اور اس صورت میں متقلص (سکڑنے والے) عضلات میں ایک قسم کا جھٹکا پیدا هوجاتا هے -

(ایک عجیب تجربه)

یه صرف قیاس اور نظریه هي نہیں هے بلکه علماء وظائف الاعضاء نے اس کا مشاهده کرا دیا هے -

یه لوگ مینڈک کي سرین سے ایک عضله اسطرح کاٹ لیتے هیں که جو اعصاب اسکے ساتھه کٹتے هیں ' وه عضله کے ساتھه ملے رهتے هیں - پھر ان میں سے کسي ایک عصب کے ایک سرے پر برقي رو یا کسي دوسرے میکانیکي طریقه سے (یعني آلات کے ذریعه سے) تحریک پیدا کرتے هیں - اس تحریک کا هیجان فوراً ایک سرے سے دوڑ کے دوسرے سرے تک چلا جاتا هے اور وهاں سے عضله میں منتقل هوتا هے - عضله میں تحریک هوتے هي ایک جھٹکا سا لگتا هے جو دیکھنے والے کو صاف نظر آجاتا هے !

شاید کسي کو یه خیال هو که جب یه عضله اور عصب جسم سے قطع کرکے علحده کرلیے گئے تو وه زنده نه رهے هونگے ' اسلیے جو تجارب مقطوع عضلات و اعصاب پر کیے جاتے هیں اُن پر ایک زنده جسم کي حالت کو قیاس کرنا صحیح نه هوگا -

مگر ایسا خیال کرنا اصول علمي سے بے خبري کا نتیجه هوگا - بعض دوائیں ایسي هیں که اگر انکو کسي سیال شے میں حل کردیا جائے اور اس محلول (Solution) میں کٹے هوے اعضاء کو رکھا جائے تو وه کئي کئي گھنٹے تک زنده رهسکتے هیں - اور ڈاکٹر کارل کا تو یه بیان هے که انکے پاس بعض بعض خلایا اس طرح کے صناعي محلول میں کئي کئي دن تک زنده رهے هیں -

(روح نباتاتي کا ابتدائي منظر)

غالباً اب یه ذهن نشیں هوگیا هوگا که اعصاب کا وظیفه اصلي کیا هے ؟

اس تفصیل سے همارا منشا اس نکته کو واضح کرنا تھا که نباتات میں اعصاب کے وجود کا جب دعوا کیا جاے تو اسکا یه مطلب نہیں قرار دینا چاهیے که درختوں میں بھي کوئي ایسي شے موجود هے جو اپني ساخت اور مابهٔ خمیر میں بعینه حیواني عصب کے مانند هے ' بلکه یوں سمجھنا چاهیے که درختوں میں بھي بعض ایسے ریشے موجود هیں جو بعینه وهي کام کرتے هیں جو جسم حیواني میں اعصاب کا کام هے -

Mimosa (ممو سا) ایک ذکي الحس اور سریع التاثیر درخت هے جسے ٹھیٹ اردو میں چھوئي موئي کہنا چاهیے - اسکي ذکاوت حس کي یه حالت هے که هاتھه لگتے هي کسي شرمگیں و حیا سرشت دوشیزه لڑکي کي طرح اسکي پتیاں کمهلا کے جھک جاتي هیں -

ممو سا میں مس کرنے سے جو هیجان پیدا هوتا هے وه بھي قریباً اسي طرح مس کرده مقام سے مرکز تک منتقل هوتا هے جسطرح که حیوانات کے مس کردهٔ عضو سے دماغ تک پہنچتا هے -

مثلاً آپنے ایک پتي کو چھوا - بمجرد مس ایک قسم کا هیجان پیدا هوگا جو کہربا کي سرعت کے ساتھه اس عضو تک پہنچ جائیگا جسکو عضو حرکت پذیر (Motile organ) کہتے هیں - ممو سا میں یه عضو پتیوں کے جوڑ کے پاس هوتا هے - اسي کے پاس پل وي نس (Pulvinus) نامي ایک عضو نباتاتي هوتا هے جسکي خاصیت یه هے که هیجان کي حالت میں عضلات کي طرح اسمیں بھي تقلص و انقباض (کھنچنا اور سکڑنا) هوتا هے - جب هیجان اس عضو حرکت پذیر تک پہنچتا هے ' تو اس سے منتقل هوکے پل وي نس میں آتا هے اور سمٹنے لگتا هے - اِسکے سمٹتے هي مینڈک کے عضلهٔ مقطوع کي طرح اسمیں بھي ایک جھٹکا لگتا هے - یهي جھٹکا هے جو دفعتاً پتیوں کے کمهلا کے گرجانے کي شکل میں هم کو نظر آتا هے -

هم اوپر بیان کر آئے هیں که حیوانات میں نقل هیجان کا اصلي ذریعه وه ریشے یا خیوط هیں جن سے اعصاب مرتب هوتے هیں - نباتات میں بھي ایک قسم کے ریشے هوتے هیں جنکو انگریزي میں (Tissue) اور عربي میں نسیج کہتے هیں - یهي ریشے هیں جو هیجان کو منتقل کرتے هیں - ممو سا میں یه ریشے تنے یا شاخ میں هوتے هیں اور اسطرح چسپاں هوتے هیں که بمشکل علحده هوسکتے هیں - البته فرن (Fern) میں نہایت آساني سے علحده هوجاتے هیں -

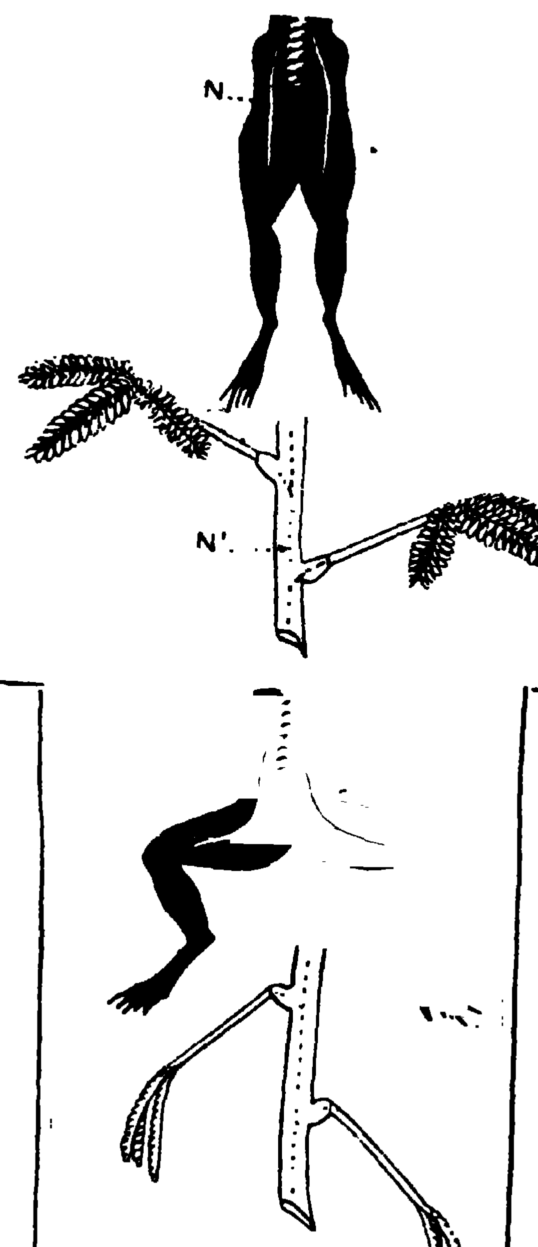

(۱) مینڈک کا کٹا هوا حصهٔ جسم جسکے تجربه کا ذکر مضمون میں آیا هے - اور ممو سا کے درخت کے عضلات -

اوپر مینڈک کا زیریں حصهٔ مقطوع هے - اسمیں جو خطوط نظر آتے هیں یهي عضلات هیں جو هیجان اور تنبه کو دماغ تک پہنچا تے هیں - انکي شناخت کیلیے انگریزي کا حرف N بنا دیا گیا هے -

اسکے نیچے ممو سا کي شاخ هے - شاخ کے اندر خطوط دکھلائے هیں - یهي خطوط بمنزلهٔ عضلات کے هیں جو هر اثر و هیجان کو پل وي نس تک پہنچا دیتے هیں (دیکھو N) - اس تصویر میں یه دونوں چیزیں سکون کي حالت میں دکھلائي هیں -

(۲) لیکن نیچے کي تصویر هیجان اور تنبه کي حالت کو پیش نظر کرتي هے - مینڈک کا وهي مقطوع حصه هیجان اور اهتزاز کي حالت میں هے - اسي طرح ممو سا کي پتیاں بھي سکڑ کے جھک گئي هیں - دونوں کے اندر خطوط انکے نسج و عضلات هیں -

تنگ حجرہ بنائے ' لیکن تم تو حباب کی طرح سطح دریا پر تیرنا چاهتے هو ' اسلیے موج کے تھپیڑے ناگزیر هیں - تم برق کی رو کی طرح تمام کارخانۂ دنیا میں حرکت پیدا کرنا چاهتے هو ' اسلیے تصادم ' مقاومت ' کڑک ' چمک سے دو چار هونا هي پڑیگا - تم نرمي کے ساتھہ بولوگے - جواب سخت دیا جائیگا - تم جھکوگے - تمھارے سامنے سر اوٹھایا جائیگا - ایسي حالت میں کیا تم کو بھي تن جانا چاهیے ؟ اسکا جواب حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو دیدیا ہے :

و امر بالمعروف و انه عن المنکر و اصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور - نیکي کا حکم دے - بدي سے روک ' اور جو دکھہ تجھکو پهونچیں اونپر صبر کر - یہ تو بڑے کٹھن کام هیں -

چنانچہ خود حضرۃ داعي اسلام علیه السلام کو بھی فرائض رسالت کي تعلیم کے بعد حکم دیا گیا :

و لربک فاصبر (٧٤ : ٧) اپنے خدا کیلیے صبر کر -

دوسري جگہ فرمایا :

فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل (٤٦ : ٣٥) صبر کر ' جس طرح کہ تجھہ سے پہلے تمام اولوالعزم رسول کرتے آئے هیں !

پس احتساب کیلیے علم ' رفق ' صبر ' حلم ' وقار کي اشد ضرورت ہے

(احتساب هر حال میں چاهیے)

لیکن اگر تم علم نہیں رکھتے ' اگر تم نرمي اختیار نہیں کرسکتے ' اگر تم میں حلم و صبر نہیں ہے تو کیا فرض احتساب یتیم هوکر دنیا میں اسی مپرس هوجائیگا ؟ یہ سچ ہے کہ علم ایک جوهر ہے ' رفق ایک زیور ہے ' صبر ایک کوہ الماس ہے ' لیکن حسن کبھی کبھی بغیر زیور کے بھي دنیا کے سامنے نمایاں هوتا ہے - اسلیے تمکو خدع نفس میں مبتلا نہ هونا چاهیے - بلاشبہ یہ اوصاف پیدا کرو ' لیکن ان کے بغیر بھی خدا کا کام جاري رکھا جاسکتا ہے -

برائی هر حال میں برائی ہے ' نیکي هر حال میں نیکي ہے - اسلیے ایک کا مٹانا اور ایک کو قائم رکھنا هر حال میں فرض ہے - کارخانۂ احتساب کبھی معطل نہیں رہ سکتا -

غور کرو ' تین صورتیں تمھارے سامنے هیں :

(١) عدم احتساب کا ضرر کبھي ان اوصاف کے فقدان کے ضرر سے زیادہ هوگا ' جو شرائط ضروریہ احتساب هیں -

(٢) کبھي برابر -

(٣) کبھي کم -

پہلي دونوں صورتیں زیادہ عام و متداول هیں ' اسلیے با وجود ان اوصاف کے هونے کے احتساب کا کام جاري رکھنا چاهیے - البتہ تیسري صورت میں زبان حق گو اور دست عمل خواہ کو روک لینا چاهیے - پھر بھي دل کي حرکت لازمي ہے ' اور ایمان کا یا بالفاظ دیگر حیات روحی کا آخري درجہ یہي ہے -

اب تمکو معلوم هوگیا هوگا کہ کفر خاموش ہے مگر ایمان غلغلہ انداز - باطل ساکت ہے ' مگر حق شور انگیز - ضلالت جمود میں ہے مگر هدایت حرکت کا نام ہے - حرکت هی میں برکت ہے اسلیے ایک مسلمان کبھی خاموش اور ساکن نہیں رہ سکتا :

قال النبي صلعم اصدق الاسماء حارث و همام - آپ نے فرمایا : سچا نام حارث (کمی کرنے والا) اور همام (قصد کرنے والا ہے)

مذاکرۂ علمیّہ

علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

روح نباتات اور احساس

(مسٹر بوس کا اکتشاف جدید)

هم نے گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں پروفیسر جے - سي - بوس کي تقریب کرتے هوے وعدہ کیا تھا کہ هم انکی اکتشافات و تحقیقات کو اردو زبان کے حلقۂ علمي تک پہنچانے کي کوشش کرینگے - آج اس سلسلۂ مضمون کی طرف متوجہ هوتے هیں :

تم بارها باغ گئے هوگے ' گھانس کے مخملین فرش پر آزادانہ بیٹھے هوگے ' چمن کی سرخ روشوں پر گلگشت تفرج کي هوگي ' پھولوں سے دامن بھر بھر کے لطف گلباري اٹھایا هوگا ' لیکن اس چمن طرازي و گلستان فرمائي میں یہ خیال شاید کبھی نہ آیا هوگا کہ هم جس وجود پر اپني عشرت جویوں کي لاابالانہ مشقیں کررہے هیں ' خود اسپر کیا گزرهي ہے ؟

مگر آج علم کچھہ اور کہتا ہے !

کیا نباتات میں بھی احساس ہے اور کیا اسکے پاس بھي وسائل حس یعنی اعصاب هیں ؟

(وظائف عصبیہ)

اسکے جواب سے پہلے هم یہ بتادینا چاهتے هیں کہ اعصاب کا وظیفۂ اصلی کیا ہے ؟

عصب کا اصلی کام یہ ہے کہ هر هیجان excitement جو اسکے کسي حصے میں پیدا هو ' اسے وہ جسم کے دوسرے حصے تک پہنچادے -

اعصاب نہایت چھوٹے چھوٹے ریشوں سے مرکب هیں جنکو انگریزي میں Fiber اور عربي میں خیط کہتے هیں - خیوط اسکي جمع ہے - جب جسم کے کسي حصے میں هیجان پیدا هوتا ہے تو اسکے معنے یہ هیں کہ اس مقام کے خیوط میں ایک حرکت پیدا هوگئي ہے - یہي حرکت برقی رو کی طرح آگے دوڑتی ہے ' اور جسطرح کہ برقی تار کے ایک سرے کي حرکت بسرعت تمام دوسرے سرے تک آجاتی ہے ' اسیطرح هر ریشہ اپنے بعد کے ریشے کو حرکت دیتا هوا چلا جاتا ہے - یہاں تک کہ یہ حرکت مرکز اعصاب یعنی دماغ تک پہنچ جاتی ہے - ان تمام سلسلوں کا منبع اور مخزن تاثرات دماغ ہے - اقلیم جسم پر اسکي سلطنت انھیں اعصاب کي بدولت قائم ہے !

مثلاً تم نے گلاب کا ایک پھول دیکھا - اب سونچو کہ کیونکر دیکھا اور اسمیں کون سے فزي یولوجیکل (وظائف الاعضاء) اعمال انجام پائے ؟

جب تم نے آنکھیں کھولیں تو شعاعیں شبکیہ (١) پر پڑیں اور ان شعاعوں کي وجہ سے شبکیہ میں ایک هیجان سا پیدا هوا - اسکے بعد اعصاب کا فعل شروع هوا - اعصاب بصارۃ نے اس حرکت کو لے لیا ' اور بطریق مذکورۂ بالا دماغ تک پہنچا دیا -

---

(١) یہ آنکھہ کا ایک پردہ ہے جسمیں نہایت باریک باریک رگوں کا جال هوتا ہے - یہي وہ پردہ ہے جو شے مرئي کا عکس قبول کرتا ہے - انگریزي میں اسے Retina کہتے هیں -

مدارس اسلامیہ

باز گو از نجد و از یاران نجد !

ندوہ کا جدید دستور العمل

آندھیاں چل چکیں، گرد اُڑ چکی، فضا غبار آلود ہوکر صاف ہوگئی، دروغ بیانی، اتہامات، انتقامی جذبات کا زمانہ گذر چکا - اب وقت آگیا ہے کہ قوم اس اصلی راز تک پہنچ سکے کہ ندوہ کیا کررہا ہے، اور قبول اصلاح کی آمادگی جو اسنے ظاہر کی ہے، وہ کہاں تک واقعی ہے ؟ اصلاحی مطالبات میں سے کارکن اشخاص نے صرف دستور العمل کی ترمیم منظور کی ہے اور جدید دستور العمل طیار کرکے شائع کردیا ہے - اسلیے ہم مختلف پہلووں سے اسپر نظر ڈالتے ہیں - ندوہ کے مفاسد ہم بیان کرچکے ہیں پس اصلاح کا وہی قدم صحیح ہوگا جو اُن دونوں قسموں کے مفاسد کو دور کرے -

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ دستور العمل کے شروع میں کوئی تمہید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ترمیم کی کیا ضرورت تھی اور نمایاں طور پر کن خاص امور کی شکایت تھی جن کو جنکو جدید دستور العمل میں رفع کردیا گیا ہے ؟ اس سے بڑھکر یہ کہ دستور العمل میں لکھا ہے کہ قدیم دستور العمل جہاں تک کہ امر دستور العمل کے خلاف نہ ہو، قایم رهیگا - مگر اس دستور العمل کے ساتھہ قدیم دستور العمل شائع نہیں کیا گیا ہے، اسلیے عام پبلک اور اخبارات وغیرہ کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ موجودہ قواعد کے ساتھہ اور نیا کیا قواعد ہیں، اور وہ کہاں تک صحیح یا غلط ہیں ؟

اسی ابہام اور عدم انکشاف حالت کا اثر یہ ہے کہ دستور العمل کو شائع ہوئے ہفتوں گذر گئے، لیکن کوئی اخبار اسپر کچھہ نہ لکھہ سکا - اتنی فرصت کسکو ہے کہ تمام دستور العمل پڑھے، قدیم اور جدید کا موازنہ کرے، اور پھر انتقاد اور جرح و تعدیل کرے ؟

(۱)

لیکن پیشتر اسکے کہ ترمیم شدہ دستور العمل پر بحث کی جاے، اس سوال پر غور کرنا چاہیے کہ موجودہ کمیٹی ندوہ قاعدہ کی رو سے کوئی با ضابطہ کمیٹی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہے تو وہ خود قائم رهکر ترمیم و تغیر کی مجاز ہے یا نہیں ؟

جدید دستور العمل میں قواعد کی دفعہ اول یہ ہے کہ " قواعد و ضوابط ھذا کا نفاذ اس تاریخ سے ہوگا جب کہ جب اراکین انتظامی موجودہ ندوۃ العلماء اسکو مجلس انتظامی سے منظور کریں "

لیکن اصلاحی گروہ کا سب سے پہلا مطالبہ یہ ہے کہ دستور العمل نافذہ کی رو سے موجودہ ارکان انتظامی، ارکان انتظامی ہی نہیں ہیں - اور ندوہ کی کوئی جائز منیجینگ کمیٹی موجود ہی نہیں ہے -

اس بنا پر سب سے پہلے یہی مسئلہ طے ہونا چاہیے - کیونکہ دستور العمل کی دیگر دفعات تمامتر اسی ایک مسئلہ پر مبنی ہیں -

ندوہ کا سب سے پہلا دستور العمل تقریباً ۶ - ۷ برس تک نافذ رہا پھر منسوخ کرکے نیا دستور العمل مرتب کیا گیا جو اسوقت تک جاری ہے - ان دستور العملوں میں ندوہ کی انتظامی کمیٹی کی ترکیب یہ ہے کہ اسکے ممبر صرف دو برس کے لیے منتخب ہوتے ہیں - ان کی مدت کے انقضاء کے بعد جدید انتخاب ہوتا ہے - ممبروں کی تعداد دونوں دستور العملوں کی رو سے ۳۵ یا ۳۶ تھی -

لیکن ندوہ کی جدید عمارت کا جب سنگ بنیاد رکھا گیا تو ایک جلسہ خاص کیا گیا، اور اس میں دفعۃً دستور العمل میں یہ ترمیم کردی گئی کہ ممبروں کی تعداد ۳۶ سے بڑھا کر ۵۱ کردی جاے، اور پھر اسی جلسہ میں فوراً ۱۵ ممبر انتخاب بھی کرلیے گئے - یہ کارروائی بغیر اسکے کی گئی کہ کوئی اجنڈا شائع کیا جاتا اور باہر کے ارکان سے راے طلب کی جاتی - چونکہ یہ کارروائی تمام تر خلاف ضابطہ تھی اسلیے یہ جدید ممبر بالکل خلاف ضابطہ ہیں اور حقیقت میں ان کا کوئی قانونی وجود نہیں ہے - لیکن اسوقت سے اب تک یہ زاید شدہ تعداد موجود ہے، اور کثرت آرا کے بنا پر جسقدر فیصلے ہوے ہیں، ان میں زیادہ تر، انہی کی تعداد نے کام دیا ہے - یہ بے ضابطگی کا پہلا اساس الامور ہے -

لیکن خیر اسکو بھی جانے دیجیے - اس سے آگے بڑھجانے کے بعد بھی ندوہ کی کوئی جائز منیجنگ کمیٹی نہیں ملتی -

* * *

دستور العمل کی رو سے ارکان انتظامی کا انتخاب جلسہ خاص کا کام ہے (دیکھو دفعہ ۳۲) جلسہ خاص میں ارکان کا نصاب ۱۵ رکھا گیا ہے - ارکان انتظامیہ کا پچھلا انتخاب جو جولائی سنہ ۱۹۱۳ع میں ہوا، وہ بھی بالکل بے ضابطہ تھا، اور ندوہ کی کمیٹی بالکل شکست ہوچکی تھی -

تفصیل اسکی یہ ہے کہ جولائی سنہ ۱۹۱ ع سے دو مہینے پہلے ۴۲ ارکان انتظامیہ کی مدت ممبری گذر چکی تھی اور وہ ممبری سے خارج ہوچکے تھے - پس اُن کو ووٹ دینے کا کوئی حق نہ تھا - صرف ۹ ممبر باقی رہ گئے تھے جو ووٹ دینے کے مجاز تھے - لیکن چونکہ دستور العمل دفعہ ۳۳ کی رو سے جلسہ خاص میں ۱۵ ارکان کی موجودگی ضرور ہے - اسلیے یہ جلسۂ خاص قانوناً بالکل بے ضابطہ اور بے اثر تھا -

اگر یہ کہا جاے کہ جلسہ خاص میں جو ارکان مشروط ہیں اس سے ارکان عام مراد ہیں تو انکے لیے بھی حسب دفعہ ۵ دستور العمل یہ ضرور ہے کہ جلسہ انتظامیہ سے اُن کا انتخاب کیا ہو، لیکن ارکان عام کا انتخاب کسی جلسہ انتظامیہ میں نہیں ہوا -

غرض جولائی سنہ ۱۹۱۳ع سے پہلے ندوہ کی کمیٹی کے صرف ۹ ممبر باقی رہ گئے تھے اور وہ جلسہ خاص کرنے کے مجاز نہ تھے (کیونکہ اسکے لیے ۱۵ کی تعداد درکار ہے) ایک سال کے اندر ان میں سے بھی کئی کی مدت ممبری ختم ہوگئی، اور اب قاعدہ کی رو سے یہ تعداد ۷ سے بھی کم ہے -

اسلیے ندوہ کا کوئی جلسہ منعقد نہیں ہوسکتا کیونکہ جلسہ خاص جو جدید ممبر انتخاب کرسکتا ہے، اسکے لیے ۱۵ ارکان کی تعداد ضروری ہے، اور مجلس انتظامی کیلیے بھی کم از کم ۷ - لازمی ہیں، لیکن اس وقت با قاعدہ ممبروں کی تعداد ۸ - بھی کم ہے -

پس دنیا کو تعجب اور حیرت سے سننا چاہیے کہ قانوناً ندوہ کا اس وقت وجود ہی نہیں ہے، محض ایک بے قاعدہ اجتماع ہے جو ندوہ کو چلا رہا ہے - اسلیے سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ ندوہ کا ممبروں کا انتخاب بالکل نئے سرے سے عمل میں آے اور از سر نو اسکا نظام درست ہو - جب تک یہ مرحلہ طے نہوگا، اُس وقت تک ندوہ کی تمام کارروائیاں حتی کہ اصلاح دستور العمل بھی محض بے قاعدہ اور بے معنی ہونگی - اگر یہ بیان صحیح نہیں ہے تو ارکان ندوہ کو اس کی تصحیح کردینی چاہیے -

مکتوب استانۂ علیہ

سالنامۂ جمعیۂ هلال احمر قسطنطنیہ

اور

ارسالیات مالیۂ هند

جنرل سکریٹري هلال احمر قسطنطنیه کا مراسله

بخدمت ادیب اریب و فاضل لبیب مولانا ابو الکلام آزاد متعنا الله ببقاہ -

پس از ستایش آں فاضل محترم عرض مي شود که نامۂ نامي مورخۂ ١١ - جون رسیده - مطالعه شد - از مضمون مکتوب آگاهي حاصل گشت - چندی است که در مطبوعات هندوستان پارۂ مقالات و بیاناتی دیده مي شود که جمله متعلق مناقشات اعانۂ - چندۂ - هلال احمر میباشد - مي توان گفت که تمام ایں قیل و قالها را وقع و صحتی درکار نیست - چه که سالنامۂ هلال احمر که موجب ایں همه گفتگوها گشته ' عبارت از راپورت هائی است که دو سال قبل طبع و انتشار یافته ' و هنوز اسمآء خیلی از اعانه دهندگان در آں کتاب درج و اشاعۂ نیافته است که در سالنامۂ آیندۂ متعلقۂ سالهای ١٣٢٩ و ١٣٣٠ دیده و یافته خواهد شد -

دیگر آنکه مبالغی که در سالنامه محرر و مندرج است ' عبارت از مبالغی میباشد که از راه راست بدوں توسط و مداخلۂ کسی و منبعي ' یکسره باداره مرکز عمومي جمعیت هلال احمر قسطنطنیه واصل و اخذ و قبض گردیده - دریں شکی نیست که بسیاری مبالغ دیگر نیز که بواسطۂ اشخاص و منابع متعدده فرستاده شده است هنوز داخل سالنامۂ مذکوره نگردیده است - یکی دیگر آنست که مبالغی بدوں اینکه نام هلال احمر از طرف اعانت دهنده و فرستنده ذکر شود ' بنام صدارت عظمی رسیده ' و ایشاں آں مبلغ را طوری که صلاح دیده اند برای صرف مجروحین و غزاۃ رأساً بوزارت جنگ تسلیم و سپرد فرموده اند که در دفترخانۂ وزارت مذکوره مضبوط و مقید میباشد ' و بجاے لازم خود خرج و مصروف رسیده است -

پس چناں مناسب است که ' مطبوعات محلیۂ هند تا هنگام انتشار سالنامۂ آینده دم از مناقشات و مطاعنات و بدگوئي و اتهام همدیگر بربسته ' مترصد و منتظر استقبال باشند - آنگاه سلیم از سقیم و غث از سمین معلوم و آشکار خواهد گشت -

در ختام ایں نامه از گفتن چند جمله ناگزیر هستیم که آں ایں است : برادراں محترم ما مسلمانان هندوستاں یقین کنند. و مطمئن باشند که تمام مبالغ مرسوله که بنام اعانۂ هلال احمر فرستاده اند - خود شاں کاملاً بایں جمعیت انسانیت پرور رسیده و یک فلس آں حیف را حذف نشده ' و تماماً صرف غازیاں و مجروحاں در اثناء جنگ شده - و ازیں روے ملت نجیبۂ عثمانیه و دولت علیه از همۂ مدد کنندگاں کمال منت و شکر گذاري را داشته و هیچ وقت نیکي و خوبیهاے آں برادراں نیکنام را فراموش نخواهند نمود -

بدیں وسیلۂ حسنه تقدیم احترامات فائقه نموده موفقیت جنابعالي را در کافۂ امور خواهانم - والسلام

کاتب عمومي هلال احمر عثماني در قسطنطنیه :

دو قتور عدناں

(ترجمہ)

گذارش ہے کہ آپکا خط مورخہ ١١ - جون پہونچا اور مطالب مندرجہ سے آگاهي هوئی -

کچھہ عرصے سے هندوستان کے اخبارات میں چند ایسے بیانات. مضامین دیکھے جاتے هیں جو تمام تر چندۂ هلال احمر کے جهگڑوں کے متعلق هیں - لیکن اس تمام قیل و قال میں کسي طرحکي. واقعیت و صحت نہیں ہے - اسلیے کہ هلال احمر قسطنطنیہ کی. رپورٹ جو ان مناقشات کا موجب هوئي ہے ' اب سے دو سال قبل طبع هوئي ' اور بہت سے روپیہ بهیجنے والوں کے نام اسمیں درج نہ هوسکے - وہ ١٣٢٩ اور ١٣٣٠ کي رپورٹ میں درج هونگے جو شائع هونے والي ہے -

دوسري بات یہ ہے کہ رپورٹ میں جو رقمیں درج کي گئي هیں ' وہ صرف وهي رقوم هیں جو براہ راست و بغیر توسط ' اور بلا کسي درمیاني شخص کے وسیلہ اور کسي دفتر کے دخل کے ' یکسر دفتر انجمن هلال احمر قسطنطنیہ میں پہنچیں اور وصول کي گئیں - اسمیں شک نہیں کہ انکے علاوہ اور بهي بہت سا روپیہ دیگر اشخاص اور دفاتر کے واسطہ سے بهیجا گیا ہے کہ هنوز رپورٹ میں درج نہیں کیا گیا ہے - ایسا بهي هوا ہے کہ بعض رقوم انجمن هلال احمر کي جگہ وزیر اعظم کے نام بهیجي گئیں اور انهوں نے جس طرح مناسب سمجها مجروحین جنگ کي اعانت کیلیے براہ راست وزارت جنگ کے سپرد کردیا اور حکم دیا کہ دفتر وزارت میں درج کیا جاے ' اور وہ بهي اپنے مقصد خاص میں یعنی مجروحین جنگ کي اعانت میں خرچ و صرف کیا گیا -

پس مناسب ہے کہ هندوستان کے اخبارات اپنے جهگڑوں کو اور باهمدگر طعن و قدح کو اور اتہام و بدگوئي کے سلسلے کو دوسري رپورٹ کي اشاعت تک بند کردیں اور اسکي اشاعت کا انتظار کریں - اس وقت حقیقت ظاهر هوجائیگي اور کهرے کهوٹے میں تمیز کي جا سکیگي -

خط کے خاتمہ میں چند جملے زر اعانۃ کے خرچ و تصرف کي نسبت کہدینا ضروري سمجهتا هوں - همارے محترم بهائی یعنی مسلمانان هند یقین کریں اور مطمئن رهیں کہ تمام روپیہ جو انهوں نے هلال احمر فنڈ کیلیے بهیجا ہے ' وہ سب کا سب انجمن کو وصول هوچکا ہے اور ایک پیسہ بهی اس میں سے ضائع یا نذر خیانت نہیں هوا - اور تمام تر صرف غازیان مجروح کي تیمار و اعانت میں خرچ کیا گیا - ملۃ عثمانیہ اور نیز دولۃ علیہ تمام مدد کرنے والوں اور زر اعانت بهیجنے والوں کي کمال درجہ ممنون و شکر گذار ہے اور کبهی بهي هندوستان کے نیک نام بهائیوں کي اس سچي نیکي اور حمیت کو فراموش نہیں کرسکتي -

اس تقریب مراسلۃ کے موقعہ پر احترامات فائقہ کا تحفہ پیش کرتے هوے ' جناب عالي کے تمام امور و مقاصد کي کامیابي کي دعا مانگتا هوں - والسلام -

جنرل سکریٹري انجمن هلال احمر قسطنطنیہ :

ڈاکٹر عدنان

* * *

" یہ لوگ تھے جنھیں بھرتی کرکے یونان کے مقابلہ کے لیے جنوب کی طرف بھیجدیا گیا " !

" اسکا یہ قدرتی نتیجہ نکلا کہ تمام وقت ' روپیہ ' اور محنت ان پر صرف ہوگئی ' اور البانیا کے دوسرے حصوں میں پاے عمل لنگڑا نے لگا "

" مصیبت بالاے مصیبت ' دیلونا پر بعض ترکی افسروں کا حملہ ' ترانا اور البیسن میں اندیشہ ناک اجتماع افواج ' اسد پاشا کی مشکلات ' اور سب سے آخر مگر سب سے بڑھکر موجودہ بغاوت ! "

اس اعتذاری تمہید کے بعد انہوں نے تیچ مشن کی مشکلات اور تا هنوز ناکامی کی داستان چھیڑی اور بتلایا کہ انکا سارا وقت مسالس کی برهمزنی ' اشخاص کے انتخاب ' انکی تربیت ' اور انہیں مرکزی وابستگی و اتحاد کے رنگ میں رنگ دینے میں صرف ہوتا رہا - ان کوششوں کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جب تک ہمارے تمام افسر ' جو اسوقت اطراف و جوانب میں پراگندہ ہیں ' کسی ایک مرکز پر مجتمع نہ ہو جائیں ' اسوقت تک ہمیں یہ نہیں نظر آسکتا کہ کتنی کامیابی ہوچکی ہے ؟

دروزہ میں اهل البانیا کا اجتماع اور " یا مسلمان حکمراں یا دوبارہ ترکونکی حکومت " کا نعرہ ! !

بدن القومی قبضہ کیا ہوگا ؟

جنرل موصوف نے کہا کہ یہ ایک بہت بڑا مشکل مسئلہ ہے - یقیناً بعض ماہرین سیاست کا خیال ہے کہ یہی آخرین حل ہے ' مگر چونکہ یہ ایک خالص سیاسی سوال ہے اسلیے جواب دینا میرا کام نہیں -

جب اسد پاشا کے متعلق پوچھا گیا " تو پہلے تو انہوں نے نہایت احتیاط اور احساس مسئولیت کے ساتھہ کہا کہ " صاف دلائل ملنا مشکل تھے " لیکن اسکے بعد کچھہ کچھہ احتیاط کی بندشیں ڈھیلی کردیں ' اور ایک قیاس مزاجب غیر مامون پر بیٹھکے وہاں پہنچگئے جہاں آج تمام یورپ مصروف گلگشت ہے "

قطب جنوبی

غالباً یاد ہوگا کہ ہم نے الهلال (جلد چہارم) میں سر ارنسٹ شیکلٹن کی سرگردگی میں ایک نئی مہم کے جانے کی اطلاع دی تھی ' جو قطب جنوبی کے مسئلہ کو انتہا تک پہنچا دینے کی کوشش کریگی -

چنانچہ سر شیکلٹن تجربہ کے طور پانچ آدمیوں کے همراہ ناروے کی طرف گئے - اس مختصر اور آزمایشی سفر سے وہ حال ہی میں واپس آے ہیں - خود شیکلٹن اور انکے رفقاء کے چہروں پر سفر کے جو آثار نظر آتے ہیں ان سے انداز ہوتا ہے کہ اثناء سفر میں انہیں کیسے کیسے مصائب و شدائد کا مقابلہ کرنا پڑا ہے ؟

ایک اخبار کا نامہ نگار ان سے ملنے گیا تھا - اس نے جب سفر کے حالات و نتایج کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا :

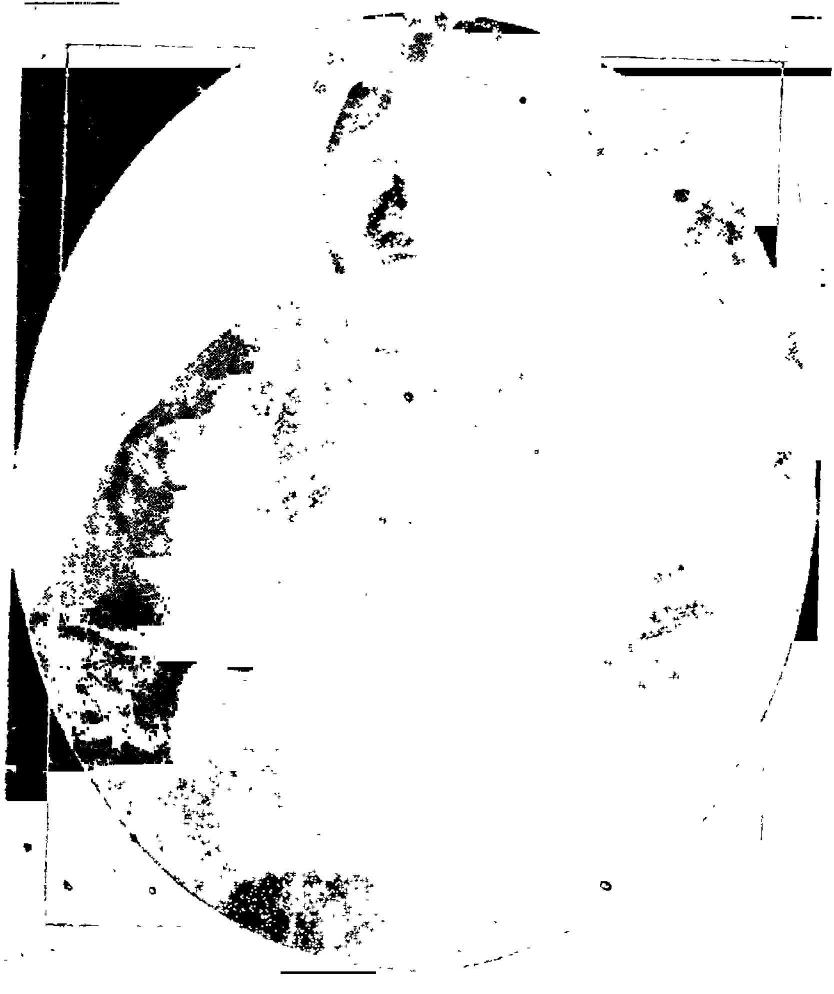

سر شیکلٹن

" میں اپنے تجربہ کے نتائج سے خوش ہوں - قطب جنوبی کے متعلق یہ پہلا کام ہے جو ان حالات میں کیا گیا ہے - ہمارے امتحان نے یہ واضح کردیا ہے کہ ہماری تیاریوں کا رخ صحیح ہے - ہم اپنی کمزوریوں کو معلوم کرنے گئے تھے جو ہمیں معلوم ہوگئیں ' اور اب ہم انکا انسداد کردینگے - ہمارے ساز و سامان میں موٹرکار اور خیمے دو سب سے زیادہ کامیاب چیزیں ثابت ہوئی ہیں - یہ دونوں چیزیں آیندہ تجارب میں اور زیادہ کامیاب ثابت ہونگی -

در اصل ہم نے تمام فصلوں میں کام کیا ' اور جہاں تک ممکن ہوا بحر انطراطیک کے سے سخت و خطرناک حالات میں کیا !

منجملہ شدید واقعات کے ایک یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ ایک بہت ہی ڈھالو اتار پر سے گزرتے وقت موٹر سیلج (موٹر کی طاقت سے برف پر چلنے والی گاڑی) الٹ گئی - مگر غنیمت ہے کہ کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچا - سطح کی حالت نے جہاں جہاں اجازت دی ہماری جماعت نے گاڑیاں خوب کھینچیں ' مگر عموماً یہاں کی سطح انطراطیک کی سطح سے زیادہ نرم ہے - جو سطحیں اسوقت تک تجربے میں آچکی ہیں ' ان میں سب سے بہتر متوسط درجہ کی انطراطیکی سطح کو سمجھنا چاہیے -

غذا تھیلوں کے بدلے ٹین کے بکسوں میں رکھی گئی تھی جو ان تھیلوں سے زیادہ ہلکے اور ہاتھہ میں رکھنے کے قابل تھے - لوگوں کو کھانا تین وقت یعنی صبح ' دوپہر اور شام کو ملتا تھا - پینے کے لیے صرف چاے یا دودھ تھا "

سر شیکلٹن کا یہ سفر محض ایک آزمایشی سفر تھا - وہ چاهتے تھے کہ نئے سامانوں کا تجربہ کر دیکھیں کہ ان سے کس قدر مدد ملتی ہے - اب تک اس سفر میں برفستانی کتوں کی گاڑیوں سے کام لیا جاتا تھا مگر اس آزمایش نے ثابت کر دیا ہے کہ موٹرکار سے اس مہم میں بہت مدد ملسکتی ہے -

مسئلۂ البانیا

جنرل دي ویر کا بیان

یورپ کو دوسري قوموں کي ملي عصبیت کی مذمت و هجو کرتے ہوئے اب خود اپنے تعصب و تنگ دلي سے بھي شرم آنے لگي ہے - اگرچہ تعصب اسکے رگ و پے میں جاري و ساري ہے ' مگر جب کبھی اسکے منظر عام پر آنے کا موقع پیش آتا ہے تو وہ همیشہ اسکے چہرہ پر فریب و خدع کا نقاب ڈالکر آتا ہے -

البانیا کا اسلامي حکومت سے محروم ہونا یورپ کے مسیحي تعصب اور دیرینہ سازش کا نتیجہ ہے ' تاهم یورپ نے اسکي وجہ یہ بیان کی کہ اولاً تو اصولاً هر قوم کو اپنے اوپر خود حکومت کرني چاهیے - ثانیاً چونکہ ترک یہاں امن و نظام قائم نہیں کرسکتے - اسلیے یہ سرزمین همیشہ کشت و خون اور جنگ و جدل کے عذاب میں گرفتار رهتي ہے - پس ترکوں کو نکالدینا چاهیے -

وجہ اول کہاں تک صحیح ہے ؟ اسکا اندازہ شہزادہ ویڈ کے جبریہ تقرر ' پھر فرار ' اهل البانیا کے خروج ' اور یورپ کے نامرادانہ تغافل و سکوت سے هوگیا هوگا - اور دوسرے سبب کا اندازہ جنرل دي ویر کے بیان سے هوسکتا ہے جو البانیا کی ڈچ جندرمہ کے افسر اعلی هیں -

وہ آجکل اپنے وطن واپس آئے هوے هیں - یہ حالات انہوں نے هوالینڈ دي گزیٹ کے مراسلہ نگار سے بیان کیے هیں -

انہوں نے کہا کہ " البانیا کی سرزمین سازشوں اور چالاکیوں کي سرزمین ہے - وهاں هر قبیلہ اپنے همسایہ قبیلہ کے اور هر معزز آدمی اپنے معزز همسایہ کے خلاف سازش میں شب و روز مشغول رهتا ہے - جس شے سے پراگندہ حالي بد سے بدتر هوگئي ہے ' وہ یہ ہے کہ خارجي نفوذ و اثر باهم برسرکشاکش هیں - سچ یہ ہے کہ جس شخص نے البانیا بچشم خود نہیں دیکھا ہے اسکے لیے یہ اندازہ کرنا کہ یہ سازشیں کسقدر غیر متناهي هیں اور ان سے حکمراں جماعت کے فرائض میں کس درجہ اشکال و دقت پیدا هوتي ہے ؟ محال نہیں تو محال سے دوسرے درجہ پر ضرور ہے "

اسکے بعد جنرل موصوف نے بتلایا کہ جب وہ البانیا پہنچے هیں تو وهاں کے مناسب حال جندرمہ (جنگی پولیس) کي ترتیب کے لیے کس طرح انہوں نے اس وسیع ملک کا ایک طویل دورہ کیا ؟ اور کیا کیا حالات پیش آے ؟ اسکے بعد انہوں نے کہا :

" لیکن همارے دورہ سے واپس آتے هي بین القومي کمیشن کے قبضے نے همیں مجبور کیا کہ هم فوراً ایک طاقت تیار کردیں جو یونان سے ان مقامات کو خالي کرائے جن پر وہ اسوقت قابض تھا -

یہ همارے مشکلات کا آغاز تھا - اب ذرا سونچیے کہ یہ لوگ کس قسم کے هیں ؟ کامل فوضویت (انارکي) کے علاوہ کسي دوسري حالت سے نا آشناے محض هیں - " وطنیت " " ارض پدري " ان الفاظ کا تصور بھی انکے ذهن میں نہیں - ان میں نہ تو تربیت ہے اور نہ وابستگي ' نہ وفاداري کا احساس ہے اور نہ انجام اندیشي و فرق مراتب کا خیال - وہ افسر کو بھي بالکل اسیطرح بے باکي سے گولي مار دینگے جسطرح وہ ایک باغی کو مار دیتے هیں -

(۱) پرنس ویڈ مع اپنی بیوي اور شیر خوار بچے کے جسکو یورپ کي حریۃ و مساوات کے عفریت نے البانیا کي غالب اسلامی آبادي پر مسلط کرنا چاها -

(۲) لیکن البانیا کے فریب خوردہ اور بد بخت قبائل بالآخر هشیار هوے اور پکار اٹھے کہ " همیں اس نصراني حریۃ و عدالۃ کی جگہ پھر ترکوں کا ظلم واپس دلادو ! " عام خروج اور بد امنی پھیل گئي - بالآخر پرنس ویڈ کو جسے پادشاهوں کا تاج پہنایا گیا تھا ' چوروں اور مجرموں کي طرح بھاگنا پڑا - دیکھو ! وہ پوشیدہ ایک کشتي پر سوار هو رها ہے جو اسے ایک جنگی جہاز میں پہنچا دیگي -

(۳) اب یورپ حیران ہے - اور مسئلۂ البانیا کیلیے ایک غیر رسمي کانفرنس منعقد کي گئی ہے -

میں تعلیم معاش کا ذریعه هے جو عصبیت کي عزت سے بمراحل دور هے، اور معلم ضعیف اور مسکین شخص سمجها جاتا هے جسکو کوئي خانداني عزت حاصل نهیں هوتي - اس بنا پر بهت سے ذلیل اهل پیشه اسکے ذریعه سے وه مناصب حاصل کرنا چاهتے هیں، جسکے وه اهل نهیں هیں - اونکو حرص و طمع کهاں سے کهاں پهینک دیتي هے، اکثر سر رشته امید اونکے هاتهه سے چهوٹ جاتا هے وه هلاکت کے گڑهے میں گر پڑتے هیں اور وه غریب یه نهیں جانتے که اونکے لیے یه مناصب محالات سے هیں اور وه صرف پیشه ور لوگ هیں - لیکن تعلیم کا ابتداے اسلام میں یه حال نه تها - وه کوئي پیشه نه تهي، صرف شارع کي باتوں کا دوسروں تک پهونچانا، اور اون باتوں کي جن سے لوگ ناواقف هیں تبلیغ کرنا، تعلیم کا حقیقي مفهوم تها - اس لیے خانداني معزز لوگ جو دین کي حفاظت کے ذمه دار تهے، وهي قران و حدیث کي تعلیم بهي دیتے تهے - بحیثیت تبلیغ نه بحیثیت پیشه، کیونکه وهي اونکي منزل کتاب تهي، اوسي سے اونکو هدایت ملی تهي، اوسي کا نام اسلام تها، اوسیکے لیے اونهوں نے جنگ کي تهي، اور اوسي نے اونکو دوسري قوموں سے ممتاز کر دیا تها - اسلیے وه اوسکي تبلیغ کے حریص تهے - اونکا غرور، اونکي حمیت اس راه میں خلل انداز نهیں هوتي تهي - چنانچه انحضرت نے وفود عرب کے ساتهه کبار صحابه کو خود حدود اسلام کي تعلیم کیلیے بهیجا تها، اور عشره مبشره کو بهی یه خدمت تفویض هوئي تهي - ان مثالوں سے اسکي تصدیق هوتي هے - لیکن جب اسلام کو استحکام حاصل هو گیا، اور دوسري قومیں اوسکے حلقے میں داخل هوئیں اور کثرت وقائع سے استنباط احکام کي ضرورت هوئي، تو اسکے لیے ایک قانون کا محتاج هونا پڑا جو غلطي سے محفوظ رکهے - اب علم ایک ملکه کا نام هوگیا، جسکے لیے تعلیم ضروري تهي، اسلیے وه ایک پیشه بن گئي جیسا که اوسکا ذکر تعلیم و تعلم کي فصل میں آئیگا - چنانچه معزز لوگ امور سلطنت کے انجام دینے میں مشغول هوگئے، اور اونکے علاوه دوسرے لوگ تعلیم دینے لگے - اب وه ایک پیشه بن گئي اور امراء کو اس سے شرم معلوم هونے لگي، اور وه غربا کیلیے مخصوص هوگئي، اور معزز لوگوں نے اوسکو حقیر سمجهه لیا - حجاج بن یوسف کا باپ شرفاے ثقیف میں تها، اور عرب کي عصبیت اور قریش کے مقابله کا جو شرف قبیله ثقیف کو حاصل تها وه مخفي نهیں - وه قران مجید کي تعلیم اوس حیثیت سے نهیں دیتا تها جو اس زمانے میں بطور ذریعه معاش کے رائج هے - بلکه اوس طریقه پر جو ابتداء اسلام میں جاري تها "- (مقدمۀ تاریخ - ص - ۲۹) -

اس بنا پر علماء کي ذلت و نظام تعلیم کي بے اثري کي یه نوبت پهونچي که معلمین کے معائب میں حدیثیں وضع کیگئیں :

شرارکم معلموکم اقلهم رحمة علی الیتیم و اغلظهم علی المسکین-	سب سے برے تمهارے معلم هیں، جو یتیموں پر بهت کم رحم کرتے هیں، اور غرباء کیلیے سب سے زیاده سخت هیں (کیونکه وه تنخواه نهیں دیتے) -
لاتستشیر والحاکة و المعلمین فان الله سلبهم عقولهم و نزع البرکة من اکسابهم (موضوعات شوکاني ص : ۹۱)	جولاهوں اور مدرسوں سے مشوره نه کیا کرو کیونکه خدا نے اونکي عقل سلب کرلي اور اونکي کمائي سے برکت کو اوٹها لیا -

لیکن با اینهمه طلباء پر اثر و اقتدار کا قائم رکهنا ضرور تها، اسلیے خود علماء نے اپنے فضائل میں حدیثیں وضع کیں

ا حسد و لا ملق الا فی طلب العلم (تعقبات ا سیوطي علی موضوعات ابن جوزي ص ۴۸)	حسد اور چاپلوسي صرف علم هي میں هے
حضور مجلس عالم افضل من صلوة الف رکعة -	عالم کي مجلس میں حاضر هونا هزار رکعت نماز سے افضل هے -
مداد العلماء افضل من دماء الشهداء	علماء کي روشنائي شهیدوں کے خون سے افضل هے-
علماء امتي کانبیاء بني اسرائیل -	میري امت کے علماء مثل انبیاء بني اسرائیل کے هیں-
من جالس عالما فکانما جالس نبیا (موضوعات ملا علي قاري- ص ۴۲ ، ۵۷ ، ۸۲)	جو شخص کسي عالم کے ساتهه بیٹها وه گویا کسي نبي کے ساتهه بیٹها -

نظام تعلیم کا یهي انقلاب اب تک قائم هے، بلکه امتداد زمانه سے اور بهي ابتر هوگیا هے - اب همکو غور کرنا چاهیے که یه نظام تعلیم اسٹرائک کا متحمل هوسکتا هے یا نهیں ؟ خوب غور کرو، اساتذه کا ذریعه معاش صرف طلباء هیں - مدارس کا چنده صرف طلباء کي کثرت کي بناپر وصول کیا جاتا هے، علماء کا کوئي وقار نهیں، اونکا طلباء پر کوئي احسان نهیں، با اینهمه هر مدرس تعظیم و وقار کا متمني هے - هر طالب العلم جانتا هے که اساتذه اجرة درس لیتے هیں، اس بنا پر اگر تمام طلباء متفقه طور پر مدرسه سے علحدگي اختیار کرلیں تو اساتذه کا بهترین ذریعه معاش هاتهه سے جاتا رهے، چنده کے مدارس دفعة برباد هوجائیں، مدرسین کا فرضي وقار و عزت خاک میں مل جاے، اب هم تسلیم کرلیتے هیں که اسٹرائک صرف تجارت پیشه اصحاب کا حق هے - لیکن سوال یه هے که خود همارا نظام تعلیم تجارتي اصول پر قائم هے یا نهیں؟ اگر هے اور قطعاً هے تو وه اسٹرائک کي گنجائش کیوں نهیں رکهتا ؟ یورپ کي تعلیم گاهوں میں اگر اسٹرائک نهیں هوتي تو اسکي وجه صرف یه هے که یورپ کا نظام تعلیم تجارتي اصول پر قائم نهیں هے، مدرسین کو تنخواهیں ملتي هیں، لیکن اونکي حیثیت هندوستان سے مختلف هے- اگر همارا نظام تعلیم ایک هفته کے لیے بهي وهاں قائم کر دیا جاے تو تمام یورپ میں دفعتاً هنگامه برپا هو جاے - هندوستان کے انگریزي مدارس پهر بهی غنیمت هیں، لیکن - مدارس عربیه کی حالت ناگفته به هے -

همارا قدیم نظام تعلیم بهي اخلاقي اصول پر قائم تها اور اب اس اصول کو ڈسپلن کے پردے میں بجبر قائم رکها جاتا هے، لیکن اس حقیقت کو فراموش نهیں کرنا چاهیے که قدیم نظام تعلیم کو خود اخلاق هي نے قائم کیا تها - اور جبر قانون کي حفاظت کرسکتا هے، لیکن اخلاق کا محافظ خود اخلاق هي هوسکتا هے - اس بنا پر اگر هم اپنے نظام تعلیم کو اخلاقي اصول پر چلانا چاهتے هیں، تو هم کو سب سے پهلے اساتذه کے اخلاق و عادات کي نگهداشت کرني چاهیے، اور اگر هم ایسا نهیں کرتے تو هم کو اعلان کردینا چاهیے که همارا نظام تعلیم اخلاق کے بجاے ایک اور قانون کے زیر اثر هے، اور وه قانون اسٹرائک کی اجازت نهیں دیتا - اس اعلان کے بعد هم بهي تعلیمي اسٹرائک کو ناجائز تسلیم کرلینگے - لیکن هم اسکو بهي تسلیم کرلیتے هیں که همارا نظام تعلیم خالص اخلاقي اصول پر قائم هے، اساتذه مفت تعلیم دیتے هیں، طلباء کو اساتذه کي طرف سے وظائف ملتے هیں، طلباء و اساتذه کے درمیان خالص علمی تعلقات قائم هیں لیکن سوال یه هے که علمي تعلقات میں بهي اختلاف، نفرت، بلکه عداوت غرض تمام اسباب اسٹرائک کا احتمال هے یا نهیں ؟ جو طلباء قاعده بغدادي اور پرائمر پڑهتے هیں وه بے شبهه اساتذه پر کوئي اعتراض نهیں کرسکتے، لیکن ایک بي - اے کا طالب العلم پروفیسروں سے کیوں نهیں اختلاف کرسکتا ؟ چند طلباء ایک عالم سے شمس بازغه کا درس حاصل کرتے هیں، اونکو اس سے تسکین نهیں هوتي، اور اونکو اسکا صحیح احساس بهي هے، پهر وه اوس عالم کے حلقه درس سے علحده هوکر اپني تعلیم کا دوسرا بهتر انتظام کیوں نهیں کرسکتے ؟ اور اگر اونکے نزدیک اسٹرائک کے ذریعه سے یه انتظام هوسکتا هے تو اونکو کون سي چیز اسٹرائک سے روک سکتي هے؟

مراسلات

الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوي

(۲)

(تنقيم دوم)

(کيا اسٹرائک صرف تجارت پيشه گروه هي کرسکتا هے ؟)

تصريحات متذکره بالا سے اگرچه ثابت هوگيا هے که اسٹرائک تجارتي تعلقات رکهنے والوں کے ساتهه مخصوص نهيں هے ' ليکن ايک معترض کهه سکتا هے که طلباء کي مخصوص حالت تمام دنيا سے مختلف هے اور وه اونکو اسٹرائک کي اجازت نهيں ديتي - اس بنا پر سب سے مقدم سوال يه هے که اوستاد و شاگرد کے تعلقات اسٹرائک کے متحمل هوسکتے هيں يا نهيں ؟

اسلام کے نظام تعليم ميں ابتدا سے ليکر آجتک جو تغيرات و انقلابات هوے هيں' اونکي تاريخ اگرچه نهايت دلچسپ هے ليکن يه مضمون اوسکي گنجايش نهيں رکهتا ' اجمالاً صرف يه بيان کردينا کافي هوگا که صحابه کرام بلکه تابعين کے زمانه تک تعليم پر اجرت لينا سخت ننگ و عار بلکه گناه خيال کيا جاتا تها ' اور محدثين نے مدت تک اس روش کو قائم رکها - چنانچه ايک محدث کي آنکهه ميں آشوب تها - ايک طالب العلم نے سرمه پيش کرنا چاها ' انهوں نے صاف انکار کرديا . که علم حديث اس ظاهري معاوضه کا بهي متحمل نهيں هو سکتا حالانکه يه معاوضه نه تها - (۱)

– ايک مرتبه حضرة حسن بصري نے بازار ميں کپڑا خريدنا چاها - بزاز نے کها که " آپ کو اس قيمت پر ديتا هوں ورنه دوسرے کو هرگز نديتا " چونکه اس رعايت کا سبب صرف يه تها که وه بهت بڑے محدث تهے ' اسليے بظاهر يه تخفيف ' علم حديث کا معاوضه تهي ' ليکن يه غير محسوس معاوضه بهي اونکو اس قدر شاق گذرا که پهر تمام عمر خريد و فروخت کيليے بازار نه گئے (۲) -

محدثين ميں اگر کوئي ماهوار وظيفه ليتا بهي تها تو اوسکو طلباء پر صرف کرديتا تها (۳) بعض محدثين خود طلباء کو مالي اعانت ديتے تهے (۴) اس استغناء و قناعت کا يه اثر تها که علماء کو سلاطين کا مطلق خوف نه تها (۵) بلکه اسکے برعکس خود شاهزادے محدثين سے ڈرتے تهے (۶) بعض محدثين علانيه سلاطين کو گالياں ديديتے تهے (۷) يه استغناء صرف مال و دولت تک هي محدود نه تها' بلکه علماء کو عزت ' شهرت ' اور جاه طلبي سے بهي سخت نفرت تهي - امام اعمش کا بيان هے که هم نے ابراهيم کو مجبور کيا که وه مسجد ميں ستون کے پاس بيٹهه کر درس ديں - چونکه اس ذريعه سے گويا اپنے آپ کو نماياں کرنا تها - اسليے اونهوں نے انکار کرديا .

حارث بن قيس جعفي کا يه حال تها که جب ايک يا دو آدمي اون سے درس حديث حاصل کرتے تهے تو وه بيٹهے رهتے تهے ' ليکن جب مجمع هوجاتا تها تو شهرت و جاه طلبي کے خوف سے اوٹهه جاتے تهے - ربيع کے پاس جب طلباء حاضر هوتے تهے تو کهتے تهے که خدا تمهارے شر سے بچاے (۱) -

تذکرة الحفاظ وغيره ميں اس قسم کے واقعات بکثرت منقول هيں ليکن اس موقعه پر هم محدثين کے فضائل و مناقب کا باب باندهنا نهيں چاهتے' بلکه اس تفصيل کا مقصد يه هے که جب تک يه نظام تعليم قائم تها ' طلباء و اساتذه کے تعلقات اسٹرائک کي گنجايش نهيں رکهتے تهے' کيونکه اسٹرائک کا مقصد (جيسا که اوپر گذر چکا) يه هوتا هے که تمدني فوائد و منافع سے دوسرے گروه کو محروم کرديا جاے - ليکن اس نظام تعليم ميں اساتذه کو طلبا کے ذريعه سے کوئي ذاتي فائده حاصل نه تها - مال و دولت سے وه بيزار تهے' جاه و شهرت سے اونکو نفرت تهي ' خود بعض محدثين طلباء کو مالي مدد ديتے تهے' ايسي حالت ميں اسٹرائک اونکو کس فائده سے محروم کرسکتي تهي ؟ بلکه اسکا اثر خود طلباء پر نهايت مضر پڑسکتا تها - اخلاقي حيثيت سے اس بے نيازي اور بے نفسي کا طلباء پر جو اثر پڑتا تها وه کسي قسم کي سرکشي کي اجازت نهيں ديسکتا تها - ليکن تاريخ اسلام کے يه ايام بيض جب گذر گئے تو دفعةً نظام تعليم ميں انقلاب پيدا هوا اور اوس نے شاگرد و اوستاد کے علمي تعلقات کو مبدل به تجارت کرديا - علماء کو ماهوار تنخواهيں ملنے لگيں' بيش قرار وظائف مقرر کيے گئے - اور اس انقلاب نے رفته رفته اُنهيں حرص و طمع کا خوگر بنا ديا ' جس نے اون کے وقار کو دفعةً بالکل مٹا ديا .

علامه ابن خلدون نے مقدمه تاريخ ميں روايات کي تنقيد کا ايک خاص اصول يه قائم کيا هے که " تاريخي روايات ميں زمانے کے تغيرات کو نظر انداز کردينا سخت غلطيوں کا باعث هوا کرتا هے " چنانچه لکهتے هيں :

ومن الغلط الخفي في التاريخ ' الذهول عن تبدل الاحوال في الامم والاجيال بتبدل الاعصار ومرور الايام وهوداء دوي شديد الخفاء اذ لايقع الا بعد احقاب متطاولة فلا يکاد يتفطن له الا الاحاد من اهل الخليقة

تاريخ ميں ايک مخفي غلطي يه هے که تغيرات زمانه سے قوموں ميں جو تغير هوتا هے اوسکو بهلا ديا جاتا هے' اور يه سخت مرض هے جو نهايت مخفي طور پر پيدا هوتا هے کيونکه اوسکا ظهور ايک زمانه ممتد کے بعد هوتا هے اسليے اوسکو صرف چند مخصوص افراد سمجهتے هيں -

علامهٔ موصوف نے اس کليه کے جزئيات کي جو تشريحي مثاليں دي هيں' اون ميں ايک مثال تعليم کا مسئله بهي هے - جس سے اس انقلاب کي حقيقت اور اوسکا عملي اثر اچهي طرح واضح هوسکتا هے ' اسليے هم اوسکا خلاصه درج کرتے هيں :

" اسي قبيل سے يه واقعه بهي هے جسکو حجاج کے متعلق مورخين نے بيان کيا هے که اوسکا باپ معلم تها ' حالانکه اس زمانه

---

(۱) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۳۶۳
(۲) مسند دارمي صفحه ۷۵
(۳) تذکرة الحفاظ جلد ۴ - ص ۱۶۱
(۴) تذکرة الحفاظ جلد ۴ - ص ۲۵۰
(۵) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۳۴۳
(۶) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۱۸۹
(۷) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۲۹۵

(۱) دارمي صفحه ۷۱

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کي شکایتوں سے پریشان هیں تو اسکي دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصه هوگا ' اور کام کاج کهانے پینے نہانے میں هرج اور نقصان نه هوگا کهانے میں بدمزہ بهي نہیں هے -

قیمت سوله گولیوں کی ایک ڈبیه ۵ آنه محصول ڈاک ایک ڈبیه سے چار ڈبیه تک ۵ آنه

یه
دو دوائیں
همیشه
اپنے
پاس
رکهیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبهي آپکو درد سر کي تکلیف هو یا ریاح کے درد میں چهٹ پٹاتے هوں تو اسکے ایک ٹکیه نگلنے هي سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پاني کردیگي -

قیمت باره ٹکیونکي ایک شیشي ۶ آنه محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشي تک ۵ آنه -

نوٹ — یه دونوں دوائیاں ایک ساتهه منگانے سے خرچ ایک هي کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکته

مسیحا کا
موهني کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود هیں اور جب تہذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تهي تو تیل - چربي - مسکه - گهي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجها جاتا تها مگر تہذیب کي ترقي نے جب سب چیزوں کي کانٹ چهانٹ کي تو تیلوں کو پهولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلداده رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانه میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا هے اور عالم متمدن نمود کے ساتهه فائدے کا بهي جویاں هے بنابریں هم نے سالها سال کي کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں جانچکر " موهني کسم تیل " تیار کیا هے اسمیں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے بلکه موجوده سائنٹیفک تحقیقات سے بهي جسکے بغیر آج مهذب دنیا کا کوئي کام چل نہیں سکتا - یه تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا هے اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیر پا هونے میں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گهنے اگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتي هیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں هوتے درد سر' نزله' چکر' اور دماغي کمزوریوں کے لیے ازبس مفید هے اسکي خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز هوتي هے نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکهنے سے سڑتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قیمت فی شیشي ۱۰ آنه علاوه محصولڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر اکسیر دافع بخار هر قسم

هندوستان میں نه معلوم کتنے آدمي بخار میں مرجایا کرتے هیں' اسکا بڑا سبب یه بهي هے که ان مقامات میں نه تو دوا خانے هیں اور نه ڈاکٹر' اور نه کوئي حکیمي اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گهر بیٹهے بلا طبي مشوره کے میسر آسکتي هے - همنے خلق الله کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالها سال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا هے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعه اشتهارات عام طورپر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازه هوجاے - مقام مسرت هے که خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي هیں اور هم دعوے کے ساتهه کہه سکتے هیں که همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعني پرانا بخار - موسمي بخار - باري کا بخار - پهرکر آنے والا بخار - اور وه بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بهي لحق هو' یا وه بخار' جسمیں متلي اور قے بهي آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے - جنگلي بخار هو - یا بخار میں درد سر بهي هو - کالا بخار - یا آسامي هو - زرد بخار هو - بخار کے ساتهه گلٹیاں بهي هوگئي هوں - اور اعضا کي کمزوري کي وجه سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے' اگر شفا پانے کے بعد بهي استعمال کیجاے تو بهوک بڑه جاتي هے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کي وجه سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آجاتي هے' نیز اسکي سابق تندرستي ازسرنو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتهه پیر ٹوٹتے هوں' بدن میں سستي اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نه چاهتا هو - کهانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یه تمام شکایتیں بهي اسکے استعمال کرنے سے رفع هوجاتي هیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هوجاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیه - چار آنه
" چهوٹي بوتل باره - آنه
پرچه ترکیب استعمال بوتل کے همراه ملتا هے
تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتي هے
المشتـــــہر زہرو ہیرا لئر
ایم - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹوله اسٹریٹ - کلکته

[6]

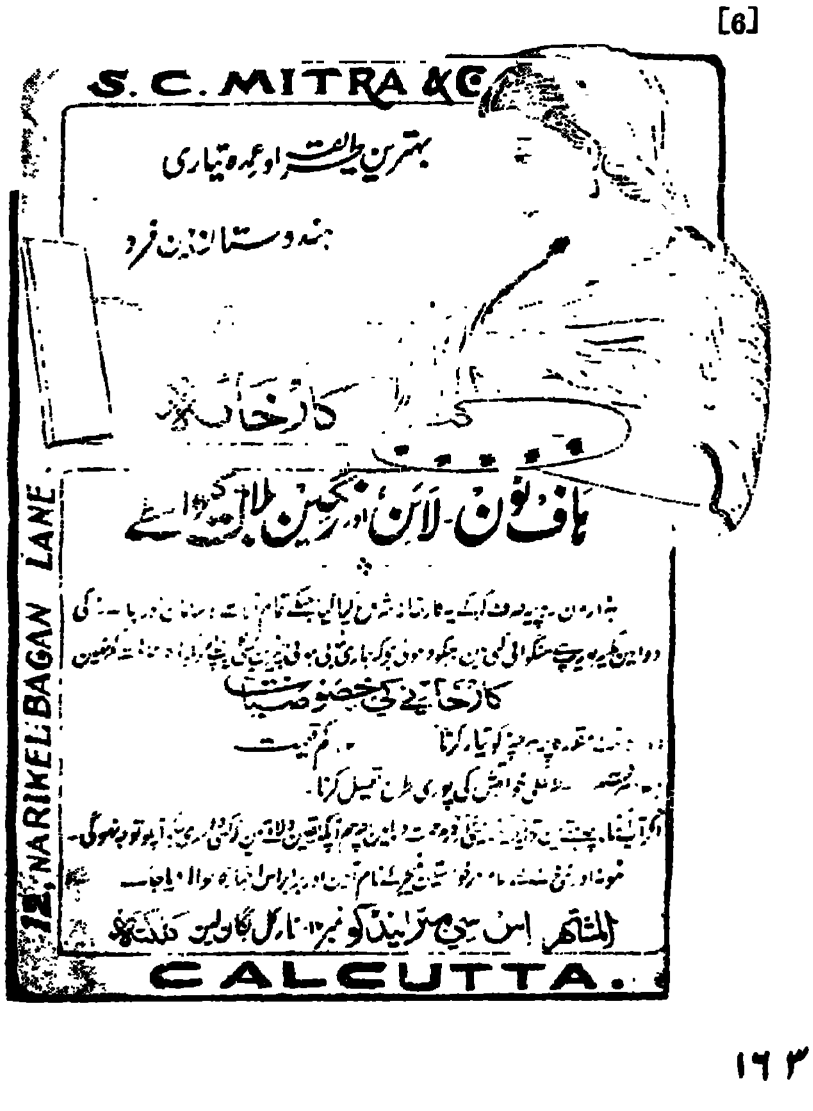
S. C. MITRA & CO.

بہترین طباعت اور عمدہ تیاری

ہندوستان لاثانی فرد

کارخانہ

ہاف ٹون - لائن اور رنگین بلاک کے واسطے

کارخانے کی خصوصیات

کم قیمت

المشتہر ایس سی مترا اینڈ کو نمبر ۱۲ نارکل باگان لین کلکتہ

12, NARIKEL BAGAN LANE

CALCUTTA.

کیا اسٹرائک کے عدم جواز پر کوئي شرعي دلیل قائم هے ؟ حضرت موسی علیه السلام نے بغرض تحصیل علوم حضرت خضر علیه السلام کے ساتهه به الحاح و منت سفر کرنے کي اجازت چاهي' اعتراض و اختلاف نه کرنے کا باهم معاهده بهي هوگیا ' لیکن حضرت موسی علیه السلام نے اون سے هرجگه اختلاف کیا - یهاں تک که اونکو ناگواري کے ساتهه حضرت خضر علیه السلام کي رفاقت سے الگ هونا پڑا - اس قصه کي تفسیر میں امام رازي نے نهایت نکته سنجي کے ساتهه طلباء و اساتذه کے اختلاف کا فطرتي اصول بتا دیا هے' چونکه اس سے همارے بیان کي تائید هوتي هے' اسلیے هم اس موقع پر امام رازي کی تقریر کا خلاصه درج کرتے هیں -

" جاننا چاهیے که طالب العلموں کي دو قسمیں هیں' ایک وه طالب العلم هے جو بالکل علم نهیں رکهتا - وه بحث و مباحثه کا خوگر نهیں هوتا ' اعتراض کرنے کي اوسکو عادت نهیں هوتي - دوسرا وه طالب العلم هے جس نے بهت سے علوم حاصل کرلیے هیں ' دلیل قائم کرنے اور اعتراضات کرنے کا عادي هے - پهر وه اپنے سے کامل تر انسان سے تعلق پیدا کرتا هے تاکه درجه کمال کو پهونچ جاے ' اس دوسري صورت میں تعلیم حاصل کرنا نهایت دشوار هے' کیونکه جب ایسا طالب علم کوئي ایسی چیز دیکهتا هے یا کوئي ایسا کلام سنتا هے' جو اوسکو بظاهر ناپسندیده معلوم هوتا هے - لیکن در حقیقت صحیح اور ٹهیک هوتا هے تو یه طالب العلم چونکه بحث مباحثه' مجادله و مناظره کا خوگر هوتا هے اور اوس شے کي ظاهري ناپسندیدگي اور اپنے عدم کمال کی بنا پر اوسکي حقیقت سے واقف نهیں هوتا ' اسلیے نزاع ' بحث اور اعتراض کي جراءت کر بیٹهتا هے' اور اس اعتراض کا سننا اوستاد ماهر فن پر گراں گذرتا هے ' جب اس قسم کا واقعه دو تین مرتبه پیش آ جاتا هے' تو اوستاد و شاگرد میں سخت نفرت پیدا هو جاتي هے . خضر علیه السلام نے حضرت موسی سے یه کهکر " که تم صبر کی طاقت نه رکهوگے " اس طرف اشاره کیا تها که تم بحث و مباحثه کے خوگر هو چکے هو (اسلیے اعتراض کروگے) اور اپنے اس قول سے " که تم کو جس چیز کي حقیقت معلوم نهیں اوس پر کیونکر صبر کرسکتے هو"

یه اشاره کیا تها که آپ حقایق اشیاء کے عالم نهیں' اور هم بیان کرچکے هیں که جب یه دونوں باتیں جمع هوجاتي هیں تو سکوت مشکل اور تعلیم دشوار هو جاتي هے اور آخر کار اوستاد و شاگرد میں نفرت و بغض پیدا هوکر قطع تعلق هو جاتا هے -

(تفسیر کبیر جلد ٥ - ص - ۷۴۱)

اگر حضرت موسی علیه السلام نے باوجود معاهده کے خضر علیه السلام پر اعتراضات کیے اور ناگواري کی یه نوبت پهونچي که اونکا ساتهه چهوڑنا پڑا ' تو همارے طلبا کو اسٹرائک کرنے پر کیوں لعن و طعن کیا جاتا هے ؟ کیا اونهوں نے بهي اساتذه کے ساتهه کوئي معاهده کیا هے ؟

یه یاد رکهنا چاهیے که مقدمه دائر کرنے کیلیے مدعی کا صرف یه اعتقاد کافي هے که وه حق پر هے وه اسکا ذمه دار نهیں هے که قانون بهي اسکي تائید کریگا یا نهیں ؟ ورنه اگر یه ذمه داري بهي اس پر عائد کردي جاے ' تو مدعي مدعي نرهے گا ' بلکه جج هو جائیگا -

(لها بقیة ما لعة)

خریداران الهلال سے التماس

نیاز مند ایک یتیم اور بالکل غریب لڑکا هے والد کو فوت هوے دس سال کامل گذر گئے - نه کوئي هماري جائداد هے اور نه کوئي بیروني آمدنی ' باوجود ان سب باتوں کے مجهے اخبار بیني کا اسقدر شوق هے که تحریر نهیں کر سکتا - بالخصوص جناب کے اخبار الهلال کو جس شوق سے میں پڑهتا هوں اور جناب کی تحریر پر جس طرح شیدا هوں اسے کیا عرض کروں؟ پہلے تو جناب کا اخبار مجهے دیکهنے کو مل جاتا تها ' لیکن اب عرصه تین چار ماه سے محروم هوں - میري تعلیم اسوقت عربی میں کافیه اور اردو و انگریزي میں میٹرک تک هے اگر کوئي صاحب دل بزرگ مجهه غریب یتیم کے حال پر نظر توجه فرما کر في سبیل الله اخبار جاري فرمادیں تو عند الله ماجور اور عند الناس مشکور هونگے -

فقیر حافظ محمد شریف طالب علم معرفت مولوی محمد
عبد الطیف صاحب امام مسجد حضرت شاه - متصل
ڈاک خانه - از کهرور پکا - ضلع ملتان

……

ان الله مع الصابرین

حضرت مولانا ! نمبر ۴ کهولتے هي مضمون " مسئله قیام الهلال " نظر پڑا -

آخر خدا خدا کرکے مهر سکوت ٹوٹي - جب تک تمام مضمون نه پڑه لیا - بے حد بے چیني رهي - کبهي یه خیال هوا که الهلال (خدا نخواسته) بند هو جائیگا - کبهی یه تذبذب که ماهوار نکلیگا - کبهی یه که کاغذ کم درجه کا لگایا جائیگا - قصه مختصر یه که ایک خیال آتا تها اور ایک جاتا تها - آخر کار یه پڑهکر که الهلال هفته وار قائم رهیگا - تمام امیدیں برآئیں - فالحمد لله علی ذالک -

اس کو جناب کا لکها هوا تصور کروں یا یه کهوں که خاکسار کي هي تجویز کو شرف قبولیت بخشا گیا - احقر کا جو مضمون نمبر ایک میں نکلا هے - اسمیں " ایک پیسه کا کارڈ ڈالکر خریداري سے سبکدوش هوجائیں " کا مطلب بهی یهي تها که دیکهوں کون آزمایش میں کامیاب هوتا هے ؟ تاهم صاف صاف لکهنا مناسب نه سمجها - خیر یه تو جمله معترضه تها - اصل مطلب یه هے - که اسي میں قارئین کرام کے لیے آزمائش هے - اگر وه اس آزمایش میں پورے اترے - تو آینده مقاصد کے پورا هوجانے کي امید هے - اور اگر نهیں تو میري طرف سے الهلال چاهے جاري رهے یا بند هو جائے - یکساں حال هے -

احمد علي از مکلوڈ گنج روڈ — بهاولپور

……

خدام کعبه

جناب خان بهادر سید جعفر حسین صاحب ریٹائرڈ اکزیکیٹو انجنیر یونائیٹڈ پرونس جنکو آزي گیشن ورکس (آبپاشي) کے کاموںمیں ۳۲ سال کا تجربه هے - آپ انجمن خدام کعبه کو آئنده جنوري سنه ۱۹۱۵ میں اپني خدمات سپرد فرماتے هیں که حجاز کا ملاحظه فرمائینگے اور زبیده کنال (نهر) کا ملاحظه فرماکر اپني رپورٹ پیش کرینگے جس سے مکه معظمه میں آب رساني میں ترقي هو -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ رمضان ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday August, 12. 1914.

نمبر ۷ جلد ۵

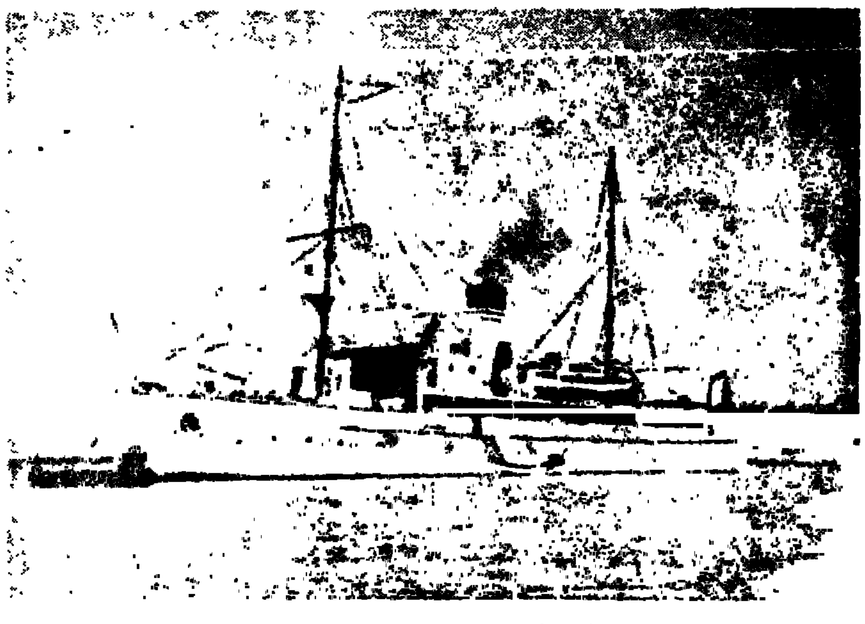

دولۃ عثمانیہ کا جنگی جہاز:
"ملت"

قیمت فی پرچہ ۔ ا آ؛ ،

" كتاب مرقوم يشهده المقربون (۸۳ : ۱۸)
" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال
في
مجلدات الهلال

تو اے که محو سخن گستران پیشینی
مباش منکر " غالب " که در زمانهٔ تست !

(۱) " الهلال " تمام عالم اسلامي ميں پہلا هفته وار رساله هے جو ایک هي وقت ميں دعوة دينية اسلاميه کے احياء ' درس قرآن و سنت کي تجديد ' اعتصام بحبل الله المتين و وحدة كلمة امة مرحومه کي تحريک كا لسان الحال ' اور نيز مقالات علميه ' و فصول ادبيه ' و مضامين و عناوين سياسية و فنيه كا مصور و مرصع مجموعه هے - اسکے درس قرآن و تفسير و بيان حقائق و معارف كتاب الله الحكيم كا انداز مخصوص محتاج تشريح نهيں - اسکے طرز انشاء و تحرير نے اُردو علم ادب ميں دو سال کے اندر ايک انقلاب عام پيدا کرديا هے - اسکے طريق استدلال و استشهاد قرآني سے تعليمات الاهيه کي محيط الكل عظمت و جبروت كا جو نمونه پيش کيا هے ' وه اسدرجه عجيب و موثر هے كه الهلال کے اشد شديد و اعدى عدو مخالفين و منكرين تک اسکي تقليد کرنے کيليے ساعي هيں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور هيں - اسكا ايک ايک لفظ ' ايک ايک جمله ' ايک ايک ترکيب ' بلکه عام طريق تعبير و ترتيب و اسلوب و اسج بيان اس وقت تک کے تمام اُردو ذخيره ميں مجددانه و مجتهدانه هے -

(۲) قرآن كريم کي تعليمات اور شريعة الالهيه کے احکام کو جامع دين و دنيا و حاوي سياست و اجتماعية ثابت کرنے ميں اسكا طريق استدلال و بيان اپني خصوصيات کے لحاظ سے کوئي قريبي مثال تمام عالم اسلامي ميں نهيں رکهتا -

(۳) وه تمام هندوستان ميں پہلي آواز هے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سياسي و غير سياسي معتقدات و اعمال ميں اتباع شريعت کي تلقين کي ' اور سياسي آزادي و حريت کو عين تعليمات دين و مذهب کي بنا پر پيش کيا - يهاں تک که دو سال کے اندر هي اندر اسے هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدها اقلام و صحائف سے معتقدانه نکلوا ديا !

(۴) وه هندوستان ميں پہلا رساله هے جس نے موجوده عهد کے اعتقادي و عملي الحاد کے دور ميں توفيق الهي سے عمل بالاسلام والقرآن کي دعوت كا از سر نو غلغله بپا کرديا ' اور بلا ادنى مبالغه کے کها جاسکتا هے که اسکے مطالعه سے بے تعداد و بے شمار متشككين مذبذبين ' متفرنجين ' ملحدين ' اور تاركين اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد في سبيل الله مخلص هوگئے هيں - بلکه متعدد دور بڑی آبادياں اور قصبے و شهر هيں جن ميں ايک نئي مذهبي بيداری پيدا هوگئی هے : ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم !

(۵) على الخصوص حكم مقدس جهاد في سبيل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالى نے اسکے صفحات پر ظاهر کيے ' وه ايک فضل مخصوص اور توفيق و رحمت خاص هے -

(۶) طالبان حق و هدايت ' متلاشيان علم و حكمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاهيه و علوم نظريه ' غرضکه سب کيليے اس سے جامع و اعلى اور بهتر و اجمل مجموعه اور کوئي نهيں - وه اخبار نهيں هے جسکي خبريں اور بحثيں پراني هوجاتي هيں - وه مقالات و فصول عاليه کا ايک ايسا مجموعه هے ' جن ميں سے هر فصل و باب بجاے خود ايک مستقل تصنيف و تاليف هے ' اور هر زمانے اور وقت ميں اسكا مطالعه مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفيد هوتا هے -

(۷) چهه مهينے ميں ايک جلد مكمل هوتي هے - فهرست مواد و تصاوير به ترتيب حروف تهجي ابتدا ميں لگا دی جاتي هے - ولايتي کپڑے کي جلد ' اعلى ترين كاغذ ' اور تمام هندوستان ميں وحيد و فريد چهپائي کے ساتهه بڑي تقطيع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلي اور دوسري جلد دوباره چهپ رهي هے تيسری اور چوتهي جلد کے چند نسخے باقی رهگئے هيں تيسری جلد ميں (۹۹) اور چوتهي جلد ميں (۱۲۵) سے زايد هاف ٹون تصويريں بهي هيں ' اس قسم کي دو چار تصويريں بهي اگر کسي اردو کتاب ميں هوں تو انکي قيمت دس روپيه قرار دی جاتي هے -

(۹) با اين همه قيمت صرف پانچ روپيه هے - ايک روپيه جلد کي اجرت هے -

بهت ممكن هے كه الهلال كى قيمت بڑها دى جاے - اگر ايسا هوا تو پهر مكمل جلدوں كى قيمت بهى زياده هو جائيگى.

Tel Address "Alhilal," Calcutta
Telephone No 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam, Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

الہلال

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر ۷ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۹ - رمضان ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۵
Calcutta : Wednesday, Augst, 12 1914.

اعتذار

(۱) یورپ کی منتظر و موعود جنگ شروع ہوگئی - اسکے متعلق بحث و مذاکرہ اور اعتبار و بصائر کے بکثرت اطراف و مواضیع ہیں' جنکو مسلسل لکھنا چاہیے' مگر مجھے ابتک بہ تفصیل لکھنے کی مہلت نہ ملی - ضروری حالات و اخبار درج کردیے گئے ہیں تاکہ قارئین کرام کی معلومات کے تسلسل میں انقطاع نہو - آیندہ مقالات افتتاحیہ اسی موضوع پر شایع ہونگے - احباب منتظر رہیں -

(۲) الہلال اردو پریس میں پہلا رسالہ ہے جو ہفتہ وار رسائل کا صحیح نمونہ پیش کرنا چاہتا ہے - ایک ایسے جرنل کے فرائض صالحہ میں یہ داخل نہیں کہ وہ جنگ وغیرہ کے موقعہ پر تمام خبروں کو اکٹھا کرتا رہے- یہ کام روزانہ اخباروںکا ہے اور اسی لیے ایک روزانہ ضمیمہ شائع کردیا گیا ہے - ہفتہ وار رسالے کا کام زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ ہفتے بھر کے حوادث و سوانح پر ایک جامع نظر ڈالکے اسکا خلاصہ پیش کردے -

چنانچہ اس لحاظ سے الہلال کی نسبت ہم جنگ بلقان کے زمانے کو یاد دلاتے ہیں' اور موجودہ جنگ کے متعلق بھی اطمینان دلاتے ہیں کہ جیسی معلومات' جیسے مفید اور بلند مباحث' جیسی دقیق اور پر از نتائج نظر و نقد' اور جیسی دلچسپ تصویریں اور مناظر الہلال فراہم کریگا' انشاء اللہ تعالی وہ اسکے معیار و درجہ سے کمتر نہیں بلکہ بلند تر ہی ہونگے -

تذکار ماہ مقدس !

(۱) ہم نے گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا تھا کہ آیندہ اشاعت میں ماہ رمضان المبارک کے متعلق غیر معمولی تعداد میں مضامین مرتب کرنے کی کوشش کرینگے - چنانچہ اس نمبر میں اکثر ابواب اسی کے مذاکرات و مباحث پر مشتمل ہیں -

(۲) ان مضامین کی کثرت کی وجہ سے تصاویر کی گنجایش نہ نکل سکی - پچھلی چند اشاعتیں بھی تصاویر کے اعتبار سے قلیل البضاعۃ تھیں - ہمیں اسکا خیال ہے - آیندہ اشاعت میں ان سب کی تلافی کردی جائیگی' اور اسکا تقریباً ہر باب مصور ہوگا - تقریباً بیس پچیس تصویریں ترتیب دی جارہی ہیں - اور بعض مرقع علحدہ بطور ضمیمہ کے آرٹ پیپر پر چھپ رہے ہیں - علی الخصوص جنگ یورپ کے متعلق -

(۳) مگر احباب کرام کو بھی توجہ کرنی چاہیے کہ قیمت کے اضافہ کے بعد بقیہ روپیہ کا بھیجدینا ہم نے انکے ذمے چھوڑ دیا ہے - اپنے طرف سے سعی نہیں کی - پس جن حضرات نے ابتک توجہ نہ کی ہو وہ توجہ فرمائیں - دفتر الہلال روپیہ پیسے کیلیے بار بار اصرار کرنے کا عادی نہیں ہے -

روزانہ ضمیمہ

مقامی پبلک کے اصرار سے مجبور ہوکر دفتر الہلال نے ایک روزانہ ضمیمہ شایع کرنا شروع کردیا ہے - محض روزانہ تار برقیوں کا ترجمہ عین وقت پر شایع کرنا مقصود تھا لیکن ضمناً جنگ کے متعلق ضروری مباحث و مضامین بھی درج کیے جاتے ہیں

(۱) رائل سائز کے چار صفحوں پر شائع ہوتا ہے - فی صفحہ چار کالم -

(۳) کلکتہ سے لیکر بنارس تک کیلیے یہ ضمیمہ یکساں مفید ہے-

(۴) صوبۂ بہار کے تمام شہروں نیز مظفر پور' مرزا پور' اور بنارس وغیرہ کیلیے ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو منگواکر متفرق فروخت کریں - معقول کمیشن قرار دیا گیا ہے -

عید کارڈ

آپکو اگر عمدہ سے عمدہ عید کارڈ کی ضرورت ہو تو آپ فوراً جنرل نیوز پیپر ایجنسی بلیماران دہلی - کو اطلاع دیں -

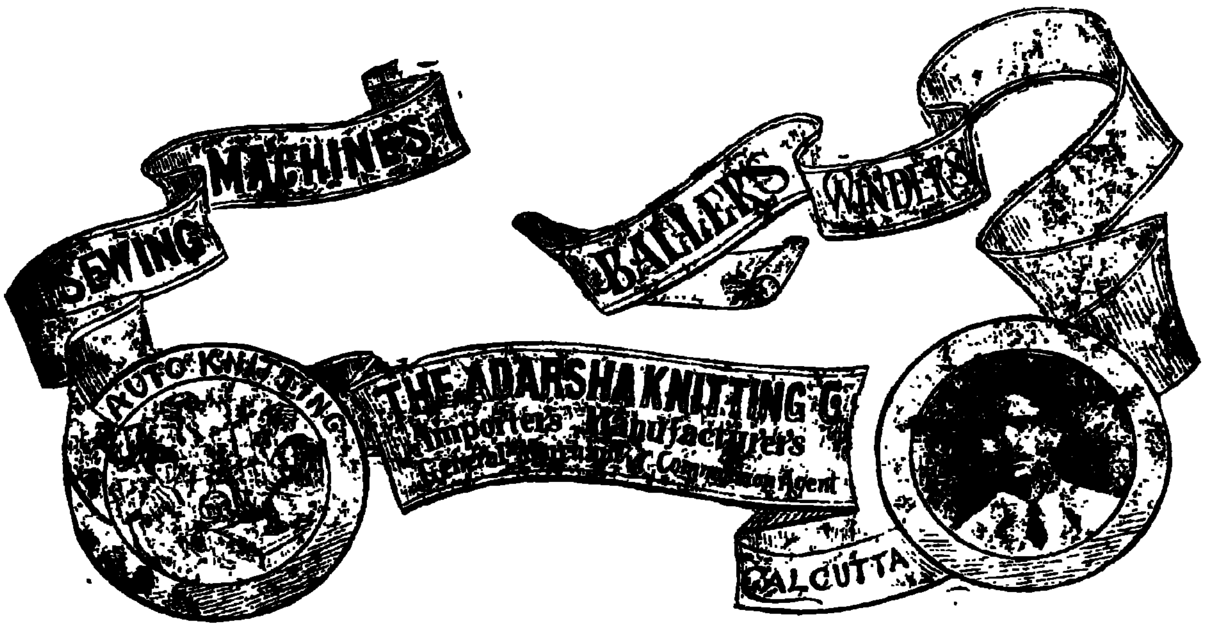

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کی سرپرستی میں

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاھتی ہے کہ ھندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رھیں۔اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لھذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے : —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی مشین دیگی جسمیں گنجی تیار ہوگی۔ جس سے روزانہ ۲۵روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - آپنے روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ھی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ھیں -

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) : — میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

مس کشم کماری دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماھواری آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں - یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کر رھی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتی ہے - اسکے ماسواے کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکی مدد کریں -

---

آنریبل جسٹس سید شرف الدین - جج ہائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی بنائی ہوئی چیزونکو استعمال کیا اور پائیدار پایا - دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے - میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد اس کمپنی کی سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت ہو -

---

ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

انکے پرائیوٹ سکریٹری کے زبانی -

آپنے اپنی ساخت کی چیزیں جو حضور گورنر اور انکی بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا - ہز اکسیلنسی اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اور مجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے -

برنچ — سول کورٹ روڈ ٹنگائیل -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

طرح بحر ابیض میں بھی جنگ شروع ہو جاتي، اور اسطرح برطاني بیڑہ کي طاقت کو دو ٹکڑوں میں بٹ جانا پڑتا -

لیکن اب بحر ابیض پر سکون رہیگا اور بحر شمالي میں فرانسیسي اور برطاني، دونوں بیڑے جرمن بیڑے کے مقابلے میں صف آرا ہونگے -

آسٹریا اور جرمني دونوں مشترکہ طور پر جنگ میں شرکت کے لیے اطالیا پر دباؤ ڈال رہے ہیں لیکن ابھي تک اسکی طرف سے ناطرفداری ھي پر اصرار ہے -

(الوالعزم جرمنی)

جرمني کي انجام اندیشي کي خواہ داد نہ دیجائے، مگر اسکي اسکندرانہ حوصلہ مندي اور اولو العزمانہ نپولین فرمائی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے - ایک طرف تو وہ بلجیم کو تاراج کررھي ہے، دوسري طرف فرانس سے معرکہ آرا ہے، تیسري طرف مشرقي یورپ کے عفریت (روس) سے پنجہ آزما ہے، چوتھي طرف سب سے بڑي طاقت یعنی انگریزي بیڑے پر بے باکانہ حملہ آور ہے - پھر لطف یہ کہ ہر جگہ فاتحوں اور حاکموں کي طرح ہجوم و اقدام ہے، نہ کہ دفاع و جواب ! !

حقیقت یہ ہے کہ خواہ نتیجہ کچھہ ھي نکلے، لیکن تاریخ قرون جدیدہ میں اولوالعزم اور فرزند ہمت جرمني کي بے جگري ہمیشہ عظمت و شرف اور تکریم و احترام کے ساتھہ یاد کي جائیگي - اس نے اس تاریخي صداقت کو پھر زندہ کردیا کہ اصلی طاقت دل و دماغ کی طاقت ہے؛ اور اصلی قوت جذبات و حسیات کی ہے - آھن پوش جہازوں سے بڑھکر ہمت کو قوي ہونا چاھیے - اور قیمتی توپوں کی کثرت کی جگہ عزم و ارادے کی فضاء میں وسعت درکار ہے !

(بحر شمالي کا معرکہ زار)

بحر شمالی میں جسقدر مناوشات ہوے ہیں، انمیں ابتک دونوں فریق برابر رہے - اگر جرمنی کا جہاز کوائینجن غرق ہوگیا ہے تو انگلستان کا ایمفن بھي ڈوبا ہے - کوائینجن کے علاوہ جرمني کے دو کروزر اور ایک زیر آب کے غرق ہونے کي بھي اطلاع دي گئي ہے - لیکن جس زمانہ میں " ۱۹ جہازوں کي گرفتاري " اور جرمن بیڑے کے فرار ہونے کي بے بنیاد خبریں شائع ہورھي ہوں اس زمانے میں ان غیر سرکاري تاروں کا کون اعتبار کرسکتا ہے ؟ لیکن اگر یہ تسلیم کرلیا جاے کہ جرمني کے دو کروزر اور زیر آب غرق ہوگئے - تب بھي جرمني کي بلند ہمتي کي داد دینا پڑیگي - کیونکہ با ایں ہمہ اس نے پھر ۹ ماہ حال کو برطانی اسکوڈرن پر حملہ کردیا ہے - اگرچہ کہا گیا ہے کہ یہ حملہ ناکام رہا اور خود جرمنی کی ایک زیر آب کشتي غرق ہوگئی -

(جرمنی اور فرانس)

اس ہفتہ جرمنی اور فرانس میں بحري اور بري، دونوں قسم کي جنگیں ہوئیں - ریوٹر کے تمام تاروں کا خلاصہ یہ نظر آتا ہے کہ مجموعي حیثیت سے دونوں قسم کي جنگوں میں جرمني ھي کو شکست ہوئي، مگر اصلیت یہ ہے کہ ہندوستان میں بیٹھکر فتح و شکست کي صحیح خبروں کا معلوم کرنا اب تقریباً محال ہوگیا ہے - کیونکہ کوئي خبر بغیر سرکاري نگراني کے نہیں آ سکتي - حتی کہ اسٹیسمین وغیرہ کي پچھلي خاص ڈاک بھی بمبئي میں روک لي گئي کہ کہیں حکومت کے عظمت خلاف کوئي خبر اسمیں نہ دیدي گئي ہو -

بحري جنگ کے متعلق ریوٹر الجزائر سے تار دیتا ہے کہ فرانسیسي بیڑے نے پینتھر نامي جرمن کروزر کو غرق کر دیا - ڈیلي کرانکل نے جوش مسرت میں اپنے نامہ نگار پیرس کي روایت پر اتنا اضافہ اور کر دیا ہے کہ " کوبین " اور " بریسلا " نامي جرمن جہازوں کو فرانس نے گرفتار کر لیا ہے - لیکن تھوڑے ھي دیر کے بعد اسکي تغلیط کرني پڑي، کیونکہ یہ دونوں جہاز اسوقت تک اپنے اصلي مالک کے قبضہ میں بدستور مصروف جنگ و پیکار ہیں !

السیس اور لورین فرانس کے دو صوبے ہیں جن پر جرمني نے سنہ ۷۰ کي جنگ میں قبضہ کرلیا تھا، لیکن اعلان کیا گیا ہے کہ فرانسیسي پیشقدمیاں اس طرف کامیاب ہوئیں، اور جرمني کے استحکام سے پہلے فرانس کو بڑھنے کا موقعہ ملگیا -

لورین میں فرانسیسي فوج نے " ڈل " اور " موانیوک " پر قبضہ کرلیا ہے - آلٹکرچ میں بھي وہ داخل ہوگیا - فرانس نے آلٹکرچ میں فرانسیسي فوج کي " حیرت انگیز ہمت مردانہ " کي خود ستایانہ داد دي ہے -

(روس و جرمنی)

روس اور جرمن فوجیں بھي اس ہفتہ باہم معرکہ آرا رہیں - سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک مبہم و مجہول تار سے معلوم ہوتا ہے کہ روس اور جرمني کا کسي خاص مقام پر باہم مقابلہ ہوا مگر جرمن فوج کو شکست ہوئي، اور وہ بہت سے گاوں جلا کے پیچھے ہٹگئي ہے -

لیکن لندن سے ۷ - اگست کا چلا ہوا ایک تار مظہر ہے کہ روس کے نقصانات بہت شدید ہیں، اور جرمني کي سوار فوج نے وربیلن کے قریب مقام کبرلي پر حملہ کر دیا ہے -

(اسٹریا اور روس)

آسٹریا نے سرویا پر حملہ موقوف کرکے اپني تمام قوت کا رخ روس کی طرف پھیر دیا تھا، مگر سرویا اور جبل اسود (مانٹي نیگرو) کے اتحاد نے پھر اسطرف متوجہ کردیا ہے - آخرین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سروي فوج اسوقت وسي گرد اور سنجک کولي بازار پر قابض ہوگئي ہے -

علی ہذا جبل اسود کي فوج نے بحر ایڈریاٹک کے ایک ساحلی شہر اسپیزا نامي اور اسکے قرب و جوار کے اور دو شہروں پر بھي قبضہ کرلیا ہے - ادھر آسٹریا نے بھي کئي بار دریاے ڈینیوب کو عبور کرنے کي کوشش کي، اور گو اسمیں کامیابی نہ ہوئي مگر جبل اسود کے بندرگاہ اینٹي وري پر گولہ باري شروع کردي ہے، جس کا آغاز جنگ میں اس نے محاصرہ کرلیا تھا -

روس اور آسٹریا کے متعلق سب سے آخرین اور سب سے زیادہ قابل ذکر خبر یہ ہے کہ روسي فوج وادي اسٹائر کي راہ سے آسٹریا کي قلمرو میں داخل ہوگئي ہے -

(تغیرات تازہ)

۱۱ - اگست کے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے موجودہ نقشہ میں عنقریب ایک خاص تغیر ہونے والا ہے - سرویا نے جرمني کے مقابلہ میں بھی اعلان جنگ کردیا ہے - آسٹریا فرانسیسي سرحد پر نہایت سرعت کے ساتھہ فوجي تیاریاں کررہا ہے - جاپاني بیڑا بھي امیر البحر ڈیڈا کے زیر کمان دریا میں آ گیا ہے اور عجب نہیں کہ اتحاد کي طرف سے جرمني اور آسٹریا کے جہازوں پر حملہ آور ہو یا اس وقت جنگ میں حصہ لے، جب بحر ہند یا بحر ابیض پر حملہ کیا جاے -

آسٹریا اور انگلستان کے تعلقات ہنوز منقطع نہیں ہوے ہیں - لیکن اگر منقطع ہوگئے اور اطالیا کو بھي جرمني کے انذار و تہدید یا قوم کے اصرار و ضد سے میدان جنگ میں اترنا پڑا، تو جنگ کا نقشہ اس نقشہ سے بالکل مختلف ہوجائیگا جو تمام دنیا بلکہ خود جرمني اور آسٹریا جنگ سے پہلے اور آغاز جنگ کے وقت سمجھتي تھي -

(شعاع امید)

موجودہ دولۃ عثمانیہ کي حکومت جس حسن تدبیر اور سیاست و حکمت جنگي کا نمونہ ابتدا سے پیش کررھي ہے، وہ تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا -

دول عظمی کے طرف سے باہمي اعلان جنگ ہوتے ھي دولۃ علیہ کے آلات عمل میں ایک نئي حرکت شروع ہوگئي تھي اور تمام یورپین سرحدوں پر جنگي طیاریوں کا حکم دیدیا گیا تھا - اب ۱۱ - اگست کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک طیاریوں سے گذر کر اقدام و عمل کے میدان میں پہنچ گئے ہیں یعنے دیدي اغاچ کے قریب بلغاري قلمرو کے اندر عثماني فوجیں جمع ہورھي ہیں -

ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس !

ھفته جنگ

خون اور گوشت کا کھیل جو دنیا کی شریر روحوں اور خباثت و درندگی کی پیدا کی ھوئی قوتوں کے درمیان شروع ھوا، پوری سرعت اور تیزی کے ساتھه جاری ھے - خون کی پیاس جو سرخ سمندروں کی تلاش میں بھڑکی، اور ھلاکت کی بھوک جو انسانی لاشوں کی ڈھونڈھه میں نمودار ھوئی، اپنی تلاش میں سرگرم اور اپنی جستجو میں بدستور غرق ھے - آگ کے شعلے سمندروں کے اوپر تنور کی چھت کی مانند دکھائی دے رھے ھیں، اور لھو کی بدلیوں سے زمین کی فضا چھپ گئی ھے - یه سب کچھه ھوا اور ھو رھا ھے، اور بجلی کی چمک کی طرح اس آتشیں اور خونیں تماشے کے پردے بدلے جارھے ھیں - تاھم اب تک خونریزی کا حلق تشنه اور بربادی اور موت کا معدہ خالی ھے - یه شعلے چولھے کی ابتدائی حرارت کی چنگاریاں ھیں، اور یه طوفانوں اور موجوں کا نمود آنے والے وقت کیلیے مثل چھوٹی چھوٹی لھروں کے ھے جو اپنے عقب کے شور و شر کا پیغام لاتے ھیں - پس زمین پر افسوس اور اسکے رھنے والوں پر ماتم، کیونکه شیطان آگیا، اور خدا کی رحمت اور انسان کی محبت کا دور ختم ھوا - اب تمدن کی تعمیر اور علم و تھذیب کی آبادی کی جگه ھلاکتوں کے احاطه اور بربادیوں کے تسلط کا قصه ھم سنائیں گے - آج اس داستان وحشت کا پھلا ھفته ھے -

(جنگ کا پھلا ھفته)

آغاز جنگ پر ایک ھفته سے زیادہ وقت گذر گیا مگر ھنوز وہ اپنی پھلی منزل سے آگے نھیں بڑھی - اسوقت تک کوئی لڑائی ایسی نھیں ھوئی ھے جسکو صحیح معنوں میں اس خونخواری کی سب سے بڑی ٹکر کا " معرکه " کھا جاسکے -

(بلجیم کا ثبات)

جنگ کی یه سست رفتاری بظاھر اسلیے ھے که بعض امور بالکل خلاف توقع و قیاس پیش آگئے - بلجیم نے ان سرحدوں کے استحکام و تحصین کی طرف بھت کم توجه کی تھی جو جرمنی کی سرحدوں سے ملحق ھیں - اسلیے خیال کیا گیا تھا که اپنی کمزوری سے مجبور ھو کر وہ جرمن فوج کو راسته دیدیگا، اور اگر اس نے روکا تو جرمنی کا محض ایک ابتدائی حمله اسکی راہ صاف کردیگا -

مگر دونوں خیال غلط نکلے - نه تو بلجیم نے جرمن فوج کو گزرے دیا، اور نه وہ جرمن فوج کی سخت کوشش کے باوجود اب تک مغلوب ھوا ھے - جرمنی کی پیشقدمی لیج تک آ کے رک گئی ھے جو بلجیم کا سب سے بڑا مستحکم اور قلعه بند دروازہ ھے -

آخرین خبروں سے معلوم ھوتا ھے که جرمنی کی فوج لیج کے اندر داخل ھوگئی لیکن قلعے اسوقت تک غیر مسخر ھیں - جرمنی نے دھمکی دی ھے که اگر قلعه بند فوج نے اپنے آپ کو حوالے نه کیا تو شھر جلا کر خاک سیاہ کردیا جائیگا - لیکن اسکا جواب یه ملا که مزید بلجین فوج لیج کی طرف پیشقدمی کر رھی ھے -

(اطالیا کا تخلف عھد)

ادھر تو بلجیم نے خلاف امید استقامت دکھائی - اُدھر اطالیا نے باوجود ایک بار اعانت کا علانیه وعدہ کرلینے کے کھلم کھلا ناطرفداری کا اعلان کردیا، اور آسٹریا اور جرمنی کی شرکت پر آمادہ نه ھوئی - مسیحی مذھب میں ممکن ھے که حفظ میثاق اور وفاے عھد کی اخلاقی عزت تسلیم کی گئی ھو، لیکن مسیحی اقوام میں تو من حیث القوم نقض عھد سے زیادہ کوئی شے آسان نھیں - انکے عھد و میثاق تار عنکبوت ھیں جنمیں اپنے کمزور حریف کو تو گرفتار کرلیا جاتا ھے، پر خود کبھی نھیں گرفتار ھوتے -

اسلیے جو دنیا یه دیکھه چکی ھے که علم و تمدن کی چھه علم بردار سلطنتوں نے دولة عثمانیه کے بقاے رقبۂ حکومت کا وعدہ کیا تھا مگر بزرگ ترین مسیحی حواری سینٹ پیٹر کی طرح " تین بار مرغ کی بانگ دینے سے پھلے " اس سے منھه موڑ لیا تھا - اسکے لیے یه بات ذرا بھی تعجب انگیز نھوگی که انھی چھه سلطنتوں میں سے ایک سلطنت نے پھر اسی فعل کا تنھا اعادہ کیا ھے جسکو وہ سب کی معیت میں کرچکی تھی - اور باوجود باھمی مفاھمت میں شریک ھونے کے اپنے ساتھیوں کی اعانت سے انکار کردیا ھے !

تاھم یه خلش ضرور پیدا ھوتی ھے که اطالیا نے ایسا کیوں کیا؟

بھت کم نظریں اسکی ته تک پھنچی ھونگی، مگر آؤ ھم اس عقدہ کو حل کریں !

انگلستان کی پالیسی یه ھے که اس نے اپنے تمام حریفوں میں سے مقابله کے لیے صرف جرمنی کو انتخاب کیا ھے اور بقیه کے ساتھه مقابله کے بدلے مصالحة کرتا رھا ھے - اس نے اپنے حریفوں کے منھه خوان یغما (عالم اسلامی) کے لقموں سے بند کردیے - مراکش فرانس کو دیدیا اور اسکے مقابله میں مصر کا میدان اپنے لیے صاف کیا - ایران کو روس کے پیروں تلے ڈالدیا تاکه وہ اسے روندے، اور اسکے خون سے اپنے فتح و استعمار کی پیاس بجھاے -

اطالیا اگرچه اسکی حریف نه تھی مگر اسکے حریف (جرمنی) کی حلیف ضرور تھی - انگلستان نے چاھا که اسے بھی اپنے ساتھه ملا لے اور اتحاد ثلاثه کے مقابلے میں مناھمت کی قوت کو اختلاف و تفرقه ڈالکر ضعیف کر ڈالے - اسلیے وہ الحاق طرابلس میں اسکا دست و بازو بنگیا، اور اس قزاقانه دستبرد میں معاون ھوا جو تاریخ انسانیت میں ھمیشه موجودہ عھد کی سب سے بڑی قومی بد اخلاقی تسلیم کی جائیگی -

مصر اگرچه دولة عثمانیه کا ایک جزء تھا مگر اسے ناطرفدار قرار دیکے عثمانی فوج کو طرابلس جانے سے روکدیا گیا - پھر جب یه تدبیر کارگر نه ھوئی تو جنگ بلقان شروع کرائی گئی اور کامل پاشا کے ذریعه طرابلس کو اندرونی خود مختاری دلوا دی - اسکے بعد جب اطالیاے الحاق طرابلس کا اعلان کیا تو سب سے پھلے انگلستان ھی نے لبیک کھا اور اسے باقاعدہ تسلیم کرلیا ! اگر انگلستان ایسا نه کرتا تو اٹلی کبھی بھی کامیاب نھوتی -

پس اطالیا کی موجودہ ناطرفداری ان گراں بھا احسانات کا احسانمندانه معاوضه ھے، اور ایسا ھونا ناگزیر تھا - جس انگلستان نے اُسکی خاطر تاریخ عالم کی ایک یادگار قزاقی کو جائز رکھا، جس انگلستان نے اٹلی کی خاطر دولة عثمانیه کی نئی دستوری قوت کو عین تولید و نشئة کے عھد میں پامال کردیا، جس انگلستان نے اسکے لیے مصر کا راسته مسدود کرنے میں کچھه پروا نه کی که وہ ابتک قانوناً عثمانی ملک اور ایک ترکی مقبوضه ھے، اور پھر جس انگلستان نے جنگ بلقان کی فرصت دلا کر اُسے سخت مایوسی اور ھراس کے عالم میں طرابلس دلادیا : یه کیسے ممکن تھا که اُسکے آگے خیرہ چشمی کے ساتھه وہ حریفانه بڑھتی، اور اسقدر جلد اپنے فوائد کے سب سے بڑے خداوند سے بغاوت کرتی ؟

اطالیا کی علحدگی نے بحری جنگ کا نقشه بدلدیا - اطالیا بحیرۂ ایڈریاٹک کی طرح بحر ابیض (میڈیٹیرینین) کی بھی طاقت بنگئی ھے - پس وہ ناطرفدار نه ھوجاتی تو بحر شمالی کی

میں آکر اسکے آگے جھک جائیں - خدا کے رشتے کي کوئي زنجیر انکے پاؤں میں نہیں رھي ' کیونکہ نفس و شیطان کي غلامی کے طوق انکے گلوں میں پڑگئے ھیں :

انا جعلنا في اعناقہم اغلالاً فہي الي الاذقان فہم مقمحون (۳۸ : ۸)

ھم نے گمراھی اور شیطان کی غلامی کے طوق انکي گردنوں میں ڈالدیے جو انکے ٹھڈیوں تک آگئے ھیں ' انکے سر پھنس کے رھگئے ھیں ؟

پس انکي فطرت کو عبودیۃ الہي سے کچھہ اسطرح کی اجنبیت ھوگئي ھے کہ اگر ایک لمحہ اور ایک دقیقہ بھی اسکي عبادت و ذکر میں بسر کرنے کے لیے کہا جاتا ھے ' تو انھیں ایسا معلوم ھوتا ھے ' گویا کسي بڑي ھي سخت مصیبت اور بڑے ھی جانکاہ عذاب میں پڑگئے ھیں - حالانکہ اصلی عذاب کی انھیں خبر نہیں جسمیں واقعی پڑنے والے ھیں اور جو واقعی سخت و جانکاہ ھے :

قل افا نبئکم بشر من ذلکم ؟ النار ' وعدھا اللہ الذین کفروا ' وبئس المصیر ! (۲۲ : ۷۰)

اے پیغمبر انسے کہدے کہ تمھیں ذکر الہي سے بڑي ھي تکلیف ھوتي ھے لیکن اس سے بھي بڑھکر ایک مصیبت کي تمھیں خبر دوں جو آنے والي ھے ؟ آتش دوزخ ! جسکا خدا نے منکروں سے وعدہ کیا ھے اور جو بڑا ھي برا ٹھکانا ھے !

انکي فطرۃ پر شدت عصیان اور استغراق ضلالت و فساد سے ایک ایسي تاریکي چھا گئي ھے جو نور ایمان سے بکلي مغائر ھے اور اسکے ساتھہ عبودیۃ الہی کا نور جمع نہیں ھوسکتا - پس نماز سے بھي اسے انکار ھے اور روزہ کي بھي اسے توفیق نہیں - شریعت کے تمام حکموں کو اس نے چھوڑ دیا ھے اور اسکی زندگي یکسر ابلیسي ھوگئی ھے جسمیں خدا پرستي کیلیے چند گھڑیاں اور چند منٹ بھی نہیں ھیں :

اولائک الذین طبع اللہ علی قلوبہم و سمعہم و ابصارھم ' و اولائک ھم الغافلون (۱۲ : ۱۰۹)

یہ وہ لوگ ھیں کہ خدا نے انکے دلوں ' انکے کانوں ' اور انکي آنکھوں پر مہر لگادي ھے اور یہ وہ ھیں کہ غفلت میں گم ھوگئے ھیں !

(امراء فساق و روساء فجار)

پس رمضان المبارک میں ایک گروہ تو تارکین صیام کا ھے جنکے لیے ماہ مقدس کي برکتوں میں کوئی حصہ نہیں رکھا گیا ' اور جن کي نفس پرستي پر روزہ رکھنا بہت ھي شاق گذرتا ھے - ان میں ایک جماعت امرا و روساء کي ھے جو فسق و فجور کي تاریکي میں ایسے کھوے گئے ھیں کہ تقوی اور احتساب کي ایک ھلکي سی شعاع بھي انکے سیاہ خانۂ عمل پر نہیں پڑتي ' اور استغراق لہو و لعب اور انہماک شہوات و لذات نے انھیں بالکل اپني طرف مشغوف کر لیا ھے - روزہ کي اصل صبر اور تقوی ھے - صبر کي حقیقت یہ ھے کہ خواھشوں میں ضبط و تحمل پیدا ھو اور کسي مقصد اعلی کیلیے شدائد اور تکالیف برداشت کي جائیں - پس اسکے لیے ضبط و تحمل کي ' ایثار و احتساب کي ' اتقاے روح اور طہارت نفس کي ضرورت ھے ' مگر انکا نفس شریر اپني بہیمي خواھشوں میں اسدرجہ بے قابو ھوگیا ھے کہ وہ تکلیف اور ایثار کا متحمل نہیں ھوسکتا - انکي طبیعت خواھشوں کي غلام ھے اور نفس پرستیوں کی عادي ھوگئي ھے - پس وہ ایک گھنٹہ بھي ضبط جذبات و تحمل نفس کے ساتھہ بسر نہیں کرسکتے -

وہ ماہ مقدس جو نزول سعادت کي یادگار تھا ' جو مومنوں کیلیے نیکیوں اور خدا پرستیوں کا سرچشمہ تھا ' جو ھمیں تحمل مصائب اور مرضات الہیہ کي راہ میں ایثار نفس کي تعلیم دیتا تھا ' آتا ھے اور گذر جاتا ھے ' پر انکے اعمال شیطانیہ اور افعال خبیثہ میں رائي برابر بھی تبدیلي نہیں ھوتی - پھر ان میں کتنے ھي ھیں جو عین رمضان المبارک کے اندر شرب خمر اور زنا و فسق میں چارپایوں اور حیوانوں کی طرح ڈوبے رھتے ھیں ' اور ماہ مقدس کی برکتوں کی جگہ آسمانی لعنتوں کی انپر بارش ھوتی ھے !

حدیث شریف میں تو آیا ھے کہ " اذا دخل شہر رمضان فتحت ابواب الجنۃ و اغلقت ابواب النار و صفدت الشیاطین " (رواہ البخاري) جب رمضان کا مہینہ آتا ھے تو نیکیوں کے بہشتي دروازے کھل جاتے ھیں ' برائیوں کے جہنمي دروازے بند ھو جاتے ھیں ' اور ارواح شریرہ و شیطانیہ کا عمل باطل ھوجاتا ھے - لیکن انکي حالت اسکے بالکل برعکس ھے - انکے لیے جہنمي دروازے اور زیادہ وسعت کے ساتھہ کھل جاتے ھیں ' اور ارواح شریرہ کا تسلط انپر اور زیادہ سخت ھو جاتا ھے - و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطاناً فہو لہ قرین (۴۳ : ۳۵)

(حلقۂ شیاطین و مجمع ابالسہ)

انکے وہ مصاحب اور ندیم جو ھر وقت ذریۃ شیطانی کی طرح انکے اردگرد رھتے ھیں ' اور انکے وہ عمال و حکام جو خدا کی طرح انھیں پوجتے اور مشرکوں کي طرح انکے آگے زمیں بوس ھوتے ھیں ' یہ سب کچھہ دیکھتے ھیں ' مگر شیطان نے انکی زبانوں پر مہر لگادي ھے اور انسان کی بندگي کي خباثت نے خدا کا خوف انکے دلوں سے محو کر دیا ھے - پس ان میں سے کسی کي بھي زبان نہیں کھلتي کہ حق و معروف کي صدا بلند کرے ' اور گونگا شیطان نہ بنے جو ایمان کی موت اور خدا پرستی کا خاتمہ ھے -

(فتنۂ علماء سوء)

پھر اس سے بھي بڑھکر ماتم انگیز منظر یہ ھے کہ ان امراء فاسقین و رؤساء فاجرین کے حاشیہ نشینوں اور وابستگان دولت کی فہرست میں بہت سے علما و صوفیا کے نام بھی نظر آتے ھیں ' جو اپنے تئیں مسند نبوت کا جانشیں اور فضائل رسالت کا وارث حقیقي سمجھتے ھیں ' اور اپنے اتقا و تقدس کے دامنوں کو ھزاروں انسانوں سے سنگ اسود کی طرح بوسہ دلاتے ' اور اپنے بڑے بڑے دامنوں کی عباؤں کو عہد مسیح کے فریسیوں اور صدوقیوں کی طرح غرور فضیلت و کبر تقدس سے حرکت دیتے ھیں !

انکو اپنی فضیلت و پیشوائی کا بڑا ھی گھمنڈ ھے - وہ جب اپنے مریدوں اور معتقدوں کے جمگھتے میں تسبیح مکر و سجادۂ زور کے ساز و سامان فریب کے ساتھہ بیٹھتے ھیں تو کسی طرح خدا کی الوھیت اور رسولوں کی قدوسیت سے اپنے تقدس و کبریائی کو کمتر نہیں سمجھتے - مگر حقیقت یہ ھے کہ انکا وجود شریعت کی توھین اور دین الہی کی سب سے بڑي تذلیل ھے - قوم کا بد تر سے بدتر اور جاھل سے جاھل گروہ بھي ان خلفاء شیاطین و نائبین ابلیس لعین سے زیادہ نیک اور زیادہ راستباز ھے - کیونکہ یہ علماء سوء ھیں ' اور انکے فتنہ سے بڑھکر قوم کیلیے کوئي فتنہ نہیں - ھواء نفس انکي شریعت ھے ' درھم و دنانیر انکا قبلہ ھے ' نفس و شیطان انکا معبود ھے ' اور طلب جاہ و مال انکا ذکر و فکر ھے - چونکہ انکو امراء فساق اور روساء فجار کے دربار سے بڑے بڑے وظائف و مناصب ملتے ھیں اور نذر و نیاز کي فتوحات کا پیہم سلسلہ جاري رھتا ھے ' اسلیے انکي زبانیں گونگي ھوگئی ھیں ' اور اپنے منصبوں اور تنخواھوں اور نذر و نیاز کي لعنت کے بند ھوجانے کے خوف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک لفظ بھي اپني زبان سے نہیں نکالتے - وہ اپني آنکھوں سے رمضان المبارک کي توھین کا تماشہ دیکھتے ھیں اور چپ

الهلال

۱۹ - رمضان ۱۳۳۲ هجري

ماہ مقدس

اور جماعة هاے ثلاثه

قران کریم نے اعتقاد و اعمال اور تعلق الهي کے لحاظ سے انسانوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کردیا ہے :

فمنهم ظالم لنفسه، و منهم مقتصد و منهم سابق بالخيرات باذن الله - ذالک هو الفضل الکبير (۳۵ : ۳۲)

پس ان میں سے ایک گروہ تو احکام الهي سے سرتابي کرکے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے - ایک گروہ درمیاني حالت میں ہے' اور ایک ایسا بھی ہے کہ خدا کے حکم سے نیکیوں کے کرنے میں آگے بڑھا ہوا ہے - سو یہ آخري حالت خدا کا بہت ہي بڑا فضل ہے جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے !

فی الحقیقت انسان کے اعمال و اخلاق کي یہ ایک ایسي جامع اور قدرتي تقسیم ہے' جسکي صداقت ہر حیثیت اور ہر پہلو سے دیکھي جاسکتي ہے' اور نیکي کے کار و بار کا کوئي میدان ایسا نہیں ہے جہاں یہ تین گروہ نظر نہ آتے ہوں - ماہ رمضان المبارک کے احترام و تعظیم اور حکم صیام کي تعمیل کے لحاظ سے بھي غور کرو تو آج ہم میں یہ تینوں گروہ موجود ہیں - ایک گروہ تارکین صیام کا ہے جو روزہ رکھتا ہي نہیں - دوسرا صائمین کا ہے جو روزہ تو رکھتا ہے پر افسوس کہ اسکي حقیقت اپنے اوپر طاري نہیں کرتا - تیسرا گروہ ان مومنین صالحین کا ہے' جنہوں نے روزہ کي اصلي حقیقت کو سمجھا ہے' اور وہ احتساب اور تقوی کے ساتھہ ماہ مقدس بسر کرتا ہے - و هم قلیل : فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد' و منهم سابق بالخیرات باذن الله -

میں آج ان جماعتوں کے متعلق چند کلمات کہنا چاہتا ہوں -

(تارکین احکام و طاعات)

ان میں سب سے پہلا گروہ " ظالم لنفسه " کا ہے - یہ اپنے نفس کیلیے اسلیے ظالم ہیں کہ انہوں نے خدا کو اور اسکے ذکر کو بھلانا چاہا - نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے نفس ہي کو بھول گئے :

الذین نسوا الله فانساهم انفسهم - اولئک هم الخاسرون (۵۹ : ۱۹)

وہ لوگ کہ انہوں نے الله کو بھلا دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے نفس ہي کي طرف سے غافل ہوگئے - یہي لوگ ہیں کہ دونوں جہان کے گھاٹے ٹوٹے میں ہیں -

یہ " ظالم لنفسه " اسلیے ہیں کہ انہوں نے عدالۃ حقہ کا راستہ چھوڑکر اسراف و تبذر کا راستہ اختیار کیا - ظلم کہتے ہیں زیادتي کو' اور عدالۃ حقہ صرف اسي راہ میں ہے جسے صراط مستقیم' میزان الموازین' اور قسطاس مستقیم کہا گیا ہے - یہي وجہ ہے کہ فرمایا :

الذین اسرفوا علی انفسهم (۳۹ : ۵۴)

وہ لوگ کہ جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کي -

ہواے نفس کي لذتوں نے انہیں پاگل کردیا ہے : کما یتخبطه الشیطان من المس - انکي زندگي کي غایت صرف غذا اور روٹي ہے - خدا نے انہیں انسان بنایا تھا تاکہ وہ قواے انسانیۃ اعلی سے کام لیں پر وہ مثل چارپایوں کے بنگئے جو صرف اپنا چارا ڈھونڈھتا ہے' اور صرف اپني غذا کیلیے دن بھر دوڑتا اور لڑتا رہتا ہے :

اولئک کالانعام بل هم اضل اولئک هم الغافلون ! (۸ : ۱۷۸)

یہ لوگ مثل چارپایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھي بدتر اور یہي ہیں کہ غفلت میں پڑگئے ہیں !

سو ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ خدا کي حکومت سے باغي ہیں' اسکے قوانین سے انہوں نے علانیہ سرکشي کي' اسکے پاک حدود و مواثیق کو انہوں نے یکسر توڑڈالا - وہ انسانوں کے آگے جھکتے ہیں' مگر فاطر الارض والسماوات کے آگے جھکنے سے انہیں شرم آتي ہے - وہ دنیاوي حاکموں سے ڈرتے ہیں پر احکم الحاکمین کا انکے دلوں میں خوف نہیں - انساني بادشاہت کا اگر ایک چھوٹا سے چھوٹا قانون بھي ہو تو اس سے سرتابي کرنے کي انہیں ہمت نہیں پڑتي - کیونکہ انکو یقین ہے کہ اگر وہ ایسا کرینگے تو عدالت سزا دیگي اور حاکم وقت باز پرس کریگا - پر شہنشاہ ارض و سما کے بڑے سے بڑے قانون کو بھي ٹھکرادینے اور ذلیل و حقیر کرنے سے وہ نہیں ڈرتے - کیونکہ خدا پر انہیں یقین نہیں رہا اور اسکي سزاؤں کو وہ نہیں مانتے - وہ اپني نفساني خواہشوں کے پورا کرنے کا اختیار اگر کسی انسان کے ہاتھہ میں دیکھتے ہیں' تو کتے کي طرح اسکے پاؤں پر لوٹتے ہیں' گدھے کي طرح اسکا مرکب بن جاتے ہیں' اور غلاموں اور چاکروں کي طرح اسکے آگے ہاتھہ باندھکر کھڑے رہتے ہیں' تاکہ وہ انہیں کچھہ عرصے کیلیے روٹي دے یا تانبے اور چاندي کے چند سکے حوالے کردے' پر وہ جسنے انہیں پیدا کیا' جسکي ربوبیت انکے جسم کے ایک ایک ذرے اور خون کے ایک ایک قطرہ کو پالتي اور ہلاکت سے بچاتي ہے' جو انکي فریادوں کو درد اور دکھہ کے وقت سنتا' اور جب وہ ہر طرف سے مایوس ہوجاتے ہیں تو انہیں امید اور مراد بخشتا ہے' سو اس رب الارباب کیلیے ان مغروروں کے پاس عاجزي کا ایک سجدہ' بندگي کي ایک پیشاني' بیقراري محبت کي ایک پکار' تقوی اور احتساب کا ایک روزہ' اور خلوص و صداقت کے ساتھہ انفاق في سبیل الله کا ایک کھوٹا پیسہ بھي نہیں ہے !

فویل للقاسیة قلوبهم عن ذکر الله اولئک في ضلال بعید ! (۳۷ : ۶۲)

پس صد افسوس اور صد حسرت ان دلوں پر جو ذکر الهي کي طرف سے بالکل سخت ہوگئے ہیں' اور یہي لوگ ہیں کہ جو بڑے ہي پلے سرے کي گمراہي میں مبتلا ہیں !!

(ایمان بالله)

انسان کے تمام کاموں کي جڑ یقین کا رسوخ اور اعتقاد کا استحکام ہے - اسي کو شریعت " ایمان " کے لفظ سے تعبیر کرتي ہے - لیکن انکے دل میں ایمان کا درخت مرجھا گیا ہے' اسلیے اعمال صالحہ کے پھل نہیں لگتے - خدا کا تصور یا تو محبت کي شکل میں انسان کو اپني طرف کھینچتا ہے یا خوف کي عظمت و ہیبت دکھلا کر اپنے آگے جھکاتا ہے - اسکے دیکھنے والوں نے ہمیشہ انہي دو نقابوں میں سے اسے دیکھا ہے - پر نہ تو انکے دلوں میں محبت ہے کہ اپنے محبوب کیلیے دکھہ اٹھائیں' اور نہ خوف ہے کہ ڈرکر اور ہیبت

(لمصلحون الدجالون)

پھر عجیب تر یہ کہ اس گروہ میں ایک جماعت مصلحین ملت و ائمۂ امت کی بھی ہے جو اپنے تئیں تمام قوم کا پیشوا اور ھادي تیقي سمجھتي ہے' اور چونکہ اسے یقین ہے کہ ابھي مسلمان احکام شریعت سے متنفر نہیں ہوے ہیں گو غافل ہیں' اسلیے جب کبھي مجلسوں اور کانفرنسوں کے اسٹیجوں پر انکے سامنے آتي ہے تو بکسر پیکر اسلام و ایمان و مجسمۂ شریعت و اسلامیة بن جاتي ہے' اور جس شریعت کے اولین ارکان و عبادات تک سے اسے عملاً انکار ہے' اسکے ماننے والوں کے ادبار و غفلت پر نبیوں کي طرح روتی اور رسولوں کي طرح فغاں سنج ہوتي ہے - پھر نماز کا فلسفہ اسکی زبان پر ہوتا ہے - روزہ کي فلاسفي پر اس سے بہتر کوئي لکچر نہیں دیسکتا - اسلامي عبادات کے مصالح و حکم کے اعلان کا اس سے بڑھکر کوئي واعظ نہیں' حالانکہ خود اسکے نفس کا یہ حال ہے کہ احکام شریعت کي تذلیل و تحقیر کا اس سے بڑھکر کوئي فتنہ نہیں ہے اور اسکا وجود الحاد و زندقہ کے سوا اور کچھہ نہیں -

یخادعون اللہ والذین امنوا و ما یخدعون الا انفسہم و ما یشعرون - (۲ : ۱۰)	یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کو اور مسلمانوں کو اپنے نفاق سے دھوکا دینا چاھتے ہیں' مگر نہیں جانتے کہ درحقیقت وہ اپنے نفس ھي کو دھوکا دے رہے ہیں -

(ایک بشارت عظمی)

البتہ دو تین سال سے تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک مبارک تغیر و انقلاب کے آثار ضرور نظر آرہے ہیں' اور میں بہت سے ایسے ارباب انابت و رجوع الی اللہ کو جانتا ہوں جنکے دلوں پر پچھلے مصائب اسلامی سے تنبہ و اعتبار کي ایک کاري چوٹ لگي ہے اور انکے اندر مذھبي اعمال کي طرف یکایک میلان و رجوع پیدا ہو چلا ہے - سو فی الحقیقت ایسے مبارک نفوس اس گروہ کی عام حالت سے بالکل مستثنی ہیں' اور اگر انکو استقامت و ثبات نصیب ہو تو کچھہ شک نہیں کہ ہم سب کو چاھیے کہ انکے ھاتھوں کو جوش عقیدت سے بوسہ دیں اور مقدس عباؤں کے دامنوں کي جگہ انکے فرنگي کوٹوں کے دامنوں کو آنکھوں سے لگائیں - کیونکہ موجودہ عہد میں اسلام و ملت کي خدمت کے لیے اس گروہ سے بڑھکر اور کوئی جماعت مفید تر نہیں ہوسکتي اور اسکي اصلاح سے بڑھکر عالم اسلامي کیلیے کوئي بشارت نہیں : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا -

قبــول اســلام

آہ ! اسلام کي روح الہي اور صورت رباني میں وہ کونسي دلفریبي ہے کہ مسلمانوں کے عالمگیر تنزل اور انتہائي تذلل و بیکسي کے باوجود' اسکے حلقے میں ابتک بڑے بڑے ارباب عز و جاہ بطیب خاطر و بلا ترغیب و طمع داخل ہوتے جاتے ہیں !

" الفرید رستم بے" جو ایک معزز و ممتاز روسي ہیں' حال میں قسطنطنیہ میں مشرف باسلام ہوے - انکي والدہ کا تعلق ایک مشہور انگریزي خاندان سے ہے جو عرصہ سے قسطنطنیہ میں متوطن ہے -

رستم بے بہت سے اعلی عثماني مناصب پر فائض رھچکے ہیں - پہلے وہ عثماني سفارتخانہ واشنگٹن کے مشیر' عثمانی سفارتخانہ لندن کے عضو' اور سٹنجي میں وزیر تھے - اب واشنگٹن کے سفیر مقرر ہوے ہیں -

اسکے ساتھہ ھي وہ ایک اعلی درجہ کے انشاء پرداز بھي ہیں اور بہت سے انگریزي رسائل میں انکے نہایت دلچسپ مضامین نکل چکے ہیں -

انھوں نے اپنا اسلامي نام احمد رکھا ہے -

انکے قبول اسلام پر عثماني پریس عام طور پر گرمجوشي کے ساتھہ اظہار مسرت کر رہا ہے -

بصائر و حکم

عاملین احکام و صائمین رمضان

مقالۂ افتتاحیہ میں جو کچھہ پڑھچکے ہو' یہ حال تو تارکین صیام کا تھا - اب آؤ انکو دیکھیں جو عاملین و صائمین میں داخل ہیں - یہ سرگذشت انکي تھي جنھوں نے شریعت کو چھوڑ دیا' لیکن آؤ اب انکی سراغ میں نکلیں جو ابتک دامن شریعت سے وابستہ ہیں - یہ وہ لوگ تھے جو پاني سے دور ہوگئے - اب آؤ انکو دیکھیں جو دریا کے کنارے خیمہ زن ہیں !

پھر کیا وہ سیراب ہیں ؟ کیا وہ پہلوں کي طرح پیاسے نہیں ؟

* * *

افسوس کہ حقیقت کي آنکھیں اب تک خونبار ہیں اور عشق مقصود کا قدم یہاں تک پہنچکر بھي کامیاب نہیں - یہ سچ ہے کہ پہلوں نے دریا کي راہ چھوڑ دي اور دوسرے نے اسکے کنارے اپنا خیمہ لگایا اور اسمیں بھي کچھہ شک نہیں کہ اسکا اجر انہیں ملنا چاھیے' لیکن اگر دریا کا قرب دریا کیلیے نہیں بلکہ دریا کے پاني کیلیے تھا تو پہلا گروہ پاني سے دور رھکر پیاسا رہا' اور دوسرے اس تک پہنچکر پیاسے ہیں !

آنھیں کشتي نہیں ملتي' اِنھیں ساحل نہیں ملتا !

* * *

یہ وہ لوگ ہیں کہ اِنھوں نے شریعت کے حکموں کو تو لے لیا ہے' مگر اسکي حقیقت چھوڑدي ہے - یہ وہ ہیں کہ انھوں نے چھلکے پر قناعت کي اور اسکے مغز کو اُن لوگوں کي طرح چھوڑ دیا جنھوں نے چھلکا اور مغز دونوں چھوڑ دیا ہے - یہ جسم کو انسان سمجھتے ہیں حالانکہ جسم بغیر روح کے ایک سڑجانے والي لاش ہے - یہ نقاب کو چہرۂ محبوب سمجھے ہیں' حالانکہ عیش نظارہ اُسنے پایا' جس نے نقاب کي جگہ صورت سے عشق کیا - کاشت کار پھل کیلیے بیج بوتا ہے' اور پھولوں کي ساري محبوبیت اسمیں ہے کہ اسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوجاتا ہے - پس اگر بیج پھل نہ لایا اور پھولوں نے خوشبو نہ دي' تو کاشتکار کیلیے ہل جوتنے کي جگہ بہتر تھا کہ وہ گھر میں آرام سے سوتا' اور بے خوشبو کے پھولوں سے وہ خشک ٹہني زیادہ قیمتي ہے جو چولہے میں جلائي جاسکے : فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساھــون ! (۱۰۷ : ۶)

* * *

نماز ہو یا روزہ' شریعت کے جتنے احکام اور جتني طاعات ہیں' سب کا حال یہ ہے کہ ایک شے تو اُن میں مقصود بالذات ہوتي ہے اور ایک اُس مقصود کے حاصل کرنے کا وسیلہ -

نماز میں اصلي شے عبودیة الہي' انکسار و تذلل' خضوع و خشوع' ابتہال و توجہ الی اللہ' و انقطاع و تبتل ہے' اور نتیجہ اسکا تمام فواحش و منکرات اور رذائل و خبائث سے اجتناب و تحفظ ہے - حج کا مقصود دعوة اسلامي کي نشئة اولی کي یاد گار' اسوۂ ابراھیمي کي تجدید' مرکز توحید پر تمام شعوب و قبائل موحدین کا اجتماع' اور وحدة اسلامی و اتحاد ممالک و امم کا ظہور و قیام ہے' اور نتیجہ اِسکا تعلق الہي کي تقویت' احکام شریعت کا انقیاد اور رفع انشقاق و اختلاف' و انسداد تفریق و تشتت کلمۂ اسلام ہے -

اسي طرح روزہ بھي صرف بھوک پیاس کا نام نہ تھا - اگر ایسا ہوتا تو ہر فقیر عابد ہوتا اور ہر فاقہ کش مومن کامل' حالانکہ بہت سے بے نصیب مسکین ہیں جنکي فاقہ کشي انہیں وہ شے نہیں دیسکتي جو ایک خدا پرست بادشاہ لذائذ و نعائم کے

رهتے هیں - انکے سامنے ماه مقدس کے اندر حکم الهي کو ٹهکرایا جاتا هے اور وه خوش هوتے هیں - نه تو کسي شیطان اخرس کي زبان معروف کیلیے کهلتي هے ' نه کسي خلیفۂ ابلیس کو شریعت کي علانیه توهین پر غیرت آتي هے - امر بالمعروف کو انهوں نے یکسر بهلا دیا هے اور نهي عن المنکر کو اپنے مقاصد نفسانیه کے خلاف دیکهکر نسیاً منسیا کردیا هے - اگر وجود مقدس حضرة صادق مصدوق کا حکم باطل نهیں تو میں کهتا هوں که قیامت کے دن سب سے زیاده عذاب ایسے هی علماء سوء کو هوگا : و قال رسول الله صلي الله علیه و سلم : ان اشد الناس عذاباً یوم القیامة ' عالم لم ینفعه الله بعلمه - (رواه ابن عساکر عن ابي هریره والبیهقي في شعب الایمان و طبراني في الصغیر والحاکم في المستدرک)

(فتنۂ الحاد و متفرنجین)

پهر تارکین صیام کے گروه میں اس سے بهی بڑهکر ایک فتنے نے سر اٹهایا هے ' جسکا اثر بهت شدید اور جسکی آفات سخت متعدي هیں ' اور جسکے اندر شریعت کا استخفاف و استهزا چلے سے کهیں زیاده اور حدود الله کے خلاف نفساني جسارت پهلوں سے کهیں بڑهکر هے - نهایت درد اور رنج کے ساتهه کهنا پڑتا هے که یه ان لوگوں کا فتنۂ الحاد و اباحة هے جنهیں افسوس هے که الحاد سے بهي جهل کے سوا اور کچهه نه ملا حالانکه الحاد نے اکثر غرور علم کے ساتهه ظهور کیا هے - یه لوگ نشئۃ مدنیۂ حدیثه کي مهذب و متمدن مخلوق هیں جو نئي درسگاهوں کي کائنات جهل و غرور میں پیدا هوئي هیں ' اور جو في الحقیقت غرور ادعا اور جهل افساد کے سوا اور کچهه نهیں هیں - پهلي جماعت کي اگر غفلت شدید تهي اور معصیت جرأت و جسارت تک پهنچ گئي تهي ' تو افسوس که اس گروه کے اندر غفلت کي جگه جسارت ' اور اعتراف کي جگه انکار و سرکشي ' اور کهلم کهلا استخفاف شریعت و استهزاء حدود الله پایا جاتا هے - ان میں سے اکثروں کے نزدیک روزه عرب جاهلیة کے فقر و فاقه کي ایک وحشیانه یادگار هے جو یا تو اسلیے قائم کي گئي تهی که غذا میسر نهیں آتي تهي ' یا منجمله اُن عالمگیر غلط فهمیوں کے ایک توهم پرستي تهی جو اهل مذاهب میں ابتدا سے پهیلي هوئي هیں اور انهوں نے ترک لذائذ اور تعذیب جسم کو وسیلۂ نجات سمجهه لیا هے - فاعاذ نا الله سبحانه مما یعتقد الزنادقة ! ان میں بهت سے لوگ اپنے الحاد کو شریعت کي نسبت سے انجام دینے کے شائق هیں - وه " تطبیق بین العقل والنقل ' العلوم الجدیدة والاسلام ' اور الاسلام هوالفطرة والفطرة هي الاسلام " کا راسته اختیار کرتے هیں ' اور کهتے هیں که اگر فرض هوا بهي تها تو والذین یطیقونه طعام فدیه نے ثابت کردیا که ایک مسکین کو کهانا کهلاکر هم روزے کے پنجۂ عذاب سے نجات پاسکتے هیں - پس یه همارے لیے بس کرتا هے : فاولائک هم المتفرنجون ' الذین یفسدون في الارض و لا یصلحون :

واذا قیل لهم لا تفسدوا	اور عجب تر یه که جب انسے کها جاتا
في الارض قالو انمـــا	هے که زمین پر فساد نه پهیلاؤ تو کهتے
نحن مصلحون - الا انهم	هیں که هم تو قوم کے مصلح هیں ! یقین
هـــم المفسدون ولکن	کرو که یهي لوگ هیں جو دنیا کیلیے
لا یشعرون (۲ : ۱۱)	مفسد هیں مگر اپنے فساد سے واقف هیں !

پهر آه میں ان لوگوں کی حالت تم سے کیا کهوں که میرے سامنے صدها نمونے بڑے هي درد انگیز موجود هیں - جس ملحدانه جسارت ' جس مارقانه جرات ' اور جس مرتدانه شوخي کے ساتهه میں نے انهیں عین رمضان المبارک کے ایام میں (باوجود صحت و عافیت و قوت و توانائي و بغیر سفر و عذرات شرعیه) اپنے دوزخ شکم کي ایندهن جمع کرتے دیکها هے ' میں نهیں سمجهتا که اسے کیونکر بیان کروں ؟ وه اس بے پروائي کے ساتهه ماه مقدس میں کهاتے پیتے هیں ' گویا انهیں اُس گروه سے کوئي تعلق هي نهیں جسکے لیے رمضان کا ورود صبر و اتقا کا پیام تها !

(جرم اور بغاوت)

ایک چیز غفلت و تساهل هے اور ایک انکار و تمرد هے - بلا شبهه پرانے لوگوں میں بهي هزاروں اشخاص ایسے موجود هیں جن میں تسلط نفس و شیطان سے معاصي و ذنوب کي نهایت کثرت هوگئي هے اور انپر غفلت و تساهل نے ایک دیني موت طاري کردي هے - علی الخصوص امرا و رؤسا مسلمین که اُن میں سے اکثر احکام و اوامر شرعیه سے بے پروا و غافل هیں - تاهم ان میں ایک فرد بهی بمشکل ملیگا جو احکام الهیه کا صریح استهزا کرتا هو ' اور خدا کے شعائر کي بیباکانه هنسي اوڑاتا هو - مگر میں نے " اس متمدن و روشن خیال " طبقه میں بکثرت ایسے لوگوں کو دیکها هے جو علانیه احکام اسلامیه کي هنسي اوڑاتے هیں اور تعجب کرتے هیں که لوگ کیسے احمق اور نادان هیں جو مفت میں بهوکے رهتے اور اپنے نفس کو تکلیف و مشقت میں ڈالتے هیں ؟ قالوا : ماهي الا حیاتنا الدنیا ' نموت ونحیا وما یهلکنا الا الدهر (۴۵ : ۲۴)

قل ا بالله و ایاته و رسوله	ان ملحدوں سے کهو که آیا تم الله '
کنتم تستهزؤن ؟ (۹ : ۶۵)	اسکی آیات ' اور اُسکے رسولوں کے ساتهه
	هنسي کرتے هو ؟

آغاز اسلام میں یهود و نصاری احکام شریعت کي هنسي اوڑاتے تهے جنکا حال سوره مائده میں خدا نے فرمایا هے :

یا ایها الــــذین امنوا	اے مسلمانو ! ان لوگوں کا رشته نه پکڑو
لا تتخذوا الذین اتخذوا	جنهوں نے تمهاري شریعت کو هنسي
دینکم هزوا و لعبا (۵ : ۶۲)	ٹهٹها اور ایک طرح کا کهیل بنا لیا هے -

انکا حال یه تها که :

و اذا نادیتم الی الصلواة	جب تم نماز کیلیے صدا بلند کرتے هو تو
اتخــــذوها هزوا و لعبا	یه هنسي اور ٹهٹها کرتے هیں - یه
ذالک بانهم قوم لا یعقلون	اسلیے هے که اُنکی عقلیں کهوي
(۵ : ۶۳)	گئي هیں -

سورۂ بقر میں انهیں کي نسبت فرمایا هے :

زین للذین کفروا الحیاة	کافروں کي نظروں میں صرف دنیا کي
الدنیا و یسخرون من	زندگي هي سما گئي هے - وه ان لوگوں
الذین امنوا (۲ : ۱۰۸)	کے ساتهه تمسخر کرتے هیں جو الله پر
	ایمان لاے هیں -

سو آج یه حالت خود مسلمانوں کا یه نیا متمدن فرقه همیں دکهلا رها هے ' اور ضمناً خبر دیتا هے که اسکا شجرہ نسب ضلالت کن لوگوں سے ملتا هے ؟ نماز سے بڑهکر اس گروه کیلیے کوئي مبغوض و مکروه حکم نهیں ' کیونکه علاوه ایک وحشیانه حرکت هونے کے اسکے اکثر اجزا ایسے هیں جو متمدن زندگي کے ساتهه جمع نهیں هوسکتے - وضو سے شرٹ کي آستینوں کا کلف خراب هوجاتا هے ' اور سجده میں جانے سے پتلون پر گهٹنوں کے پاس شکنیں پڑجاتي هیں : و اذا قیل لهم ارکعوا لا یرکعون (۷۷ : ۴۸)

جب نماز کے ساتهه یه سلوک هے تو روزه کي نسبت پوچهنا هي عبث هے - وه کهتے هیں که موجوده متمدن زندگي نے دن میں پانچ مرتبه اقلاً غذا کا حکم دیا هے ' کوئي وجه نهیں که ایک مهینے تک کیلیے انسان بالکل غذا ترک کردے : قاتلهم الله انی یوفکون (۹ : ۳۰)

مقالات

تاریخ فرضیت صوم

عبادات اسلامیه کي ترتیب فرضیت اگر اسرار و مصالح پر مبني هوني تو تمام عبادات میں سب سے پہلے رمضان کے روزے فرض هوتے -

تقدم زماني کے لحاظ سے تمام فرائض میں سب سے پہلے نماز فرض هوئي - ابتداء میں وہ اگرچه نهایت ساده و مختصر عبادت تهي تاهم تکبیر و تهلیل اور قرات سے اوسکا پیکر روحاني خالي نه تها - جب کفر زار مکه کي فضاء میں قران مجید کي نامانوس مگر مقدس آیتیں گونجتي تهیں تو کفار اس مختصر عبادت میں بهي رکاوٹ پیدا کرتے تهے - چنانچه حضرت ابو بکر رضی الله عنه کو کفار نے نماز میں قرأت سے صرف اس بنا پر روکدیا تها که اسکا اثر اونکے بال بچوں پر شدت کے ساتهه پڑتا تها اور اُنهیں خوف تها که کہیں وہ مسلمان نه هو جائیں -

لیکن روزه ایک غیر محسوس فریضه الهي هے - رکوع ' سجود ' قیام ' قعود ' تکبیر و تهلیل سے اسکي ترکیب نهیں هے جسکي صدائیں دوسروں تک پہنچتیں اور انهیں خبردار کردیتي هیں - وہ ایک عدمي چیز هے - منهیات کے سلب و نفي سے اوسکي ترکیب و تقویم هوتي هے - یعني اسکا وجود محض بعض خواهشوں کے روک دینے اور بعض ضروریات جسمي کے حبس و ضبط سے متشکل هوتا هے ، پس ظاهر هے که ایسی غیر محسوس چیز میں کسیکو رکاوٹ پیدا کرنے کا اور مانع آنے کا کیا موقع مل سکتا هے ؟

اس سے ظاهر هوا که جب اسلام هر طرف سے تیروں اور برچهیوں کے حصار میں گهرا هوا تها تو اس حالت میں صرف روزه هي ایک ایسي عبادت تهي جو خاموشي کے ساتهه بے روک ٹوک ادا کي جاسکتي تهي ' پس عقلاً سب سے پہلے اسي کو فرض هونا چاهیے تها که آغاز عهد کي مظلومیت و مسکنت میں آساني ادا کیا جاسکتا تها - لیکن تاریخ سے معلوم هوتا هے که نماز تو پہلے هي دن فرض کردي گئي ' مگر روزه سنه ۲ ھ میں فرض هوا ' جبکه مال غنیمت سے مدینه کا دامن بهر گیا تها اور تکبیر و تهلیل کي صداؤں کو ایک فضاے غیر محدود مل گئي تهي -

آخر اسکے اندر کون سي حکمت پوشیده هے ؟ کیا اسلام کا نظام عبادت ترتیب معکوس پر قائم هے ؟

(علة تقدم صلوة)

اسلام ایک دین قیم هے - ترتیب و نظام اوسکي حقیقت میں داخل هے - پس ضرور هے که عبادات کي فرضیت کي تقدیم و تاخیر میں بهي اسرار و علل پوشیده هوں اور تدبر و تفکر سے کام لیا جاے تو فی الحقیقت نماز کي تقدیم اور روزے کي تاخیر میں ایک دقیق و اهم نکته پوشیده هے -

اگر همارے پاس غذاے لطیف نهیں ' آب خوشگوار نهیں ' زوجۂ جمیله نهیں ' غرض وہ تمام چیزیں نهیں جنکے استعمال سے روزه ٹوٹ جاتا هے تو ایسي حالت میں ان تمام چیزوں سے منهه موڑ لینا کوئی حقیقي تقوی نه هوگا ' بلکه ایک مجبوري کي شکل هوگي - کیونکه اگر روزه نه رکهیں ' جب بهی دن بهر فاقه هی سے گذرتي هے - پس اگر مکه میں روزه فرض کردیا جاتا تو وہ اسی قسم کا ایک مجبورانه تقوی هوتا ' لیکن مدینه کي حالت اس سے مختلف تهي - وهاں زمین اپنے خزانے اوگل رهي تهی ' خوبصورت کنیزیں هر طرف سے آ آ کر جمع هو رهي تهیں ' فتوحات کے آغاز نے طرح طرح کي نعمتوں کے انبار لگادیے تهے اور آزادي کے احساس نے ان جذبات کو اور بهي مشتعل کردیا تها - ایسي حالت میں اگر کوئي شخص ان لذائذ طیبه سے احتراز کرتا تو یه بے شبهه اوسکے قوت ایمان و ضبط نفس کی دلیل هوتي - اسلام درحقیقت صبر و توکل کی ایک آزمایش اور زهد و تقوی کا امتحان گاه هے ' اسلیے صبر و قناعت کیلیے اوس نے مسلمانوں کے زهد و تقوی کو روزے کے ساتهه آزمایا ' اور ایسے وقت میں آزمایا جبکه لغزش اور ٹهوکر کے اسباب فراهم هونا شروع هوگئے -

(اغاز صیام)

جمهور مفسرین کا بیان هے که ابتداے اسلام میں مسلمانوں نے بهي روزه بالکل اونهیں خصوصیات کے ساتهه اختیار کیا تها ' جسکي مثال عیسائیوں کے سلسلۂ عبادات میں قائم هوچکي تهي - یعني عیسائیوں کے یهاں روزه نهایت سخت شرائط کا پابند تها - مثلاً اگر کوئي شخص افطار کرکے سوجاتا تها ' تو اوسپر کهانا پینا ' عورت کے پاس جانا حرام هوجاتا تها ' اور اسي نیند کي ابتداء سے اوسکے روزه کي ابتداء قرار پاتي تهي - شروع اسلام میں مسلمان بهي انهي شرائط کے پابند تهے ' لیکن بعض صحابه نے حالت روزه میں دن بهر کام کیا ' شام کے وقت پلٹے تو کهانا طیار نه تها - بی بي نے کهانا پکانا چاها مگر اونکو کهانے سے پہلے هي نیند آگئي اور بغیر افطار کئے هوے سوگئے - اسي فاقه کي حالت میں دوسرے روز کا روزه بهي رکهنا پڑا ' نتیجه یه هوا که بیهوش هوگئے - یه تو مجبوري کي صورت تهي ' لیکن بعض لوگ ضبط نفس بهي نکرسکے - خود حضرت عمر رضی الله عنه اپني بي بي سے علحده نه رهسکے - اس بنا پر خداوند تعالی نے تشریح مزید کردي که شریعة اسلامیه کا روزه اقوام سابقه کے سے شدائد پر مبني نهیں هے - بلکه اسمیں هر طرح کي آسانیاں اور سهولتیں رکهي گئي هیں :

احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم هن لباس لکم وانتم لباس لهن - علم الله انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالان باشروهن وابتغوا ما کتب الله لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر - (۲ : ۱۸۳)

تمهارے لیے روزے کي راتوں میں بیوي کے پاس جانا جائز کر دیا گیا هے ' کیونکه عورتیں تمهارا لباس هیں اور تم انکا لباس هو - خدا کو معلوم هوا که تم لوگ چهپ کے ایسا کرتے تهے - یه گویا اپنے نفس کے ساتهه خیانت تهی - پس خدا نے تمهاري توبه قبول کرلي ' اور معاف کردیا - رات بهر اطمینان سے کهاؤ پیو ' یهاں تک که سفید دهاگا صبح کے سیاه ڈورے سے ممتاز هو جاے -

(صلوة و صیام)

نماز ایک محتسب هے ' جو همکو هر برائي سے بچاتي هے -

ان الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنکر - (۲۹ : ۴۰)

نماز بري باتوں سے روکتي هے -

لیکن محض احتساب سے تقوی حاصل نهیں هوسکتا - طبیب همکو پرهیز بتاتا هے اور هم اوسکي هدایت پر عمل نهیں کرتے ' اسکے پرهیز کا اصل مقصد یعنی صحت حاصل نهیں هوتی - نماز همکو تقوی کي راه دکهاتي هے - لیکن روزه ایک ایسي عبادت هے جو همکو

خوان هاے پر تکلف کے سامنے بیٹھکر پالیتا ہے- اصل شے روح کا تقوی' نفس کي طہارت ' خواهشوں کا حبس ' قوتوں کا احتساب ' اور جذبات کا ایثار ہے ' اور چونکہ مخلوقات کیلیے غذا کي خواهش سب سے بڑي مجبور کن خواهش ہے ' اسلیے درس صبر ' تعلیم تحمل ' تولید فضائل ' اور نفوذ اتقاء ' و ایثار نفس کیلیے اسي خواهش کے ترک کرنے کا حکم دیا گیا ' اور اسکو تمام روحانی فضائل کے کسب اور تمام اخلاقي رذائل سے اجتناب کا وسیلہ قرار دیا - یہی وجہ ہے کہ روزہ کا حکم دینے کے بعد اسکی علت ایک نہایت هی جامع و مانع اصطلاح شریعت میں واضح کردي گئي کہ : لعلکم تتقون ! یہ اسلیے ہے تا کہ تم تقوی حاصل کرو !

تقوی بچنے اور پرهیز کرنے کو کہتے هیں - قرآن حکیم کی اصطلاح میں اس سے مقصود تمام برائیوں اور رذالتوں سے بچنا اور پرهیز کرنا ہے -

* * *

پس روزہ وہ ہے جو همیں پرهیزگاري کا سبق دے' روزہ وہ ہے جو همارے اندر تقوی اور طہارت پیدا کرے - روزہ وہ ہے جو همیں صبر اور تحمل شدائد و تکالیف کا عادي بناے - روزہ وہ ہے جو هماري تمام بهیمی قوتوں اور غضبي خواهشوں کے اندر اعتدال پیدا کرے ' روزہ وہ ہے جس سے همارے اندر نیکیوں کا جوش ' صداقتوں کا عشق ' راست بازي کي شیفتگي ' اور برائیوں سے اجتناب کي قوت پیدا هو - یهي چیز روزہ کا اصل مقصود ہے اور باقي سب کچهہ بمنزلۂ وسائل و ذرائع کے ہے - اگر یہ فضیلتیں همارے اندر پیدا نہ هوئیں تو پهر روزہ روزہ نہیں ہے بلکہ محض بهوک کا عذاب اور پیاس کا دکهہ ہے - کیا نہیں دیکهتے کہ احادیث نبویہ میں روزہ کی برکتوں کیلیے " احتساب " کي بهي شرط قرار دي گئي ؟

من صام رمضان ایمانأ	جس شخص نے رمضان کے روزے
و احتسابأ غفر لہ ما تقدم	احتساب نفس کے ساتهہ رکهے سو خدا
من ذنبہ (رواہ البخاري)	اسکے تمام پچهلے گناہ معاف کردیگا -

* * *

پهر کتنے هیں جو روزہ رکهتے هیں اور ساتهہ هي ایک سچے صائم کي پاک اور ستهري زندگي بهي انهیں نصیب ہے ؟ آہ' میں اُن لوگوں کو جانتا هوں جو ایک طرف تو نمازیں پڑهتے اور روزے رکهتے هیں - دوسري طرف لوگوں کا مال کهاتے ' بندوں کے حقوق غصب کرتے' اعزہ و اقارب کے فرائض پامال کرتے' بندگان الهي کي غیبتیں کرتے' انکو دکهہ اور تکلیف پهنچاتے' طرح طرح کے مکرو فریب کو کام میں لاتے' اور جبکہ انکے جسم کا پیٹ بهوکا هوتا ہے تو اپنے دل کے شکم کو گناهوں کي کثافت سے آسودہ اور سیر رکهتے هیں - کیا یهي وہ روزہ دار نہیں جنکي نسبت فرمایا ہے :

کم من صائم لیس لہ من	کتنے هی روزہ دار هیں جنهیں
صومہ الا الجوع والعطش	انکے روزے سے سوا بهوک اور
(رواہ النسائي و ابن ماجہ)	پیاس کے کچهہ نہیں ملتا -

* * *

وہ راتوں کو تراویح میں قرآن' سنتے هیں اور صبح کو اسکي منزلیں ختم کرتے هیں ' لیکن اسکي نہ تو هدایتیں انکے سامعہ سے آگے جاتي هیں اور نہ اسکي صدائیں حلق سے نیچے اترتي هیں :

و رب قائـــم لیس لہ	اور کتنے راتوں کو ذکر و تلاوت کا قیام
من قیامہ الا لســـهر	کرنے والے هیں کہ انهیں اس سے سواے
(رواہ ابن ماجہ)	شب بیداري کے اور کچهہ فائدہ نہیں -

نیز فرمایا کہ " رب تال للقـــران والقران یلعنہ " بہت سے قرآن تلاوت کرنے والے ایسے هیں کہ قرآن انپر لعنت بهیجتا ہے : کیونکہ انهوں نے اپني بد کرداریوں اور بے عملیوں سے قرآن کي تلاوت و سماعت کو لهو و لعب بنا رکها ہے !

پهر کتنے هي روزہ دار هیں جنکا روزہ برکت و رحمت هونے کي جگہ بندگان الهي کیلیے ایک آفت و مصیبت ہے ' اور بہتر تها کہ وہ روزہ نہ رکهتے - دن بهر بهوکا رهکر اور رات کو تراویح پڑهکر وہ ایسے مغرور و بد نفس هو جاتے هیں گویا انهوں نے خدا پر' اسکے تمام ملائکہ پر' اور اسکے تمام بندوں پر ایک احسان عظیم کردیا ہے - اور اُسکے معاوضہ میں انهیں کبریائي اور خود پرستي کي دائمي سند ملگئي ہے - اب اگر وہ انسانوں کو قتل بهي کر ڈالیں جب بهي انسے کوئي پرسش نہیں - وہ تمام دن درندوں اور بهیڑیوں کي طرح لوگوں کو چیرتے پهاڑتے هیں اور کہتے هیں کہ هم روزہ دار هیں - سو ایسے لوگوں کو معلوم هونا چاهیے کہ زمین اور آسمان کا خداوند انکے فاقہ کرنے کا محتاج نہیں ہے ' اور انکے اس روزہ رکهنے سے اُس عاجز و درماندہ اور اپني خطاؤں کا اعتراف کرنے والے گناهگار کا روزہ نہ رکهنا هزار درجہ افضل ہے جو گو خدا کا روزہ نہیں رکهتا مگر اسکے بندوں کو بهي نقصان نہیں پهنچاتا -

روزہ کا مقصود نفس کا انکسار اور دل کي شکستگي تهي پهر اے شریر انسان ! تو روٹي اور پانی کا روزہ رکهکر خون اور گوشت کو کهانا کیوں پسند کرتا ہے ؟ ا یحب احد کم ان یا کل لحم اخیہ میتأ فکرهتموہ ؟ کیا تم میں سے کوئي پسند کریگا کہ وہ اپنے بهائي کا مردہ گوشت کهاے

من لم یدع قول الزور	جس شخص نے مکرو فریب نہ چهوڑا
و العمل بہ فلیس للہ	اور اتقاے صیام پر عمل نہ کیا سو خدا
حاجۃ في ان یدع طعامہ	کو کوئي حاجت نہیں کہ اسکے کهانے
و شرابہ (رواہ البخاري)	اور پینے کو چهوڑ دے اور آپ بهوکا رکهے'

خدا فرماتا ہے کہ :

لن ینال اللہ لحومها	اللہ تک تمهاري قربانیوں کا گوشت نہیں
و لا دما ؤها و لکـــن	پهنچتا اور نہ انکا خون' لیکن تمهارا تقوی
ینالہ التقـــوی منـــکم	اور تمهاري نیت پهنچتي ہے -

اگر قرباني کا گوشت خدا تک نہیں پهنچتا ' تو اے مغرور عبادت اور مردم آزار صائم ! تیري بهوک اور پیاس بهي خدا تک نہیں پهنچتي ' بلکہ وہ چیز پهنچتي ہے جو تیرے دل اور تیري نیت میں ہے - اگر تجهے وہ نعمت حاصل نہیں تو تجهے معلوم هو کہ تیري ساري ریاضت اکارت اور تیري ساري مشقت بیکار ہے -

پس وہ لوگ جنهوں نے روزہ نہ رکها اور خدا کا حکم توڑا ' اور وہ جنهوں نے رکها پر اسکي حقیقت حاصل نہ کي ' ان دونوں کي مثال اُن دو لڑکوں کی سی ہے جن میں سے ایک تو مدرسہ جانے کی جگہ گهر میں پڑا رهتا ہے' اور دوسرا مدرسہ میں تو حاضر هوتا ہے لیکن پڑهنے کی جگہ دن بهر کهیلتا ہے - پہلا لڑکا مدرسہ نہ گیا اور علم سے محروم رها - دوسرا گیا اور پهر بهي محروم رها - البتہ جانے والے کو نہ جانے والے پر ایک درجۂ فضیلت حاصل ہے ' لیکن اگر وہ مدرسہ جا کر لوگوں کو تکلیف پهنچاتا ہے - تو بہتر تها کہ وہ نہ جاتا -

* * *

پهر خدا را غور کرو کہ همارا ماتم کیسا شدید اور هماري بربادي کیسي المناک ہے ؟ کس طرح حقیقت نا پید اور عمل صحیح مفقود هوگیا ہے ؟ اس سے بڑهکر شریعت کي غربت اور احکام الهیہ کی بیکسي کیا هوگي کہ مسلمانوں نے یا تو اسے چهوڑ دیا ہے ' یا لباس لے لیا ہے اور روح چهوڑ دي ہے ! آہ' یہ کیسي رلا دینے والي بد بختي اور دیوانہ بنا دینے والا ماتم ہے کہ یا تو تم اسکے حکموں پر عمل نہیں کرتے یا کرتے هو تو اسطرح کرتے هو گویا خدا سے ٹهٹها اور تمسخر کرتے هو؟ فوا اسفا ' وا حسرتا ' وا مصیبتا ! جب حالت یہان تک پهنچ چکي ہے تو تنزل کا شکوہ کیوں اور تباهی ملت کی شکایت کیا ؟ فهل من مدکر؟

الحسبة في الاسلام

(۳)

(مواقع احتساب)

افق عالم کو برائیوں نے گھیر لیا ہے ' نیکی کا چراغ اس تاریکی میں ٹمٹما رہا ہے ' اسلیے تمکو برائي ہرجگہ مل سکتی ہے اورتم ہرجگہ شیطان سے جہاد کرسکتے ہو ' لیکن جزئیات کا استقصاء مشکل ہے- بہتر ہوگا کہ چند ابواب مقسومہ میں اصولي طور پر مواقع احتساب متعین کردیے جائیں -

سب سے اول درجہ احتساب کا ایمان باللہ اور توحید باري تعالی ہے - اور وہ تمام معتقدات جنسے ایمان باللہ ترکیب پاتا ہے - لیکن یہ حصہ بہت وسیع ہے اور اسکے لیے ایک مستقل مضمون درکار ہے - ہم یہاں صرف اعمال کو لینگے -

(۱) عبادات و فرائض و سنن -

عبادات تمکو معلوم ہے کہ چار ہیں : نماز ' زکوۃ ' روزہ ' حج - سب سے پہلے ان کے قیام و استحکام کیلیے احتساب کرنا چاهیے - یہ اگرچہ نہایت ضروري ہے مگر پھر بھي آسان ہے - دشواري اسوقت پیش آتی ہے جب ان میں حشویات و زواید کا اضافہ ہو جاتا ہے - اسیکا نام بدعت ہے ' اور انسان ان کے چھوڑ نے پر بہ مشکل آمادہ ہوتا ہے- علماے اسلام کو اکثر انہی کیلیے جہاد کرنا پڑا - اس زمانے میں تو یہ احتساب فرض عین ہوگیا ہے- کیونکہ بدعات وزوائد سے شاید هي کوئی عمل دینی محفوظ رہا ہو-

(۲) معاملات

تجارت میں بھی احتساب کي سخت ضرورت ہے - ایک شخص کم تولتا ہے ' ایک شخص اچھے کے ساتھہ ردي مال ملا دیتا ہے ' ایک شخص غلہ روک لیتا ہے ' ایک شخص نرخ بڑھا دیتا ہے' ایک شخص گھٹا دیتا ہے' منڈي میں غلہ کي گاڑیاں آتی ہیں ' ایک شخص آگے بڑھ کر کل غلہ خرید لیتا ہے - ایک دیہاتي سودا لیکر آتا ہے' ہوشیار شہري اوسکو دھوکا دیکر سستے داموں پر خرید لیتا ہے - اسلام میں یہ تمام مواقع پیش آے ہیں اور ان پر احتساب کیا گیا ہے' جیسا کہ کتب حدیث میں بہ تصریح مذکور ہے - تمدن جدید نے ان مخادعات و فریب کو اور با قاعدہ اور وسیع تر کردیا ہے '- اسلیے جہاں جہاں اسلامي ابادیاں جدید تمدن کے رذائل و معائب کا شکار ہوئي ہوں ' وہاں اس احتساب کي بھی نہایت سخت ضرورت ہے - علی الخصوص هندوستان اور مصر میں -

ملازمت کي ہر قسم کي بددیانتي قابل مواخذہ و احتساب ہے - رشوت خواري' عدم اداے فرائض' اور قبول رشوت بصورت هدایا جو نہایت کثرت کے ساتھہ جاری ہے اور جسکی نسبت نہایت صراحت سے احادیث کثیرہ و مشہورہ میں ممانعت کي گئی ہے' وغیرہ وغیرہ -

(۴) اخلاق و عادات کی نگراني -

انسداد شراب نوشي ' قمار بازي ' ترویج فحاشي ' نا جائز گدا گري ' مسافروں کو خدع و فریب دینا ' اسکے علاوہ انکے مقدمات و دواعی کا استیصال بھي احتساب کا وسیع میدان ہے - یعني اُن تمام چیزوں کو بھي روکنا چاهیے جو کو خود ان مفاسد میں داخل نہیں ہیں لیکن ان مفاسد کا پیش خیمہ اور وسیلہ ہیں - اس سلسلے میں مسلمانوں کي شادي و غمي کے رسم و رواج بہت بڑا موقعۂ احتساب ہیں - اکثر صورتوں میں انکي تفریحي مجالس کي نشاط فرمایان فسق و فجور اور کبائر و منکرات کا وسیلہ بن گئي ہیں - اسراف و تبذر جو سب سے بڑي معصیت ہے ' نہایت مہلک اور برباد کن حد تک پہنچ گیا ہے - پس ارباب احتساب کي دعوت و تبلیغ اور سعي و مجاهدات کو اسپر متوجہ ہونا چاهیے -

(۵) صیغہ دیوانی و ملکي کا میدان بھی احتساب کا بہترین معمل ہے - صیغہ مال' صیغہ دیواني ' خراج و مالگذاري کي تشخیص ' جیل خانوں کي اصلاح ' پولیس کے مظالم کا انسداد ' کونسلوں کی وسعت' میونسپلٹي کي باقاعدگي' محکمہ زراعت و محکمہ حفظان صحت کي نگراني ' غرض تمام محکمہ هاے حکومت جو انسان کي آرام و آسایش کے ذمہ دار ہیں' سب سے زیادہ قابل توجہ و التفات ہیں - بدقسمتي سے اسمیں هندوستاني رعایا کو بہت کم دخل ہے - اسلیے سر دست هندوستان میں اسکا موقعہ ناپید ہے -

(۶) تعلیمي یعني مدارس اسلامیہ کي اصلاح ' مدارس سرکاري کا باقاعدہ مراقبہ ' تعلیم عام کي اشاعت اور مضر تعلیم کو روکنا ' صحیح و صالح تعلیم و تربیت کو رواج دینا ' احتساب کے سلسلے میں داخل ہیں اور اس سفر کي نہایت اہم منزلیں ہیں -

غرض ہر وہ قوت فاعلہ جو دنیا پر بھلا یا برا اثر ڈال سکتي ہے احتساب کي طالب ہے - اسلیے تمام دنیا ایک عام صیغہ احتساب ہے -

اسیلیے اسلام میں همیشہ صیغہ احتساب قائم رہا ' اور حدود شرعیہ ' ضمان و قصاص ' عقدیات مالیہ و بدنیہ ' اسي غرض سے قائم کیے گئے تاکہ دنیا کا معیار اخلاق اپنے توازن طبیعي کے ساتھہ قائم رہے - دنیا میں حکومتوں اور سلطنتوں کو احتساب هي نے قائم کیا ہے' اور سلطنت کے تمام اجزاء احتساب هی کے زیر اثر کام کررہے ہیں :

کلکم راع و کل راع مسئول عن رعیتہ -

(احتساب اعظم)

دنیا میں جب تک اسلامي سلطنتیں قائم رهیں' عبادات اخلاق' تجارت' ملازمت ' سیاست ' تعلیم' غرض ہر چیز میں مذهب کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا تھا اور رشتۂ احتساب دین کے هاتھہ میں تھا ' لیکن اب جبکہ تمہارے دلوں میں نور ایمان نہیں رہا تو تمہیں ہر چیز تاریک نظر آتی ہے - عبادات میں مذهب کي جھلک البتہ نظر آجاتي ہے اور رمضان میں مسجدوں کی قندیلیں گاہ گاہ اسے نمایاں کردیتي ہیں ' لیکن اگر یہي لیل و نہار ہیں تو ممکن ہے کہ یہ چراغ بھي زیادہ عرصہ تک روشن نہ رہیں - لا قدر اللہ ! اسکے علاوہ تمام چیزوں پر سیاست کا رنگ چڑھ گیا ہے - تجارت ' ملازمت ' تعلیم' غرض ہر چیز سے تم اسلیے بھاگتے ہو کہ یہ سیاست کا میدان ہے اور همکو اس میں قدم نہیں رکھنا چاهیے' لیکن تمکو گھبرانا نہیں چاهیے - سلطنت کے تمام اجزاء بھي احتساب هي کا فرض ادا کر رہے ہیں - مجسٹریت سزا دیتا ہے کہ اخلاق کا معیار پست نہ ہونے پاے ' جج حق دلواتا ہے کہ انصاف قائم رہے ' ڈاکٹر علاج تقسیم کرتا ہے کہ انسان کا مزاج اعتدال پر رہے ' پس تمکو خوش ہونا چاهیے کہ غیر تمهارا کام کر رہے ہیں' البتہ چونکہ تم مومن ہو - اسلیے تمکو محتسب اعظم بنکر خود انکا احتساب لینا چاهیے کہ وہ کیا کر رہے ہیں ؟ سچا احتساب انکے اندر ہے یا نہیں ؟

نماز کے احتساب کا نتیجه عملي صورت میں دکها دیتي ہے - نماز همکو تقوی سکهاتي تهي ' اور هم نے روزے میں تمام منهیات سے احتراز کرکے تقوی حاصل کرلیا - پس نماز کا اصلي نتیجه روزہ ہے - یهي وجه ہے که وہ نماز کے بعد فرض کیا گیا ' کیونکه نتیجه کبهي اصل علت سے منفک نہیں هوسکتا -

(زکواة و صیام)

روزہ اگرچه نماز کا عملی نتیجه ہے ' لیکن وہ خود زکوۃ کی علت بن جاتا ہے - انسان جب روزہ رکهتا ہے تو خود بهوکا پیاسا رهکر غریبوں اور مسکینوں کي بهوک پیاس کا اچهي طرح اندازہ کرلیتا ہے - پس اسے وہ فقراء و مساکین یاد آجاتے هیں جو بارہ مهینے اس تکلیف میں مجبوراً مبتلا رهتے هیں ' جس تکلیف کو روزہ دار نے اپني خوشي سے ایک ماہ کیلیے اختیار کیا - اسکا لازمي نتیجه یه ہے که اوسکے دل میں اونکي اعانت کا حقیقي جذبه پیدا هوجاتا ہے - اور جب کبهي کسی بهوکے پیاسے کو دیکهتا ہے تو ٹهیک ٹهیک سمجهه لیتا ہے که اسپر کیسی مصیبت طاري ہے ؟

یهي وجه ہے که آنحضرت صلی اللہ علیه و سلم رمضان المبارک میں معمول سے زیادہ انفاق کیا کرتے تهے ' اور یهي سبب ہے که رمضان کے بعد صدقۃ فطر واجب کیا گیا -

اس لحاظ سے عبادات کے سلسله میں زکوۃ کا تیسرا درجه اتفاقي نہیں بلکه عقلي ہے ' کیونکه وہ روزہ کا نتیجه ہے - عبادات کے سلسله میں روزے کا چونکه دوسرا درجه تها ' اسلیے اوسکے نتیجه کا تیسرا اثر زکوۃ قرار پایا -

(حج و صیام)

حج ان تمام عبادات کا جامع ہے - اسکے علاوہ وہ اسلام کا آخري فرض ہے - نماز بهي اوسکا جزو ہے جو خطبه و جماعت کے ساتهه ادا کي جاتی ہے - وہ روزہ و زکواۃ کا بهي ذریعه بن سکتا ہے :

فمن کان منکم مریضا اوبه	تو تم میں سے جو مریض هو ' یا
اذی من راسه ففدیۃ من صیام	اوسکے سر میں کوئي مرض هو تو
او صدقۃ اونسك	وہ روزے کا یا صدقه کا یا قرباني کا فدیه ادا کرے -

پس وہ اسلام کي عبادات سه گانه کا ایک جامع مرقع ہے جو دنیا کو علی الاعلان دکهایا جاتا ہے -

لیکن در حقیقت حج بهي روزے کا آخري نتیجه ہے ' روزے کا بهترین نتیجه ' یا تقوے کا ایک بهترین مظهر اعتکاف ہے ' جس میں انسان پر وہ چیزیں حرام هوجاتي هیں جو خود روزے کے زمانه میں حلال تهیں -

ولا تباشروهن و انتم عاکفون	اور اپني عورتوں کے پاس حالت
في المساجد تلک حدود اللہ	اعتکاف میں نه جاؤ یه خدا کے حدود
فلا تقربوها کذلک	هیں انسے بچو ! اسي طرح خدا
یبین اللہ آیاته	اپني آیتوں کو انسان کیلیے
للناس لعلهم یتقون -	بیان کرتا ہے که وہ تقوي اختیار کریں -

اعتکاف تقوی کا بهترین مظهر ہے ' اسلیے اوسکے لیے وہ تمام شرائط لازمي هیں جنکے آغوش میں تقوي نشو و نما پاتا ہے - اعتکاف کیلیے روزہ ضروري ہے جو مجسم تقوی ہے - مسجد کے حدود سے باهر کوئي شخص معتکف نہیں هوسکتا ' اور مسجد هي وہ گهر ہے جسکو خدا نے موسس علی التقوي کہا ہے ' پس اعتکاف روزہ کا ایک جزو یا اسکي ایک اعلی ترین شکل ہے ' اور حج کي غرض سے هم جس مقدس گهر کی زیارت کو جاتے هیں اسکي تعمیر کا بهي ایک مقصد اعتکاف تها -

وعهدنا الی ابراهیم	اور هم نے ابراهیم و اسمعیل کو وصیت
واسمعیل ان طهرا بیتي	کي که تم همارے گهر کو طواف کرنے
للطائفین و العکفین	والوں کیلیے اور مجاوروں کیلیے اور
و الرکع السجود -	رکوع سجود کرنے والوں کیلیے پاک کرو !

(شهر رمضان)

لیکن همکو سب سے زیادہ اس چیز پر غور کرنا چاهیے جسکي بنا پر قرآن مجید رمضان میں نازل کیا گیا - هم نماز پڑهتے هیں ' زکوۃ دیتے هیں ' حج کرتے هیں ' لیکن هم پر کوئي آیت نازل نہیں هوتي - صرف روزہ هي ایک ایسي عبادت ہے جسکي برکت سے هم پر پورا قران نازل هوا : شهر رمضان الذي انزل فیه القران :

اللہ تعالے نے قران کریم کو صرف متقین کے لیے نازل فرمایا ہے :

ذلك الكتاب لاریب فیه	اس کتاب میں کوئي شبه نہیں -
هدی للمتقین الذین یومنون	وہ ان پرهیز گاروں کیلیے رهنما
بالغیب ' و یقیمون الصلوۃ و مما	ہے جو غیب پر ایمان لاتے هیں '
رزقنهم ینفقون - (۲ : ۲)	نماز پڑهتے هیں ' اور هم نے جو کچهه انهیں دے رکها ہے ' اسمیں سے انفاق و صدقات کرتے هیں -

روزہ صرف تقوی کا نام ہے ' اس بنا پر قرآن مجید کا حقیقي ظرف رمضان ' اور اوسکا حقیقي مخاطب صرف روزہ دار هي هوسکتا ہے :

شهر رمضا الذي انزل فیه	رمضان کا وہ مهینه جسمیں قرآن
القرآن هدی للناس و بینت	نازل کیا گیا - جو هدایت ہے لوگوں
من الهدی و الفرقان -	کیلیے ' اور اوس میں نہایت واضح
(۲ : ۱۸۱)	اور روشن دلیلیں امتیاز و هدایت کي موجود هیں -

امام رازي نے لکها ہے که خدا نے سورۂ بقرہ کے اول میں هدی للمتقین کہا تها اور یہاں هدی للناس کہا ہے ' اسلیے ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم هوتا ہے که آدمي وهي ہے جو پرهیز گار ہے - جو پرهیز گار نہیں وہ آدمي نہیں - دوسرے الفاظ میں اس مفهوم کو یوں بهي ادا کرسکتے هیں که کامل انسان وهي ہے جو روزہ دار ہے - یعني ضبط و صبر اور ایثار کي قوت رکهتا ہے - جو روزہ دار نہیں وہ انسان هي نہیں - کیونکه انسان وهي ہے جسمیں چارپایوں سے کچهه زیادہ جوهر هوں - وہ جوهر اسکي ملکوتیت ہے -

روزے سے انسان کے قلب میں تقوی و طهارت کي جو کیفیت الاهیه پیدا هوجاتي ہے ' اوسکا مظهر اگرچه اوسکي زندگي کا هر حصه هوسکتا ہے تاهم اوسکے اظهار کا حقیقي موقع معاملات تمدني هیں جهاں انسان کا قدم ڈگمگا جاتا اور حلال و حرام کے درمیان جو مشتبهات هیں ' اونکي تمیز اوٹهه جاتي ہے - کسي نے امام محمد سے کہا که آپنے زهد میں کوئي کتاب نہیں لکهي - اونهوں نے فرمایا : میں نے معاملات میں کتابیں لکهدي هیں - زهد کا مظهر اوس سے بڑهکر کیا هوسکتا ہے ؟

اس لحاظ سے تمهارے معاملات روزے کے نتائج کے اظهار کا بهترین ذریعه هیں - یهي وجه ہے که اللہ تعالی نے روزے کے احکام کے بعد فرمایا :

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل	اور اپنے مال کو باهم ناجائز طریقه
و تدلوا بها الی الحکام لتاکلوا	سے نه کهاو ' اور نه حکام کو رشوت
فریقا من اموال الناس بالاثم	دو که وہ لوگوں کے مال کا ایک
و انتم تعلمون - (۲ : ۱۸۴)	حصه نا جائز طریقه سے کهائیں -

نظم کلام و ترتیب آیات کے لحاظ سے ان احکام کو بظاهر روزے سے کوئي مناسبت نہیں معلوم هوتي ' لیکن حقیقت یه ہے که روزے کي روح یهی اکل حلال ہے - روزہ نے انسان پر اکل حلال صرف اسلیے حرام کر دیا که وہ اگر سد رمق پر قناعت نہیں کرسکتا تو اوسکو کم از کم زهد و قناعت کا خوگر هوکر اکل حرام سے تو ضرور بچنا چاهیے - قرآن مجید کا طرز خطاب یهي ہے که وہ مقدمات قائم کر دیتا ہے ' اون کے نتائج پیش کر دیتا ہے ' لیکن یه نہیں بتلاتا که اس میں کون سا مقدمه ہے اور کون سا نتیجه ؟ تاهم فطرت سلیمه خود بخود ان کي طرف هدایت کرتي ہے - ان هذ القران یهدي للتي هي اقوم -

اس تمہیدي تفصیل کے بعد اب یه آساني سے سمجهه میں آسکتا هے که انتقال مکانیکي اور انتقال عصبي میں کیا فرق هے ؟

مثـــلا پاني جو میکانیکی طور پر پائپ سے نکلتا هے' اس پر موثرات طبیعیه یعني گــرمي سردي کا اثر نهیں پڑتا - نه پائپ کے احساس میں (اگر اسمیں احساس هو) کچهه فرق آتا هے ' اور نه پاني کی رواني میں کچهه کمي هوتي هے - اگــر اسکے گرد سم آلود پٹی باندهدیجــاے یا خود اسي میں زهر کے قطرے ڈالدیے جائیں - جب بهي اسکي قوت ایصال میں کچهه فرق نه آلیــگا -

لیکن اگر انهی چیزوں کا استعمال کسي حیواني عصب پر کیا جائیگا تو وه ضرور متاثر هوگا -

اب اگر تم کسي انتقال کے متعلق یهٔ معلوم کرنا چاهتے هو که یه میکانیکي هے یا عصبي' تو اسکي صورت یه هے که پہلے دیکھــو که وظائف الاعضائي تغیرات کا اثر اس پر پڑتا هے یا نهیں ؟ اگر نهیں پڑتا تو وه مکانیکی هے ورنه عصبي -

یورپ میں مشهور جــرمن عالم وظائف الاعضاء کے تجارب کی بناء پر یه فیصله کرلیا گیا هے که نبــاتات میں صرف انتقال مکانیکي هے - حالانکه مسکین پفیفر کا تجربه صرف ایک مخدرو مذرم دوا تک محدود هے - اسنے کلورو فارم ممرسا کے تنے کي بالائي سطح پر استعمال کیا اور اسکے بعد اسے مس کیا - پتیاں بدستور اسهلا کے جهک گئیں - اس سے وه اس نتیجه پر پہنچا که نبــاتات میں انتقال میکانیکي هے نه که عصبي -

واقعی بظاهر یه تجــربه قابل استناد معلوم هوتا هے اور جو شخص سنتــا هے وه ابتــدا میں باساني پفیفر کي راے سے اتفاق کرلیتا هے - چنانچه ڈاکٹر بوس ایک موقع پر لکهتے هیں :

" خــود مجهه پر بهي اسـکا اثر عرصے تک بهت قوي رها لیکن تهوڑے غورو خوض کے بعد اصل حقیقت منکشف هوگئي -

معلوم هوتا هے که پفیفر اپنے تجارب میں ان داخلي نسیجوں کو متاثر نه کرسکا جو احساس کا اصلي سرچشمــه هیں - یه کوئي تعجب انگیز بات نهیں هے کیونکه یه کام نهایت مشکل تها - اسمیں کچهه درختوں هی کي خصوصیت نهیں هے - حیوانات میں بهي اسکي مثالیں بکثرت ملتي هیں - مثلاً اگر حیوانات کي بالائي جلــد پر کلوروفارم کا استعمال کیا جاے تو اسکا اثر ان عصبي تهیلیوں (Nerve trunk) تــک نهیں پهنچتا جو عضلات کے درمیان هوتي هیں -

اسي خیــال سے میں نے ازسرنو اس مسئله پر غور کرنا شروع کیا ' اور اسکے لیے مختلف باره طریقے استعمال کیے - اب ان تمــام طریقوں سے یه امر ثابت هوگیا هے که نبــاتات میں جس قسم کا تنبه هوتا هے اسکي نوعیت بعینه وهي هے جو حیوانات کے تنبه کی هے " -

(طرق دوازده گانه)

مسٹر بوس کے ان باره طریقوں میں هم تین طریقوں کو نهایت اختصار کے ساتهه بیان کرینگے -

سرعت تاثر اور ذکاوت حِس کے لحاظ سے هم نے ممرسا کو شروع میں انتخاب کیا تها اور اسوقت بهي اسي کے تجربۂ و مثال کو قائم رکهتے هیں - ممرسا میں جو تنبه هوتا هے' ظاهر هے که یه عصبي قرار پائیگا بشرطیکه ثابت هوجاے که:

(۱) وظــائف الاعضــائي تغیرات کا اثر تنبه کے انتقال کي رفتار پر پڑتا هے -

(۲) جن وظائف الاعضائی موانع کي وجه سے حیوانات میں تنبه کو روکا جاسکتا هے' بعینه انهی موانع کے ذریعه یہاں بهي تنبه کو روکا جاسکتا هے -

(۳) طبیعي انتشار کے بغیر هیجــان کا آغاز اسکے دائره کي توسیع هوسکتی هے -

آخري تحقیقات نے همارے لیے ایسے آلات فراهم کردیے هیں جنکے ذریعه هم انتقال تنبه کي رفتار اور مختلف حالات میں اسکے تغیرات معلوم کرسکتے هیں -

آینده نمبر میں هم ان آلات کے متعلق تفصیل سے بحث کرینگے -

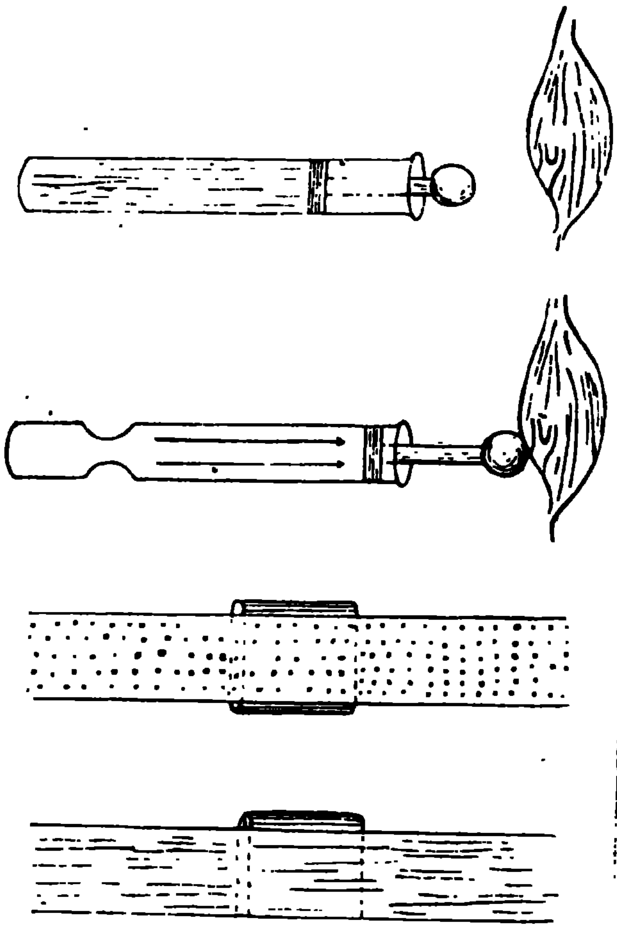

(۱) یه پتي اور پچکاري کي دو مختلف حالتوں کا مرقع هے بالائي تصویر اس حالت کي هے جب پتي اور پچکاري دونوں ایک دوسرے سے علحده هیں - دوسري زیرین تصویر میں پچکاري کي گولي پتي کے کنارے سے ملی هوئي دکهائي گئي هے - یهي حالت تجربه و عمل کي هے -

اس دوسري تصویر میں نظریۂ انتقال میکانیکي کو مصور کرکے دکهایا گیا هے -

یعني یوں فرض کیجیے که نباتات کے وه نسیج جو معمولي مقدار سے زیاده ضخیم نظر آتے هیں مثل ایک پچکاري کے هیں - جب هم اس پچکاري کا ایک سرا دباتے هیں تو پاني زور کے ساتهه نکلنا چاهتا هے اور اسي کوشش میں وه گولی نما سرے کو آگے دهکیلتا هے - یه دوسرا سرا آ کے پتي کے متقلص نسیج سے لگتا هے اور وه سکڑنے لگتا هے -

(۷) اس موقع میں انتقال عصبي اور انتقال میکا نیکي کي تصویر کهینچي گئي هے -

هم نے مضمون میں یه بتا دیا هے که انتقال عصبی ان چهوٹے چهوٹے ذرات کے انتشار و آشفتگي کا نام هے جن سے اعصاب مرکب هوتے هیں - انکو اصطلاح میں دقائق کیمیاریه بهي کهتے هیں - چنانچه مندرجه بالا تصویر میں آپ دیکهتے هونگے که بهت سے نقطے نقطے پریشان و منتشر هیں -

انتقال میکا نیکي کی حقیقت یه هے که ایک سیال ماده متحرک هوتا هے - دوسري زیرین تصویر اسي انتقال کو واضح کرتي هے - اسمیں سیال ماده کي موجیں خطوں کي شکل میں دکهائي گئي هیں -

دونوں تصویروں کے وسط میں آپ دو خط دیکهتے هیں - یهي وه مقامات هیں جهاں پر مخدر ادویه کا استعمال کیا گیا هے -

مذاکرۂ علمیہ

علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

(مسٹر بوس کا اکتشاف جدید)

روح نباتات اور احساس

(۲)

(قدیم تحقق)

گذشتہ صحبت میں تم نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ حیوانات اور نباتات کے ہیجانوں میں کس درجہ مشابہت و مماثلت ہے؟ اور اسلیے غالباً تم دونوں کو یکساں طور پر " ہیجان" اور "عمل عصبی" سمجھتے ہوگیے -

لیکن علماء وظائف الاعضاء نباتات کے سر خیل ' علامہ پیفر (Peffer) کے بعض تجارب کی بنا پر یورپ میں یہ امر قطعي طور پر طے پاگیا تھا کہ حیوانات میں جس شے کو دفع عصبي (Nervous in pulse) کہتے ہیں' اسکے مقابلہ میں نباتات کے اندر کوئي شے نہیں ہے - چنانچہ تمام علماء نباتات برابر یہی کہتے آلے ہیں کہ جسکو ہم بظاہر دفع عصبي سمجھتے ہیں' وہ عمل عصبي نہیں بلکہ ایک طرح کا عمل میکا نیکي ہے -

وہ کہتے ہیں کہ پردوں کے جو نسیج طبیعي مقدار سے زیادہ بڑے نظر آتے ہیں' انکي نسبت سمجھنا چاہیے کہ وہ گویا ربڑ کي نلکیاں ہیں جنمیں پاني بھرا ہوا ہے - جب ہم کہربا کے ذریعہ یا کسي اور مکا نیکي طریقہ سے تنبہ و تحریک پیدا کرتے ہیں تو گویا ان پاني سے بھرے ہوے نسیجوں کو نچوڑنے لگتے ہیں - اسلیے پاني اندر سے پورے زور کے ساتھہ اچھلکر نکلتا ہے اور نکل کے پردے کے اس عضو متعلق (پل وي نس) سے ٹکراتا ہے - اس تصادم کي وجہ سے پل وي نس سکڑنے لگتا ہے' اور باھر کي پتیاں کمھلا کے جھک جاتي ہیں -

ڈاکٹر بوس کی تحقیقات سے پیشتر تمام علمي دنیا کا ان بیانات پر ایمان کامل تھا مگر اب علم کی ایک مشرقي رسالت نے اس ایمان کو متزلزل کر دیا ہے !

اب ہم کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ کیا در حقیقت نباتات میں ہیجان یا حرارت کا انتقال عصبي نہیں ہے بلکہ مکا نیکي ہے؟ اسکے متعلق فیصلہ کرنے سے پہلے انتقال عصبي اور انتقال میکانیکي کا باھمی فرق سمجھہ لینا چاہیے -

(انتقال میکا نیکی اور انتقال عصبی)

کسي جسم کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر صناعي اور آلي طریقہ سے (یعنی بذریعہ آلات کے) جانے اور منتقل ہونے کا نام " انتقال مکا نیکی " ہے -

مثلاً تمہارے شہر میں زمین کے نیچے آھني نلوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جسے تم پایپ یا پم کہتے ہو - اسمیں ایک مخصوص مقام سے پاني ڈالا جاتا ہے اور بعض مشینوں کي وساطت سے تمہارے گھروں تک پہنچ جاتا ہے - یعنی ایک جسم سیال (پاني) بعض آلات کے عمل سے اپني جگہ سے چلتا ہے اور چلکر تم تک آجاتا ہے - یہي انتقال میکانیکي ہے -

انتقال عصبي میں بھي قریباً وہي ہوتا ہے جو انتقال مکانیکي میں ہوتا ہے - اعصاب نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہیں ان ذرات میں حرکت و انتقال کی قابلیت موجود ہے - جب اعصاب میں کسي قسم کي تنبیہ یا تحریک ہوتي ہے تو ان ذرات میں آشفتگي و برہمي پیدا ہوجاتي ہے - اسي برہمي و انقلاب کا نام ہیجان ہے -

جب اعصاب اپني پوري زندگي یا بہتر و موافق وظائف الاعضائي حالت میں ہوتے ہیں' تو اسوقت یہ قوت اپنے اوج و شدت پر ہوتي ہے - ضعیف سے ضعیف تنبیہ اور خفیف سي خفیف تحریک بھي ذرات میں ایک انقلاب عظیم اور برہمي عام پیدا کردیتي ہے - اور اسلیے سخت ہیجان محسوس ہوتا ہے -

لیکن جب اعصاب کي وظائف الاعضائي حالت عمدہ نہیں ہوتي ' تو ذرات کي برہمي اور ہیجان کي شدت میں بھي فرق آجاتا ہے -

یہ حالت اعصاب موصلہ conducting nerves سے ہوکے گزرتي ہے' اور جہاں سے گزرتي ہے' اس مقام کے ذرات میں انقلاب و برہمي پیدا ہو جاتی ہے - یہي جا بجا اور منزل بمنزل بڑھنے والا انقلاب ذرات ہے جسے تنبہ عصبي nervous epulsim کے انتقال سے تعبیر کیا جاتا ہے -

(وظائف الا عضائی اعتدال)

ہم ابھي لکھہ آئے ہیں کہ ہیجان کي شدت اور اسکا ضعف اعصاب کی حیات تامہ اور موافق و سازگار وظائف الاعضائي حالت پر موقوف ہے ' اسلیے ہم بتا دینا چاھتے ہیں کہ " موافق وظائف الاعضائي حالت " سے ہماري مراد کیا ہے؟

اس سے ہمارا مقصد اعتدال حرارت و برودت ہے -

اعصاب کے اداء وظائف پر حرارت و برودت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے - جسوقت اعصاب کے کسي حصہ میں تنبہ یا تحریک پیدا ہوتي ہے' اگر اسوقت وہ معتدل حالت میں ہوتے ہیں تو انمیں ایک طبیعي و عادي ہیجان پیدا ہوتا ہے - لیکن اگر یہ اعتدال موجود نہو بلکہ برودت غالب ہو' تو پھر جسقدر برودت کا غلبہ ہوتا ہے اسیقدر ہیجان میں بھي کمي ہوتي جاتي ہے - یہاں تک کہ جب برودت بہت زیادہ بڑھجاتی ہے تو پھر ہیجان بالکل باطل ہو جاتا ہے - یہي بطلان ہیجان ہے جس کو مرض فالج کہتے ہیں -

لیکن اگر برودت کے بدلہ حرارت کا غلبہ ہے تو اس سے ہیجان میں ایک غیر طبیعي حالت پیدا ہوتي ہے - اس حالت کے حد سے زیادہ ہونے کے بعد برودت کے نتائج کي طرح اسکے نتائج بھي سخت خطرناک ہو جاتے ہیں -

بعض ایسے وسائل بھي ہیں جنکے ذریعہ سے اعصاب میں ھنگامي طور پر فالج کی سي کیفیت پیدا کي جاسکتي ہے - انکو اصطلاح میں anaesthetics کہتے ہیں -

انکے اثرات کا اصلی عمل یہ ہے کہ وہ اعصاب کي قوت تنبہ پر قبضہ کر لیتے ہیں - اسي طرح بعض ایسي سمیات (زہریلي دوائیں) بھي ہیں جنکے ذریعہ اعصاب کي قوت ایصال کو فنا کردیا جاسکتا ہے -

تنزل الملئکة والروح   اوس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب
فیها باذن ربهم -   کے حکم سے اترتے هیں -

فرشتے اور روح اس رات میں اترتے هیں' مگر بتدریج پورے ایک مهینے میں اوترتے هیں کیونکه دنیا کا دامن دفعة ان برکات و فضائل کے سمیٹنے کي وسعت نهیں رکهتا :

داماں نگه تنگ گل حسن تو بسیار
گلچیں نگاه تو زداماں گله دارد

* * *

لیکن یه ملائکه کیا هیں ؟ اور اس روح کي حقیقت کیا هے ؟ الله تعالی نے خود اسي آیت میں اس حقیقت کو واضح کردیا هے : من کل امر سلام یعنی وه ملائکه اور روح امن اور سلامتي هیں - جو دنیا کو یکسر امنیة و سلامتي کي برکتوں سے معمور کردیتے هیں !

* * *

یه سکون' یه اطمینان کامل' یه سلامتي' یه امن عام جو هم پر آسمان سے اترا' صرف عرب کے لیے مخصوص نه تها بلکه وه مشرق و مغرب دونوں کو محیط هے - همارا آفتاب اگرچه مغرب سے طلوع هوا تها جو همارا قبلۀ ایمان هے' لیکن اسکي شعاعوں نے مشرق کے افق کو بهی روشن کردیا جهاں سے دنیا کا سورج نکلتا هے' اور جهاں سے صبح کا ستاره طلوع هوتا هے :

هی حتی   وه امن و امان کا پیغام صبح کے طلوع هونے
مطلع الفجر -   کي جگه تک یعنے مشرق تک پهنچ جائیگا -

دنیا نے اس وعدے کي صداقت کو دیکهه لیا' جب خدا کے پاک فرشتے یعنی قرآن نے مشرق و مغرب دونوں کو اپنے پروں کے نیچے چهپا لیا - ان الله علی کل شی محیط -

* * *

امن عام کا یه پیغام کیا هے ؟ اور وه کیونکر مشرق و مغرب تک پهونچایا جائیگا ؟

قرآن حکیم نے دوسري آیتوں کے ذریعه اس نکته کو حل کردیا هے :

انا انزلناه في لیلة   هم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں
مبارکة انا کنا منذرین   اتارا کیونکه هم دنیا کو اسکي ضلالت کے
فیها یفرق کل امر حکیم   نتائج سے ڈرانے والے تهے - تمام انتظامات
امرا من عندنا انا کنا   الاهیه جو حکمت و مصلحت عالم پر
مرسلین - رحمة من ربک   مبني هیں' اسی رات میں طے پاتے
انه هو السمیع العلیم -   هیں - از انجمله قرآن کا نزول جو اسي
(۴۴ : ۴)   رات میں شروع هوا - نیز همیں اپنا
رسول بهیجنا مقصود تها' جسکا ظهور الله کي رحمت کا نزول هے -

اب ان دونوں سورتوں کے تطابق و تشاکل پر غور کرنا چاهیے -

الله تعالی نے سورۃ قدر میں فرمایا : انا انزلناه في لیلة القدر اور یهاں فرمایا : انا انزلناه في لیلة مبارکة اسلیے یه دونوں راتیں ایک هی هیں - وهاں فرمایا تها تنزل الملئکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام اور فرمایا : فیها یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا - اس بنا پر یه "امر سلام" اور یه "امر حکیم" جسکي تنزیل و تقسیم لیلة القدر میں خدا کے حکم سے کی گئي هے' دونوں ایک هي چیزیں هیں -

* * *

لیکن سوال یه هے که خود وه "امر سلام" اور "امر حکیم" کیا چیز هے ؟ دوسري آیتوں نے اسکي بهي تفسیر کردي هے :

الرا : تلک آیت الکتب   یه قرآن حکیم کی آیات هیں' پهر کیا
الحکیم - اکان للناس   لوگوں کو تعجب هے که هم نے اونهی
عجبا اوحینا الی رجل   میں سے ایک آدمي پر وحي کي
منهم ان انذر الناس   تاکه وه لوگونکو ڈرائے اور مومنوں کو
وبشر الذین آمنوا ان لهم   اس بات کا مژده سنائے که خدا کے
قدم صدق عند ربهم ؟   تخت کے نیچے اونکا قدم جم گیا هے ؟

اسلیے یه "امر حکیم" اور یه "امر سلام" خود قرآن کریم هے جو لیلة القدر میں نازل کیا گیا -

* * *

الله تعالی نے سورۂ قدر میں قرآن حکیم کي چند خصوصیات کا اجمالي ذکر فرمایا تها' لیکن اس آیت میں وه خصوصتیں به تفصیل بیان فرمائي هیں -

سورۂ قدر میں فرمایا تها که "وه سورج کے طلوع هونے کي جگه تک پهیل جائیگا" یه نهایت مجمل طرز خطاب تها - سورۂ دخان میں اوسکي تفسیر بهي کردي : فیها یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا یعنے قرآن حکیم کي آیتیں همارے حکم سے ایک پیغمبر پر تقسیم کی جاتي هیں تاکه وه دنیا کے سامنے ان آیتوں کو لے کے جائے اور هر شخص کے آگے اس خوان کرم کو بچهادے' تاکه هر شخص اپنا حصه لے لے : انا کنا مرسلین رحمة من ربک - لیکن دنیا غفلت کي نیند میں سورهي تهي' اسلیے یه ابر رحمت پہلے گرجا تاکه دنیا جاگ اوٹهے - اوس نے اپني چادر تیب سے پہلے اوس هاتهه کو نکالا جس میں بجلي کا تازیانه تها :

یا ایها المدثر! قم فانذر !   او چادر اوڑهنے والے! اوٹهه' اور ڈرا!

پہلے اوسکو گرجنے اور تڑپنے کي ضرورت تهي' اسلیے وه گرجا' چمکا' تڑپا : انا انزلناه في لیلة مبارکة انا کنا منذرین لیکن درحقیقت اوسکا یه وصف عارضي تها' ورنه رفق و ملاطفت اوسکا مایۂ خمیر اور عنصر حقیقي هے : عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم - اسلیے وه روئي کے گالے سے بهي زیاده نرم و سفید با دل کا ایک ٹکڑا تها' جو آب شیریں کا خزانه اپنے ساتهه رکهتا تها اگرچه ابتدا میں بجلی کي کڑک اسکا مظهر ورود هوئي - یه انذار و وعید' یه قهر و غضب اوس قوم کی شامت اعمال کا نتیجه تهی' ورنه پیغمبر امی خدا کی طرف سے صرف بشارت رحمت اور لطف و کرم کا مجسمه بنا کر بهیجا گیا تها : انا کنا مرسلین' رحمة من ربک -

لیکن خدا کي یه رحمت صرف عرب کے ساتهه نه تهي - بلکه اس ابر کرم نے تمام مشرق و مغرب کو جل تهل کردیا - چنانچه دوسري جگهه رحمة من ربک کي تفسیر کردي گئی -

ما ارسلناک   هم نے تجهکو تمام دنیا کیلیے صرف رحمت
الا رحمة للعالمین -   هی رحمت بنا کے بهیجا !

* * *

"لیلة القدر" کو تمام راتوں پر صرف اسی لیے فضیلت نهیں هے که اوسمیں عبادت کا ثواب تمام راتوں سے زیاده ملتا هے بلکه اس بنا پر بهی که اوس میں همکو ایک کتاب دیگئی اور همکو مشرق و مغرب میں اوسکي منادي کرنے کا حکم دیا گیا - بادشاهوں کی منادي طبل و علم کے ساتهه کي جاتی هے' لیکن خدا کي منادي تهلیل و تکبیر کے ساتهه هوني چاهیے - رمضان کے بعد عید کا حکم اسي لیے دیا گیا تاکه تهلیل و تکبیر کی مقدس صداؤں میں اسلام کے جاه جلال' نفوذ و قوت' اور وسعت و انبساط سمان دنیا کو نظر آجائے : ولتکبروا الله علی ما هداکم و لعلکم تشکرون -

پهر آه تمهاري غفلت کیسي شدید اور تمهاري گمراهي کیسي ماتم انگیز هے که تم لیلة القدر کو تو ڈهونڈهتے هو پر اس کو نهیں ڈهونڈهتے جو لیلة القدر میں آیا اور جسکے ورود سے اس رات کي قدر و منزلت بڑهي - اگر تم اسے پالو تو تمهارے لیے هر رات لیلة القدر هے :

هر شب شب قدر است اگر قدر بداني !

وثائق و حقائق

ليلة القدر

عالم تقدیر خاموش نہیں ہے - وہ ایک امام ناطق ہے - اُس نے مجموعی طور پر تمام عالم کی قسمت کا فیصلہ ازل ہي میں کردیا تھا ' لیکن اشخاص و اقوام کی تقدیر کا فیصلہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے -

کارکنان قضاء و قدر بہت سي قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرچکے تے ' مگر ایک بادیہ نشیں قوم پہاڑوں کے دامن میں دبی پڑي تھی - اُنھي پہاڑوں کے غار سے آتشیں شریعت کا ایک شرارہ اوڑا ' اور دفعۃً خرمن جہل و ضلالت پر برق خاطف بنکر گرا - اس مردہ قوم کی سوئی ہوئي تقدیر نے مدت کے بعد ایک خاص رات میں کروٹ بدلی ' اسلیے اس رات کو ليلة القدر کہا گیا ' کیونکہ اسي رات میں اوسکے کارنامہ اعمال کو قرآن حکیم کے ذریعہ سے معین و مقدر کردیا گیا تھا :

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہم نے اوسکو لیلۃ القدر میں نازل کیا (۱)

لیلۃ القدر : قیل لیلۃ الشرف و الفضل و قیل لیلۃ التدبیر و التقدیر و ھو اقرب (احکام القرآن لابن عربی)

* * *

عربی زبان میں متکلم کیلیے " اني " و " انا " کي دو ضمیریں ہیں جو بہ ترتیب " واحد متکلم " و " جمع متکلم " کیلیے مستعمل ہوتي ہیں - اللہ تعالی نے جب حضرت آدم عیلہ السلام کو دنیا کي نشاۃ اولی کا موسس بنانا چاہا تو فرمایا :

انی جاعل في الارض خلیفہ (۲ : ۹۲) میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں -

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے لیے معمولي صیغۂ واحد متکلم کا استعمال کیا ہے ' کیونکہ اشیا و امثال کا پیدا کرنا اسکي قدرت کاملہ کے نزدیک کوئي غیر معمولي اہمیت نہیں رکھتا تھا - لیکن بطون و ارواح کي نشاۃ جدیدہ دنیا کیلیے مایہ صد رحمت و برکت تھي ' اسلیے اللہ تعالی نے جب کسي پیغمبر کو اس نشاۃ حقیقہ کا ذریعہ بنایا ہے تو اس موقع پر اپنے لیے ضمیر جمع متکلم کا صیغہ استعمال کیا ہے جو واحد کیلیے تعظیم و شرف کا پہلو رکھتا ہے - یہ تعظیم در حقیقت اوس جدید روح سعادت و ہدایت کي اہمیت و عظمت کو نمایاں کرتي ہے جو دنیا میں ظہور پذیر ہونا چاہتی ہے -

حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا کا قالب موزوں تیار کردیا تھا لیکن وہ روح سے یعني ترقي یافتہ دین الہی کي حقیقی روح سے خالي تھا - اللہ تعالے نے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ امانت دیکر دنیا کي طرف بھیجا جوایک عظیم الشان روحاني انقلاب تھا ' پس ضمیر تعظیمي سے اسکا اظہار کیا :

انا ارسلنا نوحاً ہم نے نوح کو بھیجا -

* * *

لیکن یہ روح امتداد زمانہ سے فرسودہ ہوگئي تھی ' بلکہ سچ یہ ہے کہ بالکل مردہ ہوگئي تھي - اسلیے اللہ تعالے نے قرآن مجید کے ذریعہ اس روح مردہ کو ' اس گل پژمردہ کو ' اس بخت خفتہ کو ' پھر زندہ کیا ' شگفتہ کیا - بیدار کیا ' یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا جس نے نقشہ عالم کو یکسر پلٹ دیا تھا پس ہمیشہ اسکي اہمیت بھي ضمیر تعظیمي کے پردے میں نمایاں کي گئي :

انا نحن نزلنا الذکر (۱۵ : ۹) ہمیں ہیں کہ ہم نے اپنے ذکر کو نازل کیا -

انا انزلناہ في لیلۃ القدر ہم نے اوسکو لیلۃ القدر میں نازل کیا -

* * *

اسي کتاب ذوالخطر والبال کو خدا نے " کوثر " بھي کہا ہے کہ وہ مایہ خیر کثیر ہے :

انا اعطیناک الکوثر ہم نے تمکو کوثر یعنے قرآن عطا فرمایا -

یہاں بھي قرآن کا ذکر متکلم جمع تعظیمي سے کیا -

اسي کے ذریعہ دین ابراہیمي زندہ ہوا ہے ' اسلیے اس تیغ خیر کے عطا کرنے کے بعد اللہ تعالے نے اوسکي سب سے بڑي یاد گار " قرباني " کے قائم کرنے کا حکم دیا :

فصل لربک وانحر تو اپنے خدا کي نماز پڑہ اور قرباني کر!

اللہ تعالے نے اسي دین کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام کي یادگار اور ذکر عظیم کو قائم رکھا :

و جعلنا لھم لسان صدق علیا اور ہم نے انکے ذکر خیر کو رفعت و بلندي عطا کي -

آنحضرت کا ذکر جمیل بھي اوسیکي برکت سے غلغلہ انداز عالم روح و ایمان ہے - و رفعنا لک ذکرک اسلیے ان دونوں مقامات میں بھي جمع متکلم کے ساتھہ ذکر کیا گیا ہے -

* * *

مذہب کي پاک روح مردہ ہوگئي تھي ' لیکن اس رات میں اعادہ معدوم اور حیات بعد الممات ہوا - وہ کتم عدم سے عالم شہود میں اوتري :

---

(۱) یہاں فرمایا کہ قرآن کریم لیلۃ القدر میں اترا - اور سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ رمضان میں : شہر رمضان الذي انزل فیہا القرآن - پس اس سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر سے رمضان ہي کي رات مراد ہے - نزول قرآني سے مقصود یہ ہے کہ نزول کا آغاز لیلۃ القدر اور رمضان المبارک میں ہوا ورنہ یہ ظاہر ہے کہ پورا قرآن نجماً نجماً ۲۳ برس میں نازل ہوا ہے -

" قرآن " اور " الکتاب " کا اطلاق جس طرح کل پر ہوتا ہے اسي طرح اسکے ایک جز پر بھي ہوسکتا ہے - قرآن کے ہر ٹکڑے کو اللہ نے قرآن اور الکتاب کہا ہے -

لیکن بعض مفسرین کو خیال ہوا کہ " انا انزلناہ في لیلۃ القدر " سے مقصود پورے قرآن کا نزول ہے ' اسلیے انہوں نے طرح طرح کي تاویلیں دیں - مثلاً کہا گیا کہ قرآن کریم رمضان کي بیس راتوں میں جبریل علیہ السلام کو دیا گیا اور انہوں نے ۲۰ سال کے اندر انحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا - لیکن قاضي ابوبکر ابن عربي لکھتے ہیں :

و من جہالۃ المفسرین انہم قالوا ان السفرۃ القتہ الی جبریل فی عشرین لیلۃ و القاہ جبریل الی محمد علیہما السلام فی عشرین سنۃ و ہذا باطل لیس بین جبریل و بین اللہ واسطۃ و لا بین جبریل و محمد علیہما السلام واسطۃ (احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۷)

اور مفسرین کي یہ جہالت ہے جو وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم بیس راتوں کے اندر خدا نے جبریل علیہ السلام کو دیا اور انہوں نے بیس سالوں کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا - سو ایسا کہنا بالکل باطل ہے - نہ تو خدا اور جبریل میں کوئی واسطہ ہے اور نہ جبریل اور انحضرۃ علیہما السلام میں کوئي واسطہ -

ابتداے قیام مذھب میں اگرچہ اکثر لوگوں پر مذھبي احکام کي پابندي نہایت شاق گذرتي ھے ' لیکن اس سے کوئي کلیه قائم نہیں کیا جاسکتا - ھر مذھب کي ابتدائي تاریخ اپنے ساتھه پرجوش اور مخلص فدائیوں کي بھي ایک مختصر جماعت پیش کرسکتي ھے ' اور اسلام کے دامن کو تو ابتدا ھي سے اس زرخالص نے مالا مال کردیا تھا - پس جب روزہ پہلے پہل فرض کیا گیا تو الله تعالے نے چند آسانیوں کے ساتھه لوگوں کو اوسکی طرف مائل کیا - لیکن اکثر لوگ ایسے بھي تھے جو آساني کے متمني نہ تھے - وہ سختي چاھتے تھے کہ خلوص و جوش الہي کا جوھر آئینہ سے زیادہ لوھے کي تلوار میں نظر آتا ھے - انبیاء گذشته کا اسوہ حسنہ اونکے سامنے تھا ' وہ جوش ایثار و فدویت میں اونکي تقلید کرنا چاھتے تھے - حضرت نوح علیہ السلام ھمیشہ روزہ رکھتے تھے ' چنانچہ حضرة عبد الله بن عمر نے بھي دن کو متصل روزہ رکھنا ' اور رات کو متصل قیام کرنا چاھا - لیکن انحضرت کو خبر ھوئي تو آپ نے فرمایا : تم میں اتني طاقت نہیں - روزہ بھي رکھو ' افطار بھي کرو ! نماز بھي پڑھو ' اور خواب شیریں کا بھي لطف اٹھاو ! ھر مھینے میں صرف ٣ دن روزہ رکھو - نیکي کا معاوضہ دس گنا ملتا ھے - اسلیے ٣ روزوں کا ثواب ٣٠ دن کے برابر ملے گا جو صوم دھر کا مقصد اصلي ھے ' مگر اونھوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ھوں - اسپر آپ نے ایک دن روزہ رکھنے اور دو دن افطار کرنے کي اجازت دي - اونکو اسپر بھي تسکین نہ ھوئي تو آپ نے ایک روز کے افطار اور دوسرے دن کے روزے کا حکم دیا انھوں نے اسپر بھي ترقي کرنا چاھي تو آپ نے فرمایا کہ اب اسکے بعد فضیلت کا کوئي درجہ نہیں (بخاري کتاب الصوم صفحه ٣٧)

لیکن انبیاے گذشته سے زیادہ احق بالاتباع خود جناب رسول الله صلی علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ تھا - آپ متصل روزے رکھتے تھے جسکو صوم وصال کہتے تھے - چنانچہ صحابہ نے بھي اسکي تقلید کرني چاھي لیکن آپ نے منع فرمایا - اون لوگوں نے کہا کہ خود آپ بھي تو صوم وصال رکھتے ھیں ؟ آپ نے جواب دیا کہ :

لست کاحد منکم انی — میں تملوگوں کي طرح نہیں ھوں '
اطعم و اسقى — مجھکو تو خدا کي طرف سے کھلایا پلایا جاتا ھے -

لیکن جب لوگوں نے زیادہ اصرار اور غلو کیا تو آپ سخت ناراض ھوے ' اور عملاً اپني ناراضي کا اسطرح اظہار فرمایا کہ کئي کئي رات اور کئي کئي دن کے روزے رکھنے شروع کردیے اور صحابہ نے بھي اسکي تقلید کي - اتفاق سے عید کا چاند ھوگیا ورنہ آپ کا ارادہ تھا کہ برابر روزے رکھتے ھي چلے جائیں تاکہ لوگ خود گھبراکر باز آئیں -

آپ نے اگر کسي کو صوم وصال کي اجازت بھی دي ھے تو صرف ایک شب و روز کي - اس سے زیادہ روزہ کسی کیلیے جائز نہیں رکھا -

لیکن بعض محدثین کے نزدیک سرے سے رات کو روزہ رکھا ھی نہیں جاسکتا اگر کوئي شخص رات کو بھي روزہ رکھیگا تو وہ روزہ روزہ نہ ھوگا - الله تعالی نے خود کہا ھے :

اتموا الصیام الی اللیل - — رات ھونے تک روزے کو ختم کردو -

اس سے ثابت ھوتا ھے کہ رات روزے کی انتہا ھے - اوس سے آگے تجاوز نہیں کرسکتے - (مسلم جلد - ١ - صفحه ٤٠٨)

ان آسانیوں کے علاوہ اور بھي متعدد آسانیاں رکھي گئیں - مثلاً یہود سحر میں کھانے سے پرھیز کرتے تھے ' لیکن آنحضرت نے سحر کو یہود اور مسلمانوں کے روزے کے درمیان مابہ الامتیاز قرار دیا - (بخاري صفحه ٢٩)

افطار میں عجلت اور سحر میں تاخیر کرنا بھی سنت ھے - احادیث سے ثابت ھے کہ آنحضرت کي سحري اور نماز فجر میں صرف اسقدر وقفہ ھوتا تھا کہ پچاس آیتوں کي تلاوت کرسکتے تھے - (بخاري - کتاب الصوم صفحه ٤٠)

ظھر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس !

جنگ یورپ کی پہلي منزل

فرانس کي شمالي سرحد

فرانس کي شمالي سرحد موجودہ جنگ کے تماشہ گاہ کا ایک اھم ترین مقام ھے - خصوصاً گذشتہ ھفتہ میں جتنے مہتم بالشان معرکے ھوے ھیں ' وہ زیادہ تر اسي حصے میں ھوے ھیں - اسلیے شمالي سرحد کے بعض سیاسي ' جغرافي ' اور فوجی حالات کا اجمالي بیان دلچسپي و فوائد سے خالي نہ ھوگا -

(لکسمبرگ)

یورپ کا نقشہ نکالیے اور سامنے رکھہ لیجیے ! اسمیں ایک مقام آپکو نظر آتا ھے جہاں فرانس ' جرمني ' اور بلجیم کي سرحدیں آکر ملگئي ھیں - اس مجمع الثغور کا وہ حصہ جو جرمن شاھنشاھي میں دکھایا گیا ھے ' لکسمبرگ ھے - لکسمبرگ کا رقبہ ایک ھزار مربع میل اور اسکي آبادي ڈھائي لاکھہ ھے -

یہ ریاست سنہ ١٨١٥ع سے سنہ ١٨٦٦ع تک اس مشہور جرمن اتحاد میں شامل تھي جسکو " جرمانک کو انفیڈ یریشن " کہتے ھیں - اسکي محافظ فوج جو جبل الطارق کے بعد دنیا کي قوي ترین فوج تسلیم کي جاتي تھي ' اسوقت اھل پروشیا کے ھاتھہ میں تھي - ایک بار شاہ ھوالنیڈ نے (جو اسوقت لکسمبرگ کا ڈیوک تھا) اسکو فرانس کے ھاتھہ فروخت کرنا چاھا - اسپر اھل پروشیا سخت برھم ھوے - اور قریب تھا کہ جنگ ھو جاے ' مگر بعض دول کي مداخلت نے جنگ کو روکدیا اور اس نزاع کا فیصلہ ایک موتمر (کانفرنس) کے ھاتھہ میں دیدیا گیا جو لندن میں منعقد ھوئي اور بالاخر سنہ ١٨٦٧ میں ایک معاھدہ پر دستخط ھوگئے ' اس معاھدہ کا مفاد یہ تھا کہ پروشیا کی فوج فوراً قلعہ خالي کردے اور تمام قلعے مسمار کردیے جائیں - اسیکے ساتھہ دول عظمی نے اسکي ناطرفداري کي ذمہ داري بھي لیلي -

لکسمبرگ کے تخت پر بالفعل میري ایڈ لیا سریرآرا ھے -

ریاست کا پایہ تخت خود لکسمبرگ ھے جو ایک مختصر مگر خوشنما شہر ھے اور ایک محدب (پلیٹو) حصہ پر آباد ہے -

سنہ ١٨٧٠ کي جنگ جرمني و فرانس میں بھي جرمني نے اس پر حملہ کیا تھا ' مگر اسکي سرحد جسکا طول ١٢٠ میل ھے ' اسوقت ٤ لاکھہ ٥٠ ھزار آدمیوں کے لیے کافی تھی ' اور اس جنگ میں جرمن فوج کی مجموعی تعداد اتني ھي تھی - لیکن ادھر عرصہ سے انگلستان اور فرانس محسوس کررھے تھے کہ اگر اس تعداد سے دو چند یا سہ چند فوج جمع کردی گئی تو پھر ١٢٠ میل کا کافی ھونا ناممکن ھوگا -

چنانچہ اسوقت ایسا ھي ھوا ھے - جرمنی کی اولین صف (فرسٹ لائن) نے جو ١٥ لاکھہ آدمیوں سے مرکب ھے لکسمبرگ کی ناطرفداري کو درھم برھم کردیا ھے -

فوج کي کثرت تعداد کے علاوہ طاقت کی معنوي روح بھی

باب التفسير

و علی الذين يطيقونه طعام فدية طعام مسكين (۲ : ۱۸۱)

اس آیة سے اجمالاً ثابت هوتا هے که اسلام میں ایک گروه ایسا بهي قرار دیا گیا هے جو روزه کا فدیه ادا کرکے اس فرض سے مستثنی هوجاتا هے' لیکن گفتگو یه هے که وه کونسا گروه هے؟ مفسرین کرام نے متعدد وجوه نقل کیے هیں :

(۱) ابتداء اسلام میں هرشخص کو روزه رکهنے یا فدیه دینے کا عام اختیار تها' جس کا جی چاهتا تها روزه رکهتا تها اور جس کا جی چاهتا تها فدیه دیدیتا تها - لیکن چند دنوں کے بعد فمن شهد منكم الشهر فليصمه (جو تم میں سے یه مهینا پاے تو وه روزه رکهے) نے اس عام حکم کو منسوخ کردیا -

(۲) یه حکم ابتداء هي سے بوڑهوں کے ساتهه مخصوص تها' بعد کو ان کے لیے بهی منسوخ هوگیا' اس بنا پر " يطيقون " سے پہلے " لا " کو محذوف ماننا پڑیگا' یا طاقة کو باب افعال کي خاصیت سلب ماخذ پر قیاس کرنا هوگا - کیونکه " يطيقونه " کے معني طاقت رکهنے کے هیں - حالانکه بوڑهوں کو یه آساني اس لیے دیگئي هے که وه طاقت نهیں رکهتے -

(۳) لیکن بعض اصحاب تفسیر نے " يطيقونه " کے بدلے " يطوقونه " پڑها هے' جسکے معنی یه هیں نه جو لوگ به تکلف و به مشقت روزه رکهه سکتے هیں ارنکو فدیه دینا چاهیے - اس بنا پر اس آیة کے تحت میں بوڑهے' ضعیف' اپاهج' حامله عورت' اور دوده پلانے والي عورتیں بهي داخل هوسکتي هیں - چنانچه امام سفیان ثوري' امام مالک' امام شافعي' اور امام احمد بن حنبل رحمهم الله کے نزدیک حامله اور دوده پلانے والي عورتوں پر قضاء واجب نهیں - وه بهي فدیه دیسکتي هیں (۱)

(۴) یه آساني مسافروں اور مریضوں کے ساتهه مخصوص هے - مسافروں اور مریضوں کي دو قسمیں هیں : ایک مسافر اور مریض تو وه هیں جو روزه رکهنے کي بالکل طاقت نهیں رکهتے - دوسرے وه لوگ هیں جو طاقت تو رکهتے هیں' مگر روزه رکهنا انپر نهایت شاق گذرتا هے - چنانچه الله تعالی نے پہلے قسم کے مریضوں اور مسافروں کا حکم بتا دیا :

فمن كان منكم مريضاً او علی	جو لوگ مریض اور مسافر هوں انکے لیے
سفر فعـــدة من ايام اخر	قضا کرنے کي دوسري مدت هے -

لیکن وه مریض اور مسافر ره گئے تهے' جو به تکلف روزه رکهه سکتے تهے - چنانچه الله تعالی نے انکے لیے روزه رکهنے یا فدیه دینے کا اختیار دیا :

فمن كان منكم مريضاً او علی	جو شخص تم میں سے بیمار هو
سفر فعدة من ايام اخر - و علی	یا سفر میں هو تو وه دوسرے دنوں
الذين يطيقونه فدية طعـــام	سے روزے کي گنتي پوري کرلے -
مسكين' فمن تطوع خيرا فهو	اور ان بیمار اور مسافروں کیلیے
خير لـه و ان تصومـــوا خير	جو روزے کي طاقت نهیں رکهتے'
لكـــم ان كنتـــم تعـــلمون	یه حکم هے که ایک محتاج کو اپنے
(۲ : ۱۱۸)	روزے کے بدلے کهانا کهلادیں -

البته جو شخص اپني خوشي سے زیاده نیکي کرنا چاهے تو یه اسکے لیے زیاده بهتر هے' اور اگر غور کرو تو روزه رکهنا تمهارے لیے بهر حال بهتر هے -

(قـــول مـــرجح)

اب همکو ان تمام اقوال میں سے قول مرجح کا انتخاب کرلینا چاهیے - یه ظاهر هے که پہلے دونوں احتمالات کیلیے نسخ لازم هے لیکن جو لوگ قائل نسخ هیں' ان میں بهي محققین کا مذهب یه هے که قرآن مجید میں باشد ضرورت و باحتیاط تمام نسخ کا دعوی کرنا چاهیے - پس جب هم واضح و بهتر تفسیر کرکے اس قسم کي احتیاط کرسکتے هیں' تو همکو ان دونوں اقوال کے ماننے کي کون سي ضرورت داعیه هے ؟

تیسري توجیهه اگرچه نسخ سے خالي هے' تاهم اوس میں بهي قرات شاذه کا اتباع کرنا پڑتا هے - صرف چوتهي توجیهه البته نسخ و قراءت شاذه دونوں سے خالي هے' اور آیت کے سیاق و سباق سے مناسبت بهي رکهتي هے -

پہلے خدا نے مریضوں کا حکم بتایا هے - اسکے بعد یه آیت آتي هے - پس اگر یه آیت بهي کسي خاص قسم کے مریضوں کے ساتهه متعلق کردي جاے' تو آیت میں نظم و ترتیب پیدا هوجایگي' اسکے بعد الله تعالی فرماتا هے : و ان تصوموا خير لكم اگر تم روزه رکهو تو یه تمهارے لیے بهتر هے - اس سے ثابت هوتا هے که اس آیت سے بوڑهے مراد نهیں لیے جاسکتے کیونکه وه تو سرے سے روزه رکهنے کي طاقت هي نهیں رکهتے - انکی نسبت و ان تصوموا کهنا بالکل بے معني هوگا -

عام خیال یه تها که اس آیت سے پهلي صورت مقصود تهي' لیکن بعد کو یه فیاضانه حکم فمن شهد منكم الشهر فليصمه سے منسوخ کردیا گیا' لیکن اسي آیت کے بعد الله تعالی فرماتا هے -

يريد الله بكـــم اليسر	خدا تمهارے لیے آساني چاهتا هے
ولا يريد بكـــم العســـر	سختي نهیں چاهتا -

پس اگر آیت کے یه معني مراد لیے جائیں که پہلے هر شخص بجاے روزه رکهنے کے فدیه دیسکتا تها اور اب نهیں دیسکتا کیونکه اوسکو روزه هي رکهنا چاهیے' تو یه اس آیت کے مفهوم سے بالکل مختلف هوگا - کیونکه یه تو آساني نه هوئي' بلکه آساني کو سختي کے ساتهه بدل دینا هوا - شیخ فاني' مرضعه' حامله' بهي اسي چوتهے قسم میں داخل هوسکتي هیں - وه درحقیقت مریض هیں' یا کم از کم روزه ان میں امراض کي استعداد پیدا کردیسکتا هے -

اسلام کے روح اعتدال کے ساتهه بهي یهي تفسیر مناسبت رکهتي هے - اسلام نه تو اسقدر فیاض هے که قوي' صحیح' تندرست' اور مقیم آدمي کو افطار کی اجازت دے' اور نه وه اس قدر بخیل هے که هر شخص پر بلا استثنا مشقتوں کا بوجهه لاد دے - وه ایک معتدل مذهب هے' اسلیے وه انهي لوگوں کے ساتهه نرمی کرتا هے' جو اسکے مستحق هیں - و ان تصوموا خير لكم کا تعلق بهی اسي قسم کے مسافروں اور مریضوں کے ساتهه موزوں معلوم هوتا هے' کیونکه وه لوگ روزه رکهنے کی طاقت نهیں رکهتے -

---

(۱) ترمذي ص ۱۲۵ کتاب الصوم -

مراسلات

الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوي

(۳)

(اسلام نے ارستاد و شاگرد کے تعلقات کے متعلق کیا اصول قائم کیے هیں ؟)

(تنقیم سوم)

تعليمي اسٹرائک پر سب سے بڑا اعتراض یه هے که اوس سے اساتذہ کا احترام شرعي قائم نهیں رهتا لیکن همکو جهاں تک معلوم هے قرآن مجید اور احادیث صحیحه میں به نص صریح ارستاد کا کوئي حق متعین هي نهیں کیا گیا ' بلکه اسکے خلاف اساتذہ کو غریب الوطن طلباء کے ساتهه مدارات و مواسات کرنے کا حکم دیا گیا هے -

قال سياتيكم اقوام يطلبون العلم فاذا رايتموهم فقولوا لهم مرحبا مرحبا بوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم و اقنوهم -	آپنے فرمایا که تمهارے پاس کچهه لوگ بغرض طلب علم آئینگے' جب اونکو دیکهو تو مرحبا مرحبا کهو ' کیونکه یه رسول الله کي وصیت هے اور اونکو تعلیم دو -
قال لنا ان الناس لكم تبع و انهم سياتونكم من اقطار الارض يتفقهون في الدين فاذا جاء وكم فاستوصوا بهم خيرا - (سنن ابن ماجه ص ۲۲)	آپ نے صحابه سے فرمایا لوگ تمهارے تابع هیں' اسلیے تمهارے پاس اطراف ملک سے مذهبي علوم سیکهنے آئینگے - جب وہ آئیں تو ان کے ساتهه بهلائي کرو -

آنحضرت نے خود اپنے طرز عمل سے اسکي بهترین مثال قائم کردي تهي اور صحابه نے اسکو محفوظ رکها تها' اسمعیل کا بیان هے که " هم لوگ حسن کي عیادت کو گئے - جب آدمیوں کي کثرت سے گهر بهر گیا ' تو انهوں نے اپنے دونوں پانوں سمیٹ لیے اور کها که هم لوگ ابو هریرہ کي عیادت کو گئے تهے جب آدمیوں سے گهر بهر گیا تها تو انهوں نے دونوں پانوں سمیٹ لیے تهے' اور کها که هم رسول الله کي خدمت میں حاضر هوے ' یهاں تک که گهر بهر گیا ' آپ لیٹے هوے تهے - جب هملوگوں کو دیکها تو دونوں پانوں سمیٹ لیے اور فرمایا که تمهارے پاس اچهه لوگ طلب علم کیلیے آئینگے - اونکو مرحبا کهنا ' تحیت بجا لانا ' اور تعلیم دینا " چنانچه تاریخ اسلام میں جب کبهي اسکے خلاف کیا گیا هے تو عموماً شکایت پیدا هوئي هے - اسي روایت میں اسمعیل کهتے هیں که " هم نے ایسے علماء کا زمانه پایا هے ' جو نه تو مرحبا کهتے هیں ' نه تحیت بجا لاتے هیں ' نه تعلیم دیتے هین ' بلکه جب هم اونکے پاس جاتے هیں' تو روکهائي کے ساتهه پیش آتے هیں " (۱) ان روایات صحیحه کي بنا پر اگر اس زمانه میں طلباء کو اساتذہ سے شکایت پیدا هو تو وہ بالکل بجا اور صحیح هے -

طلباء و اساتذہ کے تعلقات کے متعلق سب سے اهم اور مقدم سوال جس پر تمام حقوق و اختیارات متفرع هوتے هیں یه هے که ارستاد کا حق انتخاب کسکو حاصل هے ؟ اوستاد کي علمي ' مذهبي ' اور اخلاقي زندگي کا اثر براہ راست صرف طلباء هي پر پڑتا هے' اور وهي اسکا احساس بهي کرسکتے هیں' اس بنا پر عقلاً طلباء هي کو اونکے انتخاب کا حق حاصل هونا چاهیے -

اسلام کے قدیم نظام تعلیم میں اسي اصول کي بنا پر ارستاد کا حق انتخاب ' صرف طلباء کو حاصل تها ' اور اس پر تمام محدثین و فقهاء کا عمل تها -

عن ابراهيم قال كانوا اذا اتو الرجل لياخذوا عنه نظروا الى صلاته و الى سنته و الى هيأته يا خذون عنه -	ابراهیم سے روایت هے که جب لوگ کسي عالم کے پاس بغرض تحصیل علم آتے تهے تو اوسکے نماز' اوسکے طریقے' اور اوسکي وضع کو دیکهتے تهے که اس سے علم حاصل کریں -
عن ابي العاليه : قال كنا ناتي الرجل لناخذ عنه فننظر اذا صلى فان احسنها جلسنا اليه و قلنا هو لغيرها احسن و ان اساءها قمنا عنه و قلنا هو لغيرها اسواء -	ابو العالیه سے روایت هے که جب هم کسی عالم کے پاس بغرض تحصیل علم آتے تهے' تو جب وہ نماز پڑهتا تها تو دیکهتے تهے' اگر وہ اچهي نماز پڑهتا تو اوسکے پاس بیٹهتے تهے که وہ دوسري باتوں کو بهي بهتر طریقه سے کرتا هوگا اور اگر نماز ٹهیک طور پر نه پڑهتا تو اوٹهه کهڑے هوتے که وہ دوسري چیزوں کو اس سے بهي بري طور پر کریگا -
عن محمد: قال انظروا عمن تاخذون هذا الحديث فانه دينكم - (مسند دارمی ص ۹۱)	محمد سے روایت هے که جس شخص سے تم لوگ روایت حدیث کرتے هو اوسکي جانچ کرلو' کیونکه یه تمهارا مذهب هے -

ان روایات سے به تصریح ثابت هوتا هے که ارستاد کے اخلاق و عادات ' مذهب' وضع ' غرض هر چیز کي جانچ پڑتال کا طلباء کو حق حاصل هے ' اور اگر اوستاد اس معیار پر ٹهیک نهیں اوترتا تو وہ اوس سے کناره کشي کرسکتے هیں ' لیکن موجودہ نظام تعلیم میں یه حق صرف منتظمه جماعت کو حاصل هے' اور اگر طلباء کبهي اوستاد کے متعلق زبان شکایت کهولتے هیں' تو اسکو گستاخي اور بے ادبي خیال کیا جاتا هے -

هم کو سرکاري اسکولوں میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نهیں' لیکن هم قومي اور مذهبي مدارس میں اسلام کي اس قدیم خصوصیت کو قائم رکهه سکتے هیں' اور اسکو قائم رکهنا چاهیے -

اگرچه قرآن مجید' احادیث صحیحه' اور صحابه و تابعین کے طرز عمل سے ثابت هوگیا که اسلام نے ارستاد کا کوئي حق متعین نهیں کیا ' لیکن هم تسلیم کرلیتے هیں که اسلام نے اوستاد کے حقوق کي تعین کردي هے' اونکے ادب و احترام کو واجب کردیا هے' لیکن سوال یه هے که کیا اوستاد کي شکایت کرنا یا ان سے علحدگي اختیار کرلینا اس ادب و احترام کے منافي هے ؟ اسلام نے امام مسجد کو مقتدیوں سے افضل تسلیم کیا هے' اور اونکے اقتداء کو واجب کردیا هے -

قال رسول الله صلعم يؤم القوم اقرأهم لكتاب الله و اقدمهم قراءة فان كانوا في القراءة سواء	آنحضرت نے فرمایا که قوم کي امامت وہ شخص کرے ' جو قرآن کا سب سے زیادہ قاري هو اور قرات میں ممتاز هو - پهر اگر سب کے سب قراءة میں

---

(۱) سنن ابن ماجه ص ۲۲ کتاب العلم -

بالکل متغیر ہوگئی ہے- جو جرمن فیڈریشن (اتحاد المانی) اسوقت کارزار میں اترا تھا، وہ جرمن شاہنشاہی نہ تھی جو آج میدان جنگ میں اتری ہے -

غرض لکسمبرگ ایک ناطرفدار قلمرو تھی، مگر جرمنی نے اسکی ناطرفداری کو اسلیے زیر و زبر کردیا کہ اسکا وجود انگلستان کے فاتح کیلیے ایک ناگزیر مرحلہ ہے، اور سینٹ پال کے کلس پر عقاب کا علم نصب کرنے کیلیے اسے فتح کرنا ضروری ہے-

(بلجیـــم)

لکسمبرگ کی نا طرفداری کی برہمزنی درحقیقت اس سفر کی اولین منزل ہے جو جرمنی کے پیش نظر ہے- اسلیے کہن سال اور انجام اندیش انگلستان کے متعلق یہ سوء ظن نہ کرنا چاہیے کہ وہ محض جوش حفظ عہد میں خانہ بر انداز ہوگیا ہے اور صرف اسلیے کہ ایک چھوٹی سی قوم پامال کی جا رہی ہے یا ایک عہد نامہ کی توہین ہو رہی ہے، وہ برطانیہ کے ان فرزندوں کو جنگ کی آگ میں جھونک رہا ہے، جنمیں سے (بقول ٹائمز) "ایک گورے کی ہڈیاں تمام سر زمین ایران کی آزادی سے زیادہ قیمتی ہیں"

انگلستان کا یہ اضطراب و ہیجان اور جرمنی سے دست و گریباں ہونے کے لیے مستعدی صرف اسلیے ہے کہ لکسمبرگ کے بعد ہی بلجیم کا نمبر آیگا -

مگر آپ یہ بھی سمجھے کہ انگلستان بلجیم پر حملے کے خیال سے کیوں کانپ اٹھا ہے؟ ذرا نقشۂ یورپ پر ایک نگاہ پھر ڈالیے - دیکھیے! بلجیم کے ساحل سے آبنائے ڈوور کسقدر قریب ہے؟ یہ وہی ابنائے ڈوور ہے جسکے متعلق نپولین تاسف کیا کرتا تھا کہ "اگر مجھے اس پر صرف چھہ گھنٹے کے لیے حکومت ملجاتی تو میں تمام عالم کو فتح کرلیتا" اس ابنائے سے متصل دریائے ٹیمس ہے - اور اسکے سامنے ہی عظیم الشان لندن -

پس اگر جرمنی کی فوجیں بلجیم سے گذر سکیں اور ابنائے ڈوور میں اسکے بیڑے کا مقابلہ بلجیم کے بیڑے سے نہ ہو تو وہ کسقدر آسانی کے ساتھہ انگلستان کے پایہ تخت پر حملہ کرسکتا ہے؟

بلجیم کی طرفداری و ناطرفداری کا مسئلہ آج سے نہیں بلکہ سالہا سال سے انگلستان کے لیے طمانیت سوز رہا ہے - اولاً تو اسلیے کہ اگر جرمنی ایک زبردست قوت کے ساتھہ اس پر حملہ آور ہوجائے تو وہ اسکی مدافعت سے بالکل مجبور ہے - ثانیاً اگر مدافعت کی طاقت پیدا کر بھی لے، جب بھی یہ کیا ضرور ہے کہ وہ جرمنی کا مخالف ہو اور انگلستان کے دروازے کی حفاظت سے انکار نہ کرے؟

اسی واقعہ سے انگلستان اور بھی خائف و مضطر تھا کہ ساحل انیوریپ بلجیم میں انگلستان کی جانب واقع ہے- بلجیم نے اسکی قلعہ بندی کی اسکیم تو بہت ہی مستعدی و سرگرمی سے شروع کردی، مگر "می اوز" کی تحصین و استحکام میں نہ تو مستعدی دکھلائی گئی اور نہ دریا دلی کے مصارف کیے گئے جو جرمنی کے جانب کی بحری سرحد ہے -

مگر کیا عجیب بات ہے کہ جب وقت آیا تو بلجیم نہ صرف نا طرفدار، بلکہ انگلستان کا طرفدار نکلا! انگلستان کی سرگرمی اور خفیہ ریشہ دوانیوں کے تاثیر و نفوذ کا یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے -

سچ یہ ہے کہ بلجیم جسطرح انگلستان کی طرف قلعہ بندی کررہا تھا، اسیطرح اسنے جرمنی کی طرف کے بھی مقامات لی، می اوز، ے، نامور وغیرہ میں مشکلات و عقبات پیدا کردیے تھے - البتہ بہت ممکن ہے کہ اس وقت جرمنی کے ساتھہ انگلستان کے علی الرغم کوئی اتحاد پیدا ہوگیا ہو -

بلجیم کی مشرقی سرحد میں ایک حملہ آور کو جو مشکلات پیش آسکتی ہیں، ان میں سب سے زیادہ قابل توجہ یہ مراحل و مواقع ہیں:

ارڈنیس (جسکو بلجین لکسمبرگ بھی کہتے ہیں) نہایت دشوار گذار جگہ ہے، اور فوجی نقل و حرکت تو اسمیں قریباً ناممکن ہے - اس صورت میں بلجیم کا خط مدافعت می اوز نامی مقام ہوگا جسکے پیچھے اسکی فوج ایک مناسب موقع پر جم جاسکتی ہے، یہاں تک کہ فرانس یا انگلستان سے (جیسا کہ اسوقت انگلستان ڈیڑہ لاکھہ فوج بھیج رہا ہے) اسکی مدد کیلیے کمک پہنچ جائے -

مقام لی بھی قلعوں اور بیٹریوں کے حلقہ میں ہے مگر محفوظ نہیں، کیونکہ جرمنی کی فوج میسٹر چٹ کے راستہ سے اندر آجا سکتی ہے -

یہ بلجیم کی فوجی اور جنگی حیثیت تھی - جغرافی حیثیت سے اسکا رقبہ ۲۹۵۰۰ کیلومیٹر ہے اور آبادی ۰۰۰۰،۰۹۴۲۱۰ دارالسلطنت کا نام برازیل ہے، اور عام ملکی زبان فرانسیسی -

بلجیم سنہ ۱۸۱۵ع سے پہلے فرانس کے ماتحت تھا، مگر انگلستان نے اپنی حفاظت کے خیال سے اسکو اور ہوالینڈ کو فرانس کی محکومی سے آزاد کرایا - اسوقت سے وہ اپنے آپ کو انکی آزادی کا محافظ سمجھتا ہے -

(فرانسیسی سرحد)

بلجیم کے طرف جرمن پیشقدمیوں کا اصلی مقصد تو انگلستان ہے، لیکن دوسرا مقصد فرانس بھی ہو سکتا ہے - نقشے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برلن سے پیرس تک کا سیدھا راستہ ٹھیک بلجیم میں سے ہوکے گیا ہے - موجودہ فن جنگ میں سب سے بڑا حملہ آورانہ کام یہ ہے کہ پوری مستعدی کے ساتھہ ابتداء کی جائے، اور جلد سے جلد اور مختصر سے مختصر راستے سے ہوتے ہوے ایک ایسی فوج کے قلب میں پہنچ جائے جو ہنوز طیار نہ ہوئی ہو - اسطرح ایک ہی حملے میں تمام فوج حریف پا مال ہوجالیگی -

اس لحاظ سے جرمنی کیلیے براہ بلجیم فرانس جانے کا راستہ بوجہ قرب مسافت ایک نہایت قیمتی خط جنگ ہے - اسوقت یورپ کی جنگ ایک قسم کی گھوڑ دوڑ ہے - اور تھوڑے دنوں تک یہی حالت رہیگی - اس دوڑ میں جو حریف سب سے زیادہ تیزرو ہوگا، وہی کامیاب جنگ جاری رکھہ سکے گا -

اہل فرانس عموماً اس خیال میں تھے کہ انکی شمالی سرحد خطرہ سے محفوظ ہے - کیونکہ اولاً تو السیس اور لورین میں جرمنی کیلیے ہر قسم کی مشکلات موجود ہیں - پھر بلجیم نے می اوز، لیے ہیو، اور نامور میں بھی جرمنی کے لیے سنگھلنے گراں نصب کردیے ہیں -

لیکن حالات نے بہت جلد اس اعتماد کو بے بنیاد ثابت کردیا- جرمنی آج تین سال سے میلوبکسی میں سفر و حرکت کیلیے طرح طرح کی آسانیوں کا سامان کررہا تھا اور اس درجہ مکمل و مستعد ہوچکا تھا کہ فرانس کی سرحدی مشکلات اور استحکامات اسکے سامنے کچھہ بھی مدافعت نہیں کر سکتیں -

السیس اور لورین کی قلعہ بندیوں کے حالات حال میں فرانس کے ایوان مبعوثین (چیمبر آف ڈیپوٹیز) میں بیان کیے گئے تھے - اگر یہ صحیح ہے کہ ان قلعہ بندیوں کو تازہ ترین اصول پر رکھنے میں کامیابی نہیں ہوئی ہے تو سمجھنا چاہیے کہ انکی اہمیت زیادہ سے زیادہ دوسرے درجہ پر ہے- بہرنوع دائمی قلعہ بندی کی اہمیت خصوصاً اس حالت میں جب کہ اسکو مدد اور کمک نہ پہنچ سکے، ہمیشہ سے مشکوک سمجھی گئی ہے -

غرض جہاں تک قرائن صحیحہ سامنے آتے ہیں، شمالی سرحد پر فرانس کی قلعہ بندیوں کو محض بے اثر سمجھنا چاہیے -اور کچھہ عجب نہیں کہ اولوالعزم اور سرمست عروج و شباب جرمنی بہت جلد ان قلعہ بندیوں کی حقیقت کا تجربہ دکھاے -

(السیس اور لورین دو فرانسیسی صوبے ہیں جن پر سنہ ۱۸۷۰ میں جرمنی نے قبضہ کرلیا تھا)

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ' اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ٥ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ٥ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ڈوز نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ٦ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ١١ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ٥ و ٦ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی خاک چھانی کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغی کمزوری کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ١٠ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ ہی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیم اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے ' نیز اسکی سابق تندرستی ازسرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر [illegible]
ایچ - ایس - عبد الغنی یوسف - ٢٢ و ٧٣
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

S.C. Mitra & Co.
COLOR ENGRAVERS &
COLOR PRINTERS
11/2 K NARKEL BAGAN
CALCUTTA

فليومهم اقدمهم هجرة فان كانوا في الهجرة سواء فليومهم اكبرهم سنا (سنن ابو داؤد صفحه ۷۵)	هوں تو وہ شخص امامت کرے' جس نے سب سے پہلے هجرت کي هو' اگر سب کے سب هجرت میں بھي برابر هوں تو وہ شخص امامت کرے' جو سن میں سب سے بڑا هو -

اگر اوستاد کے ادب و احترام کو قطعي الثبوت تسلیم کرلیا جاے' تو اوسکو مختلف حیثیتوں سے امام کے ساتھہ مشابہت هوسکتي هے' اس بنا پر عہد نبوت میں صحابہ کا جو طرز عمل امام کے متعلق رها هوگا' وہ امام کے ادب و احترام کے منافي نہ هوگا' اسلیے طلباء بھي اساتذہ کے معاملات میں اوسي طرز عمل کي تقلید کرسکتے هیں' اور اسکو گستاخي یا بے ادبي پر محمول نہیں کیا جاسکتا -

عہد نبوت میں امام کے متعلق صحابہ کا جو طرز عمل تھا اوس پر صحیح بخاري کي ایک روایت سے کافي روشني پڑسکتي هے -

قال رجل یا رسول الله اني لا تاخر عن الصلوة في الفجر مما یطیل بنا فلان فیها فغضب رسول الله صلعم ما رایته غضب في موضع کان اشد غضبا منه یومئذ - ثم قال یا ایها الناس ان منکم منفرین فمن ام الناس فلیتجوز فان خلفه الضعیف و الکبیر و ذالحاجة (بخاري جلد اول مطبوعہ - مصر ص - ۹۰)	ایک شخص نے کہا یا رسول الله میں نماز فجر میں اسلیے دیر کرکے شریک هوتا هوں کہ فلاں امام نماز کو بہت طول دیتا هے آپ اسقدر غصہ هوے کہ کبھي کسي موقع پر اس قدر برهم نہ هوے تھے پھر آپ نے فرمایا: لوگو! بعض لوگ تم میں سے لوگوں کو بدکاتے هیں' جو شخص امامت کرے' وہ تخفیف کرے کیونکہ اوسکے پیچھے ضعیف' بڈھے' اور اهل حاجت بھي هوتے هیں -

یہ شکایت مجمع عام میں کیگئي' اور کسي نے اسکو ادب و احترام کے منافي نہیں سمجھا' اور خود رسول الله نے امام هي کو تنبیہ کي -

لیکن هم اوستاد و امام کي مشابہت کو بھي ناقص فرض کرلیتے هیں' اور اوستاد کو ایک ایسی ذات سے تشبیہ دیتے هیں جسکو شریعت نے اس قدر واجب التعظیم تسلیم کیا هے کہ خدا کے بعد اوسکي پرستش کي جاسکتي هے -

لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم علیهن من الحق (ابو داؤد جلد ۱ - ص ۲۷۳)	اگر میں کسیکو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوهروں کو سجدہ کریں' کیونکہ خدانے مردونکو عورتوں پر حق دیا هے -

لیکن بحث یہ هے کہ عورت ایسے واجب التعظیم شخص کي شکایت کرسکتي هے یا نہیں؟ اور اگر کرسکتي هے تو شکایت کا طریقہ کیا هوسکتا هے؟ روایات صحیحہ سے ثابت هوتا هے کہ عورت مرد کي جائز شکایت کرسکتي هے اور بالکل اوسي طریقہ سے کرسکتي هے جو اسٹرائک سے مشابہت رکھتا هے' سنن ابو داود میں هے (جلد اول - ص - ۲۷۳)

قال رسول الله صلعم لا تضربوا اماء الله فجاء عمر الی رسول الله صلعم فقال ذئرن النساء علي ازواجهن فرخص في ضربهن فاطاف بآل رسول الله صلعم نساء کثیر یشکون ازواجهن - فقال النبي صلعم لقد طاف بآل محمد نساء کثیر یشکون ازواجهن لیس اولئک لخیارکم -	آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کي لونڈیوں کو نہ مارو' حضرت عمر آپ کے پاس آے اور کہا کہ اس حکم سے عورتیں دلیر هوگئیں تو آپ نے مارنے کي اجازت دي - اسکے بعد آنحضرت کے مکان پر بکثرت عورتیں اپنے شوهروں کي شکایت لیکر آنے لگیں' تو آنحضرت نے فرمایا کہ بکثرت عورتیں اپنے شوهروں کي شکایت لیکر آتي هیں' ایسے شوهر صالح آدمي نہیں هیں -

اس روایت میں عورتوں نے علانیہ مردوں کي شکایت کي هے اور آنحضرت نے عورتوں هي کے حق کا لحاظ رکھا هے - اس کے پہلے جزو پر طلباء مذهبي حیثیت سے عمل کرسکتے هیں' دوسرے جزو پر عمل کرنے کا منتظمین مدارس کو اختیار هے -

لیکن هم اسپر بھي قناعت نہیں کرتے' هم اوستاد کا وهي حق اور وهي درجہ تسلیم کرتے هیں' جو باپ کو بچے پر حاصل هے - هم بچوں میں طالب العلم کا وهي پست درجہ فرض کرتے هیں' جو اولاد اناث کو اولاد ذکور کے مقابلہ میں حاصل هے -

لیکن گفتگو یہ هے کہ اولاد باپ سے اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرسکتي هے یا نہیں؟ احادیث صحیحہ سے ثابت هوتا هے کہ اولاد باپ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکتي هے اور دلیرانہ کرسکتي هے - سنن نسائي میں هے (جلد - ۲ - ص - ۲۲)

عن عائشة (رض) ان فتاة دخلت علیها فقالت ابي زوجني ابن اخیه لیرفع بي خسیسته و انا کارهة' فقال اجلسي حتی یاتي النبي (صلعم) فجاء رسول الله صلعم فاخبرته فارسل الی ابیها فدعاه فجعل الامر الیها - فقالت یا رسول الله قد اجزت ما صنع ابي و لکن اردت ان اعلم ان للنساء من الامر شي - (۱)	حضرت عائشہ (رض) سے روایت هے کہ ایک نوجوان عورت اونکے پاس آئي' اور کہا کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میرا نکاح کردیا هے کہ وہ میري وجہ سے معزز هوجاے' مگر میں اوسکو پسند نہیں کرتی - حضرت عائشہ نے کہا: رسول الله کے آنے کا انتظار کرو - آپ آئے تو اوس نے واقعہ بیان کیا - آپ نے اوسکے باپ کو بلا بھیجا' اور اوس عورت کو نکاح کا اختیار دیدیا - اوس نے کہا کہ یا رسول الله میں اپنے باپ کے فعل کو جائز رکھتي هوں' لیکن میں صرف یہ معلوم کرنا چاهتي تھي کہ عورت کو بھي معاملات میں کچھہ اختیار هے یا نہیں؟

ان روایات کي مجموعی ترتیب سے حسب ذیل نتائج مستنبط هوتے هیں:

(۱) اسلام نے استاد کا کوئي حق تسلیم نہیں کیا - اسلیے اسٹرائک پر انکا کوئي اثر نہیں پڑتا -

(۲) استاد پر طلبا کے حقوق اسلام نے تسلیم کیے هیں -

(۳) اگر استاد کے آداب و حقوق تسلیم بھي کرلیے جائیں' تو اون کي شکایت اور اون سے علحدگي اون آداب و حقوق کو پامال نہیں کرتي -

(۴) اوستاد کي شکایت علانیہ مجمع عام میں کي جاسکتي هے -

(۵) ان تمام نتائج کي منطقیانہ ترتیب سے وهي نتیجہ پیدا هوگا جسکو اسٹرائک کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا هے - اس بنا پر اوستاد کي فضیلت' اوستاد کا ادب' اوستاد کا حق اسٹرائک کے منافی نہیں هے - (۲)

---

(۱) لیکن جو لوگ فن تعلیم کي مہارت کے ساتھہ صاحب اولاد کثیرہ بھي هیں وہ ندوہ کي اسٹرائک سے زیادہ علي گڈہ کي اسٹرائک سے اور علي گڈہ کي اسٹرائک سے زیادہ صاحبزادوں کي اسٹرائک سے گھبراتے هیں -

(۲) لیکن هم تعلیمي اسٹرائک کو صرف قیاس سے ثابت کرنا نہیں چاهتے بلکہ اس مضمون کے پانچویں نمبر میں تاریخ اسلام سے اسکي متعدد مثالیں دینگے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۸-۹ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۶ رمضان ۳ شوال ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۵

Calcutta : Wednesday August, 19 & 26. 1914.

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

وجاهدوا في الله حق جهاده، هو
اجتبٰكم وما جعل عليكم في الدين
من حرج، ملة أبيكم إبرٰهيم، هو
سمّٰكم المسلمين من قبل وفي هذا
ليكون الرسول شهيدا عليكم، و
تكونوا شهداء على الناس، فأقيموا
الصلوٰة وآتوا الزكوٰة، واعتصموا
بالله، هو مولٰكم، فنعم المولٰى و
نعم النصير! (۲۲ : ۷۸)

قیمت فی پرچہ | چار آنہ

ڈبل نمبر ہونیکی وجہ سے قیمت آٹھ آنہ

" کتاب مرقوم یشهده المقربون (۸۳ : ۱۸)
" و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۲]

السحر الحلال

فی

مجلدات الہلال

تو اے کہ محو سخن گستران پیشینی
مباش منکر " غالب " کہ در زمانہ تست !

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین و وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے - اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید و اعدی عدو مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرنے کیلیے ساعی ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و اسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الالہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر اسے ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا الغو، مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار متشککین مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت، مزاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو انکی قیمت دس روپیہ قرار دی جاتی ہے -

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف پانچ روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

بہت ممکن ہے کہ الہلال کی قیمت بڑھا دی جاے - اگر ایسا ہوا تو پھر مکمل جلدوں کی قیمت بھی زیادہ ہو جائیگی .

الهلال

۱۹ و ۲۶ اگست ۱۲۳۲ هجري

الطــامــة الكــبرى ! !

وقعت الواقعــة ، ليس لوقعتهـــا كاذبة !

و النازعات غرقاً ، والناشطات نشطـاً ، و السابحات سبحـاً ، فالسابقات سبقاً ، فالمدبرات امرا : موت اور هلاکت کے وہ اوقات اليمه جو خون کي رگوں اور گوشت کے ریشوں کے اندر سے انسان کي جانوں کو کهينچ ليتے هيں اور آباديان اجاڑ اور زندگياں هلاک هو جاتي هيں - وہ ارواح حروب و قتال جو زندگی کيليے موت کا اور آبادي کيليے ويراني کا دروازہ ايسي عجلت اور ايسي آساني سے کهولديتي هيں ، گويا کسي لپٹے هوے بند کو کهول ديا گيا - وہ هلاکت اور موت کی عظيم الشان هستياں جن پر انسان پاش توپيں لدي هوئيں اور آگ اور خون کے خونخوار درندے سوار هيں ، اور جو سمندروں ميں تيرتی پهرتي هيں اور ايک دوسرے سے بازي ليجانا چاهتي هيں تا اپنے شئون و امور کی تدبير کريں ، ان سب کی چهائي هوئی هيبت اور پهيلی هوئي وحشت کي قسم ، اور ان سب کی پهيلائي هوئی موت اور برسائی هوئی هلاکت کی گواهی ، کہ ارض الهی کا امن ڈوب گيا ، انسانية کي بستی اجاڑ هوگئی ، نيکی کا گهر لوٹ ليا گيا ، اور دنيا مثل اس بيوہ کے هوگئی جسکا شوهر زبردستی قتل کرديا گيا هو اور اسکے يتيم بچوں پر رحم نہ کيا گيا هو - اب وہ اپنے لٹے هوے سنگهار پر ماتم کريگی ، اور اپني پهٹي هوئی چادر کو سر سے اتار ديگی - کيونکہ اسکا حسن زخمي هوگيا ، کيونکہ اسکا شباب پامال کر ديا گيا ، اور اسليے کہ اسکے فرزندوں نے اسپر تلوار اٹهائی ، اور اسليے کہ اوسکے دوستوں نے اسے کچل ديا - پس زندگی کی جگہ موت ، عيش و سلامتی کي جگہ اضطراب ، نغمۂ نشاط کي جگہ شور ماتم ، زمزمہ سنجي کي جگہ نوحہ خواني ، آب زندگي کی جگہ بحر خونين ، بستيوں کي جگہ قبريں ، اور زندگي کے کاروبار اور بازار رونقي چهل پهل کي جگہ موت نے وہ جنگل جنميں لاشيں سڑينگي ، اور هولناک سمندروں کے وہ خونيں طوفان جنميں انسان کي لاشيں مچهليوں کي طرح اچهلينگي - اور اے دنيا کے بڑے بڑے مغرور شهروں کے بسنے والو ! کل تک تمهاري ماؤں نے تمهيں جنا تها ، تا زندگي پر گهمنڈ اور طاقت پر مغرور هو - پر آج تم موت کے کهلونے هو جنهيں بگاڑ ديا جاليگا ، اور هلاکت کي مورتيں هو جنهيں مٹا ديا جاليگا - اور پهر اے وہ کہ تمدن کي بهشت ، علم کے مرغزار ، اور عيش و نشاط زندگی کے حيرت آباد اور اعجوبہ زار تهے ! تم کل تک دوسروں کي موت و هلاکت کي خبريں سنتے تهے ، پر آج تمهاري هلاکت کي خبريں پڑهي جائينگي - کل تک تمهارے پاس کرۂ ارضي کي مصيبتوں کا قلم تها ، پر آج تمهاري مصيبتوں کي تاريخيں مدون هونگي - تم کل تک دوسروں پر ظلم و قهر کرتے تهے پر آج تم پر ظلم کيا جائيگا - تم کل تک دوسروں کيليے آگ سلگاتے تهے ، پر آج تمهارے ليے جهنم بهڑک رهي هے - تم کل تک ضعيفوں اور نا توانوں کيليے درندے تهے ، پر آج درندوں ميں خود چلگئی اور بهيڑيوں نے آپسميں ايک دوسرے پر پنجہ مارا - تم کل تک دنيا کيليے موت کی بجلي اور هلاکت کي بدلي تهے ؛ پر آج کوئي نهيں جو تمهيں هلاکت کی بارش اور بربادي کے رعد و برق سے بچا سکے - کل مشرق کی بربادیوں کا تم نے تماشہ ديکها تها ، آج وہ تمهاري هلاکت کو ديکهہ رها هے :

فاليوم الذين آمنوا من الكفـار يضحكون ، علي الارائك ينظرون ، هل ثوب الكفار ما كانوا يفعلون (۸۳ : ۳۶)	پس آج کا دن وہ دن هے کہ مسلمان ارباب کفر پر هنستے هيں اور امن و راحت سے بيٹهے هوے تماشہ ديکهہ رهے هيں - هاں ! ابتو وہ وقت آگيا کہ انهوں نے اپنے اعمال کا بدلہ پا ليا -

(ماتـم انسانيـــة !)

انسان کي سوئی هوئی سبعيت و بهيميت پهر جاگ اٹهي هے - وہ اشرف المخلوقات کہ صورت سے آدمی مگر خواهشوں ميں بهيڑيا ، محل سراؤں ميں متمدن انسان مگر ميدانوں ميں جنگلي درندہ ، اور اپنے هاتهہ پاؤں سے اشرف المخلوقات ، مگر اپني روح بهيمی ميں دنيا کا سب سے زيادہ خونخوار جانور هے ، اب اپنی خونريزي کي انتهائي شکل اور اپني مردم خواري کے سب سے زيادہ برے وقت ميں آگيا هے - وہ کل تک اپنے کتابوں کے گهروں اور علم و تهذيب کے دار العلوموں ميں انسان تها ، پر آج چيتے کي کهال اسکے چمڑے کي نرمي سے زيادہ حسين اور بهيڑيے کے پنجے اسکے دندان تبسم سے زيادہ نيک هيں - درندوں کے بهٹ اور سانپوں کے جنگلوں ميں امن و راحت مليگی ، مگر اب انسانوں کی بستياں اور اولاد آدم کي آباديان راحت کي سانس اور امن کے تنفس سے خالی هوگئی هيں - کيونکہ وہ جو خدا کي زمين پر سب سے اچها اور سب سے بڑهکر تها ، اگر سب سے برا اور سب سے کمتر هوجاے تو جس طرح اس سے زيادہ کوئي اور نيک نہ تها ، ويسا هي اس سے بڑهکر اور کوئي برا بهي نهيں هوسکتا :

لقد خلقنـا لانسان في احسن تقويم ، ثم رددناه اسفل سافلين - الا الذين آمنوا وعملو الصالحـات فلهـم اجرا غير ممنون - (۹۵ : ٦)	هم نے انسان کو ايک طرف تو بهترين قوتوں کي ترکيب اور اعلی ترين جذبات کي ساخت ميں پيدا کيا ليکن پهر دوسري طرف بهيمي خواهشوں اور شرير قوتوں کے لحاظ سے نهايت هي ادنی درجہ کي مخلوق

تک بهي لوٹا لاے - هاں وہ لوگ جو اللہ پر ايمان لاے اور اعمال صالحہ و عادلہ اختيار کيے ، سو انکے ليے بے انتها اجر هے - کيونکہ وہ ان متضاد قوتوں کی کشاکش سے بچ نکلينگے -

شير خونخوار هے ، مگر غيروں کيليے - سانپ زهريلا هے ، مگر دوسروں کيليے - چيتا درندہ هے ، مگر اپنے سے کمتر جانوروں کيليے - ليکن انسان ، دنيا کا اعلي ترين مخلوق ، خود اپنے هي هم جنسوں کا خون بهاتا اور اپنے هي ابناے نوع کيليے درندہ و خونخوار هے !

و علی ذالک قول بعض شعراء هذا العصر :

ولقد رايت الا سد احسن خلقـة
من جنس هذا الظالـم المتمرد
الـنـاس تقتل كل يوم بعضها
والا سد تقـتل غيرها اذ تعتدي

انسان هي هے جو فرشتوں سے بهتر هے اگر اپنی قوتوں کو امن و سلامتي کا وسيلہ بناے ، اور انسان هي هے جو سانپ کے زهر اور بهيڑيے کے پنجے سے بهي زيادہ خونخوار هے اگر راہ امن و سلامتي

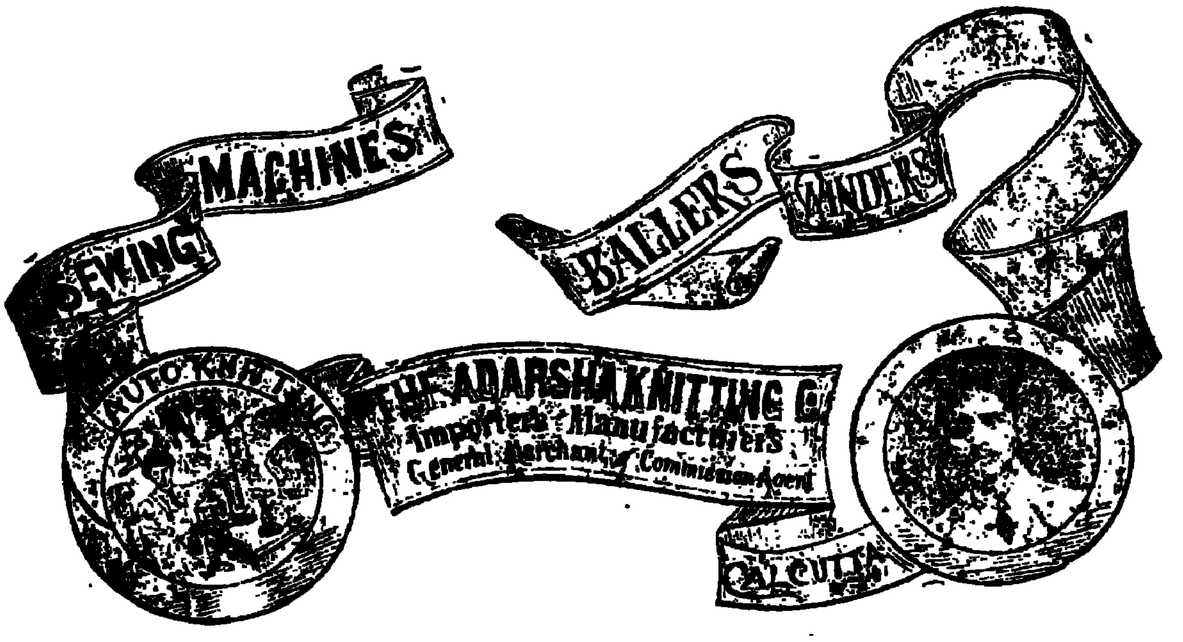

مارکا بلّا - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاہتي ہے کہ ہندوستان کي مستورات بیکار بیٹھي رہیں اور ملک کي ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے : —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا اوني بات نہیں -

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگي جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگي جسمیں گنجي تیار ہوگي جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروري ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اچھے روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہي بننے کے لیے چیزیں بھي بھیج دي گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

— :*: —

- - انریبل نواب سید نواب علي چودھري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپني کي چند چیزیں خریدیں مجھ ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے -

مس کھم کماري دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواري آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا ہوں - یہ کمپني اس وجہ سے قائم ہوئي ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کر رہی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے ماسواے کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتي ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکي مدد کریں -

---

انریبل جسٹس سید شرف الدین - جج ہائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپني کي بنائی ہوئي چیزونکو استعمال کیا اور پائیدار پایا - دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے - میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد اس کمپني کي سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت ہو -

---

ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

انکے پرائیوٹ سکریٹري کے زباني -

آپنے اپني ساخت کي چیزیں جو حضور گورنر اور انکي بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا - ہز اکسیلنسي اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اور مجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے -

برنیم — سول گورنمنٹ وڈ ٹنگالیل -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ -

راجفه، ابصارها خاشعه، يقولون ءانا لمردود ون في الحافره، ءاذا كنا عظامـــاً نخــــره ؟ (۷۹ : ۱۰)	بھونچال آئیگا جب انسان کے دل دھڑک اٹھینگے، اور جب انکی ہولی نظریں جھک جائینگی، اور وہ کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں اسقدر ترقی کرکے اور آگے بڑھکے) پھر (وحشت و خرابی کی

طرف) لوٹائے جائیں گے ؟ اور وہ بھی ایسی حالت میں جب گل سڑکر کھوکھلی ہڈیاں ہوجائینگے ؟ (یقین کرو کہ ایسا ہی ہونے والا ہے)

(آلایة الکبری)

اور دیکھو کہ قدرت الہی کی یہ کیسی ہولناک نشانی ہے جو ایام الاہیہ کی گذشتہ نشانیوں کو یاد دلاتی ہوی، غفلت کی دنیا اور غرور انسانی کی بستی پر بجلی کی طرح چمکی ہے، اور رب الافواج کہتا ہے کہ میں اپنے ہاتھہ کے جلال صولت اور جبروت انتقام کو نمایاں کرونگا - یہ اسکے آواز کی ایسی گرج اور اسکے دست جلال کا ایسا معذب وار ہے جو ہزاروں برسوں کے عصیان و تمرد کے بعد ظاہر ہوتا ہے، اور اس بجلی کے مانند جو سر سبز کھیتوں پر گرتی، اور اس طوفان کی طرح جو یکا یک زمین پر چڑھتا، اپنا کام پورا کردیتا ہے - یہ اسکا قانون ہے جو ہمیشہ سے ہے اور کبھی اسمیں تغیر نہیں ہوسکتا - اس قانون انتقام و تبدل نے آبادیاں بدلیں، بستیاں اجاڑیں، عمارتیں منہدم کیں، قوموں کو ہلاک، مملکتوں کو ویران، اور بسے بسائے شہروں کو نابود اور نئی آبادیوں سے اپنی زمین کو معمور کردیا !

وکاین من قــریة عتت عن امر ربهـــا ورسـله فحا سبنا ها حسابا شديـدا و عـــذبنا ها عـــذا بـــا نـــكـــرا (۶۵ : ۱۰)	اور کتنی ہی آبادیاں تھیں جنھوں نے اپنے پروردگار اور اسکے رسولوں کی صداقتوں سے سرتابی کی اور عصیان و طغیان پر اتر آے - تب ہم نے بڑے ہی سختی کے ساتھہ انکے کاموں کا حساب لیا اور بڑے ہی سخت عذاب میں گرفتار کیا -

اور وہی قانون ہے جسکے اندر سے خدا کا دست قہار پھر چمکا ہے اور وہ اپنی زمین کے موجودہ مالکوں سے انکے کاموں کا حساب لینا چاہتا ہے جیسا کہ پچھلوں سے لیا گیا !

الـم نهلـك الاولـيــن ؟ ثـم نتبعهم الاخرين، كـــذا لـــك نفعـــل بالمجرمين، ويل يومئذ للمكـــــذ بين ! (۷۷ : ۸)	کیا ہمنے طغیان و عصیان کی پاداش میں اگلی قوموں کو ہلاک نہیں کیا ؟ بس اسی طرح ہم پچھلی قوموں کو بھی انکی مانند عذاب میں مبتلا کرینگے - یہ ہمارا قانون ہے کہ اپنے مجرموں کے ساتھہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں - پس اس دن اللہ کی سچائی کے جھٹلا نے والوں پر افسوس !

متمدن قوموں کا غرور انتہائی حد تک پہنچ چکا ہے - طاقتوں اور عجیب عجیب ترقیوں نے انہیں متوالا کردیا ہے - انکو حسب سنن الاہیہ زمین کی حفاظت کا منصب دیا گیا - لیکن انہوں نے قوت پا کر جنگ و فساد کی راہ اختیار کی، اور طغیان و عصیان سے ارض الہی کو بھر دیا : حتی انت الارض من جور المظالمين، و استغاثت السماء من طغيان الكافرين، وسمع رب العزة انين المظلومين و بكاء الباكين : و اوحى اليهم ربهم لنهلكن الظالمين -

پس ضرور تھا کہ غرور و طغیان کیلیے کوئی حد ہوتی - عجب نہیں کہ مہلت ختم ہوگئی ہو، اور کچھہ اچنبھا نہیں اگر ارض الہی کے امن کیلیے، بندگان خدا کی راحت کیلیے، اور کمزوروں کو سکھہ کی نیند سلانے کیلیے، انکا خون انہی کے ہاتھوں بہایا جاے جنھوں نے دوسروں کا خون اپنے ہاتھوں بہایا، اور اس طرح عدالة الہی اُن قوتوں کا حساب لے جو صدیوں سے تمام دنیا کے اعمال کا حساب لے رہی ہیں :-

يـريد ان يمـن على الذين استضعفـوا في الارض و نجعلهـم ائمـة و نجعلهـــم وارثـيـن (۲۸ : ۲۶)	ہم نے ارادہ کیا کہ جو لوگ کمزور و ضعیف کیے گئے ان پر احسان کریں، انہی کو سرداری اور برتری بخشیں، اور انہی ناتوانوں کو طاقتور انسانوں کا وارث بنائیں -

یہ دنیا کا غرور طاقت ہے جو اب رنگ لایا ہے، یہ قوت اور سیادت ارضی کی وہ غذا ہے جو اس نے بڑے ہی حرص و طمع سے کھائی پر ہضم نہو سکی، اور اب اسی کا فساد اسکی تندرستی کیلیے مہلک ثابت ہوا ہے :

فـذاقت وبال امرهـا وكان عاقبــة امرهـــا خسرا (۶۵ : ۲۶)	بالاخر انکے اعمال کا وبال انکے آگے آیا اور وہ کو طاقت اور عظمت میں بہت بڑھچکے تھے لیکن انجام کار گھاٹا ہی گھاٹا ہوا -

(ذالك بما قدمت ايديهم !)

یورپ کا تمدن، اسکی طاقت، اسکا جنگی اقتدار، اسکے عجیب عجیب اسلحہ، اور برباد کن ہولناکیاں، اسکے مہیب جہاز، اور نئی کوروز تک پہنچ جانے والی متعددہ فوج، ایسی قاہر و جابر تھی نہ انکی تنبیہ کیلیے خود انہی کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا - انہوں نے اپنے سوا ہر قوت کو پامال کیا، اور اپنے سوا اور کچھہ رہنے نہ دیا، پس کون تھا جو انکے مقابلے میں نکلتا اور دنیا میں کس کا ہاتھہ اتنا قوی تھا جو انکے آہنی پنجوں پر پڑتا ؟ وہ دہ سب سے بڑے ہوگئے تھے، انکے لیے وہ لوگ کیا کام دیسکتے تھے، جو آج سب سے چھوٹے ہوگئے ہیں ؟ انکے جہازوں کے مقابلے کیلیے انکے جہازوں سے بڑھکر جہاز چاہیے تھے، مگر وہ کہاں بنتے ؟ انکی توپوں کیلیے انکی توپوں سے زیادہ ہلاکت بار توپیں درکار تھیں، مگر وہ کہاں ڈھلتیں ؟

پس جب زمین پر انسے بڑھکر اور کوئی نہ تھا جسکے اندر سے خدا کا ہاتھہ ظاہر ہوتا تو دیکھو کہ حکمت الہی نے کس طرح خود انہی کو انپر مسلط کردیا، اور اسکی یہ تدبیر کی کہ باہمی جنگ و قتال میں مبتلا ہوگئے - اب انکا ہولناک تمدن جسکو ایک ہزار سال کے اندر انہوں نے طیار کیا تھا، انہی کی تخریب میں کام آیا، اور انکی ہر ترقی اور ہر بڑائی خود انہی کیلیے وسیلۂ تعذیب ہوگئی - اگر انکی توپوں سے بڑھکر دوسروں کے پاس توپیں نہ تھیں، تو انہی کی توپوں کے گولے انکے لیے اوڑنے لگے - اگر انسے بڑھکر جنگی جہاز دوسروں کے پاس نہ تھے، تو وہی جہاز انکے مقابلے کیلیے سمندر میں تیرنے لگے - ہر پتھر جو انہوں نے اٹھایا، خود انہی کے لیے اوڑا، اور ہر آلہ جو انہوں نے طیار نہیں وہ انہی کے لیے متحرک ہوا - انہوں نے بڑا سامان کیا تھا، مگر خدا کا سامان سب سے بڑا ہے :

انهم يكيـدون كيـداً واكيد كيـدا، فمهل الكافرين امهلهم رويدا (۵۶ : ۱۲)	یہ لوگ اپنا داؤ کر رہے تھے اور ہم اپنا داؤ کھیل رہے ہیں، پس منکروں کو مہلت لینے دو، زیادہ نہیں - تھوڑی سی

(یہ کون ہیں ؟)

یہ کون ہیں جو آپسمیں خون اور ہلاکت کرنے کیلیے دوڑتے ہیں ؟ یہ وہ ہیں جنھیں "امن کے شہزادہ" نے انکے اولین ظہور کے وقت

اور چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اتر آئے :

انا ہدیناہ السبیل	ہم نے انسان کو راہ عمل و ترقی دکھلا
اما شاکرا و اما کفورا	دی ہے ' پھر یا تو ہماری ہدایت پر
(۳ : ۷۶)	عمل کرنے والے ہیں یا انکار کرنے والے ۔
الم نجعل لہ عینین '	پھر کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کیلیے
و لسانا و شفتین '	دو آنکھیں اور زبان اور ہونٹ نہیں
و ہدیناہ النجدین ؟	دیے ؟ بیشک دیے اور خیر و شر کی
(۹ : ۹۰)	دونوں راہیں اسے دکھلادیں

یہی انسانیۃ اعلی اور ملکوتیۃ عظمی ہے جسکی تقویم و تکمیل کیلیے دین الہی اور شریعۃ فطری کا ظہور ہوا ' اور یہی پیغام امن ' رہنماے صلح و صلاح ' اور وسیلۂ فوز و فلاح ہے جسکا دوسرا نام " اسلام " ہے - یعنی جنگ کی جگہ صلح ' خون و ہلاکت کی جگہ عمران و حیات ' اور بربادی و خرابی کی جگہ سلامتی و امنیۃ ہے ' وہ بتلاتا ہے کہ اگر انسان اپنی قوۂ ملکوتی اور فطرۂ صالحہ سے کام نہ لے ' تو وہ بڑے ہی گھاٹے ٹوٹے میں ہے :

والعصر ' ان الانسان لفی	زمانہ اور اسکے حوادث گواہی دیتے
خسر ' الا الذین آمنوا	ہیں کہ انسان بڑے ہی گھاٹے ٹوٹے
وعملوا الصالحات و تواصوا	میں ہے - مگر وہ لوگ کہ اللہ پر ایمان
بالحق و تواصوا بالصبر	لاے ' اعمال صالحہ اختیار کیے ' اور
(۳ : ۱۰۳)	حق اور صبر کی باہمدگر وصیت کی !

پھر اس سے بڑھکر خسران و نقصان کیا ہوگا جسمیں آج دنیا مبتلا ہے ؟ وہ دنیا جس نے قوتوں کی صقیل کی ' جس نے فطرۃ کے قوانین مستورہ کو بے نقاب کیا ' جس نے عقل و ادراک کے خزانے کھلوا دیے ' جس نے ارتقاے فکر و علو مدرکہ سے دنیا کو علم کا گھر اور دریافتوں اور تحقیقوں کی مملکت بنادیا ' جو علم و مدنیۃ کے انتہاے عروج سے متوالی ہوگئی ' جو قوتوں کے حصول کے نشے سے بد مست ہوکر مغرورانہ جھومنے لگی ' جس نے کہا کہ انسان کے سوا کچھہ نہیں ' اور جس نے اعلان کیا کہ مادہ کے اوپر کوئی نہیں - کیا آج اسکا یہ علم اعلی ' یہ مدنیۃ عظمی ' یہ ایجادوں کا ڈھیر ' یہ مخترعات کا انبار ' یہ بے شمار کتابوں کی جلدیں ' اور یہ لا تعد و لا تحصی دماغوں کے افکار عالیہ و مدنیہ ' ایک لمحہ ' ایک دقیقہ کیلیے بھی اس ہولناک بربادی ' اس خوفناک تصادم ' اس وحشت انگیز خونخواری ' اس خون کا سمندر بہانے والی ' اور لاشوں کے جنگلوں کو بھر دینے والی جنگ کو روک سکتے ہیں ' اور نوع انسانی کو عالمگیر نقصان و ہلاکت سے بچا سکتے ہیں ؟ کیا قانون کشش ثقل جس پر نئے عالم کو ناز ہے ' اس سے بچالیگا ؟ کیا قوت برقی کا کشف اسے روکدیگا ؟ کیا بھاپ اور اسٹیم کی ایجاد کچھہ سفارش کریگی اور انسان کو غمگینی سے بچا لیگی ؟ آہ ! یہ ایجادات محیرہ ' یہ مخترعات مدہشہ ' یہ مصدقات منورہ ' جس پر مدنیۃ کو ناز اور علم انسانی کو غرہ ہے ' امن و سلامتی کی جگہ خود ہی ہلاکت اور بربادی کا وسیلہ ' اور خون اور آگ کی افزایش و تضاعف کا ذریعہ ہیں - اگر پہلے دنیا کیلیے صرف کمان کا تیر اور تلوار کی دھار تھی ' تو آج تمدن کی بدولت ایک ایک سکینڈ میں کئی کئی مرتبہ چھوٹنے والے ہلاکت بار گولے ' اور لمحوں اور منٹوں کے اندر شہروں اور قلعوں کو مسمار کردینے والے آہن پوش جہاز ہیں - پھر اے علم و مدنیۃ کا شیطان ! کیا تو اسلیے آیا تھا کہ خدا کی آبادی کی ویرانی کو دوگنا اور اسکی ہلاکت کے آلات کو زیادہ مہلک اور لا علاج بنا دے ؟ اور اے انسان کی غفلت اور اے اولاد آدم کی نادانی ! تو اب تک خدا سے لڑیگی ' اور کب تک اسکی زمین کے امن و راحت کو روندیگی ؟ حالانکہ تمدن اور علم تجھے قوی بناسکتا ہے پر نیک نہیں بنا سکتا :

یامعشر الجن و الانس	اے مجمع جن و انس ! اگر تمہاری
ان استطعتم ان تنفذوا	طاقت میں ہے کہ زمین و آسمان کے
من اقطار السماوات	مدبرات و ملکوت کے اندر سے اپنی راہ
و الارض فانفذوا ' لا تنفذون	پیدا کرکے آگے کو نکل جاؤ ' تو ترمی
الا بسلطان ! (۲۷ . ۵۵)	کی سر انتہا کیلیے بھی کوشش

کر دیکھو ' مگر بغیر سلطان الہی کے ایسا نہ کرسکوگے اور یاد رکھو کہ وہ قوت تمہارے بس میں نہیں ہے :

(رستخیز تصادم)

اور دیکھو یہ کیسی آگ ہے جو بھڑک اٹھی ہے اور کس طرح تمدن کی حسین و جمیل آبادیاں آگ اور دھویں کی ہولناکی کے اندر ویران ہو رہی ہیں :

یرسل علیکما شواظ من نار	تم پر آگ کا دھواں اور اسکی لپٹ
و نحاس فلا تنتصران !	چھاجائیگی ' اور تمہارے پاس کوئی
(۵۵ :)	انسانی قوت ایسی نہیں کہ اسکے ذریعہ
	اس ہلاکت کو دفع کرسکو !

یہ دنیا کی مغرور و فتح مند طاقتوں کی ٹکر ہے ' اور اتنی بڑی انسانی درندوں کی لڑائی ' جتنے بڑے خونخوار اسباع و بہائم آجتک کرۂ ارضی پر پیدا نہیں ہوے - دنیا نے ٹیٹس کے قصے سنے ہیں جس نے یروشلیم کو تباہ کردیا ' دنیا نے بخت نصر کو دیکھا ہے جو بنی اسرائیل کو گرفتار کرکے بابل لے گیا ' دنیا میں ایرانیوں کے قہر و استیلا کے افسانے سنے گئے ہیں جنہوں نے بابل کو مسمار کردیا تھا ' اور رومیوں کے عہد تسلط و عروج کے ایسے بہت سے فاتح خونریزوں کی روایتیں مشہور ہو گئی ہیں ' جنہوں نے خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوقوں کو بہت ستایا اور اسکی زمین پر بہت فساد کیا :

و کذالک جعلنا فی کل	اور اسی طرح ہم نے ہر آبادی میں
قریۃ اکبر مجرمیہا لیمکروا	اسکے بڑے بڑے سرکش گنہگار پیدا کیے
فیہا -	تاکہ وہ فتنہ و فساد پھیلائیں -

لیکن خون بہانے کی اسقدر شیطانی قوتیں ' آگ برسانے کے ایسے جہنمی آلے ' اور موت و ہلاکت پھیلانے کی ایسی اشد شدید ابلیسیت کو کسی کو بھی نصیب نہ ہوئی - زمین کی پشت پر ہمیشہ درندوں نے بھٹ بناے اور اژدہوں نے پھنکاریں ماریں ' مگر نہ تو ایسی درندگی آجتک کسی میں تھی جیسی موجودہ متمدن اقوام کی قوتوں کو حاصل ہے ' اور نہ ابتک ایسا سانپ اور اژدہا پیدا ہوا ' جیسے کہ ان لڑنے والوں میں سے ہر فریق کے پاس ڈسنے ' نگلنے ' اور چیرنے ' پھاڑنے کیلیے عجیب عجیب ہتیار جمع ہیں - پھر اس اژدہے کو دیکھو جو جنوب سے منھہ کھولے ہوے بڑھرہا ہے ' اس ہاتھی کو دیکھو جسکی مستک غرور طاقت سے جھوم رہی ہے : سنسمہ علی الخرطوم - اور جسکے دانت ہلاکت کے دو نیزوں کی طرح نکلے ہوے ہیں ' اس بھیڑیے کو دیکھو جو مشرقی یورپ کی بھٹ سے چیختا ہوا اٹھا ہے ' اور اس خوفناک چیتے کو دیکھو جو [illegible] اور روس کی سرزمین میں خون اور گوشت کیلیے پلا ہے ! یہ کیسے مہیب ہیں ؟ یہ کیسے خوفناک آلات سے مسلح ہیں ؟ ان سب کا باہم ایک دوسرے پر گرنا اور چیرنا پھاڑنا کرۂ ارضی کا ایسا ہولناک بھونچال ہوگا ؟ ایسا بھونچال جو کبھی نہیں آیا ' ایسا طوفان جو کبھی بھی نہیں اٹھا ' ایسی آتش فشانی جو کبھی بھی نہ ہوئی ' اور خداوند کا ایسا غضب جو ابتک کبھی بھی زمین پر نہ ہوا :

یوم ترجف الراجفۃ '	وہ ہولناک دن کہ جب زمین کانپ
تتبعہا الرادفۃ ' قلوب	اٹھیگی ' جب ایک بھونچال کے بعد دوسرا

اسئلة واجوبتها

اولیـاء الـلـه و ارتقـاء روحـاني

(از جناب مولوی محمد عمر صاحب تهانوي)

صحیفۂ الهلال میں سال جدید سے جو سلسله مقالات افتتاحیه کا به عنوان " اولیاء الله و اولیاء الشیطان " شروع هوا تها ' اس مضمون کے ایک خاص حصه کے متعلق کسي قدر مزید شرح و تفصیل کا بهي طالب هوں - مضمون کے دوسرے نمبر میں جناب نے تحریر فرمایا هے که " اولیاء الله سے مقصود کوئي خاص مصطلحه جماعت نهیں هے جیسا که سمجها جاتا هے - بلکه قران کریم تمام مومنین صادقین کو اولیاء الله کے لقب سے پکارتا هے - البته جو لوگ تزکیه نفس اور اعمال صالحه کے ذریعه تقرب الی الله کي راه اختیار کرتے هیں ' وه ارتقاے روحاني کے ماتحت مختلف مدارج و مراتب میں سے گذرتے هیں ' اور اية و من یطع الله الخ میں انهي کا ذکر کیا گیا هے "

لیکن گذارش هے که " ارتقاے روحاني " سے مقصود کیا هے اور اسکا ذکر قران کریم میں کیونکر کیا گیا هے ؟

الهـــلال :

رمضان المبارک اور جنگ یورپ کي وجه سے مقتضیات وقت بدل گئے' اور مقالات افتتاحیه کي جگه دوسرے مضامین نے لے لي' اسلیے سلسلۂ " اولیاء الله " غیر مکمل رهگیا - اب باب التفسیر کے سلسلے میں اسے بعنوان اکمل و احسن پورا کرنے کي کوشش کرونگا -

جناب نے " ارتقاے روحانی " کے متعلق سوال کرکے ایک بهت هي طولانی بحث چهیڑ دي هے - جو بغیر ایک مستقل و مبسوط مضمون کے ممکن نهیں - مختصراً چند اشارات پر اکتفا کرونگا :

(ارتقـــاے روحانی)

قرآن کریم کے مطالعه و تدبر سے واضح هوتا هے که اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے مختلف درجے اور مرتبے هیں' اور به لحاظ اپنے اعمال و خصائص اور تعلق و نسبت کے یه دونوں جماعتیں ایمان و نفاق' اسلام و کفر' اور تقوی و فسق میں گهٹتي بڑهتي رهتي هیں -

" اولیاء الله " کا گروه جس قدر محبت الهي اور انقطاع ماسوي الله میں ترقي کرتا هے' اتنا هي اسکے اعمال میں اخلاق الهي اور نور رباني کا ظهور بهي ترقي کرتا هے' اور اسکي روح فیضان الهی سے نزدیک تر هوتي جاتي هے - یهانتک که تکمیل مرتبۂ انسانیۃ تک اسکا ارتفاع هوجاتا هے - اور یهي " صراط مستقیم " اور " دین قیم " کا آخري مرتبه هے -

اسي طرح اولیاء الشیطان بهي جسقدر اپنے مرکز شقاوت و خباثت سے قریب تر هوتے جاتے هیں اور انکي روح کو مقام ایمان بالله و ذهاب الی الله سے بعد هوتا جاتا هے ' اتنا هي کفر و نفاق اور فسق و عدوان میں بهي ترقي کرتے جاتے هیں' اور اسي ترقي کي نسبت سے انکے مختلف درجے اور مرتبے هیں - پهلا گروه الله کي طرف بڑهتا هے - اسلیے اسکو الهي منزلیں پیش آتي هیں اور ان راهوں میں سے هوکے گذرتا هے جو الله کے دوستوں کي راهیں هیں - لکن دوسرے گروه کا رخ قواء شیطانیه کي طرف هوتا هے اسلیے اسے ابلیسي منزلیں پیش آتي هیں اور ان راهوں کو اختیار کرتا هے جو شیطان کے عاشقوں اور پیار کرنے والوں کی راهیں هیں - پس اولیاء الله جسقدر الله سے محبت کرتے اور غیر الله سے کٹنے میں ترقي کرتے جاتے هیں' اتنا هي مدارج سیر الی الله میں بهي بڑهتے جاتے هیں - اسي طرح اولیاء الشیطان یا اصحاب النار جسقدر شیطان سے عشق کرتے اور اسکے لیے اور اسکے کاموںکے لیے خدا کو چهوڑنے اور خدا کے کاموں سے دشمني کرنے میں دلیر اور جري هوتے جاتے هیں' اتنا هي ذهاب الی الشیطان میں انکے ابلیسي مراتب کي بهي ترقي هوتي جاتي هے : یعدهم و یمنیهم وما یعدهم الشیطان الا غرورا

اگر تم کهتے هو که انسان کے جسم کي ترقي اور تکمیل کیلیے دنیا میں " قانون ارتقاء " جاري هے ' اور اس نے ایک رینگنے والے کیڑے کو ترقي دیکر بتدریج انساني جسم و شکل کے حسن و جمال تک پهنچا دیا هے ' تو پهر انسانی روح کی ترقي تکمیل کیلیے کیوں کوئي قانون ارتقاء تسلیم نهیں کرتے' اور کیوں انسان کي معنوي زندگي کو ادنی مرتبه سے اٹهکر اعلی مراتب حیات الاهیه تک پهنچنے نهیں دیتے ؟

فی الحقیقت وه " قانـون ارتقـــاء " جسکو لا مارک ' هلیر ' ابن مسکویه ' اور ڈارون نے دریافت کیا هے' صرف مخلوقات کے جسم هي تک محدود هے - وه کچهه نهیں بتلاتا که ارتقاء کي یه زنجیر هیکل انسانی کی کڑي تک پهنچکر پهر کهاں چلي جاتی هے' اور اسکے بعد بهي ارتقاء کے مدارج باقی رهتے هیں یا نهیں ؟ لیکن وه قانون ارتقاء جسے محمد الرسول الله نے دریافت کیا (صلے الله علیه و سلم) وه بتلاتا هے که بلاشبه انسانیت کے مرتبه تک پهنچنے کے بعد " ارتقاء جسمي " تو ختم هو جاتا هے لیکن اسکے بعد ایک " ارتقاء روحانی " کا سلسله شروع هو جاتا هے' اور جسم حیواني کو انسان کا هیکل اختیار کرنے کے بعد بهي انسان بننے کیلیے بهت کچهه بننا اور ترقی کرنا باقی رهتا هے :

یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات' والله بما تعملون خبیـــر ! (۵۸ : ۱۲)	جو لوگ تم میں سے ایمان لاے اور جن لوگوں نے علم حق حاصل کیا ' سو الله تعالی انکے مدارج کو ترقي دیتا هے اور ارتفاع بخشتا هے -

یهي مدارج هیں جو اولیاء الله اور اصحاب النار کے ذهاب الی الله کي مختلف منزلیں هیں - ایمان بالله اور محبت الهي اس ارتقاء روحاني کي اصل هے' اور ارتقاء انساني کے معنی یه هیں که الله پر ایمان و ایقان ترقي کرے ' اور الله کي ولایت اور دوستي اپنے اونچے مرتبوں اور مقاموں تک بلند هو جاے :

الیه یصـــعد الکلم الطیب و العمل الصـالح یـرفعه - (۳۵ : ۱۱)	کلمات طیبه و صالحه الله هي کي طرف بلند هوتے هیں اور وه عمل صالح کرنے والوں کو ارتفاع بخشتا هے -

اس آیۃ کریمه میں دو چیزیں بیان کي هیں : " کلم الطیب " اور " عمل صالح " پس انسانیت کي تکمیل و ارتقاء کي بنیاد بهي یهي دو چیزیں هیں - " کلم الطیب " سے مقصود ایمان بالله هے' اور " عمل صالح " سے مقصود انسان کے وه تمام کام جو صحت و اصلاح اور عدل و حقیقت کے مطابق هوں - فرمایا که ایمان بالله صعود کرتا هے اور بلند هوتا هے' اور عمل صالح کو خدا اونچے درجوں تک لیجاتا هے -

یهي ارتقاء روحی هے جسکو قران کریم نے " نعمة " اور " انعام " کے لفظ سے تعبیر کیا هے' اور اپنے فاتحه الکتاب میں (که تمام قران اسي متن کي شرح هے) مومنوں کو یه دعا سکهلائي هے :

اهدنا الصراط المستقیم : صراط الذین انعمت علیهـــم !	خدایا ! همیں صراط مستقیم پر چلا ' وه صراط مستقیم جو ان لوگوں کي راه هے جن پر تو نے انعام کیا !

وعظ سنایا تها ' جبکه وہ گلیل اور یهودیه اور برون پهاڑ کي بهیڑ کو دیکهکر کوہ زیتون پر چڑهگیا ' اور اس نے اپنے شاگردوں کیلیے تعلیم دي :

> " مبارک هیں وہ جو دل کے غریب هیں ' کیونکه وہ آسودہ هونگے - مبارک هیں وہ جو دل کے حلیم هیں کیونکه وہ زمین کو ورثه میں پائینگے ' مبارک هیں وہ جو رحم دل هیں کیونکه انپر رحم کیا جائیگا ' مبارک هیں وہ جو صلح کراتے هیں' کیونکه وہ خدا کے بیٹے کهلائینگے (متي ۵ : ۱۰)

پس یه غریب هیں' حلیم هیں ' رحم دل هیں ' زمین پر صلح اور امن کرانے کیلیے خداوند کے بیٹے هیں' کیونکه انهیں کها گیا تها :

> " تم سن چکے هو که اگلوں سے کها گیا که خون نه کرنا ' پر میں تم سے کهتا هوں که جو کوئي اپنے بهائی پر غصے هوگا وہ سزا کے لائق هوگا - (متی ۵ : ۲۱) تم سن چکے هو که اگلوں سے کها گیا که آنکهه کے بدلے آنکهه اور دانت کے بدلے دانت ' پر میں تم سے کهتا هوں که شریر کا مقابله نه کرنا (۵ : ۲۳) تم سن چکے هو که اگلوں سے کها گیا که اپنے پڑوسي کو پیار کرو ' اور اپنے دشمن سے عداوت رکهه ' پر میں تم سے کهتا هوں که اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور اپنے ستانے والوں کیلیے دعا مانگو ' تا که تم اپنے آسماني باپ کے بیٹے ٹهرو " (۵ : ۴۴)

پس یه هے اس مقدس تعلیم کا آخري ظهور جو دنیا کے سامنے هے' اور یه هے وہ پاک امانت جو شهزادۂ امن نے اپني نسل کو دي' تا که وہ آسمانی باپ کے بیٹے کهلالیں - انکو غربت کا ' حلم کا ' تحمل کا ' صلح و امنیت کا پیغام دیا گیا تها ' اور کها گیا تها که یهودیوں کو خون کرنے سے روکا گیا مگر ایک مسیحي اپنے بهائی پر غصه بهي نهیں کریگا 'وہ شریر کے مقابله سے بچیگا ' اور دشمن تک کو پیار کریگا - مگر آج " مسیح " دنیا میں نهیں هے جو دیکهے که خداوند کے بیٹے کهلانے والے کس طرح خداوند کي زمین کي سب سے بڑي خونریزي کیلیے اٹهے هیں ' اور خون بهانے کے ایسے ایسے هتیار انکے کاندهوں پر هیں ' جو زمین نے اجتک نه دیکهے تهے -

آہ ' آج انکا وہ حال هو گیا هے جس کي زبور میں خبر دي گئي ' جسکے لیے یشعیاہ نبي نے نبوت کي ' جسپر یرمیاہ نبي نے نوحه پڑها ' جسپر خرقي ایل نے ماتم کیا ' اور جسکے لیے ملاکي نبي نے آخري آنسو بهائے - یه سب کچهه یهودیوں کیلیے اس سے زیادہ نه تها ' جتنا آج خود انکے لیے هو سکتا هے' جو یهودیوں کو اس حالت سے چهڑانے آئے تهے :

> " کوئي راستباز نهیں - ایک بهي نهیں - کوئي خدا کا طالب نهیں - ایک بهي نهیں - سب گمراہ هیں - سب بیکار هو گئیے - کوئي بهلائي کرنے والا نهیں - ایک بهي نهیں - انکا گلا کهلي هوئی قبر هے - انکے هونٹوں میں سانپوں کا زهر هے - انکا منهه لعنت اور کڑواهٹ سے بهرا هوا هے - انکے قدم خون بهانے کیلیے تیز هیں - انکي راهوں میں تباهي اور بد حالي هے - وہ سلامتي اور امن کي راهوں سے واقف نه هوے - انکي آنکهوں میں خدا کا خوف نهیں "
>
> (زبور ۱۴ : ۱ - یشعیاہ ۵۹ : ۷)

* * *

برطانیه کا بیڑہ

انگلستان کي جسقدر بحري طاقت آبناے جزائر برطانیه میں موجود هے ' وہ تین بیڑوں میں منقسم هے :

پہلے بیڑے میں ایک نشان کا جهاز اور چار اسکوائڈرن هیں اسکوائڈرن ایک بحري اصطلاح هے جسکا اطلاق جهازوں کے اس خاص مجموعه پر هوتا هے جو ایک چهوٹے علم بردار کے ماتحت هوتا هے -

دوسرے اور تیسرے بیڑے میں صرف دو دو اسکوائڈرن هیں - یه اسکوائڈرن بیٹلشپ (جنگی جهاز کي ایک قسم) سے مرتب هیں -

(پهلا بیڑا)

پہلے بیڑے کے اسکوائڈرن میں جتنے جهاز هیں وہ سب کے سب ڈریڈناٹ وضع کے هیں - " آئرن ڈیوک " ایک نشان بردار جهاز کا نام هے - اسمیں ۱۳ - ۵ ' انچ ' اور ۱۳ - ۶ ' انچ کی توپیں هیں - ڈریڈناٹ " مارل برو " نامي اور بعض پرانی وضع کے ڈریڈناٹوں میں ۱۲ انچ کي توپیں هیں -

دوسرے بیٹل اسکوائڈرن میں جو دنیا میں جهازوں کا سب سے زیادہ یک رنگ اور قوي مجموعه هے' " جارج هفتم" اور " اوري" جهاز هیں - ان میں سے هر ایک میں ۱۳ - ۵ ' انچ کي توپیں هیں -

چوتها بےٹل کروزر اسکوائڈرن میں اسوقت صرف چار جهاز هیں' جنمیں سے تین تو پراني وضع کے ڈریڈ ناٹ هیں اور چوتها " آگا میمنن " هے -

تیسرے بیٹل اسکوائڈرن میں " شاہ ایڈورڈ " نامي ۸ - جهاز هیں - یه آٹهوں جهاز آهن پوشی ' اسلحه برداري ' اور سرعت رفتار میں برابر هیں اور سب سے آخرین قسم کے پوري ڈریڈناٹ کي قسم اور درجے میں انکا شمار هے ' اور معرکه آرائی میں ابتدائی ڈریڈ ناٹوں کے برابر سمجهے جاتے هیں -

ان چار اسکوائڈرنوں کے همراہ اس بیڑے میں پهلا بیٹل کروزر اسکوائڈرن جسمیں " لوائن " نامي جهاز بهي شامل هے - دوسر بیٹل کروزر اسکوائڈرن ' اور تین اور جهاز بهي هیں - اسکے علاوہ چار تارپیڈو فلوٹیلا بهی هیں اور تیسرے میں سب سے آخري وضع کے جهاز هیں - یه بیڑہ عموماً هارورچ اور نوارے میں رهتا هے -

(دوسرا بیڑہ)

اسمیں دو بیٹل اسکوائڈرن هیں - انکے علاوہ پانچویں اسکوائڈرن میں " فوار مڈایبل " نامی جهاز کے درجه کے آٹهه جهاز هیں' اسلیے اسکو بهي شاہ ایڈورڈ نامی جهازوں کے اسکوائڈرن کے مثل سمجهنا چاهیے - گو یه طاقت میں ان سے کسیقدر کم هے - دو کروزر اسکوائڈرن اور پیٹرول فلوٹیلا بهی هیں مگر پٹرول فلوٹیلا آخر ترین وضع کی تارپیڈو کشتیاں هیں -

دوسرے بیڑے کو پوري طاقت پهنچانے کے لیے ۵ هزار آدمیوں کی ضرورت هے -

(تیسرا بیڑہ)

تیسرے بیڑے میں بهی بیٹل شپ جهاز جو عموما ساحل میں پڑے رهتے هیں اور کچهه کروزر کے اسکوائڈرن هیں جو بحري تعلیم و تربیت میں کام آتے هیں - ساتواں بیٹل اسکوائڈرن جس پر دو سال تک امیر البحر اپنا علم بلند رکهتا هے ' آٹهه پرانی وضع کے جهازوں سے مرکب هے - یه جهاز " مجیسٹک " نامی جهاز کی وضع پر بنے هیں ' اور وزن ' آهني چادروں' اسلحه وضع ' اور شکل میں ڈریڈ ناٹ جهازوں سے بالکل مختلف هیں -

زندگی محنت کشی، سنگدلی، خونخواري، اور نا عاقبت اندیشی ی طالب ہے، اور تمدن اپنے ساتھہ جو چیزیں لاتا ہے وہ علم، راحت طلبی، تن آسانی، عشق پرستی، انجام اندیشی، اور حب نفس و مال ہے -

چنانچہ اس وقت یورپ کی مختلف قوموں میں جس نسبت ے تمدن ترقي کر رہا ہے، اسي نسبت سے انکے جنگي جوش اور فوجي زندگي میں بھي تنزل ہو رہا ہے، اور اگرچہ یورپ کے ایک متمدن سپاهي کا جسم پر شوکت پوشاک اور تازہ ایجاد اسلحہ ے آراستہ ہوتا ہے، مگر اسکا سینہ اس دل سے خالي ہوتا ہے جو افریقي سپاهي کا اصلي ہتیار ہے - ہر حکومت اسکو محسوس کر رہي ہے اور اسکے تدارک کي فکر میں ہے، مگر عموماً جسقدر تدبیریں کي جا رہي ہیں، وہ اسلیے چنداں سودمند نہیں ہوتیں کہ انکا استعمال اسوقت ہوتا ہے جب طبیعت کے صفحۂ سادہ پر مدن کا نقش بیٹھہ جاتا ہے -

یہي غلطي ہے جس کا انسداد براے اسکوٹ سسٹم کا اصلي مقصد ہے -

بچوں کي تعلیم و تربیت کا اصلي گر یہ ہے کہ ان قدرتي قوی اور میلان سے کام لیا جاے جو بچے اپنے ساتھہ لیکے پیدا ہوتے ہیں - اس اصول پر ان سے جو کام لیا جاتا ہے، اسے ہنسي خوشي بجالاتے ہیں، اور چونکہ بطیب خاطر کرتے ہیں، اسلیے جلد کامیابي اور ترقي ہوتي ہے - اسي نکتہ کو نظیري نے اپنے شاعرانہ انداز میں بیان کیا ہے :

درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعہ بمکتب آورد طفل گریز پاے را

(مسٹر بیڈن پاویل)

براے اسکوٹ سسٹم کا سنگ بنیاد یہي اصول ہے سب سے پلے مسٹر بیڈن پاویل نے اسکی ضرورت کو محسوس کیا اور اس کے قیام کیلیے ملک کو توجہ دلائي - مسٹر فلیپ گبس اس نظام کے آغاز پر بحث کرتے ہوئے "گریفک" میں لکھتے ہیں -

"اسکو (Baden-Powell باني نظام کو) اپنا عہد طفلي یاد تھا - اور اب وہ بڑا ہوگیا تھا - جنگ اور موت کو انکي حقیقي خوفناک شکلوں میں دیکھہ چکا تھا، اسے اپنے تندرست بچپن کے وہ شاندار خیالات یاد آگئے، جبکہ وہ ریڈ انڈین کے نقش قدم پر چلتا تھا، اور کینسنگٹن کے مرغزاروں میں شکار کھیلا کرتا تھا -

اس نے اپنے ذہن ثاقب کي ایک فوري تابش سے یہ محسوس کیا کہ بچوں کي زندگي کا آغاز منچلے پن کي روح سے ہوتا ہے جو تخیل کے حدود کے اندر محدود ہوتي ہے - پس اگر کوئي ایسا نظام ترتیب دیا جاے جو بچوں کو ادب نفس، (سیلف ڈسپلن) عزت، ہمت، اور مطمح نظر پر اعتقاد و اعتماد کي تعلیم دے، تو یہ میدان طبیعي قابو میں آسکتا ہے اور پھر اس سے نہایت مفید کام لیے جاسکتے ہیں " -

(نظام کار)

اس نظام کا مایہ خمیر کیا ہے ؟ کیا مشاغل تجویز کیے گئے ہیں ؟ انکي طرف کیونکر رہنمائي ہوتي ؟ ان تمام سوالوں کے جواب میں مسٹر گبس لکھتے ہیں :

" اس نے اپنے کیمپ اور جہازي کي زندگي اور شکاروں اور معرکہ آرائیوں کے تجارب سے کھیل تجویز کیے جو ایسي عملي معلومات سے لبریز تھے جنھیں بچے پسند کرتے ہیں اور جن سے انھیں شب کو ستارے پہچاننا، اوقات اور راستہ معلوم کرنا، اپني آنکھوں کو ان حقیر چیزوں کیلیے کھلا رکھنا جو راستوں اور کھیتوں میں چلتے وقت پڑي ملتي ہیں، جہاں میدانوں میں اپنے ہاتھہ سے اپنا کھانا پکانا، بغیر دیاسلائي کے آگ جلانا، اپنے رفیق کا سراغ اسکے نقش قدم یا کسي پڑي شے سے لگانا، عمدہ گرہ لگانا، ایک اچھا نقشہ کھینچ ڈالنا، غرض اسي طرح کے ایک ہزار ایک کاموں کو سیکھنے کا موقعہ ملتا ہے، جو بکري کي کھال کے دستانوں، اسفلٹ کي کچکاري، اور تمدن کے زچہ خانوں کے بدبے ہرے راستوں کي ایجاد سے پہلے ہر شریف آدمي کي تعلیم میں داخل تھے "

" چونکہ اسے خود اپنا بچپن یاد تھا - اسلیے اسے یہ معلوم تھا کہ بچے مخفي اشارات اور علامات و نشانات [بیج] جنگي آوازوں، اور اس قسم کي دوسري چیزوں کے عاشق ہوتے ہیں - اس نے یہ سب چیزیں اپنے نظام میں رکھیں اور انکی مختلف جماعتوں کو مختلف حیوانات مثلاً بھیڑیا، ریچھہ، عقاب، وغیرہ وغیرہ میں تقسیم کرکے ہر ایک کے لیے ایک خاص علامت اور ایک مخصوص علم مقرر کیا تاکہ ہر بچہ اپنے جرگے کے لڑکوں کو پہچانسکے "

" آنکھہ اور ہاتھہ کي مہارت، نجاري کي تعلیم، کاشت کاروں کے کام، نہر، دریا، اور کمپ کے ہنر، یہ چیزیں ہیں جو ان بچوں کي بٹالین میں جوہر شمار کي جاتي ہیں "

" نشان (بیج) وہ لڑکا حاصل کرسکتا ہے جو سیمافور (ایک قسم کا آلہ ہے) کے ذریعہ ایک پہاڑي سے دوسري پہاڑي پر اطلاع دیسکتا ہے، یا گھوڑے کي ٹوٹي ہوئي نعل جلد لگا سکتا اور پھر دوسري نئي باندھسکتا ہے، یا ایک درخت کو جلد کاٹ سکتا ہے یا ایک خیمہ کو بہتر اور جلد نصب کر دے سکتا ہے " :

(اخلاقی آمیزش)

لیکن جسطرح جنگي تعلیم اپنے اندر گونہ گوں فوائد رکھتي ہے اسیطرح اسمیں بعض نقصان و مضرات بھی ہیں - سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس سے انسان میں سنگدلی، تند خوئی، ستمراني، انتقام پسندي، اور اسی قسم کے دیگر اخلاق فاسدہ پیدا ہوجاتے ہیں -

بیڈین پاویل کا مقصد درندہ نما انسان پیدا کرنا نہ تھا بلکہ وہ ایسے قوی، تندرست، اور شجاع شہري پیدا کرنا چاہتا تھا، جو اپني اور اپنے وطن کي آزادي کے حامي و محافظ اور اپني سوسائٹي کیلیے مفید و کار آمد رکن ہوں -

اسلیے اس نے اس بادۂ تند و تلخ میں اخلاق کے عرق گلاب کي اس اندازہ سے آمیزش کی کہ اسمیں اعتدال تو پیدا ہوگیا مگر اسکے کیف میں کچھہ فرق نہ آیا :

آمیختم بہ بادۂ صافي گلاب را !

چنانچہ اس نے قرار دیا کہ ہر براے اسکوٹ کا یہ فرض ہے کہ ہر روز وہ کوئي نیک کام کرے - اسکو چاہیے کہ اپنے آرام کو قربان کرکے دوسرے کو آرام پہنچائے - بلکہ اگر خطرہ کا موقع ہو تو اپنے کو خطرہ میں ڈالکر دوسرے کو بچاے - بوڑھوں، ناتوانوں، اور جانوروں کے ساتھہ لطف و مہرباني اسکا اولین فرض ہے - اسکو ہمیشہ ہنستے اور سیٹي بجاتے رہنا چاہیے - خواہ کتني ہي سختي آپڑے مگر اسے کبھي شکایت نہ کرني چاہیے - اسے اپنے خیالات، افعال، اور الفاظ میں پاک و صاف رہنا چاہیے -

اس نظام کو روشناس ہوے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا، مگر با ایں ہمہ یہ اسقدر مقبول عام ہوا ہے کہ اسوقت تک دو لاکھہ لڑکے اسمیں داخل ہوچکے ہیں -

اس نظام کو وسیع پیمانہ اور پایدار بنیاد پر لانے کے لیے حال میں قوم سے ڈھائي لاکھہ پونڈ کے لیے اپیل کي گئي تھي، جسکے جواب میں ہر طرف سے چندہ کي بارش ہورہي ہے - امید ہے کہ بہت جلد یہ رقم پوري ہوجائیگی -

مقالات

تربیت اطفــال کا ایک صفحه

فوجی اور اخلاقی تعلیم کا ایک معتدل مجموعه

بواے اسکوٹ سسٹم

قوموں کی ترقي کے لیے تعلیم سے زیاده تربیت اهم هے ' بلکه سچ یه هے که اسوقت تک تعلیم مفید نہیں هو سکتي جب تک که اسکے ساتهه صحیح اور با اصول تربیت بهي نه هو -

تربیت کا اصلي وقت بچپن هے - اسلیے که اسوقت بچه کا مزاج ایک غیر متشکل ماده هوتا هے ' جس کا اچهے یا برے قالب میں ڈهالنا مربی کے اختیار میں هوتا هے - اسلیے جو قومیں زنده هونا چاهتي هیں یا اسوقت زنده هیں اور آئنده بهي زنده رهنا چاهتي هیں ' وه ان معصوم هستیوں کي تربیت غور و اهتمام اور اعتناء کامل کے ساتهه کرتي هیں جنکا نام آینده چلکے قوم هوگا -

صحیح تربیت کیا هے ؟ وه نظام پرداخت جسمیں اخلاق ' دماغ ' اور جسم تینوں کی پرورش و بالیدگي پیش نظر هو - کیونکه جس طرح اس کارزار حیات میں زنده رهنے کے لیے معلومات میں وسعت اور افکار و خیالات میں روشني کي ضرورت هے ' اسیطرح بلکه اس سے کئي چنــد زیاده نظــر میں ترفـع ' حوصله میں بلندي ' اراده میں جزم ' نیتوں میں اخلاص ' عمل میں ایثار ' دل میں شجاعت ' اور جسم میں صحت و قوت کي بهي ضرورت هے - پس جو نظام تربیت ان صفات کے اشخاص پیدا کرنے میں کامیاب نہیں وه نه صرف ناقص هے بلکه ایک داخلي خطره هے جو قومي حیات کے لیے تمام خارجي خطرات و اعداء سے کہیں زیاده مہلک و قاتل هے - کیونکه ناقص تعلیم و تربیت قومي زندگي کی بنیاد کو کهوکهلا کر دیتي هے ' اور جب کسي عمارت کی بنیادیں اندر سے خالي هو جائیں تو پهر اسکا انجام معلوم !

(هندوستان کی نئی نسل)

آج هندوستان میں جس قسم کی تعلیم و تربیت دي جارهی هے اسکے نقائص بار بار مدبرین تعلیم تک کی زباني بیان میں آچکے هیں - اس تعلیم و تربیت سے ایک طرف تو دماغ کا مبلغ علم چند کتابوں کي سطح سے آگے نہیں بڑهتا ' دوسري طرف جسماني قوتوں اور اخلاقي محاسن کے نشو و نما کا اسمیں کوئی انتظام نہیں -

هم ایک تعلیم یافته هندوستاني خصوصاً مسلمان تعلیم یافته کو جب تصور کرتے هیں جسنے نئے عہد تربیت میں نشو و نما پائي هے تو ایک ضعیف البصر ' نحیف الجثه ' کمزور دل ' محروم الحس ' اور اپنے تمام قومی اور مذهبي شعائر و خصوصیات سے متنفر انسان کي مکروه تصویر آنکهوں میں پهر جاتي هے !

لیکن جس معلم کی تربیت کے نتائج هندوستان میں به نظر آتے هیں ' وهي جب اپنے گهر میں فرائض تعلیم و تربیت انجام دیتا هے تو اسکے نتائج عموماً تندرست طاقتور ' شجاع ' جاں نثار ملـک ' اور سر فروش وطن اشخاص اور بسا اوقات اعاظم ابطال و اکابر امجاد کي شکل میں ظاهر هوتے هیں !

اس اختلاف حالت کے اسباب کیا هیں ؟ اس سوال کے جواب کے لیے اس نظام تربیت و تعلیم کا مطالعه کرنا چاهیے جو یورپ اور علی الخصوص انگلستان اپنے لیے اختیار کرتا هے -

(بواے اسکوٹ سسٹم)

بواے اسکوٹ سسٹم جو اس مضمون کا موضوع بحث هے انگریزي تربیت کا ایک نو پیداوار مگر مقبول عام اور سریع الانتشار نظام هے - بواے اسکوٹ جسکو بچونکي فوج کہنا چاهیے ' درحقیقت اخلاقي اور فوجي تعلیم کا ایک بہترین مجموعه هے ' جسمیں دونوں قسم کي زندگیوں کي خوبیوں کو هر طرح کے نقصانوں اور خطروں سے پاک کرکے یکجا کردیا هے -

في الحقیقت یهي فوجي زندگي هے جسکے اشغال قومي تربیت کي اصلی روح هیں ' اور یهی روح هے جس سے هندوستان کا قالب بالکل خالي هے -

فوجي زندگي پر تمدن کی ترقي کا اثر همیشه برا پڑا هے - جب کسي قوم میں تمدن آتا هے تو جسقدر تمدن بڑهتا جاتا هے اسیقدر جنگي جوش گهٹتا جاتا هے ' ایسا هونا ایک قدرتی امر هے - کیونکه فوجي

(بقیۂ مضمون صفحه ۱۳ کا)

" تو نے انعام دیا " یعنے جن اولیاء الله کو مقام الٰهیه و منازل ربانیه میں ارتقاء و صعود کی تونے توفیق دي - دوسري جگه ان لوگوں کي نسبت صاف صاف تصریح کردي هے ' اور ارتقاء روحاني کے چار درجے بتلادیے هیں : و من یطع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء والصالحین و حسن اولائك رفیقــا

اس آیه کریمه میں صاف صاف بتلا دیا هے که اس ارتقاء روحانی کے چار درجے هیں جو اوپر سے شروع هوتے هیں :

(۱) نبوت -
(۲) صداقت
(۳) شهادت
(۴) صالحیه

پس یه ارتقاء عمل صالح کے درجے سے شروع هوتا هے ' اور مقام نبوت کے فیضان پر ختم هوجاتا هے - " اولیاء الله " جس قدر اپنے اعمال حسنه اور تزکیه نفس و اتقاء میں ترقی کرتے هیں ' اتنا هي مقام نبوت کے انوار و تجلیات سے بهره اندوز هوتے جاتے هیں -

صحیح بخاري کي حدیث ولی میں اسي طرف اشاره هے ' حضرة فاروق رضي الله عنه کو اس ارتقاء کے مرتبۂ " محدث " کی خبر دیگئی ' تصریحات کتاب و سنت اس بارے میں بے شمار هیں - منتظر رهیے تاکه ایک مستقل مضمون لکهنے کی مہلت ملے - اس بارے میں اس عاجز کے سامنے بعض عجیب و غریب اور نادر و اهم بیانات قرانیه و تصریحات نبویه هیں ' جنکا اظهار بغیر مبسوط بحث و نظر کے ممکن نہیں -

١٦٢٥ سے ١٦٢٩ تک قائم رها بالآخر کرستین نے بهي شکست کها کر لیبک میں صلح کرلي -

اسکے بعد جنگ کا نیا دور شروع هوا جو سنه ١٦٣٠ سے سنه ١٦٣٥ تک کي وسیع مدت کو محیط هے - اس جنگ میں گستاف اڈلف شاه اسوج نے شاه جرمني کی فوج پر سنه ١٦٣١ میں بمقام لیپزگ اور سنه ١٦٣٢ میں به مقام ولتسن فتح پائي ، لیکن وه آخري معرکه میں مقتول هوا اور پروتسٹنٹ گروه نے سنه ١٦٣۴ میں فتح و ظفر کے بعد پهر شکست کهائی - آخري زمانه میں کارڈینل ریشلیو نے اس جنگ کي سپه سالاري کي - وه پروتسٹنٹ مذهب کي حمایت کیلیے اڑتها تها اور اپنے اراده میں کامیاب هوا - بالآخر برنرد ، ویمار ، ٹرنسي ، اور ٹیورن کے حملوں سے شاه کو ایک عهد نامه لکهنے پرمجبور کیا جو سنه ١٦۴٨ ع میں لکها گیا ، اور اسي پر جنگ کا خاتمه هوا -

(حرب الخلافه)

اس کا اطلاق دو لڑائیوں پر کیا جاتا هے - پهلي لڑائي حرب خلافة اسپین کے نام کے ساتهه موسوم هے جو سنه ١٧٠١ ع سے سنه ١٧١٣ ع تک جاري رهي -

اس جنگ کو تخت اسپین کے دعویدار خاندان اسٹریا نے اس بنا پر قائم کیا تها که چارلس ثاني نے (جو اسپین کا آخري تاجدار تها) اپنے بعد لوئیس چاردهم کے پوتے فیلیپ کو ولي عهد سلطنت بنایا تها - لیکن چارلس ثاني کے انتقال کے بعد چارلس سادس نے اسکے متعلق جنگ کي چهیڑ چهاڑ شروع کردي - چنانچه اسٹریا ، انگلستان ، هالینڈ ، پروشیا ، اور پرتگال وغیره نے فرانس کے خلاف باهم اتحاد کرلیا - جنگ شروع هوئي تو پہلے میدان فرانس کے هاتهه رها (سنه ١٧٠٢ - سنه ١٧٣ تک) لیکن بعد کو اوس کی نکبت و ادبار کا زمانه شروع هوا - یهاں تک که اوس نے اٹلي اور جرمني میں شکست کهائی - لیکن اسپین میں گر کے وه پهر اُٹها - آخري نتیجه یه هوا که چارلس سادس نے تخت سلطنت پر جلوس کیا ، اور سنه ١٧١٣ - سنه ١٧١۴ کے معاهده نے جنگ کا خاتمه کر دیا -

اس سلسله کی دوسري لڑائي کا نام جنگ هفت ساله بهي هے - اسکا ذکر اسي عنوان کے تحت میں آگے آئیگا -

تاریخ فرانس میں یه اُن آٹهه مذهبي لڑائیوں کے مجموعه کا نام هے جو سولهویں صدي میں کیتهولک اور پروتسٹنٹ فرقے کے درمیان قائم هوئیں -

ان میں پهلی لڑائي سنه ١٥٦٢ میں شروع هوئي اور سنه ١٥٦٣ تک جاري رهي - اسکي ابتدا ایک کیتهولک عیسائي کے ظالمانه خنجر نے کی تهي ، جو ایک پروتسٹنٹ کي گردن پر چلایا گیا تها - اس جنگ میں کیتهولک فرقه نے شهر روان پر قبضه کرلیا - شهر درر پر فتح پائي ، ایڈا فرنسو اور گیز کو قتل کردیا -

دوسري لڑائي سنه ١٥٦٧ سے قائم هوئي اور سنه ١٥٦٨ تک جاري رهي - اس جنگ کا سبب یه تها که کیتهولک مذهب کے قائم مقاموں کے مشوره سے کا تهرینا دومیشي نے جو کانفرنس قائم کي تهي ، اوس سے پروتسٹنٹ فرقےکو طرح طرح کے خطرے پیدا هوگئے تهے - اس جنگ کا مشهور نام معرکه سان دینس اور معاهده لونگو هے -

تیسري جنگ کی ابتدا سنه ١٥٦٩ سے هوئي اور سنه ١٥٧٠ تک قائم رهي - اس کا سبب یه هوا که کاندي اور کولیني نامي دو پادریوں کے گرفتار کرنے کا جو حکم دیا گیا تها ، اسپر کیتهولک اور پروتسٹنٹ فرقوں میں جنگ هوگئی -

چوتهی لڑائی سنه ١٥٧٢ میں قائم هوئي اور سنه ١٥٧٣ تک قائم رهي ، وه حصار لیروشل کے نام سے مشهور هے -

سنه ١٥٧۴ میں پانچویں جنگ کا آغاز اور سنه ١٥٧٦ میں اسکا خاتمه هوا - اس معرکه میں هنري گیزو نے پروتسٹنٹ اور انکي حامي جرمني کو شکست فاش دي - اسکے بعد صلح بولیو کا انعقاد کیا گیا -

چهٹي لڑائي کي آگ سنه ١٥٧٦ سے لیکر سنه ١٥٧٧ تک مشتعل رهي ، اور برانیه دي صلح کے چهینٹوں سے اوسکو بجهایا -

ساتویں جنگ کا آغاز سنه ١٥٨٠ سے هوا - یه بهي مذهبي جنگ تهی لیکن اسکا جلد خاتمه هوگیا -

اس جنگ کو بعض عاشق مزاج لوگوں دي سازش نے قائم کیا تها ، اسلیے وه حرب عشاق کے نام سے بهی مشهور هے -

آٹهویں لڑائي سنه ١٨٨٥ میں شروع هوئي اور بهت پهیلي - پیرس پر حمله کیا گیا اور هنري رابع شاه انگلستان نے مدت تک اسکا محاصره قائم رکها -

سنه ١٥٩۴ میں اس جنگ کا انسداد هوا اور پیرس سے محاصره اُٹها لیا گیا ،

اسکے چند سال کے بعد اور بهی مذهبی لڑائیاں پیدا هوئیں جنکي ابتداء سنه ١٦٢١ و سنه ١٦٢٥ میں هوئي ، اور سنه ١٦٢٩ میں ختم هوگئیں -

(حرب هفت ساله)

یورپ کي ان لڑائیوں کا آغاز سنه ١٧٥٦ ع میں اور خاتمه سنه ١٧٦٣ ع میں هوا - ان لڑائیوں کی سلسله جنباني ایک نئي سلطنت نے کی جو شمال جرمنی میں اسٹریا کے بالمقابل قائم هوگئی تهی -

اسلیے آسٹریا نے رشک و حسد کے جذبات سے بے قابو هوکر سیلیسیا کو واپس لینا چاها ، حالانکه سنه ١٧۴٠ میں پروشیا اوس پر قابض هوچکا تها -

یه جنگ دو قسموں میں منقسم هوگئی : ایک تو اون معرکوں پر مشتمل هے جو فریڈ ریک ثاني نے بادشاه پروشیا کے ساتهه اس بنا پر کیں که انگلستان نے اسٹریا ، فرانس ، اور روس کی حمایت کي تهي جیسا که اسوقت مفاهمۂ ثلاثه کی صورت میں هورها هے -

دوسري قسم میں وه جنگ داخل هے ، جسکو انگلستان نے فرانس اور اسپین کے مقابل میں قائم کیا تها -

لیکن فریڈ ریک نے باوجود حسن تدبیر اور دور اندیشي کے آخر میں شکست کهائي - یهاں تک که اوسکي دشمن ملکه الیزبتهه کي جگه اگر پیٹرس ثالث روس کے تخت پر متمکن نه هوجاتا تو وه سنه ١٧٦٢ میں هلاکت کے قریب پهنچ جاتا - اس جنگ کا خاتمه سنه ١٧٦٣ میں معاهده فرانس کے ذریعه هوا - اس معاهده کے رو سے سیلیسیا پروشیا کے قبضه میں رهنے دیا گیا ، اور اسپین نے انگلستان کیلیے فلوریڈا کا تخلیه کردیا -

لیکن آخر میں یه جنگ فرانس کیلیے وبال هوگئي ، کیونکه اس نے فرانس کی تمام بحري قوت کو برباد کردیا ، اور اسکي وجه سے مقبوضات هندوستان کے ٢٠ حصوں میں سے اوس نے ١٩ حصے اپنے هاتهه سے همیشه کیلیے کهودیے -

(حرب صد ساله)

اس لڑائي نے فرانس اور انگلستان کے درمیان تقریباً ایک صدي تک خون کا دریا جاري رکها اور طول امتداد زمانه کی وجه سے وه فرانس و انگلستان کے متعدد پادشاهوں کے دور سلطنت کي یادگار هے -

(بازگشت ماضی)

یورپ اپنی قدیم خونین تاریخ کو اب پهر اوسی آب و رنگ کے ساتهه دنیا کے سامنے پیش کررها هے ، اور دنیا اوسکو اوسی دلچسپی کے ساتهه دیکهه رهی هے ، جس انهماک و شغف کے ساتهه یورپ نے مقدونیا میں خون کا فوارا اوچهلتے هوے دیکها تها - گذشته بیانات کے پڑهنے سے واضح هوا هوگا که یورپ کا سب سے بڑا کشت و خون مسیحیت کی تحریک اصلاح (ریفارم) اور کیتهولک اور پروتسٹنٹ مذهب کي کشمکش کا نتیجه تها - اب مذهب کا نام بدل دیا گیا هے اور اسکی جگه قومي اور جنسي حرص سیادت سے پهیلي هے -

الحـــــروب

یورپ کي تـاریخ حروب پر ایک نظر !

(تاریخ حـرب اور اقوام قدیمه)

جنگ کي تاریخ نہایت قدیم ھے - نشاءة انسانیه کے دور اول ھي سے اوسکا وجود پایا جاتا ھے - چنانچه فن حرب کا ذکر کتاب مقدس کے عہد قدیم میں موجود ھے ' اور اھل ایران کو بھي زمانه قدیم سے انکے جنگي کارناموں نے شہرت دے رکھي ھے - ھندوستان کے کوہ پیکر ھاتھیوں نے بھي ھنود کي جنگي طاقت کو نمایاں کیا تھا -

یورپ میں فن جنگ ایشیاء ھي سے منتقل ھو کر پہونچا اور اوس نے یونان ' اسپارٹا ' اتھنز ' اور مقدونیه میں بڑي ترقي کي - پھر رومیوں نے اس میں کمال کا درجه حاصل کیا اور فن اسلحه سازي کو بہت بڑي جلا دي ' لیکن قرون وسطی میں جب برابرہ کا سلسله جنگ قائم ھوا تو فن جنگ دفعة اپنے اوج کمال سے گرگیا اور فوجوں کے نظم و ترتیب میں شہسواروں کي قابلیت کا جو جوھر نظر آتا تھا ' وہ بالکل مفقود ھوگیا - لیکن پندرھویں صدي سے بارود کي ایجاد نے اس فن میں ایک نیا انقلاب پیدا کردیا ھے - اب پرانے ھتھیاروں کے جوھر بالکل خاک میں مل گئے ھیں -

سترھویں صدي میں جنگي کارناموں نے پھر شہرت حاصل کی اور لڑائیوں کا ایک وسیع سلسله قائم ھوا ' جس میں فوج کي ترتیب و قلعه بندي کا فن ترقي یافته شکل میں نمایاں طور پر نظر آتا ھے - اٹھارھویں صدي میں فریڈریک اعظم (جرمنی) نے فن جنگ کو نہایت وسیع پیمانے پر مرتب کیا ' اور اپنی فوج کو اوسکي ایسي اچھي تعلیم دي که اوسکے حریف بھي اوسکی نقل و حرکت اور ھجوم و اقدام کي داد دیتے تھے -

جمہوریت و قومیت کي تولید نے بھی فن جنگ میں ایک نمایاں انقلاب پیدا کیا - چنانچه زمانه قدیم سے فوجوں کے گڈمڈ ھوکر لڑنے کا جو طریقه چلا آتا تھا ' جمہوري لڑائیوں نے اونکو بالکل مٹادیا اور نپولین اعظم نے اپني فوج کو عظیم الشان ٹکڑوں میں تقسیم ھو ھو کر لڑنے کي تعلیم دي ' کیونکه یه طریقه فوج کي قوت کو مختلف مرکزوں میں تقسیم کر دیتا تھا ' اور حمله و اقدام میں سرعت اور آساني پیدا ھوجاتی تھي -

جنگ ھمیشه جماعة انسانی کیلیے ایک درد انگیز مصیبت خیال کیگئي ھے اسلیے ایک رحمدل جماعت نے قیام امن ' اور ائتلاف و اتحاد کے تحفظ کیلیے اپنے مساعي جمیله سے اسکا دائرہ تنگ کرنا چاھا ' جسکا نتیجه قدیم یونان میں ایک اتحادي تحریک کي صورت میں ظاھر ھوا تھا - قرون وسطي میں مسیحي چرچ نے بھي ایک اتحاد عام کي بنیاد ڈالي جسکا نام اتحاد سلمي تھا - اسکے ذریعه صرف سال کے مخصوص اوقات مثلاً عید وغیرہ میں جنگ کا سد باب کیا گیا تھا -

عرب جاھلیت نے بھی اسي اصول پر رجب میں جنگ کا انسداد کلي کردیا تھا ' اور اسی لیے اس مہینے کا نام اصم (بہرا) رکھا تھا که اوس میں ھتھیاروں کے جھنکار کي آواز سننے میں نہیں آتي تھي -

عیسائی جماعة کویکرز (۱) کي بنیاد بھي ابتدا مین اسي مقصد کیلیے ڈالی گئی -

پوپ دوسان نے بھي ایک دیوان عام کے ذریعه دنیامیں امن و امان کو قائم رکھنا چاھا تھا -

اس سلسله میں سب سے اخیر وہ کانفرنس صلح ھے ' جو بعد عدل اور نشر امن و سلامتي کیلیے پچھلے دنوں قائم کي گئي ' او اسکے بعد ھیگ میں بیت العدل کي بنیاد پڑي - لیکن حرص و ھوا شر و فساد ' اور بغی و عدوان کے جھونکوں نے امن و سلامتی کے اس شجر ممنوعه کو دفعة جڑ سے اوکھیڑ کے پھینکدیا اور تمام کوششیں رایگاں گئیں -

اصل یه ھے که یه عالمگیر صلح و امن کی کوشش بھی ایک جنگي فریب کا نتیجه تھی جسے دنیا کی سب سے بڑي جنگجو شہنشاھی نے کھیلا تھا - روس نے جنگ جاپان کے بعد دیکھا که وہ سخت ضعیف ھوگیا ھے اور کسی بڑي جنگ کیلیے طیار نہیں ھے پس اس نے چاھا که اتنے عرصے تک یورپ کي جنگ کو ملتوي رکھے جب تک وہ اپنی خونین ھستی کو پھر ترو تازہ کرلے اسی غرض سے اسنے یورپ کے ایک مشہور صحافي مسٹر ولیم اسٹیڈ (ایڈیٹر ریویو اف ریویوز) کو بلا یا ' اور ھیگ کانفرنس صلح کي بنیاد ڈلوائي - آج ایک طرف تو ریویو اف ریویوز میں ھیگ کے " بیت الصلح " کي شاندار عمارت کا نقشه شائع ھوتا ھے ' دوسري طرف دنیا کی سب سے بڑي خونریزي بھي شروع ھوگئي ھے !

(حروب مشہورة و عظمیه)

دنیا کي مشہور لڑائیوں میں چند لڑائیون نے خاص طور پر شہرت عام حاصل کي ھے ' اونکي مختصر تاریخ دلچسپي سے خالي نه ھوگي -

(الحروب الاھلیه)

اس نام سے ھمارا مقصود وہ لڑائیاں ھیں جنکو قرون وسطی میں بغض و انتقام کے جذبات نے یورپ کے دو خاندانوں کے درمیان قائم کیا - یه لڑائي کئي پشت تک قائم رھي ' اسکي وجه یه تھي که یورپ میں اب تک کوئي جامع و مانع قانون نه تھا جو ظلم و تعدي سے روکتا ' اور مجرمین سے قصاص لیتا -

فیوڈل سسٹم (۲) بھي ضعف کي حالت میں تھا ' اسلیے وہ بھي اسکے روکنے کي طاقت نہیں رکھتا تھا - نتیجه یه ھوا که چودھویں صدي عیسوي تک فرانس اور جرمني کی زمین خون کي رنگین چادروں سے چھپي رھی -

شارلمین نے اپنے عہد سلطنت میں حروب اھلیه کیلیے ایک قانون بنایا لیکن اوسکي کوشش ناکامیاب ھوئي - اسلیے چرچ کو ایک نظام اتحاد قائم کرنا پڑا جسکا ذکر اوپر گذر چکا ھے ' پھر لوئیس نے ایک ضابطه قانون مرتب کیا - جسکے رو سے ۴۰ دن تک کوئي شخص قاتل سے قصاص لینے کي جرات نہیں کرسکتا تھا -

(حرب سي ساله)

یه جنگ کا وہ عظیم الشان سلسله ھے جو سنه ۱۶۱۸ع میں جرمني کے امراء اصلاح اور امراء کیتھولک کے درمیان قائم ھوا ' اور سنه ۱۶۴۸ تک جاري رھا - اس جنگ کا اصلي سبب یه تھا که فرڈیننڈ ثاني نے اون تمام قوانین کو منسوخ کردیا تھا جو بوھیمیا کي مذھبي آزادي کي تحدید و تقید کرتے تھے - فریڈریک خامس جو پروٹسٹنٹ مذھب کا بہت بڑا حامي تھا ' سب سے پہلے اسکي مخالفت کیلیے کھڑا ھوا ' اور سنه ۱۶۱۹ سے سنه ۱۶۲۳ تک جنگ جاري رکھی - بالآخر پروٹسٹنٹ لوگوں نے شکست کھائي اور فریڈریک کی قوت کا خاتمه ھوگیا - پھر کرسٹیان رابع شاہ ڈنمارک نے جرمني کے معاملات میں مداخلت کي اور دوسرا سلسله جنگ شروع ھوا جو سنه

---

(۱) کویکر مسیحی صوفیوں کا ایک خاص فرقه ھے جو کہتا ھے که روح القدس ھر شخص پر نازل ھوسکتی ھے اور وہ پادریوں کا بالکل محتاج نہیں -

(۲) فیوڈل سسٹم یعنے بجاے ایک مرکزي حکومت کے ملک کا متعدد امراء متعددہ میں منقسم ھونا -

اس نے کہا کہ روح درحقیقت ایک احساس ہوا " Anima ہے جو تمام جسم میں نافذ ہوکے ہر عضو اور ہر نسیج sensitira tissue پر قابض ہو جاتي ہے - اسکے ان خیالات کو ہوالیت (Anemism) ' اور ان خیالات کے قائل کو (Animiot) ہوالي کہتے ہیں -

اس مسئلہ کے متعلق موجودہ ارباب فکر اب اس سوال پر پہنچے ہیں کہ " کیا احساس کے لیے صرف دماغي عمل کي ہمراہي کي ضرورت ہے یا اسکے ساتھہ زیریں مرکزوں اور پي ني إل گلینڈ کي معیت بھي ہوني چاہیے ؟ " اس سوال کا جواب ' اس مسئلہ کاحقیقي حل ہے -

اسوقت علماء حیات میں ایک شخص بھي نہیں ملیگا جو یہ کہتا ہو کہ احساس محض بیداري پي ني إل گلانڈ کي کارگزاري سے پیدا ہوتي ہے' کیونکہ نظام عصبي کے متعلق جو تجارب ہوے ہیں وہ اس نتیجہ کے منافي ہیں -

رہا ذہن اور ہیجان جذبات کیلیے کسي مقام کي تعین کا مسئلہ' تو اسکي حالت یہ ہے کہ احساس کے مادي تعلقات کے متعلق علمي (سائنٹفک) طور پر جو کچھہ تحقیق ہو چکا ہے' اس سے علماء قیافہ (Phan josephgall) نہ آگے بڑھے ہیں اور نہ پیچھے ہٹے ہیں -

لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ جان جوزف گال (Jhon joseph gall) المتوفی سنہ ۱۸۲۸ ع (جسکے متعلق مشہور ہے کہ وہ علم القیافہ کا باني ہے) وہ بھي اس کا قائل تھا - کیونکہ یہ تو اس پر ایک بہتان ہے - وہ بیچارہ نہ تو اس نام کا واضع ہے اور نہ ان خیالات و عقائد کا باني جنکا نام علم القیافہ رکھا گیا -

یہ صحیح ہے کہ گال پر اس خیال کا رنگ چڑھ گیا تھا کہ بعض عقلي اوصاف کا مسکن دماغ ہے مگر کب ؟ جب اس کا سن آگیا تھا - اس نے بجا طور پر یہ فرض کیا ہے کہ عقلمندانہ گفتگو اور یاد داشت کے لیے خاص خاص مرکز ہیں -

بیشک گال نے جرمني کی مختلف یونیورسٹیوں میں مختلف دماغي وظائف پر تقریریں کیں لیکن جس حیثیت سے آج ہم علم القیافہ کو جانتے ہیں' یہ بات اسمیں گال کے ایک رفیق (Spurtjheim) نے پیدا کي جو کمتر ایک عالم اور زیادہ سے زیادہ ایک ہر دلعزیز خطیب تھا -

علم القیافہ کے عقائد یا اسکي ہرزہ سرائیاں اسقدر مشہور اور انکي تغلیط اتنے بار ہوچکي ہے کہ اب ہم انکے دام تزویر میں تو نہیں آسکتے - البتہ یہ ممکن ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے ہوں جنکو اس جوش و خروش کا علم نہ ہو جو علم القیافہ نے گذشتہ صدي کے ابتدائي سالوں میں پیدا کیا تھا -

ایڈنبرا میں علم القیافہ کی جو سوسائٹی قائم ہوئی تھي' اسمیں ۹۳۰ ممبر تھے - لندن کي سوسائٹي میں ۳۰۰ ممبر تھے - اور گلاسکو کے " اندرسن کالج " میں اسکي ایک کرسي (چیر) قائم کي گئي تھي -

اب یہ سوال نہیں ہے کہ روح کہاں رہتي ہے ؟ سوال صرف یہ ہے کہ دماغي نسیج کا کون سا تغیر ایسا ہے جسکي وجہ سے عقلي عمل کے لیے جسماني عمل کا رفیق پیدا ہوتا ہے - یعني جب قواء عقل کام کرتے ہیں تو انکے ساتھہ قواء جسماني بھي کام کرنے لگتے ہیں - رہا یہ کہ ان دونوں عملوں میں نہایت شدید ارتباط و وابستگي ہے' تو یہ ایک ایسا امر ہے جسمیں کسیکو شک نہیں -

ابھی تھوڑے عرصہ قبل تک علماء قیافہ اس پر قائم تھے کہ وہ احساس کے حالات کو ان عصبي خلایا (Neave-cell) کے حالات پر محمول کردیا کرتے تھے جو ایک گورے رنگ کے مادہ میں ہوتے ہیں - یہ مادہ ایک غلاف میں لپٹا ہوا ان نصف دائروں میں ہوتا ہے جو دماغ کے اندر ہوتے ہیں -

لیکن آکسفورڈ کے ڈاکٹر میک ڈوگل - (Mcdaugal) وظائف الاعضائی علم القیافہ کے ماہر ہیں - انہوں نے بعض ایسي شہادتیں پیش کي ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ایسے نقطے ہیں جہاں عصبي خلایا کے اعمال آکے مل جاتے ہیں اس طرح جیسے احساس کا مرکز یہي خلایا میں -

یہ مسئلہ تمامتر خصوصیین (اکسپرٹس) کي دلچسپي کا ہے اور وہي اسکو حل بھي کرسکتے ہیں -

لیکن اگر یہ مسئلہ حل ہو جاے' جب بھي یہ واقعہ تو بدستور باقي رہیگا کہ علم طبیعي (نیچرل سائنس) کو کسي ایسے نفس کا علم نہیں جو مادہ سے علحدہ ہو' بلکہ جو کچھہ اسکے علم و تجربہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک خاص قسم کا مادہ ہے جس کا تعلق اس شے کی بقاء و ترقي سے ہے ' جسکو ہم نفس کہتے ہیں -

ظہــــر الفساد فی البــر و البحر بما کسبت ایدی الناس !

ملکــــۂ بحــــر

کوئن اف سی

آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ انگریزي سلطنت کو سمندر کي ملکہ (کوئن آف سي) کہتے ہیں - مگر شاید یہ نہ معلوم ہوگا کہ اس بحري بادشاہي کے لیے وہ کتنے عظیم الشان مصارف برداشت کرچکي ہے' اور اسوقت کررہي ہے ؟

انگلستان نے سنہ ۱۸۹۳ ع سے لیکر اسوقت تک یعني ۲۱ سال میں ۷۰ کرور پونڈ جہازوں اور کشتیوں وغیرہ کي ساخت اور مرمت میں صرف کیے ہیں' اور اسوقت اسکے صیغہ بحریہ کے ملازمین کي تنخواہوں کا روزانہ اوسط ۲۹ ہزار پونڈ ہے - یعني انگلستان ہرروز اپنے بحري صیغہ کے ملازموں کو ۴ - لاکھہ - ۳۵ ہزار روپیہ صرف تنخواہ میں دیتا ہے !

اتني بڑي بڑي رقمیں سنکے آپ کو حیرت ضرور ہوئي ہوگي' مگر جب آپ انگریزي جہازوں اور کشتیوں کی تفصیل پڑھینگے تو آپ کو یہ خود معلوم ہوجائیگا کہ یہ رقمیں کچھہ بھی زیادہ نہیں -

حال میں " بیڑے کے جہازوں کی فہرست " کے عنوان سے انگلستان کے شاہي بیڑے کے جہازوں کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تارپیڈو کشتیاں' زیر آب کشتیاں' توپ بردار کشتیاں (آگن بوٹ) چھوٹے جہاز جنکو انگریزي میں " وسیل " کہتے ہیں ' اور بحري سفر کي وہ تمام سواریاں جنکو انگریزي میں " شپ " نہیں کہتے ' اس فہرست میں شامل نہیں ہیں -

ان کشتیوں اور چھوٹے جہازوں کے علاوہ وہ جہاز بھي اس تفصیل میں شامل نہیں ہیں جو ہنوز غیر مکمل ہیں -

اسقدر وسیع حذف و اخراج کے بعد بھي فہرست میں ۴۱۱ جنگي جہاز دکھائے گئے ہیں - ان جہازوں میں بیٹل شپ' کروزر ڈیپوشپ اور ڈسٹرایر (تباہ کن) وغیرہ وغیرہ مختلف قسم کے جہاز شامل ہیں -

مذاکرۂ علمیہ

روح اور اُسکا مسکن

اور حکماء مادیین کے احکام و آرا

(سلسلے کیلیے ملاحظ هو الهلال نمبر (٥) جلد (٥)

Touraine تورین کے اس جلیل القدر فلسفي نے روح کے قیام کے لیے پی نی اِل گلینڈ کو تجویز کیا - مقامي مسکن کے اس انتخاب کی تائید میں دلائل کیا البتہ انکی ایک نمایش ضرور تھي- اس کے موجودہ خیال کے مطابق روح ایک ایسي شےتھي جو نہ توتقسیم ہوسکتی تھی اور نہ جگہ میں پھیل سکتي تھي- اس لحاظ سے اسکے رہنے کے لیے جسم کا کوئي حصہ سادہ اور تنہا پی نی اِل گلینڈ کے برابر موزوں نہ تھا - ڈیکارٹ کہتا تھا کہ یہاں روح ایک حاکم یا نگران کي طرح رهتی ہے ' تمام حواس اسے اطلاع دینے رهتے هیں ' اور وہ ان اطلاعات کے مناسب هر طرف احکام جاري کرتی ہے- مگر دیکارٹ کے خیالات کا ایک پہلو نہایت تاریک تھا - کیونکہ انکے متبعین کو ادنی درجہ کے حیوانات میں نفس ناطقہ کے وجود سے انکار تھا' اور اس بنا پر انکي یہ تعلیم تھی کہ وحشي مخلوقات کے اعضاء کي حرکت نا دانستہ اور بلا ارادہ هوتی ہے - اس فلسفیانہ حماقت کا عملي نتیجہ یہ نکلا کہ بعض ڈیکارٹیوں نے ادنی درجہ کے حیوانات پر صریح ظلم کیے ؛

ڈیکارٹ کي بڑي بدقسمتي سے جب اس خوردبین کے ذریعہ اس عضو کا امتحان کیا گیا ' تو معلوم هوا کہ اسمیں کچھہ لاغر خیلیے (Cells) ' کوئلا ' چونا ' اور بعض اور ارضی مادہ کے بلورات (Crgstolo) هوتے هیں - غرض روح کے لیے یہ ایک نہایت هي نامووزوں قیامگاہ تھا کیونکہ انجیل میں " تو خاک ہے اور خاک میں ملجائیگا " روح کے متعلق کہا گیا ہے -

اسکے بعد اب همیں اس موضوع پر ایک جلیل القدر انگریز اور اپنے آغاز عمر میں هاروے کے شاگرد طامس ولس ایم - ڈي کے خیالات پر توجہ کرنا چاهیے - ولس نے اگرچہ اعصاب پر بہت کچھہ لکھا ہے مگر عام قارئین کو دیکارٹ کي طرح اسکے خیالات بہت کم معلوم هونگے - دیکارٹ کے خیال کے بموجب تو روح حتی الامکان قریباً ایک نا قابل تقسیم نقطہ ہے جو ایک ایسے عضو میں رهتا ہے جو بالکل بسیط و وحید ہے - مگر ولس کے نزدیک " دو روحیں هیں جنمیں سے ایک خون میں وسیع پیمانے پر پھیلي هوئي ہے اور دوسري نظام عصبي میں رهتي ہے - ولس کا دعوي تھا کہ روح خون میں اسطرح رهتی ہے جیسے آگ میں شعلہ ' اور نظام عصبي میں اسطرح جیسے آگ میں روشني - دماغ سے روح کا جس طرح کا تعلق ہے اسکي تشریح ولس نے یہ کي ہے :

" خون کا سب سے زیادہ هلکا اور روح آمیز حصہ شرایین کے ذریعہ دماغ کي طرف چڑهتا ہے ' یہاں پہنچکے اسکي تقطیر هوتي ہے اور حیواني روحیں نکلتی هیں- یہ روحیں دماغ کے اگلے اور پچھلے حصوں پر چڑھتی هیں اور وهاں سے تمام اعصاب میں اتر جاتی هیں "

" اختیاري احساسات و حرکات کے لیے وهی روحیں هیں جو دماغ کے اگلے حصہ میں رهتي هیں ' اور پچھلے حصہ میں جو روحیں رهتي هیں وہ غیر اختیاري حرکات کے لیے هیں "

موجودہ تجارب کی روشنی میں یہ آخري خیال دلچسپ ثابت هوا ہے -

اگرچہ جسطرح بیان کیا گیا ہے' هم حرف بحرف اسیطرح تسلیم نہیں کرسکتے ' تا هم یہ خیال اس حقیقت کو ظاهر کرتا ہے جو ایک امر واقعہ ہے ' یعني یہ کہ دماغ کے پچھلے حصے کي تمام کارروائیاں شعور (Cons ciousness) کے دائرہ سے باهر هوتي هیں-

یقیناً ولس کو یہ خیال جھلملاتا هوا نظر آیا تھا کہ احساسات اور انکي یادگاریں ' دماغ کے مایہ خمیر کے تغیرات هیں - چنانچہ اس نے ان صورتوں کا تذکرہ اسي انداز میں کیا ہے -

ولس کي ایک کتاب جس کا نام "حیوانات کي روح کے متعلق" ہے اسم با مسمی ہے -

اس کتاب میں ولس نے روح کو دماغ کے نصف دائروں میں رهنے کي اجازت دي ہے -

لیکن بہر حال وہ یہاں بھي ان لوگوں کي بدولت چین سے رهنے نہ پائي ' جنکو یقین ہے کہ اسکے رهنے کے لیے کوئي محدود جگہ جسماني ڈھانچے کے اندر چاهیے - چنانچہ وہ همیشہ اس خیال کی مخالفت کرتے رهے -

جب هم علم (سائنس) کے درخشاں نو جوان' ڈین نیکولس سٹینسن (المتوفي سنہ ۱۶۸۶ع) کے پاس آتے هیں تو هم اس اولین کوشش کے پاس آتے هیں جو موجودہ رائے کے اظہار کے لیے کی گئی ہے - یعنی یہ کہ " وظائف " کي جگہ دماغ کے اندر ہے - یہ ایک حقیقت ہے جسے علم القیافہ والے نقل کرتے هیں اور علم وظائف الاعضاء والے مانتے هیں -

اسٹینسن نے جہاں عصبی مادہ کے سفید مغز میں ریشوں کے وجود پر بحث کي ہے' وهاں اس خیال کو اس طرح ادا کیا ہے :

" اگر درحقیقت سفید مادہ بالکل ریشہ دار ہے تو همکو یقیناً یہ تسلیم کرلینا چاهیےکہ ان ریشوں کی ترتیب کسي خاص ایسي وضع پر رکھی گئي ہے جس کے ساتھہ یقیناً حرکات کا اختلاف وابستہ ہے -

لیکن اس تجربہ کے ساتھہ اتنے مشکلات هیں کہ نہ معلوم کسی خاص طرح کي تیاري کے بغیر هم اس طریق امتحان کو عمل میں آتے کبھي دیکھہ بھی سکینگے یا نہیں ؟ " -

" هم کو اس خاص طریقہ کي تیاري کے لیے دو سو برس تک انتظار کرنا پڑا "

یہ خیال علماء کے دل میں عرصہ سے جاگزیں تھا کہ ایک روح تو مرکزي ہے ' اور دوسري اعصاب ' حواس ' اور متحرک اعصاب میں کار فرما ہے - چنانچہ (Prineipia) نامی مشہور و مستند کتاب کي آخر میں سر اسحاق نیوٹن جیسے دماغي قوتوں کے دیوتے بھي فرض کیا ہے -

لیکن مشہور جرمن مفکر جارج ارنسٹ (Georg Ernst) المتوفي سنہ ۱۶۹۰ع جو احتراق (Phlogiston) کے خیال کا باني ہے' اس نے پھر یہ خیال ظاهر کیا کہ روح تمام جسم میں ساري و نافذ ہے -

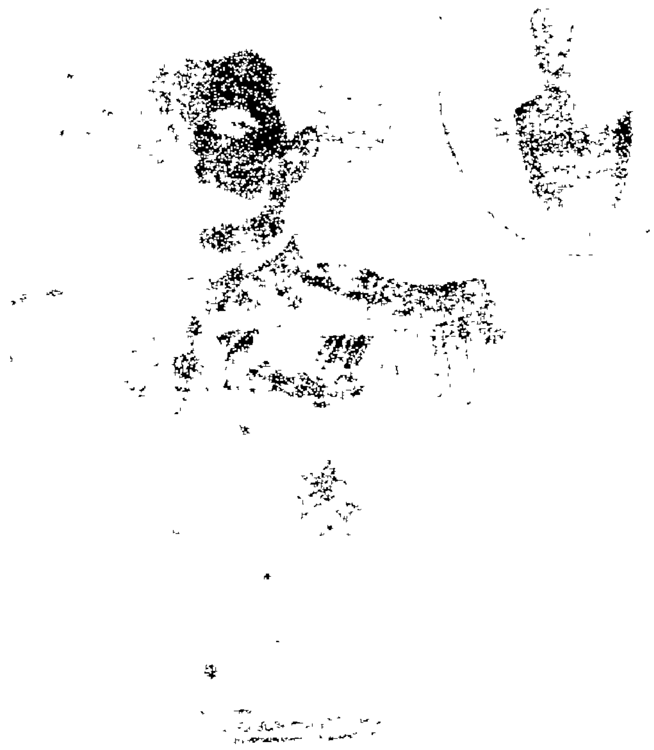

سابق آرک ڈیوک : فرڈنی ننڈ ولی عہد آسٹریا جو سراجیو میں قتل کیا گیا اور موجودہ جنگ اپنی یادگار چھوڑی مع اسکی مقتول بیوی کے

سنہ ۱۹۰۹ ع سے مابین بنوائے گئے ہیں - ان پر ۲۹۱۸۵۵۸۴ پونڈ لاگت آئی ہے -

(جہازوں کے اولین مصارف)

ذیل میں ہم جہازوں کے اولین مصارف درج کرتے ہیں - یہ اعداد ان اعداد سے ماخوذ ہیں جو سرکاری طور پر شائع کیے گیے ہیں -

نمبر	جہاز کی قسم	مصارف بحساب پونڈ
(۱)	ڈریڈ ناٹ بٹیل شپ	۳۶۳۳۹۰۲۴
(۲)	ڈریڈناٹ کروزر	۱۳۰۸۱۴۰۵
(۳)	بڑے ڈریڈناٹ بیٹل شپ	۲۴۱۵۳۲۷
(۴)	ذرعہ پوش کروزر	۲۹۱۸۵۵۸۴
میزان		۱۲۰۷۰۹۲۸۹

یہ مبلغ خطیر اس عظیم الشان رقم کا درحقیقت ایک حصہ ہے جو بیڑے کے کل ۶۱۵ جہازوں پر صرف کی گئی ہے -

اسوقت ۶۰ محفوظ (پروٹیکٹیڈ) کروزر کام میں لگے ہوے ہیں جنکی لاگت ۱۸ ملین ہے - انکے علاوہ ۲۱۱ ڈسٹرایر (تباہ کن) ہیں' جنکے مصارف ساڑھے ۱۵ ملین ہیں - ۶۸ زیر آب کشتیاں جن پر ۴ ملین صرف ہوے ہیں - ۱۰۳ تار پیڈو کشتیاں ہیں جن پر ۳ ملین سے زاید لاگت آئی ہے -

جیسا کہ ہم لکھہ آئے ہیں' اس فہرست میں چھوٹے جہاز (ویسل) شامل نہیں ہیں - ان جہازوں کی لاگت کا تخمینہ اگر نہایت اعتدال کے ساتھہ کیا جائے' جب بھی ۱۰ ملین سے کم نہ ہوگا - جہاز سازی کے مصارف اسقدر بڑھتے جاتے ہیں کہ اگر سب سے پرانے چھوٹے جہاز اور سب سے زیادہ نئے چھوٹے جہازوں کی قیمت کا موازنہ کیا جاے تو دو چند کا فرق نظر آئیگا - بالفاظ دیگر ایک قدیم ترین چھوٹے جہاز کی طیاری میں جو لاگت آتی تھی' آج اسی قسم کے ایک چھوٹے جہاز کے بنانے میں اس سے دوگونہ روپیہ لگتا ہے - بلکہ اب تو ایک چھوٹے جہاز کی صرف توپوں اور ان توپوں کی بعض اور ضروری لوازم کے لیے نصف ملین اسٹرلنگ چاہیے !

پھر ہر چھوٹا جہاز ۴ ہزار سے لیکے ۸ ہزار ٹن کی آہنی درع میں ملبوس ہوتا ہے جو نہایت بیش بہا ہوتی ہے - اس کی قیمت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کی ہفتہ وار آمدنی دوگنی ہوجاے تو اسکی بارہ مہینہ کی آمدنی اس درع کے ایک ٹن کی قیمت ہوگی -

کچھہ ویسل ہی کی قید نہیں' بیٹل شپ کی بھی یہ حالت ہے کہ اسکی صرف مشنیری کی قیمت ایک ربع ملین اسٹرلنگ ہوتی ہے' اور اگر کہیں " لوائن " اور " کوئن میری " کی وضع کے جہاز ہوے تو پھر یہ رقم دو چند ہوجاتی ہے -

جب ایک بڑی توپ سر ہوتی ہے' تو گویا ۳ - سو پونڈ دھواں بنکے اڑجاتا ہے - اس قسم کی توپیں صرف اس ایک بیڑے میں ۳۷۲ ہیں جو امیر البحر جیلکو کے زیر قیادت ہے - تار پیڈو کشتیوں کے مصارف اس سے دس گونہ زیادہ ہیں' مگر ان میں خوبی یہ ہے کہ انکے سر ہونے کے بعد انہیں پھر کام میں لایا جاسکتا ہے -

ہر جہاز میں تیل ضرور رہتا ہے - اگرچہ عام طور پر کوئلا ہی جلتا ہے' لیکن زیر آب کشتیوں کے علاوہ ۱۲۷ تار پیڈو کشتیاں ہیں' جنمیں صرف تیل جلتا ہے -

ان سب کشتیوں میں ۱۵ ۳ ۲۰ ٹن تیل آتا ہے اور ایک ٹن تیل کی قیمت ۵ پونڈ دیجاتی ہے - اب غور کیجیے کہ

فیلنگ شپ : آئرن ڈیوک

انگلستان کا سب سے بڑا آہن پوش' جو امیر البحر کا جہاز ہے -

جرمني کے بحري قوی کا ایک منظر عمومي

نهر کیل کے قریب جرمن جهازوں کی نمایش

آج سے دو هفته قبل ان ۴۱۱ جهازوں میں ۱۸ جهازوں کے علاوه اور تمام جهاز بهمه وجوه تیار تهے -

جهازوں کے علاوه انگلستان کے پاس چهوٹے جهاز (ولیل) بهي هیں' جنکی مدد سے وه اپنے گهر اور باهر کے بحري مقامات میں اپنا قومی اقتدار قائم رکهنا هے -

آغاز جنگ سے قبل اسکي ۱۰۳ تار پیڈو کشتیاں ' اور ۳۶۸ زیر آب کشتیاں' آبنا ے انگریزي ' بحر ابیض (میڈیٹریڈین) اور مشرق اقصي میں موجود رهتي تهیں ' اور ۱۴ سلوپ (ایک قسم کا چهوٹا جهاز) اور اسکي توپ بردار کشتیاں دنیا کے دریاؤں میں پهیلي هوئی هیں ' جهاں بڑے جهاز نهیں جا سکتے - ۱۰ هلکي توپ بردار کشتیاں ان دریاؤں کو پترول کرتي رهتي هیں ' جو اندرون چین میں بهتے هیں -

انگلستان

قیصر جرمني

انکے علاوه اسیقدر اور جهاز هونگے جو دنیا کے دریاؤں اور سمندروں میں پیمایش' عام تحقیقات ' اور نقشه کشي کی غرض سے همیشه سیر و سفر کرتے رهتے هیں -

اسکے ساتهه ان ۱۵ تارپیڈو والي توپ بردار کشتیوں کا بهي اضافه کیجیے جو آبناے انگریزي میں چهوٹے چهوٹے فرائض انجام دیتي رهتي هیں - اور نیز ان دو مرمت کرنے والے جهازوں کو بهي شامل کر لیجیے جو همیشه انگریزي بیڑے کے همراه رهتے هیں -

بیڑے کی اصلي جنگ آرا صف میں ڈریڈنات کی وضع کے بیس بیٹل شپ هیں - یه تمام جهاز ۷ سال میں یعني سنه ۱۹۰۶ سے لیکر سنه ۱۹۱۲ تک میں بنے هیں - انکے ابتدائي مصارف ۲۴' ۳۹۰' ۶۳' ۳ پونڈ هیں -

ان کے ڈریڈناٹوں کے ساتهه بیٹل کروزر بهي بنوائے گئے تهے جنمیں سے ۷ تو اسوقت بهمه وجوه تیار هیں اور ایک جسکا نام " انونسبل" هے هنوز زیر تعمیر هے - ان کروزروں پر ۱٬۳۰٬۸۱٬۴۰٬۵ پونڈ صرف هوے هیں - انکے علاوه کروزروں کي ایک اور تعداد بهی هے جو بالکل تیار هے - اور ۱۷ اور زیر تعمیر هیں - جو کروزر اسوقت کام دیرهے هیں انکے مصارف کا اوسط ۱۹ لاکهه پونڈ هے - جو بالفعل زیر تعمیر هیں ' انکي لاگت فی جهاز ۲ ملین سے ساڑهے بائیس ملین تک هوگي (ایک ملین دس لاکهه کا هوتا هے) -

روس

اسٹریا

جیسا که هر شخص جانتا هے " بڑے ڈریڈنات " کی قسم کے جهاز اب متروک الاستعمال هوگئے هیں ' با این همه کوئی سلطنت بهي اس قسم کے جهازوں سے اپنے بیڑے کو خالي کرنے میں کوے سبقت لیجانا نهیں چاهتي - انگلستان نے سنه ۱۸۹۴ ع سے لیکر سنه ۱۹۰۹ ع تک ۳۷ " بڑے ڈریڈنات " بنوائے تهے' جو اسوقت بهمه وجوه تیار هیں -

ان پر ۴۲۱۰۳۲۷۹ پونڈ صرف هوے هیں - یه بڑے ڈریڈنات جتنے بڑے هیں ' اتنے هي بڑے زرهه پوش کروزر سنه ۱۸۹۹ ع اور

فرانس

بلجیم

ہا گیا تھا - اسوقت انگریزی بیڑے کی بقاء و توسیع کے لیے ۷۰۰ ۱۸۰ ۹۹ ۲ پونڈ کی رقم منظور ہوئی تھی - ابتدائی گیارہ سال میں یعنی سنہ ۴ - ۱۸۹۳ سے لیکے ۴ - ۱۹۰۳ تک ۹۰۰ ۲۲۰ ۱۷۰ پونڈ بیڑے پر صرف کیے گئے ' اور سالانہ تخمینہ ہر پہلے سال میں ۱۴۲۴۰۱۰۰ پونڈ تھا ' بڑھکر آخری سال میں ۳۴۴۵۷۵۰۰ پونڈ ہوگیا -

سنہ ۴ - ۵ - ۱۹ع اور سنہ ۱۵ - ۱۹۱۴ ع تک بیڑے کے لیے ۱۰۰ ۹۶۰ ۸ ۴۲ پونڈ وقف کیے گئے ہیں ' سالانہ قسط جو سنہ ۱ - ۱۹۴ ع میں ۵۰۰ ۸۸۹ ۳۶ پونڈ تھی ' اس سال ۵۱۵۵۰۰۰۰ پونڈ ہے -

غرض ۲۲ سال میں انگریزی بیڑے کے مصارف ۲۶۰ فیصدی بڑھگئی ہیں ' اور اگر یہ جنگ نہ ہوتی جب بھی آئندہ ان عظیم و مہیب مصارف میں ذرا بھی تخفیف کی امید نہ تھی -

اس روز افزوں ترقی مصارف کی وجہ یہ نہیں کہ فرداً فرداً جہازوں کے مصارف بڑھگئے ہیں ' بلکہ اسکا راز اس واقعہ میں مضمر ہے کہ انگلستان اپنے بیڑے کو ہر وقت مستعد و تیار دیکھنا چاہتا ہے - چنانچہ اعلان جنگ کے پہلے ہی یہ طے ہوچکا تھا کہ ۱۸ مہینہ کے اندر بحر ابیض کے چاروں دروزر واپس بلا لیے جائینگے' اور انکی جگہ ۸ بیٹل شپوں کا ایک بیڑا وہاں متعین کیا جائیگا - ان میں سے ہر ایک کے بہمہ وجوہ تیار رکھنے کے لیے سالانہ ۱۵۰۰۰۰ سالانہ پونڈ صرف ہوتے -

مختصراً یہ کہ دول یورپ میں سے صرف ایک انگلستان نے اپنے بیڑے پر ۷ سو ملین پونڈ صرف کیے ہیں جو موجودہ یورپ کے جنون سیاسی و حربی کی ایک درد انگیز مثال ہے -

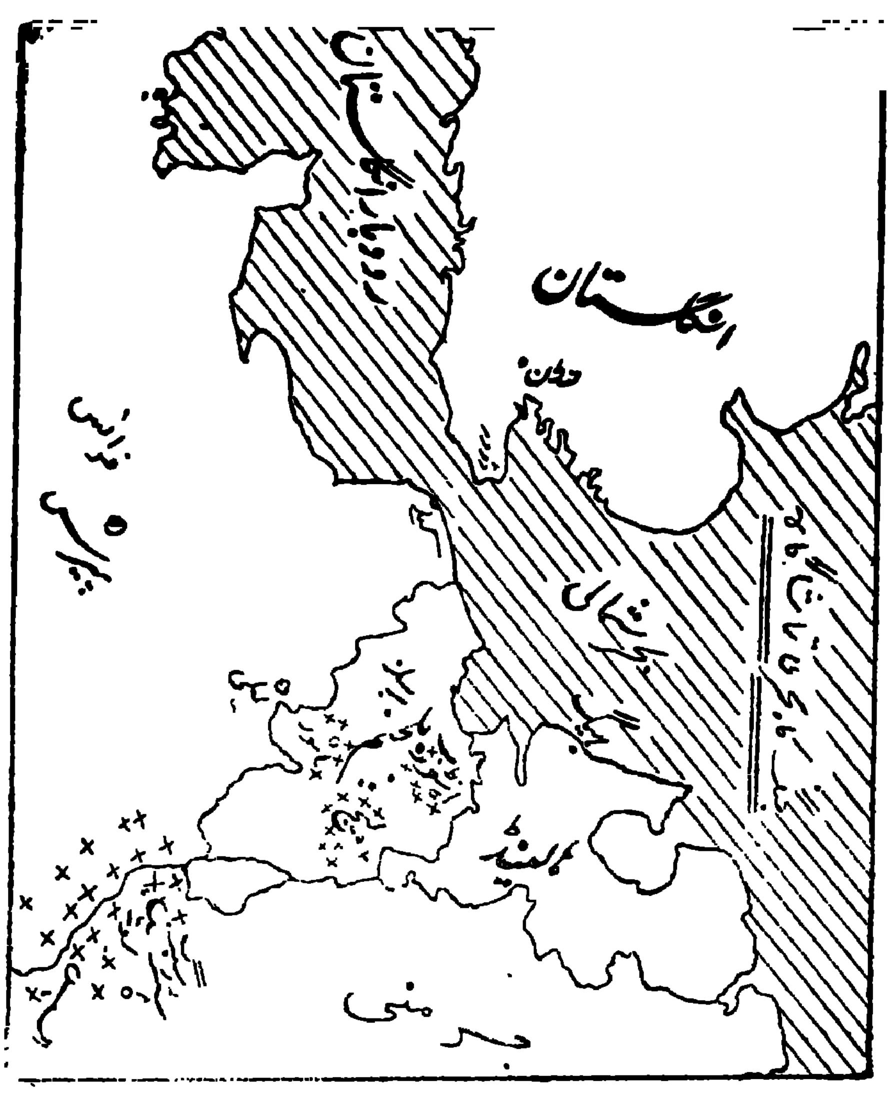

(کل اور آج کی تار برقیوں کے متعلق)

جرمنی برسلز تک آگیا ہے اور بلجیم انٹورپ میں چلا گیا ہے -

عرفت ربی بفسخ العزائم !

عید کی وجہ سے ہم کبھی بھی تعطیل نہیں کرتے لیکن چونکہ عملہ دو دن کی چھٹی لیے بغیر نہیں رہتا ' اسلیے اکثر ایسا ہوا کہ دو نمبر ایک ساتھہ نکال دیے گئے -

(۲) اس مرتبہ ہم نے ارادہ کیا کہ ۲۶ - رمضان اور ۴ - شوال کا ڈبل نمبر عید سے پہلے ڈاک میں ڈالدیں اور عید کے متعلق اسمیں بکثرت مضامین و تصاویر ہوں - جنگ کی وجہ سے اگر کوئی اہم واقعہ پیش آگیا تو ۴ - شوال کا روزانہ ضمیمہ خریداروں کیخدمت میں بھیجدینگے - عید نمبر کا مدت سے ارادہ کر رہے تھے -

(۳) لیکن بغیر کسی سبب اور شکایت کے ' محض ایک خاص شخص کی شرارت کیوجہ سے تمام کمپوزیٹروں نے اسٹرائک کردی اور کام چھوڑدیا - کئی بار ایسا ہوچکا ہے لیکن جو شکایتیں صحیح تھیں انکو دور کیا گیا - افسوس کہ اس مرتبہ محض داخلی و بیرونی وسوسہ اندازیوں سے ایسا کیا گیا ہے -

(۴) تمام ضروری اور اہم مضامین لکھے پڑے ہیں مگر کمپوز نہوسکے - علی الخصوص جنگ اور عید کے مضامین و تصاویر جنکی تعداد دس گیارہ سے کسی طرح کم نہوگی اور جو نہایت ہی اہم اور ضروری تھے - سب سے زیادہ یہ کہ ہفتۂ جنگ بھی کمپوز نہوا جو جنگ کی وجہ سے اخبار کا بہت ہی ضروری حصہ ہوگیا ہے -

(۵) احباب یقین کریں کہ پرچہ کی بد نظمی کا انہیں جسقدر احساس ہوتا ہے' وہ اُس داغ اور زخم کے مقابلے میں کچھہ بھی نہیں ہے جو اُنسے پہلے میرے دل پر لگتا ہے - انکو صرف اسی بات کا افسوس ہوگا کہ بعض معلومات حاصل نہ ہوئیں ' لیکن میرا ماتم انسے کہیں زیادہ ہے کہ ایک ضروری وقت پر نہایت ضروری خیالات قوم تک نہ پہنچاسکا اور اسطرح اپنی افضل ترین عبادت سے محروم رہا - یوں سمجھنا چاہیے کہ میری صبح کی نماز اس ہفتے قضا ہوگئی !

انتہائی کوشش جو کی جاسکتی تھی کی گئی - مجبوراً بغیر شذرات 'ہفتۂ جنگ' مضامین عید ' و مباحث و تصاویر متعلق جنگ کے' جتنے فارم چھپ گئے ہیں' صرف وہی شائع کردیے جاتے ہیں -

(۶) لیکن انشاء اللہ دو چار دن کے اندر ہی اندر اس مشکل کا خاتمہ ہے - پورا انتظام ہوگیا ہے اور آیندہ ہفتہ کی اشاعت دیکھکر امید ہے کہ اس نقصان کو بھلا دیا جائے -

(آخری خبر اس وقت کی یہ ہے کہ حکومت بلجیم جرمنی کی فوج کی کثرت کا بالاخر مقابلہ نہ کرسکی اور ظاہر کیا گیا ہے کہ ہٹ گئی - برزیل دار الحکومت بلجیم پر جرمنی قابض ہوگئی ہے اور بلجیم انٹیوورب میں آگیا ہے جسے آپ نقشہ میں دیکھہ لیں - بلجیم نے ایک اعلان شائع کیا ہے جسمیں تسلیم کیا ہے کہ جرمنی فوج دریاے میوز کے دونوں حصوں پر قابض ہوگئی ہے - تاہم لکھا ہے کہ یہ کوئی افسوس کی بات نہیں - اسکے اندر جنگی مصلحت پوشیدہ ہے -

فرانس اور جرمنی کا میدان التک ویلر' السیس' اور لورین میں ہے اور جرمن شکستوں کی اطلاعیں دی جارہی ہیں -

روس اعلان کرتا ہے کہ مشرقی پروشیا (جرمنی) میں دور تک لڑائی ہو رہی ہے اور وہ بیس میل تک بڑھہ آیا ہے -

خبروں کے احتساب نے یقین کے ذرائع مسدود کردیے ہیں اور در اصل میدان جنگ بالکل تاریکی میں ہے - اب تک اصلی معرکوں کا انتظار ہے اور مدت کے بعد آج کے اعتراف سے بہت کچھہ اصلیت منکشف ہوگئی ہے -

انگلستان کے قواء بحریہ

بندرگاہ اسپیت هڈ کے قریب انگریزي جنگي جہازوں کا ایک عام منظر !

صرف تارپیڈو کشتیوں کے ایندھن کے مصارف کتنے ہیں -

اگرچہ کوئلا اسقدر قیمت کا نہیں - تاہم اسمیں بھي کوئی بڑي کفایت نہیں ہوتی - اسوقت ۲۷ جہاز بہمہ وجوہ تیار ہیں - اگر یہ سب کے سب ۸ گھنٹہ کی پوري طاقت پر بھیجے جائیں تو ۴۳۲۰ ٹن کوئلا خرچ ہوگا' جسکا بل ۳ ہزار پونڈ کا ہوگا - ان حالات کو دیکھتے ہوے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر سنہ ۱۴ - ۱۵ ع میں صیغہ بحریہ کا صرف کوئلے اور تیل کا بل ۳ ملین سے زاید ہوا تھا تو یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں -

اگر ایک اسکواڈرن ۸ ڈریڈ ناٹ جہازوں سے ترتیب دیاجاے ' ۲۴ گھنٹہ تک پوري سرعت کے ساتھہ چلے ' اور انکي تمام توپیں اور تارپیڈو کشتیاں سر ہوں' تو اسمیں کوئي دو لاکھہ پونڈ صرف ہونگے - اسوقت جو بیڑہ بہمہ وجوہ تیار ہے' اسمیں صیغہ بحریہ کے تمام ملازم مع ۱۸ ہزار محفوظ اشخاص کے مشغول ہیں -

سنہ ۴ - ۱۸۹۳ ع میں جب " میجیسٹک " جہاز کے درجہ کے جہازوں میں اشخاص مامور کیے گئے تھے' تو اسوقت بیڑے کے اشخاص کي تعداد ۷۶۷۰۰ تھي - مگر اب اتنا فرق ہوگیا ہے کہ اس سال بیڑے میں ۱۵۱۰۰۰ - آدمي ہیں - امیر البحر نے اگرچہ انکي تعداد کو پوشیدہ رکھا ہے' تاہم اگر ان لوگوں کو علحدہ کرلیا جاے جو ڈیپو میں کسي کام پر ہیں یا کم عمر یا ناتواں ہیں' تو اس صورت میں بھي ان لوگونکي تعداد ۱۳۰۰۰۰ سے کم نہ ہوگی جو اسوقت پانی میں کام کررہے ہیں -

صرف ذرہ پوش جہازوں کے لیے ۷۳۰۰۰ آدمي ہیں - کروزروں میں ۲۱۰۰۰ ' اشخاص ہوتے ہیں - اور تارپیڈو کشتیوں اور تباہ کن جہازوں کے بکار آمد ہونے کے لیے ۱۷۵۰۰ ہاتھوں کي ضرورت ہے - زیر آب کشتیوں میں سے ہر ایک کے لیے دو پورے عملوں کی ضرورت ہوتي ہے - اس حساب سے ان میں ۲۰ ہزار افسر اور آدمی لگے ہوے ہیں -

ان افسروں اور آدمیوں کي تعلیم و ترتیب میں کتنا صرف ہوا ہوگا؟ اس کا صحیح اندازہ تو اسوقت بہت مشکل بلکہ قریبا نا ممکن ہے - البتہ ایک نوجوان کو معمولي ملاحی کی تعلیم میں ۳ سال لگتے ہیں' یعنی اسے تو پچي گري یا کسی اور کام میں کوئي خاص ملکہ نہیں پیدا ہوتا - اس ابتدائی تعلیم کی تنخواہ ۲ شلنگ اور ۳ پنس ہے - (ایک شلنگ بارہ آنہ کا اور ایک پنس ایک آنہ کا ہوتا ہے)

ایک شخص کو جہاز راں جماعت کا حقیقي رکن بنانے کیلیے پانچ سال کی مدت چاہیے' اور اگر جونیر لفٹننٹ بنا نا ہے تو دس سال سے کم میں ممکن نہیں -

" آئیرن ڈیوک " نامي جہاز جو امیر البحر کا نشان بردار جہاز ہے' اسکے صرف افسروں کي روزانہ تنخواہ ۳۷ پونڈ ۱۹- شلنگ دس پنس ہے - اس رقم کے ساتھہ بھتے وغیرہ کي رقمیں ملکے پوري ۶۰ پونڈ روزانہ ہوجاتي ہے -

صیغہ بحریہ کے موجودہ مالی سال میں تنخوا ہوں کے لیے ۸۸۰۰۰۰۰ پونڈ منظور ہوے ہیں - جسکے معني یہ ہیں کہ روزانہ تنخواہیں ۲۴۰۰۰ پونڈ کي ہیں' لیکن موجودہ حالت میں ۱۸ ہزار محفوظ اشخاص کے اضافہ سے في ۱۰ - یوم ۵۰ ہزار پونڈ کي رقم اور بھي بڑھگئي ہے - اسلیے اب بیڑے کے اشخاص کی روزانہ تنخواہیں ۲۹ ہزار پونڈ شمار کرني چاہیے -

اسوقت بیڑے سے صدہا پرانے جہاز اور کشتیاں نکالدي گئي ہیں - انکي جگہ نئے جہاز اور کشتیاں داخل کي گئي ہیں - ہزار ہا افسر اور آدمي پنشن پر اپني خدمات سے کنارہ کش ہوگئے ہیں' اور انکي جگہ نئے افسروں اور اشخاص نے لي ہے - با ایں ہمہ یہ کہنا بیجا نہیں کہ اسوقت انگریزي بیڑا ۲۰-سال کے وسیع تجربہ اور بے دریغ مصارف کا ماحصل اور قیمتي سے قیمتي نتیجہ ہے -

سنہ ۴ - ۱۸۹۳ ع میں " میگنی فیسینٹ " اور " میجیسٹک " نامی دو بیٹل شپوں کا انتظام

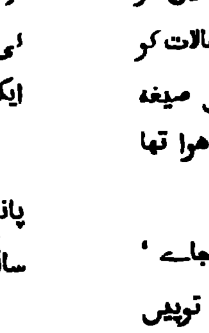

فلیڈ مارشل : سر جان فرنچ - سپہ سالار افواج بریۂ برطانیہ

المراسلة والمناظرة

الاعتصـــاب فـــي الاســـلام

(از جناب مولوي شبير احمد صاحب عثمانی - از ديوبند)

الهـــلال مورخه ۲۹ - جولائي سنه ۱۹۱۴ع کے شعبه مراسلات میں ایک مضمون مولانا عبد السلام ندوي کا عنوان بالا کے متعلق شائع ہوا ہے جو اگرچه ابھي تک تمام نہیں ہوا ' لیکن جتنا حصه اسکا چھپ چکا ہے ' وہ بھي مذہبي جماعت کي نظرونکو اپني طرف متوجه کرنے کیلیے کافي ہے -

یه بتلانے کي مجھکو ضرورت نہیں که مولانا عبد السلام ندوي کون بزرگ ہیں ؟ کیونکه انہیں چند ایام میں یه عام طور پر معلوم ہوچکا ہے که وہ دار العلوم ندوة العلما کے درجه تکمیل کي سند حاصل کرچکے ہیں ' اور آجکل اپنے استاذ مولوي شبلي نعماني کو سیرة کے لکھنے میں مدد دے رہے ہیں ' اور وہي بزرگ ہیں جنکي طرف اس خط کی نسبت کیگئي تھي ' جسکي بنا پر ندوہ کي اسٹرائک کا معرک اول مولوي شبلي نعمانی کو بتلایا جاتا ہے ' اور جسکے اعتذار میں انہوں نے یه لکھا تھا که میں جسوقت یه خط لکھه رہا تھا تو سچ یه ہے که اوسوقت غلبۂ جوش کیوجه سے میرے حواس اور میرا دماغ میرے قابو میں نه تھا - (او کما قال) •

اگر غور کیا جاے تو بلاشبه اوس خط کیطرح یه تحریر بھي جو فاضل مضمون نگار نے اسوقت الهـــلال میں شائع کرائي ہے اس اعتذار سے بے نیاز نظر نہیں آتي ' کیونکه جن روایات حدیث و سیر سے آپنے اسٹرائک کا شرعی جواز بلکه استحسان ثابت کرنا چاہا ہے وہ نہایت ہي مضحکه انگیز ہے - وہ دلائل یا تو آپکے مدعاء سے محض بے تعلق ہیں ' جنکو مسئله اسٹرائک یا اوسکی شرعی حیثیت سے کوئی لگاؤ نہیں ' اور یا اونسے جو نتیجه نکالا گیا ہے وہ بالکل اولٹا نکالا گیا ہے ' یعني جس اسٹرائک سے آپ روکتے ہیں اسکا تو اوس سے جواز نکلتا ہے اور جس کی اباحت کے آپ درپے ہیں ' اوسکی صاف حرمت منشرح ہو رہي ہے -

فاضل مضمون نگار کا اصلي منشاء یه ثابت کرنا ہے که طلباء دار العلوم ندوہ نے جو اسٹرائک ناظم وغیرہ کے مقابله میں کي وہ شرعاً بالکل حق بجانب ہے ' اور زمانه اسٹرائک میں اون طلبا کا کھانا بند کردینا یا اونکو بورڈنگ سے نکالدینا جائز نہیں - اسکے اثبات یا تائید یا تمهید میں آپنے مجموعي طور پر چار واقعات اسطرح ذکر کیے ہیں که :

(الف) حضرت صدیق اکبر نے حضرت عائشه پر اتہام لگانیکے جرم میں مسطح کا نفقه بند کردیا ' اور قسم کھالي که اونکو کبھي کسي قسم کا فائدہ نه پہونچائینگے ' لیکن خدا تعالے نے اونکو اخلاقی حیثیت سے روکدیا -

(ب) دنیا میں سب سے زیادہ سادہ تمدن دیہات کا ہوتا ہے ' لیکن عموماً تمام دیہاتوں میں کوذات کرنیکا طریقه جاري ہے ' جسکے رو سے ایک شخص کا حقه پاني کھانا پینا بند کردیا جاتا ہے (گویا یه بھي ایک سادہ شکل کي اسٹرایک ہے)

(ج) ابتداے بعثت میں تمام قریش نے اس مضمون کا ایک عہدنامه لکھکر خانه کعبه میں لٹکایا تھا که قریش میں کوئی شخص بنو ہاشم و بنو عبد المطلب کو اپني لڑکي ندیگا اونسے لین دین و خرید و فروخت نکریگا ' اونسے ہم کلام نہوگا ' وغیرہ وغیرہ -

(د) اسلام میں جب کسي شخص نے قومي منافع پر شخصي فوائد کو ترجیح دي ' تو اوسکے خلاف صحابه اور خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اس قسم کا طرز عمل اختیار فرمایا - غزوہ تبوک میں تن آساني کیوجه سے شریک نہونے پر آپ نے کعب ابن مالک ' مرارة بن الربیع ' اور ہلال بن امیه پر سخت ناراضي ظاہر کي اور تمام صحابه کو ایک مدة تک اونکے ساتھه سلام و کلام اور نشست و برخاست کي ممانعت رہي - آخر کار جب خدا کے یہاں سے ان تینونکي معافي کا پروانه آ گیا - تب یه اسٹرائک ٹوٹي - (صحیح بخاري)

* * *

ان دلائل میں سے پہلي دلیل (یعني حضرت صدیق اکبر کا واقعه) تو قطع نظر اس سے که قرآن مجید نے اوسکو جائز و پسندیدہ قرار دیا یا نہیں ' اسٹرائک کے اصطلاحي مفہوم سے جو متنازع فیه ہے کوئي تعلق نہیں رکھتا ' کیونکه آپ خود اقرار کرتے ہیں که اس قسم کے تمدني قطع تعلق پر اوسیوقت اسٹرایک کا اطلاق کیا جاسکتا ہے جبکه ایک گروہ کا گروہ دوسرے گروہ یا فرد کو اپني اعانت سے محروم کردیتا ہے ' اور اسي بناپر جدید عربي زبان میں اسٹرائک کو اعتصاب سے تعبیر کرتے ہیں ' جسکے معني گروہ بندي کے ہیں -

باقي دوسري دلیل (یعنی دیہاتیوں کے کوذات کرنیکے طریق) سے بھي آپ خود اندازہ لگاسکتے ہیں که شرعي جواز و عدم جواز پر کہانتک روشني پڑ سکتي ہے ' اور ایک مذہبي مسئله کے احتجاج میں دیہاتیوں کے اس طرز عمل کو پیش کرنا (اگرچه تمہیداً ہي کیوں نہو) کس حد تک درست ہے - البته تیسري اور چوتھي دلیلیں (یعني قریش مکه کا عمل آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے مقابله میں اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم اور صحابه کا عمل کعب ابن مالک وغیرہ کے مقابله میں) ایک خاص حد تک اس قسم کے مباحث کیوقت ذکر کیے جانے کا مساغ رکھتے ہیں - (لیکن میں معاف کیا جاؤں اگر آپ ہي کے الفاظ میں یه کہوں که) صرف انہیں لوگوں کے نزدیک جو کتب حدیث و سیر سے (باموقعه) روایات فراہم کرنیکي اہلیت نہیں رکھتے - میرا قصد اس مضمون میں اپنی طرف سے کچھه زیادہ کہنے سننے کا نہیں ہے بلکه بجاے اسکے یہي بہتر سمجھتا ہوں که فی الحال صرف آپ ہي کے استنباط کیے ہوے بعض نتائج کو دوبارہ ناظرین کے ملاحظه میں لاکر فی الجمله اونکي رکاکت پر متنبه کردوں -

آپ نے پہلا نتیجه یه نکالا ہے که :

" زبردست گروہ کو کمزور فرقه کے خلاف اسٹرائک کرنا سزاوار نہیں ' جیسا که قریش مکه نے کیا تھا - اسلیے زمانه اسٹرائک میں طلبا کا کھانا بند کردینا یا اونکو بورڈنگ سے نکالدینا جائز نہیں "

لیکن نتایج کے نمبر ۷ میں یوں فرماتے ہیں که : -

" اسٹرائک کیلیے مساوات لازمي نہیں ' کعب ابن مالک آنحضرت اور دیگر صحابه کے مساوي نه تھے ' جب قوي گروہ ضعیف کے مقابله میں اسٹرائک کرسکتا ہے تو ضعیف کو قوي کے مقابله میں اوسکا حق مرجح حاصل ہے "

پس اب آپ خود ہي انصاف فرمائیں که ان دونوں نتائج میں سے ' جو آپ نے بیان کیے ہیں پبلک کس کو صحیح سمجھے یا کس کو کس قاعدہ سے ترجیح دے - اگر اسٹرائک کیواسطے مساوات کو ضروري سمجھا جاے ' اور زبردست کي اسٹرائک ضعیف کے مقابله میں سزاوار نہو ' تو آنحضرت صلی الله علیه وسلم اور تمام صحابه کے (معاذ الله) اس ناسزاوار فعل کي جو کعب

جنگ کے رعد و برق میں حسن وعشق کا ایک نغمۂ الم !

موسیو بوري : مسز کالیوکا بیرسٹر

موسیو البانیل چیف جسٹس عدالة عالیه پیرس

موسیو کالمیٹ مقتول ایڈیٹر فگارو

موسیو کالیو وزیر مال فرانس

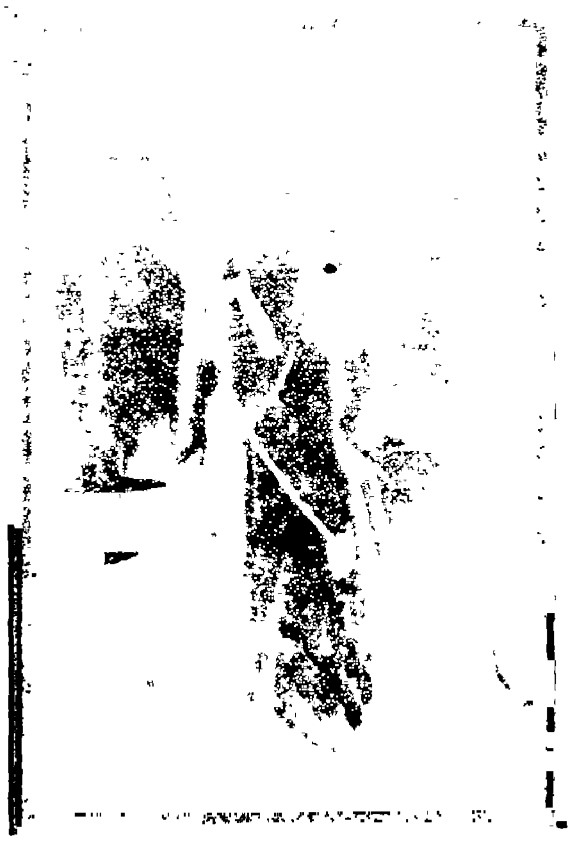

خونریز حسن : مسز کالیو

دنیا کے مختلف بے تعلق واقعات میں بعض اوقات عجیب عجیب سلسلے ربط و تعلیل کے پیدا هوجاتے هیں - فرانس کے ایک مشهور مقدمهٔ قتل کی سرگذشت الهلال میں شائع هوچکی هے، جسمیں موسیو کالیو کی بیوي نے ایڈیٹر فگارو کو قتل کردیا تها - اسکے بعد گذشته هفتے یه تار برقي تعجب کے ساتهه پڑهي گئي که عدالت نے مسز کالیو کو بري کردیا - اب ایک اور واقعه سنیے - موجوده جنگ یورپ میں فرانس کي بري فوج کا سپه سالار جرنل جوفر هے، جسکے بري اقدامات پر تمام دنیا کي نظریں لگي هوئی هیں -

لیکن جنرل جوفر کے تقرر کا واقعه بهي ایک دلچسپ سرگذشت هے - فرانس میں سنه ۱۹۱۱ ع تک سپه سالاري کا عهده نه تها - ایک جنگی مجلس تهي جو اس خدمت کو انجام دیتي تهی -

لیکن اسي زمانے میں پبلک نے مجلس وزارت پر سخت اعتراضات کیے که اس نے سپه سالاري جیسے اهم عهدے کي جگه بالکل خالي چهوڑدي هے -

اس اعتراض میں ایڈیٹر فگارو نے سب سے زیاده حصه لیا تها -

چنانچه مجلس جنگي توٹ گئي، نئي مجلس وزارت ترتیب دي گئي، اور جنرل جوفر سپه سالار عام مقرر هوا -

یه تمام مراتب اسي موسیو کالیو کے هاتهوں انجام پائے - اور اعتراف کیا گیا هے که اگر جنرل جوفر کا تقرر اس وقت نهوگیا هوتا، تو موجوده جنگ کے متعدد جنگي اهتمامات ناقص رهجاتے -

مسز کالیو کے رهنمائے میں بهي موجوده جنگ کو بهت دخل هے - کها جاتا هے که ایسے نازک موقعه پر اگر اس مقدمه کو زیاده سنگین بنایا جاتا تو ملک کے اندر مصر اور خلاف وقت داخلی انهماک کے پیدا هوجانے کا خوف تها -

ان تمام الگ الگ واقعات کو جمع کیا جائے تو معلوم هوتا هے که مسز کالیو کا مقدمه موجوده جنگ کی داستان کا ایک باب تها۔

اگر مسز کالیو چاهے تو موجوده واقعات کو تمام دنیا سے بالکل الگ هوکر دیکهه سکتی هے - اسے حق هے که اس دنیا کی سب سے بڑي جنگ کو محض ایک حسن پرستانه شورش سمجهے، جو اسلیے کي گئي تاکه ایک حسین قاتل عدالت کي سزا سے بچالیا جائے -

مقتول ایڈیٹر فگارو اسکا بدنصیب خاندان

الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوي

(۴)

(آداب المعلمين والمتعلمين)

اگرچه تصریحات سابقه سے ثابت ہوگیا ہے که قرآن مجید اور احادیث صحیحه میں اوستاد کا بالتصریح کوئي حق متعین نہیں کیا گیا' یہاں تک که امام غزالي نے اوستاد و شاگرد کے آداب و حقوق کے متعلق جو بحث کي ہے' اوس میں کسي موقع پر احادیث سے استدلال نہیں کیا ہے حالانکه وہ ضعیف بلکه موضوع حدیثوں سے بھي استدلال کرنے میں تامل نہیں کرتے - تاہم اس سے بھي انکار نہیں کیا جاسکتا که قرآن مجید کے اشارات و کنایات سے اوستاد کے ادب و احترام پر استدلال کیا جاسکتا ہے - حضرت موسی علیه السلام نے چونکه حضرت خضر علیه السلام کي شاگردي کي اور وہ قصه قرآن مجید میں مذکور ہے' اسلیے علما نے اوسي قصه سے اوستاد کے ادب و احترام کے متعلق بھي چند احکام مستنبط کیے ہیں جنکي تفصیل یه ہے :

(۱) موسی علیه السلام نے اپنے آپ کو اونکا تابع تسلیم کرلیا' کیونکه اونہوں نے کہا هل اتبعك ؟ کیا میں آپ کا اتباع کروں ؟

(۲) اونکے اتباع کي بھي اجازت طلب کي هل تاذن لي ان اجعل نفسي تبعا لك - کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں که میں اپنے آپ کو آپ کا تابع بناؤں ؟ یه انتہا درجه کي خاکساري ہے -

(۳) اونہوں نے کہا " على ان تعلمني " یعنے اس بنا پر اتباع کرتا ہوں که آپ مجھے تعلیم دیجیے' اور یه اپنے جہل کا اقرار اور اوستاد کے علم کا اعتراف ہے -

(۴) اونہوں نے کہا " مما علمت " یعني اون کے علم کا بعض حصه سیکھنا چاہا' اور اس سے بھي تواضع کا اظہار ہوتا ہے - یعني اونہوں نے یه نہیں کہا که مجھے علم میں اپنے برابر بنا دیجیے' بلکه اون کے اجزاء علوم میں سے بعض اجزاء کي درخواست کي جس طرح فقیر دولت مندوں سے کہتا ہے که کچھه دیدیجیے -

(۵) اونہوں نے کہا : رشدا - یعني اون سے صرف ارشاد و ہدایت کی درخواست کي' اسلیے اوستاد مرشد و رہنما ہوتا ہے -

(۶) انہوں نے کہا " هل اتبعك على ان تعلمني " کیا میں آپ کا اتباع اس شرط پر کرسکتا ہوں که آپ مجھے تعلیم دیں ؟ اسلیے اونہوں نے پہلے اپنے آپ کو تابع تسلیم کرلیا ہے پھر تعلیم کي خواہش کی ہے' یعنے پہلے اونکي خدمت کرنے کا اقرار کرلیا ہے' پھر تعلیم کي درخواست کي ہے - (۱) (ہم نے بعض احکام کو حذف کردیا ہے)

لیکن اعتراض و اختلاف اس ادب و احترام کے منافی نہیں ہے' جیسا که حضرت موسی علیه السلام کے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے'

ان ضمنی احکام کے علاوہ قرآن مجید کي بعض آیتوں سے به تصریح علماء کی فضیلت پر استدلال کیا جاسکتا ہے - بعض کم درجه کي احادیث میں بھي علماء کي فضیلت بیان کي گئي ہے' اور علماء نے اخلاقي حیثیت سے بھي اوستاد و شاگرد کے حقوق پر بحث کي ہے' ہم ان تمام آیات و احادیث' اور اقوال کو ایک ترتیب خاص کے ساتھه درج کرکے اوس پر تفصیلي بحث کرتے ہیں :

يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتو العلم درجات	جو لوگ ایمان لاے' اور جن لوگوں کو علم دیا گیا' خدا اونکا درجه بلند کرتا ہے -
انما يخشي الله من عباده العلماء	خدا کے بندوں میں صرف علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں -
فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم (دارمی)	عالم کی فضیلت عابد پر اوسیطرح ہے' جسطرح میں تم میں بہمولی درجه کے آدمیوں سے افضل ہوں ؟
ليس من امتي من لم يجل كبيرنا و يرحم صغيرنا و يعرف (۲) لعالمنا (ترغیب و ترهیب)	جو شخص بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا' چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا' علماء کي قدرداني نہیں کرتا' وہ میري امت میں نہیں -
ثلاث لا يستخف بهم الا منافق ذو الشيبه في الاسلام و ذو العلم و امام مقسط (ترغیب و ترهیب)	تین آدمی کی توہین بجز منافق کے کوئي نہیں کرتا : مسلمان بوڑھے شخص کي' صاحب علم کي' امام عادل کی -
اذا كنت في قوم ... (۳) فتصفحت وجوههم فلم تر فيهم رجلا يهاب في الله فاعلم ان الامر قد رق	جب تم کسي قوم میں ہو اور بغور ہر ایک کا منهه دیکھو' تو اگر تمکو کوئی ایسا شخص نظر نه آے جسکي توقیر و ہیبت محض خدا کیلیے کیجاے تو جان لو که دین کا حال پتلا ہوگیا -

طلباء اگرچه بالتخصیص ان روایتوں کے مخاطب نہیں ہیں' بلکه وہ لوگ بھی اس میں شامل ہیں جنہوں نے علماء کي توہین کو ہمیشه اپنا شعار بنایا ہے' تاہم تخاطب عام کے لحاظ سے تمام امت کے ساتھه طلباء بھي اس میں داخل ہیں -

علماء میں امام غزالي کي کتاب احیاء العلوم فلسفه اخلاق کي بہترین کتاب خیال کی جاتي ہے' امام صاحب نے اس کتاب میں طالب العلم کیلیے دس وظائف مقرر فرماے ہیں' انمیں صرف ایک وظیفه کا اثر اوستاد کے ادب و احترام اور اسٹرائک پر پڑسکتا ہے - اسلیے ہم اوسکا خلاصه درج کرتے ہیں :

" طالب العلم کو چاہیے که علم پر غرور اور اوستاد سے سرکشي نه کرے' بلکه اپني باگ اوسکے ہاتھه میں دیدے' اوسکي خیر خواہي کا یقین رکھے' اوس سے تواضع کرے' اور اوسکي خدمت کو شرف و ثواب سمجھے' شعبي نے کہا ہے که زید بن ثابت نے نماز جنازہ پڑھی' پھر اونکا خچر اونکے قریب کردیا گیا که سوار ہوجائیں تو ابن عباس آے اور رکاب پکڑلیا - زید نے کہا : آپ الگ رہیے - ابن عباس نے' کہا ہمکو اسي طرح علماء کي توقیر کا حکم دیا گیا ہے - زید ابن ثابت نے اونکا ہاتھه چوم لیا اور کہا که ہمکو اہل بیت کي عزت کا بھي یہي طریقه بتایا گیا ہے -

علم کا غرور یه بھي ہے که طالب العلم اوستاد سے استفادہ کرنے کو عار سمجھے' مگر اون لوگوں سے نہیں جو شہرت طلب و جاہ پرست ہیں' ...... اور جب اوستاد طالب العلم کو کوئي مشورہ تعلیم میں دے تو اوسکي تقلید کرے' اور اپنی راے کو چھوڑدے - کیونکه اوستاد کی غلطي طالب العلم کے صواب سے زیادہ مفید ہے' اسلیے که تجربه سے عجیب و غریب باتیں ظاہر ہوتي ہیں ... حاصل کلام یه که جو طالب العلم اوستاد کي راے کے سوا کوئی راے اور اختیار کرتا ہے تو اوسکي ناکامیابي کا فیصله کرلینا چاہیے - علی رضي الله عنه نے کہا ہے که اوستاد سے سوال نه کرو' اصرار نه کرو - جب وہ سست ہوجاے

---

(۱) لیکن انبیاء سابقین کے اقوال و افعال کا اتباع ہم پر واجب نہیں -

(۲) لیکن ترمذي میں " یعرف لعالمنا " کا فقرہ نہیں ہے'

(۳) لیکن احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے که ہر وہ شخص جو طلب علم میں مصروف ہو ان احادیث کا مورد ہے اسلیے طلباء بھی اساتذہ کے ساتھه اس فضیلت میں حصه دار ہیں -

ابن مالک وغیرہ کے مقابلہ میں اونسے ظہور پذیر ہوا ' کیا توجیہ هوسکتی ہے ؟ اور اگر مساوات کا قاعدہ لازمي نہیں تھا ' تو پھر قریش مکہ کی استرائک کو عدم مساوات کی وجہ سے ناروا کہنے میں آپ جیسے روشن خیال نے کیوں تعصب اور تنگدلی سے کام لیا -

* * *

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوںکے اعتقاد کے موافق آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خداے تعالے کیطرفسے تمام مخلوقات جن و انس عرب و عجم کیلیے هادي اور استاد اور معلم بناکر بھیجے گئے تھے (چنانچہ آپنے خود بھي اپنے منصب جلیل کو انما بعثت معلما کے الفاظ سے هی ادا فرمایا ہے) اور اس اعتبار سے تمام بنی آدم کو طوعاً و کرھاً آپکے ساتھہ تلمذ کي نسبت اور شاگردي کا تعلق حاصل هونا چاهیے - پس همارے نزدیک یہ کہنا غالباً فاضل مضمون نگار کی توجیہات سے زیادہ چسپاں هوگا کہ قریش مکہ نے اپنی جہالت اور سفاهت کیوجہ سے جو استرائک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کي ' چونکہ وہ شاگرد کي استرائک استاد کے اور متعلم کي استرائک اپني حقیقي معلم کے مقابلہ میں تھي ' اسلیے وہ بیشک قابل نفرین و ملامت تھی ' اور برخلاف اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیجانب سے جو استرائک (بشرطیکہ وہ استرائک ہو) چند شاگردوں کي غفلت اور خطا کاري کے مقابلہ پر عمل میں آئي ' وہ استاذ کي استرائک شاگرد کے مقابلہ میں هونیکی وجہ سے ٹھیک ٹھیک حق بجانب رهی -

اس آخري استرائک کے دباؤ کا نتیجہ کعب بن مالک رضي اللہ عنہ وغیرہ کے حق میں یہ برآمد هوا کہ اونسے مسلمانونکے تمام رشتے ناتے توڑ دیے گئے ' اور اخوت و ارتباط باهمی کے سب سلاسل منقطع هوگئے ' تو وہ اپنے سادے دل سے خدا کیطرف متوجہ هوکر گڑگڑائے ' اور انہوں نے نہایت همت و استقلال کے ساتھہ هر طرف کے عارضي سہارے چھوڑکر فقط ایک رب العزت کي جناب کو جا پکڑا ' انجام کار یا تو یہ حالت تذبذب تھي کہ :

وآخرون مرجون لامر اللہ	اور کچھہ لوگ هیں کہ حکم خدا کے
اما یعذبهم و اما یتوب	انتظار میں اونکا معاملہ ملتوي ہے کہ
علیهم و اللہ علیم حکیم	یا تو اونکو عذاب دے یا اونکي توبہ

قبول کرے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے -

اور یہ بشارت نازل هوگئي کہ :

لقد تاب اللہ علی النبی	البتہ خداے پیغمبر پر بڑاهی فضل
والمهاجرین و الانصار الذین	کیا اور (نیز) مہاجرین و انصار پر
اتبعوہ فی ساعة العسرة من	جنہوں نے تنگدستی کیوقت پیغمبر
بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق	کا ساتھہ دیا جبکہ ان میں سے بعض
منهم ' ثم تاب علیهم انہ بهم	کے دل ڈگمگا چلے تھے - پھر اوس نے
رؤف رحیم - و علی الثلاثة	ان پر (بھی) اپنا فضل کیا (کہ
الذین خلفـــوا حتی اذا	انکو سنبھال لیا) اسمیں شک نہیں
ضاقت علیهم الارض بمـــا	کہ خدا ان سب پر نہایت درجہ
رحبت و ضاقت علیهـــم	مہربان (اور اونکے حال پر اپنی)
انفسهم وظنوا ان لا ملجاء	مہر رکھتا ہے - اور (علی هذالقیاس)
من اللـــہ الا الیـــہ ثم تاب	اون تیـــن شخصـــونپـــر بھي جو
علیهـــم لیتوبوا - ان اللـــہ	(با نتظار حکم خدا) ملتوي رکھے
هو التـــواب الـــرحیـــم -	گئے تھے - یہاں تک کہ جب زمین

باوجود فراخي کے تنگي کرنے لگی اور وہ اپني جان سے بھي تنگ آگئے اور سمجھہ لیے کہ خدا کي (گرفت) سے اوسکے سوا اور کوئي پناہ نہیں - پھر خدا نے اونکي توبہ قبول کرلي تا کہ (قبول توبہ کے شکریہ میں آیندہ کیلیے بھي) توبہ کریں - بیشک اللہ بڑا هي توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے -

جن لوگون نے آجکل مسئلہ استرائک پر اخبارات میں بحثیں کیں هیں (مثلاً صاحبزادہ آفتاب احمد خاں وغیرہ) انھوں نے بارها استاد و شاگرد کے تعلقات کو باپ بیٹے کے تعلقات سے تشبیہ دي ہے ' اور یہ تشبیہ اس اعتبار سے نہایت بلیغ ہے کہ باپ کي مادي تربیت سے استاد کي روحي تربیت کسیطرح کم نہیں - پس جبکہ اولاد کي استرائک کا والدین کے مقابلہ میں یہ حال ہے کہ :

و ان جاهداک علی ان	اور (اے مخاطب) اگر تیرے ماں
تشرک لي ما لیس لک	باپ تجھکو اسپر مجبور کریں کہ تو
بہ علـــم فلا تطعمـــا	همارے ساتھہ کسیکو شریک خدائي
و صاحبهما فی الدنیـــا	بناے ' جسکي تیرے پاس کوئي دلیل
معروفـــا	هي نہیں (تو اسمیں) اونکا کہا نہ ماننا

(مگر) هاں دنیا میں سعادتمندانہ اونکي رفاقت کر -

تو شاگردونکو بھي استاذ کے مقابلہ میں (بالخصوص جبکہ استاد اپنے شاگردونکي اخلاقي اصلاح کا کفیل هوتا ہے) استرائک کا اس سے کچھہ زیادہ استحقاق نہیں هوسکتا -

* * *

بناء علیہ قریش مکہ اور غزوہ تبوک کے جن دو واقعات سے فاضل مضمون نگار نے اپنا مدعا ثابت کرنا چاها تھا اون سے برخلاف اسکے یہ ثابت هوا کہ کسی قومي یا مذهبي درسگاہ کے طلباء کي استرائک جو اپنے اساتذہ اور مصلحین و مربین کے مقابلہ میں هو سراسر نا جائز ہے اور اگر بالفرض اساتذہ اپنے بعض تلامذہ کے مقابلہ میں تعزیراً استرائک کردیں تو یہ نہ فقط جائز بلکہ مستحسن ہے -

اولجھا ہے پانوں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

میں ان سطور کو اب ختم کرتاهوں کیونکہ في الواقع مجھکو اسوقت نہ تو " ندوہ " کے استرائک کے خطا وصواب هونے سے چنداں سروکار ہے اور نہ یہ تحقیق مطمح نظر ہے کہ استرائک کا اصلی مفہوم اور اوسکي جامع مانع تعریف کیا ہے ' اور یہ کہ اوسکو شرعاً جائز ہونا چاهیے یا ناجائز - بلکہ اک ایسي تحریر کے بعض استدلالي کمزوریونکي طرف اشارہ کرنا منظور ہے ' جو آجکل بعض بخاري کے درس دینے والونکا علمي نمونہ ہے ' اور ابناء زمان کي حدیث داني اور سیرت فہمي کا اک بہترین نمونہ ہے ' تاکہ عام مسلمان محض اس قسم کے سطحي مضامین کے خوشنما ٹائپ کو دیکھکر جلدي سے متاثر نہو جایا کریں -

آخر میں میں ناظرین کي اور خصوصا محترم مدیر الهلال کي توجہ مضمون نگار کے اوس منهیہ کي طرف منعطف کرانا چاهتا هوں ' جو صاحب مضمون کے بغض و نفسانیت کا آئینہ اور بدتہذیبي یا آجکل کي تہذیب کا پورا مجسمہ ہے ' اور جس سے اس مضمون کے لکھنے اور شایع کرنیکا اصلي مقصد پوري طرح واشگاف هوجاتا ہے - لکھتے هیں کہ :-

" یہ جو بعض مدعیان علم حدیث شکایت کرتے هیں کہ استرائک کے دوران میں سلام وکلام بزرگونکو ضرور کرنا چاهیے ' حالانکہ ایسانہیں کیا گیا تو اوسکا مبني بخاري کا وہ نسخہ هوگا جسکو مولانا احمـــد علی مرحـــوم والد بزرگوار مولوي خلیـــل الرحمن سہارنپـــوري نے چھپوایا تھا ' اوسمیں شاید یہ حدیث نہوگی کیونکہ اسکا اثر حقوق اولاد پر پڑنیوالا تھا ' مگر همنے مصر کے نسخہ مطبوعہ سے اس روایت کو لیا ہے "

میں نہیں سمجھتا کہ اس منهیہ کے لکھنے والے نے مولانا احمد علیصاحب مرحوم کي چھاپي هوئي صحیح بخاري کو مولوي شبلي کي سیرة النعمان سمجھا ہے ' جسمیں حضرت سعد بن ابی وقاص کے واقعہ کو غلطي سے عمار بن یاسر کي طرف منسوب کردیا '

جہـــان اســـلام

یہ ایک ہفتہ وار رسالہ عربي ترکي اور اردو - تین زبانوںمیں استنبول سے شایع ہوتا ہے - مذہبي سیاسي اور ادبي معاملات پر بحث کرتا ہے - چندہ سالانہ ۸ روپیہ - ہندوستاني اور ترکوں سے رشتۂ اتحاد پیدا کرنیکے لیے ایک ایسے اخبار کي سخت ضرورت ہے اور اگر اسکے توسیع اشاعت میں کوشش کی گئي تو ممکن ہے کہ یہ اخبار اس کمي کو پورا کرے -

ملنے کا پتہ ادارۃ الجریدہ في المطبعۃ العثمانیہ چنبرلي طاش
نمبرہ صندوق البوستہ ۱۷۳ - استامبول
Constantinople

شہبـــــال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا ہے - ادبي - سیاسي - علمي اور سائنٹفک مضامین سے پر ہے - گرافک کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائي اور بہترین تالیف کا نمونہ - اگر ترکونکے انقلاب کي زندہ تصویر دیکھني منظور ہو تو شہبال ضرور منگائیے - ملنے کا پتـہ :

پوسٹ آفس فرخ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۳
Constantinople - استامبول

روز انـــہ الہـــلال

چونکہ ابھي شائع نہیں ہوا ہے ' اسلیے بذریعہ ہفتہ وار مشتہر کیا جاتا ہے کہ ایمبرائیڈري یعني سوزني کام کے گل دار پلنگ پوش ' میز پوش ' خوان پوش ' پردے ' کامدار چوغے ' کرتے ' زنانے پارچات ' شال ' الوان ' چادریں ' لوئیاں ' نقاشي مینا کاري کا سامان ' مشک ' زعفران ' سلاجیت ' ممیرہ ' جدوار ' زیرہ ' گل بنفشہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں - فہرست مفت ارسال کي جاتی ہے - (مي کشمیر کراپر ٹیو سوسائٹی - سری نگر - کشمیر)

اخبار " الله اکبر دہلی " کا عید نمبر

اخبار ہذا کے عید نمبر کیواسطے تمام برادران اسلام سے عموماً ' اہل قلم حضرات - جماعت علما - طلبہ - شعرا سے خصوصاً گذارش ہے کہ اپنے بیش بہا مضامین مفید و دلچسپ اشعار و قلبي جذبات سے مطلع فرماکر اپنے پیارے اخبار الله اکبر کو زینت بخشیں - عید نمبر انشاء الله عین عید کے روز آپ کے پاس پہنچ جائیگا - جو صاحب اس سے پہلے منگوانا چاہیں پہلے بھي بھیجا جاسکتا ہے لیکن ۱۲ رمضان المبارک تک مضامین پہنچ جانا چاہیے - رائل سائز ۲۰ - انچہ طول ۱۲ - انچ عرض پر ہوگا - ٹائیٹل نہایت خوبصورت - سنہرے حروف - ولایتي چکنا کاغذ - مقدس خانہ کعبہ کے فوٹو سے مزین ہوگا ' مضمون کیلیے آٹھ صفحات چھوڑے جائینگے - قیمت صرف ۲ - آنہ (عید نمبر) ہر قسم کی درخواستیں -

بنام مولوي سید ممتاز علی ہاشمی محلہ بھوجلہ پہاڑی دہلی ہ

ریویوز آف اسـلام

اسلام کي خوبیوں پر دیگر مذاہب کے احباب کي گرانقدر رائیوں کا مجموعہ -

ہر شیدائي اسلام کو اسکا ایک نسخہ ضرور رکھنا چاہیے -
سنہري جلد - عمدہ چھپائی - قیمت صرف ۸ آنہ -
المشتہر :- نور لائبریري - ۱۲/۱ سیرانگ لین - کلکتہ

ترجمـہ تفسیر کبیر اردو

—:o:—

حضرت امام فخر الدین رازي رحمۃ الله علیہ کی تفسیر جس درجہ کي کتاب ہے ' اسکا اندازہ ارباب فن ہي خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہ ہوتے تو صدہا مباحث و مطالب علیہ تھے جو ہمارے معلومات سے بالکل مفقود ہوجاتے -

پہلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا ' ترجمے کے متعلق ایڈیٹر الہلال کی راے ہے کہ وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب ومربوط ترجمہ ہے "

لکھائي اور چھپائي بھي بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھہ نسخہ دفتر الہلال میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے قیمت دو روپیہ تھی اب بغرض نفع عام - ایک روپیہ ۸ - آنہ کردي گئی ہے -

درخواستیں : منیجر الہلال - کلکتہ کے نام ہوں -

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتي' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے - منیجر

روز انہ ضمیمہ

روزانہ ضمیمہ کیلیے بھي ایجنٹوں کي ضرورت ہے -

دہلی میں علمی خزانہ

(۱) عظیم الشان قرآن شریف - جس پر بیش قیمت دینے والی تفسیر حقانی کا خلاصہ - سجاوندی لغت و اعراب چڑھے ہوئے ہیں - ہدیہ مجلد آٹھ روپے غیر مجلد ساڑھے چھ روپے ❊
(۲) داستان پاستان - فاتحین ہسپانیہ چار جلد قیمت ساڑھے چار روپے ❊
(۳) چمنستان عرب - حج کے مکمل حالات - قیمت سوا روپیہ ❊
(۴) لباب الاحادیث - مسایل اسلام - قیمت بارہ آنے
(۵) اولیائے دہلی - بزرگان دہلی کے مسلسل حالات - قیمت [illegible]
(۶) مجلد مجموعہ کلام اقبال - قیمت اٹھارہ آنے ❊
(۷) یاسمین - [illegible] تعلقات زن [illegible] افسانہ [illegible] قیمت [illegible]
(۸) راحت دل - مستورات کیلئے بیش بہا کتاب - قیمت [illegible]
(۹) مہر افروز - بیگماتی زبان کی شیرینی سے لبریز - قیمت آٹھ آنے ❊
(۱۰) [illegible] نسوان - دس حصے قابل دید دل - قیمت پانچ روپے ❊
(۱۱) [illegible] نسوان - طرز تمدن سے معمور - قیمت چھ آنے
(۱۲) انقلاب ترکی - قیمت ڈیڑھ روپیہ ❊
(۱۳) سکندرنامہ فارسی مکمل - قیمت چودہ آنے ❊
(۱۴) [illegible] - قیمت [illegible] ❊
(۱۵) مذہب - [illegible] - ادب - [illegible] وغیرہ کی جملہ کتب - کتب سرکاری و کتب انجمن حمایت اسلام - کتب تاریخ اسلامی ❊
(۱۶) راز و نیاز کے کارڈ - [illegible] درجن و ۱۲ درجن ❊
(۱۷) سراج الاخبار کابل فارسی - دولت علیہ [illegible] افغانستان کا باتصویر جریدہ [illegible] اخبار چندہ سالانہ دس روپے [illegible]
[illegible] جنرل [illegible] ایجنسی [illegible]

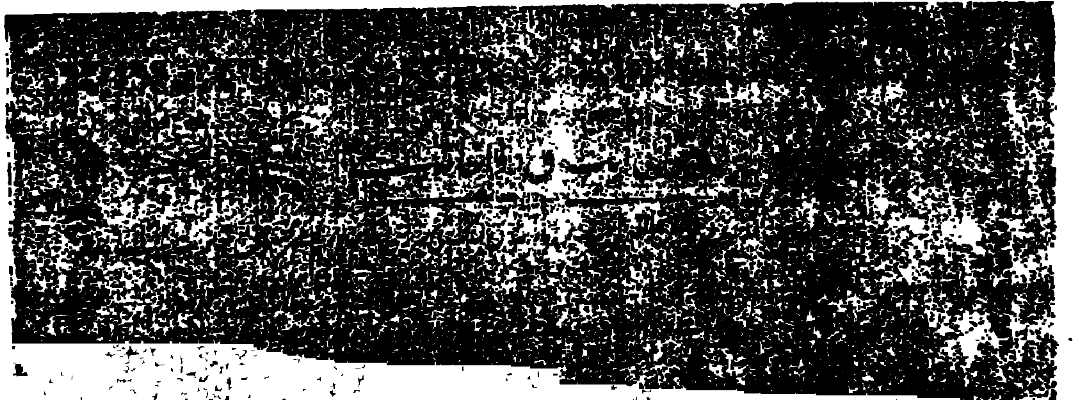

تو اوسکا دامن پکڑ کے نه کهینچو' اوسکا رازفاش نه کرو - اوسکي غلطیوں کے پیچهے نه پڑو' اور اگر وه لغزش کرے' تو اوسکا عذر قبول کرو' اوسکي توقیر کرو (جب تک وه مذهب کي حفاظت کرے) اوسکے آگے نه بیٹهو' اور اگر اوسکو کوئي ضرورت هو تو سب سے پہلے تم اوسکي خدمت کے لیے بڑهو (احیاء العلوم جلد - ۱ ص ۰ ۳ -)

اوستاد کے حقوق اور ادب و احترام کے متعلق اب اس سے زیاده کچهه نہیں کہا جا سکتا' لیکن اسکے ساتهه همکو یه بهي دیکهنا چاهیے که قرآن مجید اور احادیث نے طلباء کے بهي کچهه حقوق متعین کیے هیں یا نہیں ؟ آیا علماء اخلاق نے اساتذه کو بالکل مطلق العنان چهوڑ دیا هے' یا اون کو بهي کسي چیز کا پابند کیا هے ؟ هم دعوے کے ساتهه کہه سکتے هیں که اس مسئله میں اساتذه کے مقابل میں طلباء کا پله بهاري هے - قرآن مجید نے ایک بڑي امانت اساتذه کے سپرد کي هے :

ابلغکم رسالات ربي	میں تمکو خدا کا پیغام پہنچاتا هوں' اور
و انا لکم ناصح امین -	میں تمهارا خیر خواه اور امین هوں -

اس امانت میں جس طرح خیانت کی جا سکتي هے' احادیث نے اوسکي تصریح کردي هے :

قال تناصحوا في العلم فان خیانة احدکم في علمه اشد من خیانته في ماله (ترغیب)	علم میں خیر خواهي کرو' کیونکه علم میں کسي کی خیانت اس سے زیاده شدید هے که وه اپنے مال میں خیانت کرے -

اساتذه کے لیے امین هونا اسلیے ضروري هے که اساتذه کسي پیغمبر کے' کسي سلطنت کے' کسي قوم کے' یا کم از کم کسي معصوم بچے کے باپ کے خلیفه هوتے هیں' اور خلیفه کے لیے امین هونا لازمي هے - یهي وجه هے که آنحضرت حضرت ابوبکر(ض) و حضرت عمر(ض) کے بعد حضرت ابو عبیده جراح (ض) سے نهایت محبت رکهتے تهے - (۱) کیونکه اون میں خلافت کا یه جوهر نمایاں طور پر نظر آتا تها - یهي وجه هے که اهل یمن نے جب آنحضرت سے ایک معلم کتاب و سنت کي درخواست کي' تو آپ نے ابو عبیده جراح (ض) کا هاتهه پکڑکر کہا که یه اس اُمت کے امین هیں (۲)

امام غزالي نے صرف ایک ایسا وظیفه بتایا هے جسکي خلاف ورزي کا اثر اساتذه کے حقوق و ادب و احترام پر پڑتا هے - لیکن اسکے مقابلے میں خود اونهوں نے اساتذه کیلیے متعدد وظائف بتائے هیں' جن سے اگر بے پروائی کي جاے' تو طلبا کے تمام حقوق پامال هوجائیں چنانچه اونکي تفصیل یه هے :

(۱) اوستاد طلباء پر شفقت کرے' اور اونکو بیٹے کے برابر سمجهے ...... اسیلیے اوستاد کا حق باپ ماں سے زیاده هے - کیونکه باپ دنیوي زندگي کا سبب هے' اور اوستاد اخروي زندگي کا - لیکن صرف دنیا کمانے کیلیے تعلیم دینا تو خود هلاک هونا هے اور دوسرے کو هلاک کرنا هے -

(۲) اوستاد متبع شریعت هو' تعلم پر اجرت نه لے' اپنا احسان نه جتاے' اگرچه احسان لازمي طور پر هوجاتا هے' شکر گذاري اور معاوضه کا خواستگار نه هو' بلکه خود طلباء کا احسان مانے که اونهوں نے اشاعت علم کا موقع دیکر اوسکے دل کو صاف کیا هے - کیونکه معلم کو تعلیم میں طالب العلم سے زیاده ثواب ملتا هے - اون لوگونکو دیکهو جو وظائف کیلیے سلاطین کی خدمت میں طرح طرح کی ذلتیں برداشت کرتے هیں' اور اگر بادشاه لوگ وظائف دینا ترک کردیں' تو وه لوگ تعلیم دینا بهی چهوڑ دیں - پهر ایسے معلم طلباء سے اُمید رکهتے هیں که مصائب میں اونکی حمایت کریں' اونکی دوستوں کي مدد کریں' اور گدهے کي طرح اونکے سامنے فرمانبردارانه کهڑے رهیں ؟ اگر اس میں کچهه کمی کی جاے' تو وه طلباء کے جاني دشمن هوجاتے هیں - پس کتنا کمینه هے وه عالم جو اس کو اپنے لیے پسند کرتا هے' اور اسپر خوش هوتا هے - اور اوسے یه کہتے هوے شرم نہیں آتي که میں بغرض اشاعت علم تعلیم دیتا هوں -

(۳) یه فن تعلیم کا دقیق مسئله هے که طالب العلم کو حتي الامکان صراحتاً زجر وتوبیخ نه کي جاے' بلکه مهرباني سے تنبیه کی جاے نه بطور ملامت کے - کیونکه تصریح سے اوستاد کا وقار جاتا رهتا هے' اور طالب العلم کو مخالفت کي جرأت هوتی هے' اور یه طریقه جرم کرنے پر اور هٹ دهرم بنا دیتا هے - تعریضاً تنبیه کرنا ذهین طلباء کو اوسکے معاني کے استنباط کرنے پر مائل کرتا هے' جب وه مطالب تعریض سمجهه جاتے هیں تو استنباط نتیجه پر اونکو علمی مسرت هوتی هے "

اوستاد و شاگرد کے حقوق و اداب کے متعلق قرآن مجید' احادیث صحیحه' اور فلسفه اخلاق کے تتبع و استقراء سے جو مواد فراهم کیا جاسکتا تها وه سامنے آگیا' اب هم ان پر تفصیل سے بحث کرتے هیں -

قرآن مجید و احادیث صحیحه اور فلسفه اخلاق نے اساتذه و طلباء دونوں کیلیے خاص خاص پابندیاں لازمی کردي هیں - لیکن شریعت کے تمام احکام یکساں حیثیت نہیں رکهتے - بعض کی تعمیل وجوباً و فرضاً ضروري هوتی هے بعض احکام اخلاقي حیثیت سے قابل عمل هوتے هیں' اور خود اخلاقي احکام میں بهي فرق مدارج هوتا هے اسلیے استحباب و وجوب میں باعتبار جزاء و سزا کے بڑا فرق هے' ایک تارک صلاة کو وهي سزا نہیں دیجا سکتي جو اوس شخص کو دیجا سکتي هے' جس نے مهمان کا حق ضیافت ادا نہیں کیا' بلکه اول الذکر شخص کو شریعت نے عذاب شدید کي وعید سنائي هے - اگر اس اصول کو فیصله کا معیار قرار دیا جاے تو صاف نظر آئیگا که طالب العلم پر اُستاد کي مراعاة ادب اخلاقي حیثیت سے فرض هے جسکو شارع نے پرزور الفاظ میں بیان کرکے یه ظاهر کردیا هے که مدارج اخلاق میں سے یه ایک اهم ترین درجه هے - لیکن اُستاد کي حالت اس سے مختلف هے - اوس پر جن احکام کي پابندي لازم هے' وه واجب هیں - مثلاً وه مبلغ شریعت اور امین ودائع مذهب هے اور خیانت به نص صریح قرآني حرام هے - وه حامل حدیث هے اور کذب في الحدیث کي نسبت خود حدیث میں وعید شدید موجود هے - تمدني حیثیت سے وه اس زمانه میں ایک اجیر کي حیثیت رکهتا هے' اسلیے اگر وه اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتا تو نا جائز طریقه سے کسب معاش کرتا هے - اس بنا پر معاملات اسٹرائک کي تحقیقات میں صرف یهي نہیں دیکهنا چاهیے که طلبا نے اساتذه کے ادب و احترام کا لحاظ نہیں کیا' بلکه یه بهي دیکهنا چاهیے که اساتذه نے اپنے فرائض صحیح طور پر ادا کیے یا نہیں ؟ اگر یه ثابت هو جاے که وه بهي طلباء کي طرح مجرم هیں' تو جس حیثیت سے اون پر پابندیاں لازم هیں' اوسی حیثیت سے سزاء بهي مختلف اور شدید هوني چاهیے -

---

(۱) ترمذي ص ۶۲۲ کتاب المناقب

(۲) مسلم مطبوعه مصر ۳۳۰ کتاب المناقب

حکمت بالغہ ! حکمت بالغہ !

مولوی احمد مکرم صاحب عباسی چریا کوٹی نے ایک نہایت مفید سلسلہ جدید تصنیفات و تالیفات کا قائم کیا ہے - مولوی صاحب کا مقصود یہ ہے کہ قرآن مجید کے کلام الہی ہونے کے متعلق آجتک جس قدر دلائل قائم کیئے گئے ہیں اُن سب کو ایک جگہہ مرتب و مدون کردیا جائے - اس سلسلہ کی ایک کتاب موسوم بہ حکمۃ بالغہ تین جلدوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے -

پہلی جلد کے چار حصے ہیں - پہلے حصے میں قرآن مجید کی پوری تاریخ ہے جو اتقان فی علوم القرآن علامہ سیوطی کے ایک بڑے حصہ کا خلاصہ ہے - دوسرے حصہ میں تواتر قرآن کی بحث ہے ' اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا ' وہ بغیر کسی تحریف یا کمی بیشی کے ویسا ہی موجود ہے ' جیسا کہ نزول کے وقت تھا ' اور یہ مسئلہ کل فرقہاے اسلامی کا مسلمہ ہے - تیسرے حصہ میں قرآن کے اسماء و صفات کے نہایت مبسوط مباحث ہیں - جن میں ضمناً بہت سے علمی مضامین پر معرکۃ الارا بحثیں ہیں - چوتھے حصے سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے - اس میں چند مقدمات اور قرآن مجید کی ایک سو پیشین گوئیاں ہیں جو پوری ہو چکی ہیں - پیشین گوئیوں کے ضمن میں علم کلام کے بہت سے مسائل حل کئے گئے ہیں ' اور فلسفۂ جدیدہ جو نئے اعتراضات قرآن مجید اور اسلام پر کرتا ہے ان پر تفصیلی بحث کی گئی ہے -

دوسری جلد ایک مقدمہ اور دو بابوں پر مشتمل ہے - مقدمہ میں نبوت کی مکمل اور نہایت محققانہ تعریف کی گئی ہے - آنحضرت صلعم کی نبوت سے بحث کرتے ہوے آیۃ خاتم النبیین کی عالمانہ تفسیر کی ہے - پہلے باب میں رسول عربی صلعم کی ان معرکۃ الارا پیشین گوئیوں کو مرتب کیا ہے ' جو کتب احادیث کی تدوین کے بعد پوری ہوئی ہیں ' اور اب تک پوری ہوتی جاتی ہیں - دوسرے باب میں ان پیشین گوئیوں کو لکھا ہے ' جو تدوین کتب احادیث سے پہلے ہو چکی ہیں - اس باب سے آنحضرت صلعم کی صداقت پوری طور سے ثابت ہوتی ہے -

تیسری جلد - اس جلد میں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے یورپ کے مستند اقوال سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم امی تھے ' اور آپ کو لکھنا پڑھنا کچھہ نہیں آتا تھا - قرآن مجید کے کلام الہی ہونے کی نو عقلی دلیلیں لکھی ہیں - یہ عظیم الشان کتاب ایسے پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مذہب اسلام پر نکتہ چینی ہو رہی ہے ' ایک عمدہ ہادی اور رہبر کا کام دیگی - عبارت نہایت سلیس اور دل چسپ ہے ' اور زبان اردو میں اس کتاب سے ایک بہت قابل قدر اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر سہ جلد (١٠٦٤) لکھائی چھپائی و کاغذ عمدہ ہے - قیمت ٥ روپیہ *

نعمت عظمی ! نعمت عظمی !

امام عبد الوہاب شعرانی کا نام نامی ہمیشہ اسلامی دنیا میں مشہور رہا ہے - آپ دسویں صدی ہجری کے مشہور ولی ہیں - لواقح الانوار صوفیاے کرام کا ایک مشہور تذکرہ آپ کی تصنیف ہے - اس تذکرہ میں اولیاء - فقراء اور مجاذیب کے احوال و اقوال اس طرح پر کانٹ چھانٹ کے جمع کئے ہیں کہ ان کے مطالعہ سے اصلاح حال ہو اور عادات و اخلاق درست ہوں اور صوفیاے کرام کے بارے میں انسان سوء ظن سے محفوظ رہے - یہ لا جواب کتاب عربی زبان میں تھی - ہمارے محترم دوست مولوی سید عبدالغنی صاحب وارثی نے جو اعلی درجہ کے ادیب ہیں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپی رکھتے ہیں اس کتاب کا ترجمہ نعمت عظمی کے نام سے کیا ہے - اس کے چھپنے سے اردو زبان میں ایک قیمتی اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر دو جلد (٧٢٦) خوشخط کاغذ اعلی قیمت ٥ روپیہ *

مشاہیر الاسلام ! مشاہیر الاسلام ! !

یعنی اردو ترجمہ وفیات الاعیان مترجمہ مولوی عبد الغفور خاں صاحب رامپوری ' جس میں پہلی صدی ہجری کے اواسط ایام سے ساتویں صدی ہجری کے خاتمہ تک دنیاے اسلام کے بڑے بڑے علماء فقہا قضاۃ شعراء متکلمین نحویین لغویین منجمین مہندسین مورخین محدثین زہاد عباد امراء فقراء حکماء اطبا سلاطین مجتہدین و صناع و مغنین وغیرہ ہر قسم کے اکابر و اہل کمال کا مبسوط و مفصل تذکرہ - جسے بقول (موسیو دی سیلن)

" اہل اسلام کی تاریخ معاشرتی و علمی کی واقفیت کے واسطے اہل علم ہمیشہ سے بہت ہی قدر کی نگاہوں سے دیکھتے آئے ہیں

یہ کتاب اصل عربی سے ترجمہ کی گئی ہے ' لیکن مترجم صاحب ممدوح نے ترجمہ کرتے وقت اس کے اس انگریزی ترجمہ کو بھی پیش نظر رکھا ہے ' جسے موسیو دی سیلن نے سنہ ١٨٤٢ع میں شائع کیا تھا - سواے اس کے اصل کتاب پر تاریخ ' تراجم ' جغرافیہ ' لغت ' انساب اور دیگر مسائل دینی کے متعلق کثیر التعداد حواشی اضافہ کئے ہیں - اس تقریب سے اس میں کئی ہزار اماکن و بقاع اور قبائل و رجال کا تذکرہ بھی شامل ہوگیا ہے - علاوہ بریں فاضل مترجم نے انگریزی مترجم موسیو دی سیلن کے وہ قیمتی نوٹ بھی اردو ترجمہ میں ضم کردے ہیں جن کی وجہ سے کتاب اصل عربی سے بھی زیادہ مفید ہوگئی ہے - موسیو دی سیلن نے اپنے انگریزی ترجمہ میں تین نہایت کار آمد اور مفید دیباچے لکھے ہیں مشاہیر الاسلام کی پہلی جلد کی ابتدا میں ان کا اردو ترجمہ بھی شریک کردیا گیا ہے " - اس کتاب کی دو جلدیں نہایت اہتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپوائی گئی ہیں " باقی زیر طبع ہیں - قیمت ہر دو جلد ٥ روپیہ -

(٤) مآثر الکرام یعنے حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کا مشہور تذکرہ مشتمل برحالات صوفیاے کرام و علما ے عظام - صفحات ٣٣٨ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ خوشخط قیمت ٢ روپیہ -

تمدن ہند ! تمدن ہند ! !

یعنے شمس العلما مولانا سید علی بلگرامی مرحوم کی مشہور کتاب جس کا غلغلہ چار سال سے کل ہندوستان میں گونج رہا تھا آخرکار چھپکر تیار ہوگئی ہے - علاوہ معنوی خوبیوں کے لکھائی چھپائی خط ' کاغذ ' تصاویر ' جلد مثل تمدن عرب کے قیمت ......
(٥٠) روپیہ -

(٥) صنمخانۂ عشق - یعنی حضرت امیر مینائی کا مشہور دیوان بار سوم چھپکر تیار ہوگیا ہے - قیمت ٢ روپیہ ٨ آنہ -

(٦) قرآن السعدین یعنی تذکیر و تانیث کے متعلق ایک نہایت مفید رسالہ جس میں کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتائی گئی ہے ' قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

(٧) فہرست کتب خانہ آصفیہ - جس میں کئی ہزار کتب قلمیہ و مطبوعہ اور نیز مصنفین کا نام درج ہے - جو حضرات کتب خانہ جمع کرنا چاہیں اُن کو یہ فہرست چراغ ہدایت کا کام دے گی - صفحات (٥٠٠) قیمت ٢ روپیہ -

(٨) تمدن عرب - قیمت سابق ٥٠ روپیہ قیمت حال ٣٠ روپیہ (٩) تمدن ایران - مارکن فوسٹر کی مشہور کتاب کا ترجمہ صفحات ٤٦٢ مع ٢١ عدد تصاویر عکسی عمدہ جلد اعلی - قیمت ٥ روپیہ -

(١٠) قواعد العروض - مولانا غلام حسین قدر بلگرامی کی مشہور کتاب - عربی فارسی میں بھی اس فن کی ایسی جامع کوئی کتاب نہیں ہے - صفحات ٤٧٤ قیمت سابق ٤ روپیہ - حال ٢ روپیہ -

(١١) - میڈیکل جیورس پروڈنس - مولانا سید علی بلگرامی مرحوم کی مشہور کتاب قیمت سابق ٦ روپیہ قیمت حال ٣ روپیہ -

(١٢) علم اصول قانون - یعنے سرڈبلیو - ایچ ریٹگن کی کتاب کا ترجمہ صفحات (٨٠٨) قیمت ٨ روپیہ -

(١٣) تحقیق الجہاد - مصنفۂ نواب اعظم یارجنگ مولوی چراغ علی مرحوم - مسئلہ جہاد کے متعلق کل دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتی - صفحات ٤١٢ - قیمت ٣ روپیہ -

(١٤) شرح دیوان غالب اردو - تصنیف مولوی علی حیدر صاحب طبا طبائی صفحات ٣٤٨ قیمت ٢ روپیہ -

(١٥) داستان ترکتازان ہند - کل سلاطین دہلی کی ایک جامع و مفصل تاریخ ٥ جلد صفحات ٢٦٥٦ قیمت سابق ٢٠ روپیہ قیمت حال ٦ روپیہ -

(١٦) معرکہ مذہب و سائنس - ڈریپر کی مشہور عالم کتاب مترجمہ مولوی ظفر علی خان صاحب بی - اے - قیمت ٤ روپیہ -

(١٧) مآثر الکرام - مشتمل برحالات صوفیاے کرام تصنیف میر غلام علی آزاد بلگرامی - قیمت ٢ روپیہ -

(١٨) تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری اردو - حامل المتن صفحات (٣٧٥٠) نہایت خوشخط کاغذ اعلی قیمت ٢٠ روپیہ -

نوٹ — ایک روپیہ فی جلد کے حساب سے ہر کتاب کی جلد ہمارے پاس تیار ہوسکتی ہے - جس پر کتاب کا اور مالک کا نام منقش ہوگا -

روغن بیگم بهـــار

حضـرات اهلکار ' امراض دماغي کے مبتـلا وگرفتار ' وکلا ' طلبه ' مدرسین ' معلمین ' مولفین ' مصنفین ' کیخدمت میں التماس ہے که یه روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے ' ایک عرصے کی فکر اور سونچ کے بعد بہتیرے مفید ادویه اور اعلی درجه کے مقوي روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے ' جسکا اصلي ماخذ اطباے یوناني کا قدیم مجرب نسخه ہے ' اسکے متعلق اصلي تعریف بهي قبل از استعمال و پیش از تجربه مبالغه سمجھي جا سکتي ہے - صرف ایک شیشي ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا ہے که آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹري کبیراجي تیل نکلے هیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بهي کرتے هیں آیا یه یوناني روغن بیگم بهار امراض دماغي کے لیے بمقابله تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبو دار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغي امراض کبھي غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبھي شدت حرارت کے باعث اور کبھي کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں ' اسلیے اس روغن بیگم بهار میں زیاده تر اعتدال کي رعایت رکھي گئي ہے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هر مرطوب و مقوي دماغ هونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پهولوں کي خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا ' اسکي بو غسل کے بعد بهي ضائع نهیں هوگي - قیمت فی شیشي ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

بهنیکا

بادشاه و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي باعث یوناني طبکل سائنس کي ایک نمایاں کامیابي یعنی -

بهنیکا کے خواص بہت هیں ' جن میں خاص خاص باتیں عمر کي زیادتي ' جواني دائمي ' اور جسم کي راحت ہے ' ایک کهنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه کي آزمایش کي ضرورت ہے -

یہ ابتدائي تیله اور بزنبر الجن تیله - اس دوا کو میں نے بہا و اجداد سے پایا جو شہنشاه مغلیه کے حکیم تھے - یه دوا فقط همکو معلوم ہے اور کسي کو نهیں درخواست پر ترکیب استعمال بهیجي جائیگي -

" ولنگر غل کالیهر " کو بهي ضرور آزمایش کریں - قیمت هر روپیه باره آنه -

مسک پلس اور الکٹریک ریگر پرسٹ پانچ روپیه باره آنه محصول ڈاک ۲ آنه -

یوناني لوٹ بازار کا سامپل بهي سر کے درد کي دوا لکهنے پر مفت بهیجي جاتي ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

پسند نهونے سے واپس

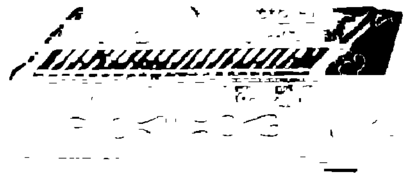

همارا مس موهني فلوٹ هارمونیم سرپلا فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں هی جاویگي یه ساگن کي لکڑي کي بني ہے جس سے آواز بہت هي عمده اور بہت دنوں تک قائم رهنے والي ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ و ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه ہے آرڈر کے همراه ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹـري نمبر ۱۰/۳ لوئر چت پور روڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory
= N.o 10 3 Lover Chitpur Road
Calcutta

انندا فلوت هارمونیم

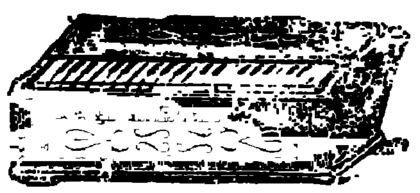

اسکے مقابله میں تمام هرمونیم بیکار هیں اسنے انڈین ایکزي بیشن سنه ۱۹۰۰ میں گولڈ مڈل حاصل کي ہے - اسکے آگے زیاده تعریف کی کونسی ضرورت ہے -

گارنٹي تین ۳ سال -

اکٹو سنگل سٹ ڈبي ٹوسي قیمت ۱۵ - ۱۷ - ۲۰ روپیه " ڈبل " " - قیمت ۲۷ - ۳۰ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه پانچ روپیه پیشگي آنا چاهیے -

A. P. Day and Go.
Budhoo Ostagar Lane,
Galcutta.

عـــلاج بواسیر

داخلي - خارجي - خوني وغیره کیسا هي هو ' اسکے استعمال سے کلي آرام هوجاتا ہے قیمت في شیشي چار روپیه -

سفید داغ کا لا جواب علاج

بدن میں کیساهي سفید داغ کیوں نهو اسکے استعمال سے بالکل آرام هو جاتا ہے -

قیمت في شیشي چارروپیه -

WhiteandGo. . Tollygunge
Galcutta

استره کي ضرورت نهیں

مولترو صاحب کا هیر ڈیلي ٹري لگا لیجیے اور ایک منٹ میں بالوں کو صاف کرلیجیے في شیشي چهه آنه تین شیشي ایک روپیه -

پهـــول رانـی

نهایت خوشبودار روغـن پهول ہے اسکے استعمال سے دل ودماغ تازہ رهتا ہے اسطرحکا روغن ابتـک کسي نے ایجاد نهیں کیا -

قیمت في شیشي باره آنـه ایک درجن سات روپیه آٹهه آنـه -

Muithra & Go 1-1 Tarah Chatterjee Lane,
Galcutta.

اصلی مکر دهج

جو که خاص طـلا سے بنایا گیا ہے یه دوا خون کو صاف کرتا ہے بدن کو قوت بخشتا ہے ' ناتوانوں کو توانا کردیتا ہے -

مرد و عورت دونوں کے استعـمال کے لایق ہے - قیمت نمبر ۱ ایک توله پچاس روپیه
نمبر ۲ " " بتیس ۳۲ روپیه

$\frac{1}{4}$ سے کم درخواست نهیں آنا چاہے -

Imperial Depet.
60 Sujopal Mulluk Lane
Bow Basar Galcutta

سنـکاری فلوت

تین سـال

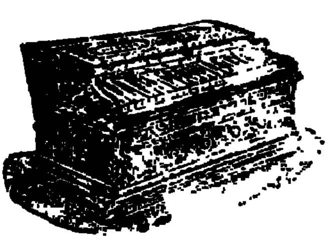

کي گارنٹی

بهترین اور سریلي آواز کي هارمونیم سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه

اسکے ماسوا هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یہاں موجود ہے -

هر فرمایش کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

مفت ! مفت !!

داي صاحب ڈاکٹـر کے - سي - داس صاحب تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسمانی و زندگاني کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy as at harmacy.
30/2 Harrison Road
Calcutta.

سوانح احمدی یا تاریخ عجیبه

یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کے حالات میں ہے - آپ آمی تھے باطنی تعلیم شغل برزخ - اور بیعت کا ذکر دیباچہ کے بعد دیا گیا ہے - پھر حضرت رسول کریم صلعم کی زیارت جسمی - اور ترجمہ بزرگان ہر چہار سلسلہ مروجہ ہند کا بیان ہے - صدہا عجیب وغریب مضامین ہیں جسمیں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے آپکے گھوڑیکی چوری کی گھاس نہ اٹھانا - انگریزی جنرل کا عین موقعہ جنگ پر اپکا لشکر میں لے انا - حضوری قلب کی نماز کی تعلیم - صوفی کی خیال مخالفونکا آفت میں مبتلا ہونا - سکھونسے جہاد اورانکی لڑائیاں - ایک رسالدار کا قتل کے ارادے سے انا اور بیعت ہو جانا - شیعونکی شکست - ایک ہندو سیٹھ کا خواب ہولناک دیکھکر اپسے بیعت ہونا - ایک انگریز کی دعوت - ایک شیعہ کا حضرت سرورکا ئنات کے حکم سے اپکے ہاتھ پر بیعت کرنا - حج کی تیاری اور غیبی آدمیونکا مدد پہونچانا باوجود آمی ہونیکے ایک پادری کواقلیدس کی مسایل دقیقہ کا حل کردینا سمندرکے کھاری پانی کا شیرین ہوجانا سلوک اور تصوف کے نکات عجیبہ وغیرہ حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت دو روپیہ علاوہ محصول -

دیار حبیب (صلعم) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے بعض نہایت عمدہ اور دلفریب فوٹو لایا ہوں - جن میں بعض تیار ہوگئے ہیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں - مکانوں کو سجانے کے لئے بیہودہ اور مخرب اخلاق تصاویر کی بجاے یہ فوٹو چوکھٹوں میں جڑوا کر دیواروں سے لگائیں تو علاوہ خوبصورتی اور زینت کے خیر وبرکت کا باعث ہونگے - قیمت فی فوٹو صرف تین آنہ - سارے یعنی دس عدد فوٹو جو تیار ہیں اکٹھے منگانے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھہ آنہ علاوہ خرچ ڈاک - یہ فوٹو نہایت اعلی درجہ کے آرٹ پیپر پر ولایتی طرز پر بنوالیے گئے ہیں - بمبئی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکتے ہیں - وہ ہاتھہ کے بنے ہوئے ہوتے ہیں - اب تک فوٹو کی تصاویر اُن مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کرسکا - کیونکہ بدوی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں و مرتکب سمجھکر انکا خاتمہ کردیتے ہیں - ایک ترک فوٹو گرافر نے وہاں بہت رسوخ حاصل کرکے یہ فوٹو لئے - (۱) کعبۃ اللہ - بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ریشمی غلاف اور اسپر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑھے جاسکتے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ دلچسپ نظارہ اور مجموم خلایق (۴) میدان منا میں حاجیوں نے کمپ اور مسجد حنیف کا سین (۵) شیطان کو کنکر مارنے کا نظارہ (۶) میدان عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷) جنت المعلی واقعہ مکہ معظمہ جسمیں حضرت خدیجہ حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنہ والدہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸) جنت البقیع جسمیں اہل بیت وامہات المومنین و بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہداے بقیع کے مزارات ہیں (۹) کعبۃ اللہ کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) کوہ صفا ومروہ اور وہاں جو کلام ربانی کی آیت منقش ہے فوٹو میں حرف پڑھی جاتی ہے -

دیگر کتابیں

(۱) مذاق العارفین ترجمہ اردو احیا العلوم مولفہ حضرت امام غزالی قیمت ۹ روپیہ - تصوف کی نہایت نایاب اور بے نظیر کتاب [۲] ہشت بہشت مجموعہ حالات و ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت اردو قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - [۳] رموز الاطبا علم طب کی بے نظیر کتاب موجودہ حکماے ہند کے باتصویر حالات و مجربات ایک ہزار صفحہ مجلد قیمت ۴ روپیہ - ۴] نفحات الانس اردو حالات اولیاے کرام مولفہ حضرت مولانا جامی رح قیمت ۳ روپیہ -

(۵) مشاہیر اسلام چالیس صوفیاے کرام کے حالات زندگی دو ہزار صفحہ کی کتابیں اصل قیمت معہ رعایتی ۲۰ روپیہ ۸ آنہ ہے - (۷) مکتوبات و حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحے قلمی کاغذ بڑا سائز ترجمہ اردو قیمت ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

واٹر بری کا تیار کیا ہوا خوشگوار مچھلی کا تیل

MAKE WELL
Waterbury's Compound with Creosote and Guaiacol
ALCOHOL 11%
Made from Cod Liver Oil, Digestive Ferments, Malt Extract Unfermented, Hypophosphites Comp. Special, Ext. Cherry. Eucalyptus. Aromatics, Etc.
MANUFACTURED BY WATERBURY C
SERIAL No 185
MAKE WELL
Waterbury's Compound PLAIN
ALCOHOL 11%
Made from Cod Liver Oil, Digestive Ferments, Malt Extract Unfermented, Hypophosphites Comp. Special, Ext. Cherry. Eucalyptus. Aromatics, Etc.
DOSE-1 TABLESPOONFUL 4 TO 6 TIMES A DAY
MANUFACTURED BY WATERBURY CHEMICAL CO.
DES MOINES, IOWA U.S.A.
SYDNEY AUSTRALIA N.S.W.
GUARANTEED BY WATERBURY CHEMICAL CO. UNDER THE FOOD AND DRUGS ACT, JUNE 30
SERIAL No. 185.

ترکیب سے تیار کیا ہوا مزہ دار مچھلی کا تیل

کھیلے اور کمزور رگ و پٹھہ کو طاقتور بنانے اور پھیپڑا کی بیماری اور کھانسی و زکام سے خراب ہونے والے جسم کو درست کرنے کے لئے "کاڈ لیور وائل کمپاؤنڈ" یعنے ہمارے یہاں کے تیار کیے ہوئے مچھلی کے تیل سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں ہے -

ایک بڑی خرابی مچھلی کے تیلوں میں یہ ہے کہ اس سے اکثر لوگوں کو متلی پیدا ہوتی ہے اور کبھی کم مقدار کا ایک خوراک بھی کھانا ناممکن ہو جاتا ہے

واٹر بری کی کمپاؤنڈ یعنے مرکب دوا جسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ نروے ملک کی " کاڈ " مچھلی کے تیل نکالکر خاص ترکیب سے اسکے مزہ اور بو کو دور کرکے اسکو " مالٹ ایکسٹراکٹ " و " ہائپو فاسفائٹس " و " گلیسرین " و " ارومٹکس " (خوشبودار چیزوں) اور پھر " کریوسوٹ " اور " گوئیا کول ") کے ساتھہ ملانے سے یہہ مشکل حل ہو جاتی ہے - کیونکہ " کاڈ لیور وائل " کو اس ترکیب سے بنانے کے سبب سے نہ صرف اوسکی بدمزگی دور ہوگئی ہے بلکہ وہ مزہ دار ہوگیا ہے اور اس سے پھرتی اور بشاشت ہوتی ہے مگر یہ مرکب دوا " کاڈ لیور وائل " کے عمدہ فائدہ کو نہیں روکتی ہے - اسکو بہت عمدہ طور سے بنایا گیا ہے - اور اسکو جاننے والے اور استعمال کرنیوالے لوگ خوب پسند کرتے ہیں - اگر تمہارا جسم شکستہ اور رگ و پٹھے کمزور ہو جائیں جنکا درست کرنا تمہارے لئے ضروری ہو - اور اگر تمہاری طاقت زائل ہو رہی اور تمکو بہت دنوں سے شدت کی کھانسی ہوگئی ہو اور سخت زکام ہوگیا ہو جس سے تمہارے جسم کی طاقت اور اعضاے رئیسہ کی قوت نقصان ہوجانے کا ڈر ہے - ان حالتوں میں اگر تم پھر قوت حاصل کرنے چاہتے ہو تو ضرور واٹر بری کا مرکب " کاڈ لیور وائل " استعمال کرو - اور یہہ ان تمام دواؤں سے جنکو ہم اپنے خریداروں کے سامنے پیش کرسکتے ہیں کہیں بہتر ہے - یہ دوا ہر طرحسے بہت ہی اچھی ہے - یہ دوا پانی و دودھ وغیرہ کے ساتھہ کھلجاتی ہے اور خوش مزہ ہونیکے سبب لڑکے اور عورتیں اسکو بہت پسند کرتے ہیں - نسخہ کو بوتل پر لکھہ دیا گیا ہے - قیمت بڑی بوتل تین روپیہ اور چھوٹی بوتل ڈیڑھ روپیہ -

" واٹر بری " کا نام یاد رکھیے
یہہ سب دوا نیچے لکھے ہوے پتہ پر ملتی ہے :-
ایم - اس : عبد الغنی کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

چند نادر اور کمیاب کتابیں

اغا احمد علی ——رساله رانه - در اوزان شعر - مطبوعه کلکته سنه ۱۲۸۳ هجری صفحه ۱۰۳ قیمت ایک روپیه - (واقدی) فتوح المصر عربی کلکته سنه ۱۸۹۱ع قیمت ایک روپیه - صرف ایک ایک نسخه ان دونوں کتابوں کا رهگیا هے - (حمزه بن الحسن الاصفهانی) تاریخ ملوک الارض - عربی کلکته سنه ۱۸۶۶ صفحه ۲۱۲ - ایک روپیه ۸ آنه - (عبد الرحیم گورکهپوری) پند نامه بهرامی فارسی چهاپه نهایت نفیس - کاغذ عمده - کلکته سنه ۱۸۹۰ع صرف دو نسخه رهگیا هے صفحه ۹۲ قیمت ۱۲ آنه (عبد الرحیم) خزانة العلم - در هندسه، اقلیدس، مساحت وغیره - صرف ایک نسخه اخیر کے دو چار ورق نهیں هیں - صفحه ۹۳۹ مطبوعه کلکته ۵ روپیه - (عبد الرحیم) تاریخ هندوستان - مارشمن صاحب کی کتاب کا ترجمه فارسی - کلکته سنه ۱۸۵۹ع صفحه ۳۵۳ کاغذ اور چهاپه نهایت عمده صرف ۲ نسخه رهگیا هے ۳ روپیه - (تاریخ نادری) مع فرهنگ کلکته سنه ۱۸۳۵ صفحه ۳۸ صرف ایک نسخه ۲ - روپیه - ۸ آنه (شرح مفصل) تصنیف علامه محمود زمخشری - شارح مولوی عبدالغنی صفحه ۲۸۸ قیمت ۲ روپیه ۸ آنه (کلید دانش) - برائے تعلیم اطفال فارسی خوانان حصه سوم ۲ آنه حصه چهارم ۳ آنه - هر دو حصه ۳ آنه - (رساله امثال مترادفه) فارسی - عربی - اردو انگریزی - هندی - صفحه ۵۵ ایک روپیه صرف ایک نسخه هے - (اخوان الصفا عربی) - مطبوعه کلکته سنه ۱۲۹۲ه صفحه ۳۵۶ - ۲ روپیه (عبد الکریم خان بهادر) رموز الاخلاق فارسی - ۳ آنه

ایضاً ترجمه اردو ۳ آنه

ایضاً موارد الکلم در علم البیان کلکته سنه ۱۳۰۳ه صفحه ۱۲۰ ایک روپیه -

ابن حجر المکی غبطة الناظر - حالات شیخ عبد القادر جیلانی عربی ایک روپیه -

ملنے کا پته :- قطب الدین احمد - نمبر ۳ مارسکن اسٹریٹ - کلکته

مسلمان مستورات کی دینی، اخلاقی، مذهبی حالت سنوارنیکا بهترین ذریعه

نهایت عمده خوبصورت ایکهزار صفحه سے زیاده کی کتاب بهشتی زیور قیمت ۲ روپیه ساڑھے ۱۰ آنه محصول ۷ آنه -

جسکو هندوستان کے مشهور و معروف مقدس عالم دین حکیم الامة حضرت مولانا محمد اشرفعلی صاحب تهانوی نے خاص مستورات کی تعلیم کے لیے تصنیف فرماکر عورتوں کی دینی و دنیاوی تعلیم کا ایک معتبر نصاب مهیا فرما دیا هے - یه کتاب قرآن مجید و صحاح سته (احادیث نبوی صلی الله علیه وسلم) و فقه حنفی کا اردو میں لب لباب هے - اور تمام اهل اسلام خصوصاً حنفیوں کیلیے بے حد مفید و نافع کتاب هے - اسکے مطالعه سے معمولی استعداد کے مرد و عورت اردو کے عالم دین بن سکتے هیں - اور هر قسم کے مسائل شرعیه اور دینوی امور سے واقف هو سکتے هیں - اس نصاب کی تکمیل کیلیے زیاده عمر اور زیاده وقت کی ضرورت نهیں - اردو پڑھی هوئی عورتیں اور تعلیم یافته مرد بلا مدد استاد اسکو بهت اچهی طرح پڑھ سکتے هیں - اور جو لڑکیاں یا بچے اردو خواں نهیں وه تهوڑے عرصه میں اسکے حصه اول سے ابجد پڑھکر اردو خواں بن سکتے هیں - اور باقی حصوں کے پڑھنے پر قادر هو سکتے هیں - لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے ساتھ اسکی بهی تعلیم جاری کردی جاتی هے، اور قرآن مجید کے ساتھ ساتھ یه کتاب ختم هو جاتی هے (چنانچه اکثر مکاتب و مدارس اسلامیه میں یهی طرز جاری هے) - اس کتاب کو اسقدر قبولیت حاصل هوئی هے که اسوقت تک بار بار چهپکر ساٹھ ستر هزار سے زیاده شائع هو چکی هے - دهلی، لکهنؤ، لاهور، سهارنپور مراد آباد وغیره میں گهر گهر یه کتاب موجود هے - انکے علاوه هندوستان کے بڑے بڑے شهروں میں صدها جلدیں اس کتاب کی پهنچ چکی هیں، اور بعض جگهه مسجد کے اماموں کے پاس رکهی گئی هے که نماز کے بعد اهل محله کو سنا دیا کریں - اس کتاب کے دس حصے هیں اور هر حصے کے ۹۹ صفحات هیں اور ساڑھے ۳ آنه قیمت -

حصهٔ اول الف با تا - خط لکهنے کا طریقه - عقائد ضروریه مسائل وضو غسل وغیره -

حصهٔ دویم حیض و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل و ترکیب

حصهٔ سوم روزه، زکوٰة، قربانی، حج، منت، وغیره کے احکام -

حصهٔ چهارم طلاق، نکاح، مهر، ولی عدت وغیره -

حصهٔ پنجم معاملات، حقوق معاشرت زوجین، قواعد تجوید و قرأت -

حصهٔ ششم اصلاح و تردید رسوم مروجه شادی غمی میلاد عرس چهلم مسوں وغیره -

حصهٔ هفتم اصلاح باطن تهذیب اخلاق ذکر قیامت جنت و نار -

حصهٔ هشتم نیک بی بیونکی حکایتیں و سیرت نبوی -

حصهٔ نهم ضروری اور مفید علاج معالجه تمام امراض عورتوں اور بچوں کا -

حصهٔ دهم دلچسپ هدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیره و قواعد ڈاک -

گیارهواں حصه بهشتی گوهر هے جسمیں خاص مردوں کے مسائل معالجات اور مجرب نسخے مذکور هیں - اسکی قیمت ساڑھے ۷ آنه - اور صفحات ۱۰۷۳ هیں - پورے گیاره حصوں کی قیمت ۲ روپیه ساڑھے ۱۰ آنه اور محصول ۷ آنه هے - لیکن پوری کتاب کے خریداروں کو صرف ۳ روپیه کا ویلو روانه هوگا، اور تقویم شرعی و بهترین جهیز مفت نذر هوگا -

بهترین جهیز - رخصت کے وقت بیٹی کو نصیحت حضرت مولانا کا پسند فرمایا هوا رساله قیمت دو پیسه -

تقویم شرعی - یعنی بطرز جدید اسلامی جنتری سنه ۱۳۳۲ه جسکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مضامین نے عزت بخشی هے - دیندار حضرات کا خیال هے که آجتک ایسی جنتری مرتب نهیں هوئی قیمت ڈیڑه آنه -

راقم

فقیر اصغر حسین هاشمی - دارالعلوم مدرسه اسلامیه دیبند ضلع سهارنپور

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا، اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی۔

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۶ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ۔

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں جانچکر "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگنے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے ازبس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلٹھیاں بھی ہوگئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر پروپرائٹر
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]

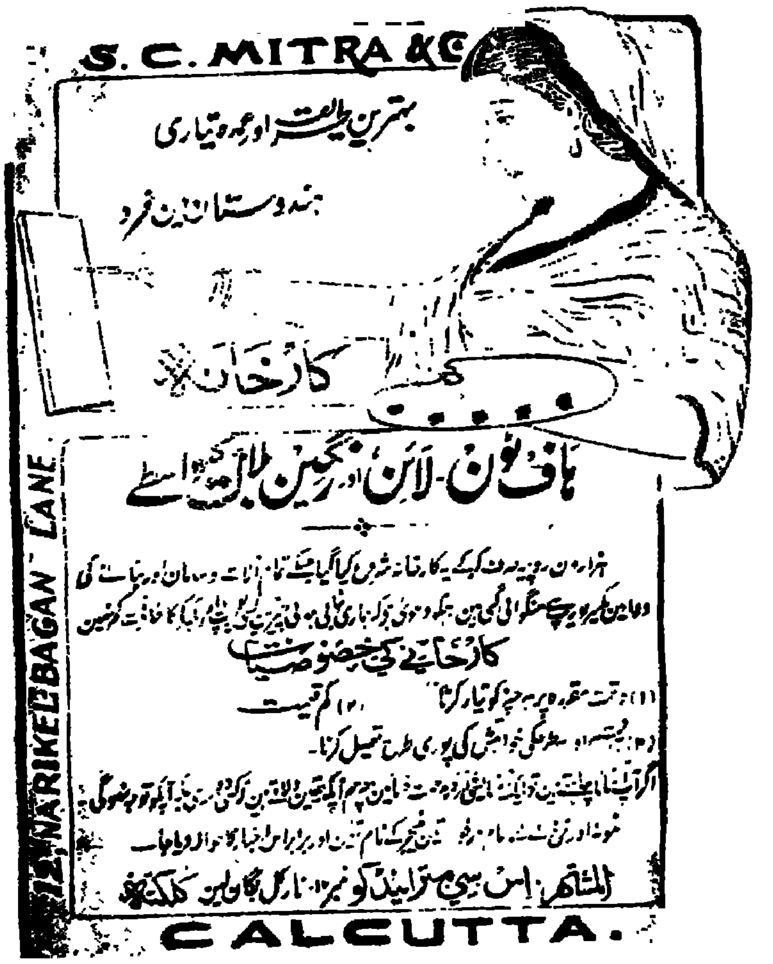

بہترین طباعت اور عمدہ تیاری

ہندوستان میں فرد

کارخانہ

ہاف ٹون - لائن اور رنگین بلاک کے واسطے

کارخانے کی خصوصیات

(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا (۲) کم قیمت

المشتہر ایس سی مترا اینڈ کو نمبر ۱۲ نارکل بگان لین کلکتہ

حسبنا الله و نعم الوكيل

ٹرکش سلطانہ ھیئرڈائی کمپنی

خضاب استمبولي

جسے تمام عالم نے ٹرکش امپیریلیل ھیرڈائی کا لقب عطا فرمایا ہے - یہ بد ضرر بلا داغ جلد بلـے بوئي نا گوار بلکہ فرحت افزاے دل و جان عطر بہار خوشبو دار خضاب کمیاب ہے - سہولت کے ساتھہ ۲ - ۳ قطرہ برش یا انگلي سے لگا لیجیے اور چند منٹ میں بالونکو سیاہ نما بنالیجیے ایک شیشي برسونکے لیے کافي ہے -

قیمت في شیشي کلاں تین روپیہ - شیشي خرد دو روپیہ -

سارٹیفیکٹ - ڈاکٹران ان - ڈي - صاحب ال - ارسي - پي - ایس ایڈنبرا مقیم نمبر ۱۰۳ رپن اسٹریٹ کلکتہ تحریر فرماتے ھیں واقعي یہ ایک تحفہ بیش بہا کمیاب بلکہ نایاب استمبولی خضاب دنیاوي خضابوں میں اعلی و یکتا ہے ' بیشک یہ روسا امرا راجگان اور نوابونکے استعمال کے قابل قدر ہے - اسکي جسقدر تعریف کي جائے بجا ہے -

سول ایجنٹ - رحبی اینڈ کو منیجر ڈاکٹر عزیز الرحمن

نمبر ۱۵ مومن پور روڈ خضر پور کلکتہ

No. 15 Mominpure Road Khidderpure Calcutta.

پوٹن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ' یہ ہر قسم کی ضعف شکایتونکو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ کرتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ ایکسان مرد اور عورت استعمال کر سکتے ھیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتی ہے - ھسٹریہ وغیرہ کو بھی مفید ہے چالیس گولیونکی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایک بار کی دفع ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کر تے ھی آپ فائدہ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

ھائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رہا -

یہ دوا آبی نزول اور فیل پا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوا ہے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے قیمت دس روپیہ اور دس ٹکے دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

امـراض مسـتـورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر پا ہونیسے تشنج کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو ہوتے ھیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالن استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاہو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے ھیں - "مینے اوبھرالن کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي ھیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبھرالن کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈي - ایم - ڈي (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سپرنٹنڈنٹ جان اسپنڈل اوکارکاڈي بمبئي فرماتي ھیں:- "اوبھرالن جسکو کہ مینے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - تین بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے

Harris & Co Chemists, Kalighat Calcutta,

ہر فرمایش میں الہلال کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ اف لنڈن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدونمیں ہے ابھي چھپ کے نکلي ہے اور پوري سي رکھی ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے :
اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑے کي جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ ھاف ٹون تصاویر ھیں تمام جلدیں ۱۰ روپیہ میں وي - پي - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سری گوپال ملک لین - بو بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت

ایک مہینہ کے لیے رعایت

تین دنکے اندر زر واپس اگر ناپسند ہوے -

سائز فا کھن فلوٹ ھارمونیم جسکي دھیمي اور میٹھي آواز بنگالي اور ھندوستاني موسیقي سے خاص مناسبت ہے - شیشم کي لکڑی سے بني ہوئي ' اور نہایت عمدہ رنگ - تین برسکي گارنٹي - قیمت سنگل ریڈ ۳۸ ' ۴۴ ' اور ۵۰ روپیہ - حال - ۱۹ ' ۲۲ ' ۲۵ روپیہ - ڈبل ریڈ ۶۰ ' ۷۰ ' ۸۰ ' ۹۰ ' روپیہ - حال ۳۰ ' ۳۵ ' ۴۰ ' ۴۵ ' روپیہ پیشگي ۵ روپیہ -

نیشنل ھارمونیم کمپني - ڈاکخانہ سملہ A - کلکتہ

Nashnal Harmonum Co.
P. O. Simla A.
Calcutta

ایک بولنے والي ڑی

اگر آپ اپنے لا علاج مرضوں کي وجہ سے مایوس ہوگئے ہوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوبارہ زندگی حاصل کریں - یہ جڑي مثل جادو کے اثر دیکھاتي ہے - بیس برس سے یہ جڑي مندرجہ ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکھا رہی ہے -

ضعف معدہ ' گراني شکم ' ضعف باہ تکلیف کے ساتھہ ماہوار جاري ہونا - ہر قسم کا ضعف خواہ اعصابي ہو یا دماغي ' آب نزول وغیرہ -

جڑي کو صرف کمر میں باندھي جاتی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ

ایس - سي - ھر - نمبر ۲۹۵ اپر چیتپور روڈ - کلکتہ

S. C. HAR 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ موروثي جنون ' مرگی والہ جنون ' غمگین رہنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي و مزمن جنون ' وغیرہ وغیرہ دفع ہوتي - ہے اور وہ ایسا صحیح و سالم ہوجاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں ہوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۰ شوال ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta: Wednesday September 2, 1914.

نمبر ۱۰

جلد ۵

مقصد وحید

[illegible]

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ، هُوَ
اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ
مِنْ حَرَجٍ ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ، هُوَ
سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ ، وَ
تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ، فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ، وَاعْتَصِمُوْا
بِاللّٰهِ ، هُوَ مَوْلٰىكُمْ ، فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
نِعْمَ النَّصِيْرُ (۲۲ : ۷۸)

جام جہاں نما

— * —

[illegible] ثانی [illegible] نہیں ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اگر ایسی کتاب اور مفید کتاب دنیا بھر میں کسی زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی نادر اور بے نظیر ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپیہ کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضہ میں کر لیے - اس کتاب سے دو چار زبانیں سیکھ لیجیے - دنیا کے تمام [illegible] راز حاصل کر لیجیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ اور تمام زمانہ کی ضروریات کا انتخاب مجموعہ

— * —

فہرست - علم مضامین - علم الہیات - علم نجوم - علم بیان علم عروض - علم ریاضی - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر طالع نامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دماغ سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو بصارت کی آنکھیں وا ہوں - دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی [illegible] عہد بعہد کے حالات [illegible] تاریخ - دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے - ہر موسم کو اپنے تندرستی کے اصول - عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بہی کھاتہ کے قواعد - طرز تحریر اشیا بروے [illegible] طب انسانی جسمی علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر نچوڑ رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج [illegible] گھوڑا ' گدھا ' بیل ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی [illegible] نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکموں کے قوانین کا جوہر (جس سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون عسکرات ' [illegible] وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کر لو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیرگاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کیے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال [illegible] (وہی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات [illegible] حاصل کرنے کی ترکیبیں [illegible] دلپذیر [illegible] تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان مملکت انگلینڈ [illegible] مصر - افریقہ - جاپان - [illegible] وغیرہ [illegible] ممالک

[illegible]

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

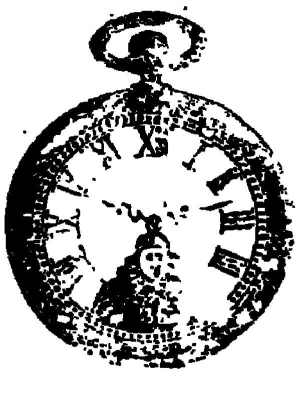

[illegible] والوں نے [illegible] کمال کر دیا اس [illegible] کے ڈائل پر [illegible] تصویر [illegible] جو [illegible] مضبوط اور پائدار [illegible] ٹھیک وقت دیتی ہے [illegible] اگر [illegible] تو ہمارا ذمہ منگواؤ تو درجنوں طلب کرو گے قیمت صرف چھ روپیہ -

آٹھ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

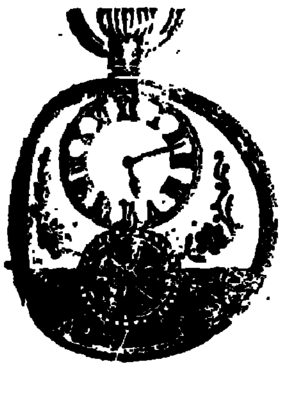

اس [illegible] آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی [illegible] مضبوط اور پائدار [illegible] چھ روپیہ [illegible]

چاندی کی آٹھ روزہ واچ [illegible] روپے [illegible] روزہ واچ [illegible]

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ [illegible] بجلی آگئی ہیں - [illegible] ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک دفعہ اپنی جیب میں یا سرہانے رکھو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے رات [illegible] کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرہ سے بچ سکتے ہو - [illegible] ضرورتوں میں کام دیتا - [illegible]

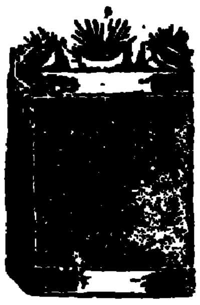

[illegible] معلوم [illegible] قیمت [illegible] صرف دو روپے ۱ [illegible] سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع :- [illegible] ہر قسم کی گھڑیاں [illegible] وغیرہ [illegible]

ملنے کا پتہ [illegible] کمپنی سوداگران [illegible] نمبر ۳۱۵ [illegible] دہلی

BOLINA. E. F. Ey ([illegible])

Tel Address "Alhilal," Calcutta
Telephone No 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الهلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۰
کلکته چهار شنبه ۱۰ - شوال، ۱۳۳۲ هجري
Calcutta : Wednesday, September, 2. 1914.
جلد ۵

النباء العظيم :

الذي هم فيه مختلفون !

سقوط بلجيم و فتح خط پيرس

جنگ کے پهلے باب کا اختتام
اور
دوسرے کا اغاز !!

(ا)

رشدوا شدة أخرى ' فجروا
بارجل مثلهم ورموا جوينا !

عم يتساءلون ؟ عن النباء العظيم الذى هم فيه مختلفون ؟ ايا ہے جسکو لوگ پوچهه رہے هيں اور جسکي حقيقت کيليے مضطر و بيقرار هيں ؟ يه سائلين حقيقت کا تحير' يه طالبين کشف و انکشاف کا تفحص' اور يه متلاشيان اصليت کي سرگرداني' کس حقيقت مستور' کس چهرهٔ محجوب' کس مقصود مجهول' اور کس علم غير معلوم کيليے ہے ؟ کيا اس حادثهٔ عظيم کيليے جو هوچکا اور جسکي واقعيت سبهي ستر و حجاب سے بے پروا اور دست خدع و انکار کي رسائي سے بلند تر ہے ؟ کيا اس يوم عظيم کيليے جسکے قرب کي علامتيں ظاهر هوچکيں' اور جسکي برهنه حقيقة هائله عالم آشکارا هونے کيليے سر پر آگئي ہے ؟ کيا اس يوم الفصل کيليے جس نے ثبات و قرار کا فيصله کرديا' اور جو اپنے عواقب قريبه کي ترجماني ميں صريح البيان ہے ؟ کيا اس يوم التغابن کيليے جس نے بالاخر ضعف و قوت' انضباط و انهزام' اجتماع و افتراق' اقدام و ادبار' اور اميد و بيم کي تقسيم کردي' اور هر گروه کو جو کچهه ملنے والا تها ملگيا ؟ و ذالک يوم التغابن (٢١ : ٦٤) يعني کيا اس "نباء عظيم" کيليے جسکي روشني کي شعاعوں کو تاريکيوں کي بڑي بڑي ديواريں کهڑي کرکے روکنا چاها مگر وه نه رکيں ؟ جسکي زبان حقيقت کي رمز فروش صداؤں کو هنگامهٔ ادعا و تضليل ميں گم کردينا چاها مگر گم نه هوئيں ؟ جسکے روے اصليت کو نقاب هاے توجيه و تعليل اور پرده هاے تفسير و تشريح سے دست تصرف و تعرف نے مستور کرنا چاها مگر مستور نه هوا ؟

سقوط بلجيم : سواے انٹورپ کے اور تمام مقامات پر جرمني قابض هوچکی ہے - (نقشه نمبر - ٣)

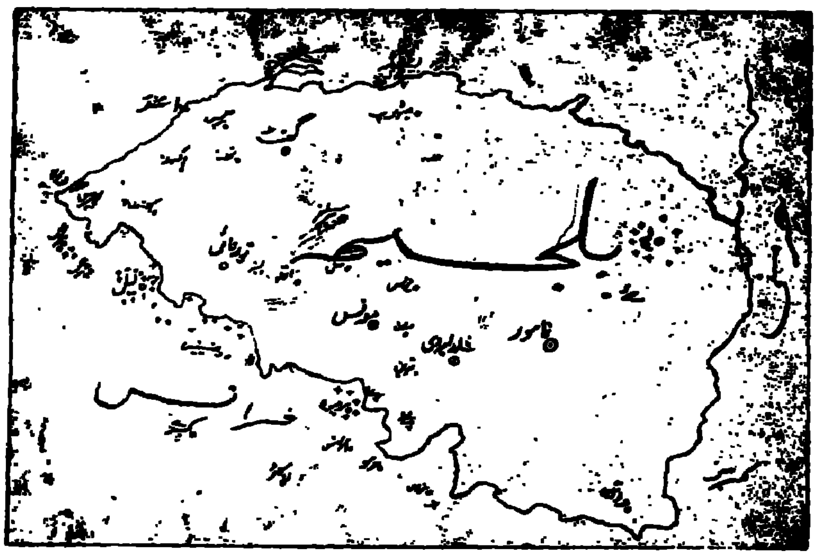

با اين همه معلوم ہے تجاهل ہے' اصليت سے ابا ہے' يقين کا اعتراف نهيں' اور حقيقت کيليے باهم اختلاف کيا جا رها ہے ؟ عن النباء العظيم الذي هم فيه مختلفون ؟ (٧٨ : ١) خير' اگر تجاهل ہے تو علم اليقين بهي دور نهيں' اگر انکار مشکوک ہے تو اعتراف يقين کا بهي وقت آنے والا ہے' اگر يقين نهيں ہے تو ظن و شک بهي زياده دير کا مهمان نهيں' اگر اختلاف ہے تو حقيقة ثابته و مشهوده کے ظهور ميں بهي اب شايد اتني هي دير رهگئي ہے جتني دير آفتاب کے ايک طلوع و غروب ميں هوتي ہے - عجب نهيں که ان سطروں کي اشاعت سے پہلے لوگ اس حقيقت کو معلوم کرليں' جسکي نسبت وه سوال کرتے اور باهم مختلف هيں : کلا سيعلمون' ثم کلا سيعلمون (٢ : ٧٨)

(انکم لفي قول مختلف !)

کرهٔ ارضي کے کڑوروں انسان ايک امر واقع و محسوس کے متعلق آجکل جس طرح جهل و بے خبري' شک و ريب' ظن و تخمين' اور افکار مختلفه و متضاده کے عالم ميں زندگي بسر کر رہے هيں' وه دنيا کي نئي تاريخ ميں هميشه ايک عجيب واقعه سمجها جائيگا - نئے تمدن نے جسقدر عظيم الشان خدمتيں رسل و رسائل اور اخبار و روايت کي پچهلي ايک صدي ميں انجام دي تهيں' وه سب کي سب اسطرح منهدم هوگئي هيں' گويا مفتوح ممالک کے آتش زده مکانوں اور زير جنگ آباديوں کي برباد شده رونق کي طرح انهيں بهي جنگ کے شعلوں کے نذر هوجانا تها - ريل اور تار کا وجود بالکل بيکار ہے - پريس' اخبارات' خبروں کي ايجنسياں' اور نامه نگاران جنگ کي صفيں کچهه بهي مفيد نهيں هوسکتيں - يه سب کے

SEWING
MACHINES
KNITTERS
WINDERS
ADARSHA KNITTING Co
CALCUTTA

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

— :*: —

یہ کمپنی نہیں چاہتي ہے کہ ہندوستان کي مستورات بیکار بیٹھي رہیں. اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے : —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں۔

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۰۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے۔

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے۔

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگي جسمیں گنجي تیار ہوگي جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنسي ہر قسم کے کاٹے ہوے اون جو ضروري ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتي ہے۔ کام ختم ہوا۔ اچھے رہا نہ کہا اور ابھی تک روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہي بننے کے لیے چیزیں بھي بھیج دي گئیں۔

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں۔

— :*: —

آنریبل نواب سید نواب علي چودھري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپني کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے۔

مس کھم کماري دیوي - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواري آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرلیتي ہوں۔

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا ہوں - یہ کمپني اس وجہ سے قائم ہوئي ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھي کام کررہي ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے ماسواے کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتي ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکي مدد کریں

آنریبل جسٹس سید شرف الدین - جج ہائیکورٹ کلکتہ۔

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپني کي بنائی ہوئي چیزونکو استعمال کیا اور پائیدار پایا - دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے - میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد اس کمپني کي سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جن سے انکے کام میں وسعت ہو۔

ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

آنکے پرائیوٹ سکریٹري کے زباني -

آپنے اپني ساخت کي چیزیں جو حضور گورنر اور انکي بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا - ہز اکسیلنسي اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اور مجکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے -

برانچ — سول کورٹ روڈ ٹنگائیل -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

اس مقصد کے حصول کیلیے جرمنی کے سامنے تین راستے تھے - ایک راستہ یہ تھا کہ فرانس میں براہ راست اس حصہ سرحد سے داخل ہوجاے جو سوئٹزرلینڈ کے مجمع الانہر (یعنی سرحدوں کے ملنے کی جگہ) سے لیکے لانگوے اور لکسمبرگ تک چلی گئی ہے - (دیکھو نقشہ نمبر ۲) دوسرا یہ کہ سوئٹزرلینڈ ہوکر گذرے - تیسرا راستہ براہ بلجیم تھا - جرمنی نے اپنے تمام مصالح جغرافیائی و فوجی کو ملحوظ رکھکے (جنکی تفصیل پہلے ہوچکی ہے) آخری راستہ تجویز کیا جیسا کہ دس سال پہلے سے تجویز کرچکی تھی' اور ۴ - اگست کو پانچ جرمن دستے بلجیم میں داخل ہوگئے -

فرانس نے بظاہر اپنے لیے ہجوم اور دفاع کے دو خط قرار دیے - ایک طرف تو حدود جرمنی میں میلہوز کی جانب بڑھا' اور دوسری طرف بلجیم کے ساتھہ ملکر جرمنی کے ہجوم کو روکنا چاہا جو بلجیم کو مسخر کرکے پیرس کی طرف بڑھنا چاہتی تھی -

فرانس کا مقصد ہجوم اور حملے سے اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا تھا کہ جہانتک ممکن ہو جرمنی کے اندر بڑھتا جاے' اور اسطرح اسکے شمالی حملہ کی مشغولیت میں (جو براہ بلجیم ہے) خلل ڈالدے -

لیکن اسکی انتہائی طاقت کا اصلی میدان بلجیم تھا' اور یہاں پہونچکر اسکی منزل دفاع یہ تھی کہ جرمنی کو اول تو بلجیم کی تسخیر سے روکے' اور اگر روک نہ سکے تو کم ازکم اپنی سرحد میں داخل نہ ہونے دے -

انگلستان نے فرانس کی حمایت کی اور جنگ کے میدان میں اترا - اسکا مقصد جنگ خشکی میں فرانس اور بلجیم کی حمایت تھا تاکہ جرمنی انپر قابض نہو اور فرانس میں داخل نہ ہوسکے' اور دریا میں بحر شمالی کے اندر یا تو جرمنی پر حملہ کرنا یا اسکے حملہ کا دفاع -

روس ایک طرف آسٹریا سے متصل ہے' دوسری طرف جرمنی سے - وہ دونوں طرف حملہ آور ہوا - جرمنی کی سرحد پر مشرقی پروشیا کی طرف سے' اور آسٹریا میں اسکے صوبہ گلیشیا کی جانب سے - روس نے اپنا خط جنگ یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ مشرقی پروشیا میں بڑھتے ہوے اسکے صدر مقام "کولنز برگ" پر قابض ہوجائیگا' اور پھر براہ راست برلن (دار الحکومت جرمنی) تک بڑھتا ہوا چلا جائیگا - جس طرح جرمنی کی منزل مقصود پیرس ہے' ٹھیک اسی طرح روس کی منزل جنگ برلن قرار دینی چاہیے -

(سد سکندری)

اب جبکہ بلجیم کی قسمت کا درد انگیز فیصلہ ہوچکا ہے اور باستثناے انٹورپ تمام خاک بلجیم جرمن سواروں کا جولانگاہ بن چکی ہے' ہم اسکے لیے بالکل طیار نہیں ہیں کہ بلجیم کی بے حقیقتی اور حقارت کے افسانے سنیں - ابھی ایک ہفتہ کی بات ہے کہ لی یژ اور نامور کے قلعوں کے متعلق نہایت ادعاء اور ثرق کے ساتھہ بیان کیا جاتا تھا کہ "تمام دنیا میں اول درجہ کے جنگی اور دفاعی استحکامات ہیں" اور علی الخصوص لی یژ کے بارہ قلعے جو علاوہ اپنے عدیم النظیر استحکام و تحصین کے دریا' جنگل اور پہاڑوں کی طبیعی مشکلات سے بھی گھرے ہوے ہیں' اور ایک ایسے آہنی اور ناممکن التسخیر دائرے میں پھیلے ہوے ہیں' جنسے زیادہ محکم دائرۂ دفاع نہ صرف یورپ' بلکہ تمام دنیا کی جنگی تعمیرات میں شاید ہی کوئی اور ہوگا -

لی یژ کے بعد دوسرے درجہ پر بلجیم کا مستحکم ترین مقام نامور ہے جسکے نو قلعے تمام یورپ میں اپنی خصوصیات تعمیر میں ضرب المثل ہیں - بلکہ بعض ماہرین جنگ کی نظریں (فتح نامور سے پہلے) اسے لی یژ سے بھی زیادہ دشوار گذار جگہ سمجھتی تھیں -

ان اسباب سے فرانس نے اپنی سب سے بڑی اولین کامیابی یہ سمجھی کہ بلجیم کو جرمنی کے مقابلہ کیلیے طیار کردیا جاے اور اسکے ناممکن التسخیر قلعے فرانس اور جرمنی کے درمیان سد سکندری کا کام دینے لگیں -

پس الائز (یعنی حلفاء متحدہ فرانس و انگلستان و روس) نے ترتیب جنگ یہ قرار دی (جیسا کہ ۳ - اگست سے لیکے اس وقت تک کی تار برقیوں اور علی الخصوص پریس بیورا کے بہ تصریح اظہارات رسمیہ سے واضح ہوتا ہے) کہ جرمن بلجیم کے استحکامات کے ثبات سے اس وقت تک روکی جاے' جب تک کہ فرانس اور انگلستان کی فوجیں بلجیم میں لڑنے کیلیے نہ پہنچ جائیں' اور وہ متحد ہوکر اگر جرمنی کو بڑھنے سے روک نہ سکیں تو اقلاً سرحد فرانس تک تو نہ پہونچنے دیں -

اسکے بعد انکی نظریں روس کی طرف اٹھیں' اور امید کا آفتاب مشرقی پروشیا کے افق پر طلوع ہوا - اسکی کرنیں جسقدر پھیلتی جاتی تھیں' اتنی ہی اس "جنگی حقیقت" کا زیادہ بلند آہنگی سے صور پھونکا جاتا تھا کہ "سٹیم رولر (روس) کو بہت دیر میں متحرک ہوتا ہے' مگر جب متحرک ہوتا ہے تو حریف کو آٹے کی طرح پیس ڈالتا ہے"

الائز نے کامل وثوق کے ساتھہ اس امید کو قبول کیا کہ وہ جرمنی کو بلجیم میں روک لینگے' اور اگر روک نہ سکے تو اقلاً سرحد فرانس و بلجیم سے تو گذرنے نہ دینگے - اتنے عرصے میں "سٹیم رولر" اچھی طرح متحرک ہوکر زور سے گردش کھائیگا' اور کولنز برگ سے برلن تک کے خط کو پیس کر رکھدیگا!

اگر آپ روزانہ اخبارات پڑھتے رہے ہیں تو ۲۰ سے ۲۸ - اگست تک کی تاربرقیوں اور ان استخراجات پر ایک نظر ڈال لیں جو انگریزی پریس اس عرصے میں کرتا رہا ہے -

(انقلاب)

لیکن یہی فرانس اور جرمنی کا میدان جنگ ہے جب سنہ ۷۱ میں ایک فتح مند وزارت خانے کے اندر کہا گیا تھا:

"قلم کا بنایا ہوا نقشہ پھاڑ دو کیونکہ صفحۂ زمین پر تلوار کی نوک نے دوسرا نقشہ کھینچ دیا ہے"

اور قریب قریب یہی جملہ ہے جسے نومبر سنہ ۱۹۱۲ کی شام کو گلڈ ہال لندن میں مسٹر ایسکویتھ نے دہرایا تھا جبکہ انہوں نے جنگ بلقان کے بعد پہلی تقریر کی تھی' اور فتح سلانیک کی خبر سنائی تھی: و تلک الایام نداولها بین الناس!

یورپ کے وہ نقشے جو معرکۂ واٹرلو کے بعد سے اس وقت تک کاغذ پر بنائے گئے' ابھی بالکل پارہ پارہ نہیں ہوے ہیں گو بیکار ضرور ہوگئے ہیں' لیکن اسمیں کچھہ شک نہیں کہ ارادوں اور امیدوں کے جو نقشے ادعا کے قلم سے یقین کے صفحوں پر کھینچے گئے تھے' بالاخر ایک ہفتے کے حوادث سریعہ اور انقلابات عدیدہ نے انہیں بالکل ٹکڑے ٹکڑے کردیا' اور حریف قاہر لی یژ سے نکلکر' برسلز سے بڑھکر' نامور کو کچل کر' اور سرحد فرانس کو عبور کرکے کہا: "سچا نقشہ وہی ہے جو فتح مند سواروں کی اڑائی ہوئی گرد کی چادر کے نیچے کامیاب تلوار کی نوک سے کھینچا جاتا ہے"! اللهم مالک الملک! تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شی قدیر!

سب اسکے لیے بیکار محض هوگئے هیں که دنیا کے سب سے بڑے حادثه کے متعلق دنیا کو صحیح و یقیني خبریں پهنچالیں !

خبروں کے سرکاري احتساب نے تمام وسائل پر قبضه کرلیا هے اور کوئي خبر بغیر حذف و اضافه ' تحریف و تحشیه " اور تصرف و تبدل کے دنیا تک نهیں پهونچ سکتي - هم اُن خبروں کے متعلق کچهه نهیں جانتے جو جرمني اور آسٹریا کے ذریعه ملتي هونگي ' مگر همارے سامنے وہ ذخیره موجود هے جو هم تک پهنچتا هے ' اور افسوس هے وہ فن روایت کي ناکام سعي تحریف و اخفا کے مختلف متضاد مناظر کا ایک ایسا مجموعه هے جسکے کسي ایک چهوٹے سے چهوٹے ٹکڑے کو بهي بمشکل " خبر " کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا هے - اسکي خاموشي عجیب هے مگر اسکي آواز عجیب تر هے - وہ جب لاعلمي کا اظهار کرتا هے تو ساتهه هي ایک شبهه انگیز علم کے دیدینے سے بهي نهیں بچ سکتا ' لیکن جب خبر دیتا هے تو اسکي تصرف کرده صورت میں اطمینان اور تشفي کے پیدا کرنے سے عموماً عاجز ثابت هوتا هے اور اس سے واضح هوجاتا هے که حقیقت کي قوت ناقابل تضعیف هے اور اس سے بهت بلند تر هے که تصرف کا هاتهه اسے نیچا کرسکے - سب سے زیاده عجیب نمایش اس خبر رساني کي وہ هوتي هے جب صریح متضاد خبریں یکے بعد دیگرے آنے لگتي هیں ' اور معلوم هوتا هے که کسي بڑي زنجیر کي درمیاني کڑیاں بے ترتیبي کے ساتهه نکال دي گئي هیں ' اور بقیه ٹکڑوں کو بغیر باهم ملانے اور جوڑنے کے جلدي میں پهیلادیا هے - اب وہ کسي طرح بهي باهم نهیں جڑ سکتیں !!

(حقیقة قاهره !)

تاهم حقیقت کا اظهار جلد یا بدیر ناگزیر هے ' اور واقعات اپني قوت میں اٹل اور اپنے اظهار میں نا قابل تسخیر هیں - حوادث نے جلد جلد ورق الٹے اور دو هفته کے اندر هي اندر نقشهٔ جنگ بالکل منقلب هوگیا - درمیان کي کڑیاں چهوڑ دي گئي هوں لیکن آخري سرا زیاده عرصه تک مخفي نهیں رهسکتا اور وہ سامنے آهي جاتا هے -

اب بهت سے پردے اٹهه چکے هیں ' بهت سے اٹهنے والے هیں ' اور عجب نهیں که علم صحیح کا افق اسقدر تاریک نه رهے جیسا که ابتک رهچکا هے - اگر تمام خبروں کو ترتیب و تدقیق کے ساتهه سامنے رکها جاے تو حقیقت بالکل منکشف هوجاتي هے ' اور اُن لوگوں پر تعجب هوتا هے جنهوں نے اپني راے کو خبروں کے نتائج کي جگه محض انکي تفسیر و توجیه کرنے والوں کے اعلان و ادعاء کي ناکام بالا خانیوں پر چهوڑ دیا هے -

(جنگ بست روزه)

ممکن هے که بهت سے لوگوں کا یه خیال نه هو ' مگر همارا یقین هے که هم نے پچهلے تین هفتے ایک عظیم الشان جنگ " بست روزه " کے عهد میں بسر کیے هیں جسپر جنگ یورپ کا پهلا دور ختم هوگیا ' اور اگر اس جنگ کو دو منزلوں میں تقسیم کردیا جاے تو اسکي پهلي اهم ترین منزل وهي تهي جو محاصرهٔ لي یژ (یا لیج) سے شروع هوئي ' اور جرمني کے سرحد فرانس تک پهونچنے پر ختم هوگئي ' اب صرف دوسري منزل باقي هے جسکا معرکه گاه پیرس اور اسکے حوالي و اطراف کے استحکامات خمسه هونگے ' اور اسوقت (یکم ستمبر) کي آخري خبروں نے اسکے قریب تر بن جانے کي اطلاع دیدي هے !

اس عهد کي جنگ کا اندراج ابتک هم سب کو عجیب هے - کڑوروں انسان هیں جو اب تک اسي بهت سرحدي معرکه کے انتظار میں بے چیني کي کروٹیں بدل رهے هیں ' وہ اس تعلیم پر قانع هوگئے هیں جو انهیں دي جا رهي هے ' اور جسمیں ایک هفته سے روزانه کها جا رها هے که " اب تک جو کچهه هوا هے وہ کچهه بهي نهیں هے ' اور جو کچهه هونے والا هے وہ اب هوگا " لیکن یه کیسي عجیب غلط فهمي هے اور کیسي عظیم الشان بے خبري ؟ وہ یقیناً تاریکي میں هیں اور انهیں روشني کیلیے نکلنا چاهیے - وہ یقین کریں که جنگ اپنے نصف اول سے گذر گئي ' اور نصف آخر درپیش هے - اب اس چیز کے بے فائده انتظار کي جگه جو هوچکي هے ' انهیں چاهیے که اس معرکه کا انتظار کریں جو هونے والا هے : ما ینظرون الا صیحة واحدة تاخذهم وهم یخصمون ! (٣٦ : ٣٤)

(تماشه گاه جنگ)

هم چاهتے هیں که داستان کو کسي قدر ابتدا سے شروع کریں تاکه وہ تمام ترتیبات اچهي طرح واضح هوجائیں جنسے هم نے یه نتیجه اخذ کیا هے -

سب سے پہلے ایک نظر یورپ کے نقشے پر ڈال لیجیے ' اور دیکهیے که فریقین جنگ کا جغرافیائي رشته کیا هے ' اور جنگ کے خطوط کن کن مقامات سے شروع هوتے هیں ؟

آپکے مشرقي جانب روس کا عظیم الشان رقبه پهیلا هوا هے ' اسکے بعد هي جرمني هے ' اور مغربي روس کي سرحدیں جرمني کے حصهٔ پروشیا سے ' اور نیچے آکر جنوبي روس کي سرحدیں آسٹریا هنگري سے ملتي هیں - روس و جرمني شمال کي جانب بحر بالٹک سے متصل هیں ' اور روس اپنے جنوبي نشیب میں بحر اسود پر آکر مقام اودیسه میں ملگیا هے -

جرمني سے مغرب جانب فرانس هے - جرمني اور فرانس کي سرحد درمیان میں دو سو میل تک تو بالکل متصل هے ' لیکن شمالي جانب ایک مثلث ٹکڑے کي شکل میں بلجیم حائل هوگیا هے ' اور جنوبي نشیب میں سوئٹزرلینڈ هے -

بلجیم کا مثلث اسطرح حائل هوا هے که اسکا جنوبي گوشه لکسمبرگ نامي ایک چهوٹي سي خود مختار ریاست سے متشکل هوا هے -

(خطوط و منازل جنگ)

اعلان جنگ دو فریقوں میں هوا - یعني فرانس ' روس ' انگلستان ' اور دوسري طرف جرمني اور آسٹریا - پس یه پانچوں سلطنتیں اپني اپني سرحدوں سے هجوم و دفاع کے خطوط پر بڑهیں -

جنگ کے متعلق راے قائم کرنے کیلیے مقدم امر یه هے که هر فریق جنگ کا خط جنگ اور منزل مقصود متعین کرلیا جاے - کیونکه فتح اور کامیابي کے معني صرف یه هیں که اپنے خطوط پر قائم رهکر پیش نظر منزل مقصود تک رسائي حاصل کي جاے -

موجوده جنگ رقبه اور ممالک کي جنگ نهیں هے ' کوئي وسیع زمین فریقین کے سامنے نهیں اور نه محض کثرت مقتولین و شدت قتل و غارت کامیابي کا معیار هوسکتا هے - دونوں فریقوں کي سرحدیں ملي هوئي هیں ' اور زیاده سے زیاده تین چار سو میل کے اندر رهکر انهیں اپني قسمتوں کا فیصله کرنا هے - پس فتح و کامیابي کا اندازه صرف اسي سے کیا جاسکتا هے که هر فریق کا مقصد سفر متعین کرکے دیکها جاے که وہ کهاں تک اس سے قریب هوا هے ' اور کسقدر راسته طے کرنے کیلیے باقي رهگیا هے ؟

جرمني کا خط جنگ اور منزل مقصود بالکل واضح هوگیا هے اس سنه ١٩١٤ ء میں بهي وهي هے جو سنه ٧٠ اور ١٨٧١ میں تها - یعني بخط مستقیم سرحد جرمني سے نکلنا اور پیرس پر قابض هوجانا

کردیا جو ارادوں اور امیدوں نے بڑے وثوق کے ساتھہ بنائے تھے : فقد اسبق السیف العزل !

یہ معرکۂ عظیمۂ منتظرہ سرحد کا آخری میدان تھا اسکے بعد کسی دوسرے سرحدی معرکے کا انتظار باقی نہ رہا جسکی ہمیشہ امید دلائی جا رہی تھی -

لیکن قبل اسکے کہ متحدہ فوج کے مزید تقہقر کی خبر آئے نامور کے تسخیر کی خبر آگئی (جسکا لینا بلجیم کی زبان میں "ابھی باقی تھا" اور جو " لیے یئر سے زیادہ مستحکم ہے") اور اسکے ساتھہ ہی شارلی رواے کا وہ معرکہ عظیم پیش آیا جو ہمارے عقیدے میں متحدہ فوج اور جرمنی کے اس منتظر اور قریب الوقوع سرحدی معرکۂ عظیم کا پہلا ٹکرہ تھا جسکا دنیا انتظار کر رہی تھی اور جو بالاخر دن کے بعد اس درجہ وسیع ہوا کہ اس نے فرانس کی سرحدی جنگ کا فیصلہ کرکے جنگ یورپ کا پہلا بست روزہ باب ختم کردیا !

اسی معرکہ میں پہلی مرتبہ ہمارے سامنے انگریزی فوج کے نقصانات کو شمار و اعداد کی صورت میں پیش کیا ہے اور اعتراف کیا گیا ہے کہ دو ہزار سے زاید کا نقصان ہوا -

اب آپ نقشہ نمبر ۲ کو دیکھیے - پرونٹا مارق ' مارشی نز ' ارچنز بارشیز تقریباً پچاس ساٹھہ میل سرحد فرانس کے اندر ہیں - پس اس تار نے فیصلۂ جنگ کو بے نقاب کردیا ' او ر وہ دنیا جسے روس کے برلن پر قابض ہونے کی امید دلائی گئی تھی ' یہ سنکر مبہوت ہوگئی کہ جرمنی سرحد فرانس کو عبور کرکے پچاس میل آگے بڑھ آئی ہے اور پیرس سے صرف سوا سو میل کے فاصلے پر ہے !

پھر اسی کے ساتھہ " کیمبرے " کے دوسرے معرکۂ عظیم کی خبر آئی جو ارچیز کے بعد واقع ہے اور جس سے پیرس کا فاصلہ صرف بلسو میل رہجاتا ہے - حسب اعلان ارل کچنر " یہ معرکہ تین چار دن تک متصل جاری رہا ' اور " انگریزی فوج کا ۵ - سے ۶ - ہزار تک نقصان ہوا "

(مزید پیش قدمی)

ناکامی کا رشتہ پھیلتا جاتا ' اور امیدوں اور قیاسوں کا چراغ گل ہوگیا ہے - " کیمبرے " فرانسیسی سرحد میں ایک مستحکم مقام ہے ' لیکن جرمنی کی پیش قدمی ہر نئے طلوع آفتاب کے ساتھہ ایک نئے اقدام کی خبر دینے رہی ہے اور یہ بھی ہمارا حال ہے کہ اپنی آنکھیں اور کان نہیں رکھتے ' نہیں کہا جاسکتا کہ اصلیت خبر سے کس قدر زیادہ سریع السیر اور انقلاب انگیز ہوگی ؟ کیمبرے سے مائل بہ مغرب تقریباً ۲۵ میل آگے پاپامے ایک مقام ہے ' جو امینس نامی فرانسیسی استحکام سے ۴۰ میل ادھر ہے -

۳۱ - کی تار برقی ہے کہ پاپامے میں جرمن اور متحدہ کے درمیان ایک جنگ کی اطلاع ملی ہے - اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جرمنی کیمبرے سے ۲۵ - میل اور آگے بڑھ آئی ہے !

افسوس کہ پہلی سپتمبر کو اس سے بھی آگے جرمنی کے بڑھ آنے کا اعتراف کرنا پڑا ' یعنی " جرمن فوج دریاے سوامے پر کسی قدر بڑھ آئی ہے "

دریاے سوامے فرانس کے اندر سے گذرا ہے - اسکا ابتدائی دہانہ مشرق سے شروع ہو کر اور " امینس " سے گذر کر بحر شمال میں گر جاتا ہے -

اس خبر نے واضح کردیا کہ جرمنی پاپامے سے بھی آگے بڑھ آئی اور اب پیرس سے صرف ۸۰ یا - ۹۰ میل دور ہے -

(محاصرۂ پیرس)

اسی تاریخ کو اس امر کا بھی صاف یقین دلا دیا گیا کہ فرانس نے پیرس میں محصور ہونے کی طیاری شروع کردی ہے - کیونکہ " پیرس کے اطراف کے ہزارہا مکانات اسلیے گرادیے گئے ہیں تاکہ پیرس کی توپیں دشمن پر گولہ باری کرسکیں " آج اسی وقت جبکہ ہم یہ سطریں لکھہ رہے ہیں ' دوسری خبر آئی ہے :

" پیرس کے اس کیمپ میں جو خندقوں سے گھرا ہے ' مدافعت کے سامان مکمل ہوگئے " یعنی پیرس کا محاصرہ بالکل متوقع اور قریب تر ہے - اور اب دریاے سوامے سے پیرس تک جرمنی کیلیے اور کوئی مانع قوی باقی نہ رہا ہے !

(روس اور جرمنی)

اب آو دیکھیں ' امیدوں کا وہ افتاب جو ٹھیک مشرق سے نکلا اور مشرقی پروشیا ہی پر طلوع ہوا ' اسی پھیلائی ہوئی روشنی کا کیا حال ہے ؟ اور وہ حکومت جسکی سلطنت میں کبھی آفتاب نہیں ڈوبتا ' اسکے متعلق ہمیں کیا معلومات بخشتی ہے ؟ ہمارا مقصد روس سے ہے - جبکہ جرمنی پیرس کے سامنے آگیا ہے تو اس حملے کا کیا حال ہے جس کا " اسٹیم رولر " اتنی وسیع مدت کی مہلت پاکر اچھی طرح متحرک ہوگیا تھا ' اور جسکی نسبت ہمارے سنجیدہ بحث معاصر (اسٹیٹسمین) کی راے تھی کہ " وہ فرانس کے ساتھہ ملکر جرمنی کو چکی کی پاٹوں کی طرح پیس ڈالیگا ؟ " جنگ کی صورت متحدہ افواج کی یہ سمجھی جاتی تھی کہ وہ بلجیم میں جرمنی کو روکیں گے - تاآنکہ روس جرمنی میں بڑھتا ہوا دور نکل جالیگا اور برلن کو دباکر جرمنی کی قوت منتشر کردیگا -

اس امید کی بنیاد وہ مسلسل خبریں تھیں جن میں بیان کیا گیا تھا کہ روس مشرقی پروشیا میں کوئنز برگ تک آگیا ہے اور اسکا محاصرہ کرلیا ہے -

اگر روس کوئنز برگ کو فتح بھی کرلیتا - جب بھی وہاں سے برلن دو سو میل کی مسافت پر تھا ' حالانکہ جرمنی پیرس سے ایک سو میل کے اندر آگیا ہے - لیکن افسوس کہ اتنا بھی نہ ہوا - روسی فتحمندیوں کے اعلانات مہیب کے عین ہجوم و عروج میں ہمیں نظر آیا کہ مشرقی پروشیا کی طرف چمکنے والا آفتاب اب زیادہ دیر تک نہیں چمک سکتا !

چنانچہ پہلی سپتمبر کا تار ہے : " روس نے اپنا نقشہ بدل دیا اور کوئنز برگ کو چھوڑ دیا - اب وہ مشرقی پروشیا کی جگہ براہ اسپورن حملہ کریگا " انا للہ و انا الیہ راجعون - اس سے واضح ہوا کہ روس نے جو خط جنگ اپنا مقرر کیا تھا ' اسپر اس وقت تک کا تمام سفر بیکار گیا ' اور وہ اب از سر نو جرمنی میں ایک بالکل دوسرے خط سے بڑھنا شروع کریگا جسکا نہیں معلوم کیا حشر ہو !

(جنگ کا پہلا باب اور حوادث کا فیصلہ)

اس تمام ترتیب بحث سے جو نتائج صریحہ نکلتے ہیں ' قارئین کرام انپر غور کریں :

(۱) سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ہر فریق نے اپنے لیے جو خط جنگ اور منزل مقصود قرار دیا تھا ' اسکی طرف بڑھنے کا اسے کس قدر موقعہ ملا ؟

(۲) جرمنی کا خط جنگ یہ تھا کہ بلجیم سے گذرے ' سرحد فرانس کو عبور کرے ' اور پیرس پر قبضہ کرکے اپنا سفر ختم کردے - فرانس اور انگلستان و بلجیم کی متحدہ فوج اسے بلجیم میں روکنا چاہتی تھی تاکہ وہ پیرس کی طرف نہ بڑھسکے - روس مشرقی پروشیا سے برلن کی طرف بڑھنا چاہتا تھا - تاکہ قبل اسکے کہ جرمنی کامیاب ہو اسے بد حواس کردے -

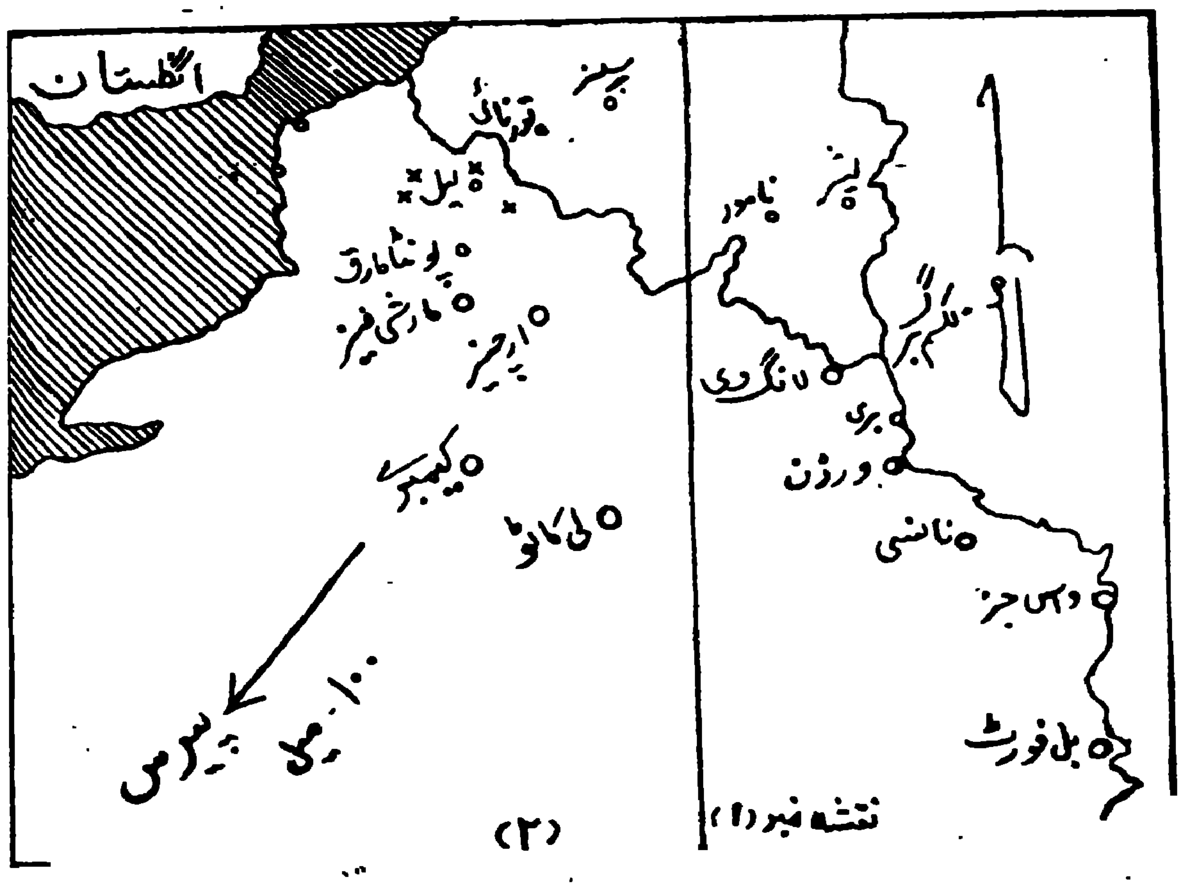

نقشہ نمبر (۱)

(۲)

نقشہ نمبر (۲) میں جرمنی کا داخلہ واضح کیا ہے جو مقام لیل سے شروع ہوکر کیمبرے سے آگے تک ختم کرچکی ہے' اور اس نقشہ کے بعد کے تار سے واضح ہوا ہے کہ امینس سے ۴۰ میل ادھر جنگ ہوچکی ہے امینس کیمبرے سے بہت آگے ہے - پس پیرس اب ۹۰ میل سے زیادہ دور نہیں

نقشہ نمبر (۱) میں صرف جرمنی اور فرانس کی سرحد دکھلائی ہے جو بل فورٹ سے لانگوے تک ۲۰۰ میل میں ختم ہوئی ہے - یہ تمام حصہ فرانس کے استحکامات سے معمور ہے

محاصــــرہ پیرس کے قریبی آثار !

اور اعادۂ سنہ ۱۸۷۱ ! !

جرمن فوج لی یژ کے قلعوں کو اپنی دھنی جانب چھوڑتی ہوئی بڑھی' لیکن اس نے اپنے عقب کو مخدوش چھوڑ دینا پسند نہ کیا اور لی یژ کا محاصرہ کر لیا - اس اثنا میں بار بار یقین دلایا گیا کہ یہ بہت ہی دشوار گذار منزل ہے' اور اس سے پہلے کہا گیا کہ دریاے می یوز جرمنی کیلیے مزید مشکلات پیدا کریگا' لیکن جرمن فوج نے می یوز کو بمقام ایسٹن عبور کرلیا اور دو ٹکڑوں میں منقسم ہوکر ایک جنوب مغرب کو سیدھا فرانسیسی سرحد لانگوے کی طرف بڑھا - دوسرا کسی قدر شمال کی طرف ہوکر نکلا تاکہ باہمدگر ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے رہیں -

آفیشل پریس بیورا (سرکاری محکمہ خبر رسانی) کے اس اصول کو معلوم کرکے ہم نے تاربرقیوں کی تفسیر کا اپنے لیے عمدہ طریقہ قرار دے لیا ہے کہ وہ ایک انشا پرداز مگر بیجد اختصار پسند واقعہ نویس کی طرح واقعہ کی مختلف اہم منزلوں کو تو بتلا دیتا ہے مگر درمیان کی ظاہر اور قرائن سے معلوم ہو جانے والی جزئیات کو یک قلم ترک کر دیتا ہے تاکہ پڑھنے والوں کے دماغ کو بھی کسی قدر کاوش کا موقعہ ملے' اور اسطرح سب کچھہ خود ہی بتلاکر مخاطب کو غور و فکر کی لذت سے محروم نہ کردیا جاے !

یہ اصول بلجیم کی تسخیر سے لیکر سرحد فرانس کے عبور تک ہر جگہ پیش آیا ہے - چنانچہ پہلے تو عرصہ تک برابر معلوم ہوتا رہا کہ بلجین کا دفاع " تاریخ میں یادگار رہنے والا واقعہ " ہے - لیکن اسکے بعد ہی ۱۸ اگست کی صبح کو یکایک ایک تار آیا :

" لی ایز کی حالت کیا ہے ؟ اسکی نسبت کچھہ نہیں کہا جا سکتا - البتہ نامور جو لے ایز سے زیادہ مستحکم ہے' اسکا لینا ابھی جرمنی کے لیے باقی ہے " ! !

اس تار میں گو لے یژ کی تسخیر کی خبر نہیں دی گئی لیکن کمال انشا پردازانہ بلاغت کے ساتھہ نامور کے نہ لینے پر زور دیکر دنیا کو بتلا دیا گیا کہ اب آے لے یژ کی نسبت کیا سمجھنا چاہئے ؟

چنانچہ ہم نے اس خبر کی بلاغت شناسی میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ کی اور یہی سمجھا کہ لے یژ مفتوح ہوچکا ہے اور اب مرکز امید صرف نامور ہے !

یہ صبح کا تار تھا - لیکن شام کو بغیر کسی تمہید کے یکایک دوسرا تار پہنچا :

" شاہ بلجیم نے مع افواج و خاندان اپنا دارالحکومت (بروسلز) چھوڑ دیا "

دونوں تاروں کے درمیان میں اتنا حصہ اصول بلاغت کی بنا پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ " جرمن لے یژ سے فارغ ہوکر آگے بڑھے اور برسلز پر قابض ہوگئے " لیکن ہم زنجیر کی درمیانی کڑیوں کو خود جوڑتے رہتے تھے -

اس اثنا میں فرانس اور انگلستان کی فوج بھی بلجیم میں پہنچ گئی اور جنرل فرنچ اور جنرل ژوفرے کی متحدہ قوت نے ایک وسیع خط مقابلہ قائم کیا جو ہٹتے ہٹتے سرحد فرانس و بلجیم کے پیچھے آگیا اور بالاخر خبر دی گئی کہ اب متحدہ فوج مقام لیل سے شروع ہوکر اور ویلنسی نے اور مبوبرگ سے گذر کر میزیرس تک ایک خط بناکر جم گئی ہے (دیکھو نقشہ نمبر ۳ لیل کے نیچے خط سرحد کے مقامات ہیں)

یہاں ہم یہ دلچسپ فلسفہ جنگ بیان کئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے کہ آجکل کی خبروں کے لٹریچر میں "پیچھے ہٹنے" "دشمن کے قابض ہوجانے" اور بعض اوقات " شہروں کے نکل جانے " کی تعبیر دائمی اور غیر مستثنی طور پر ہمیشہ "جنگی مصلحت" کے شاندار لفظ سے کی جاتی ہے' گو دنیا بدقسمتی سے کچھہ اور سمجھتی ہو ! !

اسکے بعد حسب عادت ہمیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ جرمن فوج نے فرانس کی سرحد عبور کرلی لیکن یکایک ۲۹ - اگست کو ایک صاعقۂ تعبیر بنکر یہ خبر ہوش افگن آمال و قیاسات ہوتی ہے :

" اس وقت تک جرمن سپاہیوں کے سیلاب کو روکنے کا کوئی سامان نہیں معلوم ہوتا - انکا محافظ ہراول پولنٹا مسارق اور مارشینیز میں ہے - یہ سیلاب فرنچ سپاہ کے خطوط کو توڑ کر جاری ہوا' اور ارشیز تک پہنچ گیا " ! !

اور افسوس ہے کہ اس تار نے اس دماغی نقشہ کو بالکل پارہ پارہ

داخل هونے کي جرات کوئي بيڑا نہيں کرسکتا - اسے تعمير اور مرمت دونوں قسم کي سهولتيں بکثرت حاصل هيں' کيونکه اسکے پاس " روائل ڈاک يارڈ " اور کمپني کا " جرمانيا يارڈ " هے ' جو اپنے پيچهے " ايسهن " کے تمام سر چشمے رکهتا هے -

ڈچيز کے ليتے هي جرمن گورنمنٹ نے نهر کيل کي تياري شروع کردي - نهر کيل " هوالٹينا " سے شروع هوتي هے' اور خليج کيل ميں سے " برنس بيٹل" تک چلي جاتي هے جو " ايلب" پر واقع هے- يه مسافت کوئي ۶۰ ميل کي هے- اس نهر نے بحيره بالٹک اور بحر شمالي کا تعلق نهايت قريب کرديا هے' اور اب جرمن بيڑا ۶۰ گهنٹے سے ليکے ۲۴ گهنٹے کے اندر اندر ايک سمندر سے دوسرے سمندر ميں پوري آساني کے ساتهه چلا جاسکتا هے !

جس زمانے ميں روس کے بحيره بالٹک کے بيڑے کي وجه سے جرمني کي بحري حالت ميں تغيرات هورهے تهے ' اسوقت جرمن بحري قوي کا صدر مقام نهر کيل هي تها -

اسکا بيڑا بڑي بڑي توپوں کو پيچهے رکهکے (جنکے پهلو به پهلو حفاظت کيليے خشکي پر آرمي کور موجود رهتے تهے) چاهے بحيره بالٹک پر ٹوٹ پڑتا اور خواه بحر شمالي ميں گهس آتا - جرمن بيڑے کي دلپسند جولانگاه تو بحيره بالٹک تها مگر اس نے کيل سے گذرنے کي مسلسل مشق کي - بهترين واقف کار ديکهنے والوں کا تخمينه تها که اگر جرمن بيڑه زمانه جنگ کي سرعت اور نقصان کا خيال کيے بغير گزرے تو ۲۴ گهنٹے ميں ايک سمندر سے دوسرے سمندر ميں جا سکتا هے !

ليکن ادهر جنگ روس اور جاپان ميں روسي بيڑے کي بربادي اور ادهر جرمني کے بحري حوصلوں کي ترقي نے جرمني کي بحري ترقيوں کا رخ بدلديا اور " ولي هيلم شيوين" ميں عظيم الشان تعميرات کا سلسله شروع هوگيا - يهاں تک که وه اس قابل هوگيا که بالائي سمندر کے پورے جرمن بيڑے کو اپنے يهاں جگه ديسکے -

نهر کيل اور زياده گهري کي گئي تا که موجوده عهد کا بڑے سے بڑا جهاز اس سے گذر سکے - مزيد لوک (پاني جمع کرنے کي احاطے) خليج کيل ميں بمقام " هوال ٹينا " اور " برنس بيٹل " بنائے گئے ' تاکه ان جهازوں کے کاموں ميں سهولت هو -

ان آبي احاطوں کے متعلق ايک امر قابل ذکر هے - هوال ٹينا ميں جوار بهاٹا بهت زياده نهيں هوتا ' اسليے يهاں ان احاطوں کا کام صرف يه هے که نهر کو طوفان سے محفوظ رکهيں - ليکن اگر يه تباه بهي هو جائيں جب بهي چنداں نقصان نهيں هوگا - البته برنس بيٹل ميں تموج و تلاطم برپا رهتا هے' اور وهاں نهر کے تمام کاموں کے ليے ان احاطوں کا وجود نهايت ضروري هے -

نهر کيل کي توسيع اور لوک کي تعمير سے پہلے هي بالائي سمندر کے جرمن بيڑے کا صدر مقام نهر کيل کي جگه ول هيلم شيوين قرار پاگيا - يعني اسکے خونفشاں نيزۂ جنگ کا سرا روس کي طرف سے انگلستان کي طرف پهير ديا گيا - حيرت انگيز بحري طاقت بهت سے بيٹل شپ جهازوں کو بهمه وجوه تيار رکهنے لگي اور تعداد بڑهادي گئي- ول هيلم شيون کي حفاظت اسطرح کي گئی که ايلبي سے جيڈ تک کے راستے کي مزيد حفاظت کے ليے مقام بورکم کو قلعه بند کر کے ايک تارپيڈو اسٹيشن بناديا گيا - اور هيلي گوليند جو ايک بحري سنتري اور تار پيڈو کا ڈيپو هے' اسکي اهميت کو اور ترقي ديگئي - اس انتظام ميں صرف ايک شے کي کمي تهي' يعني يه که ايلبي ايک نهر کے ذريعه جيڈ سے ملاديا جاتا - چنانچه اسکي تجويز کي گئي تهي مگر بعض اور اهم کاموں کي وجه سے ملتوي رهي - بورکم کي ترقي نے اسکي ضرورت کو بهي کم کرديا تها -

اس تشريح کو جب آپ نقشه کے ساتهه ملاکے پڑهينگے تو جرمن بيڑے کا جنگي پوزيشن بالکل واضح هوجائيگا - اسکي بنياد " ول هيلم شيون" پر هے جو حمله کے خوف سے بالکل آزاد هے- هيلي گوليند تارپيڈو کشتيوں کا ايک جال هے جهاں سے صرف جرمني هي گذر کر سکتا هے - " هيلي گوليند " اور " ول هيلم شيوين" دونوں ميں حفاظت کي قلعه بندياں کي گئيں اور هر وه چهوٹي بڑي تدبير کي گئي جو ايک جنگي ذهن سونچسکتا هے - جسقدر تارپيڈو اور زير آب کشتياں يهاں هيں ' انکے بعد ذهن ميں نهيں آتا که کوئي بٹيل شپ جهاز ان دفاعي انتظامات کے علے الرغم يهاں آنے کي کوشش کريگا -

جرمني چاهے تو اپنے بيڑے کو داخلي خطوط کے برابر برابر بحر بالٹک تک بهي بهيج سکتا هے - يه مسافت صرف ۸۰ ميل کي هے - نهر کيل اسطرح بنائي گئي هے که جنگ کے زمانه ميں جهاز اسميں نهايت سرعت کے ساتهه گذر سکتے هيں - پورا جرمن بيڑا ڈيڑهه دن ميں بحر شمال سے بحيره بالٹک ميں آجا سکتا هے -

جرمني اور انگلستان ميں بحري جنگ اسلحه کا ايک نيا اور نا آزموده ميدان هے - ليکن تا هم بوثوق کها جاسکتا هے که اگر جرمن بيڑا عام مقابله کے خطره ميں نهيں پڑنا چاهتا تو اس سے کوئي کام نهيں ليا جاسکتا - اس صورت کها جائيگا که جسطرح جنگ نيپوليين ميں فرنچ بيڑے کي ناکه بندي کردي گئي تهي' اسي طرح جرمن بيڑے کي بهي ناکه بندی کرلي جائيگي - اگرچه ايسا کرنا ممکن ضرور هے' مگر موجوده زمانه ميں آلات دفاع کي ترقي سے خود ناکه بند بيڑے کے خطرات بهي بڑهگئے هيں -

جنگ نيپوليين ميں انگريزي امير البحر نلسن اپنے جهازوں کو فرنچ بيڑيوں سے تين ميل کے اندر ليجاسکا ليکن آج يه ممکن نهيں

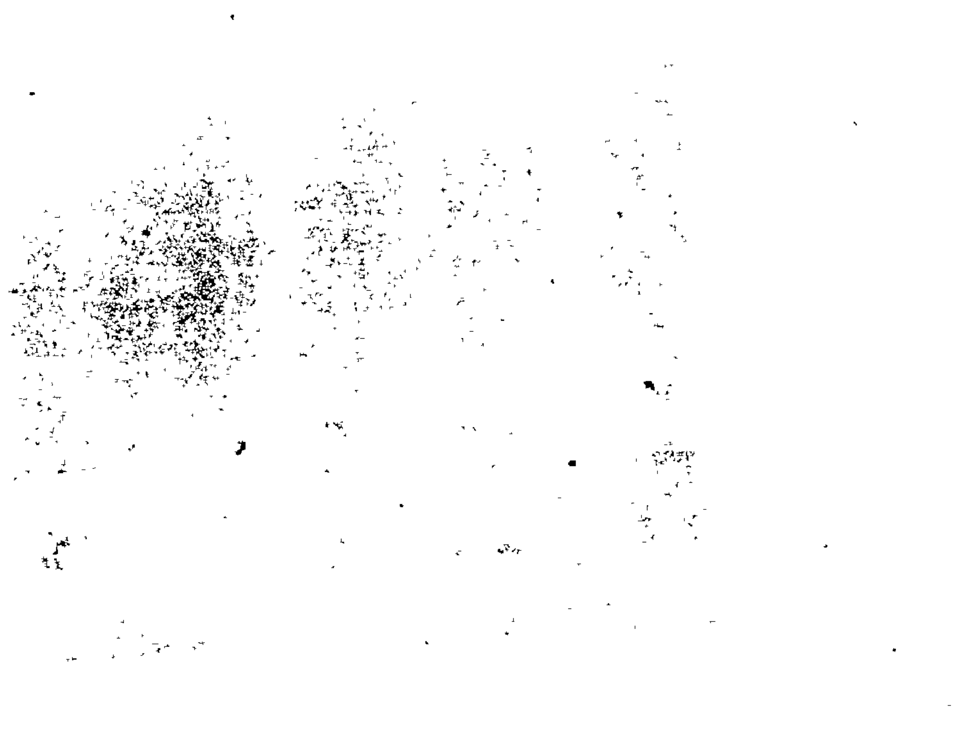

نهر سوئز کے بعد دنيا کي دوسری عظيم الشان صناعي نهر: کيل کا ايک منظر !
بائيں جانب خود قيصر جرمني مع شاهي اسٹاف کے کهڑا هے !

اب دیکھیے که نتائج کا فیصله کیا ہے ؟ جرمنی نے بلجیم کو فتح کرلیا اور سرحد عبور کرکے پیرس کی طرف پوري سرعت سے بڑھرهی ہے - متحده افواج افسوس ہے که اسے نه روک سکیں -

وہ اس وقت همارے اطلاع میں پیرس سے ۸۰ یا زیاده سے زیاده ۹۰ میل کے فاصلے پر ہے -

روس نے جو خط جنگ مقرر کیا تها اسمیں بالکل نا کام رہا اور آسے چهوڑ دیا - برلن تک پہنچنا ایک طرف' وہ ابتک کچهه بهی نہیں کرسکا ہے -

یہی فیصله ہے جو جنگ کی پہلی منزل کو ختم کردیتا ہے - جرمنی کیلیے زیاده سے زیاده تین منزلیں تهیں : تسخیر بلجیم' عبور سرحد' اور فتح پیرس' چنانچه دو منزلیں اس نے طے کرلی هیں - ایک باقي ہے - پس جنگ کا پہلا باب ختم هوگیا -

یه کہنا که " جرمنی کا پروگرام یه تها که ۴ اگست کو سرحد فرانس عبور کرلیگی ' اور یه پروگرام ایک قیدي کے جیب سے نکلا " ایک ایسا استدلال ہے' جسے کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرسکتا - کون کہسکتا ہے که جرمني نے کتنا زمانه اپنے خط جنگ کے اختتام کیلیے قرار دیا تها ؟ سچ یه ہے که بحالت موجوده یه فیصله بالکل نہیں کیا جاسکتا که جو وقت اسے اپني دو منزلوں کے طے کرنے میں لگا ہے یه اسکے اندازه سے زیاده تها یا کم ؟ و لعل الله یحدث بعد ذلک امرا !

روس اور جرمني بالٹک میں

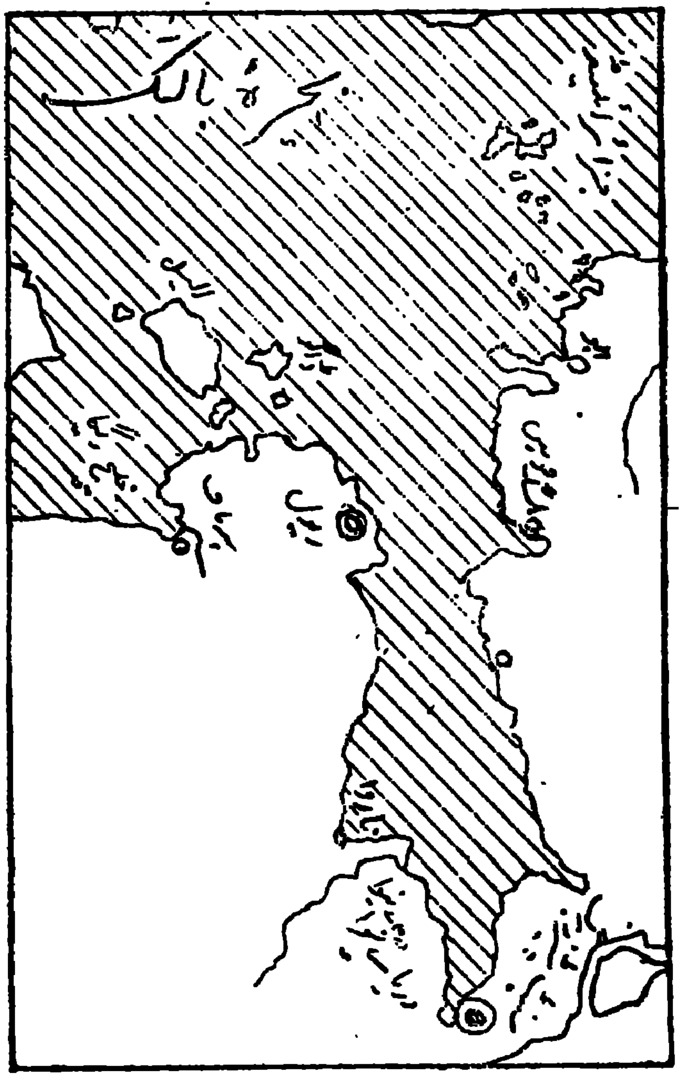

اس نقشے سے یه واضح هوگا که جرمنی نے روس کی تمام بحري طاقت کو کسی طرح بیکار کردیا ؟

۴ - اگست کو جرمنی جهازوں نے بالٹک میں بڑهکر روسی قوی کو خلیج فنلینڈ کے طرف دهکیل دیا اور جزائر ایلینڈ پر قبضه کرلیا جو ٹهیک خلیج فنلینڈ کے دهانے پر واقع هیں - اور اس سے یه نتیجه نکلا که سینٹ پیٹرز برگ سے کوئی جهاز بالٹک میں نہیں نکل سکتا کیونکه اسکا دهانه جرمن جهازوں کي زد میں آگیا ہے -

نقشه میں دهنی جانب سینٹ پیٹرز برگ ہے اور دهانه خلیج کے مجازی جزائر هیں -

بحر شمالي

نهر کیل

نقاط حربیه فنیه

بلجیم میں اسوقت فیصله کن واقعات' جنگ کی شکل میں ظاهر هو رہے هیں' بلکه هوچکے -

همیشه یهه خیال کیا گیا ہے که جب کبهي جرمني معرکه شروع کریگا تو اسکے لیے وقت کا سوال سب سے زیاده اهم هوگا - کیونکه اسے فرانس کو صرف شکست هی نہیں' بلکه جلد شکست دینا ہے ' تاکه اپني مشرقي سرحد پر روسي فوج کے دباو کے سنگین هونے سے پہلے وہ بلجیم اور فرانس کی فوجوں سے فارغ هوجاے -

فرانس کو جلد شکست دینے هي کے لیے اسوقت جرمني نے بلجیم کي نا طرفداري کو توڑ ڈالا ہے ' اور لیج اور نامور کے قلعے جن سے دریاے مي یوز کي وادي مستور هو رهی ہے ' سرفروشانه کوششیں کرکے مسخر کرلیے هیں -

لیکن جب که جنگ کے رفتار کي حالت اسقدر نازک هو رهي ہے' تو قدرتا هر شخص کي نگاهیں بحر شمالي کي طرف اٹهتي هیں' جہاں اسوقت انگریزي اور جرمن بیڑے باهم برسر مقابله هیں -

جرمني کي نمایاں طبیعي مزیت یه ہے که وہ ساحل سمندر پهیلي تو دور تک ہے مگر اسکے پاس عمده بندرگاه ایک بهی نہیں - بحر شمالی میں صرف دو قدرتي بندرگاه هیں' اور دوسرے بندرگاه مثلاً هیمبرگ ' ایلی' بریمن' دریاے ریزر پر واقع هیں - یه بندرگاه تجارتي هیں اور انگلستان کے اصلے بندرگاهوں یعني لندن اور لورپول کي طرح سطح دریا میں اچهي بلندي پر واقع هیں -

اگرچه یه بندرگاه تجارتي کہلاتے هیں ' مگر ان میں هیمبرگ کا بندرگاه فن جنگ کي حیثیت سے بہت زیاده اهم ہے - یہاں بلوم ' واس' اور ولکن کمپنیوں کے جهاز سازي کے کارخانے اور تیرتے هوے ڈک هیں' جو مرمت کے لیے جنگ کے زمانے میں نہایت قیمتی اهمیت رکهتے هیں - نهر کیل کے باهر بحر شمالي تنگ هوکے "نهر ایلب" بنجاتي ہے جو دهانه ککس هیون سے ۱۸ میل کے فاصله پر ہے - ایلب اس دهانه تک اسقدر سرعت کے ساتهه تنگ هوتی هوئي چلي آتی ہے' جهاز راني کے قابل اپنا اسقدر تنگ ہے که مخالف بیڑے کے لیے یہاں آنا ممکن هي نہیں - بظاهر تو یہاں مدافعت کے لیے صرف توپیں نظر آتي هیں جو کهلي گاڑیوں پر رکهي هوئي هیں' مگر یقیناً اسکے اندر بڑي بڑي سرنگیں هونگي - بحر شمال میں جرمن بیڑے کي پائیگاه صرف ایک هی جگه " ولي هلم شیوین " نامي ہے - جب یه مقام اولڈنبرگ کي ریاست سے سنه ۱۸۵۴ ع میں لیا گیا تها ' تو اسوقت پروشین گورنمنٹ نے اپنی بحري طاقت کا سنگ بنیاد رکهنا شروع کردیا تها - مگر یه کام نہایت مشکل اور بے انتہا صرف کا تها ' کیونکه خلیج کي کهاڑي پر قدرتي مواقع حاصل نه تهے -

سنه ۱۸۶۴ع میں جب اولڈنبرگ سے جنگ هوئي اور نهر حاصل کي گئی ' تو اسکی وجه سے " ولی هلیم شیوین " پیچهے پڑگئي -

کیل زمین سے گهرا هوا ایک ایسا بندرگاه ہے' جس سے خوبصورتي اور طاقت میں بڑهکے اور کوئي بندرگاه نه هوگا - یه ایک بہت هی گهري کهاڑي ہے - اسکے ساتهه هی ایک تنگ آبناے ہے جسمیں جنگ کے وقت

ـے مل جاتا ہے' اوسکے سامنے بے پردہ اور برہنہ لونڈیوں کي قطاریں کھڑي ہو جاتي ہیں ' اوسکے سامنے گنجینہ و دفائن کا ایک ڈھیر لگ جاتا ہے جنکو ہر مجاہد کا دامن حرص و آز سمیٹ لیتا ہے !

یورپ کی قدیم و جدید تاریخ سے اگرچہ اسکا معارضانہ جواب نہایت آساني کے ساتھہ دیاجاسکتا ہے' یورپ کے جنون مذہبي کي یادگار صلیبي جنگ کي تاریخ کا ہر صفحہ خون کي ایک چادر ہے جسْ نے ایک مدت تک دنیا کے امن و آشتي کو اپنے اندر چھپا لیا تھا - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ یورپ کا موجودہ میدان کارزار ایک عرصۂ رستخیز ہے جسکی توپوں کے دھانے سے یہ زلزلہ انگیز صدائیں بلند ہو رہي ہیں :

یا ایہاالناس اتقوا ربکم	لوگو ! اپنے خدا سے ڈرو کہ وقت موعودہ
ان زلزلة الساعة شي	کا بھونچال ایک بڑي ہي مصیبت ہے -
عظیم - یوم ترونہا تذہل	اوس دن ہر دودھ پلانے والي عورت اپنے
کل مرضعة عما ارضعت	شیر خوار بچے کو بھلا دیگي ' اور ہر
وتضع کل ذات حمل	حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائیگا -
حملہا و تری الناس	اور تم لوگوں کو دیکھوگے کہ متوالے اور
سکاری - و ماہم بسکاری	بدحواس ہیں' حالانکہ وہ متوالے نہیں
ولکن عذاب اللہ شدید	ہیں - لیکن خدا کا عذاب بہت سخت
(۲۲ : ۱ - ۲)	ہے جسنے انہیں بدحواس کردیا ہے !

لیکن اس سوال کے تحقیقی جواب کے لیے ہمکو سب سے پہلے عرب ہي کی قدیم تاریخ کي طرف رجوع کرنا چاہیے جہاں سے اسلام کا ظہور ہوا تھا ' جس میں اسلام نے نشو و نما پائي تھي ' اور جس میں بزعم یورپ اسلام نے خون کا طوفان برپا کیا !

(العـــرب و العـــرب)

عرب نے ابتداء ہی سے مثل دیگر اقوام کے جنـگ کا نہایت بد نما نمونہ قائم کیا تھا - اونکی اکثر لڑائیاں صرف لوٹ مار کے لیے ہوتي تھیں جو لڑائیاں غیرت ' خود داري' حمیت' اور عزت نفس کے تحفظ کیلیے برپا ہوتي تھیں' اون میں بھي غارتگري کا وحشیانہ منظر نمایاں طور پر نظر آتا تھا - بلکہ اس قسم کي لڑائیوں میں بغض و عداوت کا شعلہ ان کے وحشیانہ افعال کو اور بھي زیادہ روشن کردیتا تھا -

عرب کی لڑائیوں کي خصوصیات حسب ذیل ہیں :

(۱) عورتیں عموماً بے پردہ کردي جاتي تھیں ' اور اس پر علانیہ فخر کیا جاتا تھا :

وعقیلـــة یسعی علیہـــا قیم
متغطرس ابدیت عن خلخا لہا

ترجمہ - بہت سي پردہ نشین عورتیں ہیں جنکا خود دار شوہر باوجودیکہ اونکي حفاظت کي کوشش کرتا ہے ' لیکن میںنے اون کے پازیب کھولدیے -

اس لیے اہل عرب عورتوں کي حفاظت و ستر پوشي کو اپنا سب سے بڑا کارنامہ خیال کرتے تھے - چنانچہ اوپر کے شعر سے اوسکي تصدیق ہوتي ہے - ایک دوسرا شاعر بھي کہتا ہے :

وخمار غانیة عقـدت براسہـــا
اصلا وکان منشـــرا بشمالہـــا

ترجمہ - اور ایک نو جوان عورت کو میں نے شام کے وقت دوپٹا اوڑھا دیا ' حالانکہ وہ دن بھر بے پردہ اور بدحواس رہ چکي تھی -

(۲) بغض و عداوت کے نشے میں تذلیل و تحقیر کے لیے میدان جنگ میں دشمنوں کي لاشوں کو گھسیٹنا لڑائیوں میں اکثر ہوتا تھا - چنانچہ یہ کہنا کہ " میں نے حریف کو میدان جنگ میں پانوں پکڑ کر گھسیٹا " اس جملہ کا مرادف تھا کہ " میںنے اوسکو قتل کیا " کو قتال اور یہ تذلیل دونوں لازم و ملزوم تھے :

وشدوا شدة اخری فجـــروا
بارجل مثلہم و رموا جویـــدا

ترجمہ - اور دشمنوں نے دوسرا حملہ کرکے اپنے حریف مقابل کے پانوں پکڑے اور گھسیٹا ' اور جوین کو تیر مارا -

(۳) دشمن کے ناک کان کاٹ ڈالنا اور اونکي صورت کو مسخ کردینا ' نہ صرف مردوں ہي تک محدود تھا بلکہ عورتیں اس میں مردوں سے بھي آگے تھیں - چنانچہ تاریخ اسلام میں حضرت حمزہ کي لاش ہندہ کے اس وحشیانہ طرز عمل کا درد انگیز منظر پیش کرسکتي ہے -

(۴) دشمن کو زندہ آگ میں جلادینا ایک بڑا تاریخي کارنامہ خیال کیا جاتا تھا - چنانچہ ایک شخص نے کسی قوم کو آگ میں جھونک دیا تھا جسکي یادگار میں عرب نے اوسکو " محرق " کا خطاب دیا ' اور اوس نے عرب کی تاریخ جنگ میں ایک نئي تلمیح پیدا کردي - چنانچہ ایک شاعر چند بہادران عرب کي مدح میں کہتا ہے :

کانوا علی الاعداء نار محـــرق ولقـومہم حرما من الاحرام

ترجمہ ــــ وہ لوگ دشمنوں کے لیے تو محرق کی آگ تھے جسنے ایک قوم کو زندہ جلادیا تھا - مگر اپنی قوم کیلیے منجملہ اور پناہ گاہوں کے ایک جاے پناہ تھے -

(استدلال لغوي)

جنگ اگرچہ ہمیشہ دنیا کیلیے ایک مصیبت خیال کی گئي ہے ' لیکن عرب کے وحشیانہ طریقہ جنگ نے مثل روم و بابل کے اوسکو اور بھي زیادہ مہیب اور خطرناک بنادیا تھا - چنانچہ عربی زبان میں جنگ کیلیے جو الفاظ' جو ترکیبیں' اور جو استعارے وضع کیے گئے تھے' اون سب سے اسکا اظہار ہوتا ہے -

اہل عرب لڑائی کو آگ سے تشبیہ دیکر اوسکے لیے آگ کے تمام لوازم ثابت کرتے تھے :

واوقد نارا بینہـــم بضرامہا لہا وہج للمصطلي غیر طائل ·

ترجمہ ـــ اور خدا دونوں قبیلوں میں لڑائی کي آگ کا شعلہ بھڑکاے جو تاپنے والے کیلیے سخت مضر ہو !

قرآن مجید نے بھی اس استعارہ کا استعمال کیا ہے :

کلما اوقدوا نارا للحرب	جب جب اونھوں نے لڑائی کی آگ
اطفاہا اللہ - (۵ : ۶۹)	بھڑکائی ' خدا نے اوسکو بجھا دیا -

لڑائي کو اونٹ سے تشبیہ دیتے تھے جو سب سے زیادہ انتقام کیش جانور ہے ' اور جب زمین پر دفعـةً بیٹھتـا ہے تو اوسکے عظیم الشان سینہ و گردن کا ثقل ہر اوس چیز کو چور چور کردیتا ہے جو اوسکے اندر آ جاتی ہے :

اناختم علینا کلکل الحرب مرة فنحن منیخوہا علیکم بکلکل

ترجمہ - جس طرح تم نے ہمارے اوپر لڑائي کے اونٹ کو بٹھاکر ہمیں چور چور کردیا ' اسي طرح ہم بھي تم کو پاش پاش کردینگے -

مفرد استعارے بھي اسي قسم کے مفہوم پر دلالت کرتے تھے - نطاح مینڈھوں کے ٹکر لڑنے کو کہتے ہیں - لڑائیـوں میں بھی چونکہ اسي قسم کي بہیمیت و سبعیت کا اظہار کیا جاتا تھا' اسلیے حملے کیلیے اس لفظ سے استعارہ کرتے تھے :

والکر بعـــد الفـــراف کرہ التقدم و النطاح

ترجمہ ـــ اور پہلو بچانے کے بعد حملہ ' جب کہ آگے بڑھنا اور ٹکر لڑنا نا گوار معلوم ہونے لگتا ہے -

آج سرنگوں اور تارپیڈو اور زیر آب کشتیوں کے طویل سلسلوں کی وجہ سے ناکہ بند بیڑا خود ہی سخت خطرہ میں مبتلا ہوجاتا ہے -

جاپانیوں کے بٹیل شپوں کا ایک ثلث حصہ محض ان سرنگوں کی وجہ سے ضائع ہوگیا تھا' جو پورٹ آرتھر کے باہر لگي ہولي تھیں - غرض بہ نسبت نیلسن کے زمانے کے آج ناکہ بندی بہت مشکل ہوگئي ہے اور اسلیے یہ شے چنداں قابل اعتماد نہیں -

ہمکو صحیح طور پر نہیں معلوم کہ دونوں حریفوں کے بیڑوں کی طاقت کتنی ہے ؟ تاہم جسقدر واقعات و حالات شایع ہوئے ہیں' انکی بنا پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انگلستان کي بحري قوت جرمنی کی بحري قوت سے زیادہ ہیں - پس اگر جرمن بیڑے نے معرکہ پیش کیا تو اغلب یہ ہے کہ انگریزی بیڑا انکے قبول کرنے میں پس و پیش نہ کریگا' لیکن اگر جرمن بیڑے نے اپنے مصالح جنگ کی وجہ سے معرکہ پیش کرنا مناسب نہ خیال کیا اور صرف یونہی چھیڑ چھاڑ کرتا رہا ' تو پھر یہ مشکل ترین سوال سامنے آتا ہے کہ انگریزی بیڑا کیا کریگا ؟ کیا یہ کہ انتظار کی سختي اور تیاری کا بار گراں برداشت کرتا رہے ؟ لیکن یہ تو اسکے لیے نہایت هي سخت آزمایش ہوگی - ایسا کرنا نا قابل اندازہ نقصانات اور مشتبہ نتائج کے خدشات سے پر ہے !

آجکل کی بحري جنگ محض طاقت جسمانی اور ذہانت کا کام نہیں ہے' بلکہ بڑی حدتک اسمیں موجودہ تمدن و علم کے پیدا کیے ہوئے جہنمي اسلحہ کو بھی دخل ہے - ایک خوش قسمت تار پیڈو کشتي یا چھوٹي سی سرنگ ایک بڑے سے بڑے اور بہتر سے بہتر بٹیل شپ جہاز کو قعر دریا میں پہنچادے سکتی ہے - جرمنی کا ایک درچیل جہاز بم کا ایک گولا پھینک کے تمام برطانیہ میں تہلکہ مچا دیسکتا ہے' اور اس یقین کا خاتمہ کر دیسکتا ہے کہ برطانیہ اور جرمني کي تماشہ گاہ جنگ محض بحر شمالي ہی تک محدود ہے !

اگر ایک اہلے شہر پر قرجیوں ہوائي جہاز سے بم کے گولے پھینکے جائیں یا کسي کروزر سے شیل گولا اتار آجاے تو بیشک اس شہر کے باشندوں میں خوف اور ہراس پیدا کیا جاسکتا ہے -

البتہ ان چیزوں سے سمندر کي کمان حاصل نہیں ہوسکتي اسلیے جرمني اگر سمندر کي کمان اپنے ہاتھہ میں لینا چاہتي ہے تو ضرور ہے کہ اسکا بالائی سمندر کا بیڑا انگریزي بیڑے کو چیلنج دے -

شہبــــــال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا ہے - ادبي - سیاسي - علمي اور سائنٹفک مضامین سے پر ہے - گرافک کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائي اور بہترین ٹائپ کا نمونہ - اگر ترکونکے انقلاب کي زندہ تصویر دیکھني منظور ہو تو شہبال ضرور منگائیے - ملنے کا پتہ :

پوسٹ آفس فرح بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۳ '
Constantinople - استامبول

الهلال

۱۰ شوال ۱۳۳۲ هجري

الحــرب والاســلام

انقــلاب مــاهيت جنـگ

يقلب الله الليل و النهار ان في ذلك لعبرة لاولى الابصار (۲ : ۴۴)

" حرب " اور " اسلام " میں کسي قسم کا اتحاد و ائتلاف نہیں - ترکیب ہجائي کے لحاظ سے ان دونوں لفظوں میں ایک حرف کا بھی اشتراک نہیں پایا جاتا - مفہوم لغوي میں اس سے بھي زیادہ اختلاف ہے - حرب کے لغوي معني سے ایک ایک بچہ واقف ہے' لیکن اگر کوئي بد قسمت انسان ایسا بھي ہے جسکو اسکي تحقیق کی ضرورت ہے' تو قاموس اور لسان العرب کي ورق گرداني کي جگہ اوسکو دنیا کی بربادیوں کي تاریخ کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے' جسکا ایک ایک صفحہ اس لفظ کي عبرت انگیز تفسیر کرتا ہے - اگر اوسکو اس سے بھي تسکین نہ ہو تو اسوقت یورپ کا میدان کارزار ایک مبسوط لغت کي طرح دنیا کے سامنے کھلا ہوا ہے - خون کي دھاریں اوسکي ایک ایک سطر کو نمایاں کر رہي ہیں - ان سطروں میں اس لفظ کي سرخي آساني کے ساتھہ نظر آجاسکتي ہے !

لیکن ایسی حالت میں جبکہ ارض الہي کا امن سمندر کی خونیں لہروں میں ڈوب گیا ہے' صلح و آشتي کي دیوي نے خون کي چادروں میں اپنا منہ چھپا لیا ہے ' اور اطمینان و سکون کو خونخوار توپوں کا دھن آز نگل چکا ہے ' لفظ اسلام کي لغوي تحقیق مشکل اور از بس مشکل ہے - ایسي حالت میں دنیا کو کیونکر یقین دلایا جاسکتا ہے کہ " اس لفظ کا مادہ سلم ہے جسکے معنے صلح کے ہیں " صلح کا آخري نتیجہ اطاعت و فرمانبرداري ہے' اسلیے اگر یہ صحیح ہے کہ اسلام کے معنے " گردن انداختن " کے ہیں' تو دنیا کے تمام مذاہب میں صرف وہی ایک ایسا مذہب ہے جو صلح و آشتي کا آخري نتیجہ ہے :

و اذکروا نعمت الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (۳ : ۹۸)	اور خدا نے اوس احسان کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو خدا نے تم میں باہم میل اور الفت پیدا کردي اور تم اوسکے فضل سے دشمنوں کي جگہ آپسمیں بھائی بھائی ہوگئے -

لیکن با اینہمہ تنافی و تبائن' با اینہمہ تضاد و تقابل' با اینہمہ تخالف و تناقص' اب تک یورپ ان دونوں لفظوں کو مرادف سمجھہ رہا ہے - ایک یورپین کے سامنے جب اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو جنگ کا ایک وسیع سلسلہ اوسکے پیش نظر آجاتا ہے - وحشت ' خونریزي ' غارتگري' اور بد امني کا ایک خونیں منظر اوسکي نگاہ کے سامنے پھر جاتا ہے - وہ اوسکو دیکھتا ہے تو اوسکا رشتۂ نگاہ خون کی دھاروں

اکثر لوگ مذاحاً یا تحقیراً اشخاص کے نام بگاڑ دیتے ہیں، اور رفتہ رفتہ یہی مسخ شدہ نام انکا اصلي نام بن جاتا ہے - مدینہ میں اسکا عام رواج ہوگیا تھا - بظاہر یہ ایک معمولي بات تھی، لیکن قرآن مجید میں اسکے متعلق ایک خاص آیت نازل ہوئی:

يا ايها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى ان يكونوا خيرا منهم ولا نساء من نساء عسى ان يكن خيرا منهن ولا تلمزوا انفسكم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الايمان ومن لم يتب فاولئك هم الظالمون - (۴۹ : ۸)	مسلمانو! کوئي قوم کسي قوم کي ہنسي نہ اڑاے، شاید وہ اون سے بہتر ہو، اور نہ کوئی عورت کسي عورت کي ہنسی اڑاے، شاید وہ عورتیں اون سے بہتر ہوں - آپس میں ایک دوسري کي تحقیر کي غرض سے اشارہ بازیاں نہ کرو، لوگوں کے نام نہ بگاڑو، ایمان لانے کے بعد ایسے ناموں کا ہونا کیسی بري بات ہے! اور جو لوگ اس سے رجوع نہیں کرتے وہ یقیناً ظالم ہیں -

یہ اصلاحیں ان خیالات کے طریق اظہار کے متعلق نہیں تھے جن کي حقیقت کو اسلام نے نہیں بدلا تھا، لیکن اسلام نے جنگ کي حقیقت، اونکے اسباب، اور اونکے مقاصد میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا تھا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے - اس لحاظ سے جنگ کے متعلق عرب کا لٹریچر اسکي اصلاح کا سب سے زیادہ مستحق تھا - عرب میں جنگ کیلیے سیکڑوں الفاظ، سیکڑوں محاورے، سیکڑوں ترکیبیں، اور سیکڑوں استعارے پیدا ہوگئے تھے، لیکن وہ سب کے سب صرف ایک وحشیانہ جنگ کیلیے موزوں تھے - ایک متمدن قوم، ایک ترقی یافتہ نظام، ایک صلح پسند مذہب، ایک پیام وصلح امن جماعت، ان الفاظ کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی -

(الجهـاد)

اسلیے حقیقت جنگ کے انقلاب کے ساتھہ اسلام نے ان تمام الفاظ و محاورات کو بھي یک لخت متروک کردیا، اور غزوات اسلامیہ کیلیے صرف ایک سادہ لفظ "جہاد" کا استعمال کیا جس سے "حرب" کي طرح نہ تو غیظ و غضب کے جذبات ظاہر ہوتے تھے، نہ لوٹ مار، سلب و نہب، اور وحشت کي بو آتي تھی - بلکہ وہ صرف اوس انتہائي کوشش پر دلالت کرتا ہے جو ایک اعلی مقصد کے حصول کیلیے کیجا سکتي ہے - خواہ بذریعہ قوت ہو، خواہ بذریعہ زبان، خواہ بذریعہ افعال جوارح، یا براسطۂ قبضۂ شمشیر:

ليس للانسان الا ماسعى	انسان کو صرف اپني کوششوں ہی کا صلہ مل سکتا ہے -

قرآن حکیم نے جنگ کے ہر موقع پر اسي لفظ کا استعمال کیا ہے، اور قرآن مجید کی اصطلاح میں اس کا اطلاق صرف جنگ و خونریزي ہي تک محدود نہیں ہے، بلکہ عموما اسکے ذریعہ سے عام ل ر، ضبط، خاموشي، تزکیۂ نفس، اور اخلاق کا اظہار کیا گیا ہے:

لكن الرسول والذين امنوا معه جاهدوا باموالهم وانفسهم واولئك هم الخيرات واولئك هم المفلحون (۹ : ۸۹)	لیکن رسول اور وہ لوگ جو رسول کے ساتھہ ایمان لاے، یہ وہ لوگ ہیں نہ انہوں نے اپني جان و مال دونوں سے جہاد کیا - تمام بھلائیاں صرف اونہی کے لیے ہیں - اور وہي کامیاب ہیں -
والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وان الله لمع المحسنين (۲۲ : ۶۹)	اور جن لوگوں نے ہمارے لیے جہاد (ریاضت و سعی) کی، ہم اونکو اپنے پانے کے راستے بتلائینگے، اور خدا صرف ارباب احسان ہی کے ساتھہ ہے -

اس آیۃ میں جس جہاد نفس و روح کا ذکر کیا ہے، اسے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام الاحادیث یعني حدیث جبریل میں بذیل تشریح "احسان" واضح تر کردیا ہے:

ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك (مشكوة - ص - ۳)	خدا کي عبادت اس طرح کرو گویا تم اوسکو دیکھہ رہے ہو، اور اگر اسطرح نہیں ہوسکتا تو کم ازکم اس قدر استغراق تو ہو کہ گویا وہ تمہیں دیکھہ رہا ہے!
ثم ان ربك للذين هاجروا من بعد مافتنوا ثم جاهدوا وصبروا ان ربك من بعدها لغفور رحيم - (۱۶ : ۱۱۱)	اونلوگوں کیلیے جنہوں نے سخت آزمایش کے بعد ہجرت کي، پھر جہاد اور صبر کیا، اللہ کا فضل طیار ہے - خدا ایسی صداقتوں کے بعد بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے -
وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر -	وہ مسلمان کامیاب ہیں، جنہوں نے حق اور صبر کي وصیت کي -
ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا كانهم بنيان مرصوص (۶۱ : ۴)	خدا اونلوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اوسکي راہ میں اس طرح استقلال کے ساتھہ صف بستہ لڑتے ہیں، گویا وہ جڑي ہوئي دیوار ہیں!

(قتال اسلامی اور سلب و نہب)

ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد اسلامي کي حقیقت صرف صبر و استقلال اور ضبط و ایثار سے متقوم ہوتي ہے - مال غنیمت اور اظہار غیظ و غضب وغیرہ اسکي حقیقت میں نہ تو داخل ہیں - اور نہ اوسکا خاصہ لازمي ہیں - وہ محض بالکل عارضی چیزیں ہیں - جہاد کا اصلي مقصد ان سے بہت اعلی و اشرف ہے - یہي وجہ ہے کہ ابتداے اسلام میں طلب مال غنیمت پر عتاب الہي نازل ہوا تھا:

فلما كان يوم بدر وقعوا في الغنائم قبل ان تحل لهم، فانزل الله لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما اخذتم عذاب عظيم (ترمذي كتاب التفسير - ص - ۵۰۳)	جب واقعہ بدر پیش آیا تو صحابہ مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہوگئے، حالانکہ وہ اوسوقت تک حلال نہیں ہوا تھا، اسپر خدا نے یہ آیت نازل کي کہ لمسکم" اگر خدا کي مشیت نے اسکا فیصلہ نہ کردیا ہوتا تو جو مال تم نے بطور غنیمت کے لوٹا ہے، اوسپر بہت بڑا عذاب نازل ہوتا"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے معرکہ جہاد میں غنیمت حرام تھي، حالانکہ اگر اسلامي جہاد کا مقصد لوٹ مار ہوتا، تو قریش کا کاروان تجارت، اسلام کے دامن مقصود کو اچھی طرح بھر سکتا تھا - اسلیے وہي اسکا بہترین موقع تھا -

اسکے بعد اگرچہ غنیمت حلال ہوگئي تاہم اوس سے جہاد کے ثواب اور نیتوں کے خلوص میں کمي آجاتي تھي:

مامن غازية تغزو في سبيل الله فيصيبون الغنيمة الا تعجلوا ثلثي اجرهم من الآخرة ويبقى لهم الثلث وان لم يصيبوا غنيمة تم لهم اجرهم (مسلم جلد ۲ ص ۱۴۰)	جو فوج خدا کي راہ میں لڑکر غنیمت حاصل کرلیتي ہے، اوسکے اخروي ثواب کا دو ثلث اوسکو فوراً مل جاتا ہے لیکن ایک ثلث باقي رہ جاتا ہے - پھر جب وہ لوٹ مار نہیں کرتي تو اوسکو یہ ثلث بھی مل جاتا ہے -

جذبۂ انتقام سے ایک اضطراری اور بدرجۂ آخر اظہار پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے متنبہ کیا گیا:

مفرد الفاظ بھی اسی قسم کے معاني پر مشتمل ہوتے تھے - عربي زبان میں لڑائي کیلیے ایک متداول لفظ " روع " ہے جسکے معنے خوف کے ہیں :

اذا حملتنی والســــلاح مشیحـــة
الی الروع لم اصبح علی سلم وائل

ترجمہ ـــ جب وہ گھوڑا مجھکو مع ہتیاروں کے سوار کرکے میدان کي طرف دوڑیگا ' تو میں بکر بن وائل کی صلح کو تسلیم نکرونگا بلکہ لڑونگا -

لڑائي کو " یوم کریہہ " یعنے مصیبت کا دن بھي کہتے تھے ' اور جو لوگ مرد میدان ہوتے تھے اونکو " ابن کریہہ " کا خطاب دیا جاتا تھا - یعنے " فرزند مصیبت " -

اما في بني حصن من ابن کریہة
من القـــوم طلاب الترات غشمشم ؟

ترجمہ - کیا قبیلہ بني حصن میں کوئي مصیبت (جنـگ) کا انتقام کیش اور اولوالعزم فرزند نہیں ہے ؟

(حـــرب)

عربي زبان کي وسعت اس قسم کے سیکڑوں ہزاروں الفاظ پیش کرسکتي ہے ' لیکن سب سے زیادہ متد اول لفظ حرب تھا جو لغوي معنی کے لحاظ سے مقاصد جنـگ کي ایک جامع تفسیـر ہے دنیا میں صرف لوٹ مار یا بغض و انتقام کے لیے شعلۂ جنـگ بھڑکایا جاتا تھا - پہلی قسم کی لڑائیوں کو الف و عادت نے عرب کے لیے ایک معمولی چیز بنا دیا تھا ' اسلیے اونھوں نے کوئی تاریخی حیثیت نہیں پیدا کي - لیکن دوسري قسم کی لڑائیوں کي عبرت انگیز داستانوں کو تاریخ نے محفوظ رکھا ہے ' جنکے لیے اہل ادب کي اصطلاح میں " ایام العرب " کا لفظ وضع کیا گیا ہے -

" حرب " کا لفظ ان دونوں قسموں کي لڑائیوں کے اسباب و مقاصد پر محیط ہے ' جیسا کہ تصریحات لغت سے ثابت ہوتا ہے کہ حرب

> حرب خشمگیں شدن تحریب برانگیزانیدن و خشم گرفتن - و بخشم آوردن و تیز کردن سنان را ' حریبۃ الرجل مالہ الـذی یعیش بہ حرب گرفتن مال کسے و بے چیز ماندن - وقد حرب مالہ ای سلبہ فہو محروب و حریب و احـربتہ ای دللتہ علی ما یغنمہ من عدو -

کے معنے غصہ ہونے کے ہیں ' اور تحریب کے معنے بھڑکانے ' غصہ کرنے غصہ دلانے ' اور نیزہ تیز کرنے کے - حریبہ اوس مال کو کہتے ہیں جس پر آدمی زندگی بسر کرتا ہے - حرب کا اطلاق کسي کے مال کے لے لینے اور فلاش رہ جانے پر بھی ہوتا ہے - کہا جاتا ہے کہ " حرب مالہ " یعنے اوسکا مال چھین لیا گیا - ایسے شخص کو " محروب " اور " حریب " کہتے ہیں - کہتے ہیں کہ " احربتہ " یعنے میں نے کسي شخص کو دشمن کے مال کی طرف رہنمائي کي تاکہ اوسکو لوٹ لے -

یہی قوم تھی ' یہی لٹریچر تھا ' یہي زبان تھي ' جس میں قرآن مجید نازل ہوا - اب ہمکو دیکھنا چاہیے کہ اوس نے عرب کے عقائد ' عرب کے اعمال ' عرب کے تمدن ' عرب کی تہذیب میں جو اصلاحیں کیں ' عرب کی تاریخ جنگ پر اور پھر تمام دنیا کی تہذیب جنگ پر بھي ان تغیرات و اصلاحات کا اثر پڑا ہے یا نہیں ؟

(العرب و القرآن)

قرآن حکیم نے عقائد ' اعمال ' اخلاق اور تہذیب و تمدن کے متعلق جو اصلاحیں کیں ' وہ صرف اونکی سطح باطني تک محدود نہیں ہیں ' بلکہ اونکے خال و خط ان چیزوں کي سطح ظاہري پر بھي نمایاں نظر آتے ہیں - الفاظ و اصطلاح اگرچہ کوئي حقیقي چیز نہیں ' بلکہ معاني کا غلاف ہیں جو اونکے اوپر چڑھا دیا گیا ہے - لیکن چونکہ اسلام کي اصلاحیں مغز و پوست دونوں کو شامل ہیں ' اسلیے اوس نے تمام چیزوں کے ساتھہ عربي لٹریچر اور عربي زبان کي بھي اصلاح کي ہے -

زبان درحقیقت ہماري کیفیات نفسانیہ کی سفیر ہے جو نہایت دیانت داري کے ساتھہ ہمارے دل کا پیغام لایا کو پہونچا دیتي ہے - اس بنا پروہ تمامتر ہمارے خیالات ' ہمارے عقائد ' اور ہمارے اخلاق و عادات کي تابع ہے - وحشت کے زمانے میں چونکہ انسان کے خیالات نہایت پست و ذلیل ہوتے ہیں ' اسلیے الفاظ و عبارات پر بھي اونکا اثر پڑتا ہے - کمینہ قوموں میں سیکڑوں فحش الفاظ اسي پستي اخلاق کي بنا پر رواج پا جاتے ہیں جنکو ایک متمدن انسان سن بھي نہیں سکتا - عرب کي وحشت اور بدویت نے اس قسم کے جو الفاظ پیدا کردیے تھے ' اوسکو وہ اعلی درجۃ کا تمدن نہیں گوارا کرسکتا تھا جسکو قرآن مجید پیدا کرنا چاہتا تھا - اس بنا پر قرآن مجید نے ان تمام الفاظ کي اصلاح کي اور اونکو بدل دیا -

اظہار خیالات کا سب سے زیادہ نازک موقع وہ ہوتا ہے جہاں انساني کے وظائف زوجیت اور اجتماع تناسلي کے بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے - عرب کے مشہور شاعر امرء القیس نے جس فحاشانہ طریقہ سے اس خیال کو ظاہر کیا تھا ' تمام ادباء اسلام کي تہذیب اوس سے نالاں ہے -

ومثلک حبلی قد طرقت و مرضع فالہیتہا عن ذي تمائم محول

لیکن قرآن حکیم میں خاص عورتوں کے متعلق سورۂ نساء نازل ہوئي - چونکہ اسمیں عورتوں کے نکاح و طلاق کے تمام احکام مذکور ہیں ' اسلیے قدرتی طور پر نازک موقع بیان بھي بار بار آئے ہیں - لیکن قرآن مجید نے جن مہذب الفاظ اور لطیف اشارات میں اونکا ذکر کیا ہے ' اونکو شرم و حیا اپنے چہرے کا نقاب سمجھتي ہے !

مثلاً یہ مفہوم ادا کرنا تھا کہ خلوت صحیحہ کے بعد عورتوں سے پھر مہر واپس نہیں لیا جاسکتا ' اسکو قرآن مجید نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے :

و کیــف تــاخـــذونہ و قد افضی بعضکم الی بعض و اخذن منکم میثاقا غلیظا (۴ : ۲۴)	اور مہر کیونکر واپس لے سکتے ہو حالانکہ تم میں ایک دوسرے تک پہونچ چکا ' اور عورتوں نے تم سے پختہ وعدہ لے لیا -

قرآن حکیم نے دوسرے موقع پر اسکے لیے " لمس " کا لفظ استعمال کیا ہے جسکے معنی صرف " چھونے " کے ہیں مرد اور عورت کے اجتماع خاص کو وہ صرف " عورت کے چھونے " سے ادا کرتا ہے :

او لمستم النساء فلم تجـدوا ماء فتیممـوا صعیدا طیبا - (۴ : ۴۶)	تم نے اگر عورتوں کو چھودیا ہو اور پھر غسل کیلیے پانی نہ مل سکے تو پاک زمین پر تیمم کر لیا کرو -

انسان کی بعض حوائج طبعیہ کا ذکر بھي اکثر حالتوں میں تہذیب کے خلاف سمجھا جاتا ہے ' اسلیے قرآن مجید نے جاے ضرورۃ ذکر " غائط " کے لفظ سے کیا ہے - جسکے معنی ہموار زمین کے ہیں ' کیونکہ انسان قضاے حاجت کیلیے اکثر ہموار زمین ہي کا انتخاب کرتا ہے :

اوجاء احد منکـم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا (۴ : ۴۶)	اور اگر تم میں سے کوئی شخص جاۓ ضرورت سے آے یا تم عورتوں کو چھو لو اور پاني نہ مل سکے ' تو پاک زمین پر تیمم کر لیا کرو -

مقالات

موازنه قواء بحریه

سطح دریا پر جنگی جهازوں کی نمایش

یورپ نے غرور طاقت کے جو مجسمے (اسٹیچوز) قائم کیے هیں' ان میں جدید جنگی جهازوں کے مستول سب سے زیاده نمایاں نظر آتے هیں' اور یهي هیں جنهوں نے آجکل گرجنے والی توپوں' اور اڑنے والے گولوں سے سطح دریا پر برق و باد کا ایک تلاطم خیز طوفان بپا کر دیا ہے -

(برطانیه)

یورپ کی سلطنتوں نے چند دنوں سے مسابقت کیلیے میدان کی جگه سطح دریا کو انتخاب کیا تها اور هر سلطنت جنگي جهازوں کی تیاری میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانا چاهتي تهی' لیکن آگے بڑھ نکلنے کا فخر صرف انگلستان کو حاصل هوا - چنانچه سنه ۱۹۰۵ع میں سب سے پہلے انگلستان هي نے ایک نہایت عظیم الشان آهن پوش جنگي جهاز تیار کرایا جسکا نام ڈریڈناٹ (کسي سے نه ڈرنے والا) رکها گیا - یه جهاز عظیم الشان توپوں سے مسلح کیا گیا تها' اور لوہے کی وہ چادریں جن سے اسکي سطح کو ملڈها گیا تها' ۳۰ - سینٹی میٹر دبیز اور بلند تهیں اور اسکے اندر ۱۷۰۰ ٹن وزن سما سکتا تها - اوس میں دس توپیں تهیں - جنکے دهانوں کا قطر ۳۰ - سینٹی میٹر سے بهي زیاده تها - اور اوسکا انجن ۲۳۰۰۰ گهوڑے کی طاقت رکهتا تها' اور اسکی انتهائي رفتار فی گهنٹه ۲۱ میل بحري تهي -

دولة علیه کا دوسرا آهن پوش جهاز " سلطان عثمان " جو موجوده عهد کا بهترین آهن پوش هے مگر افسوس که جنگ یورپ کے چهڑ جانے کی وجه سے دولة برطانیه اسپر متصرف هوگئي هے

اس سے پہلے جو جنگي جهاز موجود تهے' اونکی رفتار في گهنٹه ۲۰ میل بحري سے بهی کم تهی' اور صرف ایک جهاز پر ۴ بڑي توپیں تهیں' لیکن اس ڈریڈناٹ نے جنگي جهاز کا ایک نیا نمونه قائم کردیا' اور تمام سلطنتوں نے اسی وضع کے جهاز تیار کرانا شروع کردیا - خود انگلستان نے سنه ۱۹۰۵ اور ۱۹۰۶ ع میں اس وضع کے تین جهاز اور بنوائے - سنه ۱۹۰۶ اور سنه ۱۹۰۷ میں بهي برطانیه کي بحري قوت مین تین جهازوں کا اضافه کیا گیا - سنه ۱۹۰۷ اور سنه ۱۹۰۸ ع میں بهي ویسے هي تین جهاز تیار کرائے گئے' اور علی سبیل الترتیب سنه ۱۹۰۸' سنه ۱۹۰۹' اور سنه ۱۹۰۹ سنه' ۱۹۱۰ میں دو دو جهازوں کے سالانه اضافه سے انگلستان نے دفعتاً سطح سمندر کو بالکل چهالیا -

نیوزیلنڈ کي طرف سے بهي انگلستان کیلیے اس وضع کا ایک جهاز تیار کراکے پیش کیا گیا -

چهوٹي چهوٹي توپوں کے علاوه ان تمام جهازوں میں آٹهه دس بڑي بڑي توپیں بهي لگائي گئي هیں جنکا قطر ۳۰ - سینٹي میٹر سے زیاده کا هوتا هے - ان میں تین جهازوں کي رفتار ۲۷ میل (بحري) تک پہنچ گئی هے جو بہت زیاده شرح رفتار هے -

(جرمنی)

سلطنت جرمني سنه ۱۹۰۷ سے سنه ۱۹۱۱ تک اپني بحري طاقت کے بڑهانے میں مصروف رهي - اس مدت میں اوس نے اسي قسم کے ۲۱ جهاز تیار کرائے' جنکی بڑي توپوں کا دهانه ۲۷ سے لیکر ۳۰ سینٹی میٹر تک کا تها - اونکي شرح رفتار ۲۱ میل بحري سے ۲۸ میل بحري تک پهونچ چکي هے -

(فرانس)

سلطنت فرانس نے سنه ۱۹۱۰ ع سے سنه ۱۹۱۱ ع تک کے زمانے میں چار جهاز تیار کرائے' جن میں هر ایک باره بڑي توپوں کا خطرناک ذخیره اپنے ساتهه رکهتا تها' اور ان توپوں کے دهانے کا قطر ۳۰ سینٹي میٹر تها - ان توپوں کے علاوه هر ایک جهاز میں چهوٹی چهوٹي توپیں بهي لگائي گئیں تهیں' جنکے دهانوں کا قطر ساڑهے باره

ليس لك من الامر شي ا يتوب عليهم او يعذبهم فانهم ظالمون -	تمكو اسكا كولي حق نهيں' يا تو خدا اونكي توبه قبول كرليگا يا اونكو عذاب ديگا كيونكه وه لوگ ظالم هيں -

(ايفاء عهد)

غدر و بيوفالي جنگ كا خاصه لازمي تهي - عورتوں ' بچوں ' قاصدوں' اور نوكروں كے قتل ميں كسي قسم كي تفريق نهيں كي جاتي تهي بلكه سب كے سب نذر تيغ هوجاتے تهے - دشمنوں كو زنده آگ ميں جلا ديا جاتا تها' دشمن كے ناک كان كاٹ كر بطور هار كے پهنے جاتے تهے' دشمنوں كو باندهكر قتل كيا جاتا تها' كهانے پينے كهليے راستے ميں كسيكو اوٹ ليفا معمولي بات تهي ' ليكن اسلام نے جنگ كي اس حقيقت كو بدلكر دفعتاً ان تمام وحشيانه افعال كو مٹا ديا :

لكل غادر لواء يوم القيامة يعرف به يقال هذا غدرة فلان (مسلم جلد - ۲ - ص - ۶۴)	قيامت ميں هر بد عهد كيليے ايک جهنڈا كهڑا كيا جاليگا جس كے ذريعه سے وه پهچانا جاليگا اور كها جاليگا كه يه فلاں كي عهد شكني كا جهنڈا هے -

ايک اور حديث ميں هے :

ان امراة وجدت في بعض مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم مقتولة فانكر رسول الله قتل النساء والصبيان (مسلم جلد ۲ - ص - ۶۵)	آنحضرت نے كسي غزوه ميں ايک مقتول عورت ديكهي ' اسپر آپ نے بچوں اور عورتوں كے قتل سے منع فرمايا -

مسيلمهٔ كذاب كا قاصد جب اوسكا خط ليكر آيا تو آپ نے فرمايا :

لولا ان الرسل لا تقتل لضربت اعنا قكما (ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۴)	اگر قاصدوں كا قتل جائز هوتا تو ميں تمهاري گردن اوڑا ديتا -

ابو داؤد ميں ايک اور تصريح هے :

لا تقتلن امراة و لا عتيفاً (ابو داود جلد ۲ - ص - ۶)	عورتيں اور نوكر نه قتل كيے جاويں -

آگ ميں جلانے سے قطعاً روک ديا :

لا ينبغي ان يعذب بالنار الا رب النار (ابو داود جلد - ۲ - ص ۷)	آگ كا عذاب صرف خدا هي ديسكتا هے -

مسلمانوں كيليے ميدان جنگ ميں اعلى ترين اخلاق قائم كيے :

قال : اعف الناس قتلة اهل الايمان (ابوداود جلد - ۲ - ص - ۶	سب سے زياده محفوظ اور باپرده مسلمانوں كے مقتول هيں -

قطع اعضا كي وحشيانه رسم كي ممانعت كے متعلق بے شمار تصريحات هيں :

كان يحثنا على الصدقه و ينهانا عن المثلة (ابو داود - جلد - ۲ ص ۶ -)	آنحضرت صحابه كو صدقه كي ترغيب ديتے تهے' اور مثله سے يعني انسان كے اعضاء كے كاٹنے سے منع فرماتے تهے -

دشمن كو باندهكر اور اذيت ديكر قتل كرنا آج كل كي متمدن دنيا كے ليے بهي مفاخر ميں داخل هے ليكن ابسے تيره سو برس پهلے ريگستان حجاز كا تمدن اسلامي يه تها :

غزونا مع عبد الرحمن بن خالد بن وليد فاتى باربعة اعلاج من العدو فامربهم تقتلوا صبرا... فبلغ ذلک ابا ايوب الانصاري- فقال سمعت رسول الله (صلعم) نهى عن قتل الصبر فوالذي نفسي بيده لو كانت دجاجة ما صبرتها - فبلغ ذلک عبد الرحمن بن خالد بن الوليد فاعتق اربعة رقاب (ابو داود جلد - ۲ ص - ۱۰)	هم عبد الرحمن بن خالد بن الوليد كے ساتهه ايک غزوه ميں گئے تو چار كافر دشمنوں ميں سے پكڑ لائے گئے - اونهوں نے ارنكو باندهكے قتل كرا ديا - ابو ايوب انصاري كو خبر لگي تو اونهوں نے كها : آنحضرت نے اس قسم كے قتل سے منع فرمايا هے' خدا كي قسم اگر مرغي بهي هوتي تو ميں كبهي باندهكر اوسكا ذبح نه كرتا - خالد كو يه معلوم هوا تو چار غلام اسكے كفاره ميں آزاد كيے ! !

الله اكبر ! چهٹي صدی عيسوی كے صحرا نشين عربوں كا يه اخلاق اور نوع پروري تهي جسكي مثاليں آج بلجيم كے متمدن ميدانوں ميں بهي نهيں ملسكتيں! اس سے بهي بڑهكر يه كه لوٹ مار اور غارت مال و متاع سے خاص طور پر مسلمانوں كو روكديا گيا :

قال ان النهبة ليست باحل من الميتة (ابو داود جلد - ۲ - ص - ۱۳)	آپ نے فرمايا كه لوٹ مار كا مال بالكل ايسا هي هے جيسے مردار لاش - وه مردار گوشت سے زياده حلال نهيں -

اسكے علاوه اور بهي بهت سي جزئي باتيں تهيں جو بظاهر معمولي معلوم هوتي هيں' ليكن در حقيقت اسي قسم كي چيزيں وحشت اور مدنيهٔ صالحه كے درميان ايک دقيق حد فاصل قائم كرديتي هيں - مثلاً عرب روميوں اور قرطاجنيوں كي طرح لڑائيوں ميں بهت غل مچاتے تهے ' اسي بنا پر لڑائي كو عربي زبان ميں وغي كهتے هيں جسكے معنے شور و غل كے هيں - ايک جاهلي شاعر كهتا هے :

قدضجت معن بجمع ذی لجب قيساً وعبده انهم با لمذهب

ترجمه - قبيله معن نے بني قيس اور اوسكے تابعداروں كو مقام مذهب ميں ايک شور كرنے والے مجمع كے ساتهه لوٹا -

ليكن اسلام نے شور و هنگامه كي جگه غزوات ميں سكون و وقار پيدا كيا :

كان اصحاب النبي (صلعم) يكرهون الصوت عند القتال (ابوداود جلد ۲ ص ۴)	صحابه لڑائی كے وقت شور و غل كو ناپسند كرتے تهے -

ايک مرتبه صحابه نے كسي غزوه ميں زور سے تكبير و تهليل كے نعرے بلند لگائے تو آنحضرت نے فرمايا :

ار بعوا على انفسكم انكم لا تدعون اصم (بخاري جزو ۸ - ص- ۵۲ كتاب الدعوات)	يعني آهسته آهسته ! خدا بهرا نهيں هے جسكو تم چلا كر مخاطب كر رهے هو -

عرب كي جنگجو فطرت هميشه جنگ و فساد كي منتظر رهتي تهي اور اسكو حصول مال كا ذريعه سمجهتي تهي - ايک جاهلي شاعر كهتا هے :

فلئن بقيت لار حلن بغزوة تحوي الغنائم او يموت كريم

اب اگر زنده رها تو ايک ايسی جنگ كي تياري كرونگا جو مال غنيمت كے جمع كرنے كا بهترين ذريعه هوگي ' يا نهيں تو شريفانه موت مرجاونگا -

ليكن آپنے صحابه كو اس قسم كے ناگوار توقع سے منع فرمايا :

قال لا تمنوا لقاء العدو فاذا لقيتموهم فاصبروا (مسلم جلد ۲ - ص - ۶۴۰)	آپ نے فرمايا كه دشمنوں كے مقابله كي آرزو نكرو ' ليكن جب سامنا هوجائے تو صبر كرو -

(لها بقية صالحة)

* * *

بنانے کا بھي حکم دیا تھا ' جو نہر رائین میں تیار ہو رہے ہیں ' اور پیررمیں ارنکے لیے آلات و ادوات بنائے جا رہے ہیں -

کارخانہ نارمن کو بھي دولت عثمانیہ کي طرف سے ۱۲ ڈیسٹراویر کے بنانے کي فرمایش کیگئي ہے ' جن میں ۱۰۴۰ ٹن کي گنجایش ہوگي ' اور في گھنٹہ ۳۴ میل بحري کي مسافت طے کرسکینگی - ارنکا ذخیرہ آلات جنگ ۵ توپوں اور ۱۶ عدد تارپیڈو کشتیوں سے مرکب ہوگا -

دولت عثمانیہ کے یہ وہ جہاز ہیں جنگي بنانے کي جنگ بلقان کے بعد کوشش کی گئی ' لیکن اوسکا موجودہ جنگي بیڑا ذیل کے جہازوں سے مرکب ہے :

(۱) خیر الدین بربروس
(۲) طورغود رئیس

یہ وہ دو جہاز ہیں جنکو دستوري حکومت کے بعد دولت عثمانیہ نے جرمني سے خریدا - دونوں ایک ساتھہ تیار ہوے تھے اور سنہ ۱۸۹۱ میں ایک ساتھہ دریا میں ڈالے گئے - ان میں ہر ایک اپنے اندر ۹۹۰۱ ٹن وزن کي وسعت رکھتا ہے ' اور ہر ایک کي مقدار رفتار في گھنٹہ ۱۷ میل بحري ہے - ان کا ذخیرہ آلات جنگ مختلف قسم کي توپوں پر مشتمل ہے ' جن میں ۶ توپوں کا قطر ۳۳ سنٹي میٹر ' ۸ توپوں کا قطر ۱۰ سنٹی میٹر ' اور آٹھہ کا ۱۱ ہے -

(مسعودیہ)

یہ جہاز سنہ ۱۸۷۴ع میں سمندر میں ڈالا گیا ' اور سنہ ۱۹۰۲ع میں اسکي مرمت کیگئی ' اوسکا وزن ۹۱۲۰ ٹن اور مقدار رفتار في گھنٹہ ساڑھے ۱۲ میل بحري ہے - اوسکا ذخیرہ آلات ۱۴ توپوں سے مرکب ہے ' جن میں دو کا دہانہ تقریباً ۲۸ - سنٹي میٹر کا ' اور دوزکا ۱۵ - سنٹي میٹر کا ہے -

(عصر توفیق)

سنہ ۱۸۸۶ میں سطح سمندر پر نمودار ہوا ' وزن ۴۶۱۳ ٹن اور مقدار رفتار في گھنٹہ ۱۳ میل بحري ہے - ذخیرہ آلات میں ۸ توپیں ہیں ' جن میں دو کا قطر ۲۸ - سنٹي میٹر سے کچھہ زیادہ اور ۶ کا قطر ۱۵ - سنٹي میٹر کا ہے -

(فتح بلند)

سنہ ۱۸۶۹ میں سمندر میں اتارا گیا - وزن ۲۷۲ ٹن - رفتار ۱۳ میل بحري ہے - چار توپیں رکھتا ہے ' جنکا قطر ۲۸ - سنٹي میٹر ہے - اسکے آلات جنگ میں بعض آخري سرعت کے ساتھہ چلنے والي توپیں بھی ہیں -

(۱) حمیدیہ
(۲) مجیدیہ

یہ دونوں چھوٹے کروزر ہیں جو سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالے گئے - ہر ایک کا وزن ۷۴۰ ٹن اور رفتار ۲۲ میل بحري ہے - آلات جنگ میں دو توپیں اور ۱۶ تارپیڈو کشتیاں ہیں -

(۱) ملت
(۲) معاونۂ ملت
(۳) محبت وطن
(۴) قومی حمیت

یہ چار تبا کرنے والي کشتیاں (ڈیسٹرویر) ہیں ' جو سنہ ۱۹۰۹ ع میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۶۱۰ ٹن - اور مقدار رفتار ۳۵ میل بحری ہے - ہر ایک اپنے ساتھہ صرف چار چار توپیں بھي رکھتی ہے -

(۱) سورن
(۲) بصرہ
(۳) تاسوس
(۴) یار حصار

یہ چاروں بھی تباہ کرنے والی کشتیاں ہیں ' جو سنہ ۱۹۰۷ - اور سنہ ۱۹۰۸ میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۳۸۰ ٹن اور سرعت رفتار ۲۸ میل بحری ہے - انکے ذخیرہ آلات میں مختلف پیمانوں کی تارپیڈو کشتیاں شامل ہیں - ان کے علاوہ اس بیڑے کے اجزاء ترکیبي میں چھوٹی بڑي ۸ چھوٹي کشتیاں بھي شامل ہیں ' جن میں چار کا وزن ۱۶۸ ٹن اور سرعت رفتار ۲۷ میل بحری ہے - چار اور جنگي کشتیاں جو ان چاروں سے بھی چھوٹی ہیں ' اونکا وزن ۹۷ ٹن اور مقدار رفتار ۲۶ میل ہے - یہ کشتیاں سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالي گئیں -

(یونان)

حکومت یونان کی بحری طاقت فی الحقیقت ناقابل تذکرہ ہے اور ترکي سے بھي گئي گذري ہے - البتہ اب مندرجہ ذیل تین چھوٹے کروزروں کي جرمن کے کارخانے کو فرمائش دي ہے لیکن جنگ کي وجہ سے انکي تعمیل غیر ممکن ہوگئي ہے تین

* * *

دولۃ عثمانیہ کے کروزر " باربروس " کي بالائي سطح اور ۲۷ سنٹي میٹر قطر کے توپوں کے دہانے ' جنہوں نے زمانۂ جنگ بلقان شتلجہ کے خطوط کی حفاظت میں یادگار خدمات انجام دی تھیں یہ جہاز پرانا اور جرمنی کا مستعمل ہے -

(دولۃ عثمانیه کا کروزر: حمیدیه)
جس نے بارجود کہنگي و شکستگي کے گذشته جنگ
بلقان میں حیرت انگیز کارنامے یادگار چهوڑے

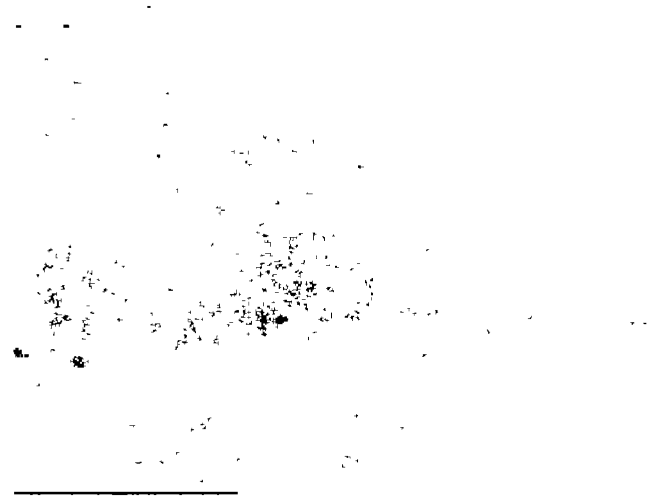

سینٹي میٹر تھا - وہ في گھنٹه ۲۱ میل بحري یا اس سے بھي زیادہ مسافت طے کرسکتے هیں -

(امریکه)

امریکه نے سنه ۱۹۰۶ ع سے سنه ۱۹۱۴ ع تک کي مدت میں ۱۲ نئے جهاز تیار کراے ' ان میں سے آٹهه جهازوں میں جو بڑي بڑي توپیں لگائي گئي تهیں ' ان کے دهانوں کا قطر ۳۰ - سینٹي میٹر تها - لیکن چار جهازوں کي توپوں کا نکل جانے والا دهانه ۳۵ - سنٹي میٹر کي وسعت رکهتا تها - شرح رفتار فی گهنٹه ۲۰ میل بحري سے لیکر ۲۱ میل بحري تک ہے -

(جاپان)

جاپان بھي اس میدان میں اپنے حریفوں سے پیچھے نه رها - اوسکے جدید جنگي جهازوں میں دو جهازوں پر جو توپیں قائم کیگئي تهیں ' اونکا قطر ۳۰ سنٹي میٹر ' اور طاقت رفتار في گهنٹه ۲۰ میل بحري تهي ' لیکن پانچ جهازوں کي توپوں کا قطر ۳۶ سنٹي میٹر تها ' اور شرح رفتار في گهنٹه ۲۷ میل تهي - ان کا انجن ۸۶۰۰۰ گهوڑوں کي طاقت کا ہے - لیکن پانچویں جهاز کي رفتار ابهي تک متعین نهیں هوسکي ہے -

(اٹلي)

اٹلي نے بهي سنه ۱۹۰۹ سے لیکر سنه ۱۹۱۲ ع تک جنگي جهازوں کي تیاري میں سرگرم زندگي بسر کي - چنانچه اوس نے اس مدت میں ۶ ڈریڈ ناٹ بناے ' جنکي مقدار رفتار في گهنٹه ۲۳ میل سے لیکر ۲۵ میل بحري تک ہے -

(اسٹریا)

اسٹریا نے بهي سنه ۱۹۱۰ع میں ڈریڈ ناٹ کے نمونه پر چار جهاز بنواے ' جن میں سے هر ایک پر ۱۲ عظیم الشان توپیں ۳۰ سنٹي میٹر قطر کي لگائي گئي تهیں ' اور شرح رفتار في گهنٹه ۲۰ میل بحري تهي -

(سپر ڈریڈ ناٹ)

لیکن ڈریڈ ناٹ کے علاوہ جنگي جهازوں کي ایک خاص قسم اور بهي ہے ' جسکو " سپر ڈریڈناٹ " کہا جاتا ہے - اس قسم کے جهاز ڈریڈ ناٹ سے بهي بڑے هوتے هیں اور ان پر جو توپیں لگائي جاتي هیں وہ پہلے سے بهي زیادہ عظیم الشان هوتي هیں - انکی مقدار رفتار بهي ڈریڈ ناٹ سے کچھ زیادہ ہے -

سلطنت برطانیه نے اپني بحري طاقت کي نمایشگاہ میں اس قسم کے ۲۱ - جهاز نمایاں کیے هیں جو سنه ۱۹۰۹ع سے سنه ۱۹۱۳ع تک میں تیار هوے ' اور اس سال اس وضع کے ۵ جهاز اور بهي تیار هونے والے هیں ' ان میں سے ۱۶ جهازوں کے اندر جو بڑي بڑي توپیں هیں ' اونکا قطر ۳۳ سنٹي میٹر کا ہے ' اور پانچ جهازوں کي توپوں کا قطر تو ۳۸ تک پہونچ گیا ہے - انکي شرح رفتار مختلف ہے ' جو في گهنٹه ۲۱ میل بحري سے شروع هوکر ۲۸ میل بلکه ۳۰ میل بحري تک پہونچ جاتي ہے - جن توپوں کے دهانے کا قطر ۳۸ سنٹي میٹر کا ہے ' وہ ۱۹۵۰ رطل کا وزني گوله پهینک سکتي هیں ' لیکن جن توپوں کا دهانه ۳۳ ہے ' وہ ۱۴۰۰ رطل کا وزني گوله پهینکتي هیں -

اس قسم کے جنگي جهاز نهایت عظیم الشان هوتے هیں چنانچه مشهور انگریزي جهاز " الیزبتهه " کا طول ۶۵۰ انچ ' عرض ۹۴ - انچ ' اور بلندي ۳۳ سنٹي میٹر ہے

(دولت عثمانیه)

دولت عثمانیه کي جدید بحري طاقت جن تازہ ترین عظیم الشان جنگي جهازوں کے مجموعه سے عبارت ہے ' اونکا نام رشادیه ' عثمان اول ' اور فاتح ہے - رشادیه گذشته ستمبر میں دریا میں ڈالا گیا - اوسکے اندر ۲۳ هزار ٹن کي گنجایش ہے ' اور شرح رفتار في گهنٹه ۲۱ میل بحري -

عثمان اول وهي جهاز ہے جسکا پہلا نام ریوجانیر تها ' اور جسکو دولت عثمانیه نے برازیل سے خریدا تها - وہ گذشته سال ۲۲ جنوري کو سمندر میں ڈالا گیا - اوسکے اندر ۲۷۵ ٹن کے وزن کي وسعت ہے اور مقدار رفتار في گهنٹه ۲۲ میل ہے - اوس میں ۱۴ توپیں هیں جنکا قطر ۳۰ سنٹي میٹر کا ہے -

" فاتح " ابهي دریا میں نهیں ڈالا گیا ' بلکه دولت عثمانیه نے کارخانه کو اوسکے تیار کرانے کا حکم دیا ہے -

پہلے اور دوسرے جهاز لندن میں مکمل و مسلح کیے جارہے تھے اور مملکت عثمانیه کا هر فرد انکے ورود کا مجنون وار مشتاق تها - لیکن افسوس که جنگ یورپ کے چهڑ جانے کي وجه سے حسب قانون یورپ ' انگلستان نے ان دونوں پر قبضه کرلیا ' اور اسطرح دولة عثمانیه کي نئي بحري قوت کے تمام مواقع مسدود هوگئے !

دولت عثمانیــه نے ارمسٹرانـگ اور وکـرز کے کارخانوں کو ۶ تباہ کن کشتیوں (ڈیسٹرایر) اور دو لائٹ کروزروں کے

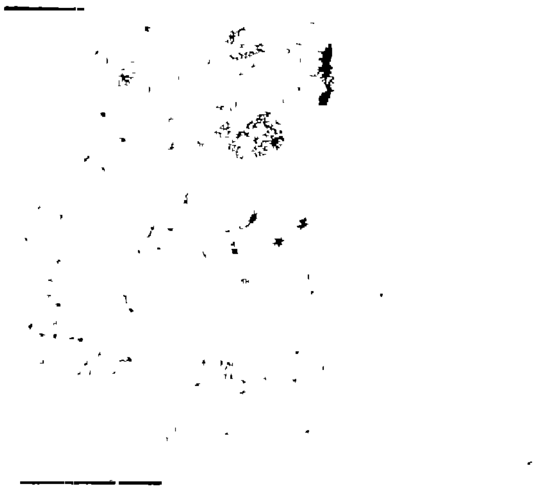

دولۃ علیه کا نیا ڈریڈناٹ " رشـادیه " جو بالکل طیار هوچکا تها اور ساحل بوسفورس پر جانے کیلیے مستعد تها که جنگ یورپ چهڑ گئي اور انگلستان نے اسے اپنے لیے روک لیا

السبــق فــي الصحـــافـــہ

مــوجــودہ فـــن صحـــافۂ

نامۂ نگاران جنگ کی مسابقت

دنیا کے ایک بد قسمت حصے میں آتش جنگ بھڑکتی ہے ' خون کے چھینٹے اوڑتے ہیں' تلواریں بجلیوں کی طرح چمکتی ہیں' توپیں رعد آسا گرجتی ہیں' لیکن تمام دنیا میں اس برق و باد کے طوفان کی لہریں نہیں پھیل سکتیں - اسلیے اگر نامہ نگاران جنگ کی سرخ پنسل دنیا کو یہ خونین منظر نہ دکھاتی ' تو مقتولین جنگ کے ساتھہ یہ واقعات بھی زمین کے نشیب و فراز میں دفن ہوجاتے -

مشرق میں فن صحافۃ ابھی ترقی کی ابتدائی منزل میں ہے' ہمارے جرائد و مجلات کو ابھی تک اون خبروں کے توزیع و تقسیم کا بھی سلیقہ نہیں آیا جو یورپ کے اخبارات ہمارے لیے فراہم کرتے ہیں' لیکن یورپ کی حالت مشرق سے بالکل مختلف ہے - یورپ نے دنیا کے سامنے جد و جہد کا جو وسیع میدان عمل کھولدیا ہے ' یورپ کے ہر کام میں جو حسن ترتیب اور سنجیدگی پائی جاتی ہے' فن صحافہ میں بھی اسکا اثر نمایاں طور پر نظر آتا ہے -

یورپ کے نامہ نگار اور ایڈیٹر خبروں کے حاصل کرنے ' اونکو پایۂ تحقیق تک پہونچانے ' اور اونکے شائع کرنے میں جو کدو کاوش اور دوڑ دھوپ کرتے ہیں ' اوس نے اس فن کی تاریخ میں متعدد دلچسپ واقعات کا اضافہ کردیا ہے - آج کل جب کہ جنگ یورپ کی وجہ سے ہمارے کان ہمیشہ نامہ نگاروں اور ایڈیٹروں کی آواز کی طرف لگے رہتے ہیں' ان واقعات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا -

(۱) ٹائمز کے اڈیٹر جان والٹر اپنے دفتر میں بیٹھے تہ کہ فرانس کی ڈاک سے متعدد فرانسیسی اخبار آئے - ان تمام اخبارات میں وہ تقریر شائع ہوئی تھی جو شاہ لوئس فیلیپ نے افتتاح پارلیمنٹ کے وقت کی تھی - ٹائمز نکل چکا تھا اور اس تقریر کی اشاعت ضروری تھی - مسٹر جان والٹر نے دیکھا تو ایک ایڈیٹر اور ایک کمپوزیٹر بھی دفتر میں موجود نہیں ہے - وہ خود اوٹھے' خود ہی اوس تقریر کا انگریزی میں ترجمہ کیا ' اور خود ہی کمپوز کیا ' یہاں تک کہ دو پہر تک ٹائمز کا ایک نیا نمبر چھپکر بازار میں آگیا -

(۲) طرابلس شام میں جہاز وکٹوریا ایک دوسرے جہاز سے ٹکرا کر ڈوب گیا - لندن اور نیو یارک کے تمام اخباروں نے اجمالاً اوسکے ڈوبنے کی خبر شایع کی اور قیاساً یہ نتیجہ نکالا کہ بہت سے لوگ ڈوب گئے' لیکن لندن میں ایک امریکن اخبار کا نامہ نگار موجود تھا ' اوسکے پاس مالک اخبار کا تار آیا کہ " فوراً واقعہ کی تفصیل بھیجو " نامہ نگار اور اوسکے اعوان و انصار واقعہ کی تفصیل کے لیے اوٹھے' اور لندن کی ایک ایک گلی چھان ڈالی لیکن کچھہ پتہ نہ چلا - بلکہ اور اخباروں کے ایڈیٹروں نے اونکی آوارہ گردی کی ہنسی اوڑائی ' تاہم نامہ نگار مایوس نہیں ہوا - اسنے راتوں ہی رات تلغراف بحری کے افسر کے پاس پہونچکر واقعہ کی تفصیل حاصل کرنے کی کوشش کی ' اور اوسکو بہت بڑے معارضہ کی طمع دلائی - افسر مذکور نے اپنی دشواریوں کا اظہار کیا ' لیکن نامہ نگار کا اصرار اور بھی بڑھتا گیا - بالاخر وہ راضی ہوا اور طرابلس کے محکمہ خبر رسانی کے نام اس مضمون کا ایک تار بھیجا کہ " جہاز وکٹوریا کے حادثہ کی تفصیل بھیجدیجیے - معارضہ جو کچھہ ہوگا میں دینے کیلیے تیار ہوں " صبح کو اس کا جواب آیا : " ہمارے پاس تفصیل نہیں ہے " - اوس نے دوسرا تار دیا : " ایک کشتی کرایہ پر کرلیجیے اور اوسکے ذریعہ تفصیلی واقعہ بھیجدیجیے - میں سرگنی معارضہ دونگا " وہاں سے جواب آیا کہ " پہلے معارضہ بھیجدو " اوس نے دو گھنٹے تک مختلف بنکوں کے مالکوں سے بذریعہ تار گفتگو کی' اور آخرکار ایک بنک کو اس رقم کے اداکرنے پر آمادہ کرلیا - غرض اس جد و جہد اور ان بے دریغ مصارف کے بعد چوتھے دن اوسکو واقعہ کی تفصیل معلوم ہوسکی ' اور اوس نے اپنے اخبار کو نہایت شرح و بسط سے روانہ کردی حالانکہ اب تک امریکہ اور یورپ کے کسی اخبار نے یہ تفصیل شائع نہیں کی تھی -

(۳) جنرل بوتھہ اور جنرل دے لاری جب لندن آے ' تو تمام اخباروں کے قائم مقاموں نے اون سے ملنا چاہا لیکن کسیکو ملاقات کا موقعہ نہیں ملا - ایک اخبار کے ایڈیٹر نے نہایت غور و فکر اور جد و جہد کے ساتھہ اونکی ہر نقل و حرکت کا مطالعہ کرکے یہ پتہ لگایا کہ ان میں ایک شخص سوٹ سلانے کیلیے کسی خاص دن ایک درزی کی دکان پر آئیگا - چنانچہ اوس نے اپنے نامہ نگار کو درزی کے پاس بھیجا کہ وہ درزی کی وساطت سے جنرل موصوف کے خیالات دریافت کرکے لاے -

نامہ نگار ٹھیک وقت پر درزی کے پاس پہونچ گیا ' اور اوسکو اپنے مقصد سے اطلاع دی ' درزی نے کہا کہ تم قلم اور کاغذ لیکر دکان کے ایک ملازم کی طرح بیٹھہ جاؤ جب جنرل مذکور آئیگا تو میں اوسکا کپڑا ناپوں کا ' اور اسی حالت میں اون مسائل کے متعلق بھی سوال کرتا جاونگا جنکے متعلق تمکو جنرل موصوف کی راے معلوم کرنی ہے - چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا ' اور درزی سے ایک سوٹ کے سلنے کی فرمایش کی - درزی نے کپڑا ناپنا شروع کیا ' اور نامہ نگار قلم کاغذ لیکر پہلو میں کھڑا ہوگیا - درزی نے پہلے اوسکا ہاتھہ ناپ کر کہا " ۲۵ " نامہ نگار نے بھی اس عدد کا دوبارہ اعادہ کیا - درزی نے اوسکے ہاتھہ سے کاغذ لے لیا اور جنرل مذکور سے کہا : " دوبارہ ان کاغذات کو اسلیے دیکھہ لیتا ہوں کہ غلطی نہ ہونے پاے " یہ کہہ کر کاغذ کو دیکھا تو اوسمیں لکھا ہوا تھا " مسٹر چمبرلین کے متعلق جنرل موصوف کی راے دریافت فرمائیے ؟ " یہ پڑھکر اوس نے کاغذ نامہ نگار کو دیدیا اور پھر ناپنے میں مصروف ہوگیا ' اسی حالت میں اوس نے جنرل موصوف کی راے دریافت کرلی جسکو نامہ نگار نے لکھہ لیا - پھر درزی نے " ۴۰ " کہا ' نامہ نگار نے بھی حسب دستور اسکا اعادہ کرکے کاغذ کو درزی کے حوالے کیا - ابکے اسمیں لکھا ہوا تھا کہ " لندن کے متعلق جنرل موصوف کا کیا خیال ہے ؟ " درزی نے کاغذ واپس کردیا ' اور اسی طرح بلطائف الحیل ہر مسئلہ کے متعلق جنرل موصوف کا خیال دریافت کرتا رہا - نامہ نگار نے دوسرے دن کے اخبار میں جنرل موصوف کی یہ گفتگو شائع کردی ' جسکو پڑھکر تمام دنیا متحیر ہوگئی -

(۴) عربی پاشا کے زمانۂ شورش میں جب انگریزی فوج نے مصری لشکر پر فتح پائی ' تو اوسوقت مسٹر برل نے ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار ہونے کی حیثیت سے اخبار مذکور کے دفتر میں ایک تار بھیجا - اِس میں اجمالاً اس فتح کی خبر دی تھی - اس مضمون کا یہ پہلا تار تھا جو لندن میں پہونچا - اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے واقعہ کی تفصیل لکھنی شروع کی کہ اجمالی خبر کی طرح تفصیل کے بھیجنے کا فخر بھی سب سے پہلے اسی کو حاصل ہو - اس خیال سے وہ میدان جنگ میں آیا ' وہاں آکر معلوم ہوا کہ انگریزی فوج نہایت تیزی کے ساتھہ قاہرہ کی طرف روانہ ہوگئی - وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر قاہرہ پہونچا - وہاں لڑائی کا خاتمہ ہوچکا تھا ' اسلیے فوراً تار کے دفتر میں پہونچا

کرنیل روف بے کمانڈر " حمیدیہ "

جہازوں یا تین "لٹ کروزروں میں منقسم ہے ' جو یورپ میں تیار ہو رہے ہیں -

سلامیس

ان میں پہلے جہاز کا نام سلامیس ہے ' جسکے بننے کا جرمنی کے کارخانہ فلکان بستنت کو گذشتہ سال حکم دیا گیا ہے - اسکا وزن ۱۹۵۰۰ ٹن ' اور مقدار رفتار ۲۳ میل بحری ہوگا - اس میں ۸ توپیں لگائی جائینگی جنکا قطر ۱۵ سنٹی میٹر کا بیان کیا گیا ہے -

دوسرا جہار فرانس کے ایک کارخانہ میں تیار ہو رہا ہے ' جو فرانسیسی جہاز لورین کی طرز پر بنایا جائیگا - اسکا وزن ۲۳۰۰۰ ٹن اور مقدار رفتار ۲۱ میل بحری ہوگی - اس میں دس توپیں بھی ہونگی جنکا قطر ۳۷ سینٹی میٹر کا ہوگا -

یونان کو تیسرے جہاز کی تیاری میں غالبا انگلستان کے کارخانوں کا ممنون ہونا پڑتا ' لیکن جنگ نے یکایک حالت بدل دی -

ان کے علاوہ حکومت یونان نے ولایات متحدہ امریکہ سے دو جہاز اور خریدے ہیں ' جو سنہ ۱۹۰۴ میں ایک ساتھہ تیار ہوے ہیں ' اور ہر حیثیت سے باہم ایک دوسرے کے مشابہ و مماثل ہیں - ان میں سے ہر ایک کا وزن ۱۳۰۰۰ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۱۷ میل بحری ہے -

ان جہازوں کے علاوہ یونان کے محکمہ بحری نے پارلیمنٹ سے چار لائٹ کروزروں کے اضافہ کی اور منظوری بھی حاصل کی تھی ' پہلا لائٹ کروزر وہ ہوگا جو ولایات متحدہ کے کارخانے میں سلطنت چین کے لیے بن رہا تھا ' لیکن یونان نے اسکو خرید لیا اور اسکا نام ہلی رکھا - غالبا چند دن ہوے کہ حکومت یونان کی طرف سے انگلستان کو بھی ایک لائٹ کروزر کی فرمایش بھیجی گئی تھی ' لیکن ابھی تک کسی کارخانے کو بقیہ لائٹ کروزروں کے بننے کا حکم نہیں دیا گیا ہے -

یونان کے محکمہ بحری نے ۱۲ تباہ کن کشتیوں (ڈیسٹرویر) کے اضافہ کی بھی اجازت حاصل کرلی ہے ' جن میں سے چار کے بننے کا حکم بھی انگلستان کے کارخانوں کو دیدیا گیا ہے -

ان کے علاوہ ۹ ڈوب کر چلنے والی کشتیاں اور دس دریائی ہوائی جہاز بھی فرانس اور انگلستان میں تیار ہورہے ہیں - یہ ہو یقیناً اب ضبط کرلیے گئے ہونگے -

یونان کا موجودہ بیڑا حسب ذیل جہازوں سے مرکب ہے :

انیروف

آہن پوش جہاز ہے جو سنہ ۱۹۱۰ ع میں دریا میں ڈالا گیا ' اسکا وزن ۹۹۵۶ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۲۷ میل بحری ہے - ذخیرہ آلات جنگ میں ۱۲ توپیں ہیں

(۱) ہیدرا
(۲) بسارا
(۳) سیتانے

یہ تین جہاز ہیں ' جو حسب ترتیب سنہ ۱۸۸۹ ع ' سنہ ۱۸۹۰ ' سنہ ۱۸۹۱ ع میں دریا میں ڈالے گئے ' اور فرانس کے کارخانہ لا سالی میں سنہ ۱۸۹۷ اور سنہ ۱۹۰۰ کے درمیان اونکی مرمت ہوئی. ہرایک کا وزن ۴۸۰۸ ٹن اور مقدار رفتار ۱۹ میل بحری ہے -

(۱) ایتوس
(۲) لیون
(۳) بروالوس
(۴) چارکس

چار تباہ کن کشتیاں (ڈیسٹرویر) ہیں جو سنہ ۱۹۱۱ ع میں دریا میں ڈالی گئیں ' ہر ایک کا وزن ۹۸۰ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۳۲ میل بحری ہے ' اور چار تارپیڈو کشتیوں اور چار توپوں سے مسلح ہیں -

(۱) توا کرا تورا
(۲) ثیالا
(۳) سفندونی
(۴) لونکی
(۵) نیکی
(۶) اسپیسیا
(۷) دوکسا
(۸) فالوس

یہہ آٹھوں تباہ کن کشتیاں ہیں جو سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۳۵۰ ٹن اور مقدار رفتار ۳۰ میل بحری ہے - اونکے آلات جنگ میں متعدد اور مختلف ضخامت کی تارپیڈو کشتیاں بھی ہیں -

(۱) کور فانوس
(۲) نیا جنیا

یہہ دونوں تباہ کن کشتیاں سنہ ۱۹۱۲ ع میں دریا میں ڈالی گئیں ہر ایک کا وزن ۷۵۰ ٹن ' اور مقدار رفتار ساڑھے ۳۲ میل بحری فی گھنٹہ ہے ' چار توپ اور دو تارپیڈو کشتیوں سے مسلح ہیں -

(۱) دلفن
(۲) ریکیس

دونوں ڈوبکر چلنے والی کشتیاں ہیں جو سنہ ۱۹۱۱ ' سنہ ۱۹۱۲ ع میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۴۰ ٹن ' اور ۱۴ میل بحری فی گھنٹہ مقدار رفتار ہے ' اور پانچ تارپیڈو کشتیوں سے مسلح ہیں -

ان کے علاوہ چھہ کشتیاں اور بھی ہیں جنکا اب تک کوئی نام نہیں رکھا گیا - وہ گذشتہ سال دریا میں ڈالی گئیں ' ان میں ہر ایک کا وزن ۱۲۵ ٹن اور مسافت رفتار ۲۵ میل بحری فی گھنٹہ ہے - وہ معتدد تارپیڈو کشتیوں سے بھی مسلح ہیں -

اس تفصیل سے ظاہر ہوا ہوگا کہ موجودہ عثمانی بیڑا ۲۵ جہازوں سے مرکب ہے ' جنکا مجموعی وزن ۴۹۵۷۵ ٹن ہے ' اسکے مقابل میں یونان کا بیڑا ' (ان دو جہازوں کے علاوہ جو اوس نے امریکہ سے خریدے ہیں) ۲۹ جہازوں پر مشتمل نظر آتا ہے جنکا وزن ۳۴۱۵ ٹن ہے ' لیکن فی الحقیقت یہ مقابلہ محض ظواہر اور تعداد کا مقابلہ ہے ورنہ یونان کی بحری معدومیت بالکل مسلم ہے کیونکہ ترکی کی طرح اسکے پاس بحری فوج نہیں ہے جو بہتر سے بہتر جہاز میں بھی کام کرسکے -

شذرات علمیه

شـــراب کا اثـــر حیـــوانات پر

(اختبارات جدیده و تجارب جدیده کے عملي نتائج)

(اثمهما اکبر من نفعهما !)

شراب کي مذمت مختلف طریقوں سے کي گئي هے - لیکن اسکي مذمت میں سب سے زیاده عام اور متداول فقره یه هے که "انسان شراب کے نشے میں انسان نہیں رهتا بلکه جانور بنجاتا هے"

لیکن سوال یه هے که خود جانور بهي شراب کي بد مستي میں جانور باقي رهتا هے یا نہیں ؟

جدید طبي اختبارات سے ثابت هوگیا هے که شراب حیوانات کي قوت شعور اور حس و ادراک میں بهت بڑا انحطاط پیدا کردیتی هے - اسلیے وه باغیان احکام شریعت ' جو شراب کے نشے میں چور رهتے هیں ' فی الحقیقت اوسي درجه کے جانور هیں ' جن کے پست درجه کو شراب اور بهي پست تر کردیتي هے : " ان هم " الا کالانعام بل هم اضل سبیلا - وه لوگ بالکل جانور هیں بلکه اون سے بهي گمراه تر !

(بلیوں پر تجربه)

حال میں جدید طبي طریق سے ڈاکٹر کلینٹن هوڈج نے (جو کلارک کی یونیورسیٹي میں علم الحیات کے پروفیسر هیں) چند بلیوں پر اسکا تجربه کیا هے - یه بلیاں شراب کي عادت ڈالنے سے پہلے نهایت چست و چالاک اور تنومند تهیں - پهلي بار کے تجربه سے ثابت هوا که بلیاں فطرتاً شراب کي طرف مائل نہیں هوتیں - اس لیے پروفیسر موصوف نے شراب میں دودهه ملایا جو بلیوں کي مخصوص غذا هے ' لیکن بلیوں نے اس مخلوط دودهه کي طرف بهي رغبت ظاهر نه کي - ڈاکٹر موصوف نے جبراً اونکو نلکي کے ذریعه پلایا ' لکن دس هي روز شراب کے نشے میں گذرے تهے که بلیوں کي حالت اوس آدمي سے بهي بدتر هوگئي جو شراب کے آخري نتائج کا عبرت ناک منظر دنیا کے سامنے پیش کرتا هے - پہلے وه فطرتاً رقیق القلب و نرم خو تهیں - اب اون میں وحشت و قساوت آگئي - پہلے وه ذکي الحس تهیں ' اب بالکل بلید الطبع هوگئیں - اگر اونکے سامنے ایک گیند پهینک دیا جاتا تها تو حسب دستور قدیم اوسکے طرف جهپٹنے کیلیے اون میں کسي قسم کي حرکت پیدا نہیں هوتي تهي - چوهے اونکے سامنے سے گذر جاتے تهے ' مگر انهیں خبر تک نہیں هوتي تهیں - کتے اپنا منه اونکے منه میں ڈالدیتے تهے ' مگر اونکو اتنا بهي محسوس نہیں هوتا تها نه یه اونکا قدیم دشمن هے - نه تو اچهي طرح بولتي تهیں ' نه دوسري بلیوں سے چهل کرتی تهیں - اونکي عقل ' اونکا شعور ' اونکا نشاط اس طرح مفقود هوگیا تها گویا اونکے سر میں دماغ هي نہیں تها - دس دن کے بعد پروفیسر موصوف نے اعادۂ صحت کیلیے اونکي شراب چهڑوادي ' لیکن اونکي برباد شده صحت پهر عود نه کرسکي ! !

(دوسرا تجربه)

ڈاکٹر موصوف نے کتوں پر بهي شراب کا تجربه کیا ' اور نتائج اس سے بهي زیاده افسوس ناک صورت میں ظاهر هوے - چنانچه اونهوں نے چار اسپینی کتوں کو (جن میں دو نر اور دو ماده تهیں) اسکے لیے انتخاب کیا جو ایک هي دن پیدا هوے تهے - اونهوں نے دو کتوں کو جو نسبتاً زیاده قوي اور چاق و چست تهے ' اپنا تخته مشق بنایا ' اور دو کو اونکي اصلي حالت پر چهوڑ دیا تا که نتائج کے مقابله کا موقعه مل سکے - تجربه سے معلوم هوا که کتے کي فطرت بهي شراب نوشي سے انکار کرتي هے - آخر کار اونکو بهي جبراً شراب پلائي گئي ' تاهم اسکي مقدار اوس سے کم تهي جو عموماً شراب نوشوں کا روزانه معمول هے - چند هي دنوں میں وه نتائج ظاهر هونے لگے ' جنکو قرآن حکیم نے آج سے تیره سو برس پہلے ظاهر کردیا تها :

انما یرید الشیطان ان	شیطان چاهتا هے که تملوگوں کے
یوقع بینکم العداوة و البغضاء	درمیان شراب نوشی اور قمار بازي
في الخمر و المیسر -	کے ذریعه باهم عداوت قائم کرادے -

چنانچه ان کتوں کے پنجرے میدان کارزار بن گئے ' جن میں شب و روز معرکۂ جدال و قتال گرم رهتا تها - ابتداء برهمي و تند خولي کا اظهار دونوں شراب نوش کتوں هي کي طرف سے هوتا تها ' لیکن مقابله میں اون دنوں سے شکست کها جاتے تهے جنکو اس مرض میں مبتلا نہیں کیا گیا تها - ڈاکٹر موصوف نے جسماني ورزشوں کے ذریعے سے بهي ان کي قوتوں کا موازنه کیا - سو قدم کے فاصلے پر گیند پهینک دیے جاتے تهے ' اور یه کتے جهپٹ کے اونکو اوٹها لاتے تهے ' لیکن متوالے کتے ایک بار بهي گوے سبقت نه لیجا سکے - اور انکے پاوں شل سے هوگئے !

کتے عموماً دلیر هوتے هیں ' لیکن شراب نے ان دونوں کو اس قدر بزدل بنا دیاتها نه هوا کي تهرتهراهت اور گهنٹي کي آواز سے بهي گهبرا کر بهونکنے لگتے تهے !

شراب کے اثر سے اون میں روز بروز وهم و خوف کا ماده پیدا هوتا جاتاتها ' یهاں تک که اکثر اوقات بغیر کسي سبب کے بهي بهونکا کرتے تهے -

(شراب کا اثر توالد و تناسل پر)

ڈاکٹر موصوف نے توالد و تناسل کے لحاظ سے بهي ارنکا مقابله کیا ' چنانچه اونهوں نے شراب نوش جوڑے کو ایک پنجرے میں علحده رکها ' اور غیر شراب نوش جوڑے کو ان سے الگ کرکے دوسرے پنجرے میں بند کردیا - شراب نوش ماده نے پهلي بار سات بچے جنے ' جن میں دو مرده تهے - دوسري مرتبه صرف تین بچے پیدا هوے ' جن میں دو اپني روح کو ماں هي کے پیٹ میں دفن کر آے تهے - تیسري بار گیاره بچے هوے جن میں دو مرده تهے ' اور چهه جننے کے ساتهه هي مرگئے - تین زنده رهے ' مگر وه بهي نهایت کریه المنظر تهے - چوتهي دفعه تین مرده بچے پیدا هوے ' مگر اس مرتبه ماں کي زندگي کا بهي خاتمه هوگیا - غرض اس ماده کے کل ۲۶ بچوں میں صرف چار صحیح و توانا تهے - باقي یا تو ماں کے پیٹ هي سے مرده پیدا هوے ' یا پیدا هوے کے ساتهه هي مرگئے - جو زنده رهے ' اون میں بهي کوئي نه کوئي جسماني عیب ضرور تها -

لیکن غیر شراب نوش ماده کے بچوں کي مجموعي تعداد ۴۵ تهي جن میں ۴۱ بالکل صحیح و سالم تهے !

تار روانہ کرنا چاہا ' لیکن بدقسمتی سے ملازمین دفتر انگریزي زبان سے نا واقف تھے اور اسلیے تار بھیجنے سے معذور تھے - مجبوراً نامہ نگار نے اوسیوقت ایک گھوڑا مستعار لیا اور اندھیري راتوں میں باغیوں کے درمیان سے گذرتا ہوا مقام قصامین کی طرف روانہ ہوگیا - جب منزل مقصود تک پہونچنے میں صرف دس میل کا فاصلہ رہ گیا تو گھوڑے نے زمین پر گر کر جان دیدي - اب وہ پیدل چلا اور متصل دو دن کی سواري اور ۱۴۰ میل کی قطع مسافت کے بعد اوسکو واقعہ کی تفصیل کے روانہ کرنے کا موقع ملا !

(۵) لندن میں ایک اخبار نویس اور ایک ڈاکٹر کو ایک ہی میز پر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا - ڈاکٹر نے مختلف ملکوں کی آب و ہوا کے طبی اثرات پر گفتگو کرنا شروع کی - اثناء کلام میں کہا :

" اکثر لوگ ہندوستان کي آب و ہوا سے ڈرتے ہیں ' چنانچہ آج میرے پاس ایک لارڈ آے اور ہندوستان کي آب و ہوا کے متعلق مجھہ سے طبي مشورہ لیتے رہے - "

اخبار نویس نے نہایت بے پروائی کے ساتھہ پوچھا :

" تو پھر آپ نے کیا جواب دیا ؟ "

ڈاکٹر نے کہا :

" میںنے انکو ہندوستان جانے کا مشورہ دیا "

اخبار نویس نے اب اس سے زیادہ پوچھہ کچھہ نہیں کي - اپنے دفتر میں آیا اور فوراً یہہ خبر شایع کردي : " ہندوستان کي وایسرائلٹي کا عہدہ فلاں لارڈ کي خدمت میں پیش کیا گیا اور اونہوں نے اوسے قبول کرلیا -

یہ اس دفعہ نامہ نگار کا محض قیاس تھا مگر اس نے جرأت سے کام لیکر اعلان کردیا اور بالکل صحیح نکلا - وہ اس زمانے میں سن چکا تھا کہ ہندوستان کي گورنر جنرلي کے لیے کسي نئے شخص کا تقرر درپیش ہے - جب ڈاکٹر نے کہا کہ ایک لارڈ نے ہندوستان جانے کی نسبت مشورہ کیا ہے تو اس نے قیاس کیا کہ وہ ہندوستان گورنر جنرل ہوکر جانے والا ہوگا - پھر جب ڈاکٹر نے کہا کہ میں نے اسے جانے کا مشورہ دیا تو اسے یقین ہوگیا کہ وہ اب ضرور جایگا - ان تمام حالات سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ " ہندوستان کي گورنر جنرلی کا عہدہ اسی لارڈ کو ملا ہے اور اس نے منظور کرلیا ہے !"

(۶) جنوبي افریقہ میں جب انگریزوں نے بوئروں سے صلح کی تو اوسوقت مسٹر اڈگرروس ڈیلي میل کے نامہ نگار ہوکر وہاں گئے تھے - اسی زمانے میں مقام جوہنس برگ سے ۵۰ میل کے فاصلے پر وکلاے فریقین کا ایک جلسہ ہوا ' لیکن کسی اخبار کے نامہ نگار کو شرکت کا موقع نہیں دیا گیا تھا -

خبروں کے احتساب کا طریقہ بھی وہاں نہایت سخت تھا ' اور صیغہ احتساب کو مراسلات میں ہر قسم کے تصرف کرنے کا پورا اختیار حاصل تھا - اس لیے کوئي واقعہ اپنی اصلی صورت میں لندن تک نہیں پہونچ سکتا تھا - مسٹر رواس کا بیان ہے :

" ہم نے باہم چند اصطلاحی الفاظ وضع کرلیے تھے جنکا حقیقی مفہوم اونکے ظاہری مفہوم سے بالکل مختلف تھا - حسن اتفاق سے صیغہ احتساب نے ملک اور سونے کي کانوں کے متعلق ہر قسم کے تجارتی مراسلات بھیجنے کی اجازت دے رکھی تھی ' اسلیے تجارتی اصطلاح کے پردے میں پولیٹیکل خبروں کے بھیجنے کا پورا موقع مل سکتا تھا - چنانچہ ہم نے تجارتی اصطلاح ہي میں سلسلہ مراسلات شروع کیا ' اور ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۲ ع کو ذیل کے الفاظ میں ایک مراسلہ ڈیلي میل لندن کو بھیج دیا :

" اوس زمین کے خریداروں کی جانب سے جس میں سونے کی کان ہے ' میں تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ دونوں فریق پریٹوریا کی طرف روانہ ہوگئے ' جہاں الف بھی بھاؤ چکانے کے لیے پہنچ گئے ہیں - مجھکو پورا یقین ہے کہ بیچنے والے بیچنے پر آمادہ ہیں " -

لندن میں یہ مصطلحہ تار پہونچا تو اسکا اصلي مطلب سمجھ لیا گیا اور ڈیلي میل نے اسکو ذیل کے الفاظ میں شائع کیا :

" گفتگوے صلح کي بنا پر میں آپ لوگوں کو اطـــلاع دیتا ہوں کہ ڈیلیگیٹ پریٹوریا کی طرف روانہ ہوگئے ہیں - لارڈ الفرڈ ملنر بھي اس غرض سے گئے ہیں کہ بہترین شرائط پر انعقاد صلح کرالیں - مجھکو کامل اعتماد ہے کہ بوئیر مائل بہ صلح ہیں "

ٹرانسوال کی زمین سونے کي کانوں کي زمین ہے - پس نامہ نگار نے انگلستان کی فوج کو " سونے کي زمین کے خریداروں " سے تعبیر کیا - لارڈ الفرڈ کیلیے " الف " لکھدیا جو صلح کیلیے گئے تھے اور گویا اپنے مقاصد کا بھاؤ چکا رہے تھے - بوئیر صلح پر آمادہ تھے اسلیے انہیں اپني زمین فروخت کر دینے کیلیے آمادہ ظاہر کرنا نہایت صحیح استعارہ تھا - خبروں کے محتسبوں نے اس تار کو محض ایک تجارتي تار سمجھکر نہیں روکا ' اور اس طرح وقت سے پہلے ڈیلی میل کو صلح کي خبر شائع کرنے کا فخر ملگیا !

نامہ نگار مذکور اسکے بعد کہتا ہے :

" اسي طرح میں برابر مراسلات بھیجتا رہا - لیکن صرف لندن تک خبروں کے پہونچانے کیلیے یہ طریقہ مفید ہوسکتا تھا - اصلي اور صحیح ماخذوں سے خبروں کے حاصل کرنے میں اس سے کچھہ مدد نہیں ملسکتي تھی ' حالانکہ یہ کام خبروں کے بھیجنے سے بھی زیادہ اہم تھا - اسي غرض سے بعض نامہ نگاروں نے فوجی لباس پہنکر کانفرنس میں گھسنا چاہا ' لیکن اونکو ذلت کے ساتھہ نکال دیا گیا -

بالاخر میں نے ایک سپاہی سے جو میرا دوست تھا مدد لینا چاہی ' اور وہ مجھہ تک وکلاے صلح کے نتائج گفتگو پہونچانے کیلیے آمادہ ہوگیا - راے یہ قرار پائي کہ میں روزانہ جوہانس برگ سے ٹرین پر سوار ہوکر اوس مقـام سے گذرا کرونگا جہاں وکلاء اجلاس کررہے ہیں ' لیکن چونکہ شبہہ کے خوف سے وہاں اوتر نہ سکونگا - اسلیے صرف اشارات کے ذریعہ مجھے نتائج بحث کي اطلاع دي جاے گي -

چنانچہ انہی اشاروں میں سلسلۂ کلام شروع ہوا - ہم نے باہم علامات مقرر کرلی تھیں - جب وہ نیلے رنگ کے رومال کو ہلاتا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ گفتگوے صلح موقوف ہوگئي - سرخ رومال کي حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ صلح قریب ہے - سفید رومال کي جنبش انعقاد صلح کي خبر دیتي تھي - چنانچہ اسی غرض کیلیے ہزاروں بار جوہانسبرگ سے اس مقام تک کا سفر کرنا پڑا - بالاخر ایک دن میں نے ریل کي کھڑکي سے جھانکا تو اپنے دوست کے ہاتھہ میں سفید رومال ہلتے ہوے دیکھا - اوسیوقت میں نے ڈیلی میل کو تار دیدیا :

" میں نے ٹرانسوال کي کانوں کے حصوں میں سے تمھارے لیے ہزار حصے خریدے " یعني ٹرانسوال کی سرزمیں ہاتھہ آگئی اور صلح کا انعقاد ہوگیا !

لیکن یورپ کے نامہ نگار اور ایڈیٹـر جس طرح نہایت تحقیق و جانفروشي کے ساتھہ واقعات کا مواد فراہم کرسکتے ہیں ' اوسي طرح اونکو واقعات کے مسخ کرنے کي بھي قدرت حاصل ہے - چنانچہ ترکي اور چین کی لڑائیوں میں اسکا بارہا تجربہ ہوچکا ہے ' اور ایک عظیم الشان نیا تجربہ ہمارے سامنے ہے - اس مرتبہ جنگ یورپ میں خبروں کي بندش کا ایسا شدید انتظام کیا گیا ہے کہ آجتک کسي لڑائي میں ایسا نہیں کیا گیا - نامہ نگاروں کا وجود بالکل بیکار ہوگیا ہے - اور خبروں کے معلوم کرنے کا صرف ایک ہي ذریعہ سرکاري محکمۂ احتساب اخبار ہے ' جو اگر خبر دینے کي جگہ نہ دے تو یہ دنیا کی حقیقت طلبي کیلیے زیادہ بہتر ہوگا !

لیکن شراب کی مضرت صرف یہي نہیں ہے کہ وہ خود جزو بدن ہونے کي صلاحیت نہیں رکھتی - اسکا اصلي نقصان یہ ہے کہ دوسري غذاؤں کو بھي جزو بدن نہیں ہونے دیتي - چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر کھانا کھانے کے بعد ایک شخص سے کوئي بوجھہ اوٹھوایا جاے تو وہ اوسکو متعدد بار اوٹھا سکیگا ' لیکن اگر کھانے کے ساتھہ اوسکو شراب بھی پلا دي جاے تو اوسکے جسم کي قوت کم ہوجائیگی' اور وہ اوس بوجھہ کو متصل کئي بار نہ اوٹھا سکیگا -

اسکا اصلي سبب یہ ہے کہ طبیعت ہمیشہ مرغوب چیزوں کي طرف توجہ کرتي ہے' اسلیے جب غذا کے ساتھہ شراب پي لي جاتي ہے تو تمام قواے طبیعیہ شراب ھي کے کیف و سرور میں رقص مستانہ کرنے لگتے ہیں ' اور اپنے وظائف ضروریہ کي طرف ملتفت نہیں ہوتے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غذا غیر منہضم رہ جاتی ہے اور جزو بدن نہیں ہونے پاتي - شراب میں بجاے خود ایسے اجزاء غذائیہ موجود نہیں ہیں جو اس کمي کا بدل ما یتحلل ہوسکیں' اسلیے تمام نظام جسمانی دفعتاً کھوکھلے درخت کي طرح گر پڑتا ہے اور اعصاب کے ریشے بیخ و بن سے اودھڑ جاتے ہیں !

احادیث کے اشارات و کنایات سے بھی شراب کی عدم غذائیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے - یہ مسلم ہے کہ انسان کي فطري غذا دودھ ہے جو نہایت مفید اجزاے غذائیہ سے مرکب ہے - شب معراج میں حضرت جبریل نے آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی فطرت سلیمہ کو ممتحن کرنے کیلیے دو پیالے پیش کیے تھے : ایک شراب کا ' دوسرا دودھہ کا - آپنے دودھہ کا پیالہ لے لیا ' اسپر حضرت جبریل نے فرمایا کہ آپ دین فطرت پر ہیں - یعنے اوسي چیز کو آپنے انتخاب کیا ہے جو فطرتاً اجزاے غذائیہ کا بہترین مجموعہ ہے -

جب بلي اور کتے کي فطرت شراب سے اباء کرتي ہے' تو اوسکے غذاے غیر فطري ہونے میں کسکو کلام ہوسکتا ہے ؟ فطرت صرف اصلح کا انتخاب کرتی ہے' اسلیے یہ فطري انکار اس بات کي دلیل ہے کہ شراب نوع انسان کیلیے غذاے صالح نہیں ہے !

حادثۂ ادبیۂ عربیہ

جارج زیدان

[سابق] ایڈیٹر الہلال - مصر

مصر کی پچھلي ڈاک کي ایک اطلاع مخبر ہے ' جارج زیدان ایڈیٹر الهـــلال مصر کا انتقال ہے -

جارج زیدان کا اصلی وطن شام ہے - سنہ ۱۸۶۱ع میں پیدا ہوا اور ابتدائي تعلیم کي تکمیل کے بعد کلیۂ سوریہ (سوریا کالج) میں داخل ہوگیا یہ موجودہ عہد کی ایک بہت بڑي مشرقي درسگاہ ہے' اور تمام ممالک اسلامیہ میں حتی کہ خود دار الخلافۃ قسطنطنیہ میں اس سے بہتر تعلیم جدید کا انتظام نہیں - اسي درسگاہ میں اس نے عربی اور ترکي کے علاوہ انگریزي اور فرنچ زبان کے علوم و ادبیات کو بھی حاصل کیا -

وہ غالباً سنہ ۱۸۷۹ع میں پہلي بار مصر آیا اور عربي زبان میں ایک دو ناول اور معمولي درجہ کي چند تاریخیں لکھیں - فري میسن لاج کي تاریخ ' مصر اور انگلستان کي مختصر تاریخیں ' سید مہدي سوڈاني کے متعلق ایک ناول (اسیر المتمہدي) غالباً اسي عہد کي تصنیفات ہیں -

اس زمانے میں مصر سے متعدد اخبارات نکلتے تھے' لیکن " المقتطف " کے سوا کوئي علمي رسالہ شائع نہیں ہوتا تھا - جارج زیدان نے " البصیر " نامی ایک ہفتہ وار اخبار میں بعض علمی مضامین لکھے ' اور وہ اسقدر مقبول ہوے کہ ادارۂ البصیر نے ایک خاص ماہوار رقم معاوضہ میں دینے کیلیے منظور کرلی - اس واقعہ سے اسکي ہمت بڑھي اور سنہ ۱۸۸۲ع میں الهـــلال جاري کردیا -

الہلال " المقتطف" کي طرح اعلی درجہ کا علمي رسالہ نہ تھا - اسمیں ابتدائي قسم کے ادبي مضامین (لائٹ لٹریچر) اور عام تاریخي و سیاسي معلومات اور تراجم و فوائد کا حصہ زیادہ ہوتا تھا - اسلیے عام طور پر پسند کیا گیا اور روز بروز اسکی اشاعت بڑھنے لگي - سنہ ۱۸۸۵ع میں اسکا خاص پریس بھي قائم ہوگیا ' اور رفتہ رفتہ کتابوں کي اشاعت و تراجم کے بھی متعدد سلسلے شروع کیے گئے - عربي زبان کي انسائیکلو پیڈیا (دائرۃ المعارف) کي دسویں جلد سلیمان بستاني مرتب کررہے تھے - انہوں نے اسکی اشاعت بھي الهـــلال پریس کے متعلق کردي ' اور ۱۰ - سے ۱۳ - جلدوں تک کی اشاعت کا اسے موقعہ ملا - اس طرح الہلال پریس کو بہت جلد شہرت ہوگئی - گذشتہ سال مجھے ایک خط میں لکھا تھا کہ " آجکل الہلال کی اشاعت انیس ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے " !

الہلال کی ۲۲ جلدیں اس نے مرتب کیں - تاریخ اسلام کے ناولوں کے ۱۵ نمبر شائع کیے' تاریخ و تمدن و علوم عربیہ کے متعلق ۸ کتابیں لکھیں ' عام تراجم و علوم پر بھی تقریباً آٹھہ دس چھوٹے بڑے رسالے موجود ہیں' یہ تمام ذخیرہ اسکے لیے کافی ہے کہ اسکی علمی و ادبي خدمات کا اعتراف کیا جاے' اور اسکے وجود کو موجودہ عربی زبان کے ممتاز اہل قلم میں جگہ دي جاے - اسکي علمي خدمات اگرچہ ابتدائی قسم کی تھیں اور شرف تحقیق و علو فکر و حسن اخذ و ترتیب سے اسکی تمام تصنیفات خالی ہیں ' تاہم اس نے کامل ایک چوتھائی صدي تصنیف و تالیف میں بسر کی' اور عربی زبان میں ترجمہ و اقتباس سے ایک بہت بڑا ذخیرہ ادبیات علمیہ کا فراہم کردیا - پس وہ یقیناً موجودہ عہد کا ایک ممتاز مشرقي اہل قلم تھا ' اور اسکی وفات سے عربی زبان اپنے ایک بہت بڑے مستعد مسیحی خادم سے محروم ہوگئی ہے !

ہم آیندہ نمبر میں کسی قدر تفصیل کے ساتھہ مطبوعات الہلال پر اپنی راے ظاہر کرینگے' کیونکہ اس نمبر میں زیادہ گنجائش نہیں ہے -

(نتائج تجارب)

ڈاکٹر موصوف نے ان کتوں کے تجارب سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جو شخص جسقدر قوي اور چست و چالاک هوگا ' اوسي قدر شراب کي مضرت کا اثر اوس پر زیادہ پڑے گا - اس بنا پر اونلوگوں کو شراب سے قطعاً احتراز کرنا چاهیے جو لوگ اس قسم کے مشاغل میں مصروف رهتے هیں جن میں قوت و نشاط کي زیادہ ضرورت هوتي هے - حالانکہ اکثر لوگ قوت و نشاط کے بڑهانے هي کے حیلے سے شراب نوشي کي ابتداء کیا کرتے هیں !

اسلام ایک دین الهي و فطري هے - فطرت کے قوانین کے انکشاف کے ساتھہ اوسکے اسرار و مصالح بھي روز بروز نمایاں هوتے جاتے هیں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ هملوگ سرد ملک کے رهنے والے هیں اور اعمال شاقہ میں مصروف رهتے هیں ' همکو حرارت اور قوت و نشاط کي زیادہ ضرورت هے ' اسلیے هملوگ گیہوں کي شراب پیتے هیں - آپنے فرمایا کیا وہ نشہ آور هے ؟ اونهوں نے کہا " هاں " آپنے سختي کے ساتھہ اونکو ممانعت کردي -

جدید طبي تحقیقات آج حرف بحرف اسکي تائید کرتي هے انسان کے نظام عصبي پر شراب کا جو اثر پڑتا هے ' اوسکا بھي مختلف طریقوں اور مختلف آلات سے تجربہ کیا گیا هے -

(جهاز عصبی اور الکحل)

انسان اپنے اعضاء میں سب سے زیادہ دهنے هاتھہ کی انگشت شهادت سے کام لیتا هے - ایک اطالي عالم نے ایک عجیب و غریب آلہ ایجاد کیا هے - جب وہ هاتھہ میں لگادیا جاتا هے تو هاتھہ کي حرکت کو بالکل روک دیتا هے - صرف انگشت شهادت کھلی رهتي هے ' اور آلہ کي قوت مانعہ کا اوسپر کوئی اثر نهیں پڑتا - اسلیے اوسکي حرکت سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا هے کہ شراب کا اثر اس انگلي کے عضلات پر کسقدر پڑتا هے ؟

چنانچہ مختلف تحقیقات نے ثابت کردیا هے کہ شراب اسکی قوت میں نمایاں کمي پیدا کر دیتا هے - ایک شخص کو پہلے ٹروین کھلا کر (۱) ایک کیلو گرام (۲) کا بوجھہ اوٹھوایا گیا - اسکے بعد اوسی شخص کو شراب پلا کر یهي تجربہ کیا گیا - نتیجہ میں سخت اختلاف نظر آیا - ٹروین کھانے کے بعد وہ متعدد بار اس بوجھہ کو اوٹھا سکتا تھا ' لیکن شراب پینے کے بعد اس میں دفعتاً کمی آگئي - اس سے صاف ثابت هوتا هے کہ اگر شراب میں ٹروین جتني بھي قوت هوتي تو نتائج میں اس قدر اختلاف نہ هوتا -

(قواء عقلیہ پر اسکا اثر)

عام اعصاب دماغی پر شراب کا جو اثر پڑتا هے ' اوسکے شواهد بھي بکثرت هیں - عام خیال یہ هے کہ شراب قواے دماغي میں اشتعال ' رواني ' اور تیزي پیدا کردیتي هے - لیکن علمی تجارب اسکی تائید نهیں کرتے - ایک شخص کو ایک سادہ حساب دیدو (مثلاً جمع کرنا) وہ ان اعداد کو جتني دیر میں جمع کرے ' اوسکو محفوظ رکھو - پھر اوسي شخص سے شراب پلا کر انهي اعداد کو جمع کراؤ - تم کو اوقات کي نسبت میں نمایاں اختلاف نظر آئیگا - یعني دوسري صورت میں بہ نسبت پہلي صورت کے زیادہ دیر لگیگي اور یہہ انحطاط قواے عقلیہ کي کھلي دلیل هے -

اس سے بھي واضح تر مثال یہہ هے کہ حالت صحت عقل میں ایک شخص سے اوسکے گھر کا تصور کراؤ (مثلاً) - اوسکا گھر مختلف چیزوں کا مجموعہ هوگا : خاندان ' بي بی ' بچے ' گھوڑے ' میز ' کرسي ' وغیرہ ' اسلیے اوسکو گھر کے ساتھہ ان تمام چیزوں کا تصور بھي لازمي طور پر کرنا پڑیگا ' کیونکہ گھر انهي اجزاء کے مجموعہ سے عبارت هے - اب ان تمام خانگي اسباب کي (جو گھر کے تصور کے ساتھہ اوسکے ذهن میں آئے هیں) ایک فهرست مرتب کرلو ' پھر اوسي شخص کو شراب پلا کر ۱۲ گھنٹے کے بعد اسي قسم کا تجربہ کرو - تمکو متواتر تجربوں کے بعد دونوں حالتوں میں محسوس فرق نظر آئیگا - پہلي حالت میں گھر کي تمام چیزیں نهایت تیزي اور خاص ترتیب و نظام کے ساتھہ اوسکے ذهن میں آئینگي ' لیکن دوسري صورت میں نہ تو یہہ حسن نظام قائم رهیگا ' نہ اس دفعي انتقال ذهني کي شان نظر آئیگي !

(شراب اور علم الجراثیم)

انسان مختلف خطرات میں گھرا هوا هے ' لیکن قدرت نے اوسکے اندر مختلف قواے دافعہ پیدا کردیے هیں جو ان خطروں مقابلہ کرتے رهتے هیں - انساني زندگي اسي کشمکش کا نتیجہ هے ' لیکن انسان میں امراض متعدیہ (ایک سے دوسرے کو لگنے والے امراض) کے مقابلہ کرنے کي جو قوت هے - شراب اوسکو بالکل فنا کردیتي هے ' پروفیسر منتی گوف نے اپنے تجربہ سے ثابت کیا هے کہ انسان کے خون میں بهت سے سفید رنگ کے جراثیم هوتے هیں - وہ امراض متعدیہ کي مدافعت کرتے هیں ' اور شراب دفعتاً ان جراثیم کو هلاک کردیتي هے - اسلیے امراض ساریہ و متعدیہ کي مقاومت کے لیے اور مهلک کیڑوں کے دفع کرنے کے لیے فطرت نے جو فوج همارے جسم کے اندر مرتب کردي هے ' شراب کا پہلا تباہ کن حملہ اوسي پر هوتا هے اور اسے برباد کر دیتا هے -

(شراب اور قواء جسماني)

لیکن یہ تمام نتائج ایک دوسرے اصول کے هیں - اصل سوال یہ هے کہ شراب میں اجزاے غذائیہ هیں یا نهیں ؟ اگر وہ اجزاء غذائیہ کي کافي مقدار رکھتی هے ' تو یقیناً وہ تمام غذاوں کي طرح جسم کي قوت کے بڑھانے کا سبب هو سکتي هے - لیکن یقیني اختبارات نے اسکا بھي مایوسانہ جواب دیا هے - پروفیسر ولیم اٹاوٹر نے (جو موجودہ زمانے کا بهت بڑا کیمیاداں هے) ایک صندوق تیار کیا هے جس سے غذا کے افعال طبیہ کا تجربہ کیا جا سکتا هے - چنانچہ آدمي کو اگر اس صندوق میں بند کردیا جاے ' تو یہ معلوم هوجاتا هے کہ غذا کا کسقدر حصہ جزو بدن هوا ' اور کس قدر فضلہ بنکر نکل گیا ؟ شراب کي غذائیت کا اس آلہ کے ذریعہ سے تجربہ کیا گیا تو معلوم هوا کہ وہ اپنے اندر غذائیت کي کافي مقدار رکھتي هے ' اور اوسکے سو حصوں میں سے ۹۸ حصہ جزو بدن هوتا هے -

جو لوگ انسداد شراب نوشي کے حامي تھے ' وہ اس تجربہ سے سخت گھبرا گئے ' لیکن بعد کو خود پروفیسر مذکور کي تشریح سے معلوم هوا کہ وہ روٹی ' گوشت ' اور عام غلوں کي سي غذائیت نهیں رکھتی - یعنے وہ تحلیل کیمیاوي کی رو سے مختلف اجزاء نباتیہ و معدنیہ پر مشتمل نهیں هے جو جسم کو لگتے هیں اور اسکي قوت کو بڑھاتے هیں جیسا کہ تمام غذاؤں میں ان اجزاء کا کافي ذخیرہ هوا کرتا هے - بلکہ وہ ایک غذاے ناقص یا صرف ایک هي قسم کی غذا هے - بالخصوص اوس سے اعصاب کے ریشوں کي تولید تو بالکل هي ناممکن هے ' کیونکہ یہ ریشے نیٹروجن اور دوسرے معدني اجزاء سے بنتے هیں ' مگر شراب میں ان اجزاء کا وجود نهیں پایا جاتا -

---

(۱) ایک غذا هے جو عموما مریضوں اور ضعیفوں کو دیجاتي هے -

(۲) کیلو گرام فرانس کا سیر هے جو ۸۵ تولے سے کچھہ زیادہ کا هوتا هے - هندوستان میں پکا سیر ۸۰ تولے کا سمجھا جاتا هے -

سرجان جیلیکو امیر البحر برطانیہ

مشاهیر افواج بریه
فرانس و المان

سرجان فرنچ - سپہ سالار افواج بریہ برطانیہ

جنرل ژوفرے

سپه سالار افواج بریه فرانس

" امن کا دماغ ایک ایسے حفاظت کرنے والے کتے کے لیے نہایت عمدہ ہے جو اگرچہ ہمیشہ خاموش رہتا ہے' لیکن ساتھہ ہي وقت پر کاٹ کھانے کے لیے بھي مستعد رہتا ہے " -

یہ وہ مختصر فقرہ ہے جسمیں ایک بہت بڑے نقاد نے جنرل ژوفرے کے تمام کریکٹر کا لب لباب بیان کردیا ہے -

فرانس کو امن کے زمانہ میں ایک وسیع فوج کي کمان لینے کے لیے اور اس سے زیادہ .م موص یعني خارجي یا داخلي حملہ کے وقت فوج اور ملک کی حفاظت اور ایک فوج گراں سے کام لینےکے لیے ایک خاص قسم کے آدمي کي ضرورت تھی - اس میں کوئي شک نہیں کہ جنرل ژوفرے اسي طرح کا آدمي ہے -

جنرل ژوفرے اپنے باطني اخلاق کي طرح اپنے چہرہ کے ظاہري شمائل میں بھي رعب و تاثر کي قوت رکھتا ہے - اسکا بالائي لب' گھني' لمبي' سفید' اور سپاهي کے شایاں شان موچھوں سے مستور ہے' جنکے نیچے اسکے سفید براق دانت تبسم کے وقت برق کي طرح چمکتے ہیں - اسکي ناک اگرچہ مختصر ہے مگر اسکے ساتھہ ہي موٹي اور بھاري ہے' اور اسطرح اسکے اختصار کي تلافي ہوگئي ہے - اسکي یہ عادت ہے کہ وہ اپني صاف آنکھوں سے اسطرح بغور اور خوفناک طور پر دیکھتا رہتا ہے' گویا وہ نظروں کو اس شے کے پار کردینا چاہتا ہے جسکو وہ دیکھہ رہا ہے !

جنرل ژوفرے سنہ ۱۸۵۲ع میں پیدا ہوا - وہ ابھي ۱۸ سال ہي کا تھا اور اسکي فوجي تعلیم ہو رہي تھي کہ جنگ فرانس اور جرمني کي آگ شعلہ زن ہوگئي - اسنے تعلیم موقوف کردي اور سکنڈ لفٹننٹ بنا دیا گیا - نوعمر ژوفرے اسوقت توپخانہ میں تھا جس نے محاصرۂ پیرس کے زمانے میں پیرس کي مدافعت کي تھی -

جنرل ژوفرے نے مشرق اقصی کے معرکہ ٹونکن میں اس حالت کے ساتھہ قلعے بنائے ہیں' جبکہ چیني موجوں کے آتشیں گولے براہ راست اس پر آگ برسا رہے تھے !

اس جانبازانہ کار نامہ کے بعد وہ فرنچ انڈو چائنا میں بھیجدیا گیا - یہاں بھي اس نے تین جنگیں کیں - آخر میں پیرس واپس آنے سے قبل اسے مقام ٹمبکٹو میں اپنے وطن کي سرگرم خدمت انجام دیني پڑي -

جنرل ژوفرے اس داخلي پیچیدگي کے بعد فرنچ سپاہ کا سپہ سالار عام بنا دیا گیا جسکي وجہ سے فرانس کي جنگی مجلس کي زندگي کا خاتمہ ہوگیا - سنہ ۱۹۱۱ع میں (جب تک کہ وہ کمانڈرانچیف نہیں بنایا گیا تھا) فرنچ سپاہ کا کوئي کمانڈرانچیف نہیں تھا - صرف ایک جنگي مجلس اس غرض کیلیے قائم تھي -

مونس کي مجلس وزارت پر یہ حملہ کیا گیا کہ اس نے قومي مدافعت کے اہم ترین کام کو نظر انداز کر دیا ہے - وزیر جنگ جنرل گولرین نے کہا کہ جب تک جنگ نہ چھڑ جائے' اسوقت تک کسي خاص شخص کے متعلق سپہ سالار عام ہونے کا فیصلہ کرنا دانشمندی کے خلاف ہے -

اس تجویز کي منظوري کا نتیجہ یہ ہوا کہ مونس کي مجلس وزارت ٹوٹ گئی کیونکہ اخبارات نے اس جواب کا مضحکہ اڑایا اور نہایت سختي سے نکتہ چیني کي - بالاخر موسیو کایو نے نئي مجلس وزارت ترتیب دي اور موسیو میسمی وزیر جنگ قرار پائے -

یہي وہ زمانہ ہے جبکہ جنرل ژوفرے کا انتخاب عمل میں آیا اور اب وہ نپولین کے وطن کی عزت کا تنہا محافظ ہے !!

جنرل وان مولٹک

یہ مشہور شخص آج ۸ سال سے جرمن فوج کے بڑے جنرل اسٹاف کا چیف ہے - اور اُس مشہور شخص کا بھتیجا ہے جسکا لقب " اورگنائزر اف وکٹري " (فتح کی تنظیم قائم کرنے والا) تھا اور جس نے موجودہ " فوجی جرمن " کی بنیاد مستحکم کی - یہ جنگ جو جرمني نے شروع کي ہے اس کا فیصلہ کردیگی کہ " اورگنائزر آف وکٹري " کا یہ بھتیجا اپنے اس مشہور و معروف چچا کے دوسرے لقب ونر آف وار (فاتح جنگ) کا مستحق ہے یا نہیں ؟

یکم جولائي سنہ ۱۹۰۶ع میں وان مولٹک ایک درخشاں سپاهي یعنی کونٹ وان شلي مین کی جگہ جنرل اسٹاف مقرر ہوا - پہلے وہ فوج میں ایک معمولي درجہ پر تھا - لیکن جنگ جرمني و فرانس میں حسن خدمات کے صلہ میں اسے لفٹننٹي کا عہدہ اور " آئرن کراس " کا تمغہ ملا - اسکے بعد وہ مختلف عہدوں سے گذرتا ہوا سنہ ۱۹۰۲ع مین جنرل لفٹننٹ کے عہدہ پر فائز ہوا - مگر یہ تقرري بنظر استحسان نہیں دیکھي گئي' کیونکہ خود فوج میں اور اسکے باہر عام طور پر یہ سوال زبانوں پر تھا کہ جس منصب پر " شیلي مین " تھا' اس پر مولٹک کیسے فائز ہوگیا ؟

لوگ علانیہ کہتے تھے کہ مولٹک کو یہ کامیابي محض قیصر کی نظر توجہہ سے ہوئي - قیصر کي دلي آرزو تھي کہ جرمن فوج کے اس صیغہ میں جو بمنزلہ دماغ کے ہے' ایک بار پھر " مولٹک " کا نام نظر آجائے جو اِس مولٹک کا چچا تھا - قیصر نے پرنس بلو کي علحدگي کے بعد اسے امپیریل چانسلر بنانا چاہا تھا مگر اس نے اس بناء پر انکار کردیا کہ وہ ایک سپاهي ہے- اسلیئے اسے ہمیشہ فوجي اور جنگي کاموں کے ساتھہ ہي وابستہ رہنا چاہیے -

یہ وان مولٹک ہي کي کوششوں کا نتیجہ ہے کہ جرمني کي فوج امن کے مصارف میں ۵ کرور پونڈ کا اضافہ ہوگیا -

آج جرمني کی قسمت کا فیصلہ جن ہاتھوں کی کامیابی و ناکامی پر موقوف ہے' ان میں سب سے پہلا شخص یہی ہے - تمام کرۂ ارضی کی نگاہیں اسکی طرف اٹھی ہوئی ہیں !!

جنرل وان مولتکے -
سپہ سالار افواج جرمنی

امیر البحر وان ٹرپٹز
جرمن - وزیر بحریہ

معرض المشاہیر

رؤساء جنگ یورپ

انگلستان ، جرمنی ، اور فرانس کے رجال
بحر و بر جو کرۂ ارض کی ہلاکت و تباہی
کیلیے منتخب ہوے ہیں !

* * *

نائب امیر البحر برطانیہ

سر جان جیلیکو

سر جان جیلیکو کے متعلق عرصہ سے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ انگریزي بیڑوں میں ایک بہترین دماغ ہے - اسکا اصلي کمال یہ ہے کہ ماہرانہ معلومات کو سلیقہ شعاري کے ساتھہ اس طرح ملادیتا ہے کہ اس مجموعہ کو بلا مبالغہ نادرہ روزگار کہا جاسکتا ہے -

اسکي یہ مزیت اس سال کی تمام نمایشي جنگوں میں ظاہر ہوچکی ہے -

سر جان جیلیکو آج سے نہیں بلکہ عرصہ سے اپنے حسن خدمات کي وجہ سے مشہور ہے جو اس نے اس جگہ پر انجام دي تھیں ، جس پر اسکا تقرر سنہ ۱۸۷۲ع میں ہوا تھا -

آج سے ۱۸ ماہ قبل یہ خبر عام طور پر مسرت و تشفي کے ساتھہ پڑھي گئی تھي کہ وہ (یعني سر جان جیلیکو) پرنس لوئس آف بیٹنبرگ کي جگہ سکنڈ سي لارڈ (ایک بحري عہدہ) بنایا گیا ، اور پرنس لوئس آف بیٹنبرگ سر فرانسیس برجمین کے کنارہ کش ہونے کي وجہ سے فرسٹ سي لارڈ قرار پاے -

(اُس نے توپخانے کي مدد کیونکر کی ؟)

بیڑے میں گولہ باري و نشانہ بازي کی ترقي کے متعلق بہت کچھہ کہا جاتا ہے - سچ یہ ہے کہ اس تعریف و توصیف کے ایک معقول حصہ کا مستحق سر جان جیلیکو ہے - اگر سر جان جیلیکو کي شرکت نہ ہوتي تو غالب امیر البحر سر پرسي اسکوات اس کار عظیم کو ترقي نہ دیسکتے - سر جان جیلیکو اسوقت ڈائرکٹر آف " نیول آرڈیننس " تھا - قدرت نے اسکو ایسي طبیعت دي تھي جو نئے نئے خیالات پیدا کرتي رہتي تھي - اسکے ساتھہ ہی اس میں نشاط و سرگرمي بھي تھي - جس کام کو کرتا تھا ، فوراً ، اور پوري مستعدي کے ساتھہ کرتا تھا - ان سب پر مستزاد یہ کہ وہ خود بہت بڑا قادر انداز تھا -

یہ اسباب تھے جنکی وجہ سے انگریزي بیڑے میں توپخانہ نے اسقدر ترقي کي -

جس زمانہ میں " ڈریک " نامی جہاز کي کمان اسکے ہاتھہ میں تھي ، اسوقت اُسنے مستعدي و جانفشاني سے ڈریک کو بیڑے بھر میں سب سے زیادہ قادر انداز جہاز بنا دیا تھا - جب وہ ڈائرکٹر آف " نیول آرڈینس " ہوا تو اس نے بیڑے کي اولین جنگ آزما صف کي توپوں کو قابل اعتماد بنانے کیلیے ہر ممکن کوشش کي -

(حیرت انگیز تجارب)

سر جان جیلیکو طالب العلمي ہی کے زمانے سے ہونہار معلوم ہوتا تھا - چنانچہ اسي زمانہ میں اس نے " روائل نیوي کالج " میں ۸۰ پونڈ کا ایک گرانقدر انعام حاصل کیا -

اس نے اپني بحري زندگي کے آغاز ہي میں چند ایسے پر خطر اور قابل ستایش کام کیے جن کی وجہ سے اعلی افسروں کي نظریں اس پر پڑنے لگیں -

مثلاً ایک دفعہ ایک اسٹیمر ریت میں پھنس گیا اور کسی طرح نکالے نہیں نکلتا تھا - سر جان جیلیکو بے تحاشا اسے نکالنے چلا ، حالانکہ اسوقت پاني میں سخت تلاطم برپا تھا اور موجیں خلاف توقع و عادت بڑھتي تمیں - یہاں تک کہ سر جان جیلیکو کی کشتي الٹ گئي مگر خوش قسمتي سے وہ زندہ بچکر نکل آیا تھا -

اس سے زیادہ حیرت انگیز جراتِ اس نے اسوقت کی تھي جب " کیمبر ڈون " نامي جہاز ٹوٹا تھا - اس کا واقعہ یہ ہے کہ انگریزي بیڑے کا موجودہ کمانیر اسوقت نائب امیر البحر " ٹرائي اون " کے نشان بردار جہاز کا کمانیر تھا - یہ نشان بردار جہاز " کیمپر ڈون " جہاز سے ٹکرایا اور وہ ٹوٹکے پاني میں غرق ہونے لگا - جسوقت یہ حادثہ پیش آیا ہے ، اسوقت جیلیکو اپنے کیبن میں بیمار پڑا تھا . لیکن جب جہاز الٹا ہے تو اس نے نہایت حیرت انگیز طور پر مسٹر ولیٹ نامی ایک شخص کی اعانت سے اپنے آپ کو پانی ، پر سنبھالے رکھا ، اور بالآخر صحیح و سالم نکال آیا !

اس واقعہ کے چار سال کے بعد وہ اس مہم میں زخمی ہوا جو پیکن کے انگریزي سفارتخانوں کو چھڑانے کے لیے بھیجی گئی تھی - اس مہم میں جو خدمات اس نے انجام دي تھیں ، اسکے صلہ میں چیف اسٹاف آفیسر بنادیا گیا -

سر جان جیلیکو اگرچہ اڈمرلٹی (صیغہ امیر البحر) میں رہا ہے ، مگر اسکو وسیع عملي تجربہ حاصل ہے - اور بیڑے کی تیاري میں خاص دلچسپي ہے مختلف مواقع پر نمایشي جنگوں میں خود کمان کر چکا ہے -

منجملہ ان کثیر التعداد اعزازات کے جو سر جان جیلیکو کو حاصل ہیں ، ایک اعزاز یہ ہے کہ اسے قیصر جرمني نے عقاب سرخ کے دوسرے درجے کا تمغہ دیا تھا ، اور ابھی چند ماہ قبل ہی وہ سرکاري طور پر جرمني بھی گیا تھا اور خود قیصر کا مہمان رہا تھا - مگر حالات کا انقلاب دیکھو ! جو شخص کل تک مہمان تھا ، آج وہ بیڑا لیکے حملہ کرنے چلا ہے

سر جان جیلیکو حال میں دوسرے کروزر اسکوارڈرن کا کمانیر مقرر ہوا ہے -

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ' اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۲ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالونکے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں ' اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے ' اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے ' بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے ' اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تا کہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں ' اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال کے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں ' اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے - نیز آپکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر و پرو پرائٹر
ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۷۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

— * —

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار ' صفائی ' ستھرا پن ' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت

(خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

روزانہ الہلال

چونکہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے ' اسلیے بذریعہ ہفتہ وار مشتہر کیا جاتا ہے کہ ایمبرائیڈری یعنی سوزنی کام کے گل دار پلنگ پوش ' میز پوش ' خوان پوش ' پردے ' کامدار چوغے ' کرتے ' رفلی پارچہات ' شال ' الوان ' چادریں ' لوئیاں ' نقاشی مینا کاری کا سامان ' مشک ' زعفران ' سلاجیت ' ممیرہ ' جدوار ' زیرہ ' گل بنفشہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں - فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے - (مسی کشمیر کواپریٹیو سوسائٹی - سری نگر - کشمیر)

خـــط دریاے می یوز

جرمني اور فرانس کي سرحد مقام لوا نگوے سے لیکے بیلفورٹ تک طول میں ۱۵۰ میل ہے - اس سرحد کے پورے طول میں فرانس نے مدافعت کے لیے بعض ایسے سامان کیے ہیں جنکي نسبت اسے دعوا تھا کہ اگر جرمني اس جانب سے حملہ کریگي تو خواہ وہ کسي جگہ سے بھی چلے مگر بالکل الجھکے رہجائیگی اور آگے نہ بڑھسکے گي - اس اثناء میں فرانس مهلت سے فائدہ اٹھایگا اور کسیقدر ہٹکے اس کے پیچھے اپنی فوجیں جمع کرلیگا -

لیکن گذشتہ هفتہ کے اخري اعترافات نے ~~ظاهر کردیا کہ یہ دعوا~~ صحیح نہ تھا

اهل جرمني کا یہ خیال تھا کہ وہ فرانس کے خط مدافعت کے هر موقع پر غالب آسکتے هیں - اگرچہ یہ خود انکو بھی تسلیم تھا کہ اس قسم کی پیشقدمیاں کوئي فیصلہ کن نتیجہ نہیں پیدا کرسکتیں - چنانچہ آخري واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ جرمنی کا خیال بالکل صحیح تھا - وہ سرحد فرانس کو عبور کرکے پیرس کي صرف بڑھرہي ہے -

ان سرحدوں کي حالت کو پیش نظر رکھتے ہوے یہ بھي ضروري معلوم هوتا ہے کہ جرمني کے جنگي پروگرام کے مطابق فرانس پر روس سے پہلے حملہ هونا چاهیے -

گذشتہ چند سالوں میں جرمني کے طرز عمل سے یہ خیال یقین کي حد تک پہنچا دیا تھا کہ وہ بلجیم (اور اگر ضرورت و مصلحت مقتضي هو تو سوئٹزرلینڈ) کي راہ سے فرانس پر حملہ کرنا چاهتي ہے - چنانچہ جب جنگ شروع هوگئی تو اس نے بلجیم کي راہ سے فرانس پر فوج کشی کرنا چاهي ' مگر بلجیم خلاف امید دست و گریباں هوگیا اور غیر متوقع درجہ تک مدافعت کي -

جرمني کے سامنے دو راهیں تھیں : ایک بلجیم ' دوسري سوئٹزرلینڈ - مگر اسکو معلوم تھا کہ سوئٹزرلینڈ دشوار گزار اور دیر مغلوب راہ ہے - اسلیے اس نے اپني سرگرمي کا استعمال زیادہ تر بلجیم هي کي سرحد پر کیا ' اور اسکي اس دانشمندي سے کوئی انکار نہیں کرسکتا جبکہ وہ باوجود سخت مزاحمتوں کے بلجیم کو فتح کرکے فرانس میں داخل هوگئي ہے -

اگرچہ اس نے ایسی ریلوے لائنیں بنائی هیں جو بالکل سوئٹزرلینڈ کی سرحد تک پہنچا دیتی هیں ' مگر بلجیم کي سرحد پر بھي اسے عجیب طرح کي مهلت حاصل تھي - بغیر اخفا اور اهتمام کے اور بلا کسي غیر معمولي کوشش کے اس نے اقدام و هجوم کي تیاریاں شروع کردي تھیں -

اس نے علانیہ مقام ایکس لا چیپل اور بیزک کے مابین دو عظیم الشان کیمپ بنا لیے تھے - ایک مال میڈے نامي مقام کے قریب ایلسین بارن میں ' اور دوسرا ٹریس سے متصل اسکون فیلڈر هاف میں -

موجودہ جنگ میں انھي دونوں کمپوں سے کام لیا گیا ہے - ایلسین بارن کي فوج نے خط مي یوز کے خلاف لیشیر پر حملہ کیا اور اسکون فیلڈر هاف کي فوج لکسمبرگ کي طرف سے لوانگوے کي طرف بڑھي جو سرحد فرانس کے استحکامات کا ابتدائی سرا ہے -

سرحدي ریلوے لائن کي طرح ایکس لا چیپل سے سینٹ و تھرنگ نامي مقام تک بھي ایک لائن بن گئي ہے - " ویسمیس " ایلسین بارن کے کیمپ کا جنکشن ہے - ابھي چند سال کي بات ہے کہ یہاں سے ایک لائن تعمیر کي گئي ہے جو سرحد کو عبور کرتي هوئي استیوبلاٹ تک چلي گئي ہے -

اس لائن کے متعلق یہ امر قابل غور ہے کہ یہ لائن اپنے ساتھ کسی طرح کے اقتصادي فوائد نہیں رکھتي - معمولي زمانہ میں ٹرینوں کی ٹرینیں خالي جاتي هیں ' کیونکہ اولاً تو آبادي کم ہے اور جتني کچھہ ہے بھي ' وہ محض کاشتکار هیں - انھیں سیر و حرکت کي بالکل ضرورت نہیں -

جرمني نے یہ راستہ محض اسلیے اختیار کیا تھا کہ وہ اسکو زیادہ کامیاب سمجھتا تھا - اسکے خیال میں بلجیم اس قابل نہیں تھا کہ وہ کسي عظیم الشان فوج کے حملہ کي تاب لاسکے -

مدافعت کا اصلي خط دریائے مي یوز کا خط ہے ' جسمیں لیشر' میز او رنامور کے قلعے اور گڑھیاں بھي شامل هیں - اس خط کے استحکام او ر قلعہ بندي میں اسقدر کوشش کي جاچکي ہے کہ اس کے بعد دریا کے داهنے طرف جرمني کي پیشقدمي روکنے کے متعلق سوال کرنا بیکار سمجھا جاتا تھا -

بلجیم نے اپنی قوت سے زیادہ جوانمردي کی لیکن بالاخر دریاے مي یوز کا یادگار خط دفاع اسکے کیلیے زیادہ عرصہ تک بند نہ رهسکا - اور لیشر کے مستحکم ترین استحکامات کو مسخر کرکے وہ نامور پر قابض هوگیا اور وهاں سے آگے بڑھکر فرانس کے دروازے هلا دیے - اب آیندہ هفتہ خط دریاے مي یوز کی آخري تعبیر بتلا دیگا جسمیں چند دن پہلے جرمنی کو می یوز کے کنارے ناکام دیکھا گیا تھا !

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھائے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا امتحاناً مفت دی جاتی ہے بیرونجات کیلئے ہر دوا کا نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا

جواہر نور العین بیس روپے ماشہ والا خالص ہیرہ بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا - دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں ردئے یعنی ککرے - پھولا - ناخنہ - پڑبال - ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے - عینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص عنه درجہ اعلےٰ للعه درجہ اول عار

حبوب شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلےٰ اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیر و جوان کی ہر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کرکے اعلےٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عہ

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چہرہ نکھرا بناتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

اکسیر بہرہ پن برسوں کا بہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت [illegible]

ایک لمحہ میں درد دور کرنے والا

طلسم شفا ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچھو کے ڈنک اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سیکنڈ میں دور قیمت عہ

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی - عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قائم رکھتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

سندات جواہر نور العین (۱) مسٹر [illegible] صاحب چیف انسر وانیورا - جواہر نور العین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع ہو گیا - (۲) مسٹر ستم جی ترام جی مرچنٹ مقام وارنگل میں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولا بالکل دور ہو گیا ایک عجیب دوا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب پنڈی مجھے بچپن سے رتوندی و شبکوری کا مرض تھا سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نور العین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہو گئی -

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق سیرین سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان حال پروپرائیٹر **شفاخانہ نسیم صحت لاہور** - دہلی دروازہ -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الكريم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۵ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۷ شوال ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۱۱

Calcutta : Wednesday September 9. 1914.

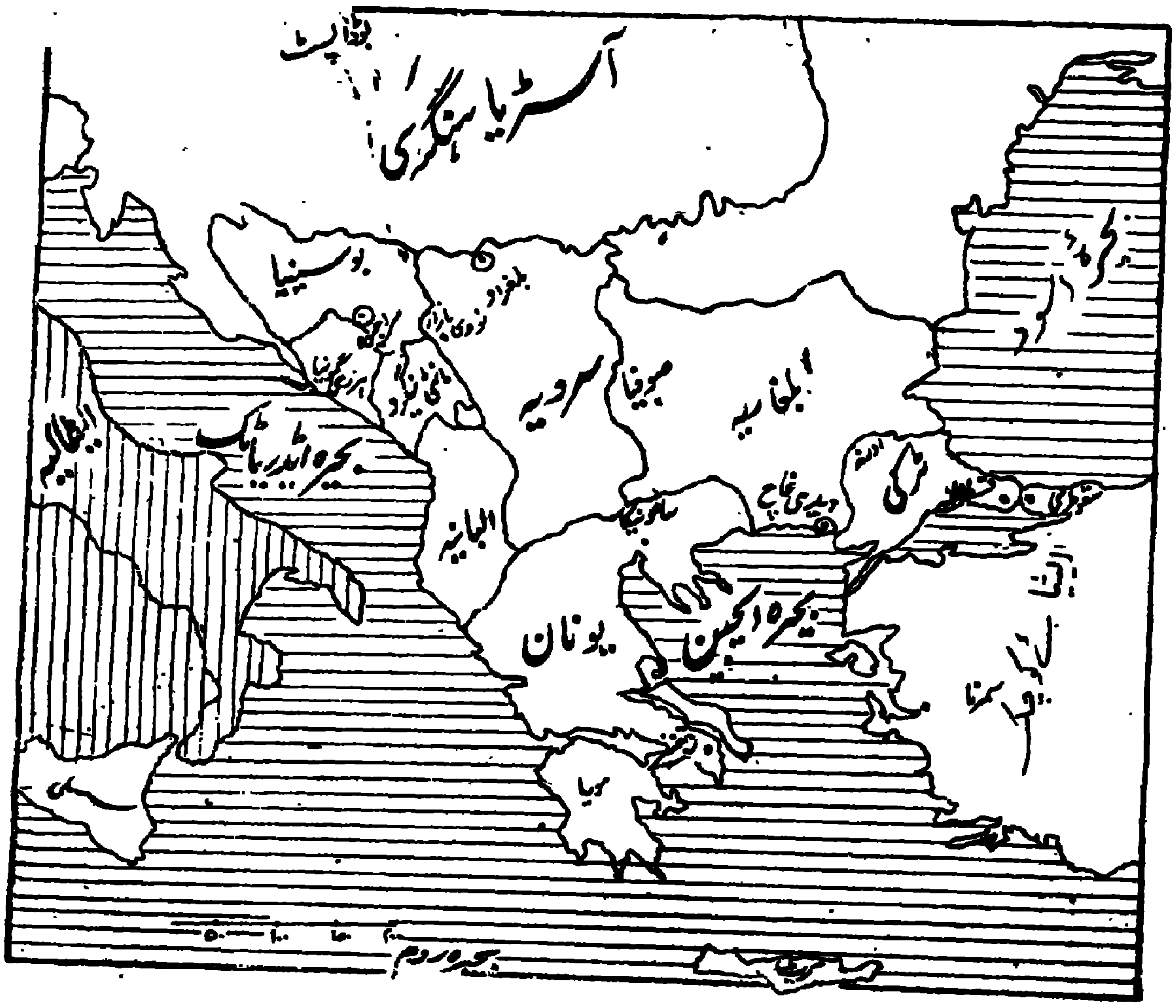
آسٹریا ہنگری
بوداپسٹ
بوسنیا
بلغراد
نووی بازار
سرائیوو
ہرزیگوینا
مانٹی نیگرو
سرویہ
صوفیا
بلغاریہ
بحر اسود
ادرنہ
ترکی
قسطنطنیہ
البانیہ
سالونیکا
ددہ آغاج
بحرہ ایڈریاٹک
اٹالیہ
یونان
بحرہ ایجین
سمرنا
موریا
بحر روم

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کارآمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم مٹھی میں کر لئے - اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیجیے - دنیا کے تمام سربستہ راز حاصل کر لیجیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعات - علم ہیئت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - الفالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو' بصارت کی آنکھیں وا ہوں - دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی اگلے عہد بعہد کے حالات سوانح عمری و تاریخ - دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے - ہر موسم کیلیے تندرستی کے اصول - مطالبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' انکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بہی کھاتہ کے قواعد - طرز تحریر اشیا بروے الفاظ دازی - طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر کھینچکر رکھدیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی سوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکموں کے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کر لو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجتک کہیں دیکھی نہ سنی ہونگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیرگاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - آسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات وہانکی سیرگاہیں مشغلے کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مکمل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ) طرز تحریر ایسی دلاویز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جاے دماغ کے کواڑ کھلجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ محصولڈاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

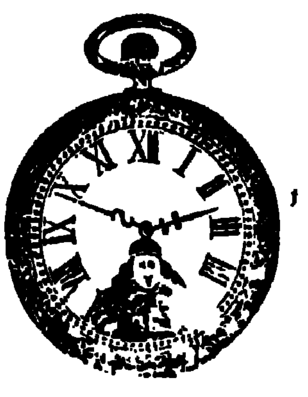

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ مٹکاتی رہتی ہے، جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرزے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمایش کیجئے اگر دوست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھ روپیہ -

آٹھ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

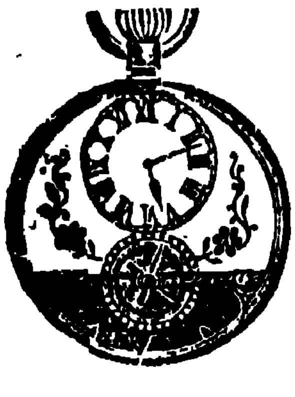

اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت - ۱۰ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابھی ولایت سے چلکر ہمارے یہاں آئے ہیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی - ایک لیمپ واسکو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جنگل اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کیجئے خطرہ سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے یکدم ضرورت سے اٹھنا پڑے تو سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیگا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع محصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلاک اور گھڑ بندکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اکثر مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاویگی - جلد منگوا لیں -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توہانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry., (Punjab)

Tel. Address:–"Alhilal," Calcutta
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الهلال

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی
مقام اشاعت
۱۴ – مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ – ۱۲ – روپیہ
ششماہی – ۶ – ۱۲ – آنہ

نمبر ۱۱
کلکتہ : چہار شنبہ ۱۷ - شوال ۱۳۳۲ هجري
Calcutta : Wednesday, September, .9 1914.
جلد ۵

الاسبوع

انتظار کي رات کب کی ختم هوچکی ہے مگر صبح نتائج کا انتظار کرنے والے ابتک کروٹین بدل رہے هیں - حوادث و سوانح کا آفتاب کب کا طلوع هوچکا ہے مگر منتظرین طلوع ابتک ٹکٹکي لگاے هوے هیں - پهر یہ کب اٹهینگے ؟ کیا اس وقت جب اس صبح کي دو پهر پهیل جائیگی اور سورج سر پر پہنچکر نظروں کو خیرہ کردیگا ؟ فسینغضون الیک رؤسهم ' و یقولون متی هو ؟ قل " عسی ان یکون قریبا "

فرانس کے میدان جنگ کي سب سے قیمتي امید یعني روس کو بالآخر مشرقي پروشیا میں شکستیں ملني شروع هوگئیں اور ایسي شکستیں جنکو خود روس "شکست" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے ! چنانچہ جو خبریں ۲ سپٹمبر کو لنڈن سے آئي هیں وہ روسي اسٹاف کا یہ اعلان نقل کرتي هیں کہ "پروشیا میں جرمن کمک پہنچ گئي اور اس نے روسي فوج کو تہہ و بالا کردیا "

کیا اب روس برلن نہین پہنچیگا حالانکہ کمبخت جرمني پیرس سے ۲۵ میل کے فاصلے پر محاصرہ کی طیاریاں کررہا ہے ؟

اسٹریا کي شکستیں اگر ویسي هي هیں جیسي بیان کي گئي هیں تو فی الحقیقت اسکے طرف سے بالکل نا امید هونا چاهیے - روسي پیش قدمی گلیشیا میں برابر بڑهتي جاتی ہے - بخت نصر کے بعد (جسنے بنی اسرائیل کو یروشلیم میں گرفتار کیا تها) آج تاریخ نے دوسرا نام زار روس کا درج کیا ہے ' جس نے لیمبزک میں ۷۰۰۰۰ هزار زندہ اسٹرین گرفتار کر لیے هیں !

بحر شمال میں گو ابتک منتظرہ معرکہ نہیں هوا لیکن هیلي گولینڈ میں ایک معرکے کے گرم هونے اور انگریزي فتح کي خبروں نے بحري توجہ پیدا کرادي ہے - یہ مقابلہ محض تیسرے درجہ کے کروزروں کا مقابلہ تها - اسکے بعد بهي کبهي کسي جرمن جہاز کے ڈوبنے اور ابهی کسی انگریزي جہاز کے ڈوبنے کي خبریں آتی رهي هیں -

---

جاپان کے متعلق بالکل سناٹا ہے بجز اس اعلان کے کہ کیا چهوٹے سات جزیروں پر قبضہ کرلیا گیا -

---

روس ' فرانس ' اور انگلستان نے آپس میں معاهدہ کرلیا ہے کہ هم میں سے کوئی تنہا طاقت جرمني سے صلح کرلینے کي مجاز نہوگي - شاید اسکی ضرورت اسلیے پیش آئی ہے کہ جرمنی کے پیرس پر پہنچ جانے نے فرانس کے مضطر بہ صلح هونے کا خدشہ پیدا کر دیا ہے -

---

مسٹر ایسکویتهہ نے ۴ ستمبر کو گلڈ هال میں موجودہ حالات پر ایک مبسوط تقریر کی اور کہا کہ انگلستان بلجیم کی حمایت کے لیے اٹهہ کهڑا نہوتا تو یہ ذلت کي انتہا تهی - انہوں نے جرمنی کے مفتوحہ ممالک پر جزیہ لگانے اور لوین کی آتشزدگی کے طرف اشارہ کرتے هوے کہا : " قانون پر قوت اور آزادي پر بہیمیت کی حکومت دیکهنے سے پہلے میں اپنے ملک کو صفحۂ تاریخ سے محو هوتا دیکهنا زیادہ پسند کرتا هوں "

یہہ بڑي موثر اور عمدہ بات ہے جو انہوں نے کہی مگر واقعہ یہی ہے کہ جرمنی سے باهر بهی هر جگہہ حکومت قوت هی کی ہے نہ کہ قانون کی - انگلستان کو قوت ہے اور وہ جرمني کے "وحشیانہ" اعمال پر معترض ہے - ترکی کو قوت نہ تهی - وہ طرابلس میں اٹلي کے لیے کچهہ نہ کرسکی -

---

پچهلے جرمن اور متحدہ افواج کے معرکوں کے متعلق اب زیادہ طولاني تار آرہے هیں ' لیکن سب کا خلاصہ یہي ہے کہ جرمنی باوجود فوجي ناقابلیت و نالائقي کے هر معرکے میں کامیاب هوئی اور متحدہ افواج باوجود انتہا درجہ و فوجي فضائل اور عسکري مناقب میں کامیاب هونے کے بالآخر ناکام رهي !

خیر ' عالم جسم و مادہ کے علاوہ ایک اقلیم روح و معنی بهي ہے - کیا هوا اگر دشمن زمین کے ٹکڑوں اور اینٹ چونے کے بناے هوئے قلعوں کے لینے میں کامیاب هوگیا ؟ اخلاق و جذبات کی سرزمین مقدس میں تو اسے ایک انچ جگہہ بهي نہ ملسکي حالانکہ متحدہ افواج نے بلجیم کی محدود سرزمین کی جگہہ ایک پوري اقلیم محاسن و مناقب فتح کرلي ہے !

جرمني اگر بڑهتي بهي ہے تو بالکل بیہودہ طور پر ' لیکن متحدہ افواج هٹتي بهي هیں تو شاندار طریقہ سے ' یادگار صبر طبعي کے ساتهہ ' بغیر کسي معقول نقصان کے - پهر جو لوگ محض زمین ناپنے کا فیتہ لیے هوئے افسوس کررہے هیں ' کیا انکے پاس جنگي مصالح ' فوجي فضائل ' اور اخلاقي فتحمندیوں کي پیمایش کے لیے کوئي آلہ نہیں ؟

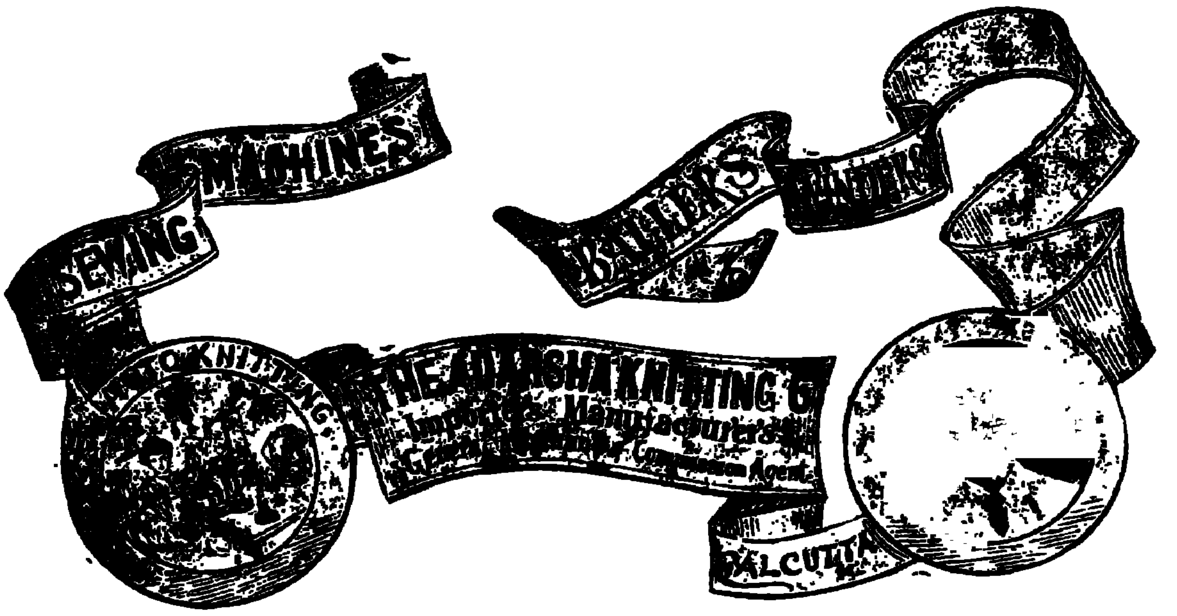

تار کا پتہ ۔ ادرشہ

نواب ڈھاکہ کی سرپرستی میں

—:*:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں ۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے ۔

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے ۔

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی مشین دیگی جسمیں گنجی تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے ۔ کام ختم ہوا ۔ آپکا روا نہ گیا اور آسی میں روپیہ بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی پہنچ گئیں ۔

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں

—:*:—

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے ۔

مس کشم کماری دیوی ۔ (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں ۔

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں ۔ یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ صنعت و مشقت کریں ۔ یہ کمپنی نہایت اچھی کام کررہی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتی ہے ۔ اسکے علاوہ کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے ۔ میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکی مدد کریں ۔

آنریبل جسٹس سید شرف الدین ۔ جج ہائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی بنائی ہوئی چیزوں کو استعمال کیا اور پائیدار پایا ۔ دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد اس کمپنی کی سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت ہو ۔

ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

آنکے پرائیوٹ سکریٹری کے زبانی ۔

آپکی کمپنی ساخت کی چیزیں جو حضور گورنر اور انکی بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا ۔ ہز اکسیلنسی اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اور مجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے ۔

برانچ — ۳۰ ول کورٹ روڈ ڈنکاتیل ۔

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا ۔

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ ۔ گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

اب ریم کے بعد پیرس کے سوا اور کوئی مستحکم روک نہیں رہی تھی - چنانچہ اسکے بعد هي جرمني کے لافرتے زوافرے نامي ایک مقام تک آجانے کی خبر ملی جو پیرس سے صرف ٣٠ میل کے فاصلہ پر ہے -

آخری تار برقی موجودہ حالات کو زیادہ روشنی بخشتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب جرمنی فوج کے قرب و بعد کا سوال نہیں رہا بلکہ بالکل پیرس کے محاصرے کا - پیرس سے مشرق میں نان تیول' و میوس' وتری' نامی مقامات کا ایک جنوب رویہ خط چلا گیا ہے اور اس سے اوپر مشرقی جانب فرانسیسي جرمن سرحد کا قلعہ وردن ہے - جرمن فوج نے اسی کو اپنا خط مقرر کیا ہے اور فوج پھیلا رہي ہے -

جرمن فوج نے پیرس کے سامنے دریاے اولس (یا اوے) کے کنارے قیام نہیں کیا اور اوسکے مشرق میں خط ہجوم پہنچا - اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ شاید اس جانب متحدہ افواج نے آسے شکستیں دیدي هیں -

مگر نقشہ دیکھنے سے اس خیال کی صحت مشتبہ ہو جاتي ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کرنے میں جرمنی نے اپنے اوس جنگی تدبیر اور دانشمندی کا ایک تازہ ترین ثبوت دیا ہے جو فوج کے سفر اور قوت کے پھیلاؤ میں ابتدا سے دکھلاتي آئی ہے - پیرس کے مشرق میں آنے سے اسکا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اندرون جرمنی سے لیکر پیرس تک ایک ایسا قریبي اور مسلسل فوجي خط قائم ہوسکے جو جرمنی اور اطراف پیرس کو ایک کردے ' اور وہ ہر دم اپنے مرکز سے قوت پاتی رہی -

چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ پیرس کے مشرق میں جرمنی کا سرحدي قلعہ " میٹز " ٹھیک پیرس کے محاذ میں واقع ہے اور اسکے سامنے فرانسیسي سرحد کے اندر وردن ہے - پیرس سے اگر ایک سیدھا خط کھینچا جاے تو وہ وردن ہوتا ہوا میٹز تک پہنچیگا اور وہاں سے مائل بہ شمال ہوکر سیدھا برلن تک چلا جائیگا - اسي میٹز کو آجکل قیصر جرمن نے اپنا هیڈ کوارٹر بنایا ہے اور فوجي قوت کے ایک مرکزي سر چشمہ کي حیثیت رہتا ہے - پس جرمن فوج نے اندرون فرانس کي جرمن قوت کو مرکز سے بالکل وابستہ کردینے کیلیے نان تیول' کولو میوس' وتري' اور وردن کے خط مثلث کو اپنا قیام گاہ بنایا ' اور وردن میں آکر بخط مستقیم و متصل ' میٹز سے ملگئی جہاں خود قیصر موجود ہے !

پیرس سے میٹز تک کا خط ١٨٠ میل کا ہے - اسمیں سے ٢٥ میل نکالدینے چاهئیں جو پیرس اور نان تیول کا باهمي فاصلہ ہے - باقي ١٥٥ - رہے - پس اس سے ظاہر ہوا کہ سرحد فرانس کے اندر اور پیرس کے سامنے ١٥٥ میل طول تک جرمنی نے اپنا فوجي خط پھیلا دیا ہے اور ساتھہ هی اسے میٹز کے هیڈ کوارٹر سے بالکل ملادیا ہے ! !

خدا کے ارادوں کو کون جان سکتا ہے ؟ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ - لیکن یہ واقعات بتلاتے هیں کہ جرمني نے اپنے خط جنگ کی تمام منزلیں طے کرلي هیں ' اور اب صرف پیرس کا قبضہ باقي ہے - روس اسپر دباؤ ڈالنے میں ناکام رہا ' اور فرانس کا ابتدائي حملہ بھی کچھہ نہ کرسکا - انگریزي فوج نے فرانس کي مدد کی پوري کوشش کي ' مگر وہ فرانسیسي فوج کي غلطیوں کو یا بے ثباتي کو کہاں تک دور کرتي ؟ کام کرنے کي اصلي جگہ خود فرانس کي تھي نہ کہ انگلستان کی - پھر بھي جرمني کو پیرس تک آنے میں جتنا وقت لگا ' معلوم ہوتا ہے کہ صرف انگریزي فوج کي موجودگي اسکا باعث ہوئی ' ورنہ اگر صرف تنہا فرانس ہوتا تو نہیں معلوم واقعات کي صورت موجودہ حالت سے بھي کسقدر افسوس ناک ہوتی - قرائن صاف کہتے هیں کہ اب آخري نتائج دور نہیں : بل الساعة موعدهم والساعة ادهى و امرّ

* * *

جنگ کے شروع ہوتے هی ولایت کی ڈاک میں بے ترتیبی شروع ہوگئی - جمعہ کی جگہ سنیچر اور اتوار کو اسٹیمر پہنچنے لگا اور ایک بار تو پیر کے دن پہنچا - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ایک هفتہ کی ڈاک دوسرے هفتہ میں ملنے لگی - ادارۂ الہلال اور متعدد مقامات میں پچھلے هفتہ کی ڈاک بالکل نہیں آئی اور شہر میں لندن کے اخبارات و رسائل پانچ پانچ روپیہ قیمت پر بھي نہ ملے - بارے الحمد للہ کہ کل دونوں هفتوں کی ڈاک یکجا ملگئی ہے ' اور اسمیں جنگ کے متعلق مضامین و تصاویر اور نقشوں کا نہایت مفید اور دلچسپ ذخیرہ ہے - افسوس کہ اس هفتہ اس سے کچھہ کام نہیں لے سکتے -

اس وقت کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ خود قیصر جرمن فرانس کے اندر پہونچ گیا ہے اور " نانسي " میں موجود تھا - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جرمن طیاریوں کا کیا حال ہے ؟

* * *

ذیل کے نقشہ میں جرمنی کا پیرس کے پاس موجودہ خط ہجوم دکھلایا گیا ہے جو آج تک کی خبروں سے واضح ہوتا ہے - نان تیول سے یہ خط کسي قدر نیچے وتری نامی ایک مقام تک آتا ہے - وہاں سے پھر وردن پر مائل بہ شمال بلند ہوگیا ہے - اس خط ہجوم میں بڑي مصلحت یہ رکھي گئي ہے کہ وردن کے سامنے اور سرحد کے اندر میٹز ہے جہاں قیصر جرمنی موجود ہے اور جرمن هیڈ کوارٹر قرار پایا ہے - پس اسطرح فرانس کے اندر جرمن قوت اپنے هیڈ کوارٹر سے بالکل متصل ہوگئي - میٹز کو نمایاں کرنے کے لیے ایک جھنڈا بنادیا ہے - انگریزي فوج کے متعلق اخری اطلاع جو ملي ہے اسکے مطابق وہ جرمن خط کے عقب میں ہوگی جہاں نقشہ میں دوسرا جھنڈا نمایاں کیا گیا ہے -

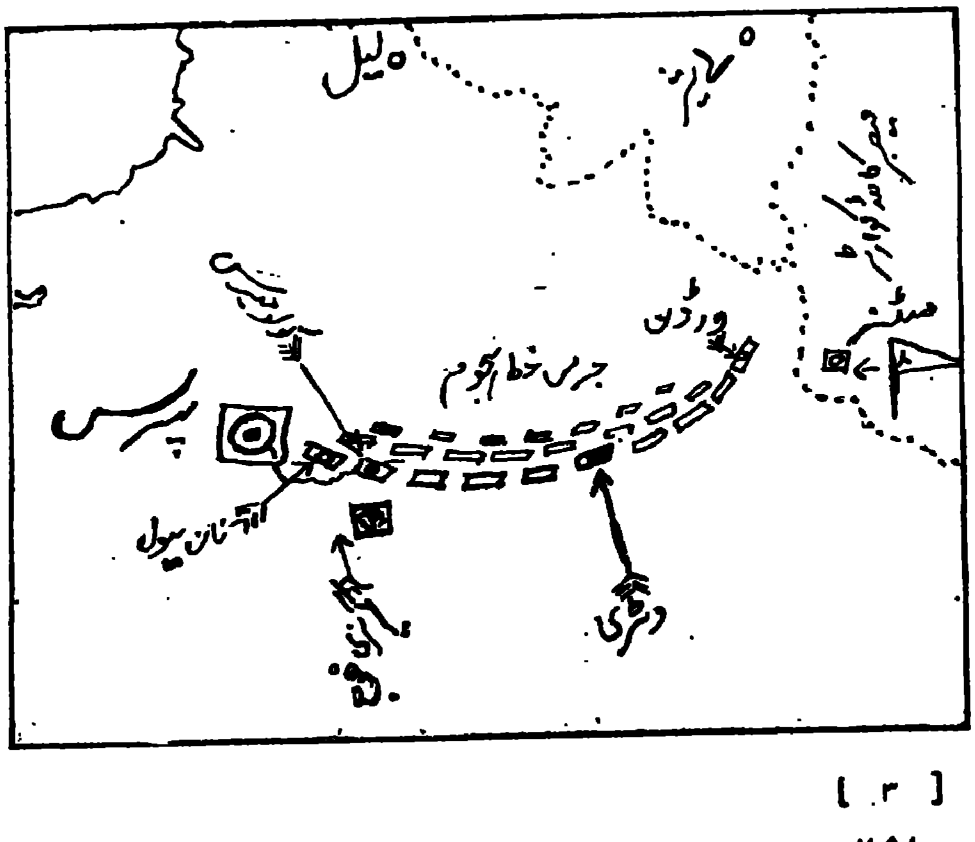

هفتهٔ جنگ

نقشه یورپ جنگ سے پہلے

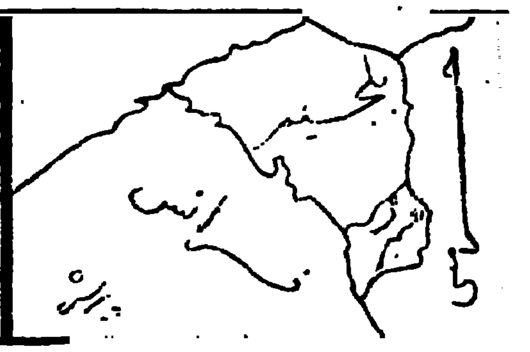

جنگ بست روزه کے بعد

بلجیم
جرمنی
پیرس
فرانس

(طلوع نتائج)

سورج جب اچهی طرح بلند هوجاتا هے تو اسکی روشنی تنگ اور نشیبی گوشوں تک پهنچ جاتی هے' مگر صبح کو روشنی کے نظارے کے لیے میدان چاهیے -

جنگ یورپ کے نتائج کی صبح شروع هوئی مگر میدان سے باهر نظر نه آئی - بهت کم آنکهیں جاگتی تهیں جو سفیدی کے ڈوروں کو دیکهه سکیں ' لیکن اب اچهی طرح روشنی پهیل گئی هے اور آفتاب اسقدر بلند هوچکا هے که اس سے انکار ممکن نهیں - مگر :

و غرتکم الامانی حتی جاء امر الله (۵۷ : ۳۲)

افسوس که بیجا امیدوں نے تمهیں دهوکے میں رکها' یهانتک که امر الهی آ پهونچا !

بهر حال اب موسم اچهی طرح بدل چکا هے' اور خود هندوستان کا انگریزی پریس میدان جنگ کے متعلق علانیه اُن رایوں کے اظهار پر مجبور هوگیا هے جو سرکاری محکمهٔ خبر رسانی کی تفسیرات و تاویلات سے بالکل مختلف هیں -

مقامی مشاق تاویل و توجیهه معاصر (اسٹیٹسمین) ۷ - کے لیڈنگ ارٹیکل میں اعتراف کرتا هے : "جهاں تک واقعات ظاهر هوے هیں' انکا موازنه نا گزیر طور پر یهی ظاهر کرتا هے که انگریزی اور فرانسیسی کمانیر ایدا کام نهیں جانتے " فاقبل بعضهم علی بعض یتلاومون ! قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین !

یکم ستمبر کے ٹائمس آف انڈیا میں ایک طویل بحث کے بعد تسلیم کیا هے که جرمنی اپنا کام پورا کر رها هے - اس نے اپنا تمام راسته بالکل صاف کر دیا' اور اب امید کا سهارا صرف روسی پیش قدمی پر هے - اگر ایک دن بهی جرمنی فرانس میں نه بڑهے تو خوش هونا چاهیے که روس کو چوبیس گهنٹه برلن جانیکی اور مهلت مل گئی !

لیکن افسوس هے که نه تو جرمنی رک سکا ' اور نه روس کو جرمنی کے اندر بڑهنے کی مهلت ملی - ساری امیدیں کوئنز برگ کی طرف روس کے بڑهنے پر تهیں : کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً (۲۹ : ۳۰) لیکن جرمنی نے اسے وهانسے بالکل هٹا دیا' اور جبکه جرمنی پیرس سے ۲۵ میل پر هے تو روس کی پیش قدمی کا سرے سے کوئی وجود هی نهیں ! و ان اوهن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ! (۲۹ : ۳۱)

(مزید پیش قدمی)

بالاخر همارا خیال بالکل صحیح نکلا جو هم نے گذشته اشاعت کے افتتاحیهٔ جنگ میں ظاهر کیا تها' اور قبل اسکے که پرچه ڈاک میں پڑے ' اطلاع آ گئی که " حکومة فرانس نے پیرس چهوڑ دیا اور بورڈو چلی گئی " بورڈو پیرس سے ۳ سو میل جنوب میں هے - اخبار طان وغیره کے دفاتر بهی وهیں چلے گئے هیں' اور یه انتقال اس امر کا صریح ثبوت هے که فرانس پیرس کے محفوظ رهنے کی پوری امید نهیں رکهتا -

حسب معمول اس تار کے بعد هی اسکی تشریحات و توجیهات کا سلسله شروع هوگیا ' اور یکے بعد دیگرے اطلاعات شایع هونے لگیں - چند تاروں میں تو اُن " ماهرین جنگ" کی تشفی بخش رائیں هیں جو اجکل هر موقعه پر فنون جنگ اور مصالح حربیه کی بے تحاشا بخشش کے لیے همه تن مستعد رهتے هیں اور اچهی طرح جانتے هیں که فن جنگ کے دقائق کو ایسے موقعوں پر کیونکر خرچ کرنا چاهیے ' مگر بعض تاروں میں وهی " مصلحت جنگی " کا اعلان هے جو اس سے پہلے بهی هر ایسے موقعه پر هوچکا هے -

ان سب تاروں کا خلاصه یه هے که پیرس سے حکومت کا منتقل هونا کوئی پریشانی کی بات نهیں - یه نهایت عمده تدبیر هے اور ایک اعلی قسم کی "جنگی مصلحت "

" جنگی مصلحت " اسمیں شک نهیں که ایک قیمتی چیز هے لیکن شاید اُن لوگوں کیلیے اسکے دائمی اسراف میں چنداں تشفی نهو جو فن جنگ کے مصالح سے ناواقف هیں - وه کهتے هیں که نامور مسخر هوگیا - یه جنگی مصلحت تهی - برسلز سے مثل پیرس کے حکومت اٹهه آئی - یه جنگی مصلحت تهی -

متحده افواج نے شارلی راے کے معرکه میں اپنا خط چهوڑ دیا یه جنگی مصلحت تهی - پهر لیل اور امینس کے خط سے بهی پیچهے هٹ آئی - یه جنگی مصلحت تهی - و قس علی ذالک - پهر آخر اسکا سلسله کب تک رهیگا ؟ اور کیوں کمبخت جرمنی "جنگی مصلحت" سے ایک جگهه بهی نهیں چهوڑتی ؟

(موجودہ خط حصار جرمنی)

هم نے گذشته اشاعت میں ظاهر کیا تها که جرمنی کیمبرے تک آگئی هے اور اب ۸۰ میل سے بهی کم فاصله پیرس سے رهگیا هے - لیکن هفته رواں میں اسکی پیش قدمی اسقدر تیزی سے جاری رهی جسنے هر چوبیس گهنٹے میں ایک نئے تغیر کی خبر سنائی -

کیمبرے کے بعد جرمن فوج اور آگے بڑهی - خبروں سے معلوم هوا که با پام پر لڑائی هو رهی هے جو کیمبرے کے عقب میں هے' اور دریاے سوامی کے اُس پار ایمینس' لافیرے' لیون' هوتے هوے میزرس تک متحده افواج نے اپنا خط دفاع بنایا هے اور جرمنی کو روکنے کی جانبازانه کوشش کر رهے هیں -

اب متحده افواج کیلیے سب سے بڑی امیدگاه " ریم " تها جو پیرس سے مشرق جانب نهایت مستحکم قلعه بند مقام هے' اور آبادی کے چاروں طرف آٹهه قلعے مدور بنے هوے هیں - بار بار تاروں میں اطمینان دلایا گیا تها که یهاں دشمن کچهه نه کرسکیگا - لیکن اسکے بعد هی جرمنی کے ریم سے بهی آگے بڑه آنے کی اطلاع ملی اور همارے مستعد انگریزی معاصر (اسٹیسمین) نے یه توجیهه کرلی که "جنگی مصلحت سے غالباً ریم چهوڑ دیا گیا "

(عالمگیر غلطی)

غلطي جب عام هوجاے تو صحت کے لیے اثبات وجود مشکل هو جاتا هے' اور دنیا پر بعض ایسي گهڑیاں بهي آیا کرتي هیں جب دو اور دو کو چار ثابت کرنا بهي دقتوں سے خالی نهیں هوتا - اگر نیند کي غافل رات سب کو یکقلم سلا دے تو بیداري کی چند آنکهیں کس کس کی غفلت کے ماتم میں روئینگی ؟ موجوده جنگ نے دُنیا کے اُن تمام حصوں کے لیے جنگي معلومات کا ذریعه صرف فریقین جنگ کي اطلاعات هیں' ایسي هي غفلت عام اور نظر محدود کي صورت اختیار کرلی هے' اور کشف حقیقت و استخراج صحیح کے ارادوں کے لیے بڑي هی سخت ابتلائیں درپیش هیں -

تا هم کوشش کرني چاهیئے که اگر حقیقت کو بے نقاب نهیں کر سکتے' تو اقلاً دو چار قدم آگے بڑهکر تو دیکهه سکیں' اور به حیثیت واقعه نگاري کے سخت خائن هونگے اگر اس سعي سے هم اعراض کریں -

اسی کي ایک ابتدائي کوشش تهي جو گذشته هفته کا افتتاحیۀ جنگ لکهتے هوے کي گئی تهي - هم نے وثوق کے ساتهه یه خیال ظاهر کیا تها که آغاز جنگ سے جس عظیم الشان اور جنگ کي ابتدائی منزلوں کیلیے فیصله کن معرکه کا انتظار کیا جا رها هے' وه هو چکا' اور یه سمجهنا که اسوقت تک جو کچهه هوچکا هے محض غیر اهم اور بے اثر ابتدائی مقابلے تهے' واقعات صریحه کی روشنی سے انکار کي ایک ایسی تعجب انگیز کوشش هے' جسکي مثال صرف اسي جنگ میں ملسکتي هے' ورنه دنیا اسقدر غافل کبهي بهي نه تهي - همنے ظن و تخمین اور قیاس افرینیوں کي جگه ان اطلاعات پر اعتماد کیا تها جو سرکاري محکمۀ خبر رسانی کے ذریعه اس وقت تک پهنچائي گئي هیں - انهي کي ترتیب و انطباق سے یه نتیجه نکالا تها که جنگ ابتدائي منزلوں میں اولجهی هوئي نهیں هے بلکه اپنے نصف اهم سے گذر چکي - اور اگر جنوبي یورپ کے معرکے کی تین منزلیں تهیں تو دو منزلیں بیس دن کے اندر ختم هوگئیں - اب صرف آخري منزل یعنے محاصرۀ پیرس باقی رهگئی هے - پس گذرے هوے واقعات کا مستقبل میں انتظار کرنا بالکل بے فائده هوگا -

(طلوع و غروب)

امیدونکا آفتاب ایک هي وقت میں طلوع کی روشني اور غروب کی تاریکی' دونوں رکهتا تها -

یهي خبریں هیں جنهوں نے همیں ابتداے جنگ سے جرمني کي پے درپے شکستوں کی خبریں سنائي هیں جنکا سلسله ۲۱ - اگست تک بالکل غیر منقطع رها' اور توجیه و تاویل کے ساتهه ابتک باقي هے - هم نے همیشه ان خبروں کو شوق و مسرت اور اطمینان کے ساتهه سنا' اور اس انتظار کو قبول کیا که عنقریب ایک سرحدي فیصله کن معرکه هوگا' اور جرمني کي پیش قدمي جو بلجیم کي تنهائي اور ضعف سے فائده اٹهاکر جاري هے' روک دي جائیگي - هم اب بهي ایسا هي کرنا چاهتے هیں لیکن افسوس هے که وهي ذریعه خبر رسانی جو ایک طرف متحده افواج کے جذبات و عواطف کی اخلاقی اور عسکري فتح مندیوں کے کارنامه هاے عظیم سے پر هے' بد قسمتی سے دوسري طرف جرمنی کی جغرافیائی اور پیمایشي پیش قدمیوں کے واقعات کي بهي مضطربانه خبر دے رها هے' اور هم حیران هیں که زمین اور پیمایش کے نقصان کي تلافي اس فوجي قابلیت' بے جگرانه شجاعت' عسکري روح نشاط' اور اخلاقي اولو العزمي سے کیونکر کریں جو " فوجوں کے بالترتیب پیچهے هٹتے' " " باوجود پسپا هوجانے کے کامیاب جوابی حملوں کے دینے" " باطمینان و جمیعت خاطر اپنے مقبوضه خطوط خالی کرکے چلدینے" " نهایت ٹهنڈے هوکر دشمن کی سرگرمیوں کا جواب دیتے هوے رجعت کرنے " اور نهایت " کامیابی" کے ساتهه دشمن کا شاندار مقابله کرکے بالاخر " پیچهے هٹ جانے" میں ابتک ظاهر هوتي رهي هیں - هم اس دلیرانه اور " تاریخي" مقابله کے مداح هیں جو جرنل لیمان نے لیژ کے " ناقابل تسخیر " اور " دنیا کے اول درجه کے استحکامات " میں دکهلایا - لیکن افسوس که وه مسخر هوگیا اور جنرل لیمان دیواروں اور لاشوں کے نیچے سے بمشکل زنده نکالا گیا - هم اس کامیابي کي بڑے هي اطمینان سے داد دے چکے هیں جو بلجیم نے متحده افواج کے انتظار میں ثابت قدم رهکر دکهلائي' لیکن اسکو کیا کیجیے که برسلز " خالي " کردیا گیا جسکا مطلب حدود جنگ سے باهر کي زبان میں " لےلیا " هے' اور جرمني فتحمندانه آگے بڑهه آئي - پهر وه کوه وقارانه عظمت اور مافوق العادۃ جبروت و اجلال عسکري کیسی پر اثر تهي جو انگلستان اور فرانس کی متحده افواج کے داخلے سے میدان بلجیم میں رو نما هوئي ؟ اور کیسی عدیم النظیر شجاعت' فقید المثال صبر و ثبات' یادگار رهجانے والي سرفروشي و بے جگري' اور فن جنگ و نشانه بازي کو یکسر پلٹ دینے والی جنگی قابلیت سے قدم قدم پر ناعاقبت اندیش اور مغرور طاقت حریف کا مقابله کیا گیا اور کیسی مصلحت اندیشانه مدافعت کي شاندار نمایش کي گئی ؟ اسکا هر واقعه جنگی روایات کا پر فخر حاصل اور تاریخ دفاع امم کا ایک ناقابل فراموش نظاره تها اور هر آن اور هر لمحه هم کو توقع دلاتا تها که عنقریب جرمني کو اپنے غرور باطل کا خمیازه بهگتنا پڑیگا' اور آنے والا معرکۀ عظیمه تمام خط بلجیم کو دشمنوں سے خالي کردیگا - با ایں همه افسوس هے که کسی غیر معلوم اور مافوق العادۃ انقلاب کی وجه سے نامور کے قلعے فتح هوگئے اور جرمنی باوجود شکستوں پر شکستیں کهانے کے اور بے شمار نقصانات اٹهانے کے برابر پیش قدمی هي کرتی رهی - حتی که میدان جنگ یکایک وسط بلجیم سے منتهاے سرحد فرانس میں منتقل هوگیا' اور پہلے مونس اور شارلی راے' پهر کیمبرے کے آخري معرکے شروع هوگئے - ان معرکوں میں بهي سرد تحمل (coolness) سرگرم شجاعت' عقلمندانه دفاع' اور پر اسرار جنگي مصالح کے تحفظ نے حسب دستور کچهه کمي نه کي' اور جیسا که هر موقع پر هوا هے' ایک کثیر ذخیره فوجي محاسن و مناقب کا فراهم کردیا گیا تاهم افسوس که زمین کي پیمائش اور جغرافیه کے حقائق متعارفه کے لحاظ سے جو آخري نتیجه نکلنے والا تها وه نه رک سکا' اور باوجود جنگی قابلیت و محاسن میں نا کام رهنے کے' ناعاقبت اندیش دشمن بیس تیس میل اور آگے بڑهه آیا: و اذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجز ! (۳۳ : ۴۸)

(نا عاقبت اندیش فاتح)

یه مانا که جرمنی کي تمام پیش قدمیاں نا عاقبت اندیشي تهیں' اور متحده افواج نے جب کسي جگه کو چهوڑا هے اور دشمن کو " سپرد هونے دیا " هے تو اسمیں کوئي نه کوئی " جنگي مصلحت" اور "عسکري راز" ضرور پوشیده رها هے اور ابتداے جنگ سے لیکر اسوقت تک هر هر قدم پر اس غیر مختتم توجیه سے همنے اطمینان حاصل کرنا چاها هے' لیکن افسوس که اب اس پر اسرار اور مجهول الحقیقة "جنگي مصلحت" پر غور کرنیکي مهلت بهي باقي نه رهي' کیونکه اطراف کیمبرے کے معرکوں نے دشمن کی "شکستوں سے مغرور فتح مندي" کو اس حد سے بهي گذار دیا هے' اور اب خط دریاے سوامے سے آگے بڑهکر اور ریم جیسے مستحکم

الہلال

۱۷ شوال ۱۳۳۲ هجري

يوم التغابن !

معاربه عظيمه منتظره موعوده
اور
ليالی جنگ کی صبح نتائج !

(۲۶ - اگست سنه ۱۹۱۴)

هذا الذی کنتم به تکذبون ! ۸۳ : ۱۷

وه' آزمايش ثبات اور امتحان قيام کا ايک يوم عظيم تها جو آيا اور چلا گيا ' وه اُميد و بيم ' استقرار و اضطرار ' اور اقدام و تقہقر کي ايک تقسيم و تقدير تهي جو آئي اور چلي گئی ' وه فوز و خسران اور اقبال و ادبار کا ايک پيغام تها جو پہنچا اور سناديا گيا ' وه قتل و مقتولي' حکم و محکومي' امر و ماموري' اور قہر و مقہوري کا ايک تماشاگاه تها جو شروع هوا اور ختم بهی هوگيا ' وه آنے والے وقتوں اور هونے والے واقعات کے ليے ايک امر ناطق ' ايک حاکم فاصل ' اور ايک ترجمان مستقبل تها جس نے اپنا حکم سنايا اور پورا هوا ' وه تسابق احزاب ' تصادم قوی ' اور تنافس سيوف و مدافع کا اولين فيصله تها جو هونے والا تها اور هوگيا - غرضکه وه شب هاے انتظار اور ليالي خوف و طمع کي ايک صبح نتائج تهي ' جسکی هولناک اور محشر خيز روشني درياے "مي يوز" کي پر امن اور ساکن سطح کے افق پر نمودار هوئي' اور قلعۂ "ميزيرين" اور "مونٹ ميڈي" کي برجيوں تک پهيلکر آنے والے يوم عظيم ميں مدغم هوگئي :

والليل اذا ادبر ! و الصبح اذا اسفر ! انها لا حدی الکبـر ' نذيراً للبشر ' لمن شاء منکم ان يتقدم او يتاخر ! (۷۴ : ۴۰)	" (پس) قسم هے (انتظار کے) رات کي جب وه ختم هونے لگے ' اور صبح (نتائج) کي جب وه روشن هوجاے ' که دنيا کے عظيم الشان واقعات ميں سے يه ايک عظيم الشان واقعه هے ' اور (اپنے آنے والے نتائج و حوادث) سے انسان کو ڈرانے والا هے - البته يه انذار و تخويف انهي کيليے هے جو تم ميں نظر عبرت رکهتے هيں' اور جنکا دماغ فہم و فکر کيليے متحرک رهتا هے - يعني جو تم ميں سے آگے بڑهنا چاهتے هيں يا پيچهے هٹنا چاهتے هيں' پر ايک هي خيال پر (پتهر کي طرح) منجمد نہيں " -

هاں' يه سچ هے که وه " يوم الفصل " نه تها جو آخري فيصله کرنے والا دن هے اور جو آنے والا هے :

ان " يوم الفصل " کان ميقاتا : يوم ينفخ فی الصور فتاتون افواجـا ! (۷۸ : ۱۹	بيشک فيصلے کا ايک دن مقرر هے - وه دن جبکه آخري نتائج کے ظهور کا صور پهونکا جائيگا اور تم فوج در فوج هر طرف سے آ جمع هوگے !

وه " يوم عسير " نه تها جو مصيبتوں کي انتہا اور سختيوں اور صعوبتوں کے نزول کا آخرين دن هوگا ' اور جبکه اُن ايام هاے عيش و نشاط کا حساب ليا جائيگا ' جو کمال عصيان و طغيان اور فساد فی الارض ميں بسر کيے گئے هيں :

فذالـک يومئذ يوم عسير على الکافرين غير يسير ! (۷۴ : ۱۰)	پس وهي دن هے که بڑے هي سختي اور مشکل کا دن هوگا' جسميں کسي راه اور کسي شکل بهي آساني کي صورت نظر نه آئيگی !

وه " اجل مسمی " نه تهي جو آخري فتح و شکست اور نصرت و خسران کا فيصله کريگی اور جو لکهي جا چکی هے :

وجعل لهم اجلا لاريب فيه (۱۷ : ۹۹)	اور انکے ليے ايک وقت مقرر کرديا هے جسکے آنے ميں کچهه شک نـ

البته وه "يوم التغابن" تها - کيونکه اسميں هار جيت کا پہلا ميدان گرم هوا' اور اسليے جنگ يورپ کے ايام عظميه کي پہلي منزل جسکے ليے تمام سطح ارضی يکسر چشم انتظار تهي' اُسي ميں نمودار هوئي' اور حوادث و سوانح کا قافله منزل نتائج پر پہنچا اور گذر گيا :

ذالک يوم التغابن ! (۶۴ : ۹)	(يقيناً) يہی هار جيت کا دن تها !

(انتظار غير مختتم !)

ليکن جبکه يهه سب کچهه جو هونے والا تها' هوچکا - جبکه اس دن کے نتائج بجلي کی طرح چمک چکے اور بادل کی سي آوازے گرج چکے - جبکه وه آنے والا جس کا انتظار تها آگيا ' اور جس تماشے کا منتظر بنايا گيا تها وه شروع بهي هوا اور ختم بهي هوگيا' تو ضلالت فکر' غفلت راے' اور دسائس کار کا يهه کيسا عجيب و غريب منظر هے که انتظار کرنے والے ابتک بدستور مشغول انتظار هيں اور انسے کہا جا رها هے که انتظار کيے جاؤ ؟ عشق نتائج کي وه شب تاريک جو تمام دنيا بڑی بے چينيوں اور بيقراريوں ميں کاٹ رهي تهي اور روشني کے ليے يکسر چشم هوگئي تهی' بالاخر ختم هوئي اور اگر فيصله کا روز روشن نهيں تو اُس کي صبح کي روشني تو ضرور پهيل گئي' ليکن انسان کي جسارت غفلت کي اس سے بڑهکر اور کيا مثال هوگي که آسمان کے طرف تکنے والے ابتک تک رهے هيں' اور انسے کہا جا رها هے که صبح کے ستارے کے ليے تکتے هي رهو اور جو روشني پهيلي هے اسے نه ديکهو ؟

پهر اگر يهه سچ هے که ابتک کچهه بهي نہيں هوا اور جس منزل کا انتظار تها وه ابتک نہيں آئي ' تو آخر وه کب آئيگي ؟ منزلوں پر منزليں گذرتي گئيں ليکن هر مرتبه کہا گيا که وه نہيں آئي' انقلاب پر انقلاب هوتے گئے ليکن هر تغير پر يقين کيا گيا که وه نہيں آيا بلکه اب آئيگا - آخر يهه انتظار کب تک ؟ اور يهه تجاهل تا کے ؟

هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ؟ ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون !	پهر کيا تمهارے پاس کوئي (اور) علم صحيح و تشفي بخش هے جو همارے (اطمينان و رفع شک کے ليے) تم پيش کر سکو ؟ افسوس که تمهارے پاس کچهه بهي نہيں هے - سوا اسکے که اپنے ظن و وهم سے لا يعني باتيں اڑاؤ !

اگر اميد کا حکم اور قياس کا فيصله ايسا هي هے تو يقين کرو که يهه انتظار کبهي بهي ختم نه هوگا - يہاں تک که انتظار کرنے والے انتظار هي ميں رهينگے اور انقلاب اور حوادث کا آخري ورق الٹ ديا جائيگا ' اور اس سے پہلے کا ورق تو کب کا اُلٹا جا چکا :

هل ينظرون الا الساعـة ان تاتيهم بغتة و هم لا يشعـرون (۴۳ : ۶۶)	کيا يه لوگ اُس آخري وقت کے منتظر هيں که ناگہاں انپر آجاے' اور انکو خبر بهی نهو ؟

کے قلعہ لانگوے تک پھیل گیا - جو ٹکڑہ ایسڈن عبور کرکے نامور کي طرف بڑھا تھا ' غالباً ۱۵ - اگست کو نامور سے دس میل ادھر اس سے بلجین فوج کا ایک مقابلہ ھو رھا تھا کہ اتنے میں متحدہ فوج بلجیم پہنچ گئي اور نامور کے پاس ایک مثلث شکل میں اپنا خط دفاع مقرر کیا -

نامور دریاے مي یوز کے مغربي جانب عین ساحل پر ھے - اسکے دوسري جانب کسي قدر نیچے ھٹکے دینان ھے - جرمني فوج وھاں تک پہنچ چکي تھي اور اسکا ایک حصہ مي یوز کے پار سے بھي مثل مغرب کے نامور کی طرف بڑھ رھا تھا -

(فوج کي تعداد)

خبروں میں افواج کی تعداد کے متعلق بھی جابجا تضاد ھے - تاھم ۲۶ اگست کو ٹائمس لندن کے فوجی نامہ نگار نے جو آخری تعداد بتلائی ھے' وہ اس بارے میں صحیح روشنی بخشتی ھے :

" ۴ - لاکھہ ۳۰ - ھزار جرمن مي یوز کو عبور کرچکے ھیں - انکے علاوہ وہ تعداد ھے جو بلجیم فوج کی نگرانی کرتی ھے یا زخمیوں وغیرہ کے پاس ھے - یا لورین اور السیس وغیرہ میں کام کرنے کیلیے چھوڑ دي گئی ھے - پس نقصانات اور فوج ردیف کے علاوہ اس امر کی کوئی شہادت نہیں کہ کسی وقت بھی جرمنی کے ۱۳ لاکھہ سے زیادہ آدمی جمع ھوے ھوں - مگر فرانسیسیوں کی فوج کے پہلے ھی خط میں ۲۰ - لاکھہ فوج ھے' اور انگریزی اور بلجیم فوج اسکے علاوہ ھے' پس کوئی وجہ نہیں کہ ھم فتحمند نہوں "

اس سے معلوم ھوا کہ متحدہ فوج کي تعداد پہلے ھي خط میں ۲۳ لاکھہ سے زائد تھي اور جرمني کی تعداد ۴ لاکھہ ۳۰ ھزار سامنے' اور اتني ھي میوز کے مشرق میں اور مختلف نقاط پر پھیلي ھوئي ھوگي - پس اس سے اندازہ کرلیا جاے کہ تعداد کے لحاظ سے دونوں فریقوں کا باھمي تناسب کیا تھا ؟

(متحدہ ھجوم سے پہلے)

۴ - اگست سے ۱۵ تک صرف بلجیم کے دفاع کا پہلا دور ھے - سرکاري اطلاعات کے بموجب یہ تمام زمانہ اس عالم میں گذرا کہ جرمني برابر شکستوں پر شکستیں کھاتی رھي - رسد کا ذریعہ مسدود ھوگیا ' ھر معرکہ میں اسے بے تحاشا بھاگنا پڑا ' اسکے توپ خانے کي بست سالہ عظمت غلط نکلي' بڑي بڑي تعدادوں میں وہ قید کي گئي' بے شمار جرمن قتل ھوے' اور انکے زخمیوں سے میدان بھر بھر گیا - غرضکہ اسے ایک فتح بھي نصیب نہ ھوئي اور انتہاے ناکامي سے دوچار رھي -

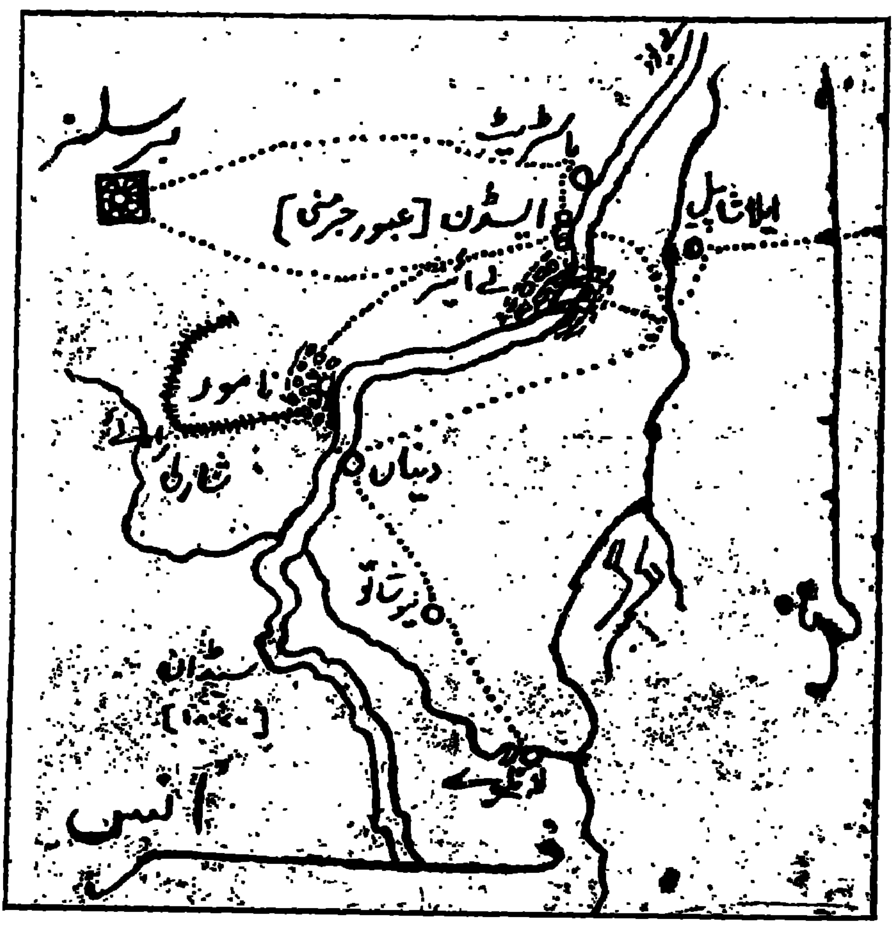

بلجیم کي وہ حالت جب متحدہ افواج داخل ھوئی - جرمني جس ترتیب اور راہ سے بلجیم میں بڑھتي آئي' اسکو بذریعہ نقطوں کے خطوط کے دکھلایا ھے - متحدہ افواج نے نامور کے قریب اپنا پہلا خط بنایا تھا - سرحد بلجیم کے اندر دوھري جدول دریاے می یوز کا مشہور خط استحکامات ھے - سیڈان کا ذکر تاروں میں آیا ھے جہاں ۱۸۷۰ع کے حملے میں جرمني نے یادگار فتح حاصل کی تھي-

ایسي حالت میں ظاھر ھے کہ متحدہ افواج کا یہ ھولناک سیلاب جس دشمن کو بہانے کیلیے بڑھا تھا ' اسے گویا پہلے ھی سے بلجیم نے بد حواس کردیا تھا اور اب متحدہ فوج دشمن کو زخمي کرنے کے لیے نہیں بلکہ اسکے زخم کو اور زیادہ گہرا کرنے کے لیے بڑھي تھی !

(معرکۂ مونس' سقوط نامور و شارلي راے)

متحدہ افواج کے ورود کا جرمن پر کیا اثر پڑا ؟ اسکا جواب تو مشکل ھے ' البتہ واقعات سے یہ ضرور معلوم ھوتا ھے کہ اسکے قدم اور زیادہ تیز ھوگئے - سب سے پہلے اس نے لیژ کے قلعوں کو مسخر کرلیا - پھر فوج کا ایک ٹکڑا مشرق میں بڑھکر برسلز (دارالحکومت بلجیم) پر قابض ھوا - لیژ کي تسخیر کا تو ابتک اقرار نہیں کیا گیا' مگر برسلز کے سقوط کي اطلاع دي گئي' اور ساتھہ ھی انگلستان کے ماھرین جنگ نے دنیا کو پیام تشفي بھیجا کہ "یہ محض جنگي مصلحت ھے نہ کہ شکست" یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم

بالاخر خدا خدا کرکے پردۂ انتظار چاک ھوا' اور اُس معرکۂ عظیمہ کا میدان ھولناک نظر آیا' جسمیں دنیا کي اعلی ترین تیس لاکھہ فوج بیسویں صدي کي آخرین مہلک ایجادات سے مسلح ھوکر نبرد آزما تھي ' اور جو آیندہ کے لیے متحدہ افواج کي بیس لاکھہ سے زائد جمیعت کے مشن کا قطعي فیصلہ کرنے والا تھا -

متحدہ افواج نے اپنا پہلا پڑاؤ نامور کے قلعوں کے سامنے میں ڈالا تھا کیونکہ لیژ کے بعد سب سے بڑا مستحکم مقام یہي تھا بلکہ تاروں میں ظاھر کیا گیا تھا کہ وہ لیژ سے بھي زیادہ مستحکم ھے - ۱۸ - اگست کي ایک تاربرقی (جس نے زبان پنہاں میں سب سے پہلے لیژ کي تسخیر کي مخبري کيٰ ھے) یہ تھي :

" اب یہہ دلچسپ سوال پیدا ھوگیا ھے کہ کیا جرمني نامور پر حملہ کرنے کي جرأت کریگي یا خوف کھاکر اسے چھوڑ دیگي ؟ نامور کے قلعے لیژ کے قلعوں سے کہیں زیادہ مستحکم ھیں "

لیکن ظالم جرمني نے "خوف کھاکے بالاخر" نہ چھوڑا اور جرأتوں سے معمور ھو کے پوري تیز قدمي سے بڑھي - ۲۳ کو مونس میں جرمن اور متحدہ فوج کا مقابلہ ھوا اور اُس "عظیم الشان معرکہ" کا سلسلہ شروع ھوگیا جسکا اسقدر اضطراب ' اسقدر امیدوں' اور اسدرجہ ارادوں کے ساتھہ انتظار کیا جا رھا تھا - ۲۵ کو اس معرکے کے جو حالات ھمکو سنائے گئے انکا دلچسپ اور تاریخ فن روایت میں یادگار رھنے والا خلاصہ یہ تھا کہ "دن بھر لڑائي رھی اور (حسب قاعدہ) انگریزي فوج آخر تک اپنی جگہہ پر قائم رھی" اور کو اس کامیابی کے ساتھہ قائم رھنے

فرانسيسي مقام پر قابض هوكر وه پيرس كے سامنے هے : الهاكم التكاثر حتى زرتم المقابر !

و ان ادري ا قريب ما توعدون ام يجعل له ربي امدا ۔ (۱۸ : ۹۲)	اور ميں نهيں جانتا كه وه اخرى وقت جو آنے والا هے اور جسكي خبر دي گئي ' بالكل قريب هے يا پروردگار عالم اسميں كچهه تاخير ڈالديگا !

هم اس فوج كي اخلاقي عظمت كے كارناموں پر نازاں هيں جس نے ايسے آتش افشاں اور ناعاقبت انديش دشمن كے مقابلے ميں (جو آگے بڑهنے كے مقابلے ميں شديد نقصانوں كي بهي كچهه پروا نهيں كرتا) كبهي بهي اپني " ٹهنڈي " طبيعت اور پر تحمل عسكريت كي پر فخر روايتوں كو ضائع نه كيا ۔ وه جب كبهي پيچهے هٹي تو فرار و انهزام كے اضطراب كي جگه حمله كے اجتماع كي طرح عمده ترتيب اور پر شان قاعده كے ساتهه هٹي ' اور جب كبهي اس نے كسي مقام كو چهوڑ ديا اور پيچهے كے طرف تقهقر كيا تو اس ميں بهي اسرار جنگ كا يه سر مخفي ملحوظ ركها كه "دشمن كو بند اور محدود مقامات كي جگهه كهلے ميدانوں ميں لڑكے تباه كرنا " چاها '

اس سر مخفي كے تباه كن نتائج كسي وجه سے هميں نه بتلائے گئے هوں يا انكو ظاهر هونے كا موقعه نه ملا هو ' تاهم تخم ريزي كي محنت كو پهل كے نه آنے سے بالكل نظر انداز نهيں كر ديا جاسكتا ۔

بلاشبه يه ايك عظيم الشان يادگار هے جو اميد هے كه تاريخ جنگ ميں فوجي محاسن اور فني قابليت كے ايك قيمتي باب كا اضافه كرديگي ۔ ليكن چونكه اس وقت همارے سامنے جنگي فضائل كي تاريخ كي تدوين كا كام نهيں هے بلكه ايك جنگي پيش قدمي اور اسكي مدافعت كا ميدان هے ' اور هميں بد قسمتي سے ايك رقبه زمين كے قبض و سقوط كي پيمايش كرني هے ' اسليے سخت رنج كے ساتهه كهنا پڑتا هے كه عالم فضائل جذبات و مناقب اخلاق كي خواه كتني هي اقليميں مسخر هوگئي هوں مگر بلجيم اور سرحد فرانس كا وه چهوٹا سا رقبه جسكو طے كركے حريف مغرور فتح و شكست كا آخري فيصله كرنا چاهتا هے اور جسكي ايك ايك انچ زمين كيليے خون كے سمندر اور لاشوں كے جنگل بهرے جارهے هيں ' افسوس كه كسي وجه سے قبضه ميں نه ركها جاسكا ' اور هم ميدان جنگ سے اسقدر دور رهكر جو كچهه سمجهه سكتے هيں وه قدرتي طور پر صرف يهي افسوس وتالم هے ۔ قبل اسكے كه روس كا حمله جرمني كو كچهه نقصان پهنچاتا ' وه بلجيم كے پورے طول سے گذر گئي هے ' سرحد فرانس ميں ميلوں آگے بڑه آئي هے ' پيرس كو محاصره كي دهمكي دے رهي هے ' اور جنگ كي موجوده منزلوں كيليے اسقدر بس كرتا هے ۔ و ان في ذالك لايات لقوم يعقلون

يه آخري انقلاب جس نے جنگ كا نقشه منقلب كرديا هے ' قياس صحيح و غالب كهتا هے كه اسكا فيصله كن ميدان وهي تها جو ۲۴ - اگست كو موں ' شارلي رواے ' اور دينان كے سرحدي خط پر گرم هوا ' اور پهر كيمبرے تك پهنچكر درياے سوامے تك پهنچ گيا ۔ ابتداے اطلاع سے هماري راے هے كه جنگ كي دوسري منزل يا نصف اول كا فيصله كن معركه يهي تها ' اور گو اسكے تفصيلي حالات حسب عادت هميں كچهه نهيں بتلائے گئے هيں ' ليكن فرانس اور انگلستان كي سركاري تصريحات اسكي اهميت كے اعتراف پر مجبور هوگئي هيں ۔ پس في الحقيقت يهي وه شب انتظار جنگ كي پهلي صبح تهي جس كي روشني سے نتائج اخيره كے نصف النهار كو متصل هونا چاهيے : و ذلك يوم التغابن

يه معركه اگرچه ۲۴ سے شروع هوكر برابر ايك هفته تك جاري رها ' يعني پهلي سپتمبر تك جبكه جرمني كے "اميئيس" سے قريب هونے اور پهر معركۂ جنگ كے خط درياے سوامے پر منتقل هوجانے كا با تصريح اعلان كيا گيا :

سخرها عليهم سبع ليال و ثمانية ايام (۶۹ : ۷)	برابر سات رات اور آٹهه دن تك يه حادثه انپر طاري رها ۔

ليكن موجوده ذخيرۂ اطلاعات سے معلوم هوتا هے كه ان تمام ايام ميں " يوم التغابن " ۲۶ - اگست هي كو سمجهنا چاهيے جس نے خط پيرس كا دروازه كهول ديا ' اور جرمني كو ۹۰ ' ۷۰ ميل ادهر سے اپنے تيسرے سفر كو شروع كرنے كا موقعه ملا ۔ اسكي نئي پيش قدمي (جو اب پيرس سے چاليس پچاس ميل ادهر تك پهنچ چكي هوگي اور آجكل ميں اسكي خبر ملنے والي هوگي) اسي تاريخ سے قرار ديني چاهيے ۔

(معركه عظيمه كي ابتدا)

فرانس كي معركے كو دو حصوں ميں منقسم كردينا چاهيے ۔ پهلا حصه ۴ - اگست سے شروع هوتا هے جب جرمني نے اولين قدم خاك بلجيم پر ركها اور ليژ كے قلعوں كا محاصره كرليا ۔

بلجيم كي مقاومت سے فرانس اور انگلستان كا مقصد يه تها كه وه دشمن كو آگے بڑهنے سے روك دے ۔ اتنے عرصه كي فرصت ميں انگلستان اور فرانس كي متحده فوجيں بلجيم ميں پهنچكر مدافعت كيليے موجود هوجائينگي ۔ چنانچه ۱۵ - اگست كو اعلان كيا گيا كه انگلستان اور فرانس كي فوجيں حدود فرانس ميں داخل هوگئي هيں ۔

اس متحده فوج كے پهنچنے سے جنگ كي بلجيمي مدافعت كا دوسرا حصه شروع هوتا هے كيونكه اب فرانس ' بلجيم ' انگلستان ' تينوں فوجيں عمده فرصت پاكر دشمن كي روك كے ليے مستعد هوگئي تهيں ۔ پس پهلا حصه ۴ - اگست سے شروع هوكر ۱۵ پر ختم هوجاتا هے جبكه پيرس ميں سركاري اعلان كيا گيا كه اب متحده فوج نے اپنا خط قائم كرليا هے اور ۲۵۰ ميل كے رقبه كي جنگ شروع هونے والي هے ۔ اور دوسرا ۱۶ سے شروع هوكر يوم " التغابن " پر ختم هوتا هے ' جو غالباً ۲۶ - اگست تهي جبكه خط پيرس كي فتح و شكست كا فيصله هوگيا ۔

واقعات كے تفحص سے معلوم هوتا هے كه غالبا نامور هي كے حوالي ميں متحده فوج نے اپنا پهلا خط دفاع بنايا اور ۱۶ - اگست سے نئے معركے شروع هوگئے ۔

(ورود كے وقت)

جب متحده فوج بلجيم ميں وارد هوئي هے تو اسوقت نقشۂ جنگ كي حالت يه تهي : جرمني نے غالبا ليژ كے قلعوں كو تمام تر مسخر نهيں كيا تها ليكن اسكا ميمنه سرحد جرمني و بلجيم سے نكلكر اور درياے مي يوز كے كنارے دنان ميں پهونچ كر نيو شاٹو تك پهيل گيا تها ' اور ميسره بمقام ايسڈن مي يوز كو عبور كركے مي يوز كے مغربي ساحل سے آگے بڑه رها تها ۔ ليژ كے علاوه نامور كے نو قلعے بهي صحيح و سلامت موجود تهے اور مي يوز كے مغربي كنارے سے شمال ميں انٹورپ تك ' اور مغرب ميں ساحل ڈوور تك تمام خطۂ بلجيم دشمن سے بالكل پاك تها (ديكهو نقشه صفحه ۷)

جرمني نے اپنا خط سفر يه مقرر كيا تها كه وه كولوں سے نكلكر سرحد بلجيم ميں ايلا شاپيل سے بڑهے ' اور ميمنه قلعه ليژ كے دهنے جانب ' ميسره بائيں جانب ' اور قلب سامنے كي طرف بڑها ۔ ميمنه نے درياے مي يوز كو ايسڈن پر عبور كيا اور جنوب كي طرف روانه هوگيا ۔ ميسره دنيان پر قابض هوا اور وهاں سے شمال ميں اترے اور نيوشاٹو سے هوكر فرانسيسي سرحد

رجال حرب و زعماء جنگ یورپ ! اولین حادثۂ مفسدہ و محرکہ سراجیو ؛

ایک جدید قسم کا فرانسیسی بیٹل شپ جہاز

(۱) انگلستان
(۲) فرانس
(۳) روس

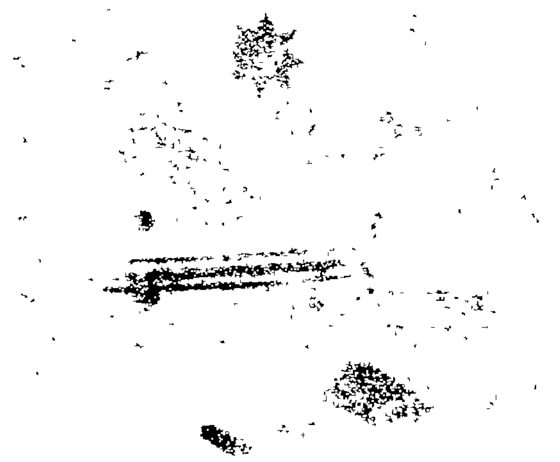

سابق ڈیوک : پرنس فرڈنی نند ولیعہد آسٹریا مع اسکی مقتول بیوی کے -

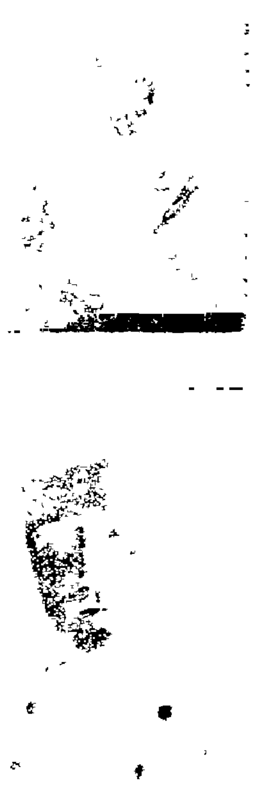

(۱) جرمنی
(۲) اسٹریا
(۳) بلجیم

وان مولٹک - سپہ سالار افواج بریۂ جرمنی

فیلڈ مارشل سر جان فرنچ - سپہ سالار افواج
بریہ انگلستان

کے بعد جرمن کي فوج کو پیچھے هٹنا چاهیے تها نه که کامیاب انگریزي فوج کو، تاهم چونکه باوجود شکست کهانے کے جرمن فوج نے بد قسمتي سے "نامور کا خط مدافعت لے لیا هے اسلئے ضرورتاً متحده فوج کا ایک حصه هٹکے خط دریا سیمبرے (سرحد فرانس) تک آگیا هے" !!

فما استطاعوا من قیام و ما کانو منتصرین ! پس وه جم نه سکے اور
(۵۱ : ۴۴) نه اپنا بدله هی لے سکے

"نامور" کي تسخیر نے فی الحقیقت جرمنی کے مشن کو بلجیم میں آخري حد تک کامل کردیا، کیونکه امیدوں کا آخري سهارا یهي مقام تها، اور اب لیژ سے لیکر سرحد تک اسکے لیے میدان صاف هوگیا ! نیز اس واقعه سے متحده مشن کي ناکامي بهي اشکارا هوگئي -

جنگ کے افق پر صبح امید کي یه پهلي شام مایوسي تهي جو افسوس هے که پهر ختم نه هوئي، اور برابر تاریکي کے بعد تاریکي برهتی هي گئي - آن عظیم الشان امیدوں کا جو متحده افواج کے ورود سے تمام دنیا میں پهیل گئي تهیں، اسقدر جلد خاتمه کس درجه درد انگیز هے ؟ علي الخصوص ایسي حالت میں جبکه میدان جنگ کي خبروں نے دشمن کو پہلے هي سے سخت شکست خورده اور گویا آماده فرار ثابت کردیا تها، اور هر شخص منتظر تها که اب متحده فوج ایک آهني دیوار بنکر دشمن کے سیلاب کو روک دیگی، اور ایک انچ بهی آگے بڑهنے نه دیگی - جرمني کے وه کمبخت قیدي جو فرانس اور انگلستان میں اپني فوج کی پریشانیوں، فاقه مستیوں، قلت رسد، اور فقدان نشاط و شجاعت کی روایات امید پرور اور بشارتهاے جشن انگیز پهیلاتے تهے، یقیناً هم سب کی اس مصیبت کیلیے ذمه دار هیں جو ان عظیم الشان امیدوں کی بلندي سے یکایک گرجانے سے همیں برداشت کرنی پڑي -

(آخری نتیجه)

۲۳ سے ۲۶ تک اس عظیم الشان جنگ کا سلسله برابر جاري رها، اور یه اندازه کرنا مشکل هے که خون کے کتنے سیلاب بهے اور لاشوں کي کتني پهاڑیاں بلند هوئیں ؟ سائنس نے اس وقت تک هلاکت اور بربادي کے اعلی سے اعلی اور کامل سے کامل طریقے جسقدر ایجاد کیے هیں، ان سب کي کامل ترین آزمایش کا یه اصلي میدان تها -

تاهم افسوس هے که متحده افواج ایک انچ بهي دشمن کو پیچھے هٹانے کا موقع نه پاسکي، اور باوجود ان اعلانات کے جو افواج کي فوجی قابلیت اور عسکري مناقب کے متعلق جنرل ژوفرے اور جنرل فرنچ نے یکے بعد دیگرے بهیجے، جرمنی نے شارلي راے کے معرکے هي میں سرحد فرانس عبور کرلي جو اسکے خط جنگ کي دوسري منزل تهي، اور " معرکۂ عظیمه" کا فیصله هوگیا -

اب اعلان کیا گیا که متحده افواج سرحد کے ادهر آگئي هے، اور اس نے لیل سے لیکر موبوژ تک سرحد کے پیچھے اپنا خط بنایا هے - یه متحده افواج کا دوسرا خط تها - کاش اسي خط پر جمنے کا موقع ملجاتا ! لیکن افسوس که ۲۵ کو عظیم الشان معرکے کي دوسري قسط پیش آئي، اور متحده افواج نے گو اپني هیبت و سطوت کے علم گاڑدیے، اور اپني شجاعت و بسالت کے سکے بٹهادیے، تاهم اسے پیچھے هٹنا هی پڑا اور دشمن کیمبرے تک پهونچ گیا !

اسکے بعد متحده افواج اور پیچھے هٹي اور کیمبرے کے عقب میں آئي، لیکن ۲۶ کے قیامت خیز معرکۂ کیمبرے کے بعد یهاں سے بهي " شاندار مقابله کرکے " پیچھے هٹنا پڑا، اور سابق اطلاع کے مطابق دریاے سوامے کے پاس ایمي نس سے لافیرے اور لیون هوتے هوے، ایک ثلث دائرے کي شکل میں میزیرس تک پهیل گئي - و ذلک یوم التغابن !

(یوم التغابن کے بعد)

جرمن فوج کهیں بهی روکي نه جاسکي اور یکے بعد دیگرے متحده افواج کو پیچھے هي هٹنا پڑا : کانهم الی نصب یو فضون (۷۱:)

لا فیرے اور لیون کے بعد قلعه هاے " ریم " کے استحکام نے بڑي بڑي امیدیں دلائي تهیں کیونکه وه ایک محفوظ و مستحکم مقام هے :

الا في قری محصنة او من کهري هوی اور محفوظ بستیوں میں
وراء جدر (۵۹ : ۱۷) یا دیواروں کي آڑ سے !

لیکن : لن ینفعکم الفرار ان فررتم (۳۳ : ۲۰) متحده افواج نے اگرچه جان توڑ کے داد شجاعت دي اور کوئي کسرا ٹها نه رکهي لیکن یهاں سے بهي پیچھے هٹنا پڑا اور ریم فتح هوگیا !

(متحده افواج کي ناکامي)

یهه کهنا کتنا هي افسوس ناک هو مگر واقعات مجبوراً کهلاتے هیں که متحده افواج کو اور علی الخصوص فرانس کی ۲۰ لاکهه سے زیاده جمعیت کو جرمني کے مقابله میں کامیابي حاصل نه هوئي، اور جس غرض سے وه نکلی تهي یعنے جرمني کو روکنے کیلیے، اسکے لیے کچهه بهي نه کرسکي - اب جرمني پیرس کا محاصره کر رهي هے اور کچهه نهیں کها جا سکتا که کل کیا هو ؟ ممکن هے که مشیت الهي کوئی غیر متوقع تبدیلی پیدا کردے :

انه علی رجعه لقادر ! (۸۶ : ۹)
بیشک خدا تو اسپر بهي قادر هے که اُسے لوٹا دے -

لیکن حالات کا قدرتي نتیجه اسکے خلاف هے والعلم عند الله -

" جو هونا چاهیے تها اور جو کچهه قبل از وقوع سونچا گیا تها، اور جو کچهه اس وقت هو رها هے، ان دونوں کا موازنه کرنے پر هم سب مائل هیں - جهاں تک واقعات ظاهر هوے هیں انسے ناگزیر طور پر یه نتیجه نکلتا هے که انگریز اور فرنچ کمانڈر اپنا کام نهیں جانتے "

(استیٹسمین، ۷ ستمبر)

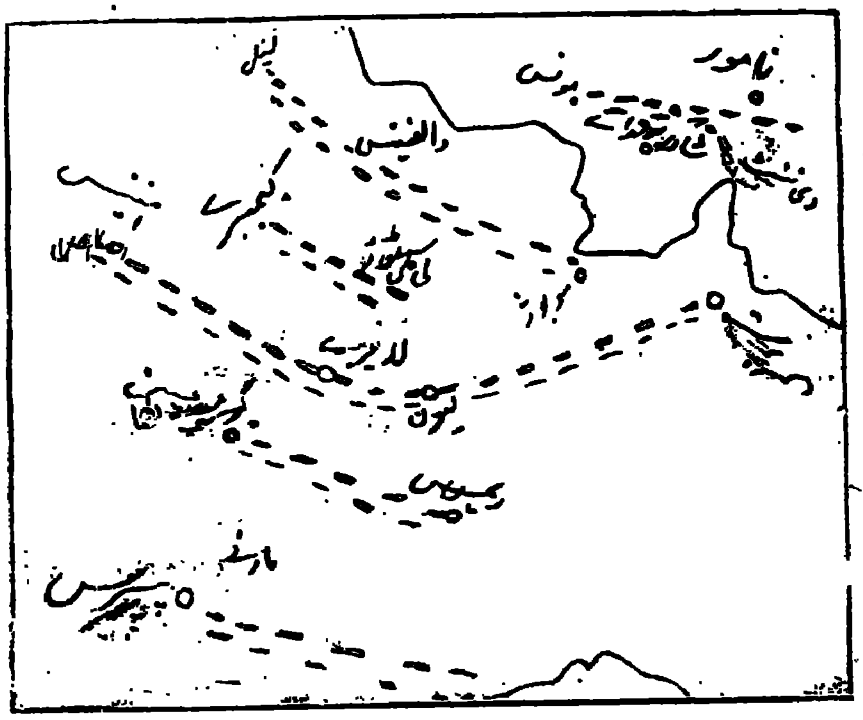

متحده افواج اپنے قیام کے خط بنا بنا کر هر بار پیچھے هی هٹتي آئی - اس نقشه سے به یک نظر معلوم هوتا هے که نامور سے لیکر یکے بعد دیگرے پانچ خط قیام بنائے گئے مگر جرمني انپر قابض هوتی گئي - انکے بعد موجوده خط دفاع هے -

مراکب مخفیہ بحریہ ! اسطول متحدہ و مشترکہ بحر و فضاء آسمانی !!

سمندر کے نیچے مراکب مہلکۂ بحریہ کا استقرار!

اس مرقع میں دکھلایا ہے کہ جدید ایجادات بحریہ میں سے تحت البحر کشتیاں (سب میرین) کس طرح سمندر کے نیچے پھیل جاتی ہیں اور دشمن کے جہازوں کی آمد و رفت روک دیتی ہیں؟ سمندر کی سطح پر تحت البحر کشتیوں کے مستول لگے ہوئے صاف دکھائی دیتے ہیں - سامنے پہاڑی کے کنارے پر جنگی جہاز حیران کھڑے ہیں اور گذر نہیں سکتے - اگر وہ گذریں تو چند لمحوں کے اندر ہی تباہ کردیے جائیں -

۔ ہوائی جنگی جہازوں کا بالائے سمندر ایک منظر!

عالم آب و باد کا متحدہ حملہ !!

نیچے جرمنی کا ایک بیڑہ ہے اور اوپر ایک زپلن ہوائی جہاز، جہازوں کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا ہے - بحری اور فضائی متحدہ حملے کو اسمیں واضح کیا گیا ہے

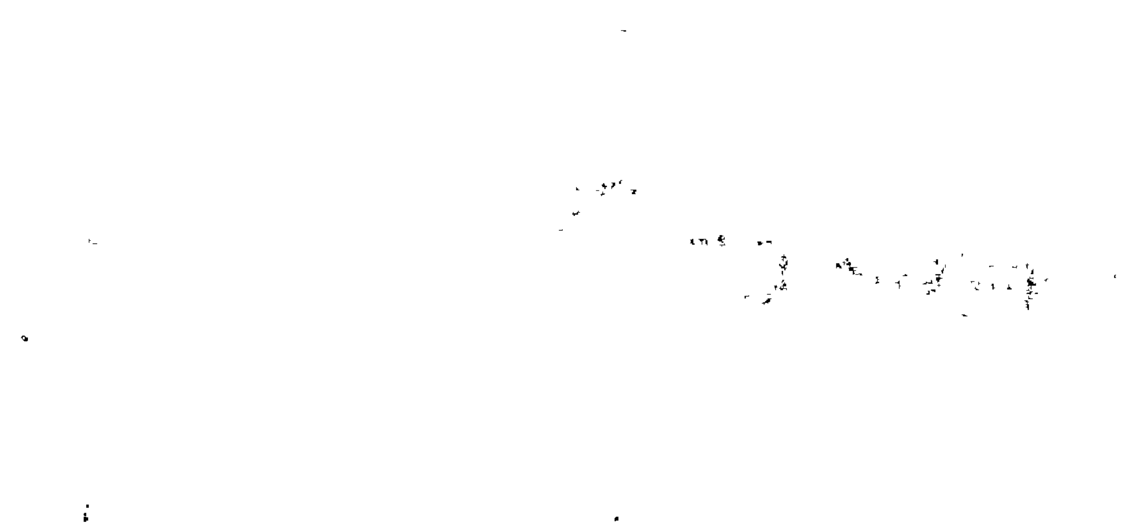

بندرگاہ اسپٹ هیڈ میں برطانیہ قواء بحریہ کا ایک منظر عمومي

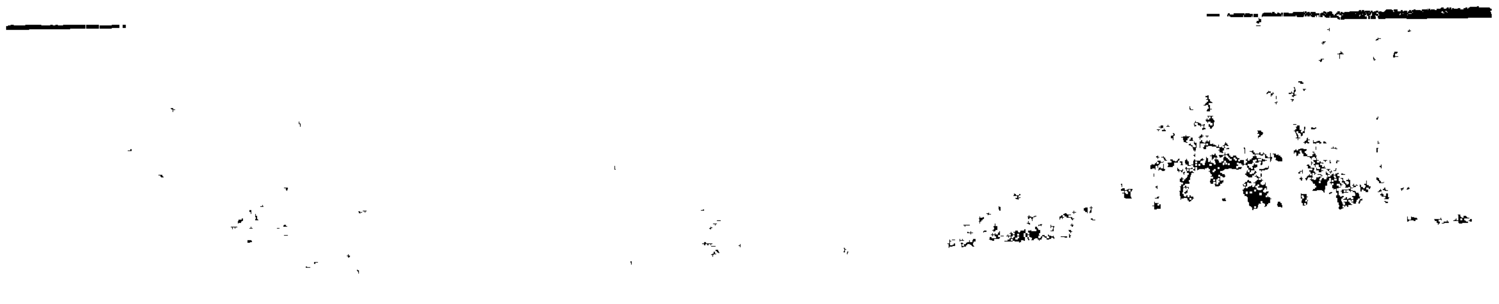

نہرکیل میں جرمني کے قواء بحریہ کي ایک علم نمایش !

سرجان جلیکیو نائب امیر البحر برطانیہ

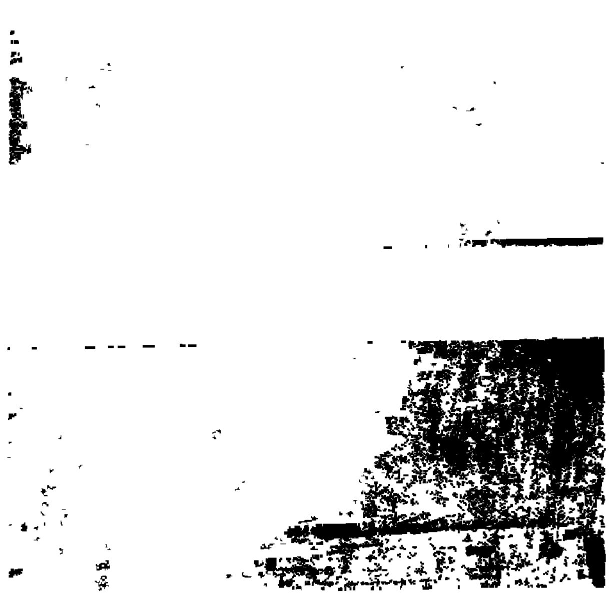

(۱) ایک فرانسیسي کروزر : ژولیس مي شیلے نامي جو برطاني جهازوں کے ساتهہ مصروف کارزار ہے -

(۲) جرمني کا سب سے بڑا اور سب سے آخري قسم کا بیٹل شپ جہاز -

امیر البحر وان ٹرپٹز جرمن وزیر بحر

مقالات

تاریخ حروب اخیرہ کا ایک صفحه

نفقـــات جنـگ

اسلامی غزوات اور جدید دور تمدن کی لڑائیوں میں روحانی اور مادی مقاصد نے جو حد فاصل قائم کردی ہے' اوسکو دور جدید کے مصارف جنگ اور بھی زیادہ نمایاں کردیتے ہیں - ہم نے کتب حدیث و سیر میں بارہا پڑھا ہے که ایک مقدس وجود اعلاے "کلمة الله" کیلیے اوٹھا ہے' اور اس مقصد جلیل کی تکمیل میں اوسکی ایثار نفسی نے صرف ایک لقمۂ خشک پر قناعت کی ہے - ہمکو اوس مقدس گروہ کا حال بھی معلوم ہے جسکو اس پاک مقصد کی اشاعت کیلیے راستے میں درخت کی پتیاں چبانی پڑیں' اور اس نے خوانہاے نعمت سے سیر شکم اور زرہ و جوشن سے آہنی جسم بنکر لڑنے والوں کو صداے تکبیر کی ایک گرج میں بے دم کردیا! کانهم بنیان مرصوص ایسے ہی فاقه مستوں کا وصف حال تھا -

لیکن موجودہ لڑائیاں دنیا کیلیے ایک ایسی لعنت ہیں جو جان و مال' دونوں کا خاتمه کردیتی ہیں - اعلان جنگ ہونے کے ساتھه ہی یورپ کا اعلی ترین علم الاقتصاد صاف جواب دیدیتا ہے که وہ امن و صلح کے زمانے کا ایک خواب تھا' جسکو اب بالکل بھلا دینا چاہیے!

خوش قسمتی سے یه دولت جو زمانۂ جنگ میں نہایت بیدردی کے ساتھه صرف کی جاتی ہے' وہ خون کی طرح بالکل بہ نہیں جاتی بلکه صفحۂ قرطاس پر نقش و نگار کی صورت میں اپنی یادگار بھی چھوڑ جاتی ہے' اور اس نقش خونیں سے ہم اس زمانے کے مصارف جنگ کا ایک ہولناک نقشه مرتب کرسکتے ہیں - دوران جنگ میں ملک کی اقتصادی حالت کو مختلف غیر منضبط طریقوں سے جو نقصان عظیم پہونچتا ہے' اوسکے اندازہ کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعه نہیں ہے لیکن لڑائیوں کے مصارف عظیمه اور نتائج محزنه و الیمه کا مکمل نقشه پیش کیا جاسکتا ہے -

(قرون اخیرہ کے حروب عظیمه)

یورپ میں جنگ کریمیا کے زمانے سے آج تک جو لڑائیاں ہوئیں اور اون میں جان و مال کا جو نقصان ہوا' اوسکی تفصیل یه ہے:

(نام جنگ)	(سنه)	(نقصان جان)	(نقصان مال)
جنگ کریمیا	۱۸۵۴	۷۸۰۰۰۰	۳۴۰ ملین گنی
جنگ ازادی غلامان امریکه	۱۸۶۱ - ۱۹۷۱	۸۰۰۰۰۰	۱۴۰۰ ,,
جنگ فرانس و جرمنی	۱۹۷۰ - ۱۹۷۱	۸۵۳۰۰۰	۵۶۰ ,,
جنگ روس و ترکی (پلیونا)	۱۸۷۷		
جنگ امریکه و اسپین	۱۸۹۸	۰۰۰۰	۰۲۵۹ ,,
جنگ ٹرانسوال	۱۸۹۹ - ۱۹۰۲	۰۶۸۷۰۰	۲۷۰۰ ,,
جنگ روس و جاپان	۱۹۰۴ - ۱۹۵	۴۸۵۰۰۰	۵۰۳ ,,

(جنگ بلقان کے مختلف فریق):

(نام جنگ)	(سنه)	(نقصان جان)	(نقصان مال)
بلگیریا		۱۴۰۰۰۰	۰۰۹۰ ملین گنی
سرویا		۰۷۰۰۰۰	۰۰۵۰ ,,
یونان		۰۳۰۰۰۰	۰۰۲۵ ,,
مانٹی نیگرو		۰۰۸۰۰۰	۰۰۰۱ ,,
		میزان	۳۸۵۲

جنگ بلقـان کے زمانے میں دولة عثمانیه کے نقصانات کی اگرچه صحیح تفصیل معلوم نہیں ہے' تاہم اس میں شبه نہیں که لاکھوں سپاہیوں کی جانیں ضائع گئیں' تمام سامان جنگ برباد ہوگیا' اور مصارف جنگ کی تعداد کم از کم ۸۰ ملین گنی تک پہونچ گئی - (ایک ملین ۱۰ - لاکھه کا ہوتا ہے)

(موجودہ جنگ کا قبل از جنگ تخمینه)

جرمنی' انگلستان و فرانس کے ساتھه ایک مدت سے آمادہ پیکار تھی' اسلیے وہاں کے علماے اقتصاد و رجال حرب نے پہلے ہی سے اوسکے مصارف جنگ کا ایک تخمینه لگالیا ہے - علم الاقتصاد کے ایک مشہور جرمن عالم کا خیال تھا که جب حکومت جرمنی دوسری سلطنتوں کے ساتھه دست و گریباں ہوگی تو اوسکو جنگ کے پہلے ۶ ہفتوں میں فوج اور جنگی جہازوں کے مصارف کیلیے ۶۰ ملین گنی کی ضرورت پڑیگی - اسکے علاوہ رسد وغیرہ کے مصارف ۵۰ ملین گنی سے کم نہونگے - خوف و بے اطمینانی کی وجهه سے عام تجارت اور ملکی بازاروں کا جو نقصان ہوگا' اوسکی تعداد بھی ساڑھے بارہ ملین گنی ہوگی' اسطور پر جنگ کے پہلے چھه ہفتوں میں جرمن کو ۱۲۲ ملین اور نصف ملین گنی کا نقصان برداشت کرنا پڑیگا!

چنانچه آج وہ منتظرہ جنگ شروع ہوگئی ہے اور جرمنی کے حملے پر چار ہفتے گذر چکے ہیں - اب مندرجه بالا تخمینے سے اس ہولناک نقصان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو اس جنگ میں ابتک صرف جرمنی کو پہونچا ہوگا - دوسری حکومتیں ابھی باقی ہیں - اگر جنگ نے طول پکڑا تو عالم انسانیت کے اس نقصان کا آخری میزان کیسا ماتم انگیز ہوگا جو محض چند مغرور انسانوں کے فتنۂ افساد اور جوع سیادت سے کرۂ ارضی پر عالمگیر ہو رہا ہے؟

(ضروریات زندگی کا اثر)

آج ۴۰ سال سے تمدنی ضروریات بہت بڑھ گئی ہیں اور بڑھتی جاتی ہیں - موجودہ دور تمدن میں انسانی زندگی نہایت گران قیمت ہوگئی ہے جسکا اثر مصارف جنگ پر بھی شدت کے ساتھه پڑا ہے - سنه ۱۸۷۰ میں جرمنی اور فرانس کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی' اوس میں جرمنی کو فی سپاہی ۵ - روپیه اور فرانس کو ساڑھے پانچ روپیه روزانه صرف کرنا پڑا تھا' لیکن آج ایک سپاہی کا روزانه خرچ ساڑھے سات روپیه سے کسی طرح کم نہوگا' جنگ ٹرانسوال میں تو انگریزوں کو فی سپاہی ایک گنی تک صرف کرنا پڑا تھا -

اسٹریا کے وزیر جنگ نے سنه ۱۹۱۰ میں بیان کیا تھا که زمانه جنگ میں ایک اسٹرین سپاہی کا خرچ روزانه ساڑھے سات روپیه

معرکہ زار بحر شمال ! خوارق و عجائب ترقیات حربیہ بحریہ !

بحر شمالی آج دنیا کے قواۓ حربیۂ بحریہ کا سب سے بڑا بحری تماشہ گاہ ہے - کیونکہ دنیا کے دونوں زعماء بحر (برطانیہ و جرمنی) کی بحری طاقتوں کو اسی سے تعلق ہے - موجودہ جنگ میں سیادت بحری کا شاید آخری فیصلہ یہیں ہو - اس نقشہ میں برطانیہ اور جرمنی کے جنگی جہازوں کے مواقع ' حدود ' ترتیب ' اور تقابل کا ایک تخمینی منظر دکھلایا گیا ہے - دھنی جانب جرمنی کے جہاز ہیں اور بائیں جانب برطانیہ کے - درمیان میں نقطوں کی جدول سے انکے حدود بحری کو الگ کردیا ہے - بالکل سیاہ نقوش بیٹل شپ جہاز ہیں اور جنکے اندر سفیدی چھوڑ دی ہے ' وہ کروزر ہیں -

به یک تنویر در تفتیش !

اس موقع میں موجودہ جنگی جہازوں کی روشنی کے برقی آلات کی قوت دکھلائی ہے - جہاز نے ایک ہی وقت میں آسمان اور زمین ' دونوں کو روشن کردیا ہے - سمندر کو روشن کرکے دیکھتا جاتا ہے کہ تارپیڈو کشتیوں کی زد میں نہ آجاۓ - ساتھہ ہی آسمان کی فضا کو روشن کرکے دیکھہ رہا ہے کہ کہیں اوپر سے دشمن کا ہوائی جہاز گولہ باری نہ کردے !

انگریزی بیڑے کی ہولناک توپ !

جسکا دہانہ ١٣ × ٥ - انچ کا ہے - یہ توپ بڑے ڈریڈ ناٹ جہاز " اورین " نامی میں نصب ہے -

بائیں جانب تارپیڈو کشتی کا وہ آلہ دکھلایا ہے جسمیں ہوا بھری جاتی ہے اور جسکی قوت سے وہ حملے کے وقت نہایت آسانی سے اوپر نیچے ہوتی

مصارف جنگ کي وسعت ' کانوں کي پیداوار' بینکوں کي درآمد برآمد' اور مہاجنوں کے لین دین سے ثابت ہوگیا ہوگا کہ اس زمانے میں لڑائي کي باگ تمامتر مہاجنوں ہی کے ہاتھہ میں ہے' وہ مالی مدد دیکر جس سلطنت کو چاہیں دوسري سلطنت سے لڑاسکتے ہیں' یا جنگ روک دبے سکتے ہیں - ابھي دو برس کا زمانہ گذرا ہے کہ جرمني و فرانس میں جب جنگ کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا تو فرانس کے مہاجنوں نے اپنا تمام سرمایہ جرمن بنکوں سے نکال لیا تھا - مجبوراً جرمنی کو اس ارادہ سے باز آجانا پڑا - دولۃ عثمانیہ اور یونان میں بھي جنگ کے جب نئے خطرے پیدا ہوے' تو مہاجنوں نے باب عالی کو دھمکی دي کہ " اگر جنگ جاري کیگئی تو قرض دینے سے اپنا ہاتھہ کھینچ لینگے "

لیکن افسوس ہے کہ اس قوت سے اُلٹا کام لیا جاتا ہے - دنیا میں جتنی لڑائیاں قائم ہوتي ہیں ' اونکی تہ میں انہي مہاجنوں کا ہاتھہ کام کرتا ہے - اس سے انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب دوران جنگ میں لڑنے والی سلطنتوں کو قرض کي ضرورت پیش آئیگی تو قرض دیکر ان لوگوں کو سالانہ سود کے سمیٹنے کا موقع ملجائیگا ' یا اور متعدد اقتصادي اور مالي اغراض ہوتے ہیں جنکے لیے وہ کسي انقلابي حالت کي ضرورت دیکھتے ہیں - لارڈ سیسل اور جنگ ٹرانسوال کے تعلقات کي داستان قارئین الہلال میں سے بہت سے باخبر اور مطالعہ دوست اصحاب کو یاد ہوگي

باب التفسیر

الحرب في القرآن

(۲)

اس مضمون کا پہلا ٹکڑا گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ کے صفحات میں " الحرب و الاسلام " کے عنوان سے درج کیا گیا تھا لیکن چونکہ اسکا اصلی موضوع درحقیقت تفسیر القرآن سے تعلق رکھتا ہے اسلیے آج باب التفسیر کے تحت میں شائع کیا جاتا ہے -

* * *

گذشتہ اشاعت میں ہم قدیم وحشیانہ اعمال حرب کی ایک اجمالی فہرست پیش کرکے اسلامی تعلیمات کو واضح کرچکے ہیں - مضمون کا خاتمہ اس مبحث پر ہوا تھا کہ عرب جاہلیۃ میں جنگ و فساد اور لوٹ مار کا فخر و انبساط کے ساتھہ انتظار کیا جاتا تھا ' اور یہ انتظار قومی زندگی کے خصائص میں داخل ہوگیا تھا -

(القتال والحرب)

جنگ کے یہي وحشیانہ افعال تھے جن پر " حرب " کا مفہوم لغوي مشتمل تھا' اور اہل عرب نے عملي طور پر حرب کا یہي نمونہ قائم کیا تھا جیسا کہ دنیا کي اور تمام قوموں نے لیا - لیکن اسلام نے جنگ کے ان تمام آثار و علائم کو مٹاکر ایک نیا مدني نظام قائم کیا - اس بنا پر لغۃ و حقیقۃ ' کسی حیثیت سے بھی " جہاد اسلامي " پر حرب کا اطلاق نہیں ہو سکتا تھا - پس یہي وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاد پر ایک جگہہ بھي اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا - البتہ جہاد کی ایک خاص صورت کی تعبیر " قتال " سے کیگئي ہے' جو ظاہري مفہوم کے لحاظ سے کوتہ بینوں کے نزدیک نہایت خطرناک لفظ ہے - حالانکہ جہاد اور قتال میں ایک طرح کے عموم و خصوص کا فرق ہے :

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم (۹ : ۵)	مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو -
و اقتلوہم حیث ثقفتموہم و اخرجوہم من حیث اخرجوکم (۲ : ۵-۱۸۷)	اور کفار کو جہاں پاو قتل کرو اور جہاں سے اونہوں نے تمکو نکال دیا ہے وہاں سے تم بھی انہیں نکال دو -

لیکن دوسري آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشاکلۃ اللفظہ باللفظ ہے جو کلام میں زور پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے - خدا اپنے متعلق کہتا ہے : مکروا و مکروا للہ و اللہ خیر الماکرین - حالانکہ خدا مکار نہیں ہے ' بلکہ پرزور طریقہ سے یہ کفار کے اعمال شنیعہ کا جواب دیا گیا ہے - ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں کہ برائي کا بدلہ برائي ہے' حالانکہ برائي خود برائي ہے لیکن اوسکا بدلہ برائی نہیں ہے بلکہ وہ قانون عدل کا ایک احسن نتیجہ ہے : جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا (برائي کا بدلہ ویسي ہي برائي ہے) اسي طریقہ پر اس لفظ کا بھي استعمال کیا گیا ہے ورنہ اسکی حقیقت سئیہ مقصود نہیں ہے ' جسطرح خدا کے مکر کرنے سے حقیقي مکر مراد نہیں لیا جا سکتا - اسی طرح یہاں قتال سے بھی دنیا کا عام قتال مراد نہیں ہے :

فان قتلوکم فاقتلوہم (۲ : ۱۷۲)	اگر وہ تم سے مقاتلہ کریں تو تم بھي اون سے مقاتلہ کرو -

اور اگر اسکو تسلیم نہ کیا جاے ' تب بھی یہ خود کفار ہی کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے - جہاد کا اصل مقصد نہیں ہے - چنانچہ دوسري آیت میں اس کي تشریح کردي گئي ہے :

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم و اتقوا اللہ' و اعلموا ان اللہ مع المتقین (۲ : ۱۹۱)	جو شخص تم پر زیادتي کرے' تم بھي اوسي کے مثل زیادتي کرسکتے ہو لیکن اس سے زیادہ تجاوز کرنے میں خدا سے ڈرو ' اور یقین کرو کہ خدا پرہیزگاروں ہي کے ساتھہ ہے -

(آیات ستہ)

لیکن تمام قرآن کریم میں جہاد پر " حرب " کا اطلاق کہیں بھي نہیں کیا گیا ہے - صرف چھہ جگہ " حرب " کا لفظ آیا ہے ' حالانکہ تمام قرآن کریم جہاد کی ترغیب و تحریص سے بھرا ہوا ہے :

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقاً بین المومنین و ارصادا لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل (۹ : ۱۰۸)	جن لوگوں نے مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کیلیے ' ان میں پھوٹ ڈالنے کیلیے' اور اوس شخص کي گھات لگانے کیلیے جس نے خدا اور اسکے رسول سے پہلے لڑائی کي ہے' نیز اپنے کفر کے اظہار کیلیے ایک مسجد بنالي ہے -
انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون في الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم و ارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لہم خزي في الدنیا و لہم في الاخرۃ عذاب عظیم (۵ : ۳۷۵)	جو لوگ خدا اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں' اونکي سزا یہ ہے کہ وہ قتل کردیے جائیں' یا اونکو پھانسي دي جاے' یا انکے ایک ایک دائیں بائیں ہاتھہ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں ' یا جلا وطن کردیے جائیں - دنیا میں بھي اونکے لیے یہ ذلت اور رسوائي ہے' اور آخرت میں دوسرا بڑا عذاب ہونے والا ہے -

تک پہونچ جاتا ہے- بیوہ عورتیں، یتیم بچے "بیکار" اور رسد کي فراهمی کا صرف اسکے علاوہ ہے - اس بنا پر اگر ۲۰ - لاکھ فوج ۶ ماہ تک متصل گرم پیکار رہے تو اوسپر ۱۸۰ ملین گنی صرف کرنا ہوگی!!

(گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی)

یورپ میں سب سے تازہ ترین اور عظیم الشان جنگ فرانس اور جرمنی کي لڑائی خیال کي جاتي ہے- یہ جنگ مہاجنوں کی توقعات کے خلاف قائم ہوگئی تھي - اس بنا پر اونکو تاوان اوٹھانا پڑا - ابتدائی جنگ میں فرانسیسي بنکوں کي شرح قرض ۷۳ فی صدي تھي، لیکن اعلان جنگ ہونے کے ساتھہ هي دفعتاً بازار نرخ گرگیا، اور شرح قرض ۶۶ فی صدي تک اوتر گئی - جنگ کے ساتھہ ساتھہ شرح قرض کا یہ تنزل بھی برابر جاری رہا - یہاں تک کہ واقعہ سیدان کے بعد ۵۳ تک پہونچ گیا، اور اسکے بعد نوٹوں کی خرید و فروخت کا سلسلہ قریب قریب بالکل رک گیا - اگر کسیکو اسکي ضرورت پیش آتی تھي تو نقد قیمت ادا کرتا اور سخت نقصان اوٹھانا پڑتا تھا -

فرانس کے بنکوں سے ۹ - جون سنہ ۱۸۷۰ سے ۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۰ تک کي مختصر مدت میں جو رقم نکال لي گئي، اوسکي تعداد ۳۳ ملین گنی تھي - اعلان جنگ کے وقت پروشیا کے خزانے میں ۴۵۰۰۰۰۰ گنی موجود تھي، اور اوسنے قرض بھي لینا چاہا تھا جسکي قیمت ۱۸ ملین تک تھي، لیکن اس مدت میں دو ملین سے زیادہ جمع نہوسکا، اور پروشیا کی هنڈیوں کا نرخ ۹۳ سے گر کر ۷۷ تک پہونچ گیا - قومی کمپنیوں کے حصے بھي فی صدی ۴۰ تک میں کم ہوگئے تھے- چنانچہ اسکے بعد پرنس بسمارک نے خود کہا تھا کہ "اگر ساڑھے چار ملین گنی خزانۂ سلطنت میں نہوتي تو جرمن دو دن بھي فرانس سے نہیں لڑسکتے - "

فتح کے بعد بسمارک نے فرانس سے ۵ لاکھ ملین گنی کا تاوان جنگ طلب کیا تھا لیکن آخر میں دو لاکھ ملین گنی پر راضي ہوگیا - فرانس نے یہ رقم خطیر دو سال کي مدت میں ادا کی اور اسکي وجہہ سے یورپ کے مالی بازار میں دفعتاً جھاڑو پھرگئی -

(روس و جاپان)

زمانہ جنگ روس و جاپان میں مالی تحفظ کیلیے جاپان نے جو اهتمام اور تیاریاں پہلے سے کي تھیں وہ اوسکے لیے نہایت مفید ثابت ہولیں - چنانچہ جاپان نے اعلان جنگ سے پہلے هي ۱۱۶۹۹۶۰۰۰ گنی کي رقم خطیر بنک میں جمع کرلی تھي- روس کے بنک اور سلطنت کے خزانہ کا کل سرمایہ ۱۰۵۰۰۰۰۰۰ گنی تھا، لیکن اختتام جنگ پر جاپان کے خزانے میں ۱۰۴۴۴۰۰۰ گنی باقي رهگئي - حالانکہ وہ جنگ پر دو لاکھ ملین گنی صرف کرچکا تھا - اس مالی فایدہ کي وجہ صرف یہ تھی کہ دوران جنگ میں جاپانی قوم اور جاپانی سلطنت اپني تمام ضروریات کو ملکی ساخت کي چیزوں سے پورا کرتی تھي، اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ روپیہ بنک سے نکل کر ملک کي جیب میں آجاتا تھا، اور ملک کی جیب سے نکل کر خزانہ سلطنت کو پر کردیتا تھا - خزانہ سلطنت اوسکو بنکوں میں منتقل کردیتا اور اسطرح جو کچھہ بنکوں سے برآمد کیا جاتا تھا، وہ ھر پھرکر پھر دوبارہ اونہي میں داخل ہوجاتا تھا - یہي وجہ ہے کہ جنگ کے اس طویل زمانہ میں جاپاني بنک کو صرف ایک ملین گنی کا خسارہ اوٹھانا پڑا جو تاریخ جنگ میں همیشہ اسکے لیے کارنامۂ فخر رهیگا!

جاپان کي حکومت نے اضافہ نرخ اشیاء بھي کو نہایت سختی کے ساتھہ روکدیا تھا، اسلیے حکومت کا سرمایہ حکومت هی کے خزانے میں محفوظ رہا اور وہ اوس سے نکل کر تاجروں کے خزانہ کا جزو نہ بن سکا -

(جنگ بلقان)

مالی بازار پر جنگ کا اثر بلقان کی آخري لڑائی سے ظہور پذیر ہوا ہے -

جب ریاستہاے متحدہ بلقان نے اخیر ستمبر سنہ ۱۹۱۲ع میں فوجی تیاریاں شروع کیں، تو برلن اور وائنا کے بنکوں پر اول اکتوبر هی میں اسکا اثر پڑگیا، اور رفتہ رفتہ پیرس کے بنکوں تک متعدي ہوا، لیکن جب مانٹی نگرو نے بھی جنگ کے کیلیے هتیار اوٹھاے، تو پیرس، برلن، اور لنڈن کے بنکوں کا سنگ استقامت بھی دفعتاً هل گیا، اور ۶ ماہ تک یورپ کے تمام بنک اسی حالت تزلزل میں رہے -

اسی اثناء میں جرمنی اور فرانس نے فوج کي تعداد میں اضافہ کرنا چاہا - مالی حالت پر اسکا بھي نہایت گہرا اثر پڑا- چنانچہ ستمبر ۱۹۱۲ع سے اخیر جولائی ۱۹۱۳ع تک کی مدت میں کمپنی کے حصوں اور ھنڈیوں کا نرخ ۵۰۰ ملین گنی گھٹ گیا، اور تمام مہاجنوں نے بنک سے اپنے اپنے روپیے نکال لیے - نتیجہ یہ ہوا کہ جن بنکوں میں اوائل ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع تک ۵۴۵۴۳۱۰۰۰ گنی کے نوٹ برآمد ہوتے تھے، اون میں اخیر دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع تک صرف ۵۱۱۵۰۹۰۰۰ گنی رهگئی، یعنے راس المال میں ۳۳۹۰۰۰۰ گنی کی کمی آگئی!

جنگ بلقان سے یورپ کے بنکوں کو جو نقصان عظیم اوٹھانا پڑا اوسکي تعداد کم از کم ۷۰ ملین گنی ہے، کیونکہ لوگوں نے خوف اور بے امني کي وجہ سے اپنا تمام سرمایہ بنکوں سے نکال کر اپنے گھروں میں بھر لیا- اسوقت سے تمام بڑی بڑي سلطنتیں آنے والے خطرات کے انسداد کے لیے اپنے اپنے خزانوں اور اپنے اپنے بنکوں کے سرمایہ میں اضافہ کرنے لگیں- چنانچہ ذیل کے نقشے سے اسکااندازہ ہوسکتا ہے :

(آخر سنہ ۱۹۰۹ع سنہ ۱۹۱۰ع)

نام بنک	سرمایہ اصلي	إضافہ	إضافہ کي مجموعي تعداد
بینک آف انگلینڈ	۲۸۲۲۵۰۰۰	۳۰۲۶۲۰۰۰	۹۵۵۸۰۰۰
امپریل بنک آف جرمني	۲۲۳۲۵۰۰۰	۳۱۸۸۳۰۰۰	۳۰۳۷۰۰۰
بنک آف اسٹریاهنگري	۴۲۸۰۴۰۰۰	۵۳۴۹۹۰۰۰	۱۰۶۹۵۰۰
بنک آف فرانس	۷۲۲۳۱۰۰۰	۱۲۶۵۷۰۰۰۰	۵۴۳۳۹۰۰۰
بنک آف اٹلي	۱۵۳۸۱۰۰۰	۴۷۷۱۰۰۰۰	۳۲۴۱۹۰۰۰
بنک آف روس	۰۸۷۸۵۹۰۰۰	۱۲۶۸۰۱۰۰۰	۳۸۹۴۲۰۹۰
بنک آف یونا ئٹیڈ اسٹیٹ (۱۰ امریکہ)	۱۳۶۷۷۷۰۰۰	۲۸۲۱۴۴۰۰۰	۱۴۵۳۶۷۰۰۰

سنہ ۱۹۰۹ و سنہ ۱۹۱۰ع میں دنیا کي کانوں سے بقدر ۸۰۷۴۰۰۰۰۰ گنی کے سونا نکالا گیا - بینک و تجارت وغیرہ پر اوسکي تقسیم جس مقدار سے کیگئي، اوسکا اندازہ ذیل کے نقشے سے ہوگا :

تجارت وغیرہ	۱۹۱۷۰۰۰۰۰
هندوستان کو دیا گیا	۰۸۶۶۰۰۰۰۰
مصر کو	۰۰۲۹۰۰۰۰۰
بنک آف جاپان میں داخل کیا گیا -	۰۱۳۸۰۰۰۰۰
بنک آف ساوتھہ جنوبی امریکا	۰۰۶۸۰۰۰۰۰
بنک آف میکسکو - (امریکہ)	۰۰۵۷۰۰۰۰۰
بنک آف یونائٹیڈ اسٹیٹ (امریکہ)	۱۴۵۳۰۰۰۰۰
بنک آف کنیڈا - (برطانی نو آبادي)	۰۱۷۱۰۰۰۰۰
بنک آف اسٹریلیا و جنوبی افریقہ	۰۱۹۱۰۰۰۰۰
بنک آف یورپ	۱۷۲۷۰۰۰۰۰
عام اور بقیہ بنک -	۰۵۷۶۰۰۰۰۰
میزان کل	۸۰۷۴۰۰۰۰۰

جنگ کي تپش میں تپتے هوے چہروں پر پهر دائمی صلح کا ظل الغمام اپنا سایه ڈال سکتا ہے ؟

یورپ کے بڑے بڑے ارباب سیاست اور ارباب حل و عقد نے اس سوال کا جواب مختلف طریقوں سے دیا ہے' لیکن ایک صلح پسند شخص کیلیے ان میں ایک جواب بهي تسکین بخش نہیں -

امریکه کا سابق پریسیڈنٹ روز ویلٹ کہتا ہے :

" هاں دنیا کو صلح و آشتي کے وسائل فراهم کرنے کی کوشش کرني چاهیے' لیکن هر صلح بهي پسندیده نہیں هوسکتي - دنیا میں بہت سے ظالم ایسے پیدا هوگئے هیں جنکا سینۂ تنگ فتح کا ایک هولناک میدان ہے' لیکن وہ اس میدان کو صلح کا خوشنما سبزہ زار کہتے هیں -

بہت سے لوگ بزدلي ' ضعف عزیمت ' اور مکر و فریب کو بهي صلح کے پردے میں چهپا رہے هیں - اسلیے همارا فرض ہے که اپنے آپ کو اوس صلح سے الگ رکهیں جسکي ترکیب ظلم اور بزدلي سے هوتي ہے - تاهم ظالمانه لڑائیاں بہت اور ظالمانه صلح کم هیں - لیکن دونوں ہي دونوں قابل نفرت هیں "

لارڈ اویبري (سر جان لبک) کی راے ہے :

" مجهے صلح کي توقع بہت کم ہے - خود هم انگریز' اپنے بحري و بری مصارف جنگ کو بڑها کر دنیا کے سامنے جنگ کي تیاري کا بدترین نمونه پیش کر رہے هیں "

فریڈریک پرالیک نے اپنے وسیع قانوني تجارب کي بنیاد پر جو اونکو زمانه ججي میں حاصل هوے هیں' یه راے قائم کي ہے :

" عام خیال ہے که سلطنتوں کے جهگڑے بهي شخصی نزاعوں کے مثل هیں' اس لیے حکم کے ذریعه اسکا فیصله هو سکتا ہے' لیکن سلطنتوں کي اکثر حالتیں اشخاص سے مختلف هوتي هیں مثلا باهمی معاهدوں کے دفعات کي تشریح' یا اونکی خلاف ورزي کا فیصله عدالتوں اور ثالثوں کے ذریعه سے نہیں هوسکتا - سب سے بڑا مسئله سیادت و اقتدار کا ہے جسکو ایک سلطنت کسي ملک پر قائم کرنا چاهتي ہے - ان تمام باتوں کا فیصله صرف تمام سلطنتوں کے اتفاق و اتحاد هی سے هو سکتا ہے' اور اس اتحاد کو اوس قوت سے زیاده مضبوط و مستحکم هونا چاهیے جو اوسکي حریف بنکر اوسکا مقابله کرنا چاهتي ہے - پهر یه اتفاق بهي صرف چهوٹي چهوٹی لڑائیوں هي کو روک سکتا ہے - وہ عظیم الشان سلطنت جو دوسري سلطنت کو حقارت سے دیکهتي ہے' یا اوسکو اپنے ساتهه ملالینے کي قدرت رکهتي ہے' اس اتفاق کي بهي پروا نہیں کرسکتي "

سرگلبرٹ پارکر نہایت دلیري سے صلح کانفرنس کے خلاف اپنا یه خیال ظاهر کرتے هیں :

" میں صلح کي خوشنما امیدوں سے اپنا دل بہلا نہیں سکتا' واقعات همکو ایک عظیم الشان جنگ کي دهمکي دے رہے هیں' جب تک وحشت موجود ہے' جب تک غیر مکمل طور پر تہذیب یافته قومیں سطح زمین پر آباد هیں' اتفاق و اتحاد نا ممکن ہے - همکو خدا پر بهروسه کرکے اپنے بارود کو خشک رکهنا چاهیے "

مشہور سرتامس برکلی کا خیال ہے :

" دائمي صلح آسان نہیں' بعض لڑائیاں قانون ارتقاء کے ثابت شده اصول " تنازع للبقاء " کے لیے کی جاتی هیں' نو آبادیوں کے لیے صرف اسي غرض سے لڑائیاں قائم هوتي هیں که انسان پر لپنے ملک کا دائرہ تنگ هوجاتا ہے' اور وہ دوسري قوموں کو دهکیل کر آگے بڑهنا چاهتا ہے - کیونکه اسکے بغیر اوسکي زندگي ممکن هي نہیں -

بعض لڑائیاں استبداد و استقلال کے لیے برپا هوتي هیں' جنکی تحریک صرف ظلم کرتا ہے' بعض لڑائیاں تہذیب و تمدن کے استحکام کي غرض سے قائم کي جاتي هیں - اگر وحشت و همجیت اپنے انتہائي درجه تک پہنچ گئی ہے' تو اس قسم کی لڑائیاں دنیا کي سعادت مدنیه کے لیے مبارک فال هیں -

اسکے علاوہ جہالت اور جذبات کا جوش بهي کلیتاً نہیں روکا جا سکتا' پس اگرچه جنگ کا انسداد کلی محال ہے' تاهم هر انگریز' هر فرنچ' هر امریکن' هر جرمن' اب لڑائی کو حقارت کي نگاه سے دیکهتا ہے' اور اوس کي طرف اپنا میلان نہیں ظاهر کرتا "

مسٹر الزک امریکه کے ایک سیاسی فیلسوف هیں آن کی تمناوں کا خوش نما سبزہ زار یه ہے :

" میري بڑي خواهش یه ہے که جنگ سے علحدگي اختیار کیجاے' لیکن یه منزل ابهي بہت دور ہے' بہت سے مسائل ثالثي کے ذریعه حل هوسکتے هیں' لیکن آگے بڑهنے والے : اقتدار و نفوذ کو کون روک سکتا ہے ؟ "

صلح و آشتي کی یه آخري خدمت تهي جسکو یورپ کي ترقی یافته مدنیة نے انجام دیا لیکن امن کا یه فرشته یورپ سے نکل کر بلقان' طرابلس' اور ایران کا دورہ کرچکا ہے' اور اب خود اپنے مستقر یورپ کے تخت جلال کا پایه پکڑ کر دنیا کو اپنا زخمي چہرہ دکها رہا ہے :

وحملت الارض والجبال	آسمان اور زمین اوٹها کر ایک ساتهه
فدکتا دکة واحدة فیومئذ	پٹک دیے گئے اور وہ دفعتاً
وقعت الواقعه وانشقت	چور چور هوگئے پس آج هي کے دن
السماء فهي یومئذ واهیة	قیامت کا سب سے بڑا دن آگیا :
(الحاقه ۱۴)	آسمان پهٹ پڑے' اور اونکي چولیں
	ڈهیلي هوگئیں !!

جهوٹے اشتہار بازوں سے دهوکه کهائے هوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانه میں آنے والوں کو هر ایک دوا امتحاناً مفت دی جائیگی بیرونجات کیلئے هر دوا کا نمونه نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندهی آنکهه روشن کرنیوالا
جواهر نور العین بیس روپے ماشه والا خالص میره بهي جواهر نور العین کا مقابله نہیں کر سکتا - دیگر سرمه جات کی اس کے سامنے کچهه بهی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دهند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک هفته میں دوسرے یعنی ککرے - پهولا - ناخنه - پڑبال ضعف بصارت اور هر قسم کا انه هاپن دور هو کر نظر بحال هو جاتی ہے - عینک لگانے اور آنکهه بنوانے کی ضرورت نہیں رهتی قیمت فی ماشه درجه خاص ۴ درجه اعلے للعه درجه اول ۲
جوش شباب آور زمانه بهر کی طاقت ور دواؤں سے اعلے اور افضل مولد خون مقوي اور محرک اعصاب هیں - نا طاقتی اور پیر و جوان کی هر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کرکے اعلے درجه کا لطف شباب دکهاتی هیں ۴
حسن افروز ایک منٹ میں چہره کی چهائیاں اور سیاه داغ دور کرکے چاند سا مکهڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیه ۱
اکسیر بہرہ پن بہروں کا بہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت [illegible]

ایک لمحه میں درد دور کرنے والا
طلسم شفا هر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچهو کے ڈنک اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سکنڈ میں دور قیمت ۱۲
اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پهونک کر فوراً زنده اور هوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی ۲
ایک شیشی کا شاهی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاه کرتا اور رنگ ایک ماه تک قائم رکهتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیه ۱
سندات جواهر نور العین (۱) مسٹر میکے صاحب چیف انسپکٹر واٹر ورکس - جواهر نور العین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع هوگیا - (۲) مسٹر سیتم رتی رام مرچنٹ مقام وارنگل میں نہایت خوشی سے لکهتا هوں که لڑکی کی آنکهه کا پهولا بالکل دور هوگیا ایسی عجیب دوا کا شکریه ادا کرنے کے لئے مجهے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجه احمد دین صاحب لنڈی مجهے بچپن سے رتوندهی (شبکوري) کا مرض تها سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائده نہ هوا جواهر نور العین سے دو روز میں فائده هوا اور دو هفته میں کامل صحت هوگئی - +

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق میرین سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
حال پروپرائٹر شفاخانه نسیم صحت لاهور - دهلی دروازه -

(۳) یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله و رسوله (۲ : ۲۷۸)	مسلمانو! خدا سے ڈرو اور جو رقم سود کی تمھاری آدمیوں پر باقی ھے ' اوسکو چھوڑ دو اگر تم مسلمان ھو ' اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو یقین کرو کہ خدا اور اوسکے رسول کا تمھارے ساتھہ اعلان جنگ ھے -
(۴) و القینا بینهم العداوة و البغضاء الی یوم القیامة کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها الله و یسعون فی الارض فسادا و الله لا یحب المفسدین (۳۲ : ۲۹)	ھم نے یہود و نصاری میں قیامت تک کیلیے باہم دشمنی ڈالدی ھے - جب جب وہ آتش جنگ بھڑکاتے ھیں ' خدا اوسکو بجھا دیتا ھے ' مگر وہ دنیا میں فساد پھیلاتے ھیں ' اور خدا مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا -
(۵) الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة و هم لا یتقون - فاما تثقفنهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم لعلهم یذکرون (۸ : ۵۸)	وہ لوگ جن سے تمنے عہد لیا مگر وہ ھر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ھیں اور خدا سے بالکل نہیں ڈرتے ' سو اگر تم اونکو جنگ میں پاؤ ' تو چاھیے کہ انپر دباؤ ڈالو تاکہ جو لوگ انکے پیچھے ھیں انکو بھی بھاگنا پڑے -
(۶) فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء حتی تضع الحرب اوزارها (۴۷ : ۴)	جب تمھارا اور کفار کا جنگ میں مقابلہ ھو ' تو اونکی گردنیں اڑادو یہانتک کہ جب خوب خونریزی ھوچکے تو اونکو غلام بنالو ' اسکے بعد یا تو احسان رکھکر اونکو چھوڑ دو یا فدیہ لیکر رھا کردو ' یہانتک کہ لڑائی موقوف ھوجاے -

پہلی آیت میں "حرب" کا جو استعمال کیا گیا ھے ' اوسکو قتال اسلامی سے کوئی تعلق نہیں ' ایک عرب تھا ابو عامر راھب ' جسکی ریاست مذھبی کو آنحضرت صلے الله علیه وسلم کی بعثت سے صدمہ پہونچا تھا - اُسنے اپنے عز و جاہ کو قائم رکھنے کیلیے متعدد لڑائیں کی تھیں - چنانچہ آیت میں " من قبل " کا لفظ خود اسپر دلالت کرتا ھے ' لیکن جب قبیلہ ھوازن نے شکست کھائی تو وہ شام کی طرف بھاگ نکلا اور وھاں سے منافقین کو پیغام دیا کہ " تم آلات جنگ فراھم کرو ' اور ایک مسجد بناؤ ' میں قیصر کے پاس جاکر فوج گراں لیکے آتا ھوں اور محمد کو مدینہ سے نکال دیتا ھوں " - ظاھر ھے کہ اس جنگ کا مقصد محض بغض و انتقام ' خدع و فریب ' ظلم و عدوان ' اور طلب ریاست تھا جس پر جنگ کی حقیقت لغویہ بالکل منطبق ھوسکتی ھے - اسلئے قرآن مجید نے اس لفظ کو اوسکے صحیح مفہوم لغوی کے مطابق استعمال کیا ھے - نہ کہ جہاد کیلیے -

(۲) دوسری آیت قاتلین درع ' مفسدین فی الارض ' غارتگران امن و اخلاق ' اور راھزنوں اور ڈاکوؤں کے متعلق ھے ' اور لوٹ مار حرب کے مفہوم ھی میں داخل ھے ' اسلیے یہ آیت پہلے سے بھی زیادہ واضح ھے - جہاد سے اسکو ذرا بھی مس نہیں -

(۳) تیسری آیت میں بے شبہہ خدا نے اپنے اور اپنے رسول کی طرف " حرب کا " انتساب کیا ھے ' لیکن جہاد یہاں بھی مراد نہیں ھے - خود مفسرین کو نہ شبہہ ھے کہ مسلمانوں سے یہ طرز خطاب بظاھر صرف کلام میں زور پیدا کرنے کا ایک طریقہ ھے ' لیکن ھم کچھ ضروری سمجھہ لیا گیا ھے کہ اسلام کی ھر جنگ مقاصد جہاد ھی پر مشتمل ھو ' کہ سیاسی حیثیت سے فوائد دنیوی بھی اسکا مقصد ھوسکتے ھیں اور اس لحاظ سے یہ لفظ بھی اس جگہ اپنی حقیقت لغویہ پر منطبق ھو سکتا ھے ' سود خواری در حقیقت ایک راہ زنی ھے اور ھر سود خوار ایک ڈاکو ھے جو بندگان خدا کے مال کو بلا معاوضہ لوٹ لیتا ھے ' اسلیے خدا نے فرمایا :

" جس طرح تم غریبوں کا مال لوٹ رھے ھو ' ھم بھی اسی طرح تمھارا مال لوٹ کر انکو واپس دلادینگے " یہی " حرب " کے معنے ھیں -

(۴) چوتھی آیت کسی تاویل کی محتاج نہیں ' وہ یہود و نصاری کے متعلق ھے - اونہوں نے باھم جو لڑائیاں قائم کی تھیں ' اونکا سبب صرف بغض و انتقام اور شر و فساد تھا جسپر لغوی حیثیت سے یہ لفظ دلالت کرتا ھے - با اینہمہ خدا نے اسکو پسند نہیں کیا اور اس مشتعل آگ کو بجھا دیا - کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها الله -

اب یہ آگ پھر مسیحی دنیا میں اس لعن الہی کی تصدیق دائمی کو محکم تر کرتی ھوئی مشتعل ھوگئی ھے -

(۵) پانچویں آیت قبیلۂ بنو قریظہ کے متعلق ھے ' جنھوں نے اسلام کے ساتھہ متعدد بار معاھدہ کر کے عہد شکنی کی تھی ' اور تمام قبائل عرب کو آنحضرت کے ساتھہ جنگ پر آمادہ کردیا تھا ' آیت میں " حرب " سے وھی حرب مراد ھے جو بنو قریظہ کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ تھی اور یہ ظاھر ھے کہ انھوں نے جو لڑائیاں قائم کرائی تھیں ' اونکا سبب صرف بغض و فساد تھا ' اسلیے یہاں بھی " حرب " سے جہاد اسلامی مراد نہیں ھوسکتا ' بلکہ حرب کی وھی حقیقة لغویۂ سبیعہ و ملعونہ مراد ھے -

(۶) چھٹی آیت میں بے شبہہ بظاھر " جہاد اسلامی " پر حرب کا اطلاق کیا گیا ھے ' لیکن تشریح و توضیح کے بعد معلوم ھوگا کہ یہی آیت جہاد اسلامی کا مقصد وحید ھے ' اور جہاد کی حقیقت مقدس اسی لفظ میں مضمر ھے ' چنانچہ اسکی تشریح آگے آتی ھے -

(جنگ میں صلح)

یورپ نے اگرچہ فطرة کے تمام راز ھاے سر بستہ فاش کر دیے ' مگر وہ ابتک " التوحید فی التثلیث والتثلیث فی التوحید " کی گرہ کو نہ کھول سکا - لیکن اسلام " السلم فی الحرب والحرب فی السلم " کے عقدہ لا ینحل کو حل کرسکتا ھے ' یعنے " امن و صلح میں جنگ اور جنگ میں صلح و امن ! " مگر اس مسئلہ میں ھمکو پہلے یورپ ھی کے کارنامہ اعمال پر نظر ڈالنی چاھیے -

اسلام نے " امن و سلام " کا جو دور جدید قائم کر دیا تھا ' دنیا کی سبعیت اور بہیمیت نے اگرچہ اوسکو " جنگ و خونریزی " سے بدل دیا ھے ' لیکن با اینہمہ کبھی کبھی سیاسی مصالح سے اس فراموش شدہ حقیقت کا نام زبانوں پر آ بھی جاتا ھے ' اور اس بھولے ھوے خواب کی یاد تازہ کرلی جاتی ھے - انھی مصالح سے پچھلے دنوں یہ مقام ھیگ ایک عجیب و غریب مجلس صلح کا انعقاد ھوا تھا جسکا نام ارباب سیاست نے " ھتھیار بند صلح " رکھا تھا !

عرب کے ایک شاعر نے کسی قبیلہ کی ھجو میں کہا تھا " نہ وہ مرد ھیں نہ عورت ' جسطرح شتر مرغ کہ نہ چڑیا ھے نہ اونٹ " اسی طرح اس صلح کی حقیقت بھی اگرچہ مشتبہ ھے ' لیکن ھم " مشتبۂ امن " کے بجاے شتر مرغ کے پر کے سائے میں بھی زندگی بسر کرسکتے - تاھم اسکے بعد کے خونین واقعات نے ثابت کردیا کہ یہ شتر مرغ بھی صرف بعض خاص موسموں ھی میں اپنا سایہ ڈال سکتا ھے !

تاھم جنگ و صلح کی اس آمیزش نے دنیا کے لیے کہ بہت دلچسپ سوال پیدا کردیا کہ " کیا جنگ کا خاتمہ ھوسکتا ھے ؟ کیا

بیج نے اب اگرچہ گھنے شاخ و برگ پیدا کرلیے' لیکن اب تک تلوار کا پھل اونکے اندر چھپا ہوا تھا ' اسلیے جنگ قائم نہ ہوئي ' بلکہ اس قضیہ کا فیصلہ لندن میں ایک کانفرنس کے ذریعہ کیا گیا -

اس کانفرنس نے تمام سلطنتوں کي ذمہ داري میں لکسمبرگ کو ایک آزاد اور خود مختار صوبہ قرار دیا - اس فیصلہ نے فرانس کے نفوذ و اقتدار کو بالکل مٹادیا ' اور پروشیا کي طاقت و نفوذ اور پرنس بسمارک کي شہرت میں غیر معمولي اضافہ کردیا -

اس بنا پر اس فیصلہ کے بعد هي دونوں سلطنتوں میں سخت ناچاقی پیدا ہوگئي - فرانس کو یقین ہوگیا کہ سلطنتوں کي قسمت کا فیصلہ اب صرف تلوار هي کرسکتی ہے - اسي دن سے فرانسیسیوں نے در پردہ جنگی تیاریاں شروع کردیں -

اسي تهور و تاهب کے زمانے میں اسپین کا تخت ایک سریرآرا کے وجود کا محتاج ہوا ' اور جنرل پریم وزیر اسپین نے ایک جرمن امیر لیوپولڈ وان زولن کو اس منصب ایلیے منتخب کیا ' لیکن فرانس نے اوسکو اپنے حقوق کے منافي سمجھا ' اسپر سخت لہجہ میں اعتراضات کیے ' اور اون اعتراضات کو سفیر پروشیا مقیم پیرس کے پاس ایک یاد داشت کي صورت میں مرتب کرکے بھیجدیا - سفیر پروشیا نے ایمس میں جاکر شاہ پروشیا سے ملاقات کی ' شاہ نے جواب دیا کہ لیوپولڈ وان زولن کي تخت نشیني کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا ہے - وہ اسپین کي عام راے پر اوٹھا رکھا گیا ہے ' پروشیا اس معاملہ میں کوئي مداخلت نہیں کرسکتی ' اگر اسپین کی پبلک نے لیوپولڈ کو بادشاہ منتخب کرلیا تو اسکے سوا چارہ نہیں کہ وہ اوسکی تائید کرے -

سوء اتفاق سے اسپین کے عام اجتماع نے لیوپولڈ کے سر پر تاج شاهي رکھدیا ' اور چونکہ پرنس بسمارک جنگ جرمني و فرانس کا شدت کے ساتھہ انتظار کررہا تھا اور یہ واقعہ اوسکا سب سے بڑا محرک ہوسکتا تھا ' اسلیے عام خیال یہ ہے کہ یہ بسمارک کي ریشہ دوانیوں هي کا نتیجہ تھا -

(ابتدائی جنگ)

فرانس بھي پہلے هي سے جنگ کي تیاري میں مصروف تھا - اس واقعہ کے بعد اوسکي مخفي طاقت علانیہ اوبھر آئي ' اور اپنی تمام سرحدوں پر فوج جمع کرنا شروع کردی - بالخصوص دریاے رہن کی طرف تو فرانسیسی لشکر کا ایک سیلاب عظیم روانہ ہوگیا اور جنرل مکمیھن اوس کا سپہ سالار بنایا گیا - شاهی فوج کی سپہ سالاري کا منصب جنرل بےزین کو عطا ہوا تھا -

اس جنگ کا اصلی سبب امیر لیوپولڈ تھا جو اسپین کا تاجدار بنایا گیا تھا - لیکن یہ قابل صد هزار آفرین ایثار نفسي دنیا میں کبھی نہ بھلائی جائیگي کہ اوس نے اپني تخت نشینی کی یادگار میں اس بد ترین جنگ کو چھوڑنا پسند نہ کیا اور اس منصب سے کنارہ کش ہوگیا !

بادشاہ پروشیا نے اسکي علحدگي کو صرف اوس خاص اقتدار کي بنا پر تسلیم کرلیا جو تمام ملک کےساتھہ اوسکو لیوپولڈ کے خاندان پر حاصل تھا - مگر اپنے عام ملکي اختیارات سے اسکي تصدیق نہ کی - لیکن نپولین ثالث کو اسپر اصرار تھا کہ اس علحدگی کو عام شاهي اختیارات کی بنا پر تسلیم کرانا چاهیے جسکے معنے یہ تھے کہ سلطنت پروشیا اپنے اس حق سے دست بردار ہوگئي ' مگر شاہ پروشیا نے نپولین کے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا اور دریاے رہن کي طرف بالمقابل اپني فوجیں روانہ کر دیں -

داهیۂ سیاست " بسمارک "

پرنس بسمارک موقع کا منتظر تھا - اب وہ موقع آگیا - اوپر گذر چکا ہے کہ نپولین ثالث نے سنہ ۱۸۶۷ میں الحاق بلجیم کے متعلق جو یاد داشت پیش کی تھی ' اوسکو پرنس بسمارک نے دبا رکھا تھا - اب اوس نے اسکو عام طور پر شائع کردیا جس نے تمام یورپ میں ایک تہلکہ مچادیا - انگلستان نے چونکہ بلجیم کي محافظت کي ذمہ داري لي تھي ' اسلیے اوسپر نسبتاً اسکا اثر زیادہ پڑا ' اور اوس نے فرانس سے زمانہ جنگ میں بلجیم کے حفاظت کي ذمہ داري لینے کا مطالبہ کیا -

پرنس بسمارک جرمني کے داخلي اتحاد و اتفاق کا جو خواب پریشان ایک مدت سے دیکھہ رہا تھا ' یہ جنگ اوسکي صحیح تعبیر تھي - چنانچہ اعلان جنگ کے ساتھہ هي جرمني کي پوري طاقت پروشیا کی حمایت کیلیے امنڈ آئي ' اور جرمني فوج کی سپہ سالاري خود فریڈرک ولیم ولیعہد سلطنت اور اوسکے چچا زاد بھائي پرنس فریڈرک چارلس نے کي - کمانڈر انچیف (قائد عام) خود شاہ پروشیا تھا ' لیکن اوسنے اس عہدہ جلیلہ کو جنرل کونٹ وان مولٹک کے سپرد کردیا ' جو دنیا کے سپہ سالاروں میں سب سے بڑا سپہ سالار خیال کیا جاتا ہے - اور جو موجودہ جنگ کے وان مولٹک کا چچا تھا -

جرمن فوج کا یہ سیلاب مےنس اور کوبلنس کے درمیان جمع ہوا ' اور وہاں سے حدود فرانس کي طرف موجیں مارتا ہوا بڑھا - فرانسیسي لشکر نے بھی نانسی اور میٹز میں اپني قوت جمع کي جنکا نام موجودہ جنگ میں بھي سب سے پہلے آیا ہے ' اور وہاں سے حدود جرمني کی طرف روانہ ہوگیا - خود نپولین نے اس کی سپہ سالاري کی تھی -

ابھی جولائی کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ۷۰۰۰۰۰ جرمن سپاهي حدود فرانس میں موسیل سے رہن تک پھیل گئے - دوسری طرف ۳۵۰۰۰۰ فرنچ سپاهیوں کے ٹڈي دل نے حدود جرمنی کو گھیر لیا -

(معرکہ اولی)

پہلا معرکہ مقام ساربروکن میں ۳ - جولائی کو شروع ہوا ' اور یکم اگست تک جاري رہا - اس معرکہ میں میدان فرانسیسیوں کے هاتھہ رہا اور انہوں نے اس مقام کو فتح کرلیا - لیکن دو هی تین روز کے بعد زمانہ نے پلٹا کھایا ' اور اب پروشین فوج نے ایک نمایاں کامیابی کے ساتھہ انہزام و شکست کے اس بدنما داغ کو اپنے دامن شجاعت سے مٹادیا - چنانچہ ۴ - اگست کو وہ ولی عہد کی سپہ سالاري میں ویسن برگ پر قابض ہوگئی - اور فرانس کا سپہ سالار جنرل دوای اس معرکہ میں کام آیا - نیز تقریباً ۸۰۰ فرانسیسی قیدي بھي گرفتار ہوے -

اسوقت تک پروشین فوج صرف مدافعت کررهي تھي ' لیکن اس تاریخ سے اوس کي فاتحانہ جنگ کا زمانہ شروع ہوا -

ولیم اول شاہ پروشیا

نپولین ثالث

تاریخ و عبر

اولین جنگ جرمنی و فرانس

- سنہ ۱۸۷۰ ، ۱۹۱۳ع میں

کہا جاتا ہے کہ زمانہ آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا ہے اور ماضی مستقبل کی طرف مڑکے نہیں دیکھتا ، لیکن حوادث کي قوت اوسکو پیچھے ہٹا سکتی ہے -

کہا جاتا ہے کہ شباب کا زمانہ گذر جاتا ہے اور پھر پلٹ کے نہیں آتا ، لیکن دل کے اوبھرنیوالے ولولے اوسکو بلا سکتے ہیں -

کہا جاتا ہے کہ موج گل نکل جاتي ہے ، اور پھر لوٹ کر نہیں آتی ، لیکن ہوا کا جھونکا اس قافلہ کو لوٹا لاتا ہے -

یہ صرف دعوا ہی دعوی نہیں ہے ، بلکہ بیسویں صدي کے ایک ہولناک حادثے ، ایک اوبھرنیوالي قوت ، اور ایک متحرک دائرہ خون و آتش نے ان محالات کو ممکن کر دکھایا ہے - سنہ ۱۸۷۰ع میں جرمني اور فرانس کے درمیان جو یادگار جنگ قایم ہوئی تھي ، اوسکا نہ بھولنے والا زمانہ گذر گیا تھا ، اور دنیا سمجھي تھی کہ شاید اب وہ دوبارہ پلٹ کے نہ آے ، لیکن آج ۱۵ - اگست سنہ ۱۸۷۰ع کا دن پھر پلٹ کے آگیا ہے ، اور عنقریب اوسکا آفتاب اپنی پوري حرارت قاہرہ کے ساتھہ پیرس کے سر پر چمکنا چاہتا ہے -

(اسباب جنگ)

یہ جنگ جس زمانے میں قائم ہوئي ، جرمني اور فرانس کی حالت موجودہ دور سے بالکل مختلف تھي ، اور سچ تو یہ ہے کہ جرمني اور فرانس کو موجودہ حالت پر اسي جنگ نے پہونچایا -

جرمني کے نظام اجتماعي میں آج جو اتحاد اور قومیت نظر آتی ہے ، وہ اوس زمانے میں بالکل مفقود تھی - تمام سلطنت چھوٹي چھوٹي ریاستوں میں تقسیم ہوگئي تھي ، اور جرمني کا دماغ اعظم یعنی پرنس " بسمارک " دیکھہ رہا تھا کہ ان بکھرے ہوے موتیوں کو صرف کوئی بڑي خارجي جنگ ہي ایک رشتہ اجتماع میں منسلک کرسکتي ہے -

اب اگرچہ فرانس کو جمہوریت کا موسس اول تسلیم کیا جاتا ہے ، لیکن وہ اسوقت نپولین ثالث کے دست استبداد کے پنجۂ آہنیں میں گرفتار تھا - نپولین کا دور حکومت مادي ترقیوں کے لحاظ سے اگرچہ فرانس کي تاریخ میں ایک یادگار زمانہ خیال کیا جاتا ہے ، اوسکے عہد میں فرانس نے تجارت میں خاص طور پر ترقي کي ، ریلوے لائنوں کا جال ملک میں پھیل گیا ، زمین کي تمام کانوں نے اپنا خزانہ فرانس کیلیے اوگل دیا ، ملک میں کثرت سے کارخانے قائم ہوگئے ، اور تمام یورپ میں پیرس نے ایک عظیم الشان دارالسلطنت کي حیثیت پیدا کرلي ، تاہم ان ترقیوں کي وسعت اور اونکے وسائل نے ملک کو ٹکس کے بوجھہ سے گرانبار بھی کردیا تھا اور اسلیے ملک میں بے چینی بڑھتی جاتي تھی -

سوء اتفاق سے اسي زمانے میں اوس نے ایک کتاب لکھي ، جس میں شخصی حکومت کو جمہوري حکومت پر ترجیح دي تھی اور تمام ملک کو یقین دلایا تھا کہ فرانس صرف اسي قسم کے طرز حکومت سے ترقي کرسکتا ہے - چونکہ اس قوت کی نشو و نما کیلیے فرانس کي زمین تنگ ہوگئی ہے ، اسلیے فتوحات ملکی کے ذریعہ دوسري سلطنتوں کے حدود میں داخل ہوکر ترقي کرنے کا موقع حاصل کرنا چاہیے -

اوس کے بڑھاپے کے زمانے تک اگرچہ استبداد کا پنجہ آہنیں فرانس کا مالک الرقاب رہا ، لیکن اخر میں لویس تیارے اور ژول فاور نے اوسکي سخت مخالفت کي - ٹکس کی کثرت نے ملک میں نپولین کي طرف سے جو ناراضی پیدا کردي تھي ، اوس سے ان لوگوں نے پورا فائدہ اوٹھایا ، اور اپني ایک مستقل پارٹی پیدا کرلي - نپولین نے رفق و ملاطفت کے ذریعہ اس فتنہ کو دبانا چاہا اور نیابتی اصول پر ہاوس آف لارڈز (مجلس الشیوخ) کے ذریعہ ایک قانون مرتب کرکے ۱۵ - اگست سنہ ۱۸۶۹ کو نافذ کردیا - اسي قانون نے پارلیمنٹ کی بنیاد ڈالي اور ایک نئي وزارت قائم ہوئي ، جسکے اکثر ممبر جمہوریت پسند تھے -

(پروشیا اور جرمنی)

اسوقت جرمنی کے تمام اجزاء (جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے) بکھرے ہوے تھے - ملک میں چھوٹي چھوٹي ریاستیں قائم تھیں جن میں سب سے زیادہ طاقتور پروشیا تھي ، اور ولیم اول فریڈرک سریر آراے تخت سلطنت تھا - پروشیا جنگ فرانس سے پہلے آسٹریا کو صرف سات ہفتوں میں شکست دیچکي تھي اسلیے ایک طرف تو نپولین ثالث اوسکو بد گماني کي نگاہ سے دیکھہ رہا تھا ، دوسرے طرف بسمارک جنگ فرانس کو جرمني کے سلسلۂ اتحاد کي ایک نمایاں کڑي خیال کرتا تھا ، پس جرمني و فرانس دونوں کے دل میں بغض و عداوت اور رشک و حسد کا بیج پڑ گیا ، جو آگے چلکر دیگر اسباب کے ساتھہ ملکر جنگ کا سبب بن گیا -

جنگ آسٹریا اور پروشیا کے یہي سات ہفتے اپني یادگار میں ایک طویل و ممتد سلسلۂ جنگ چھوڑ گئے - چنانچہ اس فاتحانہ جنگ کے بعد پروشیا نے جن طبیعي حدود کا الحاق کرلیا تھا اونکے معاوضہ میں نپولین ثالث نے جرمني کے اون حدود کا مطالبہ کردیا جو دریاے رین کے مغربي سواحل پر واقع تھے -

لیکن بسمارک نے قطعي انکار کردیا - اب مجبوراً نپولین نے اپنے اس مطالبہ سے دست بردار ہوکر سفیر برلن کے ذریعہ ایک یاد داشت پیش کي - اسمیں بلجیم اور جنوبي جرمني کو فرانس کے ساتھہ ملحق کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا - یہ یاد داشت جب پرنس بسمارک کے سامنے پیش کیگئي تو اوس نے اس موقع کو مغتنم سمجھکر یاد داشت اپنے پاس رکھہ لي ، اور کچھہ جواب نہ دیا -

(مسئلۂ لکسمبرگ و بلجیم)

اسی زمانے میں شاہ ہولینڈ ریاست (تنچي) لکسمبرگ کو فروخت کرنا چاہتا تھا جسکو نپولین نے سنہ ۱۸۶۷ع میں خریدنا چاہا ، لیکن پرنس بسمارک نے اس پر اعتراض کیا کہ " وہ جرمني کا ایک ٹکڑا ہے اور پروشیا کی فوج اوسکي حفاظت کي ذمہ دار ہے " اس پر دونوں سلطنتوں میں سخت نزاع قائم ہوگئي - بغض و عداوت کے

ريحكم واصبروا ان الله ايسا كروگے تو تمهاري قوت ضائع
مع الصبرين - (۸ : ۴۷) جاليگي' اور دشمنوں پر جو تمهارا بهرم
قائم هے وہ جاتا رهيگا - پس اپنے اندر ثبات و استقامت پيدا کرو -
خدا کي مدد صبر کرنے والوں کے ساتهه ظاهر هوتي هے !

حضرت موسى عليه السلام کا جب فرعون سے مقابله هوا' تو اسکی جماعت پر قهر الهى نے باهمي تنازع اور خانه جنگي کي صورت هي میں ظهور کیا تها' جیسا که سورہ طه میں هے :

فتنازعوا امرهم بينهم و پس فرعون کے لوگ اپنے معامله کے
اسروا النجوى (۲۰ : ۶۲) بارے میں باهم نزاع کرنے لگے اور
پوشیده اور سازشانه سرگوشیاں ان میں شروع هوگئیں -

یه تعلیم تهي جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو دی' اور وہ اسپر کچهه مدت تک کاربند رهے' لیکن افسوس که بہت جلد نزاع باهمی کے شیطان نے ظهور کیا' اور اب تو هر طرف عالم اسلامي پر جامع المتفرقین کي جگه اسي وسوسۂ مفرقه و مشتته کي حکومت هے !

وكل حزب بما لديهم فرحون !

لیکن آج دنیا کي زنده قومیں اسپر عامل هیں اور موجوده جنگ کے اندر بهي اسکا ایک یادگار منظر نظر آیا هے -

جنگ سے چند گهنٹے پیشتر انگلستان کیسي عظیم الشان خانه جنگي میں مبتلا تها ؟ آئرلینڈ کے استقلال کي تحریک نے السٹر میں آگ لگادي' اور تمام آئرش پروٹسٹنٹ حکومت کي مخالفت پر آماده هوگئے - حتى که معامله انتهائی حد تک پهونچ گیا' اور تمام السٹر نے بغاوت اور جنگ کا اعلان کردیا - بهتر سے بهتر فوجي طیاریاں جو ایک زنده قوم کرسکتی هے وہ السٹر میں نظر آرهي تهیں اور صلح کی تمام کوششیں بیکار گئی تهیں - آخر میں خود شاه کی طرف سے کانفرنس کا انعقاد هوا مگر پهر بهی کوئی نتیجه نه نکلا - آسٹریا اور سرویا میں جنگ کا اعلان ۲۸ جولائي کو هوا هے - پهلي اگست کو یورپ کا عهد امن بالکلیه ختم هوگیا تها - لیکن ۲۸ کی شام تک مشهور السٹرسٹ سر ایڈورڈ کارسن انگلستان سے جنگي مقابله کرنے کیلیے السٹر کے والنٹیروں کو جوش دلا رها تها !

اسی طرح اقتراعیه (سفریجٹ) عورتوں کي جنگی جماعت نے تمام برطانیه کے امن کو غارت کردیا تها -

---

لیکن جونهی انگلستان کا خارجي مطلع غبار آلود هوا اور جرمني کي حرکت جنگی کی پہلی گرج سنائي دي' معاً تمام آئرلینڈ اور جزائر برطانیه کی فضا پر انقلاب و تغیر کا ایک نیا موسم چها گیا اور باهمي نزاع اور خانه جنگی کي تمام صدائیں آناً فاناً اسطرح نابود و معدوم هوگئیں' گویا دریاے ٹیمس کے کنارے داخلی جنگ کی کوئی آواز صدیوں سے آئی هی نه تهی - اب تمام ملک ایک عضو واحد بنکر باهر کے دشمن کیلیے شمشیر بکف طیار هے !

السٹر کی تمام فوجي طیاریاں جو پہلے حکومت انگلستان کیلیے تهیں' اب دشمنوں کے مقابل هوگئیں' اور سر ایڈورڈ کارسن نے اعلان کردیا که جب تک باهر کا خطره باقي هے' اس وقت تک همیں اپنا قصه بالکل بهلا دینا چاهیے !

وهی سر ایڈورڈ کارسن جو پہلو مناکست سے چند گهنٹے پیشتر کهه رها تها که " یا جنگ یا موت - حکومي اب بلفاسٹ میں اپنے پورے سابق جوش کے ساتهه ري کے پاس رها هے جبکه السٹر کي جنگ آزمائی برطانیه کونسل الخ - لیکن اماکه :

مـــحــــاصــــرہ پیرس !

استحـــــکامات پیرس

جرمنی اسوقت پیرس سے ۳۰ میل پر موجود هے اور معاصرۂ پیرس کا سوال غیر متوقع سرعت سے دنیا کے سامنے آگیا هے -

جیسا که ایک جرمن مقاله نگار نے لکها هے' پیرس فی الواقع دنیا کا سب سے بڑا قلعه هے - پیرس کے پاس مدافعت کے تین حلقے هیں جو ایک دوسرے سے بالکل علحده هیں' اور حمله آور فوج کے لیے ایک حلقه مدافعت کے فتح کرنے کے بعد دوسرے حلقه کي ایک مستقل منزل باقی رهجاتی هے -

اگر آپ پیرس کے اندر سے چلیں تو سب سے پہلے آپکو ایک شهر پناه ملیگی - اسکے بعد ان قدیم قلعوں کا حلقه هے جنکا محاصره سنه ۱۸۷۰ میں پروشیا کي فوجوں نے کیا تها - اس حلقه کے بعد وہ استحکامات هیں جو بالکل جدید ترین اصول پر تعمیر هوے هیں اور اپنی وسعت میں اگر کسي کو حریف تسلیم کرسکتے هیں' تو وہ صرف استحکامات اینٹورپ هیں -

یه استحکامات لورے سے ۱۱ میل پر اور شهر پناه سے ۸ میل پر واقع هیں - انکي شکل ایک دائره کي هے جس کا دور ۷۵ میل مدور هے -

اتنے وسیع دائره استحکام کے محاصره کے لیے اسقدر فوج کي ضرورت هوگي ؟ ماهرین جنگ نصف ملین یعنی ۵ لاکهه فوج تجویز کرتے هیں' لیکن جهاں اس پر فوجکشی کے لیے اسقدر لشکر چاهیے' وهاں انکی مدافعت کے لیے پیرس کے اندر اس تعداد کے نصف حصه کي بهی ضرورت نهیں - ان استحکامات کي حفاظت و مدافعت کے لیے ایک لاکهه ۷۰ هزار فوج کافي هے -

ان قلعوں میں سے هر ایک قلعه میں ۲۴ سے لیکے ۶۰ تک وزنی توپیں اور ۶ سو سے لیکے ۱۲ سو تک آدمي هوتے هیں -

ان قلعوں کے متعلق جو مورچے اور باٹریاں هیں' ان میں سے هر ایک میں ۲ سو آدمي اور ۶ توپیں هوتی هیں -

(آتشگیر گولوں کا اثر)

ان قلعوں کی تاریخ تعمیر سنه ۱۸۸۵ ع سے شروع هوتي هے - یهي وہ سال هے جب قلعوں کی موجوده طرز تعمیر کو قبول عام حاصل هوا هے -

---

(بقیه مضمون پہلے کالم کا)

" ملک اور سلطنت کے فائدے کے لحاظ سے امن قایم رهنا بهت ضروري هے - السٹر کے قومی والنٹروں کو چاهیے که ملک اور سلطنت کی اعانت کریں اور السٹر اور آئرلینڈ کے لیے عزت حاصل کریں - مجهے پوری امید هے که السٹر کے والنٹیر انگلستان کے محکمه جنگ کے ماتحت اپنے افسروں کے ساتهه علیحده ڈویژن بناکر جنگ پر جائینگے اور انگلستان کے دشمن کے سامنے ایک هوکر لڑینگے "

انگلستان نے صرف ایک جرمني کیلیے اپنی خانه جنگی موقوف کردي - لیکن آه' آج عالم اسلامی جرمنی جیسے صدها دشمنوں میں هر طرف سے گهرا هے' لیکن افسوس که مسلمان تعلیم اسلامي پر عمل کرنا ضروری نهیں سمجهتے' اور اپنے جنسي' وطنی' قومي' مذهبي' اور جماعتی اختلافات و نزاعات کے نزغات شیطانیه بدستور انہیں رهیده هیں ! فما لهؤلاء القوم' لا يكادون يفقهون حديثا ؟

بصائر و حکم

ھنـــا و ھـــناک !

دنیا پر خون اور آگ کے عذاب کے دو هفتے اور گذر گئے ' مگر معلوم هوتا هے که اسکي جوع خونین اور عطش آتشیں کے لیے ' نه تو انسان کے گوشت کا ڈهیر ابتک کافی جمع هوا هے ' اور نه خون کي نهریں اچهي طرح بهي هیں - اسکي مثال اس مدت کے بهوکے پیاسے انسان کي سي هے جو چند ابتدائی لقمے کها کر اور دو چار گهونٹ آتار کر اپني بهوک پیاس کو اور زیاده مستعد اور طیار کرلیتا هے - پس ابتک جو کچهه هوا هے ' یه خوان جنگ کے ابتدائي لقمے تهے - اس عهد الیم و معذب کي بهوک اس سے سیر نهیں هوئی هے ' بلکه اور زیاده کهل گئی هے : فذرهم حتی یلقوا یومهم الذین فیه یصعقون ' یوم لا یغنی عنهم کیدهم شئیاً و لا هم ینصرون - و ان للذین ظلموا ' عذابا دون ذالک ' و لا کن اکثرهم لا یعلمون (۵۲ : ۳۹)

لیکن اس عرصه میں هلاکت و بربادی کي دنیا سے کچهه دیر الگ هوکر بهتر هے که زندگي اور امن کي آبادیون پر نظر ڈالیں -

پچهلے تین هفتوں کا ایک سب سے زیاده عظیم الشان منظر یه هے که جبکه تمام انگلستان کي سرزمین صف بسته جنگ آوروں کي حرکت سے پر شور رهي هے ' تو هندوستان کے هر گوشے اور هر حصے میں عهد وفاداري کي تجدید کے لیے بهي هر باشندے نے متحده حرکت میں حصه لیا هے -

---

انگلستان میں جو کچهه هوا اُسے یهي کرنا تها ' اور هندوستان نے جو کچهه کیا ' وه صرف اتنا هي کرسکتا تها -

اگر انگلستان کي موجوده فوجي زندگي کي حرکت اور حفظ وطن کا جوش اسقدر عظیم و وسیع هے ' جسکي نظیر پوري ایک صدي کے اندر نهیں ملسکتي ' تو هندوستان کا موجوده اظهار وفاداري بهي جس عام اتحاد اور وسعت کے ساتهه تمام ملک میں هوا هے ' کوئي پچهلي نظیر نهیں رکهتا - ملک کي هر جماعت اور هر حصه نے اسمیں حصه لیا هے ' اور بے شمار جلسوں میں لوگوں نے کها هے که هم اپنا سب کچهه انگلستان کو دیدینے کیلیے طیار هیں -

موجوده جنگ کا سب سے بڑا موثر منظر انگلستان کي داخلي حالت هے - جنگ سے چند گهڑي پیشتر تک السٹر کي بغاوت اور جنگ کا معامله اپني انتهائي منزلوں سے گذر رها تها اور شاهي دعوت پر جو کانفرنس صلح منعقد هوئي تهی ' وه بهی ناکام رهي تهي - لیکن اعلان جنگ کے ساتهه هی انگلستان کي اس سب سے بڑي مهلک خانه جنگی کا خاتمه هوگیا ' اور اسطرح تمام آئرلینڈ اور برطانیه متحد هوگیا گویا اختلاف و نزاع کا صدیوں سے وجود هی نهیں -

بلا شبه یه بهت هي شاندار منظر هے اور السٹر کي بغاوت نے ایثار اور اتحاد وقت کی قدر شناسي کا یادگار ثبوت دیا هے ' لیکن اسکے ساتهه هي هندوستان کو بهی نظر انداز نهیں کردینا چاهیے - اگر السٹر نے اپنی ایک هی آخري شکایت کو وقت کی مصیبت دیکهکر بهلادیا هے تو هندوستان نے بهی اپنی بهت سي ابتدائي شکایتیں بهلا دي هیں ' اور گو اسکے درد کے افسانے بهت طول طویل تهے ' مگر سب کو ملتوي کرکے سکوں اور اعتماد کا علم اعلان کردیا هے -

---

البته اس اعلان میں نه تو سر ایڈورڈ کارسن کی تلوار هے ' جو اب خانه جنگی کی جگه خارجي دشمن کے دماغ میں چلیگی ' اور نه حب الوطنی اور حفظ ملک کا وه زنده جوش هے جو برطانیا کے جزیروں سے لیکر نو آبادیوں کے دور افتاده اور منقطع میدانوں تک میں پهیل گیا هے - ایک همیشه کا اقرار هے جسکو زیاده مستعدي کے ساتهه دهرایا جارها هے ' اور ایک صبر اور ماضی فراموشی کا اعلان هے جسکے اندر اراده کے استحکام اور مستعدي کے ثبات نے تاثیر پیدا کردي هے -

لیکن افسوس که اسکے لیے هندوستان مجبور هے - وه اس سے بهی زیاده کرنا چاهتا هے مگر نهیں کرسکتا - اسکی جنگی زندگي قائم نه رهی - اور اس نے بد قسمتی سے ایسے حالات میں پرورش پائی ' جنکی وجه سے اسکے اندر " برطانی شهري " کا قومی احساس پیدا نه هوا - اسکا دل شهریت کے جوش سے خالي هے ' اور اسکا هاتهه روح شمشیر کے بغیر مرده هوچلا هے -

---

اگر الجیریا کے ترک فرانس کیلیے سب سے بهتر بندوقچي ثابت هوے اور ٹیونس کے ولي عهد نے اپني تلوار نیام سے نکالي تو هندوستان کے هندو مسلمان بهي اپنی گذشته جنگي روایتوں کو یاد رکهه سکتے تهے اور آج اپنے ملک اور اسکے امن کي حفاظت کیلیے اپنی تلواروں کے جوهر دکهلا سکتے تهے - مگر افسوس که انکو اسکا موقع نهیں دیا گیا اور گذشته زندگي ایسي سرگذشتوں میں بسر هوئي جنکے بعد اُسکي وفاداري کا امتحان گاه اب زبان اور ارادے کے سوا اور کچهه نهیں هے - جبکه میدانوں میں جنگ آوروں کے کام کا اور حفاظت ملک کیلیے سرفروشوں کے کام کا وقت آیا هے ' تو هندوستان اتنا هي کرسکتا هے که اپني وفاداري کا مکرر اعلان کردے ' اور اپنے نهتے هاتهوں اور بے ولوله دلوں کو پیش کردے که اگر انسے کچهه کام لیا جا سکتا هے تو وه حاضر هیں !

تاهم هندوستان جو کچهه کرسکتا تها - اوس سے دریغ نهیں کیا - اسنے ماضي کے بهولنے اور حال کیلیے ایثار کرنیکي ایک ایسی مثال پیش کردي هے ' جسے اگر روایتوں میں یاد رکها جاے تو ناموزوں نهوگا - وه اپني بے دست و پائي اور افسرده زندگي کے لحاظ سے صرف اتنا کرسکتا هے که انگلستان کو اس نازک وقت میں اپني جانب سے مطمئن کردے ' اور یقین دلادے که اسکي طرف سے ذرا بهي مشوش خاطر نه هونا چاهیے - وه اگر زندوں کي طرح شمشیر بدوش درز نهیں سکتا تو پر امن غافل کي طرح خاموشي اور امن و سکون کے ساتهه سوکر اپني جانب سے کام کرنے والوں کو بے کهٹکے کام کرنے کا موقع دیسکتا هے ' اور وه ایسا هي کریگا -

---

اسلام نوع بشري کے حفظ و فلاح کیلیے ایک دین فطري اور صراط مستقیم هے - اس نے فلاح معاد کے ساتهه اصلاح معاش کے بهي اصول بتلاے هیں - جو جماعت اُن اصولوں پر کار بند هوگي ' انکے نتائج حسنه اسکا قدرتي ورثه هوگا - ایک زمانے میں انکے کامل ترین محافظ و عامل مسلمان تهے - لیکن اب انکي حقیقت دنیا کي بهت سے قوموں میں بٹ گئي هے -

اسلام نے قومي زندگي کے بقا و ثبات کے لیے ایک تعلیم اولین یه دي تهي :

لا تنازعوا فتفشلو و تذهب   اور آپسمیں خانه جنگي نه کرو - اگر

مراسلات

اسکے بعد دھنے یا بالفاظ دیگر مشرق کی طرف قلعہ آمبورلو واقع ہے جسکی کمان میں پونڈی کا مشہور جنگل ہے -

یہ چاروں قلعے نسبتاً پست زمین پر واقع ہیں - شرقی استحکامات ۴ سو فٹ سے لیکے ۳ سو ۵۰ فیٹ تک بلند زمین پر قائم ہیں - ان استحکامات میں ۴ قلعے اور مختلف چھوٹے برج ہیں' سینٹ مارلیس' فوانسس کے قریب دو برج ہیں جو باہم ایک فصیل کے ذریعہ سے وابستہ ہیں - اور مرسالے سین اور مارلے کے مابین قلعہ شارلنٹن واقع ہے -

شہر کے جنوب میں شہر پناہ سے ایک میل پر بھی قلعوں کا ایک سلسلہ موجود ہے - یہ قلعے اگرچہ بجاے خود نہایت مستحکم طور پر بنے ہیں' مگر جیسا کہ سنہ ۱۸۷۰ ع میں تجربہ ہوچکا ہے' یہ زالفلد توپوں کے مقابلہ میں محض بیکار ہیں -

شہر کے مغرب میں قلعہ مونٹ ویلرین ہے' اسکا ارتفاع سطح سمندر سے ۵۳۶ فیٹ اور سطح دریا سے ۴۵۰ فیٹ ہے - یہاں پہنچکر قلعوں کے داخلی خط کی فہرست مکمل ہو جاتی ہے - اس اخر الذکر قلعہ کی تحصین و استحکام ان استحکامات کے ذریعہ کی گئی ہے جو اثناء محاصرہ ۱۸۷۰ میں عارضی طور پر بنالیے گئے تے مگر بعد کو مستقل کر دیے گئے -

خندقوں سے گھرا ہوا کیمپ تین حصوں میں منقسم ہے: شمالی مشرقی' اور جنوبی و مغربی - شمالی حصہ میں مقام سین کے شمالی کناروں پر ایک بہت وسیع اور طویل پشتہ ہے جسکی شکل مقناطیس کے زور بڑھانے والے لوہے کی سی ہے - یہ پشتہ کوئی ۵۹۰ فیٹ بلند ہے - اس پشتہ پر استحکامات کا ایک مجموعہ ہے جو کارمیلس نامی گاوں کے نام سے موسوم ہے -

سینٹ ڈینس سے ۵ میل کے فاصلہ پر مونٹمگلنی ڈیومونٹ کے استحکامات واقع ہیں - مونٹمگلنی ۶ - سو سے لیکے ۶ سو ۷۰ فیٹ تک بلند ہے - مقام ایکوین میں ایک علحدہ پہاڑی پر ایک قلعہ اور ایک برج ہے' اور انکے دھنے جانب قلعہ سینی اور دو باٹریاں ہیں -

مشرقی حصے میں مقام (پوزیشن) ڈین جور ہے جو تمام قلعوں سے نمایاں تر قلعہ ہے - اور شہر کے شمالی پہلو بنجور سے ۳ میل پر دھنے جانب شیلس میں واقع ہے' جو وادی لورنے کے راستوں اور ریلوے لینوں کو روکتا ہے مالرنے کے دوسری جانب ویلسر اور شمپگنی کے قلعے ہیں - انکے دھنے جانب بوسی سینٹ لیجر کے قریب ایک اور قلعہ ہے اور اس تمام حصہ کے دھنے جانب ویلینیوسینٹ جارج کے استحکامات ہیں - جنوبی و مغربی حصہ میں ایک طاقتور قلعہ بنایا گیا ہے جسکا نام پیلی سن ہے اور اسکے ساتھ باٹریاں بھی ہیں - اسکا اقتدار سینی ویلی پر ہے -

قلعہ پیلی سین کے پیچھے' اس قلعہ کی اور قلعہ شیلن کی درمیانی مسافت کے نصف حصہ پر قلعہاے ویریرس کا مجموعہ ہے - پیلی سین کے دھنے جانب ویرشلیس کی بلندی پر چند استحکامات ہیں اور ویرسلیس کے گرد قلعہ سینٹ سالر کے دھنے بائیں باٹریوں کا ایک نصف دائرہ پھیلا ہوا ہے - مارلے کے گرد مختلف مقامات پر کوئی سات یا آٹھ باٹریاں اور بھی ہیں -

الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوی

(۵)

(مدارس قدیمہ میں تعلیمی اسٹرائک)

قدیم نظام تعلیم اگرچہ تجارتی اصول پر قائم نہ تھا' تاہم مناظرہ اسکا ایک ضروری جزو ہوگیا تھا جسنے طلباء کو نہایت آزاد اور دلیر بنا دیا تھا - اس لیے وہ اساتذہ پر علانیہ نکتہ چینی کرسکتے تھے' اور کبھی کبھی ناگواری کی نوبت یہاں تک پہنچ جاتی تھی کہ اساتذہ سے علانیہ علحدگی اختیار کر لیتے تھے - امام محمد' امام شافعی کے استاد تھے' لیکن انہوں نے ایک مجمع میں اہل مدینہ کی ہجو کی اور کہا کہ "میں نے اہل مدینہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے' جسکے ایک نقطے کو بھی کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا" امام شافعی اہل مدینہ کی بڑی عزت کرتے تھے' اسلیے غصہ سے بیتاب ہوگئے اور کہا: "بسم اللہ" اور "صلی اللہ" کے سوا آپ کی کتاب کا ایک ایک حرف غلط ہے" (۱)

امام بخاری اور امام ذہلی میں مسئلہ خلق قرآن کے متعلق ایک لفظی نزاع پیدا ہوگئی - ذہلی نے حکم دیدیا کہ ہمارے حلقہ درس کا کوئی طالب العلم امام بخاری کے پاس درس حاصل کرنے کیلیے نہ جاے - تمام طلبا رک گئے - لیکن امام مسلم باز نہ آئے - امام ذہلی کو اسکی خبر کیگئی اور کہا گیا کہ حجاز و عراق میں بھی ان کو اس عقیدہ سے روکا گیا تھا مگر وہ اوس پر قائم رہے اس بنا پر امام ذہلی نے اپنے حلقۂ درس میں عام منادی کردی کہ "جو شخص الفاظ قرآن کو مخلوق کہتا ہے وہ ہمارے مجلس درس میں آنے نہ پاے" (۱) امام مسلم سر پر چادر تان کر علانیہ حلقۂ درس سے اوٹھہ کھڑے ہوے' اور جو حدیثیں امام ذہلی کے حلقۂ درس میں لکھی تھیں ان سب کو جمع کر کے ایک مزدور کے ذریعہ سے امام ذہلی کے پاس بھیجدیں (۲) واصل بن عطاء اور امام حسن بصری میں (وہ واصل کے استاد تھے) ایک مسئلہ کے متعلق اختلاف پیدا ہوگیا' اور بات اسقدر بڑھی کہ واصل نے اوسی

---

(۲) ندوہ میں بخاری کے درس اور مولود کی رکاوٹ پر طلبا کے طرز عمل کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے -

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے دو اصول قائم کردیے ہیں' ایک تو یہ کہ معصیت پر اطاعت نہیں کرنا چاہیے' دوسرے یہ کہ ایک شخص کسیکا حق بخوشی نہیں دیتا' تو اوسکو وہ جبراً لے سکتا ہے' (دیکھو ابوداود جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ کتاب الجہاد' و ص ۱۴۶ کتاب الاطعمہ) پس جو لوگ اسٹرائک کو ناجائز قرار دیتے ہیں' انکو پہلے یہ ثابت کرنا چاہیے' کہ یہ دونوں اصول غلط ہیں' انہیں دونوں اصولوں کی بنا پر بیٹا باپ پر مقدمہ دائر کرسکتا ہے' اور شریعت و اخلاق کی عدالت میں مجرم نہیں قرار پا سکتا -

(۱) مناقب الشافعی للرازی ص ۳۲ نسخہ قلمی

(۲) ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۹۱

سنه ۱۸۸۵ ع تاریخ جنگ میں همیشه ممتاز رهیگا' کیونکه اسي سال وه انقلاب انگیز ایجاد (یعني آتشگیر گولے) وجود میں آے جنھوں نے قدیم طرز تعمیر میں ایک تغیر عظیم پیدا کردیا' اور موجوده طرز تعمیر کو دنیا سے قبول عام کي سند دلوائي -

ان گولوں کا تجربه سب سے پہلے فرانس میں قلعه مامليسن پر کیاگیا اور مختلف تجارب کے بعد قلعوں کے طرز تعمیر میں حسب ذیل تغیرات هوے :

(۱) گچکار چھتیں ۶ - انچ سے لیکے ۱۰ - انچ تک موٹي بنائي جانے لگیں - ان چھتوں کي اهمیت کا اندازه کرنے کے لیے یہه سمجهه لینا چاهیے که انهي چھتوں پر وه تمام آگ برستي هے جو قلعه شکن توپوں کے دهانوں سے نکلتي هے - انمیں وه برج بھی شامل هیں جو نصیلوں میں هوتے هیں اور جنمیں شدید گوله باري کے وقت محافظ فوج آکے پناه لیتی هے -

(۲) توپوں کے لیے وه برجیاں روشناس کی گئیں جو بوقت ضرورت گردش کرسکتی هیں' اور بسا اوقات نظر سے بالکل هی غائب هوجاتی هیں -

توپیں خود قلعوں میں بہت تھوڑي تعداد میں رکھی جانے لگیں اور بقیه کے متعلق یه انتظام کیا گیا که یا تو وه قلعوں کے باهر کسی مخصوص مقام پر رهیں' یا پھر ایک مقام سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے مقام پر نقل و حرکت کرتی رهیں -

اس حرکت و انتقال کا فائده یه هے که اگر دشمن کو توپونکا صحیح مقام معلوم هوجاے اور وه سنگین گوله باری کرے تو صرف چند توپوں هی کو نقصان پهونچا سکتا هے' ورنه دوسري صورت میں اکثر توپونکے ضائع هوجانے کا خوف تھا -]

(۳) یه طے کیا گیا که قلعے باهم وابسته هوں' یعني انکے درمیان میں پیاده فوج کے خندقوں سے گھرے هوے مقامات' موانع' اور پیاده فوج کے ٹھرنے کیلیے بانس کی چھت کی پناه گاهیں هوں -

ان قلعوں میں یه خیال بھی عملاً تسلیم کیا گیا هے که قلعوں کے حلقه کو شهر کے باهر فاصله پر هونا چاهیے تاکه دشمن کي قلعوں پر گوله باری سے شهر کو کسي قسم کا نقصان نه پهونچے - چنانچه قلعه سینٹ سالر شهر پناه سے ۱۰ میل پر واقع هے -

(پیاده فوج کے فرائض)

اگرچهیه امر تعجب انگیز معلوم هوتا هے که قلعوں کی مدافعت میں بھی مدافعت کا سارا بار پیاده فوج هی پر پڑتا هے' مگر کیا کیجیے که واقعه یهی هے -

اگرچه پیرس کی مدافعت میں قلعوں کے اندر سے توپوں کي آتشباري اور مختلف قلعوں کي آتشباري میں جو وقفے هونگے' انکے اثناء میں باٹریوں کی آگے سے گوله باری هوگي اور یه دونوں آتشباریاں مهتم بالشان حصه لینگی' مگر سچ یه هے که در اصل اعتماد تمامتر پیاده فوج هي کي مدافعت پر هوگا' یعنی قلعوں کے درمیان میں انکے موانع هونگے اور لڑنے والی پیاده فوج کی صفوں کے مقامات کا سلسله هوگا -

ان آتشبار خندقوں کو برجوں سے مدد ملتی رهیگي - جو مختصر هیں' هر طرف سے ساده وضع هیں' بلکه یوں کہیں که درحقیقت پیاده فوج کے چھوٹے چھوٹے قلعے هیں - ان برجوں میں بھی سپاهیوں اور ساز و سامان کے لیے بانس کی چھت کی پناه گاهیں یا برجیاں هوتی هیں -

(ذرائع نقل و حرکت)

قلعوں کی مدافعت میں اول درجه کا اهم سوال ذرایع آمد و رفت کا سوال هے - کیونکه اس سے صرف یهی نهیں هوتا که ضروریات جنگ کے لیجانے میں سهولت هوتی هے' بلکه مدافع فوج کو اس واقعه سے پورا فائده اٹھانے کا موقع ملجاتا هے که وه داخلی خطوط پر لڑ رهی هے - یعنی جب که دشمن کی فوج ایک وسیع حلقه میں پھیلی هوئی هوتی هے' تو اسوقت یه مدافع فوج قدرتاً ایک مقام پر مجتمع هوجاتي هے - پس اگر داخلي خطوط میں باهم آمد و رفت هوسکتی هو تو فوج بے تکلف حسب ضرورت ایک نقطه مدافعت سے دوسرے نقطه مدافعت تک جاسکتی هے' یا دشمن کے کسی کمزور نقطه پر حمله کرنے کیلیے یکجا جمع هوسکتي هے -

یه یاد رکھنا چاهئے که جب تک شهر پناه اور قلعوں کے درمیان صف آرائي کي کافی گنجایش نه هو - اسوقت تک کسی ایک مقام پر حمله کے لیے جمع هونا مفید نهیں هوسکتا - یهي قلت وسعت تھی جسکي وجه سے سنه ۱۸۷۰ع میں جنرل ٹروشو کے قلعوں سے نکل نکل کے حملے ناکام رهے' اسلیے جب جنگ سنه ۱۸۷۰ کے بعد مدافعت کی دوباره اسکیم ترتیب دیگئي' تو اسمیں یه امر خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا -

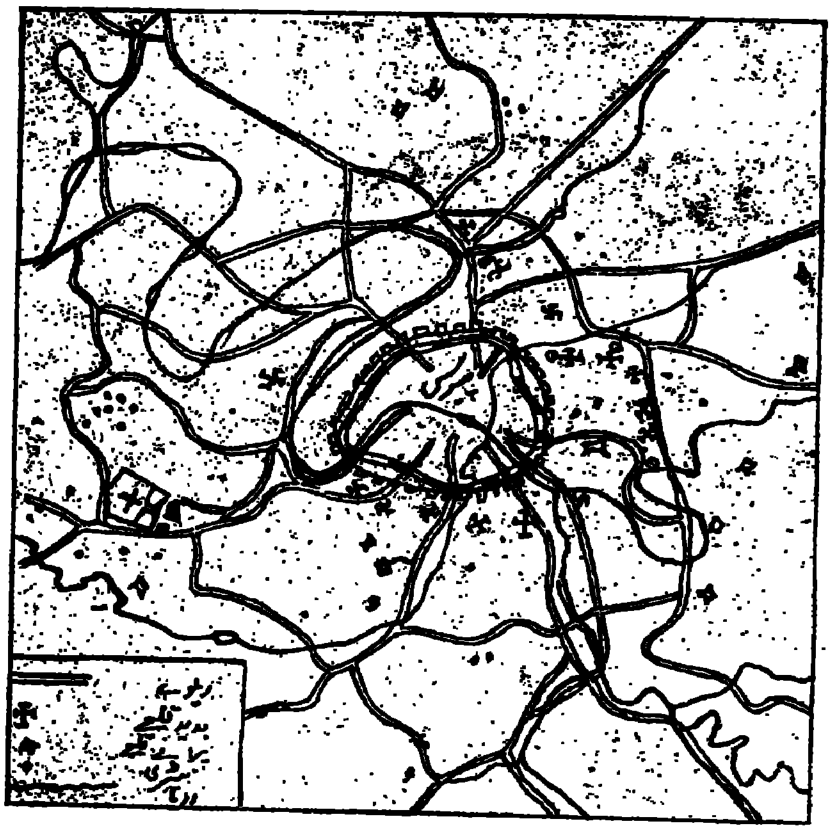

استحکامات:پیرس کا ایک مجموعی منظر

دریاے مارن کے دوسرے جانب ولرس اور شیمپگني کے قلعه میں - یه قلعه اسطرح بنائے گئے هیں که یهاں فوج دریاے مارنے کے آگے جوابي حمله کے لیے جمع هو سکتي هے -

شهر پناه کے حدود سته پیمایش میں ۲۲ میل هیں - اسمیں ۹۳ برجیں' ۶۷ پھاٹک' اور ۹ ریل کے راستے هیں -

اسکے بعد ان قلعوں کا حلقه هے جو سنه ۷۰ ع میں مشهور هوے تھے - انکے حدود سته ۳۳ میل مین هیں - ان میں سے هر ایک کی قطع چھوٹي کڑھیونکی سي هے - البته انمیں بکثرت برجیں هیں اور سوار بھی رهتے هیں -

شمال کی طرف تین قلعے هیں جو باهم ایک فصیل کے ذریعه وابسته هیں - یه قلعے سینٹ ڈینس کے گرد واقع هیں - ان میں ایک قلعه اسطرح بنایا گیا هے که سیلاب و طغیانی پر وه پوري طرح اقتدار رکھتا هے -

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ' اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں ایک پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۶ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکم لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں ' اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے' اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو ملاکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے ' بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے ' اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب کھلے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

مسیحا انٹی ملریا مکسچر اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیم اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تا کہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہو گئی ہوں' اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑہ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے - نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر [illegible]
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۲۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

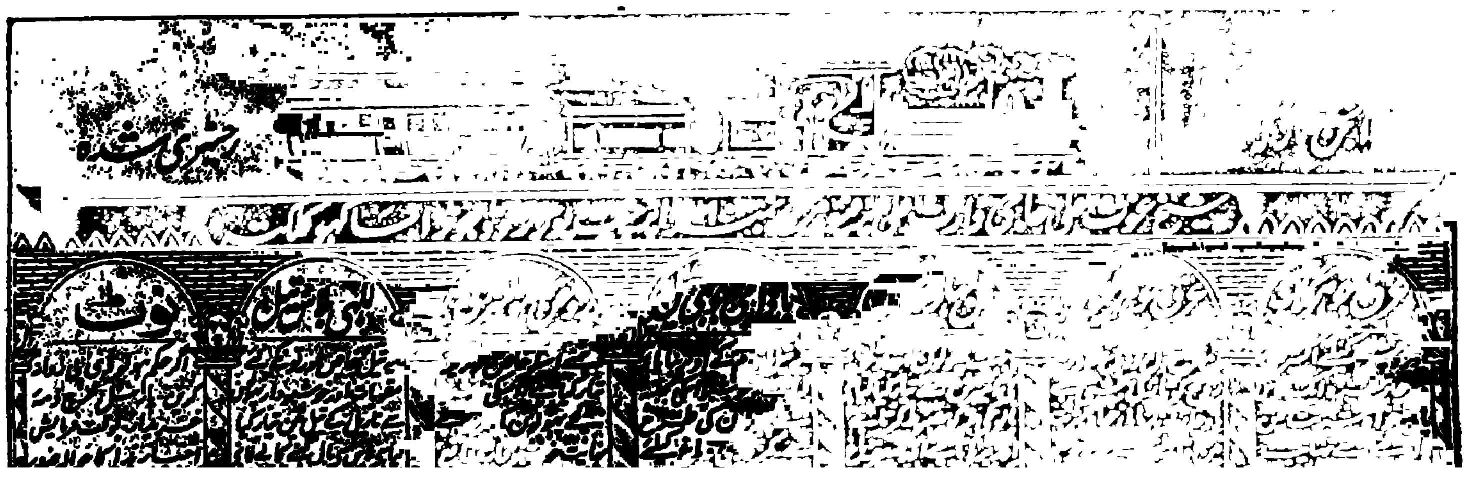

مسجد کے ایک گوشے میں اپنا حلقۂ درس علحدہ قائم کرلیا (۴) -

لیکن جب اسلام کا نظام تعلیم تجارتي و سیاسي اصول پر قائم ہوا تو تجارت و سیاست کے تمام لوازم پیدا ہوگئے ' جن میں ایک موجودہ دورکي اسٹرائک بھي تھی - چنانچہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں دو طلباء کو ایک انتظامی معاملہ پر سزا دیگئي ' اس پر طلبا نے برہم ہوکر جن افعال شنیعہ کا (باصطلاح مسٹر محمد علی) ارتکاب کیا ' اسکو ابن اثیر نے ان الفاظ میں لکھا ہے :

ما غلق الفقہاء المدرسة و القوا کرسي الوعاظ فی الطریق ' و صعدوا سطح المدرسة لیلاً و استغاثوا و ترکوالادب و کان حینئذ مدرسہم الشیخ ابا النجیب السہروردي (سید الطائفة السہروردیة) (۱)

تو فقہاء نے مدرسہ کا دروازہ بند کرلیا ' اور واعظوں کي کرسیاں راستے میں پھینکدیں اور رات کو مدرسہ کي چھت پر چڑہ گئے ' اور شور و غل کیا اور ادب در بالاے طاق رکھدا ! - اسوقت اونکے مدرس شیخ ابوالنجیب سہروردي تھے

لیکن اوسوقت نہ تو اس جرم پر طلباء کو سزا دیگئي ' نہ انکو فتنہ پرداز کہا گیا ' نہ انکو مجنون و سفیہ بنایا گیا ' نہ اون پر لعنت و ملامت کے ورنٹ پاس کیے گئے ' بلکہ خود مدرس اعظم کو سلطنت سے معافی مانگنی پڑی (۲)

(کمیشن تحقیقات)

جبٌ کوئي گروہ اسٹرایک کرتا ہے تو اوسکے شکایات و مطالبات پر غور کرنے کیلیے ایک کمیشن مقرر کیا جاتا ہے جو ضروري شہادتیں لیکر مناسب فیصلہ کر دیتا ہے - تعلیمي اسٹرائکوں میں کمیشن کا تقرر عملاً اصول ذیل کا پابند ہوتا ہے :

(۱) تقرر کمیشن یا کم از کم تحقیقات سے پہلے اسٹرایک بند کرادي جاتی ہے -

(۲) ارکان کمیشن وہی لوگ ہوتے ہیں ' جو انتظام اندرونی سے تعلق رکھتے ہیں -

(۳) کمیشن خفیہ طور پر تحقیقات کرتا ہے ' پبلک کو اسکی خبر نہیں ہوتی -

(۴) ہر کمیشن کا فیصلہ چند طلباء کے نام ضرور خارج کرتا ہے -

(۵) اساتذہ و منتظمین پر بہت کم آنچ آتی ہے ' اور اگر باشد ضرورت کسیکو موقوف بھي کیا جاتا ہے ' تو بلطائف الحیل - لیکن ہمکو غور کرنا چاہیے کہ تحقیقات کا یہ طریقہ اصول شریعت کے مطابق ہے یا نہیں ؟ خوش قسمتي سے اسکے متعلق صحیح بخاري میں ایک مصرح واقعہ موجود ہے ' جو اس بحث کا فیصلہ ناطق ہوسکتا ہے ' (۲) " اہل کوفہ نے حضرت عمر (ض) سے حضرت سعد (ض) کي شکایت کی کہ وہ نماز اچھي نہیں پڑھاتے ' حضرت عمر (ض) نے سعد (ض) کو فوراً معزول کرکے اونکي جگہ پر عمار (ض) کو بھیجدیا - پھر سعد کو بلا کرفرمایا کہ "یہ لوگ (اہل کوفہ) کہتے ہیں ' کہ تم نماز اچھي نہیں پڑھاتے" - سعد نے کہا "خداکي قسم میں اونکو بالکل آنحضرتؐ کے طریقہ پر نماز پڑھاتا ہوں اس میں ذرہ برابر کمي نہیں کرتا ' عشاء کي نماز پڑھاتا ہوں تو اول دو رکعتوں میں طول دیتا ہوں ' اور آخر کي رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں ' حضرت عمر (رض) نے فرمایا " تمہاري نسبت یہي حسن ظن تھا " پھر اون لوگوں کے ساتھہ تحقیقات کرنے کے لیے چند آدمي کردیے - وہ لوگ کوفہ گئے اور ایک ایک مسجد میں جاکر تحقیقات کي - تمام لوگوں نے سعد کي تعریف کي ' لیکن جب بنوعبس کي مسجد میں پہونچے ' تو ایک شخص نے جسکا نام اسامہ بن قتادہ تھا کہا : " اگر تم ہم سے قسم لیکر پوچھتے ہو تو واقعہ یہ ہے کہ سعد (ض) فوج کے ساتھہ نہیں جاتے - انصاف کے ساتھہ مال نہیں تقسیم کرتے - مقدمات کے فیصلہ میں عدل نہیں کرتے" - سعد (رض) نے اوسکو بدعا دي اور وہ اوسپر پڑ گئی -

(۱) اس واقعہ سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں :

(۱) تحقیقات سے پہلے اوس مدرس یا منتظم کو معزول کردینا چاہیے جسکے خلاف شکایت کی گئی ہے ' جیسا کہ حضرت عمر (رض) نے کیا -

(۲) تحقیقات خارجی اشخاص کے ذریعہ سے ہونی چاہیے ' جیسا کہ حضرت عمر (رض) نے خود مدینہ سے تحقیقات کے لیے چند آدمیوں کو روانہ فرمایا

(۳) تحقیقات پبلک طور پر ہونی چاہیے ' جیسا کہ اون لوگوں نے ایک ایک مسجد میں جاکر تحقیقات کی -

(۴) تحقیقات دوران اسٹرایک ہی میں ہونی چاہیے چنانچہ حضرت عمر (رض) نے کوفہ والوں سے یہ نہیں کہا " کہ پہلے تم لوگ سعد (ض) کے ساتھہ نماز پڑھو پھر معاملہ پر غور کیا جائیگا" -

(۵) جو لوگ اسٹرائک کے ذریعہ سے اظہار شکایت کرتے ہیں اونکو کسي قسم کی سزا نہیں دینی چاہیے ' چنانچہ کوفہ والوں نے جو شکایت کی تھی ' باوجودیکہ وہ تحقیقات سے غلط ثابت ہوئي ' تاہم حضرت عمر (ض) نے اونکو کوئی سزا نہیں دي -

(۶) یہ ضروري نہیں کہ جو شکایت ہو اوسی کا مطالبہ بھی کیا جاے ' بلکہ خاص شکایت کو عام مطالبات کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے ' چنانچہ اون لوگوں نے نماز کی شکایت کی تھی ' لیکن مطالبہ یہ تھا کہ سعد فوج میں نہیں جاتے ' انصاف نہیں کرتے -

شریعت کے ساتھہ عقل بھی اسی طریقہ تحقیقات کي تائید کرتی ہے - مقدمہ کے ختم ہونے کے بعد عدالت کا قائم کرنا ایک فعل مہمل ہے - جماعت منتظمہ بالذات یا بالواسطہ فریق ہوتي ہے ' اور کوئی فریق جج نہیں ہوسکتا - جب شکایت کا طریقہ پبلک ہے تو تحقیقات بھی پبلک طور پر ہونی چاہیے - مقدمہ دائر کرنا یا افسروں کی شکایت کرنا کوئی جرم نہیں ہے جسکی سزا دي جاتی ہے - زیادہ سے زیادہ مقدمہ خارج کر دیا جا سکتا ہے - طلبا کا وجود مدرسہ میں عارضی ہوتا ہے ' لیکن مدرسین و منتظمین مستقل ہوتے ہیں ' اس لیے اونکے موقوف نہ کرنے کے یہ معنے ہیں کہ شر محکم کو اور مستقل کردیا گیا - سزا ہمیشہ عبرت کے لیے دیجاتی ہے ' اور خفیہ موقوفی سے یہ مدعا حاصل نہیں ہوتا - کہا جاتا ہے کہ اس سے مدرسین کي توہین ہوگی جو اصول تعلیم کے مخالف ہے - لیکن سزا تو توہین ہی کے لیے دیجاتی ہے ' اور انتظامی معاملات میں قانون کا احترام اخلاق سے زیادہ کیا جاتا ہے - لیکن ہمارے موجودہ نظام تعلیم کا طرز عمل بالکل ان مذہبی و عقلی اصول کے مخالف ہے ' اور وہ لوگ بھی اسکی پیروي کرتے ہیں ' جو ایک ایسے مدرسہ کو چلانا چاہتے ہیں ' جو عقل و نقل میں تطبیق دینے کا مدعی ہے ! ان ہذا لشی عجاب -

---

(۱) ملل و النحل زیدي ص ۵۳ - ابن اثیر جلد ۱۱ ص ۷۹ ارقعات سنہ ۵۴۷ھ -

(۲) یہ تحقیقات اگرچہ اسٹرائک سے تعلق نہیں رکھتي ' تاہم وضع قصیہ و اظہار شکایت میں یہ واقعہ اسٹرائک سے مشابہت رکھتا ہے - یہ شکایت پبلک کام کے متعلق علانیہ کي گئي تھي جو اسٹرائک کے مقاصد سے بالکل مشابہ ہے ' اسلیے دونوں کے طریقہ تحقیقات کو بھی یکساں ہونا چاہیے -

(۱) بخاري جلد ۱ ص ۹۵ مطبوعہ مصر -

Printed And Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg and Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الكريم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۵
کلکتہ: چہار شنبہ ۲۴ شوال ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday September 16. 1914.
نمبر ۱۲

ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ جنکے زیر صدارت ہندوستان کے مصیبت زدگان جنگ کے لیے ریلیف فنڈ قائم ہوا ہے

" کتاب مرقوم یشہدہ المقربون (٨٣ : ١٨)

" و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! " [٨٣ : ٢٣]

السحر الحلال

فی

مجلدات الہلال

تو اے کہ محو سخن گستران پیشینی

مباش منکر " غالب " کہ در زمانہ تست !

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیۃ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین و وحدۃ کلمۃ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیۃ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے - اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تعریف نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی سے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید و اعدی عدو مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرنے کیلیے ساعی ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و سبک بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکے تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر اسے ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و مخالف سے معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر ایسے ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوں تو انکی قیمت دس روپیہ قرار دی جاتی ہے -

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف پانچ روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

بہت ممکن ہے کہ الہلال کی قیمت بڑھا دی جاے - اگر ایسا ہوا تو پھر مکمل جلدوں کی قیمت بھی زیادہ ہو جائیگی

Tel Address :- "Alhilal," Calcutta
Telephone No 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor :
Abul Kalam Azad.
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر ۱۲

کلکتہ : چہار شنبہ ۲۴ - شوال ۱۳۳۲ هجري
Calcutta : Wednesday, September, 16. 1914.

جلد ٥

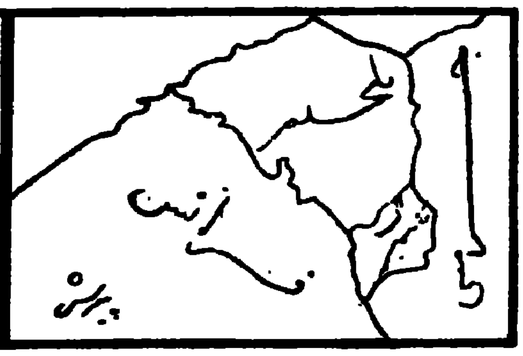

ہفتۂ جنگ

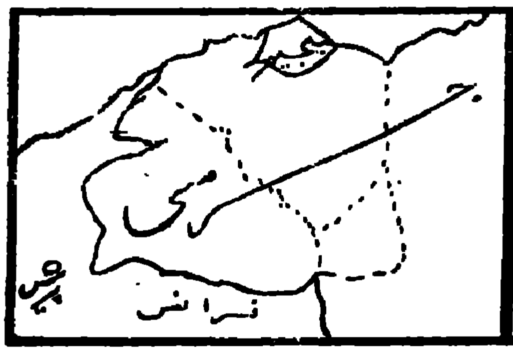

نقشۂ جنگ میں یکایک انقلاب

(جرمني کي رجعت)

بارے غنیمت ہے کہ اتنے عرصہ کي مایوس کن مصلحت فرمائیوں کے بعد اب واقعات میں ایک نئي تبدیلي نمایاں ہوئي' اور متحدہ افواج کے پیچھے ہٹنے کي جگہ آگے بڑھنے کي خبریں آنا شروع ہوئیں -

في الحقیقت یہ ایک غیر متوقع انقلاب ہے جو میدان جنگ میں یکایک رونما ہوا - جبکہ جرمن فوج پیہم اقدام کے بعد پیرس سے ۳۵ میل کے فاصلے پر پہنچ چکي تھي' اور محاصرۂ پیرس اسقدر متوقع تھا کہ فرانس نے دار الحکومت چھوڑ دیا تھا' تو یکایک جرمني کے مقبوضہ مقامات چھوڑ دینے اور متحدہ افواج کے آگے بڑھنے کي خبریں آنا شروع ہوگئیں - حتی کہ جرمني اپنے تمام آخري خط هجوم کو چھوڑ چکي ہے' اور فوج کے ایک بڑے حصہ کے کسي دوسرے مقام پر روانہ ہونے کي اطلاع آ رہي ہے -

"ممپنگن" کے معرکہ کے بعد سے جرمن فوجوں نے اپني پیشقدمي کا رخ بدلدیا تھا' اور اوسوقت سے وہ براہ راست پیرس کیطرف جاے

(قیصر جرمني فوجي لباس میں)

جو اس وقت لکسمبرگ میں مقیم ہے -

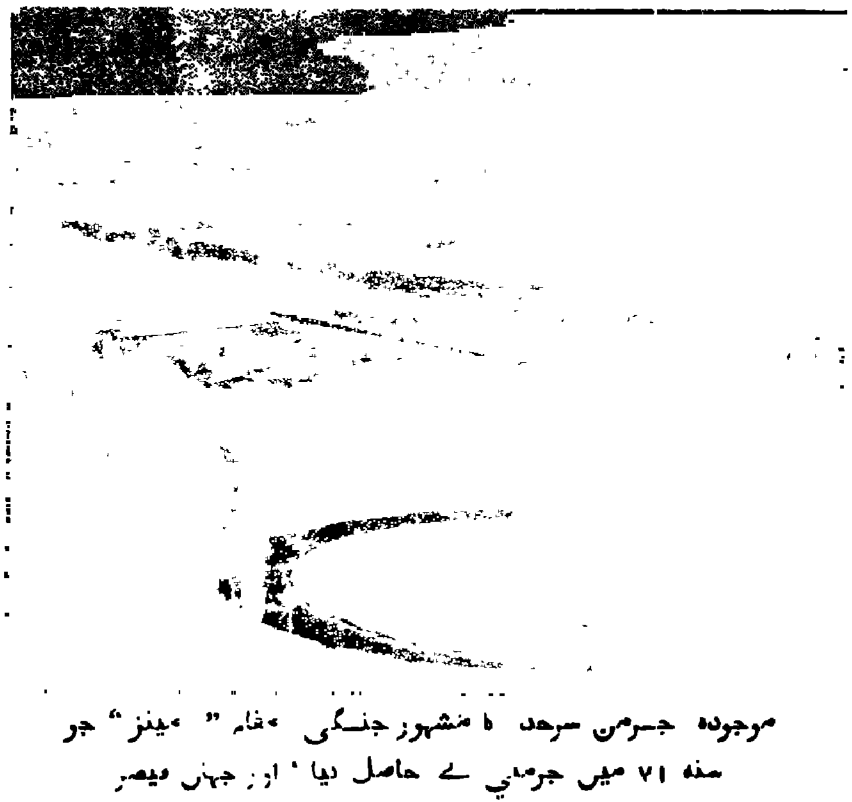

موجودہ جرمن سرحد کا مشہور جنگی مقام " میٹز " جو سنہ ۷۱ میں جرمني نے حاصل کیا' اور جہاں قیصر کے هیڈ کوارٹر قائم کرنے کي خبریں تھی

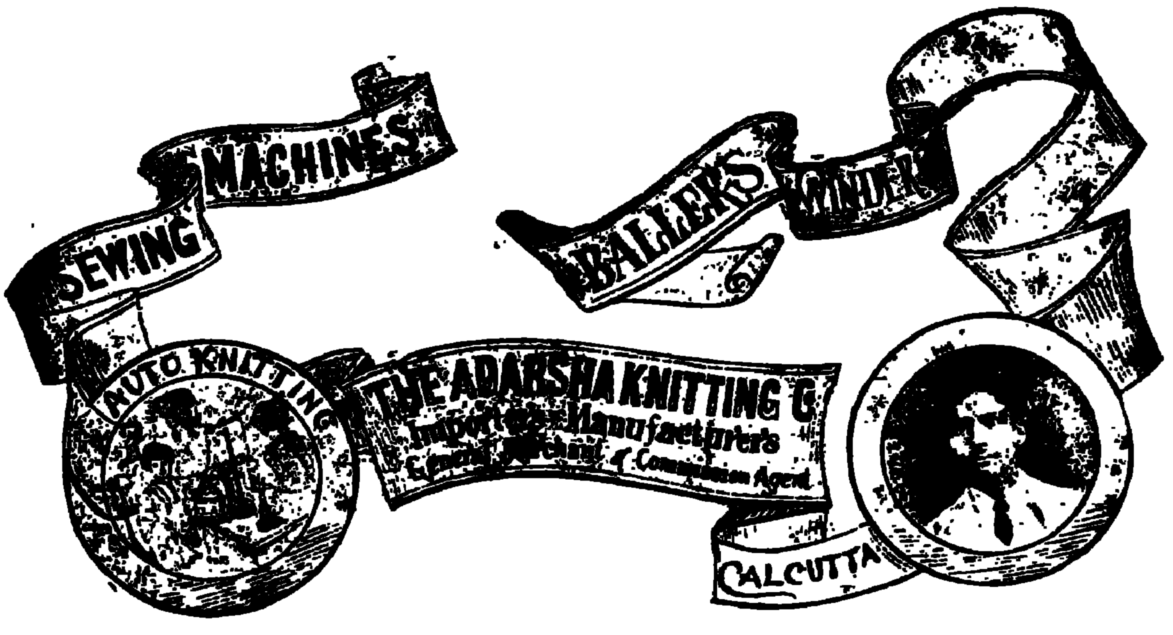

تارکا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

—:*:—

یہ کمپنی نہیں چاهتي ہے کہ هندوستان کي مستورات بیکار بیٹھي رهیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹلک (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگی جس سے موزہ اورگلوبي هوزي تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگي جسمیں گلوبي تیار هوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی هر قسم کے کاتے هوے اون جو ضروري هوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتي ہے - کام ختم هوا - لیجیے روانہ کیا اور اسی دن روپے بھي مل گئے آپھر لطف یہ کہ ساتھہ هي بنانے کے لیے چیزیں بھي تیار هي گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت هیں

—:*:—

آنریبل نواب سید نواب علي چودهري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کي چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے -

مس کھم کماري دیوي - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي هوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماهواري آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتي هوں -

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا هوں - یہ کمپني اس وجہ سے قائم هوئي ہے کہ لوگ صنعت و حرفت کریں - یہ کمپني نہایت اچھي کام کر رهي ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے ماسواے کم قیمتي مشین منگا کر هر شخص کو مفید هونے کا موقع دیتي ہے - میں ضرورت سمجھتا هوں کہ عوام اسکي مدد کریں -

آنریبل جسٹس سید شرف الدین - جج هائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپني کي بنائی هوئي چیزونکو استعمال کیا اور پائیدار پایا - دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے - میں امید کرتا هوں کہ بہت جلد اس کمپني کي سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت هو -

هز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

انکے پرائیوٹ سکریٹري کے زباني -

اچھے اونی ساخت کي چیزیں جو حضور گورنر اور انکي بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا - هز اکسیلنسي اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش هیں اور مجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے -

برنچ — سول کورٹ روڈ تنگائیل -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ - گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

ایم سازانوف وزیر خارجیہ روس

ڈاکٹر وان بیتھمن - جرمن چانسلر

کے بدلے پیرس کے مشرق کی طرف بڑھرہی تھیں - چنانچہ دریاے مارنے کو عبور کرکے " کولومیرس " نامی ایک مقام تک پہنچ گئی تھیں - کولومیرس پیرس کے ٹھیک مشرق میں دریاے مارنے کے اس پار واقع ہے - اور آجکی اشاعت میں جو نقشہ دیا گیا ہے اس میں دیکھا جا سکتا ہے - لیکن نئی خبروں کا مفاد یہ ہے کہ کولومیرس جرمن پیشقدمی کی آخری منزل ثابت ہوا - کیونکہ اسکے بعد ہی پیرس سے فوجیں آگے بڑھیں اور " میرے اور مونٹمیریل نامی دو مقاموں کے درمیان نے جملہ اور ہولیں" ایک معرکہ بپا ہوا جو دو دن تک جاری رہا - جرمنی کا جو سرکاری تار نقل کیا گیا ہے اسکا بیان ہے کہ " جرمن فوج نے سختی کے ساتھ اپنے حریفوں کو روکا اور آگے بھی بڑھیں "، مگر جب یہ اعلان کیا گیا کہ دشمن کے نئے کالم آرہے ہیں تو اسوقت جرمن بازو پیچھے ہٹ گیا"

اس واپسی نے طول کھینچا اور جیسا کہ آج کے (۱۲ - ۷) تاروں سے معلوم ہوتا ہے، ۱۰ تک برابر جاری رہی - اس اثناء میں جرمن فوج اور اسکے پیچھے پیچھے متحدہ فوجیں بہت سے مقامات سے گزریں جنمیں سے اکثر چھوٹے چھوٹے غیر اہم اور معمولی مقامات ہیں -

غالبا ۵ - ستمبر تک جرمن فوج کا دہنا بازو پیرس کے شمال و مشرق میں " سینلس " سے لیکے " پرووینس " کے قرب تک پہنچ گیا تھا - " پرووینس " پیرس کے مشرق و جنوب میں کولومیرس کے نیچے اور دریاے " سین " کے ساحل سے اسیقدر فاصلہ پر واقع ہے -

یہاں سے انکی فوجیں مشرق و جنوب میں " ترولس " سے گزرتی ہوئی پھیلی ہونگی - آگے چلکر " اور سن " ایک مقام ہے - " سین " اور " اور سن " میں ایک خط پیدا ہوتا ہے غالبا جرمن فوجیں اسی خط کے برابر پھیل گئیں -

نئی خبروں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آج سے تین دن قبل اس خط سے جرمن فوجیں تقریباً ۵۰ میل ہٹ چکی تھیں، اسلیے اسوقت جرمن فوج کا خط " سواسنس " سے شروع ہوکر جنوب و مشرق میں ریمس کی طرف جاتا ہوگا -

خلاصہ یہ کہ اسوقت جرمن فوج کا دہنا بازو جو پہلے مقام " بنیاس " میں تھا، اب ہٹکے " وایس سنس " میں آگیا ہے جو پیرس سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے - اسمیں غالباً چار آرمی کور یعنی تخمیناً ڈھائی لاکھہ آدمی ہیں ابھی جرمن فوج کا قلب اور بایاں بازو باقی ہے، اور اگرچہ اسکے بھی ریمس اور ورڈن کی طرف جانے کی خبر دی گئی ہے، مگر ابھی تک اسکو شکستہ نہیں کہا جا سکتا -

جرمنی کے دہنے بازو میں وہ فوج تھی جو معرکہ لکسمبرگ کے وقت سے لڑ رہی ہے، لیکن قلب اور دہنے بازو کی فوج نے صرف معرکۂ " مونس " کے وقت سے لڑنا شروع کیا ہے -

متحدہ افواج نے اعلان کردیا ہے کہ اب انہوں نے مدافعت کی جگہہ حملے کا پہلو اختیار کرلیا ہے - " مونس " کے بعد متحدہ کا یہ پہلا جارحانہ اقدام ہے -

بحالت موجودہ واقعات کی صاف رفتار یکایک اسدرجہ الجھہ گئی ہے کہ کسی صحیح راے کا قائم کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے - سول اینڈ ملیٹری لاہور کے ایک تار سے معلوم ہوا تھا کہ جرمنی کے یکایک پیچھے ہٹنے سے انگلستان میں یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ فرانس کے دہنے بازو پر حملہ کرنا چاہتی ہے، مگر بعد کے تاروں سے اسکی مزید تصدیق نہ ہوئی -

یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ جرمنی نے ابتک اپنی تمام قوت پیرس کی طرف کردی تھی لیکن، اس اثنامیں روس نے آسٹریا کے اندر غیر معمولی فتوحات حاصل کرلیں - پس فوج کے ایک حصہ کی نقل و حرکت کے تو صاف معنی یہی ہیں کہ وہ آسٹریا کی مدد اور روس کے روکنے کیلیے روانہ کی گئی ہیں -

اسی طرح ایک عظیم الشان جرمن بیڑہ جسمیں ۴۸ جنگی جہاز ہیں، بالٹک کی طرف بھی روانہ ہوگیا ہے، اور غالباً دار الحکومت روس پر بحری حملہ کریگا -

لیکن ان اسباب کا صحیح تعین مشکل ہے جنکی وجہ سے بظاہر جرمنی نے اپنے قدیم خط جنگ کو بدلکر پیرس سے علحدہ ہونا شروع کردیا - جب تک کہ زیادہ صریح واقعات ظاہر نہوں - البتہ آخری دنوں کے تمام واقعات کو جمع کرنے کے بعد ایک نیا خیال سامنے آتا ہے -

جرمنی نے اپنا خط سفر یہ مقرر کیا تھا کہ سب سے پہلے پیرس کا محاصرہ کرکے یا تو اسپر قبضہ کرے یا فرانس کو صلح پر مجبور کرے، لیکن فرانس نے دشمن کو سرپر دیکھکر پیرس خالی کردیا، اور ساتھہ ہی انگلستان کے ایک نئی تدبیر یہ کی کہ باہم ایک نیا معاہدہ کرکے فوراً اس کا اعلان کردیا جسکا منشا یہ ہے کہ فریق متحدہ میں سے کوئی حکومت جرمنی سے تنہا صلح کرلینے کی مجاز نہوگی - ممکن ہے کہ ان دونوں کارروائیوں نے جرمنی کی پیش قدمی کو بے حاصل کردیا ہو - اس نے سوچا ہو کہ اگر انتہائی فوجی قربانی کے بعد پیرس پر قبضہ کر بھی لیا گیا تو محض ایک خالی شہر کی گلیاں ہاتھہ آئینگی، جو جدید دارالحکومت سے ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر سنسان ہو رہی ہیں، اور بوجہ نئے معاہدے کے فرانس صلح بھی نہیں کرسکے گا - اس سے بہتر ہے کہ اب قوت کسی دوسرے جنگ پر صرف کی جاے - اسی خیال سے اب وہ پیرس کو چھوڑ رہا ہے - بہر حال

ہزایکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ کے صاحبزادہ لفٹننٹ (آی - سی) ہارڈنگ جنکے زخمی ہونے کی خبر آئی تھی اور جو اب الحمد للہ روبصحت ہیں

اس جدید انقلاب کے متعلق هم بغیر مزید رفتار حال دیکھے هوے کچھہ نہیں کہہ سکتے -

(حادثۂ خلیج بنگال)

لیکن اس هفته میں سب سے زیادہ عجیب اور سب سے زیادہ غیر متوقع واقعہ ایک جرمن کروزر کا خلیج بنگال میں پہنچنا اور پانچ انگریزي تجارتي جہازوں کو غرق کر دینا هے - یہ واقعہ اسقدر غیر متوقع هے کہ اگر اسکي اطلاع همیں خود پریس سنسر کے دفتر سے نہ ملي هوتي تو بمشکل هم اسے تسلیم کرتے -

یہ حادثه ١٠ سے ١٤ - ستمبر کے درمیان واقع هوا' لیکن اسکا اعلان اس وقت (١٥ - کو) کیا گیا هے غالباً - چین کے طرف سے یہ جہاز آیا تھا اور ادھا وار کرکے پھر مفقود الخبر هوگیا هے - اس واقعہ کي اطلاع کے ساتھہ جہاں هم پبلک کو اطمینان دلاتے هیں کہ وہ ایک قالت کروزر کے هندوستان آجانے کي خبر سے مشوش خاطر نہو اور مطمئن رهے کہ اس سے زیادہ وہ اور کچھہ نہیں کرسکتا تھا جوکر گیا - وهاں گورنمنٹ کي بھي غفلت پر متعجب هوے بغیر نہیں رهسکتے جس کي افسوس ناک بے خبري سے اتنے بڑے نقصان کے پہنچانے اور پریشان کرنے کا دشمن کو موقعہ ملگیا - افسوس کہ اخبار کا آخري فارم چھپچکا هے اور مزید گنجایش نہیں - اسلیے تفصیلي حالات آیندہ درج کرینگے -

---

(میدان جنگ سے پہلي رسمي مراسلۃ)

٩ ستمبر کو سر جان فرنچ سپہ سالار افواج برطانیہ نے میدان جنگ سے پہلي تفصیلي مراسلت بھیجي هے' جسمیں برطانی فوج کے اولین ورود سے اوائل ستمبر تک کے حالات درج هیں - یہ پہلي مفصل سرگذشت هے جو موقع کے اعلی ترین افسر کي زباني همارے سامنے آئي هے :

تار برقیوں میں صرف اسکا خلاصہ بھیجا گیا هے - هم اسکا خلاصہ درج کردیتے هیں :

" انگریزي فوج وقت معینه کے اندر فرانس میں وارد هوئي - فوجي اجتماع عمل ٢١ - اگست کي شام تک تکمیل کو پہنچ گیا - ٢١ - کو میں ان مورچوں کي طرف جنکو میں مستحکم سمجھتا تھا اور جہاں سے لڑائي کي طرح ڈالي جانے والي تھي' فوج کو حرکت میں لانے کے قابل هوسکا - دوسري آرمي کورز " کونڈي " سے " مونس " تک لائن پر متصرف هوئي' اور اول کورز دوسرے کورز کے دهنے جانب متعین کیگئي - پنجم بریگیڈ رسالہ بنشی پر مسلط هوا - میرے گرد آوري کے دستوں اور آلات پرواز کي دیکھہ بھال دشمن کے پھیلاو کا پتہ لگانے میں قاصر رهي - ٢٣ - اگست کي خبروں سے منکشف هوا کہ دشمن نے کسي قدر طاقت سے حملے شروع کردیے هیں - بالخصوص مونس اور بنشي میں همارے مورچہ کے دهنے بازو پر دشمن کا بہت بڑا زور هے - اسپر رسالہ نے بنشي کو خالي کردیا' اور دشمن اسپر مسلط هوگیا - جنرل ژوفري نے پیغام بھیجا کہ فرانچ لشکر پیچھے هٹ رها هے' کیونکہ دشمن نے ٢٢ - اگست کو شارلي اور نامور کے مابین دریاے سیمبر کے راستوں پر قبضہ کرلیا تھا -

٢٣ - اگست کي شب کو تمام لائن پر جنگ جاري رهي - "مربیوز" کي طرف هٹتے هوے دوسرے دستے کے تیسرے ڈویژن کو دشمن نے سخت نقصان پہنچایا' اور مونس پر مکرر حمله کیا -

لیکن دوسرا دستہ کسي قدر مورچہ بندي کے ساتھہ ٹھہرا رها اور پہلے دستے کو بتدریج مراجعت کرنیکا موقع ملگیا - شام کے سات بجے وہ مربیوز پہنچا - میں پہلے سے میجر جنرل الینبائی کو اپنے بائیں جانب کام کرنیکا حکم دیچکا تھا جہاں دشمن بڑی مستعدي ظاهر کر رها تھا - صبح کو جنرل النبالي کو سر چارلس فرگیوسن کا پیغام پہنچا کہ پانچویں ڈویژن پر بہت زور پڑا هے - وہ اپنا رسالہ لیکر کمک کو پہنچے - اس لڑائي کے اثنا میں بریگیڈیر جنرل ڈي لسلي نے جرمني کے آگے کي پیدل فوج پر حملہ کرنے اسے منتشر کرنیکا موزوں موقع تصور کیا - لیکن مقصود منزل سے پانچسو گز ادھر تاروں کے جال نے اسے روک لیا - اور اسطرح پیچھے هٹنے میں سخت نقصان پہنچا - اسکے بعد میں نے دریاے سوام یا ارنس پہنچنے کا ارادہ کیا' جسکي وجہ یہ تھي کہ میرے دهني جانب فرنچ سپاہ مسلسل طور پر پیچھے هي هٹتي جاتي تھي اور هماري فوج بالکل بے پناہ رهگئي تھي - دشمن کے مغربي دستوں کا منشا مجھے گھیر لینے کا تھا اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ میري سپاہ بہت خستہ هوگئي تھي -

٢٥ کو پہلا دستہ دن بھر سفر کرتا رها اور دس بجے شب کے لانڈ ریسز میں پہنچا - میں چاهتا تھا کہ کسي قدر اور مغرب کي طرح بڑھکر لی کاٹو اور لانڈ ریسیز کے درمیاني حصے کو معمور کردیتا - مگر سپاهي تھکے هوے تھے - اسلیے وہ سستانے کے بغیر آگے بڑھنے کے قابل نہ تھے -

مگر دشمن نے انھیں آرام لینے کي اجازت نہ دي -

٢٤ کو ساڑھے ٩ بجے شب کے لانڈ ریسیز میں محافظ بریگیڈ پر نہم جرمن دستہ نے سخت حملہ کیا' مگر بریگیڈ نے نہایت بہادري سے مقابلہ کیا - دشمن شمالي جنگل سے نکلکر شہر کے بازاروں میں در آیا تھا - سات سو سے لیکر ایک هزار تک دشمن کے نقصان جان کا اندازہ کیا جاتا هے "

اسکے بعد مراسلۃ میں چار روزہ جنگ کے سخت نقصانات پر اظہار افسوس کیا گیا هے - مگر " یہ نقصان نا گزیر تھا' کیونکہ مجتمع هونے کے دو روز بعد هي جرمن کے پانچ دستوں کے سخت حملوں کا برٹش سپاہ کو متحمل هونا پڑا "

ممکن هے کہ اس مراسلت میں متعدد افواج کے بار بار پیچھے هٹتے رهنے کے اسباب سے کوئي تفصیلي بحث کي گئی هو' لیکن جو حصہ تاروں میں آیا هے' اس سے اس سوال پر کچھہ زیادہ روشني نہیں پڑتي' اور صرف اسي قدر معلوم هوتا هے کہ انگریزي فرانسیسي افواج کے پہنچنے کے بعد جرمن فوج کے طاقتور حملے کیے' اور رفتہ رفتہ متحدہ افواج کو مونس سے هٹکر سرحد فرانس کے اندر کونڈي پر اور پھر دریاے سوام تک چلا آنا پڑا -

هم نے گذشتہ اشاعت کے افتتاحیہ میں متحدہ افواج کے معرکوں پر بحث کي تھي' اور ان پانچ خطوط دماغ کے نتائج پر نظر ڈالي تھي جو یکے بعد دیگرے متحدہ افواج نے بنائے اور چھوڑے - ساتھہ هي انکا ایک نقشہ بھي دیا تھا - لیکن اسوقت تک کوئي یکجا مفصل بیان همارے سامنے نہ تھا - زیادہ تر قیاس اور متفرق خبروں کے منفردہ واقعات سامنے تھے - اب سر جان فرنچ کي مراسلت

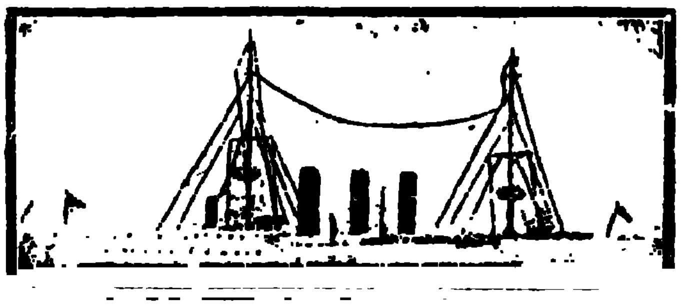

جہاز امڈن جس نے پانچ
انگریزي جہازونکو ڈبا دیا

کولومیرس تک پہنچ گئي (جسکا صحیح فاصلہ پیرس سے اب ۳۵ میل کا متحقق هوگیا ہے) تو قدرتي طور پر معاصرہ کا وقت الیم سامنے آگیا' اور اسکے سوا کوئی صورت نجات نظر نہ آئي کہ پیرس کو خالی کر دیا جاے' اور دشمن سے ۳۰۰ میل دور جا کر حکومت قیام کرے -

اگر " جنگی مصلحت " کا سر عظیم و مخفی یہي تھا تو یہ بالکل ٹھیک ہے ' اور اس خبر کے سنتے هی هر متنفس نے یہی سمجھا تھا ' مگر اسکے ساتھہ هی رسمی اطلاعات میں یہ ظاہر کرنا کہ " اسکو فرانس کا ضعف اور اضطراب نہ سمجھا جاے " واقعات کی قدرتی زنجیر میں ایک ایسی کڑي کو رکھنا ہے جو باقی کڑیوں سے بالکل مختلف ہے -

پیرس آدمیوں سے خالي هوگیا ہے - دنیا کا وہ حسین و جمیل شہر جو ابھی چند هفتے پیشتر تمام سطح ارضي کے لیے اپني رونق اور عیش و نشاط میں کشش رکھتا تھا' اب ایک ایسي مصیبت بن گیا ہے جس سے انسان دور رهنا چاهتا ہے - چوبیس گھنٹہ میں ایک لمحہ بھي ایسا نہیں آتا جب دریا اور خشکي کي راهیں جانے والونکی پیہم قطاروں سے خالي هوں - حتی کہ ریلوے وغیرہ کے تمام کاموں میں مردوں کي جگہہ عورتیں کام پر لگائي گئي هیں - پیرس کي کل آبادی بیس لاکھہ آدمیوں کي بتلائي جاتي تھي - ساڑھے سترہ لاکھہ انسان چند دنوں کے اندر اس سے نکل گئے هیں - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ تاریخ عالم کا یہ سب سے بڑا هولناک تخلیہ ہے' جسکي نظیر صدیوں سے دنیا میں نہیں ملتي -

اس مہیب منظر کو اپنے سامنے لاو کہ دنیا کے ایک عظیم الشان شہر کے پھاٹک هر طرف سے کھلے هوے هیں' اور ساڑھے سترہ لاکھہ انسان جن میں عورتیں اور بچوں کی حیرانی بھی شامل ہے ' دو چار دن کے اندر هی اندر اس سے نکل جانا چاهتے هیں ! پھر جنگ کے هولناک نتائج کي یہ کیسی انقلابي قسط ہے جو اسقدر جلد دنیا کے سامنے آگئی ہے' اور اگر اس اضطراب و دهشت کے اندر سے اولوالعزمانہ اطمینان اور فیروزمندانہ سکون و ثبات کی صدائیں آٹھہ رهی هیں' تو افسوس کہ ایسی عجیب و غریب صداؤں کے سننے کیلیے ماهرین تدابیر مخفیۂ جنگ کی طرح همیں قوت سامعہ نہیں ملی ہے !

اس هفتہ کے آغاز سے نقشہ جنگ میں جو یکایک انقلاب هوگیا ہے ' اسکی اطلاعات کے ضمن میں تخلیہ پیرس کي حقیقت زیادہ نمایاں هوگئی ہے - هم اس قسم کے مواقع کے ابتدا سے شکر گذار رهے هیں' جنکے ضمن میں بہت سے غیر معلوم واقعات خود بخود روشني میں آ جاتے هیں -

۸ - کا تار ہے کہ متحدہ افواج کی جدید کامیابی اور جرمن فوج کی واپسی نے محاصرۂ پیرس کے خوف کو بہت کچھہ دور کردیا ہے اور اب پیرس میں اطمینان پھیل رها ہے - یہاں تک کہ خیال کیا گیا ہے کہ اب بورڈو سے حکومت کو واپس آجانا چاهیے !

اگر پہلے پریشاني نہ تھي تو اب اطمینان کس بات پر ہے؟ اگر پیرس کا چھوڑنا محض محاصرے کے خوف سے نہ تھا ' تو اب دشمن کے دور هونے پر کیوں دوبارہ پیرس میں چلے آنے کا خیال پیدا هوا ہے ؟

اس بحث سے همارا مقصود صرف یہ ہے کہ واقعات کو بغیر انکی غیر منطبق توجیہات کے چھوڑدینا هي بہتر ہے ' اور اس قسم کی توجیہیں جو آگے چلکر واقعات کا ساتھہ نہ دیسکیں ' اطمینان کی جگہ دلوں میں اور زیادہ خلجان پیدا کر دیتی هیں - حالانکہ هم سب کو کوشش کرني چاهیے کہ پبلک میں شک و شبہہ پیدا نہ هونے دیں -

مسئلــہ "وفاداری" اور "پایونیر"

عین اسوقت جبکہ امن و سکون کي ایک نازک آزمایش میں ملک کا هر گروہ صرف وقت کي ضرورت اور مصلحت کے سوال هي سے دلچسپي لینا چاهتا ہے ' هم میں سے یقیناً کسی شخص کو اسکي آرزو نہوگی کہ وہ خطرناک " فرانسس جوزف " کي طرح اعتماد اور باهمی صفائی کے حصار پر پہلی گولي چلانے کي ذمہ داري اپنے اوپر لے - کیونکہ کتاب پیدایش کے مقدس لٹریچر میں بدي کا جو هاتھہ قائن (قابیل) نے هابل (هابیل) پر اٹھایا تھا' دنیا کي تمام آنے والي بدیوں کی ذمہ داري اسی پر ہے !

لیکن افسوس کہ گولي چل چکی ہے ' اور اسلیے " فرانسس جوزف " کي طرح نہیں جس نے پہلا قدم اٹھایا' بلکہ " سر ایڈورڈ گرے " کی طرح جنہیں مجبوراً سفارتی تعلقات قطع کرنے پڑے ' هم اس ناگوار اور خلاف وقت بحث میں حصہ لینے کیلیے مجبور هوے هیں -

روس کی لیمبرگ کي طرف فتحمندانہ پیش قدمیوں کے بعد اسکا فیصلہ مشکل هوگیا ہے کہ دنیا کا یہ سب سے زیادہ تجربہ کار پادشاہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کي کہاں تک قابلیت رکھتا ہے جبکہ وہ دنیا کي صلح جویانہ درخواستوں کو مغرورانہ ٹھکراتا ہے ؟ تاهم اس سے پہلے ایسا نہ تھا - اسي طرح گو بحالت موجودہ اسکا فیصلہ مشکل هو کہ هندوستان کا ایک سب سے زیادہ تجربہ کار اینگلو انڈین پریس (پایونیر) اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کے لیے کہاں تک مستعد ہے جبکہ اس نے ۱۰ - سپٹمبر کی اشاعت میں تیس کروڑ باشندگان هند کي وفاداری کو ٹھکرایا ہے ؟ تاهم اگر اس نے موجودہ " ٹیوٹنیک اخلاق " کي تقلید اسي طرح جاري رکھي تو کچھہ عجب نہیں کہ گلیشیا کے میدانوں کي طرح الہ اباد کے ایک وسیع پرنٹنگ هاؤس کے صحن میں بھی " ذمہ داري " کا مفہوم سمجھا جاسکے !

چنانچہ حاکمانہ رد و قبول کي ایک ایسی بلندي پر سے جو بظاهر لارڈ هارڈنگ کو بھي نصیب نہیں' وہ هندوستان کے موجودہ اظہار وفاداري کو طے شدہ مسئلہ کي جگہہ ایک بحث طلب سوال کي شکل میں دیکھتا ہے ' اور کونسل کے پچھلے اجلاس کي تقریروں کي نیابتی حیثیت پر حملہ کرنے کے بعد لکھتا ہے :

" هندوستان کي عام راے مصنوعي چیزوں کي طرح هر سال ترقي کر رهي ہے - یہ مشہور ہے کہ صوبوں کے خاص شہروں کے علاوہ بڑے شہروں میں بھي درجنوں ایسے اشخاص موجود هیں جو هر قسم کي نیابتی مجلسیں منعقد کرتے هیں - ایک جلسہ کی روئداد کي اشاعت کے ساتھہ هي هر مرکزي مقام اور ضلع میں اسي قسم کے جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاري کردیا جاتا ہے اور انهي مضامین کي تجویزیں پاس هونا شروع هوجاتی هیں"

هندوستان کے اس سب سے بڑے حکمفرما کے عقیدے میں (جو اتنا بڑا ہے کہ هندوستان کي وفاداري کي بحث میں اسے لارڈ هارڈنگ اور مسٹر ایسکویتھہ کي صف میں بیٹھنے سے بھی عار آتي ہے) وفاداري کے موجودہ اعلانات " مصنوعي " چیزوں سے مثال پانیکے مستحق هیں - کونسل کے ممبروں کے اظہارات عام پبلک کے پوشیدہ جذبات سے مختلف هیں' اور وہ صدها جلسے اور رزولیوشن جو پچھلے پانچ هفتوں کے اندر هندوستان کے تمام طول و عرض میں ترتیب دیے گئے' اس سے زیادہ قیمت پانے کے مستحق نہیں کہ

نے انگریزي اور فرانسیسي خطوط مدافعت کے مقامات واضح اور قطعي طور پر بتادیے هیں -

اب هم اس مراسلت کو سامنے رکھکر ایک دوسرا نقشه بناتے هیں- اسکے دیکھنے سے واضح هوجائیگا که هم نے جو صورت حال اس مراسلت کي اشاعت سے پہلے قرار دي تھي وہ بالکل صحیح نکلي البته بعض جزئیات اس میں زیادہ واضح هوگئے هیں جنکا تذکرہ تاربرقیوں میں نه تھا -

دوهري جدولیں دریاوں کي هیں - سب سے پہلے دریاے مي یوز کا سلسله شروع هوتا ہے جسکے کنارے پر لیج اور نامور کے قلعے واقع هیں - نامور کے قریب آکر اسکا رخ مڑ گیا ہے اور مغرب کي جگهه جنوب مشرق هو کر فرانس میں چلا گیا ہے - فرانس کا مستحکم قلعه وردن بھي اسي پر واقع ہے -

لیکن نامور سے ایک دوسرے دریا کا خط بھي آپ دیکھه رہے هیں، جسکے کنارے پر "شارلي رائے" اور سرحد فرانس کے اندر " موبیوژ" واقع ہے - اسکا نام " سامبرے " ہے - اسکا تذکرہ آغاز ورود افواج ملاحده کے وقت بار بار هوا تھا -

نیچے سرحد فرانس کے اندر دریاے سوام ' ایزن ' اور مارنے بھي واضح طور پر دکھلاے هیں جنکا نام موجودہ جنگ نے صدیوں تک کیلیے مشہور کردیا ہے - ایزن اور مارنے کے درمیان فرانس کا مشہور قلعه "ریم " ہے -

سرجان فرنچ کي مراسلت سے معلوم هوتا ہے که انگریزي فوج نے سب سے پہلے مونس میں اپنا کام شروع کیا - ۲۲ کو جرمني فوج نے " طاقتور" حمله کیا اور وہ مجبوراً سرحد فرانس سے هٹ کر موبیوژ کے پاس چلي آئي - فرانسیسی فوج انکے دھنے جانب " لیل " میں موجود تھي نقشه میں لیل کا سیاہ مربع نشان آپ کے بائیں جانب خط سر سرحد بلجیم و فرانس کے نیچے موجود ہے، لیکن غلطي سے وهاں نام لکھنا رهگیا -

اسکے بعد هي جرمن فوج نے بھي سرحد فرانس کو عبور کرلیا، اور انگریزی فوج کو مع فرانسیسي افواج کے دوبارہ جگهه خالي کرنی پڑي- ۲۵ کو وہ کیمبرے پہونچي اور اس تمام عرصے میں عظیم الشان معرکه جاري رها - بالاخر ۲۶ - کي صبح طلوع هوئي جسے هم نے " یوم التغابن " کے نام سے تعبیر کیا تھا ' اور ایک هولناک چار روزہ معرکے کے بعد یه خط بھي چھوڑ دیا گیا -

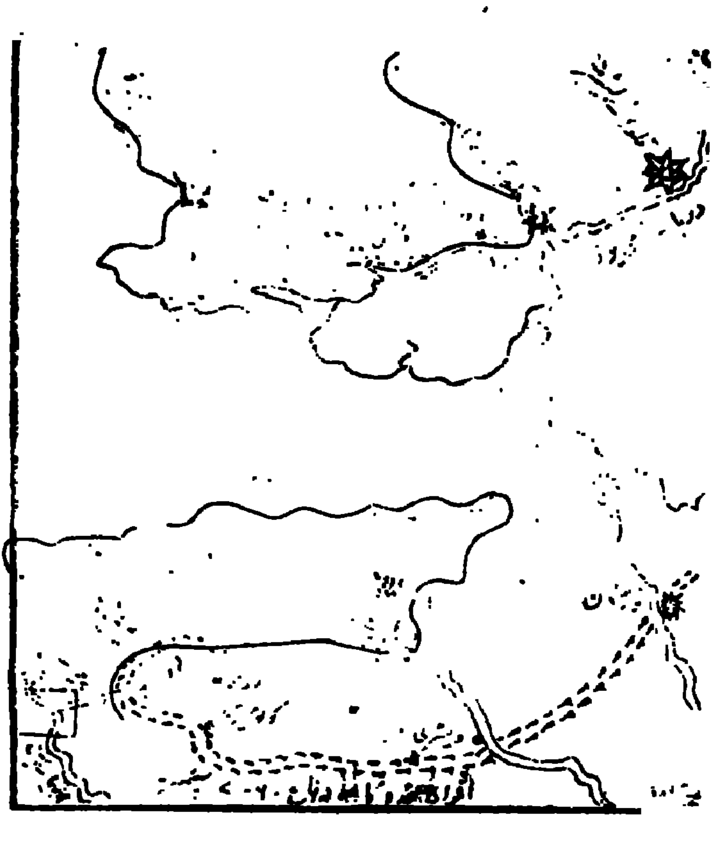

۲۹- کو انگریزي فوج دن بھر متصل کوچ کرنے کے بعد دریاے سوام کے پاس پہنچي - لیکن دشمن کے حملے نے اس جگهه کے ترک پر بھي مجبور کردیا

اسکے بعد " امینس " سے متحدہ کا خط مدافعت شروع هوا ' جسمیں بمقام " لافیرے " دریاے اوائس کے کنارے انگریزي فوج مقیم تھي ' لیکن یہاں سے بھی پیچھے هٹنے پر مجبور هوئي اور یکم سپٹمبر کو " امپیگن " کے دونوں کناروں پر چلي آئی -
۳ - سپٹمبر کو " سیلی " میں اسکي موجودگی کي اطلاع دي گئي تھي - یہاں سے بھي پیچھے هٹنے کے بعد آخري متحدہ خط "مارنے" سے لیکر وردن تک پھیلا دیا گیا - اسمیں پیرس سے قریب تر مقام "ولومیرس" تھا جو صرف ۳۵ میل کے فاصلے پر ہے - اور خط " ریفری " هوتے هوے وردن تک پہنچ گیا تھا - لیکن اخر کو جرمن فوج کے " لافرتے " آنے ' ریم پر قبضه کرکے مارنے کو عبور کرنے ' اور نانٹیول اور کولومیرس تک پہنچ جانے نے اس خط سے بھي پیچھے هٹا دیا ' اور اسی خط کے تمام سلسلے پر جرمن نے اپنا خط هجوم مقرر کرکے وردن کو "میٹز" سے ملادیا - گذشته هفته میں هم اسکا نقشه دے چکے هیں -

اس نقشه میں تاریخ وار صرف انگریزي خطوط دکھلاے هیں اور گذشته اشاعت کے نقشے میں فرانسیسي فوج اور انگریزي فوج دونوں کا متحدہ خط دکھلایا تھا - مثلاً اس نقشه میں ۱ - سپٹمبر کا خط صرف " کمپیگن " کے پاس نظر آتا ہے لیکن فرانسیسي فوج کے ساتھه ملکر وہ " ریم " تک چلا گیا تھا -

اس مراسلة نے همارے گذشته افتتاحیه کے تمام بیانات کی تصدیق کردي -

تخلیـه پیـرس

هفتهٔ زیر تحریر کا آغاز تخلیهٔ پیرس کے واقعه کو بھي روشني میں لاتا ہے -

اس واقعه کا قدرتي طور پر جو مقصد واضح هوتا تھا ' انگلستان کے " ماهرین جنگ " کي راے میں فوجي اسرار و غوامض بالکل اسکے برعکس تھے - چنانچه حکومت فرانس کے بوردو منتقل هونے کے ساتھه هی اطلاع دي گئی تھی که " لندن میں عام طور پر اس انتقال کو ایک قابل صد تعریف فوجی تدبیر قرار دیا گیا ہے ' اور فرانس کي تحسین کی جارهی ہے که اس نے بہت بہتر کیا "

یقیناً یه ایک فوجی تدبیر تھي ' لیکن ویسی هی تدبیر جیسی کوئی جماعت دشمن کو سر پر پہنچتا دیکھکر اور اپنے ارد گرد کے سامان حفاظت کو ناقابل اطمینان پاکر آخري علاج کے طور پر قدرتاً عمل میں لاتی ہے - اسلیے اس واقعه کی اصلیت سمجھنے کیلیے غالبا کسی مزید توجیه کي ضرورت نه تھي -

اصل یه ہے که سنه ۱۸۷۱ کے محاصرهٔ پیرس کے مصائب فرانس کے سامنے تھے ' اور گو پیرس کے نئے استحکامات نے محاصرہ کی کامیابی کو اسقدر آسان نه رهنے دیا هو جیسا که اسوقت تھا ' تاهم استحکامات مکان کو مضبوط کرسکتے هیں ' مگر محصوري کي مصیبتوں کو کم نہیں کر سکتے - اسلیے جب جرمن فو

الهلال

۲۴ شوال ۱۳۳۲ هجري

غـــزوات اسلامیہ

اور اسکی یادگاریں

(۱)

سیلاب آتا ہے تو اوسکي سطح پر سر بفلک عمارتیں حباب کي طرح تیرتي پھرتی هیں - زلزلہ آتا ہے تو فقیروں کی جھونپڑی کے ساتھہ قصر شاهی کے ستون بھي متزلزل هو جاتے هیں - آندھی چلتی ہے تو سب سے پہلے عظیم الشان محلوں کے کنگرے هی اونکے سامنے سر تسلیم خم کرتے هیں !

جنگ بھي ایک سیلاب ہے ' جو تمدن کے آثار کو بہا لے جاتا ہے - لڑائي بھی ایک زلزلہ ہے ' جو نظام امنیۃ کی بنیادوں کو دفعتاً هلا دیتا ہے - معرکہ کار زار بھی ایک آندھی ہے ' جو علم و تہذیب کے ایک ایک ریشے کو بیخ و بن سے اوکھاڑ کر پھینکدیتی ہے !

دنیا کی تاریخ نے هر زمانے میں اسکی دردناک مثالیں بکثرت پیش کی هیں - بخت نصر اوٹھا اور بیت المقدس کو برباد کردیا - ایرانی آے اور بابل کے قدیم تمدن کو تاراج کرکے چلے گئے - رومی نکلے اور کارتھیج کي سر زمین کو آگ اور خون سے بھردیا - سکندر یونان سے نکلا اور ایران کی در و دیوار کے ایک ایک نقش کو مٹا آیا - تاتاري اوبھرے اور بغداد کے قدیم آثار تہذیب کو دجلہ میں ڈبودیا -

اس قسم کے حملوں نے مادي یادگاروں کے ساتھہ همیشہ روحانی یادگاروں کو بھی فنا کردیا ہے - تاتاریوں نے بغداد کے کتب خانے کا ایک ایک حرف دجلہ کے بہتے هوے پانی سے دھو دیا ' اسکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ آگ کے شعلوں کی نذر هوگیا ' ایران نے تاج شاهی کے موتیوں کے ساتھہ اپنے علمی جواهر بھی غارتگروں کے پانوں پر نثار کردیے ' سیکڑوں بت خانے منہدم هوگئے ' سیکڑوں مسجدیں ویران هوگئیں ' هزاروں گرجے گرادیے گئے ' لاکھوں صومعے اور مدارس برباد هوگئے !

(دارالعلم لووین کي بربادی)

آج خود یورپ هی کی روایت سے خود یورپ کي ایک وحشیانہ مثال کا همارے معلومات میں اضافہ هوا ہے - همارے سامنے موجودہ علم و تمدن کی اس سب سے بڑی محافظ قوم کو بضرورت پیش کیا گیا ہے جو آج فلسفہ اور صناعۃ کي نئی عمارتوں کا اصلی ستون ہے - جسکی سرزمین نے علم کی سب سے بڑي خدمت کي ' جسکے حکماء نے فلسفہ کي نئی زندگي کیلیے سب سے پہلے نفخ روح کیا ' جس نے مشرقی علوم و آثار کو سب سے پہلے بچایا ' جسکے فلاسفہ نے ارسطو کي عظمت خاک میں ملادي اور یونان کے علمي تسلط کي جگہ اپنے عرش فکر و ادراک کے آگے تمام دنیا کو مسجود کرا یا ' جسکا ملک سب سے بڑا دار الصنائع ' جسکے دار العلوم سب سے زیادہ پایگاہ علم ' اور جسکي قوم سب سے زیادہ پرستار معارف اور عشاق علوم ہے !

با ایں همہ همیں یقین دلا یا گیا ہے کہ اس نے یورپ کے ایک بہت بڑے علمی پایگاہ (لووین) کو جلا دیا - اسکا دارالعلوم ' اسکا دار الکتب ' اسکے علمي تجربہ گاہ ' سب آگ اور دھویں کے اندر فنا کردیے گئے - غیر محارب انسانوں کے قتل اور بے قصور علمي عمارتوں کی آتشزدگی پر آج علم و تمدن کا هر فرزند اپنے آپکو خونبار و ماتم سنج دکھلاتا ہے !

(یخرج الحی من المیت)

لیکن کبھي کبھی وهی پانی جو طوفان بن بنکے موجیں مارتا تھا ایسا بھی هوتا ہے کہ ابر کرم کا چھینٹا بنجاتا ہے ' کبھی کبھی زمین کی وهي جنبش جو زلزلہ بن جاتي ہے ' ایسا بھی انقلاب هوتا ہے کہ سبزہ کي نہضت اور بوے گل کی موج هوجاتی ہے - کبھی کبھی هوا کا وهی تند جھونکا جو آندھی بن کے چلتا تھا ' ایسا بھي هوا ہے کہ نسیم خوشگوار بنکر چلنے لگا ہے : یخرج الحي من المیت و یخرج المیت من الحی !

اسلام اسی ابر کرم کا چھینٹا ' اسی بوے گل کا قافلہ ' اسی نسیم سحر کی موج حیات تھا - بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کر دیا تھا ' ایرانیوں کے حملے سے بابل کا تمدن منہدم هوگیا تھا ' ایران کے در و دیوار سکندر کے حملوں سے چور چور هوگئے تھے ' تاتاري بغداد میں اینٹ پتھر کا ڈھیر چھوڑ کر چلے آئے تھے ' لیکن فرزندان اسلام نے خدا کی راہ میں جان و مال کو برباد کیا تاکہ دنیا کو آباد کریں - اونھوں نے اپنے آپکو مٹایا تاکہ دنیا کي مٹي هوئی یادگاریں پھر زندہ هوجائیں ' اونھوں نے اپنے خون کو بہایا تاکہ دنیا کے چہرے کا وہ آب و رنگ پھر عود کر آے جسکو وحشیانہ حملوں کے سیلاب بہا لیگئے تھے !

اونھوں نے اس پاک مقصد کے لیے تلوار هاتھہ میں لي ' اور دنیا نے دیکھہ لیا کہ جو چیز سررشتۂ حیات کو پہلے کاٹ دیتي تھي ' وہ اب تمدن کے بکھرے هوے اجزاء کو کیونکر جوڑ رهي ہے ؟

دنیا نے دیکھہ لیا کہ عرب کے جن میدانوں میں خاک اوڑ رهي تھي ' اوس میں نسیم خوشگوار کے جھونکے چلنے لگے - ایران کے مٹے هوے نقش و نگار پھر اوبھر آے ' یونان کي برهم شدہ مجلس علم پھر گرم هوگئی ' مصر و شام کا کاروان رفتہ پھر لوٹ آیا - بیت المقدس پھر تمدن کا قبلۂ مقصود بن گیا - پہلوں نے جو کچھہ لوٹا تھا ' انھوں نے وہ سب کچھہ واپس دلادیا - پہلوں نے برباد کیا تھا - انھوں نے زندگي بخشي - ٹیٹس رومی یروشلیم آیا تا کہ برباد کرے - لیکن اعراب حجاز یروشلیم گئے تاکہ اسکے لٹے هوے باغوں کو سرسبز و شاداب کردیں - رومیوںکی فوجیں افریقہ اور ایران سے گذریں ' لیکن انکي راهوں میں هلاکت اور بد حالي تھي - ٹھیک انھي زمینوں پر سے مسلمان بھي گذرے ' مگر انکے ساتھہ ساتھہ تمدن و آزادي اور امن و نظام کے فرشتے ہمسایہ افگن تھے !

فانظـــر الی اثار رحمت الله ! کیف یحی الارض بعد موتہا - ان ذالک لمحی الموتے وھو علی کل شـــي قـــدیر ! (۳۰ : ۴۹)	پس الله کي رحمت کي ان نشانیوں کو دیکھو کہ اس نے کس طرح زمین کو از سر نو زندگي بخشي جبکہ وہ مرچکي تھي ؟ بیشک وہ موت کو حیات سے بدلنے والا ہے اور سب کچھہ کرسکتا ہے !

(مقصد ظہور اسم)

لیکن جس قوم نے اعلاء کلمۃ الله کا جھنڈا بلند کیا تھا ' جو ایک دین قیم کي صداقت کو دنیا کے تمام ظلم و فساد اور عصیان و طغیان پر غالب کرنا چاهتي تھي ' اوسکے سینے کے اندر امن و اصلاح عالم کي جس روح القدس نے اپنا نشیمن بنایا تھا ' وہ صرف تمدن

محض چند لوگونکي ایک سازشی اور مصنوعي سلسله جنبانی ہے' جنهوں نے اپنے ایجنٹ هر جگه رکهه چهوڑے هیں !

اسکے بعد وہ افسوس کرتا ہے که گورنمنٹ اف انڈیا اس موقعه پر اپنے مرکز کو جو مدد دیسکتي تهي' اس سے کافي طور پر عهده برا نهوي' اور پهر اس هندوستاني فوج کے متعلق (جسکا تذکرہ ۴ سپٹمبر کو کلڈ هال میں کیا گیا) اور (غالباً) کلکته. بار کے ان هندوستاني ممبروں کے متعلق جنهوں نے جنگ میں " قلیوں " اور " کهاروں " تک کا کام کرنے کیلیے اپنے تئیں بلا شرط ڈالدیا اگر وہ سپاهي کي ڈیوٹي بجالانے کے قابل نهوں' یه نا قابل فراموش راے دیتا ہے :

" هم لوگ اطمینان کے ساتهه هر هندوستانی فوجی دستے کو جرمنی کے مقابله پر نهیں بهیج سکتے اور اندرونی امن کو بیرسٹر والنٹیروں پر نهیں چهوڑ سکتے - همکو معلوم ہے که هندوستان کے ایجی ٹیٹروں نے فوج کو بهکانے کی کوشش کی تهی' اور شاید ان میں وہ لوگ بهی شامل تهے جو آج وفاداري کے رزولیوشن پاس کر رہے هیں "

اسکے ساتهه هی وہ خوف ظاهر کرتا ہے که هندوستانی فوج کے اندر ان " ایجی ٹیٹروں " کے پهیلاے هوے " جراثیم " موجود هوسکتے هیں اور اسلیے فرانس کے فیصله کن میدان میں انکا تجربه کوئي دانشمندانه عمل نهوگا -

یه ہے ایک سرسري اندازہ اس قیمت کا جو " پایونیر " هندوستانیوں کو انکی موجودہ وفاداری کی جانچ کرلینے کے بعد دینا چاهتا ہے :

فماربحت تجارتهم و ما کانوا مهتدین !

جنگ کا اعلان هوتے هی تمام هندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جس تاریخی اتحاد اور سرعت کے ساتهه ملک کے هر گروہ نے عهد وفاداري کی تجدید کی' پایونیر کی نگاہ میں وہ ایک " مصنوعی " قسم کی پبلک اوپینین ہے اور ذرا بهی قابل لحاظ نهیں - ملک کے هر گوشے سے " جان و مال " کی غیر مشروط اور انتهائی درجه تک پهونچی هوئی صدائیں آئهیں' مگر وہ اسے ایک سونچي سمجهی هوئي سازشی وفاداري قرار دینے میں بالکل بیباک ہے -

تمام ملک نے اپنی بڑي سے بڑي شکایتیں بهلادیں' اور ماضي کا پورا دفتر جو اکثر حالتوں میں خوش آیند نه تها' یک قلم ته کردیا گیا - گورنمنٹ نے افسردہ کن بے توجهی کے ساتهه پبلک او فوجی خدمات میں لینے سے اغماض کیا' مگر اسکے جوش میں فرق نه آیا - وہ اسکے لیے بهي طیار هوگئي که زخمیوں کے بستر اٹهانے اور انکی گاڑیوں کو کهینچنے هي کیلیے اسے قبول کرلیا جاے - اس سے بهي انکار کیا گیا' اور دو هزار آدمیوں کو لینے کي منظوري دیکر ملتوي کردي گئی - با ایں همه اسکی آمادگي میں ذرا بهي فرق نه آیا - پهر جان کے بعد مال کی منزل آئي' اور گو یورپ کی جنگ نے بے قصور هندوستان کو ناگهانی افلاس اور خوفناک بیکاري سے دوچار کردیا ہے' تاهم اسکے لیے بهي جماعت آگے بڑهی اور مهاراجه میسور کی یادگار رقم سے لیکر امپیریل ریلیف فنڈ کی چهوٹی رقموں تک' هندوستانیوں نے عام طور پر اسمیں حصه لیا - اسکي فوج سب سے زیادہ کم تنخواہ پر سب سے زیادہ جاں نثاری ظاهر کرنے میں کبهی بهی پیچهے نه رهی' اور اب بهی اپنی جانوں کو هتهیلیوں پر لیکر اندرون فرانس کے اندر پهیل گئی ہے - یه سب کچهه هو چکا ہے اور هو رہا ہے - فضا ساکن ہے اور موسم پر امن - سمندر کی سطح جیسی اب خاموش ہے کبهی نه هوئي' اور " وقت " کے حکم جیسا اعتراف اب کیا گیا ہے ویسا کبهي بهي نهیں کیا گیا - تاهم اعتماد اور یقین کے اس عام سکون میں یکایک شک اور فتنه کی ایک بے هنگام صدا اٹهتي ہے' اور کمزور دلوں کو شک اور اقابل برداشت بے اعتمادی کے حملے سے مجروح کرنا چاهتی ہے -

یه پایونیر ہے جو اُن حقیقتوں سے کهلے طور پر انکار کرتا ہے' جنسے نه تو لارڈ هارڈنگ کو انکار ہے اور نه مسٹر ایسکویتهه کو' اور پهر اُس وقت انکار کرتا ہے جبکه وقت کے تغیرات کے لحاظ سے بهي هندوستان کي وفاداري کو اسقدر حقیر نه هونا چاهیے جیسا که اس سے پہلے انگلو انڈین نقطۂ خیال سے رهي ہے - پهر کیا همیں بتلایا جا سکتا ہے که اگر شک اور خوف کا یه بیج خدا نخواسته پهل لاے' تو اسکي کو راهت کا ذمه دار کون هوگا ؟

اعتماد اور سکون کي دیواریں پوري طرح بلند هوچکي تهیں اور انسے ایک مستحکم قلعه کا کام لیا جا سکتا تها' لیکن پایونیر اور اسکے هم آواز (اگر کچهه هوں تو) اس امر کے ذمه دار هیں که انهوں نے ان دیواروں پر حملے کا سب سے پہلا قدم اٹهایا ہے - انکے لیے بهتر تها که وہ سر ایڈورڈ گرے کي پالیسي کي پیروي کرتے جنکي امن جوئي کي سرذنشیں ۴ سپٹمبر کو برطانی وزیر اعظم نے خوفناک " بیرسٹر والنٹیروں " کے تذکرہ سے کچهه پہلے سنائي تهي - نه که کونٹ بر چٹولڈ کے دیوان جنگ کي جس نے " پہلا قدم " اٹهانے کي ذمه داریوں میں اپني تمام عاقبت اندیشي گم کردي ہے -

بدقسمتي سے اس نئے علم الجراثیم (Bacteriology) کے متعلق همیں کچهه معلوم نهیں ہے' جنکے جرمس هندوستان کے فوجي اعضاء میں متعدي هوچکے هیں' اور جنکو ایک پر آشوب جنگي عهد میں دریافت کرنیکي پایونیر کي اینگلو انڈین اکاڈیمي نے عزت حاصل کي ہے - البته بغیر کسي مائکرسکوپ (Microscape) کے هم اُن خطرناک جراثیم کو دیکهه رہے هیں' جو اس قسم کي زهریلي تحریروں کے هر لفظ کے اندر موجود هیں' اور جنکے دیکهنے کے لیے پایونیر کي طرح کسي جدید ساخته " بغارت نما " (Sedionoscope) آلے کي ضرورت نهیں ہے - کیونکه هر عقل اُسے محسوس کر سکتي ہے' اور هر عاقبت اندیشي اسکےلیے دیدہ ور ہے -

اگرچه هندوستانیوں کي وفاداري کیلیے یه ایک سخت دلشکن اور درد انگیز حمله ہے جو کیا گیا ہے' تاهم هم انهیں سمجهالینگے که یه پہلا هي واقعه نهیں ہے جس سے وہ متاثر هوں - بد قسمتي سے اینگلو انڈین پریس کي تاریخ ایسے نظائر سے پر ہے - پس انکو چاهیے که وہ پایونیر اور اسکے هم مشربوں کے پاس اپني قسمت کی قیمت نه ڈهونڈهیں' بلکه انکي طرف دیکهیں جنهوں نے بالاتفاق انکے لیے کامل اعتماد اور یقین کے پے درپے اعترافات کیے هیں' اور وهي انکي قسمت کے مالک هیں - وہ هندوستان کے چاروں بڑے صوبوں کے حکمرانوں کي طرف متوجه هوں جنهوں نے انکي وفاداري کا بهتر سے بهتر لفظوں میں اعتراف کیا ہے - وہ هندوستان کے اس سب سے بڑے حاکم کی آواز سنیں جس نے پچهلے کونسل هال میں انکی جاں نثاریوں کی داد دي ہے' اور یه بالکل بهلادیں که اله آباد کے " پرنٹنگ هاوس " میں شمله کے " وایسرائگل لاج " سے زیادہ خطرناک عقلمندي کا دعوا پرورش پارها ہے - سب سے آخر مگر سب سے زیادہ انهیں تاج کے اس یادگار اعلان پر اپني نظریں جمادیني چاهئیں جو اسي هفته کے آغاز کا پہلا یادگار واقعه ہے -

لیکن ساتهه هي هم گورنمنٹ سے بهی یه سوال کیے بغیر اس مضمون کو ختم کرنا نهیں چاهتے که کیا وہ ایسي زهریلي رائیوں کے نتائج پر غور اونیکي جانب کوئي مستعدي دکهلائیگي ؟ کیا وہ اپنے ایسے مشیروں کو یه مشورہ دیسکتي ہے که اگر انکے پاس همارے لیے اسکے سوا اور کچهه نهیں ہے' تو کم از کم اس موقع پر تو ایسے خیالات کا اظهار ملتوي رکهه سکتے هیں ؟

افسوس که هندوستان کا پریس ایکٹ (بقول حکیم سولن کے) مکڑي کا جالا ہے' جو هندوستانی پریس کي مکهي کو تو اپنے اندر قید کرلیتا ہے' لیکن اینگلو انڈین پریس کي لاٹهی کے سامنے نهیں ٹهر سکتا !

مقالات

جنگ کے اسباب

ہاتھي کے دانت!

ہاتھي کے دانت دکھانے کے آور ہوتے ہیں کھانے کے اور- بعینه اسی طرح جنگ بھی ظاہري و باطنی' دو قسم کے اسباب کا نتیجه ہوتي ہے' لیکن سیاست کي زبان ظاہري اسباب دکھا کر تمام دنیا سے اپنے ہجوم و اقدام کے جواز کا فتوی لے لیتي ہے' اور جنگ کے حقیقي اسباب کو اونکے پردے کي تاریک آڑ میں چھپا دیتي ہے-

جنگ کا حقیقي سبب حرص و طمع کي وہ فوج ہے' جو همیشه اپنا کمینگاہ بادشاہوں کے دلوں کو بناتي رہتي ہے- یہي فوج دوسري ہمسایه سلطنتوں پر دھاوا مارتي ہے' اور دنیا کی دوسری ضعیف قوموں کے دبانے کے گھات میں لگی رہتي ہے-

لیکن جب تک حمله کا کوئی ظاہري سبب پیدا نہیں ہوتا وہ خاموشي کے ساتھه انتظار کرتی ہے- جب خوش قسمتی سے اس قسم کا موقع ہاتھه آجاتا ہے تو پھر علانیه میدان جنگ میں آجاتی ہے اور اپنے مظالم و وحشت پر ظاہري اسباب کا پردہ ڈال کر دنیا کو خدع و فریب میں مبتلا رکھتی ہے- حتی که قتل کرتي ہے مگر کہتي ہے که امن و تہذیب کے قیام کی ایک مقدس خدمت انجام دي جارہي ہے!!

شخصي سلطنت کے زمانے میں جنگ کا اعلان صرف بادشاہ یا سپه سالار کے ارادہ کی بنا پر کیا جاتا تھا- کسیکو اوسکے اسباب کے دریافت کرنے کی جرات نہیں- ہوتي تھي لیکن اکثر اس حمله کا تعلق بادشاہ کی ذات اور شخصیت سے ہوتا تھا' ملک اور قوم پر اوسکا کوئي اثر نہیں پڑتا تھا- کبھي کبھی سلاطین قدیم میں صرف عاشقانه رقابت کي بنا پر عظیم الشان جنگیں ہوگئي ہیں' اور کبھي ایسا بھي ہوا ہے که چند ناگوار لفظوں نے بغض و انتقام کي آگ دفعتاً دنیا میں بھڑکا دي ہے-

سلاطین جب تک انتقام لینے کي قدرت رکھتے ہیں' شخصي سلطنتوں میں اونکو اظہار سبب اور توجیه و تعلیل کي ضرورت پیش نہیں آتي- تمام فوج اور تمام ملک انکے اشارۂ چشم و ابرو کے ساتھه دفعتاً حرکت میں آجاتا ہے- لیکن جب وہ ضعیف ہو جاتے ہیں اور اونکا قدم میدان جنگ کي طرف نہیں بڑہ سکتا تو اس وقت حیله آفریني کی ضرورت ہوتي ہے' اور بعض اختراعي اسباب کی بنا پر ملک کے جذبات کو بھڑکا کر آمادۂ جنگ کیا جاتا ہے- تمام قوم دھوکے سے یقین کرتي ہے که وہ اپني عزت' اپنے وطن' اور اپنے مصالح پر اپني جان قربان کر رہي ہے' حالانکه در حقیقت میدان جنگ سلاطین کي اغراض شخصیه کا شکارگاہ ہے' جنکو همیشه مصالح مصنوعي برقع پوش رکھتے ہیں-

اگرچه تمام دنیا کي لڑائیوں کے اسباب کی تفصیل نہیں کي کی جاسکتی' تاہم ہر جنگ انہی ظاہري و باطني اسباب کا نتیجه ہوتی ہے' اور میدان جنگ کا غبار همیشه باطنی اسباب کو اپنے پردے میں چھپا ہوا رکھتا ہے-

(مصر کے دو فاتح !)

جب تک دنیا میں عرب کی سادہ سلطنت قائم رہی' اوسکا دامن خدع و فریب' کذب و اختلاق' تدلیس و دسائس کے داغ سے پاک رہا- حضرت عمر ابن العاص نے زمانه جاہلیت میں مصر کی ثروت اور شادابی کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے- جب اسلام لائے اور اونکو حضرت عمر رضی الله عنه نے سپه سالاري کا منصب عطا فرمایا تو اونکو وہ خواب یاد آگیا جسکو اونہوں نے مصر کے سبزہ زاروں میں دیکھا تھا- چنانچه اونہوں نے حضرت عمر کی خدمت میں مصر پر چڑھائی کرنے کی درخواست کی' لیکن اوسکے سبب کا اظہار اوس ذوالوجہین پالیسی کي زبان سے نہیں کیا جو یورپ کے دھن حرص و آز میں رہ کر تیغ دو دم کا کام کرتي ہے' بلکه اونہوں نے صاف صاف کہدیا:

"اگر آپ نے مصر کو فتح کرلیا' تو وہ مسلمانوں کی عظیم الشان قوت کا مرکز ہو سکتا ہے- مسلمانوں کو اوس سے بہت بڑي مدد مل سکتي ہے- وہ دولت و ثروت کا خزانه ہے اور خوش قسمتي سے اسوقت وہاں کے باشندے جنگ کي طاقت بھی نہیں رکھتے" (۱)

چنانچه حضرت عمر رضي الله عنه نے بہت لیت و لعل کے بعد اجازت دیدي-

لیکن جب اسی مصر پر نپولین بونا پارٹ نے حمله کرنا چاہا تو اوس برہنه حقیقت پر جسکو عمرو بن عاص نے صاف نمایاں کردیا تھا تو برتو پردے پڑگئے' اور فرضی و مصنوعی اسباب نے اصلي غرض کو چھپا دیا- جب فرانسیسي کونسل کے ممبروں نے اوسکي رائے سے اختلاف کیا تھا اور حمله کي اصلی وجه دریافت کی تھی تو اوس نے منجمله اور اسباب کے سب سے بڑا سبب وہي بتایا تھا جو حضرت عمرو بن عاص نے حضرت عمر کو بتایا تھا' لیکن جب وہ اسکندریه میں داخل ہوا تو معاً زبان حقیقت طراز کا لہجه بالکل بدل گیا' اور وہاں پہونچکر اوس نے جو اعلان جنگ دیا اوس میں حقیقي سبب پر یه غلاف چڑھا یا گیا تھا:

" سناجق جو اسوقت مصر کے بادشاہ ہیں ایک مدت سے فرانسیسیوں کے ساتھه نہایت ظالمانه اور اہانت آمیز سلوک کر رہے ہیں' اور اب ہم زیادہ ظلم گوارا نہیں کر سکتے- ہمارا مقصد صرف یه ہے که ظلم کا بدله لیں اور عدل و امن قائم کریں خود مصري بھی اونکے ظلم وستم سے عاجز آگئے ہیں اور اب ہمارے ذریعه نجات حاصل کرسکتے ہیں "

اٹلی نے طرابلس غرب پر جو ظالمانه حمله کیا تھا اس وقت اگرچه اوسکے پہلو میں بونا پارٹ کا بہادر دل نه تھا' تاہم اوسکے مونہه میں زبان اوسي کی تھی- اسلیے اوس نے بھی اسباب جنگ کے اعلان میں اسی قسم کے خداعانه فقروں کا اعادہ کیا تھا-

لیکن بونا پارٹ کے حملۂ مصر کا ایک سبب اور بھی تھا جو اوسکے دل میں مخفی تھا' اور اوس نے پارلیمنٹ کے ممبروں کو بھي اوسکي خبر نہیں کی تھی- وہ اوسکی شہرت طلبي اور ابقاے ذکر جمیل کا وہ جذبه تھا جو ہر سپه سالار کے دل میں مدۃ العمر نشو و نما پا تا رہتا ہے!

و تہذیب کی گلکاریوں ہي پر فریفتہ نہیں ہوسکتي تھي - اسکا مقصد ظہور اس بلندي سے جسکے بعد چشم مادہ کچھہ نہیں دیکھہ سکتي' اور اس وسعت سے جسکے بعد ہماری بڑي سے بڑي رصد گاہیں جواب دیدیتی ہیں' بہت بلند تر تھا :

کنتم خیرامۃ اخرجت للنـــاس تامـــرون با لمعروف و تنهـــون عن المنکرْ (۳: ۱۰۶)

تم کو خدا نے دنیا کی بہترین قوم بنا کر نمایاں کیا ہے- تم سچائي کا حکم دیتے ہو اور دنیا کو برائیوں سے روکتے ہو -

(تشریح مزید)

ہم کو نہیں معلوم کہ عظیم الشان مصري دنیا میں کیوں آئے تھے؟ لیکن ہمنے ہیرو غلیفي نقوش کے اندر پڑھا ہے کہ انہوں نے بڑي بڑي قوموں کو غلام بناکر ذلیل و خوار کیا' انکو عجیب عجیب طرح کے آلہ ہاے تعذیب کے شکنجوں میں کسا' جنکی تصویریں "منفس" کے مندر میں دیکھکر ہم اشک آلود ہوے ہیں' اور اسکے بعد بڑے بڑے مینار بنا کر اور حیرت انگیز عمـــارتیں کھڑي کرکے دنیا سے چلے گئے- مگر ان تعمیري و صناعي کارناموں کا وجود بھی مظلومي کی اُن آہوں اور بے بسي کے اُن آنسوؤں کي یاد دلاتا ہے جو بلاد نوبہ اور کنعان کي مفتوح قوموں نے انکے لیے چار پایوں سے بھي زیادہ محنت کرتے ہوے بہاے تھے !

ہم نہیں جانتے کہ روم کے ہولناک فاتحوں کا جنکے سر پر تمدن قدیم کا سب سے زیادہ درخشاں تاج نظر آتا ہے' کیا مقصد تھا؟ مگر ہم نے شمالی افریقہ میں کئي میلوں تـــک پھیلا ہوا ایک تودہ دیکھا ہے' جسکے اندر سے کارتھیج کي دیواروں کي ٹوٹي ہوئي اینٹیں نکلتي رہتي ہیں' اور ایران و شام کي خاک کے ذرے کہتے ہیں کہ ہمیں سب سے زیادہ خون انہي رومي تلواروں کي لعنت سے نصیب ہوا ہے !

تاریخ کے عہد قدیم کي تاریکي ہمیں کچھہ نہیں بتلاتي کہ وہ عظیم الشان ایراني جنھوں نے اصطخر کي عظیم الاثر محرابیں بنالیں اور اپني روایتوں کے اندر دیوؤں سے لڑے اور تمام بحرو بر کو تخت ایران کے آگے سر بسجود دیکھا' دنیا میں کیوں نمایاں ہوے تھے اور دنیا نے انسے کیا پایا؟ البتہ دریاے فرات کے کنارے کے وحشت ناک تودے اور کہیں کہیں سے ابھر کر نظر آجانے والي شکستہ دیواریں اپنے اندر ایک تاریخ عمل ضرور رکھتي ہیں' اور ایران کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بتلاتي ہیں کہ عہد قدیم کے عظیم الشان کشور تمدن یعنی بابل پر خوفناک درندوں کی طرح وہ چڑھہ آے اور اسکي عجیب الصناعۃ دیواروں کے نیچے بربادي اور تباہي نے انکے مقصد ظہور پر نوحہ پڑھا !

پھر خود وہ بابل (جو ایرانیوں کی خونخواري پر نوحہ خواں ہے) دنیا میں کس غرض سے آیا تھا اور کیا کرگیا؟ یہ سچ ہے کہ اس نے معلق باغ بنائے جو بڑے ہي عجیب تھے اور آج بھي عجیب سمجھے جاتے ہیں' لیکن اس نے تمدن و انسانیت کے اُن باغوں کے ساتھہ کیا کیا جو کو عجیب نہ تھے' لیکن باغبان دنیا کے ہزارہا برسوں کي محنت کی کمائي تھے؟ ہولناک بخت نصر کا تاراج کن سیلاب جب شام میں پھیلا ہے تو یرو شلیم (بیت المقدس) کي زمین کا چپہ چپہ شادابي و سرسبزي کي بہشت تھا' لیکن بابل کے متمدن فرزند وہاں اسلیے آئے تھے کہ زندگي کی شادابي کي جگہ آگ کے حرفوں کے نقشوں میں اپنے ظہور کا مقصد لکھہ جائیں! فجا سوا خلال الدیار وکان وعدا مفعولا (۱۵ : ۹)

پھر وہ قوم جو ان سب کي جا نشین ہوئي - شام سے اٹھي اور روم پہنچي' پھر یونان و مصر اور شمالي افریقہ تک پھیل گئي' اسکي نسبت بھي ہمیں نہیں معلوم کہ اسکے آنے کا مقصد کیا تھا؟ اور گو وہ کوہ "زیتون" کي ایک چٹان پر بتلایا گیا ہو' لیکن نہ تو روم کي تاریخ میں وہ قابل فہم ہے' اور نہ پانچویں صدي مسیحي سے لیکر (جبکہ اس نے تخت حکومت اور تلوار بے نیام کے ساتھہ اپني نمایش کي) پندرھویں صدي مسیحي تک (جبکہ اسپین میں مجلس تعذیب روحانئین (انکویزیشن) کام کر رہي تھي) وہ سمجھا جا سکتا ہے - البتہ ڈریپر کي رہنمائی میں ہمنے قرطبہ اور غرناطہ کي وہ عمارتیں دیکھي ہیں جہاں پہلے تمدن کي رونق' علم کی مجلسیں' اور عمران و تہذیب کي آبادیاں تھیں' مگر اسکے بعد وحشت و ہمجیت کا ایسا سناٹا چھایا' جسے بیسویں صدي کي عالمگیر چہل پہل بھي ابتک دور نہ کرسکي!

(امۃ وسط)

لیکن دنیا کي ان تمام بڑي سے بڑي قوموں کے بعد' ہمارے سامنے صرف ایک قوم ایسی آئي ہے جس نے اپنے ظہور کے پہلے ہی دن اپنا مقصد بتلا دیا تھا' اور جو محض قوتوں کا ایک ہجوم' طاقتوں کا ایک اجتماع' اور قہر و استیلاے بہیمي کا ایک انقلابي سیلاب نہ تھا جو آیا اور بہاکر چلاگیا' بلکہ طے شدہ کاموں کا ایک کھلا اور اعلان کردہ پروگرام تھا' جسے اپنے ہاتھوں میں لیکر وہ دنیا کي اجڑي ہوئي آبادیوں اور برباد کردہ علم و تمدن کي یادگاروں کے سامنے نمودار ہوئی :

الذین ان مکنـاھم فی الارض' اقامو الصلوۃ واتو الزکواۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر' و للہ عاقبۃ الامور! (۲۲ : ۳۵)

"یہ وہ قوم ہے کہ اگر ہمنے انہیں دنیا میں قائم کردیا تو انکا کام ابادیوں کو اجاڑنا' انسانوں کو قتل کرنا' عمارتوں میں آگ لگانا' اور قہر و استیلا کي لعنت میں عالم انسانیۃ کو مبتلا کرنا نہوگا' بلکہ وہ کارگاہ عالم میں اسلیے قدم رکھیگی کہ صلوۃ الہی کو قائم کرے' محتاج اور کس مپرس انسانوں کو اپنے مال کا شریک بنائے' سچائی اور راست بازي کا حکم دے' اور ہر طرح کي برائیوں اور ظلم و فساد کو دنیا میں روکے' اور سب کا انجام کار اللہ ہي کے ہاتھہ میں ہے !"

تاریخ موجود ہے اور کئي ہزار سال تک کا سراغ ہم نے لگا لیا ہے' لیکن دنیا میں آجتک کوئي قوم ایسی نہیں آئي جس نے اپنے ظہور کا مقصد یہ قرار دیا ہو' اور اپنے ظہور کے اول دن ایسے صاف لہجے اور ایسی کھلی روشني میں اسکا عام اعلان کردیا ہو!

(غزوات اسلامیہ کي یادگاریں)

پس جس قوم کے ظہور کا مقصد قیام صلواۃ' امر بالمعروف' اور نہی عن المنکر تھا' ضرور تھا کہ وہ جو کچھہ کرتي' صرف اسي مقصد کیلیے کرتی' اور اپنے سفر سعي کے ہر قدم پر اسي کو ڈھونڈھتي - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جبکہ دنیا کي تمام قوموں کی لڑائیوں کی یادگاریں بربادي وہلاکت اور شر و طغیان کي صورت میں صفحۂ زمین پر باقی ہیں' تو اسلام کي غزوات و جہاد کي یادگاریں ایک اور ہی رنگ اور ایک دوسري ہي حالت میں نظر آتی ہیں -

اگرچہ اوسکا نقش قدم جس سرزمین پر پڑتا تھا' ایک یادگار علم و تمدن بن جاتا تھا' لیکن وہ ہر سفر جہاد سے اپنے ساتھہ صرف روحاني یادگاریں ہي لیکر واپس ہوئي -

اسکي مادي و علمي یادگاروں پر بہت کچھہ لکھا گیا ہے مگر اس موضوع پر ابتک کسي نے توجہ نہ کي ہم آئندہ نمبر میں اسکي روحاني یادگاروں کے چند منظر دکھلائینگے -

گهٹا دیں جنهوں نے اوسکے مفهوم' اوسکے اثر' اور اوسکے لهجے کو بالکل بدل دیا - اسکے بعد مارشل مولتک کي طرف متوجه هوا' اور فوجي طاقت اور نتائج جنگ کے متعلق تفصیلي گفتگو کي - مارشل موصوف نے کہا : " اگر جنگ لابدي چیز هے تو اب اس میں جلدي هي کرني چاهیے' کیونکه لیت و لعل سے روز بروز همارے خطرات میں اضافه هوتا جاتا هے "

بسمارک نے جب اس گفتگو کے ذریعه اونکے دل کو ٹٹول لیا' تو پهر تلوار سے پہلے اپني دست سیاست کے جوهر دکهائے' اور اس تار کو نهایت وضاحت کے ساتهه پڑهکر سنایا جسکو سنکر اونکے چهرے فرط مسرت سے چمک - اور اونهوں نے کہا : " اب اس کا لهجه بالکل بدل گیا هے " بسمارک کے دل کو اونکي داد نے اور بڑهاوا دیا اور اوس نے کہا که " یه تار آدهي رات کے قبل هي پیرس میں پہنچ جائیگا' اور فرانسیسي جذبات پر اوسکا وهي اثر هوگا' جو ایک سرخ جهنڈے کا هو سکتا هے - هماري کامیابي تمامتر اس پر موقوف هے که فرانس کي طرف سے جنگ کي ابتدا کي جاے' تاکه هم یورپ کو یقین دلاسکیں که هم صرف مدافعت کے لیے اوٹهے هیں " مولتک نے مسکرا کر آسمان کي طرف آنکهه اٹهائي اور خوشي کے لهجے میں چیخ اوٹها " اگر میں زنده رها تو اپني فوج کي سپهه سالاري کرونگا " یه کهکر فرط مسرت سے اپنے سینے پر زور سے ایک گهونسه مار کر اٹهه کهڑا هوا !

اس تصریح سے صاف ثابت هوتا هے که جنگ کا اصل سبب بسمارک تها' اور اوسیکے پر فریب هاتهوں نے پس پرده اس آگ کو بهڑکایا تها - لیکن دیکهو که ظاهري اسباب نے اصلي حقیقت کو کیونکر چهپا دیا ؟ اگر پرنس بسمارک خود تصریح نه کرتا تو دنیا ابتک اس جنگ کي اصلي تاریخ سے واقف نه هوتي اور ظاهري حالات هی کو حقیقي یقین کرتي !

جهوٹے اشتهار بازوں سے دهوکه کهائے هوئے صاحبان کو یقین ... کارخانه میں آنے والوں کو هر ایک دوا امتحاناً مفت دي جاتي هے سرمه جات کیلئے بڑا کام ... نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندهی آنکهه روشن کرنیوالا
جواهر نور العین بیس روپے ماشه والا خالص هیره بهی جواهر نور العین کا مقابله نهیں کر سکتا - دیگر سرمه جات کی اس کے سامنے کچه بهی حقیقت نهیں - اسکی ایک سلائی سے دهند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک هفته میں ردے یعنی ککرے - پهولا - ناخنه - پڑبال ضعف بصارت اور هر قسم کا اندهاپن دور هوکر نظر بحال هوجاتی هے - عینک لگانے اور آنکهه بنوانے کی ضرورت نهیں رهتی قیمت فی ماشه درجه خاص عنه درجه اعلے للعه درجه اول عا

جوش شباب آور زمانه بهر کی طاقت ور دواؤں سے اعلے اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب هیں - نا طاقتی اور پیر و جوان کی هر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کرکے اعلے درجه کا لطف شباب دکهاتی هیں عـه

حسن افروز ایک منٹ میں چهره کی چهائیاں اور سیاه داغ دور کرکے چاند سا مکهڑا بناتا هے - قیمت فی شیشی ایک روپیه عه

اکسیر بهره پن برسوں کا بهره پن دور کرنے کیلئے لاجواب هے قیمت ...

ایک لمحه میں درد دور کرنے والا
طلسم شفا هر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچهو کے ڈنک اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سیکنڈ میں دور قیمت عه

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پهونک کر فوراً زنده اور هوشیار کرتا هے قیمت فی شیشی - عه

ایک شیشی کا شاهی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاه کرتا اور رنگ ایک ماه تک قائم رکهتا هے - قیمت فی شیشی ایک روپیه عه

سندات جواهر نور العین (۱) مسٹر میکے صاحب چیف انسر دانیورا - جواهر نور العین سے میرا آنا موتیا بند بالکل رفع هوگیا - (۲) مسٹر رستم جی فرام جی مرچنٹ مقام دارنگل سے نهایت خوشی سے لکهتا هوں که لڑکی کی آنکهه کا پهولا بالکل دور هوگیا آپ کی عجیب دوا کا شکریه ادا کرنے کے لئے مجهے الفاظ نهیں ملتے - (۳) خواجه احمد دین صاحب لنڈی مجهے بچپن سے رتوندهی (شبکوری) کا مرض تها سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائده نه هوا جواهر نور العین سے دو روز میں فائده هوا اور دو هفته میں کامل صحت هوگئی - +

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق میرین سرجن و آرمی میڈیکل افسر افغانستان
حال پروپرائیٹر شفاخانه نسیم صحت لاهور - دهلی دروازه -

بالتفسیر

الحـرب فـی الـقـران

(۳)

(اسباب جنگ کي تشریح)

سیاست کي زبان اگرچه بعض حالتوں میں جنگ کے اسباب و مقاصد کو نهایت پیچدار الفاظ میں بیان کرتي هے - لیکن استقراء تام و استقصاء جزئیات سے اونکي تعیٔن نهایت آساني کے ساتهه هوسکتي هے -

(ابن آدم کی پہلی جنگ)

قرآن مجید سے ثابت هوتا هے که دنیا کي سب سے پہلي جنگ کو صرف بغض و حسد کے جذبات نے قائم کیا تها :

واتل علیهم نباء ابني آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احد هما ولم یتقبل من آلاخر قال لا قتلنک قال انما یتقبل الله من المتقین لئن بسطت الی یدک لتقتلني ما انا بباسط یدي الیک لاقتلک انی اخاف الله رب العالمین اني ارید ان تبوءا باثمی و اثمک فتکون من اصحاب النار و ذلک جزاء الظالمین - فطوعت لـه نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخاسرین فبعث الله غرابا یبحث فی الارض لیریه کیف یواري سواة اخیه قال یویلتي اعجزت ان اکون مثل هذالغراب فاواری سواة اخي فاصبح من النادمین -

من اجل ذلک کتبنا علی بني اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاها فکانما احیا الناس جمیعا (۶ : ۳۷)

اور آدم کے دونوں بیٹوں کا صحیح صحیح قصه ان لوگوں کو سنادو جب که ان دونوں نے خدا کیلیے قرباني کی' لیکن ایک کی مقبول اور دوسرے کي نا مقبول هوئي - اسپر دوسرے نے حسد سے بهر کر کہا: "میں تجهکو قتل کردونگا" دوسرے نے جواب دیاکه "یه حسد ناحق کا هے - اسمیں میرا کوئي قصور نهیں خدا تو صرف پرهیز گاروں هی کي قرباني قبول کرتا هے - اگر تم نے میرے قتل کیلیے هاتهه بڑهایا تو خیر مجهے قتل کرڈالو' مگر میں تو اپنا هاتهه تمهارے قتل کیلیے کبهي نه اوٹهاونگا کیونکه میں دنیا کے پالنے والے خدائے برحق سے ڈرتا هوں - میں چاهتا هوں که تم هي پر میرے اور تمهارے' دونوں کے گناهوں کا وبال پڑے اور تم هي اصحاب النار میں داخل هو بالاخر اوسکے دل نے اوسکو اپنے بهائي کے قتل و خون پر آماده کردیا اور اس نے قتل کرکے اپنے سامنے نا کامیابي کا راسته کهول دیا - پهر خدا نے ایک کوے کو بهیجا جو زمین کرید تا تها تاکه اسکو اپنے بهائي کے دفن کرنیکا طریقه بتاے اوسکو دیکهکر اوس نے کہا : حیف هے که میں اس کوے سے بهي گیا گذرا ! وه تو اپنے ایک هم جنس کو گاڑنے کیلیے زمین کهود رها هے لیکن میں انسان هوکر اپنے بهائي کے ساتهه ایسا سلوک کرتا هوں ! غرضکه وه اپنے دلمیں نادم و متاسف هوا - اوراسی وجه سے هم نے بني اسرائیل پر یه فرض کردیا که جس شخص نے کسي کو بغیر قصاص کے یا بغیر کسي فساد کے قتل کردیا تو گویا اوس نے اپني گردن پر تمام

امیر جزائر فرنچ قنصل کے پنکھا مار رہا ہے

لیکن جمہوریت کے زمانے میں سلاطین کا اقتدار بالکل اوٹھہ جاتا ہے ' اور انکے شخصي ارادہ کي قوت کلیتاً ضعیف ہوجاتي ہے' اسلیے جنگ پر اونکے انتقامانہ اور شخصي جذبات کا کوئي اثر نہیں پڑتا - تاہم اسباب ظاہري و باطني کا پردہ بھي قائم رہتا ہے' اور گو تمام متمدن دنیا کو جنگ کے ظاہري اسباب کا یقین دلا کر حملہ کے جواز کا فتوی لے لیا جاتا ہے - لیکن تہ میں وہي فاتحانہ و غاصبانہ جذبات کام کرتے میں جو سلاطین قدیم کے دلوں میں موج زن رہتے تھے -

(جنگ جزائر اور ایک پنکھا)

فرانس نے گذشتہ صدی کے اوائل میں الجزائر پر جو حملہ کیا تھا ' وہ اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کردیتا ہے - جزائر کي سرسبزي و شادابی کا خوشنما منظر ایک مدت سے فرانس کے پیش نظر تھا - اسلیے وہ اونکو اپنے مقبوضات میں شامل کرنا چاہتا تھا ' دسائس سیاسیہ ایک سہارا ڈھونڈہ رہے تھے - حسن اتفاق سے اس متمدن سلطنت کو وہي حیلہ ہاتھہ آگیا جو عرب کے وحشیانہ جذبات کو مشتعل کردیتا تھا - ایک خاص معاملہ کے متعلق گفتگو کرتے ہوے فرانس کے قنصل نے امیر جزائر کو کوئي سخت بات کہدي - امیر نے غصہ میں اوسکے مونہہ پر پنکھا مار دیا - قنصل نے سلطنت فرانس سے اس توہین آمیز برتاؤ کی شکایت کردي - اب فرانس کو حملے کا پورا موقع مل گیا ' اور اس پنکھے کی ہوانے تین برس تک جزائر میں آتش جنگ مشتعل رکھي - فرانس نے امتداد جنگ سے گھبرا کر آخري فیصلہ کیلیے سنہ ۱۸۳۰ میں امیر البحر دوپریہ کي سپہ سالاري میں ۳۷۱۰۰۰ پیادہ ' اور ۴۰۰۰۰ سوار فوج کے دستے روانہ کردے - جزائر اس فوج گراں کا مقابلہ نہ کرسکا - مجبوراً صلح کرلی ' اور عظیم الشان افریقي ملک رفتہ رفتہ فرانس کي نو آبادیوں میں شامل ہو گیا !

آخر میں امیر عبد القادر جزائري کے اندر سے حب الوطني کي ایک طاقتور صدا اٹھي اور اسنے فرانس سے جزائر کا تخلیہ کرانا چاہا - اس واقعہ سے جنگ کا ایک نیا سلسلہ جاري ہوگیا جو سات سال تک قائم رہا - لیکن بالآخر فرانس نے فتح پائی ' اور امیر عبد القادر کو شام کے اطراف میں جلا وطن کردیا گیا -

(گذشتہ جنگ فرانس و جرمني)

ان اسباب ظاہري و باطني کا ایک بین نمونہ گذشتہ جنگ فرانس و جرمني بھي ہے - پرنس بسمارک نے اس جنگ کو جن سیاسي مضادعات سے بھڑکایا تھا' اونکے نتائج نے اس جنگ کی تاریخ کو بالکل منقلب کر دیا -

بظاہر سب سے پہلے جرمني پر فرانس نے حملہ کیا تھا ' اسلیے مورخین نے فرانس ہي کو اس جنگ کا معرک اول قرار دیا ہے - لیکن سنہ ۱۸۹۲ میں خود پرنس بسمارک نے ایک اخبار کے نامہ نگار کے سامنے جس حقیقت کا اظہار کیا' اوس سے اس جنگ کي تاریخ بالکل بدل جاتي ہے - بسمارک نے اوسکے سامنے اعتراف کیا کہ " ولیم اول شاہ پروشیا کے اوس برقي پیغام کو جو اوس نے فرانس کے متعلق بھیجا تھا' میں نے قصداً تحریف و تبدیل کرکے شائع کیا ' جسکا مقصد صرف فرانس کے فوجي جذبات کو بھڑکانا تھا " چنانچہ بسمارک نے ایک یاد داشت میں جو اوسکي وفات کے بعد شائع کیگئي' اس واقعہ کي عجیب تفصیل درج کي ہے - اس یاد داشت کا خلاصہ یہ ہے :

جب پروشیا اور فرانس کے درمیان اسپین کے تخت سلطنت کے متعلق نزاع قائم ہوئي ' تو نپولین نے اپنے سفیر مقیم برلن کو پیغام بھیجا کہ وہ شاہ پروشیا سے بالمواجہہ گفتگو کرکے معاملہ کو فرانس کی خواہش کے مطابق طے کراے - ۹ جولائي سنہ ۱۸۷۰ کو سفیر نے شاہ پروشیا سے ملاقات کي ' لیکن اوس نے نہایت نرم لہجے میں اوسکے مطالبات سے انکار کردیا ' جو سفیر فرانس کی تحقیر و توہین کے اثر سے بالکل خالي تھا - بسمارک کو اس انکار کا حال پہلے سے معلوم تھا - لیکن وہ ایسے سخت لہجے میں اس انکار کا اظہار کرانا چاہتا تھا جو فرانس کے آتش غضب کو بھڑکا کر تمام فرنچ قوم میں آگ لگادے ' اور اوس جنگ کا سبب بن جاے جس کا وہ مدت سے انتظار کر رہا تھا -

اس جنگ کا انتظار پرنس بسمارک کو اسلیے تھا کہ اس وقت جرمني کوئي متحدہ قوت نہ تھی اور ملک چھوٹي چھوٹي ریاستوں میں منقسم تھا - ان میں باہم لڑائیاں ہوچکی تھیں اور مرکزي اتحاد کي کوئي صورت نظر نہ آتي تھي - بسمارک نے سوچا کہ اگر اس وقت ایک بڑي خارجي جنگ شروع ہوجاے اور جرمني پر باہر کا کوئي غنیم چڑھہ آے تو ملک میں حب الوطني کے جذبات بھڑک اٹھیں گے' اور تمام قوتیں یک جا مجتمع ہو کر ایک مرکزي قومي طاقت حاصل کرلیں گے - چنانچہ اسي لیے وہ فرانس کو چھیڑنا چاہتا تھا -

لیکن شاہ پروشیا کے نرم جواب نے اوسکو بالکل مایوس کر دیا ' اور اب اوس نے دوسرے حیلے ڈھونڈھنے شروع کیے -

۱۳ جولائی سنہ ۱۸۷۰ کو اس نے مارشل وان مولٹک اور بعض دیگر ارکان حکومت کو کہانے پر مدعو کیا - وہ اونکے ساتھہ کہانہ کہا رہا تھا کہ میز ہي پر آکر نوکر نے شاہ پروشیا کا ایک تار دیا جو فرانس کے نام روانہ کیا گیا تھا - بسمارک نے اوسکو تمام مہمانوں کے سامنے پڑھا ' بادشاہ نے سفیر فرانس کو جس نرم لہجے میں جواب دیا تھا' اوس نے ان لوگوں کو اس درجہ افسردہ اور مایوس کردیا کہ سب نے کہانے سے ہاتھہ کھینچ لیا - بسمارک تار کو بار بار پڑھتا رہا اور چونکہ بادشاہ نے اسکي اشاعت کی اجازت دیدي تھي اسلیے اوسیوقت ہاتھہ میں قلم لیا ' اور اوسمیں چند ایسي باتیں بڑھا

فرانسیسی قنصل شاہ پروشیا کے سامنے

يحسبون انهم يحسنون صنعا (١٧ : ١٠٤)	میں بھی بیکار گئیں اگرچه وه سمجھه رہے ہیں که ایک بہت بڑا کام کررہے ہیں -

اس بنا پر درحقیقت اسلام سے پہلے جنگ کا پیکر خونیں روح حقیقی یعني مقصد سے بالکل خالي تها اور دنیا کے هاتهه میں کشت و خون کے بعد ندامت کے سوا کچهه نہیں آتا تها - چنانچه ایک جاهلی شاعر جنگ کے آخري نتایج کا ذکر ان حسرت آمیز الفاظ میں کرتا ہے :

فآبوا بالرماح مكسرات   و ابنا بالسيوف قد انحنينا

وه لوگ ٹوٹے هوے نیزے اورهم کج شده تلواریں لیکر میدان جنگ سے واپس آے -

یہی وجهه ہے که دنیا کی زبانوں میں جنگ کیلیے کوئي ایسا لفظ وضع نہیں کیا گیا جو اسکے مقصد پر دلالت کرتا ہو - بلکه جنگ کے تمام نام محض اسکے اوصاف و نتائج هی کا بیان تھے - لیکن اسلام نے جنگ کو "جہاد" کي وسیع اصطلاح کے ماتحت لا کر اسکے مقصد اور حقیقت کو اسکے نام هی سے واضح کردیا -

یہي اعلی مقصد ہے جسکے لیے اسلام نے هر موقع پر جد و جہد ، کوشش و سعی ، اور دوڑ دهوپ کي ترغیب دي ہے :

لا يستوي القاعدون	مسلمانوں میں جو لوگ معذور نه تھے
من المومنين غير	باایں همه گھر میں بیٹھے رہے ، وه ان
اولى الضرر و المجاهدون	لوگوں کا مرتبه نہیں پاسکتے جنهوں نے اپنے
في سبيل الله باموالهم	اموال اور اپني جانوں سے الله کي راه
وانفسهم فضل الله	میں جہاد کیا - ایسے مجاهدین کو گھر
المجاهدين باموالهم و	میں بیٹھه رهنے والے مسلمانوں پر ایک
انفسهم على القاعدين	خاص درجه تک بزرگي دي اگرچه
درجة و كلا وعد الله	دونوں کیلیے خدا نے بهتري کا وعده
الحسنى و فضل الله	کیا مگر مجاهدین کیلیے بمقابله غیر
المجاهدين على القاعدين	مجاهدین کے اجر عظیم ہے -
اجرا عظيما - (ن م ٩٧)	

(وه اعلی مقصد کیا تها ؟)

قران مجید نے اسکا جواب نہایت مختصر اور ساده الفاظ میں دیا ہے :

حتي لايكون فتنة ويكون	دنیا میں فتنهٔ ظلم و فساد باقي
الدين كله لله	نه رہے اور دین الله کیلیے هو جائے
هوالذي ارسل رسوله	وه خدا جسنے اپنے رسول کو نوع بشري کي
با لهدى و دين الحق	هدایت اور دین حق کي دعوت
ليظهره على الدين كله	کیلیے بهیجا ، تاکه اوس کی سچائي
(توبه)	کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کردے -

لیکن انهی ساده اور مختصر الفاظ نے عرب کي تاریخ جنگ کا ڈهانچه بدل دیا -

اقوام قدیمه کي لڑائیوں کا اصل مقصد اکثر محض قتل و غارت ، سیادت ، ارضی و سعت ممالک ، عزت و نمود اور اظهار شجاعت هوتا تها - عرب کا بهي یہی حال تها جسکے اندر اسلام کی دعوت شروع هوئي :

و ايامنا مشهورة في عدونا
لها غرر معلومة و حجول

"همارے معرکے همارے دشمنوں میں نہایت مشہور هیں - انکے بیل بوٹے اور نقش و نگار اب تک اچهي طرح چمک رہے هیں "

و الا اكن كل الشجاع فانني
بضرب الطلى و الهام حق عليم

" اگرچه میں بہت بڑا بہادر نہیں هوں تاهم سر اور گردن اڑا دینے کا خوب ماهر هوں " (یه گویا کسر نفسي ہے !)

مشينا مشية الليث
غدا والليث غضبان

" هم میدان جنگ میں شیر کي چال چلے ، ایسا شیر جو صبح کے وقت شدت گرسنگي میں نہایت غضبناک هوکر شکار کی جستجو میں اٹهه کهڑا هوتا ہے -

اس مقصد کا اظهار صرف میدان جنگ هي میں نہیں کیا جاتا تها ، بلکه وهاں سے پلٹ کر عورتوں کو اپنی اپني بہادري کے افسانے سنا کر انہیں اپنے کارنامه اعمال سے مرعوب کرتے تھے :

فانك لورايت ولن تريه
اكف القوم تخرق با لقنيتا

" اے معشوقه ! اگر تو دیکهتي (حالانکه تیرا دل گرده یه نه تها که دیکهه سکتي) که دشمنوں کي هتیلیاں کیونکر نیزوں سے چهیدي جا رهي هیں ، تو تجهکو میدان قیامت کا منظر نظر آجاتا "

كفاك الثاى ممن لم تريه   ورجبت العواقب للبذينا

" اگر تو نے مجهے اس معرکه میں نہیں دیکها تو یه بہتر ہے ، ورنه اپنے اور اپنی قوم کے فرزندوں کیلیے تو دعاے خیر کرتي "

لیکن جسطرح عرب کا اصل مقصد " غارتگري " اس مقصد کے منافي نہیں تها ، بلکه دونوں ساتهه ساتهه پورے کیے جاسکتے تھے ، اسي طرح اشاعت و اعلان حق اور دعوت صداقت و عدالة کے ساتهه بهي اس مقصد کو پورا کیا جاسکتا تها - عرب کي لڑائیوں کي تمام خصوصیات صحابه کرام رضوان الله علیهم کے سامنے موجود تهیں ، اور اونکا جوش اون کو اور زیاده نمایاں کرنا چاهتا تها - ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا :

الرجل يقاتل للمغنم	آدمی کبهی لوٹ مار کیلیے لڑتا ہے
والرجل يقاتل للذكر	کبهي شہرت کیلیے اور کبهی میدان
والرجل يقاتل ليري مكانه	میں اپني شجاعت کے اظهار کیلیے ،
فمن في سبيل الله ؟	لیکن حضور فرمائیں که انمیں سے کون
(بخاري جزو ٤ - ص - ٤)	شخص مجاهد فی سبیل الله ہے ؟

چونکه اسلام نے هر عمل کا اصول اولین یه قرار دیا ہے :

انما الاعمال بالنيات	هر عمل کا ثواب تمهاري نیتونکي
(الحديث)	بنا پر ہے -

اسلیے اگرچه یه مقاصد اشاعت کلمهٔ حق کے منافي نه تھے ، تاهم اسلام جس خلوص اور جس عدالة حقه کا واعظ تها ، اسکے لحاظ سے ضرور تها که اس بارے میں سب سے پہلے نیتوں هی کو درست کرے - کیونکه انهی کا اثر خارج کے تمام اعمال پر پڑتا ہے - چنانچه آنحضرت (صلی الله علیه و سلم) نے اس سائل کو جواب دیا :

من قاتل لتكون كلمة	جس شخص نے اس نیت سے لڑائی
الله هي العليا فهو	کي که خدا کا بول بالا هو اور اسکی
في سبيل الله !	سچائي قائم کي جاے ، تو صرف اسیکا
(بخاري جزو ٢٠ - ٤)	قتال خدا کي راه میں ہے !

حقیقت اگر حقیقت ہے تو پردے میں نہیں ره سکتي - حضرة داعی اسلام علیه الصلوة و السلام نے جهاد اسلامي کي اس حقیقت کا اظهار کیا تو خدا نے عملی نمونه قائم کرکے اونکے اشتباه کو زائل بهي کردیا - ایک غزوه میں ایک شخص نہایت بے جگري کے ساتهه لڑا

دنیا کا خون لے لیا ' اور جس نے کسی ایک آدمی کو قتل سے بچایا تو گویا اوس نے تمام دنیا کو زندہ کردیا "

اس بیان کو تورات سے ملانے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ وہ آدم کے بیٹے قابیل و ہابیل تھے - ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ نیکی کی قربانی کبھی رد نہیں ہوتی' اور قابیل کی قربانی قبول نہ کی گئی کہ وہ دل کا نیک نہ تھا اور بدی کا عمل کبھی قبول نہیں کیا جاتا - یہ دنیا کی پہلی لڑائی تھی جسمیں اولاد آدم نے شیطان سے اپنی بہیمیت سیکھی -

لیکن وہ دونوں درحقیقت آدم کے بیٹے نہ تھے بلکہ " جنگ و صلح" کی مجسم تصویر تھے' اور ان میں سے ہر ایک تصویر دنیا کو جنگ وصلح" کا متضاد منظر ایک ہی وقت میں دکھا رہی تھی - ایک نے جذبۂ حسد سے اپنے بھائی کو قتل کرکے اوسکے گناہوں بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کو اپنے سر پر لے لیا ' جذبۂ بہیمی و شیطانی کا بدترین نمونہ قائم کیا ' اور نوع انسانی کیلیے سب سے بڑی مصیبت کی بنیاد رکھی - کما ورد فی الحدیث : قال صلی اللہ علیہ و سلم:

لا تقتل نفس الا کان علی آدم کفل منہا (بخاری جزو ۹ ص ۳)

ہر وہ شخص جو قتل کیا جاتا ہے' اوسکے خون کا ایک حصہ آدم کے اوس بیٹے ہی کی گردن پر ہوتا ہے جس نے قتل و خونریزی کی سب سے پہلے بنیاد ڈالی تھی -

لیکن بعد کو اس ناپاک اور بوجھ کے ثقل فرط ندامت سے اسکی گردن جھک جاتی ہے : فاصبح من النادمین -

لیکن دوسرے نے صلح کا ہاتھ بڑھایا اور خون بہانے کیلیے آمادہ نہ ہوا - اوسنے کہا کہ تم میرے قتل پر ہاتھ اٹھاتے ہو تو اوٹھاو مگر میں تمہارے قتل کیلیے ہاتھ نہیں اوٹھا سکتا - آخر کار صلح و امن کی ملکوتیت پر جنگ کی بہیمیت غالب آئی اور وہ قتل کردیا گیا - پھر عالم ہوا کا ایک مکروہ ' بد شکل' مردار خوار' اور ذلیل پرند جو مقتولین جنگ کی لاشوں کو نوچ نوچ کے کھایا کرتا ہے' آتا ہے اور اپنے ہم جنس کی لاش دفن کرکے قبر کھودنے کا طریقہ بتاتا ہے ' اسپر قاتل کی بہیمیۃ کو کوے کی حیوانیت سے بھی شرم آنے لگتی ہے کہ : یویلتی اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سواۃ اخیہ ! فاصبح من النادمین - آخر کار خدا اس اولین تمثیل جنگ و صلح کے بعد ہمیشہ کیلیے ایک نظام عدل قائم کردیتا ہے کہ : من اجل ذالک کتبنا علی بنی اسرائیل - الخ

(اسلام اور صلح)

اسلام اسی صلح ہابیلی کا آخری نتیجہ اور اسی نظام عدل کی آخری کڑی ہے - وہ اس ابتدائی عہد بشری سے برابر بڑھتی رہی اور مختلف صورتوں اور متعدد تعلیموں میں ظاہر ہوتی رہی - لیکن دنیا میں ہمیشہ نیکی برائی کے بعد پھیلتی ہے اور نور ہمیشہ ظلمت کے بعد جلوہ افگن ہوتا ہے - اسلام سے پہلے دنیا ابن آدم کی اوسی فطرت اولی پر عمل کررہی تھی۔ عرب کی تمام لڑائیاں بغض و انتقام' رشک و حسد' منافست و مباغضت کا نتیجہ ہوتی تھیں - حرب' داحس اور غبراء نے صرف ایک گھوڑے کے بھڑکا دینے پر تمام عرب میں آگ لگا دی - حرب بسوس نے صرف ایک اونٹنی کیلیے تمام عرب میں قیامت برپا کردی!

مہذب سلطنتوں میں ملک گیری کیلیے جو سلسلہ جنگ قائم ہوجاتا ہے' وہ اگرچہ اپنی نمایشی خصوصیات میں غیر متمدن اقوام اور وحشیانہ لڑائیوں سے کسی قدر مختلف نظر آتا ہے' لیکن درحقیقت اسکی آخری کڑی بھی اوسی فطرت اولیہ سے جا کر ملتی ہے جسکا ظہور قابیل کی شیطنت کے اندر سے ہوا تھا اور جسکی تمثیل تورات اور قرآن دونوں نے دی -

اسلام دنیا میں آیا تو ان دونوں قسم کی لڑائیوں نے سطح ارض کو ایک معرکہ جنگ بنا رکھا تھا ' لیکن اوسنے نے دفعتاً لڑائی کے حلق کی شہرگ کاٹ دی :

لا تباغضوا و لا تحاسدوا و لا تدابروا " ایک دوسرے سے دل میں عداوت اور کینہ نہ رکھو! باہمدگر حسد نہ کرو! اور نہ آپسمیں باہم ایک دوسرے کی جگہہ پر آگے پیچھے ہٹا کر قبضہ نہ کرو ! "

و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذ کم منہا' کذالک یبین اللہ لکم زیاتہ لعلکم تفلحون -

اور تم لوگ باہم جنگ و جدل اور قتل و خونریزی کی وجہہ سے گویا آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے اور وہ بھڑک رہی تھی ' لیکن خدا نے اسلام کی تعلیم دیکر تمہیں اس آگ سے نکال لیا -

روم و فارس کی مہذب سلطنتیں ملک گیری کیلیے باہم دست و گریباں تھیں - اسلام نے انکے مقابلے میں پکارا کہ دنیا اور دنیا کی پرفضا زمین اسلیے نہیں بنائی گئی ہے کہ اوس پر بنی ، نوع انسان کے خون کا سیلاب بہایا جاے ' ایک فریق دوسرے فریق کو نکال کر تمام روے زمین پر خود قابض ہوجاے ' اور آدم کی بہت سی بے خان و مان اولاد کو نو آبادیاں ڈھونڈھنی پڑیں ' بلکہ دنیا کی سطح صرف اسلیے ہے کہ اوس میں آدم کا ہر بچہ اپنے اپنے مرکز پر قائم رکھکر خدا کی عبادت میں مصروف رہے - اور جو خلقت عبادت الہی کے لیے پیدا کی گئی ہے' وہ جنگ و خونریزی کے کاموں کے لیے نہیں ہوسکتی :

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (۵۱ : ۵۶)

ہم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کیلیے پیدا کیا ہے' نہ کہ بغض اور لوٹ مار کیلیے وعداوت' قتل و غارت اور شر و فساد -

اوسوقت جب کہ دنیا نے نظام امن کو بالکل بدلدیا تھا ' جب کہ ایک فریق دوسرے فریق کو پائمال ستم کر رہا تھا' جب کہ ایک سلطنت دوسری سلطنت کے ممالک مقبوضہ کو چھین رہی تھی' اسلام آیا اور اس ظالمانہ نظام کو بدل کر ایک نیا عادلانہ نظام قائم کیا جسکا مقصد دنیا کی تمام لڑائیوں سے بالکل مختلف تھا -

(مقصد جنگ)

دنیا کی خونریز لڑائیوں کا مقصد جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ' صرف بغض و انتقام کے تشنہ کام جذبات خبیثہ کی پیاس بجھانا تھا - انسان فرط غیظ و غضب میں اگرچہ جنگ کو ایک عظیم الشان مقصد خیال کرتا ہے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کو غضب انسانی مقصد عظیم خیال کرتی ہے ' مدنیۃ فاضلہ اوسکو کوئی مقصد ہی نہیں قرار دیتی - ڈاکہ اور راہزنی کسی متمدن انسان کا مقصد نہیں ہوسکتا ' ظلم و تعدی انسانیت کی غرض نہیں ہو سکتی ' بغض و انتقام کے بعد انسان کے ہاتھہ میں انسانیت کیلیے کیا رہ جاتا ہے ؟ اگر تمدن سچا اور شائستگی واقعی شائستگی ہے تو وہ قومی وجنسی بغض و انتقام کے ساتھہ کبھی جمع نہیں ہوسکتی -

عرب سے زیادہ اس قسم کی جنگ و خونریزی کیلیے کس نے دوڑ دھوپ کی ہوگی ؟ لیکن دیکھو خدا خود کہتا ہے :

ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم

کیا ہم تمہیں سب سے زیادہ نقصان میں رہنے والونکا پتہ دیں ؟ یہ وہ لوگ ہیں جنکی کوششیں اس دنیوی زندگی

مارشل وان مولٹکے

اس قدر سپاهی ضائع هوے که میدان کا تمام نشیبي حصه لاشوں سے پٹ گیا - فرانس کے مجروحین و مقتولین و اسیران جنگ کی تعداد ٥٠٠٠٠ تک پهونچ گئي تهي ' لیکن پروشین فوج کا بهی بہت زیاده نقصان هوا تها - آخر میں پروشین فوج نے میٹز کے قریب بازین کا محاصره کیا ' اور اوسکے تمام تعلقات پیرس کو منقطع کردیا -

اب وه سخت مصیبت میں گرفتار هوگیا - دوسري طرف سے ولي عهد جرمنی دو لاکهه فوج لیکر شالون کے جنوب کي طرف پیرس کے محاصره کے لیے (میٹز سے آگے) بڑهتا چلا جاتا تها ' اور اوسکي مدافعت میں جنرل مکماهون کا هر قدم پیچهے تها - شاه ولیم بهي اپني فوج کے ساتهه آگے بڑهکر میٹز کے قریب ولیعهد سے ملگیا ' اور اب اس اجتماعي قوت نے پیرس کے محاصره کو بالکل آسان کردیا -

جنرل مکماهون کو شالون سے هٹنے کے بعد کمک پهونچی ' اور اس نے میٹز کے قریب بازین کو مدد پهونچانا چاهي ' لیکن ولی عهد نے اپنا راسته بدل دیا - اب مکماهون نے شمال کی جانب حدود بلجیم تک اسکا تعاقب کیا اور ٢٨ سے لیکر ٢٩ - اگست تک دونوں فوجوں میں معمولی لڑائیاں هوتی رهیں - ٣٠ - اگست کو مکماهون مون میکسي کی طرف بڑها - پروشین فوج نے اس مقام پر اوسکو شکست دیکر ١٢ توپیں چهین لیں اور هزاروں قیدي گرفتار کیے ' لیکن اسي مقام پر جدید کمک نے دونوں فوجوں کی طاقت میں ایک نمایاں اضافه کردیا - جس سے اوسی رات کی صبح کو ایک عظیم الشان معرکۂ جنگ گرم هوا - لیکن فرانسیسیوں نے بالاخر شکست هي کهائی ' اور مقام سیدان تک پیچهے هٹ آے -

(یوم سیدان)

یکم ستمبر کي صبح کو مکماهون کو پهر کمک پهونچي ' اور وه مقام سیدان کے قریب قلعه بند هوگیا - پروشین فوج نے صبح تڑکے پانچ هي بجے سے حمله شروع کیا ' اور ابتدا میں فرانسیسی فوج نے بهادرانه مدافعت کي - کو دو پهر تک لڑائي جاري رهي ' مگر پروشین کے حمله کو فرانسیسي فوج نے پسپا کردیا - پروشین فوج نے دوسري بار پهر حمله کیا ' لیکن اس مرتبه بهي ناکامیاب واپس هوئي -

فتح و ظفر کے حوصله مندانه جذبات پر یه ناکامي سخت شاق گذري - اوسی دن ٣ - بجے کے بعد پهر پروشین فوج نے جانبازانه حمله کیا ' اور اسي حمله نے اس جنگ کا آخري فیصله کردیا - تمام فرانسیسي فوج کے پانوں اوکهڑ گئے اور اونهوں نے راه گریز اختیار کي - پروشین فوج نے تعاقب کیا اور کامیاب واپس آے - اس معرکه میں ٣٠٠٠٠ پروشین سپاهي مجروح و مقتول هوئے - اور فرانسیسي فوج کے ٢٠٠٠٠ جانوں کا نقصان هوا -

(اعتراف شکست)

اسی معرکه میں مارشل مکماهون بهي زخمی هوا اور اوسکی پوري لشکر پر مایوسي چها گئي - بالاخر اوس نے شاه پروشیا کے سامنے اپنی شکست تسلیم کرلی - نیپولین ثالث بهي مکماهون کے ساتهه شریک جنگ تها ' اوسکو بهی مجبوراً سپر ڈالدیني پڑي جن درد انگیز اور مایوسانه الفاظ کے ساتهه اوس نے شکست کا اعتراف کیا تها ' وه تذکرۂ عبرت و بصیرت کیلیے همیشه تاریخ میں یادگار رهینگے .

" چونکه میں اپنی فوج کے آگے شریفانه موت مرنے کي قدرت نهیں رکهتا ' اسلیے حضور کے پانوں پر اپنی سپر ڈالدیتا هوں فاعتبروا یا اولي الابصار ! "

شاه پروشیا نے اوسکے ساتهه نهایت شریفانه برتاو کیا - اور خاص اوسکے خاندان کے قیام کے لیے کاسل کے قریب ایک محل خالی کردیا -

(انقلاب حکومت فرانس)

پیرس میں جب شکست کی خبر پهونچي تو ایک تلاطم برپا هوگیا - تمام لوگ بازاروں میں دیوانه وار پهرنے ' اور قیام جمهوریت کے لیے شور و غل مچانے لگے - بادشاه اور تمام شاهي خاندان سے عمداً نفرت ' بیزاري ' اور علحدگی کا اظهار کیا گیا - اسلیے که نپولین نے تلوار ڈالدي اور پروشیا کے آگے سر عجز خم کردیا -

٤ ستمبر کو تمام باشندوں کے ساتهه وطني والنٹیروں نے بهي جمهوریت کا مطالبه کیا - هاؤس آف لارڈ اور مجلس قانون کے خاندان نے ملک کے ساتهه خیانت کي هے - بالاخر جمهوریت کے تمام ارکان نے دارالحکومت میں جاکر نوابان فرانس میں سے گیاره اشخاص کي ترکیب سے ایک وقتي حکومت قائم کي - ملک میں اس انقلاب حکومت کا نهایت خوشي اور مسرت کے ساتهه استقبال کیا گیا ' اور جبراً بادشاه کے تمام اعزازات چهین لیے گئے -

ان گیاره شخصوں میں سے مشهور و نامور یه چهه اشخاص تهے : عمانویل اراگو ' عمانویل کریمیو ' ژول دیري ' ژول سیمون ژول کا متبنا - ان میں ژول سیمون مشهور مصنف هے -

---

مارشل مکماهون

تاریخ و عبر

اولین جنگ جرمني و فرانس

سنه ۱۸۷۰ ، ۱۹۱۴ء میں !

(۲)

(پہلا معرکہ)

پہلا معرکہ مقام سار برورک میں ۳۰ جولائي کو شروع ہوا ' اور یکم اگست تک جاري رہا - اس معرکہ میں میدان فرانسیسوں کے ہاتھہ رہا اور انہوں نے اس مقام کو فتح کرلیا - لیکن دو ھي تین روز کے بعد زمانہ نے پلٹا کھایا ' اور اب پروشین فوج نے ایک نمایاں کامیابي کے ساتھہ انہزام و شکست کے اس بدنما داغ کو اپنے دامن شجاعت سے مٹادیا - چنانچہ ۴ - اگست کو وہ ولي عہد کی سپہ سالاري میں وینس برگ پر قابض ہوگئی - اور فرانس کا سپہ سالار جنرل دوای اس معرکہ میں کام آیا - نیز تقریباً ۸۰۰ فرانسیسی گرفتار بھی ہوے -

اسوقت تک پروشین فوج صرف مدافعت کررھي تھي' لیکن اس تاریخ سے اوس کي فاتحانہ جنگ کا زمانہ شروع ہوا -

۶ - جولائی کے معرکہ میں پروشین فوج نے فرانسیسي لشکر کو شکست فاش دي' اور ۴۰۰۰ فرانسیسی قیدي گرفتار کرلیے - اس معرکہ میں فرانس کے ۱۱۰۰۰ سپاہی کام آے ' اور پروشیا کے صرف ۳۰۰۰ سپاہی ضائع ہوے - اب سارابروک پھر پروشیا کے زیر علم آگیا -

فاتحانہ جوش میں پروشین فوج نے اس قوت کے ساتھہ حملے کرنے شروع کیے کہ فرانسیسی فوج کو کور باگ' و سان افوالد' اور تیونویل سے نکلنا پڑا ' اور انکے ۸۰۰۰ قیدي گرفتار ہوگئے - بالاخر فرانسیسی لشکر پیچھے ہٹا ' اور پروشین فوج نے میتز تک فرانسیسی فوج کا تعاقب کیا جہاں سے اوس نے سب سے پہلے اپنے علم ہجوم کو بلند کیا تھا !

(پیرس میں اضطراب)

پیرس میں اس شکست کی خبر نے ایک طوفان بپا کردیا ' تمام رعایا بدحواس ہوگئی ' عام باشندوں میں اس قدر اضطراب پیدا ہوا کہ ارکان سلطنت کو شورش و بغاوت کا خوف پیدا ہوگیا ' چنانچہ اس فتنہ کے فرو کرنے کیلیے یہ جھوٹي خبر مشتہر کی گئي کہ پروشیا نے شکست پائی اور فرانس کو فتح حاصل ہوئي ' لیکن جھوٹ کب تک فتح پاسکتا تھا ؟ واقعہ کی اصلیت بالاخر معلوم ہوگئي اور اوس نے پہلے سے بھی زیادہ ہلچل پیدا کردي - یہانتک کہ تمام اہل شہر نے وزیر اعظم کے محل کو گھیر لیا ' اور واقعہ کی اصلیت دریافت کی - وزیر اعظم نے مجبوراً صرف وینسبرگ کی شکست کا اعتراف کیا - دوسرے دن ورتھہ اور کوربرگ کے شکست کی خبر معلوم ہوئي تو تمام پیرس وزارت خانہ میں اومنڈ ایا - اسوقت پیرس میں نپولین ثالث کي بیگم اپنے شوہر کي قائم مقام تھی - اوس نے ۹ - اگست کو فرانسیسي دار الامراء اور کونسل قانون ساز (مجلس تشریعي) کا انعقاد کیا - وزیر اعظم جو نہي تقریر کیلیے کھڑا ہوا ' لوگوں نے شور مچا کر روک دیا بالاخر - سابق وزارت توڑ دیگئی اور کونٹ پوالک کي صدارت میں جدید وزارت قائم ہوئي - اسی زمانے میں جنرل مارشل لابو نے بھی استعفاء دیدیا اوسکي جگہ جنرل مارشل مازین فرنچ افواج کا سپہ سالار مقرر ہوا -

(واقعہ و وقعہ تیونویل)

اب پروشین فوج پرنس فریڈرک چارلس کي سپہ سالاري میں لورین کے دار السلطنت میتز کی طرف بڑھی جو موجودہ جنگ میں مشہور جرمن سرحدي مرکز ہے ' اور جنرل ولن وردرشتین بھي جنوبي جرمن فوج کو لیکر اسٹرا سبرگ کي طرف روانہ ہوگیا ' جو الزاس کا سب سے بڑا شہر تھا - ولي عہد نے بھی جنرل مکماہون کے مقابلہ کیلیے نالسي کا رخ کیا - جنرل مکماہون نے پہلے ھي حملے میں شکست کھائي ' اور شالون سیر مارن تک ہٹ آیا - پروشین فوج نے میتز میں بھي اسي قسم کی فتح حاصل کي ' اور فرانسیسیوں کو سخت نقصانات کے بعد پیچھے ہٹنا پڑا -

۱۵ - اگست سنہ ۱۸۷۰ء کو پروشین فوج نے نہر موسیل کو بھي (جو میتز اور تیونویل کے درمیان واقع ہے) فرانس کے اوس خط رجوع کے توڑنے کیلیے عبور کرلیا جو پیرس تک جاتا تھا - ۱۶ کو تیونویل کا معرکہ پیش آیا جس میں فرانسیسیوں نے سخت شکست کھائي - سب سے پہلے دن آخري مدافعت کیلیے تمام فرانس کي قوت اُمنڈ آئي ' اور ۱۷ - اگست کو میتز کے غربی جانب ریزنویل کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا جو نو گھنٹے تک جاري رہا - بازین نے اس معرکہ میں بھی شکست کھائي ' اور فریقین کے

[بقیہ صفحہ ۱۲ کا]

یہاں تک کہ میدان جنگ سے پلٹ کر تمام صحابہ نے اوسکي شجاعت کي داد دي - لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا' " وہ جہنمی ہے " - ایک صحابي کو اسپر سخت تعجب ہوا - اونھوں نے اوسکے تمام زمانۂ جنگ کی دیکھہ بھال شروع کردي - حسن اتفاق سے وہ ایک موقع پر سخت زخمی ہوا ' اور زخم کي تکلیف سے بیتاب ہوکر خود کشي کرلي (جو حرام ہے کیونکہ اسلام کي نظر میں اپنے تئیں زندہ رکھنا انسان کا اولین فرض دینی ہے) وہ صحابي دوڑے ہوے آنحضرت کی خدمت میں آے اور عرض کي : " بیشک آپ خدا کے رسول ھیں " آپ نے فرمایا کہ تم صرف ظاہري حال دیکھکر متاثر ہوگئے مگر خدا تو نیتوں کو دیکھتا ہے - اس شخص نے بڑي شجاعت سے لڑائي میں حصہ لیا ' لیکن چونکہ خلوص و صداقت کے ثبات سے محروم تھا - اسلیے حرام موت مرکر اپني تمام محنت ضائع کردي اور اسي لیے میں نے اُسے جہنمي کہا :

ان لرجل لیعمل العمل اهل الجنة ایک آدمی بظاہر اہل
فمایبدو للناس و هو من اهل النار جنت کا کام کرتا ہے حالانکہ
وہ دوزخی ہوتا ہے ' اور
وان لرجل لیعمل عمل اهل النار ایک آدمي بظاہر دوزخیوں
فیما یبدو للناس وهو من اهل الجنة کا طریق عمل اختیار کرتا ہے'
(بخاري جزو - ۴ - ص - ۳۷) لیکن وہ جنتی ہوتا ہے !

اسلام کي دعوة اولی کا مقصد مخلصین و قانتین کي ایک پاکباز جماعت کا پیدا کرنا تھا جسکو ہر گروہ ' ہر جماعت ' ہر زندگي ' ہر حال ' اور ہر ایک میں ہونا چاہیئے - فوج کي تنظیم و ترتیب میں بھي ہمیشہ یہی مقصد پیش نظر رہتا تھا اسلیے اگر آب زمزم میں شراب کا ایک قطرہ بھي مل جاتا تھا ' تو اسلام کے دامن خلوص پر اس سے دھبہ آجاتا تھا -

چنانچہ ایک بار غنیمت کی لالچ سے ایک مشرک نے آپکے ساتھہ شریک جہاد ہونا چاہا - اس نے تین بار درخواست کي لیکن آپ نے ہر مرتبہ انکار کردیا - یہ واقعہ تفصیل کے ساتھہ مسلم میں منقول ہے -

بريد فرنگ

(ضرورت قانون سے نا آشنا ہے) •

٤- اگست کو جرمن چانسلر نے برلن میں جو تقریر کي تھی، اسکے اقتباسات لندن ٹائمز نے شائع کیے ہیں - ایک موقع پر وہ کہتا ہے :

"حضرات ! ہم ضرورت کے عالم میں ہیں اور ضرورت قانون سے نا آشنا ہے - ہماري فوجوں نے لکسمبرگ پر قبضہ کرلیا ہے اور شاید وہ اسوقت خاک بلجیم پرقدم زن ہوچکي ہونگي - حضرات ! یہ اقدام بین الملي قانون کے خلاف ہے - یہ بھي صحیح ہے کہ فرانس نے برسیلز میں یہ اعلان کیا ہے کہ جب تک انکے حریف بلجیم کي ناطرفداري کا پاس کرینگے، اسوقت تک وہ بھی لحاظ کریگا - تاہم ہم کو یہ بھي معلوم ہے کہ فرانس تاراج کرنے کے لیے تیار کھڑا ہے - فرانس انتظار کرسکتا ہے مگر ہم انتظار نہیں کرسکتے - ہمارے سرحدي بازو پر فرانسیسي فوج کي نقل و حرکت ہمارے لیے ایک آفت ثابت ہوسکتي ہے - اسلیے ہمیں لکسمبرگ اور بلجیم کے جائز اعتراض کو مجبوراً پامال کرنا پڑا ہے -

ہم علانیہ کہتے ہیں کہ ہم ایک حق تلفی کے مرتکب ہو رہے ہیں، مگر جونہی ہمارا فوجی مقصد حاصل ہوجائیگا، ہم فوراً اسکی تلافی کی کوشش کرینگے - جوکوئی بھی ہماري طرح خطرہ میں ہوگا اور اپنے بلند ترین مقبوضات کے لیے لڑیگا، اسکا صرف یہی ایک خیال ہوگا کہ کسی طرح قطع و برید کرکے اپنا راستہ نکالا جاے "

نیر ایسٹ اپني تازہ ترین اشاعت کے ایڈیٹوریل نوٹس میں لکھتا ہے :

" انگریزي امیر البحر کے "سلطان عثمان اول" اور "رشادیہ" لے لینے کی خبر سے ایتھنس میں جو مسرت و شادمانی پیدا ہوئي تھی اسکو اس خبر سے کسیقدر صدمہ پہنچا ہوگا کہ جرمنی کے "گیوبن" اور "بریسلا" جہاز اب عثماني بیڑے کی فہرست میں نظر آتے ہیں - اب بحر ایجین میں بحري قوی کے توازن کا میلان یونانی کے خلاف ہے -

جو شخص یہ جانتا ہے کہ ایک طرف تو بعض اعضاء انجمن اتحاد و ترقی کو سالونیکا کی روایات کے ساتھہ کسقدر شدید وابستگي ہے، اور دوسري طرف جزائر ایجین کے متعلق ترکوں کی حسیات کیا ہیں؟ وہ اس امر کے معلوم کرنے میں ناکام نہیں رہیگا کہ "گیوبن" کی آمد ایجین کے نا طے شدہ سوال کے لیے ایک سنگین پیچیدگی ہے - غرض حالت سنگین ہے گو اتنی سنگین نہ ہو کہ ان افواہوں کو تسلیم کرلیا جاے، جو ان فقروں کے لکھنے کے وقت مشہور ہو رہی ہیں -

شاید حالات کا سب سے زیادہ تشفي بخش پہلو یہ ہے کہ موسیو وینزیلوس " اتحاد بلقان " کے دو بارہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یونان کی تمام دوسري سیاسی جماعتوں کے لیڈر اس نازک وقت میں انکی مساعدت کے لیے بظاہر مستعد معلوم ہوتے ہیں -

اگر ترکي کو غلط مشورہ دیا گیا کہ وہ موجودہ حالت میں اپنے آپ کو بالکل خطرہ کے اندر ڈالدے (جو ایک حماقت ہے جسکے متعلق ہمیں امید ہے کہ ترک اسکے ارتکاب کے قابل نہ ہونگے) تو ایک طرف کے پلہ میں اسکے وزن کا توازن دوسرے طرف کے پلے میں اسکے ہمسایوں کے وزن سے ہوجائیگا "

نیر ایسٹ اسي اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ میں لکھتا ہے :

" گیوبن " اور اسکے رفیق (بریسلا) کا ایک حریف طاقت کے پاس سے نکلکے ایک نا طرفدار طاقت کے پاس عین جنگ کے زمانہ میں چلا جانا قسطنطنیہ پر ڈپلو میٹک اعتراض کي ایک بنیاد پیدا کرتا ہے - لیکن یہ ایک اہم واقعہ ہے کہ اگر جنگ کا ایک خوفناک انجن معرکہ کی اس صف سے نکلگیا ہے جو ہمارے مقابلہ میں آراستہ کی گئی ہے، تو وہ باب عالي کے ہاتھہ میں چلا گیا ہے، اور ہمکو یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ جو لوگ استنبول کي پالیسي پر قابض ہیں، وہ مغرب کے دل پر اس احساس کے نقش کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ صلح پسند ارادوں کے متعلق انکے عہد و پیمان میں صداقت و واقعیت ہے "

غالباً نیرایسٹ کے دفتر میں یہ پیغمبرانہ اخلاق اس وقت ظاہر کیا جا رہا تھا، جب کہ خود یورپ کے باہمی پیمان ہاے صلح و امن کا جنازہ دفن ہو چکا تھا ! سب سے زیادہ دلچسپ حصہ مضمون کے خاتمہ کا ہے :

"انجمن (اتحاد و ترقی) کے ایک حصہ پر افسوس اور دوسرے حصہ کے حوصلوں کي قدر داني کي جا سکتي ہے، اور بہت سے لوگوں سے انہیں عملي ہمدردي بھي حاصل ہوگی، لیکن ہم اس واقعہ کو ایک بد قسمتي خیال کرتے ہیں کہ ان حوصلوں کے خوش کرنے اور ان افسوسوں کے بدلہ لینے کے ذرائع ایسے وقت میں حاصل ہوے ہیں جب کہ قسطنطنیہ کی پالیسي پر متعدد طور سے دباؤ ڈالنے کے لیے یورپ موجود نہیں ہے " انہ لحسرۃ علي الکافرین و انہ ہوالحق الیقین فسبح بحمد ربک العظیم -

---

اسي ہفتہ کا نیر ایسٹ اپنے ایک دوسرے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا ہے :

" یہ اعلان کردیاگیا ہے کہ مصر جنگ کی حالت میں ہے اور انگریزي جماعت کے زیر سایہ ہے - اسکی تفسیر صرف یہ کي جاسکتي ہے کہ سرکاري طور پر خدیو کا سلطان کے ساتھہ تعلق برطانیہ کے تعلق کے مقابلہ میں کم تسلیم کیا گیا ہے - جسوقت کہ مصر کا براے نام بادشاہ (سلطان المعظم) سنہ ١٩١١ع سے سنہ ١٩١٣ع تک جنگ میں مصروف تھا، تو اسوقت وہ جنگ کی حالت میں نہ تھا، مگر اب کہ انگریزی فوج نے ٹیوٹنیک شاہنشاہوں (یعني قیصر جرمنی اور شاہنشاہ آسٹریا ہنگري) کے مقابلہ میں اپني تیغ علم کی ہے، تو اسکی حالت بالکل برعکس ہے ! •

ہم کسی روایت کو الٹنا نہیں چاہتے جب تک کہ وہ محض بے ضرر اور خوشنما رہے - مثلا یہ کہ عباس حلمی (خدیو حال مصر) ایک عثمانی پاشا اور روائتا مصر کے وائسراے ہیں - مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ وقت آگیا ہے کہ اس کیپچیولیشن (مشروط اطاعت) کا دور ختم ہوجانا چاہیے جسکی وجہ سے خدیو کي بادشاہي کا استعمال نہایت سنگین طور پر پابزنجیر ہے " یعني نیرایسٹ کے خیال میں وقت آگیا ہے کہ ٹرکی کا تعلق مصر سے بالکل منقطع کردیا جاے اور اسکا آخري فیصلہ ہوجاے ! وما تخفی في صدورہم الاکبر !

۵ ستمبر کو اس وقتي حکومت نے جمہوریت کا علم اعلان کیا اور وہ بالاتفاق تسلیم کرلیا گیا - نپولین کي بیگم بھاگ کر انگلستان چلي آئي ' اور تمام سلطنتوں میں سب سے پہلے والایات متحدہ نے فرانس کي جمہوریت کا اعتراف کرلیا -

(محاصرۂ پیرس)

لیکن ابلتے ہوے چشموں' ابھرنے والي موجوں ' اور بہنے والی طاقتوں کو کون روک سکتا ہے ؟ مکماہون اور نیپولین کے اعتراف شکست کے بعد شاہ پروشیا نے ۳ لاکھہ سپاہیوں کو لیکر پیرس کا محاصرہ کرلیا - اب باشندگان پیرس کے سامنے صلح کے سوا نجات کي اورکوئي راہ نہ تھي - چنانچہ مشہور فرانسیسي سیاسي و مورخ تیارے نے' جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے' اس غرض سے لندن ' وائنا' پیٹرسبرگ کا سفر کیا' لیکن ان سلطنتوں نے بیچ میں پڑنے سے انکار کردیا -

ژو ویر وزیر خارجیہ فرانس نے خود کونٹ بسمارک سے صلح کے متعلق گفتگو کي لیکن اوسنے جواب دیا :

" صلح ناممکن ہے ' کیونکہ اسوقت پیرس میں کوئي مستقل حکومت نہیں ہے - ساتھہ ھي پروشیا صوبہ الزاس اور لورین کے الحاق سے دست بردار بھي نہیں ہو سکتي "

اگرچہ فرانسیسیوں نے اپنے مقبوضہ ممالک کے ایک چپہ دینے سے بھي انکار کیا ' لیکن پروشین حکومت نے فتح کے پہلے ھي دن سے اسٹرا سبرگ میں اپنی ایک فوج بھیجدي - اور اس نے اسپر فوجي قبضہ کرلیا -

۱۹ سپٹمبر کو تقریباً نصف ملین پروشین فوج پیرس کے گرد جمع ہوئي اور اوسکے محاصرے کا اعلان کیا - اسوقت پیرس میں ۲۳۰۰۰۰ فوج تھي - اب فرانسیسي صلح سے مایوس ہوگئے تھے ' اسلیے اونہوں نے جان پر کھیل کر مدافعانہ حملے کا عزم کر لیا - حکومت وقتیہ کے بعض ارکان محاصرہ سے پہلے ھي تولوں چلے گئے تھے' اور وہاں سے بیروني دنیا کي خبریں غبارہ کے ذریعہ پیرس کے اندر پہونچاتے رہتے تھے -

جنرل گریبالڈي نے اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھہ جمہوریت اعتراف کرلیا ' اور ایک لاکھہ مزید فرانسیسی فوج آکر جمع ہوگئی ' لیکن محاصرہ پیرس ھي تک محدود نہ تھا ' جنرل بازین نے میٹز میں بھي مجبور ہو کر شکست تسلیم کرلي تھي - باشندگان پیرس پر میٹز کا سقوط نہایت شاق گذرا اور اونہوں نے جنرل بازین پر بھي خیانت کا الزام لگادیا ' کیونکہ اوس نے اب تک جمہوریت کا اعتراف نہیں کیا تھا - چنانچہ اوسکے گرفتار کرلینے کا سرکاري اعلان ہوا -

(اتحاد جرمني)

اسي محاصرۂ کے زمانے میں جرمني کے تمام مستقل صوبے پروشیا کے ساتھہ ملحق ہوگئے اور جرمني ایک متحدہ سلطنت بن گئی - ولیم اول شاہ پروشیا کو اوسکا بادشاہ بنایا گیا ' اور جنوري سنہ ۱۸۷۱ میں انکے اعلان عام کردیا گیا - اس طرح اتحاد جرمنی اور " جرمن امپائر " کے اس خواب کي تعبیر ملگئي جو پرنس بسمارک نے دیکھا تھا اور اسکی تعبیر جنگ فرانس و جرمنی کے خون و ہلاکت کے اندر ڈھونڈھی تھی -

(انعقاد صلح)

اب پروشین فوج کے محاصرہ نے فرانسیسیوں پر دنیا تنگ کردي اور صلح پر بالکل مجبور و مضطر ہوگئے - بالاخر تین ہفتے کي ہنگامي صلح پر دونوں سلطنتوں کا اتفاق ہوا ' اور اس اثناء مین فرانسیسیوں کو مقام بورڈو میں انعقاد مجلس صلح کیلیے وکلاء کے انتخاب کرنے کا موقع دیا گیا - ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۷۱ع کو فرانس کي طرف سے ژول ویبر' اور پروشیا کي جانب سے بسمارک کا نام پیش کیا گیا - فرانسیسیوں میں وکلاکے انتخاب کے بارے میں سخت اختلاف ہوا ' لیکن ۸ فروري کو جمہوري راے غالب آئي اور ۱۵ وکلاے صلح کا اور انتخاب ہوگیا -

۱۵ فروري کو بورڈو میں تمام وکلا کا جلسہ ہوا ' اور موسیو تیارے کو مجلس صلح و حکومت جمہوریہ' دونوں کا پریسیڈنٹ مقرر کیا گیا - ۲۸ فروري کو بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد ایک معاہدہ لکھا گیا جسکے ذریعہ اسٹرا سبرگ اور الزاس کے پورے صوبے' اور لورین کے پانچویں حصے کا الحاق جرمنی کے ساتھہ کردیا گیا - میٹز بھي اس میں شامل تھا - اسکے علاوہ فرانس سے پانچ برس کي مدت میں ۲۰۰۰۰۰۰ گني کا تاوان جنگ بھي دلوایا گیا ' اور اسي پر جنگ کا خاتمہ ہوگیا -

اس جنگ پر تقریباً نصف صدي گذر گئي' لیکن فرانسیسیوں کے دل پر اسکا داغ ہمیشہ تازہ رہا -

* * *

بــرقــی آلــۂ کان

یہ جــرمن سے آتے ہیں ان کو کان میں رکھنے سے بالکل بہرہ آدمي بخوبی دور و نزدیک کی ہر ایک آواز بات چیت سن سمجھہ سکتا ہے اور کسي کو نظــر نہیں آتے نہ کچھہ تکلیف و الگن معلوم ہوتي ہے - ہم ان کو اس شرط پر فروخت کرتے ہیں کہ اگر فائدہ‌مند نہو تو قیمت واپس کردینگے - بہرا پن کسي قسم اور کسي سبب سے ہو سب کو یکساں نفع دیتا ہے - روپیہ پیشگی آنے پــر محصول پارسل وغیرہ معاف ' ورنہ ہر خریدار کو بذریعہ وي پي روانہ ہوتے ہیں قیمت فی جوڑا ۵ روپیہ -

المشتہــر یو - ایم بنگالہ - اینڈ کو — متھرا

خــالص اســلامی تــرکی ٹوپی - ســاخت قسطنــطنیــہ و مصــر

ترکی ٹوپي - ہر قسم کي ملائم و چٹائی استر دار ' ہر رنگ و ہر سائز کي بمبلغ ایک روپیہ سے تین روپیہ تک کي قیمت کا موجود ہے '

کلپاک - انور پاشا ٹوپي - خاکي سبز کاھی و سیاہ رنگ کی قیمت ۴ روپیہ و تین روپیہ آٹھہ آنہ -

خــادم قوم - ایس - ایف - چشتي اینڈ کمپنی - دھلی
سول ایجینٹ براے ھندوستان
فبریقہ ھرکہ - ھمایوني - معمولاني قسطنطنیہ فبریقہ نیشنل ایجپشین - دي تاربوش - قاھرۃ مصر

موجودہ عہد کا بیٹل شپ

فرانس کا ایک جدید ترین جنگی جہاز
(سنہ ۱۹۱۳ء)

ایک وسیع ٹکڑا ہے - اس مقام سے فاصلہ پر ایک کارخانہ ہے جہاں فولاد کی چادریں اور سلاخیں ڈھلتی ہیں - چند کشتیاں ان چادروں اور سلاخوں کو لاکے اس زمین کے ٹکڑے پر ڈالدیتی ہیں - اس مقام پر ریک یا الماریاں ہیں جن میں یہ بڑی بڑی چادریں رکھی جاتی ہیں

ان کا طول ۴۰ فیٹ اور وزن ۷ ٹن کا ہوتا ہے - غور کیجیے کہ ایک چھوٹی سی تعمیرگاہ کیونکر اسقدر طویل اور وزنی سلاخوں اور چادروں سے کام لینے کیلیے کافی ہوسکتی ہے ؟

اب ذرا ہموار کرنے والے آلے (پلیز) کو دیکھیے - آپ کو معلوم ہوگا کہ جیسے ایک تولنے والی مشین ہے اور اس کے بیچوں بیچ مقام پر ایک آدمی کھڑا ہے - یہاں پر جو چادریں رکھی ہیں انکا سرا پیچھے کی طرف ہوتا ہے - اور وہ آدمی انکے سرے کے برابر برابر دوڑتا چلاجاتا ہے اور کنارے ہموار کرتا جاتا ہے - اسکی دوڑ ۳۰ میل کی ہوتی ہے - بظاہر یہ مسافت کافی معلوم ہوتی ہے اور ایک یا دو سال پہلے کافی سمجھی بھی جاتی تھی، مگر اب اسکو اندازہ ماضی سمجھیے کیونکہ یہ مسافت بالکل ناکافی ہوگئی ہے اور اب فولادی چادروں کا طول ۳۰ فیٹ اور زیادہ بڑھا دیا گیا ہے

تعمیرگاہ میں ہر شے پر نشان لگا ہوتا ہے اور انکی روانگی کی ایک منزل مقصود متعین ہے - سلاخوں اور چادروں کے ہزارہا ٹکڑے ہوتے ہیں - مگر یہ عجیب بات ہے کہ جو پرزا جہاں جانا چاہیے ٹھیک اسی مقام پر جاتا ہے، اور ذرا بھی بے ترتیبی نہیں ہوتی - اور دیکھیے یہ چوڑی سلاخیں ہیں - انکے کناروں کو اسطرح مڑنا چاہیے جسطرح کاغذوں کے کنارے مڑے ہوتے ہیں - یہ سلاخیں بسرعت تمام ایک دبانے والی مشین میں پہنچ جاتے ہیں، اور جب چند سکنڈ کے بعد نکلتے ہیں تو انکی وہی شکل ہوجاتی ہے جو مطلوب و مقصود ہے - اسکے بعد ایک اور مشین ہے جو مختلف شکل کے کونوں میں انہیں کاٹدیتی ہے

اب دوسری طرف نظر اٹھایئے ! دیکھیے - یہاں سوراخ کرنے والی مشینیں ہیں - یہاں جو سوراخ ہوتے ہیں انکی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کیل کو نہایت مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں - اس مقام پر آپ کو کچھہ آدمی سیاہ عینکیں لگائے ہوے نظر آتے ہونگے انکے ہاتھوں میں لچکدار پائپ ہیں - ان پائپوں سے نیلگوں گیس نکلتا ہوا نظر آتا ہوگا - یہ گیس آکسی ایسٹیلین کے شعلے ہیں جو سخت سے سخت لوہے کو بھی لمحوں کے اندر نرم کردیتے ہیں

اب آپ جہاز کی کمانیوں کے نیچے کھڑے ہوں - یہ کمانیاں نصف حصہ تک فولاد کی چادروں سے مندھی ہوئی ہیں ٹھن - ٹھن ٹھن .... یہ ہتھوڑوں کی آواز ہے جو مسلسل فولاد کی چادروں پر پڑ رہے ہیں - اور گویا اپنی آہنی ہنسی میں قہقہا لگا رہے ہیں کہ باوجود ایسی ایسی عظیم الشان مشینوں کی ایجاد کے ابتک انسان کی دستی صنعت سے صناعۃ بے نیاز نہیں ہوسکی ہے !!

یہ ہتھوڑے چادروں کے ٹکڑوں کو جا بجا جوڑ رہے ہیں

اب ذرا جہاز کے مختلف اجزاء و حصص کی ترتیب سمجھہ لیجیے - سب سے پہلے جہاز کا پیندا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں "کیل" کہتے ہیں - اسکے بعد دو باہری طرف اور اوپر کی جانب نکلی ہوئی کمانیاں ہوتی ہیں، جنکو انگریزی میں "رب" کہتے ہیں - یہ کمانیاں پیندے کے دونوں طرف ہوتی ہیں، اور انکی شکل بالکل اس طرح کی ہوتی ہے، جیسی چت لیٹنے کے وقت ہماری پسلیوں سے پیدا ہوجاتی ہے - ہماری پسلیوں پر گوشت اور کھال کا غلاف ہے - اسی طرح جہاز کی ان "پسلیوں" پر بھی آہنی چادروں کا غلاف ہوتا ہے -

اتنا تو آپ خود قیاساً اندازہ کرلےسکتے ہونگے کہ ایک جہاز میں کئی ملین چھوٹی بڑی کیلیں ہوتی ہونگی جنسے جہاز کی زمین تیار ہوتی ہے -

(کمپریسر)

پورٹسموتھ کی تعمیرگاہ میں ایک کمپریسر (یعنی ہوا کو دبانے والی مشین) ہوتی ہے - یہ مشین ہر منٹ میں ۴ ہزار فیٹ مربع ہوا کو فی انچ سو پونڈ وزن کے اوسط سے دباتی ہے - یعنی اسکی ایک انچ ہوا میں اتنی طاقت ہوتی ہے جتنی ایک سو پاونڈ وزن کی کسی چیز میں ہوسکتی ہے !

اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ جب ہوا دبائی جاتی ہے تو اسمیں کیسی طاقت پیدا ہوجاتی ہے ؟

اس مشین کے جوڑنے اور چلانے میں بڑی رقم صرف ہوتی ہے - اسکا ہر ہینڈل ٹول جب چلتا ہے تو ۳۵ پونڈ خرچ کراتا ہے، اور پھر ایسے ہنڈل ٹول ایک دو نہیں بلکہ بہت سے درکار ہوتے ہیں

(ہوائی ہتھوڑے)

یہاں آپکو ہوائی ہتھوڑے بھی نظر آئینگے - ان میں سے ہر ہتھوڑے کی ایک ضرب کا وزن ۳۴ پونڈ ہوتا ہے - ان ہتھوڑوں تک ہوا ربر کے پائپوں میں سے آتی رہتی ہے جو ڈنگ کے گرد سانپ کی طرح پیچ کھائے پڑے رہتے ہیں - ان ہوائی ہتھوڑوں کے چلانے کے لیے ہاتھہ کی سخت گرفت کی ضرورت ہوتی ہے - ابتدا میں مزدوروں نے انکے چلانے سے انکار کردیا تھا - کیونکہ انکے چلانے کے بعد انکے ہاتھہ اور بازو مجسم رعشہ ہوجاتے تھے واقعی انکی یہ شکایت بجا تھی ان عفریت طاقت ہوائی ہتھوڑوں کے پکڑنے سے انکے عضلات اور اعصاب کانپنے لگتے ہیں - مگر عادت کا دیو بھی کچھہ کم مضبوط نہیں ہے - مزدور جب چند دن تک کام کرتے رہتے ہیں تو بعد کو عادی ہوجاتے ہیں، اور اسکے بعد انہیں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی

(کرین اور گینٹری)

جب جہاز ڈھانچہ کی حالت میں ہوتا ہے اور اسکا اساسی و اصلی حصہ بنایا جاتا ہے، نیز جب وہ پانی میں اتار دیا جاتا ہے اور اسکے باقی حصہ کی تکمیل ہوتی ہے، تو ان دونوں حالتوں میں وزنی پرزوں کے اٹھانے کیلیے کرین اور گینٹری نامی آلات بار برداری کی ضرورت ہوتی ہے - ایک گینٹری کی قیمت ۴۰ ہزار پونڈ ہے -

ملکہ الیزبتھ کے عہد کا ایک جنگی جہاز
(سنہ : ۱۵۵۸ م)

بحریات حدیثہ

ایک دوسرا قدیم برطانی جنگی جہاز جنگ اسپین میں (سنہ ۱۵۸۷ م)

مراکب بحریہ عظیمہ

و السابحات سبحا !

بیٹل شپ

عظیم الشان جنگی جہازوں کا وجود اور انکے ہولناک اور مہیب آلات دنیا کے اگلے علمی دور کا سب سے زیادہ خونریز منظر ہیں۔ سائنس نے آج اپنی قوت کی سب سے بڑی نمایش جس میدان میں کی ہے، وہ بحری آلات و اساطیل ہی کا خوفناک میدان ہے!

موجودہ جنگ یورپ نے کرۂ ارضی کے خشکی اور تری، دونوں میں آتش ہلاکت مشتعل کردی ہے: ظہر الفساد فی البر و البحر۔ بحیثیت مجموعی ابتک خشکی کا معرکہ زار فرانس، آسٹریا ہنگری اور روس کا مشرقی حصہ تھا جو اچھی طرح گرم ہوچکا ہے، لیکن آنے والا بحری معرکہ ابھی باقی ہے جو بحر شمالی اور بالٹک کی سطح آبی کو رنگین کریگا، اور ملکۂ بحر (انگلستان) اپنے تخت خونیں پر آگ اور دھویں کا نقاب ڈالکر جلوہ افگن ہوگی - یہ حصہ پہلے حصے سے بھی زیادہ ہولناک ہوگا اور انگلستان اور جرمنی کا بحری تصادم قوتوں کی سب سے بڑی ٹکر ہوگی جو ابتک دنیا میں ہوئی ہے!

بحری میدان کے تمام معرکوں کا دار و مدار جنگی جہازوں کے اقسام و تعداد اور انکے ضعف و قوت پر ہے، اور جب تک انکے متعلق کافی معلومات حاصل نہوں، بحری واقعات سے صحیح دلچسپی پیدا نہیں ہوسکتی - لیکن ہندوستان میں عام طور پر بہت کم لوگوں کو انکا حال معلوم ہے - حتی کہ ہزارہا اخبار بین اشخاص یہ تک نہیں جانتے کہ آجکل روزانہ تار برقیوں میں جنگی جہازوں کی جن قسموں کا تذکرہ ہوتا ہے، انسے کس قسم کے جہاز مراد ہیں، اور کروزر، لائٹ کروزر، سب میرین، دسٹرائر، ڈریڈ ناٹ، بیٹل شپ، تارپیڈو، وغیرہ اقسام میں باہم کیا فرق ہے؟

اسلیے ہم چاہتے ہیں کہ آجکل کی بحری حربیات کے متعلق ایک سلسلۂ مضامین شروع کریں - سب سے پہلے بیٹل شپ جہازوں کی صنعت اور مالی مصارف کے متعلق چند دلچسپ معلومات فراہم کرینگے۔

(ہولناک صناعی نمائش)

ایک بیٹل شپ کی ساخت میں دو سال اور دو ملین پونڈ سے زائد روپیہ خرچ ہوجاتا ہے - اتنی مدت اور یہ رقم بجاے خود بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے، لیکن اگر آپ بیٹل شپ کی ساخت کے طریق پر ایک نیم تفصیلی نظر بھی ڈال لیں اور ساتھ ہی کام کی اہمیت اور وسعت کو بھی پیش نظر رکھیں تو یہ دونوں چیزیں ذرا بھی آپکے لیے تعجب انگیز نہ ہونگی۔

ایک بیٹل شپ میں ۹ ہزار ٹن (ایک ٹن ۲۸ من کا ہوتا ہے) تو صرف فولاد کی چادریں اور آہنی لوہے ہوتے ہیں، اور اسکی زرہ ۵ ہزار ٹن کی ہوتی ہے -

اسکی مختلف مشینیں جنکی مدد سے وہ چلتا ہے، ۳۵۰۰ ٹن کی ہوتی ہیں، اور اسیقدر وزن اسکے اسلحہ کا بھی ہوتا ہے -

اتنے وزنی جہاز کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی تعمیر گاہ جدید ترین آلات سے آراستہ ہو - مثلاً اسی زمانے میں تعمیر گاہ کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک پرزوں وغیرہ کے لیجانے کے لیے ۳۰ یا ۴۰ ٹن وزن تک لیجانے والے آلات بار برداری کافی ہوتے تھے، مگر اب چونکہ جہازوں کا مجموعی وزن بہت بڑھگیا ہے، اسلیے یہ آلات ناکافی ثابت ہوے ہیں - اسوقت جس تعمیر گاہ میں بیٹل شپ بنتے ہیں، اسکے لیے کم از کم ایک سو ٹن وزن اٹھانے والے آلات چاہئیں!

اس قسم کے ایک آلے کی قیمت ۴ ہزار پونڈ ہوتی ہے - یعنی ۹۰ ہزار روپیہ !! -

بیٹل شپ میں ایک خاص قسم کا پہیا ہوتا ہے جسکو اصطلاح بحریات میں "ٹربائن" کہتے ہیں - اس پہیے کے بنانے کے لیے جتنی مختلف قسم کی مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے، انکی قیمت ۲۰ ہزار پونڈ ہے !!

جہاز کی ضروریات تعمیر کی یہ بالکل معمولی مثالیں ہیں، ورنہ یوں تو ایک ایک پرزے اور ایک ایک حصہ کے لیے صدہا بیش قیمت آلات کی ضرورت ہوتی ہے -

علم میکانک کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو کام انسان دیر میں اور زیادہ محنت سے کرتا ہے، وہ آلات کے ذریعہ تھوڑے وقت اور کم محنت میں انجام پذیر ہو جاتا ہے -

مسٹر فالف (جنہوں نے خود ایک تعمیر گاہ میں جا کر تفصیل کے ساتھ جہازوں کو بنتے دیکھا ہے) "لنڈن میگزین" میں لکھتے ہیں:

"میں نے بیٹل شپ کی تعمیر گاہ میں انسانی محنت بچانے والے آلات کی ایجاد کے عجائب و غرائب دیکھے - بعض مشینوں کو دیکھا کہ وہ فولاد کی چادروں میں برق کی سرعت کے ساتھ سوراخ کر رہی ہیں - بعض ایک ایک انچ موٹی چادروں کے کنارے اسطرح برابر کر رہی ہیں جیسے ایک نہایت چابکدست بڑھئی کسی معمولی لکڑی کے تختے کے کنارے ہموار کرتا ہے - ایک طرف دیکھا کہ بعض حیوانی جبڑوں کی شکلیں اور رولر ہیں جو موٹی موٹی فولادی چادروں کو دباکے اسطرح حسب مرضی موڑ دیتے ہیں، جسطرح ہم تم معمولی کارڈ کو اپنی چٹکی میں دبا کے موڑ دیں ! - ان موڑنے والی مشینوں میں سے صرف ایک مشین کے نصب کرنے میں ۶ ہزار پونڈ صرف ہوتے ہیں !

یہ مشینیں جسطرح فولادی سلاخوں اور چادروں پر اپنے تصرفات کرتی ہیں، اسکا منظر بھی نہایت عجیب و غریب اور سحر آفریں ہوتا ہے -

تھوڑی دیر کے لیے اپنی قوت متخیلہ سے کام لیجیے اور یہ تصور کیجیے کہ ایک طویل کھلا راستہ ہے - اسکے ایک طرف زمین کا

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں حرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے -

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں اسکی بہار اپنے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۵ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا -

[illegible] واکر [illegible] دت سٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
تیل
بالوں کیلئے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں۔ اور جب تہذیب و شائستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مسالحوں سے بسا کر معطر خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے اور عالم متمدن میں نمود کے ساتھ فائدہ کا بھی خواہاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربہ سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو مات کرکے "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر نزلہ چکر اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیم ہی اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - محض خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو یا وہ بخار جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے اور تمام اعضا میں خون سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے - نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر [illegible]
ایم - ایس - عبد الغنی کمپنی ۲۲/۱ و ۲۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

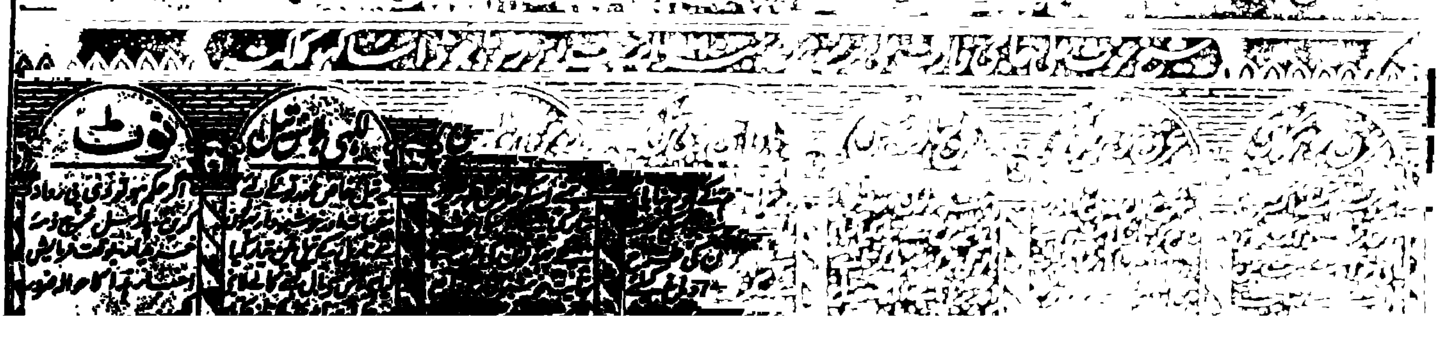

۲۵۰ ٹن کا ایک کرین جسکا قطر ۱۰۰ فیٹ کا هو اور وہ بوجهه کو سطح زمین سے ۱۶۵ فیٹ کي بلندي پر اٹھا لیجاتا هو' ۴۰ هزار سے بهی زیادہ قیمت پر ملتا ہے !

یہ تو صرف اسکي قیمت تهی - اب اسکے نصب کرنے کے مصارف کو بهي سامنے لاییے تو في کرین ۵۰ هزار پونڈ صرف هوتے هیں !!

(بحري معمار)

جہاز کي تعمیر گاہ میں تربیت یافتہ بحري معماروں کا ایک معقول اسٹاف هونا چاهیے - کیونکہ جب امیر البحر کے صیغہ تعمیر سے کسي نئے جہاز کا خاکہ آتا ہے تو وہ اسي اسٹاف کو دیا جاتا ہے - اس خاکے میں جہاز کے محض اصلي خطوط دکھادیے جاتے هیں - خاکے کے بقیہ حصہ کي تکمیل نقشہ کشي (ڈرائنگ) کے دفتر کے اسٹاف کا کام ہے -

تکمیل کے بعد خاکہ ایک اور صیغہ میں چلا جاتا ہے - یہاں اس خاکے کے مطابق پتلي لکڑي کا ایک جہاز نمونہ کے طور پر بنایا جاتا ہے ' مگر وہ جوڑا نہیں جاتا - یعني اسکے تمام حصے علحدہ علحدہ رهتے هیں - یہ لکڑي کا جہاز اسٹیل ورکس (معمل فولاد) میں بهیجدیا جاتا ہے - اسٹیل ورکس میں ان لکڑي کے پرزوں کے نمونے پر فولاد (اسٹیل) کے پرزے ڈهلتے هیں -

جب پرزے ڈهلکر آنے لگتے هیں تو اسوقت سے تعمیر کا اصلي کام شروع هوجاتا ہے ' لیکن ڈهلائی کے آغاز سے پہلے صرف خاکہ بنانے اور لکڑي کے نمونہ وغیرہ کے کام میں ۶ مہینہ لگ جاتا ہے !

(آهنی جلد)

جب چادروں پر چادریں رکهدیتے هیں - جب کہیں جاکر جہاز کي عظیم الشان آهنی جلد تیار هوتي ہے - ۴ - مہینہ میں جہاز اس قابل هوجاتا ہے کہ اسکي جلد پر محافظ ذرع رکهی جاے - تاهم اسوقت تک یہ ذرع چڑهائي نہیں جاتي جب تک کہ جہاز پاني میں اتر نہیں جاتا - آغاز ساخت سے ۹ مہینہ کے بعد جہاز کو اس قابل هوجانا چاهیے کہ اس میں آگے بڑهانے والي (پراپلر) مشین لگائی جا سکے -

جب پاني کے اندر رهنے والا حصہ اپنی جگہ پر جڑ جاتا ہے تو جہاز پاني میں اتارا جاتا ہے - اسکے بعد اندروني حصے کے جڑنے کے دقت طلب کام کا نمبر آتا ہے - جہاز جسوقت پاني میں اتارا جاتا ہے' اسوقت وہ آهني جلد' بالائی سطح' اور داخلی انتظامات کا ایک سرسري خاکہ هوتا ہے ' مگر آغاز ساخت سے دو سال کي مدت میں عموماً بالکل مکمل هوجاتا ہے -

(البقية تتلی)

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

نہایت معقول ہے هفتہ وار اور روزانہ ' دونوں کیلیے

مسٹر چرچیل سابق وزیر جنگ برطانیہ
و حال وزیر صیغۂ بحریہ

جرمن نو آبادیاں

شہزادہ بسمارک اپنے زمانہ میں دنیا کا ایک سب سے بڑا سیاسي انسان تها - وہ جب تک جرمني کا وزیر اعظم رها اس نے همیشہ اپني تمامتر توجہ اور کوشش ملک کي اندروني اصلاح اور استحکام تک محدود رکهی' اور جرمن مدبروں کے شور و غوغا کے با وجود اسنے کبهی بهی نو آبادیوں کے قائم کرنے کي طرف توجہ نہ کي - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اس میدان میں انگلستان' فرانس' اور روس سبقت لیگئے - لیکن جب تجارت کي ترقی اور اطمینان و فارغ البالي کیوجہ سے جرمن قوم میں روز افزوں ترقی هونے لگی اور جرمن حوصلوں اور همتوں کے لیے جرمن قلمرو ناکافی ثابت هوئي تو نو آبادیوں کي فکر دامنگیر هوئی ' اور افریقہ اور چین میں چند نو آبادیاں قائم کي گئیں -

اگرچہ یہ نو آبادیاں سیاسی اور تجارتي حیثیت سے چنداں اهم نہیں هیں' خصوصاً دماغ' محنت' اور روپیہ کي اُن قربانیوں کي تو هرگز مستحق نہیں هیں' جو جرمني نے ان نو آبادیوں کے حاصل کرنے کے لیے کي هیں' تاهم اشک شوئی کا سہارا ضرور تهیں - لیکن موجودہ جنگ سے جرمنی کو سب سے پہلا نقصان یہ پہنچا ہے کہ اسکي نو آبادیاں ایک ایک کرکے اسکے هاتهہ سے نکلی چلي جا رهی هیں ' اور اگر یهي رفتار رهي تو خوف ہے کہ جرمني شاهنشاهي جو نہایت سخت عرقریز اور جانفشاں کوششوں کے بعد یورپ کے دایرہ سے نکلکر افریقہ اور ایشیا تک پہنچي تهي ' کہیں سمٹکے پهر اسی یورپین مقبوضات کے دائرہ میں نہ آجاے ' جسمیں وہ بسمارک کے وقت میں محدود تهي -

چین میں " کیا چوا " کو جاپاني بیڑے نے محصور کر لیا ہے - اب وہ مرکزي حکومت سے بالکل منقطع هوگیا ہے -

ادهر افریقہ میں ٹوا گلنیگ اسکے هاتهہ سے نکل چکا ہے - یہاں دنیا کا ایک سب سے بڑا لا سلکی (بے تار کي تار برقي کا) اسٹیشن تها - حریلوے لائنیں تهیں جو اچهی طرح چل رهی تهیں اور انسے معقول نفع هوتا تها - مقام بنجلی میں کچے لوہے کي کانیں بهي هیں جنسے ۷۰ فیصدي کار آمد لوها نکلتا ہے - جرمنی یہاں ایک لوہے کا کارخانہ بهي قائم کرنیوالی تهی -

مقام هر برٹ شو بهي جرمنی کے هاتهہ سے نکلگیا ہے - "هربرٹ شو" نیو پومیر نیا میں واقع ہے جو بحر پیسفیک کے جنوب میں ہے - یہ مقام جرمن نیو گائینا کا پایہ تخت تها اور وهاں جرمن گورنر رها کرتا تها -

یہ سمجهنا تو بالکل حماقت هوگا کہ جرمني کو پیشتر سے ان نقصانات کي اطلاع نہ تهي - کیونکہ کم از کم مشرقی افریقہ کي نو آبادیوں کے متعلق جو برٹش طاقت سے بالکل ملحق هیں' یہ بالکل ظاهر بات تهي کہ چند گهنٹوں کے اندر هي انگلستان اُن پر قبضہ کرلیگا - پس معلوم هوتا ہے کہ اس نے اپني قسمت کا اصلي فیصلہ یورپ کے میدان جنگ هي کو قرار دیا ہے اور سمجهتي ہے کہ یہاں کا فیصلہ تمام کرۂ ارضی کیلیے نافذ هوگا !

Printed And Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. and Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۳
کلکتہ: چہار شنبہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday September 23. 1914.
جلد ۵

جرمنی کا اول درجہ کا ڈریڈ ناٹ جنگی جہاز "ہالسٹن" جسکا وزن ۱۶ ہزار ٹن ہے -

"کتاب مرقوم یشہدہ المقربون (۸۳ : ۱۸)

" و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون!" [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال

فی

مجلدات الہلال

تو اے کہ محو سخن گستران پیشینی
مباش منکر " غالب " کہ در زمانۂ تست!

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین و وحدۃ کلمۂ امۂ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ، و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے۔ اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں۔ اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے۔ اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی سے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید و اعدی عدو مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرنے کیلیے ساعی ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں۔ اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و وسعت بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا۔

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر اسے ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و مخالف سے معتقدانہ نکلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے اعداد و بے شمار متشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں۔ بلکہ متعدد دور دور کی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے۔

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں۔ وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہیں۔ وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے۔

(۷) چھ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے۔ فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے۔ ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے۔ تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں۔ تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوں تو انکی قیمت دس روپیہ قرار دی جاتی ہے۔

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف پانچ روپیہ ہے۔ ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے۔

* * *

بہت ممکن ہے کہ الہلال کی قیمت بڑھا دی جاے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر مکمل جلدوں کی قیمت بھی زیادہ ہو جائیگی.

ـ ضمیمه مصوره :

نغمهٔ حسن ز طبل جنگ

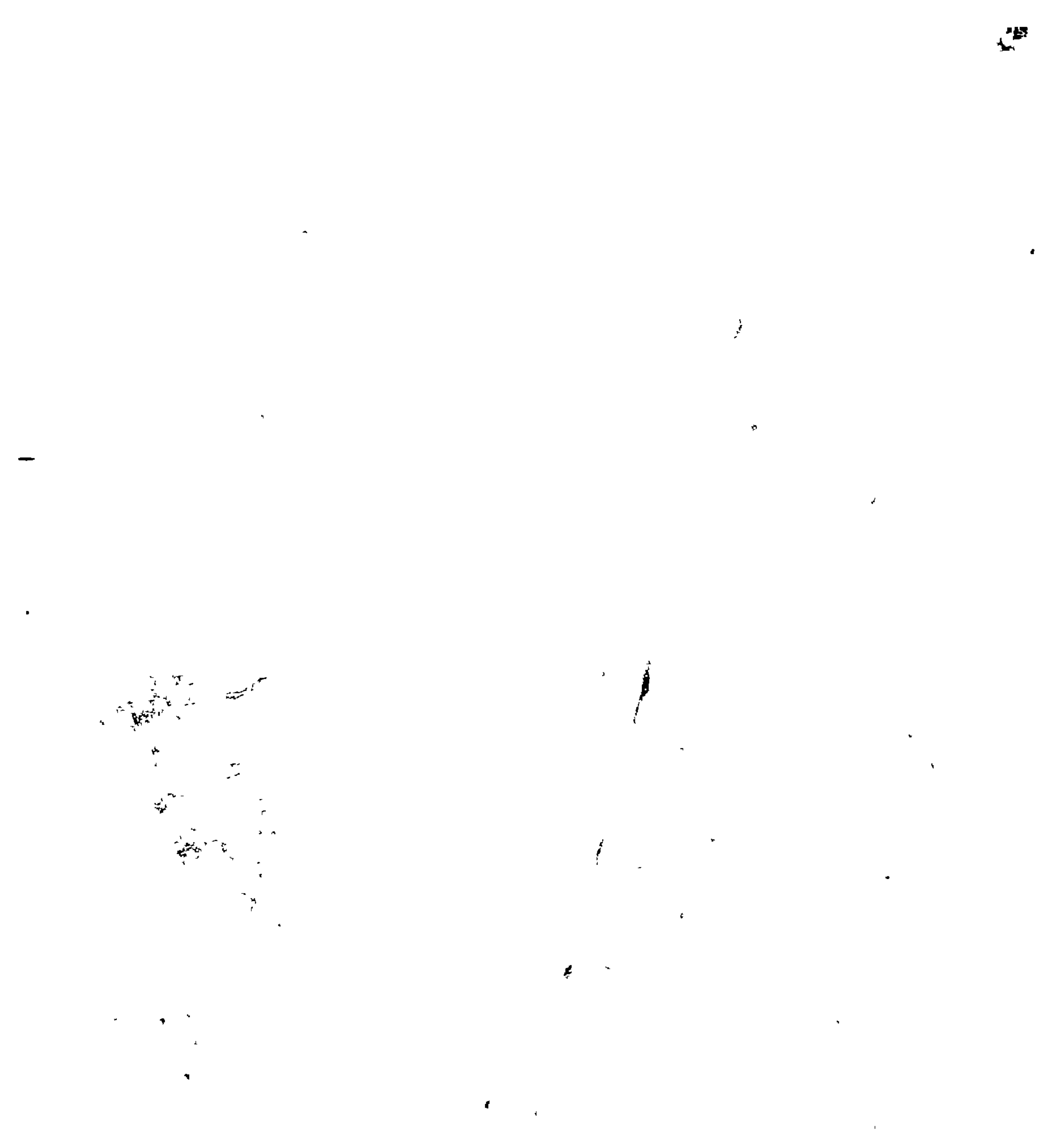

سر دوستان سلامت که تو خنجر آزمائی !

الهلال -(۱۳) جلد (۵)

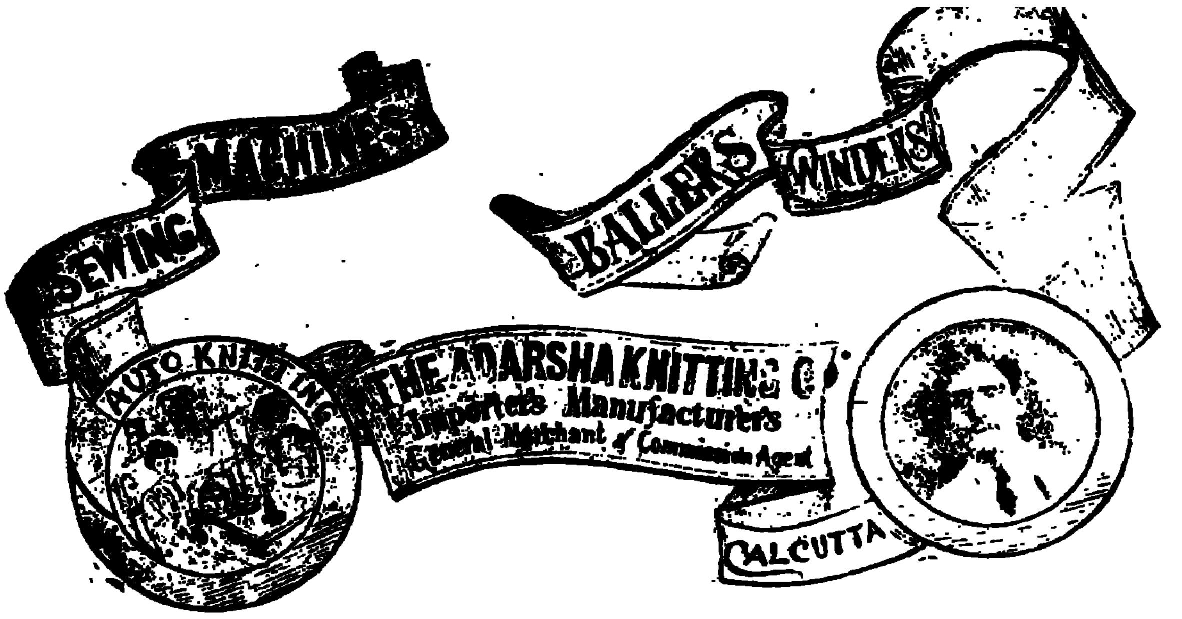

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستی میں

یہ کمپنی نہیں چاہتي ہے کہ ہندوستان کي مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے سپاري تراش) مشین دیگي جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں۔

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے۔

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگی جسمیں گنجي تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنـي ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروري ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے۔ کام ختم ہوا۔ آپنے روانہ کیا اور اسی دن روپے بھي مل گئے پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دي گئیں۔

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں

آنریبل نواب سید نواب علي چودھري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کي چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے۔

مس کشم کماري دیوي (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواري آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتي ہوں۔

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بگ قونصل ایران

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا ہوں - یہ کمپني اس وجہ سے قائم ہوئي ہے کہ لوگ صنعت و حرفت کریں - یہ کمپنی نہایت عمدہ کام کر رہي ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے - اسکے علاوہ کم قیمتي مشین مثلاً ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتي ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکي مدد کریں

آنریبل جسٹس سید شرف الدین - جج ہائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپني کي بنائی ہوئي چیزونکو استعمال کیا اور پائیدار پایا - دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے - میں امید کرتا ہوں کہ جلد اس کمپني کي سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت ہو۔

ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

آنکے پرائیویٹ سکریٹري کے زباني۔

آپنے اپني ساخت کي چیزیں جو حضور گورنر اور انکی بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا - ہز ایکسیلنسي اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اور مجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے۔

برانچ — سول کورٹ روڈ تنگائیل۔

نوٹ —— پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا۔

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۱۲ اپر گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

Tel. Address:—"Alhilal," Calcutta
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
14, McLeud Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12.
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۳
کلکتہ: چہار شنبہ ۲ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta: Wednesday, September, 23. 1914.
جلد ۵

ہفتۂ جنگ

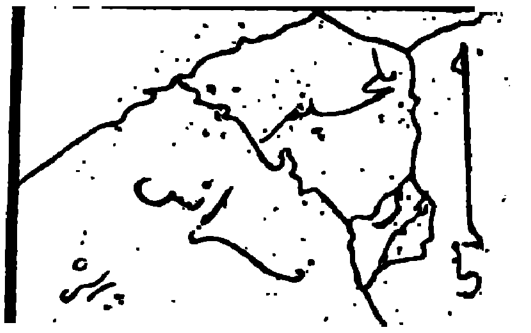

جرمنی
بلجیم
فرانس

(کشف حقیقت)

گو اس ہفتہ نے بھی جرمن افواج کی رجعت کا راز حل نہ کیا ہو، مگر تاہم تاریخ جنگ میں یہ ہفتہ نسبتاً نمایاں ضرور رہیگا - کیونکہ اس نے واقعات کے سمجھنے میں کچھ نہ کچھ مدد ضرور دی ہے -

۷ - ستمبر سے خبروں نے جس انقلاب حالت کی اطلاع دینا شروع کیا، انکا مقصد حسب قاعدہ اخبار جنگ بالکل مشتبہ تھا، اور یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ جرمن فوج پیرس سے ۲۰ - میل کے فاصلے تک پہنچکر خود ہٹ گئی یا ہٹا دی گئی؟ گو دنیا کو گذشتہ ایک ماہ سے اس قسم کے واقعات کے سمجھنے کیلیے جو سمجھہ بخشی ہے، اسکا فیصلہ قطعی پہلی ہی صورت کی طرف تھا، تاہم خبروں کا تحکم اسکے خلاف تھا -

چنانچہ جو تار مسٹر ولیم میکس ویل نے پیرس سے برقیہ بھیجا تھا، وہ ان لفظوں میں ہم تک پہنچایا گیا :

" جرمن افواج بالکل پھنس گئی ہیں - انکا اپنے ملک میں صحیح سلامت پہنچ جانا معجزہ سے کم نہ ہوگا - اب پیرس کا محاصرہ نہیں ہوسکتا - گورنمنٹ فوراً پیرس میں واپس آسکتی ہے "

اسکے صاف معنی یہ تھے کہ جرمن افواج کسی نہایت ہی ہولناک مصیبت میں پھنس گئی ہیں اور حریفوں کے تاخت و تاراج نے انہیں پیچھے ہٹا دیا ہے -

جو خیال اس تار میں ظاہر کیا گیا ہے، اگر ایسا ہی ہو تو یہ بہت عمدہ بات ہے، لیکن دنیا کو جرمنی کے متعلق جو کچھہ معلوم ہے اسے اسقدر جلد بھلادینے کیلیے طیار نہیں کہ چھہ ہفتے کی جنگ سے اسکی قوت کا بالکل خاتمہ تسلیم کرلے - بلکہ یہ ایک ایسا تمسخر انگیز خیال ہے جو جنگ کے فریقانہ ادعاؤں کے سوا کبھی زبان تک لایا بھی نہیں جا سکتا -

لیکن یہ تمام ہفتہ اس اعتراف کے تکرار و اعادے میں بسر ہوا کہ جرمنی کا پیچھے ہٹنا خود اسی کا ایک اختیاری فعل تھا نہ کہ کسی دوسری قوت کا جبر - جب وہ پیچھے ہٹنے لگی تو متحدہ افواج نے بڑھکر اپنے پچھلے مقامات پر قبضہ کرنا شروع کردیا اور اس ادبار و اقدام میں جگہ جگہ باہم مدبھیڑ بھی ہوتی رہی " جس میں متحدہ افواج کامیاب رہیں "

ساتھہ ہی اس ہفتہ نے اس امر کا بھی فیصلہ کردیا کہ جرمنی کی یہ رجعت کسی طویل واپسی کیلیے نہیں کی ہے جیسا کہ خیال کیا گیا تھا اور اسکی بخیریت واپسی کو " معجزہ " سے تشبیہہ دی تھی، بلکہ یہ کسی غیر معلوم مصلحت کی بنا پر ایک محدود واپسی ہے اس نے صرف اپنا آخری خط ہجوم چھوڑ دیا ہے اور سرحد بلجیم سے لیکر ایک نہایت وسیع فرانسیسی رقبے پر بدستور قابض ہے - نیز وہ مورچہ بند ہیں اور جہاں آکر رک گئے ہیں وہاں سے ابتک نہیں ہٹائے جا سکے، اگرچہ جہاں سے وہ ہٹ آئے تھے، وہاں سے " ہٹا دیے گئے "

اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ ابتدا کے دو چار دنوں تک جن مقامات کے نام لیے گئے تھے کہ جرمن فوج وہاں سے ہٹ گئی ہے یا " ہٹا دی گئی ہے " اُنپر ابتک کوئی اہم اور موثر اضافہ نہیں ہوا ہے، اور تمام عرصہ صرف مقابلوں، حملوں، فوجی جوابوں، اور استحکامات و حصار کی خبروں ہی میں گذر گیا ہے - حالانکہ اگر جرمن افواج واپس ہو رہی تھیں تو ضرور تھا کہ وہ واپس ہوتیں، جس طرح کہ واپس ہونے والے واپس ہوتے ہیں، نہ کہ وہ کچھہ کرتیں جو وہ کر رہی ہیں -

تمام خبروں کی ترتیب سے صورت حال یہ معلوم ہوتی ہے کہ جرمن فوجیں اپنے خط ہجوم و اقدام میں مشرقی جانب کو لو میرس اور اسکے نیچے نان تیول تک پہنچ گئی تھیں - لیکن وہ یکایک پیچھے ہٹیں، اور انکے قلب اور میمنہ کی نسبت پچھلے ہفتہ خبر ملی کہ " سواسنس " تک ہٹتا ہوا چلا آیا ہے جو نہر " اسنی " کے کنارے ہے، اور ریمس سے جانب شمال تقریباً ۴۰ میل پر واقع ہے - اس سے مشرق میں کسی قدر نیچے (جنوب رویہ) ریمس ہے، اور ریمس کے بعد ایک خط وردن تک چلا گیا ہے -

سگنل کے ذریعہ پوچھتا ہے کہ " تمہیں ظالم ایمڈن کي بھي کچھہ خبر ہے " ؟

ایں سخن را چہ جوابست ' توہم می دانی !

پھر جب اسکے سر پر پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ " کمبخت ایمڈن میں ہي هوں " ! !

خیر ' یہ تو اس ایمڈن کی کرشمہ سازیاں تھیں - لیکن یکایک ساحل زنجبار کے قریب ایک بحري معرکے کی خبربھي آئي ہے جسمیں جرمن کروزر کو لنکزبرگ نے انگریزي کروزر " پیگاکس" کو غرق کردیا - اس تار میں پہلی مرتبہ یہ نئی حقیقت منکشف هوئی ہے کہ زنجبار کے پاس ایک جرمن کروزر موجود ہے جسکي توپیں ۱۴.۰ انچ کي هیں -

زنجبار مشرقي افریقہ میں ہے - اسکے ساتھي جرمن نوابادي پھیلی هوئی ہے اور اسپر انگریزي قبضہ کي خبر دیگئي ہے - نقشہ کے دیکھنے سے واضح هوتا ہے کہ مشرقی افریقہ عین بحر هند کا ساحل ہے ' اور وهاں کے ایک تیز رفتار کروزر کیلیے هندوستان کے تمام ساحلي مقامات کا راستہ بالکل کھلا هوا ہے - وهاں جرمن کروزر کی موجودگی افریقی جرمن نوآبادیوں کے مسئلہ کو بھی پیچیدہ کردیتی ہے -

اسی سلسلے میں ان سب سے اهم تر آخري واقعہ وہ ہے جو مدراس میں واقع هوا ہے - ابتک تو صرف سمندر کے اندر جہاز غرق کیے جا رہے تھے - لیکن اب ایک بہت بڑے ساحلی شہر پر گولہ باری تک نوبت آگئی ہے !

یقیني طور پر معلوم نہیں هوسکا ہے کہ یہ کس جہاز کی کارستانی تھی ؟ ممکن ہے کہ کوئی دوسرا جہاز هو اور ممکن ہے کہ ایمڈن هی هو - بہر حال اس وقت تک حادثہ کي تفصیل حسب ذیل معلوم هوئی ہے :

" ۲۲ - کي رات ' و نو بجے یکایک ایک گولہ برما اوائل کمپنی کے تیل کے خزانے پر گرا جس سے تیل میں آگ لگ گئي - پھر دوسرا گولہ آیا جس سے دوسرا خزانہ مشتعل هوا - اسکے بعد متصل کئي گولے آتے رہے - آخر میں مدراس کے قلعہ پر گولہ باري هوئي مگر قلعہ سے بھی جواب دیا گیا اور اسکے بعد جہاز چلا گیا -

تیل کے خزانے جل گئے - نیشنل بنک کی عمارت کا بڑا حصہ گرگیا - نئے پورٹ ٹرسٹ پر بھی گولے پڑے اور کثیر نقصان هوا - اوائل کمپني کے دو پہرہ دار زخمی هوے - ایک مر چکا ہے - ایک هندوستانی پولسمین کو بھي بندرگاہ میں گولہ لگا اور مر کر بہہ گیا - مدراس سیلنگ کلب بالکل برباد هوگیا ہے - ریل کي مال گاڑیاں بھي مضروب پائي گئیں "

هم یقیناً اب بھی پبلک کو اطمینان دلائینگے کہ صرف ان حوادث کي بنا پرو اپنا اطمینان نہ کھوے اور هر صاحب اثر شخص کوشش کرے کہ غلط اور خود تراشیدہ افوا هیں (جو اکثر حالتوں میں گورنمنٹ سے زیادہ خود ملک کیلیے مضر هوتي هیں) پھیلنے نہ پائیں ' لیکن ساتھہ هي هم سمجھتے هیں کہ واقعات کے رفتار کي ایسي عجیب و شدید تیزي کا اثر کھونے کیلیے جو اب ۷۵۹۹۰۰ - پونڈ کے جہازي نقصان سے گذر کر عمارتوں ' مال و متاع کے ذخیروں ' اور انسانوں کی جانوں تک پہنچ چکا ہے ' محض زباني تسلیاں کافی نہیں هیں -

افکار و حوادث

حیات بعد الممات !

موجودہ جنگ یورپ دنیا کیلیے ایک عہد انقلاب و تجدد ہے - وہ دنیا کے نقشے کو بدلدیگي ' درسگاهوں کے جغرافیے از سر نو بنانے پڑینگے ' اور حکومتوں اور قوموں کو نمایاں کرنے والے رنگوں میں جو بڑے بڑے نقشوں کے اندر بھرے جاتے هیں ' نہیں معلوم کیا کیا تبدیلیاں هوجائیگي ؟

مگر اب معلوم هوتا ہے کہ اسکی قوت انقلاب کی سطوت ' سطح زمین کی تقسیم و تحدید هی تک محدود نہیں ہے ' بلکہ وہ دنیا کے علمي و مادی عقائد میں بھي ایک انقلاب عظیم پیدا کردیگي -

دنیا آجتک موت و حیات کے عقدہ کو حل نہ کرسکي - اس غیر معلوم آغاز عالم سے لیکر جسوقت سے کہ انسانی دماغ و مدرکہ نے زمین پر نشو و نما پائي ' اسوقت تک دنیا کا غیر متزلزل اعتقاد یہ رها ہے کہ فنا کے بعد بقا نہیں ' موت کے بعد زندگی نہیں ' اور جو وجود ایک مرتبہ موت کے پنجے میں چلا گیا ' وہ پھر دو بارہ واپس نہیں آسکتا -

لیکن جو عقدہ آجتک امن اور زندگی کي مہلتوں میں حل نہیں کیا جا سکا تھا ' معلوم هوتا ہے کہ موجودہ جنگ نے خون اور موت کي قوت سے اسے حل کردیا ہے - اور زندگی کو موت سے بدلدینے والے وقت نے دعوا کیا ہے کہ وہ موت کو زندگي سے بھي بدلدے سکتا ہے !

بظاهر یہ بات کتني هی عجیب سمجھی جاے لیکن واقعہ یہي ہے کہ مردے زندہ هوگئے هیں - عجیب و غریب جرمنی فرانس کے قلعوں کے سامنے خواہ کتنی هي نامعقول اور بے معنی طور پر آگے بڑھي هو ' لیکن اسمیں شک نہیں کہ موت و حیات کے اس لاینحل عقدہ کے حل کرنے میں تو اس نے بہت هی معقول اور معنی خیز پیش قدمي کی ہے !

۶ - اگست کا واقعہ ہے کہ روس اور جرمني کے جنگي جہازوں میں ایک مقابلہ هوا اور دونوں نے اپني قوت سے زیادہ کام لینا چاها - جرمن کروزر کا نام "ایمڈن" تھا ' اور روسي کروزر کا "اسکولد" - کچھہ عرصے تک کشمکش جاري رهي - بالاخر "ایمڈن" نے "اسکولڈ" کو ڈبادیا -

لیکن چونکہ موجودہ جنگ میں کمبخت جرمني کیلیے کامیابیوں کے اندر بھي ناکامي هوتي ہے اور فتح میں بھي شکست ' اسلیے قدرتي طور پر اس واقعۂ فتح کے ساتھہ ایک حادثۂ شکست کا پیوند بھي ضروري تھا - چنانچہ "ڈیلی میل" کے معزز نامہ نگار نے اطلاع دي کہ " گو روسی جہاز کو اسنے ڈبادیا لیکن ساتھہ هی خود بھی ڈوب گیا " :

گو مشت خاک ما هم برباد رفتہ باشد !

یہ حادثہ مقام "وائی ہے وائی" کے سامنے گذرا تھا - همیں معلوم نہیں کہ موجودہ فن اسپر یچو لیزم (روحانیات و استحضار ارواح) نے عمق سمندر میں بسنے والي روحوں کے متعلق بھي کوئي مشاهدہ کیا ہے یا نہیں جیسا کہ پروفیسر روابر هار نے ارواح ارضیہ کے برزخ روحاني کے متعلق کیا تھا - تاهم یہ تو

اب معلوم هوتا ہے که وه هٹے اور سواسنس میں مورچه بند هوکر شمالي رخ قینچي کے دوشاخے کي صورت میں "نایوں" اور "لیون" تک پهیل گئے' اور "نایوں" سے مشرقي جانب "ریم" کے نا هموار حصے سے هوتے هوے وردن کے شمال تک اپنا خط قائم کردیا -

بحالت موجوده بهي وه پیرس سے تقریباً ۴۰ یا ۴۵ میل کے فاصلے پر' اور سرحد فرانس کے اندر بخط مستقیم ۸۰ - میل سے زیاده بڑھے هوے هیں -

۱۷ - ستمبر کے تار سے معلوم هوتا ہے که جرمن فوج کي واپسي کی سب سے بڑي جنگ اسی مقام پر هوئی اور چار دن تک جاري رهي - شهر میں داخله ناممکن تها کیونکه مسلسل آتشباري هورهي تهي - تاهم " انگریزي توپخانے نے دریا کو عبور کر لیا اور نهایت مستعدي سے حربي پل نصب کر دیے - جب دشمن بهاگ گئے تو دو توپ خانوں پر بهي قبضه کر لیا "

لیکن افسوس ہے اس تار سے یه عقده حل نهیں هوتا که " سواسنس " پر بالاخر قابض بهي هوے یا نهیں ؟

لیکن اسکے بعد کي خبروں سے بظاهر یهي معلوم هوتا ہے که جرمن افواج "سواسنس" پر قابض هیں - کیونکه ۲۲ - کا تار ہے که سواسنس اور ریم کے درمیان معرکه جاري ہے - بعض انگریزي دستوں نے سخت نقصان اٹهایا تاهم "انهوں نے استقلال کے ساتهه اپنے کام کو انجام دیا"

(آخـــر الانباء)

آخري تار جو وزیر هند نے هز ایکسلنسي ویسراے کے نام بهیجا ہے' اسمیں اس وقت تک کي پوري تفصیل دي گئي ہے - اسکا خلاصه یه ہے که ۱۰ - کو انگریزي فوج نے دریاے مارنے کو عبور کیا - اسی اثناء میں فرانسیسی بهي فاتحانه " سول " کو عبور کرگئے - " اسني " کے شمال میں دشمن کي حالت اچهي ہے - وه سواسنس کے دونوں جانب مقیم هیں اور شمال کے جانب پہاڑوں پر مورچه بند هیں - انگریزي افواج نے شهر کے نصف جنوبی حصه پر قبضه کرلیا - ۱۲ - کو " اسنی " پر پهر جنگ شروع هوئی اور ابتک جاري ہے - ۱۳ - کو فرانسیسیوں نے " ریم " واپس لے لیا -

ریم پر گوله باري' گرجے کي تباهی' جرمن وحشت کاریوں کا قصۂ طویل' اور ممالک امریکه وغیره کے احتجاج کے واقعات بهي اس هفته کے اهم نقاط بحث هیں مگر چونکه همیں ایک مستقل مضموں میں موجوده جنگ کے " وحشیانه اعمال " پر بحث کرنی ہے اسلیے انکا تذکره یہاں نهیں کرینگے -

حادثـۂ بنـگال و مدراس

جنـگ کي شعله افشانیوں کی چنگاریاں هندوستان تـک !

با وجود اس پورے اطمینان کے جو همیں هندوستان کے تحفظ کے متعلق ہے' اور با وجود ان قطعي و طبیعي جغرافیائي حقائق کے جو بحالت موجوده حفظ هند کا یقین دلاتے هیں' هم یه کهنے سے باز نهیں رہ سکتے که موجوده جنگ میں هندوستان کے بالکل بچے رهنے کی نسبت جو کچهه سمجهتے رہے' وه صحیح نه تها' اور هم نے جرمني کو جسقدر دور دیکها تها' اسقدر دور نهیں ہے !

یه سچ ہے که هندوستان محفوظ ہے - یه بهي سچ ہے که هندوستان کا اصلي بحري دروازه سوئز ہے' اور اسمیں بهي ابتک کوئي تبدیلي نهیں هوئي که مشرقي افریقه میں جرمن نوآبادیاں غیر اهم' اور اسکے مشرقي بیڑے کو بے اثر کرنے کیلیے جاپان کي حرکت سے کام لیا جا چکا ہے - تاهم اس سے بهي تو انکار نهیں کیا جا سکتا که وهي جرمن قوم جو برلن میں رهتي' باجیم پر قابض هوتي' اور فرانس میں لڑ رهي ہے' کلکته سے ۴۰ میل کے فاصلے تک پهنچگئي اور خلیج بنگال میں پانچ جهاز غرق کرکے بلا ادنی ضرر اٹهاے صاف نکل گئی ولیاتینهم بغتة وهم لا یشعرون -

هندوستان کی خشکي اور تري پر ایک سو برس سے برٹش گورنمنٹ کا بلاشرکت غیرے قبضه ہے - خلیج بنگال کا کونه کونه انگریزي جهاز رانوں کا جولا نگاه ہے - اسکے ساحلی مقامات بڑے بڑے شهروں سے معمور هیں' اور همیشه سنا گیا ہے که ایک انگریزي مشرقي بیڑه هندوستان میں بهي رهتا ہے - پهر اس هوشیاري اور حفظ ما تقدم کا ذکر هي فضول ہے جو جنگ کي وجه سے قدرتی طور پر گورنمنٹ اف انڈیا کرچکي ہے - تاهم یه کیسي عجیب بات ہے که " ایمڈن " جهاز اس بے پروائي اور بے فکري کے ساتهه گویا نهر کے اندر چهل قدمي کر رها ہے' هندوستان کے سمندر میں بے باکانه چلا آیا اور هماري آنکهوں کے سامنے اپنا عظیم الشان وار کرکے صاف نکل گیا ؟ پهر اتنا عرصه گذر چکا ہے لیکن ایک چهوٹے سے کروزر کو هماري مجموعي طاقت بهي ابتک گرفتار نهیں کرسکي ہے ؟

هم مقامي معاصر اسٹیٹسمین کے لفظوں میں پوچهه سکتے هیں گو اسے زیاده طول نه دیں' که کیا هندوستان کي گورنمنٹ نے همارے اطمینان کیلیے یهي انتظام کیا ہے جو تازه واقعات همیں بتلا رہے هیں ؟ هم ناخوانده پبلک کو الزام دیتے رہے که وه لاحاصل گهبرا اٹهتي ہے - یقیناً اسے اب بهي گهبرانا نهیں چاهیے' لیکن ساتهه هي گورنمنٹ بهي تو اسکے لیے جوابده ہے که وه ایک معمولي کروزر کي لائی هوئي آفتوں سے بچنے کیلیے پیشتر سے کیوں طیار نه تهي ؟

کاش یه سلسله یہیں تک ختم هوجاتا - لیکن عجیب و غریب ایمڈن کي یادگار جراتوں کی (خواه وه کوئي بهي هو) بے اختیار داد دیني پڑتي ہے که خلیج بنگال سے غائب هوکر پهر دوباره نمایاں هوا' اور ۱۹ - کو رنگون سے تار آیا که اس نے ایک اور جهاز غرق کردیا ہے !

یه انکشاف کلین لائز اور کلیں تهیسن کے ملاحوں اور افسروں کے ذریعه هوا جو ۱۹ - کو رنگون پهنچے - انکے بیان سے معلوم هوتا ہے که امڈن نے انکے جهاز کو عین دریاے هوگلي کے سامنے غرق کردیا اور جهاز کے تمام آدمیوں کو کوئله کے ایک جهاز پر سوار کرادیا جو اسکے ساتهه تها - پهر دونوں رنگون کي طرف روانه هوے - راه میں ایک اور جهاز " ترورے " کو گرفتار کیا' اور قیدیوں کو اسپر منتقل کرکے حکم دیا که جهاز پر کوئله بهریں - نصف ڈالر (یعني تقریباً سوا روپیه) یومیه اجرت ملیگي - اسکے بعد سب لوگ ترورے پر سوار کرائے گئے اور انکا کرایه دیکر رنگون بهجوا دیا -

کیا عجیب واقعات هیں ! خلیج بنگاله' دریاے هوگلي' پوري کا ساحل' کلکته کا قرب' اور ایک چهوٹے سے جرمن کروزر کی یه فرماں روائیاں که جس کو چاها گرفتار کیا' جس کو چاها غرق کردیا' جسکو حکم دیا اسنے قیدیوں کو منزل مقصود تک پهنچا دیا ! کل تک یه باتیں ناممکن تهیں - آج واقعات هیں !

پهر ایمڈن کا شریفانه سلوک اور بهتر سے بهتر انسانیت و اخلاق ایک ایسا موضوع بحث ہے' جسکي جزئیات کو بغیر ایک مستقل مضموں کے سمیٹنا ممکن نهیں - معلوم هوتا ہے که وه هم سے ایک طرح کي جنگي دل لگي کر رها ہے - سمندر کے اندر رهکر اپنے کارناموں کے پیامبروں کو بحفاظت رنگون اور کلکته بهیجدیتا ہے تاکه اسکي جراتوں اور شرافتوں کا افسانه اچهي طرح همیں سنادیں !

اس سے بهي بڑهکر اسکے کپتان کي ستم ظریفي یه ہے جو انڈین ڈیلي نیوز نے عام روایات کو نقل کرتے هوے لکهي ہے - وه جب کبهي کسي جهاز کو اپنے قریب پاتا ہے تو خود هي اس سے

الهـــلال کا آئینده نمبر جنگ کے مناظر و تصاویر کا خاص نمبر هوگا

اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ!

غزوات اسلامیه

اور اسکي يادگارين

(۲)

(گذشته اشاعة کے مقالۂ افتتاحيه کے بعد)

دنيا کي موجوده اور گذشته جنگوں کے نتائج تمهارے سامنے هيں - قتل ' آتشزدگی ' سلب و نهب ' بربادي علم ' هلاکت عمران و تمدن کے سوا تمهيں اور کچهه نهيں نظر آتا - اب آو ' اُس قوم کی جنگوں کي يادگاروں کي جستجو ميں نکليں جس نے اپنا مقصد ظهور " قيام صلواة الهی ' امر بالمعروف ' نهي عن المنکر ' اور ايمان بالله " بتلايا ' اور اسکے دشمنوں نے اول روز هي سے اسے مسلح هو جانے پر مجبور کرديا - هم ڈهونڈهيں گے که جنگ کے ميدانوں ميں وه اپنے مقصد کي حفاظت کر سکي يا نهيں ' اور جب خون اور مٹي کے کيچڑ پر سے گزري تو جنگ کي کيا کيا يادگاريں اپنے پيچهے چهوڑ گئی ؟

اس سفر جستجو ميں متعدد منزليں پيش آئينگي - سب سے پہلے هم روحاني يادگاروں کو جمع کرتے هيں - اس سے ثابت هوگا که مسلمانوں کي غزوات کي سب سے پهلي يادگار " عبادت الهي " هے -

عبادت اسلامي کے ارکان عظيمه پانچ هيں : نماز ' روزه ' صيام ' حج ' زکواة - ان ميں سے اولی عبادت ايسی نهيں هے جسکے ليے غزوات اسلاميه کي يادگاريں سامنے نه آجاتي هوں - سب سے پہلے نماز سے شروع کيجيے -

(ارکان صلواة)

عبادت الهي روحانيت کا سر چشمه ' هدايت قلبي کا منبع ' نيکی کا مرکز ' برکات الهيه کا مهبط ' اور انسان کو تمام بهيمي قوتوں اور نفساني جوشوں سے بچانے والي هے :

ان الصلوة تنهي عن الفحشاء و المنکر ! (۱۳۹ : ۴۵)	نماز انسان کو تمام برائيوں سے روک ديتي هے (کيونکه اسکي وجه سے هميشه خدا کے تعلق کا تصور قائم رهتا هے !)

پس وه ايک قلعه هے جو برائيوں کے لشکر کو اپنے اندر گهسنے نهيں ديتا ' ليکن اس قلعه کے ستونوں کو اس قوم کے سفر جهاد و غزوات هي نے قائم کيا تها :

کان النبي صلعم و جيوشه اذا علوا الثنايا کبروا و اذا هبطوا سبحوا ' فوضعت الصلوة على ذالک (ابو داؤد جلد - ۱ - ص ۳۴۹ کتاب الجهاد)	آنحضرت اور مجاهدين کی فوجيں جب پهاڑيوں کے اوپر چڑهتي تهيں تو تکبير کا غلغله بلند کرتی تهيں ' اور جب اوپر سے نيچے کي طرف اوترتی تهيں تو سبحان الله کا نعره مارتي تهيں - پس نماز ميں قيام و قعود ' رکوع و سجود ' اور تکبير و تسبيح کو اسی قالب ميں ڈهالا گيا -

اس سے ظاهر هوا که نماز کے ارکان لڑائی هی کی بدولت وجود ميں آے - اسليے نماز مسلمانوں کي لڑائيوں کي ايک پهلي يادگار هے -

تمام نمازوں ميں " صلوة الخوف " جهاد کے ساتهه مخصوص هے جسکے احکام اور نمازوں سے مختلف هيں :

و اذا کنت فيهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معک و لياخذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فليکونوا من ورائکم ولتات طائفة اخرى لم يصلوا فليصلوا معک وليأخذوا حذرهم واسلحتهم ود الذين کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فيميلون عليکم ميلة واحدة (۴ : ۱۰۳)	اور جب تم مجاهدين کی صف ميں نماز پڑهنا چاهو تو پہلے ايک گروه تمهارے ساتهه اپنے هتيار ليکر شريک نماز هوجاے - جب وه سجده کرچکيں تو پيچهے هوجائيں تاکه حفاظت کرتے رهيں اور دوسرا گروه آے جسنے ابهي نماز نهيں پڑهي هے - اور چاهيے که نهايت هوشياری کے ساتهه مسلح هو کر تمهارے ساتهه نماز ادا کريں - کيونکه کفار موقع ڈهونڈهه رهے هيں که تم اپنے هتيار اور اپنے مال ومتاع سے غافل هو جاو تو دفعتاً تم پر ٹوٹ پڑيں -

مجاهدين اسلام نے اپنی اس يادگار کے ذريعه دنيا کو دکهاديا که خدا کی صداقت کي محافظ قوم دشمن کے مقابلے ميں اپني روحاني يادگاروں کو کيونکر قائم رکهه سکتي هے ؟ جبکه ميدان جنگ ميں تمام قوميں فرصت کے لمحوں کو ستانے اور کهانے پينے ميں خرچ کرتي هيں تو مسلمان تلواروں کے سايے کے نيچے اپني مهلت کي گهڑياں صرف الله کی عبادت ميں صرف کيا کرتے تهے !

غرضکه صلوة الخوف بهي اسلامی غزوات کی ايک يادگار هے -

(واقعۂ حضرت حبيب انصاري)

اسلام ميں دو رکعت کی ايک اور نماز بهی بطور يادگار کے قائم رهي گئي هے جو ايک مظلوم مجاهد کے جوش مذهبي کي يادگار هے - سلام صبر و استقلال ' تقوی و طهارت ' اور خشوع و خضوع کا ايک قلعه تها جسکو ميدان جنگ ميں کهڑا کيا گيا تها :

ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا کانهم بنيان مرصوص (۶۱ : ۴)	خدا ان لوگوں کو دوست رکهتا هے جو اوسکي راه ميں اس استقلال کے ساتهه صف بسته لڑتے هيں ' گويا ايک ديوار هيں جسکے اندر سيسه پگهلا کر بهر ديا هے !

اس ليے اسلام نے سخت مصيبت کي حالت ميں بهي عزم و استقلال کي زنده امثال يادگار چهوڑي هيں - اسنے فساد کي لڑائيوں کو روکنے کيليے عدالة کي جتني لڑائياں لڑيں ' اکي يادگاروں ميں اسکے سوا اور کچهه نهيں هے -

ايک بار آنحضرت (صلعم) نے فوج کے دس دستے روانه کيے اور عاصم بن ثابت انصاري کو اونکا امير مقرر فرمايا - جب يه لوگ مقام هداة ميں پهونچے تو قبيله بنولحيان کو اونکا پته لگ گيا ' اور اونهوں نے دو سو قدر انداز اونکے پيچهے روانه کرديے - جب عاصم نے دشمن کے مسلح گروه کو ديکها تو پهاڑ پر چڑه گئے - دشمنوں نے هر طرف سے گهير ليا اور امان ديکر پهاڑ سے اوترنيکی خواهش کی ' ليکن عاصم نے کها : ميں کسي کافر کي امان سے فائده اوٹهانا نهيں چاهتا - اسپر اون لوگوں نے تيروں کي بارش شروع کردي ' اور وه سات آدميوں کے ساتهه شهيد هوگئے -

مگر فوج کے تين دستے عهد و ميثاق ليکر اوتر آے - ان ميں حبيب انصاري اور ابن دثنه بهی تهے - کفار نے کمانوں کي زه اوتار لی ' اور اوس سے ان لوگوں کو باندهه ليا - ان کے ساتهه ايک

یقیني ہے کہ سمندر میں مرنے والے اجسام کي ارواح کیلیے بھي وہ تمام انتظامات ضرور ھی ہونگے جو خشکی پر آزاد ہونے والي روحوں کے متعلق تسلیم کیے جاتے ہیں -

بہر حال مقتول و متوفی ایمڈن مع اپنے ۲۵ ناٹ رفتار والے انجن اور ۴ × ۴ - انچ والي دس توپوں کے (جنھیں بمنزلہ روح کے سمجھنا چاھیے) اور مع اپنے آھني چادروں اور چوبین در و دیوار کے (جو یقیناً اسکا جسم و استخوان ہے) بحر چین کے نیچے پہنچا اور ملائکۂ اموات کے سپرد کر دیا گیا - اسکے بعد انسان کي موجودہ ما بعد الطبیعۃ معلومات اپنے قصور کا اعتراف کرتی ہے اور کچھہ نہیں بتلاتي کہ کیا ہوا ؟

" قبر کا منھہ جب ایک بار لے لیتا ہے تو پھر واپس نہیں کرتا - فنا و ممات کے قانون میں کسي کیلیے رعایت نہیں - ڈوبے ہوؤں کو کسی نے زندہ اچھلتے نہیں دیکھا ہے' اور جو مرجاے پھر اسکي نسبت کسي خبر کے سننے کا انتظار لا حاصل ہے "

ہاں یہ سب سچ ہے' لیکن ڈوبے ہوے " ایمڈن " نے اپني ایک جنبش صعود میں قوانین طبیعیۃ کی ان تمام حقیقتوں کو یکسر غلط کردیا !

کیونکہ قبر شق ہوگئي ' قانون ممات نے استثنا قبول کرلیا ' سمندر کي موجوں نے راہ دیدي' اور " ایمڈن " مرکر پھر زندہ ہوگیا ! وہ بحر چین کے سمندر کے عمق سے اوڑا' اور خلیج بنگال کی سطح پر نمودار ہوا - دنیا اسکو موت کے حوالے کرکے بھلا چکي تھي ' مگر افسوس کہ اس نے دنیا کو نہ بھلایا ' اور اسکے جہازوں کو غرق کرنے کیلیے دوبارہ آ موجود ہوا !

۹ - اگست کو اسپر موت طاري ہوئي تھي - اور ۹ سپٹمبر کے بعد سے اسکي نشئۂ ثانیہ کا ثبوت ملنا شروع ہوگیا - گویا پورا ایک ماہ اس نے عمق سمندر کے دار الارواح میں بسر کیا - بلاشبہ قدیم روایات میں " تین دن کے بعد " مرکر جي اٹھنے کي بعض مذھبي مستثنیات طبیعۃ ملتي ہیں ' لیکن تیس دن کے بعد ڈوبکر زندہ ہوجانے کي بظاہر کوئي نظیر تاریخ قدیم اور " مقدس " روایتوں میں بھي نہیں ملیگي - یہ في الحقیقت مسئلۂ حیات و ممات کے حل کي طرف ہمارے علمي عہد کا اولین کامیاب قدم ہے !

اب تک یورپ کے روایوں نے ہمیں " جرمنی " کي عظیم الشان جنگي طیاریوں کي روایتیں سنائي تھیں ' اسکي فوجي قوت اور نظام کے دبدبۂ و سطوت کي ترجماني کي تھي ' ہم نے علم و تمدن اور ایجاد و اختراع کے میدان میں بھي اسکا قدم سب سے آگے دیکھا تھا ' اور اسکي یونیورسٹیوں اور علمي جماعتوں کے خالص علمي کارناموں کي جو داد عملاً تمام عالم تمدن دے رہا تھا ' اسمیں شریک ہوگئے تھے -

پھر موجودہ جنگ شروع ہوئی - روایتوں اور جنگي و قومي اعتقادوں کا موسم یکایک بدلا - سفیدي سیاھي سے ' بلندي پستي سے ' عروج تنزل سے ' نیکي بدي سے ' اور ملکوتیۃ ابلیسیت سے ' ناگہاں بدلدي گئي ' اور ہم سے کہا گیا کہ اب سے پہلے جو کچھہ تم سے کہا گیا ہے اور جو کچھہ تمنے دیکھا اور سنا ہے' سب یکسر بھلا دو ! ہمنے ایسا ھي کیا' اور ایسا ھي کرینگے - تا قتیکہ ہر شے کو بدلدینے والي یہ جنگ ختم نہ ہو جاے -

لیکن " ایمڈن " کے دوبارہ زندہ ہو جانے اور اپنی نئي زندگي کا ایسا تلخ اور غم انگیز ثبوت دینے نے جرمني کے متعلق طرح طرح کے نئے وسوسوں کي طرف رہنمائي کردي ہے' اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اس کي فوجی اور علمي طاقتوں کي گذشتہ روایتوں کیطرح ' اسکي خوفناک اور ما فوق العادۃ قوت کي بھي ایک نئي روایت پیدا نہو جاے - کیونکہ ۹ - سپٹمبر والے ایمڈن کا نیا "بھوت" دنیاے قدیم کے روایتي جنوں کي طرح بہت ھي عجیب ہے !

لیکن اگر فرشتۂ موت کي گرفت ہمارے حریف کیلیے ایسي ھي ڈھیلی ہوگئي جس سے صرف تیس دن کی جد و جہد کے بعد چڑیا نکل کر اوڑ جا سکتي ہے' تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہماري مشکلات کا اصلي میدان دنیا سے باہر ہے - اگر صرف کمبخت " ایمڈن " دوبارہ آگیا یا بقاعدۂ تناسخ اسے نیا چولا ملگیا تو چنداں ہرج نہیں' لیکن اصلي سوال آیندہ کا ہے - ڈیلي میل کے صادق الروایۃ نامہ نگار کي موت بخشي کي طرح موت و حیات کي اور بہت سي تقسیمات بھي ہمارے سامنے ہیں' اور ہماري معلومات کي فہرست اموات بڑي ھي وسیع ہے - اگر خدا نخواستہ موجودہ عہد کے مرنے والوں کی موت اسي طرح صرف تیس دن کی موت ثابت ہوئی' تو نہیں معلوم اور کتنے کروزروں' کتنے ہوائي جہازوں ' اور کتني ھی مقتول لاشوں کو ہمارے فہرست کے خانۂ اموات میں سرخ پنسل کي لکیر نصیب ہوگي !

اس سے بھي ایک زیادہ دلچسپ لطیفہ ہے جو جنگ کی اس خشک اور عاجزکن مشغولیت کے عہد میں امید ہے کہ تبدیل ذائقہ کیلیے بہت ھي کار آمد ہوگا - بعض عوام کے خیال میں جو اپنے ہر قول کے سند میں " داستان امیر حمزہ " کي کسي جلد سے بحوالۂ صفحۂ و سطر استشہاد کرنے کي اعلیٰ قابلیت سے کبھي نہیں چوکتے ' یہ جہاز واقعي ایمڈن نہیں ہے جو جنگ کي خبروں کے عالم میں مرچکا ہے' بلکہ اسکی ایک خبیث روح ہے جو ایمڈن کا بھوت بنکر نمودار ہوئي ہے - بڑا ثبوت اس فلسفہ کی صداقت کا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر ۱۰ - سے ۱۴ - تک نمایاں ہونے والا ایمڈن واقعي ایمڈن ھی ہوتا تو اسے ہندوستان آنے کي کیسے جرات ہوتي ؟ اور آگیا تھا تو ابتک کیسے بچا رہتا ؟ کچھہ نہیں - یہ ایمڈن کا بھوت ہے - اور بلجیم میں جرمنیوں کي جو وحشیانہ حرکتیں بیان کي گئي ہیں ' انکے لحاظ سے یقیناً مرنے کے بعد وہ خبیث روحوں ھي کي شکلوں میں مسخ کردیے جاتے ہونگے - پاک روحوں کے برزخ میں تو صرف نیک اعمال انسانوں کو جگہ ملسکتي ہے - قتل و غارت کرنے والے بدکردار اگر مرکر بھوت نہیں بنینگے تو کیا فرشتوں کے آشیانوں میں بھیجدے جائیں گے ؟

بہرحال خواہ کچھہ ھی ہو مگر ہمیں امید ہے کہ جنگ کی خبریں دینے والے آیندہ زندگي و موت کي ایسی بخشش سے ہمیں معاف رکھینگے' اور جب کسی کو مارینگے تو دنیا کے اسي قدیم طریقے کے مطابق مارینگے جسکے بعد نہ تو ڈوبے ہوے اچھل سکتے ہیں' اور نہ مرے ہوؤں کي روحیں بھوت بنکر بے خبر زندوں کو ستانے کیلیے نکل سکتي ہیں - اس نئي موت اور غرقابي کے علمي تجربے کیلیے سردست ہم لوگ طیار نہیں ہیں - اگر موت کا پھندا واقعي اتنا کشادہ ہوگیا ہے کہ اب مردوں کي گردنیں پھنسکر باسانی نکل پڑتي ہیں تو براہ عنایت اسکا تجربہ بالٹک اور نورتھہ سي ھي تک محدود رکھا جاے تو بہتر ہے - اگر ہر روز ایک سو ڈوبے ہوے جہاز بھي اچھل پڑینگے' جب بھي ہمیں کوئي شکایت نہوگي - لیکن غریب اور بے قصور ہندوستان کے سمندروں کو تو اسکا تختۂ مشق نہ بنایا جاے -

کیونکہ بظاہر یہ ایک وقتی حکم تھا، لیکن پھر رک گئے کیونکہ انکی نظر دقیقہ سنج نے محسوس کیا کہ یہ یادگار مسلمانوں کیلیے ہمیشہ درس شجاعت و تحریک عزائم کا وسیلہ ہے، اور ہر سال یاد دلاتی ہے کہ انکے اسلاف کرام نے ضعف جسمانی کی حالت میں بھی کس طرح اپنی صولت اسلامی کو قائم رکھا تھا ؟

(نتائج واقعہ افک)

حضرت عائشہ رضي الله عنہا کا واقعہ افک بھی جو ایک سفر جہاد میں پیش آیا تھا، اسی سلسلے کی روحانی یادگار ہے - یہ یادگار اگرچہ ابتداء میں نہایت درد انگیز معلوم ہوئی، لیکن در حقیقت خدا کی رحمت کا بہت بڑا خزانہ اسکے اندر مستور تھا - قرآن مجید میں عورتوں کے تمدنی حقوق کی حفاظت کیلیے ایک خاص سورۃ سورۂ نساء نازل ہوئی جسکو عورتوں کی مخصوص یادگار کہا جاسکتا ہے - لیکن اونکی وضع، لباس، طرز معاشرت، حقوق منزلی وغیرہ کی عام اصلاح کے متعلق اب تک کوئی آیت نازل نہیں ہوئی تھی - مگر اس واقعہ کے بعد ہی سورہ "نور" اوتری جو زیادہ تر انہی احکام سے مملو ہے -

چھٹی صدی عیسوی میں انسان کا یہ شریف تر نصف حصہ انتہا درجہ کی بیکسی و ذلت میں ڈالدیا گیا تھا - تمدن اور مذہب، دونوں نے اسکے ساتھہ بے رحمی کی تھی - اسلام نے سب سے پہلی مرتبہ عورتوں کے حقوق کا اعلان کیا اور انکے معاشرتی درجہ کو خاندان میں سب سے زیادہ نمایاں جگہ دی - لیکن اس انقلاب کا بڑا حصہ سورۂ نور کے نزول سے وجود میں آیا ہے اور سورۂ نور ایک سفر جنگ کو یاد دلاتی ہے - پس عورتوں کے حقوق کی سب سے بڑی اور سب سے پہلی اصلاح بھی غزوات اسلامیہ ہی کی یادگار ہے -

حد قذف اور حد زنا کے متعلق بھی اب تک کوئی آیت نازل نہیں ہوئی تھی، لیکن اس واقعہ کے بعد ہی ان حدود کی تعین کے لیے آیتیں نازل ہوئیں -

حضرت عائشہ کی فضیلت اگرچہ عام طور پر مسلم تھی، لیکن قرآن مجید کی برأت نے اسکو اور بھی قطعی کردیا، پس یہ واقعہ ان احکام کی روحانی یادگاروں کا ایک مجموعہ ہے جنکو حدود الله کے جامع و مختصر لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے - وہ ازواج مطہرہ کے فضائل مخصوصہ کا ایک باب ہے جسکو کفار نے کھولدیا تھا - یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اسکو مسلمانوں کے لیے خیر و برکت کہا :

لا تحسبوہ شرا لکم، بل ہو خیرلکم (۲۴ : ۱۱) اس واقعہ کو برا نہ سمجھو، وہ تو تمہارے لیے موجب خیرات و برکات ہوا -

(اسلامي یادگارونکا عجائب خانہ)

دنیا کی دوسری قوموں نے اپنے نمایاں کارناموں کی مادی یادگاریں قائم کی ہیں - خاص خاص لڑائیوں کو مختلف محسوس طریقوں سے نمایاں کیا ہے - عجائب خانوں میں سلاطین قدیم اور جانباز بہادروں کے آلات جنگ محفوظ رکھے ہیں - انکی یادگار میں مجلسیں مقرر ہوتی ہیں، اور شادی و غم کی قومی و ملکی تقریبیں قائم کی جاتی ہیں - اسلام نے اگرچہ اس قسم کا کوئی عجائب خانہ نہیں بنایا، تاہم اسکی یادگاریں محفوظ ہیں - اسکی لڑائیوں کی یادگار لوہے کی تلوار نہ تھی جو عجائب خانہ میں رکھدی جاتی، بلکہ وہ روح و دل کے تغیرات و انقلابات تھے، جنکے لیے تمام عالم انسانیۃ یکسر عجائب خانہ ہے !

مکہ اور مدینہ میں عجائب خانے کیلیے ایک چھوٹی سی عمارت بنادی جاتی تو اس سے کیا فائدہ ہوتا جبکہ تمام دنیا کی سطح ارضی اسکے لیے دار الآثار بنگئی ہے ؟ بدر اور حنین کی ڈھالیں اور نیزے یورپ کی طرح ہم نے بچھا کر نہیں رکھے - کیونکہ بدر کے اشارے نیزوں کے سامنے جو ہاتھہ الله کی عبادت کیلیے اٹھتے تھے، وہ ابتک چالیس کروڑ انسانوں کے اندر سے ہر روز دن میں پانچ بار اٹھکر بدر کی یاد کو مٹنے نہیں دیتے، اور اس محسوس اور حی و قائم یادگار نے ہمیں معدنی اور سنگی یادگاروں سے مستغنی کر دیا ہے !

(حاشیہ)

(۱) مسلمانوں نے (بزعم یورپ) غزوہ بدر میں کفار کا جو قافلہ لوٹ لیا تھا، اوس میں بچوں کا ایک کھلونا بھی تھا جو خوش قسمتی سے ابن زبیر کے ہاتھہ آگیا تھا - یہ کھلونا کیا تھا ؟ راہ حق میں ایک گہرا زخم جسکے سوراخ سے بچوں نے کھیلا ! ابن زبیر اپنے والد کی نسبت کہتے ہیں :

ضربۃ ضربہا یوم بدر
قال عروۃ کنت ادخل
اصابعي فی تلک
الضربات العب -

اون کے مونڈھے پر بہت سے زخموں کے ساتھہ ایک وہ زخم بھی تھا جو اونکو معرکہ بدر میں لگا تھا - عروہ کہتے ہیں کہ میں اون زخموں کے اندر اونگلی ڈال کر کھیلا کرتا تھا !

انہی کھلونوں نے فرزندان اسلام کیلیے جان پر کھیل جانے کو ایک کھیل بنا دیا تھا ! ! !

(۲) غزوات اسلامیہ میں واقعہ بدر نہایت اہم ہے جس نے دنیا کی تاریخ بدلدی - صحابہ اسکے ہر واقعہ کو یاد رکھتے تھے اور اس عہد کی ہر چیزکو یادگار سمجھتے تھے - انہی یادگاروں میں حضرت ابن زبیر کی تلوار بھی تھی جسکے جوہر اونہوں نے معرکہ جنگ میں دکھالے تھے - جب عبد الله ابن زبیر (رض) کو عبد الملک ابن مروان نے قتل کروادیا، تو اونکے صاحب زادے عروہ بن زبیر کو بلاکر یہ تلوار دکھائی اور کہا : " تم اس کو پہچانتے ہو ؟ " اونہوں نے کہا " ہاں " عبد الملک نے اوسکی نشانی پوچھی - اونہوں نے جواب دیا کہ وہ غزوہ بدر میں ایک جگہ سے کند ہوگئی ہے - مروان نے کہا سچ ہے:

بهن فلول من قراع الکتائب !

"وہ تلواریں دشمنوں کے جسم پر لگتے لگتے کند ہوگئی ہیں"

چنانچہ اس مصرع کو پڑھکر یہ خاندانی یادگار عروہ بن زبیر کو دیدی - لوگوں نے ۳ - ہزار تک قیمت لگائی اور ایک شخص نے اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھکر خرید لیا -

کسی زمانے میں مسلمانونکی تلواریں دشمنوں کے جسم پر لگتے لگتے کند ہوجاتی تھیں - اب نیام میں پڑے پڑے کند ہو جاتی ہیں:

ابتدا وہ تھی، انتہا ہے یہ !

و بلونا هم بالحسنات والسیئات، لعلهم یرجعون !

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

نہایت معقول ہے هفتہ وار الهلال، کیلیے

درخواست میں
جلدي کیجیے - دعوۃ حق کے اعلان اور
هدایت اسلامي
کي تبلیغ سے بڑھکر آج کوئي مجاهدۂ دیني نہیں ہے -
اسپر نفع مالي مستزاد !

تیسرا شخص بهی تها - اوس نے کہا : " یه پہلي عہد شکني هے جس سے مجهے قتل و خون کي بو آتی هے - میں انکے ساتهه نہیں جا سکتا " اون لوگوں نے جبرا ساتهه لیجانا چاها مگر اوسنے انکار کردیا ، یہانتک که شہید کردیا گیا - و حبیب اور ابن دثنه کو ساتهه لیگئے اور مکه میں غلام بناکر بیچ دیا - قبیله بنو حارث ابن عامر نے حبیب کو خرید لیا ، اور چونکه یه وهي حبیب تهے جنهوں نے غزوہ بدر میں حارث ابن عامر کو قتل کردیا تها - اس لیے اون لوگوں نے اس خون کا انتقام لینا چاها ، اور اونکو حرم سے باهر قتل کرنے کیلیے لیگئے که دار الامن میں قتل ناجائز تها -

لیکن حضرت حبیب کے عزم و استقلال نے شہادت کے وقت ایک روحاني یادگار قائم کردي - اونهوں نے دشمنوں سے دو رکعت نماز کي اجازت چاهي - کفار نے اجازت دیدي - اونهوں نے نہایت سکون و اطمینان کیساتهه نماز ادا کي ، اور کہا که اگر تملوگ اسکو جزع و فزع کے لیت و لعل پر محمول نه کرتے اور یه بدگماني نہوتي که میں موت کیوقت میں تاخیر ڈالنے کیلیے بہانه کرتا هوں تو میں نماز کو اور زیاده طول دیتا اور بہت دیر تک اپنے خداوند کے حضور رهتا ! اسکے بعد یه اشعار پڑھے :

ما ابالي حین اقتل مسلماً   علی اي شق کان لله مصرعي

"جبکه میں مسلمان هونے کي حالت میں قتل کیا جاتا هوں تو مجهے کچهه پروا نہیں که خدا کي راه میں کس پہلو پر جان دونگا ؟ "

و ذلک في ذات الاله و ان یشاء   یبارک علی اوصال شلو ممزع

" میرا قتل صرف خدا کي راه میں هے ، اور اگر وہ چاهے تو کاٹے هوے جوڑوں میں برکت دے سکتا هے "

کفار نے اونکو نہایت بیدردي کے ساتهه باندھ کر قتل کردیا ، اور اونهوں نے ان دو رکعتوں کو هر اوس شخص کیلیے بطور ایک زنده سنت صبر و ثبات کے یادگار چهوڑا جو ایسے ظالمانه طریقه سے قتل کیا جاے !

اسلامي غزوات کی ایک یادگار یه تهي !

(تیسرات طهارت)

عبادات اسلامیه کي آسانیوں میں تیمم خدا کي دي هوئي ایک یادگار آساني هے - اسکے برکات کا ظهور زیاده تر سفر هي میں هوتا هے - آنحضرت (صلی الله علیه وسلم) اور صحابه کرام (رضوان الله علیهم) کا سفر اکثر جهاد هي کیلیے هوا کرتا تها ، اسلیے سفر هي میں مسلمانوں کو یه عطیه الهي بهي دیا گیا - چنانچه ایک سفر میں حضرت عائشه آپ کے ساتهه تهیں - سوء اتفاق سے راستے میں اونکا هار گم هوگیا - آنحضرت صلی الله علیه وسلم تمام صحابه کے ساتهه اوسکے ڈهونڈهنے کیلیے ٹهرگئے لیکن منزل پر دور تک پاني کا نام و نشان نه تها - صحابه نے حضرت صدیق (رضي الله تعالی عنه) سے اسکي شکایت کي - اونهوں نے حضرت عائشه پر ناراضي ظاهر کي که تمهاري هي غفلت نے تمام قوم کو اس مصیبت میں مبتلا کر رکها هے - چنانچه اسي موقع پر آیت تیمم نازل هوئي ، اور تمام صحابه مسرت کے لہجے میں پکار اٹهے :

ما هي باول برکتکم یا آل ابي	اے آل ابي بکر ! یه کچهه تمهاري
بکر ! (بخاري)	پہلي هي برکت نہیں هے !

اس بنا پر تیمم بهي غزوات اسلامیه هي کي یادگار هے -

(تیسرات صلواة و صیام)

حالت سفر میں قصر اور رمضان میں افطار صوم کي اجازت بهي جهاد هي کي راه میں آسانیاں پیدا کرنے کیلیے دي گئي قران کریم کي آیات قصر میں صاف طور پر جهاد کے مواقع کا ذکر اوپر گزر چکا هے - حضرة عائشه فرماتي هیں که حکم قصر دراصل جهاد کیلیے هوا تها - (بخاري)

(حج)

عبادات اسلامیه میں حج مختلف یادگاروں کا مجموعه هے - وہ جس گهر میں ادا کیا جاتا هے ، خدا کے سب سے برگزیده بندے کے هاتهه کي قائم کی هوئي یادگار هے :

و اذ یرفع ابراهیم القواعد	جب حضرت ابراهیم اور اسمعیل خانه
من البیت و اسمعیل :	کعبه کي دیواریں چن رهے تهے تو اسوقت
ربنا تقبل منا انک	یه دعا انکي زبانوں پر تهي که خدایا !
انت السمیع العلیم	همارے اس عمل کو قبول کرلے ! توهي
(۲ : ۱۲۱)	سننے والا اور جاننے والا هے !

بلکه دنیا کي مذهبي یادگاروں میں سب سے قدیم یادگار وهي هے :

ان اول بیت وضع للناس	پہلا گهر جو انسان کی پرستش کا
للذي ببکة مبارکا	بنایا گیا ، وهي گهر هے جو مکه میں تمام
وهدی للعالمین	دنیا کي برکت و هدایت کیلیے تعمیر
(۳ : ۹۰)	کیا گیا -

ان بندوں نے خدا کے وحدانیت کي ایک زنده رهنے والي یادگار قائم کي تهي - خدا نے بهي اوسي میں اونکي یادگار قائم کردي :

فیه آیات بینات مقام	اس گهر میں مقام ابراهیم ایک نمایاں
ابراهیم (۳ : ۱۹)	یادگار مقدس هے !

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حضرة هاجرہ کي اس سراسیمگی کا منظر تازہ کرتي هے جب وہ پاني کي جستجو اور بچے کي محبت میں پریشان حال تهیں - چاہ زمزم قدرت الهي کي اس کرشمه سازي کو یاد دلاتا هے ، جس نے وادي غیر زرع (بنجر اور خشک سر زمین) میں خدا کی رحمت کے دبے هوے چشمے کا منهه کهولدیا تها - قرباني حقیقت اسلامیه کي اس جاں فروشي اور فدویت کے سر روحاني کو محسوس و ممثل کر دکهاتي هے ، جس نے حضرت خلیل و ذبیح علیهما السلام کے اندر سے ظهور کیا تها - "رمي جمار" اس بهیمي و ابلیسي قوتوں سے دنیا کو روکتا هے جو اس پاک مقاصد کی تکمیل میں سنگ راه هو رهے تهے -

لیکن غزوات اسلامیه نے ان یادگاروں میں ایک یادگار کا اور اضافه کر بهي دیا - فتح مکه سے ایک سال پہلے آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے قریش مکه سے صلح کرلي تهي جو صلح "حدیبیه" کے نام سے مشهور هے - اس صلح کے بعد آنحضرت صلي الله علیه وسلم صحابه کے ساتهه عمرہ کے لیے تشریف لاے تو صحابه کو مدینه کي آب و هوا نے چور چور کردیا تها ، اور بخار کے عام ابتلاء نے اونکي طاقت رفتار سلب کردی تهي - اس ضعف کا اثر طواف کي حالت میں بهي صاف نمایاں هوتا تها اور مکه والے دیکهتے تهے -

اسپر کفار نے جو اسلام کي فوجی طاقت کا هر موقع پر امتحان لیتے رهتے تهے ، طنز آمیز لہجه میں کہا :

او هنتهم حمی یثرب !	مدینه کے بخار نے تو اونکو چور چور کردیا هے -
	(مسلم)

اگرچه ابهي تک عملاً اونکو یه یقین نہیں دلایا جاسکتا تها که یهی ناتوان هستیاں ، یهی ضعیف بندے ، ایک دن اونکی قوت کے سر پر غرور کو کچل دینگے ، تاهم علامات و آثار دکهلاے جاسکتے تهے - اسلیے آنحضرت (صلی الله علیه و سلم) نے صحابه کو تندرستوں کیطرح اکڑ کر چلنے کا حکم دیا که روح کی ایماني قوت کو جسم ضعیف کے پردے میں بهي نمایاں کریں - یه یادگار اب تک قائم هے ، اور اسکو فقهاء کی اصطلاح میں "رمل" کہا جاتا هے جسکے معنے اکڑنے کے هیں - حضرت عمر (رضی الله عنه) نے اسکو موقوف کردینا چاها تها

کبھی کبھی کتوں کی زرھوں میں مشعل بھی لٹکا دیتے تھے اور وہ دشمن کے خیموں میں بڑھکر آگ لگا آتے تھے -

کتوں کے فوجی نظام تعلیم نے آگے چل کر اس سے بھی زیادہ نشور نما حاصل کی - سنہ ۱۴۷۶ میں جب سوئٹزرلینڈ اور برگنڈي میں معرکہ کارزار گرم ہوا تو فوج کے ساتھہ دونوں طرف کے کتے بھي باہم سرگرم پیکار تھے اور سوئٹزرلینڈ کے کتوں نے برگنڈي کے کتوں پر فتح پائي تھي -

(عہد جدید کے ابتدائي فوجی کارنامے)

جدید دور تمدن کي ابتدائي تاریخ بھي کتوں کے کارنامہ ہاے شجاعت و جلادت سے لبریز ہیں - چنانچہ کوالمیس نے جنگ امریکا میں جن اجزاء سے اپني فوج کو مرتب کیا تھا ' اون میں ۲۰ - کتے بھي تھے - ان کتوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کیے کہ پادشاہ اسپین کو حکم دینا پڑا کہ انکے لیے بھی تمام فوج کي طرح تنخواہیں مقرر کردي جائیں !

اوسٹرلٹس کے اوس مشہور واقعہ میں جو سنہ ۱۸۰۵ ع میں فرانس اور روس و اسٹریا کي افواج متحدہ کے درمیان ہوا تھا ' علم شاہي کو ایک کتے ہي نے اسٹرین فوج کي غارتگري سے بچایا تھا - اس خدمت نمایاں کے صلے میں مارشل لیل نے ایک اعزازي تمغہ اسے پہنایا !

فرانسیسیوں نے جزائر غرب کي لڑائیوں میں کتوں سے پہرے کا کام لیا تھا -

ترک بھی سترھویں صدي میں کتوں کی جنگی قابلیت سے واقف ہوگئے تھے - جنگ یونان سنہ ۱۸۲۲ ع میں اونہوں نے کتوں سے بیش بہا جنگي خدمات لیں - جب یوناني سپاھی کرلیولیس کی فصیلوں پر چڑھگئے تھے تو ان کتوں نے اونکو ٹڈي دل کي طرح گھیر لیا تھا !

سنہ ۱۸۷۷ میں روس نے ترکوں کي جنگ میں کتوں کا استعمال کیا - سنہ ۱۸۸۲ ع میں روس اور اسٹریا کے درمیان جو جنگ ہوئي تھي ' اوس میں فوج کے ساتھہ کتے بھي نبرد آزما تھے -

نپولین نے بھي پہرے کیلیے اسکندریہ کے کتوں کے جمع کرنے کا حکم دیا تھا جب اس نے مصر پر قبضہ کیا تھا - اور جنگ اٹلي میں اون سے جاسوسي اور خبر رساني کي خدمت بھي لي تھي -

سنہ ۱۵۲۲ ع میں فرانس اور اسپین کے درمیان جنگ ہوئي - ہنري ہشتم شاہ انگلستان نے اپنے بھانجے چارلس خامس شاہ اسپین کو فوجي مدد بھیجي - اوس فوج میں ۴۰,۰۰۰ سپاھیوں کے ساتھہ ۴,۰۰۰ کتے بھي تھے - چنانچہ ان کتوں نے فرنچ کتوں پر نہایت جانبازانہ حملہ کیا -

اسٹریا کے لوگوں نے سنہ ۱۸۸۲ میں ایک خاص نسل کے کتوں کي تربیت و پرداخت کي تھي - یہہ لئے دشمنوں کي کمین گاہوں کا سراغ لگاتے پھرتے تھے - جنرل کریف (روسي) نے جب جیوک کے قلعے پر حملہ کیا تھا تو ترامان لٹیروں کي کمینگاہ کا پتہ کتوں ہی نے لگایا تھا -

(لہا بقیۃ صالحۃ)

تبلیغ اسلام اور ایڈیٹر الهلال

لڑائي کے متعلقات میں تاریخي ' جغرافي ' سیاسی ' علمي وغیرہ معلومات جو جناب اپنے اخبار کے ذریعہ کیواسطے نہایت وضاحت و فصاحت اور کمال حسن بیان کے ساتھہ مہیا کرتے ہیں ' اردو خواں پبلک کیواسطے بیحد مفید ہے - اور ہم سب لوگوں کو آپکا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہیے - اللہ تعالی آپکي عمر اور صحت میں بڑي ترقي عطا فرمائے - لیکن (حاشا اور واللہ باللہ طنزاً نہیں بلکہ صرف بہبودي اسلام و مسلمانان کے واسطے) اسکا افسوس ضرور ہے کہ یہ بے نظیر قابلیت صرف اشاعت اسلام کے لیے منحصر نہ ہوئي جسکي بہت ضرورت ہے - غالباً آپ نے اڈیسن کا " افادہ " مطالعہ فرمایا ہوگا جس میں میں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جزایر فلي پائن میں کسي ہندي عالم کو جانا چاہیے - کیا جناب گروہ علما میں سے کسی خاص موزوں شخص کو ترغیب نہیں دے سکتے کہ وہاں چلا جائے ؟ گو بہت سے لوگ عملاً میري اس رائے کے مخالف ہیں مگر میں تو پھر بھي کہونگا کہ بہ نسبت دوسروں پر اعتراض کرنے کے خواہ وہ اعتراض سچا ہی کیوں نہ ہو ' ہمکو خود اپني اصلاح زیادہ مفید ہے ; بلکہ سچ یہ ہے کہ اگر مجھکو کوئي شے فایدہ پہنچا سکتي ہے تو وہ اپني اصلاح - اور اگر اس کا عملی پہلو ہو تو بہت ہي اچھا ہے -

میں نہایت ادب اور پورے اخلاص سے معافي چاہکر لکھونگا کہ خدا را اب جناب مولوي عبد السلام صاحب ندوي کے مضامین اسٹرایک بند کردیں - جنکو پڑھکر میرا تو دم گھٹنے لگتا ہے - اگر ہم ایسی دلیلوں سے کام لیں تو جدال و قتال باہمي کے جواز اور استحسان کي ہمکو روایتیں صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عمل سے ملسکتي ہیں - اگر اسٹرایک کو ایسا ہی مقبول عمل سمجھا جاے جیسا کہ جناب مولوي صاحب ممدوح ثابت کرنا چاہتے ہیں تو مسلمان طلبا کو تو کوئي مکتب - مدرسہ - اسکول - کالج اپنے دروازے کے اندر نہ آنے دیگا -

آپکا نہایت ادنی خــادم

(نواب حاجي) محمد اسمعیل (خاں صاحب رئیس دتاولي)

مسئلہ قیام الهلال

از جناب مولانا سید مرتضی صاحب (نونہرہ - غازیپور)

الهلال کے بند کردینے کي خبر نے مسلمانوں کي حنین و انین کو فوق فلک الافلاک تک پہنچایا - کوئي دل ایسا نہ تھا جو سینہ میں مضطرب نہو - کوئي اضطراب ایسا نہ تھا جسکي شیون و زاري کي صدا مجیب دعوۃ المضطر کي جناب تک رسائي کي کشمکش نہ کرتي ہو - الهلال کا بند ہونا گویا آفتاب تعلیمات اسلامیہ و مہر ادب وعلوم ' و تحقیق و تدقیق ' و درس حریت ' و دعوۃ صدق و صفا کا ہندوستان سے غروب ہونا تھا - اس پرچہ کي قدر اہل علم کے قلوب سے پوچھیے - اردو زبان کو علمي زبان و ادب کا وہ خلعت آپ ہي کے خامۂ بدائع نگار نے پہنایا ہے - الا نثر غالب و سید احمد خاں - لیکن وہ ابتدا تھي ' ان کو یہ جامہ زیبا ہرگز نصیب نہ تھا - ہر موقع پر نوادر اشعار کا وہ مجموعہ آپ کے حافظہ میں ہے کہ معلوم ہوتا ہے ' صدہا دواوین اساتذہ کے آپ حافظ ہیں - قرآن کریم کي آیات آپ کے نوک زبان ہیں - ملکي مضامین پر آزادي راے کا جو لامع و ساطع حصہ ہے وہ اپني آپ ہي نظیر ہے - فن تفسیر و حدیث کي تنقید و تحقیق کس مرتبہ کي ہے ؟

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مي نگرم

اس کارڈ کو الهلال کے کسي ناحیہ میں ممکن ہو تو جگہ دیجیے

مقالات

كـلاب الحرب !

انسان کی جنگ

اور کتوں کی عجیب و غریب خدمات !

و تحسبهم ايقاظا و هم رقود و نقلبهم ذات اليمين و ذات
الشمال' و كلبهم باسط ذراعيه بالوصيد (۱۸ : ۱۷)

پچھلي ڈاک میں یورپ کے جو اخبارات و رسائل آئے ھیں انسے معلوم ھوتا ھے کہ موجودہ جنگ یورپ میں جرمن فوج "فوجي کتوں" سے بھي کام لے رھي ھے - بلجیم کے حملہ میں کتوں کے کئی دستے اسکے ساتھہ تھے- ریل کی گاڑیوں میں انکي نقل و حرکت کیلیے مخصوص گاڑیاں بنائي گئی ھیں جن میں انکی نشست و برخاست اور خواب و خورش کے الگ آلگ کمرے ھیں !

اس سے پہلے ھندوستان کے اخبار بیں حضرات اُن مضامین کا مطالعہ کرچکے ھیں جن میں فرانسیسي پولیس کے کتوں سے کام لینے کے دلچسپ حالات بیان کیے گئے تھے' اور جو غالباً ابسے تین چار سال پہلے اخبار میں شایع ھوے تھے- چونکہ کتوں کي جنگی خدمات کے متعلق ابتک اردو میں کچھہ نہیں لکھا گیا ھے اسلیے یہ خبر پڑھکر خیال ھوا کہ ایک مستقل مضمون اس موضوع پر شائع کیا جاے -

(انسان کا وفاسرشت خادم)

کتا انسان کا قدیم وفا دار خادم ھے - انسان جب زمانۂ وحشت میں خود جانوروں کي طرح جنگلوں کے اندر زندگي بسر کرتا تھا ' اوسوقت بھي یہ وفا سرشت جانور اوسکي اطاعت اوسي وفا داري کے ساتھہ کرتا تھا ' جسطرح آج بیسویں صدي کے کسي متمدن انسان کي کرتا ھے !

اس زمانے میں اگرچہ وسائل تعلیم کي کثرت اور ذرائع تربیت کي وسعت نے کتوں کو بھي تعلیم یافتہ بنا دیا ھے' لیکن اب تک اونکو عہد وفا کا وہ سبق اچھي طرح یاد ھے' جسکو انسان نے زمانۂ وحشت میں پڑھا دیا تھا -

انسان جب جنگلوں میں وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا تو اوسوقت وہ صرف شکار کي غذا پر زندہ تھا - اس وجہ معاش کي فراھمی میں تیر و کمان کے علاوہ اگر کوئي اور رفیق اوسکي اعانت کرسکتا تھا تو وہ یہی کتا تھا - وھی شکار کو تلاش کرتا تھا' وھي جنگلوں کے گھنے اور گنجان درختوں کے اندر گھس کر اونکو ڈھونڈھتا تھا' وھي پہاڑوں پر سے اونکو نیچے اوتار کر لاتا تھا' اور وھي اونکو پکڑ کے اپنے آقا کے پانوں پر ڈالدیتا تھا -

آج بھي جب کبھي اس عہد وحشت کي یاد تازہ کي جاتی ھے اور متمدن انسان جانوروں کے شکار گاہ سے اکتا کر خود اپنے ابناے جنس کو شکار کرنا چاھتا ھے' تو کتا اوسکا حق رفاقت ادا کرتا ھے' اور اوسکے ساتھہ اوسي وفادارانہ طریقہ سے میدان جنگ کا چکر لگاتا ھے' جسطرح عہد وحشت میں اوسکے شکار کے پیچھے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا !

(امم قدیمہ اور کتوں کی جنگي خدمات)

اب اگرچہ جنگی کتوں کي تعلیم و تربیت کا ایک خاص نظام قائم ھوگیا ھے ' لیکن کتوں سے فوجی خدمت تقریباً تمام قدیم متمدن سلطنتوں نے بھي لی تھي - زمانہ قدیم کی تاریخ جنگ میں کتوں کے جنگي کارنامے نمایاں طور پر نظر آتے ھیں -

سنہ ۳٦۳ قبل مسیح میں جب اجیلاوش شاہ اسپارٹا نے منتھی نیا کا محاصرہ کیا تھا تو اوسوقت اوسکی فوج میں کتوں کي صف بھی نظر آتي تھي -

کمبیس تاجدار ایران نے جب مصر پر حملہ کیا تو یہ وفادار خادم بھی اوسکے ساتھہ تھا - یونانیوں نے بھی ٹراوڈا کے محاصرے میں کتوں کي شجاعت سے کام لیا تھا - مقدونیا کی فوج کي تاریخی جرات کا ذمہ دارانہ کام بھی کتوں کے سپرد کیا گیا تھا - ٹیوٹن کے تمام قبایل عموماً جنگ میں کتوں سے کام لیتے تھے اور اونکو زرھیں پہنا کر اور گلے میں خار دار طوق ڈال کر میدان جنگ میں ساتھہ لے جاتے تھے - فرقہ گالین نے کتوں کا ایک دستہ بنا لیا تھا' اور وہ قدم قدم پر فوجی حیثیت سے اونکے ساتھہ ساتھہ رھتا تھا -

کالاس کے بادشاہ ٹیوبس نے جب اپنے سفیر او رومیوں کے پاس بھیجا تو وہ نہایت تزک و احتشام کے ساتھہ روانہ ھوا - سفیر ذاتی وجاھت کے لحاظ سے نہایت بلند بالا شخص تھا - اوس نے گلے میں ایک طوق پہن لیا تھا' اور کلائیوں میں سونیکے کنگن نظر آتے تھے - ساتھہ ساتھہ گاھن قومي ترانہ گاتا ھوا چلتے تھے' با ایں ھمہ خود سفیر کتوں کے جھرمٹ میں محصور تھا' اور وہ با قاعدہ فوج کي طرح نہایت منظم طور پر اوسکے ساتھہ ساتھہ چلتے تھے !

جب سفیر رومیوں کي فوج میں پہونچا تو رومیوں کو کتوں کي اس فوجي ترتیب و با قاعدگي کا نظارہ نہایت عجیب معلوم ھوا' اور اونھوں نے بھي کتوں کی فوجي تعلیم کا مستقل نظام قائم کرلیا - اس نظام نے اس قدر ترقي کی کہ قلعوں کي حراست کا تمام کام کتوں کے متعلق ھوگیا - عموماً قلعوں کي فصیلوں اور برجوں پر کتوں کا پہرا رھتا تھا - جب دشمن قلعے کے قریب آجاتے تھے تو یہ کتے بھونک بھونک کر فوج کو ھوشیار کر دیتے تھے !

ھرکلانیوم کے کھنڈروں میں جو آثار عتیقہ ظاھر ھوے ھیں' اون میں ایک زرہ پوش کتے کی صورت بھي ھے جو ایک رومن فوج پر پہرہ دے رھا ھے -

قرون وسطی میں رومیوں نے کتوں کي تعلیم و تربیت میں اس سے بھي زیادہ ترقي کي - کتوں سے پہلے صرف حراست کا کام لیا جاتا تھا - اب وہ میدان جنگ میں ایک مسلح بہادر سپاھي کا کام دینے لگے - یہ عام طور پر مسلم ھے کہ جنگ میں سپاھیوں سے زیادہ گھوڑے کام کرتے ھیں' لیکن کتوں کا حملہ خاص طور پر گھوڑوں کی قطاروں پر ھوتا تھا - کتوں کے گلے میں خاردار طوق ڈال دیے جاتے تھے' اور اوس میں بڑي بڑي نوکدار چھریاں باندہ دي جاتي تھیں - یہ مسلح کتے میدان جنگ میں دوڑتے پھرتے' اور سپاھیوں کو اس مخفي حملہ کی اوسوقت خبر ھوتی' جب اونکے گھوڑوں کے پانوں زخموں سے بیکار ھوکر آگے بڑھنے کی طاقت سے محروم ھو جاتے تھے !

کس درجه هولناک ' اور کیسي زهره گداز هوجاتي هے ؟ پهولوں کي سیج پر لیٹنے والوں اور اپنے بستر راحت کے هر طرف همدردوں اور غمگساروں کا جمگهٹا دیکهنے والوں کیلیے میدان جنگ کے زخمیوں کي مصیبت سمجهنا بہت مشکل هے :

تو اگر این نخورده گزند را چه خبر؟

(یورپ میں اسکي ابتدا)

اسلامي ممالک میں جنگ کے سفري شفاخانے اگرچه آغاز تمدن اسلامي هي میں قائم هوگئے تهے لیکن یورپ میں اس طرح کے شفاخانوں کي اولین بنیاد دسویں صدي مسیحي میں ڈالي گئي اس زمانے میں اٹلی مشرقي تجارت کا سب سے بڑا مغربي مرکز تها' اور اطالي تجار بکثرت هر سال مصر اور فلسطین کے شهروں سے گذرتے تهے - بیت المقدس میں جب انکا گزر هوتا تو عیسائي زائروں کي هزارها جماعتیں انکي نظر سے گذرتیں جو ممالک اطالیه سے وهاں هر سال جمع هوا کرتي تهیں وہ سفر کي مشقتوں سے چور هوتیں ' طرح طرح کي بیماریوں میں مبتلا هو جاتیں ' اور ان میں سے اکثر زائر فقر و مرض کے شدائد سے مجبور هو کر وهیں رهجاتے اور نذر اجل هوتے -

اس نظارے نے اطالي تاجروںکے دلونمیں همدردانه احساس پیدا کیا اور سنه ۱۰۳۲ ع میں اُن کي ایک جماعت نے ظاهر بالله فاطمي خلیفۂ مصر سے ان مریض حاجیوں کے علاج کے لیے بیت المقدس میں خیراتي شفا خانه قائم کرنیکي درخواست کي - ظاهر بالله نے نهایت فیاضي کے ساتهه اجازت دیدي ' اور ان لوگوں نے قدیس (سینٹ) یوحنا کي یادگار میں ایک خیراتي شفا خانه وهاں قائم کردیا اور یورپ کے دولت مندوں کي فیاضي نے اُسے بیحد ترقي دي -

عرب جاهلیة کے زمانے میں جس طرح حجاج اور خانه کعبه کي انتظامي خدمات انجام دینے کے لیے مختلف جماعتوں کو سقایه' سدانة ' مجانة وغیره کے مختلف مناصب عطا کیے گئے تهے ' اسي طرح بیت المقدس میں بهي خدام حجاج کا ایک مستقل عمله قائم تها ' جنکو " شهسواروں کي برادري " کہا جاتا تها - جب خدمت زوار کا یه جدید طبي صیغه قائم هوا تو اسکا انتظام بهي ایک جدید اخویت (برادری) کے سپرد کیا گیا جو تمام اخویات کیطرح اپنا مستقل شعار رکهتي تهي - باهمي امتیاز کیلیے کوئی جماعت سیاه چادروں پر سفید صلیب لگاتي تهي' کوئي سفید چادروں پر سیاه صلیب لگا کر نمایاں هوتي تهي - لیکن اس جماعت نے اپنا شعار سفید چادر اور سرخ صلیب کے نقش کو قرار دیا - رفته رفته یه علامت اس جماعت کا عام شعار هوگیا ' اور جو لوگ فوج کے ساتهه طبي خدمات انجام دینے کے لیے جاتے تهے' اونکي شخصیت کو یهي علامت ممتاز کرنے لگي - بالاخر سرخ صلیب (ریڈ کراس) کي علامت خیراتي شفاخانوں کے لیے مخصوص هوگئي -

(صلیب احمر)

یهی جماعت هے جو اب " جمعیة صلیب احمر " کے نام سے پکاري جاتي هے -

اگرچه مذهبي گروہ کي خدمات کیلیے اٹالین تاجروں نے سفري شفاخانه قائم کیا تها - لیکن اسی سے میدان جنگ میں بهي صلیب احمر کي بنیاد پڑگئي -

هنري ڈیران ایک رحم دل پادري تها جو سوئٹزر لینڈ کا باشنده تها سنه ۱۸۵۹ ع میں فرانس اور اسٹریا کے درمیان معرکۂ سلفرینو کي جو مشهور خونریز لڑائي هوئي ' اوس میں وه بهي شریک تها - اس قیامت ... میں مریضوں کے علاوه ۴۰ هزار آدمی زخمی هوے تهے - ا... خود ان مریضوں کي تیمار داري کي تهي' اونکي مصیبتوں کو اپني آنکهوں سے دیکها تها ' اونکے کراهنے کي اواز اپنے کانوں سے سني تهي' اور اس درد انگیز منظر کے مجموعي اثر نے اوسکے دل کو رحم و همدردي کے جذبات سے بهردیا تها - چنانچه وهاں سے پلٹ کر اوسنے ایک کتاب لکهي جسکا نام " یادگار سلفرینو " تها - اس کتاب میں اوس نے جنگ کے ماتمخیز نظارے کا منظر اس موثر طریقه سے دکهایا که هر شخص نے همدردانه جذبات میں جنبش پیدا هوگئي ' اور اس حرکت کي مجموعي رفتار نے دفعتا جذبات رقیقه کا ایک طوفان جد و جهد برپا کردیا !

اول اول خود سوئٹزر لینڈ کي جمعیه خیریه نے رحمدلي سے اس همدردانه جنگ میں اوسکے ساتهه شرکت کي - اسکے بعد یورپ کے تمام شهروں میں مجروحین جنگ کي اعانت کیلیے انجمنیں قائم هوگئیں اور اونهوں نے اس قدر ترقي کي که تمام سلطنتوں نے اونکي حفاظت اور نشو و نما کو اپني آغوش میں لے لیا -

(جنیوا کانفرنس)

چنانچه ۲ جون سنه ۱۸۶۴ع میں تمام دول یورپ کي ایک کانفرنس جنیوا میں منعقد هوئي ' اور ان انجمنوں کے تحفظ و بقاء کا قانون پیش کیا گیا - سلطنت فرانس نے نهایت سرگرمی سے اوسکي تائید کي ' اور ۱۸ اگست کو کانفرنس کے اجلاس ختم هوے -

اس کانفرنس نے مریضوں کي اعانت اور طریق علاج کے تمام مراتب طے کیے' اور تمام وکلاء دول نے اوسکي تصدیق کي - اخر میں ٹرکی' ایران' جاپان' سیام وغیره کی سلطنتوں نے بهي اس کانفرنس کے رزولیوشنوں کے ساتهه اتفاق کیا -

بحري جنگ کے متعلق بهي کانفرنس میں چند دفعات قانوني پیش کي گئي تهیں لیکن ابتک تمام سلطنتوں نے اونکي تصدیق نهیں کي هے ' اور بهت ممکن هے که موجوده جنگ یورپ کے بحري میدانوں میں انکے مسائل تازه هوجائیں -

کانفرنس میں اس انجمن کے متعلق جو قانون پاس کیا گیا اوسکي اهم دفعات حسب ذیل تهیں :

(۱) کوئي سلطنت اپنے فاتحانه یا مدافعانه جنگ میں ان شفاخانوں سے کسیطرح کا تعرض نه کریگي ' بشرطیکه اون میں مریض اور زخمی هوں - فوج نه هو -

(۲) ڈاکٹروں' تیمار داروں' اور شفاخانوں کے تمام متعلقین کي حفاظت هر سلطنت کا لازمی فرض هوگا - مثلاً اگر وه دشمن کے هاتهه میں گرفتار هوجائینگے تو اونکا شمار اسیران جنگ میں نه هوگا دشمن خود اپنے یهاں اون سے طبي کام لے سکتا هے - لیکن اگر اوسکو اونکي ضرورت نهیں هے تو بحفاظت تمام اونکی فوج میں پهونچا دیا جایگا -

باشندوں میں سے جن لوگوں نے زخمیوں کي تیمار داری کي هے ' اون پر جنگي ٹیکس اور تاوان کا بار نه ڈالا جائیگا -

(۳) صلیب احمر کو بلا تخصیص ملک و مذهب هر قوم' هر شخص' اور هر مذهب کے افراد کے زخمیوں کا علاج کرنا هوگا - اگر کسي زخمي کي تیمار داري ناممکن هوجاے تو سپه سالار کا فرض هوگا که اوسکي فوج میں آسے واپس بهیجدے -

(۴) جو زخمي صحت یاب هونے کے بعد بهي جنگ میں شریک هونے کے قابل نهو سکینگے اونکو واپس کردیا جائیگا -

(۶) کوئي شخص زخمیوں کي گاڑیوں سے کسي قسم کا تعرض نکر سکے گا ' البته اگر ان گاڑیوں سے فوج کي تنظیم و ترتیب میں کوئي خلل آئیگا ' یا اوسکے راستے میں رکاوٹ پیدا هوگي ' تو سپه سالار اون گاڑیوں کو دوسرا راسته اختیار کرنے پر مجبور کر سکے گا -

(لها بقیة صالحه)

شئون حربیه

صلیب احمــر

میدان جنگ کے شفاخانے

آجکل لڑائیوں کے میدانوں میں ڈاکٹروں اور تیمار داروں کی جو با قاعدہ جماعتیں زخمیوں کے علاج کیلیے جاتي هیں ' انکو ریڈ کراس یعنے صلیب احمر کہتے هیں ترکوں نے صلیب احمر کي جگهه هلال احمر کا لقب انکے لیے اختیار کیا ہے اورگذشته جنگ طرابلس و بلقان کے موقع پر یه نام بچے بچے کي زبان سے نکل چکا ہے -

موجودہ جنگ یورپ میں بھي هر فوج کے ساتھه صلیب احمر کی جماعتیں مصروف خدمت هیں -

لیکن بہت کم لوگوں کو اس جماعت کے قیام کی تاریخ اور ابتدائي حالات معلوم هونگے - هم چاهتے هیں که ایک مختصر مضمون میں اسکي تاریخ بیان کردیں -

اس مضمون سے قارئین کرام کو اسکا بھی اندازہ هوجایگا که جنگ کے سفري شفاخانوں کي ایجاد مسلمانوں کے عهد تمدن کي یادگار ہے' اور یورپ کي " صلیب احمر " اس سے تقریباً دو سو برس بعد عالم وجود میں آئي تھي -

(عهد قدیم)

فطرت مرض کے ساتھه ساتھه دوا بھي پیدا کردیتي ہے - اس اصول کي بنا پر اگرچه جنگ کي عالمگیر مصیبت کو خود انسان کي فطرت هي نے پیدا کیا تھا' لیکن مجروحین جنگ کي مرهم پٹي کا سامان بھي اوسیکے اندر چھپا هوا تھا :

بیک دست گوهر بیک دست تیغ !

بدو خلقت هي سے انسان کے سر پر مصیبت کا یه بادل چھا گیا' لیکن سب سے پہلے اس ابر غلیظ کے سیاہ پردوں کے چاک کرنے کے لیے جو هاتھه اوٹھا' وہ عورت کا نرم و نازک هاتھه تھا - اسکے رقیق و لطیف جذبات کے همدردانه احساس نے پیش قدمي کي - عورت اگرچه اپنے ضعف فطري کیوجه سے اس پردے کو چاک نه کرسکي تاهم اوس میں اتني قوت ضرور تھي که اپني چادر کو پھاڑ کے اپنے اعزا و اقارب کے زخموں پر پٹي باندھدیتي - خوش قسمتي سے زمانۂ وحشت کي آزادي نے اوسکو میدان عمل میں مردوں کے دوش بدوش کھڑا کردیا تھا' اسلیے وہ اونکے ساتھه میدان جنگ میں بھي جاتي تھي' اور جبکه سنگدل مرد خون کا سیلاب بہاتے تھے' تو وہ اونکو مشک میں بھر بھر کے پاني پلاتي' اونکے زخموں کو دھوتي' اور اونکي کي مرهم پٹي کرتي -

(غزوات اسلامیه)

زمانۂ جاهلیت میں عرب کي عورتوں نے عموماً یه همدردانه شعار قائم کرلیا تھا - عهد اسلام میں اس نے اور ترقي کي' اور میدان جنگ میں عورتوں کي خدمات لازمي هوگئیں - غزوات عهد نبوت و خلفاے راشدین میں عورتوں کي جنگي خدمات نهایت نمایاں هیں-

چنانچه آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم کے روے مبارک کے زخم کا خون حضرت فاطمه نے دھویا تھا ' اور حضرت عائشه نے بھي تشنه کامان جهاد کو پاني پلا کر شرکت جهاد کا شرف حاصل کیا تھا -

جنگ یورپ : صلیب احمر کا شفاخانه اور " بینٹ اگسٹائن " کي راهبات (ننز) - بمقام ماسٹرٹ (بلجیم)

اسلامي تمدن و تهذیب کے زمانے میں اس همدردانه طرز عمل نے نهایت ترقی حاصل کی' اور اطباء کی ایک خاص جماعت مرتب کیگئی جو فوج کے ساتھه ساتھه میدان جنگ میں جاکر طبي خدمات انجام دیتي تھي- یه سفری شفاخانے همیشه فوج کے ساتھه نقل و حرکت کرتے رهتے تھے ' ساتھه هي متعدد اونٹ اور خچر هوتے تھے جن پر زخمیوں کي مرهم پٹي اور مریضوں کے علاج کا تمام سامان لدا هوتا تھا اور انکو "مارستانات نقاله" کهتے تھے - یعنے سفری شفاخانے - (مارستان فارسي کے بیمارستان کا معرب ہے)

سلطان محمود سلجوقي کي فوج کے ساتھه جو سفري شفا خانه تھا' اوسکا تمام طبي ساز و سامان ۴۰ اونٹوں پر آتا تھا ! مورخین اسلام نے عموماً جنگوں کي تفصیل میں شفا خانوں کا بھي خاص طور پر حال لکھا ہے -

تاریخ آل سلجوق میں اسکے نظائر بکثرت ملتے هیں - ابن اثیر' ابوالفداء' اور مقریزی کي تصریحات اگر جمع کي جائیں تو ایک مفصل رساله مرتب هوجاے -

(مصائب جنگ)

لیکن دنیا کا کام تمدن و تهذیب کی برکات سے زیاده همدردي سے چلتا ہے - اس قسم کے سفري شفا خانوں کا سنگ بنیاد عورت نے خالص همدردي کي سطح پر رکھا تھا ' اسلیے اوسکي دیواروں کو بھي همدردي هی کے هاتھوں نے چنا' اور آج هم اوسکو ایک عظیم الشان عمارت کي شکل میں دیکھه رهے هیں !

انساني مصیبتوں میں مرض سب سے بڑي مصیبت ہے - فقر و افلاس کو اگرچه انسان کیلیے ایک عظیم الشان مصیبت خیال کیا جاتا ہے ' لیکن انسان اس حالت میں اوٹھه بیٹھه سکتا ہے ' چل پھر سکتا ہے ' اور اپني قوت کے استعمال سے اپنا پیٹ بھر سکتا ہے - لیکن مرض کي حالت میں وہ بالکل بیدست و پا هو جاتا ہے - علی الخصوص سفر کي حالت میں جب ایک مریض صاحب فراش هوتا ہے ' تو بعض حالتوں میں تو وہ اپنے جیب سے روپیه پیسه نکالنے کي بھي قدرت بھي نهیں رکھتا که اپنے علاج کا سامان خرید کر لاے - لیکن ایک فقیر گلیوں میں گھوم پھر کے اپنے فقر و فاقه کا علاج کر لیتا ہے -

یه عام سفر کے مصائب هیں - لیکن جنگ کي غربت و بیکسی کا اندازہ کرنے کیلیے انکا تصور کافي نهیں - جبکه غضبناک دشمن سر پر اور از خود رفته ساتھي اپني اپني جانوں کی فکر میں هوتے هیں' جب لاشیں گھوڑوں کي ٹاپوں سے روندي جاتي هیں اور سوار کو یه سونچنے کي مهلت بھي نهیں هوتي که کنکر پتھر پس رهے هیں یا انسان کا جسم کچلا جارها ہے ؟ جب زخمیوں کي آهیں اور دم توڑنے والوں کي فریادیں آلات جنگ کے شور اور خونریز قوتوں کے ٹکر کے هنگامے میں بالکل گم هوجاتي هیں' تو کون اندازہ کرسکتا ہے که اس عالم میں زخم اور دکھه کي مصیبت کس درجه درد انگیز'

سیاست رحم دلي کي دشمن ہے ' لیکن ابہے چلے اسکی نسبت کہا جاتا تھا کہ اوسکي رحم دلي سیاست پر غالب ہے - چنانچہ اوسنے چند سال سے پھانسي کے کسي فیصلہ پر دستخط نہیں کیا - جب اسٹریا میں ہیضہ پھیلا تو اوسکے انسداد کیلیے اپني پوري کوشش صرف کي - لوگوں کے یہاں خود تعزیت کو جاتا تھا ' شفاخانوں میں جاکر مریضوں کو دیکھتا اور اونکو تسکین دیتا تھا - جب ہنگري میں طوفان آیا ' تو خود وہاں جاکر لوگوں کو بچانے کیلیے آمادہ کیا - بلکہ بہت سے ڈوبنے والوں کو اپنے ہاتھہ سے بچالیا !

لیکن یہ عجیب انقلاب وقت ہے کہ جس بادشاہ کي رحمدلي اسکو گوارا نہیں کرتي تھي کہ ایک مجرم کو پھانسي دینے کیلیے دستخط کرے ' وہي آج لاکھوں بے قصور انسانوں کے قتل و غارت کا محرک اول ہوگیا !

کہتے ہیں کہ وہ نہایت فیاض اور کریم النفس بھي ہے - زمانہ جنگ میں مجروحین کو خود اپنا وظیفہ دیتا ہے ' اور خود نہایت سادہ سپاہیانہ غذا پر بسر کرتا ہے - اسي ہمدردانہ برتاو کی بنا پر اوسکو اپني رعایا پر کامل اعتماد حاصل ہے - وہ تنہا باہر نکلا کرتا ہے ' بجز سرکاري تقریبوں کے کبھي محافظ فوج اوسکے ساتھہ نہیں رہتي یورپ کے اخبارات میں اسکي رحم دلي اور فیاضي کي حکایتیں ہمیشہ چھپتی رہي ہیں -

ایک مرتبہ وہ اپنے بچپنے کے زمانے میں لیمبرگ کے باغ میں اپنے دادا کے سامنے کھیل رہا تھا - اسي حالت میں ایک پہرہ دار سپاہي پر اوسکي نظر پڑگئي - اوس نے اپنے دادا سے گھبراکر پوچھا : " کیا یہ فقیر ہے ؟ " اسکے دادا نے پوچھا کہ تمہیں اوسکي فقیري کا حال کیونکر معلوم ہوا ؟ جوزف نے جواب دیا " اسلیے کہ وہ اپنے فرائض کو مجبورانہ انجام دے رہا ہے " فرانسیس نے مسکراکر کہا :

" عزیز من ! ہر امیر فقیر کو اپنے اپنے فرائض مجبورانہ ہي انجام دینے پڑتے ہیں یہاں تک کہ شاہنشاہوں کی اولاد کو بھي - لیکن واقعي یہ پہرہ دار محتاج ہے - اس نوٹ کو لو اور اسے دے آؤ "

جوزف نہایت تیزي سے نوٹ لیکر اوسکي طرف بڑھا اور کہا " یہ نوٹ لو - میرے دادا نے تمکو دیا ہے " اس زمانے کے فوجي قانون کي رو سے کوئی سپاہي کسي قسم کا عطیہ قبول نہیں کرسکتا تھا - اسلیے اوس نے سر کے اشارے سے انکار کیا ' جوزف نہایت ناراض ہوا اور اپنے دادا کے پاس جاکر شکایت کي - آس نے کہا کہ جاکر اوسکے کارتوس کي تھیلي میں چپکے سے ڈالدو - لیکن جوزف کا ہاتھہ سپاہي کي کمر تک نہیں پہونچتا تھا ' اسلیے فرانسیس نے اوسکو گود میں اوٹھالیا ' اور اوس نے نوٹ اوسکي تھیلي میں ڈالدیا - اب اوس نے غایت مسرت کے لہجے میں شور مچانا شروع کیا : " سپاہي نے مفلسي سے نجات پالي "

جوزف نے اپني عمر کے پانچ مرحلے طے کیے تھے کہ اوسکے دادا نے انتقال کیا - چھٹے سال اوسکي تعلیم و تربیت شروع ہوئي - اوسکي ماں صوفیا خانداني حیثیت سے عالي مرتبہ اور نہایت دور اندیش اور عاقلہ عورت تھي - اوس نے اپنے بچوں کي تعلیم کي نگراني کا اہم فرض خود اپنے ذمہ لیا - آسٹرین شہزادوں کی تعلیم و تربیت کا ایک خاص قانون تھا جسکو شاہنشاہ جوزف ثاني نے مرتب کیا تھا - اوس نے شاہزادوں کي تعلیم کا پروگرام جن اصولوں پر مرتب کیا تھا ' اوسکي تصریح خود اوسي نے اپنے نہایت جامع الفاظ میں ایک بار کي تھي :

" عام لوگ اپنے بچوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم تعلیم حاصل کرو گے تو ملازمت کے ذریعہ اپني ذات کو فایدہ پہونچاسکوگے - لیکن اگر تم نے علوم و فنون میں مہارت حاصل نہ کي ' تو اس سے ملک کو کوئي نقصان نہ پہونچیگا بلکہ خود تمہیں کو بڑا سے بڑا ضرر پہونچے گا -

لیکن یہ فقرے شاہزادوں کي تعلیم و تربیت پر منطبق نہیں ہوسکتے - کیونکہ وہ علم و جہالت ' دونوں حالتوں میں ملک کے فرمانروا ہونگے ' اسلیے اوسکا نفع و نقصان ملک کو لازمي طور پر پہونچیگا ' پس اونکے لیے علوم و فنون میں کامل مہارت حاصل کرنا نہایت ضروري ہے "

اہل ہنگري اپني زبان کو زندہ رکھنے اور سرکاري زبان بنانے کی کوشش میں ہمیشہ سے مصروف تھے - مگر سلطنت آسٹریا ہمیشہ ہنگري زبان کو حقارت کي نگاہ سے دیکھتی تھي ' اور کوئی آسٹرین بھولے سے بھي اوسکي تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا - لیکن شاہنشاہ جوزف نے بچپن ہي میں اونکی زبان کو سیکھا اور اوس میں اس قدر مہارت حاصل کي کہ اچھي طرح بات چیت کرنے لگا - حسن اتفاق سے سنہ ۱۸۴۷ع میں جب کہ وہ صرف آرچ ڈیوک تھا ' گورنر کے تقرر کی رسم ادا کرنے کیلیے ہنگري آیا - یہ ہنگرین شورش و بغاوت کا ابتدائي زمانہ تھا - اونکي شورش کا مقصد صرف اپني قومیت ' وطنیت ' اور زبان کو محفوظ رکھنا تھا جو اسٹریا کے ساتھہ مدغم ہوتي جاتي تھي - آرچ ڈیوک فرانسیس جوزف نے نہایت دور اندیشي سے اس فتنہ کو فرو کرنا چاہا اور اونکے سامنے ہنگري زبان میں ایک اسپیچ دي - اسپر تمام ہنگرین قوم نے اس زور سے خوشي کے نعرے بلند کیے کہ انکے گلے پڑ پڑ گئے ' اور اپنے قدیم طرز پر اظہار مسرت کیلیے تلواریں نیام سے کھینچ لیں !

چند دنوں کے بعد ہنگري نے آسٹریا کے دائرۂ اقتدار سے نکلنے کے لیے پھر شورش کی ' لیکن وہاں کے گورنر نے اونکو یقین دلایا کہ جس آرچ ڈیوک نے تمہارے سامنے تمہاري زبان میں تقریر کي تھی ' وہ عنقریب آسٹریا کا شہنشاہ مقرر کیا جائیگا - اس خوشگوار وعدہ کا نہایت اچھا اثر ہوا ' اور دفعتاً بغاوت کی آگ بجھہ گئي - چند دنوں کے بعد جب شہنشاہ جوزف کے سر پر تاج شاہي رکھا گیا تو تمام ہنگري نے اوسکي رسم تخت نشیني کا نہایت مسرت سے خیر مقدم کیا - حالانکہ وہ دوسرے بادشاہوں سے عموماً اظہار نفرت کرتے تھے -

اسکي روزانہ زندگي کا حسب ذیل پروگرام ایک اخبار میں شائع ہوا تھا :

پانچ بجے صبح کو اوٹھتا ہے ' اور چاے وغیرہ پیکر کام میں مصروف ہوجاتا ہے - دس بجے سے ۱۲ - بجے تک لوگوں کو دربار میں باریابی کا موقع دیتا ہے - پھر اپنے پرائیوٹ سکریٹریوں سے ملکي معاملات میں مشورہ کرتا ہے - تین بجے کھانا کھاکر سیر و تفریح کي تیاري کرتا ہے ' اور اکثر تھیٹروں میں جاتا ہے - ان تفریحي مشاغل سے فارغ ہوکر دس بجے تھاکے سو رہتا ہے - با اینہمہ مصروفیت اور کسل و تکان کي کبھي شکایت نہیں کرتا - اگر امور ملکي کے انجام دینے سے طبیعت گھبرا جاتي ہے تو چند دنوں سیر و شکار کے لیے باہر نکل جایا کرتا ہے -

وہ یورپ کي تمام زبانوں کا ماہر ہے اور ان تمام زبانوں میں گفتگو کرسکتا ہے - اوس نے ایک مرتبہ فوج کا جائزہ لیا تو اوسکے سامنے مختلف قوموں کے پانچ دستے پیش کیے گئے - اوس نے ہر ایک کے سامنے اوسیکي زبان میں تقریر کی !

تاریخ و عبر

کرہ ارضي کی آتشزدگی کا اولین شعلہ

فرانسس جوزف شہنشاہ اسٹریا

(حیات خصوصی)

معمر ترین حکمران عالم -

وہ آرچ ڈیوک فرانسیس کارل کا بیٹا ہے - ۱۸ اگست سنه ۱۸۲۰ ع میں پیدا ہوا' اور سنه ۱۸۴۸ ع میں جبکہ اسکي عمر صرف اٹھارہ برس کی تھي اسکی تخت نشيني ہوئی - سنه ۱۸۲۷ ع میں اسکے تاج شاہی میں ایک نیا طرہ لگایا گیا - یعنی وہ ہنگري کا بادشاہ بھی بنایا گیا - اسوقت اسکی عمر تقریباً ۹۴ برس کي ہے -

سنه ۱۸۵۴ ع میں اسنے مکسمیلیان ڈیوک آف بافاریا کي لڑکي سے شادي کي جو یورپ کی شاہزادیوں میں عام طور پر ممتاز خیال کي جاتي تھي' اور اسکا حسن و جمال مسلم تھا - اوس کے بطن سے چار اولاد پیدا ہوئیں جنمیں سے صرف دو لڑکیاں آرچ ڈچیز جیز الا اور ماریه زندہ ہیں - سنه ۱۸۹۸ ع میں ملکه پر جب کہ وہ جنیوا میں شاہی کشتی میں جا رہي تھي' ایک اٹالین نو جوان نے دفعتاً حملہ کیا اور قتل کردیا -

شہنشاہ جوزف کے تین بھائی تھے' جن میں سے ایک مکسیک پر حکومت کر رہا تھا' اوس نے ۱۸۶۷ ع میں وفات پائی - دوسرے بھائي کا نام آرچ ڈیوک کارل تھا جس نے سنه ۱۸۹۶ ع میں انتقال کیا - اس نے متعدد اولاد چھوڑي - فرانسیس فرڈیننڈ جو حال میں سراجیو میں قتل کیا گیا' اسي کا لڑکا تھا شہنشاہ جوزف نے پرنس روڈلف کے انتقال بعد اسیکو ولی عہد مقرر کیا تھا' لیکن وہ قطرتاً نہایت نحیف الجثه تھا - ڈاکٹروں نے اوسکو وائینا کے قیام سے منع کردیا تھا - ماہرین سیاست کی راے تھی کہ وہ حزم و تدبیر کے ساتھہ اسٹریا جیسے مختلف العناصر ملک پر حکومت نہیں کر سکتا - اپني اس کمزوري کو وہ خود بھی محسوس کرتا تھا - اسلیے ایک خاموش لطف و مسرت کي زندگي بسر کر رہا تھا -

عام خیال تھا کہ اگر یہي حالت قائم رہي تو اسکي جگہہ شاہنشاہ جوزف کے بھائي ارچ ڈیوک اوٹو کو ولي عہد بنایا جائگا' لیکن سرا جیو نے ہمیشہ کے لیے اوس سے یہ منصب چھین لیا -

شہنشاہ جوزف کا خاندان تمام یورپ میں سب سے قدیم ترین حکمراں خاندان ہے - وہ ۶۳۲ برس سے حکمراني کر رہا ہے' اور یہ ایسا فخر ہے جو دوسرے خاندانوں کو بہت کم نصیب ہوا ہے - اس سلسلہ حکومت کا پہلا تاجدار رودلف وان ہیسبورگ تھا - وہ پہلے جرمني کا ایک کونٹ تھا لیکن سنه ۱۲۷۳ ع میں جرمانیا کا باشاہ مقرر ہوگیا -

اس خاندان نے ایک مدت تک اسٹریا' ہنگري' بوہیمیا' وسط جرمني' ہالینڈ' اٹلي' اسپین وغیرہ' پر حکومت کي ہے اور اوس پر سے ہر قسم کے ملکی انقلابات کا سیلاب گذر چکا ہے - اس وسیع مدت نے مردوں کے ساتھہ عورتوں کو بھی حکومت کرنے کا موقع دیا - چنانچہ سنه ۱۷۴۰ ع جب شاہنشاہ کارل سادس کا انتقال ہوا' اور اوس نے اولاد ذکور میں سے کسیکو وارث تاج و تخت نہ چھوڑا تو اسکی لڑکي ماریا ٹریزرا کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا - حکمراں ہونے سے پہلے سنه ۱۷۳۶ ع میں اوسکي شادی ڈیوک فرنسیس لورین سے ہوئی تھی - اب جب اوس نے تخت سلطنت پر قدم رکھا تو اوسکا شوہر ڈیوک فرنسیس اول شاہنشاہ بنایا گیا' یہي فرنسیس ہے جسکی اولاد آج تک بر سر حکومت ہے - اسلیے اسٹریا کے موجودہ خاندان شاہي کو ہیسبورگ لورین کہا جاتا ہے -

شاہنشاہ جوزف کا سالانہ وظیفہ ۹۳۰,۰۰۰ لنی ہے' اس رقم میں سے اوسکو نصف آسٹریا اور نصف ہنگری کے خزانہ سے ملتا ہے - وائنا اور بوڈا پسٹ میں اوسکےلیے متعدد محل تعمیر کئے گئے ہیں' اور پیرانہ سالي' تجربہ کاری' اور زمانہ شناسی کے لحاظ سے وہ یورپ کے تمام بادشاہوں میں نہایت موقر اور قابل احترام خیال کیا جاتاتھا لیکن افسوس کہ موجودہ جنگ یورپ میں خونریزي کا پہلا قدم اوٹھا کر اسنے اپني ہشتاد سالہ عزت یورپ کے بڑے حصے میں برباد کردي ہے -

فنون لطیفہ کے ساتھہ نہایت دلچسپي رکھتا ہے - بالخصوص مناظر طبیعیه کا شیفتہ ہے - ساتھہ ہي فنون سپہگري میں بھي اسے خاص شہرت حاصل ہے - اوس نے اکثر میدان جنگ سے پیچھے ہٹ جانے پر موت کو ترجیح دي' چنانچہ معرکہ سلفر نیو میں جب اسٹرین فوج نے جنرل ہیس کی سپہ سالاری میں فرنچ اور سارڈینین فوج کی متحدہ فوج سے مقابلہ کیا اور جنرل ہیس نے بعض جنگی مصالح کی بنا پر فوج کو بھاگنے کا حکم دیدیا' تو شاہنشاہ جوزف کی بہادري نے اس ہتک کو گوارا نہ کیا اور خود فرنچ توپوں کی باڑھ کے آگے سینہ سپر ہوکر کھڑا ہوگیا' جو نہایت تیزي کے ساتھہ پیچھے ہٹنے والي اسٹرین فوج پر گولے برسارہی تھیں !

ایک مرتبہ وہ سرسبز کھیتوں کے درمیان گذر رہا تھا - اوسکو دو شخص نظر آے جو پالو جانوروں کو شکار کیلیے چرانا چاہتے تھے - جب ان دونوں نے شاہنشاہ جوزف کو دیکھا تو آکر پانوں پر گرپڑے اور روکر کہا :

" ہمارا خاندان بہت بڑا ہے - صرف زراعت سے گذر اوقات نہیں ہوسکتي - پہلے ہم فوج میں ملازم تھے' اب موقوف کردے گئے ہیں - اسلیے اس جرم کے ارتکاب پر مجبور ہو گئے "

شاہنشاہ جوزف نے اونکا نام و نشان پوچھکر ان کو واپس چلے جانیکی اجازت دي - وہ چلے گئے' مگر مواخذہ کا خوف دامنگیر تھا - اسکے بعد شاہنشاہ نے اونکے پاس فرمان بھیجا جسکے ذریعہ اونکو شکار گاہوں کا نگراں مقرر کیا گیا - فرمان کو پہلے تو وہ وارنٹ گرفتاري سمجھے لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے اونکی صداقت اور فوجي خدمات کے صلے میں ایک موزوں تر منصب عطا کیا ہے !

ایک روز وہ شونبرن کو جارہا تھا' راستے میں فائر بریگیڈ ملا جو کہیں آگ بجھانے کیلیے جا رہا تھا - اوسکے گھوڑے کیچڑ میں پھنس گئے تھے -

وہ دفعتاً رک گیا' بادشاہ نے خود اپني گاڑي کے گھوڑے کھلواکے اوس میں جتوادیے - ان گھوڑوں نے فائر بریگیڈ کو کیچڑ سے نکالا' اور مقام آتشزدگی تک پہنچا آے - شہنشاہ خود کرایہ کي گاڑي پر سوار ہوکر چلا گیا !

انعامي مضامين سے مقصود يه هے كه كسى موضوع يا عنوان كو متعين كر كے اهل قلم كى خدمت ميں پيش كيا جاے تا كه وه اسپر فكر ازمائى كريں' اور پھر بهتر و امثل مضمون كيليے ايك اعلان كرده رقم پيش كى جاے - اسليے نہيں كه وه اسكا معاوضه هے بلكه محض بغرض امتياز و تشويق و تحريص -

يه ايك نهايت عمده طريقه هے جس سے ارباب قلم ميں تحرير و تصنيف كا شوق پيدا هوتا هے - يورپ كے اخبار و رسائل اور مجالس و مجامع كو پبلک كي طرف سے بڑي بڑي رقميں دي جاتي هيں تاكه وه انعامي مضامين كا اعلان كر سكيں - وهانكے اخبارات خود بهي اس قابل هوتے هيں كه علمي اولوالعزميوں ميں حصه ليں اور اپنے اداره كے طرف سے گرانقدر رقوم ارباب علم و ادب ميں تقسيم كريں -

على الخصوص جب كبهى كوئي نئي اختراع يا علمي تحقيق شائع هوتى هے اور اسكى تكميل و ترقي كيليے ارباب علم اور عام پبلک كي توجهه مطلوب هوتي هے تو عموماً اس كام ميں سب سے زياده مدد انعامي مضامين كے مقابلوں هي سے ملتي هے اور انعاموں كى تعداد اور مقدار ميں خود اخبارات و رسائل كا باهمي مقابله شروع هو جاتا هے - مثلاً كئى سال سے تمام يورپ كے اخبارات و رسائل پر هوائى جهازوں كے تجارب كا ايك بحران علمي طاري هے - جنگ سے پہلے كوئي هفته ايسا نہيں جاتا تها كه كوئى نه كوئي انعام انكے متعلق شائع نه كيا جاتا هو - صرف ايك اخبار " ڈيلى ٹيلي گراف " لندن نے تين سال كے اندر ۱۲ - بڑے انعام تقسيم كيے جنكي رقوم كي مجموعي تعداد ۳ - هزار پونڈ سے زائد تهي - پهر وه عظيم الشان انعام اسكے علاوه هے جو ڈيلى ٹيلي گراف نے پچهلے سال هوائي مسابقت كيليے انگلستان ميں تقسيم كيا تها !

افسوس كه هندوستان ميں يه باتيں ابتك خواب و خيال هيں - يہاں كے اخبارات كو دست سوال كي وسعت اور طبع دريوزه گر كى فلاكت سے اتني مهلت كہاں ملتي هے كه انكے بڑهے هوے هاتهوں ميں دوسروں كيليے بهى كوئي بخشش هو؟ ان ميں سے اكثر اپني فلاكت و درماندگي سے مجبور هيں اور بعض اپني طبعيت سے - پبلک نے ابتك علم و ادب اور مطبوعات و مصنفات كي حقيقت نہيں سمجهى هے - وه هميشه اس فكر ميں رهتي هے كه ڈيڑهه روپيه ميں سال بهر تك سب سے زياده سياهي اور كاغذ كون ديسكتا هے ؟

ليكن ان تمام باتوں سے بهى زياده افسوس ناک امر يه هے كه اگر بهتر سے بهتر اسباب جمع بهي هوجائيں تو ملک ميں بدبختى سے صحيح دلچسپي لينے والي كوئي جماعت نہيں هے - يہاں اخبار كے معنى يه هيں كه ايك مشين بصورت انسان جو پرنٹنگ مشين كي آخرين ايجاد كي طرح خود هي كاغذ كاٹتي هے' خود هي چهاپتى هے' خود هي مرتب كرتى هے' خود هي موڑتي هے' غرضكه سب كچهه خود هى كرتي هے - پهر انعام كے معني بهى يہاں يهي هوسكتے هيں كه خود هي عنوان تجويز كيا جاے' خود هي رقم معين كي جاے' اور پهر خود هي لكهكر بعد انقضاے مدت مقرره رقم وصول بهي كرلي جاے :

خود كوزه' خود كوزه گر و' خود گل كوزه !

آغاز اشاعت الهلال سے همیں كئي ايسے سلسلے كے اجرا كا بارها خيال هوا مگر اهل قلم كي بے توجهي اور اكثر حالتوں ميں بد مذاقي نے مايوس كرديا -

ليكن آج اس خيال سے كه اگر خشک علمي مضامين اور تحقيق طلب مذهبي مقالات كيليے ارباب قلم طيار نہيں هيں تو اقلاً ادب و انشاء كے ميدان ميں تو آسكتے هيں' اس تصوير كو شائع كرتے هيں' اور اردو ادب و شعر كے با مذاق حضرات كے آگے صرف فكر و خيال كا ايك نيا ميدان كهولتے هيں - اس اولين تجربے پر آينده كے ارادے موقوف هيں -

هم سے پہلے ايك اهل قلم كو هم سے بهي زياده مصيبت پيش آئي تهي :

روستگري پيشه كن و مطربى آموز
تا داد خود از كهتر و مهتر بستاني !

الحمد لله كه گو بعض ابناے عصر نے اپنے تئيں يہاں تک بهي پهنچا ديا هو مگر همیں اسكي ضرورت نہيں هوئي هے' اور اگرچه علمي و مذهبي مضامين كي جگه محض ادب و شعر كي دعوت دينا همارے ليے ايك طرح كا تنزل هو - تاهم في نفسه اسكي ضرورت سے بهي انكار نہيں كيا جا سكتا -

كچهه عرصه پہلے عالم ادب و شعر كے هم خود بهي ره نورد تهے اور الهلال كي اشاعت كے وقت اراده تها كه خالص ادبي و شعري افكار و مقالات كا بهي اسميں غالب حصه هوگا - ليكن آگے چلكر معلوم هوا كه يہاں ايك كے هو رهنے كے سوا چاره نہيں' اور بالاخر عالم جذبات و حسن و عشق سے الگ هوكر صرف اصلاح و مذهب هى پر قناعت كرليني پڑي - شايد هم اب بهي اس كام كو كرسكتے هيں مگر نہيں كرتے - و لله در ما قال :

رند هزار شيوه را طاعت حق گران نبود
ليک صنم به سجده در ناصيهِ مشترک نخواست

اگر ارباب ذوق نے اس تجربے ميں ساتهه ديا تو انعامي مضامين كا سلسله هميشه جاري رهيگا اور پهر علمي و مذهبي تحقيقات كے عنوان بهي پيش كرينگے -

(نغمۂ حسن و طبل جنگ)

اس مرقع كا موضوع تخيل " نغمۂ حسن و طبل جنگ " هے - حسن و عشق كي دنيا بهي ايك معركه زار هے مگر وهاں كے اسلحۂ و الات آور هيں - وه جنگ جسميں لوهے كي تلوار اور چمڑے كي ڈهال سے كام ليا جاتا هے' بظاهر اس سے كوئي ربط نہيں ركهتي' ليكن اس تصوير ميں دونوں چيزيں جمع كردي گئي هيں - حسن كي محو و بيخود نگاهيں تلوار پر جهكي هوئي هيں :

سر دوستاں سلامت كه تو خنجر آزمائي !

انعامي موضوع بحث يه هے كه صرف يه مرقع اور اسكا عنوان شائع كرديتے هيں اور اسكے تاريخي ماخذ اور تمام جزئيات مرقع كے متعلق كچهه نہيں بتلاتے - ارباب ذوق و فكر اس مرقع كو سامنے ركهكر اظهار خيال كريں اور جس پہلو كو زياده نماياں پائيں بحث ميں لائيں - آخر اكتوبر تک تمام مضامين آجانے چاهئيں - جو مضمون سب سے زياده بهتر و ارفق اور موضوع مرقع پر حاوى كا' اسكے ليے ايك گنى نقد اور ايك گني قيمت كي مجلدات الهلال پيش كي جائيگي -

مضامين صاف اور خوشخط لكهے هوں - ورق كے صرف ايك صفحه پر لكهے جائيں - انعام صرف خريداران الهلال كے حلقه ميں محدود رهيگا -

اقتراح ادبی و شعری

نغمۂ حسن و طبل جنگ!

دعوت تسابق افکار و تنافس اقلام

و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! (۸۳ : ۲۶)

انعامي مضمون - درگنی کا پہلا سلسلہ : " مواضیع ادبیہ " ۳۱ - اکتوبر تک -

آجکي اشاعت کے ساتھہ ایک دلچسپ مرقع شائع کیا جاتا ہے جو کلکتہ کے ایک دقیقہ سنج اور مشاق مصور کے قلم سحر کار کا نتیجہ ہے - اور ایک عمیق و وسیع حسن تخیل' تفحص تاریخی ' اور فکر شعري نے اسکا خاکہ کھینچا ہے -

بظاہر اس مرقع کو دیکھیے تو صرف دو تصویریں ہیں جنہوں نے زیادہ سے زیادہ ایک صفحہ کی دس بارہ انچ جگہ روک لی ہوگي- لیکن ارباب نظر اگر چاہیں تو انکے صرف ایک گوشۂ نگاہ ہي کے اندر صدہا صفحوں کے صحائف معاني اور دفاتر سوانح و حوادث پڑھلے سکتے ہیں :

احوال ما ز حوصلۂ نامہ بیش بود
لختے ز حال خویش بسیما نوشتہ ایم !

عالم جذبات و حسیات کے صدہا مطالب ہیں جنہیں ہزارہا صفحوں پر پھیلاکر لکھیے جب بھي سمٹ نہیں سکتے - لیکن اگر ایک سیماء گویا ' ایک چشم سخنور ' ایک نگہ ناطق ' ایک غمزۂ معني طراز' ایک جمال فکر اندیش' سامنے آجاے تو انکے درس و فہم کیلیے صرف ایک لمحۂ نظارہ هي کافي ہوتا ہے - بلکہ اس سے بھي کم - یہ ایک ایسي حقیقت ہے جسکي ہر صاحب حال فوراً تصدیق کریگا -

ارسطو اگر شرم و حیا کے واردات و اثرات کا فلسفہ مرتب کرتا اور دس ضخیم جلدیں لکھہ جاتا ' جب بھي آپ کچھہ نہ سمجھتے- لیکن کسي کے چہرا محجوب اور نگہ شرمگیں کا ایک نظارہ آپکو سب کچھہ سنجھا دیتا ہے ' اور حقائق حسن و عشق کے وہ وہ اسرار و غوامض خود بخود حل ہوجاتے ہیں جو دنیا بھر کے حکیموں اور فلسفیوں کي زبانیں ملکر بھي حل نہیں کرسکتي تھیں !

آپ کے نزدیک علم البرق کا سب سے بڑا ماہر وہ ہے جسنے کسي وسیع علمي عمارت کے اندر بڑي بڑي کتابیں اور بڑے بڑے آلات دیکھے ہوں - لیکن میري نظر میں اس کي حقیقت اوس خوش نصیب سے بڑھکر کوئی نہیں جانتا جسے کسی جمال آتشیں کي ناگہانی جلوہ تابی کے نظارہ کا بار بار موقعہ ملا ہے ' اور ہمیشہ اسکے خرمن صبر و شکیب پر بجلیاں گرتي رہي ہیں - و کل حزب بما لدیہم فرحون :

نہ دانم تا چہ برق فتنہ خواہد ریخت بر ہوشم
تصور کردہ ام بگسستن بند نقابش را

* * *

یہي نکتہ ہے جو فن تصویر و رسوم کو تحریر و کتابت پر ترجیح دیتا ہے - قدیم مصري ہیرو غلیفي (نقوش مصورہ و ممثلہ) کے ذریعہ خط و کتابت کرتے تھے اور یقیناً ہم سے زیادہ عقلمند تھے

دشمن کے ہجوم کي تصویر کھینچنے میں ہم صفحے کے صفحے صرف کردیتے ہیں اور پھر بھي اپنے چشم و دماغ کو مخاطب کے سر میں نہیں رکھہ سکتے - لیکن وہ ایک شمشیر بکف سپاہي کو مکان کے دروازے پر کھڑا دکھلا کر ہم سے زیادہ بہتر درس مطالب پر قادر تھے - جذبات و واردات ' حوادث و سوانح ' اور مظاہر طبیعیہ و تغیرات فطریہ کے بیان میں ہزارہا صفحے ایک طرف ' اور ایک انچ کی چھوٹي سي تصویر ایک طرف ! ہومر نے کسقدر صرف فکر و تصور کے بعد محاصرہ ترواے کے چند معرکے دکھلاے اور ہومر اعظم ہو گیا ؟ لیکن ایک مصور پنسل کی چند لکیریں کھینچکر دو چار منٹ کے اندر اس سے زیادہ جنگ کے میدان دکھلا دیسکتا ہے' مگر دنیاء کا معیار فضیلت دوسرا ہے -

علی الخصوص انساني جذبات و خواطر اور عالم عواطف و حسیات کے اظہار کے لیے تو زندہ انسانوں کے بعد صرف تصویر ہي ایک ایسي شے ہے جو دل کے چھپے ہوے راز دوسرے دلوں تک منتقل کر دیسکتي ہے -

واقعہ نویس اور شاعر کے کاموں کو مصور سے وہي نسبت ہے جو ایک فلسفی کے فلسفۂ حسن کے مقابلے میں خود ایک روے جمیل و حسین کو حاصل ہو سکتي ہے - اسي لیے شعر کي ساري فضیلت اسمیں ہے کہ وہ تصویر ہو -

* * *

یہ مرقع جو آپ دیکھہ رہے ہیں ' اس بیان کي تصدیق کر سکتا ہے - تاریخ و وقائع' سوانح و حوادث' عجائب تصادفات' نیرنگي انقلابات' حسن و عشق کي کرشمہ سازي' جذبات متضادہ و متباینہ کي کشا کش ' اور قلمرو حسن و عالم سیف و سناں کي باہمي آویزش ' یہ سب کچھہ اسمیں موجود ہے' اور ان سب سے زیادہ روح شعر و موسیقي کي وہ معنویت اعلی جسکے اظہار سے مورخ کا قلم' خطیب کی زبان' مطرب کي ترانہ سنجي' اور شاعر کي فکر' سب عاجز رہجاتے ہیں ' اگرچہ وہ سب اسکي طرف اشارہ کرتے ہیں اور اسکے ضروري اجزاء مہیا کردیتے ہیں !

انعامي عناوین و مضامین

اردو زبان میں " انعامي مضمون " کي ایک نہایت سخیف و عامیانہ ترکیب رائج ہو گئي ہے' اور غالباً رسالۂ " حسن " حیدرآباد کي بہت سي عمدہ یادگاروں کے ساتھہ یہ ایک ناگوار لغوي صناعة بھي باقي رہگئي ہے - اس قسم کی ترکیبیں میرے مذاق سے بالکل دور ہیں' لیکن چونکہ رائج ہو گئي ہے اسلیے مجبوراً لکھنا پڑتا ہے - کسي عمدہ ترکیب سے اسے بدلدینا چاہیے -

[اشتہار بقیہ صفحہ تیسرے کا]

ہالي کلاس فانسي - لیڈیز و جنٹلس، ورسٹ واچ - اصلي قیمت دس روپیہ رعایتي تین روپیہ چودہ آنہ

سلورکیس - ۴ روپیہ چودہ آنہ -
اسے اچھي چیز - چھہ روپیہ -
نیکل سلور کیس - اناسل ڈالل -
ایک جوڑے کي اسکراپ مفت دیجاتي ہے -

بي - اس - ننلي - اینڈ کمپني نمبر ۱-۳۹ - دھرمتلہ اسٹریٹ

ھندوستاني دوا خنہ دھلی

— * —

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کي سرپرستي میں یوناني اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسي کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار، صفائی، ستھرا پن، ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ:

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت

(خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

ترجمہ تفسیر کبیر اردو

——:o:——

حضرت امام فخر الدین رازي رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جس درجہ کي کتاب ہے، اسکا اندازہ ارباب فن ہي خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہ ہوتے تو صدہا مباحث و مطالب علیہ تھے جو ہمارے معلومات سے بالکل مفقود ہوجاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا، ترجمے کے متعلق ایڈیٹر الہلال کي راے ہے کہ وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب ومربوط ترجمہ ہے "

لکھائي اور چھپائي بھي بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھہ نسخے دفتر الہلال میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے قیمت دو روپیہ تھی اب بغرض نفع عام - ایک روپیہ ۸ - آنہ کردي گئي ہے -

درخواستیں : منیجر الہلال - کلکتہ کے نام ہوں -

حرمین شریفین کی زیارت

— * —

مولانا الحاج خان بہادر محمد عبد الرحیم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ سرپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈیا -

یہ سفرنامہ یورپ کے اعلي درجہ کے سفرناموں کے مطابق نہایت عمدہ کاغذ پر صحت اور صفائي کے ساتھہ خوشخط طبع ہوا ہے ممالک اسلامیہ مثلاً عرب، شام، فلسطین، مصر، عراق وسط عرب و نا معلوم عرب کے دلچسپ اور ضروري حالات نہایت خوش اسلوبي سے سلیس و بامحاورہ اردو میں قلمبند کردیے ہیں - فاضل مصنف کی دوران سفر میں اعلی سے اعلی ترکي افسروں سے ملاقات ہوئی اور ان جانبازوں نے اسلامي ممالک کے نہایت دلچسپ حالات فراہم کرنے میں مصنف کي دلي تائید کی، کتاب کی کل صفحات تخمیناً آٹھہ سو ہیں اور پھر بیس ہاف ٹون عکسی تصاویر مقامات مقدس کے بھی ملحق ہیں - قیمت صرف تین روپیہ -

المشتہر

عبد الرحمن بکسیلر و پبلشر شوکت اسلام پریس کنٹونمنٹ بنگلور

بیوٹیز اف اسلام

اسلام کي خوبیوں پر دیگر مذاہب کے احباب کي گرانقدر رائیوں کا مجموعہ -

ہر شیدائي اسلام کو اسکا ایک نسخہ ضرور رکھنا چاہیے -

سنہري جلد - عمدہ چھپائی - قیمت صرف ۸ آنہ -

المشتہر:— نور لائبریري - ۱۲/۱ سیرانگ لین - کلکتہ

خالص اسلامی ترکی ٹوپی - ساخت قسطنطنیہ و مصر

ترکی ٹوپي - ہر قسم کي ملائم و چڈلی اسٹر دار، ہر رنگ و ہر سائز کي مبلغ ایک روپیہ سے تین روپیہ تک کی قیمت کا موجود ہے،

کلپاک - انور پاشا ٹوپي - خاکي سبز کاہی و سیاہ رنگ کی قیمت ۴ روپیہ و تین روپیہ آٹھہ آنہ -

خادم قوم - ایس - ایف - چشتي اینڈ کمپنی دہلی
سول ایجینٹ براے ہندوستان
فبریقہ ہرکہ - ہمایونی - معمولاتی قسطنطنیہ فبریقہ نیشنل
ایجپشین - ڈمي تاربوش - قاہرہ مصر

بريد فرنگ

" ٹائمز " كاغذ كي كميابي پر بحث كرتے هوے لكهتا هے ' " يه ظاهر هے كه اسوقت كاغذ كي جتني مانگ هے اس سے كاغذ كي مجموعي فراهمي بهت كم هے - كاغذ كي قيمت ميں ٧٥ فيصدي كا اضافه مطابع كي تجارت كے ليے عموماً اور اخبارات كے مالكوں كے ليے خصوصاً ايك سنگين معامله هے ليكن اس گراني كے مسئله سے بهي زياده اهم يه سوال هے كه اسوقت جبكه يورپ ميں كاغذ سازي كے ليے لكڑي كے مغز (ارڈ پلپ) كي آمد و رفت بند هے ' تو كيا يه اميد كي جاسكتي هے كه آينده گراں تر قيمت هي پر سهي مگر بهرحال كاغذ ملتا رهيگا ؟

بهترين ذرائع اطلاع كے بموجب لكڑي كے مغز كے اسٹاك كا خرچ ١٥ هزار ٹن سے بڑهكے ١٩ هزار روزانه تك پهنچگيا هے - رزروائر (محفوظ خزانے) ميں معمولي شرح صرف كے لحاظ سے ١٠ - هفته كا سامان رهتا هے - ليكن آجكل خرچ كا جو اوسط هے ' اسكے حساب سے تو رزروائر بهي ٦ هفته سے زياده نهيں چلينگے -

---

قرون وسطي نے اپنے هر قسم كے وحشيانه اور خود غرضانه جذبات كے ليے مذهب كو آڑ بنايا تها - موجوده زمانے نے مذهب كے بدلے تهذيب و تمدن كو انتخاب كيا هے - چنانچه اسوقت بهي جبكه تهذيب و تمدن كي بستياں تاراج اور انسانيت كا قتل عام هو رها هے ' هر طرف سے جو صدائيں آ رهي هيں ' وه حفظ تهذيب ! حمايت تمدن ! ! اور انتقام انسانيت هي كي هيں ! الله ! الله

يقولون بافواههم ماليس في قلوبهم

اس حقيقت كو ايك انگريز آزاد مقاله نگار كا قلـــم اسطرح بے نقاب كرتا هے :-

"جنگ كا جو سبب عام طور پر بيان كيا جاتا هے وه اسقدر دم لڑائي كي اصلي اور حقيقي وجه هوتي هے كه هم بےتكلف يه اصول قرار ديسكتے هيں كه جنگ كا جو سبب بهي علانيه بيان كيا جاے وه محض حيله هے -

صليبي لڑائياں بلكه خود تحريك " اصلاح " كے متعلق جو جرمن سے شروع هوئي اور پهر انگلستان اور فرانس تك پهيلي ' جب شهادتيں لي گئيں تو ثابت هوا كه محض ايك نمايش و نمود تهي ' اور در اصل اس پرده ميں دنيوي اور مقصد مخفي تها -

مثلاً جيمس دوم نے ٹيسٹ ايكٹ (قانون امتحان) كي تنسيخ كے وقت " تسامح " اور " حريت ضمير " كي وكالت كي مگر يه محض ايك حيله هي حيله تها - اب هم كو معلوم هوا هے كه اسكا مقصد صرف يه تها كه اس بهانه پارليمنٹ ميں كهيتولك عنصر در رو شناس بلكه غالب كيا جاے - هر قوم جب كارزار ميں اترتي هے تو اپنے اس فعل كے جواز كے ليے قابل قدر اسباب كي جستجو كرتي هے مگر يه كوشش بالكل عبث هے - جو جنگ ضروري هے وه جائز اور بجا هے ' گو اسكے ليے خود ساخته شاندار اسباب نه هوں "

موجوده جنگ چاهے مالي حيثيت سے دنيا كے ليے مضر بلكه مهلك ثابت هو مگر اخلاقي حيثيت سے تو وه اپنے اندر عبرت و بصيرت كا ايك بهترين ذريعه هے -

شاهنشاه آسٹريا كل تك يورپ كا "سب سے زياده محترم معمر انسان " تها مگر آج اعلان جنگ كے بعد وه جس شكل ميں همارے سامنے پيش كيا جارها هے اسميں ايك محترم متمدن انسان كے بدلے ايك سفاك ' عياش ' پسر كش ' اور بد عهد ' انسان كے خال و خط زياده نماياں هيں !

اخبار " نيشن " شهنشاه آسٹريا كے متعلق لكهتا هے :

"اسكي تاريخ كيا هے ؟ يه ايك دلچسپ سوال هے - فرانسيس جوزف (شهنشاه آسٹريا) نے اپني بے اصول ماں كي آغوش ميں پرورش پائي تهي ' اور اسكے اتاليق كونٹ بمبيل نے برائي ميں هميشه اسكي حوصله افزائي كي تهي - ١٨ - سال كي عمر ميں اسكے سر پر شاهنشاهي كا تاج ركها گيا - اس نے سب سے پہلے روس كي مدد سے بسر كردگي كرنتهه اهل هنگري كے دبانے كي كوشش كي - تمام ملك هنگري قتل و خونريزي كا وحشت ناك منظر بنگيا - ٢٥ جنرل قتل هوے ' هزارها انسان بندوق كا نشانه بنے اور پهانسي كے تختے پر لٹكائے گئے - اسطرح فرانسيس جوزف انساني خون كے سيلاب سے گذرتا هوا تخت شهنشاهي پر آكے بيٹها -

ليكن هزارها نا كرده گناه انسانوں كا خون رائگاں نهيں گيا - بالآخر انتقام كي ديوي " نيمسيس " نے اسكا تعاقب كيا - سب سے پہلے اسي ملك پر آفت نازل هوئي جسكے ليے خون كا هولناك دريا بهايا گيا تها - "المبارڈي" اور "سالفرنيو" دو مقام اسكے هاتهه سے نكل گئے -

اسكے بعد كو نگرٹيز كا چركه لگا - اور آخر ميں ايك مشهور تاريخي شهر وينس بهي چهن گيا -

انتقام كا دائره اسكي قلمرو تك هي محدود نه رها ' بلكه اسكي خانگي زندگي بهي تلخي اور ماتم گساري ميں كٹي - ليكن اسكا بهي ذمه دار وه خود هي هے -

قدرت نے يورپ كي ايك حسين و جميل ترين عورت كا هاتهه اسكے هاتهه ميں ديا - فرانسيس جوزف اپني عم زاد بهن اليزبتهه آف بيوريا سے شادي كرنے ميں كامياب هوگيا - مگر اس نے اس مسرت و شادماني كو اسطرح خاك ميں ملايا كه ايك مشهور آسٹرين ايكٹرس " فرار وال " نامي كو " اشل " ميں بطور داشته عورت كے ركهليا - اس صدمه سے اسكي حسين و جميل ملكه ٹريسٹ بهاگ گئي -

اگرچه حسين اليزبتهه شاهي كشتي پر ايك دن كے ليے هانبرگ واپس آئي - مگر در اصل ٹريسٹ كي روانگي كے بعد سے اپنے بوالهوس اور بے وفا شوهر كے ساتهه ايك دن بهي نه رهي - اور بالآخر لواسين ميں قتل هوگئي -

قدرت نے اولاد كے بارے ميں اس سے بخل نهيں كيا ـ رودلف اسكا بيٹا تها اگرچه اكلوتا - نه كوئي دوسرا بهائي اور نه كوئي بهن - مگر اسكا كيا انجام هوا ؟ ميرلنگ ميں خود كشي اور ايك غم انگيز افسانه جو آج تك كسي كي سمجهه ميں نه آيا ! (رودلف كے قتل پر يه مشهور كيا گيا تها كه اس نے خود كشي كرلي هے مگر ايك شهزادي نے مالي پاست يعني ميري سرگذشت كے نام سے جو كتاب شائع كي هے اس سے ثابت هوتا هے كه خود باپ هي نے اپنے بيٹے كو قتل كرديا - يه اسليے كه هنگري كا بادشاه نه هونے پاے جسكے ليے وه خفيه طور پر پوري طرح تياريان كرچكا تها -)

اسكے بعد اسكا بهتيجا ولي عهد هوا -

مگر ابهي انتقام كي ديوي كا غصه فرو نهيں هوا تها - جس چراغ كے گرد برسوں سے اميديں پروانه وار طواف كر رهي تهيں اسے سراجيوا ميں ايك سروي طالب علم كے هاتهه نے گل كرديا !

پس اگر فرانسيس جوزف دنيا ميں شاهي هستي كا ايك غمزده اور اپنے هاتهه سے اپني خوشي كو خاك ميں ملانے والا نمونه بنكے رها تو كوئي تعجب انگيز امر نهيں هے - اسوقت انسانيت جس عالمگير مصيبت ميں مبتلا هے - يه بهي اسكے دل كي پيرانه كمزوري كا صدقه هے "

مفت　　　مفت　　　مفت

ایک عجیب غریب موقعہ
اصلی چیزیں - کم قیمت - نایاب - اسباب

۲۱ اکتوبر تک

نئی قسم کا رسٹ واچ -

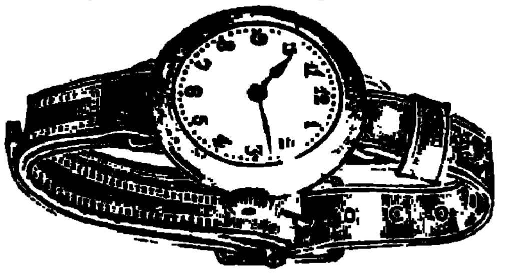

(گارنٹی ۲ سال)

نہایت خوبصورت - نکل سلور کیس - مضبوط کیلس چال وقت ٹھیک دینے والی - چمڑہ ولایتی نہایت ملائم - قیمت اصلی ۱۲ روپیہ -

رعایتی قیمت ۴ روپیہ ۱۴ آنہ آکسیڈ ایزڈ اسٹیل کیس ۰ ۵ روپیہ ۴ - آنہ -

سلور کیس ۶ روپیہ عمدہ سلور کیس ۶ روپیہ ۸ آنہ سنہرا کیس ۵ روپیہ ۴ آنہ -

---

۱۴ قیراط ہنٹنگ واچ

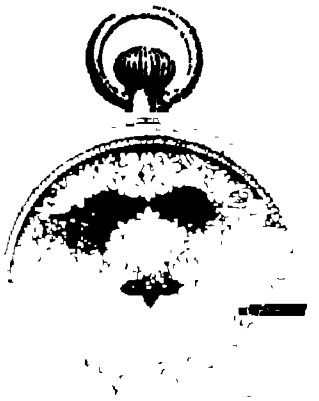

گولڈ انجن ٹرنڈ کیس - دیکھنے میں بہت خوبصورت ٹھیک سونے کا معلوم ہوتا ہے -

اصلی قیمت ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ -

---

۱۴ کیرٹ رولڈ گولڈ ہنٹنگ لیور واچ -

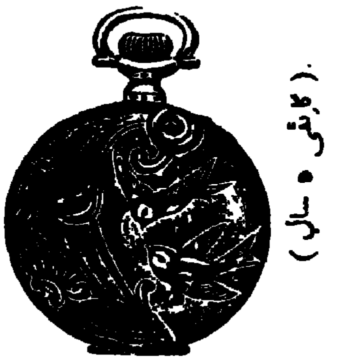

دیکھنے میں قیمتی گھڑیوں کے مشابہ ہے - نہایت اچھی قابل تعریف -

قیمت اصلی ۱۵ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ ۴ آنہ نکل رومن کیس ۶ روپیہ -

موٹر ریگولیٹ لیور واچ -

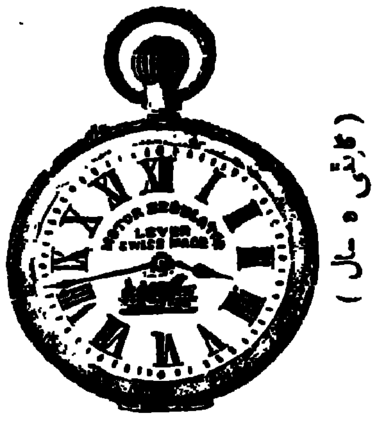

ہر شخص کے لائق لیور کھلا ڈھکنا - مضبوط کیلس چال ڈائل منقش درمیانہ سائز - نہایت عمدہ اور ٹھیک وقت دینے والا -

اصلی قیمت ۱۰ روپیہ رعایتی ۳ روپیہ ۴ آنہ

سنٹرش ہنٹنگ واچ -

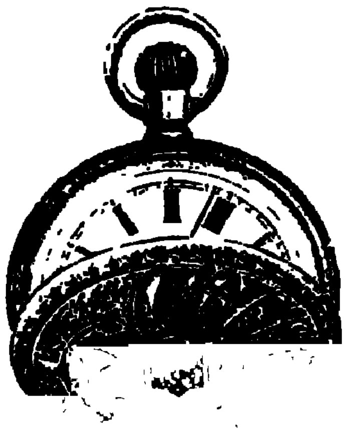

نکل ہنٹنگ سائز ۱۶ - سادہ ڈائل - کفایت اور اچھا وقت دینے والا - موٹی سوئیاں - ہزاروں گھڑیاں سال میں فروخت ہوتی ہیں -

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی قیمت ۵ روپیہ ۴ آنہ -

سنٹر سکنڈ واچ سٹاپ واچ

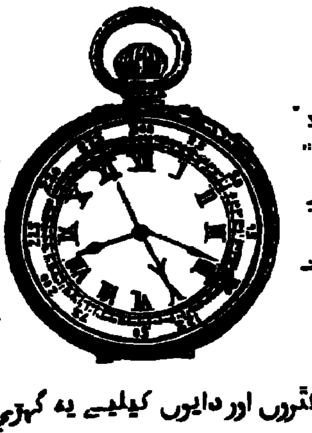
اعلیٰ عمدہ قسم ۵ روپیہ چار آنہ -
گارنٹی تین سال

خاصکر ڈاکٹروں اور دایوں کیلیے یہ گھڑی ایک سکنڈ کے حصہ کو بھی اچھی طرح سے بتلاتا ہے - کھلا ڈھکنا - چال عمدہ - دیکھنے میں خوبصورت قیمت اصل ۷ روپیہ - رعایتی قیمت ۳ روپیہ ۱۴ آنہ -

صی انڈیا واچ

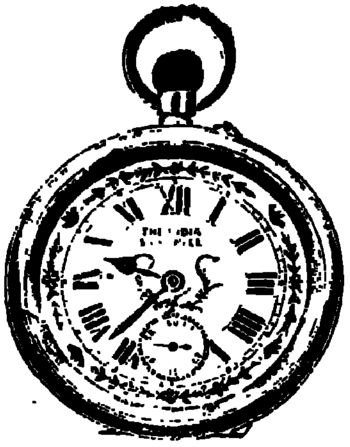

بلکل نئے فیشن کا سلنڈر واچ کھلا ڈھکنا ڈی دس فانسی سکنڈ ہند سوئی کے شامل - نہایت سچا وقت دینے والی - قیمت اصل دس روپیہ رعایتی ۳ روپیہ چودہ آنہ - فینسی ڈائل ۴ روپیہ آٹھ آنہ -

---

امریکن لیور اسٹنڈرڈ واچ

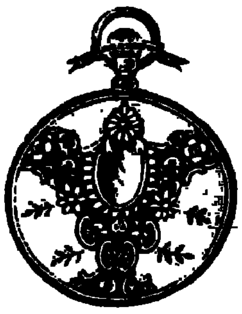

کم قیمت میں سب سے اچھا لیور واچ استعمال کے قابل یہ گھڑی پانچ سو روپیہ کے ساتھ اچھی عرصہ مقابلہ کرسکتی ہے - کیس - دیکھنے میں نہایت خوبصورت -

قیمت اصلی ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۹ روپیہ آٹھ آنہ -

لیڈی گولڈ واچ

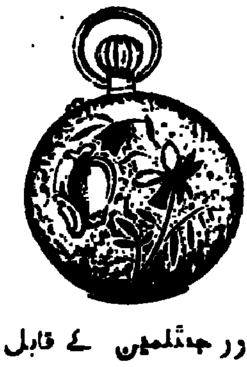

لیڈی اور جنٹلمین کے قابل - چھوٹے شکل کا دیکھنے میں خوبصورت سچا وقت دینے والی بالکل نئے فیشن کا کیس -

قیمت اصلی ۲۵ روپیہ رعایتی قیمت ۱۴ روپیہ آٹھ آنہ - جسمیں جنٹس سائز - ۲۸ روپیہ

بی - اس - ننکی - اینڈ کمپنی نمبر ۱ ۰ ۳۶ - دھرمتلہ کلکتہ

مفت مفت مفت

ایک عجیب موقعہ

اصلی چیزیں - کم قیمت - نایاب - کمیاب

اصل سے آدھی اور آدھی سے چوتھائی قیمت

۳۱ اکتوبر تک

نوٹ - اس بات پر غور کیجئے کہ ہر گھڑی کے ساتھہ ایک چیز بطور تحفہ کے دی جاتی ہے اسطرح کہ

ایک گھڑی کے خریدار کو ایک جرمن سلور چین مفت

دو گھڑی کے خریدار کو ایک رولڈ گولڈ (سونا) چین مفت

تین گھڑی کے خریدار کو ایک جوڑا الکٹرک گولڈ پلیٹڈ سلف کلوزنگ اسپرنگ برسلٹ مفت ! !

اگر آپکو گھڑی پسند نہ آے تو قیمت واپس دیجائیگی

اسپرنگ بریسلٹ واچ -

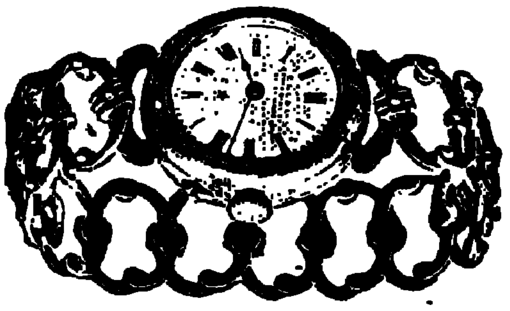

(گارنٹی ۴ سال)

رولڈ گولڈ - گول شکل - بہت دیر پا - آپ لوگ ۲۵ سے کم سے زیادہ فائدہ اٹھاوینگے اگر آپ ایک فرمایش بھی بھیجیں -

ٹھیک نقشہ کے مطابق سچے وقت دینے والی قیمت اصلی ۱۰ روپیہ - رعایتی قیمت ۵ روپیہ -

۳۲ پتھر والا	۶ روپیہ
اسکوائر شکل	۶ روپیہ
هارٹ شکل	۶ روپیہ
هشت پہل	۶ روپیہ

نئی وضع کا اسکوائر رسٹ واچ

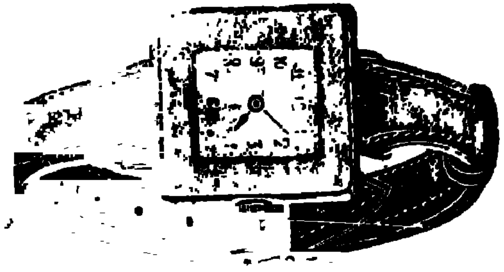

گارنٹی ۵ سال

اس قسم کی گھڑیاں ابھی ابھی ہندوستان میں آئی ہیں - نہایت فیشن ایبل لیڈیز اور جنٹلمین کثرت سے استعمال کرتے ہیں مضبوط کیس نکل کیس فینسی ڈائل - عمدہ وقت دینے والی - ٹھیک تصویر کے مطابق -

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ - رعایتی قیمت ۶ روپیہ - آٹھہ آنہ آکسیڈائزڈ اسٹیل کیس ۶ روپیہ آٹھہ آنہ -

سلور کیس	۹ روپیہ ۴ آنہ
مادر آف پرل کیس	۹ روپیہ ۸ آنہ

یہ گھڑی مع چمڑہ اور بکس کے ملیگی

فلیٹ لیور واچ

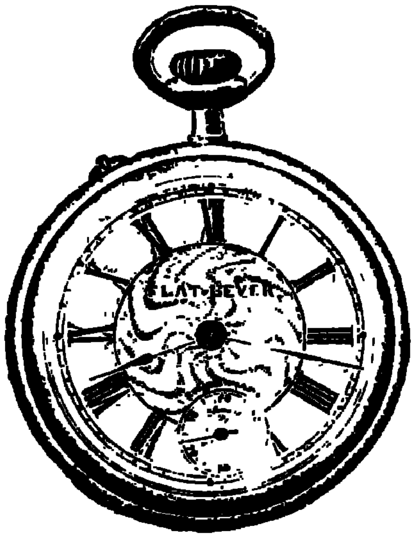

(گارنٹی ۵ سال)

نکل کیس - کھلا ڈھکنا - سائز ۱۸ -

سکنڈ کی سوئی کے شامل کیلس چوبی پتھر ۳ عدد ڈائل میٹل کے - اسپاٹ کے سوئی سادہ کیس اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی ۴ روپیہ ۴ آنہ

نیو ڈیزائن پرل رسٹ لٹ واچ

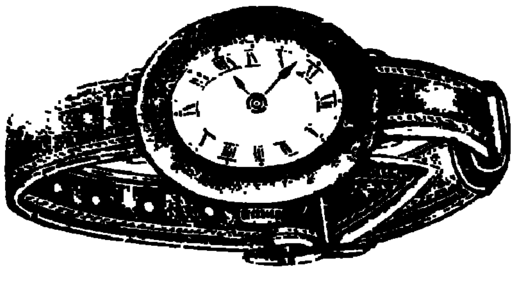

(گارنٹی ۵ سال)

یہ رسٹ لٹ واچ بہت عمدہ ہے دیکھنے میں نہایت خوبصورت فینسی سوئیاں سچا وقت دینے والی اور جدید فیشن کا ٹھیک نقشہ کے مطابق -

قیمت اصلی ۲۲ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ -

نکل کیس	۷ روپیہ ۴ آنہ
سنہری کیس	۶ روپیہ ۱۴ آنہ
سیاہ اوکیڈائیزڈ کیس	۶ روپیہ ۸ آنہ
فالن مل کیس	۹ روپیہ ۸ آنہ

انگال هنٹنگ واچ

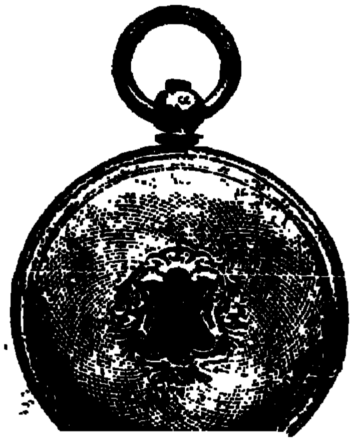

(گارنٹی ۲ سال)

رایٹ میٹل هنٹنگ ۱۶ سائز - کی وائنڈنگ هاف پلیٹ - گولڈ گلٹ مور منٹ سیلنڈر اسکیپمنٹ - ایک نہایت خوبصورت گھڑی -

اصلی قیمت ۱۵ روپیہ - رعایتی ۵ روپیہ هاف هنٹنگ - چھہ روپیہ آٹھہ آنہ -

انگما واچ

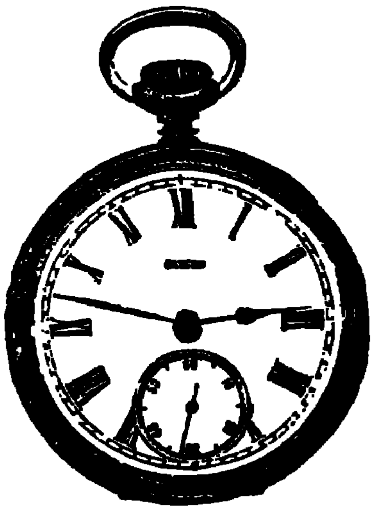

(گارنٹی ۵ سال)

پتلی چپٹی شکل کی گھڑی جنٹلمین سائز - پتھر ۲ عدد دیکھنے میں نہایت خوبصورت اور سچ وقت دینے والی -

اصلی قیمت ۸ روپیہ - رعایتی ۴ روپیہ ۸ آنہ -

بی - اس - ننڈی - اینڈ کمپنی نمبر ۱ - ۳۶ - دهرمتلہ کلکتہ

حکمتِ بالغـہ ! حکمت بالغہ !

مولوي احمد مکرم صاحب عباسي چريا کوٹي نے ايک نہايت مفيد سلسلہ جـديد تصنيفات و تاليفات کا قائم کيا ہے - مولوي صاحب کا مقصود يہ ہے کہ قـران مجيد کے کـلام الہي ہونے کے متعلق آجتـک جس قدر دلائل قائم کيئے گئے ہيں اُن سب کو ايک جگہہ مرتب و مدون کرديا جائے - اس سلسلہ کي ايک کتاب موسوم بہ حکمۃ بالغـہ تين جلدوں ميں چھپ کر تيار ہو چکي ہے -

پہلي جلد کے چار حصے ہيں - پہلے حصے ميں قران مجيد کي پوري تاريخ ہے جو اتقان في علوم القران علامۂ سيوطي کے ايک بڑے حصہ کا خلاصہ ہے - دوسرے حصہ ميں تواتر قرآن کي بحث ہے ' اس ميں ثابت کيا گيا ہے کہ قرآن مجيد جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا ' وہ بغير کسي تحريف يا کمي بيشي کے ويسا ہي موجود ہے ' جيسا کہ نزول کے وقت تھا ' اور يہ مسئلہ کل فرقہائے اسلامي کا مسلمہ ہے - تيسرے حصہ ميں قرآن کے اسماء و صفات کے نہايت مبسوط مباحث ہيں - جن ميں ضمنا بہت سے علمي مضامين پر معرکۃ الارا بحثيں ہيں - چوتھے حصے سے اصل کتاب شروع ہوتي ہے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد کي ايک سو پيشين گوئياں ہيں جو پوري ہو چکي ہيں - پيشين گوئيوں کے ضمن ميں علم کلام کے بہت سے مسائل حل کئے گئے ہيں ' اور فلسفۂ جديدہ جو نئے اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر کرتا ہے ان پر تفصيلي بحث کي گئي ہے -

دوسري جلد ايک مقدمہ اور دو بابوں پر مشتمل ہے - مقدمہ ميں نبوت کي مکمل اور نہايت محققانہ تعريف کي گئي ہے - آنحضرت صلعم کي نبوت سے بحث کرتے ہوے آيۃ خاتم النبيين کي عالمانہ تفسير کي ہے - پہلے باب ميں رسول عربي صلعم کي ان معرکۃ الارا پيشين گوئيوں کو مرتب کيا ہے ' جو کتب احاديث کي تدوين کے بعد پوري ہوئي ہيں ' اور اب تک پوري ہوتي جاتي ہيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں کو لکھا ہے ' جو تدوين کتب احاديث سے پہلے ہو چکي ہيں - اس باب سے آنحضرت صلعم کي صداقت پوري طور سے ثابت ہوتي ہے -

تيسري جلد - اس جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے يورپ کے مستند اقوال سے ثابت کيا ہے کہ آنحضرت صلعم امي تھے' اور آپ کو لکھنا پڑھنا کچھہ نہيں آتا تھا - قرآن مجيد کے کلام الہي ہونے کي نو عقلي دليليں لکھي ہيں - يہ عظيم الشان کتاب ايسے پر آشوب زمانہ ميں جب کہ ہر طرف سے مذہب اسلام پر نکتہ چيني ہو رہي ہے ' ايک عمدہ ہادي اور رہبر کا کام ديگي - عبارت نہايت سليس اور دل چسپ ہے ' اور زبان اردو ميں اس کتاب سے ايک بہت قابل قدر اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر سہ جلد (۱۰۹۴) لکھائي چھپائي و کاغذ عمدہ ہے - قيمت ۵ روپيہ *

نعمت عظمـــیٰ ! نعمت عظمـــیٰ !

امام عبد الوہاب شعراني کا نام نامي ہميشہ اسلامي دنيا ميں مشہور رہا ہے - آپ دسويں صدي ہجري کے مشہور ولي ہيں - واقح الانوار صوفياے کرام کا ايک مشہور تذکرہ آپ کي تصنيف ہے - اس تذکرہ ميں اولياء - فقراء اور مجاذيب کے احوال و اقوال اس طرح پر کانٹ چھانٹ کے جمع کئے ہيں کہ ان کے مطالعہ سے اصلاح حال ہو اور عادات و اخلاق درست ہوں اور صوفياے کرام کے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رہے - يہ لا جواب کتاب عربي زبان ميں تھي - ہمارے محترم دوست مولوي سيد عبدالغني صاحب وارثي نے جو اعلى درجہ کے اديب ہيں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپي رکھتے ہيں اس کتاب کا ترجمہ نعمت عظمیٰ کے نام سے کيا ہے - اس کے چھپنے سے اردو زبان ميں ايک قيمتي اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر دو جلد (۷۲۹) خوشخط ' کاغذ اعلى قيمت ۵ روپيہ *

مشـاهيـــر الاسـلام ! مشاهيـــر الاسـلام ! !

يعني اردو ترجمہ وفيات الاعيان مترجمہ مولوي عبد الغفور خاں صاحب رامپوري ' جس ميں پہلي صدي ہجري کے اواسط ايام سے ساتويں صدي ہجري کے خاتمہ تک دنياے اسلام کے بڑے بڑے علماء فقہا قضاۃ شعراء متکلمين نحويين لغويين منجمين مہندسين مورخين محدثين زہاد عباد امراء فقراء حکماء اطبا سلاطين مجتہدين و صناع و مغنين وغيرہ ہر قسم کے اکابر و اہل کمال کا مبسوط و مفصل تذکرہ -

جسے بقول (موسيودي سيلن)

" اہل اسلام کي تاريخ معاشرتي و علمي کي واقفيت کے واسطے اہل علم ہميشہ سے بہت ہي قدر کي نگاہوں سے ديکھتے آئے ہيں

يہ کتاب اصل عربي سے ترجمہ کي گئي ہے' ليکن مترجم صاحب ممدوح نے ترجمہ کرتے وقت اس کے اس انگريزي ترجمہ کو بھي پيش نظر رکھا ہے' جسے موسيودي سيلن نے سنہ ۱۸۴۲ء ميں شائع کيا تھا - سواے اس کے اصل کتاب پر تاريخ ' تراجم ' جغرافيہ ' لغت ' انساب اور ديگر مسائل ديني کے متعلق کثير التعداد حواشي اضافہ کئے ہيں - اس تقريب سے اس ميں کئي ہزار اماکن و بقاع اور قبائل و رجال کا تذکرہ بھي شامل ہوگيا ہے - علاوہ بريں فاضل مترجم نے انگريزي مترجم موسيودي سيلن کے وہ قيمتي نوٹ بھي اردو ترجمہ ميں ضم کردے ہيں جن کي وجہ سے کتاب اصل عربي سے بھي زيادہ مفيد ہوگئي ہے - موسيودي سيلن نے اپنے انگريزي ترجمہ ميں تين نہايت کارآمد اور مفيد ديباچے لکھے ہيں مشاہير الاسلام کي پہلي جلد کي ابتدا ميں ان کا اردو ترجمہ بھي شريک کرديا گيا ہے - اس کتاب کي دو جلديں نہايت اہتمام کے ساتھہ مطبع مفيد عام آگرہ ميں چھپوائي گئي ہيں' باقي زير طبع ہيں - قيمت ہر دو جلد ۵ روپيہ -

(۴) مآثر الکرام يعني حسان الہند مولانا مير غلام علي آزاد بلگرامي کا مشہور تذکرہ مشتمل برحالات صوفياے کرام و علماے عظام - صفحات ۳۳۸ مطبوعہ مطبع مفيد عام آگرہ خوشخط قيمت ۲ روپيہ -

تمـدن هنـد ! تمـدن هنـد ! !

يعني شمس العلما مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم کي مشہور کتاب جس کا غلغلہ چار سال سے کل ہندوستان ميں گونج رہا تھا آخرکار چھپکر تيار ہوگئي ہے - علاوہ معنوي خوبيوں کے لکھائي چھپائي خط ' کاغذ ' تصاوير ' جلد مثل تمدن عرب کے قيمت ...... (۵۰) روپيہ -

(۵) صنمخانۂ عشق - يعني حضرت امير مينائي کا مشہور ديوان بار سوم چھپکر تيار ہوگيا ہے - قيمت ۲ روپيہ ۸ آنہ -

(۶) قرآن السعدين يعني تذکير و تانيث کے متعلق ايک نہايت مفيد رسالہ جس ميں کئي ہزار الفاظ کي تذکير و تانيث بتائي گئي ہے' قيمت ايک روپيہ آٹھہ آنہ -

(۷) فہرست کتب خانہ آصفيہ - جس ميں کئي ہزار کتب قلميہ و مطبوعہ اور نيز مصنفين کا نام درج ہے - جو حضرات کتب خانہ جمع کرنا چاہيں اُن کو يہ فہرست چراغ ہدايت کا کام دے گي - صفحات (۵۰۰) قيمت ۲ روپيہ -

(۸) تمدن عرب - قيمت سابق ۵۰ روپيہ قيمت حال ۳۰ روپيہ (۹) فغان ايران - مارگن شوسٹر کي مشہور کتاب کا ترجمہ صفحات ۴۹۲ مع ۲۱ عدد تصاوير عکسي عمدہ جلد اعلى - قيمت ۵ روپيہ -

(۱۰) قواعد العروض - مولانا غلام حسين قدر بلگرامي کي مشہور کتاب - عربي فارسي ميں بھي اس فن کي ايسي جامع کوئي کتاب نہيں ہے - صفحات ۴۷۴ قيمت سابق ۴ روپيہ - حال ۲ روپيہ -

(۱۱) - ميڈيکل جيورسپروڈنس - مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم کي مشہور کتاب قيمت سابق ۶ روپيہ قيمت حال ۳ روپيہ -

(۱۲) علم اصول قانون - يعني سر ڈبليو - ايچ ريٹنگن کي کتاب کا ترجمہ صفحات (۸۰۸) قيمت ۸ روپيہ -

(۱۳) تحقيق الجہاد - مصنفۂ نواب اعظم يارجنگ مولوي چراغ علي مرحوم - مسئلہ جہاد کے متعلق کل دنيا ميں اپنا نظير نہيں رکھتي - صفحات ۴۱۲ - قيمت ۳ روپيہ -

(۱۴) شرح ديوان غالب اردو - تصنيف مولوي علي حيدر صاحب طبا طبائي صفحات ۳۴۸ قيمت ۲ روپيہ -

(۱۵) داستان ترکتازان ہند - کل سلاطين دہلي کي ايک جامع و مفصل تاريخ ۵ جلد صفحات ۲۶۵۶ قيمت سابق ۲۰ روپيہ قيمت حال ۶ روپيہ -

(۱۶) معرکہ مذہب و سائنس - ڈريپر کي مشہور عالم کتاب مترجمہ مولوي ظفر علي خاں صاحب بي - اے - قيمت ۳ روپيہ -

(۱۷) ماثر الکرام - مشتمل برحالت صوفياے کرام تصنيف مير غلام علي آزاد بلگرامي - قيمت ۲ روپيہ -

(۱۸) تيسر الباري ترجمہ صحيح بخاري اردو - حامل المتن صفحات (۳۷۵۰) نہايت خوشخط کاغذ اعلى قيمت ۲۰ روپيہ -

نوٹ — ايک روپيہ في جلد کے حساب سے ہر کتاب کي جلد ہمارے پاس تيار ہوسکتي ہے - جس پر کتاب کا اور مالک کا نام منقش ہوگا -

تاریخ ہندوستان

آثار مطبوعات قدیمہ ہند

ترجمہ فارسی " ہسٹری آف انڈیا " مصنفہ مسٹر جان مارشمن
مطبوعہ قدیم کلکتہ سنہ ۱۸۵۹

(۱) ہندوستان کے تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاہ محنتیں کی ہیں ان میں مسٹر سی - جان مارشمن (C. Jahan Marshman.) کا نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ اسکا نہایت سلیس و فصیح فارسی ترجمہ لارڈ ایلنبرا کے زمانے میں مولوی عبد الرحیم گورکھپوری نے کیا تھا ' اور بحکم لارڈ مذکور پرنس بہرام شاہ نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اہتمام و تکلف سے طبع کرایا تھا - کچھہ نسخے فروخت ہوے اور کچھہ گورنمنٹ نے لے لیے اور عام طور پر اشاعت اسکی نہ ہولی -

اس کتاب کی ایک بڑی خوبی اسکی خاص طرح کی چھپائی بھی ہے - پہلے چھپتی تو ہے ٹائپ میں لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا ہے - بہتر سے بہتر نمونہ اگر نستعلیق ٹائپ کا ابتک کوئی ہے تو یہی ہے - کاغذ بھی نہایت اعلی درجہ کا لگایا گیا ہے - علاوہ مقدمہ و فہرست کے اصلی کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم ہوئی ہے :

قیمت مجلد ۳ روپیہ ۸ آنہ - غیر مجلد ۳ روپیہ -
تمام درخواستیں : " مینیجر الہلال کلکتہ " کے نام آئیں -

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھائے ہوئے احباب کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا مفت [illegible] جاتی ہے۔ بیرونجات کیلئے نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا **جواہر نور العین** جس پر روپے ماشہ والا خالص ہیرہ بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا - دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اسکی ایک سلائی سے دھند دھنکوری دور نظر دکھنی اور ایک ہفتہ میں دکھنے یعنی ککرے۔ پھولا۔ ناخنہ۔ پڑبال۔ ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہو کر نظر بحال ہوجاتی ہے۔ عینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ [illegible] درجہ اعلے [illegible] درجہ اول [illegible]

جوہر شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلے اور افضل [illegible] مقوی اور محرک اعصاب ہیں۔ ناطاقتی اور پیری زمان کی ہر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع [illegible] اعلی درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہے [illegible]

حسن افروز ایک ہفتہ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایکروپیہ عہ

اکسیر مہر [illegible] سر کا بھورا پن دور کرنے کیلئے لاجواب [illegible] قیمت [illegible]

ایک لمحہ میں درد کو دور کرنے والا **طلسم شفا** ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور دندان و بچھو کے ڈنک اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سیکنڈ میں دور [illegible] قیمت [illegible]

اعجاز مسیحا جن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی - عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قائم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایکروپیہ عہ

سندات جواہر نور العین (۱) مسٹر [illegible] صاحب چیف افسر دانپورا - جواہر نور العین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع ہو گیا - (۲) مسٹر [illegible] جی [illegible] مقام [illegible] میں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولا بالکل دور ہو گیا یہ عجیب دوا ہے اسکا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب [illegible] مجھے بچپن سے رتوندھی دھنکوری کا مرض تھا [illegible] سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نور العین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہو گئی -

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق سیریں سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
حال پروپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

شہبال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا ہے - ادبی - سیاسی - علمی اور سائنٹفک مضامین سے پر ہے - گرافک کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائی اور بہترین ٹائپ کا نمونہ - اگر ترکونکے انقلاب کی زندہ تصویر دیکھنی منظور ہو تو شہبال ضرور منگائیے - ملنے کا پتہ :

پوسٹ آفس مرغ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۲
Constantinople - استامبول

S. C. MITRA & Co.
بہتر قیمت اور عمدہ تیاری
کارخانہ
ہاف ٹون - لائن - [illegible] بلاک کیواسطے
12 NARIKELBAGAN LANE
CALCUTTA.

کارخانہ کی خصوصیات
(۱) وقت مقررہ پر چیز کو تیار کرنا (۲) کم قیمت
(۳) ہر قسم [illegible] کی فرمائش کو پوری طرح تعمیل کرنا -

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو بنگلہ گجراتی اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

مشاهير اسلام رعايتي قيمت پر

(١) حضرت منصور بن حلاج اصلي قيمت ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٢) حضرت بابا فريد شکر گنج ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٣) حضرت محبوب الهي رحمة الله عليه ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (۴) حضرت خواجه حافظ شيرازي ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (٥) حضرت خواجه شاه سليمان تونسوي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٦) حضرت شرف بوعلي قلندر پاني پتي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٧) حضرت امير خسرو ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (٨) حضرت سرمد شهيد ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٩) حضرت غوث الاعظم جيلاني ٣ آنه رعايتي ١ آنه (١٠) حضرت عبد الله بن عمر ٣ آنه رعايتي ١ آنه [١١] حضرت سلمان فارسي ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [١٢] حضرت خواجه حسن بصري ٣ آنه رعايتي ١ آنه [١٣] حضرت امام رباني مجدد الف ثاني ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [١۴] حضرت شيخ بهاالدين زكريا ملتاني ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (١٥) حضرت شيخ سنوسي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (١٦) حضرت عمر خيام ٣ آنه رعايتي ١ آنه (١٧) حضرت امام غزالي ٥ آنه رعايتي ٢ آنه (١٨) حضرت شيخ محي الدين ابن عربي ۴ آنه رعايتي ٦ پيسه (١٩) شمس العلما آزاد دهلوي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٢٠) نواب محسن الملک مرحوم ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٢١) شمس العلما مولوي نذير احمد ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٢٢) آنريبل سرسيد مرحوم ٥ رعايتي ٢ آنه (٢٣) رائٹ آنريبل سيد امير علي ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه (٢۴) حضرت شهباز رحمة الله عليه ٥ آنه رعايتي ٢ آنه (٢٥) حضرت سلطان عبد الحميد خان غازي ٥ آنه رعايتي ٢ آنه (٢٦) حضرت شبلي رحمة الله ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٢٧] بلي معظم ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٢٨] حضرت ابو سعيد ابو الخير ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٢٩] حضرت مخدوم صابر كليري ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٣٠] حضرت ابو نجيب سهروردي ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٣١] حضرت خالد بن وليد ٥ آنه رعايتي ٢ آنه [٣٢] حضرت امام غزالي ٩ آنه رعايتي ٢ آنه ٢ پيسه [٣٣] حضرت سلطان صلاح الدين فاتح بيت المقدس ٥ آنه رعايتي ٢ آنه [٣۴] حضرت امام حنبل ۴ آنه رعايتي ٦ پيسه [٣٥] حضرت امام شافعي ٩ آنه رعايتي ١٠ پيسه [٣٦] حضرت امام سعيد ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [٣٧] حضرت عمر بن عبد العزيز ٥ آنه رعايتي ٢ آنه (٣٨) حضرت خواجه قطب الدين بختيار كاكي ٣ آنه رعايتي ١ آنه (٣٩) حضرت خواجه معين الدين چشتي ٥ آنه رعايتي ٢ آنه (۴٠) ارمي عثمان پاشا شير پليونا اصلي قيمت ٥ آنه رعايتي ٢ آنه - سب مشاهير اسلام قريباً دو هزار صفحه کي قيمت يک جا خريد کرنيسے صرف ٢ روپيه ٨ آنه (۴٠) تذكره پنجاب کے اولياے كرام کے حالات ١٢ آنه رعايتي ٩ آنه (۴١) آئينه خود شناسي تصوف کي مشهور اور لاجواب كتاب خدا بيني كا رهبر ٥ آنه رعايتي ٢ آنه [۴٢] حالات حضرت مولانا روم ١٢ آنه رعايتي ٩ آنه [۴٣] حالات حضرت شمس تبريز ٩ آنه رعايتي ٣ آنه - مطب ذيل کي قيمت ميں کوئي رعايت نهيں - [۴۴] حيات جاوداني مكمل حالات حضرت محبوب سبحاني غوث اعظم جيلاني ١ روپيه ٨ آنه [۴٥] مكتوبات حضرت امام رباني مجدد الف ثاني اردو ترجمه ڈيڑهه هزار صفحه کي تصوف کي لاجواب كتاب ٥ روپيه ٧ آنه [۴٦] هشت بهشت اردو خوشگان چشت اهل بهشت کے مشهور حكيموں کے باتصوير حالات زندگي مع انکي سينه به سينه اور صدري مجربات کے جو انکي سال کي محنت کے بعد جمع کئے گئے هيں - اب دوسرا ايڈيشن طبع هوا هے اور ان خريداران کے جو نسخوں کي تصديق کي هے انکي نام بھي لکھه لے هيں - علم طب کي لاجواب كتاب هے اصلي قيمت چهه روپيه هے اور رعايتي ٣ روپيه ٨ آنه [۴٨] الجريان اس نامراد مرض کي تفصيل تشريح اور علاج ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه [۴٩] صابون سازي کا رساله ٢ آنه رعايتي ٣ پيسه - (٥٠) انگلش ٹيچر بغير مدد استاد کے انگريزي سکھانے والي سب سے بہتر کتاب قيمت ايک روپيه [١٥] اصلي كيميا گري يه مطلب سونے کي کان هے اسميں سونا چاندي رانگ سيسه جسته بنانے کے طريقے درج هيں قيمت ٠ روپيه ٨ آنه

حرم مدينه منوره كا سطحي خاكه

حرم مدينه منوره کا سطحي خاکه يا (Plan) هے جو ايک مسلمان انجنير نے موقعه کي پيمايش سے بنايا هے - نهايت دلفريب متبرک اور روغني معه رول وکپڑا پانچ رنگوں سے طبع شده قيمت ايک روپيه - علاوه محصول ڈاک -

ملنے کا پته — منيجر رساله صوفي پنڈي بهاؤ الدين
ضلع گجرات پنجاب

واٹر بری کا تیار کیا هوا خوشگوار مچھلی کا تیل

SHAKE WELL
Waterbury's Compound with Creosote and Guaiacol
ALCOHOL 11%
Made from Cod Liver Oil, Digestive Ferments, Malt Extract Unfermented, Hypophosphites Comp. Special, Ext Cherry, Eucalyptus, Aromatics, Etc.
MANUFACTURED BY WATERBURY CHEMICAL CO.
SERIAL No 185
Waterbury's Compound PLAIN
ALCOHOL 11%
SERIAL No. 185

ترکیب سے تیار کیا هوا مزهدار مچھلي کا تیل

ڈھیلے اور کمزور رگ و پٹھه کو طاقتور بنانے اور پھیپڑا کی بیماري اور کھانسی و زکام سے خراب هونے والے جسم کو درست کرنے کے لئے "کاڈ لیور وائل کمپاونڈ" یعنے همارے یہاں کے تیار کیے هوئے مچھلي کے تیل سے بڑھکر کوئي دوسري دوا نہیں هے -

ایک بڑي خرابي مچھلي کے تیلوں میں یه هے که اس سے اکثر لوگوں کو متلي پیدا هوتي هے' اور کبھي کم مقدار کا ایک خوراک بھي کھانا ناممکن هو جاتا هے

واٹر بري کی کمپاونڈ یعنے مرکب دوا جسکے بنانے کا طریقه یه هے که نورو ملک کي " کاڈ " مچھلی سے تیل نکالکر خاص ترکیب سے اسکے مزه اور بو کو دور کرکے اسکو " مالٹ ایکسٹراکٹ " و " هائپو فاسفائٹس " و " گلیسرن " و " اورمٹکس " (خوشبو دار چیزیں) اور پھیکے " کریوسوٹ " اور " گوائیا کول ") کے ساتھه ملانے سے یه مشکل حل هو جاتی هے - کیونکه " کاڈ لیور وائل " کو اس ترکیب سے بنانے کے سبب سے نه صرف اسکی بدمزگی دور هوگئی هے بلکه وه مزه دار هوگیا هے اور اس سے پھرتي اور بشاشت هوتی هے مگر یه مرکب دوا " کاڈ لیور وائل " کے عمده فائده کو نہیں روکتي هے - اسکو بہت عمده طور سے بنایا گیا هے - اور اسکو جاننے والے اور استعمال کرنیوالے لوگ خوب پسند کرتے هیں - اگر تمهارا جسم شکسته اور رگ و پٹھے کمزور هوجائیں جنکا درست کرنا تمهارے لئے ضروري هو - اور اگر تمهاري طاقت زائل هو رهے اور تمکو بہت دنوں سے شدت کي کھانسی هوگئي هو اور سخت زکام هوگیا هو جس سے تمهارے جسم کي طاقت اور اعضاے رئیسه کی قوت نقصان هوجانے کا ڈر هے - ان حالتوں میں اگر تم پھر قوت حاصل کرنے چاهتے هو تو ضرور واٹر بري کا مرکب " کاڈ لیور وائل " استعمال کرو - اور یه ان تمام دواؤں سے جنکو هم اپنے خریداروں کے سامنے پیش کرسکتے هیں کہیں بہتر هے - یه دوا هر طرحسے بہت هی اچھي هے - یه دوا پاني و دودھه وغیره کے ساتھه کھلجاتي هے' اور خوش مزه هونیکے سبب لڑکے اور عورتیں اسکو بہت پسند کرتے هیں - نسخه کو بوتل پر لکھه دیا گیا هے - قیمت بڑي بوتل تین روپیه اور چھوٹي بوتل ڈیڑھه روپیه -

" واٹر بري " کا نام یاد رکھیے
یه سب دوا نیچے لکھے هوے پته پر ملتی هے :—
ایم تھامس - عبد الغنی کولوٹوله اسٹریٹ کلکته

روغن بیگم بهار

حضرات اهلکار، امراض دماغي کے مبتلا وگرفتار، وکلا، طلبه، مدرسین، معلمین، مولفین، مصنفین، کیخدمت میں التماس هے که یه روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابهی دیکها اور پڑها هے، ایک عرصے کی فکر اور سونچ کے بعد بهتیرے مفید ادویه اور اعلی درجه کے مقوي روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا هے، جسکا اصلي ماخذ اطباے یوناني کا قدیم مجرب نسخه هے، اسکے متعلق اصلي تعریف بهي قبل از امتحان ریش از تجربه مبالغه سمجهی جا سکتي هے- صرف ایک شیشي ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا هے که آجکل جو بهت طرحکے ڈاکٹري کبیراجي تیل نکلے هیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بهي کرتے هیں آیا یه یوناني روغن بیگم بهار امراض دماغی کے لیے بمقابله تمام مروج تیلونکے کهانتک مفید هے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبو دار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کهانتک قدرت اور تاثیر خاص رکهتا هے - اکثر دماغي امراض کبهي غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبهي شدت حرارت کے باعث اور کبهي کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں، اسلیے اس روغن بیگم بهار میں زیاده تر اعتدال کي رعایت رکهي گئي هے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هو مرطوب و مقوي دماغ هونیکے علاوه اسکے دلفریب تازه پهولوں کي خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا، اسکي بو غسل کے بعد بهي ضائع نهیں هوگي - قیمت فی شیشی ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

بٹیکا

بادشاه و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي باعث یوناني میڈیکل سائنس کي ایک نمایاں کامیابي یعنی -

بٹیکا ـــ کے خواص بهت هیں، جن میں خاص خاص باتیں عمر کي زیادتي، جواني دائمي، اور جسم کي راحت هے، ایک گهنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه کي آزمایش کي ضرورت هے -

وما ترنجی تیله اور برنهیر النجی تیله - اس دوا کو میں نے اپنا و اجداد سے پایا جو شهنشاه مغلیه کے حکیم تهے - یه دوا فقط همکو معلوم هے اور کسي کو نهیں درخواست پر ترکیب استعمال بهیجي جائیگي -

" نقرفل کلیهر " کو بهي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیه باره آنه -

مسک پلس اور الکٹریک ریگر پوسٹ پانچ روپیه باره آنه محصول ڈاک ۹ آنه -

یوناني لٹریچر بازار کا سامپل بهیجے سر کے درد کي دوا کهنے پر مفت بهیجي جاتي هے - فوراً لکهیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۵/۱۱۴
مچهوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

پسند نهوے سے واپس

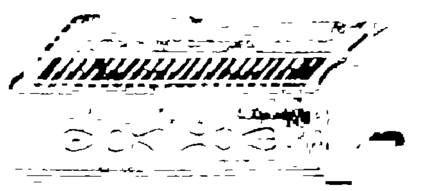

همارا سی موهني فلوت هارمونیم سریلا فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں هي جاویگي یه ساگوان کي لکڑي کي بني هے جس سے آواز بهت هي عمده اور بهت عرصه تک قائم رهنے والي هے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۹۰ ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه هے آرڈر کے همراه ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10 /3 Lover Chitpur Road
Calcutta

انندا فلوت هارمونیم

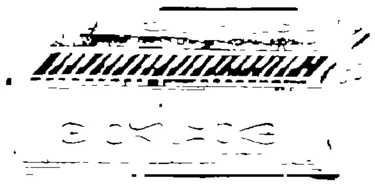

اسکے مقابله میں تمام هرمونیم بیکار هیں اسنے انڈین ایکزبیشن سنه ۱۹۰۰ میں گولڈ میڈل حاصل کي هے - اسکے آگے زیاده تعریف کی کونسی ضرورت هے -

گارنٹي تین ۳ سال -

اکٹو سنگل سٹ رتسي ٹوسي قیمت ۱۵ - ۱۷ - ۲۰ روپیه " ڈبل " " - قیمت ۲۷ - ۳۰ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه پانچ روپیه پیشگي آنا چاهیے

A. P. Day and co.
22/1 Budhoo Ostagar Lane,
Galcutta.

علاج بواسیر

داخلي - خارجي - خوني وغیره کیسا هي هو، اسکے استعمال سے کلي آرام هوجاتا هے قیمت في شیشي چار روپیه -

سفید داغ کا لا جواب علاج

بدن میں کیساهي سفید داغ کیوں نهو اسکے استعمال سے بالکل آرام هوجاتا هے -

قیمت في شیشي چار روپیه -

White &. 50 Tollygunge
Galcutta

استره کی ضرورت نهیں

مولترر صاحب کا هیر ڈیلي ٹري لگا لیجے اور ایک منٹ میں بالوں کو صاف کرلیجیے في شیشي چهه آنه تین شیشي ایک روپیه -

پهول رانی

نهایت خوشبودار روغن پهول هے سکے استعمال سے دل ودماغ تازه رهتا هے اسطرحکا روغن ابتک کسي نے ایجاد نهیں کیا -

قیمت في شیشي باره آنه ایک درجن سات روپیه آٹهه آنه -

Maithra & Go 1-1 Tarak Chatterjee Iane,
Galcutta.

اصلي مکر دهج

جوکه خاص طلا سے بنایا گیا هے

یه دوا خون کو صاف کرتا هے بدن کو قوت بخشتا هے، ناتوانوں کو توانا کردیتا هے -

مرد و عورت دونوں کے استعمال کے لایق هے - قیمت نمبر ۱ ایک توله پچاس روپیه
نمبر ۲ " " بتیس ۲۳ روپیه

۱/۲ سے کم درخواست نهیں آنا چاهیے -

Imperial Depot.
60 Srigopal Mullik, Lane
Bow Bazar Galcutta

سنکاری فلوت

تین سال

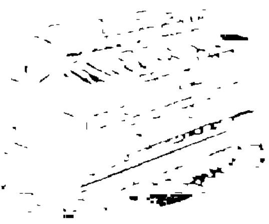

کي گارنٹي

بهترین اور سریلي آواز کی هارمونیم سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه

اسکے ماسوا هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یهاں موجود هے -

هر فرمایش کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day.
24/1 Harkata Lane,
Calcutta.

مفت ! مفت !

داي صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسمانی و زندگانی کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharonacy
30/2 Harrison Road
Calcutta.

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا، اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی -

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۶ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھ منگانے سے خرچ ایک ہی پڑیگا -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں، اور جب تہذیب و شائستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کردیا ہے، اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو مات کرکے "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے، بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے، اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پرگھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں، اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں، اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے - نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
المشتہر و پروپرائٹر
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

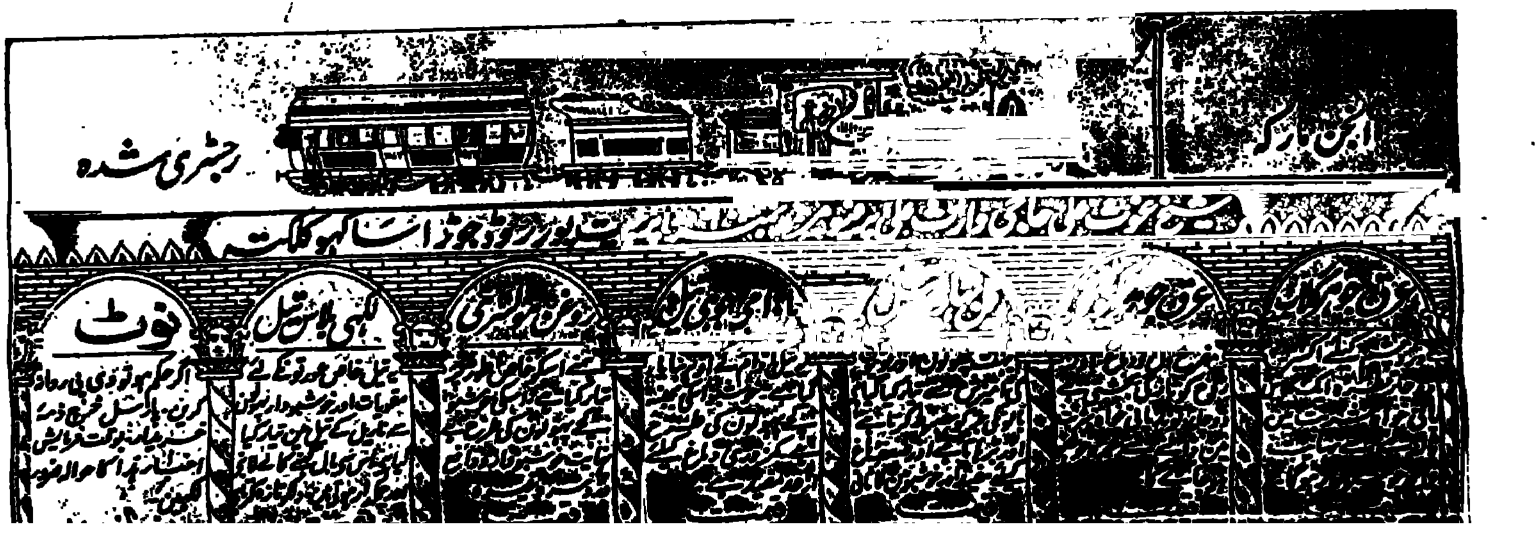
انجن مارکہ
رجسٹری شدہ
نوٹ

حسبنا الله و نعم الوکیل

ترکش سلطانه هیئرڈائی کمپنی

خضاب اسلامبولي

جسے تمام عالم نے ٹراش امپیریل هیرڈالی" کا لقب عطا فرمایا ہے - یہ بد ضرر بلا داغ جلد بلاے بوئي نا گوار بلکہ فرحت افزاے دل و جان عطر بار خوشبو دار خضاب کمیاب ہے - سہولت کے ساتھہ ۲ - ۳ قطرہ برش یا انگلي سے لگا لیجے اور چند منٹ میں بالونکو سیاہ نما بنالیجیے ایک شیشي برسونکے لیے کافي ہے - قیمت فی شیشي کلاں تین روپیہ - شیشي خرد دو روپیہ -

سارٹیفکٹ - ڈاکٹران ان - ڈي - صاحب ال - ارسي - پي - ایس ایڈنبرا مقیم نمبر ۱۰۳ رپن اسٹریٹ کلکتہ تحریر فرماتے هیں واقعي یہ ایک تحفہ بیش بہا کمیاب بلکہ نایاب استمبولی خضاب دنیاري خضابوں میں اعلی و یکتا ہے ' بیشک یہ روسا امرا والجکان ا; ر نوابونکے استعمال کے قابل قدر ہے - اسکي جسقدر تعریف کي جاے بجا ہے -

سول ایجنٹ - رجبی . اینڈ کو منیجر ڈاکٹر عزیز الرحمن
نمبر ۱۵ مومن پور روڈ خضر پور کلکتہ
No. 1Mominpure Road Khidderpur Calcutta.

پوپن ٹائین

یک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ' یہ دوایئ ذماغی شکایتونکو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ کرتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ اپکسان مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتی ہے - هسٹریہ وغیرہ کو بھی شفا ہوتی ہے چالیس گولیاں کی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایک بارگی دفع هو جاتی ہے - اس کے استعمال کرتے هی آپ فائدہ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

هائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رها -

یہ دوا آب نزول اور فیل .پا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید ثابت هوا ہے - صرف اندروني و بیرونی استعمال سے شفا حاصل هوتی ہے -
یک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع هو جاتی ہے قیمت دس روپیہ اور دس دنکے دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگاني حاصل کریں - یعني ڈ سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ایم - سي - للجنکیڈاوز اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - " میںنے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي ایڈنڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- " نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا . اور بیحد نفع بخش پا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈاي - ایم - ڈي (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جارج اسپتال ازکارکاڈي بمبئي فرماتي هیں :- " اوبھرالین جسکو کہ میںنے استعمال کیا ہے " زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے "

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ ۰ ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ هدایت مفت درخواست آنے پر روانہ هوتا ہے -

. Harris & Co Chemists, Kalighat Calcutta,

هر فرمایش میں الهلال کا حوالہ دینا ضروری ہے

ریئلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ آف لنڈن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوںمیں ہے ابھي چھپ کے نکلي ہے . اور تھوڑي سي رهگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں بیچجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - ھرایک جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ ھاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں ۱۰ روپیہ میں وي - پي - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بہو بازار - کلکتہ
Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane,
Bowbazar Calcutta.

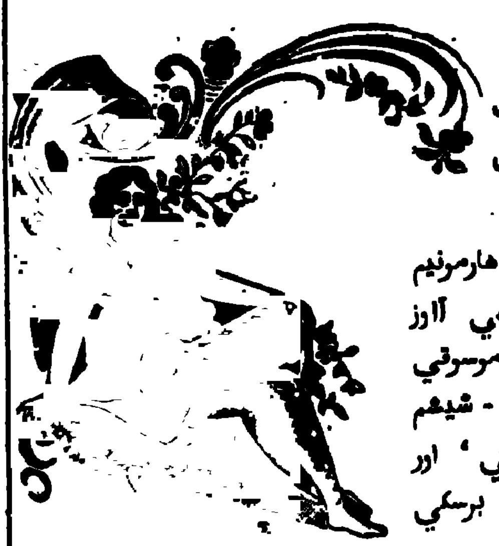

نصف قیمت

ایک مہینہ کے لیے رعایت تین دنکے اندر زر واپس اگر ناپسند هوے -

سانز فاکس فلوٹ هارمونیم جسکي دھیمي اور میٹھي آواز بنگالي اور هندوستانی موسیقي سے خاص مناسبت ہے - شیشم کي لکڑی سے بني هوئي ' اور نہایت عمدہ رنگ - تین برسکي گارنٹي - قیمت سنگل ریڈ ۳۸ ' ۴۴ ' اور ۵۰ روپیہ - حال - ۱۹ ' ۲۲ ' ۲۵ روپیہ - ڈبل ریڈ ۶۰ ' ۷۰ ' ۸۰ ' ۹۰ ' روپیہ - حال ۳۰ ' ۳۵ ' ۴۰ ' ۴۵ ' روپیہ پیشگي ۵ روپیہ -

نیشنل هارمونیم کمپني - ڈاکخانہ سملہ A - کلکتہ

National Harmonum Co. P. O. Simla A.Calcutta

ایک بولنے والي جڑی

اگر آپ اپنے لا علاج مرضوں کي وجہ سے مایوس هوگئے هوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوبارہ زندگی حاصل کریں - یہ جڑي مثل جادو کے اثر دیکھاتي ہے - بیس برس سے یہ جڑي مندرجہ ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکھا رهی ہے -

ضعف معدہ ' گراني شکم ' ضعف باہ تکلیف کے ساتھہ ماهوار جاري هونا - هر قسم کا ضعف خواہ اعصابي هو یا دمغی ' آب نزول وغیرہ -

جڑي کو صرف کمر میں باندھي جاتی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ

ایس - سی - هر - نمبر ۲۹۵ اپر چیتپور روڈ - کلکتہ
S. C. HAR 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هرقسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ' مرگی والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابی و مرض جنون ' وغیرہ وغیرہ دفع هوتي - ہے اور وہ ایسا صحیح و سالم هوجاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں هوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ۱۴
Calcutta : Wednesday September 30. 1914.

انگلستان کا سب سے زیادہ قوي و اعلی ڈریڈنٹ شپ: ایچ - ایم - اس بلیر و فون - جسکا وزن ۱۸۵۰۰۵ ٹن اور جسکي توپیں ۱۰ × ۱۲- اور ۱۶ × ۴ انچ کی ھیں -

قیمت فی پرچہ چہار آنہ

" كتاب مرقوم يشهده المقربون (۸۳ : ۱۸)

" و في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال
في
مجلدات الهلال

تو اے کہ محو سخن گستران پیشینی
مباش منکر " غالب " کہ در زمانۂ تست !

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین و وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے - اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی سے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید و اعدی عدو مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرنے کیلیے ساعی ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الالٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکے تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر اسے ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و صحائف سے معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنیٰ مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار متشککین مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور [illegible] ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے ! و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالیٰ نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلیٰ اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلیٰ ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو انکی قیمت دس روپیہ قرار دی جاتی ہے -

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف پانچ روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

بہت ممکن ہے کہ الہلال کی قیمت بڑھا دی جاے - اگر ایسا ہوا تو پھر مکمل جلدوں کی قیمت بھی زیادہ ہو جائیگی.

Tel. Address:—"Alhilal," Calcutta.
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الآزاد الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۴
کلکتہ: چہار شنبہ ۹ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta: Wednesday, September, 30. 1914.
جلد ۵

ہفتۂ جنگ

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد
ہزار بار برو، صد ہزار بار بیا!

فرانس کے میدان جنگ کے نئے تغیرات کی اولین اطلاع جنہیں ۷ - ستمبر کو دی گئی تھی - تمام دنیا نے حیرت و تعجب کے ساتھ سنا کہ جرمنی پیرس کی طرف مزید پیش قدمی کرنے کی جگہ پیچھے ہٹ رہی ہے -

فی الحقیقت یہ ایک عجیب منظر تھا - فوجوں کا ایک پر جوش سیلاب عین نشیب کے کنارے تک پہنچکر پھر پلٹ پڑا - میجر مے کے لفظوں میں "اگر یہ مصلحت جنگی تھی تو قوۃ جنگی و ضبط عسکری کی ایک ایسی واقعی اور حقیقی مصلحت جسکی نظیر تاریخ جنگ میں نہیں ملیگی"

یہ امر اب روز بروز واضح تر ہوتا جاتا ہے کہ جرمن فوج کی مراجعت محض کسی ترتیبی استحکام اور آیندہ کے تحفظ کیلیے تھی، نہ کہ کسی خارجی نقل و حرکت کیلیے - اگر یہ سچ ہے تو اس فوج کے ضبط و تحمل اور حقیقی مصلحت فرمائی کا اعتراف کرنا چاہیے، جو اپنے دل پر اسقدر قابو رکھتی ہے کہ منزل مقصود کو بالکل سامنے دیکھکر بھی پیچھے ہٹ آسکتی ہے!

ہم نے گذشتہ اشاعت میں ۲۳ تک کی تار برقیوں پر نظر ڈالی تھی اور اس کا خلاصہ پیش کیا تھا - جرمنی کی مراجعت جسقدر ثابت ہوئی تھی، وہ صرف اسقدر تھی کہ اسنے پیرس سے قریبی مقامات کا آخری خط چھوڑ دیا جو نانٹی یئول اور کوا ومیرس ہوتے ہوے ورڈن کے جنوب تک پھیلا ہوا تھا، اور دریاے اسنی کے کنارہ سواسنس سے نایون اور لیون تک کے دو رویہ شکل مثلث میں مقیم ہوگئی -

اس امر کا قطعی ثبوت کہ جرمن افواج واپس نہیں ہو رہی ہیں بلکہ محض اپنے مصالح کی بنا پر ایک خط پیچھے ہٹ آئی ہیں، یہ تھا کہ پچھلے ہفتے یکے بعد دیگرے جرمن فوج کی مورچہ بندی، استقرار جنگی، اور حملہ آورانہ رویہ کی برابر خبریں آتی رہیں - اور ایسے بغیر کسی کاوش کے یہ امر واضح ہوتا تھا کہ قافلہ کوچ نہیں کر رہا ہے بلکہ ایک منزل ٹھہر کر پھر آگے بڑھنا چاہتا ہے:

یعنی آگے بڑھینگے دم لیکر!

اس ہفتے یہ حالت اور زیادہ واضح و بین ہوگئی ہے - سرکاری اطلاعات میں صاف صاف دشمن کے حملہ آورانہ اقدامات کا اظہار کیا گیا ہے - عجب نہیں کہ فضاے جنگ پر انقلاب موسم کی یہ پہلی بدلی ہو -

۲۵ - کی شام تک خبروں میں عموماً ایسے مقابلوں کا ذکر کیا گیا تھا جنمیں دشمن کے اقدام کو واپسی پر مجبور کیا گیا - یا اطلاع دی گئی تھی کہ حالت غیر متغیر ہے -

لیکن ۲۶ - سے خبروں کے رجحان میں ایک محسوس تغیر شروع ہوا اور جرمن کے ہیبت ناک حملے نمایاں ہوے - چنانچہ ایک پیرس کمیونک شائع ہوا کہ "مشرق میں دشمن کا نہایت ہیبتناک حملہ جاری ہے - بعض مقامات پر کبھی ہم پیچھے ہٹے کبھی دشمن"

اس مساویانہ اقدام و ادبار کے بعد جرمنوں کی شکست کی بھی چند خبریں شائع ہوئیں، لیکن کامیابی کے اظہار میں اسقدر غیر معمولی اور شک آمیز احتیاط سے کام لیا گیا تھا کہ کسی قطعی نتیجہ تک پہنچنا محال تھا - مثلاً "دشمن کے جوابی حملوں کے پسپا کرنے سے ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم فتحمند ہوے"

اسکے بعد متحدہ افواج کے "پرونی" پر قابض ہونے اور شمال مغرب کی طرف "کسی قدر" بڑھجانے کی خبر آئی -

لیکن ۲۷ - کو تغیر حالت کا ایک قدم اور آگے بڑھا اور سرکاری طور پر مشتہر ہوا کہ "جرمن میمنہ کو لورین اور قلب سے مزید کمک پہنچ گئی ہے"

ایک دوسرا پیرس کمیونک ہم تک پہنچا جس نے دریاے میوز کے بلند مقامات پر جنگ کی خبر دی - نیز یہ کہ "شمال مغرب میں دشمن کی تعداد ہم سے بہت زیادہ تھی - ایک خوفناک اور خونخوار جنگ ہوئی - کمک پہنچ جانے سے دشمن نے نہایت طاقتور حملہ آورانہ اقدام کیا، اور ہم اپنی جگہ سے کسیقدر پیچھے ہٹا دیے گئے"

۲۸ - کو اس تدریجی تغیر حالت کا تیسرا قدم ہمارے سامنے آیا، اور فرانسیسی کمیونک میں نقل کیا گیا کہ "دشمن نے دریاے میوز کو عبور کرلیا ہے تاہم ہمارے حملوں نے بھی بہتوں کو مراجعت پر مجبور کیا، نیز چودھویں جرمن دستہ کو شکست ہوئی ہے"

غرضکہ تمام خبروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوج برابر حملے کر رہی ہے - نہ کہ مراجعانہ مدافعت - نئی کمک اسے پہنچ گئی ہے، اور غالباً وہ اب کوئی اسطرح کا قوی اقدام کریگی جس سے اسکا موجودہ مقصد جنگ بالکل واضح ہو جاے - فانی اراہ قریباً لن تجدوہ بعیدا -

تار کا پتہ ادرشہ

نواب ڈھاکہ کي سرپرستي میں

—:ہ:—

یہ کمپنی نہیں چاہتي ہے کہ ہندوستان کي مستورات بیکار بیٹھي رہیں اور ملک کی ترقي میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتي ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنے چھالي تراش) مشین دیگي جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں ۔

(۲) یہ کمپني آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگي جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے ۔

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسي مشین دیگي جس سے موزہ اور گنجھي دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے ۔

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسي مشین دیگی جس سے صرف گنجھي تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروري ہوں منصفانہ نرخ پر مہیا کرديتي ہے ۔ کام ختم ہوا ۔ لیجئے روانہ کیا اور اسي دن روپیہ بھي مل گئے ادہر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے چیزیں بھي بھیج دي گئیں ۔

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں

—:ہ:—

آنریبل نواب سید نواب علي چودھري (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپني کي چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزونکي قیمت اور اوصاف سے بہت تشفي ہے ۔

مس کھم کماري دیوي ۔ (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتي ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواري اپنی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتي ہوں ۔

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(*)—

ادرشہ نیٹنگ کمپني کو میں جانتا ہوں ۔ یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئي ہے کہ لوگ صنعت و مشقت کریں ۔ یہ کمپني نہایت اچھي کام کر رہي ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتي ہے ۔ اسکے ماسواے کم قیمتي مشین ملنا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتي ہے ۔ میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکي مدد کریں ۔

آنریبل جسٹس سید شرف الدین ۔ جج ہائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپني کي بنائی ہوئي چیزونکو استعمال کیا اور پائیدار پایا ۔ دیکھنے میں بھي خوبصورت ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد اس کمپني کي سرپرستي ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت ہو ۔

ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

انکے پرائیوٹ سکریٹري کے زباني :

آپکي اپني ساخت کي چیزیں جو حضور گورنر اور انکی بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا ۔ ہز اکسیلنسي اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اورمجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے ۔

برنچ — سول کورٹ روڈ ڈنگالیل ۔

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا ۔

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ ۔ گوانٹ اسٹریٹ کلکتہ

افکار و حوادث

سر دلبراں!!

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ نہ دیکھہ! اس نے آنکھیں بند کرلیں - پھر کہا نہ سن! اس نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں - پھر کہا نہ سونگھہ! اس نے ناک کے دونوں نتھنے بند کردیے - آخر میں کہا نہ سمجھہ!

غلام نے کہا یہ ممکن نہیں - آنکھوں کو بند کرسکتا ہوں - کانوں میں انگلیاں ڈال سکتا ہوں - لیکن دماغ کو کیسے بند کروں؟

سچ یہ ہے کہ جرمنی کچھہ بھی نہیں کرسکتی - یہ دوسری بات ہے کہ اس کا ایک چھوٹا سا جنگی جہاز اتفاقاً ہندوستان تک آگیا اور چند جہاز غرق کرکے ہندوستان کی تجارت کو تباہ کرلے پھینک کر پبلک کے اطمینان اور مسئلۂ تحفظ ہند کو کچھہ عرصے کے لیے متزلزل کردیا - اگر آپ کہیں کہ یہی کیا کم نقصان ہے تو ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ جنگ تو نقصان ہی کا نام ہے - اس سے کیا ہوتا ہے!

جنگ پر پورے آٹھہ ہفتے گذر گئے - اس دو ماہ کی مدت میں جرمنی نے لیا بھی اور دیا بھی - اس نے زمین لی یا مٹی اور اینٹ کی دیواریں جو بہرحال فانی ہیں' لیکن اس کے حریفوں نے اخلاق و محاسن' صبر و تحمل' اور مصالح و دانشمندی کی سرزمینوں پر قبضہ کیا جنکے لیے کبھی فنا نہیں۔

جرمنی اپنی سرحد سے نکلکر برابر بڑھتی رہی اور متحدہ افواج نامور کے عقب سے لیکر پیرس تک برابر ہٹتی ہی آئی - تا آنکہ ۷ - ستمبر کو نیا تغیر شروع ہوا - اس بڑھنے اور ہٹنے کی ہر منزل پر مقابلے ہوے' اور بڑے بڑے ہولناک معرکوں کے بعد بڑھنے والوں نے سامنے کا اور ہٹنے والوں نے مصلحتاً عقب کا راستہ لیا - یہ سب سچ ہے' اور اس سے بھی ہمیں انکار نہیں کہ ظاہر بین نظریں ہمیشہ بڑھنے کو طاقت اور ہٹنے کو ذلت سمجھتی ہیں - لیکن ساتھہ ہی اسکو بھی تو دیکھنا چاہیے کہ یہ تمام حوادث کس عالم میں گذرتے رہے؟

حالت یہ تھی کہ متحدہ افواج کمال حزم و احتیاط' و دقائق جنگ' و رموز فن و تجارب کو ملحوظ رکھکے اپنا خط دفاع بناتیں اور دلیرانہ دشمن کے بڑھنے کا انتظار کرتیں - کچھہ عرصے کے بعد جرمن افواج پہنچتیں اور معرکۂ ہجوم و دفاع گرم ہوتا - پھر ناعاقبت اندیش جرمن تو صرف بڑھنے اور اپنی راہ نکالنے کی حماقت ہی میں رہتے' مگر متحدہ افواج پیچھے ہٹنے کے پر اسرار مصالح کو عقلمندانہ پاتیں' اور دشمنوں کو انکی بیہودہ حماقت میں مشغول چھوڑ کے دانشمندوں کی طرح عقب کا رخ کرتیں - اسکے بعد سر مصلحت سے بیخبر دشمن اس جگہہ پر قابض ہوجاتا اور بے وقوفوں کی طرح خوش ہوتا' مگر یہ بھول جاتا کہ اس نے اس دس بیس میل زمین پر قبضہ اس وقت پایا ہے جب متحدہ افواج شاندار طریقے سے پیچھے ہٹکر' اور سرد طبعی' عاقبت بینی' مصلحت فرمائی' اور حفظ جان و مال کے عظیم الشان اخلاقی کارنامے انجام دیکر فوجی مناقب کی کتنی ہی اقلیموں پر قبضہ کرچکی ہیں؟

اس تمام عرصے میں جرمنی نے ایک میل زمین بھی ایسی حاصل نہیں کی ہے جسپر اس کے قابض ہونے سے پہلے کسی سرزمین فضائل و محاسن پر ہٹنے والے قابض نہ ہوچکے ہوں - پس جرمنی کی پیش قدمیوں سے ہیبت زدہ ہو جانے والوں کو سوچنا چاہیے کہ فتح پہلے کس نے پائی اور قبضہ پہلے کس کا ہوا؟

مانا کہ اب اتنے دنوں کے بعد جرمنی نے بھی اس بھید کو سمجھا کہ فتح عقلمندوں کی طرح پیچھے ہٹنے میں ہے نہ کہ بے وقوفوں کی طرح آگے بڑھنے میں' اور اس نے بھی پیرس کے سامنے پہنچکر اسکی تقلید کرنی چاہی' مگر:

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند!

دیکھا دیکھی تقلید کرنا بھی ہر شخص کا کام نہیں ہے - بھلا اس بیہودہ رجعت میں متحدہ افواج کے تقہقر کا وہ جاہ و جلال کہاں؟ کہاں وہ عدیم النظیر سرد طبعی (coolness) اور کہاں ان شعلہ مزاجوں کی آتش مزاجی؟

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا؟

وہ شاندار طریقہ سے ہٹنا' وہ باوجود ارضی تقہقر کے اخلاقی فتحمندی کی نمایش کرنا' وہ "بغیر کسی معقول نقصان" کے اپنے خطوط دفاع دشمن کے حوالے کرنا' وہ باوجود جنگی ولولوں اور غضب و انتقام کے استیلا کے عفو و درگذر کے سررشتۂ ملکوتیت کو ہاتھوں سے ندینا' اور بالآخر خونریزی سے دست کش ہوکر نکل چلنا!! پھر جرمنی کس کس بات کی تقلید کریگی اور کس کس وصف کو سامنے لائیگی؟ محض چند میل پیچھے ہٹ جانیکی مصنوعی عقلمندی سے جرمنی فرانس نہیں بن جا سکتی۔

یہ تقلید نہیں ہے - منہہ چڑانا ہے - متحدہ افواج نے نامور کے عقب سے لیکر پیرس تک پانچ چھہ مرتبہ اپنے ان کمالات مخصوصہ کی نمایش کی - پھر اگر جرمنی کو بھی انکے مقابلے کا دعوا ہے تو زیادہ نہیں' استقامت کے ساتھہ ایک ہی مرتبہ یہ اداے کمال دنیا کو دکھلادے؟ سو دو سو میل تو بہت ہوتے ہیں' اسکے لیے بڑی ہمت اور بڑا دل گردہ چاہیے - اولاً بیس پچیس میل تک تو اسی طرح ہٹے اور مصلحت و اخلاق کا ثبوت دے؟

لیکن بالآخر دنیا نے دیکھہ لیا کہ پہلے ہی قدم پر ٹھوکر کھائی:

طفل نادانم و اول سبق ست!

جرمنی کس فخر و غرور کے ساتھہ متحدہ افواج کی ریس کرنے "چلی تھی" اور پیرس کے سامنے پہنچکر دکھلانا چاہا تھا کہ مجھے بھی "پیچھے ہٹنا" آتا ہے - لیکن اس فخر و ادعا کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس نے اپنے کتنے مقامات چھوڑے؟ کتنے میل پیچھے ہٹی؟ کتنے قلعوں' کتنی آبادیوں' کتنے شہروں کو خالی کیا؟ واقعات کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور کل کو تاریخ لکھی جائیگی - دنیا دیکھہ رہی ہے کہ وہ کچھہ بھی نہ کرسکی - اس سے ایک بڑا مستحکم مقام بھی عقلمندانہ چھوڑا نہ گیا - صرف اپنے آخری خط ہجوم کو چھوڑ کر نانسی ویردن اور کولو میٹیس سے سواسنس چلی آئی' اور دریاے اسنی کے کنارے اسی ناعاقبت اندیشی کے ساتھہ جم گئی جس نے اسے پیرس تک پہنچادیا تھا - پھر کیا صرف اتنی ہی قابلیت تقہقر و مراجعت پر وہ متحدہ افواج کا مقابلہ کرنے چلی تھی؟

اسے یاد رکھنا چاہیے تھا کہ یہ میدان جنگ ہے - ان کھلونوں کا بازار نہیں ہے جو جرمنی سے بنکر ہندوستان آتے ہیں اور جواب گورنمنٹ ہند کی صنعت پروری سے خود یہیں بنا کریگی - وہ ایک ایسی جماعت کی "مصلحت فرمائی" کی نقالی کرنے چلی تھی' جس نے فنون جنگ اور اسرار مصلحت کے سامنے پورے خطۂ بلجیم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی - اسے بھولنا نہ تھا کہ میرے سامنے ان لوگوں کی تقلید

(بحري نقصان عظیم)

اس هفته ایک هی حادثه کے اندر یکسر تین انگریزي کروزروں کے تباه هونے کي بهي خبر دي گئی هے جو برطانوي بیڑه کیلیے فی الحقیقت ایک نقصان عظیم هے -

یه تباه شده جهاز کریسي ' ابوکر اور هوگ تهے جن میں سے هر ایک ۱۲ هزار ٹن وزنی تها - بحیره شمالي میں پانچ جرمن تحت البحر کشتیوں نے تارپیڈو لگاکر انهیں تباه کیا - بیان کیا جاتا هے که ایک هفته قبل اس مقام کی دیکهه بهال کي جاچکي تهي - پہلے ابوکر پر حمله هوا تها - اسکے آدمیوں کو بچانے کیلیے کریسي اور هوگ نے کوشش کی - اس کوشش میں دشمن کو مزید مهلت ملي اور وه بهي تباه هوگئے -

اس حادثه کا سب سے زیاده هولناک پہلو یه هے که جهازوں کے ساتهه به یک دفعه دو هزار انسانوں کا بهی نقصان هوا جو برطانی بیڑه کیلیے بهت هی افسوسناک هے -

جو لوگ بچکر آے هیں وه امید کرتے هیں که سرجان جلیکو اب جرمنوں کو تادیب کردینگے اور پهر ایسي بحري ٹرجڈي واقع نهوگي !

بحــــر هنـــد

جنگی حوادث کے سلسلے میں هندوستان کے ساحلوں کا بهی زیر عنوان آجانا ایک ایسا تعجب انگیز واقعه هے جسکي بالکل امید نه تهی - یه بالٹک اور بحر شمال نهیں هے جهاں بحري کارزار گرم هے - یه خلیج بنگال اور بحر هند هے ' جسکے کنارے صرف دشمن کي ناکامیابیوں کے سننے هي کیلیے تهے ' نه که انکو دیکهنے کیلیے ! لیکن افسوس که " ایمڈن " کے حوادث نے ایک نئے باب کا اضافه کردیا هے اور یکے بعد دیگرے اسکا بیباکانه تاخت و تاراج جاري هے -

وه پچهلے هفتے مدراس پر گوله باري کرکے پانڈي چري گیا ' مگر بغیر کسي حادثے کے آگے بڑهگیا - اب کولمبو سے خبر آئی هے که ایمڈن نے بحر هند کے مغربي سواحل کی طرف چار انگریزی جهاز اور ڈوبا دیے هیں جن میں صیغۂ بحریه کا کوئله بردار جهاز (کوئلے کا جهاز) بهي شامل هے ! -

عشق ازیں بسیار کردست و کند !

ایمڈن نے خلیج بنگال میں پہلے پانچ جهاز غرق کیے - پهر ایک جهاز کے ڈوبانے کی رنگون سے خبر ملي - اب چار جهاز اور غرق هوے هیں - کل دس جهاز ابتک وه غرق کرچکا هے - مدراس کی گوله باری اور خلیج بنگال کي تجارتي نقل و حرکت کے نقصانات جان و مال اسکے علاوه هیں - بنگال چیمبر اف کامرس نے صرف خلیج بنگال کے جهازي نقصانات کا انداز ۷۵۰۰۰۰ پونڈ کیا هے ' اور ظاهر کرتي هے که ایک عرصه کیلیے تجارتي نقل و حرکت مسدود هوگئی هے -

سب سے زیاده موثر اور قابل غور ایمڈن کا وه طرز عمل هے جس سے زیاده شریف تر سلوک کوئی دشمن جهاز اپنے حریف ممالک کے ساتهه نهیں کرسکتا - خلیج بنگال میں اسنے کابنگا جهاز کو صرف اسلیے چهوڑ دیا که اسپر عورت اور بچے تهے - پهر اسمیں غرق شده جهازوں کے تمام آدمیوں کو سوار کراکے بحفاظت کلکته بهیجدیا - اسیطرح رنگون میں " ڈوزے " کے ذریعه تباه شده جهازوں کے آدمي پهنچادیے گئے - اس نئے حادثه میں بهي اسکا طرز عمل ایسا هی رها اور اسنے کسی انسان کو نقصان نهیں پهنچایا - ایک اسٹیمر گریفوویل نامي کو گرفتار کرکے اسپر چاروں جهازوں کے آدمي سوار کرادیے اور اسکو کولمبو بهیج دیا -

هر حادثه کی عیني روداد سنانے کیلیے وه ایک گروه کو خود هی اندرون بحر سے روانه کردیا کرتا هے !

بهر حال ایمڈن خواه کتنا هی شریف دشمن هو ' لیکن هم اس خطرناک شریف کی اخلاقی نمایش سے عاجز آگئے هیں اور امید کرتے هیں که گورنمنٹ آف انڈیا نے جن تین جهازوں کی حرکت کا اعلان کیا هے وه عنقریب اپنے وجود کو نمایاں کرینگے :

هم از غالب حریفی هاے حسن ست
که یک عالم حریف کودکے نیست !

برطاني افواج کے متعلق ایک عجیب خبر !

(اسکی تغلیط ' اور لنڈن ٹائمز اور گورنمنٹ کا سرگرم مباحثه)

ولایت کي نئی ڈاک میں ایک عجیب مباحثے کي تفصیلي سرگذشت آئی هے جو آج صبح کو کلکته پهنچي -

اس سے معلوم هوتا هے که ۳۱ - اگست کو لنڈن ٹائمز نے اپنے نامه نگار جنگ کا ایک مراسله چهاپا جسکا خلاصه یه تها که " فرانس میں انگریزي فوج عملاً نابود هوگئي هے " اسکي ابتدا میں لکها تها که " یه ایک غمناک داستان هے جو میں لکهه رها هوں - کاش خدا ایسا کرتا که مجهے نه لکهنا پڑتا ' لیکن افسوس که اب چهپانے کا وقت نهیں رها "

اسکے بعد اس نے انگریزی فوج کی ' آواره گرد ' شکسته اور ٹوٹي پهوٹي حالت کا ذکر کیا تها ' اور لکها تها که " ان ٹکڑوں میں سے بعض کے افسر تو تقریباً سب کے سب کام آگئے "

نیز لکها تها که " جرمنی کی پہلی کوشش کامیاب هوئي - انگریزی مهم کا خوفناک نقصان هوا " وغیره وغیره -

ٹائمز نے یه مراسله مسٹر ولیم اسمتهه افسر احتساب اخبار کے پاس بهیجدیا - انهوں نے اسمیں جا بجا تبدیلی اور اضافه کرکے واپس کیا اور اپنے خط میں لکها : " افسوس هے که هم نے آپکو بجنسه چهاپنے کی اجازت نه دي ' مگر همارے لیے یه امر قابل لحاظ تها که موجوده حالت پبلک میں لے جانے کے قابل نهیں هے - هم نے اپنے اختیار سے بهت کم اسمیں تبدیلي کی هے ' کیونکه همارے خیال میں سچائي سے بالکل منهه موڑ لینا بهی مناسب نهیں "

ٹائمز نے ترمیم شده مراسله چهاپدیا ' لیکن اسکی اشاعت سے تمام لنڈن اور اسکے مضافات میں ایک اضطراب عام پهیل گیا اور صدها آدمی پریشان هوکر حالات تفتیش کرنے لگے -

لیکن لارڈ کچنر نے معاً اس مراسله کی با قاعده تردید کي اور اسکے تمام بیانات کو بالکل فرضي بتلایا ' اور کها که یه ایک افسوسناک غلط بیاني کا مجموعه هے "

اسکے بعد هاوس آف کامنس میں یه مسئله چهڑا اور مسٹر اسکوئیتهه نے افسوس کیا که " انگریزي پریس کي بلند یا یه حب الوطنی کے سلسلے میں ٹائمز کي یه حرکت ایک افسوسناک استثنا هے "

پهر دوباره ایک نهایت طول و طویل اور سرگرم مباحثه شروع هوا - مسٹر اسمتهه کو الزام دیا گیا که انهوں نے کیوں اس مراسلے کي اشاعت کي اجازت دیدی ؟ مسٹر اسمتهه نے جواب میں کها که اسکی اشاعت کي میں پوري ذمه داری لیتا هوں - بهتر هے که گورنمنٹ ذمه دار نامه نگاروں کو انکے معاذ میں جانے دے -

لیکن ساتهه هی لنڈن ٹائمز کو اپنے مراسله نگار کی صداقت پر اصرار رها - اسنے لکها که " یه ایک قابل اور تجربه کار نامه نگار کا مراسله هے ' اور اسکي نسبت ذرا بهی خوف نهیں کیا جاسکتا که وه غلط افواهوں کے فریب میں آجائیگا "

بهر حال نظارت جنگ نے اس مراسله کی تکذیب کی هے ' اور خود لارڈ کچنر کي رپورٹ بهی اسکے ساتهه آگئی هے -

افسوس که اس هفته بالکل گنجایش نهیں هے اور یه داستان بهت هی طویل هے - لیکن آینده نمبر میں هم بغیر کسی حذف و اضافه کے اس سرگذشت کا مکمل ترجمه درج کردینگے -

سخت دشمنوں کے ساتهه جیسا انصاف کیا هے' اگر صرف ایک عهد هي کے واقعات جمع کیے جائیں تو مستقل مقالات مرتب هو جائیں - هندوستان میں راجپوتوں کي تاریخی شجاعت و مردانگي کے ساتهه انکا یه اخلاقي وصف بهي هر عهد میں اسدرجه نمایاں رها هے که آج سر زمین هند کے ایک ایک ذرے کو انپر ناز هے - قرون وسطی میں فرانس اور جرمني وغیره کے نائٹس اپنے حریفوں کي شجاعت کي داد اس جوش و اعتراف کے ساتهه دیتے تهے که انکا عزیز سے عزیز تر رفیق بهي اس سے زیاده نہیں کرسکتا تها !

یه دنیا کے اس عهد کے واقعات هیں جسکا شمار تاریخ نے گذري هوے وحشت و تاریکي میں کیا هے اور جبکه علم و تمدن کي اس روشني سے انسان محروم تها جسکا پورا آفتاب آج هر متمدن انسان کے دماغ میں درخشاں هے - لیکن اب که دنیا آگے بڑهگئي هے' اور جبکه علم و تمدن نے انسان کو اسکے انتهائی مراتب کمال تک پہنچا دیا هے تو اسکا کیا حال هے ؟

هم سردست اسکا جواب نہیں دینگے - کیونکه عالمگیر جنگ نے اس امتحانگاه کا میدان هر حصه عالم میں گرم کردیا هے' اور دنیا کي تمام بڑي سے بڑي اور متمدن سے متمدن قومیں جنگ کے بهڑکاے هوے شعلوں کي روشني میں اپنے اپنے چهرۂ اخلاق و خصائل کو نمایاں کر رهي هیں' پس کلیات کے استخراج کیلیے همیں انتظار کرنا چاهیے تاکه جزئیات کا کافي ذخیره جمع هو جاے - تاهم هم خود کوشش کرینگے که اس اخلاقي حقیقت کو نه بهولیں' اور اسے سامنے رکهکر اپنے سب سے زیاده قریبي دشمن کے ساتهه انصاف کریں -

جرمني فرانس میں لڑ رها هے - اسٹریا ایڈریا ٹک کے کنارے دشمن سے سرگرم پیکار هے - روس گلیشیا کے اندر ایک ایک لاکهه انسانوں کو مچهلیوں کي طرح ایک هي مرتبه جال میں مقید کر رها هے' مگر یه سب هم سے اسقدر دور هیں که هم انہیں اپنی آنکهوں سے نہیں دیکهه سکتے' اور جو آنکهیں همیں دیکهنے کیلیے دي گئی هیں افسوس که وه روشن نہیں هیں - البته حسن اتفاق سے دشمن کا ایک چهره خود بخود همارے سامنے آ گیا هے اور هم سے اسقدر قریب هے که هم اپنے گهر کي چهت پر سے اسکے ایک ایک خال و خط کو دیکهه سکتے هیں - یه عجیب و غریب " ایمڈن " هے جو ناگہاں هندوستان کے سمندروں میں پہنچا اور ساحل کے بڑے بڑے شهروں کے سامنے نمودار هوا - اب همکو تیس هزار میل کے فاصلے سے دیکهنے کی چنداں احتیاج نه رهي' کیونکه جسکو دیکهنا چاهتے تهے' وه تمام درمیاني مسافت طے کرکے خود هی همارے پاس آ گیا هے - پس اب هم دیکهینگے' اور خواه وه کوئی هو اور کچهه هي کر رها هو' لیکن اسکے ساتهه انصاف کرینگے -

تاریخ همیں یاد رکهیگي اور اس سے بڑهکر اور کوئي ناکامي همارے لیے نہیں هوسکتي که همیں شریف منصف کي جگه متعصب' تنگ دل' اور سفیه انصاف کش کے لقب سے یاد کیا جاے -

هاں' یه سچ هے که ایمڈن هماري جانب دوستوں کي طرح نہیں بلکه دشمنی کیلیے آیا - اس نے جهاز تباه کیے' گوله باري کی' جان اور مال دونوں کا نقصان پہنچایا - تاهم اخلاقي حقائق دوستی و دشمنی کی سطح سے بلند تر هیں' اور سچائي اور انصاف صرف دوستوں هي کا حق نہیں هے - اس نے دشمنی کرتے هوے بهي اپني شرافت کي بهت سي یادگاریں همارے لیے چهوڑي هیں اور جنگ کے عفریت کے استیلا سے همیں بالکل پاگل نه هو جانا چاهیے - اس نے سمندر کي موجوں کے اندر هماري جانوں کو باوجود قدرت کے هلاک نہیں کیا - هم کم سے کم اتنا تو کریں که کاغذ کے صفحوں پر اسکے حق اخلاقي کو هلاک نه کریں اور جسطرح اس نے اپنے تئیں یاد رکهے جانے کیلیے چهوڑ دیا هے' هم بهي اپنے انصاف کو یادگار چهوڑدیں !

(اولین بحري حمله)

سب سے پہلے تو همارا اخلاقي فرض هے که نهایت کشاده دلي کے ساتهه اس شخص کي جانفروشي اور شجاعت کا اعتراف کریں جس نے اس مهلک دلیري کے ساتهه اپنے تئیں هندوستان کے سمندروں میں ڈالدیا هے' حالانکه انکا کوئي گوشه اسکا دوست نہیں هے - وه ایک وسیع مملکت هے جسکے تمام ساحلي شهر باقاعده آبادي رکهتے هیں' اور اسکي حکومت کا رعب و داب کوئي چهپا هوا راز نہیں هے - ایک ایسے ملک میں تن تنها اپني چند توپوں اور گولوں کو لیکر داخل هوجانا اور چهپنے کی جگه هر موقعه پر قاهرانه نمایش کرنا' انساني دلیری اور اولوالعزمي کا ایک ایسا یادگار واقعه هے' جو گو همارے دشمن هي سے هوا هو مگر هم ایسے انصاف کش نہیں هو سکتے که اسکي عظمت سے انکار کردیں !

اسٹینسمین لکهتا هے که انسانوں کے بچانے اور انکے ساتهه بہتر سلوک کرنے میں ایمڈن نے جو شرافت برتي هے' وه ایسي هے که اگر جنگ کا زمانه نهوتا تو هم اسکے لیے دعا کر سکتے تهے - لیکن هم کہتے هیں که هندوستان پر دریا کي جانب سے اولین حریفانه اقدام کیلیے تن تنها بڑهکر جو یادگار اثر ایمڈن نے دنیا پر ڈالا' وه ایک ایسا واقعه هے که اگر جنگ کا عهد نهوتا تو هم سب اسکي اولوالعزمي کي تعریف میں ترانه سنجي کرتے !

هندوستان کی جغرافیائی شکل اس طرح کی واقع هوئی هے که اسکے تینوں جانب سمندر هے اور صرف ایک جانب یعنے جانب شمال پهاڑوں کے درے اور چند کوهستاني راستے هیں جنهوں نے هندوستان کو ایران' وسط ایشیا' تبت' اور چین و کاشغر تک سے ملادیا هے -

دنیا کا پچهلا دور بحري نه تها - فوجي قوتیں صرف زمین کي سطح تک محدود تهیں - اسلیے هندوستان کے بحري ساحل حمله آوروں کي طرف سے همیشه محفوظ رهے' اور سکندر اعظم کے بعد سے احمد شاه ابدالي تک جسقدر حملے هوے' سب کے سب اسي شمالي دروازے سے هوے - ڈچ اور فرانسیسی' اور آخر میں انگریزي جهاز اگرچه دریا کے راستے آے' لیکن وه فوجي حمله نه تها بلکه تاجروں اور سیاحوں کا ورود تها - اگرچه بالآخر فوجي استیلا پر اسکا خاتمه هوا -

پس تاریخ هند میں وه چند گولے جو خلیج بنگال اور ساحل مدراس پر پهینکے گئے' اس لحاظ سے نهایت هي عجیب و غریب هیں که انمیں بحري حملے کا ایک ایسا اقدام پایا جاتا هے جو بر اعظم هند میں کبهي بهي نہیں هوا - مدراس کے ۲۵ گولوں نے " اولین بحري حملے " کي جگه اپنے لیے تاریخ کے اوراق میں نکال لي هے !

گذشته خبروں سے معلوم هوتا هے که ایمڈن جرمني کے مشرقي بیڑه کا کروزر هے اور چین میں تها - گذشته ۹ - سپٹمبر کو اسکے قریب کي بهي خبر دي گئي تهي - ایسي حالت میں همارے لیے کچهه مشکل نہیں که اس عجیب و غریب بحري اقدام کا خط سفر متعین کرسکیں -

فرض کیجیے که وه بحر پاسفک کے لق و دق صحراے آبي میں گم هوگیا تها' اور اب وه هندوستان کي طرف قدم زن هوا هے - اس صورت میں وه غالباً جزائر " فیلي پائن " سے هوتے هوے جنوبي بحر چین میں آیا هوگا' اور دو چین وغیره قریبي چیني سواحل کے محاذ سے گذر کر خلیج سیام کے دهانے پر پہنچا هوگا - اب اسکے سامنے مشرقي هند کے جزائر هونگے جن میں بڑا شهر سینگا پور هے اور دهني جانب ڈچ مقبوضات جاوا وغیره هونگے - وه حسب ضرورت ان مقامات پر ٹهرا هوگا اور اگر کوئله وغیره کي ضرورت هوئي هوگي تو کسي بندرگاه سے لیا هوگا - پهر وه آگے بڑها' اور سینگا پور سے اس بحري شاخ میں داخل هوا جسکي ایک جانب پینانگ اور دوسري جانب سوماٹرا هے - اور اس سے نکلتے هی بحر هند میں نمودار هو گیا

کرنے کی عظیم الشان آزمایش ہے جنھوں نے لیژ کے ۱۲ قلعوں کی پروا نہ کی، برسلز چھوڑ دیا، نامور کے ۹ قلعوں کو رقعت نہ دی، فرانس سے پیچھے ہٹ آے، کیمبرے بھی انکے لیے دامنگیر مصلحت نہوسکا، دریاے سوام کی لہروں کی فضا بھی انہیں نہ ٹھہرا سکی، لاویرے کا ساحل بھی ایک طلوع و غروب سے زیادہ انہیں نہ روک سکا، کمپیگن اور ریم ورڈن کا استحکام بھی انکے استحکام مصلحت پر غالب نہ آیا، بالاخر پیرس سے بھی فروتر اور کولو میرس اور ریٹری سے بھی آگے انھوں نے قیام کیا، اور اس طرح اپنی جنگی قابلیت اور مصلحت بینی کی ایک بے نظیر یادگار اوراق تاریخ پر ثبت کردی!

مسلم مراجعت کے ایک ایسے عظیم الشان، متواتر، غیر منقطع، دائم و ثابت، اور مستمر الحرکۃ سلسلۂ کمال کا مقابلہ (جسکی نظیر فوجوں کی تاریخ مراجعت میں شاید ہی ملسکے) صرف انہی لوگوں کو زیب دیسکتا ہے جو اولاً اس زنجیر تقہقر کی بے شمار کڑیوں میں سے ایک دو کڑیاں تو خود بھی ڈھال سکیں؟ یہ کیا کہ ایک ہی منزل پیچھے ہٹ کر قدم ہمت نے جواب دیدیا اور پھر وہی آگے بڑھنے کا سوداے آتشیں مسلط ہوگیا!

اصل یہ ہے کہ بڑی بڑی توپوں سے کام لینا اور فوجوں کے جنگل کو پھیلا دینا دوسری چیز ہے، اور عقل و مصالح سے کام لینا اور پھیلے ہوے سررشتہ ہاے امید کو یکایک سمیٹ لینا دوسرا مقام ہے - جرمنی قلعوں کو مسخر کرنا جانتی ہے، لیکن جوش و ہیجان کی تسخیر کا راز اسے معلوم نہیں - صبر و تحمل کے یہ معنی ہیں کہ جب مصلحت دیکھی تو بڑے سے بڑے اور مستحکم سے مستحکم مقام کو منٹوں اور لمحوں میں چھوڑ دیا - ایسے لوگوں کی تقلید وہ قوم کیا کرسکے گی جسکی بے صبری کا یہ حال تھا کہ ابھی ایک مقام پر اچھی طرح دم بھی نہیں لیا کہ دوسرے کا رخ کیا؟

خرد ایں رہ را نشانے دیگرست!

حادثۂ کلکتہ

(جہاز کوما گاٹو - اسلحۂ ناریہ کا شدید و مہلک استعمال)

کلکتہ سے بیس میل کے فاصلہ پر ایک ساحلی مقام "بج بج" ہے جہاں بعض اسٹیمر لگاے جاتے ہیں - مشہور جہاز کوما گاٹو کے سکھ مسافر (جو کنیڈا گئے تھے) ایک اسٹیمر میں سوار کراکے ۲۹ کو یہاں لاے گئے - لیکن جب ان سے کہا گیا کہ وہ اسپیشل ٹرین میں سوار ہوکے سیدھے پنجاب روانہ ہو جائیں تو انھوں نے انکار کیا، اور کلکتہ کی طرف پیدل روانہ ہوگئے -

چند میل بڑھے تھے کہ مسلح پولیس نے انہیں روکا اور وہ بج بج واپس آگئے - لیکن اسٹیشن کے اندر یکایک برافروختگی پیدا ہوئی، اور پستول اور دو تلواروں سے انہوں نے پولیس پر حملہ کردیا - فوج ریلوے سڑک کے جنگلے کے حائل ہونیکی وجہ سے بیخبر تھی -

سرجن میجر ایسٹ وڈ کی پیٹھ میں گولی لگی - سر فریڈرک ہالیڈے کمشنر پولیس کلکتہ کا پانوں زخمی ہوا - مسٹر بیڈریا کے بازو اور پانوں دونوں زخمی ہوگئے - مسٹر ہمفریز کا زخم شدید بیان کیا جاتا ہے - اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ریلوے کے بھی نہایت مہلک زخم لگے - کئی پولیس سرجنوں کے سر بری طرح زخمی ہوچکے ہیں -

مجبوراً فوج نے فائر کیا، مگر اسپر بھی وہ باز نہ آے اور کئی بار یورش کی - بالاخر ۱۶ آدمی انکے ہلاک ہوگئے اور دو تماشائی مقتول - گرفتاری جاری ہے - اس وقت تک ۳۲ گرفتار ہوچکے ہیں - باقی اطراف میں پھیلے ہوے ہیں - گورنمنٹ بنگال سخت متاسف ہے کہ یہ حادثہ کیوں ہوا، حالانکہ وہ انکی بہتری چاہتی تھی -

الہلال

۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری

تاریخ ہند میں اولین بحری حملہ کا اقدام

عجیب و غریب ایمڈن !!

ہے ایک خلق کا خوں اشک خونفشاں پہ میرے
سنبھالی طرز آے دامن اٹھا کے آنے کی!

* * *

فرانس کا مشہور انقلابی فیلسوف "روسو" کہتا ہے:

"انسانی اخلاق کی پیمایش کا اصلی پیمانہ جنگ کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی پیمایش ٹھیک بھی ہوتی ہے"

یہ بالکل سچ ہے - کیونکہ جنگ کے زمانے میں ہمارے سامنے دوست نہیں ہوتے جنکے لیے ہمارے ملکوتی خصائل میں حرکت ہوتی ہے اور ہم فرشتوں اور قدوسیوں کی طرح نیک اور مہربان بن جاتے ہیں - بلکہ دشمن ہوتے ہیں جنکے تصور میں غیظ و غضب اور ہیجان و انتقام کے سوا کچھ نہیں ہوتا، اور غصہ کا شیطان ہمارے تمام ملکوتی امیال و عواطف کو یکسر قتل کر ڈالتا ہے - اس وقت دنیا کے سامنے ہم بے پردہ آجاتے ہیں اور وہ ٹھیک ٹھیک جانچ سکتی ہے کہ ہمارے چہرۂ اخلاق کے اصلی خال و خط کیا ہیں؟

انسانیت کا اصلی مقام یہی ہے - دوستوں کے ساتھ جنگل کے درندے بھی انصاف کرسکتے ہیں، لیکن دشمنوں کے ساتھ صرف انسانیت ہی عدل کرتی ہے - اگر ہمارا انصاف صرف اپنے دوستوں کے لیے ہے تو ہم اُس کتے سے کچھ بھی افضل نہیں ہیں، جو روٹی کا ٹکڑا پھینکنے والے انسان کے قدموں پر لوٹتا مگر بلی پر ہمیشہ حملہ کرتا ہے - اسی لیے مسیح نے کہا: "اگر تم اپنے پیار کرنے والوں سے پیار کرتے ہو تو تمہارے لیے کیا اجر"

اگرچہ بد قسمتی سے دنیا کا حال ہمیشہ اس تعلیم سے مختلف رہا ہے اور تاریخ اور مشاہدہ بتلاتا ہے کہ انسان نے اخلاق کی تمام حقیقتوں کو ہمیشہ دوستوں ہی کے لیے تسلیم کیا ہے نہ کہ سب کے لیے - تاہم دنیا میں ہمیشہ ایسے راستباز انسان بھی رہے ہیں جنھوں نے تلواروں کے نیچے اپنے اخلاق و عدالۃ کا ثبوت دیا ہے، اور اپنے قاتلوں اور حریفوں کی خوبیوں کا دوستوں سے بڑھکر خیر مقدم کیا ہے -

کتنے واقعات تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں جن میں ایک شجاع انسان نے اپنے دشمن کی شجاعت کی داد دی اور اسکی گری ہوئی تلوار خود اٹھاکر اسکے کمر میں باندھدی - عرب جاہلیۃ میں اُس شخص سے بڑھکر اور کوئی کمینہ اور سفیہ نہیں سمجھا جاتا تھا، جو اپنے دشمن کی شجاعت اور مردانگی کے داد دینے میں بخیل ہو - جانفروشان اسلام نے اس بارے میں اپنے سلف سے

ہوے خون کا ایک سیلاب، تڑپتی ہوئی لاشوں کا ایک ڈھیر، کٹے ہوے سروں کا ایک تودہ، دکھا دیا جاتا ہے جنکو حوادث زمانہ نے اسلیے ایک جگہ جمع کردیا ہے کہ ٹھوکر لگانے کیلیے اسی قسم کا ناہموار نشیب و فراز موزوں ہے !

لیکن چشم حقیقت اس پر حسرت نظارہ پر اشکبار نہیں ہوسکتی۔ وہ جذبات سے بالکل خالی ہے، اسلیے بڑی سنگدل اور بڑی ہی بے رحم ہے۔ وہ صرف جلد کے بیرونی چرکوں ہی پر آنسو نہیں بہاتی بلکہ اندر کا ناسور دیکھنا چاہتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ خون کا یہ سیلاب، لاشوں کا یہ ڈھیر، سروں کا یہ تودہ، نہایت بیدردی کے ساتھ ٹھکرا دیا گیا ہے، لیکن اصلی سوال یہ ہے کہ انسان نے اس گراں قیمت خون، اس سڈول جسم، اور اس مغرور سر کو کیوں ہر شخص کے روندنے کیلیے ہلاکت کی راہ میں ڈالدیا ؟

یہ ایک قیمتی سوال ہے، جسکا جواب دماغ میں نہیں، بلکہ انسان کی جیب میں ہے ۔

زمین اپنے اندر سے سونا اگلتی ہے، پہاڑ لعل و الماس کا ذخیرہ باہر نکالتا ہے، سمندر سطح آب پر موتیوں کی دکان لگادیتا ہے، انسان اس قیمتی سرمایہ کو دیکھتا ہے اور آگے بڑھکر اوسکو جیب میں بھرنا چاہتا ہے، لیکن خارجی قوتیں مزاحمت کرتی ہیں اور اون میں باہم کشمکش پیدا ہوجاتی ہے ۔ اب انسان کا بیش قیمت خون خود جوش کھاکے بہنا چاہتا ہے ۔ جنگ چھڑ جاتی ہے، اور سونے کی ایک خاک آلود سل پر لاکھوں لاشیں تڑپتی ہوئی نظر آتی ہیں ۔ لعل کے ایک دانے پر خون کے ہزاروں قطرے بہادیے جاتے ہیں ۔ ایک موتی کی آب پر ہزاروں جسم کی رطوبت غریزی فنا کردی جاتی ہے ۔ پس انسان کا سرمایہ وہ بیش قیمت خون نہیں ہے جسپر وہ ماتم کرتا ہے ۔ انسان کا سرمایہ وہ سڈول جسم نہیں ہے جس کے زخموں پر وہ مرثیہ خوانی کرتا ہے، انسان کا سرمایہ وہ مغرور سر نہیں ہے، جسکے کٹنے پر وہ نوحہ سنج ہے، بلکہ اوسکا حقیقی سرمایہ وہ تودۂ خاک ہے جس میں سونے کے ذرے چمک رہے ہیں ۔ وہ لعل شب چراغ ہے جو شمع طور کی طرح پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر روشن ہوتا ہے ۔ موتیوں کی وہ آب ہے جسکی نمایش سطح دریا پر کی جاتی ہے !

جنگ کے بعد گراں قیمت خون کا ماتم، موزوں اندام جسم کا مرثیہ، اور مغرور سر کا نوحہ صرف ایک افسانۂ بزم و انجمن کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے جس سے کبھی کبھی اگلوں کی یاد تازہ کرلی جاتی ہے ۔ لیکن دولت کا جو سرمایہ جنگ کی نذر کردیا گیا ہے، اوسکا داغ ایک مدت تک دلوں میں تازہ رہتا ہے ۔ خون زمین پر گرتا ہے اور بہہ جاتا ہے، لاش کا ڈھیر لگتا ہے اور زمین کے اندر دفن کردیا جاتا ہے، سر کٹ کے گرتا ہے اور فرش خاک کے برابر ہوجاتا ہے ۔ لیکن عظیم الشان عمارتوں کے کھنڈر گرکے بھی قائم رہتے ہیں ۔ سر سبز کھیتیاں پامال ہوکر بھی خرمن آتش زدہ کی شکل اختیار کرلیتی ہیں، یتیموں کے آنسو رک جاتے ہیں لیکن بھوک نہیں رکتی ۔ بیوہ عورتوں کی آہیں ٹھہر جاتی ہیں، لیکن قوت ہاضمہ اپنے عمل مستمر سے باز نہیں آتی ۔ پس جنگ کے بعد دنیا در حقیقت مال و دولت کے ماتم میں مصروف رہتی ہے اور جن بیدردوں نے اسقدر لاشونکو نہایت بے پروائی کے ساتھ زمین کے غارونمیں دفن کردیا تھا، وہ مصارف جنگ کا نقشہ نہایت دیدہ ریزی سے مرتب کرکے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ہر شخص اونکے ماتم دلگداز میں حصہ لے !

لیکن انسان کا سرمایہ صرف اوسکی جیب ہی تک محدود نہیں ہے ۔ اوسکا ایک بہترین حصہ دماغ میں بھی ہے ۔ اگر ہم چند ٹوٹے ہوے کھنڈروں پر، اگر ہم چند پامال شدہ باغوں پر، اگر ہم چند بھرے ہوے سدوں پر، ماتم عام کر رہے ہیں کہ جنگ کا سیلاب عظیم انکو بہا لیگیا، تو ہمکو اسکے ساتھ اپنے بطون و دماغ کو بھی ٹٹولنا چاہیے کہ میدان جنگ میں چمکنے والی تلوار کہیں مردونکے سر کے ساتھ زندہ انسانوں کے سرمایۂ ہوش و حواس کو تو اڑا نہیں لیگئی؟

اگر بیدرد فوج نے ہماری سر سبز کھیتیوں کے ساتھ ہمارے خرمن عقل میں بھی آگ لگادی ہے، تو ہمکو اپنے مال و دولت کے ماتم سے فارغ ہوکر اپنے قواے عقلیہ کی اس بیدردانہ غارتگری پر بھی جلد آنسو بہا لینے چاہئیں۔

لیکن یہ عقلی غارتگری نہایت مخفی طور پر وقوع پذیر ہوتی ہے ۔ خود تلواروں، نیزوں، کمانوں، اور توپوں کے گولوں سے زیادہ تلواروں کی چمک، نیزوں کی لچک، کمانوں کی چرچراہٹ، بندوقوں کی باڑھ، توپوں کی گرج، اس عقلی میدان کو فتح کرتی ہے ۔

اس عقلی جنگ میں جوہر بہت زیادہ کام نہیں کرتا، میدان صرف عرض کے ہاتھ میں رہتا ہے ۔

زمانۂ جنگ میں مال و دولت کی بربادی کا منظر صرف دنیا کے ایک بد قسمت حصے میں نظر آتا ہے لیکن یہ عقلی لوٹ مار عام ہو جاتی ہے ۔ ہر جگہ سر ہی سر ہوتے ہیں مگر سر میں کچھ نہیں ہوتا ۔ مادی غارتگری کا صرف ایک ہی اثر ہوتا ہے جو فقر و فاقہ کی صورت میں نظر آتا ہے، لیکن اس عقلی غارتگری کے سیکڑوں نتائج ہوتے ہیں جو مختلف صورتوں میں نظر آتے ہیں ۔ ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے :

(۱) زمانہ جنگ میں ہزاروں غلط افواہیں اڑائی جاتی ہیں لیکن تمام دنیا اونپر یقین کرتی ہے ۔ واقعات کے نقد کا سب سے بدیہی اصول تناقض ہے، لیکن زمانۂ جنگ میں سیکڑوں متناقض خبریں ایک ہی ساتھ شائع ہوتی ہیں جن پر اکثر لوگ یکساں وثوق کے ساتھ یقین کرلیتے ہیں، اور کم ازکم ذوق و شوق کے ساتھ تو ہر انسان انھیں سنتا ہے ۔ ایمڈن کے ڈوبنے اور اوچھلنے کا واقعہ ایک ہی دلچسپی کے ساتھ سنا گیا تھا ۔ لیـژ کے عدم تسخیر و تسخیر کی حقیقت یکساں کشش کے ساتھ سامنے آئی ۔ جرمنی کا اقدام و ادبار، دونوں ایک ہی وقت نمایاں ہوے ۔ زمانۂ جنگ میں وہم کی اختراعی قوت نہایت ترقی کرجاتی ہے اور انسان کا دماغ ہمیشہ احتمال آفرینیوں میں مصروف رہتا ہے ۔ اسی وہم پرستی کی بنا پر فوجیں اکثر جنگی غلطیاں کر بیٹھتی ہیں ۔ حال میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ بحیرہ بالٹک میں ایک فریق نے خود اپنے ہی جہازوں پر حملہ کردیا، کیونکہ وہم نے اوسکو غنیم کے جہازوں کی صورت میں دکھایا تھا ۔ بعض اخبارات میں ہوائی جہازوں کے متعلق چشم دید شہادتیں شائع ہوئی ہیں جو زمانۂ جنگ کی وہم پرستیوں کو متمثل کرتی ہیں ۔ کئی شخص شرعی قسم تک کھانے کیلیے طیار ہیں کہ انہوں نے جرمنی کے ہوائی جہاز دیکھے !

ایک معمولی شورش بھی یہی نتائج پیدا کردیتی ہے ۔ لوگ حادثہ مسجد کانپور کے زمانے میں دریا کے اندر سے کلمۂ شہادت کی آواز سنتے تھے، اور اسپر متعدد لوگوں کی شہادتوں کی بنا پر یقین کیا جاتا تھا !

(۲) واقعات جنگ کا نمایاں اثر ہمارے روزانہ طرز معاشرت پر بھی پڑتا ہے ۔

جب انسان دن بھر کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو رات کو حلقۂ احباب میں آتا ہے اور اونکی صحبت میں دل بہلاتا ہے ۔ انسانوں کے مختلف طبقے ہیں، اور ہر طبقہ اپنے لیے موزوں صحبت احباب ڈھونڈھ لیتا ہے ۔ زاہدان عبادت گذار معتکفین مساجد کے پاس بیٹھتے ہیں اور دوزخ و جنت کا تذکرہ کرتے ہیں، رند میخوار شراب خانے میں جاتا ہے اور کیف و سرور کے

اب اسکے دھني جانب - رنگوں و برما ' اور نقشۂ هند کا وہ مشرقي حصہ تھا جو قینچي کي دو شاخوں کي طرح دونوں جانب چلا گیا ہے اور درمیاں کا خلا خلیج بنگال ہے - اگر وہ بائیں جانب جاتا تو مدراس اور اس سے شمال تر کولمبو تھا ' مگر وہ کلکتہ کي طرف بڑھا اور معاً اپني تارپیڈو کا دہانہ کھولکر ہر سامنے آ جانے والے جہاز کو گرفتار کرنا شروع کردیا - حتی کہ دہانۂ دریاے ہوگلي کے سامنے پہنچ گیا ' جسکے معني ٹھیک کلکتہ میں آجانے کے تھے - کیونکہ بحري پولیس ' خبررساني ' رهنمائي ' اور فوجي جہازوں کي قطاریں همیشہ وهاں موجود رهتي هیں -

اسکے بعد وہ رنگوں کي طرف روانہ ہوا مگر راہ میں ارادہ بدلدیا اور بائیں جانب مدراس چلا گیا - وہاں گولہ باري کي اور پھر کولمبو کو بائیں چھوڑتے ہوئے پانڈي چري کے سامنے نمودار ہوا -

یہ معلوم نہیں کہ اگر وہ پاسفک میں تھا تو اس کے کس حصے میں اس کا حیات بعد الممات ہوا ؟ اسلیے مقدار مسافت کا یقین مشکل ہے - تاہم فلي پائن سے شمار کیا جاسکتا ہے - منیلا سے پینانگ تک ۱۷۰۰ - میل ہے - پینانگ سے پوري (جس کے جگناتھہ مندر کے منارے گرفتاران ایمڈن نے دیکھے تھے) ٹھیک ۱۰۰۰ - میل ہے - پس فیلي پائن سے وسط خلیج بنگال تک دو ہزار سات سو میل کي بحري مسافت اس بحري حملے میں طے کي گئي - جزائر شرقیہ سے اندرون بحر چین تک کي مسافت اس کے علاوہ ہے -

اب غور کیجیے کہ ان ترتیبات سے کیا نتائج سامنے آتے هیں ؟

(۱) چین میں جاپاني قوۃ بحري دنیا کي ایک بہت بڑي مسلمہ قوت ہے - کیا چوا کے بعد هي برٹش چائنا کے مقبوضات اور بندر هینگ کانگ ہے - تاہم ایمڈن محفوظ رہا -

(۲) تاریخ هند میں بحري حملے کے نظائر ناپید هیں - مگر ایمڈن نے سب سے پہلے اسکے بحري خطوط کي طرف حملہ آورانہ توجہ کي حالانکہ (حسب تصریحات رسمیہ) وہ تن تنہا ہے - تیسرے درجہ کا کروزر ہے - محض ۱ + ۴ - کي توپیں رکھتا ہے ' اور هندوستان کے استحکامات صد سالہ کا غلغلۂ و طنطنہ تمام عالم میں بلند ہوچکا ہے - تاہم اس کي دلیري کا هیجان مصالح پر غالب آیا !

(۳) جزائر فیلي پائن پر امریکن حکومت ہے - کیا وہ اس کے ساحلوں پر نمودار ہوا تھا ؟

(۴) سینگا پور انگریزي حکومت میں ہے - ظن غالب ہے کہ وہاں ایمڈن کي خبر ملگئي ہوگي ' لیکن مسلم کروزر خواہ کتنا هي چھوٹا ہو ' هندوستاني ساحلوں میں ہر جگھہ لا علاج ہے - اگرچہ بحر شمال میں نہو -

(۵) جاوا وغیرہ ڈچ حکومت کے ماتحت هیں - کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ جرمن جہازوں کے ساتھہ تسامح اور درگذر کرتے ہوں ؟ وہاں کے ساحلوں سے اسے ضروري مطلوبات بھي ملي ہونگي -

(۶) بحر چین سے داخلی هند صرف ڈھائي ہزار میل کے فاصلہ پر ہے جسے جنگی جہاز بآساني ایک هفتہ کے اندر طے کرلے سکتا ہے - اور جاپان ابتک تیاچوا پر قابض نہوسکا -

(۷) ایمڈن کا کپتان حیرت انگیز جرات و شجاعت ' دلیري و جانفروشي ' بے باکی و بے جگري کے علاوہ هندوستان کے بحر و بر کے متعلق کیسي صحیح ' کیسي باریک ' کیسي جچی تلي ' اور کیسی بے خطا معلومات رکھتا ہے ؟ بے تار کي خبر رساني کے اسٹیشنوں پر اسکی نظر رہی - بحري خطوط کے ساحلوں سے هشیار رہا : - رنگون نہیں گیا کیونکہ وہاں خطرات تھے - مدراس گیا جہاں کوئی خطرہ نہیں - وہ اپنے تمام کام ایسے لوگوں کی طرح انجام دیتا ہے جنھیں گویا هندوستان کا تمام حال معلوم ہے !

فلسفہ

الحـــــرب

(اسباب و مؤثرات ' نتائج و عواقب ' علل و علائق)

(۱)

الہـــلال میں آج ایک نئے باب کا بعنوان " فلسفہ " افتتاح کیا جاتا ہے -

اس باب کي خصوصیت یہ ہوگي کہ اسکے تحت میں جسقدر مضامین شائع ہونگے ' انہیں ہر طرح کے مذهبي معتقدات و آرا سے الگ رکھا جائیگا ' اور کوشش کي جائیگي کہ محور فکر و نظر صرف فلسفۂ و اجتماع ہو -

ضمناً یہ امر بھي پیش نظر رهیگا کہ اجتماعي و فلسفي مباحث کیلیے ایک نئے طرز بیان و انشاء کا نمونہ پیش کیا جاے - بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ فلسفیانہ مضامین وهي ہوسکتے هیں ' جنکي عبارت نہایت روکھي پھیکي اور بے مزہ ہو - اگر ایسا نہیں ہے تو اسے فلسفیانہ استدلال و نظر سے بالکل خالي سمجھنا چاهیے - مگر همارے خیال میں یہ قلمي پست همتي کم ازکم ان لوگوں کے لیے تو جائز نہیں رکھي جاسکتي جنہیں خدا تعالی نے اپنے ہر طرح کے افکار کو بہتر لفظوں اور موثر فصاحت کیساتھہ بیان کرنے کي قدرت دیدي ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء - اور انپر بلاغت قرآني کے درس و افادہ سے فیضان بیان کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا ہے کہ دقیق سے دقیق خشک مطالب کو بھي وہ حسن و عشق کي دلچسپ داستان بنادیسکتے هیں :

آں نیست کہ صحراے سخن جادہ ندارد
وازوں روش کج نظري را چہ کند کس ؟

آج جنگ اور اسکے اطراف و نتائج پر ایک صحبت فلسفي و اجتماعي کا سلسلہ شروع کرتے هیں - اس هفتہ تمہید نظر سے گذرلے - آئندہ اصل مطالب شروع ہونگے -

* * *

انسان فطرۃ مادہ پرست ہے ' اسلیے مادي چیزوں کو اپنا حقیقي سرمایہ سمجھتا ہے -

لیکن مادیات کا آب و رنگ اوسکو اور بھی مسحور بنا دیتا ہے - زمین کے اندر سونا ' پہاڑ کے اندر لعل ' سمندر کے اندر موتي ' انسان کا قیمتي خزانہ هیں ' لیکن سونا جب ڈھل کر سکہ کي صورت اختیار کرلیتا ہے ' لعل جب پہاڑ سے نکل کر تاج شاهي میں اپني چمک دمک دکھاتا ہے ' موتي جب کسي حسین گردن کے ہار میں جگہ پاکر اپنے اوج قسمت پر ناز کرتا ہے ' تو وہ چہرۂ کائنات کا آب و رنگ اور عالم مادیات کا چشم و چراغ بنجاتا ہے !

زمانۂ جنگ میں دنیا سرگرم فغاں نظر آتي ہے ' انسانیت ماتم کبری میں مبتلا ہو جاتي ہے ' همدردي مرثیہ خوانی کرتي پھرتي ہے ' رحمدلي کا نوحہ دلگداز دلوں کو پاني پاني کردیتا ہے -

لیکن جب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ نالہ و فغاں ' یہ نوحہ و ماتم ' یہ مرثیۂ و سوز و گداز کس متاع عزیز کي گم شدگي پر ہے ؟ تو بجز

رجال عظیمہ جنگ ہفت لشکر! وزراء ممالک و نظارت ہائے خارجیہ !

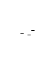

ڈاکٹر وان بیتھمن :-
جرمن چانسلر

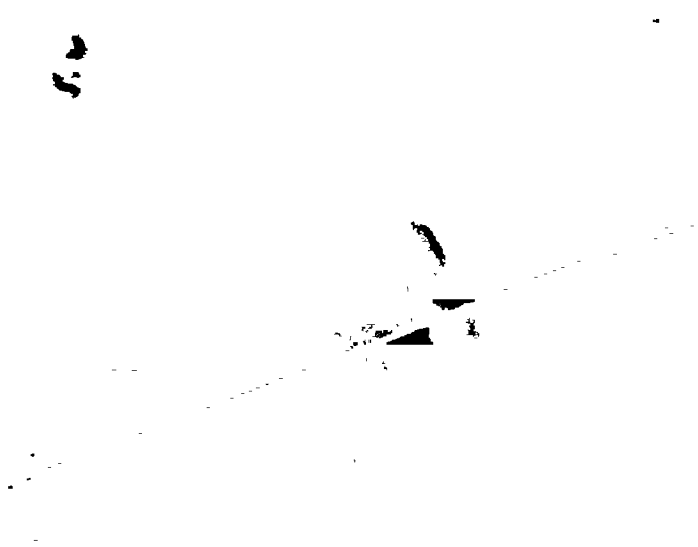

قیصر جرمن میدان جنگ میں

ایم - سازانوف ناظر خارجیہ:
روس

جرمن سفیر اعظم متعینۂ لنڈن -
نظارت جنگ سے جا رہا ہے !

فیلڈ مارشل سرجان فرنچ سپہ سالار
افواج بریۂ برطانیہ

لارڈ کچنر نظارت حربیہ کا عہدہ قبول
کرکے دفتر جنگ جا رہے ہیں

آرچ ڈیوک فریڈرک کمانڈر اسٹریا

جنرل پتنک سپہ سالار سرویا

جنرل موہو ملینوف ناظر حربیۂ روس

ترانے سنتا ہے - جو لوگ علمي ذوق رکھتے ہیں وہ کسي درسگاہ یا اکاڈیمي میں جا کر چند خشک دماغ انسانوں کے نتائج فکریہ سے مسرور ہوتے ہیں - لیکن زمانہ جنگ میں عبادت خانوں کي صدائیں دفعتاً رک جاتی ہیں' میخانوں کے ترانے خاموش ہو جاتے ہیں' علمی مجالس کا درس حلقۂ وعلوم موقوف ہو جاتا ہے' تمام دنیا ایک انجمن اور ایک حلقۂ احباب بن جاتي ہے ' جس میں صرف فتح و شکست کي داستان بھي سنائی جاتي ہے - واقعات جنگ کے علاوہ دوسري باتوں کا تذکرہ کیا بھي جاتا ہے تو عموماً ناگوار ہوتا ہے -

(۴) غلط افواہوں کا اثر زیادہ تر غیر تعلیم یافتہ اور ضعیف الدماغ لوگوں پر پڑتا ہے - موجودہ جنگ کا سب سے زیادہ اثر تاجروں اور تاجروں میں مارواڑیوں پر پڑا ہے - جنگ نے تجارت کو جو نقصان پہونچایا ہے اوس سے کہیں زیادہ ان غیر تعلیم یافتہ تاجروں نے اپني بدحواسي اور پریشان خیالي سے نقصان اوٹھایا ہے -

(۵) زمانہ جنگ میں لوگ اگرچہ فتح و شکست دونوں کي خبروں کو نہایت دلچسپي سے سنتے ہیں ' لیکن فتح و ظفر کا غلغلہ نہایت بلند آہنگي سے بلند کیا جاتا ہے ' اور بغیر کسي قسم کے تعلق کے فاتح کے فضائل و مناقب کا غیر معلوم طور پر اعتراف کیا جاتا ہے - ہندوستان کي قسمت آج سلطنت برطانیہ کے ساتھہ وابستہ ہے ' اور رعایا کو وفاداري کا پورا ادعا ہے - تاہم آغاز جنگ سے پیش قدمي کي متصل خبروں کے وصول نے جرمني کي وقعت عوام میں قائم کردي ہے -

(۶) زمانہ جنگ میں کسي شخص کو نہایت آساني کے ساتھہ نیک نام یا بدنام کیا جاسکتا ہے - رستم کي نیکنامي صرف شاہنامہ کی داستان سرائیوں کا نتیجہ ہے - عیسائیوں میں زمانۂ حروب صلیبیہ کے مخترعہ واقعات نے مسلمانوں کو بدنام کردیا ہے - منافقین نے حضرت عائشہ رضي اللہ عنہا پرجو الزام لگایا تھا اوسکے لیے اسي غرض سے ایک سفر جہاد کو منتخب کیا تھا - جرمني کیطرف سیکڑوں وحشیانہ افعال کا انتساب اسي مقصد سے کیا جاتا ہے ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیکا الزام زمانۂ جنگ هي میں لگایا گیا -

(۷) جنگ کے ذریعہ سے اتحاد و اتفاق اور بغض و عداوت کے جذبات کو نہایت ترقي دیجاسکتي ہے - پرنس بسمارک نے اتحاد جرمني کا خواب جنگ کے ہولناک میدانوں ہي میں دیکھا تھا - موجودہ جنگ میں اٹلي نے جرمني سے جو علحدگي اختیار کرلي' اوسنے قدیم عہد مودت کو مبدل بہ عداوت کردیا -

روس' فرانس' برطانیہ' جرمني ' آسٹریا و سرویا وغیرہ کا باہمي عہد مودت پہلے سے بھي زیادہ مستحکم اور پائدار ہوگیا ہے - عہد ابتدائي میں مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کے جس سلسلۂ زریں نے باہم مربوط کردیا تھا ' وہ اوسي کارخانے میں تیار ہوا تھا جہاں تلواریں ڈھالي جاتي ہیں !

(۸) جنگ کے ذریعہ ہر قسم کے مذہبي' ملکي' ادبي' اور اخلاقي انقلابات نہایت سرعت کیساتھہ ہوسکتے ہیں - فرانس کي جمہوریت جنگ هي کا نتیجہ ہے' قران مجید کي اشاعت تعلیم کا سب سے بڑا ذریعہ جہاد في سبیل اللہ تھا جسنے عرب کے ادبي اور اخلاقي نظام میں دفعتاً انقلاب پیدا کردیا - عمرو بن کلثوم کے مشہور اور پرجوش معلقہ کو قبیلۂ بنو تغلب کا ایک ایک بچہ انہي جنگي کارناموں کے اثر سے ازبر یاد رکھتا تھا ' شاہنامہ کي مقبولیت صرف اس بنا پر ہولي کہ اوس نے گذشتہ جنگي واقعات کو دوبارہ زندہ کردیا - ہومر کے الیڈ کي شہرت نے اسي بنا پر یونان کي حکمیات کي شہرت ماند کردي کہ وہ میدان جنگ کا ایک رنگین خاکہ تھا -

(۹) جنگ اخلاقي حیثیت سے ایک قوم کو دفعتاً ابھار دیتی ہے اور دوسري کو پست کردیتي ہے - سنہ ۱۸۷۰ع کي جنگ فرانس و جرمني نے فرانسیسیوں کي شجاعت اور عزم و استقلال کا خاتمہ کردیا جسکا اثر آج میدان جنگ میں علانیہ نظر آتا ہے - آج جرمن سپاہیوں کي رگونمیں جو گرم خون دوڑ رہا ہے' وہ صرف آجکل ہي تیز و تند شراب هي سے مخلوط نہیں ہے' بلکہ اوسمیں سنہ ۱۸۷۰ع کے سیلاب خون کے کھولتے ہوے آتشیں قطرے بھي شامل ہیں !

یہودیوں کی بد اخلاقیاں متصل جنگ اور متصل شکستوں کا نتیجہ ہیں - بیت المقدس میں اس قوم نے تین بار شکست کھائي' فرعون کے دربار میں غلام بنکر رہي' عرب کے میدانوں میں بھي ایک ابھرنے والي روحانی طاقت نے انکے لیے جگہہ نہ چھوڑي ' آج ان متصل ذلت آمیز شکستوں کا داغ ہر یہودي کے دامن اخلاق پر نظر آتا ہے !

مسلمانوں کا معیار اخلاق جسقدر جہاد نے بلند کردیا تھا' حضرت عیسیٰ کي اخلاقي تعلیم اوسکے مقابلہ میں بالکل بے اثر رہی -

غرض ہر قسم کا انقلاب صرف جنگ هي کے ذریعہ ہوسکتا ہے - فلسفہ نے آجتک نظام عالم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کي' لیکن جنگ نے ذرہ کو آفتاب اور رائي کو پہاڑ بنادیا ہے - پہاڑونکو زلزلہ ہي متزلزل کرسکتا ہے - کسي قوم نے قدیم عقاید' قدیم تہذیب' قدیم طرز معاشرت ایک مدت کے بعد مستحکم پہاڑ بن جاتے ہیں - اونکو لڑائي کا بھونچال هي اکھاڑ سکتا ہے - اور کوئي نہیں -

مساوات کي حقیقي روح صرف زمانہ جنگ هي میں پیدا ہوسکتي ہے - فرانس کی شورش کا سب سے بڑا نتیجہ مساوات ہے - مساوات عدل و انصاف کي ایک شکل ہے' اور عدل و انصاف کے ستون کو صرف قوت هي قایم رکھہ سکتي ہے -

(۱۰) زمانہ جنگ میں ہر انسان کي مخفي طاقت دفعتاً ابھر آتی ہے' فوج جس دلسوزي و بے جگري سے میدان جنگ میں لڑتي ہے' حالت صلح میں اوسکے تصور کي بھي متحمل نہیں ہوسکتي - نامہ نگاران اخبار' جنگ کی خبروں کي فراہمي میں جسقدر عرقریزي کرتے ہیں' صلح کي خبروں میں اوسقدر محنت نہیں کرسکتے - جنگ کے مضامین میں اڈیٹروں کي قابلیت کا غیر معمولي اظہار ہوتا ہے ' قوت حافظہ کو غیر معمولي ترقي ہوجاتي ہے' عرب کے دوارین اشعار کو اسی غیر معمولي قوت حافظہ نے محفوظ رکھا' عرب کي حیرت انگیز قوت روایت کو اسی فوجي اثر نے ترقي دي' شاہنامہ کا وہ سرمایہ جو فردوسی کو نہایت آساني سے مل گیا تھا ' تلوار کے اوس جوہر سے محفوظ رہا جو اسکے دماغ میں سرایت کرگیا تھا !

(۱۱) جنگ کے زمانے میں لوگ وحشت اور بد اخلاقي کي طرف زیادہ تر مائل ہوتے ہیں - فوج تو اسي نشے میں مست رہتي ہے ' لیکن خود رعایا بھي رعایا کے جان و مال اور عزت و آبرو کو نہایت بیدردي سے پامال کردیتي ہے - غدر سنہ ۵۷ میں فوج سے زیادہ بدمعاشوں نے لوٹ مار اور قتل و خونریزي کي تھي ' لیکن ایک اعلی طاقت ان وحشیانہ افعال سے روک بھي سکتي ہے ' بلکہ اخلاق کا ایک بلند معیار قائم کرسکتی ہے -

عہد نبوت اور عہد صحابہ میں اسکي شاندار مثالیں مل سکتي ہیں - زمانۂ موجودہ بھي اس قسم کی مثالوں سے خالي نہیں - فوج فاقہ سے مرتي ہے لیکن مال غنیمت کا بہترین سرمایہ اپنے سپہ سالار کے پانوں پر لاکر ڈالدیتي ہے اور اوس میں کسي قسم کي خیانت نہیں کرتي - سنہ ۱۸۴۸ کي شورش میں جس گروہ نے قصر سویلري پر حملہ کیا' اوس نے وہانکي بہترین یادگاروں کو ہاتھہ بھي نہیں لگایا - جنگ روس و جاپان میں جب جاپاني سپاہي کسي روسي مقتول کي جیب سے گیني نکالتے تھے' تو اوسکو نہایت دیانت سے واپس کردیتے تھے !

مناظر عمومیہ اساطیل بحر شمال ! نہر عظیم الصنعۃ "کیل" !

برطانی تباہ کن (ڈسٹرائر) : سوبفٹ - وزن ۱۸۰۵ - ٹن - ۴ - انچ
کی توپوں سے مسلح

بحر شمال کا مشہور برطانی کروزر: مینیٹور-
وزن ۶۰۰ و ۱۴ ٹن

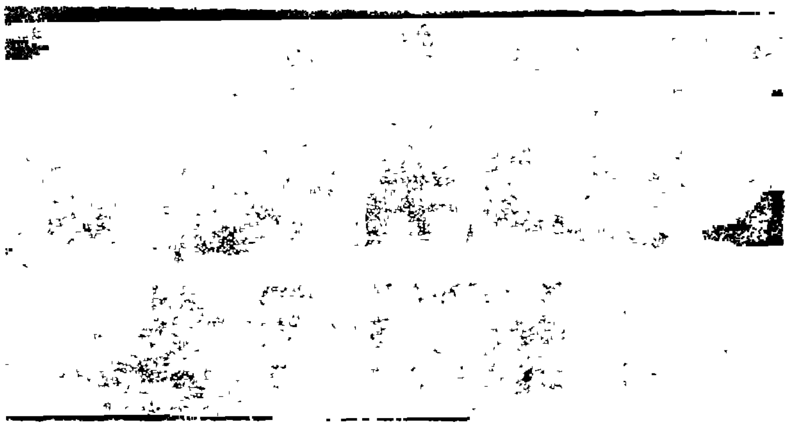

جاپان کا قوی ترین ڈریڈ ناٹ : ٹرکیو

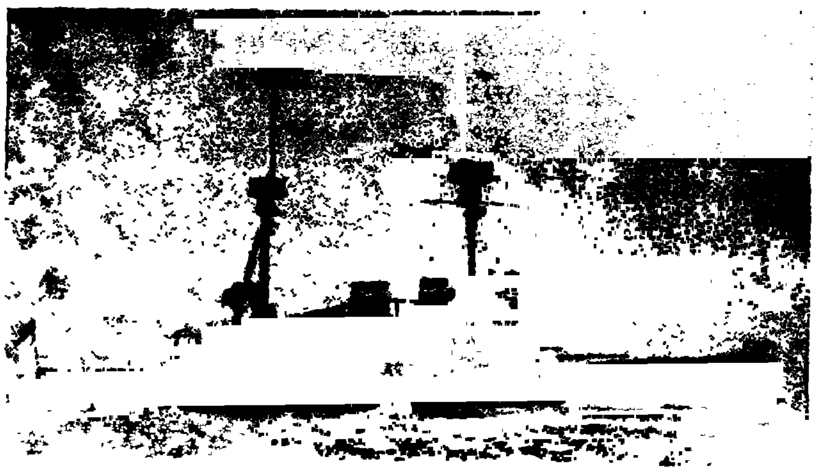

مشہور و عظیم برطانی بیٹل شپ : لارڈ نیلسن - وزن ۱۶۵۰۰ - ٹن

نہرکیل (جرمنی) کا ایک نظارہ ! قیصر جرمنی مع اپنے اسٹاف کے بائیں جانب
کھڑا ہے اور انگریزی جہاز کی سلامی لے رہا ہے جو
تہنیت کیلیے جنگ سے کچھ عرصہ پہلے گیا تھا !

زعماء حرب هفت لشکر! و ملوک مقاتلین و محاربین هفت کشور!

پریسیدنت جمهوریهٔ فرانس

شهنشاه: قیصر جرمنی

هز امپیریل مجستی شاه برطانیه. و قیصر هند:
امیر البحر اول مراکب بحریهٔ برطانیه –

شاه سرویا

پرنس آف ویلز (ولی عهد برطانیه)

زار روس

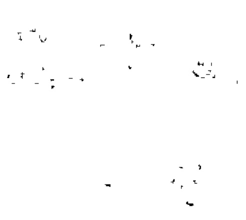

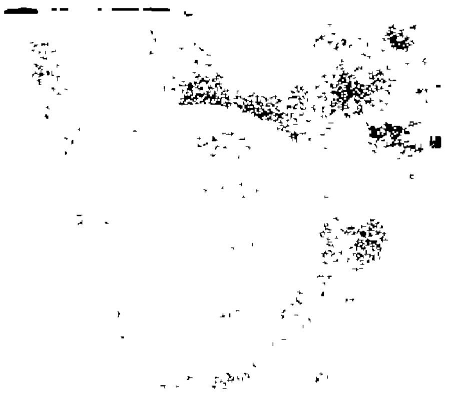

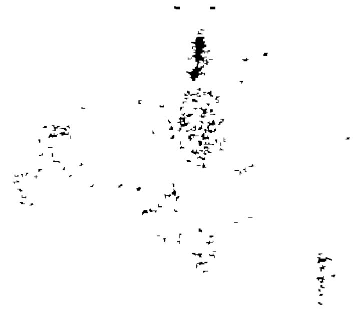

شاه بلجیم

شاه اتلی

شهنشاه استریا

مقالات

یورپ کا نیا نقشہ جو طیار هو رها هے

جنگ یورپ کے نتائج و عواقب کا ایک سر سري مطالعہ

اخبار ڈیلي میل لنڈن میں جنگ کے نتائج و عواقب پر ایک نہایت اهم اور دقیق النظر مضمون شائع هوا هے جسکے نیچے صرف W - T - T کا دستخط هے -

لیکن مضمون اسقدر دلچسپ هے کہ اسکا پورا ترجمہ شائع کر دینا چاهیے :

مشہور جان رالنگ کا قول هے :

" جنگ میں بجز اسکے اور کوئي فائدہ نہیں کہ وہ لوگوں کو فن جغرافیہ کی تعلیم دیتي هے "

اس خیال میں اور برن هارڈي اور پروشیا کے جنگي مذهب کے اس اصول میں کہ " جنگ ایک روحاني مسہل هے' جسکے بعد قوم صاف اور قوي تر هوجاتي هے " همارے لیے انتخاب کي وسیع گنجایش هے -

جنگ فن جغرافیہ کي تعلیم دیتي هے - اسکے متعلق تو کچھہ پوچھنا هي عبث هے - اسکول کے ایک بد شوق لڑکے کو بھي آج نقشوں اور جغرافیائي حالات سے پوري دلچسپي هے - اسوقت انکے لیے بر اعظم یورپ کوئي وسیع خیالي شے نہیں هے' بلکہ اسي طرح ایک حقیقي شے جسطرح کہ اسکے پڑوس کا فٹ بال میدان -

نقشے اب مردہ چیزیں نہیں هیں بلکہ زندہ حقائق هیں - لوگوں کي طرح میں نے انکي نہ ختم هونے والي خواهش کو محسوس کیا هے -

نقشے اب نقشے نہیں رهے - وہ جنگل' دریا' میدان' شہر اور گاؤں' هوگئے هیں - جہاں سے فوجوں کے کوچ' توپوں کي گرج' تلواروں کی جھنکار' اور سواروں کے هنگامے کي آواز آتي هے - اب میں لنڈن میں نہیں رهتا هوں' بلکہ " والجیس " اور " ارڈینس " میں هوں - میں دریاے " می یوز " کے پیچ و خم کو جسقدر جانتا هوں اسقدر دریاے ٹیمس کو بھي نہیں جانتا - حالانکہ میں نے طفلي کي پہلي آنکھہ اسي پر ڈالي تھي !

مجھے معلوم هوتا هے کہ میں آنکھیں بند کیے معرکے کے وسیع خط کے برابر برابر چلا جاسکتا هوں - میرے یمین و یسار آبادي کي جگہ موت اور زندگي کے کاروبار کي جگہ وحشت و هلاکت کا سناٹا هے' اور سامنے چند هفتوں کے هنگامے سے پیدا هونے والے وہ نتائج جنکو صدیوں تک دنیا پر حکومت بخشي گئي هے !

(اگر جرمني فتحمند هو)

همارے دامن خیال کو صرف وهي رقبے نہیں پکڑے هوے هیں جہاں جنگ برپا هے - اب تو تمام یورپ کے نقشے میں ایک مستغرق دلچسپي پیدا هوتی جاتي هے - اسوقت یہ بر اعظم (یورپ) ایک معدني ٹکڑے کي طرح آگ پر پگھلرها هے' جو آیندہ نقشہ اس جنگ کے نتائج کو اپنے اندر ملفوف کریگا' اسکے متعلق هم اسوقت صرف قیاس هي کر سکتے هیں -

یہ مسئلہ اس لیے پیچیدہ هے کہ ممکن هے نتیجہ ذو جہتین هو - یعني دونوں پہلو رکھتا هو - فتح و شکست ایک ساتھہ ظہور کرے اور هر فریق فتحیاب بھي هو' اور شکست خوردہ بھي - اسکا ایک هاتھہ جوش مسرت سے اور دوسرا تاسف سے لرز اٹھے !

حلیفوں (دول متحدہ فرانس و روس و انگلستان وغیرہ) کے مقابلہ میں جرمني کو خشکي میں فتح هوسکتي هے' مگر تري میں شکست قرین قیاس هے -

فرض کرو کہ ایسا هي هوا تو اسکا سیاسي نتیجہ کیا هوگا ؟

جہاں تک فرانس کا تعلق هے یہ نتیجہ اسکے لیے سخت مہلک هوگا - پرنس بسمارک کا قول تھا کہ " میں فرانس کے بیڑے سے پیرس میں لڑونگا " - اس سے اسکا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ ایک دفعہ خشکي میں فرانس کا مالک هوجائے تو پھر فرانسیسي بیڑہ کس شمار میں رهیگا ؟ فرانس کے متعلق یہ قول اب تک بالکل صحیح هے لیکن انگلستان کے متعلق نہیں - جب تک همارا سمندر پر قبضہ هے' اسوقت تک اس بر اعظم (یورپ) میں کوئي آفت همیں گھٹنوں کے بل نہیں جھکا سکتي - لیکن اگر همکو خشکي پر شکست ملي تو اسکا خمیازہ همیں تنہا نہیں بھگتنا پڑیگا - اس لپیٹ میں بلجیم اور فرانس بھي آجائینگے (میں اس باب میں روس کو ابھي نظر انداز کردیتا هوں -)

کیا سمندر میں هماري فتح سے جرمني کي ساحلي کامیابي میں توازن پیدا هوجائیگا ؟ کیا همارے بیڑے کا خطرہ جرمني کے لیے اتنا هي کھل ڈالنے والا هوگا جسطرح کہ جرمن فوجوں کا خطرہ فرانس کے لیے ؟ بالفرض ایسا نہ هوا تو همارا پوزیشن اسوقت غیر معمولي طور پر مشکل هوجائیگا - ممکن هے کہ هماري فوجیں صحیح و سالم اور غیر مجروح هوں' مگر همارا حلیف (فرانس) تو اتنا پسیگا کہ اسکا کام هي تمام هوجائیگا - هم جرمني کو جسقدر سمندر میں پالینگے' اسي قدر وہ سواحل کي طرف فرانس پر اپنے شکنجے کا پیچ کسیگي - اس صورت میں اگر هم اپنے حلیف کو یکسر تباهي سے بچا سکینگے تو صرف اسطرح کہ سمندر میں اپني فوقیت اور برتري سے دست بردار هوجائیں -

کیا یہ قرین قیاس هے ؟ کیا یہ هوسکتا هے کہ هم فرانس کو بچانے کے لیے اپنے تئیں ایسے شرائط کے حوالہ کردیں جو همیشہ کے لیے همیں جرمني کا محکوم بنادیں ؟

صورت حال کي یہ ایک خطرناک شق هے -

اس انتخاب کي جانکنی سے بچنے کے لیے خشکي پر فتح ضروري هے - اگر ایسا نہ هوا تو آیندہ نقشۂ یورپ برلن میں بنیگا' جرمني " انٹورپ " (بلجیم) سے لیکے قسطنطنیہ تک کو اپنا مرکب بنالیگي' اور جو اسکینڈ نیونین' ابرین' اور اٹالین جزیرہ نما کہ سرحد پر واقع هیں' وہ اس خداوند جنگ (وار لارڈ) کے جاگیر دار

مواکب عظیمه بحریه المان و برطانیه! منتهاء قواے بحریه فریقین!

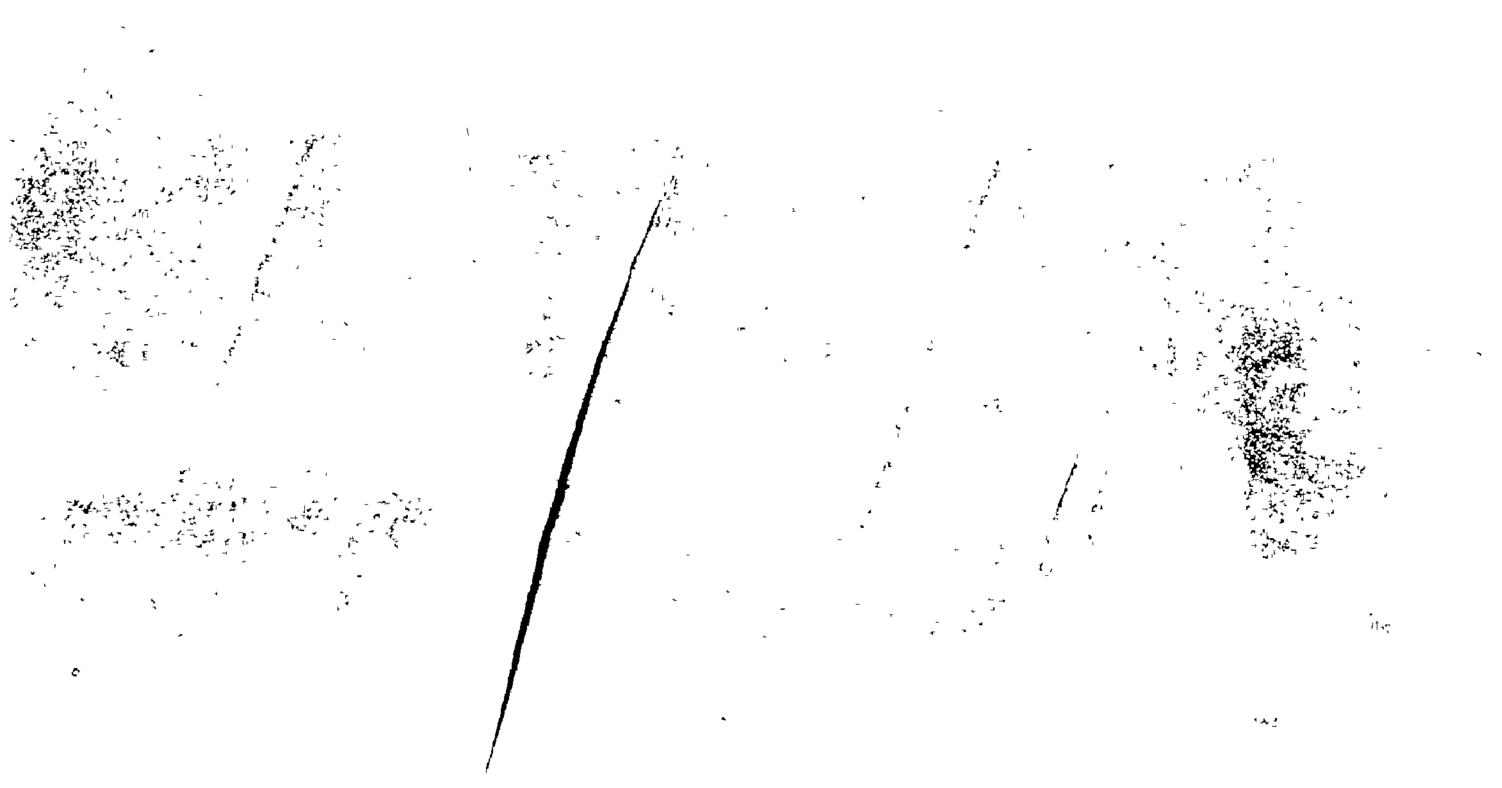

انگلستان کا سب سے زیادہ قوي و اعلی بیٹل شپ: ایچ - ایم - اس بلیرو فون - جسکا وزن ۱۸۵۰۰۵ تن اور جسکي
توپیں ۱۰ × ۱۲ - اور ۱۶ × ۴ انچ کی هیں -

جرمنی کا سب سے زیادہ بڑی اور آخری بیٹل شپ: هالسیمن جسکا وزن ۱۲۲۰۰ تن هے -
(توپوں کي مقدار اور قوت و قطر معلوم نہیں)

وجہ سے ہمیں واقعات کے حق میں اندھا نہ بن جانا چاہیئے روس کی اسوقت جو حالت ہے، اس حالت میں وہ قدیم بربریت و وحشت کا ایک نہایت ہی قوی پنجہ ہے، اور اوسکی وجہ سے تمدن ایک قاتل و سفاک گرفت کے عالم میں ہے - جسقدر جرمنی کو ہم گھٹائینگے، اسیقدر روس کو بڑھانا پڑیگا، اور روس کو بڑھنا استبداد و تظلم کو تقویت دینا ہے، جو اپنی ایڑی کے نیچے تمام مظلومان روس، پولینڈ، فنلینڈ، بخارا و ترکستان، ایران، اور یہودیوں کو دبائے ہوے ہے!

روس کے خوف سے نکلے ہوے ہمیں ابھی صرف نصف صدی ہی ہوئی ہے - اس امر کے یقین کرنے کی کیا وجہ ہے کہ جب جرمنی نہ ہوگی تو پھر یہ خوف عظیم دوبارہ زندہ نہ ہو جائیگا؟

ہندوستان جہاں پہلے تھا، ابھی تک اسی جگہہ پر ہے اور روس اس سے بہ نسبت پہلے کے اب اور قریب تر ہے - جرمنی کی طرح روس کے لیے بھی یہی بات کہی جاسکتی ہے کہ ہم روسی قوم سے نہیں ڈرتے بلکہ روسی تظلم سے ڈرتے ہیں:

من از عقرب نمی ترسم ولے از نیش می ترسم

کیا ہم کو امید ہے کہ یہ خطرہ دور ہو جائیگا؟

ایک ہفتہ قبل تک تو ذرا بھی امید نہ تھی، مگر اس اثناء میں زار روس نے روسی پولینڈ سے اندرونی خود مختاری دینے کا وعدہ کرلیا ہے - بلا شبہہ یہ ایک نہایت ہی اہم واقعہ ہے لیکن در حقیقت کسی فیاضی سے نہیں بلکہ محض ضرورت کے مجبورکن استیلاء سے وقوع میں آیا ہے پولینڈ میں انقلاب کے برپا ہو جانے کے خطرہ کے ساتھہ روس میدان جنگ میں کیسے جا سکتا تھا؟

خیر، ہم کو اسکے مقصد میں مناقشہ کی ضرورت نہیں - اگر اس وعدہ کا ایفاء ایمانداری سے کیا جاے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ پولینڈ جسکو فریڈرک نے پروشیا، روس، اور آسٹریا میں تقسیم کیا تھا، اب پھر متحد ہو جائیگا، اور تاریخ کا ایک عظیم الشان گناہ کئی صدی کی ظالمانہ غلط کاری کے بعد مٹا دیا جائیگا - آسٹریا ہنگری کی مصنوعی شہنشاہی یورپ کے نقشے سے ناپید ہوجائیگی، اور پولینڈ کی سلطنت نسل، تہذیب، اور اعتقاد کے اتحاد کے ساتھہ وسط یورپ میں پھر ظاہر ہو جائیگی!

(زار کے لیے ایک فرصت)

ہم نے کہا ہے کہ "اگر یہ روسی شاہی وعدہ ایمانداری کے ساتھہ پورا کیا گیا" حالانکہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت سے پہلے بھی یہی وعدہ ایسے ہی حالات میں کیا جاچکا ہے جو موجودہ حالات سے بالکل غیر مشابہہ نہ تھے -

اسکے ساتھہ ساتھہ ہمکو زار روس کے کمزور کیریکٹر کو بھی یاد رکھنا چاہیے، جو عمدہ جذبات سے استقامت کے ساتھہ اثر قبول کرنے میں بالکل عاجز ہے - جب تک استبداد باقی ہے اسوقت تک ہم اس وعدہ کو محفوظ نہیں سمجھہ سکتے - البتہ یہ ممکن ہے کہ اسکے حلیفوں کا نفوذ و اثر کچھہ کام آے -

اگر پولینڈ زار روس کی سیادت میں آزاد ہو گیا تو کیا ہم یہ امید رکھسکتے ہیں کہ زار ایک قدم اور آگے بڑھیگا؟ فنلینڈ، حیرت انگیز فنلینڈ، اپنے شاندار باشندوں اور تعجب انگیز تہذیب کے ساتھہ زار کے دارالسلطنت کے پھاٹک پر خونچکاں پڑا ہے! اسکی آزادی رخصت ہوچکی ہے، اسکے جج قید خانے میں ہیں، اسکی امیدیں جاں کنی میں تڑپ رہی ہیں - ہاں، اس بد بخت فنلینڈ کو بھی داخلی خود مختاری ملنی چاہیئے اور ابھی وقت ملنی چاہیے - (اس دروازہ کے کھلنے کے منتظر اور بھی ہیں) -

یہ زار کیلیے بہت بڑا موقع ہے - جب وہ بچہ تھا تو انگریزی خیالات کے اثر سے ایک بار چیخ اٹھا تھا: "آہا! عوام کا بادشاہ ہونا!"
(O to be common's King !)

وہ افسوسناک طور پر ناکام ہوا، مگر اسکی ناکامی استبداد کی وجہ سے نہیں بلکہ قوت ارادی کے فقدان کی وجہ سے ہوئی - ورنہ اسکے لیے مواقع بہت تھے، اور اسوقت بھی ایک زریں موقع اسے حاصل ہے -

اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ جرمنی کو شکست ہوگی تو روس دنیا کے اُن تین شہنشاہوں میں سے ایک ہوگا جو اس عالمگیر کشاکش کے بعد رہینگے - ان میں وہ آخریں مطلق العنان و مستبد بادشاہ ہوگا -

یہ پالیسی کی سب سے بڑی ضرب اور سب سے بڑا انصاف ہوگا جو آج تک کبھی نہیں ہوا - اس نازک حالت میں یہ سلطنت کے لیے ضعف کا نہیں بلکہ قوت کا سر چشمہ ثابت ہوگا - اور روس کو معلوم ہو جائیگا کہ آزاد شاہنشاہی سلطنت کا سب سے بڑا طلسم ہے!

مگر یہ (یعنی فنلینڈ کی خود مختاری) اس سے بھی بڑھکے کام کریگی - اسکا اثر ناروے اور سویڈن پر گہرا پڑیگا - جسقدر ہم جرمنی سے خوف کھاتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ یہ سلطنتیں روس سے ڈرتی ہیں - سویڈن ناطرفدار ہے اور رہیگا - اس نے ان روسیوں کے ساتھہ تعجب انگیز فیاضی کا سلوک کیا ہے، جو اسٹوک ہوالم (سویڈن) کی راہ سے بھاگ کے روس گئے ہیں، اور اس حسن سلوک کے معاوضہ میں زار نے اسکا احسانمندانہ شکریہ ادا کیا ہے - اگر روس نے فنلینڈ کو آزاد کردیا تو سویڈن کے تمام خوف غائب ہوجائینگے، اور روس یورپ کی خیر اندیشی کے ساتھہ اپنے کام کی طرف بڑھسکیگا -

اگر وہ دانشمند ہے تو قیصر کی ناکامی سے عبرت حاصل کریگا اور فرصت کے آخری لمحوں کو ضائع کردینے کی جگہ تمدن سے اپنا معاملہ صاف کرلینے میں صرف کریگا!

(ایشیا میں رد عمل)

آخر میں جزیرہ نماے بلقان ہے - روسی اثر وہاں غالب ہوگا - لیکن جنگ کے نتیجۂ ثانی کی حیثیت سے ہم بجا طور پر یہ خیال کرسکتے ہیں کہ وہاں بہ نسبت سابق کے عمدہ روح پھیلے گی - سرویا آسٹریا ہنگری کی شاہنشاہی کی غنیمت اور دریا کی طرف راستہ حاصل کرے، مقدونیہ میں بلگیریا کیلیے منصف مزاج بنجائیگی، اور قدیم بلقانی اتحاد مع رومانیا کی شرکت کے ابکی مرتبہ سابق سے زیادہ مبارک سرپرستی میں قائم ہوگا -

اصلی خوف دولۃ عثمانیہ اور یونان کے باہمی مخفی مشکلات کا ہے - اگر جرمنی فتحیاب ہوگئی تو یہ مشکلات ترقی کرینگے، کیونکہ دولۃ عثمانیہ کی نظریں برلن کی طرف لگی ہوئی ہیں - اسکے یہ معنی ہونگے کہ دولۃ عثمانیہ کا خاتمہ ہوجاے، اور بدقسمتی سے ہندوستان کے مسلمانوں میں عظیم الشان رد عمل پیدا ہو جو کیتھولک عیسائیوں کی طرح ایک غیر ملکی وفاداری رکھتے ہیں، جسکا منتہی مرکز سلطان عثمانی ہے -

(پرانے نقشہ کو لپیٹ دو)

کہتے ہیں کہ جب "آسٹرلیز" کی خبر مشہور سیاسی کبیر "پٹ" کو ملی تو اسنے یورپ کے نقشے کی طرف اشارہ کرکے کہا:

"اس کاغذ کو تہہ کردو - اب ان دس سالوں میں اسکی ضرورت نہیں پڑیگی"

ہونگے تب - قیصر تمام یورپ کا مالک ہوگا - مدرھاے الٰہی! اسوقت تیرا کیا حشر ہوگا ؟

(اگر جرمنی کو شکست ہو)

لیکن اگر جرمنی کو شکست ہوئی تو اسوقت یورپ کا نقشہ کیا ہوگا ؟

ایک بات یقینی ہے - " السیس " اور " لورین " فرانس کو واپس ملجائینگے اور " اسٹراسبرگ " کی شکل " پیلس مدتی کونکورڈ " میں ایک مرتبہ کی طرح ماتمی لباس میں نہ ہوگی بلکہ دلہن کی طرح پھولوں سے لدی ہوئی!

کہتے ہیں کہ سنہ ۱۸۱۷ ع میں جرمنی نے جو مہلک غلطی کی تھی ' وہ السیس لورین کا الحاق تھا - یہ بسمارک کی غلطی نہ تھی بلکہ جرمنی کے حامیان جنگ کی - اسلیے آیندہ جب فیصلے کا وقت آئے تو کمرے کے اندر ان حامیان جنگ کو گھسنے نہ دینا چاہیے - ہمیں وہ وقت دیکھنے دو جب جرمن کے پاس "السیس لورین" نہ رہے جس سے انتقام کے شعلے بھڑکتے رہتے ہیں!

ہماری جنگ قیصر اور قیصریت (یعنی قیصر کے افکار و عزائم) کے مقابلہ میں ہے - ہمیں جرمنی کو تباہ کرنے کا ارادہ نہ کرنا چاہیے - ہمیں چاہیے کہ بہر حال جرمنی کو اپنے داخلی امور کے تصفیہ کے لیے اکیلا چھوڑدیں - (بشرطیکہ وہ چھوڑ دے الهلال)

(جرمنی کا مستقبل)

جرمنی کی شکست کی صورت میں ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ آیندہ کیا ہوگا ؟ جو عمارت کے بسمارک نے خون اور لوہے کے زور سے تیار کی تھی وہ منہدم ہو جائیگی ' جیسا کہ ہمیشہ خون اور لوہے کی بنائی ہوئی چیزوں کا حشر ہوا ہے -

" ہو ہینزولرنس " " یور بونس " کے ردی کے انبار میں ملجائیگا - " ہینولینس " اور " بویریا " وغیرہ جرمن ریاستیں پروشیا کی مبغوض حکومت کو پھینکدینگی - وہ جرمن شاہنشاہی میں بجبر داخل کی گئی تھیں ' اور جو لوگ اس ملک کے وہاں کے زندہ دل اور مہربان باشندوں کو جانتے ہیں ' انھیں اس میں ذرا بھی شک نہ ہوگا کہ یہ ریاستیں بغیر کسی افسوس کے اس شاہنشاہی سے علحدہ ہو جائینگی - قرین قیاس یہ ہے کہ یہ ملک جنوبی جرمن اتحاد کا سر خیل ہو جائیگا - کیونکہ ریاست ہاے بیڈین و ٹمسبرگ وغیرہ کے باشندوں میں ویسی ہی آزادانہ اور فیاض روح ہے جیسی کہ خود اسمیں ہے - خود پروشیا بھی حامیان جنگ کے مظالم سے نجات پاجائیگی - گو پروشیا کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ ہم پروشیا کے لوگوں سے نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ اُسکے نظام سے لڑ رہے ہیں -

اسکا نظام اوسکی جمہوریت کے لیے بھی اسی قدر نفرت انگیز ہے جسقدر ہمارے لیے - اگر ان میں فرانسیسیوں کی سی خوفناک انقلابی روح ہوتی ' تو کب کے وہ اس " ملعون " شے (نظام جنگ جو) کو صاف کرچکے ہوتے - عمدہ دماغی اوصاف کے باوجود انمیں آزادی کے لیے عظیم الشان جذبہ کی کمی ہے - اونکے اشتراکیئین (سوشیالسٹ) فوج در فوج انتخاب کے وقت پول میں (پول ایک مقام ہے جہاں چٹھی ڈالی جاتی ہے) پہنچے ' مگر کچھ نکرسکے - اسکا نظام ان اشتراکیوں کا گلا دبائے ہوئے ہے اور آج خوفناک سختی کے ساتھ اسکی مدافعت میں وہ کام آ رہے ہیں جس سے وہ بھاگتے تھے - حالانکہ انکو جاننا چاہیے کہ فتح اس ظلم کو اور زیادہ کردیگی ' اور شکست ہی اس سے نجات پانیکا تنہا راستہ ہے!

(چند نظاموں کی جنگ)

اس جنگ کی عجیب و غریب پیچیدگیوں میں ایک پیچیدگی کو یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ جنگ قوموں کی جنگ نہیں ہے ' بلکہ انکے نظاموں اور اصولوں کی لڑائی ہے - پروشیا کی طرح ہمارے یہاں فوج اور بحری بیڑے کے حامی موجود ہیں - اسلیے ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب ہم اس بیڑے کی حمایت کو جرمنی میں مٹاتے ہوں تو کہیں ہم خود انگلستان میں اس پر زین کسکے سوار نہ ہو بیٹھیں - کیونکہ ہمکو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کشاکش کے پیچھے اصلی تنقیح محض نقشہ نہیں ہے بلکہ اسکے علاوہ کوئی اور گہری شے -

اصلی تنقیح آزاد ملکی سرحدیں اور قومی حوصلے ہیں - یہ اصلی تنقیح در اصل ایک سوال ہے :

"آیا استبداد جسکی بنیاد عسکریت اور مخفی سیاست پر ہے اور جسکی پشت پناہی اسلحہ کی مخفی سازش کرتی ہو ' اسکو یورپ کا مالک ہونا چاہیے ' یا اُس جمہوریت کو جو ہر طرح آزاد ہو ؟ "

ہم جانتے ہیں کہ اب یورپ میں مدنیت اور بربریت ' اعتماد اور بارود کے نل ' عسکریت اور حریت ' ایک ساتھ نہیں رہسکتیں - پہلی چیز گویا دوسری کو ' غرض دونوں میں سے کسی ایک کو رخصت ہوجانا چاہیے - یہ فیصلہ کرنا جنگ اور اسکے بعد کے فیصلے کا کام ہے کہ کون سی چیز نابود ہو ؟ اگر ڈپلومیسی گروہ نے فیصلہ کیا تو قدیم طریقہ پھر زندہ ہوجائیگا اور حریت ہلاک ہوجائیگی - فیصلہ قوم کی راے سے ہونا چاہیے ورنہ پھر اس سے کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی!

(آسٹریا خارج)

آئیے پھر نقشۂ یورپ پر ایک نظر ڈالیں! اب مثنی شاہنشاہی (آسٹریا ہنگری) کا خیال فضول ہے - اب یہ خیالی صورت رخصت ہوجائیگی - ایک بڑے ڈپلومیٹسٹ کا قول ہے کہ " آسٹریا فی الواقع موجود ہی نہیں ہے ' وہ ایک مصنوعی شے ہے جو ایجاد کی گئی ہے " اسکا جواب ایک دوسرے ڈپلومیٹسٹ کے الفاظ میں دیا جاسکتا ہے : " میں ضرورت کا قائل نہیں "

یورپ کے نقشے میں آسٹریا ہنگری سب سے زیادہ مصنوعی مخلوق ہے - نہ اسمیں زبان کا اتحاد ہے نہ قومیت کا ' نہ تہذیب کا ' نہ اعتقاد کا ' اور نہ ہی مطمح نظر ایک ہے - یہ ایک ایسی عمارت ہے جو اسلیے بیٹھ جائیگی کہ اُسکی کوئی مستقل بنیاد نہیں ہے - آسٹریا جرمن اتحاد کا ایک رکن بن سکتی ہے - ہنگری خود مختار ہوسکتی ہے - جنوب کے سلافی " سرویاء عظمیٰ " میں شامل ہوجا سکتے ہیں - سرویا مانٹی نگرو کے ساتھ ملکر اپنی اس نسلی اور ملکی ہمجنسی کو پھر حاصل کرلے سکتی ہے جو اسنے چھ سو برس ہوے ترکوں کے ہاتھوں میدان کسوو (قصووہ) میں کھوئی تھی - اطالیا واقعی جنوبی " ٹرائل " سے لیکے " ٹریسٹ " تک لینا چاہتی ہے - اسطرح ایک نسل کے اوراق پریشاں کی پھر شیرازہ بندی ہوجائیگی!

(پولینڈ کی آمد)

مگر ابھی " پولش آسٹریا " (پولینڈ کا وہ حصہ جو آسٹریا میں شامل ہے) باقی رہگئی ہے جو اس حساب میں سب سے زیادہ ناقابل عمل عدد ہے - ہم روس کے ساتھ ملکر لڑ رہے ہیں اور روسی اسلحہ کی فتحیابی کیلیے اسی جوش و خروش سے دعا کرتے ہیں ' جسطرح کہ خود اپنے لیے - مگر اس ہنگامی رفاقت کی

چنانچه جرمن فوج کے هر دستے میں دو دو کتوں کو زخمیوں کي تلاش و جستجو کے لیے مخصوص تعلیم دیگئي اور سنه ۱۸۹۹ ع میں انجمن نے بلنٹر میں کتوں کي تعلیم کا سرکاري طور پر امتحان لیا -

امتحان کي صورت یه تهی که ایک اندهیري رات میں اسي قسم کے چار تعلیم یافته کتے میدان میں چهوڑ دیے گئے ' اور دو سو سپاهیوں کو حکم دیا گیا که میدان کے نشیب و فراز اور متفرق گهاٹیوں میں زخمیوں کی طرح لیٹ جائیں - کتوں کے آگے آگے پانچسو سپاهیوں کو زخمیوں کي ٹولیاں لیکر بهیجدیا گیا - وہ لوگ مشعل لیکر زخمیوں کو ڈهونڈهنے لگے - کتے بهي جستجو میں مصروف هوگئے - انهوں نے ادهر اودهر چکر لگایا ' اور تهوڑي دیر میں ان تمام مصنوعي زخمیوں کا جو ٹیلوں اور درختوں کي آڑ میں چهپے هوے تهے ' بغیر شمع و چراغ کے پته لگا لیا !

یورپ میں اس کامیاب تجربه کي اسقدر شهرت هوئی تهي که جب روس و جاپان کے درمیان جنگ چهڑ گئي تو فریقین نے بڑي جد و جهد سے اس انجمن کے تمام کتے خرید لیے !

(اٹلي)

اٹلي میں اگرچه کتوں کي فوجي تعلیم و تربیت کے لیے کوئي مستقل انجمن قائم نهیں هوئی ' لیکن خود فوج نے اس طریقه کو جرمنی سے زیاده ترقي دي اور کتوں کي تعلیم کے بعض جدید کامیاب تجربے کیے -

مثلاً کتوں کے گلے میں طوق ڈال کر اوسمیں بائیسکل کي لالٹین باندهدي جسکي روشني کا رخ صرف سامنے کي طرف هوتا هے - اوس طوق میں چهوٹي چهوٹي ڈبیاں لٹکا دي تهیں - اور ان میں بعض مقوي' شربتیں' اور نشیلی دوائیاں تهیں جو زخمیوں کو وقتي فائده پهونچانے میں کامیاب ثابت هوتي هیں - ان تمام سامانوں کے ساتهه کتوں کو ۹۰ کلیومیٹر مربع میدان میں چهوڑ دیا گیا اور اوسکے ٹیلوں' غاروں' جهاڑیوں' اور چٹانوں کي آڑ میں مصنوعي زخمي چهپا دیے گئے - کتوں نے میدان کے ایک ایک گوشے کو چهان ڈالا اور تمام زخمیوں کا پته لگا لیا - جب کسي زخمي کا سراغ لگ جاتا تها - تو دو کتے فوراً فوج میں خبر دیتے تهے ' اور دو کتے بهونک بهونک کے ڈولي والوں کو اونکي طرف بلاتے تهے - دن کے لیے پهلي قسم کے دونوں کتے زیاده مفید تهے ' اور رات کو دونوں بهونکنے والے کتوں کي آواز سے فائده اوٹهایا جا سکتا تها -

اسوقت تک کتوں کي تعلیم کا یه طریقه بهي نا مکمل تها - کیونکه یه دونوں کام ایک هي کتے سے لیے جاسکتے تهے - اسلیے ایک اٹالین کپتان نے چند کتوں کو ایسي جامع تعلیم دي که جب کوئي زخمي اونکي نظر سے گذرتا تها ' تو فوراً وهاں سے هٹ آتے تهے اور ایک ایسے فاصله سے بهونکتے تهے که اونکي آواز فوج اور ڈولي والے سپاهي' دونوں تک یکساں طور پر پهونچ جاتي تهي -

لیکن ابهي تک اس سے زخمیوں کي تعداد کا اندازه نهیں هو سکتا تها - ایک تعلیم یافته کتے نے اس مشکل کو بهي خود هي حل کردیا - اوسکو پاس پاس دو زخمي نظر آے اور اوس نے ایک هي وقت کے اندر فوج اور ڈولي والے ' دونوں کو خبر دیني چاهي - اس غرض سے وہ ایک مرتبه زخمي کے پاس آتا تها ' پهر دوڑ کے دوسرے زخمي کے پاس جاتا تها ' اور دونوں جگهه بهونک بهونک کے اونکي تعداد کي اطلاع دیدیتا تها !!

(انگلستان)

انگریزوں نے فوجي حیثیت سے اب تک اسطرف چنداں توجه نهیں کي هے

شئون حربیه

جرمني کا زرعی استغنا

(کیا جرمني زیاده عرصے تک جنگ جاری نهیں رکهه سکتي؟)

اگر جنگ نے طول کهینچا تو جرمني کا حشر کیا هوگا ؟

یه ایک سوال هے جو آج بار بار مختلف پیرایوں میں دهرایا جا رها هے - عام طور پر جو اسکا جواب دیا جاتا هے وہ یه هے که اسکا نتیجه جرمني میں قحط و فاقه کشي هوگا - کیونکه ملک میں هر قسم کي درآمد بند هے ' اور وہ صدها ٹن غله جو مختلف اطراف عالم خصوصاً هندوستان سے هر هفتے جرمنی جاتا تها ' اب نهیں جاسکتا -

لیکن کیا یه صحیح هے ؟ کیا چند هي ماه کے بعد وہ وقت آجائیگا که جرمني کے پاس جان دینے کے لیے لاکهوں انسان ' اور جان لینے کے لیے ۴۰ پونڈ اور ۵۰ پونڈ کے انسان پاش گولے اور ۹ هاروٹزر کی بهاری بهاری باٹریاں تو هونگي مگر " گیهوں " اور " چنا " بلکه خود اوسکي دیسي پیداوار " آلو " بهي نه هوگا ؟ یعنے اسکے کیمپ سپاهیوں سے بهرے هونگے ' اسکے اسلحه خانے هتیاروں سے معمور هونگے ' مگر اسکے سفر مینا کی دکانیں قوت لایموت سے خالي هونگي ' اور اسطرح جرمني ' جنگجوئي اور ساز و سامان سے مغرور جرمنی ' عالمگیر طاقت بننے کے حوصلے میں بدمست جرمني ' فاقوں سے نزار ' اپنے دونوں گهٹنوں کے بل ' انگلستان و فرانس کے سامنے جهکي هوگی ' اور بصد عجز و نیاز صلح کي درخواست کریگي ؟ کیا یه ایک زخمي دل کي تنها امیدیں هیں یا واقعات بهي انکے ساتهه هیں ؟

اسکے جواب کے لیے کم از کم تهوڑي دیر کے واسطے همیں اپنے مطالعه کا موضوع مغربي اور مشرقي کارزاروں کے بدلے جرمني کے داخلي کشت زاروں کو بنانا چاهیے ' اور جنگي نقشوں کي جگهه زراعتي رپورٹوں کي جدولوں اور خطوط هجوم و دفاع کي جگه ان خطوں کو دیکهنا چاهیے جو دهقاني کهجي مٹي کي سطح زرعي پر گیهوں کو چڈے سے الگ کرنے کیلیے کهینچ دیتے هیں ' نه که فتح کو شکست سے بدلدینے کیلیے -

(جرمني کا زرعي خزانه)

زراعییات کا ایک ماهر مراسله نگار اخبار ڈیلي میل لنڈن میں لکهتا هے :

" اهل جرمني کي عادت هے که وہ میدان جنگ میں اس وقت اترتے هیں جب انکے کهیتوں میں فصل تیار کهڑي هوتی هے - اگر ایسا نهو تو وہ جنگ کو کسی نه کسي طرح ٹالدینگے - سنه ۷۰ ع کي جنگ میں شهزاده بسمارک نے " ایمس " کے تار میں جو ترمیم کی تهی وہ جولائي کے آخر کا واقعه هے - (ایمس کي تار سے وہ تاریخي ٹیلي گرام مقصود هے جو ولیم اول شاه پروشیا نے فرانس کے مطالبات کے جواب میں بهیجا تها ' لیکن اسقدر شایسته اور نرم الفاظ میں تها که اسے پڑهکر فرانس کے جنگي ارادوں کا اشتعال سرد پڑ جاتا ' اور جرمني پر حمله کرنے کے خیال سے باز آجاتا - پرنس بسمارک نے جب اس تار کو دیکها تو جنگ کي امیدوں میں

آج ایک سو دس برس کے بعد ہم پھر یورپ کے نقشہ کو تہہ کر رہے ہیں !

ہم اسکے خطوط کو خون کے دریا میں مٹا رہے ہیں - ہمکو خیال رکھنا چاہیے کہ جب ہم آیندہ نسلوں کے لیے نیا نقشہ بنانے بیٹھیں تو فریڈرک ولیم کی طرح (اپنی تلوار سے) نقشہ نہ بنائیں - اگر ہمنے ایسا کیا تو ہم اس عالمگیر جنگ سے ایک دوسری عالمگیر جنگ کی تیاریوں کے لیے نکلینگے -

ان سرخ سمندروں سے جو یورپ کھلکر نکلے ' اسے انسانوں کا یورپ ہونا چاہیے نہ کہ شطرنج بازوں کے لیے ایک نئی بساط - ہمکو یہ کہنا چاہیے کہ اب کبھی ایسے خوف کا وقت ہم پر نہیں آئیگا - اور کوئی قوم بھی دنیا کے امن کو خطرہ میں ڈالنے کیلیے اپنے تئیں مسلح نہ کرسکیگی - یورپ کی نگرانی ایک طاقت کے ہاتھہ میں ہونی چاہیے - اور طاقت تمام دول کے قائم مقاموں کی ایک منظم جماعت کے ہاتھہ میں - ایک قوم کا حملہ دوسری قوم پر تمام قوم کا جرم سمجھا جاے ' اور سب ملکے اسے سزا دیں -

اسوقت ہمارے فرزند اس خوفناک وقت کو احسانمندی کے ساتھہ یاد رکھینگے اور انکو ہمارے اس عالم قتل و غارت میں اچھے بہتر دن کی صبح نظر آئیگی !

غرائب معتقدات حربیۃ حاضرۃ !

کلاب الحرب

انسان کی جنگ

اور کتوں کی عجیب و غریب خدمات !

وتحسبهم ایقاظا وهم رقود ' ونقلبهم ذات الیمین و ذات الشمال ' وکلبهم باسط ذراعیه بالوصید (۱۸ : ۱۷)

(۲)

(کتوں سے کیا کیا کام لیے جاسکتے ہیں ؟)

گذشتہ صحبت سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ کتا جنگ میں ہر قسم کی خدمات انجام دے سکتا ہے - وہ حملہ بھی کرسکتا ہے ' پہرہ بھی دے سکتا ہے ' فوج کی ڈاک بھی لاسکتا ہے ' دشمن کے خیموں میں آگ بھی لگا دے سکتا ہے ' بلکہ کبھی کبھی سپاہیوں تک بارود اور گولی بھی پہونچا دیتا ہے - بالخصوص سنگلاخ پہاڑیوں میں ' گھنے جنگلوں میں ' رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں ' موسلا دھار بارش میں ' ان خدمات کو صرف کتا ہی بہتر انجام دے سکتا ہے -

(جاسوسی)

لیکن ان تمام خدمات میں تجسس و تفحص کیلیے یعنی جاسوسی کے کام کیلیے وہ سب سے زیادہ موزوں ہے - اگر کسی شہر یا گانوں کا حال دریافت کرنا ہے تو فقیروں کے جھونپڑے اور امیروں کے محل ' دونوں میں یکساں آزادی سے داخل ہو جاسکتا ہے - اگر کسی جنگل میں دشمن کا پتہ لگانا ہے تو گنجان درختوں کے اندر بے تکلف گھس سکتا ہے ' اگر اندھیری راتوں میں کسی چیز کا سراغ لگانا ہے تو اسکی نگاہیں تاریکی کا پردہ نہایت آسانی سے چاک کردے سکتی ہیں ' اگر عجلت کے ساتھہ کسی واقعہ کو معلوم کرنا مقصود ہے ' تو وہ دوڑنے میں سواروں کے گھوڑے سے تیز اور انجن کی رفتار کا مقابلہ کرنے والا ہے - پس وہ اگرچہ ہر کام کیلیے موزوں ہے ' لیکن جاسوسی کیلیے اسکی خدمات نہایت قیمتی اور بے بدل ہیں - اسی لیے یورپ میں اس طرف خاص طور پر مزید توجہ کی گئی -

(عہد جدید اور کتوں کا فوجی نظام تعلیم)

تمدن جدید نے کتوں کی فوجی تعلیم و تربیت کا جو نظام قائم کیا ہے ' اوس میں کتے کی اس آخرالذکر خصوصیت کو اور زیادہ منظم اور باقاعدہ کردیا ہے -

میدان جنگ کا وہ منظر درحقیقت نہایت درد انگیز ہوتا ہے ' جب توپوں اور بندوقوں کی زلزلہ انگیز صدائیں موقوف ہوجاتی ہیں ' اور میدان جنگ پر دفعتاً ایک سناٹا چھا جاتا ہے - دنیا سمجھتی ہے کہ مصیبت کا زمانہ اب چند گھڑیوں کیلیے سر سے ٹل گیا لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہوتا ' بلکہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب جنگ کے تمام نتائج معزنہ بیک نظر سامنے آجاتے ہیں !

اسوقت میدان جنگ کا دامن خون کے دھبوں کو ہمارے سامنے علانیہ نمایاں کرتا ہے ' مقتولین کی لاشیں ہمارے آگے رنج و غم کا انبار لگادیتی ہیں ' سب سے زیادہ ہمکو وہ درد ناک صدائیں بیچین کرتی ہیں جو مجروحین کی لڑکھڑاتی ہوئی زبانوں سے نکل کر اعانت کی بیکسانہ طلبگار ہوتی ہیں !

اکثر شام کے وقت یہ درد ناک نظارہ دیکھنے میں آتا ہے - اسوقت ایک مخصوص جماعت جو خاص مجروحین کی تلاش و اعانت کیلیے مقرر کردی گئی ہے ' ہاتھہ میں چراغ لیکر اوٹھتی ہے ' اور زخمیوں کو ادھر ادھر ڈھونڈھتی پھرتی ہے - جب ان زخم رسیدہ لوگوں کا پتہ لگ جاتا ہے تو انکو ڈولیوں میں لاد کر فوجی شفا خانوں میں بھیجدیتی ہے -

لیکن بہت سے بدقسمت زخمی ایسے بھی ہوتے ہیں جنکے منہ سے آوازیں نہیں نکل سکتیں ' بہت سے غاروں میں گرپڑتے ہیں ' اکثر پتھروں کی چٹانوں کے آڑ میں چھپ کر ہمیشہ کیلیے دنیا سے روپوش ہوجاتے ہیں بہتوں کو تو رات کی تاریکی چھپا لیتی ہے - اسلیے یہ لوگ اس جماعت کی ہمدردی سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتے -

اس حالت میں صرف ایک انکا قدیم وفادار خادم کتا ہی انکی اعانت کرسکتا ہے - وہ میدان جنگ کے ایک ایک گوشے کو ٹٹولتا ہے ' اور زخمیوں کی ڈھونڈھنے والی جماعت کو اونکی طرف رہنمائی کرتا ہے !

خوش قسمتی سے زمانۂ قدیم کی تاریخ نے کتوں کے اس مخصوص وصف کو نمایاں کردیا - مشہور مسیحی بزرگ برنارڈ نے خاص کتوں کی ایک جماعت ترتیب دی تھی جو ان لوگوں کو ہلاکت سے بچاتے تھے جو الپ کی پہاڑیوں میں برف اور سردی کی شدت سے ٹھٹھر ٹھٹھر کے مر جاتے تھے -

(جرمنی اور کتوں کی فوجی تربیت)

سب سے پہلے جرمنی نے برنارڈ کی اس ہمدردانہ رسم قدیم کو تازہ کیا - سنہ ۱۸۹۳۰ ع میں جرمنی کے اندر ایک انجمن کی بنیاد ڈالی گئی جسکا مقصد کتوں کو فوجی تعلیم و تربیت دینا تھا -

مطبوعات جدیده

اوراق ثـلاثـه عتیقـه قـران

Leaves From Three Ancient Qurans

قارئین کرام کو یاد هوگا که پچهلے دنوں ریوٹر ایجنسی نے قرآن کریم کے ایک قدیمي نسخه کے انکشاف کي خبر مشتهر کي تهي جسکے اوراق ایک انگریز لیڈي کے هاتهه آگئے هیں ' اور جنکے متعلق ڈاکٹر منگانا کي تحقیق هے که وه حضرت زید بن ثابت کي ترتیب (مزعومه) سے پیشتر کی حالت کي خبر دیتے هیں - اور انکے مقابلے سے واضح هوتا هے که قرآن کریم کا موجوده نسخه " قدیم " نسخوں سے بالکل مختلف هے : کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا -

اس واقعه کو انگلستان کے علمي و اثري حلقه میں جو اهمیت دي گئي ' وه اس سے واضح هے که ریوٹر ایجنسي نے اسکي اطلاع ایک خاص تیلی گرام کے ذریعه مشتهر کی ' اور گویا تمام عالم کو اس انقلاب عظیم کے انتظار کی دعوت دي جو ڈاکٹر منگانا کي تحقیقات کي تکمیل و اشاعة سے دنیا کے سب سے بڑے تاریخي اعتقاد پر طاري هو جایگا !

اسمیں شک نہیں که یه خبر بہت هي عجیب تهي - تاریخي و اثري مباحث میں مذهبي اعتقادات سے قطع نظر کرلیني چاهیے - لیکن تاریخي حیثیت سے بهی محفوظات قدیمة و خطیه میں دنیا کي تمام عمر کا راس المال صرف وهي ایک کتاب هے ' جسکي "عجیب و غریب حفاظت" کی کوئي نظیر سر ولیم میور کو نہیں ملي ' اور جو سیل کے اعتقاد میں بهي " بهرحال نا قابل اعتراض تحفظ " هے ' اور اسپرنگر کي زبان میں "کسي قوم کیلیے یه شرف بس کرتا هے که وه ایک ایسي اعجاز اثر حفاظت کي حامل هو" -

پس فی الحقیقت اس شخص سے بڑهکر عالم انسانیت کے اعتقاد کا فاتح اعظم اور کون هو سکتا هے ' جو دنیا کي اس ایک هي محفوظ کتاب کی تاریخ کو تاخت و تاراج کرے ' اور دنیا اپني تمام عمر میں جس ایک هی چیز کو ابتک محفوظ رکهه سکي هے ' وه بهی اس سے چهین لے ؟

لیکن کیا وه "فاتح اعظم" آگیا ؟ اور اس اثري انقلاب کا علم فتح ڈاکٹر منگانا کے کاندهے پر رکها جا سکتا هے ؟

اولوالعزم "قیصر" کا تمام یورپ کے مقابلے میں اسکندر اعظم سے بڑهکر فاتح ارضی ثابت هو جانا اس هولناک فتح اثري کے مقابلے میں کچهه حقیقت نہیں رکهتا ' جسکا مستحق ڈاکٹر منگانا کو (بشرکت میڈم اگینس اسمتهه) هونا چاهیے بشرطیکه وه مستحق هو سکے - کیونکه عجیب و غریب "قیصر" اس زمین کو بدلنا چاهتا هے جو همیشه بدلتي رهي هے - لیکن عجیب تر منگانا اوس حقیقت کو منقلب کرنا چاهتا هے جو خود تو کبهي نه بدلي لیکن اس نے اپنے استقرار ابدي و الهی سے تمام دنیا کو بدل دیا ! اصلها ثابت و فرعها في السماء -

(فاتح اعظم کا انتظار)

بهر حال یه تیلیگرام تاریخ عالم کي اعتقادي سرزمین کے لیے ایک الٹي میٹم تها ' جس نے ایک هولناک " فاتح اعظم " کے مسلح هوکر نکلنے کي همیں هیبت بخشی تهی - مقدونیا کے سکندر نے جب ایران اور هندوستان کی طرف رخ کیا تها تو یقیناً اسکا کام اتنا عظیم و مهیب نه تها جیسا که کیمبریج کے اس اس اثري فاتح کا - اس نے مشرق و مغرب کو اپنی تلوار فتح سے ناپا ' لیکن وه انسانی معتقدات کی ایک انچ سر زمین میں بهي تغیر پیدا نه کرسکا - مگر بیسویں صدی کا یه اثری فاتح کرۂ ارضي کے سب سے بڑے محکم اعتقاد کو فتح کرنا چاهتا تها - اسکا اسلحه بالکل نیا تها - اس نے اعلان کیا تها که وه اپنے صدها پیشروں کی طرح نه تو مذهبی تعصب کے انکار محض کے ساتهه آئیگا اور نه قیاسات و ظنون کے پیدا کرده شکوک و شبهات سے مدد لیگا - کیونکه اسکي فاتحانه اولوالعزمي اس سے بہت بلند تر هے که اپنے کم همت پیشروں کے نقش قدم کو دلیل راه بنائے - بلکه ایک هزار سوا تین سو برس کی سب سے زیاده روشن تاریخي مدت میں وه پهلا شخص هوگا جو ذهن و قیاس کے فریقانه دعوؤں کی جگهه لکهے هوے کاغذوں اور مادي آثار و شواهد کے نا ممکن التسخیر آلات کي گرج میں ظهور کریگا ' اور تیس کرور انسانوں کے اعتقادات کو اپنے سامنے سرنگوں اور عاجز و درمانده دیکهیگا - پهر آه ' اس وقت وه مسکین قوم کیا کریگي جسکی تمام ملي و اجتماعی هستي کا دار و مدار صرف اسی اعتقاد کی چٹان پر تها جو اس قاهرانه قوت کے ساتهه گرادي جائیگي ؟ لقد استکبروا في انفسهم ' و عتوا عتوا کبیرا -

(فاتح اعظم کا ظهور)

بالآخر تاریخ عالم کے سب سے بڑے اعتقادي انقلاب کي هولناک ساعت آگئی - اور ڈاکٹر منگانا کی کتاب کیمبریج یونیورسٹی پریس سے چهپکر شائع هوگئی !

اس عظیم الشان ظهور کا نتیجه کیا نکلا ؟ کیا تاریخ صحائف نے اپنا سب سے بڑا انقلاب قبول کرلیا ؟ کیا وه فتح عظیم ظهور میں آگئی جو هزارها اسکندروں کي مجموعي قوت سے بهي نهیں هوسکتی تهي ؟ کیا اعتقاد کی دنیا بدل گئي اور منگانا تاریخ و اثریات کا فاتح اعظم هے ؟

ان سوالوں کا جواب یه کتاب بتلائیگي - "قیصر" کے فتح و شکست کا هم ابهي فیصله نهیں کر سکتے ' لیکن "منگانا" کے معرکے کا نتیجه بتلا سکتے هیں -

(اوراق ثلاثه قرآنی)

یه کتاب اواخر اگست کی کسی ڈاک میں همیں ملگئي تهي ' لیکن جنگ کے متعلق مضامین کي اسقدر کثرت رهی که اسکے متعلق گنجایش نه نکل سکي - تاهم بلجیم اور سرحد فرانس کي جنگ کی مشغولیت میں اس جنگ عظیم کو نہیں بهول جانا چاهیے جسکا برلن نے کہیں زیاده طاقت و ادعا کیساتهه کیمبریج میں اعلان کیا گیا تها - هم جناب مولوي نجم الدین احمد صاحب ریٹائر ڈپٹي کلکٹر (کلکته) کے ممنون هیں که انهوں نے اس کتاب کو ایک هفته تک اپنے پاس رکها اور اسکے تمام مطالب کا ترجمه همارے لیے مهیا کردیا -

آینده نمبروں میں هم اس اثري حملے کي فتح و شکست پر نظر ڈالینگے -

مايوسي پيدا هوگئي - وہ چاهتا تها که کسی طرح فرانس حمله کرے اور پروشيا کو مجبورانه جنگ ميں پڑکر ايک نئے فتح ياب اور متحده شہنشاهی کي تاسيس کا موقع ملے - بالاخر اس نے اصلي تار رکهه ليا اور اسميں جا بجا ايسی ترميميں کرديں جنسے جواب کا لہجه بالکل بدل گيا' اور لفظ لفظ ميں اشتعال انگيزي پيدا هوگئي - اسي ترميم کا نتيجه سنه ۷۰ کی جنگ فرانس و جرمني هے - تفصيلي حالات الهلال کے گذشته نمبروں ميں زير عنوان " اسباب جنگ " نکل چکے هيں - الهلال)

اسکے بعد ۴ - اگست کو اعلان جنگ هوا - يه تاريخ اپنے اندر ايک حمله آور فوج کے ليے بہت سے فوايد رکهتي تهي : کيونکه يه مہينه فصل کي طياري اور پيداوار کي سرسبزي کا اصلي زمانه تها -

وہ جب شمشير بکف هوکے نکلی تو اسوقت اسکے پيچهے ملکي فصل بالکل محفوظ تهي - کيونکه اب نه تو کاشتکاروں کی پرورش کی ضرورت تهی اور نه کسی قوم کی تباهی لانے کا خوف تها - کاشتکار اپنا کام کرچکے تهے اور ملک سر سبز تها - البته جس قوم کو تاراج کرنے کيليے وہ نکلي تهي' اسکي سر سبز اور لہلہاتی هوئی کهيتياں صرف اسکے رحم پر تهيں - کيونکه درياے "مي يور" کے برابر "ارڈينس" کے جفاکش کسانوں کی کهيتياں اگست تک طيار نہيں هوئي تهيں' اور فصل کے کٹنے ميں ابهي معتدبه زمانه باقی تها -

يه صحيح هے که جرمن ايک دستکار قوم هے' مگر اسکے ساتهه هي وہ اس حقيقت ثابته سے بے خبر بهي نہيں هے که کسي قوم کی خود اعتمادانه اور بے نيازانه زندگی کے ليے کاشتکاري ناگزير هے اور اسليے جہاں لاکهوں انسان اسکے لوهے اور اسٹيم کے طلسم زاروں ميں مشغول رهتے هيں - وهاں اتني هی تعداد ميں اسکے افراد وطن اس قمارخانهٔ طبيعة ميں بيج اور محنت کی بازي بهي لگاتے رهتے هيں' جسکو کهيت اور زراعت کهتے هيں !

اسليے اگر جرمن قوم جنگجو هے' تو اس وهم سے بالکل مطمئن نه هوجانا چاهيے که وہ دست کار يا کاشتکار نہيں هے - اسکے هاتهه توپوں کو سر کرنا' مشينوں کو چلانا' اور هل جوتنا' تينوں کام جانتے هيں اور ايک هي وقت ميں کرتے هيں - عين اس وقت جبکه اسکے هاتهه ميں دنيا کي سب سے بڑي اور آخري جنگي ايجاد کا آله هوتا هے' اسکي نظريں هل جوتنے کے چارپر لگی هوتي هيں جسے بہت جلد وہ اٹهانے والی هے -

اس وقت جرمني ميں کاشت کاري هميشه سے زياده اور وسيع تر اهم شئ هے' اور بالکل اسيطرح با قاعده اور منظم هے' جسطرح اسکي هولناک اور لا تعد و لا تحصی فوج - ايک مشهور انگريز تاجر تخم نے حال ميں جرمني اور اسٹريا هنگري کي سياحت ختم کي هے - اسکا بيان هے که گيهوں جرمني ميں بکثرت هے' اور جب سے که جرمني ميں بسمارک کا "ٹيرف بل" پاس هوا هے' اسوقت سے جرمني خاص طور پر ايک عمده غله پيدا کرنے والا ملک هوگيا هے - جرمن پولينڈ ميں (يعني پولينڈ کے اس حصے ميں جو جرمني کے ماتحت هے) هزاروں ايکڑ زمين ميں کاشت هوتي هے - يہاں خود سلطنت نے کسانوں کے ليے ۲۵ لاکهه کی لاگت سے ۱۲ گهر بنوادیے هيں -

کوئي ۲۰ هزار پول (اهل پولينڈ) جو عموماً فصل کے زمانے ميں اپنے گهروں کے اندر رهتے تهے' جنوبي اور مغربي جرمني سے مشرقي جرمنی ميں آگئے هيں جہاں انکے خوب اچهي طرح جتے هوے پيداوار کے کهيت هيں !

جن جرمنوں نے اس سر زمين کی کاشت کو باقاعده اور با ترتيب بنايا هے' انکا دعوى هے که يہاں کي فصل اهل جرمني کيليے بالکل کافي هوگي - اگر انسے پوچهيے که تمهاري غذا کا سامان کب تک چليگا؟ تو وہ کهينگے که "هميشه تک کے ليے" جسکے معني يه هيں که ايک سال کے ليے کيونکه دوسرے سال پهر فصل تيار هوجائيگي !

جرمنی جسکے افراد کي بهوک اور خود اسکی بهوک' دونوں طرح کي گرسنگياں سرعت کے ساتهه ترقي کر رهي هيں' اگرچه باهر سے اپني غذا کا بہت سا سامان خصوصاً اپني مرغيوں کي غذا منگوايا کرتي هے' مگر در حقيقت جس قدر ضروري چيزيں انساني غذا کے ليے هيں' ان سب کو وہ بغير باهر سے مدد ليے هوے بلا تکلف اپنے ليے مهيا کر سکتي هے - اور دوسرے ملکوں سے زرعی تجارت کيليے مجبور نہيں هے -

اگرچه اس سال جرمني' تهذيب اور انسانيت کا ايک گردن زدنی مجرم هے' مگر يه عجيب بات هے که فصل اور پيداوار کي ديوي (.........) اس پر پہلے سے کہيں زياده مہربان هے - اس سال اسکے يہاں آلو کي پيداوار معمول سے بہت زياده هوئي هے -

عام طور پر جرمني ميں آلو کي صرف اسقدر کاشت هوتي هے که اگر فصل اچهي هو تو بہت سا آلو بچ رهے - ليکن امسال اس حد سے بهی زياده فصل طيار هوچکی هے -

آلو کے علاوه هر طرح کي ترکارياں اور گيهوں وغيره کي فصل بهی بہت عمده هوئی هے اور معمولي طور پر تمام امراض زرعي سے محفوظ هے -

……

هاں يه سچ هے اس نازک وقت ميں انگلستان کي مدد کيليے اسکے فرزندوں کی طرح اسکي سر زمين بهي اٹهه کهڑي هوئي هے -

ليکن هميں يه نه بهولنا چاهيے که اس قدر عمده فصل کے باوجود هماري وہ حالت نہيں جو جرمنی کي هے -

جس بيج کے تاجر انگريز سياح کا اوپر ذکر آ چکا هے' اسکا بيان هے که هنگري ميں اس نے چنے کي اتني بڑي فصل کبهی نہيں ديکهي تهي جيسي اس سال هوئی هے - وہ کہتا هے که انکے کهيت ميں سے دو ايک تو ۶۰ ۶۰ هزار کے هيں' اور ان ميں ريلوے لائن اور کارخانے بهي هيں -

يه کهيت اسطرح باقاعده غله پيدا کرتے هيں جسطرح که همارے کارخانے با قاعده مصنوعات بناتے هيں !

ميں اس امر کي طرف توجه دلا چکا هوں که فرانس' هنگری' اور کسيقدر کم درجه پر جرمنی' يه تينوں ايسے ملک هيں که انکي پيداوار انکے ليے کافي هے - وہ جنگ کي حالت ميں باهر سے غله لينے پر مجبور نہيں هيں - ليکن اس ميدان ميں روس کا بهي ذکر کرنا چاهيے - اسکے پاس سائبيريا هے - گذشته سال هميشه سے زياده نو آباد کار وهاں گئے هيں - سائبيريا کي سر زمين اپني پيداوار کے لحاظ سے تمام دنيا کا پيٹ بهر سکتي هے - اور پچهلے دنوں اسميں اسقدر ترقي هوئي هے که اکيلي سائبيريا چاهے تو تمام روسي فوج کو راشن ديتي رهے جسکي تعداد ۵۰ لاکهه هے -

هاں همارے پاس بهي کنيڈا هے جو نہايت جلد فصل همارے ليے بهيج سکتا هے "

* * *

اس بيان سے اندازه هوگيا هوگا که جرمني کي زراعتي مجبوري کے متعلق جو بيانات عام طور پر مشهور هوگئے هيں انکی اصليت تصديق طلب هے - آينده هم جرمني کی مالي حالت پر نظر ڈالينگے -

برید فرنگ

آسٹرین قلمرو میں روس کي عظیم الشان اور ہولناک فتوحات کي جو خبریں کہ گذشتہ ہفتوں میں آ رہي تھیں' انکے متعلق شروع سے ہمارا خیال ہے کہ اگر ان خبروں میں مبالغہ کے ساتھہ نصف حصہ بھي سچ کا ہے تو یقیناً اس کا اصلی سبب آسٹرین فوج کا سلافی عنصر ہے - آسٹریا میں سلافی نسل کي ایک وسیع تعداد موجود ہے' اور یہ ظاہر ہے کہ وہ روس کے مقابلے میں کسي طرح بھی فوجی جوش کے ساتھہ نہیں لڑسکتی جسنے بظاہر صرف سلافي نسل کی حمایت میں ٹیوٹن اقوام کے خلاف اعلان جہاد کیا ہے -

اگرچہ اس حقیقت کا اعتراف صاف لفظوں میں نہیں کیا گیا ہے' اور شاید اگر اقرار کیا بھی جاے تو اسوقت جب تیغ جنگ اپنے دور تمثیل کر کے نیام میں آ چکی ہوگی' اور قلم تاریخ اپنا دور تمثیل کرنے کے لیے مستعد ہوگا -

تاہم گذشتہ میل کي لندن سے آئي ہوئي بعض معلومات اس پر روشني ڈالتی ہیں -

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار لندن اپني ۲۱- اگست کی مراسلت میں لکھتا ہے :

" آسٹرین سپاہ سے سلافي رجمنٹوں کي بغاوت کی خبریں آرہي ہیں - یہ بھي خبر آئي ہے کہ ہرزگونیا اور بوسینیا میں علم بغاوت بلند کیا گیا ہے -

اسوقت جبکہ یورپ زیرو زبر ہو رہا ہے' آسٹریا کا اپنی قدیم حالت پر رہنا ایک معجزہ ہے - اسلیے اسوقت جو کچھہ ہو رہا ہے اسیکی توقع تھي - اسکے ساتھہ یہ بھي یاد رکھنا چاہیے کہ آسٹرین سپاہ ایک بے ترتیب مجموعہ ہے جسمیں نصف حصہ سلافي عنصر کا ہے - اس سلافي عنصر کو روس کے ساتھہ عظیم الشان ہمدردي ہے' اور خاندان ہیبسبرگ (یعنے شاہنشاہ آسٹریا کیونکہ وہ اسي خاندان سے ہے) کے ساتھہ ذرا بھي ہمدردي نہیں "

غالباً اب یہ سمجھہ میں آگیا ہوگا کہ ایک لاکھہ آسٹرین فوج مجہول التعداد روسي فوج کے آگے کیونکر ہتیار ڈالدیتي ہے ؟

مسئلـــۂ مصـــر

یوروپین اخبارات کے ایشیاء یا افریقہ میں جو تنخواہ دار ایجنٹ ہوتے ہیں اور جنکو وہ " خاص مراسلہ نگار " کہتے ہیں' انکي عام حالت یہ ہے کہ اولاً تو اختلاف قومیت اور دیسي زبان سے ناواقفیت کي وجہ سے ملک کے عام اور حقیقي جذبات و خیالات سے بے خبر رہتے ہیں - پھر ان موانع کے با وجود انکو جسقدر بھی حالت کا علم حاصل ہوتا ہے' انکو جب ترتیب دینے بیٹھتے ہیں تو اپني اس حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہیں کہ وہ وقائع نگار نہیں بلکہ " مراسلہ نویس " ہیں' اور وہ بھي مراسلہ نویس " خاص " یعنے ماجور و تنخواہ دار ایجنٹ !

پچھلے ہفتوں میں " نیرایسٹ " کے مراسلہ نگار نے قاہرہ مصر کے متعلق جو مراسلتیں بھیجي تھیں' ان میں یہ دکھایا تھا کہ مصر میں عمائد و اعیان' لیڈر' دیسي پریس' جمہور' غرض ہر طبقہ اس جنگ میں انگلستان کے ساتھہ ہے - اس کوشش میں کونسي روح کام کر رہی تھي ؟ یہ کہ انگلستان کي شاہنشاہي ایک متحدہ شاہنشاہی ہے' اور مصر جو اگرچہ عملاً ملحق ہوچکا ہے مگر زباني طور پر ملحق نہیں ہوا ہے' وہ بھي انگلستان کے ساتھہ اسي طرح شریک ہے جسطرح کہ شاہنشاہي کے تمام افریقي اور ایشیائي علاقے جنکا الحاق عرصہ ہوا مکمل ہوچکا ہے !

لیکن اخبار " کیپیٹل " کے نامہ نگار قاہرہ نے جو مراسلت بھیجي ہے' اس نے اس کوشش کا پردہ چاک کردیا ہے - وہ لکھتا ہے :

" جب جنگ شروع ہوئی ہے تو اسوقت مصر کے دیسي زیادہ تر بے تعلق سے تھے' لیکن جب انھوں نے دلچسپي ظاہر کرنا شروع کي تو اسوقت انگریزوں کے طرفدار ہوگئے - مگر دس یا پندرہ دن کے اندر هی حالت یکسر مختلف ہو گئي - یہ معلوم ہونے لگا کہ ملک کے اس گوشے سے اس گوشے تک جرمني کي طرفداری کي ایک عام ہوا چلگئي ہے !

قاہرہ وغیرہ کے قہوہ خانے آسٹرین اور جرمني کی عظیم الشان فتوحات پر سرگرم مباحثوں کا مرکز بنگئے' اب انکے متعلق طرح طرح کے قصے ہر طرف پھیلے ہوے ہیں -

ان افسانوں کے اصلي سرچشمے کا سراغ لگانا چنداں مشکل نہیں- قسطنطنیہ سے مصر میں جرمني کے ایجنٹوں کا ایک سیلاب آگیا ہے' جنمیں زیادہ‌تر ترک افسر ہیں - یہ گاوں گاوں پھرتے ہیں' جرمن اور آسٹرین کامیابیوں کی داستانیں بیان کرتے ہیں' اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب انگلستان اور فرانس کو شکست ہوگی تو اسوقت ہم مصر کي طرف توجہ کرینگے' اور یہاں جسقدر انگریز ہیں سبکو قتل کرکے مصر کي آزادي کا اعلان کر دینگے ! "

ترکوں کو مطعون و بدنام کرنا اور انکي طرف سے انگلستان کے خلاف سنگین ارادوں کو منسوب کرنا عام انگریزي مراسلہ نگاروں کي ایک دیرینہ عادت ہے - یہ ابھي حال هی کا واقعہ ہے کہ اسي مراسلہ نگار " کیپٹل " کے خواجہ تاش ریوٹر ایجنسي نے اطلاع دي تھي کہ جب " گیوبن " اور " بریسلا " جہاز درۂ دانیال میں پہونچے اور ترک افسران پر گئے تو انھوں نے جرمن افسروں کے ساتھہ برادرانہ برتاو کیا - پس " کیپٹل " کے نامہ نگار نے ترکوں پر انگریزوں کے قتل کے تہیہ کا اگر الزام لگایا ہے تو اسنے کچھہ بہت زیادہ ترقي نہیں کی ہے - اس دور ارتقاء میں الزام آفرینی و بہتان بافی کے فن میں اپنے ایک ہم مشرب سے صرف ایک دو قدم هي آگے بڑھا ہے !

اب یہ ہمارا فرض ہے کہ اس بیان کي نقادانہ تحلیل کریں اور واقعہ کو اس حصہ سے علحدہ کرلیں جو راویوں کے مسموم قلم کی دسیسہ کارخلاقي کا نتیجہ ہے -

اس بیان کي کائنات صرف چار امور هیں : قسطنطنیہ سے عثماني افسروں کی آمد - جرمن اور آسٹرین کے متعلق بعض مختلف خبروں کي اشاعت' مصر کي عام راے میں تغیر' اور ترکونکا انگریزوں کو قتل کرنے کا ارادہ -

یہ بظاہر بعید ہے کہ تمام واقعہ بے اصل ہو' اور سچ یہ ہے کہ اسکو غلط کہنے کی ضرورت بھي نہیں - یہ بالکل ممکن ہے کہ چند یا چند سے زاید عثماني افسر مصر آے ہوں جنکو نامہ نگار کا زہر بار قلم " ترک افسروں کے سیلاب " سے تعبیر کرتا ہے -

یہ بھي ممکن ہے کہ ان افسروں کے ذریعہ یا انکے علاوہ کسي اور واسطہ سے مصري پبلک تک فرانس میں جرمن اور روسي پولینڈ میں آسٹرین پیشقدمی کے متعلق زیادہ تفصیلي اور زیادہ صحیح حالات پہونچے ہوں - اور اسلیے قدرتي طور پر مصر کي عام راے میں تغیر پیدا ہوگیا ہو جو پہلے صرف یک طرفہ خبروں میں مقید تھي -

مکاتبات حربیه

شعله زار جنگ کا پہلا آتشکده

سرویا اور آسٹریا

ڈیلي ٹیلیگراف لنڈن کا مراسله نگار جنگ وسط اگست میں "نش" سے لکھتا هے :

"میں کل سالزنیکا سے اسی ٹرین پر روانه هوا جس پر شهزاده اربنس آرهے تهے - اس اسٹیشن پر سے ایک گشتی تار تمام اسٹیشنوں کے نام شائع کیا گیا تها جسمیں یه اعلان تها که "سرویي فوج نے ایک قلعه بند مقام وسگارڈ اور اسکے علاوه چند شهروں پر قبضه کرلیا هے اور بوسینیا کو تاراج کر رهي هے"

مگر یہیں مجهے معلوم هوگیا که یه خبر قبل از وقت هے - سرکاري طور پر جس خبر کي تصدیق کي گئي هے وه صرف اسقدر هے که بوسینیا کي سرحد پر جو ایک چهوٹا سا مقام "اور تها" هے اسکے آگے آسٹرین فوج نے اپنے عارضي قلعوں (بلاک هاؤسیز) کو مسمار کردیا' اور اس گاؤں کو خالي کرکے پاس کي ایک پہاڑي پر چلے گئے - پهر گوله باري شروع کي جو کئي گهنٹه تک جاري رهي -

مذکوره بالا مبالغه آمیز خبر قصداً اپنے ملک میں شائع کی گئي تهي - اسکا مقصد یه تها که قوم کا جوش جو قدرتاً آغاز جنگ کے وقت بہت کم تها' اسمیں تحریک و بر انگیختگي پیدا هو جاے -

اسیطرح ان سرویي فتوحات کا جشن منانے کے لیے کل بڑے گرجا میں ترانهٔ حمد (ٹي - ڈي - ایم) گایا جانے والا تها جو محض ایک منفي شکل میں هے - یعني وه صرف اس حد تک هي فتوحات کي خوشي هے که آسٹریا اپنے تاراج کے ارادے میں کامیاب نه هوا -

تاهم یه پالیسي بار آور هوئي هے - لوگوں میں اور خصوصاً فوجي افسروں میں بہت هي جوش و خروش پهیلا هوا هے - ان فوجي افسروں کے پیش نظر اب ایک مایوسانه جنگ نہیں بلکه فتح هے جس سے هرزگونیا' بوسینیا' اور بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر ایک بندرگاه کے متعلق انکي قومي آرزوئیں پوري هونگي -

(سرویا میں فوجي اجتماع)

فوجي اجتماع قریباً مکمل هوگیا هے - ۱۸ - سے ۵۵ - سال تک کے تمام مرد فوجي خدمت پر مجبور کیے گئے هیں - میں سمجهتا هوں که جسقدر آدمي اسوقت تک جمع هوچکے هیں' انکي تعداد ۴ - لاکهه ۵۰ - هزار تک هوگي - مگر ان میں بڑا حصه خام کار رنگروٹوں کا هے - رنگروٹوں میں سے میں نے ۹ - هزار کو اسکوب کے باهر فوجي مشق کرتے دیکها - رنگروٹوں میں جو لوگ بہت بوڑهے هیں' ان سے جدید سرویا میں اجنبي آبادي کي نگراني کرائي جائیگی - افسروں اور وردي وغیره کي قلت کي وجه سے ایک معقول تعداد کي بے قاعده جماعتیں بهي بنائي جارهي هیں - یه جماعتیں بوسینیا میں جائینگي اور وهاں کي سرویي آبادي میں انقلاب برپا کرینگی -

سرویي سپاه میں در حقیقت لڑنے کے قابل آدمیوں کي تعداد صرف ۲ - لاکهه ۵۰ - هزار هي هے - روسي سپاه کے مقابله میں یه تعداد کتني هي کم سہي مگر اسکو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا - کیونکه یه میدان کي فوج هر طرح آراسته هے' اسکے علاوه اسمیں وه تجربه کار لوگ بهي هیں جو دو جنگوں کي آتشباریوں میں رهچکے هیں -

آج میں کئي گهنٹے تک اسٹیشن سے فوج کي روانگي کا منظر دیکهتا رها - تمام آدمي پوشاک اور دوسرے ساز و سامان سے بخوبي آراسته تهے - میں نے بہت سے لوگوں سے پوچها اور هر ایک نے یه جواب دیا که هم جنگ بلقان کے فلاں فلاں معرکے میں شریک رهچکے هیں - هر ٹرین جب اسٹیشن سے روانه هوتي تهي تو وه جوش کے ساتهه گاتے تهے اور سب خوش اور بشاش معلوم هوتے تهے -

فراهم شده فوجیں خاص طور سے سرویي هنگري سرحد پر یکجا کي جا رهي هیں - میں نے دیکها که ۱۴ - ٹرینیں اسٹیشن سے روانه هوئیں - ان میں سے ۱۳ تو بلغراد کي طرف گئیں اور ایک ازائس کي طرف جو سرحد بوسینیا سے قریب ترین اسٹیشن هے -

(نقشهٔ جنگ)

معلوم هوتا هے که یقیناً یه فیصله کرلیا گیا هے که شمالي سرحد پر حمله کرکے اس کام کي کوشش کي جائے جسمیں آسٹریا ناکام رهي هے - یعني سرویي فوج دریاے ڈینیوب کو عبور کرکے روسي فوج سے جا ملے -

اسٹاف افسروں نے مجهسے بیان کیا که اجتماع جمعه (۷ - اگست) تک مکمل هوگیا - اسکے بعد سے حمله شروع هوا هے - اب فوجیں آگے بڑهنا شروع کردینگي -

بلغراد میں کل کا دن خاموشی اور سکون کا دن تها' مگر آج صبح سے آسٹرین فوج نے مقام سلم سے پهر گوله باري شروع کي هے - مجهسے وزارات خانے میں بیان کیا گیا که ابتدائی گوله باریاں تو بیقاعده اور تهوڑي دیر تک هوئي تهیں' مگر اس دفعه گوله باري مسلسل اور دیرپا هے -

یه معلوم هوتا هے که جرمن فوج کے آجانے اور شهر پر قبضه کرلینے کے متعلق جو سمن شائع هوا تها اور جسکو بلغراد کے سول گورنر نے دو باره نا منظور کردیا هے' اس سے سخت ناراضي پیدا هوگئي هے' اور انکا یه اراده هے که بلغراد کو جلا کر خاک کردیں -

اس اراده کي اهمیت کي طور پر مجهسے بیان کیا گیا که جرمن وزیر کي بیوي بلغراد میں رهگئي تهی - اس سے درخواست کي گئي هے که وه بلغراد سے "نش" میں آکے اپنے شوهر سے ملجائے جو اسوقت تک "نش" میں موجود هے - تاهم میرا خیال هے که کل تک پروانه راهداري لے ملجائیگا -

(بلغراد پر گوله باري)

توپخانه کا ایک فرنچ کپتان ڈنهاڈ نامي هے جو کل صبح تک بلغراد میں تها اور اب فرانس میں اپني فوج سے ملنے جارها هے - اسکے روزنامچه سے میں ذیل کا اقتباس دیتا هوں - اس اقتباس سے نہایت صفائي کے ساتهه معلوم هوتا هے که گوله باري کے زمانه میں بلغراد کي حالت کیا تهي ؟

۲۸ - اور ۲۹ - جولائي کي تاریک اور بے چاندني کي شب میں کوئي ایک بجے ریلوے کے پل کے قریب توپوں نے گوله باري شروع کي - میں اپنے کمره سے جو هوٹل مواسکوا کي تیسري منزل میں تها' دریاے سیو میں جو کچهه هورها تها' اسے پوري طرح دیکهه رها تها - پل کے قریب سرویي ساحل کي طرف ایک بہت بڑي تاریکي بڑهتي هوئي نظر آئي - اس آگے بڑهنے والی تاریکي اور دریا کے دونوں ساحلوں سے آگ کے شعلے نظر آتے تهے اور توپخانوں کي گرج غیر منقطع تهي -

دفعتاً ایک بجکے ۲۵ منٹ پر سرویا کي طرف پل کي چوٹي پر شعلے بهڑکتے هوے نظر آے جس سے شهر اور اسکے مضافات روشن هوگئے - ایک سخت دهماکا هوا اور پل کي بنیادیں هلگئیں' جب صبح کو میں نے دیکها تو پل بالکل مسمار هوگیا تها - اسوقت سے پہلے هي شهر پر' پهر گوڑهي پر' پهر اسکے میدان پارک پر' گولوں کي بارش شروع هوگئي تهي مگر سرویي اسکا جواب نه دیسکے - کیونکه انهوں نے اپنے توپخانے هٹا لیے تهے "

غالباً یه پہلا واقعه هے که ایک کهلے هوے شهر پر گوله باري هوئي هے - پرنس میخیل اسٹریٹ کے گهروں پر بهي گولے آکے پهٹتے تهے - جب آگ شهر کي طرف پهیلنے لگي میں اپني کمره سے یه تحقیق کرنے کیلیے نکلا که بربادي کیونکر شروع هوئی هے ؟

سخت هيجان پيدا كرديا - اسٹرائک کے متعلق جو کچهه کارروائي که هم ارکان نے کي' وه حضور عاليه کو واقعات اسٹرائک و کارروائي جلسه انتظاميه منعقده ۲۶ مارچ سنه ۱۳ سے واضح هوگي - هم ارکان ندوة العلما کو اس بات کا يقين هے که گو اسٹرائک طلباء دارالعلوم کا کوئي اور سبب بهي هو' ليکن واقعي اور اصلي سبب اوسکا وه تحريک تهي جس کا ذکر مولوي عبد السلام صاحب نے اپنے خط مورخه ۲۵ جولائي ميں کيا هے -

اصل مقصد بانيان اسٹرائک کا يه تها که ملک اور قوم کو يهه دکهايا جاے که يه نتيجه بدنظمي انتظام جديد کا هے' اور ان کوششونکے پورا کرنے کے ليے بعض حضرات نے ايک کميٹي بنام انجمن اصلاح ندوة العلما ۱۰ مارچ سنه ۱۳ ع کو قائم کي' اسميں سے غالب تعداد انهيں لوگونکي تهي جو خود انتظام جديد کے خلاف شورش پيدا کرنيوالے تهے - مگر اسکے نام اور مقصد نے بعض لوگونکو مغالطه ديا' اور بعض ايسے اصحاب جو اس جماعة سے علحده تهے وه محض اپني نيک نيتي سے انميں شريک هوگئے - هنوز انجمن اصلاح ندوه لکهنؤ نے کوئي عملي کام متعلقه اصلاح ندوه نه کيا تها که ۱۰ مئي کے جلسهٔ دهلي کا اعلان کيا گيا' اور مقصد اوس جلسه دهلي کا بعينه يا قريب قريب وهي تها جو کميٹي اصلاح ندوة العلما منعقده لکهنؤ کا تها' هم ارکان ندوه بندگان حضور ميں اس امر کا اظهار کردينا بهي اپنا فرض سمجهتے هيں که واقعي اور اصلي غرض کميٹي اصلاح لکهنؤ و نيز جلسه منعقده دهلي کي يه تهي جسکا وه اعلان نهيں کر سکے که علامه شبلي جو اپني غلطي سے مستعفي هوگئے هيں پهر اپنے عهده پر بحال هو جائيں - جيسا که ان تجاويزے جو باني جلسه دهلي جناب حاذق الملک حکيم محمد اجمل خانصاحب کے خط مورخه ۱۹ - اپريل و ۵ مئي - سے ظاهر هوتا هے - جو نقائص ابتک دار العلوم ميں عام طور سے ظاهر کيے گئے هيں' جهانتک انکي اصليت هے وه سب زمانه استعفا علامه شبلي کے قبل کے هيں' کيونکه يهه اعتراضات استعفا کے معاً تين دن کے بعد شروع هوئے هيں' اور ظاهر هے که تين دن ميں کوئي تبديلي نصاب درس اور طريقه تعليم اور مدرسين ميں نهيں هوئي- چنانچه اسيوجه سے مجبوراً کميٹي منعقده دهلي نے اپني کل قوت موجوده دستور العمل ندوة العلماء پر اعتراضات کرنے پرصرف کردي' اور ايک نيا دستور العمل بناکر واسطے غور و بحث کے دفتر ندوه ميں بهيجديا -

دستور العمل کے متعلق ارکان ندوة العلماء يهه عرض کردينا مناسب سمجهتے هيں که همکو دو تين سال پہلے اس بات کا خود احساس هوا که ندوة العلماء اور دار العلوم کي ترقي پذير ماليت کے لحاظ سے دستور العمل ميں ترميم کرنيکي حاجت هے' جيسا که عموماً ايسے بڑے کاموںميں عمل کے بعد دستور العمل ميں ترميم کرنيکي ضرورت پيش آيا کرتي هے - چنانچه اوسکي ترميم کيليے چند قانون داں ارکان کي ايک سب کميٹي قائم کردي تهي جو اسپر غور کر رهي تهي' اور اب اسکو مکمل کر کے دفتر ندوه ميں بهيجديا هے جسکي اشاعة عام کر ديگئي هے' اور اخبارات ميں اظهار راے کيواسطے بهيجديا گيا هے - واقعات مندرجه بالا سے حضور پر بخوبي واضح هوگا که :

(۱) انتظام موجوده آخر جولائي سنه ۱۳ سے قائم هے -

(۲) ارکان موجوده کو کافي موقع اس بات کا نهيں ديا گيا که وه دار العلوم کي اصلاح و ترقي کرتے -

(۳) اسٹرائک طلبه دار العلوم سے جو نتيجه نقائص انتظام موجوده کا ملک اور قوم پر ظاهر کيا گيا هے' وه در اصل نتيجه اوس نا جائز کار روائي کا تها جو اغراض ذاتي کي بنا پر طلبه پر اثر ڈالکر اس غرض سے کي گئي که قوم ميں ايک شورش پهيلا کر يه دکهايا جاے که علامه شبلي کا وهاں سے علحده هونا اغراض و مقاصد ندوه کے بالکل خلاف هے' اور اونکو بحال هونا چاهيے -

(۴) کميٹي اصلاح منعقده لکهنؤ و منعقده دهلي کا اصل مقصد بهي يهي اغراض تهے' جو حاذق الملک کے خط سے صاف ظاهر هوئے -

(۵) جو کام اصلاح کا که کميٹي دهلي نے جنميں کميٹي اصلاح لکهنؤ بالآخر ضم هوگئي اسوقت کيا اور وه اس سے زياده کچهه نهيں کرسکتي تهي وه يه هے که کميٹي مذکور نے ايک نيا دستور العمل واسطے غور و بحث اراکين ندوه کے بنايا حالانکه خود اراکين اس کام کو کر رهے تهے -

حضور عاليه نے امداد شاهانه اس خيال پر که ندوه ميں نقائص هيں اور جب تک که وه بذريعه کميٹي اصلاح رفع نه هوجاے ملتوي فرمائي تهي -

اب چونکه کيفيت و نتيجه کميٹي اصلاح کا معلوم هوگيا اسليے اسکے اجرا کي جانب بندگان حضور کي توجه مبذول فرمانے کي درخواست کيجاتي هے - دوسرے يه امر بهي قابل غور حضور هے که جب قوم ميں شورش پيدا کردي گئي هے اور اوسکي وجه سے اراکين اسقدر چنده بهي بمشکل جمع کرسکتے هيں جو هر سال معمولاً جمع هوا کرتا تها' تو ايسے نازک وقت ميں امداد شاهانه کے ملتوي هوجانے کا يهي نتيجه هوگا که جو اصلاحيں همارے اراده ميں هيں اور هم کر رهے هيں وه نه کرسکيں اور خدا نخواسته يه مذهبي دارالعلوم بند هوجاے' اور اگر کسيوجه سے تهوڑے دنوں کے ليے دارالعلوم بند هوگيا تو پهر اس کا از سر نو زنده هونا بلحاظ همارے قومي اور مذهبي حالات کے بهت دشوار هوگا لهذا هم اراکين ندوه عرض پرداز هيں که حضور عاليه بلحاظ شکسته حالي و بلحاظ اس امر کے که ايسے درسگاه کا بوجه قلت سرمايه بند هوجانا اوسکے قومي اور مذهبي اغراض کے بالکل خلاف هوگا' امداد شاهانه کو جو معرض التواء ميں هے حکم نفاذ جاري فرمائيں -

آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشاں باد

ايجنٹوں کيلئے کميشن

هفته وار الهـــلال کي ايجنسي ميں نهايت معقول هے

درخواست ميں
جلدي کيجيے - دعوة حق کے اعلان اور
هـدايت اسـلامي
کي تبليغ سے بڑهکر آج کوئي مجاهدهٔ ديني نهيں هے -
اسپر نفع مالي مستزاد

ترکوں کے خلاف ایک متعصب انگریزي مراسله نگار کے خوابیده بغض و عداوت کے بیدار کرنے کے لیے اسقدر کافي تها - اس نے موقع سے فائده اٹها کے انگریزي عام راے کو ترکوں کے خلاف برانگیخته کرنے کے لیے اسقدر اپني طرف سے تصنیف کردیا که ترک معرکه آرائي اور انگریزوں کے قتل کا اراده ظاهر کر رهے هیں !

ورنه یه ظاهر هے که ترک مصر کے حالات سے اتنے ناواقف نهیں که انهیں یه تک معلوم نه هو که مصر پر انگلستان کے آهني پنجه کی پوري گرفت هے' اور نه اتنے ساده لوح هیں که وه یه سمجهتے هوں که چند افسر یا بقول مراسله نگار کیپیٹل " افسروں کا سیلاب " بغیر فوج کے مصر کو انگریزوں کے پنجے سے نکالسکتا هے - رهي مصري فوج' تو اسکي حالت همیں اچهی طرح معلوم هے -

عزیز بک مصــــری

خیر' یه تو اس افسانه کی درمیانی داستان تهی - یه مراسله نگار حفاظت مصر کے انتظامات و تدابیر کے متعلق لکهتا هے :

" بهت کوشش کی گئي که مصري هر طرف علم بغاوت بلند کردیں - تاهم انکي کوشش ناکام رهي' اور اسوقت ملک کي حالت اچهی طرح حکومت کے هاتهه میں هے - ساتهه هي ان ترکی افسروں میں سے اکثر پا بزنجیر بهي کرلیے گئے هیں "

قارئین کرام کو یاد هوگا که جب عزیز بک المصري بعض معاملات طرابلس کے سلسلے میں قسطنطنیه میں گرفتار کیا گیا تو تمام انگریزي پریس بیک آواز اسکي حمایت میں چیخ اٹها تها' اور جسطرح اسوقت انگلستان نے بلجیم کي حمایت میں تیغ علم کیا هے' اسي طرح اسکي زبان حال ٹائمز نے شمشیر قلم بلند کی تهي' اور ترکوں اور خصوصاً انور پاشا فاتح ادرنه کے خلاف ایک قلمي معرکه بپا کردیا تها -

غالباً آج بهي " معصوم و مظلوم " عزیز بک المصري قسطنطنیه کے بدلے خود اپنے گهر میں پادجولاں هے !

چنانچه یه مراسله نگار لکهتا هے :

" اگر افواه صحیح هے تو ان اسیروں میں عزیز بک المصري بهي شامل هے جسکو انور پاشا کے پنجهٔ ظلم سے چهڑانے کے لیے انگلستان نے چند ماه هوے عین وقت پر مداخلت کي تهي -

دارالسلطنت کے اندر بغاوت کے جرم میں دیسي فوج کے چند افسر بهي گرفتار هوے هیں - افواه هے که انکي تعداد ۴۰ هے - ....کل هندوستاني فوج کی پهلي قسط نهر سویز کے ساحل پر اتری هے اور مزید فوج آج اتر رهي هے - اب ۴۸ گهنٹے کے اندر اندر مصر کي محافظ فوج اتنی قوي هو جائیگي که کسي داخلي یا خارجي خطره کے مقابله کے لیے کافي سے بهي زیاده هوگی " : انهم یکیدون کیداً و اکید کیدا !

تجویزات مرکزی کمیٹي شیعه کانفرنس

(منعقده ۲۴ ستمبر ۱۹۱۴ع)

(۱) تجویز هوا که اجلاس هشتم کانفرنس بتواریخ ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ اکتوبر سنه ۱۹۱۴ع لکهنؤ میں منعقد کیا جاے -

(۲) جو ٹکٹ فروخت هوچکے هیں وه انهیں تواریخ و مقام کیلیے کام میں آئیں اور سفرا سرخي سے تاریخ حال بنادیں -

(۳) دوکانات طعام کا مناسب نرخ کے ساتهه انتظام کردیاجاے -

آنریري جنرل سکریٹري

سید علي غضنفر عفي عنه

مدارس اسلامیه

باز گــو از نجــد و از یاران نجــد

حال میں همیں وه عرضداشت ملگئي هے جو ارباب ندوه نے هر هائنس سرکار عالیه بهوپال کي خدمت میں اجراے وظیفه کے لیے روانه کي هے اور جس کے تمام مراتب نهایت پوشیدگي کے ساتهه طے کیے گئے تهے - آینده نمبر میں هم اس تحریر کي متعدد کذب بیانیوں اور خدع و حیل کو آشکارا کرینگے :

بحضور سرکار عالیه ریاست بهوپال ــــ هم ارکان ندوة العلماء اس وجه سے که بندگان حضور کے دامن دولت سے اکثر مدارس اسلامیه وابسته هیں اور بندگان حضور کو دارالعلوم ندوة العلماء سے خاص دلچسپي و همدردي هے' نهایت ادب سے معروضات مندرجه ذیل کے پیش کرنیکي اجازت چاهتے هیں :

من ابتداے سنه ۹ع حضور سے مبلغ ۳ هزار روپیه سالانه کی امداد دارالعلوم ندوة العلماء کو مرحمت هوتي تهی' مگر امسال چند واقعات ایسے پیش آئے جن سے ندوة العلماء کي نسبت ملک میں بد ظني پهیلي اور ایک بڑا اثر اسکا یه هوا که امداد شاهانه بهي عارضی طور پر ملتوي کردي گئي - اوسکے بابت جو اصلي حالات هیں اونکو مختصراً سرکار عالیه کے خدمت میں عرض کرنا هم اپنا فرض سمجهتے هیں - عرصه ۹ سال سے دارالعلوم ندوه کا انتظام اس طور سے تها که شمس العلما علامه شبلی نعمانی معتمد دارالعلوم تهے' اور جمله اندروني انتظام متعلقه درس وغیره اونکے زیر اثر اور نگراني میں تهے - جولائي سنه ۱۳ع میں علامه موصوف نے بلحاظ اون معاملات کے که جنکا اعاده خالي از تکلیف دهي حضور نهیں هے' اپنے عهده سے استعفا دینا تجویز کرکے ایک استعفا نامه باضابطه مجلس انتظامیه میں پیش هونیکو بهیجا' اور اس استعفا کي اشاعت اخبارات میں کرائي - جلسه انتظامیه منعقده ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - جولائي سنه ۱۳ع نے اون وجوه پر جو باعث استعفا دینے علامه موصوف هوے تهے' کامل غور کے بعد استعفا کو منظور کرلیا اور اوس انتظام کو جو قبل از تقرر معتمدي علامه موصوف مطابق دستور العمل قائم تها پهر جاري کیا - اس موقعه پر یه عرض کرنا خلاف ادب نهوگا که علامه موصوف کے طریقه عمل مابعد سے هم ارکان ندوة العلماء نیز کل قوم پر صاف طور سے واضح هوگیا که علامه موصوف کا استعفا دینا محض ایک قسم کي دهمکي تهي اور در اصل استعفا دینا نهیں چاهتے تهے' کیونکه فوراً بعد اطلاع منظوري استعفا کے اخبارات میں مضامین خلاف فیصله جلسه انتظامیه و منظوري استعفاء علامه شبلي نکلنا شروع هوئے' اور اس بات کي کوشش شروع هوئي که طلباء دارالعلوم میں خلاف انتظامات جدیده کے شورش پیدا کیجاے' اور هر طرح سے ملک و قوم کو دکهایا جاے که جدید انتظام مضر و مخالف مقاصد ندوه هے - بندگان حضور کو کارروائی جلسه انتظامي ۲۹ - مارچ سے واضح هوگا که جو نا مناسب کارروائیاں اس بارے میں هوئیں انکا اثر یه هوا که ایک گروه مخالف انتظام جدید کا اوسي وقت سے پیدا هوگیا' اور هم ارکان ندوه کو آینده کافي موقع نهیں ملنے پایا تها که نقائص کي اصلاح کرتے که اس مخالفت نے بصورت اسٹرائک طلباء دارالعلوم ایک

- [اشتہار بقیہ صفحہ تیسرے ۲]

هالي كلاس فانسي - ليڈيز و جنٹس، وسٹ واچ - اصلي قيمت دس روپيه رعايتي تين روپيه چوده آنه

سلور كيس - ۴ روپيه چوده آنه -

اسے اچهي چيز - چهه روپيه -

نيكل سلور كيس - انامسل ڈائل -

ايک جوڑے كي اسكراپ مفت ديجاتي هے ۔

بي - اس - بنكي - اينڈ كمپني نمبر ۱-۳۹ - دهرمتله اسٹريٹ

هندوستاني دوا خانه دهلی

— * —

جناب حاذق الملک حكيم محمد اجمل خاں صاحب كي سرپرستی میں یوناني اور ويدک ادويه كا جو مهتم بالشان دوا خانه هے وه عمدگی ادويه اور خوبی كار و بار كے امتيازات كے ساتهه بهت مشهور هوچكا هے - صدها دوائيں (جو مثل خانه ساز ادويه كے صحيح اجزاء سے بني هوئی هيں) حاذق الملک كے خاندانی مجربات (جو صرف اسي كارخانه سے مل سكتے هيں) عالی شان كار و بار، صفائی، ستهرا پن، ان تمام باتوں كو اگر آپ ملاحظه كريں تو آپ كو اعتراف هوگا كه :

ام- هندوستانی دوا خانه تمام هندوستان ميں ايک هی كارخانه هے -

فهرست ادويه مفت

(خط و كتابت كا پته)

منيجر هندوستانی دوا خانه دهلی

ترجمه تفسير كبير اردو

——:o:——

حضرت امام فخر الدين رازي رحمة الله عليه كی تفسير جس درجه كي كتاب هے، اسكا اندازه ارباب فن هي خوب كرسكتے هيں اگر آج يه تفسير موجود نه هوتے تو صدها مباحث و مطالب عليه تھے جو همارے معلومات سے بالكل مفقود هوجاتے -

پہلے دهلی ايک فياض صاحب دوه مسلماں نے صرف كثير كركے اسكا اردو ترجمه كرايا تها، ترجمے كے متعلق ايڈيٹر الهلال كي راے هے كه وه نهايت سليس و سهل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمه هے "

لكهائي اور چهپائي بهي بهترين درجه كی هے - جلد اول كے كچهه نسخه دفتر الهلال ميں بغرض فروخت موجود هيں پہلے قيمت دو روپيه تهی اب بغرض نفع علم - ايک روپيه ۸ - آنه كردي گئی هے -

درخواستيں : منيجر الهلال - كلكته كے نام

حرمين شريفين كی زيارت

— * —

مولانا الحاج خان بهادر محمد عبد الرحيم صاحب اكسٹرا اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈيا -

يه سفرنامه يورپ كے اعلي درجه كے سفرناموں كے مطابق نهايت عمده كاغذ پر صحت اور صفائي كے ساتهه خوشخط طبع هوا هے ممالک اسلاميه مثلاً عرب، شام، فلسطين، مصر، عراق وسط عرب و نا معلوم عرب كے دلچسپ اور ضروري حالات نهايت خوش اسلوبي سے سليس و بامحاوره اردو ميں قلمبند كرديے هيں - فاضل مصنف كي دوران سفر ميں اعلى سے اعلى تركي افسروں سے ملاقات هوئی اور ان جانبازوں نے اسلامي ممالک كے نهايت دلچسپ حالات فراهم كرنے ميں مصنف كي دلي تائيد كی، كتاب كی كل صفحات تخميناً آٹهه سو هيں اور پهر بيس هاف ٹون عكسی تصاوير مقامات مقدس كے بهی ملحق هيں - قيمت صرف تين روپيه -

المشتهـــــر

عبد الرحمن بكسيلر و پبلشر شوكت اسلام پريس كنٹونمنٹ بنگلور

بيوٹيز اف اسلام

اسلام كي خوبيوں پر ديگر مذاهب كے احباب كي گرانقدر رائيوں كا مجموعه -

هر شيدائي اسلام كو اسكا ايک نسخه ضرور ركهنا چاهيے -

سنهري جلد - عمده چهپائی - قيمت صرف ۸ آنه -

المشتهر:— نور لائبريري - ۱۲/۱ سيرانگ لين - كلكته

خالص اسلامی تركی ٹوپی - ساخت قسطنطنيه و مصر

تركی ٹوپی - هر قسم اپني ملائم و چكنی استر دار، هر رنگ و هر سائز كي مبلغ ايک روپيه سے تين روپيه تک كی قيمت كا موجود هے، كلپاک - انور پاشا ٹوپي - خاكي سبز كاهی و سياه رنگ كی قيمت ۴ روپيه و تين روپيه آٹهه آنه -

خادم قوم - ايس - ايف - چشتي اينڈ كمپنی - دهلی
سول ايجينٹ براے هندوستان
فبريقه هركه - هنابونی - معمرلانی قسطنطنيه فبريقه نيشنل
ايجپشين - تيي تاربوش - قاهره مصر

المراسلة والمناظرة

الاعتصاب في الاسلام

(دفع مطاعن و ازالۂ شکوک)

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ نتیجہ نمبر(۱) و نتیجہ نمبر (۷) میں تناقض ہے' لیکن میں نے ضعیف گروہ کے مقابلے میں قوی گروہ کی اسٹرائیک کو کلیتاً ناجائز نہیں کہا بلکہ صرف عدم اولویۃ کا مدعی ہوں جیسا کہ نتیجہ اول میں "سزاوار" کا لفظ دلالت کرتا ہے' اور اسی قرینہ صحیحہ کی بناپر "جائز نہیں" کا فقرہ اپنے حقیقی مفہوم میں مستعمل نہیں ہوا ہے بلکہ مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے "مناسب نہیں" کا فقرہ لکھا تھا جو دفتر میں شاید بدل دیا گیا - اس بنا پر آنحضرت کا طرز عمل نتیجہ اول کا مناقض نہیں کیونکہ تناقض صرف امتناع و امکان و وقوع میں ہو سکتا ہے نہ کہ عدم اولویت و وقوع میں' کیونکہ ہر خلاف اولی فعل جائز ہوسکتا ہے -

میں نے پہلا نتیجہ قریش اور حضرت ابوبکر کے طرز عمل سے نکالا تھا۔

قریش کی اسٹرائیک تو بالکل اغراض فاسدہ پر مبنی تھی' لیکن حضرت ابوبکر کا طرز عمل بھی ذاتی انتقام کے اثر سے خالی نہ تھا - اسیلئے خدا نے اونکو روک دیا' مدرسین و منتظمین مدرسہ بھی ذاتی اقتدار ہی کے قائم رکھنے کے لیے طلباء کا کھانا وغیرہ بند کردیتے ہیں' اسلیے حضرت ابوبکر کے طرز عمل پر اوسکو قیاس کرکے خلاف اولی قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ نہی کیلیے کم از کم عدم اولویت ضروری ہے' لیکن آنحضرت کا طرز عمل بالکل جمہوری اصول پر مبنی تھا اسلیے وہ خلاف اولی بھی نہیں ہے "لم ینتقم لنفسہ الا ان تنتہك حرمۃ اللہ" کی شان یہاں بھی قائم ہے -

اخلاق کے ابواب میں عدل کے ساتھہ ایک باب احسان اور عفو و درگذر کا بھی ہے' اور اسکی توقع صرف بزرگوں سے ہوسکتی ہے' یہی وجہ ہے کہ جب کسی بڑے شخص نے چھوٹے سے قطع تعلق کیا ہے تو اخیر میں اوسکو ندامت ہوئی ہے - حضرت عائشہ نے ایک مرتبہ حضرت ابن زبیر سے قطع کلام کردیا اور مدتوں اون سے نہ بولیں' لیکن بعد میں جب کبھی اونکو یہ افسوسناک واقعہ یاد آتا تھا تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا (۱) لیکن چھوٹوں نے جب اس قسم کا قطع تعلق کیا ہے تو' اسپر اونکو کوئی ندامت نہیں ہوئی - حضرت فاطمہ نے ترکہ نہ دینے پر حضرت ابوبکر سے قطع کلام کرلیا اور اون سے تا دم مرگ نہ بولیں لیکن اونکو اس پر کچھہ افسوس نہیں ہوا (۲) باقی رہی یہ بات کہ آنحضرت نے کعب ابن مالک سے بحیثیت اوستاد کے قطع تعلق کیا تھا تو یہ تاویل بارد ہے- آنحضرت کی' جامع حیثیت صرف نبوت ہے' خلافت - تعلیم' قضاۃ' افتاء وغیرہ اسیکی شاخیں ہیں' جہاد کا تعلق صرف نبوت یا خلافت ہی سے ہوسکتا ہے' آپ کی استادانہ حیثیت کو اس میں کچھہ دخل نہیں ہے' کیونکہ میدان جہاد دیو بند کا مدرسہ نہیں تھا جہاں آپ تعلیمی اسٹرائیک کرتے' اور قریش نے تو آپ کو سرے سے اوستاد ہی تسلیم نہیں کیا تھا - یہ تو اعتراف نبوت کے بعد کی منزل تھی لیکن صلح حدیبیہ میں تو ایک صاف گو شخص نے کہدیا تھا کہ اگر ہم آپکو "رسول اللہ" مانتے تو آپ کی راہ میں رکاوٹ ہی کیوں پیدا کرتے - آنحضرت کی کچھہ دنیوی حیثیتیں بھی تھیں جیسا کہ آپ نے تلقیح نخل کے معاملے میں علانیۃ اعتراف کیا تھا "انما انا بشر مثلکم" جب حضرت عائشہ آپ سے ناراض ہوکر آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی تھیں (۳) تو اوسوقت آپ اونکے اوستاد نہیں ہوتے تھے' واقعہ افک میں جب آپ ایک مہینہ تک حضرت عائشہ کے پاس بیٹھے تک نہیں' تو آپ کا یہ قطع تعلق اوستادانہ نہ تھا بلکہ ذاتی تھا (۴) "انما بعثت معلما" کا فقرہ بھی آپ نے خاص اوس حالت میں کہا تھا جب صحابہ کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ مصروف تلاوت قرآن تھا (۵) اسلیے آنحضرت کے تمام افعال کو صرف آپ کی معلمانہ حیثیت میں محدود کردینا' صحیح نہیں -

لیکن مولانائے موصوف کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ مجھکو مدعی سمجھتے ہیں' حالانکہ میں مدعاعلیہ ہوں' میں نے مضمون کے اول ہی میں ظاہر کردیا ہے کہ میں مدعیان عدم جواز اسٹرائیک کے دلائل پر نقد و بحث کر رہا ہوں' ان لوگوں نے ایک دلیل یہ قائم کی تھی کہ "اسٹرائیک یورپ کی پیداوار ہے" اب نقض دلیل کیلئے میرا فرض صرف یہ تھا کہ ایشیائی طرز عمل سے اسٹرائیک کی مثالیں فراہم کرتا اسلیے میں نے پہلے دیہاتیوں کی مثال دی - پھر قریش کے طرز عمل کو پیش کیا - حضرت ابوبکر کے واقعہ کا ذکر بھی اسی حیثیت سے کیا کہ گو وہ اصطلاحی اسٹرائیک نہیں ہے' لیکن جب اوستاد کو باپ فرض کرکے اونکے حقوق کو حقوق والدین پر قیاس کیا جاتا ہے حالانکہ آنحضرت' صحابہ' بلکہ تابعین و تبع تابعین نے بھی اساتذہ کو باپ نہیں کہا ہے' تو ہم اشتراک علت کی بنا پر اسٹرائک کو بھی حضرت ابو بکر کے طرز عمل پر قیاس کرسکتے ہیں' اسکے بعد آنحضرت کے جمہوری طرز عمل سے اسکی تائید کی' لیکن اس واقعہ کو صرف اس حیثیت سے پیش کیا تھا کہ وہ ایشاء میں واقع ہوا تھا - اوسکی شرعی حیثیت مقصود بالذات نہ تھی' گو اوس سے شرعی استدلال بھی کیا جاسکتا تھا نتائج کا استنباط بھی تبعاً واستطراداً تھا- اسلیے اگر کل نتائج غلط ثابت ہوجائیں تو نفس واقعہ کو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا' اسکی تردید کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ یا تو اس واقعہ کو سرے سے غلط ثابت کیا جائے یا عرب کو یورپ کے نقشہ میں دکھایا جائے' اسٹرائیک کو میں نے فطرتی کہا ہے' کیونکہ فطرۃ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور میرے نزدیک اسٹرائیک کی یہی دلیل ہے' کیونکہ کسی شرعی دلیل سے اوسکا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا - اخیر میں ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ آنحضرت نے بحیثیت اوستاد کے کعب ابن مالک سے قطع تعلق کیا تھا لیکن یہ کس دلیل شرعی سے ثابت ہے کہ آں حضرت کے افعال کی تقلید صرف اساتذہ ہی کر سکتے ہیں- طلباء نہیں کرسکتے؟ اگر آنحضرت کے افعال اساتذہ کیساتھہ مخصوص ہیں' تو طلباء کو نماز' روزہ' حج' اور زکوۃ سے بھی آزاد کردینا چاہیے' حالانکہ ندوہ کی اسٹرائک کے دوران میں انہی فرائض کی عدم پابندی کی بنا پر طلباء کو بدنام کیا گیا تھا - (عبد السلام ندوی)

---

(۱) بخاری مطبوعہ بولاق جزو ۸ ص ۲۰ کتاب الادب

(۲) بخاری جزو ۸ ص ۱۴۹ کتاب الفرائض -

(۳) بخاری جزو ۸ ص ۲۱ کتاب الادب

(۴) بخاری جزو ۵ ص ۱۱۹ کتاب المغازی

(۵) سنن ابن ماجہ ص ۳۴ کتاب العلم -

printed And pudlishe by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical patg. and publg. House. 14 Molod Street, CALCUTTA.

مفت مفت مفت

ایک عجیب غریب موقعہ

اصلی چیزیں - کم قیمت - نایاب - اسباب

۲۱ اکتوبر تک

نئی قسم کا رسٹ واچ -

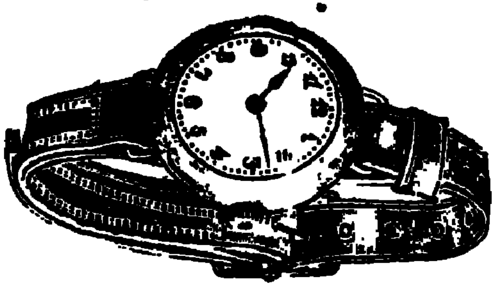

(گارنٹی ۲ سال)

نہایت خوبصورت - نکل سلور کیس - مضبوط کیلس چال وقت ٹھیک دینے والی - چمڑہ ولایتی نہایت ملائم - قیمت اصلی ۱۲ روپیہ -

رعایتی قیمت ۴ روپیہ ۱۴ آنہ ارگ-یڈ ایزڈ اسٹیل کیس ۵ روپیہ ۴ آنہ -

سلور کیس ۶ روپیہ عمدہ سلور کیس ۶ روپیہ ۸ آنہ سنہرا کیس ۵ روپیہ ۴ آنہ -

---

۴ ایٹ ہنٹنگ واچ

جولڈ انجن ٹرنڈ کیس - دیکھنے میں بہت خوبصورت ٹھیک سونے کا معلوم ہوتا ہے -

اصلی قیمت ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ ۱ -

---

۱۴ کیرٹ رولڈ گولڈ ہنٹنگ لیور واچ -

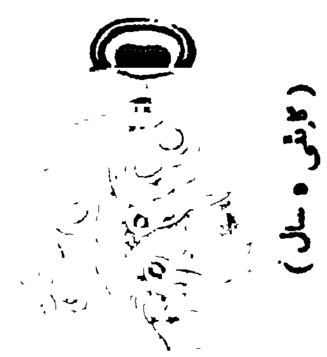

دیکھنے میں قیمتی گھڑیوں کے مشابہ ہے - نہایت اچھی قابل تعریف -

قیمت اصلی ۱۵ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ ۴ آنہ نکل روپس کیس ۶ روپیہ -

---

موٹر ریگولیٹڈ لیور واچ -

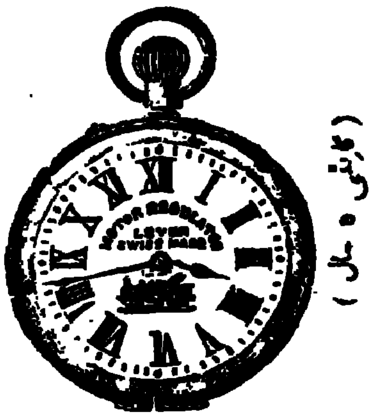

ہر شخص کے لائق لیور کھلا ڈھکنا - مضبوط کیلس چال ڈائل منقش درمیانہ سائز - نہایت عمدہ اور ٹھیک وقت دینے والا -

اصلی قیمت ۱۰ روپیہ رعایتی ۳ روپیہ ۴ آنہ

سنٹرل ہنٹنگ واچ -

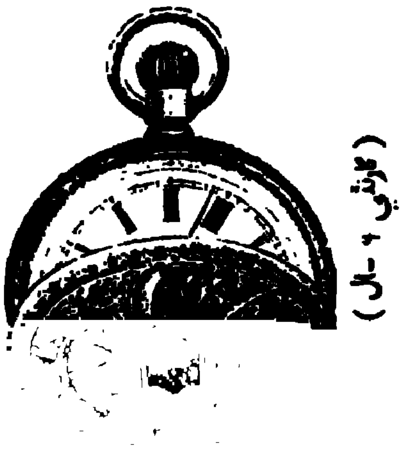

نکل ہنٹنگ سائز ۱۹ - سادہ ڈائل - کفایت اور اچھا وقت دینے والا - مرتی، سوئیاں - ہزاروں گھڑیاں سال میں فروخت ہوتی ہیں -

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی قیمت ۵ روپیہ ۴ آنہ -

سنٹر سکنڈ واچ اسٹاپ واچ

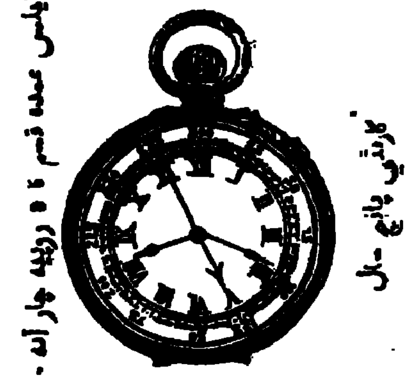
نکلس عمدہ قسم کا ۵ روپیہ چار آنہ
گارنٹی تین سال

خاصکر ڈاکٹروں اور دائیوں کیلیے یہ گھڑی ایک سکنڈ کے حصہ کو بھی اچھی طرح سے بتلاتا ہے - کھلا ڈھکنا - چال عمدہ - دیکھنے میں خوبصورت قیمت اصل ۷ روپیہ - رعایتی قیمت ۳ روپیہ ۱۴ آنہ -

---

سی انڈیا واچ

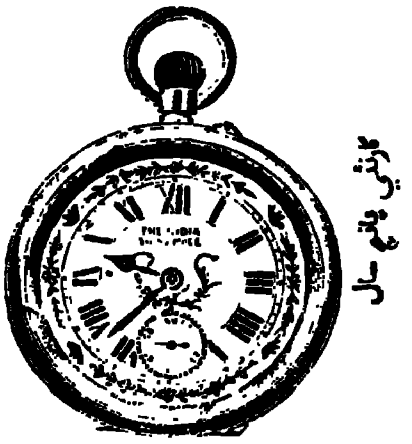

بلکل نئے فیشن کا سلنڈر واچ کھلا ڈھکنا کی دس فاسی سکنڈ ہنڈ ہونے کے شامل - نہایت سچا وقت دینے والی - قیمت اصل دس روپیہ رعایتی ۳ روپیہ چودہ آنہ - فینسی ڈائل ۴ روپیہ آٹھ آنہ -

---

امریکن لیور اسٹینڈرڈ واچ

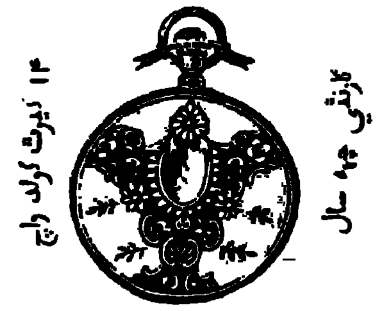

کم قیمت میں سب سے اچھا لیور واچ استعمال کے قابل یہ گھڑی پانچ سو روپیہ کے ساتھ اچھے عرصہ مقابلہ کرسکتی ہے - کیلس - دیکھنے میں نہایت خوبصورت -

قیمت اصلی ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۹ روپیہ آٹھ آنہ -

لیڈی گولڈ واچ

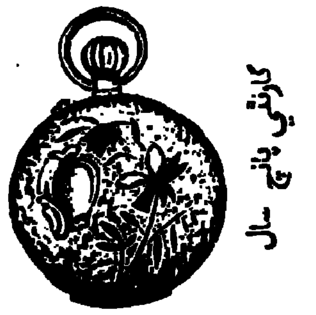

لیڈی اور جنٹلمین کے قابل - چھوٹے شکل کا دیکھنے میں خوبصورت سچا وقت دینے والی بالکل نئے فیشن کا کیس -

قیمت اصلی ۲۵ روپیہ رعایتی قیمت ۱۴ روپیہ آٹھ آنہ - جسمیں جنٹس سائز ۲۸ روپیہ

بی - اس - لنکی - اینڈ کمپنی نمبر ۱ - ۳۹ - دھرمتلہ کلکتہ

مفت　　　مفت　　　مفت

ایک عجیب موقعہ

عمدہ چیزیں - کم قیمت - نایاب - کمیاب

اصل سے آدھی اور آدھی سے چوتھائی قیمت

۳۱ اکتوبر تک

نوٹ - اس بات پر غور کیجیئے کہ ہر گھڑی کے ساتھہ ایک چیز بطور تحفہ کے دی جاتی ہے اس طرح کہ

ایک گھڑی کے خریدار کو ایک جرمن سلور چین مفت

دو گھڑی کے خریدار کو ایک رولڈ گولڈ (سونا) چین مفت

تین گھڑی کے خریدار کو ایک جوڑا الکٹرک گولڈ پلیٹڈ سلف کلوزنگ اسپرنگ برسلٹ مفت ! !

اگر آپکو گھڑی پسند نہ آوے تو قیمت واپس دیجائیگی

اسپرنگ برسلٹ واچ -

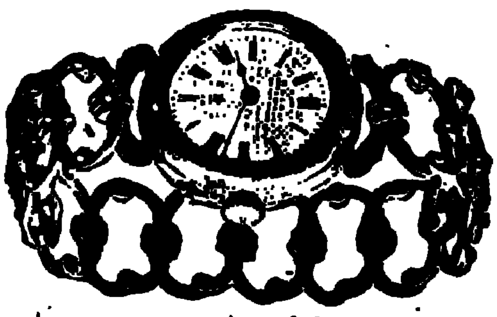

(گارنٹی ۳ سال)

رولڈ گولڈ - گول شکل - بہت دیرپا - آپ لوگ ۲۵ سیکڑے زیادہ فائدہ اٹھاوینگے اگر آپ ایک فرمایش بھی بھیجیں -

ٹھیک نقشہ کے مطابق سچے وقت دینے والی قیمت اصلی ۱۰ روپیہ - رعایتی قیمت ۵ روپیہ -

۳۲ پتھر والا	۶ روپیہ
اسکوائر شکل	۶ روپیہ
هارٹ شکل	۶ روپیہ
هشت پہل	۶ روپیہ

نئی وضع کا اسکوائر رسٹ واچ

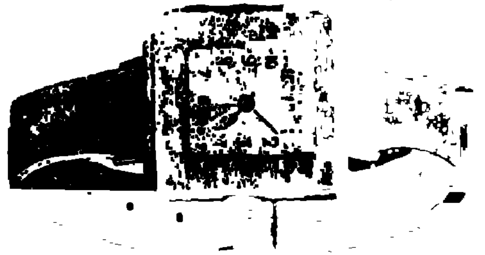

(گارنٹی ۵ سال)

اس قسم کی گھڑیاں ابھی ابھی هندوستان میں آئی هیں - نہایت فیشن ایبل لیڈیز اور جنٹلمین کثرت سے استعمال کرتے هیں مضبوط کیس نکل کیس فینسی ڈائل - عمدہ وقت دینے والی - ٹھیک تصویر کے مطابق -

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ - رعایتی قیمت ۶ روپیہ - آٹھہ آنہ اور کسیڈائزڈ اسٹیل کیس ۶ روپیہ آٹھہ آنہ -

سلور کیس	۹ روپیہ ۴ آنہ
مادر آف پرل کیس	۹ روپیہ ۸ آنہ

یہ گھڑی مع چمڑہ اور باکس کے ملیگی

فلیٹ لیور واچ

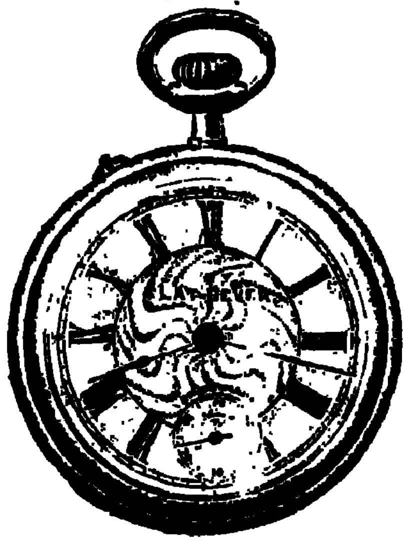

(گارنٹی ۵ سال)

نکل کیس - کھلا ڈھکنا - سائز ۱۸ -

سکنڈ کی سوئی کے شامل اصلی چابی پتھر ۴ عدد ڈائل میٹل کے - اسپات کے سوئی سادہ کیس اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی ۴ روپیہ ۴ آنہ

فیر فیشن بیرل رسٹ لٹ واچ -

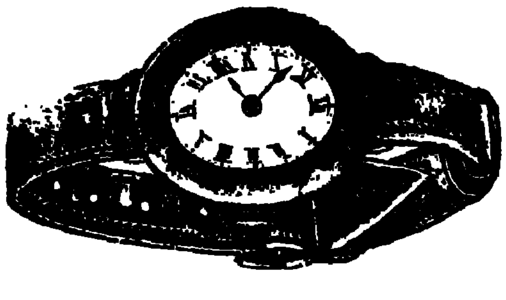

(گارنٹی ۵ سال)

یہ رسٹ لٹ واچ بہت عمدہ ہے دیکھنے میں نہایت خوبصورت فینسی سوئیاں سچا وقت دینے والی اور جدید فیشن کا ٹھیک نقشہ کے مطابق -

قیمت اصلی ۱۲ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ -

نکل کیس	۷ روپیہ ۴ آنہ
سنہری کیس	۶ روپیہ ۱۴ آنہ
سیاہ اوکسیڈائزڈ کیس	۶ روپیہ ۸ آنہ
فالس ملٹی کیس ;	۹ روپیہ ۸ آنہ

دوگل هنٹنگ واچ

(گارنٹی ۳ سال)

رائٹ میٹل هنٹنگ ۱۶ سائز - کی وینڈنگ هاف پلیٹ - گولڈ گلٹ مرو منٹ سیلنڈر اسکیپمنٹ - ایک نہایت خوبصورت گھڑی -

اصلی قیمت ۱۵ روپیہ - رعایتی ۵ روپیہ ۸ آنہ - هاف هنٹنگ - چھہ روپیہ آٹھہ آنہ -

انگلا واچ

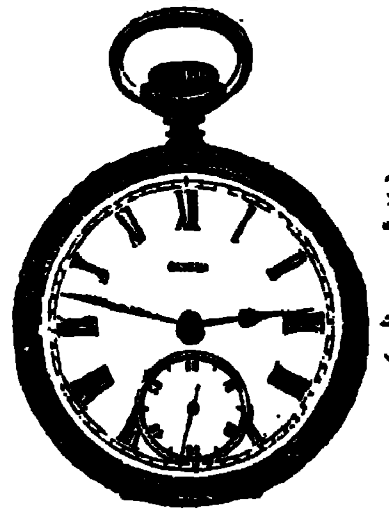

(گارنٹی ۵ سال)

پتلی چپٹی شکل کی گھڑی جنٹلمین سائز - پتھر ۲ عدد دیکھنے میں نہایت خوبصورت اور سچا وقت دینے والی -

اصلی قیمت ۸ روپیہ - رعایتی ۴ روپیہ ۸ آنہ -

بی - اس - ننکی - اینڈ کمپنی نمبر ۱ - ۳۶ - دهرمتلہ کلکتہ

حکمت بالغہ ! حکمت بالغہ !

مولوي احمد مکرم صاحب عباسي چريا کوٹي نے ايک نہايت مفيد سلسلہ جديد تصنيفات و تاليفات کا قائم کيا ہے - مولوي صاحب کا مقصود يہ ہے کہ قرآن مجيد کے کلام الہي ہونے کے متعلق آجتک جس قدر دلائل قائم کيئے گئے ہيں ان سب کو ايک جگہہ مرتب و مدون کرديا جائے - اس سلسلہ کي ايک کتاب موسوم بہ حکمۃ بالغہ تين جلدوں ميں چھپ کر تيار ہو چکي ہے -

پہلي جلد کے چار حصے ہيں - پہلے حصے ميں قرآن مجيد کي پوري تاريخ ہے جو اتقان في علوم القرآن علامہ سيوطي کے ايک بڑے حصہ کا خلاصہ ہے - دوسرے حصہ ميں تواتر قرآن کي بحث ہے ' اس ميں ثابت کيا گيا ہے کہ قرآن مجيد جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا ' وہ بغير کسي تحريف يا کمي بيشي کے ويسا ہي موجود ہے ' جيسا کہ نزول کے وقت تھا ' اور يہ مسئلہ کل فرقہاے اسلامي کا مسلمہ ہے - تيسرے حصہ ميں قرآن کے اسماء و صفات کے نہايت مبسوط مباحث ہيں - جن ميں ضمنا بہت سے علمي مضامين پر معرکۃ الارا بحثيں ہيں - چوتھے حصے سے اصل کتاب شروع ہوتي ہے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد کي ايک سو پيشين گوئياں ہيں جو پوري ہو چکي ہيں - پيشين گوئيوں کے ضمن ميں علم کلام کے بہت سے مسائل حل کئے گئے ہيں ' اور فلسفۂ جديدہ جو نئے اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر کرتا ہے ان پر تفصيلي بحث کي گئي ہے -

دوسري جلد ايک مقدمہ اور دو بابوں پر مشتمل ہے - مقدمہ ميں نبوت کي مکمل اور نہايت محققانہ تعريف کي گئي ہے - آنحضرت صلعم کي نبوت سے بحث کرتے ہوے آيۃ خاتم النبيين کي عالمانہ تفسير کي ہے - پہلے باب ميں رسول عربي صلعم کي ان معرکۃ الارا پيشين گوئيوں کو مرتب کيا ہے ' جو کتب احاديث کي تدوين کے بعد پوري ہوئي ہيں ' اور اب تک پوري ہوتي جاتي ہيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں کو لکھا ہے ' جو تدوين کتب احاديث سے پہلے ہو چکي ہيں - اس باب سے آنحضرت صلعم کي صداقت پورے طور سے ثابت ہوتي ہے -

تيسري جلد - اس جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے يورپ کے مستند اقوال سے ثابت کيا ہے کہ آنحضرت صلعم امي تھے' اور آپ کو لکھنا پڑھنا کچھہ نہيں آتا تھا - قرآن مجيد کے کلام الہي ہونے کي نو عقلي دليليں لکھي ہيں - يہ عظيم الشان کتاب ايسے پر آشوب زمانہ ميں جبکہ ہر طرف سے مذہب اسلام پر نکتہ چيني ہو رہي ہے ' ايک عمدہ ہادي اور رہبر کا کام ديگي - عبارت نہايت سليس اور دل چسپ ہے ' اور زبان اردو ميں اس کتاب سے ايک بہت قابل قدر اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر سہ جلد (۱۰۹۴) لکھائي چھپائي و کاغذ عمدہ ہے - قيمت ۵ روپيہ *

نعمت عظمی ! نعمت عظمی !

امام عبد الوہاب شعراني کا نام نامي ہميشہ اسلامي دنيا ميں مشہور رہا ہے - آپ دسويں صدي ہجري کے مشہور ولي ہيں - لواقح الانوار صوفياے کرام کا ايک مشہور تذکرہ آپ کي تصنيف ہے - اس تذکرہ ميں اولياء - فقراء اور مجاذيب کے احوال و اقوال اس طرح پر کانٹ چھانٹ کے جمع کئے ہيں کہ ان کے مطالعہ سے اصلاح حال ہو اور عادات و اخلاق درست ہوں اور صوفياے کرام کے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رہے - يہ لا جواب کتاب عربي زبان ميں تھي - ہمارے محترم دوست مولوي سيد عبدالغني صاحب وارثي نے جو اعلى درجہ کے اديب ہيں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپي رکھتے ہيں اس کتاب کا ترجمہ نعمت عظمی کے نام سے کيا ہے - اس کے چھپنے سے اردو زبان ميں ايک قيمتي اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر دو جلد (۷۲۹) خوشخط کاغذ اعلى قيمت ۵ روپيہ *

مشاہير الاسلام ! مشاہير الاسلام ! !

يعني اردو ترجمہ وفيات الاعيان مترجمہ مولوي عبد الغفور خان صاحب رامپوري ' جس ميں پہلي صدي ہجري کے اواسط ايام سے ساتويں صدي ہجري کے خاتمہ تک دنياے اسلام کے بڑے بڑے علماء فقہا قضاۃ شعراء متکلمين نحويين لغويين منجمين مہندسين مورخين محدثين زہاد عباد امراء فقراء حکماء اطبا سلاطين مجتہدين و صناع و مغنين وغيرہ ہر قسم کے اکابر و اہل کمال کا مبسوط و مفصل تذکرہ - جسے بقول (موسيو دي سيلن)

" اہل اسلام کي تاريخ معاشرتي و علمي کي واقفيت کے واسطے اہل علم ہميشہ سے بہت ہي قدر کي نگاہوں سے ديکھتے آئے ہيں "

يہ کتاب اصل عربي سے ترجمہ کي گئي ہے ' ليکن مترجم صاحب ممدوح نے ترجمہ کرتے وقت اس کے اس انگريزي ترجمہ کو بھي پيش نظر رکھا ہے ' جسے موسيو دي سيلن نے سنہ ۱۸۴۲ع ميں شائع کيا تھا - سواے اس کے اصل کتاب پر تاريخ ' تراجم ' جغرافيہ ' لغت ' انساب اور ديگر مسائل ديني کے متعلق کثير التعداد حواشي اضافہ کئے ہيں - اس تقريب سے اس ميں کئي ہزار اماکن و بقاع اور قبائل و رجال کا تذکرہ بھي شامل ہوگيا ہے - علاوہ بريں فاضل مترجم نے انگريزي مترجم موسيو دي سيلن کے وہ قيمتي نوٹ بھي اردو ترجمہ ميں ضم کردئے ہيں جن کي وجہ سے کتاب اصل عربي سے بھي زيادہ مفيد ہوگئي ہے - موسيو دي سيلن نے اپنے انگريزي ترجمہ ميں تين نہايت کارآمد اور مفيد ديباچے لکھے ہيں مشاہير الاسلام کي پہلي جلد کي ابتدا ميں ان کا اردو ترجمہ بھي شريک کرديا گيا ہے - اس کتاب کي دو جلديں نہايت اہتمام کے ساتھہ مطبع مفيد عام آگرہ ميں چھپوائي گئي ہيں ' باقي زير طبع ہيں - قيمت ہر دو جلد ۵ روپيہ -

(۴) مآثر الکرام يعني حسان الہند مولانا مير غلام علي آزاد بلگرامي کا مشہور تذکرہ مشتمل بر حالات صوفياے کرام و علماے عظام - صفحات ۳۳۸ مطبوعہ مطبع مفيد عام آگرہ خوشخط قيمت ۲ روپيہ -

تمدن ہند ! تمدن ہند ! !

يعني شمس العلما مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم کي مشہور کتاب جس کا غلغلہ چار سال سے کل ہندوستان ميں گونج رہا تھا آخرکار چھپکر تيار ہوگئي ہے - علاوہ معنوي خوبيوں کے لکھائي چھپائي خط ' کاغذ ' تصاوير ' جلد مثل تمدن عرب کے قيمت ...... (۵۰) روپيہ -

(۵) صنمخانۂ عشق - يعني حضرت امير مينائي کا مشہور ديوان بار سوم چھپکر تيار ہوگيا ہے - قيمت ۲ روپيہ ۸ آنہ -

(۶) قرآن السعدين يعني تذکير و تانيث کے متعلق ايک نہايت مفيد رسالہ جس ميں کئي ہزار الفاظ کي تذکير و تانيث بتائي گئي ہے ' قيمت ايک روپيہ آٹھہ آنہ -

(۷) فہرست کتب خانہ آصفيہ - جس ميں کئي ہزار کتب قلميہ و مطبوعہ اور نيز مصنفين کا نام درج ہے - جو حضرات کتب خانہ جمع کرنا چاہيں ان کو يہ فہرست چراغ ہدايت کا کام دے گي - صفحات (۵۰۰) قيمت ۲ روپيہ -

(۸) تمدن عرب - قيمت سابق ۵۰ روپيہ قيمت حال ۳۰ روپيہ (۹) فغان ايران - مارگن شوسٹر کي مشہور کتاب کا ترجمہ صفحات ۴۶۲ مع ۲۱ عدد تصاوير عکسي عمدہ جلد اعلى - قيمت ۵ روپيہ -

(۱۰) قواعد العروض - مولانا غلام حسين قدر بلگرامي کي مشہور کتاب - عربي فارسي ميں بھي اس فن کي ايسي جامع کوئي کتاب نہيں ہے - صفحات ۴۷۴ قيمت سابق ۴ روپيہ - حال ۲ روپيہ -

(۱۱) - ميڈيکل جيورس پروڈنس - مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم کي مشہور کتاب قيمت سابق ۶ روپيہ قيمت حال ۳ روپيہ -

(۱۲) علم اصول قانون - يعني سر ڈبليو - ايچ رينگن کي کتاب کا ترجمہ صفحات (۸۰۸) قيمت ۸ روپيہ -

(۱۳) تحقيق الجہاد - مصنفۂ نواب اعظم يار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم - مسئلہ جہاد کے متعلق کل دنيا ميں اپنا نظير نہيں رکھتي - صفحات ۴۱۲ - قيمت ۳ روپيہ -

(۱۴) شرح ديوان غالب اردو - تصنيف مولوي علي حيدر صاحب طبا طبائي صفحات ۳۴۸ قيمت ۲ روپيہ -

(۱۵) داستان ترکتازان ہند - کل سلاطين دہلي کي ايک جامع و مفصل تاريخ ۵ جلد صفحات ۲۶۵۶ قيمت سابق ۲۰ روپيہ قيمت حال ۶ روپيہ -

(۱۶) معرکہ مذہب و سائنس - ڈريپر کي مشہور عالم کتاب مترجمہ مولوي ظفر علي خان صاحب بي - اے - قيمت ۴ روپيہ -

(۱۷) مآثر الکرام - مشتمل بر حالات صوفياے کرام تصنيف مير غلام علي آزاد بلگرامي - قيمت ۲ روپيہ -

(۱۸) تيسير الباري ترجمہ صحيح بخاري اردو - حامل المتن صفحات (۳۷۵۰) نہايت خوشخط کاغذ اعلى قيمت ۲۰ روپيہ -

نوٹ :- ايک روپيہ في جلد کے حساب سے ہر کتاب کي جلد ہمارے پاس تيار ہوسکتي ہے - جس پر کتاب کا اور مالک کا نام منقش ہوگا -

شہبـــــال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا ہے - ادبي - سیاسي - علمي اور سائنٹفک مضامین سے پر ہے - گرافک کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائي اور بہترین ٹائپ کا نمونہ - اگر ترکونکے انقلاب کي زندہ تصویر دیکھني منظور ہو تو شہبال ضرور منگائیے - ملنے کا پتہ :

پوسٹ آفس فرح بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۲

استامبول - Constantinople

C. MITRA & Co

بہترین طباعت اور عمدہ تیاری

کارخانہ

ہاف ٹون - لائن - اور رنگین بلاک کے واسطے

کارخانے کی خصوصیات

12 NARIKELBAGAN LANE

CALCUTTA.

(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا۔ (۲) کم قیمت

(۳) ہر قسم اور ہر طرح کی خواہش کو پوری طرح تعمیل کرنا۔

المشتہر: ایس بی مترا اینڈ کو نمبر ۱۲ نارکل بگان لین - کلکتہ

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو بنگلہ گجراتي اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے -

منیجر

تاریـــخ هنـدوســـتان

آثار مطبـــوعات قدیمـــۂ هند

ترجمہ فارسي " ہسٹري آف انڈیا " مصنفہ مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قدیم کلکتہ سنہ ۱۸۵۹

(۱) ہندوستان کے تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاہ محنتیں کي ہیں ان میں مسٹر سي - جان مارشمن (C. Jahan Marahman.) کا نام خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہے. اسکا نہایت سلیس و فصیح فارسي ترجمہ لارڈ ہیڈنگ کے زمانے میں مولوي عبد الرحیم گورکھپوري نے کیا تھا ' اور بحکم لارڈ مذکور پرنس بہرام شاہ نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اہتمام و تکلف سے طبع کرایا تھا - کچھہ نسخے فروخت ہوے اور کچھہ گورنمنٹ نے لے لیے اور عام طور پر اشاعت اسکي نہ ہوئي -

اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکی خاص طرح کي چھپائي بھي ہے - یعنے چھپي تو ہے ٹائپ میں لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا ہے - بہتر سے بہتر نمونہ اگر نستعلیق ٹائپ کا ابتک کوئي ہے تو یہي ہے - کاغذ بھي نہایت اعلی درجہ کا لگایا گیا ہے - علاوہ مقدمہ و فہرست کے اصلي کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم ہوئي ہے -

قیمت مجلد ۳ - روپیہ - ۸ آنہ - غیر مجلد ۳ - روپیہ -

تمام درخواستیں : " منیجر الہلال کلکتہ " کے نام آئیں -

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھائے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا [illegible] جاتی ہیں [illegible] نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا جواہر نور العین [illegible] کا مقابلہ نہیں کر سکتا - [illegible] سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں [illegible] ایک سلائی سے [illegible] دور نظر دکھنی اور ایک ہفتہ میں [illegible] یعنی ککرے - پھولا - ناخنہ - جالا - ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھا پن دور ہو [illegible] بحال ہو جاتی ہے - [illegible] قیمت فی ماشہ [illegible]

جوش شباب [illegible] مقوی اور محرک [illegible] جوان کی ہر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کرکے اعلے درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہے [illegible]

حسن افروز ایک منٹ میں چہرے کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے [illegible] قیمت فی شیشی [illegible]

اکسیر [illegible] دور کرنے [illegible]

ایک لمحہ میں درد دور کرنے والا طلسم شفا ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد [illegible] کے ڈنک اور سانپ کاٹے کا درد [illegible] منٹ میں دور [illegible]

اعجاز مسیحا [illegible] روح پھونک کر فوراً زندہ [illegible] ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی [illegible]

ایک شیشی کا استعمال [illegible] خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ [illegible] رنگ [illegible] قائم [illegible] قیمت فی شیشی [illegible]

سندات - جواہر نور العین (۱) [illegible] جواہر نور العین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع ہو گیا - (۲) [illegible] ہو گیا [illegible] (۳) خواجہ احمد دین صاحب [illegible] مجھے بچپن سے [illegible] کا مرض تھا [illegible] صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا [illegible] جواہر نور العین سے دو روز میں فائدہ ہوا [illegible] ہفتہ میں کامل صحت ہو گئی -

ڈاکٹر نبی بخش خان [illegible] سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان

حال پروپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دو گولیاں رات کو سوتے وقت نگل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ' اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دو دوائیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر ریاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاح کے درد میں چھٹ پٹاتے ہوں تو اسکے ایک ٹکیہ نگلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کردیگی۔

قیمت بارہ ٹکیونکی ایک شیشی ۴ آنہ محصول ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ۔

نوٹ — یہ دونوں دوائیاں ایک ساتھہ منگانے سے خرچ ایک ہی کا پڑیگا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالونکے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں ' اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے ' اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے ' بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے ' اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب کھلے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک۔

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر

اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیم اور مفید مجرب دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہم نے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کرچکے ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں ' اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہوگئی ہوں ' اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے - نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں۔

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ڈاکٹر ایس - کے - برمن

منیجر - ایس - عبد الغنی کمپنی ۲۲ و ۲۳ کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

روغن بیگم بهـــار

حضـرات اهلکار ' امراض دماغي کے مبتـلا وگرفتار' وکلا' طلبه' مدرسین' معلمین' مولفین' مصنفین ' کیخدمت میں التماس ہے که یه روغن جسکا نام آپ نے عنواں عبارت سے ابهی دیکها او ر پڑها ہے' ایک عرصے کی فکر او ر سونچ کے بعد بہتیرے مفید ادویه اور اعلیٰ درجه کے مقوي روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے ' جسکا اصلي ماخذ اطباے یوناني کا قدیم مجرب نسخه ہے' اسکے متعلق اصلي تعریف بهي قبل از امتحـان ر پیش ازتجربه مبـالغه سمجهي جا سکتي ہے- صرف ایک شیشي ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا ہے که آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹري کبیراجي تیل نکلے هیں او ر جنکو بالعموم لوگ استعمال بهي کرتے هیں آیا یه یوناني روغن بیگم بهار امراض دماغي کے لیے بمقـابله تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے او ر نازک اور شوقین بیگمـات کے بالوںکو نرم او ر نازک بنانے اور دراز و خوشبو دار او ر خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکهتا ہے - اکثر دماغي امراض کبهي غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبهي شدت حرارت کے باعث اور کبهي کثرت مشاغل او ر مصنفت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں ' اسلیے اس روغن بیگم بهار میں زیادہ تر اعتدال کي رعایت رکهي گئي ہے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هر مرطوب و مقوي دماغ هونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پهولوں کي خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا ' اسکي بو غسل کے بعد بهي ضائع نہیں هوگي - قیمت فی شیشی ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

بٹیکا

بادشاہ و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي باعث یوناني میڈیکل سائنس کي ایک نمایاں کامیابي یعني -

بٹیکا ـــ کے خواص بہت هیں ' جن میں خـاص خـاص باتیں عمر کي زیادتي' جواني دائمي ' اور جسم کي راحت ہے' ایک گهنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه اپ آزمایش کي ضرورت ہے -

وسا نرنجن تیله اور برنه پر انجن تیله - اس دوا کو میں نے ابا و اجداد سے پایا جو شہنشاہ مغلیه کے حکیم تهے - یه دوا فقط همکو معلوم ہے اور کسي کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بهیجي جائیگي -

" رنقر فل کالیهو " کو بهي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیه بارہ آنه -

مسک پلس اور الکٹریک ریگر برسٹ پانچ روپیه بارہ آنه محصول ڈاک ۹ آنه -

یوناني لوٹ بازار کا سامپل یعني سر ۶ درہ کي دوا لکهنے پر مفت بهیجي جاتي ہے - فوراً لکهیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵
مچهوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

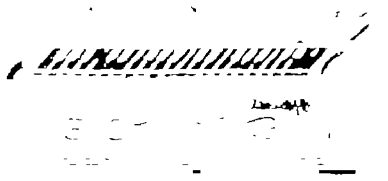

همارا مس موهني فلوٹ هار مونیم سریڈ فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دي جاریگي یه ساگون کي لکڑي کي بني ہے جس سے آواز بہت هي عمدہ اور بہت دیر تک قائم رهنے والي ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه ہے آرڈر کے همراہ ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمر شیل هارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پورروڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10 /3 Lover Chitpur Road
Calcutta

انندا فلوٹ هارمونیم

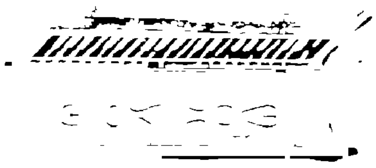

اسکے مقابله میں تمام هرمونیم بیکار هیں اسنے انڈین ایکزي بیشن سنه ۱۹۰۰ میں گولڈ مڈل حاصل کي ہے - اسکے آگے زیادہ تعریف کی کونسی ضرورت ہے -

گارنٹي تین ۳ سال -

اکٹو سنگل سٹ رتسي ٹرمي قیمت ۱۵ - ۱۷ - ۲۰ روپیه " " ڈبل " " - قیمت ۲۷ - ۳۰ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه پانچ روپیه پیشگي آنا چاهیے -

A. P. Day and co.
22/1 Budhoo Ostagar Lane,
Calcutta.

عـــلاج بواسیر

داخلي - خارجي - خوني وغیرہ کیسا هي هو' اسکے استعمال سے کلي آرام هوجاتا ہے قیمت في شیشي چار روپیه -

سفید داغ کالا جواب علاج

بدن میں کیساهي سفید داغ کیوں نہو اسکے استعمال سے بالکل آرام هوجاتا ہے -

قیمت في شیشي چارروپیه -

White & 50 Tollygunge
Calcutta

استرہ کی ضرورت نہین

مولٹرو صاحب کا هیر ڈیلي ٹری لگا لیجیے اور ایک منٹ میں بالوں کو صاف کرلیجیے في شیشي چهه آنه تین شیشي ایک روپیه -

پهـــول رانـی

نہایت خوشبودار روغـن پهول ہے سکے استعمال سے دل ودماغ تازہ رهتا ہے اسطرحکا روغن ابتـک کسي نے ایجاد نہیں کیا -

قیمت في شیشي بارہ آنـه ایک درجن سات روپیه آٹهه آنـه -

Maithra & Co 1-1 Tarak Chatterjee Lane,
Calcutta.

اصلی مکر دهج

جو که خاص طـلا سے بنایا گیا ہے یه دوا خون کو صاف کرتا ہے بدن کو قوت بخشتا ہے ' ناتوانوں کو توانا کردیتا ہے -

مرد و عورت دونوں کے استعـمال کے لایق ہے - قیمت نمبر ۱ ایک توله پچاس روپیه نمبر ۲ " " بتیس ۳۲ روپیه

½ سے کم درخواست نہیں آنا چاہے -

Imperial Depot.
60 Srigopal Mullik Lane
Bow Bazar Calcutta

سنـکاری فلوٹ

تین سال

کي گارنٹي

بهترین اور سریلي آواز کی هارمونیم سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه

اسکے ماسوا هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یهاں موجود ہے -

هر فرمایش کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

مفت ! مفت !

داي صاحب ڈاکـٹـر کے - سي - داس صاحب تصنیف کردہ نوجوانوں کا رهنما و صحت جسمانی و زندگاني کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy
30/2 Harrison Road
Calcutta.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۵

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday October 7. 1914.

جلد ۵

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

وجاهدوا فی الله حق جهاده ، هو
اجتباکم وما جعل علیکم فی الدین
من حرج ملة ابیکم ابرهیم هو
سماکم المسلمین من قبل وفی هذا
لیکون الرسول شهیدا علیکم ، و
تکونوا شهداء علی الناس فاقیموا
الصلوة وآتوا الزکوة ، واعتصموا
بالله هو مولاکم فنعم المولی و
نعم النصیر! (۲۲ : ۷۸)

" کتاب مرقوم یشہدہ المقربون (۸۳ : ۱۸)
" و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال

فی

مجلدات الہلال

تو اے کہ محو سخن گستران پیشینی
مباش منکر " غالب " کہ در زمانہ تست !

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیۃ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین و وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال ہے، اور نیز مقالات علمیہ، و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیۃ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے۔ اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تعریف نہیں۔ اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے۔ اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید و اعدی عدو مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرنے کیلیے ساعی ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں۔ اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ علم طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی نظیری مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا۔

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں تبلیغ شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو بھی تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر اسے ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالعلم والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین منکرین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں۔ بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے۔

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم دینیہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں۔ وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں۔ وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے۔

(۷) چھہ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے۔ فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے۔ ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں صحیح و فرید چھپائی کے ساتھ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے۔ تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں۔ تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں۔ اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو انکی قیمت دس روپیہ قرار دی جاتی ہے۔

(۹) با این ہمہ قیمت صرف پانچ روپیہ ہے۔ ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے۔

بہت ممکن ہے کہ الہلال کی قیمت بڑھا دی جاے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر مکمل جلدوں کی قیمت بھی زیادہ ہو جائیگی.

Tel. Address "Alhilal" Calcutta
Telephone No. 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
14, McLeod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
١٤ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ٦٤٨
سالانہ — ١٢ — روپیہ
ششماہی — ٦ — ١٢ — آنہ

نمبر ١٥
کلکتہ چہار شنبہ ١٦ - ذیقعدہ ١٣٣٢ ہجری
Calcutta : Wednesday, October, 7, 1914
جلد ٥

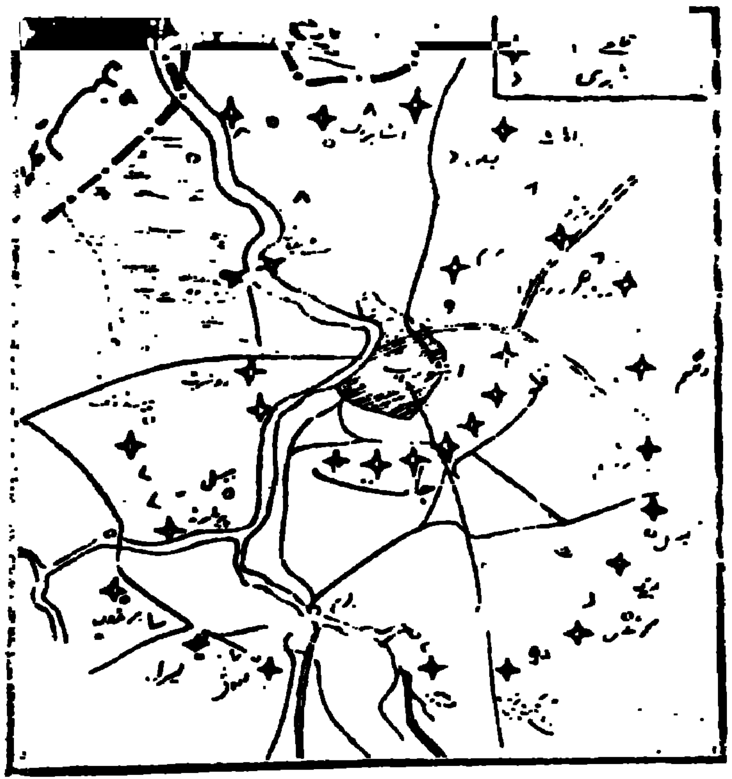

بلجئین فوج کی آخری پناہ گاہ اینٹورپ جو جرمن فوجوں میں محصور ہے اور خوفناک گولہ باری کا ہدف بنا ہوا ہے۔

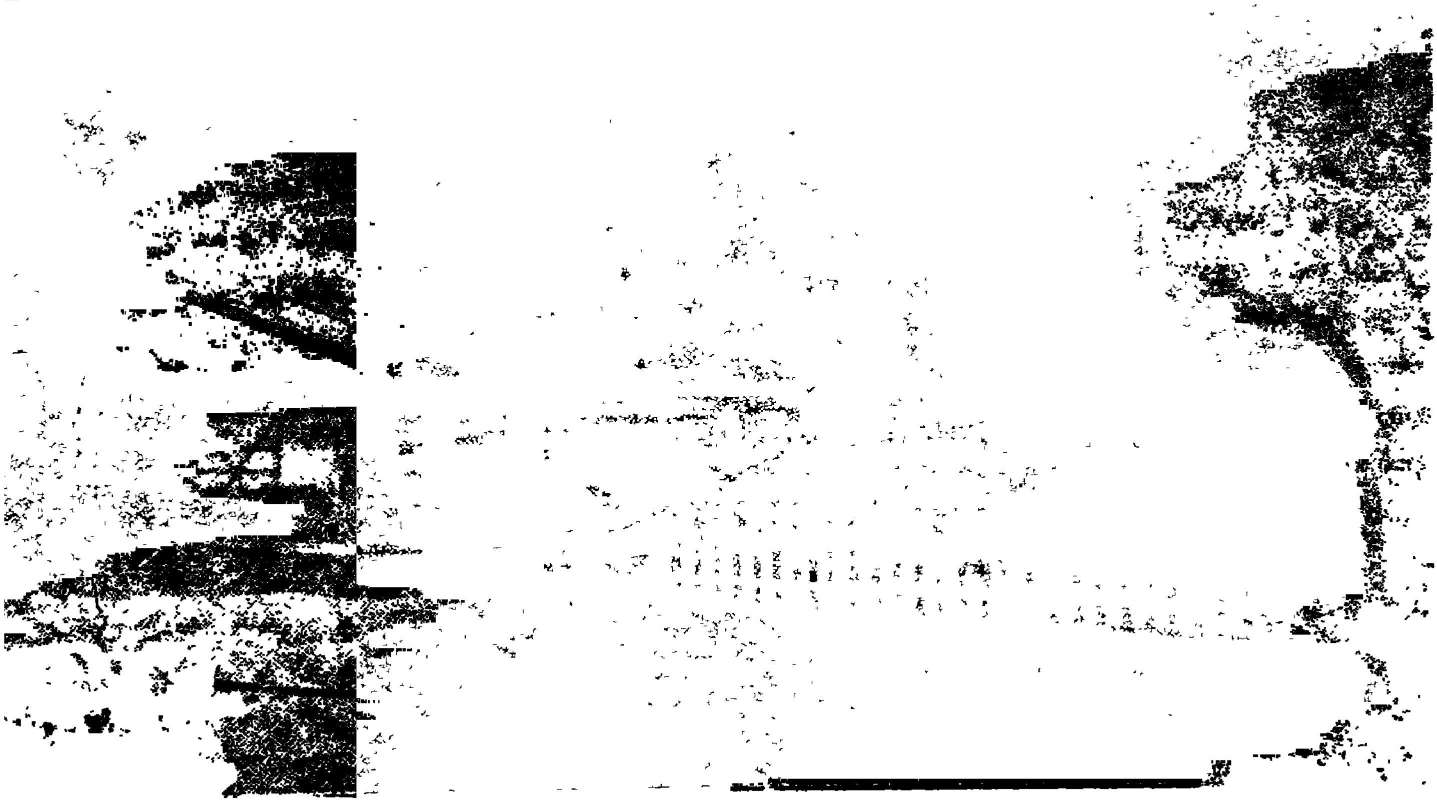

بیرو اسٹیشن کے صحن کا ایک منظر علاوہ، جسکے پیچھے سے آتشباری کا آغاز ہوا ہے

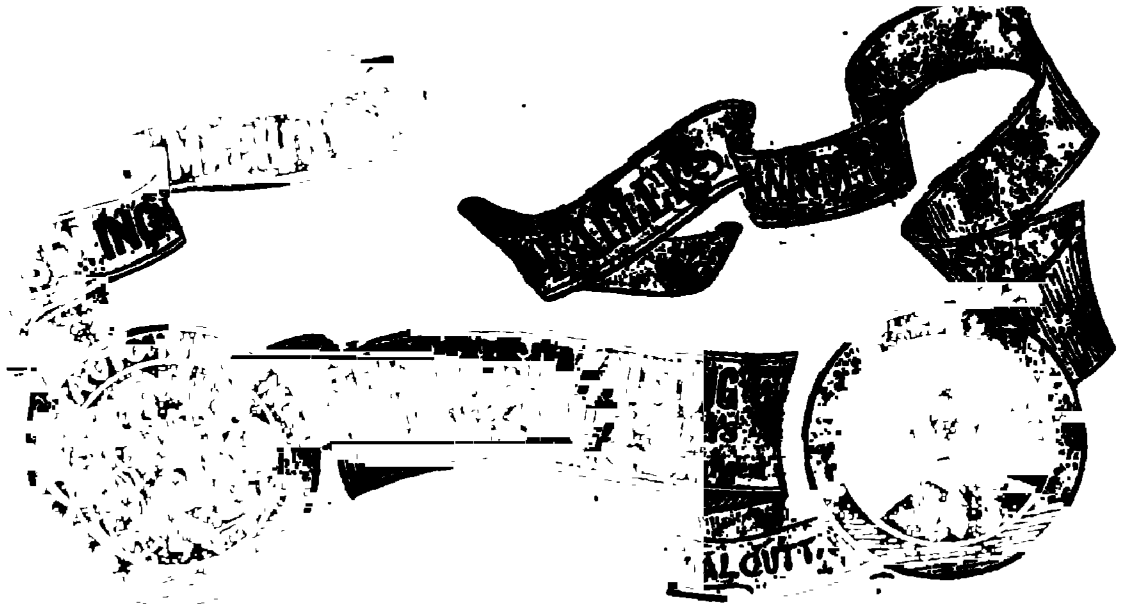

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کی سرپرستی میں

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں. اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی ' جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی ' جس سے تین روپیہ حاصل کرنا معمولی ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی موٹی تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی مشین دیگی جسمیں گنجی تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اچھا روانہ کیا اور آمدنی میں روپیہ بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوں کی بناوٹ اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

مس کھم کماری دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ٦٠ روپیہ سے ٨٠ روپیہ تک ماہواری انکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں - یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ صنعت و حرفت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کررہی ہے اور موزہ وغیرہ [illegible] بنواتی ہے - اسکے علاوہ کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ لوگ اسکی [illegible] کریں -

آنریبل جسٹس سید شرف الدین - جج ہائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی بنی ہوئی چیزوں کو استعمال کیا اور پائیدار پایا - دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے - میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد اس کمپنی کی سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت ہو -

ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

انکے پرائیوٹ سکریٹری کے زبانی -

آپنے اپنی ساخت کی چیزیں جو حضور گورنر اور انکی بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا - ہز اکسیلنسی اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اور مجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے -

برنبی — سول کورٹ روڈ [illegible] -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

پتہ :— ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲٦ ایچ ، ۶ گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

کي' اور قلعوں نے اسکا سختي سے جواب دیا - دوسرے دن صبح کو تمام مصاف پر بلجین اور جرمن توپخانوں میں مقابله رہا - جرمن فوجوں نے میلیلس پر قبضه کرلیا اور بلجین فوج نے اسپر گوله باري کي - جنوب' "رمیست" میں ڈهائي گهنٹه تک جنگ هوتي رهي - جرمن فوج بکثرت زخمي چهوڑ کے پیچهے هٹي -

اسی تاریخ کے ایک سرکاري اطلاع نامه میں بیان کیا گیا هے که ایک طویل گوله باري کے بعد جرمن کل شام کو قلعه "ویور" کیطرف بڑهے مگر اندهیرے کی وجه سے حمله نامکمل رہا - چند جرمن باٹریوں نے قلعوں سے بہت قریب آنیکي کوشش کي' مگر وه برباد هوگئیں -

---

مشرقي رزمگاه کے متعلق پٹرو گارڈ کے ۲۸ ستمبر کے تار سے معلوم هوتا هے که جرمن فوج کي پیشقدمي مشرقي پروشیا کی سرحد کے اسطرف ۱۸ میل سے زیاده نہیں بڑهي هے - مقام "سوالپوزکن" اور "کونسکولکی" جہاں روسی فوج نے معرکه قبول کیا هے دریاے نیمین کے بائیں ساحل پر واقع هے - دریاے بوابر کے قریب جرمن فوج کے داهنے بازو کي پیشقدمي میں بہت سي دلدلیں حائل هیں - صرف ایک مقام سے جرمن فوجیں وار سواپٹرو گارڈ ریلوے سے ۱۸ میل پر هیں مگر روسي فوجیں اور دریاے نیمین جرمن فوجوں کے درمیان میں حائل هے -

۲۹ کے سرکاری بیان سے معلوم هوتا هے که آگستراف کے جنگلوں کي طرف روسي فوج سرعت کے ساتهه حملے کو هٹارهي هے - مقام اوسوٹیز پر محاصره کي بهاري توپیں گوله باري کر رهي هیں - لیکن قلعوں کے قریب آنے کے لیے ایک جرمن پیاده فوج کي کوشش پسپا کردي گئي - دشمن کو کمک پہنچگئي هے اور سالیلیسین قلعه میں بہت سرگرم کار هے "پرزیمیسلي" کي محافظ فوج نے قلعه سے نکلکے فضول حملے کیے اور اپنے بہت سے آدمي اور توپیں گرفتار کرالیں -

اسي تاریخ کے تار سے یه معلوم هوتا هے که روسي هیڈ کوارٹر کا بیان هے که پرزیمپل اب پوري طرح گهیر لیا گیا هے -

۳۰ ستمبر کے لندن کے تار سے معلوم هوتا هے که اوسووٹز' کرسکینیکي' اور سملو میں روسي اور جرمن فوجوں میں سخت جنگ هوئي - دریاے نیمن کے عبور کرنے کي کوشش میں جرمن ناکام رہے - روسي فوج نے ایک بڑے معرکه کے بعد آگستوف پر پهر قبضه کر لیا -

اسي تاریخ کے پٹروگارڈ کے تار سے معلوم هوتا هے که ۲۴ ستمبر کو ۲۸ جرمن جنگي جہاز جسمیں ۹ بیٹل شپ اور ۷ بار بردار بهي شامل هیں "ونکو" سے فاصله پر نظر آے - ونکو کے ساحل کے قریب ۱۸ تباه کن کشتیاں نمودار هوئیں جب ان پر آتشباري هوئي تو وه بهاگ گئیں -

اسي تاریخ کے بداپیسٹ کے تار سے معلوم هوتا هے که ۲۸ ستمبر کو میلومسزیگ (هنگري) میں ایک معرکه هوا یه دعوی کیا جاتا هے که روسي فوج پسپا هوئي - یه تار یه تسلیم کرتا هے که چونکه "میہبجو ررس" اور "اونیکر میزو" میں باهم مخابرت و مراسلت موقوف هو گئي هے اسلیے اهل شهر میں بیچیني پائي جاتي هے -

انک اور تار جو اسي تاریخ کو لندن سے چلا هے یه مظهر هے که پیٹرو گارڈ میں یه خبر هے که بداپیسٹ سے اب روسي فوج نصف راسته پر هے -

لندن کے ایک اسي تاریخ کے ایک اور تار سے معلوم هوتا هے که پیٹرو گارڈ کا ایک تار مظهر هے که آسٹرین فوج کو مغربي گیلیشیا کے شهر ڈکلا میں شکست هوئي هے - ایک اور آسٹرین کالم اپني توپیں اور ۴ سو گاڑیاں چهوڑ کے بهاگ گیا هے -

یکم اکتوبر کے پیٹرو گارڈ کے سرکاري بیان سے معلوم هوتا هےکه ۲۸ ستمبر کو روسی فوج نے سخت جنگ کے بعد آگستو رو اور کوپٹزیو کے پوزیشنوں پر قبضه کر لیا - اسکے دوسرے دن روسي فوج نے سملو یجو' اور لیپنگ کے خلیج کے راستوں پر قبضه کرلیا - روسي فوج نے سوال کي اور میریمبیولی میں دشمن کو پسپا کر دیا -

اسي تاریخ کا پیٹروگارڈ کا ایک اور تار مظهر هے که والنا میں استحکامات سرعت کے ساتهه تیار هو رهے هیں اور اگر چه گورنمنٹ اطمینان دلا رهی هے' مگر لوگ بیچین هیں - ایک دوسرے تار میں یه بهي بیان کیا گیا هے که هنگري کے چند ضلعوں اور والنا میں هیضه پهوٹ پڑا هے -

۲ - اکتوبر کے پیٹرو گارڈ کے تار سے معلوم هوتا هے که روسی کار روائیاں درخشاں طور پر ترقي کر رهي هیں - ایک سرکاري اطلاعنامه اعلان کرتا هے که دشمن "سوالکي" اور "لومزا" کے حدود سے برابر نکالا جا رہا هے - جرمن فوج نے "آرسو و ڈبزا" پر حمله کیا' مگر اب وه سرعت کے ساتهه شمال کے طرف هٹرهي هے - دشمن پیٹرکوف اور کیلس میں فوج جمع کر رہا هے' مگر روسی فوج نے اپنے سخت حملوں سے اسکا نقشه نقل و حرکت درهم برهم کر دیا هے -

اس تاریخ کے پیٹرو گارڈ کے ایک اور تار سے معلوم هوا هے که گرینڈ نکولس کے پاس جو مراسلات آئے هیں' ان سے معلوم هیں که مشرقي پروشیا میں ابهي جنگ جاري هے - روسي فوج شب خون مار کے سموں کے مغرب میں کریسنا نامي ایک مقام پر قبضه کر لیا هے - چونکه روسي سوار توپخانه کي اعانت و مدد کے لیے آگے بڑهرهے هیں' اسلیے دشمن لیپونی اور لینی سے هٹرها هے' اور اس اثناء میں کبهي کبهي اسکي فوج میں سخت بے ترتیبي پهیل جاتي هے -

جرمن فوج نے ریل کے ذریعه سے سوالکي میں فوراً کمک پہنچائي اور ایک خونریز معرکه شروع هوا - دشمن نے سنگینوں سے حمله کیا لیکن سخت نقصان کے ساتهه پسپا کیا گیا - روسي فوج نے بهاري توپخانه سے آگستوف پر گوله باري کي- اسکے بعد همارے پیادوں نے حمله شروع کیا اور دشمن کو پیچهے هٹا دیا - روسیوں کو "بیچستو چالی" اور "گریجیویو" میں کامیابي هوئی هے - روسي فوج نے جرمن قلموکو تاراج کرکے موٹروں کي ایک تعداد گرفتار کي هے' جو لوسو ریٹر اور صالو کے مابین چلرهي هیں -

اسي تاریخ کے ایک لنڈن کے تار سے معلوم هوتا هے که "کراکو" میں جرمن فوج کي تعداد ۸ لاکهه هے - اسمیں ۴ دستے باویرین اور سیکسن فوجوں کے بهي هیں -

اسي تاریخ کا لندن کا ایک اور تار مظهر هے که ۱۰ جرمن روسیوں کے مقابله کے لیے ایک عظیم الشان معرکه کي تیاریاں کر رهے هیں- جرمن عقب کي محافظ فوج پر روسي فوج نے حمله کیا' اور انکو خندقوں سے نکال لیا - روسي پیشقدمي هر مقام پر کامیاب هو رهي هے -

---

اس هفته میں مشرق اقصی سے بهي خبریں آئی هیں - ۲۸ ستمبر کے تار میں بیان کیا گیا هے که تسنگ تو سے ۵ میل کے اندر جاپاني فوج نے جرمنیوں کو گهیر لیا هے - ۲۷ ستمبر کو جو معرکه هوا تها اسمیں جرمني کے تین جنگی جهازوں نے جاپاني فوج کے داهنے بازو پر گوله باری کی تهي -

ہفتۂ جنگ

فرانس کی قلمرو کے اندر جو معرکہ ہو رہا تھا' اسکا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا ہے -

۲۹ کے ریوٹر کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۸ کو پیرس میں ایک سرکاری اطلاعنامہ شائع ہوا ہے' جسمیں اسوقت کی موجودہ حالت کا یہ نقشہ کھینچا گیا ہے -

" بائیں بازو کے متعلق جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ اچھے مفید و موافق ہیں - قلب میں ہماری فوج نے کامیابی کے ساتھہ مزید سخت جوابی حملوں کو روکا ہے - دریاے می یوز کی بلندیوں پر ہم نے کسیقدر ترقی کی ہے' وور میں سخت کہرے کی وجہ سے پیشقدمی رک لی گئی - لورین اور واسجیس میں حالت غیر متغیر ہے "

اسی تاریخ کو ریوٹر نے "ایبل ٹاور" سے آیا ہوا جو فرانچ سرکاری تار شائع کیا تھا' اسمیں یہ تھا کہ " جرمن فوج نے اپنے پوزیشن کی کمزوری اور پیچیدگی کو محسوس کرکے جوابی حملے شروع کیے مگر ہر مقام پر انکو ناکامی ہوئی - جرمن ہزارہا زخمی اور مقتول چھوڑ کے بھاگے - اس تار میں پڑھنے کے قابل فقرہ یہ تھا کہ " بہت سے جرمن اگرچہ ہمارے ہاتھہ سے بھگکے نکل سکتے ہیں' مگر وہ عمداً ہتیار ڈالدیتے ہیں' کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ لطف و مہربانی ہماری اسیری کی ان کا انتظار کر رہی ہے " -

۲۹ ستمبر کو جو تار آئے ہیں انسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ ہوئی مگر کوئی قابل اعتنا نتیجہ نہیں نکلا چنانچہ قلم اطلاعات رسمیہ نے یہ اطلاع دی تھی کہ " حالت میں درحقیقت کوئی تغیر نہیں ہوا ہے - متحدہ فوج کے بائیں بازو پر سخت جنگ ہوئی مگر وہ اپنی جگہہ پر قائم ہے " -

پیرس سے اسی تاریخ کو جو سرکاری اطلاعنامہ شائع ہوا تھا اسمیں قلم اطلاعات رسمیہ کے تار سے کسیقدر زیادہ تفصیل تھی - اسمیں یہ بتایا گیا تھا کہ سوام اور اوایس کے شمال میں دشمن نے دن اور رات کو چند حملے کیے مگر وہ سب پسپا کردیے گئے - شمال آلسس میں کوئی تغیر نہیں ہوا - قلب میں دشمن نے اپنی کارروائی کو گولہ باری تک محدود رکھا - ارگون اور می یوز کے درمیان میں متحدہ فوج نے کسیقدر ترقی کی - واسجیس' لورین' اور وور میں کوئی قابل ذکر امر نہیں ہوا - اسی تاریخ کے تار میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جرمنی نے خط آلسس کو عجلت و پریشانی کے عالم میں انتخاب نہیں کیا ہے - بلکہ پورے غور و فکر اور استعداد و تیاری کے بعد وہ اس خط پر آکے ٹھیری ہے -

۳۰ ستمبر کو پیرس سے جو اطلاع نامہ شائع ہوا تھا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فوجی کارروائی کا رخ شمال کی طرف بڑھتا جاتا ہے - دشمن نے مقام " ٹریسی لی مونٹ " پر سخت حملہ کیا جو آلسس اور اوایس کے مابین واقع ہے - لیکن سخت نقصان کے ساتھہ پسپا ہوا - رامس سے می یوز تک جہاں قلب پھیلا ہوا ہے سکون ہے - وور میں سخت جنگ ہوئی ہے اور متحدہ فوج نے چند مقامات خصوصاً سینٹ میہیل کی طرف ترقی کی ہے - لورین اور واسجیس کی حالت بدستور ہے - ان مقامات کا ذکر اس دوسرے تار میں ہے جو لندن سے آیا ہے - اس تار کا ماخذ فرانس کا ایک سرکاری بیان ہے - یہ مقام " سی شیئری " اور " انہ قي مبرق " کے شمالی حصے میں - فرانس کی ہاواس ایجنسی نے جو تار شائع کیا تھا وہ بھی قریباً یہی بیان کرتا ہے - گو کسیقدر ناقابل اعتناء فرق ہے -

یکم اکتوبر کو پیرس سے جو سرکاری اطلاعنامہ شائع ہوا تھا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک حالت غیر متغیر تھی' گو متحدہ فوجیں اپنے داہنے بازو میں جنوب کی طرف اور بائیں بازو میں شمال سوام کی طرف بڑھی ہیں -

اسی تاریخ کے ایک دوسرے سرکاری اطلاعنامہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رواے میں ایک سخت معرکہ ہوا' مگر اسکا نتیجہ متحدہ فوج کے موافق ہوا - ارگون میں چند تازہ ترقیاں ہوئیں - عام حالت تشفی بخش تھی -

اسی تاریخ کے ایک تار میں یہ بتانیکی کوشش کیگئی تھی کہ خود جرمنی کے ذہن میں اس معرکہ کا حشر کیا ہے - یہ تار صیغہ ضعف یعنی " بیان کیا جاتا ہے " سے شروع ہوتا ہے - اسکا ماحصل یہ ہے کہ فرانس سے واپسی کیلیے جرمنی نے " کوٹ " اور " نامور " کے مابین پل بنالیے ہیں اور " برسیلز " سے جرمن زخمی دوسری جگہ منتقل کیے جارہے ہیں - اس تار میں یہ بھی تھا کہ مقام " لیسگنی " میں جو ۴ ہزار جرمن فوج ہے اسپر ایسی گولہ باری ہو رہی ہے کہ اسکے لیے اپنے آپکو حوالہ کردینا ناگزیر ہوگیا ہے -

۲ - اکتوبر کو جو سرکاری بیان شائع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوجیں " رواے " میں جمع ہوگئی ہیں' اور سخت جنگ برپا ہے - فوجی کارروائیاں شمال کیطرف ترقی کر رہی ہیں - جرمن فوج نے سینٹ میہیل کے قریب ایک پل کو دریاے می یوز کے اوپر پھینک دینا چاہا' مگر یہ پل پہلے ہی اڑادیا گیا تھا - " وور " میں حملہ جاری ہے - متحدہ فوجیں بتدریج خصوصاً سینٹ میہیل اور ایپر یمونٹ کے مابین ترقی کر رہی ہیں -

---

بلجیم میں اینٹورپ کا محاصرہ جاری ہے -

۲۹ ستمبر کو خود انٹورپ سے جو تار آیا ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ جرمن فوجوں نے گولہ باری کی' مگر اس گولہ باری میں جسقدر روپیہ صرف ہوا ہے اسقدر انہیں کامیابی نہیں ہوئی - اینٹورپ کے قلعوں نے گولہ باری کا جواب دیا' - اسکے بعد گولہ باری بند ہوگئی -

۳۰ ستمبر کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ کل جرمن فوجوں نے گولہ باری جاری رکھی - یہ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ بھاری آسٹرین توپیں استعمال کر رہی ہے -

اسی تاریخ کے دوسرے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوجوں نے مقام " لیر " پر گولہ باری کی' یہ مقام اینٹورپ سے قریب ہے - لیر کے باشندے بھاگ رہے ہیں - خوف ہے کہ لیر تباہ ہوگیا ہے - جرمن فوجیں مقام " ترال " پر قابض ہوگئیں' وہ کہتی ہیں کہ اگر باشندے شہر میں واپس نہ آے تو وہ شہر کو تباہ کردینگی -

۳۰ کو اینٹورپ میں جو سرکاری اطلاعنامہ شائع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن توپیں بلجیم کی توپوں کو خاموش کرنے میں کامیاب نہیں ہوئیں - جرمن فوجوں نے لیزبل اور بریندکو تک کے قلعوں پر حملہ کی کوشش کی - بلجین فوج نے انکو آنے دیا' اسکے بعد توپخانہ اور پیادہ مورچے سے اونپر کرلیں اور گولوں کی بارش کی' اور انکو سخت نقصان کیساتھہ پسپا کردیا - اس فوجی کارروائی کا جو نتیجہ نکلا ہے اسکی بناء پر یقین ہے کہ بلجین فوج اینٹورپ پر قابض رہیگی -

۲ - اکتوبر کو اینٹورپ سے جو تار موصول ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوجوں نے چہار شنبہ کو دن بھر کوہی پر گولہ باری

الهلال

۱۶ ذیقعده ۱۳۳۲ هجري

پابندی عهد اور قرآن حکیم

هم اس وقت عهد و مواثیق کي غیر متزلزل حقیقت اخلاقي کے اعتراف کیلیے مستعد هوے هیں - عهد شکنوں کي تاریخ لکهنے نہیں بیٹهے هیں - اگر ایسا نهوتا تو هم اُن بیشمار معاهدوں ' زباني و تحریري وعدوں ' جنگ و امن کے حلفوں ' اور صدها قومي و شخصي قول و قراروں کي ایک طول طویل فہرست پیش کرتے' جو گذشته ایک صدي کے اندر سر زمین تمدن نے کیے ' اور عین وقت پر اُنهیں اس طرح محو و فراموش کردیا گیا که اخلاق کي گردن ذبح هوگئي ' انسانیت کا سینه شق هوگیا ' شائستگي کا قلب پهٹ گیا ' اور خدا کے پاک حکموں اور مقدس شریعتوں کي متفقۂ و مشترکه حقیقت ثابته کو قومي و نسلي تعصب و خود غرضي کي لعنت نے پاره پاره کردیا ! تاهم نه تو یورپ کے ادعائي اخلاق کي رگوں میں جنبش هوئي ' نه تمدن و تہذیب کي پیشانی پر شرم و خجالت کا ایک قطرۂ عرق آیا ' اور نه اس قوم کے فخر و غرور انسانیت کي حیا فروش آنکهوں نیچي هوئیں ' جو تمام دنیا کو مسیحي اخلاق و روحانیت کي بشارت دیتي پهرتي هے :

تکاد السماوات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا ! !

آج یورپ کے ایک بهت بڑے حصے میں تہذیب و انسانیت اور اخلاق و شائستگي کا ماتم برپا کیا گیا هے ' اور فرزندان تمدن اس کوشش میں هیں که جہاں تک ممکن هو چیخ چیخ کر رولیں ' اور جسقدر دست دسالس کي قوت ساتهه دے ' اخلاق و تمدن کے پیش کرده مقتل پر سینه کوبي کریں - یه ماتم انسانیت نیا نہیں هے - موجوده متمدن ممالک کا ایک دائمي مشغلۂ تمدن هے جو تقریباً ایک صدي سے برابر جاري هے - جس وقت سے که کرۂ ارضي کي نگراني نئي قوموں کو ملي هے - البته قوۂ الهیۂ قاهره نے اسکے موضوع میں ایک عجیب و غریب انقلاب پیدا کردیا هے ' اور وه انکے هنسنے کیلیے ایک دلچسپ تماشا هے جو اس وقت تک دنیا میں صرف رونے دهونے هي کیلیے تهے - کل تک یورپ کا ماتم تہذیب صرف مشرق اور ایشیاء کیلیے تها - لیکن آج پہلي مرتبه خود یورپ هي کیلیے هے - وه همیشه اوروں کیلیے روتا تها ' پر آج خود اپنے اوپر رو رها هے ! فالیوم الذین امنوا علی الکفار یضحکون - علی الارائک ینظرون - هل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون ؟ (۸۳ : ۳۶)

اب افریقه کے وحشت کدوں کا ماتم نہیں هے - اب نائجریا کے وحشیوں کا رونا نہیں هے - اب ترکي کے مظالم کي داستان الم نہیں بیان کي جاتي - اب طنطه کے متعصب کاشتکاروں کي تادیب کي مهم درپیش نہیں هے - اب مراکش اور الجزائر کي وحشت کاریاں سامنے نہیں آتیں - کیونکه اب علم و فن کے سر چشمۂ اعظم ' تمدن و شائستگي کی بالیگاه اول ' تہذیب یورپ کے مرکز اعلي ' اور دنیا کي نئی ترقیات کے اولین و اعلی ترین ماوی و ملجا ' یعنی جرمني کی وحشت و خونخواري ' درندگی و سبعیت ' اور انسانیت کشی و اخلاق دشمني کا نوحۂ جانگداز اور ماتم کبری درپیش هے - جسمیں وه تمام آنکهیں خون کے آنسوؤں کا وافر ذخیره لیکر شریک هوگئی هیں' جنهیں کل تک صرف مشرقي ممالک هي کي وحشتوں پر جلد جلد خونابه افشانی کرني پڑتي تهي :

فانظر کیف کان عاقبة الظالمین ؟

اب دنیا نے گذشته دو صدیوں کے تمام مشهور سنین و ایام مواثیق بهلا دیے هیں ' اور صرف سنه ۱۸۳۰ کي مظلومي سامنے آگئي هے - یه وه سنه هے جب جرمني نے بلجیم کي غیر طرفداري کے معاهده پر دستخط کیے تهے ' لیکن اسکي فوجوں نے آج تلوار کی نوک سے اس معاهدے کے پرزے پرزے کردیے هیں ' اور ڈاکٹر بیتهه من (جرمن چانسلر) کہتا هے که معاهدے کے کهلونے کی ضرورت کي سنجیدگي کے بعد پورا نہیں کی جاسکتي -

یه سنه ۱۸۱۵ - کا ماتم هے - لیکن همیں سنه ۱۸۴۵ بهي یاد هے جب پیرس کانفرنس میں مشرقی مسئله پہلی مرتبه نمایاں هوا ' اور جون سنه ۱۸۷۸ بهی یاد هے جب برلن کانگریس کا انعقاد هوا ' اور پهر سب سے آخر مگر سب سے زیاده دلگداز سنه ۱۹۱۲ بهي یاد هے جب جنگ کے نتائج کو جغرافیۂ ممالک پر بالکل بے اثر ظاهر کیا گیا تها - ان بد بخت گو ان سنین مواثیق کو اپنے ماتم میں کوئي صف نہیں ملي ' تاهم تاریخ انکو جگه دینے سے انکار نہیں کرسکتی !

لیکن جیسا که هم نے کہا " هم عهد و مواثیق کي عظمت کا اعتراف کرنے کیلیے اٹهے هیں نه که عهد شکنوں کی فہرست مرتب کرنے کیلیے " پس هم بغیر سنه ۱۸۷۸ کا ذکر کیے هوے سنه ۱۸۱۵ کا ذکر کرینگے ' اور گو همارے لیے کتنا هي مشکل هو مگر غیر ممکن نہیں هے که هم بغیر مشهد مقدس پر روسی گوله باري کا تذکره کیے هوے ریمس کے گرجے کي مصیبتوں پر افسوس کریں -

(اتحاد مثلث)

موجوده عهد کي ایک بڑي عهد شکني تو یه هے جو جرمني نے بلجیم پر قبضه کرکے کي - لیکن اسکے علاوه یورپ کے مواعید و مواثیق کے صندوق سے ایک اور کاغذ بهی گم هوگیا هے ' جسمیں اٹلي' جرمني اور آسٹریا کے ساتهه شریک هوئي تهی - یه اتحاد اسقدر اهم تها که انگلستان و فرانس و روس نے اسکي زد سے بچنے کیلیے باهم سمجهوته کیا - لیکن انگلستان اور اٹلي کے اوس دوسرے سمجهوته نے (جسکا ذکر مسٹر میکالا نے اپنی کتاب " اٹلیز وار " کے پہلے باب میں کیا هے) چند لمحوں کے اندر آسے بے اثر کردیا اور دنیا نے تعجب سے سنا که اٹلی اپنے حلفا کا ساتهه دینے پر مجبور نہیں هے !

(موضوع مقاله)

موجوده عهد تمدن و انسانیت نے یه مواثیق و مواعید همارے سامنے هیں - هم انکے اسباب و نتائج پر بحث نہیں کرینگے - لیکن دیکهینگے که " اسلام " اور اسلام کي قرون اساسیه و اصلیه میں اخلاق و انسانیت کے اس ماتم کیلیے کوئي صدا هے یا نہیں ؟

جبکه بڑے سے بڑے معاهدے توڑے جارهے هیں' جبکه حوادث نے ثابت کردیا هے که موجوده تمدن کے سب سے بڑے مرکز کو بهي عهد شکني کا علانیه اعتراف هے' اور جبکه صاف کہا جارها هے (جیسا که همیشه کیا جا چکا هے) که " ضرورت اور قوت سب سے بڑي چیز هے " تو اخلاق کا زخمي چهره ' انسانیت کا دونیم دل' صداقت اور راست بازي کے روح فرسا عالم احتضار و سکرات کیلیے همیں صرف اس صداے الهي کي ضرورت هے ' جو وحشت

جاپاني نقصانات کی جو تفصیل پہلے بیان کي گئي تهي' اسکي تصحیح اسي تاریخ کے دوسرے تار میں کی گئی ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت تک جاپانی نقصانات کي مقدار تین مقتول اور ۱۲ مجروح تهی -

۳۰ ستمبر کے سرکاري تار میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو جاپاني فوج نے تسنگ تو کے دو قلعوں پر گوله باری کي ' ایک انگریزي جنگي جہاز نے بهي اس گوله باری میں حصہ لیا - ایک قلعہ نے غیر موثر طور پر گوله باري کا جواب دیا -

۳۰ - ستمبر تار سے معلوم هوتا ہے کہ جاپاني بیڑے کے ایک حصے نے بندر گاہ لوشی میں اپني فوجیں اتار کے اس پر قبضہ کرلیا - لوشي تسنگ تو کے جوار میں واقع ہے - جرمن کچهہ اپني توپیں چهوڑگئے تهے جاپانیوں نے ان پر قبضہ کرلیا -

یکم اکتوبر کے ٹوکیو کے تار سے یہ معلوم هوتا ہے کہ تسنگ تو میں معرکہ جاري ہے ۳۰ ستمبر کو ایک جاپاني محاصرہ کي توپ نے ایک جرمن تباہ کن کشتي کو غرق کر دیا - خود اسکي دو سرنگ صاف کرنے والي کشتیوں کو صدمہ پہنچایا ' جن میں سے ایک تو بالکل تباہ هوگئی اور ایک صرف خراب هوئي - جاپاني مقتولین اور مجروحین کی تعداد ۲۳ ہے - جرمن جنگي جہازوں نے جاپاني پوزیشنوں پر سخت گوله باری کي - دو افسر کام آے -

اسي تاریخ کا دوسرا تار مظہر ہے کہ جاپان نے اپنا پروگرام کسیقدر بدلدیا ہے' یعني اب وہ سخت حملوں سے جرمن کو پیچهے هٹانے کے بدلے اسکا آهستہ آهستہ محاصرہ جاري رکهینگے !

بحر هند

گذشتہ اشاعت میں یہ اطلاع دیجا چکی ہے کہ ایمڈن نے بحر هند کے مغربي سواحل کي طرف چار انگریزي جہاز اور غرق کردے هیں' جن میں صیغہ بحریہ کا کوئلہ بردار جہاز (کوئلہ کا جہاز) بهی ہے - کولمبو کا تار ہے کہ مندرجہ ذیل جہازوں کو ایمڈن نے غرق کر دیا :

(۱) " کنگ لڈ " وزن ۳۶۵۰ ٹن - الگزنڈریا سے کلکتہ جا رہا تها
(۲) " ٹائلرک " وزن ۳۳۱۴ ٹن - جمعہ کي شب کو کولمبو سے روانہ هوا تها
(۳) رائبي بیوا وزن ۳۵۰۰ ٹن - " الگزینڈریا " سے " بٹاویا " جارہا تها
(۴) " فوائل " وزن ۴۱۴۷ ٹن - مانلا سے رنگون جا رہا تها -

ان غرق شدہ جہازات کے جملہ مسافروں کو " گرا فویل " پر سوار کرکے کولمبو بهیجدیا گیا -

صیغہ بحریہ کا کوئلہ بردار جہاز " بریسک " جو کولمبو جارہا تها گرفتار کیا گیا - اسکے عملے کے اشخاص بهي گرا فویل پر سوار کردیے گئے اسکے چیف افسر' چیف انجینیر' باورچي اور خزانچي قید کرلیے گئے -

غرق شدہ جہاز " فوائل " کے افسر کا بیان ہے کہ ایمڈن " بہاچر " سے شہر " لومبوک " هوتا هوا بحر هند میں پہونچا - چونکہ ایمڈن یہاں ۵۰ دن سے ہے اسلیے وہ نہایت کثیف حالت میں ہے -

ایک انگریزي کپتان کا خیال ہے کہ ان دنوں میں دو جرمن جہازات عامل هیں - کپتان کے خیال میں صرف ایک ایمڈن سے ان حادثات کا وقوع میں آنا طبیعي طور پر ناممکنات میں سے ہے - غالبا ایک جہاز نے دهوکہ دینے کے لیے اپنا نام تبدیل کر دیا ہے' اور وہ شاید کوننگسبرگ ہے -

مسٹر ررٹسن (رائبي بیرا جہاز کا چیف انجینیر) کا بیان ہے کہ ایمڈن نے جملہ لاسلکي خبروں کو معلوم کرلیا ہے' اور افشاے راز کے خیال سے اس نے خود کہیں ایک بار بهی روانہ نہیں کیا -

حادثۂ الیمۂ بج بج

گذشتہ اشاعت میں حادثہ الیمہ بج بج کا تذکرہ مختصراً هوچکا ہے - اس هفتہ میں بهي بوجہ قلت گنجایش صرف ان رسمی و غیر رسمی اطلاعات کی تلخیص پر اکتفاء کیا جاتا ہے' جو اس هفتہ میں شائع هوئي هیں - انشاء اللہ العزیز آئندہ کسي قریبي اشاعت میں آپ اس سانحہ محزنہ پر ایک مفصل و مصور بحث پڑهینگے -

مشہور کوماگاٹو جہاز جس پر سکهہ مسافر کنیڈا سے واپس آرہے تهے ۲۹ ستمبر کو هوگلي پہنچا - مسافر جب اتر نے لگے تو ان سے بعض سرکاري عمال نے یہ کہا کہ " آپلوگ براہ راست پنجاب جائیں " مگر انہوں نے بعض غیر معلوم وجوہ کي بناء پر اسے منظور نہ کیا' اور کلکتہ پا پیادہ روانہ هوگئے - فوج کا ایک دستہ ان کو واپس لانے کے لیے روانہ کیا گیا - جو اس کاروان عازم کلکتہ کو بج بج واپس لایا -

اسٹیشن پر ایک افسر مسٹر ڈونلڈ نامي نے ایک سکهہ افسر کو بلایا - بیان کیا جاتا ہے کہ طلبي کا مقصد یہ تها کہ اسکو ان مسافروں کي موجودہ حالت سے مطلع کیا جاے اور اس سے کہاجاے کہ وہ اپنے اخوان طریقت و ملت کو تعمیل حکم کے لیے فہمایش کرے' مگر یہ سکهہ مسافر اس طلبي پر بر افروختہ هو گئے -

انکے کوٹوں کي جیبوں میں ریوالوریں چهپی هوئي تهیں -

بزیر دلق مرقع کمند [illegible]

انہوں نے فوراً نکالیں اور سر کرنا شروع کر دیں -

کسنور مغلوب یصول علي الکلب

ان " باغیوں " کا مقابلہ کیا گیا' جسمیں سر فریڈرکي هالي ڈے پولیس کمشنر کلکتہ اور دیگر یوروپین افسروں نے بنفس نفیس حصہ لیا' مگر شاید یہ کافي نہ هوا - فوجي دستہ جو انکو واپس لایا تها وہ باهر کهڑا هوا تها' اسلیے اسے اطلاع نہ هوئی کہ اسٹیشن کے اندر معرکہ هورها ہے - مگر جب اسے خبر هوئي تو اسنے بهي اپنا فرض ادا کیا لیکن یہ " باغي " اپنے تمرد و بغاوت میں اسقدر سخت تهے کہ اس پر بهي باز نہ آئے ' اور فوراً قرب و جوار کي دوکانوں میں پناہ گزین هو کے مستقل طور پر آتشباري شروع کر دي' مگر بالآخر یہ باغي منتشر هوگئے - فوج اور پولیس بهاگنے والوں کي تلاش و جستجو میں مصروف و سرگرم ہے -

کوماگاٹو میں کل مسافر ۳۲۰ یا ۳۳۰ تهے - یہ ان ۹۰ مسافروں کے علاوہ هیں جو بطیب خاطر وطن واپس چلے گئے -

اس هنگامہ جدال و قتال میں جسقدر سکهہ مسافر کام آئے هیں انکي تعداد ۱۶ بیان کی جاتي ہے - شدید مجروحین کي تعداد ۷ ظاهر کي گئي ہے - مجروح و غیر مجروح ماخوذین کي تعداد ۷۸ ہے -

یہ یکم اکتوبر کي خبر تهی ۲ - اکتوبر کو یہ اطلاع دي گئی ہے کہ کوما گاٹو کے مسافر علاوہ ان ۹۰ مسافروں کے جو پنجاب روانہ هوگئے هیں کل ۱۶۰ هیں - جسمیں ۱۶ مقتول اور بقیہ زیر حراست اسپتال میں هیں -

گورنمنٹ کے کل پانچ آدمی کام آئے هیں -

اطلاع

همارے جن ایجنٹ اور معاونین کرام کے پاس نمبر ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ موجود هوں اگر وہ یہ نمبر دفتر کو قیمتاً دیسکیں تو براہ مہرباني بذریعہ وي - پي بهیجدیں -

یہی تمام چیزیں اسلام کي روح هیں ' اور قرآن حکیم بار بار اونکي تجدید کرتا هے - روزہ ' نماز ' زکوۃ جہاد کي ترغیبات و فضائل سے قرآن مجید بھرا هوا هے ' لیکن جس طرح قرآن کریم نے ان تمام ں کو تر و تازہ رکھا هے ' اوسي طرح اوس نے عہد و میثاق کي پابندي پر بھي مسلمانوں کو بار بار توجہ دلائي هے ' بلکہ اوسکو مسلمانوں کے مخصوصات میں شمار کیا هے ' اور اپنا مخاطب صحیح اونھي لوگوں کو بنایا هے ' جو پابندي عہد کرتے هیں :

افمن یعلم انما انزل الیك من ربك الحق کمن هو اعمي انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد الله و لا ینقضون المیثاق و الذین یصلون ما امر الله به ان یوصل و یخشون ربہم و یخافون سوء الحساب (۱۳ : ۱۹)

کیا وہ شخص جو یہ یقین رکھتا هے کہ رسول پر خدا کي طرف سے جو کچھہ نازل هوا هے وہ حق هے ' مثل اوس شخص کے هوسکتا هے جسکے دل کي آنکھیں اندھي هوگئی هیں ؟ قرآن حکیم سے صرف وهی لوگ نصیحت حاصل کرتے هیں جو اهل دانش هیں ' اور نیز وہ لوگ جو خدا کے عہد کو پورا کرتے هیں ' عہد شکنی نہیں کرتے ' اور خدا نے اعزہ و اقارب کو جس رشتے میں منسلک کردیا هے ' اوسکو جوڑتے رهتے هیں - مشرکین کی طرح کاٹتے نہیں - وہ خدا سے ڈرتے هیں ' اسلیے اونکي زمین میں عہد شکني کرکے فساد نہیں پھیلاتے "

کیونکہ تمام اعمال کي طرح قیامت میں معاهدوں کا دفتر بھي پھیلایا جائیگا ' اور اوسکي عدم پابندي پر سخت مواخذہ کیا جائیگا :

و اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا (۱۷ : ۳۴)

وفاے عہد کرو کیونکہ عہد کے متعلق خداوند کے حضور تم پوچھے جاؤگے !

(دعـوۃ قـرانی)

انھي فضائل اخلاق سے مسلح هوکر اسلام میدان جہاد میں بھي آیا ' اسلیے اوس نے جس طرح اقامت صلوۃ الخوف سے صف لشکر کو نمازیوں کي منتظم جماعت ' اور میدان جہاد کو وسیع مسجد کی صورت میں بدل دیا ' ٹھیک اوسي طرح اوس نے ساعت قتال کو ایک موتمر السلم (صلح کانفرنس) بھي بنا دیا ' جس میں معاهدہ کي پا بندي کا حلف اوٹھایا جاتا هے !

اس بنا پر قرآن مجید میں معاهدوں کے متعلق خاص احکام مقرر کردیے گئے هیں ' اور جنگ و صلح ' دونوں زمانے میں اونکي پابندي یکساں طور پر فرض کر دیگئي هے :

الا الذین عاهدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیا و لم یظاهروا علیکم احدا فاتموا الیہم عہدهم الی مدتہم ان الله یحب المتقین (۹ : ۴)

مگر وہ مشرکین جن سے تم نے عہد کرلیا هے اور ان لوگوں نے کبھي قسم کي عہد شکني نہیں کي ہو ' اور تمہارے خلاف تمہارے کسي دشمن کو مدد بھي نہیں دی هے ' سو جس مدت تک کیلیے تم نے معاهدہ کیا هے اوسکو پورا کرو ' گو وہ کافر هیں - کیونکہ عہد کي پابندي بڑی هي پرهیزگاری هے ' اور خدا صرف پرهیزگاروں هي کو دوست رکھتا هے -

سورۂ توبہ میں فرمایا :

الذین عاهدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لہم ان الله یحب المتقین (۹ : ۷)

جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا هے ' جب تک وہ لوگ اپنے عہد پر قائم رهیں ' تم بھي قائم رهو یہ استقامت وفا بڑی هي پرهیزگاری کا کام هے ' اور یقین کرو کہ خدا صرف پرهیزگاروں هی کو دوست رکھتا هے -

(اسلامی اخلاقي قرباني)

اسلام کے ابتداے زمانہ غربت میں ضعفاء مسلمین کا ایک گروہ تھا ' جو اتني طاقت ' اتنا سامان ' اتنا زاد راہ نہیں رکھتا تھا کہ هجرت کیلیے آمادہ هو جاے ' اور کفار کے پنجہ سے اپنے آپ کو آزاد کرے - اسلام نے اگرچہ بعض موقعوں پر اسکو ضعف عزیمت کي بنا پر ترهیب آمیز ملامت کي هے ' لیکن کہیں کہیں اوسکي بیکسي پر آنسو بھي بہائے هیں - پس یہ گروہ اسلام کی اعانت و امداد کا هر طرح مستحق تھا ' لیکن قرآن مجید نے اوسکي اعانت کو بھي وفاے عہد پر قربان کردیا هے '

و الذین آمنوا و لم یہاجروا ما لکم من ولایتہم من شي حتی یہاجروا و ان استنصروکم في الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم و بینہم میثاق والله بما تعملون بصیر (۸ : ۷۲)

جو لوگ ایمان لانے کے بعد هجرت نکر سکے ' تو جب تک وہ هجرت نہ کرلیں اونکي حفاظت و اعانت کي ذمہ داري تم پر قانوناً تو فرض نہیں ' هے البتہ اگر وہ مذهبي معاملات میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر اونکی اخلاقي مدد فرض هے - لیکن تم اونکو کفار کي اوس جماعت کے خلاف هرگز مدد نہیں دے سکتے ' جنکے ساتھہ تمنے معاهدہ کرلیا هے - خدا تمہارے اعمال کو اچھي طرح دیکھتا هے -

(انتہاء مسامحت)

قرآن حکیم نے پابندي عہد کي ایک عملی صورت اور بھي بتائي هے ' جو ایک طرف تو اسلام کے اصل مقصد کی تکمیل و تائید کرتي هے ' دوسرے طرف کفار و مشرکین کے جان و مال کي حفاظت کرتي هے :

و ان احد من المشرکین استجارك فاجرہ حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه مامنه ذلك بانہم قوم لا یعلمون (۹ : ۶)

اور اگر کوئی مشرک تمہارے پاس پناہ لے تو اوسکو فیاضي کے ساتھہ پناہ دو ' یہاں تک کہ خدا کي بھیجي هوئي آیات کو وہ خوب سن لے - پھر اوسکو باحتیاط اسکے گھر تک یا اوسکي دوسرے پناہ گاهوں تک پہونچا دو - وہ لوگ جنگ و جدال اور غدر و بیوفائي اسلیے کرتے هیں کہ قرآن کي طرف کان نہیں لگاتے - اگر اوس سے واقف هوتے تو تمہاري هي طرح پابند عہد هوجاتے !

(حقیقي مشکلات اخلاقي)

قرآن حکیم کی حقیقي تعلیم یہي هے ' لیکن کبھي کبھی عہد کي پابندي نا ممکن هو جاتي هے ' اسلیے قرآن حکیم نے اوسکے مواقع بھي بتا دیے هیں - ان موقعوں پر بھی قرآن حکیم کي تعلیم یہ هے کہ نقض عہد میں مسلمانوں کو کبھي پیش قدمي نہیں کرني چاهیے - البتہ اگر کوئي قوم نقض عہد کرنا چاهے ' تو مسلمان بھي اوسکے عہد وفا کو بھلا سکتے هیں :

و اما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیہم علی سواء ان الله لا یحب الخائنین (۸ : ۶۰)

اگر تم کو کسی قوم سے یہ خوف هو کہ وہ عہد کرکے خیانت کریگي اور اوس عہد کو توڑ دیگي ' تو تم بھي اوس عہد کي پابندي سے اوسکي طرح بري هوجا سکتے هو - کیونکہ خدا خائن لوگوں کو دوست نہیں رکھتا -

(اسلامی اخلاقي مصالح)

قرآن حکیم کي یہي اخلاقي تعلیم هے ' جسکی روشن مثالیں آگے آئینگي ' لیکن همکو اسلام کے کارنامہ اعمال میں جس روح کي تلاش کرني چاهیے ' وہ تمام دنیا کے نظام اخلاق سے مختلف هے - دنیوي سلطنتیں مصالح کے لحاظ سے معاهدہ کرتی هیں ' او

وخونخواري کي اس فضاء ابليسي کے سامنے اعلان کرسکے که " سچائي اور اخلاق سے بڑھکر اور کسيکو حق طاقت فرمائي نہيں " گو دنيا اوسے جانتي ہے' مگر اوسے پھر ياد دلانا چاہيے که وہ صرف " اسلام " ہے !

(ا)

اسلام سے پہلے دنيا کي اخلاقي زندگي پر ايک عام موت طاري ہوچکي تھي' حضرت عيسیٰ عليه السلام کي معجزانه طاقت چند مردہ اجسام' اور چند افسردہ ارواح ميں حرکت پيدا کرکے اپنے اصلي آشيانه ميں جا کر چھپ گئي تھي' اور چھه سو برس کي اس وسيع مدت نے روح حيات کي اس خفيف اور نا مکمل جنبش کو بھي مبدل به سکون کر ديا تھا' اس ليے تمام دنيا کا شيرازۂ اخلاق درہم برہم ہوگيا تھا - اسلام ايک زندگي تھا' جو دنيا کي روح يعني فضائل اخلاق کو زندہ کرنے آيا تھا' چنانچه آنحضرت صلی الله عليه وسلم نے اپني بعثت کا صرف يه مقصد بيان فرمايا تھا :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق !

ميں صرف فضائل اخلاق کي تکميل اور احياء کے ليے خدا کی طرف سے بھيجا گيا ہوں !

اس مقصد اہم کے ليے وہ دنيا ميں آيا اور مادہ عالم کے ايک ايک جزو کو ٹٹولا - اگرچه اس روحاني نبض شناسي نے اوسکے ايک ايک ريشه کو روح سے خالي پايا تاہم اوسکے تمام قواء زندگي ميں جس چيز پر سب سے زيادہ موت کی افسردگی طاري تھي' وہ پابندي عہد کي اخلاقي قوت تھي -

(امم قديمه)

امم قديمه ميں سب سے زيادہ قديم مذہب يہوديوں کا تھا جو تمام عرب پر روحاني حکومت کر رہا تھا' ليکن يه مذہبي حکومت بھي ہر قسم کے قيود سے' ہر قسم کے پابنديوں سے' ہر قسم کے قول و قرار سے' بالکل آزاد تھي - چنانچه قرآن مجيد نے بار بار اوسکي بد عہديوں پر تنبيه کي ہے !

اوکلما عاهدوا عهداً نبذه فريق منهم بل اکثرهم لا يومنون (۲ : ۹۴)

وہ لوگ جب کبھی کوئي عہد کرينگے' تو کيا ايک گروہ اسکي پابندي کي رسی اپنے گلے سے نکال پھينکيگا؟ يه حال صرف ايک گروہ ھی کا نہيں ہے' بلکه اونميں اکثر ايمان نہيں لاتے' اور ايمان ھی ايک ايسي قوت ہے جو پابندي عہد پر مجبور کرسکتي ہے !

الذين عاهدت منهم ثم ينقضون عهدهم في کل مرة وهم لايتقون (۸ : ۵۸)

وہ يہودي جنسے تم معاہدہ کرتے ہو پھر وہ بار بار اوسکو توڑ ديتے ہيں' اور خدا سے بالکل نہيں ڈرتے -

يہوديوں ھی کي خصوصيت نہيں اون سے پہلے بھي مذہب کا اخلاقي قالب ايفاء عہد کی روح سے خالي ہو چکا ہے - چنانچه قرآن مجيد نے امم قديمه کی بد اخلاقيوں کے سلسلے ميں اونکی بد عہدی کا بھي خاص طور پر ذکر کيا ہے :

و ما وجدنا لاکثرهم من عهد و ان وجدنا اکثرهم لفاسقين (۷ : ۱۰۰)

ہم نے اکثر قديم قوموں کو بدعہد پايا جسکي وجه يه ہے که اون ميں اکثر فاسق اور بد اخلاق تھے -

اسلام سے پہلے دنيا ميں بد اخلاقي کے دائرے نے جو وسعت حاصل کرلي تھی' اوسکے محيط نے مجموعي طور پر ہر طرف سے عرب کو گھير ليا تھا - اسليے وہ نقض عہد ميں بھي تمام دنيا سے گوے سبقت ليگيا تھا' اور سچ تو يه ہے که عرب کے شر و فساد' جنگ و جدال اور لوٹ مار کا سنگ بنياد بھي وھي تھا -

الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه و يقطعون ما امر الله به ان يوصل و يفسدون فی الارض اولئك هم الخسرون (۲ : ۲۵)

جو لوگ قول و قرار کے استحکام کے بعد خدا کے عہد کو توڑ ديتے ہيں' خدا نے اعزہ و اقارب سے جس طرح مل جل کر رہنے کا حکم ديا ہے' اُسکي خلاف ورزي کرتے ہيں' اور اونکے رشته اخوت و مودت کو کاٹ ديتے ہيں - قانون بين الملي کے فطرتي معاہدے توڑ کر خدا کي زمين ميں فتنه و فساد کرتے رہتے ہيں' اور سمجھتے ہيں که ہم لوٹ مار اور جنگ و جدال کے ذريعه ايک کامياب زندگي بسر کرينگے' تو ايسے شريروں کو يقين کرنا چاہيے که اس کا نتيجه صرف نا کاميابی ہي کي صورت ميں ظاہر ہوگا - وہ کبھي فلاح نه پائينگے !

دوسري جگهه فرما :

کيف وان يظهروا عليکم لا يرقبوا فيکم الا و لا ذمة يرضونکم بافواههم وتابى قلوبهم و اکثرهم فاسقون (۹ : ۸)

کيونکر تم لوگ کفار کے ساتھه اخلاقي زندگی بسر کرسکتے ہو' حالانکه اونکي حالت يه ہے که جب کبھی تمپر معمولی غلبه بھي حاصل کرليتے ہيں' تو قول و قرار اور عہد و ميثاق کي بالکل نگہداشت نہيں کرتے - تمھيں بچوں کي طرح بہلانيکے ليے منه سے تو عہد کر ليتے ہيں' ليکن اونکا دل اوسيوقت سے اوسکا انکار کرنے لگتا ہے - ان ميں اکثر فاسق ہيں' اسليے اونکے قول و قرار کا کوئي اعتبار نہيں !

(اخلاق کي نشاۃ جديدہ)

اگر دنيا کا اخلاقي قالب صرف مردہ ہوتا تو اسلام اوس ميں جديد روح پھونک سکتا تھا' ليکن صحراۓ عرب کي گرم ہوا نے اوسکو بالکل متعفن کرديا تھا - لاش جب سڑ جاتي ہے تو اوسکے تمام اعضاء و جوارح گسسته ہو جاتے ہيں - اسليے روح پھونکنے سے پہلے اوسکے تمام اجزاء کو جوڑنے کي ضرورت ہوتي ہے' ليکن عرب کا اخلاقي قالب اس حد سے بھي گذر چکا تھا - پس اسلام نے ايک جديد قالب تيار کيا' اور بالکل نئے اجزاء سے اوسکو مرکب کيا - پھر اُس نے اسي قالب ميں ايمان کي جديد روح پھونکي' اور اس روح نے اوسکے اجزاء کي جن خفته قوتوں کو بيدار کيا' ان ميں ايک وفاے عہد کي اخلاقي طاقت بھي تھي :

ليس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق و المغرب ولکن البر من آمن بالله و اليوم الاخر و الملئکة و الکتب و النبين وآتی المال علی حبه ذوی القربی و اليتمی و المسکين و ابن السبيل و السائلين وفی الرقاب و اقام الصلوۃ وآتی الزکوۃ و الموفون بعهدهم اذا عاهدوا و الصبرين فی الباساء و الضراء و حين الباس اولئك الذين صدقوا و اولئك هم المتقون (۲ : ۱۷۲)

نيکي صرف يہي نہيں ہے که مشرق و مغرب کي طرف رخ کرليا جاۓ - اصلي نيکي دوسري ہي چيز ہے - خدا کا نيک بندہ وہ ہے جو خدا پر' قيامت پر' فرشتوں پر' آسماني کتابوں پر' انبياء سابقين پر ايمان لاتا ہے - پھر باوجود اسکے که اوسکو مال کي محبت اور ضرورت ہوتي ہے' اسکو اعزہ و اقارب کو' يتيم بچوں کو' غريبوں کو' مسافروں کو سائلوں کو بطور احسان کے ديتا ہے' اور اوسکے ذريعه غلاموں کو آزاد کراتا ہے - نيز وہ لوگ جو عہد کرکے اوسکو پورا کرتے ہيں' مصيبت کے وقت صبر کرتے ہيں' اور لڑائي کے ميدان ميں ثابت قدم رہتے ہيں ! يہي لوگ وہ پاک بندے ہيں' جنہوں نے جو کچھه کہا اوسکو سچ کر دکھايا - کيونکه خدا' اُسکے رسول' اور اسکی مخلوق کے عہد کي زبان سے' دل سے' عمل سے' خوشي ميں' غم ميں' صلح ميں' جنگ ميں' ہر حالت ميں انہوں نے پابندي کي - يہی لوگ حقيقي پرہيزگار ہيں -

جرمن توپخانہ کا ایک منظر جو میدان جنگ میں نصب ہے

تصادم افواج کا ایک منظر ہائل جسمیں جرمن اور انگریزي سوار ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے تیغیں علم کیے ہوے پوري سرعت کے ساتھہ جارہے ہیں .

ابنائے ڈور میں، انگریزي بیڑے کا ایک منظر عمومي

مصالح ہی کے لحاظ سے اوسکو توڑ بھی دیتی ہیں ، لیکن اسلام مصالح کا پابند نہیں ہو سکتا - وہ ایک عظیم الشان روحانی طاقت کا سفیر ہے ، اور وہ معاہدے کی پابندی اوسی روحانی طاقت کے تحفظ کیلیے کرتا ہے :

> و اوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدها وقد جعلتم الله علیکم کفیلا ان الله یعلم ما تفعلون ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون امة هي اربی من امة انما یبلوکم الله به (۹۳ : ۱۶)

جب کسی سے عہد کرو تو اوس عہد کو پورا کرو - عہد ایک قسم ہے ، اور قسم کو پختہ ہو جانیکے بعد ہرگز نہ توڑو - تم اسکو کیونکر توڑ سکتے ہو ، حالانکہ تمام دنیا مصالح کی بنا پر عہد کرتی ہے - اور اوسکو مدتوں قائم رکھتی ہے ، لیکن تم نے تو خدا کو اپنا کفیل بنا لیا ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے - مصالح بدل سکتے ہیں ، لیکن خدا اور خدا کا بخشا ہوا نور ایمان تو بدل نہیں سکتا ؟ وہی تمہارے عہد وفا کا ذمہ دار ہے ، کیونکہ وہ تمہارے اعمال سے اچھی طرح واقف ہے ، اور اوس عورت کے مثل نہ بن جاؤ جس نے اپنا سوت کات کر پھر اسکو ادھیڑ ڈالا ہو - تم لوگ اپنی قسم اور اپنے قول و قرار کو شر و فساد کا ذریعہ بنانا چاہتے ہو کہ ایک قوم دوسرے قوم سے قوی تر ہو جاے - لیکن عہد میں ضعیف و قوی کی تخصیص نہیں - اسکے ذریعہ سے خدا صرف تمہاری طاقت ایمان کی آزمایش کرتا ہے !

پس اسلام نے پابندی عہد کا جو اخلاقی نظام قائم کیا ہے ، وہ حصون بلجیم و استحکامات پیرس سے زیادہ مضبوط ہے - اگر تمام سلطنتیں مصالح کی پابند ہیں ، تو اسلام کا سر رشتہ وفا ایک ازلی طاقت کے ہاتھ میں ہے ، جس میں صرف اوسی اصول فطری کی بنا پر تغیر و تبدل ہو سکتا ہے ، جو تمام دنیا کو بدلتے رہتے ہیں :

> ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم (۱۲ : ۱۳)

خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ کہ خود اپنی حالت کو نہ بدل دے -

اس بنا پر اسلام نے کسی قوم کی عہد وفا کو اسیوقت بھلایا ہے ، جب پہلے اوسی قوم نے پیش قدمی کی ہے ، فانبذ الیہم علی سواء -

اسلام کا سر رشتہ عہد و وفا نہ مکڑی کے جالے کی طرح ضعیف کو الجھاتا ہے اور نہ قوی سے ٹوٹتا ہے ، اوس پر نہ تو عظیم الشان کانفرنسیں اثر ڈال سکتی ہیں ، نہ ہیگ کا عظیم الشان قصر السلام اوسکے ضعف و قوت پر کوئی اثر ڈال سکتا ہے - وہ ایک روحانی طاقت کے ہاتھ میں ہے ، جو تمام دنیا کے سر پر سایہ افگن رہتا ہے - ید الله علی الجماعة - اسلیے اوس نے تمام دنیا سے اخلاقی معاہدہ کر لیا ہے ، اور وہ ہر وقت اوسکی پابندی پر مجبور ہے - جب ایک مسلمان دکاندار اپنی دکان پر بیٹھتا ہے ، تو اسکا نور ایمان اوس سے صدق و دیانت کا عام معاہدہ لے لیتا ہے :

> و اوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا و اوفوا الکیل اذا کلتم و زنوا بالقسطاس المستقیم ذلک خیر و احسن تاویلا (۱۷ : ۳۶)

عہد کو پورا کرو ، کیونکہ عہد کی پابندی و عدم پابندی پر سوال و مواخذہ ہوگا - جب کوئی چیز ناپ کر فروخت کرو تو پیمانے کو پورا بھر کے دیا کرو ، یہ حسن معاملہ کا بہترین طریقہ ہے ، اور اسکا انجام دین و دنیا دونوں میں اچھا ہے -

اگر کوئی دکاندار اسکی پابندی نہیں کرتا تو وہ خدا کا اوسی طرح گناہ گار ہے ، جسطرح ایک مصلحت اندیش بادشاہ جس نے بعض مصالح کی بنا پر عہد شکنی کی ہے -

> ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوهم او وزنوهم یخسرون (۸۳ : ۲)

ان کم دینے والوں پر لعنت ہے ، جو لوگوں سے پورا ناپ کر لیتے ہیں ، پر جب دیتے ہیں تو کم کرکے !

ہوائی بیڑہ

(ضمیمۂ مصورہ کے ایک مرقع کی تشریح)

لڑائی کے ہوائی بیڑے کے لیے جس قسم کے طیارات کی ضرورت ہوتی ہے ، اسپر آجکل ماہرین فن پرواز و جنگ بحث کر رہے ہیں ،

ایک جنگی ہوائی بیڑے کے لیے مختلف قسم کے طیارات کی ضرورت ہوتی ہے - طیارہ کی بھی مختلف اقسام ہیں جو ہوائی بیڑے کے اس دلچسپ مرقع میں دکھائے گئے ہیں -

سب سے زیادہ بلندی پر زپلن کے طرز کا ایک جرمن طیارہ ہے - یہ نہایت مضبوط بنا ہوا ہے اور اسکا انجن بہت عمدہ ہے - اسکے ساتھ دو گاڑیاں ہیں - ایک خشکی پر اترنے کیلیے ہے اور دوسری دریا میں -

اس قسم کے طیارے کی پہلی صفت یہ ہے کہ یہ تفتیش و تحقیق کا فرض نہایت خوبی سے انجام دیسکتا ہے ، کیونکہ اگر یہ اپنے مرکز سے دور بھی ہو جاے یا خشکی سے تری میں اور تری سے خشکی میں چلا آے ، جب بھی اسے کوئی خطرہ نہیں - اسلیے کہ اسکے علاوہ یہ طیارہ آتشگیر مادہ بھی اپنے ساتھ لیجا سکتا ہے اور اگر وقت پڑے تو اڑے دشمن سے جنگ آزما ہونے میں بھی پس و پیش نہوگا - اسکا نام " اجدڈر جبل " ہے -

اسکے نیچے اس سے چھوٹا طیارہ ہے - یہ صرف تفتیش حال کیلیے دریا میں کام آتا ہے - اسمیں کوئی فریم یا ڈھانچہ نہیں ہوتا ، صرف بڑے بڑے تھیلے ہوتے ہیں ، جنمیں گیس بھر دیا جاتا ہے - جب چاہیں گیس کو نکالکے تھیلوں کو لپیٹ لے سکتے ہیں - اس قسم کے طیارات کو " سیمی ڈرجبل " کہتے ہیں -

تیسرا جہاز بڑے قد کا بائی پلین ہے - یہ خشکی اور پانی دونوں میں اتر سکتا ہے - خشکی پر اترنے کیلیے اسمیں پہیے اور پانی میں اترنے کیلیے فلوٹ بنائے جاتے ہیں - انگریزی میں " فلوٹ " طیارے کے اس حصہ کو کہتے ہیں ، جسکی وجہ سے وہ پانی پر تیرتا رہتا ہے -

اسمیں زود کار توپیں بھی ہوتی ہیں ، جو اوپر نیچے اور دہنے بائیں گولہ باری کرتی ہیں - اسکا نام " ہیڈرو پلین " ہے -

اس طیارے کے نیچے جو ایک بڑا ایرو پلین نظر آرہا ہے - یہ اغلباً آیندہ چلکے اڑتی ہوئی کشتی کی شکل اختیار کرلیگا - اسکو پراپلر چلائینگے - پراپلر انگریزی میں اس آلے کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو آگے ڈھکیل کے چلاتا ہے -

یہ مشین پانی میں اڑیگی اس سے " ڈرجبل " طیارے پر حملہ اور ساحل کی ناکہ بندی ہوا کریگی -

سب سے نیچے آپ ایک جہاز دیکھتے ہونگے اور اسکے آگے ایک چھوٹا سا طیارہ نظر آتا ہوگا - یہ جہاز بیٹل شپ ہے اور طیارہ " مونو پلین " - مونو پلین طیارہ کی ایک خاص قسم ہے - جسکا امریکہ میں تجربہ کیا گیا ہے جو کامیاب ثابت ہوا -

اس مونو پلین کا قد مختصر ، مگر اسکے انجن کی طاقت زیادہ ہوگی - اسکے پروپلر کھینچنے والے اسکرو ہونگے - اور پھر اسطرح لگاے جائینگے کہ وہ آسانی سے علحدہ ہوسکیں - یا اگر سوء اتفاق سے طیارہ دفعتاً پانی سے بہت ہی قریب آجاے تو یہ پھر فوراً اوس سے نکال لیے جاسکیں -

تمام طیارات میں بہترین و اعلی قسم " زپلن " جہاز ہیں - اور انپر جرمنی کا قبضہ ہے -

حادثہ مدھشہ "ایمڈن" ! خلیج بنگال و مدراس !

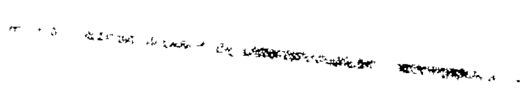

کراسن تیل کے تالابوں کا ایک منظر عمومی جنکو ایمڈن کے گولوں نے مشتعل کر دیا ہے

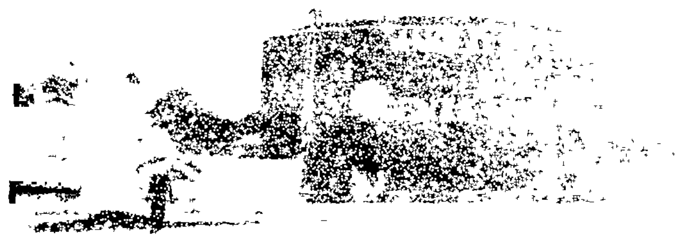

برما آئل کمپنی کا ایک تالاب جس پر دو گولے آکے گرے ہیں اور اس سے قبل اسکے بائیں جانب ایک تالاب سے سر بفلک شعلے بلند ہو رہے ہیں

ایس - ایس ڈپلومیٹ نامی جہاز جسے ۱۳ ستمبر کو ایمڈن نے خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے

ساحل دریا کا ایک منظر آتشیں جسمیں کراسن تیل کے ایک جلتے ہوئے تالاب کے شعلے نظر آرہے ہیں

کراسن تیل کا آخری تالاب جس سے قیامت خیز شعلے بلند ہو رہے ہیں

بلجیم کے تاجدار اعلیٰحضرت اور [illegible] بلجیم [illegible] کے ساتھ ایک راستے سے گزر رہے ہیں

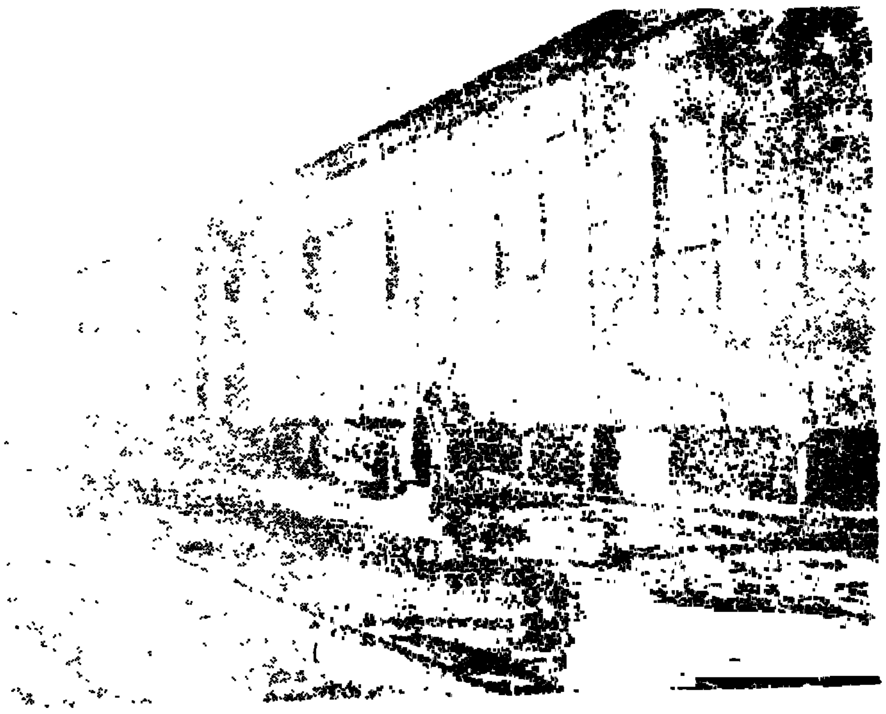

ایک ٹھیٹ روسی وضع کی [illegible]

سڑک کا ستون جس پر راستہ کا نام لکھا ہوتا ہے [illegible] بلجیم [illegible] اس نام کو مٹا رہا ہے تاکہ جرمن فوجوں کو صحیح راستہ نہ معلوم ہوسکے

شمالی فرانس میں قتال و جدل کا ایک منظر جس میں
فرانسیسی اور جرمن سوار سرگرم ہیں

روسی [illegible] کی ایک جھونپڑی کا منظر [illegible] جس میں [illegible] گاڑیاں بھی [illegible] آرہی ہیں جن پر روس [illegible] سفر کی باربرداری کا دارومدار ہے

فلسفۂ

الحــــرب

(اسباب و موثرات ' نتائج و عواقب ' علل و علائق)

(۲)

(عقلی غارتگری)

اگرچہ ہر جنگ بلکہ معمولی شورش بھی ان تمام نتائج کو لازمی طور پر پیدا کردیتی ہے جنکی طرف گذشتہ صحبت میں ہم ایک سرسری اشارہ کرچکے ہیں - لیکن جنگ کے اشتداد و ضعف کے ساتھہ ان نتائج میں بھی مد و جزر ہوتا رہتا ہے - یعنی جنگ کا حملہ جس قوت کے ساتھہ جسم و مادہ پر ہوگا ' اوسی شدت کے ساتھہ عقل و روح بھی اوس سے متاثر ہوگی - اگر جنگ نے سر میں ایک معمولی سی ٹھوکر لگائی تو دماغ میں بھی خفیف سی جنبش پیدا ہوگی - تاہم جس طرح ہر جنگ چہرۂ کائنات کو کچھہ نہ کچھہ ضرور زخمی کر دیتی ہے ' اوسی طرح ہمارا دماغ بھی اوسکے حملہ سے کلیتاً محفوظ نہیں رہ سکتا -

اسلیے جبکہ ہم بیش قیمت خون ' اور خون سے زیادہ عزیز " دینار سرخ " کی بربادی پر ماتم خوانی کرنے کیلیے صف ماتم بچھاتے ہیں ' تو ہمکو اپنے سرمایہ عقل و ہوش کی تباہی پر بھی ایک حلقۂ ماتم قائم کرنا چاہیے - نتائج مجموعی طور پر ہمارے پیش نظر ہیں ' اور وہ ہمارے سامنے عالم عقل و روح کی بربادی کا ایک عبرت خیز منظر پیش کرتے ہیں - معرکہ کارزار کے گرم ہونے کے ساتھہ ہی ہماری عقل اس قدر اندھی ہوجاتی ہے کہ تناقض و تباین کے بدیہی امتناع کو بھی ممکن سمجھنے لگتی ہے !

کبھی روایت و درایت کے تمام اصول اوسکے لیے بیکار ہو جاتے ہیں - ایک شخص کو کسی جزئی فروگذاشت کی بنا پر بدنام کرتی ہے تو اوسکے تمام فضائل و مناقب سے آنکھہ بند کرلیتی ہے - ایک شخص کو اس مبالغہ آمیز طریقہ سے شہرت دیتی ہے کہ اوسکو کبھی فرشتہ اور کبھی دیو بنادیتی ہے - وہ میدان جنگ میں تمام نظام اخلاق کو درہم برہم کر کے وحشت و بہیمیت کی تجدید کرتی ہے - کہیں کہیں مفید نتائج بھی پیدا کرتی ہے ' تاریخ کو محفوظ رکھتی ہے ' ادبی لٹریچر او ازبر یاد کر ادیتی ہے ' مردہ قالبوں میں شجاعت اور بہادری کی روح پھونکتی ہے ' لیکن یہ فضائل بھی اختیاری نہیں ہوتے - محض اضطراری ہوتے ہیں ' اور ان میں بھی جادۂ اعتدال سے آگے بڑہ جاتی ہے -

بہر حال جنگ ہمارے دماغ میں ایک تلاطم ' ایک طوفان ' ایک مد و جزر کا عالم پیدا کردیتی ہے - اسلیے جو چیز ہمکو ٹھوکر سے بچا سکتی تھی وہ خود متصل ٹھوکریں کھانے لگتی ہے - پس ہمکو زمانۂ جنگ میں صرف اپنی جیب ہی کو نہیں ٹٹولنا چاہیے - بلکہ دماغ کو بھی کہ اوس میں کیا آیا اور اوس سے کیا گیا ؟

زمانۂ جنگ میں جان و مال کا جو نقصان ہوتا ہے ' وہ اسقدر بدیہی ہے کہ ہمکو اوسکے علل و اسباب کی تحقیق و تفتیش کیلیے غور و فکر کی ضرورت نہیں ' لیکن دماغ کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے - وہ اپنے تمام سرمایہ کو کہودیتا ہے مگر خود اوسکو خبر نہیں ہوتی - ہمارے سامنے ہمارا خزانۂ عقل لٹتا ہے لیکن ہم اس تباہی کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے -

لیکن عقلی نقصانات کی فہرست مرتب ہوچکی ہے ' اور وہ ہمارے سامنے ہے ' اسلیے ہمکو اون اسباب کا بھی پتہ لگانا چاہیے جو اس سرمایہ محفوظ کو دفعتاً سمیٹ لیتے ہیں - اسکے لیے ہمکو چند مقدمات مرتب کرلینے چاہئیں - جنکی تفصیل حسب ذیل ہے :

(جماعت کی تعریف اور اوسکے خصایص امتیازی)

(۱) عام طور پر چند اشخاص کے اجتماع پر جماعت کا اطلاق کیا جاتا ہے اگر ایک وسیع میدان - یا ایک وسیع سڑک پر سو دو سو آدمی جمع ہوجائیں تو عام لوگ اس بھیڑ پر جماعت یا فرقہ کا اطلاق کرنے لگتے ہیں ' لیکن فلسفہ نے جماعت کی ایک نئی ترتیب قائم کی ہے - جماعت کی ترکیب کے لیے اشخاص کا اجتماع ضروری نہیں ہے ' صرف دماغ اور خیال کا رابطۂ اتحاد کافی ہے - اگر ایک لاکھہ آدمی شانے سے شانہ ملاکر کسی پر فضا میدان میں کھڑے کردیے جائیں لیکن انمیں کسی قسم کا دماغی اشتراک نہو تو انپر جماعت کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا - برخلاف اسکے اگر چار آدمی ' مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کے ایک ایک گوشے پر الگ الگ کھڑے ہوجائیں ' لیکن انمیں توافق خیال و عقائد نے رابطہ اتحاد پیدا کردیا ہو ' تو وہ ایک حقیقی جماعت ہیں !

پس جماعت کو صرف دماغ ہی مرتب کرسکتا ہے - یہ کام ہاتھہ پانوں کے بس کا نہیں ہے - البتہ یہ اشتراک دماغی کبھی کبھی اجسام میں بھی اتحاد و ائتلاف پیدا کردیتا ہے ' اسلیے متحد الخیال لوگ ایک جگہ جمع بھی ہوجاتے ہیں - دنیا کی رنگین صحبتیں ' دنیا کے دلچسپ جلسے ' دنیا کی مفید کانفرنسیں ' انہیں متحد الخیال لوگوں کے اجتماع کا نتیجہ ہوتی ہیں - لیکن یہ اجتماع جماعت کی حقیقت میں داخل نہیں ہے بلکہ بالکل عارضی ہے - یہی وجہ ہے کہ جاپان کا ایک سوشیالسٹ اپنے آپکو روس کے سوشیا لسٹوں کی جماعت میں داخل سمجھتا ہے ' حالانکہ اوسنے اونلوگوں کی صورت بھی نہیں دیکھی ہے - تاہم اشتراک دماغ نے اجتماع اجسام میں ایک قسم کا مخفی رابطہ ضرور ہے - چند آدمی ایک جگہ رہتے رہتے متحد المذاق ہوجاتے ہیں - متحد المذاق لوگ خود بخود ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں لیکن اونکو دماغ ہی نے ایک کیا ہے -

(۲) پس جماعت چند دماغوں ' چند خیالات ' اور چند عقائد کے عقلی مجموعہ کا نام ہے - لیکن جسطرح چند مادی اجزاء کے انضمام و ترکیب سے ایک جدید حقیقت عالم وجود میں آتی ہے ' اور اون اجزاء کے تمام خواص و کیفیات سابقہ کا استحالہ ایک جدید کیفیت میں ہوجاتا ہے - آکسیجن اور ہیڈروجن ملکر پانی کی صورت اختیار کرلیتے ہیں - اور حالت انفراد میں اونکے جو خواص و اعراض تھے ' وہ ایک نئی کیفیت میں متبدل ہوجاتے ہیں - بعینہ اسی طرح چند دماغوں کی ترکیب و انضمام سے ایک مستقل دماغ پیدا ہوجاتا ہے جسکے قواے عقلیہ فرد کے دماغ سے بالکل مختلف ہوتے ہیں - ترکیب و انضمام سے پہلے ان دماغوں میں ایک ارسطو کا دماغ تھا - دوسرا افلاطون کا - تیسرا ایک مجنوں شخص کا - اور چوتھا ایک نہایت بلید الطبع آدمی کا ' لیکن اب اشتراک و اتحاد نے ان تمام مختلف العقل دماغوں کو ایک کردیا ہے ' اور اس مجموعہ میں شامل ہوکر ارسطو اور افلاطون کے مخصوص قواے دماغی بالکل فنا ہوگئے ہیں - اب ہمکو اس مجموعہ دماغ میں ارسطو و افلاطون کی اوس مخصوص قوت فکریہ کی تلاش نہیں کرنی چاہیے جسنے فلسفۂ مثالیہ و فلسفہ اشراقیہ کی مستقل شاخوں کو قائم کیا تھا - ہمکو اس مجموعہ میں اوس مجنوں اور بلید الطبع شخص کے تمسخر انگیز خیالات کا پتہ بھی نہیں ملسکتا

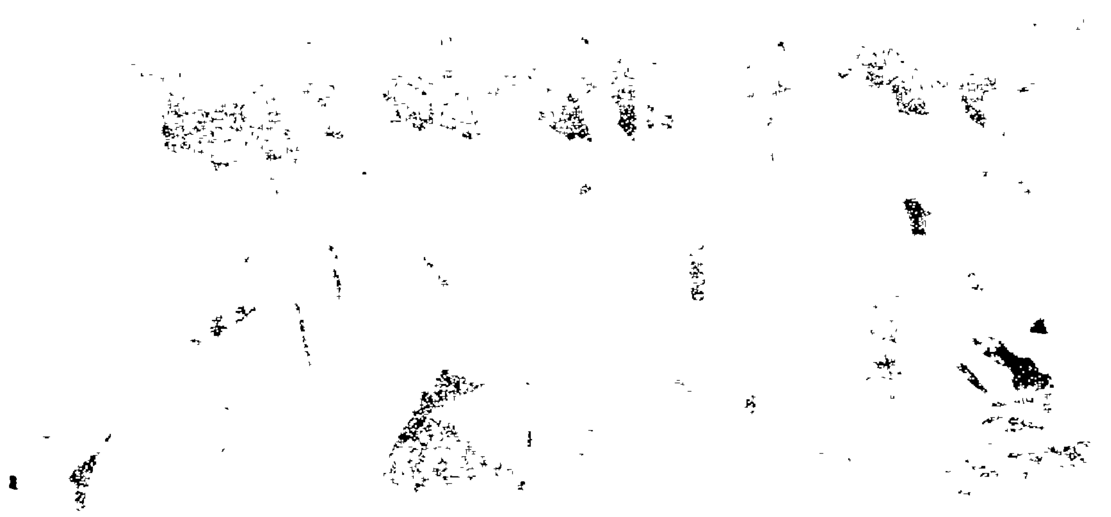

نامور میں بلجین افواج کے اجتماع کا ایک منظر عمومی

نامور میں بلجین افواج کے اجتماع کا ایک دوسرا منظر جسمیں فوج جمع ہو چکی ہے

روسی لشکرکی ایک عجیب و غریب فوج جس
کا کام یہ ہے کہ اثناء جنگ میں جب سامان
غذا کی قلت ہو تو شکار کرکے گوشت
وغیرہ بہم پہنچائے

روسی وسائل سفر و ارتحال کا منظر عمومی یعنی جرمن سرحد سے روسی
پولینڈ کے دارالسلطنت وارسوا تک جانے والی لائن جس پر
جرمن فوجوں نے قابض ہونیکی کوشش کی تھی

بنا پر توہم میں عموماً مبتلا نظر آتے ہیں - لیکن جماعت عموماً ضعیف الدماغ ہوتي ہے - جماعت میں شامل ہوکر ارسطو اپنے بہترین دماغ کي خصوصیات کھو دیتا ہے -

جماعت کي دماغي حالت بالکل عورتوں سے مشابہ ہوتي ہے - یہي وجہ ہے کہ وہ اس قسم کے توہمات میں مبتلا ہوجاتي ہے - یہ آج جو لوگ کلکتہ سے بھاگ رہے ہیں، وہ اسي سریان خیال کي ایک بہتي ہوئي موج ہیں !

جماعت میں جو مخصوص اوصاف پیدا ہوجاتے ہیں، اونکا بال ر پر بھي سریان خیال ہي ہے - ایک فرد جماعت میں شامل ہوکر دوسرے افراد کي شرکت سے ایک جدید طاقت حاصل کرلیتا ہے - جسطرح مسمریزم کا عمل انسان کي اصلي قوت شاعرہ کو فنا کرکے ایک جدید قوت شاعرہ پیدا کر دیتا ہے جس سے عجیب و غریب افعال سر زد ہوتے ہیں، اسیطرح افراد کے باہمي تاثیر و تاثر سے ایک برقي رو پیدا ہوجاتي ہے جسکو سریان خیال یا عدوي کہتے ہیں - یہي سریان خیال جماعت کے عقائد و خیالات اور مقاصد و اغراض کو متحدہ کر دیتا ہے، اور اوس سے ایسے عجیب و غریب افعال صادر ہونے لگتے ہیں جو شخصي حالتوں میں بالکل محال تھے - اوسکے تمام عقائد بدل جاتے ہیں، اوسکا قدیم نظام اخلاق درہم برہم ہوجاتا ہے، اوسکے عوارض شخصیہ سلب ہوجاتے ہیں - جماعت میں شامل ہوکر بزدل بہادر ہوجاتا ہے، بخیل فیاض بنجاتا ہے، ضعیف غیر معمولي قوت حاصل کرلیتا ہے - مادي اصول کي بنا پر جو چیز جس قوت سے ابھرتي ہے، اوسي قوت سے دبتي بھي ہے - زمانۂ جنگ میں مذہبي عقائد، وطني جوش، اخلاقي محاسن، ادبي لٹریچر غرضکہ ہر چیز میں ابھار پیدا ہوجاتا ہے - اگر کسي قوم نے ان کو دبا دیا تو وہ ہمیشہ کیلیے دب جاتے ہیں - اگر ابھار دیا تو ہمیشہ کیلیے ابھر جاتے ہیں - جنگ میں جو انقلاب عام پیدا ہو جاتا ہے، وہ اسي سریان خیال کا نتیجہ ہے -

اگرچہ برقي رو اور عمل مسمریزم کي طرح سریان خیال کي کوئي توجیہ و تعلیل نہیں کي جاسکتي - تاہم وہ ایک فطرتي چیز ہے، اور انسانوں سے لیکر حیوانات تک میں موجود ہے - بکریوں کے ریوڑ میں ایک بھیڑیا گھستا ہے، ایک بکري اوسکو دیکھکر بھاگتي ہے - دوسري بکریوں کو اسکي خبر نہیں ہوتي، مگر بھاگنے میں سب کي سب اوسکي شریک ہوجاتي ہیں : اردو میں بھیڑیا چال ایک عام محاورہ ہے - کسي خطرے کي حالت میں ایک گھوڑا ہنہناتا ہے، تمام گھوڑوں کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں - انسانوں میں تقلید کا مادہ بھي اسي سریان خیال نے پیدا کیا ہے - سریان خیال جسم پر بھي اثر ڈالتا ہے - طبي تجارب سے ثابت ہوگیا ہے کہ جو ڈاکٹر پاگلوں کا علاج کرتے ہیں، وہ کبھي کبھي خود بھي پاگل ہوجاتے ہیں -

سریان خیال کیلیے جماعت کا ایک جگہ مجتمع ہونا بھي ضروري نہیں - وہ ایک سیلاب ہے جو خود بخود ہم تک پہونچتا ہے - سنہ ۱۸۴۸ع میں پیرس میں جو شورش انقلاب ہوئي، اوس نے چند ہي دنوں کے اندر تمام یورپ کو گھیر لیا -

جماعت کے تمام وحشیانہ افعال کا وہي مصدر ہے - انسان کو کسي فعل سے صرف لعنت و ملامت اور روک ٹوک کا خیال باز رکھتا ہے، لیکن سریان خیال جماعت کو متحد الافکار بنا دیتا ہے، اسلیے محض ایک فرد کسي دوسرے فرد کو روک ٹوک نہیں سکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ جماعت جو کچھ چاہتي ہے کر ڈالتي ہے، اور اوسکو کسي قسم کي ندامت نہیں ہوتي - خود ہر فرد کي اخلاقي قوت حاسہ فنا ہوجاتي ہے - دوسرے افراد روک سکتے تھے، لیکن وہ بھي اسي مرض میں مبتلا ہیں، ایسي حالت میں اندھوں کو کون راستہ دکھا سکتا ہے ؟

بعض ڈاکٹروں نے تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ زمانہ جنگ میں تمام قوم بالخصوص فوج ایک طرح کے جنون میں مبتلا ہوجاتي ہے - ممکن ہے کہ یہ سریان خیال کی غلط تعبیر ہو، یا اس ہیجان دماغی نے حقیقي جنون پیدا کردیا ہو -

شاید کسیکو خیال ہو کہ جماعت بہت سے مفید کام بھي کرتي ہے، وہ جدید مذاہب کي بنیاد ڈالتي ہے، قدیم عقاید کو محفوظ رکھتي ہے، آزادي کا سنگ بنیاد رکھتي ہے، عزت کا جھنڈا بلند کرتي ہے، مظلوموں کي حمایت کیلیے جان تک دینے سے دریغ نہیں کرتي یہ تمام کام کسي قوت شاعرہ سے انجام نہیں پا سکتے - ان میں تو ایک لا زوال روح حیات پائي جاتي ہے - لیکن در حقیقت یہ خیال صحیح نہیں ہے - کسي عمل کا مفید ہونا اس بات کي دلیل نہیں ہوسکتا کہ وہ کسي بیدار دماغ کي قوت فکریہ کا نتیجہ ہے -

دنیا کا نظام تمامتر قواے غیر شاعرہ ہي کے اشاروں پر چل رہا ہے - آفتاب کي حرارت، ماہتاب کی روشنی، دریا کي رواني، ہوا کے جھونکے، دنیا کیلیے کسقدر مفید ہیں ؟ لیکن کیا یہ ذي شعور ہستیاں ہیں ؟ خون مادہ حیات ہے، لیکن وہ ہماري رگوں میں اندھا دھند دوڑتا پھرتا ہے - عمل ہضم پر مدار زندگی ہے، لیکن قوت ہاضمہ میں خود حس و ادراک نہیں ہے -

سب سے بڑھکر یہ کہ قوی دماغوں پر مسمریزم کے عمل کا بہت اثر ہوتا ہے - جماعت خود تو ضعیف الدماغ ہوتی ہے، اور اسیلیے سریان خیال کی رو کي لپیٹ میں آجاتي ہے، لیکن اوسکا لیڈر ایک بیدار دماغ آدمي ہوتا ہے، اسلیے وہ اپنی حس و ادراک کو محفوظ رکھتا ہے - جماعت سے یہ تمام مفید کام وہي لیتا ہے -

جماعت صرف کام کرنا جانتي ہے - اوسکو نفع و نقصان سے بحث نہیں ہوتي - عظیم الشان عمارتوں کو مزدور بناتے ہیں لیکن عمارت کا نقشہ دوسرے دماغ کا نتیجہ ہوتا ہے - مزدور اوسکے حسن و قبح سے نا واقف ہوتے ہیں -

بہر حال جماعت دماغ رکھتي ہے، مگر وہ عقل و شعور سے خالي ہوتا ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ جماعت میں داخل ہو کر افراد کي حالت میں ایسا عجیب و غریب انقلاب کیوں پیدا ہو جاتا ہے ؟ بظاہر یہ ایک نہایت تعجب انگیز بات ہے کہ ارسطو کبھي کبھي مجنوں بھی ہوجاتا ہے، اور ایک بلید الطبع شخص افلاطون کي خصوصیات ذہنیہ سے متصف ہو سکتا ہے - حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی متانت، سنجیدگي اور حلم و وقار ضرب المثل ہے - لیکن صلح حدیبیہ میں اونکي زبان سے بھي بعض سخت کلمات نکل جاتے ہیں -

کیا یہ دنیا کا کوئي مستثنی واقعہ ہے ؟ کیا یہ کسي مادي اصول کے تحت میں داخل نہیں ہو سکتا ؟ دنیا جن موثرات خارجیہ سے لبریز ہے، اور وہ دنیا پر جس طرح جابرانہ حکومت کر رہے ہیں، اونکے پیش نظر رکھ لینے کے بعد یہ انقلاب بھي نظام مادي کے تحت میں آسکتا ہے - وہ کتنا ہي عجیب و غریب ہو لیکن کوئی معجزہ نہیں ہے جسکی تعلیل و توجیہ نہ کي جاسکے، اور ہماري آیندہ صحبت بہت سے اہم سوالوں کا جواب دیگي -

جو ابهي كبهي همارے ليے ظرافت كا سامان مهيا كرتے تهے - اب ايک مستقل دماغ اور جديد خيالات كا سلسله پيدا هوگيا هے - يهي دماغ هے جسكو جماعت كا دماغ ' اور يهي خيالات هيں جنكو جماعت كا علم و عقيده كها جاتا هے - اگر اس دماغ نے اپنے اندر مجنونانه كيفيات پيدا كرلي هيں ' تو سمجهنا چاهيے كه ارسطو اور افلاطون بهي مجنون هوگئے هيں' اور اگر يه دماغ ارسطو و افلاطون كے قواے عقليه كا مركز هے ' تو يقين كرلينا چاهيے كه كبهي كبهي بعض مجنوں اور بليد الطبع اشخاص بهي ارسطو و افلاطون هوجاتے هيں -

(هيئة اجتماعيه كا دماغي اضطرار)

(۳) ليكن چند دماغوں كي تركيب سے جو مستقل دماغ پيدا هوتا هے ' وه اگرچه كبهي كبهي ارسطو و افلاطون كے نتائج فكريه سے بهي لبريز هوجاتا هے ' ليكن اكثر خواب پريشاں هي ديكها كرتا هے - اوسكے پرزے اپنے قابو ميں نهيں رهتے بلكه اضطراري طور پر خود بخود كسي اندروني برقي طاقت سے چلتے رهتے هيں اور كبهي نهيں تهكتے - بلكه هميشه جديد موثرات كے ليے منتظر و آماده رهتے هيں -

ماده جسقدر صورت كے قبول كرلينے كيليے آماده هوگا' اوسيقدر صورت كا شكل آساني كے ساتهه عمل ميں آليگا - جماعت كا دماغ بهي موثرات كيليے منتظر و مستعد رهتا هے - اسليے وه هر قسم كي غلط افواهوں اور متناقض خبروں كو قبول كرليتا هے - وه جدت چاهتا هے - حقيقت سے اسكو غرض نهيں هوتي - بهوک اچهي اور بري غذا ميں تفريق و امتياز نهيں كيا كرتي - جماعت كا دماغ بهي جوع البقر مرض ميں مبتلا رهتا هے' اسليے هر قسم كي غذا كو بآساني هضم كے كرليتا هے - يهي وجه هے كه قديم لٹريچر ميں جو عجيب و غريب قصے مذكور هيں' اونكو جماعت هي كے دماغ نے حسن قبول كا خلعت عطا كيا هے !

(سفر بے مقصود)

انسان كو صرف نتائج هي جادۂ اعتدال پر لے جاتے هيں - اگر آپ كو بازار ميں سودا خريدنا هے تو آپ اوس سڑک كو ڈهونڈهينگے جو بازار كي طرف بخط مستقيم جاتي هے ' ليكن اگر آپ آواره گردي كيليے نكلے هيں تو آپ كيليے هر سڑک مساويانه حيثيت ركهتي هے - ليكن جماعت نهايت مختلف الاجزاء لوگوں سے مركب هوتي هے ' وه متحد الخيال هوتي هے ' ليكن اس اتحاد و اتفاق كا اكثر كوئي حقيقي مقصد نهيں هوتا - اسليے اونكا دماغ هميشه آواره گردي كرتا پهرتا هے : في كل واد يهيمون - آواره گرد لوگ هميشه سرعت كے ساتهه قدم اوٹهاتے هيں' اسليے جماعت كا دماغ بهي عموماً مبالغه اور غلو و اغراق كي طرف مائل رهتا هے اور مختلف دماغوں كي تركيب سے اوسكي اغراق پسندي كي قوت ميں اور اضافه هوجاتا هے - وه هرچيز ميں مبالغه پيدا كرتي هے - خبرونكي اشاعت نهايت مبالغه انگيز طريقه سے كرتي هے - ايک شخص كي تعريف كرتي هے تو اطراء اوسكا لازمي جزء هوتا هے - هجو پر آماده هوتي هے تو انسان كو چارپايا بنا ديتي هے - كسيكي دوستي كرتي هے تو اس شدت كے ساتهه كه تمام جذبات بغض و حسد كو بهول جاتي هے دشمن هوتي هے تو پهر قديم عهد مودت اوسكو ياد نهيں رهتا - ايسي حالت ميں وه بد اخلاق بهي هوجاتي هے ' خون اوسكے نزديک پاني كے برابر هوجاتا هے - مسجد اور بت خانے ميں وه بالكل تفريق نهيں كرتي - كبهي لوٹتي هے ' كبهي آگ لگاتي هے ' كبهي خون بهاتي هے ' كبهي عظيم الشان عمارتوں كو منهدم كرديتي هے -

ايسي حالت ميں اوسكي قوت جسماني ميں بهي اضافه هوجاتا هے - پلوں كو توڑ ديتي هے ' پهاڑوں كو مسمار كرديتي هے ' عظيم الشان دریاؤں كو دم بهر ميں عبور كر جاتي هے !

(تحريف و تمسيخ صور و افكار)

كبهي كبهي اوسكي يه مبالغه آميزي ايک نيا قلب بدلتي هے - يعنے جب واقعات ميں اغراق كا كوئي جديد پهلو نهيں پيدا كرسكتي تو اونكو مسخ كرديتي هے - زمانۂ قديم كي جنگجو قوموں كے خوفناک چهرے ' اونكے عظيم الشان هتهيار ' اونكے فن جنگ كے عجيب و غريب كرتبوں كي داستانيں ' هم آج تمسخر انگيز سمجهتے هيں - ليكن در حقيقت وه بالكل اصليت سے خالي نهيں هيں البته جماعت كے دماغ نے ان كو همارے سامنے مسخ شده صورت ميں پيش كيا هے ' اسليے اونكے اصلي خط و خال همارے نظروں سے چهپ گئے هيں -

(۴) يه ممكن تها كه اوسي زمانے ميں يه مصنوعي پردے هٹا ديے جاتے اور دنيا ان واقعات كي اصلي صورت ديكهه ليتي - ليكن جماعت جس عالمگير مرض ميں مبتلا هوتي هے ' وه متعدي هوجاتا هے ' وه ايک هي كان سے سنتي هے ' ايک هي آنكهه سے ديكهتي هے' ايک هي دل سے يقين كرتي هے' اسليے ايک شخص جو كچهه كهتا هے ' پوري جماعت كي زبان سے كهتا هے ' اور هر شخص اوسكا اوسيطرح يقين كرتا هے جسطرح كهنے والا اوس پر ايمان لايا تها -

(چند مثاليں)

واقعات سے اسكي متعدد مثاليں فراهم كي جاسكتي هيں - فرانس ميں سوء اتفاق سے دو لڑكياں ڈوب گئيں - لاش نكالی گئي تو چند شخاص نے انكي شناخت كي - مزيد توثيق كےليے بهت سے لوگوں كي شهادت ليگئي اور هر شخص نے اونكي تائيد كي - انسپكٹر پوليس نے اونهي لوگوں كي شهادت پر اونكي تجهيز و تكفين كا حكم ديديا -

ليكن چند هي دنوں كے بعد معلوم هوا كه وه لڑكياں زنده هيں ' اون ميں اور ڈوبنے والي لڑكيوں ميں صرف معمولي مشابهت تهي جس نے ايک جماعت كو دهوكے ميں ڈالديا -

اسي طرح ايک لڑكے نے ايک دوسرے لڑكے كي لاش كي شناخت كي تهي ' اور بهت سے لوگوں نے اسكي شناخت پر يقين كو ليا تها ! اس واقعه كي عام طور پر شهرت هوئي تو ايک عورت روتي پيٹتي آئي كه " وه ميرا هي لڑكا تها " لاش كے اوپر سے كپڑا اوتار كر ديكها گيا تو اوسكے پيشاني ميں ايک زخم تها ' اوسكو ديكهكر عورت اور چلائي : " بے شک' يهي ميرا لڑكا هے - وه تو مهينوں سے گم تها ' چند لوگ اوسكو پكڑ لے گئے اور قتل كرڈالا " اس عورت كے اور عزيز و اقارب بهي آے - اونهوں نے بهي كها كه " بيشک يه وهي لڑكا هے " جس مدرسه ميں تعليم پاتا تها اوسكے مدرس سے بهي شناخت كرائي گئي - اوس نے بهي اوسكے گلے كے تعويذ كو ديكهه كر كها كه " يه وهي هے - اسكے تعويذ كو ميں خوب پهچانتا هوں "

ليكن بعد كو معلوم هوا كه يه تمام شهادتيں غلط تهيں - وه شهر بوردو كے كسي شخص كا لڑكا تها - وهيں مقتول بهي هوا تها' اس عورت كے لڑكے سے اسے بهي تعلق نهيں ! !

(سريان خيال)

جماعت كے اس دماغي مرض كا نام سريان خيال هے - پہلے ايک دماغ دو چيزوں كي خفيف مشابهت سے ايک غلط خيال پيدا كرتا هے - پهر تمام جماعت اندها دهند اوسكا يقين كرليتي هے - دريا ميں كنكري پهينكنے سے ايک چهوٹا سا دائره پيدا هوجاتا هے جو رفته رفته پهيل كر تمام سطح آب كو محيط هو جاتا هے - بعينه اسي طرح جماعت ميں ايک شخص ايک خيال قائم كرتا هے ' جسكو جماعت كے دماغ كي كارروائي عام كرديتي هے - يهي وجه هے كه جماعت كي تمام روايتيں غلط هوتي هيں ' يا كم از كم قابل اخذ و قبول نهيں هوتيں - سريان خيال كا اثر ضعيف العقل لوگوں پر شدت كے ساتهه پڑ

مراکب بحریۂ مخفیہ ! آلات و سلاسل ناریہ و متصادمہ تحت البحر !

تحت البحر سب میرین کشتیاں بحري ایجادات میں سب سے آخري اور سب سے زیادہ خوفناک و بے خطا ایجاد ہے - حال میں ان کشتیوں نے بحري سرکو اور تباہ کن گولوں کے متعدد ہولناک نقصان پہنچائے ہیں - برطانیہ کے تین جنگي جہازوں کو پانچ جرمن تحت البحر کشتیوں نے پچھلے ہفتے بالکل تباہ کردیا - یہ تصویر دو انگریزي تحت البحروں "کلاس" نامي کي ہیں، جو بحر شمال میں تباہ کن سلسلے پھیلا رہي ہیں -

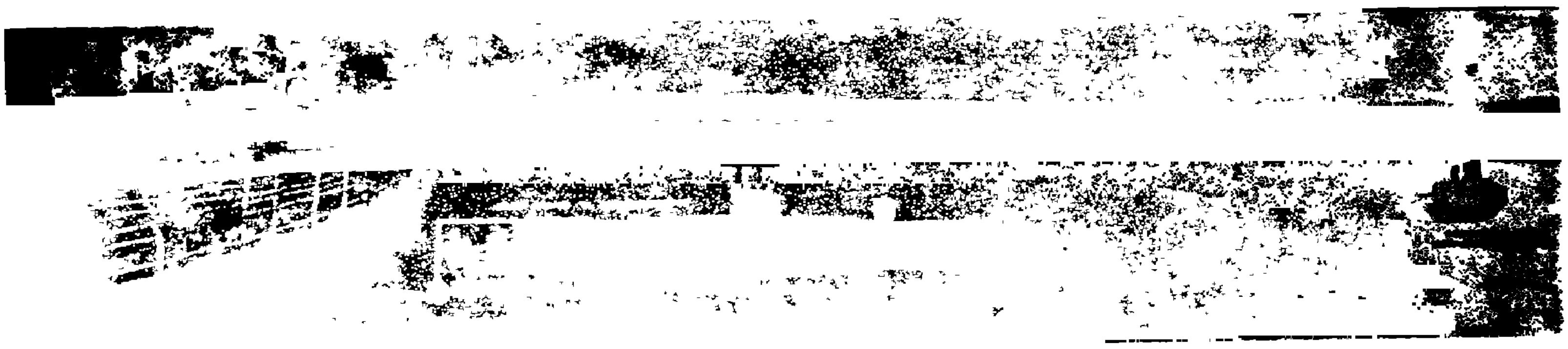

اس تصویر میں واضح کیا ہے کہ تحت البحر کیونکر اپنا ہولناک کام انجام دیتي ہے ؟ یہ ایک بندرگاہ ہے جہاں دشمن نے ساحلي دفاع کے انتظامات کیے ہیں - اچانک ایک تحت البحر کشتي پہنچي اور سطح سمندر کے نیچے چلي گئي - اوپر کا سیاہ حصہ سمندر کي سطح ہے اور کشتي سمندر کے نیچے بندرگاہ کي طرف جا رہي ہے - سامنے ایک گولہ لٹک رہا ہے جسے قریب تر ہوکر اسنے بندرگاہ کي جالي کے پاس رکھدیا اور پیچھے ہٹکر آپکے دہنے جانب چلي آئي اور چپ چاپ مقیم ہوگئي - اب یکایک وہ پھٹ کر تمام ساحلي دفاع کے استحکامات کو فنا کردیگا !

جزیرۂ ہلیگولینڈ

آغاز جنگ سے جرمني کے اس عجیب و غریب چھوٹے سے جزیرہ کا بارہا ذکر آچکا ہے جسے بے حقیقت سمجھکر انگلستان نے اپنے موجودہ حریف کے حوالے کردیا تھا - پچھلے دنوں اسکے قریب ایک بحري معرکہ بھي ہوچکا ہے جسمیں انگریزي جہازوں کو کامیابي ہوئي - اس مرقع میں پورا جزیرہ مع اپنے استحکامات کے دکھلایا گیا ہے : ۱ ہوائي جہاز کا اسٹیشن ہے ۔ ۲ قلعہ ہے ۳ اور ۸ اور ۴ بحري سرنگوں کے مراکز ہیں - ۵ وہ مقام ہے جہاں معرکہ ہوا تھا - ۶ ہوائي رصدگاہ اور توپ خانہ ہے - ۷ بحر شمال کي برطانوي سمت کي جانب ہے -

تاریخ و عبر

ریوتر ایجنسی

تاریخ تاسیس و اشاعة

ریوٹر ' جسکا نام آج هر اخبار بین کي زبان پر ھے ' خبر رسانی کي ایک عظیم الشان کمپنی ھے - اگرچه ریوٹر ایک جرمن لفظ ھے مگر اس کمپنی کو جرمنی سے کوئی تعلق نہیں - یه خالص انگریزی کمپنی ھے ' اور کرۂ ارضي کے تمام بحر و بر میں اسکے خاص ایجنٹ موجود هیں جو هر قسم کے واقعات کي مرکز کو اطلاع دیتے رهتے هیں -

اسکا بانی " جولي ایس ریوٹر " پرشیا کا ایک نوجوان یہودی تھا - جب ٹیلیگراف کي ایجاد کا اعلان هوا تو اسے خیال آیا که اس ایجاد سے اخباروں کو بہت مدد ملسکتي ھے -

یہی خیال تھا جو سنه ۱۸۴۹ ع میں ایک کمپني کي شکل میں ظاهر هوا - اس نے به مقام لاشاپل (جرمنی) ایک کمپني قائم کي ' جسکا مقصد یه قرار دیا که مختلف مقامات سے تجارتي اور مالي خبریں فراهم کر کے لوگوں کے پاس بھیجی جائیں - اس وقت ٹیلیگراف کا سلسله بہت کم مقامات پر تھا - اسلیے خبریں بسا اوقات ریل کے ذریعه اور کبھي کبھي نامه بر کبوتروں کے ذریعه فراهم کرنا پڑتی تھیں -

چند روز کے بعد وہ لندن چلا آیا اور یہاں آ کے اس نے سنه ۱۸۵۱ ع میں اپنی مشہور عالم کمپنی ازسر نو قائم کی - لندن میں جو کمپنی اس نے قائم کی تھی ' اس نے اپنا دائرۂ عمل صرف تجارتي اور مالي خبروں تک محدود رکھا تھا - اس کي کمپني سے خبریں خریدنے والے زیادہ تر یوناني تاجر تھے ' جنکو دریاے ڈینوب سے گیہوں کي روانگي کے متعلق خبروں کي خاص طور پر ضرورت رھا کرتي تھی -

مگر تھوڑے عرصه کے بعد ریوٹر نے محسوس کیا که اگر تمام انگریزی اخبارات کو هر قسم کي خبریں پہنچانے کا انتظام کیا جاے تو اس میں کامیابی کے بہت مواقع هیں ' کیونکه اسوقت تک تمام مقتدر انگریزي اخبارات کو خارجی خبروں کے لیے اپنے اپنے خاص نامه نگار رکھنا پڑتے تھے -

اس زمانه میں ایک اخبار " مارننگ ایڈورٹائزر " کے نام سے نکلا کرتا تھا - ریوٹر نے اس اخبار کو کمپنی سے خبر لینے پر راضي کیا - " مارننگ ایڈورٹائزر " خارجی خبروں کے لیے ۴۰ - پونڈ ماهوار دیا کرتا تھا - ریوٹر نے کہا که وہ خارجی خبریں صرف ۳۰ پونڈ ماهوار پر دیدیا کریگا - " مارننگ ایڈورٹائزر " اور اسکے علاوہ چند اور اخباروں نے یه نرخ منظور کرلیا -

وہ عظیم الشان کمپني ' جو آج دنیا کي سب سے بڑي خبر رساں کمپني ' ھے اسکا آغاز یه تھا !

دوسرے سال ایجنسی کي خوش قسمتي سے اسکي اهمیت محسوس هونے کا ایک عمدہ موقع پیدا هوگیا -

جب مقام ٹیلریس میں آسٹرین سفیر کو نپولین سوم نے باریاب کیا تو نپولین نے اس سے کہا :

" افسوس ھے که میرے تعلقات آپکي حکومت سے جیسے عمدہ چلے تھے ویسے اب نہیں ' مگر آپ سے درخواست کرتا هوں که آپ اپنے آقا کو یه اطلاع دیدیں که میرے خیالات میں کوئي تغیر نہیں هوا ھے "

یه الفاظ ۹ - فروری سنه ۱۸۵۹ ع کو ایک بجے کہے گئے تھے مگر اسي دن ۲ بجے ٹائمز کے دوسرے ایڈیشن میں شائع هوگئے - اس سے ایک طرف تو اسٹاک ایکسچینج میں تہلکه پڑگیا دوسري طرف ریوٹر کا نام گھر گھر پھیل گیا -

اسکے بعد سے ریوٹر ایجنسی کي طرف اخبارات کی توجه بڑھنے لگي ' اور وهي ایجنسي جو پہلے صرف یوناني تاجروں کو ڈینوب سے آنے والے گیہوں کي خبریں دیا کرتی تھي ' آج تمام دنیا کي خبریں عالم صحافت کے ایک بڑے حصه کو دے رهی ھے ' اور اپنے نامه نگاروں کے جال سے تمام دنیا پر چھائی هوئي ھے !

(طریق حصول انباء و اخبار)

ریوٹر ایجنسی جسقدر خبریں دیتی ھے ' اسکے متعلق یه خیال کرنا صحیح نہوگا که وہ سب اسے اپنے خاص نامه نگاروں سے ملتي هیں -

جسطرح اسوقت ریوٹر ایجنسی انگلستان کی قومی خبر رساں ایجنسي ھے ' اسی طرح یورپ کي اکثر بڑي سلطنتوں میں انکی قومی ایجینسیاں موجود هیں - فرانس کی قومی خبر رساں ایجنسي کا نام " هاواس " ھے - جرمنی میں " ولف " ھے - اٹلی کی ایجینسي کا نام " سٹیفانی " ھے - جاپان بھی ایک قومي ایجینسي بنانے والا ھے - اور ترکوں نے بھي ایک ایجنسی قائم کرلي ھے -

هم نے اوپر بیان کیا ھے که ریوٹر کے نامه نگار دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں هیں - لیکن ظاهر ھے که واقعات و حوادث صرف بڑے شہروں هي میں نہیں هوتے اسلیے ریوٹر ایجینسي نے یه انتظام کیا ھے که دوسري ایجینسیوں سے انکے ملک کے چھوٹے چھوٹے شہروں کي خبریں لےلیتي ھے ' اور اپنے نامه نگاروں کو دیدیتی ھے - اسکے بمعاوضه میں ریوٹر ایجینسي انکو خبریں دیتي ھے -

اس ایجنسي نے اب اپنے عمل کا دائرہ اور وسیع کرلیا ھے - خبر رساني کے علاوہ اب لوگوں کے پرائیوٹ ٹیلیگرام بھي بھیجتي ھے - چونکه اسکے یہاں کا کوڈ سسٹم نہایت عمدہ ھے اسلیے ایجنسي اور کمپني دونوں کو کفایت رهتي ھے - اسوقت تک جسقدر پرائیوٹ ٹیلیگرام بھیجتي ھے انکا روزانه اوسط ایک هزار ھے -

اس نے روپیه کا کار و بار بھي شروع کر دیا ھے - هر سال کروروں روپیه اسکي معرفت لوگوں کے پاس آتا جاتا رهتا ھے - کمپني کا پہلا ڈائریکٹر بیرن ڈي ریوٹر تھا - اس نے سنه ۱۸۹۹ میں انتقال کیا - اب ایجینسي کا موجودہ منیجنگ ڈائریکٹر اسکا لڑکا ھے -

اس ایجینسي کي اصلي خصوصیت یعنی جلد سے جلد اطلاع دینا اسوقت پوري طرح قائم ھے - اس نے ولیعہد آسٹریا کے قتل سراجیو کي خبر تمام ایجنسیوں سے ایک گھنٹه قبل اور جہاز ایمپرس آف آیرلینڈ کے غرق هونے کي اطلاع دو گھنٹه قبل دي تھي -

تاریخ حربیات برطانیہ قدیمہ !

لارڈ کچنر ناظر حربیۂ حالیۂ برطانیہ جنہوں نے کہا : '' انگلستان اپنی تمام گذشتہ بحری و بری جنگیں دو آخری مرتبہ دہرا کردینے کے لیے تیار ہوگیا ہے ''

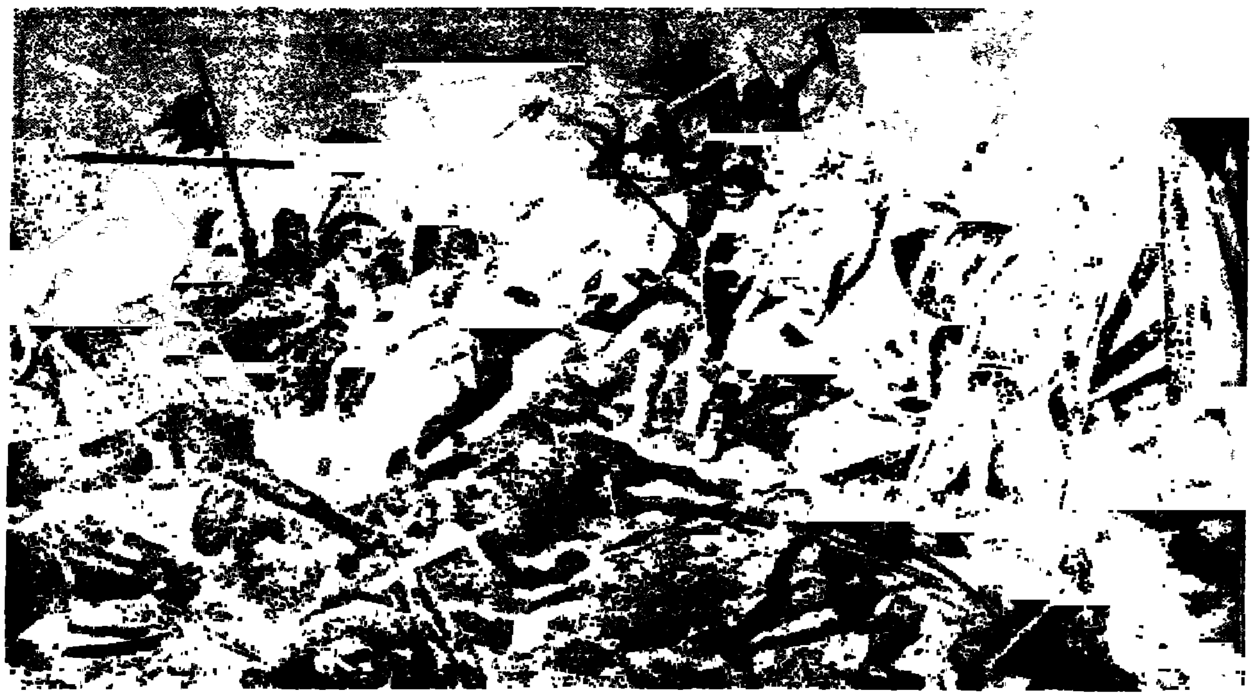

معرکۂ ہیسٹنگ: تاریخ میں سب سے بڑا بری معرکہ جو سرزمین انگلستان میں ہوا ہے !

معرکۂ بحریہ الفریڈ اعظم کے زمانہ میں ڈنمارک کے ڈانوں کے ساتھ وقوع میں آیا سنہ ۸۹۷ مسیحی !

حکایت موش و گربہ !

مسٹر چرچیل اولین خداوند بحریات برطانیہ
[فسٹ لارڈ اف ایڈمیرلٹی]

جنہوں نے ۲۱ - ستمبر کو والنٹیروں کے ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوے کہا :
" اگر جرمن بیڑہ جنگ کیلیے نہ نکلے تو وہ اس طرح اپنی
پوشیدہ پوشیدہ جگھوں سے نکالا جائیگا جیسے چوہے
سوراخوں سے نکالے جاتے ہیں ! "

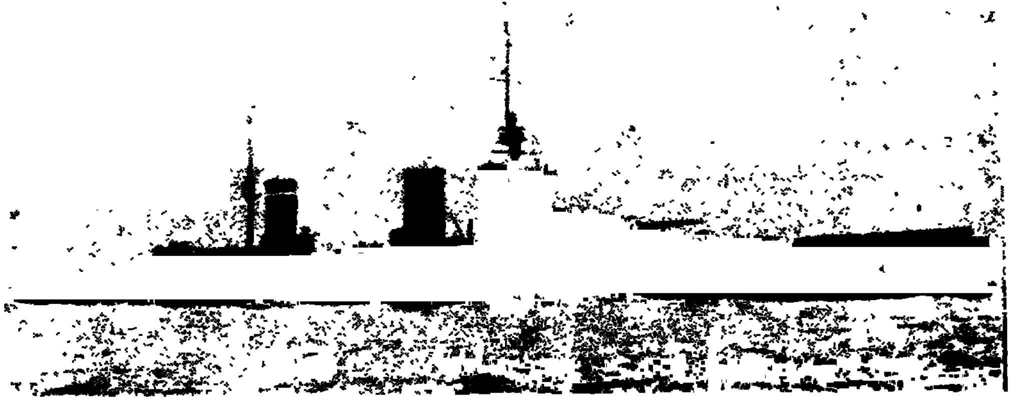

شیر برطانیہ کا ایک سب سے بڑا بحری نیستان: "کوئین میری"
جو نہر کیل کے چوہوں کو انکے پوشیدہ بلوں سے نکال کر
پرزے پرزے کردیگا !!

ایک شوخ چوہا "ایمڈن" جو ہندوستان تک چلا آیا
مگر عنقریب اپنی شوخی کی سزا پائیگا !

اولین جنگ فرانس و جرمنی

نتائج سیاسیہ و اقتصادیہ و عمرانیہ

اولین جنگ فرانس و جرمنی نے دونوں سلطنتوں میں ایک عظیم الشان ملکی ، تمدنی ، اور اقتصادی انقلاب پیدا کر دیا ، جسکا اثر ان دونوں ملکوں کے ذرے ذرے میں نظر آتا ہے -

(فرانس)

(مردم شماری ، رقبہ ، مداخل و مصارف)

سنہ ۱۸۷۰ ع میں فرانس کا رقبہ ۲۲۲۷۰۰ میل مربع تھا ، اور ۳۸۰۰۰۰۰۰ آدمی اوس میں آباد تھے ، لیکن اس جنگ کے بعد اوسکا رقبہ ۲۰۷۰۵۴ میل ہو گیا ، اور مردم شماری ۳۶۰۰۰۰۰۰ تک گھٹ گئی ، کیونکہ سرحد فرانس کا ایک بڑا حصہ جرمنی میں منتقل ہو گیا ، اور الساس اور لورین کے دو بڑے صوبے نکل گئے - سنہ ۱۹۰۶ ع تک اس تعداد میں صرف ۳۹۲۵۲۰۰۰ کا اضافہ ہوا تھا -

لیکن جرمنی کی مردم شماری میں جو روز افزوں ترقی ہو رہی ہے ، اوسکے لحاظ سے یہ اضافہ بمنزلہ صفر کے ہے -

سنہ ۱۸۶۵ میں فرانس کی مالی آمدنی ۷۵۰۰۰۰۰۰ گنی تھی اور اسیقدر خرچ بھی تھا - لیکن گذشتہ سال اسکی مقدار ۱۷۰۰۰۰۰۰۰ گنی تک پہونچ گئی -

سنہ ۱۸۷۰ میں فرانس پر ۵۰۰۰۰۰۰۰۰ گنی کا قرض تھا - لیکن گذشتہ سال میں اسکی مقدار ۱۲۵۷۲۸۷۰۰۰ تھی - پہلے اوسکا نظام سلطنت شخصی تھا ، اس جنگ کے بعد اوسنے جمہوریت کا قالب اختیار کر لیا -

سنہ ۱۸۷۰ میں اسکی بری فوج ۲۵۰۰۰۰ پیدل اور ۹۲۰۰۰ سواروں سے مرکب تھی ، لیکن جنگ کے زمانے میں پیدل سپاہیوں میں تقریباً دوگنے کا اضافہ کیا جا سکتا تھا ، اور سواروں کی تعداد ۱۰۰۰۰۰ تک پہونچائی جا سکتی تھی - توپچی ۱۶۰۰۰ تھے جنکی تعداد حالت جنگ میں ۴۰۰۰۰ تک ہو سکتی تھی -

سنہ ۱۸۷۰ میں فرانس کی بحری طاقت ۳۳ جہازوں کا مجموعہ تھی ، جو مجموعی طور پر ۱۸۵۷۵ گھوڑوں کی طاقت رکھتے تھے ، اور ۷۷۷ توپیں ان جہازوں پر نصب تھیں -

لیکن چالیس برس کے بعد اسکی کل بری فوج کی تعداد ۹۳۸۰۰۰ کر دی گئی ، اور بحری طاقت کو بھی زمانۂ حال کے رجحان بحری کے مطابق بڑی کوشش سے ترقی دی گئی ہے -

ڈریڈناٹ ۲۸ ، کروزر درجہ اول ۱۲ ، درجہ ثانیہ ۱۵ درجہ ثالثہ ۴۴ - ڈیسٹرائر (تباہ کن) ۸۰ ، تار پیڈو ۱۵ سب میرین (تحت البحر) ۷۰ -

(جرمنی)

سنہ ۱۸۷۰ ع میں پروشیا صرف ایک ریاست کی حیثیت رکھتا تھا - جنگ کے بعد وہ ایک مستقل سلطنت بن گیا ، اور جرمن کے تمام صوبے پروشیا کے ماتحت آ گئے ، اور داہیۂ سیاست لنک یعنی پرنس بسمارک کا اس جنگ سے یہی مقصد بھی تھا - اسکا رقبہ صرف ۱۳۷۰۰۰ میل مربع تھا ، اب ۲۰۸۷۸۰ میل ہو گیا - پروشیا کی آبادی جنگ سے پہلے ۱۳,۰۰۰۰۰۰ آدمیوں سے بھی کم تھی ، لیکن اب کل جرمنی کی آبادی ۶,۵۰۰۰۰۰۰ - اشخاص کی ہو گئی ہے - جن میں سے ۴۰۲۰۰۰۰۰ آدمی صرف پروشیا میں آباد ہیں - یعنی قتل و خون کی اس غارتگری سے صرف پروشیا کی مردم شماری میں تقریباً دوگنی تعداد کا اضافہ ہو گیا !!

سنہ ۱۸۷۰ ع میں جرمنی کی فوجی طاقت فرانس کے برابر بلکہ اوس سے بھی کم تھی - صرف ضرورت کے وقت اوس میں اضافہ ہو سکتا تھا - اوسکی فوجی طاقت اب بھی اسی قدر ہے ، لیکن زمانہ جنگ میں اوسکی تعداد ترقی کر کے مضاعف ہو جاتی ہے -

سنہ ۱۸۷۰ ع میں اوسکی بحری طاقت جن اجزا سے مرکب تھی ، انکی مجموعی تعداد ۹۳ سے زیادہ نہ تھی - ان میں بڑے جہاز صرف ۱۰ تھے - جن میں ۲۵۰ توپیں تھیں ، باقی چھوٹی بڑی مختلف قدیم عہد کی کشتیاں تھیں -

لیکن اسکے بعد جرمنی نے اپنی تمام توجہ کو جنگ کے بری و بحری ساز و سامان میں صرف کرنا شروع کر دیا ، اور اس سرعت کے ساتھہ ترقی کی ، جسکی نظیر تمام تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی - اسکی ترقی محض تعداد نفوس و مراتب جنگ کی نہ تھی بلکہ فن و صنائع جنگ و آلات جنگ کی ، اور اسی وجہہ سے جسقدر وقت گذرتا گیا ، اتنا ہی اسکا رعب جنگی اور استیلاے حربی تمام یورپ پر چھانے لگا - یہاں تک کہ چالیس برس کے بعد وہ جدید یورپ میں جنگ و طاقت کے ایک ہولناک عفریت کی شکل میں نمودار ہوئی ، اور قواے دول کے توازن کی میزان اسکے ہاتھہ میں آ گیا -

ساز و سامان جنگ میں اسکی بحری قوت ہمیشہ ایک راز سربستہ رہی ہے ، اور کوئی صحیح اندازہ اسکے متعلق نہیں کیا جا سکا ہے - وہ معمولی شمار و اعداد جو خود برلن میں شائع ہوتے رہے ہیں اور جنکو عموماً اصلیت سے بہت کم سمجھا گیا ہے ، انسے معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام عرصے میں اسکی بحری قوت ہر طرح ۲۵۰ جہازوں تک پہنچ گئی جن میں ڈریڈ ناٹ جہاز تقریباً ۶۰ - ۷۰ ہیں -

(دونوں سلطنتوں کا مقابلہ)

ان اعداد و شمار کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ رقبہ اور آبادی دونوں کے لحاظ سے جرمنی نے جو ترقی کی اسکے مقابلے میں فرانس کی ترقی بہت حقیر ہے - سنہ ۱۸۷۰ ع میں جنگ سے پہلے فرانس کا رقبہ ۲۱۲۷۰۰ مربع تھا ، صلح کے بعد ۲۰۷۰۰۰ میل ہو گیا - آبادی ۳۸۰۰۰۰۰۰ تھی - صلح کے بعد رقبہ میں جو کمی واقع ہوئی ، اوسکے ساتھہ اس تعداد میں سے بھی تقریباً ۲ ملین آبادی اب لازمی طور پر گھٹ گئی ، اور صرف ۳۶ ملین آدمی فرانس میں رہ گئے - جنگ پر نصف صدی گذر چکی ہے لیکن اب تک اوسکی آبادی میں ۳ ملین سے کچھہ ہی زیادہ کا اضافہ ہوا ہے -

لیکن جرمنی کی حالت فرانس سے بالکل مختلف ہے - پہلے اوسکے تمام صوبے الگ الگ تھے ، اب ایک ہو گئے - فرانس کے رقبہ مملکت کا ایک معتد بہ حصہ بھی اوس میں شامل ہو گیا - اسکے ساتھہ ہی اوسکی مردم شماری بھی قدرتی طور پر زیادہ ہوئی ، اور ان تمام اسباب سے اوسکی آبادی مجموعی طور پر ترقی کر کے تقریباً سہ گونہ ہو گئی ہے - جنگ سے پہلے پروشیا کی آبادی کی تعداد صرف ۲۴۰۰۰۰۰۰ تھی ، اب اوسکی آبادی ۴ ملین سے بھی زیادہ ہے - فرانس کی مردم شماری میں اضافہ نہ ہونے کا بڑا سبب اوسکی عیش پرستی اور بے اعتدالانہ تمدنی زندگی کے مضر نتائج ہیں - فرانس کا ہر عیش پرست انسان آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے ، اور قدیم ازدواجی رسوم کی پابندی سے اکتا گیا ہے اسلیے اکثر لوگ سرے سے شادی کرتے ہی نہیں - بہت سے کرتے بھی ہیں تو اس شرط کے ساتھہ کہ محدود اولاد پیدا کی جائیگی - اسکے متعلق میاں بی بی میں ایک محکم معاہدہ ہو جاتا ہے اور اوسکے خلاف عدالت میں چارہ جوئی کی جاتی ہے -

مراکب هوائيه محيره ! منتهاء ترقيات فضائيه حاليه ! !

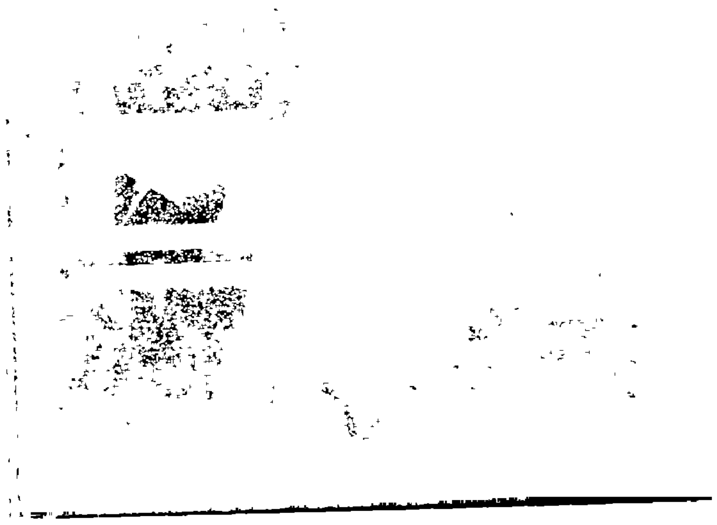

شپرو نما هوائي جهاز

يه ايک تازه ترين ايجاد هے - چمگادڑ کي شکل کا هوائي جهاز بنايا گيا هے - ماهرين فن کا بيان هے که هوا کي هر حالت پر اسے سب سے زياده قدرت حاصل هوگي !

هوائي مراکب کا ايک مجموعہ منظر

اس مرقع ميں هوائي جهازوں کي تمام اقسام اوړ تاے دکهلائي هيں اور انکي قوت پرواز کي بلندي و پستي کو نمایاں کيا هے - اسکي تفصيل کيليے مضمون هوائي بيڑه صفحه ۸ ملاحظه هو -

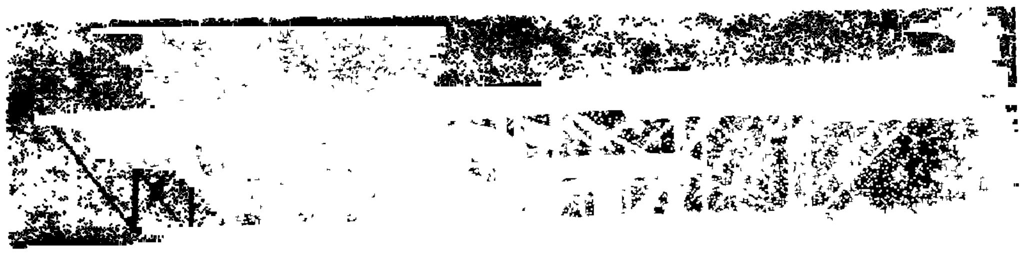

انگريزي مفتش مونو پلين (يعني محض تفتيش کرنيوالا هوائي جهاز)

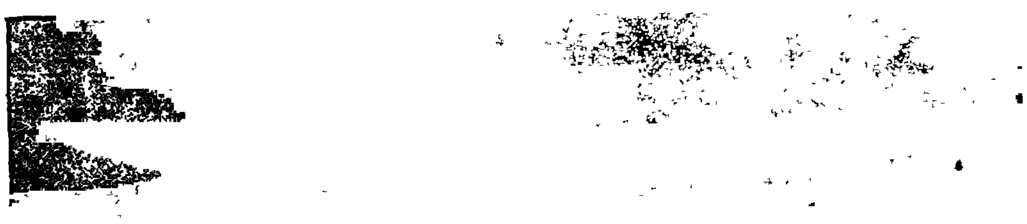

انگريزي عسکري بائي پلين
يعني فوج کے استعمال کا هوائي جهاز جسميں دو انجن هيں نهايت قابل اطمينان هے

کہ فرانسیسی قلعوں کے توپخانے زیادہ تر قدیم وضع کے ہیں -

دونوں سلطنتوں کے توپخانوں کے متعلق ایک سوال یہ بھی ہے کہ ضرورت کے وقت دونوں سلطنتیں جسقدر توپیں فراہم کرسکتی ہیں، انکی صحیح تعداد کیا ہے ؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فرانس ابھی تک بٹری میں چار توپوں کے طریقہ پر اڑا ہوا ہے - حالانکہ جرمنی کی ایک میدانی بٹری مین ۶ توپیں ہوتی ہیں - یہ ظاہر ہے کہ ایک ۴ توپوں والی باٹری ۶ توپوں والی باٹری کا مقابلہ نہیں کرسکتی -

فرنچ صیغہ جنگ نے جو اعداد و شمار شایع کیے ہیں، وہ یہ ہیں: " کہ فرانس کے پاس ۲۵۰۴ توپیں اور جرمنی کے پاس ۳۳۷۰ توپیں ہیں - اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ جرمنی سنہ ۱۹۱۷ تک بالکل خاموش رہے، اور اپنے سامان جنگ میں کوئی اضافہ نہ کرے تو اس صورت میں فرانس و جرمنی میں فرانس بہتر ہوگا - مگر اس فرض کی کوئی وجہہ نہیں کہ جرمنی تین سال تک بلا وجہہ خاموش رہیگی - اسکے علاوہ اسکے پیش نظر توپوں کی ایک اور وضع ہے، اور جب روپیہ کا سامان ہوگیا اسیوقت اس پیش نظر وضع کی توپیں جرمن سپاہ میں روشناس ہو جالیگی -

شعلۂ جنگ کا پہلا آتشکدہ

(سرویا اور آسٹریا)

(۲)

(پل)

پل کے قریب نگرانی کے لیے جو سنتری کھڑے تھے جب انہوں نے سلم سے آتی ہوئی ٹرینوں کو دیکھا تو انہوں نے فوراً الارم بلند کیا - اسوقت ایک اسٹیمر چند کشتیوں کو لیکے پل کے اس حصہ تک گیا، جہاں شگاف پڑگیا تھا - جب ان کشتیوں سے رکنے کو کہا گیا تو انہوں نے اسکے جواب میں رائفلیں سرکیں - انکے جواب میں ادھر سرویوں نے رائفلیں اور مشین گنیں چلانا شروع کیں فوراً آسٹرین ساحل پر چلے گئے -

جو سروی فوجیں پل کی حفاظت کررہی تھیں وہ ان فوجوں سے معرکہ آرا ہونے لگیں، جو ٹرینوں پر آرہی تھیں - یہ واقعہ اسیوقت پیش آیا کہ سرنگوں میں آگ لگادی گئی اور پھٹیں، اور اسطرح پل کو عبور کرکے سروی ساحل تک پہنچنے کے لیے آسٹرین فوجوں کی کوششیں درہم برہم ہوگئیں -

کیا اسی ناکامی کی جھلاہٹ میں شہر پر گولہ باری کی گئی ؟ کوئی نہیں کہسکتا، مگر دوسرے ہی دن ۲۹ کو دو گولے پھٹکے انگریزی سفارتخانوں پر گرے اور انگریزی قونصل مرتے مرتے بچ گیا -

بلغراد اور سلم کے مابین ٹیلفون اب تک صحیح و سالم تھا اسکے ذریعہ سے سروین کمانڈر نے آسٹرین کمانڈر کو اس واقعہ کی اطلاع دی کہ اسکی گولہ باری سے انگریزی قونصل اور انگریزی جائداد پر دست درازی ہوئی ہے، جو اسوقت نا طرفدار ہے - اسکا یہ جواب ملا کہ تمہاری کومنڈنٹس نے ہمارے مونیٹروں پر آتشباری کی تھی اسلیے ہم نے بھی آتشباری کی، اور اگر آیندہ پھر کبھی وہ ایسا کرینگے تو ہم بھی پھر یہی کرینگے -

اسی اثناء میں آسٹرین ریورگن بوٹ (دریا کی توپ بردار کشتیاں) دریا سے ڈنیوب میں پیریڈ کرتی ہوئی خاموش قلعوں کے سامنے سے گذریں - وہ گاہے ماہے گولے بھی پھینکتی جاتی تھیں جو کبھی خالی فضاء میں بلند ہوتے تھے اور کبھی بلغراد کے مکان پر آکے گرتے تھے -

(مستورات پر گولے)

۳۰ جولائی کو صبح کے وقت میں فرنیکو سروین بنک میں تھا کہ ایک شارپنل گولا سڑک پر ٹھیک اس کمرہ کی کھڑکی کے آگے آکے پھٹا، جس میں بیٹھا تھا - اس گولے نے کھڑکی کو چور چور کردیا - میں بنک سے روانہ ہوکے گرینڈ ہوٹل کے قریب آرہا تھا کہ میرے بائیں جانب چند گز کے فاصلہ پر ایک گولہ آکے گرا، ایک عمارت منہدم ہوگئی اور ہم لوگ بالکل گرد پوش ہوگئے -

تمام باشندوں نے سارا دن اور رات پھر شراب کے تہ خانوں میں بسر کی یہ گن بوٹ قد میں ہمارے تارپیڈو کشتیوں کے برابر ہوتی ہیں، لیکن انکے مصارف بہت ہیں - یہ ایک ہزار میٹر کے فاصلہ سے خاموش قلعوں پر آتشباری کرتی ہیں - سروی اپنے توپخانے لائے تو مگر انہیں استعمال نہیں کیا - یہ مسلسل خاموشی سرویوں کے طرف سے غیر معمولی تھی، اور آبادی میں سخت خوف و پریشانی پیدا کر رہی تھی - کیا اسلیے کہ توپچیوں کی کمی تھی یا سامان جنگ کی ؟ کوئی نہیں کہسکتا - مگر میرے نزدیک دوسری صورت تھی -

اسٹیـــم رولـر کا جمـــود

روس کو اپنی فتوحات کے اعلان میں جو مخصوص قابلیت حاصل ہے، وہ جنگ کریمیا کے زمانے سے دنیا کو معلوم ہے جبکہ انگلستان، روس، اور ترکی کی متحدہ فوجیں کبھی مٹی کے تودوں کیطرح روسی قلعوں کو اڑا رہی تھیں، مگر عین اسی وقت سینٹ پیٹرزبرگ سے تار دیے جاتے تھے کہ ہماری فوج کے ایک ایک کاسک نے دشمن کے ایک ایک دستے کا خاتمہ کردیا -

پس اگر آج ہمکو سنایا جاتا ہے کہ ایک لاکھ آسٹرین سپاہ مچھلی کیطرح جال میں گرفتار ہوگئیں تو یہ چنداں تعجب انگیز نہیں، اور ہمیں معلوم ہے کہ عظیم الشان روس کی فتوحات ہمیشہ کیونکر ہوا کرتی ہیں، لیکن تعجب ہے کہ پچھلے دنوں فرانس کے میدانوں میں بھی بعض نامہ نگاروں نے ملائی اصول روایت کی تقلید کرنی چاہی، اور " ۸۰ ہزار جرمن لاشوں " کو ایک ایک کرکے شمار کرلیا !

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود !

" پایونیر " کو بھی اس انتہائی دروغ بافی پر غصہ آگیا ہے اور وہ جھنجھلاکر پوچھتا ہے کہ ۸۰ ہزار لاشیں کیونکر شمار کی گئیں، اور ایسی صریح لغو بیانی کیوں کیجاتی ہے ؟

ساتھہ دن پورے گذر گئے - روس نے آسٹریا کو درہم برہم کردیا، سرویا نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں - مانٹی نگرو بھی روز سراجیوز کے پاس بیان کیا جاتا ہے - ایک لاکھ آسٹرین قیدیوں کو روز دو لاکھ مرتبہ فیاض روس راشن دے رہا ہے - تعجب ہے کہ ابتک کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہ نکلا -

روس ابتک رہی گلیشیا کے گوشوں میں بیان کیا جاتا ہے، سرویا اپنے ملک کے ۱۲ - میل اندر لڑ رہی ہے، مانٹی نیگرو سراجیو تک پہنچتا ہی نہیں - جرمنی کے روسی پولینڈ میں بڑھنے کی خبریں آنے لگی ہیں مگر روسی افواج کے جرمنی کے اندر کاموں کا کچھہ پتہ نہیں چلتا کہ کب برلن کی طرف پیش قدمی ہوگی ؟

لطف یہ ہے کہ ہندوستان کے انگلو انڈین پریس کے دفتر بھی ان خبروں کو سنتے سنتے پریشان ہوجاتے ہیں اور اکتا کر کہہ اٹھتے ہیں کہ روسی بیانات قابل تسلیم نہیں - پایونیر اور ٹائمز آف انڈیا کے نوٹس آجکل نہایت دلچسپ ہوتے ہیں -

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر انگلستان کا پریس بیورا روس کی ایسی خبروں کو بھی قلم احتساب کے حوالے کردیا کرے تو بہتر ہے، کیونکہ فوجی رازوں کے انشا سے کہیں زیادہ روسی خبروں کے اعلان سے دول متحدہ کے مقاصد کو نقصان پہنچتا ہے -

یہي وجہ ہے کہ تمام یوریین قوموں میں فرانس کی آبادي روز بروز گھٹتي جاتي ہے ' اور اس نقصان عظیم کا صرف اوس وقت احساس ہوتا ہے ' جب وطنیت کي راہ میں فرزندان وطن کی قرباني چڑھانیکي ضرورت ہوتی ہے !

سنہ ۱۷۷۰ع میں فرانس کی آبادي پروشیا سے ۱۵۰۰۰۰۰ زیادہ تھي' لیکن اب جرمني کي آبادي فرانس کي آبادي سے ۲۵۰۰۰۰۰ زیادہ ہوگئي ہے - یہ سچ ہے کہ جرمني کے رقبۂ ملک کي وسعت نے آبادي کے تناسب پر بھي اثر ڈالا ہے' لیکن اسمیں نسل کي عمدہ افزایش اور ازدواجي زندگي کے قیام کو بھي بہت کچھہ دخل ہے - جو لوگ جرمني سے نکل کر نو آبادیوں میں یا دوسرے ملکوں میں آباد ہوگئے ہیں' اونکي تعداد اسکے علاوہ ہے -

دونوں سلطنتوں کے دار الحکومتوں میں بھی آبادي کا یہي تناسب نظر آتا ہے - سنہ ۱۸۷۰ع میں پیرس کي آبادی ۱۷۵۰۰۰۰ تھي - اب ۲۸۴۶۹۸۶ ہے - یعني ایک ملین سے کچھہ ہی زیادہ اضافہ ہوا ہے - لیکن برخلاف اسکے اوسوقت برلن کي آبادي صرف ڈھائي لاکھہ تھي ' مگر اب دو ملین یعني ۲۰ لاکھہ تک پہنچ گئي ہے !!

مالي حالت بھی اسی کے قریب قریب ہے - سنہ ۱۸۷۰ع میں فرانس کی آمدني ۷۵۰۰۰۰۰ گنی تھي اب ترقي کے بعد ۱۷۰۰۰۰۰۰ گني ہے - با اینہمہ اسمیں دو گنے سے کچھہ ہي زیادہ اضافہ ہوا ہے - لیکن جرمني کی آمدني ۲۰۰۰۰۰۰ گنی تھی' اور اب ۱۴۲۰۰۰۰۰ سے بھي بہت زیادہ ہے - یعني بہ نسبت پہلے کے سات گنا بڑہ گئی ہے !

اسیطرح ملک و حکومت اور قومی اور وطنی زندگي کي ہر شاخ میں دونوں کي حالت بالکل مختلف ہے -

(اخلاق و عادات)

دونوں قوموں کے اخلاق و عادات اور طور و طبائع میں بھي سخت اختلاف ہے - فرانسیسي عموماً رومی اقوام کیطرح ذکي الحس' تند مزاج' سریع الاشتعال' اور شدید الانفعال ہوتے ہیں - اور اسمیں شک نہیں کہ اعلی ترین شہري و تمدني زندگي اور جذبات رقیقہ و لطیفہ کے لحاظ سے وہ تمام اقوام یورپ میں فرد ہیں' لیکن عقل و جذبہ دو مختلف چیزیں ہیں اور دونوں کے نتائج مختلف ہیں - فرانس بے شبہہ جذبات مشتعلہ کا ایک آتشکدہ اور بھڑکتے ہوے عواطف کا ایک کوہ آتش فشاں ہے' لیکن سیاست کا دیو صرف عقل کے کوہ همالیہ هي پر رهتا ہے ' جسکي سطح ہمیشہ برف کے برودت سے سرد رہتی ہے -

فرانسیسي عموماً سیاست سے ناآشنا ہے - جب اوسکے غصہ کی آگ بھڑکتي ہے' تو خرمن عقل کو دفعۃً جلا کر خاک سیاہ کردیتي ہے' لیکن سیاست ہمیشہ حزم' استقلال' تدبر اور دور اندیشی کے برف زار میں نہایت سکون و اطمینان اور سرد تحمل کیساتھہ زندگي بسر کرنا چاہتی ہے' اسلیے اوس نے اپنا نشیمن یورپ کے دوسري سلطنتوں کو بنایا ہے - انہی سلطنتوں میں ایک جرمنی بھی ہے جرمن نہایت مستقل' ثابت قدم' اور غور و فکر کے عادي ہوتے ہیں - عقل و دور اندیشي اونکے جذبات کو قابو میں رکھتی ہے' وہ ہر معاملہ پر نہایت غور و فکر کیساتھہ نظر ڈالتے ہیں' اور اوسپر عمل کرنیکا صحیح راستہ اختیار کرتے ہیں - وہ صرف مظاہرہ اور نمایش کو اپنی زندگی کا مقصد نہیں قرار دیتے' بلکہ مادي نتائج و عقلي حقائق اونکے پیش نظر ہوتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ خاموشی کے ساتھہ ہر حیثیت سے روز افزوں ترقی کرتے چلے گئے' اور کسیکو اسکی خبر نہ ہوئی - اگر قیصر جرمنی کي شہرت طلبي اونکو نمایاں نکرنا چاہتی ' تو وہ ایسي خاموش عملي زندگي بسر کر رہے تھے کہ دنیا کو کبھی بھی اونکا علم نہوتا !

مـــکاتبـــات حـــربیـــہ

فرنچ اور جرمن توپخانے

آغاز جنگ سے کسیقدر قبل " مارننگ پوسٹ " کے جنگي نامہ نگار نے جرمن اور فرنچ توپخانوں کا باہم موازنہ کیا تھا - وہ لکھتا ہے کہ "توپخانہ میں سب سے اہم شے میداني توپخانے ہیں - اس بارہ میں انگریزي توپچیوں کا یہ خیال ہے کہ فرانس کو اپنے حریف پر قطعي اور یقیني فوقیت حاصل ہے - اگرچہ جرمنی نے اپني پراني توپوں کے لیے نئي گاڑیوں کا سامان کیا ہے' مگر تاہم فرنچ توپخانوں کي توپوں کي منجنیقیں' گاڑیاں اور دیگر ساز و سامان جرمني کے میداني توپخانوں کي توپوں سے بہتر ہے -

یہاں تک تو حالت عمدہ ہے ' لیکن جب پراني میدان کي ہاوٹزروں کا نمبر آتا ہے' تو اسمیں فرانس جرمني سے پیچھے نظر آتا ہے' جو " ہاوٹزر " ایک آتشیں آلہ ہے جو افق کے متوازي گولہ باری کرتا ہے -

جرمن سپاہ میں ہر دستہ فوج کے ساتھہ میداني ہاوٹزر کي تین باٹریاں ہوتي ہیں - اسکے مقابلہ میں فرنچ سپاہ کے پاس محاصرہ کے ہاوٹزر نہیں ہیں - فرانس اسکي کمي کی تلافي کرنا چاہتا تھا - اور یہ تجویز کیا گیا تھا کہ میداني توپوں کے دہانے پر ایک قسم کي توپي لگادي جاے ' جس سے انکي گولہ باری کي سرعت کم ہو جائیگی -

یہ معلوم ہوا ہے کہ اس تدبیر سے نشانہ کي صحت کے متعلق بعض عمدہ نتائج مرتب ہوے تھے -

مگر اس تجویز پر جو اعتراض ہوتا ہے وہ بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے - ہاوٹزر کا ایک مقصد یہ بھي ہے کہ اسکے ذریعہ سے بڑے بڑے گولے مثلاً ۴۰ یا ۵۰ پونڈ کے پھینکے جا سکیں - یہ بات فرانس کی ان توپوں کو حاصل نہیں' کیونکہ وہ صرف معمولي میدان کی توپوں کے گولے پھینکسکتی ہیں -

جسطرح کہ ہمارے (انگلستان) پاس میدان کے لیے باقاعدہ بھاري باٹریاں ہیں اسطرح فرانس کے پاس نہیں' حالانکہ جرمني کے پاس اسکا سامان یعني توپیں وغیرہ ہیں -

بھاري ہاوٹزر کی باٹریاں دونوں سلطنتوں کے پاس ہیں' لیکن اگر مجموعي حیثیت سے دیکھا جاسے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ دونوں سلطنتوں میں انتخاب کي ضرورت نہیں - یہ ظاہر ہے کہ میداني توپوں کے ساز و سامان کی وجہ سے فرانس کو جو فوقیت حاصل تھي وہ اسلیے منسوخ ہوگئي ہے کہ اسکے پاس بھاري باٹریاں اور میداني ہاوٹزر نہیں ہیں -

ایسے اسباب موجود ہیں جنکي بناء پر یہ یقین کیا جا سکتا ہے

پرزہ (جسکو انگریزي میں " فائرنگ جي ار " کہتے ہیں) لیور کي گرفت سے آزاد ہو جاتا ہے -

لیور ایک کماني پر تھمے ہوے تکلےکی وجہہ سے مقفل رہتا ہے- (اس تکلے کو انگریزي میں اسپرنگ بیور لیگ اسپنڈل کہتے ہیں) اسکا مفاد یہ ہے کہ جب لیور اپني جگہہ سے ہٹے' تو اس تکلے اور کماني کي وجہہ سے پورے زور کے ساتھہ ہٹے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک شے دبي ہوئي ہوتي ہے ' اور وہ اپني جگہہ سے حرکت کرتي ہے تو زور کے ساتھہ چلتي ہے - کماني اس قوت و سرعت میں مزید اضافہ کرتی ہے -

لیور اور اسکے اور پرزے سرنگ کے پیندے میں جڑے ہوے ہیں- یہاں ایک پرزہ ہوتا ہے جس پر تصویر میں حرف "B" بنا ہوا ہے' اسکو انگریزي میں اسٹاپ یعنے روکنے والا پرزہ کہتے ہیں - جہاز جب سرنگ سے ٹکراتا ہے تو ایک قوس نما پرزہ کی وساطت سے اس تصادم کا اثر اس اسٹاپ پرتا ہے - یہ پیچھے ہٹتا ہے اور اسوقت سرنگ آتشبار ہوتي ہے - جب تک یہ پیچھے نہیں ہٹتا سرنگ سے ایک شرارہ نہیں نکلسکتا -

آتشبار پرزہ یعنے فائرنگ جي ار مقفل نہیں رہتا - تصویر میں آپ اس حصہ کو دیکھیں جہاں حرف " A " بنا ہے - یہ بھي ایک تکلا ہے اسکو انگریزي میں اسٹرائکر اسپنڈل یعنی مارنے والا تکلا کہتے ہیں- اسکا سرا اندر سے مجوف ہے - اسکے قریب ہي " C " ہے - " C " کا سرا صلیب نما' خار دار اور باہر کے جانب نکلا ہوا ہے - اسکے ہر کنارے کي شکل ایسي ہے کہ اس " A " کے مجوف سرے آکے بالکل ٹھیک بیٹھہ جاتا ہے - جب یہ صلیب نما خار دار سرا آگے کے جانب نکلتا ہے ' تو اسکے کنارے اس وسیع حصہ میں چلے جاتے ہیں ' جس پر تصویر میں " D " بني ہوئي ہے - ان کناروں کے ہٹنے سے تکلا " A " آزاد ہوجاتا ہے - ایک کماني اس تکلے کو دباتي ہے اور یہ " ڈیٹونیٹر " کے آگے زور سے اچھلتا ہے - " ڈیٹونیٹر " وہ حصہ ہے. جہاں آتشگیر مادہ رہتا ہے " E " کے قریب ایک لچکدار جوڑ ہے - یہ اسلیے ہے کہ پاني کے تموج کا اثر آتشبار مشن پر نہ پڑے -

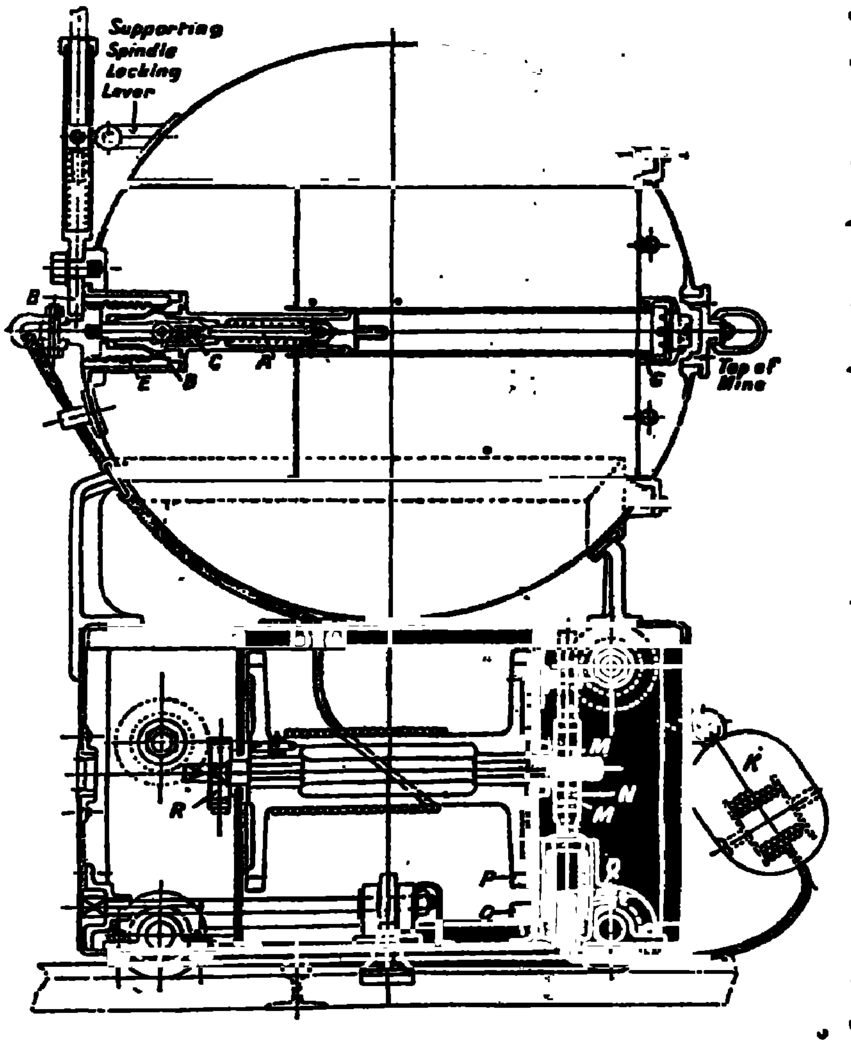

اطلاع

(۱) ۲۳ ستمبر کے الہلال میں مقالہ افتتاحیہ شائع نہیں ہوسکا لہذا صفحہ ۵ کے بعد صفحہ ۹ پڑھنا چاہیے - امید کہ احباب کرام مزید تفتیش کی تکلیف نہ فرمائینگے -

(۲) جلد پنجم کے تین نمبر یعني ۱۰' ۱۱' اور ۱۲ موجود نہیں ہیں اسلیے دفتر سررشتۂ ارسال سے معذور ہے - جن اصحاب کو ان نمبروں کے موصول نہونیکی شکایت ہے وہ تا اشاعت ثاني عدم تعمیل فرمایش کو معاف فرمائینگے -

منیجر

یـــوم التغـــابـن !

جنـگ احتسـاب و روایت !

فاقبل بعضهم على بعض يتلاومون - قالوا يا ويلنا انا كنا طاغين !

ہم بغیر کسي ذاتي نظر و نقد کے صرف اس طول طویل سرگذشت کا ترجمہ درج کردینا کافي سمجھتے ہیں' جو لنڈن ٹائمز کے ہولناک " مراسلۂ امینس " کے متعلق ولایت کی پچھلي ڈاک میں آئي ہے :

به آب رنگ و خال و خط چه حاجت روے زیبا را

اس سرگذشت میں اہل نظر کیلیے بہت سي ضمني بصیرتیں بھي ہیں اگر چشم تفکر سے کام لیں :

میں اپني چشم شوق کو الزام خاک دوں
تیري نگاہ شرم سے کیا کچھہ عیاں نہیں ؟

ضمناً اس واقعہ سے انگلستان کے پریس کي جو قاہرانہ و فرمانروایانہ طاقت ظاہر ہوتي ہے' وہ سب سے زیادہ قابل غور ہے - ہمیں اس سے کوئي بحث نہیں کہ ٹائمز کے مراسلہ نگار کا بیان صحیح تھا یا غلط ؟ جب اولیاء حکومت نے باقاعدہ اسکي تغلیط کردي ہے تو اُسے غلط ہي تسلیم کرنا چاہیے - لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ لنڈن ٹائمز کو تغلیط کے بعد بھي اپنے مراسلے کي صحت پر اصرار رہا' اور تمام پارلیمنٹ اسکي مقاومت کیلیے اٹھہ کھڑا ہوا ' تاہم ہنگامۂ زبان و قلم کے سوا اور کوئي کارروائي نہ کي جاسکي !

اصل یہ ہے کہ جن متمدن ممالک میں حریت صحافۃ اپنی ابتدائی ابتلاؤں سے گذر چکي ہے' وہاں پریس بجاے خود ایک فرماں روایانہ قوت ہے - حکومت اس سے مساویانہ جنگ کرتي ہے مگر اسکي مالک و حکمراں نہیں ہوسکتي -

اسي طرح مسٹر ایف - اي - اسمتھہ کا پوزیشن بھي اس سرگذشت میں خصوصیت کے ساتھہ قابل توجہ ہے - وہ صرف اسي کام کے لیے منتخب کیے گئے ہیں کہ اخبار و مراسلات جنگ کا احتساب کریں - تاہم اس معاملے میں وہ خود مدعي اور ذمہدار بن گئے ہیں - انہوں نے ترمیم و اضافے کے بعد مراسلے کي اشاعت کو ناقابل اعتراض سمجھا - کیونکہ بقول انکے " سچائي سے بالکل منہہ موڑ لینا بھی مناسب نہیں " !!

پبلک کے نائبین نے اس موقعہ پر پارلیمنٹ میں (باوجود زمانۂ جنگ) جو اظہارات کیے ' انسے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ " آزاد ممالک " کے افکار و طبائع کا کیا حال ہوتا ہے ' اور انکے محسوسات اُن لوگوں سے کس قدر مختلف ہوتے ہیں جو اس عالم سے محروم ہیں ؟

مذاکرۂ علمیہ

بحري سرنگیں

موجودہ جنگ کے تمام عظیم الشان معرکے خشکی پر هوے هیں، اسلیے اگر اس جنگ کو مجموعي حیثیت سے بري جنگ کہا جاے تو بیجا نہوگا -

لیکن اگر روے زمین پر هنگامۂ کار زار برپا رها ہے تو سطح آب کا سکون و قرار بھي قائم نہیں رها یعني اگر بلجیم، فرانس، گلیشیا اور مشرقي پروشیا کي سرزمینیں انسان پاش اور قلعہ شکن توپوں کي هولناک آتشباري، پاني کي طرح بہنے والے انساني خون کے سیلاب، مقتولین کي لاشوں کے بلند انبار، اور دم توڑنے والے مجروحین کي کراهت اور تلملاهٹ سے یکسر اقلیم موت و هلاکت بني هیں، تو بحر شمال، بحر بالٹک، اور چیني سمندروں میں بھي جنگي جہازوں کے حملہ و مدافعت، فرار و تعاقب، کبھي زیر آب رو پوشي اور کبھي سطح آب پر رو نمائي سے ایک طوفان و تلاطم اوٹھتا رها ہے -

ان بحري معرکوں میں زیر آب سرنگوں نے نمایاں حصہ لیا ہے -

زیر آب یا بحري سرنگیں کوئي نو ایجاد شے نہیں، مگر انکے مہلک اتلاف و هلاکت آفریني کا حقیقي اعتراف گذشتہ چند سالوں هي میں هوا ہے -

اگر آپ اس اعتراف کا سراغ لگانا چاهتے هیں تو آپ کو تاریخ حروب میں جنگ روس و جاپان کا باب نکالنا چاهیے - اس جنگ میں جاپانیوں نے جس آلہ سے سب سے زیادہ روسي جہازوں کو غرق کیا تھا وہ بھي بحري سرنگیں تھیں -

ایشیا جسکو یورپ اپنے غرور طاقت کے نشہ میں کمزور اور حقیر سمجھتا تھا جب ایکي نوخیز قوم نے یورپ کي ایک بڑي باجبروت و صولت سلطنت کو اسقدر ذلت آفریں اور شرمناک شکست دي، اور یورپ کو یہ معلوم هوا کہ اس جنگ کے بحري معرکوں میں زیر آب سرنگوں نے نمایاں دور تشفیل کیا ہے، تو انکے جنگي حلقوں میں بحري سرنگوں کے متعلق دلچسپي کي ایک عام لہر دوڑ گئی، اور هر سلطنت میں سرگرمي و مستعدي کے ساتھہ تجربے هونے لگے -

جنگ جاپان و روس سے پہلے بحري سرنگوں کے متعلق کئي امر مصتاج ترقي و اصلاح تھے - ان میں اولین نقص تو یہ تھا کہ وہ محفوظ نہ تھیں یعني جسطرح وہ دشمن کے جہازوں کے لیے سرچشمۂ هلاکت و بربادي تھیں اسیطرح وہ اپنے جہازوں کے لیے بھي خطرناک اور غیر مامون تھیں، اور سرنگوں کے بچھانے کے بعد راستہ دشمن کے جہازوں کے لیے بند هو جاتا تھا - تو اپنے جہازوں کے لیے بھي کھلا نہیں رهتا تھا - کیونکہ اگر مخالف جہازوں کے لیے سرنگوں پر سے گذرنا موت و هلاکت کے منہہ میں جانا تھا تو خود اپنے جہازوں کا اسطرف سے نکلنا بھی اپنے هاتھہ سے اپنے آپ کو گرداب هلاکت میں ڈالنے سے کم نہ تھا - غرض اسوقت تک وہ مفید تھیں، مگر جسقدر مفید تھیں اسیقدر مضر بھي تھیں - اور گو وہ حصار مدافعت تھیں، مگر اسکے ساتھہ هي سنگ راہ بھي تھیں -

دوسرا نقص یہ تھا اور یہ پہلے نقص سے کم سنگین نہ تھا کہ انکے نشانہ کي صحت قابل اعتماد نہ تھی - وہ جہازوں کو غرق کرتي تھیں، مگر جب کہ سرنگوں کو چلانے والا انہیں چلاتا تھا تو وہ اسوقت اپنے شکار میں کامیابي کے لیے سرنگوں کي صحت اور اپني مشاقي سے زیادہ بخت و اتفاق کي مساعدت سے توقع رکھتا تھا

ان دونوں نقائص سے شدید تر نقص، جس وجہہ سے اسوقت تک ان سرنگوں کي قدر و قیمت بہت کم سمجھي جاتي تھی یہ تھا کہ انکي تاثیر و کار فرمائي نا تمام تھي - اسوقت تک یہ بالکل ممکن تھا کہ جہاز سرنگوں پر سے گزرے سرنگیں چلائي جائیں، نشانہ بہدف هو، جہاز زخمي هو، مگر غرق نہ هو کیونکہ یہ نقصان اتنا شدید نہیں هوتا تھا کہ اسکے بعد غرقابي نا گزیر هو !

جنگ روس و جاپان کے بعد جو تجربے هوے انکا محور یہي تینوں نقص تھے -

* * *

مشرق اقصی میں جب ان سرنگوں کو اسقدر نمایاں کامیابي هوئی تو مسرس وکرس نے جنکا مقصد وحید بحري جنگ کے تمام ضروریات کي فراهمي ہے، اس خوفناک و هلاکت آفریں آلہ پر توجہ مبذول کي، جسکے نہایت دلچسپ اور مفید نتائج نکلے -

بحري سرنگوں کي ساخت میں تین امور سب سے زیادہ اهم تھے :

(۱) سرنگ کا آتشبار حصہ اسطرح بنایا جاے کہ ایک طرف تو گزرنے والے جہاز کي حرکت کا خفیف ترین صدمہ اسکو مشتعل کردے، اور دوسري طرف سرنگوں میں قبل از وقت یا پاني میں اتارتے وقت آگ نہ لگنے پائے -

(۲) جس قدر پاني میں کہ سرنگیں غرق رهیں، اسکا عمق اور متعین اور دائمي هو یعني جسقدر عمق پر کہ هم سرنگ کو رکھنا چاهیں اسیقدر عمق پر وہ برابر قائم رہے -

(۳) اگر ایک سرنگ چلائي جائے تو یہ نہ هو کہ اسکي وجہ سے اور سرنگیں بھي بلا ضرورت محض اس سرنگ کي وجہ سے مشتعل هوجائیں کیونکہ اس صورت میں انکا تعدد بیکار هوجائیگا -

یہ تینوں امور اگرچہ اهم تھے، مگر جسقدر اهم تھے اسیقدر دشوار بھي تھے، لیکن بالآخر تجربات نے اس مشکل کو آسان کردیا، اور مسرس وکرس کي سرنگوں میں یہ تینوں امور ملحوظ رکھے گئے هیں -

* * *

مسرس وکرس کي سرنگ (دیکھیے تصویر سرنگ) ایک کرہ نما مستدیر سرنگ هوتي ہے، اسمیں ایک لیور هوتا ہے جو سرنگ کے حلقہ کے باهر نکلا رهتا ہے - جب جہاز سرنگوں سے آکے ٹکراتا ہے، تو یہ لیور اپني جگہہ سے ایک طرف جھککے جہاز کے تلے (جسکو انگریزي میں هل کہتے هیں) کے برابر سرکتا هوا آگے بڑهجاتا ہے - لیور کے اس انتقال مکاني سے سرنگ کا آتشبار

میں جوش، طاقت، اور دانائي کے ساتھہ معرکہ آرائي کررہے هیں"

مسٹر ٹي - پي اوکونر نے چشمدید گواهي دي کہ ایک مشکل فرض کو مسٹر اسمتھہ نے نہایت خوبي سے ادا کیا ہے -

مسٹر پیٹو نے اس امرکي طرف توجہ دلائي کہ جو اخبارات غلط یا دهشت انگیز خبریں شایع کریں انکے بند کرنے کے لیے هوم سکریٹري کو اختیارات ملنا چاهئیں -

مسٹر ولیم نے خبروں کے دبانے کے موجودہ نظام کی مذمت کي اور اسپر زور دیا کہ گورنمنٹ ذمہ دار نامہ نگاران جنگ کو محاذ میں جانے دے - اس مشورے کے متعلق هوم سکریٹري نے اعلان کیا ہے کہ موجودہ حالات میں جبکہ هر شے دشمن کے بے خبر رهنے پر موقوف ہے اس پر عمل کرنا ناممکن ہے -

(مسٹر اسمتھہ کا بیان)

آخر میں مسٹر اسمتھہ دفتر اخبارات کی مدافعت اور یہ تسلیم کرنے کے لیے کھڑے هوے کہ موجودہ نظام مکمل نہیں ہے، اور یہ کہ اسمیں فوراً اهم ترمیمات هونا چاهئیں - انہوں نے بیان کیا کہ دفتر اخبارات کي رهنمائي کا عہدہ انہوں نے طلب نہیں کیا تھا - اس عہدہ کی وجہ سے انہیں اتنے گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے کہ اس سے پہلے انہیں کبھي اسکا اتفاق نہیں هوا -

انہوں نے کہا کہ اب تک عہدہ احتساب مثنی رها ہے - (یعني دو مقام پر خبرونکا احتساب هوتا ہے) یہی واقعہ ہے جو تاروں کے ساتھہ یقیناً غیر مساوي طرز عمل کا ذمہ دار ہے - متعدد دفتروں میں ۸۰ یا ۹۰ تربیت یافتہ فوجي محتسب هیں - یہ توقع کرنا ناممکن ہے کہ وہ سب کے سب ایک هي نتیجہ پر پہنچینگے - اسکے بعد تار دفتر اخبارات کے پاس آتا ہے - اب یہ کوشش کي جارهي ہے کہ عہدہ احتساب کو شامل کرلیا جاے - پریس کے تار جو تمام دوسرے تاروں سے الگ رکھے جائیں گے، ان کے متعلق جو کچھہ هوگا وہ لنڈن کے مرکزي دفتر اخبارات هي میں هوگا - اس مرکزي دفتر میں ۲۰ محتسب هونگے جو دفتر جنگ اور دفتر اخبارات سے نامہ و پیام رکھینگے - امید ہے کہ اسطرح ایک تار کو دو دفعہ احتساب کرنے کي ضرورت باقي نہیں رهیگي - "

اسکے بعد انہوں نے کہا :

" دفتر اخبارات میں امیر البحر اور دفتر جنگ کے افسر رهتے هیں، جو همہ وقت دفتر جنگ کے سوالات کے جواب دینے کے لیے مستعد رهتے هیں، اور جب کسي بلند پایہ جنگي پالیسی کے متعلق بحث هوتی ہے تو براہ راست لارڈ کچنر کي ذاتي راے اور اسکے اسباب دریافت کرلیتے هیں -

مجھے پبلک کے فوائد کے متعلق امیر البحر یا دفتر جنگ سے کوئی ایسی اهم شے موصول نہیں هوئی جو فوراً میں نے شائع نہ کردي هو -

باقي رها ٹائمز کا مضمون، تو وہ اس حیثیت سے دفتر اخبارات میں بھیجا گیا تھا کہ یہ ایک ذمہ دار مراسلہ نگار کا لکھا هوا ہے - میں نے خیال کیا کہ اگر اسکی ظاهري شکل سے قطع نظر کر لیا جاے تو هر شخص کے لیئے یہ بحث کرنا مشکل هوگا کہ واقعات کو صحیح سمجھنے کے بعد بھي میں اگر اس مراسلت کو روک لیتا تو بیجا نہ کرتا - اس مراسلت کو خود میں نے جانچا تھا اور بحري یا بري نقل و حرکت کے متعلق جسقدر حوالے اوسمیں تھے، وہ نکال ڈالے تھے -

اس مضمون کي اجازت کے متعلق میں پوري ذمہ داري اپنے اوپر لیتا هوں - البتہ میں اسوقت خیال کرتاهوں کہ بہتر هوتا، اگر ٹائمز کے ایڈیٹر سے دریافت کر لیا گیا هوتا کہ گو یہ مراسلت قواعد کے موافق ہے، پھر بھي کیا اسکي اشاعت کو دانشمندانہ فعل سمجھتا ہے ؟

(اصل مراسلہ)

افسوس کہ اس مراسلہ کی نقل هندوستان میں نہیں آئي ہے جو ٹائمز نے دفتر اخبارات کي کاٹ چھانٹ کے بعد شائع کیا تھا - همنے اس خلاصہ میں زیادہ تر اسٹیٹسمین کو پیش نظر رکھا ہے، لیکن انگلشمین نے اس مراسلہ کا اقتباس نسبتاً زیادہ دیا ہے - هم وہ مقتبسہ جملے نقل کردیتے هیں :

" منتشر اور شکستہ ٹکڑے ! دشمن برابر انکے سروں پر رها ! چوتھے ڈویژن یعني ۲۰ هزار آدمیوں میں سے جسقدر لوگ بچے تھے اس عالم میں وہ جنوب کیطرف چلدیے - همارے نقصانات بہت عظیم الشان هیں - میں نے بہت سي رجمنٹوں کے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے دیکھے هیں - مجھے اس امر کا اعادہ کرنا چاهیے کہ نہ ڈسپلن کی ناکامی ہے اور نہ خوف و هراس ہے - هر ایک کا مزاج شیریں ہے اور گھبراهٹ ظاهر نہیں هوتی -

ایک ٹولی ممکن ہے کہ اسمیں ایک درجن آدمی هوں یا اس سے کم و بیش، اس شخص کی کمان میں آئی جسکو انپر کمان کرنیکا حق تھا - آدمی کوچ کرتے کرتے چور هوگئے هیں، اور بھوک کیوجہ سے انکو کمزور هوجانا چاهیے - کیونکہ کوئی مسرت ایسي حالت میں ساتھہ نہیں دیسکتا - تاهم وہ سرگرم اور هشاش بشاش هیں اور جب پہنچتے هیں تو سیدھے اصلی افسر کے پاس آتے هیں - اپنے آپکو پیش کرتے هیں، اور اپنے ریجمنٹ کی خبریں دریافت کرتے هیں -

میں دو آدمیوں سے ملا جنھوں نے ایسی هی سرگذشتیں بیان کیں - ایک شخص نے جلدي سے سلام کرکے کہا : " جناب ! بري طرح سب ٹکڑے ٹکڑے کردیے گئے" دوسرے نے کہا جناب ! مجھے خوف ہے کہ شدید نقصان هوا " -

بظاهر معلوم هوتا ہے کہ هر ڈویژن شریک کار رها - بعض بعض ریجمنٹوں کے تمام افسر کام آ گئے - ریجمنٹ ٹکڑے ٹکڑے هوگئے مگر اچھي ڈسپلن اور عمدہ اسپرٹ نے ان ٹکڑوں کو یکجا رکھا "

مراسلہ نگار اپنے مضمون کو اسپر ختم کرتا ہے :

" خلاصہ یہ کہ جرمني کي پہلي کوشش کامیاب هوگئي ! همکو اس واقعہ کا سامنا کرنا چاهیے کہ انگریزي فوجي مہم کا خوفناک نقصان هوا ہے، جسے بدقسمتي سے جرمني کي ضرب کا زیادہ بوجھہ برداشت کرنا پڑا ہے - اسے فوراً بہت زیادہ کمک کي ضرورت ہے - درحقیقت انگریزي فوجی مہم نے لازوال عظمت حاصل کي ہے لیکن اسے ضرورت ہے آدمیونکی ! آدمیوں ! هاں اور مزید آدمیوں کي !

پیرس کا محاصرہ امکان کے میدان سے خارج نہیں کہا جاسکتا - همیں کمک کي ضرورت ہے اور اسیوقت ضرورت ہے - آیا جرمن جنرل اسٹاف کے چیف کے پاس نقصانات کے شمار کے بعد بھي اتنے آدمي بچینگے جو کامیابي کي امید کیساتھہ مزید حملے کیلیے کافی هوں ؟ اسمیں شک ہے ! فوج نے ایک عظیم الشان کوشش اور غیر معمولي سرعت کیساتھہ نقل و حرکت کي ہے "

(قیاس کہتا ہے کہ اس مضمون کے خط کشیدہ سطور دفتر اخبارات کے وہ اضافے هیں، جنکا ذکر ٹائمز نے اپنے جواب میں کیا ہے - کیونکہ ربط بیان کے لحاظ سے وہ بالکل ناموزوں اور بے موقع هیں)

(مسٹر اسمتھہ کا پرایوٹ خط)

مسٹر اسمتھہ کي تقریر کے دوسرے دن ٹائمز نے انکي تقریر پر تنقید کي، کیونکہ مسٹر اسمتھہ نے اس مراسلے کا پورا مضمون نہیں بیان کیا تھا - ٹائمز کو انہوں نے پروف واپس کیا تھا تو اسکے ساتھہ ایک خط بھي بھیجا تھا جسکے سرے پر " پرائیویٹ " لکھا تھا - لیکن اسکا انہوں نے کچھہ ذکر نہیں کیا -

ایں زمیں را آسمانے دیگرست !

اب هم اصل سرگذشت كي طرف متوجه هوتے هیں جو فی الحقیقت قوۃ احتساب حکومت اور فن روایت و صحافۃ کی ایک تازہ ترین جنگ هے :

(هولناک مراسله امینس)

۳۰ - اگست کو لنڈن ٹائمز نے اپنے اتوار کے خاص نمبر میں ایک دهشت انگیز مراسله شائع کیا تها جس پر پارلیمنٹ میں ایک سرگرم مباحثه هوا ‘ اور اس روش کي تقبیم کي گئي - نیز سرکاري دفتر اخبارات کے افسر اعلی مسٹر ایف - اي - اسمتهه - کے - سي ممبر پارلیمنٹ نے ایک اهم بیان شائع کیا -

مسٹر ایف - اي - اسمتهه

ٹائمز نے اس ایڈیشن میں اپنے نامه نگار متعینۂ امینس (فرانس) کے دو طویل تار شائع کیے تهے ‘ جن میں اس نقطه کي طرف توجه دلائي گئي تهي که " فرانس میں انگریزي فوج عملاً نیست و نابود هوگئي هے "

اس نامه نگار نے لکها تها که " یه ایک غمناک داستان هے - جو خدا کرتا که مجهے نه لکهني پڑتي - لیکن دیا کیجیے که اب اخفاء کا وقت کا نهیں رها " آگے چلکے اس نے شکسته فوج کي آوارہ گرد ‘ متفرق شدہ ‘ اور شکسته دستوں کے ٹکروں " کا تذکرہ کیا تها ‘ جن میں سے بعض کے افسر تو "قریباً بالکل هي کام آگئے تهے" اس مضمون کا اثر پڑهنے والوں پر یه پڑا که فرانس میں انگریزي فوج پر نهایت هي سخت مصیبت نازل هوئي هے - جسکي خبروں کو سرکاري محکمه احتساب نے دبا دیا هے -

بعد کی کارروائیوں سے معلوم هوا که یه بیان صحیح نه تها ‘ چنانچه لارڈ کچنر نے دوسرے دن ایک سرکاري بیان شائع کیا جسمیں نامه نگار کے بیانات کی سلسله وار تردید کي تهي -

(پارلیمنٹ میں بحث)

تاهم ٹائمز کی یه رد شدہ داستان لنڈن اور اسکے مضافات میں وسیع پیمانه پر پهیل گئی - ایک سخت هیجان و اضطراب عام پیدا هوگیا - زن و مرد کے جذبات کو انگریزي فوج کي مصیبت کے منظر سے سخت تکلیف هوئي - اخبارات کے دفتروں میں اس هولناک خبر کي تصدیق و ترمیم کے متعلق ٹیلیفون کے ذریعه مضطربانه استفسارات هونے لگے - بالاخر پارلیمنٹ میں یه مسئله ایک اهم موضوع هوگیا اور " اسپیکر " کے کرسی پر بیٹهنے سے پہلے هي یه موضوع پیش کیا گیا - سب سے پہلے وزیر اعظم کهڑے هوے اور انهوں نے کہا که اس بیان کي ذرا بهي تصدیق نهیں هوئي هے - انهوں نے متاسفانه کہا که " اس بلند پایه وطن پرستانه خاموشي کي تعریف نهیں هوسکتي جو انگریزي پریس نے دوران جنگ میں اختیار کي هے ‘ مگر افسوس که ٹائمز کا یه مضمون ایک تاسف انگیز استثناء هے " انهوں نے اس امر کي طرف بهی اشارہ کیا که " اگر ایسی حرکت پهر هوئي تو عجب نهیں که دار العوام (هاوس آف کامنز) سے درخواست کرنی پڑے که وہ اسکے انسداد کیلیے اولی سخت قانون وضع کرے "

دار الامراء (هاوس آف لارڈز) میں لارڈ چانسلر نے بهي اسی قسم کے ملاحظات کیے - انهوں نے کہا که " میں اس خیال سے اتفاق کرتا هوں که اگر اس قسم کے واقعات زیادہ پیش آے تو انکے انسداد کیلیے پارلیمنٹ سے مستثنی اختیارات کے حصول کیلیے کہنا پڑیگا "

اسکے بعد سے حکومت نے حتی الامکان تفصیل وار مکمل شکل میں اطلاعات بهم پهنچانے کي تدبیر کي هے - یعني آینده روزانه حوادث جنگ کے حالات بیان کیے جائینگے ‘ جو میدان جنگ سے براہ راست آئي هوئی اطلاعات پر مبني هونگے ‘ اور جن سے پبلک کي جائز خواهش اطلاع کی تشفي اچهي طرح هوسکیگی -

(الان حصحص الحق !)

اسی اثناء میں ٹائمز نے اپنے همرشته اخبار " ایوننگ نیوز " میں یه کیفیت شایع کرائی !

" جو مراسله ٹائمز کے دفتر میں هفته کي شام کو موصول هوا تها ‘ وہ ایک قابل اعتماد اور تجربه کار مراسله نگار کے قلم کا لکها هوا هے ‘ جو دنیا کے بهت سے حصوں میں معرکه آرا رهچکا هے ‘ اور اسلیے اسکے متعلق ذرا بهي امید نهیں که افواهوں کے فریب میں آجائیگا - چونکه ٹائمز کے قلم تحریر (ایڈیٹوریل اسٹاف) نے لازمي طور پر سنجیدگي کے ساتهه اسے قابل غور سمجها ‘ اسلیے دفتر اخبارات کي هدایت کے بموجب اسے دفتر اخبارات کے پاس بهیجدیا - اس نے اس مراسله کو واپس کرنے سے قبل تین گهنٹے تک اپنے پاس رکها - جب وہ ٹائمز کے دفتر میں واپس آیا هے تو اسکي حالت متغیر هوچکي تهي - اسمیں سے وہ چند فقرے نکال دیے گئے تهے ‘ جن میں همارے مراسله نگار نے اپنے راستوں کا ذکر کیا تها - تاهم افسر اعلی نے چند فقروں کا رونق کلام کیلیے اضافه بهی کردیا تها - نیز اسکے ساتهه یه اطلاع بهی دی تهی که اس نئی شکل میں مراسله کي اشاعت دفتر کو منظور هے - ان حالات میں ٹائمز کے قلم تحریر نے (جو دفتر اخبارات کے فیصله پر حیرت زدہ اور اشاعت کے لیے انتظامي حیثیت سے غیر مستعد تها) یه نتیجه نکالا که حکومت خود هی چاهتی هے که یه مراسله شائع هوجاے - اسلیے اس نے بے دریغ شائع کردیا "

(دارالعوام میں دوسرا مباحثه)

اس تصریح کا یه اثر هوا که دارالعوام میں یه موضوع پهر تازہ هوگیا - سر اے - ایچ مارکهم نے اس موقع کو دفتر اخبارات اور مسٹر اسمتهه پر اعتراض کرنے کا ایک فرصت بنا لیا - انهوں نے کہا :

" دفتر اخبارات پر بهت بڑي جواب دهی عائد هوتی هے ‘ جو صحیح اطلاعات کو دبا کے اور سچي خبروں کو چهپا کے نئے رنگروٹوں کے داخلے کو نقصان پهنچا رها هے - کیونکه پبلک کو اس حالت کي سنگینی کا کوئی تخیل نهیں هے جو اب میدان جنگ میں پیدا هو گئي هے - ملک کو ایک بڑے سپاهی کي حیثیت سے ارل کچنر پر کامل اعتماد هے - مگر انکو پارلیمنٹري نظام جمهوریت سے تعلق نهیں رها هے ‘ اسلیے وہ چاهتے هیں که تمام خبریں پبلک سے پوشیدہ رکهي جائیں - انکا یه خیال قوم کي اس راے کے موافق نهیں هے که جو کچهه هو رها هے اسکي اطلاع قوم کو ملني چاهیے "

آخر میں سر مارکهم نے پهر اسپر زور دیا که مجلس وزارت کے کسي عضو کے انتظام میں دفتر اخبارات و اطلاعات جنگ دیدیا جاے - اقلاً تین تربیت یافته صحافی (جرنلسٹ) اس کمیٹی میں شامل هوں ‘ اور لارڈ رابرٹس اور لارڈ چارلس بیرسفورڈ سے درخواست کي جاے که وہ اس کمیٹي میں کام کریں -

مسٹر ایم لاسن نے دفتر اخبارات کے افسر اعلی پر اس حمله کو بهت غیر مناسب اور نهایت غلط معلومات پر مبني خیال کیا - انهوں نے کہا که " مسٹر ایف - اي اسمتهه مشکلات اور عوائق کے مقابله

[اشتہار بقیہ صفحہ تیسرے کا]

ھالي كلاس فانسي - ليڈيز و جلنٹس
رسٹ واچ - اصلي قيمت دس روپيه رعايتي
تين روپيه چوده آنه

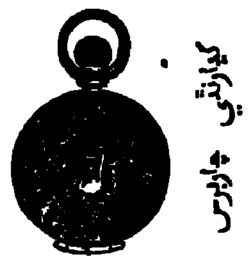

سلور کیس - ۴ روپیه چوده آنه -
اے اچھی چیز - چھه روپیه -
نیکل سلور کیس - اناصل ڈالل -
ایک چھوٹے کي اسکراپ مفت دیجاتي
ہے -

بي - اس - ننڈی - اینڈ کمپني نمبر ١-٣٦ - دھرمتله اسٹریٹ

ھنـــدوستـانـي دوا خـنـه دھلی

— * —

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کي سرپرستی میں یوناني اور ویدک ادویه کا جو مہتم بالشان دوا خانه ہے وہ عمدگی ادویه اور خوبی در و بار کے امتیازات کے ساتھه بہت مشہور ہوچکا ہے - صدھا دوائیں (جو مثل خانه ساز ادویه کے صحیح اجزاء سے بني ہوئی میں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسي کارخانه سے مل سکتے میں) عالی شان در و بار، صفائی، ستھرا پن، ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظه کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا که :

ام- ہندوستانی دوا خانه تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانه ہے -

فہرست ادویه مفت

(خط یا پته)

منیجر ہندوستانی دوا خانه دھلی

ترجـمـه تفسیر کبیر اردو

—:o:—

حضرت امام فخر الدین رازي رحمة الله علیه کی تفسیر جس درجه کي کتاب ہے، اسکا اندازہ ارباب فن ہي خوب کرسکتے ہیں اگر آج یه تفسیر موجود نه ہوتے تو صدھا مباحث و مطالب علیه تھے جو ہمارے معلومات سے بالکل مفقود ہو جاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمه کرایا تھا، ترجمے کے متعلق ایڈیٹر الہلال کي راے ہے که وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب ومربوط ترجمه ہے "

لکھائي اور چھپائي بھي بہترین درجه کی ہے - جلد اول کے کچھه نسخه دفتر الہلال میں بغرض فروخت موجود ہین پہلے قیمت دو روپیه تھی اب بغرض نفع عام - ایک روپیه ٨ - آنه کردي گئی ہے -

درخواستیں : منیجر الہلال - کلکته کے نام ہوں -

حرمین شریفین کی زیارت

— * —

مولانا الحاج خان بہادر محمد عبد الرحیم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈیا -

یه سفرنامه یورپ کے اعلي درجه کے سفرناموں کے مطابق نہایت عمدہ کاغذ پر صحت اور صفائي کے ساتھه خوشخط طبع ہوا ہے ممالک اسلامیه مثلاً عرب، شام، فلسطین، مصر، عراق وسط عرب و نا معلوم عرب کے دلچسپ اور ضروري حالات نہایت خوش اسلوبي سے سلیس و بامحاورہ اردو میں قلمبند کردیے ہیں - فاضل مصنف کي دوران سفر میں اعلی سے اعلی ترکي افسروں سے ملاقات ہوئی اور ان جانبازوں نے اسلامي ممالک کے نہایت دلچسپ حالات فراہم کرنے میں مصنف کي دلي تائید کی، کتاب کی کل صفحات تخمیناً آٹھه سو ہیں اور پھر بیس ہاف ٹون عکسی تصاویر مقامات مقدس کے بھی ملحق ہیں - قیمت صرف تین روپیه -

المشتہــــر

عبد الرحمن بکسیلر و پبلشر شوادت اسلام پریس کنٹونمنٹ بنگلور

بیـوٹیـز اف اسلام

اسلام کي خوبیوں پر دیگر مذاهب کے احباب کي گرانقدر رائیوں کا مجموعه -

ھر شیدائي اسلام کو اسکا ایک نسخه ضرور رکھنا چاھیے -

سنہري جلد - عمده چھپائی - قیمت صرف ٨ آنه -

المشـــتہر :— نور لائبریري - ١٢/١ سیرانگ لین - کـلـکـتـه

خـالص اسـلامی تـرکی ٹوپی - سـاخت قسطنـطنیـه و مصـر

ترکی ٹوپي - ہر قسم کی ملائم و چڈلی استر دار، ہر رنگ و ہر سائز کي مبلغ ایک روپیه سے تین روپیه تک کی قیمت کا موجود ہے، کلپاک - انور پاشا ٹوپي - خاکي سبز کاہی و سیاہ رنگ کی قیمت ۴ روپیه و تین روپیه آٹھه آنه -

خادم قوم - ایس - ایف - چشتي اینڈ کمپنی دھلی
سول ایجینٹ براے ھندوستان
فبریقه ھرکه - ھمایونی - ممرلانی قسطنطنیه فبریقه نیشنل
ایجیشین - قمي تاربرش - قاہرہ مصر

ٹائمز نے مسٹر اسمتھ کے پرائیوٹ خط کا چھاپنا خلاف متانت و سنجیدگی سمجھا ' لیکن " ڈیلی میل " نے اسکا کچھہ خیال نہ کیا اور خط کو بجنسہ چھاپدیا ' جو یہ ہے :

" ہمیں افسوس ہے کہ ہمنے آپ کے مراسلہ نگار کے مضمون کو بجنسہ شائع کرنیکی اجازت نہ دی ' مگر ہمارے لیے یہ امر قابل لحاظ تھا کہ فوج کی موجودہ حالت کو پبلک کے سامنے لانا بالکل غیر مناسب ہے - اس مراسلے میں آپ جسقدر ترمیم و تنسیخ پاتے ہیں ' وہ اس سے بہت ہی کم ہے جسکی دفتر جنگ نے ہمیں اجازت دی ہے - لیکن ہمارے خیال میں سچائی سے بالکلیہ منھہ موڑ لینا بھی مناسب نہیں "

مسٹر اسمتھ نے یہ بھی لکھا تھا :

" انگلینڈ کو چاہیے کہ وہ موجودہ حالت کو محسوس کرے اور فوراً محسوس کرے - اسکو کمک پر کمک بھیجنا چاہیے - کیا یہ بہتر ہے کہ دلیر فوج صرف دشمن کی زیادتی تعداد سے شکست کھا جاے ؟ اور یہاں کے باشندے گھروں میں بیٹھے ہوے " گولف " اور " کریکٹ " کھیلا کریں ؟ ہمیں سپاہیوں کی ضرورت ہے اور فوراً ضرورت ہے "

(دفتر اخبارات کا اعلان)

ٹائمز کے مضمون کے شائع ہونے پر دفتر اخبارات نے حسب ذیل اعلان شائع کیا :

دفتر اخبارات سرکاری طور پر فوج کی لڑائیوں کی حالت بیان کرتا ہے - یہ اعلان جو نہایت ہی ہوشیاری اور صحت کے ساتھہ لکھا گیا ہے موجودہ حالت کی پوری تصویر کھینچتا ہے - دفتر نے مناسب نہیں سمجھا کہ جنگی مراسلہ نگاروں کے بیان کو چھپنے دے ' تا وقتیکہ ان مراسلات سے فوج کے قیام اور دوسری جنگی کارروائیوں پر روشنی نہ پڑتی ہو - خبریں نہایت ہوشیاری کے ساتھہ چھاپی جائیں کیونکہ مراسلہ نگار مقام جنگ پر موجود نہیں رہتے ' اور انکو خبریں دوسروں سے ملتی ہیں جنکو خود بھی پوری واقفیت نہیں ہوتی " -

(لارڈ کچنر کی رپورٹ)

لارڈ کچنر نے فوج کے حالات حسب ذیل الفاظ میں بیان کیے :

" اگرچہ سر جان فرنچ کا کوئی رسمی مراسلہ چند دنوں سے نہیں آیا ہے ' تاہم انگریزی فوج کی کارروائیوں کا پتہ لگتا ہے "

لڑائی ۴ دن تک (۲۳ سے ۲۶ تک) جاری رہی - اس اثنا میں انگریزی فوج فرانسیسی فوج کے ساتھہ ملکے جرمن کو پیشقدمی سے روکتی رہی - گو اس اثناء میں متعدد افواج کو عقب کے دفاعی خط پر چلا آنا پڑا - یکشنبہ کو " مونس " میں جنگ شروع ہوئی - جرمنوں نے پر زور حملے کیے ' لیکن ہمیشہ پسپا کردیے گئے - دوشنبہ (۲۴ - اگست) کو ایک کثیر فوج نے یہ ارادہ کیا کہ انگریزی فوج کو پیچھے ہٹنے نہ دے اور " موبیوژ " کے قلعہ میں داخل ہونے پر مجبور کردے - لیکن انگریزی فوج کے استقلال نے جرمن کو اس ارادہ میں کامیاب ہونے نہ دیا - انگریزی فوج ۲۵ کو بھی پیچھے ہٹتی رہی - اگرچہ جنگ جاری تھی اور اس روز کیمبرے اور لیکیٹو کے خط پر آ پہونچی - ارادہ تھا کہ ۲۶ کی صبح کو پھر واپسی کا حکم دیا جاے - مگر جرمن کے ۵ دستوں نے اسپر حملہ کیا - یہ ۵ دستے اسقدر نزدیک تھے ' اور حملہ اس قدر خونریز تھا کہ شام تک واپس جانے کا موقع نہ ملسکا - اس دن (۲۶ - اگست) کی جنگ نہایت ہی سخت اور ہولناک تھی - ہماری فوج دلیرانہ مدافعت کرتی رہی - اگرچہ فوج تعداد میں بہت کم تھی -

آخر کار ہماری فوج خوش ترتیبی کے ساتھہ دشمن سے بچ نکلی - گو کثیر نقصانات کا متحمل ہونا پڑا - توپ کے نہایت سخت حملے کا سامنا ہوا - دشمن ہماری توپوں کے جتنے گھوڑے مر گئے تھے ' کسی اور توپ پر قابض نہوسکے - سر جان فرنچ کا تخمینہ ہے کہ ۲۳ - اگست سے ۲۶ - اگست تک ہمارے نقصانات ۵۰۰۰ اور ۶۰۰۰ کے درمیان ہیں ' اور دشمن کے نقصانات ہمارے نقصانات سے کہیں زیادہ ہیں -

" مثلاً سر جان فرنچ کہتے ہیں کہ ۲۶ کو " لینڈ ریسس " میں جرمنی پیدل فوج اس قدر باہم ملی ہوئی کوچ کررہی تھی کہ جب شہر میں داخل ہوئی تو سڑک پر مطلق جگہہ باقی نہیں رہی - شہر کے دوسرے جانب سے ہماری توپ خانوں نے ان پر گولہ باری شروع کردی ' جس کی وجہ سے اس فوج کا اگلا حصہ بالکل تباہ ہوگیا - صرف سڑک ہی پر ۸۰۰ یا ۹۰۰ جرمن مقتول و مجروح پڑے تھے - دوسری جگہہ جرمن مستحفظ سواروں کا دستہ ' ہماری بارھویں پیادہ فوج پر حملہ آور ہوا - لیکن بے ترتیبی کے ساتھہ پسپا کردیا گیا - یہ چند مثالیں تھیں ورنہ اسی طرح تمام خطوط پر ہماری فوج نے نام پیدا کیا ہے ' اور جرمن نے اپنے اقدام کو بہت گراں قیمت پر خریدا ہے " -

" ۲۶ کے بعد سے انگریزی فوج کو پھر ستایا نہیں گیا - صرف سواروں سے ایک خفیف مقابلہ ہوا - انگریزی فوج نے اس اثنا میں اپنے کو پھر جنگ کے لیے طیار کرلیا ہے اور کمک بھی نقصانات سے دو چند پہونچ گئی ہے - توپیں بدل دی گئی ہیں ' اور اب فوج اسی ہمت اور استقلال سے نبرد آزما ہونے کے لیے طیار ہے " -

" آج کی خبر پھر حسب دلخواہ ہے - انگریزی سپاہ کو آج لڑنیکا موقع نہیں ملا ' مگر فرانسیسی فوج نے دشمن کے اقدام کو میمنہ اور میسرہ پر روکدیا - سر جان فرنچ کی رپورٹ ہے کہ ۲۸ کو ہماری پانچویں سوار فوج نے جرمن سوار کا مقابلہ کیا - اور بارھویں لینسرس (نیزہ باز) اور " رائل اسکوٹس " نے دشمن کو بھگا دیا - مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فرانس کی لڑائیاں کتنی ہی بڑی کیوں نہوں مگر فوج کے صرف ایک ہی بازو کی لڑائیاں ہیں - ہمارے جنگی مقامات ایسے ہیں کہ ایک فیصلہ کن جنگ میں جرمنی کا خاتمہ ہوجائیگا - اگر انگریزی اور فرانسیسی افواج ' جو جرمن کی بہترین فوج سے مقابل ہیں ' صرف دفاع ہی کرتی رہینگی تو بھی اسکا نتیجہ صرف ایک ہی ہوگا - " (یعنی جرمنی کی بالآخر ناکامی)

(ملاحظات)

(۱) اصل مراسلے میں جن لڑائیوں کے متعلق مسٹر اسمتھ کے الفاظ میں " مبالغہ آمیز " اور سرکاری اعلان کی زبان میں " سر تاپا غلط " حالات بیان کیے گئے تھے ' اور پھر جنکی نسبت لارڈ کچنر نے مندرجۂ صدر اعلان شائع کیا ' وہ وہی عظیم الشان معرکے ہیں جو متعدد افواج اور جرمن افواج میں " مونس " سے شروع ہوکر " کیمبرے " تک ہوے ' اور جنکے بعد جرمن سیلاب بلجیم سے فرانسیسی حدود میں آگیا - ۲۳ سے ۲۶ تک یہ معرکہ جاری رہا تھا -

(۲) لارڈ کچنر کی یہ رپورٹ روزانہ تاروں میں ہم تک نہیں پہنچی گئی - اور اب میل میں آئی ہے - جو بیانات اسوقت یہاں شائع ہوے تھے ' انسے یہ پھر بھی کسیقدر زیادہ واضح اور معترف ہے :

(۳) ٹائمز کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسنے خود بھی اس مراسلے کی اشاعت خلاف مصلحت سمجھی تھی ' مگر مسٹر اسمتھ کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ اصلی ضرورت کمک کی ہے - اس مراسلے کی اشاعت سے پبلک کو فوج میں داخل ہونیکی تحریک ہوگی - اگر یہ صورت نہوگئی ہوتی تو وہ اجازت نہ دیتے اور یہ تحریر بھی شائع نہوتی -

مفت　　　مفت　　　مفت

ایک عجیب غریب موقعہ

اصلی چیزیں - کم قیمت - نایاب - کمیاب

۱۲ اکتوبر تک

نئے قسم کا رسٹ واچ -

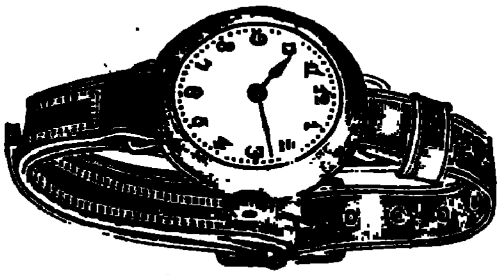

(گارنٹی ۲ سال)

نہایت خوبصورت - نکل سلور کیس - مضبوط کیلس چال وقت ٹھیک دینے والی - چمڑہ ولایتی نہایت ملائم - قیمت اصلی ۱۲ روپیہ -

رعایتی قیمت ۴ روپیہ ۱۴ آنہ ارکسیڈ ایزڈ اسٹیل کیس ۵ روپیہ ۴ آنہ -

سلور کیس ۶ روپیہ عمدہ سلور کیس ۶ روپیہ ۸ آنہ سنہرا کیس ۵ روپیہ ۴ آنہ -

---

۱۴ قیرٹ ہنٹنگ واچ

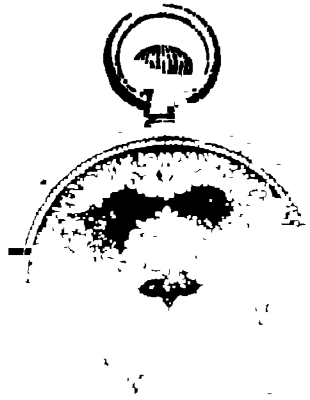

جرلڈ انجن ٹرنڈ کیس - دیکھنے میں بہت خوبصورت ٹھیک سونے کا معلوم ہوتا ہے -

اصلی قیمت ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ -

---

۱۴ کیرٹ رولڈ گولڈزر ہنا لیور واچ -

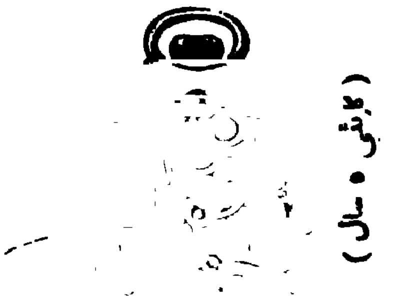

دیکھنے میں قیمتی گھڑیوں کے مشابہ ہے - نہایت اچھی قابل تعریف -

قیمت اصلی ۱۵ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ ۴ آنہ نکل رولن فیس ۶ روپیہ -

موثر ریگولیٹ لیور واچ -

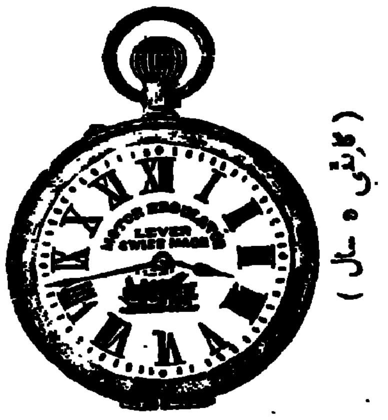

ہر شخص کے لائق لیور کھلا ڈھکنا - مضبوط کیلس چال ڈائل منقش درمیانہ سائز - نہایت عمدہ اور ٹھیک وقت دینے والا -

اصلی قیمت ۱۰ روپیہ رعایتی ۳ روپیہ ۴ آنہ

سنٹرش ہینٹنگ واچ -

(گارنٹی ۲ سال)

نکل ہنٹنگ سائز ۱۶ - سادہ ڈائل - کفایت اور اچھا وقت دینے والا - موتی سوئیاں - ہزاروں گھڑیاں سال میں فروخت ہوتی ہیں -

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی قیمت ۵ روپیہ ۴ آنہ -

سنٹر سکنڈ واچ سٹاپ واچ

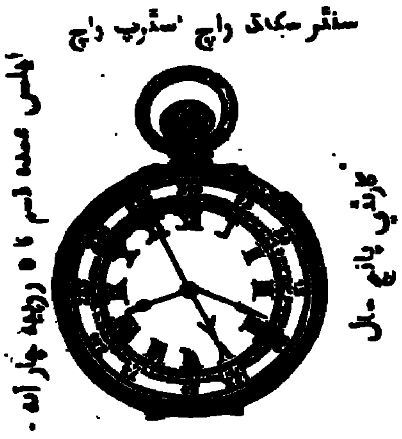
اصلی عمدہ قسم کا ۵ روپیہ چار آنہ
گارنٹی پانچ سال

خاصکر ڈاکٹروں اور دائیوں کیلیے یہ گھڑی ایک سکنڈ کے حصہ کو بھی اچھی طرح سے بتلاتا ہے - کھلا ڈھکنا - چال عمدہ - دیکھنے میں خوبصورت قیمت اصل ۷ روپیہ - رعایتی قیمت ۳ روپیہ ۱۴ آنہ -

دی انڈیا واچ

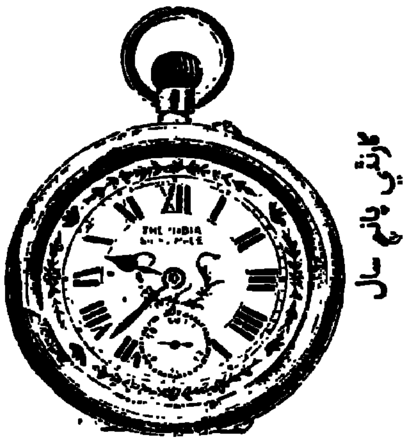

بلکل نئے فیشن کا سلنڈر واچ کھلا ڈھکنا کی دس فانسی سکنڈ ہنڈ سوئی کے شامل - نہایت سچا وقت دینے والی - قیمت اصل دس روپیہ رعایتی ۳ روپیہ چودہ آنہ -

فینسی ڈائل ۴ روپیہ آٹھ آنہ -

امریکن لیور اسٹنڈرڈ واچ

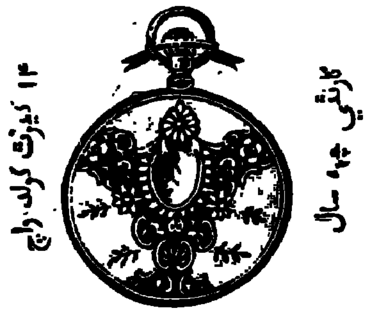

کم قیمت میں سب سے اچھا لیور واچ استعمال کے قابل یہ گھڑی پانچ سو روپیہ کے ساتھ اچھی عمدہ مقابلہ کرسکتی ہے - کیس دیکھنے میں نہایت خوبصورت -

قیمت اصلی ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۹ روپیہ آٹھ آنہ -

لیڈی گولڈ واچ

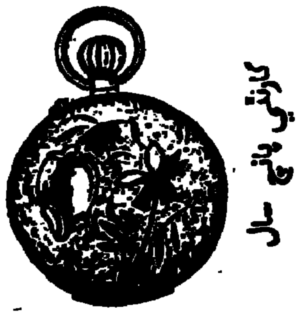

لیڈی اور جنٹلمین کے قابل - چھوٹے شکل کا دیکھنے میں خوبصورت سچا وقت دینے والی بالکل نئے فیشن کا کیس -

قیمت اصلی ۲۵ روپیہ رعایتی قیمت ۱۴ روپیہ آٹھ آنہ - جسمین جنٹس سائز ۲۸ روپیہ

بی - اس - ننکی - اینڈ کمپنی نمبر ۱۰۳۶ - مچھوا بازار کلکتہ

مفت مفت مفت

ایک عجیب موقعہ

اصلی چیزیں - کم قیمت - نایاب - کمیاب

اصل سے آدھی اور آدھی سے چوتھائی قیمت

۳۱ اکتوبر تک

نوٹ - اس بات پر غور کیجیئے کہ ہر گھڑی کے ساتھہ ایک چیز بطور تحفہ کے دی جاتی ہے اسطرح کہ

ایک گھڑی کے خریدار کو ایک جرمن سلور چین مفت

دو گھڑی کے خریدار کو ایک رولڈ گولڈ (سونا) چین مفت

تین گھڑی کے خریدار کو ایک جوڑا الکٹرک گولڈ پلیٹڈ سلف کلوزنگ اسپرنگ برسلٹ مفت ! !

اگر آپکو گھڑی پسند نہ آوے تو قیمت واپس دیجائیگی

اسپرنگ برسلٹ واچ

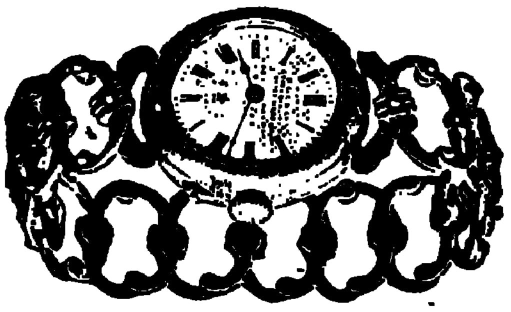

(گارنٹی ۴ سال)

رولڈ گولڈ - گول شکل - بہت دیر پا - آپ لوگ ۲۵ سیکڑے زیادہ فائدہ اٹھارینگے اگر آپ ایک فرمایش بھی بھیجیں -

ٹھیک نقشہ کے مطابق سچے وقت دینے والی قیمت اصلی ۱۰ روپیہ - رعایتی قیمت ۵ روپیہ -

۳۲ پتھر والا	۷ روپیہ
اسکوائر شکل	۶ روپیہ
ہارٹ شکل	۶ روپیہ
ہشت پہل	۶ روپیہ

نئی وضع کا اسکوائر رسٹ واچ

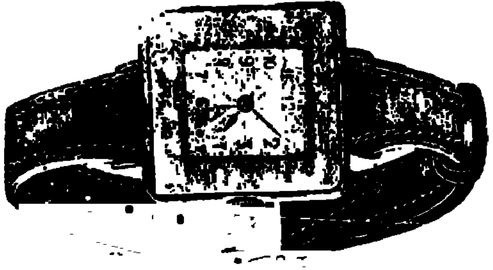

(گارنٹی ۵ سال)

اس قسم کی گھڑیاں ابھی ابھی ہندوستان میں آئی ہیں - نہایت فیشن ایبل لیڈیز اور جنٹلمین کثرت سے استعمال کرتے ہیں مضبوط کیس نکل کیس فینسی ڈائل - عمدہ وقت دینے والی - ٹھیک تصویر کے مطابق -

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ - رعایتی قیمت ۶ روپیہ - آٹھ آنہ اور کسیڈائزڈ اسٹیل کیس ۶ روپیہ آٹھ آنہ -

سلور کیس	۹ روپیہ ۴ آنہ
مادر آف پرل کیس	۹ روپیہ ۸ آنہ

یہ گھڑی مع چمڑہ اور بکس کے ملیگی

فلیٹ لیور واچ

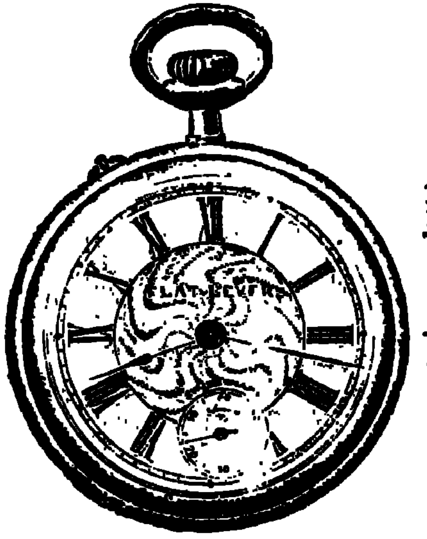

(گارنٹی ۵ سال)

نکل کیس - کھلا ڈھکنا - سائز ۱۸ - سکنڈ کی سوئی کے شامل ایلس چابی پتر ۳ عدد ڈائل میڈل کے - اسپات کے سوئی سادہ کیس اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی ۴ روپیہ ۴ آنہ

نیو ڈیزین ببرل رسٹ لٹ واچ -

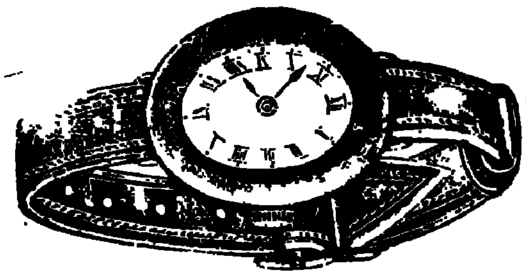

(گارنٹی ۵ سال)

یہ رسٹ لٹ واچ بہت عمدہ ہے دیکھنے میں نہایت خوبصورت فینسی سوئیاں سچا وقت دینے والی اور جدید فیشن کا ٹھیک نقشہ کے مطابق -

قیمت اصلی ۱۲ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ -

نکل کیس	۷ روپیہ ۴ آنہ
سنہری کیس	۶ روپیہ ۱۴ آنہ
سیاہ اوکسیڈائزڈ کیس	۶ روپیہ ۸ آنہ
فالن سل کیس	۹ روپیہ ۸ آنہ

منکال ہنٹنگ واچ

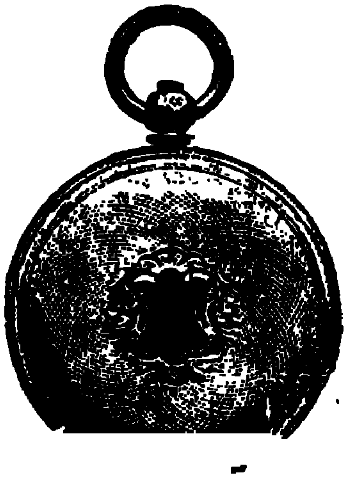

(گارنٹی ۲ سال)

وایٹ میٹل ہنٹنگ ۱۶ سائز - کی وائنڈنگ ہاف پلیٹ - گولڈ گلٹ مرومنٹ سیلنڈر اسکیپمنٹ - ایک نہایت خوبصورت گھڑی -

اصلی قیمت ۱۵ روپیہ - رعایتی ۵ روپیہ ہاف ہنٹنگ - چھ روپیہ آٹھ آنہ -

انگوا واچ

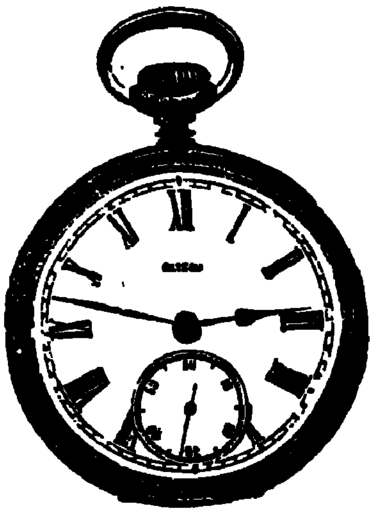

(گارنٹی ۵ سال)

پتلی چپٹی شکل کی گھڑی جنٹلمین سائز - پتھر ۲ عدد دیکھنے میں نہایت خوبصورت اور سچ وقت دینے والی -

اصلی قیمت ۸ روپیہ - رعایتی ۴ روپیہ ۸ آنہ -

بی - اس - نندی - اینڈ کمپنی نمبر ۱ - ۳۶ - دھرمتلہ کلکتہ

حکمت بالغہ ! حکمت بالغہ !

مولوي احمد مکرم صاحب عباسي چريا کوٹي نے ايک نہايت مفيد سلسلہ جديد تصنيفات و تاليفات کا قائم کيا ہے - مولوي صاحب کا مقصود يہ ہے کہ قران مجيد کے کلام الہي ہونے کے متعلق آجتک جس قدر دلائل قائم کيے گئے ہيں اُن سب کو ايک جگہہ مرتب و مدون کرديا جائے - اس سلسلہ کي ايک کتاب موسوم بہ حکمۃ بالغہ تين جلدوں ميں چھپ کر تيار ہو چکي ہے -

پہلي جلد کے چار حصے ہيں - پہلے حصے ميں قران مجيد کي پوري تاريخ ہے جو اتقان في علوم القران علامۂ سيوطي کے ايک بڑے حصہ کا خلاصہ ہے - دوسرے حصہ ميں تواتر قرآن کي بحث ہے ' اس ميں ثابت کيا گيا ہے کہ قرآن مجيد جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا ' وہ بغير کسي تحريف يا کمي بيشي کے ويسا ہي موجود ہے ' جيسا کہ نزول کے وقت تھا ' اور يہ مسئلہ کل فرقہاے اسلامي کا مسلمہ ہے - تيسرے حصہ ميں قرآن کے اسماء و صفات کے نہايت مبسوط مباحث ہيں - جن ميں ضمناً بہت سے علمي مضامين پر معرکۃ الآرا بحثيں ہيں - چوتھے حصے سے اصل کتاب شروع ہوتي ہے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد کي ايک سو پيشين گوئياں ہيں جو پوري ہو چکي ہيں - پيشين گوئيوں کے ضمن ميں علم کلام کے بہت سے مسائل حل کئے گئے ہيں ' اور فلسفۂ جديدہ جو نئے اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر کرتا ہے ان پر تفصيلي بحث کي گئي ہے -

دوسري جلد ايک مقدمہ اور دو بابوں پر مشتمل ہے - مقدمہ ميں نبوت کي مکمل اور نہايت محققانہ تعريف کي گئي ہے - آنحضرت صلعم کي نبوت سے بحث کرتے ہوے آيۃ خاتم النبيين کي عالمانہ تفسير کي ہے - پہلے باب ميں رسول عربي صلعم کي ان معرکۃ الآرا پيشين گوئيوں کو مرتب کيا ہے ' جو کتب احاديث کي تدوين کے بعد پوري ہوئي ہيں ' اور اب تک پوري ہوتي جاتي ہيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں کو لکھا ہے ' جو تدوين کتب احاديث سے پہلے ہو چکي ہيں - اس باب سے آنحضرت صلعم کي صداقت پوري طور سے ثابت ہوتي ہے -

تيسري جلد - اس جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے يورپ کے مستند اقوال سے ثابت کيا ہے کہ آنحضرت صلعم امي تھے' اور آپ کو لکھنا پڑھنا کچھہ نہيں آتا تھا - قرآن مجيد کے کلام الہي ہونے کي نو عقلي دليليں لکھي ہيں - يہ عظيم الشان کتاب ايسے پر آشوب زمانہ ميں جب کہ ہر طرف سے مذہب اسلام پر نکتہ چيني ہو رہي ہے ' ايک عمدہ ہادي اور رہبر کا کام ديگي - عبارت نہايت سليس اور دل چسپ ہے ' اور زبان اردو ميں اس کتاب سے ايک بہت قابل قدر اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر سہ جلد (۱۰۶۴) لکھائي چھپائي و کاغذ عمدہ ہے - قيمت ۵ روپيہ *

نعمت عظمی ! نعمت عظمی !

امام عبد الوہاب شعراني کا نام نامي ہميشہ اسلامي دنيا ميں مشہور رہا ہے - آپ دسويں صدي ہجري کے مشہور ولي ہيں - لواقح الانوار صوفياے کرام کا ايک مشہور تذکرہ آپ کي تصنيف ہے - اس تذکرہ ميں اولياء - فقراء اور مجاذيب کے احوال و اقوال اس طرح پر کانٹ چھانٹ کے جمع کئے ہيں کہ ان کے مطالعہ سے اصلاح حال ہو اور عادات و اخلاق درست ہوں اور صوفياے کرام کے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رہے - يہ لا جواب کتاب عربي زبان ميں تھي - ہمارے محترم دوست مولوي سيد عبدالغني صاحب وارثي نے جو اعلی درجہ کے اديب ہيں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپي رکھتے ہيں اس کتاب کا ترجمہ نعمت عظمی کے نام سے کيا ہے - اس کے چھپنے سے اردو زبان ميں ايک قيمتي اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر دو جلد (۷۲۶) خوشخط کاغذ اعلی قيمت ۵ روپيہ *

مشاہير الاسلام ! مشاہير الاسلام ! !

يعنے اردو ترجمہ وفيات الاعيان مترجمہ مولوي عبد الغفور خان صاحب رامپوري ' جس ميں پہلي صدي ہجري کے اواسط ايام سے ساتويں صدي ہجري کے خاتمہ تک دنياے اسلام کے بڑے بڑے علماء فقہا قضاۃ شعراء متکلمين نحويين لغويين منجمين مہندسين مورخين محدثين زہاد عباد امراء فقراء حکماء اطبا سلاطين مجتہدين و صناع و مغنين وغيرہ ہر قسم کے اکابر و اہل کمال کا مبسوط و مفصل تذکرہ -

جسے بقول (موسيودي سيلن)

" اہل اسلام کي تاريخ معاشرتي و علمي کي واقفيت کے واسطے اہل علم ہميشہ سے بہت ہي قدر کي نگاہوں سے ديکھتے آئے ہيں

يہ کتاب اصل عربي سے ترجمہ کي گئي ہے' ليکن مترجم صاحب ممدوح نے ترجمہ کرتے وقت اس کے اس انگريزي ترجمہ کو بھي پيش نظر رکھا ہے' جسے موسيودي سيلن نے سنہ ۱۸۴۲ء ميں شائع کيا تھا - سوا اس کے اصل کتاب پر تاريخ ' تراجم ' جغرافيہ ' لغت ' انساب اور ديگر مسائل ديني کے متعلق کثير التعداد حواشي اضافہ کئے ہيں - اس تقريب سے اس ميں کئي ہزار اماکن و بقاع اور قبائل و رجال کا تذکرہ بھي شامل ہوگيا ہے - علاوہ بريں فاضل مترجم نے انگريزي مترجم موسيودي سيلن کے وہ قيمتي نوٹ بھي اردو ترجمہ ميں ضم کردے ہيں جن کي وجہ سے کتاب اصل عربي سے بھي زيادہ مفيد ہوگئي ہے - موسيودي سيلن نے اپنے انگريزي ترجمہ ميں تين نہايت کارآمد اور مفيد ديباچے لکھے ہيں مشاہير الاسلام کي پہلي جلد کي ابتدا ميں ان کا اردو ترجمہ بھي شريک کرديا گيا ہے - اس کتاب کي دو جلديں نہايت اہتمام کے ساتھہ مطبع مفيد عام آگرہ ميں چھپوالي گئي ہيں' باقي زير طبع ہيں - قيمت ہر دو جلد ۵ روپيہ -

(۴) مآثر الکرام يعنے حسان الہند مولانا مير غلام علي آزاد بلگرامي کا مشہور تذکرہ مشتمل بر حالات صوفياے کرام و علماے عظام - صفحات ۳۳۸ مطبوعہ مطبع مفيد عام آگرہ خوشخط قيمت ۲ روپيہ -

تمدن ہند ! تمدن ہند ! !

يعنے شمس العلما مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم کي مشہور کتاب جس کا غلغلہ چار سال سے کل ہندوستان ميں گونج رہا تھا آخرکار چھپکر تيار ہوگئي ہے - علاوہ معنوي خوبيوں کے لکھائي چھپائي خط ' کاغذ ' تصاوير ' جلد مثل تمدن عرب کے قيمت ...... (۵۰) روپيہ -

(۵) صنمخانۂ عشق - يعني حضرت امير مينائي کا مشہور ديوان بار سوم چھپکر تيار ہوگيا ہے - قيمت ۲ روپيہ ۸ آنہ -

(۶) قرآن السعدين يعني تذکير و تانيث کے متعلق ايک نہايت مفيد رسالہ جس ميں کئي ہزار الفاظ کي تذکير و تانيث بتائي گئي ہے' قيمت ايک روپيہ آٹھہ آنہ -

(۷) فہرست کتب خانہ آصفيہ - جس ميں کئي ہزار کتب قلميہ و مطبوعہ اور نيز مصنفين کا نام درج ہے - جو حضرات کتب خانہ جمع کرنا چاہيں اُن کو يہ فہرست چراغ ہدايت کا کام دے گي - صفحات (۵۰۰) قيمت ۲ روپيہ -

(۸) تمدن عرب - قيمت سابق ۵۰ روپيہ قيمت حال ۳۰ روپيہ (۹) فغان ايران - مارگن شوسٹر کي مشہور کتاب کا ترجمہ صفحات ۴۶۲ مع ۲۱ عدد تصاوير عکسي عمدہ جلد اعلی - قيمت ۵ روپيہ -

(۱۰) قواعد العروض - مولانا غلام حسين قدر بلگرامي کي مشہور کتاب - عربي فارسي ميں بھي اس فن کي ايسي جامع کوئي کتاب نہيں ہے - صفحات ۴۷۴ قيمت سابق ۴ روپيہ - حال ۲ روپيہ -

(۱۱) - ميڈيکل جيورس پروڈنس - مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم کي مشہور کتاب قيمت سابق ۶ روپيہ قيمت حال ۳ روپيہ -

(۱۲) علم اصول قانون - يعنے سر ڈبليو - ايچ رينٹگن کي کتاب کا ترجمہ صفحات (۸۰۸) قيمت ۸ روپيہ -

(۱۳) تحقيق الجہاد - مصنفۂ نواب اعظم يارجنگ مولوي چراغ علي مرحوم - مسئلہ جہاد کے متعلق کل دنيا ميں اپنا نظير نہيں رکھتي - صفحات ۴۱۲ - قيمت ۳ روپيہ -

(۱۴) شرح ديوان غالب اردو - تصنيف مولوي علي حيدر صاحب طبا طبائي صفحات ۳۴۸ قيمت ۲ روپيہ -

(۱۵) داستان ترکتازان ہند - کل سلاطين دہلي کي ايک جامع و مفصل تاريخ ۵ جلد صفحات ۲۶۵۶ قيمت سابق ۲۰ روپيہ قيمت حال ۶ روپيہ -

(۱۶) معرکہ مذہب و سائنس - ڈريپر کي مشہور عالم کتاب. مترجمہ مولوي ظفر علي خان صاحب بي - اے - قيمت ۴ روپيہ - -

(۱۷) مآثر الکرام - مشتمل بر حالات صوفياے کرام تصنيف مير غلام علي آزاد بلگرامي - قيمت ۲ روپيہ -

(۱۸) تيسير الباري ترجمہ صحيح بخاري اردو - حامل المتن صفحات (۳۷۵۰) نہايت خوشخط کاغذ اعلی قيمت ۲۰ روپيہ -

نوٹ — ايک روپيہ في جلد کے حساب سے ہر کتاب کي جلد ہمارے پاس تيار ہوسکتي ہے - جس پر کتاب کا اور مالک کا نام منقش ہوگا -

شہبال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا ہے - ادبي - سیاسي - علمي اور سائنٹفک مضامین سے پر ہے - گرافک کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائي اور بہترین ٹائپ کا نمونہ - اگر ترکونکے انقلاب کي زندہ تصویر دیکھني منظور ہو تو شہبال ضرور منگائیے - ملنے کا پتہ :

پوسٹ آفس مرغ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۲

Constantinople - استامبول.

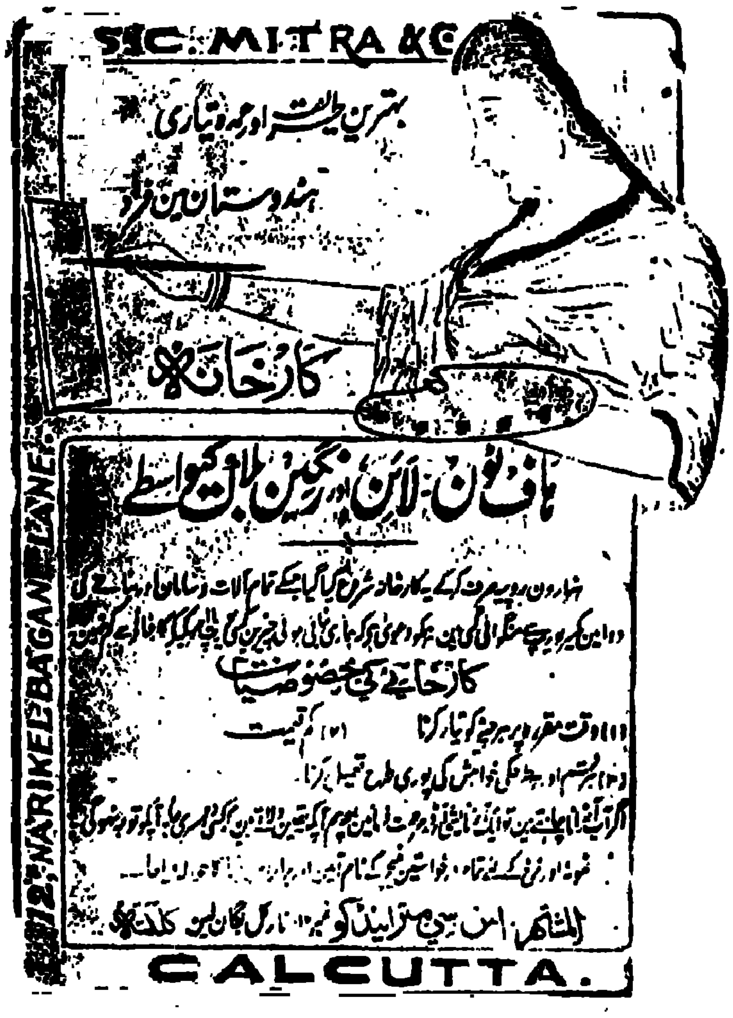

S.C. MITRA & Co

بہترین طباعت اور عمدہ تیاری

ہندوستان میں فرد

کارخانہ

ہاف ٹون - لائن اور رنگین بلاک کے واسطے

کارخانے کي خصوصیات

(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا (۲) کم قیمت

المشتہر ایس سی مترا اینڈ کو نمبر ۱۲ نارکل بگان لین کلکتہ

12, NARIKELBAGAN LANE

CALCUTTA.

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو بنگلہ گجراتي اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے ·

منیجر

تاریخ ہندوستان

— * —

آثار مطبوعات قدیمۂ ہند

—— * ——

ترجمہ فارسي " ہسٹري آف انڈیا " مصنفہ مسٹر جان مارشمن مطبوعۂ قدیم کلکتہ سنہ ۱۸۵۹

(۱) ہندوستان کے تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاہ محنتیں کي ہیں ان میں مسٹر سي - جان مارشمن (C. Jahan Marshman.) کا نام خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہے: اسکا نہایت سلیس و فصیح فارسي ترجمہ لارڈ ایلنبرا کے زمانے میں مولوي عبد الرحیم گورکھپوري نے کیا تھا ' اور بحکم لارڈ مذکور پرنس بہرام شاہ نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اہتمام و تکلف سے طبع کرایا تھا - کچھہ نسخے فروخت ہوے اور کچھہ گورنمنٹ نے لے لیے اور عام طور پر اشاعت اُسکي نہ ہوئي -

اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکی خاص طرح کي چھپائي بھي ہے - یعنے چھپي تو ہے ٹائپ میں لیکن ٹائپ برخلاف علم ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا ہے - بہتر سے بہتر نمونہ اگر نستعلیق ٹائپ کا ابتک کوئي ہے تو یہي ہے - کاغذ بھي نہایت اعلیٰ درجہ کا لگایا گیا ہے - علاوہ مقدمہ و فہرست کے اصلي کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم ہوئي ہے :

قیمت مجلد ۳ - روپیہ - ۸ آنہ - غیر مجلد ۳ - روپیہ -

تمام درخواستیں : " منیجر الہلال کلکتہ " کے نام آئیں -

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھائے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا مشتہ نا مفت دی جاتی ہے اور بخات کیلئے ہر دوا کا نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا **جواہر نور العین** بیس روپے ماشہ والا خالص ہیرہ بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اسکی ایک سلائی سے دھند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں دھئے یعنی گگرے۔ پھولہ۔ ناخنہ۔ پڑبال۔ ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے۔ عینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ دو روپیہ خاص علاوہ درجہ اعلےٰ للعہ درجہ اول عار

جوہر شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلےٰ اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب ہیں۔ ناطاقتی اور پیر و جوان کی ہر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کرکے اعلے درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عہ

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

اکسیر بہرہ پن برسوں کا بہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت عہ

ایک لمحہ میں درد دور کرنے والا **طلسم شفا** ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچھو کے ڈنک اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سیکنڈ میں دور قیمت عہ

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی۔ عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قائم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

سندات جواہر نور العین (۱) مسٹر میکے صاحب چیف انسر وانپورا۔ جواہر نور العین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع ہو گیا۔ (۲) مسٹر رستم جی نرام جی مرچنٹ مقام وارنگل میں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولہ بالکل دور ہو گیا ایسی عجیب دوا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں ملتے۔ (۳) خواجہ احمد دین صاحب پنڈی مجھے بچپن سے رتوندہی و شبکوری کا مرض تھا سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نور العین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہو گئی۔ +

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق سینیئر سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان

حال پروپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

مشاهیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلي قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان ترنسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۴] حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سر سید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبد الحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] نپولین اعظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو نجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۹ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۴ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام محمد ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۷] حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یکجا خرید کرنیسے صرف ۴ روپیہ ۸ آنہ - (۴۰) رہنمای پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ آنہ رعایتی ۹ آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ آنہ رعایتی ۹ آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۹ آنہ رعایتی ۳ آنہ - [illegible] کی قیمت میں بڑی رعایت ہے - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۱ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] [illegible] بہشت اردو [illegible] چشمہ اصل بہشت کے مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی مع اصلی سینہ بہ سینہ اور صدری مجربات کے جو الگ مال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداروں نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھدئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجواہر اس نامراد مرض کی تفصیل تشخیص اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ [۱۵] اصلی کیمیا گری یہ مطلب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ جست بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۱ روپیہ ۸ آنہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیرنے موقعہ کی پیمایش سے بنایا ہے - نہایت دلفریب متبرک اور روغنی معہ رول رکپڑا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیہ - علاوہ محصول ڈاک -

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

واٹر بری کا تیار کیا ہوا خوشگوار مچھلی کا تیل

Waterbury's
Compound
with Creosote and Guaiacol
ALCOHOL 11%
Made from Cod Liver Oil
Digestive Ferments
Malt Extract Unfermented
Hypophosphites Comp.
Ext. Cherry, Eucalyptus, Aromatics, Etc.
WATERBURY CHEMICAL CO.
SERIAL No 185
Waterbury's
Compound
PLAIN
ALCOHOL 11%
SERIAL No. 185

ترکیب سے تیار کیا ہوا مزہ دار مچھلی کا تیل

ڈھیلے اور کمزور رگ و پٹھہ کو طاقتور بنانے اور پھیپڑا کی بیماری اور کھانسی و زکام سے خراب ہونے والے جسم کو درست کرنے کے لئے "کاڈ لیور والل کمپونڈ" یعنی ہمارے یہاں کے تیار کیے ہوئے مچھلی کے تیل سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں ہے -

ایک بڑی خرابی مچھلی کے تیلوں میں یہ ہے کہ اس سے اکثر لوگوں کو متلی پیدا ہوتی ہے' اور کبھی کم مقدار کا ایک خوراک بھی کھانا ناممکن ہو جاتا ہے

واٹر بری کی کمپاونڈ یعنی مرکب دوا جسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ناروے ملک کی "کاڈ" مچھلی سے تیل نکالکر خاص ترکیب سے اسکے مزہ اور بو کو دور کرکے اسکو "مالٹ ایکسٹراکٹ" و "هائپو فاسفائٹس" و "گلیسرن" و "اروماٹکس" (خوشبو دار چیزیں) اور ہلکے "کریوسوٹ" اور "گولیا کول") کے ساتھہ ملانے سے یہ مشکل حل ہو جاتی ہے - کیونکہ "کاڈ لیور والل" کو اس ترکیب سے بنانے کے سبب سے نہ صرف اسکی بدمزگی دور ہوگئی ہے بلکہ وہ مزہ دار ہوگیا ہے اور اس سے پھرتی اور بشاشی ہوتی ہے مگر یہ مرکب دوا "کاڈ لیور والل" کے عمدہ فائدہ کو نہیں روکتی ہے - اسکو بہت عمدہ طور سے بنایا گیا ہے - اور اسکو جاننے والے اور استعمال کرنیوالے لوگ خوب پسند کرتے ہیں - اگر تمہارا جسم شکستہ اور رگ و پٹھے کمزور ہو جائیں جنکا درست کرنا تمہارے لئے ضروری ہو - اور اگر تمہاری طاقت زائل ہو رہے اور تمکو بہت دنوں سے شدت کی کھانسی ہوگئی ہو اور سخت زکام ہوگیا ہو جس سے تمہارے جسم کی طاقت اور اعضاے رئیسہ کی قوت نقصان ہوجانے کا ڈر ہے - ان حالتوں میں اگر تم پھر قوت حاصل کرنے چاہتے ہو تو ضرور واٹر بری کا مرکب "کاڈ لیور والل" استعمال کرو - اور یہہ ان تمام دواؤں سے جنکو ہم اپنے خریداروں کے سامنے پیش کرسکتے ہیں کہیں بہتر ہے - یہ دوا ہر طرحسے بہت ہی اچھی ہے - یہ دوا پانی و دودھ وغیرہ کے ساتھہ کھلجاتی ہے' اور خوش مزہ ہونیکے سبب لڑکے اور عورتیں اسکو بہت پسند کرتے ہیں - نسخہ کو بوتل پر لکھہ دیا گیا ہے - قیمت بڑی بوتل تین روپیہ اور چھوٹی بوتل ڈیڑھ روپیہ -

"واٹر بری" کا نام یاد رکھیے

یہہ سب دوا نیچے لکھے ہوے پتہ پر ملتی ہے :—

لئیم ڈاس - عبد الغنی کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

روغن بیگم بہار

حضرات اہلکار ' امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار' وکلا' طلبہ' مدرسین' معلمین' مولفین' مصنفین ' کیخدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے' ایک عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بہتیرے مفید ادویہ اور اعلی درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے ' جسکا اصلی ماخذ اطباے یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے' اسکے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان زیپش از تجربہ مبالغہ سمجھی جا سکتی ہے- صرف ایک شیشی ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹری کبیراجی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض کبھی غلبۂ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں ' اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہو مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا ' اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ -

بٹیکا

بادشاہ و رئیسوں کے دائمی شباب کا اصلی باعث یونانی [illegible] سائنس کی ایک نمایاں کامیابی یعنی -

بٹیکا ــــ کے خواص بہت ہیں ' جن میں خاص خاص باتیں عمر کی زیادتی ' جوانی دائمی ' اور جسم کی راحت ہے ' ایک ہفتہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبہ کی آزمایش کی ضرورت ہے -

[illegible] نسخہ تھا نیز [illegible] تھا - اس دوا کو میں نے بڑا احتیاط سے بنایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے - یہ دوا فقط ہمکو معلوم ہے اور کسی کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بھیجی جائیگی -

" بلڈ فل کالیجر " کو بھی ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ -

[illegible] پانچ روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک ۹ آنہ -

یونانی لٹریچر کا [illegible] مفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر ۱۱۵/۱۱۴ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

بےحد تھوڑے سے واپس

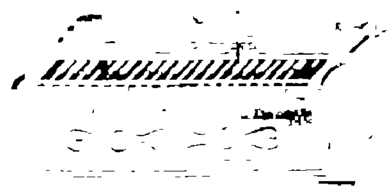

ہمارا مس مرهنی فلوٹ هارمونیم سرپلا فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جاویگی یہ ساکھو کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت دیر تک قائم رہنے والی ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ ۷۰ و ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیہ ہے آرڈر کے ہمراہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹری نمبر۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10 /3 Lover Chitpur Road
Calcutta

انڈیا فلوٹ هارمونیم

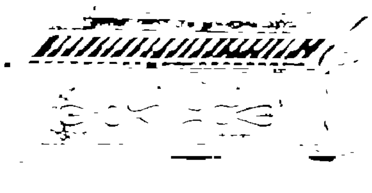

اسکے مقابلہ میں تمام هرمونیم بیکار هیں اسنے انڈین ایکزی بیشن سنہ ۱۹۰۰ میں گولڈ مڈل حاصل کی ہے - اسکے آگے زیادہ تعریف کی کونسی ضرورت ہے -

گارنٹی تین ۳ سال -

اکٹو سنگل سٹ رتسی ٹرسی قیمت ۱۵ - ۱۷ - ۲۰ روپیہ " " ڈبل " " - قیمت ۲۷ - ۳۰ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھ پانچ روپیہ پیشگی آنا چاہیے -

A. P. Day and co.
22/1 Budhoo Ostagar Lane,
Calcutta.

علاج بواسیر

داخلی - خارجی - خونی وغیرہ کیسا ہی ہو' اسکے استعمال سے کلی آرام ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی چار روپیہ -

سفید داغ کا لاجواب علاج

بدن میں کیسا ہی سفید داغ کیوں نہو اسکے استعمال سے بالکل آرام ہو جاتا ہے -

قیمت فی شیشی چار روپیہ -

White & 50 Tollygunge
Calcutta

استرہ کی ضرورت نہیں

مولٹرر صاحب کا هیر ڈیلی ٹری لگا لیجے اور ایک منٹ میں بالوں کو صاف کرلیجیے . فی شیشی چھہ آنہ تین شیشی ایک روپیہ -

پھول رانی

نہایت خوشبودار روغن پھول ہے سکے استعمال سے دل ودماغ تازہ رہتا ہے اسطرحکا روغن ابتک کسی نے ایجاد نہیں کیا -

قیمت فی شیشی بارہ آنہ ایک درجن سات روپیہ آٹھ آنہ -

Maithra & Go 1-1 Tarak Chatterjee Iane,
Galcutta.

اصلی مکر دھج

جوکہ خاص طلا سے بنایا گیا ہے یہ دوا خون کو صاف کرتا ہے بدن کو قوت بخشتا ہے' ناتوانوں کو توانا کردیتا ہے -

مرد و عورت دونوں کے استعمال کے لایق ہے - قیمت نمبر ۱ ایک تولہ پچاس روپیہ نمبر ۲ " " بتیس ۳۲ روپیہ

۱/۴ سے کم درخواست نہیں آنا چاہے -

Imperial Depot.
60 Srigopal Mullik Lane
Bow Bazar Galcutta

سنکاری فلوٹ

تین سال کی گارنٹی

بہترین اور سریلی آواز کی هارمونیم سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ

اسکے علاوہ هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یہاں موجود ہے -

هر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

R. L. Day.
24/1 Harkata Lane,
Calcutta.

مفت ! مفت !

داي صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب تصنیف کردہ نوجوانوں کا رهنما وصحت جسمانی و زندگانی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharonacy
30/2 Harrison Road
Calcutta.

ڈاکٹر ایس - کے - برمن کا

بنایا ہوا

لال شربت ! لال شربت ! !

بچوں کیلیے ایک ہی دوا ہے - مان دینا میٹھا میٹھا لال شربت -

شیر خوار بچے کو اکثر بدہضمی رہتی ہے - دودھ پیتے ہی قے کردیتے ہیں - پالخانہ کبھی سخت اور کبھی پتلا ہوتا ہے پیٹ اپھرا ہوجاتا ہے ہاتھہ پاؤں لاغر ہوجاتے ہیں - دانت وقت پر نہیں نکلتے ہیں غذا جزو بدن نہیں ہوتا - ان سب وجوہات سے لڑکے ہمیشہ کیواسطے کمزور ہوجاتے ہیں - ایسے حالت میں لال شربت کے استعمال سے کوئی شکایت نہیں ہونے پاتی اور ہمیشہ کے واسطے لڑکے چست و چالاک رہتے ہیں - بچے کو دودھ کم ہوتا ہو طبیعت سست رہتی ہو بخار آتا ہو غذا ہضم نہ ہوتی ہو تو لال شربت استعمال کرنیسے لاغری جاتی رہیگی دودھ زیادہ ہوگا اور بچے خوشحال رہینگے - پوری حالت فہرست جسمیں جنتری اور سارٹیفکٹ درج ہیں منگوا کر دیکھیے قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۴ آنہ تین شیشی کے لیے ۲ روپیہ - محصول ۱۰ - آنہ ادویات ہر جگہ دوکانداروں یا دوا فروشوں سے ملسکتی ہے ورنہ کارخانہ سے طلب کیجیے -

ایس برمن کے سارے ہندوستان میں مشہور ہے
اور دوائیاں بچوں کی صحت کو بحال
فائدہ کرتی ہیں -

ایس برمن کے سارے ہندوستان میں مشہور ہے
اور دوائیاں ہر جگہ دوکانداروں اور
دوافروشوں سے مل سکتی ہیں -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا انٹی ملریا مکسچر اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئی حکیم اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہم نے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے سے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تا کہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں' اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھی ہو گئی ہوں' اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی وچالاکی آجاتی ہے - نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روزکے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر و ہول سیلر
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکم لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں' اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے' اور عالم متمدن میں نمود کے ساتھہ فائدے کا بھی جویاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو مات کرنیوالا "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے' بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے' اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

حسبنا الله و نعم الوکیل

ترکش سلطانه هیئرڈائی کمپنی

خضاب استمبولي

جسے تمام عالم نے ٹرکش امپیریل هیرڈائی" کا لقب عطا فرمایا هے - یه بد ضرر بلا داغ جلد بلاے برائي نا گوار بلکه فرحت افزاے دل و جان عطر بار خوشبو دار خضاب کمیاب هے - سهولت کے ساتهه ۲ - ۴ قطره برش یا انگلي سے لگا لیجیے اور چند منٹ میں بالونکو سیاه نما بنالیجیے ایک شیشي برسونکے لیے کافي هے -

قیمت فی شیشي کلاں تین روپیه - شیشي خرد دو روپیه -

سارٹیفکٹ - ڈاکٹران ان مرڈیي - صاحب ال - ارسي - اي - ایس ایڈنبرا مقیم نمبر ۱۰۳ رپن اسٹریٹ کلکته تحریر فرماتے هیں واقعي یه ایک تحفه بیش بها کمیاب بلکه نایاب استمبولی خضاب دنیاوي خضابوں میں اعلی ریکتا هے ' بیشک یه روسا امرا راجگان اور نوابونکے استعمال کے قابل قدر هے - اسکي جسقدر تعریف کي جاے بجا هے -

سول ایجنٹ - رجبی اینڈ کو منیجر ڈاکٹر عزیز الرحمن
نمبر ۱۵ مومن پور روڈ خضرپور کلکته
No. 1Mominpure Road Khidderpur Calcutta.

پوپن ٹائین

یه عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ' یه موایل ؤصافی شکایتونکو دفع کرتی هے - پژمرده دلونکو تازه کرتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه ایکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پہونچتی هے - هسٹریه وغیره کو بهی نفع هے جا لیس گولیوں کی بکس کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باه ایک بارگی دفع هو جاتی هے - اس کے استعمال کر تے هی آپ فائده محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

هائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رها -

یه دوا آب نزول اور فیل پا وغیره کے واسطے نهایت مفید ثابت هوا هے - صرف اندروني و بیرونی استعمال سے شفا حاصل هوتی هے -

ایک ماه کے استعمال سے یه امراض بالکل دفع هو جاتی هے قیمت دس روپیه اور دس دنکے دوا کی قیمت چار روپیه -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور ثمره زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهد- ڈاکٹر ایم - سي - لنجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - "میںنے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے" نهایت مفیداور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کروایا اور بهت نفع بخش پا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈاي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جارج اسپتال ارکاڈي بمبئي فرماتي هیں :- "اوبهرالین جسکو که میںنے استعمال کیا هے" زنانه شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے"

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه ' ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co Chemists, Kalighat Calcutta.

هر فرمایش میں الهلال کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ آف لنڈن

* * *

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوں میں هے ابهي چهپ کے نکلي هے. اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑے کي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۹ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي - اور ایک روپیه ۱۴ آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بهو بازار - کلکته
Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت

ایک مهینه کے لیے رعایت تین دنکے اندر زر واپس اگر ناپسند هوے -

ساٹز فاکشن فلوٹ هارمونیم جسکي دهیمي اور میٹهي آواز بنگالي اور هندوستانی موسیقي سے خاص مناسبت هے - شیشم کي لکڑی سے بني هوئي ' اور نهایت عمده رنگ - تین برسکي گارنٹي - قیمت سنگل رنگ ۳۸ ' ۴۴ ' اور ۵۰ روپیه - حال - ۱۹ ' ۲۲ ' ۲۵ روپیه - ڈبل رینگ ۶۰ ' ۷۰ ' ۸۰ ' ۹۰ ' روپیه - حال ۳۰ ' ۳۵ ' ۴۰ ' ۴۵ ' روپیه پیشگي ۵ روپیه -

نیشنل هارمونیم کمپني - ڈاکخانه سمله A - کلکته

National Harmonum Co. P. O. Simla A. Calcutta

ایک بولنے والي جڑی

اگر آپ اپنے لا علاج مرضوں کي وجه سے مایوس هوگئے هوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوباره زندگی حاصل کریں- یه جڑي مثل جادو کے اثر دیکهاتي هے - ایس بوس سے یه جڑي مندرجه ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکها رهی هے -

ضعف معده ' گراني شکم ' ضعف باه تکلیف کے ساتهه ماهوار جاري هونا - هر قسم کا ضعف خواه اعصابي هو یا دماغی ' آب نزول وغیره -

جڑي کو صرف کمر میں باندهي جاتی هے - قیمت ایک روپیه ۸ آنه

ایس - سی - هر - نمبر ۲۹۵ اپر چیتپور روڈ - کلکته
S. C. HAR 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگی والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي و مراق جنون ' وغیره وغیره دفع هوتي - هے اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۵

کلکتہ: چہار شنبہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday October 14. 1914.

نمبر ۱۶

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنهی عن المنكر

وجاهدوا في الله حق جهاده ، هو
اجتباكم وما جعل عليكم في الدين
من حرج ملة ابيكم ابراهيم ، هو
سماكم المسلمين من قبل وفي هذا
ليكون الرسول شهيدا عليكم ، و
تكونوا شهداء على الناس ، فاقيموا
الصلوة واتوا الزكوة ، واعتصموا
بالله هو مولاكم فنعم المولى و
نعم النصير ! (۲۲ : ۷۸)

قیمت فی پرچہ چار آنہ

"کتاب مرقوم یشهده المقربون" (۸۳ : ۱۸)
ذالك فليتنافس المتنافسون !" [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال
فی
مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

(۱) "الہلال" تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیۃ کے احیاء' درس قرآن و سنت کی تجدید' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال' اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ' و مضامین و عناوین سیاسیۃ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے۔ اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں۔ اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے۔ اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی سے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں۔ اسکا ایک ایک لفظ' ایک ایک جملہ' ایک ایک ترکیب' بلکہ علم طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو لٹریچر میں متجددانہ و مجتہدانہ ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الالٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی نظیر و مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا۔

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں' ہزاروں زبانوں' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا' اور بلا غلو و مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار متشککین مذبذبین' متفرنجین' ملحدین' اور تارکین اعمال و احکام' راسخ الاعتقاد' مومن صادق الاعمال مسلم' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں۔ بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر ایسے ہیں جن میں ایک عام مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: وذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے۔

(۶) طالبان حق و ہدایت' متلاشیان علم و حکمت' خواستگاران ادب و انشاء' تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں۔ وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں۔ وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے' جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے۔

(۷) چھہ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے۔ فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے والایتی کپڑے کی جلد' اعلی ترین کاغذ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے۔ تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں۔ تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی۔

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے۔ ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے۔

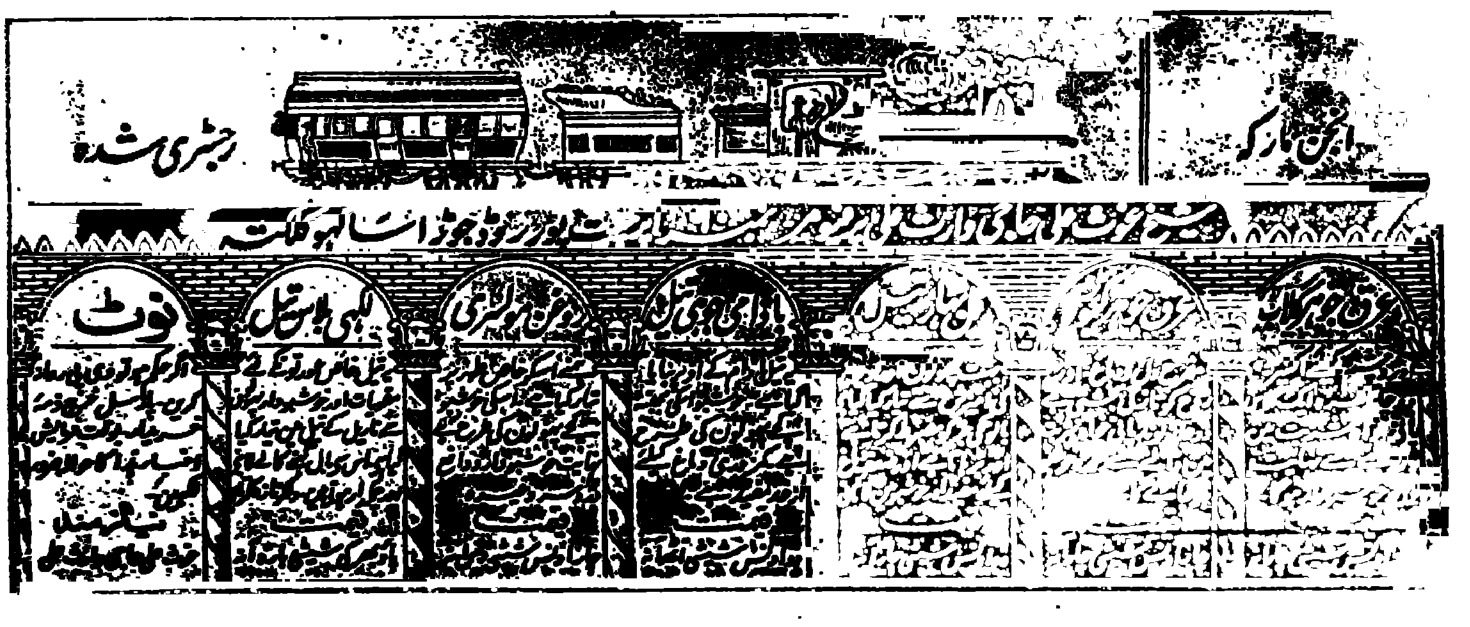

Tel. Address: "Alhilal" Calcutta.
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

میر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الآزاد الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵
کلکتہ: چہار شنبہ ۲۳ - ذیقعدہ و یکم ذالحجہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta: Wednesday, October, 12-17. 1914.
نمبر ۱۶ - ۱۷

بادہ در جوش ست و یاراں منتظر
ساقیا خذ ما صفا دع ما کدر

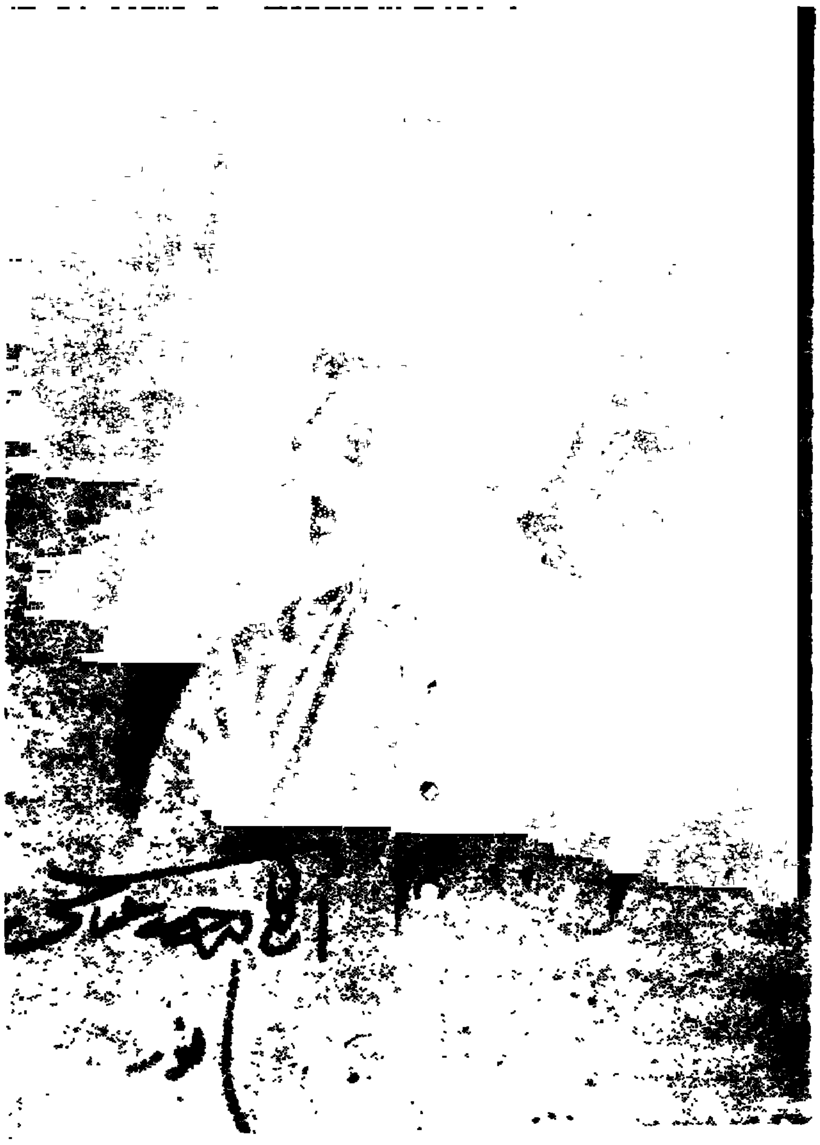

ہز ایکسلنسی غازی انور پاشا متع اللہ الاسلام والمسلمین بطول حیاتہ جنکے متعلق ایک حادثہ کی بے سر و پا افواہ حال میں مشہور ہوئی تھی مگر جسکی ابتک اصلیت نہیں

اطلاع

نمبر ۱۶ اور ۱۷

رمضان المبارک کے بعد کمپوزیٹروں کے اسٹرائک سے جو بد نظمی پریس میں شروع ہوئی اسکا سلسلہ برابر جاری تھا - مجبوراً ہر ہفتے کی تاخیر کو ایک بار ختم کردینے کیلیے پچھلے ہفتے کی اشاعت ملتوی رکھی گئی اور آج نمبر ۱۶ اور ۱۷ - ایک ساتھ شائع کیے جاتے ہیں -

آئندہ نمبر عید الضحی کی تقریب سے خاص طور پر مصور و مزین ہوگا اور مستقل خریداروں کے علاوہ عام خریداروں کے لیے ۸ - آنہ قیمت پر فروخت ہوگا -

بوجہ قبل نمبر ہونے کے اس نمبر کی قیمت ۸ - آنہ ہے -

تار کا پتہ - ادرشہ

نواب ڈھاکہ کی سرپرستی میں

—:o:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں۔ اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹن کٹنگ (یعنے سیاہی تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا سہل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جا سکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی مشین دیگی جسمیں گنجی تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوے اون جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - اچھے روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھہ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

---

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمت ہیں -

—:o:—

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

مس کشم کماری دیوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۹۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہواری آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

---

نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ قونصل ایران

—(o)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں - یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کر رہی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتی ہے - اسکے علاوہ کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکی مدد کریں

آنریبل جسٹس سید شرف الدین - جج ہائیکورٹ کلکتہ

میں نے ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی بنائی ہوئی چیزوں کو استعمال کیا اور پائیدار پایا - دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے - میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد اس کمپنی کی سرپرستی ایسے لوگ کرینگے جنسے انکے کام میں وسعت ہو -

---

ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل گورنر بنگال کا حسن قبول

آنکے پرائیوٹ سکریٹری کے زبانی -

اچھے اپنی ساخت کی چیزیں جو حضور گورنر اور انکی بیگم کے لیے بھیجا ہے وہ پہونچا - ہز اکسیلنسی اور حضور عالیہ آپکے کام سے بہت خوش ہیں اور مجھکو آپکا شکریہ ادا کرنے کہا ہے -

برانچ — سول کورٹ روڈ لنکاپور -

نوٹ — پراسپکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

ادرشہ نیٹنگ کمپنی ۲۶ ایچ گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

(۶) سب سے زیادہ یہ کہ بحیرہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک انگلستان بحیر شمال اور نہر کورور پر مسلط ہے، انٹورپ و زیبرج بلجیم کے تمام ساحلي مقامات کو جرمني کسي طرح بھي مسخر نہیں کرسکتي۔ اگر وہ محاصرہ کرلے، جب بھي رسد اور سامان جنگ دریا دریا کي جانب سے پہنچتا رہیگا۔

یہ اسباب تھے جس درجہ موثر، بدرقي، ناقابل انکار اور شاندار و قوي تھے، انکی نسبت کچھ کہنا فضول ہے۔ لئز اور نامور کے استحکامات کے غافلے اور انکے عاجلانہ نتائج اگرچہ دنیا کے پیش نظر تھے، تاہم یہ ساتھہ میل کا مستحکم حلقہ، یہ تمام ماہرین جنگ کا اجماع عظیم، یہ لاعلاج پانی کے منافذ، یہ ساحلي دروازے کی ہیبت، اور اس سب سے بڑھکر بحر شمال کي حکمراني اور برطانی اعانت کا فتح باب، ایسی دلیلیں نہ تھیں جو بالکل بے اثر رہتیں۔ تاہم جب حوادث نے ورق الٹا اور حقیقت بے نقاب ہوئي تو دنیا نے امید باطل اور فریب آرزو کا ایک نیا تجربہ اپنے سامنے پایا، اور طاقت کے دیوتا نے بڑھکر کہا کہ اسکی جادو کي چھڑي کے آگے استحکام کا لفظ بے معنی، قلعہ کي حقیقت وہم، اور تمام دنیا کے ماہرین جنگ کا ایمان و اعتقاد نقش غلط و بیہودہ خام ہے!

اذا جاء موسی و القي العصا

فقد بطل السحر و الساحر

استحکامات کي حقیقت آفتاب کے طلوع و غروب کے اندر نہیں بدل جاسکتي۔ ساٹھہ میل تک پھیلے ہوئے قلعے اور آہنی گنبدوں کے توپخانے تیلیوں کے ڈھانچے اور روئي کے گالے نہیں بنجاسکتے، بحر شمال کا وہ پر پیچ لیپ خط خشک نہیں ہوگیا ہے جس سے نکلکر دریائي لہریں انٹورپ کي دیواروں سے ٹکراتي رہتی ہیں، اور جسکا پانی پھر اسکے تمام طول و عرض کو ایک خطہ آب بنا دیسکتا ہے۔ پھر انگلستان کي حکومت اس تمام عرض پر پھیلي ہوئی ہے جو ساحل بلجیم اور ساحل کورور کے درمیان واقع ہے، اور ہر طرح کی اعانتوں کے حاصل کرنے کیلیے انٹورپ کے دروازے بدستور کھلے ہوئے ہیں۔

تاہم دنیا کی جنگي طاقتوں کی تاریخ کے کیسے عجیب و غریب عہد سے ہم گذر رہے ہیں جبکہ با این ہمہ جاہ و جلال طاقت و جبروت، و با این ہمہ اسباب و وسائل دفاع و استحکام، بالاخر انٹورپ اسي طرح مسخر ہوگیا جسطرح جرمني کے خط جنگ کي ہر روک مسخر ہوئي۔ اور بلجیم کا یہ آخري نقشہ امید بھی اسیطرح چاک کردیا گیا جس طرح بے شمار نقشے اس سے پہلے پرزے پرزے ہوچکے ہیں۔ افسوس کہ یقین و اذعان کے اس بستر یاس کو زیادہ سے زیادہ ارزو و حسرت کی پانچ تاریک راتیں ہي نصیب ہوئیں!

(فن جنگ کا نیا دور)

ہم نے تسخیر انٹورپ کے تذکرہ میں اس نقطہ کو زیادہ نمایاں کیا کہ اسکے استحکامات کی تمام حقیقتیں بدستور قائم ہیں لیکن امید کا نقشہ منقلب ہو چکا ہے۔ یہ پہلو اسلیے زیادہ وضاحت کا محتاج تھا کہ انٹورپ کي تسخیر کے بعد سے اعتراف و تسلیم کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے، اور یہ خصوصیت ہرطرح اسکی مستحق ہے کہ تاریخ جنگ میں اسے نمایاں جگہہ دي جاے۔ ابتک جرمنی کی راہ کي ہر روک اپني مضبوطي اور استحکام کے یقین میں ایک ناقابل فہم سرعت کے ساتھہ منقلب ہوتی رہی ہے، اور بد قسمتی سے سر زمین و قلاع کیطرح "ماہرین جنگ" کا مذہب بھي مغرور حریف کي تلوار کا اسطرح تابع رہا ہے کہ اسکي ہر حرکت پر اسکے اصول و قواعد بدلتے رہے ہیں۔ لیژ جب تک فتح نہیں ہوا تھا، اس وقت تک وہ دنیا کا سب سے زیادہ مستحکم مقام تھا۔ ارتیاتوس کي موجیں اور ہمالہ کی چوٹیاں بھي اسکے استحکام کے آگے ہیچ تھیں۔ اسکا عجیب الصنعۃ دائرہ استحکام، اسکے گھرے ہوے عجیب و غریب قلعے، اسکی سر زمین کے قدرتي موانع، اسکي عالم اعتراف و ناقابل تسخیر عظمت، ایک ایسی مسلم حقیقت تھي، جسکو ہر اور دو چار کي طرح ہر "ماہر جنگ" تسلیم کرتا تھا۔

لیکن جونہی حملہ آوروں کی فوجیں اسکی منہدم دیواروں پر سے گذریں، یکایک فن جنگ کے حقائق میں ایک انقلاب عام واقع ہوا، اور جو قلعے چند دن پیشتر تک تمام دنیا کو اپنی آزمائش کا چیلنج دے رہے تھے، اور جنسے بڑھکر اصول و قواعد حرب و دفاع کا اور کوئی نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا، اب اصول و قواعد ہی کی بنا پر بالکل فرسودہ، ناقابل اعتماد، بے قاعدہ و بے اصول، اور ایک بدتر سے بدتر فوج کے ہاتھوں بھی بآسانی تسخیر ہوجانے والي دیواریں بنگئے:

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بو العجبیست؟

اب یہ انکشاف ہوا کہ لیژ کے قلعے قدیم طرز پر تعمیر ہوے تھے اور اسلیے انکا مسخر ہو جانا کوئي ایسي بات نہیں جو چنداں قابل التفات ہو۔ سب سے زیادہ یہ کہ اسکے قلعوں کا باہمي فاصلہ بہت کم تھا، اور ایسي حالت میں وہ ساقط نہو جاتا تو اور کیا ہوتا؟

تقریباً ایسے ہي انقلابات و انکشافات سریعہ نامور کے آٹھہ قلعوں کے متعلق بھی ہوے۔ اسرار جنگ اور مصالح حرب کی بخشش اس عہد میں جرمنی کي توپوں سے بھي زیادہ عجیب و غریب رہي ہے!

لیکن غنیمت ہے کہ اب انکشافات "فن جنگ" کے یہ تلاطم و تموج کسیقدر مبدل بہ سکون ہوگئے ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ گو جرمني کي جنگي بیقراریوں کے پانوں نہ تھمیں لیکن انگلستان و فرانس کے "ماہرین جنگ" کے اعتقادات کو تو کسي قدر ثبات و استقرار نصیب ہو جایگا۔ چنانچہ موجودہ جنگ کي تاریخ میں سب سے پہلے "انٹورپ" کے قلعوں کو یہ تاریخي فخر نصیب ہوا ہے کہ انکي برگشتہ قسمت کي طرح فن جنگ نے انکا ساتھہ نہ چھوڑا۔ اور انکے استحکامات میں بظاہر اب تک لیژ و نامور کے استحکامات کي طرح کوئي نئي خرابي اور خامی بعد از تسخیر ثابت نہیں ہوئي ہے۔ وہ مسخر ہوچکے ہیں لیکن ابتک انکی مضبوطي اور حفاظت کي حقیقتیں بدستور قائم ہیں، اور انکي خامیوں اور نقصوں کي مرثیہ خواني کي جگہ حملہ آوروںکي طاقت کا اعتراف کرکے حقیقت و واقعیت پر پہلي مرتبہ لطف و احسان کیا گیا ہے!

پہلے جو قوۃ تحقیق و تدقیق بدبخت مسخر شدہ قلعوں کے نقصوںکي دریافت میں صرف ہوتي تھي، الحمد للہ کہ اب اسکا کچھہ حصہ جرمني کي عجیب و غریب توپوں کے متعلق ایک نئے انکشاف میں صرف کیا گیا ہے، اور معلوم ہوا ہے کہ یہ ساري کرشمہ سازي جرمني کي نہیں بلکہ اسکي قلعہ پاش توپوں کی ہے، جنکا قطر ۴۷ سنٹي میٹر کا ہے، اور جنکے گولے تیس تیس من کے وزني ہوتے ہیں!

مارا ازیں نیے، ضعیف این کمان نبود!

(بحري مہم)

انگریزي اعانت کے بھیجے جانیکي بھي خبر سي گلي ہے جو انٹورپ پہنچي اور تمام مایوس باشندوں نے اسکي بدولت دو راتیں امید و مسرت میں بسر کیں۔ جب فوج راستوں سے گذري لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا اور گرجوں میں حمد و شکر کے ترانے گاے گئے۔ گو اس قیمتي اعانت سے بد نصیب بلجیم کو کوئي فائدہ نہیں ہوا اور بعض مخالف اتفاقات کی وجہ سے برطاني شجاعت کو اپنے ان فوجي مناقب و عسکري فضائل کي نمایش کي کافی مہلت نہ ملي جو فرانس کے میدانوں میں بارہا ظاہر ہوچکے ہیں، تاہم اسنے نہایت عقلمندي کے ساتھ

حدیث الجنون

(دو معرکے)

جو جنگ دنیا کے نصف حصے میں قتل و غارت کا سب سے بڑا دور ارضی تمثیل کر رہی ہے، اسکے میدانوں سے باہر بھی قوتوں کے تصادم اور طاقتوں کے کشاکش کا ایک معرکۂ تقابل و تسابق بپا ہے - یہ حقیقت اور تصنع کا ایک عظیم الشان مقابلہ ہے جو شاید سلطان حقائق، اور انسانی دسائس و خدع کی سب سے بڑی اور سب سے وسیع جنگ کا فیصلہ کریگا - پہلی جنگ اگر اپنے رقبہ کی وسعت، اپنے سامانوں کی ہیبت، اور اپنے نتائج و اطراف کی دہشت میں دنیا کا سب سے بڑا حادثہ ہے، تو یہ جنگ بھی حقیقت کے قہر و استیلا، انسانی خدع و حیل کے انتہائی جد و جہد، اور آلات و اسلحۂ تصنع و دسائس کی نئی نئی نمایشوں کا تاریخ عالم میں سب سے بڑا واقعہ ہوگی!

پہلی جنگ کے اعلان کے ساتھہ ہی اس جنگ کا بھی اعلان ہوگیا، اور جس طرح بلجیم اور پرائینڈ کے میدانوں میں اسکے میدان گرم ہوے، ٹھیک اسی طرح اس جنگ کے معرکوں نے بھی جلد جلد اپنے نقشے بدلے - لیژ اور نامور کی دیواروں پر جس وقت تیس تیس من کے قلعہ پاش گولے پھینکے جا رہے تھے، اس وقت ان گولوں سے بھی زیادہ وزنی مصنوعات نے حقیقت کی ناممکن التسخیر دیواروں کو اپنا نشانہ بنالیا تھا - "قیصر" اور "زار" کے دعوون کی اس ادعاؤ غرور کے آگے کچھہ حقیقت نہیں ہے، جس نے اس دوسرے میدان جنگ میں قوۂ حقائق و واقعیت کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے!

لیکن اس میدان جنگ کے حریف کی قوتیں دوسری قسم کی ہیں، اور یہ وہ تجربہ ہے جو یکساں نتائج کے ساتھہ دنیا میں ہمیشہ کیا جاچکا ہے - ممکن ہے کہ یہ سب سے بڑا تجربہ ہو اور اسکی وسعت عدیم النظیر ثابت ہو - تاہم نتیجہ وہی نکلیگا جو ہمیشہ نکل چکا ہے: ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا -

حقیقت کی طاقت قیصر اور دول متحدہ کی طاقت سے زیادہ محکم ہے - اسکی دیواروں کے ڈھانے کیلیے کوئی توپ نہیں ڈھالی جاسکتی!

بالآخر دونوں جنگوں کے حریف انکے نتائج ایک ہی وقت میں ظاہر ہوے، اور ایک طرف انٹورپ کے مشہور عالم استحکامات کی تسخیر کا اعلان ہوا - دوسری طرف سے سلطان حقیقت نے بھی اپنے منتظرہ اور ناممکن التبدیل قہر و تسلط کا آخری فیصلہ کردیا:

ولتعلمن نباہ بعد حین (۳۸ : ۸۸)

(بیمار امید)

انٹورپ کی تسخیر موجودہ جنگ کی تاریخ میں سب سے زیادہ اہم واقعہ ہے - جنگ کے شمالی میدان کی یہ آخری امید تھی، اور چونکہ آخری تھی اسلیے بہت عزیز و قیمتی تھی - مفلس کے جیب کیلیے ایک کھوٹا سکہ بھی بہت قیمتی ہوتا ہے اور دیوار جب گرجاتی ہے تو اسکی ایک قائم و ثابت اینٹ بھی بہت ہوتی ہے - بد نصیب بلجیم کیلیے انٹورپ کا بقیۃ السیف گوشہ ایک پوری اقلیم کامرانی سے بھی بڑھکر قیمتی تھا - لیکن افسوس کہ واقعات کی قوت اٹل ہے، اور اس آخری بیمار امید کی عمر پچھلوں سے بھی کم نکلی - جس مدفن امل میں لیژ اور نامور کی برجیاں دفن کی جا چکی ہیں، وہاں انٹورپ کو بھی سپرد خاک کردینا پڑا:

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد!
نحن قدرنا بینکم الموت و ما نحن بمسبوقین!

(فریب امید)

کسی دوسری جگہ ہم نے سقوط انٹورپ کے تمام حالات لکھدیے ہیں - اس سے معلوم ہوگا کہ لیژ اور نامور سے کہیں زیادہ امیدوں کا انٹورپ کے گرد ہجوم تھا - بلجیم نے جب برسلز سے اپنا دار الحکومۃ منتقل کیا تو ماہرین جنگ کی نہایت طول طویل رائیں ہم تک پہنچائی گئیں، اور یقین دلایا گیا کہ یہ سب سے بڑی بلجیمی مصلحت تھی جو عمل میں لائی گئی ہے، اور جرمنی کی تمام قوتیں انٹورپ کے سامنے بیکار ثابت ہونگی - ڈیلی میل، مورننگ پوسٹ، ڈیلی کرانیکل، لنڈن ٹائمس، اور نیز پیرس کے مشہور اخبارات فیگارو وغیرہ، سب اسپر متفق تھے کہ پیرس کے استحکامات کے بعد دنیا میں سب سے بڑا مستحکم مقام انٹورپ ہے، اور ہمیشہ یقین کیا گیا ہے کہ بلجیم کا حملہ آور خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہو، لیکن یہاں پہنچکر اپنی نامرادیوں سے سر ٹکرائیگا -

ماہرین جنگ نے اسکے جو وجوہ بیان کیے تھے، ان میں اہم امور حسب ذیل تھے:

(۱) سنہ ۱۹۰۸ میں جو نئے استحکامات یہاں بنائے گئے ہیں، انکی نسبت عام اتفاق ہے کہ ناقابل تسخیر ہیں -

(۲) انٹورپ اور اسکے اطراف میں بیس سے زیادہ قلعے ہیں، اور انکے مثلث دوائر اور قلعے اس ترتیب سے قائم کیے گئے ہیں کہ کسی طرف سے بھی حملہ آور کو اندر کی بیٹریوں سے بچکر آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملسکتا - اسلیے تسخیر بجائے خود رہی، دشمن اسکے قریب بھی نہیں پہنچ سکے گا -

(۳) قلعہ بند علاقہ ۹۰ میل سے زیادہ کا ہے - فولادی گنبدوں میں بہترین قسم کی زودکار توپیں نصب ہیں، اندرون شہر کی تمام سڑکیں انکی زد پر ہیں، خندقیں وسیع اور گہری ہیں، میدانی توپیں بکثرت ہر جانب نصب کی گئی ہیں -

(۴) نواح انٹورپ کی قدرتی حالت بھی ایسی ہے جس پر غالب آنا ممکن نہیں - ایک جانب دریا ہے جو شہر کے اندر چلا گیا ہے، اور تینوں جانب پانی کے ایسے عریض حلقے بنے ہوے ہیں جو چند لمحوں کے اندر بھر دیے جاسکتے ہیں -

(۵) اگر محاصرہ کیا جاے تو یہ بالکل بے سود ہوگا - اسکے شمال و مغرب ڈچ سرحد ہے جو غیر جانبدار ہے - ساحلی مقام ہونے کی وجہ سے وہ سمندر کی جانب سے بیرونی آمد و رفت جاری رکھہ سکتا ہے - اور انگلستان سے اسکو ہمیشہ مدد ملتی رہیگی، جو بالکل اسکے سامنے

حادثہ بج بج

بج بج کا وہ مقام جہاں جہاز کوما.گاٹو کے مسافر اتارے گئے

* * *

شاہ رومانیا کی وفات

جدید شاہ رومانیا

چونکہ متوفی شاہ رومانیا کا کوئی فرزند نہیں ہے اسلیے اسکا بھتیجا پرنس فرڈی نینڈ تخت نشین ہوگا۔

انکے ایک بڑے حصے کو ہلاکت سے بچالیا ' اور مفرورین انٹورپ کے ساتھ ایک ہمقدم ہوالینڈ اور اسٹیلنگ پہنچ گئی !

مورننگ پوسٹ کے نامہ نگار نے خاص طور پر اس عمدہ اثر کا نقشہ کھینچا ہے جو انگریزی فوج کے انٹورپ پہنچنے سے اہل بلجیم پر پڑا - مسٹر چرچیل (خداوند بحریات برطانیہ) انگریزی فوج کے کارناموں پر اسے "مبارکباد" دیتے ہیں ' اور فرماتے ہیں کہ "ہماری بحری فوج نے دشمن کے توپخانوں کی شعلہ باری میں قابل تعریف جرأت کے ساتھ اپنے تئیں ڈالدیا ' اور یہ صرف انہی کے قدوم میمنت لزوم کے نزول کا نتیجہ ہے کہ انٹورپ ساٹھ ہزار دشمنوں کے مقابلے میں ۵ دن تک مدافعت کرتا رہا "

" باقی رہا اسکا واپس چلا آنا تو یہ کچھ اسکا نتیجہ نہیں ہے کہ دشمن کے حملوں کی وہ تاب نہ لاسکی ' بلکہ عام جنگی مصلحت اسکی مقتضی تھی " !!

یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ انگریزی فوج کے عمدہ اثر ' اہالیان انٹورپ کی ناپائدار مسرت ' اور قابل تعریف غسل آتشیں کو یہ حقیقت کچھ بھی صدمہ نہیں پہنچا سکتی کہ انٹورپ کی بدنصیبی میں اس نمایش جاہ و جلال سے کچھ بھی تغیر نہ ہوا - اول تو ایک مایوس جماعت کو دو چار دن تک امید و نشاط سے آشنا کردینا ہی کیا کم بات ہے ؟ پھر ایک ایسے بے پناہ حریف کے مقابلے میں جوانوں بقیۃ السیف حصے کا بحفاظت واپس چلا آنا بجائے خود مستحق ہزار تبریک و تہنیت ہے !

(حول سقوط انٹورپ)

انٹورپ کی تسخیر کے بعد جرمنی کا کام بلجیم میں ختم ہوگیا - اب جنگ کا ایک نیا صفحہ الٹتا ہے -

انٹورپ کی سب سے بڑی اہمیت اسکے ساحل کا موقعہ ہے - نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ بحر شمالی کی جو شاخ بلجیم و برطانیہ کے درمیان ہوکر گذری ہے اسمیں ہوالینڈ کے کنارے ایک عجیب طرح کے چھوٹے چھوٹے بالمقابل و متوازی جزیرے پیدا ہوگئے ہیں ' اور انکا ایک وسیع گوشہ بحر شمال کے دہنے ساحل میں خود بخود طیار ہوگیا ہے - ہوالینڈ کی سرحد میں یہ حصہ داخل ہے اور یہاں سے ایک دریائی خط نکلکے انٹورپ کے اندر چلا گیا ہے -

اس بحری گوشے کی وجہ سے ہر وہ مقام نہایت قیمتی ہوگیا ہے جو اس سے قریب ' واقع ہو - یہ ایک ایسا محفوظ مقام ہے کہ جو حکومت یہاں قابض ہوگی ' وہ تمام بحر شمالی کی جنگی طاقتوں کو ایک کونے میں بیٹھے ہوے بے اثر کردیگی - یہ چھوٹے چھوٹے دریائی خطوط جو نظر آرہے ہیں ' انکے اندر اگر ایک توپ بھی نصب کردی جاے تو وہ باہر کی طرف بحر شمال کا راستہ روکدیگی -

پس انٹورپ جرمنی کے خط جنگ کا سب سے بڑا اہم مقام تھا اور اب وہ اسپر قابض ہوگیا ہے - اسے ایک طرف تو بلجیم میں ایک ایسی مستحکم جگہ ملگئی ہے ' جسے اپنی بڑی بڑی جرمن توپیں چڑھاکر وہ ناممکن التسخیر بنا دیگا ' دوسری طرف ساحل برطانیہ کا رخ بھی اسکے قبضے میں آگیا ہے ' اور اب اس جانب سے میدان جنگ میں کسی مدد کے پہنچنے کا بالکل خدشہ نہیں رہا -

انٹورپ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر گھنٹ اور گھنٹ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر اوسٹنڈ تھا جو بلجیم میں جزیرۂ برطانیہ کے بالکل مقابل اور سب سے زیادہ قریبی مقام ہے - اسکی ساری اہمیت انگلستان کی بحری تجارت کے بندرگاہ ہونے کی وجہ سے تھی - آج صبح کی خبروں میں اوسٹنڈ کے بھی تقریباً لے لینے کی خبر آچکی ہے ' اور شاہ بلجیم جو انٹورپ سے بھاگ کر اوسٹنڈ آیا تھا ' اب فرانس چلا گیا ہے -

اوسٹنڈ کے پیچھے بسرحد فرانس میں کیلے ہے ' اور برطانیہ کے ساحل کا سب سے زیادہ قریب تر ساحلی مقام وہی ہے - عنقریب جرمنی اس پر بھی قبضہ کرلیگا ' اور اسطرح جنگ کا وہ باب جسکا تعلق تسخیر بلجیم اور ساحل انگلش چینل سے تھا ' بالکل ختم ہوجائیگا -

(بعض حقائق جنگ)

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل حقیقتیں بالکل صاف اور غیر مشتبہ صورت میں سامنے آگئی ہیں :

(۱) جنگ کے حقائق کا مطلع اب صاف ہے اور حقیقت اسدرجہ آشکارا ہوگئی ہے کہ اس سے انکار کرنے یا اسے مشکوک کرنیکی بالکل گنجایش نہیں رہی -

(۲) جرمنی تمام خاک بلجیم پر قابض ہے - فرانس میں پیرس کے اطراف تک اسنے اپنے دہنے دستے کو پھیلا کر بلجیم کی پوری مملکت اور فرانس کے تمام سرحدی خط کو حریفوں سے خالی کرالیا ' اور نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے پیش نظر استحکامات اور فوجی مرکز قائم کرلیے - اس نے بڑی بڑی خندقیں مشینوں کے ذریعہ اطمینان سے ایسی حالت میں کھودیں کہ دشمن کی ایک گولی بھی اسمیں حارج نہ تھی - اپنے ان تمام کاموں سے جب وہ فارغ ہوگیا تو آگے بڑھی ہوئی فوج ایک قرار دادہ ترتیب کے ساتھ واپس چلی آئی اور اب اپنے مرکزوں میں مضبوطی کے ساتھ جم گئی ہے -

(۳) افواج متحدہ نے اول روز ہی یہ غلطی کی کہ سرحد فرانس کو عبور کر کے جرمنی کو روکنا چاہا - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے ہی مقابلے میں انکے پانوں اکھڑے اور پھر خط پیرس کے ادھر تک نہ رک سکے - تا آنکہ جرمنی نے خود جگہ خالی کردی -

(۴) جرمنی کی فوجی طاقت ' آلات و اسلحہ جنگ طریق ہجوم و مقاومت ' اور عام انتظامات اور ہر طرح کے ساز و سامان کے متعلق جو خیالات و اوہام پھیلاے گئے تھے ' انکا اگر دسواں حصہ بھی صحیح تسلیم کرلیا جاے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ میدان جنگ کے تمام واقعات سے یک قلم انکار کردیا جاے - اب یہ حقیقت روز روشن کی طرح عالم آشکار ہوچکی ہے کہ جرمنی کی تعجب خیز قوتوں اور سامانوں کے متعلق جو معلومات دنیا برسوں سے رکھتی آئی ہے ' وہ اسی طرح ابتک صحیح ہیں جس طرح جنگ سے پہلے تھے -

(۵) جرمنی نے تمام بلجیم پر قبضہ کرلیا - فرانس میں پیرس تک چلی گئی ' روس کے اندر روسی فوج کے ساتھ لڑ رہی ہے اور میلوں اسکے حدود کے اندر ہے - اسکی تمام افریقی نوآبادیاں ابتک بالکلیہ مسخر نہ ہوئیں ' اور کیاچو کو جاپان جیسی عظیم الشان بحری طاقت دو مہینے میں بھی نہ لے سکی -

اسکے مقابلے میں جرمن حدود کا ایک چپہ بھی ابتک اسکے حریفوں کے تصرف میں نہیں آیا ہے ' اور بقول اسٹیٹسمین کے " بہرحال اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ جسقدر بھی لڑائیاں ہو رہی ہیں وہ سب کی سب جرمنی کے دشمنوں کے ملک ہی میں ہو رہی ہیں - جرمنی کے کسی حصے میں نہیں ہیں "

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جرمنی کے حریفوں کے ملک جنگ کی وجہ سے تہ و بالا ہو رہے ہیں جیسا کہ بلجیم ' فرانس ' اور روس کے ایک حصے کا حال ہے - لیکن خود جرمنی کے اندر کہیں بھی لڑائی نہیں ہے اور اسلیے اسکا اندرونی امن و سکون اور داخلی تجارت و اقتصادیات بالکل اصلی حالت میں برقرار ہیں - وہ سامان جنگ کے کارخانوں سے کام لے رہا ہے - توپیں ڈھل رہی ہیں اور ایک ایک سو سب مرین طیار کی جارہی ہیں - صرف اس اختلاف مناظر ہی سے جنگ کے موجودہ نتائج واضح ہو جاسکتے ہیں -

(۶) انٹورپ اور اوسٹنڈ کے لے لینے کی وجہ سے میدان جنگ میں اسکا پوزیشن بہت شدید و وزنی ہوگیا ہے ' اور میدان جنگ کو دریا کی جانب سے اسکے خلاف جو تقویت تھی ' اسکی راہ مسدود ہوگئی ہے - بظاہر اسکا نصف کام بالکل مکمل ہوگیا - وہ بلجیم اور ساحل کی طرف سے مطمئن ہوکر اب از سر نو اپنی پیش قدمی شروع کریگا - دریاے شیلڈٹ میں اس نے بحری سرنگیں ڈالدی ہیں ' اب خاص انگلش چینل پر اپنا دباؤ نمایاں کرنا چاہیگا

اولیاء الشیطان و اصحاب النار کي لعنت سے پاک ہے' اور صرف خدا کے دوستوں اور انکي محبت میں دکھہ اوٹھانے والوں کیلیے مخصوص کردیا گیا ہے -

سمندروں کو عبور کر کے' پہاڑوں کو طے کرکے' کئي کئي مہینوں کي مسافت چلکر' دنیا کي مختلف نسلوں' مختلف رنگتوں' مختلف بولیوں کے بولنے والے' اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوے ہیں - اسلیے نہیں کہ سلافي یا ٹیوٹانیک نسل کي باہمي عداوتوں سے دنیا کیلیے لعنت بنیں' اسلیے نہیں کہ ایک انساني نسل دوسري نسل کو بھیڑیوں کي طرح پھاڑے اور اژدھوں کي طرح ڈسے' اسلیے نہیں کہ خدا کي زمین کو اپنے ابلیسي غرور اور شیطاني سیادت کي نمایش گاہ بنائیں' اسلیے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمي الات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کردیں' بلکہ تمام انساني غرضوں اور مادي خواہشوں سے خالي ہوکر اور ہرطرح کے نفساني ولولوں اور بہیمي شرارتوں کي زندگي سے ماوراء الوری جاکر' صرف اس خداے قدوس کو پیار کرنے کیلیے' اسکي راہ میں دکھہ اٹھانے اور مصیبت سہنے کیلیے' اور اسکي محبت و رافت کو پکارنے اور بلانے کیلیے جس نے اپنے ایک قدوس دوست کي دعاؤں کو سنا اور قبول کیا' جبکہ نیکي کا گھرانا اباد کرنے کیلیے اور امن و سلامتي اور حق و عدالة کي بستي بسانے کیلیے اس نے اپنے خدا کو پکارا تھا :

ربنا اني اسکنت من ذریتي بواد غیر ذي ذرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوۃ ناجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم و ارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون (۱۴ : ۴)

اے پروردگار! میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو بالکل بے برگ و گیاہ ہے' اپني نسل لاکر بسائي ہے تاکہ یہ لوگ تیري عبادت کو قائم کریں - پس تو ایسا کرکہ انسانوں کے دلوں کو انکي طرف پھیردے اور انکي رزق کا بہتر سامان کردے!

آہ تم ذرا انکي ان عجیب و غریب حالتوں کا تصور کرو! یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستي کے بسنے والے ہیں؟ کیا یہ اوسي زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کي لعنتوں سے بھرگئي' اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہي کے لیے زندہ رہي؟ کیا یہ اسي آبادي سے نکل کے آے ہیں جو سبعیت و خونخواري میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھي بدتر ہے' اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اسطرح چیرتا پھاڑتا ہے کہ اجتک نہ تو سانپوں نے کبھي اسطرح ڈسا اور نہ جنگلي سوروں نے کبھي اسطرح دانت مارے؟ کیا یہ اسي نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جسنے خدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا' اور اسطرح اسکي طرف سے منہہ موڑ لیا کہ اسکي بستیوں اور آبادیوں میں خدا کے نام کیلیے ایک آواز اور ایک سانس بھي باقي نہ رہي؟ آہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہاں سے آے ہیں؟ یہ قدوسیوں کي سي معصومیت' فرشتوں کي سي نورانیت' اور سچے انسانوں کي سي محبت انمیں کہاں سے آگئي ہے؟ تمام دنیا نسلي تعصبات کے شعلوں میں جل رہي ہے' مگر دیکھو یہ دنیا کي تمام نسلیں کسطرح بھائیوں اور عزیزوں کي طرح ایک مقام پر جمع ہیں' اور سب ایک ہي حالت' ایک ہي وضع' ایک ہي لباس' ایک ہي قطع' ایک ہي مقصد اور ایک ہي صدا کے ساتھہ ایک دوسرے سے جڑے ہوے ہیں؟ سب خدا کو پکار رہے ہیں' سب خدا ہي کیلیے حیران و سرگشتہ ہیں' سب کي عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہي کیلیے ابھر آئي ہیں' سب کے اندر ایک ہي لگن اور ایک ہي ولولہ ہے' سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کیلیے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لیے ایک ہي محبوب و مطلوب ہے' اور جبکہ تمام دنیا کا محور عمل نفس و ابلیس ہے' تو یہ سب صرف خدا کے عشق و محبت میں خانہ ویراں ہوکر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کرکے دیوانوں اور بیخودوں کي طرح یہاں اکٹھے ہوے ہیں! انہوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کي خواہشوں اور ولولوں سے بھي کنارہ کش ہوگئے - اب یہ ایک بالکل نئي دنیا ہے جسمیں صرف عشق الہي کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کي بستي آباد ہوئي ہے - یہاں نہ نفس کا گذر ہے جو غرور بہیمي کا مبدء ہے' اور نہ انساني شرارتوں کو بار ملسکتا ہے جو خونریزي اور ظلم و سفاکي میں کرۂ ارضي کي سب سے بڑي درندگي ہیں - یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کے آنکھوں سے بہتے ہیں' صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھویں کیطرح اٹھتي ہیں' صرف دل سے نکلي ہوئي صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کي صورت میں زبانوں سے بلند ہورہي ہیں' اور ہزاروں سال پیشتر کے عہد الہي اور راز و نیاز عبد و معبودي کو تازہ کر رہي ہیں : لبیک لبیک - اللھم لبیک - لا شریک لک لبیک!!

سر روحانیاں داري ولے خود را نمیدستي
بخواب خود درآ تا قبلۂ روحانیاں بیني!

یہ وہ مجمع ہے جسکي بنیاد دعاؤں نے ڈالي - جسنے دعاؤں سے نشو و نما پائي' جو صرف دعاؤں ہي کیلیے قائم کیاگیا' جسکي ترکیب بھي اول سے لیکر آخر تک دعاؤں ہي کے مناسک سے ہوئي' اور جو دعاؤں ہي کي لازوال طاقت سے قائم ہے - سب سے پہلي دعا وہ تھي جو اس گھر کي بنیاد رکھتے ہوے خدا کے دو قدوس دوستوں کي زبانوں پر جاري ہوئي :

ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک' و ارنا مناسکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم! ربنا و ابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتک و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم!

اے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماري نسل سے ایک امۃ پیدا کر جو تیري مومن و مسلم ہو - اور ہمیں اپني عبادت کے طریقے بتلادے اور ہماري توبہ قبول کرلے - تو تو بہت ہي بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے - اور پھر اے پروردگار! ہماري نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اسکے آگے تیري آیتوں پڑھکر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کي تعلیم دے اور انکے اخلاق کا تزکیہ کردے -

سو بیابان حجاز کے قدوس لم یزل نے یہ دعا قبول کرلي اور اپني اس " امۃ مسلمہ " کو پیدا کیا جو في الحقیقت وجود ابراہیمي کے اندر پنہاں تھي :

ان ابراھیم کان امۃ قانتۃ -

بیشک حضرت ابراہیم خلیل اپنے وجود واحد کے اندر ایک پوري قوم اور خدا پرست امت تھے!

یہ گھرانا درحقیقت دنیا کي امامت اور ارض الہي کي وارثت کیلیے آباد کیا گیا تھا' اور اسکا عہد و میثاق روز اول ہي بندھگیا تھا -

پس اس مقدس دعا کي قبولیت نے " امۃ مسلمہ " کو بھي قائم کیا' اور دنیا کے تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کیلیے سلسلۂ ابراہیمي کے آخري رسول کو بھي مبعوث کیا' نیز جو امامت و پیشوائی اور خلافت في الارض حضرۃ ابراہیم خلیل (علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام) کو دي گئي تھي' اسکي وارث انکي ذریۃ و نسل ٹھہرائي گئي' البتہ بموجب اپنے عہد کے " ظالموں " کو اس سے محروم کردیا گیا - اس نسل کے جو لوگ اپنے نفس و روح کیلیے ظالم ہوے اور خدا کے مقدس رشتوں کی

ورود مقدس یوم الحج !

(اتی امر الله فلا تستعجلوه)

سیریکم اٰیاته فتعرفونها ؛ وما ربک بغافل عما تعملون !

گویند مگو سعدي چندین سخن عشقش
مي گویم و بعد از من گویند بدستانها !

میں نے بہت چاہا کہ اپنے زخموں کو چھپاؤں لیکن نہ چھپا سکا - ایک مدت کے سکون اندمال کے بعد آج پھر ایک لمعۂ اضطراب و کاوش میسر آ گیا ہے - میرے دل کي بے چینیوں نے مجھے بستر انتظار پر تہہ و بالا کردیا ' اور میرے زخم ہاے کہنہ کے ٹانکے بے اختیار کھل گئے - اب انکي خونابہ فشاني نہیں رک سکتي - بل نکتب والیراع یقطر دما ' والقلب یکاد یتمزق اسي و اسفا ' مما اصاب الاسلام والمسلمین ' من الذل المهین ' والعار المشین ' والا زدراء الهائل ' والاحتقار الفاضح ' والظغط الفظیع ' والقتل المریع ! فحاشا للمسلمین ' ان یکونوا من القوم الکافرین ! !

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را
پیوند کردہ ام جگر پارہ پارہ را

آج میں پھر اپني وہي متاع کہنہ لیکر بازار مقصود میں نکلا ہوں جو ہمیشہ سے میرے کار و بار آہ و نالہ کا راس المال رہي ہے ' اور جسکے سوا میرے جیب و آستین حسرت میں اور کچھہ نہیں ہے - میرے پاس ایک زخمي دل کے چند ٹکڑے ہیں جنسے خون تمنا کے قطرے ٹپک رہے ہیں - میں خریداروں کا متلاشي ہوں - کوئي ہے جو ان پارہ ہاے خونیں کا طلبگار ہو ؟

روے بازار مراد امروز عرفي با منست
دامن تر میفروشم دیدۂ تر مي خرم !

میں اپنے جیب زیاں کي یہ کل پونجي دیکر ایک سودا چکانا چاہتا ہوں - مجھے چند آنکھیں چاہئیں جو ماتم یوسف میں یعقوب وار رونا جانتي ہوں - کیونکہ مجھے آنسوؤں سے بڑھکر عالم انسانیت میں کوئي شے طاقتور نہیں ہے - یا اسفی علی یوسف !

خشک سالیست درین عہد وفا را اے اشک !
زاں دیاریکہ تو مي آئي ' باراں چونست ؟

یہي قیمت زخم ' یہي راس المال جراحت ' یہي دست ماتم کار ' یہي چشم خونبار ' اور یہي زبان فغاں سنج ہے ' جسے اپنے ساتھہ لیکر میں نے ہمیشہ خریداروں کو پکارا ' اور یہي متاع دل اور جنس اشک و خونفشاني ہے جسکو ہمیشہ میں نے ڈھونڈھا - میں ہمیشہ روتا رہا اور مینے لوگوں کو رولایا ہے - میں ہمیشہ ماتم کرتا رہا اور ہزارہا ہاتھوں نے میری سینہ کوبي میں شرکت کي ہے - آج پھر اشک و فغاں کیلیے پیام درد لیکر اٹھا ہوں - پس ان سب پر سلام جنکي آنکھیں خونبار ' دل دو نیم ' جگر سوختہ ' اور زبانیں دعا سنج ہیں - کیونکہ اشک افشانیوں کا آخري وقت ' اضطراب قلوب و ارواح کي انتہائي فرصت ' اور دعا ہاے اشک آلود و فریاد ہاے مجروح و مضطر کي ہر طرف پکار ہے !

دمے ز صدق بر آور کہ آرزو بخشاں
ہزار گنج اجابت بہ یک دعا بخشند !

امن یجیب المضطر اذا دعاه و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء ؟ ءاله مع الله ؛ قلیلا ما تذکرون -	اور خدا کے سوا کون ہے کہ ایک مضطر روح کي پکار کو سنے ' اسکے دکھہ کو دور کرے ' اور اپنے آگے جھکنے والوں کو اپني خلافت بخشے ؟ افسوس کہ بہت کم ہیں جو عبرت و بصیرت رکھتے ہیں !

وہ جو خشک سالي میں پاني کیلیے روئے ' کیا اب بادلوں کي گرج اور بجلیوں کي چمک میں امید کے آخري آنسو نہ بہائیں گے ؟ وہ جنہوں نے نا امیدیوں میں اپنے مقصود کو پکارا ' کیا اب امید و بیم کي آخري دیوار حائل تک پہنچکر خاموش ہوجائیں گے ؟ کیا موسم خزاں کے ماتم زدگان حسرت کیلیے یہ جائز ہے کہ بہار کي عین آمد پر اپنے ولولۂ جنوں کو خیر باد کہدیں ؟

دہقان کا کام موسم کے ظہور کے بعد اور زیادہ بڑھجاتا ہے ' اور منزل جسقدر نزدیک آتي جائے ' رہروان مقصود کے آتش شوق کو اور زیادہ تیز ہوجانا چاہیے - پہلے اگر حسرت و آرزو میں روتے ہو تو اب امید میں اور زیادہ چیخ چیخ کر روؤ !

بایں کہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں
کہ نیم گام جدائي ہزار فرسنگ ست

آسمان کے دروازے بند تھے اور تم انکي طرف دیکھہ دیکھہ کر پکارتے تھے لیکن آج کھل گئے ہیں اور تمہاري دعاؤں کے انتظار میں ملائکہ مدبرہ اور ملکوت السماوات نے اپنے اجنحۂ نورانیہ کو کھول دیا ہے - جبکہ جواب نہیں ملتا تھا تو تم پکارتے تھے ' آج خود دست اجابت آمادۂ استقبال ہے - پھر زبان سائل کو کیا ہوگیا ہے کہ خاموش ہے ؟ ان رحمة الله قریب لمن المحسنین !

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز مي خواہی
متاعے جمع کن ' شاید کہ غارت گر شود پیدا !

موسم بدل رہا ہے ' اور اضطراب و شورش کي جن خونیں بدلیوں سے فضا چھپ گئي ہے ' وہ بالکل ویسی هي ہیں جیسے ہر عصر انقلاب ارضي و تجدد مراسم اقوام و ملل میں ظاہر ہوئي ہیں - کچھہ عجب نہیں کہ ایام الاہیہ کا ایک یوم عظیم ختم ہو اور دوسرے دن کا آفتاب طلوع ہو - یہ رات کي آخري گھڑیاں ہیں جو برق کي سي تیزي اور بادل کي سي ہیبت میں گذر جائینگي ' اور لہو اور دھوئیں کي بدلیوں کے اندر سے دنیا کي حیاة جدیدہ کا ظہور ہوگا - پس صبح کي بخشش میں حصہ لینے والوں کو چاہیے کہ اپنے دماغوں کا نہیں بلکہ آنکھوں کا احتساب کریں اور شیطاني غفلت سے ہشیار ہوجائیں ' کیونکہ رات بھر جاگنا آسان ہے ' مگر صبح صادق کي گھڑیوں میں اونگھنے سے بچنا مشکل ہے - نہو کہ رات بھر اختر شماري کرنے کے بعد عین صبح کے وقت سو جاؤ ' اور جس روشني کو دیکھنا چاہتے تھے ' اسکي کرنیں تمہارے خوابیدہ سروں پر ماتم کریں - سچ یہ ہے کہ نہ تم اٹھے اور نہ تم نے بیداري کیلیے کوئي کروٹ لي ' لیکن جبکہ دہقان آبپاشی سے غافل تھا تو آسمان نے خود هي مینہہ برسا دیا ' اور جبکہ انساني ہمتیں تھک گئي تھیں تو کارخانۂ الہي خود هي متحرک ہوگیا - پس وقت کو اسکا حق دینے میں تساہل نہ کرو کیونکہ وہ صرف اتنے هي کا طالب ہے ' اور جسقدر بھي جلد ہوسکے اپني اصلاح و درستگي کا سامان کرلو : افلا یتوبون الي الله و یستغفرونه و الله غفور الرحیم ؟

(یوم الحج کا ورود مقدس)

آج ذوالحجہ کي پہلي تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جسکے آفتاب کے نیچے کرۂ ارضي کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کیلیے جمع ہونگے ' اور ریگستان عرب کي ایک بے برگ و گیاہ وادي کے اندر خدا پرستي و عشق الہي کا سب سے بڑا گھرانا آباد ہوگا :

الذین ان مکناهم في الارض اقاموا الصلوة واتوا الزکوة وامروا بالمعروف و نهوا عن المنکر -	وہ لوگ کہ اگر الله انہیں زمین میں قائم کردے تو انکا کام صرف یہ ہوگا کہ صلوة الہي کو قائم کریں ' زکواة ادا کرائیں ' نیکي کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں

یہ پہلا گھر تھا جو خدا کي پرستش کیلیے بنایا گیا ' اور آج بھي دنیا کے تمام بحر و بر میں صرف وہي ایک مقدس گوشہ ہے جو

اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ!

پابنـدی عہـد اور اسـلام

(۲)

گذشتہ صحبت میں ہم نے تصریحات قرآنیہ کی بنا پر بحث کی تھی ' اور دکھلایا تھا کہ پابندی عہد و مواثیق کی اخلاقی حقیقتوں کو قرآن کریم نے اپنی تعلیمات اوامر میں کس درجہ اساسی و مرتفع درجہ دیا ہے ؟

لیکن سچ یہ ہے کہ اخلاقی احکام کا تعلق جہاں تـک تعلیم محض سے ہے ' وہ کوئی ایسی متاع غریب نہیں ہے جسکے پیش کرنے پر اسـلام فخر کرے - اخلاقی احکام ہمیں ہر جگہ ملسکتے ہیں اور تقریباً ہر مذہب نے اپنا مقصد یہی بتلایا ہے کہ انسان کو اخلاق کا وعظ سناے - اگر قران حکیم تعلیم دیتا ہے کہ عہد و مواثیق کی پابندی کرو تو قانون موسوی اور واعظ ناصری بھی یہ نہیں کہتا کہ عہد باندھکر توڑ ڈالو - حتی کہ آرین نسل کی وہ فلسفیانہ روحانیت بھی جسنے ہندوستان اور ایران میں ظہور کیا ' اپنی ہر ادنی سے ادنی شاخ کے اندر اخلاقی تعلیمات و احکام سے لبریز ہے -

پس اصلی چیز تعلیم نہیں ہے بلکہ تعلیم کے نتائج اور اسکا عمل ہے - دیکھنا یہ ہے کہ قران کریم نے جو کچھہ کہا ' اس نے عملی شکل میں کیسی صورت اختیار کی ؟ انسان کی روح اسلیے بیمار نہیں ہے کہ زبانوں نے تعلیم کم دی اور کاغذوں پر زیادہ نہیں لکھا گیا ' بلکہ اسکا اصلی دکھہ زندگی کی عملی مشکلات میں ہے اور صرف وہی تعلیم فتح مند ہوسکتی ہے جو ایک مستحکم عملی نمونہ اپنے ساتھہ رکھتی ہو -

عملی حقیقت کے لحاظ سے اولین نمونہ حامل قران و اولین داعی اسلام (علیہ الصلواۃ والسلام) کا ہے : لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنہ - آج ہم صرف اسی حیثیت سے اسلامی مواثیق و عہود پر نظر ڈالینگے -

(۲)

جنگ و صلح کی متضاد حالتوں میں انسان کا نظام اخلاق دفعتاً بدل جاتا ہے - ایک شخص بذات خود نہایت رحمدل ہے لیکن میدان جنگ میں جاکر نہایت بے رحم ہوجاتا ہے - ایک شخص اپنے شخصی معاملات میں نہایت حلیم الطبع ہے لیکن کسی نزاع میں شامل ہوکر سخت مشتعل اور مغلوب الغضب ہوتا ہے ایک شخص امن و صلح کے زمانے میں نہایت صادق القول اور پابند عہد ہوتا ہے لیکن زمانۂ جنگ میں اتنا ہی خداع اور عہد شکن بن جاتا ہے - ایک جماعت ' ایک قوم ' ایک ملک ' امن و سکون کے دور میں انسانیت کا بہتر سے بہتر نمونہ ہوتا ہے لیکن جنگی اغراض ' طامعانہ اقدامات ' اور حربی مصالح کے عہد فساد میں آکر چار پایوں سے زیادہ وحشی اور درندوں سے زیادہ خونخوار ہوجاتا ہے : لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم ' ثم رددناہ اسفل سافلین ! اسی بنا پر بعض حکماء کا قول ہے کہ " سیاست اپنے پہلو میں دل نہیں رکھتی " !

لیکن دنیا میں صرف " اسلام " ہی ایک ایسی زندہ ہستی ہے جو اپنے پہلو میں دل اور دل میں ایک ناممکن التسخیر اخلاقی طاقت رکھتی ہے - اس پر عوارض خارجیہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا - ظاہر و باطن ' شخصیت و جمہوریت ' افتراق و اجتماع ' جنـگ و صلح ' اسکے لیے تمام حالتیں یکساں ہیں - اسکا معیار اخلاق جس طرح امن و صلح کی حالت میں قائم رہا ' اسی استحکام و استواری کے ساتھہ جنگ کے سیلاب اور آگ اور خون کے طوفان میں بھی قائم و ثابت نظر آیا -

پیغمبر اسلام (علیہ الصلواۃ والسلام) کی زندگی اعمال انسانیہ کی ہر شاخ پر حاوی تھی - اسمیں حق و صداقت کے آغاز کی غربت و مظلومی بھی تھی ' اور اتمام کی فتح مندی و کامرانی کا جاہ و جلال اور سطوت و جبروت بھی تھا - انہوں نے امن و صلح کے ایام بھی کاٹے ' اور امن و صلح کیلیے جنگ کی تلوار باندھنے کا حکم بھی دیا - اسلیے عہد و میثاق اور انکے نتائج و عواقب کے واقعات عہد نبوت کی تاریخ میں بے شمار نظر آتے ہیں ' اور انکے اندر اخلاق قرانی کی عملی صورت دیکھی جاسکتی ہے -

(۳)

سب سے پہلی چیز اس سلسلے میں وہ اخلاقی سلوک ہے جو آنحضرۃ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر قوموں اور حریفان جنگ کے ساتھہ کیا - ان قوموں نے معاہدوں کو اکثر توڑا ہے اور نہایت شرمناک طریقہ سے غداریاں کی ہیں -

رعل ' ذکوان ' عصیہ ' اور بنو لحیان کے قبائل نے آنحضرت سے کسی دشمن کے مقابلے کیلیے فوجی مدد کی درخواست کی ! آنحضرت نے قراء صحابہ میں سے ستر صحابی ساتھہ کردیے - لیکن بئر معونہ پر لے جاکر ان لوگوں نے بیوفائی کی ' اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کردیا (۱)

جب حضرت عاصم کی فوج کو قبیلۂ بنو لحیان کے دو سو تیر اندازوں نے گھیر لیا ' تو انسے وعدہ کیا کہ اگر وہ نیچے اتر آئیں تو کچھہ تعرض نہیں کیا جائیگا - اسپر ایک جماعت اتر آئی ' لیکن بعض صحابہ کو اوسی جگہ قتل کردیا گیا ' اور بعض کو غلام بناکر بیچ ڈالا !

با اینہمہ غدر و بیوفائی ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو معیار اخلاق شخصی حالتوں میں تھا ' وہی میدان جنگ میں بھی قائم رہا - شخصی حالت میں آپکے وفاے عہد کا یہ حال تھا :

عن عبد اللـہ بن ابي الحمساء قال بایعت النبي صلی اللہ علیہ وسلـم ببیع قبـل ان یبعث ' و بقیت لـہ بقیۃ فوعدتہ ان آتیہ بها فـی مکانـہ فنسیت فذکرت بعد ثلاث فجئت ' فاذا هو في مکانہ ' فقال یـا فتي لقـد شققت علی انا ههنا منذ ثلاث انتظرک (ابوداؤد جلد ۲ ص - ۳۲۶ کتاب الادب)

عبد اللہ ابن حمساء کہتے ہیں کہ آنحضرت کے مبعوث ہونے سے پہلے میں نے ایک چیز خریدی تھی جسکا کچھہ حصہ آپ کے حوالے نہیں کیا تھا ' اور وعدہ کیا تھا کہ آپ ٹھیریے - میں اسی جگہ لیکے آتا ہوں - گھر میں آکر جاکر بھول گیا اور تین دن کے بعد اپنا وعدہ یاد آیا - پلٹ کے آیا تو دیکھا کہ آپ اوسی جگہ کھڑے ہیں - آپ نے مجھے دیکھہ کر فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی تکلیف دی - میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کررہا ہوں ! !

جہاد اسلامی کی وسعت نے آپ کی اخلاقی طاقت کو اور بھی مستحکم و استوار کردیا - آنحضرت کا معمول تھا کہ جب مجاہدین جہاد کیلیے روانہ ہوتے ' تو آپ انکو مخاطب کرکے ایک عام وصیت

---

[۱] بخاری جزو ۵ ص ۱۰۵ - [۲] بخاری جزو ۵ - ص ۱۰۳ -

اطاعت سے سرکشی کی ' انسے وہ امامت موعودہ بھی چھین لی گئی ' اور خلافت موهوبہ سے بھی محروم کردیے گئے کہ " لا ینال عهدی الظالمین " !

فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة و اتبعوا الشهوات ۔	پھر انکے بعد وہ لوگ انکے جانشین ہوے جنہوں نے صلوٰۃ الٰہی کو ترک کردیا اور اپنی نفسانی خواہشوں کے بندے ہوگئے

یہ دعاؤں کا وعدہ تھا جسکا ظہور ہماری اقبال و کامرانی کی تاریخ ہے ' اور اسی طرح یہ دعاؤں ہی کی ایک وعید بھی تھی جسکی سزائیں اور محرومیاں ہماری برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ہے ! وہ ہم ہی تھے جو " انی جاعلک للناس اماما " کے وارث ٹھہرایے گئے تھے ' اور ہم ہی ہیں جو آج " لا ینال عهدی الظالمین " کی تصویر نامرادی ہیں !

ذالک بما قدمت ایدیهم و ان الله لیس بظلام للعبید !	یہ سب کچھہ ان اعمال کا نتیجہ ہے جو خود انہوں نے اختیار کیے ورنہ خداے کریم تو اپنے بندوں کیلیے کبھی بھی ظالم نہیں ہوسکتا -

پس دعاؤں کا یہ اجتماع لاهوتی ' امۃ مسلمہ کا یہ مجمع مبارک ' اور روحانیۃ مقدسۂ ابراهیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل ' قریب ہے کہ اسی بیابان حجاز میں ظہور کرے جہاں خداے ابراهیم و محمد (علیهما السلام) نے امامۃ و خلافت الٰہی کیلیے اولین دعا کو سنا ' اور پھر ہمیشہ دعاؤں کے سننے اور اپنی پکاروں اور نداؤں کے بلند ہونے کیلیے اسے برگزیدہ کردیا - جس وقت یہ پرچہ تمہارے ہاتھوں تک پہنچیگا ' اس وقت ذوالحجہ کی تیسری تاریخ ہوگی ' اور بادیہ نوردان عشق آباد حجاز کے قافلے کوچ کیلیے طیار ہونگے - اس وقت کا تصور کرو کہ وہ کیسا وقت عظیم ہوگا ' جبکہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ ابراهیمی کی روحانیۃ عظمی اپنے خداوند کو بیقرارانہ پکاریگی ' اور اسکے مقدس عہد و میثاق کا رشتہ تازہ ہوگا ؟ لاکھوں سر ہونگے جو بیقرارانہ خداوند کے حضور جھکاے جائینگے - لاکھوں پیشانیاں ہونگی جو اسکی چوکھٹ پر گرائی جائینگی ' لاکھوں دل ہونگے جو اسکی نظارۂ جمال کے عشق میں تڑپ جائینگے ' اور لاکھوں زبانیں ہونگی جنسے اسکے حضور میں دعائیں نکلینگی - پھر اس وقت ایسا ہوگا کہ دریاے محبت الٰہی جوش میں آئیگا ' ملائکہ مقربین اسکے خلوت وصال کو اسکے دوستوں کیلیے خالی کردینگے ' اور وہ اپنے جمال عالم آرا کے جلوہ سے اس تمام محشر عشق و طلب کو ڈھانپ لیگا !

پس چاہیے کہ اس وقت عظیم و جلیل اور ایام الٰهیۃ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو ' اور تم خواہ کہیں ہو اور کسی حال میں ہو ' لیکن اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمہاری دعائیں بھی ان دعاؤں کے ساتھہ شامل ہوجائیں اور تمہاری بے تابیاں اور بیقراریاں بھی ٹھیک اسی وقت خدا کے حضور رحمت طلب ہوں کہ یہ وقت پھر میسر نہ آئیگا - دنیا انقلاب و تجدد کے ایک مہیب عہد سے گذر رہی ہے اور نئے موسم کی علامتوں نے ہر طرف طوفانوں اور بجلیوں کی ایک قیامت کبری بپا کردی ہے - ممکن ہے کہ روز ہجر ختم ہونے والا اور عہد وصال کی ایک نئی رات شروع ہونے والی ہو ' پس ضرور ہے کہ دن بھر جن لوگوں نے غفلت کی ہے وہ اب عین شام کے وقت غفلت نہ کریں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ شام آگئی ہے ' اور چراغوں کا انتظام کرنا چاہیے -

ہاں ' ہر مومن کو چاہیے کہ وہ یکسر دعاؤں میں ڈوب جاے ' اور ان مقدس ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرے ' اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرلے - یہ بڑا ہی سخت وقت ہے جسکی نوشتہ الٰہی میں خبر دی گئی تھی - وہ وقت موعودہ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھہ آگیا ہے ' اور زمین اپنے گناہوں کی پاداش میں الٹ دی گئی ہے - پس توبہ کرو اور اوس کے سامنے اپنی سرکشیوں کا سر مجرموں کی طرح ڈالدو ' اور تڑپ تڑپ کے وہ سب کچھہ مانگو جسکو تمہارا دل چاہتا ہے ' مگر تمہارے اعمال اسکے سزاوار نہیں ہیں - تم اسکے حضور حج کے دن اور عید کی صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی ' مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گرجاو ' اپنی سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کردو (فاقتلوا انفسکم باتخاذکم العجل) اور گڑگڑا کر دعا مانگو کہ خداوندا ! زمین کی سب سے بڑی مصیبت ' انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب ' اور انقلاب اقوام و ممالک کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراهیم و اسماعیل کی ذریۃ کو نہ بھلائیو ' اور انکے گناہوں کو معاف کردیجیو !

علی الخصوص عید کے دن جب اسکے حضور کھڑے ہو تو اپنے گناہوں کو یاد کرو - تم میں ایک روح بھی ایسی نہو جو تڑپتی نہو اور ایک آنکھہ بھی ایسی نہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں - یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھکر اسکی درگاہ میں کوئی شفیع نہیں ہوسکتا - پس جس طرح بھی ہوسکے اپنے خدا کو راضی کرو اور اسے مناؤ ' کیونکہ تم نے اپنی بد اعمالیوں سے اسے غصہ دلایا اور اسکے پاک حکموں کی پروا نہ کی ! اور تم یوں پکارو کہ اے ابراهیم اور اسماعیل کے خداوند ' اور اے رسول امی کے پروردگار ! ہم نے تیرے عہد کی پروا نہ کی اور اپنی بد اعمالیوں سے تیری مقدس زمین کو ملوث اور گھنونا کردیا - لیکن اب ہم اپنی سزاؤں کو پہنچ چکے اور ہم نے بڑا سے بڑا دکھہ اٹھا لیا - ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہوگئے ہیں جنکے والدین کو انسے جدا کردیا گیا ہو ' کیونکہ ہمارا خدا ہم سے راضی نہ رہا اور ہم غمگینی اور رسوائی کیلیے چھوڑ دیے گئے - پر اے حی و قیوم ! اب ہم پر رحم کر ' ہمارے قصوروں کو معاف کر ' اور ہم سے منہ نہ موڑ ' گو ہماری خطائیں بیشمار ہیں لیکن ہم سب تیرے ہی نام سے کہلاتے ہیں ' اور تیری راہ میں دکھہ اٹھانے کیلیے طیار ہیں !

اگر نہ بہر من ' از بہر خود عزیزم دار
کہ بندہ خوبی ار خوبی خداوندست !

اے ستار و تواب الرحیم ! کیا ہمارا غم دائمی ہے ' کیا ہمارے خزاں کیلیے کبھی بہار نہیں ' اور کیا ہمارے زخم کیلیے کوئی مرہم نہوگا ؟ اے نسل ابراهیمی کے امیدگاہ ! تو ہمیشہ کیلیے ہمیں نہ بھول اور ہمیں اپنی طرف لوٹالے - ہم تجھسے ہمیشہ بھاگے ہیں مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئینگے - کیونکہ ہمیں کہیں پناہ نہ ملی !

تو ہمیں نیکی اور صداقت کیلیے چن لے ' اور اپنی ہدایت و عدالۃ کی تبلیغ کا بوجھہ پھر ہماری گردنوں پر ڈال !! دنیا آج انتہاء ترقی کے بعد بھی امن و عدالت کیلیے ویسی ہی تشنہ ہے جیسی ظہور صداقت کبری کے اولین عہد جہالت میں تھی !

" ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ! (۷ : ۱۳۹) اللهم مالک الملک ' تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر ' انک علی کل شي قدیر (۳ : ۲۶) ربنا علیک توکلنا و الیک انبنا و الیک المصیر ! ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا ! واغفرلنا ربنا ' انک انت العزیز الحکیم . (۶۰ : ۶) ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین (۲ : ۲۵۲) ربنا لاتجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین و نجنا برحمتک من القوم الکافرین (۱۰ : ۸۷) ربنا انک اتیت " فرعون " و ملاہ زینۃ واموالا فی الحیاۃ الدنیا ' ربنا لیضلوا عن سبیلک ' ربنا اطمس علی اموالهم ' واشدد علی قلوبهم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم ! (۱۰ : ۸۹) رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ! (۳۱ : ۲۷) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمۃ ' انک انت الوهاب (۳ :) "

ان سے گفتگو کي - انہوں نے کہا که آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ہے :

من كان بينه و بين قوم عهد فلا يشد عقـدة ولا يحلهـا حتـى ينقضي امدها او ينبذ اليهم على سـواء -

اگر کوئي شخص کسي قوم سے معاهده کرے تو اوس معاهدے کي گره نه تو کھولے اور نه باندهے - (یعنی اوس سے کسی قسم کا تعرض نه کرے اور اوسکو اپنے حال پر قائم رهنے دے) یہاں تک که معاهده صلح کي پوري مدت گذرجاے ' یا باهمي معاهده کے توڑنے کا عام اعلان کردیا جاے -

چنانچه امیر معاویه راسته هي سے لوٹ آے (ابوداود)

سلطنتوں میں باهم معاهدے هوتے هیں اور وه قائم بهي رکھے جاتے هیں ' لیکن کوئی سلطنت اپنے معمولی مقاصد کي کامیابی کو بهی عهد وفا کی اخلاقي پابندي پر قربان نہیں کرسکتي - یورپ کا موجوده اخلاق اسکے لیے کافي شہادت ہے - اٹلي نے اپنے عالم آشکار عهد کو چند لمحوں کے اندر فراموش کردیا ' اور جرمنی پیرس کي طرف بڑھنے کو اسقدر ضروري سمجھتی ہے که اسکے سامنے بلجیم کي ناطرفداري کوئي شے نہیں ہے - اسلام کا مقصد پیرس کے قلعوں کی برجیوں سے زیاده بلند تھا ' لیکن اوسنے پابندي عهد پر اپنے عظیم الشان مقصد کو بارها قربان کردیا ہے - اسلام کا مقصد حقیقی اشاعت حق تھا ' اسیکے لیے وه لڑتا تھا ' اسیکے لیے صلح کرتا تھا ' اسیکے لیے معاهده کرتا تھا - یه مقصد کبھي کبھي بغیر کسي قسم کے جد و جهد کے بهي حاصل هو جاتا تھا ' اور تلوار کی جگه صرف داعی اسلام کي روحاني طاقت اس میدان کو فتح کرلیتی تهي - لیکن آنحضرت نے ایسے اعلی مقصد کو بهي جو نہایت آساني سے حاصل هوسکتا تھا ' معاهده کی اخلاقي پابندي پر ترجیح نه دي - قریش نے ایک شخص کو آنحضرت کی خدمت میں قاصد بناکر بهیجا - وه آپکی صورت مبارک دیکھتے هي اسلام کیطرف مائل هوگیا اور بے اختیار پکار اوٹھا که " اب اس چوکھٹ کو چھوڑ کر قیامت تک نه جاونگا " لیکن چونکه قاصدوں کے ساتھه کسي قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا ' اور اونکے ساتھه ایک خاص معاهدے کي پابندی لازمي ہے ' اسلیے آپنے فرمایا : " میں عهد شکني نہیں کرسکتا ' تم سردست تو واپس جاو - اگر تمھارے دل میں اسلام کی محبت ہے تو پھر واپس آسکتے هو " وه پیغام لیکر گیا اور پھر پلٹ کر آیا اور اسلام لایا (ابو داود)

(۷)

مشرکین نے صلح حدیبیه میں جو شرائط پیش کي تھیں ' ان میں ایک شرط یه بهی تھي که " کفار مکه میں سے جو شخص مسلمان هوکر مدینه بھاگ جائیگا ' اوسکو مسلمان واپس کردینگے " اس شرط پر باهم سخت اختلاف هوا - صحابه نے کہا که ایک مسلمان کو کیونکر کفار کے حوالے کیا جاسکتا ہے ؟ ابھي اس شرط کا کوئي فیصله نہیں هوا تھا که ابو جندل ابن سهیل بیڑیاں گھسیٹتے هوے مکے سے پہونچے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے پانوں پر ڈالدیا - ابو جندل کا باپ سهیل تھا ' اور وهي اس وقت قریش کی طرف سے معاهدے کیلیے آیا تھا - سهیل نے کہا که میں اپنے بیٹے جندل کي واپسي هي پر صلح کرونگا - آنحضرت نے فرمایا که ابھی تک معاهده صلح مکمل نہیں هوا ہے ' اسلیے اسکی پابندي همارے لیے ضروري نہیں ہے - مگر اوسنے کہا که اسکے سوا کسي دوسري بات پر صلح ناممکن ہے - آپنے مکرر اصرار کیا که کم ازکم جندل کو تو اس شرط سے مستثنی کردو ' مگر سهیل نے صاف انکار کردیا - ابو جندل نے مسلمانوں سے نہایت درد انگیز لہجه میں کہا که " مسلمانو ! میں مسلمان هوکر آیا هوں - کیا اب پھر مشرکین کی طرف واپس کیا جاؤنگا ؟ " ان الفاظ نے صحابه کے مذهبي جذبات میں آگ لگادي - حضرت عمر رضي الله عنه بے اختیارانه اوٹھکر آنحضرت کي خدمت میں آے اور عرض کیا که کیا آپ پیغمبر خدا اور آپکے ساتھي برسر حق نہیں هیں ؟ آپنے فرمایا که بیشک حق پر هیں - حضرة عمر نے کہا که پھر هم کیوں اسقدر دب رہے هیں اور ذلت گوارا کر رہے هیں ؟ آپنے جواب دیا که الله کا حکم ایسا هی ہے -

لیکن حضرت عمر رضي الله عنه کو اس سوال و جواب سے تسکین نه هوئی اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضي الله عنه سے بهي اسي قسم کي گفتگو کی - تاهم کچھه نتیجه نه نکلا ' اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے قریش کے تمام شرائط منظور کرکے صلح نامه مرتب کردیا اور دستخط هوگئے -

اسکے بعد جب آنحضرت مدینه کو روانه هوے تو ساتھه ساتھه ابو بصیر بهي مسلمان هوکر مکه سے نکل آے - قریش نے اونکي جستجو میں دو آدمي بهیجے اور شرائط صلح یاد دلائیں - آنحضرت نے فوراً ابو بصیر کو واپس کردیا - وه اونکو لیکر چلے تو مقام ذوالحلیفه میں پہونچکر کھجوریں نکالیں اور کھانے پینے میں مشغول هوے - ابو بصیر نے اس موقعه پر باطائف الحیل اونکے پھندے سے نکلنا چاها - وه کھجور کھانے میں مصروف تھے - ابو بصیر نے ایک شخص کي تلوار کي طرف دیکھه کر کہا : " کتنی اچھي تلوار ہے " اوس نے داد پاکر تلوار کھینچ لي اور کہا بے شبهه میں اسکا بارها تجربه کرچکا هوں - ابو بصیر نے هاتھه بڑھا کر دیکھنے کے بہانے ایلي اور سب سے پہلے اسی شخص کی گردن قلم کردي - دوسرا شخص یه حالت دیکھه کر بھاگا اور دوڑتا هوا مدینه پہونچا - آنحضرت (صلعم) نے اوسکي پریشاني دیکھي تو فرمایا " اوسپر کوئی مصیبت آگئي ہے " اوس نے کہا " میرا ساتھي تو قتل کردیا گیا ہے ' اور میں بهي قتل کے قریب پہونچ گیا تھا " -

اسي حالت میں ابو بصیر بهي پہونچے اور آنحضرت سے کہا که " آپ نے اپنا عهد پورا کرکے مجھے واپس کردیا ' اب خدا نے مجھے نجات دي ہے ' آپ اسکے ذمه دار نہیں هیں " آنحضرت (صلعم) نے فرمایا " یه شخص تو لڑائي کا شعله معلوم هوتا ہے " انہوں نے ان الفاظ سے یه نتیجه نکالا که آپ دوباره مجھے واپس کردینگے - چنانچه وه مدینه سے بھاگ کر ساحل دریا کے کنارے مقیم هوگئے - ابو جندل کو خبر هوئي تو وه بهي ان سے جاملے ' یہاں تک که قریش کا جو شخص مسلمان هوتا تھا وه بھاگ کر ابو بصیر کے دامن میں پناه لیتا تھا - رفته رفته ابو بصیر نے ایک اچھی خاصي جمعیت قائم کرلی ' اور قریش کے کاروان تجارت کو جو شام کی طرف جاتا تھا ' عام طور پر لوٹنا شروع کردیا - بالاخر قریش نے آنحضرت سے شکایت کي ' اور آنحضرت نے ابو بصیر وغیره کو بلا لیا (بخاري)

(۸)

عموماً زمانه جنگ میں معاهدوں کي پابندي نہیں کی جاتي - اور اشخاص کے باهمي معاهدے تو صلح کی حالت میں بهی کوئی جمهوري وقعت نہیں رکھتے ' لیکن اسلام کي جمهوریت اور شخصیت دونوں ایک هي روحاني طاقت کي تابع تھیں ' اسلیے زمانه جنگ میں اشخاص کے مجبورانه معاهدوں کو بهي نہایت مضبوطی کے ساتھه قائم رکھا جاتا تھا - حذیفه بن یمان کا بیان ہے که " میں غزوه بدر میں صرف اسلیے نہیں شریک هوسکا که میں اور ابوحسیل ساتھه چلے تو کفار قریش نے هم کو گرفتار کرلیا ' اور کہا که تم محمد کے پاس جاتے هو - هم دونوں نے کہا که نہیں هم صرف مدینه کا اراده رکھتے هیں - چنانچه انہوں نے عدم

---

(۱) ابوداود جلد ۲ ص ۲۳ - (۲) ابوداود - جلد - ۲ - ص - ۲۲ -

[۱] بخاري جلد ۳ ص ۱۹۶ - ۱۹۷ -

فرماتے جو متعدد اخلاقي هدایات کا مجموعه هوتي تهي - انهي هدایات میں ایک حکم پابندي عهد کا بهي تها :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا امر اميرا على جيش اوسرية اوصاه في خاصة بتقوى الله عز و جل و من معه من المسلمين خيرا ' ثم قال اغزوا باسم الله في سبيل الله - قاتلوا من كفر بالله اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا (صحیح مسلم - جلد ۲ ص - ۹۲ کتاب الجهاد)	آنحضرت جب کسي شخص کو کسي فوج کا سپه سالار مقرر فرماتے تو اوسکو سب سے پہلے پرهیزگاري اور مسلمانوں کے ساتهه بهلائي کرنے کي وصیت کرتے - پهر فرماتے که خدا کي راه میں خدا کا نام لیکر لڑو ! جن لوگوں نے خدا کا انکار کیا هے اون سے جهاد کرو ' لیکن مال غنیمت میں کسي قسم کي خیانت نه کرنا ' عهد کي پابندي کرنا ' بیوفائي نه کرنا ' کسي کے هاتهه ' پانوں ' کان ' ناک نه کاٹنا ! بچوں کو قتل نه کرنا !

مجاهدین عموماً ان احکام پر عمل کرتے تهے ' اور یهي اخلاقي هدایت تهي جو اون کو هر قسم کے بے اعتدالانه جنگي افعال سے روکتي تهي -

لیکن ان هدایات میں پابندي عهد پر مسلمانوں نے جس شدت کے ساتهه عمل کیا ' اوسکي نظیر دنیا کي اخلاقي تاریخ میں نهیں مل سکتي - حضرت حبیب اور ابن دثنه کو قبیله بنولحیان نے امان دیکر پهاڑ سے اتروایا ' پهر بد عهدي کي اور اونکو غلام بنا کر بیچ ڈالا - عام طور پر جب نقض عهد میں ایک فریق کي طرف سے پیش قدمي کي جاتي هے ' تو دوسرا فریق هر قسم کي پابندیوں سے آزاد هوجاتا هے اور تمام معاهدوں کو توڑ سکتا هے ' اسلیے حبیب اگر اسوقت ان هدایات کي پابندي نه کرتے تو وه معذور سمجهے جاسکتے تهے - لیکن آنحضرت کے احکام جبري احکام نهیں هوتے تهے بلکه آپ کا روحاني اثر اونکو مجاهدین کے رگ و پے میں ساري کردیتا تها - جب حبیب کو حارث بن عامر نے خرید لیا اور حرم کے باهر قتل کرنا چاها تو اونهوں نے حارث کي لڑکي سے استره طلب کیا - لڑکي نے استره اونکے هاتهه میں دینا چاها تو حارث کا لڑکا بهي ساتهه ساتهه چلا آیا - حضرة حبیب نے اوسکو گود میں بٹها لیا - وه ڈري که جو شخص جان سے هاتهه دهو چکا هے اوسکو کسیکي جان پر حمله کرنے میں کیا تامل هوسکتا هے ؟ حضرت حبیب گو جان سے هاتهه دهو چکے تهے اور هاتهه میں ایک هتهیار استره بهي تها ' لیکن آنحضرت (صلعم) سے بچوں کے قتل نه کرنیکا جو عهد اونسے لے لیا تها وه اونکو جان سے بهي زیاده عزیز تها - اونهوں نے اوسکي سراسیمگي دیکهکر کها : " کیا تمکو ڈر هے که میں اس بچے کو قتل کردونگا ؟ نهیں ' تم ایسا نه سمجهو - میں ایک بچے کا خون اپني گردن پر نهیں لے سکتا " (بخاري - جزو - ۵)

ان اخلاقي احکام سے زیاده خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے طرز عمل نے صحابه کو پابندي عهد کی تعلیم دي تهي - یهود خیبر نے آنحضرت (صلعم) کو زهر دیدیا لیکن آپنے کسي قسم کا انتقام نهیں لیا - آنحضرت پر یهودیوں نے اپنی دانست میں جادو کیا ' لیکن آپنے معاهدے کي بنا پر اونکو معاف کردیا !

(۴)

آنحضرت نے جب کفار مکه سے بمقام حدیبیه صلح کرلی تو صلح کے بعد مسلمانوں اور کافروں میں باهم میل جول هوگیا - حضرت سلمه کا بیان هے :

" میں اس حالت اطمینان میں ایک درخت کے نیچے جاکر لیٹ گیا - اتفاق سے میرے پاس چار مشرک آگئے اور آنحضرت کی مذمت کرنے لگے - میں آپکی هجو نه سن سکا اور اوٹهکر دوسرے درخت کے سایے میں چلا گیا - وه سب درخت کي شاخ میں هتهیار لٹکا کر لیٹ گئے ' اسي حالت میں دفعتاً غل هوا که ابن زنیم قتل کردیا گیا - میں نے تلوار میان سے کهینچ لي ' اور اونهي چاروں پر حالت خواب میں حمله کیا - پہلے اونکے هتهیاروں پر اچهي طرح قبضه کرلیا ' پهر اون سے کها که اوس ذات کی قسم جس نے محمد کو برگزیده کیا هے - تم میں سے جو شخص سر اوٹهائیگا ' اوسکي گردن اوڑا دونگا - پهر ایک طرف سے میں ان چاروں کو ' اور دوسري طرف سے میرے چچا عامر ایک دوسرے کافر کو جسکا نام مکرز تها ' گهسیٹتے هوے آنحضرت کے پاس لاے - لیکن آنحضرت نے اونکو بالکل معاف کردیا اور فرمایا : " ان کو چهوڑ دو ' برائي کي ابتدا اونهي کے طرف سے هوني چاهیے " (مسلم جلد ۲)

اگر آنحضرت اونکو قتل کردیتے تو درحقیقت اس بدعهدي کے ذمه دار خود وهي لوگ هوتے - لیکن آپنے نقض عهد کي اس ظاهري شکل کو بهی گوارا نه کیا جو اونکے قتل سے پیدا هوتي تهي !!

(۵)

اسلام نے احکام شریعت کے تین درجے قرار دیے هیں:

الحلال بين و الحرام بين وما بينهما مشتبهات -	حلال بهی کهلا هوا هے اور حرام بهي ' البته انکے درمیان چند مراتب ایسے هیں جو حلت و حرمت دونوں کا احتمال رکهتے هیں !

یهي مشتبهات درحقیقت زهد و تقوی کا امتحان گاه هیں - ایک خداع شخص ایک کهلي هوئي نیکي پر عمل کرسکتا هے ' ایک فریبی دکهلاوے کیلیے کسی صریح برائي سے اجتناب کرسکتا هے ' لیکن نیتوں کا کهوٹ وهاں نهیں چهپ سکتا جهاں حلال و حرام کے نهایت نازک درمیاني مقامات هیں - تمام حیل شرعي انهي کے محور پر گردش کرتے هیں -

آنحضرت (صلعم) زهر دینے والے اور سحر کرنے والے یهودیوں کو قتل کرسکتے تهے ' آپ اون کفار سے بهي انتقام لے سکتے تهے جنهوں نے صلح حدیبیه کے بعد هجو و غیبت بلکه کشت و خون کي طرف قدم بڑهایا - با اینهمه آپنے اونکو معاف کردیا ' کیونکه ان بدعهدیوں پر اشتباه کے متعدد پردے پڑے هوے تهے - انسے ذاتي انتقام کی بو آتي تهي ' اور خلق عظیم کے تمام ابواب اخلاق میں سب سے زیاده نمایاں باب یه هے که :

لم ینتقم لنفسه (صحیحین)	آپنے کبهي اپني ذات کیلیے کسي سے بدله نه لیا !!

ایسا کرنے سے اگرچه حقیقي طور پر نقض عهد نهیں هوسکتا تها ' تاهم بظاهر نقض عهد کا شبهه پیدا هوسکتا تها - اسلام اپنے دامن پر اس قسم کا ظاهري دهبه بهي نهیں دیکهه سکتا !

(۶)

آپکے طرز عمل نے صحابه کیلیے پابندي عهد کا وهي ایک بلند تر معیار قائم کر دیا تها - اونهوں نے اپنے زمانه میں همیشه اوسکو قائم رکها -

عهد صحابه میں جب کبهي نقض عهد کا ظاهري احتمال بهي پیدا هوا تو لوگوں نے علانیه اوسکا انکار کیا - امیر معاویه نے رومیوں سے ایک مدت کیلیے معاهدهٔ صلح کرلیا تها - وه اگرچه نقض عهد کرنا نهیں چاهتے تهے ' تاهم اونهوں نے زمانهٔ صلح هي میں رومیوں سے لڑنے کیلیے تیاریاں شروع کردیں - اور فوج لیکر اونکی طرف بڑهے که مدت صلح گذر جانیکے ساتهه هی جنگ شروع کردینگے - اسي حالت سفر میں ایک شخص گهوڑا اوڑاتا هوا پهنچا اور کها " الله اکبر ! الله اکبر ! یه بد عهدي تمهارے شایان شان هے ؟ تمکو وفاے عهد کرنا چاهیے " لوگوں نے تعجب سے دیکها تو معلوم هوا که عمر بن عبسه هیں - امیر معاویه کو خبر هوئي تو اونکو بلابهیجا اور

مقالات

موجودہ جنگ کا علم النفس

جنگ کي قوت معرکہ

جدید تربیت عسکري

ماخوذ از نیشن

اوس طاقت کا تصور ' درحقیقت' نہایت مشکل ہے جو ایک فوج کو میدان جنگ کے زہرہ گداز امتحان گاہ میں لا کھڑا کرتي ہے - جسے ہم فوج کہتے ہیں وہ دراصل ہمارے ہی طرح کے معمولی انسانوں کا مجموعہ ہوتی ہے ' اور سپاہی جو اس مجموعہ کا مایہ خمیر ہوتے ہیں ان میں علی‌الاوسط صبر و ثبات کي کوئي خاص قوت نہیں ہوتي - یورپ کی فوجوں میں وہ ایک معمولي شہري یا کاشتکار ہوتا ہے ' جو وردي اور اسلحہ پہنکے ہمیں ایک جانباز اور سرفروش سپاہي نظر آتا ہے - خود ہماري (انگریزي) باقاعدہ فوج میں وہ ایک معمولي بے روزگار شخص ہوتا ہے ' جو قریباً ہمیشہ غیر تعلیم یافتہ اور تہیدست ہوتا ہے ' اور محض فاقہ کشي سے بچنے کے لیے اپنا نام سپاہیوں کے رجسٹر میں لکھواتا ہے - لیکن تاہم اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان طالب معاش انسانوں کے انبوہ میں کچھہ لوگ ایسے بھي ہوتے ہیں جو پیدایشي سپاہي ہوتے ہیں اور انکا یہي میلان طبیعي انہیں فوج میں لیجاتا ہے -

مگر موجودہ فوجوں میں انکي تعداد کم ہے اور نہ صرف کم بلکہ روز بروز مزید کمي کي طرف مائل ہے - ورنہ اکثر تو ہمارے ہی طرح کے لوگ ہیں یعني انکي طبیعي خواہش نہ مرنا چاہتي ہے اور نہ مارنا ' کیونکہ اسوقت ہماري عام حالت یہ ہے کہ ہم موت خصوصاً غیر طبیعي موت کو نفرت کي نگاہ سے دیکھتے ہیں - غور کیجیے کہ ایک قتل کے واقعہ پر کیسا ہیجان بپا ہو جاتا ہے - کس طرح جمہور کي توجہ سیاسي پیچیدگیوں بلکہ کھیلوں تک سے اس واقعہ کي طرف پھر جاتي ہے - سوچیے کہ اسوقت ایک سیاسي قتل کس قدر خوف اور ہول کي نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے - خیال کیجیے کہ ایک ناگہاني مصیبت سے ' جسمیں ہزارہا جانیں کام آتي ہیں ' کس طرح پورے ملک پر حزن و ملال کے بادل چھا جاتے ہیں -

لیکن قتل کي گونہ گوں شکلوں میں معرکہ جمع ہے - جو اپنے اندر بہت سے قتل اور خونریزیاں رکھتا ہے یا یوں کہیے کہ ایک معرکہ مختلف سیاسي قتلوں کي ضرب ہے - البتہ اگر ایک ہزار جانیں ' کام آتي ہیں تو نقصان کا ذکر " نسبتاً کم " کي حیثیت سے کیا جاتا ہے -

(جانبازي کا معرکہ)

نوع انساني میں جو طبیعي میلان کہ تمام دوسرے میلانات کو مغلوب کر لیتا ہے وہ یہ ہے کہ زندگي کي حفاظت کرنا چاہیے - خصوصاً اپني زندگي کي ' بظاہر یہ امر بالکل قرین عقل ہے کہ ایک سپاہي میں یہ میلان خاص طور پر قوي ہونا چاہیے ' اور چونکہ وہ جوان ہوتا ہے اسلیے غالباً وہ زندگي کا لطف زیادہ اٹھاتا ہے اور بجا طور پر یہ اعتماد کر سکتا ہے کہ وہ طویل مدت تک لطف اندوز رہسکیگا -

مگر کیا عجیب بات ہے کہ وہ معرکہ کار زار میں اسلیے آتا ہے کہ اپني یہ جان عزیز ہزاروں انسانوں کے پہلو بہ پہلو دے اور جیسا کہ شارلواے کي سڑکوں میں ہوا ہے اتنے بڑے انبوہ کثیر میں دے کہ لاشوں کو گرنے کي جگہ بھی نہ ملے ' بلکہ ایک لاش دوسري لاش کے سہارے پر کھڑي کي کھڑي رہجاے - یہ کون سي طاقت ہے جو اسقدر حیرت انگیز طور پر اس سب پر غالب آ جانے والے میلان طبیعي حفظ نفس (سیلف پریزرویشن) پر غالب آ جاتی ہے ' جو عالمگیر زندگی کا عمیق ترین میلان اور ہر ممکن بقا کا روح رواں ہے ؟

قدیم زمانہ میں غصہ اور بہیمی سنگدلي انسانوں کو موت اور خطرہ کے منہ میں لیجاتی تھی اور سچ یہ ہے کہ اسوقت بھي یہ دونوں چیزیں جنگ و قتال کی ایک قوي محرک ہیں - چنانچہ ہم دیکھہ چکے ہیں کہ دو سال ہوے کس طرح اپنے ظالموں (ترکوں) کي طرف سے دیرینہ بغض نے بلغاریوں کو اپني زندگي کي طرف سے بے پروا کر دیا تھا ' اور پھر دوسري جنگ بلقان میں کس طرح یہ بغض باہم ان لوگوں میں پیدا ہوا ' جو پہلے ایک دوسرے کے حلیف تھے - قریباً ہر جنگ میں بغض و نفرت کي ترقی کے لیے دشمن کے نام پر شدید اور غیر معقول گالیوں اور اسکے ساتھہ اسکے فظائع و مظالم خصوصاً پاني میں زہر ڈالنے کي کوششوں کے بیانات کا علانیہ اظہار کیا جاتا ہے - چنانچہ جنوبي افریقہ کی جنگ میں افواہوں کا اس امر پر اصرار رہا کہ دشمن دریاء میں سائنڈ آف پوٹیسیم ڈالرہے ہیں - موجودہ جنگ میں بھي یہي ہوا اور لڑائي کے پہلے ہفتہ میں برلن کو یہ یقین دلایا گیا کہ برلن میں جو روسي قیام پذیر ہیں وہ اپنی ہاتھہ کی مجوف چھڑیوں سے برلن کے پاني کے محفوظ خزانوں (رزروائروں) میں ہیضہ کے جراثیم چھڑکنا چاہتے ہیں -

غرض بغض اور سنگدلي ان قدیم زمانہ کي معرکہ آرائیوں میں زیادہ کام کرتي تھي ' جبکہ انسانوں میں تیغ و سپر سے دست بدست جنگ ہوا کرتي تھي ' مگر جسقدر زمانہ گذرتا جاتا ہے اسیقدر ان جذبات کي شدت اپنی قوت کھوتي جاتي ہے ' اور اسوقت ایک شخص " قومي بغض " تو محسوس کرتا ہے لیکن اسکے مقابلہ میں شاید ہي وہ کورانہ شخصي غیظ و غضب محسوس کرتا ہو ' جو قدیم زمانہ میں اسکي عسکریت و سپہگري کي قوت معرکہ تھي - اسلیے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ " پانچ میل کي زد پر " غصہ " کے عالم میں توپیں سر ہوئیں " تو یہ " غصہ " اس " غیظ و غضب " سے بالکل مختلف ہوتا ہے - جو عہد قدیم میں تیغ دو دم سے دشمن کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کیا کرتا تھا -

(تربیت عسکري)

ہمارے زمانہ میں جو شے قوت معرکہ کا کام دے رہي ہے وہ تربیت عسکري یا ڈسپلن ہے - تربیت عسکري کوئي نئي شے نہیں - ایک قدیم شے ہے ' اور جب کبھي تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ کا مقابلہ ہوا ہے تو ہمیشہ تربیت یافتہ فوج غیر تربیت یافتہ دشمن میں اس طرح گھستي چلي گئي ہے جس طرح چھري پنیر کے ٹکڑے میں دوڑتی چلي جاتي ہے -

شرکت جہاد کا معاہدہ لیکر ہمکو چھوڑ دیا - ہم آنحضرت کي خدمت میں حاضر ہوے اور شریک جہاد ہونا چاہا - لیکن آپ نے فرمایا: " تم لوگ مدینہ کو واپس جاؤ - ہم کفار کے معاہدوں کو پورا کرتے ہیں' اور اونکے مقابلے میں صرف خدا سے مدد چاہتے ہیں" (۱)

(۹)

ایفاے عہد کے متعلق سب سے بڑي بحث یہ ہے کہ کس کے ساتھہ معاہدہ کرنا چاہیے اور کس کے ساتھہ قائم رکھنا چاہیے؟ روما کے مقنن اعظم سولن نے اسکا نہایت مختصر جواب دیا ہے اور وہي تمام دنیا کے سیاست کي روح ہے: " معاہدہ مکڑي کا جالا ہے جو اپنے سے کمزور کو تو اولجھالیتا ہے لیکن اپنے سے قوي کے مقابلے میں ٹوٹ جاتا ہے " لیکن اسلام ہي ایک ایسا مذہب ہے ' جسکے اخلاقي معاہدوں نے سولن کے اس تار عنکبوت کو توڑ دیا ہے - اسلام ضعیفوں کے ساتھہ فیاضانہ معاہدہ کرتا ہے ' اور اوسکو نہایت مضبوطي کے ساتھہ قائم رکھتا ہے - آنحضرت نے کفار قریش سے بہ مقام حدیبیہ جو صلح کي تھي ' وہ بظاہر نہایت عاجزانہ و مجبورانہ صلح معلوم ہوتي ہے - خود صحابہ نے اسکا احساس کیا تھا اور آپ نے بھي نہایت صراحت کے ساتھہ فرما دیا تھا :

لا یساٴلوني خطة	میرے سامنے وہ جو شرط بھي پیش کرینگے
یعظمون فیہا حرمات	میں اوسکو قبول کر لونگا' بشرطیکہ اوس
اللہ الا اعطیتہم -	سے شعائر الہي کي توہین نہو-

چنانچہ آپ نے اپنے گروہ مقصود یعني اون مسلمانوں کو جو نور ایمان سے لبریز ہوکر آئے تھے ' واپس کرنے کا عہد کرلیا - آنحضرت نے صلح نامہ پر " بسم اللہ " لکھنا چاہا - کفار نے اس سے انکار کیا ' لیکن آپ نے باوجود صحابہ کے اصرار کے کفار کي خواہش پوري کردي اور " بسم اللہ الرحمن الرحیم " کي جگہ " باسمک اللہم " لکھا - آپ نے اپنے نام کے ساتھہ " رسول اللہ " لکھنا چاہا ' کفار نے کہا " اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو یہ جھگڑا ہي کیوں ہوتا؟ صرف محمد بن عبد اللہ لکھیے " معاہدہ پر رسول اللہ کا لفظ لکھا جا چکا تھا ' لیکن آنحضرت نے حضرت علي علیہ السلام کو حکم دیا کہ " اس فقرے کو مٹادو " اونکے جوش ایمان نے اسکو گوارا نہ کیا تو آپ نے خود مٹادیا !

اس سے زیادہ کمزوري اور کیا ہو سکتی ہے ؟ لیکن کیا درحقیقت آپ مجبور تھے ؟ کیا قریش کي عظیم الشان طاقت نے آپ کو بالکل بیدست و پا کر دیا تھا ؟

تمام سلطنتیں نقض عہد کیلیے ضعف کا بہانہ ڈھونڈھتي ہیں' اور صلح تو ہمیشہ قوي ہي کے ساتھہ کي جاتي ہے ' لیکن اسلام کي امن پسندي نے ایک نہایت ضعیف گروہ کے مقابلے میں بہ فیاضانہ صلح کي ' اور اوسکو نہایت مضبوطي کے ساتھہ قائم رکھا چنانچہ آپ نے خود فرما دیا :

انا لم نجئ لقتال	ہم کسی سے لڑنے بھڑنے کیلیے نہیں
احد و لکنا جئنا	آے ہیں' صرف عمرہ کیلیے آے ہیں-
معتمرین - و ان قریشا	قریش کو متواتر لڑائیوں نے چور چور کردیا
قد نہکتہم الحرب	ہے اور اونکی طاقت کو سخت صدمہ
و اضرت بہم فان شاؤا	پہونچا ہے - تاہم وہ چاہیں تو ہم ایک
ماددتہم مدة -	مدت کیلیے اون سے صلح کرلے سکتے ہیں -

دنیوي سلطنتوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟ وہ اس بہترین موقع سے کیا کام لیتیں؟ انعقاد صلح کا یا اشتعال جنگ کا ؟ دنیا کي قدیم و جدید تاریخ اسکا نہایت آساني کے ساتھہ جواب دیسکتي ہے - اگر اس حالت میں کوئي سلطنت صلح بھي کرتي تو اوسکا نتیجہ جنگ سے زیادہ درد انگیز ہوتا -

لیکن یہ جزئي طرز عمل صرف اخلاقی حیثیت رکھتا تھا - اسلام کي وسعت ایک مستقل اور جامع ہدایت کي محتاج تھی جو اس اخلاقي طرز عمل کے ساتھہ اپنے اندر ایک قانوني طاقت بھي رکھتي' اور جبکہ پچھلوں کي اخلاقي طاقت آنحضرت کے اسوہ حسنہ کو بھلا دیتي' تو وہ اپني جزئي طاقت سے اوسکو یاد دلاتي - آنحضرت نے غیر قوموں کے ساتھہ جو تحریري معاہدے کیے ہیں وہ بالکل قانوني اور سیاسي حیثیت رکھتے ہیں ' لیکن اون سے ثابت ہوتا ہے کہ اس باب میں اسلام کا قانون کس قدر فیاضانہ تھا ؟ آنحضرت نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھہ جو معاہدہ کیا ' اسکے الفاظ یہ ہیں :

علی اہل نجران الفي حلة	اہل نجران کو دو ہزار حلے با قساط
النصف في صفر والنصف	دینا پڑینگے' ایک ہزار صفر میں ' اور
في رجب یؤدونہا الی	ایک ہزار رجب میں' اور اونکو ۳۰ زرہ
المسلمین وعاریة ثلاثین	۳۰ گھوڑے ' ۳۰ اونٹ ' اور ہر قسم
درعا وثلاثین فرسا وثلاثین	کے ہتھیاروں میں سے تیس تیس
بعیرا وثلاثین من کل صنف	ہتھیار بطور عاریت کے بھي دینا ہونگے -
من اصناف السلاح یغزون	مسلمان اس عاریت کے ذمہ دار ہونگے
بہا والمسلمون ضامنون لہا	اگر یمن میں کوئی جنگ ہوگی تو وہ
حتی یردوہا علیہم ان	لوگ ان چیزوں کو واپس کر دینگے - اور
کان بالیمن کید ذات غدر	اس معاہدہ کي بنا پر نہ تو اونکے گرجے
علی ان لا تہدم لہم بیعة	گرائے جائینگے ' نہ اونکے کسي پادري کو
و لا یخرج لہم قس و لا	جلا وطن کیا جائیگا' اور نہ اونکے مذہب
یفتنون عن دینہم (ابو	سے کوئی تعرض ہوگا -
داود جلد ۲ صفحہ ۷۵)	

لیکن اسلام کا ہر قانون اپنے اندر اخلاقي روح بھي رکھتا ہے - آنحضرت نے اخلاقی نصائح سے اسکو اور بھي موثر بنا دیا :

الا من ظلم معاہدا او	خبردار ' اگر کسي نے کسي غیرمذہب
انتقصہ او کلفہ فوق طاقتہ	رعیت پر ظلم کیا ' یا اوس کي
او اخذ منہ شیئا بغیر طیب	تنقیص کي' یا اوسکي کوئي چیز بجبر
نفس فانا حجیجہ یوم	لیلي ' اگر ایسا ہوا تو میں اوس کي
القیامة (ابو داود جلد	طرف سے قیامت کے دن خدا کے سامنے
۲ - ص - ۷۷)	جھگڑوں گا -

صحابہ نے آنحضرت کے بعد اس فیاضانہ طرز عمل کو نہایت [illegible] تصدی کے ساتھہ قائم رکھا - چنانچہ ہشام ابن حکیم نے حمص کے عامل کو دیکھا کہ قبطیوں کو دھوپ میں بٹھا کر جزیہ وصول کر رہا ہے ' اونہوں نے اوسوقت آنحضرت کي یہ اخلاقی نصیحت یاد دلائی :

ان اللہ یعذب الذین	خدا قیامت میں اون لوگوں کو عذاب
یعذبون الناس في	دیگا جو دنیا میں انسانوں کو دکھہ
الدنیا	پہونچاتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اسي اخلاقي قانون کي تجدید کي تھی:

و اوصیہ بذمة اللہ وذمة	میرے بعد جو خلیفہ ہوگا میں اوسکو
رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم	خدا اور خدا کے رسول کے معاہدے
ان یوفی لہم بعہدہم	کي حفاظت کے لیے وصیت کرتا ہوں
وان یقاتل من ورائہم	وہ وصیت یہ ہے کہ غیر مذہب رعایا سے
ولا یکلفوا الا طاقتہم	جو معاہدہ کیا جاے' وہ پورا کیا جاے -
(بخاري جزو ۴ ص ۹۹)	اونکی جان و مال کي حفاظت کے لیے

لڑائي کي جاے' اور انپر اتنا ہی بوجھہ ڈالا جاے جس کے وہ متحمل ہوں -

عہد خلافت راشدہ میں کسي موقع پر بھي ان الفاظ سے سر مو تجاوز نہیں کیا گیا ' لیکن ہم عہد صحابہ کے پابندي عہد کي مثالیں ایک مستقل صحبت میں جمع کرینگے -

---

[۱] مسند احمد جلد ۲ ص ۸۹ -

فلسفۂ

الحرب

[اسباب و مؤثرات، نتائج و علل، عواقب و علائق]

(۳)

(جماعت کے مؤثرات خارجیہ)

دنیا میں افراد پر مختلف چیزیں اثر ڈالتی ہیں: مذہب، قومیت، سیاست، رسم و رواج، زمانہ، غرض اس قسم کے سیکڑوں مؤثرات سے شخصی حالتوں میں انسان متأثر ہوتا رہتا ہے۔ وہ مجلس وعظ میں جاتا ہے، خطباء کی تقریریں سنتا ہے، تھیٹروں میں شریک ہوتا ہے، تصاویر متحرکہ کا تماشا دیکھتا ہے، اور ان تمام چیزوں کا اوسپر مختلف اثر پڑتا ہے۔ وہ زرق برق پوشاکوں، پولیس کی خاکی وردیوں، اور سلطنت کے جھنڈوں کے لہرانے سے بھی مرعوب ہوجاتا ہے۔ وہ اخبار پڑھتا ہے، اور ہولناک خبروں سے اوسکے اعصاب میں جنبش پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ خاک نشین فقیروں کی روحانیت معنویہ کے آگے گردن جھکا دیتا ہے۔ غرض دنیا کی ہر چیز اوسپر اثر ڈالتی ہے، اور وجود انسانی مؤثرات کے جلب و انفعال کا ایک پیکر و مثال ہے!

جماعت پر بھی یہی چیزیں اثر ڈالتی ہیں۔ لیکن جماعت کا معنوی قوام عموماً رقیق، نرم، اور لچکدار ہوتا ہے، اسلیے اوسپر بہ نسبت افراد کے ان مؤثرات کا اثر زیادہ شدت کے ساتھہ پڑتا ہے، اور عمل مسمریزم کی طرح وہ اوسکی قوت شاعرہ کو فنا کر دیتا ہے۔

بعض شخصی حالتوں میں بھی ضعیف الدماغ افراد کو دیکھا گیا ہے کہ مؤثرات خارجیہ کے شدت تاثر سے بد حواس ہو گئے ہیں۔ ایک سڑی لاش کو دیکھکر یا کسی خون چکاں گردن پر نظر ڈالکر بہت سی عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں۔

لیکن "جماعت" عموماً ضعیف الدماغ ہوتی ہے، اور بہت شاذ و نادر صورتوں میں اسکا دماغ قوت کی نمایش کر سکتا ہے، اسلیے یہ مؤثرات خارجیہ اوسپر یکسر چھا جاتے ہیں اور اسکے ہر فرد کو ایک طرح کے جنون میں مبتلا کردیتے ہیں۔ یہی جنون جماعت کے عجیب و غریب افعال و افکار کا مصدر و مبدء بن جاتا ہے!

جماعت اگرچہ دنیا کے مؤثرات میں کم و بیش ہر چیز سے متاثر ہوتی ہے، لیکن چند چیزوں کا اثر خاص طور پر شدید و بے خطا ہوتا ہے۔ ان مؤثرات کو جماعت کے "مخصوص مؤثرات" میں شمار کرنا چاہیے۔ ہم یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھہ اونہیں دفعہ وار بیان کرینگے:

(مؤثرات شدیدہ و مخصوصہ)

(۱) ہر جماعت ایک لیڈر کے زیر اثر ہوتی ہے۔ لیکن لیڈر جس چیز سے جماعت پر حکومت کرتا ہے وہ ایک معنوی طاقت ہوتی ہے، جسکو نفوذ یا روحانیت کہتے ہیں۔ کوئی لیڈر اس طاقت کے بغیر لیڈر نہیں بن سکتا۔ البتہ یہ نفوذ بعض اشخاص میں فطرتاً قوی ہوتا ہے۔ جیسے نپولین کہ وہ اپنے خصائص ترفع و ریاست کو اپنے ساتھہ لایا تھا۔ یا تاریخ اسلام میں امیر معاویہ، تیمور، اور نادر، وغیرہ کہ ان میں قدرتاً قوۃ داعیہ موجود تھی۔ اس قسم کا فطرتی نفوذ دنیا پر ایک لا زوال طاقت کے ساتھہ فرمانروائی کرتا ہے۔ سکندر مر گیا، نپولین نے اپنے آخری دن نہایت بد حالی میں بسر کیے، مگر اب تک انکی شہرت کے آگے ہماری گردنیں اب بھی جھک جاتی ہیں۔ آن کے نام سنکر ہم کانپ جاتے ہیں، جھجھک جاتے ہیں، اور ایک عجیب و غریب مخفی اثر عظمت کا احساس کرتے ہیں!

لیکن اکثر حالتوں میں یہ نفوذ خارجی اسباب کا بھی نتیجہ ہوتا ہے۔ دولت، ثروت، تزک و احتشام، وضع و لباس، اور خطاب و القاب کے ذریعہ بعض لوگ قوم میں نمایاں ہو جاتے ہیں، اور اوسکو اپنا غلام بنا لیتے ہیں۔ پولیس کو وردی اسی لیے پہنائی جاتی ہے کہ اوسکا رعب و داب اوسکے اندر چھپا ہوا ہے۔ علماء کا جبہ و عمامہ اس خارجی و مصنوعی نفوذ کا ایک خطر ناک آشیانہ ہے۔ پادشاہوں کی سواری جب دھوم دھام سے نکلتی ہے تو ہنگامہ رعب و سطوت بپا ہو جاتا ہے۔ سلطنتیں اونہی لوگوں کو خطاب دیتی ہیں، جنکے اثر سے وہ کام لینا چاہتی ہیں۔

اس نفوذ عارضی اور نفوذ فطری میں تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں ایک ذات میں جمع بھی ہو سکتے ہیں۔ نپولین اپنے نفوذ ذاتی کو فوجی لباس میں اور بھی نمایاں کردیتا تھا۔ لیکن اکثر دونوں علحدہ علحدہ جلوہ افگن ہوتے ہیں، اور زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مصنوعی نفوذ کو بغیر ذاتی نفوذ کے پیدا کیا جاتا ہے۔ جنرل ژوفرے اور سر جان فرنچ کی صورت کیسی مہیب اور شاندار ہے؟ مگر غالباً دل کے آتشکدے میں نفوذ کی ایک چنگاری بھی نہیں ہے ورنہ ابتک جنگ یورپ کا صفحہ الٹ چکا ہوتا۔

اسی عارضی نفوذ کی نمایش کیلیے لیڈروں کا شاہانہ استقبال کیا جاتا ہے۔ یہی مصنوعی نفوذ فوجوں کو لڑاتا ہے، اور ان کو آگ اور خون کے دریا میں دھکیل دیتا ہے۔ جماعت اس مخفی اثر سے مدہوش ہوتی ہے، اور اسکو اپنے اعمال کے نتائج کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔

لیکن ہر نفوذ جماعت پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ جماعت اور لیڈر کے معتقدات و خیالات میں مناسبت ہونی چاہیے۔ ایک جنرل واعظان عبادت گذار پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔ اونکو صرف واعظ کے پند و نصائح ہی متاثر کر سکتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام اسیلیے امت کے قدیم عقاید و خیالات کا لحاظ رکھتے ہیں۔

جب آگ کے یہ دونوں شعلے باہم ملجاتے ہیں، تو جماعت ایسے عجیب و غریب کام کرگذرتی ہے، جنکو خوارق و عجائب میں شمار کیا جاتا ہے!

(۲) جماعت پر کسی بات کے بار بار کہنے کا بھی بڑا اثر پڑتا ہے۔ نپولین کا قول ہے کہ "دنیا میں وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو ایک بات کو بار بار کہتا ہے" قرآن حکیم کی مکرر آیتوں کا اصلی فلسفہ یہی ہے۔ لیکن اس نکتۂ دقیق و غریب کو بہت کم سمجھتے ہیں اور اس سے بھی کم اسکی تقلید کرسکتے ہیں۔

بعض لیڈر عمر بھر ایک ہی موضوع پر تقریر کیا کرتے ہیں، اخباروں میں اشتہارات بار بار اسی غرض سے چھاپے جاتے ہیں۔

لیکن ہر تاکید موثر نہیں ہوسکتی اور نہ ہر اعادہ و تکرار مفید ہوسکتا ہے۔ وہ ایک خاص اصول کا پابند ہے۔ تاکیدی فقرے کو سادہ، مختصر، اور دلیل سے خالی ہونا چاہیے۔ قرآن حکیم نے شراب کے متعلق صرف اسقدر کہا: فہل انتم منتہون؟ کیا تم باز نہیں آؤ گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چیخ اٹھے: انتہینا انتہینا!! ہم باز آے، ہم باز آے۔

لیکن اگر ایک ہی بات کو پھیر پھیر بدل بدل کے کہا جاے تو تاکید کا یہ اور بھی موثر تر طریقہ ہے۔ ایک سادہ اشتہار جب رنگین کاغذ پر چھاپا جاتا ہے تو اوسکا اثر بہت ہی بڑھجاتا ہے!

قدیم زمانہ میں تربیت عسکري کے معني یہ تھے کہ کسي شخص کو تہدید یا تعذیب کے ذریعہ سے اسطرح اطاعت کي تعلیم دینا کہ اطاعت اسکي عادت اور یہ عادت اسکي طبیعت و فطرت ہو جاے - اس طبیعت ثانیہ کے یقیني طور پر حاصل کرنے کے لیے ہولناک تدابیر اختیار کي جاتي تھیں - ابھي اس واقعہ کو صرف ایک صدي گزري ہے کہ ولنگٹن اور کرانورڈ اپنے سپاہیوں کو تازیانے اور دار و رسن سے سزا دیا کرتے تھے - اس زمانہ میں تربیت عسکري کے جو معني سمجھے جاتے تھے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اب پڑھے بھي جائیں -

غالباً یہ بخوبي معلوم ہوگا کہ یہ سر جان مور تھے جنہوں نے مقام "شوار نکلف" میں ایک ہلکے ڈویژن کو تربیت دیکے ہماري فوج کو یہ دکھلا دیا کہ مروجہ تربیت کے علاوہ دوسري قسم کي تربیت بھي وہي اثر پیدا کر سکتي ہے جو مطلوب ہے -

سر جان مور کے نظام تربیت کے متعلق لکھتے ہوے سر ولیم نیپیر لکھتے ہیں " داخلي اور اخلاقي نظام' افسروں کي دائمي نگہداشت' اپنافروں کي حقیقي حکمراني و مسئولیت' یہ چیزیں تھیں جنہوں نے تربیت عسکري کو اس تک پہنچا دیا -

اسکے نتائج کے متعلق " جنرل ہوپکن " جو ہلکے ڈویژن سے واقف ہیں لکھتے ہیں :

"تربیت کے متعلق میري راے اسقدر قوي ہے کہ مجھے اسکے متعلق لکھنا چاہیے - فوج کي بہبودي کے لیے میں تربیت عسکري کو تمام دوسري چیزوں سے بلکہ تجربہ کاري اور بہت سي جنگوں میں شرکت سے بھي بہت بلند تر مرتبہ دیتا ہوں - جب „ تیلاو میرا " میں ہلکا ڈویژن انگریزي لشکر میں شامل ہوا ہے' تو اگرچہ جنگ اسکے لیے ایک نئي شے تھي' مگر تاہم وہ اس لشکر میں تجربہ کار سپاہیوں کي طرح خیال کیے جاتے تھے - انہوں نے یہ کریکٹر اپني تربیت عسکري کي بدولت تمام مدت جنگ میں قائم رکھا - انہوں نے کوئي غلطي نہیں کي اور صف کے ٹوٹ جانے کے بعد بھي وہ ویسے ہي باقاعدہ سپاہي معلوم ہوتے تھے جس طرح کہ وہ صف میں نظر آتے تھے -

(سر جان مور کا مطمح نظر)

اگرچہ اسوقت بھي ہلکے ڈویژن ترتیب دیے جا رہے ہیں مگر اب اسکا نظام تربیت اسي تک محدود نہیں' در حقیقت تربیت عسکري کے متعلق سر جان مور کا مطمح نظر ہماري ساري سپاہ میں سرایت کر گیا ہے' اور جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہماري سپاہ میں رنگروٹ کیسے اتفاقي طور پر داخل ہوتے ہیں' اور انکي کیا اصل ہوتي ہے' اسوقت ہمیں پیدا ہونے والے نتائج کسي ساحر کے سحر کا ایک نمونہ معلوم ہوتے ہیں -

اگرچہ اب تربیت کے قدیم معني اور طریقے بدل گئے ہیں' مگر قدیم تربیت کا جوہر اصلي باقي ہے - وہ غیر تربیت یافتہ مسلح مرد یا عورتیں صرف بیکار ہي نہیں' جو رائفل چلانے کي مشق جنگ کے لیے فرضي تیاري کے خیال میں کرتي رہتي ہیں' بلکہ اپنے وطن کے لیے ایک انتہائي خطرہ ہیں - " مولٹکے " ایک مشہور جرمن ماہر فن جنگ کہتا ہے " غیر تربیت یافتہ اشخاص اسیقدر تمسخر انگیز ہیں جسقدر کہ گراں مصارف ہیں کیمبٹ کے والنٹیر اگرچہ بہت تھے مگر تاہم بیکار تھے "

(کامل اعتماد)

اس لفظ سے زیادہ کوئي لفظ آگاہي بخش نہیں - اطاعت و فرمانبري کي عادت جو قدیم زمانہ میں آہني عسکري ترتیب پیدا کرتي تھي اگرچہ قابل قدر شے ہے' مگر اب تعلیم یافتہ اشخاص میں اسکا پیدا ہونا قریباً ممکن نہیں جنکي یہ حالت ہے کہ اگر انکو اپني نقل و حرکت کا کوئي صحیح مقصد مخصوص طور پر نہیں معلوم ہوتا تو وہ شکستہ دل ہو جاتے ہیں' اور انکو اپنے افسروں پر اعتماد نہیں رہتا' اور اگر مسلسل شکستیں ہوئیں تو انکا اعتماد نفس بھي متزلزل ہو جاتا ہے - لیکن جب تک تربیت عسکري قائم رہتي ہے' اسوقت تک نتائج بالکل مختلف ہوتے ہیں - اس حالت میں یہ لوگ اپني نقل و حرکت کا مقصد جانتے ہیں - انہیں اپنے افسروں پر کامل اعتماد ہوتا ہے اور واپسي کي سخت خطرناک اور دشوار کارروائیوں میں بھي انکا اعتماد نفس قائم رہتا ہے -

یہ کسقدر عجیب بات ہے کہ تربیت عسکري کي بہترین مختصر تعریف ڈارون نے کي ہے - وہ کہتا ہے کہ " اپنے ہمراہي اور رفیق پر کامل اعتماد کي حالت کا نام تربیت عسکري ہے -" ہم یہ جانتے ہیں کہ " لفظ کامل اعتماد " طویل معاشرت' مشق' تجربہ' اور دستہ کي اس روح پر دلالت کرتا ہے جو سپاہیوں کو دستہ کي صورت میں قائم رکھتا ہے -

جب ہم اس نقطہ تک پہنچ جاتے ہیں تو یہ نقطہ ہمکو ان معرکات سے قریب کر دیتا ہے جنکي وجہ سے ایک سپاہي اپني اس ہستي کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے' جسکي دنیا اسقدر قدر کرتي ہے -

اس نئے زمانے کے سپاہیوں کے لیے غالبا سب سے بڑا محرک شرمساري کا خوف ہے - خواہ وہ اپني ہو' یا اپني کمپني کي' یا اپنے ریجمینٹ کي یا پھر اپني قوم کي' افسر کے ساتھہ ایک قسم کي محبت بھري وفاداري بھي ایک طاقتور شے ہے - خصوصاً ہماري فوج میں جہاں افسروں اور سپاہیوں میں عجیب و غریب دوستانہ ہوتا ہے -

(نیپولین کے اصول موضوعہ)

جس مقصد کے لیے جنگ ہو رہي ہے اسکے ساتھہ مدریت و جانثاري بھي ایک بہت عمدہ مگر کمیاب شے ہے' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نیپولین اپنے جنگ کے ۹۵ - اصول موضوعہ میں اسکو اہمیت نہیں دیتا' بلکہ کسیقدر اسکي تحقیر کرتا ہے -

وہ کہتا ہے کہ " ایک عمدہ جنرل' ایک خوش ترتیب نظام' اچھي تعلیم' اور سخت ترتیب عسکري' جسکو اچھے انتظام سے مدد ملتي ہو' ان چیزوں سے ہمیشہ عمدہ فوجیں تیار ہونگي خواہ جنگ کا سبب اچھا ہو " -

اسکے ساتھہ ہي یہ بھي ہے کہ وطن کي محبت' جوش و غیرت کي روح' اور قومي عزت کا احساس نوجوان سپاہیوں پر عمدہ اثر کریگا "

یہ اس شخص کے افسردہ کرنے والے الفاظ ہیں جو پیر و جوان دونوں میں غیرت و نشاط کي آگ مشتعل کرنیکي قوت اپنے اندر رکھتا تھا' اور جسکي عادت یہ تھي کہ آغاز سے انجام تک وہ جنگ کے مقصد یا اپنے ساتھہ مدریت کے جذبات پیدا کیا کرتا تھا !

تاہم اسکے پندرھویں اصول سے کسیقدر بہتر اور صحیح تر نغمہ کي صدا آتي ہے -

" جو جنرل کہ معرکہ پیش کرتا ہے' اسکو اولین فکر اپني فوج کي فتحمندي اور عزت کي ہوني چاہیے - آدمیوں کا حفظ و بقاء دوسرے درجہ پر ہے - یہ مقدم الذکر (یعني فکر عزت و فتح) سے پیدا ہونے والي ہمت اور اقدام ہیں' جنکے ذریعہ سے آدمیوں کي حفاظت حاصل ہو سکتي ہے "

ڈسپلن یعني افسروں پر اور باہم ایک دوسرے پر کامل اعتماد' شرمساري کا احساس' جو اپنے رفیق' اپني جماعت' اور اپنے وطن کے لیے ذلت گوارہ نہ کرسکے' اور شاندار اور حق بجانب مقصد کا احساس' یہ طاقتیں ہیں جو ہمارے سپاہیوں کو سرحد پر جانے اور اس طبیعي خوف کا مقابلہ کرنے کي ترغیب دیتي ہیں' جو نوع انساني کے لیے تقریباً ایک مغلوب کن شے ہے -

تاریخ و عبر

جرمني کي ترقي کا راز

جرمني کي ترقي هميشه دنيا کي تمدني تاریخ کا دیباچهٔ زریں سمجهي گئي هے' اور آج تو اوسکو ایک معجزه سمجها جاتا هے' لیکن درحقیقت یه کسي مافوق الفطرة طاقت کا ظهور نهیں هے' بلکه دنیا میں جب کسي قوم نے ترقي کے تمام مبادي و اصول کا احاطه کرلیا هے تو اوسکا ظهور و استیلاء اسي معجزانه طریقه سے هوا هے -

جرمني اگرچه آج تمدن کے تاج کا گوهر درخشاں هے' لیکن انیسویں صدي کے ابتداء میں اوسپر ایک سخت تاریک تاریخي زمانه بهي گذر چکا هے -- آج اگرچه وه تمام یورپ کا نقشه بدل دینا چاهتي هے' لیکن اوسوقت وه دنیا کے نقشے کا ایک اوڑا هوا سا رنگ تهي' جو جذب نگاه کي قوت سے بالکل خالي تها - یهاں تک که جب شارلمان کا تخت و تاج بالکل اولت دیا گیا تو اس سیاسی انقلاب نے دنیا میں کسي قسم کي حرکت نهیں پیدا کي' حالانکه آج جرمني کی ایک خفیف سی جنبش سے بهي مرکز عالم لرز جاتا هے -

اس عهد ظلمت میں جرمني دسائس پیشه امراء کي حرص و طمع کا شکارگاه بني هوئي تهي' جو اپني اغراض شخصیه کے تحفظ کیلیے اجانب و اغیار کي صف جنگ میں شامل هوکر خود اپنے اهل وطن بهائیوں سے لڑتے تهے - سیاسي روح سے جرمني کا قالب بالکل خالي تها - ان امراء کي متفرق جماعتیں تمام ملک پر استبدادي حکومت کررهي تهیں' اور اونکے پنجهٔ آهنیں میں جرمني کا رویاں رویاں گرفتار تها - اقتصادي حالت نهایت ابتر تهي' رعایا میں باهم کسي قسم کا ربط و اتحاد نه تها' زمین بنجر پڑي هوئی تهي' صنعت و حرفت کا بازار بالکل سرد تها' اپنے موجوده مفاخر میں اوسوقت جرمني صرف شاعرانه اور فلسفیانه خیالات پر ناز کرسکتي تهي' اور جبکه انگلستان یه فخر کرسکتا تها که وه عظیم الشان سمندروں کي لهروں پر حکومت کر رها هے' اور جبکه فرانس کو یه ناز تها که اوسکا علم سلطنت سرسبز مرغزاروں پر لهرا رها هے' تو انکے مقابل میں جرمني بهت زیاده اونچا اوڑ کو صرف یه کهه سکتي تهي که "میري حکومت کا پرچم شاعرانه خیالات کے هوائي قلعوں پر اوڑ رها هے" لیکن اسي هوائي قلعه میں اوسکي تمام ترقیوں کا راز سربسته محفوظ تها -

ایشیاء کو یورپ کي قسمت پر رشک کرنا چاهیے که جس چیز نے ایران کو برباد کر دیا ' اوسي نے جرمني کي ترقیوں کا سنگ بنیاد نصب کیا - شاعرانه و فلسفیانه خیالات پهیل کر بالکل هوا میں نهیں اوڑ جاتے ' بلکه اگر دماغ پاجاتے هیں تو وه کرهٔ هوا کي جگهه اوسیکو اپنا مستقر بناتے هیں' اسلیے جرمني کي فضاے بسیط میں اس تیار فکري کي جو لهریں پهیلتي تهیں' وه سمت سمت کے دماغ کے ایک گوشے میں مرتکز هوتي جاتي تهیں - لیکن جب کاسهٔ دماغ اون سے بهرگیا تو دفعتاً چهلک پڑا ' اور جرمني کي فضاے غیر متحرک میں یکایک ترقي کا ایک سیلاب آگیا' اور یه وهي سیلاب هے ' جو آج میدان جنگ میں صرف آگے بڑهتا جاتا هے' اور پیچهے هٹنا نهیں جانتا - خیالات کا پیدا کیا هوا یه انقلاب بجاے خود فلسفه تاریخ کا ایک راز سربسته هے ' لیکن اسکي کنجي بهي جرمني هي کے حدود طبیعیه میں هے' اور همکو خزانه سے پہلے کنجي هي کي جستجو کرني چاهیے -

جرمني کي فضا چمکتے هوے موتیوں ' جگمگاتے هوے هیروں' لهکتے هوئے سبزوں' مهکتے هوے پهولوں' کي مرغزار نهیں هے' بلکه وه پیچدار سواحل کا ایک مجموعه' تهونس کانوں کا ایک مخزن' کهیتوں کا ایک طویل سلسله' اور نهروں کا ایک بحر بے کنار هے' اسلیے اس مناظر طبیعه کا قدرتي اثر بهی ایران اور کشمیر سے بالکل مختلف هے

مرغزار' و خرمن گل' قهقهه تدرو و نالهٔ بلبل ' اگرچه انسان میں حسن پرستي اور سوز و گداز سے لطف اوٹهانے کا ایک طبیعي ذوق پیدا کردیتے هیں جو ترقي کرکے فنون لطیفه کي شکل اختیار کرلیتا هے ' لیکن عزم و استقلال ' رزانت و متانت ' سنجیدگي و پختگي کي نشو و نما صرف ناهموار میدانوں ' ٹهوس پهاڑوں ' اور سنگلاخ زمینوں هي میں هوسکتي هے - اهل جرمني کو فطرت نے جو غیر مسطح فضا عطا فرمائي تهي وه قدرتاً ایران و کشمیر کي سر زمین کي طرح جذبات میں کوئي رقیق یا اشتعال انگیز احساس نهیں پیدا کرسکتي تهي - اسلیے وه لیٹن قوموں کي طرح مصوري اور موسیقي کے اوستاد تو نه هوسکے ' لیکن اس نے هر جرمن کو کوه شکن عزم و استقلال کا ایک پیکر مجسم بنا دیا -

جرمني کے مناظر طبیعه کا یه اثر هر جرمن کے سیماے سخن گو سے علانیه نمایاں هوتا هے - اگرچه اسکي ظاهري شکل و شباهت اور وضع ولباس میں کوئي ایسي مصنوعي کشش نهیں هوتي جو نازنینان پیرس کي لچکدار کمر کي طرح ذوق طلب آنکهوں کے تار نظر میں سیکڑوں پیچ و خم ڈالدے ' لیکن جب وه کسي نقطے کي طرف حرکت کرتا هے تو هر شخص کو صاف نظر آ جاتا هے که وه ایک توپ کا ٹهوس گوله هے جو هر چیز کو چیرتا پهاڑتا اپنے نشانے هي پر جاکر دم لیتا هے -

هر جرمن اپنے اس فطرتی نفوذ و قوت کي نمایش کرنا چاهتا هے' لیکن وه اسکے ذریعه سے نه اپنے تفوق و شهرت طلبي کا اظهار کرنا اور نه کوئي مادي فائده اوسکے پیش نظر هوتا هے ' بلکه وه اس اخلاقي نمایش کو انسانیت ' قومیت اور مدنیت کا حقیقي معیار سمجهتا هے ' اسلیے دنیا کے سامنے هر موقع پر ایک اخلاقي نمونه قائم کردیتا هے -

هر جرمن اگرچه فطرتاً اعتماد علي النفس کا مجسم نمونه هوتا هے ' لیکن اوسکی قومی نشو و نما اس اعتماد کو اور بهی بڑها دیتی هے ' جرمن عموماً کثیر الاولاد هوتے هیں' اور اب تو انکي مردم شماري روز بروز بڑهتی جاتي هے - چنانچه سنه ۱۸۱۶ میں اوسکي تعداد ۲۵ ملین تهی ' لیکن سنه ۱۸۵۰ میں یه تعداد ترقي کرکے ۳۶ ملین هوگئي ' اور سنه ۱۹۰۵ میں ۶۰ ملین تک پهونچ گئي' اور اب تو اس سے کهیں زیاده هے - لیکن اسکے برعکس فرانس توالد و تناسل کے میدان میں رجعت قهقري کر رها هے - نسل انسانی کی اس افزایش و نشو و نما نے جرمني میں مزدور اور پیشهور طبقه کي ایک فوج گراں تیار کردي هے' جو تجارتي اور اقتصادي میدانوں میں ایک کامیاب تمدني جنگ کررهي هے - کوئي جرمن لیٹن قوموں کي طرح اپنی اولاد کے گذارے کیلیے روپیه کا توڑا چهوڑ کر نهیں مرتا ' بلکه اوسکو صرف ایک زنده اور متحرک طاقت بنا کر مرجاتا هے ' اور طاقت خون کو رگوں سے خود هي جذب کر لیتي هے -

قوت همیشه اپنی نمایش کرنا چاهتي هے ' اسلیے هر جرمن اپنے نفوذ و اثر کے دائره کو وسیع کرنا چاهتا هے ' اور یه طبعی میلان

تکرار کا هر شخص پر اثر پڑتا ہے لیکن جماعت کا معنوی قوام چونکہ نہایت دقیق ہے اسلیے اس میں جو نقش تکرار کے ذریعہ قائم هوجاتا ہے ' وہ کبھی نہیں مٹتا -

انسان جب ایک بات کو مختلف لوگوں سے سنتا ہے ' تو اوسپر مجبوراً یقین کرلیتا ہے - اسي طرح جماعت جب ایک هي بات کو بار بار اور مختلف طریقوں سے سنتي ہے' تو اوسپر اوسکا وهی اثر پڑتا ہے جو ایک شخص پر کسي روایت کے مختلف الاوصاف اور متعدد راویوں کا پڑتا ہے - اسي تکرار کے اثر سے جماعت میں یقین کي جو کیفیت راسخه پیدا هو جاتي ہے' وہ اوس قوت سالله کي تولید کا باعث هوتي ہے' جس کا نام " سرباني خیال " ہے ' اور جو جماعت کو ایک رشتۂ وحدۃ فکر و عمل میں منسلک کر دیتي ہے !

(۳) جماعت صورت سے زیادہ متاثر هوتي ہے - حقیقت کا اثر اوسپر کم پڑتا ہے - اگر کسی جماعت سے کہا جاے که " فلاں محله میں دس آدمی مرض دق میں مبتلا هوکر مرگئے' تو اوسپر کچھه اثر نه هوگا ' لیکن اگر اسي واقعه کو یوں بدل دیا جاے که ایک مکان گر پڑا اور پانچ آدمی دب کر مرگئے تو اسکا چرچا گھر گھر پھیل جائیگا !

طاعون سے لاکھوں جانیں هر سال ضائع جاتی هیں - هم اخباروں میں اونکي رپورٹیں پڑھتے هیں' لیکن اسکو ایک معمولي واقعه سمجھتے هیں' لیکن کسي اخبار میں هماري نظر سے ایک سطر کي خبر گذر جاتي ہے که فلاں جهاز ڈوب گیا ' اور اوسکا ایک مسافر بھي نہیں بچا تو دفعتاً همارے تمام اعصاب متزلزل هو جاتے هیں اور همارے اندر هیجان و اضطراب پیدا هو جاتا ہے !

تقریر و خطابت کا اثر جماعت پر صرف اسیلیے پڑتا ہے که وہ اوسکي ذهنی صورتوں کو سامنے کھڑا کردیتی ہے - بلکه خطیب کي حرکات ' اوسکا انداز کلام ' اوسکے مختلف اشارے ' خود اوسیکو اوس چیز کي تصویر بنا دیتے هیں' جسکا وہ وعظ کہتا ہے - جماعت کان سے اوسکي تقریر سنتي ہے اور آنکھه سے اوسکو دیکھتي ہے - اسلیے اندر اور باهر دونوں جگهه اوسکا مطمح نظر ایک متحرک صورت میں نظر آتا ہے ' اور اوسی صورت کا اوسپر اثر پڑتا ہے - یہي وجه ہے که دنیا کے تمام لیڈروں نے هاتهه سے زیادہ زبان سے دنیا کو فتح کیا ہے !

الفاظ کے معاني هر زمانے میں بدلتے رهتے هیں ' حریت کا جو مفہوم آج ہے ' گذشته زمانے میں نه تھا - اسلیے مقرر کو الفاظ کے وقتی اثر اور وقتي مفہوم کا بھي لحاظ رکھنا چاهیے - جب کوئي تقریر ان تمام شرائط کي جامع هوتي ہے ' تو وہ جماعت کو دیوانه بنا دیتي ہے -

الفاظ جو مجسمۂ معاني جماعت کے سامنے کھڑا کردیتے هیں ' وہ پھر بھي برقع پوش هوتا ہے - لیکن تھیٹر اور تصاویر متحرکه اوسکو بالکل بے نقاب کردیتے هیں - یہي وجه ہے که جماعت پر ان کا شدت سے اثر پڑتا ہے -

رومن قوم جو دنیا کي ایک متحرک اور زندہ قوم تھی ' همیشه تھیٹروں کو اپني کامیابي کی منزل مقصود سمجھتي تھي - اب بھي بہت سے شورش انگیز خیالات انهی کے ذریعه پھیلاے جاتے هیں - شخصي حکومتیں شورش انگیز مضامین کي طرح تصویروں کو بھي ضبط کرلیتي هیں - پیرس میں ایک ایکٹر نے ایک مجرم کا ایکٹ کیا' اور اوسکے جرم کے مختلف مناظر دکھاے - تماشائیوں میں اس قدر شورش پیدا هوئي که هر شخص اوس فرضي مجرم کي طرف حمله کرنے کیلیے بڑھا - اگر پولیس نے ایکٹر کو اپنے دائرے کے اندر نه لے لیا هوتا تو وہ اپنے متمثل جرم کي حقیقي سزا پا جاتا -

تھیٹر اور بائسکوپ کا اثر جماعت پر اسلیے بھي زیادہ پڑتا ہے که جماعت واقعات کے نتائج کي تلاش نہیں کرتي - وہ صرف واقعات کي اصلي صورت دیکھنا چاهتي ہے - هم سنتے هیں که لڑائي میں پانچ هزار آدمي مرگئے - لیکن بائسکوپ همکو اونکے جسم کے زخم اور انکي گردنوں سے بہتا هوا خون دکھلا دیتا ہے - نتایج کے لحاظ سے اخبارں کي خبر اور بائسکوپ کے تماشے میں کوئي فرق نہیں - لیکن جماعت پر نتیجه کوئي اثر نہیں ڈالتا - موت سے زیادہ خون کا سیلاب اور زخم کي سرخی اوسکے جذبات کو مشتعل کردیتي ہے - ایک مردہ فلسفی کی لاش جماعت کیلیے کوئی موثر چیز نہیں ہے ' لیکن ایک زندہ سپاهي کا ایک قطرہ خون اوسکو اپنے قابو سے باهر کرسکتا ہے !!

(۴) جماعت پر اوهام کا بھي نہایت شدید اثر پڑتا ہے - وہ حقیقت کو نہیں پوجتی حقیقت کے مظاهر وهمیه کی پرستش کرتي ہے - بت پرستی کا رواج اسی بنا پر هوا که انسان خدا کو انسان هي کي شکل میں دیکھنا چاهتا تھا - اگر بت خانے نه هوتے تو بتوں کي طاقت کا خاتمه هو چکا هوتا - عظیم الشان عمارتوں پر هم نوحه خواني کرتے هیں ' لیکن اس اینٹ پتھر کے ڈهیر میں کیا دهرا ہے ؟ اوس میں همارے آبا و اجداد کي عظمت گذشته کي وهمي حقیقت چھپي هوئي ہے - تمام دنیا اسی وهم پرستي کیلیے اپنے قدیم شعار ' اپنے قدیم عوائد کو قائم رکھتي ہے - عجائب خانے اسلیے قائم کیے جاتے هیں که وہ قدماء کي یادگاروں کو دکھا کر همارے دل کے اندر وهمي تصویر مرتسم کرتے رهیں - تمدن و تهذیب کے ستون کو بھي اسی وهمي حقیقت نے قائم رکھا ہے - اگر آج یه یادگاریں مٹادی جائیں تو دنیا کي قدیم وحشت پھر زندہ هوجاے - هزاروں لاشیں میدان میں کٹ کٹ کے گرتي هیں' مگر انسانیت کي آنکھه صرف اشک آلود هوکر رهجاتي ہے' لیکن جب ایک کتب خانه ' ایک عجائب خانه یا ایک قلعه منهدم کردیا جاتا ہے' تو تهذیب و تمدن کي آنکھه خون کا سیلاب بہانے لگتي ہے - کیا انسان کے خون سے یه چیزیں زیادہ عزیز هیں ؟ کیا انسان سے سب کچھه ہے یا انسان اینٹ اور پتھر کے ماتم کیلیے ہے ؟

لیکن جماعت اونکی حفاظت کیلیے اپنا خون بہادیتي ہے - کیونکه وہ صرف وهمي امید پر زندگي بسر کرتی ہے' اور اوسکي امیدوں کا مرکز اوسکا دماغ نہیں هوتا - اوس نے اپنی قوت شعور کو کھو دیا ہے' اوسکي امیدوں کا آشیانه اُسکے قلعے کي برجیاں هوتي هیں - جب تک وہ قائم هیں' جماعت بھي زندہ ہے - اگر وہ منهدم هوگئیں تو سمجهه لینا چاهیے که جماعت کا شیرازہ بھي بکھر گیا !

میدان جنگ میں پادشاہ کا تاج دفعتاً زمین پر گر پڑتا ہے - ایک فلسفی کی نظر میں یه نہایت معمولي واقعه ہے - لیکن تمام فوج کے پاوں معاً اوکھڑ جاتے هیں' کیونکه وهي اونکا قبلۂ امید تھا -

(۵) جماعت تجربه سے بھی شدت کے ساتهه متاثر هوتی ہے -

اگر بار بار کے تجربے سے یه ثابت هو جاے که ایک قوم یا ایک سلطنت ظالم ہے' تو جماعت کو اوسکے مقابلے میں به آساني بھڑکایا جا سکتا ہے - اگر متواتر واقعات کسی قوم کے محاسن کو علانیه نمایاں کرچکے هوں تو جماعت اوسکی حمایت کیلیے نہایت مستعدي سے تیار هو جاتی ہے - اسلام کي مدنیۃ فاضله نے جنگ کے موقعوں پر اکثر اس حقیقت کو نمایاں کیا ہے - مسلمانوں کے مستقل همدردانه و عادلانه طرز عمل اور فیاضانه برتاؤ نے مختلف قوموں کو خود بخود اونکا حلقه بگوش بنا دیا تھا - چنانچه تاریخ اسلام اسکي بکثرت مثالیں پیش کر سکتي ہے -

کرسپی نام کو تو وکیل تھا ' مگر سیاسیات اسکی زندگی تھے - اور قسمت نے اسے پیدا بھی تاریخ کے ایسے دور میں کیا تھا جبکہ اس قسم کی زندگی پوری طرح بسر کی جا سکتی تھی

کرسپی جسوقت جوان ہوا ہے اسوقت یورپ نیپولین کی ڈالی ہوئی ذلت و نکبت سے نکل رہا تھا ' اور آیندہ انقلاب کے لیے برباد ہو رہا تھا - ہر ملک میں بیچینی و اضطراب کی ایک نئی اور عجیب و غریب روح پیدا ہو رہی تھی ' یعنی جرمنی میں فرڈیننڈ لیسیل اور کیرل مارکس ' ہنگری میں لوئس کوتھ ' فرانس میں لوئس بلینک ' انگلستان میں چارلس جونس ' اور اطالیا میں کیور ' گیری بالڈی ' اور میزینی موجود تھے -

اس زمانے کی روح حریت کے یہ واضح مظاہر اگرچہ مطالبات میں باہم مختلف تھے ' تاہم شان انقلاب انگیزی میں سب مشترک تھے - کرسپی اطالیوں کے وطن پرستوں میں شامل ہوگیا ' اور سنہ ۱۸۴۸ کی بغاوت صقلی میں عملی حصہ لیا - انقلاب کی ناکامی اور بوربونس کی واپسی سے مجبوراً اسے بھاگنا پڑا - اس نے " پیڈمونٹ " میں جا کے پناہ لی ' جہاں اسکی انقلاب انگیزانہ روح میزینی کے ساتھہ شریک کار ہوگئی ' اور بغاوت " مدن " میں اس نے پھر حصہ لیا -

مگر یہاں سے بھی کرسپی کو بھاگنا پڑا وہ مالطہ نے بچتا ہوا پیرس پہنچا - یہاں سے ایک بار پھر حکام وقت نے اسے نکالا اور بالاخر خارجی باغیوں کے دیرینہ ملجا و ماوی لندن نے اسے معہ میزینی کے اپنے حریم حریت یہاں پناہ دی -

لندن میں ان دونوں آدمیوں نے آزادی اطالیا کے لیے متعدد طور پر کام کیا ' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گیری کی سرگروہی میں ہزارہا نے علم بغاوت بلند کیا ' اور بالاخر وکٹور عمانوئیل کی ماتحتی میں اطالیا دوبارہ متحد ہوا -

ان تمام جلیل القدر کاموں میں کرسپی نے معقول حصہ لیا - اسوقت تک کرسپی کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ ایک ایسا جمہوریت پسند ہے کہ ادنی رعایت کے ساتھہ بھی وہ کسی قسم کا تصفیہ کرنے والا نہیں - کرسپی سنہ ۱۸۶۱ میں اکسٹریم لیفٹ (بائیں جانب کی انتہائی جماعت) کے ممبر کی حیثیت سے پارلیمنٹ میں داخل ہوا ' لیکن سنہ ۱۸۶۴ ع میں وہ شاہ پسند ہوگیا ' اور اپنے اس انقلاب کی وجہ میزینی سے یہ بیان کی کہ " شاہی متحدہ کرتی ہے ' مگر جمہوریت تقسیم کرتی ہے "

اسی وقت سے اس نے وطن پرستانہ ایجیٹیشنوں کی قدیم روح کو خیرباد کہا ' اور کرسپی جو پہلے " جنگجو مشہور " تھا وہ اب " پارلیمنٹیرین " " وزیر " اور " ڈپلومیٹ " کہلانے لگا -

آخر عمر میں اس پر رشوت ستانی کے الزامات بھی قائم کیے گئے ' جنہیں اسنے بحفاظت تمام برداشت کیا ' مگر اسکے رفقاء قدیم نے ترک اصول اور غداری کے جو الزام لگائے تھے انکے حق میں وہ اسقدر خوش قسمت نہ نکلا اور بالاخر " لیگا " کے چند فوضویین (انارکسٹوں) نے اسکی جان پر بعض غیر کامیاب حملے کیے -

تاہم کرسپی میں ہمت کی کمی نہ تھی - کوئی تہدید ' کوئی تنقید اور کوئی توہین اسے اہلی حریت کے دبانے کی پالیسی سے نہ روک سکی اور وہ برابر اس پر قائم رہا اس پالیسی کیوجہ سے گو وہ اپنے ابتدائی رفقاء کو کھو بیٹھا ' مگر اسے نئے سیاسی دوست ملگئے جن سے اس کی خود بینی اور نوترقی یافتہ طاقت کی تشفی ہوگئی - اس نے کلیکسٹوں سے گرمجوشانہ تعلقات پیدا کیے ' اور بسمارک کے ساتھہ اسکی دوستی تو اسقدر بڑہ گئی کہ بالاخر اسکا بہت بڑا اثر اطالیا کی خارجی پالیسی پر پڑا -

میموائرس (۱) کی آخری جلد بھی شائع ہوگئی ہے - اس جلد سے ان آخری دوستیوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں ' مگر ہمکو اسوقت دلچسپی صرف اس مفاہمت سے ہے جو بسمارک کے ساتھہ ہوئی تھی کیونکہ یہ واقعہ معاملات یورپ کی موجودہ پیچیدگیوں کے سلسلہ کی ایک درمیانی کڑی ہے -

(تاریخ اتحاد ثلاثہ)

ہماری توجہ پر کرسپی کے دعوے کا دار و مدار صرف اس واقعہ کی بناء پر ہے کہ اس نے اتحاد ثلاثہ کی تائید کی - کرسپی کے عہد میں تمام بڑے معاملات کے لیے ہم اس زمانے کے بڑے اشخاص - گیری بالڈی ' میزینی ' اور کیور کے حالات بہت زیادہ جوش کے ساتھہ پڑھینگے ' مگر اطالیا کی موجودہ حالت کے لیے نہیں یعنی اطالیا جس طرح اسوقت متحد اور ایک بڑا ملک ہے یہ بات ان اشخاص کی وجہہ سے نہ پیدا ہوتی - اسلیے اسکی تاریخ کے لیے ہم کو کرسپی کے حالات پڑھنا چاہییے -

یہ صحیح ہے کہ کرسپی نے پہلے ان لوگوں کے مقاصد کی خدمت کی ' مگر اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ آخر عمر میں اس نے ان مقاصد کو اسی طرح روکا اور اپنا قوی اثر انکے خلاف استعمال کیا -

کرسپی فدیہ کی تحریک کا ایک چالاک دشمن تھا -

اطالی وطن پرستوں کی نظر میں غیر مفدی اطالیا (یعنی اطالیا کا وہ حصہ جو کسی دوسری قوم کے پاس ہے اور اب تک فدیہ دیکے آزاد نہیں کرایا گیا ہے) میں آسٹرین قلمرو کا اطالی بولنے والا حصہ شمالی اطالیہ ' نائس ' مالطہ ' اور کارسکا بھی شامل تھے -

محض زبان کی وجہ سے مالطہ پر اطالی حقوق کا قائم کرنا واقعی مشکل ہے ' اور اس سے زیادہ اس امر کا سمجھہ میں آنا مشکل ہے کہ ایسے کارسکا کی پیچیدہ اور مصیبت زدہ تاریخ مفید طور پر چھیڑی جاسکتی ہے - اسلیے ہم اسے قلم انداز کرتے ہیں -

لیکن جنوب ٹرائل اور اسکے متصل کے ملک کی حالت بالکل مختلف ہے ' اور آسٹریا کے پاس اس خوف کی وجہ تھی کہ یہ ملک بالاخر اسکے ہاتھہ سے نکلکے اطالیا کے پاس چلا جائیگا -

سالہا سال سے اطالیا کی خارجی پالیسی ان خواہشوں میں منقسم رہی ہے کہ جنوب ٹرائل کو آزاد کرایا جائے - فرانس کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی جائے جس سے وہ (بلاوجہ) خائف رہتی تھی ' اور اپنے متعلق انگلستان کی عمدہ رائے کو قائم و برقرار رکھا جائے -

اطالی جمہوریت پسندوں کا ایک بڑا حصہ فدیہ دینے کا حامی تھا کو اسکی رائے کو حکومت نے دبایا اور وہ ناکام ہوا -

اس کھلی ہوئی قومی تحریک کے ان دونوں مخالفوں کی وجہ بخوبی ظاہر ہے - ایک طرف تو گذشتہ صدی کی آخری ربع میں وہ بالی ریاستوں کی تنسیخ کی پریشانی میں مبتلا تھا ' اور اسے پادریوں کے مخالف اطالیا سے صرف منفی دلچسپی تھی یعنی اسکا نقطۂ دلچسپی یہ تھا کہ اطالیا کوئی مستقل و مستحکم طاقت نہ بننے پائے ' دوسری طرف آسٹریا جو ہمیشہ کی طرح اس

---

(۱) یہ ایک کتاب ہے جو کرسپی کے حالات میں کئی ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے اسکا ماخذ زیادہ تر خود کرسپی کی تقریریں اور تحریریں ہیں -

صرف افراد کے ساتھہ مخصوص نہیں ' بلکہ جرمني کي سیاست ' جرمني کا تمدن' جرمني کي تجارت ' جرمني کي صنعت' جرمني کے علوم و فنون' غرضکہ اوس سرزمین کا هر ذرہ دنیا میں اونچا هي هوکر رهنا چاهتا ہے - چنانچہ اس بلند حوصلگي کي نمایش نے میدان جنگ میں جرمني کے علم کو' دریا کی سطح پر اوسکے جنگي جہازوں کے مستول کو' زمین پر اوسکي کالجوں کے کنگروں کو تمام دنیا سے بلند ترکردیا ہے' لیکن جرمني کا یہ تفوق و امتیاز سیاسي قوت اور فوجي استحکام کے نظم و ترتیب کا نتیجہ نہیں' بلکہ ان پختہ و پیچدار سلسلہ خیالات کا نتیجہ ہے ' جنھوں نے جرمني کي حدود طبعیہ کے نشیب و فراز میں نشو و نما پائي ہے -

جـرمني کے علمي میدان میں بهي ان پختہ خیالات کي جھلک صاف نظر آتي ہے - جب تک فنون لطیفہ محض تفریح طبع کا ذریعہ خیال کیے جاتے تھے ' جرمني نے مٹي کے بنے هوے کھلونوں سے کبھي دل نہیں بہلایا - لیکن جب علمي و تمدني ترقیوں نے ثابت کردیا کہ اس دل لگي کے ذریعہ سے مادي فوائد بهي حاصل هوسکتے هیں - تو اوس نے کانچ اور پتھر کے کھلونوں میں بهي جدید روح پھونک دي -

جرمني کي سپاهیانہ زندگي کوئی معجزہ نہیں ہے ' البتہ اوسکي ایک خصوصیت خرق عادت خیال کي جاتي ہے - جرمني ایک مدت تک اندروني سیاسی کشمکش کي جولانگاہ بني هوئی تھي' لیکن جب پروشیا میں سیاسی توازن قائم هوگیا تو دفعتاً اوسکا گرم خون رگوں میں منجمد هوگیا - اب تمام نزاعیں ' تمام جھگڑے ' تمام مخاصمتیں ' مبدل بہ اتفاق و اتحاد هوگئیں ' اور جرمني کي پوري قوت ایک عظیم الشان طاقت کے آگے سربسجود هوگئي' اور اوسکا مرکز ثقل تمام یورپ بلکہ تمام دنیا کي طرف منتقل هوگیا -

تقریباً هر سلطنت ایک مدت تک رعایا کے ساتھہ سرگرم جنگ رہ چکي ہے - لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجود اس کشمکش کے جـرمني کي قوتوں میں باهم کوئي شدید تصادم نہیں هوا ' اسلیے جرمني کي قومیت کو کسي قسم کا صدمہ نہیں پہونچا ' اور دنیاوي ترقي میں قومیت هی اصل چیز ہے ' خانہ جنگي کا سب سے بڑا سبب افلاس و دولت کي جنگ اور دولت مند اور سوشیالسٹ فرقوں کا تصادم ہے - جرمني اگرچہ سوشیالزم کا مرکز ہے ' لیکن اس نے بهي وهاں مفید نتائج پیدا کیے هیں - جرمني کا هر سوشیالست اپنے حصول مقصد میں سرگرم رهتا ہے ' لیکن اوسکي طبیعي متانت و سنجیدگي نے اوسکو یہ سبق پڑھا دیا ہے کہ جسطرح فوج کي تربیت باهم لڑاکر نہیں کي جاتي' اسي طرح یہ مقصد صرف جبر و قوت سے حاصل نہیں هو سکتا - جرمني میں عموماً صنعت' حرفت کے میدان میں رقیبانہ حوصلہ مندیاں ایک دوسرے سے گوے سبقت لیجانا چاهتي هیں - اس لیے همیشہ مزدوروں' کارخانہ داروں' اور باهم تاجروں میں سیاسي کشمکش کا اندیشہ رهتا ہے' لیکن اس قسم کي متعدد انجمنیں قائم کر دیگئي هیں' جو تزاحم و تصادم کے اسباب کا انسداد کرتي رهتي هیں' اس لیے کسی قسم کی شورش نہیں هونے پاتی' اور تجارت کا کام ایک منتظم اصول پر چلا جاتا ہے -

هر جرمن اگرچہ مغرور هوتا ہے ' لیکن وہ جماعت کے مقابل میں اپنے آپ کو بالکل حقیر سمجھتا ہے' اس لیے وہ اوس میں نہایت خوشي سے داخل هو جاتا ہے - جرمني میں ایک خاص قسم کي بے شمار کمپنیاں قائم هیں جنکو "قرالن" کہتے هیں' هر جرمن ان کمپنیوں میں سے کسي نہ کسي کمپني میں ضرور شامل هوتا ہے' اور اس طرح جرمني کي عملي قوت کا کوئي جزو بیکار نہیں رهتا' اور یہ اوسکي ترقي کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے -

اجتماع قواء کي اس طبعي سہولت نے جرمني کے لیے وطني فوج کي تنظیم و ترتیب' بڑے بڑے کارخانوں کے انتظام' بینکوں ' صنعت گاهوں' اور کالجوں کے قیام کو نہایت آسان کردیا ہے ' اس لیے وہ علم و هنر' صنعت و حرفت' دولت و ثروت کا مرکز بنگئی ہے - جرمني تمام دول یورپ میں ایک معتدل زندگي بسر کر رهي ہے - مذهبي حیثیت سے نہ وہ ملحد ہے ' نہ ٹھیٹھہ متعصب ' بلکہ وہ نہایت سنجیدگي کے ساتھہ ' عقل و نقل میں تطبیق دینا چاهتي ہے -

اسی اعتدال نے اوسکو ایک عجیب و غریب نظام حکومت کا محکوم بنا دیا ہے - جرمني نے شخصیت و جمہوریت میں عجیب و غریب رابطۂ اتحاد پیدا کردیا ہے - جرمن قوم عنان سلطنت اپنے هاتھہ میں لینا نہیں چاهتي' بلکہ اوس نے ایک صاحب اختیار اور نبي نفود بادشاہ کے هاتھہ میں اپنے سر رشتۂ امید کو دیدیا ہے - تاهم وہ اس شخصیت کے ساتھہ جمہوریت سے بهي متمتع هو رهي ہے ' یعنی عنان سلطنت تو بادشاہ کے هاتھہ میں دیدي ہے' لیکن خود بادشاہ کو اپنے هاتھہ میں رکھا ہے -

شـئـون حـربیـہ

اطـالیـا کا لائـحـہ عمـل کیـا ہے ؟

اثر مسٹر هالبروک جیکسن

امن یورپ کي بنیاد عہد ناموں پر قائم ہے - هم ان عہدناموں کا احترام دیانت داروں کي طرح کرتے هیں - لیکن اگر کوئي شخص انکو توڑیگا تو هم کو بهی معلوم هو جالیگا کہ همیں کیا کرنا چاهیے ؟

[فرانسسکو کرسپي]

جو سوال میں نے اس مقالہ میں لکھا ہے یہ تاریخ یورپ کي اس عظیم الشان اور مجنونانہ ساعت میں ایک سب سے زیادہ اهم سوال ہے' اور اس سوال کے نیچے جو قول نقل کیا ہے اس سے طنز و تعریض کي صدا آتی ہے' کیونکہ یہ قول کرسپي کے ڈپلومیٹک زبان سے نکلا ہے ' جو شہزادہ بسمارک کا کھرا دوست اور اهل اطالیا میں سے اس " اتحاد ثلاثہ " کا قطعي حامي تھا ' جسکو آج اطالیا نے بے تکلف توڑ دیا ہے -

اطالیا کیا کریگي ؟ اسکا جواب اسوقت تک نہیں دیا گیا ہے - مگر مجھے اس میں ذرا شک نہیں کہ اگر اسوقت کرسپی هوتا تو وہ کیا کرتا - یعني گو اس نے یہ ذمہ لیا تھا کہ ضرورت کے وقت اسکا ملک اپنا فرض ادا کریگا ' لیکن ایک ڈپلومیٹ کي حیثیت سے وہ بلا ادني تکلیف " فرض " کي تفسیر " سیاسی مصلحت " کرتا -

بهر حال میرا یہ خیال نہیں کہ اطالیا اپنے اس مشہور مدبر کی تائید کرتي -

(کرسپي کے مختصر سوانح حیات)

فرانسکو کرسپي سنہ ۱۸۱۹ ع میں بمقام صقلی پیدا هوا ' اور سنہ ۱۹۱۰ ع میں بمقام نیپلس مرا ہے - اس نے اپني اس طویل عمر میں تاریخ یورپ کے بہت سے انقلابات و تغیرات دیکھے هیں -

" الان "

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر جرمن سوار کو " الان " کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے - جس وقت علم عقاب کے زیر سایہ سواروں کا انسانی سمندر موجزن ہوتا ہے تو اس میں "الان" سے کہیں زیادہ " کریتسیر " "ہسار" "ڈراگون" ہوتے ہیں - (کریسیر ' ہسار ' اور ڈراگون مختلف قسم کے سواروں کے نام ہیں -) .

الان ایک ترکی نژاد لفظ ہے - اس کے معنی "سوار" کے ہیں- یورپین قوموں میں یہ نام سب سے پہلے پول قوم نے اختیار کیا - ایک زمانہ میں فرانسیسی سپاہ میں بھی الان کے چند ریجیمنٹ تھے جو فرانس کے قومی علم "مثلث اللون" کے خدمتگذار تھے ' مگر یہ ریجیمنٹ زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہسکے اور بہت جلد انہیں سواروں میں شامل کر دیا گیا -

جرمن سپاہ میں " الان " کم و بیش سنہ ۱۷۴۸ میں روشناس ہوے - جس وقت شروع شروع میں الان جرمن سپاہ میں داخل کیے گئے ہیں ' اس وقت انہوں نے جرمن سپاہ میں کوئی امتیاز خاص حاصل نہیں کیا - بلکہ فریڈرک اعظم موسس جرمن شاہنشاہی تو انکی غیر عسکری زندگی سے اس قدر تنگ آ گیا تھا کہ بالاخر اس نے ان ریجیمنٹوں کو توڑ دیا -

لیکن فریڈرک اعظم کے بعد الان کے ریجیمنٹ دوبارہ ترتیب دیے گئے اور اس مرتبہ انہوں نے ایسے جوہر دکھاے کہ وہ آج تک جرمن سپاہ کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں -

جرمن سپاہ میں الان نے یہ شہرت سنہ ۱۸۷۰ کی جنگ فرانس و جرمن میں حاصل کی - اس جنگ میں وہ جرمن سپاہ میں سب سے زیادہ پیش پیش رہے اور اپنی یکساں بہادری ' جانبازانہ حملہ ' اور فوجی قابلیت و سرگرمی سے سب کی نظروں میں اپنے آپ کو نمایاں اور ممتاز بنا لیا - اس جنگ میں انکی یہ حالت تھی کہ بغیر کسی تنبیہہ و اطلاع کے وہ ایک غیر معلوم مقام سے نکلتے تھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے - اس وقت انکے جوش و خروش کا یہ عالم ہوتا تھا کہ ہر متنفس لڑنے اور مرنے کے لیے ہمہ تن مستعد نظر آتا تھا !

جرمن سپاہ میں " الان " کا نام " بہاری سوار " ہے - کیونکہ دراصل وہ وہی کام کرتے ہیں جو سوار کیا کرتے ہیں - چنانچہ الان کے ریجیمنٹ اصل فوج کے آگے آگے چلتے ہیں اور دیدبانی ' عام نگرانی ' تفتیش حالات ' اور انکی اطلاع وغیرہ کا کام کرتے رہتے ہیں جو عموماً سواروں کے کام ہیں -

لیکن انکی کارگزاری اسی پر ختم نہیں ہو جاتی - جب پیادہ فوج واپس ہوتی ہے تو اس وقت وہی اسکو دشمن کی تعاقب کرنے والی فوج کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں -

امن و صلح کے زمانہ میں ایک الان ریجیمنٹ میں پانچ اسکواڈرن ' اور ایک اسکواڈرن میں ۱۳۵ آدمی ہوتے ہیں ' لیکن جنگ کے زمانہ میں ایک اسکواڈرن میں بجاے ۱۳۰ کے ۱۵۰ آدمی کردیے جاتے ہیں - جب جنگ ہوتی ہے تو ایک ریجیمنٹ کے صرف ۴ اسکواڈرن محاذ میں جاتے ہیں - کیونکہ پانچویں ریجیمنٹ میں صرف رنگروٹ اور غیر ترتیب یافتہ گھوڑے ہوتے ہیں - یہ پانچویں ریجیمنٹ ڈپو بھیجدیا جاتا ہے - ڈپو میں نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ فوجی تعلیم دی جاتی ہے - یہاں تک کہ وہ معرکہ آرا صفوں میں شرکت کے قابل ہوجاتی ہیں

ایک جرمن الان کا جواب انگریزی فوج میں زیادہ تر انگریزی نیزہ باز (لانسر) کو سمجھیے - دونوں کی وردیاں بہت ہی مماثل و مشابہ ہوتی ہیں ' بلکہ درحقیقت " نیزہ باز " کا خود جسکو صحیح طور پر ٹوپی کہنا چاہیے ' الان ہی کے سر کی پوشاک کی نقل ہے - دونوں فوجیں ڈبل بریسٹ ٹیونک (دھرے پردے کی صدریاں) اور گہرے گہرے رنگ کے پائجامے پہنتی ہیں -

اسلحہ میں الان کے پاس تیغ ' نیزہ ' قرابین ' یا طپنچہ ہوتا ہے - تاہم اسکا اصلی ہتیار نیزہ ہی ہے - الان بالاوسط شہسوار ہوتے ہیں - انکی نشست اور گرفت دونوں عمدہ ہوتی ہے - البتہ انکی زینیں کسیقدر تکلیفدہ وضع کی ہوتی ہیں جنکی وجہ سے اکثر گھوڑوں کی پشتیں زخمی رہتی ہیں -

(کام اور ڈسپلن)

ہر جگہ سواروں کو پیادوں سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے - اس کلیہ سے الان بھی مستثنی نہیں - جاڑا ہو یا گرمی ' ہر موسم میں اسے صبح ۶ بجے سے چند منٹ بعد پریڈ میں حاضر ہونا پڑتا ہے ' اور پھر شام تک وہ اصطبل اور ڈریل میں لگا رہتا ہے - اسکے بعد بھی اسکا کام ختم نہیں ہو جاتا - کیونکہ رات کو اسے لیکچر سننے کیلیے جانا پڑتا ہے جو افسران فوج فن جنگ پر دیتے ہیں -

ان لیکچروں کا موضوع اگرچہ فن جنگ ہوتا ہے ' مگر وہ درحقیقت مسائل جنگ تک محدود نہیں ہوتے - انمیں تاریخ جنگ اور فن جغرافیہ وغیرہ کا حصہ بھی ہوتا ہے -

ایک الان رنگروٹ کو سب سے پہلے جو شے سیکھنا پڑتی ہے ' وہ اپنے ریجیمنٹ کا ماٹو ہے - اسکے بعد اسے یہ سکھایا جاتا ہے کہ تمھیں قیصر اور ملک کی راہ میں جان دینے کیلیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے !

تمام جرمن سپاہیوں کی طرح الان کو بھی قسم کھانا پڑتی ہے کہ وہ ہر وقت قیصر کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے مستعد رہیگا - البتہ امن و صلح کے زمانہ میں اس الان کو حلف اٹھانیکی ضرورت نہیں پڑتی جو مقام " بیوریا " میں پیدا ہوتا ہے -

یہ خیال کہ بالاوسط الان نیم وحشی اور نیم " یاہو " ہیں نہایت درجہ تمسخر انگیز اور بے بنیاد ہے - یقیناً جب خونریزی اور دشمن کے مقابلہ میں اپنے وطن کے لیے معرکہ آرائی انہیں مشتعل کر دیتی ہے ' تو اسوقت وہ استعارہ کے طور پر نازک اندام خاتونوں کی طرح بکری کی کہال کے دستانے نہیں پہنتے - مگر یہ کچھہ انہی کی خصوصیت نہیں ہے - ہر سپاہی خواہ وہ کسی قوم کا ہو ' ایسے وقت میں یہی کرتا ہے - اگر جنگ نہ ہو تو پھر الان خوش اطوار ' نرم طبیعت ' اور فرماں بردار انسان ہے -

جرمنی کے ہر ریجیمنٹ میں ڈسپلن نہایت سخت ہے - اس موقع پر بھی الان کے دستے اس سختی سے مستثنی نہیں - نن کمیشنڈ افسروں حتی کہ کارپورل اور سارجنٹ تک کو سزا و جزا دینے کا اختیار ہے - اگر ایک عام سپاہی کسی افسر سے شکایت کی جرأت کرتا ہے تو اس شکایت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے ساتھہ بد سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے -

الان ریجیمنٹ کو صفائی کی نہایت شدید تاکید ہے - اگر پریڈ کے وقت کسی الان سپاہی کے پرتلے یا بٹن پر گرد و غبار کا ایک دھبا بھی ہو یا کوئی بٹن ڈھیلا ہو تو یہ ایک سنگین جرم قرار پائیگا اور اسکی قرار واقعی سزا دیجائیگی - الان سپاہیوں کے کئی کئی گھنٹے روز اپنے بکلس ' پرتلے ' اور جوتے وغیرہ کے صاف کرنے میں صرف ہوجاتے ہیں - وہ اپنے بوٹ پر اسقدر پالش کرتا ہے کہ آئینہ کی طرح چمکنے لگتا ہے -

وقت بهي روما کي وفادار معتقد تهي' ممکن تها که کسي وقت اسے ایک حامي فدیه کا دور تمثیل کرنا پڑ تا -

اسیطرح حکومت کي مخالفت بهي اچهي طرح "مصلحت" کي بنیاد پر قایم تهي - غرض فرانس پر اعتماد کي کمي نے جو نپولن کے وقت سے وراثتاً چلی آ رهی تهي' اور شمالي افریقه میں فرانس اور اطالیا کے منصوبوں کي وجه سے پیچیده هوگئي تهی' اطالیا کے لیے ایک مرکزي طاقت کے ساتهه اتحاد کي ضرورت پیدا کردي -

روس اور انگلستان دونوں کے ساتهه یه اتحاد نا ممکن تها' کیونکه دونوں ملکوں میں فرانس کے متعلق دوستانه جذبات ترقی کر رهے تهے - آسٹریا سے یه کام لیا جاسکتا تها مگر جمهور پسند اس قسم کے اتحاد کو غیر طبعي قرار دیتے - جرمنی جو فرانس اور روس کی دوستی کے مقابله میں اپنے استحکام کیلیے مضطرب تهي' یه چاهتي تهي که ایک ایسا اتحاد هو جس میں آسٹریا کي دوستي بهي شامل هو - بسمارک نے اس قسم کے اتحاد کا اراده کرلیا تها' اور اسکی تکمیل کیلیے وه هر ڈپلو میٹک اور سیاسی چالیں چلتا رها -

اس نے آسٹریا کے دل میں پاپا کے ساتهه اطالي طرز عمل کے خلاف ایجیٹیشن کا خیال پیدا کیا' اور اسکے لیے ایک اخبا ري معرکه بپا کیا' جسمیں اس نے اس امر کی طرف اشاره کیا که اطالیا کي حالت متزلزل اور بر سر انقلاب هے - شاه هیمبرٹ نے پروشین ڈپلو میسی کے خلاف جنگ کی' مگر آخر میں اسکے ارباب سیاست بسمارک کی آهني ترغیبات سے مغلوب هوگئے اور سنه ١٨٨٢ع میں عهدنامه پر دستخط هوگئے -

اس عهدنامه کے ابتدائي سال خوشگوار نه تهے - کیونکه "اتحاد ثلاثه" هردلعزیز نه تها - اس نے یه فرض کرلیا تها که فدیه کي تحریک کو دبایا جائے - اس نے فرانس کے ساتهه مفاهمت کی راه میں لا ینحل مشکلات پیدا کیے اور انگلستان کے ساتهه مطلوب و مرغوب دوستي کو دشوار کردیا -

پانچ سال کے بعد یه اتحاد ٹوٹگیا مگر اسکے بعد اطالیا کے لیے چند مراعات کے ساتهه پهر اس عهد نامه پر دستخط هوے -

اس عهدنامه پر دوباره دستخط کے ٣ ماه بعد کرسپي وزیر اعظم هوگیا - کرسپی اهل اطالیا میں سے اس عهدنامه کا شدید ترین موید تها - وزیر اعظم کي حیثیت سے اسنے اولین کام یه کیا که وه اس عهدنامه کے متعلق گفتگو کرنیکے لیے بسمارک سے ملنے گیا' اور اسکے بعد سے اس نے همیشه اس موضوع پر اور اسکے همرشته مسئله یعني تحریک فدیه کے متعلق جب کبهی کچهه کها تو وه پروشیا کی زبان سے کها - ذیل میں کرسپي اور بسمارک کی باهمي گفتگو کا ایک حصه درج هے :

کرسپي لکهتا هے که ایک دن شام کو هم لوگوں کی باتوں میں سنه ١٨٦٦ع کی جنگ کا ذکر آگیا - میں نے ان سے (بسمارک) یه پوچها که " ٹرینٹ پر قبضه حاصل کرنیکے لیے اطالیا کی کوششوں کي تائید میں آپ نے اپني آواز کیوں نه بلند کی ؟ " انهوں نے جواب دیا که وه اس سرزمین کی حوالگی کے مسئله پر نپولین اور فرانسس جوزف نے بحث کي تهي' اور انهي دونوں شاهنشاهوں نے صلح سے پہلے اور همارے مداخلت کے بغیر اسے طے کرلیا تها " کرسپي کهتا هے که یه بالکل ظاهر هے که سنه ١٨٦٦ میں نپولین کی همارے معاملات میں مداخلت ایک بار اتحاد اطالیا کے لیے پهر آفت انگیز هوئي - اس معامله میں نه پروشیا آزادي سے کچهه کرسکتی تهي اور نه هم خود هی کچهه کر سکتے تهے - وینیشیا صرف اس بناء پر دیدیا گیا که وه انتظامي سرحد میں داخل هے' اور اسطرح هم جنوبی الپس پر قبضه کرنے سے محروم کردیے گئے -

کرسپي سرحد آسٹریا و اطالیا کی پیش نظر تجدید ثانی کا موید رها' اور تحریک فدیه کي همیشه همت شکني کي - آخر عمر میں وه ڈپلو میسی کو ایجیٹیشن پر ترجیح دیتا تها' بلکه وه تو یهاں تک بڑهگیا تها که اس نے اپنے دل میں یه امید قائم کر رکهي تهي که جب سنه ١٨٩٢ ع میں عهدنامه کي تجدید هوگي تو وه اسمیں سرحد کے تصفیه کے متعلق ایک دفعه رو شناس کریگا' اور غالباً اگر اسکے هاتهه سے حکومت نکل نه گئي هوتي تو وه یه کرلیتا - کرسپي ایسا شخص نه تها که اپني پشت پر قوم کو محسوس کیے بغیر ایسي روش اختیار کرتا - یه واقعه هے که اطالي قوم بڑي حدتک تحریک فدیه کي حامي هے' اور وه کبهي بهي اتحاد ثلاثه کي پر جوش موید نه تهي -

(کرسپي کي اپنے اهل وطن کو نصیحت)

" میموائرس" کے مولف نے کرسپي کو وطن پرست ثابت کرنے کي تکلیف اٹهائي هے - مگر همیں یه کبهي نه بهولنا چاهیے که کرسپی کي زندگي کا آغاز ایک وطن پرست کي حیثیت سے هوا اور انجام ایک سیاسي کي حیثیت سے - اسلیے خواه اسکے خیالات کچهه هوں مگر اسے ایک "مخلص" کے بدلے "فرصت جو" اور عمده موقع کا متلاشي سمجهنا چاهیے - اسکے یه فرصت جویانه میلانات ایک فدیه کے مخالف تقریر میں ظاهر هوتے هیں جو اس نے سنه ١٨٨٩ میں دي هے - اس تقریر میں اسنے عهد ناموں کے صلح سازانه انجام پر زور دیا هے' مگر تاهم وه سیاسي چالاکي سے یه کهتا هے :

" قومیت کے لحاظ سے یه امر نهایت ضروري هے که بهترین مناسب موقع کا انتخاب کیا جاے - لیکن یه بات یاد رکهنا چاهیے که جب کبهي جنگ کے وجه سے یورپ کے نقشه میں تغیرات هوں تو اس وقت اس سوال کو دوباره زنده هونا چاهیے -

اطالیا کو کسي بات کا خوف نهیں هے - اسے دینا کچهه نهیں' البته لینا اور ملنا بهت هے - لیکن جبکه ان اصول کي حیات بخشی هر محب وطن میں هونی چاهیے - (ممبروں کی نشستوں کي طرف اشاره کرکے) خواه وه ان بنچوں پر هوں (وزراء کي بنچوں کي طرف اشاره کرکے) یا خواه ان بنچوں پر تو اسکے ساتهه هي یه بهي هے که وه چوٹي کي صفت' جسکي حکومت سلطنت اور ارباب سلطنت دونوں پر هوني چاهیے "احتیاط" هے "

آج ٢٥ سال گزر چکے هیں اور انکے ساتهه بهت سے اختلافات بهي ختم هوگئے هیں - اطالیا فرانس کو اب ایک خطر ناک همسایه نهیں سمجهتی -

دوستي کے جتنے اسباب کبهي هوے هیں انگلستان اور اطالیا کي باهمي دوستي کے لیے اس سے زیاده اسباب موجود هیں ایک طرف تو جنگ بلقان روس سے کسي نزاع کے بغیر ختم هوگئي هے' اور دوسري طرف آسٹریا کے قبضه میں جنوب "ٹرول" "ٹرینٹو" هے اور العلاق "هرزگونیا" "بوسینا" کي وجه سے "اڈریاٹک" اسکي طاقت اور مستحکم هوگئي هے - اسکے علاوه امن یورپ کو اس عهد نامه کے اصلي دستخط کرنے والے نے توڑا هے جو اطالیا سے محض حفظ امن کے لیے کیا گیا تها - غرض اگر اطالیا محتاط هے تو وه اپنے مشهور کرسپي کي طرح آسٹریا میں "غیر مفدي اطالیا" پر نظریں جمائے هوے اختتام جنگ کا انتظار کرتي رهیگي ورنه احتیاط کے بدلے جرأت و همت سے کام لیا تو پهر وه یورپ کي مهذب فوجوں کے ساتهه هوگي اور عزت کے میدان میں اپنا کهویا هوا ملک واپس لیگي -

اور غیر مانوس زبان بولنے والے حکم رانوں کی محکومی کی قید سے آزاد نہ ہونگے' اسوقت تک ان ۶۰ یا ۷۰ ملین انسانوں میں سے کوئی شخص بھی سیاسی یا اجتماعی حیثیت سے خوش نہیں رہسکتا -

اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ جب تک ان لوگوں کی معقول طریقہ سے تسلی نہ ہوجائیگی' اسوقت تک یورپ کا امن مشکوک اور غیر یقینی رہیگا - غرض در اصل یہی خطہ ہے جس پر فرانس' جرمنی' انگلستان' اور اطالیا کے امن کا انحصار ہے -

اسلیے یورپ کے نئے نقشے کی ترتیب اور جنوب و مشرق یورپ میں قیام امن و آشتی کا اثر کروروں انسانوں کی زندگی پر پڑیگا - خواہ یہ اثر اچھا ہو یا خراب -

(قوم کی ایک خونخوار شکل)

اس نئے نقشے کی ترتیب اور قیام امن و آشتی میں جن امور سے بحث کرنی ہے' وہ ایسے عظیم الشان ہیں کہ انکے مقابلہ میں زید یا عمر کے قتل کے واقعات ایک نظر میں غایب ہوجانے والے نقطے کے برابر ہیں -

ایک بادشاہ کا قتل جو اپنے انسانوں کے معاملات عشق و محبت کے تابع تمام قوم کی قسمت کو کرنا چاہتا ہو' اور وہ بھی قوم کے ہاتھوں سے نہیں' عام جماعت کے ہاتھوں نہیں' بلکہ چند افسروں کا فعل جو اسیقدر محب وطن تھے جسقدر ظالم تھے - یا سازش کا ایک جال جسنے فرڈیننڈ کو قتل کیا - ان میں سے کسی شے کو بھی ان کئی ملین سرویوں کی آزادی کی راہ میں حائل نہ ہونا چاہیے جو اسیطرح بے گناہ ہیں جسطرح کہ ولٹشائر کا ایک کسان !

ایک زمانہ میں ہر قوم کی شکل خونخوار و مجرمانہ ہوتی ہے - اہل برطانیہ و امریکہ جو سرویا کے قتل اور بلغاریا کے قتل عام پر اسقدر وحشت و خوف کا اظہار کررہے ہیں' اگر یہ تصنع نہیں تو انہیں اسکاٹلینڈ' آئرلینڈ' اور ریڈ انڈین کی تاریخ سے ناواقف محض ہونا چاہیے - اگر سرویا میں سازش قتل کی پرورش کی جارہی تھی' تو کیا آئرلینڈ اور امریکہ میں فینی این (مخفی آئرش سوسائٹیوں کے ممبر) نہ تھے ؟

پھر فونیکس پارک کے اعلی پیمانہ پر تنظیم یافتہ قتل کی وجہ سے ہم انگریزوں نے نہ تو آئرلینڈ کو ہمیشہ کے لیے آزادی سے محروم کیا اور نہ امریکہ سے جنگ کی -

ہم اہل انگلستان و امریکہ جسقدر جلد اپنے اپنے دل تمام سروی قوم کے خلاف اس منافقانہ سخن سازی سے خالی کرلینگے جسکی وجہ چند ہولناک واقعات ہیں اور جو بربری ہنگاموں میں ناگزیر ہوتے ہیں' اسیقدر جلد ہم ان لوگوں کو ترقی اور آزادی میں مدد دیسکینگے' اور یہی ایک ضمانت ہے جو آیندہ بربری حرکات کے عدم امکان کے لیے ہوسکتی ہے -

اگر تم لیبژ میں خانماں سوزی و خونریزی کی وجہ سے تمام جرمن زبان بولنے والی قوم کے خلاف (جسکی تعداد ۷۰ - ملین ہے) بغض و عداوت اور بے رحم انتقام کی قسم کھالو' تو یہ تمہارا فعل عین انصاف اور بالکل بجا ہے - لیکن اسیطرح دوسری قوموں کو بھی سمجھنا چاہیے - مظلوم قومیں اور ستم کشیدہ نسلیں غضبناک ظلم کے قلعے ہوتی ہیں - یہ جنگ متحرک تصاویر کا تماشہ نہیں ہے - اس مرقع میں ملکہ ڈراگا اور ارچ ڈیوک فرڈیننڈ کی تصویریں نہیں ہیں - ایک مدبر کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ گذشتہ باتوں کا انتقام لیا کرے' بلکہ اسے حال کے امکانات اور مستقبل کی امیدوں پر بحث کرنی چاہیے !

(اولین بلقان لیگ)

اسوقت ایک واضح امکان یہ ہے کہ بلقان لیگ دوبارہ زندہ کی جاسکتی ہے' اور ان دوبارہ اٹھنے والی قوموں کی امیدوں میں اور اپنے مصالح میں تطبیق دیجاسکتی ہے - اس کار خیر میں انگلستان ایک کار فرما اور براہ راست دور تمثیل کرسکتا ہے - بلقان لیگ کی شکست تمام دنیا میں آزاد خیال رایوں کیلیے ایک گہری مایوسی تھی -

مگر یہ ایسی مصیبت نہیں کہ دور نہ ہوسکے - اتفاق تعجب انگیز تھا - افتراق تعجب انگیز نہ تھا - اور اس افتراق کی وجہ سرویا کی مخالفت تھی جو اسکے دوستوں کے طرف سے نہیں بلکہ اسکے دشمن آسٹریا کی طرف سے ہوئی تھی -

اب آسٹریا کا خیال نہیں رہا - اسوقت رومانیا اور بقیہ تینوں سلطنتوں کیلیے ہمارے ساتھہ عام اتفاق اور یکجائی عمل کے ساتھہ کام کرنے میں واضح اور معقول فائدہ ہے -

یونان کے لیے ایپرس' جزائر ایجین' اور قبرص (ہم اسکو چھوڑ سکتے ہیں) میں کافی معاوضے موجود ہیں - بلغاریا میں مقدونیہ کی فیاضانہ اصلاح کا کام موجود ہے اور شمال کی دو سلطنتوں کی طبیعی توسیع ابھی ظاہر ہوچکی ہے - ان ریاستوں کو ہماری طرف سے ہوکے متحدہ طور پر کسی کارروائی سے جو شے مانع ہوتی ہے' وہ درحقیقت صرف بے اعتمادی اور عداوت ہے جو پہلی بلقان لیگ کی شکست کی وجہ سے ہنوز باقی ہے - وہ جلد باہم ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرینگے - لیکن وہ انگلستان پر بخوشی اعتماد کرینگے (؟) وہ اب ایک ایسی کانفرنس میں بخوشی بیٹھینگے جسمیں انگلستان' روس' اور اطالیہ کے قائمقام ہوں' اور انکو یہ یقین دلایا جاے کہ یہ فیصلہ دائمی ہوگا اور پھر ایک ہی دن میں انکے پیش اندیشیدہ حدود کے ہر امر کو طے کردیا جایگا - وہ ایسی صلح بخوشی کرینگے جو ایک صدی تک قائم رہے -

انگلستان مصالحت کرانیکے علاوہ کچھہ اور بھی کرسکتا ہے - وہ انہیں مالی مدد دیسکتا ہے اور اسطرح آسٹریا اور جرمنی پر عقب سے حملے کیلیے ۶ یا ۷ لاکھہ جنگ کے خوگر سپاہیوں کی کمک مل سکتی ہے -

(اطالیہ اور موجودہ جنگ)

اسکے علاوہ اگر بلقان لیگ پھر قائم ہوگئی تو یہ بمشکل ممکن ہوگا کہ اطالیا اس جنگ میں شرکت سے انکار کرے - کیونکہ جب سروی " ڈیلمیشیا " میں ہونگے تو اسوقت اطالیوں کو ٹریسٹ اور فیوم میں داخلہ سے باز رکھنا بمشکل ممکن ہوگا اور روسی سیلاب کو برلن تک راستہ ملنے سے بہت پہلے (جسکا انتظار سرگرمی کیساتھہ ہو رہا ہے) اسکی جنوبی حملہ آور فوجیں وائنا میں ہونگی -

اس جنگ کے محدود رہنے کا زمانہ گیا - اب تو وہ وقت آگیا ہے کہ ہر وہ سپاہی جو میدان جنگ میں لڑنے جاتا ہے' یورپ کی جانکنی کی مدت کا ایک حصہ کم کردیتا ہے -

یہ بلقان لیگ کے صرف جنگی فوائد نہیں ہیں جنکا مجھے اسقدر خیال ہے - دوبارہ زندہ ہونیوالے یورپ کیلیے صلح کی ایک بلقان لیگ کی شدید ضرورت ہے - بلکہ یہ لیگ تمام عالم کے اطمینان کیلیے بھی ضروری شے ہے - (باستثناے عالم اسلامی - الہلال) میں پھر کہتا ہوں کہ قطعاً اس بلقان لیگ کی ضرورت ہے - اگر ولٹشائر کے کسان کو امن و امان کے ساتھہ اپنی بھیڑوں کے گلے چرانا ہیں - اگر لوگوں کو چکاگو اور یوکوہیما میں خوشحال اور کامیاب ہونا ہے' تو شاید " بلقان لیگ " کافی طور پر وسیع نہیں - کیونکہ جزیرہ نماے بلقان میں رومانیا نہیں ہے - اگر یہ فیصلہ دیرپا ہونے والا ہے تو اسمیں اطالیا کو بھی ضرور شریک ہونا چاہیے -

اگر یورپ کا فیصلہ آزادانہ اصول پر کیا گیا تو اسکی وجہ سے ۴۰ ملین آبادی کی یہ مختلف سلطنتیں پیدا ہوجائینگی' جنمیں سے کوئی بھی تنہا اپنی حفاظت کے قابل نہ ہوگی البتہ مجموعی حیثیت سے وہ دنیا کی قوی ترین طاقت ہونگی - اسکے ساتھہ یہ بھی ظاہر ہے کہ باہم ایک عام رابطہ اور مفاہمت کے ذریعہ وابستہ ہوجائینگی -

(غــذا اور تنخــواہ)

مجموعي حيثيت سے جرمن سواروں کو بري غذا نہيں ملتي - جب وہ ايکٹو سروس پر ہوتا ہے (يعني جب وہ کام کرتا ہے مثلاً جنگ ميں لڑ رہا ہے يا نمايشي جنگ ميں شريک ہے) تو اسے راشن مفت ملتا ہے - ايسے زمانہ ميں ڈيڑھہ پونڈ روٹي يا بسکٹ، ساڑھے تيرہ اونس گاے کا گوشت، ساڑھے تين پونڈ آلو اور کافي ملتي ہے - يہ ظاہر ہے کہ اس قسم کا راشن ہر وقت اور ہر حالت ميں مہيا نہيں ہوسکتا - خصوصاً شديد جنگ ميں کہ بسا اوقات کمسريٹ کي گاڑياں کہيں کي کہيں نکلجاتي ہيں ، اور کبھي تو دشمن کے ہاتھہ لگ جاتي ہيں -

ايسے وقتوں ميں اسے اپنے " آہني راشن " سے کام لينا پڑتا ہے - يہ آہني راشن چھوٹا سا ٹين کا ايک ڈبا ہوتا ہے جس ميں گوشت ترکاري خشک کي ہوئي بند ہوتي ہے - يہ ڈبا ہر سپاہي کے ہمراہ رہتا ہے - گرم پاني ، ايک چٹکي آٹا ، اور تھوڑا سا نمک، اچھا خاصا مزيدار سالن تيار ہوگيا !

ايک الن سپاہي کو روپيہ پس انداز کرنے کے مواقع بہت کم ملتے ہيں، کيونکہ غذا ، وردي ، اور دوسري مدوں کے جبريہ وضع کرنے کے بعد اسکے پاس صرف دو پنس (ايک پنس ايک آنے کا ہوتا ہے) کے پيسے بچتے ہيں - تاہم بيير اور تمباکو سستي ملتي ہے - البتہ جو والدين اپنے لڑکوں کو بہت چاہتے ہيں، وہ اس عزت کے صلے ميں جو انہيں لڑکے کے الن ہونيسے حاصل ہوتي ہے، اسکي جيب ميں کبھي کبھي چند " پفين اگ " ڈالديتے ہيں - پفين تانبے کا ايک جرمن سکہ ہے جو پيني کے برابر ہوتا ہے -

(مــدت خدمت)

۱۷ سے ۴۵ سال تک ہر کام کرنے کے قابل جرمن کيليے فوجي خدمت لازمي ہے - عام حالات ميں ۲۰ برس سے پہلے فوجي تعليم شروع نہيں ہوتي - اگر کوئي شخص الن فوج ميں داخل ہوتا ہے تو اسے ۳ سال تو رينکس (عام سپاہيوں) ميں اور دو سال سروس (خدمت) ميں رہنا پڑتا ہے -

اسکے بعد وہ " لينڈ ز ہير " ميں آتا ہے - يہاں وہ ۵ - سال تک رہتا ہے - اسکے بعد وہ ۸ سال تک " سکنڈ ڈويژن " ميں رہتا ہے اور وہاں سے " لينڈ اسٹرم " ميں آتا ہے - جب ۴۵ سال کي عمر ہوجاتي ہے تو پھر اسکي مدت خدمت ختم ہو جاتي ہے اور اپني مليٹري زندگي بسر کرنے کيليے آزاد ہوجاتا ہے -

ايجنٹوں کيلئے کميشن

ہفتہ وار الہـــلال کي ايجنسي ميں نہايت معقول ہے

درخواست ميں
جلدي کيجيے - دعوۃ حق کے اعلاے اور
ہـدايت اسـلامي
کي تبليغ سے بڑھکر آج کوئي مجاہدۂ ديني نہيں ہے -
اسپر نفع مالي مستزاد !

بلقـــان کا عقدۂ لا ينحـــل

انگلستان کے مصالح و ضروريات اور اقوام بلقانيہ کے حوصلے

بلقان ليگ کي دوبارہ احياء کي سعي

اثر: کاتب شہير ايچ - جي - ويلس

بلقان کي رياستيں کبھي بھي کوئي مستقل مسئلہ نہ تھيں، بلکہ ہميشہ سے انکي حيثيت ضمني و تبعي رہي ہے - يعني ايک اور مسئلہ ہے جسکي وہ ايک جزء رہي ہيں - يہي وجہ ہے کہ آج تک کوئي شخص اس مسئلہ کا ايسا کاغذي حل بھي پيش نہ کرسکا، جسے دوسرا شخص بھي قبول کرسکتا -

اصل يہ ہے کہ معاملات بلقان کو طے کرنے کي کوشش کرنا اور طے کرتے وقت اسٹريا ہنگري کي شاہنشاہي کو نظر انداز کرديتا بالکل ايسا ہے، جيسے کسي اسپتال کے چند مريضوں پر بحث کرنا مگر کسي کے سر، کسي کے شانے، کسي کے پير، اور کسي کے پيٹ کو نظر انداز کرديتا - کيا ايسي بحث لائق قبول ہوسکتي ہے ؟

بلقان اور آسٹريا ہنگري کے باہم ارتباط و وابستگي کي يہ حالت ہے کہ اہل سرويا کا بڑا حصہ اور اہل رومانيا کي ايک کثير تعداد آسٹريا ہنگري ميں رہتي ہے - آسٹريا بحر ايڈريا ٹک کي طرف سرويا کي ترقي کي راہ ميں ايک پتھر ہے - يہي پتھر ہے جسکي وجہ سے سرويا کو بلغاريا سے ناگوار جنگ کرنا پڑي -

مگر اب شايد ہر شے بدلگئي ہے - اب انگريزوں کو آسٹريا ہنگري کے احساسات کے متعلق کسي قسم کي تکليف گوارا کرنے کي ضرورت نہيں - اب ہماري مصلحتيں بلکہ شديد ضرورتيں بلقاني قوموں کے حوصلوں کے ساتھہ کوچ کررہي ہيں -

(سرويا اور بلغاريا)

ہميں پہلے ان چند لغو اور بے معني خيالات کو صاف کرلدنا چاہيے جنکو بہت سے اچھے آدمي بھي ان رياستوں ميں سے دو رياستوں کے متعلق يقين کرتے ہيں - آجکل کچھہ فيشن سا ہوگيا ہے کہ جب کبھي بلغاريا اور سرويا کے متعلق کچھہ لکھا يا کہا جاے تو اسطرح کہ گويا يہ دونوں قوميں مايوس کن طور پر بربريۃ، جرائم پيشگي، اور حب وطني ميں يورپين قوموں کي رفاقت کے نا قابل ہيں - سرويا کے متوفي بادشاہ اور ملکہ کے قتل سراجيوا کي خونريزياں ، بلغاريا کي سرويا پر سفا کياں ، مقدونيہ ميں عہد جنگ کي بے پاياں بربريت و ستم کاري، ان امور کو دوبارہ متحد ہونے والي " سرويائے عظمي " دوبارہ پيدا ہونے والي بلغاريا ، اور حسب سابق پھر قائم ہونے والي بلقان ليگ کے خلاف بہت زيادہ وزن پيدا کرديا جاتا ہے -

اب ان جرائم و مظالم سے گذر جانے کي کوئي صورت نہيں، تاہم اسوقت دنيا کے سامنے جو عظيم الشان تنقيحيں پيش ہيں، ان ميں ان واقعات کو انکي واجبي حد تک رہنا چاہيے اور اس سے آگے نہ بڑھنا چاہيے -

* * *

آسٹريا ميں اہل سرويا کي کل تعداد ۱۰ مليں ہے - اہل رومانيا کي تعداد بھي اسيقدر ہے - اہل بلغاريا غالباً ۷ مليں ہيں - زيش اور سلافي ۶ يا ۷ مليں ہيں - مگر ۱۰ مليں سے زايد نہيں ہيں - اسيطرح اہل روتھنيا بھي اسوقت ۴ مليں ہونگے -

يہ امر ہر انگريز کے ليے ظاہر ہے کہ جب تک يہ لوگ اجنبي

گولي اور شے) اس میں اور توپ کے گولوں میں یہ فرق ہے کہ توپ جب گولہ پھینکتي ہے تو وہ اوپر کي جانب جاتا ہے - اگر اسکي زہ طویل ہو تو ۲۵ سو فیٹ تک بلند ہوسکتا ہے اور پھر نشانہ پر لگنے کے لیے نیچے کي جانب اترتا ہے -

لیکن تارپیڈو کي حالت اس سے مختلف ہے - وہ تارپیڈو کي نلکي کے ذریعہ یا کسي اور طریقے سے پھینکا جاتا ہے - مگر توپ کے گولے کي طرح اوپر کی جانب نہیں جاتا بلکہ نکل کے تھوڑي دیر ٹھہر جاتا ہے اور اسکے بعد پاني کے اندر هي اندر چلا جاتا ہے - پاني کے عمق کی مقدار پھینکنے والے کي راے و تجویز پر موقوف ہے - وہ جسقدر عمیق پاني میں چاہے تارپیڈو کو لیجاسکتا ہے اور اپنا کام انجام دیسکتا ہے - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف پھینکنے والے کا ارادہ هي اس بارے میں کافي نہیں ہے ' بلکہ اسکے ساتھہ خود تارپیڈو کي ساخت میں بھي اسکي رفتار و عمق کي پوري استعداد ہوني چاہیے - اگر اسکي مشین اسطرح نہیں بنائي گئي ہے کہ وہ مختلف درجہ کے عمق میں تارپیڈو پھینک سکے تو تارپیڈو پھینکنے والے کا محض ارادہ کچھہ نہیں کرسکتا -

تارپیڈو اور گولے کا ایک اصولي فرق تو یہ تھا - دوسرا اساسي فرق یہ ہے کہ گولے کي سرعت رفتار کا دار و مدار ان آتشگیر مادوں کي قوت و ضعف پر ہے جو اسے توپ کے دہانے سے نکالتے ہیں - لیکن تارپیڈو اپني سرعت رفتار کے لیے اس قسم کے مادوں کا محتاج نہیں ہے : خود اسکے جسم کے اندر بھي پروپلنگ مشین ہوتي ہے - یہي مشین تارپیڈو کو باہر نکالتي ہے اور اسکي قوت و ضعف پر تارپیڈو کي سرعت و سست رفتاري موقوف ہے - تارپیڈو کی ابتدائی حرکت خواہ دبی ہوئی ہوا کے ذریعہ سے ہو (جیسا کہ تارپیڈو ٹیوب میں ہوتا ہے) یا بارود کے ذریعہ ہو ' دونوں حالتوں میں جب تارپیڈو نکلتا ہے تو پاني سے ٹکراتا ہے - اس تصادم سے ایک پرزہ ہٹ جاتا ہے جو پہلے ایک قسم کي روک کا کام کرتا تھا - اس روک کے ہٹ جانے سے انجن چلنے لگتا ہے اور بعض مخفي انتظامات کے ذریعہ (جو ایک بحري افسر کی ایجاد ہیں) ایک شدید حرارت پیدا ہو جاتی ہے - اسي حرارت کي وجہ سے دبي ہوئي ہوا کي مقررہ مقدار تارپیڈو کو بہت دور تک لیجاتی ہے -

(تارپیڈو ٹیوب)

اس مضمون میں آپ تین تصویریں دیکھتے ہیں - یہ ایلسرک تارپیڈو ٹیوب ہیں - " تارپیڈو ٹیوب " سے مراد وہ نلکي ہے جو تارپیڈو کے گولے کو دشمن کے جہاز پر اتارتي ہے -

تارپیڈو ٹیوب پہلے کہربائي طاقت سے چلتی تھي مگر اب پاني کے زور سے چلتي ہے - یہ آبي طاقت اسکے لیے یا تو جہاز مہیا کرتا ہے یا برقي اور دستي پمپ کے ذریعہ حاصل کي جاتی ہے - اس پمپ کے ذریعہ في مربع انچ ۱۵۰۰ پونڈ تک دباؤ پیدا کیا جا سکتا ہے - بالفاظ واضح تر پمپ کے ایک مربع انچ پاني کا دباؤ اس شے کے دباؤ کے برابر ہوتا ہے جسکا وزن ۱۵۰۰ پونڈ ہے !

تصویر نمبر [۳] : تارپیڈو کي مشین میں ہوا بھري جارهي ہے !

اس پمپ کے لیے بڑي طاقت ضروري نہیں ہے - چار آدمي اگر ہاتھہ سے چلائیں تو اتنا دباؤ پیدا ہوسکتا ہے جو اس مشین کے تمام کاموں کو کافي سرعت کے ساتھہ انجام دیگا (دیکھو تصویر نمبر ۳ - اسمیں تین آدمي ہوا بھر رہے ہیں)

پہلي تصویر میں مشین کے پہلو کي طرف ایک دروازہ سا نظر آرہا ہے - یہ دروازہ بھي پاني کي طاقت سے بند ہوتا ہے - یہاں ایک چونگا ہے جو پاني کي طاقت سے تار کي رسي پر حرکت کرتا ہے - رسي کے سرے چند چرخیوں پر سے گزرتے ہوے دروازے کے کنارے آکے مل جاتے ہیں -

ایک شکنجہ اس دروازہ کو روکے رہتا ہے ' اور وہ بھي پاني ہي کی طاقت سے حرکت کرنے والے چونگوں پر متحرک ہوتا ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ جب تک دروازہ اچھي طرح بند نہ ہوجائے اسوقت تک یہ شکنجہ نیچے نہ کرے - چند سوراخ اسطرح بنائے گئے ہیں کہ شکنجہ گرنے نہیں پاتا -

(یہ مشین کیونکر گولہ باري کرتي ہے ؟)

اس مشین میں پاني کي طاقت سے چلنے والا چونگا ہوتا ہے چونگے کے ساتھہ ایک ریک ہوتا ہے (ریک میکنکس کي اصطلاح میں ایک سیدھي یا خفیف سي ٹیڑھي سلاخ ہے جسکے ایک جانب دانت بنے ہوتے ہیں تاکہ دندانہ دار پہیوں کے اندر کام کرسکے) ریک ایک دندانہ دار پہیے کو گھماتا ہے اور وہ ایک دوسرے دندانے دار پہیے کے ذریعہ ایک زنجیر سے وابستہ ہے - زنجیر ایک شیفٹ کو کھینچتي ہے - شیفٹ سلاخ کا ایک ٹکڑا ہے جسکے ایک سرے پر دندانہ دار پہیا جڑا ہوتا ہے - یہ آخري پہیا ایک دوسرے ریک سے ملا دیا گیا ہے - یہي ریک اندر کي نلکي کي چوٹي پر بھي نصب ہے - جب ریک گھومتا ہے تو اسکی گردش سے یہ نلکي اندر یا باہر آجا سکتي ہے -

جس شیفٹ کا ابھي ذکر کیا گیا ہے ' وہ ایک دوسري زنجیر سے وابستہ ہوتا ہے - اس زنجیر کو دو پنجے کھینچتے ہیں - ایک پنجہ اندر کي طرف ' دوسرا باہر کي جانب -

یہاں ایک کماني ہوتي ہے جو اس پنجہ کو مشغول رکھتي ہے جو نلکی کے اندر کسي شے کے دوڑنے کے لیے ضروري ہے -

تارپیڈو نلکی میں ایک " رزرو واٹر " یعني حوض ہوتا ہے جس میں ہوا بھري رہتی ہے - اس ہوائي حوض میں جب دباؤ في مربع ۱ ' انچ ۳۰ پونڈ تک پہنچ جاتا ہے ' تو ایک سلنڈر میں (جس کو اردو میں چونگا یا نل کہنا چاہیے) ایک آلہ متحرک ہوجاتا ہے جسے پسٹن کہتے ہیں - پسٹن ایک چھوٹے سے پرزے کا نام ہے جسکي شکل چونگے کي سي ہوتي ہے - وہ نلکي کے سرے میں آکے اس طرح ٹھہر جاتا ہے کہ اگر چاہیں تو باري باري سے آگے اور پیچھے اسے حرکت دیں - اردو میں کسي قدر توسع و تجوز کے ساتھہ اس کا ترجمہ ڈاٹ یا کاگ بھي ہو سکتا ہے -

یہاں ایک اور آلے کی صورت بھي ذہن نشین کرلیني چاہیے جسے " ویلو " کہتے ہیں - ویلو سے مقصود ایک قابل حرکت پردہ ہے جو

مذاکرۂ علمیہ

تارپیڈو

تصویر (۱)

غالباً جدید بحریات میں سب سے زیادہ خطرناک اختراع "تارپیڈو" ہے - اسکے بے پناہ خطرے کا اندازہ اس اعلان سے ہوسکتا ہے جو انگلستان کے امیر البحر سر پرسي اسکاٹ نے اعلان جنگ سے کسیقدر قبل کیا تھا :

" ان زیر آب کشتیوں نے جنگي جہازوں کو ایک متروک الاستعمال شے بنا دیا ہے - ان پانی کے اندر چلنے والی کشتیوں نے جو حملہ کے ایک تنہا ہتھیار کي حیثیت سے تارپیڈو کو اپنے ہمراہ رکھتي ہیں، بھاري بھاري توپوں سے مسلح جہازوں کو چشم زدن میں مغلوب کرلیا ہے "

(تارپیڈو کي اختراع)

تارپیڈو کی ایجاد سنہ ۱۸۶۶ع میں ہوئي ہے - اسکا مخترع " لپز" نامی ایک آسٹرین صناع ہے - لپز آسٹرین بیڑے میں کپتان تھا - اسوقت اس ایجاد کي کائنات صرف ایک کشتي تھي جسمیں آتشگیر مادے بھرے ہوے تھے - اس کشتي میں ایک اسٹیم انجن یا کلاک ورک مشینري ہوتي تھی جو اسے چلاتي تھي - اسکي رہنمائي چند تاروں کے ذریعہ ہوتي تھي جو ساحل کے اسٹیشن یا کسي بڑے جہاز تک آتے تھے اور اسي ساحل یا جہاز کي چھت پر سے اسکي رہنمائي کي جاتی تھی -

یہ تارپیڈو اپنی ہیئت و شکل اور طریق عمل میں بالکل مسٹر برینین کے تارپیڈو کے مشابہ تھا - ان دونوں تارپیڈوں میں بجز اسکے اور کچھہ فرق نہ تھا کہ اول الذکر سطح آب کے اوپر کام کرتا تھا اور دوسرا پانی کے اندر -

انسان کی تمام ایجادوں کی طرح تارپیڈو بھی اپنے ابتدائي عہد اختراع میں غیر مکمل اور محتاج اصلاح تھا - مگر خوش قسمتي سے اسکو ایک خریدار ملگیا جس نے اسکی تکمیل اپنے ذمہ لے لي -

یہ خریدار مسٹر رابرٹ وہائٹ ہیڈ تھا -

وہائٹ فیوم کے ایک کارخانہ کا ڈائریکٹر تھا - اسنے اس نامکمل ایجاد کو لپز سے خرید لیا، اور اسکي اصلاح و تکمیل پر خاص طور سے توجہ کي -

وہائٹ اس موضوع پر دو سال تک غور و خوض کرتا رہا - بالآخر سنہ ۱۸۶۸ع میں ابتدائی مشکلات مغلوب ہوے، اور ایجاد اس حد تک مکمل ہوگئي کہ اسکا اعلان کیا جاسکے -

انگلستان نے وہائٹ کو "ٹیرینس" میں مدعو کیا تا کہ اسکي ترقی یافتہ تارپیڈو کا تجربہ کیا جاے، اور اگر اس امتحان میں وہ کامیاب ہو تو انگریزي بیڑے میں بھي یہ اختراع روشناس کي جاے -

وہائٹ ہیڈ نے اس دعوت کو منظور کیا اور دو تارپیڈو کشتیاں ساتھہ لیکر انگلستان پہنچا - ان میں سے ایک کا قطر ۱۶ - انچ اور دوسرے کا ۱۴ - انچ تھا - ۱۶ - انچ قطر والي تارپیڈو کي زد ۳ ہزار فیٹ، اور ۱۴ - انچ والي کي ۲ ہزار فیٹ تھي، اور دونوں کي شرح رفتار زاید سے زاید ۷ بحري میل - (بحري میل کو انگریزي میں " ناٹ " کہتے ہیں جو ۶۰۸۰ فیٹ کا ہوتا ہے)

اس امتحان میں ترقي یافتہ تارپیڈو کشتیاں پوري طرح کامیاب ثابت ہوئیں - اسلیے امیر البحر نے ۱۵ ہزار پونڈ میں اس اختراع کے تمام حقوق خرید لیے اور یہ شرط لگالي کہ ایک خاص جماعت کو اسکے بنانیکي تعلیم بھي دینا پڑیگي، اور آیندہ جسقدر اضافے یا اصلاحیں ہونگی انسے فائدہ اٹھانیکا حق بھي صرف انگریزي بیڑے ہي کو حاصل ہوگا -

(تارپیڈو کیا ہے ؟)

تارپیڈو کے متعلق عام طور پر لوگوں کو غلط فہمیاں ہیں، اور نہ صرف ہندوستان وغیرہ میں بلکہ خود انگلستان میں بھي علم لوگ بہت کم صحیح راے رکھتے ہیں -

مشہور اخبار " گلوب " کا ایک مضمون نگار لکھتا ہے :

" تارپیڈو کیا ہے ؟ اسکے متعلق اسوقت تک اچھے خاصے پڑھے لکھے اور ذہین لوگوں میں بھي غلط فہمي پھیلي ہوئي ہے - لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ تارپیڈو میں جہاز کا عملہ بھی ہوتا ہے اور وہ کوئی خاص طرح کي آبدوز کشتي ہے - حالانکہ اسکي کچھہ بھي اصلیت نہیں - تارپیڈو دراصل ایک پرو جیکٹائل ہے - (پرو جیکٹائل کا اطلاق ہر اس شے پر ہوتا ہے جو آگے کي طرف پھینکي جاے - خواہ وہ پتھر کا ٹکڑا ہو یا لوہے کي گولي، یا

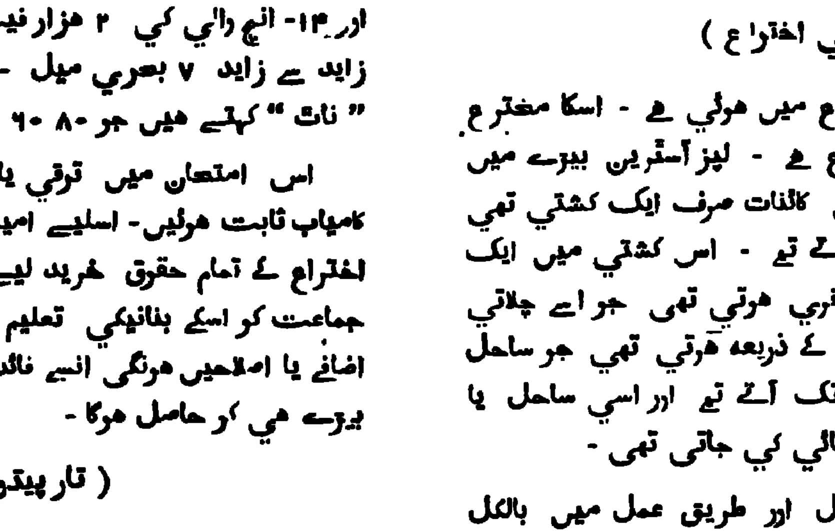

تصویر (۲)

بصائر و حکم

فاتحـــین کا داخلـــه

مفتوحه ممالک میں

تاریخ اسلام کا ایک صفحه

به تقریب فتح بلجیم و ورود فاتحین لوین و بر و ساز

ان الملوک اذا دخلوا قریة ، جعلوا اعزة اهلها اذلة و کذالک یفعلون

فوجوں کا سیلاب جب میدان جنگ کی طرف بڑھتا ہے تو اوسکے اندر سے ، غیظ و غضب ، جوش و غرور ، اور بغض و انتقام کي لہریں اوٹھتي هیں - قدیم جنگي داستانوں بلکه ملکي تاریخوں میں جنگ کے جن نمایاں واقعات کے گم شدگي کي عام شکایت کي جاتی ہے ، اونکو زیاده تر انهي طوفان خیز موجوں نے اپني آغوش میں چھپا لیا ہے - سمندر میں جب طوفان خیز نہروں کا تلاطم برپا هوتا ہے تو اوسکے درد انگیز نتائج کا حال ان لوگوں کو معلوم نہیں هوسکتا جو شام کے رقت ساحل کے کنارے اسلیے جمع هوجاتے هیں که سطح سمندر کے هر جدید تغیر سے ایک نیا لطف اوٹھالیں - اونکی حقیقت سے صرف وهی خانه ویران واقف هوسکتے هیں جنکے گھر کی دیواروں سے یه سیلاب ٹکرا کرگذر گیا ہے ۔

یوناني فوجوں کے جنون خیز جوش اقدام ، وحشت انگیز هجوم ، اور سودا زده تگ و دو کي داستان سکندر نامه کے اوراق کي سطح پر اگرچه ذوق نظر کے لیے ایک مقناطیس کشش رکھتي ہے ، لیکن اوسکا افسانۂ عبرت صرف ایران کے کھنڈر هي سنا سکتے هیں - نظامي نے صرف یه افسانه سنا تھا ، اور انهوں نے اسکو دیکھا بھي ہے !

دنیا میں اب بھي معرکه کار زار گرم هوتے هیں ، فوجیں جوش و غرور میں بادل کی طرح امنڈ آتي هیں - بجلی کي طرح کڑکتی هیں ، سیلاب کي طرح آگے بڑھتي هیں - بیسویں صدي کے مناظر جنگ میں اگرچه قدیم زمانے کے خوفناک چهرے ، رو‌ئیں تن انسانوں کے هاتھه پانوں ، اور هفت خوان سیاحت کے عجیب و غریب مراحل نظر نہیں آتے ، تاهم "مہذب" انسانوں کا یه سیلاب بھي جب کسي شہر پناه سے ٹکراتا ہے ، تو ایران و بابل کے بوسیده کھنڈر دوباره همارے سامنے آجاتے هیں ، اور خانۂ بدوش انسانوں سے کہیں زیاده تمدن مظلوم چیخ اٹھتا ہے -

(۲)

لیکن دنیا کي هر ابتداء اور انتها کے درمیان ایک کڑي اور بھي هوتی ہے جسکا تناسب صرف ان دونوں سلسلوں کے بیچ میں رکھنے هي سے نمایاں هو سکتا ہے - گذشته قوموں کے جنگی کارناموں کی داستانیں ، بیت المقدس ، بابل ، اور ایران کي چار دیواریاں سنا چکیں ، جدید دور کے فنون حربیه و مناقب عسکریه کا نظاره لیژ و نامور کے قلعوں کی برجیوں پر سے کیا جاسکتا ہے ، لیکن تاریخ کي زبان کسی زمانے میں بند نہیں رهی ہے - دور قدیم و دور جدید کے وسط میں ایک زمانه اور بھي گذرا ہے جس میں ایک گمنام قوم صحراے عرب سے اٹھي ، سیلاب کي طرح بڑھي ، اور موج کي طرح تمام کرۂ ارضي پر پھیل گئي - دنیا نے اس سیلاب کي رو میں بھي ظلم و درندگي کي انهي لہروں کو دیکھنا چاها جو همیشه فوجوں کے طوفانوں میں اوٹھتي رهي هیں ، لیکن ذوق نظاره نا کامیاب هوکر گوشه چشم میں چھپ گیا - دنیا نے دیکھا که وه مختلف مادي طاقتوں سے ٹکرائي ، بڑے بڑے قلعوں سے ٹکرلڑي ، عظیم الشان پہاڑوں کو ٹھوکر لگایا ، اور بالاخر تمام کرۂ ارضي کو اوچھالکر رکھدیا ، تاهم نه تو کسي جھونپڑی کو اوجاڑا ، نه کسي گھر میں آگ لگائي ، نه کسي عظیم الشان محل کو برباد کیا ، نه تمدن کي یادگاریں مٹائیں ، اور نه تہذیب کے آثار قدیمه منہدم کیے - وه فاتحانه جوش میں سیلاب کي طرح بڑھي لیکن جب ممالک مفتوحه میں داخل هوئي تو گرداب کي طرح سمٹ گئي !!

(۳)

دنیا نے اس عجیب و غریب متضاد منظر کو دیکھا اور دم بخود هوکر رهگئي - صرف ایک ابن خلدون کي زبان میں حرکت نطق باقي رهگئي ہے - وه اسکے فلسفیانه عقل و اسباب پوچھنا چاهتي ہے لیکن روحانیت کے دریا میں عقل و فلسفه دونوں غوطه کھا جاتے هیں - یہاں یه سوال بالکل بیکار ہے - تاهم اگر هم بانيِ فلسفۂ تاریخ کي خواهش پوري کرسکتے هیں تو همکو اوسکے پورا کرنے میں دریغ نه کرنا چاهیے -

دنیا میں جب کوئي فوج فاتحانه جوش میں میدان جنگ کا رخ کرتي ہے ، تو اسکے دل کو مختلف طریقوں سے گرمایا جاتا ہے - طبل و قرنا کي هنگامه خیز صدائیں اوسکا خیر مقدم کرتي هیں - سپه سالاروںکي فصاحت اور رجز خوانوں کي آتش بیاني آسے گرمجوشی کے ساتھه رخصت کرتي ہے ، علم و پرچم لہرا لہرا کر انساني آتش غضب کو بھڑکاتے هیں ، وطن پرستي کي مقدس قسمیں دیجاتي هیں ، قوم پرستي کا حلف اوٹھوایا جاتا ہے ، اور قدیم کارنامه هاے شجاعت ایک ایک کرکے یاد دلاے جاتے هیں -

انهي چیزوں کا پیدا کیا هوا جوش میدان جنگ میں سنگدلی ، بیرحمي ، قساوت اور وحشت و درندگي کي شکل اختیار کرلیتا ہے ، اور جب کسي شہر ٹکراتا ہے تو اوسکو چوڑ چوڑ کر دیتا ہے -

لیکن اسلامی فوجوں کي حالت تمام دنیا کے فوجي نظام سے بالکل مختلف تھي - نه تو دهل و طبل نے اوسکا دل بڑھایا ، نه اوسکے سامنے آتش بیانیوں کي آگ بھڑکائي گئي ، نه سرخ و سبز جھنڈوں کے سایے کے نیچے اوسکي نمایش کیگئي ، نه اوسکے سامنے وطن پرستي کے ترانے گاے گئے ، نه اوسکے دلوں میں قومیت کي یاد تازه کرائي گئي ، اور نه عرب کی قدیم شجاعت کے داستانوں سے اوسکے خون کو گرمایا گیا - وه خدا کي راه میں ، حق و صداقت کے عشق میں ، خدا کا نام لیکر اوٹھي ، اور قوموں اور فوجوں کے بے شمار نسلي و ملکي مقصدوں کي جگهه صرف ایک مقصد روحاني اپنے سامنے رکھا :

لیکون کلمة الله علیا - تاکه الله کا کلمه حق سربلند هو - .

وه صرف ایک اخلاقي دستور العمل لیکر میدان جنگ کی طرف بڑھي :

اغـزوا باسم اللـه في سبیل الله - اغزوا ولا تغلـوا ولا تغـدروا ولا تمثلـوا ولا تقتلوا ولیدا - (صحیح مسلم)	خدا کي راه میں خدا هي کا نام لیکر لڑنا ، خیانت نه کرنا ، بد عهدي نه کرنا ، دشمن کے هاتھه پانوں ناک کان نه کاٹنا ، بچوں کو قتل نه کرنا -
یسروا ولا تعسروا وسکنوا ولا تنفروا (صحیح مسلم	آسانی پیدا کرنا ، دشواري نه پیدا کرنا لوگوں کو اطمینان دلانا ، مفتوحوں کو وحشت زده اور غیر مطمئن نه کردینا -
استـودع اللـه دینکـم وامـا نتکـم وخـواتیـم اعـما لکـم (ابو داود کتاب الجهاد) .	میں تمهارے دین کو ، تمهاري امانت کو ، تمهارے نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کر کے تمهیں میدان جنگ میں جانے کیلیے رخصت کرتا هوں -

نلکي کے اوپر هوتا ہے' اور اس طرح جڑا هوتا ہے کہ ایک طرف کهلتا ہے اور دوسري جانب بند هو تا ہے - پسٹن کے متحرک هونے سے نلکي کا ویلو کهل جاتا ہے - اُس کے کهلنے کے بعد هوا کا دباؤ سلنڈر پر پڑتا ہے جو اندر اور باهر آتا جاتا رهتا ہے' ساتهه هي پنجه کهلجاتا ہے - اور ان تمام ترتیبات کے بعد هوا کا دباؤ پسٹن کے آگے کي طرف نکلکے اس طرح ٹهر جاتا ہے کہ نلکي اندر آ جا سکتی ہے -

تارپیڈو ٹیوب کے سر هونے کے بعد هوائي حوض میں هوا کا دباو کم هونا شروع هوتا ہے' اور جب ۲۵ پونڈ فی مربع انچ سے بهي کم رهجا تا ہے تو اس وقت ایک کماني کے ذریعه پسٹن اپنے سلنڈر میں پهر واپس چلا آتا ہے - پسٹن کے اندر واپس آجانے سے اندر کي طرف کا پنجه پهر مشغول هوجاتا ہے اور هوائي دباو سلنڈر پر پڑنے لگتا ہے - اسکي وجه سے نلکي خود بخود اندر چلي آتي ہے -

اس مشین میں دو دستي بیلن بهي هوتے هیں - انکا کام یه ہے کہ وہ بوجهه کو سنبهالے رهتے هیں - بیلن ایک پن کے ذریعه باهم وابسته هوتے هیں - جب پن هٹا دي جاتي ہے تو پسٹن اور دونوں پنجے حسب دستور کام کرنے لگتے هیں اور نلکي اندر اور باهر آنے جانے لگتي ہے' بشرطیکه آتشبار حوض خالي نه هوگیا هو -

لیک اگر کسي وجه سے اپنی جگه سے هٹ جاے تو یه بیلن اسکو ٹهیک بهي کر دیتے هیں -

تارپیڈو ٹیوب کے متعلق حال میں "کوانگو" نامي جهاز کے تجارب نهایت کامیاب ثابت هوے هیں - اسمیں ۲۰، ۱ انچ کي ایلسوک تارپیڈو ٹیوب نصب کي گئي تهیں - اس جهاز کي رفتار اثناء تجربه میں زائد سے زائد ساڑهے ۲۵ ناٹ تهی -

جاپاني جهاز "هیبي" زیر تعمیر ہے - اسمیں اسطرح کي ۸ مشینیں هونگی - ترکي کے جو دو جهاز انگلستان میں بنے تهے' ان میں بهی یه مشینیں نصب کي گئي تهیں' مگر افسوس که اب انکا تجربه انگلستان کریگا - کیونکه اس نے جهازوں پر قبضه کرلیا ہے اور جنگ چهڑ جانے کی وجه سے ترکي انسے محروم رهگئي ہے -

(جدید تارپیڈو)

جدید تارپیڈو کي شکل ایسی هوتی ہے جیسے دونوں جانب سے گاو دم سگار کی هوتی ہے - (دیکهو تصویر ۳) البته اسکے سرے پر ایک ابهرا هوا حصه هوتا ہے جسکو انگریزي میں نوز (ناک) کهتے هیں - اس نوز میں چند پرزوں کا سلسله هوتا ہے جنکا نام دهسکر (گل مچهے) ہے -

ان دهسکروں کي یه خاصیت ہے که انکي ایک هلکی سي ٹکر بهی تارپیڈو کے مشتعل هونے کیلیے کافی هوتی ہے -

تارپیڈو کی نلکی میں اس مقام پر ایک پنکها بهی هوتا ہے - جب تارپیڈو نلکي سے روانه هونے لگتا ہے تو یه پنکها از خود کهل کے متحرک هو جاتا ہے - پنکهے کا مقصد یه ہے کہ جب تک تارپیڈو اس جهاز یا کشتي سے کسي قدر فاصلے پر نه پهنچ جاے جس سے وہ پهینکا جاتا ہے' اسوقت تک زیادہ حرارت نه پیدا هونے پاے - کیونکه اگر جلد گرمی پیدا هو جاے تو یه خطره ہے که شدت حرارت سے راستے هي میں پهٹ جائیگا' اور بوجه قرب کے خود اپنے هي جهاز کو زخمی کردیگا -

تارپیڈو کے ابتدائی حصے میں ۳ سو پونڈ "گن کاٹن" (ایک بهت هی سخت آتشگیر ماده) هوتا ہے - "گن کاٹن" میں ایک پرزه کے ذریعه آگ پیدا هوتی ہے جسکو "ڈیٹونیٹر" کهتے هیں - یه ڈیٹونیٹر دهسکروں کے ذریعه چلتا ہے -

تارپیڈو کے دوسرے حصه میں دبي هوئي هوا هوتي ہے' لیکن جدید ترین تارپیڈو میں ایک اور کمره بهي هوتا ہے جس میں حرارت انگیز آلات ترتیب دیے گئے هیں - ان آلات کي وجه سے جو حرارت پیدا هوتي ہے اس سے دبي هوئي هوا کي قدر و قیمت اور تاثیر بهت زیاده هوگئي ہے - هوا سے بهرے هوے حصے کے بعد وہ حصه هوتا ہے جسمیں انجن لگایا جاتا ہے - اس کے بعد وہ حصه آتا ہے جسکو "بواے اینسي چیمبر" کهتے هیں - یه حصه کم و بیش خالي هوتا ہے' اور صرف اسلیے رکها گیا ہے که تارپیڈو بقدر ضرورت تیرتي رهے - کیونکه ایک مجوف جسم جب کسي دوسرے جسم سے ملیگا تو اس دوسرے جسم کو ڈوبنے نهیں دیگا اور سنبهالے رکهیگا -

تارپیڈو کے آخري حصه میں جسکو ٹریل (دم) کهتے هیں "پروپلر" یعني آگے بڑهانے والا آله اور "رڈر" هوتا ہے - (رڈر وہ آله ہے جس سے کشتي کا رخ بدلا جاتا ہے' اسکو اردو میں پتوار اور عربي میں سکان کهتے هیں)

هر تارپیڈو میں ایک "کالي روس کوپ" بهي هوتا ہے - کالي روس کوپ ایک آله ہے جس سے گردش کي مختلف خصوصیات معلوم هوتي رهتی هیں - تارپیڈو کیلیے یه بهت ضروري ہے - اسي سے معلوم هوتا ہے که کشتي ٹهیک راستے پر جا رهي ہے یا نهیں ؟

زد کا طول ۱۰ - هزار گز سے بڑهاکے ۱۲ هزار گز کردیا گیا ہے - یه تمام مسافت تقریباً ۳۰ میل بحري کي شرح رفتار کے حساب سے طے کرنا چاهیے - ظاهر ہے که جب ۱۲ هزار گز کا طول ۳۰ بحري میل شرح رفتار کے حساب سے قطع کرنا هو تو اسوقت قادر اندازي کا سوال کسقدر اهم اور کس درجه نازک اور مشکل ہے ؟

(تارپیڈو کے مقابله میں حفاظت)

انسان کي جنگي ایجادات کا عجیب عالم ہے ! جب کبهي وہ کوئي تباه کن شے ایجاد کرتا ہے تو ایک ایسي ایجاد کي فکر میں سرگرداں رهتا ہے جو اس برباد کن آله کے مقابله میں سپر کا کام دے - علی هذا: جب کبهي وہ کوئي محافظ شے ایجاد کرتا ہے تو اسکو یه خیال دامنگیر هوتا ہے که کوئي ایسي شے ایجاد کیجیے جو اس محافظ آله کو بیکار کردے -

انسان نے دشمن کے حملے سے محفوظ رهنے کیلیے آهن پوش جهاز تیار کیے' مگر کیا ان آهن پوش جهازوں میں بهي وہ محفوظ رهسکا ؟ جهاں تک توپوں کي آتشباري کا تعلق ہے عام طور پر انگریزي ماهرین بحریات کي راے ہے که درع یا وہ غلاف آهني جسمیں جهاز ملفوف هوتا ہے' توپوں کي آتشبازي کے مقابله میں بالکل بیکار ہے -

لیکن جب توپوں کے بدلے تارپیڈو کا نام آتا ہے تو یه مسئله اور بهي نازک هو جاتا ہے -

اسی بناء پر بعض مستقبل اندیش اشخاص کي راے ہے که بحري مدافعت کی اسکیم میں سے جنگي جهاز کو نکالدینا چاهیے -

بهر نوع تارپیڈو کے حملے سے بچنے کیلیے ایک قسم کا جال بهي ایجاد کیا گیا ہے جو "تارپیڈو نیٹ" کهلاتا ہے - یه جال جهاز سے کسیقدر فاصلے پر رهتے هیں اور اسے تارپیڈو کے حملے سے بچاے رهتے هیں -

(۵)

لیکن اس زجر و توبیخ کےساتھه ایک دوسري طاقت بهي تهي جو مجاهدین اسلام کو جادۂ اعتدال و صراط مستقیم سے آگے بڑهنے نہیں دیتي تهي - اسلام جابرانه قوانین اور اقتدارانه احکام کا مجموعه نہیں ہے - اوسکا نظام تعلیم تمامتر اخلاقي روح سے لبریز ہے جن احکام کو هم اسلام کا ساده قانون کہتے هیں' وه بهي اخلاقي رنگ کي آمیزش سے خالی نہیں - اسلیے آنحضرت مجاهدین اسلام کو صرف اخلاقي طاقت هي سے ان احکام کا پابند کرنا چاهتے تهے' چنانچه سفر جہاد میں جب کبهی اخلاقي نصائح کا جزئي سے جزئي موقع بهي پیش آجاتا تها' تو آپ اوسکے ذریعه مجاهدین کو رفق و ملاطفت' اور نرمي و رحم دلي کي تعلیم دیتے تهے - ایک سفر جہاد میں صحابه کسي چڑیا کے دو بچے پکڑ لاے - چڑیا نے دیکها تو فرط محبت میں بے اختیارانه بچوں کے سر پر منڈلانے لگي - آنحضرت کي نگاه پڑگئي تو فرمایا: "اس چڑیا کا دل کسنے دکهایا ہے؟ اوسکے بچوں کو چهوڑ دو" پهر دوسري طرف نظر اوٹهالي تو دیکها که میدان میں چیونٹیوں کے گهر میں کسي نے آگ لگادي ہے؛ آپنے پوچها که ان چیونٹیوں کے گهر کو کسنے جلایا ہے؟ صحابه نے کہا: کسي خاص آدمي نے ایسا نہیں کیا' هم سب نے اوسکو برباد کردیا ہے - فرمایا که "آگ کا عذاب صرف خدا هي دیسکتا ہے" (۱)

آنحضرت (صلعم) کا ذاتی طرز عمل اس سے بهي زیاده موثر تها - یہودیوں نے آپکو زهر دیا لیکن آپنے انتقام نہیں لیا - ایک کافر نے حالت خواب میں آپ پر حمله کرنا چاها - آپ بیدار هوگئے اور اوسکا حمله ناکام رها' تاهم اوسکو کوئي سزا نہیں دي - (۲) یہاں تک که اگر حالت اضطرار میں بهي آپکي زبان سے کوئي انتقامانه فقره نکل گیا تو خدانے آپکو اوسپر تنبیه کي - غزوۂ احد میں جب آپکے چہرۂ مبارک پر پتهر لگا اور دندان مبارک شهید هوے تو آپنے فرمایا:

کیف یفلح قوم شجوا نبیهم ؟
وه قوم کیونکر نجات پاسکتي ہے جسنے اپنے پیغمبر هي کو زخمي کردیا ؟

اسپر یه آیت نازل هوئي:

لیس لک من الامر شی او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون (۳)
تمهیں اس قسم کي بددعا کرنیکا اختیار نہیں ہے' یه کام صرف خدا کا ہے' وه چاهیگا تو اونکي توبه قبول کریگا ورنه اونکو عذاب دیگا - کیونکه وه ظالم هیں -

(۶)

اس احتساب و مراقبه کی بنا پر جن غزوات میں آنحضرت (صلعم) شریک هوے تهے' اون میں مجاهدین اسلام جادۂ اخلاق و انسانیت سے سر مو بهي تجاوز نہیں کرسکتے تهے' لیکن جن غزوات میں فوج کا سررشتۂ نظام صرف امیر العسکر کے هاتهه میں هوتا تها' وه بهي آپکی اخلاقي نگراني سے خالي نہیں هوتے تهے - آپنے قبیله خثعم کیطرف فوج کا ایک دسته روانه کیا - معرکه کارزار گرم هوا تو چند آدمی جان بچانیکےلیے یا اسلیے که وه حقیقتاً مسلمان تهے' سجدے میں گرپڑے - تمام فوجیں اونهي لوگوں کیطرف جهک پڑیں' اور ان جهکے هوے سروں کو نهایت آساني کیساتهه ته تیغ کردیا - آنحضرت کو معلوم هوا تو آپ نے نصف دیت دلا دي (۴). ایک بار آپنے قبائل حرقات کي طرف ایک سریه بهیجا - فوج نے حمله کرکے ایک آدمي کو گهیر لیا - وه کلمه توحید پڑهنے لگا لیکن مجاهدین کي تلوار نے اوسکا فیصله کردیا - آپ کو خبر هوئي تو فرمایا: "قیامت میں اس خون کا ذمه دار کون هوگا؟" اسامه ابن زید نے کہا: "وه حقیقتاً مسلمان نہیں هوا تها' جان بچانے کے لیے کلمه پڑه دیا تها" آپنے برهم هوکر فرمایا: "کیا تمنے اوسکا دل پهاڑ کر دیکهه لیا تها؟" (۱)

(۷)

امراء فوج بهي بالکل انهي اصول اخلاق کے پابند تهے' اسلیے وه فوج کے معمولی وحشیانه افعال کو بهي گوارا نہیں کرسکتے تهے - فوج کا ایک دسته عبدالرحمن بن سمره کي امارت میں مصروف جہاد تها - مال غنیمت میں ایک هاتهي آیا تو هر شخص نے اپنے قبضه میں کرنا چاها - اونهوں نے یه حال دیکها تو ایک عام تقریر کي اور فرمایا: "آنحضرت نے اس قسم کي غارت گري سے منع فرمادیا ہے" چنانچه سب نے مال غنیمت کو جمع کرکے مشترکه طور پر تقسیم کیا - (۲)

صحابه میں بعض بزرگ ایسے موجود تهے جو خود امراء کي اخلاقي غلطیوں پر نکته چیني کرتے تهے' اور اسلام کے هیئۃ اجتماعیه کا اصل اصول یهي امر بالمعروف ہے - عبد الرحمن بن خالد بن الولید نے چار کافروں کو هاتهه پاوں باندهه کر قتل کروا دیا' حضرت ابو ایوب انصاري کو خبر هوئي تو اونهوں نے کہا: "آنحضرت نے اس قسم کے وحشیانه قتل سے منع فرمایا ہے". چنانچه عبد الرحمن بن خالد نے اسکے بدلے چار غلام آزاد کیے (۳)

(۸)

اس اخلاقي احتساب و مراقبه نے مسلمانوں کو جس قدر خوش اخلاق' متدین' اور فیاض طبع بنا دیا' اوسکي تصدیق متعدد واقعات سے هوتي ہے -

حضرۃ مقداد ایک بار قضاے حاجت کیلیے گئے تو دیکها که ایک چوها اپنے بل سے اشرفیاں نکال نکال کے باهر رکهتا ہے - اسطرح رفته رفته اوسنے ۱۸ دینار نکالے - حضرۃ مقداد اونهیں اوٹها لاے اور آنحضرت کے قدموں پر ڈالدیا - آنحضرت نے یه کہکر که "خدا تمهارے اس مال میں برکت دے" وه اشرفیاں اونکے حوالے کردیں - (۴)

ایک مرتبه حضرت سوید بن عقله' حضرت زید بن صوحان' اور حضرت سلیمان بن ربیعه ایک ساتهه جہاد کي غرض سے روانه هوے - راسته میں ایک کوڑا پڑا هوا پایا - سوید نے اوٹها لیا - دونوں ساتهیوں نے ٹوکا لیکن اونهوں نے کہا: "میں اوسکے مالک تک پهونچانے کي کوشش کرونگا' ناکامیابي هوگي تو اوس سے خود فائده اوٹهاؤنگا" جہاد سے پلٹ کر اونهوں نے حج کا سفر کیا - حج سے فارغ هوکر مدینه آے اور حضرت ابي ابن کعب سے کوڑے کا واقعه بیان کیا - اونهوں نے کہا:

"میں نے آنحضرت کے زمانے میں ایک بار سو دینار پاے تهے - آنحضرت کي خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا که اوسکے مالک کو تلاش کرو' میں نے تین چار سال تک ڈهونڈها مگر اوسکا پته نه چلا' پهر میں نے آپ سے اوسکے متعلق دریافت کیا تو آپنے کہا که تهیلی سمیت گن کر رکهدو' وه آے تو دیدینا ورنه تمهارے کام آئیگا" (۵)

(البقیة یتلي)

---

۱ ابوداود جلد ۲ ص ۷ کتاب الجهاد

۲ بخاري جزو ۵ ص ۱۱۵ کتاب الجهاد

۳ بخاري غزوۂ ص ۹۹

۴ ابوداود جلد ۱ ص ۳۵۴ کتاب الجهاد

۱ ابو داود جلد ۱ ص ۳۵۴ کتاب الجهاد -

۲ ابو داود جلد ۳ ص ۱۳ کتاب الجهاد -

۳ ابو داود جلد ۳ ص ۱۰ کتاب الجهاد -

۴ ابوداود جلد ۲ ص ۳ -

۵ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۹ کتاب اللقطه

۴۳۳

انطلقوا باسم الله وعلى ملة رسول الله ! لا تقتلوا شيخا فانيـا ولا طفلا ولا صغيرا ولا امرأة ولا تغلوا وضموا غنائمكم واصلحوا واحسنوا ! ان الله يحب المحسنين .. (ابو داود كتاب الجهـاد)

خدا کا نام لیکر اور رسول الله کے مذهب کے پابند هوکر میدان جنگ میں جاو - بڈھوں کـو ' بچوں اور لـڑکوں کو ' اور عـورتوں کو هرگز قتل نه کرنا - خیانت نه کرنا ; مال غنیمت کو متفقه طور پر جمع کرنا ' اصلاح اور احسان کرنا ' خدا احسان کرنے والوں هي کو دوست رکهتا هے -

(۴)

یه احکام اگر چه خود اپنے اندر روحاني طاقت رکهتے تهے ' لیکن امیرالعسکر کے احکام کی پابندي اس طاقت میں اور بهی اضافه کردیتي تهی - اسلیے اوس کي اطاعت کے متعلق آنحضرت صلي الله علیه و سلم نے خاص طور پر حکم دیا - اس اطاعت کا مقصد جاه و اقتدار کا قایم رکهنا نه تها ' بلکه محض اوس شر و فساد کا مٹانا جو فوجوں کے ذریعه عموماً خدا کي زمین میں پهیلتا رها هے :

و من غزا فخرا و ریاء وسمعة وعصى الامام وافسـد في الارض فانه لم يرجع بالكفاف (ابو داود كتـاب الجهاد)

جو شخص فخر پرستي اور نام و نمود کیلیے لڑا اور امام کي نا فرماني کي ' اور خدا کي زمین میں فساد پهیلایا ' تو اوسکو سمجهنا چاهیے که وه جهاد کے ثواب سے خالي هاتهه واپس آیا -

چنانچه جب کسي امیر العسکر نے صرف اظهار اقتدار کیلیے مجاهدین کو کوئی حکم دیا تو فوج کے اکثر حصے نے اوسکي مخالفت کي ' اور جب آنحضرت کو اسکي خبر هوئي تو آپنے اوسکو حق بجانب فرمایا -

ایک مرتبه ایک امیر فوج نے آگ روشن کي اور فوج کو اوس میں جانے کا حکم دیا - فوج کے ایک حصے نے اوس میں جانا چاها لیکن دوسرے فریق نے انکار کیا ' اور کہا که " هم تو آگ هی (دوزخ) سے بهاگ کر یہاں آے هیں " آنحضرت کو خبر هوئی تو فرمایا :

" اگر وه لوگ اون بهڑکتے هوے شعلوں کے اندر قدم رکهتے تو همیشه آگ (جهنم) هی کے اندر رهتے - اطاعت گناه کے کاموں میں نهیں کی جاتی ' اطاعت کا تعلق صرف نیک کاموں سے هے " (ابوداود - کتاب الجهاد) لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق -

یه اخلاقي احکام اور اخلاقي اطاعت اگرچه قدم قدم پر مجاهدین کیلیے زنجیر پا بن گئي تهی ' لیکن جس قوم نے وحشت کدۂ عرب میں نشو و نما پائي هو ' جس نے صحراے عرب هی میں اپني شجاعت کے جوهر دکهاے هوں ' جو بادیه نشیں بدؤں سے سرگرم کار زار رهي هو ' جو بے سرو سامان اور فاقه مست هوکر گهر سے نکلي هو ' جو هر طرف سے بغض و انتقام کے جذبات مشتعله سے گهري هوئی هو ' وه دفعتاً اس قدر مهذب ' سیر چشم ' اور صلح جو نهیں هو جاسکتي که اوسکے اخلاقي دامن پر ایک دهبه بهي نظر نه آے ' اسلیے اوس سے قدرتی طور پر بعض جزوي فرو گذاشتیں هوئیں - لیکن کبهي بهی ان فرو گذاشتوں کي حوصله افزائي نهیں کیگئي ' بلکه اون سے روکا گیا - ان غلطیوں کی داد نهیں دي گئی ' بلکه اونپر ملامت کیگئي - اور عهد نبوت و خلافة راشده ان سے بالکل پاک هے -

چنانچه ایک غزوه میں کسي عورت کی لاش ملی تو آپنے عموماً عورتوں اور بچوں کے قتل کي ممانعت کردی (ابوداود) ایک سفر جهاد میں جب صحابه بهوک کي شدت سے بیتاب هوگئے تو ادهر ادهر سے کچهه بکریاں لوٹ لاے اور ذبح کرکے اونکا گوشت دیگچیوں میں چڑها دیا - آنحضرت کو خبر هوئي تو کمان کے ذریعه دیگچیاں الٹ دیں ' اور فرمایا :

ان النهبة ليست باحل من الميتة (ابوداود)

لوٹ کا مال مردار چیزوں سے کچهه بهتر نهیں هے -

فوج کیلیے خاص طور پر یه حکم تها که اگر راستے میں دودهه دینے والے مویشي مل جالیں تو اونکے دودهه دوهنے کي کسیکو اجازت نهیں - سخت مجبوري کی حالت میں اگر مالک موجود هو تو اوس سے اجازت لے لیني چاهیے ' ورنه تین بار بآواز بلند پکار لینا چاهیے (ابو داود - کتاب الجهاد)

(۵)

ان احکام اور اس روک ٹوک کے علاوه مجاهدین اسلام کي خوش اخلاقي کا ایک اور بهي سبب تها - فتح ممالک کیلیے جو فوجیں روانه کي جاتي هیں ' عموماً اونکي تعداد بهت زیاده هوتی هے - وه ٹڈي دل کي طرح چاروں طرف اس وسعت کے ساتهه پهیل جاتي هیں که اونکی جزئي نگراني رکهنا بالکل ناممکن هو جاتا هے - لیکن اسلامي فوجوں کي حالت اس سے بالکل مختلف تهي - امر بالمعروف و نهي عن المنکر اور اقامت صلواة و ایتاء زکواة کیلیے اونکا ظهور هوا تها ' اسلیے اونکا روحاني پله جسقدر بهاري تها ' اوسي قدر اونکی مادیت کا وزن هلکا بهي تها - آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے غزوۂ احد میں مجاهدین کی اسي قلت تعداد کو دیکهکر خدا کي غیرت و رحمت کو ان پر حسرت الفاظ میں جوش دلایا تها :

اللهم انـك ان تشـاء لا تـعبـد فـي الارض (مسلم جلد ۲ ص ۹۵)

خداوندا ! کیا تیري یهی مرضی هے که زمین پر اب تیری عبادت کرنے والے چند اشخاص بهي باقي نه رهیں ؟

غزوۂ بدر میں مجاهدین کي تعداد صرف ۳۱۴ تهی ! اسلامي فوج کا سب سے بڑا اجتماع فتح مکه میں هوا تها ' لیکن وه بهي دس هزار سے متجاوز نه تها (مسلم) پس قلت تعداد کي وجه سے ایک محدود فوج کي اخلاقي نگرانی نهایت آساني کے ساتهه هوسکتي تهي -

تاهم فوج کی ایک عام خصوصیت یه هے که وه میدان جنگ میں جسقدر منظم اور مرتب طور پر دوش بدوش کهڑي هوکر لڑتي هے ' اوسیقدر منزل پر پهنچکر غیر منظم طریقے سے منتشر هوجاتي هے - یه وقت عموماً کهانے پینے اور گهومنے پهرنے کا هوتا هے - فوجیں اکثر اسي حالت میں ظلم و تعدي ' نهب ' وسلب ' اور لوٹ مار کرتي هیں - ایک غزوه میں مجاهدین کا گروه هر طرف پهیل گیا اور لوٹنا چاها - انحضرة صلی الله علیه وسلم کو معلوم هوا تو منادي کرادي :

من ضيق منزلا او قطع طريقا فلا جهاد له (بخاري جزو ۵ صفحه ۱۳۶)

جس شخص نے منزل کو گهیر لیا ' یا دوسروں کیلیے جگه نه چهوڑي اور رهزني کي تو اوسکا جهاد جهاد نهیں -

پهر بالکل اسکي ممانعت فرما دی :

ان تفرقكم في هذه الشعاب والاودية انما ذالكم الشيطان

ان گهاٹیوں اور ٹیلوں میں جو تم پهیل جاتے هو تو یه شیطاني کام هے -

اسکے بعد فوج کے نظام و ترتیب نے جو ترقي کي ' اوسکو اسی روایت میں نهایت جامع الفاظ میں اسطرح بیان کیا هے :

فلـم ينـزل بعد ذلك منزلا الا انضم بعضهم الى بعض حتى يقـال لو بسط عليهم ثوب لعمهم (ابو داود)

اسکے بعد جب آپنے پڑاو ڈالا تو مسلمان باهم اسقدر ملے جلے یکجا نظر آتے تهے که اگر اونکے اوپر ایک چادر تان دي جاتي تو سب اوسکے نیچے آجاتے !

دنیا نے آج نظام و ترتیب و قواعد میں اسقدر ترقی کی هے که پچهلے انتظامات اسکے آگے وحشیانه تفرقه و انتشار معلوم هوتے هیں - لیکن کیا آج بهی کوئي منظم سے منظم اور مهذب سے مهذب فوج ایسي پیش کي جاسکتي هے جو فتح و مراد کي حالت میں اسقدر باقاعده طور پر یکجا رهتي هو ؟ اور پهر اسدرجه اپنے افسر کي مطیع هو که ایک سپاهي بهي قیام گاه سے حرکت نه کرے ؟

انگلستان کا بلجین مدافعین کے پیچھے کھڑا ہونا ایک " تازیانہ بدست " شخص کي مثال ہے - ہاں انگلستان ہي ہے جس کي وجہ سے انٹورپ کو جس میں لاکھوں جانیں اور ہزاروں صنعت گاہیں تھیں' نقصانات عظیمہ کا متحمل ہونا پڑا - بلاشبہ ایک دن آئیگا جبکہ نہر کے پار ورغلانے والوں پر ہزاروں بددعاؤں اور لعنتوں کا ورود ہوگا " (یعنے انگلستان پر جو نہر ڈوور کے اُس پار واقع ہے)

لیکن بجنسہ اسي طرح انگلستان اسکي تمام ذمہ داري جرمني کے سر ڈالتا ہے جو بلجیم پر بجبر و قوت قبضہ کر رہا ہے - بہر حال قصور خواہ کسي کا ہو' لیکن اسمیں شک نہیں کہ بلجیم غریب کي جان تو گئي :

کچھہ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھہ خیال کا
مارا گیا دل اور یہي بے قصور تھا !

(جرمن تیاریاں)

۹ - کي تار برقیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انٹورپ کے سامنے ۲۰۰ جرمن توپیں ۲۸ ' ۳۰ ' اور ۴۲ سنٹمیٹر کي لگي ہوئي ہیں جنکے زد کي مسافت ۱۴ کیلومیٹر ہے - ان قلعہ پاش توپوں کي ایجاد اس وقت تک دنیا کي نظروں سے بالکل پوشیدہ تھي - ان توپوں کے تجربے اور انکے تیس تیس من کے گولوں کے نتائج نے قطعي طور پر فیصلہ کردیا ہے کہ جرمن فوج کیلیے قلعوں اور انکي درو دیوار کے استحکامات بالکل بے اثر ہیں' اور انپر بھروسہ کرنا وہي نامراد نتائج پیدا کریگا جو لیژ' نامور' اور انٹورپ میں ظاہر ہوچکے ہیں -

(قلعہ پاش توپیں)

ایک مراسلہ نگار کا بیان ہے کہ جرمني کے محاصرہ کي توپیں اتني وزني ہیں کہ وہ لیژ کے خطوط محاربہ پر بڑي سڑک کے راستے سے لائي گئیں' کیونکہ چھوٹي سڑکوں میں انکا مہیب عرض نہیں سما سکتا تھا - یہ توپیں گاڑیوں پر تھیں جنکے ۶ پہیوں کے قطر ۷' ۷ فیٹ کے تھے !

نامہ نگار اقبال کرتا ہے کہ " میں ہر جگہ گیا ہوں' مگر اتنے ڈیل ڈول کي اور اسقدر وزني چیز آجتک میري نظر سے نہیں گزري "

" مجھہ سے ایک جرمن افسر نے کہا کہ ہم میں کوئي سپاہي ایسا نہیں ہے جو ان توپوں سے کام لے سکے - اس سے کام لینے کے لیے صرف کروپ کے تعلیم یافتہ سپاہي ہیں "

ٹائمس کا نامہ نگار جرمن توپوں کے گولوں کي تشریح کرتا ہوا لکھتا ہے :

" ۴۰ اور ۵۰ فیٹ تک کي بلندي تک جتني چیزیں انکي زد میں آتي ہیں' وہ سالم نہیں بچتیں - ایک اصطبل کے اندر جس میں ۵۰ گھوڑے تھے' ان عجائب الصنعۃ گولونکا ایک گولہ گرا اور تمام گھوڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے - انکے ایک ایک گولے کا وزن ۳۰ ' ۳۰ من کا ہوتا ہے !

(جرمني کي انسانیت و اخلاق)

امسٹرڈم کا تار ہے کہ جرمن سپہ سالار نے صبح کے وقت اپنے ایک افسر کو سفید علم دیکر انٹورپ میں بھیجا' اور اس نے اعلان کیا کہ ساڑھے ۹ بجے گولہ باري شروع کر دیجائیگي - اس سے پہلے لوگ اپني حفاظت کا انتظام کرلیں - اس حکم کے سنتے ہي لوگوں نے ڈچ سرحد کي طرف بھاگنا شروع کردیا - دو پہر کے وقت بلجیم گورنمنٹ بھي اوسٹنڈ چلي گئي :

(گولہ باري کا آغاز)

مورننگ پوسٹ لنڈن کا نامہ نگار رقمطراز ہے :

" نہایت شفاف چاندني میں گولہ باري کا آغاز ہوا - ۸ - اکتوبر کو ایک بجے گولوں کي پہلي بارش ہي نے اہل شہر کو لرزا دیا - فقراء شہر سڑکوں پر نکلنے لگے اور ایک غم انگیز خاموشي کے ساتھہ سرحد کي طرف گام زن ہوے - تیل کے خزانوں کے شعلوں نے جنھیں خود بلجیم والوں نے جلادیا تھا' شہر کو ہر چہار طرف سے گھیر رکھا ہے - جلتے ہوے مکانات کے دھویں سے بالکل تاریکي چھا گئي ہے' اور بڑے بڑے گولوں کے ضرب سے مکانات گر رہے ہیں - گولوں کي ضرب سے کچھ کے جو ٹکڑے اڑتے ہیں' ان سے دروازوں اور کھڑکیوں کے شیشے چور چور ہو جاتے ہیں -

(الحـــرب خـــدعة)

اسي نامہ نگار کا بیان ہے :

" ۵ - کي شب کو بلجین فوجي دستوں نے قلعہ ڈیوفل میں اپني خندقوں کے سامنے دیکھا کہ سپاہیوں کي ایک جماعت چلي آرہي ہے - جب یہ جماعت نزدیک پہونچي تو بلجین سنتري نے پکارا - انہوں نے جواب دیا کہ " ہم دوست ہیں " - اس جواب سے انہیں یقین ہوگیا کہ یہ انگریزي فوج کا ایک دستہ ہے - لیکن جب اس جماعت کي نظر بلجین کرنل پر پڑي جو ان دونوں کي گفتگو سن رہا تھا تو اس میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اسکا منہہ بند کردیا " -

نامہ نگار کا بیان ہے کہ ہم نے دو بلجین سنتریوں کي نعشیں دیکھیں جنکے گلے گھونٹے ہوے تھے -

" اسکے بعد ہي جرمن بلجین سپاہیوں پر حملہ آور ہوے اور دو ہزار سپاہیوں میں سے بارہ سو کو مار ڈالا "

۱۰ - اکتوبر کے تار سے واضح ہوتا ہے کہ جب جرمن انٹورپ کے " ولہن " نامي قلعہ پر قابض ہوگئے تو آب رساني کے ان کارخانوں کو برباد کردیا' جنکے ذریعہ بلجین گورنمنٹ جرمن فوجوں کو تسخیر انٹورپ میں ناکام رکھنے کي مدعي تھي !

ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ پنجشنبہ کے دن تیل کے ۵۰ خزانوں میں آگ لگي ہوئي تھي - وسط شب کو معلوم ہوتا تھا کہ سارا شہر آتشکدہ بن گیا ہے !

(امید باطل)

مورننگ پوسٹ کے نام ایک مراسلت میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ۲ - اکتوبر کو بلجینوں نے مجبور ہوکر شہر حوالہ کردینے کا فیصلہ کیا - مگر ۳ - اکتوبر کو برٹش کمک کے پہنچنے کے مژدہ سے انکي شکستہ ہمتیں پھر بندھ گئیں - برٹش بحري دستہ انگلستان سے تمام شب سفر کرکے ۲ - اکتوبر کو انٹورپ وارد ہوا اور فوراً اس مقام پر جہاں سخت ترین جنگ ہو رہي تھي متعین ہوگیا - اسپر کمکي سپاہ کے جنگ کا بہت زیادہ زور پڑا اور دشمن کي سخت ترین آتش فشاني کا ہدف بن گیا - بالآخر اسے مراجعت کرني پڑي "

(جرمن نشانہ بازونکا کمال)

برٹش صفوف میں جرمن توپوں کے گولے ایسي صحت سے آکر پڑتے تھے جس سے صاف منکشف ہوتا تھا کہ جاسوسوں نے بتا دیا تھا کہ برٹش بحري بریگیڈ کدھر ہیں ؟ ۵ - اکتوبر کو جب جرمن پیدل لشکر نے حملہ کیا تو وہ ہولناک آتش فشاني سے پسپا کیا گیا - جرمنوں نے وحشیانہ طور پر انگریزوں کو گولوں کا ہدف بنایا جنکے پاس مقابلہ کے لیے نا کافي توپ خانہ تھا - جب برٹش کمکي سپاہ کے انٹورپ پہنچ جانے کي خبر مشتہر ہوئي تو انٹورپ میں مسرت و اعتماد کي عام لہر دوڑ گئي - لوگ بازاروں میں مجتمع ہوکر چیرز دینے لگے - گورنمنٹ نے تبادلہ دار الحکومت کا عمل در آمد ملتوي کردیا - ۴ - اکتوبر تک خوشي و مسرت کا ایسا ہي عالم رہا - اُس روز جرمنوں کے حملے تھم جانے سے گرجوں میں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم مجتمع ہوگیا تھا -

تکمیل فتح بلجیم

سقوط انٹورپ

(اجمال تاریخي)

۱۶ - ویں صدي کے آغاز میں انٹورب دنیا کا عظیم الشان تجارتي صدر مقام تھا - سنه ۱۵۷۶ع میں جب اسپیني سپاهیوں نے اسپر قبضه کیا تو ۸۰۰۰ آدمي مار ڈالے گئے ' اور ایوان شہر (city hall) اور تقریباً ایک هزار مکانات جلادیے گئے - اس واقعه کے ساتھه هي برما ڈیوک کے یورش نے جو سنه ۱۵۸۵ میں هوئي ' انٹورب کو قعر مذلت میں گرا دیا -

سنه ۱۷۹۴ سے سنه ۱۸۱۴ تک

جبکه یه فرانس کے زیر حکومت تھا ' نیپولین نے اس سے ایک تجارتي منڈي اور فوجي مرکز کا کام لینا چاها - سنه ۱۸۱۵ع میں هوالینڈ اور بلجیم کا باهمي اتحاد انٹورپ کے لیے نہایت مفید هوا - سنه ۱۸۳۰ میں جب انقلاب پسندوں نے اسے فتح کیا تو ڈچ کمانڈر جنرل چسني نے قلعه کي طرف مراجعت کي اور گوله باري شروع کردي - اس حادثه سے اسکا اسلحه خانه برباد هوگیا - سنه ۱۸۳۲ میں ۵۰۰۰۰ فرانسیسي زیر کمان مارشل گیرارڈ انٹورپ پر حمله آور هوے - فرانسیسي ارٹیلري نے اسکے رهے سہے اندروني مقامات کو بهي تباه کر ڈالا - اسکے بعد یه شہر بلجین گورنمنٹ کے حوالے کیا گیا اور سنه ۱۸۳۹ کے صلحنامه کے مطابق موجوده زمانهٔ جنگ تک بلجین هي کے قبضه میں رها -

(استحکامات انٹورپ)

اینٹورپ کے قلعوں کے استحکامات کے متعلق مقامي معاصر (اسٹینڈ-مین) نے مندرجه ذیل لفظوں میں ماهرین جنگ کي راے نقل کي تهي :

" ماهرین جنگ کا بیان هے که انٹورپ کے قلعے اسدرجه مضبوط و مستحکم هیں که دشمن کا یہانتک پہونچنا بالکل ناممکن هے - اُن استحکامات کے اعتبار سے جو سنه ۱۹۰۸ میں بسرعت تمام پورے کیے گئے ' اسکو یورپ کے بہترین قلعه بند مقامات میں شمار کیا جاسکتا هے ' اور دریا سے جو تعلق اوسے حاصل هے اور جس آساني سے اسکے اندر رسد وغیره پہونچ سکتي هے ' اس کے لحاظ سے تو اسے بالکل هي نا قابل تسخیر هونا چاهیے -

جرمني نے اگر اسپر قبضه کرلیا تو اپنے وزني توپوں اور ترقي یافته قلعه بندیوں سے انٹورپ کو مدافعت کا ایک قوي ترین مقام بنا لیگي "

اسي طرح لنڈن ٹائمز نے اسکے متعلق حسب ذیل لفظوں میں ماهرین جنگ کا بیان شائع کیا تها :

" بلجین سپاه کا برسلز سے انٹورپ کو مراجعت کرنا عین فوجي مصالح و تجویز کے مطابق هے ' کیونکه انٹورپ قلعه بندیوں سے عملاً نا ممکن التسخیر بنگیا هے - همیشه سے یه خیال تها که اگر کبهي کوئي طاقت بلجیم کي بے تعلقي میں مخل هوگي ' تو اسوقت به صورت مراجعت انٹورپ جائے پناه کا کام دے سکیگا - اندازه کیا گیا هے که انٹورپ کے قرار واقعي محاصره کے غرض سے ۲۰۶۰۰۰ سپاه کي ضرورت هے -

انٹورپ اور اس کا نواح بیس سے زیاده قلعوں سے محفوظ هے - یه قلعے مشہور فوجي انجینیر جنرل برلیالموٹ کے نقشه کے مطابق تعمیر کیے گئے هیں - اسي نے لیژ اور نامور کے حفاظتي قلعوں کا بهي نقشه تجویز کیا تها - قلعه هاے مذکوره ان تمام سڑکوں کي جو انٹورپ کو جاتي هیں محافظت کرتے هیں - قلعه بند علاقے کا رقبه ساتهه میل سے زیاده هے -

قلعے کنکریٹ کے بنے هوے هیں اور هوالٹزر توپوں سے جو فولادي گنبدوں میں هیں ' نیز جلد چلنے اور غالب هونیوالي توپوں سے مسلح هیں - مستقل حفاظتي سامان ' وسیع میداني توپخانوں ' پیدل سپاه کي خندقوں ' اور خاردار تاروں کے دائروں سے مرکب هے :

انٹورپ کے گرد و نواح کي سر زمین کي قدرتي نوعیت بهي دفاع کي موید هے - اس کے بہت بڑے رقبه کو پاني بهر کر دشمن کیلیے ناقابل گذر بنا دیا جا سکتا هے - بقول سٹنڈرڈ اینٹورپ کو صحیح معنوں میں کبهي بهي محصور نہیں کیا جاسکتا - کیونکه شمال و شمال مشرق میں اوسکي حد ڈچ سرحد سے ملتي هے - اسلیے انٹورپ کا یه پہلو ڈچ (هالینڈ) کي رضا مندي کے بغیر بند و مسدود نہیں کیا جاسکتا ' اور هولینڈ اپنے علاقه سے محاصره کي اجازت نه دیگا - نیز شلٹ کے ساحل بحري سے بهي محافظین انٹورپ کو فایده اٹهانے سے روکا نہیں جاسکتا - جب تک برٹش میفه بحر سمندروں پر حکمراں هے اهل انٹورپ بحري جانب سے بخوبي متمتع هو سکتے هیں - پس انٹورپ کے لوگوں کو فاقه کشي سے اطاعت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ' اور انهیں اپنے کهلے هوے راستوں بالخصوص ساحل بحر کي جانب سے کافي آذوقه اور سامان جنگ پہنچتے رهنے کا یقین هے "

(انٹورپ کیلیے انگریزي بحري مهم)

لنڈن کي امارت بحریه اطلاع دیتي هے که بلجین گورنمنٹ کي درخواست پر ایک بحري فوج اور دو بحري بریگیڈ مع چند بهاري توپوں کے انٹورپ کي مدافعت کیلیے بهیجے گئے - ۵ - اکتوبر کي رات تک بلجین فوج اور انگریزي بریگیڈ نے نهر " نیتهي " کي پوري طرح مدافعت کی ' مگر منگل کي صبح کو بلجین فوجیں جو بحري فوج کے دهني جانب تهیں ' مراجعت پر مجبور کي گئیں ' اور جملهٔ مدافعین قلعوں کے اندر واپس چلے آئے - بلجین افواج کے اس مراجعت نے دشمن کو شہر کي گوله باري پر اور دلیر کردیا - سرکاري بیان یه هے که خندقوں کي حفاظت میں انگریزي نقصانات ۳۰۰ سے کسي قدر کم هوے ' حالانکه سپاهیونکا مجموعي میزان آٹهه هزار هے -

(جرمني کا بیان)

مشہور جرمن اخبار " برلینر ٹیجي لیٹ " لکهتا هے :

" جب بلجین کے دلوں میں چند شرائط کے ساتهه انٹورپ کي حوالگي کا خیال پیدا هو رها تها تا که تباهي و بربادي کا سامنا نهو ' تو یه انگلستان هي هے جس نے حاکمانه امتناع کي آواز بلند کي اور سب لوگوں کو اسکے منظور کرلینے پر مجبور کیا - حتی که بلجیم کا غریب بادشاه بهي اسکو نا منظور نه کر سکا !

جاء الحق و زهق الباطل، ان الباطل کان زهوقا !

مسئلۂ البانیا

پرنس برهان الدین خلف اکبر سلطان عبدالحمید خاں ثانی جنکے شاہ البانیا هونے کا حریت خواهان البانیا نے اعلان کیا -

پرنس ویڈ کو دول یورپ نے جبراً شاہ البانیا قرار دینا چاها لیکن بالاخر نا کام و نا مراد هوکر آسے بھاگنا پڑا
فما استطاعوا من قیام و ما کانوا منتصرین ! یہ اُس موقعه کی تصویر ہے جب رات کے وقت پرنس
ویڈ کشتي میں سوار هوکر بھاگ رها ہے - قاتله الله !

مشهور البانی ملت فروش اسد پاشا جو آخري واقعه کے بعد اٹلي میں نظر بند تھا لیکن آخري تار برقي سے
معلوم هوتا ہے کہ اب البانیا میں پھر پہنچ گیا ہے اور اپنے تئیں مفروضه جمهوریت
البانیا کا رئیس ظاهر کیا ہے - و لعل الله یحدث بعد ذالک امرا !

(انگريزي بحري مهم کي ناکامي)

انگريزي امارت بحريه کا بيان هے که "پنجشنبه کو دشمن همارے خط مراسلات پر جو " لوکير " کے نزديک هے ' حمله آور هوا - اس جگهه بلجين نهايت استقلال سے دشمن کا مقابله کرتے رهے ' ليکن دشمن کي کثرت تعداد نے انکو مراجعت پر مجبور کرديا -" مراجعت ايک بليغ لفظ هے - عام بول چال ميں اسکي جگه " فرار " کا لفظ بولا جاتا هے - اور يهي زياده عام فهم هے -

شب کے وقت تين انگريزي بحري بريگيڈ " سينٹ کيلي " کي طرف روانه هوے - ان بريگيڈوں ميں سے دو صحيح و سالم رسٹنڈ پهونچ گئے ' مگر پهلي بريگيڈ کے اکثر حصے کو جرمن حمله نے اوسٹنڈ نهيں پهونچنے ديا اور اسکو دو حصوں ميں منتشر کرديا - غالباً اسکے يه معني هونگے که وه دو حصوں ميں منتشر هوکر مجبور به فرار هوے - اس بريگيڈ کا بڑا حصه جس ميں ۲ هزار افسر اور سپاه تهے ' هواليند ميں "هسلٹ" کے نزديک داخل هوا - هواليند کے غير طرفدار هونيکي وجه سے انلوگوں کو اپنے تمام اسلحه رکهدينا پڑے -

لندن کا تار هے که انگريزي فوج اور بلجين فوج کينگ البرٹ (شاه بلجيم) کے همراه اوسٹنڈ پهونچ گئي هے - فوج کے ايک حصے پر بهي " فوج " کا اطلاق هوسکتا هے - اسليے انگريزي فوج کے پهنچنے سے مقصود محض اسکے ايک بقية السيف حصے کا پهنچ جانا هوگا -

جرمن کميونک کا بيان هے که قبل اسکے که جرمن انٹورپ ميں داخل هوں ' انگريزي اور بلجين فوجوں نے شهر کو خالي کرديا تها - انگريزي فوج ابتدا سے جو عقلمندي حفظ جان و نفس کيليے ظاهر کر رهي هے ' اسکا اقتضا بهي يهي هے که اس نے مقابلے کے ناعاقبت انديشانه خيال پر طريق فرار کے حفظ و صيانت کو ترجيح دي هوگي !

مفرورين جنگ کا بيان هے که شاه بلجيم اپنے هاتهه کو سلنگ (پٹي جو زخمي عضو کے سهارے کيليے گلے ميں ڈالي جاتي هے) ميں رکهے رهتا هے - اس سے معلوم هوتا هے که خود اسے بهي کوئي زخم پهنچا هے - علاوه ان زخموں کے جنسے اسکا دل چور چور هے !

لندن کا تار هے که ملکه بلجيم لندن پهونچ گئي هيں -

(مفـرورين انٹورپ)

ڈچ سرحد کي طرف مفرورين جنگ بکثرت بهاگ رهے هيں -

لندن کا تار هے که انٹورپ ميں دو اسٹيمر اوسٹنڈ جانے کيليے تيار تهے - ان اسٹيمروں ميں ۱۶ سو مسافروں کي جگه تهي ليکن مفرورين جنگ کي تعداد دس هزار تک پهونچ گئي - چهوٹي کشتيوں کے کنارے کي طرف بهي بهاگ نے والوں کا کافي هجوم تها - کل شام کو (۹ - اکتوبر کو) بهي ايک گاڑي لندن پهونچي هے جو مصيبت زدگان جنگ سے بهري هوئي تهي -

(جـــرمن اعـلان)

امسٹر ڈم کا تار هے که جرمن اسٹاف نے اعلان کيا هے که انٹورپ کے تمام چهوٹے قلعوں پر جرمن قابض هوگئے هيں -

لندن کا تار هے که مورننگ پوسٹ کو قابل وثوق ذرايع سے خبر ملي هے که انٹورپ ساقط هوگيا اگرچه بلجين وزير اسکي تصديق نهيں کرتا - ليکن کسي مقام کے سقوط کے ليے اسکا ساقط هو جانا کافي هے - تصديق کي هميں چنداں احتياج نهيں -

امسٹر ڈم کا تار هے که انٹورپ کي حوالگي کے جلسے شريف شهر کي رهنمائي ميں هوے - قيديوں کے شمار کا تخمينه نهيں کيا جاسکتا - جرمنوں نے بيشمار رسد اور سامان جنگ پر قبضه کرليا هے -

(اهل شهر کے ليے اعلان)

کمانڈر جنرل بسيلر نے انٹورپ ميں داخل هوکر اهل شهر کے نام يه اعلان شائع کيا :

" اگر تم مخالفت سے باز رهے تو تمهارا مال و اسباب چهوڑ ديا جائيگا - ورنه تمام مخالفين کو قانون جنگ کے متعلق سزا دي جائيگي اور خود تم هي اپنے خوبصورت شهر کے برباد کيے جانے کا باعث هوگے " ۔

(جرمن سلوک و حسن معاملة)

لندن کا تار هے :

" امسٹر ڈم کي خبروں سے واضح هوتا هے که انٹورپ ميں ڈچ سرحد کي طرف ايک اشتهار شائع کيا گيا هے - اس ميں مفرورين جنگ کو شهر ميں واپس آجانے کي دعوت دي هے ' اور يقين دلايا هے که انکے مال و اسباب کو اس وقت تک کسي قسم کا کوئي نقصان نهيں پهونچايا جائيگا ' جبتک که وه دشمني سے باز رهينگے - دکاندار خصوصيت کے ساتهه بلائے جا رهے هيں اور انکو يه دهمکي بهي دي گئي هے که عدم تعميل کي حالت ميں سخت سزا دي جائيگي - اس اشتهار پر شرفاء شهر اور جرمن کمانڈر کے دستخط هيں -

جرمن حکام کا بيان هے که " ۲۶۵۰۰ بلجين جو تسخير انٹورپ سے پهلے بهاگ گئے تهے ' اب واپس آ گئے هيں " اس سے معلوم هوتا هے که بهت جلد شهر مکرر آباد هوجائيگا - اور فاتحوں کا سلوک نهايت شريفانه هے -

ٹائمس کا نامه نگار لکهتا هے :

" جرمن افسر نهايت خليق هيں - انکا اخلاق اس قدر وسيع هے که راهگيروں کے ساتهه بهي شريفانه سلام و کلام سے پيش آتے هيں "

ليکن کيا يه وهي جرمن هيں جو کل تک وحشي ' درندے ' خوفناک ' شيطان سيرت ' اور بے ننگ و ناموس تهے ؟ انکم لفي قول مختلف !

غالباً لندن کے اس تار کے مطابق که " کچهه دنوں تک انٹورپ کي بربادیوں کي داستانوں پر پرده پڑا رهيگا " ابتک نام نهاد جرمن وحشت کاريوں کي کوئي خبر نهيں آئي هے !

(انگريزي نقصانات)

سول اينڈ مليٹري گزٹ کا ايک تار جو ۱۴ کو لندن سے موصول هوا هے مظهر هے :

" امارت بحريه کا بيان هے : که انٹورپ کي مدافعت ميں انگريزي بحري فوج کا ايک ميجر مارا گيا اور چار افسر زخمي هوے - کل ۱۴ زخمي انٹورپ سے " ڈوور " (انگلستان) پهونچ گئے هيں "

مورننگ پوسٹ زخميوں کي تعداد ۲۰۰ لکهتا هے اور رقمطراز هے که ان لوگوں کو بڑي توپوں کے نه پهونچنے کا افسوس هے - بحري توپيں بهي بهت دير ميں پهونچيں اور چڑهائي نه جاسکيں -

بهرحال انگريزي فوج کا جسقدر بهي نقصان بيان کيا جاتا هے ' يه محض توپوں وغيره کي اتفاقي بد نظمي کا نتيجه هوگا - ورنه ايک ايسي هشيار اور عقلمند فوج جو مقابله کي جگهه هٹ آنے کو هميشه ترجيح ديا کرتي هے ' لازمي طور پر هميشه محفوظ هي رهيگي !

بلجين کي کل آبادي کا تخمينه ۷ مليَن يعني ۷۰ لاکهه کيا گيا هے - مفرورين جنگ جو انگلستان يا هواليند پهونچے هيں ' انکي تعداد کا تخمينه ڈيڑه مليَن يعني ۱۵ لاکهه هے -

بلجين اور انگريزي مفرورين جنگ جو هواليند گئے هيں انکي تعداد ۲۲۰۰۰ بيان کي جاتي هے -

Printed And Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. and Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

مناظر حربیہ بلجیک ! مراکز عسکریہ و عساکر منہزمہ !

مقام ھالرسن میں مفرور بلجین سپاھیوں کا پڑاو ، جرمن فوج کی واپسی کے بعد !

بلجین سپاہ کا ایک گروہ جنگ سے پہلے آرام کررھا ہے - یہ راحت کی آخری گھڑیاں تھیں جو اس بدبخت قوم کو نصیب ھوئیں !
وما ظلمھم اللہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون !

فرانسیسی توپخانے کا ایک منظر جو جرمنوں پر گولہ باری کررھا ہے !

اسراء جنگ یورپ ! زندانیان رنگون و کلکتہ ! !

هندوستان کے جرمن قیدی باشندگان رنگون جو ۹ ستمبر کو کلکتہ لاے گئے

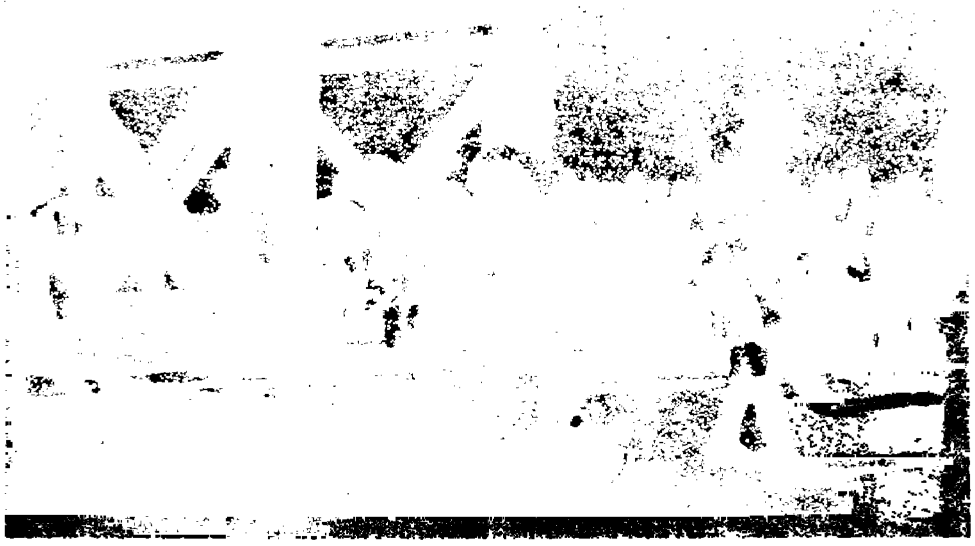

رنگون کے جہاز ران جرمن جو جنگ کے بعد قید ہوکر کلکتہ لاے گئے

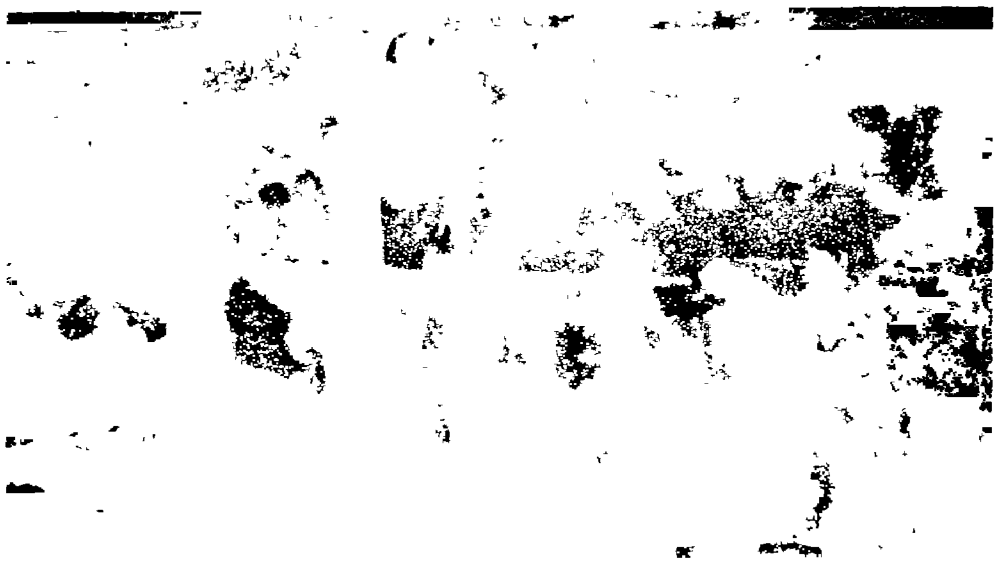

جرمن قیدیوں کو کلکتہ جیل میں شمار کیا جا رہا ہے !

[اشتہار بقیہ صفحہ تیسرے کا]

هالي کلاس فانسي - ليڈيز و جلٹس، رسٹ واچ - اصلي. قيمت دس روپيه رعايتي تين روپيه چودہ آنه

سلور کیس - ۴ روپیه چودہ آنه -

اے اچھي چيز - چهه روپيه -

نيکل سلور کيس - انامسل ڈائل -

ایک چھوٹے کي اسکراپ مفت دیجاتي ہے.

بي - اس - ندنی - اينڈ کمپني نمبر ۱-۳۹ - دهرمتله اسٹریٹ

هنــــدوستـانـي دوا خـنـه دهلی

— * —

جناب حادق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کي سرپرستی میں یوناني اور ویدک ادویه کا جو مهتم بالشان دوا خانه ہے وہ عمدگی ادویه اور خوبی دربار کے امتیازات کے ساتھه بہت مشہور ہوچکا ہے - صدها دوالیں (جو مثل خانه ساز ادویه کے صحیم اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حادق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اِسی کارخانه سے مل سکتے ہیں) عالی شان دربار' صفائی' ستھرا پن' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظه دریں تو آپ دو اعتراف ہوگا کہ:

ام- هندوستانی دوا خانه تمام هندوستان میں ایک هي کارخانه ہے -

فہرست ادویه مفت

(خط٭ پنه)

مینیجر هندوستانی دوا خانه دهلی

تـرجـمـه تفسیر کبیر اردو

——:o:——

حضرت امام فخر الدین رازي رحمة الله علیه کی تفسیر جس درجه کي کتاب ہے' اسکا اندازہ ارباب فن هي خوب کرسکتے هیں اگر آج یه تفسیر موجود نه هوتے تو صدها مباحث و مطالب علیه تھے جو همارے معلومات سے بالکل مفقود هوجاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمه کرایا تھا' ترجمے کے متعلق ایڈیٹر الہلال کي راے ہے که وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب ومربوط ترجمه ہے"

لکھائي اور چھپائي بھي بہترین درجه کی ہے - [illegible] اول کے کچھه نسخه دفتر الہلال میں بغرض [illegible] موجود هیں پہلے قیمت دوروپیه تھی [illegible] بغرض نفع عام - ایک روپیه ۸ - آنه کردي [illegible] ہے -

درخواستیں: منیجر الهلال - کلکته کے نام هوں -

حرمین شریفین کی زیارت

— * —

مولانا الحاج خان بہادر محمد عبد الرحیم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈیا -

یه سفرنامه یورپ کے اعلي درجه کے سفرناموں کے مطابق نہایت عمدہ کاغذ پر صحت اور صفائي کے ساتھه خوشخط طبع هوا ہے ممالک اسلامیه مثلاً عرب' شام' فلسطین' مصر' عراق' وسط عرب و نا معلوم عرب کے دلچسپ اور ضروري حالات نہایت خوش اسلوبي سے سلیس و بامحاورہ اُردو میں قلمبند کردیے هیں - فاضل مصنف کی دوران سفر میں اعلی سے اعلی ترکي افسروں سے ملاقات هوئی اور ان جانبازوں نے اسلامي ممالک کے نہایت دلچسپ حالات فراهم کرنے میں مصنف کي دلي تائید کی' کتاب کی کل صفحات تخمیناً آٹھه سو هیں اور پھر بیس هاف ٹون عکسی تصاویر مقامات مقدس کے بھی ملحق هیں - قیمت صرف تین روپیه -

المشتهـــــر

عبد الرحمن بکسیلر و پبلشر شوکت اسلام پریس کنٹونمنٹ بنگلور

بیـوٹیـز اف اسلام

اسلام کي خوبیوں پر دیگر مذاهب کے احباب کي گرانقدر رائیوں کا مجموعه -

هر شیدائي اسلام کو اِسکا ایک نسخه ضرور رکھنا چاهیے

سنهري جلد - عمدہ چھپائی - قیمت صرف ۸ آنه -

المشــتهر:- نور لائبریري - ۱۲/۱ سیوانگ ابن - کـلـکـتـه

خـالص اسـلامی تـرکی ٹوپی - سـاخت قسطـنطنیـه و مصـر

ترکی ٹوپي - هر قسم کی ملائم و چڈلی اسٹر دار' هر رنگ و هر سائز کی مبلغ ایک روپیه سے تین روپیه تک کی قیمت کا موجود ہے'

کلپاک - انور پاشا ٹوپي - خاکي سبز کاهی و سیاہ رنگ کی قیمت ۴ روپیه و تین روپیه آٹھه آنه -

خـادم قوم - ایس - ایف - چشتي اینڈ کمپنی - دهلی

سول ایجنٹ براے هندوستان

فبریقه هرکه - همایونی - معمولاتی قسطنطنیه فبریقه نیشنل ایجوکیشن - ڈي تاربوش - قاهرہ مصر

اجتماعات حربیہ برطانیہ و سرویا !

پورٹ سموتھہ (ساحل برطانیہ) میں جنگي اجتماع

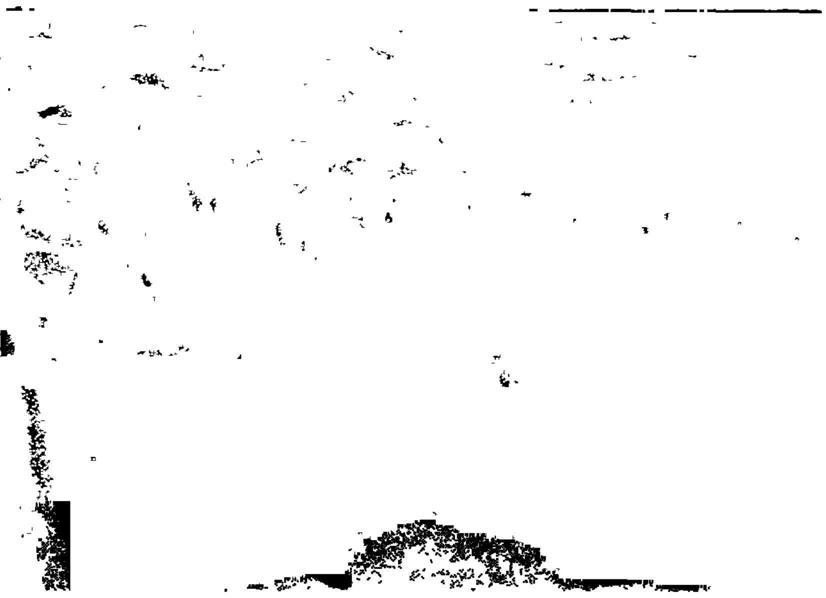

نیو سکاٹ لینڈ میں والنٹیروں کا ہجوم

بلغراد (پایہ تخت سرویا) میں قومي جوش و خروش اورعام جنگي اجتماعات کا ایک منظر !

لندن کا ایک تاریخي اجتماع احزاب و اتحاد عموم ملت !

پارلیمنٹ کے دروازے پر ہزارہا لوگ جمع ہوگئے ہیں - کچھہ دیر کے بعد مسٹر ایسکویتھ اپني مشہور پہلي تقریر جنگ کرنے والے ہیں - اسي مجمع میں تمام پارٹیوں نے اپنے اختلافات کے التوا کا اعلان کیا اور مشہور المشرست لیڈ ورڈ کارسن نے کہ بیروني دشمن کے مقابلے کیلیے ہم سب ایک ہیں -

مفت مفت مفت

ایک عجیب غریب موقعہ

اصلی چیزیں ۔ کم قیمت ۔ نایاب ۔ اسباب

۱۲ اکتوبر تک

نئے قسم کا رسٹ واچ ۔

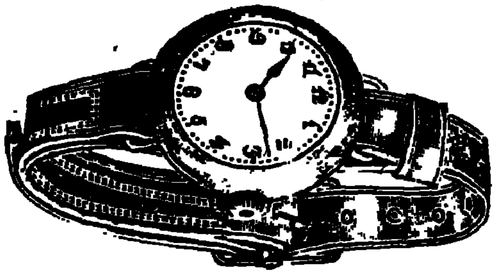

(گارنٹی ۶ سال)

نہایت خوبصورت ۔ نکل سلور کیس ۔ مضبوط کیلس چال وقت ٹھیک دینے والی ۔ چمڑہ ولایتی نہایت ملائم ۔ قیمت اصلی ۱۲ روپیہ ۔

رعایتی قیمت ۴ روپیہ ۱۴ آنہ ارک یند ایزق اسٹیل کیس ۔ ۵ روپیہ ۴ ۔ آنہ ۔

سلور کیس ۶ روپیہ عمدہ سلور کیس ۶ روپیہ ۸ آنہ سنہرا کیس ۵ روپیہ ۴ آنہ ۔

۱۴ کیرٹ ہنٹنگ واچ

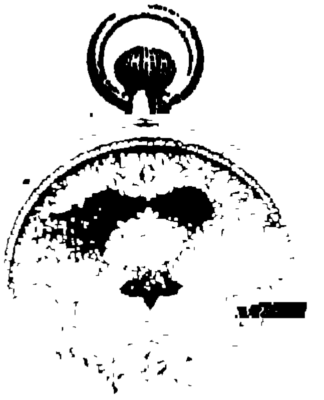

جولڈ انجن ٹرنگ کیس ۔ دیکھنے میں بہت خوبصورت ٹھیک سونے کا معلوم ہوتا ہے ۔

اصلی قیمت ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ ۔

۱۴ کیرٹ رولڈ گولڈ زر یفا لیور واچ ۔

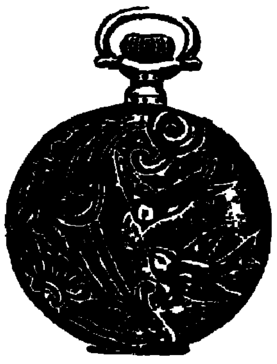

(گارنٹی ۵ سال)

دیکھنے میں قیمتی گھڑیوں کے مشابہ ہے ۔ نہایت اچھی قابل تعریف ۔

قیمت اصلی ۱۵ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ ۴ آنہ نکل رولڈ کیس ۶ روپیہ ۔

موٹر ریگولیٹ لیور واچ ۔

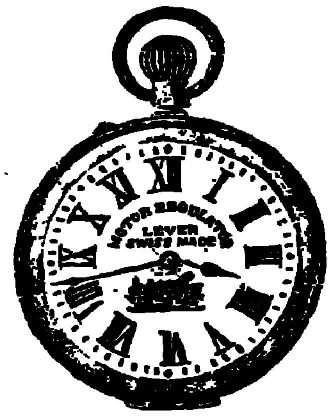

(گارنٹی ۵ سال)

ہر شخص کے لائق لیور کھلا ڈھکنا ۔ مضبوط کیلس چال ڈائل منقش درمیانہ سائز ۔ نہایت عمدہ اور ٹھیک وقت دینے والا ۔

اصلی قیمت ۱۰ روپیہ رعایتی ۳ روپیہ ۴ آنہ

سنتری ہنٹنگ واچ ۔

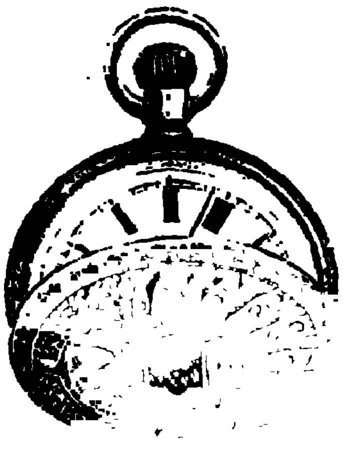

(گارنٹی ۶ سال)

نکل ہنٹنگ سائز ۱۶ ۔ سادہ ڈائل ۔ نہایت اور اچھا وقت دینے والا ۔ موٹی، سوئیاں ۔ ہزاروں گھڑیاں سال میں فروخت ہوتی ہیں ۔

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی قیمت ۵ روپیہ ۴ آنہ ۔

سنٹر سکنڈ واچ سٹاپ واچ

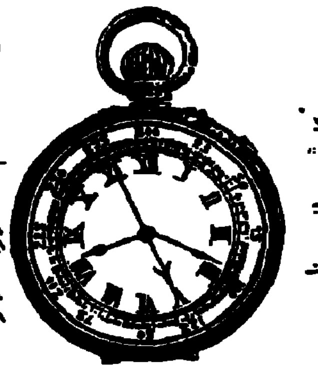

نکلس عمدہ قسم ۵ روپیہ چار آنہ ۔

گارنٹی پانچ سال

خاصکر ڈاکٹروں اور دائیوں کیلیے یہ گھڑی ایک سکنڈ کے حصہ کو بھی اچھی طرح سے بتلاتا ہے ۔ کھلا ڈھکنا ۔ چال عمدہ ۔ دیکھنے میں خوبصورت قیمت اصل ۷ روپیہ ۔ رعایتی قیمت ۳ روپیہ ۱۴ آنہ ۔

سی انڈیا واچ

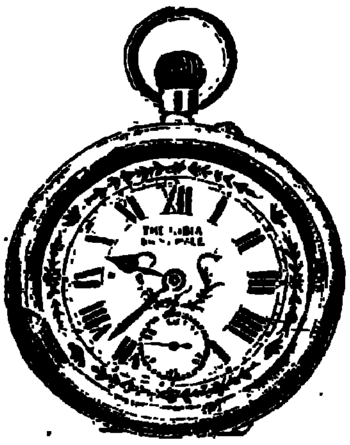

گارنٹی پانچ سال

بلکل نئے فیشن کا سلنڈر واچ کھلا ڈھکنا کی دس فانسی سکنڈ ہنڈ سوئی کے شامل ۔ نہایت سچا وقت دینے والی ۔ قیمت اصل دس روپیہ رعایتی ۳ روپیہ چودہ آنہ ۔ فینسی ڈائل ۴ روپیہ آٹھ آنہ ۔

امریکن لیور اسٹنڈرڈ واچ

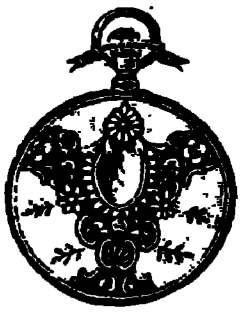

۱۴ کیرٹ گولڈ واچ

گارنٹی چھ سال

کم قیمت میں سب سے اچھا لیور واچ استعمال کے قابل یہ گھڑی پانسو روپیہ کے ساتھ اچھے عرصہ مقابلہ کرسکتی ہے ۔ کیس ۔ دیکھنے میں نہایت خوبصورت ۔

قیمت اصلی ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۹ روپیہ آٹھ آنہ ۔

لیڈی گولڈ واچ

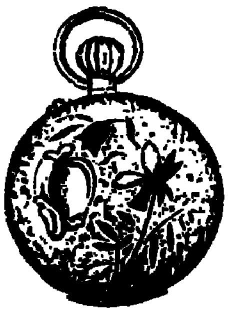

گارنٹی پانچ سال

لیڈی اور جنٹلمین کے قابل ۔ چھوٹے شکل کا دیکھنے میں خوبصورت سچا وقت دینے والی بالکل نئے فیشن کا کیس ۔

قیمت اصلی ۲۵ روپیہ رعایتی قیمت ۱۴ روپیہ آٹھ آنہ ۔ جسمیں جنٹس سائز ۲۸ روپیہ

بی ۔ اس ۔ ننکی ۔ ایلک کمپنی نمبر ۱ ۔ ۳۶ ۔ دھرمتلہ کلکتہ

مفت مفت مفت

ایک عجیب مرز۔

اصلی چیزیں - کم قیمت - نایاب - کمیاب
اصل سے آدھی اور آدھی سے چوتھائی قیمت

۳۱ اکتوبر تک

نوٹ - اس بات پر غور کیجیئے کہ ہر گھڑی کے ساتھ ایک چیز بطور تحفہ کے دی جاتی ہے اس طرح کہ
ایک گھڑی کے خریدار کو ایک جرمن سلور چین مفت
دو گھڑی کے خریدار کو ایک رولڈ گولڈ (سونا) چین مفت
تین گھڑی کے خریدار کو ایک جوڑا الکٹرک گولڈ پلیٹڈ سلف کلوزنگ اسپرنگ برسلٹ مفت ! !
اگر آپکو گھڑی پسند نہ آئے تو قیمت واپس دیجائیگی

اسپرنگ بریسلٹ واچ

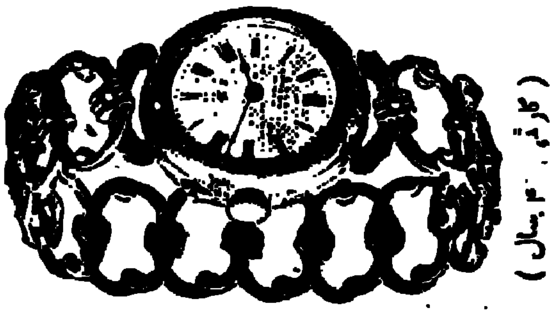

رولڈ گولڈ - گول شکل بہت دیرپا - آپ لوگ ۲۵ سیکڑے زیادہ فائدہ اٹھاویںگے اگر آپ ایک فرمایش ابھی بھیجیں

ٹھیک نقشہ کے مطابق سچے وقت دینے والی قیمت اصلی ۱۰ روپیه - رعایتی قیمت ۵ روپیه -

۳۲ پتھر والا	۹ روپیه
اسکوائر شکل	۹ روپیه
هارٹ شکل	۹ روپیه
هشت پہل	۶ روپیه

نئی وضع کا اسکوائر رسٹ واچ

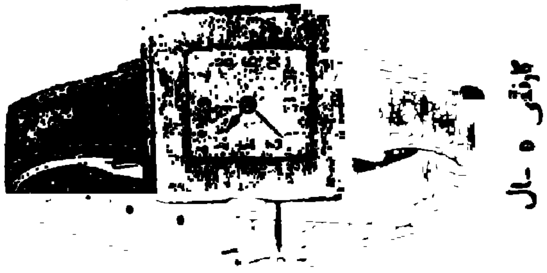

اس قسم کی گھڑیاں ابھی ابھی هندوستان میں آئی هیں - نہایت فیشن ایبل لیڈیز اور جنٹلمین کثرت سے استعمال کرتے هیں مضبوط کیس نکل کیس فینسی ڈائل - عمدہ وقت دینے والی - ٹھیک تصویر کے مطابق -

اصلی قیمت ۱۲ روپیه - رعایتی قیمت ۶ روپیه - آٹھ آنه اور کسیڈائزڈ اسٹیل کیس ۶ روپیه آٹھ آنه -

سلور کیس	۹ روپیه ۴ آنه
مادر آف پرل کیس	۹ روپیه ۸ آنه

یہ گھڑی مع چمڑہ اور باکس کے ملیگی

فلیٹ لیور واچ

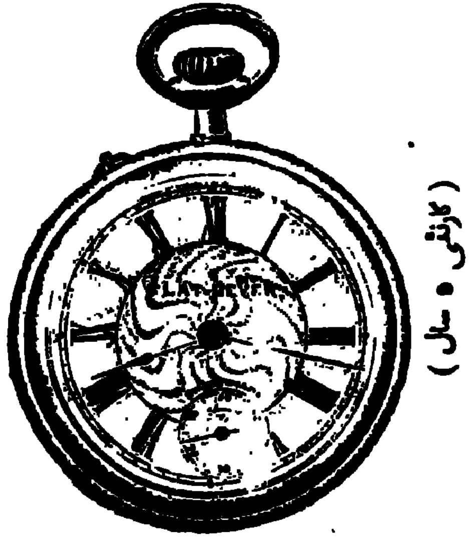

نکل کیس - کھلا ڈھکنا - سائز ۱۸ - سکنڈ کی سوئی کے شامل ایلس چابی پتھر ۳ عدد ڈائل میڈل کے - اسپاٹ کے سوئی سادہ کیس اصلی قیمت ۱۲ روپیه رعایتی ۴ روپیه ۴ آنه

نیو ڈیزائن ببل رسٹ لٹ واچ -

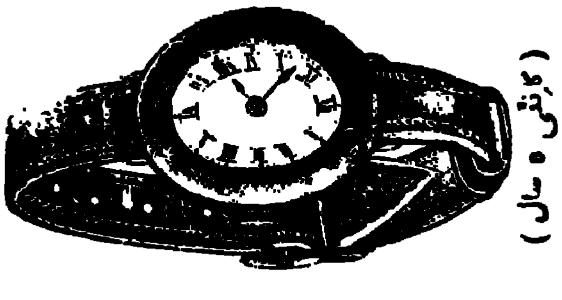

یہ رسٹ لٹ واچ بہت عمدہ ہے دیکھنے میں نہایت خوبصورت فینسی سوئیاں سچا وقت دینے والی اور جدید فیشن کا ٹھیک نقشہ کے مطابق -

قیمت اصلی ۱۲ روپیه رعایتی قیمت ۷ روپیه -

نکل کیس	۷ روپیه ۴ آنه
سنہری کیس	۶ روپیه ۱۴ آنه
سیاہ اوکیڈائزڈ کیس	۶ روپیه ۸ آنه
فائن سل کیس	۹ روپیه ۸ آنه

میٹال هنٹنگ واچ

(گارنٹی ۶ سال)

وائٹ میٹل هنٹنگ ۱۶ سائز - کی وینڈنگ هاف پلیٹ - گولڈ گلٹ مور منٹ سیلنڈر اسکیپمنٹ - ایک نہایت خوبصورت گھڑی -

اصلی قیمت ۱۵ روپیه - رعایتی ۵ روپیه هاف هنٹنگ - چھ روپیه آٹھ آنه -

اسکوا واچ

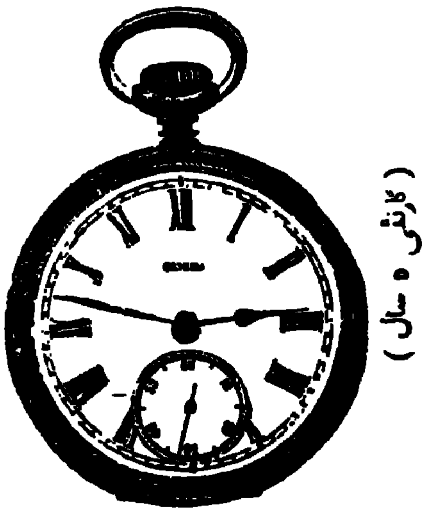

پتلی چپٹی شکل کی گھڑی جنٹلمین سائز - پتھر ۴ عدد دیکھنے میں نہایت خوبصورت اور سچا وقت دینے والی -

اصلی قیمت ۸ روپیه - رعایتی ۴ روپیه ۸ آنه -

بی - اس - نندی - اینڈ کمپنی نمبر ۱ - ۳۴ - دھرمتلہ کلکتہ

حکمت بالغہ ! حکمت بالغہ !

مولوي احمد مکرم صاحب عباسي چريا کوٹي نے ایک نہایت مفید سلسلہ جدید تصنیفات و تالیفات کا قائم کیا ہے - مولوي صاحب کا مقصود یہ ہے کہ قران مجید کے کلام الہي ہونے کے متعلق آجتک جس قدر دلائل قائم کیے گئے ہیں اُن سب کو ایک جگہہ مرتب و مدون کردیا جاے - اس سلسلہ کي ایک کتاب موسوم بہ حکمۃ بالغہ تین جلدوں میں چھپ کر تیار ہو چکي ہے -

پہلي جلد کے چار حصے ہیں - پہلے حصے میں قران مجید کي پوري تاریخ ہے جو اتقان في علوم القران علامۂ سیوطي کے ایک بڑے حصہ کا خلاصہ ہے - دوسرے حصہ میں تواتر قرآن کي بحث ہے ' اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا ' وہ بغیر کسي تحریف یا کمي بیشي کے ویسا هي موجود ہے ' جیسا کہ نزول کے وقت تھا ' اور یہ مسئلہ کل فرقہاے اسلامي کا مسلمہ ہے - تیسرے حصہ میں قرآن کے اسماء و صفات کے نہایت مبسوط مباحث ہیں - جن میں ضمنا بہت سے علمي مضامین پر معرکۃ الآرا بحثیں ہیں - چوتھے حصے سے اصل کتاب شروع ہوتي ہے - اس میں چند مقدمات اور قرآن مجید کي ایک سو پیشین گوئیاں ہیں جو پوري ہو چکي ہیں - پیشین گوئیوں کے ضمن میں علم کلام کے بہت سے مسائل حل کئے گئے ہیں ' اور فلسفۂ جدیدہ جو نئے اعتراضات قرآن مجید اور اسلام پر کرتا ہے ان پر تفصیلي بحث کي گئي ہے -

دوسري جلد ایک مقدمہ اور دو بابوں پر مشتمل ہے - مقدمہ میں نبوت کي مکمل اور نہایت محققانہ تعریف کي گئي ہے - آنحضرت صلعم کي نبوت سے بحث کرتے ہوے آیۃ خاتم النبیین کي عالمانہ تفسیر کي ہے - پہلے باب میں رسول عربي صلعم کي ان معرکۃ الآرا پیشین گوئیوں کو مرتب کیا ہے ' جو کتب احادیث کي تدوین کے بعد پوري ہوئي ہیں ' اور اب تک پوري ہوتي جاتي ہیں - دوسرے باب میں ان پیشین گوئیوں کو لکھا ہے ' جو تدوین کتب احادیث سے پہلے ہو چکي ہیں - اس باب سے آنحضرت صلعم کي صداقت پوري طور سے ثابت ہوتي ہے -

تیسري جلد - اس جلد میں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے یورپ کے مستند اقوال سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم امي تھے ' اور آپ کو لکھنا پڑھنا کچھہ نہیں آتا تھا - قران مجید کے کلام الہي ہونے کي نو عقلي دلیلیں لکھي ہیں - یہ عظیم الشان کتاب ایسے پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مذہب اسلام پر نکتہ چیني ہو رهي ہے ' ایک عمدہ هادي اور رہبر کا کام دیگي - عبارت نہایت سلیس اور دل چسپ ہے ' اور زبان اردو میں اس کتاب سے ایک بہت قابل قدر اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر سہ جلد (۱۰۶۴) لکھائي چھپائي و کاغذ عمدہ ہے - قیمت ۵ روپیہ •

نعمت عظمی ! نعمت عظمی !

امام عبد الوهاب شعراني کا نام نامي همیشہ اسلامي دنیا میں مشہور رہا ہے - آپ دسویں صدي هجري کے مشہور ولي ہیں - لواقح الانوار صوفیاے کرام کا ایک مشہور تذکرہ آپ کي تصنیف ہے - اس تذکرہ میں اولیاء - فقراء اور مجاذیب کے احوال و اقوال اس طرح پر کانٹ چھانٹ کے جمع کئے ہیں کہ ان کے مطالعہ سے اصلاح حال ہو اور عادات و اخلاق درست ہوں اور صوفیاے کرام کے بارے میں انسان سوء ظن سے محفوظ رہے - یہ لا جواب کتاب عربي زبان میں تھي - همارے محترم دوست مولوي سید عبدالغني صاحب وارثي نے جو اعلی درجہ کے ادیب ہیں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپي رکھتے ہیں اس کتاب کا ترجمہ نعمت عظمی کے نام سے کیا ہے - اس کے چھپنے سے اردو زبان میں ایک قیمتي اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر دو جلد (۷۲۶) خوشخط کاغذ اعلی قیمت ۵ روپیہ •

مشاهیر الاسلام ! مشاهیر الاسلام ! !

یعنے اردو ترجمہ وفیات الاعیان مترجمہ مولوي عبد الغفور خاں صاحب رامپوري ' جس میں پہلي صدي هجري کے اواسط ایام سے ساتویں صدي هجري کے خاتمہ تک دنیاے اسلام کے بڑے بڑے علماء فقہا قضاۃ شعراء متکلمین نحویین لغویین منجمین مہندسین مورخین محدثین زهاد عباد امراء فقراء حکماء اطبا سلاطین مجتہدین و صناع و مغنیین وغیرہ ہر قسم کے اکابر و اهل کمال کا مبسوط و مفصل تذکرہ -

جسے بقول (موسیودي سیلن)

" اهل اسلام کي تاریخ معاشرتي و علمي کي واقفیت کے واسطے اهل علم همیشہ سے بہت هي قدر کي نگاہوں سے دیکھتے آئے ہیں

یہ کتاب اصل عربي سے ترجمہ کي گئي ہے ' لیکن مترجم صاحب ممدوح نے ترجمہ کرتے وقت اس کے اس انگریزي ترجمہ کو بھي پیش نظر رکھا ہے ' جسے موسیودي سیلن نے سنہ ۱۸۴۲ع میں شائع کیا تھا - سواے اس کے اصل کتاب پر تاریخ ' تراجم ' جغرافیہ ' لغت ' انساب اور دیگر مسائل دیني کے متعلق کثیر التعداد حواشي اضافہ کئے ہیں - اس تقریب سے اس میں کئي هزار اماکن و بقاع اور قبائل و رجال کا تذکرہ بھي شامل ہوگیا ہے - علاوہ بریں فاضل مترجم نے انگریزي مترجم موسیودي سیلن کے وہ قیمتي نوٹ بھي اردو ترجمہ میں ضم کردے ہیں جن کي وجہ سے کتاب اصل عربي سے بھي زیادہ مفید ہوگئي ہے - موسیودي سیلن نے اپنے انگریزي ترجمۂ میں تین نہایت کارآمد اور مفید دیباچے لکھے ہیں مشاهیر الاسلام کي پہلي جلد کي ابتدا میں ان کا اردو ترجمہ بھي شریک کردیا گیا ہے - اس کتاب کي دو جلدیں نہایت اهتمام کے ساتھہ مطبع مفید علم آگرہ میں چھپوائي گئي ہیں ' باقي زیر طبع ہیں - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۴) مآثر الکرام یعنے حسان الہند مولانا میر غلام علي آزاد بلگرامي کا مشہور تذکرہ مشتمل بر حالات صوفیاے کرام و علماے عظام - صفحات ۳۳۸ مطبوعہ مطبع مفید علم آگرہ خوشخط قیمت ۲ روپیہ -

تمدن هند ! تمدن هند ! !

یعنے شمس العلما مولانا سید علي بلگرامي مرحوم کي مشہور کتاب جس کا غلغلہ چار سال سے کل هندوستان میں گونج رہا تھا آخر کار چھپ کر تیار ہوگئي ہے - علاوہ معنوي خوبیوں کے لکھائي چھپائي خط ' کاغذ ' تصاویر ' جلد مثل تمدن عرب کے قیمت ...... (۵۰) روپیہ -

(۵) صنمخانۂ عشق - یعني حضرت امیر مینائي کا مشہور دیوان بار سوم چھپ کر تیار ہوگیا ہے - قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ -

(۶) قرآن السعدین یعني تذکیر و تانیث کے متعلق ایک نہایت مفید رسالہ جس میں کئي هزار الفاظ کي تذکیر و تانیث بتائي گئي ہے ' قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

(۷) فہرست کتب خانہ آصفیہ - جس میں کئي هزار کتب قلمیہ و مطبوعہ اور نیز مصنفین کا نام درج ہے - جو حضرات کتب خانہ جمع کرنا چاہیں اُن کو یہ فہرست چراغ هدایت کا کام دے گي - صفحات (۵۰۰) قیمت ۲ روپیہ -

(۸) تمدن عرب - قیمت سابق ۵۰ روپیہ قیمت حال ۴۰ روپیہ (۹) فغان ایران - مارگن شوسٹر کي مشہور کتاب کا ترجمہ صفحات ۴۹۲ مع ۲۱ عدد تصاویر عکسي عمدہ جلد اعلی - قیمت ۵ روپیہ -

(۱۰) قواعد العروض - مولانا غلام حسین قدر بلگرامي کي مشہور کتاب - عربي فارسي میں بھي اس فن کي ایسي جامع کوئي کتاب نہیں ہے - صفحات ۴۷۴ قیمت سابق ۴ روپیہ - حال ۲ روپیہ -

(۱۱) - میڈیکل جیورس پروڈنس - مولانا سید علي بلگرامي مرحوم کي مشہور کتاب قیمت سابق ۹ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۲) علم اصول قانون - یعنے سر ڈبلیو - ایچ ریٹگن کي کتاب کا ترجمہ صفحات (۸۰۸) قیمت ۸ روپیہ -

(۱۳) تحقیق الجہاد - مصنفۂ نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ الدین حصہ دوم - مسئلہ جہاد کے متعلق کل دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتي - صفحات ۴۱۲ - قیمت ۳ روپیہ -

(۱۴) شرح دیوان غالب اردو - تصنیف مولوي علي حیدر صاحب طبا طبائي صفحات ۳۴۸ قیمت ۲ روپیہ -

(۱۵) داستان ترکتازان هند - کل سلاطین دهلي کي ایک جامع و مفصل تاریخ ۵ جلد صفحات ۲۶۵۶ قیمت سابق ۲۰ روپیہ قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۶) معرکہ مذهب و سائنس - ڈریپر کي مشہور عالم کتاب مترجمہ مولوي ظفر علي خاں صاحب بي - اے - قیمت ۴ روپیہ -

(۱۷) مآثر الکرام - مشتمل بر حالات صوفیاے کرام تصنیف میر غلام علي آزاد بلگرامي - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۸) تیسیر القاري ترجمہ صحیح بخاري اردو - حامل المتن صفحات (۳۷۵۰) نہایت خوشخط کاغذ اعلی قیمت ۲۰ روپیہ -

نوٹ — ایک روپیہ فی جلد کے حساب سے ہر کتاب کي جلد همارے پاس تیار ہو سکتي ہے - جس پر کتاب کا اور مالک کا نام منقش ہوگا -

المشتہر عبد اللہ خاں بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

تاریخ ہندوستان

آثار مطبوعات قدیمۂ ہند

ترجمہ فارسی " ہسٹری آف انڈیا " مصنفہ مسٹر جان مارشمن
مطبوعۂ قدیم کلکتہ سنہ ۱۸۵۹

(۱) ہندوستان کے تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاہ محنتیں کی ہیں ان میں مسٹر سی - جان مارشمن (C. Jahan Marshman.) کا نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ اسکا نہایت سلیس و فصیح فارسی ترجمہ لارڈ ایلنبرو کے زمانے میں مولوی عبد الرحیم گورکھپوری نے کیا تھا ' اور بحکم لارڈ مذکور پرنس بہرام شاہ نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اہتمام و تکلف سے طبع کرایا تھا - کچھہ نسخے فروخت ہوے اور کچھہ گورنمنٹ نے لے لیے اور عام طور پر اشاعت اسکی نہ ہوئی -

اس کتاب کی ایک بڑی خوبی اسکی خاص طرح کی چھپائی بھی ہے - یعنے چھپی تو ہے ٹائپ میں لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا ہے - بہتر سے بہتر نمونہ اگر نستعلیق ٹائپ کا ابتک کوئی ہے تو یہی ہے - کاغذ بھی نہایت اعلی درجہ کا لگایا گیا ہے - علاوہ مقدمہ و فہرست کے اصلی کتاب ۶۰۴ صفحوں میں ختم ہوئی ہے -

قیمت مجلد ۳ - روپیہ - ۸ آنہ - غیر مجلد ۳ - روپیہ -
تمام درخواستیں : " مینیجر الہلال کلکتہ " کے نام آئیں -

شہبال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا ہے - ادبی - سیاسی - علمی اور سائنٹفک مضامین سے پر ہے - گرافک کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائی اور بہترین ٹائپ کا نمونہ - اگر ترکوں کے انقلاب کی زندہ تصویر دیکھنی منظور ہو تو شہبال ضرور منگائیے - ملنے کا پتہ :

پوسٹ آفس مرغ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۳

Constantinople - استامبول

S. C. MITRA & CO
کارخانہ
NARIKEL BAGAN LANE
CALCUTTA.

ہاف ٹون - لائن - رنگین بلاک کیواسطے

کارخانے کی خصوصیات

(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا (۲) کم قیمت

(۳) ہر قسم اور ہر طرح کی خواہش کی پوری طرح تعمیل کرنا

المشتہر ایس سی مترا اینڈ کو نمبر ۱۰ نارکل بگان لین کلکتہ

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو بنگلہ گجراتی اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

منیجر

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھائے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا امتحاناً مفت دی جاتی ہے بیرونجات کیلئے ہر دوا کا نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا **جواہر نور العین** جس روپے ماشہ والا خالص ہیرہ بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کرسکتا - دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں دھندلے یعنی گگرے - پھولہ - ناخنہ - پڑبال - ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے - عینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ ووہ خاص عللہ درجہ اعلےٰ للعہ درجہ اول عا

جوبن شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلےٰ اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیر و جوان کی ہر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کرکے اعلےٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عہ

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی اٹھ روپیہ عہ

اکسیر بہرہ پن برسوں کا بہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت ہر ذرہ

ایک لمحہ میں درد دور کرنے والا **طلسم شفا** ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچھو کے ڈنگ اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سیکنڈ میں دور قیمت عہ

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی - عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قائم رکھتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

سندات جواہر نور العین (۱) مسٹر میکے صاحب چیف افسر واٹیورا - جواہر نور العین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع ہو گیا - (۲) مسٹر رستم جی نرام جی مرچنٹ مقام وارنگل میں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولہ بالکل دور ہوگیا - ایسی عجیب دوا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے لفظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب لنڈی مجھے بچپن سے رتوندہی (شبکوری) کا مرض تھا بہت سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نور العین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہوگئی - +

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق میرین سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
حال پروپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

12

مشاهیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۳) حضرت محبوب الہی صلے الله علیه ۰ آنه رعایتی ۳ پیسه (۴) حضرت خواجه حافظ شیرازی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۵) حضرت خواجه شاه سلیمان تونسوی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۱۰) حضرت عبد الله بن عمر ۳ آنه رعایتی ۱ آنه [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۱۲] حضرت خواجه حسن بصری ۳ آنه رعایتی ۱ آنه [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۱۴] حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۱۵) حضرت شیخ سعدی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۱۷) حضرت امام جعفر ۵ آنه رعایتی ۲ آنه (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۳ آنه رعایتی ۹ پیسه (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنه (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۲۴) حضرت شہباز رحمة الله علیه ۵ آنه رعایتی ۲ آنه (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنه رعایتی ۲ آنه (۲۶) حضرت شبلی رحمة الله ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۲۷] لیلی معظم ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۳۰] حضرت ابو نجیب سہروردی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنه رعایتی ۲ آنه [۳۲] حضرت امام غزالی ۹ آنه رعایتی ۲ آنه ۲ پیسه [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنه رعایتی ۲ آنه [۳۴] حضرت امام حنبل ۳ آنه رعایتی ۹ پیسه [۳۵] حضرت امام شافعی ۲ آنه رعایتی ۱۰ پیسه [۳۶] حضرت امام [illegible] ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۳۷] حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنه رعایتی ۲ آنه (۳۸) حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۳۹) حضرت خواجه معین الدین چشتی ۵ آنه رعایتی ۲ آنه (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنه رعایتی ۲ آنه۔ سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحه کی قیمت یکجا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیه ۸ آنه۔ (۴۰) ونائن پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ آنه رعایتی ۹ آنه (۴۱) آئینه خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنه رعایتی ۲ آنه۔ [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ آنه رعایتی ۹ آنه۔ [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۹ آنه رعایتی ۳ آنه۔ طلب فرمائیں کی فہرست میں بڑی رعایت ہے۔ [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیه ۸ آنه [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمه ڈیڑھ ہزار صفحه پر تصوف کی لاجواب کتاب ۱ روپیه ۷ آنه [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے مشہور ملفوظات کے باتصویر حالات زندگی معه انکے سینه به سینه اور صدری مہمات کے جو انکی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں۔ اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور ان خریداروں کے جو نسخوں کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھدئے ہیں۔ علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھه روپیه ہے اور رعایتی ۳ روپیه ۸ آنه [۴۸] الجواہر اس کا مواد مرض کی تفصیل تشخیص اور علاج ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۵۰) اکاش نیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیه [۱۵] اصلی کیمیا گری یه کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسه۔ جسته بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیه ۸ آنه

حرم مدینه منوره کا سطحی خاکه

حرم مدینه منوره کا سطحی خاکه یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیر نے موقعه کی پیمائش سے بنایا ہے۔ نہایت دلفریب متبرک اور روغنی معه رول رکھوا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیه۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پته — منیجر رساله صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

واٹر بری کا تیار کیا ہوا خوشگوار مچھلی کا تیل

SHAKE WELL
Waterbury's Compound with Creosote and Guaiacol
ALCOHOL 11%
Made from
Cod Liver Oil
Digestive Ferments
Malt Extract
Hypophosphites Comp.
Special
Ext. Cherry. Eucalyptus.
Aromatics, Etc.
WATERBURY CHEMICAL CO.
SERIAL No. 185
Waterbury's Compound PLAIN
ALCOHOL 11%
Made from
Cod Liver Oil
Digestive Ferments
Malt Extract
Hypophosphites Comp.
Special
Ext. Cherry. Eucalyptus.
Aromatics, Etc.
WATERBURY CHEMICAL CO.
SERIAL No. 185

ترکیب سے تیار کیا ہوا مزہ دار مچھلی کا تیل

ڈھیلے اور کمزور رگ و پٹھه کو طاقتور بنانے اور پھیپڑا کی بیماری اور کھانسی و زکام سے خراب ہونے والے جسم کو درست کرنے کے لئے "کاڈ لیور وائل کمپاؤنڈ" یعنی ہمارے یہاں کے تیار کیے ہوئے مچھلی کے تیل سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔

ایک بڑی خرابی مچھلی کے تیلوں میں یه ہے که اس سے اکثر لوگوں کو متلی پیدا ہوتی ہے اور کبھی کم مقدار کا ایک خوراک بھی کھانا ناممکن ہو جاتا ہے

واٹر بری کی کمپاونڈ یعنی مرکب دوا جسکے بنانے کا طریقه یه ہے که ناروے ملک کی "کاڈ" مچھلی سے تیل نکالکر خاص ترکیب سے اسکے مزہ اور بو کو دور کرکے اسکو "مالٹ ایکسٹراکٹ" و "ہائپو فاسفائٹس" و "گلیسرین" و "اورمٹکس" (خوشبو دار چیزیں) اور پھر "کریوسوٹ" اور "گوئیا کول" کے ساتھه ملانے سے یه مشکل حل ہو جاتی ہے۔ کیونکه "کاڈ لیور وائل" کو اس ترکیب سے بنانے کے سبب سے نه صرف اسکی بدمزگی دور ہوگئی ہے بلکه وہ مزہ دار ہوگیا ہے اور اس سے پھرتی اور بشاشی ہوتی ہے مگر یه مرکب دوا "کاڈ لیور وائل" کے عمدہ فائدہ کو نہیں روکتی ہے۔ اسکو بہت عمدہ طور سے بنایا گیا ہے۔ اور اسکو جاننے والے اور استعمال کرنیوالے لوگ خوب پسند کرتے ہیں۔ اگر تمہارا جسم شکسته اور رگ و پٹھے کمزور ہو جائیں جنکا درست کرنا تمہارے لئے ضروری ہو۔ اور اگر تمہاری طاقت زائل ہو رہے اور تمکو بہت دنوں سے شدت کی کھانسی ہوگئی ہو اور سخت زکام ہوگیا ہو جس سے تمہارے جسم کی طاقت اور اعضاے رئیسه کی قوت نقصان ہوجانے کا ڈر ہے۔ ان حالتوں میں اگر تم پھر قوت حاصل کرنے چاہتے ہو تو ضرور واٹر بری کا مرکب "کاڈ لیور وائل" استعمال کرو۔ اور یه اون تمام دواؤں سے جنکو ہم اپنے خریداروں کے سامنے پیش کرسکتے ہیں کہیں بہتر ہے۔ یه دوا ہر طرحسے بہت ہی اچھی ہے۔ یه دوا پانی و دودھه وغیرہ کے ساتھه کھلجاتی ہے اور خوش مزہ ہونیکے سبب لڑکے اور عورتیں اسکو بہت پسند کرتے ہیں۔ نسخه کو بوتل پر لکھه دیا گیا ہے۔ قیمت بڑی بوتل تین روپیه اور چھوٹی بوتل ڈیڑھ روپیه۔

"واٹر بری" کا نام یاد رکھیے
یه سب دوا نیچے لکھے ہوے پته پر ملتی ہے:—
ایچ تامس - عبد الغنی کولوٹوله اسٹریٹ کلکته

روغن بیگم بہــــار

حضــرات اهلکار ' امراض دماغي کے مبتلــا وگرفتار' ولا' طلبه' مدرسین' معلمین' مولفین' مصنفین' کیخدمت میں التماس ہے که یه روغن جســکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابهی دیکها اور پڑها ہے' ایک عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بہتیرے مفید ادویه اور اعلی درجه کے مقوي روغنوں سے مرکب کرکے تیار کیا گیا ہے ' جسکا اصلي ماخذ اطباے یوناني کا قدیم مجرب نسخه ہے' اسکے متعلق اصلي تعریف بهي قبل از امتحــان و پیش از تجربه مبــالغه سمجهی جا سکتي ہے- صرف ایک شیشي ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا ہے که آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹري کبیراجي تیل نکلے هیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بهي کرتے هیں آیا یه یوناني روغن بیگم بهار امراض دماغي کے لیے بمقــابله تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمــات کے بالونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبو دار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکهتا ہے - اکثر دماغي امراض کبهي غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبهي شدت حرارت کے باعث اور کبهي کثرت مشاغل اور مصلحت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں ' اسلیے اس روغن بیگم بهار میں زیاده تر اعتدال کي رعایت رکهي گئي ہے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هو مرطوب و مقوي دماغ هونیکے علاوه اسکے دلفریب تازه پهولوں کي خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا ' اسکي بو غسل کے بعد بهي ضائع نہیں هوگي - قیمت فی شیشی ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

بتّیکا

بادشاه و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي باعث یوناني مڈیکل سائنس کي ایک نمایاں کامیابي یعنی -

بتّیکا ـــــ کے خواص بہت هیں ' جن میں خاص خاص باتیں عمر کي زیادتي ' جواني دائمي ' اور جسم کي راحت ہے' ایک گهنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه آپ آزمایش کي ضرورت ہے -

دوا نرنجي تیله اور پرلیهر انجهی تیلا - اس دوا کو میں نے اپنا و اجداد سے پایا جو شہنشاه مغلیه کے حکیم تهے - یه دوا فقط همکو معلوم ہے اور کسي کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بهیجي جائیگي -

" ہلنگر فل کالیهو " کو بهي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیه باره آنه -

مسک پلس اور الکٹریک دیگر برسٹ پانچ روپیه باره آنه محصول ڈاک ۹ آنه -

یوناني لسٹ بازار کا سامپل یعني سر ۴ دره کي دوا مفت بر مفت بهیجي جاتي ہے - فوراً لکهیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچهوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

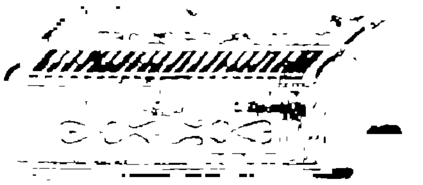

همارا سي موهني فلوٹ هارمونیم سرپلا فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں دي جاویگي یه سالی اپ لکڑي کي بني ہے جس سے آواز بہت هي عمده اور بہت دیر تک قائم رهنے والي ہے -

سنگل ریڈ قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۵ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۹۰ - ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه ہے آرڈر کے همراه ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیتپور روڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10 /3 Lover Chitpur Road
Calcutta

انندا فلوٹ هارمونیم

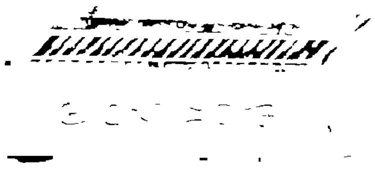

اسکے مقابله میں تمام هرمونیم بیکار هیں اسلیے انڈین اینکزي بیشن سنه ۱۹۰۰ میں گولڈ میڈل حاصل کي ہے - اسکے آگے زیاده تعریف کی کونسی ضرورت ہے -

گارنٹي تین ۳ سال -

اکٹو سنگل سٹ رتمي ٹوپي قیمت ۱۵ - ۱۷ - ۲۰ روپیه " " ڈبل " " - قیمت ۲۷ - ۳۰ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه پانچ روپیه پیشگي آنا چاهیے -

A. P. Day and co.
22/1 Budhoo Ostagar Lane,
Calcutta.

عـــلاج بواسیر

داخلي - خارجي - خوني وغیره کیسا هي هو' اسکے استعمال سے کلي آرام هوجاتا ہے قیمت في شیشي چار روپیه -

سفید داغ کا لا جواب علاج

بدن میں کیساهي سفید داغ کیوں نهو اسکے استعمال سے بالکل آرام هوجاتا ہے - قیمت في شیشي چار روپیه -

White & 50 Tollygunge
Calcutta

استرہ کی ضرورت نہین

ڈولٹرو صاحب کا هیر ڈیلي ٹري لگا لیجیے اور ایک منٹ میں بالوں کو صاف کرلیجیے في شیشي چهه آنه تین شیشي ایک روپیه -

پهـــول رانی

نہایت خوشبودار روغــن پهول ہے جسکے استعمال سے دل و دماغ تازه رهتا ہے اسطرحکا روغن ابتــک کسي نے ایجاد نہیں کیا -

قیمت في شیشي باره آنــه ایک درجن سات روپیه آٹهه آنــه -

Maithra & Co 1-1 Tarak Chatterjee Lane,
Calcutta.

اصلی مکــر دهج

جوکه خاص طــلا سے بنایا گیا ہے یه دوا خون کو صاف کرتا ہے بدن کو قوت بخشتا ہے' ناتوانوں کو توانا کردیتا ہے -

مرد و عورت دونوں کے استعمال کے لایق ہے - قیمت نمبر ۱ ایک توله پچاس روپیه نمبر ۲ " " بتیس ۳۲ روپیه

۱/۲ سے کم درخواست نہیں آنا چاهیے -

Imperial Depot.
60 Srigopal Mullik Lane
Bow Bazar Calcutta

سنـکاری فلوٹ

تین سال کي گارنٹي

بہترین اور سریلي آواز کی هارمونیم سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه

اسکے ماسوا هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یہاں موجود ہے -

هر فرمایش کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day.
24/1 Harkata Lane,
Calcutta.

مفت ! مفت !

ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسمانی و زندگاني کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy
30/2 Harrison Road
Calcutta.

بچاس برس سے سارے ہندوستان میں مشہور ہے
اور دوائیاں ہر جگہ دوکانداروں اور
دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن کا

بنایا ہوا

لال شربت ! لال شربت ! !

بچوں کیلیے ایک ہی دوا ہے - ماں جیسا میٹھا میٹھا لال شربت -

شیر خوار بچے کو اکثر بدہضمی رہتی ہے - دودھ پیتے ہی قے کردیتے ہیں - پاخانہ کبھی سخت اور کبھی پتلا ہوتا ہے پیٹ اونچا ہوجاتا ہے ہاتھ پاؤں لاغر ہوجاتے ہیں - دانت وقت پر نہیں نکلتے ہیں غذا جزو بدن نہیں ہوتا - ان سب وجوہات سے لڑکے ہمیشہ کیواسطے کمزور ہوجاتے ہیں - ایسے حالت میں لال شربت کے استعمال سے کوئی شکایت نہیں ہونے پاتی اور ہمیشہ کے واسطے لڑکے چست و چالاک رہتے ہیں - بچے کو دودھ کم ہوتا ہو طبیعت سست رہتی ہو بخار آتا ہو غذا ہضم نہ ہوتی ہو تو لال شربت استعمال کرنیسے لاغری جاتی رہیگی دودھ زیادہ ہوگا اور بچے خوشحال رہینگے - پوری حالت فہرست جسمیں جنتری اور سارٹیفکٹ درج ہیں منگواکر دیکھیے - قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۴ آنہ تین شیشی کے لیے ۲ روپیہ - محصول ۱۰ آنہ ادویات ہر جگہ دوکانداروں یا دوا فروشوں سے ملسکتی ہے ورنہ کارخانہ سے طلب کیجیے -

بچاس برس سے سارے ہندوستان میں مشہور ہے
اور دوائیاں بچے سے ضعیف تک کو یکساں
فائدہ کرتی ہیں -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن - نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
موہنی کسم تیل
بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں ' اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے ' اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو ملاکر "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے ' بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے ' اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے - .

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیم ہی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہملے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کرچکے ہیں تا کہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں ' اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو ' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہو گئی ہوں ' اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے - نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں .

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر و ہول پروپرائٹر
ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

حسبنا الله و نعم الوکیل

ٹرکش سلطانه هیئرڈائی کمپنی

خضاب استمبولي

جسے تمام عالم نے ٹرکش امپیریل هیرڈائی" کا لقب عطا فرمایا هے - یه بد ضرر بلا داغ جلد بلاے بولي نا گوار بلکه فرحت افزاے دل و جان عطر بار خوشبو دار خضاب کمیاب هے - سهولت کے ساتهه ۲ - ۳ قطره برش یا انگلی سے لگا لیجیے اور چند منٹ میں بالونکو سیاه نما بنالیجیے ایک شیشي برسونکے لیے کافي هے - قیمت فی شیشی کلاں تین روپیه - شیشی خرد دو روپیه -

سارٹیفکٹ - ڈاکٹران ای - ڈي - صاحب ال - ار سي - پي - ایس ایڈنبرا مقیم نمبر ۱۰۳ رپن اسٹریٹ کلکته تحریر فرماتے هیں واقعي یه ایک تحفه بیش بہا کمیاب بلکه نایاب استمبولی خضاب دنداري خضابوں میں اعلی و یکتا هے ' بیشک یه روسا امرا راجگان اور نوابونکے استعمال کے قابل قدر هے - اسکي جسقدر تعریف کي جاے بجا هے -

سول ایجنٹ - رجبی اینڈ کو منیجر ڈاکٹر عزیز الرحمن
نمبر ۱۵ مومن پور روڈ خضر پور کلکته
No. 1Mominpure Road Khidderpur Calcutta.

پوپن ٹائین

یک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ' یه دوا یک ضعافي شکایتونکو دفع کرتی هے - پژمرده دلونکو تازه کرتي هے - یه ایک نہایت موثر ٹانک هے جوکه یکساں مرد اور عورت استعمال کرسکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پہونچتی هے - هسٹریه وغیره کو بهی مفید هے چالیس گولیوکی بکس کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایک بار کي دفع هو جاتي هے - اس کے استعمال کرتے هی آپ فائده محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

هائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رها -

یه دوا آب نزول اور فیل پا وغیره کے واسطے نہایت مفید ثابت هوا هے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل هوتی هے -

ایک ماه کے استعمال سے یه امراض بالکل دفع هو جاتی هے قیمت دس روپیه اور دس دنکی دوا کی قیمت چار روپیه -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - یا اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور ثمره زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے هیں - "میںنے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي کوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں : - "نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بہت نفع بخش پایا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈي - ایم - ڈي (برن) بي - ایس سي - (لنڈن) سینٹ جارج اسپتال ارکار کاڈي بمبئي فرماتي هیں :- "اوبهرالین جسکو که میںنے استعمال کیا هے " زنانه شکایتوں کیلیے بہت عمده اور کامیاب دوا هے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه ' ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co Chemists, Kalighat Calcutta,

هر فرمایش میں الهلال کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ آف لنڈن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدونمیں هے ابهي چهپ کے نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه ' تهوڑي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۴۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں ۱۰ روپیه میں وي - پي - اور ایک روپیه ۱۴ آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بهو بازار - کلکته
Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت

ایک مہینه کے لیے رعایت تین دنکے اندر زر واپس اگر ناپسند هوے -

سائز فاکس فلوٹ هارمونیم جسکي دهیمي اور میٹهي آواز بنگالي اور هندوستانی موسیقي سے خاص مناسبت هے - شیشم کي لکڑی سے بني هوئي ' اور نہایت عمده رنگ - تین برسکي گارنٹي - قیمت سنگل ریڈ ۳۸ ' ۴۴ ' اور ۵۰ روپیه - حال - ۱۹ ' ۲۲ ' ۲۵ روپیه - ڈبل ریڈ ۶۰ ' ۷۰ ' ۸۰ ' ۹۰ روپیه - حال ۳۰ ' ۳۵ ' ۴۰ ' ۴۵ روپیه پیشگي ۵ روپیه -

نیشنل هارمونیم کمپني - ڈاکخانه سمله A - کلکته

National Harmonium Co. P. O. Simla A. Calcutta

ایک بولنے والي جڑی

اگر آپ اپنے لا علاج مرضوں کي وجه سے مایوس هوگئے هوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوباره زندگی حاصل کریں - یه جڑي مثل جادو کے اثر دیکهاتي هے - بیس برس سے یه جڑي مندرجه ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکها رهی هے -

ضعف معده ' گراني شکم ' ضعف باه تکلیف کے ساتهه ماهوار جاري هونا - هر قسم کا ضعف خواه اعصابي هو یا دماغی ' آب نزول وغیره -

جڑي کو صرف کمر میں باندهي جاتی هے - قیمت ایک روپیه ۸ آنه

ایس - سی - هر - نمبر ۲۹۵ اپر چیتپور روڈ - کلکته
S. C. HAR 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هرقسم کا جنون خواه نیلي جنون ' مرگی والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابی و مرضی جنون ' وغیره وغیره دفع هوتي - هے اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

O. Roy M. A. 167/8 Cornwallis Street, Calcutta

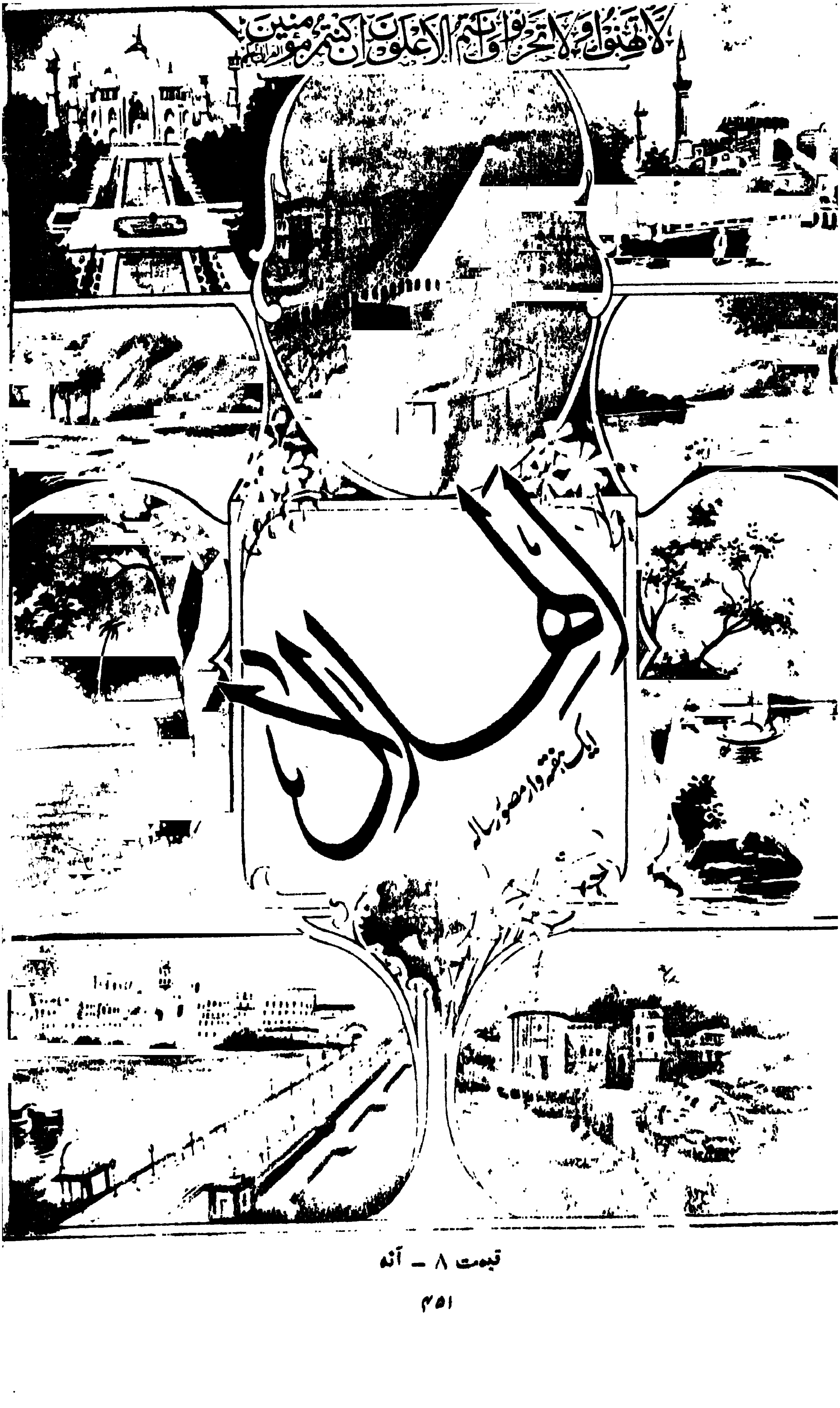
لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم
الہلال
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت ۸ — آنہ

"...كتاب مرقوم يشهده المقربون" (٨٣ : ١٨)
في ذالك فليتنافس المتنافسون !" [٨٣ : ٢٣]

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی سے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ علم طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے احاطہ سے کوئی نظیر و مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار متشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ اعتقاد ' مومن صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے ' ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں یگانہ و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے - تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی -

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے

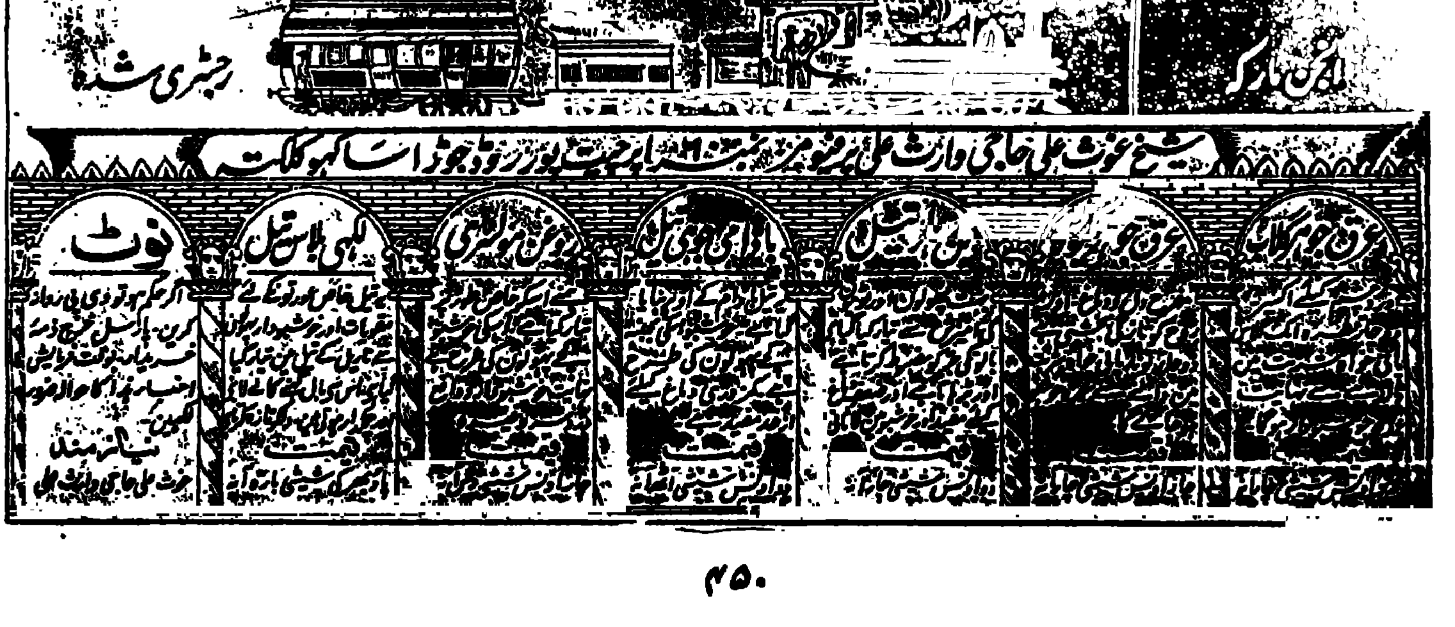

Address :—"Alhilal," Calcutta.
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۸
کلکته : چہار شنبه - ۸ ذوالحجه ۱۳۳۲ هجري
Calcutta : Wednesday, October, 28. 1914.
جلد ۵

قطرات اشک

درکار ماست نالہ و ما درہوائے او
پروانۂ چراغ مزار خودیم ما

(عذر گناه)

(۱) گناه کی جس معذرت کو " بدتر از گناه " کہا گیا ہے ' وغالباً وهي معذرت هے جسکي سوء اتفاق سے آجکل همیشه الهلال کو ضرورت پیش آتي رهتی هے - و عرفت ربی بفسخ العزائم - امسال اراده تها که یوم الحج کے تذکار کي ایک خاص اشاعت مرتب کي جائیگی اور صوری و معنوي ' دونوں حیثیتوں سے اسکے لیے خاص اهتمامات ملحوظ رهینگے - چنانچه باوجود ضیق وقت کے اسکا انتظام کیا گیا ' اور حسب معمول رساله کے آخري ابواب کے مقالات کمپوز هوکر طیار هو گئے - اب صرف باب التفسیر ' بصایر وحکم ' مقالۂ افتتاحیه ' اور مباحث جنگ و شذرات باقی تهے - ان میں سے هرچیز اگرچه بظاهر " حج و عید " سے تعلق رکهتی تهي ' لیکن جیسا که اس عاجز کا طریق قدیم هے ' فی الحقیقت سب کچهه وقت و موسم هي کا افسانه تها ولله درما قال :

مقصد هے ناز و غمزه ' ولے گفتگو میں کام
چلتا نہیں هے دشنۂ و خنجر کہے بغیر !

علی الخصوص مقالۂ افتتاحیه جو " اسوۂ ابراهیمي " کے عنوان سے لکهنا تها اور جو نهایت هی اهم و ضروري مقاصد پر مبنی تها - نیز باب التفسیر جسمیں آیۂ کریمۂ " و اذ ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن ' قال انی جاعلک للناس اماما ' قال و من ذریتی ؟ قال لا ینال عهدی الظالمین " کے متعلق بے شمار معارف و حکم قرآنیۂ فیضان الهي سے پیش نظر تهے -

لیکن عین اتوار کے دن (که اسي دن سے ابتدا کے فارم مرتب هونا شروع هوتے هیں) یکایک بخار اور عارضۂ ورم گلو کا ایک ساتهه حمله هوا ' اور اسقدر شدید و اشد حمله که اتوار کي شام سے دماغ بالکل معطل اور از کار رفته هوگیا - هر چند کوشش کی که کسي طرح کام جاري رکهه سکوں مگر دماغ نے هر بار صاف جواب دیا - بمشکل طیار شده فارموں کي آخري تصحیح و ترتیب میں کچهه مدد کرسکا جو کسی نه کسي طرح چهپ گئے ' . اور اس وقت تک (که بده کا آفتاب غروب هو چکا هے) اپنے تئیں بالکل مجبور و عضو شل پاتا هوں :

ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك -

(۲) جو قلبي تکلیف اور روحي صدمه اسوقت میں محسوس کررها هوں ' اسکا صحیح اندازه شاید هي آپ کر سکیں - میرے گلے میں اسقدر شدید درد هے که بغیر بهاپ کے آلے کي مدد کے بات نہیں کرسکتا ' تاهم یقین کیجیے که یه درد اس ٹیس کے مقابلے میں کچهه بهي نہیں هے جو هیجان و تموج افکار ' و ضیق صدر و حبس دماغ ' و عدم طاقت تحریر ' و اعلان افکار و جذبات سے میرے دل میں اٹهه رهي هے ' اور جسکے دور کرنے کیلیے کوئي آله میرے پاس نہیں هے : یضیق صدري ولا ینطلق لساني (۲۶ : ۱۲) سال بهر میں عالم اسلامی کیلیے یه ایک هي موقعه تنبه افکار ' و ایقاظ همم ' و تحریک قلوب ' و استقبال وجوه ' و احیاء ارواح ' و ذهاب الی الله کا آتا هے ' جو فی الحقیقت دین الهي کے تعلم تبتل واعمال کا [illegible] و مصور ' اور حلقه بگوشان ملت حنیفي کیلیے مبدء تجدد و انقلاب هے - جبکه خدا اور اسکے بندوں کے درمیان کوئي حجاب باقي نہیں رهتا ' جبکه اسکے حریم وصال کے دروازے کهل جاتے هیں ' جبکه اسکي رحمت و نصرت کے ملائکۂ مسومین ایک ایک مومن قانت اور مسلم مخلص کے دل کو ڈهونڈهتے هیں ' اور اسے خدا کی طرف لوٹ آنے کي دعوت دیتے هیں که :

یا عبادي الذین اسرفوا	اے میرے غافل بندو که تم نے عہد
علی انفسهم لا تقنطوا	عبودیت و نیاز کو توڑ کر خود اپنے اوپر
من رحمة الله ' ان الله	ظلم کیا هے ' الله کي رحمت سے مایوس
یغفر الذنوب جمیعًا -	نه هو ! خواه تمهاري بد اعمالیاں کیسي
انه هو الغفور الرحیم !	هي سخت رهي هوں ' با این همه اگر

اب بهي توبۂ و انابت کا سر جهکا دو تو میں تمهارے تمام جرموں بخشدونگا کیونکه میں بہت هي بخشنے والا اور رحم فرما هوں !

باز آ باز آ ' هر آنچه کردي باز آ !
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ !
این درگه ما درگه نومیدي نیست
صد بار اگر توبه شکستی باز آ !

الله الله ! ایسے وقت عظیم ' ایسے آوان سعید ' ایسے یوم الله الجلیل ' ایسے عهد الهي ' اور ایسے دور قبولیت و اجابت میں اپني زبان کو بے قابو ' اپنے دماغ کو معطل ' اپنے نظام حواس کو درهم و برهم ' اور اپنے قلم خونفشاں کو اپنے دست نارسا کي رسائي سے دور پاتا هوں اور مجبور هوں !

ارید وصاله ' و یرید قتلي !

حالانکه یه وقت تو وه تها که سال بهر کے ضبط و حبس کا معارضه اسکے ایک ایک لمحه اور ایک ایک سکنڈ سے لیتا ' اور

آئنده ضخیم و مصور نمبر ۱۱ - نومبر کو شائع هوگا - بوجه عید درمیان کي اشاعت ملتوي رهیگي -

-

شدیم خاک و لیکن ببوے تربت ما
توان شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

و وهبنا لهم من رحمتنا و جعلنا لهم لسان صدق علیا (۱۹ : ۵۰)

یه در اصل حقیقت اسلامي کي اُس عظیم الشان قرباني کی یادگار ہے جو حضرة ابراهیم علیه السلام نے اپنے جذبات و محبت ماسوی الله کی اور حضرة اسماعیل نے اپنے جان و نفس کي تهیک اسي ریگستان میں کي تهی' اور جو تمام نسل ابراهیمي و اسماعیلي کی روحاني قرباني کے فدیه کے بعد قبول کر لیگئي که فی الحقیقت یهي فدیه " ذبح عظیم " تها :

فلما اسلما و تله للجبین و نادیناه ان یا ابراهیم ! قد صدقت الرؤیا ' انا کذالک نجزي المحسنین' ان هذا لهو البلاء المبین' و فدیناه بذبح عظیم ! (۳۷ : ۱۰۴)	اور جبکه حضرت ابراهیم و اسماعیل' دونوں پر اطاعت و فدویت اسلامي طاري هوگئي' اور حضرة ابراهیم نے جوش قرباني میں اپنے محبوب فرزند کو ماتهے کے بل گرادیا تاکه راه حق میں ذبح کرڈالیں تو اس وقت هم نے پکارا که اے ابراهیم بس کرو ! بلاشبه تم نے اپنے رویاء صادقه کو پورا کر دکھایا - هم اسي طرح ارباب حق و احسان کو انکي جاں فروشیوں اور قربانیوں کا صله دیا کرتے هیں' چنانچه هم نے یه قرباني اسطرح قبول کرلي که اسکے فدیے میں ایک بهت هي عظیم الشان اور دائمي قرباني قرار دیدي !

یه قرباني جسکا خون هر سال میدان منا میں جوش زن هوتا ہے' اور یه ذبح عظیم جسکي هر مسلمان شوق و ذوق سے طیاري کرتا ہے' فی الحقیقت اسلام کي حقیقت اعلی کي ایک تمثیل ہے' جسکے پردے میں بتلایا گیا ہے که ایمان بالله کا دار و مدار قرباني اور خون شهادت پر ہے' اور جب تک یه مقام ذهاب الی الله اور جهاد في سبیل الله حاصل نهو' اس وقت تک کوئي هستي مومن و مسلم نهیں هو سکتي : قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموها و تجارة تخشون کسادها و مساکن ترضونها احب الیکم من الله و رسوله و جهادا فی سبیله فتربصوا حتي یاتي الله بامره و الله لا یهدي القوم الفسقین (۹ : ۲۴)

(میثاق ابراهیمي)

اور پهر یه یوم الحج کا طلوع در حقیقت اُس وعدۂ الهي اور عهد و میثاق رباني کي یادگار ہے' جو حضرة ابراهیم سے " امة مسلمه " کي امامت و خلافت فی الارض کے لیے خدا نے باندها تها :

و اذ ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال اني جاعلك للناس اماما - قال و من ذریتي ؟ قال لا ینال عهدی الظالمین !	اور جبکه ابراهیم کو اسکے پروردگار نے حقیقت اسلامي کي قرباني اور معرفة دین فطري کي چند آزمایشوں میں ڈالا اور اس نے انهیں پورا کیا - یعني اپنے جگر گوشے کے گلے پر چهري رکهدي اور چاند اور سورج اور تمام مظاهر خلقت و مادیت سے منهه موڑ کر صرف دین فطري و الهي کي طرف متوجه هوگیا' تو اس وقت هم نے اسے بشارت دي که آج سے تمهیں انسانوں کي امامت و خلافت عطا کي جاتي ہے - اسپر حضرة ابراهیم نے سوال کیا که " اور میري نسل کو بهي ؟ " فرمایا که " هاں مگر انکو نهیں جو همارے عهد و میثاق کي پورا نه کریں اور اُسے ظالمانه توڑ ڈالیں ! "

چنانچه الله تعالی نے اپنا وعده پورا کیا اور حضرة ابراهیم و اسماعیل کي نسل روحاني و جسماني کو دنیا کي امامت عطا فرمائي - پہلے اسکا ظهور بني اسرائیل کي خلافت و امامت کي صورت میں هوا' اور پهر جب یرو شلیم کا هیکل اور شام کے مرغزار اسکي محبت و اطاعت کے سزاوار نه رهے تو اس نے بني اسماعیل کی قربانگاه عرب اور وادي بطحا و یثرب کے ریگستانوں کو اپنے جلال و قدوسیت کا نشیمن بنایا :

ثم جعلناکم خلائف فی الارض لننظر من بعدهم کیف تعملون ؟	اور پهر انکے بعد هم نے تمهیں زمین کي خلافت عطا کي تا که دیکهیں که تمهارے اعمال کیسے هوتے هیں ؟

سو اے پیروان دین ابراهیمي ! و اے وابستگان نسل اسماعیلي ! " اني جاعلك للناس اماما " کا وعده بهی پورا هوچکا' اور " لا ینال عهدی الظالمین " کی وعید کي غمگیني و رسوائی بهي تم دیکهه چکے :

و صرفنا فیه من الوعید لعلهم یتقون او یحدث لهم ذکرا ! (۲۰ : ۱۱۳)	اور هم نے قرآن حکیم میں اپني وعید اور اسکے نتائج بیان کردیے تاکه لوگ ڈریں یا اسکي وجه سے انکے دلوں میں عبرت و بصیرة پیدا هو !

یه یوم الحج کا آفتاب هر سال اسلیے فاران کي چوٹیوں اور جبل رحمة کي وادیوں پر طلوع هوتا ہے تاکه اس وعده و وعید کي یاد تازه کرے' اور اُس " امة مسلمه " کو میثاق الهي یاد دلاے جسکا ظهور اسي بیابان حجاز کی دعاؤں سے هوا تها -

(۸) پس وه دن آ گیا اور خدا کي رحمتوں اور برکتوں کي سب سے بڑي گهڑي تمهارے سامنے ہے -

یهي وه وقت ہے که " امة مسلمة " آخري مرتبه اپنے عهد و میثاق کو یاد کرے' اور جبکه خدا کے قهر نے زمین کے فساد کو ڈهانپ لیا ہے تو وه اسکي گم کرده رحمتوں اور برکتوں کي تلاش میں نکلے - تم دنیا کے تغیرات اور نقشۂ امن و جنگ کي تبدیلیوں میں مصروف هوگئے هو - مگر تم خود اپنے اندر تبدیلي پیدا نهیں کرتے جس سے تمام عالم کي تبدیلي وابسته ہے ؟

اس تبدیلي کیلیے پهلي شرط یه ہے که حقیقت اسلامي کي اُس قرباني' کو اپنے روح و قلب پر طاري کرو جسکي یادگار میں هر سال تمهارا هاتهه ظاهري قرباني کي چهري پکڑتا ہے اور تم خداوند کے حضور خون بهاتے هو - پهر اسکے ساتهه هي تم الله کے حضور گر جاؤ' اپنے تمام اعمال زندگي کے اندر اسکے مقدس حکموں کے عشق و اطاعت کي روح پیدا کرو' توبۂ و انابت کے آنسو بها کر اور عجز و بیقراري کي تڑپ پیدا کرکے اسکے سامنے مجرموں کي طرح خاک عجز و نیاز پر لوٹو' اور اپني جانوں کو' اپنے مال و متاع کو' اپنے اهل و عیال کو' اپني تمام محبوبات و مطلوبات کو' اسکے لیے' اسکے کلمۂ مقدس کے لیے' اسکي ملت مرحومه کیلیے' اور اسکي صداقت اور عدالت کے لیے اسکے سپرد کردو - وه خدا جس نے ابراهیم کي دعا سني' جس نے اسماعیل کي قرباني کو قبول کیا' جس نے وادي غیر زرع کو ظهور رسالت کبری سے مرکز مشارق و مغارب و مجمع اولین و آخرین بنایا' اگر تمهاري بد اعمالیوں اور سرکشیوں کی وجه سے تمهیں ٹهکرا سکتا تها' تو آج وه تمهیں پیار بهي کر سکتا ہے' اور تمهاري دعاؤں کو سن بهي سکتا ہے -

پس توبه کرو' اپنے عزائم و اعمال مقدسه کو زنده کرو' دعائیں مانگو' اور خداوند حجاز کو پکارو' تا تمهاری کهوئي هوئي میراث پهر تمهیں واپس ملجاے - تمهارے غمگیني کے دن ختم هوں' اور " لا ینال عهدی الظالمین " کے زمرے سے نکلکر " اني جاعلك للناس اماما " کے حزب الله میں داخل هو جاؤ : ذالك یوعظ به من کان منکم یومن بالله و الیوم الاخر !

مدتوں کے بعد همرهان بے خبر و رفیقان غفلت پیشہ کو دکھلاتا کہ اگر دنیا اپنے موسم خونیں سے گذر رهي ہے تو میرے پہلو میں بھي ایک دجلۂ خون موجود ہے جس سے ایک بہت بڑا رقبۂ حسرت و آرزو سینچھا جاسکتا ہے :

پہلو بشگافید و بہ بینید دلم را
تاچند بگویم کہ چساں ست و چساں نیست ؟

(۳) میرے درد نے میرا علاج کیا' اور شدت ہجوم افکار و فشار جذبات و مخفیات نے بستر ناتواني سے اٹھا کر بٹھا دیا - بلاشبہ میں اسوقت مستعد کار هوں' لیکن چونکہ عید مبارک سے پہلے رسالے کي اشاعت ناگزیر ہے اور آخري دن بھي گذر چکا ہے - اسلیے اس وقت کي مستعدي اسکے لیے کچھہ مفید نہیں هوسکتي - مجبوراً مقالۂ افتتاحیہ وغیرہ کي جگہ " شئون اسلامیہ " وغیرہ کے چند کمپوز شدہ تراجم' و مضامین درج کردیے گئے هیں تاکہ کسي طرح پرچہ عید سے پہلے شائع هوجاے - صرف " واقعۂ لاهور " کے متعلق چند سطریں لازمي طور پر لکھني هیں' اور انکے لیے اس آخري فارم کو کسي طرح لکھنے کی کوشش کررها هوں - اب یوم الحج کي تقریب کے بقیہ مضامین کیلیے اسکے سوا چارہ نہیں کہ آیندہ نمبر میں انکے لیے سب سے پہلے جگہ نکالي جاے - گو کسي قدر دیر ضرور هو جائیگي لیکن اول تو ماہ مقدس ابھي باقي ہے اور پھر:

فریاد کي کوئي لے نہیں ہے
نالہ پابند نے نہیں ہے !

(پیام حج مقدس)

(۴) تاهم دل نہیں مانتا کہ اسقدر جلد خاموش هوجاؤں :

کہ حرف نارک و اصحاب پنبہ در گوش اند !

اے عزیزان غفلت شعار' و اے بقیۂ ماتم گذاران قافلۂ ملت ! تمھاري غفلتوں پر حسرت' تمھاری سرشاریوں پر صد افسوس' اور تمھاري عزائم فراموشیوں پر صد هزار آہ و ماتم' اگر تم اس وقت عظیم و مجیب کي برکتوں سے محروم رهو' اور جبکہ تمام دنیا کي مٹي خون کی بارش سے سینچي جا رهي ہے' تو تم اپنے دلہاے مجروح و ارواح مضطر کو خونباري و دجلہ ریزي کیلیے طیار نہ کرو ! تم کو اس جنگ کي خبروں کي تلاش ہے جو دنیا کي چند فاني طاقتوں کے درمیان تین مہینے سے شروع هوگئي ہے' مگر آہ' تمھیں اس جنگ کي بھي کچھہ خبر ہے جو دنیا کي سب سے بڑي ضعیف هستي اور سب سے بڑي لازوال طاقت کے درمیان صدیوں سے جاري ہے' اور جسکي بربادي اور هولناکي کے آگے میدان فرانس و پولینڈ کي بربادیاں کچھہ حقیقت نہیں رکھتیں ؟ تم فتح و شکست کي خبروں کیلیے شب و روز بیقرار رهتے هو اور اخباروں کا اسلیے انتظار کرتے هو کہ جرمني اور فرانس کي فتح و شکست کو زیادہ صحت اور زیادہ یقیني طور پر معلوم کرسکو' لیکن تمھیں اس جنگ کي صلح و شکست کا بھي کبھي انتظار هوتا ہے جو تم میں اور تمہارے خداے قاهر و قیوم میں برپا ہے' جسمیں آجتک کسي بڑي سے بڑي قوت نے بھي فتح نہ پائي' اور جسکي آخري شکست بڑي هی الیم و معذب ہے ؟

تم جرمني کی طاقتوں سے مرعوب هو' اور ان توپوں کی هولناک قوت کا خیال کرکے لرز اٹھتے هو جو تیس تیس من کا گولہ پھینکتي هیں - لیکن تم اس فاطر السماوات و الارض کي لایزال و لم یزل طاقت پر ایمان نہیں لاتے جسکی فوج کے گولے صرف انٹورپ اور نامور کی برجیوں هي کو نہیں' بلکہ تمام کرۂ ارضي کو خاک و خون میں ملا رهے هیں ؟ تم ان انساني طاقتوں کی هیبت کا شب و روز وظیفہ پڑھتے هو جو تن تنہا بڑي بڑي فوجوں کو شکست دے رهي هیں' لیکن تمھیں یاد نہیں آتا کہ تم اس شہنشاہ ارض و سما سے سرکش هوگئے هو جو اپني ایک نگہ مشیت سے تمام نظام ارضین سماوات کو الٹ دے سکتا ہے ؟ آہ تمھاري غفلتوں پر اگر آسمان روے اور زمین ماتم کرے' اگر مرغان هوائي فغاں سنج هوں او سمندروں سے مچھلیاں غم کرنے کیلیے اچھل پڑیں' جب بھي اسکا ماتم ختم نہوگا - کیونکہ تمھارا ماتم تمام دنیا کا ماتم ہے' اور چراغ کے بجھنے کا رونا چراغ پر رونا نہیں ہے بلکہ گھر کي تاریکي پر رونا ہے - تم میدان جنگ کي خبروں کے مشتاق هو جو تم سے تیس هزار میل دور ہے - مگر میں تمہارے دل کي خبروں کا آرزومند هوں جو تم سے باهر نہیں بلکہ خود تمہارے اندر هي موجود ہے - وفي انفسکم افلا تبصرون ؟ تم دوسروں کي بیداریوں کے افسانے سنکر ترانہ سنج مدح و ثنا هوتے هو' مگر اپنے بخت خفتہ و طالع گم گشتہ کو نہیں ڈھونڈتے کہ وہ کہاں گم هو گیا ہے ؟ فاہ' آہ' ثم آہ' علی ما فرطتم فی جنب اللہ !

درازي شب و بیداري من این همہ نیست
ز بخت من خبر آرید تا کجا خفتست ؟

(صلح و شکست)

(۵) جرمن و فرانس کي صلح و جنگ کي خبروں کے عشق میں اپنے تئیں گم نہ کرو' بلکہ جو جنگ تم میں اور تمہارے پروردگار قدوس کے درمیان جاري ہے' اسکي صلح کي کوئي تدبیر نکالو - اگر تم نے اس سے صلح کرلی تو پھر اسکي تمام دنیا میں کوئي بھي نہیں ہے جو تم سے برسر پیکار هوگا - من لہ المولی فلہ الکل :

ان ینصر کم اللہ فلا	اگر اللہ تمھیں غلبۃ و نصرت عطا فرماے
غالب لکم و ان یخذلکم	تو پھر تم پر کوئي دنیوي طاقت
فمن ذالذي ینصرکم	غالب نہیں آسکتي - لیکن اگر وهي
من بعدہ ؟ و علی اللہ	تمھیں ٹھکرا دے تو پھر دنیا میں کون
فلیتوکل المومنون !	ہے جو خدا کے بعد تمہاري مدد

کرسکتا ہے ؟ پس صرف اللہ هي کي ذات ہے جسپر اهل ایمان بھروسہ کرتے هیں !

آج کرۂ ارضي کا سب سے بڑا حصہ شیطاني فساد و طغیان کے بھڑکاے هوے شعلوں سے جل رها ہے - انسانوں کي ایک نسل دوسري نسل کو بھیڑیوں کي طرح چیر رهي اور اژدهوں کي طرح ڈس رهي ہے' خداے قدوس و قہار نے اپنے دست منتقم و معذب کی ایک هولناک چمک دکھلائی ہے جیسي کہ همیشہ دکھلاتا آیا ہے' اور دنیا کي سب سے زیادہ مغرور و طاقتور آبادیاں اسکے قہر و غضب کے نار جحیم و الیم کے اندر سوکھی لکڑیوں او ر خشک پتوں کي طرح ڈالدیگئي هیں فی سموم و حمیم' وظل من یحموم' لا بارد ولا کریم انہم کانوا قبل ذالک مترفین (۴۵ : ۵۶) جبکہ یہ سب کچھہ هو رها ہے تو تم ایک نظر میدان عرفات و منا کے اس سرو پا برہنہ گروہ پر ڈالو جو سلافی' یا ٹیوٹانیک نسل کي مسابقت کیلیے نہیں بلکہ کلمۂ حق کي عظمت اور خداے واحد کي پرستش و محبت کیلیے جمع هوا ہے' اور جنکے کاندهوں پر خونریز آلات و اسلحہ نہیں هیں جنسے آگ اور دهواں نکلتا هو' بلکہ اللہ کے خوف اور اسکي جستجو نے خود انکے اندر ایک آتشکدۂ محبت مشتعل کردیا ہے اور اسکا دهواں والہانہ صداؤں اور بیقرارانہ فریادوں کي صورت میں انکي زبانوں سے اٹھہ رها ہے :

جمال کعبہ مگر عذر رهرواں خواهد
کہ جان خستۂ دلاں سوخت در بیابانش

(اسوۂ ابراهیمي)

(۶) اور دیکھو' یہ مجمع مقدس و الہي کس واقعۂ کبری کي یادگار ہے' اور کس عہد و میثاق خداوندي کے تذکار عظیم کو همیشہ کیلیے زندہ رکھتا اور عالم ایمان و اسلام کو اسکي طرف دعوۃ دیتا ہے ؟ گر چشم حقیقت باز اور سامعۂ بصیرۃ وا هو تو اس ابراهیم کدۂ حجاز کا ایک ایک ذرہ آج اس واقعہ کبری اور آیۃ عظمی کا افسانۂ حقیقت بیان کر رها ہے' اور ملاء اعلی اور عالم قدس کا ایک ایک گوشۂ عشق ابراهیمي و ایثار اسماعیلي کے غلغلۂ روحانیت سے گونج رها ہے :

الله اکبر! الله اکبر! لااله الاالله و الله اکبر! الله اکبر! و لله الحمد!

و اذ جعلنا البیت مثابة للناس و امنا ۰ واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی۰ وعهدنا الی ابراهیم و اسماعیل
ان طهرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود (۲ : ۱۹)

صرف خانۂ کعبہ (زاد اللہ شرفہا و اجلالہا) کی چار دیواری کا ایک خاص منظر، جسپر نیا مصری غلاف چڑھا دیا گیا ہے ۔

" فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم !! "

نماز عید حرم محترم کے اندر!

اللهم یا رب هذا البیت العتیق! اعتق رقابنا و رقاب ابائنا و اخواننا و اولادنا من النار فی الدنیا والاخرة!
اللهم احسن عاقبتنا فی الامور کلها و اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرة!

واقعۂ لاہور

فاقض ما انت قاض، انما تقضی ہذہ الحیوۃ الدنیا ! (۲۰ : ۷۵)

لی سکرتان، و للندمان واحدۃ
شی خصصت بہ من بینہم وحدی

جس وقت یہ نمبر قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچیگا، اس وقت مولوی ظفر علی خاں کے واقعہ پر پورا ایک ہفتہ گذر چکا ہوگا، اور خود ظفر علی خاں بھی محبوسیت کی سات راتیں اپنی منزل تنہائی میں بسر کر چکے ہونگے - ایسے کتنی ہی ہفتے، کتنے ہی مہینے، کتنے ہی سال، اور پھر کتنی ہی عمریں زندانیان صبر و امتحان نے بسر کردی ہیں، اور زندگی ہر طرح بسر ہوہی جاتی ہے مگر:

تو ہم شب را بسر مے می بری اے شمع کم فرصت؟
گرفتم سوختی پروانۂ آتش بجانے را!

یہ صرف ایک ہفتہ کا واقعہ ہے، مگر میرے سامنے صدیوں اور ہزارہا سالوں کے واقعات موجود ہیں - یہ صرف واقعہ ہے، مگر میری یاد میں وہ کچھہ محفوظ ہے جس میں واقعات کے ساتھہ انکے عواقب و نتائج بھی موجود ہیں - یہ ابتداے کار ہے، اور مجھسے اگر پوچھا جاے تو میں انتہاء راہ بھی بتلا سکتا ہوں - یہ صرف نشان راہ ہے، مگر میری نظریں نشان منزل بھی دیکھہ رہی ہیں - یہ صداء جرس ہے، لیکن میں محمل امتحان کا متلاشی ہوں - یہ قسم اولین ہے، لیکن ارباب ذوق کا ولولۂ آبلہ پائی جادۂ مصائب و محن کا منتظر ہے - یہ جام ابتلاء و شکیب کی پہلی گردش ہے، مگر میں گردش آخریں کے تصور سے نشاط و سرور حاصل کر رہا ہوں - و للہ در ما قال:

لی سکرتان، و للندمان واحدۃ
شی خصصت بہ من بینہم وحدی!

من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لات!

طفلان شہر بے خبرند از جنون ما
یا ایں جنوں ہنوز سزاوار سنگ نیست!

* * *

یہ نہ تو نئی خبر ہے اور نہ کوئی نیا واقعہ - تم ایک ہفتہ کے تازہ واقعہ سے غمگین ہو، لیکن اگر اس قسم کے حوادث پر غمگین ہونے کیلیے ہمیں بنایا گیا ہوتا تو ہم تاریخ حقوق و حریت سے کہتے کہ اپنے تئیں اگل دے، اور ان تمام حوادث و نتائج کا ہمارے سامنے انبار لگادے جنکے خزائن عبرت و دفائن بصیرۃ اسکے اندر مدفون ہیں - اگر ایسا ہوتا تو تم دیکھتے کہ جس حادثہ پر تمہیں آج اچنبھا ہورہا ہے، وہ اس امتحان آباد ہستی کی کس درجہ پرانی، کس قدر عامۃ الورود، اور کس درجہ کثیر الامثال والنظائر کہانی ہے؟ تم غمگین ہو کہ ظفر علی خاں کی آزادی سلب کرلی گئی، مگر اوس وقت تم دیکھتے کہ اسی دنیا میں کیا کیا کچھہ سلب کیا جا چکا ہے، اور بازار عمل میں جو متاع ہاے حقیقت رکھی جاچکی ہیں، انکے سامنے تمہارے دست بے مایہ کی جنس ناقص کیسی کچھہ حقیر ہے؟ فی الحقیقت اگر غور کرو تو جلتا بیضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل! کے سوا اور کیا ہے جو کہہ سکتے ہو؟

ایک عمر چاہیے کہ گوارا ہو نیش عشق
رکھی ہے آج لذت زخم جگر کہاں؟

ولنبلونکم بشی من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات و بشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون -

پس نہ تو اس حادثہ پر تعجب ہے اور نہ شکایت، نہ تو طلب ہے اور نہ سوال - اس بارے میں میرا طریق سخن ابناء عصر سے بالکل مختلف ہے، اور میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ رسمی طرز تاسف و اعتراض پر اصل حقیقت کو قربان کردوں - جیسا کہ میں نے ہمیشہ اسطرح کے مواقع پر ظاہر کیا ہے، اب بھی بے پردہ کہتا ہوں کہ تعجب اس چیز پر ہوتا ہے جو ناگہانی ہو، اور شکایت وہاں کی جاتی ہے جہاں توقع ہو - رہا طلب و سوال، تو اسکے لیے پہلی شرط امید ہے اور اب امید ہی کسکو رہی ہے:

نہیں ہے طاقت گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس امید پہ کہیے کہ مدعا کیا ہے؟

* * *

اس امر پر مزید بحث کرنا کہ گورنمنٹ پنجاب نے جن دفعات کی بنا پر یہ کارروائی کی اور جس حالت میں کی، وہ کہاں تک رسمی اور نمایشی اعتراضات سے بچ سکتی ہے؟ فی الحقیقت محض بے سود ہے - گورنمنٹ پنجاب ایسا کرنا چاہتی تھی اور اس نے کیا - نہ تو اس نے جرم کی تشریح کی ہے اور نہ اسکی چنداں ضرورت تھی:

فقلت وما اذنبت؟ قالت مجیبۃ:
وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب!

یہ ظاہر ہے کہ مولوی ظفر علی خاں نے اس مرتبہ ہندوستان آکر کوئی بات گورنمنٹ کی محبوبات و مطلوبات کے خلاف نہ کی تھی بلکہ حتی الامکان ان میں معین ہوے تھے - حتی کہ آخر میں یہ باتیں اس قدر حد سے گذر گئی تھیں کہ بعض ارباب استقامت اپنے تاسف و تنغض کو چھپا نہ سکے تھے - با ایں ہمہ گورنمنٹ پنجاب نے بہت سے خطرات اپنے سامنے دیکھے اور اسکا علاج صرف انکی محبوسیت ہی میں نظر آیا: ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث (۷ : ۱۷۵)

ہر عقلمند شخص جو موجودہ وقت کی نزاکت اور ضرورت پر نظر رکھتا ہے، یہی راے دیگا کہ جو کچھہ کیا گیا، گورنمنٹ کیلیے اسکا نہ کرنا کرنے سے زیادہ پر امن تھا - جبر و تشدد کے نتائج کبھی بھی خوشگوار نہیں ہوے ہیں، اور اگر موجودہ وقت کو گورنمنٹ نازک سمجھتی ہے تو اسے اور زیادہ دانشمند اور بہت زیادہ عاقبت اندیش ہونا چاہیے - تاہم یہ تمام باتیں گورنمنٹ کے سوچنے کی ہیں نہ کہ ہمارے - ہمارے سامنے اس وقت دو گروہ موجود ہیں - ایک عام پبلک جو یقیناً اس حادثے سے کمال درجہ متاثر ہوئی ہے - دوسرے وہ نفوس خواص جو اپنے ادعاء حق پرستی سے نزول امتحان و ابتلاء کو ہمیشہ دعوت دیتے ہیں - پہلے گروہ سے صرف یہ کہنا ہے کہ عسی ان تکرہوا شیئاً و یجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً (۴ : ۲۳) اور دوسرے کو یاد دلانا چاہیے کہ اب سے ہزارہا سال پیشتر ایک جماعۃ مومنین قانتین نے حکمران مصر سے کیا کہا تھا؟

ناقض ما انت قاض	جو کچھہ تجھے ہمارے لیے کرنا ہے کر
انما تقضی ہذہ الحیوۃ	گذر! تو زیادہ سے زیادہ ہماری
الدنیا؛	اس زندگی ہی کا فیصلہ کر سکتا ہے،

جو اس دنیا میں ختم ہوجائیگی، حالانکہ ہماری اصلی زندگی دوسری ہے -

یا رب لا تسلبنی حبہا ابداً
و یرحم اللہ عبداً قال آمینا!

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا، تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا، و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون - نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ - (۴۱ : ۳۰)

لبیک ! لبیک ! اللهم لبیک ! لا شریک لک لبیک ! ان الحمد و النعمة لک و الملک لا شریک لک !

میدان عرفات اور جبل رحمة جہاں امیر الحج خطبۂ حج پڑھتا ہے، اور جہاں حجة الوداع میں تکمیل شریعت الاہیہ کا آخری خطبہ مجمع عرب و عجم کو سنایا گیا تھا !

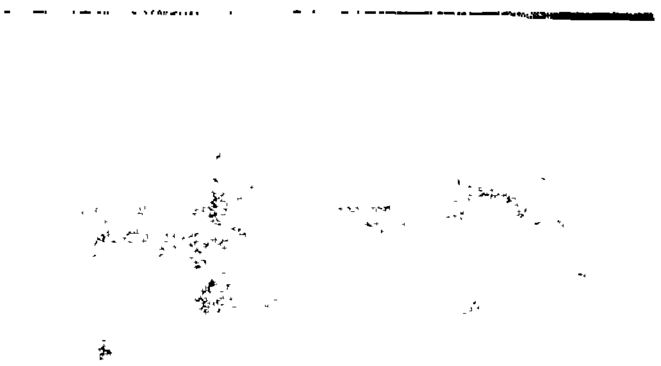

منا میں دسویں تاریخ کو حجاج کا ورود اور قربانی -

اللهم اعز الاسلام و المسلمین ! و اخذل الکفرة و المبتدعة و المشرکین ! بدوام سلطنت عبدک و ابن عبدک، الخازغ لجلال کبریا لک و مجدک - سلطان البرین و خاقان البحرین، خادم الحرمین الشریفین - المغازی و المجاهد فی سبیل الله - السلطان ابن السلطان السلطان محمد خان - خلد الله تعالی ملکه و سلطنته - اللهم انصره و انصر عساکره ! وکن اللهم حافظه و مویده و ناصره ! و اسحق بسیفه رقاب الطائفة الکفرة الفجره !
یا من بیده امر الدنیا و الاخره !

و اذن في الناس بالحج يأتوك رجالا على كل ضامر يأتين من كل فج عميق !

ربنا اني اسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع عند بيتك المحرم ، ربنا ليقيموا الصلوة ، فاجعل افئدة من الناس تهوي اليهم و ارزقهم من الثمرات لعلهم يشكرون (۱۴ : ۴)۔

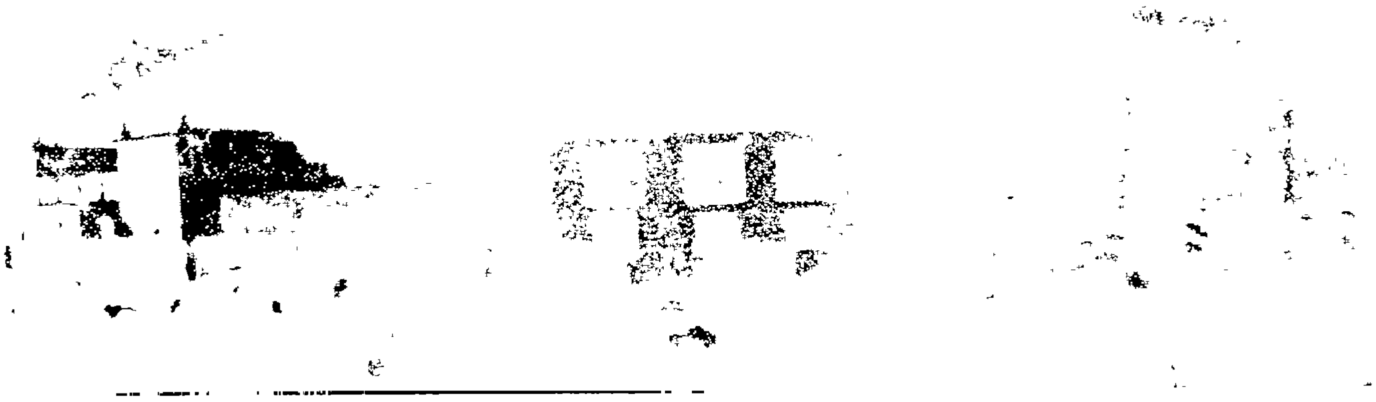

میدان عرفات کی طرف حجاج کا کوچ !

" ان الصفا و المروة من شعائر الله !"

صفا اور مروہ کی پہاڑیاں جہاں حجاج سعی کرتے ہیں !

حجاج کا پڑاؤ عرفات میں !

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا - و من كفر فإن الله غني عن العالمين ! (۳: ۹۷)

جمال کعبہ مگر عذر رہرواں خواہد
کہ جان خستہ دلاں سوخت در بیابانش !

خانۂ کعبہ کے غلاف کا مصری محمل جو ہر سال مصر سے ایک جشن عام کے ساتھ روانہ ہوتا ہے ۔

مصری محمل کا مکہ معظمہ میں ورود ۔

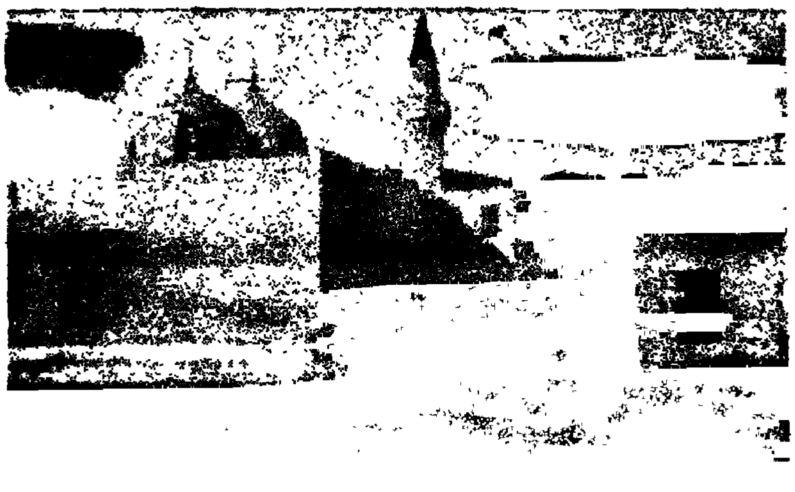

مسجد حضرۃ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعالمین - فیہ ایات بینات مقام ابراھیم و من دخلہ کان امنا (۳ : ۹۰)

حرم شریف کا ایک داخلی منظر عام !

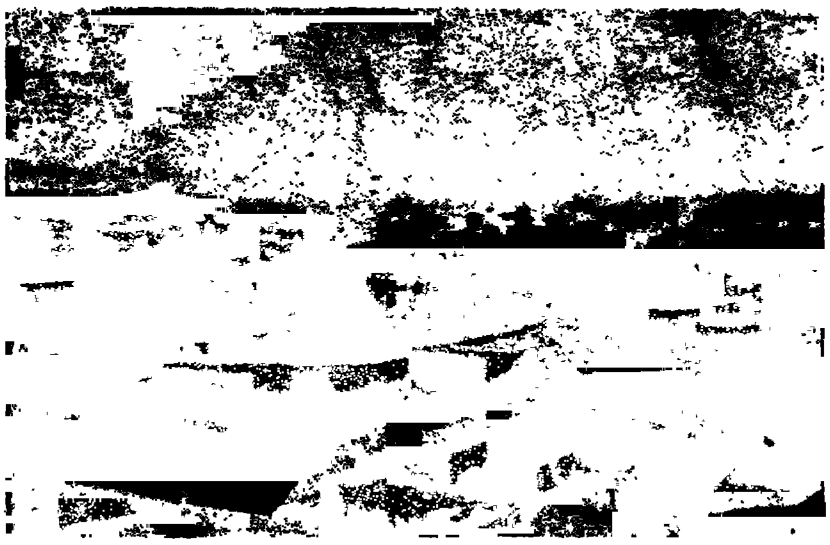

" وادی غیر ذی زرع " (مکۃ معظمہ) کی آبادی کا ایک منظر عمومی !

مسجد قبا اور نخلستان حجاز کا ایک عام منظر !

اعاظم و امراء ھند جنھوں نے افواج و اموال سے انگلستان کی اعانت کی

(۱) ہزہائنس راجہ نرسنگھ گڑھ
(۲) مہا راجہ اندور
(۳) نواب صاحب سچین
(۴) مہا راجہ جودھپور
(۵) مہا راجہ پٹیالہ
(٦) راجہ صاحب سرمور
(۷) مہاراجہ ریوا

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم ، جاوک و استغفروالله و استغفر لهم الرسول ، لوجدو الله توابآ رحيما (٦٧ : ٠۴)

وادي يثرب کجاست ؟ آه ز حرمان او ! دامن دل میکشد ، خار مغیلان او !

مدینه منوره زاده الله شرفها کي آبادي کا ایک منظر عمومی !

ان الوسائل للملوک ببابهم و وسیلتی العظمی بهذ الباب !

مدینه منوّره کا دروازه باب العنبریه (جسکو باب الرشادیه بهی کہتے ہیں)

مسجد نبوي کا ایک منظر داخل صحن سے - علی صاحبها الصلوۃ والسلام -

اللهم اعز السلام و المسلمین ! و اخذل الکفرۃ و المبتدعة و المشرکین ! اللهم شتت شملهم ! اللهم مزق جمعهم ! اللهم دمر دیارهم !.
اللهم انصر من نصر الدین ! و اخذل من خذل المسلمین ! اللهم انصر من نصر دین محمد صل الله علیه و سلم و جعلنا منهم !
و اخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منهم ! "رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا " انک انت العزیز الحکیم -

ہزہائینس ٹھاکرصاحب گنڈال

ہزہائینس مہاراجہ جیپور

ہز ہائینس مہاراؤ کوٹا

ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر

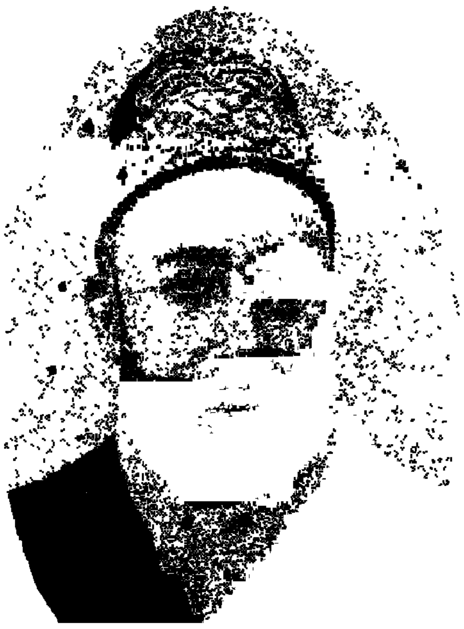

ہزہائنس نواب صاحب ٹونک

ہزہائینس مہاراجہ دتیا

ہز ہائینس مہاراجہ چرکھاری

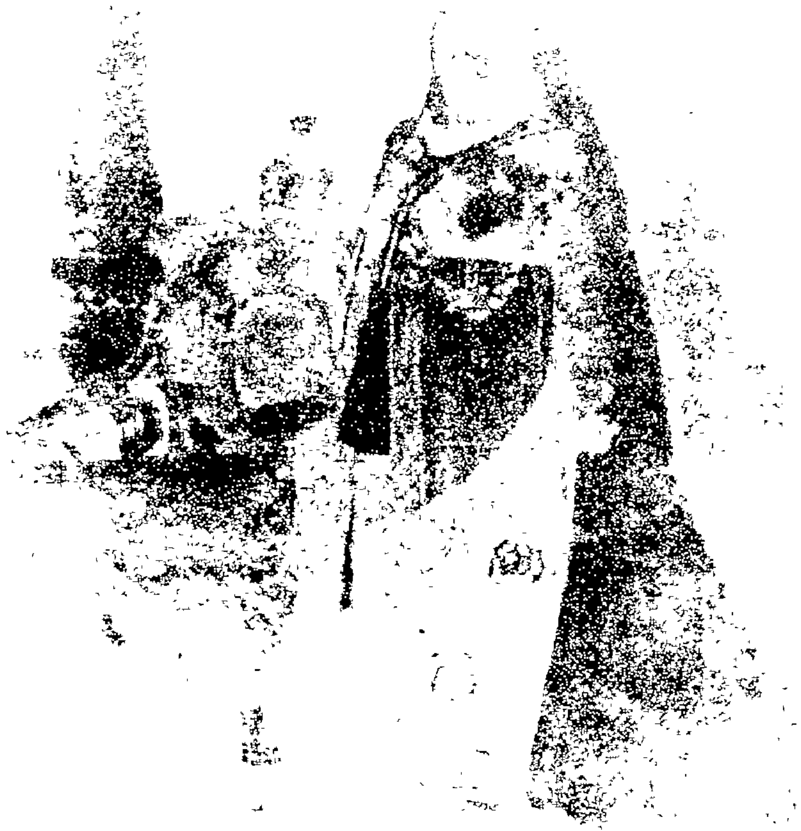

هز هائنس بیگم صاحبه بهوپال

ہزہائینس سر سید محمد حامد علیخاں بہادر والئے ریاست رامپور

اسرائے جنگ یورپ! مراکب مقیدہ و رعایاء فریق محارب!

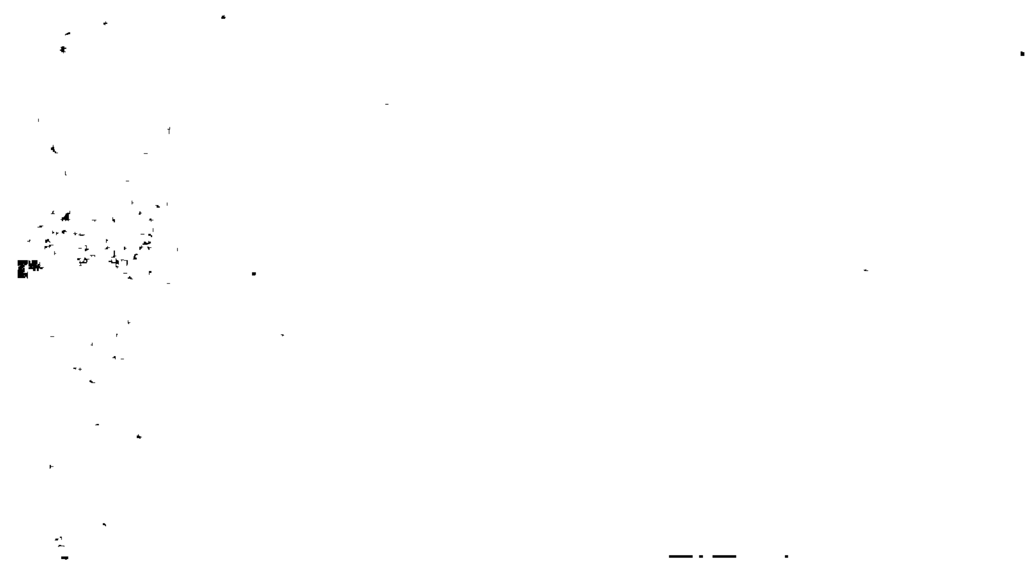

آسٹریا کا ایک اسٹیمر " پرلیا " جو کلکتہ میں اعلانِ جنگ کے بعد روک لیا گیا۔

" رونّی فلس " جرمن بوٹ جو اعلانِ جنگ کے وقت کلکتہ میں تھا اور روک لیا گیا

خدر پور ہاؤس کلکتہ میں جرمن لیڈیز جو اعلانِ جنگ کے بعد نظر بند کردیے گئے

ہز ہائینس نظام حیدر آباد

ہز ہائینس گائیکواڑ بروڈا

ہز ہائینس مہاراجہ میسور

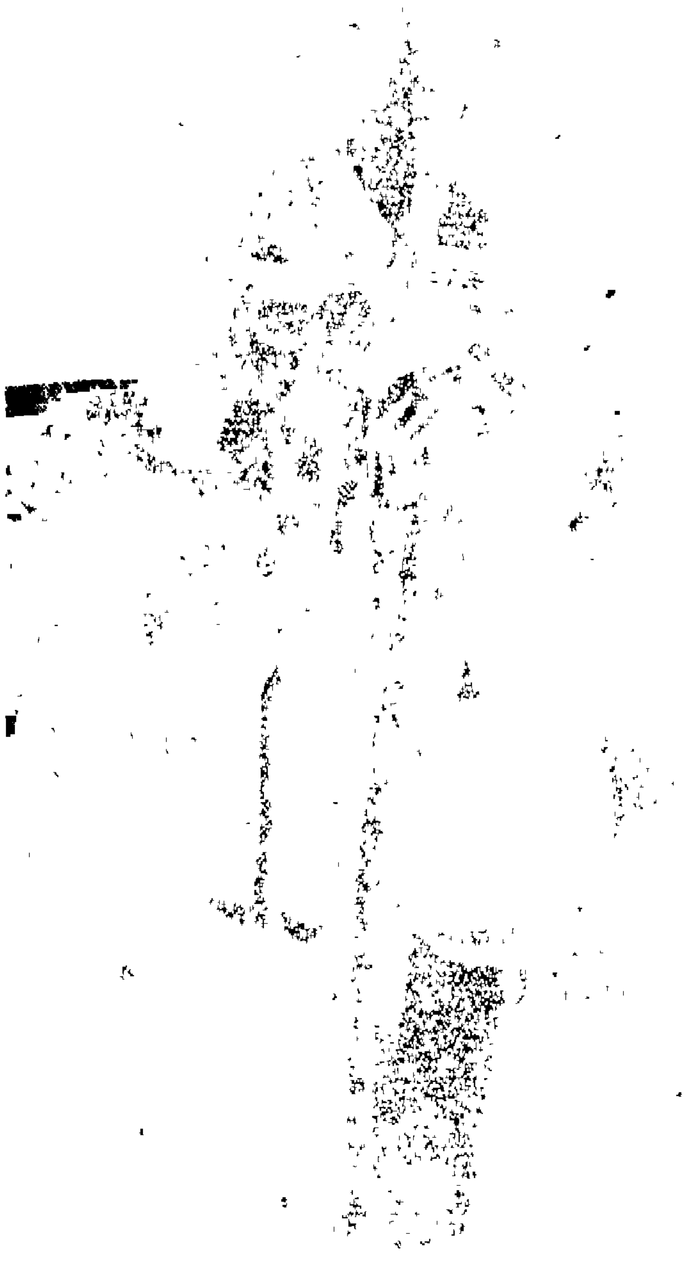

ہز ہائینس مہاراجہ گوالیار

ہز ہائینس مہاراجہ بیکانیر

حادثہ الیمۂ مصیبت زدگان „کوما گاٹو“

مشہور جہاز ”کوما گاٹو مارو“

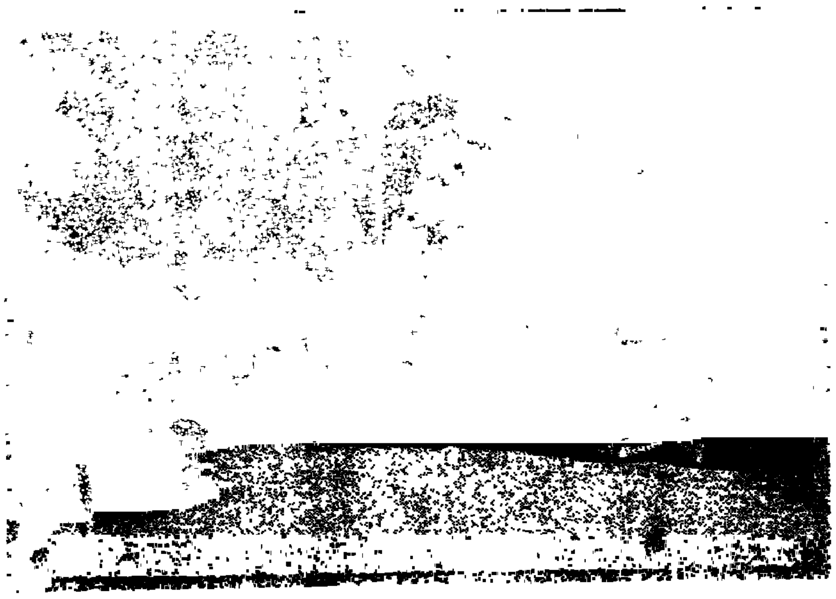

بج بج (کلکتہ) کا وہ مقام جہاں حادثہ ہوا

گرفتاراں کوما گاٹو کو حادثہ کے بعد کلکتہ پولیس لے جا رہی ہے

ان يمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلهٗ و تلک الايام نداولها بين الناس (۳ : ۱۳۴)

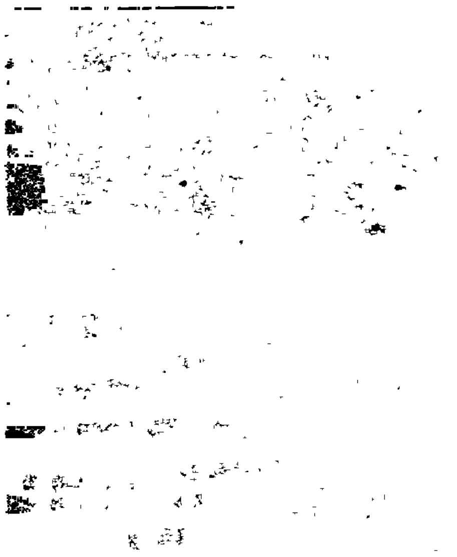

ريم (واقع فرانس) کي حسنين و جميل آبادي کا ايک منظر عام جسے جرمن گوله باري نے برباد کرديا : فما بکت عليهم السماء والارض و ما کانوا منظرين (۴۴ : ۲۹)

ريم کا مشهور عالم گرجا جسکي ديواريں گر چکي هيں، جسکے برج ٹوٹي هوئي اينٹوں اور گرد و خاک کا ڈهير هيں، اور زمين مغرب وه سب کچهه ديکهه رهي هے جو کل تک مشرق کيليے مخصوص تها - و تلک الايام نداولها بين الناس ۔

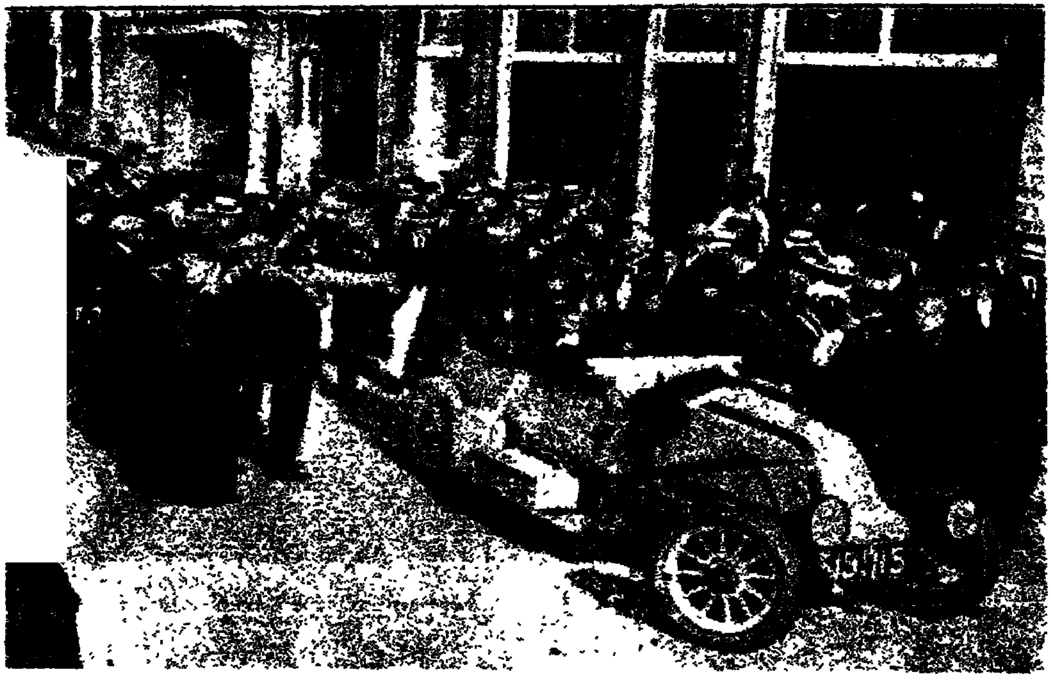

بد بخت بلجيم کے حيات آخريں کي رونق : انٹورپ ميں توپخانے کے ساتهه سپاهيوں کي موٹر کار پر نقل و حرکت

مدراس اور کلکتہ کے دو نقصان منظر !

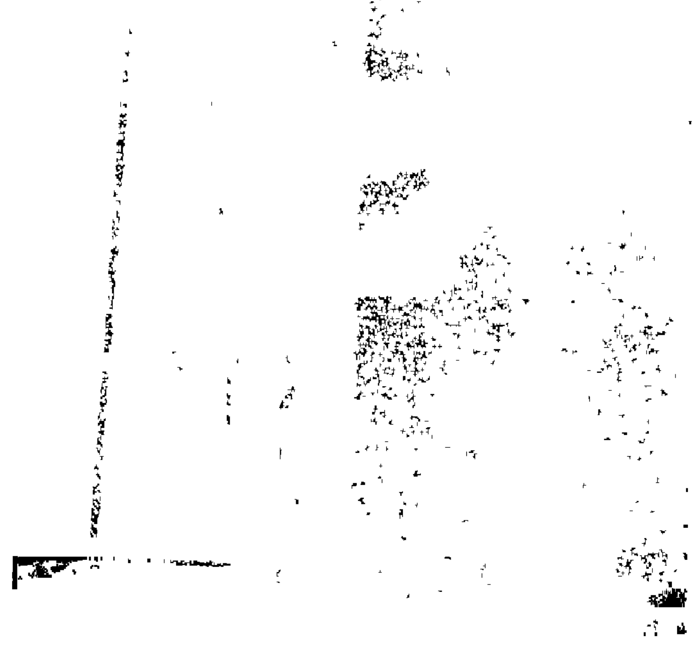

ساحل مدراس و اطراف کا ایک منظر عام مع برما ائیل . کمپني کے حوضوں کے جنکو ایمڈن کے گولوں نے مشتعل کردیا ہے اور انسے دھویں کي لٹیں بلند ہو رہي ہیں-

(رهي تمر مر السحاب (۶ : ۸۸)

نصف شب کے وقت ایمڈن کي شعلہ افشانیوں کا ایک منظر منور ! تیل کے حوضوں سے شعلے بلند ہیں اور تمام فضاے تاریک روشن ہوگئي ہے !

ارمینین کالج کلکتہ کے والنٹیر

بي - آئي - کمپني کا ایک جہاز چھپرہ حادثۂ ایمڈن کے وقت بندرگاہ مدراس میں مقیم تھا - اسکا ایک افسر مسٹر فلیچر ایمڈن کي گولہ باري کی زد میں آگیا - اسکا جنازہ قبرستا جا رہا ہے !

بعض مناظر متفرقہ جنگ !

میلینیس کي ایک شاهراه !

انتورپ : فضائي گوله باري سے عمارتوں کا نقصان

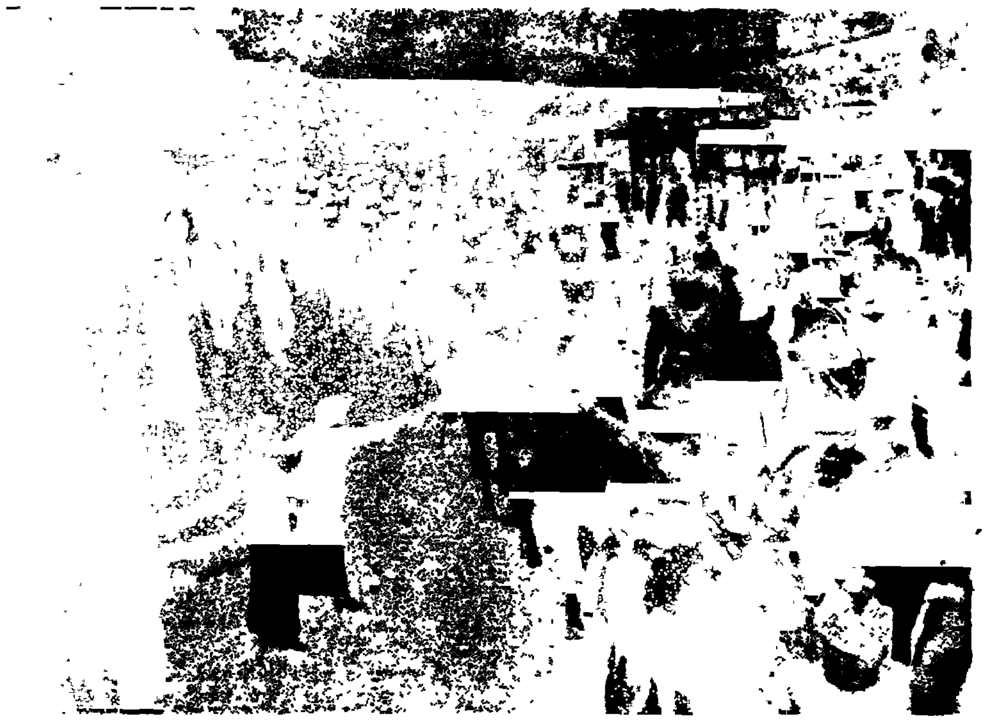
پیرس سے فوج کا کوچ اور بلاد فرانس کي مشائعت !

بلجین اجتماع فرسنلد میں

هیور میں زخمي سپاهي

تاریخ مراکب ہوائیہ کا ایک صفحہ !

وکٹوریا لوئس نامی ایروپلین جسمیں سب سے زیادہ جنگی سامان کی تعداد رکھی جاسکتی ہے -

جنگی طیارہ جو فوجی حالات کی تفتیش کر رہا ہے اور جسکی شرح رفتار ۳۸۵ میل فی یوم ہے -

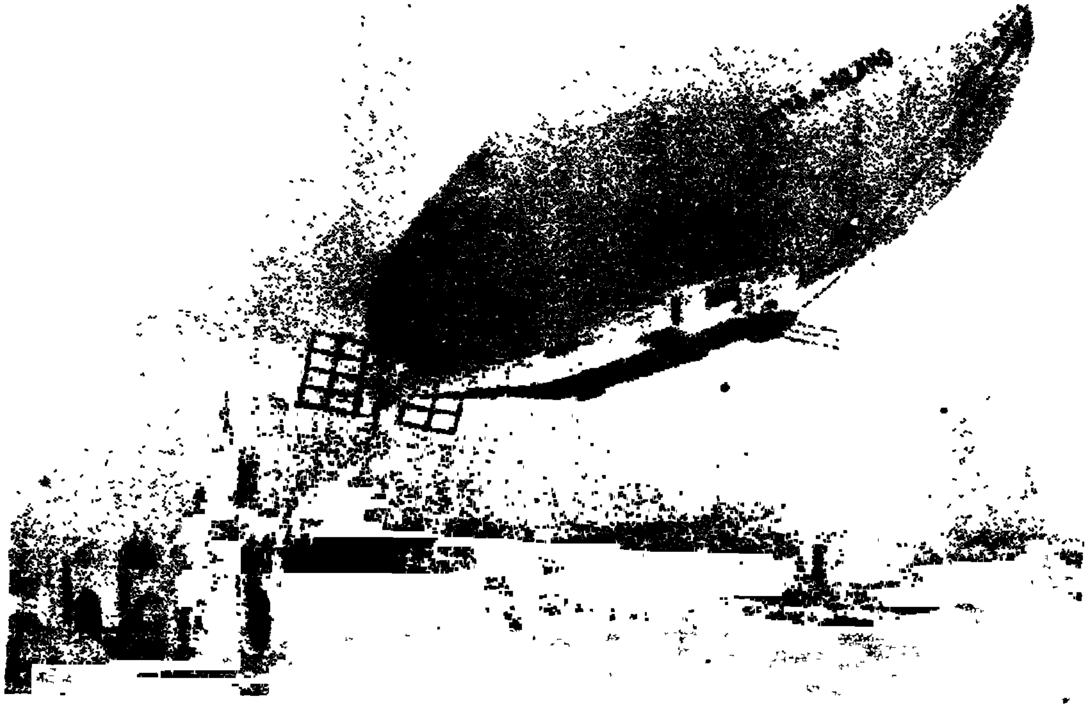

جرمنی کے زیلن قسم کا ایک ہوائی جہاز جسمیں بہ یک وقت ۳۰ آدمی سفر کرسکتے ہیں -

معرکۂ عظیمہ مونس و محاربۂ خط سرحد فرانس !

یہ جنگ کا ایک نہایت درد انگیز منظر ہے - ایک معرکے میں افواج متحدہ کا توپ خانہ جرمن گولہ باري سے بالکل برباد ہوگیا اور تمام توپچي نذر اجل ہوگئے - صرف ایک ہالینڈ سپاہي باقي تھا جو آخر تک موجود رہا

جرمن فوج مونس کے قریب ایک نہر کو حملہ آورانہ عبور کررہي ہے !

جنگ یورپ کے اهتمامات کے مناظر میدان کلکته میں !

میدان قلعه کلکته میں یوروپین والنٹیروں کی جنگی مشق : توپخانے کی مدافعت

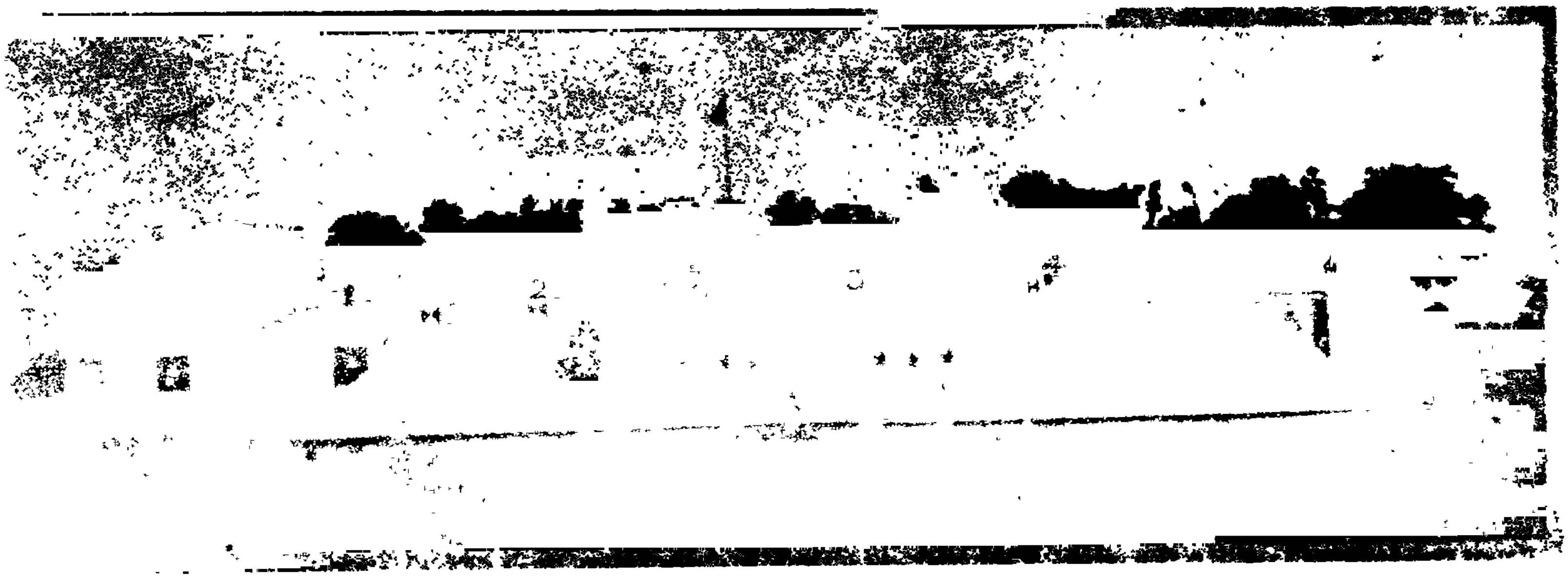

بندوق کی نشانه بازی کیلیے مٹی کے مصنوعی تودے جو والنٹیروں کی مشق کیلیے بنائے گئے هیں ۔

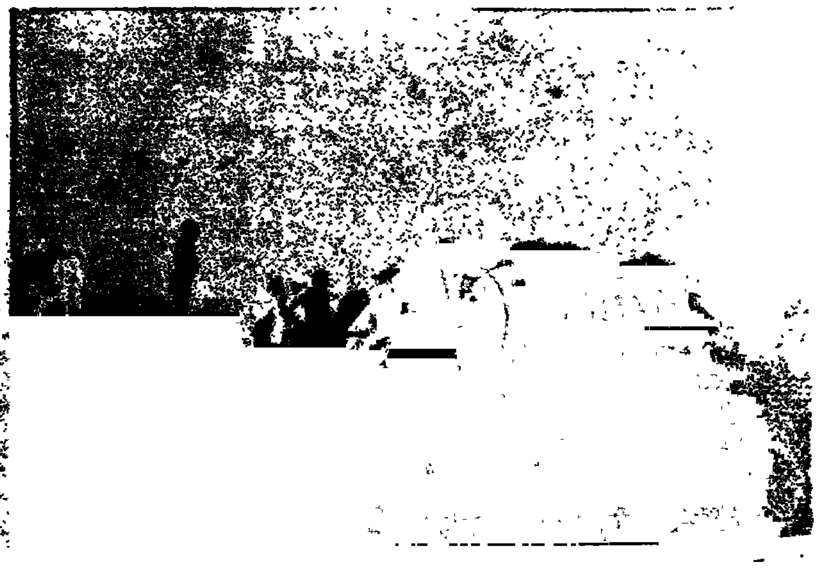

طیارات حربیہ کی ہلاکت افشانی

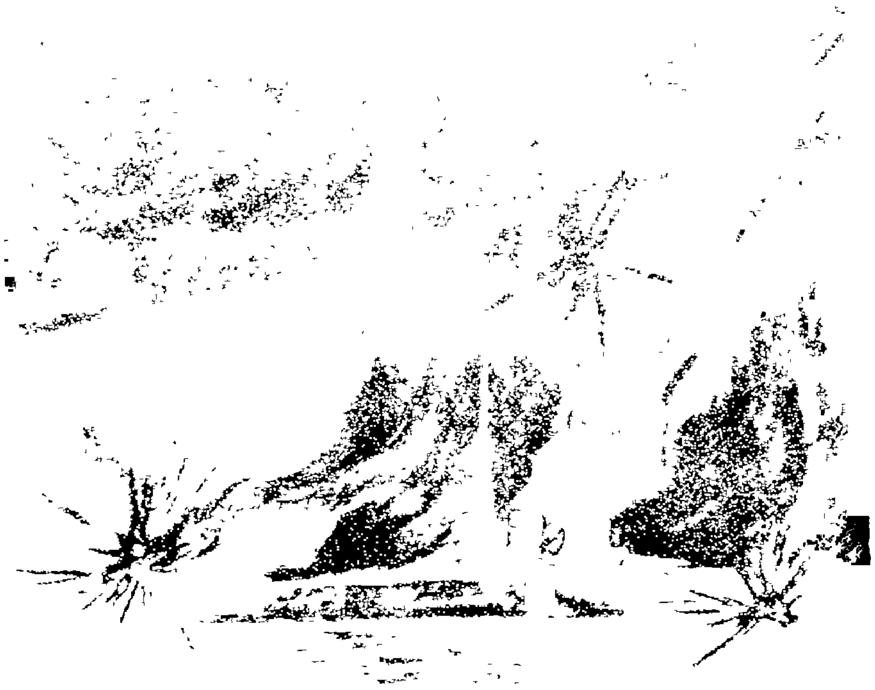

اس تصویر میں دکھلایا گیا ہے کہ هوائي جہاز کیونکر سمندر میں اوپر سے بم برسا رہے هیں اور کس طرح جہازوں کو برباد کردیتے هیں ؟

هوائي جهازوں پر نیچے سے گولہ پھینکنے کیلیے یہ توپ ایجاد کي گئي ہے جسکا نشانہ بخط مستقیم اوپر کي طرف رهتا ہے اور هوائي جهازوں کي حرکت کے ساتھ اسکي مشینري بھي حرکت کرتي رهتي ہے !

طلسم ایمڈن کی سحر کاریاں !

تو فتنۂ زمانہ شدي ورنہ روزگار
بودہ ست پیش ازین قدرے آرمیدہ تر!

پریس کمیونک مظہر ہے :

" یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایمڈن نے ۱۵ سے ۱۹ اکتوبر کے اندر پانچ اور جہاز غرق کیے ہیں - ان جہازوں کے نام یہ ہیں :

(۱) چلکانا (۲) ٹرواپلس (۳) بن مہر (۴) کلاں گرانٹ (۵) پنڈراول -

یہ جہاز بحر ہند کے جنوب مغربی ساحل سے کسی قدر فاصلہ پر غرق کیے گئے -

ان جہازوں کے ملاح اور مسافر سینٹ ایگبرٹ اسٹیمر پر کوچین پہنچے ہیں "

اسي طرح کولمبو کا سرکاري تار ہے :

" ایمڈن نے " میني کوائے " سے مشرق کے جانب ۱۲۰ میل کي مسافت پر ۵ جہاز غرق کردیے -

چلکانا ' بن مہر ' اور ٹرواپلس نامي جہاز بالکل نئے تھے اور پہلي بار سفر کے لیے نکلے تھے - " چلکانا " مسافروں کا اسٹیمر تھا - زغال بردار جہاز " ایکسفورڈ " کوئلے سے بالکل لبریز تھا !

جہاز راني بند ہوگئي ہے ' لیکن گذشتہ شب کي بحري اطلاع واضح کرتی ہے کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر راستہ صاف ہوجانیکي امید ہے (جیسا کہ ایک ماہ سے بحمد للہ برابر امید کي جا رہي ہے !)

" کلاں گرانٹ " کے ملاحوں کے علاوہ ۱۳ یورپین مسافر بھي تھے - یہ جہاز اسباب سے لدا ہوا سیلون جا رہا تھا - گورنر مدراس کي کتابیں ' تصاویر ' اور موٹرلس بھي اسي میں تھے ' جنکي قیمت ۲۰۰۰ پاونڈ یعني ۳۰ ہزار روپیہ اندازہ کي گئي ہے - اسکے ذخائر میں ۲۰۰۰ سے زاید وھسکي شراب کے بکس بھي تھے -

ٹراپلس کے اسباب میں ۳۲۰ ٹن یعنی ۸۹۶۰ من چاے بھي تھي "

اسي تار سے واضح ہوتا ہے کہ علاوہ ۵ غرق شدہ جہازوں کے ایمڈن نے ایک چھٹے زغال بردار جہاز " ایکسفورڈ " کو گرفتار کر لیا ہے ' جسکا وزن ۴۵۴۰ ٹن ہے -

(مجموعي نقصانات)

ایمڈن ابتک ۱۵ تجارتي جہازوں کو غرق آب کر چکا ہے جنکے نقصانات کا تخمینہ ۲ ملین پونڈ کیا گیا ہے ' یعني ۳ کرورڑ روپیہ -

ایمڈن کے تمام غرق کردہ جہازوں کي فہرست حسب ذیل ہے

نام جہاز	مقدار وزن بحساب ٹن
ڈپلو میٹ	۷۶۱۵
لوراٹ	۶۰۰۰
بن مہر	۴۸۰۶
کلین متھسن	۴۷۷۹
فوائل	۴۱۴۷
ٹرابک	۴۰۱۴
چلکانا	۳۹۵۲
کلاں گرانٹ	۳۹۴۸
کنگ لڈ	۳۶۵۰
کلن	۳۵۴۴
ربرا	۳۵۰۰
ٹرواپلس	۳۴۳۷
انڈس	۳۳۹۳
ٹالمرک	۳۳۱۴
پنڈ راول	۲۶۶۹

میزان ۷۶۸ ' ۶۲ ٹن

ایمڈن نے ۱۰ ستمبر سے غارتگري شروع کی - ۱۰ اور ۱۴ ستمبر کے درمیان انڈس ' لوراٹ ' کلن ' ٹرابک ' ڈپلومیٹ جہازوں کو خلیج بنگال میں غرق کیا اور انکے ملاح اور مسافروں کو کبنگا پر سوار کرکے کلکتہ بھیجدیا -

کبنگا کو روانہ کرنے کے چند گھنٹے بعد " کلین متھسن " پر اپنے گولوں کي مزید مشق فرمائی کي ' اور پھر ۲۲ ستمبر کو مدراس کے سامنے نمودار ہوکر تاریخ ہند میں اول مرتبہ دنیا کي جانب سے جنگي اقدام کیا ' اور برما اویل کمپني کے حوضوں پر گولے پھینکے -

۴ کے بعد ۲۶ - ستمبر کو بحر ہند کے مغربي ساحل پر کنگ لڈ ' ٹالمرک ' ربرا ' اور فوائل کو غرقاب کیا ' اور امیر البحر کے زغال بردار جہاز " برسک " کو بھي گرفتار کرلیا -

اسوقت سے اس زیادہ حملہ کي رپورٹ تک غالباً وہ جزایر لکادیف میں مقیم رہا ' جو " میني کوائے " سے تقریباً ۱۵۰ میل پر واقع ہیں -

اسي اثنا میں یہ خبر تار برقیوں کے ذریعہ مشہور کي گئي کہ ۲۸ ستمبر کو دو جاپاني جہازوں نے ایمڈن کو غرق کردیا ہے ' ساتھہ ہی ۱۵ - اکتوبر کو امارت بحریہ نے اعلان کیا کہ (انگریزي) کروزر " یا رموتھہ " نے جرمني کے " مارکو مینیا " کو ڈبادیا اور اسیطرح اسٹیمر " یونٹو پورس " کو بھي گرفتار کرلیا جو ایمڈن کے ساتھہ بطور بار بردار جہاز کے رہا کرتا تھا - اس سے یہ قیاس پیدا کرایا گیا کہ ایمڈن بھي ضرور غرق ہوگیا ہوگا -

اس واقعہ کے تاریخ سے ہمیں مطلع نہیں کیا گیا ہے ' لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ جس تاریخ کو یہ خبر شائع کي گئی ہے ' عین اسي تاریخ سے ایمڈن نے پھر جہازوں کو مغربي ساحل پر غرق کرنا شروع کردیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمڈن کو زندہ چھوڑ دینا بہ نسبت اسکي موت کے زیادہ پر امن ہے !

(اخري حادثہ کي مزید تفصیل)

مدراس ٹائمس نے ایمڈن کے تازہ ترین حملوں کے متعلق جو بیانات شائع کیے ہیں ' انمیں بعض باتیں نہایت دلچسپ ہیں .

" ۴۰۰ - ستم رسیدگان ایمڈن منگل کے دن کوچین پہونچے - انمیں ایک عورت بھي تھي جسکا نام مسز الیس ہے - مسٹر و مسز الیس مع دو اور مسافروں کے جہاز " ٹراوس " پر " شنگہے " سے آرہے تھے - ٹراوس کے کپتان کو خبر دي گئي تھي کہ ایمڈن غالباً خلیج بنگال میں موجود ہے - مگر بد قسمتي سے ایمڈن کو بھي اپنے عجیب وغریب ذرائع سے اسکي اطلاع ہوگئي ' اور اسنے بھي وہي راستہ اختیار کیا جس سے " ٹراوس " آنیکو تھا - جب ٹراوس راس کماري (کیپ کومرن) سے گذرا تو دور پر ایک روشني سی نظر آئي - سنیچر کي شب کو جب وہ جزیرہ " میني کواے " پہنچا جو کوچین سے ۲۰ میل پر واقع ہے ' تو ایمڈن نے ایک گولہ پھینکر اسے ٹھہرے ہو جانے کا حکم دیا - ٹراوس کھڑا ہوگیا - ایمڈن کے افسر

میدان کلکته میں یوروپین والنٹیروں کی عسکری مشق و نمایش !

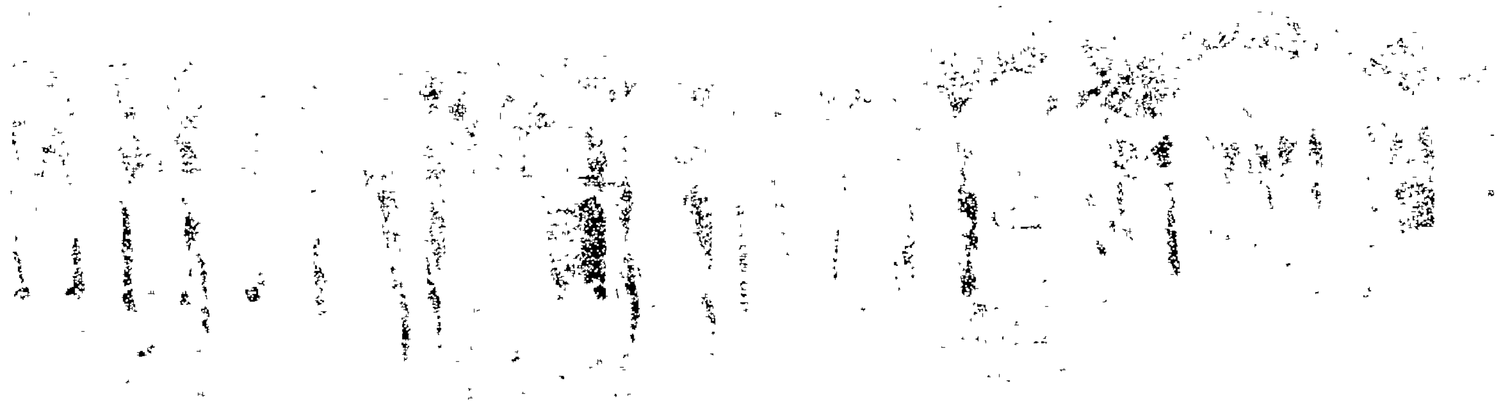

چهه هزار والنٹیروں کا ایک حصه جو مشق کررها هے -

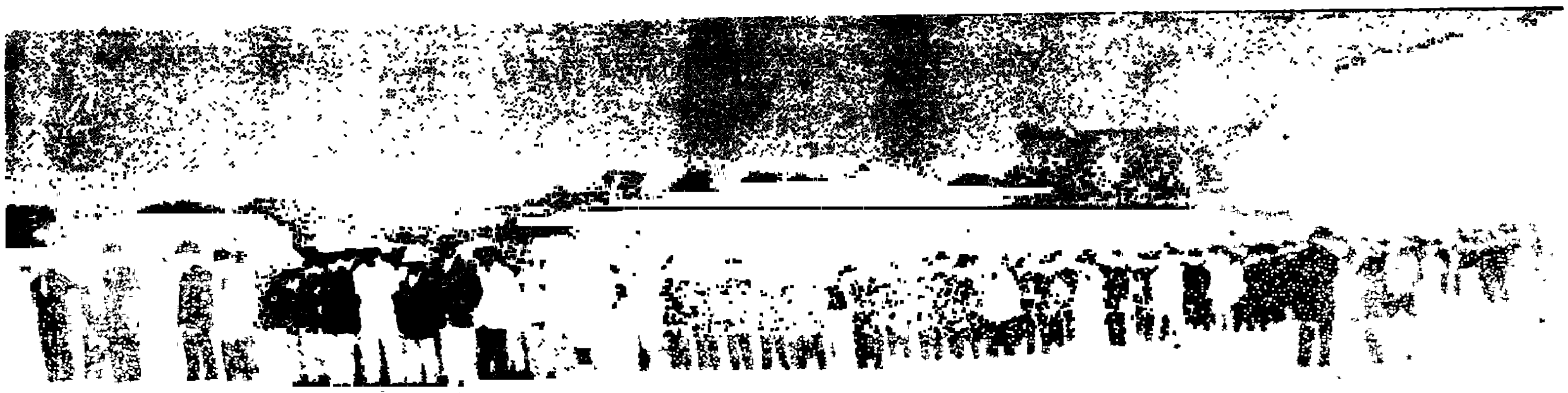

والنٹیروں کا نیا اسکاٹ لینڈی دسته جسمیں ڈهائی سو سپاه هیں -

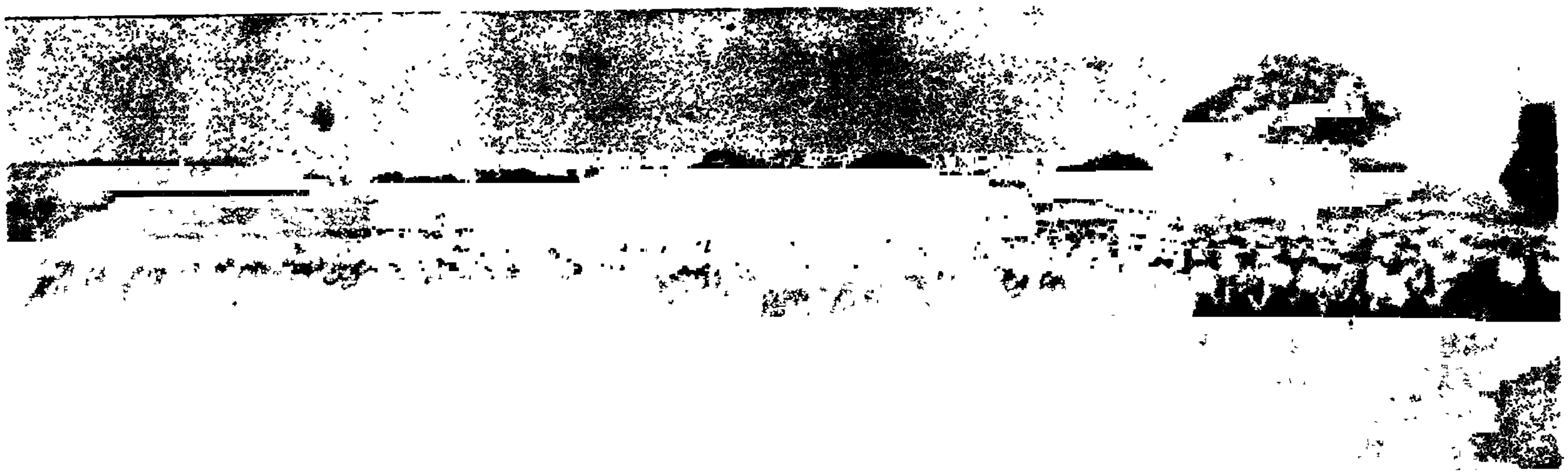

کلکته لائٹ هارس کی قواعد جسکی تعداد آجکل بهت بڑهگئی هے -

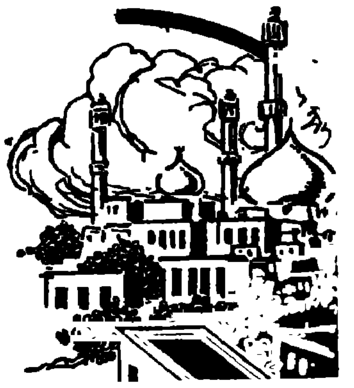

شئون اسلامیّہ

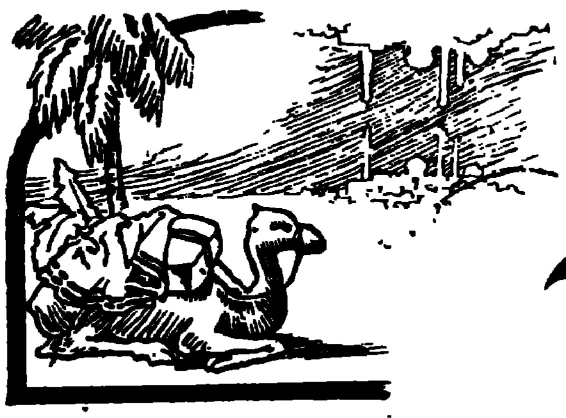

جنگ یــورپ

اور خلافۃ علیہ اسلامیہ

الهــلال میں ابتک هم موجودہ جنگ اور مسئلۂ عثماني پر کچهہ نہ لکهہ سکے - حالانکہ یہ موضوع اب اس حد تک یقیني هوگیا ہے کہ بحث و نظر ناگزیر ہے - آج مُراسلہ نگار " نیر ایسٹ " کے بعض بیانات بغیر تردید و نقد کے شائع کردیتے هیں جنسے موجودہ حالات پر ایک حد تک تازہ روشنی پڑتي ہے - آیندہ اس موضوع پر بالتفصیل بحث کرینگے -

(از مراسلۃ یافا مورخہ ۷ ستمبر)

جب سے روس اور جرمني میں جنگ چهڑي ہے، اسوقت سے عثماني حکومت اپني فوجیں جمع کر رهي ہے اور جسقدر سپاهي دستیاب هو سکتے هیں سب طلب کیے گئے هیں - بیان کیا جاتا ہے کہ صرف یافا اور اسکے ضلع سے ۳۰ هزار آدمي لیے گئے هیں - جو عثمانی یہودي اور عیسائي فوجي خدمت نہیں کرنا چاهتے، ان سے ۵۰ گني استثنا لیا جاتا ہے -

اس اجتماع کي وجہ یہ بیان کي جاتي ہے کہ اگرچہ ترکي ناطرفدار رهنا چاهتي ہے، مگر اسے کامل امن کی طرف سے جو اسکي دلي خواهش ہے اسوقت تک اطمینان نہیں هوسکتا جب تک کہ وہ جنگ کے لیے تیار نہ رہے - اسیلیے اسے اپني سرحدوں پر اور اندرون ملک میں مختلف مواقع پر قابل اور اچهي طرح سے مسلح فوجوں کي کثیر تعداد منقسم رکهنا چاهیے - بظاهر تو یہ خیال قابل ستایش معلوم هوتا ہے، مگر زیادہ غور کیجیے تو یہ وجہ تشفي بخش نہیں معلوم هوتي - اگر واقعي ترکي کا میلان امن کي طرف ہے تو اسقدر وسیع پیمانہ پر فوجي اجتماع کي ضرورت نہیں ہے - کہتے هیں کہ ۱۵ دن کے اندر ۴ ملین آدمي مسلح هوگئے - یعنے چالیس لاکهہ آدمی !

(صرف مسلم فوج)

پهر اور تمام مواقع پر تو تمام عثمانیوں کو فوجي خدمت ادا کرني پڑتي تهي، مگر اس موقعہ پر نیس لیکے عیسائیوں اور یہودیوں کو تو مستثنی کر دیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو مستثنی نہیں کیا جاتا، اسکے صاف معني یہ هیں کہ حکومت ایک " مسلم فوج " چاهتي ہے -

جرمن جنرل اور افسر فوج کو جرمن طریقہ پر تعلیم دیرہے هیں - بیان کیا جاتا ہے کہ نابلس، عکاہ، بیت المقدس، سالت وغیرہ متعدد مقامات میں کسي نہ کسي قسم کے استحکامات زیر تعمیر هیں، اور یہ خبر تو عام طور پر مشہور ہے کہ دو دن کے اندر ۴۰ هزار فوج مصري سرحد کیطرف غالباً رافع پر بهیجي جائیگي - یہاں یہ باتیں مشہور هیں کہ ترکي اپنی فوجوں کا ایک حصہ طرابلس، مراکش، اور مصر بهیجنا چاهتي ہے، اور اسکے بعد وہ روس پر اعلان جنگ کردیگي -

فوجي اجتماع نے اس ملک پر بہت هي سنگین اثر ڈالا ہے، جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا هوں -

بہت سے خاندان جنکے نوجوان مرد بلا لیے گئے هیں انکے پاس اپني پرورش و تکفل کا کوئي ذریعہ نہیں ہے، اور حالات کو بد سے بدتر کرنے کے لیے حکومت نے غذا اور کپڑے کا ایک بڑا حصہ بغیر قیمت دیے لیلیا ہے -

یہاں عیسائیوں کو انگلستان اور اسکے حلیفوں کے ساتهہ همدردي ہے، یہودي نا طرفدار هیں - اکثر جرمني کے طرفدار بنائے گئے هیں - وہ اهل جرمني کا ذکر ایک مخلص مومن کي حیثیت سے کرتے هیں اور اسکي کامیابي کي دعا مانگتے هیں -

(از مراسلۃ سمرنا مورخہ یکم ستمبـر)

اس وقت تک اس الٹیمیٹم کے متعلق کچهہ ٹهیک معلوم نہیں جسکے بابت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مفاهمت ثلاثہ نے باب عالي کو دیا ہے - مگر افواہ یہ ہے کہ اس الٹیمیٹم میں ترکي سے کہا گیا ہے کہ وہ فوراً اپنے ارادے بیان کردے - اس کا اثر یہ پڑا ہے کہ اس ملک میں رهنے والے انگریزوں کے خلاف برے جذبات اور ترقي کر گئے هیں -

ایک دفعہ تو یہ حالت بہت هي سنگین هوگئی - بندرگاہ میں جسقدر انگریزي تجارتي جهاز تهے سب کو فوراً روانگي کا حکم دیدیا گیا - یہاں کي انگریزي آبادي پر اس کارروائي کا بہت هي دهشت انگیز اثر پڑا، اور بہت سے خاندانوں نے انگریزي قونصل کے اس مشورہ پر عمل کیا کہ جن لوگوں کو سمرنا چهوڑنا هو وہ جسقدر جلد ممکن هو روانہ هوجائیں، کیونکہ خوف ہے کہ هر وقت بندرگاہ بند هو سکتا ہے - نہ معلوم کسوقت بند هو جائے ؟ یہ مشورہ حتی الامکان خاموشي کے ساتهہ دیا گیا تها کہ جہاں تک هوسکے کم خوف پیدا هو !

جو لوگ سمرنا سے روانہ هوے وہ صرف جزیرہ مدلا تک گئے - ان جانے والوں میں سے بعض لوگ سمرنا واپس بهی آگئے هیں -

بهرحال خواہ واقعي خطرہ تها یا نہ تها، مگر جسقدر خوف پیدا هوا وہ بالکل غیر ضروري تها، اور اسکي وجہ سے اس شہرت کو خاص صدمہ پہنچا جو انگریزوں کو " سرد مزاجي " میں حاصل ہے (اور جس کا ظہور میدان جنگ میں اس کثرت و شدت کے ساتهہ هو چکا ہے !)

تاهم بعض واقعات سے اس یقین کو مدد ملي کہ ترکي اهل یورپ اور عیسائیوں دونوں پر حملہ کي فکر میں ہے -

سمرنا کے مشہور و معروف موجودہ والي نے جو بظاهر معلوم هوتا ہے کہ یہ عزم کرچکا ہے کہ میں اپني قدیم قیام گاہ سالونیکا کي طرح سمرنا کو دشمن کا آساني سے شکار نہ هونے دونگا، کمانڈر کو حکم دیدیا ہے کہ مختلف اطراف و اکناف شہر میں پولیس کي چوکیوں اور گارد کے گهروں میں پیٹرولیم جمع کرلیا جائے - نیز مشہور هوا ہے کہ اس نے علی الاعلان اقرار

ٹراؤس پر آلے اور مسافروں کو ایک دوسرے گرفتار شدہ اسٹیمر پر سوار کرادیا - مسافروں کو بہت کافي مہلت دي گئی تهي - حتی کہ بلیوں اور چند پالتو جانور بهي مسافر اپنے ساتهہ لے جاسکے -

دوسرے دن ٹراؤس کے قیدي دیگر قیدیوں کے ساتهہ ڈیک (جہاز کے بالائي حصے) پر بیٹهے ہوے اسطرح گپ کررہے تهے' جیسے ڈرائنگ روم میں باطمینان بیٹهے ہوے ہیں - سب کوئي ایمڈن کے کیٹ ماؤس (ایک قسم کا کهیل ہے جو ہمارے یہاں کے " آنکهہ مچولی" کے مشابہ ہے) کا تماشا دیکهہ رہے تهے -

ایمڈن کي مستعدي اور ہوشیاري کے واقعات نے قدیم افسانوں کے عجائب و غرایب کو زندہ کردیا ہے - اسکے افسر کهیل کود میں لگے رہتے ہیں' لیکن جونہي افق پر کوئي سیاہ دهبہ سے نظر آیا اور کپتان اپنے کام کیلیے مستعد ہو بیٹها - بیچارے قیدیوں کو اسوقت اختلاج قلب ہونے لگتا ہے کہ اب کوئي نیا شکار پهنسنے والا ہے - وہ دعا کرنے لگتے ہیں کہ ایمڈن اسکا تعاقب نکرے - مگر نہیں ! ایمڈن کیلیے ایسي دعائیں بیکار ہیں - اسکا وجود خود بهي دعاؤں ہي سے پیدا ہوا ہے - وہ معاً بخط مستقیم اس جہاز کے پاس پہونچتا ہے' اسکو کهڑا کرتا ہے' اسپر اپنے جہاز رانوں کو بهیجتا ہے' اور پهر مسافروں کو اتار کر جہاز غرق کردیتا ہے"

اسکے بعد خود مدراس ٹائمس لکهتا ہے :

" میرے مخبر کل ۲۴ گهنٹے ایمڈن پر رہے' اور اس درمیان میں ایمڈن نے سات جہازوں کو گرفتار کیا اور ایک گرفتار شدہ جہاز اسکے ہمراہ پہلے سے موجود تها - انمیں سے ۵ غرق کردیے گئے - ۲ سے زغال برداري کا کام لیا گیا اور آٹهویں پهر (یعني "سینٹ اگبرٹ" پر) جملہ قیدیوں کو عدن چلے جانیکا حکم دیا اور دور تک اسکے ہمراہ گیا - جب وہ اپنے زغال بردار جہاز کے پاس واپس آیا تو اسے معلوم ہوا کہ سنٹ اگبرٹ پر کافي کهانا نہیں ہے - جو عدن تک کافي ہوسکے - ایمڈن فوراً دوڑا اور سنٹ اگبرٹ کو گولہ پهینک کر ٹهہرایا اور عدن کے بجاے کوچین جانیکا حکم دیا -

جسقدر مسافر یہاں پہنچے ہیں' سب کے سب اہل جرمني کے اخلاق و شرافت اور کمال انسانیۃ و حسن معاملۃ کے مداح ہیں - انکي رحمدلي کي ایک مثال یہ ہے کہ قبل غرق کرنے کے جملہ جاندار چیزوں کو (مثلاً مرغي کتا وغیرہ کو) گولي مار دیا کرتے ہیں تا کہ غرق ہونے کي حالت میں انہیں زیادہ تکلیف نہو -

ایمڈن کو ہر بات کي پوري واقفیت ہے اور وہ دنیا کي پوري پوري خبر رکهتا ہے - اسکا ایک افسر ہمسے کہنے لگا کہ ایمڈن کے جہاز ران جزیرہ " میني کواے" پر آج شام کو فٹ بال کهیلینگے ! ایک قیدي نے پوچها کہ اگر کوئي انگریزي کروزر آپکے تعاقب میں ہو تو آپ کیا کرینگے ؟ اسنے فوراً جواب دیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا - کیونکہ دشمن کا جہاز آج رات کو کولمبو میں رہا ہے - ہمیں سب کچهہ معلوم ہے !

(ایک کپتان کا چشم دید بیان)

مدراس میل کے ایک قایم مقام سے " چلکانا " جہاز کے کپتان " ارکڈیکون " نے حسب ذیل حالات بیان کیے ہیں :

" تقریباً تین ہفتے ہوے کہ " برسک " جہاز کو گرفتار کرلینے کے بعد ایمڈن ڈاگو گرشیا کیلیے کوچ کرگیا جو مجمع الجزائر " چگوس " کا بہت ہي بڑا جزیرہ ہے - یہاں ایمڈن نے اپنے پاني گرم کرنے کے خزانے کو صاف کیا اور اسپر باطمینان رنگ چڑهایا - اسکے بعد " برسک " سے کوئلہ لیا اور مزید شکاروں کے کهوج میں نکل کهڑا ہوا - پہلا غرق شدہ جہاز ایک ڈریجر تها (یعنے سمندر سے موتي وغیرہ نکالنے والا جہاز) اور نیوزیلینڈ جارہا تها - اسیدن اسکو دوسرا شکار " کلانٹ گرانٹ " بهي ملگیا - اتوار کے دن ۲ بجے " بن مہر " گرفتار کیا گیا - اور اسي دن " ٹرائلس " سے بهي اسکي توپوں کو کهیلنے کا موقعہ ہاتهہ آ گیا -

دوشنبہ کو سینٹ اگبرٹ اور ایکسفورڈ بهي - غرق ہوے ایکسفورڈ اور برسک میں صیغہ امیر البحري کا کوئلہ لدا ہوا تها - ایمڈن کے لے کہا کہ اگر " برسک " اور " ایکسفورڈ " ہاتهہ نہ لگتے تو ہم کسی غیر طرفدار بندر میں چلے جاتے - یہ جگہ کوچین سے صرف ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہوئي - غرق شدہ جہازات اور انکے اسباب کے نقصانات کے متعلق ایمڈن کے کپتان نے کہا کہ ۴ یا ۵ ملین اسٹرلنگ سے کم نہیں ہوا ہے - یعني ۶ یا ۷ کروڑ روپیہ -

ٹرائلس کو ابهي صرف ۷ مہینے پاني میں ڈالے ہوے گذرے تهے - اسپر ہزار ہا ٹن قیمتي اسباب تجارت لدا تها -

امریکن جہاز " سینٹ اگبرٹ " مشرق سے نیو یورک جارہا تها - غیر طرفدار جہاز ہونیکي وجہ سے ڈبایا نہیں گیا لیکن قیدیوں کي سواري کیلیے ساتهہ رکهہ لیا گیا - کپتان ارکڈیکن نے کہا کہ ہمارا جہاز غرق شدہ جہازوں میں ۲۳ واں جہاز تها - ایمڈن جہازوں کے اوقات نقل و حرکت سے پوري طرح واقف تها - اُسے اسکي بهي خبر تهي کہ دنیا میں کیا کیا ہو رہا ہے - اخبارات برابر اسکے مطالعہ میں رہتے ہیں' اور اس میں بهي شک نہیں کہ کسي خاص جگہ سے اُسے پوري اطلاع ملتي رہتي ہے اور مراسلات کا سلسلہ جاري ہے !! "

(ایمڈن کا طلسم !)

غرق شدہ جہاز " چلکانا " کا کپتان اور دیگر افسر کلکتہ پہنچ گئے ہیں - پریس کے قائمقام سے ایک افسر نے کہا کہ ایمڈن تمام جہازوں کي نقل و حرکت سے پوري طرح آگاہ تها - ایمڈن کے ایک افسر نے ایک جہاز کو روانہ کرتے وقت کہا کہ ابهی ہملوگوں کو ۳ جہاز اور غرق کرنے ہیں - پهر اُن آنے والے جہازوں میں سے ہر ایک جہاز کے پہونچنے کا وقت بتلایا جو بعد کو بالکل ٹهیک نکلا - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سمندر کے اندر اس تن تنہا وجود قاہر و حاکم کے ذرائع معلومات کیسے عجیب و غریب و طلسمي ہیں ؟

ایمڈن کے افسروں کي صحت بهي بہت اچهي ہے' اور نہایت مطمئن' فارغ البال' اور خوش و خرم رہتے ہیں - وہ اپني ضرورت کي رسد ہمیشہ بروقت جہازوں سے لے لیا کرتے ہیں -

جہاز " چلکانا " کو خالي کرنے میں ۷ گهنٹے صرف ہوے - اس جہاز پر ۴ بهیڑ تهے - ایمڈن جہاز رانوں نے انکو بڑے شوق سے لے لیا -

" چلکانا " جب پورٹ سعید سے روانہ ہوا تها تو اس نے اخبار اسٹینسمین کا فائل اپنے ساتهہ لے لیا تها - اس میں اگست کي آخري تاریخوں سے لیکر اول اکتوبر تک کے کل پرچے تهے' اور ان میں ایمڈن کے تمام کارناموں پر بحث و مباحثہ کیا گیا تها - ایمڈن کے کپتان نے نہایت شوق سے یہ فائل لے لیا اور بڑي دلچسپي سے اُن تمام مضامین کو پڑهتا رہا جن میں دشمنوں نے کمالات کا اعتراف کیا تها !

ایمڈن کے پاس ویلش کا بہترین امیر البحري کوئلہ ہے جو کم سے کم ایک برس تک کیلیے اسکو کافي ہوگا - اسکا وزن ۱۴۰۰۰ ٹن ہے -

کپتان ارکڈیکون سے ایک شخص نے کہا کہ ایمڈن تو نہایت ہي چهوٹا جہاز ہے - ایسا کیوں نہیں کرتے کہ پوري قوت کے ساتهہ اپنے جہاز کو لیجا کر اس سے ٹکرا دو ؟ کپتان نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے - قبل اسکے کہ تمہارا جہاز اسکے پاس پہونچے' تمہارے جہاز پر گولے برسنے لگینگے - علاوہ اسکے پہلا گولہ پهینکنے کے بعد ایمڈن چکر کها کر جہاز کے عقب میں آجاتا ہے - اسلیے اسکی گرفتاري بہت ہي دشوار ہے - اسکو لاسلکي (بے تار کي خبر رساني کے ذریعہ) ہمیشہ خبریں ملتی رہتي ہیں - یہ اپنے زغال بردار جہاز کي بهي کچهہ پروا نہیں کرتا - اکثر ایسا ہوا ہے کہ اسے کسي صدر مقام پر چهوڑ کر خود شکار کي تلاش میں نکل گیا ہے' اور پهر جب کبهی ضرورت ہوئي ہے اس سے لاسلکی کے ذریعہ گفتگو کرلي ہے "

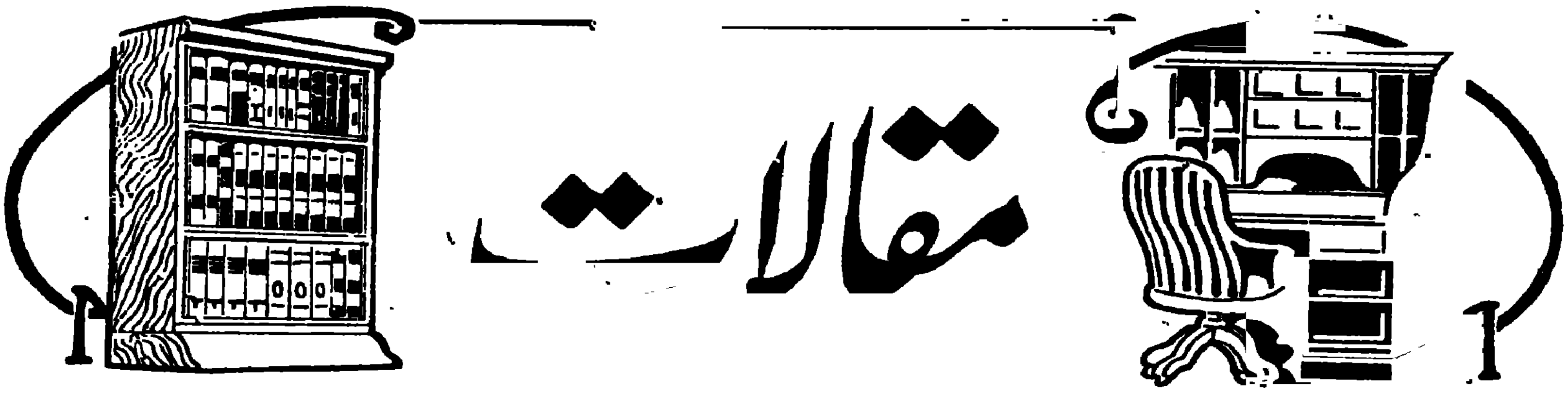

مقـــاصـد حـج

دنیا کے تملم مذاهب میں اسلام کي ایک مابه الامتیاز خصوصیت یه هے که اوس نے تمام عبادات و اعمال کا ایک مقصد متعین کیا ' اور اوس مقصد کو نہایت صراحت کے ساتھه ظاهر کردیا - نماز کے متعلق تصریح کي :

ان الصلوة تنهی عـــن الفحشــاء والمنكـــر -	نماز هر قسم کی بد اخلاقیوں سے انسان کو روکتي هے -

روزے کے متعلق فرمایا :

لعلكم تتقون	روزے کے ذریعه تملوگ پرهیزگار بنجاوگے -

زکواۃ کي نسبت بیان کیا :

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بهـــا -	اونکے مال و دولت میں سے ایک حصه بطور صدقه کے لے لو ' کیونکه تم اوسکے ذریعه اونکو بخل اور حرص و طمع کي بد اخلاقیوں سے پاک و صاف کرسکوگے -

احادیث نے اس سے زیادہ تصریح کردي :

الصدقه اوساخ المسلمین توخــذ من اغنائهـــم و ترد الی فقرائهـــم -	صدقه مسلمانوں کے دل کا میل هے ' اونکے دولت مندوں سے لیکر اون کے محتاجوں کو دیدیا جاتا هے -

اسي طرح خداوند تعالی نے حج کے فوائد و منافع کو بھي نہایت وضاحت کے ساتھه بیان فرمادیا :

یشهدوا منــافع لهـم و یذكروا اسم الله فی ایام معلومات -	حج کا اصلي مقصد یه هے که لوگ اپنے اپنے فوائد کو حاصل کریں' اور اوسکے ساتھه هي چند مخصوص دنوں میں خدا کو یاد بھي کرلیا کریں -

(حج اور تجارۃ بین الملي)

اس آیت میں قران حکیم نے جن فوائد کو حج کا مقصد قرار دیا هے ' اون سے اجتماعي و اقتصادي فوائد مراد هیں' اور یه حج کا ایک ایسا اهم مقصد هے که ابتدا میں جب صحابه کرام نے دیني مقاصد کے منافي سمجھکر اسے بالکل چھوڑ دینا چاها تو الله نے ایک خاص آیت نازل فرمائي :

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكـــم -	اگر زمانه حج میں تجارتي فوائد حاصل کرو تو اسمیں مذهب کا کوئي نقصان نہیں -

قران حکیم کا عام طرز خطاب یه هے که وہ جزئیات سے کسي قسم کا تعرض نہیں کرتا - اوسکي توجه همیشه اهم باتوں کي طرف مبذول رهتي هے - اس بنا پر خداوند تعالی نے جس قسم کي تجارت کو حج کا مقصد قرار دیا اور اوسکي ترغیب و حوصله افزائي کي ' وہ عرب کي اقتصادي و تمدني تاریخ میں ایک نئے باب کا افتتاح تھا - عرب اگرچه ایک بادیه نشین اور غیر متمدن قوم تھي، تاهم معاش کي ضرورتوں نے اوسکو تمدن کی ایک عظیم الشان شاخ، یعنے تجارت کي طرف ابتدا هي سے متوجه کردیا تھا - قریش کا قافله عموماً شام وغیرہ کے اطراف میں مال لیکر جایا کرتا تھا ' اور ان لوگوں نے وهاں کے رهنے والوں سے مستقل طور پر تجارتي تعلقات پیدا کر لیے تھے - خود مکه کے متصل عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ متعدد بازار قائم تھے ' اور وہ حج کے زمانے میں اچھي خاصي تجارتي منڈي بن جاتے تھے - پس اهل عرب کو نفس تجارت کي طرف متوجه کرنے کي چنداں ضرورت نه تھي' لیکن اسلام جو عظیم الشان و عالمگیر مدنیة پیدا کرنا چاهتا تھا ' اوسکي گرم بازاري کیلیے عکاظ ' ذوالمجنة ' اور ذوالمجاز کي وسعت کافي نه تھي' وہ دنیا کی تمام متمدن قوموں کي طرح تجارت بین الاقوام کا مستقل سلسله قائم کرنا چاهتا تھا ' کیونکه وہ دیکھه رها تھا که عنقریب آفتاب اسلام حجاز کي پہاڑیوں سے بلند هوکر تمام بحر و بر پر چمکنے والا هے -

پس اس آیة کریمه میں جن اقتصادي و تجارتي فوائد کي طرف اشارہ کیا هے ' وہ ایک وسیع بین الملي تجارت کا قیام هے ورنه اهل عرب جس قسم کي تجارت کرتے تھے ' وہ تو هر حالت میں قائم رکھي جاسکتي تھي' اور قائم تھی - البته تجارت بین الاقوام کا سلسله بالکل قیام امن و بسط عدل و اجتماع عام پر موقوف تھا ' اسلیے جب کامل امن و امان قائم هوگیا اور حج نے راستے کے تمام نشیب و فراز هموار کردیے ' تو اوسوقت خدا نے مسلمانوں کو تمدن کي اس منفعت عظیمه کي ترغیب عام دي -

(مقاصد اعلی وحقیقیه)

لیکن اس تصریح و توضیح کے علاوہ قرآن حکیم کا ایک طرز خطاب اور بھي هے جو صرف خواص کے ساتھه تعلق رکھتا هے - قرآن حکیم کا عام انداز بیان یه هے که وہ جن مطالب کو عام طور پر ذهن نشیں کرنا چاهتا هے ' یا کم ازکم وہ هر شخص کي سمجھه میں آسکتے هیں ' اونکو تو نہایت کھلے الفاظ میں ادا کردیتا هے - لیکن جن مطالب دقیقه کے مخاطب صرف خواص هوتے هیں اور وہ عام لوگوں کي سمجھه میں نہیں آسکتے ' اونکو صرف اشارات و کنایات میں ادا کرتا هے -

مقاصد حج میں تجارت ایک ایسي چیز تھي جسکا تعلق هر شخص کے ساتھه تھا' اور اوسکے فوائد و منافع عام طور پر سمجھه میں آسکتے تھے' اسلیے خدا نے اوسکو نہایت وضاحت کے ساتھه بیان فرما دیا - لیکن حج کا ایک اهم مقصد اور بھي تھا جسکو اگرچه صراحتاً بیان نہیں کیا گیا لیکن قدم قدم پر اوسکي طرف اس کثرت سے اشارے کیے که اگر اون تمام آیتوں کو جمع کردیا جاے تو کئي صفحے صرف انهي سے لبریز هو جائیں -

حقایق و معارف الٰهیه کے اظہار میں قرآن حکیم نے عموماً اسي قسم کا طرز خطاب اختیار کیا هے جس سے با وجود ایهام کے حقیقت کا چهرہ بالکل بے نقاب هوجاتا هے : وما یعقلها الا العالمون !

کہا ہے کہ میں اپنے هاتھ سے سمرنا کو جلا کے خاک سیاہ کردونگا مگر دشمن کے هاتھوں میں جانے نہ دونگا -

یہ دهمکي ایسي نہیں کہ نظر انداز کردیجاے - چہند قونصل اس موضوع کے متعلق دریافت کرنے کے لیے والي شہر سے ملنے گئے - لوگوں کا بیان ہے کہ رحمي بے (والی شہر) نے اس دهمکي کو پهر دهرایا - اگرچہ همارے طاقتور والي کي قدرت سے یہ باهر ہے کہ اجنبي جہازوں کے آنے سے پہلے وہ تمام شہر کو خاک سیاہ کردے ' تاهم عیسائیوں سے کسي نہ کسي طرح انتقام لینے کے اس عزم سے یہ صاف معلوم هوتا ہے کہ اس کا دل کسقدر غیر معمولي وضع کا ہے ؟

والي شہر کا جرمن دوست اور مشیر فوجی کرنیل ٹرمولیر میدان جنگ روانہ هوگیا ہے ' مگر وہ اپنے ترکي فوجي رفیق (رحمي بے) کو جرمني کے طریقے سمجھا گیا ہے - اسوقت رعایا کے خلاف جو بعض سخت تدابیر اختیار کي جارهي هیں ' انکا سراغ اسي جرمن کرنیل کے اثر تک لگایا جا سکتا ہے -

(ایشیاے کوچک میں فوجي اجتماع)

کوئي ملک ایسا نہ هوگا جسے گذشتہ سال میں فوجي اجتماع سے اس قدر نقصان پہنچا هو - معلوم هوتا ہے کہ اس ملک کي زراعتي ترقي کي قسمت میں یہي ہے کہ وہ پس پشت ڈالدي جایا کرے - لوگ فوج سے اپنے اپنے گهر واپس آئے هي تهے کہ پهر بلا لیے گئے - گذشتہ دو سال میں جو تدبیریں اختیار کي گئیں وہ اسوقت کي زیر عمل تدابیر کے مقابلہ میں آسان تهیں - اسوقت رنگروٹ کا داخلہ بخت و اتفاق کے انداز میں هوتا تها - اسوقت لوگ رشوت دے دلا کے فوجي خدمت سے بچ جایا کرتے تهے - مگر اس موقعہ پر ایک شخص بهي نہیں بچنے پایا ہے - ایک وقت مقرر کردیا گیا ہے جسکے اندر سب کو قریب ترین مرکز میں حاضر هو جانا چاهیے - اگر حاضر نہ هوا تو انتہائي تدابیر اختیار کي جائینگي -

۱۸ سال سے لیکے ۴۲ سال تک تمام قوي الجثہ اشخاص عین اسوقت بلا لیے گئے هیں جبکہ فصل کے کاٹنے ' سلطانہ نامي انگور کے خشک کرنے ' اور انجیر کے سکھانے کے لیے انکي سخت ضرورت تهي - اسوقت سمرنا کا بندرگاہ اسٹیمروں سے بهرا رهتا تها ' مگر اب تو صرف ایک جرمن اسٹیمر نظر آتا ہے اور وہ بهي اس عالم میں کہ روانہ نہیں هوسکتا .... انگریزي قونصلخانہ میں ایک اطلاع نامہ چسپاں کیا گیا ہے جسمیں یہ اطلاع دي گئي ہے کہ انگریزي جہاز پهر سمرنا واپس آسکتے هیں - یہ اس امر کي عمدہ علامت ہے کہ انگلستان اور ترکي کے تعلقات کي کشیدگي کم هوگئي ہے ' اور جو لوگ یہاں سے غلہ بهیجتے هیں انکا جسقدر غلہ یہاں رهگیا ہے وہ اب چلا جائیگا -

اتى امر الله فلا تستعجلوه

مسئلـــۂ عثمـــانیـــۂ

اسٹیٹسمین ۲۲ - اکتوبر کے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا ہے :

" ترکي حکومت کا " گوبن " اور " برسلوا " کو غیر مسلح کرنے سے انکار کرنا اس امر پر صاف روشني ہے کہ وہ موجودہ جنگ میں اتحادي دول کے مقابلہ میں کیا طریقہ اختیار کریگي ؟ بحري جنگ کے اصول کے مطابق جرمن کروزر کو جس نے ایک ناطرفدار دریا میں جاکر پناہ لي ہے ' تا اختتام جنگ وهیں مقید رهنا تها - اگر یہ صحیح ہے کہ یہ جہاز براؤلا اور قسطنطنیہ کے درمیان جرمني تجارتي جہازوں کي محافظت کرتے هیں ' تو ترکي بحیثیت ایک غیر جانبدار سلطنت هونے کے اپنے فرائض کے انجام دهي میں صرف پہلو تہي اور بے پروائي هي سے کام نہیں لیتي ' بلکہ وہ جرمنوں کو آسجگہ کي آمد و رفت میں مدد دے رهي ہے جہاں اتحادیوں کي کوشش ہے کہ کوئي جرمن جہاز آنے نہ پاے - یہ گویا برطانیہ عظمی کے اصلي مفاد پر براہ راست حملہ ہے اور نہایت ضروري ہے کہ هندوستان میں اس امر کي اصلیت کو محسوس کیا جاے -

زمانۂ گذشتہ میں برطانیہ عظمی کا جو سلوک ترکي کے ساتھ رها ہے وہ دو حادثوں پر مبني ہے :

(۱) مقدونیا اور دیگر ممالک کي بد نظمي -

(۲) ترکوں کي عزت جو انگریزي سیاح اپنے ساتھ لیے جاتے هیں

آخر الذکر ترکي سلوک اور مشرقي راستوں کي حفاظت کے لحاظ سے زمانہ گذشتہ میں انگلستان ترکي کے ساتھ هو کر روس کے حملوں کو همیشہ روکتا رها ہے ' اور اول الذکر امر کے سبب سے انگلستان نے بلقانیوں کے ساتھ انکے آزاد هونے میں همدردي ظاهر کي ہے -

ان دونوں متضاد سلوک کي جھلک گلیڈ اسٹون کے کمپین (جنگ در سنہ ۱۸۷۴) اور " ڈزرائیلي " کي صلح (سنہ ۱۸۷۸) میں کما حقہ نظر آتي ہے -

بہر کیف هملوگوں کو صرف هندوستان سے واسطہ ہے اور یہ بات نہایت تشفي بخش ہے کہ هندوستان کي اسلامي انجمنیں اور کامریڈ اور حبل المتین جیسے موقر اخبار موجودہ حالتوں کا پورا احساس رکھتے هیں ' اور ترکي پر ظاهر کرچکے هیں کہ انہیں انگلستان کا تعلق کس درجہ عزیز ہے ؟

هندوستاني فوج میدان جنگ میں

انگریزي معاصر کلکتہ " امپائر " لکھتا ہے :

"هندوستان کي دیسي اور انگریزي سپاہ کے یورپ بهیجے جانے سے جرمني میں بعض بے سر و پا شبہات پهیل رهے هیں - برن هارڈي اور پروفیسر شیمن نے اهل جرمني کو یقین دلایا ہے کہ یورپ میں انگلستان کي جنگي مصروفیت تو اس کي مقتضي تهي کہ هندوستان میں بغاوت هو جاے - ایسي حالت میں هندوستان سے کالي اور گوري فوجونکا فرانس بهیجا جانا في الحقیقت جرمنوں کیلیے ایک عقدۂ لاینحل ہے - فرینک فورٹ زیٹنگ (جرمني اخبار) لکھتا ہے :

" اگر یہ رپورٹ صحیح ہے تو معلوم هوتا ہے کہ حکومت برطانیہ هندوستانیوں سے بہت خوف زدہ ہے ' یہي وجہ ہے کہ هندوستان سے هندوستاني سپاہ یورپ بهیجے جارہے هیں تا کہ وہ هندوستان کے اندر رهکر ملکي بغاوت کو زیادہ پر خطر نہ بنادیں - بہر حال همیں اطمینان ہے کہ کسي حالت میں بهي هندوستاني سپاهي جنگ پر کوئي قوي اثر نہیں ڈالسکتے - "

اندر خدا کے سوا سب کچھہ تھا اور صرف اسي کے جمال جہاں آرا کي کمي تھي - اسلیے اوسکي تجدید و نفخ روح کیلیے ایک مدت کے بعد حضرت ابراهیم علیه السلام کي دعا کا سب سے آخري نتیجه ظاهر هوا - اونھوں نے کعبة الله کي بنیاد رکھتے هوے دعا کي تھي:

ربنا و ابعث فیهم رسولا	خدایا آنکے درمیان اونھي لوگوں میں سے
منهم یتلو علیهم آیاتك	ایک پیغمبر بھیج که وہ اونکو تیري
و یعلمهم الکتب و الحکمة	آیتیں پڑھکر سنائے اور کتاب اور حکمت
و یزکیهم و انت العزیز	کي تعلیم دے' اورانکے نفوس کا تزکیه
الحکیم (بقرہ)	کرے' تو بڑا صاحب اختیار اور صاحب
	حکمت ہے !

چنانچه اسکا ظہور وجود مقدس حضرة رحمة للعالمین و ختم المرسلین علیه الصلواة و التسلیم کي صورت میں هوا جو ٹھیک ٹھیک اس دعا کا پیکر و ممثل تھا:

هو الذي بعث فی الامیین	وہ خدا جس نے ایک غیر متمدن
رسولا منهم یتلو علیهم ایاته	قوم میں سے اپنا ایک رسول
و یزکیهم و یعلمهم الکتاب	پیدا کیا جو الله کي آیات اسکو
و الحکمة -	سناتا ہے' اسکے نفوس کا تزکیه
	کرتا ہے' اور کتاب و حکمت کي تعلیم دیتا ہے !

پس اونھوں نے جو قوم پیدا کردي تھي' اوسیکے اندر سے ایک پیغمبر اوٹھا - اوسنے اس گھر میں سب سے پہلے خدا کو ڈھونڈھنا شروع کیا' لیکن وہ اینٹ پتھر کے ڈھیر میں بالکل چھپ گیا تھا - فتح مکہ نے اس انبار کو هٹا دیا تو خدا کے نور سے قندیل حرم پھر روشن هوگئي - وہ قوم جسکے لیے حضرت ابراهیم علیه السلام نے دعا فرمائی تھي' اس پیغمبر کے فیض صحبت سے بالکل مزکی و تربیت یافته هوگئي تھي - اب ایک مرکز پر جمع کرکے اوسکے مذهبي جذبات کو صرف جلا دینا باقي تھا - چنانچه اسکے خانه کعبه کے اندر لاکر کھڑا کردیا گیا' اوراسکی مقدس قدیم مذهبي یادگاروں کي تجدید و احیاء سے اوسکے مذهبي جذبات کو بالکل پخته و مستحکم کردیا:

کبھي اون سے کہا گیا:

ان الصفا والمروة	صفا و مروہ خدا کي قائم کي هوئي
من شعائر الله فمن	یادگاریں هیں' پس جو لوگ حج یا عمرہ
حج البیت او اعتمر	کرتے هیں' اون پر ان دونوں کے
فلا جناح علیه ان	درمیان طواف کرنے میں کوئي حرج
یطوف بهما (بقرہ)	نہیں -

کبھي اونکو مشعر حرام کي یاد دلائي گئي:

فاذا افضتم من عرفات فاذکر	جب عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام
والله عند المشعر الحرام (بقرہ)	(مزدلفه) کے نزدیک خدا کي یاد کرو!

خانه کعبه خود دنیا کي سب سے قدیم یادگار تھي' لیکن اوسکی ایک ایک یادگار کو نمایاں تر کیا گیا:

فیه ایات بینات	اوس میں بہت سي کھلي هوئي نشانیاں
مقام ابراهیم -	هیں - منجمله اونکے ایک نشاني حضرة ابراهیم
	کے کھڑے هونے کي جگه ہے -

لیکن جو لوگ خدا کي راہ میں ثابت قدم رہے' اونکے نقش پا سجدہ گاہ خلق هونے کے مستحق تھے - اسلیے حکم دیا گیا:

واتخذوا من مقام	اور ابراهیم کے کھڑے هونے کي جگه کو اپنا
ابراهیم مصلی -	مصلی بنا لو!

مادي یادگاروں کي زیارت صرف سیر و تفریح کیلیے کي جاتي ہے' لیکن روحاني یادگاروں سے صرف دل کي آنکھیں هي بصیرت حاصل کرسکتي هیں - اسلیے اونکے ادب و احترام کو اتقا و تبصر کي دلیل قرار دیا گیا:

ومن یعظم شعائر	اور جو لوگ خدا کي قایم کی هوئی یادگاروں
الله فانها من	کي تعظیم کرتے هیں' تو یه تعظیم اونکے دلوں
تقوی القلوب (حج)	کي پرهیزگاري پر دلالت کرتی ہے -
ومن یعظم حرمات	اور جو شخص خدا کي قرار دي هوئي قابل
الله فهو خیر له	ادب چیزوں کا احترام کرتا ہے' تو خدا کے
عند ربه (حج)	نزدیک اسکا نتیجه اوسکے حق میں بہتر ہے -

آنحضرت صلی الله علیه و سلم ان مقدس یادگاروں کے روحاني اثر و نفوذ کو دلوں میں جذب کرادینا چاهتے تھے' اسلیے خاص طور پر لوگوں کو اون کي طرف متوجه فرماتے رهتے تھے:

هذه مشاعر	خوب غور سے دیکھو اور بصیرت حاصل کرو' کیونکه
ابیکم ابراهیم !	یه تمهارے باپ ابراهیم کي یادگاریں هیں !

(اعلان تکمیل)

جب اسلام نے اس جدید النشئة قوم کے وجود کي تکمیل کردي اور خانه کعبه کی ان مقدس یادگاروں کي روحانیت نے اوسکي قومیت کے شیرازہ کو مستحکم کردیا' تو پھر ملة ابراهیمی کي فراموش کردہ روش دکھا دي گئي:

فاتبعوا ملة ابراهیم	پس ابراهیم کے طریقه کی پیروي کرو
حنیفا وماکان من المشرکین -	جو صرف ایک خدا کے هورہے تھے -

اب تمام عرب نے ایک خط مستقیم کو اپنا مرکز بنالیا' اور قدیم خطوط منحنیه حرف غلط کے طرح مٹا دیے گئے - جب یه سب کچھه هوچکا تو اسکے بعد خداے ابراهیم و اسمعیل کا سب سے بڑا احسان پورا هوگیا:

الیوم اکملت لکم	آج میں نے تمهارے اوس دین کو کامل کردیا جس
دینکم و اتممت	سے تم کو ایک قومیت کے رشتے میں منسلک
علیکم نعمتي	کردیا ہے' اور اپنے تمام احسانات تم پر پورے
و رضیت لکم	کردیے' اور تمهارے لیے صرف ایک دین اسلام
الاسلام دینا !	هی کو منتخب کیا -

* * *

السلام علیکم - کچھه مدت سے اپنے ایک مہربان سے اخبار الهلال لیکر پڑھه لیا کرتا تھا - لیکن اب مجھے اسکے مطالعه سے محروم رکھا جاتا ہے - میں خود نہایت هي غریب شخص هوں چندہ کي رقم ادا نہیں کر سکتا - اسواسطے بذریعه اپکے اخبار کے تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا هوں که اگر کوئی نیکدل مسلمان اس عاجز کے نام پرچه جاري کرادے تو انکے حق میں همیشه دعاے خیر کرتا رهونگا -

فیض بخش

ایجنٹوں کیلیے کمیشن

هفته وار الهلال کي ایجنسي میں نہایت معقول ہے

درخواست میں
جلدي کیجیے - دعوة حق کے اعلان اور
هدایت اسلامي
کي تبلیغ سے بڑھکر آج کوئي مجاهدہ دیني نہیں ہے -
اسپر نفع مالي مستزاد !

سفر حج در حقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعه ہے' اوسکے ذریعه انسان تجارت بھی کر سکتا ہے' علمی تحقیقات بھی کر سکتا ہے' جغرافیا اور سیاحت علمیه کے فوائد بھی حاصل کر سکتا ہے' مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہو سکتا ہے' ان میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہوسکتے ہیں' اشاعت مذہب و تبلیغ حق و معروف کا فرض بھی انجام دیسکتا ہے' سب سے آخر اور سب سے بڑھکر یه که تمام عالم کی اصلاح و ہدایت' و انسداد مظالم و فتن' و قلع و قمع کفار و مفسدین' و اعلان جہاد فی سبیل الحق و العدالة کیلیے بھی وہ ایک بین الملی مرکز و مجمع عموم اہل ارض کا حکم رکھتا ہے -

(اُمة مسلمه)

لیکن ان تمام چیزوں سے مقدم اور ان تمام ترقیوں کا سنگ بنیاد ایک خاص امة مسلمه اور حزب الله کا پیدا کرنا اور اوسکا استحکام و نشوونما تھا -

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے حج کا مقصد اولین اسیکو قرار دیا تھا :

ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك و ارنا مناسکنا وتب علینا انك انت التواب الرحیم -	خدایا ! ہم کو اپنا فرماں بردار بنا' ہماری اولاد میں سے اپنی ایک امة مسلمه پیدا کر' اور اگر ہم سے اس فرماں برداری میں کوئی لغزش ہو تو اوسکو معاف فرما ! تو بڑا مہربان اور معاف کرنے والا ہے !

لیکن جس قالب میں قومیت کا ڈھانچه تیار ہوتا ہے' اوس میں دو قوتیں نہایت شدت اور وسعت کے ساتھه عمل کرتی ہیں: آب و ہوا اور مذہب - آب و ہوا اور جغرافیانه حدود طبیعیه اگرچه قومیت کے تمام اجزاء کو نہایت وسعت کے ساتھه احاطه کرلیتے ہیں' لیکن اونکے حلقه اثر میں کوئی دوسری قوم نہیں داخل ہوسکتی - یورپ اور ہندوستان کی قدیم قومیت نے صرف ایک محدود حصۀ دنیا میں نشوونما پائی ہے' اور آب و ہوا کے اثر نے ان کو دنیا کی تمام قوموں سے بالکل الگ تھلگ کردیا ہے - لیکن مذہب کا حلقه اثر نہایت وسیع ہوتا ہے - وہ ایک محدود قطع زمین میں اپنا عمل نہیں کرتا بلکه دنیا کے ہر حصے کو اپنی آغوش میں جگهه دیتا ہے - کرۀ آب و ہوا کا طوفان خیز تصادم اپنے ساحل پر کسی غیر قوم کو آنے نہیں دیتا مگر مذہب کا ابر کرم اپنے سایے میں تمام دنیا کو لے لیتا ہے - حضرت ابراہیم علیه السلام جس عظیم الشان قوم کا خاکه تیار کر رہے تھے اوسکا مایه خمیر صرف مذہب تھا' اور اوسکی روحانی ترکیب' عنصر آب و ہوا کی آمیزش سے بالکل بے نیاز تھی - جماعت قائم ہوکر اگرچه ایک محسوس مادی شکل میں نظر آتی ہے' لیکن درحقیقت اوسکا نظام ترتیبی بالکل روحانی طریقه پر مرتب ہوتا ہے جسکو صرف جذبات و خیالات' بلکه عام معنوں میں صرف قواے دماغیه کا اتحاد و اشتراک ترتیب دیتا ہے - اس بنا پر اس قوم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم علیه السلام نے ایک مذہبی رابطۀ اتحاد کے سر رشته کو مستحکم کیا :

اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العـالمین و وصی بها ابراہیم بنیه و یعقوب: یابنی ان الله اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون (بقرہ)	جبکه ابراہیم سے اوسکے خدا نے کہا که صرف ہماری ہی فرمانبرداری کرو' تو اونہوں نے جواب دیا که میں مسلم ہوا پروردگار عالم کیلیے - اور پھر اسی طریقه اسلامی کی انہوں نے اور یعقوب نے اپنی نسل کو وصیت کی اور کہا که خدا نے تمہارے لیے ایک نہایت برگزیده دین منتخب کردیا ہے - تم اوسپر عمر بھر قائم رہنا اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا -

(نشأة اولی)

لیکن جماعت عموماً اپنے مجموعه عقائد کو مجسم طور پر دنیا کے فضاے بسیط میں دیکھنا چاہتی ہے اور اوسکے ذریعه اپنی قومیت کے قدیم عہد مودت کو تازہ کرتی ہے' اسلیے اونہوں نے اس جدید النشأة قومیت کے ظہور و تکمیل کیلیے ایک نہایت مقدس اور وسیع آشیانه تیار کیا :

اذ یرفع ابراہیمُ القواعد من البیت و اسمعیل: ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم (بقرہ)	جب ابراہیم اور اسمعیل خانه کعبه کی بنیاد ڈال رہے تھے تو یه دعا انکی زبانوں پر تھی : خدایا ہماری اس خدمت کو قبول کرلے ! تو دعاوں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے - !

یه صرف اینٹ پتھر کا گھر نه تھا بلکه ایک روحانی جماعت کے قالب کا آب و گل تھا' اسلیے جب وہ تیار ہوگیا تو انہوں نے اوس جماعت کے پیدا ہونیکی دعا کی : ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك - اب یه قوم پیدا ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیه السلام نے اپنی آخری وصیت کے ذریعه اس روحانی سر رشتۀ حیات کو اوسکے حوالے کردیا :

و وصی بها ابراہیم بنیه و یعقوب یابنی ان الله اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون-	اور ابراہیم اور یعقوب دونوں نے اس روحانی طریقه نشوونما کی اپنے اپنے بیٹوں کو وصیت کی که خدا نے تمہارے لیے ایک برگزیده دین منتخب فرمادیا ہے - تم اسی پر قائم رہنا !

اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیه ما تعبدون من بعدی' قالوا نعبد الهك و اله آبائك ابراہیم و اسمعیل و اسحق الٰهاً واحداً و نحن له مسلمون (بقرہ)	اور پھر کیا تم اوسوقت موجود تھے جب یعقوب کے سر پر موت آ موجود ہوئی اور اوس آخری وقت میں اونہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا : میرے بعد کس چیز کی پوجا کروگے ؟ اونہوں نے جواب دیا که ہم تیرے اور تیرے مقدس باپ ابراہیم و اسمعیل و اسحق کے خداے واحد کی عبادت کرینگے' اور ہم اوسی کے فرمانبردار بندے ہیں !

(آثار قائمه و ثابته)

اب اگرچه یه جماعت دنیا میں موجود نه تھی اور اوسکے آثار صالحه کو زمانے نے بے اثر کردیا تھا :

تلك امة قد خلت لها ما کسبت و لکم ما کسبتم (بقرہ)	وہ قوم گذر گئی' اوس نے جو کام کیے اوسکے نتائج اوسکے لیے تھے' اور تم جو کچھه کروگے اوسکے نتائج تمہارے لیے ہونگے -

لیکن اوسکی تربیت و نشو و نما کا عہد قدیم اب تک دستبرد زمانه سے بچا ہوا تھا' اور اپنے آغوش میں مقدس یادگاروں کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتا تھا - اوسکے اندر ابتک آب زمزم لہریں لے رہا تھا' صفا و مروہ کی چوٹیوں کی گردنیں ابتک بلند تھیں' مذبح اسمعیل ابتک مذہب کے گرم خون سے رنگین تھا' حجر اسود ابتک بوسه گاہ خلق تھا' مشاعر ابراہیم ابتک قائم تھے' عرفات کے حدود میں ابتک کوئی تبدیلی نہیں کیگئی تھی' غرضکه اوسکے

عشر رجلا ' فاستقبل القبلة ثم مد يديه فجعل يهتف بربه : اللهم انجزلي ماوعدتني ' اللهم ات ماوعدتني ' اللهم ان تهلک هذه العصابة من اهل الاسلام لا تعبد في الارض - فمازال يهتف بربه مادا يديه مستقبل القبلة حتى سقط رداؤه عن منکبيه فاتاه ابوبکر فاخذ رداءه فالقاه على منکبيه: ثم التزمه من وراءه و قال يانبي الله کفاک ماشدتک ربک فانه سينجز لک ما وعدک - (مسلم)

هیں ' تو آپ قبله کي طرف متوجه هوگئے ' اور دونوں هاتهوں کو پهیلاکر خدا کو پکارنا شروع کیا : " خدایا ! تو نے مجهه سے فتح و ظفر کا جو وعده کیا هے اسکو پورا کر ! خدایا ! اگر مسلمانوں کا یه مختصر گروه فنا هوگیا تو پهر تیري عبادت کرنیوالا کوئي نه رهیگا ! وه اسیطرح هاتهه پهیلاکر متصل پکارتے رهے ' یہاں تک که جوش استغراق میں آنکي دوش مبارک سے چادر گرگئي - حضرت ابوبکر نے آپ کے اس تضرع و الحاح کو دیکها تو پاس آئے اور چادر اوٹها کر آپ کے کاندهے پر ڈالدي - پهر پیچهے سے اکر آپ سے لپٹ گئے ' اور کہا " یا رسول الله ! آپ اپني مناجات ختم کیجیے ' خدا نے آپ سے جو وعده کیا هے اسکو بهت جلد پورا کریگا -

میدان جنگ میں اوسکو شدید زخم لگتا هے ' تو اس حالت میں صرف یه کہکر خاموش هوجاتا هے :

رب اغفر لقومي فانهم لا يعلمون ! (مسلم)

خدایا ! میري قوم کو معاف فرما ' کیونکه وه لوگ حق کو نہیں جانتے !

لیکن جب کبهي اوسکے هاتهه سے جهاد کا اصل مقصد فوت هوجاتا هے تو وه از فرق تا بقدم غضب و قهر الهي کا پیکر جلال و جبروت بن جاتا هے :

ملاء الله قبورهم نارا قد شغلونا عن الصلوة وسطى.

خدا کفار کي قبروں کو آگ سے بهردے کیونکه اونهوں نے هماري نماز عصر قضا کرادي -

قصه مختصر ' ایک فاتح میدان جنگ میں سر پر غرور مگر ایک پیغمبر جبیں نیاز هوتا هے ' ایک بادشاه میدان جنگ میں زبان خود ستا ' مگر ایک داعي حق زبان شکر سنج هوتا هے ' ایک بادشاه میدان جنگ میں غیظ و غضب کا آتشکده ' مگر ایک منادی توحید رحم و کرم کا سرچشمه هوتا هے - ان دونوں متضاد حالتوں کا انجام بهي نہایت مختلف اور عبرت خیز هے - پادشاهوں کے سر پر غرور بارها ٹهکرا دیے گئے ' لیکن کسي موید من الله کي جبین نیاز خاک مذلت سے آلوده نه هوئي - بادشاهوں کي زبان خود ستا بارها ذلت کے ساتهه خاموش کر دیگئي ' لیکن کسي داعي الهي کا نغمۂ حمد و شکر کبهي بهي چپ نه هوا - بادشاهوں کے غیظ و غضب کے شعلے بارها بجها دیے گئے هیں ' مگر کسي پیغمبر کے دریاے کرم کو دنیا کے خس و خاشاک نه روک سکے : ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون - و ان جندنا لهم الغالبون -

تذکرة الشعرا
از حسرت موهاني
سال میں چار بار سو سو صفحوں پر - سالانه حجم ۴۰۰
صفحے - قیمت سالانه ۲ روپیه مع محصولڈاک -
في پرچه ۸ آنه مع محصولڈاک

یعني اردو زبان کے تمام مشهور اور صاحب دیوان اساتذه کا ایک مبسوط تذکره مع ضمیمه تذکرة الشعرا یعني انتخاب دواوین اساتذه مطبوعه و غیر مطبوعه نایاب - پہلا پرچه مختصر حالات و تنقید کلام غالب و رسا - شاگردان داغ و ضمیمه انتخاب دیوان اسیر - شهیدي و تنہا - شاگردان مصحفي شائع هو چکا هے -

المشتهر
سید فضل الحسن حسرت موهاني سابق اڈیٹر اردوے معلی علیگڈه

تاریخ و عبر

تاریخ فرضیت حج

اهل عرب نے اگرچه حضرت ابراهیم علیه السلام کے مجموعه تعلیم هدایت کو بالکل بهلا دیا تها ' لیکن اونهوں نے خانه کعبه کے کنگرے پر چڑهه کر تمام دنیا کو جو دعوت عام دي تهي ' اوسکي صداے بازگشت اب تک عرب کے در و دیوار سے آرهي تهي :

و اذ بوانا لابراهیم مکان البیت ان لا تشرک بي شیئا و طهر بیتي للطائفین والقائمین والرکع السجود و اذن في الناس بالحج یاتوک رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق -

اور جب هم نے حضرة ابراهیم کیلیے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا که هماري قدوسیت و جبروت میں اور کسي چیز کو شریک نه ٹهہرانا ' اور اس گهر کو طواف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلیے همیشه پاک و مقدس رکهنا ! نیز هم نے حکم دیا که دنیا میں حج کي پکار بلند کردو ! لوگ تمهاري طرف دوڑتے هوے چلے آئینگے ' ان میں پیاده پا بهي هونگے اور وه بهي جنهوں نے مختلف قسم کي سواریوں پر دور دراز مقامات سے قطع مسافت کي هوگي -

(بدعات و محدثات جاهلیة)

لیکن سچ کے ساتهه جب جهوٹ ملجاتا هے تو وه اور بهي خطرناک هوجاتا هے - اهل عرب نے اگرچه حضرت ابراهیم علیه السلام کي اس سنت قدیمه کو اب تک زنده رکها تها ' لیکن بدعات و اختراعات کي آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کردیا تها :

(۱) خدا نے اپنے گهر میں حضرت ابراهیم علیه السلام کو قیام کي اجازت صرف اس شرط پر دي تهي که " کسیکو خدا کا شریک نه بنانا " ان لا تشرک بي شیئا - لیکن اب خدا کا یه گهر تین سو ساٹهه بتوں کا مرکز بن گیا تها ' اور اونکا طواف کیا جاتا تها -

(۲) خدا نے حج کا مقصد یه قرار دیا تها که دنیوي فوائد کے ساتهه خدا کا ذکر قائم کیا جاے ' لیکن اب صرف آبا و اجداد کے کارنامهاے فخر و غرور کے ترانے گاے جاتے تهے -

(۳) حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تها ' اسیلیے تمام عرب بلکه تمام دنیا کو اسکي دعوت عام دیگئي اور سب کو وضع و لباس میں متحد کردیا گیا - لیکن قریش کے غرور و فضیلت نے اپنے لیے بعض خاص امتیازات قائم کرلیے تهے جو اصول مساوات کے بالکل منافي تهے - مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تها ' لیکن قریش مزدلفه سے باهر نہیں نکلتے تهے اور کہتے تهے که هم متولیان حرم حرم کے باهر نہیں جاسکتے - جسطرح آجکل کے امراء فسق و والیان ریاست عام مسلمانوں کے ساتهه مسجد میں آکر بیٹهنے اور دوش بدوش کهڑے هونے میں اپني توهین سمجهتے هیں -

(۴) قریش کے سوا عرب کے تمام مرد و زن برهنه طواف کرتے تهے - ستر عورت کے ساتهه صرف وهي لوگ طواف کرسکتے تهے جنکو قریش کي طرف سے کپڑا ملتا تها ' اور قریش نے اسکو بهي اپني اظهار سیادت کا ایک ذریعه بنا لیا تها -

اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ !

صحیفۂ نبوت کا ایک صفحہ !

میدان جہاد میں پیغمبرانہ جاہ و جلال کا ایک روحانی منظر !

فاتح اور پیغمبر کا امتیاز

جہاد اسلامي کي حقیقت جن مقاصد پر مشتمل ہے ' اوس کے لحاظ سے وہ دنیوي لڑائیوں سے بالکل مختلف ہے ' اور یہ اختلاف اس قدر بدیہي ہے کہ ہم کو اوسکي ظاہري شکل کے ایک ایک خط و خال کے اندر نمایاں طور پر نظر آسکتا ہے -

ایک فاتح جب ملک گیري کے ارادہ سے میدان جنگ کا رخ کرتا ہے تو طبل و دہل کے غلغلے اور قرناء و بوق کے ترانے خیر مقدم بجا لاتے ہیں - سرپر پرچم لہراتا ہے - چتر شاہي آفتاب کي شعاعوں کو بھي اوسکي طرف نگاہ گرم سے دیکھنے نہیں دیتا - جاہ و جلال کا یہ دیوتا میدان جنگ میں ایک مجسمہ کي طرح کھڑا کردیا جاتا ہے اور تمام فوج اسي مرصع بت کے گرد طواف کرنے لگتي ہے - عظمت و جبروت کا یہ منظر دنیا کو دفعتاً مرعوب کردیتا ہے ' اور اس رعب و داب کے احساس سے اس دنیوي فاتح کا سر بادۂ کبر و نخوت سے لبریز ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ خاک و خوں میں مل کر بھي یہ نشہ نہیں اوترتا - اگر کوئي اس سرپر غرور کو ٹھکرا دیتا ہے تو اوس سے مغرورانہ صدا بلند ہوتي ہے :

زمین را منم تاج تارک نشیں
مجنباں مرا تا نجنبد زمیں

لیکن ایک پیغمبر کي حالت اس سے بالکل مختلف ہوتي ہے ' وہ گھر سے جب نکلتا ہے تو اگرچہ مخلصین و مومنین کي ایک جماعت اوسکے ساتھہ ہوتي ہے ' لیکن وہ اپنا رفیق سفر صرف خدا کو بناتا ہے :

كان رسول الله صلى الله عليه	آنحضرت جب بغرض جہاد روانہ
وسلم اذا سافر قال اللهم انت	ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے : "خدایا !
الصاحب في السفر و الخليفة	تو ہي ہمارا رفیق سفر ہے ' تو
في الاهل ! اللهم اني اعوذ بك	ہي ہمارے بال بچوں میں ہمارا
من وعثاء السفر وكآبة المنقلب	قائم مقام ہے ' خدایا ! سفر کي
و سوء المنظر في الاهل	شدائد ' اور پلٹ کر اہل و عیال
والمال اللهم اطو لنا الارض	کو برے حال میں دیکھنے کي
و هون علينا السفر !	مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں '

خدایا مسافت سفر کو کم کردے اور ہمارے لیے آسان بنادے !

(۲)

وہ سواري کي پشت پر قدم رکھتا ہے تو خدا کا شکر ادا کرتا ہے :

سبحان الذي سخر	کیا پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس
لنا هذا وما	اس جانور کو ہمارا فرمانبردار بنا دیا ورنہ ہم
كنا له مقرنين -	اسکي قدرت نہیں رکھتے تھے -

وہ سفر سے پلٹتا ہے تو راہ میں خدا کي حمد کا ترانہ گاتا ہوا چلتا ہے !

آئبون ' تائبون '	ہم توبہ کرکے لوٹتے ہیں ' ہم خدا کے عبادت
عابدون ' لربنا	گذار بندے ہیں ' اور ہم اپنے رب کي حمد
حامدون !	و ثنا کرتے ہیں !

پہاڑ کي چوٹیوں پر چڑھتا ہے تو غلغلۂ تکبیر بلند کرتا ہے ' نیچے اوترتا ہے تو ترنم ریز تسبیح و تہلیل ہوتا ہے !

فوج کو روانہ کرتا ہے تو اوسکو نہ غرور طاقت کي یاد دلاتا ' نہ اوسکے جوش کو دو آتشہ کرتا ' نہ قدیم کارنامہاے شجاعت کا تذکرہ کرکے اوسکے دل کو گرماتا ہے ' بلکہ اوسکے دین کو ' اسکي امانت کو ' اسکے تمام نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کرکے رخصت کردیتا ہے :

استودع الله	میں تمہارے دین ' تمہاري امانت ' اور تمہارے
دينكم وامانتكم	نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کرکے تمکو خدا
وخواتيم اعمالكم -	کي راہ میں جہاد کرنے کیلیے بھیجتا ہوں !

(۳)

وہ منزل پر اوترتا ہے تو نہ تو سلاطین کي طرح اوسکے لیے خیمے قائم کیے جاتے ہیں ' نہ فرش و بساط شاہانہ سے زمین آراستہ ہوتي ہے ' اور نہ میدان کا نشیب و فراز ہموار کیا جاتا ہے - وہ خدا کا نام لیکر فرش خاک پر لیٹ جاتا ہے اور اس نام کي عظمت کے سہارے پر زمین ہي کو اپني حفاظت کي خدمت سپرد کردیتا ہے :

يا ارض ربي وربك	اے زمین ! میرا اور تیرا ' دونوں کا خدا
الله اعوذ بالله من	ایک ہي ہے - میں تیرے شر سے '
شرك و شر ما فيك	تیري سطح باطني کے شر سے ' اور
ومن شر ما يدب عليك	تجہپر چلنے والوں کے شر سے ' پناہ
	مانگتا ہوں !

(۴)

وہ سفر جہاد سے پلٹ کر گھر پہنچتا ہے تو سب سے پہلے اوسکو خدا کا گھر یاد آتا ہے اور مسجد میں جاکر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے ' جب اوسکو فتح و ظفر کي خبر ملتي ہے تو نہ تو اوسکے سامنے شادیانے بجائے جاتے ہیں ' نہ جشن شاہانہ کي تیاریاں کي جاتي ہیں ' نہ عیش و طرب کے ترانے گائے جاتے ہیں - وہ صرف اپنے خدا کے آگے سر بسجود ہو جاتا ہے اور سجدۂ شکر بجا لاتا ہے - اوسکو جب مشیت ایزدي سے شکست ہوتي ہے ' تو وہ فوج کو بالکل جوش و غیرت نہیں دلاتا ' بلکہ خدا ہي کي غیرت کي سلسلہ جنباني کرتا ہے - کیونکہ وہ اپني فوج کو خدا کي فوج یقین کرتا ہے :

كان يقول يوم احد : اللهم	آپ معرکۂ احد کے دن کہتے تھے :
انك ان تشاء لا تعبد	خدایا ! کیا تو چاہتا ہے کہ اب زمین
في الارض !	میں تیري عبادت کرنے والا کوئي نہو ؟

وہ اپني فوج کي قلت اور دشمن کے لشکر کي کثرت کو دیکھتا ہے تو صرف رحمت آسماني ہي سے مدد طلب کرتا ہے اور کسي دنیوي طاقت کے آگے دست سوال نہیں پھیلاتا :

لما كان يوم بدر نظر رسول الله	بدر کے دن جب آنحضرت نے مشرکین
صلي الله عليه وسلم	کي طرف دیکھا اور آپ کو نظر آیا کہ
الي المشركين وهم الف	اونکي جمعیت ایک ہزار کي ہے
واصحابه ثلاثة وتسعة	اور مسلمان صرف تین سو اونیس

غرض سے اوس نے عمرہ کي تیاري کي اور ۱۴ - ۱۵ سو کي جمعیت کے ساتهه روانه هوا که پهلی بار اپنے آبائي گهر کو حسرت آلود نگاهوں سے دیکهکر چلے آئیں - لیکن یه کاروان هدایت راستے هي میں به مقام حدیبیه روکدیا گیا - دوسرے سال حسب شرائط صلح زیارت کعبه کي اجازت ملي اور آپ مکه میں قیام کرکے چلے آے - اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز هموار کردیے تهے' صرف خانه کعبه میں پتهروں کا ایک ڈهیر رہ گیا تها اسے بهي فتح مکه نے هموار کردیا :

دخل النبي صلی الله علیه و سلم مکة یوم الفتح و حول البیت ستون و ثلثمائه نصب فجعل یطعنها بعود فی یده و یقول جاء الحق و زهق الباطل - (صحیحین)	آنحضرت فتح مکه کے دن جب خانه کعبه میں داخل هوے تو اوسکے گرد تین سو ساٹهه بت نظر آے - آپ آنکو ایک لکڑي کے ذریعه ٹهکراتے جاتے تهے اور یه آیت پڑهتے جاتے تهے " جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا " یعني حق اپنے مرکز پر آگیا اور باطل نے اوسکے سامنے ٹهوکر کهائي - باطل پامال هونے هي کے قابل تها -

(فرضیت حج)

اب میدان بالکل صاف تها - راستے میں ایک کنکري بهي سنگ راہ نهیں هو سکتي تهي - باپ نے گهر کو جس حال میں چهوڑا تها' بیٹے نے اوسي حالت میں اوسپر قبضه کرلیا - تمام عرب نے فتح مکه کو اسلام و کفر کا معیار صداقت قرار دیا - جب مکه فتح هوا تو لوگ جوق جوق دائرۂ اسلام میں داخل هونے لگے - اب وقت آ گیا تها که دنیا کو اس جدید النشئة " امة مسلمه " کے قالب روحانی کا منظر عام طور پر دکها دیا جاتا' اسلیے دوبارہ اوسی دعوت عامه کا اعادہ کیا گیا جسکے ذریعه حضرت ابراهیم علیه السلام نے تمام عالم میں ایک غلغله عام ڈالدیا تها مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظهور نبي امي پر موقوف تها :

ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا -	جو لوگ مالي اور جسماني حالت کے لحاظ سے حج کي استطاعت رکهتے' هیں اونپر اب حج فرض کردیا گیا -

(تکمیل حج)

اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کها اور آپکے گرد ۱۳ - ۱۴ هزار آدمي جمع هوگئے - عرب نے ارکان حج میں بدعات و اختراعات کا جو زنگ لگادیا تها' وہ ایک ایک کرکے چهڑا دیا گیا - آبا و اجداد کے کارناموں کے بجاے خدا کي توحید کا غلغله بلند کیا گیا :

فاذکروا الله کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا (بقرہ)	زمانه حج میں خدا کو اوسي جوش و خروش سے یاد کرو جسطرح اپنے آباء اجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تهے' بلکه اس سے بهي زیادہ سرگرمي کے ساتهه -

قریش کے تمام امتیازات مٹادیے گئے' اور تمام عرب کے ساتهه انکو بهي عرفه کے ایک گوشه میں کهڑا کردیا گیا :

ثم افیضوا من حیث افاض الناس و استغفروا الله ان الله غفور رحیم (بقرہ)	اور جس جگه سے تمام لوگ روانه هوں تم بهي وهیں سے روانه هوا کرو - اور فخر و غرور کي جگه خدا سے مغفرت مانگو کیونکه خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا هے -

سب سے بد تر یه رسم برهنه طواف کرنے کي تهي' اور مردوں سے زیادہ حیا سوز رسم برهنه عورتوں کے طواف کا هوتا تها - لیکن ایک سال پہلے هي سے اسکي عام ممانعت کرادیگئي :

ان ابا هریرة اخبرہ ان ابابکر الصدیق رضی الله عنه بعثه فی الحجة التي امرہ رسول الله (صلعم) قبل حجة الوداع یوم النحر فی رهط یوذن فی الناس' الا : لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان (بخاري جزو - ۲ ص ۱۵۳)	حضرت ابو هریرہ (رض) کهتے هیں که حجة الوداع سے پہلے آنحضرت نے حضرت ابو بکر رضي الله عنه کو ایک حج کا امیر بنایا اور اونهوں نے مجهکو ایک گروہ کے ساتهه روانه کیا تا که یه اعلان کر دیا جاے که اس سال کے بعد کوئي مشرک یا کوئي برهنه شخص حج یعنی طواف نه کرسکے گا -

زمانه حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کها جاتا تها' لیکن آنحضرت نے حجة الوداع میں عمرہ هي کا احرام باندها اور صحابه کو بهي عمرہ کرنے کا حکم دیا - پا پیادہ اور خاموش حج کرنے کي ممانعت کیگئي - قرباني کے جانوروں پر سوار هونے کا حکم دیا گیا' ناک میں رسي ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا - گهر میں دروازے سے داخل هونے کا حکم هوا :

لیس البر بان تاتوا البیوت من ظهورها ولکن البر من اتقی و اتوا البیوت من ابوابها واتقوا الله لعلکم تفلحون (بقرہ)	یه کوئي نیکي کا کام نهیں هے که گهروں میں پچهواڑے سے آؤ' نیکي تو صرف اوسکي هے جس نے پرهیزگاري اختیار کي - پس گهروں میں دروازے هي کی راہ سے آو' اور خدا سے ڈرو - یقین هے که تم کامیاب هوگے -

قرباني کی حقیقت واضح کي گئي اور بتایا گیا که وہ صرف ایثار نفس و فدویت جان و روح کے اظهار کا ایک طریقه هے - اوسکا گوشت یا خون خدا تک نهیں پهونچتا که اوسکے چهاپے سے دیواروں کو رنگین کیا جاے - خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکهتا هے :

لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم (الحج)	خدا تک قرباني کے جانوروں کا گوشت و خون نهیں پهونچتا' بلکه اوس تک صرف تمهاري پرهیزگاري پهونچتی هے -

یه چهلکے اوتر گئے تو خالص مغز هي مغز باقي رہ گیا - اب وادي مکه میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں هوگئے' ایک طرف آب زمزم کي شفاف سطح لهریں لے رهی تهي' دوسري طرف ایک جدید النشاة قوم کا دریاے وحدت موجیں مار رها تها !

(اعلان عام و حجة الوداع)

لیکن دنیا اب تک اس اجتماع عظیم کي حقیقت سے بے خبر تهي - اسلام کي ۲۳ ساله زندگي کا مد و جزر تمام عرب دیکهه چکا تها' مگر کوئي نهیں جانتا تها که اسلام کي تاریخي زندگی کن نتائج پر مشتمل تهي' اور مسلمانوں کي جد و جهد' فدویت' ایثار نفس و روح کا مقصد اعظم کیا تها ؟ اب اوسکي توضیح کا وقت آگیا تها -

حضرت ابراهیم علیه السلام نے اس گهر کا سنگ بنیاد اس دعا کو پڑهکر رکها تها :

و اذ قال ابراهیم رب اجعل هذا بلدا آمنا وارزق اهله	جب ابراهیم نے کها که خداوندا اس شهر کو امن کا شهر بنا اور اوسکے

(۵) عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزو تھا ' لیکن اهل عرب ایام حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے' اور کہتے تھے کہ " جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گذر جاے ' تب عمرہ جائز ہو سکتا ہے "

(۶) حج کے تمام اجزاء و ارکان میں یہودیانہ رهبانیت کا عالمگیر مرض ساري هوگیا تها - اپنے گهرتے یا پیادہ حج کرنیکي منت ماننا ' جب تک حج ادا نہ ہو جاے خاموش رهنا ' قرباني کے اونٹوں پر کسي حالت میں سوار نہ ہونا ' ناک میں نکیل ڈالکر جانوروں کي طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا ' زمانہ حج میں گهر کے اندر دروازے کي راہ سے نہ گهسنا بلکہ پچهواڑے کی طرف سے دیوار پهاند کے آنا ' در و دیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کا چهاپہ لگانا ' عرب کا عام شعار هوگیا تها -

(ظهـور اسـلام و تزکیـۂ حـج)

اسلام درحقیقت دین ابراهیمي کي حقیقت کي تکمیل تهي ' اسلیے وہ ابتداء هي سے اوس حقیقت گم شدہ کي تجدید و احیاء میں مصروف هوگیا جسکا قالب حضرت ابراهیم علیہ السلام کے مبارک هاتهوں نے تیار کیا تها - اسلام کا مجموعۂ عقائد و عبادات صرف توحید ' نماز ' روزہ ' زکوۃ ' اور حج سے مرکب ہے - لیکن ان تمام ارکان میں حج هي ایک ایسا رکن ہے جس سے اس تمام مجموعہ کي هئیت ترکیبي مکمل هوتی ہے - اور یہ تمام ارکان اسکے اندر جمع هوگئے هیں یهي وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو صرف خانۂ کعبہ هي کے ساتهہ معلق کردیا :

انما امرت ان اعبد رب هذہ البلـدة الـذي حرمها ولہ کـــل شی و امـــرت ان اکون مـــن المسلميـن (قصص)	مجهکو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شهر (مکہ) کے خدا کي عبادت کروں جس نے اوسکو عزت دي- سب کچهہ اوسي خدا کا ہے' اور مجهے حکم دیا گیا ہے کہ میں اوسکا فرماں بردار مسلم هوں -

اور یهي وجہ ہے کہ قران حکیم نے هر موقع پر حج کے ساتهہ اسلام کا ذکر بطور لازم و ملزوم کے کیا :

و لکل امة جعلنا منسکا لیذکر اسـم اللــہ علی ما رزقهـم من بهيمة الانعام فا الهکم الہ واحـــد فلـــہ اسلمـــوا و بشـــر المخبتین (حج)	اور هر ایک امت کیلیے هم نے قرباني قرار دي تهي تا کہ خدا نے اونکو جو چار پاے بخشے هیں اون کي قرباني کے وقت خدا کا نام لیں پس تم سب کا خدا ایک هي ہے اوسي کے تم سب فرمانبردار بنجاو اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دین حق کي بشارت دو -

اسلام خدا کا ایک فطري معاهدہ تها جسکو انسان کي ظالمانہ عهد شکني نے بالکل چاک چاک کردیا تها ' اسلیے خدا نے حضرت ابراهیم علیہ السلام کي ناخلف اولاد کو روز اول هي اوسکے ثمرات سے محروم کردیا :

و اذا ابتلی ابراهيم ربہ بکلمات فاتمهن قال اني جاعلـك للناس اماما قال ومن ذریتي ؟ قال لا ینال عهـدی الظالمين (بقرہ)	جب خدا نے چند احکام کے ذریعہ ابراهیم کو آزمایا اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اوترے ' تو خدا نے کہا کہ اب میں تمهیں دنیا کي امامت اور خلافت عطا کرتا هوں - اسپر حضرت ابراهیم علیہ السلام نے عرض کیا : اور میرے اولاد کو بهي ؟ ارشاد هوا کہ هاں' مگر اس قول و قرار میں ظالم لوگ داخل نهیں هوسکتے -

(امۂ مسلمـہ)

خدا نے حضرت ابراهیم علیہ السلام کو جن " کلمات " کے ذریعہ آزمایا اور جنکي بنا پر اونهیں دنیا کي امامت عطا هوئي وہ اسلام کے اجزاء اولین یعنی توحید الهی ' قرباني نفس و جذبات ' صلوۃ الهی کا قیام ' اور معرفة دین فطري کے امتحانات تهے - اگرچہ اونکی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چهوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثي عهدے سے محروم هوگئے : قـــال لاینـــال عهدی الظالمین - لیکن حضرت ابراهیم علیہ السلام کي ذات کے اندر ایک دوسري امت بهي چهپي هوئي تهي جسکے لیے خود اونهوں نے خدا سے دعا کي تهي :

ان ابراهيم کان امة قانتة	حضرة ابراهیم گو بظاهر ایک فرد واحد تهے مگر انکي فعالیت روحانیہ و الهیہ کے اندر ایک پوري قوم قانت و مسلم پوشیدہ تهي !

(اجـزاء حـج)

اب اس " امة مسلمہ " کے ظهور کا وقت آگیا اور وہ رسول مزکي و موعود غار حراء کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار هوا تا کہ اوس نے خود اس اندهیرے میں جو روشني دیکهی ہے ' وہ روشني تمام دنیا کو بهي دکهلا دے :

یخرجهـــم من الظلمـات الی النـــور-	وہ پیغمبر اونکو اندهیرے سے نکال کر روشني کي طرف لاتا ہے -
لقد جاکـم مـــن اللہ نور و کتاب مبین -	بیشک تمهارے پاس اللہ کے طرف سے ایک اور هدایت اور ایک کهلي کهلي هدایتیں دینے والی کتاب آئي -

وہ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثي گهر کو ظالموں کے هاتهہ سے واپس لینا چاها' لیکن اسکے لیے حضرت ابراهیم علیہ السلام هی کي طرح بتدریج چند روحاني مراحل سے گذرنا ضرور تها - چنانچہ اوس نے اون مرحلوں سے بتدریج گذرنا شروع کیا- اوس نے غار حراء سے نکلنے کے ساتهہ هي توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراهیم علیہ السلام سے جو عهد لیا تها اوسکي پہلي شرط یهي تهي : " ان لاتشرك بي شيئا " پهر اوس نے صف نماز قائم کي کہ یہ گهر صرف خدا هی کے آگے سر جهکانے والوں کیلیے بنایا گیا تها : و طهر بيتي للطائفين و القائمين و الرکع السجود - اوس نے روزے کی تعلیم دي کہ وہ شرائط حج کا جامع و مکمل تها :

فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحج (بقرہ)	جس شخص نے ان مهینوں میں حج کا عزم کرلیا تو اوسکو هر قسم کي نفس پرستي ' بد کاري ' اور جهگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمي ہے' اور روزہ کي حقیقت یهي ہے کہ وہ انسان کو غیبت ' بهتان ' فسق و فجور ' مخاصمت و تنازعت ' اور نفس پرستي سے روکتا ہے جیسا کہ احکام صیام میں فرمایا :

ثم اتموا الصيام الی الليل و لا تباشروهـــن و انتم عاکفون فی المساجـد بقرہ)	پهر رات تک روزہ پورا کرو' اور روزہ کي حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ- اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بهي اون سے الگ رهو-

اوسنے زکواۃ بهي فرض کردي کہ وہ بهي حج کا ایک اهم مقصد تها :

فکلوا منها و اطعموا البائس الفقير-	قرباني کا گوشت خود کهاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بهي کهلاؤ !

(فتح مکہ)

اسطرح جب اس " امة مسلمہ " کا روحاني خاکہ تیار هوگیا' تو اوس نے اپني طرح انکو بهي منظر عام پر نمایاں کرنا چاها - اس

وسعة و من يخرج من بيته مهاجرا الى الله و رسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله و كان الله غفورا رحيما (۴ : ۹۱)	جہنم ہے‘ اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ البتہ وہ ضعیف مرد و عورت اور بچے جو نہ کسی تدبیر کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ اونکو راستہ ملتا ہے تو خدا اونکو معاف کردیگا‘ وہ بڑا ہي معاف کرنے والا ہے -

جو شخص خدا کي راہ میں ہجرت کریگا‘ وہ زمین میں وسعت اور فلاح و نجاح پالیگا‘ اور جو شخص اپنے گھر سے نکل کر خدا اور خدا کے رسول کي طرف ہجرت کرے اور راستہ ہی میں اوسکو موت آجاے‘ تو یقین کرو کہ اوسکا بدلہ خدا پر واجب ہوچکا‘ اور خدا بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے "

* * *

وہ دنیا میں پھیلا‘ اور حبش و مدینہ کی آبادیوں نے اوسکو اپني آغوش میں لے لیا - بدر و حنین نے اوسکے لیے اپنا دامن خالي کردیا‘ بنو قریظہ و بنو نضیر کے سر سبز باغوں نے اوسکے لیے اپني جگہ سنوارې - خیبر کے نخلستانوں نے اوسکو اپنے سائے میں بٹھایا‘ لیکن با اینہمہ وہ ابھي پھیلنے کیلیے اور گنجایش ڈھونڈھتا تھا‘ اور بڑھنے کیلیے اور وسعت چاھتا تھا - قصر شریعت کي آخري اینٹ نے اوس کمي کو پورا کردیا تھا جسکي وجہ سے دین الہي کي عظیم الشان عمارت تمام دنیا کو بدنما نظر آتي تھي :

ان رسول اللــه صلــى الله عليه وسلم قال ان مثلى و مثــل الانبياء من قبل كمثل رجــل بنى بيــتا فــاحسنه و اجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعــل النــاس يطوفون به و يعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قــال فانــا اللبنــــة و انــا خاتــم النبييــن ! (بخــاري ص۱۸۶ كتاب المناقب)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میری اور پچھلے نبیوں کي مثال بالکل اوس شخص کي سي ہے‘ جس نے ایک نہایت خوشنما مکان بنایا‘ لیکن اوسکے کسي کونے میں صرف ایک اینٹ کي کسر رہگئی - پھر لوگوں نے خوب گھوم پھر کے دیکھا اور بہت خوش ہوے - تاہم اونکو یہ کہنا پڑا کہ آخر یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھي گئی ؟ تو یقین کرو کہ وہ آخري اینٹ میں ہوں‘ اور اسی لیے میں خاتم الانبیا ہوں !

شریعت اسلامیہ نے اس کمي کو پورا کردیا تھا‘ لیکن تمام دنیا کو دکھا دینا ابھي باقي تھا‘ خدا نے حجة الوداع میں اس عمارت کو اپنی مکمل صورت کے اندر دکھا دیا اور تمام دنیا نے خانہ کعبہ کا طواف کرکے دیکھہ لیا کہ اب ایک اینٹ کي جگہ بھي خالي نہ رہي :

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا	آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تمپر اپنے احسانات پورے کردیے‘ اور تمہارے لیے دین اسلام کو منتخب کیا !

* * *

قرآن حکیم کے بطون و اوراق کي طرح وہ ظروف و مواقع بھي کچھہ کم اہمیت نہیں رکھتے‘ جن میں اُسکي مقدس سورتوں اور آیتوں کا نزول ہوا ہے - دیوار کے لیے اینٹ اور گارا ضروري اجزا ہیں مگر اُسے اُس سفیدي کي دلاویزي میں کچھہ فرق نہیں آسکتا جو اگرچہ دیوار کی سطح پر ہے‘ لیکن مکان کے اور اجزاء سے کہیں زیادہ گذرنے والوں کو اپني طرف مائل کررہي ہے -

دین الہي بھي ایک عمارت ہے جسکي تعمیر ازل سے شروع ہوئي اور ختم نبوت کي آخري اینٹ نے مکمل کردیا - اس لیے وہ بھي اور عمارتوں کي طرح داخلي و خارجي اجزاء سے مرکب ہے - پہلی قسم کے اجزاء سے اوسکي تقویم و ترکیب ہوئي ہے‘ اور دوسرے قسم کے اجزا نے اوسکے آب و رنگ اور اوسکي زینت و رونق کو نماں کیا ہے -

* * *

اسلام نے کبھي یہ شکایت نہیں کي کہ اوسکے اجزاء پورے نہیں کیے جاتے - اوس نے ہمیشہ اونکے اظہار کا دعوی کیا - مکہ میں صرف دو رکعت نماز فرض کي گئي تھی اور آنحضرت و صحابہ بالکل اسپر قانع تھے‘ البتہ آرزو اسکي تھي کہ آزادي کے ساتھہ اس مختصر عبادت کے ادا کرنے کا موقع ملے - آنحضرت نے نزول فرائض کا کبھي انتظار نہیں کیا‘ لیکن تبدیل قبلہ کے لیے نہایت اضطراب کے ساتھہ وحی آسماني کي راہ دیکھتے رہے :

نرى تقلــب وجهــك فى السماء -	ہم تبدیل قبلہ کے لیے انتظار رہي میں آسمان کي طرف تمہارے چہرے کي گردش دیکھتے رہتے ہیں -

کیونکہ قبلہ هي دین اسلام کي قوت و نفوذ کا مرکز اولین و مظہر آخرین تھا‘ اس لیے متمم و مکمل دعوۃ ابراهیمی اوسکا بیقراري کے ساتھہ انتظار کرتا تھا -

اصل حقیقت کے لحاظ سے اسلام تمام مذاهب عالم کا آب و رنگ تھا - مذهب کے تمام اجزاء بسیطہ پہلے هي سے موجود تھے‘ اسلام نے صرف اونکو جلا دیکر نمایاں کردیا - آئینہ کا خاکہ پہلے هی سے تیار تھا‘ اسلام اوسکا جوهر بنگیا - وہ چہرۂ کائنات کا غازہ تھا جس نے حسن حقیقت کو اور دلفریب بنا دیا - وہ آب و رنگ تھا‘ صیقل تھا‘ جلا تھا‘ غازہ تھا‘ ان میں سے هر چیز نمایاں ہونے والي ہے - اس لیے وہ نمایاں ہونا چاهتا تھا -

اسلام کا قالب حقیقت مکہ هي میں متشکل هو چکا تھا - مدینہ میں آکر اسکے اجزا بھي مکمل ہوگئے‘ لیکن وہ ایک حسن بے پردہ تھا جو دنیا کے سامنے بے نقاب ہونا چاهتا تھا - حجة الوداع نے اوسکے چہرے سے یہ نقاب بھی اولٹ دي اور تمام دنیا کو اوسکا روشن چہرہ نظر آگیا -

چنانچہ عرفات کے میدان میں اسلام کي حقیقت کے اسي ظہور کامل کا اعلان کیا گیا : اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا -

* * *

لیکن وہ دنیا کے سامنے صرف ظاهر ہونا اور چہرہ دکھا کر گذر جانا نہیں چاهتا تھا - اگر وہ اتنے پر راضي ہوتا تو کب کا راضي ہوگیا ہوتا - آنحضرت (صلعم) نے ایام مظلومي هي میں تمام قبائل کے سامنے اسلام کو پیش کردیا تھا‘ اور تمام جزیرہ عرب اوس سے روشناس ہوچکا تھا‘ مگر وہ غلبہ کاملہ‘ تسلط عام‘ اور ظہور تام چاهتا تھا‘ یعني وہ ایک عظیم الشان خلافت الہي کي بنیاد ڈالنا چاهتا تھا جو میزان عدل کو قائم رکھے‘ شعائر الہیہ کي حفاظت کرے‘ دنیا کو امن و سلامتي کا پیغام سنائے‘ مساوات عامہ کي تعلیم دے‘ پرانے حقد و حسد کو مٹا کر نئے سرے سے الفت و محبت کي بنیاد ڈالے - اسلام کے تازہ خون کا قصاص لے‘ جاهلیت کے دم خشک کو اپنے تلوں سے مسل دے‘ دنیا کو معاملات و مفاوضات کا صحیح اصول بتاے‘ وہ حکومت چاهتا تھا جو انسان کے تمام عقائد‘ اعمال‘ اخلاق‘ اور معاملات پر محیط ہو جاے - اس عمارت کی بنیاد اگرچہ مکہ هي میں پڑ چکي تھي‘ لیکن اوسکا افتتاح حجة الوداع میں ہوا‘ اسلیے تکمیل دین کا اعلان بھي اسي زمانے میں کیا گیا -

من الثمرات من آمن منهم بالله والیوم الاخر (بقرہ)	باشندے اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں، تو اونکو هر قسم کے ثمرات و نعائم عطا فرما !

جسوقت اونهوں نے یه دعا کي تهي ' تمام دنیا فتنه و فساد کا گهوارہ بن رهي تهی - دنیا کا امن و امان اوٹهه گیا تها ' اطمینان و سکون کي نیند آنکهوں سے اوڑ گئي تهي - دنیا کي عزت و آبرو معرض خطر میں تهي - جان و مال کا تحفظ نا ممکن هوگیا تها ' کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کردیے گئے تهے ' عدالة کا گهر ویران ' حریة انسانیة مفقود ' اور نیکي کي مظلومیت انتہائي حدتک پہنچ چکي تهي - کرۂ ارضي کا کوئي گوشه ایسا نه تها جو ظلم و کفر کي تاریکي سے ظلمت کدہ نہو - اسلیے اونهوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش هوکر ایک " وادي غیر ذي زرع " میں سکونت اختیار کي - وهاں ایک دار الامن بنایا اور تمام دنیا کو صلح وسلام کي دعوت عام دي - اب اونکي صالح اولاد سے یه دار الامن بهي چهین لیا گیا تها - اسلیے اوسکے واپسي کیلیے پورے دس سال تک اوس کے فرزند نے بهي باپ کي طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا - فتح مکه نے جب اوس کا مامن و ملجا واپس دلادیا تو وہ اوس میں داخل هوا که باپ کي طرح تمام دنیا کو " گم شدہ حق کی واپسي " کي بشارت دے - چنانچه وہ اونٹ پر سوار هوکر نکلا اور تمام دنیا کو مژدہ امن و عدالة سنایا :

(خطبة حجة الوداع)

ان دماء کم و اموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا في شهرکم هذا في بلدکم هذا - الا ان کل شي من امر الجاهلية تحت قدمي موضوع ودماء الجاهلية موضوعة و اول دم اضعه دماءنا دم ابن ربيعة و ربا الجاهلية موضوع و اول ربا اضع ربانا ربا عباس ابن عبد المطلب - اللهم اشهد ' اللهم اشهد ' اللهم اشهد - (ابو داود جلد-۱- ص ۲۹ کتاب الحج)	جسطرح تم آجکے دن کي ' اس مهینه کي ' اس شهر مقدس میں حرمت کرتے هو اوسي طرح تمهارا خون اور تمهارا مال بهي تم پر حرام هے ' اچهي طرح سن لو که جاهلیت کي تمام بري رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا هوں - بالخصوص زمانه جاهلیت کے انتقام اور خوں بها لینے کي رسم تو بالکل مٹادي جاتی هے ' میں سب سے پہلے اپنے بهائي ابن ربیعه کے خون کے انتقام سے دست بردار هوتا هوں - جاهلیت کي سود خواري کا طریقه بهي مٹادیا جاتا هے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبد المطلب کے سود کو چهوڑتا هوں - خدایا تو گواہ رهیو ! خدایا تو گواہ رهیو !! خدایا تو گواہ رهیو که میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہونچادیا !

(تکمیل دین الٰہی)

اب حق پر پهرکے پهر اپنے اصلي مرکز پر آ گیا ' اور باپ نے دنیا کی هدایت و ارشاد کیلیے جس نقطه سے پہلا قدم اوٹهایا تها ' بیٹے کے روحاني سفر کي وہ آخري منزل هوئي ' اور اوسي نقطے پر پہونچکر اسلام کي تکمیل هوگئي ' اسلیے وہ که اس نے تمام دنیا کو مژدہ امن سنایا تها ' آسماني فرشتے نے بهي اوسکو کامیابي مقصد کي سب سے آخري بشارت دیدي :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي ورضیت لکم الاسلام دینا !	آج کے دن میں نے تمهارے دین کو بالکل مکمل کردیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کردیے ' اور میں نے تمهارے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا -

وثائق و حقائق

عیـــد اور تکمیــــل شریعت

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت
لکم الاسلام دینا

آگ کا شرارہ کوہ آتش فشاں کے دامن میں چهپا رهتا هے ' لیکن جب پهوٹتا هے تو تمام دنیا کو محیط هو جاتا هے - نمو کي قوت ذرات خاک میں مخفي رهتي هے ' لیکن جب فصل بهار آتي هے تو اس میں اسقدر ابال آ جاتا هے که اوسپر زمین کي فضاے بسیط تنگ هوجاتي هے - پاني کا سیال مادہ بادل کے ایک ٹکڑے میں سمٹا هوا پڑا رهتا هے ' لیکن جب برستا هے تو پهیل کر خشکي و تري کو باهم ملا دیتا هے - برق کي رو دنیا کے هر ذرے میں موجود هے ' لیکن جب اوسمیں تموج پیدا هوتا هے ' تو کارخانۂ قدرت کے ایک ایک پرزے میں دفعتاً حرکت پیدا هوجاتي هے - موج دریا هي میں پنهاں هے ' لیکن جب اوٹهتي هے اور اوٹهکر بلند هوتي هے ' تو دریا میں تلاطم برپا هوجاتا هے !!

* * *

اسلام بهی اسي قسم کا ایک شرارہ ' اسي طرح کي ایک طاقت نمو ' اسي فیاضي کے ساتهه بہنے والا ایک چشمۂ آب حیات ' اسي قوت کے ساتهه حرکت پیدا کرنے والا بجلي کي ایک رو ' اور اسي سرعت کے ساتهه پهیلنے والي ایک موج هدایت تهي - جس نے اوڑ کر خرمن جهل و ضلالت میں آگ لگادي ' جس نے پهول پهلکر شور زار دنیا کو تختۂ گل و یاسمن بنا دیا ' جس نے برس کر تمام دنیا کو سر سبز و شاداب کردیا ' جس نے چلکر دنیا کے سکون کو حرکت سے بدل دیا ' اور جس نے اوٹهکر کفر و فساد في الارض کے بحر ظلمت خیز میں ایک عظیم الشان تلاطم برپا کردیا !

* * *

یه شرارہ ' یه نمو ' یه برق ' یه موج ' غار حراء میں دبي هوئي تهي - ایک مبارک رات میں اسکا ظهور هوا ' لیکن اوسکے لیے ایک فضاے غیر متناهي ' ایک وسعت غیر محدود ' ایک کرۂ غیر محصور درکار تها ' اسنے اونهوں نے پهیلنا چاها ' لیکن کفر زار مکه کي زمین گهبراکر پکار اوٹهي : " آهسته خرام بلکه مخرام " - اب اسلام دنیا کے دوسرے حصوں کي طرف بڑها ' کیونکه سکڑنا اوسکي فطرت کے خلاف تها ' اور فطرت کي خلاف ورزي عتاب الهي کا مقدمه هے :

ان الذین توفهم الملٰئکة ظالمي انفسهم قالوا فیم کنتم ' قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها فاولٰئک ماواهم جهنم وساءت مصیرا الا المستضعفین من الرجال و النساء و الولدان لا یستطیعون حیلة ولا یهتدون سبیلا فاولٰئک عسی الله ان یعفو عنهم وکان الله عفوا غفورا - و من یهاجر في سبیل الله یجد في الارض مراغما کثیرا	جن لوگوں کي روح کو فرشتوں نے ایسي حالت میں قبض کیا که وہ لوگ ارض شرک میں رهکر اپنے اوپر ظلم کر رهے تهے ' تو اونسے فرشتوں نے کہا که تم ایسي مصیبت میں کیوں مبتلا رهے ؟ اونهوں نے جواب دیا که " زمین کفر میں همیں کوئي طاقت حاصل نه تهي " فرشتوں نے کہا " تو کیا خدا کي زمین وسیع نه تهی که اوس میں هجرت کرجاتے " ؟ پس ایسے لوگوں کا ٹهکانا صرف

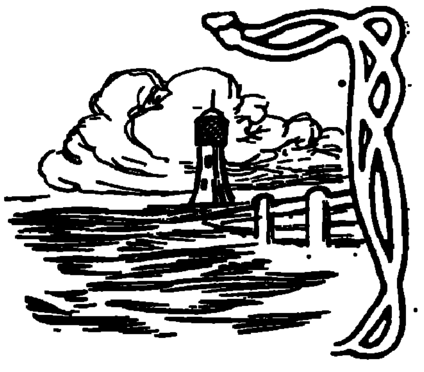

برید فرنگ

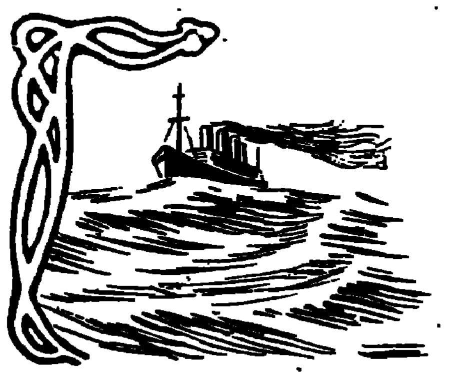

قام نهاں جرمن مظالم

اهل جرمني کے انکار انکے بیان کردہ مظالم کے متعلق

ایک جرمن خاتون کا خط

مقام الا شیپل (جرمني) سے ۲۷ - اگست کو ایک جرمن خاتون نے اپنے کسي عزیز کے نام ایک خط لکها تها - یه خط اتفاق سے اخبار " مورننگ پوسٹ " لندن کے هاتهه لگ گیا ' اور اس نے اسے شایع کردیا - اس خط میں یه جرمن خاتون لکهتي هے :

" مجهے یقین هے که تمام تعلیم یافته انگریز اس جنگ کو برا کهتے هونگے ' جسکي ذمه داري انگریزي حکومت کي پالیسي پر عاید هوتي هے -

اهل جرمني کو سالها سال سے یه خوف دامنگیر تها که ایک نه ایک دن انکو میدان جنگ میں مجبوراً دهکیلا جائیگا ' اور اسوقت انکے امن دوست قیصر کے هاتهه سے صبر و تحمل کا سر رشته جاتا رهیگا - بالاخر وه هولناک دن آگیا ' اور اب دنیا دیکهرهي هے که ظاهري عیش و عشرت کے اندر سے کیسي قوي تن اور عجیب و غریب جرمني نکلي هے ؟ وه جرمني جو بظاهر عیش و تنعم میں غرق نظر آتي تهي ' اب اس جنگ کے وقت کیسي طاقتور اور کسطرح عجیب و غریب قوتوں کا پیکر معلوم هوتي هے ؟ "

اسکے بعد اس خاتون نے ظاهر کیا هے که ریشتیگ (جرمن پارلیمینٹ) نے کس اتفاق و هم آهنگي ' یگانگت و یکدلي ' اور جوش و خروش کے ساتهه قرضه جنگ کو منظور کیا هے ' اور جب وه تلغرافي مخابرات و مراسلات شائع هوے هیں ' جو قیصر ' زار ' اور شاه انگلستان میں باهم هوے تهے ' تو جرمن پبلک میں کسقدر جوش و خروش پیدا هوا هے ؟

وه لکهتي هے :

" ان تاروں نے یه ثابت کردیا هے که قیام امن یورپ کے لیے همارا شاهنشاه (یعني قیصر جرمني) جو کچهه کرسکتا تها وه اسوقت اس نے کیا اور کامل طور پر کیا -

عالم سیاسي میں هز مجسٹي (قیصر) کے برابر کوئي شخص محترم اور راست باز نهیں هے "

اسکے بعد وه موجوده جنگ کي نوعیت کا ذکر کرتے هوے لکهتي هے :

" هم جانتے هیں که هم اهل جرمني اپني هستي و بقاء کے لیے لڑ رهے هیں ' کیونکه همارے دشمن جو هم سے بهتر کارنامے دکها کے هماري فوقیت و برتري پر غالب نهیں آسکے ' اب اپنے اس عجز و ناکامي کے بعد چاهتے هیں که جسطرح بنے ' هم سب کو قتل کر ڈالیں ' تا که همارے همیشه کامیاب و غالب مقابله سے انهیں نجات ملجاے -

یه معلوم هے که هر طرف ناگواري پهیلي هوئي هے اور ایسا هونا ناگزیر هے ' مگر اسکے ساتهه هي جرمني میں ایثار بهي ایسا هے که اسکا مقابله و موازنه نهیں هو سکتا - صرف گذشته تین هفتوں میں ۱۲۵۰۰۰۰ - آدمیوں نے اپنے آپ کو فوجي خدمت کیلیے بطیب خاطر پیش کیا هے ' اور امیدواروں کا اسقدر هجوم و ازدحام رها که بالاخر فهرست داخله بند کردینا پڑي - جو جرمن سپاهي همارے شهر سے گذرے هیں وه نهایت شاندار تهے - انکي وردي اور دیگر ساز و سامان کي هر شے بالکل نئي معلوم هوتي تهي - ان سپاهیوں کا ادهر سے کوچ حیرت انگیز نظم و ترتیب کے ساتهه انجام پذیر هوا - تمام سپاهیوں کا استقبال شهر والوں کے گهروں میں هونے والا تها - سب نے انهیں هاتهوں هاتهه لیا اور بخوشي اپنے یهاں ٹهیرایا - سپاهیوں کا طرز عمل اسقدر عمده تها که گهر والوں کو ان پر پورا اعتماد هوگیا تها - لیکن کیسي عجیب بات هے که انهي مسکینوں کے متعلق فرانس میں کیسي کیسي خوفناک باتیں مشهور کي جارهي هیں ! "

اسکے بعد وه ان مظالم کا ذکر کرتي هے جو بموجب اسکے بیانکے اهل بلجیم اپني مغلوبیت و شکست کے جوش انتقام میں درمانده و عاجز جرمنیوں پر کر رهے هیں - وه لکهتي هے :

" اسپتال میں ایک نوجوان آیا هے جسکي دونوں آنکهیں ایک دس برس کي بلجین لڑکي نے نکال لي هیں - یه حرکت اس ناشاد لڑکي نے اسوقت کي هے جب یه بد بخت نوجوان گولي کها کے زمین پر گرا هے - یه واقعه ٹهیک صلیب احمر کے ایک ڈاکٹر نے خود دیکها هے - دوسرے مواقع پر جرمن زخمیوں کے هاتهه اور پیر کاٹڈالے گئے هیں - جن مکانوں میں که جرمن زخمي تهے اور ان پر جرمن علم لهرا رهے تهے ' ان زنده زخمیوں کے گلے نهایت بے دردي اور وحشیانه طریقه سے کاٹے گئے - تعجب انگیز امر یه هے که یه حرکتیں صرف سپاهیوں هي نے نهیں کي هیں جو عموماً فوجي اور جنگي زندگي کي وجه سے قسي القلب اور بے رحم هو جاتے هیں ' بلکه لڑکیوں اور جوان اور بوڑهي عورتوں نے کیے هیں - مگر انهیں بهي اپنے کیے کا قرار واقعي خمیازه کهینچنا پڑا اور بالاخر هولناک سرزنش کي گئي - فوجي قانون (مارشل لا) کے مطابق انهیں گولي ماردي گئي ' اور تنبیه و عبرت کے لیے انکے مکان جلادیے گئے -

اگر یه باتیں هیں جنهیں فرانس اور انگلستان میں جرمني کي وحشت و بربریت سے تعبیر کیا جا رها هے تو اسکي ذمه دار خود بلجیم کي رعایا هے ' کیونکه ابتدا اسیکي طرف سے هوئي هے ' اور یه ظاهر هے که اسوقت جنگ کا زمانه هے - امن کا وقت نهیں هے که اس قسم کے مظالم کي سزا عدالتي قانون کے مطابق دیجاے -

البته اس هولناک انجام کو دیکهتے هوے ان بدبختوں کے اندهے پن پر ضرور افسوس آنا چاهیے - کیونکه یه لوگ جو کچهه کر رهے هیں ' اپنے حکام کي تحریک و اغواء سے کر رهے هیں -

هم لوگ قدرتي طور پر یهاں اپني عظیم الشان فتوحات پر خوشي منا رهے هیں - اسوقت بلجین اخبارات جرمن زبان میں نکل رهے هیں اور ڈاکخانے اور ریلیں جرمن هاتهوں میں هیں - چونکه لورین میں فرانسیسیوں کو بري طرح شکست هوئي هے اور همنے نامور اور لیژ فتح کرلیا هے - اسلیے امید هے که جنگ زیاده عرصے تک نهیں رهیگي " -

اسکے بعد یه خاتون اجنبي خصوصاً دشمن رعایا کے ساتهه جرمن حکومت کے عمده سلوک اور حسن معاملة کا ذکر کرتے هوے لکهتي هے :

- خدا کا دین پہلے هي سے کامل تھا لیکن اب تک وہ مسلمانوں کے نفوذ و قوت کے شایان شان نہ تھا - آج خدا نے اوسکو مسلمانوں کے شایان شان بنا کر اوس پر دوامی پسندیدگي اور رضاے تام کي مہر لگادي : ورضیت لکم الاسلام دینا -

* * *

دنیا کا کوئی داعي مذهب ' دنیا کي کوئي صالح قوم ' دنیا کا کوئي اولوالعزم پیغمبر' اپنے مقاصد میں سلطنت کے بغیر کامیاب نہیں هو سکتا ' چنانچہ دنیا میں جب کوئي صالح قوم پیدا هوئي ہے اور اوس نے نیکي پهیلانے اور امر بالمعروف و النهي عن المنکر کي الهي خدمت اپنے ذمہ لي ہے تو خدانے اوسکو همیشہ صاحب تاج و تخت بنایا ہے' اور جب تک اوسکے سر پر حکومت کا تاج نہیں رکھا گیا ' اوسکا دین خدا کي آخري مرضي کے مطابق نہیں هوا ' چنانچہ الله تعالی خود فرماتا ہے :

وعد الله الذین آمنوا منکم وعملو الصالحات لیستخلفنهم في الارض کما استخلف الذین من قبلهم و لیمکنن لهم دینهم الذي ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا - یعبدونني ولا یشرکون بي شیأ و من کفر بعد ذلک فاولئک هم الفسقون (۲۴ - ۵۴)

تم میں سے جو لوگ ایمان لاے اور عمل صالح اختیار کیا ' تو خدا نے اونسے وعدہ کرلیا ہے کہ آنکو زمین کي خلافت بخشیگا جیسا کہ اوس نے گذشتہ لوگوں کو اونکے عمل صالح کي وجہ سے بخشا نیز خدا نے اونکے لیے جو دین پسند فرمادیا ہے ' اوسکو مستحکم کر دیگا ' اور اونکے خوف کو امن سے بدل دیگا - تاکہ اسی کي عبادت کریں اور کسي چیز کو اسکا شریک نہ بنائیں ' اور جو لوگ اس کے بعد کافر هوے' سو وہ یقیناً مجرم و ملزم هیں -

* * *

الله تعالے کي اسي سنت جاریہ کے مطابق مکہ میں ایک قوم ایمان لائي اور آسنے عمل صالح اختیار کیا ' اسلیے خدا نے اوسکو زمین کا خلیفہ بنایا - خدا نے اوسکے لیے جس دین کو منتخب فرمایا تھا اب تک وہ اوسکے وعدے کے مطابق مستحکم نہیں هوا تھا - فتح مکہ نے اسکو مستحکم کردیا - مدینہ میں رهکر آنحضرت (صلعم) نے تمام عرب کي مشرکانہ قوت توڑ دي تھي - صرف اهل مکہ اپني اصلي حالت پر قائم تھے - اگر اسلام کو کچھہ خوف تھا تو اسي مرکزي طاقت کا تھا - فتح مکہ نے اس طاقت کو بھی پامال کر دیا - اب خوف مبدل بہ امن و امان هو گیا - اس امن و امان کا مقصد جیسا کہ خود خدا نے بیان فرمادیا' یہ تھا کہ خدا کي پرستش کي جاے' تمام انساني پرستشوں اور معبودانہ اقتداروں کا خاتمہ کردیا جاے' اور خدا کے بندے صرف خدا هي کیلیے هوجائیں - فتح مکہ میں تین سو ساٹھہ بت جاء الحق و زهق الباطل' کي غلغلہ انگیز صداوں کے ساتھہ توڑ دیے گئے ' اور توحید الهي کیلیے میدان صاف هوگیا - حجة الوداع میں پہلے هي سے منادي کرادیگئی تھي کہ کوئي مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہیں هو سکتا - دین الهي کي یہی تکمیل تھی' یہی غلبۂ عام تھا ' یہي ظهور تام تھا' یہي حقیقي امن و امان تھا' جو اس عهد سے شروع هوگیا' اور اسي کا خدا نے وعدہ فرمایا تھا :

لیظهره علی الدین کله خدا اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کردیگا

جب یہ وعدہ پورا هوا تو امت کو یہ بشارۃ عظمی سنائي گئي :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا -

* * *

یہ آیۃ کریمہ وعظیمہ جمعہ کے دن خاص عرفات کے میدان میں نازل هوئي اور ایک ایسا عطیۂ الهی سمجھي گئي کہ ایک یہودي نے حضرت عمر رضي الله عنہ سے بہ حسرت کہا: " اگر ایسی آیت همارے مذهب میں نازل هوتي تو هم اوسکے نزول کي یادگار میں عید مناتے" حضرت عمر نے فرمایا : " همکو اس یادگار کے قائم کرنے کی ضرورت نہ تھي - یہ آیت خود عید هي کے دن نازل هوئي جب کہ خدا کے مخلص بندے عرفات کے میدان میں اوسکے سامنے کھڑے تھے - پس همیشہ کیلیے یہ دن همارے لیے عید کا جشن عام هوگا اور خدا کی یہي مرضي تھی "

* * *

اسی بشارۃ عظمی نے عید کي حقیقت کو بھی بے نقاب کردیا - وہ محض سیر و تفریح' عیش و نشاط ' لهو و لعب کا ذریعہ نہیں ہے - وہ تکمیل شریعت کا ایک مرکز ہے' وہ سطوت خلافت الهي کا ایک مظهر ہے ' وہ توحید و وحدانیت کا منبع ہے' وہ خالص نیتوں اور پاک دلوں کی نمایش گاہ ہے -

اوسکے ذریعہ هرقوم کے مذهبي جذبات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ' اگر وہ اپني اصلي حالت میں قائم ہے تو سمجھہ لینا چاهیے کہ مذهب اپني پوري قوت کے ساتھہ زندہ ہے - اگر وہ مٹ گئي ہے' یا بدعات و مزخرفات نے اوسکے اصل مقاصد کو چھپا دیا ہے' تو یقین کرلینا چاهیے کہ اس مذهب کا چراغ بجھہ رها ہے -

* * *

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جس دن سے قوت کي نشو و نما کا آغاز هوا اوسی دن سے عید کو اوس کے اظهار کا ذریعہ بنایا گیا - مدینہ میں صرف عید الفطر کے ذریعہ دنیا کو اسلام کی وسعت اثر کا ایک منظر دکھایا جا سکتا تھا ' لیکن وہ صرف اتنے هی پر قانع نہ تھا' وہ تمام دنیا کیلیے ایک چشمۂ رحمت تھا جو ابلنا چاهتا تھا -

ما ارسلناک الا رحمة للعالمین -

وہ عرفات کے میدان میں ابلا' اور اپنے پھیلنے والي موجوں کي چادر میں تمام دنیا کو چھپا لیا - اسلیے تمام دنیا نے اسلام کے جاہ و جلال' ظهور و غلبہ ' اور نفوذ و وسعت کا تماشہ دیکھہ لیا -

* * *

پس عید اگر شعائر اسلام کو قائم رکھتي ہے' مذهبي روح کو زندہ کرتي ہے' مذهب کے کارنامہ اعمال کو دنیا کے سامنے پیش کرتي ہے' عهد محبت و میثاق الهي کي تجدید کرتي ہے' تمام امت کو ایک نظام میں مربوط کر دیتي ہے' مختلف ممالک کے مسلمانوں کے درمیان سفارت کا کام دیتي ہے' تو بلا شبہ وہ عید ہے' حج ہے' طواف ہے - ورنہ وہ صرف کھجور کي ایک گٹھلي ہے جسکو ایک سنت کے احیاء کیلیے هم علی الصباح کھا کر پھینکدیتے هیں -

* * *

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ اسلام کي اس سب سے عظیم الشان عید کے بعد اسلام کي دعوۃ آزاد کي زندگي کا دور ختم هوگیا ' اور خود یہ آیت جس نے مذهب کي تکمیل کا اعلان کیا تھا ' اسکا مقدمہ و تمهید تھي - چنانچہ اوس کے نزول پر اگرچہ اکثر صحابہ کو نهایت مسرت حاصل هوئی' لیکن جو لوگ اس حقیقت کو جانتے تھے کہ داعي حق کي زندگي کا سب سے آخري مقصد دین کي تکمیل اور اوسکا عرض عام و ظهور تام تھا' اونکي آنکھیں تکمیل کے بعد کے نتیجہ کو دیکھکر اشکبار هوگئیں - یہ مقصد حقیقي حجة الوداع میں حاصل هوگیا تھا ' اوسکے ایک هي سال بعد آفتاب نبوت رحمت الهی کي آغوش میں غروب هوگیا - اللهم صل و سلم علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد کما صلیت و سلمت علی علی سیدنا ابراهیم و علی آل سیدنا ابراهیم انک حمید مجید !

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی ایم - اے - ڈی لیٹ بیرسٹر ایٹ لا کی

میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس ایف آر - ایچ - ایس کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کئے ہیں :

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی گئی ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور و مسائل کے تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں ' غرض مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی اغراض کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کار و بار میں پیش ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان کے متعلق جو تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لیے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کار و بار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء بیرسٹر وغیرہ - اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی بے گناہ کو سزا ہوجاتی ہے - اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسی طرح اگر کوئی وکیل یا بیرسٹر ان امور کا ماہر نہیں ہے تو ثبات و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات پیش آتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے مقدمات کے خراب ہوجانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے - میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے جن پر

(عدل و انصاف کا انحصار ہے)

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیالبرک مہیر - ایم - ڈی - ایف سی - ایس نے ملک انگریزی میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت سے اضافے اور مفید حواشی زیادہ کردیے ہیں ' جس کی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے ۔

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحث آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ در پیش رہتے ہیں مثلاً :

(مقدمات قتل کے متعلق)

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت طبیہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضائے انسانی پر ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

(عورتوں کے متعلق)

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -

(سمیات کے متعلق)

(۱) معدنی سمیات (۲) قلزی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیوانی سمیات اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

(امور مختلفہ کے متعلق)

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ - ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جس کی وجہ سے ہر مسئلے کے سمجھنے میں [illegible] ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کئے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے بلا کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے - علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی ڈکشنری یا ریفرنس بک کی مدد کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہوجاتے ہیں -

مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئی تھی جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بنظر علمی قابلیت اور عہدہ عالی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداری کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کار و بار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع مفید علم آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحات میں - اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی - مگر اب علم فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردی ہے - اور مولوی عبد اللہ خاں صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے -

صنمخانۂ عشق ! صنمخانۂ عشق ! !

یعنی حضرت امیر احمد مینائی کا مشہور دیوان بار سوم چھپ کر تیار ہو گیا ہے - قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ -

حکمت بالغہ - ہر سہ جلد کامل صفحات ۱۰۶۴ - اس کتاب کا تفصیلی ریویو الہلال کے گذشتہ پرچوں میں چھپ چکا ہے - قیمت ہر سہ جلد ۵ روپیہ -

نعمت علی - مشتمل برحالات صوفیائے کرام - یعنی امام عبد الوہاب شعرانی کی لا جواب کتاب لواقح الانوار کا ترجمہ - صفحات ہر دو جلد ۷۲۹ - قیمت ۵ روپیہ -

مشاہیر الاسلام - یعنی اردو ترجمہ تاریخ ابن خلکان دو جلد - قیمت ۵ روپیہ -

تمدن عرب - قیمت سابق ۵۰ روپیہ قیمت حال ۳۰ روپیہ -

تمدن ہند - شمس العلما مولانا سید علی بلگرامی مرحوم کی آخری یادگار - قیمت ۵۰ روپیہ -

تحقیق الجہاد - مصنفہ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم صفحات ۳۱۲ قیمت ۳ روپیہ -

شرح دیوان غالب اردو - تصنیف مولوی علی حیدر صاحب طبا طبائی صفحات ۳۳۸ - قیمت ۲ روپیہ -

داستان ترکتازان ہند فارسی - ۵ جلد کامل صفحات (۳۶۵۶) کل سلاطین دہلی کی ایک جامع اور مفصل تاریخ - قیمت حال ۶ روپیہ -

افسر اللغات - یعنی عربی اور فارسی کے کئی ہزار الفاظ کی ایک کامل ڈکشنری صفحات (۱۲۲۶) قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

مآثر الکرام فارسی - مشتمل برحالات صوفیائے کرام قیمت ۲ روپیہ -

علمی اصول قانون - یعنی مسٹر ڈبلیو - ایچ - ریٹنگن کی کتاب کا اردو ترجمہ صفحات ۸۰۸ - قیمت ۸ روپیہ -

گلشن ہند - قدیم شعرائے اردو کا ایک نایاب تذکرہ - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

قواعد العروض مصنفۂ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی عربی و فارسی میں بھی علم عروض کے متعلق کوئی ایسی جامع کتاب موجود نہیں ہے - صفحات ۳۷۳ - قیمت سابق ۴ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

مد القاموس - مصنفہ مسٹر لین ۸ جلد کامل یعنی عربی زبان کا ایک جامع لغت انگریزی زبان میں - قیمت - ۱۲۰ - روپیہ

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن۔

" اغیار یعنی فرانسیسیوں ، روسیوں ، انگریزوں ، اور اهل بلجیم کے ساتهه جو عمده سلوک یہاں کیا جا رہا ہے ، وہ اسدرجه حد سے گذرا ہوا فیاضانه ہے که اسپر ہم لوگ اپنی گورنمنٹ سے رفته رفته بہت هی ناراض ہوتے جاتے هیں - ان میں سے جو لوگ مفلوک الحال هیں ، انکے لیے چندے ہو رہے هیں - نه معلوم کب جرمنی اپنی اس فضول مہربانی کو رخصت کریگی ؟ اسے معلوم ہونا چاہیے که خود اسکی رعایا کے ساتهه دوسرے ملکوں میں ذلت آفریں سلوک ہو رہا ہے ! ہم کبهی ان مظالم کو نہیں بهولینگے جو اهل جرمنی پر بلجیم میں کیے گئے - وہاں دولت مند سے دولتمند جرمن موجود هیں ، مگر انکے بدن پر مشکل سالم کپڑا نظر آئیگا - انکے ساتهه خوفناک بدسلوکی کیگئی اور بالآخر انکو بهاگنا پڑا - عورتوں پر ایسے ایسے ظلم ڈهالے گئے که انہیں اپنے بچوں کو مکان کی کهڑکیوں کے باہر پهینکدینا پڑا اور بہت سی مائیں تو پاگل ہوگئیں !

ہم کو یقین ہے که ہمارے سپاہی ہمارے لیے میدان فتح کرینگے ، لیکن اگر بفرض محال ہمارے دشمنوں کی زیاده فوج نے انہیں کچل بهی ڈالا - جب بهی ہمیں اپنے ایماندار اور راست باز ہونے پر همیشه فخر و ناز رهیگا -

تاہم یہاں تو کسیکو بهی یه خیال نہیں که ہم کو شکست ہوگی - چاہے انگلستان دوسری نصف دنیا کو بهی ہمارے مقابله میں لا کے کهڑا کردے مگر ہمیں فتح هی ہوگی " -

یه خاتون اسی خط میں بعد کی نوشته عبارت مورخه ۲۹ - اگست میں لکهتی ہے :

" ہم جب اجنبی اخبارون میں یه پڑهتے هیں که ہم بربری اور وحشی هیں تو ہمکو بے حد ہنسی آتی ہے - گویا وحشی لوگ بهی کروپ کی توپیں ، زپلن ہوائی جہاز ، ہر قسم کے تهیٹر ، اوپرا ، حیرت انگیز عجائب خانه ، اور امپیریٹر نامی جہاز کے برابر جہاز بنا سکتے هیں ! تاہم مسکین اور ذلیل فرانسیسی کیا کریں ؟ وه اس سے زیاده کچهه نہیں جانتے "

ایک دوسری بعد کی نوشته عبارت میں لکهتی ہے :

" ہمیں چار چهوٹے کروزروں کے ضائع ہونے کی اطلاع دیگئی - مگر یه نقصان ان عظیم الشان فتوحات کے مقابله میں کچهه بهی نہیں ہے جو ہمیں حاصل ہوئی هیں - اسوقت ہمارے پاس ۳۰ ہزار روسی قیدی هیں جو اس امر پر خوش هیں که انہیں جرمنی میں عمده غذا ملتی ہے " (لیکن اسکے بعد روسی قیدیوں کی تعداد بہت زیاده ہوگئی ہے)

مکتوب آستانۂ علیہ

اجیبو داعی اللہ !

مکتوب مبارک جمعیۃ هلال احمر قسطنطنیه

برادر عزیز محترم :

پس از ستایش و نیایش عرض میشود که جمعیۃ هلال احمر عثمانی خدمات شما را که از راه اسلامیت و اخوت در اثنای جنگ طرابلس و بلقان ابراز و اثبات فرموده اید ، گاهے فراموش نخواهد کرد - نه تنها این جمعیت ، بلکه تمام ملت نجیبۂ عثمانیه ممنون‌دار و شکرگذار انسانیت و نیکیهاے برادران آن دیار بوده ، و همیشه مشغول تمجید و تحسین می باشند - از پرتو همم عالیه و تبرعات دیندارانۂ برادران دینی هندوستان در جنگهای گذشته و ایام اضطراب ، این جمعیت می‌توانست از عہدۂ خدمات بزرگ و کارهاے سترگ بر آید ، چنانچه مبالغ اعانات مرسوله بے حیف و میل کلیاً صرف غزاۃ و مجروحین عثمانی گردید -

هیچ شکی نیست که خبر جنگ عمومی اروپ بسمع مبارک رسیده است - امروز تمام دول شرق و غرب - خواه درین حرب عمومی شریک و سہیم باشند یا نباشند محض صیانت و محافظۂ استقلال و شرف دیرینۂ خود شان مجبور به سفربری و آمادۂ کارزار بوده ، و تمام قواے بری و بحری خود را مهیا و مستعد ساخته و منتظر حلول وقت میباشند - بفحواے " حاضر جنگ باش اگر میطلبی صلح و صلاح " دولت ابد آیت علیۂ عثمانی نیز ، با اینکه همیشه صلح و مسالمت را رهبر مساعی نموده و آن را بر رزم و وغا ترجیح داده است ، برای احتیاط اکنون مجبور احضار و تهیۂ کلیۂ قواے بری و بحری خود گردیده - و الحمد لله بر حسب ارادۂ مبارکۂ سنیۂ اعلی حضرت خلیفۃ المسلمین متعنا الله بطول حیاته وخلد الله ملکه و دولته و به همت زمامداران امور و مدبران مهام جمهور از عهدۂ این کار بخوبی چنانکه شاید و باید ، بر آمده ، و قواے مهمۂ عسکریه و بحریۂ خود را کاملاً تدارک و تجهیز ، و بحدود مملکت و ثغور دولت روانه کرده است -

خدا نکرده اگر جزئی تجاوزی بشرف و استقلال دولت علیه از طرف هرکدام از دول اروپ واقع گردد ، بی محابا در دفع و تنکیل آن و محافظۂ بیضۂ مقدسۂ اسلامی انچه از دست برآید ، مادتاً و معناً ، مالاً و بدناً ، کوتاهی نخواهد شد - تا اینکه استقلال این یگانه دولت اسلامی و شرف و عزت تمام مسلمانان روے زمین و برادران دینی محفوظ و مصئون مانده ، از ننگ خذلان و ذلت وا رسته آید -

پس درین هنگام و اوقات مغتنمه بر تمام مسلمانان عالم دیناً و وجداناً واجب است که یاری و معاونت نموده و از همدیگرے دستگیری کنند -

لهذا جمعیت مرکزیۂ هلال احمر عثمانی و این بنده که بشرف عضویت آن و دوستی جنابعالی مفتخرم ، از راه دیانت پروری و اسلامخواهی لازم دانستم که نظر دقت آن حضرت را بدین نقطۂ باریک درین وقت خطرناک پیش از پیش جلب نموده ، و کما فی السابق طلب معاونت و امداد نمایم - البته میدانید که یاری و اعانت بهلال احمر خالی از همه گونه مسئولیت شخصی و دولتی بوده ، و متفقاً تمام دول متمدنۂ عالم امداد باین گونه جمعیات را در مجامع رسمیه و اجتماعیات دولیه تصدیق و تائید نموده اند - جمعیت هلال احمر هیچ وقت با امور سیاسیه و کارهای پولتیکی رابطه و علاقۂ نداشته و همیشه تمام همت خود را صرف تداوی مجروحین و واماندگان جنگ نموده است - پس درینصورت خواهش می شود که از حالا شروع و مبادرت به جمع اعانات لازمه چنانچه مقتضی شیمۂ مرضیۂ آنجناب و تمام اخوان دین است ، بفرمائید - نیز متوقعیم که مبالغ مجموعه را راساً بدون هیچ واسطۂ تا جائیکه ممکن است ، بجمعیت مرکزیۂ قسطنطنیه ارسال داشته و نام اعانت دهندگان را بانگلیسی و فارسی با کمال وضوح تحریر نمائید ، تا منتظماً و محکماً در دفاتر اساسیه و اصلیۂ هلال احمر بی غلط و خطا درج و ثبت شود و در آینده موجب هیچ گونه قیل و قال و مواخذه نگردد - بدین وسیلۂ حسنه در ختام این عریضۂ اخوت فریضه پیشکی تشکر از همت و خدمت جنابعالی نموده ، موفقیت و عافیت همگی را از درگاه حضرت احدیت مسئلت می نمائیم و السلام (ان الله لا یضیع اجر من احسن عملا) -

بتاریخ ۷ ، ماه رمضان مبارک سال ۱۳۳۲

خادم انسانیت و اسلامیت :

عضو هلال احمر : کمال عمر - کاتب عمومی هلال احمر : دکتور عدنان

رئیس ثانی هلال احمر : دکتور بسیم عمر

مفت مفت مفت

ایک عجیب غریب موقعہ

اصلی چیزیں - کم قیمت - نایاب - امیاب

۲۱ اکتوبر تک

نئی قسم کا رسٹ واچ .

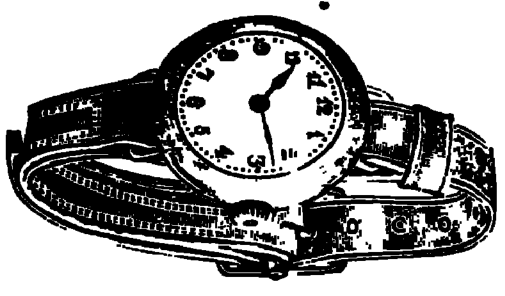

(گارنٹی ۲ سال)

نہایت خوبصورت - نکل سلور کیس مضبوط کیلس چال وقت ٹھیک دینے والی - چمڑہ ولایتی نہایت ملائم - قیمت اصلی ۱۲ روپیہ -

رعایتی قیمت ۴ روپیہ ۱۴ آنہ ارکسیڈ ایزڈ اسٹیل کیس - ۵ روپیہ ۴ - آنہ -

سلور کیس ۶ روپیہ عمدہ سلور کیس ۶ روپیہ ۸ آنہ سنہرا کیس ۵ روپیہ ۴ آنہ -

۱۴ ایرٹ ایڈنگ واچ

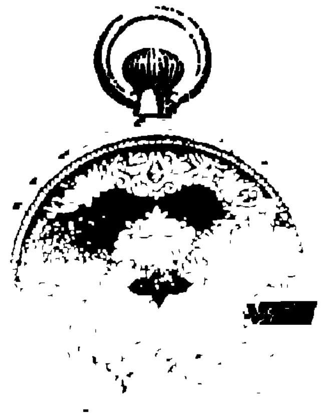

جولڈ انجن ٹرنڈ کیس - دیکھنے میں بہت خوبصورت ٹھیک سونے کا معلوم ہوتا ہے - .

اصلی قیمت ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ -

۱۴ کیرٹ رولڈ ڈرلڈزر یذا لیور واچ -

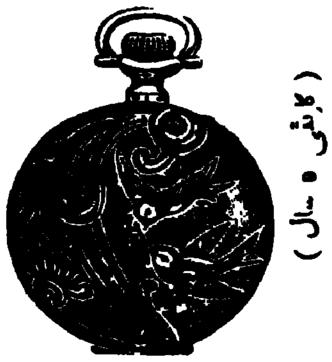

دیکھنے میں قیمتی گھڑیوں کے مشابہ ہے - نہایت اچھی قابل تعریف -

قیمت اصلی ۱۵ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ ۴ آنہ نکل رولن کیس ۶ روپیہ -

موٹر ریگولیٹ لیور واچ -

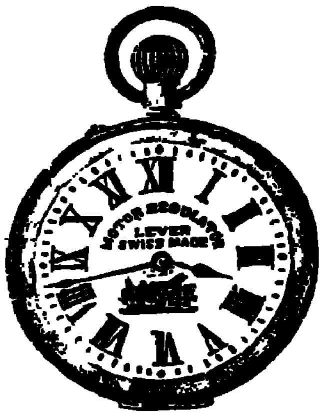

ہر شخص کے لائق لیور کھلا ڈھکنا - مضبوط کیلس چال ڈائل منقش درمیانہ سائز - نہایت عمدہ اور ٹھیک وقت دینے والا -

اصلی قیمت ۱۰ روپیہ رعایتی ۳ روپیہ ۴ آنہ

سنٹرش ہیڈنگ واچ -

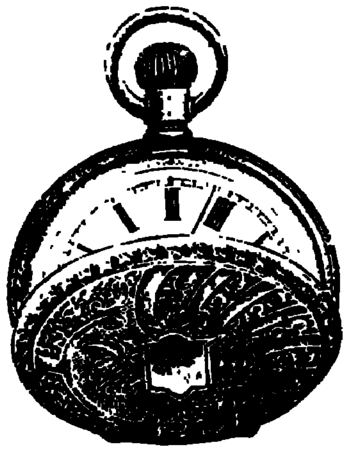

نکل ہنٹنگ سائز ۱۶ - سادہ ڈائل - کفایت اور اچھا وقت دینے والا - موتی، سوئیاں - ہزاروں گھڑیاں سال میں فروخت ہوتی ہیں -

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی قیمت ۵ روپیہ ۴ آنہ -

سنٹر سکنڈ واچ سٹوپ واچ

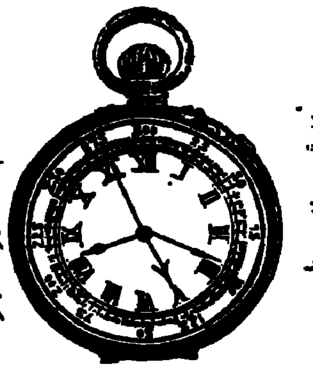
نکلی عمدہ قسم کا ۵ روپیہ چار آنہ .
گارنٹی پانچ سال

خاصکر ڈاکٹروں اور دائیوں کیلیے یہ گھڑی ایک سکنڈ کے حصہ کو بھی اچھی طرح سے بتلاتا ہے . کھلا ڈھکنا - چال عمدہ - دیکھنے میں خوبصورت قیمت اصل ۷ روپیہ - رعایتی قیمت ۳ روپیہ ۱۴ آنہ .

سی انڈیا واچ

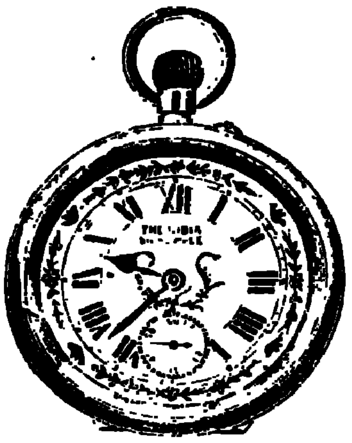

بلکل نئے فیشن کا سلنڈر واچ کھلا ڈھکنا کی دس فانسی سکنڈ ہنڈ سوئی کے شامل - نہایت سچا وقت دینے والی - قیمت اصل دس روپیہ رعایتی ۳ روپیہ چودہ آنہ -

فینسی ڈائل ۴ روپیہ آٹھ آنہ -

امریکن لیور اسٹنڈرڈ واچ

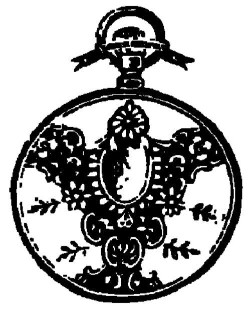

کم قیمت میں سب سے اچھا لیور واچ استعمال کے قابل یہ گھڑی پانچ سو روپیہ کے ساتھ اچھی عرصہ مقابلہ کرسکتی ہے - کیس دیکھنے میں نہایت خوبصورت -

قیمت اصلی ۲۰ روپیہ رعایتی قیمت ۹ روپیہ آٹھ آنہ -

لیڈی گواڈ واچ

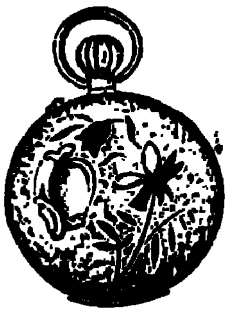

لیڈی اور جنٹلمین کے قابل - چھوٹے شکل کا دیکھنے میں خوبصورت سچا وقت دینے والی بالکل نئے فیشن کا کیس -

قیمت اصلی ۲۵ روپیہ رعایتی قیمت ۱۴ روپیہ آٹھ آنہ - جسمیں جنٹس سائز ۲۸ روپیہ

بی - اس - ننکی - اینڈ کمپنی نمبر ۱ ۰ ۳۹ - دھرمتلہ کلکتہ

مفت　　　مفت　　　مفت

ایک عجیب موقعہ

اصلی چیزیں - کم قیمت - نایاب - کمیاب
اصل سے آدھی اور آدھی سے چوتھائی قیمت

۳۱ اکتوبر تک

نوٹ - اس بات پر غور کیجیئے کہ ہر گھڑی کے ساتھ ایک چیز بطور تحفہ کے دی جاتی ہے اسطرح کہ
ایک گھڑی کے خریدار کو ایک جرمن سلور چین مفت
دو گھڑی کے خریدار کو ایک رولڈ گولڈ (سونا) چین مفت
تین گھڑی کے خریدار کو ایک جوڑا الکٹرک گولڈ پلیٹڈ سلف کلوزنگ اسپرنگ برسلٹ مفت ! !
اگر آپکو گھڑی پسند نہ آے تو قیمت واپس دیجائیگی

اسپرنگ برسلٹ واچ -

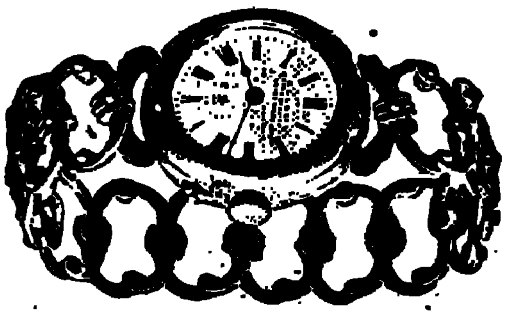

(گارنٹی ۴ سال)

رولڈ گولڈ - گول شکل - بہت دیرپا - آپ لوگ ۲۵ سیکڑے زیادہ فائدہ اٹھاوینگے اگر آپ ایک فرمایش بھی بھیجیں -
ٹھیک نقشہ کے مطابق سچے وقت دینے والی قیمت اصلی ۱۰ روپیہ - رعایتی قیمت ۵ روپیہ -

۳۲ پتھر والا	۶ روپیہ
اسکوئر شکل	۶ روپیہ
هارٹ شکل	۶ روپیہ
هشت پہل	۶ روپیہ

نئی وضع کا اسکوائر رسٹ واچ

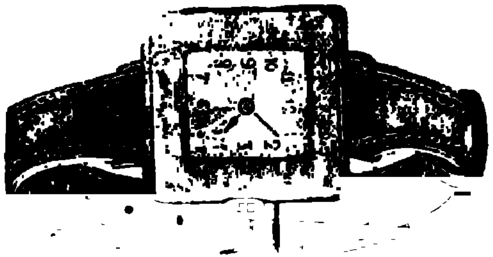

(گارنٹی ۵ سال)

اس قسم کی گھڑیاں ابھی ابھی هندوستان میں آئی هیں - نہایت فیشن ایبل لیڈیز اور جنٹلمین کثرت سے استعمال کرتے هیں مضبوط کیس نکل کیس . فینسی ڈائل - عمدہ وقت دینے والی - ٹھیک تصویر کے مطابق -

اصلی قیمت ۱۲ روپیہ - رعایتی قیمت ۶ روپیہ - آٹھہ آنہ او کسیڈائز ڈاسٹیل کیس ۶ روپیہ آٹھہ آنہ -

سلور کیس	۹ روپیہ ۴ آنہ
مادر آف پرل کیس	۹ روپیہ ۸ آنہ

یہ گھڑی مع چمڑہ اور باکس کے ملیگی

فلیٹ لیور واچ

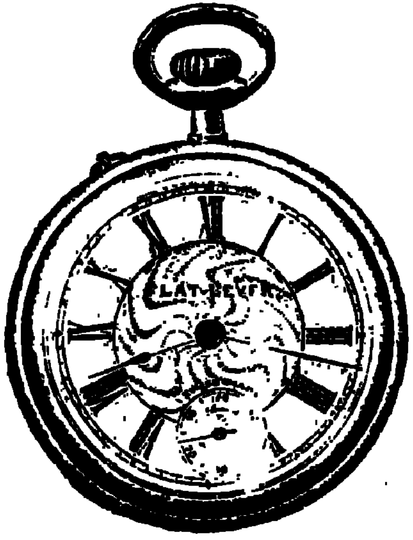

(گارنٹی ۵ سال)

نکل کیس - کھلا ڈھکنا - سائز ۱۸ - سکنڈ کی سوئی کے شامل کیلس چابی پتھر ۳ عدد ڈائل میٹل کے - اسیات کے سوئی سادہ کیس اصلی قیمت ۱۲ روپیہ رعایتی ۴ روپیہ ۴ آنہ

نیو ٹیمپن ببرل رسٹ لٹ واچ

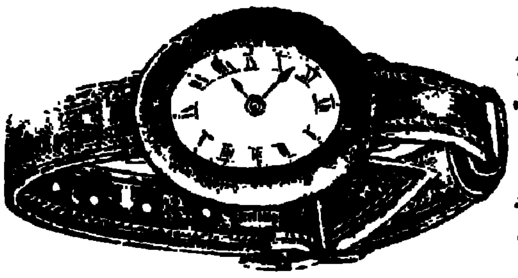

(گارنٹی ۵ سال)

یہ رسٹ لٹ واچ بہت عمدہ ہے دیکھنے میں نہایت خوبصورت فینسی سوئیاں سچا وقت دینے والی اور جدید فیشن کا ٹھیک نقشہ کے مطابق -

قیمت اصلی ۱۲ روپیہ رعایتی قیمت ۷ روپیہ -

نکل کیس	۷ روپیہ ۴ آنہ
سنہری کیس	۶ روپیہ ۱۴ آنہ
سیاہ اوکیڈایزڈ کیس	۶ روپیہ ۸ آنہ
فالن مل کیس	۹ روپیہ ۸ آنہ

مٹال هنٹنگ واچ

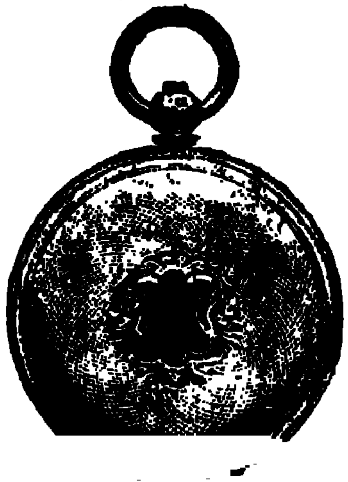

(گارنٹی ۲ سال)

وایٹ میٹل هنٹنگ ۱۶ سائز - کی وائنڈنگ هاف پلیٹ - گولڈ گلٹ مو منٹ سیلنڈر اسکیپمنٹ - ایک نہایت خوبصورت گھڑی -
اصلی قیمت ۱۵ روپیہ - رعایتی ۵ روپیہ
هاف هنٹنگ - چھہ روپیہ آٹھہ آنہ -

انگما واچ

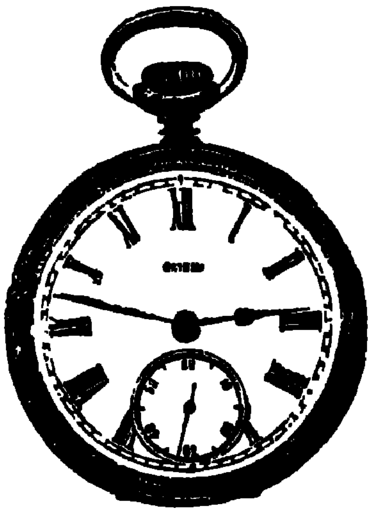

(گارنٹی ۵ سال)

پتلی چپٹی شکل کی گھڑی جنٹلمین سائز - پتھر ۲ عدد دیکھنے میں نہایت خوبصورت اور سچ وقت دینے والی -
اصلی قیمت ۸ روپیہ - رعایتی ۴ روپیا ۸ آنہ -

بی - اس - نندی - اینڈ کمپنی نمبر ۱ - ۳۶ - دھرمتلہ کلکتہ

۱۲

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۴ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۴] حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام جعفر ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۳ آنہ رعایتی ۹ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سر سید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبد الحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] نبی معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو نجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۹ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۳ آنہ رعایتی ۹ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۴ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام سعید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۷] حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ۔ سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ (۴۰) ذکر پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ آنہ رعایتی ۹ آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب شاہ دارا بیدی کا رعایتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ آنہ رعایتی ۹ آنہ [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۹ آنہ رعایتی ۳ آنہ۔ مطالب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں۔ [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۱ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] مشعل بہشت اردو خوبیوں جس میں اصل بہشت کے مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی مع انکی سینہ بہ سینہ اور صدری مجربات کے جو انکی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں۔ اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداروں نے جس نسخہ کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھ دئے ہیں۔ علم طب کی لاجواب کتاب ہے اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجواہر اس کا مواد مرض کی مکمل تشریح اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ [۵۱] اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ جست بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۱ روپیہ ۸ آنہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیر نے موقعہ کی پیمایش سے بنایا ہے۔ نہایت دلفریب متبرک اور روغنی معہ رول رکپڑا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

واٹر بری کا تیار کیا ہوا خوشگوار مچھلی کا تیل

MAKE WELL
Waterbury's Compound with Creosote and Guaiacol
Waterbury's Compound PLAIN
ALCOHOL 11%
Made from
Cod Liver Oil
Digestive Ferments
Malt Extract Unfermented
Hypophosphites Comp. Special
Ext. Cherry, Eucalyptus, Aromatics, Etc.
WATERBURY CHEMICAL CO.
SERIAL No 185

ترکیب سے تیار کیا ہوا مزہ دار مچھلی کا تیل

دبلے اور کمزور رگ و پٹھہ کو طاقتور بنانے اور پھیپڑا کی بیماری اور کھانسی و زکام سے خراب ہونے والے جسم کو درست کرنے کے لئے "کاڈ لیور وائل کمپاؤنڈ" یعنی ہمارے یہاں کے تیار کیے ہوئے مچھلی کے تیل سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔

ایک بڑی خرابی مچھلی کے تیلوں میں یہ ہے کہ اس سے اکثر لوگوں کو متلی پیدا ہوتی ہے اور کبھی کم مقدار کا ایک خوراک بھی کھانا ناممکن ہو جاتا ہے

واٹر بری کی کمپاؤنڈ یعنی مرکب دوا جسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ناروے ملک کی "کاڈ" مچھلی سے تیل نکالکر خاص ترکیب سے اسکے مزہ اور بو کو دور کرکے اسکو "مالٹ ایکسٹراکٹ" و "ہائپو فاسفائٹس" و "گلیسرن" و "اورمٹکس" (خوشبودار چیزیں) اور پھیکے "کریوسوٹ" اور "گوائیکول" کے ساتھ ملانے سے یہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ "کاڈ لیور وائل" کو اس ترکیب سے بنانے کے سبب سے نہ صرف اسکی بدمزگی دور ہوگئی ہے بلکہ وہ مزہ دار ہوگیا ہے اور اس سے پھرتی اور بشاشت ہوتی ہے مگر یہ مرکب دوا "کاڈ لیور وائل" کے عمدہ فائدہ کو نہیں روکتی ہے۔ اسکو بہت عمدہ طور سے بنایا گیا ہے۔ اور اسکو جاننے والے اور استعمال کرنیوالے لوگ خوب پسند کرتے ہیں۔ اگر تمہارا جسم شکستہ اور رگ و پٹھے کمزور ہو جائیں جنکا درست کرنا تمہارے لئے ضروری ہو۔ اور اگر تمہاری طاقت زائل ہو رہی اور تمکو بہت دنوں سے شدت کی کھانسی ہوگئی ہو اور سخت زکام ہوگیا ہو جس سے تمہارے جسم کی طاقت اور اعضاے رئیسہ کی قوت نقصان ہوجانے کا ڈر ہے۔ ان حالتوں میں اگر تم پھر قوت حاصل کرنے چاہتے ہو تو ضرور واٹر بری کا مرکب "کاڈ لیور وائل" استعمال کرو۔ اور یہہ ان تمام دواؤں سے جنکو ہم اپنے خریداروں کے سامنے پیش کرسکتے ہیں کہیں بہتر ہے۔ یہ دوا ہر طرح سے بہت ہی اچھی ہے۔ یہ دوا پانی و دودھ وغیرہ کے ساتھ کھلجاتی ہے اور خوش مزہ ہونیکے سبب لڑکے اور عورتیں اسکو بہت پسند کرتے ہیں۔ نسخہ کو بوتل پر لکھہ دیا گیا ہے۔ قیمت بڑی بوتل تین روپیہ اور چھوٹی بوتل ڈیڑھ روپیہ۔

"واٹر بری" کا نام یاد رکھیے
یہ سب دوا نیچے لکھے ہوئے پتہ پر ملتی ہے:—
لیم ٹراس - عبد الغنی کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

روغن بیگم بہار

حضرات اهلکار' امراض دماغي کے مبتلا وگرفتار' وکلا' طلبه' مدرسین' معلمین' مولفین' مصنفین' کیخدمت میں التماس ہے که یه روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے' ایک عرصے کی فکر اور سونچ کے بعد بہتیرے مفید ادویه اور اعلی درجه کے مقوي روغنوں سے مرکب کرکے تیار کیا گیا ہے' جسکا اصلي ماخذ اطباے یوناني کا قدیم مجرب نسخه ہے' اسکے متعلق اصلي تعریف بھي قبل از استعمال و پیش از تجربه مبالغه سمجھي جا سکتي ہے- صرف ایک شیشي ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا ہے که آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹري کبیراجي تیل نکلے هیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھي کرتے هیں آیا یه یوناني روغن بیگم بہار امراض دماغي کے لیے بمقابله تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے بالونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبو دار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغي امراض کبھي غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبھي شدت حرارت کے باعث اور کبھي کثرت مشاغل اور مصلحت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں' اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیاده تر اعتدال کي رعایت رکھي گئي ہے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هر مرطوب و مقوي دماغ هونیکے علاوه اسکے دلفریب تازه پھولوں کي خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا' اسکي بو غسل کے بعد بھي ضائع نهیں هوگي - قیمت في شیشي ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه درجن ۱۰ روپیه ۸ آنه -

بنیکا

بادشاه و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي باعث یوناني میڈیکل سائنس کي ایک نمایاں کامیابي یعني -

بنیکا ـــ کے خواص بہت هیں' جن میں خاص خاص باتیں عمر کي زیادتي' جواني دائمي' اور جسم کي راحت ہے' ایک گھنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبه اسکي آزمایش کي ضرورت ہے -

یه ترنجي تیله اور یونانی انجن تیلا - اس دوا کو میں نے ابا و اجداد سے پایا جو شہنشاه مغلیه کے حکیم تھے - یه دوا فقط همکو معلوم ہے اور کسي کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بھیجي جائیگي -

" ہلدي فل کلیجر " کو بھي ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیه باره آنه -

حسن پلس اور الکٹرک ریگر یوست پانچ روپیه باره آنه محصول ڈاک ۹ آنه -

یوناني ترت بازار کا سامپل یعني سر کے درد کي دوا لکھنے پر مفت بھیجي جاتي ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

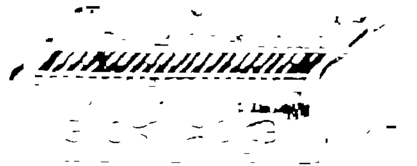

همارا سي مونثي فلوت هارمونیم سرنامه فائده عام کے واسطے تین ماه تک نصف قیمت میں هي جاویگي یه شالي کي لکڑي کي بني ہے جس سے آواز بہت هي عمده اور بہت دیر تک قائم رهنے والي ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیه اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیه ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ - ۷۰ و ۸۰ روپیه نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیه ہے آرڈر کے همراه ۵ - روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیئے -

کمرشیل هارمونیم فیکٹري نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکته -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10 /3 Lover Chitpur Road
Calcutta

انندا فلوت هارمونیم

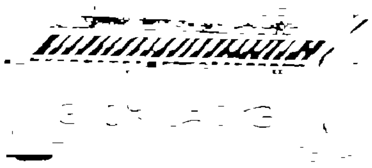

اسکے مقابله میں تمام هرمونیم بیکار هیں اسنے انڈین ایگزیبیشن سنه ۱۹۰۰ میں گولڈ میڈل حاصل کي ہے - اسکے آگے زیاده تعریف کی کونسی ضرورت ہے -

گارنٹي تین ۳ سال -

اکٹو سنگل سٹ رکسي ٹرسي قیمت ۱۵ - ۱۷ - ۲۰ روپیه " " ڈبل " " - قیمت ۲۷ - ۳۰ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتھه پانچ روپیه پیشگي آنا چاهیے -

A. P. Day and co.
22/1 Budhoo Ostagar Lane,
Galcutta.

علاج بواسیر

داخلي - خارجي - خوني وغیره کیسا هي هو' اسکے استعمال سے کلي آرام هوجاتا ہے قیمت في شیشي چار روپیه -

سفید داغ کا لا جواب علاج

بدن میں کیساهي سفید داغ کیوں نهو' اسکے استعمال سے بالکل آرام هوجاتا ہے -

قیمت في شیشي چار روپیه -

White & 50 Tollygunge
Galcutta.

استره کی ضرورت نہین

مولٹرو صاحب کا هیر ڈیلي ٹري لگا لیجیے اور ایک منٹ میں بالوں کو صاف کرلیجیے في شیشي چهه آنه تین شیشي ایک روپیه -

پھول رانی

نهایت خوشبودار روغن پھول ہے جسکے استعمال سے دل و دماغ تازه رهتا ہے اسطرحکا روغن ابتک کسي نے ایجاد نہیں کیا -

قیمت في شیشي باره آنه ایک درجن سات روپیه آٹھه آنه -

Maithra & Go 1-1 Tarak Chatterjee I ane,
Galcutta.

اصلی مکر دهج

جوکه خاص طریقه سے بنایا گیا ہے

یه دوا خون کو صاف کرتا ہے بدن کو قوت بخشتا ہے' ناتوانوں کو توانا کردیتا ہے -

مرد و عورت دونوں کے استعمال کے لایق ہے - قیمت نمبر ۱ ایک توله پچاس روپیه
نمبر ۲ " " بتیس ۳۲ روپیه

½ سے کم درخواست نہیں آنا چاہے -

Imperial Depot.
60 Srigopal Mullik,Lane
Bow Bazar Galcutta

سنکاری فلوت

تین سال
کي گارنٹي

بہترین اور سریلي آواز کی هارمونیم سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک

قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیه

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیه

اسکے علاوه هر قسم اور هر صفت کا هرمونیم همارے یہاں موجود ہے -

هر فرمایش کے ساتھه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

R. L. Day.
24/1 Harkata Lane,
Calcutta.

مفت ! مفت !

داي صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگاني کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharonacy
30/2 Harrison Road
Calcutta.

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

ٹرکش سلطانہ هیئرڈائی کمپنی

خضاب اسلامبولي

جسے تمام عالم نے ٹرکش امپیریل هیرڈائی" کا لقب عطا فرمایا ہے - یہ بد ضرر بلا داغ جلد بلاسے بولي نا گوار بلکہ فرحت افزاے دل و جان معطر بسار خوشبو دار خضاب کمیاب ہے - سہولت کے ساتھہ ۲ - ۳ قطرہ برش یا انگلي سے لگا لیجیے اور چند منٹ میں بالونکو سیاہ نما بنا لیجیے ایک شیشي برسونکے لیے کافي ہے -

قیمت فی شیشي کلاں تین روپیہ - شیشي خرد دو روپیہ -

سارٹیفیکٹ - ڈاکٹرلی ان - ٹي - صاحب ال - ارسي - ايي - ایس ایڈنبرا مقیم نمبر ۱۰۳ رپن اسٹریٹ کلکتہ تحریر فرماتے هیں واقعي یہ ایک تحفہ بیش بہا کمیاب بلکہ نایاب استمبولی خضاب و دنیاوي خضابوں میں اعلی و یکتا ہے ' بیشک یہ روسا امرا راجگان اور نوابونکے استعمال کے قابل قدر ہے - اسکي جسقدر تعریف کي جاے بجا ہے:-

سول ایجنٹ - رجبی ایجنگ کو مینیجر ڈاکٹر عزیز الرحمن
نمبر ۱۵ مومن پور روڈ خضرپور کلکتہ
No. 1Mominpure Road Khidderpur Calcutta.

پوہی ٹانین

یہ عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا ' یہ دوائی ذهانی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ کرتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ انسان مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتی ہے - مسکرنہ وغیرہ کو بھی مفید ہے چالیس گولیاں بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایک بار کی دفع هو جاتی ہے - اس کے استعمال کر کے هی آپ فائدہ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

هائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رہا -

یہ دوا آب نزول اور فیل پا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید ثابت هوا ہے - صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے شفا حاصل هوتی ہے - ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع هو جاتی ہے قیمت دس روپیہ اور دس دن کی دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سہام صاحب کا اوٹیرالین

مستورات کے جملہ السلم کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تعلم کا پیدا هونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندرونی مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبری دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور نئی زندگانی حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سہام صاحب کا اوٹیرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو- ڈاکٹر ایم - سي - ننجنگپا راؤ ایل استنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - " میں نے اوٹیرالین کو امراض مستورات کیلیے " نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ولیس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي ایڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- " نمونے کي شیشیاں اوٹیرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بہت نفع بخش پایا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (پیرس) بي - ایس - سي - (لندن) سینٹ جارج اسپتال اوکار کاٹی بمبئي فرماتي هیں :- " اوٹیرالین جسکو کہ میںنے استعمال کیا ہے " زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے "

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ ' ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ هدایت مفت درخواست آنے پر روانہ هوتا ہے -

Harris & Co Chemists, Kalighat Calcutta.

هر فرمایش میں الهلال کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ آف لنڈن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدونمیں ہے ابھي چھپ کے نکلي ہے - اور نهایت هي رنگین ہے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں فروخت هوتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - سولہ جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۲۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وي - پي - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بہو بازار - کلکتہ
Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت

ایک مہینہ کے لیے رعایت
تین دنکے اندر زر واپس
اگر ناپسند هوے -

سائز فاکس فلوٹ هارمونیم جسکي عمدہ اور میٹهي آواز بنگالي اور هندوستانی موسیقي سے خاص مناسبت ہے - شیشم کي لکڑی سے بني هوئي ' اور نہایت عمدہ رنگ - تین برسکي گارنٹي - قیمت سنگل ریڈ ۳۸ ' ۴۴ ' اور ۵۰ روپیہ - حال - ۱۹ ' ۲۲ ' ۲۵ روپیہ - ڈبل ریڈ ۶۰ ' ۷۰ ' ۸۰ ' ۹۰ روپیہ - حال ۳۰ ' ۳۵ ' ۴۰ ' ۴۵ روپیہ پیشگي ۵ روپیہ -

نیشنل هارمونیم کمپني - ڈاکخانہ سملہ A - کلکتہ

National Harmonum Co. P.O. Simla A. Calcutta

ایک بولنے والي جڑی

اگر آپ اچھے لاعلاج مرضوں کي وجہ سے مایوس هوگئے هوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوبارہ زندگی حاصل کریں - یہ جڑي مثل جادو کے اثر دیکھاتي ہے - بیس برس سے یہ جڑي مندرجہ ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکھا رهي ہے -

ضعف معدہ ' گراني شکم ' ضعف باہ تکلیف کے ساتھہ ماهوار جاري هونا - هر قسم کا ضعف خواہ اعصابي هو یا دماغی ' آب نزول وغیرہ -

جڑي کو صرف کمر میں باندهي جاتی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ

ایس - سی - هر - نمبر ۲۹۵ اپر چیتپور روڈ - کلکتہ
S. C. HAR 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواہ لوہتي جنون ' مرگی والا جنون ' غمگین رہنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي و موسمی جنون وغیرہ وغیرہ دفع هوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم هوجاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں هوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت فی پرچہ ۔ ۲ آنہ

جامِ جہان نما

یہی وہ جام ہے جسپر جمشید ناز کرتا تھا

اس کتاب میں علم طبعیات۔ ہیئت۔ کیمیا۔ برق۔ سوانحعمری۔ تواریخ۔ عجائبات عالم۔ نجوم۔ رمل جفر۔ قیافہ شناسی۔ گیان۔ سُر۔ خواب نامہ۔ فالنامہ۔ علم بیان علم عروض علم معانی بہی کہا۔ کے قواعد۔ طب انسانی کا قابل عمل ذخیرہ۔ طیور و بہائم کی بیماریاں۔ اُن کا تدارک۔ نباتات و جمادات کے خصوص ورکرنا۔ تمام ہندوستان کی سافت۔ بڑے بڑے شہروں کی تجارت اور سیاحت کی واقفیت۔ انگلستان۔ فرانس۔ امریکہ و جاپان۔ روم و مصر۔ افریقہ۔ آسٹریلیا کا بیان ریل۔ جہاز اور خشکی ہر ایک جگہ کے سفر کا شرح حال۔ کرایہ اور تمام اخراجات واضح کیے ہیں۔ سفر حج مکہ معظمہ مدینہ منورہ کی سارے تحقیقات۔ تمام ضروری قوانین مجموعہ جس سے عوام کو سابقہ پڑتا ہے۔ زندگی میں کامیابی کے اصول ہمیشہ خوشی حاصل کرنیکے طریقے۔ تمام دنیا کے مشہور لوگوں کے حالات تمام کرۂ ارض کے اقبالات وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ اسکے

تیس ممالک کی بولی

روزمرہ کام کاج کے ضروری جملے اُردو میں بالمقابل لکھدیئے گئے ہیں۔ آج ہی جاکر مطلب کی باتیں کرلو +

اس کتاب سے

تجار۔ مزدور۔ سیاح۔ قانون پیشہ۔ دکاندار۔ زمیندار۔ طبیب۔ مریض۔ ہر محکمہ کا ملازم۔ روزگار کا متلاشی۔ دستکار۔ نجومی۔ رمال۔ جوتشی۔ قصیدہ گو۔ شاعر۔ وقائع نگار۔ مصنف۔ مورخ۔ کتاب فروش۔ فقیر۔ امیر۔ غرضیکہ ہر ایک خیال و مذہب و ملت کا آدمی یکساں مستفیض ہو سکتا ہے۔ باوجود ان اوصاف کے اس انمول رتن کی قیمت صرف (عہ) ایک روپیہ آٹھ آنے رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک امیر و غریب یکساں فیض اُٹھا سکے +

ہمارا دعویٰ ہے۔ اگر ایسی کتاب کسی زبان میں دکھلادو تو ایک ہزار روپیہ انعام دینگے۔ تمام دنیا کے علوم و فنون ایک ہی پیالے میں موجود ہیں +

ساری جائداد دے کر ایسی کتاب ملے تو بھی سستی۔ مطابق اشتہار نہو تو قیمت مع محصول ڈاک واپس دیجئے۔ یہ شرط ہے +

لنڈن صاحب کا انگلش ٹیچر!

[illegible] [illegible]

ویسے تو آجتک سینکڑوں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں مگر لنڈن صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا اسمیں انگریزی سیکھنے کے ایسے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھکر ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی بغیر مدد اُستاد کے انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لیاقت حاصل کر سکتا ہے۔ طرح طرح کی بول چال کے فقرے۔ ہر محکمے کے اصطلاحی الفاظ۔ ہزاروں محاورے جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملینگے انٹرنس پاس کے برابر خاصی لیاقت ہو جائیگی اور جلدی ہی آسانی سے انگریزی میں گفتگو کرنیکے قابل ہو جاؤگے۔ مجلد کتاب کی قیمت مع محصول صرف ایک روپیہ تین آنے (عـــہ)۔ دو جلد کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ مفت ملیگا۔ رسالہ انگلش گرامر۔ ہر ایک خریدار کو مفت ملیگا

بالکل مُفت

کتاب روپیہ پیدا کرنے کی مشین یعنی خزینہ صنعت و حرفت جس میں صنعت و حرفت کے بہت سے آسان اور عمدہ ہنر درج ہیں جنکے ذریعے سے ہر ایک شخص بہت تھوڑے عرصہ میں ہزاروں روپے پیدا کر سکتا ہے۔ صرف دو پیسہ کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت ارسال ہوگی +

مضبوط اور پائدار گھڑیاں

ولایت کے نرخ پر!

ہم براہ راست ولایت سے گھڑیاں منگواتے ہیں ہمارے نرخ ارزاں ہیں دیگر سوداگروں سے مقابلہ کرکے دیکھنا

آٹھ روزہ واچ۔ گارنٹی ۲ سال

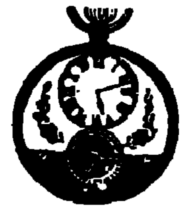

اس گھڑی کو آٹھ روز میں ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے۔ اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں ہوتا۔ اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں۔ برسوں بگڑنے کا نام نہیں لیتی۔ قیمت صرف چھ روپے۔ زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت۔ چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ سنہری شات روپے۔ چاندی کی آٹھ روزہ واچ قیمت [illegible]

گولڈن سنہری ہنٹنگ واچ

یہ گھڑی سنہری ڈبل کیس جسکے دونوں طرف نہایت خوبصورت نقش و نگار کا کام ہے۔ اسکی چمک دمک اور خوبصورتی دیکھنے والوں کو اپنا گرویدہ بنالیتی ہے۔ اور دیکھنے میں ستر روپے کی معلوم ہوتی ہے پرزے نہایت مضبوط۔ اسکے اوپر سونے کا ایسا پختہ رنگ چڑھا ہے جو عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ دوسرے تاجر اس گھڑی کو سات اور ساڑھے چھ روپے میں فروخت کرتے ہیں مگر ہم صرف [illegible] میں دینگے۔ چین نقلی سونے کا۔ ایک مفت +

اسپرنگدار سنہری چوڑی کی گھڑی

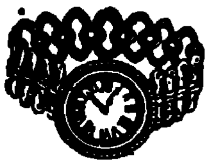

آہا۔ کیا نایاب تحفہ ہے۔ اسکے کاریگر نے کمال کر دکھایا ہے۔ سنہرے رنگ کی اسپرنگدار چوڑی میں سنہرے رنگ کی گھڑی اس خوبی سے لگائی ہے کہ خواہ کیسی ہی موٹی سے موٹی اور پتلی سے پتلی کلائی ہو سب میں ٹھیک آجاتی ہے۔ وقت نہایت ٹھیک دیتی ہے۔ پرزے بہت مضبوط اور پائدار ہیں۔ ہماری گھڑی کی چوڑی ایسی خوب صورت ہے کہ طلائی زیورات کو مات کرتی ہے دیکھنے میں ستر روپیہ کی عورتوں کیلئے ایک خوشنما اور حسن افزا زیور ہے دوست احباب رشتہ داروں کو تحفہ دیجئے۔ قیمت مع مخملی بکس صرف صہ ر۔ بڑھیا قسم کی جسمیں نقلی ہیرے موتی اور جواہرات جڑے ہیں قیمت صرف [illegible] + گارنٹی ۵ سال

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر شخص کے لیے کارآمد لیمپ ابھی ولایت سے بنکر ہمارے ہاں آئے ہیں۔ نہ دیا سلائی کی ضرورت۔ اور نہ تیل بتی کی حاجت۔ ایک لیمپ رات کو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھکر سو جاؤ جسوقت ضرورت ہو بٹن دباؤ۔ اور چاندی سی سفید روشنی موجود ہے۔ رات کے وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو۔ فوراً لیمپ روشن کرکے خطرے سے بچ۔ ایک دم کسی وجہ سے اُٹھنا پڑے سینکڑوں ضرورتوں میں کام دے گا۔ بڑا نایاب معلوم ہوگا۔ قیمت نمبر ۱ مع محصول صرف دو روپے۔ نمبر ۲ جس میں سفید و سرخ [illegible] مع محصول تین روپے آٹھ آنے۔ نمبر ۳ نہایت خوبصورت فینسی بنا ہوا۔ روشنی [illegible] سے [illegible]۔ چار روپے و تین روپے چار آنے مع محصول ڈاک نمبر ۴ [illegible] شیشہ ڈبل لگا ہوا ہے۔ علاوہ اسکے ایک لیمپ ایسی ہے [illegible] لگا ہوا ہے جس سے سگریٹ [illegible]

ضروری اطلاع } علاوہ انکے ہمارے ہاں ہر قسم کی گھڑیاں گھنٹے۔ خوشنما زنجیریں۔ بجلی کا سامان وغیرہ وغیرہ مل سکتا ہے۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں۔ تاجروں سے خاص رعایت ہوگی + + + +

ملنے کا پتہ + مینیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران واچ اینڈ کلاک نمبر ۲۳ 513 ٹوہانہ۔ ایس۔ پی ریلوے [illegible]

Tel. Address :—"Alhilal." Calcutta.
Telephone No. 548.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly " Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول و خصوصی نگار
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر - ۱۹
کلکتہ : چہار شنبہ - ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday, November 11. 1914.
جلد ۵

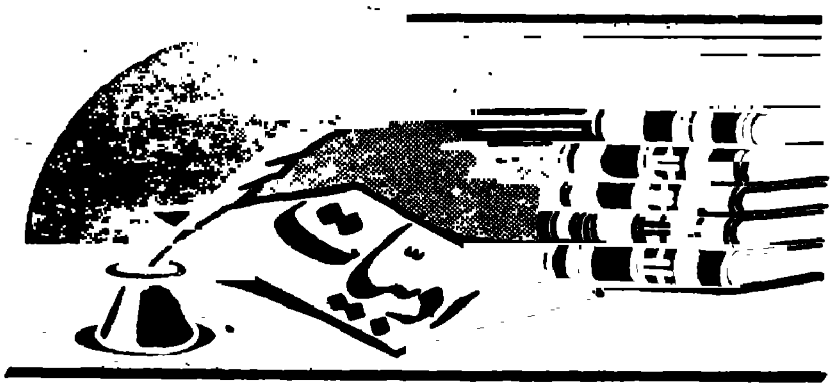

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ!

مسجد نبوی کی تعمیر

ہجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام * تعمیر سجدہ گاہ خدائے انام تھا

* * *

ایک قطعۂ زمیں تھا کہ اس کام کے لیے * واقع میں ہر لحاظ سے موزوں مقام تھا
وہ قطعۂ زمیں تھا یتیموں کی ملک خاص * ہر چند قبرگاہ و گذرگاہ عام تھا
چاہا حضور نے کہ بہ قیمت خرید لیں * اُن کے مربیوں سے کہا جو پیام تھا

* * *

ایتام نے حضور میں آکر یہ عرض کی: * "یہ چیز بھی ہے کیا کہ جو یہ اہتمام تھا؟
یہ ہدیۂ حقیر پذیرا کریں حضور" * اللہ اس زمین کا یہ احترام تھا!

* * *

لیکن حضور نے نہ گوارا کیا اسے * منت کشی سے آپکو پرہیز تام تھا
احسان، اور وہ بھی یتیمان زار کا! * بالکل خلاف طبع رسول انام تھا
بارہ ہزار سکۂ رائج عطا کیے * یہ تھا وہ خلق جس سے مخالف بھی رام تھا!

* * *

سامان جو ضرور ہیں تعمیر کے لیے * اب آپکی فکر، مشغلۂ صبح و شام تھا
مزدور کی تلاش بھی تھی سنگ وگل کی بھی * ازبسکہ جلد بننے کا خاص اہتمام تھا
انصار پاک اور مہاجر تھے جسقدر * مزدور بن گئے کہ خدا کا یہ کام تھا

* * *

اک اور نفس پاک بھی ان سبکا تھا شریک * جو آب و گل کے شغل میں بھی شاد کام تھا
کندھوں پہ اپنے لاد کے لاتا تھا سنگ و خشت * سینہ غبار خاک سے سب گرد فام تھا
سمجھے کچھ آپ، کون تھا انکا شریک حال؟ * یہ خود وجود پاک رسول انام تھا!!
جو وجہ آفرینش افلاک و عرش ہے * جسکا کہ جبرئیل بھی ادنی غلام تھا!!

* * *

صلوا علی النبی و اصحابہ الکرام * اس نظم مختصر کا یہ مسک الختام تھا

(شبلی نعمانی)

• "کتاب مرقوم یشہدہ المقربون" (۸۳ : ۱۸)
• "فی ذلک فلیتنافس المتنافسون!" [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) "الہلال" تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ، و مضامین و مقالات سیاسیہ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے۔ اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں۔ اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے۔ اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی سے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسقدر عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں۔ اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ علم طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الالٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا۔

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنیٰ مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار متشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، سابق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں۔ بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک ملی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالیٰ نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے۔

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلیٰ اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں۔ وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں۔ وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے۔

(۷) چھہ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے۔ فہرست مض و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے۔ ولایتی کپڑے کی جلد، اعلیٰ ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے۔ تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں۔ تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زائد ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں۔ اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی۔

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے۔ ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے

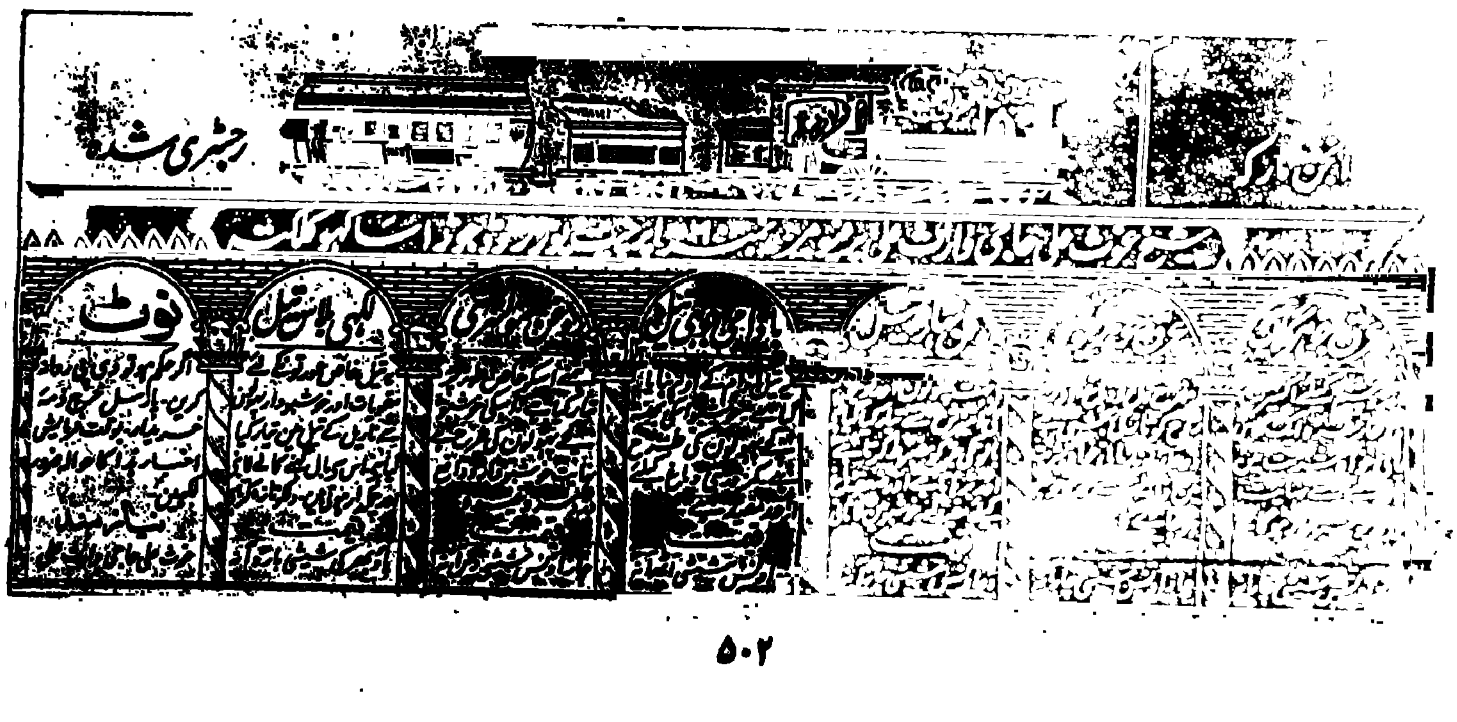

کہو: "جنت صرف مسلمانوں ہی کیلیے حلال ہے - نماز کیلیے جمع ہوجاؤ" صحابہ جمع ہوئے تو آپ نے پہلے انکے ساتھ نماز پڑھی - پھر تقسیم غنیمت کے بارے میں ایک خطبہ دیا جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے:

"کیا تم میں سے کوئی شخص تخت حکومت پر متمکن ہوکے اور مغرور بیٹھا ہوا یہ خیال کرتا ہے کہ صرف وہی چیزیں حرام ہیں جنکا قرآن مجید میں ذکر ہے؟ (اور قرآن نے مال غنیمت کو حرام نہیں کیا ہے؟) اگر کسی کا یہ خیال ہے تو وہ بالکل غلط ہے - خدا کی قسم میں نے بار بار تمکو نصیحت کی، حکم دیا اور بہت سی چیزوں سے روکدیا (جن میں سے ایک غلول بھی ہے) میں جن چیزوں کو تم پر حرام کر دیتا ہوں وہ بھی محرمات قرآنیہ ہی کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ قابل اجتناب ہیں - خدا نے تمہارے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کیا کہ تم بلا اجازت اہل کتاب کے گھر میں گھس جاؤ" انکی عورتوں کو مارو پیٹو" اور انکے پھلوں کو کھا جاؤ" (۱)

بہرحال خیبر فتح ہوا تو یہودیوں نے درخواست کی کہ ہم زراعت کا کام آپ لوگوں سے زیادہ خوبی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں" اسلیے خیبر کی زمین ہمیں کو دیدی جائے اور پیداوار میں نصف پیداوار ہم سے تقسیم کرالی جائے - آنحضرت نے انکے ساتھ اسی شرط پر مصالحت کرلی اور اسپر عملدرآمد شروع ہوگیا - جب پہلی فصل تیار ہوئی تو آپ نے حضرت ابن رواحہ کو پیداوار کے تقسیم کرانے کیلیے بھیجا - وہ آئے تو تخمیناً پیداوار کے دو حصے کر دیے اور ایک حصہ خود لے لیا - یہودیوں نے شکایت کی کہ یہ تو زیادتی ہے - انہوں نے کہا "تو پھر دوسرا حصہ تم لے لو" اس مساوات اور دیانتداری سے متاثر ہو کر تمام یہودی پکار اٹھے:

هذا هو الحق وبه تقوم السماء والارض (۲)
ایسا نظم انصاف ہے" اور آسمان و زمین اسی انصاف سے قائم ہیں!

(مہذب دنیا میں اسلام کا داخلہ مکہ میں)

اسلام نے ہر چیز کی بتدریج اصلاح کی ہے - شراب بتدریج حرام ہوئی" نمازیں بتدریج تغیرات کیے گئے" عرب کی قدیم جنگجو خصلت کی اصلاح بھی اسی اصول پر ہوئی - غارتگری عرب کا عام شعار تھا اور صحابہ بھی دفعتاً اس قدیم عادت کو نہیں چھوڑ سکتے تھے - آنحضرت نے مختلف موقعوں پر مختلف طریقوں سے اس طریقہ کا انسداد کیا" لیکن اب غزوۂ خیبر میں اسکی تکمیل ہوگئی - غزوۂ خیبر کے بعد فتح مکہ کا مرحلہ پیش آیا تو اسلام کی تربیت یافتہ قوم اپنے قدیم آبائی گھر میں اس سکون و اطمینان کے ساتھ داخل ہوئی کہ تمام عرب کو نظر آگیا کہ اسلام نے عرب کی فطرت اصلیہ بالکل بدل دی ہے: هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين!

آنحضرت نے فتح مکہ کی تیاریاں شروع کیں تو حسن اتفاق سے پہلے ہی منزل پر [illegible] وسعت کے [illegible] مخالفت کے اظہار کا موقع پیش آیا - حاطب ابن ابی بلتعہ ایک بدری صحابی تھے جنہوں نے خفیہ طور پر قریش کو ایک خط لکھا تھا اور اسمیں تیاریوں کی خبر دی تھی - یہ خط راستے ہی میں پکڑ لیا گیا اور آنحضرت نے ان سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا:

"میرے بارے میں جلدی نہ کیجئے" میں اصلی رشتہ سے قریش سے کوئی خاندانی تعلق نہیں رکھتا - صرف اتفاقیہ طور پر انمیں مل گیا ہوں" لیکن بہت سے مہاجرین انکے ساتھ خاندانی تعلقات بھی رکھتے ہیں جنکی وجہ سے اپنے بال بچوں کی حفاظت کر سکتے ہیں - میں نے چاہا کہ قریش پر ایک احسان کروں جسکے صلے میں شاید میں بھی اسی قسم کی حفاظت کا مستحق ہو جاؤں - میرا قصور صرف اتنا ہی ہے - ورنہ میں مرتد نہیں ہوا ہوں"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر اسقدر برہم ہوئے کہ آنحضرت سے انکی گردن "اڑا دینے کی اجازت چاہی" لیکن آنحضرت نے شرکت بدر کی فضیلت کی بنا پر انکو بالکل معاف کردیا!! (۱)

اس واقعہ ہی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کا سلوک ان لوگوں کے ساتھ کیسا تھا جنکی وجہ سے اسکے مقاصد کو سخت سے سخت نقصانات پہنچ سکتے تھے یا پہنچ چکے تھے؟ حاطب بن بلتعہ نے یقیناً بغیر کسی معاندانہ قصد کے یہ کارروائی کی ہوگی" لیکن نیت کی صفائی اس نقصان عظیم کی کیا تلافی کرسکتی تھی جو اس خط کے پہنچنے سے اسلامی فوج کو پہنچ سکتا تھا؟ جنگ کی حالت میں آج بڑی سے بڑی متمدن قوم بھی جو کچھ کرتی ہے وہ ہمارے سامنے ہے - فوجی رازوں کا افشاء کرنا اور جنگ کی حالت میں دشمن سے خط و کتابت کرنا ایک ایسا جرم ہے جسکی سزا موت کے سوا اور کچھ نہیں ہے - بایں ہمہ وجود مقدس حضرۃ رحمۃ للعالمین جو رحمت و رافت لیکر دنیا میں ظاہر ہوا تھا" اسکے آگے انسانی معاصی و جرائم کے بڑے بڑے مظاہر بھی چند قطرہ ہائے آب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے تھے - اسکے نظائر اگر تم سننا چاہو تو ساری عمر اسی تذکرہ میں بسر ہوسکتی ہے" اور حاطب بن بلتعہ کی معافی اس بحر رحمت کا ایک قطرۂ کرم ہے::

دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر
ما همچنان در اول وصف تو مانده ایم

چنانچہ سورہ ممتحنہ کا شان نزول بھی یہی واقعہ ہے - حاطب بن بلتعہ کا قصور معاف کردیا گیا لیکن ساتھ ہی آئندہ کیلیے حکم الہی نازل ہوا کہ جنگ کی حالت میں جو مسلمان دشمنوں سے تعلق رکھیگا" وہ اللہ کے نزدیک انہی میں سے سمجھا جائیگا::

يا ايها الذين آمنوا!! لا تتخذوا عدوي وعدوكم اولياء تلقون اليهم بالمودة وقد كفروا بما جاءكم من الحق (۶۰:۱)	مسلمانو!! اللہ کے اور مسلمانوں کے دشمنوں کو اپنا ایسا دوست نہ بناؤ کہ انکے ساتھ محبت و الفت کے ساتھ پیش آنے لگو - حالانکہ جو سچائی اللہ نے تمہاری طرف بھیجی ہے وہ اس سے انکار کرچکے ہیں اور اسکے دشمن ہیں -

اور اسکے بعد مسلمانوں کو دین حنیفی کے اولین داعی حضرۃ ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور انکے متبعین کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی تلقین کی ہے::

قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذ قالوا لقومهم انا برآؤا منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتى تؤمنوا بالله وحده (۶۰:۴)	"مسلمانو!! حضرۃ ابراہیم اور انکے ساتھیوں کی زندگی میں تمہارے لیے خدا پرستی اور حق دوستی کا بہترین نمونہ موجود ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہدیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودان باطل سے جنکی تم پوجا کرتے ہو" کوئی سروکار نہیں - ہم تمہارے عقیدوں سے بالکل انکار کرتے ہیں - اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کیلیے دشمنی اور عداوت ہوگئی - تا آنکہ تم خدائے واحد پر ایمان لاؤ اور حق کے آگے سر جھکاؤ!!"

---

(۱) ابو داؤد جلد ۲ ص [illegible] کتاب الخراج والفئ
(۲) ابو داؤد جلد ۲ ص [illegible]
(۱) بخاری جزو ۵ ص [illegible]

بصائر و حکم

فاتح افواج کا داخلہ

ممالک مفتوحہ میں

بہ تقریب و رود افواج المانیہ در لووین و برسلز و انٹورپ

(۲)

۱۳ - اکتوبر کي اشاعت میں اس مضمون کا پہلا ٹکڑہ شائع ہوچکا ہے -

اس حصے میں ہم نے صرف اسلام کے فوجي احکام و وصایا اور عہد نبوت کي ابتدائي فتوحات کے چند مناظر دکھلاے تھے - آج ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان فوجوں کا مفتوحہ ممالک میں داخلہ عموماً کن نتائج و عواقب کے ساتھہ نظر آیا ہے -

تمہارے سامنے تمدن قدیم اور تمدن جدید' دونوں کے مناظر موجود ہیں - روم و ایران سے بڑھکر تمدن قدیم کا اور کونسا عہد ہوگا ؟ لیکن شام و ایران اور کارتھیج میں تم دیکھہ چکے ہو کہ روم کا تمدن کس ساز و سامان کے ساتھہ داخل ہوا ؟ سکندر نے ایران کا چپہ چپہ جلادیا' ایرانیوں نے بابل میں داخل ہوکر خون کے سیلاب' لاشوں کے ڈھیر' اور منہدم عمارتوں کے کھنڈر اپني یادگار چھوڑے' اور ٹیٹس کی فاتح فوج جب یروشلم میں داخل ہوئي تو وہ انسانوں کا داخلہ نہ تھا بلکہ جنگل کے درندوں اور اژدہوں کا غول تھا جس نے صرف چیرا اور پھاڑا' اور زندگي اور آبادي کے لیے ایک گوشہ بھي باقي نہ چھوڑا - فجاسوا خلال الدیار' و کان وعداً مفعولا

یہ تمدن قدیم کے سب سے زیادہ ممتاز فرزند تھے' لیکن آج یورپ کے جدید تمدن کا بھي سب سے بڑا گھرانا ہمارے سامنے ہے - ہم نہیں کہہ سکتے کہ اصلیت کیا ہے ؟ مگر خود یورپ ہمیں یقین دلانا چاہتا ہے کہ بلجیم کے فاتح جب اسکي آبادیوں میں سے گذرے تو لووین کا دار العلم تباہ ہوگیا' ریم کے معبد مقدس کي دیواریں گرادي گئیں' برسلز اور انٹورپ کي آبادي خوف و دہشت سے گھبرا گئی' اور وحشت و بربریت کا جو افسانہ ایران کے کھنڈر' بیت المقدس کی دیواریں' کارتھیج کے تودے' اور بابل کي برباد شدہ رونق سناتي تھي' وہ آج کئي ہزار برس کے بعد بجنسہ اسي طرح بلجیم کے اندر سني جا سکتي ہے !

چنانچہ جنگ کي یہي وہ حقیقت ثابتہ و محکمہ ہے جسکي طرف قرآن حکیم نے ملکۂ سبا کي زباني اشارہ فرمایا :

ان الملوک اذا دخلوا	بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسي
قریۃ' جعلوا اعزۃ اھلھا	آبادي میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں
اذلۃ وکذالک یفعلون	تو وہاں کے اہل عزت کو ذلیل و خوار کردیتے ہیں !

لیکن جبکہ تم تمام قدیم اقوام کا مفتوحہ ممالک میں داخلہ دیکھہ چکے ہو' اور جبکہ بیسویں صدي کے عصر تمدن و سلم کي سب سے بڑي قوم کي نسبت بھی جو کچھہ تمھیں سنا یا گیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے' تو آؤ دیکھیں' اس قوم کا کیا حال ہے جس سے کو آج دنیا کے مفتوحہ و محکومہ ممالک آباد ہیں لیکن کبھي دنیا کے بحر و بر کے بڑے بڑے حصوں پر سے اسکے فاتحانہ سیلاب گذرا کرتے تھے !

اس سلسلے میں گذشتہ صحبت کے بیانات تمہارے ذہن میں محفوظ ہیں - تم وہ تمام احکام و وصایا سن چکے ہو جو آنحضرۃ صلی علیہ وسلم نے ہمیشہ مجاہدین و غزاۃ اسلام کو دیے' تم نے عہد نبوت کي فاتح افواج و مجاہدین کي اخلاقي حالت بھي دیکھہ لي ہے کہ کنس طرح ان میں کا ہر فرد عین جنگ کي حالت میں بھي ان احکام کي تعمیل کرتا تھا' اور ایک ایک مجاہد اخلاق کي وہ عملي طاقت اپنے اندر رکھتا تھا جسکے لیے تیرہ سو برس کي مدني ترقي کے بعد بھي آج سرزمین تمدن تشنۂ و بیقرار ہے ؟ لیکن درحقیقت تلاش و تفحص کے لیے صرف اتنا ھي کافي نہیں ہے - اسلام نے جنگ اور خونریزي کي حقیقۃ معزنہ کے اندر جو عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا' اسکے نتائج کا ذخیرہ اسقدر کم مایہ نہیں ہے کہ چند گھنٹوں کي صحبت کے بعد ختم ہو جاے - اس کا وجود عالم کے لیے رحمت تھا : وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ! اس لیے یہ ابر رحمت انساني اعمال کے ہرگوشے پر برسا اور جنگ کي زمین شور بھي اسکي آبیاري سے امن و سلامتي کے باغوں کي طرح سرسبز و شاداب ہوگئي - پس ضرور ہے کہ ہماري فکر تفتیش ایک دو قدم آگے بڑھے' اور اولاً عہد نبوۃ و عہد صحابہ کے مشہور و مسلمہ واقعات و فتوحات کے اندر نتائج مطلوبہ تلاش کریں -

(خیبر میں مجاہدین اسلام کا داخلہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوکر جب خیبر کے قریب مقام جہاء میں پہونچے تو نماز عصر کا وقت آگیا اور آپ نے نماز پڑھي - وہیں زاد راہ بھي کھولا گیا' کھانے پینے میں مغرب کا وقت ہوگیا' نماز مغرب سے فارغ ہوکر آپ راتوں رات خیبر کي طرف روانہ ہوگئے اور کچھہ رات رہے خیبر کے متصل پہونچ گئے - آپ کا عام معمول یہ تھا کہ رات کو کبھی حملہ کي اجازت نہیں دیتے تھے کیونکہ یہ نہایت بزدلي کي بات تھي' اور بے خبري کے عالم میں دشمن کو قتل کردینا اخلاق کي انتہائي موت ہے - چنانچہ آپنے صبح کا انتظار کیا اور نماز کے بعد جنگ شروع ہوئي - خیبر ایک نہایت آباد اور شاداب مقام تھا - صحیحین کي روایت کے بموجب اگرچہ وہاں چاندي سونا زیادہ نہ تھا لیکن اسباب و سامان زراعت اور عمدہ عمدہ مویشي اور اونٹ بہت تھے - عام مجاہدین اسلام کو آنحضرۃ کا شدت احتساب عسکري معلوم تھا' اسلیے غارتگري کي جرأت نہیں ہوتي تھي - عبد اللہ بن مغفل نے ایک توشہ دان اٹھایا مگر آپکي نظر پڑگئي تو فوراً پھینک کر الگ ہو گئے - با این ہمہ آخر میں ایسا ہوا کہ بعض لوگ بے قابو ہوگئے اور مال و اسباب پر قبضہ کرنا شروع کر دیا -

خیبر کے مفتوحین نے یہ حالت دیکھي تو انکا ایک سردار جو نہایت مغرور اور سرکش تھا' دوڑتا ہوا آیا' اور ایک سخت گستاخانہ لب و لہجے میں آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے پکارا :

یا محمد ! الکم ان تذبحوا	کیا تمھیں یہ سزاوار ہے کہ ہمارے
حمرنا و تاکلوا ثمرنا	گدھوں کو ذبح کرڈالو' ہمارے پھلوں
و تضربوا نساءنا ؟ (ابوداؤد	کو کھاجاؤ' اور ہماري عورتوں کو
جلد - ۲ - ص - ۷۹ -)	مارو پیٹو ؟

اگر کوئي دنیوي بادشاہ ہوتا تو اس گستاخي کا جواب زبان تیغ سے دیتا - لیکن جب آپ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ سخت برہم ہوے' اور ابن عوف سے فرمایا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر منادي

عن وهب - قال سالت جابرا هل غنموا يوم الفتح شيا ؟ قال لا (۱)	وهب کہتے هيں که ميں نے جابر سے پوچها که کيا صحابه نے فتح مکه کے دن کوئي چيز بطور مال غنيمت لوٹي تهي ؟ اونهوں نے کہا " نہيں "

البته آنحضرت نے خود اپنے دست مبارک سے عرب کي تمام يادگار هاے ضلالت کو برباد کرديا :

دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح وحول البيت ستون وثلثمائة نصب - فجعل يطعنها بعود في يده ويقول جاء الحق وزهق الباطل - (۲)	آنحضرت جب فتح مکه کے دن مکه ميں داخل هوے تو اوسوقت خانه کعبه ميں ۳۶۰ بت نصب تهے ' آپ ايک لکڑي يعني کمان سے اونکو ٹهکراتے جاتے اور يه آيت پڑهتے جاتے که حق آيا اور باطل کو شکست هوئي !
لما قدم مكة ابى ان يدخل البيت وفيه الالهة فامر بها فاخرجت فاخرج صورة ابراهيم واسمعيل وفي ايديهما الازلام - فقال قاتلهم الله لقد علموا ما استقسما بها قط - ثم دخل البيت فكبر في نواحي البيت (۳)	جب آپ مکه ميں آے تو خانه کعبه ميں اوسوقت تک داخل هونا گوارا نہيں کيا جب تک که اوس مين بت موجود تهے - آپ کے حکم سے وہ نکالے گئے تو اون ميں حضرت ابراهيم و حضرت اسمعيل عليهما السلام کے مجسمے بهي تهے اور اونکے هاتهوں ميں جوے کے تير تهمادیے گئے تهے ' آپ نے اونکو ديکهکر کہا : خدا کفار کو هلاک کرے - وہ خوب جانتے تهے که ان دونوں پيغمبروں نے کبهي جوا نہيں کهيلا - پهرآپ خانه کعبه ميں داخل هوے اور اوسکے تمام گوشوں ميں تکبير کا نعرہ بلند فرمايا !

---

۱ ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۳ - کتا الجہاد

۲ ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۷۲ - کتاب الجہاد

۳ بخاري جزو - ۵ - ص ۱۴۸ -

درخواست اعانت

ميں ايک غريب و مسکين طالب العلم علاقة سوات بنير کا باشنده ' اور عشق علم و دين ميں يہاں آيا هوا هوں - بمشکل اخراجات تعليم کا انتظام کر سکا هوں اور جو کچهه حالت آجکل طلباے علوم عربيه کي هے وہ محتاج تشريح نہيں - ايسي حالت ميں کيا کوئي صاحب دل بزرگ قارئين عظام الہلال ميں سے ميرے حال زار پر توجه فرمائينگے اور الہلال جاري کرا دينگے ؟

بر کريماں کارها دشوار نيست !

ميں نے ادارۂ الہلال سے خط و کتابت کي - معلوم هوا که دفتر الہلال کي جانب سے علما و طلبا و ائمهٔ مساجد وغيرہ کے نام صدها پرچے مفت جاري هيں اور اب مزيد اجراء کي دفتر طاقت نہيں رکهتا - مجبور هوکر ننگ سوال کو گوارہ کرتا هوں - (انکا نام اور پته ادارۂ الہلال ميں محفوظ هے)

تاريخ و عبر

اهل عرب کي ترقي کا راز

عهد نبوت اور عهد صحابه ميں عرب کے قواے علميه کا ظهور اور اونکے فلسفيانه علل و اسباب

(تمهيد)

جرمني کي ترقي کا متحرک افق آپ کے سامنے هے - وہ نہايت سريع السير حرکت کے ساتهه آگے بڑهتا چلا جاتا هے اور آپ کا تار نگاہ اوسکي سرعت رفتار کے ساتهه مربوط هوگيا هے - ترقي کي رو جسقدر اوسکو آگے بڑهاتي هے ' اسي قدر آپ کا تار نظر بهي تنتا هوا چلا جاتا هے -

ليکن آپ کي جولاني نگاہ کيليے ايک اس سے زيادہ وسيع اور غير محدود فضاء بهي مل سکتي هے جس ميں روحانيت کي جلوہ افروزيوں نے گونا گوں خوارق اور بوقلموں عجائب کا ايک عجيب وغريب منظر قائم کرديا هے - اس ميں آپ صرف عرب هي کي کاميابي کا پرتو نہيں ديکهيں گے بلکه آپ کي عجيب وغريب جرمني بهي اسيکي ايک شعاع منعکس هے - آپ جرمني کي اختراع و ايجاد کے آگے تصوير حيرت هوے جاتے هيں ' ليکن اوس عظيم الشان طاقت کو نہيں ديکهتے ' جس نے عرب کو پيدا کيا ' عجم کو زندہ کيا ' اندلس کو مرغزار بنايا ' بغداد ميں علم و حکمت کا دريا بہايا ' اور اس آخري دور ميں جب آپ نے اوس سے منهه پهير ليا تو اوس نے جرمني کے حدود ميں اپنے فيض علم کي نمايش کي ؟

جرمني کو صرف مادہ هي نے جرمني نہيں بنايا هے - اخلاقي اور قدرتي قوانين کي روح بهي اوسکے اندر خاموش عمل کررهي هے - عرب کو بے شبهه ايک روحاني طاقت نے عرب بنايا ' ليکن عرب هي کا مادہ اس غير معمولي روح کا متحمل بهي هوسکتا تها ' اسليے عمارت اگرچهه روحاني هے ' ليکن سطح بهرحال مادي هے -

آپ عرب کے سلسلۂ ترقي سے اسلام يا پيغمبر اسلام کے روحاني اثر کو سردست بالکل الگ کرديجيے : صرف عرب کے قدرتي مناظر کو پيش نظر رکهيے - پہلے آپ صحراے عرب کے وسيع اور چمکنے والے ريگستانوں پر نظر ڈاليے - اگر اسکا قدرتي اثر انسان کے اخلاق و عادات پر پڑسکتا هے تو سب سے پہلے نور ايمان کے اون ذروں کو ڈهونڈهيے جو اس چمکنے والے بالو کے اندر اپنا پرتو دکها رهے تهے - عرب کا يه قيمتي خزانه اونکے اندر محفوظ رہ سکتا تها يا نہيں ؟ آپ ايک قدم اور آگے بڑهکر عرب کے نقش قدم کي اوس حرکت کو ديکهيے جو چند هي دنوں ميں تمام دنيا کو محيط هوگئي - قدرتي طور پر اس متحرک سطح پر پهيل سکتي تهي يا نہيں ؟ اب آپ نگاہ کو کسي قدر اور بلند کيجيے ' اور عرب کے اوس کوهستاني سلسله پر نظر ڈاليے جسکي عظمت و بلندي کے فخر و غرور ميں عرب کا ايک مغرور شاعر پکار اوٹها تها :

لنا جبل يحتله من بخيره
منيف يرد الطرف وهو كليل

هم اوس بلند پہاڑ پر رهتے هيں جسکي بلندي سے نگاہ تهک تهک کر پهرتي هے ' اور اوسپر وهي شخص قيام گزيں هوسکتا هے جسکو هم پناہ اور اجازت ديتے هيں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کیلیے رمضان المبارک کا زمانہ منتخب کیا جو اظہار تقوی وخشیت الہی کا بہترین مظہر ہو سکتا تھا - تمام عرب اسلام لانے کیلیے صرف فتح مکہ کا انتظار کررہا تھا، اسلیے آپ نے نہایت اهتمام کے ساتھہ تیاری کی - دس ہزار فوج کا اجتماع ہوا اور مدینہ سے بھوک اور پیاس کے عالم میں اس نے مکہ کا رخ کیا - جب تمام فوج بہ مقام عسفان پہونچی تو آنحضرت نے روزہ توڑنے کا حکم دیا -

قریش مکہ کو خبر ہوئی تو ابو سفیان بن حرب، حکیم بن حزام، اور بدیل بن ورقاء حالات دریافت کرنے کے لیے آگے بڑھے - جب مقام مر الظہران میں پہونچے تو افق پر بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے نظر آئے - ابو سفیان نے کہا: "یہ تو عرفہ کی آگ معلوم ہوتی ہے" بدیل بن ورقاء نے جواب دیا کہ "یہ آگ قبیلہ بنو عمرو نے مختلف مقامات پر جلائی ہوگی" لیکن ابو سفیان نے نہ مانا اور اسی حیص بیص میں تھے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آ پہنچی اور ان تمام سرداران قریش کو گرفتار کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے گئی - اس طرح یکایک وعدۂ فتح الہی پورا ہوگیا !

آنحضرت مکہ کی طرف چلے تو اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ ابو سفیان کو اسلامی لشکر کے جاہ و جلال کا منظر دکھاو ! فوج روانہ ہوئی تو ہر قبیلہ کا دستہ الگ الگ آنحضرت کے ساتھہ چلتا تھا - ابو سفیان کے سامنے سے ایک دستہ گذرا تو اس نے حضرت عباس سے پوچھا: یہ کون سا قبیلہ ہے ؟ انہوں نے غفار کا نام لیا تو ابو سفیان نے کہا "مجھے ان سے کچھہ مطلب نہیں" اسی طرح جہینہ، سعد بن ہذیم اور سلیم وغیرہ کے قبائل سامنے سے گذرے لیکن وہ بالکل مرعوب نہ ہوا - اس کے بعد ایک عظیم الشان فوج سامنے آئی جسمیں بالکل نئے لوگ اور نئے انداز سے چلنے والے مجاہدین تھے - ابو سفیان پر پہلی مرتبہ تعجب اور دہشت طاری ہوئی اور حضرت عباس سے پوچھا کہ یہ لوگ کہاں کے ہیں اور کس قبیلہ سے آئے ہیں ؟ حضرت عباس نے جواب دیا: "یہ مدینہ کے انصار ہیں" فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ !!

سعد بن عبادہ نے ابو سفیان کی مرعوبیت دیکھہ کر طنزاً کہا "آج ہی لڑائی کا اصلی دن ہے، اور آج ہی خانہ کعبہ لوٹا جائیگا" اس کے بعد ایک چھوٹا سا دستہ گذرا جس میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے - آپ کا جھنڈا زبیر بن عوام کے ہاتھہ میں تھا - جب آنحضرت ابو سفیان کے پاس آئے تو اسنے سعد بن عبادہ کے دل شکن فقرے ایکو سنائے - آپنے فرمایا:

"سعد نے بالکل غلط کہا، آج تو خانہ کعبہ کی چھنی ہوئی عزت از سر نو واپس ملنے جائیگی - آج اسپر غلاف چڑھایا جائیگا - آجکا دن لڑنے کا نہیں بلکہ لٹے ہوے کو امن دلانے کا دن ہے !!"

یہ کہکر آپ سورہ فتح پڑھتے ہوے آگے بڑھے اور مقام حجون میں جھنڈا نصب کرنے کا حکم دیا (۱) اور چاروں طرف سے مکہ کا محاصرہ کر لیا گیا - خالد بن ولید نے دہنی طرف سے اور زبیر بن عوام نے بائیں طرف سے حملہ کیا - حضرت ابو عبیدہ پیادہ فوج کو لیکر الگ حملہ آور ہوے تھے -

اب مکہ ہر طرف سے گھرا ہوا تھا اور مجاہدین اسلام کے سامنے جو شخص آتا تھا فوراً تہ تیغ کردیا جاتا تھا - خود اسلامی فوج بالکل محفوظ تھی - صرف خالد کی فوج کے دو شخص شہید ہوے (۲) لیکن قریش کے پر غرور سروں کا ایک تودہ بن گیا تھا - یہاں تک کہ ابو سفیان چیخ اٹھا:

ابیدت خضراء قریش لا قریش بعد الیوم !	قریش کا سر سبز باغ بالکل اوجاڑ دیا گیا - آج قریش کا خاتمہ ہے !

اس پر حسرت اور مایوسانہ فقرے پر جو اسلام کے سب سے بڑے مغرور دشمن کی نامراد زبان سے نکلا تھا، رحمت کونین کے دریاے کرم نے جوش مارا اور آپنے امان عام کا حکم دیدیا:

من دخل دار ابی سفیان فهو امن ومن القی السلاح فهو امن و من اغلق بابه فهو امن !	جو شخص ابو سفیان کے گھر میں چھپ جاے اسکے لیے امان ہے، جو شخص ہتیار ڈالدے اسکے لیے امان ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے اسکے لیے بھی امان ہے -

اس فیاضانہ حکم سے انصار کے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی - انہوں نے کہنا شروع کیا کہ "آخر آپ کو اپنے قبیلہ پر رحم آ ہی گیا" آپ کو اسکی خبر ہوئی تو سب کو بلاکر فرمایا:

"میں خدا کا ایک بندہ اور اسکا رسول ہوں - میں نے خدا کے بعد تمہاری طرف ہجرت کی ہے - میری موت تمہاری موت اور میری زندگی تمہاری زندگی ہے، تم نے جو بدگمانی کی وہ سچ ہے، لیکن تم معذور بھی تھے"

یہ صحیح مسلم کی روایت ہے (۱) لیکن ابو داؤد میں ہے کہ جب آنحضرت مقام ظہران میں پہونچے تو اسلامی لشکر کے جوش و خروش کو دیکھکر حضرت عباس کے دل میں خیال پیدا ہوا - اگر قریش نے آپ سے امان طلب نہ کی تو سب کے سب ہلاک ہو جائینگے - اس خیال سے وہ خچر پر سوار ہوکر آگے بڑھے کہ اگر کوئی شخص مل جاے تو اہل مکہ کو امان طلبی پر آمادہ کریں - راستہ میں ابو سفیان اور بدیل بن ورقاء مل گئے - حضرت عباس انہیں اپنے ساتھہ لے آئے - دوسرے دن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر ابو سفیان کو پیش کیا جو فوراً اسلام لے آیا اور حضرت عباس نے اس موقعہ سے فائدہ اوٹھاکر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابو سفیان اس موقع پر یہ فخر حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اسکے گھر کو دار الامن بنادیا جاے - آنحضرت نے اس درخواست کو منظور فرما لیا، بلکہ امن عام کا حکم دیدیا:

من دخل دار ابی سفیان فهو آمن، و من اغلق علیه داره فهو آمن، و من دخل المسجد فهو آمن	جو شخص ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے اسکے لیے امن ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے اسکے لیے امن ہے، اور جو شخص مسجد میں پناہ لے اسکے لیے بھی امن ہے !

چنانچہ اس امن سے اہل مکہ نے پورا فائدہ اوٹھایا:

فتفرق الناس الی دورهم و الی المسجد (۲)	جب رن پڑا تو لوگ پناہ لینے کیلیے مسجد میں اور اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے -

تمام سرداران قریش نے خانہ کعبہ کے دامن میں پناہ لی تھی - (۳)

حضرت ام ہانی نے ایک مشرک کو پناہ دی اور آنحضرت سے اسکا تذکرہ کیا - آپنے فرمایا کہ کسی ایک شخص کی تخصیص نہیں، تمنے جس کسی کو بھی پناہ دی ہے وہ ہمارے امان میں داخل ہوگیا - غرض آپ کے عفو و کرم نے تمام مکہ کو اپنے دامن میں چھپا لیا اور عین حالت جنگ میں بھی کسی نے کسی کے مال و اسباب کو ہاتھہ تک نہیں لگایا - ابو داؤد میں ہے:

---

[۱] بخاری جزو ۵ ص ۱۳۶

[۲] بخاری جزو ۵ - ص - ۱۳۷ -

[۱] مسلم جلد ۲ - ص - ۸۹ - کتاب الجہاد

[۲] ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۷۱ - کتاب الجہاد -

[۳] ابو داؤد جلد - ۲ ص - ۷۲ - کتاب الجہاد

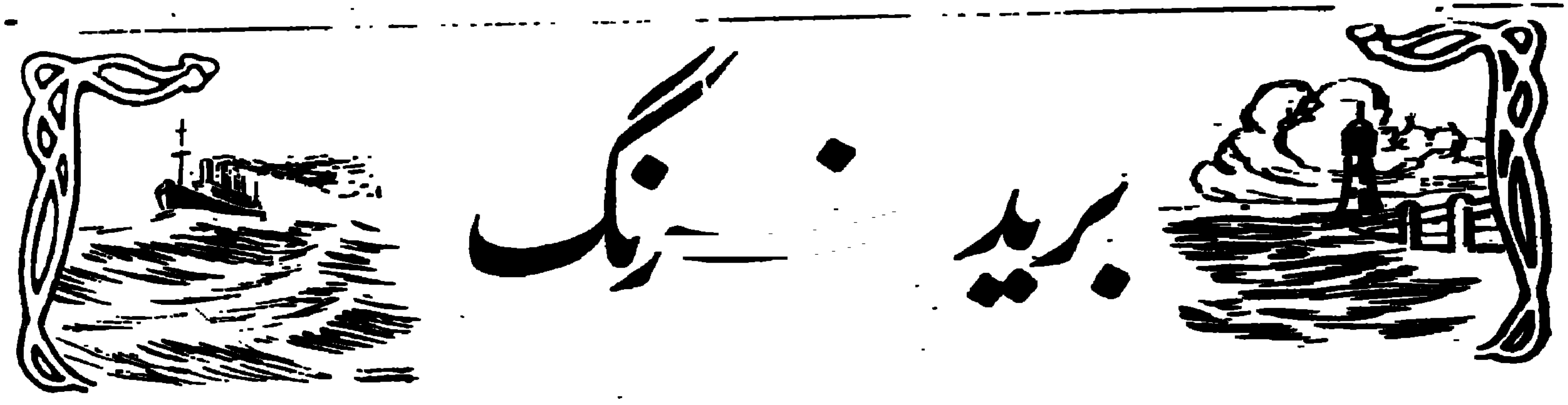

برید فرنگ

پریس بیورو لندن

(جنگی و سرکاری مصلحت جو زمانۂ جنگ میں خبروں کے احتساب اور اخفا کیلیے قائم کیا گیا ہے)

(اقلیم احتساب و اخفا)

مکتوب لندن - بی ڈیلی

"وسٹمنسٹر" کو جاتے ہوے "چیرنگ کراس" کے دہنی جانب تین کھڑکیاں ملتی ہیں جنکی وضع اپنے لسان حال سے کہتی ہے کہ یہ کسی دفتر کی کھڑکیاں ہیں - ان میں سے پہلی دونوں کھڑکیوں کے وسط میں ایک دروازہ ہے جو آجکل شب و روز کھلا رہتا ہے -

لندن میں ایک راہگیر کے لیے یہ عمارت کوئی اپنے اندر جلب نظر اور عطف توجہ کی کوئی خاص قوت نہیں رکھتی - کیونکہ وہ کتنے ہی نمونے اس سے زیادہ خوشنما ' زیادہ پر شوکت ' اور زیادہ مستحکم دیکھتا رہتا ہے - یہی وجہ ہے کہ جب وہ عام طور پر ادھر سے گذرتا ہے تو بغیر کسی خاص توجہ کے اپنے خیالات میں مستغرق چلا جاتا ہے :

چو سیہ چشم کہ بر سرمہ فروشان گذرد !

لیکن اب اس "خون اور لوہے" کے عہد نے اس عمارت پر کچھہ ایسا جادو کردیا ہے کہ ایک جامد اور سرد جذبات شخص بھی جب اس طرف سے نکلتا ہے تو شاعرانہ جذبات کے عالم میں ایک نظر اس پر ضرور ڈال لیتا ہے - یہ طلسم سحر کسی حروف کش کے سر قلم کی چند کششیں ہیں جو انگریزی رسم الخط کے قاعدہ سے "ایڈمیرلٹی اینڈ وار آفس نیوز بیورو" (قلم اطلاعات نظارت بحریہ) پڑھی جاتی ہیں !

یوں تو ہر سرکاری دفتر کے دروازہ پر " نو ایڈمیشن " (اندر آنے کی اجازت نہیں) کی تختی لگی رہتی ہے جو غیر متعلق آنے والوں کو روکتی ہے لیکن یہ پیکر صلابت جو اس دروازہ پر متعین ہوتا ہے' اسکی صلابت کی قلمرو ضرورت اور عدم ضرورت' دونوں پر مشتمل ہے' اور ان چند مخصوص اشخاص کے علاوہ جو اسٹاف کے ممبر ہیں اور کسی شخص کو اندر قدم رکھنے نہیں دیتی !

یہ اپنے اداے فرض میں نہایت متشدد ' بیمہر ' اور ہمہ وقت مستعد ہوتا ہے - اس کا دل نہ کبھی بڑے سے بڑے شخص کے جاہ و جلال سے مرعوب ہوتا ہے' نہ کسی ضعیف کے اضطرار و اضطراب پر پسیجتا ہے' اور نہ ہی کسی جمیل و طناز لیڈی کی آنکھیں لڑانے سے مسحور ہوتا ہے - گویا اسکے پہلو میں دل کے بجاے ایک پتھر ہے جس پر یہ سب کیفیتیں گذر جاتی ہیں مگر کوئی اثر نہیں کرتیں' ہر اندر آنے کی اجازت لینے والے کے لیے اسکے پاس صرف ایک ہی جواب ہوتا ہے - یعنی "نہیں" !

قدیم افسانوں کے طلسم خانے کی طرح اس ممنوع الدخول مقام میں ایک جماعت کام کرتی رہتی ہے جسکے قلم ہر وقت ترمیم و تنسیخ اور حذف و اضافہ میں مصروف رہتے ہیں - اسی جماعت کو "پریس بیورو" کہتے ہیں' اور اسی کے افسر اعلی مسٹر ایف لی اسمتھ ہیں جنہوں نے حال میں واقعہ ٹائمز کے متعلق مسٹر ایسکویتھ کی زبان میں "افسوسناک استثناء" کی خدمت طوعی اپنے اوپر لی تھی -

اس صیغہ کا افتتاح جسوقت ہوا ہے اسوقت اسکے پاس اتنا سامان بھی نہ تھا جسقدر کہ لندن میں ایک دفتر کے سنجیدہ طور پر کام کرنے کے لیے کافی ہوسکتا ہے - صرف دو کمرے دیے گئے تھے - وہ بھی وہ جو ایک زمانہ میں کسی دکان کے کام آتے تھے ! مگر اب بالا خانہ کا ایک کمرہ اور بھی دیدیا گیا ہے - بالا خانہ کے کمرہ میں ۴۰ ٹیلیفون کے بکس رکھے ہوے ہیں - اکثر بکس کسی نہ کسی اخبار یا خبر رساں ایجنسی کے ساتھہ مخصوص ہیں - صرف نصف درجن بکس مشترک ہیں - نیچے کے دونوں کمرے "رائٹنگ روم" کہلاتے ہیں - اور سچ یہ ہے کہ آجکل یہ دونوں کمرے پورے معنی میں "ویٹنگ روم" ہیں !

ان دونوں کمروں میں گول میزیں بچھی ہوئی ہیں جنکے گرد ۴۰ صحافی (جرنلسٹ) بیٹھے رہتے ہیں' اور خبروں کے انتظار کی تعب انگیز و ملول کن گھڑیاں تمباکو نوشی کے دھوئیں کے بقعے اڑانے میں بسر کردیا کرتے ہیں -

یہ دونوں کمرے ہر وقت ان صحافیوں سے بھرے رہتے ہیں جو ذوق و شوق' جوش اضطراب' اور قصد مسابقت کے باہم آمیز جذبات کے ساتھہ خبروں کی آمد کا انتظار کرتے رہتے ہیں - اس انتظار کی کیفیت کا صحیح اندازہ کچھہ وہی لوگ کرسکتے ہیں جو کبھی اس سے دوچار ہوے ہیں !

اس انتظار کی یہ وجہ نہیں کہ خبریں نہیں آتیں' بلکہ سچ یہ ہے کہ جس قدر یہ صحافی بیکاری سے اکتا کے کام اور مشغلہ کے مضطربانہ طالب رہتے ہیں' اسیقدر تیسرے کمرے کے ٹیلیفون والے ہجوم کار سے ہر وقت مشغول و منہمک بھی رہتے ہیں - لیکن اس پر اسرار کمرہ میں جسقدر تار آتے ہیں' ان میں سے بہت ہی تھوڑے ہیں جو اشاعت کیلیے پریس میں بھیجے جاتے ہیں' اور گو اب کسیقدر خبروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے' مگر اس اضافہ میں بھی وہی اصلی نسبت محفوظ ہے - اسلیے یہ اضافہ ناقابل اعتناء اور بالکل غیر محسوس ہے -

صحافیوں کا کام صرف یہی نہیں ہے کہ وہ یہاں سے اپنے دفتر میں خبریں لیجایا کریں' بلکہ وہ اپنے دفتر سے یہاں خبریں لاتے بھی ہیں - مثلاً ڈیلی کرانیکل کو اپنے مراسلہ نگار خصوصی کا تار یا مراسلہ ملا' اسکا ایک سب اڈیٹر مراسلہ لیے ہوے فوراً یہاں آئیگا اور اطلاع دیگا کہ ہمارے یہاں یہ تار یا یہ مراسلہ آیا ہے - کیا ہم اسے شائع کرسکتے ہیں؟ اسکے بعد تار یا مراسلہ احتساب و نقد کے لیے اس طلسم کے اندر مفقود ہو جائیگا -

رسا اصلہ تحت الثری و سما بہ
الی النجم فرع لا ینال طویلہ

اسکی بنیاد زمین کے طبقۂ آتشیں میں قائم ہے اور اسکی لمبی اور نازک السطول چوٹی کا انقطاع ثریا تک پہونچگیا ہے -

اسی بنا پر اس کی نظارہ بالکل نظری " عزم و استقلال " صلابت و پختگی النفس " اپنے اندر قوت و قرار " پیدا کرسکتی تھی یا نہیں ؟

اب آپ اپنی نظر کو اور اٹھا کیجیے اور عرب کی اس تمدنی حالت کا مطالعہ کیجیے جسکی حالت آخر تاکید ہمیشہ ایک انتخاب تقاضا کرتا تھا - وہ زمین میں گرم خون " اور حرکت میں سیلابی گرم رفتاری پیدا کرسکتا تھا یا نہیں ؟ اب آپ عرب کی ترقی کے فلسفیانہ علل و اسباب کی تلاش میں اس نکلئے پیدا سے اور آگے بڑھیے " اور ایک نئے انسان کو دیکھیے جسکو اس کی چادر کبھی نصیب نہ ہوئی " جسکا انقلاب ہمیشہ بے انقلاب رہا " جسکا مطالب کبھی بھی شب حالہ کی آغوش میں آرام کی نیند نہیں سویا " آپ ان سب پر سے نظر کو ہٹائیے اور فیصلہ کیجیے کہ وہ قلب صافی " نظر روشن " اور مصالح مستقر پیدا کرسکتے تھے یا نہیں ؟

عرب کے کوہ و بیابان " انقلاب و منقلب " ریگ و سراب کا شوقی اثر صرف زمانۂ جاہلیت ہی کے واقعات سے ظاہر ہوسکتا ہے - جنکی تصنیف سے عرب کے قدیم لٹریچر کی زبان خاموش نہیں ہے - وہ ان اخلاق فاضلہ کی بکثرت مثالیں پیش کرسکتا ہے جس نے ان جوہری عرب جغرافیانہ حدود میں نشو و نما حاصل کی ہے - اعتماد علی النفس اور عزم و استقلال کا نمونہ ایک وحشی بدو ایک متمدن حبشی سے اعلی تر قائم کرسکتا تھا :

اذا ہم القی بین عینیہ عزمہ
ونکب عن ذکر العواقب جانبا

ایک مطلب عزم شخص جب عزم کرتا ہے تو صرف اسکو سامنے رکھتا ہے " باقی رہی یہ بحث کہ اسکے انجام و نتائج کیا ہونگے ؟ تو اس سے وہ بالکل منہ موڑ لیتا ہے -

ولم یستشر فی رایہ غیر نفسہ
ولم یرض الا قائم السیف صاحبا

بجز اپنی ذات کے اپنے معاملات میں کسی سے مشورہ نہیں لیتا " اور بجز تلوار کے قبضے کے کسیکو اپنا رفیق نہ بناتا -

اعتماد علی النفس اور تنہائی پسندی کا سب سے بڑا نتیجہ تکبر نخوت اور آزادگی الرائے ہے " جوشی کے متعلق سب سے پہلی بات آپ یہ کہی جاتی ہے کہ اسکی نسلی ترقی بے انتہا ہے - مگر ہر جاہلی عرب اپنے قبیلہ کی کثرت پر ناز کرتا تھا :

انی لمن الی یعرق القعم النم
بینر نلقی کلفت کافرا عیالہا

وہ لوگ اس غرور سے ذلت نہیں برداشت کرتے کہ وہ ایک بے پیٹ جلنے والی ملک کی اولاد ہیں " اور وہ ہر مصیبت میں ایک دوسرے کے شریک ہوجاتے ہیں -

لیکن اس اعتماد علی النفس اور اس غرور و نخوت کے ساتھ ہر عرب شخصاً اپنے آپکو حقیر سمجھتا تھا اور جماعت و قوم کے آگے اپنے استقلال رائے کو بالکل بھول جاتا تھا :

فلما عصونی کنت منہم وقد اری
غوایتہم و اننی غیر مہتد

جب انہوں نے میرا کہا نہ مانا تو میں خود انکے ساتھ کا پیرو ہوگیا " اگرچہ مجھے انکی گمراہی صاف صاف نظر آتی تھی اور میں سمجھتا تھا کہ میں اب صحیح راستہ پر نہیں چلتا -

وما انا الا من غزیۃ ان غوت
غویت وان ترشد غزیۃ ارشد

لیکن میں تو قبیلہ غزیہ میں داخل ہوں " اگر وہ گمراہ ہوگیا تو مجھکو بھی گمراہ ہوجانا چاہیے - اور اگر اس نے راہ پائی تو میں بھی راہ پاؤنگا - (یعنی میری رائے میری جماعت کے ساتھ ہے)

یہی اتفاق و اتحاد تھا جسنے اہل عرب کی گردن کو ایک بلند تر طاقت کے سامنے جھکا دیا تھا " اور یہ طاقت ہمیشہ قائم رکھی جاتی تھی :

اذا سید منا خلا قام سید
قؤول لما قال الکرام فعول

جب ہمارا کوئی لیڈر مرجاتا ہے " تو اسکی جگہ دوسرا سردار کھڑا ہوجاتا ہے " ایسا سردار جو شرفاء کے قول و فعل کا مجموعہ ہوتا ہے - یعنی جیسا قول ہی ایسا فعل ہوتا ہے !

جوشی کے ترقی کے سلسلہ کی ایک ایک کڑی عرب میں موجود تھی " صرف اس جال کو تمام دنیا میں پھیلا دینا تھا " لیکن اسوقت دنیا کی سطح سخت ناہموار تھی " واسطے نہایت متوازن کثیر اور پیچیدہ تھے " منزل پر ہر ایک نشیب و فراز نظر آتے تھے " ایسے جب تک دنیا کی سطح ہموار نہ کی جاتی " اسکے سرے پھیلائے نہیں جا سکتے تھے - سب سے بڑا کام خود عرب ہی میں ان کڑیوں کو باہم جوڑنا تھا " اور یہ بغیر کسی عظیم الشان انقلاب کے ناممکن تھا -

لیکن اس انقلاب کی تلاش میں ہمکو انقلاب و منقلب اور انسانی و زمینی کی سطح سے نگاہ اٹھا لینی چاہیے - ہمکو اسکی جستجو میں عرب کے ریگستان میں آوارہ گردی نہیں کرنی چاہیے " ہمکو اسکے تجسس میں عرب کے کوہستانی سلسلے سے سر ٹکرانا نہیں چاہیے " بلکہ اس حقیقت کو ایک تیرہ و تاریک غار (غار حرا) میں ڈھونڈنا چاہیے جو خود تو تمام دنیا سے الگ تھا لیکن تمام دنیا کو ایک کرنا چاہتا تھا - وہ خود تیرہ و تاریک تھا لیکن تمام دنیا میں روشنی پھیلانا چاہتا تھا - وہ خود نہایت پست تھا لیکن تمام دنیا کا بلند کرنا چاہتا تھا ! انا ارسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً !

* * *

لیکچبوں سے ایکیشن

حلقۂ دار الہلال کی ایک نئی شاخ مستقل ہے

ہندوستان میں
جنگی کمیٹی - مولانا حسن کے انتقال اور
صداقت اسلامی
کی تبلیغ سے پیدا ہوئی کوئی جماعت میں نہیں ہے ؟
اسکا قطع نظر مسلمہ !

اب اصلی واقعه دن کی روشنی کی طرح ظاہر ہے - یعنی یه که جرمنی کی طاقت اور سامان کے متعلق پہلے دنیا کے پاس جو اطلاعات سالہا سال سے تہے' وہ آج بہی ویسے ہی صحیح ہیں جیسے که آغاز جنگ سے پہلے تہے - جرمنی کے قبضه میں تمام بلجیم ہے اور وہ پیرس تک بڑھ آئی ہے - وہ روس میں روسیوں سے لڑ رہی ہے اور اسکے حدود کے اندر میلوں بڑھگئی ہے' اسکی افریقه کی نو آبادیاں ابہی تک پوری طرح مفتوح نہیں ہوئی ہیں' اور جاپان کی مشہور بحری طاقت دو ماہ میں بہی "کیا چوا" کو نہیں لیسکی ہے - دوسری طرف جرمن قلمرو کی ایک انچ زمین بہی دشمن کے ہاتھه میں نہیں ہے - نتیجه یه ہے که جرمنی کے حریفوں کے ملک تو جنگ کی وجه سے زیر و زبر ہوگئے ہیں جیسا که بلجیم' فرانس' اور روس کے ایک حصه کی حالت ہے' مگر خود اسکے یہاں کوئی جنگ نہیں اور اس طرح اس کا داخلی اطمینان اور اندرونی امن تجارت اور اقتصادی حالت بالکل بدستور سابق ہے - وہ اپنے کارخانوں کو فوجی سامان کی تیاری کے لیے استعمال کر رہے ہیں - وہ توپیں ڈھال رہے ہیں' اور ایک وقت میں سو زیر آب کشتیاں تیار کر رہے ہیں -

اس مقابله سے جنگ کے موجوده نتائج بالکل واضح ہوجاتے ہیں - اوسٹینڈ اور اینٹورپ کی تسخیر سے جرمنی کا پوزیشن قوی اور وزنی ہوگیا ہے اور جو طاقت دوسری طرف سمندر میں اسکے مقابله میں ہے اس نے اپنا واسطه بند کر دیا ہے -

بظاہر جرمنی کا نصف کام پورا ہو چکا - وہ بلجیم اور ساحل کی طرف پریشانی سے آزاد ہے اور آینده نئی پیشقدمی کریگی: اس نے دریاے شیلڈٹ میں سرنگیں بچھادی ہیں اور اب اپنے اثر کا پورا زور انگلش چینل پر لگائیگی "

ان سطروں کے لکھنے والے کا کھلا ہوا مقصد یه ہے که وہ اپنے ہم مذہبوں کو یه یقین دلانا چاہتا ہے که جرمنی غیر مغلوب ہے اور انگریزی شاہنشاہی کی طاقت اسکے حملوں کا مقابله نہیں کرسکتی -

ایک اور مقام پر سقوط اینٹورپ کی تشریح میں انگریزوں کے ساتھه اس اخبار کی روش اور صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے - ذیل کے دو مختصر فقرے اس معاندانه روح کے ظاہر کرنے کے لیے کافی ہیں جو لکھنے والے کے اندر کام کر رہی ہے :

" ایک جرمن سرکاری اطلاعنامه بیان کرتا ہے که جرمن فوج کے اینٹورپ میں داخل ہونے سے پہلے ہی انگریزی اور بیلجین فوج نے شہر خالی کردیا تہا - شروع سے انگریزی فوج نے اپنی حفاظت میں جس دانشمندی کا اظہار کیا ہے اس نے اس امر کو نا گزیر قرار دیا که فرار کی حفاظت و سلامتی کو جنگ کے نا عاقبت اندیشانه خیال پر ترجیح دینا چاہیے "

انگریزی نقصانات کی طرف اشاره کرتے ہوے لکھتا ہے :

" مورننگ پوسٹ " کا بیان ہے که اینٹورپ میں زخمیوں کی تعداد ۲۰۰ ہے اور یه که لوگ بڑی توپوں کے نه پہنچنے پر افسوس کرتے تہے - بحری توپیں بہی دیر میں پہنچیں اور نصب نه کی جاسکیں - تاہم انگریزی فوج کے نقصانات کچھه ہی بیان کیے جائیں مگر یه تمامتر صرف توپوں کے اتفاقی برے انتظام ہی کے نتائج ہیں - ورنه ایسی عاقبت اندیش اور عاقلمند فوج جس نے ہمیشه خرجمعی کو جنگ پر ترجیح دی ہو یقیناً محفوظ رہتی "

آخری الفاظ کی تشریح فضول ہے - ہم محفوظ طور پر یه کہسکتے ہیں که ایک ایسے وقت میں جیسا که یه ہے' جو گورنمنٹ ایک انگریزی رعیت کو انگریزی سپاہیوں اور ملاحوں کے متعلق اس قسم کے بد اندیشانه اشارات شائع کرنے دیتی ہے - وہ تسامح کی بہت ہی غیر معمولی روح رکھنے کی مدعی ہوسکتی ہے -

الہلال

۲۲ ذوالحجه ۱۳۳۲ هجری

ہندوستان اور پرو جرمنزم !

> و اذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ '
> قل موتوا بغیظکم ' ان الله علیم بذات
> الصدور - ان تمسسکم حسنة تسوهم' و ان تصبکم
> سیئة یفرحوا بہا' و ان تصبروا و تتقوا لا یضرکم
> کیدهم شیئا - ان الله بما یعملون محیط !
> (۳ : ۱۱۹)

حسد تهمت آزادی سزدم که بگداخت
کین مرا نیست که بر تهمت آن هم حسدست !

ابہی چند دنوں کی بات ہے که پایونیر اله آباد کے صفحوں پر گورنمنٹ کو رائے دی گئی تہی که وہ نه تو ہندوستانی آبادی کی وفاداری پر اعتماد کرے اور نه ہندوستانی فوج کی شجاعت پر - کیونکه اسکے عقیدے میں پہلی چیز صرف ایک درجن وقت شناس آدمیوں کی مصنوعی اور سازشی کارستانی ہے' اور دوسری شے کا اگر کوئی وجود ہوتا تو انگریزی حکومت ہندوستان میں نه ہوتی !

ایسی رائیں ہمیشه دی گئی ہیں' اور بدقسمتی سے ہندوستان میں گورنمنٹ اور رعایا کے مسئله کا تصفیه اسقدر مشکل نہیں ہے جسقدر اینگلو انڈین جماعت اور پبلک کا سوال ہمیشه سے لاینحل رہا ہے - تاہم اسکی توقع تو ہم میں سے کسی شخص کو بہی نه تہی که عین اس وقت جبکه ہندوستانی " وفاداری " کی جنس سب سے زیاده قیمتی ہوگی' وہی لوگ اسکے وجود سے انکار کرینگے جنکو سب سے زیاده اسکی ضرورت ہے : یخربون بیوتهم بایدیهم !

با ایں همه انکار کیا گیا' اور اعتماد اور سچائی کے قلعه پر جبکه وہ سب کے خیال میں مستحکم تہا' شک اور شرارت کی پہلی گولی چلائی گئی - شرارت کا پہلا قدم خواه میدان جنگ کی طرف اٹہایا جاے یا کاغذ کے صفحوں پر' مگر بہر حال شرارت ہے - بدی کی نسل کا رشته خون سے نہیں بلکه عمل سے ہے' اور کتاب پیدایش میں لکھا ہے که برائی کا گھرانا جہاں کہیں بہی آباد ہو' آدم کے باغ عدن ہی کی پہلی برائی کی نسل سمجھنا چاہیے - پس فساد کا یه پہلا قدم جو ہمارے سامنے نمایاں ہوا' اگرچه اپنے خون کے رشتے میں بالکل بے تعلق ہو' لیکن اخلاق کے رشتے سے اسی " جرمن اخلاق " کی ایک چہوٹی قسم کی نسل تہی' جسکی نسبت ہمیں یقین دلایا گیا ہے که سفینهٔ امن پر خون کا پہلا چھینٹا اسی کے گھرانے سے اچھل کر پڑا' اور اسنے تمام یورپ کو رنگین کردیا !

یه ایک حقیقی " جرمنزم " ہے جو برلن کی طرح اله آباد میں بہی موجود ہے' اور جو ہندوستان کے امن اور اعتماد کو بالکل اسی طرح چیلنج دیتا ہے جس طرح برلن کا جنگی اخلاق یورپ کے امن کو - البته پہلے کا دائرۂ عمل اتنا وسیع ہے که دنیا کے دو صد ساله تمدن کو برباد کر رہا ہے' لیکن دوسرا صرف بر اعظم ہند کے

کام کا ہجوم خواہ کتنا ہی ہو اور سوالات کی کثرت چاہے جسقدر بھی ہوجائے، مگر بہرحال جواب ہمیشہ جلد، شایستہ، اور تلطف آمیز پیرایہ میں آئیگا - عموماً ممانعت، گاہ گاہ ترمیم، اور کمتر بجنسہ اشاعت کی اجازت دیجاتی ہے - اگر شدت کے ساتھہ ممانعت مقصود ہوتی تو جواب میں " شائع نہونا چاہیے " کہا جاتا ہے - ورنہ اکثر حالتوں میں معمولی جواب " اسکی تصدیق نہیں کیجاسکتی " ممانعت کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے -

اس براعظم (یورپ) میں پریس ایک قاہرانہ و فرمانروایانہ طاقت ہے - اسی لیے جب کبھی وہ متحدہ طور پر کوئی آواز بلند کرتا ہے تو وزارتوں اور حکومتوں تک کو اسکے آگے سر تسلیم خم کردینا پڑتا ہے - مگر انگریزی پریس کی گذشتہ تاریخ اور حریت قلم کو دیکھتے ہوے اوسکی موجودہ بے بسی نہایت ہی دردناک اور تعجب انگیز ہے -

موجودہ عہد کی ہر جنگ میں خبریں محتسب کی سرخ پنسل کی زیر مشق رہی ہیں، اور کتنے ہی واقعات ہیں جن کے چہرے کو " مصلحت جنگ " نے اپنی چادر اخفا سے بالکل چھپادیا ہے، یا کم ازکم اسکے خط و خال کو مسخ کردیا ہے - تاہم جس طرح آجکل پریس اصلی حقیقت سے بیخبر ہے - یا جسقدر اسے معلوم بھی ہوتا ہے اسکے اخفا پر مجبور کیا جاتا ہے، اسکی نظیر تاریخ میں نہیں ملسکتی -

غالباً موجودہ جنگ کی تاریخ کے اندر اصلی خبروں کے جلد سے جلد شائع کرنے اور اخباروں کی اولیت و تقدم اور مراسلہ نگاروں کی مسابقت و منافست کا کوئی باب نہ ہوگا، اور دنیا دیکھلیگی کہ اس مرتبہ مراسلہ نگاروں کی نطانت و طباعی کسقدر کند اور معطل رہی ہے ؟

اس دفتر کا ایک محتسب اسوقت ایک ایڈیٹر سے کہیں بالاتر طاقت رکھتا ہے - جسوقت سے کہ اخبار ایجاد ہوا ہے، آجتک کسی شخص نے بھی " سرخ پنسل " کا استعمال اس سے زیادہ قاہرانہ اور مختارانہ نہیں کیا ہوگا - اس قدرت و اختیار کا اندازہ کیجیے کہ لندن کے ایک روزانہ اخبار مثلاً ٹائمز، ڈیلی میل، ڈیلی کرانیکل یا ڈیلی نیوز کے پاس میدان جنگ سے آئی ہوئی " گرماگرم " خبر موجود ہے - اسکو یقین ہے کہ اگر وہ اس خبر کو شائع کردے تو اسکی لاکھوں کاپیاں فوراً فروخت ہوجائیں، اسکے ساتھہ ہی اسکی اولیت کی فہرست میں بھی ایک نیا اضافہ ہوجاے، با ایں ہمہ اس دفتر سے اسے جواب ملتا ہے کہ " یہ خبر شائع نہ ہونی چاہیے " اور اسطرح وہ قوت قاہرہ، جو وزیر اعظم کے ہر فیصلہ کو بھی جرح و سوال کے بغیر تسلیم کرنے کیلیے تیار نہیں ہوتی، اس حکم ناطق کے آگے مہر بلب ہوجاتی ہے، اور اپنی اس متاع گرامی کو چاک کرکے ردی کی ٹوکری میں ڈالدیتی ہے !

* * *

ترجمۂ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جس درجہ کی کتاب ہے، اسکا اندازہ ارباب فن ہی خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہ ہوتی تو صدہا مباحث و مطالب عالیہ تھے جو ہمارے معلومات سے بالکل مفقود ہوجاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب دردمسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا، ترجمہ کے متعلق ایڈیٹر الہلال کی راے ہے کہ " یہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمہ ہے "

لکھائی اور چھپائی بھی بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھہ نسخے دفتر الہلال میں بغرض فروخت موجود ہیں جنکی قیمت دو روپیہ تھی اب بعرض نفع علم - ایک روپیہ ۸ - آنہ کردی گئی ہے -
درخواستیں : منیجر الہلال - کلکتہ کے نام ہوں -

کو اسک

بری طاقت میں کئی حیثیت سے یورپ کے اندر دو سلطنتیں سب سے زیادہ قوی تسلیم کی جاتی ہیں - جرمنی اور روس - مگر کیا عجیب بات ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کی سپاہ میں جو فوج سب سے زیادہ بہادر، جری، جانباز، خون آشام، جنگجو، معرکہ آرا، سرخیل عسکر، اور راس الجیش سمجھی جاتی ہیں، انکے نام خالص اسلامی ہیں، اور اس طرح دنیا کے دماغ میں اسلام کی سطوت ماضی اور جلال و استیلاء گذشتہ کی یاد ہمیشہ تازہ کرتے رہتے ہیں -

کسی گذشتہ نمبر میں ہم لکھہ چکے ہیں کہ جرمن سپاہ کے بہترین رسالہ کا نام " الن " ایک ترکی نژاد کلمہ ہے - آج ہم بتانا چاہتے ہیں کہ جرمنی کے حریف سطوت و قوت یعنی روسی سپاہ کے ممتاز ترین حصہ کا نام بھی ترکی ہی کے ایک لفظ کی محرف و مسخ شدہ شکل ہے، جسکے مٹے ہوے خط و خال تھوڑے سے غور و فکر کے بعد پہچان لیے جاتے ہیں - " کو اسک " جو اس مقالہ کا عنوان ہے، لفظ " قزاق " کی متفرنج شکل ہے - یہ لفظ یورپ میں اسوقت روشناس ہوا جب آل عثمان کی تیغ بے پناہ یورپ کے سر پر ہر وقت چمکتی رہتی تھی، اسکی خون آشامیوں سے تمام یورپ لرزاں و ترساں تھا، اور رعب و خوف کے استیلاء عام کا یہ عالم تھا کہ روس میں جب بچے اپنی ماؤں کو دق کیا کرتے تھے تو وہ ڈرانے کیلیے اسقدر کہدینا کافی سمجھتی تھیں کہ " میں ترک کو بلاتی ہوں " کیونکہ اسکے بعد بچہ خواہ سوے یا نہ سوے مگر فوراً آنکھیں ضرور بند کرلیتا تھا !

" قزاق " یا اسکی محرف شکل " کو اسک " ابتدا میں صرف ان لوگوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جنکو حکومت کی طرف سے چند مخصوص حقوق حاصل ہوتے تھے، اور ان کے معاوضہ میں انکا فرض تھا کہ جب کبھی حکومت کو انکی ضرورت پیش آے اور طلب کیے جائیں، تو فوراً حاضر ہو جائیں -

یہ لوگ اسوقت تک با قاعدہ سپاہی نہ تھے اور نہ سپہ گری

الهلال اور پاینیر

۲ - نومبر کي اشاعت میں مندرجہ ذیل ایڈنگ ارٹیکل پاینیر نے شائع کیا ہے :

کلکتہ میں پرو جرمنزم

"الهلال ایک ہفتہ وار مصور اخبار ہے جو کلکتہ سے اردو زبان میں شایع ہوتا ہے اور اسکو دهلی کا ایک مسلمان ایڈٹ کرتا ہے - اسکی اشاعت اس صوبہ (صوبہ متحدہ) اور غالبا هندوستان کے اور حصوں میں بہت ہے - آغاز جنگ کے وقت سے اسکي روش ایسي حیرت انگیز طور پر "پرو جرمن" رهی ہے کہ جو لوگ اخبارات پڑھتے رهتے هیں انکے لیے یہ امر تعجب انگیز ہے کہ کیونکر گورنمنٹ اب تک اسکي تحریروں کو برداشت کرتي رهي -

غالبا اسکي وجہ یہ ہے کہ اس اخبار کي طرف کلکتہ میں بہت هی کم یا بالکل توجہ نہیں کي جاتی ہے کیونکہ وہ اردو میں شایع هوتا ہے' اور اسمیں تو ذرا بھي شک نہیں کہ یہ من جملہ ان اسباب کے ہے جنکي وجہ سے اسکے ایڈیٹر نے اسکے مقام اشاعت کے لیے کلکتہ کو منتخب کیا ہے -

ایک اور سبب یہ بھي هوسکتا ہے کہ اسکے سب سے زیادہ شرارت انگیزانہ مضامین کا اسلوب کنایہ آمیز' مخفي استہزاء' پوشیدہ تمسخر' اور اشارات سے لبریز هوتا ہے ' جنمیں سے اکثر کا یہ حال ہے کہ جب انکا ترجمہ انگریزي میں کیا جاتا ہے تو یا تو انکا اثر غائب هوجاتا ہے یا وہ اثر کارگر نہیں هوتا ' اور غالباً یہ تو هوتا نہیں کہ بہت سے یوروپین عہدہ دار خود اصل اخبار پڑھتے هوں -

آغاز جنگ کے وقت اس اخبار میں ایک مضمون نکلا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں اٹلی کو انگلستان سے جو اعانت ملي ہے ' اسکے شکریہ میں وہ اسوقت ناطرفدار ہے -

جس زمانہ میں کہ جرمن پیرس کی طرف پیشقدمي کر رہے تھے' اس تمام مدت میں جرمن پیشقدمي کی مقاومت پر مذاق کا سیلاب بہایا جا رہا تھا ' اور سقوط پیرس ایک قطعی یقین کي حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا -

اسکا ایڈیٹر جو قران کے اقتباس کرنے کا بڑا شائق ہے' اسنے قران کی وہ مشہور آیت اقتباس کي تھي' جسمیں مکڑي کے جالے کے کمزور ہونے کا ذکر ہے -

جونهي یہ نظر آیا کہ جرمن پیرس کا محاصرہ نہیں کرنے والے هیں تو اس واقعہ کو ایک پالیسی اور مصلحت قرار دینے کیلیے هر قسم کے وجوہ پیش کیے گئے' اور جب انکی واپسي کم تیز رفتار هوگئي تو اس واقعہ پر زور دیا گیا کہ وہ ابتک پیرس سے بالکل قریب هیں - ایمکن کي کامیابیوں سے ایک وسیع سرمایہ تیار کیا گیا اور آسٹریا کي هزیمتوں کا ذکر نہیں کیا گیا ' مگر جب کبھي روس کي فتوحات کا بالکل انکار نہیں کیا جاسکا تو برابر اسکا مذاق اڑایا گیا اور اسے کم کرکے دکھایا گیا -

انگریزي بحري فتوحات کا کوئي ذکر نہیں کیا گیا اور تصاویر شائع کي گئیں جنکا کھلا هوا مقصد پبلک کے دل پر اس خیال کا نقش کرنا تھا کہ جرمن بیڑا بہت بڑا اور طاقتور ہے کبھی کسی ایسے امر کي طرف اشارہ نہیں کیا گیا جو ذرا بھی جرمنی کے خلاف تھا -

۷ - اکتوبر کی اشاعت کے بعد یہ اخبار ۱۵ دن تک نہیں نکلا اور بہت سے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ وہ بند کردیا گیا ہے - خصوصاً اسلیے کہ اس اشاعت میں جنگ کی خبریں بغیر معمولي تنقید کے شائع کي گئي تھیں - تاهم اب ۱۴ - اکتوبر کو اسکا قبل نمبر مضمون تشریح کے نکلا ہے کہ کمپوزیٹروں کي اسٹرالک اسکی ۱۴ کي اشاعت کے شائع ہونے سے مانع هوئي -

اس نمبر میں ایڈیٹر جرمنی کي تعریف اور انگریزوں کي تحقیر و استہزاء میں پہلے سے بھي بہت آگے بڑھگیا - بلجیم کے ساتھ ایڈیٹر کي روش کا فیصلہ بلجین سپاهیوں کي ایک تصویر سے هو سکتا ہے جو چند درختوں کے نیچے آرام کر رہے هیں اور جسکے نیچے یہ الفاظ هیں " یہ آرام کي آخري ساعتیں هیں جو ان بد قسمتوں کو نصیب هوئیں " اس کے بعد قران کا اقتباس ہے :

" یہ خدا نہیں جو انکے ساتھ برائي کرتا ہے بلکہ وہ خود اپنے ساتھ برائي کرتے هیں "

ایک طویل ایڈیٹوریل مضمون میں موجودہ جنگ کے متعلق یہ فقرے هیں :

"موجودہ جنگ کي تاریخ میں انٹورپ کے قلعوں کو یہ تاریخي امتیاز حاصل ہے کہ ملیٹري سائنس (فن جنگ) نے انکے بد قسمت انجام کي طرح انکا ساتھ نہیں چھوڑ دیا ہے' اور بظاهر اسوقت تک ان کے استحکامات میں لیژ اور نامور کي طرح کوئي عیب یا خامي نہیں نکالی گئي ہے - اگرچہ وہ فتح هوگئے هیں مگر انکي طاقت اور پناہ بخشي کے حقائق هنوز غیر مفتوح هیں - اور غیر منقطع طور پر انکے عیوب اور نقائص کا راگ گانے کے بدلے حملہ آور کي طاقت کا اعتراف کیا گیا ہے اور سب سے پہلی مرتبہ صداقت اور حقیقت کے ساتھہ مہربان توجہ کي گئي ہے - الحمد للہ کہ جو قوت نقد پہلے بد قسمت مفتوح قلعوں کے عیوب نکالنے میں صرف کي جاتي تھي' اب اس کا ایک حصہ جرمن کے عجیب و غریب توپخانوں کے اکتشاف میں استعمال کیا گیا ہے اور یہ تحقیق کیا گیا ہے کہ یہ نتائج عجیبہ جرمنی کي وجہ سے نہیں بلکہ اسکی قلعہ پاش توپوں کي وجہ سے هیں جنکا قطر ۳۷ سینٹیمیٹر کا ہے اور جو ۳۰ من کے گولے پھینکتي هیں (یہاں پر ایک فارسي اقتباس ہے : هم کو کہانس کے اس کمزور پلي سے ایسی امید نہ تھي) یہ اعلان کیا گیا ہے کہ انگریزي مدد انٹورپ کو بھیجي گئي جو گئي اور اس نے امید کي خوشي میں باشندوں کو دو شبیں گزار نے دیں -

انکي آمد کا استقبال جوش و خروش کے ساتھہ کیا گیا ' اور گرجوں میں حمد و شکر کے ترانے گائے گئے - تاهم اس قیمتي اعانت نے بدبخت بلجیم کو کوئي فائدہ نہ بخشا' اور مختلف مخالف حوادث کي وجہ سے انگریزي بہادري کو ان فوجي مناقب اور عسکري فضائل کي نمایش کا موقع نہیں ملا جو بارها فرانس کے میدانوں میں ظاهر هوئي هیں - تاهم انهوں نے نہایت دانشمندي کے ساتھہ اپنے بیشتر حصہ کو تباهی سے بچالیا اور انٹورپ سے بھاگنے والوں کے همراہ اوسٹینڈ اور هوالینڈ آگئے "

اس ایڈیٹوریل کے آخر میں نتائج جنگ کا حسب ذیل خلاصہ نکالا گیا ہے :

جرمني کے قبضہ میں تمام بلجیم ہے اور اس نے اپنے داهنے بازو کو پیرس کي سرحدوں تک پھیلا دیا ہے - تمام بلجیم اور فرانس کي پوري سرحد دشمن سے پاک هوگئي ہے ' اور انهوں نے اپنے خطوط مدافعت اور فوجی مراکز بغیر خلل اندازي کے مقرر کر لیے هیں - انهوں نے حسب دلخواہ وسیع خندقیں ایسے وقت میں تیار کر لي هیں جبکہ دشمن کي ایک گولی نے بھي انهیں بار رکھنے کے لیے مداخلت نہ کي اور جب جرمني وہ سب کچھہ کر چکے جو کرنا چاهتے تھے' تو انکی آگے بڑھي هوئي فوج باقاعدہ پیچھے هٹی اور ایک مضبوط مقام پر آکے ٹھہر گئي -

اگر ان خیالات اور غلط فہمیوں کا ایک عشر بھی صحیح تسلیم کرلیا جاسے جو جرمنی کي طاقت ' اسکے اسلحہ ' اسکے ساز و سامان' اسکے طریق حملہ و اقدام ' اسکے انتظامات ' اور هر قسم کي رسد رسانی کے متعلق مشہور کي گئي هیں' تو انکي وجہ سے میدان جنگ کے واقعات کا قطعي انکار کرنا پڑتا -

انکا فن اور پیشہ تھا - لیکن اس وقت بھی "قزاق" یا "کو اسک" انھی معنوں میں استعمال کیا گیا تھا جو معنی اس لفظ کے خود ترکی میں ہیں در اصل یہ غارتگروں اور لٹیروں کی ایک جماعت تھی، جنکو حکومت نے سرزنش و سرکوبی کے بدلے اچھے آیندہ فوائد و منافع کے لحاظ سے مخصوص حقوق و امتیازات عطا کردیے تھے -

لیکن سولھویں صدی کے وسط میں انکی حالت بدل چکی تھی - اب وہ محض قزاقوں کی ایک جماعت نہ تھے جو غیر موقت طور پر شاہی سپاہ میں فوجی خدمت انجام دیا کرتے تھے - بلکہ پیٹر اعظم کے عہد میں (۱۶۷۲ - ۱۷۷۵) میں وہ روسی فوج کی اصلی طاقت یا عماد جیش تھے -

یہ وہ وقت نہ تھا جبکہ آج کی طرح سرزمین تاتار رجال تیغ و جنگ کے پیدا کرنے سے عقیم ہو گئی تھی، بلکہ اسوقت تو اسکا ایک ایک ذرہ ریگ اپنے اندر سے ایک "خان اعظم" پیدا کرتا تھا جس کی صاعقۂ ہلاکت شمشیر سے تمام روس زیر و زبر رہتا تھا - اسوقت جنوبی روس خوانین تاتار کا ایک دائمی جولانگاہ تھا - تاتاری یلغاروں اور یورشوں سے اسکی سرزمین ہمیشہ موت و ہلاکت کا منظر خونین بنی رہتی تھی اور کوئی روسی اپنے گھر میں پیر پھیلا کر طمانیت و جمعیت کی نیند نہیں سو سکتا تھا -

ان تاتاری حملوں کی مدافعت کے لیے جو لوگ بھیجے جاتے تھے وہ بھی "کو اسک" تھے - قوموں کے اخلاق و صفات میں (خواہ وہ اچھے ہوں یا برے) طول عمل اور استمرار کا اثر بڑا عظیم ہے - ممکن ہے کہ ایک قوم اپنی جغرافی اور نسلی حیثیت سے جنگجو اور بہادر نہ ہو، لیکن اگر وہ دشمن کے نرغے میں ہر وقت گھری رہتی ہے، اور ہمیشہ اسے تیغ و تفنگ سے کام لیتے رہنا پڑتا ہے تو یہی مقاتلات و مجادلات اسے جنگجو، بہادر، اور جانباز بنا دیتی ہے - یہ بالکل ایسا ہی ہے جس طرح ایک قوم جغرافی، نسلی، اور روایتی حیثیت سے خالص جنگی و عسکری ہو، لیکن وہ عرصہ تک فوجی زندگی سے علحدہ رہے اور اسکی عسکریت و جنگ آزمائی بالکل ناپید ہو جاے -

غرض خوانین تاتار کے ساتھہ مسلسل برسر پیکار رہنے سے کو اسکوں میں جدال و قتال کا ایک عجیب و غریب ملکہ پیدا ہو گیا - اور وہ کہ انکے لیے ایک زمانے میں معرکہ آرائی ایک مقامی امر تھا اب ایک عادت مستمرہ و جاریہ ہو گئی -

* * *

کو اسکوں کا بیشتر حصہ دریاے ڈینیپر، دریاے ڈان، اور دریاے یورال کے سواحل پر آباد ہے - مرغزاروں میں [illegible] اور شمال کو اٹھتا

کے کو اسک روسی فوج کے گل سر سبد سمجھے جاتے ہیں - اسی طرح دریاے یورال کے کو اسکوں کی بھی مدح تمام روسی شاہنشاہی میں سنی ہوتی ہے -

تمام کو اسک دس مختلف قطعوں میں منقسم ہیں جنکو وہ اپنی زبان میں "وائسکو" کہتے ہیں - ان قطعوں کے نام یہ ہیں :
ایل، بتعریک، تیرل، کوبان، آستراخان، تبیرک، سائبیریا، سیمی رلشینکس، اسوسی، تا مور -

ہر وائسکو مختلف "استینت سا" میں منقسم ہوتا ہے "استینت سا" کو ہمارے یہاں کے گاوں کے قائم مقام سمجھیے -

ہر استینت سا یا گاوں میں ایک کمیٹی ہوتی ہے - یہ ایک شیخ القریہ (جسکو وہ اپنی زبان میں "اتیمن" کہتے ہیں) اور ججوں کو منتخب کرتی ہے جو داخلی معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں -

مختلف وائسکوں میں حسب اقتضاء حال و ضرورت مختلف قسم کے انتظامات ہیں، مگر اس امر کا ضرور خیال رکھا جاتا ہے کہ اصول اور معاملات عمومی میں اتحاد و مطابقت کا سر رشتہ ہاتھہ سے نہ جانے پاے - اسکے لیے ایک مرکزی جماعت ہے جسمیں دسوں وائسکو کے منتخب وکلا شریک ہیں - اس مرکزی جماعت کا دفتر سینٹ پیٹرسبرگ کے دفتر جنگ میں ہے -

کو اسکوں میں اور بہت سے قدیم آداب و رسوم کی طرح حکومت کے ساتھہ تعلق کی نوعیت قدیم بھی بدستور محفوظ ہے -

اسوقت تک انکے پاس زمینیں معافی کی ہیں جنکا کوئی لگان نہیں دینا پڑتا اور اس معافی کے معاوضہ میں وہ حکومت کی فوجی خدمت کیا کرتے ہیں - انکے لیے فوجی خدمت لازمی ہے - ہر ۱۸ سال کے لڑکے کو فوج میں داخل ہو جانا چاہیے - مدت خدمت ۲۰ سال ہے -

(باقی آیندہ)

سب سے بڑے دشمن ہوجاتے ہیں ' اور ہندوستان کي قانوني حکومت کي برکتوں میں اسکي اصلي آبادي کا کوئي حصہ تسلیم نہیں کرتے - انکے نزدیک دنیا کي کار فرما طاقت غضب اور غصہ ہے نہ کہ محبت اور انصاف ' اور حق و راستي کی حقیقت خود حق و راستي میں نہیں ہے جیسا کہ دنیا نے ہمیشہ سمجھا ' بلکہ جماعت کے نسلي و قومي امتیاز یا حاکم و محکومي کي تفریق میں جیسا کہ انہوں نے اپنا دستور العمل قرار دیا :

ولہم اعمال من دون ذالک ہم لہا عاملون !

افسوس کہ وہ مسیح کے قول کي یکسر تغلیط و تکفیر ہیں جو کہتا ہے کہ " تو دوسروں کے ساتھہ وهی کر جو تو چاهتا ہے کہ وہ تیرے ساتھہ کریں " (متي ۷ : ۱۲)

اس گروہ کے بے پردہ نظارے کیلیے سب سے زیادہ مکمل منظر یہي مضمون ہے جو جنگ یورپ کے متعلق ہر اس بیان اور راے کو " جرمنزم " کا خطرناک جرم سمجھتا ہے ' جو خود اسکے لیے اور ہر انگریز اخبار نویس کیلیے بالکل بے خطر بلکہ ایک قابل ستایش " سلافي عبادت " ہے ! فانظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا ' فلا یستطیعون سبیلا !

با ایں ہمہ ہم ایسے تعجب کرنے والونکو بتلا سکتے ہیں کہ وہ اپنے تئیں تعجب اور تحیر کی کرب و شدائد میں بے فائدہ ہلاک نہ کریں ' اور اپنے دماغ کو تسلي دیں کہ دنیا میں کبھي کبھي تعجب انگیز اور خلاف توقع واقعات بھي ہوا کرتے ہیں ' اور انسان کو صرف اپني آرزوں ہي کا عادي نہ رہنا چاهیے - وہ خدا جو سچ کو دوست رکھتا اور راست بازوں کا ہمیشہ سے حامي ہے ' اور جسکي محیط و لا زوال طاقتوں کا اعتراف اب اُن مہذب انسانوں کو بھي غالباً گوارا ہوگیا ہوگا جنکي مادہ پرستي کے گھمنڈ کو موجودہ جنگ کے انقلاب انگیز ظہور نے شکست دي ہے ' یقیناً اسکي بھي طاقت رکھتا ہے کہ جب تک وہ چاہے اور ضرورت دیکھے ' اپني راست بازي کو انساني ادعا و عزائم کي لائي ہوئي مصیبتوں سے بے پروا رکھے - اس نے اپني اس طاقت کے بڑے اور چھوٹے ہر طرح کے مظاہر دکھلاے ہیں ' اور الحمد للہ کہ ہم ایسا اعتقاد رکھنے کی سب سے زیادہ قوي فطرۃ اپنے اندر رکھتے ہیں ' کیونکہ ہمیں تعلیم دي گئي ہے کہ :

ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا ' و مایمسک فلا مرسل لہ من بعدہ ' و ہو العزیز الحکیم (۳۵ : ۲)

جس رحمت کا دروازہ خدا اپنے بندوں پر کھولدے ' اسے کوئي بند نہیں کرسکتا ' اور اگر وہ بند کردے تو کوئي نہیں جو اسے کھول سکے - وہ سب سے زیادہ طاقتور ہے ' اور اسکے کام حکمت سے خالي نہیں !

(الہلال کا طلسم)

اسکے بعد ہوشیار مضمون نگار نے ساري کوشش اس میں صرف کي ہے کہ الہلال کے مسئلہ کو گورنمنٹ کے لیے ایک " پر اسرار طلسم " ثابت کرے جسکے چاروں طرف کنایہ آمیز اسلوب ' مخفي استہزاء ' اور پوشیدہ اشارات کي آہنی دیواریں کھڑي کردي گئي ہیں ' اور جن کو آج تک گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ بنگال کے آزمودہ اسلحۂ احتساب و نگراني مسخر نہ کرسکے ' مگر انکو فتح کرنے کي تاریخي عظمت سب سے پہلے " پاینیر اعظم " کے افتتاحیہ نگار قلم کو حاصل ہوئي ہے !

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود !

في الحقیقت یہ معاملہ نہایت عجیب ہے ' اور اس شاندار بڑائي کو جس کي ہمارے سامنے اس بے تکلفي کے ساتھہ نمایش کي گئي ہے ' اگر غارت نہ کیا جاے تو ایک عمدہ دلچسپي کي کہاني موجودہ جنگ کے ضمن میں باقي رہجائیگي - بلجیم کے قلعوں کے استحکام پر تمام دنیا کو اعتماد تھا اور خود شاہ بلجیم انٹورپ کي مضبوطي پر اس قدر مطمئن تھا کہ اس نے دشمن کو ایک طرح کا چیلنج دیدیا تھا - با ایں ہمہ فن جنگ کي جدید ترین ایجادات اسقدر خوفناک ہیں کہ تھوڑے ہي عرصہ کے بعد انہیں مجبور ہوجانا پڑا ' اور آخر تک مقاومت نہ کرسکے -

جس عہد تسخیر و سقوط میں یہ حال اُن استحکامات کا ہو جنھیں اپني نسبت ادعا تھا ' تو یہ بالکل ظاہر ہے کہ الہلال کے مزعومہ " طلسم " کے متعلق کیا امید کي جاسکتي تھي جس نے آجتک اپنے استحکامات کے متعلق کوئي دعوا نہیں کیا ' اور جو ابتدا سے بالکل " اوپن پورٹ " ہے ؟ باوجود اس اختلاف حالت کے وہ کامل تین ماہ تک مسخر نہ ہوسکا - اگر في الحقیقت ایسا ہي ہو تو یہ بلا شبہہ بڑي ہي عجیب بات ہے ' اور فاتح اور مفتوح دونوں کو اسکے فخر و ناز میں مساویانہ حصہ دینا چاہیے !

لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ قلم کا یہ مدعي فاتح اپني فتوحات کو کیونکر قائم رکھہ سکیگا جبکہ دنیا کو معلوم ہوگا کہ الہلال کے جس پر اسرار " پرو جرمنزم " کے افشاء کا اسے دعوا ہے ' وہ کبھي بھي راز نہ تھا - اور اگر راز تھا تو ایک ایسا عجیب راز جسکے ایک ایک گوشے اور ایک ایک چپے کے متعلق گورنمنٹ کے تمام صیغہ ہاے احتساب اپنے گھر کي طرح واقفیت رکھتے ہیں ' اور زیادہ سے زیادہ خرچ و اہتمام کے ساتھہ ایک سرکاري انتظام جو انڈیا میں ہو سکتا ہے ' اسکے لیے کیا جاچکا ہے !

(مقام اشاعت)

الہلال کے مقام اشاعت کو بھي مضمون نگار ایک پیشتر سے قرار دي ہوئي تدبیر قرار دیتا ہے ' اور اسطرح گویا اپني اس حسرت کو ضبط نہیں کرسکا ہے کہ کاش الہلال " الہ آباد " یا " نیني تال " سے شائع ہوتا ! لیجعل اللہ ذالک حسرۃ في قلوبہم ! - لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ دو چیزوں میں سے کسي ایک بہتر چیز کا انتخاب کیوں جرم سمجھا جاے ؟ ہم بغیر کسي تامل کے اعتراف کرنے کیلیے طیار ہیں کہ الحمد للہ ' ہمارا قیام ابتدا سے کلکتہ میں رہا ' اور اسلیے ہم نے کلکتہ ہي سے الہلال جاري کیا - پنجاب اور " مشہور " یو پي کي سرزمین کي جگہ ہم ایک ایسي گورنمنٹ کے زیر حکومت رہنے کیلیے یقیناً قدرتي اسباب کے ممنون ہیں جو ہندوستان بھر میں سب سے زیادہ آزادي پسند ' قانون دوست ' عاقبت اندیش ' اور فرضي خطروں سے زیادہ مخوف رہنے والي نہیں ہے ' اور ہم سمجھتے ہیں کہ غالباً گورنمنٹ بنگال کے متعلق ایسي راے رکھنا پاینیر کے نزدیک بھي " پرو جرمنزم " کے اعمال میں داخل نہوگا !

ہمارا ایسا یقین واقعات پر مبني ہے اور اسکے لیے بہت ہي قریبي مثال ہم نے یاد رکھي ہے - ہم خوش ہیں کہ ہمارا موجودہ وطن بنگال ہے جہاں " لشکر پور " کي مساجد کا واقعہ پیش آیا ' نہ کہ صوبجات متحدہ جو مسجد " کانپور " کے افسوسناک حادثہ کیلیے ہمیشہ یادگار رہیگا - ہز ایکسلنسي لارڈ کارمائیکل کي گورنمنٹ کے سامنے " لشکر پور " کا معاملہ ٹھیک ٹھیک اسي طرح پیش آیا تھا جسطرح ہز آنر سر جیمس مسٹن کي گورنمنٹ کے سامنے مچھلي بازار کانپور کا واقعہ ' لیکن صرف اسي ایک واقعہ سے دونوں گورنمنٹوں کے اصول حکومت کا فرق سمجھا جا سکتا ہے کہ جبکہ مسلمانان کانپور کي حادثہ سے پہلے تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں تو کلکتہ کے مسلمانوں کي صرف ایک عرضداشت پر اسکا دانشمند حاکم آمادۂ کار ہوگیا ' اور اس نے بہ نفس خود موقعہ پر پہونچکر تمام خطروں اور خدشوں سے لشکر پور کي سرزمین پاک کردي :

بزید سلیم و الا عز ابن حاتم !

صرف پنجاه ساله اعتماد و امن کی غارتگري پر قانع هے' اور کهتا هے که جرمن اولوالعزميوں کي بهوک کيليے هندوستان ميں اتني غذا بهي بس کرتي هے !

ليکن اس عهد عجائب کي عجيب عجيب باتوں ميں سے ايک تعجب انگيز واقعه يه بهي هے که جرمن لٹلق کے اس هندوستاني مرکز کو حال ميں ايک دوسرے " جرمنزم " کي بهي خبر ملي هے جو اسکے خيال کے مطابق کلکته ميں موجود هے' اور ۲ - نومبر کے ليڈنگ آرٹيکل ميں اسپر روشني ڈالي گئی هے - اس مضمون کي سب سے زياده سنجيده ظرافت يه هے که اسميں اول سے ليکر آخر تک " جرمنزم " کا ذکر اسطرح غيرونکي طرح کيا گيا هے گويا مفسدانه اقدام کي اس خونناک نسل سے خود اسکا کوئي رشته نهيں' اور وه بالکل ايک اجنبي اور غير آدمي کي طرح " جرمنزم " کا لفظ زبان سے نکال رها هے ! اور پهر اس سے بهي بڑهکر لطيفه يه هے که اپنے اس صريح مذاق پر پورے مضمون ميں کهيں بهي نهيں مسکراتا !

(پايونير اور الهلال)

همارا اشاره " پايونير " کے اس ليڈنگ آرٹيکل کي طرف هے جو ۲ - نومبر کي اشاعت ميں نکلا هے' اور جسکا عنوان " پرو جرمنزم کلکته ميں " هے - يه مضمون غير معمولي انتظام اور مخصوص کوشش کے ساتهه ترتيب ديا گيا هے' اور " الهلال " کي روش کو جنگ يورپ کے متعلق " پرو جرمن " قرار دينے کيليے وه پوري قوت صرف کردي هے' جو تمام هندوستان کو بغاوت آباد اور تمام هندوستاني فوج کو نامعلوم باغيانه جرائيم سے آلوده ثابت کرنے ميں پہلے صرف کي گئي تهی - جو بے باک شرارت هندوستان کے تين سو ملين انسانوں پر سب سے زياده نازک اور سب سے زياده مخدوش عهد ميں حمله کرسکتی هے' اسکي نسبت يه خيال کرنا محض فضول هوگا که هندوستان کے ايک فرد پر حمله کرنے کيليے اس نے اپنے اسلحه کو کيوں حرکت دي ؟ اگر ايسا خيال کيا جاے تو يه بالکل ايسي بات هوگي' جيسے لوويں کا کوئي مسکين پروفيسر اپني خانه ويراني کي شکايت ليکر " قيصر " کے پاس جاے حالانکه وه جانتا هے که قيصر تمام يورپ کے امن کو غارت کر رها هے !

پس نه تو اس حمله آورانه اقدام ميں همارے ليے کوئي تعجب هے اور نه هي وه چندان لائق التفات هے - هم نے آجتک الهلال کي تحريک ديني کے بڑے بڑے مخالفانه عزم اور معاندانه سعي کے ساتهه جس غير منقطع بے اعتنائي کا سلوک کيا هے' کوئي خاص وجه نه تهي که اس سے " پايونير " کے اوراق کو بلند تر جگه دي جاتي اور الهلال کے صفحوں پر اسکا تذکره کيا جاتا - ليکن چونکه اس مضمون ميں تعاند و ادعا کے ساتهه واقعات و استشهاد سے بهي کام لينے کي ايک ظاهر فريب کوشش کي گئي هے' اور غلط بياني و کذب سرائي کو بظاهر ذمه دارانه ادعا کے ساتهه ترکيب ديا گيا هے' اسليے هم مجبور هيں که آج اپنے چند صفحات کيليے تهوڑي سي بے رحمي گوارا کريں' اور صرف اس حد تک جواب ديديں جس حد تک اظهار حقيقت کيليے ناگزير هے - ليکن ساتهه هي اس حمله کے مقصد اور آرزو کے بارے ميں بالکل خاموش رهيں -

(تصنيف و مصنف)

سب سے پہلا سوال جو اس مضمون کے سلسلے ميں سامنے آتا هے وه اسکے مجهول مصنف کي شخصيت کا سوال هے -

اگر همارے ليے اس سے دلچسپي پيدا هو جانے کے وجوه موجود هوں تو هم اسے پايونير کے ايڈيٹوريل آفس هي ميں تلاش کريں يا کسي اس سے بلند تر مقام ميں ؟ اور کيا اس مضمون کو موجوده وقت نے بيدار کيا هے' يا کسي گذشته وقت کے انتقام نے جسکے ليے يه وقت سب سے زياده موزوں هے ؟

يه سوال نهايت دلچسپ تها' ليکن هم بمصلحت اسے نظر انداز کرديںگے - کيونکه اسکا حل موجوده حالات ميں نهيں ملسکتا - اسکے ليے ضروري هوگا که ايک سال پيشتر کے بعض پرشور واقعات کي تاريخ کو جو صوبجات متحده ميں ظاهر هوکر تمام مسلمانان هند سے متعلق هوے سامنے لايا جاے - مگر هم ايسا نهيں کرينگے - کيونکه انسان کے جذبات رديه کا تذکره کوئي خوش آينده بيان نهيں هے جسے زياده نماياں کيا جاے' اور کينه و انتقام کے چهرے کو حسين نهيں سمجها جاسکتا جسکے چهرے پر نقاب کا رهنا همارے اندر ولوله پيدا کرے !

(الحق يعلو ولا يعلى)

مضمون نگار کو اسپر بهت هی اذيت بخش تعجب هے که جنگ يورپ پر تين ماه سے زياده مدت گذر چکي هے اور اس تمام عرصے ميں الهــلال کي روش برابر " پــرو جــرمن رهي - با ايں همه ابتک اسپر کوئي مصيبت نهيں آئي هے - درميان ميں ايک موقعه ايسا يقين کرکے خوش هونے کا اسے هاتهه آيا بهي تو اس کي عمر ايک هفته سے زياده ثابت نه هوئي اور الهلال پهر بدستور شائع هوگيا - چنانچه وه اپني حالت کو کسي مجهول الحال جماعت کي طرف منسوب کرکے لکهتا هے :

" آغاز جنگ سے الهلال کي روش' ايسے حيرت انگيز طور پر پرو جرمن رهي هے که جو لوگ اخبارات پڑهتے رهتے هيں' انکے ليے يه امر تعجب انگيز هے که اب تک گورنمنٹ اسکی تحريروں کو کس طرح برداشت کرتي رهي هے "

هم مضمون نگار کي اس راست بياني کے شکر گذار هيں که کم از کم اس نے اپنے مضمون کي ابتدا ايک سچي بات سے کي' گو اسے سچ پر ختم نه کرسکا - يه بالکل سچ هے که اسکے ليے اور اسکے هم مشرب اشخاص کيليے دنيا ميں اس سے بڑهکر کوئي عجيب بات نهيں هو سکتي که هندوستان ميں ايک هندوستاني قلم و زبان بغير کسي مصيبت کو جلد تر ديکهے هوے اپنے بے لاگ کاموں ميں مشغول رهے' اور جس طرح آزادي کے ساتهه اينگلو انڈين اخبارات شائع هوتے رهتے هيں اسي طرح تين ماه تک ايک هندوستاني رساله بهي شائع هوتا رهے - بلکه في الحقيقت تين ماه کي مدت بهي بهت هے - اگر وه کهتا که اسکے خيال ميں امن اور بے فکري کي ايک سانس بهي الهـلال کے ليے تعجب انگيز هے' تو جو دماغ اسے ملا هے اور جن جذبات سے وه چهلک گيا هے' انکے لحاظ سے ايسا سمجهنا بالکل درست هوتا -

بلا شبه يه تعجب انگيز هے - مگر اسليے نهيں که جرم کو مهلت ملتي هے' کيونکه جرم کو تو بهر حال مهلت نهيں ملني چاهيے - البته اسليے که بدقسمتي سے کچهه لوگ ايسے موجود هيں جنکے خيال ميں وجود و قيام هي جرم هے' اور نيز اسليے که واسطي کيليے مهلت نهيں -

اور اسليے بهي نهيں که هندوستان ميں برٹش گورنمنٹ قائم هے اور وه تمام گورنمنٹوں کي طرح عدالت کي عمارتيں رکهتي اور سزاؤں کيليے پينل کوڈ هے' کيونکه وه ايک کانسٹي ٹيوشنل گورنمنٹ هے اور ابتک همارا يه يقين غير مجروح هے که اسے قانون اور حق سے کبهي بهي انکار نه هوا' مگر اسليے که بد بختانه ملک ميں ايسے مغرور اور صرف " طاقت " اور " حکومت " کو اصل کائنات سمجهنے والے لوگ موجود هيں جو بسا اوقات خود هي اپنے فوائد کے

يقين تها اور نه اطمينان - بلكه ايک كهلا قياس جسكا اثر " ترجمه كے بعد " بهي قائم رهسكتا هے' اور جو تقريباً انگلستان اور هندوستان كے هر اخبار ميں ظاهر كيا گيا هے -

(ايمـــڈن)

اسكے بعد وه ان سب سے بهي خوفناک تر " جرمنزم " كي پبلک كو خبر ديتا هے' اور بطور ايک تسليم شده اور غير محتاج تشريح جرم كے ظاهر كرتا هے كه " ايمڈن جهاز كي كاميابيوں سے ايک وسيع سرمايه طيار كيا گيا "

جرم كي يه دفعه بظاهر مختصر اور مبهم چهوڑدي گئي هے اور اسكے حصے ميں ايک سطر سے زياده قوت نهيں آئي - ابتدا ميں خيال هوتا هے كه يه محض اختصار بيان هے' يا مضمون نويس كا فياضانه تسامح كه وه الهلال كے " پرو جرمنزم " رازوں كو زياده افشاء كرنے كا شائق نهيں - ليكن في الحقيقت نه تو يه اس قلم كي اختصار پسندي هے جو باريک ٹائپ كے دو بڑے كالم سياه كرسكتا هے' اور نه هي كوئي " غير جرمن " قسم كا " تسامح " جيسا كه اسكے خيال ميں گورنمنٹ هند الهـــلال كے ساتهه كر رهي هے - دراصل يه ايک نهايت اعلى درجه كي حمله آورانه چالاكي هے جسكے چند لفظوں كے اندر ايک بهت بڑا سرمايۂ خدع و فريب پوشيده ركها گيا هے -

اول تو وه " ايمڈن " كے متعلق الهـلال كى روش كو اسطرح سرسري طور پر بيان كرتا هے گويا يه ايک بهت هي واضح اور كهلي بات هے اور اسكے ليے مزيد بيان كي ضرورت نهيں - پهر " ايمڈن كي كاميابيوں " اور " وسيع سرمايه " كے الفاظ لكهكر بالكل خاموش هو جاتا هے اور كوئي ثبوت پيش نهيں كرتا - اس سے اسكا واضح قصد يه هے كه پڑهنے والے كے ذهن ميں " كاميابيوں " اور " وسيع سرمايه " سے يه خيال پيدا كراے كه الهلال ميں ايمڈن كے تاخت و تاراج كے واقعات كے متعلق بے شمار مضامين نكلے هونگے' اور ان ميں نهايت هي مبالغه اور اغراق كے ساتهه اسكي " كاميابيوں " كو (جسكے ليے وه خود بهي كاميابي كے سوا اور كوئي لفظ لانا پسند نهيں كرتا) چمكايا هوگا - اور چونكه اسے اچهي طرح معلوم هے كه اصليت كيا هے ' اسليے اسكا زياده تذكره نهيں كرتا اور بالكل مبهم و غير معين الفاظ بول كر چپ هو جاتا هے - كيونكه وه جانتا هے كه ايسا كرنے سے غلط فهميوں كے پيدا كرنے كا شريفانه مقصد حاصل نه هوگا !

يه هے وه ايک نيم رسمي اور معزز اخبار كي ذمه داري' اور يه هے وه ديانت بيان و صدق روايت جسكو اپنے ساتهه ليكر پايونير كلكته كے " پرو جرمنزم " كي تلاش ميں نكلا هے ؟ فويل لهم مما كتبت ايديهم ' و ويل لهم مما يكسبون !

اسٹيٹسمين نے كالم كے كالم ايمڈن كے متعلق صرف كيے اور اسكى شرافتوں كي بارها داد دي - حتى كه يهاں تک لكهديا كه " اگر وه دشمن نهوتا تو هم اسكے ليے دعا كرتے " وه گورنمنٹ هند پر ايک ايسے سخت لهجے ميں جو موجوده عهد كے ليے كسي طرح موزوں نهيں هو سكتا اعتراض كرتا رها كه اسكي غفلت ايمڈن كے تاخت و تاراج كي اصلي ذمه دار هے - لاهور كا سول اينڈ مليٹري ايمڈن كو " سمندر كے عقاب " كا لقب ديتا هے' اور كهتا هے كه اسكا نشانه نكاه بے پناه هے - پهر وه ايمڈن كے كپتان كي بهادري كا علانيه گيت بهي گاتا هے كه وه Resolute and Pluck (بلند همت اور صاحب ثبات و استقامت) هے - اسي طرح ٹائمس اف انڈيا' امپائر' ڈيلي نيوز' اور انگلشمين' هرروز اپنے بے شمار بڑے بڑے كالم اسكے عجائب و غرائب اور خوارق و معجزات كے بيان كرنے ميں خرچ كرتے رهے هيں' اور اسقدر اسكي عظمت كا سامان فراهم هوگيا هے كه اگر كوئي اصلي " پرو جرمن " دفتر كلكته ميں موجود هوتا اور وه اس تمام سرمايه كو اقتباس و ترجمه كے بعد شائع كرتا تو نهيں معلوم' هندوستان كي افواه پسند اور عام پبلک كا خوف و دهشت كس درجه خطرناک هو جاتا ؟

الهـــلال نے اس قسم كي كوئي بات بهي نقل نهيں كي - وه پبلک كو هميشه اطمينان اور سكون كي نصيحت كرتا رها - يه بڑي سے بڑي خدمت هے جو ايک پريس اسوقت ملک كي كرسكتا هے - پهر كيا پايونير بتلا سكتا هے كه ايمڈن كا " وسيع سرمايه " الهـلال نے فراهم كيا' يا خود اس نے اور اسكے اخوان طريقت نے ؟ اور كيا وه چاهتا هے كه خود اسي كي صرف ايک هفته كي اشاعتوں سے وه سرمايه هم جمع كركے شائع كرديں' جو " ايمڈن كي كاميابيوں " كے متعلق اس نے فراهم كيا هے ؟

(تنكا اور شهتيـر)

سب سے زياده دلچسپ بات يه هے كه وه " روسي فتوحات " كے متعلق بهي الهلال كا ذكر كرتا هے اور يه بالكل بهول جاتا هے كه اس بارے ميں خود اسكا " پرو جرمنزم " برلينز ٹيجي ليٹ " سے بهي زياده خطرناک رها هے - وه كهتا هے كه الهـلال نے " روسي فتوحات كو كم كركے دكهلايا " - ممكن هے كه ايسا هي هو' تاهم ابتک اس نے پيٹرو گريڈ كے اعلانات كي اسقدر تذليل و تحقير تو نهيں كى هوگي جسقدر خود " پايونير " برابر كرتا رها هے - اسكو چاهيے تها كه اس مضمون كي اشاعت سے پہلے اپني فائل پر ايک نظر ڈال ليتا - گذشته ايک ماه كے اندر يه كس نے كها هے كه روسى اعلانات دنيا سے مزاح كررهے هيں اور انكي بيان كرده فتوحات نا ممكن الاعتبـار هيں ؟ وه كون تها جس نے اسٹرين قيديوں كي تعداد كا ميزان نكالا تها اور كها تها كه اسكے معني اسكے سوا كچهه نهيں هو سكتے كه اسٹريا كا خاتمه هوگيا هے حالانكه خاتمه نهيں هوا ؟ پهر شايد وه اخبار بهي الهلال نهيں بلكه خود پايونير هي تها جس نے فرانس كے ميدانوں ميں ۸۰ هزار جرمن لاشوں كي خبر پر اپني شرمندگي كو غصه كي شكل ميں ظاهر كيا تها' اور جهنجهلا كر پوچها تها كه " ۸۰ هزار لاشيں كيونكر شمار كي گئيں ؟ " كيا يه سب كچهه دنيا كے اس عظيم الشان اخلاقي واعظ كے قول كي ايک نئي تصديق نهيں هے جس نے اپنے پيروں سے كها تها كه " تو جو اپنے بهائي كی آنكهه كے تنكے كو ديكهتا هے' اپني آنكهه كے شهتير پر كيوں خيال نهيں كرتا ؟ اے رياكار ! تو پہلے اپنى آنكهه سے شهتير نكال ؟ " (متي ۷ : ۵)

بهر حال هم كهاں تک ايک صريح خيره بياني پر صرف وقت و دماغ كريں ؟ اسكا هر بيان تحريف بياني اور غلط سرائي ميں اپنى قسم كى كامل مثال هے اور اسكے ليے بحث و رد بالكل لا حاصل هے -

(مسئلۂ تصاوير)

مضمون نگار نے الهلال كي اشاعت داده تصويروں كو بهى اسكے فرضي پرو جرمنيزم كے ثبوت ميں پيش كيا هے' اور لكها هے كه زياده تر جرمن طاقت كو نماياں كرنے والي تصويريں شائع كي گئي هيں : هم حيران هيں كه اس شخص كے متعلق كيا كهيں جو ايک با وقعت اخبار كے صفحات پر صدق روايت كي ذمه داريوں كو محسوس نهيں كرتا اور صريح واقعه كے خلاف قلم اٹهاتا هے ؟ شايد هي دنيا ميں كوئي غلط بياني اس سے زياده ادعا كے ساتهه كي گئي هوگي جيسي كه يه هے - اول تو جرمن تصويروں كي اشاعت اگر پرو جرمنيزم هے تو يه ايک ايسا جرم هے جس ميں الهلال سے زياده گرافک' اسفير' لنڈن نيوز' دي وار' لنڈن ٹائمس ويكلي السٹريٹڈ' اور ٹائمس آف انڈيا كا زياده حصه ثابت هوگا جو

(ادعا و ثبوت)

اسکے بعد مضمون نگار نے الہلال کي کسي گذشتہ اشاعت کا حوالہ دیا ہے جسمیں بقول اسکے ظاہر کیا گیا تھا کہ " اٹلي کي قاطرفداري اس کارروائي کا بدلہ ہے جو انگلستان نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کي تھي "

ہمارے سامنے الہلال کي فائل موجود ہے - ہمیں یہ جملہ کہیں نہیں ملتا کہ " انگلستان نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے جو کارروائي کي تھي " البتہ یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے اٹلي کي غیر طرفداري کے اسباب پر بحث کي تھي ' اور ہر شخص کے لیے آغاز جنگ کے وقت یہ ایک قدرتي سوال تھا کہ با وجود جرمني اور اسٹریا سے متحد ہونے کے اٹلي نے کیوں اس موقعہ پر علحدگي اختیار کي ؟ بلا شبہ اسکے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ اسکا بڑا سبب وہ واقعات ہیں جو جنگ طرابلس کے وقت پیش آئے - لیکن اگر ایسا لکھنا " جرمنیت " ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ " پایونیر " اس وقت کیا کہیگا جب اُسے معلوم ہوگا کہ اس جرم کا اصلي سر چشمہ ایک انگریز مصنف مسٹر فرنسیس میکالا ہے جسنے اپني کتاب " اٹلیز وار " کے تیسرے باب صفحہ (۴۸) میں حرف بحرف یہي لکھا ہے ' اور الہلال یقیناً ان معلومات سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے جو اُسے کتب فروشوں کے دکان سے ملسکتي ہیں -

اسکے بعد مضمون نگار نے بہت سے دعوے جلد جلد جمع کردیے ہیں اور چونکہ انکے ثبوت میں کوئي اقتباس پیش نہیں کیا ہے اسلیے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ " پایونیر " کے لیڈنگ آرٹیکل میں دعوا کر دینے کو بھي بمنزلۂ دلیل و برہان کے سمجھتا ہے - مثلاً وہ لکھتا ہے کہ جرمن پیش قدمي کي مقاومت پر مذاح کا سیلاب بہایا گیا - سقوط پیرس کو قطعي اور یقیني ظاہر کیا گیا - جرمن مراجعت کي تاویل کي گئي ' اور اُسے بالکل پیرس سے قریب بتلایا گیا - وغیرہ وغیرہ -

چونکہ یہ محض ادعاء ہے ' اسلیے اسکے جواب میں ہم وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے - ادعاء محض کے لیے انکار محض ہر طرح کافي جواب ہے - لیکن " پایونیر " کے مضمون نگار کے پاس جب ایسے لوگ موجود تھے جو انکے لیے الہلال کے " پر اسرار " مضامین کا ترجمہ کردیسکتے ہیں (باوجود اسکے کہ " ترجمہ کے بعد انکا اثر ضائع ہوجاتا ہے یا کارگر نہیں ہوتا ") تو اسکے لیے کیا مشکل تھا کہ وہ تھوڑي سي زحمت اپنے حاشیہ نشینوں کو اور دیتا اور الہلال کے " سیلاب مذاح " میں سے چند قطرے ہي پیش کر دیتا - مگر اس نے ایسا نہیں کیا ' اور اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ گو وہ الہلال کے ہر مضمون سے واقف ہے مگر دوسروں کو واقف کرنا پسند نہیں کرتا ' اور اس پورے تین مہینے کي مدت میں صرف ایک ہي اشاعت کے معروف اور غیر مربوط اقتباس پیش کرنے کے لیے مجبور رہے -

وہ تمام اشخاص جو الہلال کو جنگ کے بعد سے پڑھتے رہے ہیں مضمون نگار کے ان دعوؤں کي راستي کا اندازہ کرسکینگے جو اس قدر وثوق کے ساتھہ کیے گئے ہیں - جس وقت جرمني کي فوجیں پیرس سے روز بروز قریب تر ہو رہي تھیں ' حتی کہ محاصرہ کا خوف اسدرجہ یقیني ہوگیا تھا کہ گورنمنٹ فرانس مع سترہ لاکھہ آبادي کے پیرس چھوڑ چکي تھي - اسوقت شاید " پایونیر " کے دفتر میں ان تمام واقعات کا مطلب بالکل برعکس سمجھا جاتا ہو ' ورنہ الہلال نے تو اس سے زیادہ بالکل نہیں سمجھا جو تمام دنیا سمجھہ رہي تھي - بلا شبہ ہم نے جرمني کے پیرس کے قریب آنے کا مطلب یہي قرار دیا کہ وہ قریب آرہي ہے - اور ہم سمجھتے ہیں نہ بلجیم کي سرحد سے نکلکر جب انسان جنوب کي طرف بڑھے تو اسکے معني صرف بھي ہوسکتے ہیں کہ وہ جنوب کي طرف بڑھ رہا ہے - اگر پایونیر کے پاس خبروں کے دیکھنے کیلیے کوئي ایسا آئینہ موجود تھا جسمیں ہر چیز الٹي نظر آتي ہے اور جرمني کے کولومیرس اور ناپ تیول تک آ جانے کا مطلب وہ یہ سمجھتا تھا کہ پیرس سے روز بروز اسکے دشمن دور ہوتے جاتے ہیں ' تو تعجب ہے کہ ایسي نادر و بیش قیمت تشریح کو اسکي عین ضرورت کے وقت کلکتہ کے " پروجرمنزم " کي طرح کیوں پوشیدہ رکھا گیا ' اور کیوں فوراً شائع نہ کیا گیا کہ سب سے پہلے الہلال کے صفحوں پر اسے جگہ دي جاتي ؟

ہمیں حیرت ہے کہ یہ مضمون اسلیے لکھا گیا ہے کہ لوگوں کو تعجب ہو ' یا اسلیے کہ الہـــلال کي نسبت انکا تعجب دور ہو ؟ کیا ممکن ہے کہ ایک ذي ہوش انسان کسي شخص کو صرف اس بنا پر " پروجرمن " قرار دینے کي جرأت کرے کہ اس نے ۹ - ستمبر سے ۳۱ اگست تک کے اخبار میں " محاصرۂ پیرس " کا خیال کیوں ظاہر کیا جبکہ نہ صرف تمام دنیا بلکہ خود پیرس بھي اپنے محاصرہ کا انتظار کر رہا تھا ؟

البتہ یہ صریح غلط ہے کہ الہلال میں " محاصرہ " کو " قطعي و یقیني " ظاہر کیا گیا - جس طرح واقعات کي بنا پر ہر شخص آثار و علائم کو قیاسات کے ساتھہ ترتیب دیتا تھا ' اسي طرح الہلال میں بھي ہمیشہ امکان اور ظن و علائم کے کھلے کھلے اور غیر مشتبہ لفظوں میں واقعات پر نظر ڈالي گئي - حتی کہ جو لیڈنگ آرٹیکل ۹ ستمبر کے الہلال میں " یوم التغابن " کے عنوان سے نکلا ہے ' اسکے آخر میں قرآن کریم کي آیۂ مقدسہ کا اقتباس کر کے ایک طرح کي پیشین گوئي کي گئي تھي کہ عجب نہیں جو جرمني آگے بڑھکر پھر واپس ہوجاے - چنانچہ لکھا تھا کہ " انہ علی رجعہ لقادر " (اللہ اسپر بھي قادر ہے کہ اسے الٹے پانوں پھرادے) چنانچہ ایسا ہي ہوا -

رہا جرمن مراجعت کي تاویل اور اسے ایک " جنگي مصلحت " قرار دینا ' تو ہم نہیں سمجھتے کہ اس عجیب الحواس دماغ کیلیے کیا کریں جو ایک کو مجرم بنانے کي ہوس میں تمام دنیا کو مجرم بنانے کي بلکہ خود اپنے تئیں مجرم کہنے کي کوشش کا مریض ہے ؟ پایونیر کو چاہیے کہ وہ اس خطرناک رویہ سے جلد باز آ جاے - کیونکہ اسکے تمام پھینکے ہوے پتھر " جرمن پیشقدمي " کي طرح سامنے نہیں بلکہ عقب کي طرف جا رہے ہیں !

وہ جرمن مراجعت کے مصالح پر بحث کرنے کو " پروجرمنزم " کا ایک ثبوت قرار دیتا ہے ' مگر یہ کیسا عجیب " پروجرمنزم " ہے جسکا تمام مواد حرف بحرف برٹش پریس بیورا اور سنسر کي منظور کردہ انگلش میل نے تقسیم کیا ' اور تقریباً ہر انسان نے جو دماغ رکھتا تھا ' اسمیں یکساں حصہ لیا ؟

ہم نے اس مضمون کے آخر میں لنڈن ٹائمس ' مورننگ پوسٹ ' ڈیلي کرانیکل ' ٹروتھہ ' گلوب ' اسٹیٹسمین ' ٹائمس اف انڈیا ' ڈیلي نیوز ' سول اینڈ ملیٹري ' اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے " پایونیر " کے اقتباسات جمع کردیے ہیں جن میں " پروجرمنزم " کي تقریباً ہر طرح کي کم اور زیادہ خوفناک شاخیں نظر آئینگي - اور پبلک اندازہ کرسکے گي کہ یہ پتھر جو پایونیر نے اٹھایا ہے ' اسکا اصلي مستحق کسکا سر ہے ؟

(دو عنصر)

اس مضمون کي ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ صرف دو عنصروں ہي سے مرکب ہے - یا تو اسمیں کذب ہے یا پھر راستي کذب آمیز - یعني یا تو وہ سچ نہیں بولتا - یا بولتا ہے تو جھوٹ کو بھي فراموش نہیں کرتا - یہ سچ ہے کہ جرمن مراجعت کي نسبت یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ وہ شاید ایک جنگي مصلحت ہے - لیکن نہ تو اسمیں

الطامة الکبریٰ
ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس

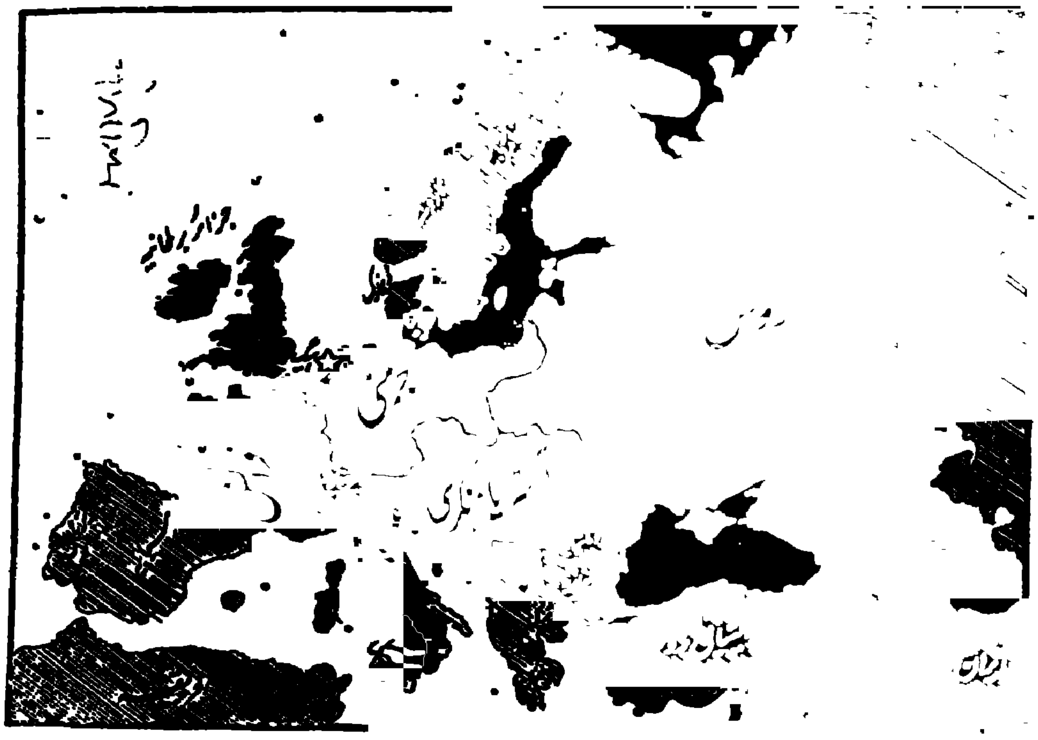

جنگ یورپ کي ظلمت فساد و بقیۂ امن کا یہ نقشہ ہے جسے ریویو آف ریویوز لنڈن نے شائع کیا ہے - جسقدر حصہ سیاہ ہے جنگ کي تاریکي اسپر مسلط ہوچکي ہے ' اور جسقدر سفیدي باقی رہگئی ہے ' نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے دنوں کي مہماں ہے -
جس وقت یہ نقشہ ترتیب دیا گیا اس وقت تک پرتگال او ر ٹرکی کا حصہ جنگ میں شامل نہ تھا ' مگر اب
ان حصوں میں بھي سیاھي پھیلا دیجیے : و اللہ ولي الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور -
ایسا ھی ایک نقشہ امریکہ کے " دي - کرسچین ھیرلڈ " نے بھي چند ھفتے ھوے سرخ و سفید شائع کیا تھا -

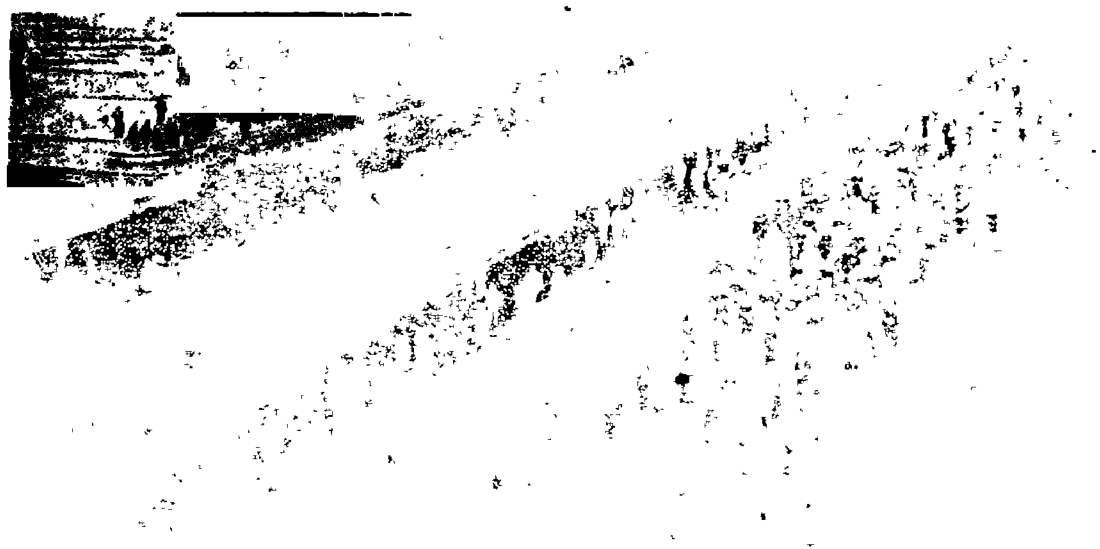

یہ تصویر امریکہ کے ایک اخبار " دي - کرسچین ھیرلڈ " سے نقل کي گئي ہے - اسمیں نیو یارک کے اس مظاھرہ کو دکھلایا گیا ہے جو پچھلے دنوں جنگ یورپ کے بر خلاف امریکی پبلک نے کیا تھا - لیکن اب یہ سب کچھ بے فائدہ ہے کیونکہ سورج ڈوب چکا اور تاریکي ناگزیر ہے !

اس وقت تک جرمنی کی بحری اور بری قوت کے بے شمار مناظر شائع کر چکے ہیں - اور علی الخصوص لنڈن ٹائمس اپنی " ہسٹری آف دی وار " میں ہر ہفتہ اس " جرمنیزم " کا مواد بکثرت تقسیم کرتا رہتا ہے - ثانیاً یہ بیان بھی انتہائی درجہ کا غلط ہے کہ " زیادہ تر جرمنی اقتدار کو نمایاں کرنے والی تصویریں الہلال میں شائع کی گئیں " - ہرچند اس مضمون کی ہر غلط بیانی اپنی قسم کی اعلیٰ غلط بیانی ہے' لیکن اس غلط بیانی تک تو کوئی غلط بیانی بھی نہیں پہنچ سکتی - الہلال میں ۱۹ - اگست سے جنگ کے متعلق تصویروں کی اشاعت شروع ہوئی ہے - اس وقت تک ۱۰۱ تصویریں نکل چکی ہیں' لیکن ان میں بمشکل ۷ تصویریں جرمنی کے متعلق ہونگی' اور وہ بھی اسکی فتوحات یا عظمت کے متعلق نہیں' بلکہ خود قیصر کی جو تمام شاہان جنگ کے سلسلے میں شائع ہوئی' یا ایک دو جہازوں کی' یا نہر کیل کی -

اسکے مقابلے میں ۹۴ تصویریں ہیں جو برطانیہ' فرانس' اور روس کے متعلق شائع ہوئی ہیں' اور علی الخصوص ان میں انگریزی افواج کے اجتماع' برٹش بیڑے کے عظیم الشان مناظر' ساحل ڈور میں جہازوں کی صفیں' اسپیت ہڈ میں بحری نمائش' مشہور برٹش ڈریڈ ناٹ' ڈسٹرائر' سب میرین' انکی ہولناک توپیں' سمندر میں عجیب و غریب حکمرانی' برطانیہ کی تاریخی فتوحات' اور بے شمار موثر مقامات و اشخاص اور افواج و اسلحہ کی تصویریں ضروری تشریح کے ساتھ دی گئی ہیں' اور یہ وہ کام ہے جو تمام ہندوستان میں تنہا اردو السٹریٹیڈ جرنل ہونے کی وجہ سے صرف الہلال ہی کرسکتا تھا اور اس نے بلا امید اعتراف کیا -

اگر اس مضمون کا لکھنے والا فی الحقیقت الہلال کو غور و نظر سے مطالعہ کرنے والا ہے جیسا کہ وہ اسکی اشاعت کے حوالے دیکر ظاہر کرتا ہے' تو یقیناً اس سے بھی اسے واقف ہونا چاہیے کہ آخری ہفتوں میں جبکہ ایمڈن کے تاخت و تاراج سے ہندوستان کی نا واقف پبلک پریشان ہو رہی تھی' تو صرف الہلال ہی تھا جس نے ہندوستان کی اندرونی فوجی استعداد کے مسلسل مناظر شائع کرکے پبلک کے اندر کس درجہ اطمینان اور اعتماد پیدا کردیا ؟ کیا اسنے وہ دس سے زیادہ تصویریں نہیں دیکھی ہیں جن میں میدان کلکتہ کی فوجی حرکت' ہزارہا والنٹیروں کی قواعد' توپخانوں کی مشق' اور جرمن اور اسٹرین جہازوں کی تصویریں جو قید کرلیے گئے ہیں' نمایاں کی گئی ہیں ؟ کیا یہ سب کچھ ایک پر اسرار جرمنیزم ہے جس کی نہ تو شملہ کو خبر ہے اور نہ دارجلنگ کو مگر پایونیر کے پرنٹینگ ہاوس کے اندر انکی نسبت کوئی مافوق الفطرۃ الہام ہو رہا ہے ؟

(بلجیم کی خوش قسمتی)

مضمون نگار نے ایک تصویر کا حوالہ دیا ہے جو ۱۷ اکتوبر کو الہلال میں نکلتی ہے اور جسمیں بلجیم کے متعلق " بد بخت " کا لفظ لکھا ہے - نیز قرآن کی ایک آیت لکھی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ انسان کی ساری مصیبتیں خود اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں - مگر ہم نہیں سمجھتے کہ ایسا لکھنے میں کونسی جرمنیت پوشیدہ ہے' جو اسقدر واضح ہے کہ اسے پایونیر نے بغیر تشریح کے چھوڑ دیا ہے ؟ آج دنیا میں کون ہے جسے بلجیم کی بدبختی پر جو اس بے دردی کے ساتھ تباہ کردیا گیا افسوس نہوگا' اور کیا جرمنی کا اس سے سلوک بد بختی نہیں بلکہ خوش قسمتی ہے ؟ اگر پایونیر کے پاس ایسے مددگار موجود ہیں جو قرآن کی آیتوں کا ترجمہ کرسکتے ہیں' تو یقیناً اسے مسلمانوں کے مذہبی اعتقاد کا بھی حال معلوم ہونا چاہیے - بلاشبہ ہم مسلمان اپنے خدا کو رحیم و عادل سمجھتے ہیں اور ہمارا عام قاعدہ ہے کہ ہر مصیبت کے وقت یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ ہوا اسکے خود ہم ہی ذمہ دار ہیں' خدا کبھی بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور مسلمانوں کی مذہبی تاریخ میں کوئی قصہ صلیب کے متعلق نہیں آیا ہے - پھر پایونیر ہم سے اس اعتقاد کے متعلق کیا چاہتا ہے ؟

اگر " پایونیر " برہم ہے کہ " بلجیم " کو " بدبخت " کیوں کہا گیا تو اسکا صرف یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ وہ اسے " خوش قسمت " سمجھتا ہے - اگر ایسا ہو تو یہ بڑی ہی تمسخر انگیز بات ہوگی' مگر ہم سمجھتے ہیں کہ جو شخص " جرمن پیش قدمی " کو " پیش قدمی " کے معنوں میں لینا جائز نہ سمجھتا ہو' جو محاصرۂ پیرس کے آثار کے تذکرہ کو بھی پسند نہ کرتا ہو حالانکہ تمام دنیا جسمیں وہ خود بھی شامل ہے محاصرہ کو بالکل قریب دیکھ رہی تھی' اور جو ایمڈن کی " کامیابیوں " کے بیان کو (با وجودیکہ وہ خود بھی اسے " کامیابیوں " کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے) الہلال کے صفحوں پر آنا خطرناک کہتا ہو حالانکہ انکی حقیقت سے منکر نہو' تو ایک ایسی صحافتی طوائف الملوکی (انارکی) کیلیے یہ کچھ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ عین اس وقت جبکہ بلجیم کی ساری ہستی فنا ہوگئی ہو' اسے " خوش قسمت " کے نام سے اپنے رائٹنگ ٹیبل پر پکارتا ہو -

(اسلحۂ جنگ کی آخری نمایش)

ان تمام مرحلوں کے طے کرلینے کے بعد اب مضمون نگار زیادہ مسلح ہوکر ہمارے سامنے آتا ہے اور ادعا و فریب کی جگہ پہلی مرتبہ " ثبوت " کا حربہ پکڑتا ہے - وہ ۷ - اکتوبر کے الہلال سے ایک لمبا چوڑا اقتباس ترجمہ کرتا ہے جو اسکے خیال میں کلکتہ کے " پرو جرمنزم " کے ثبوت کیلیے سب سے آخری قسم کی منزل ہے' اور جو اسقدر قوی ہے کہ اسکے پیش کرنے کے بعد اسکا کام بالکل پورا ہو جاتا ہے - چنانچہ جونہی یہ اقتباس ختم ہوجاتے ہیں' وہ اسطرح جلد ہم سے رخصت ہوجاتا ہے گویا اس نے اپنے مشن کو بالکل مکمل کردیا !

اسنے الہلال کے مضمون " سقوط انٹورپ " کے ترجمہ کرنے کی وہ عظیم الشان ادبی مہم سر کرنی چاہی ہے جسکی نسبت وہ پہلے کہہ چکا ہے کہ " ترجمہ کے بعد اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے " - غالباً اسکا مقصد اس سے یہ ہے کہ سرکاری ترجمہ کے دفتروں کے سامنے ایک نمونہ ایسے ترجمہ کا پیش کیا جاے جسمیں ترجمہ کے بعد اصل خطرہ ضائع نہ ہو بلکہ اور زیادہ ہیبت ناک و خطرناک ہو جاے !

یہ مضمون کا وہ حصہ ہے جسمیں انٹورپ کے آخری واقعات مختصراً درج کیے گئے ہیں اور تمام دنیا کی طرح تعجب کیا گیا ہے کہ اسقدر مستحکم مقام کیونکر ساقط ہوگیا - نیز جرمنی کی نئی توپوں کا تذکرہ کیا ہے' جنکی نسبت ہندوستان بھر میں سب سے پہلی مرتبہ اور سب سے زیادہ خود " پایونیر " ہی نے خوف اور دہشت دلایا تھا !

اس ترجمہ میں بہت سی غلط فہمیاں جمع کیگئی ہیں - وہ علم ادب کی اوس شاخ کا (اگر کوئی ایسی شاخ ہو) ایک بہترین نمونہ ہے' جسکا موضوع ایک زبان کے مضمون کو کسی دوسری زبان میں ضمنی اور پوشیدہ تحریفات کے ذریعہ بدل دینا قرار دیا گیا ہے - ہمارے سامنے " پایونیر " نے کوئی نمونہ ایسے غیر مفتوح لٹریچر کا تو پیش نہیں کیا جو انگریزی میں آنیکے بعد " اپنا اثر کھو دیتا ہے " البتہ ان اقتباسات کے ذریعہ ایک عمدہ نمونہ وہ اپنی ادبی ہشیاری کا ضرور دکھلا سکا ہے جو ایک بے خطر چیز کو بھی خطرناک بنادیسکتی ہے

قیصر جرمني .

جرمني کے دارالحکومت "برلن" کا ایک عمومي منظر .

هز امپیریل مجسٹی شاہ برطانیہ و قیصر ہند ؛

یہ تصویر نہایت اہم اور دلچسپ ہے - اسمیں برطانیہ کے ساحل "ڈوور" کے بحری استحکامات دکھلائے گئے ہیں - سامنے ساحل ہے اور ساحل سے لیکر اندرون دریا تک ایک وسیع دائرہ قلعہ کے سے حصار کا بنایا گیا ہے ' جنکے اندر برطانی بیڑہ دفاع کیلیے مستعد رہتا ہے - یقین کیا جاتا ہے کہ یہ دنیا کا بہت بڑا ساحلی استحکام ہے ؛

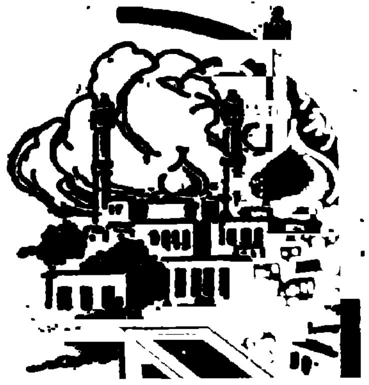

شئون اسلامیہ

القــــارعــــة !

القارعة ! ما القارعه ؟ و ما ادراک ما القارعه ؟ هاں' وه ایک واقعۂ کبریٰ هے جسے پیش آنا تها اور پیش آیا : لیس لوقعتها کاذبه' خافضة رافعه ! وه ایک حادثۂ عظیمه هے جسکے لیے هم سب اندیشه ناک تهے' مگر بالاخر تقدیر غالب آئي: ذالک تقدیر العزیز الحکیم ! وه مشیت الهي کي ایک اجل مقدر هے جسے بهتوں نے ٹالنا چاها مگر نه ٹلي : فما له من قوة و لا ناصر ! وه تقدیر آسماني کا ایک فیصله هے جس سے زمین والوں نے بچنا چاها مگر نه بچ سکے : کتب علیکم القتال و هو کره لکم ! وه انساني عزائم کي ایک نئی شکست هے جسنے مشیت الهي کو واضح کردیا : ما تسبق من امة اجلها و ما یستاخرون ! اور زمین کے موسم خونیں کي ایک نئي بدلي هے جسکي گرج کو کانوں نے لرزکر سنا اور جسکی بجلیوں کو آنکهوں نے خیره هوکر دیکها : یوم تبدل الارض غیر الارض و السماوات ! وه دهشتوں کي ایک شب تاریک هے جسکي شام خوف و طمع سے مضطرب تهي : و هو الذي یریکم البرق خوفا و طمعا ! اور هولناکیوں کي ایک فضاء خونیں هے جسکي ظلمت نے دن کي بقیه روشني کو بهي ڈهانپ لیا !

فلا اقسم بالشفق' واللیل   "پس شفق کي قسم جبکه اسکي سرخي
وما وسق' والقمر اذا   نے زمین کے عهد خونیں کي خبر دي'
اتسق' لترکبن طبقا   اور رات کي قسم جبکه وه تاریک هوئي'
عن طبق (۸۴ : ۱۴)   اور ان سب کي جنکو اسکي تاریکي
نے چهپا لیا' اور پهر چاند کي جبکه اسکي روشني پوري هوئي'
که تم سب ایک امر مقدر کے ماتحت هو' اور ضرور هے که
انقلاب لیل و نهار کے ان مراتب ثلاثه کي طرح تم بهي یکے بعد
دیگرے منازل تبدل و تغیر سے گذرو ! "

غرضکه بالاخر وه دن آگیا جسکو گو هم نے نهیں بلایا لیکن آنے آنا تها اور اس قدیر و حکیم کا فیصله یهي تها : یوم یکون الناس کالفراش المبثوث' و تکون الجبال کالعهن المنفوش ! فاما من ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیه' و اما من خفت موازینه فامه هاویه ! و ما ادراک ما هیه ؟ "نار حامیه" !! (۱۰۱ : ۶)

(اعلان حرب)

یعني دولة عثمانیه اور دول متحدهٔ ثلاثه کے مابین پهلي نومبر کو اعلان جنگ هوگیا : انا لله و انا الیه راجعون !

(تین مسئلے)

اس وقت تین مسئلے همارے سامنے هیں' اور گو انکو ایک هي وقت اور ایک هي حادثه نے پیدا کیا هے' تاهم انکے نتائج بالکل مختلف هیں' اور ان میں سے هر ایک مسئله ایک مستقل اثر اور ایک علحده حکم رکهتا هے :

(۱) اسباب و واقعات جنگ -

(۲) مسلمانان هند اور دولة عثمانیه کا تعلق' اور مسئلۂ خلافة اسلامیۂ عظمیٰ -

(۳) هندوستان کي داخلي حالت کا سوال -

هم چاهتے هیں که جهاں تک ممکن هو' اختصار کے ساتهه اور ساده لفظوں میں انپر نظر ڈالیں -

ایک ایسے نازک وقت میں جیسا که یه هے' هم کوشش کرینگے که گورنمنٹ کے سامنے کروڑها مسلمانان هند کے اصلي خیالات و افکار کو واضح کرسکیں کیونکه همارے عقیدے میں حقیقت کے اخفاء سے بڑهکر کوئي بغاوت اور غداري نهیں هوسکتي' اور حق و باطل کي مخلوط صداؤں کا جو هجوم هر طرف سے بڑهرها هے اسمیں خالص سچائي نا پید هے -

(تین جماعتیں)

لیکن جبکه هم ان تین مسئلوں پر نظر ڈالنا چاهتے هیں تو همیں بلا تشریح مزید یه بهي ظاهر کر دینا چاهیے که اس وقت ملک میں تین جماعتیں موجود هیں :

(۱) طبقۂ متوسطین اور عام مسلمان جو صرف سنتے اور سونچتے هیں مگر بولتے نهیں - کیونکه اظهار راے کے وسائل انکے پاس نهیں هیں - یهي جماعت اصلي پبلک هے اور اسي سے سات کروڑ مسلمانوں کي تعداد پوري هوتي هے - انکے اعتقادات اصلي اعتقادات' اور انکے خیالات هي پر "عام خیال" کا اطلاق قدرتاً هو سکتا هے -

(۲) چند راستي پسند لوگ جو اظهار راے و اعلان حقیقت کے وسائل رکهتے هیں' لیکن انکے ضمیر سے زیاده طاقتور انکي کمزوري هے - اس لیے وه ڈرتے هیں اور خاموش رهتے هیں - یا بولتے هیں مگر صاف صاف نهیں بولتے -

(۳) اونچے طبقه کے لوگ جنکي ریاست هندوستان میں قائم هے' کیونکه ترقي یافته ممالک کي طرح هندوستان میں جمهوري اقتدار متشکل نهیں هے اور مستقل هستي نهیں رکهتا - پس اظهار راے کے هر موقعه پر یهي لوگ آگے بڑهتے هیں اور گورنمنٹ کے قرب و اعتماد کے وسائل بهي صرف انهي کو حاصل هیں - یه فرقه یا تو پهلي جماعت سے بے خبر هے' یا اکثر حالتوں میں گرفتار نفاق و تصنع' و مبتلاے اغراض شخصیه و ذاتیه - اسکا وجود گورنمنٹ اور عام پبلک کے درمیان ایک ایسي دیوار هے جو ایک طرف کي روشني دوسري طرف پهنچنے نهیں دیتي - وه اکثر حالتوں میں قوم سے زیاده گورنمنٹ کیلیے خطرناک هے - کیونکه گورنمنٹ کو اصلیت سے ٹهیک ٹهیک واقف هونے میں حائل هوتا هے' اور اپنے ذاتي اقتدار اور رسوخ کي بهوک میں ملک اور گورنمنٹ کي بڑي سے بڑي مصلحت کو بهي قربان کردینے کیلیے آماده هے -

هندوستان کي سکهه پلٹن کا ميدان جنگ ميں ورود !

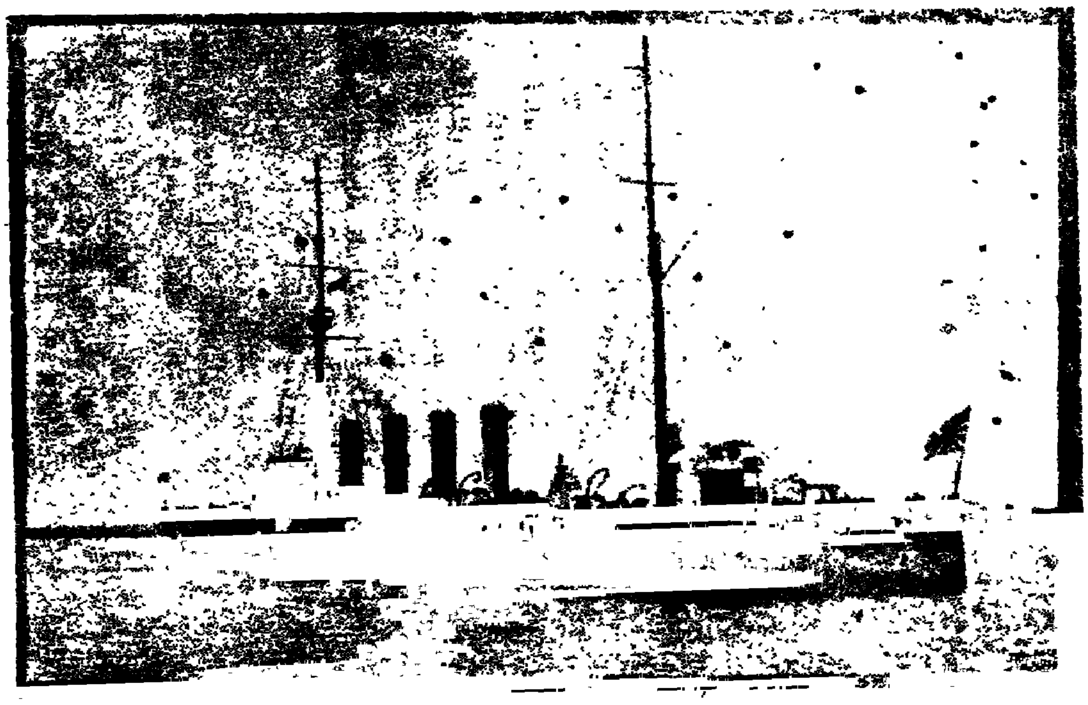

جاپاني کروزر " چيکوما " جو " ايمڈن " کے تاخت و تاراج کا انسداد کرنے کيليے هندوستان ميں
آيا هوا هے اور ۸ - اکتوبر کو مدراس ميں تها

درياے اوالس کا پل جس پر سے بلجين زخمي جارهے تهے مگر
جرمن سپاهيوں نے پل توڑ ديا اور غرق آب هوگئے !

کي حامي نهيں بن جاسکتي، اور عالمگير جنگ کي شرکت کي ذمه داري کوئي ايسا عقده نهيں هے جسکے سمجهنے کے ليے صرف همارا هي دماغ موزوں هو - پس ترک جاهلوں نے اپنے تئيں اتني بڑي جنگ ميں جنگ بلقان کے بعد هي ڈالديا هے، ايسے بالاتر اسباب ضرور اپنے پاس رکهتے هونگے جنکي وجه سے انهوں نے خون اور آگ کے کهيل کو اسقدر جلد گوارا کرليا هے - يه کچهه ضرور نهيں که انکا خيال صحيح هو، مگر سچي بات يهي هے که انهوں نے جنگ يورپ کو اپنے ليے ايک عهد فرصت سمجها هے، اور جس طرح هر ضعيف وقت اور فرصت سے کام لينا چاهتا هے، وه بهي سمجهتے هيں که کام لينگے - انکے سامنے جنگ يورپ کے بعد کے نتائج هيں اور شرکت جنگ کے خطرات - انهوں نے دوسري چيز کو گوارا کيا هے - اس انتخاب کي غلطي اور صحت کا فيصله وه خود هي کرسکتے هيں، يا وه لوگ جو انکي طرح موقعه پر موجود هوں -

اصليت مسلمانوں کے عقيدے ميں صرف يهي هے، اور اسکے سوا جو کچهه انکي طرف سے ظاهر کيا جاتا هے اس سے انهيں کوئي تعلق نهيں - هم ميں ايک مسلمان بهي ايسا نهيں هے جو سمجهتا هو که جنگ بلقان کے موقعه پر هلال احمر قسطنطنيه کو کچهه روپيه ديکر هم مسلمانان هند اتنے بڑے هوگئے هيں که خلافة اسلاميه عظمى کو اپنے آگے جوابده سمجهيں اور شهنشاهوں کي طرح انکے بارے ميں حکم ديں -

(۲)

ايک مستقل مسئله مسلمانان هند اور دولة عثمانيه کے تعلقات کا هے جو انسے اسي طرح تعلق رکهتا هے جس طرح ديگر حصص عالم سے -

کچهه ضروري نه تها که يه مسئله اس وقت پبلک يا گورنمنٹ کے سامنے بحث کيليے لايا جاتا - کيونکه گذشته پچاس برس کے اندر وه اسقدر واضح اور صاف هوچکا هے که دنيا کيليے اسکي ايک هي غير متزلزل حقيقت بالکل صاف هے، اور اسپر کسي مزيد اضافه کي ضرورت نهيں - قسطنطنيه اب بهي وهي قسطنطنيه هے جو يکم نومبر سے پهلے باسفورس پر آباد تها، اور هندوستان کے مسلمان اس مقدس تخت کو جو وهاں قائم هے بالکل ويسا هي يقين کرتے هيں جيسا که برابر يقين کرتے آئے هيں - جس طرح حالت امن ميں وهاں کا رشته اس تعلق کے منافي نه تها جو مسلمانان هند کو تاج برطانيه کے ساتهه هے، اسي طرح آج بهي اوسکا اعتراف اسکے ليے منافي نهيں هے که ستر ملين مسلمان هندوستان کے امن دوست اور فساد دشمن شهري هوں -

تاهم افسوس هے که اُن لوگوں - جنکے مفسدانه و شريرانه اعمال کي گورنمنٹ ذمه دار نهيں هے، ليکن جنکي فساد پرستيوں کے نتائج سے گورنمنٹ اور ملک دونوں کو آلوده هونا پڑيگا، بمجرد اعلان جنگ اس مسئله کو از سر نو چهيڑ ديا هے - اور نفاق و فساد کا وه شيطان لعين جو انکے اندر هميشه وقت کا منتظر رها هے، بالکل بے باک هوگيا هے - تا که گورنمنٹ کي سب سے بڑي خير خواهي کي گهڑيوں ميں اسکے ليے سب سے زياده خطرناک مشکلات پيدا کرے :

يعدهم و يمنيهم، و ما يعدهم الشيطان الا غرورا !

چنانچه اس قسم کي بعض شرير روحيں اپنے انتهائي خبث و فساد کے آلات سے مسلح هوکر باهر نکل آئي هيں، اور بغير اسکے که گورنمنٹ کيليے کچهه بهي مفيد هو، اور بغير اسکے که گورنمنٹ کي طرف سے ايک ادنى خواهش بهي اسکے ليے ظاهر کي گئي هو، انهوں نے اُس تپ زده مريض کي طرح جسکے دماغ پر حرارت چڑهجائے اور هذيان کيليے بالکل بے بس هو، " خلافة اسلاميه " کي بحث از سر نو چهيڑ دي هے - وه سمجهتے هيں که يه گورنمنٹ کي بهت هي بڑي وفاداري هے - ايسي وفاداري جو کسي خدا پرست و اسلام دوست مومن سے ممکن نه تهي، مگر انهوں نے اپني آخري متاع ايمان بهي اس راه ميں قربان کردي - حالانکه نه تو يه وفاداري هے اور نه هي خير خواهي: بل هي فتنة ولکن اکثر الناس لا يعلمون -

ليکن گورنمنٹ کو ياد رکهنا چاهيے که جو شخص اپنے خدا اور اپني شريعت کا وفادار نهيں هے، وه اسکے ليے بهي کوئي سچا اور وفادار دوست نهيں هو سکتا - وه صرف چند انسانوں کي حاکم نهيں هے جو اپنے دلونکي قلب ماهيت کرنے کيليے يا اصلي راه نفاق و ارتداد اختيار کرنے کيليے طيار هيں - بلکه اُن سات کرور مسلمانوں کي حاکم هے جنکے اعتقادات ميں تبديلي محال اور جنکے جذبات بالکل مختلف قسم کے هيں - پس يقيناً اسکے ليے صرف يهي راه عمل سچي اور اصلي هوسکتي هے که وه انکا خيال معلوم کرے جو سات کرور هيں، نه که انکا جو حقيقي طور پر بمشکل دو سات هونگے !

موجوده حالت ميں جبکه ان اشرار و مفسدين نے ملک اور گورنمنٹ کي حقيقي مصلحتوں کو بالکل فراموش کرکے يه بحث خواه مخواه چهيڑ دي هے، تو همارے سامنے صرف دو هي راهيں هيں: يا تو اس مسئله پر ادلهٔ شرعيه کے مطابق بحث کريں اور جو هفوات و ترهات اس شرذمهٔ جهل و فساد نے شائع کيے هيں، انکے قلع و قمع کيليے طيار هو جائيں - يا پهر بالکل سکوت اختيار کريں -

پهلي صورت کو اگر اسوقت اختيار کرتے هيں تو لازمي طور پر يه بحث زياده پهيليگي، اور هم موجوده وقت کو کسي طرح اسکے ليے موزوں نهيں سمجهتے - ليکن ساتهه هي دوسري صورت پر بهي کوئي مومن بالله قلب راضي نهيں هو سکتا، کيونکه جب غلط فهمي پهيلائي جائے اور بدعات و زوائد کسي مسئلهٔ شرعيه کو مشتبه کرديں تو هر مسلمان پر شرعاً فرض هے که حسب علم و استطاعة تصحيح عقائد و اعلان حقائق کي کوشش کرے : و الساکت عن الحق شيطان اخرس !

ايسي حالت ميں ظاهر هے که ان ناعاقبت انديشوں نے بلا ضرورت کيسي مشکل راست باز مسلمانوں کے ليے پيدا کردي هے؟ حالانکه نه تو گورنمنٹ کو اس مسئله سے کوئي تعلق تها اور نه وه اسکے متعلق هم سے کسي تبديلي کي طالب تهي - بهر حال هم اس موقعه پر صبر اور ضبط سے کام لينگے اور صرف اصليت کے ظاهر کرنے پر اکتفا کرينگے - اگر يه فتنه نه رکا، اور ان مفسدين نے ملک کے امن و سکون پر رحم نه کهايا، تو ظاهر هے که يه مسئله وسيع هوگا اور اسکے نتائج افسوس ناک صورت ميں پهيلينگے - ليکن اسکے ذمه دار وهي چند مسلمان هونگے جو بلا ضرورت اس سوال کو زنده کر رهے هيں -

يه بندگان جهل و افساد جنهوں نے کسي طالب العلم سے " الائمة من القريش " کي حديث سيکهه لي هے، کيا اس امر سے بالکل بے خوف هوگئے هيں که بحمد الله علم شريعت ابهي زنده اور حاملان شريعت ابهي باقي هيں؟ اگر يه جمله کوئي حديث هے تو اسکے صرف يهي معني هوسکتے هيں که هميں اسکے سمجهنے کا زياده حق حاصل هے، نه که ان ملاحده و متفرنجين کو جو علوم دينيه سے اتنے هي بے خبر هيں جسقدر ايک انگلو انڈين اخبار کا ايڈيٹر ! پهر کيا يه بهتر هوگا که خلافت اسلاميه کا مسئله انهيں سمجها ديا جائے ؟

اس سے بهي زياده تعجب اُن لوگوں پر هے جو آج سلطان مخلوع (عبد الحميد) کي محبت و احترام کا پيام ليکر اٹهے هيں اور لکهتے هيں که جلالت مآب امير المومنين حضرة سلطان محمد خامس کي خلافت مسلم نهيں هے، کيونکه انهيں نوجوان ترکوں نے خليفه بنايا،

پہلی جماعت ان سے بالکل الگ ہے اور انکے متعلق کوئي اثر اپنے اندر نہیں رکھتي - بلکہ روز بروز تفریق اعتقاد اور تضاد فکر کي جهیل ان دونوں کے درمیان وسیع تر ہوتي جاتي ہے -

هم صرف یہ چاهتے هیں کہ پہلي جماعت کي حالت اس مسئلہ کے متعلق گورنمنٹ پر واضح کردیں' اور دوسري جماعت کی کمزوري سے بچنے کي کوشش کریں' تاکہ تیسري جماعت کي ناعاقبت اندیشیاں ایک نازک ترین وقت میں گورنمنٹ کیلیے خواہ مخواہ مشکلات پیدا نہ کردیں - اگر سچائي کو اسکي اصلی ضرورت کے وقت پیش نہ کیا جاے تو اسکے وجود کا اعتراف بیکار ہے' اور چراغ جلانے کا اصلي وقت غروب آفتاب کے بعد آتا ہے نہ کہ پچھلي پہر کو - گورنمنٹ کے پاس جن چیزوں کے معلوم کرنے کے وسائل ضرورت سے زیادہ موجود هیں انکے پیش کرنے سے کیا حاصل ؟ اگر "خیر خواهی" کو اسکے حقیقي معنوں میں بولا جاتا ہے تو آج بر اعظم هند میں گورنمنٹ اور ملک کیلیے کوئي چیز بھي ضروري نہیں ہے - الا وہ جو آج همارے پاس ہے -

پہلا مسئلہ

اولین مسئلہ جو اس سلسلے میں سامنے آتا ہے وہ اسباب و معرکات جنگ هیں' اور انکے متعلق مسلمانوں کا وہ اعتقاد جو واقعي طور پر انکے دلوں میں موجود ہے - هم اسقدر مختصر لفظوں میں جسقدر کہ ہو سکتے هیں انکی تشریح کرینگے -

هم یہاں مسئلۂ مشرقیہ کے اُن تاریخي مباحث کو چھیڑنا نہیں چاهتے جو بہت تفصیل و بسط کے محتاج هیں اور پچھلے چند سالوں کے اندر بار بار بحث میں آچکے هیں - هم دولۃ عثمانیہ اور انگلستان و جرمني کے اثرات و غلبہ کے مختلف دوروں کے تاریخي حالات بھي بیان نہیں کرینگے' اور نہ سلطان مخلوع (عبد الحمید) کے عہد سے لیکر نوجوان ترکوں کے موجودہ عہد تک کے اُن واقعات کو جمع کرینگے جنکي ترتیب سے عثمانی جرمنزم کي مکمل تاریخ سامنے آسکتي ہے - نیز اسي طرح ان تمام حالات و حوادث کو بھي نظر انداز کردینگے جو معاهدۂ سنہ ۱۹۰۷ کے بعد سے پیش آے' اور جنکي وجہ سے قدرتي طور پر اتحاد و ترقي کي اوس جماعت میں "جرمنزم" نے نفوذ کیا جس نے اپنا عہد مصیبت تمام تر لندن اور پیرس کي آزاد سرزمین میں بسر کیا تھا اور اسکي صحبت اپنے ساتھہ لیکر قسطنطنیہ آئي تھی - یہ تمام مطالب ایک نہایت تفصیلي صحبت کے طالب هیں' اور ممکن ہے کہ کسي دوسرے وقت "اتحاد و ترقي اور جرمنزم" کے عنوان پر هم ایک مستقل مقالہ لکھیں - یہاں هم صرف اُن نہایت قریبي واقعات کو لکھینگے جو یکے بعد دیگرے موجودہ جنگ کا مواد بنتے گئے -

اس سلسلے میں سب سے زیادہ اهم اور سب سے پہلا واقعہ جرمني کے دو جنگي جہازوں "گوبن" اور "بریسلا" کا ہے -

جس وقت یورپ میں جنگ کا اعلان ہوا ہے' دولۃ عثمانیہ کے دو ڈریڈ ناٹ "رشادیہ" اور "عثمان اول" انگلستان میں طیار ہوچکے تھے' اور ممالک عثمانیہ کا ہر فرد اُنکا منتظر تھا -

جنگ بلقان کے ختم ہوتے هي موجودہ عثماني حکومت اپني بحري ترقیات پر متوجہ ہوگئي تھي' کیونکہ یونان سے ایک بحري معرکہ جنگ بلقان کے تتمہ کے طور پر ابھی باقی تھا' اور اولیاء دولۃ عثمانیہ متفقۃ اسے بقاء بقیۂ قواے عثمانیہ کیلیے ناگزیر سمجھتے تھے - انہوں نے خزانۂ حکومت کے افلاس کو عام پبلک کي اعانت سے دور کرنا چاها' اور تمام ممالک عثمانیہ میں فراهمي زر اعانہ کیلیے با قاعدہ کمیٹیاں قائم ہوگئیں - اسي کا نتیجہ وہ گرانقدر اندوختہ تھا جو دو ڈریڈ ناٹوں کیلیے انگلستان کے کارخانہ کو دیا گیا' اور یونان کے اُس آرڈر کو بے اثر کردیا گیا جو وہ امریکہ کو دیچکا تھا -

لیکن عین اسوقت جبکہ دونوں جہاز طیار ہو چکے تھے' یکایک جنگ یورپ کي آگ شعلہ زن ہوئي' اور انگلستان نے اپني جنگی ضرورتوں کي بنا پر اُن دونوں جہازوں کو بحالت موجودہ روک لیا -

اسکے بعد هي جرمني کے دو جہاز "گوبن" اور "بریسلا" دردانیال میں سے گذرے جسپر دول متحدہ نے اعتراض کیا - یہ اعتراض قانوناً بالکل صحیح تھا' کیونکہ دردانیال میں سے حسب معاهدہ مسلمۂ بین الدول کوئي جنگی اور محارب جہاز گذر نہیں سکتا - لیکن دولۃ عثمانیہ نے جواب دیا کہ چھہ هزار پاؤنڈ میں اس نے یہ دونوں جہاز خرید لیے هیں' اور انکا نام سلطان سلیم اور مدللي رکھا گیا ہے -

بظاهر اعلان جنگ یورپ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے جسنے غالباً جرمن کو اپنے اثر کے قائم کرنے کا موقعہ دیا ہے - کیونکہ قدرتي طور پر ترکوں نے ان دو جہازوں کو بہت غنیمت سمجھا ہوگا' جبکہ انکے جہاز جنگ کي وجہ سے رک گئے تھے اور انہیں یونان کی طرف سے خوف پیدا ہوگیا تھا -

لیکن اسکے بعد واقعات نے دوسری کروٹ لي اور ان دو جہازوں کے جرمن افسروں کا مسئلہ شروع ہوگیا - دول متحدہ کو اعتراض تھا کہ اگر یہ جہاز واقعي عثمانی هیں تو جرمن افسروں کو انپر نہ ہونا چاهیے - حتی کہ بالآخر اخری مرتبہ باب عالي کو ایک نوٹ بھیجا گیا کہ وہ جرمن افسروں کو الگ کردے -

پریس کمیونک جو گورنمنٹ آف انڈیا نے شائع کیا ہے' ان نقصانات کي تشریح کرتا ہے جو ان جہازوں نے بحر اسود کے برطانوي تجارتي جہازوں کو پہنچاے - نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان نے دولۃ عثمانیہ کو اطمینان دلایا تھا کہ وہ ترکی کے دونوں مقبوضہ جہاز جنگ کے بعد واپس کردیگی -

اسکے ساتھہ هی ترکی کے متعلق بے شمار حالات بیان کیے گئے هیں جنسے اسکی وسیع اور عظیم الشان فوجي طیاریوں کا سلسلہ سامنے آتا ہے جو اعلان جنگ کے ساتھہ هی شروع ہو گیا تھا - نامہ نگار نیرایسٹ' المقطم مصر' الرای العام' اور قسطنطنیہ کی آخري ملنے والي ڈاک کے اخبارات سے بھی اسکی تصدیق ہوتي ہے کہ فی الحقیقت تاریخ عثمانیہ میں ایک غیر معمولي فوجی طیاري کا عہد ترکي پر سے گذر رها ہے' اور تمام عراق و شام اور عرب و حجاز سے بلا استثنا جنگ اور جمع کیے جا رہے هیں -

اصل یہ ہے کہ دنیا ضعف و قوت' مہلت و فرصت' اور تنازع للبقا کا ایک میدان کارزار ہے' اور جنگ کے اسباب حقیقیہ جسطرح همیشہ اور ہر حال میں ہوا کیے هیں' ویسے هي اس جنگ کیلیے بھي جمع ہوگئے هیں - ترکي جسقدر نمایشی عذرات اس وقت کاغذ کے صفحوں پر جمع کردیگی' اور نیز جسقدر الزامات اسکی مخالفت میں بیان کیے جائینگی' ان سب کی هستي حقیقت کی نظروں میں اتنی هي ہے جیسا کہ هم میں سے ہر شخص سمجھتا ہے' اور بہتر ہے کہ وهي لکھا بھي جاے - دنیا میں حکومت در اصل طاقت کی ہے' اور حق و باطل کا عملي میعار بھی اسی کے هاتھہ میں همیشہ رها ہے' گونہ رهنا چاهیے - نوجوان ترک اس صاف بات کو ویسا هي سمجھہ سکتے هیں جیسا کہ هم میں سے ہر ایک شخص کہ دو جہازوں کے دیدینے سے جرمني ترکوں

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی

ایم - اے - ڈی لیٹ بیرسٹر ایٹ لا کی

میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس ایف
آر - ایچ - ایس کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معنے ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے " اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں " اور نیز بعض وہ امور جو انسان کے تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں " غرض مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کار و بار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لیے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کار و بار میں شریک ہیں - مثلاً :
حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیرو کار وغیرہ - اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی بے گناہ کو سزا ہوجاتی ہے - اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسی طرح اگر کوئی وکیل یا پیرو کار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے مقدمات کے خراب ہوجانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے - میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے جن پر

(عدل و انصاف کا انحصار ہے)

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر ہیاٹبرک ہیر - ایم - ڈی - ایف - سی - ایس نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت زائد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کردیے ہیں " جس کی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحث آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ در پیش رہتے ہیں مثلاً :

(مقدمات قتل کے متعلق)

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت ربلہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضائے انسانی کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

(عورتوں کے متعلق)

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -

(سمیات کے متعلق)

(۱) معدنی سمیات (۲) قلزی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیوانی سمیات اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

(امور مختلفہ کے متعلق)

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ - ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جس کی وجہ سے ہر مسئلے کے سمجھنے میں بہت سہولت پیدا ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کئے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلی علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے بلا کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے - علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی ڈکشنری یا ریفرنس بک کی مدد کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہوجاتے ہیں -

مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئی تھی جو نہایت نامکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداری کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کار و بار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرور قدر کرینگے - یہ کتاب نہایت اعلی اہتمام کے ساتھ مطبع مفید علم آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحات میں - اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی - مگر اب علم فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردی ہے - اور مولوی عبد اللہ خاں صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن سے مل سکتی ہے -

صنمخانہ عشق ! صنمخانہ عشق ! !

یعنی حضرت امیر احمد مینائی کا مشہور دیوان بار سوم چھپ کر تیار ہوگیا ہے - قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ -

حکمت بالغہ - ہر سہ جلد کامل صفحات ۱۰۹۴ - اس کتاب کا تفصیلی ریویو الہلال کے گذشتہ پرچوں میں چھپ چکا ہے - قیمت ہر سہ جلد ۵ روپیہ -

نعمت علی - مشتمل بر حالات صوفیائے کرام - یعنی امام عبد الوہاب شعرانی کی لا جواب کتاب لواقح الانوار کا ترجمہ - صفحات ہر دو جلد ۷۲۶ - قیمت ۵ روپیہ -

مشاہیر الاسلام - یعنی اردو ترجمہ تاریخ ابن خلکان دو جلد - قیمت ۵ روپیہ -

تمدن عرب - قیمت سابق ۵۰ روپیہ قیمت حال ۳۰ روپیہ -

تمدن ہند - شمس العلما مولانا سید علی بلگرامی مرحوم کی آخری یادگار - قیمت ۵۰ روپیہ -

تحقیق الجہاد - مصنفہ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم صفحات ۴۱۲ قیمت ۳ روپیہ -

شرح دیوان غالب اردو - تصنیف مولوی علی حیدر صاحب طبا طبائی صفحات ۳۴۸ - قیمت ۲ روپیہ -

داستان ترکتازان ہند فارسی - ۵ جلد کامل صفحات (۳۹۵۶) کل سلاطین دہلی کی ایک جامع اور مفصل تاریخ - قیمت حال ۶ روپیہ -

افسر اللغات - یعنی عربی اور فارسی کے کئی ہزار الفاظ کی ایک کامل ڈکشنری صفحات (۱۲۲۶) قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

مآثر الکرام : فارسی - مشتمل بر حالات صوفیائے کرام قیمت ۲ روپیہ -

علمی اصول قانون - یعنی مسٹر ڈبلیو - ایچ - ریٹنگن کی کتاب کا اردو ترجمہ صفحات ۸۰۸ - قیمت ۸ روپیہ -

گلشن ہند - قدیم شعرائے اردو کا ایک نایاب تذکرہ - صفحات ۲۳۲ . قیمت ایک روپیہ -

قواعد العروض مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی عربی و فارسی میں بھی علم عروض کے متعلق کوئی ایسی جامع کتاب موجود نہیں ہے - صفحات ۴۷۴ - قیمت سابق ۴ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

مد القاموس - مصنفہ مسٹر لین ۸ جلد کامل یعنی عربی زبان کا ایک جامع لغت انگریزی زبان میں - قیمت - ۱۲۰ - روپیہ -

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

جاننکه ابھي معلوم نہیں که حسب اصول شرعیهٔ اسلامیه بہت زیاده ممکن ہے که سلطان عبد الحمید خلیفهٔ شرعي نہو' کیونکه اسلام شخصي حکمرانوں کو تسلیم نہیں کرتا اور وہ یکسر ایک جمہوری نظام حکومت ہے - تاہم جلالة ماب سلطان محمد خامس کي خلافت سے توکسي طرح بھي انکار نہیں ہو سکتا - کیونکه وہ اولین دستوری خلیفه ہیں اور اجماع اهل حل و عقد اور بیعت عموم ملت و عالم اسلامي کے ساتھه خلیفه ہوے ہیں - بلکه کہا جا سکتا ہے که حضرات خلفاء راشدین (رضي الله عنهم) اور حضرت عمر ابن عبد العزیز کے بعد تمام تاریخ اسلامي میں اعلی حضرة سلطان المعظم سب سے پہلے اسلامي خلیفه ہیں جو اسلام کے حقیقي پارلیمنٹري اصول " شوری " کے مطابق تخت مقدس خلافة اسلامیه پر متمکن ہوے' اور سواے ایک شر ذمهٔ قلیلهٔ مستبدین و مخالفین کے بلا استثنا تمام عالم اسلامي نے شرقاً و غرباً انکي خلافت کا اعتراف کیا - ولا خلافة الا بالمشورة -

بہر حال اس بارے میں ہمیں صرف یه ظاہر کرنا ہے که خلافت اسلامیه کا مسئله ایک علحده اور مستقل مسئله ہے' اور اسے اس موقعه پر چھیڑنا کسیطرح بھي مفید نہیں - مسلمانان ہند کو ترکوں کے ساتھه جو تعلق ہے وہ بالکل قدرتي ہے' اور اس سے جو انکار کرتا ہے وہ یا منافق ہے یا مسلمان نہیں - ایک مسلمان ہزار مرتبه ترکوں پر تبرا بھیجے لیکن جب تک وہ مسلمان ہے کوئي عقل بھي یه تسلیم نه کریگي که اپنے بھائیوں کي محبت سے اسکا دل خالي ہوسکتا ہے -

پس گورنمنٹ کو یقین کرنا چاہیے که تمام مسلمانان ہند خلافة عثمانیه کا اعتراف کرتے ہیں اور اس اعتراف کیلیے شرعاً و دیناً مجبور ہیں - انکا دیني عقیده ہے که جو مسلمان اپنے عہد کے خلیفه اور اولو الامر سے انکار کرے اسکی تمام صلواة و صیام بیکار ہے' اور وہ کسي طرح بھي مسلمان نہیں رہسکتا - ایسا ہونا کوئي عمده بات ہو یا نہو' لیکن تمام مسلمان ایسا یقین رکھتے ہیں' اور انکے خلاف کوشش کرنا' یا حضرة خلیفة المسلمین کی شان میں نا مناسب الفاظ لکھنا' یا ترکوں کو برابر گالیاں دیتے رہنا' ان کے دلوں کو سخت زخمي کرتا ہے اور گو وہ کچھه نه بولیں لیکن ایک پر خطر اثر انکے دل میں پرورش پانے کیلیے پیدا ہوجاتا ہے -

اگر خیر خواہی کے معنی وہي ہیں جو سمجھے جاتے ہیں' اور سچائي اسي چیز کو کہا جاسکتا ہے جو سچي ہو' اور مشوره دینے کیلیے امانت شرط ہے' تو ہم گورنمنٹ کو مشوره دینگے که وہ اپنے اثر کو خطره سے پہلے عمل میں لاے' اور ان لوگوں کو پوري طرح روکے جو خلافت اسلامیه کا سوال پیدا کرکے عام مسلمانوں کے اندر تولید اضطراب کے باعث بننے والے ہیں -

(۳)

ان دو مسئلوں کے بعد تیسرا مسئله ہندوستان کے مسلمانوں کي داخلي حالت کا ہے -

یه مسئله بھي بالکل صاف ہے اور اسے گذشته مسائل سے کوئي تعلق نہیں - اسکا موضوع صرف یه ہے که مسلمانوں کي جو عظیم الشان تعداد ہندوستان میں رہتي ہے اور تاج برطانیه کے ماتحت ہے' کیا اس نئے واقعه کي وجه سے وہ امن و سکون کي قدرتي حقیقتوں کو اپنے لیے متغیر پائیگي ؟

اسکا جواب ایک ہی ہے اور صرف ایک ہي - یعني " نہیں " جنگ کے اسباب خواه کچھه ہي ہوں' اور مسلمان به حیثیت مسلمان ہونے کے اپنے دیني اعتقادات کے اندر خواه کوئي اعتقاد بھي رکھتے ہوں' لیکن کوئي وجه نہیں که ہندوستان کے امن و سکون اور اسکي سرزمین کو ہر طرح کے فساد سے محفوظ رکھنے میں انکي نسبت ذرا بھي شبه کیا جاے - وہ نماز پڑھتے ہیں اور گورنمنٹ کے وفادار ہیں' روزه رکھتے ہیں اور گورنمنٹ انپر اعتماد رکھتي ہے' حج کو جاتے ہیں اور انکے امن دوست شہري ہونے میں کوئي شبه نہیں کیا جاتا - پس ٹھیک اسي طرح انکا ایک مذہبي اعتقاد خلافت کے متعلق بھي ہے اور وہ قدرتي و دیني علائق تمام عالم اسلامي سے رکھتے ہیں' اگر متذکرهٔ صدر اعمال دیني و اعتقادات مذہبي انکے امن دوست ہونے کے منافی نہیں تو یه داخلي اعتقاد و تعلق بھي منافی نہیں ہوسکتا -

ہندوستان ایک ملک ہے جہاں مسلمان رہتے ہیں' اسکي عمارتوں کے اندر انکي عورتیں ہیں' اور اسکي گلیوں اور میدانوں میں انکے بچے کھیلتے ہیں - پس کیا ایک منٹ اور ایک لمحه کے لیے بھي کوئي ذي عقل اس امر کو تسلیم کر سکتا ہے که مسلمان ہندوستان کے امن کے دشمن ہو جائینگے کیونکه ترکي اور انگلستان میں جنگ ہوگئي ؟

اگر ہندوستان کا امن گورنمنٹ کو اسلیے مطلوب ہے که اسکي حکومت ہے' تو ہر مسلمان کو اسلیے مطلوب تر ہے که اسکا اور اسکے اہل و عیال کا امن اسي سر زمین کي امنیت پر منحصر ہے -

پس جنگ یورپ کے اس نئے تغیر سے مسلمانان ہند کي امن خواہي' وفاداري' اور قابل اعتماد سکون پر کسي طرح بھي اثر نہیں پڑسکتا - وہ مسلمان ہیں اور " مسلمان " ہونا ایک حقیقت ہے جو ہر حال میں امن کي حامي اور شر و فساد کی دشمن ہے - وہ ۵ نومبر سے پہلے جسطرح گورنمنٹ کے اعتماد کے مستحق تھے' یقیناً اب بھي ویسے ہي مستحق ہیں - یورپ کي جنگ کا نقشه بدلا ہے نه که انکے امن و سکون کا نقشه - ہم کو اس بارے میں اسقدر وثوق ہے که ہم تمام مسلمانان ہند کي طرف سے یقین دلا سکتے ہیں' اور ہم سمجھتے ہیں که اس بر اعظم میں اس وقت ایک مسلمان بھي ایسا نہوگا جو ملک میں شر و فساد پیدا کرنے کا ایک لمحه کیلیے بھي خیال کرتا ہو -

(خلاصه مطالب)

یه ضروری مطالب ہیں جو اپني عادت تحریر کے خلاف ہم نے صاف صاف مختصر طریقه سے ظاہر کردیے تا که جلد سے جلد انکا اثر حاصل کیا جا سکے - آج اس شخص سے بڑھکر کوئي شخص ملک اور گورنمنٹ کا دشمن نہیں ہوسکتا جو ان تین مسئلوں میں بیجا طور پر خلط مبحث کرتا ہے' اور انکے مستقل احکام کو ایک دوسرے کیلیے لازم و ملزوم سمجھتا ہے -

ہندوستان اور پرو جرمنزم

افسوس ہے که شئون اسلامیه کا مضمون بہت طویل ہوگیا اور لیڈنگ آرٹیکل کا جسقدر حصه کمپوز شده باقي تھا اسکے لیے جگه نه رہي - اب اسکے سوا چاره نہیں که آئنده اشاعت تک قارئین کرام انتظار فرمالیں -

کامریڈ کي ضمانت کي ضبطي اور مسئله خطبات مساجد و حفاظت اماکن مقدسه کے متعلق سرکاري اعلانات بھي اہم عنوانات تھے جن پر اس ہفته ضروري بحث کرني تھي لیکن افسوس که گنجائش نے جواب دیدیا - کامریڈ کو زنده رکھنا مسلمانوں کا اولین فرض ہے -

Printed and published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical prtg. and publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

مشاهیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۳) حضرت محبوب الہی صلی الله علیه ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۴) حضرت خواجه حافظ شیرازی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۵) حضرت خواجه شاه سلیمان تونسوی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۸) حضرت سرمد شهید ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ انه رعایتی ۱ انه (۱۰) حضرت عبد الله بن عمر ۳ انه رعایتی ۱ آنه [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۱۲] حضرت خواجه حسن بصری ۳ آنه رعایتی ۱ آنه [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۱۴] حضرت شیخ بهاالدین زکریا ملتانی ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنه رعایتی ۱ [illegible] (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنه رعایتی ۲ آنه (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنه رعایتی ۶ پیسه (۱۹) شمس العلما آزاد دهلوی ۳ انه رعایتی ۱ انه (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ انه رعایتی ۱ انه (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ انه رعایتی ۱ انه (۲۲) آنریبل سر سید مرحوم ۵ رعایتی ۲ انه (۲۳) رائٹ انریبل سید امیر علی ۲ انه رعایتی ۳ پیسه (۲۴) حضرت شهباز رحمة الله علیه ۵ آنه رعایتی ۲ آنه (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ انه رعایتی ۲ انه (۲۶) حضرت شبلی رحمة الله ۲ انه رعایتی ۳ پیسه [۲۷] [illegible] معظم ۲ آنه رعایتی ۳ پیسه [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ انه رعایتی ۳ پیسه [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ انه رعایتی ۳ پیسه [۳۰] حضرت ابو نجیب سهروردی ۲ انه رعایتی ۳ پیسه [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ انه رعایتی ۲ انه [۳۲] حضرت امام غزالی ۹ انه رعایتی ۲ انه ۲ پیسه [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ انه رعایتی ۲ انه [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ انه رعایتی ۹ پیسه [۳۵] حضرت امام شافعی ۹ انه رعایتی ۱۰ پیسه [۳۶] حضرت امام رشید ۲ انه رعایتی ۳ پیسه [۳۷] حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنه رعایتی ۲ انه (۳۸) حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی ۳ آنه رعایتی ۱ آنه (۳۹) حضرت خواجه معین الدین چشتی ۵ آنه رعایتی ۲ آنه (۴۰) [illegible] عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنه رعایتی ۲ آنه - سب مشاہیر اسلام قریباً دو هزار صفحه کی قیمت یک جا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیه ۸ انه - (۴۰) [illegible] پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ انه رعایتی ۹ انه (۴۱) آئینه خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رهبر ۵ انه رعایتی ۲ انه - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ انه رعایتی ۹ انه - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۹ انه رعایتی ۳ انه - مندرجه ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نهیں - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیه ۸ انه [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمه ڈیڑھ هزار صفحه کی تصوف کی لاجواب کتاب ۱ روپیه ۷ انه [۴۶] هشت بهشت اردو خواجگان چشت اهل بهشت کے مشهور خلیفوں کے باتصویر حالات زندگی مع انکی سینه به سینه اور راز داری صحبت کے جو انکی [illegible] کے بعد جمع کئے گئے هیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع هوا هے اور [illegible] خریداران کے [illegible] کی تصدیق کی هے انکی [illegible] لکھدی هیں - علم طب کی لاجواب کتاب هے اسکی اصلی قیمت چھ روپیه هے اور رعایتی ۳ روپیه ۸ انه [۴۸] [illegible] تفصیل تجربه اور علاج ۲ انه رعایتی ۳ پیسه [۴۹] صابون سازی کا رساله ۲ انه رعایتی ۳ پیسه - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سیکھنے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیه [۵۱] اصلی کیمیا گری یه کتاب سونے کی کان هے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسه - جسته بنانے کے طریقے درج هیں قیمت ۲ روپیه ۸ آنه

حرم مدینه منوره کا سطحی خاکه

حرم مدینه منوره کا سطحی خاکه یا (Plan) هے جو ایک مسلمان انجنیرنے موقعه کی پیمایش سے بنایا هے - نهایت دلفریب متبرک اور روغنی مع رول وکپڑا پانچ رنگوں سے طبع شده قیمت ایک روپیه - علاوه محصول ڈاک -

ملنے کا پته — منیجر رساله صوفی پنڈی بهاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

واٹر بری کا تیار کیا هوا خوشگوار مچھلی کا تیل

TAKE WELL
Waterbury's Compound with Creosote and Guaiacol
ALCOHOL 11%
Made from Cod Liver Oil, Digestive Ferments, Malt Extract Unfermented, Hypophosphites Comp. Special, Ext Cherry, Eucalyptus, Aromatics, Etc.
DOSE - 1 TABLESPOONFUL 3 TO 4 TIMES A DAY
MANUFACTURED BY WATERBURY CHEMICAL CO.
GUARANTEED BY WATERBURY CHEMICAL CO UNDER THE FOOD AND DRUGS ACT
SERIAL No 185
Waterbury's Compound PLAIN
ALCOHOL 11%
Made from Cod Liver Oil, Digestive Ferments, Malt Extract Unfermented, Hypophosphites Comp. Special, Ext Cherry, Eucalyptus, Aromatics, Etc.
DOSE - 1 TABLESPOONFUL 3 TO 4 TIMES A DAY
MANUFACTURED BY WATERBURY CHEMICAL CO.
GUARANTEED BY WATERBURY CHEMICAL CO UNDER THE FOOD AND DRUGS ACT
SERIAL No. 185

ترکیب سے تیار کیا هوا مزه دار مچھلی کا تیل

ڈھیلے اور کمزور رگ و پٹھه کو طاقتور بنانے اور پھیپڑا کی بیماری اور کھانسی و زکام سے خراب هونے والے جسم کو درست کرنے کے لئے "کاڈ لیور والل کمپاؤنڈ" یعنی همارے یہاں کے تیار کیے هوئے مچھلی کے تیل سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں هے -

ایک بڑی خرابی مچھلی کے تیلوں میں یه هے که اس سے اکثر لوگوں کو متلی پیدا هوتی هے' اور کبھی کم مقدار کا ایک خوراک بھی کھانا ناممکن هو جاتا هے

واٹر بری کی کمپاونڈ یعنی مرکب دوا جسکے بنانے کا طریقه یه هے که نروے ملک کی " کاڈ " مچھلی سے تیل نکالکر خاص ترکیب سے اسکے مزه اور بو کو دور کرکے اسکو " مالٹ ایکسٹراکٹ " و " هائپو فاسفائٹس " و " گلیسرین " و " اور منکیس " (خوشبو دار چیزیں) اور پھیکے " کریوسوٹ " اور " گوئیا کول ") کے ساتھه ملانے سے یه مشکل حل هو جاتی هے - کیونکه " کاڈ لیور والل " کو اس ترکیب سے بنانے کے سبب سے نه صرف اسکی بدمزگی دور هوگئی هے بلکه وه مزه دار هوگیا هے اور اس سے پھرتی اور بشاشت هوتی هے مگر یه مرکب دوا " کاڈ لیور والل " کے عمده فائده کو نہیں روکتی هے - اسکو بہت عمده طور سے بنایا گیا هے - اور اسکو جاننے والے اور استعمال کرنیوالے لوگ خوب پسند کرتے هیں - اگر تمہارا جسم شکسته اور رگ و پٹھے کمزور هو گئیں جنکا درست کرنا تمہارے لئے ضروری هو- اور اگر تمہاری طاقت زائل هو رهی اور تمکو بہت دنوں سے شدت کی کھانسی هوگئی هو اور سخت زکام هوگیا هو جس سے تمہارے جسم کی طاقت اور اعضاے رئیسه کی قوت نقصان هوجانے کا ڈر هے- ان حالتوں میں اگر تم پھر قوت حاصل کرنے چاهتے هو تو ضرور واٹر بری کا مرکب " کاڈ لیور والل " استعمال کرو - اور یه اون تمام دواؤں سے جنکو هم اپنے خریداروں کے سامنے پیش کرسکتے هیں کہیں بہتر هے - یه دوا هر طرحسے بہت هی اچھی هے - یه دوا پانی و دودھه وغیره کے ساتھه گھلجاتی هے' اور خوش مزه هونیکے سبب لڑکے اور عورتیں اسکو بہت پسند کرتے هیں- نسخه کو بوتل پر لکھه دیا گیا هے- قیمت بڑی بوتل تین روپیه اور چھوٹی بوتل ڈیڑھه روپیه -

" واٹر بری " کا نام یاد رکھیے
یه سب دوا نیچے لکھے هوئے پته پر ملتی هے :—
ایم - اس - عبد الغنی کولوٹوله اسٹریٹ کلکته

روغن بیگم بہار

حضرات اہلکار، امراض دماغی کے مبتلا وگرفتار، وکلا، طلبہ، مدرسین، معلمین، مولفین، مصنفین، کیخدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصے کی فکر اور سونچ کے بعد بہتیرے مفید ادویہ اور اعلی درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کرکے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطباے یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے، اسکے متعلق اصلی تعریف ہی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جا سکتی ہے۔ صرف ایک شیشی ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹری کبیراجی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسوونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبو دار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض کبھی غلبۂ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور مصلحت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہر مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا، اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ -

بٹیکا

بادشاہ و بیگموں کے دائمی شباب کا اصلی باعث یونانی میڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی یعنی -

بٹیکا ـــ کے خواص بہت ہیں، جن میں خاص خاص باتیں عمر کی زیادتی، جوانی دائمی، اور جسم کی راحت ہے، ایک ہفتہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبہ کی آزمایش کی ضرورت ہے -

[illegible] - اس دوا کو میں نے آبا و اجداد سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے - یہ دوا فقط ہمکو معلوم ہے اور کسی کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بھیجی جائیگی -

" [illegible] " کو بھی ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ -

مسک پلس اور الکٹریک [illegible] پانچ روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک ۹ آنہ -

یونانی لٹریچر بازار کا [illegible] مفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

ہمارا مس موھنی فلوٹ ہارمونیم سرکلہ فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جاویگی یہ ساگون کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت دیر تک قائم رہنے والی ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ - ۷۰ و ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیہ کے آرڈر کے ہمراہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیئے -

کمرشیل ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10 /3 Lover Chitpur Road
Calcutta

انڈا فلوٹ ہارمونیم

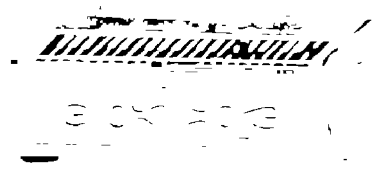

اسکے مقابلہ میں تمام ہرمونیم بیکار ہیں اسنے انڈین ایکزیبیشن سنہ ۱۹۰۰ میں گولڈ میڈل حاصل کی ہے - اسکے آگے زیادہ تعریف کی کونسی ضرورت ہے -

گارنٹی تین ۳ سال -

اکٹو سنگل سٹ رتسی ترسی قیمت ۱۵ - ۱۷ - ۲۰ روپیہ " ڈبل " " - قیمت ۲۷ - ۳۰ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھ پانچ روپیہ پیشگی آنا چاہیے -

A. P. Day and co.
22/1 Budhoo Ostagar Lane,
Calcutta.

علاج بواسیر

داخلی - خارجی - خونی وغیرہ کیسا ہی ہو، اسکے استعمال سے کلی آرام ہوجاتا ہے قیمت فی شیشی چار روپیہ -

سفید داغ کا لا جواب علاج

بدن میں کیساہی سفید داغ کیوں نہو اسکے استعمال سے بالکل آرام ہوجاتا ہے -

قیمت فی شیشی چار روپیہ -

White & 50 Tollygunge
Calcutta

استرہ کی ضرورت نہیں

مولٹرو صاحب کا ہیر ڈیلی ٹری لگا لیجے اور ایک منٹ میں بالوں کو صاف کرلیجیے فی شیشی چھ آنہ تین شیشی ایک روپیہ -

پھول رانی

نہایت خوشبودار روغن پھول ہے سکے استعمال سے دل ودماغ تازہ رہتا ہے اسطرحکا روغن ابتک کسی نے ایجاد نہیں کیا -

قیمت فی شیشی بارہ آنہ ایک درجن سات روپیہ آٹھ آنہ -

Maithra & Co 1-1 Tarak Chatterjee Lane,
Calcutta.

اصلی مکر دھج

جوکہ خاص طلا سے بنایا گیا ہے یہ دوا خون کو صاف کرتا ہے بدن کو قوت بخشتا ہے، ناتوانوں کو توانا کردیتا ہے -

مرد و عورت دونوں کے استعمال کے لائق ہے - قیمت نمبر ۱ ایک تولہ پچاس روپیہ نمبر ۲ " " بتیس ۳۲ روپیہ

½ سے کم درخواست نہیں آنا چاہیے -

Imperial Depot.
60 Srigopal Mullik Lane
Bow Bazar Calcutta

سنکاری فلوٹ

تین سال کی گارنٹی

بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ

اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہرمونیم ہمارے یہاں موجود ہے -

ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

مفت ! مفت !

دای صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب تصنیف کردہ نوجوانوں کا رہنما و صحت جسمانی و زندگانی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy
30/2 Harrison Road
Calcutta.

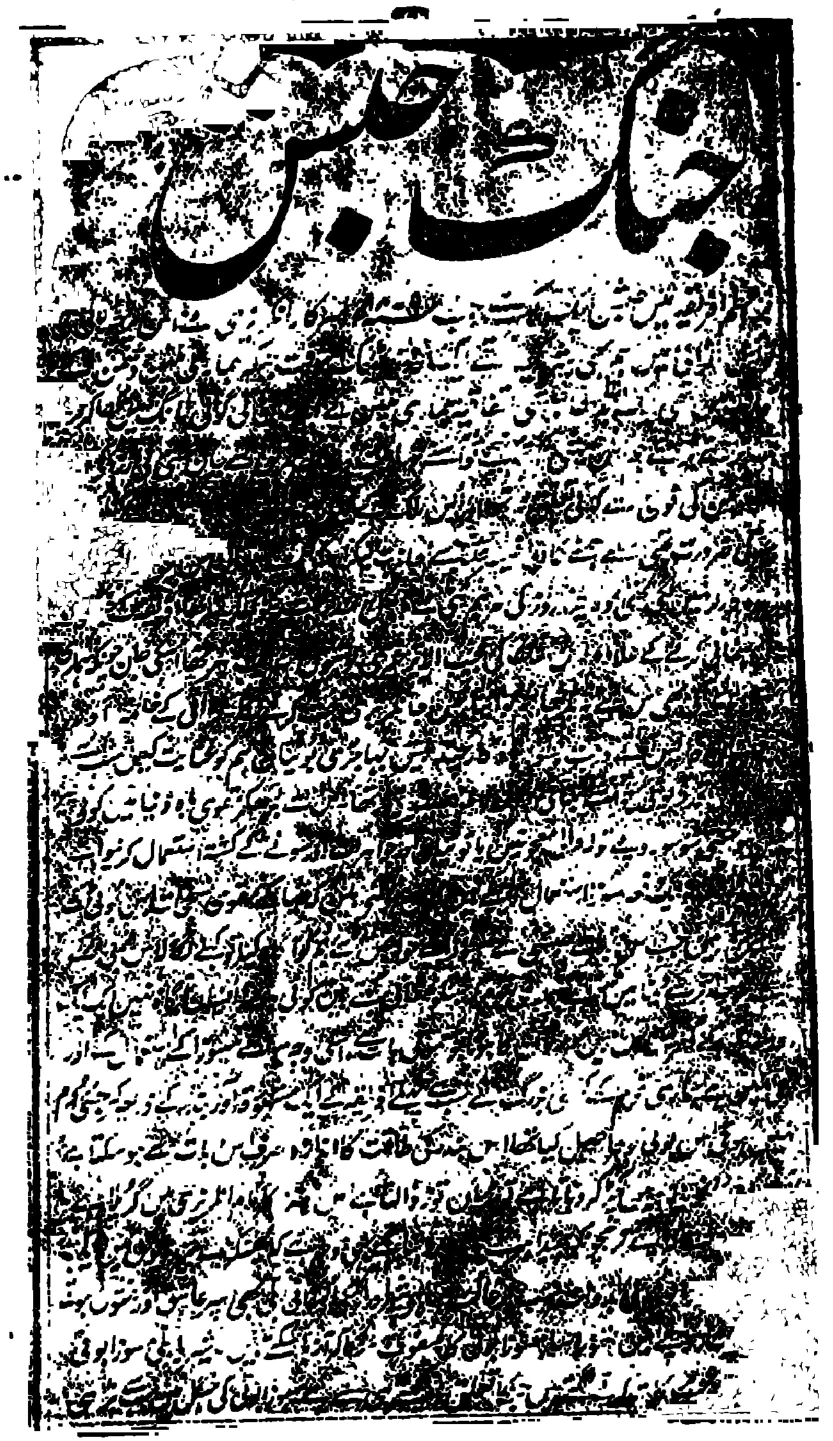

اصلي لاثاني مكمل مجموعۂ خطب حرمين شريفين ابن نباته
عربی مع ترجمۂ نظم اُردو طبع هوچكا
مترجمۂ

عالـم باعمل فاضل بے بدل رئيس العارفين حضـرت مولائی مرشدي سيدالسند مولوي سيد شاه فقير محي الدين صاحب قبله قادری چشتي المتخلص به مقبل - معزز ناظرين! يه وه مقبول خاص و علم مشهور خطبۂ متبركه هے جس سے اكثـر مولفين و متـرجمين خطب نے بعض خطبونكا انتخاب كركے اُردو نظم فرمايا هے - آجتـك كسی كو بهی پورے نظم ترجمه كي طرف خيال نه هوا - هندوستانكے چند اهل مطابع نے البته اُسكو نثر ميں ترجمه كـرواكے چهاپا' مگـر نثر سے خطيب و سامعين كو كوئي فائده نهيں - فی زماننا عوام الناس زبان عربی سے بالكل بے بهره هوگئے مقتضاے وقت يه هے كه عوام جس زبان كو سمجهيں اُسی زبان ميں احكام آلهيه و امور شرعيه محمديه سنائيں جهالت اور بےعلمی روز بروز اهل اسلام كو احكام آلهي اور امور شرعي سے جدا كر رهي هے - اس پر آشوب زمانه ميں حتی الامكان عامه مسلمين كي اصلاح هر دينی كام ميں مد نظـر ركهنا فرض هے - شارع عليه الصلوۃ و السلام كا مقصود اصلي اس سے صرف اصلاح هے تمام هفته جنكو اُمورات دنياوي سے فرصت نه ملي

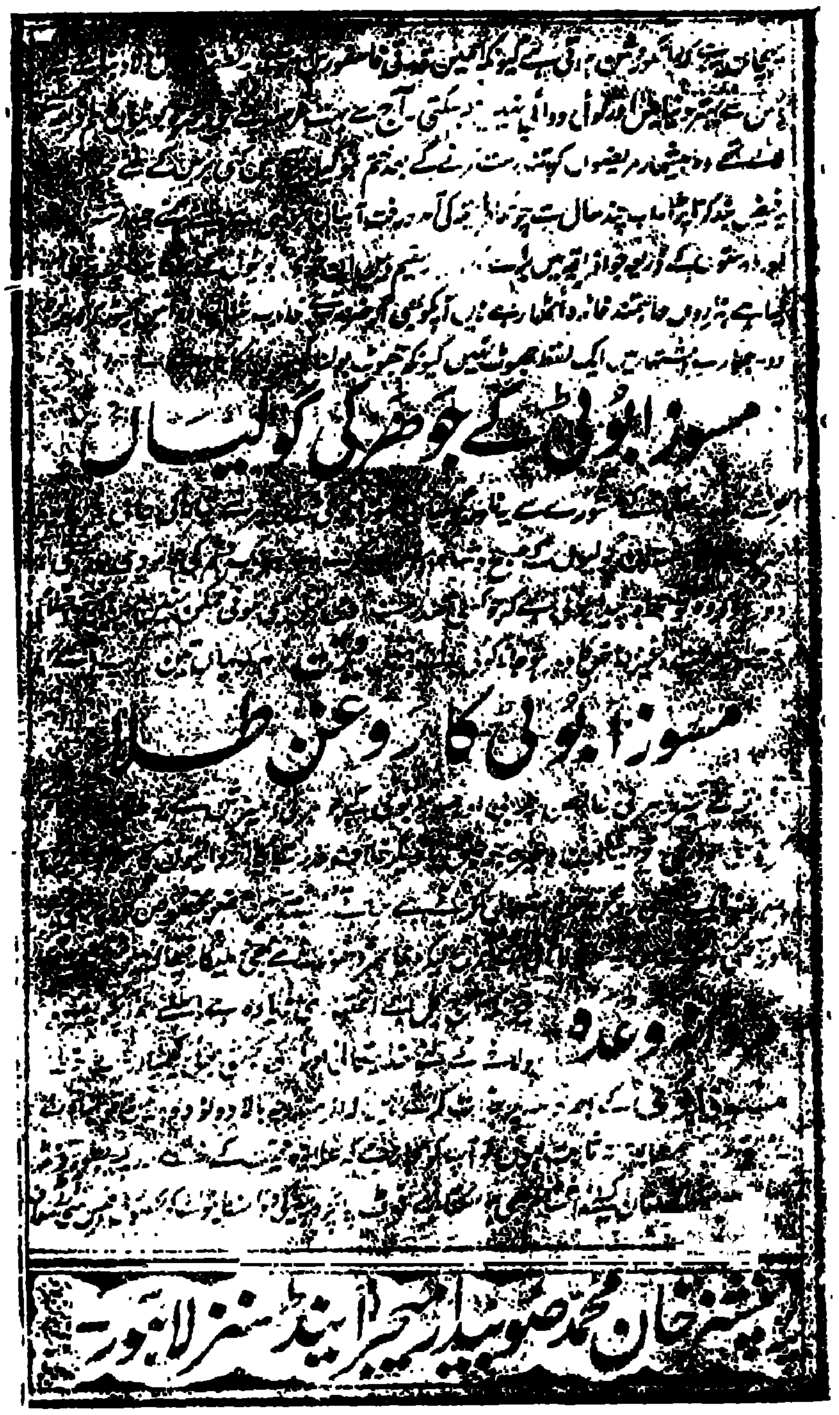

مسوز ابولی کے جوہری گولیاں

مسوز ابولی کا روغن طلا

میسرز خان محمد صوفی سیڈ ... اینڈ سنز لاہور

آنكو ايك وقت ميں اس طريقے سے وه ضروري هدايتيں گوش گذار كيجائيں جس سے آنكو خوبي دارين حاصل هو - آج خالص زبان عربي سے مقصود شارع بالكل مفقود هوا جاتا هے - اس كام كا خيال عرصه درازے قلب پريشان ميں متمكن رها كه كوئی ايسي صورت هو جس سے همارے اُردو خوان بهائي فائده اُٹهائيں ليكن قادر متعال هر كام كے ليے اوقات مقرر فرما چكا هے اور وه امر اسي وقت مقرره ميں پورا هوگا الحمد لله ثم الحمد لله توفيق سبحاني اور تائيد رباني سے مجموعۂ خطب ابن نباته مروجۂ حرمين شريفين مترجم منظوم به تمام و كمال طبع هو گيا - اسكے علاوه صحاح ستّه و مشكوۃ شريف وغيره سے ضروري احاديث نبويه كے مضامين منظوم كر كے خطبهاے متفرقه كے نام سے آخر ميں شامل كرديے هيں لكهائي چهپائي اور صحت نهايت عمده اور دو قسم كے كاغذ (چكنا ولايتي وسـي معمولي) پر چهپا هے تعداد صفحات ٣١٠) قيمت صرف معمولـي كاغذ ١٢ - آنه مجلد ١٤ - آنه چكنا ولايتي مجلد ايك روپيه و نيز خطبه كا ڈٹا ٹٹل بسبب پنچرنگ و مطلا هونے كے نهايت دلكش اور بهت هي خوشنما هے -

ملنے كا پته - كـ - حاجي محمد محي الدين سوداگر و تاجر كتب
متصل مسجد ابراهيم نمبر دوكان ٣٩٩
بنگلور لشكر.

حسبنا الله و نعم الوکیل

ٹرکش سلطانہ ھیئرڈائی کمپنی

خضاب استمبولي

جسے تمام عالم نے "ٹرکش امپیریل ھیرڈائی" کا لقب عطا فرمایا ہے - یہ بد ضرر بلا داغ جلد بلاے بو لي نا گوار بلکہ فرحت افزاے دل و جان عطر بسار خوشبو دار خضاب کمیاب ہے - سہولت کے ساتھہ ۲ - ۳ قطرہ برش یا انگلي سے لگا لیجے اور چند منٹ میں بالونکو سیاہ نما بنالیجیے ایک شیشي برسونکے لیے کافي ہے - قیمت فی شیشي کلاں تین روپیہ - شیشي خرد دو روپیہ -

سارٹیفکٹ - ڈاکٹران ای - ڈي - صاحب ال - ارسي - پي - ایس ایڈنبرا مقیم نمبر ۱۰۳ رپن اسٹریٹ کلکتہ تحریر فرماتے ہیں واقعي یہ ایک تحفہ بیش بہا کمیاب بلکہ نایاب استمبولی خضاب دنیاوي خضابوں میں اعلی و یکتا ہے ' بیشک یہ روسا امرا راجگان اور نوابونکے استعمال کے قابل قدر ہے - اسکي جسقدر تعریف کي جاوے بجا ہے -

سول ایجنٹ - رجبی اینڈ کو منیجر ڈاکٹر عزیز الرحمن
نمبر ۱ مومن پور روڈ خضر پور کلکتہ
No. 1Mominpure Road Khidderpur Calcutta.

پوین ٹانین

یہ عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا ' یہ دوا یک صافی ھکاپلونکو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ کرتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کرسکتے ہیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتي ہے - هسٹریہ وغیرہ کو بھی دفعہ ہے چالیس گولیاںکی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باہ ایک بارگی دفع ہو جا تی ہے - اس کے استعمال کرتے ہی آپ فائدہ محسوس کرینگے. قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

ھائی ڈرولن

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رہا -

یہ دوا آب نزول اور فیل پا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوا ہے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل ہوتی ہے - ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے قیمت دس روپیہ اور دس دنکي دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر پا ہونیسے تشنج کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو ہوتے ہیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاھو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے ہیں - "مینے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي ہیں : - "نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کوایا اور بہت نفع بخش پایا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈي - ایم - ڈي (برن) بي - ایس - سي - (لندن) سینٹ جارج اسپتال اوکارکاڈي بمبئي فرماتي ہیں: - "اوبھرالین جسکو کہ مینے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتلوں کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ھدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co Chemists, Kalighat Calcutta,

ہر فرمایش میں الہلال کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ آف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدونمیں ہے ابھي چھپ کے نکلي ہے اور نہایت سي رنگلي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ ' کپڑیکي جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ ھاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وي - پي - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بہو بازار - کلکتہ
Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane,
Bowbazar Calcutta.

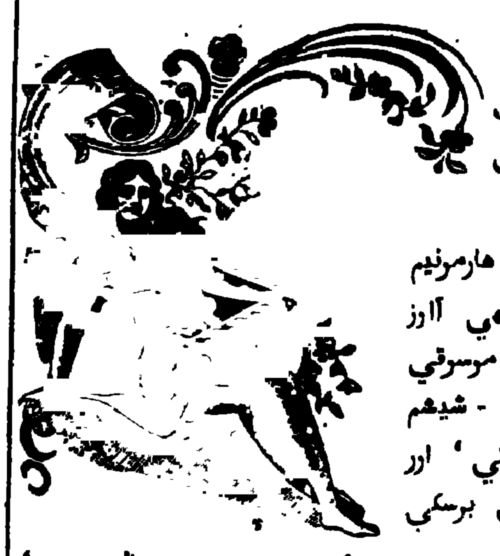

نصف قیمت

ایک مہینہ کے لیے رعایت تین دنکے اندر زر واپس اگر ناپسند ہوے -

سائز فاکشن فلوٹ ھارمونیم جسکي دھیمي اور میٹھي آواز بنگالي اور ھندوستانی موسیقي سے خاص مناسبت ہے - شیشم کي لکڑی سے بني ہولي ' اور نہایت عمدہ رنگ - تین برسکي گارنٹي - قیمت سنگل ریڈ ۳۸ ' ۴۴ ' اور ۵۰ روپیہ - حال - ۱۹ ' ۲۲ ' ۲۵ روپیہ - ڈبل ریڈ ۶۰ ' ۷۰ ' ۸۰ ' ۹۰ روپیہ - حال ۳۰ ' ۳۵ ' ۴۰ ' ۴۵ ' روپیہ پیشگي ۵ روپیہ -

نیشنل ھارمونیم کمپنی - ڈاکخانہ سملہ A - کلکتہ

National Harmonum Co. P. O. Simla A. Calcutta

ایک بولنے والي جڑی

اگر آپ اپنے لا علاج مرضوں کي وجہ سے مایوس ہوگئے ہوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوبارہ زندگی حاصل کریں - یہ جڑي مثل جادو کے اثر دیکھاتي ہے - ایس برس سے یہ جڑي مندرجہ ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکھا رھی ہے -

ضعف معدہ ' گراني شکم ' ضعف باہ تکلیف کے ساتھہ ماہوار جاري ہونا - ہر قسم کا ضعف خواہ اعصابي ہو یا دماغی ' آب نزول وغیرہ -

جڑي کو صرف کمر میں باندھي جاتی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ

ایس - سی - ھر - نمبر ۲۹۵ اپر چیتپور روڈ - کلکتہ
S. C. HAR 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہرقسم کا جنون خواہ لونٹي جنون ' مرگی والا جنون ' غمگین رہنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي و موسمي جنون ' وغیرہ وغیرہ دفع ہوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ہوجاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں ہوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta

بٹس برمن کے سارے ہندوستان میں مشہور ہے
اور دوائیاں ہر جگہ دوکانداروں اور
دوافروشوں سے مل سکتي ہیں -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن کا

بنایا ہوا

لال شربت ! لال شربت ! !

بچوں کیلیے ایک ہي دوا ہے - ماں دینا میٹھا میٹھا لال شربت -

شیر خوار بچے کو اکثر بدہضمي رہتي ہے - دودھہ پیتے ہي قے کردیتے ہیں - پاخانہ کبھي سخت اور کبھي پتلا ہوتا ہے پیٹ اونچا ہو جاتا ہے ہاتھہ پاؤں لاغر ہوجاتے ہیں - دانت وقت پر نہیں نکلتے ہیں غذا جزو بدن نہیں ہوتا - ان سب وجوہات سے لڑکے ہمیشہ کیواسطے کمزور ہوجاتے ہیں - ایسے حالت میں لال شربت کے استعمال سے کوئی شکایت نہیں ہونے پاتي اور ہمیشہ کے واسطے لڑکے چست و چالاک رہتے ہیں - بچے کو دودھہ کم ہوتا ہو طبیعت سست رہتي ہو بخار آتا ہو غذا ہضم نہ ہوتي ہو تو لال شربت استعمال کرنیسے لاغري جاتي رہیگي دودھ زیادہ ہوگا اور بچے خوشحال رہینگے - پوري حالت فہرست جسمیں جنتري اور سارٹیفکٹ درج ہیں منگواکر دیکھیے قیمت فی شیشي ۱۲ آنہ محصول ۴ آنہ تین شیشي کے لیے ۲ روپیہ - محصول ۱۰ - آنہ ادویات ہر جگہ دوکانداروں یا دوا فروشوں سے ملسکتي ہے ورنہ کارخانہ سے طلب کیجیے -

بٹس برمن کے سارے ہندوستان میں مشہور ہے
اور دوائیاں بچے سے ضعیف تک کو یکساں
فائدہ کرتی ہیں -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن - نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
تیل
سر کے بالوں کیلیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکیلیے بہت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود ہیں' اور جب تہذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تھي تو تیل - چربي - مسکہ - گھي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کي ترقي نے جب سب چیزوں کي کانٹ چھانٹ کي تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بساکر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسي ظاہري تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانہ میں مصنوعي نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے' اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھي جویاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کي کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں کو ملاکر "موہني کسم تیل" تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازي ہي سے مدد لي ہے' بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھي جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئي کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا ہے' اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتي ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر' نزلہ' چکر' اور دماغي کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکي خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتي ہے نہ تو سردي سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشي ۱۰ آنہ علاوہ - محصول ڈاک -

مسیحائی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمي بخار میں مرجایا کرتے ہیں' اسکا بڑا سبب یہ بھي ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر' اور نہ کوئي حکیمي اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبي مشورہ کے میسر آسکتي ہے - ہملے خلق اللہ کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردي ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجاے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچتي ہیں' اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعني پرانا بخار - موسمي بخار - باري کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اور وہ بخار' جسمیں ورم جگر اور طحال بھي لاحق ہو' یا وہ بخار' جسمیں متلي اور قے بھي آتي ہو - سردي سے ہو یا گرمي سے - جنگلي بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھي ہو - کالا بخار - یا آسامي ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ گلٹیاں بھي ہو گئي ہوں' اور اعضا کي کمزوري کي وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے' اگر شفا پانے کے بعد بھي استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتي ہے' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کي وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آجاتي ہے - نیز اسکي سابق تندرستي از سر نو آجاتي ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں' بدن میں سستي اور طبیعت میں کاہلي رہتي ہو - کام کرنے کو جي نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھي اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتي ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹي بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکان داروں کے ہاں سے مل سکتي ہے -

المشتہر و پرو پرائٹر
ایچ - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

کلپاک

سلخت قسطنطنیه ساخت استنبول

انور پاشا ٹوپی

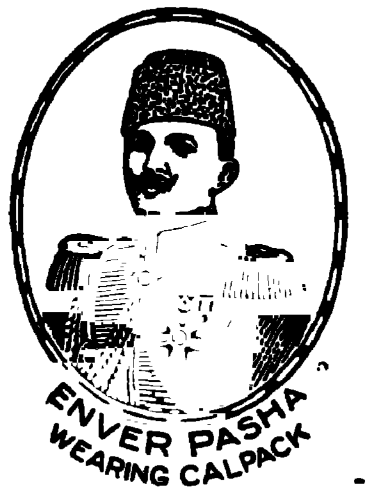

ENVER PASHA
WEARING CALPACK

یه نہایت شاندار ٹوپی ہے - جس کے استعمال سے چہرہ با رعب نظر آتا ہے اسے حضور نظام حیدر آباد - و دیگر عمالدین و رؤساے حیدر آباد دکن - نواب بہادر بیجم شاہزادگان بھوپال - علیگڈہ کالج سٹاف و طلبا و نیز مولانا حسن نظامی صاحب کے زیب سر ہونے کا فخر حاصل ہے -

اسے جس نے دیکھا سر پر بٹھایا -

اصلی سمور کہال کی چمڑے کی
استنبولی قیمت ۱۵ روپیه
اعلی استر خان کپڑیکی - سنہری
فیتے کی قسم اول ۴ روپیه
اعلی استرخان کپڑیکی قسم دوم ۳ روپیه ۸ آنه
" " ریشمی رنگین فیتے کی
۳ روپیه ۴ آنه

خاکی ' سیاہ ' سبز ' کاہی رنگ کی ہر سائز کی موجود ہیں -

نوٹ — ہر قسم کی نہایت اعلی ملائم ترکی ٹوپی و نیز چغتائی استنبولی ہر رنگ و ہر سائز کی موجود ہیں -

ایس - ایف چغتائی اینڈ کمپنی - متصل دلی لندن بنک - دہلی

سول ایجنٹ
فبریقه ا - پریل ه . که قسطنطنیه
نیبریقه نیشنل ایجیشین - تار برش
قاہرہ - مصر -

ہم نے اشتہار بازی سے پرہیز کرکے آزمائے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے
کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا امتحاناً مفت دی جاتی ہے بیرونجات کیلئے ہر دوا کا نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا **جواہر نورالعین** بیس روپے ماشہ والا خالص ہیرہ بھی جواہر نورالعین کا مقابلہ نہیں کرسکتا - دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھند دھبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں دُھے یعنی ککرے - پھولہ - ناخنہ - پڑبال - ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہو کر نظر بحال ہوجاتی ہے - عینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص عہ درجہ اعلے للعہ درجہ اول عا

جوش شباب اور زمانہ بھر کی طاقت ور دوائوں سے اعلے اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیرو جوان کی ہر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کر کے اعلے درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عہ

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

اکسیر بہرہ پن برسوں کا بہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت عہ نمونہ

ایک لمحہ میں درد دور کرنے والا **طلسم شفا** ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچھو کے ڈنک اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سکنڈ میں دور قیمت عہ

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی - عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قایم رکھتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

سندات جواہر نورالعین (۱) مسٹر بیکے صاحب چیف افسر دانیورا - جواہر نورالعین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع ہوگیا - (۲) مسٹر سنتم جی فرام جی مرچنٹ مقام وارنگل میں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولہ بالکل دور ہوگیا آپ کی عجیب دوا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب پنڈی مجھے بچپن سے رتوندہی و دھبکوری کا مرض تھا سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نورالعین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہوگئی - +

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق ہیریرن سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
حال پرو پرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

ملازموں کی ضرورت

چونکہ کمپنی کا کام عظیم الشان پیمانہ پر شروع ہوگیا ہے اس لیے ہر ضلع ' تحصیل تھانہ اور موضع میں کمپنی کی نئی شاخیں کھولی جا رہی ہیں جنکے واسطے ہمیں اردو خواں ملازموں کی ضرورت ہے ' جن کو پندرہ روپیہ ماہوار سے ساٹھہ روپیہ ماہوار تک تنخواہ دی جاتی - ضمانت نقد پچاس روپیہ کی لی جاتی ہے قریباً تین سو روپیہ کا مال ملازم کو دیا جاتا ہے - بعد میں زیادہ - دوکانداروں کو خصوصاً تجارتی ملازمت میں بڑا فایدہ ہے کیونکہ ہمارا اور اپنا دونوں کا کام ایک ساتھہ میں کرسکتے ہیں چونکہ ہر ایک جگہہ ایک سے زیادہ ملازم نہیں رکھا جاتا - اس لیے فوراً دو پیسہ کا ٹکٹ بھیجکر مفصل قواعد طلب کرو -

المشتہر

منیجر کارخانہ رہنماے تجارت لاہور

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

— * —

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) بالخصوص شان کار و بار ' صفائی ' ستھرا پن ' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت

(خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

حرمین شریفین کی زیارت

— * —

مولانا الحاج خان بہادر محمد عبد الرحیم صاحب اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈیا -

یہ سفرنامہ یورپ کے اعلی درجہ کے سفرناموں کے مطابق نہایت عمدہ کاغذ پر صحت اور صفائی کے ساتھہ خوشخط طبع ہوا ہے ممالک اسلامیہ مثلاً عرب ' شام ' فلسطین ' مصر ' عراق ' وسط عرب و نا معلوم عرب کے دلچسپ اور ضروری حالات نہایت خوش اسلوبی سے سلیس و با محاورہ اردو میں قلمبند کردیے ہیں فاضل مصنف کی دوران سفر میں اعلی سے اعلی ترکی افسروں سے ملاقات ہوئی اور ان جانبازوں نے اسلامی ممالک کے نہایت دلچسپ حالات فراہم کرنے میں مصنف کی دلی تائید کی کتاب کی کل صفحات تخمیناً آٹھہ سو ہیں اور پھر بیس هشتر عکسی تصاویر مقامات مقدس کے بھی ملحق ہیں - قیمت مجلد تین روپیه -

المشتہر

عبد الرحمن بکسیلر و پبلشر شرکت اسلام پریس کنٹونمنٹ بنگلور

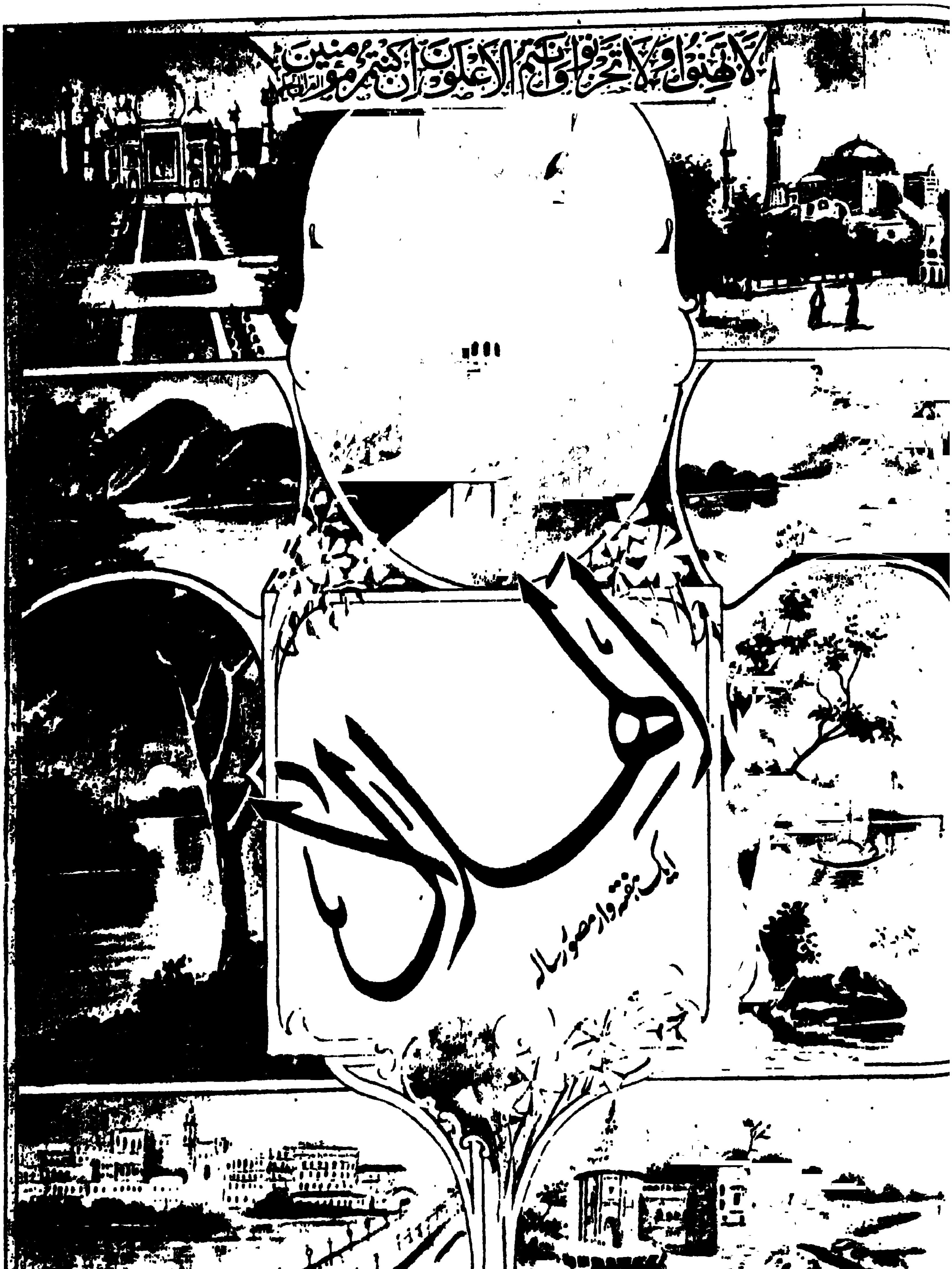
لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنین
القرآن الحکیم
الهلال
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت ۴ ـ آنہ

جام جہان نما

یہی وہ جام ہے جس پہ جمشید ناز کرتا تھا

اس کتاب میں علم طبعیات۔ ہیئت۔ کیمیا۔ برق۔ سوانح عمری۔ تواریخ۔ عجائبات عالم۔ نجوم۔ رمل جفر۔ قیافہ شناسی۔ گیان۔ سرود۔ خواب نامہ۔ فالنامہ۔ علم بیان۔ علم عروض۔ علم معانی۔ بہی کھاتہ کے قواعد۔ طب انسانی کا قابل عمل ذخیرہ۔ طیور و بہائم کی بیماریاں۔ اُن کا تدارک۔ نباتات و جمادات کے نقص و درکرنا۔ تمام ہندوستان کی مسافت۔ بڑے بڑے شہروں کی تجارت اور سیاحت کی واقفیت۔ انگلستان۔ فرانس۔ امریکہ و جاپان۔ روم و مصر۔ افریقہ۔ آسٹریلیا کا بیان۔ ریل۔ جہاز اور خشکی ہر ایک جگہ کے سفر کا شرح حال۔ کرایہ اور تمام اخراجات واضح کئے ہیں۔ بغرض حج مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ کی ساری کیفیت۔ تمام ضروری قوانین مجموعہ جس سے عوام کو سابقہ پڑتا ہے۔ زندگی میں کامیابی کے اصول۔ ہمیشہ خوشی حاصل کرنیکے طریقے۔ تمام دنیا کے مشہور لوگوں کے حالات۔ تمام کرۂ ارض کے اخبارات وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ اسکے

تیس ممالک کی بولی

روزمرہ کام کاج کے ضروری جملے اُردو میں بالمقابل لکھدیئے گئے ہیں۔ آج ہی جا کر مطلب کی باتیں کرلو۔

اس کتاب سے

تجار۔ مزدور۔ سیاح۔ قانون پیشہ۔ دکان دار۔ زمیندار۔ طبیب۔ مریض۔ ہر محکمہ کا ملازم۔ روزگار کا متلاشی۔ دستکار۔ نجومی۔ رمال۔ جوتشی۔ قصیدہ گو۔ شاعر۔ وقائع نگار۔ مصنف۔ مورخ۔ کتاب فروش۔ فقیر۔ امیر۔ غرضیکہ ہر ایک خیال و مذہب و ملت کا آدمی یکساں مستفیض ہو سکتا ہے۔

باوجود ان اوصاف کے اس انمول رتن کی قیمت صرف (۱؎۸) ایک روپیہ آٹھ آنے رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک امیر و غریب یکساں فیض اُٹھا سکے۔

ہمارا دعوٰی ہے۔ اگر ایسی کتاب کسی زبان میں دکھلا دو تو ایک ہزار روپیہ انعام دینگے۔ تمام دنیا کے علوم و فنون ایک ہی پیالے میں موجود ہیں۔

ساری جائداد دے کر ایسی کتاب ملے تو بھی سستی۔ مطابق اشتہار نہ ہو تو قیمت مع محصول ڈاک واپس دینگے۔ یہ شرط ہے۔

ٹنڈن صاحب کا انگلش ٹیچر!

ویسے تو آجتک بیسیوں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں مگر ٹنڈن صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسمیں انگریزی سیکھنے کے ایسے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھکر ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی بغیر مدد اُستاد کے انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لیاقت حاصل کر سکتا ہے۔ ہر طرح کی بول چال کے فقرے۔ ہر محکمے کے اصطلاحی الفاظ۔ ہزاروں محاورے جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملینگے۔ انٹرنس پاس کے برابر خاصی لیاقت ہو جائیگی اور جلدی ہی آسانی سے انگریزی میں گفتگو کرنیکے قابل ہو جاؤ گے۔ مجلد کتاب کی قیمت مع محصول صرف ایک روپیہ تین آنے (۱؎۳) دو جلد کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ مفت ملیگا رسالہ انگلش گرامر۔ ہر ایک خریدار کو مفت ملیگا۔

بالکل مُفت

کتاب روپیہ پیدا کرنے کی مشین یعنی خزینۂ صنعت و حرفت جس میں صنعت و حرفت کے بہت سے آسان اور عمدہ تجربے درج ہیں جنکے ذریعے سے ہر ایک شخص بہت تھوڑے عرصہ میں ہزاروں روپے پیدا کر سکتا ہے۔ صرف دو پیسہ کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت ارسال ہوگی۔

مضبوط اور پائدار گھڑیاں

ولایت کے نرخ پر!

ہم براہ راست ولایت سے گھڑیاں منگواتے ہیں ہمارے نرخ ارزاں ہیں دیگر سوداگروں سے مقابلہ کرکے دیکھو!

آٹھ روزہ واچ۔ گارنٹی ۵ سال

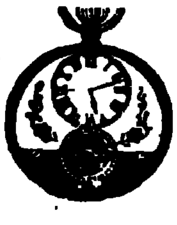

اس گھڑی کو آٹھ روز میں ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے۔ اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں اور وقت ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں ہوتا۔ اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں۔ برسوں بگڑنے کا نام نہیں لیتی۔ قیمت صرف چھ روپے۔ زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت۔ چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ سنہری سات روپے۔ چاندی کی آٹھ روزہ واچ قیمت نو روپے

گولڈن سنہری ہنٹنگ واچ

یہ گھڑی سنہری ڈبل کیس جسکے دونوں طرف نہایت خوبصورت نقش و نگار کا کام ہے۔ اسکی چمک دمک اور خوبصورتی دیکھنے والوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔ اور دیکھنے میں سو روپے کی معلوم ہوتی ہے۔ پرزے نہایت مضبوط۔ اسکے اوپر سونے کا ایسا پختہ رنگ چڑھا ہے جو عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ دوسرے تاجر اس گھڑی کو سات اور ساڑھے سات روپے میں فروخت کرتے ہیں مگر ہم صرف ۴؎۱۲ میں دینگے۔ چین نقلی سونے کی ایک مفت۔

اسپرنگدار سنہری چوڑیکی گھڑی

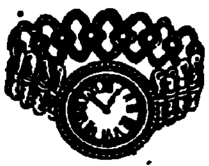

آہا۔ کیا نایاب تحفہ ہے۔ اسکے کاریگر نے کمال کر دکھایا ہے۔ سنہرے رنگ کی اسپرنگدار چوڑی میں سنہرے رنگ کی گھڑی اس خوبی سے لگائی ہے کہ خواہ کیسی ہی موٹی سے موٹی اور پتلی سے پتلی کلائی ہو سب میں ٹھیک آجاتی ہے۔ وقت نہایت ٹھیک دیتی ہے۔ پرزے بہت مضبوط اور پائدار ہیں۔ ہماری گھڑی کی چوڑی ایسی خوب صورت ہے کہ طلائی زیورات کو مات کرتی ہے دیکھنے میں سو روپیہ کی۔ عورتوں کیلئے ایک خوشنما اور حسن افزا زیور ہے دوستوں اور رشتہ داروں کو تحفہ دیجئے۔ قیمت مع مخملی بکس صرف ۵؎۔ بڑھیا قسم کی جسمیں نقلی ہیرے موتی اور جواہرات جڑے ہیں قیمت صرف ۱۲؎ گارنٹی ۵ سال

بجلی کے لیمپ

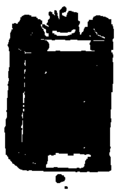

یہ نو ایجاد اور ہر شخص کے لیے کارآمد لیمپ ابھی ولایت سے بنکر ہمارے ہاں آئے ہیں۔ نہ دیا سلائی کی ضرورت۔ اور نہ تیل بتی کی حاجت۔ ایک لیمپ رات کو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھکر سو جاؤ جس وقت ضرورت ہو بٹن دباؤ۔ اور چاندنی سی سفید روشنی موجود ہے۔ رات کے وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو۔ فوراً لیمپ روشن کرکے خطرہ سے بچ۔ ایک دم کیسو جرنے انہماپنے بیکڑوں ضرورتوں میں کام دے گا۔ بڑا ملیا معلوم ہوگی۔ قیمت نمبر ۱ مع محصول صرف دو روپے۔ نمبر ۲ جس میں سفید سرخ اور سبز روشنی ہوتی ہے مع محصول تین روپے آٹھ آنے۔ نمبر ۳ نہایت خوبصورت فینسی بنا ہوا۔ روشنی بہت تیز۔ قیمت چار روپے و تین روپے چار آنے مع محصول ڈاک۔ نمبر ۴۔ ایک شیشہ ڈبل لگا ہوا ہے۔ علاوہ اسکے ایک لیمپ اسمیں اور لگا ہوا ہے جس سے سگرٹ!

ضروری اطلاع } علاوہ انکے ہمارے ہاں ہر قسم کی گھڑیاں گھنٹے۔ خوشنما زنجیریں۔ بجلی کا سامان وغیرہ وغیرہ مل سکتا ہے۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں۔ تاجروں سے خاص رعایت ہوگی۔ + + +

ملنے کا پتہ + مینیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران واچ اینڈ کلاک نمبر ۵۱۳ ٹوہانہ ضلع حصار پنجاب

Tel. Address :—"Alhilal," Calcutta.
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor :
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر - ۲۰
کلکتہ : چہار شنبہ - ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday, November 18. 1914.
جلد ۵

بصائر و حکم

فاتح افواج کا داخلہ

ممالک مفتوحہ میں

بہ تقریب ورود الجیوش الالمانیہ در لووین و بروسلز و انٹورپ

(۳)

(بقیہ فتح مکہ)

امن و امان کے بعد صرف ایک شخص قتل کیا گیا چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلہ (۱)	ایک شخص نے آنحضرت کو خبر کي کہ ابن خطل خانہ کعبہ کے پردوں کو تھام کر کھڑا ہے' آپ نے فرمایا اوسکو قتل کردو!

لیکن اہل سیر نے چند اشخاص کے نام اور بتائے ہیں' ابو داؤد میں دو روایتیں ہیں جنسے اہل سیر کے بیان کي تائید ہوتي ہے' لیکن ان میں ایک روایت کے متعلق خود ابو داؤد نے لکھدیا ہے کہ یہ میرے حسب دلخواہ نہیں ہے (۲)

مجموعي طور پر ان سادہ واقعات سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں :

(۱) آنحضرت کا معمول تھا کہ رات کو کسي قوم پر حملہ نہیں کرتے تھے' اس لیے خیبر میں رات کو اسلامي فوجوں کا داخلہ نہیں ہوا - حالانکہ عموماً تمام فوجیں شبخون کے لیے موقع تلاش کرتي رہتي ہیں -

(۳) صحابہ نے خیبر میں غارتگري کي لیکن آپ کو خبر ہوئي تو آپ نے نہایت سختي کے ساتھہ تنبیہ فرمائي اور متعدد چیزوں کو حرام کر دیا -

(۴) یہود خیبر کے ساتھہ نہایت نرم شرائط پر اونھیں کي خواہش کے مطابق معاہدہ صلح کیا گیا' اور اس عدل و انصاف کے ساتھہ اس کي پابندي کي گئي کہ خود ان لوگوں نے اسکا مداحانہ اعتراف کیا - حالانکہ اب عموماً محاصرے کے ذریعہ سے صلح پر مجبور کیا جاتا ہے' اور اس مجبورانہ صلح کا انعقاد ہمیشہ فاتح کي خواہش کے مطابق ہوتا ہے -

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کي زبان سے " خربت خیبر " کا جو فقرہ نکل گیا تھا' وہ محض فاتحانہ جوش کا اظہار تھا' ورنہ اس سے یہ مقصود نہ تھا کہ خیبر در حقیقت برباد ہو گیا -

(۶) قریش کو فتح مکہ کي تیاري کي خبر دینے پر آنحضرت نے حاطب ابن بلتعہ کو بالکل معاف کردیا' حالانکہ موجودہ قوانین جنگ کي رو سے ایسے شخص کو گولي ماردي جاتي ہے -

(۷) سعد بن عبادہ نے فخریہ یا طنزاً ابو سفیان کو خانہ کعبہ کی بے حرمتي کي دھمکي دي' تو آنحضرت نے اوسکي تردید فرمائي -

(۸) فتح مکہ میں آنحضرت نے امان عام دیدي اور اس امان سے تمام سرداران قریش نے فائدہ اوٹھایا - حالانکہ یہي لوگ اسلام کے اصلي دشمن تھے -

(۹) مکہ میں صحابہ نے کسي چیز کو نہیں لوٹا -

(۱۰) امان کے بعد صرف ایک شخص قتل کیا گیا جو واجب القصاص تھا' بقیہ اشخاص کے قتل کي روایت مشتبہ ہے -

دنیا کي قدیم و جدید تاریخ آپ کے سامنے ہے' آپ اسلامي فوج کے ساتھہ اگر ان کے داخلہ کا موازنہ کرینگے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کي پوري تاریخ اس قسم کے فیاضانہ داخلہ کي نظیر نہیں پیش کر سکتي -

(عہد صحابہ اور فتوحات اسلامیہ)

عہد صحابہ میں بھي آنحضرت کے فاتحانہ طرز عمل کی تمام خصوصیات قائم رہیں' اور مفتوحہ ممالک کے ساتھہ نہایت فیاضانہ مراعات کي گئیں - فتوحات کے لحاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت نہایت ممتاز ہے - عرب و افریقہ کے تمام زرخیز و شاداب ممالک اسي زمانے میں فتح کئے گئے' لیکن فتوحات کے اس عظیم الشان سیلاب نے کسي قوم کي مادي اور روحاني یادگاروں کو خفیف سي ٹھوکر بھي نہیں لگائي -

(مدائن کا داخلہ) ۹

فاتح فوج کا عام قاعدہ ہے کہ جب نہایت جد و جہد کے ساتھہ کسي شہر میں داخل ہوتي ہے' اور با ایں ہمہ جانبازي مال غنیمت سے بہرہ اندوز نہیں ہوتي' تو ناکامي کا غصہ اوسکو نہایت وحشیانہ افعال پر آمادہ کر دیتا ہے -

---

[۱] بخاري جزو ۵ ص ۱۴۸ [۲] ابو داؤد جلد ۲ ص ۹ -

• کتاب مرقوم یشہدہ المقربون" (۸۳ : ۱۸)
ي ذالك فليتنافس المتنافسون !" [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ ہے - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ علم طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو لٹریچر میں منفردانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الالہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور خارجی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں' ہزاروں زبانوں' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا' اور بلا ادنی مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام' راسخ اعتقاد "مومن صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت' متلاشیان علم و حکمت' خواستگاران ادب و انشا' تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے' جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے

(۷) چھہ مہینے میں ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی جاتی ہے ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپ رہی ہے - تیسری اور چوتھی جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی -

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے

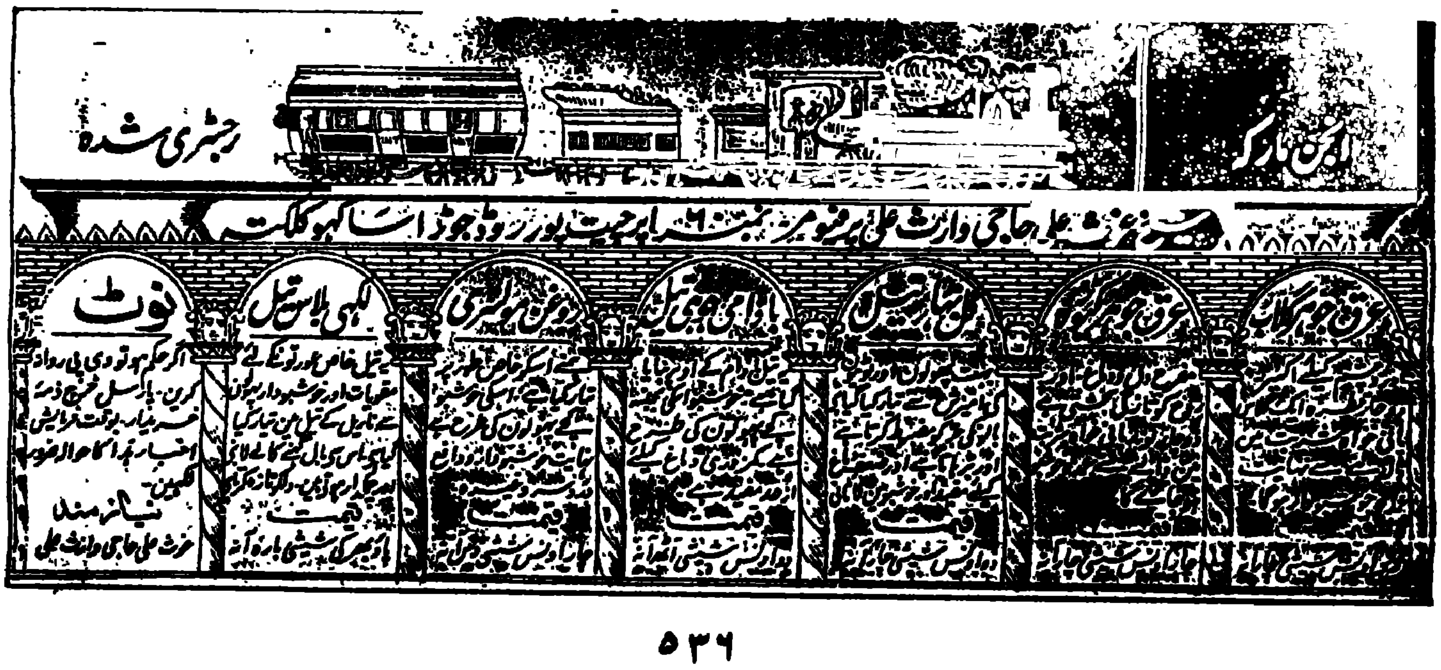

باب التفسیر

الحرب فی القرآن

"الحرب فی القرآن" کے عنوان سے جو سلسلۂ بحث الہلال میں شروع ہوا تھا، امید ہے کہ قارئین کرام کے پیش نظر ہوگا - آج اس سلسلے کی تکمیل کردی جاتی ہے -

اس عنوان کی آخری صحبت میں سلسلۂ بحث یہاں تک پہنچا تھا کہ قرآن حکیم نے حرب (جنگ کی حقیقت میں جو انقلاب پیدا کیا، اسمیں سب سے زیادہ نمایاں کارنامہ جنگ کے مقصد کو متعین کرنا اور اسے محض بہیمی قتل و غارت کے دائرے سے نکالکر ایک اخلاقی، اجتماعی، اور مدنی مقصد کی سطح پر پہنچانا ہے - اسی سلسلے میں ظاہر کیا گیا تھا کہ اسلام کا اصل مقصد صلح و سلم ہے - لیکن صلح و سلم ہی کے قیام کیلیے اسے تلوار پکڑنی پڑی، اور خونریزی کو معدوم کرنے کیلیے خونریز فتنہ کا خون بہانا پڑا - چنانچہ اس نے صاف صاف اعلان کیا کہ لیظہرہ علی الدین کلہ - اسلام کا قتال اسلیے ہے تا کہ صداقت الہی تمام ادیان باطلہ پر غالب ہو جاے -

لیکن اصل مقصد ابتک مشتبہ اور غیر متعین ہے - یہ سچ ہے کہ جہاد اسلامی کا مقصد وحید وہی ہے جسکو خدا نے بیان فرمایا، لیظہرہ علی الدین کلہ لیکن ہر ملک کا باشندہ کہسکتا ہے کہ تقریباً ایسا ہی مقصد ہمارے پیش نظر بھی ہے - "ہندوستان ہندوستانیوں کیلیے" "مصر مصریوں کیلیے" "جاپان جاپانیوں کیلیے" اور اس سے بھی بڑھکر ایک قوم کا دعوی ہے، کہ "مشرق و مغرب صرف ہمارے لیے ہیں" "رب المشرقین و المغربین اور وہ اوسی خلوص و صداقت کا مدعی ہے سکا اظہار صحابہ نے کیا تھا - (اگرچہ یہ محال ہے) تو کیا وہ اپنے آپ کو اسلام کا حریف مقابل نہیں کہہ سکتا - آخر ان دونوں مقصدوں میں کیا فرق ہے ؟ اور جہاد اسلامی کے مقصد کو اوسپر کیا ترجیح حاصل ہے ؟

(السلم فی الحرب)

لیکن قرآن مجید نے دوسری آیتوں میں اسکی تفسیر کردی ہے - اسلام صلح و سلم کا ایک پیغام روحانی تھا جو تمام دنیا کو پہونچایا گیا تھا:

تنزل الملئکۃ و الروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام (سورہ قدر ۴)	نزول قرآن کی رات میں خدا کے حکم سے فرشتے اور روح ہر قسم کی امن و سلامتی لیکر اوترتے ہیں -

وہ ایک حکیمانہ قانون تھا جو دنیا میں عدل و انصاف قائم کرنا چاہتا تھا :

فیہا یفرق کل امر حکیم (دخان ۳)	اوس رات میں حکیمانہ قوانین کی تقسیم کی جاتی ہے -

اس بنا پر اسلام کا غلبہ، اسلام کی حکومت، اسلام کی دعوت بعینہ امن و امان کا غلبہ تھا - بعینہ عدل و انصاف کی حکومت تھی - بعینہ علم و حکمت کی دعوت تھی، اسلام اسی مقصد کی تمام دنیا کو دعوت دینا چاہتا تھا - لیکن عرب نے بسلم کے ساتھ دعوت صلح کو قبول نہیں کیا :

بملک جستی ما رو نہادہ سلطانے
کہ ما بصلح دہیم او بجنگ میگیرد

اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو نشر امن، بسط عدل، اور عقد صلح کیلیے جہاد کرنا پڑا - قرآن مجید نے اس جہاد کا اجمالی مقصد یہ بتایا تھا لیظہرہ علی الدین کلہ لیکن دوسری آیتوں نے اسکی تفسیر و تشریح کردی :-

و الفتنۃ اکبر من القتل (بقرہ ۱۱۴)	فتنہ و فساد قتل سے بڑھکر برائی ہے -
و اقتلوہم حیث ثقفتموہم و اخرجوہم من حیث اخرجوکم و الفتنۃ اشد من القتل (بقرہ ۱۸۷)	دشمنوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، اور انکو اوس جگہ سے نکال دو جہاں سے اونہوں نے تمکو نکالا ہے، کیونکہ فتنہ و خونریزی قتل سے بھی زیادہ سخت ہے -

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد کا مقصد آتش جنگ کا بھڑکانا نہ تھا، بلکہ اسکو بجھانا تھا - چنانچہ دوسری آیتوں نے اس سے بھی زیادہ توضیح کردی :

و قاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ و یکون الدین للہ (بقرہ ۱۸۹)	اور اون کے ساتھ مقاتلہ کرو یہاں تک کہ لڑائی قائم ہی ہونے نہ پاے اور دین خدا کے لیے ہو جاے -

ان آیات میں جابجا فتنہ کا لفظ آیا ہے اب اگرچہ ہر چیز کو "فتنہ و فساد" کہا جاتا ہے، لیکن قدیم عربی زبان میں فتنہ کا اطلاق صرف جنگ ہی پر کیا جاتا تھا :

لما رایت الناس ہروا فتنۃ
عمیاء توقد نارہا و تسعر

(یعنی جب ہمنے دیکھا کہ لوگ اوس اندہا دہند جنگ سے جسکی آگ دمبدم بھڑکائی جارہی ہے گھبرا رہے ہیں)

اس باب میں سب سے زیادہ واضح آیت سورۂ محمد کی ہے :

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء (محمد ۴ - ۵)	جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو پہلے خونریزی کرو، پھر غلام بنا کر بلامعاوضہ احساناً رہا کردو، یا فدیہ لیکر چھوڑ دو

لیکن اس قتل و خونریزی کا آخری مقصد کیا تھا ؟ خدا نے اسی آیت میں نہایت ایجاز کے ساتھ اسکا جواب دیا ہے :

حتی تضع الحرب اوزارہا -	یہاں تک کہ صفحۂ ہستی سے جنگ ہی معدوم ہو جاے -

پس جہاد اسلامی کا مقصد خون سے خون ہی کے دھبوں کو دھونا اور جنگ سے جنگ ہی کا خاتمہ کرنا تھا، تا کہ تمام دنیا میدان جنگ کی جگہ آغوش صلح میں اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرسکے -

(آیۂ عظیمہ سورۂ محمد)

سورۂ محمد کی آیت قتال کا یہ ٹکڑا نہایت عظیم و جلیل ہے، اور فی الحقیقت اس میں صاف صاف قرآن حکیم نے اپنے جنگ کی غایت یہ بتلا دی ہے کہ وہ صرف جنگ ہی کے روکنے کیلیے کی گئی ہے - کیونکہ فرمایا کہ جنگ اوس وقت تک کیے جاؤ جب تک کہ جنگ ختم نہو جاے "

اس آیت میں حرب سے مراد جنس حرب و نفس جنگ ہے نہ کہ کوئی خاص جنگ جو کسی قوم اور سرزمین سے مخصوص ہو - امام رازی نے تفسیر کبیر میں خود ہی یہ بحث چھیڑی ہے اور حسب عادت جواب دیا ہے :

ليکن اس عام فوجي طرز عمل سے صرف ايک مسلمانوں کي قوم مستثنى هے - مسلمانوں نے مدائن کو فتح کرنا چاها تو ايک بعر نغار کو عبور کرکے شهر ميں داخل هوے - يزد جرد شاه ايران نے پہلے هي سے اپنے آل و اولاد کو حلوان روانه کرديا تها - تمام لوگ شهر خالي کرکے چلے گئے تهے' اور اپنے سرمايه کا بهترين حصه ساتهه لے گئے تهے - گهروں ميں صرف معمولي چيزيں چهوڑ دي تهيں - اسلامي فوج نے ايک ايک گلي کا چکر لگايا ' مگر ايک متنفس بهي نظر نه آيا - صرف قصر سفيد ميں کچهه لوگ موجود تهے' جنکا مسلمانوں نے محاصره کرليا ' اور انهوں نے جزيه ديکر صلح کرلي -

حضرت سعد قصر سفيد ميں داخل هوے تو اسميں بکثرت تصويريں نظر آئيں ' ليکن انهوں نے ايک تصوير کو بهي هاتهه نهيں لگايا -

(اسکندريه کا داخله)

اسکندريه کي فتح ميں اس سے بهي زياده اشتعال انگيز واقعات پيش آئے - اسکندريه عادي سروسامان کے ساتهه روميوں کا مذهبي مرکز بهي تها - روميونکے تمام بڑے بڑے گرجے وهيں تهے' اور شام کي فتح کے بعد وه لوگ اسکندريه هي ميں عيد مناتے تهے - اس بنا پر جب مسلمانوں نے اسکندريه کا محاصره کيا تو روميوں نے مدافعت کيليے اپني پوري طاقت صرف کردي -

تين مهينے تک متصل محاصره رها يهاں تک که حضرت عمر رضي الله عنه نے گهبراکر حضرت عمرو بن عاص کو ايک غصه آميز خط لکها ' جس کے بعض فقرے يه هيں :

و ما ذاک الا احدثتم	فتح ميں اس قدر تاخير صرف اس
و احببتم من الدنيا ما	بنا پر هو رهي هے که تم نے اپني قديم
احب عدوکم فان الله	حالت بدل دي اور جسطرح تمهارے
لا ينصر قوما الا بصدق	دشمن دنيا پرست هيں اسيطرح
نياتهم -	تم بهي دنيا کي طرف مائل هوگئے -

ليکن ياد رکهو که خدا کسي قوم کي مدد صرف صدق نيت هي کي بنا پر کرتا هے

حضرت عمرو بن عاص نے تمام فوج کو جمع کرکے يه خط سنايا اور حکم ديا که سب لوگ وضو کرکے نماز پڑهيں اور خدا سے فتح کي دعا مانگيں -

محاصره کي حالت ميں اور بهي بہت سے ناگوار واقعات پيش آئے - رومي فوج قبيله مهره کے ايک شخص کا سر کاٹ کر ليگئي اور لاش کو ميدان ميں چهوڑ ديا - يه لوگ سخت برهم هوے اور اصرار کيا که هم لاش کو بغير سر کے دفن هي نه کرينگے - حضرت عمرو بن عاص نے کها که " اس غصے سے کام نهيں چلتا ' تم بهي انکے کسي سپاهي کا سر کاٹ لاؤ تو وه اسکے معاوضے ميں اسکا سر واپس کرينگے - چنانچه تمام لوگوں نے اسپر عمل کيا اور روميوں نے اس معاوضه ميں انکے مقتول کا سر واپس کرديا -

ايک رومي نے مسلمه بن مخلد پر حمله کيا تها' اور انکو گهوڑے سے گرا ديا تها ' چونکه انکي تمام فوجي زندگي کا يه ايک مستثنى واقعه تها ' اسليے مسلمانوں کو سخت غيرت آئي - حضرت عمرو بن العاص کو بهي سخت غصه آيا اور اسي غصه کي حالت ميں فرمايا که " عورت هوکر مردوں کے ساتهه کيوں شريک جنگ هوے ؟ " اسي غصه کي حالت ميں نهايت زور شور سے لڑائي هوئي اور مسلمان فرط جوش ميں قلعے کے اندر گهس گئے - ليکن روميوں نے پهر حمله کرکے انکو قلعه کے باهر نکال ديا -

با اينهمه غيظ و غضب جب اسکندريه فتح هوا اور بچوں اور عورتوں کو چهوڑ کر صرف ۹ لاکهه قيدي گرفتار هوے' تو مسلمانوں نے انکو لونڈي غلام بنا کر تقسيم کرنا چاها' ليکن حضرت عمر رضي الله عنه کے حکم سے صرف جزيه لگاکر ان سب کو چهوڑ ديا گيا -

مضافات مصر کے بہت سے لوگ روميوں کے ساتهه شريک جنگ هوگئے تهے - مسلمانوں نے ان لوگوں کو گرفتار کرکے مدينه روانه کرديا - ليکن حضرت عمر رضي الله عنه نے انکو بهي واپس کرديا -

قيصر روم کو ڈر تها که اگر مسلمانوں نے اسکندريه کو فتح کرليا تو سب سے پہلے ان کے گرجے زد ميں آئينگے' ليکن گرجوں کے ساتهه جو سلوک کيا گيا اسکا اندازه صرف طبري کے ان الفاظ سے هوسکتا هے :

هذه الکناسة - لکناسة	يه گرجه اسکندريه کے ايک کنارے پر تها'
بناحية الاسکندرية حولها	اسکے گرد بہت سے پتهر (غالباً بت
احجار - ما زالت	مراد هے) تهے ' جن ميں کسي
ولا نقصت -	قسم کي کمي و بيشي نهيں هوئي -

حضرت عمرو بن عاص نے مصر پر چڑهائي کي تو وهاں کے لوگوں نے اپنے بادشاه سے کها که "جن لوگوں نے قيصر و کسرى کو پامال کرديا انسے صلح هي کرليني بهتر هے" ليکن اوس نے انکار کرديا - معرکه شروع هوا تو حضرت زبير قلعے کي فصيل پر چڑه گئے - ان لوگوں نے قلعه کا دروازه کهول ديا اور معاهده صلح کرنا چاها - حضرت عمرو بن عاص نے جن فياضانه شرائط پر ان کو امان دي وه حسب ذيل هيں :

اعطى عمرو بن العاص	عمرو بن عاص نے اهل مصر کو جان
اهل مصر الامان	و مال' مذهب' گرجا' صليب' خشکي'
على انفسهم و اموالهم	و تري غرض هر چيز کي امان دي - ان
وکنائسهم وصليبهم وبرهم	چيزوں ميں کسي قسم کي مداخلت يا
و بحرهم لا يدخل عليهم	کسي قسم کي کمي و بيشي نهيں کي
شى من ذلک ولا	جائيگي - اهل مصر کو ان مراعات
ينتقص و على اهل	کے بدلے جزيه دينا هوگا ' وه بهي اگر
مصران يعطوا الجزية ان	رود نيل کا پاني کم هو جائيگا ' تو بقدر
نقص نهرهم من غايته	اسکے نقصان کے جزيه بهي معاف کرديا
اذا انتهى رفع عنهم بقدر	جائيگا - اگر کوئي شخص جزيه دينا
ذلک - ومن ابى و اختار	پسند نهيں کرتا اور يهاں سے جلاوطني
الذهاب فهو آمن حتى	اختيار کرنا چاهتا هے' تو اسکو
يبلغ مامنه او تخرج	اسوقت تک امان حاصل هے' جب
من سلطاننا عليهم	تک اپنے گهر تک پهونچ جاے - يا همارے
	دائره حکومت سے نکل جاے '

حضرت عمر رضي الله عنه نے بيت المقدس کے لوگوں کے ساتهه اس سے بهي زياده فياضانه مراعات کے ساتهه معاهده صلح کيا تها - مسلمانوں کي يهي فياضياں تهيں جس سے متاثر هوکر فتح اسکندريه ميں قبطيوں نے خود روميوں کے مقابل ميں انکو جانبازانه مدد دي تهي -

* * *

مذاہب کے لوگ آباد تھے، یہودی، عیسائی، مجوسی، بلکہ ملحد و زنادقہ تک کا فرقہ موجود تھا،

(وسائل انعقاد صلح)

اسلام نے ان مختلف قوموں کو مختلف طریقوں سے پیغام صلح دیا، سب سے پہلے مشرکین عرب کو ایک عظیم الشان جنگ کے خطرے سے بچنے کا وعظ سنایا :

مثلي و مثل مابعثني الله كمثل رجل اتى قوما فقال رايت الجيش بعيني واني انا النذير العريان فالنجا فالنجاء - فاطاعته طائفة فادلجوا على مهلهم فنجوا وكذبته طائفة فصبحهم الجيش فاجتاحهم (بخاري جزو ۸ ص ۱۰۲).

میری اور میری شریعت کی مثال بعینہ اوس شخص کی ہے، جس نے آکر ایک قوم کو خبر دی کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک فوج گراں کو تم پر حملہ کرنے کے لیے آتے ہوئے دیکھا ہے، اور میں برہنہ ہو کر تمکو اوسکے خطرے سے ڈرا رہا ہوں، (۱) ہوشیار ہوجاؤ، ہوشیار! یہ سنکر ایک گروہ نے اوسکی اطاعت کی اور رات ہی رات نکل بھاگا، لیکن دوسرے فریق نے اوسکا کہنا نہ مانا، نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر نے چھاپہ مارا اور اونکا استیصال کردیا -

عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف بار بار مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا، کبھی تو اونکو تمام دنیا سے افضل قرار دیا :

ولقد آتينا بني اسرائيل الكتب و الحكم و النبوة ورزقنهم من الطيبت وفضلنهم على العالمين - (جاثيه - ۱۵)

ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت نبوت اور کھانے پینے کی پاک، حلال اور خوشگوار چیزیں دیں، اور اسطرح ہم نے اونکو تمام دنیا سے افضل و اشرف بنا دیا -

کبھی اونکی کتاب کو دینی و دنیوی برکات کا سرچشمہ قرار دیا :

ولو انهم اقاموا التوراة و الانجيل وما انزل اليهم من ربهم لاكلوا من فوقهم و من تحت ارجلهم (مائده - ۷۰)

اگر وہ لوگ توراۃ اور انجیل پر عمل کرتے، تو سر سے پانوں تک برکات ارضیہ و سماویہ انکو محیط ہو جاتیں -

بالخصوص عیسائیوں کے ساتھ خاص طور پر رشتہ مودت مستحکم کیا :

ولتجدن اقربهم مودة للذين آمنوا الذين قالوا انا نصارى (مائده - ۸۵)

تمام اہل کتاب میں عیسائی مسلمانوں کے ساتھ سب سے زیادہ قربت و اتصال رکھتے ہیں -

اس رفق و ملاطفت، اور تلطف و دلجوئی کے بعد نہایت مختصر الفاظ میں صلح کی سب سے آخری شرط پیش کی :

تعالوا الى كلمة سواء بيننا و بينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله (آل عمران - ۵۷ - ۵۹)

اے اہل کتاب آؤ، ایسی شرط پر باہم صلح کرلیں جس پر ہمارا اور تمہارا دونوں کا اتفاق ہے، یعنی صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اوسکا شریک نہ بنالیں، اور ہم میں سے کوئی کسی آدمی کو خدا نہ بنائے -

لیکن دنیا ہمیشہ قوت کے آگے سر تسلیم خم کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جو پیغام نہایت رفق و ملاطفت کے ساتھ دیا عرب نے تیرہ برس تک اوسکو نہیں سنا، اسلیے مجبوراً اسلام کو تلوار کی زبان سے دنیا کو یہ وعظ سنانا پڑا -

(صلح کا اعلان)

اسلام نے اسی فطرتی اصول کی بنا پر دس برس تک مدت جہاد و قتال کو جاری رکھا، لیکن اوسکے نتائج عرب کی جنگ سے بالکل مختلف تھے - عرب کی جنگ کا قتل و غارتگری کے سوا کوئی مقصد نہ تھا، لیکن اسلام جہاد کے ذریعہ اوس گراں قیمت چیز کو محفوظ رکھنا چاہتا تھا، جسکو عرب نے نہایت ارزاں کردیا تھا :

انا للرخص يوم الروع انفسنا
ولو نسام بها في الامن اغلينا

ہم جنگ میں اپنی جانوں کو نہایت ارزاں کردیتے ہیں، حالانکہ اگر حالت امن میں اونکا بھاو چکایا جاتا تو وہ بڑی بیش قیمت نکلتیں -

اور اس گراں قیمت چیز کے تحفظ کی ضمانت میں قانون عدل نے ہمیشہ جان ہی کی قربانی طلب کی ہے :

ولكم في القصاص حيوة يا اولي الالباب لعلكم تتقون (بقره ۱۷۹)

اے عقلمند لوگو! قصاص کوئی بری چیز نہیں، بلکہ اسی نے تمہاری زندگی کو قائم رکھا ہے - شاید اوسکے ذریعہ سے تم قتل و خونریزی سے بچو -

عرب کی لڑائیاں تفرق و اختلاف پیدا کرتی تھیں، لیکن غزوات اسلام نے ائتلاف و اتحاد، اور انضمام و اجتماع پیدا کیا -

واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا (۳ : ۹۸)

اور خدا کے اوس احسان کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر خدا کے فضل نے تمکو باہم ملا دیا اور تم بھائی بھائی ہوگئے -

جب دس برس کی وسیع مدت نے اس اتحاد کو درجہ کمال تک پہونچا دیا، تو وہ وقت آگیا کہ جو اجتماع میدان قتال میں نظر آتا تھا وہ ایک دار الامن میں نظر آے، اسلیے جب مجموعہ اتفاق و اتحاد کے تمام بکھرے ہوے اجزاء جمع ہوگئے تو آنحضرت نے اعلان عام کیا :

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا - (آل عمران - ۹۱)

اور صرف خدا کیلیے تمام اون لوگوں پر حج فرض ہے، جو سفر کی قدرت رکھتے ہیں -

اس اعلان نے تمام دنیا کو حرم کے مقدس میدان میں جمع کردیا، اور آج تک جو پیغام صلح زبان تیغ سے دیا جاتا تھا، وہ خود آنحضرت کی زبان مبارک سے تمام دنیا کو سنایا گیا -

ان دماءكم و اموالكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا الا ان كل شي من امر الجاهلية تحت قدمي موضوع و دماء الجاهلية موضوعة واول دم اضعه دمائنا دم ابن ربيعة

ہر مسلمان کا جان و مال ہر مسلمان کے لیے قابل احترام ہے بعینہ اسی طرح، جس طرح تم لوگ یوم الحج کو شہر حج میں، اس شہر (مکہ) میں واجب الادا سمجھتے ہو، میں جاہلیت کی تمام رسموں کو تمہارے سامنے اپنے دونوں پانوں سے کچل دیتا ہوں، اور انتقام خون کی رسم کے مٹانے کے لیے پہلے اپنے بھائی ربیعہ ہی کے خون کو مسل دیتا ہوں -

ان الفاظ نے ایک دائمی صلح کا پیغام دیکر تمام دنیا کی جان و مال کو قتل و سلب سے محفوظ کردیا - لیکن ایک تمدنی غارتگری رہگئی تھی، جس پر خدا نے اعلان جنگ کی دھمکی دی تھی اوسکی نسبت فرمایا :

و ربا الجاهلية موضوع واول ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبدالمطلب فانه موضوع كله -

اور زمانہ جاہلیت کی سودخواری آج بالکل مٹادی جاتی ہے اور پہلے جس سود کو میں مٹاتا ہوں وہ خود میرے چچا عباس ابن عبد المطلب کا سود ہے -

تمام دنیا نے اس پیغام صلح کو سنا، اور توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ اوس بشارت عظیمہ کی تصدیق کی جو خدا نے تمام دنیا کو وحی کے ذریعہ سے دی تھی : وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

---

(۱) عرب میں کسی اہم اور خطرناک واقعہ کی خبر برہنہ ہوکر دیتے تھے -

> هل هذا كقوله تعالى "واسئل القرية" حتى يكون كانه قال حتى تضع امة الحرب او فرقة الحرب اوزارها- نقول ذلك محتمل فى اللفظ الاول لكن اذا امعنت فى المعنى تجد بينهما فرقا، وذلك ان المقصود من قوله "حتى تضع الحرب اوزارها" انقراض الحرب بالكلية بحيث لا يبقى فى الدنيا حزب من احزاب الكفر يحارب حزبا من احزاب السلام ولو قلنا حتى تضع امة الحرب جاز ان يضعوا السلحة ويتركوا الحرب وهى باقية بمادتها- كما تقول خصومتي انفصلت ولكن تركتها فى هذه الايام واذا اسندنا الوضع الى الحرب يكون معناه ان الحرب لم يبق (تفسير كبير- جزو ۵ ص ۶۲۱)

قرآن میں ایک جگہ اللہ نے فرمایا ہے کہ "گانوں سے پوچھو" لیکن فی الحقیقت وہاں مقصود یہ ہے کہ "گانوں والوں سے پوچھو" اور مجازاً سوال کی نسبت خود گانوں کی طرف کردی ہے۔

کیا یہ آیت بھی اسی قسم کی آیت ہے؟ اور کیا "حتی تضع الحرب اوزارها" سے بھی مقصود اصل لڑائی کے وجود کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ صرف کسی خاص قوم کی لڑائی کا یا کسی محدود رقبۂ زمین کے جنگ و جدال کا؟

ہاں، بظاہر یہ احتمال پیدا ہوتا ہے لیکن اگر غور و فکر سے کام لیا جاے تو واضح ہو جاے کہ مقصود الہی یہ نہیں ہے اور دونوں آیتوں کے طرز بیان میں فرق ہے۔ اللہ تعالی نے اس آیت میں "تضع الحرب" فرمایا ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب جنگ بکلی موقوف ہو جاے، اور اہل فساد کی کوئی جماعت ایسی باقی نہ رہے جو حرب و قتال کر سکے۔

پس اس آیت سے مقصود عام طور پر جنگ کا انسداد ہے نہ کہ کوئی خاص جنگ، اور اگر کوئی خاص جنگ مراد لی جاے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ لڑائی کا وجود اور مادہ تو دنیا میں باقی رہے، مگر صرف کسی ایک جماعت کی لڑائی کا خاتمہ ہو جاے۔ لیکن اگر ہم خاتمۂ جنگ کو کسی خاص جماعت و زمین کی جگہ وجود "جنگ" ہی کی طرف منسوب کر دیں تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ اب دنیا میں جنگ کا وجود ہی باقی نہ رہا۔

چونکہ اسلام کا مقصد صرف صفحۂ ہستی سے جنگ کا خاتمہ کرنا تھا، اسلیے اوس نے تمام دنیا کو صلح کا پیغام دیا۔ لیکن دنیا کی فطرت وعظ و نصیحت کے بجاے قوت سے زیادہ مرعوب ہوتی ہے، اسلیے مجبوراً اسلام کو زبان تیغ سے اسکا اعلان کرنا پڑا، اور دس ہی برس کی مدت میں تمام دنیا صلح کی آغوش میں آ گئی لیکن اصل حقیقت اب تک مشتبہ ہے۔

(شریفانہ صلح)

جنگ و صلح توأم ہیں، دنیا میں جنگ کے ساتھ صلح ہوتی رہتی ہے، اسلام کو اگر تمام دنیا پر یہ مزیت حاصل ہے کہ اوس نے جنگ کا مقصد صرف صلح قرار دیا تو اس سے اصل مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ خود یہ صلح کیسی ہے؟ دنیا میں عاجزانہ و مجبورانہ صلح بھی کی جاتی ہے، اگر اسلام نے اسی قسم کی غیر شریفانہ صلح کی ہے تو اس سے موت بہتر ہے؟

بہت سی قوموں کو خلوص قلب صلح پر آمادہ نہیں کرتا، بلکہ مصالح اور مجبوریاں انکے درمیان صلح کرادیتی ہیں؟ کیا اسلام کی صلح بھی اسی قسم کی ہے؟ بہت سی قومیں صلح کرلیتی ہیں، لیکن خود اپنے طرز عمل سے صلح کا کوئی عملی نمونہ پیش نہیں کرتیں، بلکہ ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو جنگ ہی کو اپنا کارنامۂ زریں سمجھتے ہیں۔ صرف جماعت کی قوت اون کی راے پر غالب آجاتی ہے۔ کیا مجاہدین اسلام میں بھی اس قسم کے لوگ تھے؟ اور اگر تھے تو انکو عام فوجی جماعت پر کیا فضیلت حاصل ہے؟ قرآن مجید نے ان تمام سوالات کا نہایت تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے۔ قرآن مجید نے صاف صاف بتایا ہے کہ اسلام کی صلح بزدلانہ نہیں بلکہ شریفانہ ہے:

فلا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلون (محمد ۳۷)	سست و کمزور نہ ہو جاو، اور دعوت صلح برابر دیتے رہو، درآنحالیکہ تم غالب و سربلند ہو۔

قرآن مجید نے مجاہدین اسلام کو ہدایت کی ہے کہ تمکو نہایت فراخ حوصلگی کے ساتھ پیغام صلح کے قبول کرنے کیلیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے:

فان اعتزلوكم فلم يقاتلوكم والقوا اليكم السلم فما جعل الله لكم عليهم سبيلا (نساء ۹۲)	اگر کفار تم سے الگ ہو جائیں اور جنگ نہ کریں، بلکہ تمھارے سامنے صلح کو پیش کریں، تو اس حالت میں خدا نے تمکو ان سے جنگ کرنے کا اختیار نہیں دیا ہے۔

قرآن مجید مجاہدین اسلام کو ترغیب دیتا ہے کہ اگر تمھارا مقصد دنیا کے سامنے صلح کو پیش کرنا ہے، تو سب سے پہلے تمکو خود صلح کا عملی نمونہ بن جانا چاہیے۔

يا ايها الذين آمنوا ادخلوا فى السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشيطان انه لكم عدو مبين (بقرة - ۲۰۴)	مسلمانو! تم سب کے سب پہلے صلح کے دائرہ میں داخل ہو جاو، اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نکرو وہ تو تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

(عرب کا میدان جنگ)

یہ وہی شیطان ہے جس نے سب سے پہلے انسان کو جلا وطن کروا دیا تھا، جو جنگ کا آخری نتیجہ ہے۔

فازلهما الشيطان عنها فاخرجهما مما كانا فيه وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو لكم فى الارض مستقر ومتاع الى حين (بقرہ - ۳۴)	شیطان نے آدم و حوا کو جنت سے نکلوادیا اور ہم نے کہا کہ تم سب اب یہاں سے نکل کر زمین میں چلے جاو، وہی ایک خاص مدت تک تمھارا ٹھکانا اور تمھارا ساز و برگ ہے، اور تم میں ہر ایک دوسرے کا دشمن ہے۔

اور یہ وہی شیطان ہے، جس نے آتش سیال کے ذریعہ سے ہمارے اندر بغض و عداوت کی آگ بھڑکا دی تھی۔

انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء فى الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون- (مائدہ - ۹۳)	شیطان چاہتا ہے کہ تم لوگوں کے درمیان شراب نوشی اور قمار بازی کے ذریعہ عداوت ڈال دے، اور تمکو نماز، اور ذکر الہی سے روک دے تو پھر کیا اب بھی تم شراب نوشی سے باز نہ آوگے؟

اب اس شیطان نے آسمان سے اوتر کر صحراے عرب کو اپنا مستقر بنایا تھا کہ میدان جنگ کیلیے اس سے زیادہ وسیع قطعۂ زمین، اور اس سے زیادہ بہتر مقام نہیں مل سکتا تھا، اسلیے تمام ریگستان عرب خون کا ایک دریا بن گیا تھا، جسکے اندر بغض و عداوت، کینہ و انتقام، کا ایک طوفان برپا تھا۔ لیکن دنیا میں ظہور و شر نے ہمیشہ ایک ہی مطلع سے سر نکالا ہے، اور نیکی نے ہمیشہ بدی کے ساتھ ظہور کیا ہے۔

(مقام صلح)

اللہ تعالی کی اسی فطرت ازلیہ، و سنت جاریہ نے عرب ہی کو صلح کے لیے بھی انتخاب کیا۔ کیونکہ قدرتی طور پر وہ اسکے لیے ایک بہترین مقام تھا، مشرکین عرب کے علاوہ وہاں مختلف

آلت بحریہ کے لیے ایک عظیم الشان کارخانہ قائم کیا گیا ، جسکے ذریعہ متعدد بحري فتوحات حاصل ہوئیں -

(اندلس اور افریقہ کا جنگي بیڑا)

اسکے بعد اندلس اور افریقہ میں جنگي جہازوں نے نہایت ترقي حاصل کي - چنانچہ عبد الرحمن ناصر کے زمانے میں صرف اندلس کا بیڑا دو سو جہازوں سے مرکب تھا اور افریقي بیڑے کي بھي یہي کیفیت تھي - ان بیڑوں کے ہر جہاز پر ایک بحري سپہ سالار رہتا تھا جو اوسکو لڑاتا تھا ، ساتھہ ھي ایک کپتان بھی ہوتا تھا جو جہاز کي رفتار ، اور لنگر اندازي ، وغیرہ کي نگراني کرتا تھا - ان جہازوں کے لیے ایک خاص بندرگاہ تیار کیا گیا تھا ، جہاں وہ لنگر انداز رہتے تھے - جب کوئی لڑائي پیش آتي ، یا کسي شاهي تقریب میں ان کي نمایش کا موقع آتا تھا تو بادشاہ اپنے سامنے تمام فوجوں کو ان پر سوار کراتا تھا - اور ان سب پر ایک کمانڈر انچیف مقرر ہوتا تھا ، جو ان سب کي نگراني کرتا تھا - ان جہازوں نے بحر روم میں دفعتاً عیسائیوں کي بحري سطوت کا خاتمہ کردیا ، اور مسلمانوں نے انہي کے ذریعہ سے تمام مشہور جزیرے مثلاً میورقہ ، منورقہ ، یابسہ ، سردانیہ صقلیہ ، قوصرہ ، مالطہ ، اقریطش ، اور قبرص وغیرہ فتح کیے ، یہاں تک کہ یورپ بھي انکے حملوں سے محفوظ نہ رہسکا - چنانچہ ابو القاسم شیعي نے متعدد بار جینوا پر بحري حملہ کیا ، اور کامیاب واپس آیا -

اندلس اور افریقہ کے جنگي جہاز سطح دریا پر اسطرح چھا گئے تھے کہ عیسائیوں کا ایک تختہ بھي بہتا ہوا چلا جاتا تھا تو وہ اونکي زد سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا - جہازوں کي اسي وسعت نے مسلمانوں کے تمام جزائر اور ساحلي مقامات کو محفوظ رکھا - لیکن جب اندلس میں اموي ، اور مصر میں عبیدئین کي سلطنت کو زوال ہوا ، تو اونکي بحري طاقت بھي ضعیف ہوگئي ، اور عیسائیوں نے موقع پاکر صقلیہ ، اقریطش ، مالطہ ، طرابلس عسقلان ، صور ، عکا ، بیت المقدس ، اور تمام شام پر قبضہ کرلیا -

(موحدین کي بحري ترقیاں)

چھٹي صدي میں ، موحدین نے جب اندلس میں اپني سلطنت کي بنیاد ڈالي ، تو جنگي جہازوں کے ساتھہ پہلے سے بھي زیادہ اعتناء کي ، موحدین کے بیڑے کا امیر البحر ساحلی مقام کا رہنے والا ایک شخص احمد صقلي تھا ، جو فطرتاً اس خدمت جلیلہ کے لیے موزوں تھا - ساحل دریا سے نصاری بچپن ھي میں اسکو گرفتار کرلے گئے تھے ، اور اوس نے اونھي کے دامن میں پرورش پائي تھي - شاہ صقلیہ نے اسکو رہا کرادیا اور اسکے مرنے کے بعد وہ مراکش چلا آیا ، اور یوسف بن عبد المومن نے اوسکي نہایت عزت کي ، اور اوسکو امیر البحر بنا دیا -

موحدین کے زمانے میں جنگي جہازوں نے اسقدر ترقي کي کہ جب سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو عیسائیوں سے واپس لینا چاہا ، اور شام کے تمام ساحلي مقامات سے عیسائیوں کے جنگي جہاز حملے کے لیے بڑھے ، اور اسکندریہ کا بیڑا اونکا مقابلہ نہ کرسکا ، تو سلطان صلاح الدین نے صرف موحدین کے جنگي جہازوں کے مستول کو اپني امیدوں کا نشیمن بنایا ، اور منصور سے بحري مدد طلب کي ، لیکن چونکہ خط میں اوسکو امیر المومنین کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا تھا ، اسلیے اوس نے مدد دینے سے انکار کردیا -

منصور کي وفات کے بعد جب موحدین کي سلطنت میں ضعف آگیا ، اور جلالقہ نے اندلس کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا ، تو اونکے جنگي جہازوں نے بھي سطح دریا پر سر اوٹھایا ، لیکن اس حالت ضعف میں بھي مسلمانوں کي بحري طاقت اونکے مساوي تھي - مگر رفتہ رفتہ اندلس میں بدویت کا غلبہ ہوتا گیا ، اور اندلس کے مخصوص اخلاق و عادات مٹ گئے ، جسکا لازمي نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کي بحري مہارت کا بھي خاتمہ ہوگیا -

(مصر میں جہاز سازي کي ابتداء اور اوسکي عہد بہ عہد ترقیاں)

مصر نے سنہ ۲۳۸ میں متوکل علی اللہ کي خلافت میں ایک اتفاقي واقعہ کے پیش آنے کي بنا پر جہاز سازي کي طرف توجہ کي ، متوکل کي خلافت میں رومیوں نے دفعتاً بحري حملہ کرکے دمیاط پر قبضہ کرلیا ، اور سیکڑوں مسلمانوں کو قتل اور ہزاروں بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرکے لیگئے - اس واقعہ کے درد انگیز اثر نے اہل مصر کو بحریات کي طرف خاص طور پر متوجہ کردیا ، اور ایک مستقل بحري محکمۂ جنگ قائم ہوگیا - خشکي کي فوج کي طرح بحري سپاہیوں کي بھي تنخواہیں مقرر کیگئیں ، اور عام طور پر تمام ملک نے فوجي تعلیم حاصل کرنا شروع کي - اس اتفاقي واقعہ نے چونکہ مسلمانوں کے دل میں کفار کے ساتھہ جہاد کرنیکا تازہ جوش پیدا کردیا تھا ، اسلیے جب بحریات کا نیا صیغہ قائم ہوا تو بحري سپاہیوں کي خاص وقعت قائم ہوگئي ، اور ہر شخص نے اپنے آپ کو اونھیں کي جماعت میں بشوق داخل کرنا چاہا ، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس صیغہ نے دفعتاً نہایت ترقي حاصل کرلي ، اور رومیوں کے ساتھہ متصل بحري معرکے جاري ہوگئے -

سنہ ۳۵۰ ہجري میں جب رومیوں نے بلاد شام پر متصل حملے کرنا شروع کیے ، اور بہت سے شہروں کو مسخر کرلیا تو مصر میں جہازوں کي طرف اس سے بھي زیادہ توجہ کیگئي ، اور معز الدین اللہ اور اوسکي اولاد نے مصر ، اسکندریہ اور دمیاط میں بکثرت جہاز تیار کراے اور اونکو تمام ساحلي مقامات مثلاً صور ، عکا ، عسقلان وغیرہ میں پھیلا دیا -

ان جہازوں کي کثرت اور اونکي فوجونکي وسعت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ صرف سپہ سالاروں کي فہرست پانچ ہزار ناموں پر مشتمل تھي - جن میں دس کمانڈر انچیف تھے ، اور اونکو آٹھہ دینار سے لیکر ۲۰ دینار تک تنخواہیں ملتي تھیں ، اسکے علاوہ اونکے لیے جاگیریں بھي مقرر تھیں -

ہر جہاز پر ایک کپتان ہوتا تھا جسکے ساتھہ جارشن وغیرہ ہوتے تھے ، جہاز اوسیکے حکم سے لنگر اوٹھاتا تھا اور اوسیکي اجازت سے لنگر انداز ہوتا تھا ، اسکے علاوہ ہر جہاز پر ارکان سلطنت میں سے ایک معزز رکن رہتا تھا ، اور بحري فوج کي تنخواہ خود خلیفہ اپنے ہاتھہ سے تقسیم کرتا تھا ، اور اسکے لیے خاص طور پر اہتمام کیا جاتا تھا -

جنگي جہاز جب کسي مہم پر روانہ کیے جاتے تھے ، تو اونکو نہایت شاندار طریقہ سے رخصت کیا جاتا تھا ، اور جب اوس مہم سے واپس آتے تھے تو اوسي جوش و خروش سے اونکا استقبال بھي ہوتا تھا - چنانچہ خاص اس غرض کیلیے دریاے نیل کے کنارے ایک کھلي ہوئي عمارت بنالي گئي تھي ، جس میں خلیفہ اس رسم کے ادا کرنے کیلیے بیٹھہ جاتا تھا ، اور ادھر ادھر سے سپہ سالار اپنے مسلح جہازوں کو لاکر اوسکے سامنے کھڑا کردیتے تھے ، اور فوجي کرتب دکھاتے تھے - اسکے بعد جہازوں کے کپتان اور افسر اعلی آتے تھے - خلیفہ اونکو فتح و ظفر کي دعاوں کے ساتھہ رخصت کرتا تھا ، اور کپتان کو دس ، اور افسر اعلی کو ۲۰ دینار انعام دیتا تھا -

جہازوں کے ذریعہ سے جو مال غنیمت حاصل ہوتا تھا اون میں

بحـــريات اســـلاميـــة

انسان کے تمرد و طغیان نے بحروبر میں شر و فساد کا جو طوفان برپا کردیا تھا' اسلام دنیا کو اوسی سیلاب فنا سے بچانے کیلیے آیا تھا - اگرچہ عہد نبوت میں غزوات اسلامیہ کا دامن صرف صحراے عرب کے کانٹوں میں اولجھا رہا' تاہم جناب رسالت پناہ نے مجاہدین اسلام کی تلواروں کو سمندر کی لہروں میں چمکتے اور سطح دریا پر بام سلطنت کے نصب کرنے کا مژدہ سنا دیا تھا :-

قال: رايت قوما ممن	آپ نے فرمایا کہ میں خواب میں ایک
يركب ظهر هذ البحـر	ایسی قوم نظر آئی' جو سطح دریا پر
كالملوك على الاسرة -	اس شان کے ساتھہ نمایاں ہوگی جسطرح سلاطین تخت شاہی پر جلوہ گر ہوتے ہیں -

یہ مبارک قوم بھی مسلمانوں کی قوم تھی جسکے ہاتھہ سے اب خشکی کے مقبوضات بھی نکلتے جاتے ہیں - لیکن حضرت ابوبکر کے زمانہ تک یہ پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی' اور دنیا کو اس رویاے صادقہ کی تعبیر کیلیے خلافت فاروقی کا منتظر رہنا پڑا -

عرب ایک بادیہ نشیں قوم تھی' اور بداوت کا اثر اوسکے تمام صنائع و اعمال میں سرایت کرگیا تھا - ابتداء میں وہ بری معرکوں میں بھی ایس نظم و ترتیب کے ساتھہ شجاعت کے جوہر نہیں دکھا سکتی تھی جنکی نمایش متمدن ملکوں کی فوجیں عموماً کیا کرتی ہیں - اوسکے پاس صرف ایک جنوں خیز ولولہ و جوش تھا' جسکو ایک روحانی طاقت نے ایمان خالص کے قالب میں بدلدیا تھا - اگرچہ اس روحانی آتشکدے کے شراروں نے اوڑکر تمام صحراے عرب میں آگ لگا دی - لیکن یہ آگ دفعۃً سمندر میں نہیں لگائی جا سکتی تھی - کیونکہ عرب نے کبھی فن جہاز رانی کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا - اس بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک کوئی بحری حملہ نہیں کیا گیا - لیکن جب فتوحات اسلامیہ کا سیلاب بر و بحر دونوں کو محیط ہوگیا' اور اکثر متمدن قومیں اسلام کے زیر اثر آگئیں' تو مسلمانوں کے سامنے انہی قوموں نے اپنے آپ کو بحری خدمت کیلیے پیش کیا' اور مسلمانوں نے انہی کے ذریعہ سے فن جہاز رانی کی تعلیم حاصل کی - یہاں تک کہ رفتہ رفتہ خود اس فن کے اوستاد ہوگئے -

(خلافت فاروقی میں پہلا بحری حملہ)

فتوحات اسلامیہ نے خلافت فاروقی میں سب سے زیادہ وسعت حاصل کی - ایران نے حضرت عمر ہی کے سامنے سر جھکایا' مصر جو ایک ساحلی مقام تھا اونہی کے زمانے میں فتح ہوا اور اسلامی فوجوں کا سیلاب شام و روم کے ساحل سے اونہی کے عہد خلافت میں ٹکرایا - اس بنا پر بحری حملے کی ابتداء بھی اونہی کی خلافت میں ہوئی - چنانچہ سب سے پہلے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے جو بحرین کے گورنر تہے فارس پر بحری حملہ کی تیاری کی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر بحری راستے سے فوج کے متعدد دستوں کو لیجا کر اصطخر میں اوتار دیا - لیکن جہاز سے اوترنیکے ساتھہ ہی ایرانیوں نے خشکی ہی میں ان دستوں کو روک لیا' اور ان کے تمام جہاز غرق کردیے - لیکن مسلمانوں کو جوش اسلام میں صرف لڑنے سے کام تھا اس بنا پر ایک دستے کے سپہ سالار نے فوج کو مخاطب کرکے ایک پرجوش تقریر کی اور کہا کہ " ان لوگوں نے اس سے زیادہ کچھہ نہیں کیا کہ تم کو خشکی ہی میں لڑنے کیلیے مجبور کردیا - آخر تملوگ بھی تو لڑنے ہی کیلیے آے ہو' اور لڑائی کیلیے دریا اور خشکی دونوں برابر ہیں "

چنانچہ مسلمانوں نے مقام طاوس میں ایرانیوں کا مقابلہ کرکے بصرہ کو واپس آنا چاہا - لیکن جب ساحل دریا پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ کشتیاں غرق کردیگئی ہیں - اسلیے مجبوراً وہیں ٹہیر جانا پڑا -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس حملہ کی خبر معلوم ہوئی تو علاء بن حضرمی پر سخت نا راضی ظاہر کی' اور اونکو معزول کردیا - لیکن جب شام فتح ہوا تو امیر معاویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روم پر بحری حملہ کرنے کی پھر اجازت طلب کی' اور لکھا کہ " حمص سے روم اس قدر قریب ہے کہ حمص کے بعض گانوں میں روم کے کتوں اور مرغیوں کی آوازیں سننے میں آتی ہیں - چونکہ آنحضرت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوئی بحری حملہ نہیں ہوا تھا' اسلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی اسوہ حسنہ کی تقلید کرتے تہے' اور عموماً بحری حملوں کی اجازت نہیں دیتے تہے - لیکن جب امیر معاویہ نے شدت کے ساتھہ اصرار کیا تو اونھوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر کو لکھا کہ " مجھے بحری حالت سے اطلاع دو' میرا دل بحری حملے کی طرف مائل کیا جارہا ہے' اور میں اوسکی مخالفت کرنا چاہتا ہوں " حضرت عمرو بن عاص نے جواب میں لکھا کہ " دریا ایک عظیم الشان چیز ہے' انسان جب اوسمیں گھستا ہے' تو اوسکو صرف آسمان یا پانی نظر آتا ہے - اس حالت میں اگر دریا کی سطح ساکن ہے تو دل اولجھتا ہے' اور جب اوس میں طوفان خیز حرکت پیدا ہوتی ہے' تو ہوش اوڑ جاتے ہیں - یقین کم اور شک زیادہ ہو جاتا ہے' اور انسان کی حالت اوسکے اندر اوس کیڑے کی سی ہوجاتی ہے' جو ایک لکڑی کے تختے پر بیٹھا رہتا ہے "

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا' تو اونہوں نے امیر معاویہ کو صاف لکھدیا کہ " میں دریا میں مسلمانوں کو ضائع نہیں کرسکتا - مجھکو ایک مسلمان کی جان روم کے تمام خزائن و دفائن سے زیادہ عزیز ہے - علاء بن حضرمی کے بحری حملے کا جو انجام ہوا وہ تمکو معلوم ہے " امیر معاویہ نے اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے مجبوراً اس عزم کو فسخ کردیا' تاہم اونکے دل سے بحری حملے کا شوق نہیں گیا' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اونھوں نے پھر بحری حملہ کی اجازت چاہی' اور اونہوں نے سخت اصرار کے بعد اس شرط پر اجازت دیدی کہ " کسی مسلمان کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا - صرف وہ لوگ اس بحری جنگ میں شریک ہوسکتے ہیں جو بخوشی اسکے لیے تیار ہوں " چنانچہ امیر معاویہ نے عبداللہ بن قیس عاسی کو امیر البحر مقرر کیا' اور وہ متعدد کامیاب بحری معرکوں سے مظفر و منصور واپس آے' جس میں ایک جہاز بھی غرق نہیں ہوا -

اس قلیل مدت میں مسلمانوں نے بحری جنگ میں اسقدر ترقی کرلی کہ جب سنہ ۳۴ ہجری میں قسطنطین بن ہرقل نے ہزار جہازوں کے ساتھہ اسکندریہ پر حملہ کیا' تو عبد اللہ بن ابی سرح نے دوسو جہازوں سے اوسکا مقابلہ کیا اور اوسکو سخت شکست دی -

(تونس میں جہاز سازی کا ایک کارخانہ)

امیر معاویہ کے زمانے میں اور بھی متعدد چھوٹے چھوٹے بحری حملے ہوے' لیکن اونکے عہد تک جہاز سازی کا کوئی کارخانہ نہیں قائم ہوا تھا - عبد الملک ابن مروان جب خلیفہ ہوا تو اس نے یہ کمی بھی پوری کردی' اور اوسکے حکم سے تونس میں

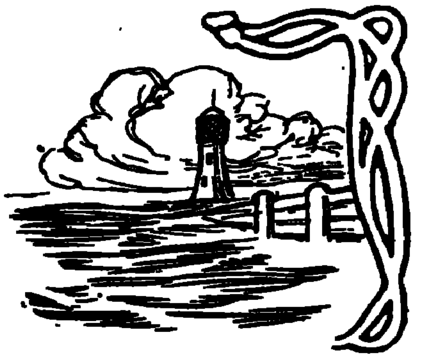

برید فرنگ

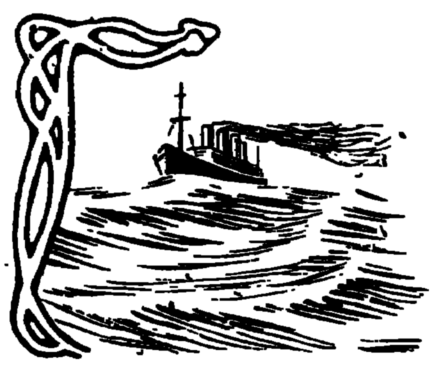

(فسطاط مصر کا ایک کارخانہ)

معزلدین الله نے اگرچہ جہاز سازي کے کارخانے کو اس وسیع پیمانے پر قائم کیا کہ دوسرے کارخانے اوسکے سامنے ماند پڑگئے تاهم مصر میں اس سے پہلے بھي جہاز سازي کے متعدد کارخانے قائم ہو چکے تھے ' اور وهي اوسکے لیے دلیل راہ بنے - فسطاط مصر میں ایک مقام تھا ' جہاں فالر بریگیڈ رهتا تھا ' اور اس غرض سے وهاں پانچسو آدمي همیشه متعین رهتے تھے - یہی فالر بریگیڈ سنه ۵۴ هجري میں جہاز سازي کے کارخانے کي صورت میں منتقل هوگیا - چنانچه امیر ابو العباس احمد بن طولون نے اپنے تمام جنگی جہاز اسي کارخانے میں تیار کراے تھے ' یہ کارخانہ امیر ابوبکر محمد ابن طغج الخشید کے زمانے تک قائم رها - لیکن اوس نے اس کو منہدم کرا کے اوس جگهه ایک باغ لگا دیا ' اور اوسکے عوض ایک دوسرا کارخانہ قایم کیا -

(جزیرۂ مصر کا کارخانہ)

جزیرہ مصر میں جہاز سازي کا ایک اور قدیم کارخانہ تھا ' لیکن جب سنه ۳۲۳ هجري میں ابوبکر محمد بن طغج الخشید خلیفه راضي بالله کي طرف سے مصر کا گورنر مقرر هوکر آیا ' تو عیسی بن احمد السلمي نے جو مغرب کا رئیس تھا اوسکي اطاعت قبول نہیں کي ' اسلیے ابوبکر اخشید نے اوس پر بحري حمله کیا اور اوس کے تمام جہاز گرفتار کر لیے - جب ابوبکر اخشید کے جہاز فاتح و منصور واپس آے ' اور اسي کارخانے کے متصل لنگر انداز هوے ' تو وہ خود کشتی پر سوار هوکر اونکے استقبال کیلیے روانہ هوا : کارخانے پر اوسکي نظر پڑي تو اوس نے کہا کہ " جس کارخانے کو چاروں طرف سے دریاے محیط ہے وہ کس کام آسکتا ہے " چنانچه اوس نے اسکو سنه ۳۲۵ میں دار خدیجه بنت الفتح میں منتقل کردیا -

اس کارخانے میں خلیفه آمر باحکام الله کے زمانے تک جہاز تیار هوتے رہے - تنوع کے لحاظ سے ان کارخانوں میں حربیات حراقات ' شلندیات ' مسطحات ' اسطول وغیرہ متعدد قسم کي کشتیاں تیار هوتي تهیں ' لیکن هم ان اقسام کي تفصیل ' الهلال جلد ثالث کے ایک مستقل مضمون میں کرچکے هیں ' اسلیے ان کو اس موقع پر نظر انداز کرتے هیں -

درس قـــرآن شـــریف

حضرت مولوي حکیم نور الدین صاحب بھیروي ثم قادیاني وہ علامۂ دهر تھے جن کي ساري عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گذري اور هر مذهب و ملت کے خلاف اسلام کا رد آپ نے آیات قرآني سے کیا - آپ کے پاس علم تفسیر کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا - همیشه قرآن شریف کا درس دیا کرتے تھے - آپ کے درس کے نوٹ آپکے ایک شاگرد نے جمع کر کے ایک ضخیم کتاب میں شائع کئے هیں - جس کي اصلي قیمت مبلغ ۵ روپیه ہے - آج کل رعایتي مبلغ ۴ روپیه ہے - محصول ڈاک بذمہ خریدار -

ملنے کا پتہ - مفتی محمد صادق قادیان - ضلع گورداسپور - پنجاب -

سقـــوط اینـٹـــورپ

اینٹورپ کے دفاعي استحکامات پر اولین حمله ۲۵ ستمبر سے شروع هوا ہے ' اور خود شہر پر حملے کي ابتدا ۵ - اکتوبر کي خوفناک گوله باري سے هوئی - جرمن یہاں اس شہر کي تسخیر کے لیے اپني آتشباري کا بہترین ساز و سامان لیے آے تھے - گوله باري کے لیے کوئي ۲ سو توپیں تهیں جنکے دهانوں کے قطر مختلف طور پر ۲۸ ' ۳۰ اور ۴۲ سینٹیمیٹر کے تھے ' اور زد ۸ میل تک - ۵ سے ۸ تاریخ تک تو خیر معمولی انداز میں گوله باري هوتي رهی - مگر آٹهویں دن آتشباري هولناک طور پر شدید هوگئی ' اور جرمن حمله آور شہر پر روغن نفط اور اسي قسم کے دیگر شہر میں آگ لگا دینے والے گولوں کي موسلا دهار بارش کرنے لگے - شہر میں هر طرف اطلاع نامے چسپاں کیے گئے کہ لوگ فوراً شہر چھوڑ کر بھاگنا شروع کریں - گو بہت سے امید پرست اور سادہ لوح متحدہ فوج کے جوابي حملے کي امید میں آخر وقت تک شہر میں مقیم رہے ' مگر تاهم جمعه تک کوئی ڈهائي لاکهه بے خانمان اور تہیدست هوالینڈ میں جاکر پناہ گزیں هوگئے -

جمعه کي صبح کو جب آفتاب طلوع هوا ہے تو اسوقت نصف شہر سے شعلے بلند هو رہے تھے - جرمن فوج نے ان تیل کے حوضوں پر گولے اتارے جو دریا کي گودي کے برابر برابر چلے گئے تھے - گولوں کے آتے هی آگ لگي اور سارا شہر آگ اور شعلوں سے ایک منظر مهیب بنگیا -

اس هولناک چراغان نے حلیفوں کي فوج کے جوابی حملے کي امید پر ثابت قدم آبادي کے بھي پیر اکهیڑ دیے ' اور اس نے بھي اضطراب و بدحواسي کے عالم میں (جو ایسي وقت میں طبیعي اور ناگزیر امر ہے) بھاگنا شروع کیا - مگر تاهم محافظ فوج ثابت قدم رهي اور برابر جواب دیتي رهي - اس جوابي آتشباري میں خود شاہ البرٹ نے حصه لیا اور قلعوں کے کمانڈر جنرل ڈي گالس کے ساتھه فوجي کار روائیوں کي رهنمائي کرتے رہے - ۹ - اکتوبر یوم جمعه کو دوپہر کے وقت یہ واضح هوگیا کہ نازک وقت قریب آگیا ہے - نواح " بریم " کا جنوبي حصه تباہ هوچکا تھا اور وسط شہر کے قلعے خاموش تھے - انکے علاوہ دوسرے قلعوں میں جہاں جہاں سے نشانه دشمن تک پہنچسکتا تھا ان ان مقامات پر مدافعین نے جرمن فوج پر هر ممکن خوفناک گوله باري کي ' جس سے انکو خوفناک نقصانات پہنچے - اسکے بعد جب باجیین فوج کو یہ نظر آگیا کہ اب قسمت کے فیصلہ سے مرتابي فضول ہے تو اسوقت انہوں نے قلعوں کو اپنے هاتهه سے اڑادیا ' اور ایک سپاهي کے هتیار ڈالے بغیر شہر خالي کردیا گیا -

یہ سقوط اینٹورپ کي وہ مختصر داستان ہے . جو مقامي معاصر اسٹینسمین کے نامه نگار لنڈن کے مراسله سے ماخوذ ہے - یہ مراسله نگار اسکے بعد لکھتا ہے :

" اس داستان میں بہت سے تفصیلي امور کي کمی ہے کیونکہ بعض نا قابل اندازہ اسباب کی بناء پر محکمه احتساب نے

قيديوں اور هتهياروں كے سوا تمام چيزيں بحري سپاهيوں كي ملك قرار دي جاتي تهيں -

درياے نيل كي سطح ايك مدت تك ان عظيم الشان جهازوں كي طوفان زا حركت سے تلاطم خيز رهي ' ليكن دفعةً هوا كا رخ بدل گيا ' اور شاور كي وزارت قائم هوگئي - اوس نے مصر كے ساتهه ان جهازوں كے جلانے كا بهي حكم ديديا - چنانچه مسلمانوں كي بحري طاقت كے يه مجسمے آگ كي نذر كرديے گئے - ليكن جب سلطان صلاح الدين ايوبي نے فاطميين كي سلطنت كا خاتمه كرديا تو دوباره جنگي جهازوں كي نشاة ثانيه هوئي اور دريا كي سطح پر پهر ان كي نقل و حركت سے طوفان كے آثار نظر آنے لگے - چنانچه سلطان صلاح الدين نے بكثرت جنگي جهاز بنواے ' اور ان كيليے خاص طور پر ايك محكمه قائم كرديا ' جس كے مصارف كيليے متعدد صوبوں كا خراج ' فوجي اوقاف كي آمدني ' مختلف قسم كے ٹكس مخصوص كرديے گئے اور اس محكمے كا افسر اعلى خود سلطان صلاح الدين كا بهائي ملك العادل ابوبكر محمد بن ايوب مقرر هوا - سلطان صلاح الدين كے مرنے كے بعد بهي اگرچه مدت تك يه صيغه قائم رها ' ليكن رفته رفته اوسكي طرف سے اعتناء كم هوتي گئي ' يهاں تك كه اخير ميں جهاز راني كا ذوق اس قدر كم هوگيا كه مصر ميں جب كسيكو گالي دينا مقصود هوتا تها تو اوسكو جهاز ران كها جاتا تها - اسوقت جب كوئي بحري مهم پيش آتي تهي ' تو ايك قدم بهي ايسا نه تها جو ساحل كي طرف بخوشي بڑهتا ' اسليے جبرا لوگ راستے اور گليوں سے پكڑ ليے جاتے تهے ' اور بهاگ جانے كے خوف سے اونكو قيد كرديا جاتا تها ' اور انهيں لوگوں سے بحري خدمت لي جاتي تهي -

سلطنت ايوبيه كے بعد مصر ميں مماليك كي سلطنت قائم هوئي ' اور انهوں نے اس جبري جهاز راني كا بهي خاتمه كر ديا - ليكن ايك مدت كے بعد زمانے كے انقلاب نے دريا ميں ايك نيا جزر و مد پيدا كيا ' يعني ملك الظاهر كا دور سلطنت قائم هوا ' اور اوس نے پهر اوسي قديم شان و شوكت كے ساتهه جهازوں كو سطح دريا پر نماياں كيا - اوس نے جهازوں كي تعمير ميں اس قدر فياضي ظاهر كي كه جنگل كا خراج معاف كرديا ' اور لوگوں كو لكڑيوں ميں هر قسم كے تصرف كرنے سے روك ديا - اوس كو جهازوں كي تعمير كا اسقدر شوق تها كه مصر كے كارخانه جهاز سازي ميں هميشه خود آتا تها ' اور تمام اسباب اور سامان مهيا كرتا تها - اس طريقه سے اسكندريه اور دمياط كے سواحل پر بكثرت جهاز تيار هوگئے ' اور جزيرو قبرص كي طرف ابن حسون كي زير نگراني ايك عظيم الشان بحري مهم روانه هوئي - ابن حسون نے عيسائيوں پر دهوكے سے حمله كرنے كيليے جهازوں كے جهنڈوں ميں بهت سي صليبيں لگائيں - ليكن مسلمانوں نے اسكو ناپسند كيا - بيڑا جب قبرص كے بندرگاه پر پهونچا تو ابن حسون نے اوس پر دفعةً حمله كرنا چاها ' ليكن بيڑے كے آگے كي كشتي ايك چٹان سے ٹكرا كر چور چور هوگئي ' اور اسكے ساتهه كي تمام كشتياں بهي اس صدمے سے ٹوٹ گئيں - نتيجه يه هوا كه اهل قبرص نے پورے بيڑے كو گرفتار كر ليا ' اور وهاں كے بادشاه نے ايك تهديد آميز خط كے ذريعه سے سلطان ظاهر كو اس واقعه كي خبر دي - ليكن ظاهر كي پيشاني پر بل تك نهيں آيا ' بلكه اوس نے خدا كا شكر كيا ' اور كها كه " مجهے آج تك كبهي شكست نهيں هوئي تهي ' اس بنا پر ميں نظر بد سے ڈرتا رهتا تها ' آج انكا خوف بهي جاتا رها " يه كهكر قوص سے پانچ كشتياں طلب كيں ' اور بيس نئي كشتيوں كے تعمير كا حكم ديا - جب تك يه كشتياں تعمير نه هوچكيں وه روزانه جهاز سازي كے كارخانه ميں آتا تها ' اور ضروري ديكهه بهال كرتا تها -

چنانچه جب يه كشتياں تيار هوگئيں تو درياے نيل ميں خاص اهتمام كے ساتهه ايك دن اونكي نمايش كهلي - ملك الظاهر كے زمانے ميں جنگي جهازوں كا ذوق اس قدر ترقي كرگيا كه جب جهاز كسي بحري مهم پر روانه كيے جاتے تهے تو تمام شهر ميں دهوم مچ جاتي تهي ' اور لوگ اس منظر كے ديكهنے كيليے نهايت شوق و شغف كے ساتهه ساحل دريا پر جمع هو جاتے تهے - چنانچه جب سلطان ملك اشرف صلاح الدين خليل بن قلاون نے ايك جنگي بيڑے كو آلات حرب سے مسلح كركے ايك مهم پر روانه كرنا چاها ' تو لوگ روانه هونے كے تين دن پہلے هي سے اوسكي مشايعت كيليے جمع هونا شروع هوے ' اور درياے نيل كے كنارے لكڑي اور پهوس كے عارضي مكانات بنا ليے - لوگوں كے دروازوں كے سامنے جو كهلي هوئي جگه تهي اسكو تماشائيوں نے دو دو سو درهم تك ديكر كرايه پر لے ليا - تيسرے دن بادشاه تمام اركان سلطنت كے ساتهه سويرے صبح كے وقت روانه هوا ' اور چاؤ وشوں كو عوام كے روك ٹوك كرنے كي ممانعت كردي - اونكے سامنے ايك ايك كركے جهاز نماياں كيے گئے ' اور هر جهاز نے اعمال حربيه كے منظر دكهاے ' اور باهم خود هي جنگ كي - بادشاه اس بحري جنگ كا تماشا ديكهكر قلعه كو واپس آيا ' ليكن اور لوگوں نے متصل ايك دن اور ايك رات وهيں قيام كيا ' اور لهو و لعب ميں مشغول رهے - تماشائيوں كي اس قدر كثرت هوئي كه ايك پوري كشتي كا كرايه ساتهه درهم تك پهونچگيا - هر زمانے ميں عموماً ايك درهم پر باره رطل روٹي ملتي تهي ' ليكن اوس دن اوسكا نرخ سات رطل هوگيا -

اس بحري نمايش نے دشمن كو بهي مرعوب كرديا - چنانچه جب عيسائيوں كو اس كي خبر معلوم هوئي تو انهوں نے مختلف تحف و هدايا كے ساتهه اپنے قاصد بهيجے اور صلح كي درخواست كي -

سنه ۷۰۲ ميں بهي سلطان ناصر محمد بن قلاون كے زمانے ميں اسي اهتمام اور جوش و خروش كے ساتهه جزيرو قبرص كي طرف ايك بيڑا روانه هوا اور مظفر و منصور واپس آيا -

(جهاز سازي كے متعدد كارخانے)

اوپر گذر چكا هے كه مصر ميں سب سے پہلے متوكل على الله نے جهاز تيار كرواے ' اور سنه ۳۵۰ ميں معز لدين الله نے اسكو نهايت ترقي دي - ليكن معز لدين الله كے زمانے ميں اس ميں سب سے زياده ترقي اسليے هوئي كه اوس نے سنه ۳۶۳ ميں جهاز سازي كا ايك عظيم الشان كارخانه مقس ميں قائم كيا ' اور اوس ميں ۶ سو جهاز تيار كراے ' بعض مورخين نے اگرچه اس كارخانه كو اوسكے بيٹے عزيز بالله كي طرف منسوب كيا هے تاهم بهرحال يه كارخانه معز كے خاندان كا ايك عظيم الشان كارنامه تها -

اس كارخانے ميں نهايت كثرت سے جنگي كشتياں تعمير هوتي تهيں ' اور آلات و ادوات كي كثرت كي بنا پر نهايت سرعت كے ساتهه كام هوتا تها ' جسكا اندازه اس واقعه سے هو سكتا هے كه جب سنه ۳۸۶ هجري ميں ايك بيڑے ميں آگ لگ گئي ' اور اسكے اكثر مسلح جهاز جل كے خاك سياه هوگئے تو عزيز بالله كے گورنر عيسى بن نسطورس نے اپني تمامتر كوشش جهازوں كي اس كمي كے پورے كرنے ميں صرف كي ' جو اس آتشزدگي سے پيدا هوگئي تهي - چنانچه اوس نے اوسي وقت بيس جهازوں كے بننے كا حكم ديا - ۲۴ ربيع الثاني كو آتشزدگي هوئي تهي - ليكن جب اوس نے ۷ جمادي الثاني كو كارخانه كا معاينه كيا تو اسكے سامنے دو عظيم الشان جهاز تيار كركے پيش كيے گئے ' اور اوائل شعبان ميں چار جهاز اور تيار هوگئے -

بهرحال شهر تخریب و گوله باري کے عذاب میں مسلسل ۴۴ گهنٹے تک مبتلا رها - اس امر کا صحیح طور پر تحقیق کرنا تو مشکل هے که جرمني فوج کے حملے کیسے هوتے رهے - مگر افسروں اور نیز ان لوگوں کي گفتگو سے جو خطوط جنگ سے واپس آگئے تهے میں نے یه نتیجه نکالا که آخري حمله پانچ گهنٹه کي مسلسل گوله باري پر مشتمل تها، جو صبح ساڑهے چار بجے سے لیکے ساڑهے نو بجے تک هوتي رهي - اس اثناء میں گولوں کي مسلسل اور سخت بارش هورهي تهي، اور نقصان پهنچانے سے پہلے یه گولے جس قدر ٹهیک طور پر آکے نشانه پر گرتے تهے انکي یه صحت ایک غیر معمولي امر معلوم هوتي تهي - مجهه سے لوگوں نے یه بیان کیا که جرمن فوج کے ساتهه غبارے تهے جنکے افسر اپنے توپچیوں کو یه بتاتے جاتے تهے که بلجیم کي مدافعت کے ان پوزیشنوں کو اپنا نشانه بناؤ - شهر پر بعض بعض وقت ایک منٹ میں دس کے حساب سے گولے پهینکے گئے تهے - تمام ملکي آبادي خوفزده تهي اور بوڑهوں اور بچوں میں مصیبت، خوف، اور مایوسي کے دلسوز منظر نظر آتے تهے -

پہلے یه اعلان کیا گیا تها که دو کشتیاں اوسٹینڈ جائینگي لیکن جب یه اطلاع دي گئي که یه دونوں کشتیاں نهیں روانه هونگي تو جو مجمع ایک کودي پر جمع هوا تها اس پر لرزه کا عالم طاري هوگیا -

تاهم ان دونوں کشتیوں کے علاوه بهاگنے کے دیگر ذرائع ۱۵ کشتیوں کي شکل میں موجود تهے، جو روٹرڈم، فلشنگ اور انکے علاوه هولینڈ کے دوسرے بندرگاه جانے والي تهیں - یه کشتیاں مسافروں کي معقول تعداد لیجانے والي کشتیاں نه تهیں، مگر چونکه کوئي شخص با قاعده چڑهنے کا انتظام کرنے والا نه تها اسلیے ان خوفزده انسانوں میں کشتیوں پر جگهه لینے کے لیے سخت کشا کش شروع هوئي - جگهه کے لیے مرد، عورتیں، اور بچے ایک دوسرے سے جانبازي کے ساتهه لڑنے لگے - اسوقت انساني هستي اپنے ایک بد ترین انداز میں نظر آرهي تهي - مگر ایسي حالت میں ان خوفزده انسانوں کو کون الزام دیسکتا هے ؟ یه لوگ " و بار بربریس " سے بهاگ رهے تهے - اور وه گولے انکے سروں پر سے سنسناتے هوے جا رهے تهے، جو انکے گهروں کو خاکسیاه اور انکے محبوب شهر کو برباد کر رهے تهے - ان لوگوں کا کام جنگ نهیں تها - یه لوگ زیاده تر متوسط العمر دوکاندار، تاجر، اور آرام پسند شهري تهے اور ان میں بچوں اور عورتوں کي بهي کافي تعداد موجود تهي - یهاں ان راستوں کا قحط تها جنکے ذریعه سے جهاز یا کشتي تک پهنچتے هیں - ان لوگوں کے کشتیوں پر سوار کرنے کے ذرائع صرف وهي تختے تهے جو ڈهالو رکهدیے گیے تهے، اور آخر میں آکے ایک خطرناک زاویه پر ملتے تهے - پنجشنبه کو ۲ بجے تک اکثر لوگ روانه هوگئے تهے، مگر تاهم ۱۵ هزار جو نهیں بهاگ سکے وه راضي بقضا هوکے یه انتظار کرنے لگے که دیکهیں قسمت میں کیا لکها هے - هزاروں تو ان سڑکوں سے بهاگ گئے جو جنگلوں کو جاتي تهیں مجهه سے لوگوں نے بیان کیا که بهت سے بوڑهے بهوک، سردي، اور خوف کے مارے راسته هي میں مرگئے -

(جلتا هوا شهر)

ایک بلجین افسر کي عنایت سے میں بڑے گرجا کي چهت پر چڑهسکا اور وهاں سے میں نے جلتے هوے شهر کا منظر دیکها - تمام سڑکیں شعله زن تهیں - شعلے هوا میں ۲۰ اور ۳۰ فیٹ کي بلندي تک اونچے جارهے تهے - میں نے اپنے بلند پوزیشن سے تیل کے ان بڑے حوضوں کا نهایت عجیب منظر دیکها جو دریاے شیلڈ کے محاذات میں واقع هیں - ان میں ایک بڑي جرمن توپ کے چار گولوں سے آگ لگ گئي اور دهویں کے عظیم الشان سیاه بقعے هوا میں دو سو فیٹ تک بلند هو رهے تهے - تیل کئي گهنٹے تک زور شور سے جلتا رها، اور قرب و جوار کے تمام حصه پر دهوئیں کے بادل چها گئے - هر طرف آگ، شعلے، اور تیل سے لدا هوا دهواں هي دهواں تها - وقتاً فوقتاً شعلوں کي بڑي بڑي زبانیں تیل کے حوضوں سے نکلتي تهیں اور مضطربانه شوق کے انداز میں اپنے متصل حوض کو بوسے دیتي تهیں، جس سے رفته رفته آگ هر طرف پهیل گئي اور کوئي حوض بهي آگ سے نه بچا - اسوقت شهر بالکل ویران هوگیا تها اور قریباً سب لوگ شهر چهوڑ کے چلے گئے تهے - بڑے گرجا سے روانه هونے کے بعد میں شهر کے جنوبي حصه کي طرف روانه هوا جهاں که في منٹ ۵ کے حساب سے گولے آرهے تهے -

" میں مقام " ویرنهمرینر " تک گیا تها که ایک خوفزده بلجین عورت مجهے ملي - اسنے اختناق الرحم (هسٹریا) کے سے تنفس کیساتهه مجهه سے یه بیان کیا که " بنک نیشنل " اور " پیلس دي جسٹس " کے گولے لگے هیں، اور اب وه جل رهے هیں - اور نیز یه که میرے اس مقام پر پهنچنے سے ۵ منٹ قبل اسکے شوهر کے ایک گوله لگا هے - جهاں هم کهڑے تهے وهاں سے سو گز سے کم فاصله پر اس (شوهر) کي بے ترتیبي کے ساتهه کٹي هوئي لاش خاک و خون میں آغشته پڑي هوئي تهي - جب میں " ایو نیو دي کیسر " سے جارها تها تو ایک گوله مجهه سے ۲۰ گز کے فاصله کے اندر آکے گرا اور میں منهه کے بهل گر پڑا - جهاں میں گرا تها وهاں سے ۱۰۰ گز سے کم فاصله پر ایک مکان کو یه گوله لگا تها، جسکي حالت میں بجز اسکے اور لفظوں میں نهیں بیان کرسکتا که وه (مکان) سڑک پر اینٹوں اور ٹوٹي هوئي لکڑیوں کي بوچهار کي شکل میں برس پڑا اور اسکي اینٹ سے اینٹ بجگئي - میں بمشکل سنبهلنے پایا تها که ایک شخص جس کي عمر ۴۰ سال کي هوگي، قریباً بالکل ننگا اس گهر سے چیختا هوا نکلا - یه بد بخت بالکل پاگل هوگیا -

خیر میں وهاں سے کوین هوٹل یه تحقیق کرنے گیا که امریکن جرنلسٹ کا کیا حشر هوا - معلوم هوا که وه ایک پرائیوٹ مکان میں شب بهر قیام کے بعد روانه هوگئے جس پر تین دفعه گولے گرے اور بالآخر اسمیں آگ لگ گئي -

(لها بقیة صالحه)

حول برلن

شئون و حالات اصلیه بروایات و شهادات عینیه

ڈاکٹر پورسٹما افریقه کي حزب العمال (لیبر پارٹي) کے ایک لیڈر هیں : اعلان جنگ کے وقت وه برلن میں تهے : اور اسکے بعد چندے وهاں مقیم رهے - ڈاکٹر پورسٹما ۲۷ اگست کو برلن سے روانه هوے هیں، غالباً وه آخرین شخص هین جس نے برلن کو خیر باد کها هے - اپني واپسي کے بعد انهوں نے ایک دلچسپ اور پر از معلومات مضمون " ڈیلي سٹیزن " میں لکها هے - اس مضمون میں وه لکهتے هیں :

یه ظاهر هے که جسوقت تمام جرمن قلمرو میں قیصر کا اعلان جنگ چسپاں کرکے فوج اور بیڑه کو اجتماع کا حکم دیا گیا هے اسوقت اهل جرمني بمعقول زمانے سے هر قسم کے نتائج کیلیے مستعد تهے - یه اعلان جو سرخ اور سیاه دو رنگوں میں چهپے تهے ان پر سنه ۱۹۱۲ چهپا هوا تها، مگر " ۲ " کاٹ کے نیلي پنسل سے " ۴ " بنایا گیا تها - اسکے بعد سے هر روز اعلانات شائع هوتے هیں اور میں نے سبکو دیکها که وه دو برس قبل کے چهپے هوے معلوم هوتے هیں - " لینڈ اسٹرم مسٹ ویف " فوج جب طلب کي

اون پر پرده ڈالدیا هے - اس نے صرف اسقدر معلوم هونے دیا هے که بحري فوج اور نئي نیول بریگیڈ کے ۸ هزار آدمیوں نے دفاعي کارروائیوں میں حصه لیا جنمیں سے مؤخر الذکر حال میں فوج میں داخل هوے تھے' اور یه که اس فوج میں سے ۱۳۰۰ سو آدمیوں سے هتیار لیلیے گئے هیں' اور انهیں اس کیمپ میں شکست خورده فوج کي حیثیت سے داخل کرلیا گیا - جو فوجوں کی یکجائی کے لیے نصب کیا گیا تھا - مگر محصور شهر سے جو مراسلات آے تھے - انکے اهم اور اصلي فقروں کا سخت احتساب هوا -

(شهر پر گوله باري)

" ڈیلي ٹیلیگراف " کے ایک مراسله نگار کا بیان هے که چهار شنبه کو نصف شب کے وقت شهر پر گوله باري شروع هوئي - شام کو جنوب و مشرق کي طرف توپوں کي گرج هم لوگ سنتے رهے - جرمن فوج نے انکا کوئي جواب نهیں دیا -

وسط شب سے قبل تمام شهر پر ایک پر اسرار خاموشي طاري تھي اور یه تیره و تار شهر مردوں کي بستي معلوم هوتا تھا - توپوں نے اپني آتشیں گفتگو موقوف کردي تھي - اور اب وہ خاموش تھیں' گوشه گوشه سے رات گئے تک هونے والي جنگ کے آهني قدموں کي چاپ کي آواز بازگشت آ رهي تھي

یه عالم تھا که ایک گرج نے طلسم سکوت توڑا اور ایک دھماکے کے ساتھ دفعةً ایک گوله آکے گرا - جس کے آتے هي خوف زده عورتوں کي ایک تعداد گھروں سے سڑکوں پر دیوانه وار نکل آئي' اور گھبرا گھبرا کے یه دیکھنے لگي که کیا در حقیقت گوله باري شروع هوگئي هے - توپوں کي گرج' برق رفتار گولوں کي سنسناهٹ' اور بعض بد نصیب مکانوں سے ٹکراکے انکے پھٹنے کا تڑاخا اور کھڑکھڑاهٹ' یه چیزیں کچھ اسقدر جلد جلد یکے بعد دیگرے پیش آئیں که یه معلوم هوتا تھا که گولے اپنے اس خونیں کام کے لیے شهر کي بالکل اندروني شهر پناه سے پھینکے جارهے هیں - اس واقعه سے هم میں سے اکثر بے حد پریشان تھے - یه معلوم هوتا تھا که گولے اسقدر قریب سے آرهے هیں که انهیں اپنے منزل مقصود تک پهنچنے میں بمشکل ایک میل کي مسافت بھي طے کرنا پڑتي هے - اس واقعه سے هم لوگوں کو تھوڑي دیر تک تو یه یقین هوگیا که یه وہ گوله باري نهیں هوسکتي جسکي دھمکي دي گئي تھي' بلکه ممکن هے که قلعه کي سرچ لائٹ نے جرمنوں کي کسي همتور ٹولي کو شهر پناه کے اندر دیکھا هو اور وہ توپوں کے ذریعه انهیں نکالنے کي فکر میں هوں' مگر پاش پاش هونے والي چیزوں کے تڑاخوں نے اس غلطي کو رفع کردیا -

اب گولے بلا امتیاز محلوں مکانوں اور جھونپڑوں پر آ آکے گررهے تھے' اور سارا آسمان چمکتے هوے شعلوں سے روشن هوگیا تھا - اسکے بعد گڑھي کي توپوں' اور میدان کي باٹریوں نے ایک ساتھ آواز بلند کي - اب شور و غوغا خوفناک هوگیا تھا اور آسمان میں نیچے چلنے والي آگ کے عکس سے شعلوں کا ایک متلاطم دریا نظر آتا تھا - همارے هوٹل کي چھت پر سے شهر کا منظر حیرت انگیز تھا - گولوں کي اعصاب شکن آوازیں' شهر کي کبھي روشن اور کبھي تاریک هوجانے والي چھتیں (جنکي پچھلي تاریکي پهلي تاریکي سے زیاده تیره و تار هوتي تھي) اور گولوں کے پھٹنے سے چھتوں اور دیواروں کا پھٹنا' ان چیزوں نے ملکے ایک ایسي شکل پیدا کردي تھي جو هولناکي میں " ان فرنو " سے کسي طرح کم نه تھي - اس طرح جب لوگوں کو یقین هوگیا که جرمن ایک بے بس آبادي پر گوله باري کي دھمکي کو پورا کررهے هیں' تو جیسا که مقامي اخبارون نے ایک دن قبل مشوره دیا تھا لوگ ته خانوں میں چلے گئے -

ان لوگوں کو جن اصول کي پیروي کي هدایت کي گئي تھي انکا ماحصل یه تھا که جب پهلا گوله پھٹے تو فوراً ته خانوں میں چلے جاؤ' جس میں ساز و سامان تیار رهنا چاهیے - گیس کو نکالو' ته خانوں میں بکثرت پاني رکھو تاکه اگر آگ لگے تو بجھا سکو' اور ایسے اوزار رکھو که اگر دیوار گرے اور تم اسمیں دب جاؤ تو کھود کر نکل آ سکو - مزید احتیاط کے لیے بهت سے لوگوں نے ته خانوں کي جالي پر بالو کے بھرے هوے بورے رکھوادیے تھے جس سے راسته چلنے والوں کو چھوٹي چھوٹي تکلیفیں بھي پهونچتي تھیں -

۳ بجکے ۳۰ منٹ پر جنوبي حصه کا سارا آسمان " برچیم " کي شعله زن آگ سے بالکل منور هوگیا' اور اسطرح آتشزدگي کا خوف گوله باري کے خوف پر اور مستزاد هوگیا - مقام " ویلم " میں واٹر ورکس کے تباه هوجانے سے اینٹورپ کو ۸ دن سے پوري طرح پاني نهیں ملا تھا - اسلیے نه وهاں پاني تھا اور نه آدمي تھے که ان پیاسے شعلوں کو سیراب کرتے جو عالم تشنگي میں اپني زبانیں نکال رهے تھے -

شهر کے دوسرے حصوں میں مختصر پیمانه پر آگ لگي هوئي تھي - صبح تڑکے جرمن فوج کي آتشباري ختم هوچکي تھي - اس گوله باریده شهر کي ایک مستعجلانه سیر نے مجھے ۳۱ گھر دکھاے' جو گولوں کي زد میں آگئے تھے - اس حصه میں " برچیم " شامل نهیں جسکے متعلق مجھسے یه بیان کیا گیا هے که ساري سڑک برباد هوگئي هے - دوسرے دن صبح کو ۹ بجے جرمن فوج کي گوله باري پھر سخت هوگئي' مگر گولوں کي گرج اور عمارتوں کے دھماکوں نے خوفزده آبادي کو جنبش نه کرنے دي -

ٹولي دس بجے ایک گوله مٹي کے تیل کے ایک حوض پر آکے گرا' اور اسمیں آگ لگ گئي - اسکے بعد ایک سے دوسرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں آگ لگنا شروع هوئي اور رفته رفته تمام حوضوں سے شعلے بلند هونے لگے -

بار بردار اور دخاني کشتیوں سے جس قدر جلد سے جلد هوسکتا تھا وہ ان مصیبت زده انسانوں کو لاد رهي تھیں اور ان سے هوالینڈ تک کے مختصر سے سفر کے لیے بیس فرنک چارج کررهي تھیں - جب بهتا هوا تیل کے چشمے کے نیچے تک پهونچا تو لوگوں میں دفعتاً بیوجه تهلکه مچگیا - جو کشتیوں پر تھے اونهوں نے تو افسروں کو پکارنا اور خطره کي طرف اشاره کرکے " بس " " بس " کرنا شروع کیا' مگر جو لوگ کوسي پر تھے وہ یه نهیں چاهتے تھے که پیچھے رهجائیں اسلیے جگه حاصل کرنے کیلیے بے طرح کشتیوں پر ٹوٹ پڑے -

میں نے ایک عورت کو دیکھا که وہ خود تو اس هجوم و ازدحام میں غرق هوگئي' مگر اسکا شوهر جو اس سے کسیقدر زیاده خوش قسمت تھا اسٹیمر کي چھت پر گرا اور کسي طرف ایک ایسي شے لیکے نکل گیا جو اسکا پھٹا هوا سر معلوم هوتي تھي -

عورتیں پیٹے ملاحوں کو بچوں کي گاڑیاں' ننھے ننھے بچے' چھوٹے چھوٹے لڑکے اور دوسرے قسم کا اسباب دیدیتي تھیں' اور پھر پیر رکھنے کي جو ذرا سي جگه بھي ملجاتي تھي اسکے سهارے سے کشتیوں پر چڑھ آتي تھیں - یه امر تعجب انگیز هے' که ایسے هجوم و کشاکش میں اکثر نه غرق هوئیں اور نه مریں -

(آخري منظر)

" ڈیلي کرانیکل " کے مراسله نگار خاص مسٹر ارتھرجونس کهتے هیں " که جمعه کے دن ۱۱ بجکے ۳ منٹ هوے تھے که جرمن شهر میں داخل هوے - جسے رسمي طور پر شریف شهر نے انکے حواله کردیا تھا - لیکن دوسرے مراسله نگاروں کا بیان هے که جرمن اس سے کهیں بعد کو شهر میں داخل هوے هیں -

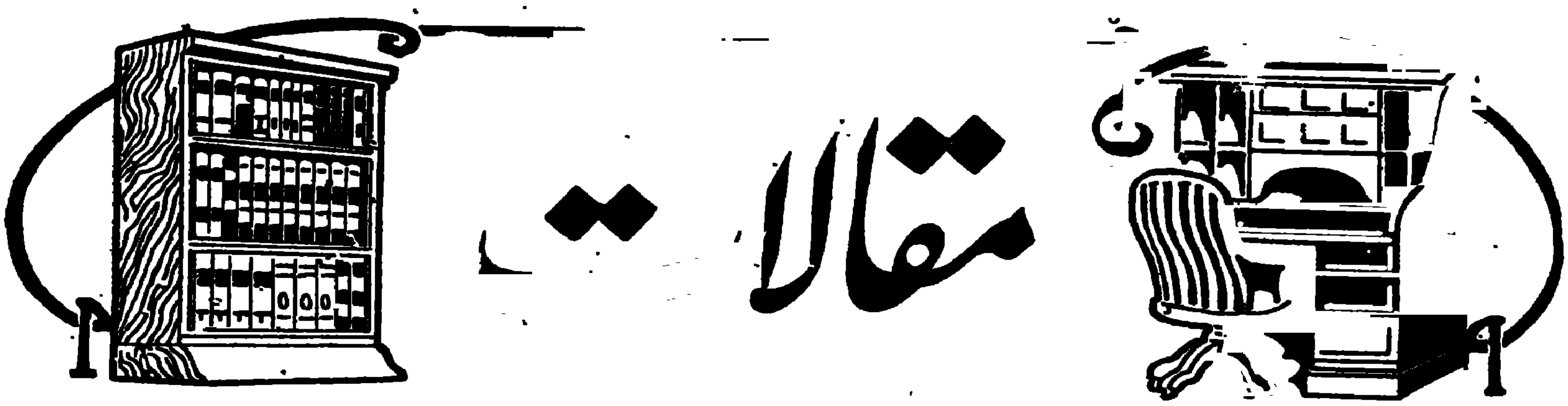

مقالات

عالمگیــر جنــگ کي ســازش

(جرمني کا مجوزہ نقشہ)

ڈیلي کرانیکل لنڈن میں مشہور مسٹر آرتھر کوانین تحوالل عنوان بالا پر حسب ذیل خیالات ظاہر کرتے ہیں :

قبل اسکے کہ بڑے اور تازہ واقعات قدیم نقوش کو مٹالیں یہ قلمبند کرنا دلچسپ ہوگا کہ اس مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے ہمیں حالت عالم کیا نظر آتے تھے ؟

جب ایک گذشتہ دماغي حالت کي طرف بعض جدید نقطہ ہاے نظر سے پھرکے دیکھیے تو بسا اوقات موجودہ حالت ناقابل یقین معلوم ہوتي تھي - میں منجملہ ان لوگوں کے ہوں جو جرمني کے ارادوں کو تسلیم کرنے سے سختي کے ساتھہ انکار کیا کرتے تھے - میں نے اس موضوع پر لوگوں سے بحث کي ' میں نے اس کے متعلق مضامین لکھے ' میں " اینگلو جرمن فرینڈ شپ سوسائٹي " میں شریک ہوا - غرض جو عقیدہ میرا تھا اسکے لیے میں جو کچھہ کرسکتا تھا وہ کیا - مگر گذشتہ سال کے آغاز میں میرے خیالات میں ایک کامل تغیر پیدا ہوگیا - میں نے یہ محسوس کیا کہ میں غلطي پر تھا اور جس شے کے متعلق یہ معلوم ہوتا تھا نہ وہ اسقدر مجنونانہ اور فتنہ پرد ازانہ ہے کہ واقعہ نہیں ہوسکتي وهي درحقیقت واقعہ تھي

میں نے اپني راے کا یہ تغیر مارچ کے " فورٹ نائٹلي ریویو " کے ایک مضمون میں قلمبند کیا تھا جسکي سرخي " برطانیہ عظمی اور آیندہ جنگ " تھي ' اور اب جو میں نے اس مضمون کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ اسکا بہت سا حصہ موجودہ حالت کے مناسب ہے - پیشینگوئیاں خطرناک ہوتي ہیں - مگر اس مضمون میں ایسي باتیں بہت تھیں جنکو مجھے واپس نہ لینا چاهیے - میري راے میں جس شے نے تغیر پیدا کیا وہ " برنہارڈي " کي کتاب " جرمني اور آیندہ جنگ " کا مطالعہ ہے -

(ناقابل اعتماد حوصلے)

اسوقت تک میں یہ خیال کرتا تھا کہ یہ تلوار کي کھڑکھڑاهٹ ایک نو عمر مضبوط قوم کي طفلانہ افراط ہے جو یہ چاهتي ہے کہ اپنے موٹے موٹے جوتے پہنے ہوے تمام دنیا کے گرد کھٹ پٹ کرتي پھرے - اس جوش کا ایک حصہ تو (جیسا کہ میرا خیال تھا) کامل قدرتي حسد کا نتیجہ تھا اور ایک حصہ ان غیر معمولي پروفیسروں کي تلقین کا نتیجہ تھا جنکے مسلسل خیالي مباحثوں نے نوجوانان جرمني کے خون کو مسموم بنادیا ہے -

اسقدر تو بالکل صاف تھا ' مگر مجھے یہ یقین نہیں آتا کہ ایک عالمگیر جنگ کا تخم سازش کے سایہ میں پرورش پا رہا ہے جس میں بحر و بر دونوں کے اقتدار کو چیلنج دیا جائیگا - اس هیبتناک رستخیز کا کوئي مقصد نہیں معلوم ہوتا تھا اور نہ کوئي بڑي غنیمت جنگ جرمني کي منتظر نظر آتي تھي - یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر اس جنگ میں وہ فتحیاب ہوئي تو زاید سے زاید اسکے نفع و نقصان کا توازن قائم رکھہ سکیگي اور اگر اسے شکست ہوئي تو پھر ہمیشہ کیلیے رخصت ہوئي -

اسکے علاوہ یہ خیال ہوتا تھا کہ عیسائیت اور تمدن کسي نہ کسي کام کیلیے دنیا میں ابتک قائم ہیں ' اسلیے جو قوم کہ ان دونوں میں سے ایک کا ادعا بھي کرتي ہے وہ تاریخ عالم کے اس زمانہ میں ایسی تھنڈے خون والی بربري سازش میں شریک نہیں ہوسکتي جسکے ذریعہ سے وہ چند سال تک اپني طاقت کو صرف اس ارادے سے بڑھاتي رہے کہ جب موقع ملے تو بغیر کسي نزاع کے محض اپني سربلندي کے خیال سے اپنے همسایوں پر ٹوٹ پڑے -

(برن هاڈي کي تنبیه)

میں کہتا ہوں کہ میں ان باتوں کو باور نہ کر سکا ؛ لیکن جب میں نے جرمن مصنف برن هارڈي کي کتاب پڑھي تو پھر میں ان امور کو بغیر یقین کیے نہ رهسکا ' اور ایک مضمون لکھا تا کہ جو لوگ میري طرح اندھے ہوں انکي آنکھیں ہوجائیں ' اور وہ اس حقیقت کو دیکھیں جو مجھے نظر آئي ہے ' کیونکہ برنہارڈي ایک غیر ذمہ دار جرنلسٹ یا اتحاد جرمني (پان جرمنزم) کے خبط کا مریض نہ تھا - وہ جرمن سپاہ کا ایک ممتاز افسر تھا - اس نے فن جنگ پر کئي مستند اور بلند پایہ کتابیں لکھي ہیں - وہ اعلی طبقہ میں رهتا تھا ' اسلیے اس سے توقع ہے کہ وہ انکے خیالات سے صحیح طور پر واقف ہوگا - با ایں همہ اس کتاب میں (جس میں اس نے اہل وطن کو مخاطب کیا ہے) اس قسم کے جنگجویانہ خیالات ظاهر کیے ہیں - تم اس قسم کي تحریر کو علحدہ نہیں کرسکتے - اسکو تم ناقابل شمار نہیں ٹھرا سکتے - جیسا کہ میں نے اس وقت لکھا تھا) " ہم مجنوں ہونگے اگر اس تنبیہ پر سنجیدگي کے ساتھہ توجہ نہ کرینگے -

لیکن ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ اس قسم کي تنبیہ شائع کي گئي - جرمن دل میں ایک تعجب انگیز سادگي ہوتي ہے ' جو موجودہ واقعات میں بارها ظاهر ہوچکي ہے - مگر یقیناً اس سادگي کی سب سے بڑي مثال یہ کتاب ہے - یہ ذہن میں نہیں آتا کہ اس کتاب کے مصنف کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ ممکن ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ ہو اور جس کو ہم اپنا شکار بنانا چاهتے ہیں وہ اسے پڑھے

پھر یہ بھي یقین نہیں آتا کہ ایک نامور سپاهي کي حیثیت سے برن هارڈي کا تعلق جنرل اسٹاف سے نہ ہو - اسلیے اس نے جو خاکہ کھینچا ہے اسے ایک سرکاري خاکہ خیال کرنے کے لیے اسباب موجود ہیں -

مگر یہ کوئي منفرد مثال نہیں - وان ایڈیشم نے ' جس کا تعلق حقیقي طور پر اس محیر العقول اسٹاف سے ہے ' ایک

گئي ہے اور اسکي طلبي کيليے اعلانات شائع ہوے ہيں تو ان سے بھي يہ معلوم ہوتا تھا کہ يہ دو برس قبل کے مجوزہ مطبوعہ ہيں -

جرمن سپاہ ميں لينڈ اسٹرم دو قسم کے ہيں "مت" اور "اونے" يعني مسلح اور غير مسلح - اس ہفتہ کے ميل تک غير مسلح تو طلب ہي نہيں ہوے ہيں' اور مسلح کا بھي بہت ہي تھوڑا حصہ ميدان جنگ ميں آيا ہے -

دشمن کو خواہ مخواہ حقير سمجھنا کوئي عمدہ پاليسي نہيں - اسليے اہل جرمني کے عزم اور عجيب و غريب جوش سے انگريزوں کو مطلع کرنا بالکل بجا و درست ہے - اولاً تو انکو يقين ہے کہ موجودہ جنگ جنگ مدافعت ہے - انکا قيصر "امن دوست" بادشاہ ہے - انکے وطن محبوب پر انکے حاسد دشمن وحشيانہ طريقہ سے حملہ کر رہے ہيں - جرمني ميں تمام کام گھڑي کے پرزوں کي رفتار کي طرح ہو رہے ہيں - ہر شخص بالکل صحيح طور پر جانتا ہے کہ اسے کيا کرنا ہے اور کہاں رہنا ہے - افسروں نے عورتوں کو سپاہيوں کي ٹرينوں کو پتيوں اور پھولوں سے آراستہ کرنے کي اجازت ديدي ہے - اسليے تمام ٹرينيں پھولوں اور سبز و شاداب پتيوں سے دلہن بني ہوئي جاتي ہيں - اسکے علاوہ ہر سپاہي کي رائفل کے سرے پر ايک پھول لگا ہوتا ہے -

واقعي جرمن عورتيں نہايت ہمت ور ہوتي ہيں - ايسا شاذ و نادر ہوا کہ کسي عورت کا شوہر' بھائي' يا لڑکا رخصت ہو رہا ہو اور ميں نے اسکے منہ سے سسکي کي آواز بھي نکلتے سني ہو - جب انکے عزيز رخصت ہونے لگتے ہيں تو وہ ان سے کہتي ہيں کہ ہم يہ جانتے ہيں کہ "اب ہم اور تم پھر کبھي نہيں مليںگے' مگر تاہم تمکو اپنے آبائي وطن اور قيصر پر قربان ہونے کے ليے ضرور جانا چاہيے -

جرمني ميں تمام ريليں سرکاري ہيں - اس اجتماع کے زمانہ ميں معلوم ہوگيا کہ گذشتہ زمانے ميں فوجي نقل و حرکت کيليے ہر ممکن تياري کي گئي ہے - ميں يہ نہيں کہسکتا کہ يہ صحيح ہے يا غلط مگر بہرحال جسوقت ميں ۲۷ - اگست کو چلا ہوں اسوقت يہ عام طور پر تسليم کيا جاتا تھا کہ ۹ ملين فوج اسوقت مسلح تيار تھي' اور مجموعي تعداد ۱۲ - ملين ہوگي - اسميں ہزارہا فدا کار شامل نہيں جنہوں نے اپنے خدمات پيش کيے ہيں' اور نہ وہ تين ملين اشخاص محسوب ہيں جو اگر ضرورت ہوئي تو اسيران جنگ کي حفاظت کے ليے طلب کيے جائينگے - برلن ميں حکام يہ کوشش کر رہے ہيں کہ جہاں تک ممکن ہو شہر کي وہي حالت رہے جو عام طور پر ہوتي ہے - کسي ايسي شے کي اجازت نہيں جس سے آبادي ميں شکستہ دلي پيدا ہوتي ہو - حتي کہ جب بعض خاندانوں کو اپنے اعزا کے ميدان جنگ ميں کام آنے کي خبر معلوم ہوئي اور انہوں نے ماتمي لباس پہننا چاہا تو انکو حکماً ممانعت کي گئي - انہيں يہ نصيحت کي گئي کہ وہ اپنے وطن محبوب کي خاطر ابھي اپنے ماتم کو اختتام جنگ تک ملتوي رکھيں -

اہل جرمني تمام معاملات کے متعلق نہايت سرگرم و مستعد ہيں' اور لہو و لعب ميں اشتغال و انہماک کو يک قلم موقوف کر ديا ہے - مثلاً کسي گھر مين پيانو کي آواز نہيں سنائي ديتي - انکا قول ہے کہ يہ جنگ کا زمانہ ہے يہ موسيقي نوازي کا وقت نہيں ہے - تمام تھيٹر اور اوپيرا بند ہيں -

شروع ميں تو دو دن تک بنکوں اور سيونگ بنکوں ميں روپيہ نکالنے والوں کا بڑا ازدحام رہا' مگر اسکے بعد سے موقوف ہو گيا - بنک اپنے اپنے عام انداز ميں کاروبار کر رہے ہيں - البتہ وہ طلائي سکے نہيں ديتے ہيں - جسوقت ميں چلا ہوں اسوقت تک ہنگامي نوٹ شائع نہيں ہوے تھے -

جو لوگ محاذ گئے ہوے ہيں واقعي انکے اعزا مضطرب و پريشان ہيں' مگر حکومت اسکے علاج سے غافل نہيں ہے - ہر مستحفظ سپاہي کي بيوي کو ۹ مارک (ايک جرمن سکہ) اور ہر بچہ کو ۲ مارک ملتے ہيں - بعض خاندانوں کو ٹريڈ يونينوں (تجارتي انجمنوں) سے بھي کچھ رقم ملتي ہے' جن سے انکے ميدان جنگ ميں جانے والے اعزا وابستہ تھے -

مسٹر فلپ ايچ - وڈ نامي ايک مشہور امريکن ہيں جو اگسٹ ميں برلن سے لندن آئے ہيں انکا بيان ہے :

برلن ميں زندگي کي وہي معمولي حالت ہے' لندن اور برلن کي زندگي ميں کوئي بڑا فرق نہيں - جنگ سے قبل سامان خورد و نوش کي جو قيمتيں تھيں وہي اب بھي ہيں - قہوہ خانے کھلے ہيں اور بينڈ قومي ترانے بجا رہے ہيں - کوئي ايسي پريشاني يا گھبراہٹ کي بات نظر نہيں آتي جس سے معلوم ہو کہ جرمني برسر جنگ ہے - گو ہر طرف سرگرمي و مستعدي اور جوش و خروش پھيلا ہوا ہے - ميں نے ايک شخص کو بھي بھاگتے ہوے نہيں ديکھا -"

جہانتک ہو سکا ميں نے لوگوں سے سامان غذا کے متعلق گفتگو کي' مگر ميں نے کسي ميں پريشاني اور بےچيني محسوس نہيں کي' اور بعض حکام نے تو ان سے يہ بيان کيا کہ اسقدر سامان غذا موجود ہے کہ ۱۸ مہينہ تک چلسکتا ہے -

برلن ميں عام راے يہ ہے کہ اگر جرمني فتحياب نہ ہوئي تو وہ واپس چلي آئيگي - اہل جرمني کو اطمينان واثق ہے کہ انکي فوج کو کبھي شکست نہيں ہوسکتي' اور اگر انکي فوج کو فرانس سے واپس ہونا پڑا تو اس حالت ميں وہ اپنے ملک کي حفاظت غير محدود وقت تک کرسکتے ہيں -

مسٹر وڈ کہتے ہيں کہ ميں نے دو افسروں سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے اپني فوج کي شکست کے امکان پر غور کيا ہے ؟ ان ميں سے ايک بولا کہ "ہاں بيشک ممکن ہے' مگر ہم اس وقت يہاں نہيں ہونگے اسوقت ۱۷ اور ۵۰ برس کے مابين عمر والے مردوں ميں سے تمام جرمني ميں ۵۰ ہزار آدمي سے زيادہ نہ رہنے ديے جائينگے -"

ميري راے يہ ہے کہ وساطت کے ذريعہ سے ايک ماہ کے اندر جنگ موقوف ہوسکتي ہے - جب ميں نے ايک جرمن افسر کو اس طرف توجہ دلائي تو اس نے کہا کہ جب تک ہم پيرس اور سينٹ پيٹرسبرگ پر قبضہ نہ کرليں' اسوقت تک وساطت کا ذکر فضول ہے - البتہ اسکے بعد ہم آپکا کہنا سنينگے -

مسٹر وڈ کا بيان ہے کہ ميں نے انگلستان کے خلاف سخت بغض محسوس کيا اور کسي کو بھي يہ يقين نہ دلاسکا کہ انگلستان اہل جرمني کے خلاف نہيں بلکہ انکي جنگ پرستي کے خلاف معرکہ آرا ہے - وہ کہتے ہيں کہ اہل جرمني کا يہ خيال ہے کہ انگلستان جرمني کو کچل ڈالنا چاہتا ہے - انکا يہ عزم بالجزم ہے کہ وہ اپنے آپ کو انگلستان کے رحم کے حوالے کرنے کے بدلے آخر وقت تک لڑتے رہينگے - ميں نے اشتراکيين (سوشيالسٹس) ميں کسي قسم کا اختلاف نہيں ديکھا - انگريزوں کے ساتھ عمدہ برتاؤ کيا جا رہا ہے -

* * *

الهلال

۲۲ ذوالحجه ۱۳۳۲ هجري

هندوستان اور پرو جرمنزم !

(۲)

جو اقتباسات پایونیر نے الهـــلال کے دیے هیں اول تو یه اقتباسات ایک مضمون کے نہیں - هو مختلف مضمون کے مختلف مقامات سے لیے گئے هیں جنکي وجه سے انکے سابق و لاحق کا ربط ٹوٹ کر مترجم کے هاتھوں میں بالکل بے بس هوگیا هے ' اور وہ انکو اس ترتیب سے پیش کرتا هے که پڑھنے والے کے سامنے انکي مجموعي شکل خطرناک بن کر نمایاں هوتي هے - پھر اصل عبارت کے الفاظ اور ترکیبوں کے ترجمه میں بھي اپنے مقصد کو پوري هوشیاري کے ساتھه پیش نظر رکھا هے اور هر اثر پذیر ٹکڑے کے اندر ایک نئے اثر کو پیدا کرنیکي صریح کوشش کي هے - مثلاً عبارت مقتبسه میں لفظ ریٹائر منٹ Retirement اور ریٹریٹ Retreat کے واضح فرق کو نظر انداز کردیا هے ' اور جس جگه مضمون میں محض "خیالات" کا لفظ آیا هے جسکے لیے انگریزي میں تھوٹس Thoughts هونا چاهیے ' اسکے لیے نہایت بے باکي کے ساتھه "مس کنسپ شنس" Misconceptions (خیالات باطله) کا لفظ استعمال کیا هے ' اور هر شخص اندازہ کرسکتا هے که صرف اسي ایک لفظ سے کسقدر خطرناک تبدیلي پیدا هوگئي هے ؟

اسیطرح اس پورے ترجمه کے اندر متعدد مواقع میں محسوس و واضح تغیرات کیے گئے هیں ' اور پوري کوشش اسمیں صرف کي گئي هے که ترجمه کو پڑھنے والوں کي نظر میں هیبت ناک بنا دیا جاے : یحرفون الکلم عن مواضعه - لیکن انکي اصلیت اوسوقت تک واضح نہیں هوسکتي جب تک هر هر لفظ اور ترکیب کے متعلق تفصیل سے بحث نه کي جاے ' اور اسکے ساتھه هي ایک صحیح انگریزي ترجمه هم پیش نه کریں - چونکه یه مضمون بہت بڑھگیا هے اسلیے هم یہاں صرف اتمام حجت کے طریق سے کام لینگے اور ترجمه کي صحت و عدم صحت کو آینده مستقل طور پر لکھینگے - تاکه وہ همیشه کیلیے اس بہت هي پر خطر مسئله کو اردو پریس کیلیے واضح کردے -

هم تھوڑي دیر کیلیے یہاں تسلیم کرلیتے هیں که یه اقتباسات صحیح هیں - لیکن اسکے بعد معلوم کرنا چاهتے هیں که بصورت صحت بھي وہ کونسي هولناک جرمنیت هے جسکے لیے الهلال اسقدر خطرناک ظاهر کیا گیا هے ؟ ان تمام اقتباسات کا زیاده سے زیاده خلاصه یه هے که انٹورپ کے لے لینے سے بلجیم میں جرمني کا کام پورا هوگیا - اسکا پوزیشن اب بلجیم میں زیاده محکم هے - انگریزي بحري مہم کچھه زیاده مفید نه هوئي - اب اسکا اراده انگلش چینل پر دبار ڈالنے کا هے - نیز یه که انگریزي فوج مصلحت شناسي اور عاقبت بیني کیلیے قابل تعریف هے - تو خوب اچھي طرح سمجھتي هے که محض زمین کي چند گز زمین کے لیے لڑنے هي کا نام کامیابي نہیں هے بلکه بعض اوقات میدان جنگ سے مراجعت پیش قدمي سے زیاده قابل تعریف هے - جتني تھوڑي فوج انٹورپ کیلیے بھیجي گئي تھي ' اگر وہ مصلحت شناسي سے کام نه لیتي اور بالآخر مراجعت کو ترجیح نه دیتي ' تو یقیناً همارے نقصانات اس سے زیاده هوتے جسقدر که بیان کیے گئے هیں -

لیکن هم پوچھتے هیں که انگلستان کے پریس سے لیکر انڈیا کے تمام انگلو انڈین اخبارات تک کون هے جس نے اس کھلي بات کے اظہار کو بھي نا مناسب سمجھا هے ' اور اسکے سوا اس موقعه پر اور کیا کہا جا سکتا تھا ؟ یه وہ نتائج هیں جو خود سرکاري خبروں نے دنیا کو بتلاے هیں اور ایسي بے ضرر حقیقت هے جسکا اظہار بالکل ناگزیر هے - کیا پایونیر اسکو پسند کریگا که " جرمنزم " کے اتہام سے بچنے کیلیے هم حقایق سے ایسا کھلا انکار کریں جو دنیا کیلیے تمسخر انگیز هو ؟ هم ایک لمحه کیلیے بھي یقین نہیں کر سکتے که هندوستان کي گورنمنٹ واقعات کے اظہار و بحث کو صرف اینگلو انڈین پریس کے لیے جائز رکھتي هو جو هر روز کوئي نه کوئي " پرو جرمن " مضمون شائع کرتے هیں ' اور ایک هندوستاني قلم کیلیے جرم سمجھتي هو جو پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے هیں ؟

وہ روح جو اس مضمون کے اندر کام کر رهي هے ' اس واقعه سے غالباً هر شخص کے سامنے آجائیگي که مضمون نگار نے ترجمه کرتے وقت " اسٹیٹسمین " کا حواله بالکل چھوڑ دیا هے جو الهلال میں دیا گیا تھا - کیونکه ایسا کرنے سے " کلکته کا جرمنزم " الهـــلال پریس سے معاً " اسٹیٹسمین " کے دفتر میں منتقل هو جاتا اور یه اسے منظور نہیں هے -

اصلي واقعه یه هے که جنگ کے نتائج پر نظر ڈالتے هوے اسٹیٹسمین کے حوالے سے یه لکھا گیا تھا که " خواه جنگ کي اصلي حالت کچھه هي کیوں نه هو لیکن یه تو ظاهر هے که جسقدر بھي لڑائي هو رهي هے ' جرمني کے اندر نہیں هے اور اسکا افسوس ناک نتیجه هے که اسکے اندروني امن کو ابتک کوئي نقصان نہیں پہونچا هے "

صادق الروایت مضمون نگار نے پورے مضمون کو تو لے لیا مگر " اسٹیٹسمین " کا لفظ بالکل اوڑا دیا - پھر یہي کیا واقعه نگاري کي اخلاقي قوت هے جسکي بنا پر پایونیر نے الهـــلال کي جاسوسي کیلیے اپنے تئیں پیش کیا هے ؟

جو خیالات الهـــلال میں سقوط انٹورپ کے متعلق ظاهر کیے گئے هیں ' آج همیں مجبوراً غیر انگریزي داں پبلک کے سامنے ظاهر کرنا پڑتا هے که وہ ان رایوں کے مقابلے میں کچھه بھي نہیں هیں جو آج انگلستان کا پریس علانیه ظاهر کر رها هے ' اور جسکو ولایت کي ڈاک هر هفته هم تک پہنچاتي هے - چونکه هم پر حمله کیا گیا هے اسلیے همیں جواب دینا پڑیگا - هم پایونیر کو جو الهلال کے پرو جرمنزم کے لیے اسقدر مضطر هے ' ان بے شمار مضامین پر توجه دلاتے هیں جو پچھلے هفته ولایت کي ڈاک میں " انٹورپ " کے متعلق آے هیں ' اور دریافت کرتے هیں که کلکته کے لیے پرو جرمنزم کا عنوان موزوں هے یا خود برٹش دارالسلطنت کیلیے ؟

هم یہاں صرف ایک دو اقتباس دینگے - " مورننگ پوسٹ " لندن کے جو پرچے آخري میل سے آے هیں ' انمیں سقوط انٹورپ پر نہایت تفصیلي بحث کي گئي هے - وہ انگریزي بحري مہم کي ناکامیابي پر انتہائي سخت لفظوں میں افسوس کرتا هے اور اسکا سارا الزام مسٹر چرچیل کو دیتے هوے لکھتا هے :

" انگریزي بحري فوج اور بحري والنٹیروں کے ذریعه اینٹورپ کے نجات کي کوشش کرنا ایک گرانبها غلطي تھي ' جسکے جواب ده موجوده شہادت کي بنا پر مسٹر چرچیل کو هونا چاهیے -

مختصر سا رساله لکها ہے جس میں بتایا ہے که اگر موقع پیش آے تو جرمني ممالک متحده امریکه کے ساتهه کیا کریگا -

ان علامات کے متعلق یه کہا جا سکتا ہے که یه درحقیقت ایک شیخي سے پهولے هوے قومي غرور کے مظاهر میں جو شیخي میں پهولکر اس فیصله تک پہنچگیا ہے که جرمنی کي فتح یقیني ہے اس لیے انکے حریفوں کا غافل یا خبردار رهنا دونوں برابر هیں -

(جنگ کا پروگرام)

اسوقت درحقیقت برن هارڈي کے پروگرام پر عمل هو رها ہے اس پروگرام میں یه تجویز کیا گیا تها که حمله کا سارا بار فرانس پر ڈالا جاے اور روس کو اپنے سست رفتار فوجي اجتماع میں روک لیا جاے - اسکے بعد پیرس سے فاتح فوجیں بیشمار ٹرینوں میں بجلي کي طرح مغربي خط جنگ سے مشرقي خط جنگ پر بهیجدي جائیں -

" پہلے انگلستان کو بهلایا جاے اور جب اسکي قسمت کے فیصله کا وقت آ جائے تو پهر اسکا بیڑا زیر آب کشتیوں' تارپیڈو کشتیوں' بحري سرنگوں سے تراشا جائے اور جب تعداد برابر هوجاے تو " ولهیلم شیوین " کے قلعوں سے جرمن بیڑا نکلکے سمندر کے فتح کرنے کے لیے حمله کردے -

(انگلستان کے لیے بري گهڑیاں)

خواه واقعات کي رفتار کتني هي همارے موافق هو' مگر امید نهیں که هم چند بري گهڑیوں سے بچکر نکل جاسکیں - جرمن ایک بڑي اور بهادر قوم ہے وه اپني تاریخ جنگجوئي میں عمده کارنامے رکهتي ہے - وه حلیفوں پر اپنے دیرپا نشان چهوڑے بغیر نهیں مٹیگي - همیں افتتاحي کامیابیوں کو بہت زیاده اهمیت نه دینا چاهیے اور یه نه سمجهنا چاهیے که حالات همارا ساتهه ضرور دینگے - خشکي اور تري دونوں میں وسیع کوششیں اور مایوسیاں همارا انتظار کر رهي هیں - مگر اس میں زیاده دیر نه هوگي جیسا که مجهے معلوم هوتا ہے اسمیں زیاده دیر هونا نا ممکن ہے - زمانه کا عجلت پسند مزاج سست تدابیر کو برداشت نهیں کرسکتا' اور نه جرمني مالي کشش کو غیر محدود زمانه تک برداشت کر سکتي ہے -

پیشینگوئي کسقدر خطرناک ہے ! چاهے بعینه یهي الفاظ میرا مضحکه اڑانے کو واپس آئیں مگر میں خود نهیں سمجهسکتا که یه جنگ ۶ ماه سے کم میں کیونکر ختم هو سکتي ہے یا ۱۲ ماه سے زائد عرصه تک کیسے جاري رهسکتي ہے -

(جرمني کي ایک ڈپلومیٹک غلطی)

یه کہنا تو بہت زیاده ہے که جرمني کے ڈپلومیٹک حالات جسقدر بوسیده هیں اگر کہیں اسکے جنگي حالات بهي ایسے هي هوتے تو وه زیاده عرصه تک زنده نه رهسکتي - البته اسکے یہاں ڈپلومیٹک ناقابلیت کے بعض ایسے درجے ضرور رهیں جو اس حد سے کم درجه هیں - اس حد تک ناقابلیت یقیني ہے - کم ازکم ان میں مناقشه کي گنجایش تو نهیں - " ریل پولٹیک " " ویلٹ پولٹیک " وغیره کے مجنونانه علم سے جرمن کو کیا حاصل هوا ؟ اطالیا کے ساتهه اتحاد کي بندش اس قدر ڈهیلي که اتحاد بیکار' آسٹریا کے ساتهه بحر میڈیٹرین کے متعلق اسقدر وسیع مفاهمت که یه مفاهمت جرمن کروزروں کے لیے بیکار ثابت هونے کے بعد بهي سرویا' مانٹي نیگرو' اور بلجیم کو جرمني کے خلاف میدان جنگ میں کهینچ لائي - انگلستان کے ساتهه وه برتاؤ کیا جس نے همارے تمام طبقوں کو اس طرح متحد کردیا که آپ اگر کوئي جماعت اس سے اختلاف کرے تو اس کے پیر کے نیچے سے زمین نکلجاے' اور اس طرح اسکے سقوط و افتاد کا سامان هوجائے - کیا اس سے زیاده بڑا کوئي خلط ملط هوا ہے ؟ کیا کوئي ایسا نقطه ہے جسکا انتظام اس سے زیاده بري طرح کیا گیا هو ؟ اور هاں اسکے نتیجۂ ثاني کے طور پر وه عام بے اعتمادي و ناراضي جو ناطرفدار ممالک میں پیدا هوئي ہے وه خود ایک مکمل شے ہے -

(جرمن سپاهي)

جرمن سپاهي ویسا هي اچها ثابت هوگا جیسا که وه همیشه تها' وه ویسا هي بهادر ثابت هوگا جیسا که وه همیشه تها' اسمیں مجهے ذرا شک نهیں - مگر وه ویسا هي جفاکش ثابت هوگا جیسا که وه همیشه تها' اسکي کم امید ہے - کیونکه اس آبائي سر زمین کي آبادي کا بڑا حصه کهیتوں سے نکل کے کارخانوں میں چلا گیا ہے' اور نیز عیش و آرام کا معیار بہت بڑهگیا ہے -

ولیم کے عهد کا ایک ویسٹفلین دستکار فریڈرک کے زمانے کے برینڈ بنرگ کے کاشتکار سے بالکل مختلف شے ہے - بعینه اسیطرح جسطرح که سنه ۱۹۱۴ ع کا تهوڑے عهد خدمت والا سپاهي سنه ۱۸۵۰ع کے دس ساله خدمت والے سپاهي سے بالکل جداگانه شے ہے - مجهے توقع ہے که جرمن همیشه کي طرح عمده ثابت هونگے' مگر اپنے همسایوں سے بہتر نهیں - لیکن انکے نقطه نظر سے جنگ کا عمده نتیجه تمامتر اس پر موقوف ہے که وه بہتر ثابت هوں انهیں صرف فتح هي کرنا نهیں بلکه جلد فتح کرنا ہے -

(قیصر کي مشینیں)

ایک قابل ذکر شے اسکا (قیصر کا) فوجي نظام ہے' جس پر بڑي شیخي ماري جاتي ہے - میرے ایک امریکن دوست نے جسے راے قائم کرنے کا موقع ملا تها یه کہا که " هاں بیشک وه ایک بڑي اور سبکرو مشین ہے جو نهایت نزاکت کے ساتهه جوڑي گئي ہے - اگر ایک پهیا بهي اٹک گیا تو تمام مشینوں کي طرح وه بهي فوراً ٹکڑے ٹکڑے هو جائیگي "

ایک پهیا لیج میں اٹک گیا اور دوسرا بهي زیاده عرصه گزرنے سے قبل اٹکیگا تاریخ کے سبق بہت ملحوس هیں - جینا اور آرئیکٹ کے پروشین فریڈرک کي روایتوں کے فخر میں پهولے نهیں سماتے تهے' مگر ایک دن میں انکي شکست اسقدر شدید اور انکي رخنه بندي کي طاقت اسقدر کم تهي که انکا شیرازه بالکل برهم هوگیا' اور انکا وطن ۷ سال تک یورپ کي سیاست میں اثر فرما نه رها - وه همیشه بڑے فاتح هوے هیں' مگر مصیبت و شکست میں وه بڑے نهیں رهے - اب دیکهنا ہے که اس جنگ میں انکي کیا حالت هوتي ہے -

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هفته وار الهلال کي ایجنسي نهایت معقول ہے

درخواست میں
جلدي کیجیے - دعوة حق کے اعلان اور
هدایت اسلامي
کي تبلیغ سے بڑهکر آج کوئي مجاهده دیني نهیں ہے -
اسپر نفع مالي مستزاد !

الطامة الکبریٰ
ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس

تحت البحر کے زیریں حصہ کا ایک منظر جسمیں لوگ سیڑھیوں پر چڑھ رہے ہیں

بیٹل کروزر "کوئین میری" جسامت ۲۶۰۰۰ طاقت ۷۵۰۰۰ - اسپ طول ۷۲۵ فیٹ اور رفتار ۲۷ ناٹ فی گھنٹہ ہے

ایک جنگی جہاز کا نقشہ

جب يه واضح هو گيا تها كه جرمني كا مقابله پوري طرح نهيں هو سكتا تو اسوقت بلجين فوج كے ليے مناسب طريقه تو يه تها كه وه ايک پوزيشن سے هٹكے دوسرے، محفوظ تر پوزيشن ميں چلي آتي - صرف ايک صورت جو بد ترين صورت تهي ' يه تهي كه دول متحده ايک قوي نجات دينے والي فوج قلعوں ميں بهيج ديتي ' جو هر طرح كے حملوں كے باوجود قلعوں كو اپنے هاتهه ميں ركهتي ' اور اسكے همراه مدد كے ليے كافي طور پر بري تريں هوتيں - مگر يه بدترين صورت بهي اختيار نهيں كي گئي ' بلكه آخري وقت ميں ايک ناكام تر اسكيم تيار كي گئي -

انگريزي فوج كي روانگي نے بلجين فوج كو چهڑايا نهيں بلكه اسكے برعكس اتني دير لگادي كه بلجين فوج كے ليے رهائي اور زياده مشكل اور خطرناک هوگئي

همارے پاس اس خوف كے اسباب هيں كه انگريزي فوج كے جسقدر نقصانات تسليم كرنے كے ليے امارت بحريه تيار هے ' اس سے كهيں زياده سنگين نقصانات هوے هيں -

انگريزي فوج نے دوسرے فريق (جرمني) كو اسقدر نقصان نهيں پهنچايا جسقدر كه خود اسكا نقصان هوا هے "

پهر وه (مورننگ پوسٹ) انگريزي اسكيم كي انتظامي حالت كے متعلق لكهتا هے :

" جو فوج مسٹر چرچيل نے تيار كركے بهيجي تهي اس ميں بهت سے ايسے والنٹير تهے جنهوں نے صرف ايک هفته فوجي تعليم حاصل كي تهي - حالانكه ٹيريٹوريل فوج اسوقت موجود تهي جو كئي ماه سے تعليم حاصل كر رهي هے -

گورنمنٹ كو چاهيے كه اپنے جلد باز رفيقوں پر ايک سخت هاتهه ركهے -

مسٹر چرچيل كي بعض خصوصيات نے انكي موجوده پوزيشن كو فوج كے ليے مجسم خطره اور اضطراب بنا ديا هے "

ايک اور موقعه پر كيسے هولناک اور دهشت انگيز " پرو جرمن " لهجے ميں اس نے انگريزي اميرالبحر كے ساتهه مضحكه انگيز جرات كي هے

" مسٹر چرچيل نے يه فقره كها تها كه جرمن چوهوں كي طرح بلوں سے نكالے جائينگے - ليكن يه يا تو محض فخاري تهي يا اپني آينده فوجي اور بحري كارروائيوں پر روشني ڈالنا مقصود تها - اگر فخاري تهي تو يه انگريزي وزير كے ليے شايان شان نهيں - اور اگر دوسري صورت تهي تو سوال يه هے كه اسقدر اهم راز كيوں انشاء كيا گيا ؟ "

پچهلي ڈاک ايسي هي بيانات سے لبريز هے - مقامي معاصر اسٹيٹسمين نے گذشته اشاعت ميں ميـــل كي مراسلت جو شائع كي هيں ' ان ميں انگريزي مهم مرسلهٔ انٹورپ كے متعلق اقلاً حسب ذيل بيانات " پرو جرمنزم " كے مطالعه كرنے والوں كيليے دلچسپ هونگے :

" جو فوج بهيجي گئي تهي ' اسميں آخري نام والنٹير فوج كا تها جو صرف چهه هفتے كي ترتيب داده تهي - سپاهيوں كے پاس كوٹ اور اوور كوٹ تک نه تهے "

پهر وه لكهتا هے :

" اخر ميں ايک جهنمي آگ كے برداشت كرنے هي كا سوال انكے ليے رهگيا تها "

هماري مجبوري كيسي درد انگيز هے ؟ ايک طرف هماري بے ضرر بياني اور كم گوئي پر معاندانه حمله كيا جاتا هے - دوسري طرف هميں ملک كا امن اور دلجمعي بهي عزيز هے - اسليے هم توازن اور تقابل كيليے پوري طرح اس سامان سے بهي كام نهيں لے سكتے جو خود انگريزي بيانات همارے ليے مهيا كرتے رهتے هيں -

بنگـالـي اور پايـونيـــر

مقامي روزانه معاصر " بنگالي " اپنے ۸ - نومبر كي اشاعت ميں هماري انگريزي مراسلت كو شائع كرتے هوے حسب ذيل خيالات ظاهر كرتا هے :

جو تصديق شده مجرم هوتا هے هميشه وهي فرضي مجرم پر اولين پتهر پهينكنے كے ليے آگے بڑهتا هے - اسليے هميں اس امر كے علم پر ذرا بهي تعجب نهيں هوا كه " پايونير " نے اپنا ايک دو كالم كا مقاله افتتاحيه كلكته كے اردو هفته وار الهلال كے نام بنام جرمنزم كے انشاء كے ليے نذر كر ديا هے -

جب سے يورپ كي يه جنگ عظيم چهڑي هے تو اسي وقت همكو يه تعجب هوا تها كه هندوستان ميں آفشيلزم كي طرف سے بولنے والي جماعت كا يه سرخيل كيسے خوشي خوشي اس جرم كا ارتكاب كر رها هے جسكو آج وه اسقدر زور كے ساتهه برا كهه رها هے - ايک دن اس نے هم سے كها كه متحده فوجوں كا شروع هي سے مدافعانه پهلو اختيار كرنا بجز اعتراف ضعف كے اور كچهه نهيں - دوسرے دن يه اشتهار ديا گيا كه چيني درياؤں ميں جرمني كا چهوٹا سا ۶ كروزروں كا اسكوائڈرن حليفوں كے ۴۸ كو اچها خاصه پريشان كر سكتا هے - تيسرے دن همكو اسكے كالموں ميں جرمني كے ۴۲ سنٹيمٹر كي توپوں كے استعمال پر تعجب و تحير نظر آيا - كيا يه باتيں پرو جرمنزم نهيں ؟ بهتر هوتا كه پوانير دوسروں كے آنكهوں سے تنكا نكالنے ميں مشغول هونے كے بدلے اپني آنكهوں كا شهتير نكالنے ميں مصروف هوتا - هم اردو تحريروں كے محاسن كے متعلق اظهار رائے كے قابل نهيں - مگر ايڈيٹر الهــلال نے جو مراسلت همارے پاس بهيجي هے اس سے معلوم هوتا هے كه يه تحرير محكمه احتساب نے مناسب غور كے بعد پاس كي هيں ' " پوانير " نے انكا ترجمه صحيح نهيں كيا هے اور يه كه وه جب صحيح سياق و سباق كے ساتهه پڑهي جاتي هيں تو اسدرجه هيبت ناک نهيں معلوم هوتيں ' جيسا كه پوانـير كے كالموں ميں نظر آتي هيں -

ايڈيٹر الهـــلال اپني مراسلت ميں لكهتے هيں كه جس معامله ميں ميري ترديد كي گئي هے اس ميں آواز زياده تر انگلو انڈين پريس كي صداے بازگشت هے - اور پوانير نے ميرے ساتهه صريح ظلم كيا هے كه زير تنقيد پيسج سے " اسٹيٹسمين " كي راے حذف كردي هے ' جو تائيد كے ليے نقل كي گئي تهي - ايڈيٹر الهـــلال كا اراده هے كه وه اپنے پرچه كي آينده اشاعت ميں گورنمنٹ اور قوم كے سامنے اس امر كو واضح كرديںگے اگر وه " پرو جرمن " هيں تو " ٹائمز آف انڈيا " " اسٹيٹسمين " اور خود " پوانير " كي سي ممتاز پرو جرمن جماعت ميں سے هيں -

تاهم جنگ كي خبروں كي اشاعت اور تنقيد ميں اپني رهنمائي كے ليے انگلو انڈين پريس كو سامنے ركهنا همارے محفوظ طريقه نهيں - مثلاً " اسٹيٹسمين " نے اپني گذشته جمعه كي اشاعت ميں همارے خوانده اور نا خوانده طبقه كے افواهوں كے نكل جانے پر ليكچر ديتے هوے خود هي آسٹريلين اخبارات سے خبروں كے دو كالم شائع كيے هيں ' جنسے بيچيني پيدا هوتي هے - اس بے تميزي كا يه نتيجه هوا كه شام كو ايک هزار استفسارات نے همكو پريشان كر ديا - انگلو انڈين پريس كو اختيار هے جو چاهے كرے - مگر هم هندوستاني پبلک سے درخواست كرتے هيں كه وه خبروں كے انتخاب ميں انتهائي عاقبت انديشي سے كام ليں - انگلو انڈين پريس كي پيروي سے هم خود بعض غلطيوں ميں مبتلا هوچكے هيں ' اور يه بالكل ممكن هے كه الهلال كو بهي اس قسم كي نا واقفيت كي وجه سے بيعزتي سے دو چار كرايا جا رها هو

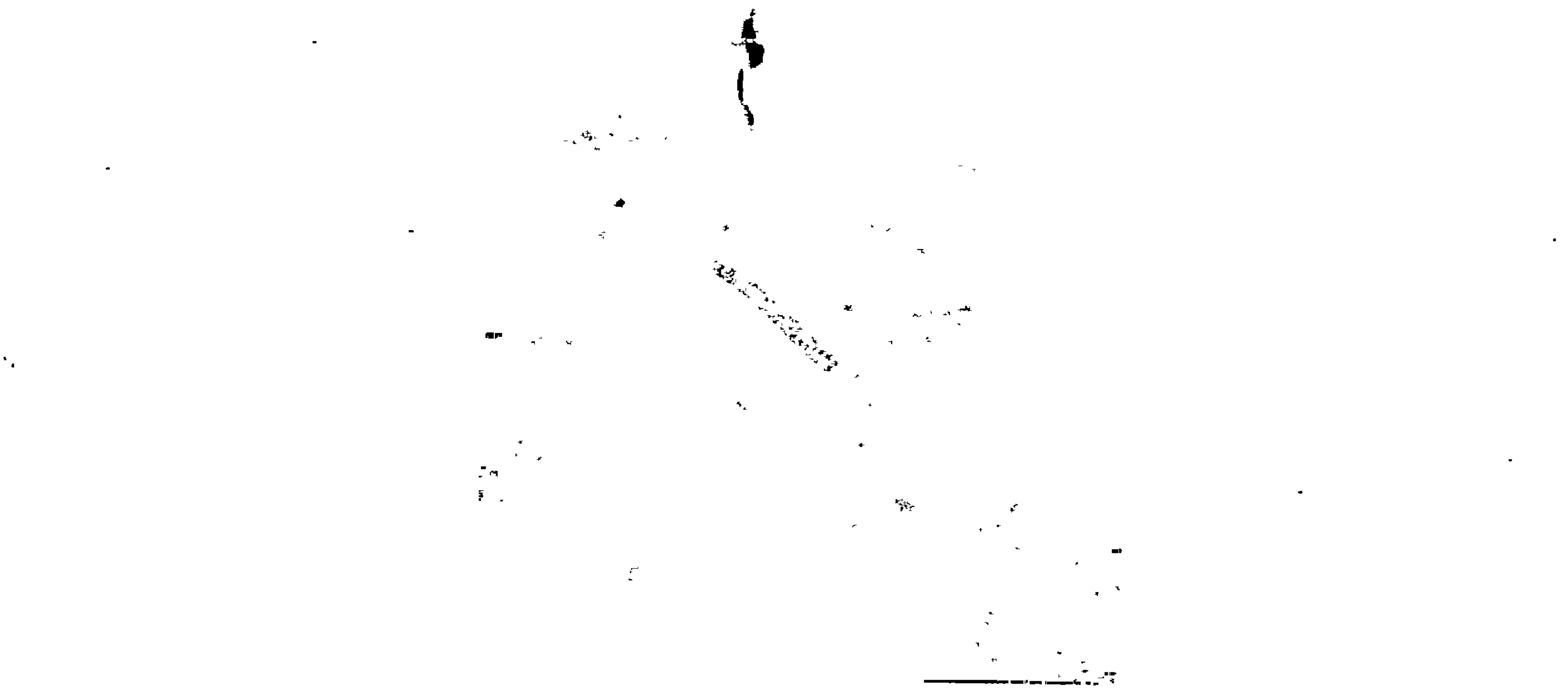

جنرل ڈوارب ابن جو سر گریرسن کی وفات کے بعد انکی جگہ پر انگریزی مہم کے دوسرے دستہ پر کمان کر رہے ہیں

فواکہات سے بھری ہوئی گاڑیاں جو جرمن قیدیوں کے لیے جارہی ہیں

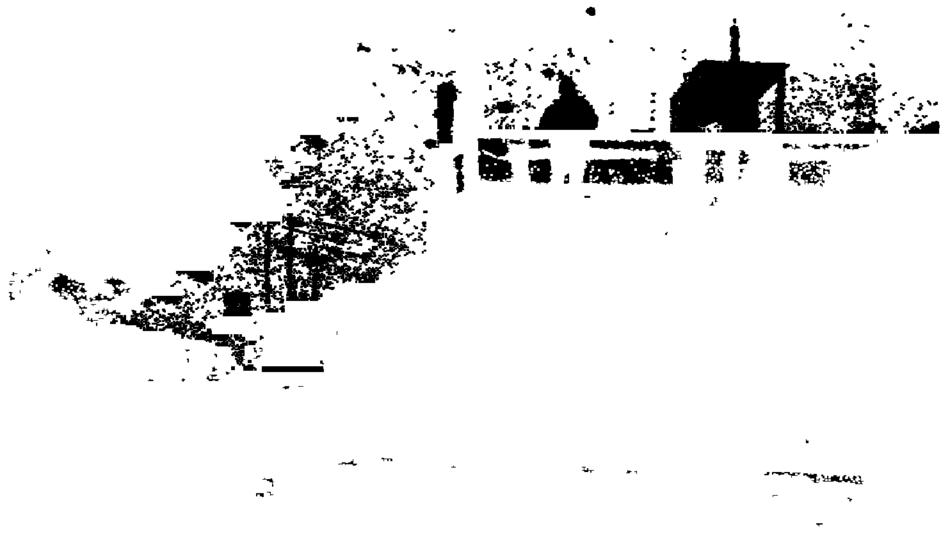

ڈارجسٹر کے قید خانہ کا ایک منظر خارجی جسمیں ایک سنتری کھڑا پہرا دیرہا ہے

ایک هندوستاني سپاهي جس ے فرانسیسي گرمجوشي ے ساتهه مصافحه کررہے هیں

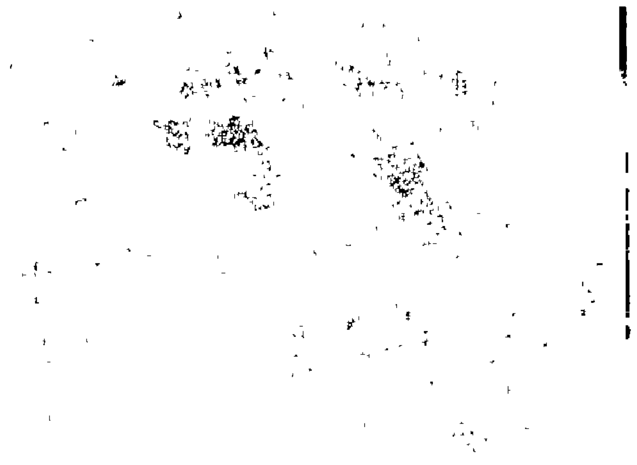

هندوستاني فوج کي تاریخي ورُود اور هندوستاني کمیپ کا ایک منظر عمومي

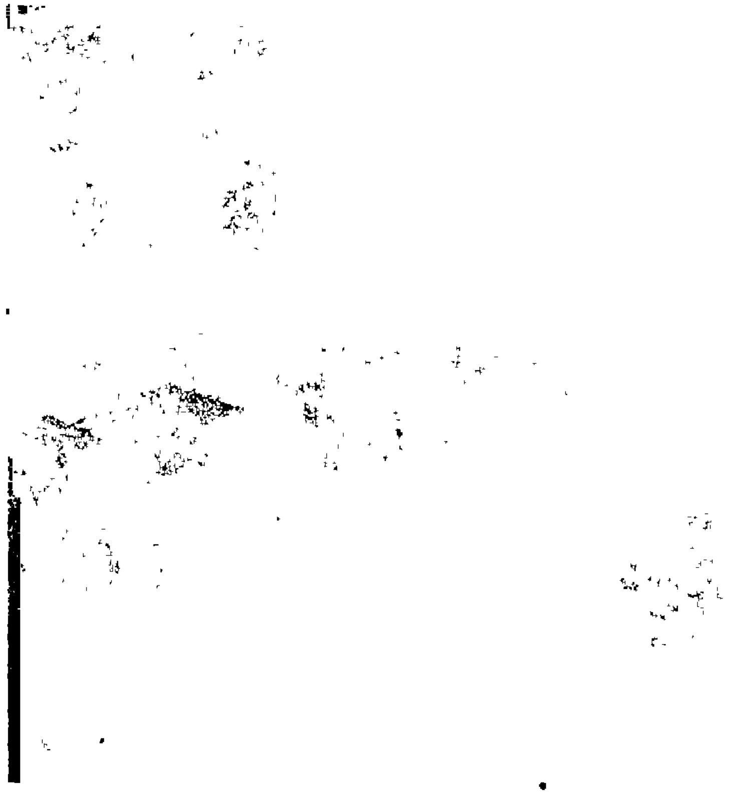

هندوستاني سپاهي کلدار توپوں کے لیے پرتلوں میں گولیاں بهر رہے هیں

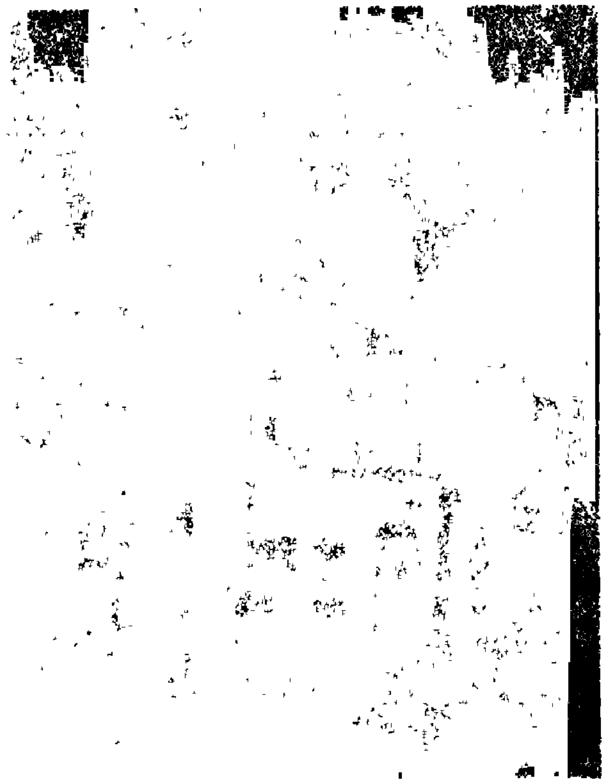

هندوستاني فوج کے لیے سامان غذا بار برداري کي گاڑیاں جو بندرگاه ے بورے لا رهي هیں

حادثہ فاجعہ علمیہ

وفات مولانا شبلي نعماني

و ما کان شبلي هلکه هلک واحد
و لکنه بنیان علم تهدما

فقید العلم مولانا شبلي نعماني رحمہ اللہ تعالی

نہایت رنج و افسوس کے ساتھہ شمس العلماء مولانا شبلي نعماني کے وفات کی خبر درج کي جاتي ہے اس ماتم کیلیے صرف یہ مرقع رنج و غم کافي نہیں کہ اسکے لیے تو الہلال کا ایک پورا نمبر بھی کافي نہ ہوتا ' لیکن اسوقت تو یہ رونا ہے کہ ہم دل کھول کر اس شہید علم کا ماتم بھي نہیں کرسکتے ' اسلیے اپني خوں نابہ فشانیوں کو دوسري فرصت کیلیے ملتوي رکھتے ہیں - درد رسیدوں کے ماتم کیلیے کوئي وقت محدود نہیں ہے ' آبلۂ دل ہر وقت پھوٹ بہنے کیلیے تیار رہتا ہے - نشتر غم کي کھٹک چاہیے ' اور وہ اس حادثہ فاجعہ علمیہ کی بدولت دل میں ہر وقت موجود رہیگی -

سرزمین فرانس میں ہندوستانی فوج ۔ کیمپ کا ایک منظر عمومی

نیو مرکنٹائل کمپنی کے ملازمین اور افسر جن سے کلکتہ فرسٹ والنٹیر کور مرکب ہے

سینٹ جوزف اسکول کے نوجوان طلبہ جو اس کمسنی میں بھی جوش میں اور آگ کے
کھیل کے لیے والنٹیروں میں داخل ہوئے ہیں

نیو مرکنٹائل کمپنی کے والنٹیر کاندھے پر بندوقیں رکھے ہوئے کوچ کر رہے ہیں

اسلامي مقدس مقامات كي مدافعت كے ليے مستعد هيں اور انكے قيام كے ليے حمله آوروں سے جنگ آزما هونگے - مگر سلطنت عثمانيه نے خود كشي كرلي هے اور " اپني قبر اپنے هاتهه سے كهودلي هے " -

۱۳ - نومبر كو لندن كا ايك تار موصول هوا هے جسميں يه بيان كيا گيا هے كه پيٹرو گريڈ كے ايك نيم سركاري اطلاع نامه ميں يه دعوى كيا گيا هے كه مقام كپريكم كے محاذ ميں ايك خونريز جنگ هوئي - عثماني فوج پسپا كردي گئي جو جرمن افسروں كے زير كمان هماري فوج كے بازو كو گهير لينے كي كوشش كررهي تهي - تمام مفتوحه مقامات نهايت مستحكم اور مضبوط هيں -

۱۴ - نومبر كو دارالامراء كا جو اجلاس هوا هے اس ميں لارڈ كريوۓ نے دولت عثمانيه كا ذكر كرتے هوے كها كه " اسلام كے ساتهه هماري جنگ نهيں هے - دولت عثمانيه كي قسمت ميں خواه جو كچهه هو مگر اسلام باقي رهے گا - اسلامي تاريخ و مذهب كا تعلق تركوں كے ساتهه نهيں هے بلكه عربوں كے ساتهه هے - تركي كے ساتهه جنگ هماري خواهش كے بالكل خلاف هوئي هے اور مسلمانوں نے اپني وفاداري ' اطاعت ' اور امداد كے ثبوت كيليے جس عجلت سے كام ليا هے اسكو هم نهايت هي تشكر اور قدر كي نگاه سے ديكهتے هيں -

۱۷ نومبر كی خبروں كا مفاد يه هے كه ارض روم كی قلعه بندي هورهي هے - نيوفري پريس كا بيان هے كه دولت عثمانيه نے اطاليا كے خيال سے مصر پر حملے كا اراده فسخ كرديا هے -

روس نے سركاري طور پر اپني فوج كي مراجعت تسليم كي هے اور اسكي وجه يه بتائي هے كه عثماني فوج كو كوپكالا ' ارض روم ' اور اپني انكي سے قوي كمك پهنچگئي هے - عثماني فوج نے دره خاينسر پر قابض هونے كي كوشش كی مگر وه ناكام رهي -

الهــلال پريس كے ضمانت كي ضبطي

بنگال گورنمنٹ نے ۱۶ - نومبر سنه ۱۹۱۴ع كو الهــلال پريس كي دو هزار كي پهلي ضمانت ضبط كرلي ' اور الهــلال كے دو نمبر مورخه ۱۴ و ۲۱ - اكتوبر سنه ۱۹۱۴ع بهي جو ڈبل نمبر كي صورت ميں ايك ساتهه شائع هوے تهے ' ضبطي ميں آے ' بنگال گورنمنٹ نے جن مضامين كو قابل اعتراض قرار ديا هے وه " حديث الجنود " اور " سقوط انٹورپ " هيں - ايك بلجين تصوير بهي قابل اعتراض قرار دي گئي هے جسكے نيچے قرآن حكيم كي يه آيت درج هے:

وما ظلمهم الله ولكن كانوا انفسهم يظلمون -

سوء اتفاق سے مولانا اسوقت دورے ميں تهے اور ان كي عدم موجودگي ميں ضبطي و خانه تلاشي كا وارنٹ آيا - دفتر كي طرف سے انكو اس واقعه كی اطلاع ديگئي تو انهوں نے بذريعه تار كے هدايت فرمائي كه " جو نمبر چهپ رها هے اسكو فوراً شائع كردو' اور ايك مختصر نوٹ ميں ضبطي كي اطلاع كے ساتهه يه اعلان كردو كه هم اپني ذات سے آخر وقت تك " الهــلال " كو جاري ركهنا چاهتے هيں اور انشاء الله العزيز ركهينگے - اسليے هم حسب هدايت اس پرچه كو شائع كرديتے هيں ' اور " الهــلال " كي آينده زندگي كي قارئين كرام كو كامل توقع دلاتے هيں - ومن يقنط من رحمة ربه الا الضالون (۵۶ : ۱۵)

[سب ايـــڈيٹـــر]

هـفـتـة جـنـگ

يه هفته بهي گزر گيا مگر جنگ نے هنوز كوئي فيصله كن صورت نهيں اختيار كي - ۱۲ - نومبر كو پيرس كا جو سركاري اطلاعنامه موصول هوا هے اس كا بيان هے كه كهرے كي وجه سے جنگ ميں جو كسي قدر دقتيں پيدا هوگئي هيں انكا كوئي عمده انسداد يا اصلاح نهيں هوئي هے -

هم " لانس اور لينگ مارک " كے مقامات پر پوري طرح جمے هوے هيں - هم نے " ڈكسميو " اور " لينگ مارک " كے درميان ميں هم نے قابل تعريف ترقي كي هے -

۱۱ نومبر كو وزير هند نے وائسرے كو جو تار بهيجا هے اس ميں وه لكهتے هيں . كه ميدان جنگ سے خبريں حسب خواه آرهي هيں - بلجيم ' اور شمال فرانس ميں حليفوں نے خوفناک حملوں كو روكديا هے اور جارحانه اقدام كي تجديد كردي هے - وه متعدد مقامات كيطرف بڑهے هيں خصوصاً شمال " ميسينس " ميں جو " ايپرس " كے نزديک واقع هے - ارمنيٹريز كے نواح ميں بهي انگريزي سپاهيوں نے خفيف ترقي كي هے - " لابيسي " اور " اراس " كے نواح ميں بهی دشمن كا حمله پسپا كرديا گيا -

۱۳ نومبر كو جو پيرس كا سركاري اطلاعنامه آيا هے اس سے معلوم هوتا هے كه گذشته چند دن ميں " لابيسي " اور وبرے كے مابين جو فتوحات هوے هيں انكے استحكام كا كماحقه انتظام كرديا گيا هے - اسكے علاوه يه امر بهي قابل ذكر هے كه هم (فرانسيسيوں) نے " مقام لورلي كے " محاذ ميں ترقي كي هے جو " ريمس " " لاري اور بيک " كے درميان ميں واقع هے ' اور دشمن كے وه حملے پسپا كرديے هيں جو " كرلكے - سينٹي ميراين " كي شمالي بلنديوں اور " تهان " كے جنوب مشرق ميں هوے تهے - " بحر شمال " اور ارمنيٹريز كے جنگ ميں حمله آور فوجوں كا جارحانه اقدام ترقي پذير هے - كل سارا دن دشمن كے حملوں كو پسپا كرنے ميں گذرا اور يه دن همارے اس كارنامے كي وجه سے هميشه مشهور رهے گا - هم نے دشمن كو " ايپرس " كے جنوب ميں پسپا كيا - فرانسيسيوں نے " ايپرس " " برشوٹ " اور " ارمنيٹريز " كے درميان ميں ترقي كي هے - اور انگريزي فوجوں نے جرمن فوج كے دو حملوں كو پسپا كرديا هے -

پيرس كا ايک سركاري بيان مظهر هے كه شمال كي طرف نهايت سخت جنگ هو رهي هے - ميدان جنگ كے بقيه حصوں پر كوئي اهم واقعه قابل ذكر نهيں هوا هے -

ايک دوسرے تار ميں يه بيان كيا گيا هے كه كل سے همارے مينوپسر " نيورٹ " اور " لانس " كے مابين سخت جنگ شروع هوگئي هے -

باوجوديكه همارے جنگي مقامات پر دشمن كے سخت حملے هوے هيں مگر انكے استحكام علم ميں كوئي فرق نهيں آيا هے - هم نے " لمبرڈالز " پر دوباره قبضه كرليا هے - اور اس نقطے سے آگے بڑه گئے هيں -

غروب آفتاب كے وقت جرمن " ڈكسميو " كرلے لينے ميں كامياب هوگئے - نواح شهر كي زمينوں پر هم ابتک قابض هيں اور ابهي تک نهر بهي همارے زير اثر هے جو " نيورٹ اور ايپرس " كے مابين واقع هے - يه وه مقامات هيں جهاں پر نهايت هي جانبازانه معركے هوے هيں -

گو متعدد مقامات پر انگريزي فوج نے بهي حمله كيا مگر تاهم عموما اس نے هر جگهه دشمن كو روكے ركها - شمال " سوآسنس " اور

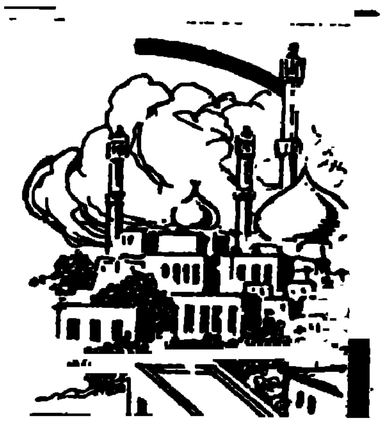

شئون اسلامیه

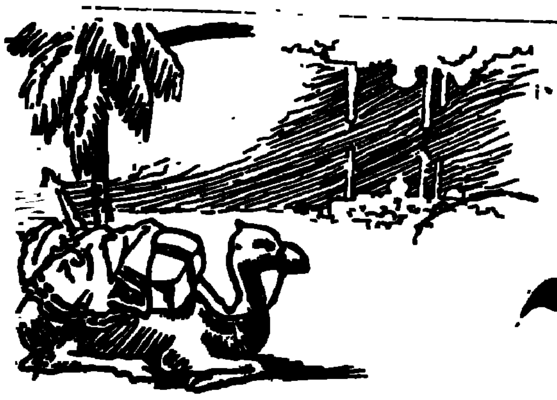

اس جنگ عظیم میں دولت عثمانیه کي شرکت کو آج دو هفته سے زاید هوچکے هیں - گذشته اشاعت میں هم نے دولت عثمانیه کي شرکت پر ایک اصولي و اساسي بحث کي تهي جو با اینهمه سعي اختصار و ایجاز اسقدر طول هوگئي که " شئون اسلامیه " میں وقایع و اخبار کیلیے گنجایش نه رهی - اسلیے اس هفته میں همارا یه اراده تها که بالکل ابتداء سے شروع کریں تا که تمام حالات قلمبند هوجائیں اور اس سلسله کی تمام کڑیاں قارئین الهلال کے پیش نظر رهسکیں - چنانچه گذشته تین هفتوں کے تمام واقعات ایک ترتیب خاص کے ساتهه کمپوز کرالیے گئے تهے مگر عین وقت پر شمس العلماء مولانا شبلي مرحوم اور الهلال پریس کي ضمانت کے دو اندوه ناک سانحے پیش آ گئے - جنکا اس نمبر میں تذکره ناگزیر تها اور حسب قاعده آخرین فارم - کے علاوه اور تمام فارم چهپ چکے تهے اسلیے بجز اسکے اور کوئي صورت نه تهي که اسي فارم میں گنجایش نکالي جاتي -

پس بمجبوري سلسله وار حالات سے دست کش هونا پڑا اور اس پوري داستان کا صرف وه حصه لے لیا گیا جسکا ذکر اس هفته کے تاروں میں آیا هے -

۱۱ نومبر کے تاروں کا ماحصل یه هے که لندن کا ایک تار مورخه ۹ نومبر مظهر هے که بلغاریا کے وزیر اعظم - پیٹکو جیرف نے ٹالمس کے ایک قائم مقام سے یه بیان کیا هے که دولت عثمانیه اور بلغاریا میں کوئي مفاهمت خصوصاً ایسي جسکا تعلق عثماني فوج کے تهریس سے گزرنے سے نهیں هوئي -

لندن کے مورخه ۹ نومبر کے ایک دوسرے تار میں یه اطلاع دیگئي هے که " مدللي (بریسلا) " کي طرح کے ایک کروزر نے بحره کوه قاف کے " پوٹي " نام مقام پر گوله باري کي جسے روسي فوج نے توپوں اور بندوقوں کي آتشباري سے بهگا دیا - اسي تاریخ کے ایک دوسرے تار میں یه اطلاع دي گئي هے که ترکوں نے جده کي تمام روشنیوں کو گل کر دیا هے -

۱۱ نومبر کو وزیر هند نے جو تار وائسرائے کو دیا هے اس میں وه لکهتے هیں که پرنس صباح الدین نے ' جو عثماني حزب الاحرار کے باني هیں ' سلطان المعظم کو یه تار دیا هے که جرمني کے حمایت میں آپ کے تلوار اٹهانے سے آپ کي وفادار رعایا میں بددلي پهیلي هوئي هے - آپ کي رعایا کے دل اتحادیوں کے هاتهه میں نهیں هیں -

۱۲ نومبر کے تاروں میں ایک طویل تار ۷۷ صفحه کے " رهائٹ پیپر " کے متعلق هے - اس تار کا بیان هے که رهائٹ پیپر میں ایسے گونه گوں واقعات بیان کیے گئے هیں جن سے جرمني کي مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف خیالات کي اشاعت اور عثماني و جرمن اشتعال انگیزوں اور سازشوں کا سراغ ملتا هے - عثماني وزیر اعظم نے انگریزي سفیر مقیم قسطنطنیه کو بارها یقین دلایا که دولت عثمانیه ناطرفدار رهیگي اور اپنے بیڑے پر جرمن عمله مقرر نهیں کریگي لیکن مراسلات سے ظاهر هوتا هے که انور پاشا کا (جو جرمن کے زیر اثر هیں) اقتدار دن بدن بڑهتا گیا یهانتک که وسط اکتوبر میں انهیں کامل اختیارات حاصل هوگئے - بهرکیف آخر اکتوبر میں عثماني حکومت کے ارکان نے باستثناے انور پاشا جنگ سے علحده رهنے کي کوشش کي -

مراسلات سے معلوم هوتا هے که آخر ستمبر میں جرمني کي سازشونکي وجهه سے دولت عثمانیه میں بے اطمینانی پهیلنے لگي - ۴ - ستمبر کو سفیر انگلستان نے وزیر داخله سے ملاقات کي اور کها که دولت عثمانیه کا جنگ میں شریک هونا نهایت پر خطر هے انور پاشا کے دل میں هندوستاني اور مصري بغاوتوں کے متعلق جو خیال جاگزیں هے وه محض مضحکه انگیز هے - وزیر داخله نے کها که دولت عثمانیه انگلستان کو دو جنگي جهاز قیمتاً دینے کیلیے تیار هے کیونکه اسے روپیه کي اشد ضرورت هے -

رهائٹ پیپر جرمني کي ان خفیه سازشوں کے تذکروں سے مملو هے جو اس نے بلاد اسلامیه خصوصاً مصر میں کي هیں -

عثماني وزیر اعظم نے اسکا اقرار کیا که اسٹریا اور جرمني نے ان سازشوں میں شریک هونیکے لیے هم پر دباؤ ڈالا مگر همنے انکار کر دیا -

انگریزي سفیر مقیم قسطنطنیه کا بیان هے که دولت عثمانیه مفلس هو رهي هے اسکے شریک جنگ هونیکي کوئي وجهه نهیں مگر تاهم همیں شک هے که جرمني اسے اپنے هاتهه میں لیلیگي -

اسي تاریخ کو مسٹر اسکویتهه کي اس تقریر کا اقتباس بهي موصول هوا هے جو انهوں نے گلڈ هال میں کي هے - اس تقریر میں انهوں نے کها که " کهلے هوے روسي بندرگاه پر ناجایز گوله باري اور مصري مقبوضات میں ناجایز حملے جاري رهے حلیفوں نے اسکو نهایت ضبط و تحمل اور صبر و استقلال کے ساتهه دیکها لیکن جب پاني سر سے گذر گیا تو هم اس منطقیانه نتیجه کے نکالنے پر مجبور هوے که دولت عثمانیه هم سے علانیه دشمني رکهتي هے - یه عثماني پبلک نهیں یه حکومت عثمانیه هے جس نے تلوار اٹهائي هے اور میں اس امر کے اظهار میں ذرا بهي پس و پیش نهیں کرتا که عثماني حکومت تلوار هي سے تباه هوگي - سلطنت عثمانیه کے لیے ' هم نے نهیں ' بلکه آسي نے خود ساز موت (ڈیتهه نل) بجایا هے یه ساز موت نه صرف یورپین ترکي کے لیے بجا هے بلکه اس میں ایشیائي ترکي بهي شریک هے - مجهے امید هے اور مجهے اسکا یقین هے که عثماني حکومت ' جو زمانه قدیم میں شاداب ترین قطعات ارض کیلیے صاعقه هلاکت بني هے مع اپنے آلات بربادي اور سامان تباهي کے نیست و نابود هو جائیگي " -

" سلطان (المعظم) کي مسلم رعایا سے هماري کوئي جنگ نهیں هے - همارے ملک معظم کے زیر حکومت لاکهوں مطیع اور فرمان بردار مسلمان رهتے هیں اور یه هملوگوں سے بعید هے که انکے مقدس مقامات اور انکے مذهب کے خلاف اعلان جهاد کریں - هملوگ

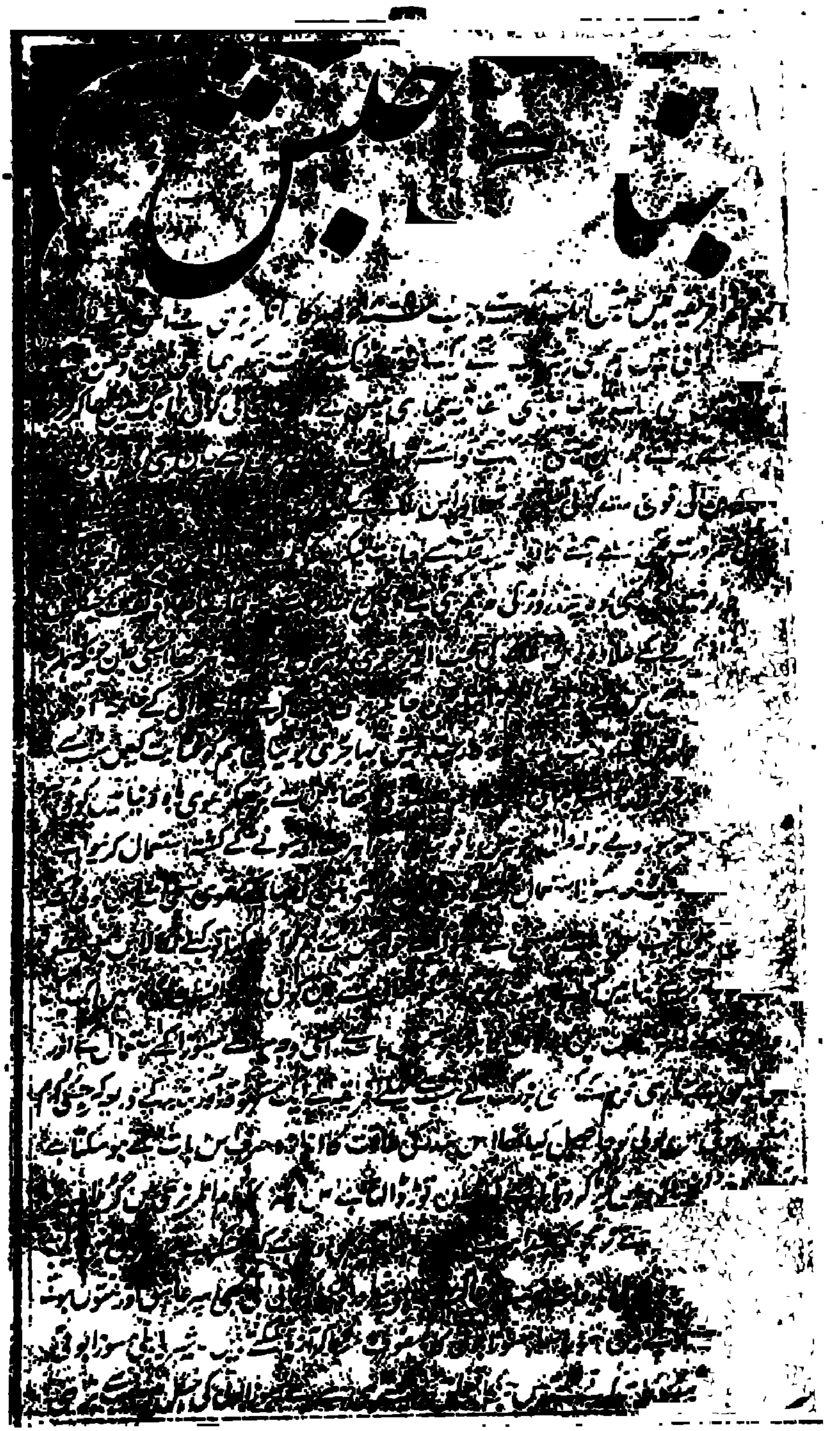

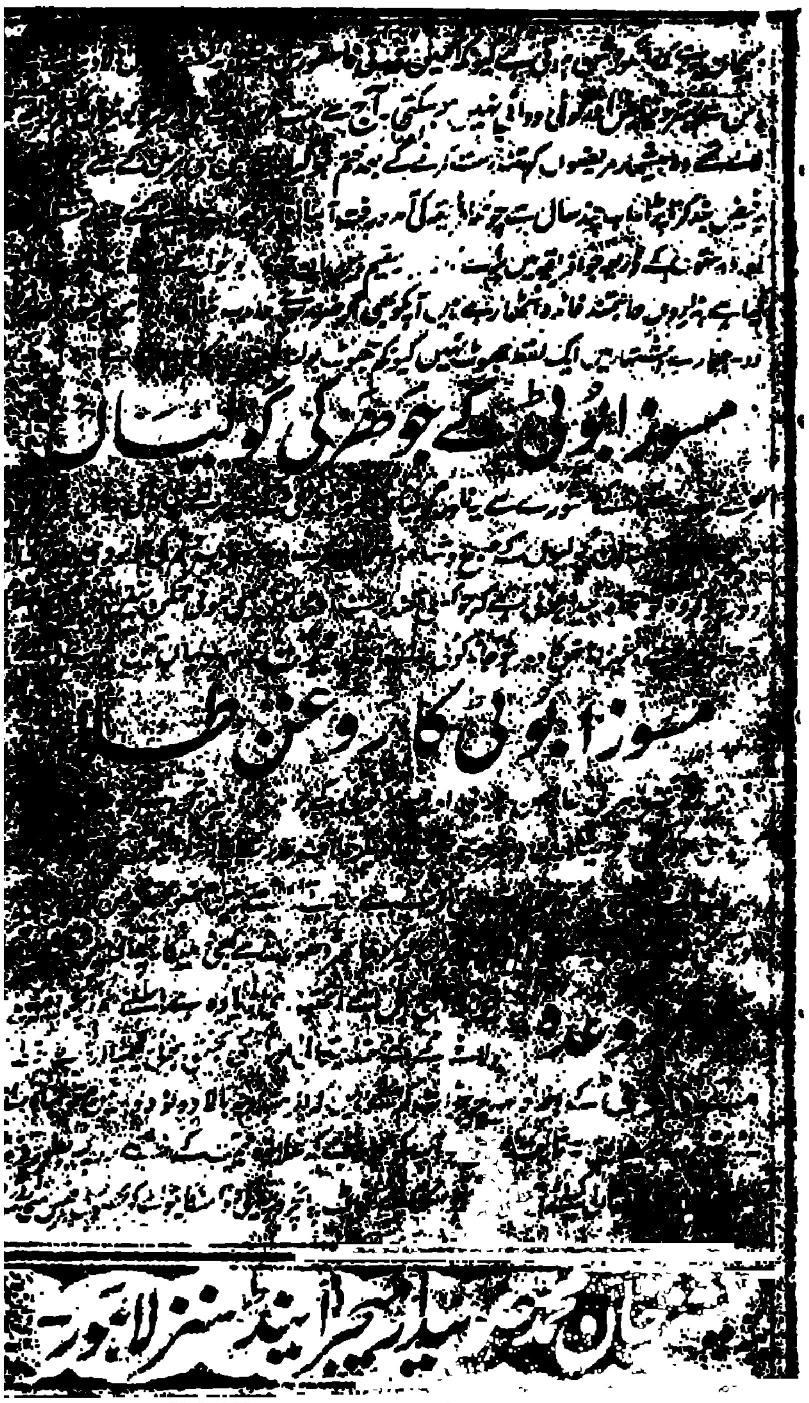

اصلي لاثاني مكمل مجموعهٔ خطب حرمين شريفين ابن نباته
عربي مع ترجمهٔ نظم اُردو طبع هوچكا
مترجمهٔ

عالـم باعمل-فاضل بے بدل رئيس العارفين حضـرت مولائى مرشدي سيدالسند مولوي سيد شاه نقير معي الدين صاحب قبله قادري چشتي المتخلص به مقبل - معزز ناظرين! يه وه مقبول خاص و علم مشهور خطبهٔ متبركه هے جس سے اكثـر مولفين و متـرجمين خطب نے بعض خطبونكا انتخاب كرکے اُردو نظم فرمايا هے - آجتـك كسى كو بهي پورے نظم ترجمه كي طرف خيال نه هوا - هندوستانكے چند اهل مطابع نے البته اُسكو نثر ميں ترجمه كـرواكے چهاپا" مگـر نثر سے خطيب و سامعين كو كوئي فائده نهيں- في زماننا عوام الناس زبان عربي سے بالكل بے بهره هوگئے مقتضاے وقت يه هے كه عوام جس زبان كو سمجهيں اُسى زبان ميں احكام الٰهيه و امور شرعيه مصمديه سنائيں جهالت اور بےعلمي روز بروز اهل اسلام كو احكام الٰهي اور امور شرعي سے جدا كر رهي هے - اس پر آشوب زمانه ميں حتى الامكان عامهٔ مسلمين كي اصلاح هر ديني كام ميں مد نظـر ركهنا فـرض هے - شارع عليه الصلوة و السلام كا مقصود اصلي اس سے صرفِ اصلاح هے تمام خلقه جنكو اكثروقات مذاهب سے فرصت نه ملي انكو ايك وقت ميں اس طريقے سے وه ضروري هدايتيں گوش گذار كيجائيں جس سے انكو خوبي دارين حاصل هو- آج خالص زبان عربي سے مقصود شارع بالكل مفقود هوا جاتا هے - اس كام كا خيال عرصهٔ درازے قلب پريشان ميں متمكن رها كه كوئى ايسي صورت هو جس سے همارے اُردوخوان بهائي فائده اُٹهائيں ليكن قادر متعال هر كام كے ليے اوقات مقرر فرما چكا هے اور وه امر اسي وقت مقرره ميں پورا هوگا الحمد لله ثم الحمد لله توفيق سبحاني اور تائيد رباني سے مجموعهٔ خطب ابن نباته مروجهٔ حرمين شريفين مترجم منظوم به تمام و كمال طبع هوگيا - اسكے علاوه صحاح ستّه و مشكوة شريف وغيره سے ضروري احاديث نبويه كے مضامين منظوم كر كے خطبهاے متفرقه كے نام سے آخر ميں شامل كرديے هيں لكهائي چهپائي اور صحت نهايت عمده اور هر قسم كے كاغذ (چكنا ولايتي رسمـــي معمولي) پر چهپا هے تعداد صفحات ٣١٠) قيمت صرف معمولـــي كاغذ ١٢ - آنه مجلد ١٤- آنه چكنا ولايتي مجلد ايك روپيه و نيز خطبه كا ٹائٹل بسبب پنچرنگ و مطلا هونے كے نهايت دلكش اور بهت هي خوشنما هے -

ملنے كا پته - كے - حاجي محمد معي الدين سوداگر و تاجر كتب متصل مسجد ابراهيم نمبر مركان ٣٩٩

مغرب " ویلی " میں ہماری فوج کی ترقی کے علاوہ میدانی جنگ میں اور کوئی تغیر نہیں ہوا ہے - ہم نے مقام کرانکورٹ میں جو بوری کے جنگل کے شمال میں واقع ہے دشمن کو خاص طور پر بری طرح پیچھے ہٹا دیا -

لندن کے ایک تار مورخہ ۱۱ نومبر سے معلوم ہوتا ہے کہ پیرس کے ایک سرکاری اطلاعنامہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دن بھر دشمن کے حملے ہوتے رہے مگر وہ بے سود ثابت ہوے " ملہر قالز " پر دشمن نے جوابی حملہ کیا مگر پسپا کردیا گیا -

لندن کا ایک ۱۳ نومبر کا تار یہ بیان کرتا ہے کہ انگلستان کے سرکاری بیان سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ فلانڈرس کے معرکے نہایت شدید تھے - جن میں انگریزی فوج کا بہت نقصان ہوا مگر تاہم دشمن کے نقصانات نسبتاً زیادہ ہوے -

گولوں کی پیہم بارش ' اور پیادہ فوج کے مستقل حملوں کے باوجود (جو درہم برہم کردیے گئے تھے) " اپرس " کی مدافعت تاریخ جنگ کی حیرت انگیز اور تعجب افزا روایات میں شمار کی جائیگی -

اسکے بعد ہی جو دوسرا تار موصول ہوا ہے اسکا بیان ہے کہ گذشتہ چند دن میں شمال اللس " خصوصاً ارلی بیکی - رتس شیتی - میسیلس کے خط جنگ پر نہایت سخت لڑائیاں ہوئیں

زینورتبی - فریلنگ ہیں کے خط پر بھی متعدد جنگیں ہوئیں - ہم نے دشمن سے ۹ کلدار توپیں چھین لیں اور ۱۰۰ قیدی گرفتار کیے -

پیرس کا ایک سرکاری اطلاعنامہ مظہر ہے کہ ہم نے شمال کی جانب اپنے تمام مقامات کو مستحکم کرلیا ہے - دشمن شب کے وقت ڈکسمیو سے حملہ آور ہوا مگر پسپا کردیا گیا - ہمنے دشمن کے خلاف پھر جارحانہ اقدام شروع کردیا ہے جس نے " ایسر " کو عبور کرلیا تھا اور بجز بالیں ساحل کے جہاں وہ دو یا تین سو گز زمین پر قابض ہے ' ہم نے اسے تمام مقامات سے ہٹا دیا ہے - قلب میں بھی ہمکو مقام سرا وسی لی ویل اور مقام اکلی کے جنگل کے شمال و مشرق میں فتح حاصل ہوئی ہے '

ضلع ارگن میں جرمن فوج پر پر زور حملے ہوے مگر اس سے کچھ نقصان نہیں ہوا -

لندن کے ایک تار مورخہ ۱۳ نومبر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جرمن توپخانہ درحقیقت متصل گولہ باری کرتا رہا - اس اثناء میں اپرس جنگ کا مرکز رہا ہے - چنانچہ تین ہفتے سے زاید عرصہ ہوا کہ جرمن توپخانہ شب و روز اس پر گولہ باری کررہا ہے -

متحدہ فوجوں نئی قوت میں کمک کے ذریعہ سے برابر اضافہ ہو رہا ہے - اخری کمک نوام گیلو و ہنٹ میں بھیجی گئی ہے جو اپرس کے شمال میں واقع ہے - ڈکسمیو میں بھی فوجی مدد بھیجی گئی ہے -

میدانی جنگ کے تمام انگریزی مقامات کو مستحکم کرلیا گیا ہے -

۲۱ نومبر کو پیرس کا جو سرکاری اطلاعنامہ مورخہ ۱۴ نومبر کو موصول ہوا ہے اسکا بیان ہے " لسکنی " - استی - اور بیوری - اوبیک کے محاذ میں جرمن فوج کے حملے ناکام رہے - " ارگن " میں سخت جنگ ہو رہی ہے - دشمن نے " فورت قمی پیرس " اور سنت ہیوبرت پر دوبارہ قابض ہوجانیکی ناکام کوشش کی - " ورڈن " پر جرمن کے متعدد حملے ہوے مگر پیادہ فوج کے آگے بڑھنے سے پہلے ہمارے توپخانے نے انہیں روک دیا ہے - موسم خراب ہے - " لورین " اور " ووجیز " میں کوئی واقعہ قابل اطلاع نہیں ہوا ہے -

دشمن نے بمقام نیو پورٹ " گریت برج ہڈ " پر حملہ کیا مگر ناکامیاب رہا -

جرمن فوج کے متعدد حملے روکدیے گئے ' جو " اپرس " کے جنوب و مشرق کی طرف ہونیوالے تھے - " لا بیسی " " آراس " تک ہم نے خفیف ترقی کی ہے -

۱۵ نومبر کو پیرس کے جس سرکاری اطلاعنامہ کی اطلاع دی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ندی سے شمال " لی اے " تک کی جنگ ہمارے موافق ہوئی جرمن کے حملے پسپا کردیے گئے جو شمال " زونی بیک " اور جنوب " اپرس " میں ہوے تھے - موخر الذکر مقام پر جرمنوں کو سخت نقصانات برداشت کرنا پڑے -

ایمسٹردم کا ایک تار مظہر ہے کہ متحدہ فوج کے پٹرول اوستنڈ تک نظر آئے ہیں -

۱۵ نومبر کو پیرس کا جو سرکاری اطلاعنامہ موصول ہوا ہے اس کا بیان ہے کہ بحر شمال اور اللیس کے درمیان میں جو خط جنگ واقع ہے اسپر گذشتہ ایام کے بنسبت آجکل جنگ کی شدت کم ہے دشمن نے ڈکسمیو کے مشرق اور دوسرے راستوں سے " ایسر " کو عبور کرنیکی فضول کوشش کی - اسکے تمام حملے روک دیے گئے - میدانی جنگ کے تمام مقامات پر ہم جمے ہوے ہیں " اپرس " کے شمال ' و مشرق اور جنوب و مشرق سے دشمن کے حملے ہوے مگر ہمارے خط جنگ کے متعدد نقطوں پر یہ حملے پسپا کردیے گئے اور اسی طرح انگریزی فوجوں نے بھی دشمن کو بھگادیا - مشرق " آرمینٹیرز " اور " اراس " کے مابین جو خط جنگ واقع ہے اسپر بھی سخت جنگ ہوئی اور گولوں کی بارش کی گئی -

ہم نے " تریکمالی داں " کو لے لیا ہے جو " اسنی " کے شمال میں واقع ہے -

ہمنے " تریکمالی مونٹ " کے شمال ' " نوراں " کی جنوب و مشرق ' اور " کروے " اور " ویگلی " کے ما بین خفیف ترقی کی ہے - محاذ " ویلی " میں دشمن نے ہمارے فوجوں کے مقابلے میں (جنہوں نے " شونی " اور " سوں پیر " پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے) جوابی حملہ کیا مگر وہ پسپا کردیا گیا - اسی طرح " بیوری اوبیک " میں بھی دشمن پسپا ہوا " ارگلی " میں سخت توپخانوں کی سخت گولہ باری ہوئی ہملوگوں نے " سنت میہل " اور " پونٹ - اے - موسنس " کے ضلع میں دور تک ترقی کی ہے - دشمن کا حملہ جو " کول دی سہنتی مری " پر ہوا تھا ناکام رہا - ووسجس میں برف پڑ رہی ہے -

پیرس کا ایک سرکاری اطلاعنامہ مظہر ہے کہ دریاے للس تک دشمن کے حملے کم شدید ہیں اور بعض مقامات پر ہم نے بھی جارحانہ پہلو اختیار کیا ہے - ہمنے " بکس شوتی " کے جنوب میں ترقی کی ہے - ہم نے اپنے جوابی حملوں سے " اپرس " کے ایک دیہات پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے - جنوب " اپرس " میں ہمنے پروشین مستحفظ فوج کے ایک حملہ کو پسپا کردیا ہے -

مقید جرمن افسروں کا بیان ہے کہ آغاز جنگ میں مقام " اسالسز " پر ۵۰۰۰۰ جرمن تھے - ان افسروں کا تخمینہ ہے کہ ۹۰۰۰۰ جرمن سپاہ اور جرمن جنرل کام آچکے ہیں -

لندن کے مورخہ ۱۳ - نومبر سے معلوم ہوتا ہے کہ برلیز تیجبلیت نامی جرمن اخبار کا ایڈیٹر جو معرکہ " فلانڈرس " میں شریک ہے یہ لکھتا ہے کہ اہل جرمنی نے اپنے ان خیالات کو بدلدیا ہے جو وہ انگریزی فوج کے عسکری اوصاف کے متعلق رکھتے تھے - اس ایڈیٹر کا بیان ہے کہ اپرس پر جو انگریزی پیادہ فوج موجود ہے اس کا شمار بہترین افواج میں ہوسکتا ہے - اور انگریزی توپخانہ فرانسیسی اور جرمنی توپخانوں کے ہم سنگ ہے - یہ ایڈیٹر یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ہماری بحری توپیں خندقوں میں عام بربادی اور تباہی پھیلا رہی ہیں -

Printed and published by A. K. 'ZAD, at the HILAL [illegible] House, 14 [illegible] Street, CALCUTTA

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکرگنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۶ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۴] حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام جعفر ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۳ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] ابن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو نجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۳ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۴ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام حمید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۷] حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) اوپی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ (۴۰) پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ آنہ رعایتی ۶ آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ آنہ رعایتی ۶ آنہ [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ آنہ رعایتی ۳ آنہ - مطالب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاودانی مفصل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کی تصوف کی لا جواب کتاب ۱ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے مشہور ملفوظوں کے بانصویر حالات زندگی مع انکے سینہ بہ سینہ اور صدری تعلیمات کے جو انکی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداروں نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکے نام بھی لکھدئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اصلی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] المجربات اس نامراد مرض کی تفصیل تشخیص اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ [۵۱] اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیر نے موقعہ کی پیمایش سے بنایا ہے - نہایت دلفریب متبرک اور روغنی معہ رول وکپڑا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیہ - علاوہ محصول ڈاک -

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ
پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

واٹر بری کا تیار کیا ہوا خوشگوار مچھلی کا تیل

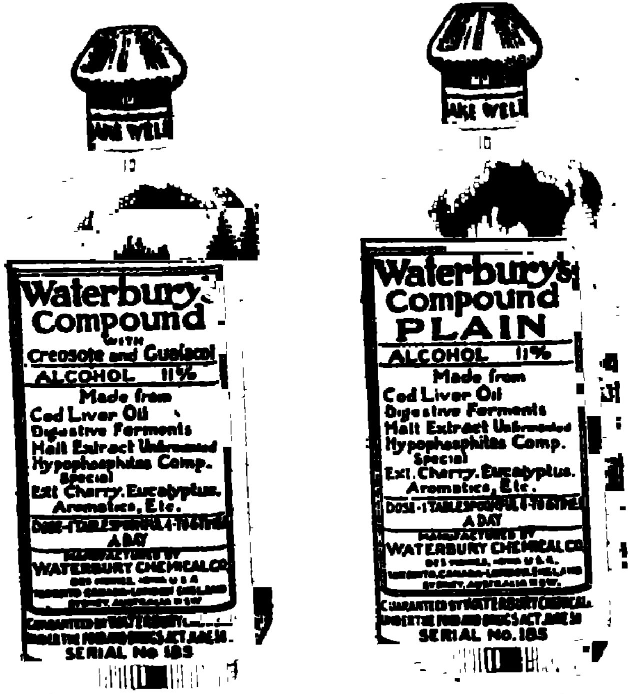

ترکیب سے تیار کیا ہوا مزہ دار مچھلی کا تیل

ڈھیلے اور کمزور رگ و پٹھہ کو طاقتور بنانے اور پھیپڑا کی بیماری اور کھانسی و زکام سے خراب ہونے والے جسم کو درست کرنے کے لئے "کاڈ لیور وائل کمپاؤنڈ" یعنی ہمارے یہاں کے تیار کیے ہوئے مچھلی کے تیل سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں ہے -

ایک بڑی خرابی مچھلی کے تیلوں میں یہ ہے کہ اس سے اکثر لوگوں کو متلی پیدا ہوتی ہے، اور کبھی کم مقدار کا ایک خوراک بھی کھانا ناممکن ہو جاتا ہے

واٹر بری کی کمپاؤنڈ یعنی مرکب دوا جسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ناروے ملک کی "کاڈ" مچھلی سے تیل نکالکر خاص ترکیب سے اسکے مزہ اور بو کو دور کرکے اسکو "مالٹ ایکسٹراکٹ" و "ہائپو فاسفیٹس" و "گلیسرین" و "اورمٹکس" (خوشبو دار چیزیں) اور ایسے "کریوسوٹ" اور "گوائیکول" کے ساتھہ ملانے سے یہ مشکل حل ہو جاتی ہے - کیونکہ "کاڈ لیور وائل" کو اس ترکیب سے بنانے کے سبب سے نہ صرف اوسکی بدمزگی دور ہوگئی ہے بلکہ وہ مزہ دار ہوگیا ہے اور اس سے پھرتی اور خوشحالی ہوتی ہے مگر یہ مرکب دوا "کاڈ لیور وائل" کے عمدہ فائدہ کو نہیں روکتی ہے - اسکو بہت عمدہ طور سے بنایا گیا ہے - اور اسکو جاننے والے اور استعمال کرنیوالے لوگ خوب پسند کرتے ہیں - اگر تمہارا جسم شکستہ اور رگ و پٹھے کمزور ہو جائیں جنکا درست کرنا تمہارے لئے ضروری ہو - اور اگر تمہاری طاقت زائل ہو رہے اور تمکو بہت دنوں سے شدت کی کھانسی ہوگئی ہو اور سخت زکام ہوگیا ہو جس سے تمہارے جسم کی طاقت اور اعضاے رئیسہ کی قوت نقصان ہوجانے کا ڈر ہے - ان حالتوں میں اگر تم پھر قوت حاصل کرنے چاہتے ہو تو ضرور واٹر بری کا مرکب "کاڈ لیور وائل" استعمال کرو - اور یہہ ان تمام دواؤں سے جنکو ہم اپنے خریداروں کے سامنے پیش کرسکتے ہیں کہیں بہتر ہے - یہ دوا ہر طرحسے بہت ہی اچھی ہے - یہ دوا پانی و دودھ وغیرہ کے ساتھہ گھلجاتی ہے، اور خوش مزہ ہونیکے سبب لڑکے اور عورتیں اسکو بہت پسند کرتے ہیں - نسخہ کو بوتل پر لکھہ دیا گیا ہے - قیمت بڑی بوتل تین روپیہ اور چھوٹی بوتل ڈیڑھ روپیہ -

"واٹر بری" کا نام یاد رکھیے
یہہ سب دوا نیچے لکھے ہوے پتہ پر ملتی ہے :—
لیچ ڈاس - عبد الغنی کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

روغن بیگم بہار

حضرات اہلکار، امراض دماغی کے مبتلا وگرفتار، وکلا، طلبہ، مدرسین، معلمین، مولفین، مصنفین، کیخدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصے کی فکر اور سونچ کے بعد بہترین مفید ادویہ اور اعلی درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کرکے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطبائے یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے، اسکے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جا سکتی ہے۔ صرف ایک شیشی ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹری کبیراجی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے بالونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض کبھی غلبۂ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور مصلحت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق۔ ہر مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا، اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۵ آنہ -

بٹیکا

بادشاہ و بیگمن کے دائمی شباب کا اصلی باعث یونانی میڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی ہوئی -

بٹیکا ـــ کے خواص بہت ہیں، جن میں خاص خاص باتیں سر کی زیادتی، جوانی دائمی، اور جسم کی راحت ہے، ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - ایک مرتبہ آپ آزمایش کی ضرورت ہے -

وہ لاثانی تیلہ اور مرہم الجبس تیلا - اس دوا کو میں نے بڑا رنجدہ سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے - یہ دوا فقط ہمکو معلوم ہے اور کسی کو نہیں حسب درخواست ہر ترکیب استعمال بھیجی جائیگی -

" ونڈرفل کلرجو " یہ بھی ضرور آزمایش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ -

مسک پلس اور الکٹرک ونگر پرسٹ پانچ روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک ۹ آنہ -

یونانی لٹریچر پالوازر کا ساحول یعنی سرخہ عید کی دوا اصلی بر مفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھیے -

حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵
مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta.

پسند نہونے سے واپس

ہمارا سی موغنی فلوٹ ہارمونیم صرف فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جاویگی یہ ساگی کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت دنوں تک قائم رہنے والی ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - اور ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۹۰ ۷۰ و ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ و ۳۵ و ۴۰ روپیہ ہے آرڈر کے ہمراہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیئے -

کمرشیل ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
N.o 10 /3 Lover Chitpur Road
Calcutta

انڈیا فلوٹ ہارمونیم

اسکے مقابلہ میں تمام ہرمونیم بیکار ہیں اسنے انڈین ایگزیبیشن سنہ ۱۹۰۰ میں گولڈ مڈل حاصل کی ہے - اسکے آگے زیادہ تعریف کی کونسی ضرورت ہے -

گارنٹی تین ۳ سال -

اکٹو سنگل سٹ رکسی ٹرسی قیمت ۱۵ - ۱۷ - ۲۰ روپیہ " " ڈبل " " - قیمت ۲۷ - ۳۰ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھ پانچ روپیہ پیشگی آنا چاہیے -

A. P. Day and co.
22/1 Budhoo Ostagar Lane,
Calcutta.

علاج بواسیر

داخلی - خارجی - خونی وغیرہ کیسا ہی ہو، اسکے استعمال سے کلی آرام ہوجاتا ہے قیمت فی شیشی چارروپیہ -

سفید داغ کا لاجواب علاج

بدن میں کیسا ہی سفید داغ کیوں نہو اسکے استعمال سے بالکل آرام ہوجاتا ہے -

قیمت فی شیشی چارروپیہ -

White & 50 Tollygunge
Calcutta

استرہ کی ضرورت نہیں

مولٹرر صاحب کا ہیر قیلی ٹری لگا لیجے اور ایک منٹ میں بالوں کو صاف کرلیجیے فی شیشی چھ آنہ تین شیشی ایک روپیہ -

پھول رانی

نہایت خوشبودار روغن پھول ہے سکے استعمال سے دل ودماغ تازہ رہتا ہے اسطرحکا روغن ابتک کسی نے ایجاد نہیں کیا -

قیمت فی شیشی بارہ آنہ ایک درجن سات روپیہ آٹھ آنہ -

Maithra & Co 1-1 Tarak Chatterjee Lane,
Calcutta.

اصلی مکر دھج

جوکہ خاص طلا سے بنایا گیا ہے یہ دوا خون کو صاف کرتا ہے بدن کو قوت بخشتا ہے، ناتوانوں کو توانا کردیتا ہے -

مرد و عورت دونوں کے استعمال کے لایق ہے - قیمت نمبر ۱ ایک تولہ پچاس روپیہ
نمبر ۲ " " بتیس ۳۲ روپیہ

۱/۴ سے کم درخواست نہیں آنا چاہیے -

Imperial Depot.
60 Srigopal Mullik Lane
Bow Bazar Calcutta

سنکاری فلوٹ

تین سال کی گارنٹی

بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم سنگل ریڈ C سے C تک یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ

اسکے علاوہ ہر قسم اور ہر صفت کا ہرمونیم ہمارے یہاں موجود ہے -

ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

R. L. Day.
24/1 Harkata Lane,
Calcutta.

مفت ! مفت !

دای صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب تصنیف کردہ "نوجوانوں کا رہنما وصحت جسمانی و زندگانی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy
30/2 Harrison Road
Calcutta.

حسبنا الله و نعم الوكيل

ترکش سلطانه هیئرڈائی کمپنی

خضاب استمبولي

جسے تمام عالم کے ترکش امپیریل هیرڈائی کا لقب عطا فرمایا هے - یه بد ضرر بلا داغ جلد بلاے بوئي نا گوار بلکه فرحت افزاے دل و جان عطر بار خوشبو دار خضاب کمیاب هے - سہولت کے ساتھه ۲ - ۳ قطرہ برش یا انگلي سے لگا لیجیے اور جلد منٹ میں بالونکو سیاہ نما بنالیجیے ایک شیشي برسونکے لیے کافي هے - قیمت فی شیشي کلاں تین روپیه - شیشي خرد دو روپیه -

سارٹیفیکٹ - ڈاکٹراں ای - ڈي - صاحب ال - ارسي - پي - ایس ایڈنبرا مقیم نمبر ۱۰۳ رپن اسٹریٹ کلکته تحریر فرماتے هیں واقعي یه ایک تحفه بیش بہا کمیاب بلکه نایاب استمبولی خضاب دنداري خضابوں میں اعلی و یکتا هے ' بیشک یه روسا امرا راجگان اور نوابونکے استعمال کے قابل قدر هے - اسکي جسقدر تعریف کي جاے بجا هے -

سول ایجنٹ - رجبی اینڈ کو منیجر ڈاکٹر عزیز الرحمن
نمبر ۱۵ مومن پور روڈ خضر پور کلکته
No. 1 Mominpure. Road Khidderpur Calcutta.

پوپن ڈائین

یک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ' یه دوایل ضعف هکاپلوکو دفع کرتی هے - پژمردہ دلونکو تازہ کرتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه ایکسان مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پہونچتی هے - هسٹریه وغیرہ کو بھی نفع هے. چالیس گولیاکی بکس کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باہ ایک بارگی دفع هو جاتی هے - اس کے استعمال کر کے هی آپ فائدہ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹھه آنه -

هائی ڈرولی

اب نشتر کراے کا خوف جاتا رہا -

یه دوا آب نزول اور فیل پا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید ثابت هوا هے - صرف اندروني و بیروني استعمال سے شفا حاصل هوتی هے -

ایک ماہ کے استعمال سے یه امراض بالکل دفع هو جاتی هے قیمت دس روپیه اور دس دنکی دوا کی قیمت چار روپیه -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلا اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هولینے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ دوکانی حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور ان امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ایم - سي - نلجنگا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے هیں - " میںنے اوبھرالین و امراض مستورات کیلیے " نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- " نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا - اور بہت نفع بخش پا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈاي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس سي - (لندن) سینٹ جارج اسپتال ارکوکاڈي بمبئي فرماتي هیں :- " اوبھرالین جسکو که مینے استعمال کیا هے " زنانه شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا هے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت هر . . . سے آپکے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co Chemists, Kalighat Calcutta,

هر فرمایش میں الهلال کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ اف لندن

یه مشہور ناول جو که سوله جلدوں میں هے ابھي چھپ کے نکلي هے. اور تھوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - ہر ایک جلد هے جسمیں سنهري حروف کي لکھائي هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر میں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي - اور ایک روپیه ۱۴ آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سری گوپال ملک لین - بہو بازار - کلکته
Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت

ایک مہینه کے لیے رعایت تین دنکے اندر زر واپس اگر ناپسند هوے -

سالز فاکش فلوٹ هارمونیم جسکي دھیمي اور میٹھي آواز بنگالي اور هندوستانی موسیقي سے خاص مناسبت هے - شیشم کي لکڑی سے بني هوئي ' اور نہایت عمدہ رنگ - تین برسکي گارنٹي - قیمت سنگل رنگ ۳۸ ' ۴۴ ' اور ۵۰ روپیه - حال - ۱۹ ' ۲۲ ' ۲۵ روپیه - ڈبل ریڈ ۶۰ ' ۷۰ ' ۸۰ ' ۹۰ ' روپیه - حال ۳۰ ' ۳۵ ' ۴۰ ' ۴۵ ' روپیه پیشگي ۵ روپیه -

نیشنل هارمونیم کمپني - ڈاکخانه سمله A - کلکته
National Harmonium Co. P. O. Simla A. Calcutta

ایک بولنے والي جڑی

اگر آپ اپنے لا علاج مرضوں کي وجه سے مایوس هوگئے هوں تو اس جڑي کو استعمال کرکے دوبارہ زندگی حاصل کریں - یه جڑي مثل جادو کے اثر دیکھاتي هے - بیس برس سے یه جڑي مندرجه ذیل مرضوں کو دفع کرنے میں طلسمي اثر دکھا رهی هے -

ضعف معدہ ' گراني شکم ' ضعف باہ تکلیف کے ساتھه ماهوار جاري هونا - هر قسم کا ضعف خواہ اعصابي هو یا دماغی ' آب نزول وغیرہ -

جڑي کو صرف کمر میں باندھي جاتی هے - قیمت ایک روپیه ۸ آنه

ایس - سی - هر - نمبر ۲۹۵ اپر چیتپور روڈ - کلکته
S. C. HAR 295, Upper Chitpor Road
Calcutta

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هرقسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ' مرگی والا جنون ' غمگین رہنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي و مراقی جنون ' وغیرہ وغیرہ دفع هوتي - هے اور وہ ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبھي ایسا کمان تک بھي نہیں هوتا که وہ کبھی ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوہ محصول ڈاک -
C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta

- شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی
ایم ۔ اے - ڈی لیٹ بیرسٹر ایٹ لا کی
میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس ایف
آر - ایچ - ایس کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معنے ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کے تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں ' غرض مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے اُن مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کار و بار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان کے متعلق بھی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لیے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کار و بار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیرو کار وغیرہ - اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے - اصل مجرم رہا کر دیا جاتا ہے - اسی طرح اگر کوئی وکیل یا پیرو کار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کر سکتا اور ہمیشہ ایسے مقدمات کے خراب ہو جانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے - میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جن پر

(عدل و انصاف کا انحصار ہے)

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیالیکر مہر - ایم - ڈی - ایف آر سی - ایس نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت زائد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کردیے ہیں ' جس کی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً :

(مقدمات قتل کے متعلق)

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت بلا (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضائے انسانی پر ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ -

(عورتوں کے متعلق)

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -

(سمیات کے متعلق)

(۱) معدنی سمیات (۲) قلوی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیوانی سمیات اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

(امور مختلفہ کے متعلق)

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جس کی وجہ سے ہر مسئلے کے سمجھنے میں بہت سہولت پیدا ہو گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے بلا کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے - علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی ڈکشنری یا ریفرنس بک کی مدد کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں -

مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئی تھی جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہو گئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بلحاظ علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداری کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کار و بار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرور قدر کریں گے - یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع مفید علم آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحات میں - اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی - مگر اب علم فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردی ہے - اور مولوی عبد اللہ خاں صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن سے مل سکتی ہے -

صنمخانۂ عشق ! صنمخانۂ عشق ! !

یعنی حضرت امیر احمد مینائی کا مشہور دیوان بار سوم چھپ کر تیار ہو گیا ہے - قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ -

حکمت بالغہ - ہر سہ جلد کامل صفحات ۱۰۶۴ - اس کتاب کا تفصیلی ریویو الہلال کے گذشتہ پرچوں میں چھپ چکا ہے - قیمت ہر سہ جلد ۵ روپیہ -

نعمت علی - مشتمل بر حالات صوفیائے کرام - یعنی امام عبد الوہاب شعرانی کی لا جواب کتاب لواقح الانوار کا ترجمہ - صفحات ہر دو جلد ۷۲۹ - قیمت ۵ روپیہ -

مشاہیر الاسلام - یعنی اردو ترجمہ تاریخ ابن خلکان دو جلد - قیمت ۵ روپیہ -

تمدن عرب - قیمت سابق ۵۰ روپیہ قیمت حال ۳۰ روپیہ -

تمدن ہند - شمس العلما مولانا سید علی بلگرامی مرحوم کی آخری یادگار - قیمت ۵۰ روپیہ -

تحقیق الجہاد - مصنفہ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم صفحات ۴۱۲ قیمت ۳ روپیہ -

شرح دیوان غالب اردو - تصنیف مولوی علی حیدر صاحب طبا طبائی صفحات ۴۴۸ - قیمت ۲ روپیہ -

داستان ترکتازان ہند فارسی - ۵ جلد کامل صفحات (۳۶۵۶) کل سلاطین دہلی کی ایک جامع اور مفصل تاریخ - قیمت حال ۹ روپیہ -

افسر اللغات - یعنی عربی اور فارسی کے کئی ہزار الفاظ کی ایک کامل ڈکشنری صفحات (۱۲۲۶) قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

مآثر الکرام : فارسی - مشتمل بر حالات صوفیائے کرام قیمت ۴ روپیہ -

علمی اصول قانون - یعنی مسٹر ڈبلیو - ایچ - رینٹنگن کی کتاب کا اردو ترجمہ صفحات ۸۰۸ - قیمت ۸ روپیہ -

گلشن ہند - قدیم شعرائے اردو کا ایک نایاب تذکرہ - صفحات ۲۳۴ قیمت ایک روپیہ -

قواعد العروض مصنفۂ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی عربی و فارسی میں بھی علم عروض کے متعلق کوئی ایسی جامع کتاب موجود نہیں ہے - صفحات ۳۷۴ - قیمت سابق ۴ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

مد القاموس - مصنفہ مسٹر لین ۸ جلد کامل یعنی عربی زبان کا ایک جامع لغت انگریزی زبان میں - قیمت - ۱۲۰ - روپیہ

المشتہر عبد اللہ خاں بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

ڈاکٹر ایس - کے - برمن کا

بنایا ہوا

لال شربت ! لال شربت ! !

بچوں کیلیے ایک ہی دوا ہے - ملی میٹھا میٹھا میٹھا لال شربت -

شیرخوار بچے کو اکثر بدہضمی رہتی ہے - دودھ پیتے ہی قے کردیتے ہیں - پاخانہ کبھی سخت اور کبھی پتلا ہوتا ہے پیٹ اونچا ہو جاتا ہے ہاتھ پاؤں لاغر ہوجاتے ہیں - دانت وقت پر نہیں نکلتے ہیں غذا جزو بدن نہیں ہوتا - ان سب وجوہات سے لڑکے ہمیشہ کیواسطے کمزور ہوجاتے ہیں - ایسی حالت میں لال شربت کے استعمال سے کوئی شکایت نہیں ہونے پاتی اور ہمیشہ کے واسطے لڑکے چست و چالاک رہتے ہیں - بچے کو دودھ کم ہوتا ہو طبیعت سست رہتی ہو بخار آتا ہو غذا ہضم نہ ہوتی ہو تو لال شربت استعمال کرنیسے لاغری جاتی رہیگی دودھ زیادہ ہوگا اور بچے خوشحال رہینگے - پوری حالات فہرست جسمیں جنتری اور سارٹیفکٹ درج ہیں منگواکر دیکھیے قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ محصول ۴ آنہ تین شیشی کے لیے ۲ روپیہ - محصول ۱۰ آنہ ادویات ہر جگہ دوکانداروں یا دوا فروشوں سے ملسکتی ہے ورنہ کارخانہ سے طلب کیجیے -

ایس برمن سے سارے ہندوستان میں مشہور ہے
اور دوائیاں ہر جگہ دوکانداروں اور
دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں -

ایس برمن سے سارے ہندوستان میں مشہور ہے
اور دوائیاں بچے سے ضعیف تک کو یکساں
فائدہ کرتی ہیں -

ڈاکٹر ایس کے برمن - ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مسیحا کا
تیل
سر کے بالوں کیلیے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکیلیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں، اور جب تہذیب و شائستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کانٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بساکر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا ہے، اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے - بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچکر "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے، بلکہ موجودہ سائنٹفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے، اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ - محصول ڈاک -

مسیحا انٹی ملیریا مکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پیٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہملے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں، اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھرکر آنے والا بخار - اوروہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کھانسی بھی ہوگئی ہوں، اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو، ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے - نیز اسکی سابق تندرستی از سرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت
بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پوری ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام ہوٹل داروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر پروپرائٹر
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۲۳
کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

کلپاک

ساخت قسطنطنیه ساخت استنبول

انور پاشا توپی

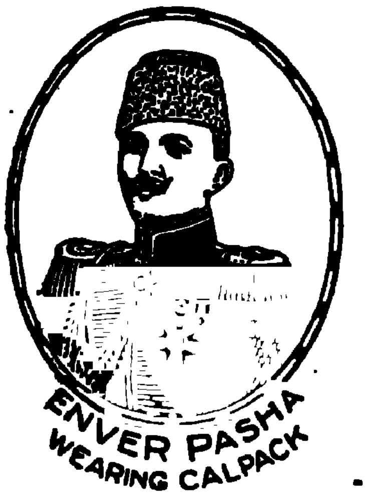

یه نهایت شاندار توپی ہے - جس کے استعمال سے چہرہ با رعب نظر آتا ہے اسے حضور نظام حیدر آباد - و دیگر عمالدین و رؤساے حیدر آباد دکن - نواب بہادر بیگم صاحبہ بھوپال - علیگذہ کالج سٹاف و طلبا و نیز مولانا حسن نظامی صاحب کے زیب سر ہونے کا فخر حاصل ہے -

اسے جس نے دیکھا سر پر بٹھایا -

اصلی سمور کھال کی چمڑے کی استنبولی قیمت ۱۵ روپیه
اعلی استر خاص کپڑیکی - سنہری فیتے کی قسم اول ۴ روپیه
اعلی استر خاص کپڑیکی قسم دوم ۳ روپیه ۸ آنه
" " ریشمی رنگین فیتے کی ۳ روپیه ۴ آنه

خاکی ' سیاہ ' سبز ' کاہی رنگ کی ہر سائز کی موجود ہیں -

نوٹ — ہر قسم کی نہایت اعلی ملائم ترکی ٹوپی و نیز چغتائی استنبولی ہر رنگ و ہر سائز کی موجود ہیں -

ایس - ایف چغتائی اینڈ کمپنی - متصل دلی لنڈن بنک - دہلی

سول ایجنٹ
نمبر ۱۵۰ پریل ... قسطنطنیه
نمبر ۱۸ نیشنل ایجوکیشن - تار برش
قاهره - مصر -

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھائے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا امتحاناً مفت دی جاتی ہے بیرونجات کیلئے ہر دوا کا نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا **جواہر نور العین** بیس روپے ماشہ والا خالص ہیرہ بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا - دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں دو ٹے یعنی ککرے - پھولا - ناخنہ - پڑبال ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے - عینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص عنہ درجہ اعلے للعہ درجہ اول عا

حبوب شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلے اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیر و جوان کی ہر قسم کی کمزوری و لاغری جلد رفع کرکے اعلے درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عہ

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی ایکروپیہ عہ

اکسیر بہرہ پن برسوں کا بہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت عہ

ایک لمحہ میں درد کو دور کرنے والا **طلسم شفا** ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچھو کے ڈنک اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سیکنڈ میں دور قیمت عہ

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی - عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قائم رکھتا ہے - قیمت فی شیشی ایکروپیہ عہ

سندات جواہر نور العین (۱) مسٹر بیکے صاحب چیف انسر دانپورا - جواہر نور العین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع ہوگیا - (۲) مسٹر مستر جی نرام جی مرچنٹ مقام والد نگل ہیں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولا بالکل دور ہوگیا ایک عجیب دوا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب پلیڈر مجھے بچپن سے رتوندہی و شبکوری کا مرض تھا سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نور العین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہوگئی - +

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق سینیر سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
حال پروپرائیٹر **شفاخانہ نسیم صحت لاہور** - دہلی دروازہ -

ملازموں کی ضرورت

چونکہ کمپنی کا کام عظیم الشان پیمانہ پر شروع ہوگیا ہے اس لیے ہر ضلع ' تحصیل تھانہ اور موضع میں کمپنی کی باقاعدہ دوکانیں کھولی جا رہی ہیں جنکے واسطے ہمیں اوہر خواں ملازموں کی ضرورت ہے ' جن کو پندرہ روپیہ ماہوار سے ساٹھہ روپیہ ماہوار تک تنخواہ دی جاتی - ضمانت نقد پچاس روپیہ کی لی جاتی ہے قریباً تین سو روپیہ کا مال ملازم کو دیا جاتا ہے - بعد میں زیادہ - دوکانداروں کو خصوصاً ہماری ملازمت میں بڑا فایدہ ہے کیونکہ ہمارا اور اپنا دونوں کا کام ایک ساتھہ ہی کر سکتے ہیں چونکہ ہر ایک جگہہ ایک سے زیادہ ملازم نہیں رکھا جاتا - اس لیے فوراً دو پیسہ کا ٹکٹ بھیجکر مفصل قواعد طلب کرو -

المشتہر

منیجر کارخانہ رہنماے تجارت ، لاہور

هندوستانی دوا خانه دهلی

— * —

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دواخانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کاروبار کے امتیازات کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - عمدہ دوائیں (جو مثل خمانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالیشان کاروبار ' صفائی ' ستھرا پن ' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :
هندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت

(خط کا پتہ)

منیجر هندوستانی دوا خانہ دهلی

حرمین شریفین کی زیارت

— * —

مولانا الحاج خان بہادر محمد عبد الرحیم صاحب السٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈیا -

یہ سفرنامہ یورپ کے اعلی درجہ کے سفرناموں کے مطابق نہایت عمدہ کاغذ پر صحت اور صفائی کے ساتھہ خوشخط طبع ہوا ہے ممالک اسلامیہ مثلاً عرب ' شام ' فلسطین ' مصر ' عراق وسط عرب و نا معلوم عرب کے دلچسپ اور ضروری حالات نہایت خوش اسلوبی سے سلیس و بامحاورہ اردو میں قلمبند کرتے ہیں ' فاضل مصنف کی دوران سفر میں اعلی سے اعلی ترکی افسروں سے ملاقات ہوئی اور ان جانبازوں نے اسلامی ممالک کے نہایت دلچسپ حالات فراہم کرنے میں مصنف کی مدد کی تالیف کی کتاب کی کل صفحات تخمیناً آٹھہ سو ہیں اور پھر بیس سے زیادہ عکسی تصاویر مقامات مقدس کے بھی ملحق ہیں - قیمت صرف تین روپیہ -

المشتہر

عبد الرحمن - بکسیلر و پبلشر شرکت اسلام پریس کشمیری بازار لاہور

جلد ششم

البلاغ

۱۲ر نومبر ۱۹۱۵ تا ۳۱ر مارچ ۱۹۱۶

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

جام جہان نما

یہی وہ جام ہے جس پر جمشید ناز کرتا تھا

اس کتاب میں علم طبیعیات۔ ہیئت۔ کیمیا۔ برق۔ سوانح عمری۔ تواریخ۔ عجائبات عالم۔ نجوم۔ رمل جفر۔ قیافہ شناسی۔ گیان۔ سُر۔ خواب نامہ۔ فالنامہ۔ علم بیان۔ علم عروض۔ علم معانی بھی لکھا ہے۔ کے قواعد۔ طب انسانی کا قابل عمل ذخیرہ۔ طیور و بہائم کی بیماریاں۔ اُن کا تدارک۔ نباتات و جمادات کے نقص دور کرنا۔ تمام ہندوستان کی مسافت۔ بڑے بڑے شہروں کی تجارت اور سیاست کی واقفیت۔ انگلستان۔ فرانس امریکہ جاپان۔ روم و مصر۔ افریقہ۔ آسٹریلیا کا بیان ریل۔ جہاز اور خشکی ہر ایک جگہ کے سفر کا شرح حال۔ کرایہ اور تمام اخراجات واضح کیے ہیں سفر حج مکہ معظمہ مدینہ منورہ کی ساری کیفیت۔ تمام ضروری قوانین مجموعہ جن سے عوام کو سابقہ پڑتا ہے زندگی میں کامیابی کے اصول ہمیشہ خوشی حاصل کرنیکے طریقے۔ تمام دنیا کے مشہور لوگوں کے حالات تمام کرۂ ارض کے اخبارات وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ اسکے

تیس ممالک کی بولی

روزمرہ کام کاج کے ضروری جملے اُردو میں بالمقابل لکھ دیئے گئے ہیں۔ آج ہی جا کر مطلب کی باتیں کر لو +

اس کتاب سے

تجار مزدور سیاح قانون پیشہ دکان دار زمیندار طبیب مریض ہر محکمہ کا ملازم روزگار کا متلاشی۔ دستکار۔ نجومی رمال جوتشی قصیدہ گو شاعر وقائع نگار مصنف مورخ کتاب فروش فقیر امیر غرضیکہ ہر ایک خیال و مذہب و ملت کا آدمی یکساں مستفیض ہو سکتا ہے۔ باوجود ان اوصاف کے اس انمول رتن کی قیمت صرف (۱؎۸) ایک روپیہ آٹھ آنے رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک امیر و غریب یکساں فیض اُٹھا سکے +

ہمارا دعویٰ ہے۔ اگر ایسی کتاب کسی زبان میں دکھلا دو تو ایک ہزار روپیہ انعام دینگے۔ تمام دنیا کے علوم و فنون ایک ہی پیالے میں موجود ہیں +

ساری جائداد دے کر ایسی کتاب ملے تو بھی سستی۔ مطابق اشتہار نہ ہو تو قیمت مع محصول ڈاک واپس دینگے۔ یہ شرط ہے +

لنڈن صاحب کا انگلش ٹیچر

ویسے تو آجتک بیسیوں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں مگر لنڈن صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا اس میں انگریزی سیکھنے کے ایسے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھکر ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی بغیر مدد اُستاد کے انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لیاقت حاصل کر سکتا ہے ہر طرح کی بول چال کے فقرے۔ ہر محکمے کے اصطلاحی الفاظ۔ ہزاروں محاورے جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملینگے۔ انٹرنس پاس کے برابر خاصی لیاقت ہو جائیگی اور جلد ہی آسانی سے انگریزی میں گفتگو کرنیکے قابل ہو جاؤ گے۔ مجلد کتاب کی قیمت مع محصول صرف ایک روپیہ تین آنے (عہ۳) دو جلد کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ مفت ملیگا رسالہ انگلش گرامر۔ ہر ایک خریدار کو مفت ملیگا +

بالکل مفت

کتاب روپیہ پیدا کرنے کی مشین یعنی خزینہ صنعت و حرفت جس میں صنعت و حرفت کے بہت سے آسان اور عمدہ ہنر درج ہیں جنکے ذریعہ سے ہر ایک شخص بہت تھوڑے عرصہ میں ہزاروں روپیہ پیدا کر سکتا ہے صرف دو پیسہ کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت ارسال ہوگی +

مضبوط اور پائدار گھڑیاں

ولایت کے نرخ پر

ہم براہ راست ولایت سے گھڑیاں منگواتے ہیں ہمارے نرخ انتہا درجہ ارزاں ہیں دیگروں سے مقابلہ کر کے دیکھ لو

آٹھ روزہ واچ۔ گارنٹی ۵ سال

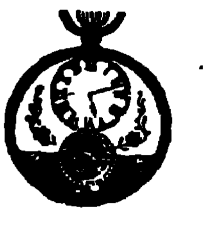

اس گھڑی کو آٹھ روز میں ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے۔ اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں ہوتا۔ اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں۔ برسوں بگڑنے کا نام نہیں لیتی۔ قیمت صرف چھ روپے۔ زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت۔ چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ سنہری سات روپے۔ چاندی کی آٹھ روزہ واچ قیمت [illegible]

گولڈن سنہری ہنٹنگ واچ

یہ گھڑی سنہری ڈبل کیس جسکے دونوں طرف نہایت خوبصورت نقش و نگار کا کام ہے۔ اسکی چمک دمک اور خوبصورتی دیکھنے والوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔ اور دیکھنے میں سو روپے کی معلوم ہوتی ہے پرزے نہایت مضبوط۔ اسکے اوپر سونے کا ایسا پختہ رنگ چڑھا ہے جو عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ دوسرے تاجر اس گھڑی کو سات اور ساڑھے سات روپے میں فروخت کرتے ہیں مگر ہم صرف (۱۱؎۴) میں دینگے چین نقلی سونے کا۔ ایک مفت +

اسپرنگدار سنہری چوڑی کی گھڑی

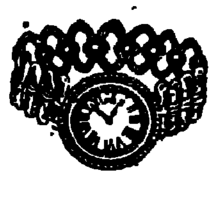

آہا۔ کیا نایاب تحفہ ہے۔ اسکے کاریگر نے کمال کر دکھایا ہے۔ سنہرے رنگ کی اسپرنگدار چوڑی میں سنہرے رنگ کی گھڑی اس خوبی سے لگائی ہے کہ خواہ کیسی ہی موٹی سے موٹی اور پتلی سے پتلی کلائی ہو سب میں ٹھیک آجاتی ہے۔ وقت نہایت ٹھیک دیتی ہے۔ پرزے بہت مضبوط اور پائدار ہیں۔ ہماری گھڑی کی چوڑی ایسی خوب صورت ہے کہ طلائی زیورات کو مات کرتی ہے دیکھنے میں سو روپے کی عورتوں کیلئے ایک خوشنما اور حسن افزا زیور ہے دوستوں اور رشتہ داروں کو تحفہ دیجئے۔ قیمت مع مخملی بکس صرف (عہ۵)۔ بڑھیا قسم کی جسمیں نقلی ہیرے اور جواہرات جڑے ہیں قیمت صرف (۱۱؎۸) + گارنٹی ۵ سال

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر شخص کے لیے کارآمد لیمپ ابھی ولایت سے بنکر ہمارے ہاں آئے ہیں۔ نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بتی کی حاجت۔ ایک لیمپ رات کو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھکر سو جاؤ جس وقت ضرورت ہو بٹن دباؤ۔ اور چاندنی سی سفید روشنی موجود ہے۔ رات کے وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو۔ فوراً لیمپ روشن کر کے خطرہ سے بچ۔ ایک دم کیسو جسے اُٹھنا پڑے بیسیوں ضرورتوں میں کام دے گا۔ بڑا لیا معلوم ہوگی۔ قیمت نمبر ۱ مع محصول صرف دو روپے۔ نمبر ۲ جسمیں سفید سرخ اور سبز روشنی مع محصول تین روپے آٹھ آنے۔ نمبر ۳ نہایت خوبصورت فینسی بنا ہوا [illegible] چار روپے و تین ٹکے مع محصول ڈاک۔ نمبر ۴ [illegible] شیشہ [illegible] علاوہ اسکے ایک لیمپ ایسا بھی ہے جس سے سگریٹ [illegible]

ضروری اطلاع } علاوہ اسکے ہمارے ہاں ہر قسم کی گھڑیاں گھنٹے۔ خوشنما زنجیریں۔ بجلی کا سامان وغیرہ وغیرہ مل سکتا ہے۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں۔ تاجروں سے خاص رعایت ہوگی + + +

ملنے کا پتہ + مینیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران واچ اینڈ کلاک نمبر ۲۳ ٹوہانہ ایس پی ریلوے

پیش لفظ

جون ۱۹۸۷ء میں جب اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیلِ نو ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقفے کے بعد اس کی مجلسِ انتظامیہ کا ایک بار پھر چیرمین نامزد کیا گیا تو میرے ذہن نے اس کا جو ترقیاتی منصوبہ مرتب کیا، اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صد سالہ جشنِ ولادت کی تقریبات کو سرِ فہرست جگہ ملی، اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں کسی طرح یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا لیکن چھ ماہ کی طویل کشمکش کے بعد میرے اندازِ فکر میں تبدیلی رونما ہوئی اور اس جذبے نے میری انفعالی کیفیتوں کو شکست دے دی کہ مولانا کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہمارے واجبات میں ہے اور اردو اکادمی اس قومی کام میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

میں نے جب اکادمی کی مجلسِ انتظامیہ کے اراکین سے آزاد صدی کے مختلف پہلوؤں پر غیر رسمی گفتگو کی تو ان کے اندر اس منصوبے کی تکمیل کا ذوق مجھ سے کہیں زیادہ ملا اور آخر کار مجلسِ انتظامیہ اپنی پہلی نشست میں الہلال کی مکمل فائلوں سے عکس کی طباعت و اشاعت کا منصوبہ بڑے عزم و حوصلے کے ساتھ منظور کر لیا۔ مجلسِ انتظامیہ نے محسوس کیا کہ مولانا آزاد کو اس سے زیادہ مخلصانہ خراجِ عقیدت اور کیا ہوگا کہ الہلال کا عکس ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔

اکادمی کا سالانہ بجٹ محدود اور متعین ہوتا ہے۔ اس کی مدیں مقرر ہیں اور ریاستی حکومت ان مدوں کے پیشِ نظر ہر سال گرانٹ دیتی ہے۔ آزاد صدی کا بجٹ الگ سے مرتب کیا گیا۔ اور حکومت کو منظوری اور اضافی گرانٹ کے لیے بھیج دیا گیا۔

بجٹ، ضمنی بجٹ، گرانٹ، اضافی گرانٹ، متواتر اور غیر متواتر گرانٹ —— یہ ایسے موضوعات ہیں جن کی جزئیات ہمیشہ میرے دائرہ فہم سے باہر رہی ہیں۔ ایک مدت تک جب اضافی گرانٹ کے سلسلے میں حکومت سے کوئی جواب نہیں ملا اور اکادمی کے افسروں نے اس کے مالہ و ماعلیہ کی تفصیلات مجھے بتائیں تو میرے شب و روز کے معمولات متاثر ہو گئے اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ الہلال کے عکس کی اشاعت کیوں کر ممکن ہوگی۔ عوام و خواص سے کسی طرح کا چندہ وصول کرنا ہمیشہ اور ہر حال میں میرے معمولات سے خارج رہا ہے۔ جب کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے گرانٹ کی منظوری کی توقع پر کام کا آغاز کر دیا۔

اسی اثنا میں گورکھپور ایئرپورٹ پر جناب ویر بہادر سنگھ (سابق وزیرِ اعلا) سے ملاقات ہو گئی اور میں نے آزاد صدی کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ اتر پردیش میں "آزاد صدی تقریبات" اس طرح منائی جائیں جو ہر لحاظ سے مولانا آزاد کے شایانِ شان ہوں۔ انھوں نے اضافی گرانٹ کے سلسلے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، لکھنؤ آ جایئے، گرانٹ مل جائے گی۔ میں نے ۲۲ مارچ ۸۸ء کو جب شری ویر بہادر سنگھ سے لکھنؤ میں ملاقات کی تو انھیں ایئرپورٹ والی بات یاد آ گئی۔ بجٹ کے جو کاغذات اکادمی سے بھجوائے گئے تھے، ابھی ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انھوں نے بطیبِ خاطر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظور کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ۸۸ء میں جناب نراین دت تیواری نے وزیرِ اعلا کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۸ جولائی ۸۸ء کو اکادمی کی مجلسِ عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تیواری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ نے آزاد صدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تیواری جی نے اسی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کر لیا اور اس طرح آزاد صدی تقریبات کے لیے ریاستی حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

الہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب —— منفی تو ہرگز نہیں۔ ہمارے سامنے اس کے بہت سے مثبت پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک الہلال کے سارے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر لیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے راہ پا گئی ہیں کہ الہلال کی فائلیں کمیاب ہیں اور خواہش کے باوصف لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ الہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا حرفِ آغاز بھی ہے اور حرفِ آخر بھی۔

اہم معروضات

- الہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جا رہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے :

جلد اوّل	۱۳ر جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ر دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳	شمارے
جلد دوم	۸ر جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵ر جون ۱۹۱۳ء	۲۴	شمارے
جلد سوم	۲ر جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۴ر دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵	شمارے
جلد چہارم	۷ر جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۴ر جون ۱۹۱۴ء	۲۱	شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸ر نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸	شمارے
جلد ششم	(البلاغ) ۱۲ر نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱ر مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱	شمارے
جلد ہفتم	۱۰ر جون ۱۹۲۷ء	تا	۹ر دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۴	شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۴۶

- البلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے الہلال میں شامل کر لیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے۔
- الہلال کی سات جلدوں کو تین مجلّدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کچھ کم ہو جائے۔ مجلّدات کی تفصیل یہ ہے۔

جلد اوّل اور جلد دوم ـــــــــــــــــــ ایک ساتھ مجلّد ہیں

جلد سوم اور جلد چہارم ـــــــــــــــــــ ایک ساتھ مجلّد ہیں

جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم ـــــــــــــــــــ ایک ساتھ مجلّد ہیں

- الہلال کا متن لائن نگیٹو سے طبع ہوا ہے؛ تصویریں ہاف ٹون نگیٹو سے چھپی ہیں۔
- کوشش کی گئی ہے کہ الہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہو جائے۔
- متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم 'نقل مطابق اصل' کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔
- بعض جلدوں کی فہرست الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ جن جلدوں کی فہرست الہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کر کے متعلقہ جلدوں میں شامل کر دیا ہے۔
- یوں تو الہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی اڈیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کر دیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے۔ اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔
- الہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جا رہا ہے۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح الہلال میں نہیں ہے۔ آزاد اور الہلال لازم و ملزوم ہیں اس لیے اگر آزاد صدی کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ مورد الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اترپردیش اردو اکادمی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

الہلال کسی الف لیلوی داستان کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بجا طور پر شامل کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو الہلال اور اس کی گوناں گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر الہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ الہلال ایک جنس نایاب ہے۔ اگر کہیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پراسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان بہم کرتا ہے کہ یہ جلوہ گری "ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے" کے ذیل میں آ جاتی ہے۔ الہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی۔ کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اصل الہلال کو نہ سہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ الہلال کی یہ نئی جامہ پوشی اس کے انداز قد کی بہرحال غمازی کرے گی۔

اسلاف علم و ہنر اور بیم و زر کے مابین جو امتیازی لکیر کھینچتے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بارہا تجربہ ہوا لیکن الہلال کی فائلوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا۔ اس کی اشاعت کے لیے ریاستی حکومت سے گرانٹ قبول گئی لیکن اس کے صحیح سالم اوراق کی فراہمی مرحلۂ جوئے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۵ء میں گورکھپور آ گیا تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں معروف رہا۔ بعض ذاتی کتب خانوں کی فہرستیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں، مجھے یقین تھا کہ الہلال کے سارے شمارے مجھے گورکھپور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہو گی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی۔ میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا، قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے بلکہ بعض بعض شماروں کی تو چھ چھ کاپیاں ملیں لیکن دستبرد زمانہ نے ان شماروں کی جو گت بنا دی تھی، اس نے میرے عزم و حوصلے کو متاثر کر دیا۔ کسی کا سرورق غائب ہے، کسی کے بیچ کے صفحات غیر حاضر، بعض فائلیں ناقص الاول، بعض ناقص الآخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں ــــــ اور اعجوبے کی حد یہ تھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیمک چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض الہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر لیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنا لیے اور اس کے اندراجات اس طور پر مکمل کیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئت کذائی بھی واضح ہو جائے۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرو اسٹیٹ عکس حاصل کر لیے۔ اصل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی بیوی کے سامنے مسائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں ہفتے دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگانا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ گھر کے معمولات میں فرق بھی نہ آئے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے۔ ہاں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا مشہود اور بیٹیاں عذرا، بشریٰ، قدسیہ، فوزیہ اور زیبا الہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر الہلال کی اصل فائلوں اور ان کی الیکٹرو اسٹیٹ کاپیوں سے بھر گیا۔ کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر، ہر جگہ الہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اللہ کا نام لے کر ہم سب نے ہر شمارے کے ایک ایک ورق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر صاف عبارت والا فوٹو چپکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اوراق کا دوبارہ الیکٹرو اسٹیٹ کرایا جاتا تاکہ اس کی نگیٹیو بننے میں دشواری نہ ہو۔ دن بھر بلیڈ سے کاٹ کاٹ کر زخمی اوراق پر پنبۂ مرہم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرو اسٹیٹ کرایا جاتا۔ صبح کو تین چار بجے جب میں سو کر اٹھتا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور اصل سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہر چند ہم نے کوشش کی ہے کہ الہلال کا ایک ایک لفظ اصل حالت میں قارئین کے سامنے آ جائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ہم عفو و درگذر کے مستحق ہیں۔

جن لوگوں نے الہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر اور ہر حال میں یاد رہیں گے، ان میں سب سے پہلے جناب مصطفیٰ کمال، اسسٹنٹ لائبریرین، گورکھپور کا نام آتا ہے۔ موصوف ایم۔ اے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں، انھوں نے الہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا۔ روزنامہ قومی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے الہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ گھنٹوں کھڑے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں کروائیں۔ دار المصنفین اعظم گڑھ کے مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بروقت مدد کی۔ ڈاکٹر رضیہ حامد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ الہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی۔ میں ان سب کا اپنی طرف سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض الدین اور ڈاکٹر تحریر انجم نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی، ڈاکٹر محمد شعیب نے کتابت اور تزئین کا بار سنبھالا، یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگرد بھی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلس انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی۔ میں مجلس انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"آزاد صدی تقریبات" کے لیے مجلس انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید ملیح آبادی، چیف ایڈیٹر آزاد ہند، کلکتہ اور پروفیسر ریاض الرحمٰن شیروانی، صدر شعبۂ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر خصوصی مدعوین کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے۔ ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔

اگر الہلال کے اس عکسی ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید اطہر مسعود رضوی، پبلی کیشن آفیسر اور جناب رام کرشن ورما، سکریٹری اکادمی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ طباعت و اشاعت کا سارا بار انھوں نے اٹھا لیا تھا۔ اس میں جو خامیاں ہیں تو صدق دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں اتنا ضرور یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساس فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش رہی ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے۔ الہلال کی اشاعت سے مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

اتر پردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
یکم اگست ۱۹۸۸ء

محمود الٰہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

جلد ششم

◆

الہلال

۱۲ر نومبر ۱۹۱۵ تا ۳۱ر مارچ ۱۹۱۶

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

اس جلد کے مضامین اور تصاویر کی فہرست آخری شمارے کے بعد ملاحظہ فرمائیں۔

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ القرآن الكريم

◆

البلاغ

هٰذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوا
اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (١٤ : ٥٢)

نمبـــر - ۱

کلکته : جمعه - ۴ محرم سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday 12 November. 1915.

جلد ۱

ترجمان القرآن

يعني قرآن حکيم کا اردو ترجمه ' از خامهٔ اڈيٹر الهـــلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و ترزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ' جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالی انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پهلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پهلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ' ممکن يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکميل کا شرف حق تعالی نے اڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ' اور بحمد الله نه زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ' اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے ' ان سے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

البلاغ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر - ۱ ; جلد ۱

کلکتہ : جمعہ - ۴ محرم سنہ ۱۳۳۴ ھجري

Calcutta : Friday 12 November. 1915.

نوا را تلخ تر مي زن چو ذوق نغمہ کم یابي !!

محل ایسا کیا تعمیر عرفي کے تخیل نے
تصدق جس پہ حیرت خانۂ سینا و فارابي
فضاء عشق پر تحریر کي اس نے نوا ایسي
میسر جس سے آنکھوں کو ہے ابتک اشک عنابي

* * *

مرے دل نے یہ اکدن اُسکي تربت سے شکایت کي
نہیں ہنگامۂ عالم میں اب سامان بیتابي
تغیر آگیا ایسا مزاج اہل عالم میں
کہ رخصت ہوگئي دنیا سے کیفیت وہ سیمابي
فغان نیم شب شاعر کي بار گوش ہوتي ہے
نہ ہو جب چشم محفل آشناے لطف بے خوابي
کسي کا شعلۂ فریاد ہو ظلمت ربا کیونکر
گران ہے شب پرستوں پر سحر کي آسمان تابي

* * *

صدا تربت سے آئي : شکوۂ اہل جہاں کم کن
نوا را تلخ تر مي زن چو ذوق نغمہ کم یابي
حدي را تیز تر میخوان چو محمل را گران بیني

[اقبال]

(استدراک) صفحہ (۱۱) مذاکرۂ علمیہ کے مضمون میں جا بجا "کروماتوفیل" کا لفظ آیا ہے - اسکا انگریزي املاء یہ ہے : Chromatophil

اطلاع ضروری

(۱) ایک عرصہ کے صبر و انتظار اور تحمل مشکلات و صعوبات کے بعد، الحمدللہ کہ اللہ کی توفیق میسر آئی اور رسالہ جاری ہوگیا -

(۲) لیکن اب اپنی موجودہ مشغولیتوں پر نظر ڈالتا ہوں، تو ایک ہی وقت کے اندر مختلف کاموں، اور مختلف قسم، اور مختلف ضروریات و اسباب کے کاموں کا ایک ایسا ہجوم پاتا ہوں جن میں سے ہر کام بجائے خود ایک مستقل زندگی اور غیر مشترک وقت و صرف دماغ کا محتاج ہے

دارالارشاد کا سلسلہ جاری ہوچکا ہے - اور ابھی تو صرف روزانہ درس قرآن حکیم ہی کا سلسلہ شروع ہوا ہے، مگر بہت جلد دیگر دروس دینیۃ و علمیہ کیلیے بھی وقت نکالنا پڑیگا اور بلاشبہ نصف زندگی کا وقت اسکے لیے مخصوص کردینا پڑیگا -

دوسرا اہم سلسلہ تصنیف و تالیف کا ہے - یہ پہلے بھی تھا، لیکن قرآن حکیم کے ترجمہ و تفسیر کے دو مختلف کام اب ایک ہی وقت میں شروع ہوگئے ہیں، اور بلا استثناء ہر روز تھوڑا سا وقت انکے لیے بھی نکالنا پڑتا ہے، علی الخصوص ترجمۃ القرآن کیلیے تو یہ بہت ہی ضروری ہے کہ جہاں تک جلد ہوسکے اسے مکمل کردیا جاے - کیونکہ ترجمہ کے ساتھہ ساتھہ وہ چھپتا بھی جاتا ہے -

جو لوگ ان اشغال کا تجربہ رکھتے ہیں - علی الخصوص ترجمۃ و تفسیر جیسے اہم ترین مشغلۂ تصنیف کی ضروریات و مشکلات سے واقف ہیں، صرف وہی اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس عاجز کے لیل و نہار کس طرح بسر ہوتے ہونگے؟ علی الخصوص جبکہ دارالارشاد کی خدمات اور ایک ایسے ہفتہ وار رسالہ کی ترتیب کو بھی انکے ساتھہ شامل کرلیا جاے جیسا کہ یہ رسالہ ہے :

و من شاء فلینظر الی فمنظری
نذیر الی من ظن ان الہوی سہل !

(۳) ان حالات کی وجہ سے یہ عاجز مجبور ہوا ہے کہ سردست کچھہ عرصہ کیلیے البلاغ کو ہفتہ وار کی جگہ مہینے میں دوبار شائع کرے، اور اس کمی کے معارضہ میں ضخامت دوگنی کردی جاے - اس تغیر سے مضامین کی مقدار اور ترتیب میں تو کوئی فرق نہ ہوگا اور جہاں تک تصنیف و تالیف کا تعلق ہے، اتنی ہی محنت کرنی پڑیگی جسقدر ہفتہ وار ہونے کی صورت میں کرنی پڑتی ہے، تاہم ایک ہفتہ کے محدود اوقات کی جگہ دو ہفتہ کی نسبتاً وسیع مدت کے اندر رسالے کا ترتیب پانا کچھہ نہ کچھہ آسانی ضرور پیدا کردیگا، اور میرے لیے اتنا بھی بہت ہے -

ڈرتا ہوں کہ شاید بعض احباب کرام پر یہ عارضی تبدیلی شاق گذرے - لیکن اول تو انہیں اس پر نظر رکھنی چاہیے کہ اور تمام اشغال بھی اسی مقصد وحید کیلیے ہیں، جسکے لیے وہ رسالہ کو عزیز رکھتے ہیں اور اگر اس جزئی تبدیلی سے دارالارشاد کی خدمت اور ترجمہ و تفسیر کی تکمیل میں مجھے کچھہ تھوڑی سی مدد ملجاے تو یہ بھی عظیم الشان کام ہیں، بلکہ نتائج میں رسالہ سے کہیں اہم تر - ثانیاً میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ حالت بالکل عارضی ہے اور جونہی ترجمۃ القرآن سے ذرا بھی اطمینان ہوا، معاً رسالہ اپنی اصلی حالت پر آجایگا اور بدستور ہفتہ وار شائع ہونے لگے گا - بہت ممکن ہے کہ دو چار نمبروں سے زیادہ اسکی نوبت ہی نہ آے، اور عنقریب ہفتہ وار اشاعت شروع ہوجاے - و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد !

ایڈیٹر

و اعدادهم للسعادة في معادهم - و قد مضت سنته في البشر ان يرتقي نوعهم بالتدريج و التحويل ، كما يرتقي افرادهم من طفولية الى تميز و منه الى رشد و عقل - لذالك جعل خطاب الرسل و الكتب لهم في كل طور على حسب استعدادهم عقولهم : فخاطبهم طوراً بما يناسب مدركات الحس ، و طورا بما يناسب وجدان النفس ، و حملهم اولا على طاعة بالتقليد و الالزام ، و جذبهم اليها ثانيا بالاقناع و ضرب الامثال - فرشدوا من وعظهم و نصحهم ، و وعدهم و وعيدهم ، خذلوا من كانوا متسلطين على عقولهم من الملوك و الكهنة و المشعوذين ، بما اجراه الله على ايديهم من المعجزات ، ظهر لهم من الايات البينات - ثم اخذ الله المعاندين المنكرين الذين خالفوا ضمائرهم ، و كابروا عقولهم و ابصارهم ، لم يميزوا بين الحق و الباطل ، و العالم و الجاهل ، و الغالب و المغلوب ، و الصادق و الكذوب ، و الظن و اليقين : لقد بعثنا في كل امة رسولا ان اعبدوا الله و اجتنبوا الطاغوت ، فمنهم من هدى الله و منهم من حقت عليه الضلالة ، سيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ؟ (١٦ : ٣٨) كذالك فعل الذين من قبلهم فهل على الرسل الا البلاغ المبين ؟ (١٦ : ٣٧)

* * *

مضت الآباد و الاعوام ، و توالت القرون و الاجيال - علت فيها الاقوام و سقطت ، و ارتفعت و انحطت ، جدبت و [illegible] ، و تخالفت و اتفقت ، و ذاقت من الايام آلاما ، و تقلبت في السعادة و الشقاء اياما ، تنقل البشر من حال الى حال ، و ارتقوا من طور الى طور ، حتى اذا ما ارتقت عقولهم بتقلب الزمان ، استعدوا لتحكيم العقل و الفكر في مدركات الحس و الوجدان ، بعث فيهم خاتم النبيين و المرسلين ، الذي جعل الفكر و النظر اساس الدين - و منحه دين الاسلام ، الذي كالعقل العام ، و المرشد الحكيم لجميع الانام ، الموافق لهم في كل مكان ، المنطبق على مصالحهم في كل زمان ، فهو للقبائل الساذجة كالمربي الرحيم ، و للشعوب الراقية كالمعلم الحكيم ، فلما ساروا في العلوم و المدنية شوطا راؤه المجلى في ميدان السبق : سنريهم اياتنا في الآفاق و في انفسهم حتى تبين لهم انه الحق (٤١ : ٥٣)

انزل عليه كتابا احتج على صحة العقائد بآيات الله في الانفس و الآفاق ، و بين فوائد ما دعا اليه من العبادة و مكارم الاخلاق ، و اشار الى مصالح الناس فيما شرعه من الحكم و السنن ، و نبه على مفاسد ما حرمه عليهم من المنكرات ما ظهر منها و ما بطن - جاء بالبينات و الهدى ، فنهى عن التقليد و اتباع الهوى ، و قرر حرية الوجدان و الاجتهاد ، في جميع الاعمال و الاعتقاد ، و عظم شان الفكر و العقل ، و جعله هو المخاطب بفهم النقل ، فامتاز دينه على سائر الاديان ، بانه دين الحجة و البرهان ، الناعي على متبعي الاوهام و الظنون ، بانهم لا يعقلون شيئا و لا يهتدون ، بل وصفهم بقوله : ان هم الا كالانعام بل هم اضل ، اولائك هم الغافلون (٧ : ٧٨) صم بكم عمي فهم لا يرجعـــون (٢ : ١٧)

* * *

كان لضلال البشر قبل الاسلام علتان : احداهما ضعف قوى الخلقة ، و ثانيهما الانحراف عن سنن الفطرة ، فكان من الضعف ان يعتقد الناس في كل مظهر من مظاهر الخليقة لا يعرفون علته انه هو القوة الغيبية ، التي قامت بها جميع المظاهر وهي القوة الالهية ، فيعبدوا ذالك المظهر - و كان من الانحراف عن قوانين الفطرة ما كان من الاوضاع و البدع و الخرافات ، و التقاليد و الرسوم و العادات ، حتى جاء القرآن ينادي اليهم و هم غافلون : فاقم وجهك للدين حنيفا ، فطرة الله التي فطر الناس عليها ، لا تبديل لخلق الله ، ذالك الدين القيم و لكن اكثر الناس لا يعلمون (٣٠ : ٣٠) فعلم الناس ان الدين الحق اقامة الفطرة لا مقاومتها ، و الاستنارة بنور العقل لا اطفاؤه ، و ان العمدة في معرفة الاحكام ، و الحلال و الحرام ، اجتناب المضار و اجتلاب المنافع ، و درء المفاسد و طلب المصالح - فبهذا كان الاسلام هو الدين الاخير الذي اخرج البشر من حجر القصور و عبوديته ، الى فضاء الرشد و حريته ، و كان ناسخاً لما قبله من الاديان ، و لا يمكن ان ينسخ او ينقضي الزمان ، فتبارك الله الذي انزل على عبده الفرقان ، و علمه البيان ، ليكون للعالمين نذيرا (٢٥ : ١)

جاء الاسلام و العالم كله في تاخر من جميع الوجوه : من جهة الدين ، من جهة العلم ، من جهة المدنية ، من جهة السياسة ، فلم يمر قرن واحد حتى جدد للعالم كله دينا قيما ، و علما محكما ، و مدنية سعيدة ، و سياسة رشيدة ، و نشر ذالك كله في مشارق الارض و مغاربها ، بقوة الحق ، و سرعة البرق ، محييا به الارض بعد موتها ، و ارتفع كلمة الحق غاية الارتفاع و الاعتلاء ، بحيث صار اصلها ثابت و فرعها في السماء (١٤ : ٢٤)

قضى الاسلام قضاء المبرم على الوثنية التي اذلت البشر و استعبدتهم للملوك المستبدين ، و الرؤساء الروحانيين ، و السادة الظالمين ، و القادة الغاوين ، و الهداة الضالين ، و لمظاهر الطبيعة و ما يمثلها في الهياكل من الاصنام و الطواغيت و الاوثان ، في اى لباس وجدت ، و في اى صورة ظهرت ، و تحت اى اسم عرفت ، فقرر حرية الوجدان و الاعتقاد ، و الاجتهاد الاستقلالي في العقائد و الاعمال ، و الشورى في السياسة و الحكام ، و ابطل امتيازات الانساب و الاجناس ، التي كان يستعلي بها الناس على الناس ، بغير علم نافع ، و لا عمل رافع ، و جعل قاعدة الانسانية العامة

البلاغ

فاتحة «البلاغ»

بسم الله الرحمن الرحيم

(۱)

الحمد لله الذي رضي لنا الاسلام دينا ، و نصب لنا الدلالة على صحته برهاناً مبينا ، و امرنا ان نستهديه صراطه المستقيـــم ، صراط الذين انعم الله عليهم من النبيئين و الصديقين و الشهداء و الصالحين (۶۸ : ۷۱) غير المغضوب عليهـــم اليهود ، الذين لعنهم الله بكفرهم (۲ : ۸۲) و ضربت عليهم الذلة و المسكنة و باؤا بغضب من الله (۲ : ۵۸) و لا الضالين النصارى الذين ضل سعيهم في الحيواة الدنيا و هم يحسبون انهم يحسنون صنعاً (۱۸ : ۱۰۴) و بدا لهم سيئات ما عملوا ، و حاق بهم ما كانوا به يستهزؤن ، و قيل اليوم ننساكم كما نسيتم لقاء يومكم هذا و ماوا كم النار و ما لكم من ناصرين - ذالكم بانكم اتخذتم آيات الله هزوا ، و غرتكم الحيواة الدنيا ، فاليوم لا يخرجون منها و لا هم يستعتبون (۴۵ : ۳۴)

فسبحان الذي جعلنا امة التوحيد ، و جعل ديننا دين التوحيد ، و صراطنا صراط التوحيد ، و سياستنا سياسة التوحيد ، و اعز من استقاموا منا على التوحيد ، و اذل من انحرف منا عن محجة التوحيد ، ليعيدنا كما بدأنا الى التوحيد - انه هو يبدئ و يعيد ، و هو الغفور الودود ، ذو العرش المجيد ، فعال لما يريد ! (۸۶ : ۱۴)

و الصلوة و السلام على سيدنا و نبينا محمد خاتم انبيائه و رسله ، و صفوته من خلقه ، و حجته على عباده ، و امينه على وحيه ؛ الذي بعثه بتوحيد الالوهيه ، ليحرر الخلق من رق العبوديه ، للعوالم السماوية او الارضيه - و بتوحيد الربوبيه ، ليعتقهم من رق التقاليد الدينيه ، التي الحقها رؤساء الاديان بالشرائع الالاهيه - و بتوحيد السياسه ، ليكون الشعوب و القبائل امة واحده ، تضمها شريعة عادلة مقومة واحده ، و تتعارف بلغة واحده ، ليطلقهم من قيود الحكومة الشخصية الجائره ، و يفكهم من اغلال العصبية الجنسية و الوطنية الخاسره - فاهتدى بكتابه العقلاء المستقلون ، و ضل به السفهاء المقلدون - و عز با تباعه المومنون الصالحون ، و ذل باعراضهم المعرضون الخاسرون - و انه لقرآن كريم في كتاب مكنون ، لا يمسه الا المطهرون (۵۶ : ۷۹) تنزيل العزيز الرحيم لتنذر قوماً ما انذر اباوهم فهم غافلون (۳۶ : ۴) و ان في ذالك لرحمة و ذكرى لقوم يومنون (۲۹ : ۵۰) لا ياتيه الباطل من بين يديه و لا من خلفه تنزيل من حكيم حميد (۴۱ : ۴۲) قل هو للذين آمنوا هدى و شفاء ، و الذين لا يومنون في آذانهم وقر و هو عليهم عمى ، اولائك ينادون من مكان بعيد ! (۴۱ : ۴۱)

(و بعـــد)

اتى على الانسان حين من الدهر كان في طور اشبه بطور الطفوليه ، فسادت الاوهام و الخرافات على العقول البشريه ، و كثر بين الناس الدجالون المحتالون ، و الغازون الجائرون ، و الظالمون الضالون ، و السحرة و المشعوذون ؛ ملكوا نواصي الناس بافكهم و كذبهم ، و صاروا يتصرفون في جميع امورهم ، فما كان احد يقدم على عمل ما الا بحكمهم و الاسترشاد برايهم ، فكان الناس في ايديهم كالانعام بل هم اضل سبيلا : عقول فاسده ، و آراء كاسدة ، و افهام ساذجه ، و بصائر قاصره ، و جهل و اوهام ، و خرافات و خزعبلات ؛ تقيمهم و تقعدهم ، و تفرحهم و تحزنهم ، و تخيفهم و تزعجهم - فاذا برق بارق من السماء ، ارتجفوا و اضطربوا - و اذا نزلت صاعقة من السحاب ، ماجوا و ارتعبوا - و اذا اصابهم مرض ، علقوا لدفعه الاوراق ، او استنجدوا براق - و اذا نظر الى بينهم ناظر - حوطوهم بالتمائم و اطلقوا حولهم بخور المباخر - و اذا كسفت الشمس او خسف القمر ، صاحوا و دقوا الدفوف و قرعوا الطبول ، لارضاء آلهتهم على ما يزعمون : و ما لهم بذلك من علم الا اتباع الظن (۴ : ۱۵۶) بل هم في شك يلعبون (۴۴ : ۹) و ما ظلمهم الله و لكن كانوا انفسهم يظلمون (۷:

سار الله تعالى مع تلك الامم في هذا الطور سير الاب الحكيم مع ابنائه في طفوليتهم ، فبعث الله النبيين مبشرين و منذرين ، و انزل معهم الكتاب بالحق (۲ : ۲۱۳) لهداية الناس و اصلاح شانهم في د

عليهم الذلة و المسكنة ، و مزقوا كل ممزق ، وباؤ بغضب من الله - وكذالك فعل غيرهم ، كانهم رأوا دينهم ناقصا فكملوه ، و قليلا فكثروه ، و واحدا فعددوه ، و سهلا فصعبوه ، فثقل عليهم بذالك ؛ فوضعوه ، فذهب الله بوحدتهم حتى لم تغن عنهم كثرتهم ، و سلط الله عليهم الاعداء ، و انزل بهم البلاء : سنة الله التي قد خلت في عباده و لن تجد لسنة الله تبديلا (٤٨ : ٢٣)

* * *

كان المسلمون في خير القرون امة واحده ، و كان العلماء فيهم ادلاء و نقلة لدين الله : متعاضدون متناصرون متحابون متعاشرون - و ما كان من اختلاف قليل رد الي الكتاب و السنه - ثم جاء عصر التابعين ، و ائمة المجتهدين رضوان الله عليهم اجمعين ، فسلكوا على اثارهم اقتصاصا ، و اقتبسوا عن مشكواتهم اقتباسا ، و كان دين الله اجل في صدورهم من ان يقدموا عليه رايا او تقليدا - و كانت تلك الازمنة مملوءة بالمجتهدين و ليس فيهم مقلدا ، بل كلهم مجتهدون ، يستمدون من اصلين الجليلين ، و هما كتاب الله و سنة رسوله : فان تنـــازعتـم فـــي شي فـــردوه الى اللـــه و الـــرســـول (٤ : ٥٩)

و لكن خلف من بعدهم خلوف فرقوا دينهم و كانوا شيعا ، فتقطعوا امرهم بينهم زبرا ، وكل حزب بما لديهم فرحـــون (٢٣ : ٥٦) فاستـــقرت المـــذاهب المـــدونه و هجر غيرها ، و جعلوا التعصب للمـــذاهب ديا نتهم التي يدينون ، و رؤس اموالهم التي بها يتجرون ، و اخرون منهم قنعوا بمحض التقليد ، و قالوا : انا وجدنا اباءنا على امة و انا على اثارهم مقتدون (٤٣ : ٢٣) فصارت اقوال ائمتهم بمنزلة الاصلين . و ذالک معني قوله تعالى : اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله (٩ : ٣٢) و حجروا على رب العالمين مثل اليهود ان لا يبعث بعد ائمتهم رايا مجتهدا ، و انكروا بالرسول حيث قال : " لا يزال يبعث على راس كل مائة سنة لهذه الامة من يجدد لها دينها "

و قالوا لم يبق في الارض عالم منذ الاعصار المتقدمه - فقالت طائفة : ليس لاحد ان يختار بعد ابي حنيفه و ابي يوسف و زفر و محمد بن الحسن و الحسن بن زياد اللولوي (رحمهم الله تعالى) و قال بكر بن العلاء المالكي : ليس لاحد ان يختار بعد المئتين من الهجرة - و قال اخرون : ليس لاحد ان يختار بعد الاوزاعي و الثوري و وكيع و ابن مبارك (رضي الله عنهم) و قالت طائفة : ليس لاحد ان يختار بعد الشافعي و المزني (شكر الله مساعيهما) وكذا قالوا في التفسير و الحديث و الاصول ، حتى في العلوم الالية و العقلية ، فانظر كيف بدلوا الحق بالباطل ، و اشتروا الضالة بالهدى ، فما ربحت تجارتهم و ما كانوا مهتدين (٢ : ١٤)

و اختلف المقلدون فيمن يوخذ بقوله من المنتسبين اليه ، و يكون له رجا يفتي و يحكم به ممن ليس كذالک ، فجعلوهم ثلاث مراتب و قسموهم في عدة طبقات - ثم اختلفوا متى انسد باب الاجتهاد على اقوال كثيرة ما انزل الله بها من سلطان ، فقالوا ان الارض قد خلت من قائم لله بحجته ، و لم يبق فيها من يتكلم بالعلم و البصيرة ، و لم يحل لاحد بعد ان ينظر في كتاب الله و لا سنة رسوله لاخذ الاحكام و العلوم منهما ، و لا يقضى و لا يفتى بما فيهما حتى يعرضه على قول مقلده و متبوعه - و هذه الاقوال كما ترى قد بلغت من الفساد و البطلان و التناقض و القول على الله بلا علم و ابطال حججه و الزهد في كتابه و سنة رسوله و تلقي الاحكام منهما مبلغها ، و يكفي في فساد هذه الاقوال ان يقال لاربابها : فاذا لم يكن لاحد ان يختار بعد من ذكرتم ، فمن اين وقع لكم اختيار تقليدهم دون غيرهم ؟ وكيف حرمتم على الرجل ان يختار ما يوديه اليه اجتهاده ؟ و ابحتم لانفسكم اختيار قول من قلدتموه و اوجبتم على الامة تقليده و حرمتم تقليد من سواه ؟ فما الذي سوغ لكم هذا الاختيار الذي لا دليل عليه من كتاب و لا سنة و لا اجماع و لا قياس و لا قول امام من ائمتكم ؟ فاذا كان لا يجوز الاختيار بعد المئتين عندكم ، فمن اين يساغ لكم و انتم لم تولدوا الا بعد المئتين ؟

يا للعجب ! ان امام اشهب ، و ابن الماجشون ، و مطرف بن عبد الله ، و سحنون بن سعيد ، و من في طبقتهم من الفقهاء المئة الثالثه ، كان لهم ان يختاروا الى انسلاخ ذي الحجة من سنة مئتين ، فلما استهل هلال المحرم من سنة احدى و مئيه ، و غابت الشمس من تلک الليله ، حرم عليهم في الوقت بلا مهلة ما كان مطلقا لهم من الاختيار ! ! فانظر كيف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا يستطيعون سبيلا ؟ (١٧ : ٥٢)

شهد الله في كتابه انه جعل دين السلام يسراً ، لا عسر فيه و لا حرج : يريد الله بكم اليسر و لا يريد بكم العسر (٢ : ١٨٥) هو اجتباكم و ما جعل عليكم في الدين من حرج (٢٢ : ٧٧) و اشهد رسوله صلى الله عليه و سلم على المومنين بذالک ، فقال : احب الاديان الى الله الحنيفية السمحه (١) وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهي عن كثرة السوال ، لانه سبب لكثرة التكاليف - و بين لنا ان الله سكت عن اشياء رحمة بنا و ان لا نكون كبني اسرائيل ، شددوا فشدد الله عليهم ، و لكن ها ولاء المتفقهة المقلده جعلوا اليسر عسرا ، و السعة ضيقا و حرجا ، و السمحة شكسة شرسة ، و شددوا على انفسهم و على الناس ، و ان لم يشدد الله عليهم ، و بسبب هذا الغلو الذي نهي الله عنه و ذم اقواما عليه في قوله : يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم (٥ : ٨١) هجرت السلاطين المسلمين الشريعة في امر القضاء و السياسة ،

---

(١) حديث صحيح رواه احمد ، و البخارى في الادب ، و الطبراني من حديث ابن عباس -

قوله عز و جل: يا أيها لنـــاس انا خلقنـــا كم من ذكر و انثى ، و جعلنـــا كم شعوبا و قبائل لتعارفـــوا ، ان اكرمكـــم عند الله اتقاكم (۴٩ : ١٣)

* * *

جاء السلام و الناس شيع في الدين ، و ان كانوا الا قليلا في جانب عن اليقين : يتنابذون و يتلاعنون ، و يزعمون في ذالك انهم بحبل الله مستمسكون ، فرقة و تخالف و شعب ، يظنونها في سبيل الله اقوي سبب ، فانكر السلام ذالك كله ، و صرح تصريحا لا يحتمل الريبة بان دين الله في جميع الزمان و على السن جميع الانبياء واحد : ان الدين عند الله السلام و ما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءهم بغيا بينهم (٣ : ١٩) شرح لكم من الدين ما وصي به نوحا و الذي اوحيينا اليک و ما وصينـــا به ابراهيـــم و موسى و عيسى ، ان اقيمـــوا الدين و لا تتفرقوا فيه (۴٢ : ١٣)

* * *

و جملة القول كان الاسلام نورو ضياء ، سطع في افق الجزيرة فعم الكون باسره و بهر الناظرين ، و كان المسلمون عصبة صالحة نبتت في منبسط الحجاز ، فتد لت علي المشرق و المغرب و قبضت علي نواصي المجد الاعلي ، فملكت زمام العالمين !

هذا هو شان السلام و هكذا كان المسلمون : نورا ساطعاً ، و مجدا طالعاً ، و نفوذا قاهرا ، و عزا باهرا ، و علما زاهرا ، و خلقا ساحرا - سداسة ملكت الاقطار و مصرت الامصار ، وكياسة ارتاحت لها القلوب ، و اطمأنت الامم و الشعوب ، لا يمسهم فيها نصب و لا يمسهم فيها لغوب : تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا (١٩ : ٦۴)

* * *

هكذا كان شان الاسلام و المسلمين و الامر على ذالك ، حتى عمل الشيطان مكائده عليهم ، و القى باسهم بينهم ، و افشى فيهم فتنة الشبهات و الشهوات ، و زينت لهم التقاليد و المبتدعات - ضلوا عن هدى القران المجيد ، بما وضع في عنقهم من وهق التقليد ، و دب الفساد الجتماعي في جسم الامة ، و عم الظلم و الطغيان و الاسراف ، فافسد الاخلاق ، و اضعف النفوس ، و طبع على قلوب الامة بطابع القهر و العبوديه ، حتى لا امر بمعروف ولا نهي عن منكر ، و لا تعاون على بر ، و لا تناصر على رفع ضر - فذهبت ريح الدولة و قوة الامة ، و استعد الفريقان بعملهم لنقمة الله تعالى بدلا من النصر و النعمه - فتمزق شمل المسلمين ، و اضاعوا السياسة و الدين ، و ردوا الامة اسفل سافلين ، فخسروا الدنيا و الاخره : ذالك هو الخسران المبين (٢٢ : ١١)

الاسلام دين التوحيد ، و ما امر المسلمون الا ليعبدوا الها واحدا ، و يتبعوا دينا واحدا ، و يقيموا لهم اماما واحدا ، و يكونوا امة واحده - لا يفرقهم نسب و لا لغة ، و لا وطن و لا جنس - و قد نهوا عن التفرق كما نهوا عن الكفر ، فقال الله تعالى : واعتصموا بحبل الله جميعا و لا تفرقوا ، (٣ : ٩٨) و لا تكونوا كالذين تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البينات ، اولئك لهم عذاب عظيم (٣ : ١٠١) الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعا لست منهم في شي (٣٠ : ٣٢) و ما تفرق الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءتهم البينه ، و ما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين (٩٨ : ۴) فما اختلفوا حتى جاءهم العلم (١٣ : ٩٣) و اتيناهم بينات من الامر ، فما اختلفوا الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم (۴٥ : ١٦) لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم (٨ : ۴٧)

ان النبي صلى الله عليه و سلم بين مثل ذالك في قوله و عمله ، حتى لم يكن يغضب شئى كما يغضب اذا راى الختلاف بين اصحابه قد افضي او كاد يفضي الى التفرق - و النقول في هذا كثيرة و حسبك ما رواه البخاري من وصيته صلى الله عليه وسلم : لا ترجعوا بعدى كفارا ، يضرب بعضكم اعناق بعض !!

و لكن خالفنا كل هذه النصوص ، فتفرقنا و تنازعنا ، و شاق بعضنا بعضاً بشبهة الدين ، اذ اتخذنا مذاهب متفرقة ، كل فريق يتعصب لمذهب ، و يعادى سائر اخوانه المسلمين لاجله ، زاعماً انه ينصر الدين ، و هو يخذله بتفريق كلمة المسلمين : هذا سني يقاتل شيعيا ، و هذا شيعي ينازل اباضيا ، و هذا شافعي يغرى التتار بالحنفيه ، و هذا حنفي يقيس الشافعية على الذميه ، و ها اولاء مقلدة الخلف ، يعادون من اتبع طريق السلف - حتى جثوا على التوحيد نفسه ؛ توحيد الالوهية بالتوجه الى غير الله و دعاء سواه ، و توحيد الربوبية بشرع ما لم ياذن به الله - فسلط الله على جميع هذه الحزاب اعداء خضدوا شوكتها ، و زلزلوا دولتها : ذالك بان الله لم يک مغيراً نعمة انعمها على قوم ، حتى يغيروا ما بانفسهم ، و ان الله سميع عليم (٨ : ٥٥)

طريق الحق هو الوحدة و السلام : ان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله (٦ : ١٥٣) و طرق الشيطان هي متاهات التفرق و الخصام : و لا تتبعوا خطوات الشيطان ، انه لكم عدو مبين (٨ : ١۴٢) فقد كانت يهود امة واحدة مجتمعة على كتاب واحد ، فسول لهم الشيطان فتفرقوا و جعلوا لهم مذاهب و طرقا ، اضافوا الى الكتاب ما اضافوا ، و حرفوا من كلمة ما حرفوا ، و اتبعوا السبل فتفرقت بهم عن سبيل الله ، و ضربت

اُسوهٔ حسنه

کائناتِ خلّت

به تقریب و رود مسعود یوم الحج و عید اضحی

الله اکبر، الله اکبر، لااله الا الله والله اکبر، الله اکبر، و لله الحمد .

ما طفل کم سواد و سبق قصه هاے دوست
صد بار خوانده و دگر از سر گرفته ایم

(۱)

قرآن حکیم نے دنیا کے سامنے حضرة ابراهیم خلیل الله (علی نبینا و علیه الصلواة و السلام) اور ان مصلحین صالحین کا جنهیں انکي تبعیت و معیت حاصل تهي، اسوۂ حسنه پیش کیا هے - یعني عملي زندگي کا ایک ایسا نمونه جسکي پیروی کي جاے :

قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهیم و الذین معه (۶۰ : ۴)	یقیناً تمهارے لیے حضرة ابراهیم کي زندگي میں، اور آن کي زندگي میں جو ان اعلی ترین مدارج ایمان میں آنکے ساتھ نظر آتے هیں، پیروي و اتباع کیلیے ایک بهترین نمونه هے !

اس سے بهي بڑهکر یه که قرآن حکیم نے اپني ظهور دعوة کے اغاز هي میں صاف صاف اعلان کردیا که اسکي دعوة و حکمت دراصل ملة ابراهیمي هي کي تکمیل هے، اور اس سلسلے کي پهلي کڑي وجود ابراهیمي میں پنهاں تهي .

ملة ابیکم ابراهیم (۲۲ : ۷۷)	یه ملة تمهارے مورث اعلي ابراهیم کي هے !

قالوا کونوا هودا او نصاری تهتدوا، قل بل ملة ابراهیم حنیفا - (۲ : ۱۲۹)	مخالفین دعوة کهتے هیں نه یهودیت اور نصرانیت کا طریق اختیار کرو که انهي میں هدایت پاؤگے - انسے کهدو که نه تو بني اسرائیل کي راه هماري راه هے اور نه نصراني ضلالت کا طریقه همارا طریقه، هم تو ملة ابراهیمي کے پیرو هیں اور یهي حقیقي اور فطري راه هدایت هے -

پس ان دو حقیقتوں کے معلوم هونے کے بعد هر مومن بالقران کا پهلا فرض زندگي یه هو جاتا هے که حضرة ابراهیم کي زندگي کے ان مقامات و اعمال کي جستجو میں نکلے جنکو قران حکیم نے همارے لیے اسوۂ حسنه قرار دیا هے، اور ملة ابراهیمي کے آن حقائق کو معلوم کرے جنکے اندر اسلام کي دعوة کا اصلي محور و مرکز پوشیده هے :

ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن، واتبع ملة ابراهیم حنیفا ؟ (۲ : ۱۱۲)	اور اس ضلالت آباد عالم میں جهاں انساني فطرة کي هدایت طرح طرح کے انساني طریقوں اور غیر الهي راهوں میں گم هو گئي هے، اس شخص سے بهتر کس کا دین هوسکتا هے جو هر طرف سے منه موڑ کر صرف الله هي کے لیے هوگیا، اور اپنے تمام اعتقادات و اعمال میں طریق "احسان" اختیار کیا، اور اسطرح ملة ابراهیمي کے حنیفي طریق کي پیروي کي که اسلام کي حقیقت یهي هے !

(حیات ابراهیمي)

یهي وجه هے که قرآن حکیم کے حصۂ قصص میں حضرة ابراهیم کے وقائع زندگي کو ایک مخصوص عظمت و اهمیت حاصل هے اور قران کي تفسیر مکمل نهیں هوسکتي جب تک اس زندگي کي ایک ایسي سوانح عمري مرتب نه کي جاے، جسکے اصولي ابواب صرف قرآن حکیم سے ماخوذ هوں - اگر ایک ایسي سوانح عمري مرتب هوجاے تو وه دراصل قران حکیم اور دعوة اسلامیه کے تمام مقامات و مراتب اور حقائق و معارف کے فهم و درس کے لیے ایک مرکز کا چراغ هو گا، جس سے تمام اطراف روشن هو جائینگے !

یه سوانح عمري بتلائیگي که اسلام کي تمام تعلیمات و احکام کي اصلي حقیقت کیا هے، اور وه کونسا محور هے جسکے گرد اسکا دائرۂ شریعت گردش کها رها هے ؟ اسي سوانح عمري سے معلوم هوگا که وه " امة مسلمه " جو وجود ابراهیمي میں پنهاں تهي (ان ابراهیم کان امة قانتا) اور جو ایک انقلاب آفریں تاریخي دعا کي صداوں میں نمایاں هوئي (ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک !) اور بالاخر جسکي قبولیت کا ظهور اس خیرالامم " امة وسطا " کي تکمیل سے هوا جو تمام عالم کي اصلاح و سعادت کیلیے دائمي خلافه الهي کي مستحق ٹهري، اسکا مصدر حقیقي کیا تها ؟

وکذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا (۲ : ۱۳۷)	اور اسي طرح هم نے تم کو ایک درمیاني امة قرار دیا تاکه تم انسانوں پر انکي هدایت و سعادت کیلیے شاهد هو اور تم اپني شهادت کي روشني الله کے رسول سے حاصل کرو !

یه سوانح عمري اگرچه صرف ایک هي انساني وجود کے اعمال حیات کي سرگذشت هوگي، لیکن چونکه اس ایک وجود کے اعمال و ارادات کے اندر تمام نسل انساني کي مستقبل حیات ملي کا ماده پوشیده تها، اسلیے دراصل یه سعادت بشري کي ایک عالمگیر سرگذشت هوگي، اور آن تمام سامي اقوام و ملل کي تاریخ سعادت و شقاوت کو واضح کردیگي جو عهد ابراهیمي کے بعد سے ابتک گذریں اور جنکي نسلیں اس وقت تک کرۂ ارضي کي سب سے بڑي پیداوار هیں - پس اگرچه وه ایک بیج کي سرگذشت هوگي جو ابسے چار هزار برس پہلے " وادي غیر ذي زرع " کي ریتلي زمین میں ڈالا گیا لیکن چونکه سعادت بشري اور خلافة ارضي کا سب سے بڑا درخت اسي سے پهوٹا، اسلیے دراصل وه هر اس پته کي سرگذشت هوگي جسکا نموۂ اسکے اندر تها، اور هر اس شاخ کي تاریخ بتلائیگي جو اس درخت سے نکلي اور پهیلي - هر پهل جو اسکي ڈالیوں میں لگا، دراصل اسي بیج کا پهل تها - اور هر پهول جو اسکے پتیوں کے اندر سے نمایاں هوا، فی الحقیقت اسي فرد اول کا فرزند تها - قوة نباتي کي نشو و نما اگرچه هزارها افراد و اشکال میں سامنے آتي هے، لیکن جب نظر حقیقت شناس اسکي سیکڑوں ڈالیوں، هزاروں پهولوں، اور لاکهوں پتوں پر پڑتي هے، تو اس تمام کثرت کے اندر صرف آس وحدة اولی هي کي هستي کو دیکهتي هے جسکے تنها وجود کے اندر درخت کا هر پته اور پته کا ایک ایک ریشه موجود تها - درخت کي شاخیں آسمان تک پهنچ جاتي هیں، اسکے ایک ایک پهل سے بے شمار بیج پیدا هوتے هیں، اور آن میں سے هر بیج ویسا هي ایک نیا درخت پیدا کردیتا هے، لیکن ارواح نباتیه کي یه پوري کائنات خواه کتني هي زمین کي سطح پر پهیلے اور

نزعم و دعوى ان الشريعة شاقة و غير مطابقة لمصلحة الزمان ، و تركتها عامة الامة ايضا في اكثر احوالها ، و هم يحسبون و يصلحون ، و لا يدرون ما ذا يعملون ، تراهم في عدو الى الحيل يخبطون : ظلمات بعضها فوق بعض ! (٣٤ : ٣٠)

و لا تظن ان هذا الترك قريب العهد ، فانه لم ينقل الينا التاريخ ان طائفة من طوائف التقليد استطاعت احداث شؤونها على جميع قواعد و مسائل الفقهيه ، فمذهبهم ليس هو تمذهب عمل و اكتساب ثواب ، بل اعتقاد و اقوال و نزاع و جدال ، و تخاذل و افتراق ، و بلاء و شقاق ، و كان نتيجة هذا التقليد ان شوهوا وجه الشريعة الغراء ، حتى ظن من ضعف ادراكه ان الشريعة ليست سوى ما بايدى هؤلاء المقلدة - فيا لله و للمسلمين من هذه الفاقرة التي هي اعظم هوادم الدين ، و الرزية التي ما رزى بمثلها سبيل المومنين !

كان اهون الاختلاف اختلاف الصحابة و غيرهم من السلف في فهم الاحكام ، مع عذر كل منهم لمخالفه بحيث لم يكونوا شيعاً تتفرق في الدين ، و تتعصب كل شيعة منها لبعض المخالفين ، فان مثل هذا الاختلاف طبيعي في البشر لا يحدث التفرقة ، و لكن لما جاء دور التقليد و التحزب ، و التعصب للمذاهب ؛ حلت النقمة ، و تفرقت الكلمة ، و ذهبت الريح و الشوكة ، الى ان وصلنا الى هذه الدرجة من الضعف و الذل : ذهب ملكنا ، و صارت المملكة الكبيرة من ممالكنا تقع في قبضة الاجانب فلا يبالي بهم سائر المسلمين ! فاين الوحدة و الاخوة ؟ و التواد و التراحم ؟ و التعاون و التناصر ؟ و اين تمثيل مجموعهم بالجسد الواحد ؟ كل ذالك قد زال ، و كان مبدء زواله ذالك الاختلاف : فما لهؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا ؟ (٤ : ٧٧)

اقرأ في التاريخ حوادث الفتن بين اهل السنة و الشيعه ، و بين المنتسبين الى السنة بعضهم مع بعض : بين الاشاعرة و الحنابلة ، بين الحنفية و الشافعيه ، بين الشافعية و الحنبليه - و من اغرب ما تجد ان العدوان بين الشافعيه و الحنفية كان من اسباب حملة التتار على المسلمين - تلك الحملة التي كانت اول صدمة صدعت بناء قوة المسلمين صدعا ، لم يلتئم من بعده و بعد كما كان : ذالك بما قدمت ايديهم و ان الله ليس بظلام للعبيـد (٣ : ١٨٢)

كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : لتسون صفوفكم او ليخالفن الله بين وجوهكم (١) و لا يعد هذه الحكمة النبوية الا العليم بصفات الانفس البشرية و اخلاقها و نظام الاجتماع الانساني - و من سنن الله في ذالك ان ما يتفق فيه الافراد من الاعمال الظاهرة المشتركة بينهم ، يكون سبباً لائتلافهم و اتفاقهم و وحدتهم ، و الضد بالضد - لذالك تتحرى الامم المرتقية في العلم و النظام ، ان تربى افرادها على نظام واحد في الاعمال الظاهرة ، و ان تنشر عاداتها في الامم الاخرى لتجذب بها قلوبها اليها -

فيا سبحان الله ! ان رسولنا لم يسمح لنا ان تختلف افرادنا في صف الصلوة فيتقدم بعضهم على بعض ، و اخبر على ان ذالك يكون سبب اختلاف قلوبنا ، و وقوع التفرق بيننا - ثم نحن نجيز لانفسنا ان نقيم في المسجد الحرام عدة جماعات في وقت واحد لاختلاف المذاهب ؟ و نعد هذا رحمة بنا ، و نعتقد بان الاختلاف بين الامة رحمة ؟ فاى رحمة استفادها المسلمون من الاختلاف و الافتراق ، غير التذلل و التسفل و الشقاق ؟ ارايت لو لم توجد بدعة التحزب و التفرق من كل طائفة لتعليم معين ، هل كان وجد هذا الضلال ؟ ارايت لو ان المسلمين يعملون في كل عصر بقوله تعالى " فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله و الرسول " هل كان وجد هذا التفرق و التمزق و الانحلال ؟ لا ، لا ، و انما وجد بالتقليد الاعمى ، لان كل طائفة وثقت برؤسائها فاتبعتهم بغير دليل ، و سنزيد هذا بيانا في وقت اخر و حسبي الله و نعم الوكيل

* * *

لقد بعث الله في القرون الخالية علماء اصفياء يجددون لهذه الامة امر دينها فكانوا فيها كانبياء بني اسرائيل - فمنهم من اهتدى بدعوته النفر و الرهط و الجماعة ، و منهم من حال الاضطهاد و ضعف الاستعداد دون الاهتداء به ، و كانت العامة المسكينة تغتر بمقاومة فقهاء الرسوم و ساداتهم الحكام لاولائك المصلحين المجددين ، و تتبعهم في ضلالهم ، لان الناس على دين ملوكهم - حتى ان صوت حجة الاسلام احمد ابن تيميه قد خفت في هذه الامة المسكينة و هو اندى اصوات المصلحين ، و كتبه خفيت فيهم عدة قرون و هي اقوى و اظهر حجة من سائر كتب المسلمين !

* * *

آه ، ما اشد غفلة الناس عن حقيقة الاسلام ! اى سعادة للناس لو عرفوا ان كل فرد من افرادهم انه اوتى من الاستعداد ما اوتيه من يوصفون بالولاية و القداسه ، و يدلون بالزعامة و الرياسه ؛ فمنهم من يستعبد بها الناس استعباداً روحانيا ، و منهم من يستعبدهم بها استعباداً سياسيا ؛ و اخلاص كل فرد من افرادهم في علمه الديني لله و علمه الدنيوي للناس ! هذه السعادة هي روح الاسلام و حقيقته حجبتها عن بعضهم الرسوم العمليه ، و التقاليد المذهبيه ، و عن الاخرين النزعات النظريه ، و التقاليد الوضعيه - فالاولون يرمون بالكفر او البدعة كل من خالف مذاهبهم ، و الاخرون ينبزون بالغبـاوة و التعصب كل من لم يستعذب مشربهم - فمتى يكثر المسلمون الخالصون المخلصون للاولين و الاخرين ، فيكونوا حجة الله عليهم و على جميع العالمين ، و راية الوحدة الفاضحة للمختلفين : و من احسن قولا ممن دعا الى الله و عمل صالحاً و قال انني من المسلمين (٤١ : ٣٤)

* * *

لا اصلاح الا بدعوة ، و لا دعوة الا بحجة ، و لا حجة مع بقاء التقليـد - فاغلاق باب التقليـد الاعمي و فتح باب النظر و الاستدلال هو مبداء كل اصلاح ، و مفتاح النجاح و الفلاح - و السلام على الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه ، اولائك الذين هداهم الله و اولائك هم اولوالالباب (٣٩ : ١٩) (البقية تتلي)

---

(١) متفق عليه في الصحاح و السنن كلها و في رواية ابي داؤد " او ليخالفن الله بين قلوبكم " قال النووي معناه يوقع بينكم العداوة و البغضـاء - و قال القرطبي : تفترقون فيأخذ كل واحد وجها غير الذي يأخذه صاحبه -

حضرت موسی علیه السلام ے عهد لخوت كي تجديد كي - نه حضرت مسيح عليه السلام ے رشتۂ مودت جوڑا - نه حضرت نوح عليه السلام كي حياة دعوة كا نام ليا ' بلكه اپنے آپكو صرف اپنے باپ ابراهيم عليه السلام کے آغوش خلت میں ڈالدیا ، اور اسي كو اپني دعوة كا مورث اولی قرار دیا :

ان اولى الناس بابراهيم	در اصل ابراهيم کے قريبي وه لوگ هيں
للـــذين اتبعـــوه وهذ	جنهوں نے اوسكا اتباع كيا - اور يه پيغمبر
النبي و الذين آمنـــوا	اسلام اور مسلمان بهي اوسيكے سلسله ميں
(۳ : ۶۱)	داخل هيں -

جو لوگ ريگستان عرب كي اس موج هدايت كو اپنے اندر جذب كرنا چاهتے تھے ' اونكي تشنه لبي نے يه حال ديكهكر چاها كه اصل منبع هي كو اپنے دائرے ميں سميٹ ليں - پس هر طرف سے صدائيں اُٹهيں كه ابراهيم تو هم ميں سے تها :

يا اهل الكتـــاب ! لم	اے اهل كتاب ! ابراهيم کے بارے ميں
تحاجون في ابراهيـم	كيوں بحث و مباحثه كرتے هو اور كيوں
و ما انزلت التـــوراة	اس كوشش باطل ميں پڑ گئے هو كه
و الانجيل الا من بعده ؟	اسے يهودی يا نصراني ثابت كرو ؟ كيا
افلا تعقلون ؟ ها انتم هولاء	تمهيں اتني خبر بهي نهيں كه توراة
حاججتم فيما لكم به علم '	اور انجيل تو اوسكے بعد نازل هوئيں
فلم تحاجون فيما ليس	هيں ' انسے پہلے يهوديت اور نصرانيت
لكم به علم ؟ و الله يعلم	كا وجود هي كهاں تها ؟ تم اون چيزوں
و انتم لا تعلمون - ما كان	کے متعلق تو لڑ جهگڑ چکے جنكا تمكو
ابراهيم يهوديا و لا نصرانيا	علم تها ' ليكن جن چيزوں كي تمكو
و لكن كان حنيفا مسلما	خبر نهيں اونكے متعلق كيوں بحث
و ما كان من المشركين	كرتے هو؟ الله كو اسكي حقيقت كا
(۳ - ۵۸)	علم هے اگرچه تم مبتلاے جهل و

بے خبري هو - بلاشبه ابراهيم نه تو يهودي تها اور نه نصراني ' بلكه وه ايک هي راه مستقيم پر چلنے والا مسلم تها - وه تمهاري طرح مشركوں ميں سے نه تها -

درحقيقت يه اسلام كي تاريخ اور اسلام كي نشو و نما كا ايک عجيب و غريب واقعه هے كه اس نے نبوت و دعوة امم کے تمام گذشته مراكز و مظاهر كو ترک كرکے صرف حضرة ابراهيم عليه السلام هي کے دامن ميں پناه لي ' جسكا هر گوشه خون کے چهينٹوں اور آگ کے شعلوں سے سرخ هو رها تها !

پهر كيا وه صرف تعلقات رحميه كي تجديد كرنا چاهتا تها ؟ كيا يه صرف اسليے تها كه وه نسلاً حضرة ابراهيم سے تعلق ركهتا تها ؟

ليكن اوس نے تو خود هي اپني لاڈلي بيٹي سے پہلے هي كهديا :

اندريں راه فلاں ابن فلاں چيزے نيست !

يا فاطمة بنت محمد !	اى محمد كي بيٹي فاطمه ! اپنے آپ كو
انقذي نفسک من النار	آگ سے بچانے كي كوشش كر ' كيونكه
فاني لا املک لک ضرا	ميں تيرے نفع و نقصان كا اختيار
ولا نفعا - ان لك رحما	نهيں ركهتا - البته مجهه ميں اور تجهه
و سابلها ببـــلالها -	ميں رحمي تعلقات ضرور هيں - اونكو
(ترمذي صفحه ۵۲۶)	دنيا ميں سرسبز ركهه سكتا هوں ' مگر
	يه تو دين كا معامله هے -

ليكن تمام دنيا اسي رشتۂ هم نسبي ميں اولجهي هوئي هے - وه بيٹے كو باپ كي گود ميں ديكهه ديكهه کے خوش هو رهي هے مگر يه نهيں سوچتي كه نبوت كا روحاني خاندان دنيوي سلسلۂ نسب سے بالكل الگ هے ' اور دعوة الهيه كا رشته خون اور جسم سے مركب نهيں هوسكتا - اسكا گهرانه دوسرا هے ' اور هر پيغمبر صرف روحاني قابليت هي سے كسي سلسلے ميں داخل هوسكتا هے -

(دو قسميں)

قرآن حكيم ميں اگرچه نبوت کے عام اشتراک جنسي كي بنا پر تمام انبياء كرام كا نام ايک ساتهه اور ايک حيثيت سے آيا هے ' ليكن بعض خصوصيات نوعي کے لحاظ سے اُسنے انبياء کے جو مختلف طبقات قائم كرديے هيں ' اُن ميں دو سلسلے علانيه ممتاز نظر آتے هيں -

ايک سلسله اُن انبياء مرسلين كا هے جنهوں نے اپني دعوة کے ذريعه نئي قوميتوں كي بنياد ڈالي ' اور جو قديم عمارتوں كي اصلاح كيليے نهيں بلكه از سرنو ايک نئي قومي عمارت بنانے كيليے آئے تھے -

دوسرا سلسله انبياء مجددين و محدثين (بالفتح) كا هے جنهوں نے كسي نئي امة كي بنياد نهيں ڈالي بلكه كسي پيشتر كي قائم شده امة صالحه كي مزيد تكميل و تبليغ كي - يا امتداد عهد کے نتائج مضله و استيلاے بدعات و محدثات سے اُسے نجات دلاكر فرض تجديد و احياء ادا كيا -

(انبياء مرسلين)

پہلے سلسلے كا وصف امتيازي يه هے كه وه تمام قديم نظام ' قديم عقائد ' اور قديم اخلاق و مقومات كو مٹاكر ايک جديد قوميت صالحه كي بنياد ڈالتا هے ' اور اوسكو آب و هوا اور جغرافيانه حدود طبعيه کے اثر سے الگ كرکے ' صرف مذهبي آب و هوا ميں ترقي اور نشو و نما ديتا هے - قرآن حكيم ميں خدا تعالى نے اس صنف کے ايک نماياں سلسلے اور اسكي ممتاز كڑيوں كا ذكر متعدد موقعوں پر ايک ساتهه كيا هے :

الم ياتهم نباء الذين	كيا ان منكرين حق تک اون لوگوں کے
من قبلهم قوم نوح '	نتائج اعمال كي خبر نهيں پهونچي
و عاد ' و ثمود - و قوم	جو اون سے پہلے گذر چکے هيں ؟ يعني
ابراهيم ' و اصحب مدين '	نوح ' عاد ' ثمود ' اور ابراهيم كي قوم '
و الموتفكت ' اتتهـــم	نيز مدين کے رهنے والے ' اور وه
رسلهم بالبينت ' فما كان	بد بخت جنكي بستياں اولٹ
الله ليظلمهم و لكن كانوا	دي گئيں (يعني قوم لوط) ان سب کے
انفسهـــم يظلمـــون !	پاس همارے پيغمبر دلائل اور نشانياں
(۹ : ۷۱)	ليكر آے ' تا وه هدايت و سعادت حاصل

كريں اور اپني بد اعماليوں کے نتائج مهلكه سے نجات پائيں - خدا اون لوگوں پر ظلم كرنا نهيں چاهتا تها - پر افسوس كه انهوں نے خود هي اپنے اوپر ظلم كيا !

اس آية كريمه ميں خدا تعالى نے اول حضرة نوح كا ذكر كيا هے جنهوں نے ايک نئي امة صالحه كي بنياد ركهي ' اور انكے بعد اُن جماعتوں كا ذكر كيا هے جنميں دعوة نوحي کے مجددين آتے رهے - پهر حضرة ابراهيم كا نام ليا هے جو حضرة نوح کے بعد دوسرے دور قوميت کے مصدر و باني تھے اور پهر انكے بعد كي دعوة هاے مجدده كي طرف اشاره كيا هے -

(دعـــوة نـــوحي)

انبياء مرسلين عليهم السلام ميں سب سے پہلے حضرة نوح عليه السلام كي دعوة مرسله سامنے آتي هے جو پہلي صنف انبياء ميں بلحاظ تقدم عهد کے ايک مخصوص امتياز ركهتے هيں -

انهوں نے ايک جديد قوم پيدا كي ' اور اوسكو مذهبي امتيازات و مقومات كي آب و هوا ميں پرورش كرنا چاها - جن لوگوں نے مذهب كي اس حبل المتين كو مضبوط پكڑا ' عذاب الهي سے نجات پائي ' مگر جن لوگوں نے اس سر رشتۂ حيات كو چهوڑ ديا ' هلاک هوگئے ' اور باوجود رحمي و نسلي تعلقات کے خدا نے اونكو نوح عليه السلام

فضاء آسماني ميں مرتفع هو' تاهم اسکے سوا کيا هے جو زمين کے اندر ايک چهوٹے سے دانے ميں پوشيده تها؟

کلمة طيبة کشجرة طيبة ' اصلها ثابت و فرعها في السماء - توتي اکلها کل حين باذن ربها ' و يضرب الله الامثال للناس لعلهم يتذکرون ! (۳۹:۱۴)

هدايت الهي کے کلمۂ طيبه کي مثال يوں سمجهو گويا ايک مبارک اور پاک درخت هے جسکي جڑ تو زمين کے اندر محکم هے اور ٹهنياں فضاء آسماني ميں پهيلي هوئيں ! اپنے پروردگار کي ربوبيت کے احسان سے اُس نے ايسي نشو و نما پائي که کبهي بهي بے برگ و بار نظر نهيں آتا اور هر وقت اسکي شاخيں پهلوں سے با مراد رهتي هيں - الله تعالى يه مثاليں انسانوں کے فهم و موعظة کيليے بيان کرتا هے ' تاکه وه عقل و بصيرة سے کام ليں' اور الله کي سچائي کي حقيقت کو سمجهيں !

(کائنات خلت)

وجود ابراهيمي کا مقام " خلت " کلمۂ طيبه کا ايک بيج تها جس سے " امة مسلمه " کا " شجرۂ طيبه " نکلا اور بلا شبه اسکي اصل زمين ميں ثابت تهي اور ٹهنياں فضاء ميں پهيل گئيں - ان ٹهنيوں کے پهيلاؤ اور انکے برگ و بار کي کثرت و وسعت سے در اصل ايک " کائنات خلت " يا ايک " عالم ابراهيمي " متشکل هوتا هے ' جسکا جغرافيه اگرچه زمين کے تمام گوشوں تک پهيل گيا ' ليکن وه مثل ايک دائرۂ سعادت کے هے ' اور اسکا مرکزي نقطه " اسوۂ ابراهيمي " هي کا پاک بيج هے - پس اس تمام کائنات کي حقيقت اسي وقت واضح هو سکتي هے جبکه اسکے اصل و اساس کي حقيقت واضح هو جاے ' اور اسکا واضح هونا في الحقيقت سعادة و هدايت انسانيه کي ايک مکمل وقائع اور سرگذشت هوگي -

(تاريخ امة مسلمة)

قرآن حکيم نے بار بار اور صاف صاف اعتراف کيا که اسلام ملة ابراهيمي هے - اس بنا پر " امة مسلمه " کا به حيثيت ايک ممتاز اور داراے خصائص امة کے ظهور بهي حضرة ابراهيم عليه السلام هي سے هوا - پس اسلام کي حقيقت اور امة اسلاميه کي پيدائش و نشو کي تاريخ ' دونوں اس پر موقوف هيں که حضرة ابراهيم کي حياة طيبه کے سوانح و مقامات ايک صحيح و حقيقي ترتيب و نظم کے ساتهه همارے سامنے موجود هوں -

يهي وجه هے که قران حکيم کے قصص و وقائع کا سب سے زياده اعظم و اهم حصه حضرة ابراهيم کي حياة طيبه هے ' اور قران حکيم کي تفسير کبهي مکمل نهيں هو سکتي جب تک اس زندگي کي ايک ايسي سوانح عمري مرتب نه هو جاے جسکے تمام اصولي ابواب صرف قران حکيم هي سے ماخوذ هوں -

افسوس که فن تفسير کا جو ذخيره اس وقت همارے پاس موجود هے' اسميں اس اهم اور اساسي موضوع کيليے کوئي منظم سامان نهيں نظر آتا ' اور اس سے بهي بڑهکر افسوس يه که ارباب تفسير و تاويل ميں ايک بڑا گروه وه نظر آتا هے جو اسلام اور ملة ابراهيمي کے تعلق کو سمجهنے کيليے صرف اتنا کهديتا کافي سمجهتا هے که حضرة ابراهيم نے ختنه کيا اور حج کے ظاهري رسوم کي بنياد ڈالي - يهي رسوم تهيں جنکے ليے خدا نے انهيں آزمايا اور کامياب پاکر مژده امامت ديا - گويا اس گروه کے نزديک يهي وه ابراهيمي ورثه تها جو محمد الرسول الله (صلى الله عليه و سلم) کے حصه ميں آيا ' اور بس يهي عوائد و رسوم تهے ' جنسے ملة ابراهيمي مرکب تها !

و ذالک مبلغهم من العلم !

(اُسوۂ ابراهيمي)

اسوۂ ابراهيمي کے متعلق چند مبسوط مقالات وقتاً فوقتاً الهلال ميں شائع هوچکے هيں جنميں مختلف حيثيتوں سے اس " کائنات خلت " کے مختلف گوشوں پر نظر ڈالي گئي هے ' ليکن بحث و نظر کا اصلي حصه ابهي باقي هے - ضرورت هے که اسميں ترتيب و تنظيم پيدا کيجاے ' اور ايک ايسي مرتب سوانح زندگي مدون کيجاے جسميں حيات ابراهيمي کے تمام مقامات ذهاب الى الله و وصول حقيقة دين فطرى کے وقائع ' اپني اصلي قراني ترتيب کے ساتهه آ جائيں -

حضرة ابراهيم عليه السلام کي حياة طيبه کے جسقدر وقائع قران حکيم نے جا بجا بيان کيے هيں ' ان ميں سب سے پہلے وه مقام سامنے آتا هے ' جهاں پهنچکر انهوں نے نسل انساني کي امامت و پيشوائي کو اپنا منتظر پايا اور انکي گروه در گروه جماعتوں اور قوموں کے اندر ايک مخصوص و ممتاز " امة مسلمه " کي نسل ديکهي جسکو خدا نے تلاوت ايات الله ' و تزکيۂ نفوس ' و تعليم کتاب و حکمت کيليے چن ليا تها - اور اسطرح انهوں نے کسي گري هوئي عمارت هي کو درست نهيں کيا ' بلکه خود ايک نئي عمارت کي بنياد رکهي ' اور اسي ليے وه هدايت و سعادة امم کے اولين ارضي مرکز کے باني ٹهرے :

ان اول بيت وضع للناس للذى ببکة مبارکا وهدى للعالمين ' فيه ايات بينات مقام ابراهيم ' و من دخله کان امنا ! (۹۰ : ۳)

بلا شبه يه حقيقت ظاهر هے که سب سے پہلا گهر جو کرۂ ارضي پر هدايت و سعادة انساني کيليے بنايا گيا ' وه وهي هے جو سر زمين مکه ميں تم ديکهه رهے هو - يهي گهر الهي برکتوں کا سرچشمه اور تمام جهاں کيليے مرکز هدايت هے - وه اگرچه بظاهر اينٹوں کي ايک چهوٹي سي عمارت دکهائي ديتي هے ' ليکن دراصل اسکے اندر خدا کي قدرت و حکمت اور دين الهي کے نشو و نما کي کهلي کهلي اور ناقابل انکار نشانياں رکهي گئي هيں - يه نشانياں مقام ابراهيمي کي اُس قدوسيت کو واضح کرتي هيں جس نے اُسے تمام عالم کيليے قبله و مصلى بناديا !

قران حکيم کي وه تمام آيات کريمه جنميں حضرة ابراهيم کي امامت للناس ' بناء کعبۂ و قبلۂ مومنين ' تکوين و عمران وادي غير ذي زرع ' اتخاذ مقام ابراهيم مصلى ' دعاء ظهور امة مسلمه ' اور التجاے بعثت " رسولاً من نفسهم يتلو عليهم اياتک " کا ذکر هے ' اسي مقام کو واضح کرتي هيں ' اور دراصل يهي وه بقاء دوام ' رفع ذکر ' علو لسان صدق ' اور کلمۂ باقيه هے جسکي طرف جا بجا قران حکيم نے اشاره کيا :

ولقد اصطفيناه فى الدنيا و انه فى الآخرة لمن الصالحين (۲:۱۲۵)

و وهبنا لهم من رحمتنا و جعلنا لهم لسان صدق عليا (۵۱ : ۱۹)

و جعلها کلمة باقية في عقبه لعلهم يرجعون (۲۸ : ۴۳)

يعني انهوں نے هدايت و سعادت کي ايک ايسي نسل پيدا کي جو کبهي فنا نهوگي اور جسکي دعوة هميشه باقي رهيگي ' اور في الحقيقت يهي اعلى ترين مرتبه خلت اور منتهاے کمال انسانية هے - کما سيأتي انشاء الله تعالى -

نيز اسي مقام کي تشريح سے يه امر بهي واضح هو جائيگا که اسلام اور ملة ابراهيمي کا تعلق کس سلسله پر مبني هے ؟

چنانچه سب سے پہلے هم اسي مبحث پر نظر ڈالتے هيں :

(سلسلۂ نبوت)

نبوت کا جو سلسله حضرت آدم عليه السلام سے شروع هوکر بخط مستقيم حضرت عيسى عليه السلام تک پهنچکر رک گيا تها ' اوسکي تکميل ميں صرف ايک آخري کڑي کي کسر رهگئي تهي - اسليے جب آخري کڑي نے اس روحاني سلسلے کو مکمل کرنا چاها تو تمام دنيا نے اپني اپني طرف کهينچنا شروع کيا - ليکن اوس نے نه تو

اسطرح انپر حاري هو گئے اور اسطرح انكي طبيعت كو ان خارجي اثرات ضلالت سے انس و تعلق هو گيا ' كه خدا كي تمام بخشي هوئي قوتيں اور عطا كرده حواس اب انپر كوئي اثر نہيں ڈال سكتے - وه اپني آنكهيں كهو كر اب اونكي آنكهوں سے ديكهتے هيں ' اپنے كانوں كو بهرا كر كے انكے كانوں سے سنتے هيں ' اپنے فكر كو معطل كر كے اونكي عقل سے سمجهتے هيں - پس اگرچه انكے پاس آنكهيں هيں مگر نہيں ديكهتے ' اگرچه كان هيں مگر نہيں سنتے ' اگرچه عقل هے مگر نہيں سونچتے : لهم قلوب لا يفقهون بها ' ولهم آذان لا يسمعون بها ' ولهم اعين لا يبصرون بهـــا :

سواء عليهم اءنذرتهـــم ام لم تنذرهم لا يومنون - ختم الله علي قلوبهم و علی سمعهم ' و علی ابصارهم غشاوه - و لهم عـــذاب عظـــيم ! ! (۲ : ۱)

اب انكي يه حالت هوگئي هے كه انكو ڈرايا جائے يا نه ڈرايا جائے ' انكے ليے يكسان هے - تم انہيں نتائج اعمال سے ڈراؤ تو ' اور نه ڈراؤ تو ' وه كبهي بهي نہيں مانينگے - الله نے انكے دلوں پر بوجه كسب ضلالت كے مهر لگا دی ' انكے كان بند هوگئے ' انكي آنكهوں پر جهل و جسارت كا پرده پڑ گيا ' اب اندهے كے آگے خواه كتنے هي چراغ روشن كرو ' وه روشني نہيں ديكهه سكتا - اور بلا شبه يه بڑی هي بدحالي هے جو انكے واسطے مهيا هوگئي ! !

اسكي علت اصلي يہي هے كه صديوں كے رسوم و عادات اور عقائد و اعمال كي زنجيروں كو توڑ كر ايک نئي حياة فكری و عملي كا اختيار كرنا ' اور جس آب و هواے عمل و اعتقاد ميں بچپنے سے ليكر بڑهاپے تک دماغ پرورش پا چكا هے ' يكايک اس سے باهر آ جانا ' دراصل انسان كيليے ايک ايسي راه كي دعوة هے ' جو گويا ايک نئے جسم ' نئے دماغ ' نئے فكر ' نئے حواس ميں مبدل هوجانے ' اپني هر پچهلي مالوف و محبوب چيز سے هجر و فراق بلكه قطع علائق كر ليـــنے ' اور اپني تمام گذشته مالوفات و معمولات و مشغولات كو بهول جانے ' غرضكه از سرنو پيدا هونے اور ايک نشئة ثانيه ميں سے گذرنے كي طرف بلاتي هے ' اور ايســـا كرنا في الحقيقت انساني اراده كيليے زندگي كا سب سے بڑا مشكل كام هے جو اسكے سامنے پيش هوسكتا هے -

●

انسان جو يكسر انفعال و تاثر هے ' جسكے دامن كسب كيليے هستي كا ايک ايک ذره كانٹا هے ' جو دنيا ميں صرف كهوتا ' ديتا ' لٹاتا ' اور اگلتا هي هے ' اور باهر سے اثر و فعل كا جب كوئي غبار اڑتا هے تو اسكے ايک ايک ذرے كو اپنے دامن و آستين ميں محفوظ كرتا هے ؛ غور كرو كه اسكے ليـــے يه دعوة تجدد ' يه آرزوے تحول ' يه صداء تاسس ' جو سر سے ليكر پانوں تک اسكو يكسر بدلدينا اور نيا بنا دينا چاهتي هے ' جو اسكو هر محبوب و مالوف شے سے چهڑاتي ' اور هر ايسي چيزے جوڑنا چاهتي هے جو اسكي نظروں ميں اتني هي مبغوض هے جتني پهلي محبوب تهي ' كيسي مشكلوں كي پكار ' كيسي سختيوں كي درخواست ' اور كس درجه صعوبتوں اور مصيبتوں كي دعوة هے ؟

اس نے ابتک يه ديكها كه چاند اور سورج اسكے ديوتا هيں ' اور ايک كهر جز مقدس نامونے بنا ديا جائے اسكا مستحق هے كه اسكے آگے سجده كيا جائے - وه صديوں سے نسلاً بعد نسل سنتا آيا هے كه جب پتهر سے ايک شفيع و متوسل ديوتے كي مورت تراش لي جائے تو پهر پتهر سے بڑهكر دنيا ميں كوئي طاقت نہيں - اس نے هميشه اپنے قابل عظمت آبا ؤ اجداد كے متعلق جنكے خون كي گرمي سے اسكي عصبيت كي ايک ايک رگ دهک رهي هے ' يہي سنا ' يہي معلوم كيا ' اور اسي كے صدا و فعل ميں پلتا رها كه سچائي نسل و وطن اور بڑے بوڑهوں كي پيروی و تقليد ميں هے ' اور باپ دادا نے جو كچهه كيا صداقت و راست بازی صرف اسي ميں هے - اونهوں نے اپني عجيب و غريب مقدس عقلوں سے جسقدر اعتقادات و اعمال اپني اولاد كيليے يادگار چهوڑے ' وه پہلوں كيطرف سے پچهلوں كيليے ايک پاک امانت هے جس سے ايک ذره كا بهي ضائع كرنا عزت نسلي و قومي كا هلاک كرنا هے -

اب ايک نئي صدا اچانک اٹهتي هے - تقليد ابا ؤ رسوم كي وه سطح ساكن جو صديوں سے منجمد تهي ' يكايک حركت ميں آتي هے ' اور ايک انسان جو نسلاً و وطناً يكسر قومي عقائد و افعال اور عادات و رسوم كا مخلوق هوتا هے اور جو كہيں باهر سے نہيں آتا تا مجهول الحال هونے كي وجه سے پر هيبت هو ' بلكه هميشه "من انفسهم" هوتا هے يعنے انهي ميں كا اور انهي جيسا ' اپني جگه سے هلتا هے ' اور كسي نا معلوم و ما فوق الفهم اثر سے منقلب هوكر چلا اٹهتا هے :

ابلغكـــم رسلت ربي و انصح لكم و اعلـــم من الله ما لا تعلمون - او عجبتم أن جاءكم ذكر من ربكـــم علی رجل منكم لينـــذركم ولتتقـــوا و لعلكـــم تـــرحمـــون ؟ (۷ - ۵۹)

ميں تم تک الله كے بهيجے هوے پيغام پهنچاتا هوں ' تمهـــاري بهلائي اور خوشحالي كيليـــے تمهيں نصيحت كر رها هوں ' اور يقين كرو كه الله كي هدايت و توفيق سے ميں وه كچهه جانتا هوں جو تم نہيں جانتے ! آه ' كيا تمهيں اس قانون الهي پر اچنبها هوتا هے كه تم هي ميں سے الله ايک شخص كو سچائي كی دعوة كيليے چن لے اور اسكے اندر اپني هدايت اتار دے ' تا كه وه تمهيں بدعمليوں كے نتيجوں سے ڈراے اور تاكه تم آنے والي تباهيوں و بد حاليوں سے بچو ' اور تاكه تم پر غضب كي جگه رحمت هو ؟

ليكن يه پيغام - الهي جسكا وه اعلان كرتے هيں ' كيا هوتا هے ؟ يه تبدل و تجدد روحاني اور تقلب و تحول معنوي كي ايک دعوة هوتي هے ' جو انسے انكي تمام پچهلي محبوبات و مالوفات كو چهيننا چاهتي هے اور تقليد ابا ؤ و رسوم و عادات و مالوفات كيليے پيام هلاكت اپنے اندر ركهتي هے :

ء ارباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسمـــاء سميتمـــوها انتـــم و اباؤكم ما انـــزل الله بها من سلطان ' ان الحكم الا لله ' امر الا تعبدوا الا اياه - ذالك الدين القيـــم - و لكن اكثر الناس لا يعلمون ! (۱۲ : ۴)

كچهه تو خـــدا كے بخشے هـــوے نور بصيرة سے كام لو اور سونچو كه پرستش و غلامي كيليـــے بهت سے معبود بنا لينا بہتر هے يا ايک هي خداے واحد و قهار كا هو رهنا ؟ يه جو تم نے اپني بندگي كے ليے خدا كے سوا اور بهت سے چوكهٹ بنا ركهے هيں اور انكا رشته اسدرجه مضبوط پكڑ ركها هے تو بتلاؤ ' انكي حقيقت بجز اسكے كيا هے كه محض چند وهم ساز نام هيں جو تم نے اور تمهارے باپ دادوں نے اپنے دل سے گڑه ليے ' اور گمراهانه اعتقادات اور نسلاً بعد نسل كي تقليد و رسم پرستي نے انكے اندر هيبت و قدوسيت پيدا كردي ؟ حالانكه اس خدا نے كه پرستش و سلطة اعلی كي تمام قوتوں كا مصدر اسي كي ذات هے ' نه تو انكے اندر كوئي طاقت ركهي اور نه انكي معبوديت و محبوبيت كيليـــے كوئي حكم اتارا - يقين كرو كه يه تمام ماسوی الله قوتيں جنهيں تم نے طرح طرح كا حكم و تسلط دے ركها هے ' كچهه بهي نہيں هيں ' اور هر طرح كا حكم اور هر قسم كي سلطاني تمام كائنات هستي ميں نہيں هے مگر صرف الله كيليـــے - اس نے هماري فطرة كے اندر يه بات وديعت كردی هے كه بندگي

سے بیگانہ قرار دیا - انکي دعوة کي بنیاد نسل اور جغرافیہ نہ تھا - وہ ایک نئي قوم پیدا کرنا چاھتے تھے ' اسلیے خود انکي نسل جسماني کے رشتے کا بھي کوئي اثر باقي نہیں رھا تھا - انکا گھرانا اب وھي قوم تھي جو حق و سعادت کے رشتے میں منسلک ھوکر طیار ھوئي تھي ' اور سب سے پہلے وہ خود ھي اپنے پیدا کردہ خاندان ملت کا ایک رکن ھوگئے تھے - اگرچہ وما امن معه الا قليل ۔

و نادي نوح ربه فقال :	اور حضرة نوح علیه السلام نے اپنے
رب ان ابني من اهلي	پروردگار کو پکارا کہ خدایا ! تو نے وعدہ
و ان وعدک الحق '	فرمایا تھا کہ تیرے خاندان کو عذاب
و انت احکم الحاکمین - ا	طوفان سے نجات دي جائیگي - تو
قال یا نوح ! انه لیس	احکم الحاکمین ھے - تیرا وعدہ کبھي
من اھلک ' انه عمل	غلط نہیں ھوسکتا - میرے لڑکے
غیر صالح فلا تسئلن	کو اس عذاب سے نجات دے کیونکہ
ما لیس لک به علم	وہ میرے خاندان میں داخل ھے !
(۱۱ : ۴۷ '	خدا نے کہا اے نوح ! تو جسکو اپنا اھل

سمجھ رھا ھے وہ تیرا اھل نہیں ھے - تیرا گھرانا تو در اصل عمل صالح کا گھرانا ھے (جسکي دعوة دیکر تو ایک صالح قوم پیدا کرنا چاھتا ھے) جو اس گھرانے میں داخل ھوا وہ تیرا ھے ' اور جو اس سے نکل گیا ' وہ تیرا نہیں رھا بلکہ انکے گھرانے کا فرزند ھوگیا جنکے عمل بد کو اسنے اختیار کیا - پس مجھسے وہ سوال نہ کر جسکا تجھے علم نہیں دیا گیا - اے نوح ! یہ نصیحت میں اسلیے کرتا ھوں تاکہ حقائق و اسرار الہي تجھہ پر کھلیں ' اور تو اُن لوگوں میں سے نہو جاے جو لم حقیقت سے محروم ھیں !

(تشریح مزید)

اللہ تعالی نے حضرة نوح کو حکم دیا تھا کہ عذاب طوفان سے بچنے کیلیے کشتي بناؤ - جب کشتي بن چکي تو فرمایا :

احمل فیها من کل	کشتي میں تمام ضروري حیوانات و
زوجین اثنین و اھلک	انواع کا ایک ایک جوڑا رکھہ لو - نیز
(۱۱ : ۴۲)	اپنے گھرانے کے آدمیوں کو بھي سوار کرالو -

لیکن ساتھہ ھي ان لوگوں کو اس سے مستثنی بھي کردیا تھا جنکے متعلق پہلے فرمان ھوچکا تھا کہ اپنے کفر و تمرد کي وجہ سے وہ اس عذاب میں ضرور حصہ پائینگے اور انکے لیے کوئي طلب اور کوئي سوال مقبول نہو گا :

الا من سبق علیه القول	مگر ان لوگوں کو ساتھہ نہ لو جنکي
(۱۱ : ۴۲)	نسبت پہلے حکم ھو چکا ھے -

وہ پہلا حکم یہ تھا کہ لا تخاطبني في الذين ظلموا (۱۱ : ۳۹) جن لوگوں نے حق و عدالت سے انحراف کیا اور اپني سرکشي و عدوان سے غضب ایزدي کے مورد ٹھہرے ' سو انکي بابت مجھسے کچھہ نہ چاھنا !

لیکن چونکہ حق تعالی نے حضرة نوح کو انکے " اھل " و اقارب کے بچا لینے کا حکم دیا تھا اور انکا بیٹا بدرجۂ اولی لفظ " اھل " کے جسماني مفہوم میں داخل تھا ' اسلیے آپکو جرات ھوئي اور جناب خداوندي میں اسے اپنا " اھل " قرار دیکر سوال کیا - اسپر جواب ملا کہ انه لیس من اھلک - گو بظاھر وہ تمہارے " اھل " میں سے تھا - لیکن دراصل اسے تم سے کوئي تعلق نہیں - " اھل " میں سے وہ کیسے ھوسکتا ھے جبکہ وہ سرے سے تمہاري قوم ھي میں داخل نہ رھا ؟

بلاشبہ وہ تمہاري قوم اور تمہارے گھرانے میں سے تھا ' لیکن اب تو تمہاري قوم دوسري ھوگئي - تم نے حق اور راستي کي روح پیدا کرکے جو نئي قومیة صالحہ پیدا کي ھے ' اب سے وھي تمہاري قوم ' وھي تمہارا گھرانا ' وھي تمہارے اھل ھیں - تمہارا رشتہ صرف اس نئي قوم ھي کا رشتۂ اساس ھونا چاھیے - وہ رشتہ خون اور جسم کا نہیں بلکہ حق اور دعوة حق کي روح کا ھے - اسي رشتہ میں منسلک کرکے یہ نئي قوم " دعوة نوحي " سے پیدا کي گئي ھے - تمہارے جسماني تعلقات کے جو " اھل " اس قومیت میں داخل نہ ھوے ' وہ تم سے کٹ گئے ' اور تمہاري جگہ " عمل غیر صالح " کي فرزندي میں داخل ھو گئے !

(قوة عظیمۂ ضلالت)

اس آیة کریمہ میں ایک اور بہت بڑا نکتہ پوشیدہ ھے اور ارباب فکر کو غور کرنا چاھیے -

صدیوں کے مذھبي عقائد ' نسلاً بعد نسل کے پرورش یافتہ رسوم و عوائد ' کسي پوري نسل اور آبادي کے جاگرفتہ اعمال ' اور ان سب سے بھي بڑھکر یہ کہ تقلید و عصبیة جاھلیة کي بندش ' اور طبیعة ثانیۂ انسانیہ کا انجماد ' ضلالة انسانیہ کي ایسي مہیب قوتیں ھیں جنکے مقابلے میں سمندر کي قہاري اور پہاڑوں کي صلابت و جسامت بھي کوئي چیز نہیں - سمندر انسان کو غرق کردیسکتا ھے ' مگر اسکي قہاري یہ قوة نہیں رکھتي کہ کسي پرورش یافتۂ ضلالت انسان کو ایک چھوٹے سے چھوٹے رواج یا رسم کے چھوڑ دینے پر بھي آمادہ کردے - تم نے دیکھا کہ حضرت نوح علیه السلام کے لڑکے کو سیلاب و طوفان نے آ گھیرا اور شفیق باپ بے اختیار پکار اٹھا :

یا بني ارکب معنا	اے میرے نادان بیٹے ! اب بھي وقت
ولا تکن مع الکافرین	ھے - ظالموں کا ساتھہ چھوڑ دے اور
(۱۱ : ۴۴)	ھمارے ساتھہ کشتي میں سوار ھو جا !

مگر دیکھو ' قومي اور جماعتي ضلالت کے اندر کیسا غیر متزلزل جمود ' کیسا غیر متغیر جحود ' کیسي ابلیسانہ جاھلیة ' اور کیسي غیر مفتوح بہیمي قوت ھے ' کہ با ایں ھمہ معائنۂ عذاب و ورود ھلاکت ' وہ باطل پرستي کا رشتہ نہ توڑ سکا ' اور اُسي عصیاني گھمنڈ اور کافرانہ تمرد کے ساتھہ اس آخري دعوة نجات کو بھي رد کردیا ' جو معائنۂ عذاب سے پہلے اسکے اندر کا ابلیس تھا :

ساوی الی جبل	اگر زمین پر طوفان آگیا ھے تو کوئي ڈرنے
یعصمني من الماء -	کي بات نہیں - میں ابھي کسي پہاڑ کي
. (۱۱ - ۴۵)	بلندي پر جا پہونچونگا جو مجھے پاني کي
	ھلاکت سے بچا لیگا -

یہي چیز ھے جسکو قران نے قساوت قلب ' جحود کفر ' انطباع وجدان ' ضلالت عقل ' شقاوت مبین ' وقر آذان ' غشاوة بصر ' غطاء قلب ' ھلاکت عقل ' اماتت فکر ' حجاباً مستورا ' اور صم بکم عمي فهم لا یبصرون ! فرمایا ھے ' اور انساني ضلالت اور فطرة صالحہ کے تبدل ! - تغیر کا یہي وہ مقام ھے جہاں پہنچکر انسان شر الدواب عند اللہ [illegible]اتا ھے - یہي وہ مہر ھے جو انسان کے دل پر جب لگ جاتي ھے تو پھر وہ کبھي حق کیلیے نہیں کھلتا ' اور یہي اُس انسان کیلیے جو احسن تقویم پر پیدا کیا گیا تھا ' وہ اسفل سافلین ھے جہاں گرکر چارپایوں سے بھي بدتر ھوجاتا ھے ' کیونکہ جانور اپني فطرة اصلیہ پر قائم رھتا ھے پر انسان نے اپني فطرة صحیحہ کو خارج کي ضلالت سے بالکل مسخ کردیا - پس :

اولئک کالانعام بل ھم	وہ مثل چارپایوں کے ھوگئے بلکہ ان سے
اضل ' و اولئک ھم	بھي زیادہ گم کردہ راہ - یہي وہ بدبخت
الغافلون -	ھیں جو بصیرة سے محروم ھو گئے اور
	غفلت اُنکے حواس پر چھا گئي !

اسلیے کہ رسم و رواج ' الف و عادات ' تقالید و خرافات ' ملکي و قومي اثرات و علائق ' اور نسلاً بعد نسل منتقل ھونے والے عقائد و اعمال

بصائر و حِکَم

جنگ کا اثر اخلاق پر

(۱)

دنیا کے گوشے گوشے میں قوت کا خزانہ پنہاں ہے - بجلي کي رو خاک کے ہرذرے میں موجود ہے - نموء کي قوت زمین کے چپہ چپہ میں مخفي ہے - موجوں کا تلاطم ہر دریا کے اندر چھپا ہوا ہے - لیکن یہ قوتیں خود بخود نہیں ابھر تیں ' بلکہ اپنے ظہور کیلیے ایک سخت کشمکش ' ایک سخت مقاومت ' ایک سخت تصادم کي منتظر رہتي ہیں - پس جب کوئي قوت انکو ٹھوکر لگا دیتي ہے' تو وہ برہم ہوکر اپنے چہرۂ تابناک سے نقاب اولٹ دیتي ہیں - حرکت بجلي کے خزانے میں آگ لگادیتي ہے ' سیلاب کي رو زمین کي قوت نموء کو ابال دیتي ہے ' ہوا کے جھونکے سطح دریا پر موجوں کا جال پھیلا دیتے ہیں !

* * *

اخلاق بھي ایک قوت ہے جو انسان کے بطون و ارواح میں چھپي ہوئي ہے - لیکن اگر عطر کو شیشي میں بند رکھا جاے تو وہ مشام جان کو معطر نہیں کر سکتا - اوسکي بوے جانفزا بار بار کے ہلنے ہي سے پھیلتي ہے - اسي طرح اگر انسان تمام دنیا سے الگ ہوکر ایک قلۂ کوہ پر عزلت گزیني اختیار کرلے تو اوسکا اخلاقي جوہر ہمیشہ کیلیے پہاڑ کي تاریک غاروں میں چھپ جائیگا - لیکن خدا نے انسان کو اخلاق کي نمائش کرنے ہي کیلیے پیدا کیا ہے - اسي بنا پر انبیاء کرام علیہمُ السلام نے اپني بعثت کا مقصد تکمیل اخلاق قرار دیا - وہ خود بھي دنیا کے منظر علم پر نمایاں ہوے اور اپني امت کو بھي نمایاں کیا - حضرت موسی علیہ السلام نے اپني امت کي نمائش وادي تیہ میں کي - حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس مقصد کیلیے ایک وادی غیر ذی زرع کو منتخب فرمایا' اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کائنات عالم کے ہر میدان میں اپنا اور اپني امت کا اسوۂ حسنہ پیش کردیا :

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر -	تملوگ دنیا کي ایک بہترین امت ہو جو منظر عام پر نمایاں کیگئي ' کیونکہ تم نیکي کا حکم کرتے ہو' برائي سے روکتے ہو-
و كذالك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهدا على الناس و يكون الرسول عليكم شهيدا -	اور ہمنے تمکو ایک صاحب عدل و معدلت قوم بنایا تاکہ تم تمام دنیا کے آگے اپنے زبان و عمل سے حق کي شہادت دو ' اور اس شہادت کي روشني صرف اپنے رسول سے اخذ کرو!

اسلام نے اسي اصول کي بنا پر رہبانیت کو ناجائز قرار دیا' کیونکہ انسان کا اخلاقي جوہر بھي دنیا کي دوسري قوتوں کي طرح تصادم و کشمش ہي کے ذریعہ نمایاں ہو سکتا ہے -

* * *

اللہ تعالے نے چونکہ انسان کو اخلاق حسنہ کا مظہر بنایا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے :

لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم -	ہم نے انسان کو ایک بہترین طبیعة مرکبۂ عادلہ میں پیدا کیا -

اسلیے اوس نے ایسے اسباب مہیا کردیے جو انسان کے حاسۂ اخلاقي کو ہر وقت نمایاں کرتے رہتے ہیں - اگر ایک شخص گھر میں ہے تو اعزۂ و اقارب کے تعلقات سے اوسکے اخلاق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے - اگر بزم احباب میں ہے ' تو دوستوں کے اختلاط و ارتباط کو اوسکے اخلاق کا معیار بنایا جاسکتا ہے ' اگر وہ کسي بازار میں ہے تو معاملات کے ذریعہ سے اوسکے عیب و ہنر نمایاں ہو سکتے ہیں -

* * *

لیکن جنگ ایک ایسي سخت ٹھوکر ہے ' ایک ایسا سخت زلزلہ ہے ' ایک ایسا سخت دھماکا ہے ' جس سے دنیا کا ایک ایک ذرہ جنبش میں آ جاتا ہے ' اور اسکي تمام قوتیں دفعتاً متحرک ہو جاتي ہیں -

اخلاق بھي ایک عظیم الشان قوت ہے ' اسلیے وہ بھي جنگ سے غیر معمولي طور پر متاثر ہوتا ہے ' اور اوس کے اثر سے انسان کے نظام اخلاق میں ایک نمایاں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے - یہي علت ہے کہ اسلام نے اپنے تمام اعمال تربیت کیلیے اخلاقي موثرات میں سے صرف جہاد ہي کو منتخب کیا - کیونکہ اخلاقي انقلاب کا اس سے زیادہ کوئي موثر ذریعہ نہیں ہو سکتا تھا -

* * *

زمانۂ جنگ میں عارضي طور پر انسان کا نظام اخلاق دفعتاً بدل جاتا ہے - یہاں تک کہ عیب ' ہنر اور ہنر ' عیب ہوجاتا ہے - تجسس ایک سخت بد اخلاقي ہے' لیکن زمانۂ جنگ میں جاسوسي ایک ہنر خیال کي جاتي ہے ' اور اسکے لیے بہترین قابلیت کے اشخاص منتخب کیے جاتے ہیں - صیانت نفس ہر انسان کا اخلاقي فرض ہے ' لیکن میدان جنگ سے فرار انتہا درجہ کي بد اخلاقي سمجھي جاتي ہے - محاسن اخلاق میں رحمدلي سے بڑھکر کوئي چیز نہیں' لیکن صف دشمن میں اوسکي کوئي قدردانی نہیں کي جاتي - غیروں کے حقوق کي حفاظت تمدن و قانون کا بہترین کارنامہ ہے - لیکن زمانۂ جنگ میں قانون ہي غیروں کے ملک کا دوسرے سلطنتوں کے ساتھ الحاق کر دیتا ہے اور مال غنیمت جسطرح وحشي قوموں کیلیے ذریعہ معاش تھا' اوسي طرح تمدن کا بھي بہترین اندوختہ بنجاتا ہے - امن کي حالت میں عفو و درگذر' حلم و تحمل' اپنے اندر ایک اخلاقي مقناطیسي کشش رکھتي ہیں ' لیکن صف جنگ میں طلاقت وجہ اور رحم آمیز تبسم سے زیادہ درشت روئي کي قدر کي جاتي ہے - کفایت شعاري نہایت عمدہ چیز ہے ' لیکن میدان جنگ صرف اسراف ہي کے ذریعہ سے فتح ہوسکتا ہے - وفاے عہد کي اخلاقي عظمت کا ہر شخص اعتراف کرتا ہے' لیکن زمانۂ جنگ میں سیکڑوں بد عہدیاں جائز خیال کي جاتي ہیں - اس قسم کے سیکڑوں اخلاقي عیب و ہنر ہیں جنکي حقیقت زمانۂ جنگ میں بالکل بدل جاتي ہے ' اور ضرورت اونکے بدل دینے کیلیے مجبور کرتي ہے -

* * *

لیکن ابتداء میں دنیا کي ہر چیز عارضي ہوتي ہے جو رفتہ رفتہ مستقل صورت اختیار کرلیتي ہے - عارضي اسباب سے زمین پر پاني کے قطرے گرتے ہیں' اور آہستہ آہستہ زمین میں سوراخ کرتے جاتے ہیں - یہاں تک کہ ایک دن وہ مستقل گڑھے کي صورت اختیار کرلیتا ہے - ایک پتھر پر آفتاب کي شعاعیں پڑتي ہیں اور وہ اونکا رنگ جذب کرتا جاتا ہے' یہاں تک کہ ایک دن لعل شب چراغ کے قالب میں نمایاں ہوکر دنیا کي آنکھ کو خیرہ کردیتا ہے !

انسان کے اخلاق و عادات کا بھي یہي حال ہے - بچہ ماں کے پیٹ سے ایک سادہ شیشۂ دل لیکر آتا ہے جس میں ہر عکس کے قبول کرنے کي صلاحیت ہوتي ہے - دنیا کي جو طاقت اسپر اپنا پر تو ڈالتي ہے ' آہستہ آہستہ اسي اثر کو قبول کرتا جاتا ہے' اور ایک دن اوسي قوت کا مجموعي اثر اوسکا اخلاقي دستور العمل

نہ کریں مگر صرف اسی کی' اور سر نہ جھکائیں مگر صرف اسی کیلیئے - یہی فطرۃ صالحہ دین قیم یعنی ہدایت انسانی کا صحیح اور مستقیم راستہ ہے - پر افسوس کہ اس ضلالت اباد انسانی میں بڑی تعداد انکی ہوگئی جن پر اس حقیقیۃ فطریہ سے جہل چھا گیا!!

لیکن اب غور کرو کہ اس دعوۃ کا اصلی منشا زیادہ کھلے لفظوں میں کیا ہوتا ہے ؟ یہ کہ جو کچھہ انسانوں نے اب تک دیکھا' اسے آن دیکھا سمجھیں' جو کچھہ انہوں نے ہمیشہ سنا' اسے یکسر بھول جائیں' جو کچھہ ابتک انہوں نے سمجھا اور یقین کیا' اس سے یک قلم ناھر آجائیں - یہ گویا نسلی و قومی افکار و عقائد کی ایک خانہ ویرانی کی پکار ہوتی ہے' جو انکے اس گھر کو اجاڑنا چاہتی ہے جسمیں صدیوں تک وہ پلے' اور ایک نیا گھرانا آباد کرنا چاہتی ہے جسکے در و دیوار سے انہیں کوئی الفت نہیں -

یہی وجہ ہے کہ جسطرح دعوۃ و ہدایت نے ہمیشہ اور ہر عہد میں یکساں طور پر اجتہاد فکر و نظر کی پکار بلند کی ہے' ٹھیک اسی طرح انسانی ضلالۃ کی جانب سے بھی ہمیشہ الف و عادات اور تقلید آبا و رسوم کے شغف و محبوبیت کا یکساں جواب ملا ہے:

وَكذالك ما ارسلنا من قبلك فی قريـــة من نذير الا قال مترفواها : انا وجدنا آباءنا علی امۃ و انا علی آثارهـــم مقتدون (۴۳ : ۲۳)

اے پیغمبر! انسان کی قومی و جمـــاعتی گمراہی کا ظہور کچھہ تمہارے ہی سامنے ایسا نہیں ہے بلکہ اوس کا عام اور یکساں حال ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے - تمہیں اپنے سے پہلے کوئی بستی ایسی نظر نہیں آئیگی جسمیں الله کے طرف سے ڈرانے والے آے ہوں اور اُنہوں نے اپنی قوموں کے بڑوں سے یہ جواب نہ پایا ہو کہ " ہم نے تو اپنے باپ دادا کو اسی قومی طریقہ پر چلتے پایا اور ہم بھی انہی کے طریق پر چلینگے "

پس انسان کیلیے اس تغیر و تجدد سے بڑھکر اور کونسی کٹھن راہ ہو سکتی ہے ؟ اور کاروبار دعوۃ و تبلیغ میں اس سے زیادہ یکسر مشکلوں اور صعوبتوں سے بھرا ہوا' عقل برانداز' اور ثبات افگن کام اور کونسا ہو سکتا ہے ؟

اگر تم اس حالت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرو' اور اس کلی تاسیس فکری و عملی کے ایک ایک جزیہ کو اپنے سامنے لاؤ' تو تم پاؤگے کہ کائنات اعمال انسانی میں حیرانیوں اور اچھنبوں کا یہ آخری نقطہ ہے - محض وہ انسانی قوۃ جو مادہ کی ترکیب و اثرات سے متقوم ہوئی ہے' اس کام کے لیے کچھہ نہیں کرسکتی' اور جب تک انسانی ضلالت سے لڑنے کیلیے انسان نہیں' بلکہ انسانیۃ سے کوئی ما فوق قوۃ نہ اتر آے' اسوقت تک انسانی ضلالت ہار نہیں سکتی - اس معرکے میں ایک طرف تنہا ایک انسان' اور دوسری طرف پوری نسل' پوری قوم' پوری آبادی' بلکہ پوری دنیا ہوتی ہے - پس اس اسمان کے نیچے کونسی عقل ہے جو یہ مان سکتی ہے کہ ایک انسانی فرد کسی پوری آبادی کو' جو بلحاظ انسانیۃ کے اس سے مساوی قوۃ رکھتی اور بلحاظ تعداد کے اس سے ہزار چند ہے' محض اپنی انسانی قوت ہی سے شکست دیسکتا ہے ؟

ولقـــد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين' انهم لهم المنصـــورون و ان جندنا لهم الغالبـــون (۳۷ : ۱۷۱)

اور ہم نے اپنے اُن بندوں کیلیے جنکو ہم حق کے اعلان اور ہدایت کی پکار کیلیے دنیا کے سامنے بھیجتے ہیں' پہلے ہی سے یہ قانون قرار دیدیا ہے کہ فتح و کامیابی انہی کو ہوگی -

پس انسانیۃ سے مافوق قوۃ' وہ قوۃ ربانیہ ہے جو اترتی ہے' اور کسی ایک انسان کو اپنا مہبط و مورد بنا کر اسمیں سے ابھرتی اور اسکے اندر سے چمکتی ہے - پھر اس انسان کا ہاتھہ خدا کا ہاتھہ ہوجاتا ہے - وہ اٹھتا ہے تو کبھی طاقت سے نہیں جھک سکتا : یدُ الله فوق ايديهم (۴۸ : ۱۰) اور اسکا عزم خدا کا عزم بن جاتا ہے پس جب وہ اعداء حق پر تیر افگنی کرتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ میں نے کی :

و ما رميت اذ رميت ولكن الله رمي (۸:۱۷)

اور جب تو نے اے محمد دشمنوں پر تیر چلایا تو دراصل تیرا وجود چلانے والا نہ تھا بلکہ خود اللهؐ چلا رہا تھا !

(عود الی المقصود اور قربانی)

تمہید مندرجۂ صدر سے تم پر واضح ہوگیا ہوگا کہ انسان کی جس اجتماعی ضلالت کا مقابلہ انبیاء کرام کو کرنا پڑتا ہے' وہ اپنے اندر کیسی عظیم الشان اور غیر مفتوح قوۃ رکھتی ہے ؟ اور جب تم نے تاریکی کی طاقت کا اندازہ کرلیا تو اب اسی سے اسکا بھی اندازہ کرلو کہ ایسی طاقتور تاریکی کے دور کرنے کیلیے کیسی طاقتور روشنی مطلوب ہے ؟

تم نے دیکھہ لیا کہ دشمن کی طاقت کا کیا حال ہے ؟ اب سونچو کہ ایسے قوی دشمن کے ہلاک کرنے کیلیے کیسے طاقتور گرز اور کیسے قوی دست و بازو کی ضرورت ہے ؟

انبیاء کے آلات و اسلحہ مادی نہیں ہوتے - مادی ساز و سامان کے لحاظ سے وہ بالکل فقیر و تہی دست ہوتے ہیں - انکے ساز و سامان کے ڈھالنے کا کارخانہ دوسرا ہے - وہ جن آلات و اسلحہ کے ساتھہ اس معرکۂ ضلالۃ و ہدایۃ میں قدم رکھتے ہیں' انمیں اولین حربہ " قربانی " کا ہوتا ہے -

انسان کی اجتماعی حیات یا قومیت دراصل ان تمام عقائد و اعمال کے مجموعہ کا نام ہے جو نسل و وطن اور متوارث و متواصل علائق نسلی سے ترکیب پاتے ہیں - ان انبیاء کرام کا مشن یہ ہوتا ہے کہ ان تمام نسلی اور قومی امتیازات قدیمہ کو مٹا کر ایک نئے روحانی امتیاز و خصوصیت کی بنیاد پر نئی قومیت پیدا کریں - پس اس بنا پر انکی دعوۃ کا اولین اسوۂ حسنہ یہی ہونا چاہیے تھا کہ خود بھی نسل و خاندان کے تمام رشتوں کو توڑ دیں' اور اسطرح نسلی قربانی کا طاقتور حربہ طیار کریں -

اس قربانی کا اثر انکے تمام کار و بار دعوۃ میں سب سے زیادہ کارگر ہوتا ہے - قوم دیکھتی ہے کہ کس طرح داعی الی الحق نے اپنے تمام رشتوں کے گھر کو اُجاڑ دیا' اور اُسی عمارت کا ایک گوشہ بنگیا' جسکی چھت کے نیچے ہمیں جگہ دے رہا ہے !

چنانچہ انبیاء کرام اور رسل عظام کے اس سلسلے میں جنہوں نے نئی قومیتوں کی بنیاد رکھی' سب سے پہلے حضرۃ نوح علیہ السلام کی دعوۃ کا مقام ہے' اور چونکہ انکی دعوۃ اسی پہلی قسم کی دعوۃ تھی' اسلیے ضرور تھا کہ اس اولین قربانی کا بھی وہ اسوۂ حسنہ قائم کرتے -

پس آیۃ کریمۂ مندرجۂ صدر میں جب اُنہوں نے اپنے بیٹے کیلیے خدا کو پکارا' تو ارشاد ہوا کہ یہاں جسمانی رشتے کیلیے کوئی گنجایش نہیں - اگر تمہارا بیٹا عمل صالح کے اس نئے گھرانے میں داخل ہوجاتا جسکی تم نے بنیاد رکھی ہے' تو وہ تمہارا عزیز تھا - لیکن اُس نے " عمل صالح " کی جگہ " عمل غیر صالح " سے رشتہ جوڑا - پس اب اسکا ذکر بیکار ہے' اور یہ بناء قومیت کا وہ ناموس الٰہی ہے جسکا تمہیں علم ہونا چاہیے :

قال رب انی اعوذ بك ان اسئلـــك ما ليس لی به علم (۱۱ : ۴۹)

حضرۃ نوح نے عرض کیا : اے میرے پروردگار! میں اپنے ضعف بشری کا اعتراف کرتا ہوں اور تیری رحمت و مغفرت میں پناہ لیتا ہوں کہ جس چیز کی حکمت و حقیقت پر میری نظر نہ تھی' میں نے اسکی نسبت تجھسے سوال کیا !

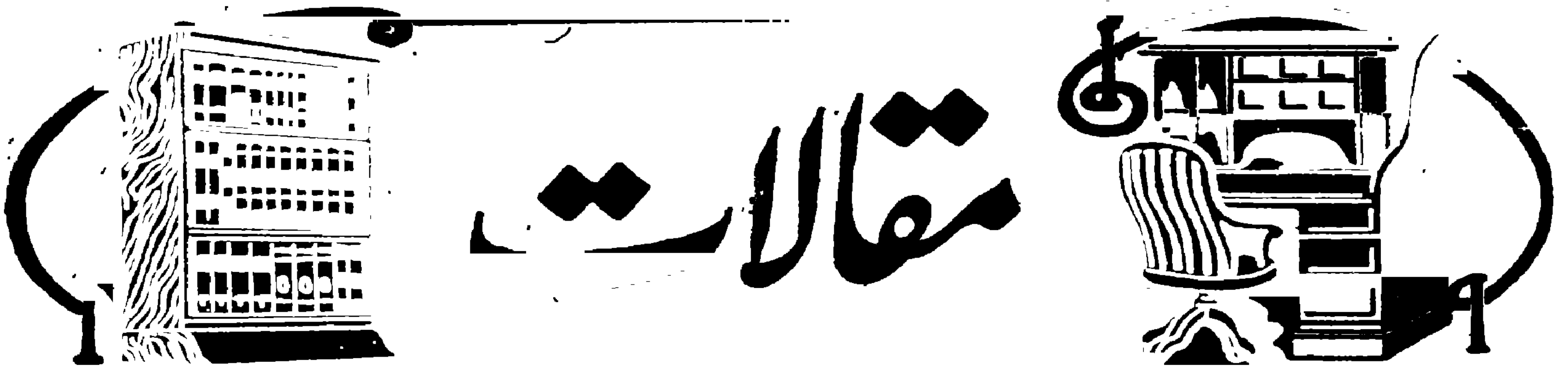

مقالات

جنگ کا اثر فن روایت پر

(۱)

دنیا درحقیقت مؤثرات کی ایک رزمگاہ ہے، جس میں ایک قوت دوسری قوت سے ٹکرا کر فعل و انفعال اور تاثیر و تاثر کا ایک مستقل سلسلہ جاری رکھتی ہے - تصادم قوی کا یہ عام قانون ہے - لیکن کیا ایک دشمن دوسرے دشمن سے نرمی کے ساتھہ بھی بغل گیر ہوسکتا ہے؟

دنیا کا مادہ اس فلسفیانہ سوال کا جواب نفی میں دیتا ہے -

مادۂ عالم قوت کے بل پر قائم ہے - قوت کسی سے جھک کے ملنا نہیں چاہتی - وہ ہمیشہ ابھرتی ہے، اور ابھر کے دوسری قوت سے ٹکراتی ہے - اس کشمکش و مقاومت کا فیصلہ بھی قوت ہی کی شدت و ضعف پر ہوتا ہے - اگر وہ ضعیف ہے تو خود چور چور ہوجاتی ہے - قوی ہے تو اپنے حریف کو پاش پاش کردیتی ہے -

لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میزان عدل دونوں کے توازن کو مساویانہ حیثیت سے قائم رکھتا ہے - اس حالت میں وہ ایک قوت سے کچھہ لے لیتا ہے اور دوسرے کو کچھہ دیدیتا ہے - پس صلح بھی جنگ ہی کے سلسلہ میں داخل ہے - بلکہ جنگ کی ایک خاص شکل کا نام ہے - اسلام چونکہ دنیا کے تمام مواد و قوی کے توازن کو صحت و عدالۃ کے ساتھہ قائم کردینے کیلئے آیا تھا، اسلیے اوس نے جنگ کی اسی مخصوص شکل کو منتخب کرلیا:

ولولا دفع اللہ الناس بعضهم   اور اگر خدا ایک جماعت کو
ببعض، لفسدت الارض، ولکن   دوسری جماعت کی مدافعت کی
اللہ ذو فضل علی العالمین   قوت نہ دیتا تو دنیا برباد ہوجاتی -
(۲ : ۲۵۲)   لیکن خدا تو تمام نظام عالم کو

اسکی تمام احتیاجات و ضروریات بخشنے والا ہے، اسلیے اوس نے تمام دنیا پر قوت کو تقسیم کردیا -

چنانچہ شریعۃ الاہیہ نے دنیا کی میزان عدل کو جس نظام پر قائم رکھا ہے، وہ قوت ہی کی مساویانہ تقسیم کے بل پر قائم ہے:

ولولا دفع اللہ الناس بعضهم   اگر خدا ایک جماعت کو دوسری
ببعض، لهدمت صوامع و بیع   جماعت کی مدافعت کی قوت
و صلوات و مساجد یذکر فیها   ندیتا تو حق اور صداقت کا دنیا
اسم اللہ کثیرا (۲۲ : ۴۱)   میں کوئی محافظ نہ رہتا اور

خدا پرستی مظلوم ہوکر فنا ہوجاتی - شریعت کی تعلیم گاہیں اور معبد منہدم ہوجاتے، صلواۃ الہی کا ادا کرنا جرم بن جاتا، اور وہ تمام مسجدیں اجڑ جاتیں جن میں خداے واحد کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے!

جہاد اسلامی کی حقیقت اسی صلح پرور جنگ کی ایک زندہ مثال ہے - لیکن اسوقت ہمکو جنگ کے اون نتائج سے بحث نہیں جو دنیا کے توازن کو قائم رکھتے ہیں، بلکہ صرف تصادم قواء کے عام اثرات سے بحث کرنا چاہتے ہیں -

(۱)

دنیا کی ہر قوت اگرچہ ٹکرا کر کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور پیدا کرتی ہے، لیکن تصادم قواء کا سب سے زیادہ ہیبت انگیز منظر جنگ کی صورت میں دنیا کے سامنے نمایاں ہوتا ہے - دنیا کی ہر مادی قوت اگرچہ انفرادی حیثیت سے ہمیشہ سرگرم کارزار رہتی ہے، لیکن اجتماع و تعاون (یعنی باہم جمع ہوکر ایک دوسرے کی مدد کرنا) صرف انسان ہی کا مخصوص جوہر ہے، اور اسی مدنی خصوصیت کی بنا پر اوس نے تمام دوسری قوتوں کو زیر اثر کرلیا ہے - دنیا کے معرکہ کارزار میں بھی اوسکی یہ اجتماعی شان نظر آتی ہے - اسی کے ذریعہ وہ دنیا کے سامنے اوس اجتماعی قوت کی ایک عام نمایش کرسکتا ہے جو کیف و کم، دونوں میں تمام دوسری قوتوں کا ایک مرکب سمجھی گئی ہے - اسلئے اوسکے تصادم کا مجموعی اثر بھی ہر قوت سے شدید تر، اور مختلف ہوتا ہے - دوسری قوتیں صرف ایک مادہ یا ایک قوت پر اثر ڈال سکتی ہیں لیکن انسانی جنگ کا دائرۂ اثر غیر محدود ہوتا ہے - وہ عقائد پر، اخلاق پر، لٹریچر پر، مذہب پر، تمدن پر، جان پر، مال پر، غرض عالم ہستی کے ایک ایک ذرے پر اثر ڈالتی ہے، اور اوس اثر کو اور اسکے مسلسل نتائج و عواقب کو ایک مستقل یادگار کی صورت میں ہمیشہ کیلئے چھوڑ جاتی ہے -

لیکن دنیا کی نگاہیں مادہ پرست ہیں اسلیے وہ جان و مال کی مرثیہ خوانی میں اپنی دوسری متاعوں کو بھول جاتی ہیں - البتہ ایک تیز حقیقت بیں نگاہ خون کی رنگین چادروں سے گذرکر جب عقائد، اخلاق، لٹریچر، تمدن، غرض ہر چیز کو ٹٹولتی ہے، تو اوسکو اس قتل عام میں رنج و مسرت، دونوں کے سامان ہاتھہ آتے ہیں - وہ دیکھتی ہے کہ جنگ نے مفتوح قوم کے عقائد، مذہب، اخلاق، لٹریچر، اور تمدن کو بالکل برباد کردیا اور اِس ماتم کبری پر ایک آنکھہ آنسو بہانا چاہتی ہے - لیکن دوسری آنکھہ اِس پر راضی نہیں ہوتی کہ اصلی خزانہ ابھی باقی ہے - اوس کو اگرچہ مفتوح قوم نے کھودیا ہے لیکن دنیا نے نہیں کھویا - وہ دنیا ہی میں ہے - البتہ مفتوح قوم کی جیب سے نکل کر فاتح کے دامن میں منتقل ہوگئی ہے - ولنعم ما قیل:

زغارت چمنت بر بہار منتہاست
کہ گل بدامن ما دستہ دستہ می آید

لیکن فن روایت پر جنگ کا اثر اِس سلسلہ سے بالکل مختلف پڑتا ہے - ہر جنگ ایک سلسلہ روایت پیدا کردیتی ہے جو مفتوح کے دماغ سے نکل کر فاتح کی جیب میں نہیں جاتا بلکہ دونوں کا سرمایہ اونہیں کے پاس رہ جاتا ہے - اِسلیے بظاہر فن روایت کو جنگ کے عام اثر سے بالکل محفوظ رہنا چاہیے -

(۲)

لیکن کیا درحقیقت اوس کا دامن خون کے دھبوں سے بالکل پاک ہے؟

بن جاتا ہے - انسان کے اخلاق کا سب سے بڑا مظہر عادت ہے - لیکن یہ ملکہ بھي کسي فعل کے متواتر عمل میں لانے هي سے پیدا هوتا ہے -

اس عالمگیر قدرتي اصول کي بنا پر جن قوموں کو جغرافیانہ حالات ' تمدني ضروریات ' اور قومي خصوصیات همیشہ جنگ کیلیے تیار رکھتي هیں ' وہ اپني زندگي کا ایک بڑا حصہ میدان جنگ هي میں بسر کرتي هیں - یهي عارضي نظام اخلاق انکا مستقل اخلاقي دستورالعمل بن جاتا ہے ' اور وہ ان اخلاقي خصوصیات میں تمام دنیا سے ممتاز خیال کي جاتي هیں - ترکوں کي جنگ جوئي عام طور پر ضرب المثل ہے :

چناں بردند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغما را !

* * *

زمانہ جنگ میں جن اخلاق و عادات کو ناگزیر خیال کیا جاتا ہے ' ان میں بہت سے ایسے هیں جنسے بلاتکلف بے نیازي حاصل هوسکتي ہے - جنگ کیلیے اگرچہ جاسوسي ایک ضروري چیز ہے ' لیکن جاسوس فوج کے ضروري اجزاء نہیں هوتے - میدان جنگ میں کبھي کبھي دشمن پر رحم بھي کیا جاسکتا ہے - فقر و فاقہ کي حالت میں بھي جنگ جاري رکھي جاسکتي ہے ' اور دولت کي نازش اوسکے لیے چنداں ضروري نہیں - لیکن "شجاعت" ایک ایسي چیز ہے جو جنگ کي حقیقت میں داخل ہے ' اور اگر کوئي شخص میدان جنگ میں عزم و استقلال کے ساتھہ کھڑا رهنا چاهتا ہے ' تو اوسکو سب سے پہلے اپنے پانوں میں اسکي سنهري زنجیر ڈال لیني چاهیے -

جن قوموں کو کسي اتفاقي ضرورت سے لڑنا پڑتا ہے ' اگرچہ انکے لیے بھي شجاعت نہایت ضروري ہے ' لیکن جو قومیں همیشہ لڑتي بھڑتي رهتي هیں ' ان میں شجاعت کا ایک مخصوص ملکۂ راسخہ پیدا هو جاتا ہے - وہ خاص طور پر اس وصف میں دوسري قوموں سے ممتاز خیال کي جاتي هیں -

مرد عورتوں سے زیادہ بہادر هوتے هیں - اسکي وجہ یہ ہے کہ انکو اپني جان و مال کي حفاظت کیلیے مختلف لوگوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ' یهي کشمکش انکے جذبات شجاعت کو زیادہ نمایاں اور مستحکم کردیتي ہے

تمدن اگر متمدن اور وحشي قوموں کا مقابلہ کیا جاے تو ان میں بھي مرد اور عورت کي سي نسبت نظر آئیگي - متمدن قوم ایک عظیم الشان شہر کي چاردیواري میں محصور رهتي ہے - اسکو خارجي خطرات کا بالکل ڈر نہیں رهتا - شہر کے اندر پولس حفاظت کرتي ہے - وہ امن و سکون کي حالت میں آرام کي نیند سوتي ہے - اسطرح رفتہ رفتہ اوسکي قوت دفاعي بیکار هو جاتي ہے اور شجاعت کے جذبات مردہ هو جاتے هیں -

لیکن ایک بدوي کي حالت اس سے بالکل مختلف ہے - وہ کھلے هوے میدان میں رهتا ہے ' اور اپني تمام چیزوں کي حفاظت خود هي کرتا ہے - چور ' ڈاکو ' غنیم ' اوسپر حملہ کرتے هیں ' اور وہ صرف اپني قوت بازو سے انکو دفع کرتا ہے - اسلیے اوسکے جذبۂ شجاعت کو همیشہ ٹھوکر لگتي رهتي ہے ' اور اس سنگ چقماق سے همیشہ شرارے نکلتے رهتے هیں - اسکا لازمي نتیجہ یہ ہے کہ وہ همیشہ اپنے پہلو میں ایک گرم دل ' اور دل میں گرم خون کا ایک بڑا ذخیرہ رکھتا ہے - یهي خون اوسکي رگوں میں هر وقت حرکت پیدا کرتا رهتا ہے ' اور وہ ایک معمولي سي صدا پر میدان جنگ کي طرف روانہ هو جاتا ہے -

عرب جس نے قیصر و کسری کے تخت و سلطنت کو دفعتہً الٹ دیا ' اسي قسم کي شجاعت کا مرکز تھا - یہاں تک کہ زمانۂ جاهلیت میں بہادروں کا ایک خاص طبقہ پیدا هوگیا تھا جو همیشہ گھوڑے کي لگام زنار کي طرح اپنے گلے میں آویزاں رکھتا تھا اور هر وقت میدان جنگ کیلیے پا برکاب رهتا تھا - فارسي لٹریچر میں "پا برکاب" کے استعارے کو بھي جنگ هي کي عاجلانہ مستعدیوں نے پیدا کیا ہے -

* * *

لیکن کبھي کبھي صرف ایک هي ممتد اور عظیم الشان جنگ اس قسم کي مستقل شجاعت پیدا کر دیتي ہے ' اور فتح و ظفر کي نشاط انگیز مسرت اس آتش سیال کو اور بھي دو آتشہ بنا دیتي ہے - آج همیں کئي قومیں ایسي نظر آتي هیں جو اگرچہ همیشہ مصروف جنگ نہیں رهیں ' لیکن صرف ایک هي فاتحانہ جنگي اقدام ' یا ایک هي بامراد معرکۂ قتال نے انکو ایک مستقل اور دائم و قائم جنگي قوم بنا دیا ہے !

تاتاریوں کي مشهور شجاعت بھي اوسي عالمگیر طوفان کي ایک موج ہے جو ساتویں صدي میں تمام دنیاے اسلام میں پھیل گیا تھا ' اور بعد کي صدیوں میں هجوم اعداء نے اوسکو اور بھي مستقل کردیا -

* * *

اس مستقل شجاعت کا اثر صرف میدان جنگ هي میں ظاهر نہیں هوتا ' بلکہ زندگي کے هر شعبۂ عمل میں اوسکي جھلک نظر آتي ہے - وہ تمام قوم میں ایک حرکت پیدا کردیتي ہے جو اوسکے تمام قواء خفتہ کو بیدار رکھتي ہے - جرمني کي جنگ پرستي کا نقشہ فرانس و بلجیم کے میدانوں سے زیادہ برلن کے کارخانوں ' کالجوں ' عام بازاروں میں نظر آیا تھا -

قواء کا یہ نشاط قوموں کي افزائش نسل پر بھي نمایاں اثر ڈالتا ہے - یهي وجہ ہے کہ شیر کي ابھرنے والي بہادرانہ قوت جب ایک پنجرے میں قید کردي جاتي ہے تو اوسکا شجاعانہ نشاط فنا هوجاتا ہے ' اور اوسکے توالد و تناسل کا سلسلہ بالکل منقطع هو جاتا ہے -

اسکے برعکس بزدل قوم قلیل النسل هوتي ہے - یهي وجہ ہے کہ ایک مدت کي غلامي کا افسردہ کن امن مفتوح قوموں کو فنا کردیتا ہے -

* * *

لیکن ایک هي قوت متضاد نتائج بھي پیدا کرسکتي ہے - پاني کي طغیاني اگر سطح دریا پر موجوں کے سر پر غرور کو بلند کردیتي ہے تو بہت سے سر اوٹھانے والے کنگرے اوسکي رو میں پست بھي هوجاتے هیں - اسلیے جنگ اگر ایک قوم کے جذبۂ شجاعت کو همیشہ کیلیے ابھار دیتي ہے ' تو دوسري قوم کو همیشہ کیلیے بزدل بھي بنا دیتي ہے - شخصي حالتوں میں بھي یہ بزدلي نمایاں طور پر نظر آتي ہے -

انگلستان کے مشهور فلسفر ٹامس هوب نے اپني بزدلي کي یہ وجہ بتائي ہے کہ وہ جس زمانے میں اپني ماں کے پیٹ میں تھا ' انگلستان کو اسپینش لوگ جنگ و غارتگري کي دھمکیاں دیتے رهتے تھے اور اونکي فوجیں عموماً ساحل انگلستان کا چکر لگایا کرتي تھیں - اس وقت تمام انگلستان کے ساتھہ اوسکي ماں بھي اضطراب و خوف میں مبتلا تھي - اوسکے اضطراب عصیاني نے بچے میں یہ بزدلي پیدا کردي !

انگلستان کے سلاطین قدیم میں یعقوب ثاني سخت بزدل تھا - اسکي یہ وجہ بتائي جاتي ہے کہ اسکي ماں نے سخت مصیبت و اضطراب کي حالت میں زندگي بسر کي تھي اور اوسکا قدرتي اثر اوسکے بچے پر بھي پڑا تھا -

(البقیۃ تتلي)

فـي الحـديث عن عساكر الدول التي لعهدهم او قـريباً منـه ' و تفاوضوا في الاخبـار عن جيوش المسلمين او النصـارى ' او اخـذوا في احصـاء اموال الجبايات و خـراج السلطان و نفقات المترفين و بضائع الاغنياء الموسرين ' توغلوا في العدد و تجاوزوا حـدود العوائد و طاوعـوا وساوس الا غـراب ' فـاذا استكشفت اصحاب الدواوين عن عساكرهم ' و استنبطت احوال اهل الثـروة في بضائعهـم و فـوائدهـم ' و استجليت عوائد المترفين في نفقاتهم ' لم تجد معشار ما يعـدونه ' و ما ذالك الا لولوع النفس بالغرائب و سهولة التجاوز على اللسان و الغفلـة على المتعقب و المتنقد ' حتى لا يحاسب نفسه على خطاء و لا عمـد و لا يطالبها في الخبر بتوسط و لا عدالة ' و لا يرجعها الى بحث و تفتيش ' فيرسل عنانـه ' و يسيـم فـي مراتع الكذب لسانه ' و يتخذ آيات الله هزوا ' و يشتري لهو الحديث ليضل عن سبـيل الله ' و حسبك بها صفقة خاسرة - (مقـدمه ابن خلدون - ص - ۱۱)

زمانے کے بادشاہوں کي فوجوں کے متعلق روایت کرتے ہیں ' یا مسلمانوں اور نصاری کي فوجوں کے اجتماع کا ذکر کـرتے ہیں - یا مالگذاري اور خراج کي رقوم اور دولت مند لوگوں کے مصارف ' اور متمول لوگوں کے مالي سرمایه کي مقدار بیان کرتے ہیں تو اونکي تعداد میں نہایت مبالغه آفریني کرتے ہیں ' اور عادت جاریه سے آگے بڑہ جاتے ہیں اور عجائب پسندي کے وسوسوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں - لیکن جب تم خود متعلقین صیغۂ جنـگ سے اونکي فوجوں کا حال دریافت کرو ' اور دولت مندلوگوں کي دولت کے نتائج اور ثمرات کے ذریعـه اونکي دولت کا اندازہ کرو ' اور دولت مندوں کے مصارف پر اس حیثیت سے نظر ڈالو که اس معامله میں امراء کي عام عادت کیا ہے ؟ تو جو تعداد ان مورخین نے بیان کي ہے ' اوسکا عشر عشیر بهي تمکو هاتهه نه آئیگا - یه مبالغه آفریني اسلیے کي جاتي ہے که نفس انساني عجائبات کا شیدائي ہے ' ایسي باتیں آساني سے مشہور ہوسکتي ہیں - لیکن اس قسم کے مورخ یه بهول جاتے ہیں که آینده زمانے میں لـوگ ان روایتوں کي نقد و تحقیق بهي کرینگے - اسلیے وہ اپني خطا پر یا اپني دانسته غلط بیانیوں پر اپنے نفس کا جائزہ نہیں کرلیتے - نه اوسکو روایت کي معتدل راہ پر لے جاتے ہیں اور نه اوسکو تحقیق کي طرف مائل کرتے ہیں - بلکه وہ بالکل مطلق العنان بنجاتے ہیں - اپني زبان کو جهوٹ کے مرغزاروں میں چراتے ہیں ' خدا کي نشانیوں کو ہنسي مذاق بنا لیتے ہیں ' اور لغو باتوں کي ایک دکان لگا دیتے ہیں تاکه خدا کي سیدهي راہ سے دنیا کو گمراہ کریں - لیکن افسوس یه کیسي ناکامیابت ہے !!

علامه موصوف نے اس قسم کي روایتوں کي متعدد مثالیں دي ہیں اور اونپر مختلف حیثیتوں سے نقد کیا ہے - اونہوں نے اگرچه ان اصول سے چند خاص روایتوں ہي کے انتقاد میں کام لیا ہے لیکن یه ایسے اصول ہیں که عموماً ہر فوجي نقل و حرکت کے نقد و تحقیق روایات میں اون سے کام لیا جا سکتا ہے -

علامۂ موصوف کي چند پیش کردہ مثالوں کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں :

(۱) مسعودي مورخین اسلام میں بڑے پایه کا مورخ شمار کیا جاتا ہے - لیکن اوس نے بنو اسرائیل کي فوج کي تعداد (جو فرعون کے مقابله کیلیے جمع ہوئي تهي اور جسکو وادي تیه میں خود حضرت موسی علیه السلام نے شمار کیا تها) ۶ لاکهه بتائي ہے - یه وہ لوگ تهے جنکو خاص پابندیوں کے ساتهه منتخب کیا گیا تها - یعنے ہر سپاہي کي عمر ۲۰ برس سے متجاوز تهي اور وہ جسماني حیثیت سے معرکه جنگ میں شریک قتال ہوسکتا تها -

ایک خوش اعتقاد شخص اس روایت کو بآساني قبول کرلیگا ' لیکن اسپر مختلف حیثیتوں سے نظر ڈالني چاهیے :

(الف) عموماً فوج کي تعداد کا تناسب ملک کي وسعت کے ساتهه تعلق رکهتا ہے ' جسکي وجه یه ہے که فوجي مصارف کا بار اوسي ملک پر ہوتا ہے جس کي وہ حفاظت کرتي ہے - اسلیے فوج اور سامان جنگ کي وسعت کا اندازہ صرف ملک کي اقتصادي حالت هي سے ہو سکتا ہے ' لیکن مصر اور شام کي وسعت اور اونکي اقتصادي حالت اس عظیم الشان فوج کے مصـارف کي متحمل نہیں ہوسکتي تهي -

(ب) اصول جنگ کے مطابق میدان جنگ میں فوج کي ترتیب اسطرح کي جاتي ہے که ایک صف کو دوسري صف سے اعانت ملتي رہے اور نقل و حرکت کیلیے میدان میں کافي وسعت موجود ہو ' لیکن کوئي میدان اس سر زمین میں ایسا ثابت نہیں ہوتا جو ۶ لاکهه فوج کي گنجایش رکهتا ہو اور اصول جنگ کے مطابق اوسمیں فوج کي ترتیب و تنظیم قائم کي گئي ہو -

(ج) حضرت موسی علیه السلام اور اسرائیل کے درمیان چار پشتیں گذري تهیں جسکي کل مدت صرف دو سو دس برس تهي - لیکن چار پشت کے عرصے میں کوئي خاندان اس قدر وسیع نہیں ہوسکتا که بچوں ' عورتوں ' بڑهوں اور مریضوں کے علاوہ ۶ لاکهه سپاہي پیدا کر دے -

(د) دنیا میں ایرانیوں کي سلطنت نہایت وسیع اور عظیم الشان سلطنت تهي جس نے درفش کاویاني کے سایے میں دنیا پر ہزاروں برس حکومت کي - لیکن قادسیه کي جنگ میں (جب که اوسکي موت و حیات کا فیصله ہو رہا تها) اوس نے اپني فوجي طاقت کي سب سے بڑي اور سب سے آخري نمائش کي ' تاہم اسکي فوجي قوت ایک لاکهه ۲۰ ہزار سے متجاوز نه تهي - پس حضرت موسی کے فوج کي تعداد اس سے زیادہ کیونکر ہو سکتي ہے ؟

(۲) مورخین کا بیان ہے که زمانۂ قدیم میں ملوک یمن عموماً افریقه اور بربر پر حمله کیا کرتے تهے - سلاطین یمن میں افریقش بن قیس کے متعلق کہا جاتا ہے که وہ جب بربر کي جنگ سے واپس آ رہا تها تو قبائل یمن میں قبیله حمیر وہیں رہ گیا ' مغرب کي قوموں میں کتـامه اونهي کي اولاد سے ہیں - لیکن بربر کے تمام اہل نسب اس سے انکار کرتے ہیں - سلاطین یمن میں ذالاذعار کي نسبت مشہور ہے که وہ موصل ' آذربیجان ' ایران ' روم ' ماوراء النہر ' سمرقند ' اور چین وغیرہ پر حمله کر چکا تها اور ان میں بہت سے ممالک اوسکے زیر نگیں ہو گئے تهے - لیکن ان روایتوں کا ایک حرف بهي صحیح نہیں ہے - حسب ذیل دلائل پر غور کرو :

سلاطین یمن جزیرہ عرب میں رہتے تهے ' اور صنعاء اونکا دارالسلطنت تها ' لیکن جزیرۂ عرب کو تین طرف سے سمندر محیط تها - صرف سویس کا ایک راسته کهلا تها جس سے کوئي فوج مغرب کي طرف نقل و حرکت کر سکتي تهي - لیکن سویس اور بحر شام کا راسته جن صوبوں میں سے ہوکر گذرتا تها ' وہ عمالقه ' کنعان ' اور قبط وغیرہ کي زیر حکومت تهے ' اور جب تک کوئي فوج ان سے معرکه آرا نه ہولیتي ' ان راستوں میں سے ہوکر گذر نہیں سکتي تهي - لیکن کسي تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا که سلاطین یمن نے ان قوموں سے کبهي بهي جنگ کي - یمن سے مغرب تک کي مسافت

اصلي ماتم اِسي سوال سے شروع هوتا هے -

امن و صلح کے زمانه میں هر چیز سے خون کا دهبه چهڑادیا جاتا هے ' لیکن صرف تاریخ هي ایک ایسي چیز هے جس کا دامن مبالغه آمیز اور مصنوعي طریقه پرخون سے رنگین کیا جاتا هے - جنگ تاریخ کے چهره کو سب سے زیاده زخمي کر دیتي هے - جنگ کا جو اثر مذهب ' اخلاق ' تمدن ' اور لٹریچر وغیره پر پڑتا هے ' وه درحقیقت قوت کے ایک مخصوص وصف اِمتیازي کا نتیجه هوتا هے - قوت کبهي دبکر رهنا نهیں چاهتي - وه همیشه دوسروں کو دباتي رهتي هے - قوت کي اِس نمود نے اِنسان کو بالطبع فخر پسند بنا دیا هے - اسلیے وه اپنے کارناموں کو همیشه دنیا کے سامنے ایک نئے آب و رنگ کے ساتهه پیش کرنا چاهتا هے - جنگ اپنے پاس اِس کا بڑا ذخیره رکهتي هے جنگ میں اظهار فخر و غرور کے دو متضاد مواقع عموماً پیش آتے هیں اور دونوں جگه مبالغه آفریني و فریب کاري مختلف شکلیں اختیار کرلیتي هے -

جنگ کا ایک منظر تو وه هوتا هے' جب ایک فریق کي تعداد نهایت قلیل هوتي هے لیکن دوسري طرف سے فوج کا ایک ٹڈي دل اُمنڈتا هوا چلتا هے - اِس صورت میں اگر یه کثرت ' قلت پر غالب آجاے تو اُس کے فتح و ظفر کي داستان کسي مزید تعلیل و توجیه کي محتاج نهیں هوتي - اُس وقت صرف یهه کهدینا کافي هوتا هے که تنکا سیلاب کے مقابلے میں کیونکر ٹهر سکتا تها ؟ لیکن کبهي کبهي نتیجه اِسکے برعکس هوتا هے' ایک تنها قوت بهت سي عظیم الشان قوتوں پر غالب آ جاتي هے :

وکم من فئۃ قلیلۃ	کتني هي کم تعداد و کم قوۃ جماعتیں هیں
غلبت فئۃ کثیرۃ	جو اپنے سے بڑي بڑي جماعتوں پر غالب
(۲ : ۲۴۹)	آگئیں' جبکه الله کي نصرۃ نے انکا ساتهه دیا-

تو اُسوقت دنیا کے اِس اصول مرضوعه کي مخالفت کرني پڑتي هے' اور اِس غیر متوقع کامیابي کے پیدا کرده علل و اسباب بتانے پڑتے هیں - یهه کام درحقیقت فلسفه کا تها ' لیکن وه اپنے فرائض صرف رواق افلاطون کے ایک گوشے هي میں ادا کرسکتا هے - چونکه یه سوال میدان جنگ میں کیا گیا هے اِسلئے قوت هي اُس کا جواب دیتي هے ' اور اپني شجاعت اور دشمن کي بزدلي کي مبالغه آمیز داستان سرائي کرنے لگتي هے - یهیں سے فن تاریخ کا وه زخم نمایاں هونے لگتا هے جو آگے چلکر اسکے جسم حقیقت و واقعیت کا ناسور بن جاتا هے !

[۳]

اشخاص کي شجاعت کے کارنامے اس سے بهي زیاده مبالغه آمیز صورت اختیار کر لیتے هیں -

عرب میں ایک بهادر شخص سباع (درنده جانور) کے لقب سے مشهور هوگیا - چونکه یه لفظ کسي تاریخي کارنامۂ شجاعت پر دلالت کرتا تها ' اسلیے آگے چل کر اسکي وجه تسمیه کے متعلق ایک تاریخي بحث پیدا هوگئي - فن روایت نے اسکي یه وجه بتائي که وه اس قدر بهادر تها که " جب اسکي بکریوں کے گلے میں شیر یا بهیڑیا آ جاتا تها تو اس زور سے ڈانٹتا تها که انکا کلیجه پهٹ جاتا تها اور وهیں تڑپ کر مر جاتے تهے - چونکه شیر وغیره کو عربي میں سبع کهتے هیں اسلیے اس شجاعت کي یادگار میں اهل عرب نے اسکو " سباع " کا خطاب دیدیا "

لیکن اس روایت پر یه جرح کیگئي که " عموماً بکریاں نهایت کمزور اور ضعیف القلب هوتي هیں ' حتی که بزدلي کا ماخذ لغوي بهي وهي هیں' اس بنا پر اگر اس شخص کي مهیب آواز سے بهیڑیے یا شیر کا دل پهٹ جاتا تها تو بکریاں اس کے اثر سے کیونکر زنده بچ جاتي تهیں ؟ " اسکا جواب یه دیا گیا که " اسکي قلب افگن آواز شیر کیلیے بالکل ایک نئي آواز هوتي تهي اسلیے اسکا متحمل نهیں هو سکتا تها - لیکن بکریاں اسکي عادي هوگئي تهیں - عادت فطرت کو بدل دیتي هے " (۱) یه جواب گو صحیح بنا لیا جاے تاهم ظاهر هے که اس روایت میں بهت کچهه مبالغه کا رنگ بهرا گیا اور اصلیت سے قطعاً بعید هے -

[۴]

لیکن اظهار شجاعت کا ایک دوسرا شریفانه طریقه هے جسکو اهل عرب کي فخر پسند طبیعت نے ایجاد کیا تها - مفتوح قوم یا مغلوب شخص کي بزدلي کے اظهار سے اگرچه فتح و ظفر کي فلسفیانه توجیه و تعلیل هوجاتي هے ' لیکن اخلاقي حیثیت سے ایک مرده قوم یا بزدل شخص پر غالب آ جانا فاتح کیلیے کوئي قابل فخر چیز نهیں - اس بنا پر اهل عرب نے اپني شجاعت کے اظهار کا یه طریقه اختیار کیا تها که پہلے دشمن کي بهادري کي نهایت فیاضي کے ساتهه داد دیتے تهے - پهر آخر میں صرف اتنا کهدیتے تهے که " هم نے ایسے غیور ' کریم النفس' اور دلیر شخص کو میدان جنگ میں پچهاڑ دیا " اس مدح سے در حقیقت اپني هي شجاعت کا اظهار مقصود هوتا تها -

دشمن کے فضائل و مناقب کے اظهار و اعتراف میں اگرچه بهت زیاده فیاضي نهیں کي جاتي تهي ' تاهم چونکه اسکا ثمرۂ فتح بهي فاتح هي کو ملتا تها ' اسلیے یه طریقه بهي غلو و اغراق سے خالي نه تها - چنانچه اهل عرب نے بهي اس کمزوري کو محسوس کیا اور افراط و تفریط کے ان دونوں دائروں سے الگ هوکر قصیده کي ایک مستقل قسم پیدا کي جسکو " منصفات " کهتے هیں - ان قصائد میں انصاف و صداقت کے ساتهه فریقین کے کارنامے بیان کردیے جاتے تهے - لیکن دنیا میں صداقت اور انصاف کبریت احمر سے بهي زیاده نایاب هے اسلیے اگرچه ابو تمام نے حماسه کے انتخاب میں عرب کے تمام مجموعۂ اشعار کو کهنگال ڈالا ' لیکن اوسکو اس سلسلے میں صرف دو هي قصیدے هاتهه آئے - قصیده کي اس مستقل صنف سے ثابت هوتا هے که عرب کا جنگي لٹریچر با وجود واقعیت پسندي کے مبالغه و غلو سے خالي نه تها -

[۵]

جن لڑائیوں میں فوج کي تعداد کم هوتي هے ' انکي قوت میں اعانت غیبي کے غیر واقعي ذریعه سے بهي اضافه کیا جاتا هے ' اور قدیم زمانے کي مذهبي جنگوں کي تاریخ کا یه ایک دلچسپ باب هے جو مبالغه و غلو کے ساتهه انسان کي عجائب پسندي اور زود اعتقادي کا کافي ذخیره اپنے ساتهه رکهتا هے - دنیا کي عام مذهبي تاریخوں میں اس قسم کے واقعات بکثرت مل سکتے هیں - چونکه فتح و ظفر کا فیصله کثرت هي پر کیا جاتا هے ' اسلیے جماعت کي تعداد همیشه مبالغه آمیز طریقه سے غیر محدود دکهائي جاتي هے - شجاعت اگرچه ایک روحاني جوهر هے لیکن وه دنیا کو محسوس شکل میں دکهائي نهیں جاسکتي - صرف اسکے نتائج هي نظر آ سکتے هیں - لیکن دنیا نتائج پر کب نظر رکهتي هے ؟ البته فوجوں کے ٹڈي دل کا نظاره هر آنکهه دیکهه سکتي هے اسلیے غیر محقق مذهبي تاریخیں عموماً دنیا کو اسیکا منظر دکهاتي هیں - علامه ابن خلدون نے مقدمه میں اسپر ایک عمده نظر ڈالي هے :

وقد تجد الکافۃ من	اور همارے تمام همعصر مورخین
اهل العصر' اذا افاضوا	جب اپنے زمانے یا اپنے قریب کے

---

(۱) الکامل للمبرد

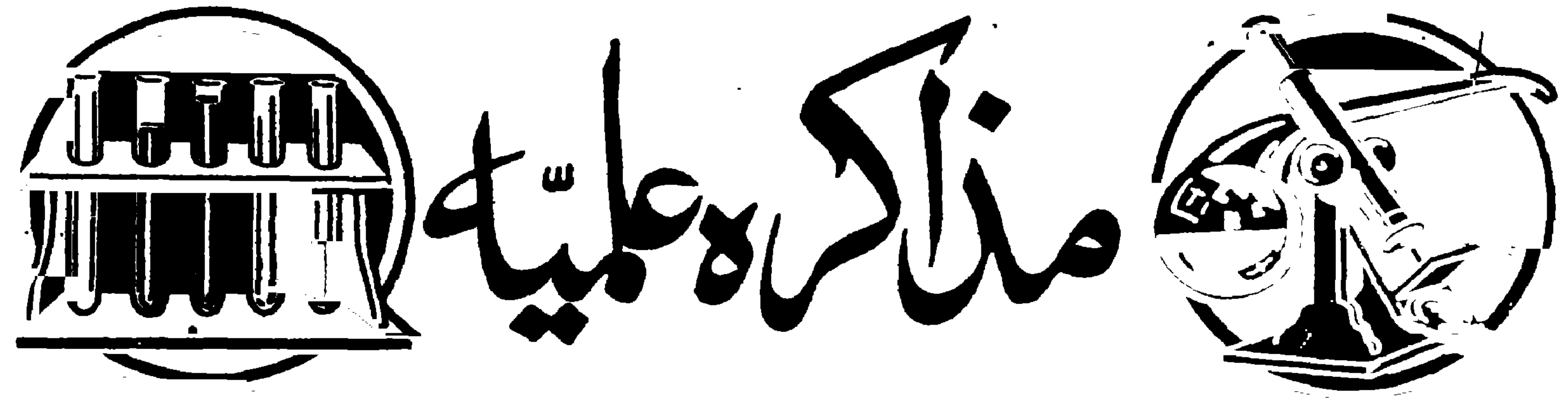

مذاکرہ علمیہ

مسلمانوں سے بالکل شیر و شکر نہیں ہوے تھے - اونکے معتقدات و حدود کا ابھی ٹھیک اندازہ بھی نہیں ہوا تھا، اسلئے بعض واقعات ایسے پیش آئے جس سے خطرناک بدگمانیاں پیدا کردیں -

قبیلہ بنو مصطلق تمام احکام اسلام کا مطیع ہوچکا تھا - آنحضرت (صلعم) نے ولید بن عقبہ کو اوسکے یہاں صدقہ کا مال وصول کرنے کیلیے بھیجا - اون لوگوں کو خبر ہوئی تو استقبال کیلیے جمعیت عظیم کے ساتھہ آگے بڑھے - لیکن ولید کے دل میں بدگمانی پیدا ہوگئی - وہ سمجھے کہ یہ لوگ لڑنے کیلئے آ رہے ہیں - چنانچہ وہیں سے پلٹ آے - آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو خبر کی کہ وہ لوگ دائرۂ اطاعت سے باہر ہوگئے - آپ نے اونپر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، لیکن اسپر یہ آیت نازل ہوئی :

یا ایہا الــــذین آمنــــوا ان	مسلمانو ! اگر تمہارے پاس ایک
جاءکم فاسق بنبــاء فتبینوا ان	فاسق کوئی خبر لیکے آے تو خوب
تصیبوا قوما بجہالۃ فیصبحوا	تحقیق کرلو - ایسا نہ ہو کہ اوس
علی ما فعلــتم نادمین -	خبر کی بنا پر غلطی سے کسی قوم

کو نقصان پہنچا دو اور آخر میں اس پر نادم ہونا پڑے -

مفسرین کرام کو اس شان نزول پر یہ شبہہ ہے کہ غلطی کی بنا پر ولید بن عقبہ جیسے جلیل القدر صحابی کو فاسق نہیں کہا جا سکتا - لیکن اس آیت کا تعلق درحقیقت اونکی ذات کے ساتھہ مخصوص نہیں ہے - خدا نے ایک عام اصول کے طور پر بتا دیا ہے کہ جب زمانۂ جنگ میں خود مسلمان غلطی کرسکتے ہیں تو فاسق لوگوں کی روایتوں کو تو اور احتیاط سے قبول کرنا چاہیــے -

یہ بھی ممکن ہے کہ ولید بن عقبہ کو کسی شریر شخص نے اس استقبال کے متعلق غلط خبر دی ہو اور اوسکو اقدام و ہجوم کی شکل میں دکھایا ہو، اس بنا پر خدا نے اوسی شخص پر فاسق کا اطلاق کیا - بہرحال ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کے متعلق روایتوں کو نہایت احتیاط کے ساتھہ قبول کرنا چاہیــے -

یہی وجہ ہے کہ صحاح ستہ میں غزوات اسلامیہ کا ذکر نہایت سادہ، مختصر، اور خالی از مبالغہ طریقہ سے کیا گیا ہے اور ابن اسحاق وغیرہ کی روایتیں بالکل حذف کردیگئی ہیں - اسیلیے جہاں تک غزوات اسلامیہ کا تعلق کتب حدیث سے ہے، دنیا کی کوئی تاریخ، صحت کے لحاظ سے اوسکی نظیر نہیں پیش کرسکتی - بلا شبہہ یہ محدثین کرام کا بڑا احسان ہے کہ اونہوں نے خون کی چادروں کو چاک چاک کرکے واقعات کے ایک ایک ذرے کو جمع کیا، اور پھر اس قدر صاف کردیا کہ اونپر خون کا اب ایک دھبہ بھی نظر نہیں آتا - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم

* * *

النــــوم

نیند کی حقیقت

[۱]

و جعلنا نومکم سباتاً (۸۷ : ۱۰)

اعضاء انسانیہ میں ہر عضو کا وظیفۂ طبیعیہ مختلف ہے - آنکھہ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، ہاتھہ چھوتا ہے، ناک سونگھتی ہے، زبان چکھتی ہے، دماغ سوچتا ہے، وغیرہ وغیرہ - انہی وظائف کے اختلاف سے ان اعضاء کے ملذذات و مرغوبات میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے - آنکھہ خوشرنگ پھولوں سے لطف اوٹھاتی ہے - کان کو نغمہ ہاے شیریں خوشگوار معلوم ہوتے ہیں - ہاتھہ نرم اور چکنی سطح پر پھیلنا چاہتا ہے - ناک کو بوے عطر سے مسرت حاصل ہوتی ہے - زبان کو غذاے لطیف سے ذوق ہے - دماغ دل خوش کن خیالات سے جی بہلاتا ہے - لیکن ہدو و سکون اور آسایش و راحت خدا کی ایسی نعمتیں ہیں، جن کے ساتھہ تمام اعضاء کو یکساں دلبستگی ہے -

بظاہر انسان کے بعض متیقظ (بیدار) اعضاء ہمیشہ اپنے وظائف میں سرگرم عمل رہتے ہیں دل ہمیشہ متحرک رہتا ہے - شرائین کی حرکت ہمیشہ جسم میں تروتازہ خون پہونچایا کرتی ہے - آلات تنفس کبھی معطل نہیں رہتے - لیکن درحقیقت ان کو بھی سکون و آرام کی ضرورت ہوتی ہے - چنانچہ نبض کا ہر وقفہ دل کے غیر منقطع سفر کی منزل ہے جہاں وہ آرام لیتا ہے شرائین کے اعمال بھی ہمیشہ یکساں سرگرمی کے ساتھہ جاری نہیں رہتے بلکہ ان میں بھی کمی و بیشی ہوتی رہی ہے، اور اسوقت ان نازک رگوں کی دوڑ دھوپ بھی خدا کے اس فیض عام سے متمتع ہوتی ہے !

نیند اسی ہدوتام اور سکون کامــل کا نام ہے، اسلیے وہ اعضاء انسانیہ میں ہر عضو کو محبوب ہے، اور اسقدر محبوب کہ اسکے لطف وصل کو رشک و رقابت منغص نہیں کرسکتے، پس اوس سے ہر عضو ایک ساتھہ فائدہ اوٹھاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بستر خواب سے اوٹھنے کے بعد تمام قواء جسمانیہ کی تجدید ہو جاتی ہے - جسم کے جو پرزے چلتے چلتے گھس گئے تھے، وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں، اور تمام اعضاء ایک مسرت تازہ، ایک نشاط نو، ایک انبساط جدید سے مسلح ہوکر اپنے وظائف طبیعیہ کیلیے ازسرنو تیار ہوجاتے ہیں :

الم یروا انا جعلنا	کیا حکمت و ربوبیت کی اس نشانی کو نہیں
الیــــل لیسکنوا	دیکھتے کہ ہم نے تاریکی کو تو رات قرار دیا،
فیــــہ و النہــــار	تا انسان سوے اور راحت و سکون پاے، پر
مبصــرا ، ان فی	دن کو روشن کیا تاکہ وہ سکون کی جگہ حرکت
ذالــک لآیـــات	میں بسر ہو - بلاشبہ ارباب ایمان و یقین کیلیے

اسقدر طویل ہے کہ خود کوئي سلطنت اپنے ملک سے فوج کیلیے سامان رسد بہم نہیں پہونچا سکتي - اسلیے خواہ مخواہ انہي صوبوں سے رسد کا سامان بہم پہونچانا پڑتا ہوگا - یا لوٹ مار کي ضرورت ہوتي ہوگي - پس جب تک یہ تمام صوبے فتح نہ کرلیے جائیں ' مغرب تک اس فوج کي رسائي ہو ہي نہیں سکتي -

(۶)

علامۂ ابن خلدون نے اقوام قدیمہ کي مذہبي تاریخوں اور قصص کے متعلق جو نقد کیا ہے ' اس سے صرف تاریخ اسلام مستثنی ہے اسلام کو اپنے ظہور کے ساتھہ ہي فتنہ و فساد فی الارض کے دفع اور حق و سعادت کے دفاع کیلیے تلوار کھینچني پڑي اور ان غزوات کے وقائع خود قرآن حکیم نے جابجا بیان کیے ہیں - بلاشبہہ ہم کو ان میں اللہ کي غیبي نصرۃ و اعانت کے نزول و ظہور ' اور تعداد قلیل کے مجمع کثیر پر غلبہ و فتح کے اعلانات نظر آتے ہیں - لیکن اقوام عالم کے مذہبي قصص کي طرح نہ تو ان میں انسانوں کے سوا کوئي اور مخلوق مصروف پیکار ہوتي ہے ' اور نہ دیوتاؤں اور انکے پرستاروں کے عجیب الخلقۃ غول نظر آتے ہیں - البتہ ملاء اعلی کي وہ مقدس قوتیں اور ملائکہ قدس کے وہ غیر مجسم و غیر متعیز طاقتیں جو انسان سے باہر نہیں بلکہ خود اسکے اندر ہي پیدا ہوتي اور نشو و نما پاتي ہیں ' وہ ابھرتي ہیں ' اور چند فقیر و بے سروسامان مظلوموں کو دشمنوں کے طاقتور و متکبر صفوں پر بالاخر غالب کردیتي ہیں:

بلی ان تصبروو تتقـــوا	ہاں بیشک ' اگر تم میدان جنگ میں
ویاتوکم من فورہم ہذا	ثبات و استقامت کے ساتھہ جمے
یمددکم ربکم بخمســـة	رہو اور اللہ کو حاضر و ناظر یقین کرکے
آلاف من المـــلائکـــة	صرف اسي کا خوف اپنے اندر رکھو '
مسومین و ما جعلہ اللہ	اور ایسي حالت میں دشمن یکایک
الا بشری لکم و لتطمئن	تم پر چڑھہ آئیں ' تو ذرا بھي گھبرانے
قلوبکم بہ وما النصر الا من	کي بات نہیں - تم یقین کرو کہ خدا
عنداللہ العزیز الحکیـــم	تمہیں چھوڑ نہ دیگا - وہ پانچ ہزار
(۳ : ۱۲۱)	ملائکہ مسومین سے تمہاري مدد کریگا '

اور یہ اللہ نے صرف اسلیے کیا تاکہ تمہارے لیے بشارت ہو اور تمہارے دلوں میں کامل تسلي آجاے ' اور یقین رکھو کہ فتح و نصرت نہیں ہے مگر صرف اللہ ہي کے طرفسے -

(۷)

لیکن زمانۂ جنگ کا اثر صرف فوجي نقل و حرکت کي مبالغہ آمیز روایتوں ہي تک محدود نہیں رہتا ' بلکہ اخلاق و مذہب تک متعدي ہوجاتا ہے !

اسلام کي تاریخ میں اس قسم کي متعدد مثالیں مل سکتي ہیں - ہرقل نے جب ابو سفیان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے متعلق مختلف سوالات کیے تو وہ اگرچہ مجبوراً کسي سوال کے جواب میں صداقت کے دائرہ سے ہٹ نہ سکا ' تاہم جب ہرقل نے آنحضرت کي پابندي عہد کے متعلق دریافت کیا تو چھپي ہوئي عداوت ابھر آئي اور باوجود علم و یقین کے آپ کے وفاے عہد کا صاف صاف اقرار نہ کرسکا - چنانچہ ابو سفیان نے اسکے جواب میں کہا :

نحن في مدة لا ندري	اس وقت تو صلح کا زمانہ ہے ' کیا
ما ہو فاعل فیہا (بخاري)	معلوم کہ وہ اپنے عہد کو وفاداري اور
	پابندي کے ساتھہ نباہینگے بھي یا نہیں -

ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے دوسرے فضائل پر بھي پردہ ڈالنا چاہتا تھا - لیکن آفتاب پر کیونکر خاک ڈالي جاسکتي تھي؟ اسلیے فریب کا موقع صرف اسي سوال کے جواب میں ملسکا اور اسکو خود اس کا اعتراف ہے :

لم تمکني کلمة ادخل	مجھکو بجز اس بات کے کسي دوسري
فیہا شیئا غیر ہـــذہ	بات کے اضافہ کرنے کا کہیں موقع ہي
الکلمة (بخاري)	نہ ملا -

جنگ ہي کي تخصیص نہیں ' معمولي بغض و عداوت بھي روایت کي حیثیت بدل دیتي ہے اور ایک دشمن کے مثالب و معائب کا اثر اسکے دوسرے دشمن پر عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے-

(۸)

غرضکہ ان تمام حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کا زمانۂ پر آشوب بالخصوص فن روایت کے اختلال و بے اثري کا ایک ایسا عہد مشئوم ہوتا ہے جب تاریخ و وقائع نگاري کي حقیقت بالکل معدوم ہوجاتي ہے ' نفس انساني کي تمام کمزوریاں پوري طرح کام کرنے لگتي ہیں ' اور فن روایت اس عہد میں آکر بالکل بیکار ہو جاتا ہے -

محدثین اسلام نے اگرچہ ان روایتوں کے متعلق کوئي جدید قاعدہ وضع نہیں کیا ' بلکہ جرح و تعدیل کے جو عام اصول ہیں انہیں کو ان روایتوں کا بھي معیار قرار دیا ' لیکن قرآن مجید نے ان روایتوں کي طرف خاص اعتناء کي ہے ' اور اون کے قبول کرنے سے جابجا ممانعت کي ہے -

جنگ کے زمانے میں بغض و انتقام کے جذبات مشتعل رہتے ہیں ' اور جماعت کا دماغي اضطراب ہر قسم کي رطب و یابس روایتوں کو ڈھونڈھتا رہتا ہے اور اسکو نہایت آساني سے قبول کرسکتا ہے - اس بنا پر جن روایتوں میں کسي فریق کے بغض و انتقام کي علانیہ جھلک نظر آتي ہے ' اونکے متعلق قرآن نے عام حکم دیدیا کہ ان روایتوں کي تحقیق کي ضرورت ہي نہیں - اس قسم کے تمام موقعوں پر راویوں کي ثقاہت و عدم ثقاہت سے کوئي بحث نہیں کرني چاہئے - بلکہ سننے کے ساتھہ ہي شدت کے ساتھہ انکار کردینا چاہیے -

چنانچہ منافقین نے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضي اللہ عنہا کو متہم کیا اور آنحضرت نے مختلف ذرائع سے اسکي تحقیق کي اور جب اسپر بھي تسکین نہ ہوئي تو ایک مہینے تک وحي الہي کا انتظار کیا ' تو اسوقت خدا نے حضرت عائشہ کي برأت میں دس آیتیں نازل فرمائیں - ایک آیت میں اس روایت کي تحقیق پر عام طور پر اظہار عتاب بھي فرمایا :

لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون	تم لوگوں نے اس واقعہ کے سننے
والمومنت بانفسہم خیرا	کے ساتھہ ہي محض اعتماد نفس
و قالوا ہـــذا افک مبین	کي بنا پر اور اپنے ساتھہ نیکي کا
(۲۴ : ۱۲)	گمان کرکے کیوں یہ نہیں کہدیا کہ یہ
	تو کھلي ہوئي تہمت ہے -

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک فریق کي خباثت اخلاق اور دوسرے فریق کے طہارت نفس کا اثر بھي روایتوں پر پڑتا ہے ' اور چونکہ زمانہ جنگ میں اس قسم کے خبیثانہ اخلاق کے نتائج کا ظہور عموماً ہوتا رہتا ہے ' اس لیے اس قسم کي روایتوں کے متعلق کسي قسم کي تفتیش و تحقیق کي ضرورت ہي نہیں - اصلاً ان پر کان دھرنا ہي نہیں چاہیے -

(۹)

بغض انتقام کا اثر ایک دوسري صورت میں بھي نمایاں ہوتا ہے- جنگ کے بعد جب مفتوح قوم فاتح کے زیر اثر ہوجاتي ہے تو ایک مدت تک باہم اعتماد قائم نہیں ہوتا اور بات بات میں بدگمانیاں پیدا ہوتي رہتي ہیں -

اسلام بھي اس عالمگیر اصول سے مستثنی نہ تھا - اس نے عرب کے مختلف قبائل کو مسخر کرلیا تھا ' لیکن اب تک وہ

(کیـمـیـاوي تحقیق)

اسي طرح کیمسٹري کے اصول و قواعد نے نیند کي جو حقیقیت بتائي ہے وہ ان خیالات سے کہیں زیادہ دلچسپ اور وقیع ہے - انسان کا جسم درحقیقت ایک ٹرین ہے جو ہر وقت چلتي رهتي ہے - لیکن جب کوئلہ ختم هوجاتا ہے اور اوسکي جگہ انجن میں راکهہ بهر جاتي ہے تو اوسکو مجبوراً رک جانا پڑتا ہے - یهي حال انسان کے دماغ کا ہے - جب تک اوسکو ایندهن ملتا رهتا ہے اور اوس میں راکهہ بهرنے نہیں پاتي' اوسوقت تک اپنے وظائف طبعیہ میں سرگرم رهتا ہے - لیکن جب ایندهن وغیرہ ختم هوجاتا ہے اور اسکي جگہ فضلات جمع هوجاتے هیں تو انجن کي طرح وہ بهي دفعتاً رک جاتا ہے' اور اسي کو هم خواب شیریں کے نام سے تعبیر کرتے هیں -

اعصاب دماغیہ اپنے وظائف عملیہ میں همیشہ دو جزء کے محتاج هوتے هیں : آکسیجن اور کروماتوفیل - اسلیے دماغ آکسیجن کا ایک معتد بہ ذخیرہ همیشہ جمع کرتا رهتا ہے' اور جسطرح اسٹیشن پر کوئلہ پاني لینے کیلیے گاڑي ٹهرجاتي ہے' بعینیہ اوسي طرح دماغ بهي آکسیجن جمع کرنے کیلیے ایک خاص وقت میں سو جاتا ہے- اسلیے نیند درحقیقت اوس تهیؤ و استعداد کا نام ہے جسکو انسان کا دماغ اپنے سفر کیلیے کرتا ہے -

کروماتوفیل کي کافي مقدار همیشہ خلایاء عصبیہ میں جمع رهتي ہے اور نیند اس خزانے میں اور زیادہ اضافہ کردیتي ہے' لیکن ریاضت شدیدہ اور اعمال شاقہ اوسکو فنا کردیتے هیں - یهي وجہ ہے کہ سخت محنت کے بعد انسان کو نہایت گہري نیند آتي ہے -

تجارب عملیہ بهي اوسکي تائید کرتے هیں - ایک ایسے شخص کے دماغ کا تجربہ کیا گیا جو مدت سے نہیں سویا تها - معلوم هوا کہ اوسکا دماغ کروماتوفیل سے بالکل خالي ہے -

لیکن انسان جب سرگرم عمل رهتا ہے تو صرف یہ اجزا فنا هي نہیں هوجاتے جو دماغ کے انجن کا کوئلہ هیں' بلکہ جسقدر فنا هوتے هیں' اوسي نسبت سے اوس میں فضلات بهي پیدا هوتے رهتے هیں - کوئلہ جس قدر جلتا ہے' اوسي قدر انجن میں راکهہ بهرتي جاتي ہے -

حالت عمل بیداري کے اندر اگرچہ دماغ میں اور بهي متعدد قسم کے زهر آلود فضلات پیدا هوتے رهتے هیں لیکن انکي حقیقت اسوقت تک غیر متعین ہے - ابتک صحیح طور پر صرف کاربونیک گیس کا علم هو سکا ہے جو سخت محنت کي حالت میں بکثرت پیدا هوجاتا ہے - اِس بنا پر نیند درحقیقت آکسیجن اور کروماتوفیل کي قلت' اور کاربون کي کثرت تولید کا نتیجہ ہے -

نیند کي حقیقت کے متعلق یهي آخري مذهب ہے جو قابل صحت تسلیم کیا جاتا ہے اور همارے روزانہ تجارب بهي بظاهر اِسکي تائید کرنے کے لیے تیار هیں - هر شخص کو صاف نظر آتا ہے کہ وہ دہقان جو دن بهر هل جوتتا رهتا ہے' اوس شهري سے زیادہ نیند کا لطف اوٹهاتا ہے جو لهو و لعب میں اپنے وقت عزیز کو ضائع کردیتا ہے -

لیکن یہ مذهب بهي ابهي تک شکوک و اعتراضات سے خالي نہیں ہے - اعمال کیمیاویہ کے تمام نتائج لازمي هوتے هیں مثلاً کوئلہ کے ختم هونے اور انجن میں راکهہ بهر جانے کے بعد گاڑي فوراً رک جاتي ہے - اور پهر اِس حالت میں اور کوئي طاقت اوسکو نہیں چلا سکتي- لیکن هم دیکهتے هیں کہ بہت سے لوگوں کو سخت محنت کے بعد بهي اضطراري نیند نہیں آتي حالانکہ دماغ آکسیجن اور کروماتوفیل سے خالي هوگیا ہے اور اوس میں کاربون بهر چکا ہے : علاوہ بریں سخت محنت کے بعد بهي قصداً جاگنے کي هر شخص قدرت رکهتا ہے' حالانکہ اعمال کیمیاویہ کا اثر اضطراري هوتا ہے - اس سے بهي قوي تر اعتراض یہ ہے - کہ اگر یہ مذهب صحیح ہے تو اوسکا اثر خواب و بیداري کے اوقات پر بهي پڑنا چاهیے - مثلاً اگر ایک شخص آدهي رات کو سویا ہے تو اوسکے یہ معني هیں کہ اوسکے چار گهنٹہ پہلے اوس کے دماغ میں آکسیجن اور کروماتوفیل کي جگہہ کاربون کا وہ ذخیرہ جمع هو گیا ہے جو نیند کا اصلي سبب ہے - لیکن اب سونے کے چار گهنٹے کے بعد هي نیند کاربون کے اون تمام اجزا کو فنا کردیگي جو نیند سے چار گهنٹے پہلے پیدا هوگئے تهے اور انکي جگہ آکسیجن اور کروماتوفیل کے اجزا پیدا هو جائینگے جو بیداري کي علت هیں - اس بنا پر اوس شخص کو چار گهنٹے کے بعد هي بیدار هو جانا چاهیے - حالانکہ هر شخص کا تجربہ اسکے خلاف شہادت دیگا -

(آخر ترین تحقیقات)

بعض علماء نے اس آخري مذهب پر بهي قناعت نہیں کي اور تحقیق مزید کیلیے دوسرے تجارب بهي جمع کیے هیں - چنانچہ اونهوں نے چند کتوں کو ایک مدت تک بیدار رکها لیکن نہ تو اونکے جسم کي حرارت میں کوئي کمي پیدا هوئي' نہ کاربون کے اجزاء میں کسي قسم کا اضافہ هوا' اور نہ هي آکسیجن کي تولید میں کوئي نمایاں فرق نظر آیا - خون کي رطوبت اور اسکي کمیت و کیفیت بهي اپني اصل حالت پر قائم رهي- البتہ دس دن کے بعد کتوں کي یہ حالت هوگئي کہ اون کے اعصاب بالکل بے حس تهے اور کسي قسم کے اسباب خارجیہ کا انپر اثر نہیں پڑتا تها - اس حالت نے اونکے اعصاب میں ایک ایسا اضطراري تموج پیدا کردیا تها جو کسي دوسرے ذریعہ سے پیدا نہیں کیا جا سکتا تها - جب وہ سوگئے اور پهر بیدار هوے تو یہ تموج عصبي بالکل زائل هوگیا تها -

اب سوال یہ ہے کہ اس دماغي اضطراب کا سبب کیا ہے ؟ تکان یا فضلات ردیہ کي تولید ؟ اگر اس اضطراري نیند کا سبب خون کي کمیت و کیفیت' اسباب خارجہ کا اثر' یا وہ فضلات ردیہ هیں جنکو اوپر کے تمام مذاهب میں نیند کا سبب بتایا گیا ہے' تو هم انکو آلات کے ذریعہ دوسرے حیوانات کے دماغ تک پہونچا سکتے هیں' اور اگر نیند اونکا لازمي نتیجہ ہے' تو اونکو سو جانا چاهیے حالانکہ تجربہ اسکي مخالفت کرتا ہے -

چنانچہ ایک کتے کو چند دنوں تک بیدار رکهکر اوسکے جسم کا خون دوسرے کتے کے جسم میں حقنہ کے ذریعہ پہونچایا گیا - اگرچہ اس انتقال سے اوس کتے کي دوسرے دماغي کیفیات و آثار میں اختلاف پیدا هوا' لیکن خواب و بیداري پر اسکا کوئي اثر نہیں پڑا - اسلیے خون کي کمیت و کیفیت نیند کا سبب نہیں هوسکتي-

لیکن اس اختبار پر بظاهر یہ اعتراض هوسکتا تها کہ نیند کا تعلق دماغ کے ساتهہ ہے' اس بنا پر تمام جسم کا خون اس مسئلہ کا قطعي فیصلہ نہیں کر سکتا- اس شبہہ کے ازالہ کیلیے انهوں نے ایک ایسے کتے کے دماغ کا خون جو چند دنوں بیدار رکها گیا تها' ایک ایسے کتے کے دماغ میں پہونچایا جس کے اعصاب میں بیداري نے کسي قسم کا تغیر پیدا نہیں کیا تها - خون پہونچنے کے ساتهہ هي اوس کتے کو نیند آگئي - اس تجربہ سے صاف ثابت هوتا ہے کہ نیند کا سبب خون یا فضلات ردیہ نہیں بلکہ وہ سیال مادہ ہے جو مبدء اعصاب کے اطراف میں پهیلا هوا ہے -

لیکن سوال یہ ہے کہ اوس مادہ کي حقیقت کیا ہے ؟ قوانین فطرت نے ابهي تک اس راز کو اپنے خزانہ میں محفوظ رکها ہے -

لقــوم يومنــون اس اختلاف ليل و نهار اور اسكے اثرات ميں
(٢٧ : ٨٧) حكمت رباني كي بڑي هي نشانياں هيں !

(حقيقت نوم)

" ضرورت اختراع و ايجاد كي ماں هے " اسليے انسان كا دماغ هميشه اپنے راحت و آسايش كے علل و اسباب كي جستجو ميں سرگرم رهتا هے - ادويۂ و عقاقير كے خواص و آثار اسي ضرورت نے دريافت كيے - اكتشافات جديثه كے گنجينۂ پنهاں كي وهي كليد بردار هے - زمين كے نشيب و فراز كو اسي نے هموار كيا - كل جو جنگل تها وهي آج باغ ارم نظر آتا هے ! كل جن ميدانوں ميں درندوں كے بهٹ تھے ' آج وهي متمدن انسانوں كا مسكن هے ! دريا كي سطح جو كل تك تلاطم خيز طوفان برپا كر رهي تهي ' آج انسان نے خود اسكو مسخر كر ليا هے ! كل تك جو چيزيں پردۂ غيب كا چهپا هوا راز سمجهي جاتي تهيں ' آج وه افسانۂ بزم و انجمن هيں ! ليكن يه ايك عجيب بات هے كه " نيند " كي حقيقت اور اوسكے علل و اسباب كا قلعه ضرورت كي اس فاتحانه عقده كشائي سے ابتك محفوظ هے - جسطرح وه اوسوقت غير متعين تھے جب ايك وحشي انسان غفلت كي نيند سو رها تها ' اوسي طرح وه اب بهي مجهول و مشتبه هيں جب كه ايك متمدن انسان اكتشاف و اختراع كي دهن ميں رات رات بهر جاگا كرتا هے ! ! وما اوتيتم من العلم الا قليلا !

زمانۂ قديم ميں اسكي جستجو بيكار تهي كه وه خواب غفلت كا زمانه تها - ليكن اس بيداري كے زمانه ميں بهي اب تـك اوسكي كوئي تسكين بخش تحديد نهيں كيگئي - جديد دور اكتشاف كے علم برداروں نے اسكے متعلق جو كچهه تحقيق و تفتيش كي هے وه " اضغاث احلام " سے زياده قابل وقعت نهيں هے - تاهم منزل مقصود كا اڑتا هوا غبار بهي شوق جستجو كي رهنمائي كرسكتا هے - اسليے همكو اس افسانۂ خواب و خيال سے كم از كم لطف سماع تو ضرور اوٹها لينا چاهيے -

(كميت و كيفيت دموي)

دور جديد كے بعض علماے قديم كا خيال تها كه نيند خون كي اوس كثرت مقدار كا نتيجه هے جسكي رو لپٹنے سے انسان كے دماغ ميں دفعتاً پهونچ جاتي هے - خون كي اسي حرارت كا نتيجه هے كه انسان سوتے وقت گرمي كے احساس سے كپڑا اوتار ڈالتا هے -

ليكن تجارب عمليه اس خيال كي تائيد نهيں كرتے ' بلكه اسكے برعكس ثابت هوتا هے كه نيند كي حالت ميں دماغ كي معمولي مقدار خون بهي كم هوجاتي هے -

ايك شخص بچپن كے زمانے ميں سر كے بل گر پڑا تها ' هڈي كے ٹوٹنے سے اوسكي پيشاني پچک گئي تهي - ليكن جب وه سوتا تها تو اوسكي پيشاني كا يه پچكا هوا حصه اور بهي گهرا هوجاتا تها اور جاگنے كے بعد ابهر آتا تها - پس اگر دماغ حالت خواب ميں به نسبت بيداري كے خون كي غير معمولي مقدار سے لبريز هو جاتا تو نتيجه بالكل برعكس هوتا -

زياده كد و كاوش كي ضرورت نهيں - هر شخص معمولي حالتوں ميں اسكے خلاف تجربه كر سكتا هے - انسان اكثر گهنٹوں چت ليٹا رهتا هے - اس حالت ميں نه اوسكو نيند آتي هے اور نه دماغ ميں كسي جديد كيفيت كا احساس هوتا هے - يهي وجه هے كه بعض علماء نے بالكل اسكے برعكس راے قائم كي هے - اونكا خيال هے كه حالت خواب ميں دماغ خون كے معمولي حصۂ رسدي سے بهي محروم هوجاتا هے - اور چونكه خون هي دماغ كي غذا هے جس ميں وه عمل كرتا هے اور اوسي كي حرارت كے ذريعه فضلات دماغيه كو تحليل كرسكتا هے ' اسليے خون كي اس قلت مقدار كي وجهه سے نه تو اوسكو خود خون كے اجزاء ميں كسي عمل كي ضرورت پيش آتي هے اور نه وه اوسكے ذريعه فضلات هي كو دفع كرسكتا هے - بلكه بالكل بيكار هوجاتا هے اسي تعطل و بيكاري كا نام نيند هے -

ليكن درحقيقت يه خيال بهي قابل وثوق نهيں - تجارب سے ثابت هوتا هے كه سونے كے ساتهه هي دفعتاً انسان كے دماغ ميں معمولي مقدار سے زياده خون كي ايك رو پهونچ جاتي هے - يهي وجهه هے كه نيند كي حالت ميں انسان كا چهره سرخ هو جاتا هے ' اور چهرے كي سطح ظاهري بهي كسيقدر ابهر آتي هے -

بعض علماء نے آلات كے ذريعه سے ايك آدمي كے دماغ ميں خون كي مقدار زياده پهونچائي اور پهر اوسكو كم كيا ' تو معلوم هوا كه نيند پر خون كي كمي يا بيشي كا كوئي اثر نهيں پڑتا -

ان دونوں خيالوں كا دار و مدار تمامتر اسپر تها كه نيند كا سبب خون كے مقدار كي كمي بيشي هے - ليكن بعض علماء كے نزديك خون كي مقدار كا كوئي اثر خواب و بيداري پر نهيں پڑتا - بلكه خون كي كيفيت ميں جو تغيرات هوتے رهتے هيں وهي نيند كي علت هيں - كبهي كبهي خون ميں اسقدر حرارت اور رواني پيدا هو جاتي هے كه دماغ اوسپر قابو نهيں پاتا ' اور حرارت خون كي وجهه سے دماغ كے اعصاب كي رطوبت خشك هو جاتي هے - اس بنا پر دماغ كو جو چيز عمل پر آماده كرتي تهي وهي اوسكو بيكار كرديتي هے ' اور اسي تعطل كا نام نيند هے -

ان علماء نے مختلف علائم و آثار سے اسكي تائيد كي هے - وه كهتے هيں كه انهي تغيرات دمويه كي وجه سے جب انسان گهري نيند سے اوٹهتا هے تو اوسكا چهره تمتمايا هوا نظر آتا هے اور اوسكي جلد ميں بهي ايك ابهار سا پيدا هو جاتا هے -

بعض علماء كا خيال هے كه اعصاب كے جال نے تمام اعضاء انسانيه كو دماغ كے ساتهه مربوط كرديا هے - ليكن كبهي كبهي ايك خاص كيفيت عصبانيه دماغ و اعضاء كے ان ارتباطات و تعلقات كو منقطع كرديتي هے جو دماغ و اعضاء ميں حركت پيدا كرتے رهتے تھے - ان تعلقات كے منقطع هونے سے تمام جسم انساني معطل هوجاتا هے - اسي كا دوسرا نام نيند هے - ليكن اب تـك اسپر كوئي يقيني دليل قائم نهيں هوئي هے البته دوسرے علماء نے اس كے قريب قريب يه راے ظاهر كي هے كه جن اعصاب كا وظيفۂ طبيعيه تمام جسم ميں خون كا پهونچانا هے ان ميں اسباب خارجيه تغيرات پيدا كرتے رهتے هيں ' اور يهي تغير خواب هوتا هے - البته يه ضرور هے كه ان اسباب كو عموماً نشاط افزا هونا چاهيے - يهي وجهه هے كه نرم بستر كے ديكهنے كے ساتهه هي نيند آجاتي هے اور شور و غل همكو دفعتاً بيدار كرديتا هے - قصوں كے سننے سے ' بستر پر ليٹنے سے ' بچوں كو تهپكياں دينے سے اسي ليے نيند آجاتي هے - كيونكه يه اسباب اعصاب ميں ايك خوشگوار اور لطيف تموج پيدا كرديتے هيں -

درحقيقت اس راے كا سلسله بهي اون لوگوں كے خيال سے جاكر مل جاتا هے جو دماغ ميں خون كي كمي كو نيند كا سبب قرار ديتے هيں - كيونكه ان تمام موثرات خارجه سے اعصاب ميں ايك قسم كا سكون پيدا هوتا هے جو دوران خون كي سرعت كو كم كرديتا هے - ليكن ان تمام مذاهب كا رد (جو خون كي كميت و كيفيت كو نيند كي علت قرار ديتے هيں) ايك دوسرے عملي تجربه نے كرديا هے - شام ميں دو توام بچے پيدا هوے - ان ميں سے ايك بيدار رهتا تها اور دوسرا اوسي حالت ميں سوتا تها ' حالانكه دونوں كے خون كا ظرف ايك دوسرے سے متصل تها - اگر خون كي كميت و كيفيت اسكا سبب هوتي تو دونوں كي حالت خواب و بيداري ميں ضرور تلازم هوتا -

جس خطائے اجتہادي کا ارتکاب کیا' حقیقت میں اوس سے خود بنائے اسلام هي متزلزل هوگئي - اکبر اور پهر اورنگ زیب کي احمقانه سیاست جنوبي هندوستان کي ایک ایک اسلامي ریاست کو نگل گئي اور جس جامعیت و اتحاد مملکت کي غرض سے یه کوشش کي گئي تهي' وه بهي حاصل نه هوئي - جبکه دور و دراز صوبوں کیلیے وسائل و ذرائع سفر و خبر مفقود تهے' تو انکا کسي بعید مرکز سے پیوسته هونا تقریباً ناممکن تها - نتیجه یه هوا که غیر اسلامي قوتیں موقع پاکر ابهر آئیں اور خود مسلمان هي مٹ گئے -

مسلمانان شمالي هند عموماً جب اسلامي هند کے عهد زریں کا تذکره کرتے هیں' تو آگره اور دهلي کا نام بے اختیار اونکي زبان سے نکل جاتا هے اور پهر خاموش هوجاتے هیں - لیکن شاید اونهیں معلوم نهیں که اسکے بعد هي بیجا پور' احمد آباد' احمد نگر' گولکنڈه' دولت آباد وغیره آثار باقیۂ اسلامیه دو عالم هونے کا فریضۂ تاریخي ان کے ذمه ابهي باقي هے -

(امارت بیجاپور)

امارت بیجاپور دکن کا ایک زرخیز قطعۂ ملک تها جو اب بمبئي پریزیڈنسي کا ایک جزء هے - شهر بیجاپور اس اسلامي امارت کا پایۂ تخت تها - اب تک اسکے کهنڈر شهرانه حیثیت سے باقي هے - بمبئي سے اسکي مسافت ۲۴۰ میل بجانب مشرق جنوب هے - انگریزي تاریخوں میں بیجاپور کا لقب دکن کا تدمر Palmyra هے - اس تدمر دکن کي تاریخ نهایت دلچسپ اور مجموعۂ عبر و بصائر هے -

اس سلسلۂ حکومت کا نام جو یهاں فرمانروا تها' خاندان عادلشاهي تها -

عادلشاهي خاندان کا باني بروایت مشهوره سلطان مراد قسطنطنیه کا ایک بے خانمان فرزند' یعني شهزاده یوسف تها - یوسف جب اپنے بهائي سلطان محمد کے خوف سے قسطنطنیه کے کنعان سے نکلا' تو تقدیر نے دکن کے مصر میں پهنچا دیا - جهاں وه ایک سپاهي کے درجه سے شاهي کے رتبه تک پهنچ گیا !

اس سلسله میں کل ۹ بادشاه گذرے هیں :

۱ یوسف عادلشاه	زمانه حکومت	از سنه ۱۴۸۹ع تا سنه ۱۵۱۰ع
۲ اسماعیل عادلشاه	"	از سنه ۱۵۱۰ع تا سنه ۱۵۳۴ع
۳ ملو عادلشاه	"	از سنه ۱۵۳۴ع تا ۷ ماه
۴ ابراهیم عادلشاه اول	"	از سنه ۱۵۳۴ع تا سنه ۱۵۵۷ع
۵ علي عادلشاه اول	"	از سنه ۱۵۵۷ع تا سنه ۱۵۸۰ع
۶ ابراهیم عادلشاه ثاني	"	از سنه ۱۵۸۰ع تا سنه ۱۶۲۶ع
۷ محمد عادلشاه	"	از سنه ۱۶۲۷ع تا سنه ۱۶۵۵ع
۸ علي عادلشاه ثاني	"	از سنه ۱۶۵۶ع تا سنه ۱۶۷۲ع
۹ سکندر عادلشاه	"	از سنه ۱۶۷۲ع تا سنه ۱۶۸۶ع

اس حکومت کي کل مدت سلطنت ۳۰۳ برس هے - عموماً اکثر فرمانروا بیدار مغز اور باهوش تهے - اسکندر آخري بادشاه افسوس قسمت کا سکندر نه تها - ایک طرف سیوا جي کي غارتگري سے حواس باخته تها' دوسري طرف اورنگ زیب کے حملوں سے - تا آنکه سنه ۱۶۸۶ع نے اورنگ زیب کو بیجا پور کا مالک کردیا -

عادلشاهي حکومت نے اپنے متعدد آثار چهوڑے جو اب بهي ان اطراف میں کاروان اسلام کے نقش پا بتاتے هیں - دیواروں' قلعوں' مسجدوں' اور دیگر عمارات کو چهوڑکر صرف طریقۂ آبرساني کے وه حیرت انگیز کارنامے یهاں موجود هیں جو اب تک مسلمانوں میں طبیعیات کي اعلی ترقي کے شاهد حال هیں - " ملک میدان " نامي ایک عجیب و غریب توپ بهي یهاں محفوظ هے جو " محمد بن حسن رومي " (۱) ایک مسلمان کي قوت صنعت کا نتیجه تهي اور جس سے مسلمانوں کے علم الحرب پر ایک نئي روشني پڑتي هے - دوسري توپ " لینڈا کسب " هے وه بهي اسي حکومت کے مصنوعات حربیه میں سے هے -

عمارات و ابنیه کي اسوقت یهاں ۴۴ یادگاریں باقي هیں جو اسلامي طرز تعمیر کے بهترین نمونه هیں - چند مخصوص آثار کے فوٹو صرف اسلئے نقش هیں که :

قیاس کن ز گلستان من بهار مرا!

(اسلامي طرز تعمیر)

هر قوم نے اپنے عهد تمدن و عروج میں اپنے حسن مذاق و وسعت علم و پیمانۂ تمدن کے مطابق عمارتیں تعمیر کي هیں جن میں سے مخصوص اقوام اهل مصر' اهل بابل' اهل هند' اهل ایران قدیم' روم' اور مسلمان هیں - اسلامي طرز تعمیر کا نام Architecture Saracenic هے - مهندسین یورپ تسلیم کرتے هیں که علم هندسه و تعمیر میں مسلمانوں کا مخصوص پایه تها -

اسلامي طرز تعمیر کے مختلف اقطاع عالم میں مختلف نمونے هیں - لیکن باوجود اس اختلاف کے بعض نوعي اشتراک بهي هیں -

هندوستان میں اسلامي طرز تعمیر کے دو نمونے هیں : تیموري و غیر تیموري - دهلي' آگره' کشمیر' لاهور کے علاوه جهاں تیموري مصنوعات هیں' اور هر جگهه غیر تیموري طرز تعمیر کے نمونے ملتے هیں جو تیموري نمونوں سے نسبتاً نزاکت و لطافت میں کم درجه هیں لیکن جلال و جبروت و سطوت اور استحکام میں تیموریوں پر فائق هیں -

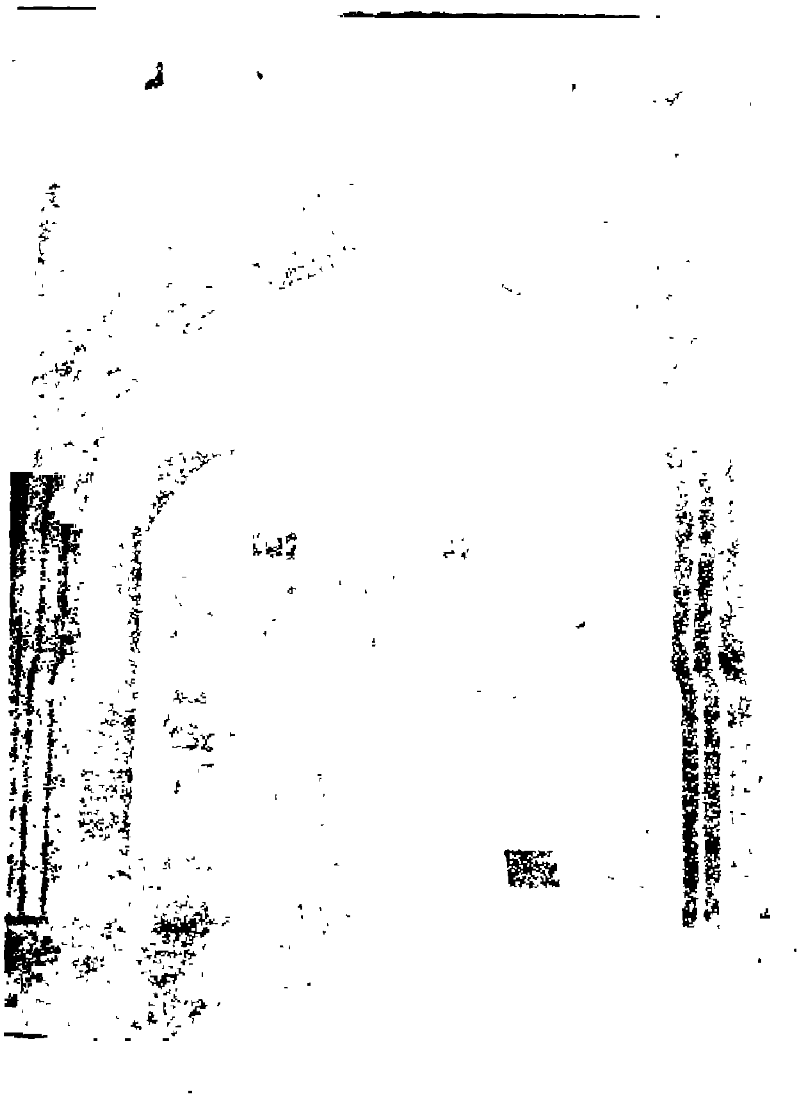

جامع مسجد بیجاپور کا محراب و مصلی

---

(۱) یه حسن بن رومي تاریخ هند کا ایک عجیب و غریب شخص تها جسکے وجود پر ابتک کافي روشني نهیں پڑي - عنقریب اسکے مفصل حالات شائع کرینگے - (البلاغ)

آثار عتیقه

جسکے دوسرے معنی یه هیں که اب تک نیند کی حقیقت ارباب علم کے نزدیک غیر متعین هے : وما اوتیتم من العلم الا قلیلا !

(و جعلنا نومکم سباتا)

ان تمام مذاهب و خیالات کی تشریح سے ثابت هوگیا که جدید تحقیقات اب تک نیند کی حقیقت اور اوسکے علل و اسباب کے تعین میں نا کامیاب هے - لیکن خدانے اور تمام فطري چیزوں کے ساتهه آج سے تیره سو برس پہلے هم کو اپنا ایک یه احسان بهي جتایا تها :

الم نجعل الارض	کیا هم نے زمین کو آرامگاه اور پہاڑ کو
مهادا ○ والجبال اوتادا ○	اسکا ستون نہیں بنایا؟ کیا هم نے
وخلقناکم ازواجا ○	تم کو جوڑا جوڑا نہیں پیدا کیا ؟ اور
وجعلنا نومکم	کیا تمهاري نیندکو ایک غافل کردینے
سباتا؟ (٧٨ - ١٠)	والي چیز نہیں بنایا ؟

اب تحقیق جدید کا متحرک قدم بهي اسی نقطے پر پہونچکر رک گیا هے جہاں سے پرواز کی حرکت اوسکی شروع هوئي تهي - چنانچه بعض علماء کا خیال هے که نیند بالکل فطري چیز هے - جس طرح انسان کو کهانے پینے کی ضرورت هوتي هے اوسي طرح وه نیند کا بهي محتاج هے - اسلیے تمام فطري ضروریات کي طرح اوس کے خواص و آثار میں بهي تغیرات پیدا هوسکتے هیں - اگر ایک شخص ریاضت سے کهانا چهوڑ سکتا هے تو ایک شخص همیشه بیدار بهي ره سکتا هے - اگر ایک شخص کو غم و الم میں کهانے پینے کي فکر نہیں رهتي ' تو ایک شخص اس حالت میں خواب شیریں کا افسانه بهي فراموش کردیتا هے - اگر ایک شخص فاقه سے مرسکتا هے تو ایک شخص کو دائمي بیداري بهي هلاک کرسکتي هے - اگر پرخوري کسل پیدا کرتي هے تو معمول سے زیاده سونا بهي اس کا سبب هوسکتا هے - اگر انسان کو غذاے لطیف مرغوب هے تو خوشگوار نیند اوس سے زیاده محبوب هے - غرض یه ایک ایسا مذهب هے جسکے ذریعه نیند کے تمام خواص و اعراض کي توجیه و تعلیل کي جاسکتي هے اور بلا شبه قرآن حکیم کے عام موثرات فطریهٔ انسانیه کے سلسلے میں نیند کا ذکر کرکے اسکي طرف ایک بلیغ اشاره کردیا هے -

---

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں البلاغ پہلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوگا - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے آماده هے پس اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کي درخواست بهیجیے کمیشن معقول دیا جاتا هے -

---

آثار اسلامیه امارت بیجاپور

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوي پروفیسر پونا کالج)

(مفتوحات اسلامیه)

تمام مفتوحات اسلامیه کي دو قسمیں هیں :

(١) ایک وه جو عرب فاتحین کي قوت کے جولانگاه رهے هیں -

(٢) دوسرے وه جو ترک ' مغل ' اور پٹهان اقوام کي یادگاریں هیں -

خدا جانے یه نکتهٔ تاریخي اور لوگ تسلیم کرتے هیں یا نہیں ' مگر همکو صاف نظر آتا هے که عرب جہاں گئے ' مذهب ' علم ' تهذیب اخلاق ' اور تمدن اونکے همرکاب رها - کیونکه وه درحقیقت اسلام کے اصلي جوهر اور تعلیم اسلام کا حقیقي نمونه تهے - لیکن جہاں جہاں ترکوں ' پٹهانوں ' اور مغلوں کے ذریعه سے اسلام پہونچا هے ' وهاں علم ' مذهب اور تهذیب و تمدن کي صحبت علی الاکثر بہت کم نصیب هوئي هے اسکا سبب ظاهر هے که یه قومیں خود حقیقت میں اسلام کي نائب اور نماینده نه تهیں -

(فتح هندوستان کے دو راستے)

هندوستان میں اسلام دو راستوں سے آیا : براه خیبر و پنجاب ترکوں اور مغلوں کے ذریعه سے - اور براه سنده و گجرات عربوں کے ذریعه سے -

گو آج تو هر جگه خاک سي اڑتي هے لیکن تاریخ کا آئینهٔ جہاں نما تیموریوں سے پہلے کا نقشه همکو دکها سکتا هے جب لاهور ' آگره ' اور دهلي کي وسیع فضاء حکومت ترکوں اور مغلوں کي قوت کا تماشه گاه تهي تو شجاعت و بهادري کي جنس کے سوا اور متاع کسي کي ان بازاروں میں پرسش نه تهي - نه علم دانائي (فقه) کے سوا اور کسي اسلامي علم و فن کا یہاں نام و نشان تها ' اور نه " داناؤں " (فقہاء) کے سوا اسلام کا کوئي اور نمونه تها - یه نادان دانا تقلید اور جهل و تعصب کے مجسمه تهے ' جن کو اس سے کچهه بحث نه تهي که اسلام کے خدا نے کیا کہا هے اور اسلام کے پیغمبر نے کیا بتایا هے ؟ وه صرف ایک هي شے سے تسلي پاتے تهے - یعني فتاواے دانایان بخارا و سمرقند ! ملک کے اس سرے سے اوس سرے تک ایک بهي احادیث نبویه کا حامل اور فرمان الہي کا مفسر نه تها !

لیکن اس کے بالکل برخلاف مسند دکن اور گجرات کي حالت دوسري تهي - ان میں سے هر ایک بجا طور سے دمشق ' قرطبه ' اور بغداد کو یاد دلاتا تها - سواحل عرب کے مقابل هونے کي وجه سے علوم و فنون کے سرچشمے حجاز و یمن سے ابلتے تهے اور ان ممالک میں بہتے تهے - بیجاپور ' احمد نگر ' گولکنده ' اور احمد آباد گجرات ' ان سرچشموں کے قرارگاه تهے -

(حکومت تیموریه اور امارت اسلامیهٔ جنوبي هند)

تیموري سلاطین نے عموماً اور اکبر و اورنگ زیب نے خصوصاً جس شدید غلطي کا ارتکاب کیا (اور اگر هم حسن نیت کو دخل دیں تو)

دارالارشاد

یا قوم! اتبعون، اهدکم: سبیل الرشاد (۲۸۴۰)

رفتم که خار از پاکشم، محمل نہاں شد از نظر
یک لحظه غافل گشتم و صد ساله را هم دور شد!

(۱) گذشته سال ماه رمضان المبارک میں (الذي انزل فیه القرآن) " دارالارشاد " کي بنیاد رکھي گئي تھي - اراده تھا که اسي سال سے تعلیم و ارشاد کا سلسله بھي شروع کردیا جاے - لیکن مشیت الهي مساعد نه هوئي - و عرفت ربي بفسخ العزائم:

مثال ما: لب دریا و آب و مستسقي ست
دهند شوق، ولے رخصت نظر نه دهند!

(۲) موجوده حالت یه هے که مدرسه کا هال طیار هوچکا هے - صرف جزئي و بیروني تکمیل باقي هے - لیکن جب تک اس کے ساتھه ایک دوسري عمارت طلباء کے قیام کے لیئے بھي طیار نه هوجاے، اس وقت تک وهاں کام شروع نہیں هوسکتا - عمارت کا مقام شہر سے باهر هے اور یه ممکن نہیں که شہر میں قیام کرکے اس سے کام لیا جاے - طلباء کے کمروں کي تعمیر کے لیے ابھي اقلاً دس پندره هزار روپیه اور هونا چاهیے: و ما ذالک علی الله بعزیز-

(۳) کمروں کي طیاري کا انتظار میں کرسکتا هوں لیکن نه تو میری زندگي کرسکتي هے جس کا قیام نا معلوم هے، اور نه زمانه کرسکتا هے جس کي رفتار همارے ارادوں اور امیدوں کي پابند نہیں:

با اینکه کعبه نمایاں شود ز پا منشیں
که نیم گام جدائي هزار فرسنگ ست

پس متوکلاً علی الله اس عاجز نے پچھلے دنوں فیصله کرلیا که سردست ایک کرایه کے مکان هي میں سلسلۂ تدریس و ارشاد شروع کردیا جاے - اگر توفیق الهي نے چاره سازي فرمائي اور عمارت مکمل هوگئي تو وهاں مدرسه منتقل کردیا جائیگا:

تا نہال آرزو کے بردهد
حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم

(۴) زیاده تر یه امر بھي اس کا باعث هوا که اپني حالت دیکھتا هوں تو روز بروز صحت جواب دے رهي هے اور ضعف و اضمحلال بڑھتا جاتا هے - نہیں معلوم مشیت الهي کیا هے اور کونسا وقت آنے والا هے؟

فمن شاء فلینظر الي فمنظري
نذیر الی من ظن ان الهوی سهل

اگر پیام اجل سر پر آ پہنچا (و ان اجل الله لات) تو آه کس سے کہئیے اور کون جانتا هے که اس مشت خاک کے ساتھه کیا کیا چیزیں هیں جو سپرد خاک هونگي، اور فیضان الهي نے اپنے فضل مخصوص سے کیسے کیسے دروازے علوم و معارف کے اس عاجز پر کھولے هیں، جو بغیر اس کے که ایک طالب صادق و صالح بھي ان سے گذرے، بند کے بند هي رہ جائیں گے:

جوهر بنیش من در ته زنگار بماند
آنکه آئینهٔ من ساخت نه پرداخت دریغ!
تو نظیریؔ ز فلک آمده بودني چو مسیم
باز پس رفتي و کس قدر تو نه شناخت دریغ!

جو کچھه اب تک زبان و قلم کے حوالے هوا، وه اس کے مقابلے میں که اُبلتے هوے چشمے اور بھڑکتے هوے شعلے کیطرح سینه میں جوش زن هے، علم الله که ایک قطرۂ دریا اور ذرۂ صحرا سے زیاده نہیں - علی الخصوص " قرآن حکیم اور علوم و معارف نبویه (علی صاحبها الصلوٰة و التحیة) کے متعلق تو یقین کرنا چاهیے که اب تک هزار میں سے ایک بات بھي جي بھر کے نه کہسکا، اور جو کچھه کہا گیا، اُس کے لیے بھي اے صد هزار حسرت و داغ، که نه تو بقدر شوق وسعت گفتار پائي، اور نه بقدر همت سامان و وسائل هي هاتھه آے - اب سے آٹھه سال پہلے میں نے ایک قصیدے کي تشبیب میں کہا تھا:

هر موج معاني که ز جیحون دلم خاست
تا ساحل لب آمده بر تافت عناں را

(۵) اگرچه اس لیے که تاریکي شدید تھي، اور اس لیے که اِن اندھیري هو تو ایک ٹمٹماتا هوا دیا بھي بہت هوتا هے، جو کچھه بھي اس عرصه میں حوالۂ قلم و زبان هوا، الله تعالی نے اُسے رفعت ذکر و قبولیت تامه عطا فرمائي، اور بے شمار مومنین راسخین و طالبین صادقین کے دلوں کو اُس کے لیے کھول دیا - حتی که کہا جا سکتا هے که قرآن حکیم و معارف نبویه کے درس و بصیرة، اور احیاء سنت و امر بالمعروف کي دعوت و تذکیر کا ایک نیا دور اُس سے شروع هوگیا: و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء - تاهم اپني نظر اس پر نہیں هے که جو کچھه هوا وه کتنا اور کیا هوا؟ دیکھنا یه هے که جو کچھه هو سکتا تھا اور هونا تھا، افسوس که وه نه هوا:

وهبت علی مقدار کفي زماننا
و نفسي علی مقدار کفک یطلب!

وه علیم و حکیم هي بہتر جانتا هے که اُس نے اپنے فضل مخصوص سے گذشته چھه سات سالوں کے اندر نه صرف قرآن حکیم بلکه تمام علوم اسلامیه کے درس و بصیرة کے کیسے کیسے غیر مفتوح دروازے اس عاجز پر کھولے هیں، اور کشف سرائر و خفایاء محجوبه، و تفحص حقایق و معارف مستوره، و تحقیق غرائب و نوادر، و فیصلۂ مذاهب و مشارب، و تطبیق اختلافات متضاده، و انشراح بصائر و عوارف مخصوصه کي کیسي کیسي عجیب و غریب نعمتیں عطا فرمائي هیں؟ علی الخصوص یه انعام جلیل اور فیض عظیم که اختلافات مذاهب و مشارب اور محدثات علوم و مسائل کي تقریباً هر شاخ میں سلف صالح کے مذهب و مشرب کو (که فی الحقیقت الدین " الخالص " کا مصداق حقیقي هے) اس عاجز پر منکشف کردیا، اور مومنین اولین (الذین سبقونا بالایمان) کے منہاج قویم و صراط مستقیم پر کاربند هونے کي توفیق مرحمت فرمائي - یه وه انعام خاص هے جس سے صدها رهروان منزل محروم رهے، اور جب تک هدایت ربانی، و توفیق الهي، و انوار مقتبسۂ مشکوٰة نبوت رهنمائي نه کریں، اس مقام کا حصول و وصول ممکن نہیں - بلکه اس مقام کي حقیقت و فضیلت کو بھي هر مدعي سمجھه نہیں سکتا:

راهے که خضر داشت ز سر چشمه دور بود
لب تشنگي ز راه دگر برده ایم ما!

(۶) اگر ایک شخص مسلمانوں کي تمام موجوده تباه حالیوں اور بد بختیوں کي علت حقیقي دریافت کرنا چاهے، اور ساتھه

جامع مسجد کا صحن

اس اختلاف کا ایک سبب یه بھي هے که تیموریوں کو اپني عمارتوں کے لیے جس قسم کے پتھر ملے' دوسروں کو نصیب نهیں هوئے - بیجاپور کي عمارتیں دوسري قسم میں داخل هیں -

(جامع عادلشاهي)

تمام مساجد بیجاپور میں یه سب سے زیاده وسیع و بلند اور خاص بیجاپور کي نهایت خوبصورت مسجد هے - اسکا اندروني رقبه ۱۹۰۰۰ مربع فٹ هے اور نهایت متناسب الاجزا بنایا گیا هے - محراب کے علاوه تمام دیوار ساده هے - محراب نهایت نازک طلائي نقش و نگار سے آراسته کي گئي هے جسمیں مختلف الوان کي ترتیب سے بنائي گئي تهي جابجا کتاب' مهر' مناره' زنجیر' مجمر' اور گلدان کي تصویریں هیں - بعض موقعوں پر عربي و فارسي کے نسخ و نستعلیق کے خط طغرا عبارات منقوش هیں جن میں سے ایک فارسي قطعه یه هے

بر قصر عمر نکنه مکن استوار نیست
در دار بیقرار کسے پایدار نیست
خوش منزلست دنیه (۲) رونق بچشم ما
خوش دولتیست عمر و لے پائدار نیست

اس جامع مسجد کي بنا علي عادل اول نے ڈالي تهي - محراب کے ایک کتبه سے ظاهر هوتا هے که یه طلائي کام سلطان محمد عادل کے عهد میں سنه ۱۰۴۵ هجري کے اندر تیار هوا - مسجد کا فرش نهایت صاف و شفاف هے - سیاه جدولوں میں ۲۲۵۰ سے زیاده مصلے بنے هوئے هیں - مشهور روایت یه هے که یه مصلے کي سطریں اورنگ زیب نے کهچوائي تهیں -

(آثار محل)

یه عمارت گو خوبصورت نهیں' لیکن بیجاپور کي مقدس ترین عمارت سمجھي جاتي هے - جسطرح حسب روایت مشهوره دوسرے مقامات میں موے مبارک نبوي کا وجود ظاهر کیا جاتا هے' اسي طرح حکومت عادلشاهي میں بهي یه تبرک مکه شریف سے ایک بزرگ لائے تهے - اسي کے لیے سلطان محمد عادل نے سنه ۱۱۱۱ ه میں اس عمارت کي بنیاد ڈالي - اسي عمارت میں عادلشاهي

آثار محل - عادل شاهي کتب خانه کي عمارت

۳

کتبخانه اور دیگر نادر آثار علمیه بهي تهے - اب صرف خالي الماریاں پڑي هیں - مشهور هے که حکومت کي عزت کے ساتهه یه نادر خزانه بهي یورپ کو منتقل هوگیا

اس قصر مقدس و عامي کے بعض کمرے اب تک عجائب صنعت و مصوري کے نمونے هیں - دیواروں کي تمام سطح رنگین گل بوٹوں' انساني نقشي صورتوں' جام و صراحي اور درخت و گلزار کي تصویروں اور بیلوں سے منقش هے - ایک الماري میں قدیم صنعت و دستکاري کے ریشمي غلاف' کمخواب کے پردے' اور ایران کے بیش قیمت قدیم طرز کے قالین نهایت بد احتیاطي سے پڑے هیں اور اب تک یورپین سیاحوں کے لیے ایک حیرت انگیز تماشه کا کام دیتے هیں - سامنے ایک خوبصورت مربع حوض هے جو کسي حیرتناک قدیم طریق آبرساني سے همیشه لبریز رهتا هے -

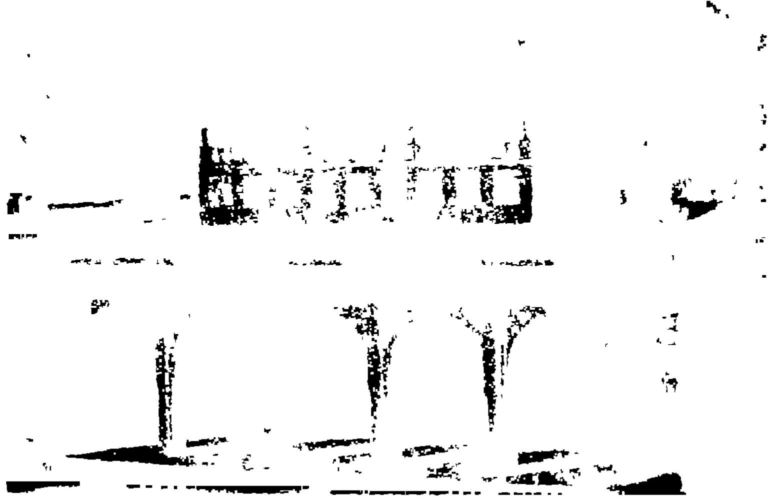

عادل شاه کا مقبره

ایک جگه فارسي کا منظوم کتبه کنده هے جسکے چند اشعار یه هیں:

درین کشور که آثار تو باشد
جهاں را چشم دیدار تو باشد
براے عاصیاں فضل تو وافیست
اگر موے ز فضل نیست کافیست
منارے منزلے خوشتر ز بستاں   بود خاکش دواے دردمنداں
رہے جاے که عرشش همقرین است   ستونش هریکے چون زین دین ست

آخریں اشعار یه هیں جنسے ناظم کا تخلص " آفریں " معلوم هوتا هے:

بر آور آفریں دست دعا را   که روز حشر مي یابي جزا را
بود آثار هستي تا جهاں را   خدا پاینده دارد ایں مکاں را
سنه ۱۱۱۱ ه

مجلدات الهلال

درخواست کا آخري موقعه

الهلال جلد اول کي جسقدر ششماهي جلدیں دفتر میں باقي تهیں سب فروخت هوگئیں دوسري کي بمشکل چند جلدیں نکل سکیں گي' یهي حال تیسري کا بهي هے' اور چوتهي اور پانچویں کے نسخے بهي بیس پچیس سے زیاده نهیں رهے - یه جلدیں بلحاظ اپني ظاهري اور باطني خوبیوں کے جو کچهه حیثیت رکهتي هیں' وه نه صرف مسلمانان هند بلکه مسلمانان اکثر حصص عالم سے پوشیده نهیں - جن حضرات کو یه سرمایه مطلوب هو' وه اسے آخري اعلان سمجهیں اور جلد درخواست بهیجیں' قیمت کیلیے لوح کا آخري صفحه ملاحظه هو - درخواستیں دفتر البلاغ کے پته سے آئیں -

---

(۲) یه مصرع غلط معلوم هوتا هے " دنیه " غالباً دنیا هے لیکن اصلي کتبه میں ایسا هي هے -

(طریق تعلیم)

(۷) اس تعلیم گاه کي اولین اور بنیادي خصوصیت یه هے: موجوده طرز تعلیم ' و انتخاب کتب ' و انحصار مضامین سے اسے کوئي تعلق نہیں - اول سے لیکر آخر تک کوئي درس کتابوں کے ذریعه نہیں دیا جاتا اور نه کوئي لکها هوا اور چهپا هوا کاغذ بجز قرآن حکیم کے معلم یا متعلم کے سامنے رهتا هے - بلکه تمام تعلیم قدماء اهل اسلام کے اصول پر محض زباني درس کے ذریعه هوتي هے' جسے مؤلفین اولین نے " املاء " کے لقب سے موسوم کیا تها اور آجکل یورپ اسے " لکچر " کہتا هے -

(۸) مرکز تعلیم صرف قرآن حکیم هے - آیات بینات' تبیاناً لکل شئي' هدی و رحمة لقوم یذکرون - لیکن اس مرکز کے دائرے میں وه تمام چیزیں آجائیں گي جو فهم و تبلیغ قرآن کے لیے ضروري هیں - اور جو چیزیں ضروري نہیں هیں' ظاهر هے که انهیں اس قوم سے کوئي واسطه نه هونا چاهیے جو صرف قرآن کے علم و عمل کے لیے دنیا میں آئي هے -

(۹) گو اصل تعلیم قرآن حکیم هے' لیکن یه بمنزله نقطه کے هے اور اس کا دائره وسیع هے - پس روزانه درس کے علاوه ایک درس هفته وار بهي هوتا هے اور انشا الله مسلمانوں کي موجوده تعلیمي زندگي میں وه بهي ایک اهم و اعظم چیز هوگي -

ان هفته وار لکچروں کا مقصد یه هے که تمام علوم اسلامیه مثلاً حدیث ' اصول حدیث ' فقه ' اصول ' کلام ' بلاغت ' تاریخ وغیره پر ایسے مبسوط و حاوي درس دیے جائیں ' جن سے سامعین کو ان علوم کي تاریخ ' مختلف تغیرات و ترقیات ' عهد بعهد کي تبدیلیوں ' ان کے اهم مباحث و مسائل ' اختلافات و محاکمات ' اور نتائج و بواعث پر مجتهدانه و محققانه نظر پیدا هوجائے ' اور ان تمام علوم کے اصول و فروع اور اطراف و لواحق کے متعلق جامع و حاوي معلومات به یک سماعت حاصل کرلیں -

یه تمام درس نهایت وسیع مطالعه و نظر اور تحقیق و کاوش کا نتیجه هونگے ' اور قلمبند هونے کے بعد علوم اسلامیه پر بهترین رسایل و فصول ثابت هونگے - -

درس علوم کا اصلي و صحیح طریقه یهي هے - نه یه که چند کتابوں کے صفحات و نقوش میں معلم و متعلم کي فکر و نظر کو مقید کر دیا جائے - یه مقام تشریح و توضیح کا محتاج هے اور علوم اسلامیه کے تنزل کي تاریخ کا ایک اهم باب ' لیکن :

تو خود حدیث مفصل بخوان ازیں مجمل

(مدت تعلیم)

(۱۰) اس درسگاه کي ایک بڑي خصوصیت مدت تعلیم کا مسئله هے' اور دنیا نے اس بارے میں بڑي ٹهوکر کهائي هے - لوگ سمجهتے هیں که انساني فکر کي تربیت و تعلیم صرف بڑي بڑي مدتوں اور بهت زیاده برسوں کے اندر مضمر هے - حالانکه اگر ایک طالب صالح هو' تو اکثر اوقات برسوں کي جگه صرف ایک صبح یا ایک شام کي صحبت و یکجائي هي کافي هوتي هے - بلکه صبح و شام کا بهي یہاں ذکر بیجا هے - ارباب دل کے لیے تو ایک نگاه راز آموز بهي بهت هے - ایک اعرابي جب ایک جملهٔ مختصر سنکر " لا نزید و لا ننقص " پکار اٹها تها ' تو غور کیجیے که اس کے لیے کیا باقي رهگیا تها ؟ البته وه بهي تهے که درس و اخذ بجائے خود رها ' اپنے معلم الهي کو ایک نظر دیکهنا بهي نصیب نه هوا ' حالانکه شب و روز دیکهتے تهے - و تراهم ینظرون الیک وهم لا یبصرون -

پس دار الارشاد کي بڑي سے بڑي مدت تعلیم ایک سال هے اور وه بهي ان لوگوں کے لیے جو تکمیل درس کے بعد کچهه اور چیزوں کے بهي طالب هوں - یا جو خود کہیں که ابهي پیاس باقي هے - ورنه عام طور پر صرف چهه ماه کافي هوں گے - هماري حالت دوسري هے' اور آهستگي روي کا عهد هم نے کهودیا هے - اب صرف اس کي مهلت باقي رهگئي هے که جهاں تک ممکن هو دوڑیں -

(۱۱) جو طلباء منتخب هوتے هیں ' سردست ان کے کهانے پینے اور قیام کا بار مدرسه اپنے سر لیتا هے - ایک پخته دو منزله هوادار مکان میں جو شهر کے یوروپین کوارٹر میں واقع هے وه ٹهرائے جاتے هیں - تا آنکه قرار داده تعداد سے زیاده درخواستیں آجائیں -

(۱۲) قرار داده تعداد سے مقصود یه هے که جتنے بهائیوں کي خدمت اس عاجز کے امکان میں هے ' اس سے زیاده درخواستیں آجائیں - کیونکه یه یاد رکهنا چاهیے که اس کام کے لیے میں نے کوئي چنده جمع نہیں کیا هے اور نه کوئي باهر کي مالي اعانت میرے ساتهه هے - قوم کے امراء و رؤساء جس طرح کے کاموں کي اعانت کرنے کے عادي هیں - اس طرح کے کام میں کہاں سے آئیں؟ پس مجبور هوں که جسقدر بحالت موجوده خود کر سکتا هوں کروں و لعل الله یحدث بعد ذالک امرا -

(۱۳) ضروري مخارج اکل و شرب و قیام کے علاوه کوئي وظیفه یا معاوضه میرے پاس نہیں هے' اور حقیقت یه هے که جو لوگ تیس پچاس روپیه وظیفه لے کر دین و ملت کي خدمت کے لیے طیار هونا چاهتے هیں ' وه آینده بهي قیمت چکائے بغیر خدا کے ساتهه معامله نه کرسکیں گے - اس راه کي اولین شرط ایثار و قرباني هے - اگر بتمامه نه هو سکے تو اقلاً قناعت تو هو -

(۱۴) قوم میں جو دردمند اور اسلام خواه گریجویٹ اور انگریزي کے تعلیم یافته نوجوان هیں' ان سے خاص طور پر یه خطاب هے - ان کو سونچنا چاهیے که دنیا کے لیے هزاروں روپیه خرچ کرکے سالها سال میں طیار هوتے هیں - کیا خدا اور اس کے کلمهٔ حق کي خدمت کے لیے بلا صرف چهه ماه بهي نه دے سکیں گے ؟ چهه مهینے کي مدت تو وه چهوٹا سا زمانه هے جو اکثر ڈپٹي کلکٹري کي محض امید و عشق هي میں بسر هو جاتا هے - وقت هے که اس موقعه سے فایده اٹهائیں اور چند مهینے یوں بهي بسر کر دیکهیں - ممکن هے که ان کا دل هزار سودا آوز ساري راهیں چهوڑ کر صرف اسي راه کا هو رهے :

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانه را

یا ایها الناس ! انتم الفقراء الی الله و الله هو الغني الحمید -

فقیر ابو الکلام کان الله له

هي يه شرط بهي لگا دے كه صرف ايک هي علت اصلي ايسي بيان كي جاۓ جو تمام علل و اسباب پر حاوي و جامع هو ' تو اس كو بتايا جا سكتا هے كه " علماء حق و مرشدين صادقين كا فقدان اور علماء سوء و مفسدين دجالين كي كثرت " : ربنا انـا اطعنا سادتنا و كبراءنا فاضلونا سبيلا ! اور پهر اگر وه پوچهے كه ايک هي جمله ميں اس كا علاج كيا هے ؟ تو اس كو امام مالک رحمة الله عليه كے الفاظ ميں جواب ملنا چاهيے كه " لا يصلح اخر هذه الامة الا بما صلح به اولها " يعني امت مرحومه كے آخري عهد كي اصلاح كبهي نه هوسكے گي ' تاوقتيكه وهي طريق اختيار نه كيا جاۓ جس سے اس كے ابتدائي عهد نے اصلاح پائي تهي - اور وه اس كے سوا كچهه نهيں هے كه قرآن حكيم كے اصلي و حقيقي معارف كي تبليغ كرنے والے مرشدين صادقين پيدا كيے جائيں -

(٧) بڑي مصيبت يه هے كه قرآن حكيم كي تعليمات كريمه كے جو حقيقي معارف و بصائر تهے اور جن مقاصد عظمى كے ليے اس كا نزول هوا تها ' وه صديوں سے بالكل بهلا ديے گئے هيں ' اور يقينا وه وقت آگيا هے جس كي نسبت كها جاتا تها كه قرآن كے انوار و بركات زمين سے اٹها ليے جائينگے ' اور جب لوگ تلاوت كے ليے مصاحف كهوليں گے تو اس كے اوراق كو بالكل ساده و غير منقوش پائينگے - يه سچ هے كه قرآن حكيم كے الفاظ و حروف ابهي نهيں اٹهاۓ گئے هيں ' ليكن بلاشبه اسكے معاني و معارف تو ضرور اٹها ليے گئے ' اور گو كاغذ پر لكهے هوۓ نقوش ابهي محو نه هوۓ هوں ' مگر دلوں كے صفحات تو يقيناً ساده هو گئے هيں : وقال الرسول : يا رب ! ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا ! اور يه سب كچهه اس ليے هے كه قرآن كے انوار و بركات عوام امت هي سے سلب نهيں هوۓ ' بلكه ان لوگوں كے دلوں سے محو هوگئے جن كے هاتهوں ميں عوام كي هدايت اور تمام عالم كے ليے قرآن كي تبليغ تهي - جب خود خواص امت اور اصحاب درس و علوم كو قرآن حكيم سے اس قدر بعد و هجر هو جاۓ كه " جلالين " و " بيضاوي " كے سوا اور كچهه نه ديكهه سكيں ' اور " مدارک " و " خازن " سے الگ هوكر ايک آيت پر بهي تدبر نه كرسكيں تو پهر ظاهر هے كه عامۀ اهل اسلام كے فهم و بصيرت كا كيا حال هوگا ؟

او خويشتن گم ست كرا رهبري كند ؟

قرآن حكيم نے ان لوگوں كي نسبت كها تها جو ايمان بالله و اليوم الآخر سے محروم هيں : و اذا قرات القران ' جعلنا بينك و بين الذين لا يومنون بالاخرة حجابا مستورا - افسوس كه آج مدعيان ايمان و علم كا يه حال نظر آتا هے :

عار دارد كفر از ايمان من ! !

(٨) چار سال پيشتر كا واقعه هے كه مشيت الهي نے اس عاجز كي رهنمائي كي اور " الهـلال " نے قرآن حكيم كي ابلاغ و دعوت كي صدا از سرنو بلند كي - ليكن اس عرصه ميں جو كچهه هوا وه ايک دعوت عام تهي جس كے ذريعه فهم و بصيرت قرآن كي نئي راهيں عوام و خواص نے اپنے سامنے ديكهيں ' اور قرآن حكيم كے عشق و شيفتگي كا ايک نيا ولوله دلوں ميں پيدا هوگيا - تاهم اس دعوت كي دوسري منزل ابهي باقي هے ' اور وهي في الحقيقت اهم تر مقام سعي و تعب هے ' يعني قوم ميں بكثرت ايسے افراد پيدا كيے جائيں جو انهي راهوں پر چل كر قرآن حكيم كے علوم و معارف كي تكميل حاصل كريں ' اور ان كے ذريعه قوم ميں ارشاد و هدايت اور احياء دعوت و ذكر كا عملي سلسله بالعموم شروع هو سكے -

(٩) همارے كاموں كي بڑي قسميں صرف دو هي هيں : مسلمانوں كي داخلي اصلاح و احياء علم و عمل - اور غير قوموں ميں اسلام كي تبليغ -

يه دونوں كام بغير كسي ايسي جماعت كي موجودگي كے انجام نهيں پاسكتے - جسقدر تحريكيں ' انجمنيں ' كانفرنسيں ' اور متفرق كوششيں بغير اس كے هوں گي ' وه اسي طرح ضايع جائيں گي جس طرح اب تک ضايع جاچكي هيں - والقصـه بطـولها -

(١٠) دار الارشاد كے قيام كا مقصد يهي هے كه دعوة الى القرآن كي اس دوسري منزل كا سروسامان هو ' اور تهوڑے وقت اور بهت زياده صرف علم و فكر سے ايک ايسي جماعت پيدا كي جاۓ جو قرآن حكيم كي دعوت و تبليغ كي خدمت اور اصلاح و ارشاد امت كا فرض انجام دے سكے : وما توفيقي الا بالله ' عليه توكلت و اليه انيب !

دار الارشـاد كا افتـتاح

(١) چنانچه الحمد لله كه ماه مقدس ذوالحجه سے دار الارشاد كا افتتاح هو گيا اور سلسلۀ درس جاري هے -

(اصول و شرائط داخله)

(٢) دار الارشاد ميں دو جماعتيں علوم عربيه اور انگريزي مدارس كے فارغ التحصيل طلبا كي قايم كي گئي هيں ' تاكه انهيں قرآن حكيم كا درس دے كر ارشاد و هدايت امت كے ليے طيار كيا جاۓ - پس يه ايک طرح كا درجۀ تكميل يا علوم القرآن كا ايم - اے كلاس هے - ابتدائي تعليم يا علوم آليه كا اس ميں كوئي حصه نهيں ركها گيا هے - البته انگريزي تعليم يافته طلبا كو بسبب ضرورت ايک جديد اور سهل الوصول طريقه سے عربي صرف و نحو اور فن ادب كي تعليم بهي دي جاتي هے -

(٣) علوم عربيه كے فارغ التحصيل طلبا سے مقصود وه لوگ هيں جنهوں نے هندوستان كے عربي مدارس ميں درس نظاميه كي انتهائي كتابوں تک تحصيل كي هے ' يا كسي دوسرے نصاب كے ماتحت علوم مروجۀ عربيه كو حاصل كيا هے - پنجاب كے مشرقي علوم كے سند يافته اور حيدر آباد كے مشرقي دار العلوم كے محصل بهي اس ميں داخل هيں -

(٤) انگريزي مدارس كے فارغ التحصيل طلبا سے مقصود گريجويٹ هيں -

(٥) ليكن خاص حالتوں ميں ايسے طلباء بهي ليے جاسكتے هيں جنهوں نے اگرچه عربي يا انگريزي كي تكميل نهيں كي هے ' مگر اپنے ذاتي شوق و ذوق ' يا وسعت مطالعه ' يا قوت ذهن و فكر ' يا ملكۀ تقرير و تحرير ' اور سب سے زياده يه كه خدمت دين و ملت كے ولوله و اخلاص كے لحاظ سے امتياز ركهتے هيں - كيونكه ايک طالب صادق اپنے جوش و اخلاص سے ان تمام نقصوں كو پورا كرسكتا هے جو كتابوں كے پڑهنے اور مدرسوں كي نشست ميں ره گئے هوں - بلكه سچ يه هے كه ايک طالب مخلص اپنے پاس وه چيز ركهتا هے جو مدرسوں كے حجروں ميں نهيں ملتي :

از منطق و حكمت نه كشايد در معشوق
اين ها همه آرايش افسانۀ عشق ست !

(٦) جن اشخاص نے پرائيويٹ طور پر عربي يا انگريزي كي تحصيل كي هے ' وه بهي خصوصيات بالا كي بنا پر ليے جاسكتے هيں -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

◆

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۲
كلكته : جمعه - ۱۸ محرم سنه ۱۳۳۴ هجري -
Calcutta : Friday, 26 November, 1915.
جلد ۱

ترجمان القرآن

يعني قرآن حكيم كا اردو ترجمه ' اثر خامهٔ ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ' جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالى انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ' اور يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکميل کا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرآنيه ' و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ' اور بحمد الله که زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ' اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے ' ان سے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

البیان

فی

مقاصد القرآن

هـذا بیـان لـلـنـاس ' و هـدی و رحمـة لقوم یـوقنون

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر ' اثر خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکي محیط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا هے ' یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرآن هے ۔

یه تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چھپنا شروع هوگئي هے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ٦٤ اور زیاده سے زیاده ١٠٠ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتھه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمهٔ تفسیر اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسیر کا هوگا ' انشاء الله ١٥ - صفر کو شائع هو جائیگا - قیمت سالانه آخر محرم تک چار - روپیه بعد کو ٥ - روپیه -

اطـلاع ضـروری

ان حضرات سے جو الحمدلله همارے هر طرح کے کاروباري اعلانات پر بهروسه رکھتے هیں (اور الحمدلله انکی تعداد وسیع هے) امید کي جاتی هے که اگر ترجمان القرآن اور البیان کي خریداري منظور هوئي تو انکي درخواست کو اشاعت پر اٹھا نه رکھینگے ' بلکه اس اعلان کو دیکھتے هي فوراً پیشگي قیمت بذریعه مني آرڈر " البلاغ پریس " کے نام بهیجدینگے - کیونکه مالي مشکلات کی وجه سے سخت دقتیں پیدا هوگئی هیں - پیشگي روپیه اگر اچھی مقدار میں آگیا تو اس سے پریس کو بهت بڑي مدد ملیگی - ساتھه هي ان حضرات کو یه فائده هوگا که نسبتاً کم قیمت میں دونوں کتابیں هاتھه آجائینگی - اس سے زیاده بار کا ڈالنا هماري عادت کے خلاف هے اور امید هے که هزارها احباب و مخلصین هماري اس درخواست کو رد نه کرینگے -

Printed & Published by Q. Ahmed at the AL-BALAGH Press, 46, Ripon Lane Calcutta.

Tel Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
43, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۳ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ٦ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۲

کلکتہ : جمعہ - ۱۸ محرم سنہ ۱۳۳۴ ھجري
Calcutta : Friday, 26 November. 1915.

جلد ۱

ما لا بد منہ

(۱) دفتر کي مالي مشکلات اور دقتوں کا حال احباب کرام سے پوشیدہ نہیں : (ع) تا چند بگویم کہ چساں ست و چساں نیست ؟

اس عاجز نے کسي طرح کي مالي اعانت دوستوں سے نہیں لی' اور کبھي اسے پسند نہ کیا کہ قیمت کے علاوہ اور کوئي بار پبلک پر ڈالا جاے۔ اس اصول کي وجہ سے جو جو مشکلیں برابر پیش آتي رہیں' ہمیشہ انہیں خاموشي کے ساتھہ جھیلا - حتی کہ کبھي دنیا کو انکي خبر بھي نہیں دي - کیونکہ مصیبتوں کي خبر صرف انھي کو دیني چاہیے جنکے پاس انکا علاج ہو - اور اس اعتبار سے صرف ایک ھي ذات ہے جو مصیبتوں کو دور کرتي اور پکارنے والوں کو جواب دیتي ہے : الذي خلقني فہو یہدین ' و الذي ہو یطعمني و یسقین ' و اذا مرضت فہو یشفین ' و الذي یمیتني ثم یحیین ' و الذي ہو اطمع ان یغفرلي خطیتي یوم الدین (۲٦ : ۷۸) سو اس قدوس ذات کا حال یہ ہے کہ اسے خبر دي جائے یا نہ دي جائے' اسکے آگے اپنا افسانۂ غم لیجائیں یا نہ لیجائیں' اسکے سامنے اپنے زخموں کي پٹي کھولیں' نہ کھولیں' اسکي آنکھیں ہر حال میں سب کچھہ دیکھہ رہي ہیں' اور اسکے کان صحت و مرض' راحت و رنج' امن و مصیبت' ہر حالت کي صدائیں سن رہے ہیں : ان ربك لبالمرصاد (۸۹ : ۱۴) . الم یعلم بان اللہ یری ؟ پھر جب ایک ایسا سمیع و بصیر آقا موجود ہو' تو اسکي چوکھٹ کے غلاموں کیلیے کب جائز ہے کہ اپنے ھي جیسے درماندوں اور عاجزوں کے آگے اپنا دکھڑا لیجائیں ؟ یا انکي طرف ایک لمحہ کیلیے نظر بھي اٹھائیں ؟ وہ بلا شبہ اسکي چوکھٹ کے غلام ہیں - لیکن اس چوکھٹ پر جسکا سر جھک گیا' پھر وہ دوسروں کیلیے شہنشاہ و حکم فرما بن جاتا ہے' جس سے مانگا اور لیا جاسکتا ہے' پر وہ کسي سے نہ کچھہ مانگتا ہے اور نہ لیتا ہے : و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ !

(۲) صرف اس ایک ھي بات پر غور کیجیے کہ اتنے عرصہ کے التوا و انتظار و تحمل مصارف مستمرہ کے بعد پریس جاري ہوا' لیکن پرچہ کے نکلنے سے کسي طرح کي نئي مالي آمدني دفتر کو نہیں ہوسکتي - خریداروں میں بڑي تعداد اُن حضرات کي ہے جو پیشگي قیمت ششماہي یا سالانہ پہلے ھي بھیج چکے ہیں' اور اب انکے اسي قرض میں رسالہ انکے نام جاري کردیا گیا ہے - چھہ ماہ یا سال بھر تک انسے کوئي نئي قیمت وصول نہوگي اور نہ وصول ہوني چاہیے - پس ایسي حالت میں ظاہر ہے کہ سال بھر یا اقلاً چھہ ماہ تک تو پرچہ قطعاً بغیر کسي نئي آمدني کے جاري رکھنا پڑیگا - اسکے بعد کہیں خریداروں سے قیمت وصول ہوگي -

(۳) ہم اسکے لیے الحمد للہ کہ مستعد ہیں' اور اگر مستعد نہ ہوتے تو رسالہ جاري نہ ہوتا - لیکن اگر آپکا جی چاہے تو چند نمبروں کیلیے اسپر غور کر لیجیے کہ رسالہ جاري کرکے ہم نے دھائي ہزار روپیہ سے زیادہ کا ماہوار خرچ اپنے اوپر لے لیا ہے' حالانکہ چھہ ماہ تک کوئي نئي آمدني پریس کو نہوگي اور محض پچھلے حساب میں پرچہ جاري رکھنا پڑیگا -

(۴) ہم کسي طرح کا بار احباب پر نہیں ڈالنا چاہتے - صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ ان مشکلات پر نظر ڈالیں' اور اقلاً اتنی کوشش اگر انپر گراں نہو تو کریں کہ نئے خریدار پیدا کیے جائیں' اور انسے بارہ روپیہ سالانہ یا پونے سات روپیہ ششماہي قیمت بھجوائي جاے - ممکن ہے کہ اسطرح ہمیں ان مشکلات میں کچھہ مدد ملے -

(۵) ایک صورت پریس کے مدد کي یہ ہے کہ تفسیر "البیان" کے اجزا ماہوار شائع ہوا کرینگے' اور "ترجمان القرآن" پتھر کي چھپائي میں زیر طبع ہے - اگر شائع ہونے کے بعد وہ ان کتابوں کو لینے والے ہوں تو صرف اتني عنایت کریں کہ انکی پیشگي قیمت بذریعہ مني آرڈر اسي وقت جلد سے جلد بھیجدیں - اسطرح اگر ایک اچھي رقم آگئي تو اس سے پریس کو اپنے کاموں میں مدد ملیگي - یہ پیشگي ترسیل بھي ہم بلا معاوضہ کے نہیں چاہتے - حالانکہ اگر چاہتے تو کم سے کم اسکا حق تو ضرور رکھتے تھے - پیشگي قیمت بھیجنے والوں کیلیے قیمت میں تخفیف کردي گئي ہے اور اسطرح خریداروں کیلیے اسمیں ایک مالي فائدہ بھي ہے -

(٦) یہ واضح رہے کہ پیشگي قیمت بھیجنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ایک کارڈ اوٹھاکر بھیجدیں کہ "جب شائع ہو' وي پي کردیجیے گا" یہ بالکل بے سود ہے' اور اگر یہي کرنا ہے تو براہ کرم اپنا ایک پوسٹ کارڈ بھي ضائع نہ کیجیے - جب یہ کتابیں شائع ہوجائینگي' آپ بھي خرید لیجیگا - پیشگي سے تو مقصود یہ ہے کہ اسي وقت بذریعہ مني آرڈر قیمت روانہ کیجیے' اور اگر یہ کام مفید ہے تو دوسروں کو بھي ترغیب دیکر قیمتیں بھجوائیے -

(۷) اگر لوگوں کے پاس دل اور دماغ ہو' اور اگر انہوں نے حقیقي طور پر مسلمانوں کے مرض اور اسکے علاج کو سمجھا ہو' تو انکے لیے اسکي تشریح ضروري نہیں کہ ترجمان القرآن کیا چیز ہے ؟ اور اسکي اشاعت سے بڑھکر اور کوئي اسلامي خدمت ہوسکتي ہے یا نہیں ؟ - اگر اللہ تعالی اس حقیقت کے فہم کیلیے آپکے قلب کو کھول دے اور توفیق دے' تو آپکے سامنے آپکے مال و دولت کا سب سے بڑا مصرف موجود ہے - یعني ترجمان القرآن کي زیادہ جلدیں خرید کر آپ مسجدوں میں' مدرسوں میں' علماء میں' واعظین میں' کتب خانوں اور کلبوں میں مفت تقسیم کرسکتے ہیں - اسي سبب سے اسکي قیمت بہت ھي کم رکھي گئي ہے - البتہ یہ ایک ایسي چیز ہے جسکي توفیق صرف انھي بندوں کو ملیگي جنکے روپیہ کو خدا نے اپني راہ میں خرچ ہونے کیلیے چن لیا ہے - ورنہ انفاق في سبیل الطواغیت و الشیاطین کي اتني راہیں آجکل کھلي ہوئي ہیں کہ ان سب سے آنکھیں بند کرکے حقیقي ربانی کاموں کی طرف آنا بہت ہی مشکل ہو گیا ہے

"کتاب مرقوم یشهده المقربون" (۸۳ : ۱۸)
" فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال فی مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان این دفتر پارینه را
تازه خواہی داشتن گر داغہائے سینه را

(۱) " الهلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا هفته وار رساله ہے جو ایک ہی وقت میں دعوة دینیۂ اسلامیه کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید' اعتصام بحبل الله المتین کا واعظ ' اور وحدة کلمۂ امة مرحومه کی تحریک کا لسان العال ' اور نیز مقالات علمیه ' و فصول ادبیه ' و مضامین و عناوین سیاسیه و فنیه کا مصور و مرصع مجموعه تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب الله الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاهیه کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونه پیش کیا ہے ' وہ اسدرجه عجیب و موثر ہے که الهلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جمله ' ایک ایک ترکیب ' بلکه عام طریق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانه و مجتہدانه ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعة الاهیه کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیة ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام هندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذهب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک که دو سال کے اندر ہی اندر هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانه نکلوا دیا !

(۴) وہ هندوستان میں پہلا رساله ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالسنه والقران کی دعوت کا از سرنو غلغله بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغه کے کہا جاسکتا ہے که اسکے مطالعه سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد فی سبیل الله مخلص ہوگئے ہیں - بلکه متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذهبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذلک فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالی نے اسکے صفحات پر ظاهر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و هدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستکاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاهیه و علوم نبویه ' غرضکه سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعه اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں ' وہ مقالات و فصول عالیه کا ایک ایسا مجموعه ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعه مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھه مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر به ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام هندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھه بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری ' چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید هاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی ہر چار تصویریں بھی اگر کسی اور کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیه سے کم نہیں ہوتی

(۹) با این همه قیمت صرف سات روپیه ہے - ایک روپیه جلد کی اجرت ہے -

تخرق حجاب الغرور ' و طفق يدب دبيب الشعور - ولكنه شعور يظهر انه زاد الامة مرضا ' حتي تكون حرضا - شعور هبط ببعض ذويه في مهاوى الاياس' و طوح ببعضهم الى مرامي الوسواس - فكان انتقالا من طور الغدر و السبات ' الي طور الحيرة والشتات : كلما ارادوا ان يخرجوا منها من غم ' أعيدوا فيها و ذوقوا عذاب الحريق (٢٢ : ٢٢) قل من كان في الضلالة فليمدد له الرحمن مدا (١٩ : ٧٧) ويزيد الله الذين اهتدوا هدى ' والباقيات الصالحات خير عند ربك ثوابا و خير مردا (١٩ : ٧٩) !

و لما استيقظ فيها الشعور بما فسد من امر دنياها ' قبل الشعور بما كان سببا له من فساد امر دينها ' و شعرت بالخطر على حياتها المادية و الصوريه ' غافلة عن عللها الروحية و اسبابها المعنوية ؛ شرعت في شي من الا صلاح الصوري والجزلي ' بدون ان تويده بروح الا صلاح المعنوي و الكلي - فعد السلطان محمود خان المصلح مصلحا بتغيرالزى الرسمي و نظام الجنديه ' و السلطان عبد المجيد مصلحا باعلان التنظيمات العثمانيه ' و مصطفي رشيد و فواد باشا و خيرالدين التونسي و اعوانهم مصلحين بادخال الدولة العثمانية في سلك الدول الاوربيه ' و مدحت باشا الشهير مصلحا باقتباس القوانين الغربيه ' و محمد على في مصر بارساليات العلمية الى البلاد الافرنجيه ' و السيد احمد خان في الهند بفرنجة الامة الا سلاميه ' و جمال الدين الاسد ابادي بالدعوة الى الجامعة السياسيه' و امير عبدالرحمن خان بالتاليف بين القبائل الا فغانيه ' و الشيخ محمد بيرم التونسي و صدرالدين الروسي باخذ العلوم العصرية والماديه - ولكن لم تتوجه همة احد الى الدعوة الى القران ' و اقامة الميزان و الفرقان' و ازالة البدع و المنكرات' و التقاليد و العادات' وجمع الكلمة التي فرقتها المذاهب و اللغات - فما زاد الامة ذالك الاصلاح الصوري و الجزئي الا ضروبا من الفساد ' ولا افاد الدولة الا اضعاف الاستقلال و اضاعة البلاد : قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا ؟ الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا و هم يحسبون انهم يحسنون صنعا ' اولائك الذين كفروا بآيات ربهم و لقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا (١٨ : ١٠٣)

٢

نعم ' ان المسلمين امسوا كالريش في مهب رياح الحوادث ' و كالغثاء في مجرى سيول الكوارث ؛ لا راى لخواصهم فيما يراد منهم' و لا شعور لعوامهم فيما يراد بهم - وللاعداء يد في تصرف كبرائنا في سياستنا ' و يد في تصريف اموالنا و انفسنا في مصلحتهم دون مصلحتنا ' ويد تطبع الا رواح باخلاق و عادات تنافى آداب ملتنا ' و تودع فى العقول عقائد و افكارا تقوض بناء وحدتنا - فاي شي بقي في ايدينا من شوون امتنا ؟ اللهم انه يقل فينا من بقي له اذن تسمع و عين تبصر' و قلب يشعر و عقل يفكر - و يقل في ها اولاء القليلين من له ارادة تتوجه الى عمل للامه' و ثبات فيما يحاول من كشف الغمه - والرجاء بفضل الله تعالى محصور في ها اولاء الا قلين ' و من يتصل بحزبهم حينا بعد حين ' و العاقبة للمتقين : وكم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله و الله مع الصابرين (٢ : ٢٤٩)

٣

قال الله سبحانه و تعالى : نزل عليك الكتاب بالحق مصدقا ما بين يديه ' و انزل التورات والانجيل من قبل هدى للناس' و انزل " الفرقان" (٣ : ١) و قال فى سورة الحديد : لقد ارسلنا رسلنا بالبينات و انزلنا معهم الكتاب و الميزان ليقوم الناس بالقسط ' و انزلنا الحديد فيه بأس شديد و منافع للناس (٥٧ : ٢٥)

فهذا بيان للناس بان بناء معاشهم و معادهم يقوم على اربعة اركان : الكتاب ' و البصيرة ' و العدل ' و القوة النافذة و المقومه - وهي القران ' و الفرقان ' والميزان ' والحديد - من تمسك بهم نجا ' و من تركهم ضل و غوى ' و خزى في الاخرة و الاولى : و من اعرض عن ذكرى فان له معيشة ضنكا ' و نحشره يوم القيامه اعمى (٢٠ : ١٢٤) كذالك نجزي من اسرف ولم يومن بايات ربه ولعذاب الاخرة اشد و ابقى (٢٠ : ١٢٧)

" الفرقان " عقل يفرق بين الحق و الاباطيل ' و يدرك اسرار الخليقة و فقه التنزيل - فهو المخاطب باقامة الشريعه ' و هو المطالب بالتصرف في الطبيعه ' فياخذ منها بقدر اجتهاده ' علي حسب استعداده - و " الميزان" عدل عام ' في الاخلاق و الافكار و الاحكام ' به ينفذ حكم القران و الفرقان ' حتى يلتم شمل الانسان - فيعطي كل ذي حق حقه ' و يوفى كل ذي قسط قسطه - و ان لربه عليه حقا ' و لنفسه عليه حقا ' و لزوجه عليه حقا ' و لاهله عليه حقا ' و لقومه عليه حقا ' و لامته عليه حقا ' ولمجموع الناس عليه حقا - فالقران يهدى الى الحقوق و يبين ' والفرقان يفرق بين المتشابهات و يعين - و انما القسمة بالميزان ' و بالثلاثة تكمل فطرة الديان - فالقران كتاب مسطور' و ضياء و نور - و بالفرقان نقرء و ندرس ' و نجتلى و نقبس - و بالميزان نعمل بالعلم ' و نقوم بالقسط - ومن شذ عن هذه الثلاثة فلم يهتد بالنقل و العقل ' ولم يخضع لسلطان العدل ' فقد انزل الله لعلاجه " الحديد" الجامع بين المنافع و الباس الشديد - فيودب بقوة السلاح ' حتى يستقيم امر الاصلاح - و يكون كلمة الحق هي العليا ' وكلمة الباطل هي السفلي : و قاتلوا هم حتي لا تكون فتنة و يكون الدين لله (٢ : ١٩٣)

بهذه الاركان الاربعة كان الاسلام دين الفطرة ' و الهادي بسنن الشريعة الي كمال سنن الطبيعه - ولكن هدم التقليد جميع هذه الاركان ' و استبدل بها قول فلان و فلان ' اسماء سماها المقلدون هم و اباوهم ما انزل الله بها من سلطان - فاما ركن " الكتاب " فنزعمهم ان فهمه و الاهتداء به خاص بنفر يسمون المجتهدين و المفسرين ' و انهم

البلاغ

فاتحة " البلاغ "

(٢)

يا ايها الذين امنوا! استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم، و اعلموا ان الله يحول بين المرء و قلبه و انه اليه تحشرون - و اتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة، و اعلموا ان الله شديد العقاب - و اذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فاواكم، و ايدكم بنصره، و رزقكم من الطيبات لعلكم تشكرون - يا ايها الذين امنوا! لا تخونوا الله والرسول وتخونوا اماناتكم و انتم تعلمون - و اعلموا انما اموالكم و اولادكم فتنة، و ان الله عنده اجر عظيم - يا ايها الذين امنوا! ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا، و يكفر عنكم سيئاتكم، و يغفر لكم، والله ذو الفضل العظيم!

(٨ : ٢٣)

تلك ايات الكتاب المبين، تنزيل من رب العالمين، هدى و بشرى للمومنين، نزل به الروح الامين، على قلب محمد خاتم النبيين، ليكون من المنذرين، و انه لتذكرة للمتقين، و انه لحسرة على الكافرين، و انه لحق اليقين؛ يذكر بها " البلاغ " قراءه على راس السنة الرابع والثلاثين، ليتذكروا ان في الكون ظلمة و نورا، وكلما خبيثا وكلما ماثورا، وعملا سيئا وعملا مبرورا، ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها و هو مومن فاولئك كان مشكورا (١٧ : ٢٠) و ان تكونوا صالحين فانه كان للاوابين غفورا (١٧ : ٢٧)

و ليتذكروا ان للامم حياة و موتا، و ان في الناس مكرا و فتنا - و ان للحياة دعوة يخاطب بها الاحياء، و ان لها فتنة من قبل الكبراء والرؤساء - و ان العاقبة للمتقين، و ان كانوا مستضعفين، و لا عدوان الا على الظالمين: وكم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين (٢ : ٢٤٩) وكذالك جعلنا في كل قرية اكابر مجرميها ليمكروا فيها و ما يمكرون الا بانفسهم وما يشعرون! (٦ : ١٢٣)

ليتذكروا ان من يدعو الى الحياة فهو يدعو الى الاستقلال و المساواة، ومن يدعو الى الحق فهو مقاوم للباطل - و ان ابغض الاشياء الى الرؤساء المستبدين، و امراء الضالين، وعلماء المقلدين، استقلال الفكر والتساوي بين الناس في الحقوق - و ابغض الناس الى الكبراء المترفين، من يدعو الى نصرة الحق و مقاومة الباطل، و الى جعل التفاضل بين الناس بالاعمال و الفضائل - فالسادات العالون، و الكبراء المستكبرون، و الرؤساء الغارون، و الهداة الضالون، و المرشدون الدجالون، وجنود ابليس اجمعون، اعداء المصلحين في كل زمان، و خصماء الحق و السعادة في كل مكان - غرورا بالقوة الشيطانية وطغيانا بالغني، و استكبارا في الارض و مكرا السيئ، و لا يحيق المكر السيئ الا باهله، فهل ينظرون الا سنة الاولين؟ فلن تجد لسنة الله تبديلا، و لن تجد لسنة الله تحويلا - او لم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم؟ و كانوا اشد منهم قوة و ما كان الله ليعجزه من شيء في السماوات ولا في الارض، انه كان عليما قديرا - (٣٥ : ٤١)

و ليتذكروا ان انتقال الامم من حال الى حال، لا يكون من الرؤساء المترفين، و لا بالاعتماد على الامراء الفاسقين، و المقلدين الجاهلين، والمرشدين الضالين - و انما يكون بتغيير افراد الامة ما بانفسهم من الافكار و العقائد، وطلب المصالح و درء المفاسد - وتذكروا ان المسلمين غيروا ما كان بانفسهم في اول نشاءتهم بالتدريج، فغير الله ما كان بهم من عزة الحياة والقوة، و سيادة العدل و الفضيلة - ولن يغير ما هم الان فيه، الا بعد الرجوع الى ما كانوا عليه - و شرطه قلع جراثيم التقليد واجتثاث شجرة التعصب للمذاهب - واساسه جمع كلمة الامة وتحقيق معني الوحدة، والاعتصام بالكتاب والسنة - " فالبلاغ " يدعوهم الى " الاصلاح الديني " قبل كل شي، لانه يتوقف عليه كل شي - فانه لا يصلح اخر هذه الامة، الا بما صلح بـه اولها - وصلح اول هذه الامة بهدي كتاب الله تعالى وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم - وهداهم ذالك الي كل اصلاح صوري و معنوي، جزئي وكلي، مادي و ادبي، علمي و مدني: هذا صراطي مستقيما، فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله، ذالكم وصاكم بـه لعلكم تتقون (٦ : ١٥٣)

١

لقد اتي على المسلمين حين من الدهر و هم في مرض اجتماعي يشبه داء السكتة - تعيش في جامعتهم جراثيم المرض وهم لا يشعرون، وتهددهم بالزوال والفناء وهم لا يعلمون - حتى اذا فار التنور، وجاء القدر المقدور -

٦

(المتفـــرنجون المفســـدون)

; من ورائهم قوم آخرون ، الذين يجعلون علته ما جهلوا اوتركوا من هدى الدين ، وهو ما عمل به سلفهم فكانوا هم الايمة الوارثين - يحاولون ان يقطعوا هذه الامة امما ، و يسلكوا بها الى المدنية الحديثة طرائق قددا ، و هم ما عرفوا حقيقة المدنية الفاضلة وكنهها ، ولا ما يصلح للمسلمين ويتفق مع طبائعهم منها - و هم في طلب قشورها مقلدون ، صم بكم عمي فهم لا يبصرون - وها اولاء هم الـــذين مرقوا من الـــدين ، انكروا التقليد ولم يعرفوا الحق اليقين - يقولون لا رجاء للمسلمين بحياتهم المليه ، و لا باقامة الحدود الشرعيه ، فاذا لـم يحيوا حياة " افرنجية " فلا حياة لهم ، و اذا لم يتبعوا خطوات اوربا فلا مدينة لهم - كل هـذا و ذالك مما ينادي به المسلمون الجغرافيون ، منهم الملحدون ، و اكثرهم الفاسقون ، ولهم اعمال من دون ذالك هم لها عاملون (٢٣ : ٦٤) يجرفون ثروة الامة الى الاجانب ، و يقذفونها بالفجور و النفوذ الجنبي من كل جانب ، و يتغلبون فيها على المناصب ، فينالون منها جمع المارب - يحقرون لها سلفها ، و يعظمون في نفسها كل ما هو اجنبي عنها - فهم المنافذ والكوى التي يدخلهـا منها الفساد ، و هـم الالات التي يستعين بها الاجانب على امر الامة والبلاد ، وهم الذين ضل سعيهـــم في الحياة الدنيا ، وهم يحسبون انهـم يحسنون صنعا - (١٨ : ١٠٤) فلا هم صاروا بهـــا اوربيين ، ولا ظلوا مسلمين شرقيين ، ولكن تغررهم الافرنجية تراهم من المتكبرين الطاغين ، طلعهم كانه رؤس الشياطين - فاولائـك هم المتفرنجون المفسدون ، الذين يفسدون في الارض ولا يصلحون (٢٦ : ١٥٣) واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض ، قالوا : انما نحن مصلحون ! الا ، انهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون !! (٢ : ١٠)

الا ، انهم تحولوا عن التقاليد الاسلاميه ، الى التقاليد الافرنجية الصوريه - فيدحرجون الامة من تقليد الى تقليد ، ويقذفون الغيب من مكان بعيـد ، و يتبعون كل شيطـان مريد - يسمون انفســهم المجـــددين ، و طلاب المجد و الحضارة للاسلام و المسلمين ، ومكوني " القومية " ، و خالقى الشعور بالحياة المدنيه - والحق انهم شر من الراضين بما وصلنا اليه من الضعف والخمول - لان ها اولاء الخاملين الجامدين ، قد رضوا بهذه الحالـة التي لا تجد لـهـا تفسيرا ، الا انهـا مما يسمونه " الموت صبرا " - واما المتفرنجون الضالون ، الذين رضـوا بانحلال رابطتهم المليـه ، و عفاء مقوماتهم و مشخصاتهم الاسلاميه - فانما رضوا ان ينجعوا انفسهم ، و ينحروا امتهم ، و يجعلوها غذاء لاعداءهـم : اولائك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا اهوا ئـهم (٤٧ : ١٩) ذالـك بانهم كرهوا مـا انـزل الله فاحبط اعمـالهـم (٤٧ : ٩) فهل ينظرون الا الساعة ان تأتيهم بغتة ؟ فقـد جآء اشراطها ، فانى لهم اذا جاءتهم ذكراهم ؟ (٤٧ : ٢٠)

٧

يهاجم الاسلام و المسلمين جيش خارجي من الامم الطامعه ، وجيش آخر داخلي من دعاة التقاليد الافرنجيه - و الثاني انكي من الاول واضر ، و ادهي و امر - لان لسبعون عدوا خارج الدار ، اهـون من عـدو واحد في الـــدار - فالمتفرنجون المنافقـون ، المفسدون الدجالون ، يغشون المسلمين بانهم منهـم ، ينفعهـم مـا ينفعهم ، و يضرهـم ما يضرهم ، و الله يعلم انهم لكاذبون : يخادعون الله والرسول والذين امنوا ، وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون -

يغشون الامة انهم يدعونهم الى الترقي عما هم عليه الى مدنية اعلى ، وحضارة اسمي - وهي لن يكونوا مثل الافرنج في عزهم ، وثروتهم و زخرفهم - و يحسبون لصغر عقولهم ، وقطع نظرهم ، ان ما يفوقنا به الافرنج من الثروة ، و اسباب القوه ؛ قد جاءهم من عدم مبالاة كثير منهم بالدين ، واتباع غير سبيل المومنين - او من عاداتهم في طعامهم و ازيائهم ، وفسقهم و فجورهم ، و اجتماعهم و افتراقهم - او ببعض التشئيد المدارس ، و تاسيس المكاتب و المعاهد - فطفقوا يقلدونهم في شرما عندهم ، و يدعون المسلمين الي تقليدهم ، على ان منها ما هو من سئيات مدينتهم و قبائحها التي ينكرها عليهم حكماءهم ، ومنها ما هو مناسب لطبيعة بلادهم و اجيالهم دوننا - و منهم ما لا نفع فيه ولا ضرلذاته ، ولكنه يضرنا من حيث هو تقليد لهم ، يضعف روا بطنا المليه ، و مقوماتنا الاجتماعيه ، ومشخصاتنا الاسلاميه ، و يحقر امتنا في انفسنا ، و يعظم اممهم فيها ، فيكون تمهيدا لقبول سيادتهم علينا بغير امتعاض - و بهذا كان وجودهم " الجيش السلمى " لشكناتهم ، ولا يتم لهم ما يسمونه " الفـتح السلمي " (غير الفـتح العربي) بدونهم : الخبيثات للخبيثين و الخبيثـون للخبيثات ، و الطيبـات للطيبين و الطيبـون للطيبات (٢٤ : ٢٥)

٨

نحق به نا عق الامة الفتن والفساد ، و نصير الظلم و الاستبداد ، ان لا نجاة لكم من البلاء الذي اصابكم ، ولا امن لكم من الخطر الذي يوشك ان ينزل بكم ، الا نفناء ارادتكم في ارادة حكامكم - لا بتغيير ما في انفسكم من اوهام و خرافات ، واخلاق ذميمة وعادات ، ولا بتربية العقل والارادة علي الاستقلال ، والتعاون علي البر [illegible] ، والاشتراك في الاعمال ، ولا بجعل الشورى قاعدة الحكم ، و اقامة الشريعة في الحلال و الحرام ، ولا بالتواصي بالحق و التواصي بالصبر ، ولا بالامر بالعرف و النهى عن النكر - وصاح بهم " خطيب فتنـة الافرنجيه " ان لا حياة لكم بالرابطة الاسلاميه ، لانها ممقوتة في نظر اهل المدنية الغربيه ، وما اعتز المسلمون الاولون من اداب القرآن ، فقد نسخته مدينة اوربا في هذا الزمان - فالافرنجية ! الافرنجية ! الزموها تكونوا من الفائزين ، و القومية ! القومية ! اعلنوها ان كنتم موقنين ،

انقرضوا، و قد عقم الزمان عن مثلهم الي يوم الدين! و اما ركن الفرقان، فبما اهملوا من الحكمة الدينية، والعلوم الكونية، و الفنون العمليه، و اجتهاد الفكر و النظر في الحياة الاجتماعيه - و اما ركن الميزان، فباباحة الاستبداد لذوي السلطان، و تحتيم طاعتهم ولو في الاثم و العدوان، و بتعزيزهم و تعزيزهم، و اجلالهم و توقيرهم، بل تنزيههم و تقديسهم بكرة اصيلا - فقد اندرس من هذا الركن علمه و عمله، و انمحي بالكلية حقيقته و رسمه، و استولت علي القلوب مداهنة الخلق، و انمحت عنها مراقبة الخالق، و استرسل الناس في اتباع الهوى استرسال البهائم، و عز علي بساط الارض مومن صادق لا تأخذه في الله لومة لائم - و اما ركن الحديد، فبالاعراض عن الجهاد في سبيل الحق و مقاومة الظلم و الطغيان، و التعاون علي الاثم و العدوان - فمتى يثبت لشعوبهم و دولهم بنيان، و قد هدموا جميع هذه الاركان، و فسقوا فيها عن هداية القران؟ فاولائك اعداء الرحمن، و اولياء الشيطان: و من يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبينا، يعدهم و يمنيهم، و ما يعدهم الشيطان الا غرورا (۴ : ۱۱۹) و اذا اردنا ان نهلك قرية، امرنا مترفيها، ففسقوا فيها، فحق عليها القول، فدمرناها تدميرا (۱۷ : ۱۲)

۴

ان بعد رجال الدين عن علوم القران و الفرقان و الميزان والحديد، وجمودهم على ما اوجبوه على انفسهم من التقليد؛ جعلهم بمعزل عن الزعامه، وحرمهم مقام الاسوة و الامامة - فلم يبق لهم شي من الامر و النهي، و بقوا لا يقصد اليهم في الاستشارة و الرأى - لا يستفتون في ادارة المصالح و درء المفاسد، ولا يعتمد عليهم في نظام التربية و التعليم في المدارس - فقلت بعدم الثقة بهم ثقة الناس بالدين، وكثر الفسق في الجاهلين، و الالحاد و الكفر في المتعلمين - انحلت رابطة جامعته الملية، و كادت تنقصم عروة اخوته الروحيه - فسهل على الاعداء تخطفهم شعبا شعبا، و انتقاص بلادهم قطرا قطرا: ولقد صرفنا في هذا القران ليذكروا، و ما يزيدهم الا نفورا (۱۸ : ۴۱) وقال الرسول يا رب! ان قومي اتخذوا هـذا القران مهجورا (۲۵ : ۳۰) وكاين من قرية عتت عن امر ربها و رسله، فحاسبناها حسابا شديدا (۶۵ : ۹) و بلوناهم بالحسنات و السيئات لعلهم يرجعون (۷ : ۱۶۷)

۵

فا "لبلاغ" يدعو المسلمين الي اقامة الاركان الاربعة باسم الاسلام، من حيث يحتجون علي هدمها بالاسلام - و انما اقامتها ان يكون امر الامة بايدي اهل القران، و اصحاب الفرقان، و مقيمي الميزان، و حملة الحديد، الذي فيه باس شديد: هذه سبيلى ادعو الى الله على بصيرة انا و من اتبعني (۱۳ : ۱۰۸) فمنهم من يومن به و منهم من لا يومن به، و ربك اعلم بالمفسدين (۱۰ : ۴۰).

۶

هذا ضرب من ضروب هداية القران، الذي دعا الى جميع الاصول التي فيها سعادة الانسان - فمن اقام هذه الاركان كلها كان هو المسلم الكامل و ان سمي مبتدعا او ملحدا او دهريا - ومن هدمها كلها كان ملحدا في آيات الله سبحانه وان سمى نفسه مسلما حنيفيا - ومن كان اقرب اليها، كان حظه من السعادة بمقدار سهمه منها - و متى تنازع شعبان او امتان، كان الظفر لمن كان اقرب من هذه الاركان، و هو الاقرب الي هداية القران: فطرة الله التي فطر الناس عليها، لا تبديل لخلق الله، ذالك الدين القيم، ولكن اكثر الناس لا يعلمون (۳۰ : ۳۰)

۷

سيقول السفهاء من الناس، و اهل الارجاف و الوسواس: ان هذه الدعوة الى هداية القران، و اقامة الفرقان و الميزان، هي اجتهاد اقفل بابه في هذا الزمان، و الداعي اليها عدو مبين لاهل الايمان، وما علينا الا تقليد شيوخنا اهل الفقه و التفسير و العرفان: بل قالوا مثل ما قال الاولون (۲۳ : ۸۳) انا وجدنا آباءنا على امة و انا على آثارهم مهتدون (۴۳ : ۲۳) واذا قيل لهم: اتبعوا ما انزل الله، قالوا: بل نتبع ما الفينا عليه آبائنا! اولو كان آباؤهم لا يعقلون شيئاً ولا يهتدون؟ (۲ : ۱۶۵) ما لهم بذالك من علم ان هم الا يخرصون (۴۳ : ۱۹) فاعرض عنهم وتوكل على الله وكفى بالله وكيلا! (۴ : ۸۳) ومن هاولاء من يلقي تبعة هلاک المسلمين و ضياع الاسلام، على عواتق اهل السلطة المتغلبين على الحكام - و منهم من يوجب الخضوع والتعبد لكل ذى سلطان، و ان نسخ باستبداده القران والفرقان، وطغى بظلمه في الميزان، و يقول بعزة فرعون و هامان - و منهم من يحيل على القضاء والقدر، و منهم من يقول ليس لها الا المهدى المنتظر - و منهم من يثبت ان هذا من علامات الساعة الكبرى، و منهم من يصيح "الا اياما معدودات قبل هلاک الدنيا" - فاولئک اعداء القران، و خصماء العلم و العرفان، و ان كثيراً من الاحبار و الرهبان، لياكلون اموال الناس بالعدوان، و يقعدون بكل صراط يصدون عن سبيل الرحمن، فمثلهم في الانجيل و مثلهم في القران، كمثل الحمار يحمل اسفارا (۶۲ : ۵) و ان منهم لفريقا يلون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب، و يقولون هو من عنـد الله وما هو من عنـد الله، و يقولون على الله الكذب وهم يعلمون (۳ : ۷۲) ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتاب و يشترون بـه ثمناً قليلا، اولائک ما ياكلون في بطونهم الا النار (۲ : ۱۶۹) قل يا اهل الكتاب! لستم على شي حتى تقيموا التورات و الانجيل و ما انزل اليكم من ربكم (۵ : ۷۲) و منهم اميون لا يعلمون الكتاب الا اماني، و ان هم الا يظنون (۲ : ۷۲) و ان فريقا منهم ليكتمون الحق و هم يعلمون (۲ : ۱۴۰)

فعليكم ايها المسلمون و قد اعوزت النجاة ، و اختلفت دعوة الدعاة ، ان تجيبوا داعي الله اذا دعاكم لما يحييكم ، و تكونوا من " حزب الله " المفلحون ، و اولياء الله الغالبون ، و امة يهدون بالحق و به يعدلون (٧ : ١٨٠) الذين تأسوا بهدي الانبياء و الصديقين ، و اقاموا امر الدينا و الدين - و الذين يوحدون بهداية القران المتعددين ، و يجمعون بارشاده المتفرقيـــن - و الذين يوجبون على الامة مقاومة استبداد المستبدين ، كما هدى اليه الكتاب المبين ، و لا يخافــون لومة لائم و هم اذلة على المومنيـــن ، اعزة على الكافرين ، و الذين يصدقون بيوم الدين ، و لا يتخذون الظالمين اولياء من دون المومنين ، و يتولون الله و رسوله و الله يتولى الصالحين - " و الذين يبيتون لربهم سجدا و قياما ، و الذين يقولون : اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراما ، و الذين اذا انفقوا لم يسرفوا و لم يقتروا و كان بين ذالك قواما ، و الذين اذا ذكروا بايات ربهم لم يخروا عليها صماً و عميانا " (٢٥ : ٧۴) و الذين هم بشهٰداتهم قائمون ، و الذين هم على صلاتهم يحافظون (٧٠ : ٣٥) و الذين عند ربهم لا يستكبرون عن عبادته و به يذكرون و يعقلون ، و الذين يسبحون بكرة و اصيلا و حين تمسون و حين تصبحون - فاولائك كتب في قلوبهم الايمان و ايده هم بروح منه ، و يدخلهم جنات تجري من تحتها الانهار ، خالدين فيها ، رضي الله عنهم و رضوا عنه ، اولائك " حزب الله " - الا ان حزب الله هم المفلحون (٥٨ : ٢٢)

فيا اهل القران ! اقيموا القران ، و اقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان ! قد غلبتم على ما فرطتم فيه من حقكم ، فنزا على مصالحكم الملاحدة و الفاسقون من ملتكم ، و كانوا هم المنـــافذ والكوى لدخول الفســـاد في ارضكم - تركتم لهم دنياكم ، فطمعوا في دينكم - يريدون اطفاء نوره ، والا حاطة بوليه و نصيره ، فافيقوا من نومكم ، واتقو الله و اصلحوا ذات بينكم ، وانشروا دعوة الايمان ، واجعلوا امامكم القران : و تعاونوا على البر و التقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (٥ : ٢)

يا اهل القران ! ان القران كان حجة لكم ، فصار اليوم حجة عليكم - اخبركم الله فيه ان الارض يرثها عباده الصالحون ، و ان العـزة لله و لرسوله و للمومنين و لكن المنـافقين لا يعلمـون - و انـه وعـد الـــذين امنـــوا منكـم و عملـوا الصـــالحات ليستخلفنهم في الارض ، و يمكن لهم دينهم و يبدل خوفهم بالا من ، و بين ذالك بقوله : ما على المحسنين من سبيل ، انما السبيل على الذين يظلمون الناس و يبغون في الارض - فما بال الناس يرثون ارضكم و انتم لا ترثون ارضا ؟ بل لا تحفظون ارثا ؟ و ما بالهم يسلكون كل سبيل للافتيات عليكم ، و ما بالكم تخربون بيوتكم بايديهم و ايديكم ؟ كيف ذهبت عزتكم ، و كيف خضدت شوكتكم ؟ كيف كنتم تاخذون فتحمدون ، فصرتم تعطون فتذمون ؟ الى متى هذه الغفلة ايها الغافلون ؟ ا انتم مصدقون بوعد الله و وعيده ام مكذبون ؟ الم يعدكم الله بان يمكن لكم دينكم الذي ارتضى لكم ؟ بلى ، و لن يخلف الله وعده و انما انتم المخلفون : وما كان ربك ليهلك القرى بظلم و اهلها مصلحون (١١ : ١١٧) فهل رضيتم بان تكونوا من الظالمين الباغين ، بعد ان كنتم خير العادلين المصلحين ؟ اليس منكم رجل رشيد ؟ اترضون ان تكونوا ممن نزل فيهم " باسهم بينهم شديد " ؟ الا تتدبرون قوله تعالى : وكذالك اخذ ربك اذا اخذ القرى و هي ظالمة ، ان اخذه اليم شديد

يا اهل القران ! كنتم خير امة اخرجت للناس ، تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر ، و جعلكم الله امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس - و لكنكم غيرتم ما بانفسكم ، فغير الله ما بكم - فتنبه الوثنيون و انتم غافلون ، و اجتمع اليهود و انتم متفرقون ، و سبق النصارى و انتم متخلفون - فاعتبروا بتاريخ من قبلكم ، و باحوال الامم في عصركم ، و تدبرو القران ، و ما بينه من سنن الله في نوع الانسان ، فقد ان الاوان ، و استدارا الزمان ، و اتصل القريب بالبعيد ، و امتاز الغوى من الرشيد ، ان في ذالک لذکرى لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيـــد !

* * *

جلت قدرة الله تعالى و نفذت مشيته ، و غلب قدره و علت كلمته - جعل الايام دولا ، و جعل للدول و الامم نواميس وسننا ، فلا مبدل لسنته ، ولا محول لنواميس خلقته ، فلا يغرنک املاؤه للظالمين ، و استدارجه للمفسدين : انما يوخرهم ليوم تشخص فيه الابصار (١۴ : ۴٢)

لا ينفع من قدر حذر ، ولا ينفذ من محيط سننه سلطان البشر ، فلا يهولنک ما ترى من رسوخ الستبداد ، و لا يوئسنک ما تشاهد من غلبة الستعباد و الفساد ، فقد مضت سنة الله بان الشي اذا جاوز حده ، جاوز ضده ، و ان شدة الضغط ، توجب شدة الانفجار : و اذا اراد الله لقوم سوء فلا مرد له و ما له من دونه من وال ! (١٣ : ١١)

لقد صدقنا الله وعده و وعيده ، و ارانا با عيننا مصداق كتابه : ظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله ، فاتاهم الله من حيث لم يحتسبوا و قذف في قلوبهم الرعب ، يخربون بيوتهم بايديهم و ايدي المومنين ، فاعتبروا يا اولى الا بصار ! (٥٩ : ٢)

نعم ، ان في ذالک لكبرى العبر ، لمن يعقل و يتدبر ، و يتذكر و يتفكر : كلا و القمر ، و الليل اذا ادبر و الصبح اذا اسفر ، انها لا حدى الكبر ، نذيراً للبشر ، لمن شاء منكم ان يتقدم او يتا خر ! (٣٧ : ٣٢) فالحمد لله ان ليل الحق قد عسعس ، و صبحه قد تنفس ، و طفق اهله يهبون من رقادهم ، و يمسحون النوم عن اعينهم - و قد اذن اليوم بينهم موذن التوحيد ، و جاء كل نفس معها سائق و شهيد : لقد كنت في غفلة من هذا فكشفنا عنک غطاءک فبصرک اليوم حـــديد (٥٨ : ٢٢)

لقد رخصت النوازل هذه الامة رخصا ، ثم مخضتها النوائب مخضا ، و قد آن ان تخرج زبدها محضا - و ان ذالک لواقع ، ما له من دافع - انهم يرونه بعيدا و نراه قريبا - ان موعدهم الصبح ، اليس الصبح بقريب ؟ (١١ : ٨۴)

و العلماء ! العلماء ! احذروهم و ان خدموا الامة و الدين ، و الصلحاء ! الصلحاء ! اهلكوهم ان كنتم فا علين - فاولئك حزب الشيطان، الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون (٥٨ : ١٩)

٩

علمتنا التجارب و الاختبار، و نطقت مواضي الحوادث و الاخبار، بان المقلدين من كل امة المنتحلين اطوار غيرها، يكونون فيها منافذ و كوى لتطرق الاعداء اليها، و تكون مداركهم مهابط الوساوس، و مخازن الدسائس - بل يكونون بما اعمت افئدتهم من تعظيم الذين قلدوهم و اسوا بهم و احتقار من لم يكن على مثالهم؛ شؤماً على ابناء امتهم؛ يذلونهم، و يحقرون امرهم، و يستهينون بجميع اعمالهم - و ان بقى في بعض رجال الامة بقية من الشمم، او نزوع الى معالي الهمم؛ انصبوا عليه، و ارغموا من انفه، حتى يمحى اثر الشهامة، و تخمد حرارة الغيرة، و يصير اولائك المقلدون المضلون، طلائع لجيوش الغالبين، و حماة الغازين - يمهدون لهم السبيل، و يفتحون عليهم الابواب - ثم يثبتون اقدامهم، و يمكنون سلطتهم، و يخربون بيوت الامة بايديهم، ذالك بانهم من الذين نسوا الله فانساهم انفسهم، اولائك هم الخاسرون ! لا يستوى اصحاب النار و اصحاب الجنة، اصحاب الجنة هم الفائزون ! (٥٩ : ١٩)

صدق حكيمنا ابن خلدون في قوله : "ان المغلوب مولع ابدا بالاقتداء بالغالب، في شعاره وزيه ونحلته و سائر احواله و عوائده" نقول ولكنه قلما يقتدي بـه في معالي الا مور، و اسباب القوة التي بها كان غالباً - لان المغلوبين المخذولين يستحوذ عليهم الخمول و الكسل، و يصيرون عالة على الغالب في عامة شؤنهم، و هذا معني قوله تعالى:

ضرب الله مثلاً : رجلين احدهما ابكم لا يقدر على شي وهو كل على مولاه اينما يوجهه لا يات بخير، هل يستوي هو و من يامر بالعدل وهو على صراطمستقيم ؟ (١٦ - ٧٨) وقد يخدع الغرور اكثر المتفرنجين المقلدين، فيتوهمون انهم بتقليدهم للا فرنج في اسلوب التعليم ودعوة "القومية" و "الا فرنجيه" قد ساروا على طريقهم الى الاستقلال الذاتي و الكمال المدني، و هيهات هيهات ما يتوهمون - لا تجد اكثرهم الا مخدوعين المخذولين، و طريق العاملين المستقلين، غير طريق المقلدين الخاسرين : فسيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ! (١٩ : ٣٨)

يقولون " التعليم ! التعليم ! التعليم !!! " و يقولون " الجتماع و الموتمرات، و الحزاب والجمعيات " وهم لا يعرفون حق ذالك من باطله، فنحن نرى فساداً كبيراً و عصيانا مبيناً دخل على الامة من قبل هذه الاشياء وهم لا يشعرون - فالعبرة بروح التعليم و الجمعيات لا بصورها، والحقيقة فى اساسها لا في اشكالها - و هذه لا تكون صالحة مصلحة الا اذا كان القائمون بهذه الاشياء صالحين مصلحين، و الهادين المرشدين، والمومنين الراسخين، فهل من السهل ان تعوز الامة من عساه يوجد فيها من ها اولاء الرجال فتكل امر الاصلاح اليهم ؟ انى ذالك ؟ و عوامها جاهلون، و خواصها المتفرنجون، و علمائها المقلدون !! ولكن : لا تايئسوا من روح الله، انه لا يائس من روح الله الا القوم الكافرون !

يا للاسف و يا للعار ! راجت في سوقنا فتنة الخبيثة الا فرنجيه، فحلت روابطنا، و اضعفت جامعتنا، ومزقت نسيج وحدتنا، واغتالت معظم ثروتنا، و نحن الى الان نتوهم اننا نرقي بذالك انفسنا، و يغش الذين تفرنجوا منا انهم صاروا ارقي من سائرنا عقولاً، واعلى اداباً، و اصلح اعمالا - حتى ان بعض احداث المدارس منهم يرون انفسهم بتاثير فتنة التفرنج انهم ارقى من سلفنا الصالح الذين فتحوا الممالك، ومصروا الامصار، ودونوا العلوم، و بنوا لنا ذالك المجد الذي ساعدنا اعدائنا على هدمه منذ قرون ولما ينهدم كله !! الا، اننا قوم جاهلون، مخدوعون مسحورون - نخرب بيوتنا بايدينا، وايدي اولائك الخادعين لنا - و وصل البغي والعدوان علينا الى هذه الدرجة، ولم تزل الغشاوة كلها عن ابصارنا، ولا الرين عن قلوبنا - ولا يزال في آذاننا وقر، وبيننا و بين الحقيقة حجاب ! ولقد ذرانا لجهنم كثيراً من الجن و الانس، لهم قلوب لا يفقهون بها، ولهم اعين لا يبصرون بها، ولهم آذان لا يسمعون بها، اولائك كالانعام بل هم اضل، و اولائك هم الغا فلون ! (٧ : ١٧٨)

فيا ايها المتفرنجون ! لا تغلوا في تفرنجكم ولا تقولوا على دعاة القران غير الحق، ولا تتبعوا اهواء قوم ضلوا فاضلوا، ولا تتخذوا بطانة من دونكم لا يالونكم خبالا - (٣ : ١١٨) ومن يتولهم منكم فانه منهم، ان الله لا يهدى القوم الظالمين ! (٥ : ٥٦) و اعلموا ان افرنجيتكم الباطلة لا بقاء لها اذا عارضها اسلامنا الحق - فانما بقاء الباطل في لوم الحق عنه - والعاقبة للمتقين -

١٠

اختلفت عليكم الدعوة ايها المسلمون، و كل حزب بما لديهم فرحون، فاجيبوا داعي الله و امنوا به، يغفر لكم من ذنوبكم و يجركم من عذاب اليم، و من لا يجب داعي الله فليس بمعجز في الارض و ليس له من دونه اولياء - اولائك في ضلال مبين (٤٦ : ٣٠) و استعينوا بالله و اصبروا، ان الارض لله، يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين (٧ : ١٢٥) فله دعوة الحق، وما خالفها فهو باطل و فسق - فاتقوا الله و اطيعون، و لا تطيعوا امر المسرفين - ها نحن اولاء قد خرجنا عن استقلالنا الجتماعي زمناً طويلا، اطعنا فيه سادتنا وكبرائنا فاضلونا سبيلا، و لخذنا الاجانب من ناحية سلطتهم لخذا وبيلا، فما اغنت عنا ذلة العبودية لهم فتيلا، ان هذه تذكرة، فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا (٧٦ : ٢٩) و لا سبيل اليه الا باتباع هدايته، و السير على سنته في خليقته : هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا و من اتبعني، و سبحان الله، و ما انا من المشركين (١٢ : ١٠٨)

سنه ۶۱ هجري كي ايک آتش خيز دوپهر ميں خون كي نديوں كي رواني ، تڑپتي هوئي لاشوں كے هنگامهٔ احتضار ، اور ظلم و مظلومي ، جرح و مجروحي ، قتل و مقتولي كے هنگامهٔ اليم كے اندر سے نالہ ساز طلب اور فغاں فرماے دعوة تها !

شديم خاک وليكن ببوے تربت ما
توان شناخت كزيں خاک مردمي خيزد !

ليكن اگر يه دعوة درد محض اُس پاني كيليے هے جو نديوں كي جگه آنكهوں سے بهے ، اگر يه طلب غم محض اُن صداؤں كيليے هے جنكا غوغا درختوں كے جهنڈ ، چڑيوں كے گهونسلوں ، درياؤں كے سيلان كي جگه انسانوں كي زبانوں سے بلند هو ، اگر يه انتظار الم محض اُس ماتم كيليے هے جو پتهروں كے ٹكرانے كي جگه انساني دست و سينه كي ٹكر سے هنگامه ساز هو ، تو اے برادران غفلت شعار ! و اے چشمان خواب آلود ! بلا شبه يه سب كچهه هو چكا ، اور بلا شبه سوال كو جواب ، دعوة كو لبيک ، اور طلب كو مطلوب مل چكا - اگر انسان كا بچه بهوک سے روتا اور رونے كيليے آنكهوں كو سرخ كر ليتا هے ، تو انسانوں كے بڑے بڑے گروه كيوں نہيں آنسو بها سكتے ؟ اگر درختوں كے جهنڈ هوا سے هلكر چند لمحوں كيليے دنيا كو شور و غوغا سے لبريز كر ديسكتے هيں تو آدم كي اولاد اپنے آه و بكا سے كيوں آسمان كو سر پر نہيں اٹها سكتي ؟ اگر بيجان و بے روح پتهر دوسرے پتهر پر گر كر رعد و برق كا هنگامه پيدا كرديسكتا هے ، تو تم كه روح اور اراده ركهتے هو ، اپنے دستهاے ماتم كناں سے كيوں ايک هنگامه زار دهشت گرم نہيں كرسكتے ؟ كيا تمكو دنيا كي ان آنكهوں كي خبر نہيں جو روتي هيں حالانكه انسے ايک آنسو بهي نہيں بها ؟ كيا تم نے اُن زبانوں كے متعلق كچهه نہيں سنا جو چيختي هيں حالانكه اُنهوں نے ايک چيخ بهي نه پائي ؟ اور كيا تم نے ان جسموں كا تماشه نہيں ديكها جو ته و بالا هوتے هيں حالانكه انكو ايک تڑپ بهي نصيب نه هوئي ؟ پهر كيا اس غفلت آباد هستي ميں وه دل بهي نہيں هيں جو گو دل هيں ، مگر دل نہيں هيں ، كيونكه دل كي طرح نہيں سونچتے ؟ كيا وه كان بهي نہيں هيں ، جو گو سامع هيں ، مگر كان نہيں هيں ، كيونكه نہيں سنتے ؟ اور كيا ايسي آنكهيں بهي نہيں هيں جو گو بصير هيں ، مگر آنكهيں نہيں هيں كيونكه نہيں ديكهتيں ؟ لهم قلوب لا يفقهون بها ، ولهم اذان لا يسمعون بها ، ولهم اعين لا يبصرون بها ، اولائك كالانعام بل هم اضل ، واولائك هم الغافلون ! (۷ : ۱۷۸) -

پس اے عزيزان من ! درد و الم كي يه پاک دعوتيں صرف اُس رواني آب ، تسلسل صدا ، اور هنگامهٔ غوغا هي كيليے نہيں هوتيں جو آنسوؤں ، فغانوں ، اور ماتموں كے نام سے ظهور ميں آجائيں - اور اگر انكا يهي مقصد هوتا تو اسكے ليے انسان كي كوئي خصوصيت نه تهي - كتنے هي سمندر پاني سے بهرے هوے هيں ، اور كتنے هي جنگل شور و غوغا سے هنگامه زار هيں - بلكه يه دعوة ، يه پكار ، يه طلب ، يه " هل من مجيب " في الحقيقت اُن آنسوؤں كيليے هے جو صرف آنكهوں هي سے نہيں بلكه دل سے بهيں ، وه ان آهوں كا دهواں مانگتي هے جنكي لَٹيں صرف منهه هي سے نہيں بلكه اعماق قلب سے اٹهيں ، وه صرف هاتهوں هي كے ماتم كيليے نہيں پكارتي بلكه دل كے ماتم كي محض ايک صداے حقيقت كيليے تشنه هے - اگر تمهارے پاس اسكے ليے آنكهوں كا آنسو نه هو تو اسے كوئي شكايت نہيں ، ليكن آه تمهاري غفلت ، اگر تمهارے پهلوؤں ميں كوئي زخم نه هو جس سے پاني كي جگه خون بهے ! اگر تمهاري زبانوں كو درد كي چيخ نہيں آتي تو كوئي مضائقه نہيں ، ليكن آه يه كيا هے كه تمهارے دلوں كے اندر حقيقت شناسي كي ايک ٹيس ، عبرت كي ايک ٹپک ، بصيرت كي ايک تڑپ ، احساس صحيح و حق كا ايک اضطراب بهي نہيں هے ؟

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائده ؟
دو اشک بهي بهت هيں اگر كچهه اثر كريں

الله الله سيد الشهداء مظلوم كي مظلومي ، اور زيا المعجب غفلت و ناداني كي بوقلموني ! ! اس سے بڑهكر دنيا ميں " مظلومي " كي مثال اور كيا هو سكتي هے كه دشمنوں اور دوستوں ، دونوں نے اسپر ظلم كيا - دشمنوں نے اسكي شهادت عظيمه كي عظمت مٹاني چاهي ، مگر دوستوں نے بهي اسكي شهادت كي اصلي حقيقت و بصيرة سے غفلت كي - دشمنوں نے اسپر ظلم كيا كيونكه اسكي مظلومي پر انهيں رونا نه آيا ، پر اُن دوستوں نے بهي ظلم كيا جو گو روے ، مگر اسكي اصلي تقديس و شرف كيليے سچائي اور عمل كا ايک آنسو بهي نه بها سكے - دشمن تو دشمن تهے ، اسليے اُنهوں نے اسكي دعوة حق كو مٹانا چاها ، مگر دوست دوست هوكر بهي اسكي دعوة كي پيروي نه كرسكے ! وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون (۵۶ : ۸۵)

پس سچا ماتم وهي هے جو صرف هاتهه هي كا نہيں بلكه دل كا ماتم هو ، اور دعوة درد كا اصلي جواب وهي هے جو عبرت و بصيرة كي زبان سے نكلے - تمهاري آنكهيں اس حادثے پر بهت رو چكي هيں ، مگر ابتک تمهارے دل كا رونا باقي هے ، اور اگر رونا هے تو اپنے دل كو رلاؤ ، ورنه صرف آنكهوں كي اُس رواني كو ليكر كيا كيجيے جسميں دل كي اشک افشاني كا كوئي حصه نہيں هے ، حالانكه انسان كي ساري كائنات حيات صرف دل هي كي زندگي سے هے : فانها لا تعمى الابصار ، ولكن تعمى القلوب التي في الصدور :

مجهے يه ڈر هے دل زنده ، تو نه مرجاے
كه زندگاني عبارت هے تيرے جينے سے !

آج همارا اجتماع اس ليے هے كه اس حادثهٔ عظيمه پر غور و فكر كي ايک نئي صف ماتم بچهائيں ، اور اُن حقيقتوں اور بصيرتوں كي جستجو ميں نكليں جنپر آنكهوں كي اشک افشانيوں سے زياده دل كے زخموں سے خون بهتا هے ، اور هاتهوں سے زياده روح پر ماتم طاري هوتا هے : فذكر ، ان الذكرى تنفع المؤمنين !

(حقيقت تذكار مشاهير)

سب سے پهلي چيز جو اس سلسله ميں همارے سامنے آتي هے وه اس واقعه كي يادگار اور اُسكا دائمي تذكار هے -

دنيا ميں هر قوم نے اپنے ماضي كے اُن واقعات و حوادث كي هميشه تعظيم كي هے جنكے اندر قوم و ملک كيليے كوئي غير معمولي تاثير يا عبرت پائي جاتي تهي ، اور هميشه اُن انساني بڑائيوں اور عظمتوں كي ياد كو يادگاروں ، تهواروں ، عمارتوں ، تاريخوں ، قومي روايتوں ، اور قومي مجمعوں كے انعقاد كے ذريعه زنده ركهنا چاها هے ، جنكے اندر خود اُس قوم كي كوئي عظمت اور بڑائي پوشيده هے -

يهي چيز هے جسكو تمام اقوام متمدنه نے " مشاهير پرستي " كے لفظ سے تعبير كيا هے ، اور يهي چيز هے كه هر قوم اپني قوميتوں كے بڑے بڑے بانيوں ، مذهبي معلموں ، محب الوطنوں ، اور قومي شهيدوں كي ياد كو كبهي بهي مفقود هونے نہيں ديتي -

هومر نے اليڈ لكهي ، كالڈيا كے حجري كتب خانے (۱) ميں

---

(۱) حجري كتب خانه سے مقصود تمدن بابل و كالڈيا كا وه عهد مدني هے جبكه كتابيں پتوں اور درخت كي چهالوں كي جگه پتهر پر كنده كركے لكهي گئيں ، اور جنكا بڑا ذخيره بابل كے آثار عتيقه ميں موجود هے -

احرار اسلام

خطابۂ الم !!

و

توصیۂ شہادت !

یعنی واقعۂ عظیمۂ شہادت حضرۃ سید الشہداء علیہ و علی
ابائہ الصلوٰۃ و السلام پر ایک درس بصیرۃ !

جو ایڈیٹر البلاغ نے ۵ محرم الحرام کو مسلم انسٹی ٹیوٹ
ہال کلکتہ کے ایک غیر معمولی مجلس میں دیا (۱)

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم :
قال اللہ تعالی : الحمد للہ رب العالمین '
الرحمن الرحیم ' مالک یوم الدین ' ایاک
نعبد و ایاک نستعین ' اہدنا الصراط المستقیم '
صراط الذین انعمت علیہم ' غیر المغضوب
علیہم ' و لاالضالین ! .

شمعہا بردہ ام از صدق بخاک شہدا
تا دل و دیدۂ خونابہ فشانم دادند !

برادران عزیز !

آج جس حادثۂ کبری اور شہادت عظمی کے تذکار و درس کیلیے ہم سب یہاں جمع ہوے ہیں ' وہ وقائع و حوادث اسلامیہ کا وہ عظیم الشان واقعہ ہے ' جو تاریخ اسلام کی اولین صدی سے لیکر اس وقت تک اپنے عجیب و غریب تاثر ماتم و درد اور حیرت انگیز بقاے ذکر و تاثیر کے لحاظ سے نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ تمام حوادث معزنۂ عالم میں ایک عدیم النظیر امتیاز رکھتا ہے - اگر وہ تمام آنسو جمع کیے جائیں جو سنہ ۶۱ ھجری سے لیکر اس وقت تک اس واقعۂ جانسوز پر بہاے گئے ہیں ' اگر وہ تمام دود آہ و فغان سوزاں یکجا کیا جاسکے جو ان تیرہ صدیوں کی لا تعد و لا تحصی اسلامی نسلوں کی صداہاے ماتم کے ساتھہ بلند ہوتا رہا ہے ' اگر درد و کرب کی وہ تمام چیخیں ' اضطراب و الم کی وہ تمام پکاریں ' سوزش و تپش کی وہ تمام بیقراریاں ' اکٹھی کی جاسکیں جو اس حادثۂ کبری کی یاد نے ہزاروں لاکھوں انسانوں کے اندر ہمیشہ پیدا کی ہیں ' تو اے عزیزان ماتم شعار ! کون کہہ سکتا ہے کہ خونفشانیہاے حسرت کا ایک نیا اٹلانٹک و ارقیانوس سطح ارضی پر بہہ نہ جائیگا ؟ دود آہ و فغاں کی ہزار ہا بھٹیاں بھڑک نہ اٹھیں گی ؟ اور درد و الم کی چیخوں ' حسرت کی صداؤں ' تڑپ کی بے چینیوں کے ہنگامۂ خونیں سے تمام عالم ایک شور زار نالۂ و بکا نہ بن جائیگا ؟

تاہم میں جو پیام پہنچانے کیلیے آج آیا ہوں ' وہ اس تذکرہ سے بالکل مختلف ہے - میں غم و الم کی شدت و کثرت کے اعتراف کی تاریخ نہیں ہوں ' بلکہ اس عدیم النظیر شدت و کثرت کے بعد بھی آنسوؤں کی طلب ہوں ' آہوں کی صدا ہوں ' بیقراری کی پکار ہوں ' اضطراب کی دعوۃ ہوں ' اور آہ ! آہ ! اے صد ہزار آہ و حرماں ' کہ غم کیلیے بھوکا ہوں اور درد و الم کیلیے یک قلم پیاس ہوں - پس میں آج اُن آنکھوں کا تذکرہ نہیں کرتا جو بہت رو چکی ہیں ' مجھے اُن آنکھوں کا سراغ بتلاؤ جو اب بھی رونے کیلیے نم آلود ہیں ! میں اُن دلوں کی سرگذشت نہیں سناتا جو تڑپتے تڑپتے تھک چکے ہوں ' میں اُن دلوں کی تلاش میں نکلا ہوں جو اب بھی تہہ و بالا ہونے کیلیے مضطرب ہیں ! مجھے اُن زبانوں سے کیا سروکار جنکو فغاں سنجی ہاے ماضی کا ادعا ہے ؟ آہ ' میں تو اُن زبانوں کیلیے پکار رہا ہوں جنکے اندر غم و ماتم کی بھٹیاں سلگ رہی ہیں ' اور انکا دھواں آج بھی کائنات نشاط نادانی کی اس تمام فضاء غفلت کو مکدر کردیسکتا ہے ' جسکو عیش و عشرت کے قہقہوں میں درد و عبرت کی ایک آہ بھی نصیب نہیں !

نہ داغ تازہ می خارد ' نہ زخم کہنہ می کارد !
بدہ یارب دلے ' کیں صورت بیجاں نمی خواہم !

(دعوۃ درد)

ہاں ' یہ سچ ہے کہ رونے والے اسپر بہت روے ' ماتم کرنے والوں نے ماتم میں کمی نہ کی ' آہ و نالہ کی صداؤں نے ہمیشہ ہنگامۂ الم کی مجلس طرازیاں کیں ' اور یہ سب کچھہ ابتک اتنا ہوچکا ہے ' جتنا آجتک شاید ہی دنیا کے کسی حادثۂ غم کو نصیب ہوا ہو - تاہم تم یقین کرو کہ با ایں ہمہ اس حادثۂ عظیمہ کی دعوۃ اشک و حسرت ابتک ختم نہیں ہوئی ہے - بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکی دعوۃ درد کے اندر جو حقیقی طلب تھی ' وہ ابتک لبیک کے سچے استقبال سے محروم ہے - تیرہ صدیاں مع اپنے دوران محرم و عشرۂ ماتم کے اسپر گذر چکی ہیں لیکن ابتک خاک کربلا کے وہ ذرات خوں آشام ' جنکو آج بھی اگر نچوڑا جاے تو خون شہادت کے مقدس قطرے اس سے ٹپک سکتے ہیں ' بدستور آنسوؤں کیلیے پکار رہے ہیں ' خونفشانیوں کیلیے داعی ہیں ' آہ و فغاں کیلیے تشنہ ہیں ' اضطراب و التہاب کیلیے بیقرار ہیں ! ' اور فضاء ریگ زار کرب و بلا کا ایک ایک گوشہ ابتک دیدہ ہاے اشک افشاں ' جگرہاے سوختہ ' دلہاے دو نیم اور زبانہاے ماتم سرا کیلیے اسی طرح چشم براہ ہے ' جسطر

---

(۱) جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہے ' یہ عاجز تحریری تقریروں کا بالکل عادی نہیں - حتی کہ تقریر کے وقت کسی طرح کے نوٹ یا اشارات بھی پیش نظر نہیں رکھتا - محض اپنے حافظہ اور پیش نظر مطالب کے اعتماد پر کھڑا ہو جاتا ہوں ' اور پھر جو کچھہ اللہ تعالی زبان پر جاری کر دیتا ہے وہی تقریر ہوتی ہے - پس یہ لکچر بھی محض زبانی تھا ' ایک عزیز نے اپنے شوق سے اسکے کچھہ نوٹ مرتب کرلیے تھے - وہ اس وقت دیکھہ لیے ہیں اور انہی کو ایک مرتب مضمون کی شکل میں تحریر کردیتا ہوں - ورنہ ظاہر ہے کہ تقریر کا اصلی انداز ترتیب یا طرز درس و خطاب تحریر میں کب لایا جا سکتا ہے ؟

بصائر و حکم

جنگ کا اثر اخلاق پر

(۲)

اجتماع و انضمام کي حالت میں اگرچه افراد کي خصوصیات فنا ہوجاتي ہیں اور ایک مستقل اجتماعي قوت پیدا ہوجاتي ہے ' لیکن بوسیده اینٹیں کب تک دیوار کو قائم رکھه سکتي ہیں؟ بالاخر افراد کي مخفي خصوصیت نمایاں ہوتي ہے ' اور یه شیرازه دفعة درہم برہم ہوجاتا ہے - سنه ۱۸۷۰ کي شکست نے فرانسیسیوں کے جذبات شجاعت کو بالکل پامال کردیا تھا - اوس کے بعد اگرچه مظاہرے ' شورش ' تعلیم ' اور مختلف انقلابات نے اونکے خون کو بہت کچھه گرم کردیا ' تاہم میدان جنگ میں وہ اپنے قدیم داغ کو نه چھپا سکے ' اور باوجود تراکم افواج و تعاضد حلفاء ' اپني کھوئي ہوئي شجاعت کو واپس نه بلاسکے -

متصل ذلت آمیز شکستوں کا اثر کبھي کبھي اسقدر مستقل ہو جاتا ہے کہ روحاني طاقت بھي به مشکل اوسکو مٹاسکتي ہے - یہودیوں کو بار بار کي شکست اور ایک زمانۂ ممتد کے اسر و غلامي نے اسقدر بزدل بنادیا تھا که جب حضرت موسی علیه السلام نے بیت المقدس میں اونکا فاتحانه داخله کرانا چاہا تو اون کي رعد آسا آواز ' اور بیت المقدس کي مذہبي عظمت بھي یہودیوں کے دلوں کو نه گرما سکي اور اونھوں نے صاف صاف کہدیا :

یا موسی انا لن ندخلها	اے موسی! جب تک وہ طاقتور
ابدا ما داموا فیها ' فاذهب	لوگ بیت المقدس میں
انت و ربك فقاتلا ' انا ههنا	لڑنے کیلیے موجود ہیں ' ہم
قاعدون (۶ : ۲۷)	کبھي بھي اوس میں داخل

ہونے کي جرات نہیں کرسکتے - تم اپنے خدا کے ساتھه جاؤ اور لڑو ' ہم اسي جگه بیٹھے ہوے تماشه دیکھینگے -

لیکن عرب کي کبھي شکست نه کھانے والي طاقت نے آنحضرت صلی الله علیه وسلم کو ٹھیک ٹھیک ایک ایسے ہي موقع پر یه جواب دیا تھا :

لا نقول کما قال قوم	یا رسول الله ! ہم آپکو وہ جواب نه دینگے
موسی " اذهب انت	جو موسی کي قوم نے موسی کو دیا تھا که
وربك فقاتلا " و لکنا	تم اپنے خدا کے ساتھه جاؤ اور لڑو ' بلکه
نقاتل عن یمینك '	ہم آپ کے دائیں ' آپ کے بائیں ' آپ
و عن شمالك ' و بین	کے آگے ' آپ کے پیچھے ' غرض ہر طرف
یدیك و خلفك	سے جمع ہوکر اور قدم بقدم ہوکر لڑینگے -
(بخاري)	اور اپني جانوں کو آپ پر نثار کرینگے !

دراصل یہي وہ اختلاف حالت ہے جس سے " امة مسلمه " اور " خیر الامم " اور " شهداء علی الناس " کي حقیقي خصوصیات واضح ہوتي ہیں ' اور یہي وہ خصائص ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو " مغضوب علیهم " یعني یہود ' اور " الضالین " یعني نصاری کي راہ سے الگ کرکے " الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین " کي صراط مستقیم پر قائم کردیا تھا - اور یہي انکي وہ فضیلت مخصوص ہے جسکي بنا پر زبان الہي نے مغضوبیت کي جگه محبوبیت کا مرتبۂ اعلي انھیں عطا کیا اور فرمایا : یحبهم و یحبونه - خدا انکو پیار کریگا اور وہ خدا کو پیار کرنے والے ہونگے : رضي الله عنهم و رضوا عنه - وہ گذشته اقوام کي طرح مغضوب و مغبوض کیونکر ہوسکتے ہیں حالانکه انکے ایثار و قرباني و ابتغاء مرضات الله کي وجه سے خدا انسے راضي ہوا اور وہ الله کي بخشي ہوئي خلافت و وراثت ارضي پاکر خدا سے راضي و خوشحال ہیں !

لیکن اس قسم کي مستقل شجاعت کبھي کبھي عارضي شکست بھي کھا جاتي ہے - مگر اس حالت میں بھي صرف فوج ہي کي جمعیت کو صدمه پہنچتا ہے - دل مضبوط و استوار رہتا ہے - غزوۂ احد میں ابتلاء الہي نے صحابه کو منہزم کردیا تھا - لیکن اونکي جانبازي میں کوئي فرق نہیں آیا - وہ اوسي طرح آنحضرت پر پروانه وار فدا ہوتے رہے جسطرح غزوۂ بدر میں فدا ہوے تھے - چنانچه آنحضرت نے جب ایک موقع پر گردن بلند کرکے کفار کي جمعیت کو دیکھنا چاہا تو ابو طلحه کے جوش فدویت نے آپ کو یه کہکر روکا:

لا تشرف یصیبك سهم	آپ سر اوٹھا کر نه دیکھیے ' ایسا نه ہو
من سهام القوم نحري	که آپکے کوئي تیر لگ جاے - ابھي تو
دون نحرك (بخاری)	میرا سینه آپ کے سینه کیلیے سپر ہے '

(۳)

محاسن اخلاقي میں باہم ایک سلسله ربط و اتحاد کا ہوتا ہے ' اسلیے ایک خلق دوسرے خلق کو پیدا کرتا ہے - اگر ایک شخص میں فیاضي کا ماده ہے تو وہ فطرتاً رحمدل اور رقیق القلب بھي ہوگا - اگر کوئي شخص بخیل ہے تو سنگدلي اوسکے لیے لازمي ہے - یہي حال شجاعت و بزدلي کا بھي ہے - اونکے نتایج و آثار صرف میدان جنگ ہي میں نظر نہیں آتے - وہ ایک سلسلۂ اخلاق پیدا کردیتے ہیں ' جسکا اثر ملک و قوم کي زندگي کے ہر شعبه میں نظر آتا ہے - ایک جنگجو اور بہادر قوم بالطبع اولوالعزم ' بلند حوصله ' باضابطه ' مشقت پسند ' اور فیاض طبع ہوتي ہے - اسلیے وہ اولوالعزمانه سیر و سیاحت کرتي ہے ' علمي تحقیقات میں مختلف ملکوں کي خاک چھانتي پھرتي ہے ' فقر و فاقه اوسکے عزم و اراده میں خلل انداز نہیں ہوسکتے - وہ اپني دولت کو مفید کاموں میں بیدریغ صرف کرتي ہے - لیکن بزدلي انسان میں عورتوں کي خصوصیات پیدا کردیتي ہے ' اسلیے غیر جنگي اقوام فنون لطیفه کي طرف اپنا میلان ظاہر کرتي ہیں - رقص و سرود میں اونکو لطف آنے لگتا ہے - شب و روز عیش پسندي میں مصروف رہتي ہیں - جامه زیبي اونکي فطرت بن جاتي ہے - تمام ضروري کاموں کو چھوڑ کر ملاہي و ملاعب ہي میں مشغول ہوجاتي ہیں -

اسلام جن اولوالعزم بزرگوں کي ذات پر ناز کرتا ہے ' وہ وہي لوگ تھے جو فوجي روح کو زنده کرکے خود فنا ہوگئے - چنانچه امتداد زمانه کے ساتھه جسقدر یه روح پژمرده ہوتي گئي ' اسیقدر مسلمانوں میں عیش پرستي کا میلان ترقي کرتا گیا - مسلمانوں کو بغداد کے تمدن و علوم و فنون پر بڑا ناز ہے ' لیکن وہ بھي سلاطین کي بزم طرب کا ایک گلدسته تھے - ہمارے نزدیک یه کوئي فخر کي چیز نہیں بلکه ایک حدیث نبوي جو امام بخاري نے صدہا میلوں کا سفر کرکے حاصل کي ' دراصل اون تمام علوم سے بدرجہا زیاده بیش قیمت ہے -

(۵)

شخصي حالتوں میں اگر ایک شہري پر کوئي شخص حمله کردے تو پولیس اوسکي حفاظت کریگي - لیکن اگر اوسي شخص کو میدان جنگ میں کھڑا کردیا جاے تو اوسکو صرف اپني ہي حفاظت نہیں کرني ہوگي ' بلکه وہ دوسروںکي حفاظت کا بھي ذمه دار ہوگا - میدان جنگ سے فرار اسي بنا پر عار بلکه جرم خیال کیا جاتا ہے - انسان کو جو جذبه اپنے ساتھه دوسرے کي اعانت

وہ اینٹیں رکھي گئیں جن پر نامـوران ملت کے مناقب و محامد کندہ تھے ' عرب جاہلیة نے اپنے سلسلۂ انساب کا ایک حرف ضائع ہونے نہ دیا اور ذو المجیه اور عکاظ میں اسلاف کے مفاخر و معالی کي داستانسرائي قائم کي - مصریوں نے ایسے ایسے مینار بنائے جو ہزاروں برسوں کے بعد بھي اپني تعمیر اولین کي طرح محکم و استوار ہیں ' اور پھر انکے اندر اپنے ناموروں کي لاشوں کو حنوط (ممي) کرکے محفوظ کردیا - ہندوستان نے مہابھارت کے معرکے کو قومي روایتوں میں داخل کردیا ' اور والمیک کي سحر طرازیوں نے نسلي مفاخر کي روح کو پژمردگي سے بچایا - اقوام قدیمه کے یه تمام اعمال صرف اسي حقیقت کیلیے تھے که اسلاف و مشاہیر کي یاد زندہ و قائم رکھي جائے -

آج [illegible] کا بحري مسافر واشنگٹن کے بت کو ساحل امریکه [illegible] دور سے بکار اٹھتا ہے ' یورپ کے بڑے بڑے شہروں اور انکي محکوم نوابادیوں کي شاہراہوں اور باغوں میں جابجا سنگي بت نصب نظر آتے ہیں ' شیکسپیر کا مولد ابتک قائم ہے ' ملٹن کي میز کو مرنے نہیں دیا جاتا ' جانسن کے آثار اب بھي ہر شخص دیکھه سکتا ہے - میلان میں ایک جگه یه سنگي کتبه تم پڑھوگے : " پاک مبزیني نے یہاں اپنا بچپن گذارا تھا "

یه سب کچھه بھي اسي مشاہیر پرستي کي ایک زیادہ خوشنما و دلفریب شکل ہے ' جو پہلے محض قومي روایتوں اور افسانه طرازیوں کے ذریعه قائم رکھي جاتي تھي -

لیکن یه امر بالکل ظاہر ہے که اس تذکار و یادگار کا اصلي مقصد کسي واقعه کو محض یاد رکھنا ' یا کسي نام کو فراموش نه ہونے دینا ہي نہیں تھا ' بلکه کچھه اور ہي مقصد تھا - کیونکه اگر یہي مقصد ہوتا تو اسکے لیے کسي خاص نام ' کسي خاص واقعه ' کسي خاص حادثه میں کوئي ممتاز خصوصیت نه تھي - پچھلوں کو اگر محض یاد ہي رکھنا ہے ' تو اسکے لیے بڑا اور چھوٹا ' ادنی و اعلی ' نیک و بد ' سب یکساں ہیں - کونسي وجه ہے که کارتھیج کے مشہور ہنے بال کو یاد رکھا جائے ' اور تیٹس کو یاد نه رکھا جائے جو اسي عہد میں گذرا تھا ؟

سو وہ اصلي روح حقیقت جو اجتماع انساني کي اس سب سے زیادہ پراني رسم کے اندر کام کر رہي ہے ' دراصل ناموں ' وجودوں ' شخصیتوں ' اور محض تذکرۂ و یاد آوري سے تعلق نہیں رکھتي ' بلکه اس سے اصلي غرض یه تھي که جو اعمال حسنه ' عزائم مہمه ' نتائج عظیمه ' اور بصائر و مواعظ جلیله اُن مشاہیر اور ناموروں کي زندگي سے وابسته ہیں ' اور جنکي یاد اور تذکرہ کے اندر قوموں اور ملکوں کیلیے سب سے زیادہ موثر اور نافذ دعوۃ عمل و اتباع ہے ' انکي یاد کو ہمیشه حي و قائم رکھا جائے ' اور مختلف ذریعوں سے ایسے مواقع بہم پہنچائے جائیں جنکي وجه سے کبھي بھي آینده نسلیں ان اعمال حسنه کے نمونوں کو اپني نظروں سے اوجھل ہونے نه دیں -

پس یادگار دراصل انساني افراد کي نه تھي ' بلکه انسان کے بہترین اعمال کي تھي ' اور تذکرۂ و یاد آوري شخصوں اور حادثوں کي نه تھي ' بلکه اُن سچائیوں کي تھي جو وہ اپني زندگي کے اندر رکھتے تھے - خدانے ذات کي بڑائي اور عظمت صرف اپني ہي کبریائي کیلیے مخصوص کر لي ہے ' اور دنیا کو جو کچھه دیا گیا ہے ' وہ صرف " عمل " کي بڑائي ہے - دنیا میں کوئي انسان بڑا نہیں ہو سکتا ' اسلیے که بڑا صرف ایک ہي ہے ' اور وہ فاطر السماوات و الارض ہے - البته " عمل " بڑا ہو سکتا ہے ' اور اسکي بڑائي سے اُسکے حامل کے اندر بھي نسبتي اور اضافي بڑائي آجاتي ہے - پس ساري تعظیمیں ' ساري تقدیسیں ' ہر طرح کا احترام و شرف جو دنیا میں کیا جاسکتا ہے ' یا تو خدا کیلیے ہے ' یا پھر خدا کي سچائي اور اسکے قرار دیے ہوے اعمال حسنه کیلیے - خود انسان کي ذات کا اسمیں کوئي حصه نہیں : الحمد لله رب العالمین میں " الحمد " کے الف لام کا یہي مطلب ہے جسے میں نے آغاز تقریر میں تلاوت کیا - اور : انا خلقنا کم من ذکر و انثی و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ' ان اکرمکم عند الله اتقاکم (۴۹ : ۱۳) سے اسي پر روشني پڑتي ہے اور : یریدون ان یحمدوا بما لم یفعلوا (۳ : ۱۸۸) (یه بدبخت چاہتے ہیں که انکي تعریف و ثنا ان اعمال کیلیے کي جائے جو انہوں نے نہیں کیے - حالانکه " حمد " کا استحقاق تو اعمال ہي کو تھا) اسي کي مزید توضیح کرتا ہے : و ما یعقلها الا العالمون ! (۲۹ : ۴۳)

(ایک عالمگیر غلطي)

لیکن دنیا کا خسران صرف اسي میں نہیں ہے که وہ سچائي کي طرف نہیں بڑھتي ' بلکه اس سے بھي زیادہ یه که بسا اوقات اسکي جانب قدم تو اٹھاتي ہے ' پر ایسا ہوتا ہے که راہ ہي میں گم ہوجاتي ہے ' اور جسطرح اسکي طرف نه چلکر اس سے محروم تھي ' ٹھیک ٹھیک اسي طرح اسکي طرف چلکر بھي محروم رہتي ہے - کیا تم نہیں دیکھتے که قران حکیم نے انسان کے نقصان و خسران کے جو مختلف حالات بیان کیے ہیں ' ان میں سے ایک زیادہ عام اور زیادہ پیش آنے والي حالت کیلیے " ضلالت " کا لفظ اختیار کیا ہے - اور اسي سورۂ فاتحه میں (جسکے ما تحت آجکي تقریر ہے) " مغضوب علیهم " کے ساتھه ایک اور گروہ کا باسم " الضالین " تذکرہ کیا گیا ہے - " ضلالت " کا ٹھیک ٹھیک ترجمه تم کو معلوم ہے که " گم راہي " اور " راستے میں بھٹک جانے " کے ہیں - اسي لیے متحیر اور غیر متعین نظر رکھنے والے پر بھي " ضال " کا اطلاق ہوتا ہے کیونکه کوئي متعین راہ اسکے سامنے نہیں ہوتي - پس قران کریم نے نوع انساني کي بد حالي و تباہي کي سب سے بڑي عام حالت کو اسي لفظ سے تعبیر کیا ' اور اسمیں بڑا نکته یه ہے که بسا اوقات انسان کو اٹھنے اور چلنے سے انکار نہیں ہوتا - وہ سفر تو کرتا ہے - پر ہوتا یه ہے که منزل مقصود کي حقیقي شاہراہ اس پر نہیں کھلتي ' اور وہ راہ ہي میں بھٹک کر رہجاتا ہے - نتیجه یه نکلتا ہے که باوجود چلنے کے منزل مقصود سے اسي طرح محروم رہتا ہے ' جس طرح وہ شقي و جاحد محروم رہا ' جس نے چلنے کا قصد ہي نہیں کیا تھا - یہي حقیقت اصطلاح قراني میں " حبط اعمال " کي ہے جسپر جا بجا مختلف پیرایوں میں زور دیا گیا ہے که فحبطت اعمالهم (۱۸ : ۱۰۴) (انکي تمام محنتیں ' کوششیں اور راہروي کي مشقت بالکل اکارت گئي ' اور اسکا کوئي پھل انہیں نه ملا)

چنانچه اس " ضلالت " عمل کي ایک عمدہ مثال دنیا کي عالمگیر " مشاہیر پرستي " بھي ہے جو مقصد کے لحاظ سے ایک نہایت اہم ' عظیم المنفعة ' حیات پرور ' اور سعادت بخش حقیقت تھي ' لیکن با ایں ہمه اس بارے میں ہمیشه قوموں نے غلطي کي ' اور اکثر حالتوں میں سخت ٹھوکر کھالي - وہ دنیا کي عالمگیر ضلالت کبری جو اسکے ہر عمل میں حقیقت اور مقصد کو فنا کرتي اور ظواہر و رسوم کي اس سے پوجا کراتي ہے ' افسوس که اس حقیقت کیلیے بھي ہلاکت بخش ہوئي ' اور گمراہیوں اور حقیقت نا شناسیوں سے اسطرح اس عمل عظیم کو آلودہ کردیا گیا که بسا اوقات ہدایت کي جگه ضلالت [illegible] بہت بڑا پتھر ثابت ہوئي !

(بقیه آینده)

لکان لي مضطرب واسع
في الارض ذات الطول و العرض

میرے لیے ایک فراخ میدان لمبي چوڑي زمیں میں هوتا ' اور وهاں میں ازادانۂ اپني قوتوں کي نمایش کرتا -

و انما اولادنا بيننا
اكبادنا عشي علي الارض

همارے بچے همارے لخت جگر هیں' جو زمین پر چلتے پھرتے هیں -

(۷)

یه اخلاقي جزئیات تھے - انکے علاوہ کلي طور پر بھي جنگ ایک قوم کے نظام اخلاق کو بدل کر اُسکي جگه دوسرا سلسلۂ اخلاق قائم کر دیتي ہے - جنگ کي وجه سے انسان اپنے وطن سے نکل کر دوسرے ملکوں کے حدود میں قدم رکھتا ہے ' اور فاتحانه ثمرات کي حرص اور ظفرمندانه جاه و اقتدار کا ولوله اُسکو وهیں روک لیتا ہے - رفته رفته وه وهیں مستقل سکونت اختیار کر لیتا ہے اور اُسي ملک کے رسم و رواج کا پابند هو جاتا ہے - پھر آهسته آهسته تعلقات بڑھتے هیں' اور اوسي ملک میں نکاح و ازدواج کا سلسله بھي قائم هوجاتا ہے - اب جو اولاد هوتي ہے ' اُسکي رگوں میں خالص خون نہیں هوتا - وه دو عنصروں سے مرکب هوتي ہے - اسطرح بتدریج اختلاط نسب هو جاتا ہے اور چند پشتوں کے بعد فاتح کا اصلي نسب نامه بالکل گم هو جاتا ہے -

اس اختلاط نسب کا صرف یهي نتیجه نہیں هوتا که ایک خاندان اپنے نام و نشان کو کھودیتا ہے' بلکه اس قبیله ' اُس خاندان ' اور اوس ملک کي تمام مخصوص اخلاقی خصوصیات فنا هو جاتي هیں اور انکي جگه ایک نیا نظام اخلاق پیدا هو جاتا ہے - اگر دنیا میں نسلي اور وطني امتیازات کوئي مفید جوهر هیں تو جنگ کي زندگي کي وسعت کا بلا شبه یه نقص ہے - لیکن اگر انسان کیلیے چاهیے که وه تمام کرۂ ارضي کو اپنا وطن اور تمام انساني نسلوں کو اپنا گھرانا سمجھے' تو پھر یه انسان کي وه مشکل ترین متاع مطلوب ہے جو صرف جنگ هي کي روشني میں مل سکتي ہے -

یه ایک عجیب بات ہے که مفتوح قوم پر همیشه فاتح کي وضع ' لباس ' اخلاق و عادات کا اثر پڑتا ہے - لیکن ازدواجي تعلقات کي حالت میں همیشه مفتوحه قوم کي بي بي ' فاتح شوهر پر غلبه حاصل کر لیتي ہے ' اور اُسکو اپنے رنگ میں رنگ دیتي ہے !

اهل عرب جب تک حدود عرب میں باهم سرگرم کار زار رهے ' اونکا نسب ' اور نسب کے ساتھه اونکا نظام اخلاق بھي محفوظ رها - لیکن ابتداے اسلام میں جب اونکے فاتحانه حوصلوں نے حدود حجاز سے باهر قدم رکھا ' تو دفعتهً انکي تمام عربي خصوصیات معدوم هوگئیں - عرب جاهلیة کا سب سے بڑا مایۂ فخر یه تھا که وه اپنے نام و نسب کو ازبر یاد رکھتے تھے ' اور اپنے آپ کو فخریه اپنے قبیله کي طرف منسوب کرتے تھے - جب فتوحات اسلامیه کا سیلاب دوسرے ملکوں کي طرف بڑھا ' تو حضرت عمر رضی الله عنه کو اختلاط نسب کا خطرہ پیدا هوا - اونھوں نے اهل عرب کو سخت تاکید کي که اپنے نام و نسب کو یاد رکھو ' اور ملک شام کے دیهاتي نه بن جاؤ که جب اون سے اونکا نام و نسب پوچھا جاتا ہے تو اپنے گانوں کا نام بتاتے هیں - لیکن فطرت سے کون جنگ کرسکتا ہے ؟ آخر کار اختلاط نسب هوا ' اور قبیله کے بجاے اب فوجیں اون مقامات کي طرف منسوب هونے لگیں' جهاں جنگ کي ضرورت اور سرحد کي محافظت کیلیے وه مقیم رهتي تھیں - عربي میں " جند " فوج کو کهتے هیں - اسلام کے مفتوحه ممالک کے نقشے میں متعدد نام اسي انتساب کے ساتھه مشہور هیں - مثلاً جند قنسرین ' جند دمشق ' جند عواصم - ان ناموں نے اگرچه عرب کي فوجي طاقت کے مستقل اثر کو اب تک زنده رکھا ہے ' لیکن اس ترکیب اضافي نے آگے چل کر عرب کے نام و نسب کو بالکل مٹا بھي دیا' اور نسب صریح جن نسلي اخلاق کي محافظت کرتا ہے ' وه بالکل معدوم هوگئے -

یه ایک نہایت اهم دیني و اجتماعي مبحث ہے که اسلام نے عرب جاهلیة اور تمام اقوام عالم کي نسلي حیثیت کو مٹاکر ایک عالمگیر اور بین الملي برادري قائم کي ' لیکن اسکے ساتھه هي جسقدر عمده خصائص قومي و نسلي زندگي میں هوسکتے هیں ' ان سب کو مذهبي رابطه قائم کرکے مذهب کي بنا پر پیدا بھي کردیا ' اور اسطرح وه عمده خصائص قومي و ملکي حدود سے نکلکر ' انسانیت کا عام جوهر بنگئے - لیکن اس مبحث کو هم ابھي نہیں چھیڑینگے -

(۸)

لیکن فاتح ایک دوسري حیثیت سے مفتوح قوم کے اخلاق و عادات پر بھي اثر ڈالتا ہے - انسان صرف قوت هي کے آگے سر جھکاتا ہے - اسلیے جب کوئي قوم اوسپر غالب آ جاتي ہے تو اوس کو فطرتاً اوسکے فضل و کمال کا اعتراف کرنا پڑتا ہے - رفته رفته یهي خوش اعتقادي اوسکو فاتح کي تقلید پر مجبور کرتي ہے ' اور وه وضع ' لباس ' اخلاق ' عادات ' نشست' برخاست' غرض هر چیز میں فاتح هي کے نقش قدم پر چلتا ہے - اور اسطرح ایک عظیم الشان تمدني اور اخلاقي انقلاب پیدا هوجاتا ہے -

تاریخ اسلام میں سیکڑوں واقعات ایسے ملتے هیں جن سے ثابت هوتا ہے که مسلمانوں کي فتوحات کے سیلاب نے بهت سي قوموں کو دفعتهً بالکل بدل دیا - هندوستان میں هیٹ کے نیچے جو چھپے هوے سر نشۂ غرور تفرنج و فرنگي مابي میں بدمست نظر آتے هیں' جب اونکو هوش آئیگا تو معلوم هوگا که وه عقل و بصیرة کي جگه ایک ایسا ذلیل ترین دماغ رکھتے هیں' جو در پرده اپنے ضعف اور دوسري قوموں کي قوت کا مهلک اعتراف کررها ہے - بلکه یهي انجذاب قومي ہے جو انکي جبین نیاز کو اکثر اونکي چوکھٹ پر جھکا دیا کرتا ہے -

یه انقلاب اگرچه بظاهر اپنے اندر بهت سي اخلاقي خوبیاں بھي دکھلاتا ہے ' یعني فاتح قوم کے دل و دماغ جن اعلی جذبات سے لبریز رهتے هیں ' مفتوح قوم بھي اونھیں کو جذب کرنا چاهتي ہے ' لیکن سیلاب جب آتا ہے تو گوهر و مرجان سے زیاده اپنے ساتھه خس و خاشاک کا ڈھیر بها لاتا ہے اور اپني یادگار میں اوسیکو چھوڑ کر آگے چلا جاتا ہے - زمین کے حصے میں صرف یهي ڈھیر آتا ہے - اور ایسے خوش قسمت بهت کم هوتے هیں جو صرف گهر و مرجان سے اپنے دامن و جیب کو بھر لیتے هیں -

فاتحانه حیثیت سے اخلاقي و تمدني انقلاب بھي بالکل اسي طرح اضطراري طور پر هوتا ہے' اسلیے انسان کي قوت انتخاب بالکل بیکار هوجاتي ہے ' اور فاتح جو کچھه دیدیتا ہے ' اوسیکو جبراً قبول کرلینا پڑتا ہے - اسکا نتیجه یه هوتا ہے که مفتوح قوم فاتح قوموں کي تقلید میں سیکڑوں غیر ضروري ' غیر مفید ' بلکه مضر چیزیں اختیار کرلیتي ہے - اور خس و خاشاک کے ڈھیر میں صدف و گوهر بالکل چھپ جاتا ہے -

فاتح قوم کي جو خوبیاں مفتوح قوم میں منتقل هوتي هیں اونکا اثر صرف چند مخصوص افراد هي میں نمایاں هوتا ہے - هندوستان میں کوٹ پتلون پهن کر چلنے پھرنے والے هر سڑک پر نظر آسکتے هیں ' لیکن انگریزوں کا سا اعلی کیریکٹر اور قومي حریت تعلیم یافته لوگوں میں بھي یکسر مفقود ہے -

و تعاون پر آمادہ کرتا ہے' اوسیکا نام عصبیت ہے - وہ فطرتاً ہر شخص میں موجود ہے - ایک بھائي اپنے بھائي کي مصیبت نہیں دیکھہ سکتا - بیٹا باپ کي ذلت برداشت نہیں کرسکتا -

لیکن عصبیت کا کامل ظہور صرف زمانۂ جنگ ھي میں ھوسکتا ہے - یہي وجہ ہے کہ جو قومیں ھمیشہ امن و سکون کي زندگی بسرکرتي ھیں ' اون میں بہت کم عصبیت پائي جاتي ہے - ایک متمدن شہري باشندے کو اپنے بھائي سے زیادہ پولیس پر اعتماد ھوتا ہے - لیکن ایک وحشي انسان پولیس کي اعانت سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتا ' اسلیے وہ خود ھي اپني حفاظت کرتا ہے - اور ھمیشہ اپنی قوم کي اعانت پر آمادہ رھتا ہے -

متواتر جنگ جذبۂ عصبیت کو ابھارتي رھتي ہے ' اور متصل امن و سکون اس آگ کو بجھاتا رھتا ہے - اسي لیے جو قومیں جنگجو ھوتي ھیں ' اون میں شدت کے ساتھہ عصبیت پائي جاتي ہے - لیکن جن قوموں کو میدان جنـگ میں جانے کا موقع نہیں ملتا اون میں یہ روح بہت کم پائي جاتي ہے - ایک متمدن شخص میدان جنـگ کے اندر اپني حفاظت میں مصروف رھیگا ' لیکن ایک جنگجو قوم کا فرد اپنے بھائي کي حفاظت کو اپني ذات پر مقدم رکھیگا - اس قسم کي عصبیت اگرچہ حقیقي طور پر متحد النسب لوگوں میں پائي جاتي ہے' لیکن معاھدے اور مختلف سیاسي تعلقات کے ذریعہ سے دو حلیفوں میں بھي پیدا ھوسکتي ہے ' اور یہ مصنوعي عصبیت زمانۂ جنـگ ھي کیلیے پیدا کي جاتي ہے -

عصبیت اپنے اندر محاسن اخلاق کا ایک بڑا ذخیرہ رکھتي ہے - وہ خود غرضي کو بالکل مٹا دیتي ہے - ایثار نفس کي تعلیم دیتي ہے - وہ انسان میں چستي و چالاکي پیدا کرتي ہے ' اور ایک فرد کي آواز پر تمام قوم کھڑي ھو جاتي ہے - وہ ایک قوم کے اخلاق و عادات کو محفوظ رکھتي ہے اور اوسکو کسي دوسري قوم میں مدغم نہیں ھونے دیتي - شجاعت اگرچہ بجاے خود ایک جوھر ہے' لیکن عصبیت اوسکو جلا دیتي ہے' اور اوسکے ذریعہ متعدد قطرے باھم مل کر سیلاب کي صورت اختیار کرلیتے ھیں - وھي ہے جو میزان عدل کو قائم رکھتي ہے اور وھي ہے جو ظلم و جور کا سختي سے انکار کرتي ہے - یہي وجہ ہے کہ جن قوموں میں ربط و اتحاد اور تعاون و تناصر کا مادہ نہیں ھوتا ' اور اوسکي جگہ خود غرضي' تفرق' شقاق ' اور اختلاف پیدا ھوجاتا ہے' اون میں جنگ ھي کے ذریعہ عصبیت پیدا کي جا سکتي ہے ' اور اسطرح یکایک ایک اتحاد علم ھر طرح کے اختلافوں کو مٹا کر نابود کر دیتا ہے - اسلام نے ولولۂ جہاد سے عرب کي اون تمام مختلف جماعتوں اور مختلف نسلوں کو ایک کردیا تھا' جو آگے چلکر اور تمدن کا امن پا کر ایک نہ رھسکے ' اور باھمي جنگ و جدال شروع ھوگیا - بسمارک نے صرف اسي لیے صدھا مکر و فریب کرکے جرمني و فرانس کي پچھلي جنـگ پیدا کي تھي ' اور موجودہ جنـگ نے انـگلستان اور آئرلینڈ کے اختلاف اور سول وارکو جس طرح مٹا دیا ' وہ سب کے سامنے ہے !

(۶)

جنگجو اور بہادر قوموں کے جذبۂ محبت کي حالت تمام دنیا سے مختلف ھوتي ہے - انسان سب سے زیادہ اپني ' پھر اپنے اھل و عیال کي' اسکے بعد اپني قوم کي محبت رکھتا ہے - لیکن برخلاف اسکے ایک جنـگ خواہ شخص اپني جان کو سب سے زیادہ ارزان سمجھتا ہے - اور اسیلیے اپنے آپ کو سب سے پہلے خطرے میں ڈالدیتا ہے - الله الله ' ایک عربي شاعر کہتا ہے :

انا لنـرخص یوم الروع انفسنا
ولو نسام بھـا في الامن' اغلینـا

ھم لڑائي کے دن اپني جانوں کو بہت ارزاں کردیـتے ھیں ' لیکن اگر امن کي حالت میں ھم سے اونکا نرخ پوچھا جاے تو وہ بہت ھي قیمتي نکلینگي !!

وہ عموماً میدان جنـگ میں رھتا ہے - اوسکو اپني بي بي اور بچوں سے ملنے کا بہت کم موقع ملتا ہے ' اسلیے اون سے بہت کم محبت کرتا ہے - ایک بدو گھر میں بھوکا پیاسا آیا اور کھانا مانگا - گھر والوں نے اوسکو مبارکباد دي کہ " تمھارے یہاں بچہ پیدا ھوا ہے" اور ساتھہ ھي بچے کو گود میں رکھدیا - اوس نے اپنے بہادرانہ جذبہ سے معمور ھوکر کہا : أ آكله ام اشربه ؟ کیا میں اسکو کھاؤں ؟ کیا میں اسکو پیوں ؟

عرب کا ایک بہادر اونٹني کا تمام دودھہ اپنے گھوڑے کو پلا دیا کرتا تھا - اوسے اپنے اھل و عیال کی کچھہ پروا نہ تھي - اوسکي بي بي نے شکایت کي تو اوس نے معذرت میں چند شعر کہے :

تلوم علی ان امنح الورد لقحة
وما تستوي و الورد' ساعة تفزع

میري بي بی مجھے اس بات پر ملامت کرتي ہے کہ میں اونٹني کا تمام دودھ اپنے گھوڑے ورد نامي کو پلا دیتا ھوں' حالانکہ لڑائي کے وقت وہ ورد کي برابري نہیں کر سکتي !

و قمت الیه باللجـــام میسـرا
ھنالک یجزیني بما کنت اصنع

اور جب میں آمادۂ جنگ ھوکر اوسکے منہ میں لگام چڑھاؤنگا تو اوس وقت وہ میري اس حسن خدمت کا معاوضہ کر دیگا - .

اسکو سب سے زیادہ اپني قوم محبوب ھوتي ہے ' اور وہ اسکے ذرا سے اشارہ پر اپني جان دیدینے پر آمادہ ھوجاتا ہے :

لا یسالون اخاھم حین یندبھم
في النائبات علي ما قال برھانا

جب انکا بھائي انکو فریاد رسي کیلیے بلاتا ہے تو وہ اس سے دلیل نہیں پوچھتے بلکہ معاً بجلي کي طرح اندھا دھند ٹوٹ پڑتے ھیں !

وہ اپنے بچے کو اس نظر سے پیار نہیں کرتا کہ وہ اوسکے باغ زندگي کا گل و ریحان ہے ' بلکہ صرف اس لیے کہ اوسکي قوم کا ایک قوي البنیه ' صحیح الجسم ' اور بہادر و سرفروش فرد ہے ' اور اسلیے وہ بڑا ھوکر خود اوسکے لیے نہیں' بلکہ اسکي محبوب و مطلوب قوم کیلیے ایک مفید وجود ھوگا :

و ان عرارا ان یکن غیـــر واضح
فاني احب الجون ذالمنکب العمم

میرا بیٹا عرار اگرچہ گورا چٹا نہیں ہے لیکن میں تو اوس کالے کلوٹے کو محبوب رکھتا ھوں ' جسکے شانے لمبے ' چوڑے ' اور قوي ھیں - یعني قوم کي خدمت و نصرت کیلیے حسن و رعنائي نہیں' طاقت و توانائي کي ضرورت ہے -

اگر کبھي صغیر السن بچے کي پرورش اوسکو میدان جنگ میں جانے سے روکتي ہے تو اوسکو نہایت افسوس ھوتا ہے :

لـــولا بنیـــات کزغب القطـــا
رددن من بعض الی بعـــض

اگر چڑیوں کے بچوں کي طرح میري چھوٹي چھوٹي لڑکیاں نہ ھوتیں جنکي پرورش میرے بعد میرے رشتہ داروں میں بہ مشکل ھوگي تو :

اسلام نے ظاہر ہوتے ہي دنیا کے تمام اعمال و معمولات پر نظر ڈالي، اور ہر عمل کي حقیقت و روح کو لے لیا اور غیر مناسب و موزوں جسم و لباس کو چھوڑ دیا -

وحشت نے جن حقیقتوں کو تاریک پردوں میں چھپا دیا تھا یہ دفعۃً چاک چاک ہوگئے ' جہالت نے جن موتیوں کو پتھروں کے ذخیرہ میں گم کردیا تھا ' وہ اون سے الگ ہوکر دنیا کے دامن مراد میں آ گئے ' غیر معتدل تمدن نے جن کھلي ہوئي بصیرتوں کو خوشنما پردوں کے آب و رنگ میں راز سربستہ کي طرح مقفل کردیا تھا ' وہ سر فاش ہوگئے ' اور حقیقت آفتاب کي طرح علانیہ بے نقاب ہوکر ہر انسان کو نظر آ گئي - قرآن حکیم نے اسي انقلاب کو ان مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے !

الله ولي الذين آمنــوا	خدا مسلمانوں کا دوست اور ساتھي
يخرجهم من الظلمت	ہے آنکو ہر طرح کي انساني تاریکیوں
الى النور ' و الذين كفروا	سے نکالکر فطرۃ صالحہ کي رباني روشني
اولياءهم الطاغـوت	میں لاتا ہے ' مگر کفار کے دوست اونکے
يخــرجونهــم من	طاغوت ہیں' جو اونکو خدا کي بخشي
النــور الى الظلمت	ہوئي روشني سے نکالکر جہل و ضلالت
(٢ : ٢٥٨)	کي اندھیري کي طرف لیجاتے ہیں -

یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا جسکي جھلک اسلام کي تمام تعلیمات میں نظر آتي ہے ' اور مشاہیر کے احترام کرنے کا طریقہ بھي اس سے مستثنی نہیں - چنانچہ قدماء کي یادگار قائم کرنے اور ان کے اعمال و آثار کے زندہ رکھنے کا جو طریقہ زمانۂ قدیم سے چلا آتا تھا ' اسلام نے اس میں بھي ایک روحاني انقلاب پیدا کردیا - اس نے مسلمانوں کو مجسموں کي شکل میں اسلاف پرستي کي اجازت نہیں دي کیونکہ وہ بت پرستي تک منجر ہوتي ہے اور اسلام زندہ انسانوں کے شرف کو پتھروں کے آگے نہیں جھکانا چاہتا ' مگر اس نے مشاہیر کرام اور اسلاف صالحین کے نمونوں کے فوائد عظیمہ کو بھي ضائع ہونے نہ دیا ' اور انکے اثر کو اسطرح حي و قائم کردیا کہ ہر مومن کے آگے انکے عملي زندگي کے نمونے پیش کردیے ' اور کہا کہ دن میں پانچ بار جب خدا کے حضور آو تو صراط مستقیم پر چلنے کي ہدایت مانگو - ساتھہ ہي تشریح کردي کہ صراط مستقیم انبیاء ' صدیقین ' شہداء اور صالحین کي راہ علم و عمل ہے - اور اسلیے انکے نمونے ہر وقت تمہارے سامنے رہنے چاہییں (یہ نہایت اہم مقام ہے - اسکي پوري تفصیل تفسیر سورۂ فاتحہ میں دیکھني چاہیے جو بسلسلۂ مجلدات البیان في مقاصد القران البـلاغ پریس، میں چھپ رہي ہے)

پس ماتـم کي رسم پر وحشت نے جن تاریک پردوں کو ڈال کر اصل حقیقت کو چھپا دیا تھا ' اور تمدن و تہذیب نے ان پردوں پر نظر فریب رنگ چڑھا کر جن بصیرتوں کو گم کردیا تھا ' اسلام نے آن سب کو چاک چاک کردیا ' اور مغز حقیقت جن چھلکوں میں چھپا ہوا تھا اون سے نکل کر علانیہ آشکارا ہوگیا -

قرآن حکیم میں انبیاے سابقین کے جو قصص مذکور ہیں ' آن کے اندر درحقیقت ارنہیں بصائر و حکم کي روح مضمر ہے جو مجسموں کے قالب میں حلول کرکے بالکل بے اثر ' اور محض ظاہر فریب ہوجاتي تھي - قرآن مجید قدماء و اعاظم رجال کي یادگاروں کے قائم کرنے کے اصل مقصد کو " اسوۂ حسنہ " کے جامع لفظ سے تعبیر کرتا ہے ' اور مسلمانوں کو جابجا اسپر توجہ دلاتا ہے - چنانچہ تم بار بار انہیں صفحات پر پڑھچکے ہو کہ اس نے حضرۃ ابراہیم خلیل علیہ السلام کے نمونۂ حیات کو مسلمانوں کا قبلۂ رجوع و کعبۂ انتظار قرار دیا :

قد كانت لكم اسوة حسنة	تمہارے لیے حضرۃ ابـراہیم کي حیـاۃ
في ابراهيم و الذين معه	طیبہ میں ' اور انکي زندگي میں جو
(٦ : ٤)	انکے ساتھي ہیں ' پیروي کیلیے بہترین
	نمونہ رکھا گیا ہے -

اس بنا پر اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جو اسلاف پرستي کي صحیح اصول پر اسلامي تعلیم دیتا ہے ' اور اسي صحیح اصول کے مطابق چاہیے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کے اندر عزم و استقلال ' صبر و ثبات ' استبداد شکني ' قیام جمہوریت ' امر بالمعروف ' و نہي عن المنکر کي جو عظیم الشان بصیرتیں موجود ہیں ' آنکي یاد کو ہر وقت تازہ رکھیں ' اور کم از کم سال میں ایک بار اس مـذہبي قـرباني کي روح کو تمـام قوم میں ساري و جاري کردیں -

لیکن ان بصیرتوں کے علاوہ حضرت امام حسین علیہ السلام کي ذات میں ایک اور عظیم الشان بصیرت بھي موجود ہے ' جسکا سلسلہ مذہب کي ابتدائي تاریخ سے شروع ہوتا ہے - اور اسکي آخري کڑي اسلام کي تکمیل سے جاکر مل جاتي ہے -

دنیا کي مذہبي تاریخ کي ابتدا عجیب بیکسي کي حالت میں ہوئي - ہم نے دنیا کے سخت سے سخت معرکوں میں باپ کو بیٹے کا شریک ' بھائي کو بھائي کا حامي ' بي بي کو شوہر کا مددگار پایا ہے - لیکن صرف مذہب ہي کا روحاني عالم ایک ایسا عالم ہے ' جہاں باپ کو بیٹے نے ' بھائي کو بھائي نے ' شوہر کو بي بي نے چھوڑ دیا ہے - بلکہ آنکي مصیبتوں میں اور بھي اضافہ کیا ہے -

یہي سبب ہے کہ خاندان نبوت ہمیشہ اعزہ و اقارب کي اعانت سے محروم رہا - حضرت نوح علیہ السلام نے ایک مدت تک شب و روز اپني قوم کو دعوت توحید دي اور قوم نے فرط بغض و عناد سے انکي دعوت حق کو رد کردیا ' انسے علحدگي اختیار کرلي ' اور کانوں میں انگلیاں تک دے لیں :

قـــال رب اني دعوت	نوح نے عرض کیا : خداوندا ! میں نے
قومي ليـــلا و نهـــاراً	شب و روز دعوت حق کي - لیکن آسکا
فـــلم يزدهـــم دعائي	الٹا اثر یہ ہوا کہ لوگ مجھہ سے اور
الا فرارا و اني كلمـــا	زیادہ بھاگنے لگے - میں نے جب جب
دعوتهـــم لتغفر لهـــم '	اونکو تیري مغفرت کیلیے پکارا ' اونہوں
جعلـــوا اصابعهـــم في	نے کانوں میں اونگلیاں ڈال لیں -
آذانهـــم و استغشـــوا	اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے کہ آن تک
ثيـــابهـــم و اصـــروا	تیري آواز نہ پہونچ جاے ' آہ ! یہ
واستكبروا استكبـارا -	حق ناشناس قـوم ہمیشہ سخت
(٧١ : ٥)	ہٹ دھرمي اور باطل پرستانہ گھمنڈ کا
	اظہار کرتي رہي !

لیکن اس پیغمبرانہ آواز کي صداے بازگشت صرف انکي قوم ہي کے در و دیوار سے ٹکرا کر ناکامیاب واپس نہیں آئي ' بلکہ خود اونکے گھر کے در و دیوار نے بھي اسکو ٹھوکر لگائي ' اور خاندان نبوت کے چشم و چـراغ یعني انکے بیٹے نے بھي اس نـور کو قبول نہ کیا - آخري وقت میں حضرت نوح علیہ السلام نے پھر اپنے بیٹے کو خدا کي پناہ میں بلایا ' لیکن اسوقت بھي اسکا گوش نصیحت نیوش وا نہوا - اسلیے وہ بھي تمام قوم کے ساتھہ عذاب الہي کي طوفان خیز موجوں میں بہہ گیا :

و نادى نوح ابنه و كان	اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو اپنے شامت
في معزل : يابني اركب	اعمال کیوجہ سے اون سے علحدہ تھا
معنا و لا تكن مع الكفرين -	پکارا کہ اے بیٹے ہمارے ساتھہ کشتي
قال سآوي الى جبـــل	میں سوار ہوجا ' اور کافروں کا ساتھہ

جنگ کے ذريعه سے بعض اوقات فاتح قوم ميں بعض نهايت شرمناک بد اخلاقياں پيدا هوجاتي هيں - فوج ايک مدت تک گهر سے باهر ميدان جنگ ميں اقامت گزين رهتي هے ، زمانه جنگ ميں اوسکے جذبات و قواء سخت هيجان کي حالت ميں رهتے هيں ، بدامني اوسکو بهت کچهه مطلق العنان بنا ديتي هے ، اسليے اوسکے جذبات بهيميه سخت مشتعل هوجاتے هيں ، اور وه اس آگ کو هر ممکن طريقه سے بجهانا چاهتي هے ، پس مفتوح قوموں کي هر چيز حالت جنگ ميں مباح هوجاتي هے - عرب ميں متعه کا رواج اسي بنا پر هوگيا تها جسکو اسلام کي اخلاقي تعليم نے بتدريج مٹا ديا - ايرانيوں ميں عشق رجال کا رواج اُنهي غلاموں کے ذريعه سے هوا جو لڑائيوں ميں گرفتار هوکر آتے تهے - رفته رفته اُنهوں نے اس قدر مقبوليت حاصل کرلي که فارسي لٹريچر کا ايک جزو لاينفک بن گئے ، جنکو اگر علحده کرديا جاے تو فارسي شاعري کا دامن حسن دفعتاً خالي هوجاے !

ابتدا ميں اهل عرب اس مرض سے بالکل نا آشنا تهے ، يهي وجه هے که قديم عربي شاعري کا دامن اس داغ سے بالکل پاک نظر آتا هے - ليکن جب اهل عرب کي فتوحات کا سيلاب بڑها اور اسلام کے دامن ميں بهي حلقه بگوش غلام آے ، تو ابتداء ميں فوجي خيموں کے اندر انکو دخل هوا - پهر خلفاے عباسيه کي بزم طرب کے شمع و چراغ هوگئے ، يهاں تک که ابن مغتر عباسي نے عربي شاعري کے دامن پر بهي اس داغ کو لگا ديا -

عيش پرستي کي يه آخري سرحد هے ، اور يهيں پهونچکر هر قوم فنا هوجاتي هے - آج جو لوگ عظيم الشان قوموں کي موت پر ماتم اور نئي قوموں کي شاندار زندگي پر تعجب کر رهے هيں ، آنکو صرف مادي طاقت هي پر نظر نهيں رکهني چاهيے ، بلکه اُن اخلاقي تغيرات کو بهي پيش نظر رکهنا چاهيے جو سطوت عامه کے جزو لاينفک هيں - اس طرح کي حکيمانه نگاه سے ثابت هو جائيگا که ترقي و تنزل صرف اخلاقي انقلابات کا نتيجه هيں - اس زبردست طاقت کے سامنے مادي قوت نے هميشه سر تسليم خم کر ديا هے - عرب کو اسي اخلاقي طاقت نے اوبهارا تها اور اسي کے تنزل نے انکو موجوده گمنامي تک پهنچا ديا - و لعل الله يحدث بعد ذالک امرا -

گريٹ يوروپين وار ميپ

اڈيٹر الهلال کي راے

عام تعليم کے فقدان کيوجه سے جغرافيه و تقويم بلدان کي واقفيت، عام اردو خوان پبلک کو بهت کم هے ، اور اسليے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وه پوري صحت کے ساتهه سمجهه نهيں سکتے - علي الخصوص موجوده عالمگير جنگ کي خبروںکا صحيح اندازه تو بغير اسکے ممکن هي نهيں که يورپ ، ايشيا ، اور افريقه کے تمام بحر و بر اور انکے حدود و علائق پيش نظر هوں - اس بنا پر منشي محبوب حسين صاحب کي جانفشاني قابل داد هے که اونهوں نے ايک نهايت عمده اور مکمل نقشه اردو انگريزي ميں مرتب کيا هے ، اور اسميں پوري احتياط و پابندي اصول نقشه نويسي سے کام ليا هے - نه صرف عوام بلکه خواص کيليے بهي ضروري هے که اس نقشه کي ايک ايک کاپي ضرور ليں اور اپني سامنے لٹکا ديں - موجوده جنگ دنيا ميں جو انقلاب کر رهي هے اسکے اجمال کي يه نهايت عمده شرح هے - قيمت بغير رنگ ۴ آنه - رنگين ۸ - آنه فولڈينگ - خوبصورت مجلد کتاب کي شکل ايک روپيه - موئنٹڈ يعني کپڑا اور رول سے مکمل روغندار دو روپيه چار آنه -

ملنے کا پته : منيجر - ايم - حسن برادرس - نمبر ۹ نواب عبد اللطيف لين - کلکته

تاريخ و عبر

حادثه محزنه کربلا

حضرت امام حسين عليه السلام کي شهادت کا واقعه تاريخ اسلام ميں هميشه خون آلود حرفوں ميں لکها گيا ، اور اشکبار آنکهوں سے پڑها گيا هے - ليکن اس درد انگيز واقعه اور ماتم خيز حادثه کے اندر شريعت اسلاميه کي بے شمار بصيرتيں مضمر تهيں جنکو خون کي ان چادروں نے چهپا ديا - اور هزاروں اسوهاے حسنه مخفي تهے جنکو آنسوؤں کے سيلاب بها لےگئے !

اسليے اب همکو قديم زمانے کي مجلس هاے ماتم ميں ايک نئے حلقه ماتم کا اضافه کرنا چاهيے ، اور خون آلود آنسوؤں کا جو چشمه همارے زخم رسيده دلوں سے اوبل رها تها ، اوسکو کچهه دير کيليے ملتوی کرکے خود واقعۂ شهادت کو اسرار شريعت اسلاميه کا سرچشمه بنانا چاهيے - حضرت امام حسين عليه السلام کي شهادت پر ماتم کرنے کا يه ايک نتيجه خيز طريقه هوگا اور شريعت نے اُمت محمديه کو اسي قسم کے طريق ماتم کي هدايت فرمائي هے -

دنيا ميں اسلاف پرستي کا فطري ماده هر قوم کے اندر هميشه موجود رها هے - اسي بنا پر تمام قوموں نے اپنے اپنے اسلاف کا ماتم مختلف طريقوں سے منايا هے ، اور اونکے اعمال کو آينده نسل کي عبرت و بصيرت کيليے زنده رکهنا چاها هے - ليکن ان تمام طريقوں ميں جو طريقه سب سے زياده مقبول هوا ، وه وهي هے جسکي بنياد دنيا کي بت پرستي نے رکهي ، اور دراصل اصنام پرستي کي زنجير عمل کي پهلي اور آخری کڑی اسي کو سمجهنا چاهيے - پهلي اس ليے که بسا اوقات انسانوں نے اسي راه سے اصنام پرستي کي منزل پائي ، اور آخری اسليے که بت پرستي خود تو چلي گئي مگر اپنا نقش قدم اس شکل ميں ابتک چهوڑ گئي هے -

همارا اشاره اسلاف پرستي کے اس طريقه کي طرف هے جسکي بنا پر مشاهير ملک و قوم کے مجسمے (اسٹيچوز) بناے جاتے هيں اور انکو اسليے نصب کيا جاتا هے تا که انکے ذريعه قوم کو هميشه مشاهير کي ياد دلائي جاے اور انکے نقش قدم پر چلنے کي هدايت ملے -

اگرچه اسلاف پرستي کا يه نهايت قديم طريقه تها اور حضرت نوح عليه السلام کے زمانے تک اس قسم کے متعدد مجسمے قائم هوچکے تهے اور انکي علانيه پرستش کي جاتي تهي - ليکن يونان و مصر نے ان مجسموں پر تمدن و تهذيب کا آب و رنگ چڑها کر اونکو اور بهي شاندار و دلفريب بنا ديا - آج يورپ بانيان تهذيب و تمدن کے ديوتاؤں کي جو نمايش مجسموں کي شکل ميں کر رها هے ، اوسکے اندر يونان هي اس قديم تهذيب کا عکس صاف نظر آتا هے - هندوں کي مذهبي سطح پر بهي تصويروں کي جو صفيں نظر آ رهي هيں ، اون ميں بهي اوسي کي جهلک پائي جاتي هے -

ليکن اسلام ايک دين خالص تها جو توحيد خالص کو قائم کرنا چاهتا تها اور انساني عظمت کي اُن تمام راهوں کا هميشه کيليے دروازه بند کر دينا چاهتا تها ، جو کسي حال ميں بهي الهي عظمت کے نقطه تک پهونچ سکتي تهيں يا قريب هوسکتي تهيں - پس وه کسي طرح بهي قيام ذکر و بقاے عظمت کا ايسا طريقه اختيار نهيں کرسکتا تها جسميں پڑکر دنيا بار بار ٹهوکر کها چکي تهي -

مقالات

یزید کی شخصی خلافت کی بیعت کیلیے جو ہاتھ بڑھے تھے، وہ اسلام کی جمہوریت کا قلع و قمع کرنا چاہتے تھے، اور مذہب کی قربانیاں صرف امر بالمعروف ونہی عن المنکرہی کیلیے ہوا کرتی ہیں۔ اسلیے جب اسوۂ ابراہیمی کے زندہ کرنے کا ٹھیک وقت آگیا تو خاندان نبوت کے زن و مرد، بال بچے، غرض ہر فرد نے اس میں حصہ لیا - اور جن قربانیوں کے پاک خون سے زمین کی آغوش اب تک خالی تھی اون سے کربلاء کا میدان رنگ گیا -

پس حضرت حسین علیہ السلام کا واقعہ کوئی شخصی واقعہ نہیں ہے - اسکا تعلق صرف اسلام کی تاریخ ہی سے نہیں، بلکہ اسلام کی اصل حقیقت سے ہے - یعنی وہ حقیقت جسکا حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ذات سے ظہور ہوا تھا، اور وہ بتدریج ترقی کرتی ہوئی حضرت عیسی علیہ السلام کی ذات تک پہونچ کر گم ہوگئی تھی، اسکو حضرت حسین علیہ السلام نے اپنی سر فروشی سے مکمل کردیا -

خاندان نبوت دنیا کے آباد کرنے کیلیے ہمیشہ اوجڑتا رہا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی، حضرت موسی علیہ السلام نے گھر بار چھوڑا، حضرت عیسی علیہ السلام نے آوارہ گردی کی، اور ندوۂ محمدی کے متبعین میں سے حضرت حسین علیہ السلام نے میدان کربلاء کے اندر اس خانہ ویرانی کو مکمل کردیا -

حضرت اسمعیل علیہ السلام سے خاندان نبوت کا سلسلہ ملا ہوا ہے۔ انہوں نے ایک وادی غیر ذی زرع میں شدت تشنگی سے ایڑیاں رگڑی تھیں - حضرت حسین علیہ السلام نے بھی میدان کربلاء میں اس خاندانی روش کو زندہ کیا - اور غالباً یہی مقصود ہے آن مفسرین امامیہ کا جو " و فدیناہ بذبح عظیم " کی تفسیر میں ذبح عظیم شہادت امام علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں اور اس بارے میں بعض ائمۂ اہلبیت کرام علیہم السلام کے آثار نقل کرتے ہیں -

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکی اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ہے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے کمیشن معقول دیا جاتا ہے۔ اور تبلیغ حق اور اشاعۂ معارف قرانیہ کا ثواب اخروی مزید براں -

* * *

امن اور اسلام

جن ملکوں میں ہمیشہ اندرونی جنگوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، وہاں کے باشندے عموماً نقض امن اور قتل و خونریزی کے عادی ہوجاتے ہیں، اور کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ اس سلسلہ کو قائم رکھتے ہیں - اسلام سے پہلے عرب بھی اسی قسم کا بدقسمت ملک تھا - اسلیے ریگستان عرب میں انسانی خون کے جو طوفان برپا ہوے، اور اوس میں باہمی جنگ و جدال کی جو تلاطم خیز لہریں اوٹھیں، اوس نے اہل عرب کے جذبات میں ایک عام ہیجان پیدا کردیا، اور اسکا اثر عموماً راہزنی، غارت گری، اور نقض امن کی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا تھا -

یہاں تک کہ خود عرب میں ایک قبیلہ اس بنا پر نہایت بدنام تھا کہ وہ ایام حج میں حاجیوں کا مال چرا لیا کرتا تھا - چنانچہ اہل عرب نے اس قبیلہ کو " سراق الحجیج " کا خطاب دیا تھا -

قبیلہ بنوطے میں ڈاکوؤں کی ایک خاص جماعت قائم ہوگئی تھی، جس نے عرب کے امن کا شیرازہ بالکل درہم برہم کردیا تھا -

اسلام دنیا میں آیا تو عرب کی تمام قوتوں کا رخ اوسکی طرف پھر گیا، اسلیے اسلام اور داعی اسلام پر مالی، سیاسی، اخلاقی، مختلف حیثیتوں سے اس نقض امن کا اثر بھی پڑا - چنانچہ ایک بار مقام ذی قرد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کا جو گلہ چرا کرتا تھا، اوس پر قبیلہ غطفان نے دفعتاً ڈاکہ مارا اور تمام اونٹوں کو لوٹ لیگیا - (۱)

قبائل عکل و عرینہ کا ایک گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا اور مدینہ میں قیام کیا - یہاں کی آب و ہوا نا موافق ہوئی تو اوس نے آنحضرت سے اسکی شکایت کی - آپ نے اوسکو صدقہ کے اونٹوں کی چراگاہ میں بھیجدیا کہ صحرا کی تازہ ہوا کھا کر اور اونٹوں کا تازہ دودھ پیکر قوت و توانائی حاصل کریں - لیکن اون لوگوں نے صحیح و تندرست ہونے کے بعد اسلام کو خیر باد کہا - مرتد ہوگیے، اور تمام اونٹوں کو لوٹ کر اپنے ساتھ لے گیے، اور چرواہوں کو قتل کرڈالا - آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ نے اونکو پکڑوایا اور سزائیں دیں - (۲)

کبھی کبھی عرب کی اس فطرۃ کا ظہور نہایت بے رحمانہ شکل میں ہوتا تھا، چنانچہ ایک یہودی نے چند زیوروں کے لالچ میں ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھکر کچل دیا - لڑکی کو لوگ آنحضرت کے پاس اوٹھا لاے - ابھی تک لڑکی میں اس قدر ہوش باقی تھا کہ آنحضرت نے قاتل کا نام پوچھا تو اوس نے سر اوٹھایا اور اشارے سے بتلادیا - چنانچہ آنحضرت نے قاتل سے اسی طریقہ پر قصاص لیا، یعنی اوسکے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھکر کچلوا دیا (۳)

---

(۱) بخاری جزو ۵ ص ۱۳۰ - (۲) بخاری جزو ۸ ص ۱۹۳ -
(۳) بخاری جزو ۹ ص ۵ -

يعصمني من الماء * قال لا عاصم اليوم من امر الله ' الا من رحم - و حـــال بينهما الموج فكان من المغرقين - (۴۴ : ۱۱)

ندے - اوس نے کہا میں پہاڑ پر چڑہ جاؤنگا اور وہ مجھے اس طوفان سے بچا لیگا - نوح نے کہا تو کس ضلالت عقل میں مبتلا ہے ؟ آج خدا کے عذاب سے کوئي بھي نہ بچاسکے گا - چنانچه نوح کي پکار کچھہ بھي سودمند نہوئي اور اوسکے اور اوسکے بیٹے کے درمیان موج حائـل هوگئي ' اور تمـام لوگوں کے ساتھہ وہ بھي ڈوب گیا -

حضرت لوط علیه السلام کے تمام خاندان نے اگرچه اونکا ساتھہ دیا ' لیکن خود اونکي بي بي آنسے علحدہ هوکر تمام قوم کے ساتھہ عذاب الہي میں شامل هوگئي :

قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین ' الا ال لوط انا لمنجوهـــم اجمعین الا امراته قـــدرنا انها لمن الغابرین (۵۸ : ۱۵)

فرشتـگان عـذاب نے کہا : هم اس گنہگار قوم کو اسکے اعمال بد کا نتیجه دکھلا نے کیلیـــے بهیجے گئے هیں - همارے عذاب سے صرف لوط کا خاندان محفوظ رهیگا ' اور اون میں سے بھي آنـکي بي بي تمام قوم کے ساتھہ عـذاب الہي میں شامل ہو لیجائیگي کیونکه وہ بھي کافرہ ہے -

لیکن حضرت ابراهیم علیه السلام کے زمانے سے خاندان نبوت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا هوا - حضرت نوح علیه السلام کا بیٹا اُنسے علحدہ هوگیا تها ' حضرت لوط علیه السلام کي بي بي نے آن سے کنارہ کشي اختیار کرلي تھي - لیکن اس دور ابراهیمي میں بیٹے نے باپ کي ' بي بي نے شوهر کي ' بھائي نے بھائي کي دعوت حق پر لبیک کي صدا بلند کي ' اور اس دعوت کي اشاعت میں جو جو مصیبتیں اُنپر پیش آئیں ' اُن میں برابر کے شریک رهے - سب سے پہلے حضرت هاجرہ رضي اللـه عنهـا نے اس جهاد روحـاني کي طـرف قـدم بـڑهایا اور اپنے شوهـر کے ساتهـه اپنے لخت جگر کو ایک " وادي غیر ذی زرع " میں ڈالدیا ' جهاں کئي سو میل تک آب و گیاہ کا پته نه تها - یه اُسي سخت امتحان کي پہلي منزل تھي جس کیلیے خداوند تعالی نے حضرت اسماعیل علیه السلام کو انتخاب کیا تها - چنانچه جب اُس آخری امتحان کا وقت آیا تو اونهوں نے باپ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا :

فلما بلغ معه السعي قال یا بنـی اني اری فی المنام اني اذبحـــك فانظر ماذا تري ؟ قال یا ابت افعل ما تومر ستجدني ان شاء الله من الصـا برین - فلمـــا اسلما و تلـه لـلجبین و نادیناہ ان یا ابراهیـم قد صدقت الرویاء ' انا کذلـــك نجـــزي المحسنین - ان هذا لهو البلاء المبین (۳۷ : ۹۹)

جب اسمعیل علیه السلام حضرت ابراهیم علیه السلام کے ساتهه چلنے پهرنے کے قابل هوگئے تو اونهوں نے ایک دن کہا : اے بیٹے ! میں نے خواب میں دیکها ہے که گویا تمهیں راہ حق میں ذبح کر رها هوں - میں نہیں کہه سکتا که یه کیا ماجرا ہے - تم بھي اسپر غور کرو که اب کیا کرنا چاهیے ؟ بیٹے نے بے تامل کہا اے میرے باپ ! اس خواب سے تو یهي معلوم هوتا ہے که یه الله کي جانب سے ایک اشارہ ہے - پس آپ حکـم الہي کـو پورا کیجیے ' مجهے انشاء اللـه صبـر کرنے والـــوں اور ثابت قدموں میں سے پائیگا - جب باپ بیٹے دونوں خـدا کے آگے جهک گئے اور باپ نے ذبح کرنے کیلیـــے بیٹے کو زمین پر پچهاڑا تو اسوقت همنے آواز دی : اے ابراهیم ! بس کرو ' تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکهایا - هم صاحبان احسان کو اسیطرح بدلا دیتے هیں - دراصل یه ایک بہت هي بڑي قرباني تهي جسکي تعمیل کیلیے تم تیار هوگئے تے

حضرت موسی علیه السلام کے ساتهه بهي اونکے خاندان کی اعانت و رفاقت شریک رهي - چنانچه جب اون کو شعله طور کي زبان نے بشارت نبوت دي ' تو اونکي بي بي اونکے ساتهه تهیں - بلکه اونهیں کیلیے وہ آتشکدۂ طور سے آگ لینے گئے تے :

فلما قضی موسی الاجل و سار باهله آنس من جانب الطور نارا ' قال لاهله امکثوا اني آنست نارا لـعـلی آتیکم منها بخبر او جذوۃ من النـار لعلـــکـم تصطلـــون (۲۸ : ۲۹)

جب موسی مدین سے اپني بي بي کو لیکر چلے تو اونکو کوہ طـور کے دامن میں آگ کي روشني نظر آئي - اونهوں نے اپني بیوي سے کہـــا یہیں ٹهرو ' مینے ایک آگ دیکهي ہے ' اوسکا پته لگاتا هوں ' شاید تمهارے تاپنے کیلیے آگ حاصل کرسکوں -

لیکن وادي ایمن میں جاکر معلوم هوا که یه آگ کا شعله نه تها بلکه وہ ایک برق خاطف تهي جو فرعون کے خرمن ظلم و استبداد پر گرنا چاهتي تهي - چنانچه جب خدا نے عصا اور ید بیضا کي صورت میں اونکو یه صاعقۂ هلاکت دیا اور اونهوں نے اپنے بھائي هارون کي اعانت کا سوال کیا ' تو خدا نے اوسکو پورا کیا :

قال سنشـــد عضدک باخیک و نجعل لکما سلطانا -

خدا نے کہا میں تیرے دست و بازو کو تیرے بھائي کي اعانت سے قوي کرونگا اور تم دونوں کو فرعون پر غالب کرونگا -

چنانچه حضرت هارون علیه السلام نے آغاز کار سے انجام کار تک حضرۃ موسی کا ساتهه دیا ' اور وہ دعوۃ موسوي کے همیشه شریک و امین رهے -

حضرت موسی علیه السـلام کے بعد اس سلسله کو اور ترقي هوئي - پہلے خدا کے ایک صالح بندے نے اپنے بیٹے کو خدا کي مرضي پر قربان کرنا چاها تها ' لیکن اب وہ وقت آیا که خود حضرۃ مسیح علیه السلام نے قرباني کے جام مقدس کے طرف هاتهه بڑهایا ' اور انکے لیے سولي کا جـو تختـه طیـار کیـا گیـا تهـا ' اسکي طرف بلا کسي تامل کے بڑهے :

و ما قتلـــوہ و ما صلبوہ و لـکن شبـــه لهـــم - (۴ : ۱۵۶)

اور اونلوگوں نے نه تو عیسی علیه السلام کو قتل کیا نه پهانسي دي - بلکه اون پر اس قرباني کي حقیقت مشتبه هوگئي -

لیکن اسلام کے زمانه تک خدا کي راہ میں جو قربانیاں هوئي تهیں ' وہ محض شخصي حیثیت رکهتي تهیں ' یعني انبیاء نے شخصي طور پر خدا کي ذات پر اپني اولاد کو یا اپنے آپ کو قربان کردیا تها - جهاد کي یه ابتداء تهي ' مگر اسکي تکمیل شریعت اسلام پر موقوف تهي - چنانچه اسلام نے جسطرح عقائد و عبادات اور معاش و معاد میں تمام قدیم مذاهب کي تکمیل کي ' اسي طرح جهاد کي حقیقت کو بهي مکمل اور واضح کردیا - اب تک کسي پیغمبر کے خاندان نے جهاد میں کوئي حصه نہیں لیا تها - شخصي طور پر بهي جو قربانیاں کي گئیں ' وہ راہ هي میں روک لي گئیں - حضرت ابراهیم نے اپنے لخت جگر کو خدا کي نذر کرنا چاها لیکن اسکا موقعه هي نه آیا ' حضرت عیسی سولي کے طرف بڑهے لیکن بچالیے گئے - آج تک تمام خاندان نبوت نے متفقه طور پر اسمیں شرکت بهي نہیں کي تهي اور اسکي کوئي نظیر تمام سلسلۂ انبیاء میں نہیں نظر آئي تهي که صرف بهائي ' صرف بیٹا ' صرف بیوی ' هي نے مقصد نبوت میں ساتهه نه دیا هو بلکه بلا تمیز خاندان نبوت کے اکثر اعضاء و ارکان راہ حق میں قربان هوے هوں -

علیه و سلم اذ اتاه رجل فشکاء الیه الفاقة، ثم اتاه آخر فشکاء قطع السبیل، فقال : یا عدی! هل رایت الحیرة؟ قلت لم ارها و قد انبئت عنها - قال فان طالت بک حیاة لترین الظعینة ترتحل من الحیرة حتي تطوف بالکعبة لا تخاف احدا الا الله - قلت فیما بیني وبین نفسي : فاین دعار طي الذین قد سعروا البلاد؟ و لئن طالت بک حیاة لتفتحن کنوز کسری - قلت کسری بن هرمز؟ قال کسری بن هرمز - و لئن طالت بک حیاة لترین الرجل یخرج ملء کفه من ذهب او فضة یطلب من یقبله منه فلا یجد احدا یقبله منه!

تها که ایک آدمي آیا اور تنگدستي کي شکایت کي، پهر دوسرا آدمي آیا اور لٹ جانے کي شکایت کي - آپ نے میری طرف مخاطب هوکر فرمایا : کیوں عدي! تم نے شهر حیره کو دیکها هے؟ میں نے کها "دیکها تو نهیں هے البته سنا هے" آپ نے فرمایا "اگر تم زنده رهے تو دیکهه لینا که ایک پرده نشین عورت تنها ملک حیره سے سفر کرکے آئیگي اور خانه کعبه کا طواف کریگي، لیکن خدا کے سوا اوسکو راه میں کسي چیز کا ڈر نهوگا" عدی کهتے هیں که میں نے دل میں کها : "قبیله طے کے ڈاکو کیا هوجائینگے جنهوں نے تمام ملک عرب میں آگ لگا رکهي هے؟" پهر آپ نے فرمایا "اگر تم زنده رهے تو دیکهوگے که کسری کے خزانه کا دروازه کهول دیا گیا هے" مینے تعجب سے پوچها "کسری بن هرمز؟" آپ نے فرمایا "هاں کسری بن هرمز" پهر آپنے فرمایا : "اگر تم زنده رهے تو دیکهوگے که ایک آدمي اپني مٹهي میں سونا یا چاندي لیکر گهر سے چلے گا اور فقرا کو دینا چاهیگا، مگر هر شخص بجاے خود اس قدر مستغني هوگا که اس صدقه کو کوئي قبول نه کریگا"

قال عدي : فرایت الظعینة ترتحل من الحیرة حتي تطوف بالکعبة لا تخاف الا الله - وکنت فیمن افتتح کنوز کسری بن هرمز - و لئن طالت بکم حیاة لترون ما قال النبي ابوالقاسم صلی الله علیه و سلم - (١)

عدی کهتے هیں که میں نے اپني آنکهوں سے دیکهه لیا که حیره سے ایک پرده نشین عورت بے خوف آتي هے اور خانه کعبه کا طواف کر کے چلي جاتي هے - کسری بن هرمز کا خزانه کهولا گیا، اور میں اسکے کهولنے والوں میں شریک تها - آنحضرت کي تیسري بشارت یعني اسقدر الله دولت عطا کریگا که صدقه لینے والے مسکین نه ملینگے، تو عدي نے کها که جو لوگ زنده رهینگے وه اسکو بهي دیکهه لینگے -

چنانچه اس دور کے بعد جو لوگ آئے، انهوں نے اس چیز کو بهي اپني آنکهوں سے دیکهه لیا - یه بشارت تهي جو اسلام نے اس قوم کو دي تهي جو ریگستان کے صحرائي خیموں میں سوتي، خشک کهجور کهاتي، اور اونٹوں کو چراتي تهي، مگر اس نے یقین کیا اور اسکا پهل پایا - پهر آه! موجوده عهد کے وه مسلمان جو محلوں میں رهکر، ریشمي بستروں پر سوکر، آج اسلام کے وعده پر یقین نهیں لاتے، اور اسکے لیے اپنے اندر کوئي یقین نهیں رکهتے!

فشتان ما بین الیوم و الامس!

غزوات اسلامیه کا یهي مقصد تها - چنانچه جب یه مقصد حاصل هوگیا، دارالامة (کعبه) کا دروازه تمام دنیا کیلیے کهل گیا، باهمي جنگ و خوں ریزي کي جگه امن و اماں قائم هوگیا، فتنة و فساد کفر کا غبار بیٹهه گیا، حریة و استقلال انساني کا شرف وجود میں آگیا، تو اس نے اپني تکمیل کا عام اعلان کردیا :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا - پس اسلام اور امن ایک هي حقیقت کے دو نام هیں - اسلام کي صلح بهي امن کیلیے هے - جنگ بهي امن کیلیے - حتی لا تکون فتنة و یکون الدین کله لله!

باب التفسیر

فلسفه احتساب

امر بالمعروف و النهي عن المنکر

تعیین حقیقت و تفصیل لوازم و اعراض

مظاهر مختلفه، و مدارج ترقي و تنزل!

(١)

الله تعالی نے مادۂ عالم کي تخلیق و تقویم صرف انسان کي نفع رساني کیلیئے کي هے - جسطرح زمین کا فرش همارے لیے بچهایا گیا هے جسکو هم پانوں سے روند رهے هیں، اوسي طرح هوا کا کره بهي همارے هي لیے حرکت کررها هے جسکو هم هاتهه سے چهو نهیں سکتے - جسطرح خاک کا هر ذره همارے لیے فضاے عالم میں چمکتا پهرتا هے، اوسي طرح آفتاب بهي همارے هي لیے اپنے محور پر گردش کرکے نور برسا رها هے - جس طرح همارے اعصاب کا باهمي اتصال همارے دماغ تک ایک احساس عام کي کیفیت کو نهایت سرعت کے ساتهه پهونچاتا رهتا هے، اوسي طرح تمام اجرام فلکیه کي قوت جاذبه سب کو ایک رشته میں جکڑ کر اونکے متفقه فوائد و منافع کو همارے هي لیے تقسیم کرتي رهتی هے!

(شوون مادیه)

الله تعالی نے قرآن حکیم میں اپنے اس احسان عام کا ذکر بار بار کیا هے - پہلے ایک آیت میں فرمایا که آسمان و زمین کي هر مخلوق اپنے ساتهه فوائد و منافع کا ایک بے شمار ذخیره رکهتي هے، اور خدا کے صالح بندے وهي هیں جو همیشه اس خزانه کي جستجو میں مصروف رهتے هیں :

ان في خلق السموات و الارض و اختلاف اللیل و النهار لایت لاولي الالباب الذین یذکرون الله قیاما وقعودا و علی جنوبهم و یتفکرون في خلق السموات و الارض : ربنا ما خلقت هذا باطلا (٣ : ١٨٧)

یقیناً آسمانوں اور زمین کي خلقت، نیز لیل و نهار کے اختلاف و طلوع و غروب میں ارباب عقل و بصیرة کیلیے حکمت الهي کي بڑي هي نشانیاں رکهي گئي هیں - وه ارباب بصیرة جو کهڑے رهکر، بیٹهے بیٹهے، لیٹے لیٹے، غرضکه هر حال میں الله تعالی کو اور اسکي قدرت و حکمت کو یاد کرتے رهتے هیں، اور کائنات سماوي و ارضي کے اسرار و حقائق میں همیشه تفکر کرتے هیں، اور بالآخر اس نقطۂ علم و یقین تک پهنچ جاتے هیں که کائنات عالم کے کسي ایک ذرے کو بهي خدا تعالی نے بغیر کسي مصلحت و نفع کے پیدا نهیں کیا هے، اور یه سب کچهه محض کسي اتفاقي تخلیق و تکوین هي کا نتیجه نهیں هے!

و ما خلقنا السماء و الارض و ما بینهما لاعبین (٢٢ : ١٦)

اور هم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچهه ان میں هے، محض ایک کهیل تماشه هي نهیں بنایا هے بلکه ان میں سے هر چیز اپنے اندر اپني تخلیق کا ایک خاص مقصد، ایک خاص خاصه، ایک خاص اثر، اور ایک ممتاز علت رکهتي هے -

پهر اسکے بعد فرمایا که یه تمام فوائد و منافع صرف انسان هي کیلیے مخصوص هیں، لیکن چونکه انسان زمین میں رهتا هے اور

---

(١) بخاري جزء : ٣ - باب علامات النبوة -

اسي طرح چند مسلمان خيبر کي طرف گئے ' اور وهاں پهونچکر اپني اپني ضرورت کيليے متفرق هوگئے - پلٹے تو ايک شخص کو مقتول پايا - آنحضرت کي خدمت ميں حاضر هوکر اس واقعه کي خبر کي - آپ نے قاتل کے متعلق شهادت طلب فرمائي - ليکن وه لوگ کوئي گواه پيش نه کرسکے - آنحضرت نے خيبر کے يهوديوں سے قسم لينا چاها ' ليکن ان لوگوں نے انکي قسم پر اعتماد ظاهر نهيں کيا - مجبوراً خود آپنے صدقے کے اونٹوں سے اسکي ديت ديدی (۱)

ايک بار عرب کے مختلف قبيلوں نے آنحضرت سے فوجي مدد کي درخواست کي - آنحضرت نے قراء صحابه ميں سے ستر آدمي ساتهه کرديے - جب وه لوگ بير معونه پر پهونچے تو ان قبائل نے بيوفائي کي اور انکو قتل کرديا (۲)

اس قسم کے جرائم صرف کفار هي تک محدود نه تھے - بلکه جب تک آنحضرت صلی الله عليه وسلم کے فيض صحبت اور آپ کي روحاني تربيت نے مسلمانوں کے نظام اخلاق کو پخته اور مکمل نهيں کيا تها ' خود ان سے بهي کبهي کبهي اس قسم کے افعال سرزد هو جايا کرتے تهے - آنحضرت نے به مقام حديبيه کفار کے ساتهه جو معاهدۂ صلح کيا تها ' اسکي ايک دفعه يه تهي که مکه سے جو مسلمان مدينه بهاگ کر آئيگا ' آپ اسکو واپس کرديا کرينگے - اس بنا پر جب ابو بصير مکه سے مدينه بهاگ آئے تو قريش نے انکو واپس لانے کيليے دو شخص بهيجے - آنحضرت نے ابو بصير کو انکے حوالے کرديا - ليکن ابو بصير نے راستے ميں دهوکے سے ايک شخص کو قتل کرديا ' اور پهر مدينه واپس چلے آے - آنحضرت نے انکو دوباره واپس کرنا چاها تو وه دريا کے کنارے بهاگ گئے ' اور وهيں مستقل سکونت اختيار کرلي - مکه کے ستم رسيده مسلمانوں کو خبر هوئي تو سب کے سب ان سے جاکر مل گئے - اب ايک مستقل جمعيت قائم هوگئي جو عموماً قريش کے کاروان تجارت کو لوٹا کرتي تهي - قريش نے آنحضرت کي خدمت ميں اسکي شکايت کي تو آپ نے ان لوگوں کو اپنے پاس بلا ليا (۳)

ليکن اس بد امني کا سب سے زياده مضر اور شديد اثر خود اشاعت اسلام پر پڑتا تها - اسلام اپنے روحاني اثر سے تمام عرب ميں نهايت سرعت کے ساتهه پهيلتا جاتا تها ' اور عرب کے مسلمان قبائل آنحضرت کي خدمت ميں حاضر هوکر فيض صحبت اوٹهانا اور تعليمات اسلاميه سے بهره اندوز هونا چاهتے تهے - ليکن بد امني کا يه طوفان ان روحاني لهروں کو بهي اپنے اندر سميٹ لينا چاهتا تها -

چنانچه وفد عبد القيس نے آپ کے فيض تربيت و تعليم سے محروم رهنے کا سبب نهايت حسرت آميز الفاظ ميں يه بيان کيا تها :

يا رسول الله! قد حالت بيننا و بينک کفار مضر و لن نخلص اليک الا في الشهر الحرام فمرنا بشي ناخذه عنک و ندعو اليه من وراءنا (۴)	يا رسول الله! کفار مضر همارے اور آپ کے درميان حائل هوگئے هيں ' اور هم انکي رکاوٹوں کي وجهه سے هميشه آپکي خدمت ميں حاضر نهيں هوسکتے - صرف حج کے مهينوں هي ميں آ سکتے هيں که وه امن کا زمانه هوتا هے ' پس آپ هم کو اسلام کے احکام و تعليمات سکها ديجيے - هم خود بهي سيکهه ليں ' اور جو لوگ آپکي خدمت ميں حاضر نهيں هو سکتے ' انکو بهي ان احکام کی دعوة ديں -

اسلام اگرچه اپني دعوة کو تلوار سے شروع کرنا نهيں چاهتا تها اگرچه حق کے قيام کيليے تلوار کے بغير چاره نهيں :

لا اکراه في الدين قد تبين الرشد من الغي '	مذهب کوئي زبردستي کي چيز نهيں - گمراهي اور هدايت ايک دوسرے سے

بالکل الگ هوگئي هے ' اور هر شخص نور و ظلمت ميں اب خود امتياز کرسکتا هے -

ليکن وه کامل سکون و اطمينان کے ساتهه اشاعت اسلام کا بهرحال جائز حق رکهتا تها ' اور اس ليے قيام امن و بسط عدل کيليے منکرين کي فطرت خبيثه کا جانبازانه مقابله کرسکتا تها -

دنيا ميں بظاهر نرمي و ملاطفت اخلاقي تعليم کي اشاعت کيليے زياده موثر و موزوں خيال کيے جاتے هيں ' ليکن اسوقت اسلام کے سامنے اخلاقي تعليم کي اشاعت سے مقدم تر ايک دوسرا سوال تها - اسوقت يه بحث نهيں تهي که سطح پر عمارت کيونکر قائم کي جاے ' گفتگو يه تهي که سطح کيونکر هموار کي جاے ؟ اسلام نے مکه کے ايک ايک قبيلے سے نو برس تک نهايت نرم لهجے ميں اس سوال کا جواب طلب کيا - ليکن صحراے عرب کے هر نشيب و فراز نے جواب ديا که " هماري گردنيں صرف ٹهوکر هي سے جهک سکتي هيں " اسليے اسلام نے مياں سے تلوار نکالي ' اور قوت سے قوت کا مقابله کيا - ليکن عرب کي جنگجو فطرت کي طرح اسکا مقصد بغض و انتقام کے خون سے تلوار کو رنگين کرنا نه تها - بلکه بدامني کے ان تودوں کو هموار کرنا تها ' جو اشاعت حق و عدل کي راه ميں حائل تهے - چنانچه صحابه جب اس نا هموار راه کي شدائد و تکاليف سے چور چور هوکر سررشتۂ صبر و سکون کو هاتهه سے چهوڑ دينا چاهتے تهے ' تو آنحضرت صلے الله عليه و سلم اس مقصد اعظم کي اهميت بتلا کر انکے اندر عزم و استقلال کي روح پهونکتے تهے :

شکونا الی رسول الله صلی الله عليه وسلم وهو متوسد بردة له في ظل الکعبة ' قلنا له الا تستنصر لنا؟ الا تدعو الله لنا؟ قال: کان الرجل فيمن قبلکم يحفر له في الارض فيجعل فيه فيجاء بالمنشار ' فيوضع علي راسه فيشق باثنتين وما يصده ذلک عن دينه ' و يمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم او عصب ' وما يصده ذالک عن دينه ' و الله ليتمن هذا الامر حتی يسير الراکب من صنعاء الی حضرموت لا يخاف الا الله ' او الذئب علي غنمه ' ولکنکم تستعجلون (۱)	صحابه کهتے هيں که آنحضرت چادر کو سرهانے رکهکر خانه کعبه کے ساے ميں ليٹے هوے تهے ' هم نے اپني تکليفوں کي شکايت کي اور کها " باوجود ان شدائد کے آپ همارے ليے خدا سے کيوں مدد نهيں مانگتے ؟ همارے ليے دعا کيوں نهيں کرتے ؟ " آپ نے فرمايا : تم سے پهلے کي قوموں ميں جو صاحب عزم مسلمان تهے ' ان کے ليے زمين ميں گڑهے کهود ديے جاتے تهے ' اور وه ان گڑهوں ميں کهڑے کرديے جاتے تهے - پهر آره لا يا جاتا تها ' اور انکے سر پر رکهکر انکو دو ٹکڑے کرديا جاتا تها - ليکن يه مصيبت بهي انکو دين سے نهيں پهير سکتي تهي - انکي کهالوں پر لوهے کي کنگهياں پهرائي جاتي تهيں جو گوشت سے هڈي اور پٹهوں کو جدا کرديتي تهيں ليکن پهر بهي انکے ايمان ميں کسي قسم کا تزلزل نهيں پيدا هوتا تها - تم کو صبر کرنا چاهيے ' خدا کي قسم ! دين اسلام کامل هوکے رهيگا ' اور اسکا کمال يه هے که يمن سے ايک شتر سوار اس امن و سکون کے ساتهه حضرموت تک چلا جائيگا که اسکے دل ميں بجز خدا کے اور اس بهيڑيے کے جو اسکي بکريوں کو پکڑ ليجاتا هے اور کسي چيز کا خوف نهوگا ' ليکن آه ! تم لوگ ايسے وسيع ' ايسے عظيم ' ايسے جليل مقصد کے حصول ميں ضعف بشري سے جلدي کررهے هو !

آنحضرت نے اس مقصد کو عدي بن حاتم کے دل ميں نهايت وضاحت کے ساتهه جاگزين فرمايا هے ' اور اس سے غزوات اسلاميه کا منتهاے خيال نهايت واضح طور پر منکشف هوجاتا هے :

عن عدی بن حاتم قال: بينا انا عند النبي صلی الله	عدی ابن حاتم کهتے هيں : ميں آنحضرت کي خدمت ميں حاضر

---

(۱) بخاری جزو ۹ ص ۹ - (۲) بخاری جزو ۵ ص ۱۰۵ - (۳) ابو داود ۲ جلد ص ۲۵ - کاروان تجارت کے لوٹنے کا ذکر بخاري وغيره ميں هے - (۴ بخاري جزو ۲ -

(۱) بخاري جزو ۴ -

(ارکان ثلاثة تقويم عالم)

پس دنيا کا نظام فطرت تين جزوں سے مکمل هوتا هے : ماده ' قوت ' اور ان دونوں سے بالاتر ايک ذي شعور طاقت ' جو ان دونوں ميں ربط و اتحاد پيدا کرتي هے ' اور وه فطرت صالحه و سليمه هے جو اصلاً خود انسان کے اندر موجود هے -

خدا تعالى نے نظام عالم کي ان تينوں کڑيوں کا ذکر به ترتيب ايک سوره ميں کيا هے :

و الشمس و ضحٰها ' و القمر	سورج اور اسکي حرارت و نورانيت !
اذا تلٰها ' و النهار اذا جلّٰها -	چاند جو اسکے بعد ضيا گستر هوتا
و الليــل اذا يغشٰا هٰا '	هے ! روز روشن جو رات کي تاريکي
و السمآء و ما بنٰها ' و الارض	کا پرده چاک کرديتا هے ! رات کي
و ما طحٰها ' و نفس و ما	ظلمت جو دن کي روشني کو چهپا
سوّٰها ' فالهمها فجــورها	ليتي هے ! آسمان اور اوسکي عجيب
و تقوٰها ' قد افلح من زکّٰها '	و غريب بناوٹ ! زمين اور اسکا
و قـــد خاب من دسّٰها !	حيرت انگيز پهيلاؤ ! اور پهر مادهٔ عالم
(و الشمس ١ - ١٠)	کے ان تمام مظاهر و شؤون کے بعد

روح انساني اور اوسکا وه فاطر مطلق جس نے اسميں ايسي مناسب ' موزون ' مستقيم ' و عادله فطرة صالحه رکهي ' اور بالآخر خير و شر ' حق و باطل ' صحت و سقم ' عدل و اسراف ' نور و ظلمت ' دونوں راهوں او اسپر کهول ديا - پس اب کامياب وجود وه هے جس نے اپني قوت محتسبه کے عمل سے اپني فطرة صالحه کو بالکل پاک اور بے آميزش رکها ' اور نامراد انسان وه هے جس نے اسے ضائع کرديا !!

اب ديکهو که اس سورهٔ کريمه ميں سب سے پہلے الله تعالى نے مظاهر و شؤون ماديه سے شهادت دلائي هے ' اسکے بعد نفس انساني کا ذکر کيا هے اور اسکے تسويهٔ فطري کي طرف اشاره کيا هے ' آخر ميں فلاح و خسران کا يه معيار بتلايا هے که الهام خير و شر کي کشاکش و تصادم ميں مستقيم و محتسب رهنا اور فطرة صالحه کو ضلالت کي آميزش سے پاک رکهنا - پس پهلا درجه ماده کا هے ' دوسرا قوة کا ' تيسرا ان سب سے بالاتر ذى شعور قوة محتسبه و عامله کا -

يهى آخري جزء ' جو ماده و قوت ميں ربط و توافق اور پهر عمل و صرف صحيح پيدا کرتا هے ' في الحقيقت احتساب کا سنگ بنياد هے اور اسي پر امر بالمعروف و النهي عن المنکر کي عظيم الشان ديواريں قائم هوتي هيں - قران حکيم نے اسے " امر بالمعروف و نهي عن المنکر " يعنے نيکي کا حکم دينا اور برائي سے روکنا کها هے ' اور فطرة کا علم صحيح بتلاتا هے که کائنات کا نظام عدل و تکوين در اصل انهي تين رکنوں پر قائم هے -

(مدارج احتساب)

ليکن تمام نظام عالم ترقي پذير هے - اسليے اسکي هر کڑي ترقي کي طرف آگے قدم بڑها رهي هے - مادهٔ عالم آغاز خلقت سے اب تک سيکڑوں قالب بدل چکا هے - قواء جسماني نے بچپن سے بڑهاپے تک ترقي و انحطاط کي سيکڑوں منزليں طے کي هيں - پس اس ارتقاء و نشوء کے اصول پر قوتوں کے ساتهه ساتهه قوت احتساب بهي ترقي کرتي رهتي هے -

چنانچه سب سے پہلے انسان کي خود فطرى قوت احتساب اسکا محاسبه کرتي هے - انسان کے اندر سے هميشه برائي کي صدا اٹها کرتي هے :

ان النـفس لامـــارة	نفس برائي کيليے بهت هي بڑا حکم
بالسوء - (يوسف : ٥٢)	دينے والا هے -

اسليے اس کي قوت احتساب سب سے پہلے اسي کے اندر عمل کرتي هے - گناه کرنے کے بعد هر شخص کو جو ندامت هوتي هے ' اور اسپر اسکا ضمير جس طرح ملامت کرتا هے ' در اصل اسي فطري احتساب کا اثر هے :

لا اقسم بالنفس اللوامة	اوس پاک روح کي قسم جو گناه کرنے
(٢ : ٧٥)	کے بعد انسان کو بهت ملامت کرتي هے -

اصول ارتقاء کے بموجب ترقي کا يه وه نقطه هے ' جهاں سے (جسمانيات ميں) حرکت کرکے جمادات ' نباتات کے قالب ميں آتے هيں - اسکے بعد اس قوت کے حيواني مظاهر کي منزل شروع هوتي هے - حيوانات کي طرح انسان بهي اپنے بچوں کي تربيت و رهنمائي ميں اس قوت کو صرف کرتا هے ' اور جو آگ اسکے اندر بهڑک رهي هے ' اوسيکو اونکے اندر بهڑکانا چاهتا هے :

يا بني : اقم الصلوة وامر	اے بيٹے ! صلواة الهي کو قائم کر ! نيکي کا
بالمعروف وانه عن المنکر	لوگوں کو حکم دے ! برائي سے روک !
و اصبر على ما اصابک -	اور اس فرض احتساب کے ادا کرنے
ان ذالک من عزم الامور	ميں جو جو تکليفيں برداشت کرني
(لقمان : ١٩)	پڑيں ' اونپر صبر کر ! يه بڑے هي پخته
	ارادے اور اعلى درجه کا کام هے -

حيوانيت کي انتهائي منزل کي سرحد سے انسانيت کي سرحد شروع هوتي هے - دفعتاً ايک انسان کامل منصهٔ عالم پر جلوه گر هوتا هے ' اور خدا کے نور کو اپنے اندر جذب کرکے دنيا کے سامنے نمودار کرتا هے :

ان الله يأمر بالعـــدل	خدا عدل ' احسان ' اور قرابت داروں
والاحسان و ايتاء ذى	کے حقوق ادا کرنے کا حکم کرتا هے ' اور
القـــربٰى و ينهٰى عـن	هر قسم کي برائيوں اور هر قسم کے ظلم
الفحشـــاء و المنکـر	سے روکتا هے - خدا يه نصيحت اسليے
و البغي يعظکم لعلکم	کرتا هے که شايد تم لوگ عبرت پکڑو -
تذکرون (نحل - ٩٣)	

چاند دنيا کو وهي روشني دکهاتا هے ' جسکو اوس نے آفتاب سے حاصل کيا تها - اسليے يه انسان کامل بهي وهي فرض ادا کرتا هے ' جس پر مامور کرکے خدا نے اوسکو بهيجا تها :

يأمرهم بالمعروف و ينهاهم	اونکو نيکي کا حکم ديتا هے ' برائيوں
عن المنکـــر ويحل لهـــم	سے روکتا هے ' مفيد و صالح چيزوں
الطيبات ويحرم عليهم	کو حـلال ' اور بري چيـزوں کو
الخبائث (اعراف : ١٩٦)	حرام کرتا هے -

اب انهي اوصاف و مناقب کے ساتهه متصف هوکر اوسکي پاک نسل دنيا ميں پهيلتي هے ' اور انسانيت کامله کا ظهور عام هو جاتا هے :

کنتم خير امة اخرجت	تم لوگ دنيا کي بهترين امت هو
للناس تأمرون بالمعروف	جسکو خدا نے دنيا کي هدايت کيليے
و ينهـــون عن المنکـر	نماياں کيا - کيونکه نيکي کا حکم
(آل عمران : ١٠٦)	ديتے هو ' برائي سے روکتے هو -

(ارتقـــاء روحـــانى)

ترقي کے اس نقطے پر پهونچکر ارتقاء کي وه چاروں منزليں طے هو جاتي هيں ' جسکے هفت خوان کے طے کرنے کا سهرا (Evolution) کے سر پر باندها گيا هے -

ليکن ارتقاء مادى اور امر بالمعروف کے مدارج ميں ايک دقيق فرق هے - قائلين مذهب نشو و ارتقاء کے مذهب ميں جب جمادات کي ترقي اپنے آخري درجه تک پهونچ جاتي هے اور انسان کي نسل زمين پر پهيل چکتي هے ' تو مادي قوانين ارتقاء يکقلم معطل هو جاتے هيں ' اور اسکے بعد وه کوئي عمل جديد نهيں کرتے - ليکن امر بالمعروف والنهي عن المنکر اپنے آخرى درجه پر پهونچکر

اوسکے فوائد سے آساني کے ساتھه متمتع هوسکتا هے' اسليے زمين هي کے منافع کو خصوصيت کے ساتھه بيان فرمايا :

هو الـذي خلق لـكم ما في الارض جميعا (بقره : ۲۷)

وہ رب السماوات و الارض هي تو هے جس نے زمين کي هر چيز کو تمهارے ليے پيدا کيا ' تاکه تم اس سے کام لو-

پھر متعدد آيتوں ميں تمام بڑي بڑي مخلوقات کي تفصيل بيان فرمائي ' اور اونکو اپني ايک نشاني قرار ديا :

و جعلنا السماء سقفا محفوظا و هم عن آياتها معرضون - و هو الـذي خلق الليل و النهار و الشمس و القمر كل في فلک يسبحـــون (انبياء : ۳۳)

اور ديکھو' هم نے آسمان کو کرۂ ارضي کے اوپر ايک محفوظ چھت کي طـرح بنـايا ' اور کس طـرح اسميں سے اپني حکمت و قدرت اور طرح طرح کے مصالح و اسرار کي نمود کي ؟ پر انسان کي ضلالت هے که با اين همه اجرام سماويه کي عجيب و غريب نشانيوں سے بھي گردن موڑے هوے هے ! پھر ديکھو' اسکے سوا اور کون هے جس نے رات اور دن کے اختلاف کو زمين کيليے قائم کيا ؟ اور سورج اور چاند کو پيدا کيا جو آسمان ميں پيرتے رهتے هيں ؟

الله الـذي خلق السموات و الارض و انـزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم و سخر لكم الفلک تجري في البحر بامره و سخر لـكم الانهار (ابراهيم : ۳۷)

وہ الله هي هے جس نے آسمانوں اور زمين کو پيدا کيا' اور اوپر سے پاني برسايا جس کي آبياري سے تمهارے ليے طرح طرح کي غذائيں پيدا هوئيں ' پھر يه تو اس پاني کے منافع کي تسخير تھي جو اوپر سے گرتا هے' ليکن جو پاني تمهارے قدموں کے نيچے بهه رها هے ' اسکے منافع بھي تمهيں کو بخشديے ' چنانچه سمندر کي دهشت انگيز قهاري پر اسطرح تمکو مسلط کرديا که تم نے کشتيـاں بنـائيں اور وہ اس سهولت سے پاني ميں چلتي پھرتي هيں' گويا سمندر بھي خشکي کي طرح تمهارا جولانگاه هے اور تم اسکے جس حصه ميں جانا چاهو خشکي کي طرح چلکر جا سکتے هو!

كذلک سخرنا ها لـكم لعلـكم تشكـــرون (۳۸ - حـــج)

اسي طرح هم نے چارپايوں کو تمهارے آگے مسخر کرديا تاکه تم الله کي نعمتوں سے کام لو-

الم نجعل الارض مهادا و الجبال اوتادا و خلـقـنـا كم ازواجا ؟ (النبياء : ۷)

کيا هم نے زمين کو تمهارے ليے ايک فرش کي طرح نهيں بچھا ديا؟ کيا يه هماري هي حکمت و قدرت نهيں هے که پهاڑوں کي بلندي کي اور اسپر ميخوں کي طرح نمود کي ؟ پھر کيا وہ هم هي نهيں هيں جس نے تم کو دو جنسوں ميں منقسم کرديا ؟

(مـــادہ اور قـــوت)

ليکن دنيا ماده اور قوت' دونوں کے مجموعه کا نام هے- اسليے دنيا کا کوئي عمل ان دونوں کي آميزش کے بغير انجام پذير نهيں هو سکتا - نظام فطرت کي هر کڑي اوسوقت تک بکھري هوئي پڑي رهتي هے جب تک که قوت اوس ميں تنظيم و ترتيب پيدا نه کردے ' اور اسي کا نام تکوين هے- پس اس بنا پر خدا نے ان شؤن ماديه کے ساتھه همارے اندر مختلف قواء بھي پيدا کرديے' جو مادۂ عالم سے فائده اوٹھانے کي کامل صلاحيت رکھتے هيں- اور يهي وجه هے که هم پر جا بجا ان قوتوں کے ذريعه بھي احسان الهي جتايا گيا هے :

قل هو الذي انشاكم و جعل لـكم السمع و الابصار و الافئدة . قليلا ما تشكرون (ملک : ۲۳)

کهدو که اسي کي ذات خالق کائنات هے جس نے تم کو پيدا کيا' اور تمهارے اندر حواس باطني و ظاهري اور انکي قوتيں وديعت کيں -

ان قوتوں سے فائده اوٹھانے کيليے کامل وسعت و بسط کي ضرورت تھي- اسليے خدا نے اس احسان کي بھي تکميل کردي :

قل هو الذي ذرا كم في الارض و اليه تحشـــرون -

خـــدا هي نے تمهيں زمين ميں پھيلا ديا هے که اپني قوت سے پوري وسعت کے ساتھه فائده اوٹھاؤ' اور پھر وهي تمکو اپني طرف سميٹ بھي ليگا-

(قوة اعلـــى و مدبـــره)

ليکن يه قوتيں برق و باد اور کهربائيت و دخانيت کي طرح حرکت پيدا کرنے کي تو قوت رکھتي هيں' مگر وہ انسان کو بذات خود منزل مقصود پر نهيں پہنچا سکتيں - وہ صرف حرکت پيدا کرنا جانتي هيں' ليکن حرکت کے ليے چپ و راست' يمن و يسار' جنوب و شمال کي تمام راهيں يکساں هيں - وہ راہ متعين نهيں کرسکتي اسليے يه قوتيں خود زمين کے نشيب و فراز ميں تميز نهيں کرسکتيں' اور خدا هي نے اونکو خير و شر کے يه دونوں راستے دکھا ديے هيں :

الـم نجعل لـه عينين و لسانا و شفتين و هديناه النجدين؟ (بلد : ۹)

کيا هم نے انسان کيليے آنکھيں' هونٹ اور زبان بناکر خير و شر' حق و باطل' يمين و شمال کي دونوں گھاٹياں اُسے نهيں دکھا ديں ؟

اِسليے جسطرح انجن کو ايک سائق (ڈرايور) کي ضرورت هوتي هے که اسٹيم کي طاقت کو سيدھي راہ پر لگاے' اوسي طرح يه قواء بھي ايک ذي شعور محاسب کے محتاج هوتے هيں جو اُنميں تنظيم و ترتيب' توافق و تطابق' اور صحيح و مکمّل فعاليت پيدا کرے' اور بالفاظ ساده تر يه که اُنسے ٹھيک ٹھيک صحيح و عادلانه کام لے- اِسليے خدا نے هر چيز کے اندر فطرتاً اس محاسب کو بھي پيدا کر ديا :

قال: ربنا الذي اعطى كل شيء خلقه ثم هدى (طه : ۴۰)

ميرا پروردگار وہ هے جس نے هر چيز کي خلقت کي تکميل کي ' اور پھر اوسکو حواس ظاهري و باطني ديکر راہ عمل دکھا دي -

ليکن انسان کو فطرت نے يه حصه اور تمام مخلوقات سے زياده ديا هے :

لقد خلقنا الانسان في احســـن تقـويـــم - (والتين : ۴)

هـــم نے انسان کو ايـــک بهـــترين فطرة عادلۂ و مقومه کے قالب ميں پيدا کيا هے-

يهي فطرة صحيحه اور خلقة مستقيمه هے جو انبياء کرام کے اندر سے نماياں هوتي هے - اسي ليے وہ خدا کے اس احسان کا ذکر بار بار کرتے هيں - اور يهي فطرة اصليۂ صالحه هے جو انکے عصر و دور کي عام تاريکي و ضلالت کے اندر چمک کر حقيقت محجوبه کا روشن راسته دکھا ديتي هے :

و اذ قـال ابـراهيم لابيـه و قومه: انني براء مما تعبـدون - الا الـــذي فطرني فانـه سيهـدين (زخرف : ۲۵)

ابراهيم نے اپنے باپ اور اپني قوم سے کها : ايک خدا کو چھوڑ کر تم نے اپني پرستش کے جو جھوٹے معبود بنا ليے هيں' ميں نے اُن سب سے اپنے آپ کو الگ کرليا- ميں صرف اسي ايک معبود حقيقي کا هو رها هوں جس نے مجھے پيدا کيا - اور چونکه مجھے پيدا کيا اسليے صرف وهي هے جو ميري فطرة سليمه کے ذريعه ميري هدايت کريگا !

اسلیے یه روح بهي سب سے پہلے اونهي کے قلب میں امر بالمعروف و النهي عن المنکر کا احساس پیدا کرتي ہے :

و اما من خاف مقام ربه و نهي النفس عن الهوی (نازعات : ۴۱)

وہ شخص جو اپنے خدا سے ڈرا اور جس نے نفس کو هوا پرستي سے روکا -

پهر یه روح ترقي کرکے بڑے بڑے مظاهر ڈهونڈهتي ہے - کبهي جز و نبوت بن جاتي ہے : یامرهم بالمعروف و ینهاهم عن المنکر و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث - یه آیة کریمه اوپر گذر چکي ہے -

کبهي ایک امة مسلمة و عادله کي خلافت کے اندر سے نمایاں هوتي ہے :

الذین ان مکنهم في الارض اقامو الصلوة و اتو الزکواة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر' و لله عاقبة الامور (حج : ۴۲)

وہ خدا کے مومن بندے که اگر هم اُنکي خلافت کو دنیا میں قائم کردیں تو اُنکا یه کام هوگا که صلواة الهي کو قائم کرینگے' الله کي راه میں اپنا مال خرچ کرینگے' نیکي کا حکم دینگے' اور برائي سے روکیں گے - اور انجام کار الله هي کے هاتهه ہے -

کبهي نیک بندوں کے اعمال کے اندر سے ظهور پذیر هوتي ہے :

قم الصلوة ! ان الصلوة تنهي عن الفحشاء والمنکر و لذکر الله اکبر - (عنکبوت : ۴۴)

صلواة الهي کو قائم کر' بلا شبه وہ تمام برائیوں سے روکتي ہے' اور خدا کے ذکر کا اثر تو اس سے بهي زیادہ هوسکتا ہے -

کبهي ایک مستعد گروه کے اندر سے جلوه گر هوتي ہے :

امة قائمة یتلون آیت الله اناء اللیل و هم یسجدون - یومنون بالله و الیوم الاخر' و یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر' و یسارعون في الخیرات - اولئک من الصالحین - (آل عمران : ۱۰۹)

وہ حق پرست جماعت جسکے افراد کا یه حال ہے که راتوں کو اُٹهکر الله کے کلام کي تلاوت کرتے هیں اور اُنکے سر اسکے آگے جهکے هوئے هیں' الله اور یوم آخر پر ایمان رکهتے هیں' نیکي کا حکم دیتے هیں' برائي سے روکتے هیں' اور نیک کاموں کیلیے سرگرم رهتے هیں' سو یهي لوگ هیں که انکا شمار " صالحین " میں ہے -

لیکن هر حالت میں وہ ایک روشني ہے جو دنیا هي کو دي جاتي ہے' اسلیے سب سے پہلے وہ آمرین بالمعروف کو ٹهوکر سے بچاتي ہے - وہ دنیا کے نشیب و فراز اور سنگ و خاشاک سے بچکر صحیح و سالم نکل جاتے هیں :

فلما نسوا ما ذکروا به' انجینا الذین ینهون عن السوء (اعراف : ۱۶)

اور جب اُن لوگوں نے الله کي بخشي هوئي هدایت کو بهلا دیا' جو امرین بالمعروف کے ذریعه اونکو یاد دلائي جاتي تهي' تو هم نے اونکي برائیوں سے داعیان حق کو بچا لیا تاکه بدکاروں کا ظلم انهیں نقصان نه پهونچا سکے -

اگر یه روشني نه هوتي تو تمام دنیا ایک ظلمت کدهٔ هلاکت بن جاتي اور عقل کي آنکهه کچهه بهي نه دیکهه سکتي :

فلو لا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینهون عن الفساد في الارض الا قلیلا ممن انجینا منهم' واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه' و کانوا مجرمین - (هود : ۱۱۷)

جو قومیں تم سے پہلے گذر چکي هیں ان میں ایسے داعیان حق کیوں نه هوئے جو ظلم و فساد سے روکتے ؟ بلا شبه هوئے البته انکي تعداد تهوڑي تهي اور یهي ارباب اصلاح و معروف تهے جن کو بندگان ضلالت نے نقصان پهنچانا چاها - مگر هم نے بچا لیا' اور ارباب ظلم و فساد اپنے فسق و فجور هي میں مبتلا رهے - بلا شبه یه مجرموں میں سے تهے که انهوں نے قانون الهي سے بغاوت کي !

لیکن عام لوگوں پر اسکي ترقي و تنزل دونوں کے مدارج کا اثر یکساں پڑتا ہے - جسطرح دهندلي روشني کو هر آنکهه نهیں دیکهه سکتي' اسي طرح آفتاب کے قرص پر بهي هر نگاه نهیں ٹهہر سکتي - جب علماء کي قوت احتساب بے اثر هوجاتي ہے' تو فطرة محتسبه تمام دنیا کا احتساب براه راست نهیں کرسکتي - اسوقت خدا اپنے ایک کامل بندے کو چن لیتا ہے جو نور الهي کو جذب کرسکتا ہے - جسکي بصیرة میں آفتاب الهي کے دیکهنے اور انعکاس نورانیت کي طاقت کامل موجود هوتي ہے' اور وہ دوسروں کے اندر بهي اس روشني کي کرنوں کو نافذانه پهنچا سکتا ہے - یهي درجه مقام اعظم نبوت ہے' اور اسي لیے دنیا میں هر شخص کو چاهیے که بغیر کسي بحث و مباحثه کے اسکے احکام کو تسلیم کرلے' کیونکه هر شخص بذات خود اس نور کا کسب نهیں کرسکتا - وہ ایک قوة قائمهٔ منورہ کا محتاج ہے - یه قوة منورہ مقام نبوة کي فعالیت ہے' اور اسي بنا پر خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے:

ما اتاکم الرسول فخذوه و ما نهاکم عنه فانتهوا (حشر : ۷)

رسول تمکو جن چیزوں کا حکم دے' اسپر عمل کرو' اور جس چیز سے روکے اوس سے رک جاؤ !

پس یه حکم جبري نهیں ہے' بلکه یقیناً فطري ہے - اور فطرت کے سامنے انسان کو گردن جهکا دیني چاهیے -

لیکن اسکے ساتهه هي هر شخص کا فرض ہے که اس روشني کو دنیا میں پهیلائے - اور اگر دنیا اسکو قبول نه کرے تو مایوس نه هو - کیونکه نیکي کا حکم کبهي بے اثر نهیں ره سکتا' اور دنیا کو بهر حال برائي سے روک هي دینا ہے :

لولا ینهاهم الربانیون و الاحبار عن قولهم الاثم و اکلهم السحت' لبئس ما کانوا یصنعون - (مائده : ۶۸)

اگر علماء و احبار حق یهودیوں کو بري باتوں کے کهنے اور حرام کهانے سے نه روکتے' تو وہ اس سے بهي زیاده برائیوں اور بدکاریوں میں ڈوبتے' جتني (باوجود مجددین حق اور آمرین بالمعروف کي تعلیمات کے) ان میں نظر آ رهي هیں -

* * *

غزل

غم سے نهیں ایک دل بهي آزاد * فریاد ز دست عشق فریاد!
عاشق هوئے اور مر مٹے هم * اپني تو یه مختصر ہے روداد!
هوگا کسے جان دینے میں عذر؟ * ارشاد اور آپکا پهر ارشاد !
جانباز ہے عشق' حسن دلبر * یه دونوں امور هیں خدا داد
اُس چشم سے دلبري کے شیوے * سب سیکهه لیے بغیر استاد
رهنے لگي انکي یاد هر دم * اب همکو رهیگا اور کیا یاد ؟
پردے میں ستم کے لطف حسرت * ہے اس بت حیله جو کا ایجاد

وله

دل تشنهٔ غم ہے جان برباد * مایوس فراق هوں میں ناشاد
عاشق کا ہے کم جان دینا * اپنا بهي ہے اس خیال پر صاد
با نرمي حسن ز گرمي خو * اُسذات میں هیں صفات اضداد
[illegible] هیں اور سب فسانے * اک قصهٔ آرزو رها یاد !
هو حسن که عشق سب هیں فاني * شیریں هي رهي' رها نه فرهاد

(ق)

ارباب وفا پرست و حق کوش * تها جن سے دیار صدق آباد
سب هوگئے چپ' بس ایک حسرت * گویا هیں " ابو الکلام آزاد "

[حسرت موهاني]

ایک جدید قوت پیدا کرتي ہے ' جسکو شریعت کي اصطلاح میں "صلواۃ الہي" کہتے ہیں - "صلواۃ" کے اندر وہ تمام اعمال کاملۂ و حقۂ و عادلہ داخل ہیں جنکو عبودیۃ الہي کے ارتقاع و علو کے ساتھہ دنیا میں ایک انسان کامل انجام دیتا ہے' اور اس طرح ہر عام "انساني فعل" ایک مزید درجۂ ترقي و نشؤ پاکر "عبادت" بن جاتا ہے - چنانچہ یہي قوت ہے جو اپني خاموش زبان سے دنیا کي ہدایت کرتي ہے :

ان الصلوۃ تنہي عن الفحشاء و المنکر -	نماز ہرقسم کي برائیوں سے روکتي ہے -

حضرت شعیب علیہ السلام کي قوم کو یہي اعلی ترین عملي قوت شرک و بت پرستي سے روکتي تہي ' اسلیے اون لوگوں نے کہا :

اصلواتک تامرک ان نترک ما یعبد اباونا ؟ (١٢ : ٨٨)	کیا تمہاري عبادت تم کو یہ حکم دیتي ہے کہ اس راہ کو چہوڑ دیں جسپر ہمارے باپ دادا کا عمل تہا اور جس چیز کي وہ پوجا کرتے تہے ؟

(قانون تنزل)

لیکن قوتِ احتساب نے جس طرح ترقي کي تہي ' اوسي طرح انحطاط کے مدارج بہي شروع ہوتے ہیں - جو انسان کہ اپنے بچوں کي قوت احتساب کو ترقي دے سکتا تہا ' ایک وقت آتا ہے کہ خود اپني قوۃ محتسبہ ہي کو فنا کر دیتا ہے ' اور اسکے تمام حواس ظاہري و باطني خارجي ضلالت کے اثر سے معطل ہوکر رہجاتے ہیں - یہاں تک کہ ہر شخص علانیہ منکرات و معاصي کا ارتکاب کرنے لگتا ہے اور اپني فطرۃ صالحۂ و سلیمہ کو یکقلم مسخ کردیتا ہے - حضرۃ لوط علیہ السلام نے کہا تہا :

انکم لتاتون الرجال و تقطعون السبل و تاتون في نادیکم المنکر (عنکبوت : ٢٨)	تم لوگ فعل خلاف وضع فطري کے مرتکب ہوتے ہو ' دن دہاڑے ڈاکہ مارتے ہو ' اور اپني صحبتوں میں علانیہ برائیوں کا ارتکاب کرتے ہو -

اسلیے اب زندگي کے مدارج نباتاتي و حیواني دونوں فنا ہوجاتے ہیں - انسانیت کاملہ کا ظہور انہي کي تدریجي ترقي کا نتیجہ تہا - پس جب اوسکي ابتدا کي کڑیاں ٹوٹ جاتي ہیں تو انسانیت کاملہ کا درجہ بہي (جو آخري کڑي کا حکم رکہتا) ہے' فنا ہوجاتا ہے - بلکہ فنا کردیا جاتا ہے :

ان الذین یکفرون بایت اللہ و یقتلون النبیین بغیر حق (٣ : ٢٠)	وہ لوگ جو آیات الہیہ کا انکار کرتے ہیں' اور انکا سب سے بڑا انکار یہ ہے کہ انکے حاملین اور داعیوں کو قتل کرتے ہیں -

اب انہي لوگوں کے ہاتہوں اس انسان کامل کي وہ نسل بہي مفقود ہوجاتي ہے جو اس فرض احتساب کو ادا کرتي تہي :

و یقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس (٣ : ٣٠)	اور یہ بدبخت ان پاک انسانوں کو بہي قتل کردیتے ہیں' جو عدل اور صراط مستقیم کي طرف انسانوں کو بلاتے اور امر حق کا حکم دیتے ہیں -

لیکن ترقي و تنزل کے یہ مدارج ایک ہي اصول کے تابع ہیں - جسطرح نسل حق تدریجي ترقي کے بعد پیدا ہوئي تہي ' اوسي طرح بتدریج فنا بہي ہوتي ہے - امر بالمعروف اور احتساب انساني کي ترقي کے کئي درجے تہے - اسي طرح اسکا تنزل بہي تین درجوں میں منقسم ہے - ابتداء میں یہ گمراہ نسل اگرچہ خود نیکي پر عمل نہیں کرتي ' تاہم دوسرونکو نیکي کرنے کا حکم رسماً و عادتاً ضرور دیتي رہتی ہے - یہ تنزل کا پہلا درجہ ہے :

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم - (بقرہ - ٤١)	دوسروں کو تو نیکي کا حکم دیتے ہو لیکن خود اپنے نفسوں کو بہول گئے ہو جو سب سے زیادہ اس حکم کے مستحق ہیں ؟

لیکن رفتہ رفتہ یہ حالت یہانتک پہونچ جاتي ہے کہ خود یہي نسل دوسرونکو برائي کا حکم بہي دینے لگتي ہے اور اسطرح احتساب حق کا آخری نقش پا بہي مٹ جاتا ہے - تاہم یہ دوسرا درجہ ہے :

الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل - (نساء - ٤١)	وہ بدبخت جو خود بہي بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بہي بخل کیلیے حکم کرتے ہیں ' اور اس طرح اللہ کي دي ہوئي طاقت کو اللہ کي راہ میں نہ تو خود خرچ کرنا چاہتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں !

اسکے آگے ایک درجہ اور آتا ہے - دوسرے درجہ میں گرکر یہ نسل برائي کا حکم دیتي تہي ' لیکن ابہي تک نیک کاموں میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتي تہي - اب تیسرا درجہ الہي قوت کے فقدان اور شیطان کے تسلط کے اعلان کا آتا ہے' اور صرف یہي نہیں ہوتا کہ برائي کي جاے اور برائي کي تعلیم دي جاے ' بلکہ ان دونوں مدارج ابلیسیت کے ساتھہ یہ منتہاے شیطنت بہي شروع ہوجاتي ہے کہ پرستاران باطل حق کے خلاف جہاد کرتے ہیں اور سچائي اور نیکي کو دنیا سے بالکل معدوم و فنا کردینا چاہتے ہیں .

المنفقون و المنفقت بعضہم من بعض یامرون بالمنکر و ینہون عن المعروف (توبہ - ٦٨)	منافق مرد اور منافق عورتیں جو اعانت باطل اور مخالفت حق میں ایک دوسرے کے ساتہي اور سازشي ہیں ' برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور ساتھہ ہي دنیا کو نیکي سے روکتے بہي ہیں -

انحطاط کا یہي درجہ ہے جہاں پہونچکر اس نسل کا خاتمہ ہوجاتا ہے ' آمرین بالمعروف علانیہ قتل کیے جاتے ہیں ' طرح طرح کي تکلیفوں اور قسم قسم کي دنیوی سزاؤں سے انکي جماعت کو ہلاک کیا جاتا ہے ' اور اسطرح وہ روح صالح فنا کردي جاتي ہے جو دنیا کو ایک عام دعوت عمل دیتي تہي ' اور وہي انتظام انسانیۃ کبری کي آخري منزل تہي -

(لوازم و اعراض)

اس تفصیل سے تم نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ امر بالمعروف و النہي عن المنکر ایک روح عامہ کا نام ہے جو تمام کائنات ہستي پر حکومت کرتي ہے ' لیکن روح کے مظاہر مختلف ہوتے ہیں - حیوان اور انسان دونوں میں روح ہے ' لیکن دونوں کے آثار و نتائج مختلف ہیں - روح حیواني میں وہ نور نہیں ہے جس سے انسان کا دماغ روشن ہے - اسي طرح امر بالمعروف کي روح اگرچہ فطرتاً تمام عالم میں ساري ہے ' لیکن ترقي و تنزل کے لحاظ سے اسکے مدارج مختلف ہیں - اس روح کا سب سے اعلی مظہر خود خداے ذو الجلال ہے :

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربی و ینہی عن الفحشاء و المنکر و البغي - (نحل : ٩٠)	خدا عدل' احسان' اور اقربا کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے' اور ہر قسم کي برائیوں اور ہر قسم کے غصب حقوق سے روکتا ہے -

لیکن خدا کي روشني کو وہي لوگ دیکہتے ہیں جنکے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے :

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء - (فاطر : ٢٨)	خدا کے بندوں میں صرف وہي لوگ خدا کا خوف اپنے اندر رکہتے ہیں جو ارباب علم و بصیرۃ ہیں -

اور ایک نئي أمة صالحه کے پیدا کرنے والے تھے - اس أمة صالحه کے لا تعد و لا تحصي افراد انکي دعوة کي وحدت اعلی میں مضمر تھے:

ان ابراهیم کان أمة قانتاً لله حنیفاً -

یقیناً حضرة ابراهیم کا وجود ایک پوري أمة تھا جو انکي دعوة سے پیدا هونے والي تھي - صرف اللہ هي کے نام پر جینے والي اور مرنے والي اور ایک هي مستقیم و فطري راہ هدایت پر عامل !!

چنانچہ یہي وجہ هے کہ قرآن حکیم نے حضرة نوح کي مخصوص صف میں صرف حضرة ابراهیم هي کو جگہ دي، اور انکو حضرة نوح کي طرف منسوب کیا:

و ان من شیعته لابراهیم اذ جاء ربه بقلب سلیم - (۳۷ : ۷۲)

اور حضرة نوح هي کي جماعت میں سے حضرة ابراهیم بھي هیں، جبکہ وہ اپنے پروردگار کے حضور "قلب سلیم" کے ساتھہ حاضر هوے - الخ -

اس آیت سے پہلے حضرة نوح کا ذکر تھا - فرمایا کہ انھي کي جماعت میں سے یا انھي کے طریق تاسیس امم و اصول تبلیغ شریعة حقہ پر چلنے والے حضرة ابراهیم علیه السلام بھي تھے -

تمام قرآن میں کسي نبي کو بھي حضرة نوح کا "شیعہ" یا متبع نہیں کہا هے - صرف حضرة ابراهیم هي کو انکي طرف منسوب کیا - کیونکہ حضرة نوح نے نئي قومیت کي بنیاد ڈالي تھي اور یہي مشن حضرة ابراهیم علیه السلام کا بھي تھا -

(مماثلة و مشارکة اعمال و نتائج)

طوفان کے بعد کي تمام اقوام حضرة نوح هي کي دعوة کي ذریة و نسل تھي - اسي طرح حضرة ابراهیم کے بعد کے تمام سلاسل هدایت و شعوب و اقوام صالحه حضرة ابراهیم هي کي دعوة پر آکر ختم هوتے هیں، اور ان سب کا مرکز وجود ابراهیمي هي هے -

طوفان کے بعد جسقدر هدایت الهي کي روشني پھیلي، اور جتني قوموں میں عقائد صحیحه و اعمال صالحه کا ظهور هوا، وہ سب کي سب حضرت نوح هي کي بناکردہ دعوة کي شاخیں تھیں - اسي طرح حضرة ابراهیم کے بعد جسقدر شریعة الاهیه کو قیام هوا، اور دین و عدالت کے عقائد و اعمال کي خدمت جن جن قوموں نے انجام دي، وہ سب کي سب حضرة ابراهیم هي کي قائم کردہ دعوة کے سلسلے اور متبعات تھے -

دعوة نوحي نے زمین کي وراثت و خلافة کیلیے ایک امت پیدا کي، اور وہ مختلف شکلوں، مختلف لباسوں، مختلف گوشوں، اور مختلف اثرات قوم و موسم کے ساتھہ گردش میں رهي - نقطه اسکا ایک هي تھا، مگر دائرہ کي وسعت نے لاکھوں رقبوں اور کروڑوں نفوس کو اپنے اندر لے لیا تھا - اسي طرح حضرة ابراهیم کا نقطۂ خلت نمایاں هوا، اور اسکے دائرے کے اندر کتني هي قومیں، کتني هي نسلیں، اور کسقدر بے شمار انساني تعداد سمٹ آئي - یہي ایک قوة مؤسسۂ ابراهیمیه تھي جو مختلف گوشوں، مختلف شکلوں، مختلف ملکي و قومي اثرات و انفعالات کے ساتھہ نشوونما پاتي اور اپنا فعل کرتي رهي -

وہ ایک هي دعوة نوحي تھي جسنے اپنے دور فعل و نشؤ میں کتنے هي نام پاے اور کتني هي مختلف شکلوں میں اپنا مرکزي فیضان جاري رکھا؟ وہ کبھي اپنے اصل کے نام سے شریعة نوحي تھي، پھر اپني تجدید و احیاء کے دور میں آکر کبھي حضرة هود کي پکار، کبھي حضرة صالح کي فریاد، اور کبھي ان بے شمار داعیان حق کا وعظ حق تھي جنکے نام همیں نہیں بتلاے گئے!

وہ ایک هي أمة صالحه تھي جسنے اولین و حقیقي شکل أمة نوحي کي پائي - پر جب پھیلي اور متفرق هوئي تو کبھي قوم ثمود کے ضلالت اباد کا ایک گوشۂ هدایت تھي - کبھي عاد کي آبادیوں میں چند مسکینوں اور مظلوموں کا جھونپڑا تھا کبھي ما بین النهرین کا ایک پاک گھرانه جو اپنے وطن و قوم کي خیانتوں پر ماتم کرتے کرتے تھک گیا تھا، اور کبھي اصحاب الایکة کے چند افراد مومنین، اور تبابعۂ یمن کے عظیم الشان تمدنوں میں دعوة نوحي کي ایک صداے بازگشت: کلّ کذب الرسل فحق وعید (۵ : ۱۵)

ٹھیک ٹھیک اسي طرح دعوة ابراهیمي کي "وحدة خلة" بھي نمایاں هوئي، اور اس نے کثرت و تعینات هدایة کي کتني هي مختلف شکلیں، مختلف صدائیں، اور مختلف گوشے پاے - وہ ایک هي حسن و جمال خلة کبری تھا جو اپني اصل شکل میں تو "ابراهیم" کے نام سے آیا، پر اسکے بعد محبوبیتوں کے کتني هي مختلف لباس اسے پہناے گئے، اور حسن الهي کي کتني هي مجلسوں میں کتنے مختلف نقابوں کے ساتھہ اسکي نمایش هوئي؟ وہ اپنے اولین ظهور میں اگرچہ قرباني کي ایک چھري تھي جو اپنے جگر گوشے کے گلے پر پھیرنے کیلیے تیز کي گئي، لیکن اپنے دوران و سیران نشو و نما میں کبھي چشم یعقوب کا پاک آنسو بنکر نمودار هوئي جو فراق یوسفي میں بہا، اور کبھي خاندان اسحاق و یعقوب کي ایک مقدس وصیت اسلامي میں ظاهر هوئي جس نے ملة حنیفي کو آنے والے عهد میں منتقل کیا - وہ کبھي خاک مصر کے ایک عیش کدۂ شباب کے اندر "معاذ الله، ان ربي احسن مثواي، انه لا یفلح الظالمون" کي صداء نبوت تھي، کبھي قید خانۂ مصر کے اندر دین قیم کا ایک جامع وعظ کہ "ء ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار؟" پھر عشق و جستجوے حقیقت کا وہ بے چین قدم جو بیابان مدین کي وادي مقدس میں آگ کیلیے والهانه دوڑا، اور فطرة نبوت کا وہ سرجوش هدایت جس نے "اني انا الله" کي صداے عشق نواز پر لبیک کہا، گو اپنے عهد میں "حقیقت موسوي" کا ایک مقام تھا، پر دراصل اسکے اندر بھي حقیقت ابراهیمي هي کار فرما تھي - پھر ظهور صداقت کا وہ عهد اعظم جس نے سرزمین مصر کے ظلم و استبداد کو شکست دي اور نسل اسرائیلي کو فراعنۂ مصر کي غلامي سے نجات دلائي، اگرچہ موسی علیه السلام کے "ثعبان مبین" کا کرشمه تھا، لیکن یہ عصاء موسوي کي قوت بھي وهي قوة تھي جو اس سے پہلے "حجة ابراهیمي" بنکر کالدیا کے استبداد نمرودي کے سامنے چمکي تھي - اور پھر دیکھو، وہ اسرائیلي قدوسیت جو مقدس داؤد کي الهي نغمه سرائیوں کے اندر سے زمزمه پیرا هوئي، اور وہ عشق الهي کي سرمستي جس نے زبور کي پاک گیتوں کے اندر سے اپنے خداوند کو پیار کیا، دراصل اسي عشق خلیلي هي کي ایک تڑپ تھي جسنے اپنے محبوب کي راہ میں اپنے بیٹے تک کو قربان کردینا چاها تھا - وہ اسرائیلي عظمت و جمال کا تخت جسپر حضرت سلیمان نے شہنشاهي کي، وہ سچائي اور حقانیت کي شمشیر جو طالوت کے قبضه میں چمکي، وہ مجددین اسرائیلین کا عظیم الشان سلسله جسنے یہودیوں کي ضلالتوں کا مختلف قرون اسرائیلیه میں مقابله کیا، گو دور اسرائیلي کے سلسلے کي کڑیاں هیں، مگر دراصل انکے اندر بھي اسي پہلي کڑي کي روح اعلی کام کر رهي تھي جس نے کبھي کالدیا کے سب سے بڑے بت کو توڑا تھا، اور کبھي ایک ریتلي سرزمین میں هدایت ارضي کا مرکز قائم کیا تھا - وہ دانیال نبي کا وعظ حق جس نے بابل کي دیواروں کو هلا دیا، وہ یسعیاہ نبي کا نوحه جس نے یروشلیم کي تباهي پر اپنے دل و جگر کے ٹکڑے

اُسوۂ حسنه

کائناتِ خلت

یا

تاریخ " امة مسلمة "

ما طفل کم سَوادِ و سبق قصه هاے دوست
صد بار خوانده و دگر از سر گرفته ایم

(۲)

(تاسیس امة صالحه کا دوسرا عهد)

حضرة نوح علیه السلام نے جس نئي امة کي بنیاد رکھني چاهي تھي ' اگرچه ضلالت عصر و جہل انسانیة اس سے دست و گریبان رهي ' اور اسلیے :

ما امن معه الا قلیل (۱۱ : ۴۶)

انپر ایمان لانے کي سعادت نهیں ملي مگر ایک چھوٹي جماعت کو -

تاهم جس امة صالحه کي اس عهد اولی میں بنیاد پڑي تھي وہ ضائع نه گئي ' اور خدا کا کوئي حکم دعوة ضائع نهیں جا سکتا - اگرچه خود حضرة نوح پر بهت کم لوگ ایمان لاے کیونکه انساني مدنیة و عمران کا بالکل عهد طفولیت بلکه اس سے بھي مقدم تر دور تھا ' اور مذهب کا سلسلۂ ارتقاء ابھي اپني ابتدائي کڑیوں سے ایک دو قدم آگے بڑھا تھا ' لیکن جب حضرة نوح علیه السلام اور آن کے صدیقین و متبعین کي اولاد زمین کے مختلف گوشوں میں پھیلي تو وہ اپنے ساتھه اس نئي قومیت کے عقائد و اعمال بھي لیگئي - اس طرح دعوة نوحي کا ایک عالمگیر عهد نمو شروع هوا ' اور طوفان کے بعد انساني هدایت کا سررشته عرصه تک اسي کے هاتھه رها - وہ هدایت الاهیه کي ابتدائي شعاعیں جنهوں نے طوفان کے بعد زمین کے مختلف حصص کي تاریکیوں کا مقابله کیا اور اجتماعي ضلالت کے ازمنۂ اولی میں همیشه ظلمت ارضي کیلیے تنہا سراج منیر هي ' دراصل حضرة نوح هي کي دعوة ' اور اسي دعوة کے مجددین و مصلحین کا سلسله تھا - یهي وجه هے که حضرة نوح کي جو زندگي طوفان کے بعد سے شروع هوتي هے ' اسکا ذکر قرآن حکیم نے ان لفظوں میں کیا هے :

قیل یا نوح ! اهبط بسلام منا و برکات علیك و علی امم ممن معك ' و امم سنمتعهم ثم یمسهم منا عذب الیم (۱۱ : ۵۰)

حضرة نوح طوفان کے بعد جب زمین پر دوبارہ قدم رکھنے لگے تو انکو بشارت دي گئي که اس آترنے اور قدم رکھنے میں سلامتي اور برکتیں رکھدي گئي هیں - اے نوح ! تجھپر ' تیرے ساتھیوں اور صدیقوں پر ' اور تیرے ساتھیوں سے جو امتیں پیدا هونگي ان سب کیلیے ' برکت الهي کي بشارت هے - هاں ! ان آنے والے گروهوں میں وہ قومیں بھي هونگي جو ابتدا میں تو راہ حق پر قائم رهکر امن و فرصت پائینگي - لیکن بعد کو گمراہ هوکر همارے عذاب کي مستحق ٹھرینگي جو بهت هي سخت عذاب هوگا !

اسي طرح سورة والصافات میں فرمایا که:

وجعلنا ذریته هم الباقین ' و ترکنا علیه في الاخرین ' سـلام علي نوح في العالمیـن (۳۷ : ۷۲)

هم نے حضرت نوح کي ذریت هي کو بقا دي کیونکه وهي ایک صالح قوم پیدا هوئي تھي ' اور اسیطرح بعد کي تمام آنے والي قوموں اور نسلوں کیلیے دعوة نوحي هي کو وسیلۂ هدایت قرار دیا - پس تمام جهانوں ' تمام قوموں ' اور تمام نسلوں میں سلام هے نوح کیلیے جسکا وجود تمام عالم کي هدایت و دعوت کا مرکز تھا !

یهاں یه واضح رهے که سورة والصافاة میں ایک خاص ترتیب و اخذ نتائج کے ساتھه متعدد انبیاء کرام کے بعض اهم وقائع حیات اور مختارات مواعظ بیان کیے گئے هیں ' اور عموماً انداز بیان یه هے که آخر میں آنپر سلام بھیجا جاتا هے - لیکن ان سب میں حضرة نوح کے تذکرہ کو یه خصوصیت حاصل هے که انکے "سلام" کے ساتھه تو " في العالمین " کا لفظ فرمایا هے : سلام علي نوح في العالمین لیکن اور انبیا کي نسبت صرف "سلام" هي پر اکتفا کیا هے - مثلا "سلام علي موسي و هارون" - "سلام علي الیاسین" - یعني اور انبیا کے متعلق تو صرف یه هے که انپر سلامتي هو یا انکے لیے فرمان سلام هے - لیکن حضرة نوح کي نسبت فرمایا که تمام عالموں میں ' یعني تمام نسلوں ' تمام قوموں ' تمام ملکوں میں انکے لیے اعلان عام سلام کا هے !

یه دراصل اسي طرف اشارہ هے که حضرة نوح کي دعوة کسي خاص نسل اور قوم کو زندہ کردینے کیلیے نه تھي ' بلکه وہ اُس قسم دعوة میں داخل تھي جو موجودہ نسلوں اور قوموں سے بالا تر هوکر خود ایک نئي قوم پیدا کرتي هے ' اور اسکي بنیاد محض اخوت دیني پر قائم هوتي هے - پس وہ جغرافیه و نسل سے ماوری رهکر ایک عالمگیر برادري بن جاتي هے ' اور زمین کا هر ٹکڑہ ' نوع انساني کا هر حصه ' اقوام و ملل کي هر نسل اسکے دامن میں پناہ لے سکتي هے -

حاصل بیانات بالا یه که سلسلۂ ارسال رسل و شرائع میں سب سے پهلي مکمل دعوة جس نے نئي امة پیدا کي ' حضرة نوح کي دعوة تھي - یهي وجه هے که قرآن حکیم میں هر جگهه اس سلسلے کو حضرة نوح هي سے شروع کیا هے - یه دور عرصه تک جاري رها ' اور دنیا کے دور دراز گوشوں تک پھیلا - انبیا و مجددین آتے رهے ' اور اُن ضلالتوں کے مقابله میں جهاد کرتے رهے جو دعوة نوحي کي روشني کو معدوم کرنا چاهتي تھیں - لیکن چونکه ابھي انسان مدنیة و عمران کے ابتدائي حصے میں تھا ' اسلیے شریعة الاهیه بھي اپنے سلسلۂ ارتقاء کي ابتدائي منزلوں سے آگے نهیں بڑھي تھي -

یهاں تک که انقلاب عالم نے ایک نیا صفحه الٹا ' اور وہ وقت آگیا جب ایک دور ختم اور دوسرا دور شروع هو - یه مواسم الاهیه کا بالکل ایک نیا موسم تھا ' جو تمام فضاء انسانیة پر چھانے والا تھا ' اور دنیا نے اب اتني ترقي کرلي تھي که " عالم نوحي " سے مرتفع هوکر " کائنات خلت " میں داخل هو : و کان امراً مقضیا !

(دعوة ابراهیمي)

حضرة نوح علیه السلام کے بعد کي کائنات هدایت کا دوسرا دور دعوة شروع هوا - اس دور کا مصدر و مرکز حضرة ابراهیم خلیل الله (علی نبینا و علیه الصلواة و السلام) کا وجود مقدس تھا -

حضرة ابراهیم ' حضرة هود یا حضرة صالح علیهما السلام کیطرح پچھلي دعوتوں کے احیاء و اصلاح کیلیے نهیں آے تھے ' بلکه ٹھیک ٹھیک مثل حضرة نوح کے ایک نئے دور هدایت کے موسس

که موسسین و مجددین کي یه دونوں صفیں بھي بالکل الگ الگ اسمیں موجود هیں - تاسیس امم صالحه کے ان دونوں دوروں کو ایک دوسرے سے علحده کردیا گیا ہے ' اور هر دور میں سے پہلے دعوة موسسه کا تذکره ہے ' پھر اسکے مجددین کا -

لیکن سورهٔ شعراء ' سورهٔ ابراهیم ' سورهٔ مریم ' سورهٔ عنکبوت میں دیکھوگے که انبیاء کرام کے ذکر میں کوئي تاریخي ترتیب نہیں ہے - شعراء میں سب سے پہلے حضرة موسی اور بني اسرائیل کا ذکر ہے - اسکے بعد حضرة ابراهیم علیه السلام کا ' پھر حضرة نوح کا ' پھر حضرة هود کا ' پھر حضرة صالح کا ' پھر حضرة لوط کا - اور سب کے آخر میں حضرة شعیب (علیهم الصلواة والسلام) کا - اور اسطرح بلحاظ زمانے کے جو مقدم تھے ' وه موخر هیں ' اور جو معاصر تھے (مثل حضرة ابراهیم و حضرة لوط کے) وه اسطرح الگ کردیے گئے هیں ' گویا ان دونوں کے درمیان صدها سال حائل تھے -

اسي طرح سورهٔ " ابراهیم " میں پہلے حضرة نوح کا تذکره ہے - پھر حضرة موسی کا ایک مفصل بیان شروع هوگیا ہے - حالانکه حضرة موسی حضرة نوح کے کسقدر بعد گذرے هیں ؟

سورهٔ مریم میں ابتدا حضرة ذکریا اور مسیح علیهما السلام سے کي ہے - پھر حضرة ابراهیم و اسماعیل علیهما السلام وغیره کا تذکره کیا گیا ہے -

برخلاف انکے سورهٔ " هود " میں اول سے لیکر آخر تک بالکل تاریخي ترتیب قائم ہے - جو انبیاء پہلے گذرے هیں انکا پہلے ذکر ہے - جو انکے بعد آے ' وه انکے بعد ذکر کیے گئے هیں -

یه ترتیب اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دیتي ہے که تاسیس امم صالحه کے دو تاریخي دور تھے ' اور چونکه سورهٔ هود میں مقصود تاریخي استقراء تھا ' اسلیے ٹھیک ٹھیک انکے ظہور کے اصلي اوقات و ازمنه کے مطابق سلسلهٔ ظہور و بعثت میں انکو جگه دي گئي -

پس یه یاد رکھنا چاهیے که سورهٔ هود میں جس نبي کو جو جگه دیدي گئي ہے ' وهي اسکي اصلي تاریخي جگه ہے - اور دوسري سورتوں میں انکي صفوف بلحاظ زمانهٔ ظہور یا بلحاظ صنف دعوة کے نہیں ہے ' بلکه وهاں کچھه اور مقاصد پیش نظر هیں جنکے لیے ترتیب تاریخي و صنفي کي ضرورت نه تھي -

چنانچه سورهٔ هود میں سب سے پہلے حضرة نوح علیه السلام کي دعوة کا ذکر کیا ہے - کیونکه حضرة نوح هي کے زمانے میں سب سے پہلے اجتماع انساني نے ایک مقوم و منظم اجتماع تک ترقي کي جسپر لفظ " امة " کا حسب لغة عرب اطلاق هو سکتا ہے - حضرة نوح کي دعوة موسسه تھي - انکي تاسیس سے پہلا دور شروع هوتا ہے - انکے بعد دعوة نوحي کے مجددین کا سلسله شروع هوا - اس سلسله میں سے حضرة هود اور حضرة صالح علیهما السلام کے تذکره کو بوجه کمال عبرت و تذکیر ' و ظہور معجزات قوانین الهیه و روحانیه ' و معلومات مخاطبین ' و علائق قدیمهٔ عرب ' چن لیا ہے اور قوم عاد و ثمود کي ضلالت اور اسکے نتائج پر توجه دلائي ہے -

اب پہلا دور تاسیس ختم هوگیا - اور دعوة نوحي کي جگه ایک نیا دور تاسیس حضرة ابراهیم علیه السلام کي دعوة کا شروع هوا - چنانچه حضرة صالح کے بعد حضرة ابراهیم علیه السلام کا تذکره کیا ہے ' مگر انکے تمام وقائع و اعمال حیات اجتماعي و شخصي میں سے صرف اس ایک واقعه هي کو سورهٔ هود کیلیے چنا ہے جسمیں حضرة اسحاق کي پیدایش کي انہیں بشارت دي گئي تھي ' اور اسکا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے :

فبشرناها باسحاق '	پس همنے حضرة ابراهیم کي بیوي کو اسحاق کي
و من وراء اسحاق	پیدایش کي بشارت دي ' اور اسحاق کے
یعقوب (۱۱ : ۷۴)	بعد انسے یعقوب کے پیدا هونے کي -

حضرة یعقوب علیه السلام کا دوسرا نام " اسرائیل " ہے اور " بني اسرائیل " انهي کي طرف منسوب هیں - پس یہاں قرآن نے صرف حضرة اسحاق کي بشارت کے تذکره هي پر اکتفا نہیں کیا ' بلکه اسکے ساتھه هي اسطرف بھي اشاره کردیا که انسے حضرة اسرائیل پیدا هونگے -

اس سے مقصود یه تھا که انبیاء مجددین کا جو سلسله قوم بني اسرائیل میں قائم هونے والا تھا ' اور دعوة ابراهیمي کي قوة موسسه جسطرح امة بني اسرائیل کي شکل میں بڑھنے اور پھولنے پھلنے والي تھي ' اسکي طرف زیاده واضح اشاره کردیا جاے - اس اشاره کیلیے صرف حضرة اسحاق کا نام لے دینا کافي نه تھا ' کیونکه گو حضرة اسحاق هي سے حضرة یعقوب پیدا هوے ' لیکن بني اسرائیل کي قوم اور اسکے تمام انبیاء مجددین حضرة اسحاق کي طرف منسوب نه هوے - حضرة یعقوب کي نسبت سے پکارے گئے - اسلیے " و من وراء اسحاق ' یعقوب " کہکر نسل ابراهیمي کو وهاں تک پہنچا دیا گیا ' جسکے بعد سے معاً بغیر کسي درمیاني کڑي کے امة بني اسرائیل اور دعوة هاے مجددهٔ ابراهیمیه کا سلسله شروع هو جاتا ہے -

غور کرو ' سورهٔ هود میں حضرة ابراهیم کي حیاة طیبه کے اور کسي واقعه کا ذکر نہیں کیا ' صرف اس بشارت هي کا ذکر کیا - اسکي علت یه ہے که یہاں مقصود تاریخي ترتیب کے ساتھه دو موسس دوروں اور انکے دو سلسله هاے تجدید و احیاء کا ذکر کرنا تھا ' اور حضرة ابراهیم کي زندگي کا یهي واقعهٔ بشارت وه واقعه ہے جس سے حضرة اسحاق پیدا هوے ' اور انکے اولاد میں حضرة یعقوب تھے جنسے دعوة ابراهیمي کا سلسلهٔ مجددین و امم قائم هوا -

پھر دعوة ابراهیمي کے بعد بالترتیب اسکے مجددین کا ذکر کیا ہے - چنانچه سب سے پہلے حضرة لوط علیه السلام کا ذکر ہے جنکي دعوة دعوة ابراهیمي هي کے ذیل میں داخل تھي -

حضرة لوط کے بعد حضرة شعیب کا تذکره ہے - اور اسکے بعد حضرة موسی علیه السلام کا جنکي دعوة مجدده اس قوة سے چمکي گویا ایک دعوة موسسه تھي ' اور جنکے تذکره کے اندر ان تمام مجددین اسرائیلین کا ذکر ضمناً آگیا جو یکے بعد دیگرے آتے رهے ' اور در اصل وه سب کے سب مع حضرة موسی و هارون علیهما السلام کے دعوة موسسهٔ ابراهیمي هی کے مجدد تھے : ذالك من ابناء القرى نقصه عليك منها قائم و حصيد (۱۱ : ۱۰۲) -

اب غور کرو که سورهٔ هود کي یه ترتیب جو ٹھیک ٹھیک ایک تاریخي اور صنفي ترتیب ہے ' کس طرح اس حقیقت کو واضح کرتي ہے ؟ تم اکثر مقامات پر حضرة موسی کا نام حضرة نوح کے ساتھه دیکھوگے ' بعض مقامات میں حضرة هود اور صالح کا ذکر بلا کسي فصل کے حضرة لوط یا حضرة ابراهیم کے ساتھه آجائیگا ' لیکن سورهٔ هود میں ایسا نہیں ہے - حضرة هود اور حضرة صالح موسس نه تھے ' دعوة نوحي کے مجدد تھے ' لهذا انکا ذکر بالترتیب انکي دعوة موسسه کے بعد کیا گیا - حضرة لوط ' حضرة اسحاق ' حضرة یعقوب ' حضرة شعیب ' اور حضرة موسی علیهم السلام ' حضرة ابراهیم کے بعد آے اور یه تمام انبیاء موسس اقوام و امم نه تھے بلکه حضرة ابراهیم کي قائم کرده امة صالحه کے مصلح و مجدد تھے - اسلیے ان سبکا ذکر نه تو حضرة نوح کے ساتھه کیا ' نه حضرة هود و صالح کے ' بلکه حضرة ابراهیم کي دعوة موسسه کے بعد کیا - اور اسي طرح کیا ' جسطرح انکي تجدید یکے بعد دیگرے بتقدیم و تاخیر زماني ظاهر هوئي : فهذا ما الهمني ربي ' انه هو اللطيف الوهاب !

ٹکڑے کردیے ' وہ یرمیاہ نبي کا ماتم جس نے خداوند کے تخت کو غیروں کے پاؤں تلے پامال ہوتے دیکھا اور اسکي تاب نہ لا سکا ' وہ پاک خرقي ایل کا مرثیہ جسنے خداوند کے ملک کي محکومي و غلامي پر برسوں خون کے آنسو بہاے اور نبوت کي انکھوں سے رویا کہ اسرائیل کي عورت نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا اور غیروں سے آشنائي کي ' وہ ذکریاہ کي پیغمبرانہ فغاں سنجي جس نے بیابان قدس کے ایک ایک ذرے کو خونبار بنا دیا اور خداوند کے تخت کي تذلیل و تحقیر پر زخمي انسانوں کي طرح چلایا اور تڑپا ' اور پہر بالاخر بیابان کا وہ مقدس سیاہ پوش جس نے آسمان کي بادشاہت کي منادي بلند کي ' اور کہا کہ راہ صاف کرو کیونکہ آنے والا بہت قریب آچکا ہے ! سو یہ سب کے سب اگرچہ اپنے بروز و تعین میں مختلف ناموں سے پکارے گئے ' پر اصل میں یہ سب کچھہ بس ایک حقیقۃ الحقائق ابراهیمي هي کي نبوت طرازیاں تھیں ' جسکو خدا نے بقاے دوام اور " لسان صدق في الآخرین " کیلیے چن لیا تھا ! !

اور پہر ان سب کے آخر میں احیاء و تجدید موسویت کا وہ آخري ظہور اعظم جس نے اسرائیل کے گھرانے کي گم شدہ بھیڑوں کا سراغ لگایا ' اور خداوند کے تخت کي آلودگي و ذلت پر آخري مرثیہ پڑھا ' اور سر فروش خوش خرامي کے تختہ کي طرف بڑھا ' تا وہ چلا جاے اور اپنے باپ سے کہے کہ آنے والے کو جلد بھیجدے ! اگرچہ تم کہتے ہو کہ وہ انگور کے باغ میں " مسیح " کا آخري پیام تھا ' لیکن في الحقیقت وہ بھي " وادي غیر ذي زرع " کے جمال خلت هي کي ایک نئي بخشش حسن تھي :

عباراتنا شتي ; و حسنک واحـــد
وکل الی ذاک الجمال یشیـر !

و نعم ما قیل :

عشق چو نیک در نگري عین مصدر ست
لیکن در صفات ظـاهر خـود مضمـر آمـــده

(عود الی المقصود)

پس في الحقیقت حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراهیم (علی نبینا و علیهما السلام) کے حقائق دعوۃ کے اندر جو مماثلۃ و مشارکۃ موجود ہے' اور جسطرح یہ دونوں دعوتیں دو مختلف سلسلۂ تاسیس امم کي موسس و باني ہوئي هیں ' وہ اسقدر واضح و آشکارا ہے کہ تمام صف انبیاء کرام میں انکو بیک نظر ممتاز کردیتا ہے - یہي وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے هر جگہ حضرۃ نوح علیه الســـلام کے ساتھہ حضرۃ ابراهیم کو ایک خاص نسبت دي ' اور تمام انبیاء ما بعد میں سے صرف حضـرۃ ابراهیم هي کو حضرۃ نوح کا " شیعہ " کہا - کیونکہ حضرۃ نوح کے بعد دوسرا دور موسس صرف ابراهیمي دعوۃ هي کا وجود میں آیا تھا ' اور انسے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے' وہ سب کے سب حضرۃ نوح کي دعوۃ موسسہ کے مجدد و مصدق تھے - خود کوئي موسس دعوۃ نہیں رکھتے تھے

(تشریح مزید و کشف حقیقت)

اگر تم کہو کہ حضرات انبیاء کرام کي یہ دو قسمیں اور انکے اعمال و آثار کے حقائق و معارف کي طرف رهنمائي ' ایک فضل مخصوص ہے ' جسکے انکشاف کے لیے خدا تعالی نے اس عاجز و درماندہ قلب کو چن لیا تو یہ في الحقیقت سچ ہے : و یا لیت قومي یعلمون بما غفر لي ربي و جعلني من المکرمین ! (۳٦ : ۲٦)

لیکن اگر تم کہو کہ چونکہ اسکي تشریح بالکل نئي ہے اسلیے در خور قبول نہیں ' تو یقین کرو کہ یہ تمہاري ایک خطرناک ناداني هوگي اور تمهیں کلام الہي کي روشني سے مہجور کر دیگي - کیونکہ یہ تقسیم عیناً و اصلاً قرآن حکیم کي تصریحات مبینہ سے ماخوذ ہے ' جسمیں تفسیر بالراے کي بدعت مضلہ کو ذرا بھي دخل نہیں - اور في الحقیقت اللہ تعالی کا مخصوص احسان اس عاجز پر یہي ہے کہ اسنے تفسیر بالراے کي آلودگي سے پاک رکھکر حقائق قرانیہ کو منکشف کردیا : و ذالک فضل اللہ یوتیه من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

اس حقیقت کي پوري تفصیل کیلیے تو تفسیر " البیان فی مقاصد القرآن " کي اشاعۃ کا انتظار کرنا چاهیے ' جسمیں بضمن تفسیر سورہ بقرہ نہایت تفصیل و بسط کے ساتھہ اس مبحث پر نظر ڈالي گئي ہے - البتہ مجملاً یہاں چند اشارے ضروري هیں تاکہ حضرۃ ابراهیم علیه السلام کي نبوۃ موسسۂ و مکونہ کي حیثیت اپنے اصل مقام میں واضح ہوسکے -

حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراهیم علیهما السلام کي باهمي مماثلۃ و مشارکۃ کي طرف قرآن حکیم کي جن آیات کریمہ نے رهنمائي کي ہے' ان میں سے دو آیتیں اوپر درج ہو چکي هیں - لیکن اس حقیقت کیلیے اس سے بھي زیادہ روشني قرآن حکیم میں موجود ہے' اور ازانجملہ چند آیات پر تدبر نہایت ضروري ہے -

(مقاصد قصـص القـران)

(۱) قرآن حکیم کي جن جن سورتوں میں گذشتہ انبیاء اور قوموں کے قصص بیان کیے گئے هیں ' وہ اپنے موضوع و مقصد ' اور طرز استدلال و استنباط نتائج کي بنا پر کئي قسموں میں منقسم هیں ' اور لوگوں نے بالعموم انکے سمجھنے میں بڑي بڑي ٹھوکریں کھائي هیں -

بعض سورتیں هیں جنمیں ان قصص کے بیان کرنے سے ایک طرح کا استقراء تاریخي مقصود ہے - یعني یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ آغاز نزول هدایت سے لیکر اس وقت تک شریعۃ الاهیہ کي یکساں تعلیمات نے همیشہ یکساں نتائج پیدا کیے هیں ' اور اسلیے ماضي کا استقراء ثابت کرتا ہے کہ حال و مستقبل میں بھي اُن موثرات و اسباب سے وهي نتائج پیدا ہونگے -

جن سورتوں میں یہ طرز استدلال مقصود ہے ' اُن میں گذشتہ واقعات تاریخي ترتیب کے ساتھہ بیان کیے گئے هیں ' اور وہ بالکل ایک مرتب و منظم زنجیر کي طرح هیں ' جسمیں یکے بعد دیگرے ایک هي شکل و صورت کي کڑیاں رکھدي گئي ہوں -

بعض سورتیں هیں جنمیں یہ استقراء تاریخي مقصود نہیں ہے ' بلکہ صرف کسي ایک عمل اور اسکے نتیجہ کي طرف دنیا کو متوجہ کرنا ہے جو بارها دنیا میں ظاهر ہوچکا ہے اور همیشہ وهي نتیجہ پیدا ہوا ہے - اسکے لیے ترتیب تاریخي کي ضرورت نہ تھي بلکہ صرف گذشتہ واقعات میں سے زیادہ واضح ' زیادہ موثر ' زیادہ جامع ' اور مخاطبین کي معلومات و فہم سے زیادہ اقرب حوادث کا چن لینا کافي تھا - چنانچہ ان سورتوں کا انداز یہي ہے اور تم پاؤگے کہ ان میں تاریخي ترتیب بالکل مفقود ہے -

اسي طرح قصص القرآن کے مختلف موضوع هیں ' اور مختلف طرق استدلال پر مشتمل هیں - پہلي قسم کي سورتوں میں سے میں سورہ " هود " کي طرف توجہ دلاتا ہوں ' اور دوسري میں سے سورہ " الشعراء " پر - (یہ ایک نہایت هي اهم اور تفصیل طلب مقام ہے ' مگر اسکے سوا چارہ نہیں کہ تفسیر البیان کے حصۂ قصص القرآن کا انتظار کیا جاے)

چنانچہ سورۂ هود پر اول سے آخر تک نظر ڈالو ' انبیاء کے تمام ذکر میں تاریخي ترتیب هر جگہ قائم نظر آئیگي ' اور پہر دیکھوگے

آثار اسلامیہ امارت بیجا پور

[از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی پروفیسر پونا کالج]

(۲)

(گول گنبد)

یہ عمارت نہ صرف بیجاپور، نہ صرف ہندوستان، نہ صرف اسلام، بلکہ تمام دنیا کے عجائب صنعت میں سے ہے - یہ دراصل سلطان محمد عادلشاہ کا مقبرہ تھا - سلطان جسطرح اپني زندگي میں بے نظیر تھا، اوسنے چاہا کہ مرنے کے بعد بھي بے نظیر ہو - یہ بے نظیر گنبد اسي دعوي کي دلیل ہے - اس عمارت کي بلندي ۱۹۸ فیت ۶ انچ ہے - اور اس میں دو چیزیں باعث صد استعجاب و حیرت ہیں: گنبد اور گیلري -

گنبد نصف دائرہ نما ہے - اسکا اندروني قطر ۱۲۴ فیت ۵ - انچ، اور بیروني ۱۴۴ فیت، ضخامت دیوار کي ۱۰ فیت ہے - جہاں سے خاص گنبد کي حد شروع ہوتي ہے، وہاں سے ۱۱ سنگي گیلریاں چاروں طرف اندر کي جانب بنائي گئي ہیں - جس رقبۂ فضا کو گنبد حاوي ہے، وہ تقریباً ۱۸۱۱ مربع فیت ہے - یہہ وہ وسیع حدود ہیں جن کو دنیا کا کوئي گنبد محیط نہیں - یورپ کا سب سے بڑا گنبد روم کا پینتھان (Panthan) ہے - لیکن اوسکا رقبہ بھي صرف ۱۵۸۳۳ مربع فیت ہے - اس گنبد کي ساخت کي خوبي یہ ہے کہ وہ بجاے دیوار کے محرابي کمانوں کي نوکوں پر اپنا بار ڈالتا ہے، اور اس ہندسي طریق صنعت نے گنبد کے ناقابل برداشت بوجھہ کو (جسکي کوئي دیوار متحمل نہیں ہوسکتي تھي) ان کمانوں پر تقسیم کردیا ہے !!

لیکن اس سے بھي زیادہ حیرت انگیز گنبد کي گیلري کي ایک خاص خصوصیت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان مہندسین فلسفۂ اصوات کے کس حد تک ماہر تھے . یہ گنبد اس ترکیب سے بنایا گیا ہے اور اوسکي وسعت مخصوصہ اس خاص حد تک قائم کي گئي ہے کہ ایک آہستہ سے آہستہ آواز بھي (مثلا جیبي گھڑي کي کھٹ کھٹ کي آواز) نقطۂ مقابل میں

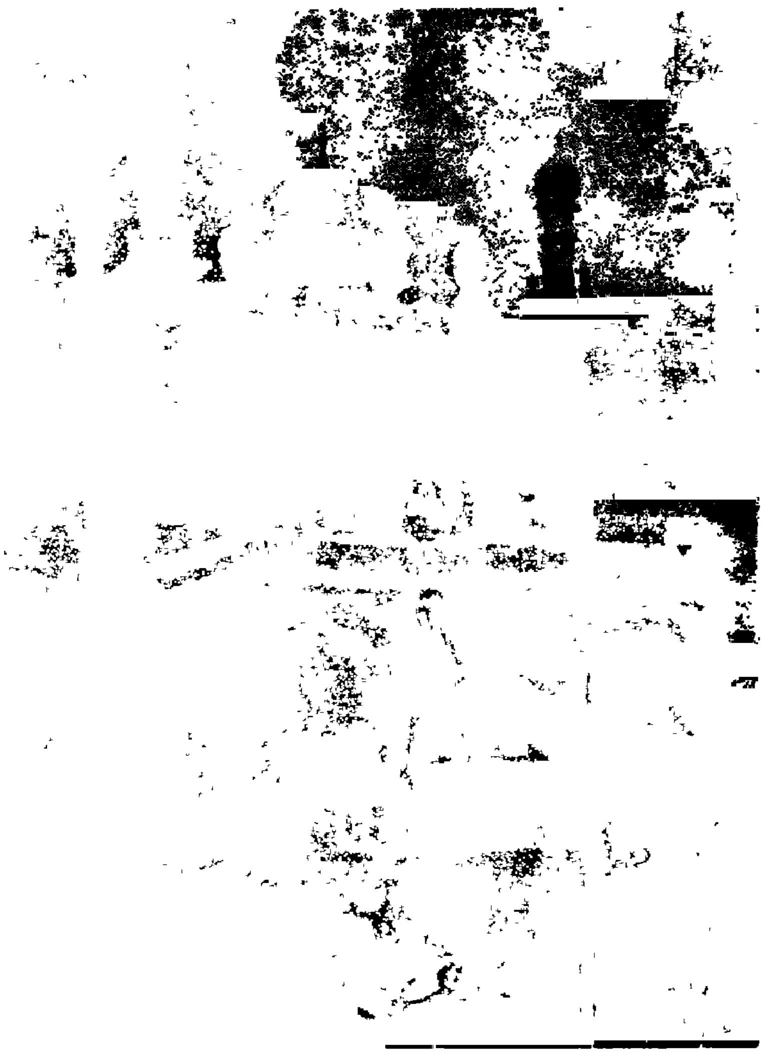

بیجا پور کي جامع مسجد

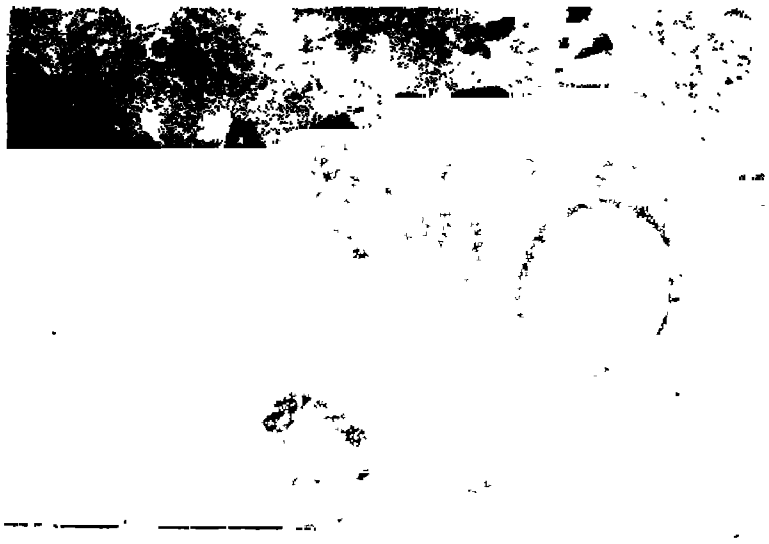

عہد عادل شاہي کي ایک توپ
« لندا کسب »

گول گنبد

مراسلات

ایک اهم اقتراح دیني

سیرۃ نبوي

روحي فداک - تحیه والسلام -

میں عجیب کشاکش میں هوں - گویم مشکل وگر نگویم مشکل کا مصداق ہے - میرا ابتدا سے یه عقیده ہے که مسلمانوں کے لیے صحیح مذهب بے لوث و بے آلایش دستور العمل' وحقیقي طریقهٔ نجات صرف " قرآن مجید " اور حضرت پیغمبر خدا' کي زندگي کا "نمونه" ہے اور بس - چند دنوں سے اس خیال میں پیچاں و غلطاں هوں که آنحضرت صلعم کي ایک تاریخ مختصر' جسته جسته واقعات' اور دسته دسته حالات طیار هو' اور کوشش کي جاے که اسکو نصاب تعلیم میں داخل هونے کي اجازت ملے -

میں مولاناے مرحوم علامهٔ مغفور شبلي نعماني کي سیرت کبیر سے بیخبر نہیں هوں' بلکه میں یہاں تک کہنے کي جرات کر سکتا هوں که مولانا کو بھي میں نے هي آماده کیا تها - لیکن چونکه کیسه خالي دامن تہي تها' عملي سعادت بیگم بهوپال کے حصه میں آئي - مگر وه تاریخ جامع اور طویل ہے' نصاب میں داخل نہیں هوسکتي - عام مطالعه و تبلیغ و دعوۃ کیلیے مفید نہیں - مولانا تنقید اور تحقیق میں مانے هوئے علامه هیں - باینهمه جناب کا انداز بحث و نظر اور ترتیب و تنظیم کچهه اور هي ہے - پهر ان کے قلم میں وه سحر اور جادو کا اثر نہیں ہے (خدا تملق سے بچائے اور بالکل صداقت کي توفیق دے) جو آپ کے قلم میں پاتا هوں :

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نه بخشد خداے بخشنده

ایک مدت تک اپنے ارادے اور خیال کو ضبط کیا - کیونکه زباني جمع خرچ سے کچهه بن نہیں آتا - لیکن ان دنوں کچهه ایسي بے تابي سي لاحق هوئي ہے که سر رشتهٔ صبر هاتهه میں رهتا نظر نہیں آتا -

اگر آپ صرف ایک گهنٹه اس کام پر وقف کردیں اور روزانه اپني اعجاز نگاري کے طرز پر کچهه لکهدیا کریں تو تهوڑے دنوں میں کتاب طیار هو جائیگي - میں سردست اسکي اشاعت کیلیے کچهه پیش نہیں کر سکتا' زیاده سے زیاده پچاس روپیه یکجا بمشکل پیش کر سکتا هوں -

اگر ماهواري لیں تو هر انگریزي مہینے کي چوتهي تاریخ پر دس روپیه بهیج سکتا هوں' اور دس گیاره مہینے تک به آسودگي مسلسل ادا کر سکتا هوں - نه اسمیں بچوں کا پیٹ کاٹنا پڑیگا نه اپنے پیٹ پر پتهر باندهنے کي نوبت آئیگي - هر مہینه میں روپیه بهیجتا رهونگا -

میں جانتا هوں نه آپکي غیور طبیعت ایسي باتوں سے گهبراتي ہے اور نه گوارا کریگي' مگر همارے طرف سے یه آپ کے لیئے تو نہیں ہے بلکه خدا کے لیے ہے - مذهب کي محبت اور پیغمبر خدا کي حضور میں صدق نیاز کا ثبوت ہے' اور اجر کي امید - آپ اس عرض کو هذیان' سرسام' یا صعود ابخرهٔ مراق تصور فرمائینگے - اور میں خود بهي جانتا هوں که آپکي خدمت میں ایسا عرض کرنا ایسا هي ہے - لیکن نہایت الحاح اور زاري اور عاجزي سے التجا ہے که اگر منظور فرما لیں تو بڑي بهاري کمي کو پورا کر دینگے - سیرۃ کبیر کا وعده دسمبر سنه ۱۹۱۵ میں شائع هو جانے کا تها - مگر اب مولوي مسعود علي ندوي کي تحریر سے معلوم هوا ہے که شاید دو چار مہینے اور انتظار کرنا پڑے -

مانا که وه تعلیم یافتوں اور علماء میں رحمت اور برکت اور روح حیات پهونک دیگي - مگر یه کام اوس سے نہیں نکلیگا که نصاب تعلیم میں بهي داخل هو - اگر جناب لکهیں تو مدارس' مکاتب' وعظ' هر جگه کام آئیگي اور هر وقت ساتهه رهیگي -

تاریخ آپ کے قلم سے لکهي هوئي همارے پاس آے یا وهاں کسي اعلی مطبع میں چهپوائي جاے - اسکي آمدني و قیمت اسیکي اشاعت پر صرف کي جاے یا کسي اور کام پر - لیکن یه ضروري ہے که تاریخ آپ کے دماغ اور قلم سے نکلے -

مزید طباعت اور اشاعت کے لیے صدها راستے کهل جائینگے - جس زمانه میں علامهٔ شبلي مشاهیر اسلام کي تاریخیں لکهتے تهے' میں جل جل جاتا تها که آفتاب کو چهوڑ کے پرتو اور نوروں پر کیوں نظر ڈالتے هیں - آپ کے لیے بهي میں یهي کہتا تها که سیاسي معاملات کو رهنے دیجیے اور صرف حضرت کي زندگي پر بحث کیجیے -

بهر حال جنون سمجهیے یا ابخره مراقي کا صعود - مجهکو اس خیال نے بے تاب کر رکها ہے که آنحضرت کي تاریخ زندگي کے شایع هونے هي پر اسلام اصلي حالت پر آسکتا ہے' اور مجهکو اسیکا خفقان ہے -

غلام غوث طبیب (خانپور)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بہار

ایجاد کردۂ جناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا ہے - خصوصاً ضعف مثانه اور اُن مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خود کشي تک مسلسل هوتا ہے ایک بے خطا اور آزموده مرکب ہے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بہتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه
منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت
نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

تاریخ تمدنی اسلامی کا ایک صفحہ!

غزوات اسلامیہ اور تجارت

مہتر محل
ایک صحن مسجد کا خارجی دروازہ

دنیا نے جس نقطے سے اپنا سفر شروع کیا تھا ' ہر پھر کے پھر اوسی نقطے پر پہونچ گئي ہے - دنیا کا سورج اپني تکوین کے پہلے دن وحشت و بہیمیت کے سر پر چمکا ' اور آج تمدن و تہذیب کے خط استواء سے گذر رہا ہے - لیکن اوسکی حرارت میں کوئي فرق نہیں آیا ہے - اوسکا آتشیں چہرہ جسطرح تکوین عالم کے پہلے دن غصہ سے سرخ تھا ' اسي طرح آج بھي تابناک نظر آرہا ہے !

بظاہر یہ ایک نہایت تعجب انگیز بات ہے - جس دور ترقي و عہد تمدن نے حقائق و علوم میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا ' اسرار عالم کے چہرے سے نقاب اولٹ دي ' بحر و بر کے ڈانڈے ملا دیے ' فضاے بسیط کے سیاروں کو قوۃ جاذبہ نے ایک رشتہ میں منسلک کر کے خدا کے اس احسان عظیم کو کہ :

خلق لکم ما في زمین میں جو کچھ ہے اوسکو خدا نے تمہارے
الارض جمیعا ہي لیے پیدا کیا ہے -

پورا کردیا - کیا وہ پھر اوسي عہد ظلمت کي طرف رجعت قہقري کرسکتا ہے ' جو انسان کي سیاہ کاریوں کا ایک تیرہ و تاریک ظلمت کدہ تھا ؟

بظاہر یہ سوال کتنا ہي تعجب انگیز ہو ' لیکن دونوں دور کے نتائج اسکا جواب اثبات میں دیتے ہیں -

یہ سچ ہے کہ وحشت و تمدن دو متضاد چیزیں ہیں ' لیکن دونوں کے نتائج میں عجیب و غریب اتحاد ہے - آگ اگر پاني کو خشک کرسکتي ہے ' تو وہ ایک جامد مادہ کو سیال بھي بنا سکتي ہے - پس جب ایک ہي قوت متضاد نتائج پیدا کرسکتي ہے ' تو دو متضاد قوتیں متحد نتائج کیوں نہیں پیدا کرسکتیں ؟

لیکن اسوقت نظریات کي ہنگامہ آرائي کي ضرورت نہیں - یہاں گفتگو واقعات اور واقعات کے نتائج سے ہے ' اور وہ یکسر عالم آشکارا ہیں - زمانۂ وحشت میں عورتیں آزاد تھیں ' آج اونکي آزادي اور بھي بڑھ گئي ہے - زمانۂ وحشت میں انسان ہر چیز کو مباح سمجھتا تھا ' اب ایک اعلی درجہ کا متمدن انسان بھي بلا قید دنیا کي ہر چیز سے تمتع اوٹھا سکتا ہے - زمانۂ وحشت میں انسان بات بات پر لڑ پڑتا تھا ' آج ایک مہذب انسان بھي سیادت جنسي و وطني کے جوش میں ذرا سي بات پر تلوار اوٹھا سکتا ہے - زمانۂ وحشت میں انسان ایک ہي بي بي پر قانع نہیں تھا ' آج متمدن آبادیاں بھي زیادہ وسعت و کامیابي کے ساتھہ اسي پر عمل کررہي ہیں - زمانۂ وحشت میں عورتیں صرف ستر عورت کا چھپانا کافي سمجھتي تھیں ' آج تمدن کے کامل لباس (فل ڈریس) میں عہد قدیم کا یہ منظر نظر آسکتا ہے -

علي عادل شاہ ثاني کا نا تمام مقبرہ

زمانۂ وحشت میں انسان اپنے بغض و عداوت کو غیر ضروري اور غیر متعلق چیزوں کي طرف متعدي کردیتا تھا ' وہ ایک شخص سے لڑتا تھا تو اوسکے گھر میں آگ لگا دیتا تھا ' اوسکو متعدد مالي فوائد سے محروم کردیتا تھا ' اوس نے جو تعلقات دوسرے لوگوں سے قائم کر رکھے تھے اونکو منقطع کرنا چاہتا تھا ' اوسکي تجارت اور دوسرے ذرائع معاش میں مختلف طریقوں سے رکاوٹ پیدا کرتا تھا - آج بیسویں صدي کا متمدن انسان بھي یہ سب کچھہ کرتا ہے - وہ کبھي اسٹرائک کرتا ہے ' کبھي بائیکاٹ کا وعظ کہتا ہے ' کبھي تاروں کا سلسلہ کاٹ ڈالتا ہے ' کبھي ڈائنامیٹ کے ذریعہ سے ٹرینوں کو اوڑا دیتا ہے ' کبھي تجارتي جہازوں کو روک دیتا ہے بلکہ بعض اوقات اونکو ڈبو بھي دیتا ہے ' اور اسکو دشمن کے بیدست و پا کرنے کا نہایت مہذب اور کامیاب آلہ سمجھتا ہے !

اسلام سے پہلے عرب بھي ایک وحشي ملک تھا ' اسلیے وہ بھي بیسویں صدي کے اس بے پناہ آلے کو استعمال کرتا تھا - بلکہ سب سے زیادہ اوس نے خود اسلام ہي کے مقابلے میں اسکا استعمال کیا - ابتداے بعثت میں دو سال تک کفار قریش نے باہمي معاہدہ کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم کے خاندان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کردیے تھے - اس معاہدہ کي رو سے نہ کوئي شخص بنوہاشم کو اپني لڑکي دیسکتا تھا ' نہ اونکے ہاتھہ کوئي چیز بیچ سکتا تھا ' اور نہ اونکے ساتھہ کسي قسم کا لین دین کرسکتا تھا - سفر بعثت عورتوں کو

تاج باؤلي . تاج سلطانہ بیگم سلطان ابراہیم ثاني کا حوض

مشہور فاتح توپ : " ملک میدان "

(جو ۱۲۴ فیٹ کے بعد پر ہے) پوری صفائی کے ساتھ اپنے عکس صوت کو سنا دیتی ہے جو جانب مقابل کے حصۂ گنبد سے ٹکرا کر واپس آتا ہے!

گنبد کے اندر اگر ایک بار تالی بجائی جائے تو دس بار متواتر گنبد کے غیر مرئی ہاتھ اپنے تماشائیوں کو جواب دینگے - اگر گنبد کے زینوں پر ایک چڑھنے والے انسان کے پاؤں چاپ پیدا کرینگے ' تو گنبد کے اندر سینکڑوں نظر سے غائب چلنے پھرنے والوں کی آواز سنائی دیگی ! !

اس عمارت کے جنوبی دروازہ پر تین جملوں کا ایک چھوٹا سا فارسی کتبہ کندہ ہے - ہر جملہ سے بانی گنبد سلطان محمد کی تاریخ وفات سنہ ۱۰۶۷ ھ نکلتی ہے -

اس عمارت کی جانب مغرب ایک نہایت خوبصورت پتھر کی مسجد بھی ہے جو لارڈ کرزن کے عہد تک انگریز سیاحوں کا مسافر خانہ تھا - لیکن لارڈ کرزن کی تجویز " حفاظت آثار قدیمہ " نے اس ذلت سے اسکو نجات دی -

(توپ ملک میدان)

حسب تحقیق بعض مورخین یورپ ' توپ کی ایجاد کا فخر مسلمانوں ہی کو حاصل ہے - حسب تصریح ابن خلدون ' اندلس کی بعض لڑائیوں میں عرب فوج کے ساتھ توپیں موجود تھیں - علامہ زکی پاشا مصری کے کتبخانہ میں ابن غانم اندلسی کا ایک خاص رسالہ توپ کی صنعت پر موجود ہے - ترکوں نے اس صنعت کو خاص ترقی دی - سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کا توپخانہ یورپ کی تمام تاریخ میں اپنے عہد کا عدیم النظیر تسلیم کیا گیا ہے -

ہندوستان کے میدان میں سب سے پہلے توپ بابر لایا - اکبر نے توپ کی صنعت کو جسقدر ترقی دی ' وہ آئین اکبری کے پڑھنے والوں پر ظاہر ہے -

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں اس صنعت کو جسقدر ترقی ہوئی اوسکے نمونے ہندوستان میں جا بجا موجود ہیں -

دولت آباد میں " قلعہ شکن " اور پونہ میں " فتح لشکر " نامی دو توپیں عہد عالمگیر کی یاد دلاتی ہیں - یہ دونوں توپیں " محمد حسن عرب " کرکی صنعت سے ہیں -

دکن میں مسلمان اور ہندو قوتوں کی آخری اور فیصلہ کن رزمگاہ " تالی کوٹ " کا میدان تھا جس میں دکن کی پانچ اسلامی ریاستوں نے متفقاً ملکر دکن کی قدیم و مستحکم ہندو حکومت بیجانگر کا خاتمہ کردیا - لیکن اس غیر متوقع فتح کی قوت در اصل احمد نگر کے توپخانہ میں مخفی تھی - توپ " ملک میدان " بھی در حقیقت اسی امارت اسلامیہ کی یادگار ہے -

یہ توپ احمد نگر میں بعہد ابوالغازی نظام شاہ سنہ ۹۰۰ ھ میں ڈھالی گئی تھی - اس کے صناع کا نام اسکی پشت کے کتبہ پر " محمد بن حسن رومی " منقوش ہے - یہ توپ احمد نگر کے قلعہ پرندہ پر نصب تھی - اتفاق روزگار سے جب یہ قلعہ بیجاپور کی حکومت میں داخل ہوا تو یہ توپ بھی سنہ ۱۶۳۲ع میں منتقل ہوکر بیجاپور آگئی - سنہ ۱۶۸۵ ع مطابق سنہ ۱۰۹۷ ھ میں جب عالمگیر نے بیجاپور پر قبضہ کیا تو اموال و غنائم میں " ملک میدان " بھی ہاتھ آئی - اورنگ زیب نے اس کو یہیں چھوڑ دیا لیکن اسکی پیشانی پر اپنے نام کا سکہ ضرب کردیا - برٹش عہد حکومت میں (۱۸۵۴ ع) اس توپ کا طالع اقبال قریب تھا کہ گردش میں آجائے - ستارہ کے کمشنر نے حکم دیدیا تھا کہ دیگر بیکار چیزوں کے ساتھ اس توپ کو بھی نیلام کردیا جائے - بخت کی واژگونی دیکھو کہ اس مایۂ روزگار کی قیمت صرف ۱۵۰ روپیہ اٹھی تھی !

لیکن ہم اس ناقدردانی زمانہ کے ممنون ہیں جس نے مسلمانوں کے شاہد اقبال کے طور پر اسکو ہمارے لیے محفوظ رکھا - دوسری بار پھر یہ برٹش میوزیم کے حصہ میں آچکی تھی کہ ہماری خوش نصیبی نے پھر جھپٹ کر چھین لیا ' اور یہ اب تک بیجاپور کے مغربی شہر پناہ کے سب سے بڑے برج پر نصب ہے -

ملک میدان کا طول ۱۴ فیٹ ۴ - انچ ' اور اسکا سب سے بڑا قطر ۴ فیٹ ۱۱ - انچ ہے - اسکے دہانہ کی وسعت اتنی بڑی ہے کہ ایک آدمی اچھی طرح بیٹھکر دو پٹہ باندھ سکتا ہے !

دہانہ کی شکل ایک اژدہے کے منہ کی سی ہے ' جسکے جبڑے بالکل کھلے ہوے ہیں - جبڑے کے دونوں طرف دانتوں کے اندر دو ہاتھی دبے ہوے ہیں !

جسطرح بیجاپور کا گول گنبد دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتا ' مشہور ہے کہ اسی طرح یہ اپنی وسعت و ضخامت و عجیب الشکلی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی اور دنیا کی سب سے بڑی توپ شمار کی جاتی ہے - کتبات کی نقل حسب ذیل ہے :-

الله

اضافۂ عالمگیری و لا سواہ

۳۰
فی سنہ جلوس
شاہ عالمگیر غازی پادشاہ دین پناہ
انکہ داد عدل داد و ملک شاہان را گرفت

مطابق سنہ ۱۰۹۷ ھ
فتح بیجاپور کرد و بہر تاریخ ظفر
رو نمود اقبال و گفتہ : ملک میدان را گرفت

الله
خادم اہل رسول
ابو الغازی نظام شاہ
سنہ ۹۵۶ ھ

عمل محمد حسن رومی

آثار محل
عادل شاہی کتب خانہ کا نقش پا

تجارتي فائده اوٹھانا پسند نہيں کيا - ليکن خداے اسلام کو يه علحدگي پسند نه آئي اور صحابه کے اس طرز عمل کے متعلق يه آيت نازل هوئي :

ليس عليکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم -	اگر تم لوگ زمانۂ حج ميں خدا کے فضل يعنے تجارت سے فائده اوٹھاو تو يه کوئي گناه کي بات نہيں -

مدينه ميں يہوديوں کا مشهور قبيله بنو قينقاع زرگري کا پيشه کرتا تها - اوس نے ايک بازار بهي قائم کرليا تها جو اونهيں کے نام سے مشهور تها - بعض وقت اون لوگوں نے سر بازار مسلمانوں کے ساتهه اشتعال انگيز شرارتيں بهي کيں - چنانچه ايک مسلمان عورت کسي زيور کيليے ايک سنار کي دکان پر آئي تو ايک يهودي نے پيچھے سے اکر اوسے بے پرده کرديا (۱) ليکن ان لوگوں کے ساتهه بهي کسي قسم کا تعرض نہيں کيا گيا - بلکه خود حضرت فاطمه رضی الله عنہا کا مکان بهي اسي بازار کے متصل تها ' اور اس تعلق سے خود آنحضرت صلی الله عليه وسلم بهي اس بازار ميں تشريف لاتے تهے - (۲) غالباً اسي همسائيگي کي بنا پر حضرت علي عليه السلام نے يهوديوں سے لين دين کے تعلقات پيدا کرليے تهے - چنانچه جب اونهوں نے اپني دعوت وليمه کرني چاهي ' اور اس غرض سے اذخر (ايک گهانس هوتي هے جو سناروں کے کام آتي هے) کاٹنے کيليے نکلے که سناروں کے هاتهه بيچ کر اسکي قيمت سے دعوت کا سامان کريں ' تو قبيله بنو قينقاع هي کے ايک سنار کو اپنے ساتهه لے جانا چاها تها - (۳)

خود آنحضرت کے معاملات و قرض کا تمام تر تعلق يهود اور کفار کے ساتهه تها - چنانچه آپنے ايک يهودي کے يہاں اپني زره رهن رکهه کر کچهه غله خريدا تها (۴) حالانکه ايک طويل سلسلۂ جنگ کے زمانے ميں آلات جنگ کو بهر حال محفوظ رکها جاتا هے -

آنحضرت کے تمام خانگي اور ذاتي معاملات کا انتظام حضرت بلال کے متعلق تها - يه انتظامات جس طرح انجام پاتے تهے ' اوسکا حال جس تفصيل سے خود حضرت بلال نے بيان کيا هے ' اوس سے ثابت هوتا هے که معاملات کے متعلق اسلام کسقدر بے تعصب اور فياض تها - حضرت بلال فرماتے هيں : " آنحضرت کے پاس کوئي سرمايه نہيں تها - ابتداے بعثت سے تا دم وصال ميں هي آپ کے مصارف کا انتظام کرتا تها - چنانچه آپ کي خدمت ميں جب کوئي برهنه تن مسلمان آجاتا تو ميں آپ کے حکم سے جاکر پہلے قرض ليتا ' پهر اوس سے کپڑا خريد کر اوسکو پہناتا ' اور کهانا خريد کر کهلاتا تها - اس معمول کو ديکهکر ايک دن ايک مشرک نے مجهه سے راه ميں کہا که ميں دولتمند آدمي هوں ' مجهي سے قرض لے ليا کرو ' اور کسي سے نه لو - چنانچه مينے اوسي سے معامله کرليا - ايک دن وضو کرکے اذان دينے کيليے اوٹها تو مينے ديکها که تاجروں کي ايک جماعت کے ساتهه وه آرها هے - جب اوس نے مجهے ديکها تو منه بنا کر نہايت سخت الفاظ ميں کہا " اے حبشي ! تجهے معلوم هے که مهينه کب ختم هوگا ؟ " مينے کہا " اب ختم هي هوا چاهتا هے " اوس نے کہا " اب صرف چار دن رهگئے هيں - تم پر جو قرض هے ' اب وصول کرلونگا - نتيجه يه هوگا که جسطرح تم پہلے بکرياں چراتے پهرتے تهے اوسي طرح مفلس هوکر سرگشته پهروگے " مجهے يه سنکر نہايت رنج هوا - عشاء کے بعد جب حضور اقدس گهر ميں تشريف لائے تو اذن طلب کرکے حاضر خدمت هوا ' اور عرض کيا که جس مشرک سے ميں قرض ليا کرتا تها ' اوس نے آج مجهه سے نہايت سختي کے ساتهه گفتگو کي - نه آپ کے پاس کچهه هے ' نه ميرے پاس که اوسکا قرض ادا کروں - وه ميري عزت و آبرو کے پيچهے پڑ گيا هے - آپ مجهے اجازت ديجيے که کسي مسلمان قبيله ميں اوسوقت تک کيليے بهاگ جاؤں جب تک خدا آپ کو قرض ادا کرنے کے قابل بنادے - يه کہکر ميں آپ کي خدمت سے واپس آيا - تلوار ' تهال ' توشه دان ' اور پاپوش کو سرهانے رکهکر سوگيا ' اور صبح کاذب هونے کے ساتهه هي بهاگ نکلنے کا اراده کيا - اسي حالت ميں ايک آدمي دوڑتا هوا آيا [illegible] تمهيں آنحضرت بلا رهے هيں - ميں گيا تو چار اونٹنياں بيٹهي هوئي نظر آئيں جن پر سامان لدا هوا تها - آنحضرت نے فرمايا " قرض کے ادا کرنے کا سامان تو هوگيا - کيا تم نے اونٹنياں نہيں ديکهيں . پهر آپ نے فرمايا : تم اونکو مع اوس غله اور کپڑے کے جو اون پر لدا هوا هے ليجاؤ ' اور اوس سے قرض ادا کردو - فدک کے بادشاه نے [illegible] کو ميرے پاس بطور تحفه کے بهيجا هے - ميں قرض ديکر پلٹا [illegible] آنحضرت صلی الله عليه وسلم نے پوچها : " سب قرض ادا هوگيا " مينے کہا : هاں ' اب کچهه باقي نہيں هے "

خارجي ممالک سے اهل عرب نے جو تجارتي تعلقات قائم کرليے تهے ' اسلام پر اونکا نہايت مضر اثر پڑتا تها - چنانچه عرب ميں شام سے جو قافله غله ليکر آتا تها وه اسلام کيليے نہايت خطرناک تها يہاں تک که آپ نے جب حضرت کعب بن مالک رضي الله عنه سے عدم شرکت غزوۂ تبوک پر تمام اخلاقي تعلقات منقطع کر ليے اور تمام صحابه کو اون سے علحدگي کا حکم ديا ' تو اونکو شام کے نبطي نے جو مدينه ميں غله ليکر آيا تها ' بادشاه غسان کا ايک خط ديا ' جسکا مضمون يه تها :

قد بلغني ان صاحبک قد جفاک ' ولم يجعلک الله بدار هوان و لا مضيعة فالحق بنا نواسک (۱)	مجهے معلوم هوا هے که تمهارے آقا نے تم پر ظلم کيا هے ' ليکن خدا تمکو ذليل و برباد نہيں کريگا - تم هم سے ملو هم تمهارے ساتهه همدردي کرينگے .

اگر حضرت کعب بن مالک کے جوش اخلاص [illegible] تنور ميں نه ڈالديا هوتا ' تو اسکا نتيجه صرف يهي نہيں هوتا که [illegible] کے دائره سے ايک فرد نکل جاتا بلکه غزوات اسلاميه پر بهي اسکا نہايت مضر اثر پڑتا - با اينهمه اسلام کيوجه سے ان تاجروں کي گرم بازاري ميں کوئي فرق نہيں آيا - بلکه ايک بار آپ نماز جمعه پڑها رهے تهے - اسي حالت ميں شام سے ايک قافله آگيا - تمام مسلمان نماز چهوڑکر اوسکي طرف دوڑے ' اور آنحضرت صلی الله عليه وسلم کے ساتهه صرف ۱۲ آدمي رهگئے - اسپر يه آيت نازل هوئي :

و اذا راوا تجارة او لهون انفضوا اليها وترکوک قائما -	جب وه تجارت يا لهو کو ديکهتے هيں ' تو اوسکي طرف دوڑتے هيں اور تجهکو کهڑے کا کهڑا چهوڑ ديتے هيں - (۲)

مفسرين کرام نے " لهو " کي تفسير ميں لکها هے که وه لوگ اعلان عام کيليے گهنٹه بجاتے تهے - اس سے اونکي اسي تجارت کا اندازه هوسکتا هے - افلاس کدهٔ عرب کي عام غذا تو کهجور اور جو کي روٹي تهي ' ليکن جو لوگ دولتمند هوتے تهے ' وه ميده کي روٹي کهاتے تهے - ليکن اسکے ليے نہايت شوق کے ساتهه شام کے قافله کا انتظار کرنا پڑتا تها - چنانچه جب وه قافله آتا تها تو وه لوگ صرف اپنے ليے ميده خريد ليتے تهے - باقي تمام گهر کا خرچ اوسي جو اور کهجور سے چلتا تها (۳) - زمانۂ اسلام ميں بهي يهي حالت قائم رهي -

---

(۱) تاريخ ابن اثير

(۲) بخاري جزو ۳ - ص - ۹۹ -

(۳) ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۹۳ -

(۴) بخاري جزو ۲ - ص - ۹۵

---

(۱) بخاري جزو ۲ - غزوۂ تبوک -

(۲) بخاري جزو ۳ - صفحه ۹۹ -

(۳) [illegible] ص - ۲۹۴ -

۷۱

جهوڑوں کے پاس جاتا (متي ۹ : ۱۲)

اپني اس ايجاد پر بڑا ناز هوگا كه وه آب و دانه كا فاقه كركے قيد خانے كي مصيبتوں سے بچ جاتي هيں - ليكن سب سے پہلے عرب كي ايک عورت نے اسلام كے مقابلے ميں اس آلے كا استعمال كيا تها - جب حضرت سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه اسلام لائے ' تو اونكي ماں نے ناراض هوكر قسم كها لي كه اگر وه اس مذهب سے باز نه آئے تو نه اون سے كبهي بولوں گي ' نه كهانا كهاوں گي ' نه پاني پيوں گي - يه محض دهمكي هي نه تهي' بلكه اس نے اس پر عمل بهي كيا ' اور اسي حالت گرسنگي ميں تين دن گذار ديے - تيسرے دن جب فرط ضعف سے بيهوش هوگئي ' تو اس نازک حالت كو ديكهكر اسكے دوسرے لڑكے نے پاني پلا ديا - هوش ميں آئي تو سعد كو بد دعائيں ديں - (١)

ابتداے اســـلام ميں بعض صحابهؓ نے بهي كفار كو تجارت كي روک ٹوک كي دهمكي دي تهي - چنانچه غزوۂ بدر سے پہلے ايک بار حضرت سعد بن معاذ رضي الله عنه عمره كي غرض سے مكه آئے ' اور قديم دوستانه تعلقات كي بنا پر اميه بن خلف كے يہاں قيام كيا - چونكه كفار آزادي كے ساتهه عمره لانے كا موقع نهيں ديتے تهے ' اسليے انهوں نے ايک دن موقع پا كر دو پهر كے سناٹے ميں اميه كے ساتهه طواف كرنا چاها - اتفاق سے ابوجهل سے ملاقات هوگئي - اوس نے كہا : " تم اس طرح بيدهڑک مكه ميں طواف كر رهے هو ' حالانكه تم نے گمراه مسلمانوں كو اپنے يہاں پناه دي هے اور اونكي مدد كر رهے هو ؟ اگر تم ابوصفوان (اميه) كے ساتهه نه هوتے ' تو يہاں سے ديكهو واپس نه جا سكتے " -

اس پر حضرت سعد بن معاذ كو بهي غصه آ گيا - اونهوں نے بهي دهمكي دي : " اگر تم مجهے طواف سے روكوگے تو ميں تمهاري راه ميں اس سے بهي سخت ركاوٹيں پيدا كرونگا ' يعني مدينه كے راستے سے تمهارا جو كارروان تجارت شام كو جايا كرتا هے ' اوسكو روک دونگا " (٢)

حضرت سعد بن معاذ رضي الله عنه نے يه صرف دهمكي هي دي تهي ' مگر بعض مسلمانوں نے اس پر عمل بهي كيا - چنانچه صلح حديبيه كے بعد جو مسلمان مكه سے بهاگ كر ساحل دريا پر مقيم هوگئے تهے ' وه مجبوراً قريش كے كارروان تجارت كي لوٹ سے اپني معروزي دوزي كرتے تهے - تاهم خود آنحضرت نے نه تو كبهي ايسا كيا اور نه اسكو پسنديدگي ظاهر كي - چنانچه جب قريش نے ساحل بحر كے مسلمانوں كي شكايت كي تو (حسب تصريح بخاري) آپ نے انهيں اپنے پاس بلا ليا -

اسلام دنيا ميں خالي هاتهه آيا - نه اوسكے دامن ميں لعل و جواهر كے ذخيرے تهے ' نه وه اپني جيب ميں چاندي سونے كے سكے ركهتا تها - نه اوسكے پاس اس قدر سرمايه تها كه لوگوں سے لين دين بڑهاتا ' تجارت كي منڈياں قائم كرتا ' يا كم ازكم بازار ميں ايک معمولي سي دكان هي لگا ديتا - اوسكي جهولي ميں صرف مخلصين مومنين كے چند دل تهے' جو اگرچه لعل و جواهر سے زياده گراں قيمت اور چاندي سونے كے سكوں سے زياده بيش بها تهے ' ليكن اسوقت عرب كے بازار ضلالت ميں اس سودے كا كوئي خريدار نه تها !

اس زمانے ميں عرب كي تجارت كا تمام كار و بار كفار مكه اور يهود مدينه كے هاتهه ميں تها ' ليكن عرب ميں جو بد اخلاقياں عموماً پهيل گئي تهيں ' اونكا اثر سب سے زياده داد و ستد كے معاملات پر پڑتا تها - اس بنا پر تجارت تمام اخلاقي خرابيوں كا مركز بن گئي تهي - عرب ميں سب سے زياده متمول اور كار و باري قوم يهود كي تهي - ليكن يه لوگ معاملات ميں نهايت سخت اور حريص تهے - يہاں تک كه بچوں اور عورتوں تک كو رهن ركهتے تهے (١) اور قرض كے تقاضے ميں نهايت بے مروتي كا اظهار كرتے تهے - چنانچه حضرت جابر بن عبد الله رضي الله عنه كے والد نے جب انتقال كيا تو انپر ايک يهودي كا قرض باقي رهگيا تها - اوس نے تقاضا كيا تو حضرت جابر رضي الله عنه نے چند دنوں كي مهلت مانگي - اوس نے انكار كرديا - اونهوں نے آنحضرت سے سفارش كرائي - آنحضرت اسكے پاس خود تشريف ليگئے اور اس معامله كے متعلق بالمشافه گفتگو كي - ليكن اوس نے آپ كي سفارش كو بهي رد كرديا (٢)

معاملات كے متعلق كفار كا جو طرز عمل تها وه اس سے بهي زياده سخت تها ' اور اوسكا اثر مسلمانوں پر بلكه خود اسلام پر بهي پڑتا تها - عاص بن وائل پر خباب كا كچهه قرض تها - جب اونهوں نے اوس سے تقاضا كيا تو اوس نے كہا : جب تک تم محمد صلى الله عليه وسلم كي رسالت كا انكار نه كروگے ' ميں تمهارا قرض ندوں گا ! (٣)

يه لوگ خود آنحضرت كے ساتهه بهي نهايت بيهوده طريقه سے پيش آتے تهے - آپ پر ايک كافر كا قرض تها ' اوس نے اس سختي كے ساتهه آپ سے تقاضا كيا كه صحابه اس كي بے ادبي پر ضبط نه كرسكے ' اور اوسكو اس گستاخي كي سزا ديني چاهي - ليكن آنحضرت صلى الله عليه و سلم نے يه كهكر روكديا : " جسكا حق هے وه اسقدر باتيں بهي سنا سكتا هے " (٤)

اهـــل عرب نے خارجـــي ممالـک سے جو تجـــارتـــي تعلقات قائم كرليے تهے ' وه بهي اسلام كيليے نهايت مضر تهے - چنانچه حضرت دحيه كلبي جب آنحضرت كا خط هرقل شاه قسطنطنيه كے پاس ليكر گئے تو اسوقت ابو سفيان تجارتي اغراض سے شام ميں مقيم تها - هرقل نے اوسكو طلب كيا اور آنحضرت كے متعلق متعدد سوالات كيے - ان سوالات كي سنجيدگي نے اگرچه ابو سفيان كو آنحضرت يا اسلام كے معائب و مثالب كے اظهار كا موقع نهيں ديا ' تاهم جب آنحضرت كے وفاے عهد كے متعلق دريافت كيا گيا تو باوجوديكه اوسكو آنحضرت كي پابندي عهد كا علم تها ' ليكن هرقل كو يه كهكر در پرده مشتبه كردينا چاها كه " اسوقت تو هملوگوں كے درميان معـــاهدۂ صلح هو گيا هے ' خدا جانے وه اسكو قائم ركهتے هيں يا نهيں ؟ " چنانچه ابوسفيان كو خود اعتراف هے كه اسنے به هزار دقت يه موقع پيدا كيا تها :

ما امكنني من كلمة ادخل فيها شيئا غير هذا - (٥)

هرقل نے مجهے يه موقع هي نهيں ديا كه اسكے سوا كسي اور سوال كے جواب ميں تدليس اور فريب كاري كرسكوں -

ان اسباب كي بنا پر اسلام تجارتي معاملات ميں روک ٹوک كرنے كا جائز حق ركهتا تها - ليكن اسلام كي ده ساله فاتحانه تاريخ ميں ايک موقع بهي ايسا نهيں پيش آيا جهاں اسلام كي كوه شكن قوت كسي كاروباري ترازو سے ٹكرائي هو - بلكه اسكے خلاف اسلام نے عرب كے اندر تجارت كا بازار اور زياده گرم كرديا - زمانۂ جاهليت ميں اهل عرب نے خانه كعبه كے متصل ذوالمجنه ' عكاظ ' ذوالمجاز ' وغيره متعدد بازار قائم كرليے تهے جو زمانۂ حج ميں تجارت كي اچهي خاصي منڈي بن جاتے تهے - اسلام نے چونكه جاهليت كے اكثر شعائر مٹا ديے تهے ' اسليے اول اول صحابه نے اون بازاروں سے

---

(١) صحيح مسلم جلد ٢ ص ٣٢٧ مناقب سعد بن ابي وقاص

(٢) بخاري جزو - ٥ - ص - ٧١

١) بخاري جزو - ٣ - ص - ١١٨

(٢) بخاري جزو - ٩ - ص - ٣٥ -

(٣) بخاري جزو ٥ ص - ٧١

(٤) بخاري جزو ٥ ص - ٩١ .

(٥) بخاري جزو ٣ - ص - ١١٧ -

هر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری هے

رینلڈ كي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوں میں هے ابهي چهپ کر نکلی هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت كي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسپر سنهري ح. رف كي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکته

Imperiai Book Dopot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبله انعام

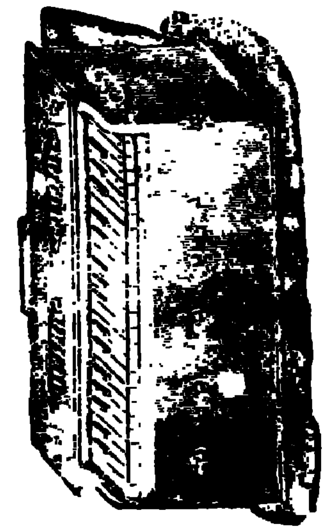

همارا سائنس فکسن فورمٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گراں‌ساں لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اور کبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهي گئی هے - ایک مرتبه منگواکر آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیدینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسی کو دهوکا نهیں دیتی هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک گهڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاریگا - هندسي هارمونیم سکهیا کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا اُن کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کردیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا دمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutt

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سہام صاحب کا اوبهرالین مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور ثمره زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سہام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول - اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے هیں - " مینے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے " نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- " نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکار کاڈي بمبئي فرماتي هیں : " اوبهرالین جسکو که مینے استعمال کیا هے " زنانه شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

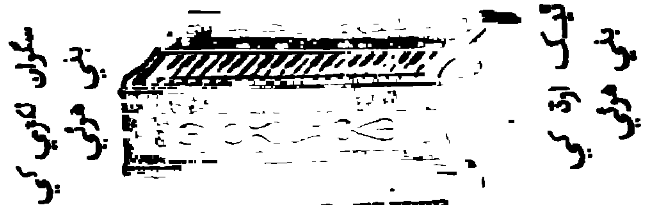

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ' یه دماغی و دماغي شکایتوںکو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه بناتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه یکساں مرد اور عورت استعمال کرسکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهونچتي هے - هسٹریه وغیره کو بهی مفید هے جو لوگ اسکو لیویں اس کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کےمعمولي استعمال سے ضعف باه ایکبارگي دور جاتی هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن كي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑهنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مُفت - مشوره مُفت - فهرست مُفت

Dutta & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت !!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب قاتل عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

المسئلة والمناظرة

(النــوم)

از روے طب قديم

گذشته اشاعت ميں به ضمن مذاكرۂ علميه جناب نے جو تحقيقات نيند اور اسكي حقيقت کے متعلق شائع فرمائي هے ' اور حكماء يورپ کے مختلف اقوال و مذاهب كا خلاصه درج كيا هے ' اسے خاكسار نے نهايت دلچسپي اور ذوق سے پڑها - ليكن افسوس هے كه جو كچهه تحقيقات همارے طب قديم ميں اسكے متعلق موجود هے ' اسكے مقابلے ميں اس كي كوئي خاص وقعت محسوس نهوئي ' اور نه كوئي ايسا نيا حل بايا جو تحقيقات طبيۂ قديمه سے بے نياز كردے - اگر اس راے كو " قدامت پرستي " کے الزام دهي كا آله نه بنايا جاے تو كها جا سكتا هے كه حكماء يورپ كي تحقيقات نے بجاے حل مشكلات و تسهيل مطالب کے اور زياده حقيقت كو مستور كر ديا هے -

جناب مجهے اجازت ديں كه نهايت مختصر طور پر طب قديم كي تحقيقات بهي اسكے متعلق عرض كردوں ' تا كه ارباب نظر و حكمت کے سامنے دونوں چيزيں به يک وقت آجائيں اور وه غور كر سكيں كه حقيقت سے اقرب كونسي راه هے ؟ بهت ممكن هے كه كوئي صاحب ان دونوں بيانات كو پڑهكر مزيد غور و فكر كريں ' اور ايک مفيد سلسله مباحث علميه كا اسپر مرتب كيا جا سكے - مذاكرۂ علميه سے اصل مقصود يهي هے اور علمي معلومات و مذاق كو بغير اسكے نشو و نما نهيں مل سكتي -

(تحقيقات طبيه)

النــوم حال يعرض للحيوان	نوم حيوان کے ايک حال كا نام هے '
ان يقف فيه النفس عن	اس ميں نفس حواس ظاهر
استعمال الحواس الظاهرة	اور حركات اراديه سے (جو مثل
و الحركات الرادية ' و يلزمه	جواسيس و خدام هيں) كام لينے
رجوع الــروح النفساني	سے ركجاتا هے اور روح نفساني بهي
و انقطاعه عن الا لات الى	به تتبع نفس نفوذ ظاهر سے
المبدء ' لا بالكلية بل ينبعث	باز رهتي هے ' اور مبدء سے الات
فيه شي تسير اليها ' و بحسب	كا تعلق مسدود هو جاتا هے -
ذالک يكون استغراق النوم	يه تعلق جسقدر مسدود هوگا
و عــدم استغراقه -	اوسي قدر گهري نيندطاري هوگي -

اولاً يه امر ذهن نشين هوجانا چاهيئے كه دماغ مبدء قوة نفساني هے - حواس خمسۂ ظاهره ' بصر ' سمع ' شامه ' ذوق ' لمس ميں اور اعصاب مثل جواسيس و آلات کے هيں - معلومات حاصله كو حواس ظاهره حس مشترک کے حوالے كرديتے هيں - حس مشترک منجمله قواء دماغ ايک قوة هے جسكا فعل صرف احساس مدركات ظاهره هے - ان مدركات كي تركيب و تفصيل و اخذ معاني جزئيه دوسري دماغي قوة متصرفه كا فعل هے ' اور جلب نافع و هرب عن الضار ايک اور قوة دماغي كا فعل هے جسكو " محركه " كهتے هيں - حواس خمسه كي مثال ٹيليفون اور دوربين كي سي هے - يه هر دو الات مدرک بنفسه نهيں هيں جب تک كه كوئي ديكهنے والا يا سنے والا نه هو - اعصاب محركه مثل انجن کے هيں - جبتک اسكا كوئي چلانے والا نه هو وه بيكار محض هے -

معده كي بخارات رطبيه و دهنيه رگوں کے ذريعه سے بجانب دماغ متصاعد هوتے هيں ' اور تراكم كي شكل ميں متغير به طوبات هو جاتے هيں - يه رطوبت چونكه اعصاب كو مسترخي كر ديتي هے اسليے اجزاء دماغ و اعصاب ايک دوسرے پر منطبق هو جاتے هيں ' روح نفساني جو حامل قوة نفساني هے ان بخارات کے اختلاط سے كثيف هو جاتي هے ' اور تعلق مبدء كا الات سے منقطع هو جا تا هے ' كيونكه روح نفساني كا نفوذ مثل نفوذ شعاع شمس کے هے - جب هوا ميں دهواں ملجاتا هے ' تو دهوپ بهت هلكي هوجاتي هے - يا جب ابر آ جاتا هے تو سايه هو جاتا هے - اسيطرح ابتداء نوم ميں اصوات محسوس هوتي رهتي هيں ' جب اس تكدر روح اور اجزاء مانع وصول كا انطباق بجانب دماغ هو جاتا هے ' تو نائم مستغرق كو مناظر و اصوات و رائحه و ذائقه و خشونت و صلابت وغيره مستدرک نهيں هوتے - اسي ليے بچوں ' نوجوانوں ' مرطوب مزاجوں كو زياده اور گهري نيند آتي هے ' اور يابس المزاج كو كم آتي هے - حالت نوم ميں نفس کے ساتهه روح و اخلاط (موجبات حر) بهي بجانب باطن متوجه هو جاتے هيں ' اور ظاهر بدن ميں برودت هو جاتي هے ' يهي وجه هے كه نائم كو سردي زياده محسوس هوتي هے اور حالت خواب ميں زياده كپڑے اوڑهنے پڑتے هيں -

اضطرار الى النوم كي وجه يه هے كه طبيعة حالت بيداري ميں احساس اور حركت ارادي کے كمال كيطرف متوجه رهتي هے اور يه افعال روح كي حركت سے ظهور پذير هوتے هيں - حركت موجب تحلل هے - باوجوديكه بدل ما يتحلل هر آن هوتا رهتا هے ' مگر نه اسقدر كه تلافي مافات كو كافي هو - كيونكه روح اور خون کے ساتهه حرارة غريزي ظاهر بدن كيطرف مائل هوتي هے - بدينوجه افعال هضم و استحالا و تسئيل باطن بدن ميں بدرجه اتم نهيں هوتے - پس ايک ايسے وقفه كي ضرورت هے كه طبيعة بالكليه بجانب باطن متوجه هوكر افعال كي تكميل كرے اور اس سے اجتماع روح و قوى ' و استراحت تامه حاصل هو - اوسي توقف كا نام نيند هے -

محمد علي بيگ (دهلي)

(بقيه مضمون صفحه ۲۵ كا)

ان واقعات سے ثابت هوتا هے كه اسلام كسطرح غير مذهب کے تاجروں كا خير مقدم اور استقبال كيا كرتا تها - اور تجارتي آزادي كو كس طرح اس نے هر عهد اور هر دور ميں قائم ركها ؟

ليكن يه يورپ كي زبان ميں عهد وحشت تها - يه ان لوگوں كا دور تها جنهوں نے تلوار کے زور سے لوگوں كو اپنا حلقه بگوش بنايا ' جنکے پاس حق اور عدالت كي كوئي دعوة ايسي نه تهي جو تلوار کے سايے سے باهر بهي دنيا كو متوجه كرسكے ! با ايں همه يورپ كي تهذيب اور نوع پرستي کے منتهاء كمال كو بهي آج هم نهايت دلچسپي سے ديكهه رهے هيں - همارے سامنے ان مقتولين كي لا تعد و لا تحصى فهرستيں هيں جو ميدان جنگ ميں نهيں بلكه امن و انزوا كي بستيوں ميں مارے گئے ' هم هر روز ان جهازوں كي تباهي كا افسانه پڑهتے هيں جو ڈبو دے گئے اسليے كه اسميں انسانوں كي ايک جمعيت اور انساني غذا كي ايک كافي مقدار تهي - هم ان شريفانه اعلانات و مهذبانه عزائم كي سرگذشتيں سن چكے هيں جن ميں اپنے تفوق و عظمت كا سب سے بڑا ثبوت يه ديا جاتا هے كه دشمن كي انساني ابادیوں كو بهوک اور افلاس سے يكسر قتل كر ديا جائيگا اور تجارتي راهيں تمام مسدود كردي جائينگي - پهر ان اعمال انسانية ' ان افعال مدنية ' ان اعلانات شرافت ' پر فخر هے ' غرور هے ' ناز هے ' مسابقت هے ' منافست هے ' اور هر فريق مدعي هے كه اس نے سب سے زياده درندگي كي ' اور سب سے زياده انسانوں كو قتل اور چيرا اور پهاڑا - پهر لے عالم انسانية تمدن كيليے تشنه هے يا وحشت كيليے ؟ دنيا کے مستقبل كو پكارنا هے يا ماضي كو ؟

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

◆

البلاغ

هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا
أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (١٤ : ٥٢)

جلد ١
كلكته : جمعه - ٢ صفر سنه ١٣٣٤ هجري
Calcutta : Friday, December 10 1915.
نمبر - ٣

ترجمان القرآن

يعني قرآن حكيم كا اردو ترجمه، از خامۂ ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار كے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء كرام و رسل عظام هيں۔ پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع كا مقدس كام دراصل ايک پيغمبرانه عمل ہے، جس كي توفيق صرف انهي لوگوں كو مل سكتي ہے جنهيں حق تعالى انبياء كرام كي معيت و تبعيت كا درجه عطا فرماتا ہے، اور اونكا نور علم براه راست مشكواة نبوت سے ماخوذ هوتا ہے: و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء۔

هندوستان كي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان كو اس خدمت كي توفيق ملي، وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه كا خاندان تها - انكے فرزند حجة الاسلام، امام الاعلام، مجدد العصر، حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے، جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حكيم كے ترجمه كي ضرورت الهام الهي سے محسوس كي، اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب كيا - انكے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما كا ظهور هوا، اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن كي بنياد استوار هوگئي - شكر الله سعيهم، و جعل الجنة مثواهم!

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چكي ہے، ليكن يه كہنا كسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا كه نشر و تبليغ قرآن حكيم كي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے ركهي تهي، اسكي تكميل كا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال كيليے مخصوص كرديا تها، جنهوں نے بعض داعيان حق و علم كے اصرار سے اپنے انداز ممتاز، و بلاغت و انشاء مخصوص، و فهم حقائق و معارف قرانيه، و ضروريات و احتياجات وقت كو ملحوظ ركهكر قرآن حكيم كا يه اردو ترجمه نهايت سليس، عام فهم، معني خيز، حقيقت فرما عبارت ميں مرتب كيا ہے، اور بحمد الله كه زير طبع ہے۔

يه ترجمه كيسا ہے؟ ان لوگوں كيليے جو الهلال كا مطالعه كرچكے هيں، اسكا جواب دينا بالكل غير ضروري ہے۔

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ كي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها ہے تاكه ارزاں هو، اور بچوں، عورتوں، سب كے مطالعه ميں آسكے۔ قيمت في جلد چهه روپيه ركهي گئي ہے۔ ليكن جو حضرات اس اعلان كو ديكهتے هي قيمت بهيجدينگے، ان سے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ كے نام بهيجنا چاهيے۔

البلاغ

فى

مقاصد القران

هــذا بيـان للـنـاس، و هـدى و رحمة لقوم يوقنون

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير، از خامهٔ اڈيٹر الهلال

اس تفسير كے متعلق صرف اسقدر ظاهر كرديناكافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے، يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ۶۴ اور زيادہ سے زيادہ ۱۰۰ صفحے اعلى درجه كے ساز و سامان طباعت كے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمهٔ تفسير اور نصف سورۂ فاتحه كي تفسير كا هوگا - انشاء الله ۱۵ - صفر كو شائع هوجائيگا - قيمت سالانه آخر محرم تك چار روپيه بعد كو پانچ - روپيه -

اڈيٹر الهلال كي راے

ميں هميشه كلكته كے يورپين فرم " جيمس مرے " كے يهاں سے عينك ليتا تها - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو ميسرز ايم - ان احمد - اينڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹريٹ كلكته) سے كئي مختلف قسم كي عينكيں خريد كيں، اور ميں اعتراف كرتا هوں كه وه هر طرح بہتر اور عمده هيں، اور يورپين كارخانوں سے مستغنى كرديتي هے - مزيد براں مقابلتاً قيمت بهي ارزاں هيں - كام بهي جلد اور وعده كے مطابق هوتا هے -

آپكو واجبي قيمت پر هر قسم كي اصلى پتهر كي عينك مضبوط صحيح وقت دينے والي گهڑيونكي ضرورت هو

تو ان ميں سے ايك منگواكر آزمايش كريں - رعايتي قيمت وغيره كي لالچ ميں پڑكر دهوكا نه كهاليں -

صرف اپني عمر و دور و نزديك كي بينائي كي كيفيت تحرير فرمانے پر همارے لائق و تجربه كار ڈاكٹرونكي تجويز سے اصلى پتهر كي عينك بذريعه وي - پي كے ارسال خدمت كي جائيگي - اسپر بهي اگر آپ كے موافق نه آسے تو بلا اجرت بدل ديجائيگي -

عينك نكل كماني مع اصلي پتهر كے قيمت ۵ روپيه سے آٹهه روپيه تك -

عينك رولڈ گولڈ كماني مع اصلي پتهر كے قيمت دس روپيه سے پندره روپيه تك - محصول ڈاك وغيره ۶ - آنه -

دو نظر (يعني نزديك و دور ديكهنے) كي عينك قيمت بالا نرخوں سے ۵ روپيه زياده -

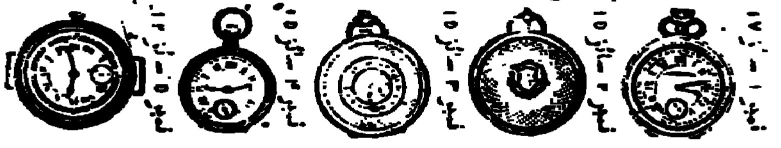

۱ - انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحيح وقت كي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۵ روپيه -

۲ - ڈبل كيس خوبصورت و مضبوط وقت كي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۶ روپيه -

۳ - چانديكي ڈبل كيس مثل كروانيزر كے وقت كي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۱۰ روپيه -

۴ - نكل كيس و ميكا واچ نهايت پائدار و وقت كي نهايت سچي گارنٹي ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپيه -

۵ - نيورست واچ هاتهه كي زيب دينے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ۱۵ - روپيه سے ۲۲ - روپيه تك -

ايم - ان - احمد اينڈ سنز تاجران عينك و گهڑي نمبر ۱ - ۱۵ ، رپن اسٹريٹ ڈاكخانه ويلسلي كلكته

جسكا درد وهي جانتا هے، دوسرا كيونكر جان سكتا هے

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان كا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے كتنے بندوبست كيے جاتے هيں - ليكن افسوس بدقسمتي سے دمه كے مريض نا قابل برداشت تكليف ده سے پريشان هوتے هيں، اور رات و دن سانس پهولنے كيوجه سے دم نكلے جاتے هيں، اور نيند تك حرام هو جاتي هے - ديكهيے ! آج انكو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كي بازاري دوا زياده تر نشيلي اشياء اور دهتوره، بهنگ، بلا ڈونا، پوٹاس، اے ار دائڈ، ديگر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو دركنار مريض بے موت مرا جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيميائي اصول سے بني هوئي دمه كي دوا انمول جوهر هے - يه صرف هماري هي بات نهيں هے بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پاكر مداح هيں - آپنے بهت خرچ كيا هوگا ليكن ايك مرتبه اسے بهي آزماليں - اسميں نقصان نهيں - قيمت ايك روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاك ۵ آنه - اس دوا كي دو خاص فوائد هيں - (۱) ايك خوراك ميں دمه دبتا هے - (۲) اور كچهه روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتك استعمال ميں رهے دوره نهيں هوتا هے -

ڈاكٹر ايس - كے - برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹريٹ كلكته -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

البلاغ

Tel Address "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648
AL-BALAGH.
: Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA
Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly Rs. 6-12

نمبر - ۳
کلکتہ : جمعہ - ۲ صفر سنہ ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, December 10 1915.
جلد ۱

بعض اطلاعات مہمہ

(۱) گذشتہ اشاعت میں هم نے " ترجمان القران " اور " البیان " کي پیشگي قیمتوں کي ترسیل کے متعلق بالتفصیل لکھا تھا - امید ہے کہ احباب کرام اسپر مزید توجہ فرمائیں گے - اگر انہیں یہ کتابیں لیني هیں تو بہرحال قیمت بھیجني هي ہے - پھر اسمیں کیا حرج ہے کہ وہ ابھي سے بھیجدیں - ایک ذرا سے تقدیم و تاخیر کے ذریعہ وہ پریس کیلیے اپنے عمل کو مفید بنا سکتے هیں -

(۲) اکثر حضرات نے لکھا ہے کہ " البیان " کي رعایتي پیشگي قیمت کیلیے آخر محرم تک کي مدت مقرر کي گئي تھي - اگر اسے زیادہ وسیع کردیا جاے تو لوگوں کو مزید موقع ملے - هم اسکے لیے بھي طیار هیں :

بجان و دل ' اگرت هست میل ' مانع نیست
مئے مغانہ سبیل و در مغاں بازست !

جنانچہ پہلي صفر کي جگہ اب هم آخر صفر تک کي مدت کا اعلان کردیتے هیں جب تک کہ " البیان " کا پہلا نمبر شائع هوجائیگا - البتہ واضح رہے کہ اصولاً یہ مدت صرف پہلے نمبر کي اشاعت سے قبل تک هي کیلیے ہے - جن حضرات کي قیمتیں اشاعة سے پہلے دفتر میں پہنچ جائینگي ' وہ سب اس اعلان کے ماتحت محسوب هونگي -

(۳) اکثر احباب " البیان " کے متعلق مزید حالات دریافت کرتے هیں - مثلاً یہ کہ پورے قران کي تفسیر کب تک ختم هوگي ؟ کل تفسیر کتني جلدوں میں هوگي ؟ پہلے ٹکڑے میں کتنے حصے کي تفسیر نکلیگي ؟

جواباً گذارش ہے کہ البیان کي اشاعة کا کسي قدر انتظار کیجیے - اسي سے سارے سوالات حل هو جائینگے - اسکا اندازہ سردست کون کرسکتا ہے کہ پورے قران حکیم کي تفسیر کتني جلدوں میں ختم هوگي ؟ آپ ایک چھوٹا سا مضمون لکھنے بیٹھتے هیں تو قصد و اندازہ کے خلاف بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتي ہے ؟ پھر کلام الہي کے حقائق و معارف کا تو عالم هي دوسرا ہے :

ایں زمیں را آسمانے دیگر ست !

یہ صرف اللہ هي کے هاتھہ میں ہے کہ وہ اپنے علوم و اسرار کے جتنے دروازے چاہے کھول دے ' اور جتني حقیقتوں کو چاہے بے نقاب کردے - جس انداز پر اس وقت تفسیر لکھي جا رهي ہے ' اور جسطرح بلا علم و قصد خود بخود نئي نئي بحثیں کھل رهي هیں اور نئے نئے انکشافات هو رہے هیں ' اوس کے دیکھنے سے تو معلوم هوتا ہے کہ نہایت هي بسط و تفصیل کے ساتھہ هر منزل بحث کو طے کرنا پڑیگا - سردست تفسیر کا پہلا ٹکڑا جو شائع هوگا ' وہ صرف سورۂ فاتحہ کي تفسیر ہے - مگر اسکي سات آیتوں کے اندر مباحث و معارف قرآنیہ کا اسقدر وافر ذخیرہ توفیق رباني سے فراهم هوگیا ہے ' کہ لکھنے سے پہلے اسکا گمان و وهم بھي نہ تھا - خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ چار پانچ جزو میں یہ حصہ ختم هوجائیگا ' لیکن جب لکھنا شروع کیا اور یکے بعد دیگرے مطالب و حقائق سے پردے اٹھنے شروع هوے ' تو نظر آیا کہ پانچ چھہ جزو تو السبع المثاني کي صرف ایک آیۃ کیلیے بھي کافي نہیں ! و للہ در ما قال :

هماں عشق ست برخود چیدہ چندیں داستاں ' ورنہ
کسے بر معني یک حرف صد دفتر نمي سازد !

و في هذا المعني قول قائل اخر :

شربت الحب کاسا بعد کاس
فما نفد الشراب و لا رويت !

اور پھر با ایں همہ تفصیل و توسیع ' اگر اس عاجز کے دل سے پوچھیے تو سچ یہ ہے کہ جو کچھہ هو رها ہے ' یہ بھي ایک اشارہ و رمز سے زیادہ نہیں :

بہ رمز نکتہ ادا مي کنم ' کہ خلوتیاں
سر سبو بکشادند و در فرو بستند !

البتہ حق سبحانہ و تعالی سے التجا ہے کہ اولاً وہ عمر و فرصت میں اتني مہلت ضرور عطا فرماے کہ یہ ابتدا کسي نہ کسي طرح انتہاء تک پہنچ جاے ' اور جو کچھہ اوس نے اپنے فضل عجز نواز سے مرحمت فرمایا ہے ' وہ تدوین و تحریر سے محروم نہ رہے - تاهم یہ بھي اپني آرزو ' اپني نظر ' اپنا پیمانۂ سود و زیاں ' اور اپنا علم نفع و ضرر ہے ' اور حکم اسي کا حکم ' اور حکمت و مصلحت اسي کي حکمت و مصلحت ہے - اگر اسکي مرضي وہ نہو ' جو ابھي مرضي ہے ' تو پھر وهي هو جو اسکي مرضي ہے : وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیماً !

ولو قلت لي مت ' مت سمعاً و طاعة
و قلت لداعي الموت اهلاً و مرحبا !

و قال في المثنوي :

گر طمع خواهد ز من سلطان دیں
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں !

تفسیر کے علاوہ ایک اهم و مستقل چیز تفسیر کا " مقدمہ " ہے - انشاء اللہ تعالی اسکے ابتدائي اجزا بھي البیان کي اولین اشاعة کے ساتھہ شائع هوجائینگے اور پھر اصل تفسیر کے ساتھہ چھپتے رهینگے - امید ہے کہ مقدمہ بہت جلد پورا هوجاے - کیونکہ وہ ایک محدود و مرتب چیز ہے

"کتاب مرقوم یشهده المقربون" (۸۳ : ۱۸)

"في ذالك فلیتنافس المتنافسون!" [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال فی مجلّدات الهلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینه را

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینه را

(١) " الهلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہي وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیۃ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل الله المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کي تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیۃ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب الله الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاهیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(٢) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاهیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوي سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپني خصوصیات کے لحاظ سے کوئی نظیر مثال تمام عالم اسلامي میں نہیں رکھتا -

(٣) وہ تمام هندوستان میں پہلي آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سیاسي و غیر سیاسي معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کي ' اور سیاسی آزادي و حریت کو عین تعلیمات دین و مذهب کی بنا پر پیش کیا ' یہاں تک کہ دو سال کے اندر هي اندر هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدها اقلام و مجالف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(٤) وہ هندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادي و عملي الحاد کے دور میں توفیق الہي سے عمل بالسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد في سبیل الله مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئي مذهبي بیداري پیدا ہوگئي ہے : و ذلک فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم !

(٥) علی الخصوص حکم مقدس جہاد في سبیل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(٦) طالبان حق و هدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاهیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئي نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(٧) چھہ مہینے کي ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مراد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجي ابتدا میں لگا دی گئي ہے - ولایتي کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام هندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑي تقطیع کے (٥٠٠) صفحات !

(٨) پہلي اور دوسري جلد دوبارہ چھپے گي - تیسري ' چوتھي اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (٩٩) اور چوتھی جلد میں (١٢٥) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کي ہر چار تصویریں بھي اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(٩) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کي اجرت ہے -

ہے، تو اس وقت یہ واقعہ کوئي پہلا واقعہ نہ تھا، اور اسکے نظائر و امثال کے متعدد نمونے جسطرح ہر باشندۂ ہند کے سامنے تھے، میرے سامنے بھي موجود تھے -

میں قومي جوش و خروش اور ایثار و اتفاق کے وہ مناظر دیکھہ چکا تھا جو اس بارے میں گذشتہ تین سال کے اندر متواتر و مسلسل ظاہر ہوے، اور جنہوں نے تقلید و اتباع کي ایک مقبول راہ آیندہ کیلیے کھول دي تھي -

یکے بعد دیگرے پریسوں سے ضمانتیں مانگي گئیں اور انہوں نے علم پبلک سے اپیل کي - پبلک نے پورے جوش و خروش سے اسپر لبیک کہا، اور ایک ایسي مستعدي و سرگرمي کے ساتھہ جسکي نظیر ہندوستان کے تمام جماعتي کاموں میں نہیں ملسکتي، دو ہزار سے لیکر پندرہ ہزار تک کي رقمیں چند ہفتوں میں فراہم کردیں - ایک شخص کے حساب کے مطابق تقریباً چالیس ہزار روپیہ ابتک ضمانتوں کیلیے مسلمان دیچکے ہیں -

رفتہ رفتہ یہ حالت اسقدر عام ہوگئي کہ " ضمانت " کے بعد عام چندے کا ہونا ایک طرح کي لازمي بات سمجھہ لي گئي - اور ارباب مطابع اور پبلک، دونوں نے ایک قدرتي اور لا بدي حقیقت کي طرح اسپر اتفاق کرلیا -

چنانچہ جب کبھي ضمانت کي صورت پیش آئي تو اسکي اپیل اسطرح کي گئي جیسا کہ ایک طے شدہ اور قدرتي بات کو ہونا چاہیے، اور جب کبھي مانگا گیا، تو دینے والوں نے بھي اسیطرح بلا تامل و بے دریغ دیا، جس طرح ایک مدیون کو دائن کا مطالبہ بہر حال پورا کرنا ہے -

بلاشبہ جماعتي تغیرات و انقلابات کے اظہارات کي یہ بھي ایک منزل ہے جو ہمیشہ ایسے مواقع میں پیش آتي ہے، اور ایسا ہمیشہ ہوا ہے کہ جماعت نے بعض افراد کو اس غرض کیلیے چن لیا ہے کہ انکے نفع و ضرر کو اپنا نفع و ضرر سمجھیں، اور جو کچھہ انپر وارد ہو، اسے اپنے ایک ایک فرد پر مساویانہ تقسیم کرلیں - یہي چیز جب بڑھتي ہے تو اس حد تک پہنچ جاتي ہے کہ ایک وجود و شخص کا مسئلہ کروروں افراد کا مسئلہ بن جاتا ہے، اور زمین پر ایسے ایسے انسان چلنے پھرنے لگتے ہیں جنکي تکلیف ایک کرور انسانوں کي تکلیف، اور جنکي راحت ایک کرور انسانوں کي راحت ہو جاتي ہے !

مجھے یہاں اس سے کوئي بحث نہیں کہ ابھي خاک ہند میں ایسے افراد صالح پیدا ہوے ہیں یا نہیں ؟ اور جن لوگوں نے جماعتي ہیجان و انفجار کو مسئلۂ ضمانت کي طرف متوجہ کیا، انہوں نے ٹھیک اور بر وقت کیا یا نہیں ؟ نیز اس سے بھي مجھے کوئي تعلق نہیں کہ اصولاً جو کچھہ ہوا وہ کیسا ہوا ؟ بلکہ مقصود صرف ایک طرح کا سادہ بیان واقعہ ہے کہ اس طرح کا واقعہ ملک میں ہوا، اور اب بھي ہو رہا ہے، اور قسم کے اعتبار سے یہ چیز بھي در اصل اسي جماعتي ہیجان جذبات کا نتیجہ ہے جسکو آجکل کے علماء فلسفۂ اجتماعیہ " جماعۃ کے امیال و جذبات کا انقلابي انفجار " کہتے ہیں، اور جو ہر قوم و ملک کو اپنے تغیرات و اعمال اجتماعیہ کي منزلوں میں کم و بیش ضرور پیش آتا ہے - یہ ایک ایسي راہ ہے جو نہ تو عقل و استدلال سے تعلق رکھتي ہے اور نہ عقلي ترتیب اسکے لیے موثر ہے، مگر پیش ضرور آتي ہے، اور شاید بہتر اور صحیح وقت کا تعلق مستقبل سے ہو: وان منکم الا واردھا، کان علی ربک حتماً مقضیا (وسط " مریم ")

(راہ اخبار نویسي اور راہ دعوۃ و تبلیغ)

با ایں ہمہ اس عاجز نے ابتدا سے اپنے کاموں کي بنیاد جن اصولوں پر رکھي تھي، وہ ایک لمحہ کیلیے بھي اس حالت کے ساتھہ جمع نہیں ہوسکتے تھے -

سب سے بڑا اصولي اختلاف جو اساس و بنیاد ہي میں آکر پڑگیا تھا، وہ کاموں کے طرز عمل اور قسم و نوع کا سوال تھا -

بلاشبہ اگر تم نے اخبار نکالا ہے اور پریس قائم کیا ہے، تو چاہیے کہ سب کچھہ اسي طرح کرو جسطرح اس راہ میں کیا جاتا ہے اور جسطرح کرنا چاہیے - پھر تمہاري ہمت کے آگے ہندوستان کے اخبار نویس طبقہ کے قرار دادہ اصول عمل کي راہ بھي ہے، اور ترقي یافتہ ممالک کي حقیقي اخبار نویسي بھي - تم اپنے اندر اس اخلاقي اور تجارتي کیریکٹر کو بھي پیدا کرسکتے ہو جو ابتک ہندوستاني پریس نے پیش کیا ہے، اور اس تجارتي اولوالعزمي اور اقتصادي بلند ہمتي کیلیے بھي اپنے تئیں طیار کرسکتے ہو جو ترقي یافتہ ممالک کے پریسوں میں پائي جاتي ہے -

تم چاہو تو " ہندوستاني اخبار نویسي " کي اس دکاندارانہ زندگي کو سیکھہ سکتے ہو جو " دکانداري " کي قسم میں بھي سب سے ادنہ درجہ کي دکانداري ہے، اور جسکے لیے ضرور ہے کہ تم ایک ایک پیسہ کے لیے روؤ، ایک ایک دھیلے کیلیے ماتم کرو، ایک ایک کوڑي کیلیے اپنے دماغ و قلم کي بہتر سے بہتر قوت کو یکسر وقف کردو، شخصي محاسن و خصائل کا معیار صرف اپنے اخبار کي خریداري کو قرار دو، جو خریدے اسکو فرشتہ سمجھو، جو بدبخت نہ خریدے اسے شیطان بتلاؤ، بلا طلب ہر خوش پوش کے نام اخبار جاري کردو، اور سال کے اخر میں وي پي بھیجدو، اگر اس نے وي پي واپس کردیا تو ٹکٹ کے ان پیسوں کو بھي اسکے حساب میں داخل کردو جو واپسي کي وجہ سے ضائع ہوے، اور پھر جن جن وسائل کو عمل میں لا سکو، اس " شریفانہ بل " کي وصولي کیلیے اختیار کرو - حتی کہ وہ بدبخت اپني زندگي سے عاجز آجاے، اور اس حقیقت کو اچھي طرح سمجھہ لے کہ براعظم ہند میں زندہ رہنے کي ضروري شرائط میں ایک بڑي شرط کسي " اخبار نویس " کے وي پي کو واپس نہ کرنا بھي ہے !

غرضکہ وہ مسکوک و منقوش وجود اعظم و اکرم جسکا ایمان شکن نام " پیسہ " ہے، بہر حال حاصل کرنا چاہیے، اور بہ حیثیت ایک " قومي اخبار نویس " ہونے کے اسکے حاصل کرنے کي ہر ممکن شکل تمہارے لیے جائز و حلال ہے !

اگر اس تقلید زار ہند میں نئے ارادوں اور مجتہدانہ عزائم کا وجود ناممکن نہیں ہے، تو اسیطرح دوسري راہ بھي تجارت اور دکانداري کي مگر شریفانہ و اولو العزمانہ تجارت کي تمہارے آگے باز ہے، اور تم یورپ کے اخبار نویس طبقہ اور فن صحافۃ (جرنلزم) کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھہ سکتے ہو - اسطرح تمہارے لیے ایک عمدہ تجارتي کام مہیا ہو سکتا ہے جو قوم و ملک کیلیے بھي مفید و ضروري ہے، اور تم ایک تاجر کي طرح خود بھي نفع اٹھا کر بہتر و احسن متاع اخوان ملت کو دیسکتے ہو - مگر اسکے لیے ضرور ہوگا کہ پہلے " ہندوستاني فن صحافۃ " کے اثرات دنائت اور جراثیم سفاہت سے اپنے تئیں یکقلم صاف و پاک کرلو، اپنے اندر بلند نظري مگر ایک تاجر کي طرح اقتصادي بلند نظري پیدا کرو، اور وسیع سرمائے اور تجارت کے عزائم صابرہ و متحملہ کے ساتھہ سفر شروع کرو - اس میدان میں تمہاري مثال ایک عقلمند و تجربہ کار کاشت کار کي سي ہوگي جو قیمتي سے قیمتي بیج بھي نہایت فیاضي کے ساتھہ زمین میں پھینک دیتا ہے اور ذرا بھي ہاتھہ نہیں روکتا، تاہم یہ اسکي بے دریغ بخشش اسلیے نہیں ہوتي کہ وہ اپنا سرمایہ زمین کو بخشدیتا ہے، بلکہ اسلیے کہ آج ایک خشک دانہ دیکر کل کو اسکے معاوضے میں ایک ہزار تر و تازہ خوشے لینا چاہتا ہے !

(دعوۃ و تبلیغ)

لیکن " دعوۃ و تبلیغ " کي راہ نہ صرف اخبار نویسي کي راہ سے (کیونکہ یہ تو شاخ ہے) بلکہ نفس تجارت اور اقتصاد سود و زیان کي راہ سے بالکل مختلف ہے، اور اس عالم کے جسطرح موثرات

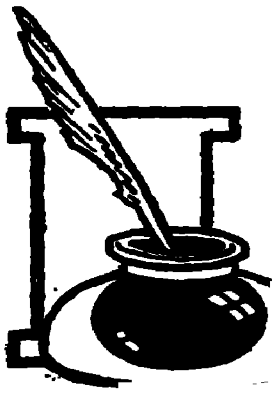

شذرات

عهد التواء و انتظار

یاد رفته كا ایک لمحۂ فكریه !

رند هزار شیوه را طاعت حق گراں نبود
لیک صنم به سجده در ناصیه مشترک نخواست !

(۱)

" البلاغ " جاري هوگيا - يه اسكا تيسرا نمبر هے - مگر همیں جو كچهه كهنا تها وه ابتک باقي هے ' اور شايد هميشه باقي هي رهے :

بمحشر مي تواں گفت انچه در دل مانده است امشب !

دارالارشاد كے اجراء ' رفتار تصنيف و تاليف كي غير معمولي تيزي ' ترجمة القران اور تفسير كي ترتيب و اشاعة ' اور بعض ديگر اسباب و موانع كے هجوم ميں اسي كو غنيمت سمجها گيا كه كسي نه كسي طرح پرچه جاري هوجاے ' اور بهر صورت اسكے مقرره اوراق ساده نه رهيں - الله كے فضل ذره نواز نے بهت سي ايسي نظريں اپني زمين پر پيدا كردي هيں جو اس عاجز كے برے بهلے ' ادنى و اعلى ' كمتر و بهتر ' هر طرح كي قلمي خدمات كو پذيرائي بخشنے كيليے طيار رهتي هيں ' اور جب تک وه باقي هيں ' مجهے باقي دنيا سے كوئي سروكار نهيں :

از رد و هم قبول تو فارغ نشسته ايم
اے آنكه خوب ما نشناسي ز زشت ما !

رد و قبول اور تحسين و تقبيح سے متاثر هونے كيليے پهلا مسئله مخاطبين كے ذوق صحيح اور نظر سليم كا هے ' ليكن اس بارے ميں زمانے كا جو كچهه حال هے ' اور صاحبان رد و قبول كے متعلق جو كچهه اپنا فيصله هو چكا هے ' اسكے بعد اسكي گنجايش هي كب رهي هے كه " رد و قبول " كي نمايشوں سے طبيعت متاثر هو ؟ تاثر تو ايک بڑي چيز هے - الحمد لله كه احساس تک باقي نه رها - اور اپنا دائمي ماتم يه هے :

مجلس چو بر شكست تماشا بما رسيد
در بزم چوں نماند كسے ' جا بما رسيد !

بهرحال رساله تو جاري هوگيا ' مگر ابتک لكهنے كا موقعه بالكل نهيں ملا - ابتدا كے دو نمبروں كے تمام ابتدائي صفحات عربي كے خطبة افتتاحيه نے لے ليے ' اور وه نهايت اهم اور ضروري مطالب جنكے ليے فواتح سنين ماضيه كي طرح اردو كے ايک مبسوط و مستقل فاتحة البلاغ كا لكهنا نا گزير هے ' ابتک انضباط و تحرير سے محروم هيں - اسي طرح وقت كے بعض مسائل مهمه هيں جنكے متعلق كچهه نه كچهه لكهنا ضروري هے - ازانجمله " مسلم يونيورسٹي ايسوسي ايشن " كا گذشته اجلاس علي گڈه ' اور خود موضوع " رد و قبول يونيورسٹي " اور اسكے بعض حواشي و اطراف ' ايسے مواضع نظر و انكشاف هيں ' جنسے كسي طرح قطع نظر نهيں كيا جاسكتا -

(تذكار گذشته)

ليكن قبل اسكے كه مستقبل كے آراء و عزائم كي طرف هم متوجه هوں ' بهتر هے كه ايک الوداعي نظر اس ماضي پر بهي ڈال ليں جو گزر جا چكا هے ' ليكن اس كے نقش پا سے اب بهي بهت سي راهنمائياں حاصل كي جاسكتي هيں - اسكي ياد رفته ميں بهت سے تذكار ايسے هيں جن كو مستقبل بهي اپنے جيب و دامن ميں ضرور جگه ديگا -

ممكن هے كه مستقبل كے پر كشش ولولوں اور دلچسپ توقعات كے هجوم ميں ماضي مهجور كي ياد بعض دوستوں پر شاق گذرے ' جو اپنے وقت خوش كا تمام تر مستحق صرف مستقبل هي كي حيات اميد كو سمجهتے هيں ' تاهم انهيں انصاف كرنا چاهيے كه جو جا چكا هے ' وه هماري مشغوليت كے مطالبه كيليے دوباره نهيں آئيگا - اگر چند لمحوں كي ايک سرسري نظر توديع و آخرين كيليے وه مستمند و اميدوار هے ' تو اسے ايک جاتے هوے رفيق كي وه آخري نظر سمجهيے ' جو گردن موڑ كر آپكو وداع كا سب سے پچهلا پيام پهنچاتي هے :

مي ديد و اشک حسرت مي ريخت همچو باراں !

(ماضي قريب)

اس سلسلے ميں سب سے پہلے همیں ماضي قريب كا وه حصه بے اختيار ياد آجاتا هے جو " الهلال " كے بند هونے كي تاريخ سے شروع هوتا هے ' اور پهر نئے سال كے تمام ابتدائي و وسطي حصے سے گذر كر گذشته اگست ميں ايک طرح ختم هوجاتا هے - يه پورے ايک سال چند هفتوں كے التواء و انزوا ' انتظار و اضطرار ' اعتماد و انكار ' اور مواعيد و اعلان كي ايک دلچسپ اور وسيع مدت تهي !

انسان كي ايک عالمگير غلطي يه هے كه وه عبرة و بصيرة كيليے هميشه بڑے بڑے حادثوں اور وسيع الاثر مظاهر كا منتظر رهتا هے ' پر صبح سے ليكر شام تک هر انسان كي چهوٹي سے چهوٹي اور محدود سے محدود زندگي كے اندر جو صدها صدائيں عبرة و موعظة كي بلند هوتي رهتي هيں ' انسے بالكل كان بند كرليتا هے - وه چاهتا هے كه زلزلے آئيں تو ميں چونكوں ' آتش فشاں پهاڑ پهٹيں تو ميں آنكهيں كهولوں ' طوفان و امواج زمينوں كو غرق كرديں تو ميں ديكهوں ' اور بڑي بڑي خونريز لڑائيوں كے شعلے بهڑكيں تو ميں سمجهوں ' حالانكه اگر اسكي ديدۂ بصيرة محجوب نه هوتي ' تو وه ديكهتا كه فطرة كو اسكي بڑي بڑي خوفناک قهارياں دكهلانے پر مجبور كرنا اسكے ليے كچهه ضروري نهيں هے ' اگر وه سمجهنا چاهے تو جو كچهه خود اس كے واقعات حيات ميں معمولاً هو رها هے ' اسي كے اندر بهتر سے بهتر سمجهه اور اعلى سے اعلى دانائي كي پكار ركهدي گئي هے :

وكاين من آية في السماوات	اور خدا كي كتني هي نشانياں
والارض ' يمرون عليها وهم	آسمان و زمين كے مظاهر و كائنات
عنها معرضون ؟	كے اندر پهيلي هوئي هيں جن پر سے
(يوسف)	غافل انسان گذرتا هے ' مگر اسطرح

منه پهيرے چلا جاتا هے كه اسكي حقيقتوں پر ايک سرسري نظر بهي نهيں پڑتي ! '

بلا شبه يه گذشته ايک سال چند هفتوں كي مدت دنيا كا كوئي عظيم الشان واقعه نهيں هے ' اور اگر اسے محدود كرنے پر آئيے تو وه بهت كچهه سمٹ بهي سكتا هے ' جسطرح كوشش كرنے پر بهت كچهه پهيل سكتا هے - تاهم ميں سونچتا هوں تو طرح طرح كي عبرتوں سے اسكي پوري راه پر هے ' اور محض شخصي حيثيت هي سے نهيں ' بلكه جماعتي اثرات و علائم اور نتائج و عواقب كے لحاظ سے كتني هي غور طلب بصيرتيں اور ايمان پرور عبرتيں اسكے گوشے گوشے ميں بكهري هوئي هيں ! ان في ذالك لذكري ' لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد ! (اواخر " ق ")

(مسئله ضمانت)

جبكه " الهلال پريس " كي ضمانت ضبط كي گئي هے اور اسكے ليے دو هزار كے بعد دس هزار روپيه كي منزل كهولي گئي

احرار اسلام

خطابۂ الم ! !
اور
توصیۂ شہادت !

یا تفسیر سورۂ فاتحه کا ایک صفحه !

(۲)

همان عشق ست برخود چیده چادیں داستاں ' ورنه
کسے برمعني یک حرف صد دفتر نمي سازد !

(ایک عالمگیر غلطي)

انسان کي عالمگیر غلطي یه ہے که وہ ہر چیز کو اسکي روح کیلیے اختیار کرتا ہے ' لیکن آگے چلکر صرف اسکے جسم ھي کي پرستش کرنے لگتا ہے - مشاهیر و سلف پرستي کا اصلي مقصد تو اعمال حسنه کي یاد ' اور نیکي و صداقت کے عملي نمونوں کو پیروي و اتباع کیلیے قائم رکھنا تھا ' لیکن نتیجه بالعموم یه نکلا که اعمال کي یاد مٹ گئي ' اور محض انسانوں کی شخصیتوں اور ناموں کي پوجا ہونے لگي - یعني وہ چیز که کسي دوسرے مقصد کیلیے واسطه و ذریعه تھي ' خود ھي مقصود بالذات بنکر لوگوں کے عقائد و اعمال میں جاگزیں ہوگئي ' اور حقیقت سے اسقدر بعد و نسیان ہوگیا که محض رسوم و اسماء کي عظمت و پرستش ھي پر ہر شخص قانع ہوگیا !

یہي وجه ہے که مشاهیر پرستي بسااوقات دنیا میں بت پرستي کا ذریعه ثابت ہوئي ہے ' اور اکثر ایسا ہوا ہے که اعمال کي جگه افراد و اسماء کي پرستش محض نے دو تین نسلوں کے بعد انسان کو بت پرستي تک پہنچا دیا -

(اسوۂ حسنه)

اے برادران ملت ! یہي حقیقت اعلی ہے جسے قرآن حکیم نے " اسوۂ حسنه " کے جامع و مانع لفظ سے تعبیر کیا ہے ' اور یہي مقام ہے جہاں آکر اسلام کي قوۃ اصلاح اور ختم نبوت کي اصلي علت آشکارا ہوجاتي ہے که کس طرح اُس نے دنیا کی تمام صداقتوں کو لے لیا ؟ اور ساتھه ھي کسطرح اُن تمام خرابیوں اور ضلالتوں سے محفوظ بھي کردیا جنکے اختلاط و آلودگي سے انکي روح حقیقت اور تاثیر عمل بالکل فنا ہوگئي تھي ؟ :

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم مجید ! (۴۱ : ۴۲)	قرآن ایک ایسا معلم و ہادي ہے که نه تو اسکے آگے باطل جم سکتا ہے ' اور نه اسکے پیچھے اُسے جگه مل سکتي ہے - وہ خداے حکیم و مجید کا اُتارا ہوا ہے - پھر باطل کا یہاں کیا گذر؟

ہاں ' باطل کیونکر اب اسکے ساتھه مل سکتا ہے جبکه وہ "حق خالص" ہے ' اور سچائي کے ساتھه جسقدر بھي که ابھي ملا دي گئي تھي ' اس سے انسانکے ہر اعتقاد و عمل کو بالکل صاف و پاک کردیا ہے ؟ نیز جا بجا قرآن حکیم کو " ہادي " کہا که وہ انسان کو اسکے سفر اعمال میں ٹھوکروں اور گمراہیوں سے بچاتا ہے ' اور اسي طرح " شفا " کہا کیونکه وہ مثل معده و دماغ کے اُس دوا کے ہے جو مریض کي اصلي قوۃ طبیعي کو مزید توانائي اور نشو و نما دیتي ہیں ' اور مضر اثرات مرض جو داخل طبیعت ہوگئے ہیں ' انکو دور کردیتي ہیں !

" اسوہ " کہتے ہیں کسي فکر ' کسي عمل ' کسي وصف ' کسي خاصه کے ایک ایسے نمونے کو جسے تم اسلیے اپنے سامنے رکھه لو که اسکي پیروي اور نقل کروگے ' اور اسکي سي باتیں اپنے اندر بھي پیدا کرنا چاہوگے -

انساني سعادت کیلیے تعلیم محض بالکل بیکار ہے ' جب تک که اس تعلیم کے زنده نمونے بھي انسانوں کے سامنے نہوں - جو اثر طبیعت منفعلۂ انسانیۃ پر ایک انساني نمونۂ عمل کا پڑتا ہے ' وہ محض تعلیم کي سماعت سے نہیں پیدا کیا جاسکتا - اخلاق کي کتابیں اپني موثر تعلیمات سے انسانوں کو رولا دیسکتي ہیں مگر اسکے دلوں کو نہیں پھیر سکتیں - عدالت کا قانون مجرم کے پانوں میں بیڑیاں ڈالدیسکتا ہے لیکن اسکو جرم سے باز نہیں رکھسکتا - حکماء کے حکیمانه نصائح نیکوں کي بڑي بڑي تعریفیں اور بروں کي بڑي بڑي برائیاں بتلا دیسکتے ہیں ' لیکن کسي برے انسان کو نیک نہیں بنا سکتے :

بڑھتا ہے اور ذوق گنه یاں سزا کے بعد !

لیکن برخلاف اسکے اگر ایک پاک اور مزکی انسان اپني زندگي کے اندر نیکي کا عملي نمونه رکھتا ہو ' اور اسکے اعمال حیات راست بازي کیلیے " اسوہ " کا حکم رکھتے ہوں ' تو وہ صرف اپنا نمونه دکھلاکر نه صرف افراد و اشخاص کو ' بلکه اقوام و امم کے اعمال کو یکسر پلٹ دیسکتا ہے !

یہي وجه ہے که الله تعالی نے ہدایت خلق الله کیلیے صرف کتابوں اور شریعتوں ھي کو نہیں بھیجا ' بلکه اسکے ساتھه انبیاء کرام علیہم السلام کا (که انکے حامل تھے) عملي نمونه بھي دکھلا دیا - وہ جس دستور العمل کي طرف قوم کو بلاتے تھے ' اسکا عملي پیکر خود انکي پاک و مطہر زندگي تھي - اگر شریعت بصورت قانون تختیوں اور کاغذوں پر منقوش تھي ' تو بصورت وجود حي و قائم انکي زندگي کے اندر بھي پڑھي جا سکتي تھي - اگر اسکي آیات بینات حروف و اصوات کي شکل میں دنیا کو دعوۃ دیتي تھیں ' تو انبیاء کرام کي زندگي عمل و فعل کے اندر سے اسکي تصویر دکھلا دیتي تھي - اگر قانون کہتا تھا که انسان کو ایسا کرنا چاهیے ' تو حیاۃ نبوت ثابت کرکے دکھلا دیتي تھي که اسطرح کیا گیا اور اسطرح کیا جا سکتا ہے .

یہي حقیقت ہے جسکو حضرۃ عائشۃ صدیقه رضي الله تعالی عنہا نے اُس وقت بیان کیا تھا جبکه اُنسے آنحضرۃ صلی الله علیه وسلم کے اخلاق و اعمال کا حال پوچھا گیا تھا که " کان خلقه القرآن " اگر تم انکے خلق عظیم کو معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن کو دیکھه لو -

دوسرے هیں ' اسي طرح احکام بهي دوسرے هیں :

مود ایں رہ را نشانے دیگرست !

تجارت کي پہلي بنیاد مسئلۂ "عوض و بدل" هے' یعنے جو کچهه دیا جاے' اوس سے بہتر اسکے معارضے میں لیا جاے' اور دینا صرف اسي لیے چاهیے' تا که اسکے معارضے میں لیا بهي جاے - لیکن یہي وہ اولین مقام هے جہاں آکر " دعوۃ " اور " تجارت " میں محض اختلاف مسلک هي نہیں بلکه تبائن و تضاد کلي پیدا هوجاتا هے' اور دونوں حقیقتیں ایک ساتهه جمع نہیں هوسکتیں - راہ " دعوۃ " کي پہلي بنیاد وہ چیز هے' جو بالکل اسکا عکس و تضاد هے جو تجارت کے مذهب کا پہلا رکن تها - تجارت نے اپنا مذهب " عوض و بدل " کے عقیدے پر قائم کیا هے' اور " دعوۃ " کے مذهب کا پہلا عقیدہ ایثار اور " قرباني " هے - پهر کہاں " عوض " کي تلاش ' اور کہاں " قرباني " کي پکار ؟ کہاں اسلیے دینا که جو کچهه هے لٹا نے کیلیے هے ' اور کہاں اسلیے خرچ کرنا که اگر مخارج نہوں تو مداخل بهي پیدا نہیں هوسکتے ؟ کجا دست طالب کي جستجو' اور کجا دست معطي و مشتري کیلیے بیقراري ؟

فاین الثریا و این الثری ؟ * و این معاویۃ من علي ؟

کہاں نقد و متاع کي اسلیے فراهمي تا که خریدار پیدا هو' اور کہاں اسلیے گرد آوري تا که کوئي غارتگر ملے ؟

متاعے جمع کن شاید که غارتگر شود پیدا

ایک " تاجر " اپني تمام زندگي اور زندگي کي قوتوں کا مصرف صرف یہي سمجهتا هے که کسي طرح اسکے " شخص خاص " کو نفع پہنچے ' اور اگر اسکا عمل و وجود دوسروں کیلیے سود مند بهي هوتا هے تو کسي رحم و احسان کي بنا پر نہیں بلکه اسي جذبۂ نفع تجارت کي بنا پر - وہ همیشه ایسے وقتوں کا متلاشي رهتا هے جو اسکے نفع تجارت کیلیے بہتر هوں' وہ ایسے موسموں کا انتظار کرتا هے جنکے ساتهه اسکے نفع ذاتي کا کوئي پیام هو' وہ ایسے مواقع و حوادث کو ڈهونڈهتا رهتا هے جنکا اثر تمام نوع انساني اور پورے کرۂ ارضي کیلیے خواہ کتنا هي مہلک و برباد کن هو' مگر اسکي متاع تجارت اور اسکے وجود تجارتي کیلیے مفید ثابت هو -

لیکن ایک " داعي " کے عقائد و اعمال اسکے بالکل ضد هوتے هیں - اسکے اندر خواہ کتني هي خود غرضیاں چهپي هوئي هوں ' نمایش و شہرت کے کیسے هي جذبات قرینه مخفي هوں' وہ کتنا هي سخت خود پرست اور کیسا هي شدید نفس خواہ هو' لیکن اگر دعوۃ و تبلیغ کے اوقات کا ایک لمحه بهي اسپر گذرا هے' تو وہ اپنے کام اور زندگي کے بقاء کیلیے مجبور هے که نفع تجارتي کي پرستش گاہ سے یکقلم باهر آ جاے ' اور اسکا نفس خواہ کتنا هي ذات پرست هو ' مگر اپنے اعمال کو بالکل اس سے متضاد و متبائن کردے - اگر وہ ایسا نه کریگا تو به حیثیت " داعي " کے اسکا وجود باقي نه رهیگا - وہ اپنے وجود عمل کي بقاء کیلیے مجبور هے که مشرب تجارت کي یکسر تکفیر (انکار شدید) کردے - تاجر کي تمام قوتوں کا مصرف " نفع خاص " تها - وہ جسقدر زیادہ اس سبق کو یاد کریگا ' اتنا هي زیادہ اچها تاجر هوگا - مگر " داعي " کي تمام قوتوں کا مصرف " نفع عام " هے' یعنے دوسروں کو فائدہ پہنچانا ' اور جسقدر سچائي' جس قدر خلوص ' جس درجه اذعان و یقین کے ساتهه اس درس ایثار کو حاصل کریگا ' اتنا هي زیادہ سچا " داعي " هوگا - تاجر اپنے بنیادي عقیدے کي بنا پر صرف انهي چیزوں کا طالب رهتا هے اور صرف انهي وقتوں ' موسموں ' مواقع ' اور مقامات کو ڈهونڈهتا هے ' جو اگرچه دوسروں کیلیے ضرر رساں هوں پر اسکي تجارت کیلیے سود مند هوں - ٹهیک اسي طرح ضرور هے که " داعي " صرف انهي چیزوں کا طالب هو' اور صرف انهي وقتوں ' موسموں ' مواقع ' اور مقامات و حالات سے عشق کرے' جو خواہ خود اسکي ذات اور اسکي ذات کے حوالي و اطراف کیلیے کتنا هي دکهه اور موت رکهتے هوں ' لیکن دوسروں کیلیے ان میں راحت ' سکهه ' اور زندگي هو :

من و دل گر فنا شدیم ' چه باک ؟
غرض اندر میاں سلامت اوست !

(عشق و رشتۂ عشق)

پهر آؤ ' ایک دوسرے عالم کي طرف جانکلیں' اور وهاں سے هوکر اس صحبت تک عود کریں - بات بظاهر بے تعلق هے' لیکن اسوقت بے اختیار دل اسي کي طرف کهنچ گیا هے ' اور چند کلمے کہے بغیر طاقت عبور نہیں - عشق ' بلحاظ عشق اور خواص و نتائج عشق کے ایک هي هے' اور اسمیں کسي نوعي امتیاز کا متعین کرنا ممکن نہیں - هر عاشق عاشق هوتا هے ' اسلیے هر عاشق خود رفته هوگا ' دل بکف هوگا ' جاندادۂ راہ الفت هوگا ' اور حیراں جادۂ هجران و وصال - اس لحاظ سے قیس عامري کي نجد پرستي' فرهاد کي کوہ کني' اور نل کي شوریدگي ' سب یکساں هیں - وہ جو اپنے گم گشته عزیزوں کیلیے روتا هے' وہ جو کسي بستر مرگ کا ماتم زدہ هے' وہ جو کسي کي یاد رفته کي کهٹک رکهتا هے ' اور پهر وہ جو کشتۂ تغافل هے' اور وہ جو هلاک تبسم هے' سب ایک هي طرح کے عشق پیشه ' اور ایک هي راہ کے جادہ پیما هیں' اگرچه مختلف ناموں سے مسمی هیں :

و للناس فیما یعشقون مذاهب !

پس ایسي حالت میں تمیز عشق کیلیے عشق کرنے والوں کو دیکهنا بے سود هوگا - چاهیے که " عاشق " کے قسم عشق کي پہچان کیلیے سب سے پہلے اسکے " معشوق " کو دیکها جاے که وہ کون هے ؟ یہي رشته اصلي سر رشتۂ تقسیم هے' اور اسي نسبت سے عشق کي مختلف راهیں متعین هوجاتي هیں :

در چشم ساکن بیت الحزن بمن گرید
که من اسیر بمعشوق ' او بفرزند ست !

عشق کي ساري منزلیں اسي نسبت سے متحقق هوتي هیں - عاشق کے وجود کي بنیاد معشوق کا انتخاب هے - اسکے تمام جذبات و امیال ' مذهب و مشرب ' اعمال و عقائد ' اوضاع و رسوم ' نظر و فکر' سب کچهه معلوم هوجائیگا اگر یه معلوم هو جاے' که اس نے اپنے عرض دل و جاں کیلیے کِس کو انتخاب کیا هے ؟ اپنے نذر شیفتگي و شوریدگي کیلیے کس کي چشم و ابرو پر نظر پڑي هے ؟ اپني جبهه سائي شوق کي عقیدت و نیاز کا کس کي چوکهٹ کو مستحق سمجها هے ؟ اور اپني اطاعت و عبودیت محبت کیلیے کس قهرمان حسن و جمال کے حکم عشق اور فرمان نیاز کے آگے سر بسجود هوا هے ؟

اسي راہ په چلکر " دعوۃ " اور " تجارت " کے باهم تضاد و تبائن مسلک کا بهي پته لگاؤ ' اور اندازہ کرو که دونوں راهیں ایک دوسرے سے کسقدر ابعد هیں' اگرچه نفس عمل ' صرف قوی' انفاق حیات کے اعتبار سے دونوں میں پوري پوري یکسانیت بهی پائي جاتي هے ؟ " تاجر " اور " داعی " کو نه دیکهو' بلکه یه دیکهو که ایک تاجر کي حیات/ عشق کا معشوق کون هونا چاهیے' اور ایک داعي کي حیات محبت کي محبوبیت کس میں هوتي هے ؟ تاجر کو تم دیکهوگے که وہ تاجر نہیں هے اگر " نفع خاص " اور " حصول زر " اسکا معشوق و مطلوب نہو - برخلاف اسکے " داعي " وهي هوگا جسکا محبوب " نفع عام " اور اسلیے " حصول زر " نہیں' بلکه " طلب بے زري " هو - تاجر اگر " پانے " کو اپنا معشوق نه بناے تو اپني هستي کهودے' اور داعي اگر " کهونے " کے عشق سے ایک لمحه کیلیے بهي غافل هو تو اسپر لذت دعوۃ حرام هے :

کسے کو تشنۂ وصل ست ' با کوثر نمي سازد
بآب خضر اگر عاشق رسد ' لب تر نمي سازد
رہ الفت خطرناک ست ' پنهانش نظر در کن !
دراں راهیکه عشق اوست ' تن با سر نمي سازد !

اوسنے سب سے پہلے همیں ایک مقدس "دعا" بتلائي اور حکم دیا که دن میں پانچ مرتبه جب اپنے پروردگار کے حضور بندگي و نیاز کیلیے حاضر هو تو سب سے پہلے اسي دعا کو پڑهو - یه وه وقت هوگا جب تم رب العالمین کے سامنے کهڑے هوگے' اور اسکي رحمت کا دروازه باز هوگا - پس ایک عاجز و درمانده انسان فاطر السماوات و الارض کے حضور جاکر اپنے لیے سب سے بڑي نعمت اور سب سے زیاده قیمتي دولت جو مانگ سکتا هے' وه اس دعا میں مانگي گئي هے' اور چاهیے که تم اسي نعمت کے سائل' اسي مطلوب کے طالب' اور اسي محبوب کے عاشق هو!

یه "دعا" سورۂ فاتحه هے جو هر مومن دن میں پانچ مرتبه نماز کي هر رکعت کے اندر پڑهتا هے - اور وه نعمت' وه دولت' وه متاع مطلوب و محبوب "الصراط المستقیم" هے جسکے مانگتے رهنے اور طلب کرتے رهنے کا حکم دیا گیا هے :

اهدنا "الصراط المستقیم" (فاتحه)	خدایا! تو همیں الصراط المستقیم پر چلنے کي توفیق دے!

یه "الصراط المستقیم" کونسي راه هے اور اس سے مقصود کیا هے؟ اسکي یہاں کوئي تشریح نہیں کي گئي - البته یه بتلایا گیا هے که :

صراط الذین انعمت علیهم (فاتحه)	ان لوگوں کي راه جن پر اے پروردگار تو نے انعام کیا -

پس اس تصریح سے صراط مستقیم وه راه هوئي جو "انعام یافته" لوگوں کي راه هے - یعني جن لوگوں پر خدا نے اپني نعمتیں نازل کي هیں' انهي کي راه عمل الصراط المستقیم هوئي -

چنانچه سورۂ نساء میں "انعام یافته" جماعتوں کا بالتفصیل ذکر کیا گیا هے - اس سے معلوم هوجاتا هے که "انعمت علیهم" میں کن لوگوں کي طرف اشاره تها؟ :

و من یطع الله و الرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین' و حسن اولئک رفیقا! (۴ : ۷۱)	اور جن لوگوں نے الله اور رسول کي اطاعت کي' تو وه سب اُن خوش نصیبوں کے ساتهي هوجائینگے جن پر الله تعالی نے انعام کیا هے - اور جن پر انعام کیا هے وه انبیاء هیں' صدیقین هیں' شهدا هیں' اور صالحین هیں - جس کسي کو ایسے انعام یافته

جماعتوں کي معیت ملي' تو کیا اچهي هے اسکي معیت' اور کیا اچهے هیں ایسے رفیق!!

اس آیة کریمه نے صاف صاف بتلا دیا هے که سورۂ فاتحه میں جس "الصراط المستقیم" کے تعین کیلیے صرف اسقدر اشاره کیا گیا تها که وه "انعام یافته لوگوں کي راه" هے' وه کون لوگ هیں؟ نیز انکے مختلف مدارج و مقامات کیا کیا هیں؟ جن جماعتوں کا یہاں ذکر کیا گیا هے اور انهیں "انعام یافته" کہا هے' انهي کي راه عمل' وه راه هدایت و سعادت هوئي جسکا نام لسان الهي نے "الصراط المستقیم" رکها هے' اور جس پر چلے بغیر کوئي فرد اور کوئي قوم "مغضوب علیهم" اور "الضالین" کي صراط مغضوبیت و ضلالت سے الگ نہیں هوسکتي -

سورۂ نساء کي اس آیة کریمه سے "انعمت علیهم" کي مزید تفسیر و تشریح کرنا' ایک ایسي مسلم اور متفق علیه تفسیر هے جسے عهد صحابۂ و اهل بیت نبوۂ (رضوان الله علیهم) سے لیکر طبقات متاخره تک' تقریباً تمام ارباب علم و رسوخ نے اختیار کیا هے' اور مفسرین "خاصه" و "عامه" سب نے اسے قبول کیا هے- چنانچه جس طرح محدث ابن جریر طبري نے اسکے متعلق مفسرین صحابه کے آثار جمع کیے هیں' اسي طرح علامۂ کلیني اور شیخ طبرسي (صاحب تفسیر مجمع البیان) بهي اس سے انکار نہیں کرتے - اس عاجز نے تفسیر "البیان" میں تصریحات حضرات ائمه کرام علیهم السلام و اقوال مفسرین خاصه بهي نقل کردیے هیں - فمن شاء التفصیل فلیرجع الیه -

بهر حال یه آیة کریمه بتلاتي هے که جس راه پر چلنے کي سورۂ فاتحه میں هر مومن التجا کرتا هے' وه راه "انعام یافته" گروه کي هے - انعام یافته گروه چار هیں : الانبیاء' الصدیقون' الشهداء' الصالحون -

اب دیکهو که قرآن حکیم نے یادگار و تذکار کے اصلي مقصد کو تمام آلودگیوں اور ضلالتوں سے صاف کرکے کس طرح قائم کردیا هے' اور اسکے لیے کیسي دائم و قائم اور محفوظ و مصئون راه اختیار کي هے؟ اس نے نیک انسانوں اور اعلی ترین هستیوں کي یادگاریں زمین پر قائم نہیں کیں لیکن انکے اعمال کو هر مومن کے دل پر نقش کردیا۔ اس نے هر مومن بالله پر پانچ وقت کي نماز فرض کي' اور حکم دیا که هر رکعت میں سورۂ فاتحه کي تلاوت کرو- سورۂ فاتحه کیا هے؟ تحمید و تقدیس کے بعد ایک التجا هے جو انسان اپنے خداوند کے حضور کرتا هے - وه التجا کیا هے؟ "الصراط المستقیم" پر چلنے کي التجا هے تا که اس راه کي اسے توفیق ملے' اور سعادت کونین حاصل هو -

اب اور آگے بڑهو' اور دیکهو که "الصراط المستقیم" کونسي راه هے جسے هر روز دن میں پانچ بار هر مومن یاد کرتا اور اپنے خدا کے حضور جاکر مانگتا هے؟ فرمایا که وه ان لوگوں کي راه هے جن پر الله نے انعام کیا- یہاں اس راه کا طریق حصول یا اسکے عقائد و اعمال نہیں بتلائے گئے بلکه صرف ان لوگوں کي طرف توجه دلادي گئي جنهوں نے ایسے عقائد' ایسے اعمال' ایسے عزائم' ایسے اقدام کیے تهے جنکي وجه سے خدا کي نعمتوں کے مستحق ٹهہرے تهے- یهي چیز "یادگار" هے - یهي "تذکار" هے - یهي وه "مشاهد پرستي" کي حقیقت اصلي هے جسکو تمام دنیا نے ڈهونڈها مگر نه پایا۔ وه کبهي پتهر کے بتوں' کبهي انسانوں کي قبروں' کبهي انسانوں کے مجسموں' کبهي [illegible] اور تعزیوں میں بهٹک کر رهگئي' اور "صراط الذین انعمت علیهم" کي جگه "الضالین" کي صراط پر چلنے لگي!

عزیزان من! "مشاهد پرستي" کے [illegible] صرف اسکي اصلي حقیقت کو اپنے سامنے لاؤ - وه [illegible] صرف یهي نہیں هے که جن انسانوں نے دنیا میں [illegible] انجام دیے هیں' اور نیکي و صداقت کي راه پر چلے هیں' انکي یاد کو همیشه زنده رکها جائے' تاکه انکي یاد انکے مقدس کاموں اور نیک عملوں کي یاد کو تازه کردے' اور اس یاد آوري و تازگي سے قوموں کیلیے پاک ارادوں اور اعلی کاموں کے کرنے کي دعوت ملے؟ اگر یهي هے تو کیا تم نہیں دیکهتے که سورۂ فاتحه کے اندر یهي حقیقت کس طرح کارفرما هے؟ سورۂ فاتحه نے انسان کي راه سعادت و ترقي کیلیے نه تو عقائد و افکار بیان کیے' اور نه اعمال و افعال' بلکه اُن انسانوں کي طرف توجه دلائي جو انعام یافته هوچکے تهے' یعني جو انسان راه سعادت کو حاصل کرنا چاهتا هے' اسے چاهیے که انعام یافته انسانوں کي یاد کو هر روز اپنے سامنے لاے اور انکے عقائد و اعمال کے نمونے کو کبهي فراموش نکرے - پهر اگر یه دنیا کي پاک عمل هستیوں کي سچي یادگار اور انکا حقیقي تذکار نہیں هے تو اور کیا هے؟ یقیناً یه تذکار هے' مگر ایسا تذکار جو اپنے خصائص کے لحاظ سے تمام دنیا میں کوئي نظیر نہیں رکهتا!

پهر ان انعام یافته لوگوں کي تشریح کي که وه انبیاء هیں' صدیقین هیں' شہداء هیں' صالحین هیں - پهر ان میں سے هر [illegible]

یهاں حروف و الفاظ هیں' وهاں ایک پیکر مجسم تها - یهاں قوة هے' وهاں فعل تها - یهاں چراغ هے' وهاں اسکی روشني تهي - حقیقت ایک هي هے جسنے ایک جگه علم کي اور دوسري جگه عمل کي صورت پالي هے !!

اور یهي وجه هے که "سنة" کتاب کا ایک حقیقي جزو' اور مفهوم "کتاب" میں تبعاً داخل هے - کوئي علحده اور مستقل وجود نهیں رکهتي - جو ظاهر بین اس حقیقت سے بے خبر هیں' وه قران کے ساتهه "حدیث" کا لفظ سنتے هیں تو اسکي اهمیت کا اندازه نهیں کرسکتے - وه سمجهتے هیں که "حدیث" کي پیروي کا مطالبه ایسا مطالبه هے جو "قران" کے علاوه ایک دوسري قوة کا اثبات کرتا هے - حالانکه "سنة" کي اطاعت "کتاب" کي اطاعت میں داخل هے' اور "سنة" علم قراني هي کي عملي تفسیر هے -

اور اگر یه سچ هے که جناب امیر علیه السلام نے خوارج و منکرین کے مقابله میں فرمایا تها که "میں قران ناطق هوں" تو میں اسکي تصدیق کرنے کیلیے طیار هوں اگرچه حقیقت نا شناس طبیعتیں سمجهتي هیں که یه بهت هي بڑا دعوا تها - یقیناً یه بڑے سے بڑا دعوا تها جو کوئي انسان کرسکتا هے' لیکن اگر حضرة امیر نے کیا تها تو غلط نه تها - اگر انکي مقدس زندگي آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے "اسوۂ حسنه" کا ایک کامل عکس تها' اور انکے اعمال کي روشني سراج منیر رسالت هي سے ماخوذ تهي' تو کیوں انهیں یه حق حاصل نه تها که وه اپنے تئیں "قرآن ناطق" کهیں؟

جو کتاب الهی ما بین الدفتین حروف و نقوش کي شکل میں تهي' اسي کي هستي ناطق تهي جو اعمال حضرة مرتضوي کے اندر سے پکارتي تهي - خوارج سمجهتے تهے که یه علي بن ابیطالب کي آواز هے' لیکن ابو ذر و سلمان کي حقیقت شناسي جانتي تهي که یه علي بن ابوطالب کي آواز نهیں هے بلکه "القران الحکیم" کي صداے الهي هے' اور چونکه "القران" کي آواز هے' اسلیے یقیناً خود منزل القران کي آواز هے: کنت سمعه الذي یسمع به' و لسانه الذي یتکلم به (بخاري)

بهرحال یه مبحث بجاے خود محتاج تفصیل و نظر هے - مختصر یه که سعادت و هدایت انساني کیلیے "تعلیم" کے ساتهه "نمونه" اور "کتاب" کے ساتهه "سنة" ایک ضروري حقیقت هے - اسي لیے قران حکیم نے اپني تعلیمات کیلیے اس چیز کو ایک اساسي حقیقت قرار دیا :

لقد جاء کم من الله نور و کتاب مبین ! (۵ : ۱۷)	بلا شبه تمهارے پاس الله کي طرف سے نور هدایت آیا' اور کتاب الهي جسکي تعلیم بالکل واضح و روشن هے !

اس آیة کریمه میں "نور" سے مراد حامل قران (صلی الله علیه وسلم) کا وجود مقدس هے' اور "کتاب مبین" قران هے - یه "نور" وهي "اسوۂ حسنه" هے جو حامل قران کي مقدس زندگي میں "علم" قراني کا وجود "عملي" تها :

لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنه (۳۳ : ۲۱)	بلا شبه تمهارے لیے الله کے رسول کي زندگي میں پیروي و اتباع کیلیے ایک بهترین نمونه هے -

عربي میں "اسوه" کا لفظ هر نمونے کیلیے کها جاتا هے' اور نمونه جسطرح خیر کا هوسکتا هے اسي طرح شر کا بهي هو سکتا هے - اسلیے قران حکیم نے "حسنه" کے لفظ سے اسے متصف کیا' تا که واضح هو جاے که فضائل و محاسن هي کا نمونه مقصود هے - اسي طرح تمهیں معلوم هے که سورۂ ممتحنه میں بهي دو جگهه ملة حنیفي و فطرتي کے اولین موسس حضرة ابراهیم علیه السلام کے متعلق یهي لفظ آیا هے : قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهیم والذین معه -

(عود الی المقصود)

دنیا میں اعمال مقدسه و حسنه کي یادگار قائم کرنے کا مقصد بهي یهي "اسوۂ حسنه" تها' یعني جن لوگوں نے کسي پاک و اعلی عمل کا بهترین نمونه اپني زندگي میں پیش کیا هے' انکي یاد کو همیشه باقي رکها جاے' تاکه انکي یاد کے ساتهه انکے اعمال کي یاد بهي تازه هوتي رهے' اور اسکا نمونه انسانوں کو عزائم امور کي طرف دعوة دے -

اب دیکهو که قرآن حکیم نے کس طرح دنیا کي اس قدیم ترین رسم کي اصلي حقیقت لیلي' اور کس طرح اسکي آلودگیوں کو اس سے بالکل الگ کردیا؟ اس نے یادگاروں کیلیے پتهر کے بت نهیں بناے جنکو حوادث ارضي کا ایک طمانچه گرا دیسکتا هے' اور جنکا وجود انسان کي عظمت کیلیے ایک سخت داغ تها - اس نے اینٹ اور چونے کي عمارتیں نهیں بنائیں جو طوفان و برق کے ایک حملے کي بهي تاب نهیں لا سکتیں' اور جنکا اثر ظواهر سے آگے نهیں بڑهتا - اس نے سالانه مجمعوں اور قومي تقریبوں پر زور نهیں دیا کیونکه یه وسائل همیشه ظواهر و رسوم پرستي کا ذریعه بن جاتے هیں' اور یادگار کي معنویت مفقود هوجاتي هے - غرضکه اس نے ان تمام وسائل تذکار سے یکقلم انکار کردیا جو عام طور پر دنیا کي قوموں میں رائج تهے' اور جنکے ذریعه خود انسانوں کي بڑائي تو کي جاسکتي تهي' پر عمل کي تقدیس و تعظیم کیلیے اپنے اندر کچهه نه تها' اور اسلیے همیشه انکا وجود انسان کي حقیقت پرستي کي راه میں ایک سخت پتهر ثابت هوا تها -

(سورۂ کریمۂ فاتحه)

اے عزیزان من !

اب میں تمام تمهیدوں اور مقدمات کي مبادیات سے گذر کر اصل موضوع کے قریب آگیا هوں' اور مجهے زیاده تیز قدمي دکهاني چاهیے - مجهے یاد کرنا چاهیے که میں نے اپني تقریر کو سورۂ مبارکه "فاتحه" کي تلاوت سے شروع کیا تها جسے بظاهر آجکي صحبت سے کوئي ربط نه تها' مگر وه "السبع المثاني" هے' وه "ام الکتاب" کا متن هے' اور وه اسي تمام تفصیلات کا وجود اجمالي هے' پهر هدایت انساني کا کونسا مقام هے جو قرآن کے سلطان احاطه سے باهر رهگیا هو؟

غرضکه قرآن حکیم نے یادگار و تذکار کے ان تمام رسمي و ضلالت آمیز طریقوں سے انکار کردیا جو عام طور پر دنیا نے اختیار کرلیے تهے - لیکن جبکه اس نے وه سب کچهه نه دیا جو سب کوئي کرتے آتے تهے' تو سوال یه هے که خود اس نے کیا دیا؟

اس نے "اسوۂ حسنه" کي اصلي حقیقت کو اپني تمام تعلیمات کا جزو اعظم بنایا' اور اسکي یادگاروں کو انسان سے باهر نهیں جنکو انسان چهوڑ دیسکتا هے' بلکه خود انسان کے اندر قائم کردیا جو کبهي بهي اسکي نظروں سے اوجهل نهیں هو سکتا - اس نے مادي و جسماني اعمال و اشکال کے اندر اسکي دعوة عمل و سعادت کو گم نهیں کردیا' جیسا که گم کردي گئي تهي' بلکه اسکو ایک خالص معنوي و روحاني اعتقاد بنا کر اسطرح دلوں کے اندر قائم کردیا که اسکي حقیقت دائمي طور پر زنده هوگئي' اور هر طرح کي آلودگیوں اور رسم پرستیوں کي آمیزش سے بالکل محفوظ و مصئون بنادیگئي !

بصائر و حکم

السلم و الحرب

یعني

جنگ اور صلح

دنیا کا ماده قواء متضاده کا گہوارہ هے - ایک طرف تو اسکا ایک ایک ذره متحرک ، پراگنده ، اور ایک عام هیجان کي حالت میں نظر آتا هے - دوسري طرف وه منجمد هوکے سمٹتا هے - سمٹ کے باهم ایک دوسرے سے ملتا هے - ملکر سکون و استقرار حاصل کرلیتا هے !!

اس بنا پر وه تمام کیفیات متضاده کي طرح جنگ و صلح کي بهي یکساں قابلیت رکهتا هے - وه جنگوں کے اختلال و تصادم کي شکل میں سمندر کي لہر هے، تو صلح و سکون کي حالت میں اوسکي سطح صامت و ساکن ! لیکن سوال یه هے که ان دونوں حالتوں میں سے انسانیت کے بقا و ارتقاء ، سعادت ارضي کے حصول، تمدن و تهذیب کي ترقي، علوم و فنون کي اشاعت، قوی و جذبات کي تنشیط ، اور قوت عمل کي تنظیم و تحریک کیلیے کون زیاده مفید هے ؟

یه سوال اگرچه زمانۂ قدیم میں بهي فلسفه اجتماع کا ایک معرکة الآراء مسئله رهچکا هے لیکن موجوده عهد سے بڑهکر اس کے درس کیلیے اور کون وقت موزوں هوگا ؟

(مخالفین جنگ و امیدواران صلح عام)

جو لوگ دنیا کیلیے صلح و سلام کو مفید سمجهتے هیں، اونکا استدلال یه هے که انسان فطرتاً اتحاد و اتفاق کا طالب هے - ابتداء میں انسان کا هر فرد دوسرے فرد سے الگ تهلگ رهتا تها، لیکن دنیا کے تمام مادوں کي طرح قوت جاذبه اوس میں بهي موجود تهي، اسلیے اوس نے ان بکهرے هوے ذروں کو جمع کرنا شروع کیا - پہلے چهوٹے چهوٹے خاندان قایم هوے، پهر خاندان نے ترقي کرکے قبائل کي صورت اختیار کرلي - رفته رفته مستقل جماعتیں پیدا هوگئیں، اور جماعتوں کي وسعت نے قومیت کا نظام قائم کردیا - اسطرح گانوں سے شهر اور شهروں سے عظیم الشان ملک آباد هوگئے -

لیکن یه فطري اتحاد محض محبت و اتفاق کا نتیجه نه تها، بلکه علل و اسباب کے شکنجه میں جکڑا هوا تها - دنیا کا ایک ذره بهي دوسرے ذره سے بغیر کسي طبعي مناسبت کے نہیں ملسکتا - اسلیے انسان کا ایک فرد کسي دوسرے فرد سے صرف اس بنا پر نہیں ملا که وه بهي اوسي کي طرح ایک انسان تها، بلکه جذبات و خیالات کي یکرنگي اور مقاصد و اغراض کي یکجهتي نے اون میں باهم کشش پیدا کي، اور وه انهي نقطوں پر آکر باهم مل گئے - ایک متمدن انسان اپنے بهائي سے لیکر ایک غیر ملک کے باشنده تک سے تعلقات رکهتا هے، لیکن ان تعلقات میں جو عظیم الشان فرق مدارج نظر آتا هے، وه انهي اغراض و مقاصد کے اختلاف کا نتیجه هے - اگر دو بهائیوں کے تعلقات میں ایک غیر منقطع اتصال و استحکام نظر آتا هے، تو اسکي وجه بهي یهي هے که اون کے جذبات و خیالات اور اغراض و مقاصد شدت کے ساتهه باهم دست و گریباں هیں -

انسان نے آغاز خلقت میں بهي انهي اغراض کو نصب العین بنا کر دوسرے انسانوں سے سلسلۂ ارتباط و اتحاد پیدا کیا، اور انهي اغراض کے تصادم و مقاومت نے جنگ کي بنیاد ڈالي - آج بهي انهي اسباب کي وجه سے عظیم الشان لڑائیاں واقع هوتي هیں -

لیکن اب زمانه نے بہت کچهه ترقي کرلي هے - اتحاد و اتفاق کے وسائل به کثرت مهیا هوگئے هیں، فطري احساس کے ساتهه تهذیب و تمدن نے بهي صلح کے فوائد کو عام طور پر ذهن نشین کردیا هے - اس بنا پر انسان کے جذبات و خیالات اور اغراض و مقاصد کو بخوبي متحد کیا جا سکتا هے، اور اس اتحاد میں اس شدت کے ساتهه اتصال پیدا هوسکتا هے که دو مختلف ملکوں کے باشندے دو بهائیوں کي طرح زندگي بسر کریں -

اگرچه کبهي کبهي اتحاد هي اختلاف بهي پیدا کردیتا هے، لیکن جسطرح افراد کے اختلافات کو چهوٹي چهوٹي عدالتوں کے ذریعه سے مٹادیا جاتا هے، اوسیطرح قومي و ملکي اختلافات کو بهي ایک وسیع عدالت اور ایک عام حکم کے ذریعه سے دور کیا جاسکتا هے - وحشي قومیں اختلافات و نزاعات کي حالت میں زبان تیغ سے اپنا فیصله سننا چاهتي تهیں، مگر بیسویں صدي کے متمدن انسان کو عهد وحشت کي تجدید کي ضرورت نهیں، اب خود زبان نے تلوار سے زیاده جوهر پیدا کرلیے هیں -

صنعت و حرفت کي ترقي اور تجارت کي گرم بازاري نے دنیا کے دو ملکوں کو ایک هي گهر کے دو صحن بنا دیا هے - یعني اختلاط و امتزاج نے دو قوموں کے جذبات میں کمال یکرنگي و یکراهي پیدا کردي هے، اور انکے مقاصد و اغراض بالکل توام هوگئے هیں - یهي وجه هے که دنیا کے کسي ایک حصه میں جب جنگ چهڑ جاتي هے، تو هر ملک اوس سے متاثر هوجاتا هے - جب دنیا اسقدر متحد الاغراض هوگئي هے تو کیوں نه سب صلح اور امن کیلیے متفق هوجائیں ؟

قدیم زمانه میں جنگ انسان کا ذریعۂ معاش تهي، یہاں تک که بعض لوگ لڑائیوں میں باجرت شریک هوتے تهے -

لیکن اب وه اقتصادي حیثیت سے کوئي ذریعه معاش نهیں خیال کي جاتي - اب انسان کا رزق نیزے کي نوک کے ساتهه بندها هوا نهیں هے بلکه کارخانوں کي مشینوں کے ساتهه متعلق هے - لیکن زمانه جنگ میں تجارت و صنعت کا بازار اس قدر سرد پڑ جاتا هے که یه پرزے زنگ آلود هوجاتے هیں - یهي وجه هے که زمانۂ جنگ میں تمام ملک دفعتاً فقر و فاقه میں مبتلا هوجاتا هے - بالخصوص تاجروں کا گروه تو جنگ کا نام سنکر کانوں پر هاتهه دهرتا هے، اور قیام امن کیلیے جان و مال تک سے دریغ نهیں کرتا -

اب جنگ کے عواقب وخیمه و نتائج الیمه اس درجه آشکارا هوگئے هیں که خود سپه سالاران فوج بهي اس کو دنیا کي بدترین چیز سمجهتے هیں - جنرل سر چارلس نیپیر نے جنگ کي هولناک صورت کو ایک نهایت بلیغ تشبیه میں عریاں کیا هے - وه کہتا هے :

" ایک فوجي آدمي کي زندگي اوس رقاصه کے مشابه هے جو کسي ایسے هال میں ناچتي هے جسکي دیواروں میں ٹوٹے هوے شیشے کے پرزے جڑے هوے هیں - جب وه عالم نشاط و سرور میں مستانه وار رقص کرتي هوئي اون دیواروں تک پہونچتي هے، تو اوسکے اطراف و اعضاء شیشے کے ٹکڑوں سے لگ کر اور مجروح هوکر خون آلود هوجاتے هیں، اور ناز و غرور کے جو پردے اوسکي آنکهوں پر پڑے هوے تهے، دفعتاً اوتر جاتے هیں - اوسکو نظر آنے لگتا هے که وه ایک سخت فریب میں مبتلا تهي - اسي طرح فوجي آدمي میدان جنگ کي طرف هتیاروں کي سراب آسا چمک دیکهکر نهایت خنداں و فرحاں روانه هوتے هیں - لیکن چند هي دنوں کے بعد اونکي آنکهیں کهل جاتي هیں، اور اونکو معلوم هوجاتا هے که جوهر تیغ

کے وہ اعمال حسنہ جا بجا قرآن حکیم میں مشرح بیان کیے جنسے " الصراط المستقیم " کي راہ سعادت متعین هوتي هے - قصص القرآن کي اصلي غرض اسي " انعمت علیهم " کي تفسیر سمجهو - یہ چار گروہ وہ هیں جنکے اندر نوع انساني کا تمام اصلح و اسعد حصہ آگیا ' اور انساني عمل کي سچائي جب کبهي ظاهر هوگي ' تو ضرور هے کہ انهي انعام یافتہ چار جماعتوں میں سے کسي جماعت سے متعلق هو - پس غور کرو کہ تم یادگار یادگار پکار رهے هو ' تمام دنیا مشاهیر پرستي کیلیے بیقرار هے ' کرۂ ارضي کي هر متمدن انساني جماعت انساني بڑائیوں کا تذکار کرنا چاهتي هے ' لیکن یہ کیسي یادگار کي عجیب و غریب خالص حقیقت هے جو اسکي تمام خرابیوں کو دور کرکے قرآن حکیم نے همیں عطا کي هے ؟ دنیا کي هر قوم صرف اپنے هي بڑوں کو تذکار کا مستحق سمجهتي هے ' اور زیادہ سے زیادہ چند بڑے انسانوں کو یاد رکهنا چاهتي هے - لیکن قرآن حکیم نے کرۂ ارضي کي تمام حقیقي بڑائیوں اور اعمال صالحہ کے تمام گهرانوں کو چن لیا ' اور حکم دیا کہ تم ان سب کے نمونوں کو اپنے سامنے رکهو ' اور سب کے بڑے بڑے کاموں ' بڑے بڑے عزموں ' بڑي بڑي نیکیوں سے اپني راہ ایمان و اسلام کو مرتب و متقوم بناؤ - تم یادگاریں بنا کر سال میں ایک مرتبہ انهیں یاد کرسکتے هو ' اور عمارتي و سنگي اشکال میں کبهي کبهي ایک غلط انداز نظر ڈال لے سکتے هو - اس سے زیادہ تمهارے تذکار کي حقیقت کچهہ نهیں هے - لیکن دیکهو ' تمهارے قرآن نے کیسي یادگار قائم کي جو هر روز دن میں پانچ مرتبہ هر مومن انسان کے سامنے آتي هے ' اور صرف ایک هي بڑے انسان کو نهیں ' بلکہ تمام راست باز انسانوں کو جو انبیاء ' صدیقین ' شهداء ' اور صالحین میں گذرے ' وہ یاد کرتا اور انکے اعمال مقدسہ کے نمونوں پر چلکر راہ سعادت کي منزل مقصود تک پهنچنا چاهتا هے !

نظرے خوش گذرے !

معاونین البلاغ

بعض اهم مسائل !

مسئلۂ اعراض نظر و مطالعہ

(۱) قرآن حکیم نے انساني نظر و مطالعہ کے متعلق بار بار اور جا بجا فرمایا :

یمرون علیها و هم عنها مناظر عالم پر سے گذرتے هیں ' مگر اسطرح
معرضون ! گذرتے هیں کہ غور و فکر نهیں کرتے
اور منهہ پهیرے هوے چلے جاتے هیں -

یہ حالت دراصل نظر و مطالعۂ عالم کے نهایت اهم مقامات و واردات سے تعلق رکهتي هے - مگر اسکي جامعیت اور احاطہ کا حال یہ هے کہ اگر کسي چهوٹي سي چهوٹي چیز کو بهي اپنے سامنے رکهہ لیجیے تو اس علم " اعراض نظر " کا نمونہ آپکو ملجائیگا -

انساني مطالعۂ و نظر کے اعراض کي بڑي بڑي مثالیں جنکا تعلق علوم و اخلاق و مذهب سے هے ' آپ دیکهہ چکے هیں ' لیکن آئیے ' آج ایک چهوٹي سي بات میں اسکي مثال ڈهونڈهیں -

جو خطوط دفتر میں مختلف درخواستوں اور کاروباري امور کے متعلق آیا کرتے هیں ' کبهي انپر نظر پڑجاتي هے تو میں دیکهتا هوں کہ " اعراض نظر و مطالعہ " کي کتني مثالیں صرف هم اپني روزانہ ڈاک هي سے جمع کرسکتے هیں ؟

بعض حضرات نهایت اصرار کے ساتهہ پوچهہ رهے هیں کہ " ترجمان القرآن " اور " البیان " کي قیمت کیا هے ؟

این سخن را چہ جوابست تو هم میداني

ترجمان القرآن اور البیان کے وجود کا علم تو انهیں ان اعلانات سے هوگیا جو البلاغ کے پہلے اور آخري صفحات پر درج هیں ' مگر قیمتیں معلوم نہ هوئیں ! !

ان اعلانات کو انهوں نے پڑها هے ' لیکن اگر پڑهتے تو اس لاحاصل خط و کتابت کي زحمت سے خود بهي بچتے ' اور مکتوب الیہ کو بهي بچاتے -

بعض بزرگ نهایت هي تاکید کے ساتهہ جواب طلب کرتے هیں اور ساتهہ هي جوابي پوسٹ کارڈ بهیجنے کا صرف بهي گوارا کرتے هیں کہ " ترجمان القرآن بغیر اصل متن کے هوگا یا مع اصل قرآن کے ؟ " حالانکہ اگر وہ اسکے اعلان کو پڑهتے تو اسمیں " حامل المتن " کا لفظ موجود هے ' جسکے معني غالباً یهي هیں کہ مع اصل قرآن کے مرتب کیا گیا هے !

متعدد حضرات جوابي کارڈ بهیجکر دریافت کرتے هیں کہ " کیا ترجمان اور البیان کي قیمت بهیجدیں ؟ " گویا دنیا میں کسي شے کے بقیمت لینے میں خریدار کے ارادے اور طلب کو کوئي دخل نهیں - اسکے لیے اصلي موثر مسئلہ محض دفتر کا " حکم " هے ' اور پهر اسکے لیے بهي چهپا هوا اعلان کافي نهیں - خاص دفتر کا آخري و قلمي " حکم منصوص " مطلوب هے ! !

اس سے بهي عجیب تر وہ احباب کرام هیں جنکے لیے سب سے زیادہ اهم مسئلہ نہ توقیت کا هے ' نہ طرز ترتیب اصل و ترجمہ کا ' اور نہ هي ترسیل قیمت کے متعلق آخري منصوص و قطعي حکم ' بلکہ ایک دوسري حقیقت مستورہ و بعیدہ هے ' جو باوجود کمال بعد و حجب ' انکي گرفت نظر و تعاقب فکر سے نہ بچ سکي ' اور بالاخر انهوں نے اسکا سراغ نکال هي لیا :

آخر آمد ز پس پردۂ تفتیش پدید !

وہ مسئلۂ مهمہ و مجهولہ ترجمان القرآن اور تفسیر البیان کي " زبان " کا هے - یعني اور سب باتیں تو بهرحال معلوم کر هي لي جائینگي ' سب سے پہلے اسے واضح هوجانا چاهیے کہ ان دونوں کتابوں میں کونسي زبان استعمال کي گئي هے ؟ یہ ترجمہ اور تفسیر عربي میں هے یا اردو میں ؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبي ست ؟

سمجهہ میں نهیں آتا کہ اسکے جواب میں کیا عرض کیا جاے ؟ بجز اسکے کہ یمرون علیها و هم معرضون کي تفسیر میں اس سوال کو بهي مع جوابي پوسٹ کارڈ کے داخل کردیا جاے :

بمزاحت نہ گفتم این گفتار
هزل بگذار و جد ازو بردار !

آخر میں گذارش هے کہ دفتر اپنے احباب و معاونین کے شوق و ذوق کي پوري تعظیم کرتا هے ' اور انکے ان اهم سوالات کو بهي انکي مشتاقانہ محویت کي خود فراموشي کا نتیجہ سمجهکر نهایت احسانمند هے ' تاهم اگر اس طرح غیر ضروري مراسلات کا بهي ایک نیا صیغہ کهولدیا جائیگا تو پهر دفتر کي مشکلات غیر محدود و لا علاج هوجائینگي - مجبوراً یہ ظاهر کرنا پڑتا هے کہ اس طرح کے سوالات " معرضون " کي تفسیر کیلیے سرمایۂ بحث تو بن سکتے هیں ' مگر انکے جواب دینے کي دفتر کو مهلت نهیں ملسکتي - خواستگار معافي هے -

" پیشگي قیمت " اور " رعایت "

کا مطلب صرف یهي هے کہ اسي وقت آپ قیمت بذریعہ مني آرڈر بهیجدیں - جن جن حضرات نے وي پي کیلیے لکها هے ' انهیں معلوم هونا چاهیے کہ ان سب کي درخواستیں بالکل بے فائدہ هیں اور دفتر انکو کوئي درخواست قرار نهیں دیتا - نہ وہ رعایتي قیمت سے کچهہ تعلق رکهتي هیں - جب یہ کتابیں مکمل شائع هونگي تو انکي قیمت انکي آخري ضخامت کے مطابق قرار پائیگي - اس وقت اگر انهوں نے مکرر درخواست بهیجي تو کتاب اصلي قیمت پر بهیجي جائیگي - نہ بهیجي تو موجودہ درخواست سے اس پر کوئي اثر نهیں پڑیگا -

شریک ہوے اور اوسکي ممبري قبول کي - اس انجمن کا مقصد یه تها که تمام سلطنتوں کے ارکان و عمال اور اعضاء حکومت میں باہم رابطۂ اتحاد قائم کیا جاے -

جو سلطنتیں صلح جو اور امن طلب تهیں ' اونہوں نے اسکو اور وسعت دي - چنانچه ولایت متحدہ امریکه میں ایک عظیم الشان انجمن قائم کي گئي ' جسکا مقصد یه تها که تمام سلطنتوں کے کارکن لوگوں کو باہم اسقدر متحد ہو جانا چاہیے که اگر ایک سلطنت دوسري سلطنت کے مقابلے میں آمادہ جنگ ہو' تو دونوں سلطنتوں کے تمام عمال اپنے اپنے کام سے علحدہ ہو جائیں - اسکا لازمي نتیجه یه ہوگا که وہ سلطنت ایک دست شل بن کر رہجائیگي -

(۳) ان ذرائع کے علاوہ یورپ اور امریکه میں سیکڑوں انجمنیں خاص اسي غرض سے قائم ہوگئي ہیں که دنیا کو امن و صلح کي دعوت دیں ' اور سیاسي و قومي اختلافات کو مٹائیں - اس مقصد کے لیے جو قوانین بنائے جاتے ہیں' وہ بجاے خود موثر ہیں ' لیکن سب سے زیادہ انکا اثر اخلاقي پڑتا ہے ' اور جو صدا ان انجمنوں سے بلند ہوتي ہے ' وہ صرف شرکاء کانفرنس ہي کے دلوں میں جذبۂ مودت نہیں پیدا کرتي ' بلکه کانفرنس کے ہال سے باہر نکل کر تمام دنیا کو محیط ہو جاتي ہے ' اور ہر شخص کے دل میں محبت کا بیج بو دیتي ہے - اسکا نتیجه یه نکلا ہے که ایک عام کانفرنس صلح قایم ہوگئي ہے ' اور جرمني ' اسٹریا ' روس ' اٹلي ' اسپین ' انگلستان ' غرض تمام ملکوں میں مقامي انجمنیں بهي قائم ہیں جو اس کانفرنس کے مقاصد کي تائید کرتي ہیں -

(۴) ایک خاص قانون ساز کانفرنس بهي قائم کیگئي ہے جسکے ممبر قانون کے بڑے بڑے فضلاء ہیں ' اور جو خاص طور پر ایسے قانون وضع کرتي ہے جو مختلف سلطنتوں کے مقاصد کو باہم ٹکرانے نہیں دیتے - یه کانفرنس سنه ۱۸۷۳ میں مسیو رولن فرانسیسي کي کوشش سے قائم ہوئي - اور رفته رفته امریکه اور سوئٹزرلینڈ نے بهي اوسکي تقلید کي -

(۵) مختلف ممالک کي پارلیمنٹوں کے ممبروں کي کانفرنس ان سب سے الگ ہے - اوسکا مقصد یه ہے که اختلافات و منازعات کا فیصله صرف حکم (پنچایت) کے ذریعه سے کیا جاے -

(۶) سوشیالوجسٹ لوگوں کا ایک خاص فرقه پیدا ہوگیا ہے جو ہمیشه تعاون' اجتماع' اور مصالحت عامه کي تائید میں سرگرم رہتا ہے - یورپ میں انکي تعداد آٹھ ملین ہے ' اسلیے جنگ کي طرح صلح بهي اپنے ساتھ جانباز سپاہیوں کي ایک فوج گراں رکهتي ہے -

(منکرین صلح عام و مویدین جنگ)

لیکن مویدین جنگ ان دلائل کے آگے نہیں جهکتے - وہ کہتے ہیں که ان دلائل کا خلاصه صرف یه ہے که انسان کي ایک غیر محدود تعداد کو فطرتاً عیش و مسرت اور سکون و اطمینان کے ساتھ زندگي بسر کرنا چاہیے ' لیکن سوال یه ہے که اسقدر کثیر التعداد عیش پرست انسان آغوش صلح میں پیدا بهي ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

اس سے انکار نہیں ہو سکتا که جنگ کي وجه سے دفعتاً افزایش نسل انساني میں ایک نمایاں تنزل پیدا ہو جاتا ہے ' لاکهوں نوجوان طعمۂ تیغ و سناں ہو جاتے ہیں ' ہزاروں عورتیں بیوہ ہو جاتي ہیں ' قبیلے کے قبیلے ' خاندان کے خاندان جلا وطني اختیار کر لیتے ہیں ' اس طرح ایک ملک کي گود دفعتاً اپنے فرزندوں سے خالي ہو جاتي ہے - لیکن یه ایک عجیب بات ہے که توالد و تناسل پر عیش و راحت اور امن و صلح کا اس سے بهي زیادہ مضر اثر پڑتا ہے - جو قومیں جسقدر زیادہ جنگجو ہوتي ہیں' اوسي قدر کثیر الولد بهي ہوتي ہیں - برخلاف اسکے عیش پسند ' صلح جو' اور امن دوست قوموں میں بچوں کي تولید عموماً کم ہو جاتي ہے - عرب عموماً جنگجو تهے' لیکن ان میں بچوں کي کثرت تهي -

فرانسیسیوں سے زیادہ عیش پرست کون سي قوم ہوگي ؟ لیکن وہاں کي آبادي روز بروز گهٹ رہي ہے - جرمني کو ایک جنگجو ملک کہا جاتا ہے ' لیکن جس زمانے سے اوس نے یه خطاب عام طور پر حاصل کیا ہے' اوسیوقت سے اوس کي مردم شماري نے غیر معمولي ترقي کي ہے - جانور تک اس کلیه سے مستثنی نہیں ' شیر اپنے کٹہرے میں به نسبت جنگل کي خونخوار جهاڑیوں کے زیادہ امن و سکون کي زندگي بسر کرتا ہے ' لیکن اس گہوارۂ عیش میں اوسکا سلسلۂ توالد و تناسل دفعتاً منقطع ہو جاتا ہے - قبائل اور عام تمدني جماعتوں کي ترقي صرف تکثیر نسل پر موقوف ہے ' اور جنگ اس تمدني نظام کو صلح سے زیادہ وسعت کے ساتھ قائم رکھ سکتي ہے -

بد قسمتي سے اگرچه ایک مدت سے جنگ ہوا پرستي ' شہرت طلبي ' اور خود غرضي کا ذریعه بنا لیگئي ہے ' اور عموماً سلاطین و امراء فوج صرف اپنے جاہ و اقتدار کے قائم رکهنے کیلیے جنگي جہاز تیار کراتے ہیں ' توپیں ڈهالتے ہیں ' تلوار پر صیقل چڑهاتے ہیں ' اور فوجوں کو آگ اور خون کے طوفان میں جهونک دیتے ہیں' لیکن جنگ کي نفس حقیقت پر اسکا کچھ اثر نہیں پڑتا - امن و صلح کو بهي اسي طرح اغراض فاسدہ کا ذریعه بنایا جاسکتا ہے - بہت سے لوگ صرف عیاشي و کاہلي کیلیے اطمینان و سکون اور صلح و سلام کي زندگي کے طالب ہوتے ہیں -

خدا نے انسان میں بغض و انتقام کا مادہ صرف اسلیے پیدا کیا ہے که وہ اپنے حقوق کي حفاظت کرے ' اور انتخاب طبیعي اور بقاے اصلح میں فطرۃ کا مساعد و مددگار ہو' پس جنگ کا فطري مقصد یہي ہے ' دوسرے لفظوں میں لڑائیاں ہمیشه دنیا کیلیے آگ اور خون کے ظاہري پردے میں ابر رحمت کا چهینٹا ثابت ہوئي ہیں - جو لوگ میدان جنگ میں جانبازانه لڑتے ہیں' وہ کسي قوم کے فنا کرنے میں انتخاب طبیعي کو مدد ہي نہیں دیتے ' بلکه وہ اپنے آپ کو اصلح بهي ثابت کردیتے ہیں' یا اپنے اندر بقاء و قیام کي صلاحیت پیدا کرتے ہیں - ممکن ہے که وہ خود انتخاب طبیعي اور بقاء اصلح کي حقیقت ' اوسکے وقت ' اور طریق انتخاب سے واقف نه ہوں ' تاہم قوت و صلاحیت کا احساس صحیح خود کسي قوم کے صالح ہونے کي دلیل ہے ' اور دنیا کو اب تک اسي احساس نے قائم رکها ہے - پس اس قوت و احساس صحیح کا اندازہ صرف میدان جنگ ہي میں ہو سکتا ہے - کوئي قوم میدان جنگ میں انتخاب طبیعي کا فرض ادا کرنے خود نہیں جاتي - بلکه وہ فطرت کے سب سے بڑے امتحان گاہ میں لیجاکر کهڑي کرائي جاتي ہے' اگر اوس میں زندہ رہنے کي صلاحیت ہے تو زندہ رہتي ہے ' ورنه انتخاب طبیعي کا اسلحۂ جنگ اوسکو فنا کر دیتا ہے -

جس اخلاقي شجاعت کے کارنامے ہسپتالوں ' کالجوں ' اور یتیم خانوں کي صورت میں نظر آتے ہیں' وہ بهي اوسي وحشیانه شجاعت کي ایک ترقي یافته صورت ہے جو میدان جنگ میں نہایت خوفناک نظر آتي ہے - جنگ بیرحمي کے ساتھ جذبه رحم و محبت کو بهي پیدا کر دیتي ہے ' اور چونکه زمانۂ جنگ میں تمام قوىٰ و جذبات متحرک رہتے ہیں ' اسلیے ہر جنگجو قوم ان چیزوں کو نہایت سرعت کے ساتھ قائم کر لیتي ہے - تمدن نے ہمیشه جنگ کے ساتھ ساتھ ترقي کي ہے ' عیش پرستي نے اوس میں ایک ذرے کا بهي اضافه نہیں کیا ہے -

آج ملکوں اور سلطنتوں میں اتفاق و اتحاد کے جو ذرائع پیدا ہوگئے ہیں ' وہ بهي جنگ ہي کي برکت ہے - واقعات ثابت کر رہے ہیں که یه جو کچھ تها ' خوف ' بزدلي ' مصلحت ' ریاکاري ' ڈپلومیسي کا نتیجه تها - خلوص صرف میدان جنگ ہي میں نظر آ سکتا ہے' اور ہمکو خلوص ہي کي جستجو کرني چاہیے -

(باقي آینده)

كي چكا چوندھ نے اونكو اندھا بنا ديا تھا- اسي بنا پر ميں اس راہ كو صاف و روشن نہيں ديكھتا - مجھے اوس ميں خون اور كانٹوں كي وسيع چادر بچھي ہوئي نظر آتي ہے ! "

نيز وہ كہتے ہيں كہ اب انسان كا اخلاقي معيار روز بروز بلند ہوتا جاتا ہے - زمانۂ وحشت كي بيرحمياں اور دور ہجميت كي ظالمانہ رسميں مٹتي جاتي ہيں - اونكي جگہ لطف و مراعات اور ايثار نفسي و فياضي كا عام ميلان پيدا ہوتا جاتا ہے - زمانۂ قديم ميں جنگ ايک فعل ممدوح خيال كي جاتي تھي ، ليكن اب اسكو سخت معيوب خيال كيا جاتا ہے - آج سے چند دن پہلے لوگ مينڈھوں كے لڑانے پر فخر كيا كرتے تھے - اب ہر متمدن انسان كو اس سے شرم آتي ہے - پہلے جانوروں كے لڑانے كيليے خاص خاص ميدان متعين كيے جاتے تھے ، اور اس طرح جانوروں كو سخت اذيت پہونچاكر لطف اندوزي كا سامان بہم پہونچايا جاتا تھا - اب جانوروں كو انسان كے ظلم و جور سے بچانے كيليے متعدد انجمنوں كي بنياد پڑگئي ہے ، اور انسان كے دائرۂ لطف و كرم ميں بے زبان مخلوقات تک شامل ہوگئي ہيں -

كہا جاتا ہے كہ انسان كے مختلف طبقات فطرۃً باہم متحد نہيں ہوسكتے ، اور اس فطري اختلاف كا لازمي نتيجہ يہ ہے كہ كوئي ايسا جامع اور عام قانون نہيں بنايا جاسكتا جس پر ہر سلطنت اور ہر ملک و قوم كا اتفاق ہو-

ليكن اب تو سلطنتيں اس اتفاق عام كي طرف قدم بڑھا چكي ہيں ، اور جس چيز كو قانون شكن كہا جاتا تھا ، وہ خود پابند قانون ہوگئي ہے - يعني خود جنگ كے ليے ايک بين الملي قانون بناديا گيا ہے جسپر تمام سلطنتوں نے اتفاق كرليا ہے -

قديم زمانے ميں جنگ وحشت كا ايک نہايت بد نما مرقع تھي ، جس ميں صرف بغض ، انتقام ، توہين ، تذليل ، كا رنگ نظر آتا تھا - اسيران جنگ كو عموماً قتل كرديا جاتا تھا ، اونكے ہاتھہ پاؤں كاٹ ڈالے جاتے تھے ، اور دشمن كو ہر ممكن طريقہ سے ضرر پہونچايا جاتا تھا - ليكن اب تمام مہذب سلطنتيں اس وحشت و ہمجيت كے تصور سے لرزجاتي ہيں ، اور حتى المقدور جنگ كے مصائب كے كم كرنے ميں اپني كوششوں كو صرف كررہي ہيں - ليكن چونكہ جنگ ميں سنگدلي اور قساوت قلبي سے بالكليہ اجتناب نہيں كيا جاسكتا ، اسليے ايک ايسا معتدل قانون وضع كرديا گيا ہے جس پر عمل كرنے سے جنگ كا مقصد بھي حاصل ہوسكتا ہے اور وحشيانہ اعمال سے بھي احتراز كيا جاسكتا ہے - اس قانون كي رو سے بہت سے ہتياروں اور بعض خاص اقسام كے گولوں كا استعمال ناجائز قرار ديديا گيا ہے ، اور زخميوں اور قيديوں كے ساتھہ رفق و ملاطفت كا برتاؤ كيا جاتا ہے - اگر متخاصمين جنگ ميں كوئي فريق اس قانون كي خلاف ورزي كرتا ہے اور دوسرا فريق بھي اسي طريقہ سے اوسكا مقابلہ كرنے پر مجبور ہوجاتا ہے ، تو تمام سلطنتيں خود اونكے مقابلہ كيليے كھڑي ہوجاتي ہيں ، اور عالم تمدن كي بہترين ہمدردي اونكا ساتھہ چھوڑ ديتي ہے - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے كہ دنيا كي تمام قوميں ايک اخلاقي ، تمدني ، اور قانوني رشتے ميں منسلک ہوگئي ہيں ، اور اس نظام نے ايک قوم كو دوسري قوم كے شدائد و مصائب كا متكفل اور ذمہ دار بنا ديا ہے - قبائل اور خاندانوں نے اسي قسم كے نظام اتحاد كے ذريعہ قوميت كي صورت اختيار كي تھي ، اسليے اتفاق كے ان آثار و علائم سے توقع كي جاتي ہے كہ اب دنيا كي قوميت كا مفہوم پہلے سے بھي زيادہ وسيع ہوجائيگا ، اور تمام قوميں اوسكے دائرے ميں داخل ہوجائينگي- يہاں تک كہ بالآخر ايک دن ايک فياض قانون خود جنگ ہي كا انسداد كرديگا - نہر كے منافذ جب ايک ايک كركے بند ہوتے جاتے ہيں تو اسكا طبعي نتيجہ بجز اسكے اور كچھہ نہيں ہوسكتا كہ ايک دن خود نہر ہي خشک ہوجاے - اس اتفاق عام كي يہ آخري منزل ہوگي ، اور عنقريب اسي نقطے پر مصالحت عامہ كا سفيد جھنڈا لہرائيگا -

بغض و انتقام جنگ كا مبدء اول ہيں ، اور دنيا كي كوئي قوم ايسي نہيں جسكے سينے كے اندر يہ آتشكدہ نہ بھڑكتا ہو- اس بنا پر صلح عام كا انعقاد بظاہر ناممكن معلوم ہوتا ہے ، ليكن ايک زمانے كو دوسرے زمانے پر قياس كرنا غلطي ہے - قديم زمانے ميں تمام قوميں ايک انسانكے شخصي ارادہ كے جال ميں گرفتار تھيں ، اور وہ اپني ذات پر قوم كے تمام مصالح و اغراض كو قربان كرديتا تھا - ليكن اب ہر قوم مستقل بالذات ہوگئي ہے ، اور اوس نے خود بادشاہوں كے جبر و سطوت كو اپنا تابع بنا ليا ہے - اب دنيا قہر و استبداد كے پنجۂ آہنيں سے نكل گئي ہے ، اور اپنے مصالح و فوائد كو سب سے زيادہ عزيز ركھتي ہے - يہي مصالح ايک قوم كو دوسري قوم سے ملاتے جاتے ہيں - گرد و كدورت كا جو پردہ درميان ميں قائم ہوگيا تھا ، وہ اوٹھتا جاتا ہے - انگريزوں اور فرانسيسيوں سے زيادہ كون قوم بغض و عداوت كے نشے ميں سرشار تھي ؟ ليكن مصالح نے رفتہ رفتہ دونوں قوموں كو متحد كرديا ، اور آج فرانسيسي اور انگريزي فوج ميدان جنگ ميں دوش بدوش كھڑي ہوكر لڑ رہي ہے - جرمني اور فرانس، اگرچہ آج ايک دوسرے كے خون كے پياسے ہيں ، ليكن ہمكو وقتي اسباب كے اثر سے مرعوب ہوكر مصالح كي لا زوال قوت كا انكار نہ كردينا چاہيے - ممكن ہے كہ ايک دن جرمني بھي انگلستان بن جاے -

اونكا آخري استدلال يہ ہے كہ جنگ كے علل و اسباب كي قوت روز بروز گھٹتي جاتي ہے ، اور صلح و اتحاد كے ذرائع وسيع اور ترقي پذير ہوتے جاتے ہيں ، بالخصوص بعض اسباب ايسے پيدا ہوگئے ہيں جو دنيا كو اتفاق عام كي دعوت دے رہے ہيں :

(١) علوم و فنون كي ترقي اور ايجادات و اختراعات كي وسعت نے ہر ملک كے علماء كو ايک دوسرے كا دوست بناديا ہے - بالخصوص علوم طبيعيہ اور علم طب نے تو تمام دنيا كو ايک مركز پر جمع كرديا ہے - ان علوم كا مقصد بالذات اگرچہ قيام امن و انعقاد صلح نہيں ہے ، ليكن اونكي ترقي و اشاعت كا جو طريقہ اختيار كيا گيا ہے ، اوس سے اتحاد و اتفاق كا مقصد نہايت آساني كے ساتھہ حاصل ہوسكتا ہے - ہر ملک ميں ان علوم كي ترقي و استحكام كيليے عظيم الشان كانفرنسيں قائم كيجاتي ہيں - اون ميں ممالک مختلفہ كے علماء بلكہ سلاطين و وزراء تک شريک ہوتے ہيں ، جن كے يكساں نصب العين ميں كوئي اختلاف نہيں ہوتا -

نمايشوں كے ذريعہ سے بھي يہ مقصد نہايت وسيع پيمانے پر حاصل ہوتا جاتا ہے - انگريزوں اور فرانسيسيوں نے لندن ميں تين سال تک جو نمايش قائم ركھي تھي ، اوسكي نسبت كہا جاتا ہے كہ اوس نے دونوں قوموں كے اتحاد ميں بڑي مدد دي ہے -

(٢) ملكي اتفاق اور قومي اتحاد كا ايک بڑا ذريعہ سلاطين ، وزراء ، اور اركان دولت كي باہمي ملاقات بھي ہے ، اور يہ ذريعہ اس زمانے ميں نہايت عام ہوگيا ہے - فرانس اور انگلستان ميں اسي طريقہ سے اتحاد پيدا ہوا ، اور روس نے بھي انگلستان سے اسي طرح رسم مودت قائم كي -

ابتداء ميں تو اسكو ايک رسمي چيز سمجھا جاتا تھا - ليكن بعض غير متوقع نتائج نے اسكو اسقدر ترقي دي كہ اسي غرض سے ايک عام انجمن قائم كيگئي جس ميں ہر سلطنت كے عمال

سليمـــان ، وانينـا داود زبورا (۴ : ۱۶۳)	بعد اسماعيل ، اسحاق ، يعقوب ، تمام اسباط اسرائيل ، عيسي ، ايوب يونس ، هارون ، اور سليمان آے ، اور داود کو هم نے زبور عطا کيا -

اب ديکهو که اس آية کريمه ميں کسقدر تدبر و تفکر عميق کي ضرورت هے ؟ آيت ميں مخاطب آنحضرت صلى الله عليه وسلم هيں - پهلے انکو حضرة نوح سے تشبيه دي جنهوں نے ايک نئي امة صالحه کي بنياد رکهي تهي - پهر کها که " والنبيين من بعده " اور جو نبي انکے بعد آے - يه طرز بيان صاف بتلا تا هے که حضرة نوح کے بعد والے انبياء دعوة نوحي کے اسطرح اتباع و متعلقين ميں داخل تهے که صرف حضرة نوح هي کا نام لے دينا انکے ليے کافي تها - پهر حضرة نوح کے بعد حضرة هود سے مزيد تشبيه نهيں دي ، حضرة صالح سے نهيں دي ، حضرة لوط سے نهيں دي ، حضرة اسحاق سے نهيں دي ، حالانکه اگر مقصود محض وحي کے مورد و مهبط هونے کے لحاظ سے تشبيه تهي تو اسکے ليے تمام انبياء کرام يکساں تهے ، مگر تم ديکهتے هو که حضرة نوح کے بعد هي دوسرا نام حضرة ابراهيم عليه السلام کا ليا گيا ، اور يه دوسري تشبيه و مماثلة هے جو دعوة اسلامي کو دي گئي - پهر حضرة ابراهيم کے بعد بهت سے انبياء کا نام ليا جو سب کے سب بلا استثناء دعوة ابراهيمي هي کے مجدد تهے ، اور اسطرح صاف صاف بتلا ديا که تاسيس امم صالحه کے سلسلے دو هيں : ايک حضرة نوح اور " والنبيين من بعده " کا - دوسرا حضرة ابراهيم اور انکے مجددين اسماعيل و اسحاق و يعقوب عليهم السلام کا -

اگر کها جاے که حضرة نوح کے بعد حضرة ابراهيم عليه السلام کا نام محض ترتيب تاريخي کيليے آگيا ورنه کوئي مخصوص امتياز نه تها ، تو يه بهي صحيح نهيں - کيونکه اس آية کريمه ميں تاريخي ترتيب بالکل نهيں نظر آتي - تم ديکهه رهے هو که حضرة يعقوب و اسباط کے بعد هي حضرة عيسى کا نام آگيا هے جو سب کے بعد آے ، اور حضرة سليمان کے بعد حضرة داؤد کا نام ليا گيا ، حالانکه حضرة داؤد حضرة سليمان کے والد هيں -

پس اس آية ميں دعوة اسلامي کو تشبيه صرف دو دعوتوں سے دي گئي هے : دعوة نوحي اور دعوة ابراهيمي ، اور يه " کما اوحينا الى نوح " اور " و اوحينـــا الى ابراهيم " سے ظاهر هے - انکے علاوه يهاں جتنے انبياء کا ذکر کيا گيا هے ، انسے مماثلة مقصود نهيں هے ، بلکه انکے نام تبعاً آئے هيں که وه ان دعوة هاے موسسه کے مجدد تهے -

رهي يه بات که حضرة نوح کے مجددين کي طرف تو صرف مجمل اشاره کر ديا مگر حضرة ابراهيم کے مجددين کے نام بالتصريح الگ الگ ليے گئے ، تو اسکے بهي متعدد اسباب هيں - ازانجمله واضح تو يه که سورة نساء کے اس حصه ميں تمام تر خطاب اهل کتاب سے هے ، اور انکي زياده تر معلومات حضرة ابراهيم کے بعد کے انبياء سے متعلق تهي - نيز تعلق موسوي و اسرائيلي کي وجه سے وه ان انبياء کو زياده محترم و مقدس سمجهتے تهے ، اور تورات انکے تذکره سے لبريز تهي - پس حضرة نوح کے مجددين کيليے تو صرف اشاره کر ديا ، اور حضرة ابراهيم کے مجددين کي تفصيل کي ، تاکه بيان زياده اوقع اور زياده پرحجة هو -

(ايک اعتراض)

اگر تم کو شبه هو که قرآن نے اسي طرح اور اسي طريق تشبيه کے ساتهه تو حضرة موسى اور آنحضرة عليهما السلام کو بهي باهم مشابه قرار ديا هے :

انا ارسلـــنا اليکم رسولاً شاهداً عليکم کما ارسلنا الى فـرعـون رســولا - (۷۳ : ۱۵)	هم نے تمهاري جانب اپنا ايک رسول بهيجا ، تمهارے آگے حق کي شهادت دينے والا ، جس طرح فرعون کي جانب اپنے ايک رسول (حضرة موسى) کو بهيجا تها -

تو واضح رهے که يه مشابهت اس حقيقت کيليے بالکل مخالف نهيں هے - بلا شبه قرآن نے حضرة موسى کي بعثت سے داعي اسلام کي بعثت کو تشبيه دي هے ، اور يه اوسي ارشاد الهي کا اعاده و ياد آوري هے جو اس سے پهلے حضرة موسى کو مخاطب کرکے کها گيا تها که " ميں تيرے بهائيوں (بني اسماعيل) ميں سے تيرا جيسا ايک نبي بهيجونگا " ليکن يه مشابهت قسم تاسيس و تجديد اور صنف نبوت ميں نهيں هے ، بلکه صرف حق اور باطل کے مقابلے ميں هے - سورة نساء کي آية ميں " کما اوحينا " هے " يعني جسطرح هم نے حضرة نوح و ابراهيم پر نبوت و رسالت کي " وحي " کي - يهاں " ارسلنا " هے - يعني هم نے اس عهد کے باطل پرستوں اور متکبر و سرکش کفار کے مقابلے ميں فتح رباني اور نصرة الهي کے ساتهه اسي طرح پيغمبر اسلام کو " بهيجا " هے ، جسطرح ابسے پهلے ايک بهت بڑے ظالم و مغرور ابليس کے مقابلے ميں حضرة موسى کو بهيجا تها ، اور باوجود اوس کے تمام ساز و سامان دنيوي کے وه اسپر غالب و فتح مند هوے تهے -

اس تشبيه سے صرف يه ظاهر کرنا مقصود هے که باطل کو اپني شيطاني قوتوں کے گهمنڈ ميں مغرور نهوجانا چاهيے - جسطرح باوجود تنهائي و بے سرو ساماني کے حضرة موسي نے فرعون کو تباه و برباد کيا تها ، اسي طرح هم نے پيغمبر اسلام کو بهي اس عهد کے فراعنه و نمارده کے مقابلے ميں بهيجا هے - اب بهي وهي نتيجه نکلے گا جو اس وقت نکل چکا هے -

اسکي مزيد تائيد اس اية کريمه کے سياق و سباق سے هوتي هے - يه آية سورة مزمل کي هے جو آغاز ظهور اسلام کے زمانے ميں نازل هوئي تهي - اسکا موضوع تنزيل يه تها که تبليغ حق کي مشکلات و مقامات کي نسبت آنحضرة صلى الله عليه وسلم کو آگاهي بخشي جاے ، اور بتلاديا جاے که حق کا ظهور هميشه ابتدا ميں مظلومي و بے سرو ساماني هي کے ساتهه هوتا هے ، پر آخر ميں فتحمندي چمکتي هے - چنانچه آيت زير بحث سے پهلے راه حق کي مشکلات و تکاليف پر اور اس انکار و سرکشي پر جو باطل پرستوں ميں نظر آتي تهي ، آپکو تسکين و تسلي دي هے اور فرمايا هے که ان حالات کو ديکهکر اپنے اندر مايوسي نه لاؤ - يه حق کي ابتدا هے ، مگر تهوڑے سے صبر و انتظار کے بعد اسکي انتها بهي آنے والي هے :

واذکر اسم ربک و تبتل اليه تبتيلا ، رب المشرق و المغرب لا اله الا هو فاتخذه وکيلا - واصبر على ما يقولون واهجرهم هجراً جميلا - و ذرني و المکذبين اولي النعمة و مهلهم قليلا - ان لدينا انکالا وجحيما - (۷۳ : ۱۰)	اپنے پروردگار کا ذکر کرو اور سب کي طرف سے آنکهيں بند کرکے صرف اسي کے هو جاؤ - وه پروردگار که تمام عالم ميں اسي کي ربوبيت کار فرما هے اور اسکے سوا کارساز عالم اور کوئي نهيں ، سو جب ايسا کارساز تمهارے ساتهه هے تو تم اور کسيطرف کيوں نظر اٹهاؤ ؟ بس اسي کو اپنا کارساز يقين کرو ! رها منکرين حق کا ظلم ، انکا کبر باطل ،

اور اپني باطل پرستانه کاميابيوں کے دعوے اور اعلانات ، سو چاهيے که انپر صبر کرو - سردست بغير کسي سختي کے انسے الگ هو جاؤ ، اور انهيں آنکے حال پر زياده نهيں ، تهوڑے دنوں کيليے چهوڑ دو - پهر ديکهو که حق کے يه جهٹلانے والے جو طرح طرح کي خوش حاليوں اور دنيوي عزتوں ميں اپنے تئيں پاکر بڑے هي متکبر و مغرور هوگئے هيں ، بالاخر کيسا نتيجه پاتے هيں ؟ همارے پاس اگر انکے ليے مهلت تهي تو اب انکے جکڑنے کيليے بيڑياں اور انکي عقوبت کيليے آگ بهي هے ! "

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خلق

یا

تاریخ " امۃ مسلمۃ "

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہاے دوست
صد بار خواندۂ و دگر از سر گرفتہ ایم

(۳)

(۲) قرآن حکیم میں حضرات انبیاء کا تذکرہ ایک ہي مقصد اور ایک ہي استدلال کے ماتحت نہیں ہے، بلکہ ہر جگہ وہ ایک نیا مقصد، ایک نیا نتیجہ، ایک نیا استدلال، اور ایک نیا طرز استنباط بصائر و حکم رکھتا ہے - یہي وجہ ہے کہ یہ عاجز قرآن حکیم میں محض تاکید و ازدیاد اثر کیلیے تکرار بیان و مطالب کا قائل نہیں بلکہ اسکو کلام الہي کیلیے ایک نقص یقین کرتا ہے، اور مطالب متکررہ کو بھي ہر جگہ بلحاظ نتائج بالکل ایک نیا اور مستقل بیان پاتا ہے - اس بنا پر بلا شبہ ایک ظاہربیں نگاہ دیکھیگي کہ بہت سے مقامات بظاہر اس حقیقت کے خلاف ہیں، اور جن انبیاء کرام کو ہم مجدد قرار دیتے ہیں، انکا نام مؤسسین کے ساتھہ اسطرح لیا گیا ہے، گویا صنف کے اعتبار سے ان میں باہم کوئي امتیاز نہیں - لیکن ایسا سمجھنا فی الحقیقت ایک سخت کوتاہ بیني اور حقیقت ناشناسي ہوگي اور اسي لیے کہا گیا ہے کہ :

و ما یعقلہا الا العالمون ! حقائق قرانیہ کا ادراک نہیں کرسکتے مگر وہ لوگ جنکے قلوب کو اللہ تعالی نے علم حق کیلیے کھول دیا ہے !

نیز سورۂ عنکبوت میں فرمایا : بل ہو ایات بینات في صدور الذین اوتوا العلم - یعني جن خوش نصیبوں کے سینوں کو خدا نے علم نبوي و الہي کیلیے کھول دیا ہے، صرف وہي ہیں جو قرآن حکیم کے حقائق و معارف کا آشیانہ بن سکتے ہیں، ورنہ ارباب جہل کي نظروں سے دیکھا جاے تو " اساطیر الاولین " کے سوا اسکے قصص کے اندر اور دھرا ہي کیا ہے ؟

بہر حال اس اختلاف طرز ذکر کا راز دراصل اس نکتہ کے حل ہونے پر موقوف ہے کہ قرآن حکیم کے قصص و اخبار کے مقاصد و اغراض پر سے پردہ اٹھایا جاے، اور جو حقائق و معارف ان میں پوشیدہ ہیں، اور اختلاف مقاصد بیان نے جسطرح بیان کے انداز و ترتیب کو بھي مختلف کردیا ہے، اسے واضح کیا جاے - مگر یہ موضوع تفسیر کا ہے - یہاں اسقدر کہدینا کافي ہے کہ جن سورتوں میں انبیاء مؤسسین کے ساتھہ ہي بغیر کسي فصل و امتیاز کے بعض انبیاء مجددین (علی نبینا و علیہم السلام) کا بھي ذکر کیا گیا ہے، ان مقامات میں نہ تو مقصود ترتیب تاریخي ہے، نہ تفریق تاسیس و تجدید، اور نہ ہي قسم دعوۃ کي بنا پر مختلف طبقات کي تمییز - بلکہ وہاں انکے اعمال مشترکہ و عامہ اور اسکے نتائج غیر مخصوصہ و متحدہ میں سے بعض خاص امور کو پیش کرنا ہے، اور صرف انہي کي جانب مخاطب کو متوجہ کرنا یا مسلمانوں کو توجہ دلاني ہے - اس مقصد کے لیے انبیاء کے ازمنۂ ظہور و تبلیغ کي تقدیم و تاخیر اور اصناف تاسیس و تجدید بالکل غیر مؤثر تھے، اسلیے بالکل ضرورت نہ تھي کہ ان پہلوؤں کا وہاں لحاظ کیا جاتا -

یا پھر بعض مقامات میں یہ نظر آتا ہے کہ مقصود انبیاء کا ظہور نہیں بلکہ ایک خاص طرح کي دعوۃ، ایک خاص طرح کي طرز تبلیغ، ایک خاص طرح کي جماعت مومنین، ایک خاص قسم کي ضلالت منکرین، اور ان سب امور کا کوئي خاص طرح کا نتیجۂ حسن و قبح یا عذاب و ثواب مقصود ہے، اسلیے قدرتي طور پر ترتیب زماني و صنف نبوت و قسم دعوۃ سے بالکل قطع نظر کرلیا گیا ہے، اور صرف اُن نبیوں اور دعوتوں کو یکجا کرکے بیان کردیا ہے جو اُس پیش نظر و زیر مقصد امر میں باہم سب سے زیادہ مشابہت و مشارکۃ رکھتے تھے - اگر حضرۃ نوح اور حضرۃ موسی علیہما السلام کے زمانے میں وہ امر زیادہ یکسانیت و مشارکۃ کے ساتھہ ظاہر ہوا ہے، تو بلا خیال اسکے کہ حضرۃ نوح کا زمانہ کب تھا اور حضرۃ موسی کب ظاہر ہوے، اور بغیر اس ترتیب کے کہ حضرۃ نوح مؤسس تھے اور حضرۃ موسی مجدد، دونوں کا ذکر ایک ساتھہ کردیا ہے - کیونکہ مقصد زمانہ، صنف، اور وجود ذاتي نہیں ہے، بلکہ ایک اور چیز جو بہ نسبت دوسرے انبیاء کرام کے ان دونوں کے زمانے میں زیادہ وسعت کے ساتھہ ظاہر ہوئي، اور اسلیے عبرت و تذکیر کیلیے ان کا یکجائي ذکر زیادہ قوي و مؤثر ہے -

مگر جن مقامات میں اسطرح کے مقاصد نہ تھے بلکہ خاص طور پر زمانہ اور قسم دعوۃ و صنف ظہور مقصود تھا، وہاں تم صاف صاف پاؤگے کہ مؤسسین بالکل الگ ہیں اور مجددین کي صف بالکل دوسري ہے - اور بالتصریح ظاہر کردیا ہے کہ ان میں مؤسسین امم کا سلسلہ اسطرح چلا اور مجددین امم اسطرح ظاہر ہوے -

(تمثیل دعوۃ اسلام)

اب اس مقدمہ کو ذہن نشین کرنے کے بعد میرا ساتھہ دو اور قرآن حکیم کے ان بیانات کو جو جابجا متفرق ہیں یکجا کرکے غور کرو -

سب سے پہلي چیز یہ ہے کہ قرآن حکیم نے جن مقامات پر قسم دعوۃ و صنف انبیاء کي بنا پر کوئي تذکرہ کیا ہے، یا کسي مؤسس کو بربناء دعوۃ و تبلیغ تشبیہ دي ہے، تو اسطرح کے تمام مواقع پر اس امتیاز و فرق کو ملحوظ رکھا ہے -

چنانچہ تمام قرآن میں ہم پاتے ہیں کہ حضرۃ ختم المرسلین کي دعوۃ کو حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراہیم علیہما السلام کي قسم دعوۃ سے تشبیہ دي ہے - حضرۃ ہود، حضرۃ صالح وغیرہم مجددین سے تشبیہ نہیں دي - کیونکہ اسلام کي دعوۃ مؤسسہ تھي - مجددہ نہ تھي - اور حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراہیم ہي تمام انبیاء متذکرۂ قرآن میں مؤسس تھے - پس اسلام کے لیے انہي کي صف میں جگہ رکھي گئي -

سورہ نساء میں فرمایا :

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ، و اوحینا الی ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب والاسباط، و عیسی، و ایوب، و یونس، و ہارون و

ہم نے اُسي طرح تیرے وجود کو مہبط وحي الہي بنایا، جسطرح حضرۃ نوح کو، اور اُن انبیاء (مجددین) کو جو دعوۃ نوحي کے بعد ہوے - نیز جسطرح حضرۃ ابراہیم پر ہم نے وحي کي اور انکے

اب یه بالکل ظاهر هے که یهاں حضرة نوح کا کوئي تذکره نه تها - نه اس سے پہلے انکي طرف اشاره کیا گیا هے - ذکر صرف حضرة ابراهیم کا هے اور انکي اس فضیلت کا هے که خدا نے حضرة اسحاق اور انکے بعد حضرة یعقوب کے ذریعه نسل ابراهیمي کو پهیلایا اور زمین پر قائم کیا - لیکن یکایک درمیان میں ایک جملۂ معترضه سا آگیا هے جو بظاهر ربط بیان کے بالکل مخالف هے که " ونوحا هدینا من قبل " اور نوح جنکو انسے پہلے هم نے هدایت بخشي - سوال یه هے که اس جملۂ معترضه کا یهاں کون موقعه تها ؟ اور حضرة ابراهیم کے تذکره میں بغیر ربط بیان کے صرف حضرة نوح کے ظهور و هدایت بخشي کي جانب اشاره کر دینا کیوں ضروري هوا ؟

ممکن هے که جن لوگوں کے نزدیک کلام الهي کي تقدیس و عظمت کیلیے ربط بیان و ترتیب مطالب کچهه ضروري نهیں هے ' (حالانکه وه خود انسان هوکر اپنے بیان کیلیے ضروري سمجهتے هیں) وه اس چیز کو چنداں قابل غور نه سمجهیں - لیکن الحمد لله هم که انسانوں کے اندر مربوط و مرتب بیان کرنے کي قدرت دیکهتے هیں ' کسي طرح اسکا تخیل بهي نهیں کر سکتے که خدا کے کلام کو بے ربط قرار دیں - انسان اگر نهیں سمجهتا تو اسکے لیے بهتر هے که اپني سمجهه کا گله کرے ' به نسبت اسکے که کلام الهي کي عظمت کو اپني کم فهمي سے آلوده کرے !

پس واضح هو که یه آیۃ کریمه بهي بلحاظ اپنے خاص موضوع بحث کے اسي طرح مربوط اور متصل بیان هے ' جیسا که اول سے لیکر آخر تک قرآن حکیم کا هر حصه مرتب و منظم هے - بلاشبه یهاں صرف حضرة ابراهیم هي کا تذکره هے - حضرة نوح کا کوئي تذکره نهیں ' لیکن حضرة ابراهیم کے مقامات میں سے اس مقام کا تذکره آگیا هے جو انکي دعوة کي قوة موسسه اور اسکے آثار باقیه و جاریه سے تعلق رکهتا هے - یعني یه بیان شروع هوگیا هے که هم نے انکے وجود کو هدایت ارضي کا ایک ایسا تخم بنایا جس سے بے شمار شاخیں آگے چلکر پهوٹیں اور پهیلیں ' اور انکو حضرة اسحاق و حضرة یعقوب کي نسل دي جس سے کتنے هي انبیاء و مجددین پیدا هوے ' اور اپنے اپنے عهدوں میں دعوة ابراهیمي کي تجدید کرتے رهے - و وهبنا له اسحاق و یعقوب - چونکه حضرة ابراهیم کا یه درجه اسي طرح کا تها ' جیسا که درجۂ تاسیس حضرة نوح کو انسے پہلے دیا گیا تها ' اور انکي دعوة موسسه کي نسل و ذریت عرصه تک قائم و جاري رهي تهي ' اسلیے ضرور تها که اسکي طرف بهي اشاره کردیا جاتا ' تا که حضرة ابراهیم کي اس فضیلت و خصوصیت کي صنف واضح هو جاے - چنانچه ایسا هي کیا گیا ' اور بتلادیا گیا که حضرة ابراهیم کو جو ایک نسل هدایت هم نے بخشي ' تو یه اسي قسم کي بخشش الهي هے ' جیسي که انسے پہلے حضرة نوح کے ذریعه هوچکي هے - انکي نسل بهي نسل ابراهیمي کي طرح هدایت ارضي کیلیے عرصه تک قائم رکهي گئي -

حضرة نوح کا ذکر ' حضرة اسحاق و یعقوب کے بعد کیا هے نه که پہلے - تم جانتے هو که حضرة اسحاق و یعقوب هي سے نسل ابراهیمي بني اسرائیل کے نام سے بڑهي اور پهیلي ' اور یه بهي تمهیں معلوم هے که حضرة یعقوب هي کا دوسرا نام " اسرائیل " تها - پس یه کیسا کهلا ثبوت هے اس امر کا که حضرة نوح کا یهاں ذکر صرف بقاء نسل و ذریت کے اشتراک اور هم صنفي هي کي بنا پر کیا گیا هے ' اور چونکه اس وصف میں صرف وهي ایک ایسي دعوة تهي جو حضرة ابراهیم کي دعوة موسسه سے نسبت رکهتي تهي ' اسلیے صرف اسي کا ذکر کیا گیا - اُن کا ذکر نهیں کیا جو موسس کي جگه مجدد تهے - مثلاً حضرة صالح ' حضرة هود ' حضرة لوط ' علیهم السلام -

تاریخ و عبر

الحــرب فــی الاســلام

(از جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پاني پتي)

(۱)

دور تهذیب و مدنیت کے آغاز میں انسانوں کي جرگه بندیاں هوا کرتي تهیں ' اور ان کي فوجیں وهي خاندان و قبیله کے افراد - جس وقت لڑائي یا جنگ کي نوبت آتي یا جدال و قتال کي ضرورت هوتي ' تو هر ایک خاندان و قبیله کے اشخاص بلا کسي نظام و ترتیب کے یکجا جمع هوجایا کرتے تهے ' اور جنگ کے بعد هر شخص کو اتنا هي حصه مال غنیمت کا ملتا تها جتنا وه اپني بهادري ' زور و قوت ' اور جوانمردي سے حاصل کر سکتا - مگر جب لوگوں نے حضریت اختیار کي تو کاروبار باهم تقسیم کر لیے گئے ' حکومتیں قائم هوئیں ' الگ الگ پیشے ' جدا جدا عمل اختیار کیے گئے ' اور اسیوقت سے فوجي ملازمت کي بنا پڑي - سب سے پہلے جس حکومت نے فوج کو بهرتي کیا ' وه " مصر کي فرعوني حکومت " تهي - خیال کیا جاتا هے که پہلے پهل اسکي ابتدا عیسی علیه السلام سے تقریباً دو هزار برس پیشتر اُس وقت پڑي جبکه فراعنۂ مصر نے حبشیوں اور زنگیوں کي ایک تعداد کثیر کو بهرتي کرکے ایک باقاعده فوج مرتب کي ' اور اسکي مدد سے " بحر احمر " کے سواحل پر آباد شده اقوام و قبائل کو مسخر کرلیا - بعد ازاں دوسري قوموں نے اس کي تقلید کي اور مختلف حکومتوں نے اسي کا تتبع کیا - چنانچه اشوریا ' بابل ' فینیقیه ' اور یونان کي قدیم حکومتوں نے اس طریقه کو اختیار کیا - یونان سے رومیوں نے اخذ کیا ' اور رومیوں سے مسلمانوں نے سیکها -

فراعنۂ مصر کے یهاں " فوجي نظام " بدیں شکل قائم هوتا تها که وه اپني افواج کو لنبي ' گنجان ' اور سیدهي صفوں میں کهڑا کیا کرتے تهے - اسکي تائید اُن عمارات کهنه کے کهنڈرات اور محلات شکسته کے بوسیده در و دیوار سے بخوبي هوسکتي هے جو مصر میں اپنے متکبر و متمرد مکینوں کي یادگار هیں ' اور جن پر صفوف لشکر کي متعدد تصاویر کهینچي هوئي پائي گئي هیں -

حکومت مصر سے اس طریقه کو اهل یونان نے استنباط کیا ' اور اپنے یهاں اسکو کسي قدر ترمیم و تنسیخ کے بعد رائج کیا - انهوں نے " پلٹنیں " تیار کیں جن کو وه (Phalanx) کهتے تهے - اُن کے نظم و ترتیب کي صورت یه تهي که فوجي سپاهي بالکل سیدهي صفوف میں کهڑے هو جاتے تهے - ۴۰۰۰ جوانوں سے ایک پلٹن مرتب هوتي - کهڑے هونے کا طریقه یه تها که ایک سپاهي دوسرے سپاهي سے چند قدم کے فاصلے پر اپنے مقابل والے سپاهي کي بالکل سیدهه میں کهڑا هوتا ' اور صفیں ایک دوسرے کے پیچهے برابر چلي جاتیں - ایک عرصے تک یه فوجي نظام بدستور اپني حالت پر قائم رها - لیکن مقدونیه کے بادشاه اور سکندر اعظم کے باپ " فیلقوس " نے پلٹن کے سپاهیوں کي تعداد مذکورۂ بالا شمار سے دگني کر دي ' اور پهر فیلقوس کي وفات کے بعد اُس کے بیٹے سکندر اعظم نے چوگني کردي - سکندر نے سپاهیوں کو اس قدر پاس پاس کهڑا کرنا شروع کیا که اُن کے کندهے باهم ملے رهتے تهے ' اور اُن کي ڈهالیں ایک دوسرے سے ٹکراجاتي تهیں - نیز اس نے سپاهیوں کیلیے عجیب طرز اور نئے طریقے کے نیزے بنوائے تهے ' جنمیں سے اکثر نیزے چوبیس فیٹ لنبے هوتے تهے - سب سے پهلي صف

اسکے بعد پھر اُن منکرین و مغرورین کو مخاطب کرکے فرمایا که تمھیں معلوم ھونا چاھیے که تمھاری جانب اسي طرح حق کا یه اعلان بھیجا گیا ھے ' جسطرح تمھاری نسل ابلیسي کے ایک مورث اعلی فرعون کے سامنے حق کا ظھور ھوا تھا ' اور جسطرح تم نے باطل پر گھمنڈ کیا ' اُس نے بھي کیا تھا - چنانچه فرمایا که :

فعصي فرعون الرسول فاخذناه	فرعون نے ھمارے رسول کي
اخــذا و بيلا - فكيــف	نافرماني کي سو ھمارے غضب
تتقون ان كفــر تم يومــا	نے اسے بڑا ھي سخت پکڑا اور
يجعــل الولــدان شيبا ؟	اسکا سارا گھمنڈ اور غرور باطل
(۷۳ : ۱۶)	بیکار گیا - پھر اے منکرین اسلام !

اگر تم بھي اسي طرح نافرماني کروگے تو اُس دن کي مصیبت سے کیسے بچ سکوگے جسکي سختي بچوں کو مارے غم کے بوڑھا کردیگي ؟

یه اشاره بدر اور فتح مکه کے طرف تھا ' سو وعید الھي نے جو کہا تھا پورا کر دکھایا -

بھر حال سورۂ مزمل کے موضوع تنزیل اور اية زیر بحث کے سباق و سیاق سے صاف ظاھر ھے که یہاں حضرة موسی سے آیة نساء کي طرح دعوة اور داعي میں تشبیه نہیں دي گئي ھے' بلکه دعوة و داعي کے انکار اور منکر میں دي گئي ھے - پس یه تشبیه آنحضرة اور حضرة موسی علیهما السلام میں نه ھوئي - منکر موسی اور منکر محمد میں ھوئي (صلی الله علیهما و لعنة الله علی المنکرین الخاسرین !)

(۳) ٹھیک ٹھیک اسي طرح سورہ " شوری " میں جہاں وحدة ادیان و توحید شرائع کي طرف توجه دلائي ھے ' تو وھاں بھي دعوة اسلامي کا ذکر حضرة نوح اور حضرة ابراھیم علیهما السلام ھي کي صف میں بلا فصل کیا گیا ھے' اور اسطرح اسکي قوة موسسه کي نمایاں صنف واضح کردي ھے:

شرع لكم من الدين	تمھارے لیے دین کا وھي راسته ٹھرایا
ما وصي به نوحا و الذي	ھے جس کے لیے نوح کو وصیت
اوحينا اليک وما وصينا	کي گئي تھي' اور اے پیغمبر اسلام !
به ابراهيــم و موسى	جسکے لیے ھم نے تم پر وحي کي
و عيسى ؛ ان اقيمــوا	ھے - نیز یه وھي راہ ھے که اسکے لیے
الدين و لا تتفرقوا فيه -	ابراھیم' موسی' اور عیسی کو بھي
(۴۲ : ۱۱)	ھم نے وصیت کي تھي که دین الھي

کو قائم کرو اور اسمیں تفرقه نه ڈالو -

اب غور کرو که اس آیة کریمه میں الله تعالی نے کسطرح پیغمبر اسلام کو نمایاں طور پر حضرة نوح کے ساتھه کھڑا کیا ھے' اور جن انبیاء کرام علیهم السلام کو ھم نے دوسري صنف مجددین میں قرار دیا ھے' انمیں سے کسي کا نام نہیں لیا ھے ؟ پھر اسپر بھي نظر رھے که یہاں دعوة اسلام کا ذکر جسطرح ترتیب تاریخي و زماني کو یکقلم نظر انداز کرکے کیا گیا ھے ' وہ اس حقیقت کیلیے بالکل ایک بے حجاب روشني ھے - آیة کریمه کا مقصود یه تھا که دین الھي کي وحدة اور قانون ظھور رسالت کي یکساں حالت کي طرف توجه دلائي جاے - پس فرمایا که وہ ایک ھي شریعة الھیه ھے جسکي طرف برابر ھر ظھور نے دعوة دي' اور سب کي دعوة کا مقصد قیام دین الھي و عدم تفرقۂ و اختلاف تھا - پھر اس سلسلے کو حضرة نوح سے شروع کیا - اگر بلحاظ صنف کے تمام ظھوروں میں کوئي فرق نه تھا ' تو قدرتي ترتیب تو یه تھي که حضرة نوح کے بعد اُنکے بعد کے انبیاء کا ذکر کیا جاتا ' اور اگر انکو کسي وجه سے نظر انداز کردیا تھا تو حضرة ابراھیم' حضرة موسی ' حضرة عیسی کے تذکرہ کو تو ضرور ھي انکے بعد جگه دي جاتي' اور پھر سب کے اخر میں اسلام کا ذکر کیا جاتا جیسا که سب کے بعد وہ ظاھر ھوا ' لیکن تم دیکھه رھے ھو که حضرة نوح کے بعد یکایک لسان الھي اسلام کي جانب متوجه ھوتي ھے اور پیغمبر اسلام کو مخاطب کرکے انکي دعوة کا ذکر کرتي ھے - پھر اونکا ذکر کرکے مکرر درمیاني کڑیوں کي طرف عود کرتي ھے' اور ان میں سے بھي سب سے پہلے حضرة ابراھیم علیه السلام ھي کا نام لیتي ھے جو دعوة نوحي کے بعد دوسرے دور تاسیس کے موسس تھے - البته انکے ساتھه حضرة موسی اور حضرة عیسی علیهما السلام کا ذکر بھي کردیا جاتا ھے !

حضرة نوح اور حضرة ابراھیم علیهما السلام کے درمیان اسلام کا ذکر بالکل ایک طرح کا جملۂ معترضه معلوم ھوتا ھے' جو ترتیب بیان کے بالکل خلاف ھے -

پس بیان کا یه انداز صاف صاف کہه رھا ھے که سلسلۂ ادیان و توصیۂ شرائع میں اسلام کو کوئي ایسي خصوصیت حاصل ھے جسکي وجه سے وہ حضرة نوح کے تذکرہ سے ایک خاص تعلق و ربط رکھتا ھے' اور اسلیے گو اسکا ظھور سب سے آخر ھوا ' تاھم اپنے تعلق و ربط کي بنا پر حضرة نوح کے ساتھه اسکا ذکر نہایت ضروري تھا - اسي طرح اسلام کے بعد حضرة ابراھیم کا نام لیا گیا اور انکو حضرة موسی و عیسی کے ناموں پر مقدم رکھا - نه اسلیے که بلحاظ زمانے کے وہ مقدم تھے ' کیونکه زمانے کو تو یہاں بالکل نظر انداز کردیا گیا ھے اور دعوة نوحي کے بعد دعوة اسلامي کا نام آگیا ھے' بلکه صرف اسلیے که حضرة ابراھیم بھي مثل حضرة نوح و حضرة ختم المرسلین کے موسس تھے - اسلیے وھي اس صف میں کھڑے ھوسکتے تھے - البته انکے بعد انکے مجددوں کا بھي خاص طور پر ذکر کیاگیا ' تاکه ایک طرف تو یه واضح ھو جاے که موسس و مجدد ' دونوں طرح کے نبیوں کا مقصد ھمیشه ایک ھي رھا ھے اور سب کو ایک ھي دین الھي کي وصیت کي گئي ھے ' دوسري طرف یھودیوں اور عیسائیوں کے تخاطب میں اُن انبیاء کا ذکر آجاے جن کي ذات سے انکا اولین تعلق ھے -

(اتحــاد دعوة نوحــي و ابراھیمــي)

(۴) سورۂ انعام میں ایک مقام پر به تفصیل حضرة ابراھیم کے مقامات و درجات الٰھیه کا تذکرہ کیا ھے - وھاں فرمایا :

و تلک حجتنــا آتيناها	" اور یه ھماري ھي حجة تھي جو
ابراهيم على قومه' نرفع	ھم نے ابراھیم کو اُسکي قوم کے مقابلے
درجات من نشآء ' ان	میں عطا کي - ھم اپنے بندوں میں سے
ربک حكيــم عليــم -	جسکو ظھور حق کیلیے چن لیتے ھیں '
و وهبنــا لــــه اسحــاق	اسکے مدارج علم الھي کو اسي طرح بلند
و يعقــوب كلاً هدينــا '	کرتے ھیں - بلا شبه تمھارا پروردگار
و نوحا هدينا من قبل -	حکیم و علیم ھے که اسکے تمام کاموں کے
و من ذريتــه داود و	اندر حکمتیں اور مصلحتیں ھوتي ھیں -
سليمــــان و ايوب الخ	اور پھر دیکھو که ھم نے ابراھیم کو اسحاق
(۶ : ۸۴)	اور یعقوب جیسي نسل دي که ان

دونوں کے آگے دین حق کي راہ ھم نے کھول دي تھي ' اور یہاں یه بھي یاد رھے که ابراھیم سے پہلے نوح کو بھي دین حق کي راہ اسي طرح ھم دکھا چکے ھیں - بھر حال ھم نے ابراھیم کو اسحاق و یعقوب کي نسل دي ' اور نیزا اسکي ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب (الخ) کو پیدا کیا "

اس آیة کریمه کا انداز بیان بھي کس قدر واضح و نمایاں طور پر اس حقیقت مستورہ کو بے حجاب کر رھا ھے ؟

یہاں تذکرہ صرف حضرة ابراھیم علیه السلام کا ھے جو " واذ قال ابراهيم لابيه آزر " سے شروع ھوا ھے اور مسلسل بڑھتا آیا ھے - اسي سلسله میں حضرة ابراھیم اور انکي قوم کے مباحثۂ حق و صداقت کا ذکر کیا ھے اور ایک خاص برھان الھي کو نقل کرکے " حجة " قرار دیا ھے - پھر فرمایا ھے که یه ھماري حجة ھے جو ھم نے ابراھیم کو دي اور اونکے درجات کو بلند کیا -

بارجود اس کے تمام مسلمان سر بکف سپاهي تھے - انمیں سے کوئي شخص سواے شمشیر زني کے دوسرا کوئي پیشه یا کام اختیار نهیں کرتا تھا - حضرت عمر رضي الله عنه نے انهیں کاشت و زراعت کے بکھیڑوں میں دخل دینے اور کھیتي باڑي کے دھندوں میں پڑنے سے بھي منع فرما دیا تھا - کیونکه خلیفهٔ ممدوح نے اس بات کو بخوبي سمجھه لیا تھا که مسلمانوں نے ممالک کو فتح کرنے اور سرسبز زمینوں پر قابض و متصرف هونیکے بعد آرام طلبي اختیارکرنا اور جنگ سے دست کش هونا چاها تھا - لهذا آپ نے تمام ممالک مفتوحه میں منادي کرادي که امیر افواج (جنرل) اپني اپني رعایا (سپاه) سے کهدیں : " بیت المال سے اُن کا وظیفه مقرر کر دیا گیا هے - ان کے اهل و عیال کیلیے بھي وظائف کي ایک مقدار معین هوچکي هے - اب وه لوگ کھیتي کرنے یا بونے کي جانب مائل نه هوں "

حضرت عمر رضي الله عنه نے اس حکم میں اس دور اندیشي کو بھي ملحوظ رکھا تھا که جنگجو مسلمان کسي ملک کو اپنا وطن بنا کر کهیں اوسمیں با قاعده سکونت و قیام اختیار نه کرلیں' اور اسطرح اُن کو اپنے اُن بھائیوں کي اعانت و امداد کیلیے جو کسي اور جگه مصروف جنگ هوں' جانا ناگوار خاطر هو جاے - یا کسي علاقهٔ مفتوحه کي حفاظت و انتظام کي غرض سے روانه هوتے وقت (جسکا اتفاق اکثر پڑا کرتا تھا) نقل و حرکت شاق نه گذرے -

مسلمانوں کي عام جماعتوں کے علاوه فوج کي ایک علحده جماعت کو مرتب کرنا' حضرت عمر کے عهد میں دفاتر کھلنے کے وقت سے شروع هوا ' اور بنو امیه کے عهد میں مکمل هوا - اس کا بیان قارئین کرام آینده صفحات میں ملاحظه فرمائینگے -

تاریخ داں حضرات سے یه امر پوشیده نهیں هے که خدمات جنگي کا لزوم اور با قاعده فوجي ملازمت کا دستور زمانهٔ بنو امیه کے وسط میں شروع هوا تھا - اس سے پہلے لوگ محض جهاد کے طور پر لڑائیوں میں شریک هو کر مال غنیمت' اور اپنے هاتھوں سے قتل کیے هوے دشمن کے ساز و سامان سے فائده اُٹھاتے تھے - حضرت عثمان رضي الله عنه کي شهادت (سنه ۳۵ هجري) کے بعد اهل اسلام بیروني دشمنوں کو چھوڑ کر آپس کے جھگڑوں میں مصروف هوگئے ' اور باهمي اختلافات کي وه افسوس ناک ابتدا شروع هوگئي جس نے آگے چلکر ایک دائمي خانه جنگي کي شکل اختیار کرلي - مگر جب بنو امیه کے قبضه میں انتظام و انصرام سلطنت چلا گیا اور مسلمانوں کي سلطنت کا شیرازه مکرر باهم متحد هوگیا ' اور اموي عنصر کے غالب آ جانے سے فرقه بندیوں کا زور بھي گھٹ چلا ' تو اسوقت مسلمانوں کے خیالات کسي ایسے معامله پر رجوع اور مائل هونے سے رک گئے ' جو انهیں جنگ پر آماده کرے اور لڑتے رهنے کا شوق دلاے - یهي وجه تھي که اس زمانے میں قوم کے افراد کي مشغولیت میں آرام طلبي اور عیش و عشرت کا انداز شروع هوگیا - اس حالت کو دیکھکر خلفاء نے آینده نتائج کے خوفناک اور تباه کن انجام پر نظر کي اور مجبور هوے که فوجي ملازمت کا سلسله شروع کریں -

سب سے پہلے جس عهد میں فوجي ملازمت کي بنیاد پڑي وه عبد الملک بن مروان (سنه ۶۵ هجري - تا سنه ۸۶ هجري - مطابق ۶۸۴ع تا ۷۰۵ع) کا عهد حکومت تھا ' مگر اس کا موجد حجاج بن یوسف ثقفي کو خیال کیا جاتا هے - یه وه زمانه تھا جبکه اموي حکومت اپني ترقي و اقبال کے بلند ترین زینه تک پهنچ چکي تھي ' مسلمانوں کي نهایت کثرت هوگئي تھي ' اور لوگ هر قسم کے کار و بار خصوصاً زراعت و تجارت کي جانب زیاده مائل هو چلے تھے -

اگرچه اکثر اهل اسلام نے امیر معاویه کے عهد سلطنت میں جنگي اور فوجي خدمت سے الگ ره کر گوشه نشیني اختیار کرنے یا دیگر مشاغل کیطرف مائل هونیکا قصد کیا تھا - لیکن اس مدبر امیر نے ان سب کو اپني حکمت عملي سے باز رکھا ' اور بالکل اپنے قابو میں کرلیا - بے دریغ انعامات اور عطیات کثیره سے وه هر شخص کو اپنا گرویده و مطیع بنالیا کرتے تھے - مگر جب امیر معاویه کے بعد اُن کا بیٹا یزید (سنه ۶۰ هجري تا سنه ۶۴ هجري مطابق ۶۸۰ع تا ۶۸۳ع) اور اوسکے بعد معاویه دوم (سنه ۶۴ هجري تا سنه ۶۴ هجري - مطابق ۶۸۳ع تا ۶۸۳ع) پھر اُسکے بعد مروان بن حکم (سنه ۶۴ هجري تا سنه ۶۵ هجري - مطابق ۶۸۳ع تا ۶۸۴ع) حکمراں هوے - تو چونکه اُن لوگوں میں سے ایک بھي اس ڈھنگ کا آدمي نه تھا که لوگوں کے دل اپني جانب مائل کرتا اور قابو میں رکھه سکتا ' یا مسلمانوں کو اپني اطاعت سے منحرف نه هونے دیتا ' اسلیے فوجي لوگوں کو آرام طلبي کي جرأت هوتي گئي ' اور وه رفته رفته عیش و عشرت میں منهمک و مشغول هوگئے - چنانچه جب عبد الملک بن مروان خلافت کا والي هوا هے' تو اُسوقت بھي فوج و لشکر کي وهي حالت تھي جو اوپر بیان کي گئي - نه تو سپاهي اسکے ساتھه کوچ کرتے تھے اور نه اُسکے مقام کے ساتھه قیام کرتے تھے - عبد الملک نے اِس بے ضابطگي کي شکایت اپنے " صاحب شرطه " (پولیس کمشنر) " روح بن زنباع " سے کي - اُس نے کها که " امیر المومنین ! میري ماتحتي میں ایک شخص هے حجاج بن یوسف - اگر آپ اُسے اپني فوج کا افسر بنادیں تو یقین هے که وه تھوڑے هي عرصه میں سب کو ٹھیک اور سیدھا کردیگا - وه ضرور فوج کو آپکے ساتھه مقیم کرائیگا ' اور آپ هي کے همراه کوچ کا حکم دیگا - میرا خیال هے که وه آپ کے لیے نهایت مفید ثابت هوگا " عبد الملک نے اُس کي بات مان لي اور حجاج کو فوج کا افسر بنا دیا - حجاج نهایت تند مزاج اور ظالم شخص تھا ' اسلیے کسي سپاهي کو اُسکے حکم سے سرتابي کرنے کا یارا نه تھا - اُسوقت سے فوج برابر خلیفه کے ساتھه کوچ و مقام کرنے لگي -

مگر خود " روح بن زنباع " کے ماتحت پھر بھي اس قاعده کي پابندي نه هوتي تھي - اسکے سپاهي حجاج کے حکم کي ذرا بھي پروا نه کرتے - ایک دن حجاج نے ان لوگوں کو دیکھا که اور تو سب کوچ کرگئے هیں لیکن وه ابھي کھانا کھا رهے هیں - حجاج نے یه حالت دیکھه کر اُن سے دریافت کیا : " تم لوگ امیر المومنین کے ساتھه کوچ کرنے سے کیوں رک گئے ؟ " روح بن زنباع کے ملازموں نے بجاے اسکے که کوئي عذر یا اپني خطا کا اقرار کرتے ' حجاج کو مخاطب کرکے جواب دیا : " اے نالائق ! تو بھي گھوڑے سے اُترکر همارے ساتھه کھانا کھالے " حجاج نے انکي یه گستاخي اور سرکشي دیکھکر کها : " افسوس ! ابتو صحیح جو کچھه ان کي پاسداري تھي وه بھي جاتي رهي " یه کهه کر اُس نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا که ان لوگوں کو کوڑوں سے پیٹ کر تمام فوج میں پھراؤ اور تشهیر کرو - اور روح بن زنباع کے خیموں کو بھي آگ لگا کر جلادو - حجاج کے ماتحتوں نے اس حکم کي فوراً تعمیل کي - جب روح بن زنباع کو واقعه کا علم هوا تو وه روتا پیٹتا عبد الملک بن مروان کي خدمت میں پهنچا اور عرض کیا : " امیر المومنین ! حجاج بن یوسف جو کل تک میري ملازمت میں ایک ادنی خادم کي حیثیت رکھتا تھا ' آج اُس نے میرے غلاموں کے کوڑے لگواے ' اور میرے خیمے جلوا دیے " عبد الملک نے جھلا کر حجاج کي طلبي کا حکم دیا - حجاج حضور میں پیش هوا تو عبد الملک نے غضب ناک اس واقعه کا سبب دریافت کیا :

کے نیزے چھوٹے ہوا کرتے تھے' اور مابعد کی صفوف کے درجہ بدرجہ بڑے ہوتے چلے جاتے تھے - یہاں تک کہ صف پنجم کے نیزے تقریباً تین قدم آگے کو نکلے رہتے - فیلقوس نے سواروں کی بھی ایک جماعت مرتب کی تھی - سکندر نے اس جماعت کے اسلحہ میں بھی اضافہ کیا ' اور منجملہ جدید اسلحہ کے ایک ہتیار " منجنیق " بھی تھا -

فوج کا یہی زبردست نظام تھا جس کے ذریعہ سکندر تمام دنیا کو مغلوب کر سکا !

(رومی فوج)

رومی حکومت قائم ہوئی تو اس نے یونانی صف بندی کے طریقہ کو اپنے یہاں رائج کیا - رومی لشکر آغاز حکومت میں ایک ایسے گروہ سے مرکب ہوتا تھا جسکے افراد کی تعداد ٦٠٠٠ ہوا کرتی تھی ' اور یہ تعداد تین طبقات کے اشخاص سے ترکیب پاتی :

(١) - نوجوان لوگ - جن کی صف لڑائی میں سب سے آگے رہتی تھی -

(٢) - ادھیڑ عمر کے لوگ جو دوسری صف میں رہتے تھے -

(٣) - تجربہ کار اور جنگ آزمودہ لوگ - سب سے پیچھے تیسری صف میں -

ان میں سے ہر ایک کے آگے ایک جماعت سواروں کی بھی موجود رہتی جو تلواریں حمائل کیے' جھنڈیاں ہاتھوں میں لیے' اپنی ڈیوٹی پر مامور رہا کرتے تھے تاکہ پیادہ فوج کو بچانیکے کام آئیں - اور ضرورت پر اُن کی مدد کریں' اور موقع پڑے تو دشمنوں کو اپنے ساتھ الجھائے رکھیں -

بعد ازاں رومیوں نے فوج کی اس فرقہ بندی کو بغیر صف کی ترتیب کے متعدد ٹکریوں میں منقسم کردیا - ہر ایک ٹکری کی تین قسمیں ' ہر قسم کے دو حصے ' اور ہر حصے میں ایک سو سپاہی ہوا کرتے تھے - یہ طریقہ قدیم نظام مذکورہ سے بالکل خلاف تھا - کیونکہ اسمیں سپاہیوں کی صرف ایک ہی پلٹن نہیں ہوتی تھی' بلکہ متعدد ٹکریاں ہوتی تھیں' اور ہر ایک ٹکری بجائے خود ایک فوج ہوا کرتی - صفحات آیندہ میں اسکی تفصیل بیان کیجائیگی - اسلامی فتوحات شروع ہونے تک رومی فوج کا نظام اسی صورت پر قائم رہا ' اور اسمیں کوئی تغیر نہیں کیا گیا -

ظہور اسلام کے وقت افواج رومیہ کی تعداد ١٢٠٠٠٠ تھی' جس کے ہر دس ہزار سپاہیوں کا ایک جنرل ہوا کرتا تھا ' جو اکثر حالتوں میں " بطریق " ہوتا رہا ہے - اس بطریق کے ماتحت دو کپتان ہوتے تھے جن کو " طورمرخان " کہتے تھے - انمیں سے ہر ایک ٥٠٠٠ سپاہیوں پر کمان کرتا ' اور ہر ایک طورمرخان کے ماتحت پانچ " طوربغاریہ " ہوتے تھے ' جنمیں سے ہر ایک ہزار آدمیوں کا افسر ہوتا - پھر ہر ایک طربغاریہ کے ماتحت پانچ " قومس " ہوتے - اور ہر ایک قومس ٢٠٠ سپاہیونکا افسر بنایا جاتا - قومس سے نیچے " قمطرح " اور اس کے ماتحت " دامرخ " ہوتا ' جسکے ماتحت دس سپاہی ہوتے - اس نظام میں آجکل کے فوجی نظام کے ساتھ پوری مشابہت نظر آتی ہے -

اہل فارس کے یہاں لشکر کے چار طبقے ہوتے تھے - پہلا طبقہ بڑے بڑے سرداروں کا ہوتا تھا' جنمیں سے ہر ایک کو "میر میران" کہا جاتا تھا - اسکے ماتحت چار اور افسر ہوتے تھے ' جنمیں سے ہر ایک کو " اسپہبد " کہتے - ہر اسپہبد کے نیچے چار " مرزبان " پھر ہر مرزبان کے نیچے چار " سالار " اور ہر سالار کے نیچے دس سوار اور پانچ پیدل ہوا کرتے - جنہیں " پیادہ " کہتے تھے -

(عـربی فوج)

ظہور اسلام سے قبل اہل عرب بالکل بدوی تھے - وہ بالکل وحشیانہ اور بدویانہ زندگی بسر کرتے اور اسی میں مگن رہتے - اُن کے یہاں فوج کا کبھی نظام نہ تھا - قبائل جدا جدا تھے - جب کوئی قبیلہ جنگ کیلیے طیاری کرتا تو اپنے یہاں کے مردوں کو چھانٹ کر انہیں سے فوج مرتب کرلیتا جن میں سوار اور پیدل دونوں طرح کے لوگ ہوتے تھے - اُن کے پاس زمانۂ جاہلیت کے مشہور اسلحہ مثلاً کمان ' نیزہ' اور تلوار وغیرہ موجود ہوتے - ہاں اُن عربی سلطنتوں میں جنھوں نے اسلام سے قبل تمدن کا عروج پایا ' فوجی نظام کا وجود پایا جاتا ہے - جیسے شاہان تبع اور حکمرانان حمیر' اور منذری گھرانے کے فرمانروا جنکا دارالسلطنت حیرہ ایک مشہور شہر تھا - مورخین نے ان مناذرہ کے یہاں دو فوجی جماعتوں کا ہونا بیان کیا ہے' جنمیں سے ایک کو " دوسر " اور دوسری کو " شہباء " کے نام سے موسوم کرتے تھے - باقی رہے حجاز کے عرب ' تو وہ اسلام سے پہلے اسی بدوی فطرت پر قائم تھے جسکا اوپر ذکر آچکا ہے -

اسلام کا ظہور ہونیکے بعد اہل اسلام باقی تمام اہل عرب سے علیحدہ ہوگئے' اور دین و مذہب کی اجتماعی قوت نے انہیں یکدست بنا کر دشمنان دین کے ساتھ جنگ کرنے کیلیے متفق اور متحد کر دیا - یہی وجہ ہے کہ اسوقت جسقدر اہل عرب مسلمان ہوے تھے ' سب کے سب سپاہی تھے - مسلمانوں کے اولین سپاہی تو مہاجرین تھے' مگر وہ مدینہ میں آے تو انصار سے ملکر ایک ہی جماعت بن گئے' جن کے کمان افسر خود نبی صلی اللہ علیہ و سلم تھے - اُن کا باہمی رابطہ اور معاہدۂ دوستی اسلامی بھائی چارہ کی قوت تھی - اُن دنوں مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی -

اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ و سلم ' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ' اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں غزوات و فتوحات کیوجہ سے مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی - کیونکہ اب روز بروز عربی قبائل کے ہر طرح کے لوگ نجد ' یمامہ ' یمن ' اور حجاز سے آ آکر ملتے جاتے تھے ' اور اسلامی اجتماعیت ان کو ایک جماعۃ بناتی جاتی تھی - آخرکار وہ تھوڑے سے بہت ہوگئے' اور انہوں نے باہم ہمدوش ہوکر شام ' عراق ' اور مصر کے ملکوں پر حملے کیے ' اور ان سب کو فتح کر لیا ' نئے نئے شہر آباد کیے ' اور مختلف حصوں میں منقسم ہوکر علیحدہ علیحدہ مقامات میں رہنے لگے - چنانچہ کچھ لوگ مصر میں ' کچھ شام میں ' اور بعض عراق میں مقیم ہوگئے - بعض نے خاص خاص چھاؤنیوں میں سکونت اختیار کی -

ہر ایک چھاؤنی کی فوج قبائل اور گھرانوں کے اعتبار سے منقسم تھی - مثلاً " بصرہ " کے پانچ حصے تھے جن کو " اخماس " کہتے تھے - ہر ایک حصہ (خمس) میں ایک قبیلہ حسب ذیل قبائل میں سے رہتا تھا :

(١) ازد (٢) تمیم (٣) بکر (٤) عبد القیس (٥) اہل عالیہ (قریش ' کنانہ ' ازد ' بجیلہ ' خثعم ' اور تمام گھرانا قیس عیلان کا اور مزینہ)

یہ سب مسلمان عربوں کے قبیلے تھے ' اور اہل کوفہ کے رہنے والوں کو اہل مدینہ کے نام سے موسوم کرتے تھے - ہر ایک خمس پر انہی قبائل کے اُمراء میں سے ایک شخص امیر ہوا کرتا - اسی نظام پر مسلمانوں کی اور تمام فوجی طاقتوں کو قیاس کرنا چاہیے - خواہ وہ کوفہ میں رہتے ہوں' یا فسطاط اور مدائن کے شہروں میں جن کو مسلمانوں ہی نے آباد کیا تھا - یا اُنکے علاوہ عراق ' شام ' اور مصر کے قدیم متمدن شہروں میں بس گئے ہوں جنکی آبادیوں کو خدا نے انکے لیے کھول دیا تھا ' اور اسلامی عدل و رحمت کی برکات نے وہاں کے باشندوں کو انکا حلقہ بگوش بنا دیا تھا !

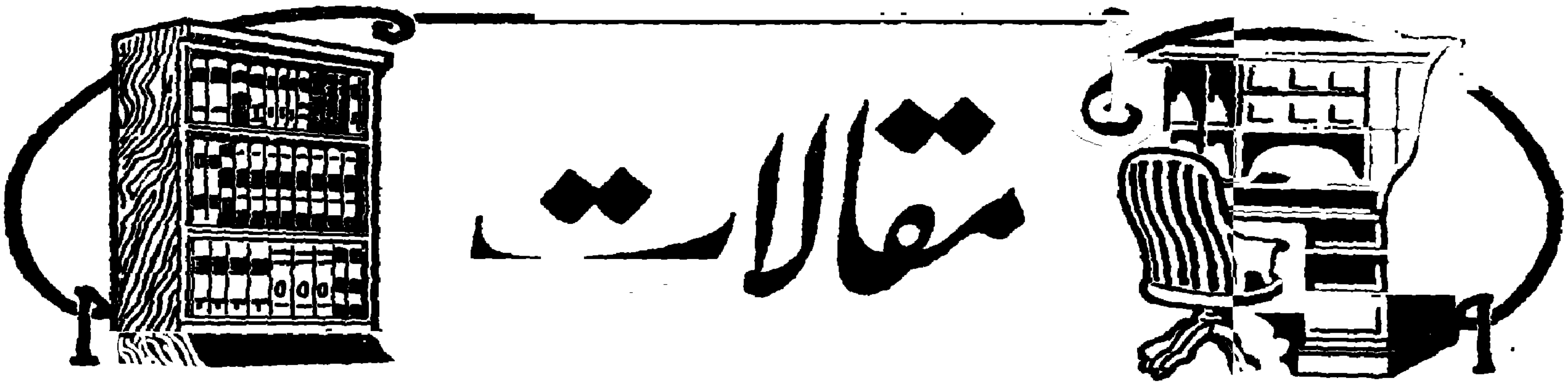

مقالات

اسیران جنگ

(۱)

یورپ نے جب کبھي اپنے تمدني احسانات کا افسانه دنیا کو سنایا هے، تو اوسکے با اثر بنانے کیلیے: "اسلام" اور "غلامي" کي داستان پارینه کو بھي ضرور دهرایا هے - حالانکه اس آسمان کے نیچے صرف اسلام هي ایک ایسا لفظ هے جسکا ساتھ "غلامي" کا لفظ کسي حالت میں بھي جمع نهیں هوسکتا: والله یعلم انهم لکاذبون!

لیکن اسکے متعلق پهلا سوال یه هے که کیا اسلام هي اس بدعت سئیه کا موجد هے؟ کیا دنیا کي دوسري مهذب قومیں فاتحانه حوصله مندیوں کے جوش میں گلا کاٹنا جانتي تهیں لیکن گلے میں طوق ڈالنا نهیں جانتي تهیں؟ دنیا کي قدیم تاریخ اس سوال کا جواب نهایت مایوسانه اور دردناک الفاظ میں دیتي هے - گذشته قومیں اسیران جنگ کو ایسا مجرم خیال کرتي تهیں جنکي حمایت کوئي قانون نهیں کرسکتا تها - اور اسلیے عموماً انهیں نهایت بیرحمي کے ساتھ ذبح کر دیا جاتا تها -

چنانچه جنگ کے قیدیوں کے متعلق اشوري، فنیقي، مصري اور یهودي قوموں کا عام طرز عمل یهي تها، بلکه انکا دست تطاول کبھي کبھي آزاد رعایا کي شهرگ تک بھي پهونچ جاتا تها - فرعون نے بنو اسرائیل کے بچوں کو اسي ظالمانه طرز عمل کي بنا پر ذبح کرنا شروع کیا تها - ایک مدت کے بعد خود غرضي نے اس ظالمانه نظام میں ایک نیا انقلاب پیدا کیا، یعني قتل کي جگه غلام بنانے کا رواج هوگیا جو فاتح و مفتوح، دونوں کیلیے قتل سے بهر حال بهتر تها - سب سے پهلے روما نے اسکي ابتدا کي - ابتداء میں جو سپاهي جس شخص کو گرفتار کرتا، وهي اوسکا مالک هوجاتا، مگر چند دنوں کے بعد سلطنت روما نے اونکي ملکیت اپنے هي لیے مخصوص کرلي -

لیکن روم نے قرون وسطی میں پهر اسي وحشت قدیم کي تجدید کي، اور اسیران جنگ کي گردنیں غلامي کے طوق سے نکل کر ته تیغ آ گئیں - ساتھ هي سلطنت کو اسیران جنگ کے متعلق بیع اور غلامي کا بھي عام اختیار حاصل هو گیا -

اسکے بعد خود غرضي نے ایک قدم اور آگے بڑھایا، یعني فدیه لینے کا رواج پڑا - اسکي بدولت بهت سے جنرل دولت مند هوگئے - اس اصول کو اس قدر ترقي هوئي که فدیه کي صورت نے ایک مستقل تجارت کي صورت اختیار کرلي، اور قیدیوں کے مختلف گروهوں کا خاص خاص نرخ مقرر کیا گیا -

لیکن اخیر زمانه میں بونا پارٹ نے یافه میں دو هزار قیدیوں کو قتل کرکے قدیم خونیں منظر کو پهر نئے آب و رنگ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا، اور تهذیب و تمدن کے دربار میں یه عذر کردیا که "یه لوگ پهلي بار رها کر دیے گئے تهے، اونهوں نے پهر دوباره جنگ میں شرکت کي، اور یه خونریزي اسي جرم کا نتیجه هے" لیکن یه عذر نامقبول هوا، اور اس وحشیانه طرز عمل پر عام نکته چیني کیگئي - اسکے بعد رحمدلي کے جذبات نے رفته رفته اسقدر ترقي کي که قیدیوں کي جلا وطني بھي تهذیب کے خلاف سمجھي گئي - یهاں تک که جب روس نے فرنچ قیدیوں کو سائبیریا کي طرف جلاوطن کردیا تو اوس پر بھي سخت اعتراضات کیے گئے -

لیکن قدیم علماے سیاست میں اب بھي یه امر مختلف فیه رها که اسیران جنگ کے ساتھ اس قسم کا وحشیانه سلوک جائز هوسکتا هے یا نهیں؟ اب اگرچه بهت سے بحث و مباحثه کے بعد یه اختلافات مٹ گئے هیں، اور زمانه حال کے مقننین نے یه متفقه فتوی دیدیا هے که "اسیران جنگ کو ایک محدود زمانے تک کیلیے اگرچه شرکت جنگ کے خوف سے قید رکھا جاسکتا هے، لیکن اونکو بیچنا، قتل کرنا، غلام بنانا، کسي قسم کا ضرر پهونچانا، کسي حال میں بھي جائز نهیں" تاهم یه مسئله اب بھي مختلف فیه هے که اگر خود قیدي فوج کے کسي سپاهي یا جنرل کو کوئي ضرر پهونچائے، یا اسکو حراست میں رکھنا ناممکن هوجائے، تو ایسي حالت میں اوسکا قتل جائز هے یا نهیں؟ بلونتسکي اور هافنر نے جواز کا فتوی دیدیا هے، لیکن عموماً ارباب سیاست کي رائے یه هے که "اس حالت میں بھي قیدي کو بالکل رها کردینا چاهیے - اگر کوئي جنرل کسي شهر یا کسي گاؤں کو اپنے قبضه میں نهیں رکھ سکتا تو اسکے جلانے یا برباد کرنے کا حق اسے حاصل نهیں هوجاتا، پهر جان تو اینٹ پتھر کے ڈھیر سے زیاده بیش قیمت اور عزیز هے - پس صرف اس عذر کي بنا پر که قیدي قابو میں نهیں رهتا، اوسکا قتل کسیطرح جائز نهیں هو سکتا"

عام قیدیوں کے متعلق موجوده قانون جنگ نے یه فیاضانه وسعت حاصل کي هے - لیکن جب وزراء اور سلاطین و امراء دشمن کے هاتھ آجاتے هیں، اور وه بھي قیدیان جنگ میں محسوب هوتے هیں، تو اسکي فیاضي کا دائره اور وسیع هو جاتا هے، اور انکے ساتھ عام قیدیوں کي طرح برتاؤ نهیں کیا جاسکتا - چنانچه عموماً تمام سلطنتوں نے ان کے حفظ مراتب کا لحاظ رکھا هے - جرمني کي فوجوں نے جب میدان میں نپولین ثالث شاه فرانس کو گرفتار کیا تو اوسکے ساتھ نهایت شریفانه سلوک کیا تها، اور اسکے رهنے کیلیے خاص ایک محل خالي کردیا تها - روس نے بھي امیر شامل جرنسي کي عزت و توقیر کو قائم رکھا تها، اور انگریزوں نے اگرچه جزیرۂ هیلانا میں نپولین کے ساتھ اچھا برتاؤ نهیں کیا، لیکن زولوں کے سردار اور ٹرانسوال کے جنرل کرونجي کے ساتھ حالت قید میں وه بھي نهایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے تھے -

لیکن تمدن و تهذیب کي وسعت کے ساتھ جنگ کي خونیں چادر کا دامن بھي وسیع هوتا گیا، اور اسکے تمام نتائج کي ترقي کے ساتھ قیدیوں کي تعداد میں بھي غیر معمولي اضافه هو گیا - چنانچه پهلي جنگ جرمني و فرانس میں صرف فرانسیسي قیدیوں کي تعداد تین لاکھ پینتالیس هزار تک پهونچ گئي تهي، جن میں

حجاج : " امیر المومنین ! میں نے کیا کیا ؟

عبد الملک : " اگر تونے نہیں کیا تو اور کس نے کیا ؟ "

حجاج : " والله ! اے امیر المومنین !! یه کام آپ نے کیا !! میرا کوڑا آپکا کوڑا اور میرا هاتهه آپکا هاتهه ہے - امیر المومنین کے نزدیک یه کوئي بڑي بات نہیں که وه روح بن زنباع کو ایک غلام کے بدلے دو غلام اور ایک خیمے کے بدلے دو خیمے عطا فرمادیں، مگر مجهے جو درجه امیر المومنین نے عطا فرمایا ہے، اس سے محروم کرنا شان کرم کے خلاف هوگا "

خلیفه نے یه جواب سنا تو مسکرادیا اور روح بن زنباع کو اسکے ضائع شده سامان کا کافي معاوضه دلواکر حجاج کے منصب میں بهي ترقي کردي - یه پہلا موقعه تها که خلیفه کو حجاج بن یوسف کي کارگذاري اور لیاقت کا علم هوا، اور اسي روز سے وه اسکي قدر کرنے لگا -

البـــلاغ :

شیخ اسماعیل صاحب پاني پتي مندرجۀ بالا موضوع پر ایک مسلسل مضمون لکهنا چاهتے هیں جسکا یه پہلا نمبر ہے - یه ٹکڑه هم نے شائع کردیا، لیکن چند امور کي تصریح و تذئیل ضروري ہے :

(۱) آپکا یه مضمون غالباً جارج زیدان مصري ایڈیٹر الهـلال قاهره کے مضمون سے ماخوذ ہے، جو بجنسه اسي عنوان سے (یعني " العرب في الاسلام " سے) گذشته جنگ طرابلس کے زمانے میں شائع هوا تها - اگر ایسا نہیں ہے (کیونکه محض حافظه کي بنا پر میں کهه رها هوں اور الهلال کے وه نمبر پیش نظر نہیں هیں) تو اسمیں تو کچهه شک نہیں که تمام تر اسي کي تصنیفات اور علی الخصوص " تاریخ التمدن الاسلامي " سے ماخوذ ہے - چنانچه ایک دو موقعوں پر آپنے انکا حواله بهي حاشیه میں دیا تها - میں نے انہیں کاٹ دیا، کیونکه یه حواله مضمون کي توثیق کیلیے کچهه مفید نه تها -

(۲) بلاشبه جارج زیدان مصري کي تصنیفات نہایت مفید اور پر از معلومات هیں، علی الخصوص اسکے وه حصے جو مستشرقین یورپ کي تحقیقات سے مترجم و مقتبس هیں، اور براه راست تحقیقات یورپ کا مطالعه خالي از دقت نہیں - لیکن آپکو معلوم هونا چاهیے که تاریخ اسلام کي تحقیق و تفتیش کے میدان میں اسکا مرتبه ایک معمولي درجه کے حاطب اللیل سے هم لوگ زیاده نہیں سمجهتے، اور استخراج و استنباط مطالب میں تو وه نہایت هي کوتاه نظر ہے - بڑي مصیبت یه ہے که طرز بحث و استدلال و عقائد نظریات تاریخي میں یکقلم مستشرقین و مورخین یورپ کي تقلید کرتا ہے اور اسلیے وه اپنے تمام مطالعه و نظر سے صرف یه کام لیتا ہے که جس چیز کو اسکے ائمۀ فرنگ نے اجتهاداً لکهدیا ہے، اسکے لیے کوئي نه کوئي شاهد پیدا کرلے - پهر اس راه میں سخت سخت ٹهوکریں هیں اور گمراهیاں، سوء تفهم ہے او رسوء نظر، غلطي استدلال ہے اور ضلالت استنباط، جهل مصطلحات علوم ہے اور قلت معلومات فن: ظلمات بعضها فوق بعض !

تاریخ اسلام کا تمام تر ذخیرۀ اصلي قدماء مورخین هیں، اور انکي مطبوعه کتابوں سے وه بے نصیب بهي نہیں، لیکن اکثر مقامات میں معلوم هوتا ہے که اس ذخیره کے صحیح مطالعه و نظر سے وه محروم ہے، اور واضح سے واضح تصریحات پر بهي اسکي نظر نہیں پڑتي - پهر بہت سے مقامات ایسے بهي هیں جہاں فی الحقیقت اسکي عصبیة مسیحي نے احقاق حق سے بازرکها ہے، اور عمداً واضح ترین تصریحات سے بهي اعراض کر جاتا ہے - یه حالت افسوس ناک هو مگر تعجب انگیز نہیں - کیونکه همیں قرآن حکیم نے بتلایا ہے که " تحریف الکلم عن مواضعه " اور " کتمان حق " اهل کتاب کا قدیم ترین علمي وقومي ورثه ہے : وان فریقاً منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون (۲ : ۱۴۱)

جارج زیدان کے متعلق یه جو کچهه ظاهر کیا گیا، تو اسکي بنا صرف یهي نہیں ہے که پچهلے دنوں مولانا شبلي مرحوم نے " الانتقاد " لکهکر اسکے بہت سے متعصبانه فریبوں کي پرده دري کي تهي، اور وه اپني عمر میں پہلي مرتبه عاجز و درمانده هوکر بیٹهه گیا تها - کیونکه الانتقاد کے جزئیات و افراد اعتراضات میں بہت سے اعتراضات ایسے بهي هیں جنکي نسبت میں مولانا مرحوم سے اتفاق نہیں کرسکتا، اور ایک حد تک جارج زیدان کو (صرف اتنے دائره کے اندر) بے قصور پاتا هوں - مثلاً بحث کا وه حصه جہاں مولانا بنو امیه اور حجاج وغیره کے اُن مظالم سے بهي قطعي انکار کردینے پر مائل هیں جنکو یعقوبي، طبري، دینوري، اور ابن اثیر وغیره صاف صاف لکهه رهے هیں، اور دلیل میں حافظ سیوطي کي تاریخ الخلفاء کو پیش کرتے هیں جس نے مسلم کي حدیث ائمۀ اثنا عشر کي گنتي پوري کرنے کیلیے یزید اور ولید تک کو (باوجود اقرار فسق و فجور) خلفاء و ائمۀ حقه میں داخل کرلیا ہے !

بلکه مصنفات جارج زیدان کے تاریخي نقائص کا میدان اس سے بهي زیاده وسیع ہے، اور اسکي مسیحي عصبیة جاهلیة نے بے شمار نئے نئے اصول و فروع وضع کرلیے هیں - صرف تاریخ التمدن کے اگر حصۀ دوم و پنجم هي کو پیش نظر رکهه لیا جاے، تو مسلمانوں کي تمدني و علمي تاریخ کے اقلاً پچاس ساٹهه اغلاط گن کر بتلا دیے جاسکتے هیں -

بهر حال مقصود اصلي یه ہے که آپ لوگ جارج زیدان کي تصنیفات کو کوئي معتمد و مستند چیز نه سمجهیں، اور یه عقیده نه رکهیں که اسکي کتابوں کا حواله بقید جلد و صفحه دیدینا کوئي بڑا هي وسیلۀ توثیق و تصدیق ہے - حوالے سے مقصود تصدیق ہے مگر اس سے اور زیاده تضعیف هوجاتي ہے - اصلي چیز خود قدماء کا ذخیرۀ تاریخي ہے اور همت کرني چاهیے که براه راست اسي سے اکتساب مواد کیا جاسکے -

(۳) چنانچه اس اعتماد و تقلید کا نتیجه یه نکلا که آپکے مضمون میں جا بجا نہایت اهم غلطیاں پیدا هوگئیں، اور مسلمانوں کے فوجي نظام کي تاریخ کا نصف ٹکڑه آپنے بالکل ضائع کردیا -

جارج زیدان کا تمام تر دار و مدار اپنے ائمۀ فرنگ پر ہے، مستشرقین یورپ مسلمانوں کي هر تمدني ترقي کو کسي قدیم متمدن قوم کي تقلید ثابت کرنے کیلیے همیشه بیقرار رهتے هیں، اسلیے اس نے بهي مسلمانوں کے فوجي نظام کي تاریخ میں دو سخت تاریخي فریب ڈالدیے :

(الف) مسلمانوں کا فوجي نظام تمام تر رومي نظام سے ماخوذ تها -

(ب) چنانچه اسي لیے جب تک مسلمانوں کو قدیم متمدن قوموں کي تهذیب سے متمتع هونے کا موقعه نہیں ملا، وه کوئي با قاعده نظام قائم نه کرسکے - تمام عهد خلفاء راشدین اور اوائل عهد بنو امیه فوجي نظام کي باقاعدگي سے خالي تها - البته جب عبد الملک بن مروان کے عهد میں متمدن اقوام کا اختلاط پوري وسعت کے ساتهه مسلمانوں کو نصیب هوا، تو انهوں نے بهي اسکي تقلید کي اور اسي طرح کا ایک نظام قائم کرلیا -

لیکن آپ پر واضح هونا چاهیے که یه دونوں بیان یکسر غلط هیں، اور یا تو انکا مبدء فریب ہے یا جهل شدید - علامۀ بلاذري، ابن سعد، ابن قتیبه، ابو حنیفه دینوري، طبري، یعقوبي، اور کتب حدیث و اثار کے واضح و مصرح شواهد اسکے خلاف اس کثرت سے موجود هیں که جارج زیدان کي جرأت پر سخت تعجب هوتا ہے، اور غالباً کثرت اغلاط و دسائس سے گهبرا کر مولانا شبلي مرحوم نے ان امور کو بالکل نظر انداز کردیا تها -

میں آینده نمبر میں اسکے متعلق چند کلمات لکهونگا -

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹریز آف دی کورٹ آف لنڈن

میں دیجاتی ہے۔ اصلی قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ۔ چونکہ جلد ہے جسمیں سنہری حرف کی ملاوٹ ہے اور ۴۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وی - پی اور ایک روپیہ ۱۲ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سری گوپال ملک لین - بو بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

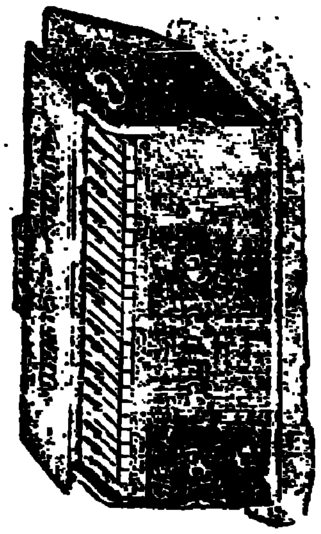

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

ہمارا سائنس فکس ریڈ ہارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ہوا میں یکساں رہنے والا ہمارے خاص کارخانہ میں کوئسانی لکڑی سے طیار کیا ہوا ہے اسوجہ سے کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے ہیں - ایک مدت کیلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگوا کر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ہو - تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ہم واپس کرلینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ہر ایک درخواست کیساتھ مبلغ پانچ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاہیے - ہر ایک سنگل ریڈ کے ساتھ ایک گھڑی اور ڈبل ریڈ کے ساتھ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جائیگا - ہندی ہارمونیم سکھشا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ہارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان اپنی قدرتی قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا ان کھوئی ہوئی قوت کو پھر پیدا کر دیتی ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے ہی عرصہ کا ہو اگر اس سے اچھا نہ ہو تو ہمارا دمہ - کھانسی کے لیے بھی مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خونی ہو یا بادی - بغیر جراحی عمل کے اچھا ہوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ نوبتی جنون، مرگی والا جنون، غمگین رہنے کا جنون، عقل میں فتور، بے خوابی وغیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر یا ہونے سے تشنج کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندرونی مستورات کو ہوتے ہیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبری دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجوں کی تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور آسودہ زندگانی حاصل کریں - یعنی ڈاکٹر سیام صاحب کا اوپہرالن استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاہو - ڈاکٹر ایم - سی - ننجنڈا راؤ ایل اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے ہیں - "میں نے اوپہرالن کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جی - ویلس - ایل - ایم اینڈ ایل - آر - سی - پی اینڈ ایس - سی گوشا اسپتال مدراس فرماتی ہیں :- "نمونے کی شیشیاں اوپہرالن کی اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخشا"۔

مس ایم - جی - ایم - براڈی ایم - ڈی (برن) بی - ایس - سی - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکاٹ فی بملی فرماتی ہیں: "اوپہرالن مسکو میں نے استعمال کیا ہے" رحم کی شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ٦ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

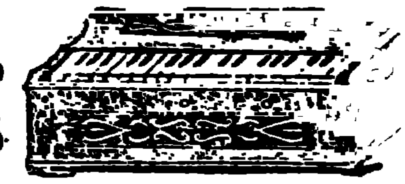

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

Imperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

یوبن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا ہے - یہ مرد کی [illegible] نااہلی کو دفع کرتی ہے - بڑھوں کو جوان بناتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جو کہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچاتی ہے - مسلوبہ وغیرہ کو بھی مفید ہے [illegible] قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایکدم رفع ہو جاتی ہے اس کے استعمال کرتے ہی آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

AYESHA

مفرح دماغ - حسن کی افزایش - رنگ کی تازگی - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ہیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مفت - مشورہ مفت - فہرست مفت

Dattin & Co; Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

رائے صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رہنما و صحت جسمانی و زندگی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

۱۱۱۹ افسر بھي شامل تھے - اس بناپر اسیران جنگ کے متعلق ایک خاص قانون بنانے کي ضرورت محسوس ہوئي -

اب وہ قانون بنکر مکمل صورت میں دنیا کے سامنے آگیا ہے ' اور کہا جاتا ہے کہ تمام مہذب سلطنتیں اوسپر عمل کر رہي ہیں - اسیران جنگ کے متعلق اسلام کا جو طرز عمل تھا ' اوس پر نظر ڈالنے سے پہلے اس قانون پر نگاہ ڈال لیني چاہیے -

(موجودہ قانون اسیران جنگ)

اس قانون کے نتائج و دفعات حسب ذیل ہیں :

(۱) اسیران جنگ کي آزادي کو صرف اسقدر محدود کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپني فوج میں نہ جاسکیں - اسکے علاوہ نہ تو اونکو کوئي سزا دیجاسکتي ہے ' نہ اونکي توہین کي جاسکتي ہے ' اور نہ اونپر آب و دانہ بند کیا جاسکتا ہے -

(۲) قیدي کو فاتح کے فوجي نظام کا پابند ہونا پڑیگا - اگر اوس نے خلاف ورزي کي تو فوجي عدالت سزا دیسکیگي -

(۳) قیدیوں کے اسباب سے کسي قسم کا تعرض نہیں کیا جاسکتا ہے ' نہ اونکے بدن کا کپڑا اوتارا جاسکتا ہے ' نہ اونکي جیب سے کوئي رقم نکالي جاسکتي ہے ' اور نہ اونکے زیوروں کو ہاتھہ لگایا جاسکتا ہے - بوقت اشد ضرورت کے اگر اس پر عمل نا ممکن ہو جاے تو اس حالت میں بھي ضرور ہے کہ واپسي کے وقت ان چیزوں کو لازمي طور پر واپس کردیا جاے جو انسے علیحدہ کي گئي ہیں - لیکن حسن سلوک کے طور پر عموماً افسروں کو تلوار واپس کر دیدیجاتي ہے ' اور اب اسکا عام رواج ہو گیا ہے -

(۴) قیدي عموماً کسي محفوظ شہر یا قلعہ یا چھاوني میں رکھے جاتے ہیں - اونکے لیے ایک محدود مقام متعین کردیا جاتا ہے - اوس میں سیر و تفریح کي بھي اجازت دي جاسکتي ہے - لیکن گننے کے وقت فوراً حاضر ہو جانا چاہیے -

(۵) افسروں کو عام قیدیوں سے زیادہ آزادي دي جاتي ہے - قیدي کو بھاگ جانے کے خوف سے یا قانون جنگ کي خلاف ورزي کرنے پر جیلخانے میں بھي قید کیا جا سکتا ہے ' لیکن اونکو مجرموں سے علحدہ رکھا جائیگا -

(۶) اگر متخاصمین میں شرائط مقرر ہوگئے ہیں تو اونکے مطابق کھانے پینے کے بارے میں قیدیوں کے ساتھہ عمدہ سلوک کیا جائیگا ' لیکن اگر اس قسم کے شرائط مقرر نہیں ہوے ہیں تو جو خوراک فاتح کي فوج کو ملتي ہے ' وہي قیدیوں کو بھي دیجائیگي ' اور صلح و مبادلہ کے وقت تک مصارف کا بار فاتح ہي کے خزانے پر ہوگا -

(۷) دیانت اور شرافت کا اقتضا یہ کہ قیدي کو اپنے ملک و قوم کے خلاف شریک جنگ ہونے پر اور اپني فوج یا اپنے وطن کے افشاء راز کرنے پر مجبور نہ کیا جاے - البتہ قیدیوں سے اس قسم کے آسان کام لیے جاسکتے ہیں جو سخت تکلیف دہ ' اور پر خطر نہوں ' اور جنگ سے غیر متعلق ہوں ' نیز فوجي عزت کو اوس سے صدمہ نہ پہونچے -

(۸) قیدیوں کا بھاگ جانا کوئي جرم نہیں ہے ' البتہ اونکے گرفتار کرنے کي ہر ممکن تدبیر اختیار کي جاسکتي ہے - یہاں تک کہ حالت فرار میں گولي بھي مار دي جاسکتي ہے - لیکن اگر وہ بھاگ کر اپني فوج سے مل گیا اور دوبارہ گرفتار ہوگیا ' تو اس جرم پر کہ پہلے بھاگ گیا تھا ' کوئي مزید سزا نہیں دي جاسکتي - البتہ اب اسکي نگراني سختي کے ساتھہ کي جائیگي -

لیکن اگر تمام قیدي بھاگنے کي سازش کرلیں اور اسکا راز طشت ازبام ہوجاے ' تو پھر اونکو ہر قسم کي سخت سزا یہاں تک کہ پھانسي بھي دیجاسکتي ہے -

(۹) کوئي قیدي دوسرے قیدي کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا ' اسلیے اگر کوئي قیدي بھاگ جاے تو اوسکے دوسرے ساتھیوں سے بازپرس نہیں کي جاسکتي -

(۱۰) اگر قیدي عدم شرکت جنگ کا حتمي وعدہ کرلیں تو اونکو اثناے جنگ میں بھي رہا کیا جاسکتا ہے اور وہ اپنے وطن واپس جاکر دوسرے سیاسي مشاغل میں مصروف ہوسکتے ہیں ' نیز دوسرے ملکوں سے جنگ بھي کرسکتے ہیں ' بشرطیکہ وہ ملک اوس سلطنت کا حلیف نہو جس نے اونکو رہا کیا ہے -

لیکن اگر قیدیوں نے بد عہدي کي تو اس جرم میں پھانسي تک دیجا سکتي ہے - قیدي جس حکومت کي رعایا ہیں ' اگر وہ فوج کے اخلاقي حقوق کا بھي لحاظ رکھتي ہے ' تو اونہیں خدمت فوجي سے مستثنی کردیگي ' اور اگر اوسکا قانون اسقدر فیاض نہیں ہے ' تو قیدیوں کو وظائف عسکري سے انکار کرنے پر سزا دیسکتي ہے - بااین ہمہ اخلاقي حیثیت سے ایسا نہیں کرنا چاہیے - ولایات متحدہ امریکہ نے اس مسئلہ میں دوسرا طرز عمل اختیار کیا ہے ' یعنے اگر وہ قیدیوں کے قول و قرار کا احترام نہیں کرسکتي ' تو انہیں قیدي بناکر اوس حکومت کے پاس واپس کردیتي ہے جس نے اونکو رہا کیا ہے - اگر اوس نے قیدي بنانے سے انکار کردیا تو پھر ان پر اس معاہدہ کي پابندي باقي نہیں رہتي -

(۱۱) قیدیوں کے مبادلہ سے قید کي پابندیاں اوٹھہ جاتي ہیں ' اور قیدي بالکل آزاد ہوجاتے ہیں - مبادلہ بالکل اختیاري ہے ' اور رہا شدہ قیدیوں کے متعلق بہ صراحت طے کرلینا چاہیے کہ وہ دوبارہ فوج میں شامل ہوسکینگے یا نہیں ؟

مبادلہ میں قیدیوں کے مدارج کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے - افسر کا افسر کے بدلے میں ' زخمي کا زخمي کے بدلے میں ' مریض کا مریض کے بدلے میں ' مبادلہ کیا جاتا ہے - نیز ایک افسر کا مبادلہ متعدد چھوٹے درجے کے سپاہیوں کے عوض کیا جا سکتا ہے -

(۱۲) اختتام جنگ کے ساتھہ ہي قید کي مدت بھي ختم ہوجاتي ہے ' اور تاوان جنگ یا کسي دوسرے مال کے معاوضے میں قیدي رہا کردیے جاتے ہیں - (از تاریخ علم الحقوق مصطفی رشید پاشا)

گریٹ یوروپین وار میپ

اڈیٹر الہلال کي راے

عام تعلیم کے فقدان کیوجہ سے جغرافیہ و تقویم بلدان کي واقفیت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ہے ' اور اسلیے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وہ پوري صحت کے ساتھہ سمجھہ نہیں سکتے - علی الخصوص موجودہ عالمگیر جنگ کي خبروںکا صحیح اندازہ تو بغیر اسکے ممکن ہي نہیں کہ یورپ ' ایشیا ' اور افریقہ کے تمام بحر و بر اور انکے حدود و علائق پیش نظر ہوں - اس بنا پر منشي محبوب حسین صاحب کي جانفشاني قابل داد ہے کہ اونہوں نے ایک نہایت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو انگریزي میں مرتب کیا ہے ' اور اسمیں پوري احتیاط و پابندي اصول نقشہ نویسي سے کام لیا ہے - نہ صرف عوام بلکہ خواص کیلیے بھي ضروري ہے کہ اس نقشہ کي ایک ایک کاپي ضرور لیں اور اپنی سامنے لٹکا دیں - موجودہ جنگ دنیا میں جو انقلاب کر رہي ہے اسکے اجمال کي یہ نہایت عمدہ شرح ہے - قیمت بغیر رنگ ۴ آنہ - رنگین ۸ - آنہ فولڈینگ - خوبصورت مجلد کتاب کي شکل ایک روپیہ - مونٹڈ یعني کپڑا اور رول سے مکمل روغندار روپیہ چار آنہ -

ملنے کا پتہ : منیجر - ایم - حسن برادرس - نمبر ۱ نواب عبد الطیف لین - کلکتہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۴ - ۵

كلكته : جمعه - ۹ - ۱۶ صفر سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, December 17 - 24 1915.

جلد ۱

ترجمان القرآن

يعني قران حكيم كا اردو ترجمه ' از خامهٔ ايڈيٹر الهـلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء كرام و رسل عظام هيں - پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع كا مقدس كام دراصل ايک پيغمبرانه [illegible] هے ' جس كي توفيق صرف انهي لوگوں كو مل سكتي هے جنهيں حق تعالى انبياء كرام كي معيت و تبعيت كا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونكا نور علم براه راست مشكواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان كي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان كو اس خدمت كي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه كا خاندان تها - انكے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حكيم کے ترجمه كي ضرورت الهام الهي سے محسوس كي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب كيا - انكے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما كا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القران كي بنياد استوار هوئي - شكر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چكي هے ' ليكن يه كهنا كسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا كه نشر و تبليغ قرآن حكيم كي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے ركهي تهي ' اسكي تكميل كا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال كيليے مخصوص كرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت كو ملحوظ ركهكر قرآن حكيم كا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب كيا هے ' اور بحمد الله كه زير طبع هے -

يه ترجمه كيسا هے ؟ ان لوگوں كيليے جو الهلال كا مطالعه كرچكے هيں ' اسكا جواب دينا بالكل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ كي جگهه ليتهو ميں چهاپا جا رها هے تاكه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسكے - قيمت في جلد چهه روپيه ركهي گئي هے - ليكن جو حضرات اس اعلان كو ديكهتے هي قيمت بهيجدينگے ' \ الے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

نوٹ — قبل نمبر هونے كي وجه سے قيمت فی پرچه چهه آنه

البیان
فی
مقاصد القرآن

هـذا بيـان للنـاس، و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر، اثر خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکی محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے؟ یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے !

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے سار و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا، انشاء اللہ ۱۵ - صفر کو شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ ۱۴ - صفر تک چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

اڈیٹر الہلال کی راے

میں ہمیشہ کلکتہ کے یوروپین فرم " جینس مورے " کے یہاں سے عینک لیتا تھا - اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو میسرز ایم - ان - احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ ربن اسٹریٹ کلکتہ) سے کئی مختلف قسم کی عینکیں خرید کیں، اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں، اور یوروپین کارخانوں سے مستغنی کردیتی ہے - مزید برآں مقابلتا قیمت بھی ارزاں ہیں - کام بھی جلد اور وعدہ کے مطابق ہوتا ہے -

اپکو واجبی قیمت پر ہر قسم کی اصلی پتھر کی عینک مضبوط صحیح وقت دینے والی گھڑیونکی ضرورت ہو تو ان میں سے ایک منگواکر آزمایش کریں - بہاینی قیمت وغیرہ کی لالچ میں پڑکر دھوکا نہ کھالیں -

نمبر ۱
نمبر ۲
نمبر ۳
نمبر ۴
نمبر ۵

۱ - انگما واچ بالی خوشنما مضبوط و صحیح وقت کی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۵ روپیہ -

۲ - ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۹ روپیہ -

۳ - چاندیکی ڈبل کیس مثل گورالیزر کے وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیہ -

۴ - نکل کیس و میگا واچ نہایت پائدار و وقت کی نہایت سچی گارنٹی ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیہ -

۵ - نیو رسٹ واچ ہاتھہ کی زیب دینے والی مع تسمہ گارنٹی چار سال مع محصول ۱۵ - روپیہ سے ۲۲ - روپیہ تک -

صرف اپنی عمر و دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمانے پر ہمارے لایق و تجربہ کار ڈاکٹرونکی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی کے ارسال خدمت کی جائیگی - اسپر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۴ روپیہ سے آٹھہ روپیہ تک -

عینک رولد گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت دس روپیہ سے پندرہ روپیہ تک - محصول ڈاک وغیرہ ۹ - آنہ -

دو نظر (یعنی نزدیک و دور دیکھنے) کی عینک قیمت بالا نرخوں سے ۵ روپیہ زیادہ -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھڑی نمبر ۱ - ۱۵ ربن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی کلکتہ

جسکا درد وہی جانتا ہے، دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب ہو رہا ہے - سردی ہٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے پریشان ہوتے ہیں، اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ہیں، اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے - دیکھیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیاء اور مخلوط، بھنگ، بلا ڈونا، ہوتاس، اے او دالک، دیگر بناتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مرا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن نے کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا انمول جوہر ہے - یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پا کر مداح ہیں - آپنے بہت خرچ کیا ہوگا - لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمائیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ فی شیشی - محصولڈاک ۵ آنہ - اس دوا کی شرح من فوائد میں - (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے - (۲) اور کچھہ روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے [illegible] استعمال میں زہر فرو نہیں ہوتا ہے -

[illegible] کلکتہ ۹ تارا [illegible]

Tel Address- "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648.

AL-BALAGH.

Chief Editor
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانه - ۱۲ - روپیه
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنه

نمبر - ۲ - ۵

کلکته : جمعه - ۹ - ۱۶ صفر سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, December 17 - 24 1915.

جلد ۱

ترجمان القرآن

ترجمان القرآن اور البیان کیلیے بعض ارباب دل کو الله تعالی نے توفیق دي که وہ اسکے متعدد نسخے لیکر طلبا و علماء اور مساجد و مدارس میں مفت تقسیم کریں' اور اسطرح انکي ترتیب و اشاعة کا اصلي نفع حاصل کیا جاے - چنانچه اس هفتے مولوي علیم الدین صاحب نے برار سے ' مولوي محمد حسن صاحب نے گجرات سے ' اور مولوي امین الدین صاحب اورسیر نے بمبئي سے بالترتیب ترجمان القرآن اور البیان کے دس دس نسخوں ' آٹھه آٹھه نسخوں ' اور سوله سوله نسخوں کي قیمت بهیجدي هے - فجزا هم الله تعالی خیر الجزاء في الدنیا و الآخرہ -

(۲) اس سے پہلے رنگون سے ایک صاحب دل دونوں کتابوں کے بیس بیس نسخوں کیلیے قیمت بهیج چکے هیں جنکو وہ کسي مدرسه کے طالب علموں میں تقسیم کرینگے - ساتهه هي وہ پسند نہیں کرتے که انکا نام شائع هو - یه انفاق في سبیل الله کا منتہاے مرتبه هے -

(۳) اس سے زیادہ قابل ذکر جناب رستم علي صاحب سول هسپتال مالاکنڈ پشاور هیں جنهوں نے ایک ایسے مقام سے جہاں سوا متعلقین دفتر کے اور کوئي تعلیم یافته آبادي نہیں ' ترجمان القرآن اور البیان کے نو نو نسخوں کي قیمت بهجوادي هے -

(۴) بعض احباب توسیع اشاعت کیلیے نمایاں طور پر کوشش کررهے هیں ' اور دفتر انکے اخلاص و محبت کا شکرگذار هے - هم نے بارها اس خیال کو ظاهر کیا هے که کسي پریس کي اعانت کا صحیح و اصلي طریقه چنده اور عطیه نہیں هے ' بلکه توسیع اشاعت کي کوشش - اگر ایک چیز کو آپ مفید یقین کرتے هیں تو دوسروں تک پہنچائیے اور اسکے فوائد کا دائرہ وسیع کیجیے - ابتدا سے البلاغ محض گذشته پیشگي قیمتوں میں تقسیم هورها هے اور اکثر حالتوں میں سال بهر تک اور بعض حالتوں میں چهه ماہ تک یہي حالت جاري رهیگي - اسلیے سخت ضرورت هے که نئے خریدار پیدا کیے جائیں' اور امید هے که احباب کرام حتی الوسع اسکے لیے کوشش کرینگے -

شذرات

عهد التواء و انتظار

یاد رفته کا ایک لمحۂ فکرید !

رند هزار شیوہ را ' طاعت حق گراں نبود
لیک صنم به سجده در' ناصیه مشترک نخواست !

(۲)

(مشرب تجارت اور مذهب دعوة)

میں نے اگر تاجر کے مقابلے میں ایک داعي کي زندگي کا امتیاز " نفع علم " اور " اخلاص عمل " کو قرار دیا هے ' اور کہا هے که تجارت لینا اور حاصل کرنا چاهتي هے ' پر راہ دعوة کي اولین شرط دینا اور کهونا هے ' تو تم انکار کرنے میں جلدي نه کرو - کیونکه بہت ممکن هے که جن نظریات مخالف کي بنا پر تم ایسا کرنا چاهو ' انسے میں بیخبر نہوں :

چو بشنوي سخن اهل دل مگو که خطا ست
سخن شناس نۀ دلبرا خطا اینجا ست !

دراصل یه سوال اُس مشهور اور مشکل مسئله کے حدود میں داخل هوجاتا هے جسکا تعلق عمل انساني کي خود غرضي اور طبعي خواهش حصول نفع سے هے ' اور جو فلسفه کے دائرہ میں آکر یه سوال بن جاتا هے که انسان کے تمام جذبات و امیال ' اور اعمال و اقدام کا محرور و محرک اصلي کیا هے ؟ اور اسکا کوئي جذبۀ و عمل خود غرضي یعني جلب نفع ذات سے خالي هوسکتا هے یا نہیں ؟

قدیم حکماء نے بهي اس مسئله پر نظر ڈالي هے اور حکماء جدید نے بهي - حکماء اسلام میں سے جن حکماء نے اخلاق و فلسفۂ اخلاق

"كتاب مرقوم يشهده المقربون" (۸۳ : ۱۸)

"في ذالك فليتنافس المتنافسون!" [۸۳ : ۲۶]

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

(۱) "الہلال" تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ، اور وحدۃ ملۃ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان العمل، نیز مقالات علمیہ، و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیہ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، سلسلۂ علم طریق تعبیر و ترتیب، و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپیے گی - تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

هوتا هے تو دل میں ٹیس اٹھتي هے که سرمایۂ زندگي گھٹ گیا - یہاں اگر اشرفیوں کے ختم هوجانے پر بهي افسوس هوتا هے تو صرف اسلیے که کاش اور هوتا تو اور زیاده لٹاتے :

سارت مشرقة و سرت مغرب
شتان بین مشرق و مغرب !

یہاں کا عالم دوسرا هے' اور مل کے فلسفه هي پر کائنات انساني کے احکام ختم نہیں هوگئے هیں - اس دنیا میں جہاں انسان راحت ذاتي کو سوچتا اور اپنے جسم کے سکھه اور امن کے عشق میں پاگل رهتا هے ' وه انسان بهي همیشه پیدا هوے هیں اور پیدا هوتے رهینگے جنکي زندگي کي بڑي محبوب و مطلوب غرض جسم کا راحت اور چین نہیں' بلکه درد و ایذا اور دکھه اور ٹیس هے - شاید هي دنیا میں کوئي مخلوق بڑي سے بڑي راحت اور بہتر سے بہتر سکھه پاکر اسقدر خوش هوتا هوگا' جسقدر دکھه اور زخم پاکر انکي روح عیش و نشاط سے معمور هوجاتي هے !

وه اپنے کاروبار دعوتي کي راه میں جب نکلتے هیں تو صرف زخم و درد هي کے بهوکے پیاسے رهتے هیں - حتی که جب انہیں کوئي نیا زخم ملتا هے تو نئي صداے شکر انکے اندر سے اٹھتي هے ' اور جب وه کسي نئي بربادي ' کسي نئي جسماني تباهي ' کسي نئي ضربِ شمشیر ' کسي نئي حلقۂ زنجیر سے دوچار هوتے هیں' تو خوشیاں مناتے هیں که آج اپنے خدا کو اپنے سے راضي کرنے کیلیے سب سے بڑي دولت هاتهه آئي :

دو عالم نقد جاں بر دست دارند
بیا زارے که سوداے تو باشد !

حضرة رابعۂ بصریه سے پوچها که عبادت کا کیا حال هے ؟ قالت : رکعتان في العشق' لا یصح وضوهما الا بالدم - صرف دو رکعتیں ' مگر انکا وضو صحیح نہیں هوسکتا جب تک که اپنے گرم گرم خون کے چلو بهر کر منهه کو نه دهو لو :

گریزد از صف ما هر که مرد غوغا نیست
کسیکه کشتۂ نشد از قبیلۂ ما نیست !

سید الطائفۂ بغدادي سے ایک شخص نے پوچها که چالیس اونٹ هوں تو انکي زکواة کیا هوگي ؟ کہا : اما عندکم فواحد ' و اما عندنا فکله - تمهارے نزدیک تو چالیس میں صرف ایک ' اور همارے مشرب میں پورے چالیسوں - یہي مذهب حضرة صدیق کا تها ' جب وه سب کچهه لٹا کر آنحضرة صلی الله علیه وسلم کي خدمت میں حاضر هوے تهے' اور جب حضور نے انسے پوچها تها که : ما أبقیت لاهلک ؟ اپنے اهل و عیال کیلیے کیا چهوڑ آے هو ؟ عرض کیا : ابقیت لهم الله و رسوله ! الله اور اسکے رسول کو - من له المولی فله الکل :

آنکس که ترا بخواست جاں را چه کند ؟
فرزند و عیال و خان و ماں را چه کند ؟
دیوانه کني هر دو جہانش بخشي
دیوانۂ تو هر دو جہاں را چه کند ؟

(تجارت و ربح دعوة)

اور اگر تم تجارت تجارت هي کہه رهے هو' تو پهر تمهاري دکانداري کے مقابلے میں یہاں بهي ایک خرید و فروخت موجود هے :

ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة -	بلا شبه خدا نے مومنین مخلصین کي جانیں اور مالیں ' و نعائم اخرة کے معاوضے میں خرید لیا هے !

یه نه کهو که راه دعوة میں " اخلاص " نہیں هو سکتا - اگر نہیں هوسکتا تو خرید و فروخت اور عوض و بدل کي خود غرضي بهي سهي - لیکن یه کیا ضرور هے که تم جن معاوضوں پر مر رهے هو' هر دل کیلیے اسي معاوضے میں کشش هو ؟ کیا یه ممکن نہیں که ایک مومن داعي اس معاوضه کے نفع کیلیے اپنا جان و مال اور اپنا سب کچهه دیدے' جو روز ازل هي میں خریدار عالمین نے اس سے خرید لیا هے ؟ و انشد الاصمعي لجعفر الصادق علیه و علی ابائه و اجداده الصلواة و السلام :

اثا من بالنفس النفیسة ربها
و لیس لها فی الخلق کلهمو ثمن
بها تشتري الجنات ان انا بعتها
بشي سواها ' ان ذالکمو غبن
اذا ذهبت نفسي بشي اصیبه
فقد ذهب الدنیا و قد ذهب الثمن !

اگر " غرض " کي تلاش هے تو اس سے بڑهکر بهي کوئي غرض دنیا میں ایک انسان کیلیے هوسکتي هے که رب السماوات و الارض کو اپنے نفس و مال جیسي حقیر و اذل متاع کا خریدار بنائے ؟ اور ایک ایسے مال کو دیکر جسے یقیناً ایک دن چهوڑنا هي پڑیگا' اور ایک ایسي جان کو دیکر جو بجبر و اکراه ایک دن دیني هي پڑیگي' اسکي رضا و محبت کي دولت لازوال حاصل کر لے ؟

جاں بجاناں ده وگرنه از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے دل ایں بکن یا آں بکن !

(ابتغاء مرضات الله)

قرآن حکیم نے بهي اخلاص کے معني وه نہیں بتلاے هیں جو تم اپني فلسفیانه تفرید جذبات و امیال کے بعد قرار دینا چاهتے هو - وه اخلاص کي حقیقت یہي بتلاتا هے که زخارف دنیوي اور زینة مادیه کي جگه محض الله کي خوشنودي کیلیے اپني جان و مال کو خرچ کرنا ' اور خدا کي مرضي کے حصول اور اسکي محبت کي پادشاهت کو اپني غرض وحید اور اپنا نفع مطلوب ٹهرانا :

و من الناس من یشري نفسه ابتغاء مرضات الله ' و الله رؤف بالعباد -	اور الله کے بندوں میں سے بعض ایسے مومنین مخلصین بهي هیں جو اپني جان کو فروخت کرتے هیں تا که الله کي رضاء حاصل کریں !

سورۂ دهر میں ان مخلصین کے اعمال بتلاے جو اپني خدمتوں کا کوئي دنیوي معاوضه طلب نہیں کرتے - خدا کے بندوں کي خدمت کرتے هیں ' بهوکوں کو کهلاتے هیں' پیاسوں کو پلاتے هیں' اور پهر کہتے هیں که :

انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاء و لا شکورا !	یه جو هم نے تمهیں کهلایا پلایا ' سو اسکا کوئي بدله اور کوئی احسان مندي تم سے نہیں چاهتے - یه جو کچهه بهي تها صرف الله کیلیے تها اور اسیکي رضاء کیلیے !

(ایک اشارۂ حقیقت)

راه دعوة و تبلیغ کا اصلي مرکز و ماخذ مقام نبوت هے - تم نے کبهي غور کیا که یه کیا بات هے که قرآن حکیم نے جتنے انبیاء کرام کا ذکر کیا هے ' ان میں سے تقریباً سب نے اپني قوم کو مخاطب کرکے همیشه کہا که هم داعي هیں' تاجر نہیں هیں؟ حضرة نوح علیه السلام نے کہا : وما اسئلکم علیه من اجر' ان اجري الا علی رب العالمین (هود) حضرة هود نے کہا : وما اسئلکم علیه من اجر' ان اجري الا علی رب العالمین (شعرا) حضرة صالح نے قوم ثمود سے کہا : وما اسئلکم علیه من اجر' ان اجري الا علی رب العالمین (شعرا) حضرة لوط نے کہا : وما اسئلکم علیه من اجر الا

کو اپنا موضوع قرار دیا هے ' انکے مباحث و آراء کا بهي ايک ذخيره وافر موجود هے - علامۂ ابن مسکويه ' امام غزالي ' اور امام راغب اصفهاني نے اپني تصنيفات ميں ضمناً جابجا بحثيں کي هيں - نئے دور کے حکماء ميں مل نے ا پر خاص توجه کي ' اور ايک خاص مقاله " فلسفۂ خود غرضي " پر لکها - يه لوگ کہتے هيں که انسان بالطبع خود غرض هے ' اسکے تمام جذبات اسي کے تابع هيں ' وه جو کچهه کرتا هے اپنے نفع ذات کيليے کرتا هے - حتى که ماں باپ کي محبت بهي خود غرضي سے خالي نہيں - البته کوئي خود غرضي بہت واضح هوتي هے ' کوئي بہت مخفي ' کوئي بالکل سامنے کا قريبي نفع هوتا هے جسکو فوراً سمجهه ليا جا سکتا هے ' کوئي اسقدر دور هوتا هے که متعين و معلوم کرنا مشکل هوتا هے ' اور اسليے ايک نا واقف کهه اٹهتا هے که اس عمل ميں کسي طرح کي ذاتي غرض پوشيده نہيں - يه يکسر اخلاص هے -

ليکن ميں يہاں اس بحث کو نہيں چهيڑنا چاهتا ' قرآن حکيم ميں اس سوال کے جواب کيليے روشني موجود هے ' اور تفسير البيان ميں به تفصيل يه بحث آچکي هے - جو لوگ " اخلاص عمل " کے منکر هيں ' انهوں نے خلوص کي ايک خاص تعريف کي هے ' اور انکا انکار در اصل اسي خلوص سے هے - ليکن يه انکار هماري موجوده محبت کيليے کچهه مضر نہيں - راه دعوت کے خلوص اور طلب نفع عام سے مقصود يه نہيں هے که داعي کي کوئي ايسي غرض اپنے عمل سے وابسته نہيں هوتي جو خود اسکے ليے بهي مفيد هو ' بلکه مقصود صرف يه هے که وه تاجر کي طرح عوض و بدل مالي کا طالب نہيں هوتا ' اور حصول زر اور طلب مال کو اپنا مقصد قرار نہيں ديسکتا - اسکے کاموں کا مقصد نفع جماعت هے ' اور وه جانتا هے که يه مقصد لينے اور حاصل کرنے کي راه نہيں کهول سکتا ' بلکه يکسر اسکے برعکس اور بالضد حکم رکهتا هے - يہاں لٹنا اور لٹانا پڑيگا ' اور قدم قدم پر اپني ذات ' اپنے جسم ' اپنے جذبات و اميال ' اپني آزادي ' اپني راحت ' اپني صحت ' اپنا هر طرح کا عيش و عشرت ' بلکه اکثر حالتوں ميں اپني زندگي اور اپني جان تک ديديني پڑيگي - پس وه جس لمحه کے اندر اس امر کا فيصله کرتا هے که يهي راه دعوة اختيار کرني چاهيے ' اسي لمحه کے اندر اسکا بهي فيصله کرليا پڑتا هے که تجارت کي کائنات عوض و بدل سے هميشه کيليے باهر آجانا چاهيے - وه ديکهتا هے که تجارت کي دکان اور دعوة کي قربانگاه ' دونوں ايک جگه نہيں بنائي جا سکتي - يه دو سوکنيں هيں جو ايک شوهر کے گهر ميں کبهي بهي جمع نه هوئيں - ضرتان ' ان رضيت احد اهما ' سخطت الاخرى :

سراپا رهن عشق و ناگزير الفت هستي !
عبادت برق کي کرتا هوں اور افسوس حاصل کا !

(حقيقت اخلاص و خود غرضي)

اگر تم کہتے هو که انسان کا کوئي فعل نفع ذات کي خواهش سے خالي نہيں هوسکتا ' تو يه کون کہتا هے که داعي اپنے سامنے نفع ذات کي کوئي خواهش نہيں رکهتا ؟ يقيناً اپني ذات کي نفع اسکے بهي مد نظر رهتي هے ' ليکن وه نہيں جو تاجر کے سامنے رهتي هے - يقيناً نفع ذات کا ايک محبوب وه بهي رکهتا هے ' ليکن وه نہيں جو تاجر کا معشوق هے - يقيناً معاوضے اور بدلے کا ايک خيال وه بهي ديکهتا هے ' ليکن وه نہيں جسکي طلب ميں تاجر بيقرار هوتا هے - داعي کيليے سب سے پہلي اور سب سے بڑهکر اپني ذات کے نفع و سود کي غرض يه هوتي هے که جس " يقين " کي قوة سے تجارت کي پوري زندگي يکسر محروم هے ' اس يقين کامل کے ساتهه وه سمجهتا هے که ايک سب سے بڑي اور سب سے بالا تر ذات هے جسکي خوشي اور مرضي اسي کام ميں هے جو ميں کر رها هوں ' اور جسکا پيار اور عشق مجهکو ' ميرے نفس کو ' ميرے وجود معين کو ' ميرے نفس خاص کو اُسي وقت ملسکتا هے ' جبکه اس راه فنا فرمائے دعوة ميں مضطربانه و والہانه دوڑوں ' پهولوں کي سيج سے اٹهوں اور کانٹوں کے اوپر لوٹوں ' لعل و جواهر کو پهينکدوں اور آگ کے انگاروں سے کهيلوں ' خود اپنے هاتهه سے اپني آسايش و راحت کے گهر کو جلادوں ' خود اپنے هاتهوں اپنے مال و متاع کو غارتگروں کے حوالے کردوں ' لينے سے بهاگوں اور کهونے سے عشق کروں ' دست معطي سے دشمني کروں اور دست سائل کيليے پکاروں ' اپنے اپکو مٹادوں ' اپنے آپکو کهودوں ' اپني آنکهوں کو هميشه خونبار رکهوں ' اپنے جسم کو هميشه زخموں سے چور ديکهوں ' اپنے ايک ايک زخم سے خون کي ندياں بهادوں ' پهر اس پر بهي بس نه کروں ' اور اگر اس محبوب حقيقي ' اُس شاهد يکتا کي ايک چشم مہر ' ايک نگه عشق پرور ' ايک تبسم جاں نواز ' ايک اداء محبت ' بهي ملسکے ' تو سولي کے تختے کا طواف کروں ' جلاد کے هاتهوں کو بوسه دوں آب شمشير کو آب زلال حيات سمجهوں :

مرتا هوں اس آواز په ' هر چند سر اڑجاے
قاتل سے وه ليکن يه کہے جاے که " هاں اور "

يهي وه مقام هے جسکي طرف صحيح بخاري کي يه حديث اشاره کرتي هے :

والذي نفسي بيده	اُس خدا کي قسم جسکے هاتهه ميں
لوددت اني اقتل في	ميري جان هے ' ميں چاهتا هوں که
سبيل الله ثم احيا ' ثم	الله کي راه ميں قتل کيا جاؤں پهر زنده
اقتل ثم احيا ' ثم اقتل	هوں اور قتل کيا جاؤں ' پهر زنده هوں
ثم احيـــاء ' ثم اقتل !	اور قتل کيا جاؤں ' پهر زنده هوں اور

قتل کيا جاؤں - اسکي راه ميں مجروح و مقتول هونا اور تڑپنا وه لذت رکهتا هے که بار بار مقتول هونے کيليے بار بار کي زندگي کا طالب هوں !

اے کاش بدے بجاے يک جان صد جان
تا ميکشي و بار دگـــر ميخـــرم !

تم کہتے هو که اگر تاجر اپني ذات کا نفع ڈهونڈهتا هے ' تو وه بهي نفع ذات اور خود غرضي سے خالي نہيں هوسکتا جسکا نام داعي رکها گيا هے - هاں ' يه سچ هے ' مگر پہلے اسے سمجهه لو که داعي کي خود غرضي اور نفع ذاتي کي طلب کيا هے ؟ تاجر اگر کسي ايک جنس کو زياده اچهي قيمت پا کر بيچتا هے ' تو خوش هوتا هے که آج مجهے ميرا مطلوب ملگيا ' کيونکه اسکي خود غرضي کي هوس طلب مال و زر ميں پوشيده تهي - اسي طرح داعي اپنے کاروبار دعوة ميں جس دن اپنے سرمايۂ مال و نفس کو زياده لٹنے ' زياده کهونے ' زياده قربان هونے کے معاوضے ميں فروخت کرتا هے ' تو خوش هوتا هے که آج ميں نے اپنے محبوب و مطلوب کو اپنے سے زياده راضي کيا ' اور آج اپني روٹهے هوے کو بہت زياده منا ليا جو بغير کهونے اور مٹنے کے مجهسے من هي نہيں سکتا تها - کيونکه داعي کي خود غرضي اور خود پرستي کي هوس طلب رضاء الهي ميں پوشيده تهي - وه بهي تاجر کي طرح غرض ضرور رکهتا تها ' مگر اسکو کيا کيجيے که غرض کي نوعيت هي بدل گئي - تاجر کے حصے ميں وه غرض آئي جو پانے سے پرورش پاتي هے ' اور داعي نے اُس غرض کو پايا جسے کهونے سے نشو و نما ملتي هے :

من و تيغ حريفت سعي بيجا نيستم واعظ
تو و قطع منازلهـــا ' من و يک لغزش پاے !

تاجر جس دن کهوتا هے ' سر پيٹتا هے که تباه هو گيا - داعي جس دن کهوتا هے ' ماتم کرتا هے که آج اُس نے اپنے محبوب [illegible] جهاں اگر ايک پيسه کا بهي نقصا

اسئلة واجوبتها

فاتحـــة البـــلاغ

بعـــض اسئلـــة مهمـــه

حديث اختـــلاف امتي رحمة

[از جناب مولانا علي محمد صاحب مدراسي]

جناب کو معلوم ہے کہ یہ خاکسار آغاز اشاعة الہـلال سے اسکا بالالتزام مطالعہ کرتا رہا ہے' اور اس بارے میں جو خیالات رکھتا ہوں' اسے زبانی عرض کر چکا ہوں جبکہ حسن اتفاق سے دهلي میں شرف نیاز حاصل ہوا تھا - اب ایک عرصہ کے انتظار و اضطراب کے بعد البـلاغ نکلا تو اسکے محاسن و فضائل الہـلال سے بھي در چند بلکہ دہ چند نظر آئے :

نقاش نقش ثاني بہتر کشد ز اول !

علی الخصوص عربي فاتحہ البـلاغ جو مسلسل دو اشاعتوں میں شائع ہوا - اسکي فصاحت و بلاغت لفظي اور معارف معنوي کا حال صرف ارباب ذوق و کمال ہي جان سکتے ہیں - ہندوستان کي سر زمین سے تو ادب عربي کي ایسي صدائیں مدتوں سے نہیں اٹھیں' اور نہ ان معارف و مطالب کا کہیں سراغ لگ سکتا ہے جو اسکے ہر حصے میں موجود ہیں - سچ یہ ہے کہ جناب کا معاملہ اب اس سے گذر چکا ہے کہ معمولي و رسمي الفاظ تعریف و توصیف کے اسکے لیے استعمال کیے جائیں :

ترا چنانکہ توئي ہر کسے کجا داند
بقدر طاقت خود مي کنند استدراک !

……………………………………

البتہ فاتحہ البـلاغ کے بعض مقامات ایسے ہیں جنکے متعلق جناب سے مزید ارشادات کا طالب ہوں - حاشا کہ اس سے مقصود اعتراض و ایراد مخالفانہ ہو - مقصود محض توضیح مزید ہے' اور جو احترام و ارادت جناب کي سالہا سال سے خاکسار رکھتا ہے' امید ہے کہ وہ ہر طرح سوء ظن کے دروازوں کو مسدود کردیگي -

سب سے پہلي بات یہ ہے کہ نمبر اول کے آخري صفحہ میں جہاں جناب نے حدیث "لتسون صفوفکم او لیخالفن اللہ وجوهکم" پر بحث کي ہے' وہاں تعجب و انکار کے لہجے میں یہ بھي فرمایا ہے کہ : و نعد هذا رحمة بنا و نعتقد بان الاختلاف بین الامة رحمة ؟ یعني آنحضرة صلی اللہ علیہ و سلم تو نماز کي صف میں ہمارے قدموں کا اختلاف بھي پسند نہیں کرتے' اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم سرے سے نماز کي جماعتوں ہي میں اختلاف کرتے ہیں' اور ہر گروہ اپني الگ جماعة کھڑي کرتا ہے' اور پھر اس اختلاف کو اپنے لیے رحمت شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اختلاف امة کا رحمت ہے ؟

لیکن نہیں معلوم جناب نے اختلاف امة کو رحمت قرار دینا کیونکر قابل اعتراض قرار دیا' جبکہ سمجھنے والوں کي یہ اپني سمجھ ہي نہیں ہے بلکہ مشہور حدیث خود سرور کائنات کي موجود ہے کہ "اختلاف امتي رحمة" میري امة کا باہمي اختلاف رحمت ہے - پس گو اختلاف کا اس حدیث میں اور مطلب ہو' مگر لفظ تو اختلاف کا آیا ہے - اور جناب کا انکار و تعجب اس حدیث تک پہنچ جاتا ہے - از راہ لطف اسکي نسبت تشریح فرمائیے' کیونکہ بڑے بڑے مستند علماء نے اس حدیث کو اپني کتابوں میں درج کیا ہے' اور حضرة امام شعراني نے میزان میں اس حدیث کا مصداق اختلاف ائمۂ اربعہ کو قرار دیا ہے - کما لا یخفی علیکم -

البـــلاغ :

حديث " اختلاف امتي رحمة "

بلا شبہ آپکا یہ خیال درست ہے کہ فاتحہ کي عبارت منقولہ کا انکار و تعجب اس حدیث کے سوال تک منتہی ہوتا ہے - لیکن نفس حدیث تک نہیں' بلکہ حدیث کے اس مطلب تک جو عام طور پر لوگوں نے سمجھا ہے' اور عموماً فتنۂ اختلاف و تحزب و تمذهب کے مباحث میں اس سے استدلال کیا جاتا ہے -

فقیر کا اس جملہ سے مقصد صرف یہ تھا کہ جس وجود اقدس (روحی فداہ) کو امة کا تقدیم و تاخیر قدم میں اختلاف گوارا نہ تھا' اسکي امة عقائد و عبادات میں مجسمۂ اختلاف و شقاق بنگئي ہے' اور پھر کہتي ہے کہ یہ رحمت ہے - اگر یہ " رحمت " الہي ہے تو بقول جاحظ کے " عذاب الہي یقیناً اتفاق و اتحاد ہوگا " فنعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سئیات اعمالنا !

رہا اس حدیث کي صحت و عدم صحت کا سوال' تو اگر میں آپکے اور عامة الناس کے پیش کردہ الفاظ ہي پر اڑ جاؤں' تو بلا تامل کہدیسکتا ہوں کہ اسکي کوئي اصلیت نہیں :

قصہ کوتہ گشت ورنہ درد سر بسیار بود !

مگر اس عاجز کا مقصود ہمیشہ تحقیق و کشف حق رہتا ہے' نہ کہ مکابرۂ و مجادلہ - پس واضح ہو کہ جن الفاظ کے ساتھہ آپنے اس حدیث کو لکھا ہے' اگر اس سے قطع نظر کر لیا جائے' اور صرف نفس اختلاف کو پیش نظر رکھا جائے' تو بلا شبہ اختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے متعلق (نہ کہ اختلاف امة کے متعلق) باختلاف الفاظ ایک روایت بعض محدثین نے درج کي ہے' اور چاہیے کہ اسکے تمام طرق و مسانید پر نظر ڈالي جائے -

حافظ سخاوي نے مقاصد میں اسکي تمام روایتیں جمع کردي ہیں' اور دیگر طرق کا حال بعض متاخرین کی کتابوں سے معلوم ہوجاتا ہے - میں ان تمام طرق کو یہاں جمع کرتا ہوں :

(۱) بیہقي نے مدخل میں روایت کیا ہے :

" سلیمان بن ابي کریمہ عن جویبر عن الضحاک عن ابن عباس : قال قال رسول اللہ صلعم : مہما اوتیتم من کتاب اللہ فالعمل بہ لا عذر لاحد في ترکہ' فان لم یکن في کتاب اللہ فسنة مني' فان لم تکن سنة مني فما قال اصحابي - ان اصحابي بمنزلة النجوم فی السماء' فایما اخذتم بہ اهتدیتم' و اختلاف اصحابي لکم رحمة - یعني انحضرة صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : کتاب اللہ پر عمل کرو' اسکے ترک کیلیے کسي کا عذر مسموع نہیں' اگر کتاب اللہ میں کسي معاملہ کو نہ پاؤ تو میري سنت پر عمل کرو' اگر میري سنت نہ پاؤ تو میرے اصحاب کے اقوال کو ڈھونڈھو - میرے اصحاب ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے - انمیں جو بھي اوگے' اسمیں ہدایت ہوگي - اور اختلاف میرے اصحاب کا تمہارے لیے رحمت ہے - انتہي ملخصا -

(۲) طبراني اور دیلمي نے اپني معجم و مسند میں بھي اسي طریق سے روایت کیا ہے اور انہي الفاظ سے -

(۳) نصر مقدسي نے کتاب الحجة میں مرفوعاً اسي روایت کو نقل کیا ہے' اور زرکشي نے اسکا ذکر کیا ہے - مگر اسناد نہیں لکھي ہے -

(۴) اسي طرح عراقي نے ادم بن ایاس کا حوالہ دیا ہے' لیکن لکھا ہے کہ مرسل اور ضعیف ہے - انکي روایت کے الفاظ یہ ہیں : اختلاف اصحابي رحمة لامتي -

(۵) بیہقي نے رسالہ اشعریہ میں بھي درج کیا ہے' مگر بلا اسناد

علي رب العالمین (شعرا) حضرۃ خاتم المرسلین کي نسبت فرمایا :

و ما تسئلهم علیه من اجر ان هو الا ذکر للعالمین (اخر یوسف) ۔ یعني سب نے کہا کہ ھم اپني خدمتوں کا کوئي معاوضہ، کوئي بدلہ، کوئي اجر، تم سے نہیں چاھتے - ھمارا جو کچھہ بھي اجر و معاوضہ کا حساب ھے، اسکي جگہ دوسري ھے، اور وہ بارگاہ رب العالمین ھے !

یہ اسي حقیقت ثابتۂ و نبویہ کي طرف اشارہ ھے کہ تجارت اور اقتصاد سود و زیاں کي راہ دوسري ھے، اور دعوۃ و تبلیغ کي راہ دوسري ھے - جو تجارت کے مشرب کا ایک شائبہ بھي رکھتا ھو، وہ داعي نہیں ھوسکتا، اور جسپر دعوۃ کا ایک لمحہ بھي گذرجاے، وہ بازار تجارت کا رھرو نہیں ھوسکتا - انبیاء کرام مقام دعوۃ و تبلیغ کے انتہائي مرتبہ تھے، پس جب کبھي انہوں نے دنیا کو مخاطب کیا تو سب سے پہلے اپني حیثیت کو واضح کیا اور کہا کہ ھم داعي ھیں، تاجر نہیں ھیں - سورۂ ھود اور سورۂ شعراء کو دیکھہ جاؤ - حضرات انبیاء کرام علیہم الصلواۃ و السلام کے تمام مواعظ و خطب کیا کہتے ھیں ؟ ان اجري الا علی رب العالمین : رب العالمین کے لفظ پر غور کرو - اللہ، اللہ، جو مزدور اپني مزدوري تمام جہانوں کے مالک، تمام عالموں کے شہنشاہ، تمام کائنات خلق کے فاطر و پروردگار سے لینے والا ھو، اسکي نظروں میں زمین پر چلنے پھرنے والے انسان جو اپنے ایک ایک دانے اور ذرہ رزق کیلیے اسي سرکار کے محتاج ھیں، کیا ھستي رکھتے ھیں کہ انکے آگے دست طلب دراز کرے اور انہیں اپنا خریدار بناے ؟

مباش غمزدہ عرفي کہ زلف قامت یار
جزاے ھمت عالي و دست کوتہ ماست !

سب سے پہلے اور سب سے بڑي "غرض" (اگر غرض کي تلاش ضروري ھے) تو داعي کے سامنے یہي ھوتي ھے، اور اسي کو قران حکیم نے وجہ اللہ، سبیل اللہ، مرضات اللہ، اور لقاء وجہ رب سے تعبیر کیا ھے - تم چاھو تو اسکو اپني فلسفیانہ زبان میں یوں سمجھ سکتے ھو، کہ بلا شبہ انسان کا کوئي کام غرض سے خالي نہیں ھوتا، لیکن مذھب کي یقین بخشي مرضات الہي کي طلب اسي جوش و عشق کے ساتھہ پیدا کردیتي ھے، جس جوش و ھیجان سے ایک تاجر خریدار کي جیب کو دیکھتا ھے، پس دنیا میں بعض ایسے مجنون، لا یعقل، اور سحرزدۂ مذھب انسان بھي ھوتے ھیں جو اس غرض کے آگے اور تمام غرضوں کو ھیچ سمجھتے ھیں، اور اپنے اندر اور اپنے سے باھر جو کچھہ بھي رکھتے ھیں، سب کو اسي غرض کیلیے لٹا دیتے ھیں - تم انکو مجنون سمجھکر اپنے جي کو سمجھا لو - لیکن وہ ایسے مجنوں ھیں کہ انکا جنون تمہاري ھشیاري پر ھنستا ھے - تم ساري دنیا کي دولت کماکر بھي وہ لذت، وہ عیش، وہ نشاط، وہ سرور و انبساط ایک لمحہ کیلیے حاصل نہیں کرسکتے، جو وہ اپنا سب کچھہ کھوکر، اپنے ھاتھوں میں ھتکڑیاں پہن کر، اپنے پانوں میں زنجیروں کے حلقے ڈالکر، اپنے جسم کو زخموں سے چور کرکے، بلکہ اکثر اوقات دار و رسن کے نیچے کھڑے ھوکر حاصل کیا کرتے ھیں - تم میں ایک انسان نہیں جو ھفت اقلیم کي پادشاھت کا تاج پہن کر بھي اس لذت کو پاسکے، جو راہ دعوۃ کا ایک درویش و فاقہ مست اپنے زانوں میں کانٹے چبھاکر حاصل کرتا ھے، اور اپني شہنشاھي کے آگے تمہارے چاندي اور سونے کے بڑے بڑے بتکدوں کو کنکر پتھر کے ایک ڈھیر سے زیادہ نہیں سمجھتا - تم اس سے انکار مت کرو، البتہ کہو کہ تم ان باتوں کے [illegible] :

حریف کاوش مژگان خونریزش نئي ناصح
بدست آور رگ جانے و نشتر را تماشا کن

یہاں راہ دعوۃ کا تذکرہ ھے - کسي مخصوص شخص کے وجود سے بحث نہیں، اور نہ اشخاص کي مجبوري سے عمل کي [illegible] کو بٹہ لگ سکتا ھے - [illegible] ھم خود [illegible] ھیں [illegible] ھزارھا انسان اس مقام سے لذت یاب ھوچکے ھیں، اور [illegible] زمین کبھي انسے خالي نہ رھیگي - عرفي شیرازي نے کیا خوب اسکا فیصلہ کردیا ھے :

منکر نتوان گشت اگر دم زنم از عشق
این نشہ بمن گر نہ بود با دگرے ھست

البتہ یہ یاد رھے کہ حقیقت، انساني اعتراف کي منتظر نہیں، اور دھواں جبھي اٹھتا ھے جب آگ سلگتي ھے - اگر آنکھوں میں بینائي ھے تو دیکھہ سکتے ھو :

فریاد حافظ این ھمہ آخر بہرزہ نیست
ھم قصۂ غریب و بیان عجیب ھست

(موثرات و داعیات دعوۃ)

اس مبحث میں سب سے زیادہ اھم نقطۂ نظر یہ ھے کہ داعي کے کاروبار اور مقاصد عمل کي نوعیت ھي ایسي واقع ھوئي ھے کہ اگر وہ قرباني و بذل مال و متاع سے گریز کرنا بھي چاھے، تو اسوقت تک نہیں کرسکتا جب تک کہ دعوۃ کي راہ سے نکلکر باھر نہ آ جاے -

داعي خواہ کسي درجہ، کسي قسم کا ھو، لیکن اگر وہ داعي ھے، کوئي دعوۃ، کوئي پکار، کوئي تبلیغ اپنے سامنے رکھتا ھے، تو قدرتي طور پر اسکي زندگي اور زندگي کي تمام جد و جہد کا مقصد صرف یہي ھوگا کہ کسي نہ کسي طرح اپني دعوۃ کي کامیابي کو دیکھے، اور کسي نہ کسي طرح انسانوں کے دلوں کو اسکي طرف مائل کردے - اگر وہ مخلص نہیں ھے، اگر سچا جوش و خروش اپنے اندر نہیں رکھتا، اگر شہرت کا بھوکا ھے، ناموري پر جان دیتا ھے، دعوۃ و تبلیغ کے ذریعہ اپني زندگي کو محترم اور اپنے اوقات کو پر شرف بنانا چاھتا ھے، یا ان اغراض کے علاوہ اور کوئي غرض و مقصد نفساني و ذاتي اپنے سامنے رکھتا ھے، تو بھي بہ حیثیت داعي ھونے کے، بہ حیثیت ایک خیال، ایک عقیدے، کیطرف انسانوں کو بلانے اور مائل کرنے کے خواھشمند ھونے کے، کام کي نوعیت ھي اسے مجبور کریگي کہ لینے کا وھم بھي دلمیں نہ لاے، اور دینے اور لٹانے کیلیے ھر وقت طیار رھے - اسکو دلوں کا رخ بدلنا ھے، اسکے آگے عقائد و افکار کا انقلاب ھے، وہ لوگوں سے انکي مالوفات و محبوبات کو چھڑانا چاھتا ھے، وہ ان سے اعتقاد، عمل، اور اعتراف و تصدیق کا طالب ھے، پس اگر اسکو ھزارھا روپیے دیکر ایک انسان بھي ملیگا، لاکھوں اور کروڑوں اشرفیوں کے لٹانے سے ایک قلب مصدق بھي ھاتھہ آئیگا، سب کچھہ دیکر اور کھوکر اسکے معاوضے میں ایک چہرے کو بھي اپني طرف مائل پائیگا، تو وہ کہیگا کہ یہ نقصان مال نہیں، یہ اتلاف متاع نہیں، یہ ضیاع وقت و نفس نہیں، یہ تو کامیابیوں کي شہنشاھي ھے، کامرانیوں کا تاج و تخت ھے، فوز و مراد کي فتح ھے، حصول و وصول کي بہشت ھے - یہ لٹنا نہیں، لوٹنا ھے - یہ دینا نہیں، لینا ھے - یہ کھونا نہیں، پانا ھے - یہ خسران نہیں، ربح ھے - یہ حبط اعمال نہیں، فوز عظیم ھے - یہ موت نہیں، حیات جاوداني ھے - کیونکہ یہي چیز اسکا مقصد تھي، یہي مقام اسکا منزل مطلوب تھا - اگر وہ نام و نمود کا طالب تھا تو اسي میں ھے، اگر وہ شہرت کا بھوکا تھا تو اسي راہ میں ھے، اگر وہ عزت و شرف کا طالب تھا تو اسي میں ملیگي - وہ راہ دعوت میں آکر کھونے اور لٹانے سے بچیگا کیوں ؟ وہ تو کھونے ھي میں اپني ھر غرض کو مخفي دیکھیگا -

لیکن برخلاف اسکے کاروبار تجارت کي نوعیت ھي ایسي ھے کہ وہ کھونے اور لٹانے کا تصور بھي نہیں کرسکتا - اگر خواب میں بھي اپني ایک کوڑي کو گرتے دیکھیگا تو اس زور سے چیخ ماریگا کہ [illegible] بھي ایسي بدحواسي کي چیخ نہیں نکال سکتي -

مخرج کے نقل حدیث تک کو جائز نہیں رکھتے ؟ حافظ ابن الصلاح کے مقدمہ کو دیکھیے کہ نوع اول کے آخر میں کیا لکھتے ھیں ؟ علامۂ نووی کي شرح مسلم کي تصریحات پر نظر ڈالیے کہ انہوں نے نقل و روایت کیلیے کیا شرائط بیان کیے ھیں ؟ انھي چیزوں کے لیے طبقۂ محدثین متوسطین نے اصطلاح " الوجادہ " (بالکسر) وضع کي ' اور اسکي آٹھ قسمیں قرار دیں جنکي رعایت کے بغیر نقل حدیث جائز نہیں : السماع ' و القراۃ ' و الاجازہ ' و المناولہ ' و المکاتبہ ' و اعلام الشیخ ' و الوصیۃ بالکتابہ -

اسکے مقابلے میں آجکل کي حالت دیکھیے کہ اگر تصوف و مواعظ کي کسي کتاب میں کوئي روایت نظر سے گذر گئي ' تو بغیر علم اسناد و مخارج کے ھر صاحب عمامہ حق رکھتا ہے کہ بلا تامل استدلال و احتجاج کرلے اور پورے اطمینان سے کہدے کہ : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم - اور اگر متاخرین فقہاء و عامۂ مصنفین کے یہاں اسکا سراغ چل گیا ' تو پھر تو اسکي توثیق میں کوئي شبہ ھي نہ رھا ' اور جو شبہ کرے اسپر قطعاً انکار حدیث کا فتوی ہے !

بل هي فتنة ولكن اكثر الناس لا يعلمون !

(معني اختلاف صحابه)

آئیے ' اس سے قطع نظر ھي کرلیں کہ اصل روایت کا کیا حال ہے ؟ اسکو دیکھیں کہ جن علماء نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے ' وہ اختلاف سے کونسا اختلاف مراد لیتے ھیں ؟ مختلف مذھبوں ' جماعتوں ' عقیدوں ' اور صور و اشکال عبادات و اعمال کا اختلاف ' یا کوئي اور اختلاف ؟

یہ تو آپکو معلوم ھوچکا کہ الفاظ مشہورہ " اختلاف امتي رحمۃ " کي کوئي اصلیت نہیں ملتي ' البتہ اختلاف صحابہ کے رحمت ھونے کے متعلق ایک اسناد بیان کي گئي ہے ' پس دیکھنا یہ ہے کہ بصورت صحت روایت ' صحابہ کے اختلاف سے بھي کونسا اختلاف مراد ہے ؟ کیا وہ اختلاف ' جس نے کئي دن تک حضرۃ عثمان رضي اللہ تعالی عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا ' غذا اور پاني کو بند کیا ' اور بالاخر انکي مظلومانہ شہادت کا باعث ھوا ؟

کیا وہ اختلاف جسکي مختلف دو جماعتیں مدینہ اور مکہ سے نکلیں ' اور جسکا نام تاریخ نے " جنگ جمل " رکھا ہے ؟

اگر یہ نہیں تو کیا وہ اختلاف ' جسکي تلواریں صفین میں بے نیام ھوئیں ' اور جسکي بدولت صدھا صحابۂ کرام مقتول و شہید ھوے ؟

آپ یقیناً کہینگے کہ " اختلاف صحابہ " سے مراد یہ اختلاف تو کسي طرح نہیں ھوسکتا ' بلکہ کوئي اور اختلاف جو موجب قتال و جدال ھونے کي جگہ موجب رحمت و فیضان ھوسکتا ہے -

چنانچہ جن علماء نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے ' ان میں سے بھي بعض نے صاف صاف تصریح کردي ہے کہ اختلاف سے مراد مذھب و جماعت اور فرقہ بندي کا اختلاف نہیں ہے - بلکہ فہم و تدبر مسائل ' اجتہاد و طرز اجتہاد ' استنباط و طرز استنباط ' مسالک مختلفۂ علم و عمل ' اور طریق سلوک و مجاھدات دینیہ کا اختلاف مراد ہے ' یا اور کوئي اسي طرح کا اختلاف جو امۃ کیلیے ایک نظیر اور اسوہ ھونے کے لحاظ سے ' نیز نتائج و اتباع کے لحاظ سے رحمت تھا -

اصل یہ ہے کہ روایت میں جسطرح " اختلاف " کا لفظ آیا ہے اور جس ترتیب سے آیا ہے ' وہ خود بتلا رھا ہے کہ اختلاف سے مقصود کیا ہے ؟

روایت کا موضوع یہ ہے کہ امۃ کیلیے عمل و اتباع کے اصول و مخارج کیا کیا ھیں ؟ فرمایا کہ سب سے پہلے کتاب اللہ ہے - قرآن حکیم میں جو کچھہ تمھیں دیدیا گیا اور جو کچھہ بتلا دیا گیا ' کسي حال میں اس سے اغماض و غفلت نہیں کرنا چاھیے - لیکن اگر ایسے معاملات پیش آجائیں کہ انکي تفصیل و جزئیات سے قرآن حکیم خاموش ھو ' تو سنت کي طرف متوجہ ھو ' اور دیکھو کہ حامل ـرن کا اسوۂ حسنہ کیا کہتا ہے ؟ اگر یہ بھي خاموش ھو تو پھر عہد نبوت کي صحبت یافتہ اور طیار کردہ جماعت کے اجتہاد اور قضایا ھیں ' انکو دیکھو کہ کیا روشني بخشتے ھیں ؟

لیکن چونکہ فہم و استنباط مسائل و تعلیمات میں ھر دماغ ایک خاص حال رکھتا ہے ' اسلیے ضرور ہے کہ صحابہ کے اجتہادات میں بھي اختلاف ھو ' اور ایک ھي مسئلہ کے متعلق مختلف صحابہ مختلف رائیں رکھتے ھوں - پس فرمایا کہ انکے اس اختلاف اجتہاد ' اور تعدد طرق فہم و استنباط سے مایوس نہیں ھونا چاھیے ' بلکہ اسکے اندر حقیقت مرجعہ کو تلاش کرنا چاھیے - یہ اختلاف اجتہاد طبیعي ہے ' اور یہ کوئي مصیبت نہیں بلکہ رحمت ہے - اگر فہم و اجتہاد میں اختلاف نہوتا تو دنیا کي عقلي و دماغي ترقي رک جاتي -

چنانچہ یہ بالکل بیان واقعہ ہے - ھر شخص جانتا ہے کہ فہم و استنباط مسائل و طرق استدلال و اجتہاد میں صحابۂ کرام مختلف تھے ' مگر چونکہ جماعت بندي اور تمذھب و تحزب نہ تھا ' " الی اللہ و الی الرسول " کے آگے سب کي گردنیں جھکي ھوئي تھیں ' اور ھر شخص اپني راے و قیاس کو کتاب و سنت پر عرض کرتا تھا ' اسلیے انکا اختلاف یقیناً رحمت تھا ' جس سے شریعت کے حقائق ابھرے ' اور اسکا ھر گوشہ نمایاں ھوا - انکا اختلاف وہ اختلاف نہ تھا جو در اصل ایک عذاب الہي ہے ' اور جسکي نسبت امۃ مرحومہ کو وصیت کي گئي تھي کہ :

" لا تکونوا کا لذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءھم البینات اولائک لھم عذاب عظیم !

حضرۃ ابن عباس تمتع بالعمرۃ الی الحج کے وجوب کے قائل تھے ' بعض دیگر صحابہ کو اس سے اختلاف تھا - جب عروہ نے انسے کہا کہ افراد حج افضل ہے ' تو انہوں نے کہا : تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم - عروہ نے کہا : ولاکن ابوبکر و عمر لم یفعلا - لیکن حضرۃ ابوبکر و عمر نے نہیں کیا - اسپر حضرۃ ابن عباس نے غضب ناک ھوکر اور " فردوہ الی اللہ و الرسول " کي روح القدس سے معمور ھوکر فرمایا : یوشک ان ینزل علیکم حجارۃ من السماء - اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ' و تقولون قال ابوبکر و عمر ؟ ممکن ہے کہ تم پر آسمان سے سنگ باري ھو - میں کہتا ھوں کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ' اور اسپر تم حجۃ لاتے ھو کہ کہا ابوبکر و عمر نے ؟

چو غلام آفتابم ھمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اسي واقعہ سے اندازہ کرلیجیے کہ " فردوہ الي اللہ و الرسول " کا کیا جاہ و جلال صحابۂ کرام کي نظروں میں تھا ؟ اور جب حالت یہ تھي تو ظاھر ہے کہ انکا اختلاف فہم و اجتہاد کیوں نہ موجب رحمت ھوتا ؟

صحابہ کے اندر سماع موتی میں اختلاف تھا ' لیلۃ الاسراء کے متعلق اختلاف تھا ' تیمم جنابت کے متعلق اختلاف تھا ' وجوب غسل از اکسال کے متعلق حضرۃ عایشہ کا فتوی اور تھا ' حضرۃ علي ' عثمان ' طلحہ ' ابو ایوب ' اور ابن کعب (رضي اللہ عنہم) کا فتوی دوسرا تھا ' لیکن ان میں سے کوئي اختلاف بھي فتنۂ تحزب و تشیع (۱) تک منجر نہوا - یہي معني " اختلاف اصحابي رحمۃ " کے ھیں ' اور في الحقیقت یہ اختلاف رحمت الہي تھا -

چنانچہ حضرۃ عمر ابن عبد العزیز کا جو قول قتادہ نے نقل کیا ہے ' وہ صاف صاف واضح کر رھا ہے کہ مقصود اختلاف سے اسي قسم کا اختلاف ہے ' نہ کہ اختلاف تمذھب و تحزب - چونکہ انہوں نے کہا کہ اگر اختلاف نہوتا تو امۃ کیلیے توسیع اور رخصت کي سہولت نہ ھوتي -

ابن حجر مکي نے یہ بھي لکھا ہے کہ : و قیل المراد اختلافھم فی الحرف و الصنائع - یعني یہ بھي کہا گیا ہے کہ یہاں اختلاف

---

(۱) تشیع یعنے فرقہ بندي اور گروہ گروہ ھو جانا - یہاں تشیع سے مقصود مصطلحہ فرقۂ شیعہ نہیں ہے -

(۶) بیہقی نے مدخل میں قاسم بن محمد کا قول بروایت سفیان عن افلح بن حمید نقل کیا ہے کہ: اختلاف اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمة لعباد اللہ - اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف اللہ کے بندوں کیلیے رحمت ہے -

(۷) قتادہ کہتے ہیں کہ عمر ابن عبد العزیز کہا کرتے تھے: ما سرني لو ان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلفوا' لانهم لو لم یختلفوا' لم تکن رخصة - یعنی اگر آنحضرة کے اصحاب میں اختلاف نہوتا تو امۃ کیلیے آسانی اور رخصت کی وسعت نہوتی -

یہاں تک تو ہم نے حافظ سخاوی کی المقاصد سے نقل کیا ہے (صفحہ ۱۲ - مطبوعہ لکھنؤ) لیکن طبقات ابن سعد میں بھی قاسم بن محمد کا وہ قول موجود ہے جو بیہقی نے مدخل میں نقل کیا ہے کہ اختلاف اصحاب رسول اللہ رحمة للناس -

ابن حجر مکی نے بھی الدر المنتثرہ میں اسکے مختلف طرق کو جمع کرنا چاہا ہے' مگر ان میں جو قابل ذکر تھے وہ سب اوپر آگئے -

لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان تمام مخارج مندرجۂ صدر میں ایک صدا بھی ایسی نہیں ہے جس سے اس روایت کو کچھ بھی تقویت مل سکے' اور جس سے حسب اصول فن و قوم ثابت ہوسکے کہ یہ حدیث قابل احتجاج و استناد ہے -

اس حدیث کے تمام مخارج پر نظر ڈالیے - دفعہ ۲ سے لیکر ۷ تک جسقدر مخارج ہیں' ان میں ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ہے جس سے کوئی توثیق و سند حاصل کی جاسکے - طبرانی اور دیلمی کا حوالہ کوئی نئی سند نہیں ہے - وہی روایت ہے جو بیہقی نے مدخل میں درج کی ہے - نصر مقدسی کے متعلق زرکسی' حافظ سخاوی' اور ابن حجر مکی' سب کہتے ہیں کہ مرفوعاً روایت کی ہے' مگر ساتھ ہی تصریح کرتے ہیں کہ اسناد معلوم نہیں' اور جب اسناد معلوم نہیں تو محدثین نے فیصلہ کردیا ہے کہ ایک منت کیلیے بھی قابل قبول نہیں -

حافظ عراقی نے بہ تعبیر الفاظ اسی روایت کو لکھا ہے' مگر اسناد اسکی بھی معلوم نہیں - حافظ سخاوی کہتے ہیں کہ انکے نزدیک مرسل و ضعیف ہے لیکن اگر اسناد بتلائی ہوتی تو معلوم ہوتا جاسکتا کہ ارسال میں بھی اسکا کیا حال ہے' اور ضعف کے کیا کیا اسباب ہیں؟

بیہقی نے ایک اور رسالہ میں بھی اسی روایت کو درج کیا ہے' مگر حافظ سخاوی کی زبانی آپ سن چکے ہیں کہ بغیر اسناد! پس وہ بھی کوئی نئی اور مفید سند نہیں -

حدیث کے مخارج تو بس اسی قدر ہیں - اب اسکے بعد صحابہ و تابعین کے اقوال آئے ہیں - بیہقی نے مدخل میں قاسم بن محمد کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا اختلاف بندگان خدا کیلیے رحمت ہے - لیکن یہ قاسم بن محمد کا قول ہے - وہ آئے اوپر رفع نہیں دیتے -

اسی طرح قتادہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کہا کرتے تھے کہ اگر صحابہ اپنے اجتہاد و استخراج مسائل یا تنوع طرق و عمل میں مختلف نہوتے' تو امۃ کیلیے رخصت اور وسعت و سہولت نہوتی - اول تو یہ سرے ہی دوسری ہے' اختلاف امتی کا اختلاف اصحابی کے عموم سے اسے کیا تعلق؟ پھر جو کچھ بھی ہے' عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا قول ہے -

آخر میں طبقات ابن سعد کا ذکر آیا ہے' لیکن وہ بھی کوئی نئی سند نہیں - قاسم بن محمد کا وہی قول ہے جو بیہقی نے مدخل میں نقل کیا ہے -

اب صرف وہ ایک ہی روایت رہگئی جو دیلمی نے مسند الفردوس میں' طبرانی نے معجم میں' اور بیہقی نے مدخل میں درج کی ہے - اسکے سوا اور کوئی اسناد ہمارے سامنے نہیں ہے - لیکن اسکا یہ حال ہے کہ روایت حضرت ابن عباس کی ہے' جنسے ضحاک نے' اور ضحاک سے "جویبر" نے روایت کی - ارباب فن و نظر کو معلوم ہے کہ حضرة ابن عباس کی روایت بذریعۂ ضحاک کا کیا حال ہے؟ اور ائمۂ نقد کا کیا فیصلہ ہے؟ یہ ضحاک ابن مزاحم البلخی مشہور مفسر ہیں' لیکن انکی احادیث کے متعلق ائمۂ حدیث نے اختلاف کیا ہے کہ درخور قبول ہیں یا نہیں؟ اگر اس اختلاف سے قطع نظر کر لیا جائے' جب بھی یہ امر بالکل واضح طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ انکی ملاقات حضرة ابن عباسؓ سے ثابت نہیں اور نہ انہوں نے خود ابن عباس سے کچھ اخذ کیا ہے - اس بنا پر انکی تمام مرویات منقطع ہیں' اور یہ روایت بھی اسی میں داخل -

پھر ضحاک کے بعد اسکا راوی "جویبر" ہے - یہ "جویبر" وہی جویبر ابن سعید الازدی الخراسانی ہیں' جن سے محمد بن عبد اللہ فلسطینی اور سلام بن یزید وغیرہ نے فضائل قران و نکاح وغیرہ میں بڑا ذخیرہ روایت کیا ہے' اور انکی مجروحیت کتب قوم میں مشہور ہے - ابن معین کہتے ہیں کہ "لیس بشی" یعنی وہ کچھ نہیں - نسائی اور دار قطنی جیسے آئمۂ فن کا فیصلہ ہے کہ "متروک الحدیث" جوزجانی نے کہا کہ "لا یشتغل به" مدارسی نے کشف الحوال میں ابن جوزی اور سیوطی کا نقد نقل کیا ہے کہ "متروک بمرہ' و قال في کتاب المبتدء هالک" (صفحہ ۲۹ - مطبوعہ لکھنؤ)

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ دیلمی وغیرہ کی روایت کو اگرچہ "اختلاف امتی" سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ صرف صحابہ کے اختلاف کے متعلق ہے' تاہم اسکی صحت کیلیے بھی کوئی سامان ہمارے پاس نہیں ہے' اور بہتر سے بہتر مخرج جو اسکا ہوسکتا تھا' اسکی اسناد بھی لائق احتجاج و اعتماد نہیں -

چنانچہ اسی بنا پر حافظ سخاوی نے لکھا ہے کہ:

و قد زعم كثير من الائمة انه لا اصل له - (المقاصد الحسنة صفحة ۴۲)	اور ائمۂ فن میں سے ایک جماعت کثیرہ نے خیال کیا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں!

اسکے بعد خطابی کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے غریب الحدیث میں اسے لیا ہے' اور جاحظ اور موصلی کے اس قول کا رد کیا ہے کہ "لو کان الاختلاف رحمة لکان الاتفاق عذابا!" لیکن سوال اس رد و تغلیط کی نسبت نہیں ہے - کسی وجہ سے خطابی کی رائے بھی ہوگی - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اصول مقررا فن کے مطابق بھی انہوں نے کوئی سند لکھی؟ یا توثیق و تصدیق کا خارج سے کوئی مزید اثر ڈالا؟ اسکا حال یہ ہے کہ خود حافظ سخاوی ہی لکھتے ہیں: "ثم تشاغل الخطابي برد هذا الكلام و لم يقع في كلامه شفاء في عزو الحديث' و لكنه اشعر بان له اصلا عنده" لیکن "اصلا عنده" کا حسن ظن ہمارے لیے کیا مفید؟

که خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را!

آپ پر واضح ہو کہ فن کا معاملہ نہایت نازک ہے' اور اعتماد شخصی اور حسن ظن معتقدانہ یہاں کوئی چیز نہیں - متاخرین عموماً اس اعتماد کی بنا پر اکثر روایتیں قبول کر لیتے ہیں' اور کہتے ہیں کہ جب علماء نے لکھا ہے' تو گو انہوں نے سند نہیں لکھی مگر ضرور کوئی نہ کوئی سند انکے پاس ہوگی - یہ بات محض حسن ظن کیلیے تو اچھی چیز ہے' لیکن اگر فن میں اس سے کام لیا جائیگا تو پھر کوئی فن فن باقی نہ رہیگا -

فن حدیث کے اصول ہیں' قواعد ہیں' جرح و نقد ہے' ائمۂ فن کی تصریحات ہیں' روایت ہے' درایت ہے! اور محدثین کرام رحمہم اللہ نے بالاتفاق ہمیں بتلا دیا ہے کہ جس حدیث کی سند نہ بتلائی جائے' بلا تامل اسے رد کردو - پھر ہم ان بزرگوں کے اصولوں پر عمل ہونہ کہ انکی جمع و گرد آوری پر؟ کیا آپکو معلوم نہیں کہ [illegible] کرام کی [illegible] کا یہ خیال ہے کہ وہ بغیر سند اور حوالۂ

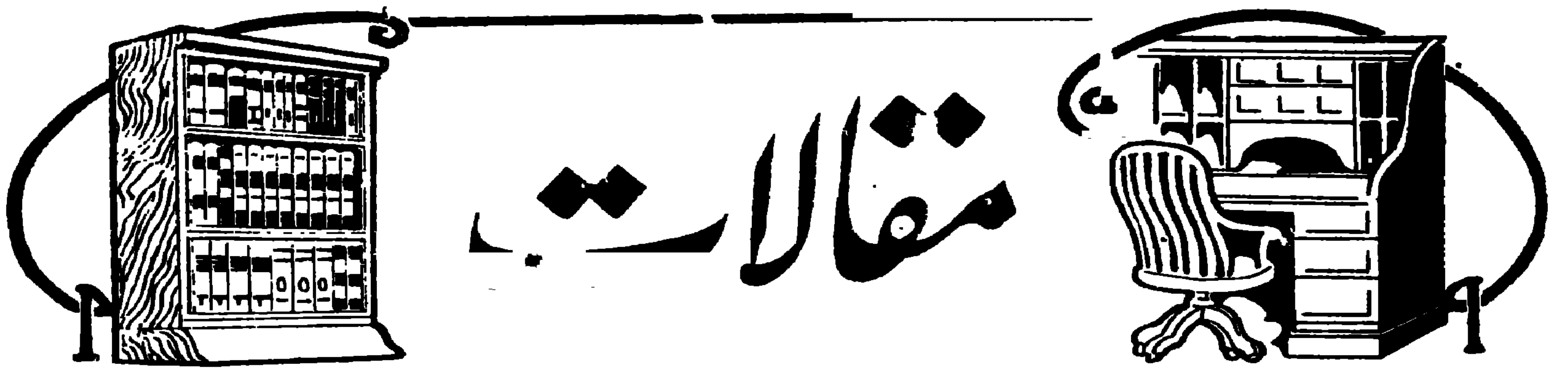

مقالات

اسيران جنگ

(۲)

گذشته نمبر ميں اُن قوانين و دفعات کا خلاصه هم درج کرچکے هيں جو اسيران جنگ کے متعلق آج يورپ کے ادعاء تمدن و تهذيب کا (بشرطيکه موجوده عالمگير جنگ کے بعد يه ادعاء باقي رها هو) سدرة المنتهى هے ' اور جس سے زياده وه اور کچهه نهيں کرسکتا - يه دفعات گذشته چاليس سال کے اندر بتدريج قرار پائے هيں ' اور سوئٹرز ليند کي آخري بين الملي کانگريس نے اپنا ايک پورا اجلاس انکي تکميل ميں خرچ کيا هے -

اس قانون کو پيش نظر رکهکر اب ديکهيے که هم اسلام کے اُس طرز عمل اور سلوک کي تفتيش ميں نکليں جو اُس نے اسيران جنگ کے ساتهه کيا هے - اور جس سے هم ايک " اسلامي قانون اسيران جنگ " کا استنباط کرسکتے هيں - ليکن اسکے ليے ضروري هے که ايک مختصر اور اجمالي نظر عرب جاهلية کي حالت پر بهي ڈال لي جاے - کيونکه اسلام کا مبدء ظهور وهي ملک ' اور وهيں کي آب و هوا کي نشوؤنما تهي

(اهل عرب اور اسيران جنگ)

اسلام کے زمانے تک اگرچه مهذب قوموں ميں فديه ليکر اسيران جنگ کے رها کر دينے کا رواج هوگيا تها ' ليکن عموماً ايک انتقام کيش عرب جاهلي بغض و کينه کے جذبات پر مال و دولت کو قربان کرديتا تها -

چنانچه ايک عورت کو جب معلوم هوا که اوسکا بهائي عمرو اوسکے دوسرے مقتول بهائي کا خون بها ليکر صلح کرنا چاهتا هے ' تو اوسنے طنز آميز لهجے ميں انتقام لينے پر بيٹے کو اشتعال دلا يا :

ودع عنك عمروا ان عمروا مسالم
وهل بطن عمرو غير شبر لمطعم

عمرو کا ذکر نه کرو ' وه تو آمادهٔ صلح هے - عمرو کا پيٹ هے تو بالشت بهر کا - مگر پهر بهي نهيں بهرتا ' اسليے وه ديت لينا چاهتا هے :

فان انتم لم تثـأروا و تدوا
فمشوا باذان النعام المصلم !

پس اگر تم لوگ خون کا انتقام نهيں ليتے ' بلکه خون بها ليتے هو ' تو جاو ' اور هر جگه ذلت و خواري کے ساتهه رسوا پهرو !

اس بنا پر اهل عرب اسيران جنگ سے فديه بهت کم ليتے تهے ' اور اکثر نهايت بيرحمي کے ساتهه قتل کرڈالتے - حرب کلاب ميں جب کنده کا سردار گرفتار هوا ' تو قيس بن عاصم نے پهلے اپني کمان سے اوسکے دانت توڑ ڈالے ' پهر اپنے سردار نعمان بن جساس کے بدلے ميں اسے قتل کرڈالا - بنو عبده نے جب محرق غساني اور اوسکے بهائي حبش بن دلف کو قيد کيا تو فوراً دونوں کي گردن ماردي - عامر بن مالک نے سعيد بن زرارہ کے ساتهه اس قدر سختياں کيں که وه حالت قيد هي ميں مرگيا - زمانهٔ اسلام ميں حباب کو بهي بنو عامر نے قيد کرکے اسي طرح قتل کرديا تها -

پهر اهل عرب اگر قيديوں کے ساتهه کچهه زياده فياضي کرتے بهي تهے ' تو وه فياضي يه تهي که ذلت کا ايک داغ دیکر انهيں رها کرتے !

عوف ابن احوص نے معاويه ابن جون کو گرفتار کيا تو پيشاني کے بال کاٹ کر رها کيا - قبيلهٔ بنو يربوع نے جب عرب کے مشهور بادشاه منذر بن السماء کے بيٹے قابوس کو ايک معرکه ميں قيد کرليا ' تو اسي قسم کا ذلت آميز برتاؤ کيا -

آج مهذب دنيا حالت قيد ميں بادشاهوں کے ساتهه شريفانه برتاؤ کرنے پر فخر کرتي هے ' ليکن اهل عرب اونکي تذليل و تحقير کو اپنا مايهٔ ناز سمجهتے تهے اور يهي عرب کي اصلي فطرة حرية هے چنانچه عرب کا مشهور شاعر عمرو بن کلثوم کهتا هے :

فابو بالنهاب و بالسبايا * و ابنا بالملوک مصفدينا

يعني عام لوگ تو مال غنيمت اور معمولي قيديوں کو ليکر بلٹے ' مگر هم بادشاهوں کو هتکڑياں پهنا کر لاے - (۱)

عورتوں کے ساتهه اس سے بهي زياده وحشيانه برتاؤ کيا جاتا تها - يهاں تک که قيد کي حالت ميں ان سے هر قسم کا تمتع جائز سمجها جاتا - عمرو بن عمرو نے جب قبيله بنو عبس کے بهت سے قيدي گرفتار کيے تو ايک کو خدمتگاري سے ناجائز تمتع بهي کيا - اسي بنا پر فرقهٔ شعوبيه نے (يه فرقه عرب کا دشمن تها) عرب پر اختلاط نسب کا بهي الزام لگايا هے ' کيونکه وه قيدي عورتوں سے جبراً علائق پيدا کرتے - صاحب عقد الفريد اور ابن قتيبه نے اسے بالتفصيل لکها هے -

(اسلام اور اسيران جنگ)

اسلام دنيا ميں آيا تو پہلے معرکهٔ جهاد هي ميں اوسکے سامنے اسيران جنگ کا مسئله پيش هوا - چنانچه غزوهٔ بدر ميں جب آنحضرة صلى الله عليه وسلم کے سامنے ستر قيدي پيش کيے گيے ' تو اونکے بارے ميں آپ نے حضرت ابو بکر سے مشوره کيا - اونهوں نے فديه ليکر رها کرديـنے کي راے دي - ليکن حضرت عمر رضي الله عنه نے اس سے اختلاف کيا ' انهوں نے کها که دشمنان حق کو فديه ليکر چهوڑنا کيسا ؟ هر مسلمان شخص کو چاهيے که خود اپنے هاتهوں سے اپنے کافر عزيزوں کو قتل کرکے محبت حق کا ثبوت دے - ليکن آنحضرت صلى الله عليه وسلم نے حضرت ابوبکر رضي الله عنه کي راے پر عمل فرمايا ' اور فديه ليکر تمام قيديوں کو رها کرديا -

مفسرين کرام کے نزديک حضرت عمر رضي الله عنه هي کي راے صحيح تهي - وه کهتے هيں که اسي بنا پر آنحضرت صلى الله عليه وسلم کے طرز عمل پر خدا نے يه عتاب آميز آيت نازل فرمائي :

ما كان لنبي ان تكون
له اسرى حتى يثخن
في الارض - تريدون عرض
الدنيا و الله
يريد الاخرة ' و الله عزيز
حكيم - لولا كتاب من الله
سبق ' لمسكم فيما اخذتم
عذاب عظيم - فكلوا مما

پيغمبر کيليے قيدي بنانا اوسوقت تک کيليے جائز نهيں جبتک که وه فرض جهاد کو پوري طرح ادا نه کرلے - تم لوگ دنيوي مال و دولت کے بهوکے هو اور خدا تو صرف آخرة کا ثواب چاهتا هے - وه غالب اور حکيم هے - اگر خدا کا حکم پهلے سے نه هوچکا هوتا ' تو جو مال تم نے ليا هے اوسکي پاداش ميں تم پر بڑا

---

(۱) اس حصے کيليے بلوغ الارب - ذکر ايام العرب از ص - ۶۱ - تا ص - ۸۳ کا مطالعه بهتر هوگا - کيونکه اسميں احوال جاهلية کے اکثر مطالب يکجا کردیے هيں -

سے مقصود مختلف حرفتوں اور صنائع کا اختلاف ہے - اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اختلاف تشیع و تمذہب کا مقصود نہیں -

(اختلاف صحابہ اور قرآن)

حضرۃ عمر ابن عبد العزیز نے عزائم و رخص کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ مقصود اختلاف افکار نہیں بلکہ اختلاف اعمال ہے - یعنی اگر تمام صحابۂ کرام ایک ہی طرح کی عملی زندگی بسر کرتے تو ایک طرف تو تقسیم عمل کے قدرتی اصول کی بنا پر صدہا اعمال ضروریہ کا دروازہ بند ہوجاتا، دوسری طرف جو نمونہ امۃ کیلئے قائم ہوتا، وہ نا قابل عمل و اتباع ہوتا -

حضرات صحابۂ کرام کو ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے عمل صالح اور طلب مصالح کے وہ تمام مختلف طریقے اختیار کیے جنکا ہر امۃ عادلہ و صالحہ کے اندر ہونا ضروری ہے - سب ایک ہی راہ جہد و طلب کے عامل نہ تھے - ایک جماعت تھی جس نے تفقہ فی الدین کی طرف زیادہ توجہ کی، اور علوم نبویہ کی حامل و محافظ ہوئی - ایک جماعت تھی جس نے زیادہ وقت جہاد و قتال فی سبیل اللہ میں صرف کیا اور دشمنان حق سے شریعۃ کو محفوظ کیا - ایک گروہ تھا جس نے طلب معاش صالح اور تجارت و کسب حلال پر زیادہ وقت صرف کیا اور اسطرح انکی تاجرانہ زندگی بھی اشاعۃ حق و تبلیغ احکام و تائید و نصرۃ دین کا ذریعہ بنی - غور کیجیے کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں، کس طرح ٹھیک ٹھیک قرآن حکیم سے ماخوذ ہے - خود اللہ تعالی نے سورۂ مزمل کے آخر میں صحابۂ کرام کے مجموعی اعمال مقدسہ و طیبہ کی تصویر کھینچی ہے :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ، و طائفۃ من الذین معک و اللہ یقدر اللیل و النہار، علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرؤا ما تیسر من القران، علم ان سیکون منکم مرضی، و اخرون یضربون فی الارض، یبتغون من فضل اللہ، و اخرون یقاتلون فی سبیل اللہ، فاقرؤا ما تیسر منہ، و اقیموا الصلواۃ و اتوا الزکاۃ و اقرضوا اللہ قرضا حسنا - (۷۳ : ۲۰)

"بیشک تمہارا پروردگار تمہاری ہر حالت کی خبر رکھتا ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو، سب اسکے سامنے ہے - وہ جانتا ہے کہ تم راتوں کو تقریبا دو تہائی رات تک یا آدھی آدھی رات اور ایک ایک پہر تک ذوق عبادت میں مستغرق کھڑے رہتے ہو، اور تمہارے اصحاب میں سے بھی ایک جماعت اس عالم میں تمہارے ساتھ ہوتی ہے - اللہ نے رات اور دن کی تقسیم اوقات کی ایک تقدیر کردی ہے، اور وہی انکا اندازہ فرما ہے - اسکو یہ بھی معلوم ہے کہ تم ان اوقات عبادت کو نباہ نہیں سکتے، پس اس نے تم پر سے اسقدر شدید عبادت اٹھادی - یہ ضروری نہیں کہ تم آدھی آدھی رات اور تین تین پہر تک خداوند کے حضور کھڑے رہو - بلکہ جسقدر بھی آسانی کے ساتھ رات کی نوافل میں قرآن پڑھسکو، پڑھلیا کرو - خدا کو معلوم ہے کہ تم میں بعض عبادت گذار ایسے ضعیف الجسم ہیں کہ اگر آدھی آدھی رات تک اسی طرح عبادت کرینگے تو بیمار ہوجائینگے، اور خدا کا عبادت سے یہ مقصود نہیں - وہ جانتا ہے کہ کچھ لوگ ان میں ایسے ہونگے جو تجارت اور کسب رزق نیز حصول فوائد و نعائم کی تلاش میں سفر کرینگے، اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سفر کی حالت میں ایسی شدید عبادت کو بھی جاری رکھیں - نیز وہ خبردار ہے کہ ان میں بعض لوگ حق و صداقت کیلیے دشمنان اسلام سے لڑتے ہیں، انکے شب و روز زیادہ تر اسی میں بسر ہونگے - پس چاہیے کہ راتوں کو وقت کی قید اٹھا دو، جسقدر آسانی سے ہوسکے، قرآن کو نماز میں پڑھو - اور صلواۃ الہی کو قائم کرو، زکواۃ ادا کرو، اپنے مال دولت کو خدا کی راہ میں لٹاؤ، یہ گویا اللہ کو قرض حسنہ دینا ہے جسکا بدلہ اسکے خزانے سے دونوں جہانوں میں ملیگا"

اللہ اللہ! وہ کیا لوگ تھے جنکے اعمال کی یہ تصویر و تقسیم تھی، اور وہ کیسی پاک روحیں تھیں، جنکی جان نثاریوں اور عبادت گذاریوں کا حال ایک عاشقانہ محبت و شفقت کے لہجہ میں خود خدا تعالی نے فرمایا، اور انکے ذکر باقی کو صفحات کلام اللہ میں ہمیشہ کیلیے ثبت کردیا : فہم جلساء اللہ، لا یشقی جلیسہم، وہم الذین قال فی حقہم : لئن سئلنی لاعطینہ، و لئن استعاذنی لاعیذنہ (بخاری)

بہرحال ان آیات کریمہ میں ضمناً قرآن حکیم نے خود ہی بتلادیا ہے کہ صحابہ کرام کی راہ عمل مختلف تھی - فرمایا کہ بعض فضل الہی کی تلاش میں سیر و سیاحت کرتے ہیں، اور بعض جہاد فی سبیل اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں - پھر کیوں آپ اس روایت میں لفظ اختلاف کا یہی مطلب نہ قرار دیں کہ انکا طریق کار حسب اصول تقسیم عمل مختلف تھا، اور یہ اختلاف قطعاً رحمت ہے، اور ایسی رحمت عظیم کہ اگر نہو تو دنیا کے عمران و تمدن کی بنیادیں ہل جائیں -

اس سے بھی ایک قدم اور آگے بڑھیے، اور دیکھیے کہ عزائم و رخص کے لحاظ سے بھی فی الحقیقت صحابہ کرام کی راہیں مختلف تھیں اور ان میں باہم اختلاف تھا - حضرۃ ابو ذر زہد و نسک میں منہمک تھے، حضرۃ عثمان بن مظعون اور حضرۃ عبد اللہ بن عمر پر استغراق عبادۃ و ترک لذائذ دنیوی کا غلبہ تھا، حضرۃ ابن کعب، ابن مسعود، ابن عباس، حفظ و درس علوم پر زیادہ وقت صرف کرتے تھے، مگر حضرۃ عثمان ابن عفان نے کسب و تجارت پر اوروں سے زیادہ توجہ کی - پس اگر صحابہ میں یہ اختلاف نہوتا اور سب کے سب مثل حضرۃ ابو ذر اور ابن مظعون کے زہد و ترک لذائذ میں مستغرق ہو جاتے، تو نتیجہ یہ نکلتا کہ انکا نمونہ امۃ مسلمہ میں آگے چلکر وہ غلو اور حرج پیدا کردیتا جو اہل کتاب کے رہبان میں پیدا ہوا، اور جسکو اسلام نے دور کیا : ورہبانیۃ ابتدعوہا لیکن اگر سب کے سب مثل امیر معاویہ اور عمرو ابن العاص کے دہاء و سیاست اور محبت نعیم و زینۃ و ریاست میں منہمک ہوجاتے، تو تمام امۃ محض مادیۃ و جسمانیۃ ہی میں غرق ہوجاتی اور روحانی لذتوں کا کوئی بھولا نہ رہتا - لان القدوۃ و الاسوۃ اشد تاثیرا فی نفوس البشر من التعالیم القولیۃ و العلمیہ - فہذا ہو الاختلاف الذی کان رحمۃ للامۃ -

یہ جو کچھ عرض کیا گیا، یقین کیجیے کہ قرآن حکیم ہی کی بخشی ہوئی روشنی ہے، اور اپنی راہ یہی ہے کہ ہر روشنی جو آنکھ دیکھے، اسکا اکتساب نور اسی آفتاب ہدایت سے کیا جاے - خود یہی زیر بحث روایت بتلاتی ہے کہ سب سے پہلے کتاب اللہ سے اخذ فیضان کرو، اور اسلیے ہر روایت کو بھی سب سے پہلے کتاب اللہ پر عرض کرنا چاہیے - اختلاف کی نوعیت کے متعلق سورۂ مزمل کی آیات اوپر گذر چکی ہیں - اب ایک اور آیت آخر سورۂ توبہ کی تلاوت کیجیے :

و ما کان المومنون لینفروا کافۃ، فلو لا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین و لینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم، لعلہم یحذرون (۹ : ۱۲۴)

سارے مسلمان تو اسی کام کیلیے ہوکر نہیں نکل سکتے، پس کیوں نہ ایسا ہو کہ ہر جماعت میں سے ایک گروہ اس غرض سے نکلے کہ دین کے علم و احکام کو حاصل کرے، اور دین کا مبلغ و داعی بنکر اپنی قوم میں واپس جاے اور باطل پرستی کے نتائج سے اسکو ڈراے -

اس آیۃ کریمہ میں بتلایا ہے کہ سب لوگ خدمت دین کی ایک ہی شاخ کے نہیں ہو جا سکتے - تقسیم عمل کا قدرتی طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ ہر جماعت میں سے ایک گروہ اپنے اپنے حلقوں میں تبلیغ دین کا کام اپنے ذمے لیلے، اور اپنے وقت کو حصول علم دین میں خرچ کرے - پس یہی اختلاف صحابہ کے مختلفہ گروہوں کا تھا جو امۃ کیلیے رحمت ہوا، اور یہی رحمت ہے جس سے اب ہم محروم ہیں -

کرلیا تھا ' اور عام طور پر ڈاکہ مارتے پھرتے تھے - آپ نے اونکي گرفتاري کیلیے فوج بھیجي مگر جب وہ گرفتار ہوکر آے تو سب کو آزاد کردیا - چنانچہ عرب نے اونکو عتقاء (آزاد شدہ) کا خطاب دیا - آگے چل کر اسي نام سے اونھوں نے ایک مستقل قبیلہ کي شکل اختیار کرلي ' اور بعہد عمرو بن عاص مصر میں آباد ہوگئے -

(واقعۂ ثمامہ بن آثال)

مالي معاوضہ کي سب سے زیادہ توقع امراء اور روساء سے ہوسکتي تھي ' اسلیے اگر اسلام نے فدیہ کو حصول دولت و مال کا ذریعہ بنایا ہوتا ' تو وہ سب سے زیادہ امراء کے آگے اپنے دامن کو وسیع کرتا - لیکن اوس نے امراء کو بھي اوسي طرح آزاد کردیا ' جسطرح وہ ایک غریب بدوي کو آزاد کردیتا تھا - صحابہ کرام اہل یمامہ کے سردار ثمامہ بن آثال کو گرفتار کرکے لاے ' اور مسجد کے ایک ستون سے باندہ دیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاے تو اوس سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے ؟ اوس نے کہا : " اگر آپ قتل کرنا چاہتے ہیں تو میرے پاس [illegible] خون ہے ' اگر احسان کرنا چاہتے ہیں تو میرے جیسا [illegible] شکرگذار ہے ' اور اگر مال چاہتے ہیں تو جس قدر مطلوب ہو باساني دیا جاسکتا ہے " آنحضرت سنکر واپس چلے گئے اور دوسرے دن پھر یہي سوال کیا ' اوس نے بھي اپنے پہلے ہي جواب کا اعادہ کیا - آپ آج بھي واپس گئے ' تیسرے دن پھر یہي سوال کیا ' اوس نے پھر وہي پہلا جواب دیا - آپنے حکم دیا کہ بلا کسي معاوضے کے اسے بالکل آزاد کردو ! وہ آزاد ہوکر مسجد سے نکلا تو ایک کھجور کے درخت کے پاس جاکر پہلے غسل کیا ' پھر مسجد میں آکر کلمۂ توحید پڑھا اور کہا :

" اے محمد ! خدا کي قسم ' دنیا میں میرے لیے تمہارے چہرہ سے زیادہ مکروہ کوئي چہرہ نہ تھا - لیکن آج مجھے تمہارے رخسار سب سے زیادہ محبوب نظر آتے ہیں - میرے نزدیک تمہارے مذہب سے زیادہ مبغوض کوئي مذہب نہ تھا ' لیکن آج تمہارا دین مجھے تمام مذاہب سے زیادہ عزیز معلوم ہوتا ہے - میں تمہارے شہر سے زیادہ کسي شہر کو قابل نفرت نہیں سمجھتا تھا ' لیکن آج تمہارا شہر مجھے تمام شہروں سے زیادہ دلفریب نظر آتا ہے - میں عمرہ کي غرض سے چلا تھا - راستے میں آپ کي فوج نے مجھے قید کرلیا - اب آپ کا کیا حکم ہے " ؟ .

آپ نے اوسکو عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا - لیکن جب وہ مکہ میں آیا تو اہل مکہ نے طعنہ دینا شروع کیا کہ " یہ گمراہ ہوگیا " لیکن اوس نے کہا : " تم غلط کہتے ہو - میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس مسلمان ہوا ہوں ' پھر گمراہ میں ہوں یا تم ؟ اب جبتک آنحضرت حکم نہ دینگے ' یمامہ سے مکہ میں گیہوں کا ایک دانہ بھي نہ آسکیگا " - (۱)

(آستانۂ اسلام اور غلامان عرب)

غلاموں کے ساتھ آنحضرت کے اس کریمانہ برتاؤ کي شہرت ہوئي ' تو کفار مکہ کے بہت سے غلام آپکي خدمت میں بھاگ بھاگ کر آئے کہ آپ کے دامن کرم میں پناہ لیں - یہ رنگ دیکھکر کفار نے آپکو خط لکھا کہ " ان غلاموں کو آپ کے مذہب سے کوئي خوش اعتقادي نہیں ہے ' صرف آزادي کي کشش اونکو آپ کي خدمت میں کھینچ لیتي ہے " صحابہ نے بھي اسکي تائید کي اور کہا : " کفار سچ کہتے ہیں - آپ ان کو واپس کردیجیے " لیکن آنحضرت صحابہ پر سخت خفا ہوے اور فرمایا : " اب ان کو واپس نہیں کیا جاسکتا - یہ خدا کي راہ میں آزاد ہیں " (۲) کفار کا بیان کیونکر سچ ہوسکتا تھا ؟ انھوں نے کہا کہ ان غلاموں کو اسلام سے کوئي خوش اعتقادي نہیں ' جو اسکے آستانۂ کرم پر آزادي کیلیے آئے ہیں ' لیکن اگر یہ سچ تھا کہ وہ آزاد ہونے کیلیے آئے تھے تو اسکا یہي مطلب تھا کہ وہ مسلمان ہونے کیلیے آئے تھے - کیونکہ اسلام اسکے سوا کیا ہے کہ وہ ہر طرح کے دماغي و جسماني غلاموں کو آزاد کردینے کیلیے ظاہر ہوا ؟

(اسیران بنو قریظہ)

تمام غزوات میں آپ نے بظاہر سب سے زیادہ سختي بنو قریظہ کے ساتھ کي تھي جنھوں نے اپنے تخلف عہد و میثاق سے اپنے تئیں سخت سے سخت تشددات کا مستحق بنا دیا تھا ' لیکن اون کے قیدي بھي آپ کے لطف و مراعات سے محروم نہ رہے ' اور آپ نے بہت سے قیدیوں کو آزاد کردیا (۱)

(قیدیوں کي ضروریات)

دور جدید کے فیاضانہ قانون کي رو سے قیدیوں کے بدن سے زیور یا کپڑا نہیں اوتارا جاسکتا ' لیکن اسلام کي فیاضي نے صرف اتنا ہي نہیں کیا بلکہ خود قیدیوں کو کپڑا بھي پہنا دیا - غزوۂ بدر میں جب حضرت عباس رضي اللہ عنہ آپ کے سامنے برہنہ کھڑے ہوے ' تو آپنے اونکو عبد اللہ بن سلول کي قمیص لیکر پہنائي - یہ اوسي احسان کا معاوضہ تھا کہ آپ نے اوسکے مرنے کے بعد اپنا کرتہ اوسکے کفن کیلیے دیا تھا - قبیلۂ ہوازن کے قیدیوں کي تعداد تقریباً ۶ ہزار تھي ' لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو کپڑا پہنا کر واپس کیا - (۲)

(اسیران جنگ کے جذبات کي رعایت)

قید کي حالت میں جسماني تکلیفوں سے زیادہ انسان کے جذبات کو صدمہ پہونچتا ہے ' لیکن آج تک دنیا کي کسي قوم نے قیدیوں کے جذبات کا لحاظ نہیں رکھا - صرف اسلام ہي ایک ایسا مذہب ہے جس نے جسم کے ساتھ قیدیوں کي روح کو بھي سکھ پہونچایا ہے - قید کي حالت کا وہ منظر نہایت درد انگیز اور رقت خیز ہوتا ہے جب بھائي بھائي سے ' بیٹا باپ سے ' شوہر بي بي سے بجبر ایک غیر متعین مدت کیلیے جدا کردیے جاتے ہیں - لیکن اسلام نے قید کي حالت میں ہمیشہ عزیزوں کي باہمي یکجائي سے اونکے لیے تسکین کا سامان مہیا کیا - جب حضرت علي نے ایک لونڈي کو اوسکي لڑکي سے جدا کرنا چاہا تھا ' تو آنحضرت نے اسکي ممانعت فرمائي تھي (۳) یہي وجہ ہے کہ اسلام نے کبھي قیدیوں کے مذہبي جذبات و عقائد سے بھي تعرض نہیں کیا - مدینہ میں یہود کے مذہبي اثر نے اس قدر وسعت حاصل کرلي تھي کہ اگر کسي عورت کے بچے زندہ نہیں رہتے تھے تو وہ نذر مانتي تھي : " اگر اوسکا بچہ زندہ رہیگا تو وہ اوسکو یہودي بنائیگي " - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہود بنو نضیر کو جلا وطن کیا ' تو اون میں اس قسم کے بہت سے بچے بھي تھے - انصار نے انکو روکنا چاہا ' لیکن اسپر یہ آیت نازل ہوئي :

لا اکراہ في الدین	مذہب میں اکراہ و جبر نہیں
قد تبین الرشد	بلا شبہ اب حق باطل کے مقابلے
من الغي - (۴)	میں بالکل واضح و روشن ہوگیا ہے -

(مبادلہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے ساتھ قیدیوں مبادلہ بھي کیا ہے - ابن سلمہ کا بیان ہے :

" جب قبیلہ بنو فزارہ پر حملہ کیا گیا ' تو میں اوس قبیلہ کي

---

(۱) مسلم جلد ۲ - ص - ۷۵
(۲) ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۱۳

(۱) طبقات ابن سعد جلد ۲ - صفحہ - ۵۴
(۲) [illegible] - ص - ۱۱۱
(۳) ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۱۲
(۴) ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۹

غنمتم حلالا طيبا و اتقو الله ان الله غفور رحيم (انفال)	سخت عذاب نازل ہوتا - مگر اب جو کچھ مال غنیمت میں تم نے لوٹا ہے اسکو حلال اور پاک چیزوں کی طرح کھاؤ بلا شبه الله بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے -

لیکن ترمذي کي ایک روایت سے ثابت هوتا هے که اس آیت کو اسیران بدر کے فدیه سے کوئي تعلق نہیں ' بلکه وه مال غنیمت کے متعلق نازل هوئي هے :

فلما كان يوم بدر وقعوا في الغنائم قبل ان تحل لهم ' فانزل الله : لولا كتاب من الله لمسكم فيما اخذتم عذاب عظيم (ترمذي كتاب التفسير ص - ٥٠٣)	جب معرکهٔ بدر پیش آیا تو مال غنیمت کے حلال هونے سے پیشترهي لوگوں نے لوٹنا شروع کردیا - اسپر خدا نے یه آیت نازل فرمائي که اگر خدا کا حکم پہلے سے نه هوچکا هوتا ' توجو کچھه تم نے لوٹا هے اوسکي پاداش میں تم پر بڑا عذاب نازل هوتا -

یهي وجه هے که اس آیة کي تفسیر میں بر بناء احادیث صحیحه همارا مسلک عام مفسرین کي راه سے الگ هے ' اور اسکي پوري تحقیق سورهٔ انفال و توبه کي تفسیر سے معلوم هو سکیگي -

غزوهٔ بدر کے بعد آنحضرت صلی الله علیه و سلم کا جو طرز عمل رها ' اوس سے بهي ثابت هوتا هے که اس آیت نے فدیه پر کوئي اثر نہیں ڈالا - چنانچه آپ نے غزوهٔ بني مصطلق میں تمام اسیران جنگ کو فدیه لیکر رها کردیا تها - (١)

(فدیه کا مقصد)

اسلام اگرچه فدیه کا موجد نه تها ' بلکه زمانهٔ قدیم سے جو رسم چلي آتي تهي وهي جاري رهگئي تهي ' با اینهمه اسلام کا طرز عمل اس معامله میں تمام دنیا سے مختلف تها - اعمال کے نتائج کا اثر خود عمل سے نہیں ظاهر هوتا بلکه نیت سے ظاهر هوتا هے - اختلاف نیت سے ایک هي عمل کا نتیجه مختلف صورتوں میں ظاهر هو سکتا هے - گذشته قوموں نے فدیه کي جو رسم قائم کي تهي ' اوس سے اسیران جنگ پر احسان تو ضرور هوجاتا تها ' لیکن وه بالکل عارضي تها - اونهوں نے اسے مال و دولت جمع کرنے کا ایک ذریعه بنا لیا تها - قدیم قوموں میں بهت سے جنرل اسیکي بدولت دولت مند هو گئے - لیکن اسلام نے اسکا دائره صرف رهائي کے احسان تک محدود کردیا - چنانچه کفار نے جب ایک سردار کي لاش کو فدیه دیکر واپس لینا چاها تها ' تو آنحضرت نے صاف انکار کردیا تها (٢) اسلام نے اگر فدیه کو مالي فائده حاصل کرنے کا ذریعه بنایا هوتا تو فدیه لیکر لاشوں کا واپس کرنا زنده انسانوں کي واپسي سے زیاده آسان اور بے ضرر تها - حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے اسیران بدر کے متعلق فدیه لینے کا جو مشوره دیا تها ' اوس سے صرف مالي فائده اوٹھانا مقصود تها - چنانچه اونهوں نے صاف صاف کهدیا تها که اس سے فوجي مصارف میں مدد ملیگي -- پس اگر اس آیت کا وهي شان نزول تسلیم کرلیا جاے جسکو حضرات مفسرین کرام نے بتایا هے ' تو اوس سے بهي صرف یهي نتیجه نکلتا هے که فدیه کو دنیوي فوائد کے حاصل کرنے کا ذریعه نہیں بنانا چاهیے - چنانچه خدا خود کهتا هے :

تریدون عرض الدنيا و الله يريد الاخرة !	تم دنیوي فوائد چاهتے هو اور خدا تمهارے لیے آخرة کا ثواب چاهتا هے -

لیکن اس سے فدیه لیکر بطور احسان رها کردینے کي نفي لازم نہیں آتي - اور دراصل اس مبحث سے اس آیة کو کوئي تعلق هي نہیں -

---

(١) ترمذي ص - ٢٩٣
(٢) طبقات ابن سعد جلد ٢ - ص - ٩٣

مگر اسلام کا دردانه کرم ان خس و خاشاک کا بهي پابند نہیں هوسکتا تها - آنحضرت نے اگرچه بعض موقعوں پر فدیه قبول کرلیا تها ' لیکن آپ عموماً قیدیوں کو بغیرکسي مالي معاوضے کے آزاد فرمادیا کرتے تهے - چنانچه بنو مصطلق کے بعض اسیران جنگ سے اگر آپنے فدیه لیا ' تو قیدیوں کا ایک گروه بلا معاوضه بهي رها کردیا (١)

و كان منهم من من عليه رسول الله صلى الله عليه و سلم ' و منهم من افتدى ' فلم يبق امراة من بني المصطلق الا رجعت الى قومها (طبقات ابن سعد جلد ٢ - ص - ٤٦)	اونکے بعض قیدیوں کو آپ نے احساناً رها کردیا ' اور بعض سے فدیه لیا - اسطرح بنو مصطلق کي هر گرفتار شده عورت اپني قوم میں واپس چلي گئي - اور ایک عورت بهي نه بچي جو قید میں رهگئي هو !

(غزوهٔ دومة الجندل)

غزوهٔ دومة الجندل میں تقریباً ایکسو بچے اور عورتیں قید کرلي گئي تهیں - لیکن جب ابو زید مسلمان هوکر آپ کي خدمت میں حاضر هوا اور اونکے رها کرنے کي درخواست کي ' تو آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے حضرت علي کے ذریعه حضرت زید بن حارثه کو حکم دیا :

ان تجلي بينهم و بين حرمهم (ابن سعد جلد ٢ ص ٤٦)	اونکي عورتوں کو بالکل آزاد کردو -

(بني تمیم و هوازن)

غزوهٔ بني تمیم میں صحابه گیاره عورتوں اور تیس بچوں کو گرفتار کرلاے - آنحضرت نے اونکو رمله بنت حارث کے گهر میں بند کردیا ' لیکن جب اوس قبیله کے سردار آئے اور اونکو دیکهکر قیدیوں نے رونا پیٹنا شروع کیا ' تو آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے تمام قیدیوں کو اونکے ساتهه رها کرکے واپس کردیا (٢)

غزوهٔ هوازن میں علاوه بهت سے مال غنیمت کے ٦ هزار زن و مرد گرفتار هوے تهے (٣) لیکن جب وه لوگ مسلمان هوکر آپ کي خدمت میں حاضر هوے اور مال غنیمت کے واپس کرنے کي درخواست کي ' تو آپنے فرمایا : " مال اور قیدي دونوں واپس نہیں کیے جاسکتے - ایک کو اختیار کرسکتے هو " اونلوگوں نے قیدیوں کو واپسي کیلیے انتخاب کیا - چونکه تمام قیدي تقسیم کردیے گئے تهے ' اسلیے آنحضرت نے ایک خطبه دیا ' جسکا مطلب یه تها :

" جو لوگ قیدیوں کو بخوشي واپس کرنا چاهیں وه واپس کردیں - لیکن اگر کچهه لوگ مالي معاوضه چاهتے هوں تو چاهیے که صبر کریں - اسکے بعد میرے حصه میں جو مال خمس کا آئیگا ' میں اوس میں سے هر قیدي کے عوض ١٦ اونٹ دیدونگا "

لیکن تمام صحابه نے قیدیوں کو بخوشي واپس کردیا (٤)

(قاتلوں کے ساتهه سلوک)

بعض حالتوں میں آپ پر دشمنوں نے کمینگاهوں سے نهایت خداعانه حملے کیے هیں اور وه گرفتار هوکر آے هیں - کفار مکه کي ایک جماعت نے جو ٨٠ - اشخاص سے مرکب تهي ' عین نماز فجر میں آپ پر حمله کرنا چاها اور صحابه نے اونکو گرفتار کرلیا - لیکن آپنے ان کو بهي بغیر کسي مالي معاوضه کے بلا تامل آزاد کردیا (٥)

عهد نبوت میں متعدد قبائل کے ڈاکوؤں نے ایک جتهه قائم

---

(١) طبقات ابن سعد جلد ٢ - ص - ١١٦ !
(٢) طبقات ابن سعد جلد ٢ - ص - ١١١ !
(٣) یه واقعه ابو داؤد ' بخاري ' مسلم ' سب میں هے -
(٤) ابو داؤد جلد ٢ - ص - ١٠
(٥) مقریزي جلد ٢ - ص - ٧٨

مرحوم مولانا شبلي نعماني

حياة علمي و ادبي پر ايک سرسري نظر

گذشته سال كي ايک صحبت

گذشته سال ايک يادگار جلسه مسلم انسٹي ٹيوٹ هال كلكته ميں زير صدارت جسٹس سيد حسن امام منعقد هوا تها - اس غرض سے كه يه عاجز شمس العلما مولانا شبلي نعماني مرحوم كي حياة علمي و ادبي كے متعلق لكچر دے -

كسي كثير التصانيف مصنف كي علمي زندگي كے متعلق (على الخصوص جبكه وه مختلف علوم سے تعلق ركهتي هو) ايک دو گهنٹے كي صحبت ميں كيا كہا جاسكتا هے ؟ تاهم ايک تقرير كي گئي ، اور چونكه مجمع هر طرح كا تها ، اسليے كوشش كي گئي كه خالص علمي مباحث كا خشک مذاكره هي نه هو ، بلكه زياده تر انهي پهلوؤں پر نظر ڈالي جاے ، جو عام طور پر بهي كوئي ادبي و علمي بصيرة سامعين كے ليے ركهتے هيں -

ميرے ايک عزيز و مخلص مولوي محمد يعقوب صاحب نے اس تقرير كے نوٹ بطور خود لے ليے تهے - وه انكو مرتب كركے اس غرض سے ميرے پاس لاے كه كسي بيان ميں غلطي تو نہيں رهگئي هے - چنانچه وه كاغذ ليكر ميں نے ركهه ليا - ليكن اسكے بعد نه تو مجهے اسكي ياد آئي اور نه مولوي صاحب نے ياد دهاني كي ضرورت سمجهي - آج ايک سال كے بعد ايک ضرورت سے كاغذات كو ديكهنے لگا تو يه پورا مضمون نكل آيا - مضمون نے پچهلے سال گذشته كا وه زمانه ياد دلايا جب ميں نے ان كاغذات كو حوالۂ فسيل كيا تها ، اور اس ياد كے ساتهه هي مولانا شبلي مرحوم ، اور انكي نا قابل فراموش علمي و ادبي صحبتيں ياد آگئيں !

جرت الرياح على مكان ديارهم * فكانهم كانوا على ميعاد !

اگرچه يه ايک مختصر زباني اور سرسري تقرير تهي ، اور پهر اسكے بهي يه نامكمل و متفرق نوٹ هيں ، تاهم خيال آيا كه گذشته كي هر ياد ، اور رفته كا هر تذكره كچهه نه كچهه دلچسپي ضرور ركهتا هے - اسے شائع كرديا جاے تو بهتر هے - ممكن هے كه اسكے سرسري اشارات سے كوئي مفيد بات كسي كو معلوم هوجاے - اور پهر تذكرۂ علم و ارباب علم بهر حال عدم تذكره سے بهتر هے :

(آغاز تقرير)

" ميں اس موثر اور عظيم الشان اجتماع پر اس هال كو مباركباد ديتا هوں ، اسليے نہيں كه انسانوں كا ايک بہت بڑا مجمع مجهے اپنے ارد گرد نظر آتا هے ، كيونكه مجامع هميشه هوتے هيں اور هميشه هونگے - اسليے نہيں كه شوق ، اور معنويت كا ايک غير معمولي اجتماع ميرے سامنے هے ، كيونكه ميں نے اس سے بهي وسيع تر حلقه هاے معنويت و ذوق ديكهے هيں ، اور اسليے بهي نہيں كه ايک منتخب اور تعليم يافته صحبت يہاں منعقد هوگئي هے ، كيونكه ايسا بارها هوا هے ، اور يه ميرے ليے كوئي نئي چيز نہيں - مگر اے حضرات ! صرف اسليے كه آج كا اجتماع ان تمام موجبات تبريک سے بهي بڑهكر ايک خصوصيت اپنے اندر ركهتا هے ، اور وه كسي متمدن اور زنده اجتماع كيليے سب سے بڑي عظمت هے جو دنيا ميں حاصل هو سكتي هے - همارا آج كا اجتماع طاقت كے ماتم ميں نہيں هے ، جسكا ماتم هميشه كيا جاتا هے - همارا ماتم دولت كے لٹنے كا نہيں هے جسكے ليے غلام دولت مجمعوں نے هميشه ماتم كيا هے - همارا ماتم دنيوي عزتوں كيليے نہيں هے جسپر حلقه بگوشان دنيا نے هميشه سينه كوبي كي هے - هم كو كسي دنيوي عز و جاه كي كشش كهينچ كر يہاں نہيں لائي هے جسكي طاقتور زنجيروں نے هميشه بندۂ هوس انسانوں كو مقيد كيا هے - بلكه آج هم صرف علم اور فن كے ماتم كيليے يہاں جمع هوئے هيں ، جسكي تقديس سب سے بالاتر ، اور جسكي عظمت كے آگے دنيا كي هر بڑي سے بڑي قوت بهي هيچ هے - (چيرز) هم ايک ايسے انسان كے غم ميں اشكبار هيں جو ايک فقير بے نوا تها ، جسكو كسي طرح كي دنيوي عزت حاصل نه تهي ، جو نه كبهي بڑے بڑے ايوانوں ميں رها ، اور نه چاندي سونے كے خزانے اپنے وارثوں كيليے اسنے جمع كيے (چيرز) البته اس نے دنيوي شہنشاهيوں كي جگه چاليس سال تک سلطان علم كي خدمت گذاري كي (چيرز) پس مبارک هے وه اجتماع جو علم اور ارباب علم كيليے هو ، اور مبارک هو تم كه آج طاقت ، حكومت ، عزت ، اور دولت كي جگهه ، صرف علم اور اهل علم كي عظمت كيليے جمع هوے هو (چيرز) "

اسكے بعد مقرر نے اصل موضوع پر توجه كي ، اور اپني مشكلات كو ظاهر كيا - انهوں نے كہا كه " آپ اعلان ميں پڑه چكے هيں ، كه ميرا موضوع " مولانا شبلي مرحوم كي حيات علمي و ادبي " هے ، ليكن حيران هوں كه ڈيڑه دو گهنٹے كي صحبت كے اندر ايک چہل ساله علمي زندگي كے متعلق آپكو كيا بتلا سكتا هوں ؟ اس قسم كے علمي موضوعوں كيليے بہت كافي وقت كي ضرورت هے - همارے سامنے ايک ايسي زندگي هے جو يكسر تصنيف و تاليف ميں بسر هوئي ، اور جسكي تصنيف و تاليف كا ميدان نہايت وسيع تها - اگر صرف ايک فن هي كا تذكره هوتا تو اسكے ليے بهي ايک مختصر صحبت كافي نه تهي - يہاں تو مختلف علوم كي تصنيفات و مباحث كے مسائل درپيش هيں ، اور جن ميں بعض ايسے علوم بهي هيں جنكا فرق باهم متضاد و مختلف هے - انهوں نے ايک هي زندگي مين ايک هي وقت كے اندر تاريخ ، سيرة ، كلام ، فقه ، حديث ، اور ادب و شعر كے متعلق تصنيفات مرتب كي هيں ، اور اسليے هميں بهي ايک هي وقت كے اندر علوم دينيه كے خشک اور مقدس مباحث كے ساتهه عالم حسن و عشق اور ادب و شعر كي گليوں ميں بهي سراغرساني كرني هے - پهر اس سے بهي مشكل تر يه كه كسي مصنف كي زندگي پر نقد و بحث كرنے كے ليے خالص علمي بحث كي ضرورت هے - اس نے جن مواضيع پر اپني مصنفات يادگار چهوڑي هيں ، انكے مقاصد اور اطراف و متعلقات كو واضح كرنا چاهيے - پهر ان مقاصد كيليے جو ذخيره متقدمين كا موجود هے ، اسكي حالت كو بكثرت مثاليں ديكر اور اقتباسات پيش كركے ذهن نشين كرنا چاهيے - اسكے بعد دكهلانا چاهيے كه ايک ايسے متفرق ، غير مرتب ، غير منظم ، اور پريشان سامان سے كيونكر ايک كامل و جامع اور مرتب و منظم عمارت طيار كي گئي ؟ اور اجتهاد فكر ، دقت نظر ، وسعت مطالعه ، اور حسن اخذ و استدلال نے كس طرح ان تمام نقصوں كو پورا كرديا جو قلت مواد اور تساهل مصنفين سے پيدا هوگئے تهے ؟

ليكن علاوه قلت وقت كے يه ايک ايسي خشک بحث هوگي جو شايد بعض طبائع پر شاق گذرے -

پهر اس سے بهي مقدم تر امر فن تصنيف و تاليف كا تذكره هے اور اسكے بغير ميري بحث كامل نہيں هوسكتي - تصنيف كي مختلف قسميں هيں ، اور مجهے بتلانا چاهيے كه انكے فرائض و مقاصد كيا كيا هيں ؟ نيز يه كه ايک مصنف كے ليے استعداد دماغي ، حسن مطالعه ، اور وسعت معلومات كيونكر بہم هوسكتے هيں ، اور همارے قديم علم و فن كا ان ضروري اركان ثلاثۂ تصنيف ميں كيا حال تها ؟

ايسي حالت ميں آپ سمجهه سكتے هيں كه اس موضوع كو قلت وقت نے كسقدر مشكل كرديا هے ؟ تاهم مجهے كچهه نه كچهه كہنا هے اور اسي موضوع پر كہنا هے - ميں مختصر اشارات سے كام لونگا ، اور كوشش كرونگا كه اس علمي زندگي ميں جو عبرتيں اور بصيرتيں خواستگاران علم و بزرگي كيليے پوشيده هيں ، انهيں اپنے سفر بيان كے هر قدم پر نماياں كروں - كيونكه ان تمام مذاكرات و بيانات كا مقصد اصلي يہي هے : لقد كان في قصصهم عبرة لاولي الالباب "

ایک عورت کو گرفتار کر لایا - اسکے ساتھه اوسکي نوخیز لڑکي بھي تھي - حضرت ابو بکر رضي الله عنه امیر الجیش تھے ' اونھوں نے مال غنیمت کو تقسیم کیا تو وہ لڑکي مجھه کو ملي - میں اوسکو مدینه لے آیا - بازار میں حسن اتفاق سے آنحضرت کا سامنا ھو گیا - آپ نے اوس لڑکي کو دیکھه کر فرمایا که اس عورت کو مجھپر ھبه کردو - میں نے کہا : خدا کي قسم مینے اب تک اسے ھاتھه بھي نہیں لگایا ہے ' اور اب اسکو آپ کي نذر کرتا ھوں ! لیکن آپنے اوس لڑکي کو لیکر اھل مکه کے پاس واپس بھیجدیا ' اور کفار نے اوسکے عوض میں متعدد مسلمان قیدیوں کو رھا کردیا " (١)

(واقعة حضرة صفیه)

اس واقعه سے ایک دوسرے اھم مسئله کا فیصله کیا جاسکتا ہے ' آنحضرت کے زمانے میں امراء کے خاندان کي جو عورتیں گرفتار ھوکر آئیں ' اون میں جویریه اور صفیه کے ساتھه آپنے خود نکاح فرمایا - چونکه وہ اور باتوں کے ساتھه حسن و جمال میں بھي نہایت ممتاز تھیں ' اسلیے یورپ اسکو بد گماني کي نگاہ سے دیکھتا ہے ' لیکن واقعه یه ہے که آنحضرت قید کي حالت میں بھي شرفاء کي عزت کا ھمیشه لحاظ رکھتے تھے - صفیه پہلے دحیه کلبي کے حصه میں آئي تھیں ' لیکن وہ ایک امیر رئیس کے خاندان کي چشم و چراغ تھیں ' ظاھر ہے که ایک رئیسه کے حفظ مراتب کا دحیه لحاظ نہیں رکھه سکتے تھے - جویریه اپنے بدل آزادي کیلیے جسطرح پریشان حال پھرتي تھیں ' وہ اونکے لیے بھي سخت توھین کا باعث تھا - اور صفیه نے تو خود اس خیال کو ظاھر بھي کردیا تھا - اس بنا پر آنحضرت نے اونکي اس ذلت کو گوارا نہیں کیا ' اور خود اونکے ساتھه نکاح کرکے اونکي خانداني عزت میں اور اضافه کردیا - چنانچه آپ کے طرز عمل سے صحابه کو خود بھي اسکا احساس ھو گیا تھا - صفیه کو ایک شخص نے یه کہکر آنحضرت کي خدمت میں پیش کیا :

یا نبي الله ! اعطیت	یا رسول الله ! آپ نے صفیه کو جو حي
دحیة صفیة بنت حي	ابن اخطب سردار قریظه و نضیر کي لڑکي
ابن اخطب سید قریظة	ہے ' دحیه جیسے معمولي شخص کے حوالے
و النضیر ' لا تصلح	کیا ہے - لیکن وہ صرف آپ ھي کیلیے
الا لک - (٢)	موزوں ہے -

(مطعم بن عدي)

آنحضرت احسان کے معاوضے میں بھي قیدیوں کو رھا فرمایا کرتے تھے - زمانۂ جاھلیة میں مطعم بن عدي نے آپ کے ساتھه ایک احسان کیا تھا - اسکا آپ پر اس قدر اثر تھا که جب اسیران بدر آپ کي خدمت میں حاضر کیے گئے تو آپ نے فرمایا : " اگر مطعم بن عدي آج زندہ ھوتا اور وہ ان قیدیوں کے معاملے میں گفتگو کرتا ' تو میں سبھوں کو رھا کر دیتا "

(وحشیانه مراسم کا انسداد)

لیکن سب سے زیادہ آپ نے اون مظالم اور اون ذلت آمیز طریقوں کو مٹایا ' جو غلاموں کے متعلق تمام عرب میں رائج تھے - عرب میں یه ایک نہایت درد انگیز طریقه جاري ھو گیا تھا که غلاموں کے ھاتھه پاؤں باندھکر نہایت بیدردي سے قتل کردیتے تھے - چنانچه بنو عامر نے حضرت خبیب کو اسي طریقه سے قتل کیا تھا - پس آپنے نہایت سختي کے ساتھه اس ظلم و وحشت کو روک دیا -

لونڈیوں کے ساتھه بغیر انقضاء مدت کے لوگ تعلق کرلیتے تھے - یہاں تک که حامله لونڈیاں بھي اس سے مستثني نه تھیں - لیکن آنحضرت نے نہایت سختي کے ساتھه اس کي بھي ممانعت فرمالي - آپنے ایک لڑائي میں ایک حامله لونڈي کو دیکھکر فرمایا : " شاید اسکے آقا نے اسکے ساتھه یکجائي کي ہے " صحابه نے بھي آپ کے خیال کي تائید کي - اسپر آپنے فرمایا :

هممت ان العنه لعنة تدخل	جي میں آتا ہے که اس فعل کے
معه في قبره (١)	کرنے والے پر ایسي دائمي لعنت
	بھیجوں جو اسکي قبر تک اسکے ساتھه جائے !

پھر غزوۂ اوطاس میں عام حکم دیدیا :

لا توطاء حاملة حتى	حامله لونڈیوں سے وضع حمل کے قبل
تضع ' و لا غیر ذات	نزدیکي نه کي جائے ' نیز غیر حامله
حمل ' حتى تحیض	عورتوں سے بھي اوسوقت تک علحدگي
حیضة (٢)	ضروري ہے جب تک که اون پر ایک
	مہینه طہارت ایام مخصوصه کا نه گذر جائے -

(رقاصه لونڈیاں)

زمانۂ جاھلیة میں عموماً لونڈیوں سے رقص و سرود کا کام لیا جاتا تھا ' اور اس قسم کي لونڈیوں کا ایک خاص طبقه پیدا ھو گیا تھا جسکو " قینه " کہتے تھے - اس طبقه میں وہ لونڈیاں نہایت مودب سمجھي جاتي تھیں ' جو عین محفل کے اندر لمس و مس کا حیا سوز موقع دیتي تھیں - اس بے حیائي کا اثر اونکي وضع و لباس سے بھي ظاھر ھوتا تھا - وہ نہایت ڈھیلا ڈھالا کرته پہنتي تھیں - اوسکا گریبان نہایت کشادہ اور کھلا ھوتا تھا - چنانچه طرفه نے ان لونڈیوں کا ذکر اپنے مشہور قصیدۂ معلقه میں نہایت تفصیل سے کیا ہے ' اور ارباب فن کو معلوم ہے -

عرب جاھلیة کي یه حالت بعینه قدیم تمدن روم سے ملتي جلتي ھی جسکي رقاصه اور مغنیه عورتوں کے نیم برھنه لباس کي تصویریں اور تماثیل تم نے دیکھي ھونگي - آج یورپ کا لباس محفل رقص جسکو " فل ڈریس " کا عجیب و غریب لقب دیا گیا ہے :

برعکس نہند نام زنگي کافور

اسي کا بقایا ہے ' اور اس سے عرب جاھلیة کي رقاصه لونڈي کے کھلے گریبان اور منظر عریاني کا اندازہ کیا جاسکتا ہے -

بہت سے لوگ جبراً لونڈیوں سے بدکاري کرواتے تھے ' اور اس طریقه سے مالي فائدہ اوٹھاتے تھے - آج بھي تمام متمدن قوموں میں یه ھو رھا ہے -

لیکن اسلام کي اخلاقي تعلیم نے ان تمام وحشیانه رسموں کو مٹا دیا - قرآن حکیم کي مندرجۂ ذیل آیت پر غور کرو :

ولا تکرھوا فتیاتکم علی	اور اپني لونڈیوں کو زنا پر دنیوي
البغاء ان اردن تحصنا	فائدہ کیلیے مجبور نه کرو جبکه وہ
لتبتغوا عرض الحیاة الدنیا	پاکدامن رھنا چاھتي ھیں ' اور جو
و من یکرھھن فان الله	لوگ اونکو مجبور کرتے ھیں ' سو اس
من بعد اکراھھن غفور	جبر کے بعد اگر وہ مرتکب زنا ھو جائیں
رحیم (٢٤ : ٣٣)	تو خدا بڑا ھي معاف کرنے والا اور رحم
	کرنے والا ہے -

اسطرح لونڈیوں نے قعر مذلت اخلاقي سے نکل کر ایک نئي شریفانه زندگي کے عالم میں قرآن حکیم کي بدولت قدم رکھا - یہاں تک که قرآن نے اونکو " فتاة " کا خطاب دیا ' جسکے معني عربي میں شریف لڑکي کے ھیں ' لونڈي نہیں کہا -

(باقي آئنده)

---

(١) ابو داود جلد ٢ - ص - ١٢

(٢) مسلم جلد ١ - ص - ٥٤٩ کتاب النکاح

(١) ابو داود جلد ١ - ص - ٢٩٢ کتاب النکاح

(٢) ابو داود جلد ١ - ص - ٢٩٢

بهي با قاعده مطالعه نهيں كيا هے ، وه ايک بڑي سے بڑي كتاب كو اٹها ليتے هيں اور محض ايک سر سري نظر ڈالكے اور ادهر ادهر سے ديكهكے بهترين معلومات حاصل كر ليتے هيں - انكي نظروں كو كام كي باتوں سے كچهه ايسي مقناطيسيت هو جاتي هے كه وه جب صفحوں پر پڑتي هيں تو صرف كام كي باتوں هي پر پڑتي هيں ، اور انكے بيكار اطراف كو اسطرح چهوڑ ديتي هيں گويا انكے غير مفيد هونے كي نسبت وه پہلے سے فيصله كرچكي هيں ! - اس حقيقت كي صرف وهي لوگ تصديق كرسكتے هيں جنپر يه فيضان علم كهل چكا هے ، كيونكه يه بحث و استدلال كا مسئله نهيں هے - زياده تر ذوق و كيفيت كا سوال هے " -

درميان ميں لكچرر نے اور بهت سے نكات مطالعه اور فن تصنيف و تاليف كے متعلق بيان كيے ، پهر مولانا شبلي مرحوم كي بعض تصنيفات كو مثال كيليے چنكر اپنے تمام گذشته بيانات كو منطبق كيا ، اور دكهلايا كه انهوں نے اسلامي تاريخ كي تدوين و تهذيب كے ان مشكل ترين مراحل كو كسطرح كاميابي كے ساتهه طے كيا ، اور پرانے مصالحه سے كيسي باقاعده اور منظم عمارتيں كهڑي كيں ؟

اسي سلسله ميں انهوں نے طريق استدلال ، تعليل واقعات ، توجيه امور ، اور ترتيب و انطباق حوادث پر بهي بحث كي -

پهر فرمايا كه " مختلف فنون كے مطالعه كا ذكر آگيا هے ، اور ميں بتلانا چاهتا هوں كه همارے فقيد ملت كي ايک خصوصيت " جامعيت ذوق " بهي تهي "

انهوں نے كها كه " اس تعليم يافته مجمع ميں جو ميرے سامنے هے ، يه كهنا مزيد تفصيل كا محتاج نهوگا كه ايک هي وقت ميں مختلف علوم كا مطالعه اور ذوق پيدا كرنا ايک ايسي خصوصيت هے جو هميشه اور هر علمي عهد ميں كمياب رهي هے - علي الخصوص ايسي چيزوں كا ايک هي وقت ميں ذوق صحيح پيدا كرنا جو باهم متضاد سمجهي جاتي هوں - ايک دماغ ايک هي وقت ميں فلسفه اور شاعري كا مطالعه نهيں كرسكتا ، اور بهت مشكل هے كه ايک شخص تاريخ كے ساتهه ادب او ر كلام كا بهي مطالعه جاري ركهے - قدماء اهل اسلام ميں بهي جامعيت كي مثاليں زياده نهيں مليںگي - حضرت امام غزالي كي احياء علوم الدين جس درجه كي كتاب هے وه كسي سے پوشيده نهيں - تصوف و اخلاق ، معارف شريعت ، اور علوم اسرار الدين ميں حجة الله البالغه كو مستثنى كرديںے كے بعد اور كوئي كتاب اسكے سامنے نهيں لائي جاسكتي - مگر ساتهه هي فن حديث كے متعلق اسقدر بے احتياط كتاب هے كه أكثر صوفيوں اور حكماء الٰهيين كے اقوال كو حديث قرار ديديا هے ، اور اسرائيليات سے تو اسكے متعدد ابواب مملوء هيں - چنانچه امام حجة الاسلام علامه ابن تيميه كو كهنا پڑا كه " كلامه في الاحياء غالبه جيد ، لاكن فيه اربع مواد فاسدة : مادة فلسفية و مادة كلامية و مادة الاحاديث الموضوعه " الخ

ليكن اس سے امام غزالي كے جلالۂ مرتبۂ پر كوئي اثر نهيں پڑتا ، كيونكه وه متكلم ، حكيم ، فقيه ، اور صوفي تهے ، نه كه محدث و ناقد حديث - ولكل فن رجال -

ليكن مولانا شبلي مرحوم كو اگر هم ايک هي وقت كے اندر مختلف علوم كے مطالعه ميں منهمک پاتے هيں ، تو اسكي قدر شناسي سے انكار نهيں كرنا چاهيے - انهوں نے ايک هي زندگي ميں متعدد زندگيوں كے كام انجام ديے - انكي تصنيفات انكے تعدد مذاق و تنوع مطالعه كي شهادت ديتے هيں - وه ايک هي وقت ميں مورخ خلفاء ، مورخ ملوک ، مورخ علوم ، اور پهر اديب ، انشا پرداز ، اور شاعر تهے - بارها تم نے ديكها هوگا كه تاريخ و كلام كي علمي صحبتوں سے اٹهكر حسن و عشق كي شاعرانه بزموں ميں نغمه طراز هيں ، اور ادب و شعر كي مجلسيں ان كي دقيقه سنجيوں سے رونق پا رهي هيں ! "

(باقي آينده)

بصائر و حكم

فلسفۂ اجتمـــاع

اور جنـــگ

(۱)

دنيا اور دنيا كي دلچسپياں نهايت مختلف هيں - ايک شخص فلسفه سے دلچسپي ركهتا هے ، دوسرا شعر و سخن سے - ايک شخص حسن شوخ پر جان ديتا هے ، دوسرا ساده اداؤں پر - ايک شخص مسجد ميں شب بيداري كرتا هے ، دوسرا كسي ميخانے ميں - ايک شخص شهر كي تنگ گليوں ميں ذوق نظاره كو پورا كرتا هے ، دوسرا كهلے هوے ميدانوں ميں - غرض دنيا كے اسي اختلاف مذاق نے هر چيز كو باكار اور محبوب و مرغوب بنا ديا هے - اور اسكے دسترخوان كي كوئي غذا بيكار نهيں -

ليكن دنيا كي تمام چيزوں ميں صرف جنگ هي ايک ايسي چيز هے جس سے هر شخص يكساں دلچسپي ركهتا هے - زاهدان شب گذار بهي واقعات جنگ كو اسي ذوق و شوق سے سنتے هيں ، جس طرح ايک ماهر سياست ميدان جنگ كي خبروں پر كان لگاے ركهتا هے - هيگ كانفرنس كا حال كتنے لوگوں كو معلوم هے جو " صلح " اور " امن " كيليے قائم هوئي تهي ؟ ليكن موجوده جنگ كے واقعات بچے بچے كي زبان پر هيں اور كوئي فرد بشر نهيں جسے اسكي خونيں سرگذشتيں معلوم نهوں !

پس زمانۂ " جنگ " ميں تمام دنيا متعدد المذاق اور متعدد الخيال هوكر ايک نئي " جماعت " بن جاتي هے - زمانۂ جنگ ميں دنيا ايک انجمن هوتي هے ، جس ميں صرف جنگ هي كے واقعات بار بار دهراے جاتے هيں - تمام انجمنوں كے چراغ بجهه جاتے هيں ، صرف لڑائي كي آگ دنيا كي اس مشترک انجمن كيليے شمع هوتي هے - " جماعت " كے متعلق تم كو معلوم هے كه اسكے اعمال كبهي ترتيب عقلي كے پابند نهيں هوتے - جماعت صرف جذبات كي مخلوق هے - اسليے يه " كائنات منفعلۂ جنگ " نهايت زود اعتقاد ، سريع الانفعال ، اور يكسر خيال پرست هوتي هے - جنگ كے ساتهه هي سريان خيال كي ايک برقي رو تمام دنيا ميں دوڑ جاتي هے - ايک بات جهاں كسي زبان سے نكلي ، تمام دنيا اوسكا كلمه پڑهنے لگتي هے -

قواے عقليه بالكل بيكار هو جاتے هيں ، دنيا پر صرف قوت غير شاعره حكومت كرتي هے ، هر بات نهايت آساني سے قبول كرلي جاتي هے ، درايت كا تمام دفتر پارينه الٹ ديا جاتا هے ، مبالغه هر واقعه كا جزو لازمي هوجاتا هے ، هر واقعه كي اصلي صورت مسخ كردي جاتي هے ، دوست و دشمن ميں كوئي تفريق نهيں كي جاتي - آج ايک فريق كي فتح پر اظهار مسرت كيا جاتا هے ، تو كل دوسرے فريق كي شجاعت كي داد دي جاتي هے - ايک جهاز پورے بيڑے كي طاقت حاصل كرليتا هے - ايک سپاهي سيكڑوں افراد سے زياده قوي تسليم كرليا جاتا هے - لوگ اوس سے اوسي قدر مرعوب هوجاتے هيں ، جس قدر ايک عظيم الشان بحري طاقت اور ايک كثير التعداد مجموعۂ افواج سے مرعوب هوسكتے تهے -

اسکے بعد انہوں نے مختصر طور پر تصنیفات کي بلحاظ موضوع و مقاصد چند قسمیں بیان کیں، اور سب سے پہلے مولانا مرحوم کی تاریخي تصنیفات کو بحث کیلیے منتخب کیا -

اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے اسلام کے تاریخي ذخیرہ کي ایک مختصر تاریخ بیان کي - انہوں نے کہا کہ " اگرچہ اسلام کي تدوین تاریخ کے مختلف دور ھیں، مگر میں تسہیل بیان و اختصار مطلب کي غرض سے انہیں صرف دو بڑي قسموں میں تقسیم کردیتا ہوں، یعنے قدماء مورخین کا دور جو سنه ۶۰ سے شروع ہوتا ہے، جبکه بروایة ابن الندیم بعض روایات غزوات قلمبند کي گئیں، اور متاخرین مورخین کا دور جنہوں نے چوتھي صدي کے بعد نئي ترتیبات و مقاصد سے تاریخیں مدون کیں "

اسکے بعد انہوں نے قدماء کي خصوصیات تحریر و تدوین کو بیان کیا، اور دیر تک اسکي تفصیل مثالوں کو پیش کرکے ذہن نشیں کرتے رہے - مثلاً انہوں نے کہا کہ " سادگي بیان، سلسلۂ روایت، صحت نقل، عدم تاثر موثرات سیاسیۂ و دینیه، اور تمام اجزاے ضروریۂ واقعه نگاري کے لحاظ سے ہمارا اصلي ذخیرہ (مثل تمام علوم اسلامیه کے) صرف متقدمین ہي کا ہے - لیکن افسوس که یہي دولت اصلي ضایع ہوچکي ہے، اور مستشرقین یورپ علی الخصوص علم پرستان جرمني کي بدولت جو چند کتابیں میسر آگئي ہیں، وہ ہماري ضرورتوں کیلیے کافي نہیں ہیں - سب سے قدیم تر کتاب طبقات " ابن سعد " ہے جو صحابۂ کرام کا تذکرہ ہے، اور گذشته آٹھ سال کے اندر مستشرقین جرمن کي مساعي حسنه سے شایع ہوا ہے - اسکے بعد ابن قتیبه، ابو حنیفه، طبري، ابن الندیم، بلاذري، یعقوبي، اور ابن ہشام ہیں، اور تمام متاخرین تقریباً انہي کتابوں سے مواد اخذ کرتے ہیں "

پھر انہوں نے متاخرین کا ذکر کیا اور کہا : " مواد تاریخ کیلیے تقریباً یه تمام ذخیرہ بیکار ہے - کیونکه اول تو کوئي نئي شہادت نہیں، پھر ترتیب و تنظیم اور جزئیات تاریخ کے لحاظ سے بھي کچھ مفید نہیں " انہوں نے ابن خلدون کے مقدمه، مقریزي کي تاریخ مصر، اور اندلس کے مورخین کو اس عام تنزل تاریخي سے مستثنی کردیا، اور محي الدین مراکشي، ابن زبیر غرناطي، اور مقري کي بہت تعریف کي " جنہوں نے قرون مدینة اندلس سے متعلق بہترین مواد تاریخي جمع کیا، اور مذاق تصنیف کے تنزل اور تمدن علوم کي اس بد مذاقي سے محفوظ رہنے میں کامیاب ہوے جو تمام مشرق پر طاري تہا "

سلسلۂ بیان میں انہوں نے تاریخ مصنفات اسلامیۂ و عربیه کے متعلق جا بجا نہایت مفید اور دقیق اشارات کیے، جو افسوس ہے که اردو مختصر نویسي کے رائج نہونے کي وجہ سے قلمبند نہیں کیے جاسکتے - مثلاً انہوں نے طرز تصنیف، طریق ترتیب، تنظیم مطالب، تقسیم ابواب و فصول، تبویب عناوین و مواضع، اور حسن ضبط و تسلسل بیان کے لحاظ سے بھي قدماء مصنفین کو متاخرین پر ترجیح دي، اور کہا که " تمام دنیا میں علوم و تمدن کي ترویج و ترقي کے ساتھ اقوام متمدنه کے علمي ذخیرہ میں بھي نئي نئي خوبیاں پیدا ہوئي ہیں، مگر تاریخ اسلام کا حال اس لحاظ سے نہایت عجیب اور بالکل برعکس ہے - یہاں مذہب، علم، اخلاق، اور سیاست، سبکي خوبیاں قدماء کے حصے میں آئیں، اور جسقدر زمانه گذرتا گیا، ترقي کی جگہه ہر شے میں انحطاط ہوتا گیا - حتی که آجکل کے ترقي یافته فن تصنیف کے لحاظ سے بھي تمام خوبیاں قدماء اہل اسلام ہي کے یہاں مل سکتي ہیں "

اسي سلسلے میں انہوں نے ایک نئي بات کہي جسپر ممکن ہے که عام طور پر تعجب کیا جاے -

جب وہ سلسلۂ بیان میں فن تدوین علوم کے متعلق قدماء کے حالات بیان کرنے لگے، تو انہوں نے اپنا خیال ظاہر کیا که " نه صرف عظمت موضوع و تقدس مضمون کے لحاظ سے، بلکه طرز تصنیف و ترتیب، ضبط مطالب، اور حسن تقسیم و تنظیم کے لحاظ سے بھي تمام تاریخ اسلام میں بہترین کتاب " صحیح بخاري " لکھي گئي ہے، اور کوئي اسلامي تصنیف اس تک نہیں پہنچ سکتي - امام بخاری کے بعد بقیه اصحاب صحاح و جامعین سنن و معاجم و مسانید نے نئے نئے اسلوب مطالب پیدا کیے، مگر کوئي کتاب صحیح بخاري تک نه پہنچ سکي، اور یه میں محض فن حدیث کي قدیم خوش اعتقادیوں کي بنا پر نہیں کہه رہا ہوں، بلکه یقین کیجیے که اس فن تصنیف کو پیش نظر رکھکے جو ترقي یافته علمي زبانوں میں آج پایا جاتا ہے، میں نے علي وجه البصیرة یه راے قائم کي ہے "

اسکے بعد انہوں نے مثالیں دیکر واضح کیا که اس تمام ذخیرہ کا کیا حال ہے ؟ متقدمین کي تصنیفات ناپید، اور متاخرین کا ذخیرہ غیر مفید :

" پھر یه حال بھي صرف مواد تاریخ و واقعات کے لحاظ سے ہے - طرز تصنیف و ترتیب و تفحص جزئیات و علل کي راہیں تو تقریباً بالکل مسدود ہیں - آجکل کے مصنف کے فرایض پچھلے مصنفین سے بالکل مختلف ہوگئے ہیں، اور اسکا کام بہت مشکل ہے - اب محض سلسلۂ سنین و اعصار سے واقعات غیر مربوط و غیر معلل کو جمع کردینا کسي مکمل تاریخ کا نام حاصل نہیں کرسکتا - فلسفۂ تاریخ کي وہ راہ جسے ابن خلدون نے پیدا کیا مگر ہمیں اسپر نه چلا سکا، اور جسے اب یورپ نے اپنا طریقۂ کار قرار دیا ہے، ہمارے سامنے ہے، اور ہمیں اسی پر چلنا چاہیے - غور کیجیے که اس لحاظ سے موجودہ زمانے کے ایک مورخ کے کیا فرائض ہیں ؟ "

اسکے بعد انہوں نے ان فرائض کي تشریح کي، اور پھر مثالیں دیکر بتلایا که " قدماء کے غیر مکمل اور متاخرین کے غیر مفید ذخیرہ سے ایک ایسي تاریخ کا مرتب کرنا کسقدر مشکل کام ہوگیا ہے - آجکل کي تاریخوں اور سیرتوں کے جو ضروري ابواب ہیں، ان میں سے ایک باب کیلیے بھي ہمیں مکمل ذخیرہ نہیں ملسکتا یه کمي اب صرف اجتہاد فکر، سلامتي ذوق، اعتدال راے، قوة استدلال و استنباط، اور بہت زیادہ وسعت مطالعه و نظر ہي سے دور ہوسکتي ہے - ہماري بہت سي قیمتي معلومات ہیں جنکو کوئي با قاعدہ جگه نہیں ملي ہے، مگر وہ کہیں نه کہیں پریشان اور آوارہ گرد ضرور موجود ہیں - اسقدر وسیع نظر ہوني چاہیے که صدہا غیر متعلق کتابوں سے آپ اپنے موضوع کا مواد حاصل کرسکیں - بہت ممکن ہے که جو تاریخي واقعه تاریخ ابن اثیر میں آپکو ملنا چاہیے تہا، وہ خوارزمي کے کسي خط میں آپ کو ملجاے اگرچہ وہ ادب کي کتاب ہے - ہوسکتا ہے که آپ کسي اہم واقعه کي تفصیل کیلیے تمام تاریخوں کي ورق گرداني کرچکے ہوں اور ناکام رہے ہوں، لیکن وہ ایک کتاب حدیث کي شرح میں ملجاے، جہاں ضمناً اسکا کچھه تذکرہ آگیا ہے !

آپ ایک عمارت بنارہے ہیں، مگر اسکا مصالحه صدہا میلوں کے رقبه میں پھیلا ہوا ہے، اور ایسے ایسے گوشوں میں پوشیدہ ہے جنکا وہم و گمان بھي نہیں ہوسکتا - پس بہت ہي وسیع تلاش و تفحص کي ضرورت ہے، اور صرف ایک فن ہي کي نہیں، بلکه واقفیت عامه کي - ارباب کار سمجھه سکتے ہیں که یه کسقدر مشکل کام ہے ؟ "

اسي سلسلے میں مطالعه کا ذکر آگیا، اور طالبان علم کیلیے نہایت مفید نکات اونہوں نے بیان کیے - مثلاً اونہوں نے کہا که " محض کثرت مطالعه ہي مفید نہیں ہے بلکه اصل شے " حسن مطالعه " و " قوت اخذ و نظر " ہے - بہت سي کتابوں کو پڑھکر بھي ایک شخص جاہل رہسکتا ہے - جب اخذ مطالب و تفحص نوادر کي قوت دماغ میں پیدا ہوجاتي ہے، تو پھر اسکي ضرورت نہیں ہوتي که ہر کتاب کو اول سے لیکر آخر تک پڑھا جاے، اور اسکے تمام کار آمد مطالب کے نوٹس لکھ جالیں - بڑے مصنفین نے کبھي

فلسفی ہو، لیکن جب وہ کسی علم واقعہ کے متعلق شہادت دے، تو اوسکی حیثیت ایک مزدور کے علم و یقین سے زیادہ نہ ہوگی- جس آنکھہ اور کان سے ایک مزدور اوس واقعہ کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے، اوسی کان سے سنکر، اوسی آنکھہ سے دیکھہ کر، ارسطو بھی شہادت کے کٹھرے میں کھڑا ہوگا - اگر وہ حالت شہادت میں عقلی اصول پر واقعات کا نقد کریگا، تو جج اسے اپنے فرائض کی توہین سمجھے گا اور سپاہی کو حکم دیگا کہ ارسطو کو توہین عدالت کی پاداش میں سزا دے !

سنہ ۱۸۴۸ع میں فرانس کے علم سیاسی معاملات میں شہادت لینے کیلیے مخصوص لوگ منتخب کیے جاتے تھے - مدرسین، اہل منصب، مصنف، اور انشا پردازوں کی شہادتوں سے عام ملکی مسائل کا فیصلہ کیا جاتا تھا - لیکن اب تاجر، زمیندار، معمولی ملازمین، اور حرفت پیشہ لوگوں کی شہادت لی جاتی ہے - جب شہادتوں کا مقابلہ کیا گیا تو دنیا نے حیرت سے دیکھا کہ نتائج میں کوئی فرق نہیں - چنانچہ بڑے بڑے ججوں نے اسکا اعتراف کیا ہے - ایک جج اپنے یاد داشت میں لکھتا ہے :

" اب شاہدوں کے انتخاب کا حق میونسپلٹی کو حاصل ہوگیا ہے، اور میونسپلٹی ہی سیاسی اغراض کے لحاظ سے ایک شہادت کورد اور دوسرے کو قبول کرتی ہے - میونسپلٹی کے تعلق سے معمولی درجہ کے تاجروں کی شہادت قبول کی جاتی ہے، حالانکہ اس سے پہلے بڑے بڑے عہدہ دار شاہد بنائے جاتے تھے - لیکن گواہوں کی حالت میں اس سے کوئی محسوس فرق پیدا نہیں ہوا - نتائج جیسے پہلے تھے، ویسے ہی اب ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ ججمنٹ تمام پیشوں کا عطر اور خلاصہ ہے - جو تعلیم یافتہ جماعت شہادت کے کٹھرے میں کھڑی ہوتی ہے، اوسکو احتیاطاً عام پیشہ ور لوگوں کے تجارب کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے - اسلیے نتیجہ وہی ہوتا ہے جو دوسری صورت میں تھا - روایت کے لحاظ سے ادنی درجہ کے لوگوں میں بھی ثقات کی کمی نہیں، اسلیے بصارت کے معاملات میں ہر شخص جج کو یکساں نتیجہ پر پہونچا سکتا ہے "

شاہدوں پر بھی واقعات خارجیہ کا اوسی طرح اثر پڑتا ہے، جسطرح ایک عامی پر پڑتا ہے - ایک جج کہتا ہے :

" ایک شگفتہ رو عورت مسکرا کر گواہوں کی سراسیمگی کو اپنا فریفتہ بنا لے سکتی ہے "

ایک بیرسٹر کا قول ہے :

" ایک دودھہ پلانے والی عورت، اور چند غریب یتیم بچوں کی مصیبت، گواہوں سے بلا تامل جھوٹ بلوا سکتی ہے "

اگر ایک شخص کوئی پولیٹکل یا تمدنی جرم کرتا ہے، اور گواہ سمجھتا ہے کہ ملک و قوم پر اسکا عام اثر ہوگا، تو وہ اوسکے خلاف نہایت بیدردانہ شہادت دیگا - لیکن اگر ایک شخص کسی لڑکی کو بھگا لیگیا ہے، تو شاہد کی شہادت میں بیرحمی کی وہ جھلک نظر نہ آئیگی - کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس جرم کا کوئی علم قومی اور پبلک اثر نہیں پڑیگا -

گواہ اکثر نفوذ و اقتدار سے بھی متاثر ہوجاتے ہیں - ایک دولت مند، خطاب یافتہ، اور مشہور آدمی کے خلاف اگر کسی تعلیم یافتہ شخص کو شہادت دینی ہو، تو اوسکی حالت اوس سے بالکل مختلف ہوگی، جب وہ چور کے خلاف شہادت دیگا - ایک بیرسٹر کہتا ہے :

" وکلاء کو چاہیے کہ گواہوں کے حرکات و اشارات کو بار بار دیکھیں - جسطرح ایک علم آدمی سے خطاب کیا جاتا ہے، ٹھیک اوسی طرح اوس سے بھی خطاب کرنا چاہیے - شاہد پر جو خارجی اثر پڑ رہا ہے، اوس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے "

(پہلے کالم کا بقیہ مضمون)

پس نامہ نگاروں کی جماعت بھی علم افراد کی طرح ہر خبر سے متاثر ہوتی ہے - اگر جرمن قوم کا نامہ نگار ہے تو اوسکو ہمیشہ جرمن جھنڈا ہی بلند نظر آئیگا - جرمنی کے مظالم کی داستان کتنی ہی درد انگیز ہو، جرمن نامہ نگار اسکی کوئی بہتر تاویل کرلے گا - مگر فرانس کا نامہ نگار اس میں اصلیت سے زیادہ مبالغہ کی رنگ آمیزی کرے گا - غرضکہ دنیا کی قدیم و جدید تاریخ پر اعتبار کرنے کا ہمارے پاس کوئی صحیح ذریعہ نہیں - قدیم عہد ظلمت کو جدید دور برق و کہربائیت نے کچھہ زیادہ روشن نہیں کیا - دنیا جسطرح پہلے تاریک تھی اب بھی ہے -

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خُلّت

یا

تاریخ " امۃ مسلمہ "

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہاے دوست
صد بار خواندہ و دگر از سر گرفتہ ایم

(۴)

(۵) سورۂ انعام کی آیۃ کریمہ کا پہلا ٹکڑا آپ پڑھچکے ہیں لیکن اسکے بقیہ حصہ سے بھی اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے :

و وہبنا لہ اسحاق و یعقوب کلاً ہدینا، و نوحا ہدینا من قبل، و من ذریتہ داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسی و ہارون، و کذالک نجزی المحسنین- و زکریا و یحیی و عیسی و الیاس، کل من الصالحین- و اسماعیل و الیسع و یونس و لوطا و کلا فضلنا علی العالمین- (۶ :)

اور ابراہیم کو ہم نے اسحاق و یعقوب کی نسل بخشی، اور نوح بھی جنکو انسے پہلے ہم نے راہ دعوۃ حق دکھلائی تھی ایسی ہی ایک نسل حق کی بخشش سے ممتاز ہوے تھے، اور انکی ذریت میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسی اور ہارون کو ہم نے پیدا کیا، جو اقوام و امم کی ہدایت کا وسیلہ بنے - یہ بہت ہی بڑی فضیلت ہے، اور جو صاحبان احسان ہیں، انکو اسی طرح خدا تعالی جزاء خیر دیتا ہے - نیز زکریا، یحیی، عیسی، اور الیاس کہ یہ سب کے سب صالحین میں سے تھے - اور اسماعیل، الیسع، یونس، اور لوط کہ ان سب کو ہم نے تمام جہان میں فضلیت و امتیاز سے سر بلند کیا !!

سورۂ انعام کی یہ آیۃ اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ جسطرح ایک مقام پر انبیاء کرام کی ایک بڑی تعداد کا یہاں ذکر کیا گیا ہے، اسطرح اور بہت کم کیا گیا ہے - اس آیۃ نے بغیر کسی پیچیدگی کے بالکل صاف صاف واضح کردیا ہے کہ حضرۃ ابراہیم کی دعوۃ موسسہ تھی، اسکے لیے انبیاء مجددین کا ایک بڑا سلسلہ قائم ہوا،

ساتھ ہي جماعت پر جو موثرات فرداً فرداً اثر ڈالتے تھے، وہ اب مجموعي طور پر منظر عام پر آجاتے ہيں۔ دنيا کا سويا ہوا نفوذ و اقتدار دفعتاً بيدار ہوجاتا ہے۔ جنرل، سپہ سالار، فوج، سلاطين اپني زرق برق ورديوں کے ذريعہ اپنے فاتحانہ اقتدار کا مجموعي اثر ڈالتے ہيں، مذہب و وطنيت کا جوش تازہ کيا جاتا ہے، مقرروں کي تقريريں ميدان جنگ سے ليکر ايوان سلطنت تک ميں آگ لگاتي رہتي ہيں، تجارب قديمہ کا بار بار اعادہ کيا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ يہ قوم ہماري پراني دشمن ہے، ہمارے تہذيب و تمدن کو اس نے سينکڑوں بار برباد کرديا ہے، بائيسکوپ ميں فوجي نقل و حرکت کے تماشے دکھائے جاتے ہيں۔ قلعے فتح کيے جاتے ہيں، گرجوں ميں آگ لگائي جاتي ہے، دارالعلوم اور کتب خانے لوٹ ليے جاتے ہيں، قوم ديکھتي ہے کہ ہمارے علوم و فنون کا، ہماري دولت و ثروت کا، ہماري گذشتہ مجد و عظمت کا سرمايۂ کہن دفعتاً برباد ہوا جاتا ہے۔ قوم زخميوں کا چہرہ نہيں ديکھتي، انکے چہرے کا زخم ديکھتي ہے۔ تلوار کي چمک، توپ کي گرج، کمان کي چرچراہٹ، گھوڑوں کي ہنہناہٹ، جنگي جہازوں کے مستول، لہراتے ہوے پرچم، رنگيں جھنڈے، اور ان سب کا مجموعي ساحرانہ اثر، دنيا کے دفتر حواس کا شيرازہ درہم برہم کرديتا ہے۔ حقيقت صورت کے پردے ميں چھپ جاتي ہے، تکرار و اعادہ جسکا جماعت پر سب سے زيادہ اثر پڑتا تھا، ايک عام چيز ہوجاتي ہے۔ ہر شخص خواہش کرتا ہے کہ باتوں کو دہراؤ، واقعات کا اعادہ کرو، ايک ہي خبر کو بار بار اغراق و شاعري کا اضافہ کرکے سناتے رہو!

ايک ہي خبر مختلف اخباروں ميں بار بار شائع ہوتي ہے، اور دنيا اسکو مختلف زبانوں سے سنتي ہے۔ سريان خيال کا معنوي اثر عام ہوجاتا ہے، اور پريس کي مادي طاقت اوس ميں اور بھي بال و پر لگا ديتي ہے۔

پس زمانۂ جنگ ميں دنيا جماعت کا ايک مشتبہ مجموعہ بن جاتي ہے، اور جماعت کے تمام موثرات نيچے سے، اوپر سے، اندر سے، باہر سے، مشرق سے، مغرب سے، جنوب سے، شمال سے، غرض ہر طرف سے اپني پوري طاقت کے ساتھ عمل کرنے لگتے ہيں۔ اسليے تمام دنيا اندھي ہوجاتي ہے، خيرہ سر ہوجاتي ہے، بيراہہ رو ہوجاتي ہے۔ افلاطون اپنے رواق ميں افلاطون تھا، مگر ان موثرات کے ہجوم ميں وہ بھي مثل اوروں کے ايک انسان ہے۔ فلسفہ يہاں کيا کام ديسکتا ہے؟ وہ بھي اسي آب مدہوشي کا ايک گھونٹ پيکر عالم خالت ميں مدغم ہوجاتا ہے!!

اس عالم ميں دنيا واقعات کو مسخ کرديتي ہے، رات کو خواب ميں ہوائي جہاز اڑتا ہوا ديکھتي ہے۔ تناقض واقعہ بن جاتا ہے، تمام متناقض واقعات کو وہ قبول کرليتي ہے، "التوحيد في التثليث و التثليث في التوحيد" کي حقيقت اوسکے ليے اوتني ہي ناقابل انکار ہوجاتي ہے، جتنا فلسفہ، تناقض و تضاد کے استحالہ کو بديہي اور ناقابل انکار قرار ديتا تھا!

پس زمانۂ جنگ ميں دنيا ايک ظلمت کدہ بن جاتي ہے، جس ميں تلوار کي چمک کے سوا دوسري روشني نظر نہيں آتي، اور اسي برق عالم سوز کي چمک نے دنيا کو اندھا کرديا ہے!

(نامہ نگاران جنگ اور فلسفۂ اجتماع)

اب بيسويں صدي ميں نامہ نگاران [illegible] شروع کي ہے، ليکن ہمکو انکے فن روايت کا بھي نقد [illegible] اور انکي روايت کي حقيقت پر فلسفۂ اجتماع کي روشني ميں نظر ڈالني چاہيے۔ بہت کم لوگ ہونگے جنہوں نے اس حيثيت سے اس موضوع کا [illegible]۔

زمانۂ جنگ ميں دنيا ايک نئي جماعت بن جاتي ہے، اور اسکے تمام افراد کے معتقدات و خيالات، بلکہ کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، سب ايک ہو جاتے ہيں۔ نامہ نگاران جنگ بھي اسي دنيا ميں رہتے ہيں، اسليے وہ بھي اسي نئي متحدہ جماعت کا ايک جزو ہوتے ہيں۔ کہيں باہر سے نہيں آتے۔ دنيا پر جن چيزوں کا اثر پڑسکتا ہے، وہي ان پر بھي پڑتا ہے۔ بلکہ ميدان جنگ کے مناظر خونيں اور انکا دائمي مطالعہ ان پر جنگ کا سب سے زيادہ اثر ڈالتا ہے۔

اگر دنيا اندھي ہے تو وہ بھي اندھے ہيں، اگر دنيا بہري ہے تو وہ بھي بہرے ہيں۔ اسليے وہ جو کچھ ديکھتے ہيں، اور جو کچھ سنتے ہيں، وہ بھي اوتنا ہي مشتبہ، قابل جرح، اور غلط آميز ہوتا ہے۔ جتنا خود ہمارے مشاہدات و مرئيات۔ و ليس المسئول با علم من السائل؟

پھر يہ کيسي عجيب بات ہے کہ جب دنيا اندھي ہوتي ہے تو اندھوں سے بينائي مانگتي ہے؟ جب وہ بہري ہوجاتي ہے تو بہروں سے سامعہ طلب کرتي ہے؟ جب محروم العقل ہوجاتي ہے تو اپنے ہي جيسے محروم العقل ہستيوں سے عقل و دانائي کا سوال کرتي ہے؟ جنگ کا جو عالمگير اجتماعي اثر جماعت کے حواس و اميال پر پڑتا ہے، اس سے نامہ نگاروں اور مورخين عصر کو کيوں مستثنى سمجھ ليا جائے؟ وہ بھي اسي جماعت کے افراد ہيں جو جنگ کے جماعتي ہيجان و انفجار جذبات کے سوا اور سب کچھ کھوچکي ہے، اور عقل و استدلال و مشاہدات عقليہ سے يکقلم محروم ہے۔ وہ نہ تو آسمان سے اترے، اور نہ زمين ہي شق ہوئي تاکہ نامہ نگاروں کي ايک صف اسکے اندر سے ابھرتي۔ وہ جماعت ہي کي اندھي نظر، جماعت ہي کے بہرے کان، جماعت ہي کے محروم العقل دماغ کو ساتھ ليکر اس کوہ فراموشي کے عين دامنوں ميں چلے گئے، جسکا ساحرانہ اثر ہزارہا ميلوں اور فرسخوں کے فاصلے سے تمام دنيا کو مسحور کرچکا تھا۔ پس جس سمندر کي لہريں دور کي بستيوں کو پيام ہلاکت دے رہي تھيں، وہ عين اسکے اندر ڈوب گئے، جس آتش فشاں پہاڑ کي باران سنگي دور دور کي آباديوں کيليے بارش ہلاکت تھي، وہ عين اسکے کناروں ميں جاکر کھڑے ہوگئے۔ اب وہ صرف اوروں جيسے ايک معطل دماغ ہيں، بلکہ اوروں سے زيادہ کھوے ہوے، اوروں سے زيادہ گم کردہ، اوروں سے زيادہ عقل فراموش، اوروں سے زيادہ مدہوش و حواس فروش!

کہا جاتا ہے کہ اونکي خبريں يقيني مشاہدات کا نتيجہ ہوتي ہيں، ليکن اوپر کي مثالوں اور علمي بيانات سے ثابت ہوچکا ہے کہ جماعت کا مشاہدہ بالکل غلط ہوتا ہے، اور وہ بھي اسي جماعت کے زيادہ غلط بين افراد ہيں۔

نامہ نگاران جنگ کو جو خصوصيت تمام دنيا سے ممتاز کرتي ہے وہ يہ ہے کہ وہ ايک مخصوص جماعت ہيں جنکو عيني گواہوں کي جماعت کہنا چاہيے، اسليے ہمکو گواہوں کي خصوصيات نفسيہ پر بحث کرنا چاہيے، تاکہ انکي قوت شہادت واضح ہوسکے۔

شہادت کيليے عموماً تعليم يافتہ اور روشن خيال لوگ منتخب کيے جاتے ہيں، ليکن جماعت تو عقل سے خالي ہوتي ہے، اسليے اگرچہ وہ لوگ شخصي حالتوں ميں بہت بڑے دانا و ہوشمند تھے، ليکن جماعت ميں داخل ہوکر انہوں نے بھي اپنے قواے عقليہ کو بالکل کھو ديا ہے، اور انکي حيثيت ايک عام فرد کي سي ہوگئي ہے۔

عقل ايک روشني ہے، ليکن روشني ہر جگہ کام نہيں ديتي۔ سورج کو ہر شخص يکساں طور پر ديکھتا ہے، ليکن يکساں طور پر انسے روشني سے کام نہيں ليا جاتا۔ اسليے شاہد کتنا ہي بڑا

نہیں آتا تھا - اسلیے تمام متاخرین اس سے متاثر ھوے، اور اس مشکل سے بچنے کیلیے سب نے ضروري سمجھا کہ حضرۃ نوح ھي کي طرف ضمیر کو لیجائیں - یہاں تک کہ ھمارے جلالین نے تو اختلاف کا ذکر بھي نہیں کیا - بطور ایک مسلمہ قول کے "و من ذریتہ" کي تفسیر " و من ذریۃ نوح " ھي کردي !

جن لوگوں نے اس ضمیر کا مرجع حضرۃ ابراھیم کو قرار دیا، انھوں نے تذکرۂ حضرۃ لوط و یونس کي مشکل کا کیا حل کیا ؟ اسکي تفصیل امام رازي نے نہیں کي حالانکہ پہلے قول کے دلائل پوري تفصیل کے ساتھہ جمع کیے، لیکن تفسیر بالروایۃ کے امام فن، اور تمام طبقۂ مفسرین متاخرین میں اکمل و افضل، حافظ ابو الفداء ابن کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپني بے نظیر تفسیر میں انکے دلائل نقل کیے ھیں :

انه دخل في الذرية تغليباً كما في قوله تعالى : " ام كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه : ما تعبدون من بعدي ؟ قالوا : نعبد الٰهك واله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق " فاسماعيل عمه و دخل في آبائه تغليباً (بر حاشيۂ فتح البيان جلد ۴ صفحه ۹۳۰)	حضرۃ لوط کا ذکر اس سلسلہ میں بطور تغلیب کے آگیا ہے اگرچہ وہ نسل ابراھیمي سے نہ تھے، جیسا کہ اس آیۃ میں ہے کہ "جبکہ یعقوب نے اپنے بیٹوں سے پوچھا : میرے بعد تم کس کي پرستش کروگے ؟ تو اونھوں نے کہا : ھم تیرے خدا اور تیرے آباؤ اجداد ابراھیم، اسماعیل، اور اسحاق کے خداے واحد کي پرستش کرینگے -

یہ ظاھر ہے کہ حضرۃ اسماعیل حضرۃ یعقوب کے چچا تھے، باپ نہ تھے - لیکن اولاد یعقوب نے اونکو بھي "آبائک" میں داخل کیا - پس جسطرح یہاں تغلیباً انکا نام لیا گیا ہے، اسي طرح نسل ابراھیمي میں حضرۃ لوط کو بھي داخل کر دیا -

اس سے معلوم ھوا کہ جو محققین اس طرف گئے کہ ضمیر حضرۃ ابراھیم کي طرف عائد ہے، وہ بھي اس مشکل سے پوري طرح متاثر ھوے کہ حضرۃ لوط و یونس کا ذکر سلسلۂ ذریۃ میں کیوں آگیا ہے ؟ اور اسکے سوا اور کوئي حل نہ قرار دیسکے کہ حضرۃ لوط کو تغلیباً ذریۃ ابراھیم علیہ السلام میں داخل کردیا جاے -

لیکن کیا یہ جواب تشفي بخش ھوسکتا ہے ؟ دلیل میں انھوں نے ایک آیۃ پیش کي ہے جسمیں اولاد یعقوب نے حضرۃ یعقوب کے چچا (حضرۃ اسماعیل) کو بھي انکے آباء میں داخل کیا تھا، لیکن کیا یہ مثال واقعي اس مشکل کا حل کردیتي ہے ؟

زیادہ غور کي ضرورت نہیں، ایک سرسري نظر ڈالکر ھر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ جواب نہ صرف ضعیف بلکہ ضعیف سے بھي کچھہ زیادہ ہے، اور قرار دادہ تغلیب کے ثبوت میں جو آیۃ پیش کي گئي ہے، اس سے پیش نظر مشکل کیلیے کوئي مدد نہیں ملتي -

بلا شبہ اولاد یعقوب نے حضرۃ اسماعیل کو بھي " آبائک " میں شامل کیا، لیکن یہ کوئي طرز بیان کي مخصوص تغلیب نہیں ہے بلکہ لغت و زبان اور اطلاقات رسم و ملک کا عام سوال ہے - "چچا" اپني بزرگي اور رشتے کي عظمت کے لحاظ سے ھر جگہ مثل باپ کے سمجھا جاتا ہے، اور علي الخصوص عربي زبان میں تو "اب" کا اطلاق بکثرت "عم" پر ھوتا ہے - خالہ کو بھي اھل عرب "ام" کہتے ھیں - "آزر" حضرۃ ابراھیم کے چچا تھے - باپ نہ تھے - توراۃ میں حضرۃ ابراھیم کے باپ کا نام "تارح" ہے، اور حضرۃ ابن عباس، مجاھد، ابن جریج، اور سدي نے اسکي تصریح کردي ہے - لیکن قرآن حکیم نے "آزر" کو اسي آیۃ کریمہ کے آثار میں حضرۃ ابراھیم کا " باپ " کہا : و اذ قال ابراھیم لابیہ آزر - خود احادیث میں اس اطلاق کے شواھد ملسکتے ھیں - ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کي نسبت فرمایا : ردوا علي ابي - حالانکہ حضرۃ عباس آپکے چچا تھے - پس اگر " آبائک " میں حضرۃ اسماعیل داخل کیے گئے، تو یہ ایک ایسي تغلیب ہے جو لغۃ عرب میں عام طور پر رائج ہے، اور " اب " کا اطلاق " عم " پر بلا تغلیب کیا جاسکتا ہے - بلکہ لغۃ کي بنا پر " اب " کے مفہوم کا دائرہ اس سے بھي زیادہ وسیع ہے - فن لغۃ و الفاظ قرآنیہ کا ایک مسلم الثبوت امام لکھتا ہے :

" الاب " الوالد، ويسمى كل من كان سبباً في ايجاد شيء او اصلاحه او ظهوره ابا ..... و يسمى العم مع الاب ابوين، وكذلك الام مع الاب والجد مع الاب - (مفردات امام راغب اصفهاني صفحه ۴)	" الاب " یعني باپ، اور ھر اس وجود کو جو کسي چیز کي ایجاد یا اصلاح یا ظہور کا سبب ھو، اب کے لفظ سے تعبیر کرتے ھیں - - - - - اور اھل عرب ابوین میں باپ کے ساتھہ چچا کو بھي داخل کرتے ھیں اور ماں اور دادا بھي اب کے ساتھہ تبعاً مفہوم میں داخل ھوسکتے ھیں -

لیکن اس سے یہ کیونکر ثابت ھوگیا کہ اُن اشخاص کو بھي کسي شخص کي نسل میں داخل کردیا جاسکتا ہے، جو اسکي نسل سے نہیں ھیں ؟ " اب " کا اطلاق خود زبان عربي میں چچا پر ھوتا ہے اور اسلیے حضرۃ اسماعیل بھي آباء یعقوب میں شامل کیے گئے، لیکن عربي میں ذریۃ کا اطلاق غیر ذریۃ و نسل پر کب ھوتا ہے کہ حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس بھي "ذریۃ" کے اطلاق میں آسکتے ؟ مثال جو دي گئي ہے وہ یقیناً لغۃ کے مطابق ہے، اور اسلیے بالکل ٹھیک ہے، لیکن جس دعوے کیلیے اس سے مدد کا کام لیا گیا ہے، اسکے لیے لغۃ میں گنجائش کہاں ہے ؟ کہہ دیا ہے کہ وہ بھي تغلیب ہے اور یہ بھي تغلیب ہے - لیکن وہ تو ایسي تغلیب ہے جو لغۃ نے کي، عرف و رسم نے کي، اور اسکے شواھد موجود ھیں، مگر یہ کیسي تغلیب ہے جسکے لیے نہ تو لغۃ موید ہے، نہ عرف و عوائد، اور نہ اور کوئي وجہ و سبب ؟

غرضکہ قائلین قول ثاني نے جو وجہ بتلائي ہے وہ تشفي بخش نہیں، اور لیس بشي میں داخل ہے -

(کشف حقیقت)

اب چاھیے کہ بطور خود اس آیۃ کریمہ پر تدبر کریں -

بلا شبہ اس آیۃ میں " و من ذریتہ " کي ضمیر حضرۃ ابراھیم علیہ السلام ھي کي طرف عائد ہے، اور جن مفسرین کرام نے اسکا مرجع حضرۃ نوح کو قرار دیا ہے، انکي تفسیر بوجوہ متعددہ و بینہ مرجوح ہے -

یہ بالکل واضح ہے کہ ان آیات میں ابتدا سے حضرۃ ابراھیم علیہ السلام کا تذکرہ ھو رھا ہے، انھي کے فضائل و مدارج کي خبر دي گئي ہے، انھي کي نسبت اپنے اس فضل و کرم کو بتلایا ہے کہ بقاء نسل و دوام ذکر کا مرتبہ عطا کیا گیا، وھي ھیں جنکو حضرۃ اسحاق اور یعقوب کي سي اولاد و احفاد دي گئي، جنکے ذریعہ نسل ابراھیمي نے ایک وسیع سلسلۂ اقوام و انبیاء کا پایا -

اب درمیان میں حضرۃ نوح علیہ السلام کي طرف صرف اسقدر اشارہ آگیا ہے کہ حضرۃ ابراھیم سے پہلے انپر بھي ایسا ھي فضل الٰہي ھوا تھا، لیکن یہ بالکل ایسا درمیاني و غیر مسلسل جملہ ہے، جیسا ھم لوگ درمیان میں جملۂ معترضہ بول جاتے ھیں - اور ترتیب بیان، ربط مضمون، احاطۂ موضوع، سلسلۂ ما سبق، داعیۂ مطالب، یہ سب باتیں ثابت کرتي ھیں کہ اس درمیاني تذکرۂ نوح کے بعد بھي حضرۃ ابراھیم علیہ السلام کا ذکر ھونا چاھیے - اگر ایسا نہیں

وہ سب کے سب دعوۃ ابراهيمي هي کے ذیل میں داخل هيں، کیونکہ وہ سب " ذریۃ ابراهيمي " کي نسبت سے بیان کیے گیے، اُن تمام انبیاء کرام میں سب سے زیادہ نمایاں اور عظیم الشان انبیاء چودہ تھے، جنکے نام بعض پیش نظر مقاصد کے لحاظ سے خاص طور پر لیے گئے هيں-

لیکن قبل اسکے کہ اس آیۃ کریمہ سے هم استدلال کریں، چند اهم مباحث کا صاف کردینا نہایت ضروري ہے، کیونکہ انکي وجہ سے اس آیۃ کا صاف صاف اور ایک هي مطلب خواہ مخواہ کو پیچیدگیوں میں پڑ گیا ہے، اور حضرات مفسرین کرام رحمهم اللہ تعالی نے مختلف بحثیں اسکے ضمن میں چھیڑ دي هيں-

مرجع ضمیر " ذریۃ " و حقیقت " ذریۃ ")

یہ بالکل ظاهر ہے کہ اس آیۃ اور اسکے ماقبل کي آیتوں میں تذکرہ صرف حضرۃ ابراهیم علیہ السلام کے مقامات و درجات هي کا ہے (جیسا کہ گذشتہ نمبر میں گذر چکا) اور درمیان میں محض ایک ضمني اشارہ حضرۃ نوح علیہ السلام کي جانب بھي کردیا گیا ہے، لیکن چونکہ حضرۃ نوح کے ضمني تذکرہ کے بعد پھر ایک ضمیر آگئي ہے، اسلیے حضرات مفسرین رحمهم اللہ کے سامنے یہ بحث آگئي کہ اس ضمیر کا مرجع کون ہے ؟ حضرۃ نوح یا حضرۃ ابراهیم ؟ (علی نبینا و علیهما السلام)

وضاحت مبحث کیلیے آیۃ کریمہ کا وہ ٹکڑہ پھر ایک بار پڑھ لیجے :

" و وهبنا لـــه اسحاق و یعقوب کـلا هدینا، و نوحا هدینا من قبل، و من " ذریتہ " داؤد و سلیمان و ایوب - الخ " یعني هم نے ابراهیم کو اسحاق اور یعقوب جیسا فرزند اور پوتا دیا، اور نوح جنکو انسے پہلے هدایت کي، اور " انکي " ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب پیدا هوے - الخ- چونکہ حضرۃ نوح کے ذکر کے بعد هي " و من ذریتہ " (اور انکي ذریت میں سے) آگیا ہے، اسلیے سوال پیدا هوگیا کہ یہ " انکي " کي ضمیر کس کي طرف راجع ہے ؟

یہ بالکل واضح تھا کہ تذکرہ اصلي حضرۃ ابراهیم کا ہے، اسلیے اس ضمیر کو بھي انهي کي طرف راجع هونا چاهیے، لیکن حضرات مفسرین کو اسمیں ایک سخت مشکل نظر آئي- انهوں نے دیکھا کہ یہاں لفظ " ذریۃ " کا آیا ہے اور اسکے بعد متعدد انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے، پس اس ضمیر کا مرجع وهي هوگا، جسکي ذریۃ اور نسل سے وہ تمام انبیاء متذکرۂ مابعد پیدا هوے هوں- لیکن جن انبیاء کا بعد میں ذکر کیا گیا ہے، اُن میں حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس علیهما السلام کا بھي نام آیا ہے، اور یہ بالکل ظاهر ہے کہ حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کے معاصر تھے- انکي نسل میں سے نہ تھے- اسي طرح آنکے نزدیک حضرۃ یونس کو بھي نسل ابراهیمي سے تعلق نہ تھا- پس ضرور ہے کہ " و من ذریتہ " کي ضمیر کا مرجع حضرۃ نوح ... اور ترتیب بیان کے لحاظ سے بھي اسکا قریبي مرجع وهي هیں- ... چہ امام ابن جریر طبري رحمۃ اللہ علیہ لکھتے هیں :

والهاء التي في قولـه: " ومـن ذريتـه " مـن ذكر نـوح، و ذالـك ان الله ذكر في سياق الايات التي تتلـو هـذه الاية، لوطا، ومعلوم ان لوطا لم يكن من ذرية ابراهيم .... لو اريد بالذرية ذرية ابراهيم لما دخل يونس ولـوط فيهم، ولا شك ان لوطا ليس من ذرية ابراهيم ولكن من ذرية نوح، فلذالـك وجب ان تكون الهاء في " الذرية " من ذكر نوح- (جلد ۷ صفحه : ۱۷۲)

اور ضمیر کي " هاء " جو " و من ذریتہ " میں ہے، حضرۃ نوح کے متعلق ہے - اسلیے کہ اللہ تعالی نے اس آیۃ کے سلسلے میں حضرۃ لوط کا بھي نام لیا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کي نسل سے نہ تھے - ...... اگر قران کا مقصود لفظ " ذریۃ " سے حضرۃ ابراهیم کي " ذریۃ " هوتا، تو انکي نسل میں حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس کے ناموں کو کبھي داخل نہ کرتا، اور اسمیں کوئي شک نہیں کہ حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کي نسل سے نہیں بلکہ حضرۃ نوح کي نسل سے تھے- اس بنا پر ضروري هوا کہ " ذریتہ " کي " هاء " کو ذکر حضرۃ نوح هي میں سے قرار دیا جاسے-

اس تفسیر کے مطابق تاویل عبارت یوں هوئي کہ " و نوحا وفقنا للحق من قبل ابراهیم و اسحاق و یعقوب، و هدینا ایضاً من ذریۃ نوح ؛ داؤد و سلیمان " یعني نوح کو هم نے ابراهیم و اسحاق و یعقوب سے قبل راہ ارشاد دکھلائي، اور نیز نوح کي نسل میں سے داؤد و سلیمان وغیرهم کي بھي هدایت کي-

تاهم چونکہ آیۃ کا موضوع اور سیاق و سباق کي ترتیب صاف صاف ظاهر کرتي تھي کہ اصل تذکرہ حضرۃ ابراهیم کا ہے نہ کہ حضرۃ نوح کا، اسلیے ایک جماعۃ محققین کي اس طرف بھي گئي کہ یہ ضمیر حضرۃ ابراهیم هي کي طرف راجع ہے، اور آنهی کی ذریۃ کي آگے چلکر مزید تشریح کي ہے -

چنانچہ امام رازي نے دونوں جماعتوں کے قول نقل کیے هیں اور دونوں کو " قیل " کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، نیز قائلین ذکر نوح کے دلائل بھي زیادہ تفصیل سے بیان کیے هیں :

قيل المراد و من ذرية نوح و يدل عليه وجوه (الاول) ان نوحا اقرب المذكورين (الثاني) ذكر في جملتهم لوطا و هو كان ابن اخ ابراهيم و ما كان من ذريتـه بل كان من ذرية نوح، و كان رسولاً في زمان ابراهيم (الثالث) ان ولد الانسان لا يقال انه ذريته فعلى هذا اسمـاعيل ما كان من ذرية ابراهيم بل هو من ذرية نـوح (الرابع) قيل ان يونس ما كان من ذرية ابراهيم- والقـول الثاني - ان الضميـر عائد الى ابراهيم عليه السلام و احتج القائلون بهذا القول بان ابراهيم هو المقصود بالذكر في هذه الايات (ج۳-ص-۷۹)

" کہا گیا ہے کہ مراد اس ضمیر سے ذریۃ حضرۃ نوح کي ہے اور اسکے لیے متعدد وجوہ هیں :
(۱) اس ضمیر کیلیے سب سے زیادہ قریبي مرجع حضرت نوح هي کا ہے -
(۲) من جملہ انبیاء ذریۃ کے حضرۃ لوط هیں، اور وہ حضرۃ ابراهیم کے بھتیجے اور انکے عہد کے ایک رسول تھے، انکي نسل سے نہ تھے -
(۳) کسي آدمي کے بیٹے کو اسکي نسل نہیں کہینگے- ذریۃ کا اطلاق اولاد کي اولاد در اولاد پر هوتا ہے - پس اس بنا پر حضرۃ اسماعیل بھي حضرۃ ابراهیم کي ذریۃ میں نہ هوے- ذریۃ حضرۃ نـوح کي هـوئي، مگر انکا ذکر بھي اس سلسلے میں آیا ہے-
(۴) حضرۃ یونس کا بھي نام آیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ بھی نسل ابراهیمي سے نہ تھے - دوسرا قول اس آیۃ کي تفسیر میں یہ ہے کہ ضمیر حضرۃ ابراهیم هي کي طرف راجع ہے - اس تفسیر کے قائلین نے اس دلیل سے حجۃ پکڑي ہے کہ ان آیات میں اصل مقصود حضرۃ ابراهیم کا تذکرہ ہے - پس ضرور ہے کہ انهي کي نسل کا ذکر جاري رہے! "

چنانچہ عام متداول تفاسیر مثلا مدارک و خازن وغیرہ میں تم پاؤگے کہ دونوں قول نقل کردیے هیں، مگر ترجیح حضرۃ نوح کے مرجع هونے کو دي ہے - اور قدماء میں امام ابن جریر کے علاوہ فراء، قشیري، ابن عطیہ (رحمهم اللہ) بھي اسي طرف گئے هیں- بغوي نے زجاج کا یہ قول نقل کیا ہے : " کلا القولین جائز لان ذکرهما جمیعا قد جری " (دونوں طرح تفسیر کرنا جائز ہے کیونکہ دونوں کا وهاں ذکر کیا گیا ہے)

اصل یہ ہے کہ حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس کے ناموں کا آجانا ایک ایسي سخت مشکل سمجھي گئي، جسکا کوئي عمدہ حل نظر

چنانچه فرمایا که : و من ذريته : داؤد ، و سليمان ، و ايوب ، و يوسف ، و موسى ، و هارون ، و كذالك نجزي المحسنين - و زكريا ، و يحيى ، و عيسي ، و الياس ، كل من الصالحين - و اسماعيل ، و اليسع ، و يونس ، و لوطا ، كلا فضلنا على العالمين !

گو اسکا موقع نہیں لیکن کہنے کیلیے طبیعت میں بے اختیار بیقراری اٹھتی ہے کہ گو یہ مقام محض چند اسماء در عطف کے ساتھہ جمع کردینے کا تھا ، لیکن بلاغت قرانی یہاں بھی اپنے اعجاز سے غافل نہیں - تم دیکھہ رہے ہو کہ ان چودہ نبیوں کے ناموں کو ایک ہی جملہ میں نہیں گن دیا ہے ، بلکہ اسکے تین ٹکڑے کردیے ہیں اور سب کے درمیان وقف ہے - پہلا ٹکڑہ " محسنين " پر ختم ہوا ، دوسرا " صالحين " پر ، تیسرا " عالمين " پر - ایک بہت بڑا نکتۂ بلاغت اسمیں یہ ہے کہ اگر ایک ہی جملۂ تامہ کے اندر یہ پورے چودہ نام آجاتے ، تو وہ ناموں کے اجتماع کا اتنا بڑا جملہ ہو جاتا ، جسکو یک دم پڑھنے سے طبیعت نہایت گرانی و ثقالت محسوس کرتی - اسلیے بہ لحاظ اوصاف غالبہ ان انبیاء کی تین جماعتیں کردیں ، اور ہر جماعۃ کے اسماء کے بعد اُن کی زندگی کے اُن غالب اوصاف کی طرف اشارہ کردیا ، اور اسطرح ایک لنبا سلسلہ جسمیں یکے بعد دیگرے معطوف ہوتے ہوے چودہ نام آجاتے ، تین چھوٹے چھوٹے ہم وزن جملوں میں منقسم ہوگئے -

بہر حال اس سلسلے میں بقیہ انبیاء کے متعلق تو بالکل ظاہر ہے کہ وہ حضرۃ ابراهيم کے بعد بنی اسرائیل میں آے ، اور ہمارا استدلال یہ ہے کہ یہ تمام سلسلہ دعوۃ ابراہیمی کے مجددین ہی کا تھا - لیکن حضرۃ لوط ، حضرۃ یونس ، حضرۃ الیاس ، اور حضرۃ الیسع کے متعلق مفسرین کو مشکلات پیدا ہوگئی ہیں -

حضرۃ لوط کا ذکر اوپر آچکا ہے - حضرۃ یونس بھی انبیاء اسرائیل کے سلسلے کے ایک نبی ہیں جنکا اصلی عبرانی نام " یوناہ " ہے - وہ " متی " کے بیٹے تھے - عہد عتیق کے صحائف میں عبدیاہ نبی کے بعد انکے ظہور و مواعظ کا بھی ایک مستقل تذکرہ ہے - مثل متعدد انبیاء متاخرین کے یہ بھی امۃ اسرائیلی کے آخری ماتم گذاروں میں سے تھے -

پس تعجب ہے کہ حضرات مفسرین (رحمهم الله) نے کیونکر یہ قرار دے لیا کہ حضرۃ یونس نسل ابراهیمی سے نہ تھے ؟ اگر وہ مثل حضرۃ لوط کے ہوتے ، جب بھی وہ ذریۃ ابراهیمی ہی میں داخل تھے کیونکہ سلسلۂ بنو اسرائیل میں جتنے انبیاء کرام آئے ، سب کے سب دعوۃ موسسۂ ابراهیمی کے مجدد تھے - لیکن لطف یہ ہے کہ جسمانی نسل کے اعتبار سے بھی حضرۃ یونس نسل یعقوب سے ہیں اور یعقوب حضرۃ اسحاق کے بیٹے تھے ، اور اسحاق حضرۃ ابراهيم کے (علیہم السلام) !

حضرت " الیاس " کے متعلق بھی لوگوں نے عجیب عجیب قیاسات کیے ہیں ، اور بعضوں کا یہ حال ہے کہ وہ انبیاء کے عبرانی الاصل ناموں کیلیے عربی مادوں اور مصدروں کو ڈھونڈھتے ہیں - در اصل تورات میں جو نام " ایلیاہ " کی شکل میں تم دیکھتے ہو ، وہی عربی میں آکر " الیاس " ہوگیا ہے - حضرۃ ایلیاہ کا تذکرہ کتاب سلاطین اول اور دوم ، دونوں میں موجود ہے - انکا ظہور " اخی اب " پادشاہ کے زمانے میں ہوا ، جو یہودی ہوکر بعل کے بتوں سے مرعوب ہوگیا تھا - انکے متعلق کتاب سلاطین دوم (۲ : ۱۰) میں لکھا ہے کہ جب یردن پار اترے ، تو ایک آتشیں رتھہ آسمان سے اترا - اور وہ یکایک غائب ہوگئے - صدر یوں تو انہی کے دوبارہ ظہور کا انتظار تھا -

بہر حال یہ بھی ایک رسول اور مجدد اسرائیلی تھے ، اور دعوۃ ابراهیمی کی ذریۃ میں جسم و روح دونوں اعتبار سے داخل -

حضرۃ " الیسع " کے متعلق انسے بھی زیادہ غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ، اور انکی شخصیت کے متعلق کوئی صاف فیصلہ نہیں کیا گیا ہے -

بعض تو اس عام غلط فہمی کی بنا پر کہ یہ نام عربی ہیں ، الیسع کے مصادر و مواد ڈھونڈھنے لگے ، بعض نے " الیاس " اور " الیسع " دونوں کو ایک قرار دیا ، بعض نے کہا کہ اسپر الف لام کا آنا اسکی عربیت کی پوری دلیل ہے -

اس سے بھی زیادہ آجکل کے بعض مدعیان تحقیق جدید نے ٹھوکر کھائی ہے ، اور لکھا ہے کہ تورات میں جس نبی کا نام " یسعیاہ " آیا ہے اور جسکا ایک صحیفہ بھی موجود ہے ، وہی الیسع ہیں -

لیکن در اصل یہ تمام تحقیقات بے سود ہے - مثل اور ناموں کے یہ نام بھی عبرانی ہے ، مگر بغیر کسی تبدیلی کے بجنسہ عربی میں آگیا ہے - کتاب سلاطین اول و دوم میں جہاں حضرت ایلیاہ کا ذکر کیا گیا ہے ، وہاں انکے ایک ساتھی " الیسع " بھی ہیں ، جو انکی غیبت کے بعد انکی نبوۃ کے وارث ٹھہرے ، اور جب یردن پار اترے تو یریحو کے انبیاء زادوں نے پکارا : " ایلیاہ کی روح الیسع پر اتری " (سلاطین ۲ : ۱۵)

اگر ہمارے مصنفین نے تورات کا مطالعہ کیا ہوتا ، تو یہ دقتیں پیدا نہ ہوتیں -

بہر حال حضرۃ " الیسع " علیہ السلام بھی قطعاً اسرائیلی ہیں ، اور اسلیے قطعاً حضرۃ ابراهيم علیہ السلام کی جسمانی ذریۃ سے بھی ہیں ، اور انکی روحانی ذریۃ سے بھی ، وہ بھی مثل دیگر انبیاء بنو اسرائیل کے تجدید دعوۃ ابراهیمی کیلیے آے جو شریعۃ موسوی کے نام سے موسوم تھی -

(تفسیر آئمۂ اهلبیت علیہم السلام)

اور الحمد لله کہ " و من ذريته " کی یہی تفسیر بعض ائمۂ اهلبیت کرام علیہم السلام سے بھی کی ہے ، اور فی الحقیقت اُن خزائن و ینابیع علوم نبوت سے بڑھکر اور کون ہے جسکی تفسیر مقبول و مطلوب ہوسکتی ہے ؟

حجاج بن یوسف نے ایک مرتبہ حضرۃ امام باقر علیہ و علی اجدادہ و آبائہ الصلواۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ لوگ حضرات حسنین علیہما السلام کو آنحضرۃ صلی الله علیه و سلم کی ذریۃ قرار دیتے ہیں ، اور کہتے ہیں کہ یہ قران سے ثابت ہے - مگر میں نے تمام قران کا مطالعہ کیا ، مجھے کہیں انکا ذکر نہیں ملا -

اسپر حضرۃ امام علیہ السلام نے فرمایا :

الیس تقرء سورۃ الانعام	" کیا تو نے سورۂ انعام میں یہ ایۃ
" ومن ذريته داؤد وسليمان "	نہیں پڑھی کہ : و من ذريته داؤد
حتى بلغ : ويحيى وعيسى "	و سلیمان " اور کیا اسی سلسلہ
فقال : الیس من ذریۃ	میں حضرۃ عیسی علیہ السلام کا
ابراهيم و ليس له اب ؟	بھی نام نہیں آیا ہے ؟ اگر آیا ہے

تو حضرۃ عیسی حضرۃ ابراهيم کی ذریۃ کیونکر ہوے - حالانکہ انکا باپ نہ تھا ؟

جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرۃ مریم علیہا السلام کے نسب کی بنا پر خدا نے حضرۃ عیسی کو ذریۃ ابراهيم قرار دیا ، تو پھر حضرۃ سیدۃ النساء فاطمۃ الزهراء علیہا السلام کے لخت جگر کیوں رسول الله صلی الله علیه و سلم کی ذریۃ نہوں ؟

امام رازی وغیرہ نے اس جواب کو حضرۃ امام باقر علیہ السلام کی طرف نسبت دی ہے ، لیکن حافظ ابو الفداء نے بسلسلۂ روایت یحیی بن یعمر کی طرف منسوب کیا ہے - میں نے حضرات مفسرین اثنا عشریہ کی مصنفات اس غرض سے دیکھیں ، تو تفسیر صافی میں بجنسہ حضرۃ امام کا مندرجۂ صدر قول ملگیا -

اس جواب سے ثابت ہوا کہ آیۃ انعام میں " و من ذريته " کی ضمیر کا حضرت ابراهيم کی طرف عود اسدرجہ مسلم تھا کہ جب حضرۃ امام نے استدلال کیا ، تو معترضین کچھہ جواب نہ دیسکے -

نیز یہ کہ حضرات آئمۂ اہل بیت نبوۃ علیہم السلام کا بھی یہی مسلک تھا - و الحمد لله على ذالك -

ہے تو یہ ربط و نظم بیان کے بالکل خلاف ہے' اور لوگ اسے کلام الٰہی کیلیے جائز رکھیں' مگر ہم جائز نہیں رکھ سکتے -

جن مفسرین نے اس رائے کو قبول نہ کیا' بلا شبہ انہوں نے حقیقت شناسی کا زیادہ ساتھ دیا' لیکن افسوس کہ جسقدر ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے' اسمیں انکی جانب سے کوئی تشفی بخش حل اُن مشکلات کا نہیں ملتا جو قائلین مذہب اول نے پیدا کردیے ہیں -

" ذریة " کے لفظ' اور حضرة لوط اور حضرة یونس کے تذکرہ نے کچھ ایسا الجھاؤ پیدا کردیا ہے کہ پہلی جماعت نے تو اسکو لا علاج قرار دیکر سرے سے ضمیر ہی کو بدل دیا' اور دوسری نے بھی تغلیب کے سوا اور کچھ چارۂ کار نہ دیکھا -

لیکن دراصل اسکا حل دوسرا ہے - ممکن ہے کہ ہم حقیقت سے کوئی قریب تر جگہ پالیں - " ذریة " کی ضمیر تو ضرور حضرة ابراہیم ہی کی طرف پھرتی ہے - اسمیں کوئی شک نہیں - لیکن " ذریة " کے لفظ سے یہاں مقصود محض جسمانی نسل ہی نہیں ہے - انبیا کی ذریة اصلی' ذریة جسمانی نہیں ہوتی' اور نہ جسمانی نسل کوئی ایسی چیز ہے کہ اسے انبیاء کیلیے خدا ایک بہت بڑی نعمت قرار دے - بلکہ یہاں حضرة ابراہیم کی وہ عظیم الشان " ذریة " معنوی مراد ہے جو انکی " دعوة مؤسسہ " سے مثل حضرة نوح کے پیدا ہوئی اور پھیلی' اور جسکے بڑے بڑے مجدد وہ انبیاء کرام علیہم السلام تھے' جنکے اسماء گرامی اس آیة کریمہ میں لیے گئے ہیں -

خدا تعالی یہاں اپنے احسان و فضل کا ذکر کررہا ہے' جو خصوصیت کے ساتھ حضرة ابراہیم علیہ السلام پر مبذول ہوا -

اس احسان کا ایک ٹکڑا تو خاص انکی ذات و عہد سے تعلق رکھتا تھا کہ اللہ نے انکے قلب کو تمام نقائص خارجیہ سے " سلیم " رکھا اور انکی فطرة اصلیۂ اسلامیہ کسی خارجی اثر ضلالت و نمائش بطلان سے مرعوب نہوئی' نیز انکو وہ " حجج التوحید " عطا کیے گئے جنکے ذریعہ انہوں نے اپنے پاس عقل و ادراک انسانی کیلیے سب سے بڑا پیام ہدایت پایا' اور انکے مراتب معنویہ مرتفع و سرفراز ہوے

دوسرا حصہ احسان الٰہی کا وہ ہے جسے قرآن حکیم بقاء ذکر اور لسان صدق " فی الاخرین " کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے - اسکی حقیقت تم گذشتہ صحبتوں میں سن چکے ہو کہ مرتبۂ نبوت کی قوة " مؤسسہ " کی طرف اشارہ ہے' جو اپنی دعوة کے ذریعہ ایک باقی و قائم امة صالحہ پیدا کردیتی ہے' اور اسطرح آنے والے قرون و اجیال میں اس دعوة کا سلسلۂ ہدایت ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے - انکی دعوة کے گھرانے اور نسل کی زندگی افراد و اشخاص کی موت و حیات کے دائرۂ اثر سے باہر ہوجاتی ہے - اگرچہ وجود مؤسس دنیا سے چلا جاے' لیکن اسکی " تاسیس " پر موت طاری نہیں ہوتی -

پہلے قسم کے احسان کا ذکر اس آیة میں وہاں ختم ہوتا ہے جہاں فرمایا کہ : وتلک حجتنا آتینا ھا ابراہیم علی قومہ' نرفع درجات من نشاء' ان ربک حکیم علیم - اور دوسرا احسان بقاء دعوة اور " لسان صدق فی الاخرین " کا وہ ہے جسکو یوں تعبیر کیا کہ : ووہبنا لہ اسحاق و یعقوب کلا ہدینا - نیز ہم نے حضرة ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد و احفاد دی جنکے ذریعہ دعوة ابراہیمی کے بقاء و تسلسل کا سلسلہ شروع ہوا - اسرائیل (حضرة یعقوب) سے بنو اسرائیل کی امة پیدا ہوئی' اور انکی اصلاح و تجدید و احیاء کیلیے یکے بعد دیگرے انبیاء کرام (بہ تحت تاسیس ابراہیمی) آتے رہے -

پس وہ " ذریة " اور " نسل " جو حضرة ابراہیم کو خدا نے دی' جسم اور خون کی نسل نہیں ہے جسکے ماتحت تم حضرة لوط اور حضرة یونس کو کسی طرح نہیں لا سکتے' اور اسلیے حیران ہو - جسمانی نسل حضرة ابراہیم کیلیے کوئی بڑا انعام نہ تھا' بلکہ کسی پیغمبر کیلیے اللہ کا ممتاز انعام نہیں ہوسکتا - انکا گھرانا دیوار و در کا احاطہ نہیں بلکہ حق اور تبلیغ حق کا رشتہ ہے' انکا وجود گوشت اور پٹھوں کا ڈھانچہ نہیں بلکہ شریعة اور شریعة کی پکار ہے' انکا وطن گرد اور غبار کا کوئی منجمد ٹکڑا نہیں' بلکہ سچائی اور راست بازی کے دعوة کا رقبہ ہے' پھر کیوں نہیں کہدیتے کہ انکی ذریة بھی جسم اور خون کی نہیں بلکہ دعوة الٰہی اور رسالة ربانی کے بقاء و قیام کی ہے ؟

ساری مشکل اس آیة کی تفسیر میں لفظ " ذریة " سے پیدا ہوگئی ہے کہ حضرة لوط اور حضرة یونس نسل ابراہیمی سے نہ تھے' اور یہ مشکل سر تا سر نتیجہ اسکا ہے کہ صنف " تاسیس " و " تجدید " کی جو حقائق گذشتہ صحبتوں میں واضح کی گئی ہے' وہ پیش نظر نہیں ہے -

یہاں " ذریة " سے مراد دعوة ابراہیمی کی وہ " ذریة " ہے جو انکی دعوة " مؤسسہ " نے پیدا کی - وہ " مؤسس " تھے - مجدد نہ تھے - پس جو انبیاء مجددین دعوة ابراہیمی کے ذیل میں ظاہر ہوے' قرآن حکیم نے ان میں سے چند ناموں کی طرف یہاں توجہ دلائی ہے' اور درمیان میں حضرة نوح کی " تاسیس " کی طرف اشارۂ مماثلة کردیا ہے' تاکہ واضح ہوجاے کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو کیسا کچھ مؤسس بنایا ؟ اور کیسی نسل دعوة انسے پھوٹی اور پھیلی پھولی ؟

سب سے پہلی دقت اس تفسیر میں حضرة لوط کے متعلق ہے کہ انکا نام کیوں آگیا ہے ؟ لیکن یہ دقت' دقت ہی کب ہے جب کہ خود قرآن حکیم نے بتلا دیا ہے :

و ابراہیم اذ قال لقومہ :	اور ابراہیم نے جب قوم سے مخاطبہ
اعبدوا اللہ و اتقوہ'	ہوکے کہا : اللہ کی پرستش کرو اور
ذالکم خیر لکم ان کنتم	اسی سے ڈرو - اگر تم سمجھ رکھتے ہو
تعلمون	تو تمہیں سمجھنا چاہیے کہ تمہاری
. . . .	فلاح اسی میں ہے - . . . .
فآمن لہ لوط و قال انی	لیکن قوم کی جہالت و ضلالة کیلیے
مہاجر الی ربی' انہ	یہ دعوة حق کچھ سودمند نہ ہوئی'
ہو العزیز الحکیم -	اور صرف لوط ابراہیم پر ایمان لاے -

تورات کتاب پیدایش سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرة لوط حاران برادر تارح کے بیٹے اور حضرة ابراہیم کے بھتیجے تھے - (۱۱ : ۲۷)

اور قرآن حکیم کی مندرجۂ بالا آیت بتلاتی ہے کہ وہ حضرة ابراہیم پر ایمان لاے' اور انکی دعوة کے ساتھی ہوگئے - پس حضرة لوط گو حضرة ابراہیم کی نسل سے نہیں تھے' انکے بھتیجے تھے' لیکن چونکہ انکی دعوة' دعوة مؤسسۂ مستقلہ نہ تھی بلکہ دعوة ابراہیمی ہی کے تابع تھی' وہ اسی دعوة مؤسسہ کے ایک مجدد تھے' اسلیے وہ حضرة ابراہیم کی " ذریة رسالت " ہی میں داخل تھے' اور اسی لیے اس آیة میں انکو بسلسلۂ مجددین دعوة ابراہیمی شامل کیا گیا -

(مجددین دعوة ابراہیمی)

اس آیة کریمہ میں " ومن ذریتہ " کے بعد سے " علی العالمین " تک جتنے انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے' وہ سب کے سب بلا استثناء دعوة مؤسسۂ ابراہیمیہ کے مجدد ہیں' اور اسی لیے " ذریة " ابراہیمی میں داخل -

انکی تعداد ۱۴ - ہے' اور بیان میں ترتیب تاریخی نہیں ہے کیونکہ یہاں استقراء تاریخی مقصود نہ تھا' صرف دعوة مؤسسۂ ابراہیمی کی بقاء ذریة' اور قیام سلسلہ کو ظاہر کرنا تھا -

و النهار (۱۴ - ۲۷)	رات اور دن اور انکے خواص و موثرات کو بھي تمہارا تابع فرمان بنا دیا !
و سخرلکم اللیل و النهار' و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بامره (۱۶ : ۲)	رات ' دن ' سورج ' چاند ' سب کو تمہارے تابع کردیا کیونکه تمام ستارے خدا کے حکم کے تابع هیں -

غور کرو ' ایک " مشرک " اور ایک " مسلم " کي زندگي میں کتنا فرق هے ؟ مشرک پتھروں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں ' ستاروں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں ' کہنه اور بوسیده قبروں کي اینٹوں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں ' خود انسانوں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں ' لیکن ایک مسلم کا عقیده یه هے که " فاطر السموات و الارض " کي ایک ذات کے سوا دنیا میں کوئي وجود نہیں جس سے ڈرا جائے - ایک مشرک اپنے کو دنیا کي هر شے سے کمزور و حقیر سمجھتا هے ' لیکن ایک مسلم وجود ذات " عزیز و متکبر " کے سوا خود کو سب سے بالا اور سب سے اعلی سمجھتا هے ' کیونکه هر لحظه اوسکے کان میں یه آواز آتي رهتي هے :

ان العـــزة لله و لرسوله و للمومنین -	عزت صرف خدا کیلیے هے ' اوسکے رسول کیلیے هے ' اور مسلمانوں کیلیے هے -

اے مشرک انسان ! تو کیوں خدا کے سوا اوروں کیطرف هاتھه پھیلاتا هے ؟ کیا تو اونمیں سے بعض سے بہتر اور بعض کے برابر نہیں هے ؟ اے مشرک انسان ! تو کیوں خدا کے سوا اوروں سے ڈرتا هے ؟ کیا وه بھي تیرے هي طرح خدا کي مخلوق نہیں ؟ اے مشرک انسان ! تو خدا کو چھوڑ کر کن سے حاجت بر آري کي درخواست کرتا هے ؟ کیا وه خود خدا کے محتاج نہیں ؟ پس ایک هي هے جسکي طرف هاتھه پھیلانا هے ' ایک هي هے جس سے ڈرنا هے ' ایک هي هے جسکے آگے جھکنا هے ' ایک هي هے جسکے آگے گڑگڑانا هے ' ایک هي هے جسکو اپنے سے بالاتر سمجھنا هے ' اور هاں ایک هي هے جس سے حاجت بر آري کي درخواست هے :

قل افرایتم ما تدعون من دون الله ان ارادني الله بضر هل هن کاشفات ضره ؟ او ارادني برحمة هل هن ممســکات رحمتـه ؟ قل حسبي اللـــه ' علیـــه یتـوکـل المتـوکلـون -	اگر خدا مجھے مصیبت پہونچاني چاهے تو کیا تمہارے معبود جنکو تم پکارتے هو ' اوس مصیبت کو دور کرسکتے هیں ؟ اگر خدا اپني رحمت مجھپر نازل کرني چاهے تو کیا وه روک سکتے هیں ؟ هاں کہدو که خدا هي کا رشته بس کرتا هے ' بھروسه کرنے والے صرف اوسیکي ذات پر بھروسه کرتے هیں !

پس جو مسلم هے وه خود دار هے ' کیونکه خدا کے بندوں میں اوسکا کوئي همسر نہیں ' پھر کس سے وه اپني ذات کو حقیر سمجھے اور اوسکے سامنے جھکے ؟ اوسنے صرف ایک هي سے اپني ذات کو حقیر سمجھا ' اور اوسیکے سامنے جھکا -

جو مسلم هے وه آزاد هے ' کیونکه مخلوقات میں کون بڑا هے جس سے وه ڈرے ؟ اوسنے ایک کو بڑا سمجھا اور اوسي سے وه ڈرا -

مسلم خدا کے سوا کسي سے کیوں نہیں ڈرتا ؟ اسلیے که وه دل سے اعتقاد رکھتا هے که :

خدا کے سوا نفع و ضرر کسي کے هاتھه میں نہیں -
دنیا کي هر قدرت و قوت کا مالک وهي هے -
اوسکے سوا کسي میں قوت و قدرت نہیں -
مخفي دعاؤں کا سننے والا تنہا وهي هے -
دنیا کي تمام قوتوں کي عنان حکومت صرف اوسي کے دست قدرت میں هے -
عطاے موت و حیات و نفع و ضرر صرف اوسیکا کام هے -
هماري طرح دنیا کا ذره ذره اوسیکا محتاج هے ' پر وه کسي کا محتاج نہیں -

(پہلے کالم کا بقیه مضمون)

پھر کیونکر ممکن هے که شدائد و خطرات کا مہیب دیو اوس مسلم کو خوفزده بنا سکے ' جسکا قلب مطمئن خدا کے سوا کسي سے خوفزده نہیں ؟ اور کیونکر ممکن هے که خوف و هراس اوس دل پر قبضه کرسکے جو خدا کے سوا کسي کے قبضه میں نہیں ؟ اور هاں کیونکر ممکن هے که متکبرین کي هیبت و عظمت ' جبابرۂ عالم کا قہر و غضب ' سپاهیوں کي تیغ و سنان ' اور فرعونوں کا جاه و جلال اوس انسان کو مرعوب کرسکے ' جسکي نظر میں یه سب کے سب ایک دست شل اور ایک عضو معطل سے زیاده نہیں ؟

پھر جسکي یه حقیقت هے ' کیونکر ممکن هے که وه شدائد و خطرات سے خوف کھاکر نصرت حق سے باز آجاے ؟ اوسکا دل راستي اور سچائي کي سختیوں کو دیکھکر لرز جاے ' اوسکي زبان قول حق سے خاموش رهے ؟ اوسکا قدم جادۂ صداقت سے متزلزل هو جاے ؟ کیونکه مسلم کي حقیقت یه هے که وه خدا کے سوا دنیا میں کسي سے نہیں ڈرتا - اپنے نفع و ضرر کي باگ اوسکے سوا کسي کے هاتھه میں نہیں دیکھتا -

پھر کیا یه سچ نہیں که مسلم فطرتاً خود دار هے که اکثر مخلوقات سے وه برتر اور بعض کے برابر هے ؟ کیا یه صحیح نہیں که مسلم فطرتاً آزاد اور حر هے که خالق کے سوا وه کسي مخلوق سے نہیں ڈرتا ' کیونکه قوتوں کا منبع اور قدرتوں کا مرکز اوسکي نظر میں ایک هي هے :

ان یمسسک الله بضر فلا کاشف له' و ان یمسسک بخیر فهو علی کل شیئ قدیر' و هو القاهر فوق عباده' و هو الحکیم الخبیر (انعام)	اگر وه ضرر پہونچانا چاهے تو کوئي اوسکو هٹانے والا نہیں ' اور اگر نیکي و برکت دینا چاهے تو وه هر بات پر قادر هے ' وه بندوں پر غالب هے ' وه هر نکته سے آگاه هے ' اور هر خبر سے واقف هے -

تاریخ و عبر

امر بالمعروف و نهي عن المنکر

تاریخ معتزله کا ایک صفحه

غیلان دمشقي

ذیل کے مضمون میں اور اسکے بقیه سلسلے میں نه تو همیں فرقۂ معتزله کے عقائد و کلام سے کوئي تعلق هے ' اور نه انکے صحت و عدم صحت پر کوئي تبصره کرنا هے - ایک ایسے دور میں جبکه تمام نئے مصنفوں اور مصلحوں نے اپنے لیے راه عمل صرف اعتزال هي کي تقلید میں پائي هے ' الله تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کي رهنمائي کي ' اور اشاعره و معتزله ' دونوں کي راهوں سے بلند تر ایک تیسري راه حقیقت و استقامت دکھلا دي - اگر اسکي هدایت و توفیق دستگیر نه هوتي تو سچ یه هے که ان دونوں راهوں کي دلدل بڑي هي قدم گیر تھي ;

بندۂ را که بفرمان خـــدا راه رود
نگزارند که در بند زلیخـــا مانـــد

تمام عالم اسلامي نے حقیقت کو اشاعره کي وراثت میں دیدیا تھا - اب بعض نئے مصلحین اٹھے هیں اور اعتزال کي مفقود و منہدم راه از سر نو درست کرني چاهتے هیں - پر افسوس که سلف صالح اور قرون اولون کي اس راه کي کسي کو خبر نہیں ' جو اس وقت سے هے ' جبکه نه تو اعتزال کي پکار بلند هوئي تھي ' اور نه امام ابو الحسن اشعري کا وجود تھا - بهر حال یه موقعه اس تذکره کا نہیں - صرف یه

مواعظ وخطب

الحریۃ فی الاسلام

ان القوۃ للہ جمیعاً (۲ : ۱۶۰)

اس سے پہلے کہ دنیا نور اسلام سے منور ہو' انسان کا یہ حال تھا:

وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا' جنگل کا ہر بڑا درخت اوسکا خدا تھا' زمین کا ہر خوفناک بھڑا اوسکا خدا تھا' پہاڑ کا ہر سیاہ پتھر اوسکا خدا تھا - وہ سانپ کو پوجتا تھا کہ سانپ دیوتا تھا' وہ دریا کو پوجتا تھا کہ دریا دیبی تھی' وہ پہاڑ کو پوجتا تھا کہ وہ دیوتاؤں کا مسکن تھا' وہ آگ کو پوجتا تھا کہ وہ کبھی اگنی دیبی تھی اور کبھی خدا کا مظہر تھی' وہ عام ستاروں کو پوجتا تھا کہ وہ حکمران عالم تھے - وہ چاند اور سورج کو پوجتا تھا کہ وہ نور اکبر تھے' وہ حیوانوں کو پوجتا تھا کہ ان میں انسانوں سے زیادہ قوت تھی' وہ انسانوں کو بھی پوجتا تھا کہ خدا کے اوتار تھے!

ہندوستان جو علوم ریاضیہ کا سرچشمہ تھا' پتھروں اور مورتوں کا بندہ تھا' یونان جو علوم عقلیہ کا مرکز تھا' طرح طرح کے دیوتاؤں کا مسکن تھا' مصر و بابل جو علم ہیئۃ و فن تعمیر کے سب سے پہلے گھر تھے' ستاروں کے ہیکل سے آباد تھے - دنیا اسی تاریکی میں گھری ہوئی تھی' کہ کلدان میں "مسلم اول" کا ظہور ہوا' جسنے .

فلما جن علیہ اللیل را کوکبا قال ہذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین - فلما را القمر بازغاً قال ہذا ربی فلما افل قال لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین - فلما را الشمس بازغۃ قال ہذا ربی ہذا اکبر' فلما افلت قال یا قوم انی بریٔ مما تشرکون' انی وجہت وجہی للذی فطر السموات و الارض حنیفاً و ما انا من المشرکین -

رات کو ستاروں کو دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ہے' لیکن جب ستارے چھپ گئے تو اوسنے کہا: میں چھپ جانے والوں کو خدائی کیلیے نہیں پسند کرتا - پھر چاند نظر آیا تو پکار اٹھا کہ یہ میرا خدا ہے' پر جب وہ ڈوب گیا' تو کہا: میرا سچا خدا میری ہدایت نکرتا تو یقیناً میں گمراہ ہو چکا تھا! پھر دن کو جب سورج چمکتا ہوا نکلا تو اوسنے کہا: ہاں یہ میرا خدا ہے کہ یہ سب سے بڑا ہے' لیکن جب وہ بھی غروب ہوگیا تو اوسنے اپنی قوم کو مخاطب کیا: لوگو! میں ان سب سے تبری کرتا ہوں جنکو تم خدا کا شریک بناتے ہو' میں تمام جھوٹے معبودوں سے منہ پھیر کر اوس سچے خدا کیطرف رخ کرتا ہوں جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا - میں اپنے خدا کا کسیکو شریک نہیں بناتا -

یہ پہلا دن تھا جب اسلام نے حقیقت انسانی کے چہرے سے پردہ اٹھایا' اور اوسنے بتایا کہ اے انسان! تو مخلوقات کا بندہ نہیں - تو مخلوقات کا آقا ہے - تو انکے لیے نہیں پیدا کیا گیا - وہ تیرے لیے پیدا کیے گئے ہیں - تو انکا غلام نہیں بنایا گیا' وہ تیرے غلام بنائے گئے ہیں تو تمام مخلوقات سے اشرف ہے' اور تیری ذات ان تمام ہستیوں سے ارفع ہے - تو صرف خالق مخلوقات کا بندہ ہے' اور آور تمام مخلوقات کا آقا ہے - پھر تو جنکا آقا ہے' حیف ہے کہ انکو اپنا خدا بنائے اور انکے آگے غلامی کا سر جھکائے؟

ولقد کرمنا بنی آدم و حملنہم فی البر و البحر و رزقنہم من الطیبت و فضلنہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً : (۱۷ ۷۱)

ہم نے انسان کو عزت و بزرگی بخشی' اوسکو خشکی و تری میں سواری دی' اچھی عمدہ روزی دیں' اور اپنی اکثر مخلوقات پر فضیلت کامل عطا کی -

اے انسان! تمام دنیا تیرے ہی لیے بنی ہے - تو اسکی پرستش نکر:

الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض؟ (۲۲ - ۶۵)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے ہر کچھہ زمین میں ہے' تمہارے لیے مسخر کردیا؟

ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (۲ : ۲۷)

خدا وہی ذات اقدس ہے جسنے تمہارے لیے تمام زمین کی چیزیں پیدا کیں!

بلکہ آسمان و زمین کی سب چیزیں تیرے ہی لیے ہیں - تو انکے لیے نہیں ہے - پس تو انکو خدا نہ جان:

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض؟ (۳۱ : ۱۹)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے خدا نے مسخر کردیں؟

و سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً (۴۵ : ۱۲)

خدا نے تمہارے لیے آسمان و زمین کی تمام چیزیں مسخر کردیں -

تو دریا کو دیبی نکہہ کہ وہ تو تیری ضروریات کا ایک خزانہ ہے:

سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ و لتبغوا من فضلہ (۴۵ - ۱۱)

تمہارے لیے دریا کو مسخر کردیا تاکہ اوسمیں خدا کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اپنی رزق کو تلاش کرو -

و ہو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا و تستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونہا' و تری الفلک مواخر فیہ و تبتغوا من فضلہ و لعلکم تشکرون (۱۶:۱)

خدا وہی ذات قدوس ہے جسنے دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اوس سے تازہ گوشت کھاؤ' اوس سے اپنی زیب و زینت کی اشیاء نکالو' اوسمیں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں' تاکہ اوس سے خدا کی برکت تلاش کرو' اور اوسکا شکر ادا کرو -

تو حیوانات کو دیوتا نہ سمجھہ کہ وہ تیرے ہی فائدہ کے لیے مخلوق ہوے ہیں:

و جعل لکم من الفلک و الانعام ما ترکبون' لتستووا علی ظہورہ ثم تذکروا نعمۃ ربکم اذا استویتم علیہ' و تقولوا سبحان الذی سخر لنا ہذا و ما کنا لہ مقرنین (۴۳ : ۱۲)

کشتی اور جانور تمہارے لیے پیدا کیے تاکہ تم اونکی پیٹھہ پر سیدھے سوار ہو' پھر اپنے خدا کے احسان کو یاد کرو' اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات جسنے ہمارے لیے مخلوقات کو مسخر کردیا! ہم اپنی قوت سے انکو مسخر نہ کرسکتے!

آگ دیبی نہیں وہ تو تیرے ہی لیے پیدا ہوئی ہے:

والذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا (۳۷ ; ۸۰)

خدا وہ ہے جسنے سبز لکڑی سے تمہارے لیے آگ پیدا کی!

پہاڑ دیوتاؤں کا مسکن کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو خود انسان کے تابع ہے اور خدا کا فرمانبردار ہے:

انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی و الاشراق (۳۸ : ۱۷)

ہم نے داؤد نبی کیلیے پہاڑ کو مسخر کردیا کہ صبح و شام خدا کی تسبیح کریں -

آفتاب و مہتاب اور دیگر ستارے بھی اے انسان تیرے خدا نہیں' تو خود انکا خداوند و آقا ہے' اسلیے تو انکو سجدہ نکر!

و سخر لکم الشمس و القمر دائبین و سخر لکم الیل

تمہارے لیے آفتاب و ماہتاب کو مسخر کردیا جو حرکت کرتے ہیں' اور اسیطرح

مراسلات

سورۂ والتین

[از مولانا مظہر الدین صاحب شیر کوٹي]

(۱)

انسان جب غور و فکر کي آنکھیں کھولتا ہے تو دیکھتا ہے که نیچے زمین ہے اور سر پر آسمان ہے - انکي وسعت اوسکے خیال سے بالاتر اور انکي قدامت اوسکے ادراک سے باہر ہے - ایک طرف وہ عظیم الشان پہاڑوں میں گھرا ہے ' جنکي چوٹیاں نامعلوم بلندیوں تک مرتفع ہیں ' دوسري طرف بلاخیز سمندر کي لہریں اوسکے ارد گرد طوفان خیز ہیں ' جن کے سامنے انسان کي ہستي تو کیا اوسکي زمین بھي رائي کي طرح چھپ جاتي ہے - ان عظیم ترین ہستیوں سے قطع نظر کرکے جب وہ چھوٹے چھوٹے جسموں کي قوت پر توجه کرتا ہے ' تو اور زیادہ متعجب ہوتا ہے که ہستي و حیات کے یه حقیر ذرات طاقت و عمل کي کیسي حیرت انگیز مثالیں اپنے اندر رکھتي ہیں ؟ ! !

وہ ڈسنے والے سانپوں کي برق رفتاري پر خیال کرتا ہے ' خونخوار جانوروں کي طاقت کو دیکھتا ہے ' ابر کے ایک معمولي ٹکڑے سے بڑے بڑے شہروں کا زیر و زبر ہونا اوسکے سامنے آتا ہے ' پھونک سے اوڑ جانے والي چنگاري کي قوت اوسکے پیش نظر ہوتي ہے ' اور جب ان تمام مناظر قدرت کو اپنے سامنے لاتا ہے ' تو بے اختیار پکار اوٹھتا ہے که اے ہستي انساني ! تو کیا ہے ؟ تیري حقیقت کچھه بھي نہیں ! بحر وجود میں پاني کا ایک بلبله ' عالم خلق میں ہوا کا ایک جھونکا ' میدان تکوین میں مجموعۂ غبار کا ایک نقش پا !

لیکن سورۂ مبارکه " والتین " میں قرآن حکیم نے اس خیال کي تردید کي ہے ' اور شرف انساني کے دلائل بینه پیش کیے ہیں - اس نے بتایا ہے که عالم وجود کي دوسري چیزوں کے ساتھه انسان کو کیا نسبت ہے ؟ بلا شبه انسان پاني کا بلبله ہے ' مگر کونسا پاني ؟ وہ ' جو آب بقاء کا ایک سرچشمه ہے ! کچھه شک نہیں که انسان ہوا کا ایک جھونکا ہے ' مگر کس ہوا کا ؟ وہ ' جو باغ وحدت کي ایک لہر ہے ! ہاں ' یقیناً انسان کا وجود ایک نقش پا ہے ' مگر کیسا نقش پا ؟ وہ ' جو وجود بعث کا سب سے زیادہ مکمل نشان ہے ! خلاصه یه که سریر ظہور کا تاجدار اور منصۂ شہود کي رونق ' وجود انساني ہي ہے !

انسان کا اشرف خلائق ہونا ایک ایسا بین دعوی ہے جسکے لیے احتیاج دلیل نه تھي - لیکن اپني ہستي سے خود فراموشي بھي کبھي کبھي مانع کار ہو جاتي ہے ' اور اکثر دنیا کے بڑے بڑے اعمال صرف اسي لیے ناتمام رہجاتے ہیں که اونکے کرنیوالے اپنے آپ کو نہایت ضعیف و ناتواں سمجھکر ہمت ہار دیتے ہیں - لہذا ایک ایسے ناموس الہي کیلیے جو " تبیانا لکل شئي " اور " نور مبین " کي حیثیت رکھتا ہو ' ضرور تھا که انساني فضیلت کي اصل حقیقت کو اوسکے سامنے صاف صاف پیش کردے -

علاوہ ازیں یه دین حنیف کے اوس اہم ترین رکن کي ایک تمہید اور مقدمه بھي تھا ' جسے میں حضرۃ شاہ ولي الله (رحمۃ الله علیه) کي اصطلاح میں " قانون مجازاۃ " کے لقب سے تعبیر کرونگا -

پس اس سورۃ کے مضمون کي تقسیم دو قسموں میں ہو سکتي ہے :
(۱) شرف انساني کا ثبوت - (۲) قانون مجازاۃ -

(مبحث اول)

والتین و الزیتون و طور سینین و هذا البلد الامین ' لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم -	انجیر ' زیتون ' طور سینا ' مکۂ معظمه ' اس دعوے پر شاہد ہیں که ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر حالت میں پیدا کیا ہے -

" تقویم " کي تفسیر میں قاضي بیضاوي تحریر فرماتے ہیں :

تعدیل بان خص بانتصاب القامة و حسن الصورۃ و استجماع خواص الکائنات و نظائر سائر الممکنات (انتہی)	تقویم کے معنی تعدیل کے ہیں ' اور اوس سے مراد یه ہے که انسان سرو قامتي ' حسن صورۃ ' اور کائنات کے تمام خواص ' اور تمام ممکنات کي تمثیلات کا مجموعه ہے -

اسي مضمون کو امام رازي ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں :

" التقویم " تصییر الشيء علی ماینبغي ان یکون في التالیف و التعدیل یقال قومته تقویما فستقام و تقوم (انتہی)	تقویم کے معني ہیں کسي شي کا ایسي حالت میں پیدا کرنا جسکے لائق وہ اپني تالیف و تعدیل میں تھي - ایسے موقعه پر جب کوئي شے چند چیزوں سے ترتیب دیکر بنائي گئي ہو اور وہ درست ہو ' تو اہل عرب کہا کرتے ہیں : قومته تقویما فستقام و تقوم -

محدث ابن جریر طبري اپني شہرۂ آفاق تفسیر میں " تقویم " کے مختلف معني نقل کرتے ہوے اپني راے ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں :

واولی الاقوال في ذالک بالصواب ان یقال ان معني ذلک في احسن صورۃ واعدلها - (انتہی)	تقویم کے معني میں بہترین قول یه ہے که اسکے معني احسن و اعدل حالت کے ہیں -

یه تینوں مفسر اور انکے سوا اور مفسرین بھي اگرچه ترتیب الفاظ و تعبیر مقصد میں مختلف ہیں ' تاہم منشاء و مآل سب کا ایک ہے - یه ضرور ہے که بیضاوي نے نہایت مفصل اور جامع الفاظ میں " تقویم " کا مفہوم ادا کیا ہے ' جسکا خلاصه یه ہے که " کیا بلحاظ حسن صورت ' اور کیا بلحاظ بلندي قامت ' انسان تمام ممکنات کي تمثیل اور کل کائنات کے خواص کا مجموعه ہے " اور یه انساني شرف کي بہت بڑي دلیل ہے که جو اوصاف (مثلاً حیوانات میں حرکت و اراده و انتقام ' نباتات میں نشوونما ' ملائکه میں طاعت رب کریم وغیرہ وغیرہ ') فرداً فرداً دیگر مخلوقات میں موجود ہیں ' وہ سب کے سب ایک وجود انساني میں مکنون ہیں - فلینظر الناظرون و یمحص المشتاقون -

اسي مضمون کو قرآن حکیم نے دوسرے مقامات پر بھي بیان کیا ہے - صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے ورنه مقصود ایک ہے -

ایک جگه ارشاد ہوتا ہے :

و صورکم فاحسن صورکم	اے انسانو ! خدا نے تمکو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے -

یہاں صورۃ سے مراد صرف نقش و نگار جسماني یا خد و خال نہیں ' بلکه صور معقوله و قواء ادراکیه بھي ہیں - (کما صرح به الاصفہاني في الذریعة و المفسرون في تفسیرہم) -

دوسري جگه جو بہت زیاده مفصل ہے اسطرح مذکور ہے :

واضح کرنا هے که اپني راه دوسري هے ' اور اس عهد ضلالت کیش میں الحمد لله که صراط مستقیم سے مهجور نهیں :

راهے که خضر داشت ز سرچشمه دور بود
لب تشنگي ز راه دیگـــر برده ایـم ما !

لیکن عقائد و کلام سے باهر آکر تاریخي حیثیت سے اس نامور گروه کا مطالعه کرنا چاهیے جو صدیوں تک مسلمانوں کي علمي و سیاسي زندگي کا ایک بهت بڑا رکن رها ' اور جسمیں هر علم و فن کے اساطین و واضعین پیدا هوے - همارا موجوده تاریخي ذخیره اس کے لیے بالکل بیکار هے - تاهم بعض ذرائع ایسے بهي بچ رهے هیں جنسے تهوڑا بهت سراغ لگ سکتا هے - هم چاهتے هیں که گاه گاه بغیر کسي ترتیب کے بعض بصائر و حکم اسکے متعلق شائع کریں -

(امر بالمعروف و نهي عن المنکر)

جس زمانے میں فرقۂ معتزله نے نشوونما پائي تهي ' اسلام تمام دنیا پر فیاضانه حکومت کررها تها ' اور تمام دنیا اسکے فیض عام سے گل بداماں هورهي تهي - بالخصوص علماء و فقهاء کو سلاطین و خلفاء کي قدردانیوں نے مالامال کر دیا تها -

لیکن اس حالت میں بهي اس فرقے نے اپنے دامن کو درهم و دینار کے چمکنے والے داغ سے آلوده هونے نهیں دیا - ایسے وقت میں جبکه دست بهار پهولوں کا انبار لگا رها تها ' اور ابر کرم موتیوں کا منهه برسا رها تها ' اس فرقه نے اپنا دامن قناعت همیشه سمیٹے هوے رکها ' اور خارزار حرص و طمع سے اولجهنے نه دیا -

استغناء اور بے نیازي کي شان مختلف مظاهر میں نظر آتي هے ' لیکن اوسکا اعلی ترین مظهر امر بالمعروف والنهي عن المنکر هے - وه ایک امانت الهي هے جسکا بار سب سے پهلے علماء کے سر پر ڈالا گیا هے : و لتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر ' و اولئك هم المفلحون (۳ : ۱۰۰)

لیکن اس گروه کي راه میں سب سے زیاده درهم و دینار کے خزف ریزے حائل هوتے هیں - سلاطین بنو امیه نے اسي درهم و دینار کي مهر لگاکر علماء کي زبانوں کو بند کرنا چاها تها ' لیکن علماء حق کي بے نیازي نے اس سنگ راه کو همیشه اپنے آگے سے هٹایا ' اور اس فرض کے ادا کرنے میں جان تک سے دریغ نه کیا - خلفاء بنو امیه میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے وراثت شاهي میں جو خزانه پایا تها ' وه اوس مال و متاع سے لبریز تها جسکو دست تظلم نے سمیٹ سمیٹ کر اوس میں بهر دیا تها ' اسلیے یه دولت اون کے سینے کا بوجهه تهي - وه اوس سے خزانے کو خالي کرنا چاهتے تهے -

لیکن اس عادلانـــه اقدام کي طرف سب سے پهلے اونکو غیلان دمشقي نے توجهه دلائي جو اکابر معتزله میں ایک مشهور نامور متکلم گذرا هے - اوس نے اونکو ایک خط لکها که :

" اے عمر ! تم نے اسلام کو ایک دلق کهن ' اور ایک بوسیده صورت میں پایا هے ' اے وه شخص جو تمام مردوں میں سے ایک مرده هے ' تو کوئي قابل تقلید راه اور کوئي زبان سے راسته بتانے والا آدمي نهیں پاتا جس کي رهنمائي سے فائده اوٹهاے - آه ' سنت کا چراغ بجهه گیا ' بدعات کي تاریکي چهاگئي ' دنیا کو ترک کیا گیا هے ' عالم لوگ خود نهیں بولتے ' اور جاهلوں کو بولنے کي اجازت نهیں ملتي - امام کي ذات سے قوم نجات بهي پا سکتي هے اور هلاک بهي هوسکتي هے ' خدا خود کهتا هے :

وجعلنا هـــم ائمــــة یهدون بامــرنا - هم نے اونکو امام بنایا اور وه همارے حکم سے رهنمائي کرتے هیں -

یهي امام دنیا کو گمراهي سے بچاتے اور انکو تاریکي سے روشني میں لاتے هیں ' لیکن ایک قسم کے امام اور بهي هوتے هیں :

وجعلنا هم ائمــة یدعون الی النــــار - اور هم نے اونکو ایسا امام بنایا جو آگ کي طرف لوگوں کو بلاتے هیں -

لیکن اس قسم کے ائمه صاف صاف یه نهیں کهتے که آگ کي طرف آؤ بلکه دنیا کے سامنے گناهوں کا دروازه کهولدیتے هیں - تو اے عمر ! جو لوگ خود دنیا کو گناهوں کي دعوت دیتے هیں ' کیا وه دنیا کو گناهوں سے بچا سکتے هیں ؟ کیا کوئي ایسا حاکم هے ' جو اپنے اعمال پر خود نکته چیني کرتا هے ؟ کیا کوئي ایسا قاضي هے که جو فیصله خود کرتا هے ' اسي فیصله کے خلاف ایک حاکم کو سزا بهي دیتا هے ؟ کیا کوئي ایسا رهنما هے جو دنیا کو سیدهي راه دکهاتا هے ' اور خود منزل مقصود سے بهٹک جاتا هے ؟ کیا کوئي رحمدل انسان بهي تکلیف مالا یطاق دیتا هے ؟ یا لوگوں سے بجبر اطاعت کرواتا هے ؟ کیا انصاف بهي ظلم پر آماده کر سکتا هے ؟ کیا سچ بهي جهوٹ بول سکتا هے ؟ "

یه خط اگرچه خلفاء بنو امیه کے مظالم کا ایک اجمالي متن هے ' لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز تو خود هي اونکے ستون سلطنت کو گرا کر عدل و انصاف کا مناره قائم کرنا چاهتے تهے ' اسلیے اونکو ایک معمار هاتهه آگیا - اونهوں نے خوش هوکر خود غیلان کو طلب کیا ' اور اقامة عدل میں اوس سے اعانت کي درخواست کي - غیلان نے خزانه اور توشه خانه کے انتظام کو اپنے هاتهه میں لیا ' اور عام منادي کردي که " خیانت پیشه ظالموں کا ' اون ظالموں کا جنهوں نے رسول کي جانشیني کا تو دعوی کردیا ' لیکن رسول کے سنت کي تقلید نه کي ' مال و متاع بک رها هے - جسکو لینا هو وه آے "

چنانچه توشه خانه سے ایک موزه نکلا جسکے دلم ۳۰ هزار درهم اوٹهے - غیلان نے اوسکو هاتهه میں لیکر کها : " لوگو ! خدا کے لیے بتاو ' کیا یه لوگ امام بنکر دنیا کي رهنمائي کرسکتے تهے ؟ وه ۳۰ هزار درهم کے موزے اوس حالت میں پهنتے تهے جبکه دنیا بهوک سے مرتي تهي "

اسي حالت میں هشام ابن عبد الملک آگیا اور کها : " یه میري اور میرے باپ دادا کي علانیه پرده دري کررها هے - اگر موقع ملا تو اسکے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردونگا " هشام کے چلے جانے کے بعد غیلان اپنے دوست صالح کے ساتهه آرمینیا کي طرف روانه هوگیا - هشام نے موقع پاکر اوسکو گرفتار کرایا ' اور چند روز قید رکهکر صالح اور غیلان دونوں کے هاتهه پاؤں کٹوا دیے ' اور کها " تمهارے خدا نے تمهارے ساتهه کیا سلوک کیا ؟ " غیلان نے کها " خدا یه ظلم کیوں کرنے لگا ؟ یه اوسنے کیا هے جس پر خدا لعنت کرتا هے " (مسئلۂ جبر و قدر کي طرف اشاره تها) اسکے بعد صالح نے پاني مانگا ' هشام کے درباریوں نے جواب دیا که تمکو آب زقوم پینا پڑیگا جو دوزخیوں کے لیے مخصوص هے - غیلان نے اس مایوسانه جواب پر صالح کو تسکین دي ' اور وه اسي حالت تشنگي میں شهید هوگیا - غیلان نے نماز جنازه پڑهي اور نماز سے فارغ هوکر لوگوں کي طرف متوجه هوکر کها " خدا ان ظالموں سے سمجهے ' انهوں نے زنده حق کو مرده ' اور مرده باطل کو زنده کیا ' شریف لوگوں کو ذلیل اور ذلیل لوگوں کو معزز بنایا " لوگوں نے اسکي اس آزادانه تقریر سے متاثر هوکر هشام سے کها " هاتهه پانوں کاٹنے سے تو اوسکي زبان اور تیز هوگئي " هشام نے حکم دیا که اسکي زبان بهي کاٹ دي جاے - چنانچه ایسا هي کیا گیا ' اور شمع هدایت کي یه لو همیشه کیلیے خاموش هوگئي : بل احیاء و لکن لا یشعرون !

یه علماء حق تهے ' یه اسلام کي بخشي هوئي وراثت علم تهي اور یه وه هستیاں تهیں جنکا افسانۂ حق تو آج پڑهلو مگر انکي نسل کي تلاش میں نه نکلو ' کیونکه وه اب دنیاء اسلام میں نهیں بستي - ان علماء حق کے مقابلے میں آجکل کے ان علماء منافقین و شیاطین اخرس کي ملعنت بهي همارے سامنے هے جو اپني چند روٹیوں کیلیے ' یا کسي مدرسه کي نوکري کیلیے ' یا کسي امیر کے مردے کے دل کي مٹهائي کیلیے ' یا شمس العلماء کے خطاب کے تحفظ کیلیے ' ایک چهوٹے سے چهوٹے حق کے اظهار کي بهي طاقت اپنے اندر نهیں رکهتے !

مهبط تها - ابن جرير نے بهي اسي كو پسند فرمايا هے - چنانچه لكهتے هيں:

و اولى الاقوال في ذالك	صواب تر قول اس باره ميں اوس شخص
بالصواب قول من قال	كا هے جو كهتا هے كه طور سينين سے
طور سينين جبل معروف -	مراد مشهور و معروف پهاڑ هے -

يه شهادت ايک عجيب و غريب شهادت هے جو ثابت كرتي هے كه ضعيف و ناتواں انساني پتله ميں مادي ترقي كي قوة كهانتک هے ' اور وه اپنے كمال كے بازوؤں سے اڑ كر كهانتک پهونچ سكتا هے ؟ اس سے پہلے تم بني اسرائيل كي حالت پر نظر كرو ' وه ايک ايسي قوم تهي جس نے اسرائيلي بركت اور حضرة ابراهيم كے خدا كے وعدے كو فراعنه كے قدموں ميں پائمال كرديا تها - اوس بدبخت قوم نے فطرت كي سب سے زياده گراں قدر نعمت (يعني حرية) كو هميشه غيروں كي چوكهٹوں پر قربان كيا !

يهي بد نصيب بنو اسرائيل تهے جو انساني عبدية كے خون سے پيدا هوئے - غلامي كے دودهه سے پلے - استبداد كي آب و هوا ميں بڑهتے رهے - يهاں تک كه شرف قومي كا پاک جذبه جسكي حفاظت دل كے خون اور دماغ كي روح سے هوني چاهيے تهي ' فراموش كرديا گيا - آه ' صرف يهي نهيں بلكه انهوں نے ديكها كه ظالم مصريوں كي خون آشام تلواريں اپني پياس اونكے معصوم بچوں كے خون سے بجهاتي هيں ' اور اونكي مخدرات كي عصمت كي فرعونيوں كے وحشت كده پر قرباني هورهي هے - يذبحون ابنائهم و يستحيون نسائهم - مگر تاهم اس بے حسي كي صدا سے باز نه آے كه: فاذهب انت و ربك فقاتلا انا هاهنا قاعدون -

بد قسمت عبرانيوں كي يه حالت تهي ' مگر جب جبل طور پر (جسكي قسم اس سورة ميں كهائي گئي هے) موسى عليه السلام كو قانون ملة عطا هوا ' اور اسپر آينده نسل نے عمل كيا ' تو پهر وه حالت هوئي كه جو غلام تهے وه شهنشاه هوگئے - جس قوم كو مصر ميں سوكهي روٹيوں كے ٹكڑے بهي پيٹ بهرنيكے ليے چين سے نصيب نه تهے ' اوسكے قدموں پر شلم كے خزانے جمع كيے - كنعانيوں اور حبشيوں كے دلفريب سبزه زاروں كي يه قوم مالک هوئي - اموريوں (١) اور فرزيوں ' حويوں اور يبوسيوں ' كي دودهه و شهد بهانيوالي زمين اونكے قبضه ميں آگئي - اسي كے آفتاب جلالت و سطوت سے بابل و نينوا كے قصر جگمگا اٹهے ' اور اسي كے رعب و شوكت نے مصر كے ايوانوں كو هلاديا - يه سب كيوں هوا ؟ صرف اسليئے كه پہلے وه صراط مستقيم و راه حق سے بے خبر تهي ' اور اب اوسپر عامل هوگئي - پہلے وه اوس قانون الهي سے جو طور پر نازل هوا جو ترقي كے بے شمار اسرار سے معمور تها ' محروم تهي اور اب اوسكي پرستار هوگئي - پس خداوند تعالى نے اسي ليے طور كو جس سے ايک بهت بڑي قوم كے عروج و زوال كي تاريخ وابسته تهي ' بطور شاهد كے پيش كيا هے كه ديكهو ' يه طور شاهد هے كه انسان كو هم نے اشرف ترين پيدا كيا - كيا باوجود ايک حقير و ضعيف هستي هونے كے اسكي پرواز سب سے زياده بلند نهيں هے ؟

جسطرح كه پہلے جسم كي شهادت اور اسكے بعد روح كي شهادت بيان كي گئي تهي ' اسي طرح تيسري شهادت ميں پہلے جسماني و مادي ترقي كا ثبوت ديكر چوتهي شهادت اوسكي روحاني ترقي كي دليل قرار پائي -

(بلد امين كي شهادت)

و هـــذا البلد الامين - امين امن سے مشتق هے ' جسكے معني حفاظت كرنيكے هيں - امانة كو امانة اسي ليے كهتے هيں كه اوسميں حفاظت كي جاتي هے - امين اگر اسم فاعل كا صيغه هے اور اپنے حقيقي معني امن ميں يهاں مستعمل هے ' تو اسكے معني هونگے " حفاظت كرنيوالا " يا مثل قتيل بمعني مقتول اسم مفعول كے معني ميں استعمال كيا گيا هے ' تو اسوقت اسكے معني هونگے محفوظ - بهر حال دونوں صورتوں ميں بلد امين سے مراد مكه معظمه (زادها الله شرفها) هے - كذا صرح الكشاف والرازي والبيضاوي وغيرهـــم -

پهلي صورت ميں مطلب يه هے كه خانۂ كعبه فار عن الدم (جو شخص كسيكو قتل كركے بيت الله ميں آ چهپے) كے قصاص سے اور جانوروں كے شكار سے جبكه وه حرم ميں داخل هو جائيں ' حفاظت كرنيوالا هے - كيونكه نص قراني ميں دوسري جگه "حرما آمنا" موجود هے -

دوسري صورت ميں مطلب يه هے كه يه كعبۂ محترمه قتل و غارت ' جنگ و جدال وغيره سے محفوظ هے - يه چوتهي قسم هے ' اور انساني شرف كے جس شعبه پر شهادت لائي گئي هے ' اسكو هم اوپر لكهه آئے هيں - اسكي تفصيل كيليے ايک مختصر مقدمه پيش نظر رهنا ضروري هے -

محبت كے دو درجے هيں - ايک يه كه محبوب اور اوسكے جميع متعلقات سے الفت هو - اوسكے ديار و لباس كي ياد بهي رهي دل پر اثر كرے جو اوسكي چشم بيمار كے اشارے كرتے هيں - امرء القيس نے جب ايک سفر ميں اپني محبوبه كي قيام كے آثار كو ديكها ' تو بيخود هوگيا ' اور ياران سفر سے كهنے لگا :

قفانبك من ذكرى حبيب و منزل
بسقط اللوى بين الدخول فحومل

دوسرا مرتبه يه هے كه محبوب كے سوا كسي سے محبت نه هو - اوسكا روے آتشيں قلب ميں وه آگ روشن كردے كه ماسوا كي الفت خاكستر هوجاے ' اور يه عالم هو :

جدهر ديكهتا هوں اودهر تو هي تو هے !

يه مرتبه پہلے سے اعلى هے اور اسي كا نام مرتبۂ خلت هے ' جسكا نمونه حضرت ابراهيم و اسمعيل عليهما السلام تهے - حضرت ابراهيم كيليے تو يه مقام ظاهر هے كه جب اون سے اونكے جگر گوشه و چشم و چراغ اسمعيل كي قرباني كيليے ارشاد هوا تو وه بلا تامل تيار هوگئے ' اور اسپر حضرت باري سے يه خطاب عطا هوا :

واتخذ الله ابراهيم خليلا	الله تعالى نے ابراهيـــم كو اپنا خليل بنا يا -

ليكن حضرت اسمعيل بهي اس مقام خلت سے محروم نه تهے - چنانچه جب راه حق ميں اونكو قربان كرنيكے ليے كها گيا (اني اذبحك فانظر ما ترى) تو انهوں نے بلا تامل عرض كيا كه اے باپ اگر آپ قربان كرنيكے ليے طيار هيں ' تو ميں بهي قربان هونے كے ليے حاضر هوں -

يا ابت افعل ما تومر ستجدني انشآء الله من الصابرين (٢٣ : ٧)

كعبه مكرمه جو انهي پرستاران حق و فداكاران ملت كي بناء كرده تعمير هے ' گويا تعليم خلت كي درسگاه هے ' جسكو يه بزرگوار تعمير كرتے جاتے تهے اور اپنے جذبۂ عشق ميں معمور هوكر كهتے جاتے تهے :

ربنا تقبل منا انك	اے همارے خدا تو همارے اس كام بناء كعبه
انت السميع العليم '	كو قبول فرما اسليے كه تو هي هماري دعا كو
ربنا واجعلنا مسلمين	سننے والا اور همارے كاموں كو جاننے والا هے -

---

(١) ان تمام الفاظ سے شام كے قبائل مراد هيں ' اور يه تلميح هے كتاب خروج $\frac{\text{٣}}{\text{١٧ و ١٧}}$ كے اوس مضمون كيطرف جسميں حضرة موسى عليه السلام سے انعامات كا وعده كيا گيا تها -

ولقد كرمنا بني آدم	هم نے بني آدم كو بزرگي عطا فرمائي
وحملناهم في البر	اور تري و خشكي ميں اونكے چلنے
والبحر، ورزقناهم	كيليے سوارياں بنائيں - عمده عمده
من الطيبات، وفضلناهم	غذائيں اونكو ديں - اپني بهت سي
على كثير ممن	مخلوقات كے اكثر حصه پر اونكو فضيلت
خلقنا تفضيلا	و سعادت عطا كي هے -

ان تمام آيات كو ايک دوسرے كے ساتهه ملا كر پڑهنے سے معلوم هوجاتا هے كه انكا مقصود فضيلت انساني كا ثبوت هے "سورة التين" ميں اس دعوے كو مدلل و مصرح كيا گيا هے، اور ثبوت ميں چار دليليں بصورت قسم پيش كي گئي هيں -

محققين نے محاورات عرب و اشعار جاهليه سے اسكا فيصله كرديا هے كه قسم اپنے ما بعد كيليے بمنزله شهادت و دليل هوتي هے - امام رازي سورۂ ذاريات كي تفسير لكهتے هوے شروع هي ميں تحرير فرماتے هيں :

ان الايمان التي حلف الله	"تمام وه قسميں جو الله تعالى نے
تعالى بها، كلها دلائل اخرجها	قرآن شريف ميں بيان فرمائي
في صورة الايمان - مثاله قول	هيں، سب كي سب قسم كي
القائل لمنعمه وحق نعمك	صورتوں ميں دلائل هيں - جس
الكثيرة، اني لا ازال اشكرك -	طرح كوئي اپنے محسن كا شكريه
فيذكر النعم وهي سبب	ادا كرنيكے ليے كهتا هے : وحق
مفيد لدوام الشكر -	نعمتك الكثيرة، اني لا ازال اشكرك -

اور اس قول ميں نعمتوں كا ذكر دوام شكر كيليے سبب قرار ديتا هے"

اس مسئله كو پيش نظر ركهتے هوے اب همارا فرض هے كه هم يه ثابت كريں كه "لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم" پر يه چار قسميں "تين، زيتون، طور سينين، بلد امين" كيونكر دليل هوسكتي هيں ؟

(تين و زيتون كي شهادت)

"تين" كے معني بعض مفسرين نے دمشق كے ايک پهاڑ اور بعض نے بيت المقدس كے ايک پهاڑي مقام كے بيان كيے هيں - ليكن يه سب اقوال مجروح هيں - اور انكے ضعف كي طرف [illegible] مفسرين نے اشاره بهي كيا هے - مناسب هي نهيں بلكه ضروري هے كه اس كے معني اوسي پهل كے ليے جائيں جسكو اهل زبان ميں "انجير" كهتے هيں - اسيطرح زيتون سے بهي مراد وهي مشهور پهل هے جس سے روغن نكالا جاتا هے، اور جو اهل عرب كي هر دل عزيز و جان پرور غذا هے -

ابن جرير لكهتے هيں :

حدثنا ابن بشار ... عن الحسن	حضرت حسن سے مروي هے كه
في قول الله والتين والزيتون	قرآن شريف ميں تين سے مراد
قال تينكم هذا الذي يوكل	وهي پهل هے جسے لوگ كهاتے
وزيتونكم هذا الذي يعصر	هيں - اور زيتون سے مراد وهي هے
	جس سے روغن نكالتے هيں -

امام رازي اپنے تفسير ميں تين و زيتون كے معني بيان كرتے هوے حضرت ابن عباس رضي الله كا قول نقل كرتے هيں " هو تينكم و زيتونكم هذا " اے اهل عرب! تين و زيتون سے مراد يهي تمهارے مشهور پهل هيں -

ان دونوں الفاظ كے معني متعين هونيكے بعد غور كرو كه يه شرف انساني پر كسطرح شاهد هيں ؟ تم جانتے هو كه انجير ايک نهايت چهوٹا سا پهل هے، ليكن غذا و دوا ميں بيشمار فوائد ركهتا هے - ذائقه كے لحاظ سے نهايت شيريں هے - باعتبار طبي فوائد كے قاطع بلغم، ملين طبع، مطهر للبنين، مسمن بدن وغيره اسكے معمولي خواص هيں -

پس انجير شاهد هے كه جسطرح يه جسم صغير هوكر بيشمار فوائد كا مجموعه هے، اسي طرح وجود انساني بهي حسماً مختصر ليكن مختلف قوتوں كا [illegible]، گونا گوں جذبات كا سرمايه، بو قلموں اسرار كا مجسمه هے !

بيشک اسكي مٹهي بهر هڈيوں كا ڈهانچ عالم تكوين كي غير محدود كوه پيكر هستيوں كے سامنے كچهه حقيقت نهيں ركهتا، مگر ان هڈيوں هي ميں وه طاقت هے جو پهاڑوں كي چوٹيوں اور سمندروں كے طوفانوں كو مسخر كرسكتي هے !

دوسري شهادت زيتون كي هے - وه يه كه جسطرح زيتون ميں روغن حلول كيے هوے هے، اور زيتون كي قدر اوسكے روغن هي كيوجه سے هے، اسي طرح انساني جسم ميں بهي روح كا حلول هے، اور اسكا شرف بهي اوسكي روح هي سے هے - ورنه انسان مٹي كا ايک ڈهير يا حشرات الارض كي گهناؤني غذا هے اور بس -

يهاں پر دو سوال اور قابل غور هيں - ايک يه كه جناب باري نے زيتون هي كو شهادت كيليے كيوں منتخب كيا، جبكه يه فائده اور روغن دار پهلوں يا اسي قسم كے تخموں سے بهي حاصل هوسكتا تها ؟

اسكا جواب يه هے كه اهل عرب جو قرآن كريم كے اولين مخاطب هيں، اونكے سامنے جو چيز بكثرت موجود تهي، وه زيتون هے، اور جو فوائد غذاء و دواء كے اعتبار سے انهيں حاصل هورهے تهے، وه بالكل انپر واضح و آشكارا تهے -

دوسرا سوال يه هوسكتا هے كه جبكه روح جسم سے اعلى و اشرف اور اوسپر حاكم هے، تو اسكي شهادت كو جسم كي شهادت سے مقدم هونا چاهيے، اور اسليے والتين كي جگه والزيتون كے لفظ سے سورة كو شروع كرنا چاهيے تها - يه درست هے، مگر ياد ركهنا چاهيے كه دليل و اثبات كے موقعه پر مقدم هونيكا وه چيزيں حق ركهتي هيں جو تجارب و محسوسات كے دائره ميں هوں - قطع نظر فلسفۂ جديده كے جسكي بنياد كا سنگ اولين هي تجربه هے، اگر ارسطو و افلاطون كے فلسفه كو ديكهو - اور كم ازكم علامه بهاري كي سلم كے آخر ميں برهان كي بحث سامنے ركهو، تو معلوم هوجائيگا كه دليل مفيد يقين وهي هوسكتي هے جسكے مقدمات كي ترتيب امور يقينيه اور تجربه پر هو، يا كم ازكم ايسے مقدمات كه طرف اونكي تحصيل هوتي هو - بهرحال جسم اور اوسكے فوائد محسوس اور بالكل ظاهر هيں، اور روح غير محسوس هے - پس اسليے جسم كي شهادت كو حق تها كه وه روح كي شهادت پر مقدم هو، اور سوره كو والتين هي كے لفظ سے شروع كيا جائے -

(نكته)

زيتون كے لفظ ميں ايک اور لطيف اشاره هے - وه يه كه جب زيتون سے روغن نكال ليا جاتا هے تو اوس سے دوسرے فوائد كے علاوه چراغ بهي روشن هوسكتا هے، اور وه اپنے ارد گرد تمام چيزوں كو منور كرديتا هے - اسي طرح يه روح جو قفس عنصري ميں مقيد هے، اگر بقدر طاقت بشري اوسكو بهي علائق ماديه سے پاک و صاف كرليا جائے، تو پهر اس سے بهي بهت سي تاريک روحيں منور، اور ظلماني قلوب روشن هوسكتے هيں !

(طور سينين كي شهادت)

"طور سينين" كي تفسير ميں تمام مفسرين اپني عادت قديم كے موافق بهت سے احتمالات بيان كرتے هيں، مگر در اصل يه سب تكلف هے - اس سے مراد وهي پهاڑ هے جو حضرت موسى كيليے [illegible] رباني اور بني اسرائيل كيليے نزول شريعت كا

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے :

رینلڈ کی مسٹریز اف دی کورٹ اف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑی سی رہگئی ہے - اصلی قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکی جلد ہے جسمیں سنہری حروف کی کتابت ہے اور ۳۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وی - پی اور ایک روپیہ ۱۲ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکتہ

Impeiial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت ور

تبلہ انعام

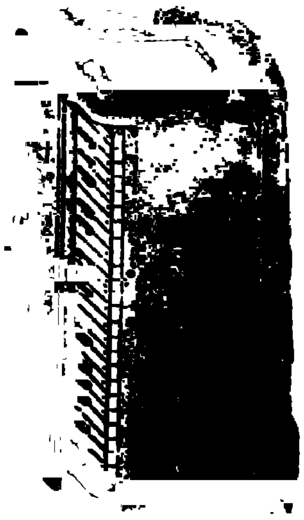

ہمارا سائنس فکس فورٹ ہارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ہوا میں یکساں رہنے والا ہمارے خاص کارخانہ میں کواسا ن لکڑی سے طیار کیا ہوا ہے اسوجہ سے کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے ہیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگوا کر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ہو تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ہم واپس کرلیونگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ہر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاہیے - ہر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑی اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جاویگا - ہندسی ہارمونیم سکھیا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ہارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شماء - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان اپنی قدرتی قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا ان کھوئی ہوئی قوت کو پھر پیدا کر دیتی ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے ہی عرصہ کا ہو اگر اس سے اچھا نہ ہو تو ہمارا ذمہ - کھانسی کے لیے بھی مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خونی ہو یا بادی - بغیر جراحی عمل کے اچھا ہوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ نوبتی جنون' مرگی والا جنون' غمگین رہنے کا جنون' عقل میں فتور' بے خوابی وغیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیلم صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر یا ہونیسے تشنج کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندرونی مستورات کو ہوتے ہیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبری دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکی تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور تمام زندگانی حاصل کریں - یعنی ڈاکٹر سیلم صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاہو - ڈاکٹر ایم - سی - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے ہیں - "میںنے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جی - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سی - پی اینڈ ایس - سی گوشا اسپتال مدراس فرماتی ہیں :- "نمونے کی شیشیاں اوبھرالین کی اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا " -

مس ایم - جی - ایم - براڈلی - ایم - ڈی - (برن) بی - ایس - سی - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال اوٹاکمنڈ بمبئی فرماتی ہیں : "اوبھرالین جسکو کہ میںنے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta

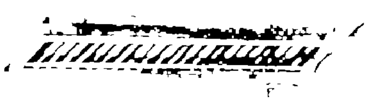

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹانک

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا " یہ [illegible] [illegible] کو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتی ہے - یہ ایک نہایت مقوی ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتی ہے - جسکی وجہ سے [illegible] وغیرہ کو بھی صحت ہے [illegible] بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے اندرونی استعمال سے ضعف باہ ایکدم دور ہو جاتی ہے اس کا استعمال کرکے ہی آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

AYESHA

مفرح دماغ - حسن کی افزایش - رنگوں کی تازگی - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ہیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مفت - مشورہ مفت - فہرست مفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

رائے صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رہنما و صحت جسمانی و زندگی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم - ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلو علیهم ایتک ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم انک انت العزیز الحکیم (۱ : ۱۴)

اے پروردگار! اب تو همکو اپنا فرمانبردار بندہ بنالے اور هماري نسل سے ایک مطیع و منقاد امة قائم کر - اے خدا اپنے ارکان عبادت همکو هدایت کر اور همپر رحمت نازل فرما کیونکه تو هي تواب و رحیم هے - اور پهر اس امة میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو اونهیں سے هو' وہ رسول تیرے احکام انکو سناوے اور تیري کتاب و حکمت کي باتیں اونکو سمجهائے - تو سب کچهه کرسکتا هے' اسلیے که تو سب پر غالب اور سرچشمه حکمت هے -

پس درسگاہ خلت و ملت ابراهیمي اس پر شاهد هے که انساني روح کهانتک ترقي کرسکتي هے' اور اسکي انتها کیا هے؟ معلوم هوگیا که اسکي ترقي اس حد تک هے جهاں پهونچکر ایک هي مقصود' ایک هي مطلوب' اور ایک هي شاهد و مشهود سامنے هوتا هے' جسکي چشم و ابرو کے اشاروں اور دهن حق طلب کي مسکراهٹ پر اپني عزیز ترین چیزونکو بهي قربان کردیا جاتا هے -

اے گم گشتگان طریق حق! اگر دین حنیف تمهارے هاتهوں میں' اسمعیلي خون تمهاري رگوں میں' اور ابراهیمي دعا کي امة مسلمه تم هو' تو پهر تمهارے لیے ذریعۂ فلاح و نجات وهي جذبه خلت' وهي جوش محبت' وهي سوداء عشق' وهي طریق ابراهیمي هے' جسکي شهادت تمهارا کعبۂ مکرمه بزبان حال پیش کر رها هے - اور اوسکي صدا اوسکے در و دیوار سے آرهي هے -

حضرة شاہ ولي الله نے حجة الله البالغه میں اس امر کو مفصل بیان کیا هے که روح و جسم کا وجود اور اونکا اجتماع دوسرے جانداروں میں بهي هے - لیکن حصول سلطنت اور مقام خلت جن پر تیسري و چوتهي قسم شاهد هے' یه انسان هي کیساته مخصوص هے - ان دو آخري خصوصیتوں میں سے پہلے قوة حیوانیه انسانیه' اور دوسري قوة ملکوتیه کا خاصه هے - پس ان خصائص و قوی' ان فوائد و منافع کے انکشاف کے بعد کون هے جو اسمیں شک کرسکتا هے که: لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم؟

(اشتهار)

اکسیر اعظم یا زندگی کي بهار

(ایجاد کردہ حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین)

—:o:—

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصاً ضعف معدہ اور ان مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خودکشي تک مسلسل هوتا هے ایک بے خطا اور آزمودہ مرکب هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بهتر اور کوئي شے محافظ قوت نهیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۹ - آنه

المشتهر: منیجر دي یوناني میڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت

نمبر ۱۱۱/۱ زین اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - مدراس

الهلال :

(از جناب مولانا السید مرتضی نونهروي)

جب دوسرے سال دفعتاً یه نوراني پرچه نظر فقیر سے گزرا تها تو میں نے محرر و مدیر الهلال جناب علامۂ دوراں' وحید الزماں مولانا ابوالکلام آزاد کو لکها تها که یه هلال نهیں هے - اسکا نام " البدر" هونا مناسب هے - اسنے بدریة کے افق پر تدریجاً حرکت و ترقي نهیں کي هے بلکه بدو تکوین هي سے وہ بدر هے - لهذا مستحق تسمیة البدر عین الکمال روزگار هے - لیکن اس قمر کو محاق میں چند روز رهنا پڑا - ان ایام ظلمت میں افکار اهل علم و بصیرت کے اندر جو ماتم برپا تها اوس ماتمگساري کا بزبان حال یه نوحه تها :

خون دل خورد کن که شرابے به ازیں نیست
آتش بجگر زن که کبابے به ازیں نیست

مگر بمقتضاے : والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم - اب پهر تاریکي محاق سے نکلکر' عالم اسلام و علوم و ادب کو منور کرنے لگا' اور سماے حریة راے' و معارف قرآني' و حقائق حکمة و بیان یزداني کا آفتاب عالمتاب بنکر نصف النهار و نقطه وسط النهار پر چمکنے لگا -

هنود و براهمه اور عوام شیعه قمر در عقرب کي نحوست کے قائل هیں - گو جناب مجلسي حق الیقین جلد ۱۴ بحار میں بقاعدہ هیئة و ریاضي اسکي تضعیف پر مائل هیں - دفاتر روایات اهل سنة و جماعت بهي اس روایت سے خالي نهیں هیں مگر محققین و ناقدین نے اسکو قابل وثوق نهیں سمجها هے - بهر حال همارا قمر عقربیة کے خطرات سے بالکل نکل آیا هے' اور امید هے که البلاغ کے بلوغ رشد و کمال کا یه روز دنیاے اسلام میں بهتر از عید عید و تقریب نشاط هو' جو کسي رسم و قید کي پابند نهیں !

هماري آرزوؤں اور امیدوں نے بصورت البلاغ اپنا ظهور موفور السرور کیا هے' مگر قلم جادو نگار علامه عصر حضرت آزاد هي کا هے - وهي غلغلۂ آفریں عالم ارواح و معاني سے بلند هے' وهي علم و فن کي رنگیني هے' وهي معارف قرآنیه کي نور افشاني هے جس پر فصاحت و بلاغت هزارها سجدہ کرتي هے' وهي متانت افکار اور آزادي راے کا نظارہ هے جو پہلے تها' وهي انکشاف حقائق و علوم هے جو اسکي خصوصیت تهي' وهي معارف قرآنیه و نوادر کي جلوہ فرمائیاں هیں جنکے لیے وہ عالمگیر شهرت حاصل کرچکا هے بتفهم و تامل و تبصر -

بهر رنگے که خواهي جامه مي پوش * من انداز قدت را مي شناسم

البلاغ فقیر کي نظر سے گزرا تو زبان پر یه شعر جاري هوا :

یا بدر دجی بوصله احیاني * اذ زارکم بهجرہ افناني
بالله علیک عجل سفلت دمي * لا طاقة لي بلیلة الهجران

ایک ماهوار تاریخی رساله

میں ایک ماهوار تاریخي رساله جاري کرنے کا مصمم ارادہ کرچکا هوں' جو تهذیب اخلاق اور تهذیب نفس کا کام انجام دیتا هوا ملک و قوم کي صحیح تاریخ پیش کرسکیگا' پہلا نمبر انشاء الله تعالی جنوري میں شایع هوجائیگا - احباب کي خدمت میں گذارش هے که اس نگارش کے ملاحظه فرمانے هي آپ اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیں که آیا آپ رساله کي (جسکا نام عبرت هوگا) خریداري پر آمادہ هیں؟ نیز اپنے قیمتي مشورہ اور اعانت سے دریغ نه فرمائیں - رساله کي قیمت صرف ایک روپیه ششماهي' اور ضخامت تیس چالیس صفحات هوگي - مجهکو مخاطب کرنیکے لیے ذیل کا پته کافي هے

اکبر شاہ خان - نجیب آباد

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ القرآن الحكيم

البلاغ

هٰذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا
أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۶-۷
کلکته : جمعه ۸ - ۱۵ - ربیع الاول سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, January 14, 21, 1916.
جلد ۱

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه، از خامهٔ ایڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے، جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے، اور انکا نور علم براہ راست مشکواۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي، وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام، امام العلم، مجدد العصر، حضرة شاہ ولي الله قدس سرہ تهے، جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي، اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا، اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم، و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے، لیکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي، اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها، جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز، و بلاغت و انشاء مخصوص، و فهم حقائق و معارف قرآنیه، و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس، عام فهم، معني خیز، حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے، اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں، اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو، اور بچوں، عورتوں، سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے، انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

البیان

فی

مقاصد القرآن

هذا بیان للناس، و هدی و موعظة للمتقین (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر، اثر خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکی محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے، یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے!

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعة کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا، انشاء اللہ ۱۵ - صفر کو شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ ۱۴ - صفر تک چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

اڈیٹر الہلال کی رائے

میں ہمیشہ کلکتہ کے یوروپین فرم "جیمس مرے" کے یہاں سے عینک لیتا تھا - اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو میسرز ایم - ان احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکتہ) سے کئی مختلف قسم کی عینکیں خرید کیں، اور مجھے اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح پر اور عمدہ ہیں، اور یوروپین کارخانوں سے مستغنی کردیتی ہے - مزید برآں مقابلتا قیمت بھی ارزاں ہیں - کام بھی جلد اور وعدہ کے مطابق ہوتا ہے

اپکو واجبی قیمت پر ہر قسم کی اصلی پتھر کی عینک مضبوط صحیح وقت دینے والی گھڑیوں کی ضرورت ہو تو ان میں سے ایک منگواکر آزمایش کریں - رعایتی قیمت وغیرہ کی لالچ میں پڑکر دھوکا نہ کھائیں -

صرف اپنی عمر و دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمانے پر ہمارے لایق و تجربہ کار ڈاکٹروں کی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی کے ارسال خدمت کی جائیگی - اسپر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۵ روپیہ سے آٹھہ روپیہ تک -

عینک رولڈ گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت دس روپیہ سے پندرہ روپیہ تک - محصول ڈاک وغیرہ ۶ - آنہ -

دو نظر (یعنی نزدیک و دور دیکھنے) کی عینک قیمت بالائے نرخوں سے ۵ روپیہ زیادہ -

۱ - انگما واچ پتلی خوشنما مضبوط و صحیح وقت کی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۵ روپیہ -

۲ - ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۶ روپیہ -

۳ - چاندی کی ڈبل کیس مثل کرالیزر کے وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۲۰ روپیہ -

۴ - نکل کیس و میگا واچ نہایت پائدار و وقت کی نہایت سچی گارنٹی ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیہ -

۵ - نیو رسٹ واچ ہاتھہ کی زیب دینے والی مع تسمہ گارنٹی چار سال مع محصول ۱۵ - روپیہ سے ۲۲ - روپیہ تک -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھری نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی کلکتہ

جسکا درد وہی جانتا ہے، دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب ہورہا ہے - سردی ہٹانے کیلیے بندوبست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف دمہ پریشان ہوتے ہیں، اور رات و دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ہیں، اور نیند تک حرام ہو جاتی - دیکھیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشہ اشیاء اور مخترہ، بھنگ، بلا ڈونا، پوٹاس، اے او دائڈ، دیکر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا انمول جوہر ہے - یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح ہیں - آپنے بہت خرچ کیا ہو لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمالیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ فی شیشی - محصولڈاک ۵ آنہ - اس دوا کی دو خاص فوائد ہیں - (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے - (۲) اور کچھہ روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے -

ڈاکٹر ایس کے برمن - منیجر تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

: Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
43, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنّٰی بابی الکلام الآزاد الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۳ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر ۶-۷-۸ — كلكتہ : جمعہ ۸ - ۱۵ - ۲۲ ربيع الاول سنہ ۱۳۳۴ هجري — جلد ۱
Calcutta : Friday, January 14, 21, 28 1916.

البلاغ كي اشاعت ميں تاخير اور اينده كيليے اعلان ،

اينده سے البلاغ بدستور قديم هفته وار شايع هوگا

(۱) البلاغ كي اشاعت ميں ابتک نہايت بدنظمي رهي ابتدا ميں اراده كيا تها كه كچهه دنوں تک مهينے ميں دوبار شائع كيا جاے ' اور اسطرح جو وقت اس سے بچے وه تصنيف و تاليف ميں صرف هو ' ليكن تجربے سے ثابت هوا كه اپنے ليے ايام اشاعت كي هر صورت يكساں هے ' اور كام كي كثرت و قلت دل كي جمعية اور دماغ كے استعداد پر موقوف هے ' صرف وقت هي كا سوال نہيں هے - محنت اور ذهني دماغي ميں اس سے كوئي فرق نہيں آتا ' صرف اتني تبديلي هوجاتي هے كه چار مرتبه كي جگه دو مرتبه كام كا اختتام و آغاز هوتا هے - مگر يه تبديلي اپني مشكلات كيليے كچهه زياده سودمند نہيں -

(۲) اس سے بهي بڑهكر يه كه ابتک يكے بعد ديگرے كچهه ايسے افكار و حالات گرد و پيش رهے ' جنكي وجه سے طبيعت برابر بجهي رهي ' اور انہماک و محويت عمل كا شعله نه بهڑک سكا - اوروں كي خبر نہيں ' مگر اپنے كاموں كو ديكهتا هوں تو يهي انہماک اور محويت ميري زندگي كي اصلي قوت اور ميرے تمام ضعف جسم و ناتواني صحت كا علاج حقيقي هے :

اے تو افلاطون و جالينوس ما !

ليكن اب تک يه حال رها كه البلاغ كي تحرير و ترتيب ميں ميرے ليے وه لذت و كيفيت هي نه تهي ' جو اپنے ذوق و شوق كے تمام كاموں ميں پاتا هوں ' اور جو اگر مجهه سے چهين لي جاے تو ميري قوة شغل و عمل يكسر هلاک هوجاے - اسي كا نتيجه هے كه نه تو البلاغ كے كسي نمبر كو اسكي اصلي تقسيم و ترتيب سے مرتب كيا گيا ' نه تمام ابواب و فصول هي شروع هوسكے ' اور نه پيش نظر مطالب مهمه كيليے زبان كهلي - صرف يهي خيال سامنے رها كه كسي نه كسي طرح البلاغ مرتب هوكر نكل جاے اور سلسله برابر جاري رهے -

(۳) ليكن الحمد لله كه ميرے دل كي افسردگيوں كا موسم اب بدل گيا هے ' كيونكه مجهسے باهر بهي تبديلي هوني هے - اب ميں مستعد هوں كه اپنا جسقدر وقت البلاغ كيليے نكالوں ' ذوق و انہماک كے ساتهه خرچ كروں ' اور پرچه بهي هفته وار شائع هو - مجهے معلوم هوا هے كه تاخير اشاعت دوستوں پر بہت شاق هے -

(۴) اس نمبر كي اشاعت ميں بہت دير هوگئي - يه تين هفتوں كي مجموعي اشاعت هے - اُن احباب كرام سے اميد وار معافي هوں جنهوں نے هميشه ميري مشكلوں اور معذوريوں پر نظر ركهكر ميري كمزوريوں كو معاف كيا هے :

سخن طرازي و دانش هنر نظيري نيست
قبول درست مگر نالۀ حزيں كردد

(۵) آينده نمبر سے انشاء الله هر جمعه كو البلاغ ڈاک ميں پڑ جائيگا ' اور بہت سي تبديلياں اسكي ترتيب و مضامين ميں نظر آئينگي - الهلال كے زمانے ميں اكثر بزرگوں نے لكها تها كه رساله كے مضامين كو طرز تحرير و انتخاب مباحث كے اعتبار سے دو بڑي قسموں ميں منقسم كرديا جاے - چند مضامين نہايت آسان و سهل زبان اور تمام دقيق مطالب و علمي اشارات سے معرى هوں ' تاكه هر شخص ان سے دلچسپي حاصل كرسكے ' اور چند مضامين مخصوص طور پر اهل علم و نظر هي كيليے هوں ' اور صرف انهي كو رساله اپنے مطالب دقيقه ' مباحث مهمه ' اور انشاء مخصوص كيليے محدود كردے -

اگرچه يه طريق تبليغ و درس ابتدا سے پيش نظر رها هے ' ليكن آينده سے اسكي مزيد كوشش كي جائيگي ' اور انشاء الله البلاغ كے هر نمبر كے مضامين ميں يه تقسيم ملحوظ رهيگي - الهلال كے جسقدر ابواب مضامين تهے ' وه بهي اب انشاء الله بالالتزام البلاغ ميں آپ ملاحظه فرمائينگے - بعض كے مضامين مرتب هوچكے هيں ' ليكن ابتک انكي اشاعت كيليے جگه نه نكل سكي -

البيان و ترجمان القرآن

كيليے احباب كرام كو كسي قدر اور انتظار كرنا چاهيے - حتى الامكان پوري كوشش كررها هوں كه كسي نه كسي طرح اسكا سلسله جلد شروع هوجاے - تفسير اور ترجمه شائع هوچكا ليكن اسكے مقدمه كي وجه سے دير هوگئي كيونكه ضروري معلوم هوا كه پہلے جز كے ساتهه مقدمه پورا شائع كرديا جاے - بهرحال اميد هے كه بہت زياده انتظار نه كرنا پڑيگا - البيان كا جب تک پہلا نمبر شائع نہيں هوا هے ' رعايتي قيمت كے بهيجنے كي مهلت باقي هے -

"کتاب مرقوم یشهده المقربون" (۸۳ : ۲۱)

" فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۶]

السحر الحلال
فی
مجلّدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان العال ' اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیہ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تہا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ علم طرق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی نظیر و مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکے تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری ' چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اور کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

تذکار مقدس

ماه ربيع الاول

ولادة نبوي صلى الله عليه وسلم

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين !

جب زمين پياسي هوتي هے تو رب السماوات و الارض پاني برساتا هے، جب انسان اپني غذا کيليے بيقرار هوتا هے تو وه موسم ربيع کو بھيجديتا هے، جب خشک سالي کے آثار چھا جاتے هيں، تو آسمان رحمت پر بدلياں پھيل جاتي هيں :

الله الذي يرسل الرياح	تو خدا هي تو هے جو هواؤں کو بھيجتا
فتثير سحابا فيبسطه	هے، اور هوائيں بادلوں کو اپني جگه
في السماء كيف يشاء	سے ابھارتي هيں، اور جسطرح اسکي
و يجعله كسفاً فترى الودق	مرضي نے انتظام کرديا هے، بادل فضا
يخرج من خلاله فاذا	ميں پھيل جاتے هيں - پس تم ديکھتے
اصاب به من عباده اذا	هو که انکے اندر سے مينه برسنے لگتا
هم يستبشرون	هے اور تمام زمين سرسبز و شاداب
(۳۰ : ۴۷)	هوجاتي هے - پھر جب وه اپنے

بندوں پر جو بارش سے مايوس هوگئے تھے پاني برسا ديتا هے، تو وه کامياب و خرم هوکر خوشياں منانے لگتے هيں !!

يه خدا کي تمام مقاليں اور دانائياں جو وه اپنے بندوں کي هدايت کيليے کھولتا هے، هميشه عام اور قدرتي مظاهر سے تعلق رکھتي هيں، تاکه زمين کي هر مخلوق انکي تصديق کرسکے اور ان سے دلائل حاصل کرسکے - وه ايسے تغيرات کو حواله [illegible] اور غير فطري [illegible] جنکے سمجھنے کيليے کسي خاص طرح کي زندگي، خاص طرح کے علم، اور خاص طرح کے گرد و پيش کي ضرورت هو (بلکه) اسکي هر تعليم ايسي عام اور خالص فطري حالات سے متعلق هوتي هے، جسکو سنکر جنگلوں کا ايک چرواها اور متمدن آباديوں کا ايک فيلسوف، دونوں يکساں اثر کے ساتھه خدا کي سچائي کو پاسکتے هيں - پس اگر تم نے فلسفه و حکمت نهيں پڑھا هے، اگر تم نے اجرام سماويه کے ديکھنے کيليے کسي رصد خانے کي قيمتي دوربين نهيں پائي هے، اگر تمکو ماده کے خواص کا تجربه نهيں هے، اگر تم کسي دار العلوم کے اندر برسوں تک نهيں رهے هو، اگر تم صحرائي هو، اگر تم پهاڑوں کي چوٹيوں پر گوشه نشيں هو، اگر پھونس کي ايک چھت اور بانسوں کي ايک شکسته ديوار هي رهنے اور بسنے کيليے تمهارے حصے ميں آئي هے، اور اسطرح تم نهيں جانتے که اپنے خدا کو آسمان کے عجيب و غريب ستاروں کے اندر کيونکر ديکھو اور اسکے حسن و جمال کو عناصر و ذرات خلقة کي آميزش و آويزش کے اندر کيونکر ڈھونڈھو، تاهم تم انسان هو، تم کو روح دي گئي هے اور تم زمين پر بستے هو، تم آسمان کي هر بدلي کے اندر، بادلوں کے هر ٹکڑے کے اندر، هواؤں کے هر جھونکے کے اندر، باران رحمت کے هر قطرے کے اندر، اپنے خداوند حي و قيوم کو، اسکي حکمت و قدرت کو، اسکي رافت و رحمت کو، اسکے پيار اور محبت کو ديکھه سکتے هو اور اسے پاسکتے هو - تم ميں سے کون هے جس نے اميد و بيم کي نظروں سے کبھي آسمان کو نهيں ديکھا هے، اور اسکي بجليوں کي چمک اور بادلوں کي گرج کے اندر اپني کھوئي هوئي اميد کو نهيں ڈھونڈھا هے ؟

و من آياته يريكم	اور قدرت الهي کي ايک يه بھي نشاني
البرق خوفا و طمعا -	هے که جب زمين پياسي هوجاتي هے

اور خشک سالي کے آثار هر طرف چھا جاتے هيں، تو وه آسمان کو بجليوں کي چمک کو پيدا کرديتا هے اور تم اميد و بيم کي نظروں سے انکو ديکھتے هو ! [illegible]

پھر وه کون هے که جب تم اور تمهاري کشت و بيقرار زمين پاني کے ايک ايک قطرے کيليے ترس جاتي هے، خاک کا ايک ايک ذره رطوبت و نمو کيليے بيقرار هو جاتا هے، کره ارضي اپني بيقرارانه حرکت ميں آفتاب کے آتشکده سے قريب تر هوتي جاتي هے، اسکي تمام کائنات نباتاتي اپنا حسن و جمال فطري کھوديتي هے، پرند اپنے گھونسلوں ميں، ٹهنياں درختوں ميں، اور انسان اپنے گھروں ميں پاني کيليے ماتم کرتا اور هر دم آسمان کي گرم و خشک فضا کي طرف مايوسي کي نگاهيں اٹھاتا هے، تو وه اپني محبت و ربوبيت کے نقاب ميں آتا هے، اور مايوسي کے بعد اميد کا، نامرادي کے بعد مراد کا، موت کے بعد زندگي کا پيام زمين کے ايک ايک ذره تک پهنچا ديتا هے ؟

و ينزل من السماء ماء	اس کي ربوبيت و رحمت کو ديکھو
فيحيي به الارض بعد	که جب تم اميد و بيم کي نظروں سے
موتها ان في ذالک	آسمان کو ديکھتے هو اور تمام زمين پر
لآيات لقوم يتفكرون !	مردني اور هلاکي چھا جاتي هے، تو

وه آسمان سے پاني برساتا هے اور زمين پر موت کے بعد زندگي طاري هو جاتي هے - يقيناً قدرت الهي کي اس نمود ميں صاحبان فکر و عقل کيليے بڑي هي نشانياں رکھي گئي هيں !

(۲)

يه وه انتظام الهي هے جو پروردگار عالم نے انسان کے جسم کي غذا کيليے کيا هے، پھر کيا اس نے انسان کي روح کيليے کچھه کيا هوگا ؟ وه رب الارباب جو زمين کي پکار سنکر اسکي [illegible] جسم کي بيقراري ديکھکر اسے غذا بخشتا هے، کيا [illegible] روح و معني کي تشنگي کيليے کچھه نهيں رکھتا [illegible] اسکے خزانوں ميں کوئي نعمت نهيں ؟

(۳)

وه که اسکي محبت زمين کي مٹي کو خشک [illegible] درختوں کي ٹهنيوں کو وه سبز پتوں اور سرخ پھولوں کي زيبائش سے محروم نهيں رکھتا [illegible] کيليے چھوڑ ديگا، اور عالم انسانيه کا مرجها جانا [illegible] وه رب العالمين جو تمهارے جسم کو غذا ديکر موت سے بچاتا [illegible] کيونکر ممکن هے که تمهاري روح کو هدايت ديکر [illegible] نه بچائے ؟

جب فرعون نے حضرة موسى عليه السلام سے [illegible]

من ربكما يا موسى !	تمهارا پروردگار کون هے ؟
(۲۰ : ۵۱)	

تو حضرة موسى نے نه صرف اپنے رب العالمين کي نسبت خبر هي دي، بلکه اسکي ربوبيت کي دليل قطعي و فطري چند لفظوں ميں فرمادي :

ربنا الذي اعطى كل	همارا رب وه هے، جو [illegible]
شي خلقه ثم هدى	اسليے اسکي ربوبيت نے کائنات کي
(۲۰ : ۵۲)	هر چيز کو اسکي خلقي ضرورتيں

بخشيں، پھر اسکے بعد انکي هدايت کردي تاکه صحيح اور فطري طريقه پر کاربند رهکر اپني خلقت کے مقصد کو حاصل کريں -

پس اس نے که زمين کي مٹي کے اندر قوة نشو و نما رکھي، اور پھر پاني برسا کر اسکي هدايت کردي، يعني اسکے آگے نفوذ و عمل کي راه کھولدي، اور جس کي ربوبيت نے عالم هستي کے ايک ايک ذره کيليے خلقت اور هدايت، دونوں کا سامان کرديا، انسان کو بھي جسم اور روح دونوں کے ساتھه پيدا کيا هے، اور اسکے ليے بھي خلقت اور هدايت، دونوں کا سامان رکھتا هے -

اسکي ربوبيت نے جسطرح جسم کيليے زمين کے اندر طرح طرح کے خزانے رکھ ديے هيں، اسي طرح روح کي غذا کيليے بھي اپنے

مہن الفواد و انتظار

ما نبودیم بدیں مرتبہ راضی غالب
شعر خود خواہش آں کرد کہ گردد فن ما !

البلاغ کی پچھلی دو اشاعتوں میں اس عاجز نے مشرب تجارت اور راہ دعوة کے متعلق جو کچھہ عرض کیا تھا ' امید ہے کہ احباب کرام کے پیش نظر ہوگا -

پس اس سلسلے میں سب سے پہلی حقیقت جو میں آنکے آگے واضح کرنا چاہتا ہوں ' یہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ الہلال و البلاغ کے متعلق اچھی طرح سمجھہ لیں کہ اسکے تمام کام اصولاً کس قسم میں داخل ہیں ؟ اگر ایسا کیا گیا تو وہ صدہا فروعی اور جزئی معاملات صاف ہو جائینگے جو ہمیشہ پیش آتے رہتے ہیں ' اور جنکے لیے نہ تو میرے پاس وقت ہے کہ بار بار کہوں ' اور نہ دوستوں کا وقت بیکار ہے کہ مقصد اصلی کی جگہ محض شخصی حالات و معاملات کی سماعت میں ضائع ہو -

گذشتہ صحبتوں میں یہ حقیقت ایک حد تک واضح ہوچکی ہے کہ تجارت اور دعوة کی راہیں بالکل متضاد ہیں ' اور ایک وقت میں دونوں کا رشتہ جمع نہیں کیا جا سکتا - تجارت حاصل کرنا چاہتی ہے مگر دعوة کی پہلی شرط کھونا ہے -

اخبار نویسی اور تجارتی مطبوعات کی تمام شاخیں تجارت کے ماتحت ہیں ' اور یورپ جو تحریر و تصنیف کے اس طریق کا موجد ہے ' اسکو تجارت ہی کے اصول پر چلا رہا ہے -

ہر اُس شخص کو جسکی نظروں سے میرے مطبوعہ کاموں کی ایک سطر بھی گذری ہے ' اور نیز ہر اُس شخص کو جس تک میری آواز پہنچ سکتی ہے ' یہ معلوم ہوجانا چاہیے کہ میں تاجر نہیں ہوں ' اُس خدا کیلیے جسکی زمین لاکھوں کروڑوں تجارت کاموں اور تجارت کے قافلوں سے رکی ہوئی ہے ' یہ کچھہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے ہر بندے کو تاجر ہی بنائے - اُسکی ربوبیت و رحمت انسان کو ہر طرح کا دل ' ہر طرح کا دماغ ' ہر طرح کا فکر اور ہر طرح کا عشق بخش سکتی ہے ' اور کسی شخص اور جماعت کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ اگر اپنے اندر کسی چیز کو نہ پائے تو ساری دنیا کو اس سے محروم سمجھے :

ایں نشہ بمن گر نبود با دگرے ہست !

پس میں جو کچھہ اور جیسا کچھہ بھی ہوں ' لیکن اس حقیقت کے اظہار کیلیے اپنی زندگی کے ہر اثر کو شاہد رکھتا ہوں کہ میں تاجر نہیں ہوں ' اور تجارت نہیں کرتا - خالق فطرة نے مجکو تجارت کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی استعداد بھی نہیں دی ' اور ابتداے عمر سے جن حالات و موثرات کے ماتحت رکھا ' انکی دنیا تجارت کی دنیا سے اسقدر دور ہے کہ اگر میں خود چلکر وہاں جانا بھی چاہوں تو نہیں پہنچ سکتا -

بلا شبہہ میں نے پریس کھولا ' اور یقیناً میں نے ایک رسالہ جاری کیا ' لیکن یہ صرف اسلیے کیا کہ اظہار خیال اور تبلیغ مقصد کا اس سے بہتر اور زود عمل طریق اور کوئی نہ تھا ' اور میرے پاس اتنی دولت نہ تھی کہ میں مفت چھاپکر تقسیم کیا کرتا -

پس میرے تمام کاموں کی بنیاد تبلیغ ہے ' نہ کہ تجارت - میری اخبار نویسی کو تم اخبار نویسی نہ قرار دو ' کیونکہ میں نے اسے ضمناً اختیار کیا ہے اور وہ میرا اصلی کام نہیں ہے - میں نے اگر اسے اختیار کیا ' تو یہ ہندوستان کی اخبار نویسی اور مطبوعہ اشاعات کیلیے بہتر ہوا اور اسکے لیے ترقی کی ایک بالکل نئی راہ کھلی ' مگر خود میرے لیے اسمیں کوئی شرف نہیں ' کیونکہ میرے کاموں کیلیے اصل راہیں دوسری تھیں :

ما نبودیم بدیں مرتبہ راضی غالب
شعر خود خواہش آں کرد کہ گردد فن ما !

یہ ایک اصولی بنیاد ہے - اب اسکے ماتحت طرز عمل و طریق کار کی تمام چیزیں آ جاتی ہیں -

اگر تمہارے سامنے الہلال کی پوری زندگی موجود ہے ' تو تم صدہا نشانیاں اسکی پا سکتے ہو کہ تجارت اور تجارتی زندگی و اوضاع سے اسکی زندگی کی ہر شاخ بالکل متضاد تھی -

تجارتی زندگی کیلیے سب سے پہلی چیز پریس کا نفع و نقصان تھا ' لیکن دنیا جانتی ہے کہ اس چیز سے زیادہ میں نے کسی چیز سے بے پروائی نہیں کی ' اور مال و صحت کے نقصان کے سوا اس سے کوئی تجارتی معاوضہ مجھے حاصل نہ ہوا -

مجھے ملک کے دولتمند و دولت بخش طبقہ سے یکقلم بے پروا اور کنارہ کش رہنے کی خدا نے توفیق دی ' جو راہ دعوة کی اولین شرط مگر راہ تجارت کیلیے بربادی اور موت ہے - مجھے ارباب دولت کے عطیوں اور اعانتوں کو بلا تامل رد کر دینے کی قوت ملی جسکے بغیر راہ تبلیغ میں ایک قدم بھی نہیں اٹھایا جاسکتا لیکن جسکا تصور بھی تجارتی اخبار نویسی کیلیے گناہ ہے - میں نے اپنے کاموں کی کوئی قیمت (اُس قیمت کے سوا جو کاغذ اور سیاہی کی ہر الہلال کے پڑھنے والے نے دی) کبھی بھی کسی انسان سے نہ چاہی ' اور کبھی بھی اس کیلیے کسی انسان کے چہرہ پر میری نگاہ نہیں پڑی - یہ اللہ کا احسان ہے ' اسکا فضل و کرم ہے ' اسکی ذرہ نوازی ہے ' اور میری طرف سے تم میں سے ہر شخص کو اجازت ہے کہ ان تذکروں کو میرا غرور اور گھمنڈ قرار دے ' مگر میں راہ تبلیغ کو باز کرنے کیلیے اور طلبگاران دعوة کے آگے نمونہ رکھنے کیلیے یہ سب کچھہ کہتا ہوں اور ہمیشہ کہونگا :

مي گريم و بعد از من گويند بمستانها !

میں نے تجارت کی دکان نہیں کھولی تھی ' اسلیے کبھی بھی میں نے اپنے کار و بار کے نفع و نقصان کو تجارت کے ترازو سے نہ تولا - میرا میزان سود و زیاں دوسرا تھا ' اور با وجود اسکے کہ الہلال پریس جاری کرکے میں نے اپنا وہ سب کچھہ کھودیا جو مال دنیوی میں سے میرے پاس تھا ' میرے منافع اور فوائد کا خزانہ اتنا وسیع و عظیم ہے کہ آج ہندوستان میں کسی انسان کے پاس نہ اتنی چاندی ہے اور نہ اتنا سونا ہے ' نہ لعل و جواہر ہیں ' نہ زمین کی زراعت - میں اپنی آنکھوں سے دیکھہ رہا ہوں کہ اس سر زمین میں سب سے بڑا دولت مند آدمی میرے سوا اور کوئی نہیں ' فياليت قومي يعلمون بما غفر لي ربي ، و جعلني من المكرمين -

پھر تم اُس کی نسبت کیا کہتے ہو جس نے خاک دی اور اسکے معاوضے میں سونا پایا ؟ میں نے تین چار سال تک اپنی تبلیغ و دعوة کی تجارت کی ' اور زخارف دنیوی کی ایک حقیر پونجی اسمیں لگا کر کھو دی - لیکن دیکھو کہ خدا نے اسکے معاوضہ میں ہزاروں انسانوں کے دل ' لاکھوں مسلمانوں کی روحیں ' متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور بستیاں ' ان کے عقائد و اعمال کی تبدیلیاں ' صدہا مومنین کاملین اور عباد اللہ مخلصین کی ایمان پرستیاں ' اور ان سب سے بھی بڑھکر یہ کہ کلمۂ حق و قرآن کا ایک انقلابی دور عظیم میرے خزانۂ اقبال میں کسطرح جمع کردیا ہے ؟

سکندر دنیاے قدیم کا سب سے بڑا فاتح تھا' جس نے تمام دنیا سے اپنے تخت کي پوجا کراني چاهي' لیکن دنیا اگر اسکي پیدایش کو یاد رکھے تو یہ یاد کن واقعات کي یاد هوگي ؟

یہ دنیا کي ویرانیوں' هلاکتوں' اور غلامیوں کي لعنتوں کا ایک بہت بڑا سرمایہ هوگا جو اسے هاتھہ آئیگا !

دنیا میں جسقدر پادشاہ پیدا هوے' اگر تم انکي زندگي کے تمام کارناموں کا حاصل معلوم کرنا چاهو' تو اسکے سوا اور کچھہ نہوگا کہ وہ جتنے بڑے پادشاہ تھے' اتنے هي زیادہ انسانوں کو غلام بنانے والے تھے' اتنے هي زیادہ انکي فطري قوتوں کیلیے پتھر تھے' اتنے هي زیادہ انکي قدرتي حرکت و نشو کیلیے زنجیر تھے' اور اتنے هي زیادہ خدا کي عطا کردہ جبلت صالحہ اور انسان کے نوعي شرف و احترام کیلیے انکے اندر بربادیوں اور هلاکتوں کي نحوست تھي -

پس جنکا وجود خود دنیا کیلیے ایک زخم تھا' وہ انکي یاد میں اپني گم شدہ شفا کیونکر پاسکتي ہے ؟

(٧)

حکماء کي حکمت' فلاسفہ کا فلسفہ' صناعوں کي ایجادیں بلا شبہ تاریخ عالم کے اهم واقعات هیں' لیکن اگر وہ اپني یاد کے آگے دنیا کو جھکانا چاهتے هیں' تو انہیں بتلانا چاهیے کہ انہوں نے اپني حکمت سرائیوں اور عجیب عجیب ایجادوں سے دنیا کے اصلي دکھہ اور زمین کي حقیقي مصیبت کیلیے کیا کیا ؟ آسمان کي فضاء میں ان گنت ستاروں کي قطاریں پھیلي هوئي هیں - بلا شبہ وہ شخص بہت بڑا غور کرنے والا دماغ اور بڑي هي کاوش کرنے والي نظر رکھتا تھا جس نے هم کو سب سے پہلے بتلایا کہ یہ بڑے بڑے ستارے هیں' ان میں ثوابت هیں' سیارات هیں' اور انکي حرکتوں کے معین اوقات و ایام هیں - لیکن دنیا جب ستاروں کي یہ بہت بڑي سچائي نہیں جانتي تھي' تو اس وقت بھي بیمار تھي' اور یہ معلوم کرکے بھي بیمار هي رهي - اسکا اصلي دکھہ یہ نہ تھا کہ انسان آسمان کے متعلق تھوڑا جانتا ہے' بلکہ همیشہ سے وہ اس ایک هي مرض میں گرفتار رهي ہے کہ انسان خود اپني نسبت' اپني فطرة صالحہ کي نسبت' اپني راہ سعادت کي نسبت کچھہ بھي نہیں جانتا -

اُس صناع کو اگر تم بڑا سمجھتے هو جسنے انسان کیلیے فن تعمیر ایجاد کیا' تاکہ وہ پائدار مکانوں اور خوبصورت چھتوں کے نیچے بیٹھے' تو تمھیں بتلانا چاهیے کہ انسان درختوں کے نیچے بیٹھکر نیک اور سچا انسان نہ تھا' مگر بڑے بڑے محلوں کے اندر جسکر اس نے اپني گم شدہ حقیقت پالي ؟ دنیا کا اصلي مرض انسانیت حقیقي کي گم شدگي ہے - سعادت انساني اور امن ارضي هي وہ نعمت ہے جسکي ڈھونڈھہ میں ابتدا سے کائنات کا ذرہ ذرہ تہ و بالا هو رها ہے - پھر بتلاؤ کہ اگر یہ بڑے بڑے صناع اور موجد هي انسانیت کي سب سے بڑي بڑائي رکھتے هیں' تو انکي ایجادوں نے انسان کو کسقدر امن دیا ؟ کسقدر سلامتي بخشي ؟ کہاں تک صراط سعادت پر چلایا ؟ طلسم حیات انساني کا کونسا راز افشاء کیا ؟ خدا اور بندوں کے رشتوں کو کہاں تک جوڑا ؟ پھر اگر وہ یہ نہ کرسکے تو دنیا انکي ایجادات کو اپنے خزانے میں رکھہ سکتي ہے' پر انکي یاد میں اسکے لیے کوئي خوشي نہیں هوسکتي' کیونکہ اُنہوں نے اسکے اصلي دکھہ کیلیے کچھہ نہیں کیا !

(٨)

اچھا' دنیاے قدیم کے ذخیرہ میں جو کچھہ ہے لے چھوڑو' کلدان و بابل اور یونان و اسکندریہ کے کھنڈر اور مسمار شدہ آثار کے اندر اگر دنیا کیلیے کچھہ نہ تھا' تو بہت ممکن ہے کہ لے لاٹں اور پولن و پیرس کي عجیب و غریب آبادیوں اور عقل و فہم کو مبہوت کردینے والے تمدن کے اندر دنیا کو وہ چیز ملجاے' جسکے لیے ابتداے خلقت سے متحیر و سرگشتہ رهي ہے ؟

موجودہ تمدن یورپ کي ابتدا جن بڑے بڑے دعووں سے هوتي ہے' ضرور ہے کہ وہ سب کے سب اس وقت تمهارے سامنے هوں' کیونکہ همارے موجودہ صحبت انکے اعادے کي متحمل نہیں - هم کو بتلایا گیا تھا کہ موجودہ تمدن کو دنیا کے قدیم تمدنوں سے کوئي مشابہت نہیں - اُن کي مختلف شاخوں میں باهم ربط و علاقہ نہ تھا' انکي بنیادیں صحت و حقیقت پر نہ تھیں' وہ انساني علم و عمل کي تمام شاخوں کو بیک وقت مکمل نہ کرسکي تھیں' اُنہوں نے معلومات و اعمال میں کوئي صحیح نظم و ترتیب پیدا نہیں کي' اور اُنہیں اپنے تمدن کي اشاعت اور پھیلاؤ کے وہ ذرائع حاصل نہ تھے جنکے ذریعہ هم نے تمام کرۂ ارضي کو علم و تمدن کا ایک گھر بنا دیا ہے - پس گذشتہ تمدنوں کي ناکامي سے موجودہ تمدن کي ناکامي پر استدلال نہیں کیا جاسکتا - یہ اور اسي طرح کے دعوے تھے' جنسے موجودہ تمدن کي فضاء بھر گئي تھي' اور جنکے ذریعہ اعلان کیا جاتا تھا کہ دنیا میں سب سے بڑي طاقت موجودہ تمدن کي ہے' حالانکہ سب سے بڑا صرف خدا ہے :

لقد استکبروا في انفسهم وعتوا عتـــواً کبیـــرا - (٢٥ : ٢١)	بلا شبہ اُنہوں نے یہ کہکر اپنے اندر بڑا گھمنڈ پیدا کیا اور بڑي سخت درجہ کي سرکشي کي !

سو اب تم دیکھو کہ دنیا اپنے اعتراف کا سر جھکانے کیلیے جب تمدن کے اس سب سے بڑے مغرور بت کي طرف جاتي ہے' تو اسے کیا جواب ملتا ہے ؟

آج تمدن کے ابلیسانہ گھمنڈ کا ملعون بت چور چور کردیا گیا ہے' اور خدا کا وہ زبردست اور بے پناہ هاتھہ جو قوم ثمود و عاد' اور بڑي بڑي آبادیوں' اور بڑے بڑے خیموں والوں کو سزا دیچکا تھا' اپنے جلال اور هولناکي کي آتشیں چمک دکھلا رها ہے - تم یورپ کي موجودہ جنگ اور متمدن اقوام کي باهمي قتل و خوں ریزي پر چار پایوں کي طرح نہیں بلکہ انسانوںکي طرح نظر ڈالو' اور دیکھو کہ یہ کیا ہے جو تمهارے سامنے هو رها ہے ؟ یہ تمدن اور وحشت کي پیکار نہیں ہے' یہ علم اور جہل کي ٹکر نہیں ہے - یہ تمدن ہے جو تمدن سے ٹکرا رها ہے' یہ علم ہے جو علم کو ذبح کر رها ہے' یہ صناعت ہے جو صناعت کو پیس رهي ہے' یہ ایجاد کا مغرور شیطان ہے' جو ایجاد هي کے شیطان لعین کو ڈس رها ہے' اور اسطرح تمدن کا گھمنڈ هي ہے جو تمدن کے گھمنڈ کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کررها ہے :

یخربون بیوتهم بایدیهم - (٥٩ : ٢٠)	اپنے گھروں کو وہ اپنے هاتھوں هي سے اجاڑ رهے هیں -

پس اگر مسکین دنیا اُن انسانوں کو یاد رکھنا چاهتي ہے جو تمدن کے پادشاہ تھے' علم کے فرمان فرما تھے' اور ایجاد و صناعت کے دیوتا تھے' تو تم اُسکا هاتھہ پکڑو' اور اسے آج یورپ کے اُن میدانوں کے سامنے لیجاکر کھڑا کردو' جہاں تمدن و علم کا تخت عظمت و اجلال آگ اور لہو کي بدلیوں اور دھویں اور زهریلي گیسوں کي مسموم فضاء کے اندر بچھایا گیا ہے' اور مسمار عمارتوں کے کھنڈروں' سرخ سرخ خون کي ندیوں' اور انسانوں کي تڑپتي هوئي لاشوں کے تودوں پر اسکے سنہري ستون عظمت نصب کیے گئے هیں - پھر اس سے کہو کہ وہ اپني احسانمندي اور شکرگذاري کیلیے اُن عظیم الشان) انسانوں میں سے کسي بڑائي کو چھانٹ لے' جو آج گیہوں اور جو کیلیے روتے هیں کیونکہ هوا میں اڑنے کے آلات اور پاني کو مفرد اجزا میں بدل لینے کا علم انکے لیے کچھہ کام نہ آیا !!

وہ ان میں سے کس کو اپني پرستش اور یاد کیلیے چنیگي ؟ کیا وہ اس سب سے بڑے فلسفي کو یاد کریگي' جو چودھویں صدي عیسوي میں آیا اور اس نے تجربہ کي راہ کھولي' جس راہ نے کہ انسانوں کو هلاکت اور خونریزي کے سب سے زیادہ روح پاش آلات تک پہنچادیا ؟ وہ کیمسٹري کے اس دیوتا کو یاد کریگي جسپر موجودہ تمدن کو سب سے زیادہ ناز ہے اور جس نے ایسي زهریلي گیسیں

آسمانوں کي وسعت معمور ہے - جسطرح جسم کي غذا اور زمين کي مادي حيات و نمو کيليے آسمانوں پر بدلياں پهيلتيں' بجلياں چمکتيں' اور موسلا دهار پاني برستا ہے - ٹهيک اسي طرح اقليم روح و قلب کي فضاء ميں بهي تغيرات هوتے هيں - يہاں اگر زمين کي مٹي پاني کيليے ترستي ہے' تو وهاں بهي انسانيت کي محرومي هدايت کيليے ترپنے لگتي ہے - يہاں پتے جهرتے هيں' ٹہنياں سوکهنے لگتي هيں' اور پهولوں کے رنگين ورق بکهر جاتے هيں' تو تم کہتے هو که آسمان کو رحم کرنا چاهيے - وهاں بهي جب سچائي کا درخت مرجها جاتا ہے' نيکي کي کهيتياں سوکهه جاتي هيں' عدالت کا باغ ويران هوجاتا ہے' اور خدا کے کلمۂ حق و صدق کا شجرۂ طيبه دنيا کے هر گوشے اور هر حصه ميں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے' تو اسوقت روح انسانيت چيختي ہے که خدا کو رحم کرنا چاهيے - يہاں زمين پر موت طاري هوتي ہے تو خدا کي بارش اسے زندگي بخشتي ہے - وهاں انسانيت هلاک هوجاتي ہے تو خدا کي هدايت اسے پهر اٹهاکر بٹها ديتي ہے :

وهـــو الذي يرسل الرياح	اور وہ پروردگار عالم هي تو ہے که
بشرا بين يـدى رحمتـه '	بارش سے پہلے هواؤں کو بهيجتا ہے
حتى اذا اقلت سحابا ثقالا	جو باران رحمت کے آنے کي
سقناه لبلد ميت ' فانـزلنا	خوشخبري سنا ديتي هيں -
به الماء فاخرجنا به من کل	يہاں تک که جب اسکا وقت آجاتا
الثمـــرات ' کذالک نخرج	ہے تو وہ وزني بادلوں کو حرکت
الموتى لعلـــکم تذکرون -	ديتي هيں' اور هم انهيں ايک ايسے
(۷ : ۵۵)	شہر کے اوپر ليجاکر پهيلا ديتے هيں

جو هلاک هوچکا ہے اور زندگي کيليے پياسا ہے - پهر پاني برستا ہے اور زمين کي موت کو زندگي سے بدلديتا ہے - اسکي نمو بخشي سے طرح طرح کے پهل پيدا هوتے هيں اور مخلوقات اپني غذا حاصل کرليتي ہے - ٹهيک ايسي طرح هم مردوں کو بهي اٹهاتے هيں - اور يه جو کچهه کہا گيا ہے سو دراصل ايک مثال ہے' تاکه تم دانائي اور سمجهه حاصل کرو -

(۳)

عالم انسانيت کي فضاء روحاني کا ايک ايسا هي انقلاب عظيم تها جو چهٹي صدي مسيحي کے وسط ميں ظاهر هوا - وہ رحمت الهي کي بدليوں کي ايک عالمگير نمود تهي جسکے فيضان عام نے تمام کائنات هستي کو سرسبزي و شادابي کي بشارت سنائي' اور زمين کي خشک سالیوں اور محروميوں کي بد حالي کا دور هميشه کيليے ختم هوگيا - وہ خداوند قدوس جس نے سينا کي چوٹيوں پر کہا تها که ميں اپني قدرت کي بدليوں کے اندر آتشيں بجليوں کے ساتهه آؤنگا' اور دس هزار قدوسيوں کے ساتهه ميرے جاہ و جلال الهي کي نمود هوگي' سو بالاخر وہ آگيا' اور سعير و فاران کي چوٹيوں پر اسکے ابر کرم کي بوندیں پڑنے لگيں !

يه هدايت الهي کي تکميل تهي' يه شريعت رباني کے ارتقاء کا مرتبۂ آخري تها' يه سلسلۂ ترسيل رسل و نزول صحف کا اختتام تها' يه سعادت بشري کا آخري پيام تها' يه وراثت ارضي کي آخري بخشش تهي' يه امة مسلمه کے ظہور کا پہلا دن تها' اور اسليے يه حضرة ختم المرسلين و رحمة للعالمين. محمد بن عبد الله کي ولادت باسعادت تهي - صلى الله عليه و على آله و صحبه و سلم -

(۴)

يهي واقعۂ ولادة نبوي ہے جو دعوة اسلامي کے ظہور کا پہلا دن تها' اور يهي ماہ ربيع الاول ہے جسميں اس امة مسلمه کي بنياد پڑي جس کو تمام عالم کي هدايت و سعادت کا منصب عطا هونے والا تها - يه ريگستان حجاز کي بادشاهت کا پہلا دن نه تها' يه عرب کي ترقي و عروج کے باني کي پيدائش نه تهي' يه محض عربوں کي طاقتوں کا اعلان نه تها' اسميں صرف نسلوں اور ملکوں کي بزرگي کي دعوة نه تهي' جيسا که هميشه هوا ہے' اور جيسا کچهه که دنيا کي تمام تاريخ کا انتہائي سرمايه ہے' بلکه يه تمام عالم کي رباني بادشاهت کا يوم ميلاد تها' يه تمام دنيا کي ترقي و عروج کے باني کي پيدائش تهي' يه تمام کرۂ ارضي کي سعادت کا ظہور تها' يه تمام نوع انساني کے شرف و احترام کا قيام علم تها' يه انسانوں کي بادشاهتوں' قوموں کي بڑائيوں' اور ملکوں کي فتوحات کا نہيں' بلکه خدا کي ايک هي اور عالمگير بادشاهت کے عرش جلال و جبروت کي آخري اور دائمي نمود تهي !!

پس يهي دن سب سے بڑا ہے' کيونکه اسي دن کے اندر دنيا کي سب سے بڑي بڑائي ظاهر هوئي - اسکي ياد نه تو قوموں سے وابسته ہے اور نه نسلوں سے' بلکه وہ تمام کرۂ ارضي کي ايک عام اور مشترک عظمت ہے' جسکو وہ اسوقت تک نہيں بهلا سکتي جب تک که اسکو سچائي اور نيکي کي ضرورت ہے' اور جب تک که اسکي زمين اپني زندگي اور بقاء کيليے عدالت و صداقت کي محتاج ہے -

(۵)

دنيا ميں بڑے بڑے انقلابات هوے هيں - يه انقلابات خاص خاص انسانوں کے وجود سے تعلق رکهتے هيں' اسليے ان انسانوں کي پيدائش کے ايام کو بهي دنيا عظمت کے ساتهه ياد رکهنا چاهتي ہے' اور اس اعتبار سے اسکي يادگاروں کي فہرست بڑي هي طويل ہے - اسميں بادشاهوں کے زرنگار تختوں کي قطاريں هيں' فاتحوں کي بے پناہ تلواروں کي جهنکار ہے' سپه سالاروں کے زرہ بکتر کي هيبت ہے' حکيموں کي حکمتوں اور دانائيوں کے دفاتر هيں' فلاسفه و علماء کے علوم و صحائف کے خزائن هيں' صناعوں کي ايجاديں هيں' وطن پرستوں کے مواعظ هيں' قومي پيشواؤں اور ملکي داعيوں کي جانفشانياں اور سرفروشيوں کي داستانيں هيں - ليکن سوال يه ہے که دنيا اگر اپني عظمت کے اصلي دن کو ياد رکهنا چاهتي ہے' تو ان ميں سے کس کو ياد رکهے ؟

ان ميں سے کون ہے جس نے دنيا کو سب سے بڑي چيز دي ہے' تاکه وہ بهي سب سے پہلے اور سب سے زيادہ اوسيکي ياد کو پيار کرے ؟

(۶)

آؤ' هم سب سے پہلے بڑے بڑے اولوالعزم شہنشاهوں کو ديکهيں جنهوں نے دنيا کے بڑے بڑے رقبوں کو نوک شمشير پر رکهه ليا' اور ايسے ايسے عجيب و غريب ايوانوں اور محلوں ميں بسے جنکي ديواريں اور چهتيں چاندي سونے اور لعل و جواهر سے بنائي گئي تهيں - انهوں نے بہت زيادہ مال و متاع جمع کيا' انکے پاس لوہے کے بہت زيادہ آلات خونريزي تهے' اور انکي اطاعت و غلامي ميں انسانوں کا سب سے بڑا گله تها - پس انکي پيدائش کے واقعه کو بهي سب سے زيادہ عظيم الشان اور نا قابل فراموش هونا چاهيے -

ليکن اگر دنيا انکي پيدائش کو ياد رکهے' تو بتلاؤ که دنيا کيليے انهوں نے کيا کيا ؟ انکي فتوحات بہت وسيع تهيں' اور انکي وہ دولت جو انهوں نے زمين کي بستيوں کو اجاڑ کر لوٹي تهي' بڑے بڑے وسيع رقبوں کے اندر آتي تهي' ليکن دنيا کو اس سے کيا ملا که دنيا کي گردن انکي ياد کے آگے جهکے ؟ اگر وہ بہت بڑے فاتح تهے' تو اسکو يوں کہو که انهوں نے سب سے زيادہ زمين کو ويران کيا' سب سے زيادہ اسکي آباديوں کو اجاڑا' سب سے زيادہ خون کي ندياں بہائيں' اور سب سے زيادہ خدا کے بندوں کے گلے ميں اپني غلامي کي لعنت کا طوق ڈالا - پهر کيا دنيا اپني ويرانيوں' اپنے قتل و غارت' اپنے نہب و سلب' اور اپني غلامي کي ملعنت کے ناپاک دنوں کو ياد رکهے ؟ اور جنکي ابليسيت نے يه لعنت پهيلائي تهي' انکي پيدائش کي نحوست پر خوشياں منائے ؟

صرف تورات کو قائم کرنے آیا ہوں، خود کوئی نئی دعوت نہیں لایا- ~~(متی ٥: ١٧) انہوں نے تصریح کی کہ [illegible]~~ کی اصلاح تک محدود ہے - نیز انہوں نے غیر قوموں میں منادی کرنے سے روکا (١) اور ہمیشہ اپنے [illegible] کو اسرائیل [illegible] کی محدود [illegible] پس [illegible] انہوں نے جو کچھ بھی خدمت کرنی چاہیے، وہ محض بنی اسرائیل نامی ایک مسخ شدہ قوم کی تھی - تمام دنیا کیلیے انکے پاس کچھ نہ تھا -

[illegible]

پھر انکا ظہور اس وقت ہوا جبکہ روم کی ظالمانہ حکومت نے شام کے مقدس مرغزاروں کو روند ڈالا تھا، اور بت پرست قوموں کی جابر و مستبد گورنمنٹیں دنیا [illegible] تھیں، لیکن انہوں نے نہ تو اس ظلم و طغیان کے متعلق کچھ کہا، اور نہ اس سے کچھ تعرض کیا -

پہلی صدی مسیحی کے بعد جسقدر مسیحی قومیں دنیا میں آباد ہوئیں، انکو حضرۃ مسیح کی تعلیم و دعوت سے کچھ تعلق نہ تھا، اور وہ سر تا سر یونان کے ایک تعلیم یافتہ یہودی پولس کے مذہب کی پیرو تھیں - پولس نے تمام حواریان مسیح کے مذہب کے خلاف غیر اسرائیلی انسانوں کو بپتسما دینا شروع کیا، اور اسطرح روم و یونان کے مختلف جزیروں اور دیہاتوں میں ایک نیا گروہ پیدا کرلیا - پس اگر دنیا حضرۃ مسیح کی طرف جھکنا چاہیگی، تو دنیا کو انکے کارنامۂ حیات کے لیے بمشکل ایک چوتھائی صدی ہاتھ آئیگی، جسکے اندر انکے تربیت یافتہ حواریوں کے اعمال نظر آ سکتے ہیں - اور یہ چند سال فضائل و محاسن اخلاق کا کیسا ہی عمدہ نمونہ پیش کریں، لیکن ان میں دنیا کیلیے کوئی عام پیام نجات نہیں ہے-

پھر اس سے بھی قطع نظر کرو - نتائج کی بحث بعد کو آتی ہے، سب سے پہلے دعوۃ، اعلان، ادعاء، اور نفس تعلیم کا سوال ہے - دنیا حضرۃ مسیح کی یاد پر کیونکر قناعت کرلے جبکہ خود انہوں نے دنیا کیلیے کچھ نہ کیا، بلکہ ہمیشہ اسے ٹھکرایا، مردود کیا، اور اسکے ساتھیوں کو، اسکے دوستوں کو، اور اس سے رشتہ رکھنے والوں کو خدا کی بادشاہت کی مہربانی سے محروم بتلایا؟ حتی کہ ایک آخری فتوی دیدیا "تم خدا اور دنیا، دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے" (متی ٦: ٢٥) "اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو" (متی ١٩: ٢٣)

اس سے بھی درگذر کرو، اور اسکی بہتر سے بہتر توجیہہ جو کرسکتے ہو کرلو - نیز پولس کی دعوۃ ہی کو حضرۃ مسیح علیہ السلام کی دعوۃ تسلیم کرلو، اور ان تمام قوموں کو جنہوں نے مسیح کے نام پر بپتسما کا پانی اپنے اوپر چھڑکا، مسیحی دعوۃ کا پھل مان لو، لیکن پھر بھی مسیحی تحریک کی پوری تاریخ کا کیا حال ہے؟ جبتک مسیحیت دنیا پر حکمراں رہی، جسوقت تک مسیحی مذہب کا دینی تسلط انسانوں سے اطاعت کراتا رہا، اور جب تک کہ مسیحی راہنماؤں اور خلیفوں کی غلامی سے دنیا نے انحراف نہ کیا، تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت تک اسکا وجود دنیا کیلیے، دنیا کے علم و تمدن کیلیے، آبادی و عمران کیلیے، اخلاق و پاکیزگی کیلیے، اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ انسان کی فطری حریت اور شرف انسانیۃ کیلیے ایک بدترین لعنت رہا، جس نے جلایا، ویران کیا، مسمار کیا، قتل کیا، جیل خانے بھرے، زبانوں پر مہریں لگائیں، انسانی دماغوں کو معطل کیا، لیکن انسان اور انسانیت کی راستی و ترقی کیلیے چند لمحوں کا بھی ایک نور پیدا نہ کیا - مشہور مورخ گیزو، سیدیو، لامنیے [illegible]

[illegible]

لیکن جس وقت کہ مسیحیت کی [illegible] شروع ہوا، [illegible] مذہبی [illegible] (پوپ) کے حلقۂ غلامی سے یورپ آزاد ہوگیا [illegible] تمدن کی بنیاد پڑی، اور مسیحی قوموں کے ترقی و عروج کی [illegible]

اگر تم [illegible] ہو کہ دنیا کیلیے [illegible] بڑی عظمت مسیحی مذہب کے بانی میں تھی، تو خود اسکے بانی ہی نے ہمیں معیار حق و باطل بھی بتلا دیا ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" (مرقس [illegible]) پس دنیا اگر مسیحی مذہب کی پیدائش کے اندر اپنی خوشی کو ڈھونڈتی ہے، تو اسکو انسان کی امن و سلامتی اور فطرۃ کی آزادی و سعادت کی جگہ قتل و غارت اور ہلاکت و غلامی کی یادگار کا جشن منانا پڑیگا - کیونکہ مسیحیت کے درخت کا صرف یہی پھل ہمارے سامنے ہے -

پھر کیا دنیا اسکے لیے طیار ہے؟

یہ جو کچھ تھا، مسیحی اقوام کی تاریخ قدیم کی بنا پر تھا، لیکن اگر اسپر گذشتہ دو صدیوں کے واقعات و نتائج کا بھی اضافہ کردیا جاے جو اقوام یورپ کے اعمال تمدن سے وابستہ ہیں، تو دنیا کی مایوسی اور زیادہ درد انگیز ہو جاے -

اسکے بعد مذاہب عالم میں آرین نسلوں کی دعوتیں ہمارے سامنے آتی ہیں لیکن افسوس کہ دنیا کیلیے انکے پاس بھی کوئی پیام سعادت نہیں - عظیم الشان گوتم بدھ کی تمام تعالیم و وصایا کا ما حصل یہ بتلایا جاتا ہے کہ "نجات دنیا کے ساتھ رہکر حاصل نہیں ہوسکتی" پس دنیا کو جن لوگوں نے ٹھکرادیا، دنیا انکے پاس جاکر کیا سکھ حاصل کریگی؟ پھر اس نے جو کچھ بھی بتلایا اور سکھلایا ہو، لیکن قوموں اور ملکوں کے دائرہ ہی میں اسکی دعوۃ محدود رہی - ہندوستان میں اسے شکست ملی تو جاپان اور چین میں جاکر محدود ہوگئی - پس زمین اپنی اس مصیبت کیلیے جو رقبوں اور ملکوں میں محدود نہیں ہے، عظیم الشان بدھ سے کیا حاصل کرسکتی ہے؟

ہندوستان کے مذہبی ذخیرۂ تعلیمات اور انکی پر اثر قدامت کی رفعت سے ہم انکار نہیں کرسکتے، تاہم دنیا کیلیے انکے بانیوں کی عظمت کے اندر کیا خوشی ہوسکتی ہے جبکہ کوہ ہمالہ کی دیواروں اور بحر عرب کی موجوں سے باہر بھی دنیا ہے، مگر ہندوستان کے مذہبی داعیوں نے صرف ہندوستان کے اندر بسنے والوں ہی کو اپنی ہدایتیں سپرد کیں -

(١٠)

پس دنیا اگر اپنی نجات کیلیے بیچین ہے تو اسکے لیے راحت اور تسکین کا پیام صرف ایک ہی ہے، اور صرف ایک ہی کی زندگی میں ہے - اسکا دکھ ایک ہی ہے، اسلیے اسکی شفا کے نسخے بھی ایک سے زیادہ نہیں ہوسکتے - اسکا پروردگار ایک ہے، جو اپنے ایک ہی آفتاب کو اسکے خشک و تر پر چمکاتا، اور ایک ہی طرح کی بدلیوں سے اسکے آباد و ویرانہ کو شاداب کرتا ہے، پس اسکی ہدایت و رحمت کا آفتاب بھی ایک ہی ہے، اور گو بہت سے ستارے اسکی روشنی سے اکتساب نور کرتے ہوں، مگر ان سب کا مرکز و مبدء نورانیت ایک ہی ہے:

قرآن حکیم نے آفتاب کو "سراج" کہا:

وجعلنا سراجا وهاجا [illegible] اور ہم نے آسمان میں سورج کے چراغ کو بڑا ہی روشن بنایا - (٧٨: ١٣)

اور ٹھیک اسی طرح آپکے ظہور کو بھی "سراج" کہا جسکی [illegible] روشنی [illegible] ارضی کی ظلمتوں [illegible] پیام صبح تھی:

[illegible]

---

(١) غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور نہ سامریوں کے کسی شہر میں داخل ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا (متی [illegible]) [illegible]

ایسے مہلک بم اور شل' اور ایسے بے پناہ مرکبات بنادیے جنکے آگے (ذالسبا) انسانی جماعتیں بالکل بے بس ہوجاتی ہیں' اور منٹوں کے اندر بڑی بڑی آبادیاں موت کی ہلاکت سے بھر جاتی ہیں؟ اچھا' بھاپ کی طاقت کے موجد کو بلاؤ' اسکی ایجاد کیسی عجیب علمی جستجو ہے جس نے بھاپ کی غیر معلوم طاقت کو انسان کے تابع کردیا؟ لیکن کیا اس نے دنیا کیلیے کیا کرنے؟ جو موت کی نہیں' بلکہ زندگی کی بھوکی ہے' اور دیکھ رہی ہے کہ بھاپ کے شیطان ہی کے اندر وہ سب سے بڑی بے پناہ خباثت ہے' جس نے آج جنگ کے میدانوں میں مختلف بھیسوں اور مختلف صورتوں کے اندر موت کی سب سے بڑی پھنکار ماری ہے' اور تمام انسانی علم و دانائی - انکے بچاؤ کیلیے بیکار ہے ؟

پھر کیا دنیا تمدن و علم کے اُن مغرور بانیوں کی پیدائش پر خوشیاں منائے جنہوں نے اسکی موت اور ہلاکت کیلیے تو سب کچھ کیا' پر اسکے امن و سلامتی اور سعادت و طمانیت کیلیے کچھ نہ کرسکے ؟ انکے پاس انسان کے اوڑنے' سمندروں کے اندر جانے' بجلی کو قابو میں کرنے' ہوا کے تموج اور ذرات کو اپنے نامہ و پیام کا سفیر بنانے' اور خود بخود بجنے والے باجوں اور بڑی تیزی سے چلنے والی سواریوں کیلیے تو بڑا ذخیرہ ہے' لیکن انسان کو نیک اور راست باز بنانے' خدا کی عدالت و صداقت سے زمین کو معمور کرنے' امن اور راحت کی پادشاہت کے قائم کرنے' ظلم و فساد کے بیج سے زمین کو صاف کرنے' طاقت اور حکم کے جبر سے ضعف اور ناتوانی کو بچانے' اور انسانوں کو درندوں اور سانپوں کی طرح نہیں' بلکہ انسانوں کی طرح بسادینے کیلیے کچھ بھی نہیں ہے !

تم نے یورپ کے تمدن کی کتوں کی طرح لوٹ کر اور بھیڑوں کی طرح چلکر ہمیشہ پرستش کی ہے' اور مذہب کی تعلیمات کی ہنسی اڑائی ہے کہ وہ اخرۃ اخرۃ کہتا ہے مگر یورپ کی طرح دنیا کیلیے کچھ نہیں بتلاتا' لیکن شاید تم آج قرآن حکیم کی اس آیت کو سمجھ سکو جسکے متعلق حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اسکی تلاوت آخری زمانے کے فتنہ سے بچالیگی :

هل ننبئکم بالاخسرین	تم کو بتلاؤں کہ سب سے زیادہ ناکام
اعمالا ؟ الذین ضل سعیهم	و نامراد کام کرنے والے کون ہیں ؟
فی الحیواۃ الدنیا	وہ جنکی تمام قوۃ سعی صرف دنیا کی
وهم یحسبون انهم	زندگی سنوارنے ہی میں کھوئی گئی
یحسنون صنعا اولئک	اور جہل حقیقت نے ان میں
الذین کفروا بآیات ربهم	یہ گھمنڈ پیدا کردیا کہ وہ
و لقائه فحبطت اعمالهم	بہت ہی خوبیوں کا کام کررہے ہیں'
فلا نقیم لهم یوم القیامه	یہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی
وزنا - (١٨ : ١٠٤)	نشانیوں اور اسکے رشتے کو نہ سمجھا

اور اس سے انکار کیا' پس انکا تمام کیا دھرا برباد گیا' اور قیامت کے دن انہیں کوئی وزن نصیب نہوگا -

دوسری جگہ ارباب کفر کے اعمال یہ بتلائے :

یعلمون ظاهرا من	صرف دنیا کی زندگی کا ایک ظاہری
الحیاۃ الدنیا وهم عن	پہلو انہوں نے جان لیا ہے اور وہ آخرۃ
الاخرۃ غافلون -	کے علاقوں سے بالکل غافل ہوگئے ہیں !

" اخرۃ " سے مقصود یہ نہیں ہے کہ دنیا اور دنیا کے اعمال ترک کردیے جائیں' بلکہ اسکی عملی تفسیر یورپ کی موجودہ زندگی کو سمجھو جسنے اپنے تئیں صرف دنیا ہی کیلیے وقف کردیا اور اسکے گھمنڈ میں وہ اللہ اور اسکے رشتے کیلیے کوئی وقت اور فکر نہ نکال سکی - نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے وہ چیز تو حاصل کرلی جسکا نام تمدن رکھا گیا ہے' لیکن وہ [illegible] حاصل نہ کرسکی جو انسان کیلیے اصلی حقیقی کی راحت اور سلامتی و سعادت فطری کی [illegible] صراط مستقیم [illegible]

(٩)

تم کہہ سکتے ہو کہ یہ اُن انسانوں کا حال ہے جنکی بڑائیاں صرف جسم و مادہ تک محدود تھیں - لیکن اگر دنیا کیلیے اونکی پیدایش کچھ یاد میں کوئی تسکین اور راحت نہیں ہے تو وہ ان تمام صفوں سے باہر آجائیگی' اور دنیا کے بڑے بڑے مذہبوں کے دامن میں پناہ لیگی - وہ بانیان مذہب کی عظمتوں کا نظارہ کریگی' وہ خدا کے رسولوں اور اُسکے پاک پیامبروں کے پیغامبروں کو ڈھونڈھیگی !

ہاں ! اگر دنیا ایسا کرے تو یہ فی الحقیقت اُسکی مصیبتوں کا خاتمہ ہوگا' اُسکے دائمی درد اور بیقراریوں کیلیے سکھ اور راحت کی ایک حیات بخش کروٹ ہوگی' اور وہ بلاشبہ منزل مقصود کو پالیگی - قرآن حکیم نے بھی اُسکے دکھ کا یہی علاج بتلایا ہے' اور جبکہ وہ پادشاہوں' قومی پیشواؤں' کاهنوں' اور علم و مذہب کے جھوٹے مدعیوں کے دامن غرور میں لپٹی ہوئی تھی' تو اسے وصیت کی کہ وہ سچائی کے رسولوں اور خدا کے داعیوں کی راہ اختیار کرے' اور اُنہی کی زندگی کو اپنا نصب العین بنائے :

اهدنا الصراط المستقیم	خدایا تو ہمیں صراط مستقیم پر چلا'
صراط الذین انعمت علیهم	وہ صراط مستقیم جو تیرے نبیوں'

صدیقوں' شہیدوں' صالح بندوں کی راہ عمل ہے !

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میدان میں بھی آکر وہ کونسی زندگی ہے' جس کے اعمال دعوۃ کے اندر دنیا کو پیام امن و سعادت ملسکتا ہے ؟

دنیا میں آج جو بڑے بڑے مذاہب موجود ہیں' وہ علم الاقوام کی تقسیم کے مطابق دو قسموں میں منقسم کیے جا سکتے ہیں - ایک سمیٹیقی سلسلہ ہے جسکے ماتحت یہودی اور مسیحی قومیں ابتک دنیا میں باقی ہیں - دوسرا آرین سلسلہ ہے جس سے گوتم بدھ اور ہندوستان کے تمام داعیان مذاہب وابستہ ہیں -

پھر دنیا کیلیے اگر سب سے بڑا رسول یہودی مذہب کی تاریخ میں ہے' تو وہ حضرۃ موسی علیہ السلام کی زندگی اور انکی پیدایش کو سب سے بڑا واقعہ قرار دیگی - لیکن اگر اس نے ایسا کرنا چاہا تو اسے یہ سمجھنے کا حق حاصل ہے کہ حضرۃ موسی علیہ السلام کے اعمال حیاۃ میں اپنے لیے پیام امن ڈھونڈے - حضرۃ موسی کی حیاۃ مقدس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک جابر و ظالم گورنمنٹ کے پنجۂ استبداد سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی' اور اسے غلامی کی ناپاکی سے نکالکر جو انسانیت کیلیے سب سے بڑی ناپاکی ہے' حکومت اور امن و عزت کی طہارت تک پہنچادیا -

بلا شبہ اُنہوں نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کی نسل کیلیے بڑا ہی مقدس جہاد کیا' اور یہ انکا یادگار عالم اسوۂ حسنہ ہے جسکی دنیا کو تقدیس کرنی چاہیے - لیکن سوال یہ ہے کہ اُنہوں نے تمام دنیا کیلیے کیا کیا ؟ دنیا صرف بنی اسرائیل ہی کا نام نہیں ہے - غیر الہی عبودیت کی زنجیریں صرف بنی اسرائیل ہی کے پاؤں میں نہیں تھیں' بلکہ کرۂ ارضی کی تمام آبادی کے پاؤں اس کے بوجھ سے زخمی تھے' پس دنیا کیلیے وہی تلوار محبوب ہوسکتی ہے جو صرف فرعون کی ڈالی ہوئی زنجیروں ہی کو نہ کاٹے' بلکہ دنیا کے تمام فرعونوں کے تخت غرور کو اُلٹ دے ؟

انہوں نے صرف بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی' مگر تمام دنیا غلامی سے نکلنے کی آرزومند ہے -

دوسرا سبب ہے بولو اسرائیلی مذہب مسیحی تحریک کا ہے - لیکن مسیحی مسیحیت کی تعلیم ہمارے سامنے ہے [illegible] اسکی علاوہ [illegible]

متاع هے' اور تم اپنے ان پاک جذبات کي جتني بهي حفاظت کرو کم هے - تمهارا يه عشق الهي هے' تمهاري يه محبت رباني هے' تمهاري يه شيفتگي انساني سعادت اور راست بازي کا سر چشمه هے' تم اس وجود مقدس و مطهر کي محبت رکهتے هو جسکو تمام کائنات انساني ميں سے تمهارے خدا نے هر طرح کي محبوبيتوں اور هر قسم کي محموديتوں کيليے چن ليا' اور محبوبية عالم کا خلعت اعلى صرف اسي کے وجود اقدس پر راست آيا - کرۂ ارضي کي سطح پر انسان کيليے جو بڑي سے بڑي بات جو لکهي جاسکتي هے' زياده سے زياده عشق جو کيا جاسکتا هے' اعلى سے اعلى مدح و ثنا جو کي جاسکتي هے' غرضکه انسان کي زبان انسان کے ليے جو کچهه کهه سکتي اور کرسکتي هے' وہ سب کا سب صرف اسي ايک انسان کامل و اکمل کيليے هے' اور اسکا مستحق اسکے سوا کوئي نهيں :

مقصود ما ز دير و حرم جز حبيب نيست
هر جا کنيم سجده بدان آستان رسد

و لله در ما قال :

عباراتنا شتى و حسنك واحد
و كل الى ذاك الجمال يشير!

(وحده لا شريک)

خدا کي الوهيت و ربوبيت جس طرح وحده لا شريک هے که کوئي هستي اسکي شريک نهيں' اسي طرح اس انسان کامل کي انسانية اعلى اور عبديت کبرى بهي وحده لا شريک هے کيونکه اسکي انسانيت و عبديت ميں کوئي اسکا ساجها نهيں' اور اسکے حسن و جمال فردانيت کا کوئي شريک نهيں :

منزه عن شريک في محاسنه
فجوهر الحسن فيه غير منقسم

يهي وجه هے که قرآن حکيم ميں تم ديکهتے هو که تمام انبياء کرام عليهم الصلوٰة و السلام کا ذکر جهاں کهيں کيا گيا' وهاں ان سب کو انکے ناموں سے پکارا هے' اور انکے واقعات کا بهي ذکر کيا هے تو انکے ناموں کے ساتهه کيا هے - ليکن اس انسان کامل' اس فرد العلى' اس صفات عبديۃ کے وحده لا شريک کا اکثر مقامات ميں اسطرح ذکر کيا هے که نه تو اسکا نام ليا گيا' نه هي کسي دوسرے وصف سے نامزد کيا گيا' بلکه صرف " عبد " کے لفظ سے اسکے پروردگار نے اسے ياد فرمايا :

سبحان الذى اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى -	کيا پاک هے وہ خداوند قدوس جس نے ايک رات اپنے "عبد" کو مسجد حرام سے مسجد اقصى تک کي سير کرائي!

سورۂ جن ميں فرمايا :

و انه لما قام عبد الله يدعوه كادوا يكونون عليه لبدا :	اور جب الله کا بنده (عبد) تبليغ حق کيليے کهڑا هوتا هے تاکه الله کو پکارے' تو کفار اسکو اسطرح گهير ليتے هيں گويا قريب هے که اس پر آ گرينگے!

سورۂ کهف کو اس آية سے شروع کيا :

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب -	تمام تعريفيں الله کيليے هيں جسنے اپنے "عبد" پر کتاب اتاري -

سورۂ فرقان کي پهلي آيت هے :

تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا -	کيا هي پاک ذات هے اسکي جسنے "الفرقان" اپنے "عبد" پر اتارا تاکه وہ تمام عالم کي ضلالتوں کيليے ڈرانے والا هو!

اسي طرح سورۂ نجم ميں کها : فاوحى الى "عبده" ما اوحى' حديد ميں کها : ينزل على "عبده" آيات - پس ان تمام مقامات ميں آپکا اسم گرامي نهيں ليا' بلکه ابسکي جگه صرف "عبد" فرمايا - حالانکه بعض ديگر انبياء کے ليے اگر عبد کا لفظ فرمايا هے تو اسکے ساتهه نام کي تصريح بهي کردي هے - سورۂ مريم ميں حضرۃ ذکريا کيليے فرمايا : ذكر رحمة ربك عبده ذكريا - سورۂ ص ميں کها : و اذكر عبدنا داؤد - نيز : و اذكر عبدنا ايوب -

اس خصوصيت و امتياز سے اسي حقيقت کو واضح کرنا مقصود الهي تها که اس وجود گرامي کي عبدية اور بندگي اس درجۂ آخري و مرتبۂ قصوى تک پهنچ چکي هے جو انسانية کي انتها هے' اور جسميں اور کوئي عبد اس عبد کامل کا شريک و سهيم نهيں - پس عبدية کا فرد کامل وهي هے' اور اسليے بغير اضافت و نسبت کے صرف "عبد" کا لقب اسکو ناموں اور علموں کي طرح پهچنوا ديتا هے - کيونکه تمام کائنات هستي ميں اسکا سا اور کوئي عبد نهيں!

پس يه وہ تها که اسکے صفات الهيه کا يه حال هے' اسکي انسانيت و عبدية کي وحدت اسطرح فرمانفرماے جميع کائنات هے' اسکي محبت و محبوبيت کا خود رب السماوات والارض نے اعلان کيا' اور اسکي رحمت کو اپني ربوبيت کي طرح تمام عالمين پر محيط کرديا' اسکو الله نے اپني صفات رافت و رحمت سے متصف فرمايا' اور اگر اپنے آپکو الرحمن الرحيم کها تو اسے بهي بالمومنين رؤف الرحيم قرار ديا - اسکو تمام قرآن حکيم ميں کبهي بهي نام ليکر نه پکارا' بلکه کبهي صداے عزت سے نوازا که يا ايها الرسول اور کبهي طريق محبت سے پکارا که يا ايها المزمل! اسکے وجود کي عزت و عظمت کو اپني عزت کي طرح اپنے بندوں پر فرض کرديا' اور جابجا حکم ديا که تعزروه و توقروه (اسکي عزت کرو اور اسکي توقير بجا لاؤ) پهر وہ که اسکي محبوبيتوں اور عظمتوں کا يه حال تها که اسکا وجود مقدس و اطهر تو بڑي چيز هے' وہ جس آبادي ميں بسا اور جس شهر کي گليوں ميں چلا پهرا' اسکي عزت کو بهي خداے زمين و آسمان نے تمام عالم ميں نماياں کيا :

لا اقسم بهذا البلد و انت حل بهذا البلد -	هم مکه کي قسم کهاتے هيں مگر اسليے که تيرا وجود اسکي سرزمين ميں رها اور بسا هے!

و من مذهبي حب الديار لاهلها
و للناس فيما يعشقون مذاهب

پس جسکي قدوسيت و جبروتيت کا يه مرتبه هو' اسکي ياد ميں جتني گهڑياں بهي کٹ جائيں' اسکے عشق ميں جتنے آنسو بهي بهه جائيں' اسکي محبت ميں جتني آهيں بهي نکل جائيں' اور اسکي مدح و ثنا ميں جسقدر بهي زبانيں زمزمه پيرا هوں' انسانيت کا حاصل' روح کي سعادت' دل کي طهارت' زندگي کي پاکي' اور ربانيت و الهيت کي بادشاهي هے - و لله در ما قال :

راه تو بهر قدم که پويند خوش ست
وصل تو بهر سبب که جويند خوش ست!
روے تو بهر ديده که بينند نکوست
نام تو بهر زبان که گويند خوش ست!

(جشن حصول و ماتم ضياع)

ليکن جبکه تم اس ماه مبارک ميں يه سب کچهه کرتے هو' اور اس ماه کے واقعۂ ولادت کي ياد ميں خوشياں مناتے هو' تو اسکي مسرتوں کے اندر تمهيں کبهي اپنا وہ ماتم بهي ياد آتا هے جسکے بغير اب تمهاري کوئي خوشي نهيں هو سکتي؟ کبهي تم نے اس حقيقت پر بهي غور کيا هے که يه کس کي پيدايش هے جسکي ياد کيليے تم سرور و ساماں جشن کرتے هو؟

مواعظ وخطب

ماه ربيــع الاول

اور جشن تذکار ولادت نبوي صلى الله عليه و سلم

آن راز که در سینه نهانست نه وعظ است
بر دار توان گفت، به منبر نه توان گفت!

عزیزان ملت! ماه ربيع الاول کا ورود تمهارے لیے جشن و مسرت کا ایک پیغام عام هوتا هے - کیونکه تم کو یاد آجاتا هے که اسي مهینے کے ابتدائي هفتوں میں خدا کي رحمت عامه کا دنیا میں ظهور هوا، اور اسلام کے داعي برحق کي پیدایش سے دنیا کي دائمي غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کي گئیں - صلى الله عليه و على اله و صحبه و سلم -

تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور هو جاتے هو، تمهارے اندر خدا کے رسول برحق کي محبت و شیفتگي ایک بیخودانه جوش و محویت پیدا کردیتي هے - تم اپنا زیاده سے زیاده وقت اسي کي یاد میں، اسي کے تذکره میں، اور اسي کي محبت کے لذت و سرور میں بسر کرنا چاهتے هو!

تم اسکے ذکر و فکر کي مجلسیں منعقد کرتے هو، انکي آرایش و زینت میں اپني محنت و مشقت کي کمائي بے دریغ لٹاتے هو، خوشبودار اور تروتازه پهولوں کے گلدستے سجاتے هو، کافوري شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقي روشني کے بکثرت کنول روشن کرتے هو، عطر و گلاب کي مهک اور اگر بتي کا بخور جب ایوان مجلس کو اچهي طرح معطر کردیتا هے، تو اسوقت مدح و ثنا کے زمزموں اور درود و سلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کي یاد کو ڈهونڈهتے هو، اور بسا اوقات تمهاري آنکهوں کے آنسو اور تمهارے پر محبت دلوں کي آهیں اسکے اسم مبارک سے والهانه عشق کرتیں اور اسکے عشق سے حیات روحاني حاصل کرتي هیں!

پس کیا مبارک هیں وه دل جنهوں نے اپنے عشق و شیفتگي کیلیے رب السماوات و الارض کے محبوب کو چنا! اور کیا پاک و مطهر هیں وه زبانیں جو سید المرسلین و رحمة للعالمین کي مدح و ثنا میں زمزمه سنج هولیں!

مصلحت دید من آنست که یاران همه کار
بگذارند و خم طرهٔ یارے گیرند!

انهوں نے اپنے عشق و شیفتگي کیلیے اسکي محبوبیت کو دیکها، جسکو خود خدا نے اپني چاهتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا، اور انکي زبانوں نے اسکي مدح و ثنا کي، جسکي مدح و ثنا میں خود خدا کي زبان، اسکے ملائکه اور قدوسیوں کي زبان، اور کائنات ارضي کي تمام پاک روحوں اور سعید هستیوں کي زبان، انکي شریک و هم نوا هے:

ان الله و ملائکته یصلون على النبي، یا ایها الذین امنوا، صلوا علیه و سلموا تسلیما (۳۳ : ۵۶)

(کائنات هستي کي محبوبیة اعلى)

بلا شبه محبت نبوي اور عشق محمدي کے یه پاک ولولے اور یه مخلصانه ذوق و شوق تمهاري زندگي کي سب سے زیاده قیمتي

انــا ارسلناک شاهداً	اے پیغمبر اسلام! هم نے تمکو دنیا
ومبشراً و نذیراً، وداعیاً	کے آگے حق کي گواهي دینے والا،
الى الله باذنه و سراجاً	سعادت انسانیة کي خوشخبري پهیلانے
منیــرا -	والا، الله کي طرف اسکے بندوں کو بلانے

والا، اور دنیا کي تاریکیوں کیلیے ایک چراغ نوراني بناکر بهیجا -

پس تمام کرهٔ ارضي کي روشني کیلیے یهي ایک آفتاب هدایت هے، جسکي عالم تسخیر کرنوں کے اندر دنیا اپني تمام تاریکیوں کیلیے نور بشارت پاسکتي هے، اور اس لیے صرف وهي ایک هے جسکے طلوع کے پہلے دن کو دنیا کبهي نهیں بهلا سکتي، اور اگر اس نے بهلا دیا هے تو وه وقت دور نهیں جب اسے کامل عشق و شیفتگي کے ساتهه صرف اسي کے آگے جهکنا پڑیگا، اور اسي کو اپنا کعبهٔ امید بنانا پڑیگا -

اس مقدس پیدایش نے دنیا میں ظاهر هوکر یه نهیں کہا که میں صرف بني اسرائیل کو فرعون کي غلامي سے نجات دلانے آیا هوں، بلکه اس نے کہا که تمام عالم انسانیت کو غیر الهي غلامیوں سے نجات دلانا میرا مقصد ظهور هے - اس نے صرف اسرائیل کے گهرانے کي گم شده رونق هي سے عشق نهیں کیا، بلکه تمام عالم کي اجڑي هوئي بستي پر غمگیني کي، اور انکي دوباره رونق و آبادي کا اعلان کیا - اس نے اس خدا کي محبتوں کي طرف دعوة نهیں دي جو صرف سینا کي چوٹیوں یا همالہ کي گهاٹیوں میں بستا هے، بلکه اس رب العالمین کي طرف بلایا جو تمام نظام هستي کا پروردگار هے، اور اسلیے تمام کائنات عالم کو اپني طرف بلا رها هے - هم کو دنیا میں سکندر ملتا هے جس نے تمام عالم کو فتح کرنا چاها تها، لیکن هم دنیا کي پوري تاریخ میں خدا کے کسي رسول کو نهیں پاتے جس نے تمام عالم کي ضلالتوں اور تاریکیوں کے خلاف اعلان جهاد کیا هو - اسکا صرف ایک هي اعلان هے جو آغاز خلقت سے ابتک کیا گیا هے، اور اسلیے اگر دنیا نسلوں، قوموں، اور رقبوں کا نام نهیں هے بلکه مخلوقات الهي کي اس پوري نسل کا نام هے جو کرهٔ ارضي کي پیٹهه پر بستي هے، تو وه مجبور هے که هر طرف سے مایوسي کي نظریں هٹا کر صرف اس ایک هي اعلان علم کے آگے جهک جائے اور صرف اسي کي پیدایش کے دن کو اپني عمر کا سب سے بڑا دن یقین کرے:

تبارک الذی نزل الفرقان	کیا هي پاک اور برکتوں کا سرچشمه
على عبده لیکون	هے ذات اسکي جس نے اپنے برگزیده
للعالمین نذیرا (۲۵ : ۱)	بندے پر الفرقان نازل کیا تاکه وه قوموں

اور ملکوں هي کیلیے نهیں بلکه تمام عالموں کي ضلالت کیلیے ڈرانے والا هو!

دنیا میں جسقدر داعیان حق و صداقت کے اعلانات موجود هیں، اگر دنیا انکو بهلا دیگي، تو یه صرف قوموں اور ملکوں کي سعادت کي فراموشي هوگي، کیونکه اس سے زیاده انهوں نے کچهه نه کہا، لیکن اگر ربیع الاول کو اس نے بهلا دیا، تو یه تمام کرهٔ ارضي کي نجات کو بهلا دینا هوگا، کیونکه ربیع الاول کي رحمت کسي ایک سرزمین کیلیے نهیں بلکه تمام عالمین کیلیے تهي -

(II)

یهاں تک جو کچهه حوالهٔ قلم هوا، یه محض ایک تمهید تهي اور اسلام کي رحمت عامه کا ایک سرسري مطالعه لیکن اسکے بعد اصلي سوال همارے سامنے آتا هے - یعني اس پیدایش نے دنیا کي حقیقي اور عالمگیر مصیبت کیلیے کیا کیا؟ اور انسانیت کي سعادت و ارتقاء فطري کي کیونکر تکمیل کي؟ اس مبحث عظیم کا احاطه و استقصاء تو ممکن نهیں، لیکن چند سرسري اشارات آینده نمبر میں ملینگے -

وہ جو کچھ لایا اسمیں غمگینی کی چیخ نہ تھی ، ماتم کی آہ نہ تھی ، ناتوانی کی بے بسی نہ تھی ، اور حسرت و مایوسی کا آنسو نہ تھا ، بلکہ یکسر شادمانی کا غلغلہ تھا ، حسن و مراد کی بشارت تھی ، کامیابی و عیش فرمائی کی بہار تھی ، طاقت اور فرمان روائی کا اقبال تھا ، امید اور یقین کا خندۂ دلکش تھا ، زندگی اور فیروز مندی کا پیکر و تمثال تھا ، فتح مندی کی ہمیشگی تھی ، اور نصرۃ و کامرانی کی دائمی :

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون - نحن اولیائکم فی الحیواۃ الدنیا والاخرۃ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم ما تدعون -

خدا کے وہ صالح بندے جنھوں نے دنیا کی تمام طاقتوں سے کٹ کر کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور اسکے سوا کوئی نہیں ، پھر ساتھ ہی اسپر جم گئے اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی خدا پرستی کو قائم کیا ، سو یہ وہ لوگ ہیں کہ کامرانی و فتح مندی کیلیے خدا نے انکو چن لیا ہے - وہ اپنی ملائکہ نصرت کو انپر بھیجتا ہے جو ہر دم پیام شادمانی و کامیابی پہنچاتے ہیں کہ نہ تو تمہارے لیے خوف ہے اور نہ کسی طرح کی غمگینی - دنیا کی زندگی میں بھی تم خدا کی نصرۃ و حمایت سے فتح مند و کامیاب ہوگے اور آخرۃ میں بھی خدا کی مہربانیوں سے بامراد - اللہ کی تمام نعمتیں صرف تمہارے ہی لیے ہیں ، تم جو نعمت چاہوگے تمہیں ملیگی اور جس چیز کو پکاروگے پاؤگے -

(لا تہنوا ولا تحزنوا)

کیونکہ وہ جو ربیع الاول میں آیا ، اس نے کہا کہ غم اور ناکامی انکے لیے ہونی چاہیے جنکے پاس کامیابی و نصرۃ بخشنے والے کا رشتہ نہیں ہے ، پر وہ جو جنھوں نے تمام انسانی اور دنیاوی طاقتوں سے سرکشی کرکے صرف خدا کی قدوس طاقت کے ساتھ وفاداری کی ، اور اس ذات کو اپنا دوست بنا لیا جو ساری خوشیوں کا دینے والا اور تمام کامیابیوں کا سرچشمہ ہے ، تو وہ کیونکر غمگینی پاسکتے ہیں ، اور خدا کے دوستوں کے ساتھ اسکی زمین میں کون ہے جو دشمنی کرسکتا ہے ؟

دالک بان اللہ مولی الذین آمنوا ، وان الکافرین لا مولی لہم (۴۷ : ۱۲)

اسلیے کہ اللہ مومنوں کا دوست اور حامی ہے مگر کافروں کا نہیں جنھوں نے اس سے انکار کیا -

جن پاک روحوں نے خدا کی سچائی اور کلمۂ حق و عدل کی خدمت گذاری کیلیے اپنے آپکو وقف کردیا ، وہ کسی سے نہیں ڈرسکتے ، البتہ انکی ہیبت و قہاریت سے دنیا کو ڈرنا چاہیے :

فلا تخافوہم ، وخافون ان کنتم مومنین (۳ : ۱۷۰)

دشمنان حق کی شیطانی ہیبتوں سے نہ ڈرو ، اللہ سے ڈرو اگر فی الحقیقت تم مومن ہو -

دنیا میں متضاد سے متضاد اجزا باہم جمع ہوسکتے ہیں - آگ اور پانی ممکن ہے کہ ایک جگہ جمع ہوجائیں ، شیر اور بکری ہوسکتا ہے کہ ایک گھاٹ سے پانی پی لیں ، لیکن خدا کا " ایمان " اور " انسان کا خوف " یہ دو چیزیں ایسی متضاد ہیں جو کبھی بھی ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں ، اور اگر ایک بد بخت ایمان الہی کا دعوا کرکے انسان کے ڈر سے بھی کانپ رہا ہے ، تو تم اسے اُن کنکروں اور پتھروں کی طرح ٹھکرا دو جو انسان کی راہ میں لڑھکر آجاتے ہیں ، تاکہ دوڑنے والوں کیلیے ٹھوکر بنیں ، کیونکہ وہ ایمان کے یقین سے محروم ہے

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین -

نہ ہراساں ہو اور نہ غمگین ہو ، تمہیں سب پر غالب آنے والے ہو اگر تم سچے مومن ہو !

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون -

یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ کے دوست اور اسکے چاہنے والے ہیں ، انکے لیے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ کبھی وہ غمگین ہونگے !

(استبدال نعمت)

لیکن آج جبکہ تم عید میلاد کی مجلسیں منعقد کررہے ہو تو تمہارا کیا حال ہے ؟ وہ تمہاری دولت کہاں ہے جو تمہیں دی گئی تھی ؟ وہ تمہاری نعمت کامرانی کدھر گئی جو تمہیں سونپی گئی تھی ؟ وہ تمہاری روح حیات کیوں تمہیں چھوڑ کر چلی گئی ، جو بدن میں پھونکی گئی تھی ؟ آہ ! تمہیں خدا نے کیوں رسوا کیا ؟ اور تمہارے آقا نے کیوں تم کو صرف اپنی ہی غلامی کیلیے نہ رکھا ؟ کیا ربیع الاول کے آنے والے نے خدا کا وعدہ نہیں پہنچایا تھا کہ عزت صرف تمہارے ہی لیے ہے ؟ اور اس دولت کا اب زمین پر تمہارے سوا کوئی وارث نہیں ؟

ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون -

عزت اللہ کیلیے ہے ، اسکے رسول کیلیے ، اور مومنوں کیلیے ، لیکن جن کے دل نفاق سے کھوٹے ہیں وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے -

پھر یہ کیا انقلاب ہے کہ تم ذلت کیلیے چھوڑدیے گئے ہو ، اور عزت نے تم سے منہ چھپالیا ہے ؟ کیا خدا کا وعدہ نصرۃ تم تک نہیں پہنچایا گیا تھا کہ :

وکان حقا علینا نصر المومنین (۳۰ : ۴۷)

مسلمانوں کو نصرت و فتح دینا ہمارے ذمے ضروری ہے یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ ہم غیروں کو فتحیاب کریں اور مومن ناکام رہجائیں

پھر یہ کیوں ہے کہ تم سے کامیابی نے بدلی اور فتح و مراد نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ؟ کیا خدا کا وعدہ سچا نہ تھا ؟ اور کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں ؟ تم جو انسانوں کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہو اور انکے حکموں کے آگے گرپا جاتے ہو ، خدا کے وعدہ کا تخلف "معدوم" کیلیے اپنے اندر ایمان کی کوئی صدا نہیں پاتے ؟ تو نہ تو اسکا وعدہ جھوٹا تھا اور نہ اس نے اپنا رشتہ توڑا ، مگر تم ہی ہو ، تمہاری ہی محرومی و بے وفائی ہے ، تمہارے ہی ایمان کی موت اور راستی کی حرمانی ہے جس نے اپنے پیمان وفا کو توڑا ، اور خدا کے مقدس رشتے کی عزت کو اپنی غفلت و بد اعمالی اور غیروں کی پرستش و بندگی سے بٹہ لگایا :

ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم و ان اللہ لیس بظلام للعبید (۸ : ۵۵)

اسلیے کہ خدا کبھی کسی قوم کی نعمت کو محرومی سے نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود ہی اپنے اندر تبدیلی نہ کردے اور وہ اپنے بندوں کیلیے ظالم نہیں ہے کہ انکو بغیر جرم کے سزا دے -

خدا اب بھی غیروں کیلیے نہیں بلکہ صرف تمہارے ہی لیے ہے ، بشرطیکہ تم بھی غیروں کے لیے نہیں بلکہ صرف خدا ہی کیلیے ہوجاؤ :

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم -

اگر تم خدا کے کلمۂ حق کی مدد کروگے تو اللہ بھی تمہاری مدد کریگا اور تمہارے اندر ثابت قدمی اور مضبوطی پیدا کردیگا -

(یادگار حریت)

تم ربیع الاول میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعوا رکھتے ہو ، اور مجلسیں منعقد کرکے اسکی مدح و ثنا کی صدائیں بلند کرتے ہو ، لیکن تمہیں کبھی بھی یہ یاد نہیں آتا کہ جسکی یاد کا تمہاری زبان دعوا کرتی ہے ، اسکی فراموشی کیلیے تمہارا ہر عمل گواہ ہے ؟ اور جسکی مدح و ثنا میں تمہاری صدائیں زمزمہ سرا ہوتی ہیں ، اسکی عزت کو تمہارا وجود بٹہ لگا رہا ہے ؟ وہ دنیا میں اسلیے آیا تھا تاکہ انسانوں کو انسانی بندگی سے ہٹا کر صرف اللہ کی عبودیت کی صراط مستقیم پر چلائے ، اور غلامی کی اُن تمام زنجیروں سے ہمیشہ کیلیے نجات دلا دے جنکے بڑے بڑے بوجھل حلقے اُنھوں نے اپنے پانوں میں ڈال لیے تھے :

یضع اسرہم و اغلالہم التی کانت علیہم

پیغمبر اسلام کے ظہور کا مقصد یہ ہے کہ گرفتاریوں اور بندشوں سے انسان کو

یہ کون تھا جسکی ولادت کے تذکرہ میں تمہارے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے؟ [illegible]

پس آہ! اگر اس مہینے کی آمد تمہارے لیے جشن و مسرت کا پیام ہے، کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا، تو میرے لیے اس سے بڑھکر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں، کیونکہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا، وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا۔ اسلیے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے، تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہو جانا چاہیے۔

ما خانہ رمیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو، مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو، مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کیلیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈھتے؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو، مگر آہ! تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو، مگر آہ! تمہاری غفلت، کہ تمہاری [illegible] اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشام روح یکسر محروم ہے! کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں، تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کیلیے دنیا کچھ نہ سنتی، مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمہارے دل کی بستی نہ اجڑتی، تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا، اور تمہاری زبانوں سے نہیں، مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنۂ نبوی کی خوشبو آتی [illegible] فانها لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔

[illegible] ہے دل زندہ، تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے!

پھر آہ وہ قوم اور صد آہ اس قوم کی غفلت و نادانی، جسکے لیے ہر جشن و مسرت میں پیام ماتم ہے، اور جسکی حیات قومی کا ہر قہقہۂ عیش فغان حسرت ہوگیا ہے، مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اسکے لیے کوئی منظر عبرت ہے، نہ حال کے واقعات و حوادث میں کوئی پیام تنبہ و ہوشیاری ہے، اور نہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کسی روشنی کو اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کامجوئیوں اور جشن و مسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں، حالانکہ اسکے جشن و طرب کے ہر ورود میں ایک نہ ایک پیام ماتم و عبرت بھی رکھدیا گیا ہے۔ بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں، کان سنیں، اور دل کی دانائی غفلت و سرشاری نے چھین نہ لی ہو: و ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وهو شهید!

(ظہور و مقصد ظہور)

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لیے جشن و مسرت کا پیام اسلیے تھا کہ اسی مہینے میں خدا کا وہ فرمان رحمت دنیا میں آیا جسکے ظہور نے دنیا کی شقاوت و محرومی کا موسم بدل دیا، ظلم و طغیان اور فساد و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں، خدا اور اسکے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا، انسانی اخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کردیا، اور کلمۂ کفر و ضلالت کی جگہ کلمۂ حق و عدالت کی پادشاہت کا اعلان عام ہوا:

لقد جاءکم من اللہ نور [illegible] اللہ کی طرف سے [illegible] و کتاب مبین [illegible] نور ہدایت اور کتاب مبین آئی ہے، اللہ یهدی به الله من اتبع رضوانه [illegible] اسکے ذریعہ اپنی رضا چاہنے والوں کو سبل السلام [illegible] سلامتی اور زندگی کی راہوں پر چلاتا ہے، اور [illegible] آگے صراط مستقیم کو کھول دیتا ہے! [illegible] شقاوت و محرومی [illegible] ہوگئی، انسانی شر و فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کیلیے پھیل گئی تھی، سچائی اور راستبازی کی کھیتیاں پامالی چاہتی، اور انسانوں کے بے راہ گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کیلیے تھی، غیروں کو دیدی گئی، اور اسکے کلمۂ حق و عدل کے شکساروں اور ساتھیوں سے اسکی سطح خالی ہوگئی:

ظهر الفساد فی البر	زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان
والبحر بما کسبت	کی پیدا کی ہوئی شرارتوں سے فساد پھیل
ایدی الناس!	گیا اور زمین کی صلح و فلاح غارت ہوگئی!

پھر آہ! تم اسکے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو، پر اسکے ظہور کے مقصد سے غافل ہوگئے ہو، اور وہ جس غرض کیلیے آیا تھا، اسکے لیے تمہارے اندر کوئی تپش اور چبھن نہیں؟

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لیے خوشیوں کی بہار ہے، تو صرف اسی لیے کہ اسی مہینے میں دنیا کی خزاں ضلالت ختم ہوئی، اور کلمۂ حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔ پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے، تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تہوار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو، مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

(آتشین [illegible])

اس موسم کی خوشیاں اس لیے نہیں کہ اسی میں اللہ کی عدالت کی وہ آتشین شریعت کوہ فاران پر نمودار ہوئی جسکے [illegible] کی چوٹیوں پر صاحب تورات کو خبر دی گئی تھی، اور جو مظلومی کے آنسو بہانے، مسکینی کی آہیں نکالنے، ذلت و نامرادی سے ٹھکرائے جانے کیلیے دنیا میں نہیں آئی تھی، بلکہ اسلیے آئی تھی تاکہ اعدائے حق و عدالت ناکامی کے آنسو بہائیں، دشمنان الہی مسکینی کیلیے چھوڑ دیے جائیں، ضلالت و شقاوت نامرادی و ناکامی کی ذلت سے ٹھکرائی جائے، اور سچائی و راستی کا عرش عظمت و اجلال نصرۃ الہی کی کامرانیوں اور اقبال و فیروزی کی فتح مندیوں کے ساتھ تمام کائنات ارضی میں اپنی جبروتیت و قدوسیت کا اعلان کرے۔ پس وہ اللہ کے ہاتھ کی چمکتی ہوئی ایک تلوار تھی، جسکی ہیبت و قہاریت نے باطل پرستی کی تمام طاقتوں کو لرزا دیا اور کلمۂ حق کی پادشاہت اور دائمی فتح کی دنیا کو بشارت سنائی:

هو الذی ارسل	وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو
رسوله بالهدی	دنیا کی سعادت کے قیام اور ضلالت کی
و دین الحق لیظهره	مقہوریت کیلیے دین حق کے ساتھ
علی الدین کله	بھیجا تاکہ وہ تمام دینوں پر اسے غالب
و لو کره المشرکون ۔	کردے، پس اسکی حقانیت کی طاقت

ہی آخر میں دائمی اور عام فتح پانے والی ہے، اگرچہ مشرکوں پر ایسا ہونا بہت ہی شاق گذرے۔

وہ ذلت کا زخم نہ تھا بلکہ نامرادی کا زخم لگانے والا ہاتھ تھا، وہ مظلومی کی تڑپ نہ تھی بلکہ ظلم کو تڑپانے والی شمشیر تھی، وہ مسکینی کی بیقراری نہ تھی، بلکہ دنیا کو بیقرار کرنے والوں نے اس سے بیقراری پائی، وہ درد و کرب کی کروٹ نہ تھی، بلکہ درد و کرب میں مبتلا کرنے والوں کو اس سے بے چینی کا بستر ملا۔

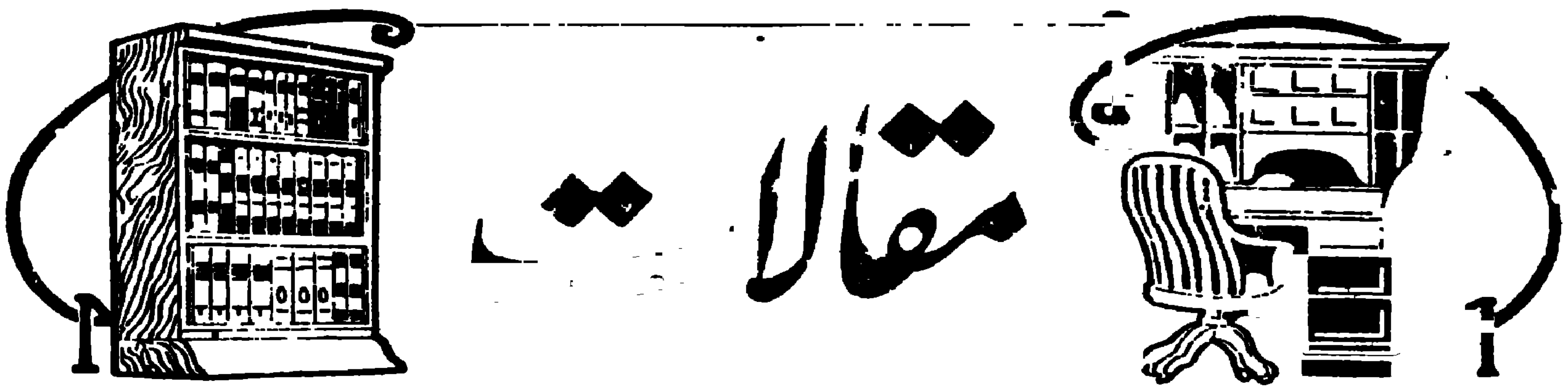

الدين و السياسة

(۱)

دنيوي حکومتوں نے اگرچه سياست کو ظلم و جور، تمرد و طغيان، خود غرضي و هواے نفس، کذب و فريب، دسائس و حيل، اور حرص و طمع کا مرادف بنا ديا، ليکن درحقيقت وه ايک روحاني صداقت هے، جسپر دنيا کي تمام صداقتوں کي طرح ابتلاء و امتحان، ترقي و تنزل، اور ظهور و خفاء کے مختلف دور گذر چکے هيں۔ آغاز خلقت ميں جب انسان جنگل کے تاريک گوشوں اور پهاڑوں کي اندهيري غاروں ميں رهتا تها، تو سياست بهي اوسکے تمام محاسن و فضائل کي طرح انهي تاريکيوں ميں مستور رهي۔ پهر جب دنيوي تمدن نے ترقي کي اور متمدن سلطنتيں قائم هوئيں، تو سياست نے بهي اس تاريک افق سے سر نکالا، ليکن سلاطين کے هواے نفس کے ساتهه صديوں تک دنيا پر جابرانه حکومت کرتي رهي۔

ليکن اوسکا يه جابرانه دور حکومت خدا کي مرضي کے مطابق نه تها، اسليے وه بادشاهوں کے ظلم و طغيان کے درباروں سے رخصت هوئي، اُسنے تاج و تخت کو ٹهوکر لگائي، اور مذهب کے داعيان الهي کے دامن ميں جاکر پناه لي۔

دنيا کي تمدني تاريخ ميں يه ايک عظيم الشان انقلاب تها، اس نے دنيا کي غير متحرک فضا ميں شعاع آفتاب کي رعشه دار انگليوں کي طرح ايک نوراني تموج پيدا کرديا، جسکي پهلي لهر درياے نيل سے اوٹهي، اور پهر ريگستان عرب ميں پهونچکر آب زمزم کي سطح ساکن کے اندر مل گئي!

(القرآن الحکيم)

قرآن حکيم ايک مجموعه صداقت هے، اسليے اوس نے دنيا کي تمام صداقتوں کے ساتهه سياست کو بهي اپنے دامن ميں سب سے پهلي جگه دي، اور جو نور چند لمحوں کيليے کوه طور پر چمکا تها، وه هميشه اوسکے تاج حقيقت کا طرهٔ زرنگار رها۔ سياست الهي فرعون کے تاج و تخت کي ذمه دار نهيں تهي، اوسکا کام ابو جهل و ابو سفيان کي سيادت کو محفوظ رکهنا نه تها، وه دنيا ميں صرف ميزان عدل کے قائم کرنے کيليے آئي تهي، اسليے اوس نے ايک فطري مذهب کي آغوش ميں اپنے آپ کو نماياں کيا، کيونکه فطرة هي ايک ايسي چيز هے جو خود عدل و انصاف سے سر مو تجاوز نهيں کرسکتي، اور اگر وه اپنے مرکز سے هٹ جاے تو دنيا کا تمام قدرتي نظام دفعة درهم برهم هو جاے۔

(الميزان)

آفتاب و ماهتاب دنيا پر ايک لا زوال طاقت کے ساتهه حکومت کر رهے هيں، اور اونکا دور حکومت سلاطين کي حکومت سے بهت زياده وسيع و طويل هے۔ گهنے درختوں کا سايه بادشاهوں کے دامن دولت سے بهت زياده فراخ هوتا هے۔ امير و غريب کو يکساں طور پر پناه دينے کيليے اوسکي آغوش هر وقت کهلي رهتي هے۔ آسمان کي حکومت سب سے زياده قديم اور پائدار هے که وه ازل هي سے تمام دنيا کے سر پر محيط هے۔ ليکن فطرت نے ان کو بهي خود سر، مغرور، اور سرکش نهيں بنايا، بلکه ايک عادلانه نظام کا پابند کرديا هے، اور اونهوں نے فطرة الهي کے آگے اپني اپني گردنيں جهکا دي هيں:

> الشمس و القمر بحسبان
> والنجم والشجر يسجدان
> و السماء رفعها و وضع
> الميزان (۵۵ : ۴)

سورج اور چاند ايک خاص نظام کے ماتحت گردش کر رهے هيں، درختوں نے بهي اپنے بلند سروں کو اوسي نظام کے آگے جهکا ديا هے، يه فطري نظام قديم سے هے، خدا نے جب آسمان کو پيدا کيا اور اسکو بلند کيا تو اوسي وقت ايک ميزان عدل بهي قائم کرديا۔

انسان فطرت کا اعلى ترين مظهر هے، اس بنا پر خدا کي ان عظيم الشان مخلوقات کي طرح وه بهي اسي فطرتي نظام عدل کا پابند هے، اور اگر وه خدا کي تمام مخلوقات ميں بڑا هے تو اسکو خدا کے نظام عدل کا بهي سب سے زياده پابند هونا چاهيے۔ چنانچه الله تعالى نے آفتاب و ماهتاب کي پابنديوں کے جلوے دکهاکر انسان کو بهي اسي عادلانه قانون کي پابندي کا حکم ديا:

> الا تطغوا في الميزان
> و اقيموا الوزن بالقسط
> و لا تخسروا الميزان
> (۵۵ : ۸)

جسطرح آفتاب و ماهتاب، درخت اور آسمان، اپنے محور و نظام عدل سے تجاوز نهيں کرتے، اسي طرح تم بهي اس ميزان عدل کو پوري عدالت کے ساتهه قائم رکهو، اور اوس ميں کسي قسم کي کمي بيشي نه کرو!

(عدالت الهي)

يهي نظام عدل هے جو سياست مذهبي کي روح هے۔ مذهب دنيا ميں اسيکے پهيلانے کيليے آيا تها، ليکن انسان کا دست ستم هميشه اس نظام کو درهم برهم کرتا رها هے، اسليے فطرت الهي هميشه اوسکو سزا بهي ديتي رهتي هے، اور سياست کا ميزان هميشه قوت هي سے قائم ره سکتا هے۔

فطرت کي عدالت دنيوي عدالتوں سے بالکل مختلف مگر اون سے زياده منصف هے۔ دنيوي عدالتيں سزائيں ديتي هيں، ليکن جرم و سزا ميں کوئي مناسبت نهيں ڈهونڈهتيں۔ اگر ايک شخص نے چوري کي هے تو عدالت حکم ديتي هے که وه تين برس تک ايک عمارت کے اندر قيد کرديا جاے، اگر ايک شخص نے مکر و فريب سے کسي کو دهوکا ديا هے تو عدالت اسکے اخلاقي مرض کا يه علاج تجويز کرتي هے که روز ايک من گيهوں پيسے۔ مگر فطرت جرم و سزا ميں هميشه دقيق مناسبت تلاش کرتي هے، اور اوسي مناسبت کي بنا پر سزا ديتي هے۔ مثلاً جن قوموں نے احکام الهي کي خلاف ورزي کي، ميزان عدل و قسط کو پامال کيا، اور خدا کے بندوں پر ظلم و جبر کے ساتهه مسلط هوگئے، تو خداوند تعالى نے بهي اون پر اپني عظيم الشان مخلوقات کو مسلط کرديا،

نجات دلا.. ۔ اور غلامي کے جو طوق اُنھوں نے اپني گردنوں میں پہن رکھے ہیں' اُنکے بوجھ سے رہائی بخشے -

اس نے کہا کہ اطاعت صرف ایک ہي کي ہے اور حکم و فرمان صرف ایک ہي کیلیے سزاوار ہے

ان الحکم الا للہ - حکم و طاقت کسي کیلیے نہیں ہے مگر صرف اللہ کیلیے !

اس نے سب سے پہلے انسان کو اسکي چھني ہوئي آزادي و حریت واپس دلائي اور کہا کہ مومن نہ تو پادشاہوں کي غلامي کیلیے ہے' نہ کاہنوں کي اطاعت کیلیے' نہ کسي اور انساني طاقت کے آگے جھکنے کیلیے' بلکہ اسکے سر کیلیے ایک ہي چوکھٹ' اسکے دل کیلیے ایک ہي عشق' اسکے پانوں کیلیے ایک ہي زنجیر' اور اسکي گردن کیلیے ایک ہي طوق اطاعت ہے - وہ جھکتا ہے تو اسي کے آگے' روتا ہے تو اسي کے لیے' اعتماد کرتا ہے تو اسي کي ذات پر' ڈرتا اور لرزتا ہے تو اُسي کي ہیبت سے' امید کرتا ہے تو اسي کي رحمت پر - وہ مشرک نہیں ہے کہ خدا کي طرح انسانوں کو بھي ہیبت اور قہاریت کي صفت بخشے :

ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار؟ ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموہا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان - ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ - ذالك الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون -

پرستش اور غلامي کیلیے کئي ایک معبود بنا لینا اچھا یا ایک ہي خداے واحد و قہار کا ہو رہنا؟ یہ جو تم نے اپني بندگي کیلیے بہت سي چوکھٹیں بنا رکھي ہیں' تو بتلاؤ؟ انکي ہستي بجز اسکے کیا ہے کہ چند وہم ساز نام ہیں جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے اپني گمراہي سے گڑھ لیے اور مدت کي ضلالت و رسم پرستي نے انکے اندر مصنوعي ہیبت و مرعوبیت پیدا کردي - حالانکہ خدا نے نہ تو انکے اندر کوئي طاقت رکھي اور نہ انکي معبودیت و محبوبیت کیلیے کوئي حکم اُتارا - یقین کرو کہ تمہاري غلامي کے یہ تمام مصنوعي بت کچھ بھي نہیں ہیں - حکم و سلطاني دنیا میں نہیں ہے مگر صرف اللہ کیلیے' اس نے حکم دیا کہ پرستش نہ کرو مگر صرف اسي کي - یہي انسان کي فطرۃ صالحہ کي راہ ہے اور اسلیے یہي دین قیم ہے

اور دیکھو کہ اس نے انسان کي حریت صادقہ اور آزادي حق کو کس طرح مثالوں کي دانائي میں سمجھایا :

ضرب اللہ مثلاً : عبداً مملوکا لا یقدر علی شي' و من رزقناہ منا رزقاً حسناً' فہو ینفق منہ سراً و جہراً' ہل یستوون؟ (۱۶ : ۷۷)

اللہ ایک مثال دیتا ہے - یوں فرض کرو کہ ایک شخص ہے جو کسي دوسرے انسان کا غلام ہے - خود اسے کوئي اختیار حاصل نہیں - وہ اپني کسي چیز پر باوجودیکہ اُسیکي ہے' کچھ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ ہے - مگر اسکے مقابلے میں ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان ہے جسپر کسي انسان کي حکومت نہیں' اسے اپني ہر چیز پر قدرت و اختیار حاصل ہے' اور جو کچھ خدا نے دیا ہے' وہ اسے ظاہر و پوشیدہ' جس طرح چاہتا ہے بے دھڑک خرچ کرتا ہے' تو کیا یہ دونوں آدمي ایک ہي طرح کے ہوے؟ کیا دونوں کي حالت میں کوئي فرق نہیں؟ اگر فرق ہے تو پھر وہ کہ اُسکا مالک صرف خدا ہي ہے' اور وہ' اسکے گلے میں انسانوں کي اطاعت کے طوق پڑے ہوے ہیں' دونوں ایک طرح کے کیسے ہوسکتے ہیں؟

پس اگر ربیع الاول کا مہینا دنیا کیلیے خوشي و مسرت کا مہینا تھا' تو صرف اسلیے کہ اسي مہینے میں دنیا کا وہ سب سے بڑا انسان آیا جسنے مسلمانوں کو اُنکي سب سے بڑي نعمت' یعني "خدا کي بندگي اور انسانونکي آقائي" عطا فرمائي' اور اُنکو اللہ کي خلافت و نیابت کا لقب دیکر خدا کي ایک پاک و محترم امانت ٹھیرایا - پس ربیع الاول انسان کي حریت کي پیدایش کا مہینا ہے' غلامي کي موت اور ہلاکت کي یادگار ہے' خلافت الہی کي بخشش کا اولین دور ہے' وراثت ارضي کي تقسیم کا اولیں اعلان ہے - اسي ماہ میں کلمۂ حق و عدل زندہ ہوا' اور اسي میں کلمۂ ظلم و فساد اور کفر و ضلالت کي لعنت سے خدا کي زمین کو نجات ملي ۔

لیکن آہ' تم کہ اس ماہ مبارک کے ورود کي خوشیاں مناتے ہو' اور اسکے لیے [illegible] طرح [illegible] ہو' کیا وہ تمہارے ہي لیے اور تمہاري ہي خوشیوں کیلیے [illegible] ہے' خدا را مجھے بتلاؤ کہ تم کو اس پاک اور مقدس یادگار کي خوشي منانے کا کیا حق ہے؟ کیا موت اور ہلاکي کو اسکا حق پہنچتا ہے کہ زندگي اور روح کا اپنے کو ساتھي بنائے؟ کیا ایک مردہ لاش پر دنیا کي عقلیں نہ ہنسینگي اگر وہ زندوں کي طرح زندگي کي یاد کریگي؟ ہاں یہ سچ ہے کہ آفتاب کي روشني کے اندر دنیا کیلیے بڑي ہي خوشي ہے' لیکن ایک اندھے کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والوں کي طرح خوشیاں منائے؟

پھر تم بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ تم غلاموں کا ایک گلہ ہو جس نے اپنے نفس کي غلامي' اپني خواہشوں کي غلامي' ما سوی اللہ رشتوں کي غلامي' اور غیر الہي طاقتوں کي غلامي کي زنجیروں سے اپني گردن کو چھپا دیا ہے - تم پتھروں کا ایک ڈھیر ہو' جو نہ تو خود ہل سکتا ہے اور نہ اسمیں جان اور روح ہے' البتہ چور چور ہوسکتا اور ایک دوسرے پر پٹکا جاسکتا ہے - تم غبار راہ کي ایک مشت ہو' جسکو ہوا اڑا لیجاے تو اُڑ سکتي ہے' ورنہ وہ خود صرف اسلیے ہے تاکہ ٹھوکروں سے روندي جاے اور جولان قدم سے پامال کي جاے - فیا للرزیۃ و یا للمصیبۃ !

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل' تو کسي کام نہ آیا !

پھر اے غفلت کي ہستیو' اور اے بیخبري کي سرگشتۂ خواب روحو! تم کس منہ سے اسکي پیدائش کي خوشیاں مناتے ہو جو حریت انساني کي بخشش' حیات روحي و معنوي کے عطیہ' اور کامراني و فیروز مندي کي خسروي و ملوکي کیلیے آیا تھا؟ اللہ اللہ غفلت کي نیرنگي اور انقلاب کي بوقلموني ! ماسوي اللہ کي عبودیت کي زنجیریں پاؤں میں ہیں' انسانوں کي مملوکیت و مرعوبیت کے حلقے گردنوں میں' ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالي' اور اعمال حقہ و حسنہ کي روشني سے روح محروم ! ان سامانوں اور طیاریوں کے ساتھہ تم مستعد ہوے ہو کہ ربیع الاول کے آنے والے کي یاد کا جشن مناؤ' جسکا آنا خدا کي عبودیت کي فتح' غیر الہي عبودیت کي ہلاکت' حریت صادقہ کا اعلان حق' عدالت حقہ کي ملوکیت کي بشارت' اور امۃ عادلہ و قائمہ کے تمکن و قیام کي بنیاد تھا ! فما لہا اولاء القوم' لا یکادون یفقہون حدیثا !

پس اے غفلت شعاران ملت ! تمہاري غفلت پر صد فغاں و حسرت' اور تمہاري سرشاریوں پر صد ہزار نالۂ و بکا' اگر تم اس ماہ مبارک کي اصلي عظمت و حقیقت سے بے خبر رہو اور صرف زبانوں کے ترانوں' در و دیوار کي آرائشوں' اور روشني کي قندیلوں ہي میں اسکے مقصد و یادگاري کو گم کردو - تمکو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ماہ مبارک امۃ مسلمہ کي بنیاد کا پہلا دن ہے' خداوندي پادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے' خلافت ارضي و وراثت الہي کي بخشش کا سب سے پہلا مہینا ہے - پس اسکے آنے کي خوشي اور اسکے تذکرہ و یاد کي لذت ہر اُس شخص کي روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الہي کي تعمیل و اطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کي پیروي و تاسي کیلیے کوئي مرتبہ نہیں رکھتا : فبشر عبادي الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ' اولئك الذین ہداہم اللہ و اولئك ہم اولو الالباب !

انتہائی درجہ تک پہونچ چکی تھی، اور انبیاء علیہم السلام نے زبانی وعظ و نصائح اور ہدایت و ارشاد کا جو طریقہ اختیار کر رکھا تھا، وہ دنیا کیلیے کافی نہ تھا - اب دنیا قوت کے نشہ میں بالکل چور چور ہوگئی تھی، اور ایسی حالت میں اوسکا مقابلہ صرف قوت ہی سے کیا جاسکتا تھا - انسان پر فطرت نے جو ذمہ داریاں عائد کردی تھیں، تمدن کی ترقی اور جذبات و عواطف کی رقت و لطافت نے اونکے احساس کو اور بھی سریع الاشتعال بنادیا تھا، اسلیے قلب کی یہ حرکت ہاتھہ پاؤں میں بھی جنبش پیدا کرنا چاہتی تھی، اور انسان زبان کے ساتھہ ہاتھہ سے بھی کام لینا چاہتا تھا -

(دعــوۃ موسوی)

اس آتشکدہ کی آگ سب سے پہلے مصر کی سرزمین میں بھڑکی، جسکو فراعنہ نے ظلم و عدوان، اور تمرد و طغیان کا جولان گاہ بنا دیا تھا، جہاں ایک قوم کے ساتھہ اسر و غلامی کی حالت میں جانوروں کی طرح سلوک کیا جاتا تھا، غلامی کی لعنت کی زنجیریں اسکے پاؤں میں تھیں، اور انسانی حکومت کی پرستش کا داغ پیشانی پر، یہ ظالمانہ طرز عمل صرف فرعون کے قصر شاہی تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ اوسکا نظارہ ہر گلی کوچے میں نظر آتا تھا - حاکم قوم اپنی قومی حکومت کے گھمنڈ میں بنی اسرائیل کے ہر فرد کو اپنا زر خرید غلام سمجھتی تھی، اور اُسکو یقین تھا کہ سرزمین کنعان کا یہ مہجور گلہ صرف اسی لیے ہمیں دیا گیا ہے تاکہ چارپایوں کی طرح ہمارے آگے جھکے، اور کتے کی طرح ہماری جوتیوں کی گرد چاٹے - پس خدا تعالی کے ایک اولو العزم، صاحب قوت و نفوذ، اور ذکی الحس بندے نے راہ جور و ستم کا یہ درد انگیز نظارہ دیکھا، اور ایک مظلوم اسرائیلی شخص کی اچانک فریاد، اور غیرت قومی کے فوری احساس نے اوسکے جذبات رقیقہ کے برقی خزانے میں آگ لگا دی:

و دخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اهلها فوجد فیها رجلین یقتتلن هذا من شیعته و هذا من عدوه فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه فوکزه موسی فقضی علیه. قال هذا من عمل الشیطان انه عدو مضل مبین (۱۴ : ۲۸)

اور ایک ایسی حالت میں جب کہ تمام شہر غافل تھا، موسی شہر میں آئے، اور دو آدمیوں کو دیکھا کہ لڑ رہے ہیں، ان میں ایک موسی کی قوم کا تھا، دوسرا اوسکے دشمن کے گروہ کا - موسی کو دیکھکر اوسکی قوم کے آدمی نے اپنے دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگی - موسی نے اوسکی مدد کی - اوسکے دشمن کو ایک گھونسا مارا اور وہ مرگیا - موسی نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو ایک شیطانی کام ہوگیا، بے شک شیطان انسان کا دشمن اور گمراہ کن ہے -

اسکے بعد اگرچہ فرعون کے غلبہ اور جبر و استبداد کے خوف سے موسی علیہ السلام گھبرا گئے، لیکن قومی حمیت کی آگ دل میں برابر سلگتی رہی - سوء اتفاق سے دوسرے دن پھر یہی ناگوار موقعہ پیش آگیا:

فاصبح فی المدینۃ خائفا یترقب فاذا الذی استنصره بالامس یستصرخه قال له موسی انک لغوی مبین - فلما اراد ان یبطش بالذی هو عدو لهما، قال یموسی! اترید ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس ان ترید الا ان تکون جبارا فی الارض و ما ترید ان تکون من المصلحین (۱۷ : ۲۹)

اب موسی شہر میں خوف زدہ ہوکر چھپنے لگے، اتفاق سے پھر وہی پہلا سا موقع پیش آگیا - اور جس شخص نے کل ان سے مدد طلب کی تھی، اوس نے آج پھر ان سے فریاد کی - موسی نے کہا تو تو بڑا گمراہ آدمی ہے - پھر جب موسی نے اوس قبطی پر حملہ کرنا چاہا جو ان دونوں کا دشمن تھا، تو اوس نے کہا: کیوں موسی! جسطرح تم نے کل ایک آدمی کو مارڈالا ہے - کیا آج اوسیطرح مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو؟ تم زمین میں ظالم بنکر رہنا چاہتے ہو، امن دوست بننا تمہیں پسند نہیں؟

(ہجــرت)

اب تمام شہر میں اس واقعہ کی شہرت ہوگئی، اور حضرت موسی علیہ السلام کے سامنے جلا وطنی کا وہ مقدس مرحلہ پیش آ گیا، جو ہر حقانی جد و جہد کی پہلی منزل ہے:

و جاء رجل من اقصا المدینۃ یسعی - قال یموسی ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من النصحین - فخرج منها خائفا یترقب - قال رب نجنی من القوم الظلمین (۱۹ : ۲۸)

شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ اے موسی! ارکان سلطنت تمہارے قتل کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں - اب تم یہاں سے نکل جاؤ، میں تمہیں خیر خواہانہ مشورہ دیتا ہوں - موسی شہر سے خوف زدہ ہوکر خفیہ طور پر نکلے، اور خدا کی جناب میں دعا مانگی کہ: خداوندا! مجھکو ظالموں کے پنجہ سے نجات دے!

(حریت کا بیرونی مرکز)

مصر سے نکل کر اونکو خدا کے اوس صالح بندے کی باریابی کا شرف حاصل ہوا جو مصر کی غلامانہ اور مستبدانہ آبادی کی جگہ آزادی کی آب و ہوا میں آزادانہ زندگی بسر کر رہا تھا، اور حضرۃ موسی کی دعوۃ حریت کیلیے یہ دوسری منزل تھی کہ ایک آزاد و خود مختار سرزمین میں رہکر آنے والے وقت کیلیے طیار ہوں:

فلما جاء و قص علیه القصص قال لا تخف نجوت من القوم الظلمین (۲۵ : ۲۸)

جب حضرت موسی علیہ السلام حضرت شعیب کے پاس مدین میں آئے، اور ان سے اپنے واقعات بیان کیے، تو اونہوں نے اونکی حوصلہ افزائی کی اور کہا مت ڈرو، تم نے ظالم قوم کے پنجہ سے نجات حاصل کرلی -

(تکمیل و اعلان)

مذہبی حیثیت سے یہ پہلا قدم تھا جو سیاست کی طرف بڑھایا گیا تھا - لیکن قومی حمیت کی جو آگ حضرت موسی علیہ السلام کے دل میں سلگ رہی تھی، اس کیلیے اس سے بھی زیادہ حرارت درکار تھی - چنانچہ جب فرعون کے تخت و تاج کے اولٹنے کا وقت آگیا تو آتشکدہ طور نے اپنی حرارت کو اونکی دل کے کانون مقدس کے اندر مشتعل کردیا:

فلما قضی موسی الاجل و سار باهله آنس من جانب الطور نارا قال لاهله امکثوا انی آنست نارا لعلی آتیکم منها بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون - فلما اتیها نودی من شاطی الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یموسی انی انا الله رب العالمین (۲۹ : ۲۸)

جب موسی نے شعیب کی خدمت میں اپنے درس و فکر کے دن پورے کرلیے اور اپنے اہل و عیال کو لیکر وہاں سے چلے، تو طور کے دامن میں ایک آگ نظر آئی - اونہوں نے اپنی بیوی سے کہا: تم لوگ ٹھہرو، میں اوس آگ کا پتہ لگاؤں، یا آگ کا کوئی انگارا ساتھہ لے آؤں تاکہ تمہارے تاپنے کے کام آئے - لیکن جب وہ اوس آگ کے پاس پہونچے تو وادی ایمن کے کنارے سے ایک ربانی صدا آئی: اے موسی! یہ آگ نہیں ہے جسکے لیے تم دوڑے ہو، بلکہ میں ہوں تمام دنیا کا پالنے والا!!

جنهوں نے انکے سر غرور و طغیان کو چور چور کرکے ریزه ریزه پاش پاش کردیا :

كذبت ثمود و عاد بالقارعه فاما ثمود فاهلكوا بالطاغيه و اما عاد فاهلكوا بريح صرصر عاتيه ' سخرها عليهـم سبـع لبـال و ثمنيـة ايام حسوما فترى القـوم فيهـا صرعي كانهـم اعجاز نخل خاويه ' فهـل ترى لهـم من باقيـه ؟ (۵ : ۶۹)

ثمود و عاد نے دهلا دینے والي چیز یعني قیامت کا انکار کیا جو خدا کي عدالت کا دن تها - پس [illegible] دفعةً هي میں اسکا نمونه دکها دیا ' ثمود کي قوم زلزله سے تباه کردي گئي ' اور عاد پر آندهي کا طوفان آیا جو متصل سات رات اور آٹهه دن تک قائم رها - وه لوگ اوس میں گرے هوے کهوکهلے درختوں کي طرح نظر آتے تهے ' وه که اپني آبادیوں اور عمارتوں پر ناز کرتے تهے اور ظلم و فساد کے غرور میں عذاب الهي سے غافل تهے ' آج زمین پر انکي ایک یادگار بهي نهیں دکهائي جاسکتي !

ایک مدت تک اسي نظام عدل اور اصول فطرت کي بنا پر دنیا میں قومیں بنتي بگڑتي رهیں - جب تک دنیا میں کوئي قوم یا کوئي سلطنت عدل و انصاف کے قیام کے ذریعه خود صالح رهي ' اور اپنے ساتهه دوسروں کي بهي اصلاح کی ' اوسوقت تک وه هلاکت و بربادي سے محفوظ رهي :

وما كان ربك ليهلك القرى بظلم و اهلها مصلحون - (۵ : ۶۹)

تمهارا پروردگار کسي آبادي کو اوسوقت تک هلاک نهیں کرتا جب تک که وه اصلاح کي خدمت انجام دیتي هے -

دنیا کي بادشاهت و سیاست صرف اصلاح کیلیے هے - " اصلاح " اور " افساد " کي تشریح کا یه موقعه نهیں لیکن تم سوره انبیاء میں بار بار پڑهچکے هو :

ان الارض يرثها عبادي الصلحون (۱۰۵ : ۲۲)

زمین کے وارث صرف همارے صالح بندے هوے اور هوں گے -

لیکن برخلاف اسکے جب کسي قوم نے عدل کو ظلم سے ' اور اصلاح کو افساد سے بدل دیا ' اور خدا کے بندوں کو خدا کي غلامي سے هٹاکر اپنا غلام بنانا چاها تو وه دفعةً هلاک کردي گئي :

الم تر كيف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد التي لـم يخلق مثلهـا في البـلاد و ثمـود الـذين جابو الصخر بالواد و فرعون ذي الاوتاد الـذين طغوا في البـلاد فاكثروا فيها الفساد فصب عليهم ربك سوط عذاب (۵ : ۸۹)

کیا تم نهیں دیکهتے که تمهارے پروردگار نے عاد ارم کے ساتهه کیا سلوک کیا ' جو ایسے قوي و متمدن تهے که دنیا میں ویسي قوي قوم اب تک پیدا نهیں هوئي؟ اور قوم ثمود جنهوں نے اپنے رهنے کیلیے پهاڑوں کو تراشکر گهر بنائے تهے' اور فرعون جو ایسي شان و شوکت خسروي کیلیے خیمه و خرگاه رکهتا تها؟ یه وه لوگ تهے جنهوں نے انساني آبادیوں میں فتنه و ظلم کا بڑا سر اوٹهایا تها' اور عدل و اصلاح کي جگه اون میں فساد پهیلا رکها تها - پس [illegible] الهي نے اپنے تازیانۂ عذاب کو حرکت دی اور ان سب کو نابود کردیا -

ان آیات کریمه نے ظلم و عدوان اور تمرد و طغیان کے نتائج هي کي تصریح نهیں کي بلکه اسکے سر چشمۂ اصلي کي طرف اشاره بهي کردیا ' یعني قوت کا صحیح استعمال جس طرح دنیا کے نظام عدل و معیار انصاف کو قائم رکهه سکتا هے ' اوسي طرح اوسکا غلط استعمال اس شیرازه کو درهم و برهم بهي کردیتا هے -

(عذاب الهي کا پهلا دور)

لیکن هواے نفساني قوت کا مرکز ثقل اکثر بدل دیتي هے ' اور جب تک کوئي روحاني طاقت ان اغراض فاسده کي مقاومت نهیں کرتي ' قوت همیشه گمراه رهتي [illegible] کے ان قوموں نے دنیا میں ظلم و عدوان کي جو [illegible] ' اسکی وجه صرف یه تهي که انکے ضمیر کا احساس [illegible] فنا هوگیا تها - وه وسیع ملک رکهتے تهے ' دولت و ثروت [illegible] جسماني سے پهاڑوں کو رهنے کیلیے [illegible] زمین صالح تهي - اوس نے نیکي [illegible] جیسے [illegible] آغوش کو کهول دیا تها ' اور عدل و انصاف کا [illegible] ایک ایک [illegible] سکتا تها - اگر یه قومیں زمین کي [illegible] پر آماده هوتیں تو زمین بهي اونکو صالح قوم کا خطاب دیتي ' [illegible] قدموں کے نیچے ڈالدیتي ' لیکن اونهوں نے زمین کو اپني اهواء فاسده کا مرغزار بنایا ' اور اوس میں گل و ریحان کے بجاے کانٹے بوے ' اسلیے جو چیزیں نیکي کے بیج کي تربیت و نشو و نما کر سکتي تهیں ' وهي اون کیلیے عذاب الهي بن گئیں - ثمود کو خود زمین هي نے پیس دیا ' عاد کي [illegible] اور فرعون کو خود دریاے [illegible] خداوند تعالی نے قرآن حکیم کي دوسري آیتوں میں اس اصول کو نهایت وضاحت کے ساتهه بیان فرمایا هے :

فاما من طغى و آثر الحيوة الـدنيـا فان الجحيم هي الماوى - واما من خـاف مقـام ربه و نهى النفس عن الهـوى فـــان الجنة هي الماوى (۳۷ : ۷۹)

لیکن جو شخص سرکش هوا اور دنیوي زندگي کو آخرت پر ترجیح دي تو اوسکا ٹهکانا صرف جهنم هے ' لیکن جو شخص خدا سے ڈرا ' اور اپنے دل کو اون نفساني خواهشوں سے روکا جو ظلم و تمرد اور طغیان و فساد کي طرف لیجاتي هیں تو اوسکا ٹهکانا جنت هے -

(عذاب الهي کا دوسرا دور)

لیکن دنیا کي ترقي کے ساتهه قوانین فطرت نے بهي ترقي کی هے اور اس ترقي کي حرکت نهایت عجیب و غریب هے ' دنیا کي هر چیز ترقي کرتي هے تو بڑهتي هے' اوبهرتي هے' پهیلتي هے ' لیکن قوانین فطرت کي نشو و نما بالکل اسکے برعکس هوئي - اونهوں نے ترقي کي تو سکڑنا شروع کیا ' اور سمٹ کر انسان کے گرد جمع هوگئے - وه پہلے خاک کے ذرات میں ملے هوے تهے' هوا کے اندر میں بکهرے هوے تهے ' پاني کي موجوں کے ساتهه بهرے هوے تهے' اسلیے جب کوئي قوم نظام عدل کي خلاف ورزي کرتي تهی ' تو خاک کے تودوں ' هوا کے جهونکوں ' اور دریا کي لهروں کے اندر هیجان پیدا هوتا تها' اور وه زمین کي زلزله انگیزیوں ' هوا کے قیامت خیز تموج ' اور سمندر کي طوفاني لهروں کی صورت میں نمود کرکے پیس ڈالتے تهے ' اوڑا لیجاتے تهے ' بها کر ساحل عدم تک پهونچا دیتے تهے - لیکن اب اونهوں نے صرف انسان هي کے دل و دماغ کو اپنا نشیمن بنایا که وه تمام مظاهر فطرت کا مجموعه تها ' پس اب اون تمام ذمه داریوں اور اون تمام فرائض کا بوجهه صرف انسان هي کے سر پر آگیا ' جس کو آسمان و زمین نے [illegible] اپنے کندهے سے پهینک دیا تها :

انا عرضنا الامـانـة على الـسموات والارض والجبال فابيـــن ان يحملنهـــا واشفقن منهـا و حملهـا الانســان انه كان ظلومـاً جهولا (۳۳ : ۷۲)

هم نے اپني امانت کو آسمان زمین اور پهاڑوں کے سامنے پیش کیا ' سب نے اوسکے اوٹهانے سے انکار کیا ' اور اوس سے ڈرگئے - لیکن انسان آگے بڑها اور اس بوجهه کو اٹها لیا - بلا شبه ایسا کرکے اس نے اپنے اوپر ظلم کیا اور بڑي هي نادانستگي کي -

انبیاء کرام کا ظهور اسي ترقي کي مکمل صورت تهي ' لیکن آثار فطرت سے انساني قوت نے جو بے راه روي اختیار کي تهي ' اب وه اسے

اسکے معنی ہیں " دفع الحق " کے ' یعنی کسی ایسی چیز کو دیدینا جو لینے والے کا حق تھا ' تم نے اپنے پاس سے اسے نہیں دیا - یہی وجہ ہے کہ اداء خراج ' اداء جزیہ ' اداء امانت ' عربی میں بکثرت آتا ہے - خراج اور جزیہ حکومت کا حق ہے - امانت ' امانت رکھنے والے کی چیز ہے - اسے واپس دینا ' اسکے حق کو ادا کرنا ہے - پس حضرۃ موسی نے " ادوا " فرمایا یعنی ایک ایسی چیز مانگی جو فرعون کی ملکیت نہ تھی ' حضرۃ موسی کا حق تھا - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رعایا کسی قوم کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق نہیں بنائی گئی ہے ' اگر خدا نے کسی گروہ کو کسی شخص کے ہاتھہ میں دیدیا ہے تو اوسکا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ اوس سے آلہ بے جان کی طرح کام لے اور اپنا غلام بنالے ' اگر ایک قوم کسی ضعیف فرقہ کی قسمت کی مالک ہوگئی ہے ' تو وہ اوسکو اپنے اغراض ذاتی و قومی کا ذریعہ نہیں بنا سکتی - رعایا صرف ایک امانت الہی ہے ' اور جب کوئی قوم اس امانت میں خیانت کرتی ہے تو خدا اوسکو واپس لیکر اپنے دوسرے امانت دار بندوں کے حوالے کردیتا ہے -

پھر اونھوں نے بنو اسرائیل کو " عباد اللہ " کے لفظ سے تعبیر کیا ' جس میں یہ اشارہ تھا کہ رعایا بادشاہوں کی محکوم ہوکر اونکی غلام نہیں بن جاتی ' بلکہ اوسکے گلے میں غلامی کا صرف ایک ہی حلقہ ڈالا گیا ہے ' اور وہ حلقہ صرف خدا کی عبودیت کا ہے - وہ " عباد اللہ " ہیں - " عباد السلاطین " نہیں ہیں - انکو خدا کی بندگی کیلیے پیدا کیا گیا ہے - انسانوں کے تخت غرور کے آگے جھکنے کیلیے نہیں بنایا گیا ' پھر اونھوں نے اپنا تعارف " رسول امین " کے لقب سے کرایا ' جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ فرعون نے امانت الہی میں خیانت کی ' اسلیے خدا اب اپنی امانت کو ایک دوسرے امین بندے کے سپرد کرنا چاہتا ہے -

خدا نے اپنے صالح بندوں کو جہاں کہیں تاج و تخت کی بشارت عظیمہ دی ہے ' اوس سے حکومت کرنے کی صلاحیت ہی مراد ہے ' اور دنیا کی جس سلطنت نے سیاست کے اس اصول زریں کو پامال کردیا ' وہ دفعتاً برباد ہوگئی - دنیا کے جبابرہ میں فرعون نے سب سے زیادہ بیدردی کے ساتھہ اس اصول کو پامال کیا تھا ' وہ بنو اسرائیل کو نہ صرف غلام بلکہ اپنی جائداد غیر منقولہ سمجھتا تھا ' اور اونکے واپس کرنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوتا تھا ' اسلیے حضرۃ موسی نے جبراً اونکو چھین لینا چاہا کہ جبر کا علاج صرف جبر ہی سے ہوسکتا ہے - خدا تعالی نے حکم دیا :

فاسر بعبادی لیلا انکم متبعون (۴۴ ۲۲)	میرے بندوں کو لیکر راتوں رات نکل جاؤ ' تمہارا تعاقب کیا جائیگا -

(عذاب الہی کا ظہور)

حضرت موسی علیہ السلام اس امانت الہی کو لیکر نکلے تو حسب اطلاع الہی فرعون نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھہ انکا تعاقب کیا - اب اگرچہ اس قسم کے سرکشوں کی سزا کیلیے خدا نے خود انسان ہی کو مسلط کردیا تھا ' اور دوسری فطری مخلوقات نے اپنا یہ منصب انسان ہی کو دیدیا تھا ' تاہم فرعون کی ہلاکت و بربادی میں سب نے کچھہ نہ کچھہ حصہ لیا - دریاے احمر کی موجیں اونکو نگل گئیں ' خوش فضا باغوں نے اونکا ساتھہ چھوڑدیا ' زمین سے اوبلنے والے چشمے اون سے علحدہ ہوگئے ' لہلہاتی ہوئی کھیتیاں اون سے روٹھہ گئیں ' اور آسمان و زمین تک کو اون پر رحم نہ آیا :

واترک البحر رہوا انہم جند مغرقون - کم ترکوا من جنت و عیون و زروع و مقام کریم و نعمۃ کانوا فیہا فکہین کذالک و اورثنہا قوما آخرین ' فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین (۴۴ : ۲۳)	ہم نے موسی کو حکم دیا کہ دریا کو ساکن چھوڑدو اور نکل بھاگو - فرعون اپنے لشکر سمیت اوسمیں ڈوب جائیگا ' چنانچہ حکم الہی پورا ہوا ' اور وہ سب کے سب دریا کی لہروں میں نابود ہوگئے - پھر دیکھو کہ یہ کون لوگ تھے ؟ انکی کیسی شان و شوکت تھی ؟ کیسا جاہ و جلال تھا ؟ کیسا گھمنڈ اور کیسی شرارتوں سے بھری ہوئی صدائیں تھیں ؟

لیکن بالآخر خدا کے عذاب سے کوئی طاقت انھیں نہ بچاسکی - کسقدر سرسبز باغ ' کیسی کیسی دلفریب نہریں ' شاداب و پرثمر زراعت گاہیں ' عالیشان و پرتکلف عمارتیں ' عیش و نشاط کی نعمتیں ' غرضکہ وہ سب کچھہ جو دنیوی جاہ و جلال میں سے انکے پاس تھا اور جنکے اندر وہ بیفکری کے مزے اوڑا رہے تھے ' اپنے بعد چھوڑ گئے ' اور ہم نے دوسری قوموں کو انکا وارث بنایا جو ان پر قابض ہوگئیں ' اور باوجود اس درد انگیز انقلاب کے نہ تو آسمان ہی انپر رویا اور نہ زمین ہی نے آنسو بہائے ' اور نہ انکو اپنی حالت کے اصلاح کی مہلت دیگئی - کیونکہ مہلت پوری ہوگئی تھی ' اور آسمان و زمین کا خداوند جب ناراض ہو جاے تو پھر تمام کائنات ہستی میں کون ہے جو ان بدبختوں سے راضی ہوسکتا ہے ؟

(سیاست حقہ کا آخری ظہور)

قوت اگرچہ سیاست کا جزو لازمی ہے ' لیکن اوس میں رحم و تلطف اور رفق و ملاطفت کی بھی آمیزش کی جا سکتی ہے ' چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کو خدا نے جب فرعون کے پاس بھیجا ' تو سب سے پہلے اسی پیغمبرانہ اخلاق کے اظہار کی تلقین کی :

اذہبا الی فرعون انہ طغی فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی (۴۹ : ۲۰)	اے موسی تم اور ہارون فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہوگیا ہے ' اوسکے ساتھہ نرمی سے گفتگو کرنا - شاید وہ عبرت حاصل کرے ' یا اوسکے دل میں خوف خدا پیدا ہو جاے -

(اخلاق اور سیاست)

لیکن فرعون کے جبر و استبداد ' غرور و عناد ' اور حکومت ابلیسی کے گھمنڈ نے اوسکو حضرت موسی علیہ السلام کے دریاے لطف کے ایک قطرے سے بھی تشنہ لب رکھا ' اور دریاے احمر کی لہروں میں اونکی معجزانہ قوت نے نہایت عبرت ناک طور پر بحر عدم کے ساحل تک پہونچا دیا - تاہم الہی سیاست فطرتاً رحم کے ساتھہ ہم آغوش رہنا چاہتی تھی - فرعون کو اوسکے تمرد نے اگرچہ اس تلطف آمیز سیاست سے فائدہ اوٹھانے کا موقع نہیں دیا ' لیکن جب دنیا کے ساتھہ تمدن نے اور زیادہ ترقی کی ' تو اخلاق و سیاست کی تصویریں ایک مرقع میں نظر آگئیں - اسلام اسی اخلاق و سیاست کا مجموعہ ہے -

لیکن ہر اجتماع و ترکیب سے پہلے اسکے متفرق اجزاء کا الگ الگ ہونا ضروری ہے ' اور ہر اعتدال کیلیے افراط و تفریط کا وجود لازمی ہے ' سیاست کا ایک جزو یعنی قوت کو تو حضرت موسی علیہ السلام نے پیدا کردیا تھا ' اور اوس کی آخری نمایش دریاے احمر میں ہوچکی تھی ' لیکن دوسرا جزو یعنی اخلاق اب تک معدوم تھا - حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکو بھی پیدا کردیا ' اور اوسکے حریف یعنی سیاست و قوت کی رگ گردن کاٹ ڈالی ' یہود ٹھوس پتھر کی طرح سخت تھے ' لیکن حضرۃ مسیح نے اپنی معجزانہ آتش بیانیوں سے اونکو اس قدر گداز کردیا کہ وہ ایک سیال مادہ بن گئے ' جو ہر قوت کے سامنے جھک جاتا تھا ' لچک جاتا تھا ' دب جاتا تھا !

اگر کوئی شخص اونکے گال پر ایک طمانچہ مارتا تھا تو انھوں نے کہا کہ وہ اپنا دوسرا گال بھی اوسکے سامنے پیش کردینگے ' اگر کوئی شخص ایک میل اون کو بیگار لیجانا چاہتا تھا تو وہ دو میل تک اوسکا بوجھہ پہونچادیتے تھے - اظہار قوت کا سب سے بڑا ذریعہ حکومت ہے لیکن اونھوں نے دنیوی حکومت کیلیے کچھہ نہ چاہا ' اور صرف خدا کے غریب بندوں ہی کو آسمانی حکومت کی بشارت دی ' آیت

خدا تعالی کو دنیا کے ایک سب سے بڑے سرکش اور مستبد بادشاہ' اور سب سے بڑی طاقتور حکمراں قوم کو ہلاک کرنا منظور تھا' جسکیلیے وہ خود ہی دنیا میں ابھرا ہوا تھا اور وہ ہمیشہ اپنی جہل و بربریت کی فضا میں اڑتا رہتا ہے' اور حضرت موسی علیہ السلام کے وجود مطہر کے اندر سے اس نے اپنی [illegible] حریت اور انسانیت کی فطرتی آزادی کے ظہور کا اعلان کردیا' لیکن ابھی حضرت موسی اس راہ کے پہلے مرحلہ میں تھے' اور امتحانات بشریت سے اندر دل میں خوف و ہراس باقی تھا - وہ جب اپنی تنہائی اور فرعونیوں کی قدرت و قوت کا مقابلہ کرتے تو قدرتی طور پر انکے اندر ہراس پیدا ہوجاتا تھا' پس مربی الہی نے سب سے پہلے انکے قلب کو مختلف طریقوں سے عزم و ثبات کا اصل جوہر بخشا' اور دکھلا دیا کہ طاقت صرف انسانوں کی قلت و کثرت ہی میں مخفی نہیں ہے' حق اور روحانی نصرت کی روح سے معمور ہوکر ایک تنہا انسان لاکھوں انسانوں پر غالب آسکتا ہے - چنانچہ سب سے پہلے انہیں حکم دیا:

وان الق عصاک فلما راها تهتز کانها جان ولی مدبرا ولم یعقب یموسی اقبل ولا تخف انک من الامنین (۳۱ : ۲۸)	اے موسی اپنی لاٹھی پھینک دو! جب موسی نے اپنی لاٹھی کو دیکھا تو وہ سانپ کی طرح حرکت کررہی تھی' وہ ڈرے اور بے اختیار پیچھے کو بھاگے - خدا نے کہا! اے موسی! تم پیچھے ہٹنے کیلیے پیدا نہیں کیے گئے ہو - تمہارا قدم صرف آگے بڑھتا ہے - آگے بڑھو' کیونکہ تمہیں آگے ہی بڑھانے کیلیے یہ سب کچھہ کیا گیا ہے' خوف نکرو' تم ہمیشہ امن میں رہوگے -

موسی علیہ السلام کے ہاتھہ نے اب تک اگرچہ تلوار کا قبضہ نہیں پکڑا تھا' لیکن خدا نے انہیں دکھلا دیا کہ جو ہاتھہ حق کی حمایت میں اوٹھتا ہے' اسے [illegible] کی تلوار نہو لیکن وہ خود اپنی انگلیوں کے اندر ہی تلوار کی چمک رکھتا ہے:

اسلک یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء واضمم الیک جناحک من الرهب فذنک برهانن من ربک الی فرعون وملاءه انهم کانوا قوما فاسقین (۳۲ : ۲۸)	اپنے گریبان میں ہاتھہ ڈالو' وہ اوسکے اندر سے چمکتا ہوا نکلیگا - اور اس سے تمہیں کچھہ نقصان نہ پہنچیگا - اپنے بازو کو سمیٹ لو' تمہارے خدا کی طرف سے فرعون اور اسکی قوم کیلیے یہ دو نشانیاں ہیں' کہ وہ لوگ تھے جنہوں نے عدالت الہی کے قانون کو توڑ دیا تھا اور اللہ کی اطاعت سے باہر ہوگئے تھے -

حضرت موسی علیہ السلام اب اگرچہ ان معجزانہ آلات حرب سے مسلح ہوگئے' لیکن سیاسی میدان میں تلوار کی چمک اور توپوں کی گرج سے زیادہ دل کی قوت اور زبان کی طاقت و روانی کام آتی ہے' اسلیے اونہوں نے اپنی کمزوریوں کا عذر کیا:

قال رب انی قتلت منهم نفسا فاخاف ان یقتلون واخی هرون هو افصح منی لسانا فارسله معی ردا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون (۳۳ : ۲۸)	الہی! اونکی قوم کے ایک آدمی کو میں نے مار ڈالا ہے - ایسا نہ ہو کہ وہ اسکے عوض میں مجھے قتل کردیں' میرا بھائی ہارون مجھہ سے زیادہ فصیح و خوش بیان ہے' اوسکو میرا حامی بناکر میرے ساتھہ بھیجدے کہ وہ میری تصدیق کرے' اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں

خدا نے اونکی تمام دعائیں قبول کیں اور حضرۃ ہارون علیہ السلام کی مدد سے اونکے دست و بازو کو قوی تر کردیا:

قال سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بایتنا انتما ومن اتبعکما الغلبون (۳۵ : ۲۸)	خدا نے کہا: ہم تیرے بھائی کے ذریعہ تیرے دست و بازو کو قوی کردینگے اور تم دونوں کو اپنے معجزات واضحہ کی بدولت سے ایسا غلبہ عطا کرینگے کہ وہ لوگ تمہارے پاس پہنچ بھی نہ سکینگے - صرف تم اور تمہارے ساتھیوں ہی کو غلبہ حاصل رہیگا -

(حضرت موسی کا مطالبہ)

خدا تعالی نے ان معجزات قاہرہ اور ان بشارات عظیمہ کے ساتھہ حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا' فرعون مشرک بھی تھا' مے نوش بھی تھا' بدکار بھی تھا' فاسق بھی تھا' فاجر بھی تھا - غرض وہ سب کچھہ تھا جو دنیا کا ایک سیاہ کار اور شریر و ظالم انسان ہوسکتا ہے -

لیکن اب غور کرو کہ تفسیر قرآن کا یہ کیسا اہم مقام تمہارے سامنے ہے' اور افسوس کہ تم نے قرآن کا حق فہم کبھی بھی ادا نہ کیا - حضرت موسی علیہ السلام ایک پیغمبر حق تھے' توحید الہی' رد شرک و اصنام پرستی' تزکیہ نفس و اخلاق' درس کتاب و حکمت' انکے فرائض نبوت کے حقیقی ارکان ہیں - انکا مخاطب ایک مشرک و فاجر بادشاہ اور ایک مشرک و فاجر حکمراں قوم تھی - اگر "سیاست" اور "دین" دو الگ الگ چیزیں ہیں جیسا کہ نادانی اور جہل کے ابلیس نے تمہیں سمجھایا ہے' اور اگر ایک قوم کو غلامی سے نجات دلانا ایک غیر دینی عمل ہے جیسا کہ بد بختانہ تم سمجھتے آئے ہو' تو اب ضرور تھا کہ حضرۃ موسی کی دعوت و تبلیغ بھی اس چیز سے بالکل الگ رہتی جسکا نام تم نے "سیاست" رکھا ہے - وہ آتے اور فرعون سے سب کچھہ چاہتے' مگر وہ نہ چاہتے جو نہ تو دین ہے اور نہ پیغمبرانہ دعوۃ کا کوئی جزو حقیقی' مگر قرآن حکیم تمہارے سامنے موجود ہے - خدا نے فرعون کو نہ تو توحید کی دعوت دی' نہ [illegible] شراب کی برائیاں اور قباحتیں' نہ اوسکی سیہ کاریوں کا جائزہ لیا' بلکہ حضرت موسی علیہ السلام کو اس دعوت کا صرف ایک ہی مقصد بتاکر رخصت کیا:

اذهب الی فرعون انه طغی (۲۵ : ۲۰)	فرعون کے پاس جاو کیونکہ وہ بڑا سرکش اور ظالم ہوگیا ہے -

حضرت موسی علیہ السلام اوسکے پاس آے' اور اونہوں نے بجز اسکے اور کچھہ نہ کہا کہ:

ان ادوا الی عباد اللہ انی لکم رسول امین (۱۷ : ۴۴)	خدا کے بندوں یعنی قوم بنی اسرائیل کو مجھے واپس دیدو جسے تم نے اپنا محکوم بنا رکھا ہے - میں تمہارے پاس ایک امانت دار رسول بنکر آیا ہوں -

تم نے غور کیا یعنی حضرۃ موسی نے فرعون کے آگے اپنی تبلیغ کا مقصد یہ نہیں کہا کہ فسق و فجور چھوڑ دو' گناہ اور شرارت سے باز آجاؤ' نیک زندگی اختیار کرو' پاک طریقوں پر عمل کرو' بلکہ اولین مطالبہ یہ کیا کہ خدا کے جن بندوں کے پاؤں میں تونے اپنی محکومی اور غلامی کی زنجیریں ڈالدی ہیں' انہیں چھوڑ دے اور مجھے واپس دیدے - خدا نے مجھے اس قوم کا امین بنایا ہے - اسکے بندوں کو میں آزادی دلاؤنگا - محکومی کی جگہ ایک حکمراں قوم بناؤنگا - خدا کے بندے خدا کی امانت ہیں - تو ظالم و مستبد ہے - اسلیے تو اس امانت کا مستحق نہیں - یہ شرف اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے کہ میں اس امانت کو ٹھیک ٹھیک اپنے پاس رکھونگا!

یہ مطالبہ اگرچہ نہایت مختصر الفاظ میں کیا گیا' لیکن درحقیقت وہ سیاست کی روح' سیاست کا مغز' اور سیاسته کی حقیقی تفسیر تھا - پہلے تو حضرت موسی علیہ السلام نے اپنا مطالبہ "ادوا" کے لفظ سے کیا "ادوا" کا اصل "الاداۃ" ہے اور

صرف کیا کرتے تیے - متبعین اسلام کو کفار مکہ کي سفیہانہ آویزشوں پر صبر و تحمل کا جو حکم دیا گیا تہا ' وہ نہ تو کسي قسم کي کمزوري پر مبني تہا ' اور نہ اوس سے اخلاق مسیحي کي تکمیل مقصود تہي ' بلکہ سیاسي مصالح کي بنا پر اوس کے ذریعہ قوت کے خزانے کو ایک اجتماع عظیم اور مقصد وحید کیلیے جمع کرنا اور محفوظ رکھنا مقصود تہا - چنانچہ جب اس سیاست الہي کے اظہار کا وقت آگیا ' اور آنحضرت صلي اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ :

یا ایہا النبي جاہد الکفـــار	اے پیغمبر کفار اور منافقین سے
و المنفقین وا غلظ علیہـــم	جہاد کرو ' اور اونکے ساتھہ پوري
(۹ : ۷۳)	سختي سے پیش آو -

تو قوت کا یہ سرچشمہ دفعتاً اوبل پڑا ' اور وہي فقیر و مظلوم مسلمان جنہوں نے سالہا سال تک دشمنان حق کے مظالم خاموشي کے ساتھہ سہے تیے ' اس جوش و قوت کے ساتھہ سر فروشي کیلیے طیار ہوگئے کہ آگ کے شعلے ' سمندر کي موجیں ' پہاڑوں کي چوٹیاں ' تیروں کي بارش بہي انکے سیلاب کو نہ روک سکي :

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آنحضرت کو جب معلوم ہوا کہ
و سلم شاور حین بلغہ اقبال	ابو سفیان نے بدر کي طرف پیش
ابي سفیان ' فقـــام سعد بن	قدمي کي ہے تو آپنے صحابہ
عبادہ فقال ایانا ترید یا رسول	سے مشورہ کیا ' انصار میں سے
اللہ والذي نفسي بیـــدہ	سعد بن عبادہ اوٹہے اور کہا : کیا
لو امرتنـــا ان نخیضہا البحر	آپ کا روی سخن ہماري طرف
لاخضناہا ولو امرتنا ان نضرب	ہے ؟ اوس ذات کي قسم جس
اکبادہـــا الی برک العماد	کے ہاتھہ میں ہماري جان ہے '
لفعلنا (مسلم ج - ۲ - ص - ۸۴)	اگر آپ فرمائیں تو ہم دریا میں

گہس پڑیں ' اور اپنے سینوں کو تلواروں کي میان سے تکرادیں -

لیکن یہ سیلاب ایک معتدل قوم کے دل سے اومنڈا تہا ' اسلیے وہ دریاے احمر کي موجوں کي طرح ہر جسم کے نگلنے کیلیے اندہا دھند تیار نہ تہا ' بلکہ اسکا حال بالکل مختلف تہا - جو تنکا اوس کي سطح پر جسقدر جنبش پیدا کرتا تہا ' اوسي قدر مساوي و ہم وزن طاقت کے ساتھہ وہ آپے تہپیڑے بہي لگاتا تہا :

فمن اعتدي علیکم فاعتدوا	جو شخص تم پر ظلم کرے ' تم بہي
علیہ بمثل ما اعتدی علیکم	اوسپر اوسي قدر ظلم کرو جس قدر
و اتقو اللہ واعلموا ان اللہ	اوس نے تم پر کیا ہے ' اس سے آگے
مع المتقین (۲ : ۱۹۰)	بڑھنے میں خدا سے ڈرو اور یقین

رکھو کہ خدا صرف پرہیز گاروں کے ساتھہ ہے -

سیاست و اخلاق کے جو اجزاء شریعت موسوي و عیسوي میں الگ الگ بکھرے ہوے پڑے تیے ' اسلام نے اون میں باہم ترکیب دیدي ' اور رحمت اور فیاضي سے سیاست پر اخلاق کے جزء کو غالب کردیا - لیکن مضمون بہت طویل ہوگیا ہے اور ہم اس بحث کو نہیں چہیڑنا چاہتے - یہ ایک مستقل عنوان ہے ' اور اللہ تعالی درس و بیان معارف اسلامیہ کي ہم سب کو توفیق عطا فرماے -

بہرحال صفوۃ القول یہ کہ اسلام جسطرح اخلاق و عقائد اور عادات و خصائل کا مکمل مجموعہ ہے ' اوسي طرح سیاسیات میں بہي وہ ایک کامل ترین مذہب ہے - اور سیاست صحیحہ اور دین الہي دو الگ الگ حقیقتیں نہیں ہیں ' بلکہ دین حق کا اہم ترین مقصد سیاست حقہ کا قیام ہي ہے - اس حقیقت کو صرف وہي سمجہہ سکتا ہے جسنے قرآن حکیم کو پڑھا ہے ' مگر قرآن کے پڑھنے والے زیادہ نہیں ہیں -

یہي وجہ ہے کہ جب عقائد و عبادات کے تمام ارکان قائم ہوگئے تو اونکے ساتھہ اوسکے سر چشمۂ سیاست یعنی حکومت کي بہي تکمیل ہوگئي ' اور دنیا کو اوسکي تکمیل کا مژدہ سنا دیا گیا : الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا -

بصائر و حکم

جنـگ اور مطالعہ علم النفس

(۲)

(سپـاہیوں کي روایت)

واقعات جنگ کے متعلق نامہ نگاروں سے زیادہ قابل اعتبار شہادت خود فوجي سپاہیوں کي خیال کي جاتي ہے - لیکن اوسکي حقیقت بہي سراب سے زیادہ نہیں - چنانچہ ذیل کي مثال سے اسکي تشریح ہوسکتي ہے جو پیرس کے ایک اخبار میں شائع ہوئي تہي اور ہم اسے موسیو لیبان کي زباني نقل کرتے ہیں :

"دریا میں طوفان آیا اور تند ہوا کے جہونکوں نے ایک اسٹیمر کو جنگي جہاز سے دور پہینکدیا - طوفان اور برق و باد کے تہمنے کے بعد جہاز اوسکي تلاش میں روانہ ہوا - دن کا وقت تہا ' سورج نہایت تیزي کے ساتھہ چمک رہا تہا ' مطلع بالکل صاف تہا - ایک شخص نے ایک ڈوبتے ہوے اسٹیمر کي طرف اشارہ کیا ' تمام لوگوں کي نگاہیں اوسکي طرف اوٹہہ گئیں - ہر سپاہي نے دیکہا کہ ایک اسٹیمر ہچکولا کہا رہا ہے ' اور اوسپر ڈوبنے کي خبر دینے والي جہنڈیاں لہرا رہي ہیں - کپتان نے فوراً ایک کشتي بہیجي کہ اوسکو بچاے - کشتي نہایت سرعت سے آگے بڑھي - جو لوگ اس کشتي میں تیے ' وہ جوں جوں ڈوبنے والے اسٹیمر سے قریب ہوتے جاتے تیے ' اونکو مصیبت زدہ لوگوں کا ایک غول نظر آتا جا تہا ' وہ ڈوبتے تیے ' اوچہلتے تیے ' ہاتھہ پاؤں مارتے تیے ' شور و شغب کرتے تیے - لیکن جب کشتي قریب پہونچي تو معلوم ہوا کہ یہ سب وہم کي کرشمہ سازیاں تہیں ' نہ اسٹیمر تہا ' نہ ڈوبنے والے آدمي - ساحل کے قریب چند سرسبز درختوں کي ٹہنیاں کاٹ کے دریا میں ڈال دي گئي تہیں ' جنکو ہوا کے جہونکے حرکت دیتے تیے ' وہي ٹہنیاں اسٹیمر ' جہنڈیاں ' ڈوبنے والے آدمیوں کا غول ' غرضکہ سب کچہہ بنگئي تہیں " ! !

اس مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ فوج کے مشاہدات میں وہم کي قوت اختراعي کسطرح عمل کرتي ہے ' اور سریان خیال اوس وہم پرستي کو کیونکر عام کردیتا ہے -

فوج کے سپاہیوں سے زیادہ خود سپہ سالاروں کي شہادت وقیع ہوتي ہے - لیکن اون کي رپورٹیں عموماً سپاہیوں کے بیان سے مرتب کي جاتي ہیں ' اور سپاہیوں کي شہادت کي جو وقعت ہے اوسکا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں - یہ رپورٹ جب کسي محکمہ کے سامنے پیش ہوتي ہے تو وہ اوسکو بدل دیتا ہے ' اور جدید رپورٹ مرتب کرتا ہے - یہ رپورٹیں فوجي افسر اعلی کي خدمت میں پیش ہوتي ہیں ' وہ ان سب کو بدلکر ایک نئي رپورٹ لکہتا ہے ' اس حک و محو اور تغلیط و ترمیم میں اصل حقیقت بالکل گم ہو جاتي ہے -

پس ہم جنگ کے متعلق یقیني طور پر صرف اتنا جان سکتے ہیں کہ کس نے فتح پائي اور کسنے شکست کہائي - اسکا علم بہي آخر میں ہو سکتا ہے ' اور صرف اسي کا انتظار کرنا چاہیے -

(جنـگ اور تمدن)

مصائب جنگ میں تمدن کي بربادي سب سے بڑي مصیبت ہے ' ہم مال و دولت کي بربادي کي تلافي کرسکتے ہیں ' مقتولین جنگ

کي نمائش کیلیے جنگ ناگزیر ہے ' لیکن اونہوں نے کہا کہ اپنے دشمنوں کو بھي پیار کرو - غرض حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں قوت جس درجہ افراط تک پہونچ گئي تھي ' ٹھیک اوسی کے مقابل حضرۃ مسیح نے اوسکو درجہ تفریط تک پہونچا دیا - اسلیے اپنے اپنے وقتوں میں دونوں چیزیں صحیح اور عین اعتدال تھیں -

(امـــة وسطـــا)

اس بنا پر اعتدال کلي و دائمی کیلیے جس قسم کے ایک ایک افراط و تفریط کي ضرورت تھي ' اب وہ پوري ہو گئي ' اور مذاہب ارتقاء جس جامع و مکمل مذہب کو ڈھونڈھ رہے تھے ' اوسکے ظہور کا وقت آگیا - پس زبان الہي نے اوس معتدل امت کے پیدا ہونے کي بشارت دنیا کو سنا دي :

وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا (۲ : ۱۳۷)	اسی طرح ہم نے تمکو ایک معتدل و متوسط امت بنایا ' تاکہ تم دنیا کیلیے نمونہ ہو ' اور پیغمبر تمہارے لیے نمونہ ہو -

داعی مذہب اسلام نے اس " امۃ وسطا " کیلیے اپنا عملی نمونہ قائم کردیا - حضرت موسی علیہ السلام کو چونکہ ایک سخت طاقتور بادشاہ اور سخت جابر قوم کا مقابلہ کرنا تھا ' اسلیے خدا نے اونکو طبعاً پر جلال بنایا تھا - اسي بنا پر فرعون کے سامنے نرم کلامي کي تلقین کرنا پڑي ' لیکن پیغمبر اسلام خود ہي فطرتاً رحم و شفقت ' کرم و رافت ' عفو و درگذر کا خلق عظیم تھا :

فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم و لو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولک (۳ . ۱۵۳)	یہ اللہ کي رحمت ہے کہ تم اونکے لیے فطرتاً نرم خو پیدا کیے گئے ' اور اگر تم سخت و سنگدل ہوتے تو لوگ تمہارے گرد جمع ہي نہ ہوتے اور بھاگ جاتے -

حضرت موسي علیہ السلام سے اپني قوم کي ذلت برداشت نہ ہوسکي ' اور وہ چند دنوں کے بعد اسکو لیکر چلے گئے - لیکن پیغمبر اسلام نے کامل ۱۳ برس تک اپني قوم کي ہدایت یاب ہونے کا انتظار کیا ' طرح طرح کي تکلیفیں برداشت کیں ' اور اپنے متبعین کو مختلف قسم کے جسماني مصائب میں مبتلا دیکھا ' تاہم خدا نے اونکو صبر و سکون کا اعلی ترین معیار بتلادیا تھا :

و اصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغدوۃ و العشي یریدون وجہہ و لا تعد عیناک عنہم (۱۸ : ۲۷)	اونلوگوں کے ساتھ رہکر صبر کرو جو صبح و شام اپنے خدا کي پکار میں سرگرم رہتے ہیں ' اور صرف خدا کي مرضي تلاش کرتے ہیں ' اپني نگاہ اون سے نہ پھیرو -

کفر زار مکہ کي ایک ایک کنکري اونکے اور اوسکے متبعین کو ٹھوکر لگانا چاہتي تھي ' لیکن اون لوگوں نے داعي اسلام کے اسوۂ حسنہ کي اس عدیم النظیر طاقت کے ساتھ تقلید کي کہ ایک تنکے کو بھي نگاہ گرم سے نہ دیکھا ' بلکہ بعض موقعوں پر تو وہ کیا کہ اخلاق مسیحي اسکے آگے ہیچ ہے :

و عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا و اذا خاطبہم الجہلون قالوا سلاما (۲۵ : ۶۴)	اور خدا کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں - اور جب جاہل اونکو نامعقول طریقے سے مخاطب کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو - ہمیں اپني راہ چلنے دو !

لیکن اسي ضعف میں اونکي قوت کا راز بھي چھپا ہوا تھا - دنیا میں ایک ہي اصول متضاد نتائج پیدا کرتا ہے - کبھي تو قوت دبکر بالکل فنا ہوجاتي ہے ' اور کبھي وہ جسقدر دبائي جاتي ہے اوسیقدر اوبھرتي بھي ہے ' اور آہستہ آہستہ اپنے بکھرے ہوے اجزاء کو جمع کرلیتي ہے - پاني کي سوتیں بعض اوقات تو خاک پتھر کے اندر دب کر بالکل خشک ہوجاتي ہیں ' لیکن اکثر اندر ہي اندر منافذ پیدا کرکے زمین کے اندروني حصے میں اپنا جال بچھا دیتي ہیں ' اور ایک دن چشمہ کي صورت میں اوبل پڑتي ہیں - یہ کوئي تعجب انگیز بات نہیں - قوت کي موت اور اوسکي زندگي درحقیقت ندرت ہي پر موقوف ہے - حضرت عیسی علیہ السلام چونکہ یہود کي شقاوت کو توڑنا چاہتے تھے اسلیے اونہوں نے اپنا ایک خاص مظلومانہ نمونہ قائم کیا ' لیکن پیغمبر اسلام مسلمانوں کو ایک طاقتور قوم و عزیزترین ہستي بنانا چاہتا تھا - وہ آسمان کي بادشاہت غریبوں اور مسکینوں کو نہیں دیتا تھا بلکہ دنیا کي بادشاہت کي بشارت سے مسکینوں کو صاحب تاج و تخت بنانے والا تھا ' اسلیے اسنے ابتدا ہی سے اون کو عزم و استقلال کی تعلیم دي - اور ایک بلند تر مقصد حیات کیلیے تیار کیا - چنانچہ اوسی مظلومی کے زمانے میں جب کہ زمین مکہ کي ایک ایک کنکري مسلمانوں کو ٹھوکر لگاتي تھي اور دنیوی عیش و نعم کے تمام دروازے اون پر بند ہوگئے تھے ' آپ نے خدا کی نصرت سے مسلمانوں کو بشارت دي کہ آج ظلم و جبر کے دنوں کو اٹھا لو ' کل تمام دنیا تمہارا نمونہ اوٹھائیگي :

شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قلنا لہ الا تستنصر لنا الا تدعو اللہ لنا ؟ قال کان رجل فیمن قبلکم یحفر لہ فی الارض فیجعل فیہ فیجاء بالمنشار فیوضع علی راسہ فیشق باثنتین و ما یصدہ ذلک عن دینہ و یمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ من عظم او عصب و ما یصدہ ذلک عن دینہ واللہ لیتمن ہذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضر موت لا یخاف الا اللہ - (بخاري جزء ۴ - ص ۰ ۲۰۱)	صحابہ کہتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت سے اپنے مصائب کي شکایت کي ' اور کہا کہ آپ ہمارے لیے خدا سے مدد نہیں مانگتے اور اوسکي درگاہ میں دعا نہیں کرتے ؟ آپ نے فرمایا کہ گذشتہ قوموں میں ایسے راسخ العزم لوگ تھے کہ زمین میں گڑھے کھود کر انہیں ڈال دیا جاتا تھا ' پھر آرے سے اونکے دو ٹکڑے کردیے جاتے تھے اور لوہے کي کنگھیاں اونکے بدن پر چلائي جاتي تھیں جو اونکي رگوں کو ہڈیوں تک سے الگ کردیتي تھیں - تاہم یہ آزمائشیں بھي اونکو سچائي سے نہیں ہٹا سکتي تھیں - خدا کي قسم دین اسلام اسقدر کامل اور غالب ہوگا کہ ایک سوار یمن سے حضرموت تک اسطرح بے خوف و خطر چلا جائیگا کہ خدا کے سوا اوسکو کسي چیز کا ڈر نہوگا -

دنیا کے خزائن و دفائن میں قوت کا خزانہ سب سے زیادہ قیمتي اور مستحق حفاظت ہے - اسلیے اوسکو ہر وقت اور ہر جگہ آساني کے ساتھ صرف نہیں کیا جاسکتا - ہر چیز اجزاء کي تقسیم سے فنا ہوجاتي ہے ' اور ٹولي عظیم الشان نتیجہ پیدا نہیں کرسکتي - عرب جاہلیۃ سے زیادہ فیاضي کے ساتھ کسي قوم نے جنگي قوت کو خرچ نہ کیا ہوگا - لیکن انتشار و پراگندگي کے سوا اس سے کوئي نتیجہ حاصل نہ ہوا :

لا یقاتلونکم جمیعاً الا في قری محصنۃ او من وراء جدر باسہم بینہم شدید ' تحسبہم جمیعا و قلوبہم شتی ذلک بانہم قوم لا یعقلون	وہ متفق ہوکر تم سے نہیں لڑ سکتے ' صرف قلعہ بند گانوں میں یا کسي دیوار کي آڑ میں چھپکر حملہ کرینگے - وہ باہم نہایت سخت جنگ کرتے تھے ' اسلئے تم اونکو ایک متحدہ جماعت سمجھتے ہو ' لیکن جماعت صرف اتفاق ہي سے پیدا ہوتي ہے اور اونکے دلوں میں اتفاق کہاں ؟ وہ ایک نادان و بے عقل قوم ہے ' اتفاق و اجتماع قواء کے فواید نہیں سمجھتي -

لیکن تکمیل مذہب ' نشر امن و سلام ' اور عدل و انصاف کے قیام کا جو مقصد اسلام کے پیش نظر تھا ' وہ ایک متفقہ جماعت اور متحدہ قوت کا محتاج تھا ' اسلئے وہ اپني قوت کا خزانہ اوس طرح نہیں صرف کرسکتا تھا ' جس احمقانہ طریقے سے اہل عرب

آتشکدہ جنگ کي صورت ميں نماياں ہوگا - سلطنتيں اسي بنا پر ايک چھوٹي سي چھوٹي بات پر گرفت کرتي رهتي هيں - صليبي لڑائياں ايک دن ميں نہيں قائم ہوئيں ' عيسائي پادريوں نے ايک مدت تک مسلمانوں کي وحشت کي داستان سنا سنا کے تمام يورپ کو اس جنگ پر آمادہ کيا تھا - شورش فرانس سو برس کي آتش بيانيوں کا نتيجہ تھي - دولۃ عثمانيہ کا جمہوري انقلاب ايک مدت کي کوششوں کا حاصل تھا - غدر سنہ ۵۷ - ايک زمانہ کي بدگمانيوں کي آخري شکل تھي -

حقيقت يہ ہے کہ جماعت کسي محکم عقيدے کي پابند نہيں هوتي' اسليے کوئي عقيدہ کتنا هي صحيح و مستحکم هو' مگر دفعتاً اسکے دماغ پر کوئي اثر نہيں ڈال سکتا - البتہ وہ اسکو سنتي ہے اور اپنے دماغ ميں محفوظ رکھتي ہے - يہ برق کا خزانہ نہيں هوتا جس ميں دفعتاً آگ لگ جاے ' البتہ جماعت پر خيالات عرضيہ نہايت قوي اثر ڈالتے هيں - عقائد محکمہ ايک پہاڑ هيں ' ليکن پہاڑ ميں جنبش نہيں هوتي' برخلاف اسکے عام اور وقتي افکار پاني کي ايک رو هيں جو پہاڑوں کو بھي هلا ديسکتي ہے - پاني کتنا هي ٹيڑھا ترچھا هوا کرے ليکن اوسکي قوت ميں کوئي فرق نہ آئيگا - اسيطرح عام خيالات کتنے هي متناقض اور ايک دوسرے سے لڑ رہے هوں اور ادنی درجہ کے هوں' تاهم جماعت پر اونکا يکساں اثر پڑتا ہے - حاميان جنگ صليبي نے التوحيد في التثليث کي اوتني هي محافظت کي تھي ' جسقدر مسلمانوں نے کلمہ توحيد کي - غدر سنہ ۵۷ ايک معمولي بات پر برپا هوگيا تھا - شعبدہ گر مختلف رنگ کي ڈبيہ اپنے جھولي سے نکالتے هيں ' اور جماعت سب کو يکساں دلچسپي سے ديکھتي ہے - وہ اون ميں تلازم ' تشابہ ' اتحاد ' مناسبت' ربط و توافق نہيں ڈھونڈھتي' اسي طرح وقتي اسباب سے جو عقائد و خيالات پيدا هو جاتے هيں ' جماعت اونهي کے بهاؤ پر چلتي ہے ' اور اون ميں مناسبت نہيں ڈھونڈھتي - يہي وہ موقع ہے جہاں جماعت کے ليڈر کو دور انديشي سے کام لينا چاهيے - اوس نے عقائد محکمہ کا جو بيج ايک مدت سے بويا تھا ' اوسکے کاٹنے کا وقت يہي ہے - اوسکو چاهيے کہ ان وقتي عوارض و اسباب سے کام ليکر قوم کے دماغ کو ميدان جنگ کے ٹيليفون سے دفعتاً ٹکرا دے - دنيا کي تمام لڑائيوں ميں توپ اور گولے کے حملوں کا بڑے شوق سے نظارہ کيا جاتا ہے ' حالانکہ وہ ايک دماغي حملہ هوتا ہے - کارتوس سپاهي کے پيٹي سے نہيں نکالے جاتے ' بلکہ کاسہ دماغ سے نکالے جاتے هيں جس ميں ايک مدت سے بھر ديے گئے تھے - يہي وجہ ہے کہ زمانہ جنگ ميں دماغي انتشار کيوجہ سے اکثر ملکوں ميں بغاوتيں هو جاتي هيں - اسي ڈر سے شکست کي خبروں کو چھپايا جاتا ہے ' فتح و ظفر کي جھوٹي خبريں اوڑائي جاتي هيں - پس اگر همکو جنگ کي حقيقي مصيبتوں سے بچنا ہے ' تو زرہ اور خود سے زيادہ اپنے دماغ کو مضبوط کرنا چاهيے کہ ان خيالات عرضيہ کي کہيں ٹھوکر نہ کھا جاے -

(استــــدراک)

گذشتہ اشاعۃ ميں بہ تحت " بصائر و حکم " جو مضمون " فلسفۂ اجتماع او ر جنگ " کے عنوان سے نکلا تھا ' اسي سلسلے کا يہ دوسرا نمبر ہے - ليکن چونکہ اپنے ربط و ترتيب بيان ميں ايک مستقل حيثيت رکھتا ہے ' اسليے نئے عنوان سے درج کرديا گيا -

اس مضمون ميں اور اس سے قبل کے تمام اُن مضامين ميں جو بصائر و حکم کے ذيل ميں شائع هوے هيں' اور جہاں جہاں واقعات سے استدلال کيا گيا ہے ' وہ سب کے سب موسيو ليبان صاحب تمدن عرب و هند کي ايک تصنيف سے ماخوذ هيں ' جسکا ترجمہ سعد پاشا زغلول وزير مصر نے " روح الاجتماع " کے نام سے شائع کيا ہے -

اُسوۂ حسنہ

اسوۂ محمدي صلی اللہ عليہ و سلم کا ايک صفحہ

اعمال نبوت بہ حيثيت محتسب

(احـــتساب)

احتساب ايک سنہري زنجير ہے ' جس ميں تمدن ' اخلاق ' مذهب ' اور معاشرت کے تمام جزئيات جکڑے هوے هيں - اگر اس کي بندشيں ڈھيلي پڑ جائيں ' تو دفعتاً نظام عالم کي ايک ايک کڑي درهم برهم هو جاے - اسي غرض سے دنيا نے احتساب کو مختلف صورتوں ميں قائم رکھا - خاندانوں اور کنبوں نے مختلف رسم و رواج اختيار کيے جنکي خلاف ورزي موجب ملامت بلکہ بعض اوقات قومي جرم خيال کي جاتي ہے - سلطنتوں نے قوانين بنائے جو انسان کو ايک خاص نظام کے ماتحت هر قسم کي مادي ' اخلاقي ' اور مذهبي ترقي کرنے کا موقع ديتے هيں - حکماء نے فلسفہ اخلاق ايجاد کيا ' جو اخلاقي قوانين کي پيروي پر جمعيۃ بشري کو مجبور کرتا ہے -

اگر يورپ کو اپني تہذيب پر فخر ہے کہ وہ انسان کي هر فرو گذاشت پر سختي کے ساتھہ گرفت کرتي ہے ' اگر روس ؟ کو اپنے اوپر ناز ہے کہ وہ دنيا کے قواے متضادہ کو اپنے مرکز سے هٹنے نہيں ديتا - اگر يونان کو اپنے فلسفۂ اخلاق پر گھمنڈ ہے کہ وہ اخلاقي قواء کي تربيت کرتا ہے ' تو همکو اون کے بڑے بول سے مرعوب نہيں هوجانا چاهيے - هم رسم و رواج کے غلام نہيں هيں کہ يورپ کے قوانين معاشرت پر فريفتہ هو جائيں' هم قانوني سختيوں کے برداشت کرنے کے خوگر نہيں هيں کہ اپنے هاتھہ کو هر هتکڑي کے حوالے کرديں - قياسات عقلي هماري غذاے روحاني نہيں ہے کہ يونانيوں کے طلسم ميں پھنس جائيں' بلکہ همارے رگ اور پٹھے ايک پاک مذهب کے سلسلے ميں جکڑے هوے هيں' همارے گوشت و خون پر چمڑے کي جگہ مذهب کا غلاف چڑھا هوا ہے' همارے قلب کو ايک غير متزلزل مذهبي احساس حرکت دے رها ہے ' پس همکو هر دلفريب رسم و رواج ' هر مرعوب کرنے والے قانون' اور هر متحير کرديني والے فلسفہ کو چھوڑ کر اپني باگ صرف اسلام هي کے هاتھہ ميں ديديني چاهيے ' اور اسپر فخر کرنا چاهيے کہ :

رشتــــہ در گردنم افگنـــدہ دوست
ميبرد هر جا کہ خاطـــر خواہ اوست

مذهب کي قوت احتساب ان تمام چيزوں سے بالا تر ہے - يہي وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے هم پر آنحضرۃ (صلی اللہ عليہ و سلم) کا اتباع فرض کر کے همکو تمام دنيا کي مادي و اخلاقي غلامي سے آزاد کر ديا ہے :

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنـــة -	يقيناً تمهارے ليے اللہ کے رسول کي زندگي ميں پيروي و اتباع کيليے بہترين نمونہ رکھا گيا ہے -

اللہ تعالی نے يہ نہيں فرمايا کہ تم رسول اللہ کي تقليد کرو کيونکہ ايک شخص کي تقليد کرنے سے دوسرے اشخاص کي تقليد کي نفي نہيں هو جاتي - بلکہ يہ فرمايا کہ تمهاري تقليد صرف

کی یاد بھی بھلا دیسکتے ہیں، مجروحین کے زخموں سے بھی آنکھہ بند کرلے سکتے ہیں، لیکن ہم تاریخ کو بھلا نہیں سکتے، وہ ہمیشہ ہمارے سامنے رہیگی، اور اگر ہمکو یہ یقین ہے کہ جن واقعات کو وہ نہایت آب و رنگ کے ساتھہ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے، اونپر کذب و مبالغہ کا رنگ چڑھا ہوا ہے، تو اسکی پھانس ہمارے دلوں کیلیے تلوار کی نوک سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوگی -

جنگ اگر جنگ ہے تو مثل اور تمام مصائب کے اس تاریخی غلطی کی مصیبت بھی اوسکے لیے لازمی ہے - لیکن ایک جماعت نے تمدن و تہذیب کی چادر کے اندر ایک خوشنما خواب دیکھا ہے، اور وہ کہتی ہے کہ اسکی تعبیر ایک صلح عام کی صورت میں ظاہر ہوکر جنگ کے ساتھہ جنگ کے تمام مصائب کا بھی خاتمہ کردیگی - اگر یہ تعبیر صحیح ہے تو ہمکو اسکا خیر مقدم کرنا چاہیے - فلسفۂ تاریخ کا سنگ بنیاد کہا جاتا ہے کہ ابن خلدون نے رکھا ہے، لیکن اگر اس زمانہ میں جنگ کا ہمیشہ کیلیے خاتمہ ہوجاے، تو اوسکے حقیقی نتائج اب ظاہر ہونگے، اور دنیا کی صحیح تاریخ کا دور جدید بیسویں صدی سے از سرنو شروع ہوجائیگا -

لیکن ہم کہیں حالت خواب میں فریب تو نہیں کھاتے ؟

کیا تمدن جنگ کو مٹا سکتا ہے ؟

چند ظاہر بیں لوگ مایوسانہ جواب اس بنا پر دیتے ہیں کہ فن جنگ کی جدید ترتیب، مصارف قواے بحریہ و بریہ کی وسعت، آلات مہلکہ کی ایجادات نے تو اور زیادہ جنگ کے دست و بازو کو قوی کردیا ہے - پھر عالمگیر صلح کی تشکیل کیونکر ممکن ہے ؟ لیکن یہ تو کوئی مایوسی کی وجہ نہیں - بگاڑنا بنانے سے زیادہ آسان ہے۔ جس دولت نے بحر و بر میں یہ خزانہ لٹایا ہے، وہی اوسکو سمیٹ بھی سکتی ہے - جن دماغوں نے جدید فوجی نظام قائم کیا ہے، وہی اوسکو درہم برہم بھی کرسکتے ہیں، جن مشینوں نے مہلک آلات جنگ ڈھالے ہیں، وہی انکو پھر خاک آلود لوہے کے قالب میں ڈھال بھی سکتے ہیں - یہ کام بہت آسان ہے، اور مادی طاقت اسکو باسانی کرسکتی ہے -

لیکن اصلی بحث یہ ہے کہ کیا ہمارا دل بھی قساوت کے جذبات سے خالی ہوسکتا ہے ؟ فوجی بارکیں سپاہیوں سے خالی کردی جائیں، کارخانوں سے توپوں کے ڈھالنے کی مشینیں نکال دی جائیں، بارود کے مخازن سے بارود نکالکر گیہوں بھر دیا جاے، لیکن انسان کے دل و دماغ کے اندر جو کچھہ ہے، اسے کیونکر نکالکر پھینکدیں ؟

کیا تمدن رحمدلی پیدا کرتا ہے ؟ جذبات و تمدن میں کیا علاقہ ہے ؟ تمدن کا اصلی کام کیا ہے ؟

یہی سوالات جنگ و صلح کا فیصلہ کرسکتے ہیں، اگر علم و تہذیب کی برکت سے دنیا جنگ کو مٹانا چاہتی ہے تو یہ ایک دماغی جہاد ہے، اسلیے اسپر صرف عقلی حیثیت ہی سے بحث کرنی چاہیے - اس میدان میں زنگ آلود تلوار اور جوہر دار خنجر، دونوں بیکار ہیں - تمدن نظام عالم میں کسی قسم کی کمی نہیں کر سکتا - وہ ایک ذرہ کو بھی نہیں مٹا سکتا - اوس کا کام کسی جدید چیز کو پیدا کرنا نہیں ہے، بلکہ دنیا کے مواد کو مختلف قالب میں بدلدینا ہے -

دنیا پہلے زمین پر بیٹھہ کر کھاتی تھی، اب میز کرسی پر کھاتی ہے، پہلے ہمارے دسترخوان پر پتوں کے اندر کھانا چنا جاتا تھا، اب رنگین تشتریاں سامنے رکھی جاتی ہیں، پہلے ہم چلو سے پانی پیتے تھے، اب گلاس میں پیتے ہیں - مادہ ایک ہے، لیکن مختلف قالبوں میں جلوہ گر ہورہا ہے - جنگ بھی دنیا کی ایک قدیم ذہنی و مادی طاقت ہے - تمدن اسکو مٹا نہیں سکتا، اوسکی شکل کو بدل سکتا ہے - آج یورپ و ایشیاء کے بحر و بر میں جو طوفان خیز نظارہ نظر آتا ہے، وہ تمدن کی اسی ترقی یافتہ جنگ کی ایک مہیب شکل ہے - کہا جاتا ہے کہ تمدن اسکو مٹا دیگا، لیکن اگر وہ اس میں کامیاب ہوا تو وہ تمدن نہیں، بلکہ وحشت ہے - اگر تمدن تمدن ہے تو اوسکا حقیقی فرض یہ ہے کہ وہ اسکو اور زیادہ ترقی دے، اور وہ اپنے فرض کو پوری مستعدی کے ساتھہ انجام دے رہا ہے، پس جنگ کو مٹانا بعینہ تمدن کو مٹانا ہے - تمدن جذبات کو بہت زیادہ لطیف و رقیق کردیتا ہے، وحشی قومیں گالی گلوج کو معمولی بات سمجھتی تھیں، لیکن تمدن کے زمانے میں اسی پر لڑائیاں چھڑ جاتی ہیں - وحشی قومیں صرف اپنے قبیلہ کی نگرانی کرتی تھیں، لیکن ڈاوننگ اسٹریٹ کا دفتر خارجیہ آج ہر اوس طالب العلم کی مردم شماری کررہا ہے جو جرمنی میں رہتے ہیں اور اپنے آپ کو انگریزی سلطنت کا شہری باشندہ کہتے ہیں - اخبارات کی اشاعت معمولی سے معمولی واقعہ کو بھی اہم بنا دیتی ہے جو آگے چل کر جنگ کا سبب بن جاتے ہیں - پس ہم کو یقین کرنا چاہیے کہ تمدن اسباب جنگ کو اور زیادہ ترقی دیتا ہے اور بہت زیادہ ترقی دیگا -

جنگ تو پھر بھی ایک بہت بڑی مصیبت ہے، لیکن تمدن نے دنیا کی کس مصیبت کو کم کیا ہے ؟ تعلیم کی اشاعت کے ساتھہ ساتھہ جرائم نے بھی غیر معمولی ترقی کی ہے، فرانس کا ایک جج کہتا ہے : "اسوقت چار ہزار مجرموں میں صرف تین ہزار طالب العلم ہیں" اوس نے مجرموں کی جو فہرست مرتب کی ہے، اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ تر جرم وہی نوجوان طلباء کرتے ہیں، جنسے انکے اصلی پیشہ کی تعلیم چھڑا دی گئی ہے اور علوم و فنون کی نری تعلیم دی جاتی ہے -

کمیت کے ساتھہ اگر کیفیت کا لحاظ کیا جاے تو تعلیم کا چہرہ اور بھی سیاہ نظر آئیگا - پہلے سادہ طریقہ سے جرائم کیے جاتے تھے، اب اون میں علمی آفرینش کرلی گئی ہے - جو چیز برقی صندوق میں رکھی جاتی ہے، وہ بجلی ہی کی کنجی سے کھولی جاتی ہے - پس تمدن دنیا کے ایک ذرے کو بھی نہیں مٹا سکتا، البتہ ذرے کو آفتاب بنا دیتا ہے - بیسویں صدی میں فلسفہ کتنی ہی ترقی کرجاے، لیکن جنگی تاریخ اوتنی ہی مشتبہ رہیگی جسقدر وہ اوس دن تھی، جب قابیل نے اپنے بھائی کے اوپر تلوار اوٹھائی تھی - یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں غزوات اسلامیہ کا حال بہت کم مذکور ہے، اور مغازی کے دفتر کو صحاح ستہ نے نہایت مختصر کردیا ہے - اکثر صحابہ مغازی کے متعلق بہت کم روایت کرتے تھے، اور اس باب میں اسلام کی تاریخ کو ایک خاص درجۂ امتیاز حاصل ہے -

(دماغ کا اثر جنگ پر)

لیکن ہر قوت کا ایک رد عمل بھی ہوتا ہے، اگر ہم کسی گیند کو زمین پر پھینکیں تو وہ اوچھل کر ہماری طرف آئیگا - یہی فطری اصول جنگ اور دماغ کے اثرات پر بھی راست آتا ہے - جنگ دماغ کو ایک فانوس خیال بنادیتی ہے، لیکن دماغ پر صرف جنگ ہی کا حملہ نہیں ہوتا، بلکہ کبھی کبھی دماغ بھی میدان جنگ پر حملہ کردیتا ہے - اگر تم کسی قوم کے مظالم کی، وحشت کی، خونریزی کی، داستان ایک قوم کو بار بار سناتے رہو، اوسکی طرف سے قوم کے دلوں میں بدگمانی پیدا کرتے رہو، اوسکے اعمال کو بدترین شکل میں دکھاتے رہو، تو آہستہ آہستہ دماغ اوس سے متاثر ہوتا رہیگا، رفتہ رفتہ کاسۂ دماغ میں یہ قطرے جمع ہوکر ایک دن چھلک جائینگے، اور وہی دن ہوگا جب مقدمات جنگ کا شعلہ ایک

امام حسين عليه السلام نے ايک مرتبه بچپن ميں صدقه کي ايک کهجور اوٹهاکر منهه ميں ڈال لي - آپکي نگاه پڑي تو فوراً ٹوکا: "کخ کخ" کيا تمهيں خبر نهيں که همارا خاندان صدقه نهيں کهاتا" (١)

آپ ايک مرتبه شب کو حضرت علي (ع) اور حضرت فاطمه کے پاس آے اور فرمايا : " تملوگ اوٹهکر تهجد نهيں پڑهتے ؟ " حضرت علي عليه السلام نے جواب ديا " يا رسول الله ! هماري نيند اور بيداري تو خدا کے اختيار ميں هے ' اگر وه جگائيگا تو جاگينگے " آنحضرت خاموش هوگئے مگر اپني ران پر افسوس کے ساتهه هاتهه مارا اور يه آيت پڑهي :

كان الانسان اكثر شي جدلا آدمي بڑا هي جهگڑا لو هے - (٦)

(احتساب قوم) •

اگرچه وه تمام جزئي مواقع جهاں آنحضرت نے احتساب کا فرض ادا کيا هے ' احتساب قومي کے تحت ميں داخل هيں ' ليکن آپ نے کلي طور پر دو موقعوں پر نهايت بليغ تشبيه کے ساتهه اپني اس خصوصيت کا اظهار تمام قوم کے سامنے فرمايا -

ايک موقع پر فرمايا :

" ميري اور ميري شريعت کي مثال بعينه اوس شخص کي سي هے' جس نے ايک قوم کے پاس آکر يه وحشت انگيز خبر سنائي که ميں نے اپني آنکهوں سے ايک لشکر تمهاري طرف آتے هوے ديکها هے ' ميں ايک نذير عرياں هوں (عرب ميں کسي اهم و انقلابي واقعه کي خبر ننگے هوکر ديتے تهے) پس تمکو هوشيار هوجانا چاهيے - چنانچه ايک گروه نے اوسکا کهنا مانا اور وه رات هي رات بهکے نکل گيا اور دوسرے گروه نے اوسکو جهٹلايا ' نتيجه يه هوا که لشکر نے دهاوا مارا ' اور اوسکا استيصال کرديا "

دوسرے موقع پر آپ نے فرمايا :

" ميري اور تمام لوگوں کي مثال اوس شخص کي سي هے جس نے آگ بهڑکائي ' جب آگ کي روشني چاروں طرف پهيلي ' تو پروانے اوس پر ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے ' اوس نے پروانونکو آگ ميں جانے سے روکنا چاها ' ليکن وه سب اوسکے قابو ميں نه آ سکے اور آگ ميں گهس گئے -

اسي طرح ميں تم لوگوں کي کمر پکڑ کر کهينچتا هوں تاکه آگ ميں داخل هونے نه پاؤ ' ليکن لوگ اوسميں گهسے جاتے هيں" (٣)

(عقـــائـد)

آنحضرت کي بعثت کا سب سے بڑا مقصد تصحيح عقائد تها - عقائد ميں بد ترين چيز شرک في الله تهي ' اور آنحضرت نے صرف شرک هي کے مٹانے کيليے جهاد کيا جو احتساب کي آخري منزل هے - ليکن اسکے علاوه اور بهي بهت سے عقائد هيں - جو عام دسترس سے باهر هيں - اگر عام لوگوں کو اون ميں غور و فکر کرنے کا موقع ديا جاے ' تو مذهبي عقائد ميں بهت سے مفاسد پيدا هوجائيں' اور اسلامي عقائد کي سادگي فنا هوجاے جو اسلام کا سب سے بڑا زيور هے - اسي غرض سے آنحضرت نے مسلمانوں کي يه خصوصيت قرار دی تهي که وه غير ضروری چيزوں ميں وقت ضائع نهيں کرتے - چنانچه عهد نبوت ميں جب کبهي اس قسم کے مواقع پيش آے هيں' آنحضرت صلى الله عليه وسلم نے سختي کے ساتهه صحابه کو زجر و توبيخ کي هے -

ايک مرتبه صحابهٔ مسئله قضا و قدر کے متعلق مباحثه کر رهے تهے' جس نے آگے چل کر مسلمانوں کے دو عظيم و حريف متقابل فرقے پيدا کرديے - آنحضرت نے ديکها تو چهره مبارک غصے سے سرخ هوگيا ' اور فرمايا :

لهذا خلقتم تضربون القرآن بعضه بعض لهذا هلك الامم قبلكم (١)

کيا تملوگ اسي ليے پيدا کيے گئے هو؟ تملوگ قران کو گڈ مڈ کررهے هو' گذشته قوموں کو اسي قسم کے لا يعني مسائل نے برباد کرديا !

اسلام نے اگرچه عرب جاهليت کے تمام توهم آميز عقائد کو مٹاديه تها ' تاهم بعض باتيں باقي ره گئي تهيں ' اور کبهي کبهي اونکا ظهور هوجاتا تها - عرب کا خيال تها که جب کوئي بڑا شخص مرتا هے تو سورج ميں گهن لگ جاتا هے - آنحضرت صلى الله عليه وسلم کے صاحبزادے ابراهيم نے انتقال کيا تو اتفاق سے اوسي دن سورج ميں گهن بهي لگ گيا - لوگوں کو خيال هوا که يه حضرت ابراهيم هي کي موت کا اثر هے - ليکن آپنے فوراً اس خيال سے لوگوں کو روکا ' اور فرمايا : " چاند اور سورج ميں کسي کے مرنے جينے سے گهن نهيں لگتا "

(عبـــادات)

عبادات چونکه روز کي چيز تهي جس ميں سهو و غفلت اور بے عنواني کا پيدا هونا ضروري تها' اسليے آنحضرت کو اس کے متعلق احتساب کي اکثر ضرورت پيش آتي تهي (٢) - اسلام نے اداے نماز کيليے جماعت کو واجب کرديا تها ' ليکن اکثر لوگ اس ميں غفلت کرتے تهے - ايک مرتبه آنحضرت نے جماعت ميں چند اشخاص کو ڈهونڈها تو نهيں پايا' نهايت برهم هوے اور فرمايا : "جي ميں آتا هے که ايک شخص کو امام بناکر خود اون لوگوں کے پاس چلا جاؤں اور لکڑيوں کا ڈهير لگاکر اونکو آگ ميں پهونک دوں (٣)

بعض لوگ جب امامت کرتے تهے تو نماز ميں طول ديتے تهے جس سے کار و باري اور ضعيف لوگ گهبرا جاتے تهے - ايک شخص نے اسي بنا پر امام کي شکايت کي ' آپ کو معمول سے زياده غصه آگيا ' اور فرمايا " تم لوگوں کو مذهب سے متنفر کررهے هو - امام کو نماز ميں تخفيف کرني چاهيے ' کيونکه اون ميں مريض ' ضعيف ' کار و باري هر قسم کے لوگ هوتے هيں (٤)

نماز کا اصلي مقصد خشوع و خضوع هے ' ليکن جب کسي کے طرز عمل سے انکا ظهور نهيں هوتا تها تو آنحضرت اوسکو تنبيه فرماتے تهے - ايک بار ايک شخص نے نهايت عجلت سے ساتهه نماز پڑهي - نماز پڑه چکا تو آپنے فرمايا : " نماز کو پهر دوهراؤ " تم نے نماز پڑهي هي نهيں - اوس نے تين بار نماز دوهرائي اور آپنے تينوں بار ٹوکا ' آخر ميں اوس نے کها : " اب ميں اس سے بهتر نماز نهيں پڑه سکتا " آپنے تکبير ' قرات ' رکوع ' سجود ' قيام و قعود کے وه طريقے بتاے جن سے اطمينان ' سکون ' وقار ' اور اعتدال کا اظهار هوتا تها - (٥)

عبادات اور مقدمات عبادات کے متعلق آپ نهايت معمولي اور جزئي باتوں پر بهي گرفت فرماتے تهے - ايک بار سفر ميں تهے ' نماز عصر کا وقت آگيا ' صحابه نے پانوں کا مسح کيا ' آپ نے ديکها تو دور سے چلاکر آواز دي :

---

(١) بخاري جزء ٢ - ص - ١٢٨

(٢) بخاري جزء اول - ص - ٥٠

(٣) بخاري جزء ٨ صفحه ١٠١ - ١٠٢

(١) سنن ابن ماجه - ص - ١٦

(٢) بخاري جزء ٢ - ص - ٣٤

(٣) صحيح مسلم مطبوعه مصر جلد ١ - ص - ٢٣٢

(٤) بخاري جزء ١ - ص - ٢٦

(٥) بخاري جزء ١ - ص - ١٣٨

اسی پاک ذات میں محدود ہے' کیونکہ تمہیں اعمال صالحہ کا یہ خزانہ دوسری جگہہ نہیں مل سکتا - اس طرز بیان سے نہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا اتباع لازم کردیا گیا' بلکہ ساتھہ ہی دوسرے تمام بڑے بڑے انسانوں کے اتباع کی نفی بھی کردی' اسلیے صرف ایک ہی آفتاب ہے جسکی روشنی ظلمت زار دنیا کی ہر اندھیری راہ اور ہر تیرہ و تاریک راستے میں ہماری رہنمائی کرسکتی ہے :

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اسی آفتاب کی روشنی سے اور سیارے بھی نور حاصل کرتے ہیں' اسلیے اونکا اتباع بھی ہم پر واجب ہو جاتا ہے :

خیر القرون قرني'	بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے' اسکے بعد
ثم الذين يلونهم	ان لوگوں کا دور جو اسکے بعد آئینگے'
ثم الذين يلونهم-	پھر وہ لوگ جو اسکے بعد ان اسوہ ہائے حسنہ کی تقلید کرینگے -
اصحابي كالنجوم -	میرے اصحاب مثل ستارے کے ہیں-

اسی بنا پر اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور صحابہ کرام کی اس خصوصیت کا بار بار ذکر کیا ہے

و هو الرسول النبي الامي المكتوب في التوراة و الانجيل : يامر بالمعروف و ينهى عن المنكر و يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث - (۷ : ۱۵۶)	اور یہ وہی پیغمبر امی ہے' جسکی بعثت توراۃ و انجیل میں لکھی ہوئی ہے - وہ نیکی کے کاموں کا حکم دیتا ہے' برائیوں سے روکتا ہے- پاک و مفید چیزوں کو انپر حلال' اور ناپاک و مضر چیزوں کو حرام کرتا ہے -
كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر وتومنون بالله	تم لوگ بہترین امت ہو جسکو خدا نے دنیا کی ہدایت و رہنمائی کیلیے نمایاں کیا - تم نیکی کا حکم دیتے ہو' برائی سے روکتے ہو' اور خدا پر ایمان لاتے ہو!

لیکن ان آیتوں کی عملی تفسیر ہمکو صرف احادیث کی کتابوں میں ڈھونڈھنا چاہیے' جنکے ذریعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور صحابۂ کرام کے مواقع احتساب کے ایک ایک جزئیات کا پتہ لگ سکتا ہے' اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے ہدایت و ارشاد کیلیے جو آفتاب و سیارے پیدا کیے تھے' وہ ہمیشہ ضیاء گستر رہتے تھے -

(اسوۂ نبوی)

احتساب کی ترتیب اصلاح نفس سے شروع ہوکر بالترتیب محتسب کے قبیلہ' اور قوم تک منتہی ہوجاتی ہے - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرض احتساب کو اسی ترتیب کے ساتھہ ادا فرمایا ہے -

(اصلاح نفس)

آنحضرت کی ذات پاک جامع فضائل تھی" اللہ تعالی نے آپ کے تمام زلات کو معاف کردیا تھا' با اینہمہ آپ اس کثرت سے نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں پھول کر پھٹ پھٹ جاتے تھے- صحابہ نے اس ریاضت شاقہ کو دیکھکر عرض کیا " یا رسول اللہ! خدا نے تو آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا ہے' پھر آپ کیوں اس قدر مصروف عبادت رہتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا :

افلا اكون عبدا شكورا (۱)	کیا میں خدا کے شکر گذار بندہ ہونے کی کوشش نہ کروں ؟

---

(۱) بخاری مطبوعہ برلق ص - ۹۹ جزا - ۸۰

چنانچہ جب کبھی اس قسم کے مواقع پیش آتے تھے جو قلب کو خدا کی طرف سے پھیر دیسکتے تھے' یا نفس میں غرور و تکبر پیدا کرسکتے تھے' تو آپ نہایت سختی کے ساتھہ اونکا انکار فرماتے- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں بنی تھیں' آپ کی نظر پڑی تو فرمایا :

اميطي عنا قرامك فانه لاتزال تصاويره تعرض في صلاتي (۱)	ہمارے سامنے سے اپنا پردہ ہٹالو کیونکہ اوسکی تصویریں ہمیشہ میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہتی ہیں-

ایک صحابی نے بطور تحفہ کے آپ کو حریر کا ایک جبہ دیا' آپ نے اسکو پہنکر نماز پڑھی - نماز سے فارغ ہونے کے بعد نہایت ناگواری سے اوتارکر پھینکدیا اور فرمایا :

لا ينبغي هذا للمتقين (۲)	یہ پرہیزگاروں کے قابل نہیں ہے -

غرور و کبر کا سرچشمہ مدح و تعریف ہے' امراء و سلاطین کو اسی مرض نے دنیا کی تمام چیزوں سے بالا تر بنا دیا ہے' آنحضرت اگرچہ خیرالبشر تھے' لیکن اگر کوئی شخص آپ کو انبیائے سابقین پر ترجیح دیتا تھا' تو آپ اسکو منع فرماتے تھے - ایک صحابی اور ایک یہودی میں جھگڑا ہوگیا - صحابی نے غصہ میں قسم کھائی اور کہا : " اسی خدا کی قسم جس نے محمد کو تمام دنیا سے افضل بنایا ہے " یہودی نے بھی قسم کھائی اور کہا : " اس خدا کی قسم جس نے موسی کو تمام دنیا پر ترجیح دی ہے " صحابی نے اسپر غصہ میں آکر یہودی کے منہہ پر طمانچہ مارا' اس نے آنحضرت سے شکایت کی- آپ نے حکم دیا کہ " مجھے موسی پر ترجیح نہ دو " (۳)

(احتساب قبیلہ و خاندان)

خیرات گھر ہی سے شروع ہوتی ہے' اسی بنا پر اللہ تعالی نے آنحضرت کو حکم دیا تھا : و انذر عشيرتك الاقربين' اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے آگے حق کو پیش کرو اور عذاب الہی سے ڈراؤ- جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اپنے تمام قبیلہ اور تمام خاندان کو جمع کرکے ایک پیغمبرانہ لہجہ میں اس حکم الہی کو سنایا :

" یا معشر قریش ! یا معشر بنی عبد مناف ! یا معشر بنی قصی ! یا معشر بنی عبد المطلب ! اے فاطمہ محمد کی بیٹی' تم سب اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ' کیونکہ میں تمہیں قیامت کے دن کچھہ بھی نفع و نقصان نہ پہنچا سکوں گا- اے فاطمہ تجھکو مجھہ سے صرف حسن سلوک کا حق ہے' اور میں رشتے کی بیل کو صرف دنیا ہی میں سرسبز و شاداب رکھہ سکوں گا " (۴)

وہ ایک عام احتساب تھا' لیکن مخصوص مواقع پر بھی آپ ازواج مطہرات اور اہل و عیال کو نیکی کی ترغیب دیتے' اور برائی سے روکتے رہتے تھے - ام سلمہ سے روایت ہے کہ آپ ایک رات کو اٹھے اور فرمایا : " سبحان اللہ ! آسمان سے فتنہ و فساد کی بارش ہورہی ہے' اور برکات و فضائل کے خزانے کھل گئے ہیں - حجروں میں سونے والیوں کو (ازواج مطہرات) کو جگادو کیونکہ دنیا کی بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں برہنہ نظر آئینگی " (۵)

آپ نے تنزہ نفس اور استغناء و قناعت کیوجہ سے باوجود فقر و فاقہ کے اپنے اوپر اور اپنے تمام خاندان کے اوپر صدقہ کو حرام کردیا تھا-

---

(۱) بخاری جزء ۱ - ص - ۷۰

(۲) بخاری جزء ۱ - ص - ۸۰

(۳) بخاری جزء ۸ - ص - ۱۰۸

(۴) ترمذی صفحہ ۵۲۹ کتاب التفسیر-

(۵) بخاری جزء ۲ - ص - ۳۰

واپس آیا - آپ نے اسي غرض سے دوسري مرتبه پهر اُسيکو بهیجا ' اسپر بهي کچهه اثر نه هوا تو تیسري بار فرمایا : " جاکر اُون عورتوں کے منه میں خاک جهونک دو " (١)

جنازه کے متعلق بهي اسي قسم کي متعدد رسمیں پیدا هوگئي تهیں - مثلاً اهل عرب جنازه کے ساتهه سواري پر جاتے تهے - آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے چند اشخاص کو دیکها که وه ایک جنازه کے ساتهه سوار هوکر جا رهے هیں - فرمایا : " کیا تمهیں شرم نهیں آتي که فرشتے پیدل هیں اور تم سواري پر جا رهے هو؟ " (٢)

جنازه کي مشایعت صرف کرته پهنکر کرتے تهے' اظهار غم کیلیے چادر اُتار ڈالتے تهے' چادر عرب کا عام لباس تها - آنحضرت نے اسي وضع میں چند اشخاص کو دیکها تو فرمایا : " کیا جاهلیة کے طریقه پر عمل کر رهے هو؟ " (٣)

جنازه میں عورتیں بهي عموماً شریک هوتي تهیں ' چنانچه آپ نے چند عورتوں کو بیٹهے هوے دیکها تو پوچها " کیوں بیٹهي هو؟ بولیں: " ایک جنازے کا انتظار هے " فرمایا : " کیا اُسکو غسل دوگي ؟ " اُون سبهوں نے کها " نهیں " پهر فرمایا " تو کیا لاش کو کاندها دوگي " اُون سبهوں نے کها " نهیں " پهر فرمایا " تو کیا لاش کو قبر میں اُتارو گي ؟ " بولیں " نهیں " - تو آپ نے فرمایا : " پهر واپس جاؤ " (٤)

عرب کي فخر پسند طبیعت همیشه باپ دادا کے کارناموں کا ذکر نهایت بلند آهنگي سے علي رؤس الاشهاد کرتي تهي - یهاں تک که زمانۂ حج میں بهي یه داستان پارینه تازه کي جاتي تهي : واذکروا اسم الله کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا - اس کو " مناشرت " کهتے تهے - فخر و غرور کے اظهار کا یه طریقه اکثر بڑي بڑي نزاعیں قائم کردیتا تها - اسلام نے اس رسم کو بالکل هي مٹا دیا - لیکن اسکا اثر مختلف صورتوں میں پهیل گیا تها ' منجمله اُونکے ایک صورت یه تهي که باپ دادا کے نام کي قسم کهاتے تهے - ایک مرتبه حضرت عمرؓ نے بهي قسم کهائي - آپنے فرمایا : " خدا باپ دادا کے نام کي قسم کهانے سے منع کرتا هے ' صرف خدا کي قسم کهاني چاهیے ' ورنه خاموشي بهتر هے " (٥)

(اخلاقي اصلاح)

آنحضرت صلی الله علیه و سلم کي بعثت کا اصلي مقصد اصلاح اخلاق و تزکیه نفس تها ' جسکو خود آپ نے ظاهر فرما دیا تها :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق -
میں اخلاق کي تکمیل کیلیے مبعوث هوا هوں -

اور یه مقصد همیشه آپ کے پیش نظر رهتا تها ' اصولي طور پر آپنے اخلاق کے متعلق جو اصلاحیں کیں ' وه اونکے علاوه هے ' جزئي طور پر جب کسي شخص سے کسي قسم کي بد اخلاقي کا ظهور هوتا تها تو آپ فوراً اوسکو تنبیه فرمادیتے تهے - چنانچه احادیث میں اسکي به کثرت مثالیں ملتي هیں ' جنکے جزئیات کي تفصیل حسب ذیل هے :

(انسداد گداگري)

اسلام نے زکواة کا ایک مستقل نظام قائم کردیا کیونکه خاص خاص لوگ اسکے حقیقي مستحق تهے' لیکن عام طور پر اسلام گداگري اور مفت خواري کو نهایت ذلیل پیشه قرار دیتا هے - یهي وجه هے که آنحضرت صلی الله علیه و سلم غیر مستحق لوگوں کو اس سے نهایت سختي کے ساتهه روکتے تهے -

ایک مرتبه ایک انصاري نے آپ سے سوال کیا ' آپنے پوچها : " تمهارے گهر میں کچهه پونجي بهي هے " اوس نے کها " ایک ٹاٹ هے جسکو اوڑهتا بچهاتا هوں - ایک پیاله هے جس میں پاني پیتا هوں " - آپنے فرمایا " اوسکو جاکر لے آؤ " وه جاکر اوٹها لایا ' آپنے تمام صحابه کے سامنے اوسکو بغرض فروخت پیش کیا - ایک صحابي نے ایک درهم پر لینا چاها ' دوسرے صحابي نے قیمت میں اضافه کرکے دو درهم پر لے لیا - آپنے دونوں درهم اوس انصاري کے حوالے کیے اور فرمایا " ایک درهم کا غله لیکر گهر میں دے آؤ ' دوسرے درهم کا ایک بسولا خرید کر میرے پاس لاؤ " وه بسولا خرید لایا ' آپنے خود دست مبارک سے اوس میں دسته لگایا ' اور حکم دیا کے " جنگل میں جاکر لکڑي کاٹو اور بیچو - ١٥ دن تک میں تمهاري صورت نه دیکهوں - " وه لکڑي کاٹ لایا اور اوسکو فروخت کیا - دس درهم هاتهه آے - اس رقم کو لیکر آنحضرت کي خدمت میں حاضر هوا - آپنے فرمایا : " اس رقم سے کچهه غله اور کچهه کپڑا خرید کر لاؤ پهنو ' گداگري سے یه بهتر هے ' وه تو آدمي کے چهرے کا داغ هے - صرف اپاهج لوگوں کیلیے هي جائز هوسکتي هے " (١)

(رشوت خواري)

عدل و انصاف کي بربادي اور ظلم کي روح خبیث کا سب سے بڑا سبب رشوت خواري هے - عهد نبوت میں چونکه آنحضرت کے فیض صحبت سے صحابه کا معیار اخلاق نهایت بلند هوگیا تها - اسلیے رشوت خواري کي مثالیں نهیں ملتیں - تاهم جب کبهي کسي کے طرز عمل پر رشوت کا شبهه بهي هوتا تها تو آنحضرت اوسپر تنبیه فرماتے تهے - حکام و عمال کو اکثر رشوتیں نذر و هدیه کے ذریعه سے دي جاتي هیں - آنحضرت کے زمانه میں بهي اسي قسم کا ایک واقعه پیش آیا - آپنے قبیلۂ ازد کے ایک شخص کو صدقه وصول کرنے کیلیے بهیجا ' اوس نے واپس آکر آنحضرت کے سامنے صدقه کا مال پیش کیا اور کها " اتنا مسلمانوں کا مال هے اور اس قدر مجهے هدیتاً ملا هے " چونکه اس قسم کا هدیه رشوت کا ذریعه بن سکتا تها اور اگر علانیه اسکا انسداد نه کیا جاتا تو نز لوگ بهي اس طریقه سے فایده اٹهاتے ' اسلیے آپ نے ایک خطبه دیا اور فرمایا : " اس عامل کو دیکهو جو کهتا هے که یه مال مسلمانوں کا اور یه مال میرا هے - ذرا وه اپنے گهر میں تو بیٹهه کے دیکهے که اوسکے پاس هدیه آتا هے یا نهیں ؟ (٢)

(خیانت کا انسداد)

معاملات میں سب سے زیاده خیانت' چالاکي' اور خدع و فریب کا موقعه تجارتي کاروبار میں مل سکتا هے ' اسلیے آنحضرت خاص طور پر اسکي طرف اپني توجه مبذول رکهتے تهے - ایک مرتبه بازار میں سے گذرے اور ایک شخص کے غله کے ڈهیر کے اندر هاتهه ڈال کے دیکها تو نمي محسوس هوئي - چونکه بهیگنے سے غله کا وزن بڑه جاتا هے اسلیے آپ نے فرمایا : " جو شخص دهوکا دیتا هے ' وه هم میں سے نهیں هے " (٣)

عرب میں چونکه غله بهت کم اتا تها ' اسلیے جب باهر سے سوداگر غله لاتے تهے تو لوگ شهر سے باهر هي تخمیناً خرید لیتے تهے' لیکن اس سے کئي طرح کے نقصانات پیدا هوتے تهے - اولاً تو تمام شهر محروم رو جاتا تها ' دوسرے یه ایک غیر معین وغیر معلوم بیع تهي ' اسلیے آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اس سے روکا - آپ عموماً لوگوں کو اسپر سزا دیتے تهے (٤)

---

(١) صحیح مسلم جلد ١ - ص - ٣٤٥
(٢) سنن ابن ماجه - ص - ٢٥٠
(٣) سنن ابن ماجه - ص - ٢٥١
(٤) سنن ابن ماجه - ص - ٢٦٩
(٥) بخاري جزء ٨ - ص - ٢٧

(١) سنن ابن ماجه - ص - ٢٩٧
(٢) صحیح مسلم جلد ٢ - ص - ١١٣
(٣) سنن ابن ماجه - ص - ٣٠٣
(٤) بخاري جزء ٣ - ص - ٩٨

ویل للاعقاب من النار (۱) ایڑیوں کیلیے آگ کا عذاب ہے -

ابتداے اسلام میں نماز کے قیام و ادا کي حالت بالکل ابتدائي تھي اور تمام جزئیات و فروعات ابھي واضح نہیں ھوے تھے - اس طرح کا بتدریج ارتقاء مذھب کي ھر تعلیم میں ھوتا ہے - موجودہ حالت ایک مدت کے تغیرات کے بعد پیدا ھوئي تھي - چنانچہ ابتدا میں اکثر لوگ مسجد کے اندر تھوک دیتے تھے - ایک مرتبہ آپ نے مسجد میں تھوک کا دھبہ دیکھا ' خود اوٹھے اور اپنے دست مبارک سے اوسکو مٹا دیا ' پھر فرمایا : " نماز میں ھر شخص خدا سے سرگوشي کرتا ہے ' اسلیے کسي شخص کو قبلہ کي طرف تھوکنا نہیں چاھیے ' البتہ دائیں بائیں ' یا اپنے پانوں کے نیچے تھوک سکتا ہے - (۲)

(لیکن یہ واضح رہے کہ اسوقت مسجد کا فرش پختہ نہ تھا - صحن مسجد اور عام سطح زمین میں سوا حدود عمارت کے اور کوئي امتیاز قائم نہ تھا - ریتلي زمین تھي اور وہ ھر طرح کي رطوبت جذب کرلیتي تھي - لیکن اب مسجدوں کا داخلي حصہ پختہ ھوتا ہے ' پس وھاں تھوکنا مسجد کي صفائي اور نمازیوں کے حقوق نشست و مقام پر حملہ کرنا ہے -)

(بدعت)

نظام مذھبي کا سب سے زیادہ خطرناک مرض بدعت ہے ' آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگرچہ اسلام اس مرض میں مبتلا نہیں ھوسکتا تھا تاھم جاھلیۃ کے زمانے کي بہت سي بدعتوں کي جھلک کبھي کبھی نظر آجاتی تھي - اسلیے آپ ھمیشہ اونکے مٹانے میں مصروف رھتے تھے -

بدعت کي اگرچہ مختلف قسمیں اور مختلف مظاھر ھیں لیکن اسکي بدترین شکل رھبانیت اور جوگ ہے ' جو یہود و نصاری کے مذھب کا جزء بن گئي ہے - و رھبانیۃ ابتدعوھا - عرب پر چونکہ یہود و نصاری کا مذھبي اثر غالب تھا ' اسلیے یہاں ایسے قسم کي بدعات پیدا ھوگئي تھیں - ایک مرتبہ آنحضرت نے ایک بوڑھے آدمي کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کاندھے پر ھاتھہ رکھہ کے جا رھا ہے - آپ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے ؟ لوگوں نے کہا " اس نے پیدل چلنے کي نذر مانی ہے - ضعف کیوجہ سے بیٹوں کے سہارے چلتا ہے " آپ نے فرمایا : " اوس نے اپنے آپ کو کیوں عذاب میں مبتلا کر دیا ہے ؟ خدا اس سے بے نیاز ہے " عقبہ بن عامر کي بہن نے خانہ کعبہ تک ننگے پانوں پیدل جانے کي منت مانی تھي ' اور عقبہ کو آنحضرت کے پاس بھیجا کہ پوچھہ آئیں - آنحضرت نے فرمایا : " سواري پر بھي جا سکتي ہے " (۳)

ایک مرتبہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور لوگ نہایت سکون و اطمینان کے ساتھہ بیٹھہ کر سن رہے تھے ' لیکن ایک شخص کھڑا تھا - آپ نے دریافت فرمایا تو معلوم ھوا کہ اوس نے نذر مانی ہے کہ ھمیشہ کھڑا رہے گا ' سایے میں نہ بیٹھے گا ' کسي سے بات چیت نہ کرے گا ' اور روزہ رکھے گا - آنحضرت نے حکم دیا کہ اوسکو بیٹھنا چاھیے ' سایے میں آنا چاھیے ' گفتگو کرني چاھیے اور روزہ کو بھي پورا کرنا چاھیے (۴)

اسي طرح آپ کو ایک شخص نظر آیا جسکو ایک آدمي ناک میں نکیل ڈالکر خانہ کعبہ کا طواف کرا رھا تھا - آپ نے اوسکي ناک کي رسي کاٹ دي اور فرمایا " اسکا ھاتھہ پکڑ کر طواف کراؤ " (۵)

لیکن ان بدعات سے زیادہ ان اصولوں کا مٹانا ضروري تھا جن کي بنا پر بدعات پیدا ھوتي ھیں - بدعت کا سب سے بڑا سرچشمہ ' تشدد آمیز مذھبي انہماک ہے - یہي وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے نظام عبادت کو نہایت سہل و آسان طریقے پر قائم کیا ہے ' اس لحاظ سے اگرچہ خود اسلام کے سنگ بنیاد پر بدعت کي عمارت نہیں قائم کي جاسکتي تھي ' تاھم ابتداء میں صحابہ کا ایک پرجوش و مخلص گروہ نہایت شدت کے ساتھہ عبادت میں مصروف رھنا چاھتا تھا - جب آنحضرت نے ایک دن چھوڑ کے روزہ رکھنا شروع کیا ' تو اون صحابہ نے بھي اسکي تقلید کي - لیکن آپ کو نظر آیا کہ یہي چیز بدعت کا پیش خیمہ بھي ہے - آپ نے صحابہ کو سختي کے ساتھہ منع فرمایا - اسپر بھي لوگ باز نہیں آے ' تو معمول کے خلاف متصل روزہ رکھنا شروع کردیا کہ لوگ خود گھبرا کر باز آجائیں گے - (۱) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کثرت صوم و صلاۃ سے اسي بنا پر روکدیا تھا - حضرت سلمان رضی اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ کو بھي شدت زھد سے منع فرمایا تھا ' اور آپ نے اونکي تائید کی تھي (۲)

(رسم و رواج کا انسداد)

رسم و رواج کو جب استحکام ھوجاتا ہے تو بدعات کي طرح اونکا چھوڑنا بھي نہایت شاق گذرتا ہے - حالانکہ اکثر حالتوں میں وہ بدعات سے کم ضرر رساں ثابت نہیں ھوتیں ' اور بڑي قیامت یہ ہے کہ بعض اوقات مذھبي حیثیت پیدا کرلیتي ھیں -

عرب میں بہت سے مضر رسمیں قائم ھوگئي تھیں جن کي پابندي نہایت ضروري خیال کي جاتي تھي ' اسلیے بدعات کے ساتھہ ساتھہ ان کا بھي انسداد کیا گیا -

عرب کے جذبات نہایت رقیق و نحیف تھے ' اسلیے وہ اعزہ و اقارب کي موت سے نہایت متاثر ھوتے تھے جسکا اظہار مختلف حیثیتوں سے کیا جاتا تھا - عورتیں نہایت شدت کے ساتھہ میت پر گریہ و بکا کرتي تھیں ' منہ نوچنا ' بال منڈوا ڈالنا ' گریبان چاک کردینا ' شوھر کي موت پر برسوں تک خاص خاص پابندیوں کے ساتھہ گھر سے باھر رھکر ماتم کرنا ' عرب کي عورتوں کا عام شعار تھا - آنحضرت نے ان تمام رسوم کو نہایت سختي سے مٹایا ' لیکن شخصي حالتوں کے علاوہ میت پر قومي حیثیت سے بھي ماتم کیا جاتا تھا - یعنے قبیلہ کي بہت سي عورتیں جمع ھوکر میت کے محاسن و فضائل بیان کرتیں اور باھم روتي تھیں ' اسي رسم کا نام " نیاحۃ " ہے - آنحضرت کے زمانے تک یہ رسم قائم تھي ' لیکن آپ کے سامنے جب کبھي اس قسم کے مواقع پیش آے تو اس طرح کي عورتوں کو سختي کے ساتھہ تنبیہ کي -

حضرت ام سلمہ کو جب اپنے شوھر کے انتقال کي خبر ملي تو بہ حسرت بولیں : " مسافر مسافرت میں مرا - اوس پر اسقدر گریہ و بکا کروں گي کہ یادگار رہے گا " چنانچہ اس غرض سے اونھیں تو عرب کے دستور قدیم کے مطابق ایک عورت نے گریہ و بکا میں اونکا ساتھہ دینا چاھا - آنحضرت نے دیکھا تو فرمایا : " کیا اوس گھر میں شیطان کو داخل کرنا چاھتي ھو جس سے خدا نے اوسکو نکال دیا ہے " (۳)

جب حضرة جعفر بن ابي طالب کے قتل کي خبر آئي تو اونکي عورتوں نے اسي طریقہ سے نوحہ کرنا شروع کیا - ایک شخص نے آنحضرت کو خبر کي - آپ نے منع کرنے کا حکم دیا لیکن وہ ناکامیاب

---

(۱) بخاري جزء ۱ - ص - ۲۷
(۲) بخاري جزء ۱ - ص - ۸۶
(۳) صحیح مسلم جلد ۲ - ص - ۱۷
(۴) بخاري جزء ۸ - ص - ۱۴۳
(۵) بخاري جزء ۸ - ص - ۱۴۳

(۱) بخاري جزء ۸ - ص - ۱۷۴
(۲) بخاري جزء ۸ - ص - ۳۴
(۳) صحیح مسلم جلد ۱ - ص - ۳۴۰

مشابہت ہوجاتي ' تو آپ فوراً ٹوکدیتے - ایک مرتبه حضرت ام سلمه دوپٹا اوڑھ رهي تهیں - آپ نے دیکها تو فرمایا :

لية لا ليتين — ایک ته کرکے اوڑھو دوته نه کرو ۔

کیونکه دو ته کرنے سے عمامه کے ساتهه مشابهت پیدا هوجاتي تهي ' جو مردوں کي خاص وضع هے - آپ کو اسپر اسقدر اصرار تها که ایک عورت نے پردہ سے آپ کو ایک خط دینا چاها ' اسکے هاتهوں میں مہندي نه تهي - آپ نے فرمایا : یه مرد کا هاتهه هے یا عورت کا ؟ اسنے کہا میں عورت هوں ' فرمایا " اگر تم عورت هو تو مہندي لگاؤ "

اکثر عورتیں نہایت غیر محتاط لباس پہنتي تهیں - اسکے متعلق خود قرآن حکیم میں آیتیں نازل هوئي هیں - خود آنحضرت صلی الله علیه و سلم جب کبهي اس قسم کي بے احتیاطي ملاحظه فرماتے تهے تو فوراً روکدیتے تهے - حضرت اسماء بنت ابي بکر آپ کے سامنے باریک کپڑا پہن کے آئیں تو آپ نے منه پهیر لیا ' پهر فرمایا : " عورت بلوغ کے بعد صرف منه اور هاتهه کهلا رکهه سکتي هے " (۱) -

عورتیں عموماً راستوں میں مردوں کے دوش بدوش چلتي تهیں - ایک مرتبه آپ مسجد سے نکلے تو دیکها که مرد و عورت دونوں ساتهه ساتهه راه میں چل رهے هیں ' آپ نے فرمایا : " تم کو درمیان راه چلنے کا کوئي حق حاصل نہیں ' تم کو راستے کے کنارے چلنا چاهیئے " اسکے بعد سے عورتیں دیواروں سے لگ کر چلنے لگیں -

اس قسم کے بیسیوں واقعات کتب حدیث میں مذکور هیں -

(رفع نزاع باهمي و اصلاح ذات البین)

اسلام نے مسلمانوں پر سب سے بڑا احسان الہي یه جتایا هے :

فاصبحتم بنعمته اخوانا — خدا نے تمکو باهم دشمني کے بعد بهائي بهائي بنادیا -

لیکن باهمي اختلاف و تنازع سے یه رشتۂ اخوت ٹوٹ سکتا تها ' اسلیے آنحضرت کے فرائض احتساب میں سب سے اهم فرض رفع نزاع تها - چنانچه جب کبهي آپ کو کسي شر و فساد خانگي کي خبر ملتي تو آپ جاتے اور اصلاح فرماتے - ایک مرتبه آپ کو خبر ملي که قبیله بني عمرو بن عوف میں باهم کچهه ناچاقي پیدا هوگئي هے - آپ چند صحابه کے ساتهه تشریف لیگئے ' اور معامله کے سلجهانے میں اسقدر دیر لگي که نماز کا وقت آگیا - چنانچه حضرت بلال کے درخواست کرنے پر حضرت ابوبکر نے نماز پڑهائي (۲)

عبدالله بن سلول ایک بار نہایت گستاخانه پیش آیا ' یہاں تک که صحابه سے ضبط نهوسکا اور وه لڑنے بهڑنے پر تیار هوگئے ' اسپر عبد الله بن سلول کے حامي بهي اٹهے ' اور فریقین باهم دست و گریباں هوگئے ' لیکن آنحضرت نے مسلمانوں کو سمجها بجهاکر الگ کیا اور فرمایا که صلح فساد سے بہتر هے (۳)

واقعه حک کے متعلق خود مسلمانوں کے دو قبیلوں اوس و خزرج میں سخت نزاع قائم هوگئي ' اور دونوں فریق آمادہ جنگ هوگئے لیکن آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے انکو سمجها بجها کر ٹهنڈا کیا -

(مراعاة ادب)

آنحضرت صلی الله علیه وسلم کو بزرگوں کے ادب و تعظیم کا نہایت خیال رهتا تها ' معمولي باتوں پر بهي گرفت کرتے تهے - ایک موقع پر جب حضرت عبد الله بن مسعود کے چهوٹے بیٹے نے گفتگو میں مسابقت کرني چاهي تو آپ نے فوراً ٹوکدیا :

الکبر الکبر (۴) — یعني پہلے بڑے کو بولنے دو !

---

(۱) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۱

(۲) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۸

(۳) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۱

(۴) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۳۹۰

اسئلة واجوبتها

حکومة شوری اور اسلام

خلافة راشدۂ اسلامیه کا نظام جمهوري

منهاج نبوة اور شوری

(از جناب مولوي مصباح الدین صاحب - لشکر گوالیار)

عرصه هوا الهلال میں جناب نے اسلام کے حکم شوری اور خلافة راشده کے نظام حکومت کے متعلق ایک مضمون تحریر فرمایا تها ' اور دهلي کے کسي شخص نے اسپر اعتراض کیا تها - خاکسار نے وه مضمون جو پیسه اخبار میں شائع کیا گیا تها ' حضور کي خدمت مبارک میں بهیجا تها اور استدعا کي تهي که اس مسئله کو ایک بار بالکل واضح کردیا جاے - جناب نے از راه کرم لکها تها که عنقریب اسپر توجه کي جائیگي - اسکے بعد جب الهلال میں " القارعه " کے عنوان سے جناب نے مسئله خلافة اسلامي پر مضمون لکها تو اسمیں یه بهي لکها تها که اسلام نے اپنا نظام حکومت ایک خاص طرح کا جمهوري قرار دیا هے ' اور کوئي حکومت اسلامي نہیں هوسکتي جب تک که وه پارلیمنٹري طرز حکومت پر عامل نهو - اسپر بهي بعض لوگوں نے اعتراض کیا تها ' اور اس وقت مکرر خاکسار نے جناب کو اس اهم مسئله پر توجه دلائي تهي ' لیکن صد افسوس که اسکے بعد مقدس الهلال کي اشاعت بند هوگئي ' اور دل کي حسرت دل هي میں رهگئي -

اب تیسري بار جناب کو زحمت دیتا هوں اور ملتمس هوں که البلاغ میں اس کے لیے بهي کچهه جگه نکالي جاے - معترضین کا بیان هے که خلافت راشده کا طرز حکومت ایک طرح سے شخصي تها - ایک شخص خلیفة المسلمین هوتا تها ' اور سب اسکي متابعت کرتے تهے - حضرت عمر رضی الله عنه نے خالد بن ولید کو معزول کردیا اور باوجود مخالفت کے مسلمانوں کے مشوره کي کچهه پروا نه کي - حضرة ابوبکر نے منکرین زکواة سے قتال کیا اور بہت سے صحابه اسکے مخالف تهے - پس پارلیمنٹ کہاں هوئي اور ارکان شوری کي راے کي متابعت خلیفه کیلیے کیونکر واجب هوئی ؟ وغیره وغیره - ضرورت اسکي هے که سب سے پہلے جناب خلفاء راشدین کے طرز حکومت کو واضح فرمادیں تاکه موجوده زمانے کي اصطلاحات پارلیمنٹ وغیره کو اس سے ملاکر معلوم کیا جاسکے که کسقدر حالت مختلف اور کسقدر متحد تهي ؟ خاکسار نے الفاروق کو اسي خیال سے بار بار دیکها تاکه کم از کم حضرة عمر کے عهد کا نمونه صاف هوجاے ' لیکن تشفي نهوئي - بعض حضرات کا یه بهي خیال هے که جب تک سلطان عبد الحمید سریر آراے خلافت تهے ' اس وقت تک دولة عثمانیه ٹهیک ٹهیک اسلامي خلافة کي مصداق تهي ' لیکن اسکے بعد یورپ کے اثرات سے متاثر هوکر نوجوان ترکوں نے شورش کي ' اور انکو معزول کرکے تمام رشتۂ حکومت اپنے هاتهوں میں لے لیا - اب سلطان ترکي کوئي اختیار نہیں رکهتے ' اور تمام اختیار پارلیمنٹ کے هاتهه میں هے - اسمیں عیسائي ممبر بهي هیں ' یهودي ممبر بهي هیں ' دروز بهي هیں - اب امیر المومنین کي اسلامي طاقت محض براے نام هے -

(حفظ اليد و حفظ اللسان)

اسلام نے ایک عظیم الشان اخلاقي اصول یه قائم کیا تها:

المسلم من سلم المسلمون	مسلمان وه هے، جس کے هاتهه اور
من يده و من لسانه -	زبان سے مسلمانوں کو ایذا نه پهونچے -

اس اصول کي خلاف ورزي کا اثر اگرچه هر موقع پر برے نتائج پیدا کرتا هے، تاهم برابر درجه کے لوگ انتقام لیکر اپنے دل کو تسکین دے لیتے هیں کمزور انسانوں کو تو اسکا بهي موقعه نهیں ملسکتا۔ چنانچه اس قسم کے موقعوں پر جب کوئي شخص اس اخلاقي جرم کا مرتکب هوتا تها، تو آپ فوراً ٹوکدیتے تهے - حضرت ابو ذر غفاري فرماتے هیں که میںنے اپنے غلام کو ماں کي گالي دی - آپ نے فرمایا "تم اوسکو گالي دیتے هو؟ تم میں زمانۂ جاهلیت کا اثر ابهي باقي هے - تمهارے غلام تمهارے بهائي هیں جنکو خدا نے تمهارے سپرد کردیا هے - جو تم کهاؤ، وهي اونکو کهلاؤ - جو تم پهنو، وهي اونکو پهناؤ، اور اونکي طاقت سے زیاده اون سے کام نه لو، اگر لیتے هو تو اونکي اعانت کرو" (۱)

حضرت ابو مسعود انصاري کهتے هیں: "میں اپنے غلام کو مار رها تها - یکایک پیچهے سے ایک آواز آئي که اے ابو مسعود! هوشیار! خدا کو تم پر اس سے زیاده قدرت حاصل هے۔ میںنے پیچهے مڑکے دیکها تو آنحضرت تهے" حضرت ابو مسعود پر اس کا یه اثر پڑا که اونهوں نے غلام کو آزاد کردیا (۲)

(مداحي کا انسداد)

انسان خوشامد پسند هے، اور مداحي اس دبي هوئي چنگاري کو اور بهي اوبهار دیتي هے - امرا و سلاطین کو اسي نے تباه کردیا۔ آنحضرت صلی الله علیه و سلم کو خود مدح سے نفرت تهي اور لوگوں کو بهي اس سے منع فرماتے تهے - چنانچه ایک آدمي نهایت مبالغه آمیز طور پر ایک شخص کي مدح کر رها تها، آپ نے دیکها تو فرمایا: "تم نے اوسکو هلاک کردیا" (۳)

(عیش پرستي کا انسداد)

عیش پرستي بظاهر تمدن کا زیور هے، لیکن درحقیقت اوسکے اندروني نظام کا اصلي گهن یهي چیز هے - آنحضرت کي زندگي نهایت ساده تهي، آپ تمام لوگوں کو اسي سادگي کي تعلیم دیتے تهے، اور جب کبهي کوئي چیز اسکے خلاف نظر سے گذرتي تو اوس سے بیزاري ظاهر فرماتے تهے -

ایک مرتبه آپ راستے سے گذرے تو ایک بلند عمارت نظر آئي - آپ نے فرمایا کسکا مکان هے؟ لوگوں نے ایک انصاري کا نام لیا - آپ خاموش هوگئے، لیکن دل میں بات رکهه لي - وه انصاري آپ کي خدمت میں حاضر هوے اور سلام کیا، آپ نے منهه پهیر لیا - اونهوں نے کئي بار سلام کیا لیکن آپ کا اعراض بدستور قائم رها - اونهوں نے اپنے دوستوں سے آنحضرت کي ناراضي کا سبب پوچها۔ تو لوگوں نے واقعه بیان کیا - وه فوراً گئے اور اوس مکان کو منهدم کردیا - آپ دوسري بار اوس طرف سے گذرے تو فرمایا که وه عمارت کیا هوگئي؟ لوگوں نے کها یا رسول الله! صاحب خانه نے آپ کي ناراضي کے خوف سے اوسکو گرادیا - آپنے فرمایا هر وه گهر جو ضرورت سے زائد هو، صاحب خانه پر وبال هے - (۴)

ایک مرتبه آپ کسي لڑائي سے واپس آئے، حضرت عائشه نے شوق و محبت سے گهر کو ایک نهایت رنگین پرده سے سجادیا آپ تشریف لائے تو حضرت عائشه نے سلام کیا لیکن آپ کے چهرے سے ناراضي کے آثار ظاهر هوے اور سلام کا جواب تک نهیں دیا - پهر خود اپنے دست مبارک سے پردے کے دو ٹکڑے کردیے اور فرمایا که خدا نے همکو مٹي اور پتهر کو آراسته کرنے کا حکم نهیں دیا هے - (۱)

حضرت فاطمه رضی الله عنها کے ساتهه بهي اس قسم کے موافع پیش آئے هیں -

(عفت و عصمت)

اسلام پاکبازي اور عفت کي تعلیم دینے کیلیے آیا تها:

والذين لفروجهم حفظون	کامیاب مسلمان وه هیں جو عفیف اور
	پاکباز هیں -

اس بنا پر جب کبهي اس قسم کے موافع پیش آتے تهے جن سے مسلمانوں کي اس خصوصیت پر حرف آسکتا تها، تو آنحضرت صلی الله علیه و سلم فوراً اوس سے تعرض فرماتے تهے -

حضرت فضل ابن عباس نهایت وجیه آدمي تهے، زمانه حج میں آنحضرت نے اونکو اپنے ساتهه سوار کرلیا تها - ایک خوبرو عورت آنحضرت کي طرف فتوی پوچهنے کیلیے بڑهي - فضل نے اوسکو شوق کي نگاهوں سے دیکهنا شروع کیا، آنحضرت نے خود دست مبارک سے اونکي ٹهڈي پکڑ کر اونکا منه اوسکي طرف سے پهیر دیا - (۲)

یورپ کو آج اپنے تهذیب و تمدن پر بڑا ناز هے اگرچه یورپ کي اخلاقي حالت کے اصلي منظر نهایت نفرت انگیز هیں - بظاهر هر انگریز کو ستر عورت کا خیال رهتا هے اور کسي نے کسي انگریز کو راه میں برهنه تن بهت کم دیکها هوگا، لیکن اسلام کي تهذیب اس بارے میں صرف نمائشي لباس آرائي هي کو کافي نهیں سمجهتي - ایک بار آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے ایک شخص کو میدان میں برهنه نهاتے هوے دیکها، فوراً منبر پر تشریف لائے اور ایک عام خطبه دیا:

ان الله حيي ستير يحب	خدا صاحب حیا اور پرده دار هے، وه
الحياء و الستر فاذا غسل	حیا اور ستر پوشي کو پسند کرتا هے پس
احدكم فليستتر	تم میں سے جو کوئي غسل کرے چاهیے
	که پرده ڈال کر کرے

آنحضرت کو ستر عورت کا اسقدر خیال تها که ایک مرتبه مسور بن مخرمه نے ایک بهاري پتهر اوٹهایا - اس حالت میں اونکا تهبند گر گیا - آپ نے فوراً ٹوکا که کپڑا اوٹهاؤ برهنه نه هو (۳) تمدن یورپ کي ستر پوشي کا یه حال هے که غسل خانوں، حماموں، بحري ساحلوں، اور پیراکي کے حوضوں میں صدها متمدن انسان برهنه هوکر ایک دوسرے کے سامنے هوتے هیں -

(اصلاح شئون النساء)

اس معامله میں عورتوں کي حالت مختلف حیثیتوں سے قابل توجه و محتاج اصلاح تهي - عرب میں مخنثوں کا ایک گروه موجود تها، جو علانیه گهروں میں آیا جاتا تها - ایک بار ایک مخنث نے ازواج مطهرات کے سامنے ایک عورت کے محاسن کو ایک مرد کي نظر و ذوق سے بیان کیے - آنحضرت نے فوراً حکم دیا که یه لوگ گهروں میں نه گهسنے پائیں (۴)

عرب کي عورتوں میں جو بد اخلاقیاں پهیل گئي تهیں، ان میں ایک بد اخلاقي یه بهي تهي که بعض عورتیں مردوں کي وضع اختیار کرتي تهیں - آنحضرت نے ان پر عموماً لعنت بهیجي هے - لیکن جب کبهي کسي عورت کي وضع کو مردوں سے بلا قصد بهي

---

(۱) بخاري جزء ۱ - ص - ۱۱

(۲) ابو داود ص - ۳۴۷ - جلد ۲

(۳) بخاري جزء - ۳ - ص - ۱۷۷

(۴) ابو داود جلد - ۲ - ص - ۳۵۹

(۱) ابو داود ص - ۲۱۶ - جلد - ۲

(۲) بخاري جزء - ۸ - ص - ۵۱

(۳) ابو داود جلد - ۲ - ص - ۲۰۱

(۴) مسلم جلد - ۲ - ص - ۳۴۴

عن ابن شهاب كان عمــر بن الخطاب اذا نزل الامر المعضل دعا الفتيــان فاستشارهــم ليقتفي حــدة عقــولهــم (كنز العمال ج-١-ص-١٩٣)	زهري روايت كرتے هيں كه حضرت عمر كو جب كوئي مشكل مسئله پيش آتا تو نوجوانوں كو طلب فرماتے اور ان سے مشوره ليتے ' تاكه انكي ذهانت عقل كا اتباع كريں -

بلاذري جو مشهور مورخ هے ' ايک ضمني موقع پر لكهتا هے :

كان للمهاجرين مجلس في المسجد فكان عمــر يجلس معهم و يحدثهــم عما ينتهي اليه من امر الافاق (فتوح البلدان -)	مسجد نبوي ميں مهاجرين كي ايک مجلس تهي - حضرت عمر انكے پاس بيٹهتے تهے اور ملک كے جو واقعات ان تک پهونچتے تهے انكو بيان كرتے تهے -

قرآن و حديث كے بعد فقه كا درجه هے - فقه اسلامي كا تيسرا ركن اجماع هے ' جو مشورة ملت كي سب سے كامل اور معتاط حد هے - يعني علماے امت كا كسي مذهبي غير منصوص مسئله پر اور قوم كے ارباب سياست كا كسي طريقه سياست پر اتفاق كرنا - آنحضرة نے جماعت كي اكثريت كو هميشه ايک بالاتر جگه دي - كبهي فرمايا كه لا تجتمع امتي على الضلالة - ميري امة كبهي بهي ضلالت پر اجماع نهيں كرسكتي - كبهي ارشاد هوا كه يد الله على الجماعة - جماعت پر الله كا هاتهه هے - اس سے تخلف نه كرو - شخصيت كے مقابله ميں جماعت كي قوت كو قائم كرنا جمهوريت كي اصلي بنياد هے ' اور اس سے بڑهكر اسكے ليے تصريح كيا هوسكتي هے ؟

ان تصريحات كے علاوه تاريخ و احاديث كے بكثرت واقعات هيں جن سے ثابت هوتا هے كه خود آنحضرت باتباع حكم الهي اور نيز خلفاے راشدين باقتداے سنت نبوي ' هر امر اهم ميں لوگوں سے مشوره ليتے تهے ' اور مسائل پر اجماع كرتے تهے - مسجد نبوي اسلام كي مجلس عمومي يا سينيٹ تهي - اكابر مهاجرين و انصار اركان خاص ' اور عام مسلمان اركان عام تهے - مدينه كي گليوں ميں الصلوة جامعة كي ندا انعقاد مجلس كا اعلان كرديتي - اس قسم كي مجالس ميں جو واقعات پيش هوے ' انكي ايک مختصر فهرست ذيل ميں هم پيش كرتے هيں :

(عهد نبوت)

طريقهٔ اذان ' تكذيب واقعهٔ افک ' جنگ بدر ميں آگے بڑهنا ' بدر كے كنويں پر مقيم هونا ' فديهٔ اسيران جنگ بدر ' جنگ احد ميں مدينه سے نكلكر لڑنا ' غزوهٔ خندق ميں مدينه كے اندر محصور هوكر لڑنا ' ايام خندق ميں حمله آوروں سے مدينه كي ايک تهائي پيداوار پر صلح كرنيكي بحث ' حديبيه ميں جنگ كا مسئله ' وغيره

(عهد خلافــت راشده)

كتابت قرآن ' قتال اهل ارتداد ' جنگ شام ' مجوسيوں سے جزيه لينے كي بحث ' ملک عراق و شام كو فوج كي جاگير ميں دينے كا مسئله ' نهاوند كي لڑائي ميں حضرت عمر كي شركت كي بحث ' بعض عمال و حكام كا تقرر ' امراء فوج كا انتخاب ' تقسيم غنيمت ' فوج كي تنخواه ' سنه هجري كا تعين ' غسل جنابت بغير خروج ' ترتيب دفاتر ' وبا زده ملک ميں داخل هونيكي بحث ' تجارت غير قومي پر محصول ' جنگ افريقه ' بيت المال كا تعلق و تصرف ' وغيره ذالك -

شخصي اور غير شخصي حكومتوں ميں بڑا فرق يهي هے كه شخصي حكومتوں ميں هميشه سلاطين و ملوک نے ملک كي آمدني كو اپني خاص چيز سمجها هے ' جسپر وه هر قسم كا اختيار تصرف و اقتدار كا ركهتے هيں ' اور اپنے فوائد ذاتي سے بچا كر جو كچهه رعايا كيليے خرچ كرتے هيں ' اسكو اپنا احسان قرار ديتے هيں ليكن دستوري و جمهوري حكومت كي سب سے پهلي خصوصيت يه هے كه محاصل ملكي كو انكے دست قهر سے نجات ملے ' كيونكه وه پبلک كي چيز هے ' اور پبلک هي كي ضرورتوں ميں اسكو صرف هونا هے - البته رئيس ملک كو اپني خدمات و انتظام كے معاوضه ميں بقدر ضرورت اوس سے ديا جاسكتا هے - ليكن يه ايک ايسي مساوات هے جسكي تعميل يورپ كي دستوري حكومتوں ميں بهي اب تک نهوسكي ' اور لاكهوں روپے هر سال ملوک و سلاطين اور اركان خاندان شاهي كے اسراف و نشاط كيليے ديے جاتے هيں - هم العروة في السلم كے ايک نمبر ميں سلاطين يورپ اور پريسيڈنٹ جمهوريت فرانس و امريكه كي تنخواهوں كا حال درج كركے اسكا مقابله خلفاء راشدين كي تنخواهوں سے كرچكے هيں -

ليكن اسلام اپنے اول ظهور سے اسپر عامل هے - ملک كي آمدني كو وه مال الله اور پهر مال المسلمين سمجهتا هے ' اور اسي ليے خزانهٔ ملكي كا نام اسكي اصطلاح ميں بيت مال المسلمين هے يعني تمام مسلمانوں كے مال كا خزانه ! -

عهد نبوت ميں خراج و جزيه كي جو رقم ممالک مفتوحه سے آتي تهي ' آپ اوس سے صرف اسقدر ليتے جسقدر ايک فقير العال شخص كي نا گزير ضرورتوں كيليے لا بدي هے ' اور تمام رقم ملک كے اهل حاجت كي امداد اور مسلمانوں كي عام ضروريات ميں صرف هوتي تهي - اكثر ايسا هوتا تها كه بادشاه عرب بهوک سے پيٹ پر پتهر باندهتا تها ' اسكے گهر ميں مهينوں چولها نهيں جلتا تها ' اكثر راتونكو چراغ ميں تيل تک ميسر نه آتا تها ' ليكن خزانهٔ ملكي سے وه اس حالت ميں بهي ايک پيسه لينا گواره نكرتا تها - جب اوسنے وفات پائي تو اسكي زره ايک يهودي كے هاں چند سير جو پر رهن تهي !

حكومت كو ذاتي ملک نه قرار دينے پر سب سے بڑي دليل يه هے كه آپ نے اپنا جانشيں اپنے كسي عزيز كو قرار نهيں ديا - خلفاے راشدين بهي اس اسوهٔ حسنه كے بهترين نمونه تهے ' خلفاے اربعه ميں سے كسيكو بهي يه حق نه تها كه بمعاوضهٔ خدمت ملكي چند درهم ماهوار سے زياده حاصل كرے - حضرت ابو بكر رضي الله عنه اپنے آغاز ايام خلافت ميں بهي تجارت كرتے تهے ' اور اپنے ليے بيت المال سے كچهه نه ليتے تهے ' جب خدمات خلافت كي گرانباري سے مجبور هوگئے اور تجارت كيليے وقت نه نكال سكے تو مسلمانوں كے مشوره كے بعد خود بهي بقدر احتياج لينے لگے - حضرت عمر بهي بيت المال سے حق مقرره سے زياده نهيں ليتے تهے ' اور اس حق مقرره كي بهي خود انهوں نے تفصيل كر دي تهي - يعني گرمي اور جاڑوں كيليے دو جوڑے كپڑے ' ايک متوسط الحال قريشي كيطرح اهل و عيال كے اخراجات ' حج كيليے سال ميں ايک بار سواري ' اور بس !

ايک بار ايک مسلمان نے صرف اس بنا پر انكي اطاعت سے انكار كيا كه اسكو شبهه هوا كه حضرت عمر نے اپنے حق سے زياده چادر لي هے - بيت المال سے ايک اونٹ گم هوتا تها تو حضرت عمر (ض) گهبرا جاتے تهے كه ميں جوابده هوں - كار و بار خلافت كيليے جب چراغ جلاتے تهے تو فراغت كے بعد فوراً بجهاديتے تهے كه اب مجهے اس سے فائده اٹهانے كا حق نهيں

ايک بار حضرت عمر كي بيوي نے ايک مسلمان قاصد كي معرفت جب وه خلافت كے طرف سے قسطنطنيه جا رها تها ' قيصر كي بيوي كو كچهه تحفه بهيجا - قيصره نے رومي قاصد كے هاتهه ايک گرانبها هديه حضرت عمر كي بيوي كے ليے بهيجديا - حضرت عمر كو جب معلوم هوا تو گهر ميں تشريف لاے اور وه گرانبها هديه ليكر بيت المال ميں داخل كرديا ' اور فرمايا " يه عام مسلمانوں كي چيز هے ' كيا اس سے پهلے بهي قيصر نے تجهكو هديه بهيجا تها ؟ "

البلاغ :

آپ نے ایک نہایت اهم دیني اور تاریخي بحث چهیڑي هے جو بغیر اسکے صاف نہیں هوسکتي که نہایت شرح و بسط کے ساتهه نظر ڈالي جاۓ۔ آپکے سوال کو میں چند ٹکڑوں میں منقسم کردیتا هوں تاکه بسہولت تمام پہلو بحث میں آسکیں :

(۱) خلافة راشدۂ اسلامیه کا طرز حکومت جسکو آنحضرة صلی الله علیه وسلم نے " علی منهاج النبوة " فرمایا یعني وه طریق نبوة پر کاربند هوگي، کیا تها ؟

(۲) موجوده پارلیمنٹري طرز حکومت اور اسلامي طریق شوری۔

(۳) ایک ایسا دار الشوری جسمیں غیر مسلم ارکان بهي هوں، کیا اسلامي دار الشوری هوسکتا هے ؟

الہلال کي جلد (۲) میں جو سلسلۂ مضامین " الحریة في الاسلام " کے عنوان سے شائع هوا هے، آپ اسپر مکرر نظر ڈال لیں۔ نہایت شرح و بسط کے ساتهه اس مسئله کا حل شرعي اسمیں موجود هے اور ایک طالب حق کو کفایت کرتا هے۔ البته یه سلسله نا تمام رهگیا تها، اور ایک پورا ٹکڑا جو " حکم شوری " کے عنوان پر لکهدیا گیا تها، اس خیال سے شائع نہوا که زیاده مفصل و مدلل کرکے شائع کرنا مقصود تها۔ لیکن اس ٹکڑے کو بهي اب شائع کردیا جاتا هے۔ یه ایک مختصر اور اجمالي نظر هے۔ آپکے مطالعه میں آجاۓ۔ اسکے بعد بقیه سوالات کا جواب عرض کرونگا۔

(حکم شوری)

یعني تمام داخلي و خارجي معاملات ملکي اور امور انتظامي و قانوني ملک کے اهل الراۓ اور وکلاء ملت اشخاص کے مشوره سے انجام پائیں، اس مسئلہ کے اثبات و تفصیل سے پہلے ایک تمہید کي ضرورت هے۔

هر دستوري (مقید بقانون) حکومت کیلیے ایک اصولي قانون هوتا هے، جو باهمي مشوره سے منفصل هوکر آینده تمام قوانین کیلیے ایک اصول موضوعه اور سنگ بنیاد قرار پاتا هے۔ یورپ کے جمہوري و پارلیمنٹري دور نے اسے " قانون اساسي " کے لفظ سے تعبیر کیا هے۔ حکومت همیشه اس بنیادي قانون کي متابعت پر مجبور هوتي هے اور جتنے قوانین و اصول وضع هوتے هیں، سب کے سب اسي اولین قانون اساسي کے ماتحت رهتے هیں۔ اسکي تمام دفعات اصولي و کلي هوتي هیں۔ وه جزئیات سے کوئي تعلق نہیں رکهتا۔ هر شاخ حکومت و نظام سلطنت کیلیے اصولي دفعات وضع کردیتا هے۔

اسلام کا بهي ایک قانون اساسي هے یعني " قرآن اور اسکي عملي تفسیر جسکا نام " سنت " هے۔ اسي پر تمام قوانین اسلامي کي بنیاد هے۔

اسلام کا یه قانون اساسي دنیا کے تمام دیگر قوانین اساسیه کے خلاف انسانوں کا گهڑا هوا نہیں هے بلکه اوس مقنن اعظم کي تاسیسات هیں جسکے قوانین فطرت سے دنیا کا ذره ذره جکڑا هوا هے، اور جسکے کلمات و سنن میں کبهي تغیر و تبدل نہیں هوسکتا: لا تبدیل لکلمات الله - و لن تجد لسنة الله تبدیلا -

اس قانون اساسي کے ماورا جو معاملات ملکي اور امور انتظامي و قانوني هیں، اسلام کا حکم هے که وه همیشه باهمي مشوره عام سے طے هوں۔ مسجد نبوي هماري مجلس شوری تهي۔ مہاجرین و انصار مجلس کے ارکان خاص، اور عام مسلمان اوسکے ارکان عام تهے۔ " الصلوة جامعة " انعقاد مجلس کا اعلان تها، آنحضرت صلی الله علیه و سلم جو مشورۂ انساني سے مستغني تهے، وه بهي بر بنائے تعلیم امت استشاره فرماتے تهے اور تمام خلفاۓ راشدین کا اسي پر عمل تها۔ غرضکه اس مسئله میں زیاده کاوش کي ضرورت نہیں، خود قرآن حکیم نے اس مسئله کو فیصل کردیا هے۔

و شاورهم في الامر (۳-۱۵۳)	معاملات حکومت میں مشوره کرلیا کرو !

دوسري جگه صحابه کرام کي توصیف و مدح میں خدا فرماتا هے :

و امرهم شوری بینهم (۴۲-۳۹)	اونکے معاملات حکومت باهمي مشوره سے طے هوتے هیں۔

پہلي آیة نے حکم دیا، اور دوسري نے اسکي تعمیل کي خبر دیدي۔

پہلي آیت کي تفسیر میں صاحب فتح البیان نے ایک نامور عالم ابن خواز منداد کا یه قول نقل کیا هے :

واجب علی الولاة مشاورة العلماء فیما لا یعلمون و فیما اشکل علیهم من امور الدنیا و مشاورة وجوه الجیش فیما یتعلق بالحروب و وجوه الناس فیما یتعلق بالمصالح و وجوه الکتاب والعمال والوزراء فیما یتعلق بمصالح البلاد و عمارتها (ج-۲-ص-۱۳۰ مصر)	حکام ملک پر اون معاملات میں جنکو وه نہیں جانتے اور دیگر امور دنیاوي میں واقف کاروں سے، معاملات جنگ میں افسران فوج سے، مصالح عامه میں معززین ملک سے، اور معاملات ملکي میں اهل دفتر و حکام و وزرا سے مشوره کرنا واجب هے۔

وه امام یا سلاطین جو حکم شوری کي تعمیل نہیں کرتے، امام قرطبي حسب ذیل فتوی اونکے متعلق نقل کرتے هیں :

لا خلاف في وجوب عزل من لا یستشیر اهل العلم و الدین - (فتح البیان ج-۲-ص-۱۳۰)	جو خلیفه اهل علم و اهل دین سے مشوره نه کیا کرے، اوسکي معزولي کے واجب هونے میں کسي کو اختلاف نہیں۔

" الحریة في الاسلام " کي گذشته صحبتوں میں هم حکم شوری کي تشریح کرچکے هیں۔ اب دیکهنا چاهیے که عمل کي حیثیت سے اسلام نے اسکا کیا نمونه پیش کیا ؟ آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے متعلق حضرت عائشه کي شہادت هے که :

ما رایت رجلاً اکثر استشارة للرجال من رسول الله صلعم - (رواه البغوي)	میں نے رسول الله سے زیاده کسیکو اس بارے میں نه پایا که لوگوں سے مشوره کرنے کم کیا جاۓ۔

حضرة ابو هریره سے مروي هے :

ما رایت احداً اکثر مشورة لاصحابه من رسول الله صلعم (رواه الترمذي)	میں نے آنحضرت صلعم سے زیاده کسیکو اپنے اصحاب سے مشوره لیتے نہیں دیکها۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی الله عنه نے عمرو بن عاص کو لکها تها

ان رسول الله صلعم شاورنا في الحرب فعلیك به (کنز العمال - ج-۱- ص ۱۹۴)	رسول الله صلعم امور جنگ میں هم لوگوں سے مشوره کرتے تهے پس تم بهي ایسا هی کیا کرو

اس حدیث سے نه صرف آنحضرت کا طرز عمل ظاهر هوتا هے بلکه حضرت ابو بکر کا بهي اصول عمل واضح هوجاتا هے۔

اسکے بعد حضرت عمر کا دور هے۔ اونہوں نے مہاجرین و انصار کي باقاعده مجلسیں قائم کیں، اون سے همیشه امور مملکت میں مشوره لیا۔ عام مسلمانوں کو بهي هر مسئله میں اعتراض کا حق حاصل تها، عہد فاروقي کي تاریخ ان واقعات سے اسقدر لبریز هے که انکو کسي ایک مضمون میں ضمناً سمیٹنا ممکن نہیں۔ مثلاً چند واقعات حوالۂ قلم هیں :

انکار برابر قائم رہا - اسکے بعد ایک تاجر نے ایک نگینہ کھدوایا اور دس درهم اُجرت دي - ابومسلم نے ان درهموں کو گهر میں لاکر عورتوں کے سامنے پهینک دیا ' اور کہا : " میں دس سال سے متصل یه کوشش کررها هوں که تمکو مال حرام نه کهلاؤں "

جعفر بن حرب کا باپ پاد شاہ کے درباریوں میں تها ' اسلیے وہ اپني دولت اور جائداد کو همیشه مشتبه نگاہ سے دیکهتا تها - چنانچه آخر عمر میں تمام مال و دولت چهوڑ کر برهنه تن گهر سے نکل گیا ' اور ستر پوشي کیلیے ایک تالاب میں جا کر بیٹهه گیا - اسي حالت میں ایک دوست کي نگاہ پڑگئي ' اوس نے ایک کرته پہنا کر تالاب سے باهر نکالا -

عیسي بن صبیح نے بهي اسي اشتباہ کي بنا پر مرنے سے پہلے اپني تمام دولت لٹا دي -

محدثین کرام کي سب سے نمایاں خصوصیت یه ہے که وہ علم و مذهب کي خدمت پر کسي سے ایک حبه معارضه لینا پسند نہیں کرتے تهے - تاریخ معتزله میں بهي اس خصوصیت کے نظائر بکثرت ملتے هیں - جعفر بن مشیر نہایت فقیرانه زندگي بسر کرتا تها - ایک بار اوس نے خطبه نکاح پڑها ' اور ایک تاجر اوسکي طلاقت لساني پر فریفته هوگیا - وہ فوراً اپنے گهر گیا اور پانسو اشرفیاں جعفر بن مشیر کے یہاں بهجوادیں - لیکن جعفر نے اونکو واپس کردیا - لوگوں نے کہا : " آپ باد شاهوں کے عطیه کو تو واپس هي کردیتے تهے لیکن یه تو تاجر کا مال ہے ' اور اوس نے اپنے هاتهه سے کمایا ہے " جعفر نے کہا : " هاں لیکن میں اپني خوش بیاني پر معارضه لینا نہیں چاهتا "

معتزله اگرچه زهد و قناعت کي بنا پر تعلقات سلطنت سے همیشه احتراز کرتے تهے ' یہاں تک که ابوالقاسم عبید الله بن احمد کو ایک مرتبه اُمور سلطنت سے کچهه تعلق پیدا هوگیا تو آخر میں اونهوں نے اس سے توبه کي ' لیکن اگر یه گروہ نظام سلطنت کا جزو بنایا جاتا ' تو همیشه کیلیے ظلم کي بنیاد متزلزل هوجاتي ' اور عدل و انصاف کا منارہ دوبارہ قائم هوجاتا - عمال کے مظالم کا سب سے بڑا سبب حرص و هوا ہے جو خزانه شاهي سے زیادہ اون کے جیب و دامن کو بهرتي رهتي ہے - لیکن علماء حق مال و دولت سے بالکل بے نیاز تهے ' اسلیے وہ ان مناصب پر فائز هوکر احتساب کے غرض کو پوري قوت و نفوذ کے ساتهه ادا کرسکتے تهے - واثق بالله کے زمانے میں جب تحصیلداروں کا ظلم حد سے گذر گیا تو اوس نے حکم دیا که تمام عہدہ داروں کي نگراني کیلیے صیغه مال میں صرف فرقه معتزله هي کے لوگ منتخب کیے جائیں - چنانچه قاضي ابن ابي داؤد نے ابو یعقوب شحام کا انتخاب کیا ' اور فضل بن مروان کي نگراني کي خدمت اسکو تفویض کي نتیجه یه هوا که فضل کا جو هاتهه رعایا کي هر چیز کي طرف بے روک ٹوک بڑهتا تها ' اب احتساب کي سخت زنجیروں میں جکڑ گیا ! اور اوسکي مطلق العناني دفعتاً جاتي رهي -

(معتزله کي علمي زندگي)

اسلام نے جو آزادي فکر اور حریت اظہار تمام غیر مذاهب کو بخشي تهي ' اسکو مسلمانوں کي علمي ترقي ' اور خلفاے عباسیه کي بے تعصبي نے اور زیادہ ترقي دیدي تهي - اسلیے هر فرقه نہایت آزادي کے ساتهه اپنے مذهبي عقائد کا اظہار کرسکتا تها ' اور عموماً بحث و مناظرہ کا بازار گرم رهتا تها - یه میدان معتزله کي علمي خدمات کا بہترین جولانگاہ بنا -

قدیم مذاهب میں یہود و نصاری کا فرقه مدت سے اسلام کا حریف مقابل رهچکا ہے اسلیے معتزله نے اونکي مذهبي کتابوں کا غائر مطالعه کیا تها ' ابراهیم بن سیار نظام نے توراۃ و انجیل اور زبور کو مع شروح و تفاسیر کے ازبر یاد کرلیا تها - واصل بن عطاء نے فرقه مانویه کے رد میں ایک مستقل کتاب لکهي تهي جو عموماً پڑهي پڑهائي جاتي تهي - ابو یعقوب نے مخالفین اسلام کے رد میں مختلف کتابیں تصنیف کیں ' ابو علي نے اسي غرض سے علم نجوم میں مہارت حاصل کي اور منجمین کے رد میں ایک کتاب لکهي -

لیکن معتزله نے سب سے زیادہ ملاحدہ و دهریه کي طرف توجه کي - ملاحدہ میں ایک شخص ابن الراوندي تها جسکا پورا نام ابوالحسین احمد بن یحی ہے - وہ بعض ذاتي اغراض سے ملحد هوگیا اور الحاد کی تائید میں متعدد کتابیں لکهیں - ایک کتاب خود قرآن حکیم کے رد میں لکهي تهي جسکا نام دامغ تها ' ایک کتاب میں موحدین کا رد کیا تها ' ایک کتاب تمام انبیاء کے رد میں تصنیف کي تهي جسکا نام فرید تها ' ایک کتاب معتزله کي هجو میں بهي لکهي تهي - وہ نہایت تنگدست تها ' اور غالباً شکم پروري هي کي غرض سے ملحد هوگیا تها ' اسلیے دوسرے مذاهب کي تائید میں بهي معارضه لیکر اُجرتي کتابیں لکهدیا کرتا تها - بعض کتابوں میں یہود و نصاری اور ثنویه اور ارباب تعطیل کے مذاهب باطله کي تائید کي تهي -

معتزله نے اس فتنه کے دبانے کیلیے هر قسم کي کوششیں کیں ' پہلے بادشاہ کو اوسکے قتل پر آمادہ کیا ' لیکن ابن راوندي نے بهاگ کر کوفه کے ایک یہودي کے دامن میں پناہ لي اور وهیں مرگیا ' اوسکے بعد اُسکي تصنیفات کے رد میں معتزله کي مجموعي طاقت نے حصه لیا - فضائح المعتزله کا رد ابوالحسین نے کیا جسکا نام النقض والانتصار ہے - کتاب الفرید کي تغلیط ابو هاشم نے کي ' شیخ ابو علي ابوالحسین خیاط اور زبیري نے اوسکے رد میں بکثرت کتابیں لکهیں - ابو بکر محمد بن ابراهیم نے اوسکي چاروں کتابوں کا رد کیا -

لیکن ان مذهبي سرگرمیوں میں قلم سے زیادہ معتزله نے زبان سے کام لیا - تمدني ترقیوں نے بغداد کو هر فرقه ' هر مذهب ' اور هر گروہ کا مرکز بنا دیا تها ' اسلیے بغداد کے اندر دجله کي لہروں کے ساتهه مختلف عقائد اور مختلف خیالات کا تلاطم بهي برپا رهتا تها - خلفاے عباسیه کي علمي بے تعصبي نے هر گروہ کو اظہار خیالات کا نہایت فیاضانه موقع دیا تها ' اس آزادي سے یہودي ' سوفسطائی ' ثنوی ' مجوسي ' سب کے سب یکساں فائدہ اوٹهاتے تهے - خیالات کے اس تراکم اور زبان کي اس آزادي نے مناظرہ کا ایک اکهاڑا قائم کردیا ' خلفاے بنو عباس کے دربار میں اگرچه دوسرے سامان آرائش کے ساتهه ' فقہاء ' محدثین ' اور ادباء کا گلدسته بهي سجایا جاتا تها ' لیکن اس دنگل کے مرد میدان صرف معتزله هي هوسکتے تهے -

لیکن اون مناظروں میں اس زمانه کي طرح محض علمي زور آزمائیاں نہیں هوتي تهیں ' بلکه وہ اشاعت اسلام کا سب سے بڑا ذریعه تهے ' اور اسي غرض سے معتزله نے اوس کو اپني علمي طاقت کا جولانگاہ بنایا تها - ایک مرتبه فرقه سمنیه کے ایک شخص نے جهم بن صفوان معتزلي سے پوچها : " کیا کوئي چیز حواس خمسه کے ادراک سے باهر بهي ہے ؟ " جهم نے کہا " نہیں " اوس نے پهر پوچها : " تم نے اپنے خدا کو کس حاسه کے ذریعه سے پہچانا ؟ " جهم بند هوگیا ' لیکن اوس نے واصل بن عطاء سے بذریعه خط و کتابت کے جواب دریافت کیا ' واصل نے جواب دیا که " حواس خمسه کے علاوہ ایک چیز عقل اور حجت بهي ہے ' زندہ اور مردہ میں عقل هي کے ذریعه سے تفریق کي جاسکتي ہے ' هوشیار اور دیوانے کو دلیل هي کے ذریعه پہچانا جاتا ہے " جهم نے اوسکو یہي جواب دیا ' معترض نے کہا " یه سچ ہے ' لیکن یه کسي دوسرے کي بتائي هوئي بات معلوم هوتي ہے " جهم نے اسکا اعتراف کیا ' چنانچه معترض

اس واقعه سے زیاده واضح اور زیاده روشن حضرت عمرؓ کا وه خطبه هے جسمیں اونہوں نے خلیفه اور عام اهل ملک کے حقوق ملکي کا ذکر کیا هے:

انما انا ومالكم كولي اليتيم ان استغنيت استعففت وان افتقرت اكلت بالمعروف' لكم على ايها الناس خصال فخذوني بها' لكم على ان لا اجتبي شيئاً من خراجكم ولا مما افاء الله عليكم الا من وجهه' ولكم على اذا وقع في يدي ان لا يخرج مني الا في حقه' ولكم على ان ازيد في اعطياتكم (كتاب الخراج ابو يوسف-ص۶۷)

تمهارے مال کي اور میري مثال ایک یتیم کے مربي کیطرح هے' اگر مین مستغني هونگا تو کچھه نه لونگا اور اگر محتاج هونگا تو حسب دستور کچھه کھانیکو لے لونگا- لوگو! مجھپر تمهارے چند حقوق هین جنکا تمکو مجھسے مطالبه کرنا چاهیے- مجھپر تمهارا حق هے که ملک کا خراج اور مال غنیمت بیجا طور سے جمع نکروں' مجھپر تمهارا حق هے که جب میرے هاتهه تمهارا خراج و غنیمت آئے تو میرے هاتهه سے بیجا طور سے نه نکلے' مجھپر تمهارا حق هے که میں تمهارے وظائف میں اضافه کروں-

الله الله! آج رعایا گورنمنٹوں سے اپنا حق مانگتي هے اور نهیں ملتا' اور ایک زمانے میں مسلمانوں کو عادت دلائي گئي تهي که اگر وه اپنا حق مانگنا بھول جائیں تو خود پادشاه وقت انکو یاد دلائے که تمهیں مجھسے مطالبه کرنا چاهیے!!

حضرت عثمان رضي الله عنه' کا بھي خود اپنے متعلق یهي طرز عمل تها' آخر ایام میں جب بعض اعزه کے متعلق طرفداري کا میلان ان سے ظاهر هوا تو فوراً مسلمانوں کي ایک بڑي جماعت انکي طرف سے مشتبه هوگئي- حضرت علي علیه السلام کا بھي بشدت اسي پر عمل تها- عبد الله بن زمعه نے جب ان سے بلا استحقاق کچھه طلب کیا تو فرمایا:

ان هذا المال ليس لي ولك وانما هو في للمسلمين!

یه مال نه میرا هے اور نه تیرا' یه عام مسلمانوں کي آمدني هے-

(نهج البلاغة ص- ۴۸۹)

ولید بن عبد الملک دمشق میں جب بے انتها مصارف سے جامع مسجد بنوا رها تها تو مسلمانوں نے فوراً اعتراضات کیے که بیت المال کا اسقدر روپیه کیوں بیکار صرف کیا جا رها هے؟ حضرت عمر بن عبد العزیز سلطنت کے کاغذات دیکھنے کیلیے ایک خاص چراغ رکھتے تھے جسمیں بیت المال کا تیل ڈالا جاتا تها' اور اپنے ذاتي مطالعه کیلیے دوسرا چراغ رکھتے تھے جسمیں اپني تنخواه سے تیل ڈالتے تھے-

کیا ان واقعات کے بعد بھي اسمیں شبه هوسکتا هے که حکومت اسلامیه کا نظام دستوري یا جمهوري نه تها؟ کیا اس سے بهتر مثال حکومت عامه کي کوئي قوم پیش کرسکتي هے؟ کیا تاریخ ماضي کے خزانه میں اس سے بهتر کوئي نظیر موجود هے' اور مستقبل کو اس سے بهتر نمونه ملسکتا هے؟

یه تو مسلمانوں کي حکومة ماضیه کا افسانه تها جو انکي مذهبي تعلیمات کي سطح پر ٹھیک تیره سو برس هوے که قائم هوئي تهي' لیکن آج مسلمانوں نے اگر زندگي حاصل کي هے' اگر مذهبي احساس انمیں پھر پیدا هوگیا هے' اگر جوهر و روح اسلام کے وه پھر طالب هیں' تو دین کے بعد انکي سب سے پهلي کوشش دنیا کي صحیح سیاست کیلیے هوني چاهیے' کیونکه اسلام نے دین اور سیاست کو الگ الگ نهیں رکھا هے- وه ایک هي حقیقت شرعي هے- قرآن حکیم نے' احادیث نے' تاریخ اسلام نے' همکو جس طرز سیاست کي آب و هوا میں زنده رکھنا چاها هے' اوسي میں همارے لیے زندگي هے' اور اوسکے بغیر موت هے-

تاریخ و عبر

تـاریخ مـعـتـزلـه کا ایک ورق

نـظـائـر و امـثـال

(۲)

معتزله میں اگرچه دعوة حق کي آخري منزل شهادت سے گذر جانیکا فخر صرف غیلان دمشقي هي کو حاصل هوا' تاهم احتساب کي وه خصوصیت جو کسي گروه کو سلاطین سے بے نیاز' جاه پرستي سے متنفر' مناصب دنیا سے بیزار کردیتي هے' اس فرقه کے هر فرد میں نمایاں طور پر نظر آتي هے-

محمد بن اسمعیل عسکري کي بے نیازي کا یه عالم تها که ایک بار بادشاه وقت نے انکے پاس خط بھیجا- سلاطین کے خطوط دنیادار اشخاص کي تاریخ زندگي کا روشن صفحه هوتے هیں- لیکن اوس نے نهایت بے پروائي سے کہا "میں ذره هاے خاک کے برابر بھي اس خط کي وقعت نهیں کرتا"-

جعفر بن بشر اگرچه اس عسرت کے ساتهه زندگي بسر کرتا تها که وه مستحقین زکوة میں داخل هوگیا تها' تاهم جب اوس کو ایک بادشاه نے دس هزار درهم کا عطیه دینا چاها' تو اوس نے صاف انکار کردیا البته ایک دوست کے دو درهم قبول کر لیے- لوگوں نے اسکي وجه پوچھي- اوس نے کہا:- "جن لوگوں کو دس هزار کي ضرورت هے' وه مجھه سے زیاده اسکے مستحق تھے- میري ضروریات کیلیے یه دو درهم کافي هیں"

ابوبکر محمد بن ابراهیم کو ایک بادشاه نے عطیه لینے پر اسقدر مجبور کیا که اسکے ناخنوں میں کیلیں ٹھکوادیں- با اینهمه اوس نے قبول نهیں کیا-

صله و عطیه هي کي خصوصیت نه تهي' بلکه علماے حق کو هر اوس چیز سے احتراز تها جو سلاطین و امراء کي طرف منسوب هوتي تهي- ابو عبد الله حسین بن علي کي فاقه مستي اس درجه تک پہنچ گئي تهي که ایک مرتبه ابو الحسن ازرق اسکے پاس آیا- دیکھا تو وه تصنیف و تالیف میں مصروف تها- ابو الحسن نے حجرے میں پاني ڈھونڈھا تو نهیں ملا' ادھر ادھر نگاه دوڑائي' کھانے پینے کي کوئي چیز نظر نهیں آئي' اوس نے تعجب کے ساتهه پوچھا "آپ اس فاقه مستي میں کیونکر تصنیف و تالیف کرتے هیں؟" حسین بن علي نے کہا: "اگر میں مشاغل علمیه کو چھوڑ دوں تو کیا سامان معاش فراهم هوجائیگا؟" ابو الحسن نے کہا "نهیں" حسین بن علي نے کہا "تو پھر وقت ضائع کرنے سے کیا فائده؟ تصنیف و تالیف میں مصروف رهنا هي بهتر هے"

لیکن با اینهمه اسکے زهد کي یه کیفیت تهي که عضد الدوله اوسکے لیے خوان شاهي سے طعام خاصه بھیجتا تها اور وه اوس میں سے ایک لقمه بھي منهه میں نهیں ڈالتا تها-

ابو مسلم نقاش ایک معتزلي تها جو نگینه پر نام کھودا کرتا تها- ایک مرتبه ایک امیر کا خادم ایک نگینه لیکر آیا' اوس نے نام کھودنے سے انکار کردیا- خادم نے کہا: "اگر اجرت کم هے تو میں اس سے زیاده دیسکتا هوں" چنانچه اوس نے سو دینار تک اجرت دینا چاهي' لیکن ابو مسلم نے منظور نهیں کیا- یهاں تک که گھر میں سے اسکي عورتوں نے پکارا: "تنگدستي سے هم سب کا برا حال هورها هے' اس رقم سے انکار کردینا کسي طرح مناسب نهیں" لیکن اوسکا

آل انڈیا محمڈن کانفرنس

اور دعوۃ اسلامی

اواخر نومبر میں اس عاجز نے صاحبزادہ آفتاب احمد خان جوائنٹ سکریٹری کانفرنس کو رجسٹرڈ خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ وہ سالہاے گذشتہ کی طرح امسال بھی کانفرنس کے پروگرام میں میری تقریر کیلیے وقت رکھیں، اور میری تقریر کا موضوع " صراط مستقیم " ہوگا -

اس خط کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے جو خط لکھا، اور اسکے جواب میں جو خط میں نے بھیجا، ان دونوں کی نقل حسب ذیل ہے - میں بیمار ہوں، اور اس اشاعت میں اسکے متعلق اور کچھہ نہیں لکھہ سکتا - آیندہ نمبر میں انشاء اللہ لکھونگا - یہ محض ایک شخصی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ کانفرنس کے اصول مباحث و مواعظ کا ایک علم سوال پیدا ہوگیا ہے، اور مسلمانوں کو معلوم کرنا چاہیے کہ اسکے احاطہ کے اندر اسلام کی دعوۃ و تعلیم کیلیے گنجایش ہے یا نہیں ؟

(۱)

(صاحبزادہ صاحب کا خط)

میں گذشتہ پانچ ہفتوں میں والدہ صاحبہ کی علالت اور اپنے جوان کمسن بھانجے کی علالت اور انتقال کے سبب سے سخت پریشانیوں میں رہا، اور نیز چونکہ آپکے خط کے مضمون کے متعلق مجھکو جناب والا آنریری سکریٹری صاحب کانفرنس اور دیگر ممبروں سے مشورہ کرنا تھا، اسلیے جواب میں دیر ہوئی - معاف فرمائیں -

آپکو معلوم ہے کہ اس کانفرنس کے وجود کا مقصد اور موضوع تعلیمی تحریک کی اشاعت اون اصول کے مطابق ہے جو سر سید علیہ الرحمۃ نے قائم کی، اور جنپر علی گڈہ کی تحریک مبنی ہے - پس کانفرنس کے پلیٹ فارم پر جو کچھہ بھی تعلیمی تجاویز پیش ہوں اور اونکے متعلق جو کچھہ تقریریں ہوں، ان سب میں اصلی غرض کا ملحوظ رہنا لازمی امر ہے - کانفرنس میں جو تعلیمی مسایل یا مسلمانونکی تعلیمی ضرورتوں کے متعلق جو تجاویز پیش ہوں، اون سے اتفاق یا اختلاف کرنیکا ہر ایک ممبر کو حق ہے - لیکن کانفرنس کے وجود کا جو مقصد اور موضوع ہے، اسپر کانفرنس کے پلیٹ فارم پر حملہ کرنیکا کسیکو حق نہیں - اسقدر تمہید کے بعد اب میں آپکو آپکی وہ تقریر یاد دلاتا ہوں جو گذشتہ سال راولپنڈی کے اجلاس کانفرنس میں آپنے فرمائی تھی - اور جس میں آپنے فرمایا تھا کہ کانفرنس کی تعلیمی تحریک اس قسم کی ہے جیسے کہ کسی مردہ کو موم روغن کے ذریعہ سے زندہ کرنیکی کوشش کرنا - اس سے مجھکو بحث نہیں کہ آپنے جس راے کا اظہار کیا تھا، وہ صحیح ہے یا کیا؟ لیکن یہ میں ضرور عرض کرونگا کہ کانفرنس کے پلیٹ فارم پر اس قسم کی تقریر قطعاً اون مقاصد کے منافی ہے جنکے لیے یہ کانفرنس قائم ہے - سالہا سال کی کوشش کے بعد بڑی مشکلات کا سامنا کرکے راولپنڈی میں کانفرنس کا اجلاس اس غرض سے کیا گیا تھا کہ سرحد کے مسلمانونکو تعلیم کی طرف توجہ ہو، اور شمال مغربی اضلاع میں جو اسلامی خطہ ہے اور جو جہل کی تاریکی کیوجہ سے نہایت پستی کی حالت میں ہے، اوس میں تعلیم کے ذریعہ سے بیداری کے سامان پیدا ہوں - چنانچہ حتی الامکان مختلف تحریکوں اور لکچروں کے ذریعہ سے حاضرین کو تعلیمی تحریک کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی - لیکن آپنے آخری اجلاس میں جو تقریر فرمائی، اوس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو اثر کانفرنس کے مقاصد کی تائید میں پیدا ہوا تھا، وہ بہت کچھہ زایل ہوگیا - ایسی حالت میں سب سے اول یہ امر صاف ہو جانا ضروری ہے کہ جس تعلیمی تحریک کی اشاعت کیلیے یہ کانفرنس قائم ہے اور جن اصول کے مطابق اور جن مقاصد کیلیے سر سید علیہ الرحمۃ نے اسکی بنا قایم کی ہے، اونکو آپ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے مفید اور ضروری سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اور اونکو قوم میں مقبول عام کرانے کی کوشش کرنا کانفرنس کے ممبروں کا فرض تصور کرتے ہیں یا نہیں ؟ اس امر کی نسبت جوابہ آنے پر جناب کے اول خط کے متعلق جواب عرض کیا جاویگا - والسلام -

خاکسار : آفتاب احمد

(۲)

(خط کا جواب)

جس دن آپکا والا نامہ پہنچا، اسی دن سے نزلہ و درد گلو میں مبتلا ہوں، تمام کام معطل ہیں - آج تھوڑی سی مہلت ملی تو سب سے پہلے جواب یاد آیا -

افسوس ہے کہ مجھے اُن حوادث کی خبر نہ تھی جنکا ذکر جناب نے آغاز خط میں کیا ہے، ورنہ تاخیر جواب کیلیے کسی طرح اظہار شکایت نہ کرتا - انا للہ و انا الیہ راجعون، وعظم اللہ اجورکم بمصائبکم -

میں آپکا شکرگذار ہوں کہ آپنے اپنے خیالات صاف صاف ظاہر کردیے، اور اُن مصنوعی اور نمایشی عذرات سے بالکل کام نہ لیا جو آجکل ایسے مواقع میں عموماً اخفاء اصلیت کیلیے کام میں لاے جاتے ہیں - یہی شان ایک مسلمان کی تمام معاملات میں

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۸ کا)

بادشاہ سندھ نے ہارون الرشید کو لکھہ بھیجا کہ " میں نے اپ کے مذہب اور اپ کی قوم کے متعلق جو باتیں سنی تھیں، انپر یقین نہیں کرتا تھا، لیکن اب انکی تصدیق ہوگئی " ہارون الرشید کو یہ خط پڑھ کے سخت رنج ہوا اور بے اختیار پکار اٹھا " کیا اب کوئی ایسا شخص نہیں رہا جو مذہب اسلام کی حمایت کرے؟ " لوگوں نے کہا " ہاں! اے امیر المومنین! ایسے لوگ ہیں، مگر اسوقت انکی زبانیں بند کردیگئی ہیں، اور اتمیں سے اکثر تو قید خانوں میں پڑے ہوے سڑ رہے ہیں " ہارون الرشید نے علماء معتزلہ کو بلوایا اور اس مسئلہ کا جواب پوچھا - انہی لوگوں میں ایک لڑکا بھی تھا - اسنے کہا " یہ سوال ہی صحیح نہیں، کیونکہ ہر مخلوق حادث ہوتی ہے اور خدا قدیم ہے، اسلیے وہ اپنا مثل پیدا ہی نہیں کر سکتا - قدرت کا یہاں کوئی سوال نہیں ! "

ہارون الرشید اس جواب سے اسقدر خوش ہوا کہ اوسی لڑکے کو مناظرہ کیلیے ہندوستان بھیجنا چاہا لیکن لوگوں نے کہا کہ اور مسائل بھی پیش آئینگے - ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے جو علم کلام کے تمام مسائل پر حاوی ہو - چنانچہ اس غرض کیلیے معمر معتزلی کا انتخاب ہوا، لیکن اوس برہمن نے جس نے فقیہ موصوف کے ساتھہ مناظرہ کیا تھا، اپنی رسوائی کے خوف سے راستے میں زہر دلوا دیا -

(استدراک)

معتزلہ کے یہ تمام حالات زیادہ تر قاضی ابوبکر یحیی کی تاریخ معتزلہ سے لیے گئے ہیں جسے پچھلے دنوں ڈاکٹر ارنلڈ نے شائع کیا تھا - بعض بعض واقعات مقریزی کی تاریخ مصر جلد دوم اور ابن خلکان وغیرہ سے بھی ماخوذ ہیں -

خود واصل کے پاس آیا' اوس سے بالمشافہ بحث کي' اور اس فرقۂ العند کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے!

ابو الہذیل علاف سرگروہ معتزلہ کو مناظرہ میں نہایت کمال حاصل تھا' وہ مخالف کو چند فقروں میں بند کردیتا تھا - بالخصوص مجوس اور فرقۂ ثنویہ کے ساتھہ جو مناظرے کیے ہیں' وہ خاص طور پر شہرت رکھتے ہیں - انہي مناظروں کے اثر سے تین ہزار آدمیوں کو اوسکے ہاتھہ پر مشرف باسلام کرایا!

معتزلہ کے مناظروں کا عام اثر اسلیے ہوتا تھا کہ وہ ہر شخص کو عقلي گورکھہ دھندوں میں پھنسانا نہیں چاہتے تھے' بلکہ اکثر سیدھا سادھا جواب دیدیتے تھے' جو معترض کے دل میں اُتر جاتا تھا - ایک مرتبہ ابوالہذیل کے پاس ایک آدمي آیا اور کہا : "مجھے قران مجید کي بعض آیتوں میں شبہہ ہے اسکو حل کرنا چاہتا ہوں - لوگوں نے اس غرض کے لیے آپ ہي کا نام بتایا ہے" ابوالہذیل نے پوچھا "آپ کو کیا شبہہ ہے؟" اس نے کہا : "مجھے قران کي بعض آیتیں متناقض اور بعض اصول عربیت کے مخالف معلوم ہوتي ہیں" ابو الہذیل نے کہا "میں اُن میں سے ہر ایک کا الگ الگ جواب دوں یا ایک عام تقریر کردوں جو سب کا جواب ہو جاے" اس نے کہا "ایک کلي جواب بہتر ہوگا" ابوالہذیل نے کہا :

"آپ کو یہ معلوم ہے کہ آنحضرت شرفاے عرب میں سے تھے' اور انکي زبان مستند مانی جاتي تھي - آپ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت کا شمار عقلاے عرب میں کیا جاتا تھا - آپ سے یہ بھي مخفي نہیں کہ اہل عرب نے آنحضرت سے مناظرے کیے' آپ کو ان کوششوں کا بھي علم ہے جو اہل عرب نے آپ کي تکذیب میں کیں؛ تو کیا ایک معمولي درجہ کے آدمي کے بہکانے سے آپ اُن لوگوں کے اقوال کو چھوڑدیتے ہیں جو عربي لغت کے سب سے بڑے ماہر تھے؟ اور جنہوں نے بہت سے مناظروں کے بعد اسلام کو قبول کیا تھا؟"

اس نے اسي وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا -

فن مناظرہ میں سب سے زیادہ ضرورت انتقال ذہني اور قوت حافظہ کي ہوتي ہے - ابوالہذیل کا حافظہ اس قدر قوي تھا کہ اُسنے ایک مجلس مناظرہ کے اندر سات سو عربي اشعار استشہاد میں پیش کیے!

صالح بن عبد القدوس ایک مجوسي تھا اُس نے ایک مرتبہ مناظرہ میں دعوی کیا کہ "عالم ہستي نور و ظلمت کي ترکیب سے پیدا ہوا ہے" ابو الہذیل نے سوال کیا کہ "ان دونوں کے امتزاج سے کوئي تیسري چیز پیدا ہوئي' یا نور و ظلمت کي حقیقت میں کوئي تغیر پیدا ہوا؟" صالح نے کہا "نہیں عالم صرف نور و ظلمت کا نام ہے' امتزاج نے کوئي تیسري چیز نہیں پیدا کي" - ابو الہذیل نے کہا "اصول فلسفہ کي بنا پر دو متضاد عناصر کي ترکیب سے ہمیشہ ایک تیسري حقیقت پیدا ہوتي ہے' اور اگر ترکیب و انضمام سے یہ حقیقت جدیدہ وجود میں نہیں آے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ عنصر متضاد نہیں تھے' بلکہ صرف ایک ہي عنصر تھا -"

صالح ساکت ہوگیا -

صالح اور ابوالہذیل میں ہمیشہ مجلس مناظرہ گرم رہتي - ابوالہذیل اُس پر اس قدر غالب آگیا تھا کہ ہنسي مذاق میں بھي اُسکو زیر کردیتا تھا - ایک بار صالح کا ایک صغیر السن بچہ مرگیا' ابو الہذیل اُسکي طرف سے گذرا تو نہایت افسردہ پایا - ابو الہذیل نے کہا "غم کي کیا بات ہے؟ آدمي تو تمہارے نزدیک صرف ایک سبزۂ روئیدہ ہے" اُس نے کہا "مجھے صرف یہ افسوس ہے کہ اُس نے میري کتاب الشکوک نہیں پڑھي" ابو الہذیل نے کہا "کتاب الشکوک کس فن کي کتاب ہے؟" صالح نے کہا "میں نے ایک کتاب لکھي ہے جسکو پڑھ کر ہر چیز میں شک پیدا ہوجاتا ہے" ابو الہذیل نے کہا "تو پھر اُسکا مرنا بھي مشکوک ہے' اور اس میں بھي شبہہ ہے کہ اُس نے وہ کتاب پڑھي یا نہیں؟"

اسي ظریفانہ طریقہ سے ابو القاسم عبد اللہ بن احمد نے بھي ایک سوفسطائي کو بند کردیا تھا اور اوس نے اپنے عقائد سے توبہ کرلي تھي -

معتزلہ نے فن مناظرہ میں اسقدر شہرت حاصل کي کہ وہ اکثر مناظروں میں جج مانے جاتے تھے - مسئلہ نسخ شریعت میں ایک شخص نے کسي یہودي سے گفتگو کي اور بات اسقدر بڑھي کہ ابو القاسم معتزلي کو دونوں نے حکم مانا -

رفتہ رفتہ مناظرہ کا ذوق اسقدر عام ہوگیا کہ خود خلفاء نے بھي اوس میں حصہ لیا اور دربار شاہي بھي مجلس مناظرہ بن گیا' لیکن اس بزم کي شمع بھي معتزلہ ہي تھے - ایک مرتبہ مامون الرشید نے ابو الہذیل علاف اور زادان ثنوي سے مناظرہ کرایا' سوء اتفاق سے جعفر برمکي مجلس مناظرہ میں شریک نہوسکا' لیکن فرط شوق سے خود زادان کے پاس پہونچا اور اس مناظرہ کے متعلق جو واقعات تھے اوسکي تصدیق کرني چاہي - زادان نے کہا "یہ واقعات سچ ہیں' لیکن اسکا کیا علاج کیا جاے کہ تمہارے ہي یہاں مجلس ہوتي ہے' اور تمہارا ہي بادشاہ اوسکا صدر نشین ہوتا ہے"

(ہندوستان میں مجلس مناظرہ)

اب ان مناظروں کي شہرت بغداد سے نکل کر اقصاے ہند تک پہونچي - چنانچہ بادشاہ ہندوستان (سندھہ) نے ہارون الرشید کو کہا کہ "آپ اس قوم کے بادشاہ ہیں جو اپنے مذہب کو صرف تلوار کے ذریعہ سے پھیلانا جانتي ہے' لیکن اگر آپ کو اپنے مذہب کي صداقت پر اعتماد ہے تو مناظرہ کےلیے ایک عالم کو بھیجدیجیے - اگر آپ کا مذہب حق ہوگا تو میں مسلمان ہوجاؤنگا' ورنہ آپ کو ہمارے مذہب میں داخل ہونا پڑےگا" یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فقہاء کي مخالفتوں سے ہارون الرشید نے معتزلہ کو بحث و مناظرہ سے روکدیا تھا' بلکہ اکثر معتزلہ کو قید کردیا تھا' اسلیے مناظرہ کےلیے ایک فقیہ کو بھیجنا پڑا - فقیہ موصوف جب بادشاہ ہندوستان کے دربار میں پہونچے' تو اوس نے نہایت تعظیم کي اور ہندوستان کے تمام پنڈتوں کو جمع کیا -

مناظرہ شروع ہوا تو ان میں سے ایک برہمن نے پوچھا : حقانیت کي کیا دلیل ہے؟ فقیہ موصوف نے ثوري' سفیان' شعبي' اور ابن عون کے سلسلہ سے روایت شروع کي - برہمن خاموشي کے ساتھہ تمام روایتوں کو سنتا رہا' جب وہ سلسلہ روایت ختم کر چکے تو اس نے کہا "جس شخص کي حدیثیں آپ نے سنائي ہیں' اسکي نبوت پر کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے"؟ عالم موصوف نے قرآن مجید کي چند آیتیں پڑھ دیں جن میں آنحضرت کو نبي اور پیغمبر کہا گیا تھا' برہمن نے کہا "اسکا کیا ثبوت ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے؟ ممکن ہے کہ پیغمبر نے اسکو خود ہي گڑھ لیا ہو" اب وہ بالکل خاموش ہوگئے - اوسنے اصول اسلام کو چھوڑ کر علم کلام کے ایک خاص مسئلہ پر گفتگو شروع کي - اسنے پوچھا : کیا تمہارا خدا قادر ہے؟ اونھوں نے کہا "ہاں" اسنے کہا "تو کیا وہ اپنا مثل بھي پیدا کرسکتا ہے" فقیہ موصوف نے جواب دیا "یہ تو علم کلام کا مسئلہ ہے' ہملوگ اسکو بدعت سمجھتے ہیں"

اب برہمن نے بادشاہ کي طرف مخاطب ہوکر کہا "میں نے تو پہلے ہي کہدیا تھا کہ مسلمانوں کي قوم ایک جاہل قوم ہے' وہ صرف تلوار کے ذریعہ سے اپنے مذہب کو پھیلا سکتي ہے"

و خبر دار هو - گذشته صدي كے تمام مسائل اصلاح و دعوة ميں سے آپ حضرات كو صرف سر سيد مرحوم هي كي تحريك كا حال معلوم هے - اسكے استغراق سے مهلت نهيں - آپ كو كيا معلوم كه مسئله " تحريك جديد " و " دعوة تعليم جديد " (متعلق اهل اسلام) خود ايك موضوع مستقل هوگيا هے ' اور گذشته صدي كے اندر تمام عالم اسلامي نے اسپر نظر ڈالي هے ' اور ايك وسيع لٹريچر اسكا موجود هے - اسكے ديكهنے سے ايك شخص ان تمام مشارب و مذاهب و طرق و اساليب كو معلوم كر سكتا هے جو اس مسئله سے تعلق ركهتے هيں ' اور اسلام كي ديني تعليمات اور مسلمانوں كے قومي خصائص و مقومات كے علم صحيح كا اسپر اتفاق كركے حقيقت شناسي كے طرف قدم اٹها سكتا هے - ميرے گذشته دس سال كے ليل و نهار ' سفر و حضر ' صحت و مرض ' هر حال كے مطالعة دائمي كا ايك خاص موضوع يه چيز بهي رهي هے - آپكو سنكر تعجب هوگا كه متعدد رسائل و اخبارات و مجلات عالم اسلامي كے سوا ' خاص اسي موضوع پر كم از كم پچاس كتابيں ميري نظر سے گذري هيں ' جنكے وجود كا بهي خبر داران هند كو علم نهيں - پهر اسكے ساتهه هي الحمد لله ميں نے اس بارے ميں ايك مجتهدانه بصيرة پائي هے ' اور اسلامي تاريخ كے استقرائي نتائج نے ميري مدد كي هے ' اور قرآن و سنة نے بهي دلائل و براهين كے ساتهه بتلايا هے كه اس مسئله كي صحيح و سعيد راه كيا هے ؟ والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم -

پس اس بارے ميں ميرا تخاطب آپ حضرات سے نهيں هے ' اور نه ميں اس بارے ميں آپ حضرات سے كچهه پوچهنا چاهتا هوں - يه موضوع دوسرا هے ' اور اسكي كائنات اس دنيا سے بالكل مختلف هے جسميں آپ لوگ بستے هيں - موجوده مسئله سے اسكا كوئي تعلق نه تها ' اور يه بالكل بے سود تها كه آپنے اپني خواهش كو كانفرنس كے ايك اصول كي شكل ميں پيش كرديا -

آپ لوگوں كا دعوا هے كه آپ سر سيد مرحوم كے مشن كے داعي هيں - سرسيد كا بڑا كارنامه يه بتلايا جاتا هے كه انهوں نے تقليد كا قلع و قمع كيا اور اجتهاد راے كا دروازه كهولنا چاها - ليكن آپ لوگ خود هي ايك بدترين تقليد اعمى ميں گرفتار هوگئے هيں ' اور يه تقليد اس تقليد سے هزار درجه افسوس ناك هے جو مقلدين فقه هدايه ' يا مقلدين تفسير جلالين و مدارك كي بيان كي جاتي هے - تاهم ميں اس بارے ميں كچهه نه كهونگا ' كيونكه كهنا بيكار هے - " تقليد " كا پهلا خاصه يه هے كه سوال كا جواب نهيں ملسكتا :

ولكن لا حياة لمن تنادي

(۳) بهر حال آپنے ميرے شخص خاص كے معاملے كو كانفرنس كا اصولي مسئله بناكر ايك اهم بحث چهيڑ دي هے ' جسكو اگر صاف نه كيا گيا تو كانفرنس كے دروازوں پر مسلمانوں كيليے قفل چڑهادیے جائينگے - اسكا صاف كرنا تو اب ناگزير هوگيا هے - ليكن ان دو چار دنوں كے اندر آپكے ليے كچهه ضروري نهيں هے كه ايك شخصي معاملے كو كسي اصول موضوعه كے حوالے كركے الگ هوجائيں -

(۴) سر دست اس مسئله كو يوں صاف كيا جاسكتا هے كه آپ مجهسے شخصاً دريافت كر ليں كه آينده كانفرنس ميں كس موضوع پر تقرير كرونگا ؟ اور پهر اس سے اندازه كريں كه يه تقرير كيسي هوگي ؟

ميں نے پہلے آپكو لكها تها - اب بالتشريح كهتا هوں كه ميري تقرير كا موضوع " صراط مستقيم " هوگا - اسكي تشريح ' اور وه بيانات جو قرآن حكيم نے صراط مستقيم كے متعلق كيے هيں ' اس موضوع كے كسي حصه كو نه تو سر سيد كے تعليمي مشن سے كوئي تعلق هے اور نه كچهه اسكي بحث هے - يه ايك خالص مذهبي موضوع هے اور از سرتا پا قرآن و سنة سے متعلق -

(۵) الحمد لله كه خدا نے هندوستان كے هر گوشے كو ميري آواز كي پذيرائي كيليے آماده كرديا هے اور هر جگه هزارها دل پيدا كرديے هيں جو ميري هر آواز كے استقبال كيليے مستعد هيں - و اما بنعمة ربك فحدث - كوئي روك جو آپ حضرات اسكے ليے پيدا كريں ' سودمند نهيں هوسكتي ' اور گيند كي قوت جذب كا فعل جس قوة سے هوتا هے ' اتني هي طاقت سے قوة دفع جواب بهي ديتي هے - راولپنڈي ميں خود آپ لوگوں نے ميري مخالفت كركے پبلك كو اپنے سے بدظن كرايا ' اور پهر اسكے نتائج لازمي هيں - علي الخصوص پونا كو تو ميں آپسے زياده جانتا هوں - كانفرنس كا پنڈال آپ مجهپر بند كركے ديكهه ليں ' ميں كسي اور گوشے ميں خدا اور اسكے رسول كا پيام مسلمانوں كو پهنچا سكتا هوں - ميرا ذاتي نقصان اس سے كچهه نهوگا ' اور اگر كوئي شخص اس حماقت ميں گرفتار هے كه كانفرنس كا پليٹ فارم ميرے ليے ايك بهت هي بڑي عجيب و غريب دولت هے جس سے محروم هوكر لٹ جاؤنگا ' تو اسكي حماقت بهت هي افسوس ناك هے - اگر آپ لوگ سمجهتے هيں كه كانفرنس ميں ميري تقرير روك كر كوئي بڑي كاميابي حاصل كرسكتے هيں ' تو بسم الله ' اسكا بهي تجربه هوجاے ' جيسا كه چار پانچ سال سے بيسيوں تجربے آپ لوگ كرچكے هيں - مجهے الله اور اسكے رسول كي ان تعليمات كو كهنا ' لكهنا ' مدون كرنا هے ' جنكو ميري بصيرة حق سمجهتي هے ' اور ميرا معامله اب وهاں تك پهنچ گيا هے كه اب لوگوں كے بد ارادے اسكے ليے بالكل خارج از بحث هيں - مولوي نذير احمد مرحوم كا ترجمة القرآن آپكے پاس شايد هوگا - اسميں سوره جن كو نكاليے اور كسي وقت فرصت ملے تو اس آيت پر غور كيجيے -

و انه لما قام عبد الله يدعوه ' كادوا يكونون عليه لبدا -

ضـــرورت مارچ سنه ۱۹۱۶ع ميں

ايك قومي بلا فيس تعليم دينے والے اسكول كي هيڈ ماسٹري كے ليے ايك ايم - اے پاس مسلمان اور سكنڈ ماسٹري كے ليے تين تجربه كار گريجويٹ كي ضرورت هے -

تنخواه يا ديگر باتوں كا فيصله بذريعه خط و كتابت طے هوسكتا هے - درخواستيں معه نقل سرٹيفكٹ پوسٹ بوكس نمبر ۳۷۱ - رنگون آني چاهيے -

P. O. Box No. 371
Rangoon,

ايجنٹوں كيلئے كميشن

هندوستان كے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں البلاغ پهلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے كے روزانه اخبارات كي طرح بكثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملك ايك سرے سے ليكر دوسرے سرے تك اسكي اشاعت كے استقبال كيليے چشم براه هے - پس اگر آپ ايك عمده اور كامياب تجارت كے متلاشي هيں تو ايجنسي كيليے درخواست بهيجيے ' كميشن معقول ديا جاتا هے - اور تبليغ حق اور اشاعة معارف قرآنيه كا ثواب اخروي مزيد برآں -

هوني چاهيے - اگر هم سب ايسا هي كيا كريں تو نصف اندروني اختلافات كا خاتمه هوجائے -

ليكن جناب نے اپنے خط ميں (معاف فرمائيگا) ترتيب مقدمات و طرز استدلال كے ايسے متعدد مسامحات جائز ركھے هيں جنكي وجه سے مجهے عرض جواب ميں بڑي هي مشكل پيش آگئي هے - اگر ان امور كي نسبت لكهتا هوں، تو صفحوں كے صفحے چاهييں، مگر نه مجهے اسكي مهلت نه آپكو - اعراض كرتا هوں تو جو خلط مبحث آپنے كرديا هے، وه نفس مقصود كو صاف و واضح نهيں هونے ديتا - ايک چيز آپكي اور آپكے هم خيال بزرگوں كي خواهش هے، پهر ايک چيز كسي كام كے اصول و مقصد اور شرائط وغيره كا مسئله - كچهه ضروري نهيں نه پهلي چيز هي بنياد ثاني الذكر هي پر ركهي جائے - آپ اگر دونوں مسئلوں كو الگ ركهتے تو بات زياده صاف اور روشن تهي -

آپ نے كيسي تعجب انگيز غلطي كي هے جبكه خود هي ايک مقدمه قائم كيا هے اور قبل اسكے كه مخاطب اسے تسليم كرے، يا اسكا مقدمۀ مسلمه هونا ثابت هوجائے، پوري شكل بهي قائم كرلي هے اور پهر نتيجه بهي نكال ليا هے ؟

آپ لكهتے هيں كه " كانفرنس كا موضوع تعليمي هے " يه بالكل ٹهيک هے اور اسكا نام هي اسكے ليے شاهد :

گواه عاشق صادق در آستيں باشد !

ليكن اسكے بعد ارشاد هوتا هے كه " ان اصولوں كے مطابق جو سر سيد مرحوم نے قائم كيے " گذارش هے كه مقدمه كا يه ٹكڑا كهاں سے ماخوذ هے ؟ ميں اسے تسليم نهيں كرتا - كانفرنس كے مقاصد كي فهرست، دفعات و قواعد، شرائط و ضوابط، عهد اولين كي مجلسيں، اركان اساسي كي تقريريں، خود سيد صاحب كي تقرير جو انهوں نے علي گڈه كے دونوں جلسوں اور [illegible] ميں كي، نيز اسكي تمام رپورٹيں، يه تمام ذخيره موجود هے - ميں بهت ممنون هونگا اگر آپ انسے ثابت كردكهائيں كه خود سيد صاحب مرحوم نے يه كهاں لكها هے ؟ اور كانفرنس كي دعوتوں كے متعلق يه فيصلۀ امر و نهي كس نے قرار ديا هے ؟

بلا شبه سر سيد مرحوم اسكے باني تهے، ليكن باني هونے سے يه كهاں لازم آتا هے كه مسئلۀ تعليم كو انهوں نے ايک خاص اصول كے ماتحت كركے كانفرنس كے حوالے كرديا هے، اور اب اسكے پليٹ فارم پر اسكے ايک حرف سے بهي انحراف و اختلاف جائز نهيں ؟

قرآن حكيم سے همارے مجتهدين و فقهاء مسائل كا استخراج كيا كرتے هيں - اس استخراج و استنباط كي انهوں نے متعدد قسميں قرار دي هيں - ايک يه كه صاف صاف كسي آيت ميں كوئي حكم هو اسكو " صراحة النص " كهيں گے - ايک يه كه صاف صاف حكم نهو، ليكن اور طرق بيان سے دلالت هوتي هو يا اشاره كيا گيا هو، تو اسكے ليے " دلالة النص " اور " اشارة النص " وغيره اصطلاحات قائم كي هيں -

آپكے ليے بهي يه دروازه باز هے - صراحة النص كا تو اصلي مطالبه هے، ليكن خير، دلالة النص هي سهي - كسي نه كسي طرح يه واضح كرديجيے كه جناب كا پيش كرده اعتقاد فلاں نص سرسيد سے ماخوذ هے -

يا للعجب ! آپ لوگ فخر كرتے هيں اگر ايک نصراني كانفرنس كے پليٹ فارم پر آكر بهت سي ايسي باتيں كه جائے جو آپكے عقائد و اغراض كے بالكل ضد هوں، ليكن آپ لوگونكا اعتقاد يه هے كه كوئي مسلمان اختلاف نهيں كرسكتا ؟

پهر كيا آپكو ياد نهيں رها كه آپكا يه مقدمه كس طرح هميشه پامال كيا جاچكا هے، اور كتني نظيريں اسكے ليے مخالف و ضد موجود هيں ؟

كيا بمبئي كانفرنس كے پريسيڈنٹ مسٹر بدرالدين طيب جي نهيں بنائے گئے جو يكسر علي گڈه كي تحريک هي كے مخالف تهے ؟ كيا انهوں نے اپنے اختتامي ايڈريس كے اندر وه كچهه نه كها جو سر سيد مرحوم كے مشن اور عقائد و اصول تعليم كے سرتا سر خلاف تها ؟ انسے يه شرط نهيں كرائي گئي تهي !

سر سيد مرحوم پردۀ نسواں كے كسقدر اشد شديد حامي تهے ؟ اور خارجي تعليم نسواں كے ولولوں پر كيسے غضب ناک هوجاتے تهے ؟ حتى كه مير ممتاز علي كے رساله حقوق نسواں كو پهاڑ كر ردي كے ٹوكرے ميں ڈالديا تها، ليكن آپكے پيشروؤں نے مسٹر طيب جي كو صدر بنايا، اور انهوں نے پرده كي علانيه مخالفت پريذيڈنشل ايڈريس ميں كي -

پهر دوسري دهلي كانفرنس كي صدارت كيليے سر آغا خاں لائے گئے، انهوں نے مسلمانوں كے تنزل كے جو اسباب اساسي بتلائے، ان ميں عورتوں كا پرده بهي تها - كيا يه سر سيد كے عقائد كے خلاف نه تها ؟

اسي پونا كانفرنس كا صدر آپنے جسٹس عبد الرحيم كو بنايا هے جو سر سيد كے بهت سے بنيادي اصولوں هي كے مخالف هيں - كيا انسے بهي آپنے يه مقدمه طے كرا ليا هے ؟ آپكو معلوم هے كه وه ايڈريس ميں كيا كهيں گے ؟ آپكو معلوم نهيں مگر مجهے معلوم هے -

مدراس كانفرنس كا صدر ايک مسيحي عهده دار (جسٹس اٹم) تها - اس مقدمه كا اثر زياده سے زياده يه هے كه سر سيد مرحوم كے مذهب تعليم سے انحراف نهو - ليكن ايک مسيحي شخص كے متعلق تو يه سوال بهي پيدا هوسكتا تها كه كهيں وه نفس اسلام كے خلاف كوئي بات نه كهدے - آپ تو اسوقت اس جگهه پر نه تهے، ليكن مرحوم محسن الملک كے كاغذات ميں اس اقرار نامے كي نقل تلاش كيجيے جو انهوں نے جسٹس موصوف سے كرايا تها !

پهلي لكهنؤ كانفرنس ميں تو خود سر سيد مرحوم نے مرحوم سجاد حسين ايڈيٹر اوده پنچ سے يه مقدمه طے نه كيا، حالانكه بڑي ضرورت اس مقدمے كي اس وقت تهي - معلوم نهيں آپكو وه واقعات معلوم هيں يا نهيں ؟

معاف فرمائيگا، آپنے يه ايک اصولي سوال چهيڑ ديا هے، اور اسكے معني يه هيں كه آل انڈيا كانفرنس جسكو تمام مسلمانوں كي نيابت دي جاتي هے، اپنے پليٹ فارم كيليے ايک خاص مذهب ركهتي هے، اور جو اسكے خلاف راے ركهتا هو، اسے وهاں قدم ركهنے كا حق نهيں - يه كانفرنس كا ايک خطرناک اقفال هے، اور ضروري هے كه ايک بار اس مسئله كو پبلک كے سامنے ٹهيک ٹهيک فيصل كرليا جائے - آجتک كسي كو بهي اسكا خيال نهيں هوا تها -

(۲) بهر حال يه تو آپكا مقدمه هے - رهي اصلي حقيقت تو يه بهي صحيح نهيں كه ميں نے راولپنڈي كانفرنس ميں كانفرنس كے مقاصد كو سامنے ركهكر اسكا رد كيا تها - بلكه اسكا مقصد عام طور پر مسئلۀ دعوة و اصلاح كا مبحث تها، اور يه دكهلانا مقصود تها كه مسلمانوں كي هر دعوة كو اصولاً مذهبي هونا چاهيے، اور اسيكے واسطه سے تعليم بهي پهيلاني چاهيے، يه نهيں هونا چاهيے كه مذهب سے الگ هوكر ايک مستقل تعليمي دعوت قرار دي جائے، جسميں كبهي كاميابي نهيں هوسكتي -

نيز يه كه اسلام ميں " تعليم " كي كوئي علحده دعوة نهيں هے - اسكي دعوة ايک هي هے، اور اسي كے اندر سب كچهه موجود هے -

ليكن معاف فرمائيگا، يه جو كچهه كها گيا، اسكو آپ حضرات بالكل نهيں سمجهه سكتے، بلكه قديم و جديد جماعتوں ميں آج كوئي گروه ايسا موجود نهيں هے جو اس حقيقت كا صحيح اندازه شناس اور محرم

کے فن میں اُستاد تیے : مخرمة بن نوفل، جبیر بن مطعم، عقیل بن ابي طالب - علم الانساب عرب کا موروثي فن تها، اور خاص کر یه تینوں (۱) بزرگ اس فن کے لحاظ سے تمام عرب میں ممتاز تیے - حضرت عمر نے اُن کو بلاکر یه خدمت سپرد کي که تمام قریش اور انصار کا ایک دفتر تیار کریں، جس میں هر شخص کا نام و نسب مفصلاً درج هو - اِن لوگوں نے ایک نقشه بناکر پیش کیا، جس میں سب سے پہلے بنو هاشم، پهر حضرت ابوبکر کا خاندان، پهر حضرت عمر کا قبیله تها - یه ترتیب اُن لوگوں نے خلافت و حکومت کے لحاظ سے قرار دي تهي - لیکن اگر وہ قائم رهتي تو خلافت خود غرضي کا آله بن جاتي - حضرت عمر نے فرمایا "یوں نهیں بلکه آنحضرت کے قرابت داروں سے شروع کرو، اور درجه بدرجه جو لوگ جسقدر آنحضرت سے دور هوتے گئے هیں اسي ترتیب سے اُن کے نام آخر میں لکهتے جاؤ - یہاں تک که جب میرے قبیلے تک نوبت آے تو میرا نام بهي لکهو" اس موقع پر یه یاد رکهنا چاهیے که خلفاے اربعه میں سے حضرت عمر کا نسب سب سے اخیر میں جاکر آنحضرت سے ملتا ہے - غرض اِس هدایت کے موافق رجسٹر تیار هوا، اور حسب ذیل تنخواهیں مقرر هوئیں : (۲)

تقسیم مراتب	تعداد تنخواه سالانه
جو لوگ جنگ بدر میں شریک تیے -	۵ - هزار درهم
مهاجرین حبش اور شرکاے جنگ اُحد -	۴ - هزار درهم
فتح مکه کے پہلے جن لوگوں نے هجرت کي -	۳ - هزار درهم
جو لوگ فتح مکه میں ایمان لاے -	۲ - هزار درهم
جو لوگ جنگ قادسیه اور یرموک میں شریک تیے -	۲ - هزار درهم
اهل یمن -	۴۰۰ - درهم
قادسیه اور یرموک کے بعد کے مجاهدین -	۳۰۰ - درهم
بلا امتیاز مراتب -	۲۰۰ - درهم

جن لوگوں کے نام درج دفتر هوے، اُن کي بیوي بچوں کي تنخواهیں بهي مقرر هوئیں - چنانچه مهاجرین اور انصار کي بیویوں کي تنخواه ۲۰۰ سے ۴۰۰ درهم تک اور اهل بدر کي اولاد ذکور کي دو دو هزار درهم مقرر هوئي - اس موقع پر یه بات یاد رکهنے کے قابل ہے که جن لوگوں کي جو تنخواه مقرر هوئي، اُن کے غلاموں کي بهي وهي تنخواه مقرر هوئي، اور اس سے اندازہ هو سکتا ہے که اسلام کے نزدیک غلاموں کا کیا پایه تها ؟

جسقدر آدمي درج رجسٹر (۳) هوے، اگرچه سب درحقیقت فوج کي حیثیت رکهتے تیے، لیکن اُن کي دو قسمیں قرار دي گئیں :

(۱) جو لوگ هر وقت جنگي مهمات میں مصروف رهتے تیے - گویا یه فوج نظام یعني با قاعده فوج تهي -

(۲) جو لوگ معمولاً اپنے گهروں پر رهتے تیے، لیکن ضرورت کے وقت طلب کیے جاسکتے تیے - اُن کو عربي میں "مطوعه" کهتے هیں، اور آجکل کي اصطلاح میں اس قسم کي فوج کو والنٹیر کها جاتا ہے - البته فرق اتنا ہے که آجکل والنٹیر تنخواه نهیں پاتے -

فوجي نظم و نسق کا یه پهلا دیباچه تها، اور اسوجه سے اسمیں بعض بے ترتیبیاں بهي تهیں - سب سے بڑا غلط مبحث یه تها که فوجي تنخواهوں کے ساتهه پرائیوٹ تنخواهیں بهي شامل تهیں اور دونوں کا ایک هي رجسٹر تها - لیکن رفته رفته یعني سنه ۲۱ ھ میں حضرت عمر نے اس صیغے کو اسقدر مرتب اور منتظم کردیا که غالباً اس عهد تک کهیں اور کبهي نهیں هوا تها - چنانچه هم ایک ایک جزئي انتظام کو اس موقع پر نهایت تفصیل سے لکهتے هیں اس سے معلوم هوگا که عرب کے ابتداے تمدن میں انتظامات فوجي کي اسقدر شاخیں قائم کرنا اور ایک ایک شاخ کا اس حد تک مرتب اور با قاعده هونا اُسي شخص کا کام تها جو فاروق اعظم کا لقب رکهتا تها -

اس صیغے میں سب سے مقدم اور اُصولي انتظام کو ملک جنگي حیثیت سے مختلف حصوں کے اندر تقسیم کردینا تها - حضرت عمر نے سنه ۲۰ ھ میں فوجي اور ملکي حیثیت سے ملک کي دو تقسیمیں کیں : ملکي اور فوجي - ملکي کا حال دیواني انتظامات کے ذکر میں گزر چکا - فوجي حیثیت سے چند بڑے بڑے مرکز قرار دیے جنکا نام (۱) "جند" رکها، اور یهي اصطلاح آجتک قائم ہے - اُن کي تفصیل یه تهي : مدینه، کوفه، بصره، موصل، فسطاط، مصر، دمشق، حمص، اردن، فلسطین - حضرت عمر کے زمانے میں فتوحات کي حد اگرچه بلوچستان کے ڈانڈے سے مل گئي تهي، لیکن جو ممالک آئیني ممالک کهے جاسکتے تیے،

---

(۱) جاحظ نے کتاب البیان و التبیین (جلد دوم صفحه - ۴۷ مطبوعه مصر) میں لکها ہے که تمام قریش میں چار شخص اشعار عرب اور انساب و اخبار کے حافظ تیے، مخرمه بن نوفل، ابوالجهم حویطب بن عبد العزي، عقیل بن ابیطالب -

(۲) تنخواهوں کي تفصیل میں مختلف روایتیں هیں - میں نے کتاب الخراج صفحه-۲۴ و مقریزي جلد اول صفحه ۹۲ و بلاذري صفحه - ۴۴۸ و یعقوبي صفحه ۱۷۵ و طبري صفحه ۲۴۱۱ کے بیان کو حتی الامکان مطابق کرکے لکها ہے -

(۳) اس موقع پر ایک امر نهایت توجه کے قابل ہے - وہ یه ہے که بهت سے ظاهر بینوں کا خیال ہے که حضرت عمر نے تمام عرب کي جو تنخواهیں مقرر کیں، اُسکو فوجي صیغے سے چنداں تعلق نهیں، بلکه یه رفاه عام کي غرض سے تها - لیکن یه نهایت غلط خیال ہے، اولاً تو یہاں مورخوں نے اس واقعه کا شان نزول بیان کیا ہے، لکها ہے که ولید بن هشام نے حضرت عمر سے کها : "قد جئت الشام فرایت ملوکها قد دونوا دیوانا و جندوا جنودا فاتخذ بقوله" یعني میں نے شام کے بادشاهوں کو دیکها ہے

(پہلے کالم نمبر ۳ کا بقیه نوٹ)

که وہ دفتر اور فوج رکهتے هیں - آپ بهي دفتر بنالیجیے اور فوج مرتب کیجیے - چنانچه حضرت عمر نے ولید کے قول پر عمل کیا - دوسرے یه که جن لوگوں سے جنگي خدمت نهیں لیجاتي تهي اور قدیم جنگي خدمتوں کا استحقاق بهي نهیں رکهتے تیے، حضرت عمر اُنکي تنخواه نهیں مقرر کرتے تیے - اسي بنا پر مکه کے لوگوں کو تنخواه نهیں ملتي تهي - فتوح البلدان میں ہے : "ان عمر کان لا یعطي اهل مکة عطاءً و لا یضرب علیهم بعثا" یهي وجه تهي که جب صحرا نشین بدوؤں نے حضرت ابو عبیده سے تنخواه کي تقرري کي درخواست کي، تو اُنهوں نے فرمایا که جب تک آبادي میں رهنے والوں کي تنخواهیں مقرر نهو جائیں، صحرا نشینوں کا روزینه نهیں مقرر هوسکتا - البته اسمیں شک نهیں که اول اول فوج کے رجسٹر میں اور بهي بهت سي قسم کے لوگ شامل تیے - مثلاً جو لوگ قرآن مجید حفظ کرلیتے تیے، یا کسي فن میں صاحب کمال تیے، لیکن استقراء سے معلوم هوتا ہے که رفته رفته یه خلط مبحث جو بضرورت اختیار کیا گیا تها، مٹتا گیا - چنانچه اسي مضمون میں آگے اسکي بحث آتي ہے -

(۱) جند کي تحقیق کے لیے دیکهو فتوح البلدان صفحه ۱۳۲ مورخ یعقوبي نے واقعات سنه ۲۰ - هجري میں لکها ہے که اِس سال حضرت عمر نے فوجي صدر مقامات قائم کیے، لیکن مورخ مذکور نے صرف فلسطین، جزیره، موصل، اور قنسرین کا نام لکها ہے، یه صریح غلطي ہے -

مختارات

الحرب في الاسلام

۱

تاريخ اسلام اور نظام فوجي

البلاغ نمبر ۳ ميں ايک مضمون عنوان بالا سے شائع هوا تها ' جو زيادہ تر جارج زيدان ايڈيٹر الهلال قاهرہ کے مضامين سے ماخوذ تها - اسميں ظاهر کيا گيا تها کہ حجاج بن يوسف (عهد عبد الملک اموي) تک مسلمانوں کا تمدن فوجي نظام سے محروم تها ' حجاج نے سب سے پہلے ايک با قاعدہ نظام کي بنياد ڈالي اور رومي نظام سے اصول و قواعد اخذ کيے -

اس مضمون کے ساتهہ هم نے ايک مختصر نوٹ لکها تها ' اور اس خيال کي تغليط کرتے هوے وعدہ کيا تها کہ آيندہ اشاعتوں ميں اس موضوع پر مفصل بحث کرينگے -

هم نے لکها تها کہ مسلمانوں کا فوجي نظام نہ تو عبدالملک اموي کے زمانے ميں قائم هوا ' اور نہ حجاج بن يوسف کو اسميں کچهہ دخل هے - خلافة راشدہ کے ابتدائي دور هي ميں اسکي باقاعدہ بنياد پڑ گئي تهي ' اور قدماء مورخين کے علاوہ کتب حديث کے ضمني اشارات و آثار سے بهي اسپر روشني پڑتي هے -

اسي اثناء ميں هميں معلوم هوا کہ شمس العلماء مولانا شبلي نعماني مرحوم نے الفاروق ميں ايک مستقل عنوان سے اسپر نظر ڈالي هے ' اور تمام شواهد و واقعات جمع کردیے هيں - الفاروق کے ديکهنے سے اس خيال کي پوري تصديق هوئي - في الحقيقت جس وسعت و تحقيق کے ساتهہ انهوں نے اس بحث کو لکهديا هے ' اسپر سوا چند حديث الطبع کتابوں کے شواهد اور بعض آثار صحابہ کے اور کچهہ اضافہ نہيں هوسکتا -

دراز عرصہ سے خيال تها کہ " مختارات " کے عنوان سے ايک نيا باب رسالہ ميں بڑهايا جاے - اسکا مقصد يہ هو کہ بعض اهم اور قديم مصنفات کے مفيد مقامات و ابواب اقتباس و تهذيب کے بعد درج کيے جائيں - صدها کتابيں هيں جو شائع هو چکي هيں ' ليکن عام و سرسري نظر و مطالعہ کي رو ميں انکے اهم مقامات بهي دب گئے هيں - ضرورت هے کہ انهيں از سر نو ابهارا جاے اور بعنوان مناسب ملک کے سامنے پيش کيا جاے -

غير مطبوعہ مصنفات کے مفيد ابواب و حصص بهي اسميں درج کيے جاسکتے هيں ' اور عربي و انگريزي کتب کے تراجم و منقولات اسکا اصلي موضوع هے -

چنانچہ " مختارات " کے باب کو اس اشاعة سے شروع کيا جاتا هے ' اور سب سے پہلے الفاروق کے اس حصہ کو شائع کرتے هيں - الهلال و البلاغ کي تحرير و تصنيف کي تاريخ ميں يہ پہلا موقعہ هے کہ کسي اردو کتاب کا کوئي حصہ اسميں نقل کيا گيا هے ' بلکہ يوں کہنا چاهيے کہ موجودہ عهد کي کسي کتاب سے کوئي چيز نقل کي گئي هے - ليکن اميد هے کہ موضوع کي اهميت اور منقول عنہ کتاب کي واقعي وقعت اسي کي مستحق تصور کي جائيگي -

(عرب جاهلية اور نظام فوجي)

عرب ميں شاهان يمن وغيرہ کے يہاں فوج کا کوئي منتظم بندوبست نہيں تها - اسلام کے آغاز تک اسکي ضرورت هي نہيں پيش آئي ' حضرت ابوبکر کے عهد ميں صرف اسقدر هوا کہ خلافت کے پہلے سال غنيمت سے جسقدر بچا ' وہ سب لوگوں پر دس دس روپے کے حساب سے تقسيم کرديا گيا - دوسرے سال آمدني زيادہ هوئي تو يہ تعداد دس سے بيس تک پہنچ گئي ' ليکن نہ تو فوج کي کچهہ تنخواہ مقرر هوئي ' نہ اهل فوج کا کوئي رجسٹر بنا ' اور نہ کوئي محکمہ جنگ قائم هوا -

حضرت عمر رض کي اوائل خلافت تک بهي يهي حال رها ' ليکن سنہ ۱۵ هجري ميں حضرت عمر نے اس صيغے کو اسقدر منتظم اور باقاعدہ کرديا کہ اسوقت کے لحاظ سے تعجب هوتا هے -

(حضرت عمر کا فوجي نظام)

حضرت عمر کے توجہ کرنے کے مختلف اسباب بيان کيے گئے هيں - عام روايت يہ هے کہ حضرت ابوهريرہ جو بحرين کے حاکم مقرر کيے گئے تهے ' پانچ لاکهہ درهم ليکر مدينہ ميں آے ' اور حضرت عمر کو اس کي اطلاع دي - پانچ لاکهہ کي رقم اس وقت اسقدر اعجوبہ چيز تهي کہ حضرت عمر نے فرمايا : خير هے ! کہتے کيا هو ؟ انهوں نے پهر پانچ لاکهہ کہا - حضرت عمر نے فرمايا : تم کو گنتي بهي آتي هے ؟ ابوهريرہ نے کہا هاں ! يہ کہکر پانچ دفعہ لاکهہ لاکهہ کہا - حضرت عمر کو يقين آيا تو مجلس شوري منعقد کي ' اور راے پوچهي - کہ اسقدر زر کثير کيونکر صرف کيا جاے ؟ حضرت علي ' حضرت عثمان ' اور ديگر صحابہ نے مختلف تجويزيں پيش کيں - وليد بن هشام نے کہا کہ ميں نے شام کے واليان ملک کو ديکها هے کہ انکے يہاں فوج کا دفتر اور رجسٹر مرتب رهتا هے - حضرت عمر کو يہ راے پسند آئي اور فوج کي اسم نويسي اور ترتيب دفتر کا خيال پيدا هوا - (۱) ايک اور روايت ميں هے کہ راے دهندہ نے سلاطين عجم کا حوالہ ديا ' اور يهي روايت قرين قياس هے ' کيونکہ جب دفتر مرتب هوا تو اس کا نام ديوان رکها گيا ' اور يہ فارسي لفظ هے - دبستان ' دبير ' دفتر ' ديوان ' سب ايک مادہ کے الفاظ هيں جنکا مشترک مادہ " دب " ايک پہلوي لفظ هے ' جسکے معنے نگاہ رکهنے کے هيں -

(تمام ملک کو فوج بنانا)

بهر حال سنہ ۱۵ هجري ميں حضرت عمر نے فوج کا ايک مستقل محکمہ قائم کرنا چاها - اس باب ميں ان کي سب سے زيادہ قابل لحاظ جو تجويز تهي ' وہ تمام ملک کو فوج بنانا تها - انهوں نے اس مسئلے کو کہ هر مسلمان فوج اسلام کا ايک قدرتي سپاهي هے ' باقاعدہ طور سے عمل ميں لانا چاها - ليکن چونکہ ابتداء ميں ايسي تعميم ممکن نہ تهي ' اسليے اول قريش اور انصار سے کام شروع کيا - مدينہ منورہ ميں اسوقت تين شخص بہت بڑے نساب اور حساب و کتابه

---

(۱) مقريزي صفحہ ۹۲ اور فتوح البلدان صفحہ ۴۴۹ -

تھے، آباد کیے۔ (۱) سنہ ۱۹ھ میں جب یزید بن ابی سفیان کا انتقال ہوا تو اُن کے بھائی معاویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ سواحل شام پر زیادہ تیاری کی ضرورت ہے۔ حضرت عمر نے اُسی وقت حکم بھیجا کہ تمام قلعوں کی نئے سرے سے مرمت کرائی جائے، اور اُن میں فوجیں مرتب کیجائیں، اس کے ساتھ تمام دریائی منظرگاہوں پر پہرہ والے تعینات کیے جائیں، اور آگ روشن رہنے کا انتظام کیا جائے (۲)۔

اسکندریہ میں یہ انتظام تھا کہ عمرو بن العاص کی افسری میں جسقدر فوجیں تھیں، اُس کی ایک چوتھائی اسکندریہ کے لیے مخصوص تھی، ایک چوتھائی ساحل کے مقامات میں رہتی تھی، باقی آدھی فوج خود عمرو بن العاص کے ساتھ فسطاط میں اقامت رکھتی تھی۔ یہ فوجیں بڑے بڑے وسیع ایوانوں میں رہتی تھیں، اور ہر ایوان میں اِن کے ساتھ ایک عریف رہتا تھا، جو اُن کے قبیلہ کا سردار ہوتا تھا اور جسکی معرفت اُن کو تنخواہیں تقسیم ہوتی تھیں۔ ایوانوں کے آگے صحن کے طور پر وسیع افتادہ زمین ہوتی تھی (۳)۔

سنہ ۲۵ھ میں جب ہرقل نے دریا کی راہ سے مصر پر حملہ کرنا چاہا، تو حضرت عمر نے تمام سواحل پر فوجی چھاؤنیاں قائم کردیں۔ یہاں تک کہ عمرو بن العاص کی ماتحتی میں جسقدر فوج تھی، اُسکی ایک چوتھائی اِنہی مقامات کے لیے مخصوص کردی (۴)۔ عراق میں بصرہ و کوفہ اگرچہ خود محفوظ مقام تھے، چنانچہ خاص کوفہ میں چالیس ہزار سپاہی ہمیشہ موجود رہتے تھے اور انتظام یہ تھا کہ اِن میں سے دس ہزار بیرونی مہمات میں مصروف رکھے جائیں (۵)، تاہم اِن اضلاع میں عجمیوں کی جو فوجی چھاؤنیاں پہلے سے موجود تھیں، از سرنو تعمیر کرکے فوجی قوت سے مضبوط کردی گئیں۔ حزیرہ اور زابوقہ میں سات چھوٹی چھوٹی چھاؤنیاں تھیں، وہ سب نئے سرے سے تعمیر کردی گئیں (۶)۔

صوبۂ خوزستان میں نہایت کثرت سے فوجی چھاؤنیاں قائم کی گئیں، چنانچہ نہر تیری، مناذر، سواق الاہواز، سرق، ہرمزان، سوس، بنیان، جندی سابور، مہرجانقذق، یہ تمام مقامات فوجوں سے معمور ہوگئے (۷)۔ رے اور آذربایجان کی چھاؤنیوں میں ہمیشہ دس ہزار فوجیں موجود رہتی تھیں۔

(فوجی چھاؤنیاں کس اُصول پر قائم کی تھیں)

اِسی طرح اور سیکڑوں چھاؤنیاں جابجا قائم کی گئیں، جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ اِس موقع پر یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ اِس سلسلے کو اسقدر وسعت کیوں دیگئی تھی اور فوجی مقامات کے انتخاب میں کیا اُصول ملحوظ تھے؟ اصل یہ ہے کہ اسوقت تک اسلام کی فوجی قوت نے اگرچہ بہت زور اور وسعت حاصل کرلی تھی، لیکن بحری طاقت کا کچھہ سامان نہ تھا۔ اُدھر یونانی مدت سے اس فن میں مشاق ہوتے تھے۔ اسوجہ سے شام و مصر میں اگرچہ کسی اندرونی بغاوت کا کچھہ اندیشہ نہ تھا، کیونکہ اہل ملک باوجود اختلاف مذہب کے مسلمانوں کو عیسائیوں سے زیادہ پسند کرتے تھے، تاہم رومیوں کے بحری حملوں کا ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ایشیائے کوچک ابھی تک رومیوں کے قبضے میں تھا، اور وہاں اُنکی قوت کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا تھا۔ اِن وجوہ سے ضرور تھا کہ سرحدی مقامات اور بندرگاہوں کو نہایت مستحکم رکھا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر نے جسقدر فوجی چھاؤنیاں قائم کیں، انہی مقامات میں کیں، جو یا تو ساحل پر واقع تھے، یا ایشیائے کوچک کے ناکے پر تھے۔ عراق کی حالت اِس سے مختلف تھی، کیونکہ وہاں سلطنت کے سوا ملک کے بڑے بڑے رئیس جو مرزبان کہلاتے تھے، اپنی بقائے ریاست کے لیے لڑتے رہتے تھے، اور دب کر مطیع بھی ہو جاتے تھے تو اُن کی اِطاعت پر اطمینان نہیں ہو سکتا تھا۔ اِس لیے اِن ممالک میں ہر جگہ فوجی سلسلہ قائم رکھنا ضروری تھا کہ مدعیان ریاست بغاوت کا خواب نہ دیکھنے پائیں۔

(فوجی دفتر کی وسعت)

حضرت عمر نے اِس سلسلے کے ساتھہ انتظامات کے اور صیغوں پر بھی توجہ کی، اور ایک ایک صیغے کو اسقدر منتظم کردیا کہ اُسوقت کے تمدن کے لحاظ سے ایک معجزہ سا معلوم ہوتا ہے۔ فوجوں کی بھرتی کا دفتر جسکی ابتداء مہاجرین اور انصار سے ہوئی تھی، وسیع ہوتے ہوتے قریباً تمام عرب کو محیط ہو گیا۔ مدینہ سے عسفان تک جو مکہ معظمہ سے دو منزل اِدھر ہے، جسقدر قبائل آباد تھے، ایک ایک کی مردم شماری ہوکر رجسٹر بنے۔ بحرین جو عرب کا انتہائی صوبہ ہے بلکہ عرب کے جغرافیہ نویس اسکو عراق کے اضلاع میں شمار کرتے ہیں، وہاں کے تمام قبائل کا دفتر تیار کیا گیا۔ کوفہ، بصرہ، موصل، فسطاط، حیرہ، وغیرہ میں جسقدر عرب آباد ہو گئے تھے، سب کے رجسٹر مرتب ہوے۔ اِس بیشمار گروہ کی علیٰ قدر مراتب تنخواہیں مقرر کی گئیں، اور اگرچہ اِن سب کا مجموعی شمار تاریخوں سے معلوم نہیں ہوتا، تاہم قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم آٹھہ دس لاکھہ ہتیار بند آدمی تھے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ہر سال تیس ہزار نئی فوج فتوحات کیلیے بھیجی جاتی تھی (۱) کوفہ کی نسبت علامۂ طبری نے تصریح کی ہے کہ وہاں ایک لاکھہ آدمی لڑنے کے قابل بسائے گئے، جن میں سے ۴۰ ہزار باقاعدہ فوج تھی۔ یعنی اُن کو باری باری سے ہمیشہ رے اور آذربایجان کے مہمات میں حاضر رہنا ضرور تھا۔

(سالانہ بھرتی)

یہی نظام تھا جس کی بدولت ایک مدت تک تمام دنیا پر عرب کا رعب و داب قائم رہا، اور فتوحات کا سیلاب برابر بڑھتا گیا۔ جسقدر اس نظام میں کمی ہوتی گئی، اسی قدر عرب کی طاقت میں ضعف آتا گیا۔ سب سے پہلے امیرِ معاویہ نے اسمیں تبدیلی کی یعنی شیرخوار بچوں کی تنخواہ بند کردی۔ عبد الملک بن مروان

---

(۱) فتوح البلدان صفحۂ ۱۵۰ میں ہے: و رتب ابو عبیدۃ بیالس جماعۃ من المقاتلۃ، واسکنہ قوماً من العرب الذین کانوا بالشام فاسلموا بعد قدوم المسلمین الشام۔

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۲۸ میں ہے: ان معاویۃ کتب الی عمر بن الخطاب بعد موت اخیہ یزید، یصف لہ حال السواحل، فکتب الیہ فی مرمۃ حصونہا و ترتیب المقاتلۃ فیہا و اقامۃ الحرس علی مناظرہا و اتخاذ المواقید لہا۔

(۳) مقریزی جلد اول صفحۂ ۱۹۷ میں ہے: و کان لکل عریف قصر ینزل فیہ بمن معہ من اصحابہ و اتخذوا فیہ الخایذ۔

(۴) دیکھو طبری صفحۂ ۲۵۹۴ و مقریزی صفحۂ ۱۹۷

(۵) تاریخ طبری صفحۂ ۱۸۰۵ میں ہے و کان بالکوفۃ اذ ذاک اربعون الف مقاتل، و کان یغزو ہذین الثغرین ری و آذربیجان منہم عشرۃ الف فی کل سنۃ۔ فکان الرجل نصیبہ فی کل اربع سنین غزوۃ۔

(۶) فتوح البلدان صفحۂ ۴۵۰

(۷) طبری صفحۂ ۲۶۵۰۔

(۱) کنز العمال صفحہ ۳۳۱۔ امام مالک نے موطا میں ۳۰ ہزار کے بجائے ۴۰ ہزار کی تعداد بیان کی ہے۔

وہ صرف عراق ' مصر ' جزیرہ ' اور شام تھے - چنانچہ اسی اصول پر فوجي صــدر مقامات بھي انھي ممالــک میں قائم کیے گئے - موصل جزیرہ کا صدر مقام تھا - شام کي وسعت کے لحاظ سے وہاں متعدد صدر مقام کرنے ضرور تھے' اس لیے دمشق ' فلسطین ' حمص ' اردن' چار صدر مقام قرار دیے - فسطاط کي وجہ سے جو اب قاہرہ سے بدل گیا ' تمام مصر پر اثر پڑتا تھا - بصرہ' کوفہ ' یہ دو شہر فارس ' خوزستان ' اور تمام مشرق کي فتوحات کے دروازے تھے

(بارکیں ' سواري ' اور رسد)

ان صدر مقامات میں جو انتظامات فوج کے لیے کیے تھے' حسب ذیل تھے :

(۱) فوجوں کے رہنے کے لیے بارکیں تھیں - کوفہ ' بصرہ' فسطاط ' یہ تینوں شہر در اصل فوج کے قیام اور بود و باش کے لیے آباد کیے گئے تھے - موصل میں عجمیوں کے زمانے کا ایک قلعہ' چند گرجے' اور معمولي مکانات تھے - ہرثمہ بن عرفجہ ازدي (گورنر موصل) نے حضرت عمر کي ہدایت کے بموجب داغ بیل ڈال کر اسکو شہر کي صورت میں آباد کیا ' اور عرب کے مختلف قبیلوں کے لیے جدا جدا محلے بسائے -

(۲) ہر جگہ بڑے بڑے اصطبل خانے تھے جن میں چار چار ہزار گھوڑے ہر وقت ساز و سامان کے ساتھ تیار رہتے تھے - یہ صرف اس غرض سے مہیا رکھے جاتے تھے کہ دفعتاً ضرورت پیش آجائے تو ۳۲ - ہزار سواروں کا رسالہ فوراً تیار ہو جائے - (۱) سنہ ۱۷ - ہجري میں جزیرہ والوں نے دفعتاً بغاوت کردي تو یہي تدبیر کلید ظفر تھہري - ان گھوڑوں کي پرداخت اور تربیت میں نہایت اہتمام کیا جاتا تھا - مدینۂ منورہ کا انتظام حضرت عمر نے خود اپنے اہتمام میں رکھا تھا - شہر سے چار منزل پر ایک چراگاہ (۲) تیار کرائي تھي' اور خود اپنے غلام کو جسکا نام ہني تھا' اسکي حفاظت اور نگراني کے لیے مقرر کیا تھا - ان گھوڑوں کي رانوں پر داغ کے ذریعہ سے یہ الفاظ لکھے جاتے تھے : " في سبيــــل اللــہ " (۳) کوفہ میں اسکا اہتمام سلمان بن ربیعۃ الباہلي کے متعلق تھا' جو گھوڑوں کي شناخت اور پرداخت میں کمال رکھتے تھے' یہاں تک کہ ان کے نام میں یہ خصوصیت داخل ہوگئي تھي ' اور سلمان الخیل کے نام سے پکارے جاتے تھے - جاڑوں میں یہ گھوڑے اصطبل خانے میں رکھے جاتے تھے - چنانچہ چوتھي صدي تک یہ جگہ " آري " کے نام سے مشہور تھي جس کے معنے اصطبل خانہ کے ہیں' اور اسي لحاظ سے عجمي اسکو آخور شاہ جہاں کہتے تھے - بہار میں یہ گھوڑے ساحل فرات پر عاقول کے قریب شاداب چراگاہوں میں چرائے جاتے تھے - سلمان ہمیشہ گھوڑوں کي تربیت میں نہایت کوشش کرتے تھے' اور ہمیشہ سال میں ایک دفعہ گھوڑ دوڑ بھي کراتے تھے -

خاص کر عمدہ نسل کے گھوڑوں کو انہوں نے نہایت ترقي دي - اس سے پہلے اہل عرب نسل میں ماں کي پروا نہیں کرتے تھے - سب سے پہلے سلمان نے یہ امتیاز قائم کیا - چنانچہ جس گھوڑے کي ماں عربي نہیں ہوتي تھي' اسکو دوغلا قرار دیکر تقسیم غنیمت میں سوار کو حصے سے محروم کردیتے تھے - (۱)

بصرہ کا اہتمام جزء بن معاویہ کے متعلق تھا جو صوبۂ اہواز کے گورنر رہ چکے تھے -

(۳) فوج کے متعلق ہر قسم کے کاغذات اور دفتر انہي مقامات میں رہتا تھا -

(۴) رسد کے لیے جو غلہ اور اجناس مہیا کي جاتي تھیں' وہ انہي مقامات میں رکھي جاتي تھیں ' اور یہیں سے اور مقامات کو بھیجي جاتي تھیں -

(فوجي چھاؤنیاں)

ان صدر مقامات کے علاوہ حضرت عمر نے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مقامات میں نہایت کثرت سے فوجي چھاؤنیاں قائم کیں' اور عرب کو تمام ممالک مفتوحہ میں پھیلا دیا - اگرچہ یہ ایک عام اصول تھا کہ جو شہر فتح ہوتا تھا' اسي وقت ایک مناسب تعداد کي فوج وہاں متعین کردي جاتي تھي (۲) جو وہاں سے ٹلتي نہ تھي چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے جب شام فتح کیا ' تو ہر ہر ضلع میں ایک ایک عامل مقرر کردیا جس کے ساتھ ایک معتدبہ فوج رہتي تھي ' لیکن امن و امان قائم ہونے پر بھي کوئي بڑا ضلع یا شہر ایسا نہ تھا جہاں فوجي سلسلہ قائم نہیں کیا گیا ہو -

سنہ ۱۷ ہجري میں حضرت عمر نے جب شام کا سفر کیا تو ان مقامات میں جہاں ملک کي سرحد دشمن کے ملک سے ملتي تھي' یعني ملطیہ' بنبج' رعبان ' قورس ' تیزین ' انطاکیہ' وغیرہ (عربي میں ان کو فروج یا ثغور کہتے ہیں) ایک ایک شہر دورہ کیا اور ہر قسم کا فوجي نظم و نسق اور مناسب انتظامات کیے - جو مقامات دریا کے کنارے پر واقع تھے اور بلاد ساحلیہ کہلاتے تھے (یعني عسقلان ' یافا ' قیساریہ ' ارسوف ' عکا ' صور ' بیروت ' طرسوس ' صیدا ' ایلس ' لاذقیہ) چونکہ رومیوں کي بحري طاقت کي زد پر تھے' اس لیے اسکا مستقل جداگانہ انتظام کیا ' اور اسکا افسر کل عبد اللہ بن قیس کو مقرر کیا - (۳) بالس چونکہ غربي فرات کے ساحل پر تھا اور عراق سے ہم سرحد تھا ' اسلیے وہاں فوجي انتظام کے ساتھ اسقدر اور اضافہ کیا کہ شامي عرب جو اسلام قبول کرچکے

---

(۱) تاریخ طبري صفحۂ ۲۵۰۴ میں ہے : كان لعمر اربعة آلاف فرس عدة لكون ان كان يشتيها في قبلة قصر الكوفة - و بالبصرة نحو منها - و قيمه عليها جزء بن معاوية و في كل مصر من الامصار الثمانية على قدرها - فان نابتهم نايبة ركب قوم و تقدموا الى ان يستعد الناس -

(۲) حضرت عمر نے گھوڑوں اور اونٹوں کي [illegible] اور پرداخت کے لیے عرب میں متعدد چراگاہیں تیار کرائي تھیں - سب سے بڑي چراگاہ مقام ربذہ میں تھي جو مدینۂ منورہ سے ۳ - منزل کے فاصلے پر نجد کے ضلع میں واقع ہے - یہ چراگاہ دس میل لمبي اور اسیقدر چوڑي تھي - دوسري مقام ضریہ میں تھي' جو مکہ معظمہ سے سات منزل پر ہے - اسکي وسعت ہر طرف سے چھہ چھہ میل تھي' اسمیں قریباً ۴۰ ہزار اونٹ پرورش پاتے تھے - ان چراگاہوں کي پوري تفصیل خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفى مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ میں ہے -

(۳) کنز العمال جلد ۶ - صفحہ ۳۳۱ -

(۱) کتب رجال میں سلمان بن ربیعہ کا تذکرہ دیکھو -

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۲۸ میں ہے : و كان المسلمون كلما فتحوا مدينة ظاهرة او عند ساحل رتبوا فيها قدر من يحتاج له اليه من المسلمين - فان حدث في شي منها حدث من قبل العدو سربوا اليها الامداد - اور صفحۂ ۱۵ میں ہے : و ولي ابو عبيد كل كورة فتحها عاملا و ضم اليه جماعة من المسلمين و شحن النواحي المخوفة -

(۳) تاریخ طبري صفحۂ ۲۵۲۳ - اصل عبارت یہ ہے قسم عمر الارزاق و سمي الشواتي و الصوائف و سد فروج الشام و مسالحها و اخذ يدور بها ' و سمي ذلك في كل كورة ' و استعمل عبد الله بن قيس على السواحل من كل كورة -

هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لنڈن

یه مشهور ناول جوکه سوله جلدوںمیں هے اپني چهپ کو کئی هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبله انعام

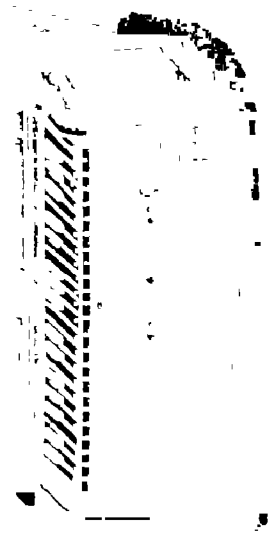

همارا سائنس فکس فورٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گراںبہا لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اورکبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهی گئی هے - ایک مرتبه منگوا کر آزمایش کیجیے - ورنه تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال نا پسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسی کو دهوکا نهیں دیتی هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک گهڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاویگا - هنسي هارمونیم سکهنا کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک ایسا مجرب دوا ان امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپنی قدرتي قوت سے کهوجاتا هے - یه دوا ان کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا ذمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هو جاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهی نهیں هوتا که وه کبهی ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت فی شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سہام صاحب کا اوتیرائین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند مصالحونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور لمبي زندگاني حاصل کریں یعني ڈاکٹر سہام صاحب کا اوتیرائین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهد - ڈاکٹر ایم سی ننجنداراو اول اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے هیں "میںنے اوتیرائین کو امراض مستورات کیلیے " نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ار - سي - پي ایلڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوتیرائین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بہت نفع بخش پایا " -

مس ایم جي - ایم - براڈلي ایم - ڈي (ب - س) بي - ایس - سي - (لندن) سپرنٹنڈنٹ جان اسپتال ارکاٹ بمعلي فرماتي هیں : " اوتیرائین جسکو که میںنے استعمال کیا هے " زنانه شکایتوں کیلیے بہت عمده اور کامیاب دوا هے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

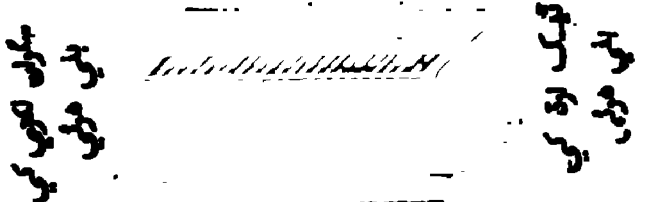

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه
قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه
هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -
ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Vallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

یوہن ڈائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا ' یه مہاکل ومقوي غذا بدن کو مضبوط کرتي هے - بوڑهونکو جوان بناتي هے - یه ایک نهایت عمده غذا هے جوکه بچے مرد اور عورت استعمال کرسکتے هیں - اسکے استعمال سے ۱ ماه ویسه کو قوت دیجاتي هے - هسٹریه وغیره کو بهي مفید هے جو اپنے کو لیپاکی نظر کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے ظاهري استعمال سے ضعف باه ایکدم رفع هو جاتی هے اسکے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه

AYESHA

تقویت دماغ - حسن کي افزایش - زلفوں کي ترقي - بال کا بڑهنا یه باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -
نمونه مفت - مشوره مفت - فهرست مفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist Post Box 141 Calcutta

مفت ! مفت ! !

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 80/2, Harrison Road Calcutta

نے اور بھی اسکو گھٹایا ' اور معتصم باللہ نے سرے سے فوجی دفتر میں سے عرب کے نام ہی نکال دیے' اور اُسی دن درحقیقت حکومت بھی مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکل گئی - یہ ایک اتفاقیہ جملہ بیچ میں آگیا تھا - ہم پھر حضرت عمر کے فوجی نظام کی طرف واپس آتے ہیں - حضرت عمر نے فوجی دفتر کو یہاں تک وسعت دی کہ اہل عجم بھی اُسمیں داخل کیے گئے - یزد گرد شاہنشاہ فارس نے دیلم کی قوم سے ایک منتخب دستہ تیار کیا تھا جس کی تعداد چار ہزار تھی' اور جند شاہنشاہ یعنی فوج خاصہ کہلاتا تھا یہ فوج قادسیہ میں کئی معرکوں کے بعد ایرانیوں سے علحدہ ہوکر اسلام کے حلقے میں آگئی - سعد بن ابی وقاص گورنر کوفہ نے ان کو فوج میں داخل کرلیا' اور کوفہ میں آباد کرکے اُن کی تنخواہیں مقرر کردیں (۱) -

(فوجی اقوام)

چنانچہ اسلامی فتوحات میں ان کا نام بھی جا بجا تاریخوں میں آتا ہے - یزد جرد کی فوج ہراول کا سردار ایک بڑا نامی افسر تھا جو سیاہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا - سنہ ۱۷ ہجری میں یزد گرد اصفہان کو روانہ ہوا تو سیاہ کو تین سو سواروں کے ساتھہ جن میں ستر بڑے بڑے نامی پہلوان تھے' اصطخر کی طرف بھیجا تاکہ ہر ہر شہر سے چیدہ بہادر منتخب کرکے ایک دستہ تیار کرے - ابو موسی اشعری نے جب سنہ ۲۰ ہجری میں سوس کا محاصرہ کیا تو یزد گرد نے سیاہ کو حکم دیا کہ اس چیدہ رسالے کے ساتھہ ابو موسی کے مقابلے کو جاے - سوس کی فتح کے بعد سیاہ نے مع تمام سرداروں کے ابو موسی سے چند شرائط کے ساتھہ امن کی درخواست کی - ابو موسی گو شرائط پر راضی نہ تھے' لیکن کیفیت واقعہ سے حضرت عمر کو اطلاع دی - حضرت عمر نے لکھہ بھیجا کہ تمام شرائط منظور کر لیے جائیں - چنانچہ وہ سب کے سب بصرہ میں آباد کیے گئے اور فوجی دفتر میں نام درج کرکے اُن کی تنخواہیں مقرر کردی گئیں - انمیں سے چھہ افسروں کی (جن کے نام یہ ہیں: سیاہ ' خسرو ' شہریار ' شیرویہ' شہرویہ ' افرودین) ڈھائی ڈھائی ہزار اور سو سو بہادروں کی دو دو ہزار تنخواہ مقرر ہوئی - تستر کے معرکہ میں سیاہ ہی کی تدبیر سے فتح حاصل ہوئی تھی - (۲)

باذان نوشیروان کی طرف سے یمن کا گورنر تھا ' اُسکی زیر میں جو ایرانی فوج تھی' اُسمیں سے اکثر مسلمان ہوگئے تھے - ان کا نام بھی دفتر فوج میں لکھا گیا - تعجب یہ ہے کہ فاروقی لشکر ہندوستان کے بہادروں سے بھی خالی نہ تھا - سندھ کے جاٹ جنکو اہل عرب زط کہتے تھے' یزد گرد کے لشکر میں شامل تھے - سوس کے معرکہ کے بعد وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہوے ' اور فوج میں بھرتی کرکے بصرہ میں آباد کیے گیے - (۳)

یونانی اور رومی بہادر بھی فوج میں شامل تھے - چنانچہ فتح مصر میں ان میں سے پانسو آدمی شریک جنگ تھے' اور جب عمرو بن العاص نے فسطاط آباد کیا تو یہ ایک جداگانہ محلے میں آباد کیے گئے - یہودیوں سے بھی یہ سلسلہ خالی نہ تھا ' چنانچہ مصر کی فتح میں ان میں سے ایک ہزار آدمی اسلامی فوج کے ساتھہ شریک تھے - (۴)

غرض حضرت عمر نے صیغۂ جنگ کو جو وسعت دی تھی' اُس کے لیے کسی قوم اور کسی ملک کی تخصیص نہ تھی - یہاں تک کہ مذہب و ملت کی بھی کچھہ قید نہ تھی - والنٹیر فوج میں تو ہزاروں مجوسی شامل تھے جنکو مسلمانوں کے برابر مشاہرے ملتے تھے - فوج نظام میں بھی مجوسیوں کا پتہ ملتا ہے' چنانچہ اسکی تفصیل غیر قوموں کے حقوق کے ذکر میں آئیگی - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ صیغۂ جنگ کی یہ وسعت جسمیں تمام قوموں کو داخل کرلیا گیا تھا ' صرف اسلام کی ایک فیاضی تھی' ورنہ فتوحات ملکی کے لیے عرب کو اپنی تلوار کے سوا اور کسی کا کبھی ممنون ہونا نہیں پڑا - البتہ اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ جن قوموں سے مقابلہ تھا' اُنہیں کے ہم قوموں کو اُن سے لڑانا فن جنگ کا بڑا اُصول ہے :

که خرگوش هر مرز را بے شگفت
سگ آں ولایت توانـــد گـرفت

جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آے ہیں' ابتداے انتظام میں فوجی صیغہ صاف صاف جداگانہ حیثیت نہیں رکھتا تھا - یعنی جو لوگ اور اور حیثیتوں سے تنخواہیں پاتے تھے' اُن کے نام بھی فوجی رجسٹر میں درج تھے' اور اُسوقت یہی مصلحت تھی - لیکن حضرت عمر نے اب یہ پردہ بھی اُٹھا دینا چاہا - شروع شروع میں تنخواہ کی کمی بیشی میں قرآن خوانی کے وصف کا بھی لحاظ ہوتا تھا' لیکن چونکہ اس کو فوجی اُمور سے کچھہ تعلق نہ تھا اسلیے حضرت عمر نے اسکو صیغۂ تعلیم سے متعلق کرکے اِس دفتر سے الگ کردیا - چنانچہ سعد بن وقاص کو یہ الفاظ لکھہ بھیجے : لا لفظ علی القرآن احد -

(تنخواہوں میں ترقی)

اسکے بعد تنخواہوں کی ترقی کی طرف توجہ کی' وہ فوج کو زراعت' تجارت' اور اس قسم کے تمام اشغال سے بزور روک رکھتے تھے' اس لیے ضرور تھا کہ اُن کی تمام ضروریات کی کفالت کی جاے' چنانچہ اس لحاظ سے تنخواہوں میں کافی اضافہ کیا گیا - ادنی سے ادنی شرح جو ۲۰۰ سالانہ تھی ۳۰۰ کردی - افسروں کی تنخواہ سات ہزار سے لیکر دس ہزار تک بڑھا دی - بچوں کی تنخواہ دودھہ چھوڑنے کے دن سے مقرر ہوتی تھی' اب حکم دیدیا کہ پیدا ہونے کے دن ہی سے مقرر کردی جاے -

(رسد کا انتظام)

رسد کا بندوبست پہلے صرف اسقدر تھا کہ فوجیں مثلاً قادسیہ میں پہونچیں تو آس پاس کے دیہات پر حملہ کرکے جنس اور غلہ لوٹ لائیں' البتہ گوشت کا بندوبست دارالخلافت سے تھا یعنی حضرت عمر مدینۂ منورہ سے بھیجا کرتے تھے - (۱) پھر یہ انتظام ہوا کہ مفتوحہ قوموں سے جزیہ کے ساتھہ فی کس ۲۵ آثار غلہ لیا جاتا تھا اور وہ رسد کے کام میں آتا تھا - مصر میں غلہ کے ساتھہ روغن زیتون ' شہد ' اور سرکہ بھی وصول کیا جاتا تھا جو سپاہیوں کے لیے سالن کا کام دیتا تھا - جزیرہ میں بھی یہی انتظام تھا - لیکن اِسمیں رعایا کو زحمت ہوتی تھی چنانچہ حضرت عمر نے آخر میں اس کے بجاے نقدی مقرر کردی (۲) جسکو رعایا نے نہایت خوشی سے قبول کیا -

---

(۱) فتوح البلدان صفحہ ۲۸۰ -

(۲) طبری واقعات سنہ ۱۷ ہجری ذکر فتح سوس - و فتوح البلدان از صفحہ ۳۷۲ تا ۳۷۵ -

(۳) فتوح البلدان صفحہ ۳۷۹

(۴) مقریزی نے صفحہ ۲۹۸ میں ان سب کے حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں -

(۱) فتوح البلدان صفحۂ - ۲۵۹ - اصل عبارت یہ ہے : فاذا احتاجوا الی العلف و الطعام ' اخرجوا خیولا فی البر فاغارت. علی اسفل الفرات - و کان عمر یبعث الیہم من المدینۃ الغنم والجزر -

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۷۸ و ۲۱۶ -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

البلاغ

هٰذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر ۸ - ۹
کلکته : جمعه ۲۲ - ۲۹ ربیع الاول سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 28th Jan. & 4th Feb. 1916.
جلد ۱

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه، از خامهٔ ایڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں۔ پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے، جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے، اور انکا نور علم براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے: و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء۔

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي، وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها۔ انکے فرزند حجة الاسلام، امام الاعلام، مجدد العصر، حضرة شاہ ولي الله قدس سرہ تهے، جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي، اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا۔ انکے بعد حضرة شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا، اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هوئي۔ شکر الله سعیهم، و جعل الجنة مثواهم!

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے، لیکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي، اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها، جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز، و بلاغت و انشاء مخصوص، و فهم حقائق و معارف قرآنیه، و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس، عام فهم، معني خیز، حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے، اور بحمد الله که زیر طبع هے۔

یه ترجمه کیسا هے؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں، اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے۔

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو، اور بچوں، عورتوں، سب کے مطالعه میں آسکے۔ قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے۔ لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے، انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے۔ درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے۔

نوٹ:- ڈبل نمبر هونے کي وجه سے قیمت في پرچه چهه آنه

البیان

فی

مقاصد القرآن

ھذا بیان للناس' وھدی وموعظة للمتقین (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر' از خامۂ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافي ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکي محیط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے' یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے!

یه تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چھپنا شروع هوگئي ہے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۹۳ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتھه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحه کي تفسیر کا هوگا' انشاء الله عنقریب شائع هوجائیگا - قیمت سالانه ۲۵ - ربیع الاول تک چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

اڈیٹر الہلال کي راے

میں همیشه کلکته کے یورپین فرم " جیمس مرے " کے یہاں سے عینک لیتا تھا - اس مرتبه مجھے ضرورت هوئي تو میسرز ایم - ان - احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکته) سے کئی مختلف قسم کي عینکیں خرید کیں' اور میں اعتراف کرتا هوں که وہ هر طرح بہتر اور عمده هیں' اور یورپین کارخانوں سے مستغني کردیتي ہے - مزید براں مقابلتاً قیمت بهي ارزاں هیں - کام بهي جلد اور وعده کے مطابق هوتا ہے -

آپکو واجبي قیمت پر هر قسم کي اصلي پتھر کی عینک مضبوط صحیح وقت دینے والي گھڑیونکي ضرورت هو تو ان میں سے ایک منگواکر آزمایش کریں - رعایتی قیمت وغیره کي لالچ میں پڑ کر دھوکا نه کھائیں -

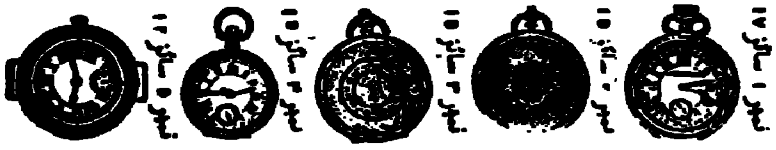

۱ - انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحیح وقت کي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۵ روپیه -

۲ - ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۶ روپیه -

۳ - چاندیکي ڈبل کیس مثل کروالیزر کے وقت کي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیه -

۴ - نکل کیس و میکا واچ نهایت پائدار و وقت کي نهایت سچي گارنٹي ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیه -

۵ - فور رسٹ واچ هاتھه کي زیب دینے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ۱۵ - روپیه سے ۲۲ - روپیه تک -

صرف اپني عمر و دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمانے پر همارے لایق و تجربه کار ڈاکٹرونکي تجویز سے اصلي پتھر کي عینک بذریعه وي - پي کے ارسال خدمت کي جائیگي - اسپر بهي اگر آپ کے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل دیجائیگي -

عینک نکل کماني مع اصلي پتھر کے قیمت ۵ روپیه سے آٹھه روپیه تک -

عینک رولڈ گولڈ کماني مع اصلي پتھر کے قیمت دس روپیه سے پندره روپیه تک - محصول ڈاک وغیره ۶ - آنه -

دو نظر (یعني نزدیک و دور دیکھنے) کي عینک قیمت بالا نرخوں سے ۵ روپیه زیاده -

ایم - اِن - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھڑي نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي کلکته

جسکا درد وهي جانتا ہے ' دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب هو رها ہے - سردي هٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت هي پریشان هوتے هیں' اور رات و دن سانس پھولنے کیوجه سے دم نکلے جاتے هیں' اور نیند تک حرام هو جاتي ہے - دیکھیے ! آج اوپر کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نقلي اشیاء اور دھتوره ' بھنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس اف ایوڈائڈ ' دیگر ہوتي ہے - اسلیے فائده هونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر ہے یه صرف هماري هي بات نهیں ہے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مشکور هیں - آپنے بہت خرچ کیا هوگا - لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمالیں - اسمیں نقصان نهیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصول ڈاک ۵ آنه - اس دوا کي دو خاص فوائد هیں (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا ہے - (۲) اور کچھه روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دوره نهیں هوتا ہے -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکته

Tel. Address: "Albalagh" Calcutta.
Telephone No 648.

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸ .
سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر ۹
کلکتہ : جمعہ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ ہجری ،
Calcutta : Friday, February 4, 1916.
جلد ۱

دعـــوۃ الی القـــرآن

(۱) قرآن حکیم کي اشاعة اور تبلیغ مسلمانوں کا قومی عشق تھا - انہوں نے جو کچھہ کیا صرف اسي کیلیے کیا' اور اُنکي تاریخ محامد و فضائل میں جو کچھہ بھي ہے صرف اسي کے لیے ہے - انہوں نے اپنا وطن چھوڑا تو اُسي کیلیے ' عزیز و اقربا سے مہجور ہوے تو اُسي کي خاطر ' مال و دولت لٹایا تو اُسي کي یاد میں ' انکي تلواریں بے نیام ہوئیں تو اسي کي صولت کیلیے ' اور انکي گردنوں کا خون بہا تو اُسی کے عشق میں ! آہ ' انکي قومي زندگي کي عام صدا یہ تھي :

اِن صــــلاتي و نسکي	میري عبادت ' میري قرباني ' میرا جینا
و محــــیاي و ممــاتي	میرا مرنا ' غرضکہ زندگي اور زندگي میں
لـلہ رب العــــالمین -	جو کچھہ ہے ' سب کچھہ اللہ کیلیے ہے
	جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ؟

لیکن انقلاب زمانہ نے آج اُسي قوم کو اِس حالت تک پہنچادیا ہے کہ قرآن کي تبلیغ کي راہ میں ایثار نفس اور فدویت جسم و جان کي توقع کیا کي جاے ' مال و دولت کے کسي حقیر حصے کا انفاق بھي ناپید ہوگیا ہے !!

(۲) حدیث صحیح میں آیا ہے کہ میري امة پر ایک وقت ایسا آئیگا جب ایک چھوٹي سی نیکي اتنا ثواب حاصل کریگي ' جسقدر بڑي سے بڑي نیکي آج حاصل کرتي ہے ' کیونکہ جب تاریکي بہت بڑھجاے اور روشني کي تمام قندیلیں بجھہ جائیں ' تو اُسوقت دیاسلائي کي ایک تیلي بھي بہت قیمتي ہوتي ہے ' اور اگر ایک ٹمٹماتا ہوا دیا بھي میسر آجاے تو اُسے بجلي کے لیمپ سے بڑھکر لوگ غنیمت سمجھتے ہیں

یقیناً وہ وقت آ گیا - تاریکي ہر طرف ہے مگر روشني کا کوئي سامان نہیں کرتا - ایسي حالت میں اگر کسي طرف سے ایک ہلکي سي شعاع بھي نظر آجاے تو اُسکي ویسي ہي عزت کرني چاہیے جیسي روشني کے عہد میں کسي قیمتي سے قیمتي فانوس کي کیا کرتے تھے -

(۳) ترجمان القرآن اور البیان کي توسیع اشاعة کیلیے بعض احباب کرام جو کچھہ سعي کررہے ہیں ' میں اُسے اِسي نظر سے دیکھتا ہوں ' اور چاہتا ہوں کہ لوگ بھي اسی نظر سے دیکھیں - ان دونوں کتابوں کیلیے سب سے بڑي ضرورت اس چیز کي ہے کہ غیر مستطیع مسلمانوں میں (اور وہي مسلمان سب سے زیادہ اسکے مستحق ہیں) اسکي اشاعة کا انتظام کیا جاے ' اور مسلمانوں کا کوئي حلقہ اور کوئي طبقہ ایسا باقي نہ رہے جسکے اندر اسکے چند نسخے نہ پہنچ جائیں - علی الخصوص انگریزي و عربي مدارس کے طلباء ' مساجد کے ائمہ و حفاظ ' اور بالعموم تمام علماء کرام و ارباب درس و وعظ اسکے اصلي مخاطب ہیں - ان میں سے ہر شخص اپنے ساتھہ ایک بڑا دائرہ دعوۃ و اثر کا رکھتا ہے ' اور اگر قرآن حکیم کے فہم و درس کي صحیح راہ اُسکے آگے کھل جاے تو ہزاروں مسلمانوں کے اندر تبدیلي پیدا ہوجاے -

(۴) سو الحمد للہ کہ بعض ارباب اخلاص کو اللہ نے اِسکي توفیق دي ہے کہ اُنکي متعدد جلدیں لیکر مفت تقسیم کریں ' اور اسطرح اُنہوں نے ایک ایسے عہد میں جبکہ انفاق في سبیل اللہ کی سچي مثالیں ناپید ہو رہي ہیں ' اور مسلمانوں کے مال و دولت میں خدا اور اسکے کلمۂ حق کے لیے کوئي حصہ نظر نہیں آتا ' ایمان باللہ اور عشق کلام الہي کا ایک قابل صد عزت نمونہ پیش کیا ہے -

اس سلسلے میں سب سے زیادہ مستحق ذکر حاجي عبد الشکور صاحب ہیں جنہوں نے تفسیر البیان کي پچاس جلدوں کي قیمت بھیجدي ہے - ان جلدونکو وہ اپنے وطن میں تقسیم کرینگے -

لیکن سب سے زیادہ قابل تقلید نمونہ اُن احباب بہاولپور کا ہے جنہوں نے اپني ایک رسمي اور تفریحي صحبت کي دلاویزیوں پر اللہ کے کلام مقدس کي تبلیغ کو ترجیح دي ہے !

جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب بہاولپور سے لکھتے ہیں :

" میرے ایک دوست مسٹر علي احمد خان بي - اے ہیں جنکي تنخواہ میں اللہ کے فضل سے پچاس روپیہ کا اضافہ ہوا ہے - اس ترقي کي خوشي میں دوستوں کي خواہش تھي کہ چاء اور شیریني کي کوئي صحبت منعقد ہو ' لیکن سب کي یہ راے قرار پائي کہ چند لمحوں کي بیفائدہ صحبت کي جگہ اگر دین کي کوئي خدمت ہوجاے اور خدا کا کلام اسکے بندوں تک پہنچ جاے ' تو یہ بڑي ہي سعادت کي بات ہوگي - پس ہم سب نے قرار دیا کہ جو روپیہ ٹي پارٹي میں خرچ کرنے کیلیے نکالا گیا تھا ' اوس سے آپکے ترجمة القرآن کے نسخے منگوائے جائیں اور ارباب دل میں مفت تقسیم کیے جائیں - چنانچہ سو روپیہ کا مني آرڈر مرسل خدمت ہے - ترجمان القرآن کي قیمت میں محسوب ہو ' اس روپیہ سے جسقدر نسخے آپ بھیجیں گے ' مسٹر موصوف کے احباب میں تقسیم کردے جائینگے "

اللہ تعالی مسٹر موصوف اور انکے تمام دوستوں کو اس عمل خیر کیلیے جزاء خیر دے - بظاہر یہ ایک معمولي سا واقعہ ہے ' لیکن غور کیجیے تو مسلمانوں کیلیے محبت قرآني کا ایک بہت بڑا نمونہ ہے - اگر لوگ اِسي طرح اپنے اولین فرض اسلامي کو محسوس کریں ' تو بغیر کسي بہت بڑے دنیوي نقصان کے گوارا کیے وہ اللہ کي خدمت کیلیے بہت کچھہ کر سکتے ہیں -

اسي طرح شیخ عبد الحمید صاحب (رسولپور ضلع میرٹھہ) نے چند جلدوں کي قیمت بھیجدي ہے ' اور چند قومي لائبریریوں کا پتہ لکھا ہے کہ انکي جانب سے مفت وہاں بھیجدي جائیں -

"کتاب مرقوم یشہدہ المقربون" (۸۳ : ۱۸)

" فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ عام طرز تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی نظیر مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقران کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری ' چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

قدمي کي بڑي بڑي چٹانوں کو پاني کي طرح بہا دیسکتي ہے تو وہ تو اسکے سعادت مند فرزندوں کا گھرانا اور اسکے عشاق قدیم کي [illegible] معرفان تھي - یہاں تو گفت و شنود حسن و عشق اور قول و قرار وصل و وصول کي جگه صرف ایک تبسم امید نواز هي دیوانه بنا دینے کیلیے کافي تھا :

شنیده ام که سگاں را قلاده مي بندي
چرا بگردن حافظ نمي نهي رسنے ؟

پس یه اطاعت شعاران عشق اپنے پر اسرار و غیر مرئي معشوق کے حکموں کے آگے سچے عاشقوں کي طرح گرگئے ' اور اپنے وجود کو ایک فرماں بردار مرکب بناکر اسکے سپرد کردیا - پھر کس قدر نادان هیں وہ لوگ جو سواري کے ایک چارپاے کي تو شکایت کرتے هیں' مگر اسکو نہیں دیکھتے جسکے هاتھه میں اسکي لگام تھي ' اور جسکے بوجھه نے اس مسکین کي پیٹھه پر قابو پایا تھا ؟ اولئک حزب الشیطان ! الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون (۵۹ : ۱۹)

قران حکیم نے همکو شیطان کا ایک بڑا خاصه یه بھي بتلایا ہے که وہ اپنے وفادار غلاموں کو ایک کام کا حکم دیتا ہے' لیکن جب وہ اسکي تعمیل کرتے هیں تو دنیا سے کہتا ہے که مجھے اس کام سے کیا واسطه ؟

کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر' فلما کفر قال اني بري منک ! (۵۹ : ۱۶)

انکي مثال شیطان کي سي ہے - اس نے انسان سے کہا که کفر و ضلالت اختیار کر' جب انسان نے اس حکم کي تعمیل کي تو پھر وہ الگ هوگیا ' اور کہنے لگا که مجھے اس کام سے کوئي واسطه نہیں - میں تیرے کفر سے بالکل بري الذمه هوں -

پس یه بیفائده ہے اگر آج بھي وہ ظاهر کرے که مجھے اس شر و فساد سے کوئي واسطه نہیں اور میں اس سے بری الذمه هوں' کیونکه همیں اسکي قدیمي عادت معلوم ہے ' اور اگرچه همیشه سب کچھه وهي کرتا ہے' پر همیشه اپنے کو الگ دکھلاتا اور ظاهر کرتا ہے که اسے کوئي سروکار نہیں ؟

یاد رکھو که شر و فساد جسقدر ہے شیطان هي کي وسوسه اندازي کا نتیجه ہے' ورنه اسلام کا کوئي چھوٹا سے چھوٹا فرزند بھي راہ فساد اختیار نه کرتا : ان الشیطان للانسان عدوا مبین -

اسي وسوسه اندازي کا نتیجه تھا که لیگ سے پہلے بھي شر و فساد پیدا هوا' اور اجلاس کے اندر بھي - پس همارا جو کچھه بھي معامله ہے' وہ جهل و ناداني کي ان پتلیوں سے نہیں ہے جو دنیا کے سامنے ناچ رهي تھیں ' بلکه جو کچھه بھي ہے وہ اس خوفناک آسیب سے ہے جسکي روح انکے اندر حلول کرگئي تھي ' اور جب وہ چیخ رہے تھے تو اسي کي آواز انکے حلقوں سے نکل رهي تھي !

اس سے بھي بڑھکر قابل تذکرہ شرارت اُن لوگوں کي ہے جو لیگ کے گذشته اجلاس کے اثرات و نتائج کي نسبت طرح طرح کي غلط فہمیاں پھیلاتے هیں' اور اس هنگامه کے واقعات کو اس انداز سے بیان کرتے هیں' گویا انہوں نے لیگ کے اجلاس کو بالکل کھودیا -

لیکن هم کو یقین ہے که یه تمام کوششیں بیکار هیں' اور غلط فہمي خواہ کتني هي سخت هو لیکن انسان کي بینائي نہیں چھین سکتي - گذشته اجلاس کي کامیابي و ناکامي کا اندازہ صرف اس چیز سے کیا جاسکتا ہے که اجلاس کا مقصود اصلي کیا تھا ' اور وہ حاصل هوسکا یا نہیں ؟

یه بالکل ظاهر ہے که اس سال لیگ کے بمبئي میں منعقد کرنے کا کوئي مقصد اسکے سوا نه تھا که هندو مسلمانوں کے ملکي اتفاق کي طرف سعي و طلب کا ایک نمایاں قدم بڑھایا جاے ' اور موجودہ حالات و مقتضیات کے مطابق مسلمانوں کي طرف سے ایک زندہ سیاسي آواز بلند هوسکے -

یہي مقصد تھا جسکے لیے ایک جماعت اس بات پر اڑ گئي که لیگ کا اجلاس ضرور بمبئي هي میں منعقد کیا جاے' اور اسکے فوائد کے یقین کا اسقدر اسپر استغراق طاري هوا که انعقاد کي خوشي میں باهمي راضي نامه کي ایک بد ترین اور قابل صد نفرت شکل بھي ان نے منظور کرلي -

یه راضي نامه وہ ہے جسکو سر سید علي امام کي اس " صلح فرما " خصوصیت کا دوسرا عمل سمجھنا چاهیے جسکا پہلا عمل مسئله مسجد کانپور کي مشہور " صلح " ہے -

اس راضي نامه کا مقصد یه تھا که لیگ کے اجلاس میں سوا تین تجویزوں کے جنکے الفاظ تک قرار پا چکے تھے' اور کوئي کارروائي نه کي جاے : وفاداري ' توسیع عہد ویسراے ' اور ایک کمیٹي کا انعقاد -

اب اسکے بعد واقعات پر نظر ڈالیے اور دیکھیے که یه تمام مفسدانه ساز و سامان جو راضي نامه کے بعد بھي جاري رکھے گئے ' اس مقصد اصلي کو کہاں تک نقصان پہنچا سکے جو لیگ کے انعقاد سے مقصود اصلي تھا ؟

آل انڈیا مسلم لیگ ' اسکے کاموں' اسکي کارکن جماعت ' اور اسکے سر پرستوں کے طریق عمل کے متعلق ابتدا سے همارا ایک خاص طرح کي راے رهي ہے ' اور جو اُن دونوں جماعتوں کے افکار سے بالکل مختلف ہے جنکو موجودہ لیگ کے موافقین و مخالفین کے نام سے پکارا جاتا ہے - با ایں همه هم یقیني طور پر دیکھه رہے هیں که لیگ کے آغاز وجود سے لیکر اس وقت تک اگر اسکا کوئي اجتماع ایسا هوا ہے جسکو نسبتاً مفید و کامیاب کہا جاسکے ' تو وہ یہي عجیب و غریب اجتماع تھا جو باوجود ان تمام مفسدانه طاقتوں اور مفسدانه ساز و سامان مقاومت کے ساحل بمبئي پر منعقد هوا -

انعقاد کا پہلا مقصد یه تھا که هندو مسلمانوں کے ملکي اتحاد کي طرف ایک زیادہ نمایاں اور موثر قدم بڑھایا جاے - اسکو کوئي قوة فساد نه روک سکي - نه افساد و اضلال کي طاقتوں کا وہ سب سے بڑا هولناک بت روک سکا جسکے چہرے پر نقاب رهتا ہے ' اور نه اسکے مندر کے وہ پجاري روک سکے جو اسکے پراسرار حکموں پر رقص عبادت کرتے هیں - لیگ اور کانگریس کے اجلاس ایک شہر میں هوے' لیگ کے ممبر هوم رول لیگ میں شریک هوے اور مادرِ کانگریسي پارٹي سے زیادہ اظہار جوش کے ساتھه اسکي کارروائي میں حصه لیا ' پھر کانگریس میں شریک هوے ' اور ممبران کانگریس لیگ میں آے - یه چیز فی نفسه هماري نظروں میں کوئي ایسي وقیع چیز نہیں ہے - مگر چونکه کانگریس اور مسلمانوں کي تفریق کو همیشه ایک بت بناکر مسلمانوں نے پوجا ہے' اسلیے اسکا پاش پاش هونا هر طرح ایک اهم واقعه هونے کي استعداد رکھتا ہے -

اس سے بھي اهم تر چیز یه تھي که مسلمانوں کے سیاسي مجمع سے ایک ایسي آواز اٹھے جسمیں کچھه جان هو' اور جسکي روح کو وقت کا فرضي اور وهمي سوال اٹھاکر هلاک نه کیا جاسکے - سو اس میں کوئي شک نہیں که مسٹر مظہر الحق کا ایڈریس اس اعتبار سے لیگ کي تمام تاریخ کا حاصل زندگي ہے ' اور باوجود هجوم مشکلات و احاطۂ موانع کے انہوں نے جسقدر بھي اظہار حقیقت کي توفیق پائي' وہ همیشه یادگار رهیگي -

انکے ایڈریس میں جو کچھه موجود ہے' وہ بلحاظ وقت کي مشکلات کے اسقدر وقیع ہے' که اسکي وقعت پر غیر موجود کا افسوس غالب نہیں آ سکتا -

شذرات

مسلم لیگ

مسلم لیگ کے گذشتہ اجلاس کا تذکرہ اخبارات و رسائل کے صفحات اور بحث و مذاکرہ کی صحبتوں میں قریب الاختتام ہے - کامل چار ہفتے اسپر گذر چکے، اور ہر شائق و سامع نے اسکے نقد و بحث میں کچھہ نہ کچھہ حصہ لیا - تاہم بہت سی ضروری باتیں اب تک باقی ہیں، اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ اصلیت کو مشتبہ کرنے کیلیے چند مفسدانہ غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں -

جنوری کے اوائل میں اگر ہمیں فرصت ملتی تو بہ تفصیل اس واقعہ کی نسبت لکھتے - لیکن اب تفصیل کا موقعہ نہیں رہا - صرف ان غلط فہمیوں کی طرف اشارہ کردینا چاہتے ہیں، جنکا اثر واقعہ کی عارضی حیثیت کی جگہ اصولی نتائج و عبر پر پڑتا ہے -

اس سلسلے میں سب سے پہلی چیز جو سامنے آتی ہے، وہ مسلمانان بمبئی کے اندرونی اختلافات کا مسئلہ ہے، جسکو عام طور پر لیگ کے ہنگامہ کی اصلی علت قرار دیا جاتا ہے -

ہم اس تعجب اور حیرانی کے ظاہر کرنے کیلیے الفاظ نہیں پاتے، جسکے ساتھہ ہم نے ان تحریروں کو پڑھا ہے جو بعض مدعیان علم و واقفیت نے شائع کی ہیں، اور جنکے اندر وہ یقین کے ساتھہ ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمانان بمبئی کے سیاسی اختلاف اور پارٹی فلینگ نے لیگ کے جلسے کو اس مصیبت سے دو چار کیا !

دنیا میں علم و یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ مشاہدہ ہے، سماع ہے، روایت ہے، قیاس صحیح ہے، اور تواتر و تسلسل واقعات ہے - ہم حیران ہیں کہ لیگ کے اجلاس بمبئی کے متعلق یہ تمام ذرائع موجود ہیں، اور ان میں سے ہر ذریعہ صاف صاف یقین دلا رہا ہے کہ اس ہنگامہ کو نہ تو مسلمانان بمبئی کے کسی سیاسی اختلاف آراء سے تعلق تھا، اور نہ مختلف سیاسی جماعتوں کی کشمکش سے - یہ جو کچھہ ہوا، اسکی علة اصلی صرفہ ایک ہی تھی، اور وہ صرف اسی مخفی طاقت کی کارفرمائی تھی جو ہمیشہ خود تو پس پردہ رہتی ہے، لیکن اپنے تنخواہ دار سپاہیوں کو آگے بھیجدیتی ہے - تاکہ میدان رزم میں خیمہ نشیں سپہ سالار کے احکام کی تعمیل کریں -

لیگ کے اجلاس سے پہلے جو کچھہ ہوا، اور لیگ کے اجلاس کے اندر جو کچھہ ہوا، دونوں کی پوری سرگذشت دنیا کے سامنے موجود ہے - اور وہ اس حقیقت کو اسدرجہ روشن و واضح صورت میں نمایاں کر رہی ہے کہ ہندوستان کے مخفی دسائس و فریب کی پوری تاریخ میں ایسا بے نقاب جلوہ کبھی بھی نظر نہیں آیا تھا -

ان نادانوں یا دانستہ حق پوشوں کا بیان ہے کہ لیگ نے اس سال کانگریس سے ملنا چاہا، اور ہندوستان کے مستقبل کی امیدیں میں وہ یک قلم ہندوں کے ہمدوش کھڑی ہوگئی - مثال آور حالات کے بمبئی میں بھی مسلمانوں کا ایک گروہ اس بحث کا مخالف موجود تھا - اس نے پہلے کوشش کی کہ جلسہ نہو - پھر جب سیٹھ علی اضلم نے بمبئی میں راضی نامہ کرانے کی یادگار عزت حاصل کی، تو مجبوراً ساتھہ ہوگیا - تاہم اختلاف شدید تھا - اسکی دانشمندی و سیاست فہمی کسی طرح بھی گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ مسلمان ہندوں کے ساتھہ ملکر اپنے آپکو تباہ کرڈالیں - پس وہ ایک مجاہد حق جماعت کی طرح جہاد فی سبیل الحق کیلیے طیار ہوگیا، اور شہر کے بدمعاشوں اور اراذل کی ایک پلٹن طیار کرکے لیگ پر حملہ کردیا -

لیکن جن لوگوں کو اخبارات کے صفحوں پر اسطرح علانیہ کذب سرائی سے عار نہیں آتا، کیا وہ بتلاسکتے ہیں کہ جس جماعت نے لیگ کی مخالفت میں حصہ لیا، ان میں وہ کون لوگ ہیں جنکو سیاست فہمی اور قوم پرستی کا یہ خلعت عطا ہورہا ہے ؟ کیا پچاس ساٹھہ آدمیوں کی وہ جماعت جو وزیٹروں کے حلقہ میں آکر بیٹھہ گئی تھی، اور جسے صرف یہ تعلیم دی گئی تھی کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد "شیم شیم" کا نعرہ بلند کرتے رہنا، چنانچہ وہ مسکین اپنے پیشواؤں کے شور و غل پر بھی اسی آموختہ کو دہرا دیتے تھے ؟ اگر وہ نہیں تو پھر کیا علی خاں معروف بہ عبد الرؤف جو پرانی گاڑیوں کو بیچا کرتا ہے، اور جس غریب کو یہ بھی نہیں معلوم کہ کانگریس کیا بلا ہے اور لیگ کس جانور کا نام ہے ؟ اگر وہ بھی نہیں تو پھر کیا بمبئی کے بدمعاشوں کا وہ سردار جو اسٹیج کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا تھا اور جو لیگ سے اپنے سیاسی اختلاف کو اس ماہرانہ جملے میں ادا کرتا تھا کہ " میرا ملک کابل کیوں ہندوں کو بخش رہے ہو " ؟ اگر یہ لوگ صرف مزدور تھے، اور سیاست کا معلم وہی تھا جسکے ذریعہ انہوں نے مزدوری پائی، تو پھر کیا سلیمان قاسم مٹھا کے روپیوں کی تھیلیوں میں اس سیاسی فہم و تدبر کو ڈھونڈھیں، حالانکہ روپیہ سے آلو اور بمبئی کے بدمعاش دونوں چیزیں خریدی جاسکتی ہیں مگر نہ تو عقل خریدی جاسکتی ہے اور نہ علم !

لطف کی بات یہ ہے کہ ان بحث کرنے والوں میں اکثر لوگ وہ ہیں جو خود بمبئی میں موجود تھے، لیکن انکی واقفیت کا یہ حال ہے کہ بیچارے علی خاں سندھی کو " مولانا عبد الرؤف " کے لقب سے لکھتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بمبئی کا بڑا لیڈر ہے جس نے بھرے جلسے میں مخالفت کی، اور محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے شور و غل مچایا - حالانکہ بمبئی کا ہر شخص اس شخص کے حالات سے واقف ہے، اور ہر جگہ اس قسم کے باجے بازاروں میں بکثرت ملتے ہیں، جنکو کوکدیا جائے تو بجتے رہینگے -

بہرحال بمبئی میں لیگ کے موقعہ پر جو کچھہ ہوا، اسکو کسی سیاسی اختلاف و جماعت بندی سے کوئی تعلق نہیں - ہر شخص جانتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد ان لوگوں کی نظروں میں کس درجہ مہیب چیز ہے، جنہوں نے اپنی کامیابیوں کا محل تفریق عناصر کی بنیاد پر تعمیر کیا ہے، اور علی الخصوص موجودہ حالات میں کانگریس اور لیگ کا یکجا ہونا اور مل جلکر ایک کمیٹی بنانا، انکے مقاصد کیلیے کس درجہ ہولناک ہے ؟ بمبئی میں انہی مقاصد سے لیگ کو منعقد کیا جاتا تھا - پس کوشش کی گئی کہ اسکی راہ میں موانع پیدا کیے جائیں - اسکے لیے ہمیشہ سے ایک ہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، اور وہ ہم سب کو معلوم ہے - شیطان کو کبھی بھی انسانوں نے اپنے سامنے نہیں دیکھا ہے، اسکی وسوسہ اندازیوں نے ہمیشہ انسانوں ہی کو اپنی سواری کا گدھا بنایا ہے :

الذي يوسوس في صدور الناس من الجنة و الناس -

پس شیطان اس موقعہ پر بھی اپنے ابلیسانہ تمغۂ فساد کے ساتھہ آیا، اور اس نے اپنے فرمان بردار اور اطاعت شعار فرزندوں کو پکارا کیا، جنہوں نے بمبئی کا لطف کی ایک پر اسرار گردش ثابت

گلستاں کا هر حرف اور هر لفظ سعدي کا کلام نہیں ہے' لیکن گلستاں سعدي کي ہے - اسلیے وہ حقیقت جو انفراد حروف و اصوات کے علاوہ ہے' اسي کا نام گلستاں هوگا اور وهي سعدي کي تصنیف ہے -

پس " قرآن " جس کتاب کا نام ہے ' وہ کسي اعتبار سے بهي مخلوق نہیں هوسکتي - معتزلہ نے اسے مخلوق قرار دیکر ایک طرف تو اُن بحثوں کا دروازہ کهولا جو اسلام کیلیے سب سے بڑا فتنہ تها ' دوسري طرف قرآن کي الهي عظمت و قدوسیت کے اعتقادي اساس کو بهي سخت صدمہ پہنچنے کا امکان پیدا کردیا - قرآن کي رباني و الهي عظمت کا اعتقاد اسلام کي تمام کائنات زندگي کي اصلي روح تهي - پس اگر آغاز عہد هي میں اسکي پوري حفاظت نہ کي جاتي تو بہت جلد وہ وقت آجاتا جب لوگ تورات اور انجیل کي طرح قرآن حکیم کي عزت الهي کو بهي غارت کردیتے -

اللہ تعالی نے فرزندان اسلام کي سب سے بڑي مقدس و حامل شریعۃ جماعۃ یعنے محدثین کرام کو اس بدعۃ مضلہ کے انسداد کیلیے کهڑا کردیا ' اور اُنهوں نے اپنا خون بہاکر اس مسئلہ کے دست برد سے قرآن حکیم کي حفاظت کي -

(مسئلہ کی اهمیت)

آجکل کے بعض ارباب علم و نظر کا خیال ہے کہ اس قسم کي بحثیں جنکے لیے همارے سلف صالح اور علماء حق نے ایک عظیم الشان داخلي جہاد کیا ' اور اکثر اوقات اپني زندگیوں تک کي قرباني کردي ' محض ایک لفظي نزاع تهي ' اور صرف سوء فہم و کج ذهني نے انکو اهم و وقیع بنا دیا تها -

وہ ان لوگوں کي عقلوں پر تعجب کرتے هیں اور کہتے هیں کہ هم اُن سے زیادہ عقلمند هیں کیونکہ ان بحثوں کي بے وقعتي و بے اثري کو خرد مندانہ محسوس کررہے هیں - لیکن افسوس کہ هم ان سے متفق نہیں هوسکتے - یہ مسائل جس عہد میں پیدا هوے ' وہ اسلام کي نشو و نماء اجتماعي کا ابتدائي عہد تها - اسکے سرچشمے پهوٹ کر بہہ رہے تهے ' اور ایک تنکا بهي اُنکي راہ میں آجاتا تها تو خوف هوتا تها کہ یهي تنکے جمع هوکر ایک دن بڑي بڑي نہروں کے دهانوں کو بند کردینگے - محدثین کرام نے اس حقیقت کو سمجها ' اور اسلام کي حفاظت کیلیے کمر بستہ هوگئے - اُنکي مثال اُس جانباز عاشق کي سي تهي ' جو اپنے معشوق کے تلووں میں ایک کانٹے کي چبهن بهي دیکهتا ہے تو اِس زور سے چیختا ہے ' گویا اُسکے پہلو میں خنجر نے شگاف کردیا - وہ اُس ایک ایک تنکے ' ایک ایک کانٹے ' اور مٹي کے ایک ایک ذرے کیلیے اپني گردنوں کو ذبح کرا دینا چاهتے تهے جو اسلام کي راہ میں آ جائیں ' اور اسکي صراط مستقیم کو آلودہ کرنا چاهیں - اگر اس وقت اللہ تعالی فرزندان اسلام کي اس سب سے زیادہ برگذیدہ جماعت کے دلوں کو اپنے الہام سے معمور نہ کردیتا ' اور وہ ایک داخلي جہاد عظیم کرکے ان تمام فتنوں کا سد باب نہ کرتے ' تو آج دنیا میں اسلام کي بهي وهي حالت هوتي جو دنیا کے تمام محرف و مسخ مذاهب کي نظر آرهي ہے ' اور اسکي حقیقي تعلیم کو بهي طرح طرح کي بدعات و محدثات کا سیلاب بہا لیگیا هوتا -

آج تمهارا حال یہ ہے کہ اسلام کي گردن پر تلواریں چلتي هیں ' تو تمهیں اتنا بهي صدمہ نہیں هوتا جتنا کسي انگلي کے پورے میں سوئي کي خلش سے هوسکتا ہے - تم اُن پاک روحوں اور خدا کے کلمۂ حق کے جاں نثاروں کي حالت کا کیا اندازہ کرسکتے هو جو اسکي راہ میں ایک تنکے کے آجانے سے بهي اسطرح بیچین هوجاتے تهے ' گویا انکے بستر پر دهکتے هوے انگارے بچها دیے گئے !

قرآن حکیم کي جس حفاظت و عظمت پر تم آج ناز کرتے هو ' یہ دراصل انهي محدثین کرام کي حق پرستیوں کا نتیجہ ہے جنهوں نے اسکو بهي گوارا نہ کیا کہ کوئي نئي آواز قرآن کیلیے اٹهائي جاے ' اور کوئي بات ایسي اسکي نسبت کہي جاے جو اسکي غیر انساني عظمت کي تنزیہ و تقدیس کو بٹہ لگاے -

پهر اس سے بهي قطع نظر کرو - یہ مسئلہ محض ایک لفظي نزاع هي کب تها ؟ معتزلہ کہتے تهے کہ قرآن مخلوق و حادث ہے - هر مسلمان کو اسکا اعتقاد رکهنا چاهیے - اور اس طرح قرآن کیلیے ایک ایسي بات کہتے تهے اور ایک ایسي بات کا اقرار کرانا چاهتے تهے جسکا اقرار نہ تو خود قرآن نے کرایا اور نہ رسول نے کچهہ کہا ' پهر کیا یہ ایک سخت فتنہ نہ تها جو نئي نئي اعتقادي بدعتوں کا ابلیسي دروازہ کهولتا تها ؟ اور کیا یہ شریعۃ پر اضافہ کرنا اور اسلامي اعتقاد کي ترمیم نہ تهي ؟

محدثین کرام نے جن مقاصد کي بنا پر اس طرح کے تمام فتنوں کي مخالفت کي اور کسي شکل میں بهي انکو گوارا نہ کیا ' واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ وہ یکسر صحیح و واقعي تهے - هم دیکهہ رہے هیں کہ انهي مسائل نے بالآخر اسلام کي حقیقي تعلیم کو طرح طرح کي خارجي ضلالتوں سے آلودہ کیا ' اور ان کوششوں کے بعد بهي اسلامي عقائد غیر دیني اثرات و اختلاط سے محفوظ نہ رہ سکے - صرف محدثین کرام هي کا ایک گروہ ایسا نظر آتا ہے جنکے دلوں کو اللہ نے اپني حفاظت میں لے لیا تها - نہ تو انقلابات علمي کے موثرات انکي استقامت حق پر غالب آسکے - اور نہ انساني افکار و اوهام کي دلکشیاں انکے دلوں کو جمال قرآن و سنت کے عشق سے پهیر سکیں - في الحقیقت یهي وہ پاک جماعت تهي جسکے لیے زبان نبوت نے اول روز هي حکم سنادیا تها : لا یزال طائفۃ من امتي قائمین علی الحق ' حتی یاتي امر اللہ وهم غالبون -

بهرحال علماء حق اور محدثین کرام نے اس بدعۃ شدیدہ اور فتنۂ عظیمہ کا اس قوۃ و سرفروشي کے ساتهہ مقابلہ کیا کہ تمام دنیا کي حق پرستي و امر بالمعروف کي تاریخ میں اسکے واقعات یادگار رهینگے -

اگر یہ مسئلہ صرف عامۂ معتزلہ تک محدود رهتا ' تو پیروان اسلام کے سواد اعظم کیلیے (جو اُسکا مخالف تها) کوئي مصیبت نہ تهي ' یہ صرف بحث و دلائل کا میدان هوتا ا زبان و قلم کا جہاد اسکے لیے کافي تها ' لیکن مصیبت یہ تهي کہ حکومت وقت نے اس مذهب کا ساتهہ دیا ' اور بعض خلفاء عباسیہ نے معتزلہ کے ساتهہ هوکر خلق قرآن کے مسئلہ کو بجبر پهیلانا چاها - انهوں نے حکومت کے زور ' سزاؤں کے اعلان ' قیدخانوں کي زنجیروں ' اور جلادوں کي تلواروں کو حرکت دي ' اسلیے یہ علمي مسئلہ ' علمي نہ رها ' بلکہ ارباب حق کیلیے ابتلا و آزمایش کي ایک هیبت ناک هولناکي بنگیا -

(مامون الرشید کا استبداد)

خلفاے عباسیہ میں مامون الرشید عباسي ایک عجیب و غریب حکمران گذرا ہے - اسکي زندگي میں بعض چیزیں بالکل متضاد جمع هوگئي تهیں - وہ ایک طرف علوم اسلامیہ کا ماهر تها ' عربیۃ کا کامل الفن تها ' علم و حکمت کا عاشق اور حریت و آزادي کا حامي تها - اسکي حریت پسندي نے دنیا کے تمام مذهبوں کو مطلق العنان چهوڑ دیا تها - الحاد آزاد تها ' ثنویت کي پرسش نہ تهي ' مانویت علانیہ ظاهر کي جاتي تهي ' مزدکیۃ کیلیے کوئي روک نہ تها ' یونان و ایران کے جن ملحدانہ مذاهب کو کبهي بهي پناہ نہ ملي تهي ' وہ بغداد کے گلي کوچوں میں پرورش پا رہے تهے -

لیکن دوسري طرف اسلام کے اندروني مذاهب و اختلافات کے میدان میں آکر دیکهیے ' تو اسکے هاتهہ میں استبداد کي بے پناہ تلوار اور زبان پر جبر و قہر کے سخت سے سخت احکام نظر آتے هیں !

مامون الرشید کے اسي استبداد داخلي کے سلسلے میں مسئلۂ خلق قرآن کا فتنۂ عظیمہ بهي ہے ' جسنے تیسري صدي هجري میں علماء حق کیلیے ابتلاء و امتحان کا ایک نہایت نازک وقت پیدا کردیا تها - اُس نے معتزلہ کا مذهب خلق قبول کرلیا ' اور اسي کو حق و باطل اور اسلام و کفر کا معیار قرار دیا - اس نے چاها کہ

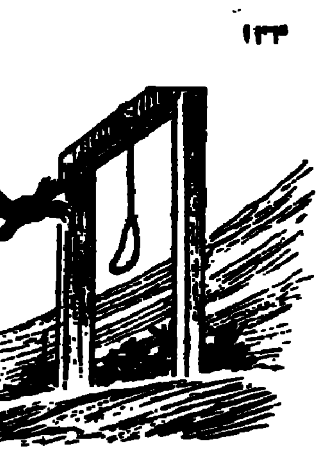

احرار اسلام

الامر بالمعروف والنهي عن المنکر

تاریخ عهد عباسیه کا ایک صفحه

مسئلۂ خلق قرآن اور مناظرۂ دربار مامون الرشید

علماء سلف کي حریت حقه اور دعوۃ الی الحق کا ایک نظارہ !

اسلام کے ابتدائي عهدوں میں جن مسائل نے سب سے پہلے اختلاف و تفریق کي بنیادیں رکھي هیں، اور مسلمانوں کو کتاب و سنت کے صراط مستقیم اور صحابۂ کرام کے اسوۂ حسنه سے انحراف کي راہ دکھلائي هے، ان میں سے ایک معرکۃ الآراء اور شدید الاختلاف مسئله " خلق و قدم قران " کا بھی هے -

(مسئله خلق قران)

مسئلۂ " خلق و قدم قرآن " سے مقصود یه تها که الله کا کلام جو همارے پاس ایک کتاب کي شکل میں موجود هے، اسمیں الفاظ هیں اور معاني هیں، الفاظ کي آواز هے جو مختلف حرکات زبان و اطراف زبان سے بنتي اور نکلتي هے - معاني کے حقائق متصورہ هیں جنکا وجود معقولي بھي هے اور وجود خارجي بھي - پس ان اعتبارات سے قران قدیم هے یا حادث ؟ مخلوق هے یا غیر مخلوق ؟

اس مسئله کو فلسفه اور فلسفه دان اقوام کے اختلاط نے پیدا کیا تها - اسلام کي اصلي سر زمین ان لا حاصل اور قواء عملیه کو بیکار کرنے والي کاوشوں سے بالکل پاک تهي - آنحضرۃ صلی الله علیه وسلم نے همیشه اُن سوالات سے صحابه کو روکا جو انکي عملي زندگي اور انکے نصب العین سے اُنکو هٹانے والے تھے - اسلام نے عمل سعادت کي ایک هي سیدھي راہ کھول دي تهي، اور وہ چاهتا تها که مسلمان صرف اسي کي رهروي میں مشغول رهیں - آپکے بعد تمام عهد صحابه بھي اسي حال میں بسر هوا - لیکن بنو امیه کي حکومت نے نظام خلافۃ اسلامي میں ایک انقلاب عظیم کرکے اسکي اجتماعي قوت کي نشوؤ نما روک دي، اور نئے نئے فتنوں اور هلاکتوں کا دروازہ کھول دیا - ایک بڑا فتنه علوم عقلیۂ قدیمه اور مذهب کا غیر صالح اختلاط تها - ایک طرف نو مسلم عجمي اقوام اپني تمام پراني بحثوں اور کاوشوں کو اپنے ساتھ لائیں، دوسری طرف اهل کتاب اور مجوسي علماء حکومت اموي کي تمام شاخوں اور محکموں پر حاوي هوگئے - ان لوگوں نے جهاں اپني مذهبي روایتیں مسلمانوں میں پھیلائیں، وهاں فلسفیانه مباحث قدیمه کا وہ دفتر پارینه بھي کھولدیا، جو اسکندریه و سوریا کے کھنڈروں اور جندیسا پور و مدائن کے اطلال و آثار کے اندر مدفون هوچکے تھے -

در اصل اس سوال کو پیدا کرنا هي ایک سخت ضلالت اور مسلک شریعۃ سے انحراف تها - قران الله کا کلام هے جسکو خدا کے رسول نے هم تک پهنچایا - هماري معلومات اسکي نسبت صرف اسي قدر هے اور اس سے هدایت حاصل کرنے کیلیے اتنا علم کافي هے - وہ مخلوق هے یا قدیم ؟ یه سوال نه تو خود قرآن نے همارے سامنے کیا، نه الله کے رسول نے، نه تربیت یافتگان عهد نبوت نے - پس جو کچھه ضروري تها، وہ وهي تها جو بتلا دیا گیا، اور جو نهیں بتلایا گیا وہ ضروري هي نهیں هے، اور اسکي فکر و کاوش میں همارے لیے کوئي سعادت نهیں -

سلف صالح اور محدثین کرام کا یهي مسلک تها، اور صرف اسي راہ میں امن تها - لیکن افسوس که مسلمان اُن فتنوں سے نه بچ سکے جو انسے پہلے کي قوموں میں موجب ضلالت هو چکے تھے -

پھر قدم وحدوث کے اعتبار سے بھي دیکھا جاے تو مسئله بالکل واضح تها، اور اسکي حقیقت ایک هي تهي - الله اور اسکي تمام صفات کامله قدیم هیں - اسکي ایک صفت کلام بھي هے - قران الله کا کلام هے، پس حروف و اصوات و الفاظ کي جس مرتبه و منظمه شکل میں وہ موجود هے، اسکي حقیقت نظمي و ترتیبي کو بھي قدیم هي هونا چاهیے -

لیکن فلسفیانه کاوشوں نے ایک صاف بات کو پیچیدہ بناکر نظر و بحث کي اور راهیں بھي کھولدیں - فرقۂ معتزله نے جو فلسفه و معقولات یوناني سے متاثر هوچکا تها، اس مسئله کو بالکل دوسري نظر سے دیکھا - انهوں نے کها که قرآن حکیم آنحضرۃ صلی الله علیه وسلم پر نازل هوا - اس سے پہلے نه تها - وہ ایک با معني عبارت هے - عبارت جملوں سے مرکب هے، جملے الفاظ سے، اور الفاظ حروف سے - یه حروف اور یه الفاظ جب هماري زبان سے نکلتے هیں، تو هماري آواز هوتے هیں جو اس سے پہلے نه تهي، اور جسکا حدوث همارے هي حلق و زبان سے هوا - پس ان اعتبارات سے قران مخلوق هے، قدیم نهیں هو سکتا - علاوہ بریں، الله هر شے کا خالق هے - قران بھي اشیاء میں داخل هے - اسے بھي مخلوق هونا چاهیے -

ان خیالات سے معتزله نے سخت ٹھوکر کھائي - انهوں نے دعوا کردیا که قران مخلوق هے، اور اسطرح گمراهي و فساد کا ایک بڑا دروازہ امۃ پر کھولدیا - انکي هدایت فلسفیانه کاوشوں کے اندر گم هوگئي - وہ یه نه سمجھے که اصوات حروف کا مخلوق هونا جو انسان کا فعل هے، دوسري چیز هے، اور قران کا مخلوق هونا جو ایک حقیقت نظمي و ترتیبي کا نام هے، بالکل دوسري - قران حکیم کو کسي اعتبار سے بھي مخلوق و حادث نهیں کهه سکتے - وہ نه تو حرفوں کا نام هے اور نه ان آوازوں کا جو انسان کے حلق سے نکلتي هیں - " الحمد لله رب العالمین " کا هر حرف اور هر لفظ اپني انفرادي حالت میں جو آواز پیدا کرتا هے، اور انکي حرکات صوتیه سے جو تموج هوا کے ذرات میں هوتا هے، یقیناً حادث هے - لیکن ساتھه هي وہ قران بھي نهیں هے - قران تو اُس حقیقت نظمي کا نام هے جو ان حرفوں کي ایک خاص الهي ترتیب و تنظیم سے متشکل هوئي، اور " الحمد لله رب العالمین " بنکر لسان وحي پر جاري هوئي - وہ قدیم هے، اسلیے که خدا بھي قدیم هے -

کا فرض ادا کریں - لیکن اسمیں بڑي ھي مشکلیں تھیں - ھر قدم پر اسکا خوف لگا تھا کہ کہیں ماموں کے مقابلہ سے پہلے ھي گرفتار نہ کرلیے جائیں' یا قتل کا فتوی نہ دیدیا جائے۔

وہ اللہ کي طرف جھکے' اس راہ میں اسکي نصرة غیبي سے مدد چاھي' اور ایک خاص تدبیر کرکے جمعہ کے دن جامع رصافہ میں پہنچے - انکا چھوٹا سا لڑکا بھي انکے ساتھ تھا۔

(جامع رصافہ میں کلمۂ حق کا اعلان)

نماز جمعہ ابھي ختم ھي ھوئي تھي کہ لوگوں نے حیرت و تعجب کے ساتھ ایک عجیب واقعہ دیکھا - ایک شخص جو اپني صورت اور لباس سے مکہ کا باشندہ معلوم ھوتا ہے' پہلي صف میں کھڑا ھوگیا ہے' ایک چھوٹا سا بچہ اسکے بالمقابل ایک ستون سے پیٹھ لگائے اسکي طرف نگراں ہے' اور باواز بلند باھم سوال و جواب ھو رھا ہے :

اجنبي نے پکار کر پوچھا : " میرے بیٹے ! قرآن کي نسبت تو کیا کہتا ہے ؟ "

بچے نے پکار کر جواب دیا : " کلام اللہ ' منزل ' غیر مخلوق - اللہ کا کلام ' اتارا ھوا ' غیر مخلوق ! ! "

آہ ' یہ چند لفظ تھے جو ایک بچے کي زبان سے نکلے ' لیکن في الحقیقت انھي کے اندر دعوة حق اور امر بالمعروف کي ایک کائنات ایماني مخفي تھي - یہ وہ صدا تھي جسکے لیے اس وقت بغداد کا ایک ایک ذرہ پیاسا تھا' لیکن اسکي در و دیوار کو برسوں سے نصیب نہیں ھوئي تھي - صرف ایک بار اس جملہ کو کہدینا ھي وہ جہاد اعظم تھا ' جسکي فضیلت کے آگے ایک ھزار برس کي شب ھاے عبادت اور روزھاے صیام بھي کچھ حقیقت نہیں رکھتے تھے !

اسلیے نہیں کہ خلق قرآن کا مسئلہ دعوة حق کي قوتوں کے خرچ کرنے کیلیے سب سے بڑا مصرف تھا' اور اسلیے بھي نہیں کہ اس صدا کے ایک بار بلند ھوجانے سے وہ جیل خانے کہل جاسکتے تھے جنکے اندر علماء حق محبوس تھے ' اور وہ زنجیریں ٹوٹ جا سکتي تھیں جو امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح کے پاؤں میں پڑي تھیں ' بلکہ صرف اسلیے کہ جبر و استبداد غیر شرعي سے ایک کلمۂ حق کو کہنا جرم قرار دیدیا گیا تھا' اور انسان کا ھاتھہ بڑھا تھا تاکہ خدا کي کھولي ھوئي زبانوں کو بند کردے - پس اس وقت زمین کے ھر اس بسنے والے پر جو خدا کو جانتا اور خدا کے رشتے کو اپنے دل میں رکھتا تھا ' فرض ھوگیا تھا کہ اس انساني جبر کو توڑے ' اور خدا کي وفاداري کیلیے انساني اطاعت سے سرکش ھو جائے -

اس وقت برسوں کے کاموں اور صدیوں کے ارادوں کي ضرورت نہ تھي ' بلکہ صرف ایک ھي مقدس لمحہ کي جسکے اندر صداے حق کي ایک نڈر آواز بلند ھوجائے - اس ایک آواز کا بلند کردینا ھي اصلي کام تھا - اسکے بلند کردینے کے بعد یہ سوال نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے کام کیا کیا؟ حق کا کہنا جب جرم ھوجائے تو حق کا کہدینا ھي سب سے بڑا کام ہے !

اگر شیخ عبد العزیز کناني اسکے بعد ھي قتل کردیا جاتا' جب بھي اسکے کام کي عظمت کا ایک ذرہ بھي نہ گھٹتا :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : افضل الجہاد کلمة حق عند سلطان جاير	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد کلمۂ حق ہے جو کسي جابر بادشاہ کے مقابلہ میں کہا جاے -

(حاکم پولیس اور شیخ کي گفتگو)

اس سوال و جواب کي ایک ھي صدا نے تمام مسجد کے اندر تہلکہ مچادیا - لوگ حیرت سے دم بخود ھوگئے اور حیران ھوکر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے - بہت سے لوگ بھاگے کہ اب کوئي آفت آ پڑي ھي مصیبت آنے والي ہے - لیکن شیخ عبد العزیز بے خوف و ھراس اپني جگہ پر کھڑے تھے ' اور انکا لڑکا سامنے کے ستون سے ٹیک لگائے دوبارہ منتظر سوال تھا !

اتنے میں کوتوال شہر سپاھیوں کي ایک جماعت لیکر مسجد میں پہنچ گیا' اور شیخ عبد العزیز اور انکے لڑکے کو گرفتار کرکے اپنے محکمہ کے رئیس اعلی کے دفتر میں لے گیا' جسکو آجکل کي اصطلاح میں پولیس کمشنر کہنا چاھیے - اس وقت بغداد کا پولیس کمشنر عمرو بن مسعدہ تھا - دونوں میں حسب ذیل گفتگو ھوئي :

عمرو بن مسعدہ پولیس کمشنر: " کیا تم پاگل ھو؟ "
شیخ عبد العزیز : " نہیں "
عمرو: کسي نے تمہیں بہکایا ہے ؟
شیخ : نہیں -
عمرو : خود کشي کرنا چاھتے ھو؟
شیخ : نہیں - الحمد للہ میں صحیح العقل ھوں' اپنے ھوش و حواس میں ھوں اور علم و معرفة رکھتا ھوں -
عمرو: کسي نے تم پر ظلم کیا ہے - تم مظلوم ھو؟
شیخ : نہیں -

عمرو بن مسعدہ نے کوتوال سے کہا کہ اسے پوري نگراني و حفاظت کے ساتھ میرے مکان میں پہنچا دو - سپاھیوں کي جماعت نے شیخ کو گھیر لیا' دو آدمیوں نے انکے دونوں ھاتھ اپنے اپنے ھاتھوں میں لے لیے اور پولیس کمشنر کے مکان میں داخل ھوے -

عمرو بن مسعدہ (کمشنر پولیس) انسے پہلے ھي مکان پہنچ گیا تھا' اور صحن میں ایک آھني کرسي پر بیٹھا تھا - ایک نہایت ھي مکلف اور مطلا افسر پولیس کي وردي اسکے جسم پر تھي (۱) شیخ کو اپنے سامنے کھڑا کرکے اس نے مزید تحقیق شروع کي :

عمرو: تم کہاں کے رھنے والے ھو؟
شیخ : مکہ معظمہ کا -
عمرو: آج مسجد میں تمنے جو کچھ کیا اس سے تمہارا مقصد کیا تھا ؟

شیخ : طلبت القربة الی اللہ و رجاء الزلفی لدیہ ! (اللہ کے قرب کي طلب' اور اس کے رضا کي امید !)

عمرو: نہیں ' تمہارا مقصد یہ معلوم ھوتا ہے کہ اس واقعہ کے ذریعہ شہرت حاصل کرو' اور چونکہ تم اسکے نتائج سے ناواقف ھو اسلیے حماقت سے سمجھتے ھو کہ یہ شہرت وسیلۂ رزق ھو جائیگي اور لوگوں سے مال و دولت لوٹ سکونگا۔

شیخ اگر اعلان حق کے سوا اور کوئي خیال میرے سامنے تھا' تو وہ صرف یہ تھا کہ کسي طرح امیر المومنین کے حضور تک پہنچوں' اور انکي موجودگي میں اس مسئلہ کي نسبت مدعیان خلق قرآن سے مناظرہ کروں

عمرو: سبحان اللہ ! اسکي بھي آپکو جرات ہے ؟

شیخ : تم کو میري خواھش پر تعجب کرنے اور حقارت کي نظر ڈالنے کا کوئي حق نہیں - تم امیر المومنین کو سب سے بڑا سمجھتے ھوگے' مگر میں خدا کو سب سے بڑا یقین کرتا ھوں !

عمرو : اچھا ' یہي سہي' پھر کیا تم طیار ھو کہ امیر المومنین کے دربار میں اس عقیدہ کو ظاھر کرو اور علماء سے مناظرہ کرو ؟

شیخ : الحمد للہ ' اللہ کي مدد سے بالکل طیار ھوں - صرف یہي ایک چیز ہے جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ' اور میں نے دیدہ و دانستہ ایک ایسے شدید خطرہ میں اپنے آپکو اور اپنے عزیز بچے کي جان کو ڈالدیا - خدا کي مقدس کتاب کي عزت برباد ھورھي ہے' اور اسکي نسبت اس بات کا اقرار لیا جارھا ہے جسکا اقرار

---

(۱) شیخ عبد العزیز نے اپنے رسالہ میں یہاں " شوار " کا لفظ لکھا ہے - شوار سے مقصود وہ خاص لباس ہے جو اس زمانے کے افسران فوج و پولیس کي سرکاري وردي ھوتي تھي -

اپنی حکومت کے جبر و قہر سے لوگوں کو مجبور کرے' اور اس چیز کا اقرار کرائے جسکے لیے شریعت نے انہیں کوئی حکم نہیں دیا ہے ۔ بلا شبہ وہ اپنے بھائی امین الرشید کو قید خانے کی کوٹھری میں قتل کرا سکتا تھا' اور یقیناً اسکے بھیجے ہوے جلادوں کی تلواروں میں یہ قدرت تھی کہ مسکین امین کے تکیے کی تھال پر غالب آ جائیں' لیکن اسکی پوری حکومت اور حکومت کی تمام طاقتیں بھی اس سے عاجز تھیں کہ حاملین شریعت اور علماء حق کے استقامت و ثبات پر غالب آسکیں' اور انکو حق و ہدایت کی اس راہ سے پھرادیں جسپر انکا یقین اور نور ایمان انہیں چلا رہا تھا !

تاہم فتنہ عظیم تھا' اور اسکے قہارانہ نتائج نے وہ سب کچھہ کیا جو ایسے مواقع میں ہمیشہ ہوا ہے - بہت سے علماء حق قید ہوے' بہت سے جلا وطن کیے گئے' بعض خاک و خون میں بھی تڑپے' اور بہتوں کے قدم جادۂ ثبات سے ڈگمگا بھی گئے - .

(فتنہ کی ابتدا)

غالباً سب سے پہلے سنہ ۲۱۲ - ہجری میں مامون الرشید نے خلق قرآن کے مسئلہ کا سرکاری طور پر اعلان کیا اور دار الخلافۃ میں بحث و مباحثہ کا بازار گرم ہوا - لیکن جبر و تشدد کی ابتدا سنہ ۲۱۸ سے نظر آتی ہے' جبکہ مامون الرشید پوری قوت کے ساتھہ آمادہ ہوگیا تھا کہ تلوار کے زور سے خلق قرآن کا مذہب مسلمانوں میں پھیلا دے -

چنانچہ اسی سنہ میں اس نے ایک فرمان اسحاق بن ابراہیم گورنر بغداد کے نام بھیجا - فرمان کا مضمون یہ تھا کہ تمام علماء شہر کو جمع کرو - جو لوگ خلق قرآن کا اقرار کریں انہیں چھوڑ دو' جو انکار کریں انکی نسبت خبر دو - پھر دوسرا فرمان بھیجا کہ بشر بن ولید الکندی قاضی القضاۃ اور ابراہیم بن مہدی اگر انکار کریں تو قتل کر دیے جائیں - لیکن انکے علاوہ دیگر منکرین خلق قران کو صرف قید کر دیا جائے - (ابو الفداء - جلد دوم - صفحہ - ۳۱)

ابراہیم بن مہدی کے قتل کا تو پولیٹکل اسباب سے وہ خواستگار ہی تھا - لیکن بشر بن ولید کیلیے قتل کی سختی اسلیے تھی کہ وہ قاضی القضاۃ تھے - افسوس کہ ان دونوں کا ثبات اس پہلی آزمایش ہی میں ہلاک ہوگیا' اور خلق قرآن کا اقرار کر کے اپنی جان بچالی' اور بہت سی کمزور روحوں نے بھی انکا ساتھہ دیا' لیکن علماء حق کی ایک مقدس جماعت ایسی بھی تھی جسکے لیے حکومت کی تلواروں اور دنیوی عقوبتوں کے فرمانوں سے بڑھکر خدا کا فرمان ہیبت و سطوت رکھتا تھا - انہوں نے صاف انکار کردیا' اور قید خانے کی بیڑیاں خوشی خوشی پہن لیں - اس جماعت حق کا سرتاج وہ وجود مقدس و مبارک تھا' جسکو شریعت کے احیاء و تجدید اور کتاب و سنت کے مسلک قدیم کے اعلان و حفظ کی خدمت درگاہ الہی سے سپرد ہوئی تھی' اور جسکی قربانی کو خدا نے اس فتنہ کے استیصال کیلیے روز ازل ہی سے چن لیا تھا - یعنی حضرۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو فی الحقیقت تمام ائمۂ سلف میں اپنی مخصوص فضیلتوں کی بنا پر ایک ہی شخص ہیں' جنکو "امام اہل سنت و الجماعۃ" کے لقب سے پکارا جا سکتا ہے -

ہم اس مضمون کے دوسرے نمبر میں امام موصوف کی اس یادگار قربانی کا حال بہ تفصیل لکھینگے' یہاں صرف اسی قدر اشارہ کر کے ایک دوسرے واقعہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں -

(جـامع رصـافـہ)

اس واقعہ کے بعد ہی مصائب و محن کا ایک سیلاب امنڈ آیا' اور تمام بغداد کانپ اٹھا - علماء کے سامنے صرف دو ہی راہیں تھیں - یا اس چیز کا اقرار کریں جسکا اقرار شریعت نے انسے نہ کرایا' یا جلاد کی تلوار دیکھیں اور قید خانے کی زنجیروں سے ہم آغوش ہوں -

بہتوں نے بغداد سے ہجرت کی' بہتوں نے گھر سے نکلنا بند کردیا' بہتوں کی عزلت گزینی یہاں تک بڑھی کہ جمعہ کی جماعت کی شرکت بھی ترک کردی - لیکن کسی کو اسکی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ مامون الرشید کی سطوت و جلال کے مقابلے کیلیے اٹھے' اور اس جبر و قہر اور تسلط غیر شرعی سے آگے روکے -

مامون نے گذشتہ واقعات ہی پر قناعت نہ کی' بلکہ استبداد و جبر کا ایک قدم اور آگے بڑھایا - بغداد کی سب سے بڑی مسجد " جامع رصافہ " تھی جو رصافہ کے شرقی جانب واقع تھی' اور جسکا صحن ہمیشہ علماء ملت کے درس و مواعظ کی مجلسوں سے پر رہتا تھا - مامون نے حکم دیا کہ فقہاء و محدثین میں سے کوئی عالم مسجد میں درس نہ دے' اور نہ لوگوں کے مجمع میں بیٹھے - صرف بشر مریسی اور محمد بن جہم کیلیے یہ منصب مخصوص ہے جو اکابر معتزلہ' اور خلق قران کے دعاۃ میں سے تھے -

انہی دونوں شخصوں کے ہاتھہ میں تمام فقہاء و محدثین کی موت و حیات کا رشتہ دیدیا تھا - جو عالم مسئلۂ خلق قران کی مخالفت میں ایک لفظ بھی زبان سے نکالتا تھا' پولیس اسے گرفتار کرلیتی تھی' اور انکے سامنے لیجاتی تھی - وہ جو حکم دیتے تھے اسکی معاً تعمیل کی جاتی تھی - علماء کا ایک بہت بڑا گروہ جو اپنے اندر سچائی کیلیے دکھہ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا' بظاہر انکا ہم زبان بنگیا تھا' اور نفاق کے سپر پر انکی تلوار کو روکتا تھا -

یہ متوحش خبریں بہت جلد تمام عالم اسلامی میں پھیل گئیں' اور ہر شہر میں اسی فتنہ کا چرچا ہونے لگا -

(شیخ عبد العزیز الکنانی)

مکہ معظمہ میں اس وقت ایک عالم حق اور محدث عصر شیخ عبد العزیز بن یحیی کنانی تھے - انہوں نے جب اس فتنہ کا حال سنا اور مامون کے قہر و جبر' معتزلہ کے استیلاء' اور علماء کی خاموشی کی سرگذشتیں معلوم کیں' تو غیرت حق کے جوش اور امر بالمعروف کی روح ایمانی کے اضطراب سے بے اختیار ہوگئے' اور عزم بالجزم کرلیا کہ اس فتنہ کے انسداد کی راہ میں اپنی زندگی قربان کردینگے - وہ اپنے رسالہ میں (جو خاص طور پر اسی واقعہ کی نسبت لکھا ہے اور جسکا قلمی نسخہ جامع اموی دمشق کے کتب خانہ میں محفوظ ہے) لکھتے ہیں :

اتصـــل بي و انا بمكة	میں مکہ میں تھا جب مجھکو بغداد
ما ابتلی بـه النــاس	کے واقعات معلوم ہوے کہ کس طرح
فـي بغــداد وكيـف	مسلمان ایک سخت مصیبت میں
استطـال عليهـم بشـر	مبتلا ہوگئے ہیں' اور کس طرح
المـريسي ولبس على	بشر مریسی انپر سختیاں کر رہا ہے'
امير المؤمنين وعامـة	اور کس طرح امیر المومنین اور ارکان
اوليائه' فطـار نومي'	سلطنت پر انکا داؤ چل گیا ہے -
وخرجت من بلـدي،	پس میں غفلت سے چونکا اور اپنے
متوجهاً الی ربي' و اساله	شہر سے نکلا - اللہ کی طرف میری
سلامتي - حتی قدمت	نظر تھی اور اسی کے فضل و نصرۃ سے
بغداد فشاهدت من غلظ	اپنی سلامتی کا خواستگار تھا - یہانتک
الامر و امتـداده اضعاف	کہ بغداد تک پہنچ گیا اور اپنی آنکھوں
ما كان يتصـــل بي -	سے تمام حالت دیکھی - مجھپر روشن

ہوا کہ معاملہ اس سے بدرجہا زیادہ سخت و پر مصیبت ہے جتنا میں نے سنا تھا - انتہی :

ہم شیخ موصوف کے رسالے سے اس سفر حق اور جہاد امر بالمعروف کے واقعات نقل کرتے ہیں -

(ورود بغـــداد)

شیخ عبد العزیز بغداد پہنچے اور یہاں کے تمام حالات معلوم کیے - سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ وہ کسی طرح مامون الرشید کے دربار تک پہنچیں' اور اس مسئلہ کے متعلق امر بالمعروف

مقالات

تربیت عسکریہ
اور
قرآن حکیم

انسان نہایت سرکش اور متمرد ہے ' اوس نے بارہا حقوق الہی میں دست اندازی کی ہے ' اوسکی عظمت و جبروت کے سراپردۂ جلال کو چاک چاک کرنا چاہا ہے ' اوسکے دامن توحید پر چنگل مارا ہے ' اور پتھروں بلکہ کنکریوں تک کو اوسکا شریک بنا دیا ہے -

اوس نے خدا کی پاکی و قدوسیت کو بھی اپنے انسانی جذبات کے ساتھہ ملوث کرنا چاہا ' اور اوسکے صالح بندوں کو اوسکا بیٹا بنایا : سبحانہ و تعالی عما یقولون علوا کبیرا (۱۷ :)

اوس نے کبھی کبھی غرور و تکبر کے گھمنڈ میں آکر خود اپنا نسب نامہ بھی خدا کے ساتھہ جوڑ دیا ہے ' اور اسطرح اپنے خاندان کو تمام دنیا سے اونچا کرنا چاہا ہے ! تعالی اللہ عما یشرکون !

اوس نے خدا کے بھیجے ہوے پیغمبروں کو ساحر ' مجنون پاگل اور دیوانہ کہا ہے ' اونکو طرح طرح کی اذیتیں دی ہیں ' اونکے ساتھہ ہر موقع پر گستاخی کی ہے ' بلکہ کبھی کبھی خدا کے ان صالح بندوں کو قتل بھی کردیا ہے -

لیکن اس سرکش انسان کا خون اس قدر گراں قیمت اور بیش بہا ہے کہ اس تمرد و طغیان پر بھی خدا نے اوسکی حرمت کو قائم رکھا - لیکن جب سرکشی و عصیان نے بہت زیادہ سر اوٹھایا ' اور خدا کے دائرۂ عفو و کرم کے حدود سے آگے بڑھگئی ' تو قانون تعذیب الہی کو بھی حرکت ہوئی ' اور خدا نے ظالم قوموں پر اپنی عظیم الشان مخلوقات کو مسلط کردیا - انہوں نے اوسکو بد اعمالیوں کی پوری پوری سزا دی - ثمود کو زمین نے پیس کر غبار بنا دیا ' عاد کو ہوا کے جھونکے خس و خاشاک کی طرح اوڑا لیگئے ' قوم نوح کو طوفان کا ریلا تنکے کی طرح بہا لیگیا ! وکذالک اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ ' ان اخذہ الیم شدید ! (۱۱ :)

(حقوق العباد)

لیکن تاہم خدا نے اپنے حقوق کی حفاظت و احترام کیلیے [illegible] ایک قطرہ خون نہیں بہایا - خدا نے دنیا کی بڑی بڑی [illegible] قوموں کو مٹا دیا ' اونکی نسل [illegible] ' اونکی یادگاروں کو [illegible] دیا ' لیکن وہ جس سر زمین پر آباد تھے ' اوسکے دامن پر خون [illegible] دھبہ بھی نظر نہیں آیا -

البتہ جب انسان نے حقوق الہی کے حدود سے بھی آگے قدم بڑھایا ' اور خود اپنے بھائیوں کے فطری حقوق کو پامال کرنا چاہا ' اونکے [illegible] لیے ' اونکی آزادی و خود مختاری سلب کرلی ' اونکے بچوں کی آزادانہ نشو و نما روکدی ' انکی زمینوں پر اپنے عیش و نشاط کے معدن تعمیر کیے ' انکے جسم سے نکلے ہوے پسینے اور گردنوں سے بہے ہوے خون سے اپنی تشنگی ظلم کو تسکین دی ' اور پوری قوم و ملک کو اپنی قومی سیادت و عظمت کیلیے ایک آلۂ بیجان بنا لیا تاکہ اپنی قدرتی حرکت کو چھوڑ کر صرف اونھی کے اشاروں پر حرکت کریں ' تو اس وقت خدا نے بھی اپنے شکنجۂ عذاب کو پہلے سے زیادہ سخت کیا ' اور جو سیاست الہی پہلے سے قائم تھی ' اوسکا رنگ بالکل بدل گیا - پہلے سیاست ربانی کا منصب صرف آسمان و زمین اور ابر و دریا کو حاصل تھا ' جنکی عذاب کی چکی چند لمحوں کے اندر قوم کی قوم کو پیس ڈالتی تھی ' مگر اب یہ خدمت خود انسان ہی کو ' بلکہ صرف انسان کے ہاتھہ کی دس انگلیوں کو سپرد کردی گئی - انسان جب تک خدا کے حقوق کو پامال کر رہا تھا ' خدا اپنی عظیم الشان مخلوقات کے ذریعہ سے اونکو عذاب دیتا تھا - اب خود انسان کے حقوق روندے جارہے تھے ' اسلیے خدا نے بھی انسانیۃ کی عزت و احترام کو قائم رکھنے کیلیے خود انسان ہی کو کھڑا کردیا !

زمانۂ وحشت میں انسان نے کتنے انسانوں کے حقوق پامال کیے ہونگے ؟ کتنے انسانوں کو قتل کردیا ہوگا ؟ کتنے بچے ذبح کردیے ہونگے ؟ کتنی عورتوں کے سر سے چادر عصمت اوتار لی ہوگی ؟ ان حقوق کے تحفظ کیلیے تلواریں بھی چمکی ہونگی ' نیزوں نے بھی اپنی روانی دکھائی ہوگی ' کمانوں کی چڑچڑاہٹ کی آواز سے بھی وحشت کدۂ عالم گونج اٹھا ہوگا ' لیکن تاریخ نے ان واقعات کو یاد نہیں رکھا ' وہ اسوقت موجود نہ تھی - اسلیے وہ بھی ان قوموں کے ساتھہ جنگل کے تاریک گوشوں اور پہاڑوں کے تنگ غاروں میں گم ہوگئی - البتہ زمانۂ تمدن کی تاریخ نے اس قسم کے سیکڑوں واقعات کو اب تک ازبر رکھا ہے ' اور اس آموختہ کے یاد کرنے میں سب سے زیادہ زبان تیغ نے مدد دی ہے - خون کے دھبوں نے اونکے نقوش رنگین کو کبھی مٹنے نہ دیا -

(DIVIDE AND RULE.)

تربیت عسکری کیلیے پہلی چیز ایک متحدہ قومیت کا پیدا ہونا ہے - محض انسانوں کی ایک بھیڑ سے متمدن فوج نہیں بن سکتی جب تک کہ قومیت کی روح ایک متحد جماعت پیدا نہ کردے - باہمی اتفاق و اتحاد کی زنجیریں سب کے پاؤں میں ہوں ' کسی ایک مقصد کے عشق اور ایک حکم کی اطاعت میں سب کے سب ایک بن جائیں - یہی وجہ ہے کہ جو حکومتیں اپنے جبر و استبداد کے قائم کرنے کیلیے کسی قوم کے سپاہیانہ جذبات کو [illegible] چاہتی ہیں ' وہ سب سے پہلے سیاسی فریب و دسائس کے ذریعہ اوس میں پھوٹ ' نفاق ' بغض ' کینہ ' اور باہمی انتقام کے جذبات خبیثہ پیدا کرکے اونکی جمعیت کو توڑ دیتی ہیں ' اور اسطرح رفتہ رفتہ اونکی قومیت فنا ہوجاتی ہے -

لیکن اس خدع و فریب کی ضرورت اسوقت ہوتی ہے ' جب قوم میں کچھہ لوگ بیدار دماغ ' متحرک اعصاب ' اور مضطرب دل رکھتے ہوں ' اور سیاست کی چھپی ہوئی چالوں کے زہر آلود اثر سے متاثر ہوتے رہتے ہوں - لیکن جب کوئی قوم دل و دماغ کھوکر

خدا اور اسکے رسول نے نہیں لیا ؛ مسلمانوں کی زبانوں کو خدا نے کھولا ہے ' مگر تم بند کر رہے ہو ' اور بغیر کسی جرم و قصور کے بندگان خدا طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہو رہے ہیں - پس میں علم رکھتا ہوں ' صحیح شریعت کی معرفۃ خدا نے عطا فرمائی ہے ' میرا فرض ہے کہ اس فتنہ کے انسداد کی کوشش کروں - نتیجہ اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

عمرو : اچھی بات ہے - تم امیر المومنین کے دربار تک پہنچا دیے جاؤگے ' لیکن اگر وہاں پہنچکر تم نے اپنا کوئی اور مقصد ظاہر کیا اور ثابت ہوگیا کہ اس مسئلہ کا اظہار محض ایک بہانہ تھا تو پھر ؟

(اس مسئلہ کے خلاف بحث کرنے کیلیے دربار میں جانا اسوقت ایک ایسی عجیب بات تھی کہ کسی طرح عمرو بن مسعدہ کو اسکا یقین نہیں آتا تھا - وہ سمجھتا تھا کہ کوئی اور ذاتی مقصد ہے - دربار تک پہنچنے کیلیے اس مسئلہ کو وسیلہ بنا لیا ہے -)

شیخ : اگر ایسا ہوا تو میرا خون تمہارے لیے حلال ہے -

عمرو : تمہارے خون کے حرام ہونے میں تو مجھے اب بھی شبہ ہے ' جبکہ تم امیر المومنین کے حکم کی علانیہ مسجد میں توہین کرچکے ہو -

شیخ : حکم صرف خدا اور اسکے قرآن کا ہے -

عمرو بن مسعدہ نے گھوڑا طلب کیا ' اور کوتوال سے کہا کہ میں دربار کی طرف جاتا ہوں ' تم شیخ اور اسکے لڑکے کو سپاہیوں کے حلقہ میں لیکر پیچھے پیچھے آؤ -

شہر کی تمام خلقت ان عجیب و غریب باپ بیٹوں کو حیرت اور افسوس کی نظروں سے دیکھہ رہی تھی ' جنھوں نے موت کی تلاش میں بغداد کا سفر کیا تھا ' اور اب اسکے منہہ میں بیخوف و خطر جا رہے تھے !

راہ میں انہوں نے لوگوں کی آوازیں سنیں جو کہہ رہے تھے :

" دار الخلافۃ میں باہر کے مسافر زندگی اور راحت کیلیے آتے ہیں ' لیکن انہوں نے موت کے عشق میں اپنا گھر چھوڑا "

کیا واقعی ان دونوں نے موت کیلیے اپنے وطن عزیز کو چھوڑا تھا ؟

ہاں ' مگر اُس موت کیلیے جو تمام اُمۃ مرحومہ کو استبداد کی موت سے نجات دلاکر حریت حقہ کی زندگی بخشنے والی تھی !

بل احیاء و لکن لا یشعرون !

قصر شاہی بغداد کے شرقی حصہ میں تھا - یہ مجمع دجلہ کو عبور کرکے ایوان خلافت تک پہنچا ' اور عمرو بن مسعدہ شیخ کو کوتوال کی حفاظت میں چھوڑکر خود اندر گیا - کچھہ عرصہ کے بعد واپس آکر شیخ سے کہا :

" میں نے تمہارا حال امیر المومنین کی خدمت میں عرض کردیا کہ تم مسئلہ خلق قرآن کی نسبت ان علماء دار الخلافۃ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہو جو خلق کے قائل ہیں - امیر المومنین نے اسے منظور فرمایا - پیر کے دن مجلس مناظرہ منعقد ہوگی ' امیر المومنین خود بہ نفس نفیس شریک مجلس ہونگے - اگر پیر تک کیلیے کسی شخص کو اپنی ضمانت میں پیش کرو تو تمہیں رہا کردیا جاے "

شیخ نے کہا : " میں مسافر ہوں ' کسی شخص سے یہاں جان پہچان نہیں رکھتا کہ اسکی ضمانت پیش کرسکوں ' علی الخصوص ایسی حالت میں کہ ایک شاہی مجرم ہوں ' میرے لیے کسے موت ہے کہ اپنی جان مصیبت میں ڈالیگا ؟ "

عمرو نے کہا : " خیر ' ہم تم پر اعتماد کرتے ہیں - جب تم اپنے عقیدے میں ایک خیال کو حق سمجھکر اسکے لیے ایسی پرخطر جرات کر رہے ہو ' تو یقیناً تم جھوٹ نہیں بول سکتے - تم جاؤ اور اپنے معاملہ پر غور کرو - اگر اب بھی تم اس جنون سے باز آجاؤ تو تمہاری مسافرت پر رحم کرکے امید ہے کہ امیر المومنین تمہاری کل کی جرات کو معاف کردیں "

جرات حق کی پہلی برکت اور خدا کی نصرۃ کا پہلا نظارہ دیکھو کہ افسر شاہی جو اسلیے تھا کہ شیخ کو سزا دے ' خود بخود اسپر اعتماد کرتا ہے اور بغیر کسی کی ضمانت لیے رہا کردیتا ہے :

ان تنصر اللہ ' ینصرکم - (اگر تم خدا کے کلمۂ حق کی مدد کروگے تو خدا بھی تمہاری مدد کریگا)

(مناظــرہ کے دن)

مامون الرشید نے تمام علماء دار الخلافۃ کو پیر کے دن دربار شاہی میں حاضر ہونے کا حکم دیدیا - شیخ عبد العزیز پیر کے دن قصر شاہی میں حاضر ہوے تو کوتوال کو اپنا منتظر پایا - وہ عمرو بن مسعدہ کے سامنے لے گیا ' عمرو نے دیکھتے ہی کہا :

" امید ہے کہ اب تمہیں عقل آ گئی ہوگی ' اور تم اس جنون سے باز آ گئے ہوگے جسکا نتیجہ قتل کے سوا اور کچھہ نہیں ہے - تم امیر المومنین کے حکم و عقیدے کی اس سختی سے مخالفت کرنا چاہتے ہو - اسکا نتیجہ تلوار کے سوا اور کچھہ نہ دیکھوگے - اب بھی اس حماقت سے باز آ جاؤ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ معافی دلا دونگا - نیز شاہی انعام و اکرام اور جاگیر و ریاست سے تم مالا مال کردیے جاؤ گے کیونکہ تمہارے اندر شجاعت کا جوہر موجود ہے "

لیکن شیخ عبد العزیز کیلیے یہ تمام باتیں بے سود تھیں - انہوں نے کہا : " حق مظلوم ہوگیا ہے - میں اسے پھر قائم کرنا چاہتا ہوں - مجھے جب اپنی زندگی کی پروا نہیں تو مال و جاگیر کا ذکر کیا کرتے ہو ؟ "

برو ایں دام بر مرغ دگــر نـہ
کہ عنقـا را بلنــد ست آشیـانـہ !

عمرو جوش تاسف سے کھڑا ہوگیا اور کہا : " افسوس تمہاری غربت پر اور صد افسوس تمہارے بچے کی یتیمی اور تمہاری بیوی کی بیوگی پر ! میں تمہیں ہلاکت سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر تم ہلاکت کے عشق میں دیوانے ہو رہے ہو " !

شیخ کی روح حق سے صداے یقین اٹھی : " اللہ کی وہ نصرۃ و اعانت جو صرف حق اور خدمت گذاران حق کیلیے ہے مجھے کبھی نہیں بھلا سکتی ' اور اگر میرے لیے اللہ نے اپنی راہ میں موت ہی لکھدی ہے تو یہ شہادت ہے ' پھر شہادت سے بڑھکر اور کونسی نعمت ہو سکتی ہے جسکا ایک مومن کو عشق ہو ؟ "

عمرو نے جب دیکھا کہ سمجھانا بیکار ہے ' تو صحبت ختم کردی اور مامون الرشید کو اسکے آنے اور آمادۂ مناظرہ ہونے کی اطلاع دی - پھر شیخ کو ایک ایسی جگہ بٹھادیا جہانسے وہ تمام آنے والے لوگوں کو دیکھہ سکے ' اور کہا کہ اجتماع کی تکمیل کے بعد تم حضرت شاہی میں طلب کیے جاؤ گے -

شیخ اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ عمرو کو میری ہلاکت کا اسدرجہ یقین تھا کہ باوجود میری طرف سے مایوس ہونے کے ضبط نہ کر سکا ' اور آخر میں پھر نصیحت کی :

قد حرصت على	میں نے تمہاری نجات و سلامتی کیلیے
خلاصك جهدي ' وانت	وہاں تک کوشش کی جہاں تک
حريص على سفك	میرے امکان میں تھا ' مگر افسوس
دمك جهدك ! فقلت :	کہ تم اپنا خون بہانے کیلیے حریص
يا عمرو ! معونة الله اعظم	ہو اور اسکے لیے اپنی پوری قوۃ سعی
والطف من ان يدسني	صرف کر رہے ہو - میں نے کہا : اے
و من يتوكل على الله فهو	عمرو ! اللہ کی اعانت اس سے زیادہ
حسبه !	بڑی اور مہربانی رکھنے والی ہے کہ

مجھے بھلادے ' اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا ' اسکو خدا بس کرتا ہے !

[لها بقية صالحة]

کو اور کہیں نہیں لے گئیں ' اُسي کے محل تک بحفاظت پہنچا دیا جسکے سر غرور کو کچلنے کیلیے ایک دن یہ شیر خوار بچہ اٹھنے والا تھا - پھر محل فرعوني کي عورتوں کو انپر مہربان کردیا ' اُنھوں نے اپنے بچوں کي طرح خاص شاھي محل کے اندر پرورش کي ' اور اُنکي والدہ ھي اُنکي دایہ قرار پائیں - اسمیں اللہ کي بڑي مصلحت یہ تھي کہ حضرۃ موسی کي پرورش شاھي محل میں ھوئي تو بادشاھوں کے جاہ و جلال باطل کا رعب اُنکے دل سے نکل جائیگا ' اور بچپن ھي سے شاھانہ زندگي ' سیاست و ملک داري کے طریقے ' اور ظالمانہ حکومتوں کے تمام اسرار و خفایا اُن پر منکشف ھوجائینگے -

فالتقطه آل فرعون لیکون	پھر اوسکو آل فرعون نے دریا سے نکال
لهم عدوا و حزنا- ان فرعون	لیا ' اور اس بچے کو پرورش
و هامان و جنودهما کانوا	کیا تا کہ آگے چلکر وہ اونکا دشمن
خاطئین (۷ : ۲۸)	اور سرمایہ رنج و غم بنے - بے شک

فرعون ھامان ' اور اونکا لشکر غلطي پر تھا - جبکہ اپنے دشمن کو اپنے گھر کے اندر پال رھا تھا !

(آغاز کار)

اسکے بعد آزمائش و ابتلاء کے متعدد موقعے پیش آے - اونھوں نے ایک ظالم شخص کو عین حالت ظلم میں قتل کردیا :

و دخل المدینة علی حین	اور جب کہ تمام لوگ غافل تھے
غفلة من اهلها ' فوجد فیها	موسی شہر میں آے ' اور اوسمیں
رجلین یقتتلن : هذا من	دو آدمیوں کو جھگڑتے ھوے دیکھا '
شیعته و هذا من عدوه -	اون میں ایک آدمي اونکي قوم
فاستغاثه الذي من شیعته	کا تھا ' اور دوسرا اونکے دشمن کے گروہ
علی الذي من عدوه ' فوکزه	کا - موسی کو دیکھکر اونکي قوم کے
موسی فقضی علیه - قال	آدمي نے دشمن کے ظلم کي
هذا من عمل الشیطان	فریاد کي ' اور موسی نے اوسکو
انه عدو مضل مبین !	ایک ایسا گھونسا مارا کہ وہ مرگیا -
(۲۸ : ۱۴)	یہ حال دیکھکر وہ گھبراے کہ شیطان

نے مجھے مصیبت میں پھنسا دیا - بے شک شیطان گمراہ کن دشمن ہے -

اب خدا نے ظلم و فساد اور انساني عبودیت و غلامي کي سر زمین سے اونکو دور کرنا چاھا ' کیونکہ ضرورت تھي کہ وہ کسي آزاد مقام پر رھکر آنے والے وقت کیلیے طیار ھو جائیں - پس وہ نکلے اور ایک طرف خدا کي رھنمائي کے سہارے پر چل کھڑے ھوے :

و لما توجه تلقاء مدین قال	جب موسی مصر سے نکل کر مدین
عسی ربي ان یهدیني	کي طرف روانہ ھوے ' تو کہا کہ خدا
سواء السبیل - (۲۸ : ۲۱)	مجھکو ضرور سیدھا راستہ دکھائیگا -

(درسگاہ مدین)

خدا نے اونکي رھنمائي کي ' اور بخط مستقیم اونکو اپنے ایک صالح بندے کي آغوش تربیت میں ڈالدیا - وھاں اونھوں نے کامل آٹھہ سال تک آزادي کي ھوا میں اپنے جذبات حقہ و قواء صالحہ کو نشو و نما دي - پھر جب پلٹے تو فرعون کے تاج و تخت الٹنے کیلیے تمام ساز و سامان نصرۃ سے مسلح تھے :

و ان الق عصاك فلما	اور ھم نے موسی کو حکم دیا کہ
راها تهتز کانها جان ولی	اپني لاٹھي کو پھینک دو ' موسی نے
مدبرا و لم یعقب - یموسی	اپنے ھاتھہ سے عصا پھینک دیا '
اقبل و لا تخف ' انك	لیکن جب دیکھا کہ وہ سانپ کي
من الامنین - اسلك یدك	طرح حرکت کر رھا ہے ' تو پشت
في جیبك تخرج بیضاء	پھیر کر بھاگے ' اور پھر اوس طرف
من غیر سوء ' و اضمم	رخ نہ کیا - ھم نے کہا اے موسی !
الیك جناحك من الرهب	آگے بڑھو ' مطلق خوف نہ کھاؤ
فذانك برهانان من	تم محفوظ رھوگے ' پھر ھم نے حکم
ربك الی فرعون و ملائه	دیا کہ اپنے ھاتھہ کو گریبان میں
انهم کانوا قوما فاسقین -	ڈالو ' وہ چمکتا ھوا نکلیگا - تمہارے
(۳۱ : ۲۸)	خدا کي طرف سے فرعون اور اوسکے

ارکان سلطنت کیلیے یہ دو نشانیاں دیگئي ھیں -

(سپہ سالار جنگ)

فوج کي تنظیم و ترتیب کیلیے جس سپہ سالار کي ضرورت تھي وہ تمام آلات حرب سے مسلح ھوگیا ' لیکن وہ جن لوگوں سے اپني فوج کو مرتب کرنا چاھتا تھا ' وہ خود گرفتار زندان مصیبت تھے ' اسلیے اوس نے اپنا پہلا مطالبہ جو فرعوني گورنمنٹ سے کیا ' وہ اسي فوج کي رھائي کا مطالبہ تھا :

ان ادوا الي عباد الله	خدا کے ان بندوں کو میرے
اني لکم رسول امین	حوالے کردو ' میں تمہارے پاس ایک
(۴۴ : ۱۷)	امانت دار پیغمبر بن کے آیا ھوں -

(داخلي تبلیغ)

لیکن فرعون نے جیسا کہ تمام ظالم بادشاھوں کا طریقہ ہے ' اونکے اس الهي مطالبہ کو رد کردیا - پس ضرور ھوا کہ اب کچھہ دنوں تک مصر ھي میں رھکر بنو اسرائیل کي تربیت و تعلیم کا انتظام کیا جاے ' اور صدیوں کي محکومي و غلامي نے جس درجہ انکے فوجي قوی کو معطل کر دیا ہے ' اسي درجہ کي قوي و موثر تعلیم کے ذریعہ انمیں حریت و استقلال کے عزائم پیدا کیے جائیں -

پس حکم الهي کے مطابق حضرۃ موسی علیہ السلام اپني دعوۃ کي داخلي تبلیغ میں مشغول ھوگئے اور بني اسرائیل کو آنے والے وقت کیلیے طیار کرنا شروع کردیا - اس طیاري کا طریقہ اور اسکے اصول جو قرآن حکیم نے بتلاے ھیں ' ھم کسي دوسري صحبت میں انکي طرف متوجہ ھونگے -

(پہلي فوجي نمایش)

جب ایک اچھي مدت اسپر گذر گئي تو حکم الهي ھوا کہ اب وقت آگیا ہے کہ اس طیار کردہ فوج کي حرکت شروع ھوجاے - پس پہلي منزل یہ ہے کہ اب فرعوني گورنمنٹ کے ساز و سامان اور احکام و قوانین کي بالکل پروا نہ کرو - وہ بنو اسرائیل کو اپني غلامي سے نکلنے نہیں دیتي ' مگر تم اسکو اپنے ساتھہ لیکر راتوں رات نکل کھڑے ھو - تمہارا تعاقب کیا جائیگا ' لیکن عذاب الهي بھي اسکے تعاقب سے غفلت نہیں کریگا :

فاسر بعبادي لیلا انکم	میرے بندوں کو لیکر راتوں رات نکل
متبعون (۴۴ : ۲۲)	جاؤ ' کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جائیگا -

اونھوں نے حکم الهي کي تعمیل کي ' اور اسطرح فوج کیلیے جس اجتماع و انضمام کي ضرورت ھوتي ہے اُسکا قوام تیار ھوگیا -

(روح عسکري)

لیکن فوج صرف آدمیوں کي اوس صف ھي کا نام نہیں ہے جو میدان جنگ میں دیوار کي طرح کھڑي کردي جاتي ہے ' بلکہ جسطرح دنیا کي ھر حقیقت مادہ و قوت سے مرکب ہے ' اوسي طرح فوج بھي جسم و روح کے مجموعہ کا نام ہے - یہ روح تلواروں کے چمکتے ھوے جوھر میں نہیں مل سکتي ' اوسکا آشیانہ شہسواروں کے خود میں نہیں ہے ' وہ حلقہ دار زرہ کے جال میں مرغ رشتہ بپا کي طرح گرفتار نہیں ہے ' اوس نے ان تمام قیود سے آزاد ھوکر صرف سپاھیوں کے دل ھي کو اپنا گھر بنایا ہے - اسي گوشے میں اوسکي معجزانہ طاقت کي کار فرمائیاں ظاھر ھوتي ھیں - فوج کي تعداد کي کمي بیشي سے اسپر کوئي اثر نہیں پڑتا - ایک سو اور ایک ھزار کے اختلاف سے اسکي حقیقت بدل نہیں جاتي ' سامان جنگ کے عدم و وجود کو اسمیں کوئي دخل نہیں ' وہ چاہے تو ایک انسان کے اندر چمک کر اسے ایک ھزار انسانوں پر غالب کردے :

اپنے سر چشمۂ احساس کو بالکل فنا کردیتي ہے ، تو پھر ان فریبنہ کاریوں کي ضرورت ہي نہیں ہوتي ، بلکہ سر بازار تلوار سے اسکے نقش وجود کو حرف غلط کي طرح مٹا دیا جاتا ہے -

دنیا کي ملکي تاریخیں اس قسم کي بہت سي مٹي ہوئي قوموں کو نمایاں کرسکتي ہیں ، لیکن مذہبي تاریخ واقعات میں تسلسل و نظام اور ترتیب نہیں ڈھونڈھتي - وہ دنیا کو محض عبرت کا افسانہ سناتي ہے - اسلیے وہ صرف ایک اہم اور کثیر النتائج واقعہ کا انتخاب کرلیتي ہے ، جو تمام دنیا کیلیے مجموعہ عبرت ہوتا ہے ، اور اسکو بار بار دنیا کے آگے پیش کرتي رہتي ہے - اس اصول کي بنا پر اوس نے ہمکو صرف فرعون کے مظالم کي داستان سنائي ہے ، جسکا انتہائي ظلم و عدوان یہ تھا کہ وہ اپني اجنبي رعایا کے اندر پھوٹ اور نااتفاقي ڈالکر حکومت کرتا تھا اور ایک گروہ کو ضعیف اور دوسرے کو قوي رکھتا تھا :

ان فرعون علا فی الارض و جعل اهلها شیعا یستضعف طائفة منهم - (۳ : ۲۸)	فرعون نے خدا کي زمین میں بہت سر اوٹھایا ، اور اسکے رہنے والوں میں پھوٹ ڈالکر انکو گروہ در گروہ کردیا - و ان میں سے ایک جماعت کو کمزور رکھتا اور ابھرنے نہ دیتا -

مذہبي حکومتوں کے سوا ظلم ہر دنیوي سلطنت کا مایہ خمیر ہے ، اور باوجود مختلف قسم کے مظالم کے وہ اپني زندگي کے وہ دن پورے کرلیتي ہیں جو خدا نے انکے لیے مقرر کردیے ہیں - لیکن جب کوئي سلطنت ظلم کو اس انتہائي درجہ تک پہونچادیتي ہے کہ انساني حقوق کا کوئي ٹھکانا نہیں رہتا تو یہ اوسکي زندگي کا آخري دن ہوتا ہے - اسوقت اوسکا تاج و تخت اولٹ دیا جاتا ہے ، اور وہ صفحۂ ہستي سے حرف غلط کي طرح مٹا دي جاتي ہے -

آج بھي ہم دیکھہ رہے ہیں کہ خدا کا یہ قانون کس طرح کام کر رہا ہے ؟

(ظلم کي موت ہي سے عدل پیدا ہوتا ہے)

لیکن دنیا پر یکے بعد دیگرے ہمیشہ متضاد قوتوں نے حکومت کي ہے ، رات کے جانے کے بعد ہمیشہ دن جلوہ گر ہوا ہے ، تاریکي کے بعد ہمیشہ روشني چمکي ہے ، سیاہي کے بعد ہمیشہ سفیدي نے ظہور کیا ہے - یہي حال حکومتوں اور سلطنتوں کا بھي ہے - جب ایک ظالم حکومت مٹتي ہے تو اسکي جگہ اوسیوقت ایک عادل سلطنت قائم ہوجاتي ہے - ظلم کا جانا ہي عدل کے ظہور کا پیام ہے ، اور رات اگر ختم ہوگئي ہے تو اسکے یہي معني ہیں کہ دن آگیا -

جب جابرانہ قوموں کي قوت فنا ہوجاتي ہے ، تو ایک عادلانہ نظام قائم ہوجاتا ہے - فرعون کي جابرانہ سلطنت کا زوال ایک دوسري قوم کي عادلانہ حکومت کا مقدمہ تھا ، اسلیے خدا نے فرعونیوں کي ہلاکت کے ساتھہ ہي عدل الہي کے قیام کا بھي مژدہ سنا دیا :

و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثین و نمکن لهم فی الارض و نری فرعون و هامان و جنودهما منهم ما کانوا یحذرون (۴ : ۲۸)	اور ہم اپنے دائمي قانون عدل کي بنا پر چاہتے ہیں کہ جو لوگ ہماري زمین میں کمزور بنا کر ایک مدت تک رکھے گئے ہیں ، ان پر احسان کریں ، اور انکو دنیا کي پیشوائي عطا فرمائیں ، بڑي بڑي طاقتور قوموں کے تاج و تخت کے وہي وارث ہوں ، اور انکي پادشاہت زمین پر قائم ہوجائے - فرعون و ہامان اور انکي حکمران قوم کو انکے طرف

سے جس چیز کا کھٹکا تھا اور جسکے لیے وہ انھیں کمزور رکھتے تھے ، وہي انکے سامنے آلینگے ! -

(انقلاب قوۃ و ضعف)

یہ تو سلطنت فرعوني کے انقلاب کي سرگذشت تھي ، لیکن غور کرو کہ اس آیۃ کریمہ کے اندر قرآن حکیم نے کس طرح اپنے ایک قانون الہي کي خبر دیدي ہے ؟ وہ بتلاتا ہے کہ دنیا قوت کے جاہ و جلال کي نمایش گاہ ہے ، اور کمزوروں کي ہلاکت کا مقتل ہے - طاقتور قومیں کمزوروں کو اپنا غلام و محکوم بناتي ہیں ، ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈالتي ہیں ، انکے مختلف فرقوں اور مختلف گروہوں کو باہم ملنے نہیں دیتیں ، کیونکہ اگر وہ ملکر ایک ہوجائیں تو پھر کمزور نہ رہیں اور اتفاق و یگانگت کي طاقت اعلی ظالموں کا تخت و تاج اولٹ دے - یہي حال مصر میں بنو اسرائیل کا تھا - -

لیکن اسکے ساتھہ ہي دنیا کا ایک مستثنی قانون بھي ہے ، اور خدا کے زبردست ہاتھہ کي گاہ گاہ چمک جانے والي حرکت بھي ہوتي ہے - جب ظلم اور طاقت کے شیطان کا غرور حد سے بڑھجاتا ہے تو ایسا بھي ہوتا ہے کہ دنیا طاقت والوں کي جگہ کمزوروں کا گھر بنا دي جاتي ہے ، اور وہي زمین جو کمزوروں کیلیے قتل گاہ تھي ، طاقت والوں کي تباہي و ہلاکت کا تماشا گاہ بن جاتي ہے - پس اُس دن چھوٹے بڑے کیے جاتے ہیں ، اور بڑوں کو چھوٹا بنایا جاتا ہے - وہ کہ کمزور کردیے گئے تھے ، وہ کہ بیکس اور بے نوا تھے ، وہ کہ صرف رونے ، ماتم کرنے ، بے بسي کي چیخیں مارنے ، اور لٹنے لٹانے کیلیے تھے ، وقت آتا ہے کہ احسان الہي کے سزاوار ٹھہرتے ہیں ، اور کمزوري کي جگہ طاقت کیلیے ، بیکسي کي جگہ فرمانروائي کیلیے ، رونے کي جگہ خوشیوں کیلیے ، ماتم کي جگہ عیش و کامراني کیلیے ، اور لٹنے کي جگہ لوٹنے کیلیے ، تمام عالم میں نمایاں ہو جاتے ہیں - قوۃ فرعوني کي جگہ قوۃ موسوي کي تلوار آن کي آن میں دنیا کو پلٹ دیتي ہے ، اور صدیوں کي گري ہوئي قومیں پھر جاہ و جلال رباني کے ظہور و قیام کیلیے دنیا کي وارث اور خلیفہ بنا دي جاتي ہیں !

(تربیت عسکري)

لیکن جسطرح تلوار کي آخري حرکت کسي سلطنت کي شہرگ کو کاٹ دیتي ہے ، اوسي طرح اوسکي پہلي جنبش نظام حکومت کو قائم بھي کردیتي ہے - حکومت سیاست کا سر چشمہ ہے ، اور سیاست کي پیاس ہمیشہ تلوار ہي کے پاني سے بجھي ہے - خدا تعالی حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون کے تاج و تخت اولٹنے اور بنو اسرائیل کي حکومت قائم کرنے کیلیے ایک تیغ برہنہ کي صورت میں نمایاں کرنا چاہتا تھا ، اسلیے دیکھو کہ کس طرح اونکو بچپن ہي سے میدان جنگ کے شدائد و مصائب برداشت کرنے کا خوگر بنایا ، اور طرح طرح کي آزمایشوں میں ڈالدیا ؟ ابھي آنھوں نے دنیا میں پہلا ہي قدم رکھا تھا کہ ماں کے آغوش محبت سے جدا ہوگئے ، اور جس آغوش کي محبت سے زمین پر رینگنے والے کیڑے بھي محروم نہیں رہتے ، اللہ کي معلمانہ مشیت نے اپنے رسول اولوالعزم کو اس سے محروم کردیا - دریاے نیل کي طوفان خیز موجوں کي آغوش میں آنھیں ڈالدیا گیا کہ ایک دن دریا کے طوفان ہي میں سے انکو اپني راہ نکالني تھي :

و اوحینا الی ام موسی ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه في الیم ولا تخافي ولا تحزني نا رادوه لیک و جاعلوه من المرسلین (۲۸ : ۹)	اور ہم نے موسی کي ماں کے دل میں یہ بات ڈالدي کہ اوسکو دودھ پلاے ، اور اگر فرعون کے ظلم کیوجہ سے اوسکي جان کا خوف ہو ، تو دریا میں ڈالدے - اور کسي

قسم کا خوف یا غم نہ کرے ، ہم پھر اسکي گود میں اسکے لخت جگر کو واپس کردینگے ، اور اسکو اپنا پیغمبر بنائینگے -

حضرۃ موسی کي والدہ نے اپنے لخت جگر کو دریا کي لہروں کي آغوش میں ڈالدیا - لیکن نیل کي لہریں اس امانت مقدس

مختارات

الحـــرب فـــی الاســـلام

تاریخ اسلام اور نظام عسکري

(۲)

(رسد کا مستقل محکمه)

رفته رفته حضرت عمر نے رسد کا ایک مستقل محکمه قائم کیا ' جسکا نام اهراء تها - چنانچه شام میں عمرو بن عتبه (۱) اس محکمه کے افسر مقرر هوے - "اهراء" هري کي جمع هے - هري ایک یوناني لفظ هے جسکے معني گودام کے هیں - چونکه رسد کے یکجا جمع هوے اور وهاں سے تقسیم هونے کا یه طریقه یونانیوں سے لیا گیا تها ' اس لیے نام میں بهي وهي یوناني لفظ قائم رها - تمام جنس اور غله ایک وسیع گودام میں جمع هوتا تها اور مهینے کي پهلي تاریخ في سپاهي ایک من دس دن کے حساب سے تقسیم هوتا تها - اِسکے ساتهه في کس ۱۲ ثار روغن زیتون ' اور ۱۲ ثار سرکه بهي ملتا تها - اس کے بعد اور بهي ترقي هوئي ' یعني خشک جنس کے بجاے پکا پکایا کهانا ملتا تها - چنانچه مورخ یعقوبي نے حضرت عمر کے سفر شام کے ذکر میں اسکي تصریح کي هے -

(خوراک اور کپڑا اور بهته)

تنخواه اور خوراک کے علاوه کپڑا بهي دربار خلافت سے ملتا تها ' جسکي تفصیل وردي کے ذکر میں آئیگي - اِن تمام باتوں کے ساتهه بهته بهي مقرر تها ' جسکو عربي میں "معونة" کهتے هیں - سواري کا گهوڑا سواروں کو اپنے اهتمام سے مهیا کرنا پڑتا تها - لیکن جو شخص کم مایه هوتا اور اُسکي تنخواه بهي ناکافي هوتي اُسکو حکومت کي طرف سے گهوڑا ملتا تها - چنانچه خاص اس غرض کے لیے حضرت عمر کے حکم سے خود دار الخلافة میں چار هزار گهوڑے هر وقت موجود رهتے تهے - (۲)

بهته اور تنخواه وغیره کي تقسیم کے اوقات مختلف تهے - شروع محرم میں تنخواه ' فصل بهار میں بهته ' اور فصل کٹنے کیوقت خاص خاص جاگیروں کي آمدني تقسیم هوتي تهي - (۳) تنخواه کي تقسیم کا یه طریقه تها که هر قبیلے کے ساتهه ایک عریف یعني مقدم یا رئیس هوتا تها - فوجي افسر جو کم سے کم دس دس سپاهیوں پر افسر هوتے تهے ' اور جو اُمراء الاعشار کهلاتے تهے ' تنخواه اُن کو دیجاتي تهي - وه عریف کو حواله کرتے تهے ' اور عریف اپنے اپنے قبیلے کے سپاهیوں کے حواله کردیتا - ایک ایک عریف کے متعلق ایک ایک لاکهه درهم کي تقسیم تهي - چنانچه کوفه و بصره میں سو عریف تهے جن کے ذریعے سے ایک کرور کي رقم تقسیم هوتي تهي - اس انتظام میں نهایت احتیاط اور خبر گیري سے کام لیا جاتا تها - عراق میں اُمراے اعشار نے تنخواهوں کي تقسیم میں بے اعتدالي کي ' تو حضرت عمر نے عرب کے بڑے بڑے نساب اور اهل الراے مثلاً سعید بن عمران اور مشعله بن نعیم ' وغیره کو بلا کر اسکي جانچ پر مقرر کیا - چنانچه اِن لوگوں نے دوباره نهایت تحقیق اور صحت کے ساتهه لوگوں کے عهدے اور روزینے مقرر کیے ' اور دس دس کي جگه سات سات سپاهي پر ایک ایک افسر مقرر کیا - (۱) عریف کا تقرر بهي فاروقي ایجادات سے تها ' جسکي تقلید مدتوں تک کي گئي - کنز العمال باب الجهاد میں بیهقي کي روایت هے : "اول من دون الدواوین و عرف العرفا عمر بن الخطاب"

تنخواهوں میں قدامت اور کارکردگي کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً اضافه هوتا رهتا تها - قادسیه میں زهره ' عصمه ' ضبي وغیره نے بڑے مردانه کام کیے تهے ' اسلیے اُن کي تنخواهیں دو دو هزار سے ڈهائي ڈهائي هزار هوگئیں - مقرره رقموں کے علاوه غنیمت سے وقتاً فوقتاً جو هاتهه آتا تها اور علی قدر مراتب فوج پر تقسیم هوتا تها ' اُسکي تو کچهه انتها هي نه تهي - چنانچه جلولاء میں نو نو هزار اور نهاوند میں چهه چهه هزار درهم ایک ایک سوار کے حصه میں آئے تهے !

صحت اور تندرستي قائم رکهنے کے لیے حسب ذیل قاعدے مقرر تهے :

(اختلاف موسم کے لحاظ سے فوج کي تقسیم)

(۱) جاڑے اور گرمي کے لحاظ سے لڑائي کي جهتیں متعین کردي تهیں ' یعني جو سرد ملک تهے ان پر گرمیوں میں ' اور گرم ملکوں پر جاڑوں میں فوجیں بهیجي جاتي تهیں - اس تقسیم کا نام شاتیه اور صافیة رکها اور یهي اصطلاح آجتک قائم هے - یهاں تک که همارے مورخین مغربي مهمات اور فتوحات کو صرف "صوایف" کے لفظ سے تعبیر کرتے هیں - یه انتظام حضرت عمر نے سنه ۱۷ هجری میں کیا تها - علامهٔ طبري لکهتے هیں : " و سمي الشواتي و الصوائف - و سمي ذالك في كل كورة "

(۲) فصل بهار میں فوجیں اُن مقامات میں بهیجدي جاتي تهیں ' جهاں کي آب و هوا عمده اور سبزه و مرغزار هوتا تها - یه قاعده اول اول سنه ۱۷ هجري میں جاري کیا گیا جبکه مداین کي فتح کے بعد وهاں کي خراب آب و هوا نے فوج کي تندرستي کو نقصان پهنچایا

---

(۱) تاریخ طبري صفحهٔ ۲۵۲۶ - اهراء کے معني اور مفهوم کیلیے دیکهو لسان العرب اور فتوح البلدان صفحه ۲۰۸ -

(۲) کتاب الخراج صفحهٔ ۲۷ - اصل عبارت یه هے : " کان لعمر بن الخطاب اربعة الاف فرس - فاذا كان فی عطاء الرجل خفة او كان محتاجا اعطاه الفرس "

(۳) طبری صفحه ۲۴۸۶ - اصل عبارت یه هے " و امر لهم بمعاونهم في الربیع من کل سنة و باعطیاتهم فی المحرم من کل سنة و بفیئهم عند طلوع الشعری في کل سنة ' و ذالک عند ادراک الغلات "

(۱) یه واقعات نهایت تفصیل کے ساتهه طبری صفحهٔ ۲۴۹۵ و ۲۴۹۶ ' و مقریزی صفحهٔ ۹۳ میں هیں -

يا ايها النبي حرض المومنين على القتال ان يكن منكم عشرون صابرون يغلبوا مائتين وان يكن منكم مائة يغلبوا الفا من الذين كفروا بانهم قوم لا يفقهون (٨ : ٦٦)

اے پيغمبر مسلمانوں کو جهاد کيليے آبهارو' اگر تم ميں بيس آدمي بهي صابر هوں گے تو وه دو سو دشمنوں پر غالب آجائينگے' اور اگر تم ميں سو آدمي بهي صبر کي طاقت رکهنے هونگے تو دفاري ايک هزار دشمنوں پر غلبه حاصل کرلينگے -

عزم و استقلال اور صبر و توکل کي طاقت صرف افراد کي کثرت سے پيدا نهيں هوسکتي' اسکو آزادي کي زندگي هي پيدا کرتي هے جو قواء انساني کي نشو و نما کي فطرتي تربيت گاه هے -

ليکن آزادي ايک ايسا جوهر هے' جو کبهي تو اس قدر ارزاں هوجاتا هے که هر ريگستان کے چمکتے هوے ذرے ميں مل سکتا هے' اور کبهي اس قدر گراں قيمت هوجاتا هے که صرف تاج شاهي کے جڑے هوے موتيوں هي ميں اوسکي جهلک نظر آتي هے -

حضرت موسى عليه السلام جس فوج کي تعليم و تربيت کيليے خدا کي طرف سے مامور هوے تهے' اوس کے اندر يه جوهر يکقلم مفقود هوگيا تها - فرعون کي غلامي نے اوسکے تمام شريفانه جذبات فنا کرديے تهے' اوس نے کبهي حکومت کا خواب بهي نهيں ديکها تها - حضرت موسى عليه السلام کي پيغمبرانه دعوة کي طاقت نے مومنين بالغيب کا ايک چهوٹا سا گروه ضرور پيدا کرديا جس نے جذبه صادقه کي روح سے معمور هوکر فرعون کو للکارا تها :

فاقض ما انت قاض انما تقضي هذه الحيوة الدنيا (٢٠ : ٧٥)

جو حکم چاهو همارے ليے دو' تمهاري حکومت زياده سے زياده اس دنيوي زندگي هي کا فيصله کرسکتي هے که هميں قتل کردے - اس سے زياده تم اور کيا کرسکتے هو؟

ليکن يه بهي صرف نور ايمان کي ايک جديد روح کي صدا تهي جسنے غلاموں کے ملک ميں حريت حقه کا غلغله بلند کرکے ايک نمونه قائم کرديا' ورنه بنو اسرائيل کے حلقے سے کبهي اس قسم کي صدائيں بلند نهيں هوسکتي تهيں -

(جهاد في سبيل الله سے اعراض)

پس اس بنا پر بنو اسرائيل کي فوجي تعليم و تربيت کيليے وهي مدرسي مرکز موزوں تها' جهاں انسان نے سب سے پهلے آزادي کي هوا کهائي هے - يعني آباديوں اور بستيوں سے الگ کوئي صحرا اور ميدان' جهاں نه کسي کي حکومت هو' نه کسي انسان کا حکم - اونٹوں کے غول هوں اور خود مختار درندوں کے جهنڈ' اسي قدرت فطري و حقيقي ميں رهکر وه اپني گم شده حرية کو تلاش کرسکتے تهے جو مصر کي آباديوں ميں کهو گئي تهي !

ليکن حضرت موسى عليه السلام نے پهلے آنے والے جاه و جلال و عظمت کو ياد دلاکر آنکے جذبۂ شجاعت کو تازه کرنا چاها :

واذ قال موسى لقومه يا قوم اذكروا نعمت الله عليكم اذ جعل فيكم انبياء وجعلكم ملوكا وآتكم ما لم يوت احداً من العالمين - يا قوم ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ولا ترتدوا على ادباركم فتنقلبوا خاسرين - (٥ : ٢٣)

جب موسى نے اپني قوم سے کها : اے لوگو خدا کي نعمتوں کو ديکهو' اس نے تم ميں پيغمبر پيدا کيے تهے' اب تمکو بادشاه بناتا هے' اور وه عظمت عطا فرماتا هے جو ابتک کسيکو بهي ندي تهي - پس عزم اور همت کرو' اور ارض مقدس ميں داخل هوجاو - اسکي حکومت صرف تمهاري هي قسمت ميں لکهدي گئي هے' اور هرگز بزدلوں کي طرح پيٹهه نه پهيرو' اسکا نتيجه بجز نا کاميابي و محرومي کے کچهه نه هوگا -

ليکن يه امتحان ايک ايسي قوم کيليے سودمند نه هو سکا جو صديوں سے غلامي کي لعنت ميں گرفتار تهي - بنو اسرائيل کي بزدلي نے نهايت مايوسانه جواب ديا :

قالوا يموسى ان فيها قوماً جبارين' وانا لن ندخلها حتى يخرجوا منها - فان يخرجوا منها فانا داخلون (٥ : ٢٥)

ان لوگوں نے جواب ديا که اے موسى ارض مقدس ميں ايک نهايت هيبتناک قوم رهتي هے - هم اس ميں هرگز داخل نهيں هو سکتے - وه اپنے ساز و سامان اور طاقت سے هميں پيس ڈالينگے - جب تک که وه ملک سے خود بخود نه هٹ جائيں' هم اسکا رخ نه کرينگے -

اس داخله سے محض شاهي جاه و جلال کا منظر دکهانا مقصود نه تها' بلکه بنواسرائيل کي قديم کهوئی هوئي عظمت کو خلافت الهي کي صورت ميں قائم کرنا تها' اور خلافت الهي کے قائم کرنے کيليے جس قسم کي شجاعت درکار هوتي هے' اسکو صرف نور ايمان هي قائم کرسکتا تها - بنواسرائيل کے دل اس کي حرارت سے خالي تهے - دو مخلص مومنوں نے اپنے نور ايمان کي حرارت سے آنکے دلوں کو گرمانا چاها :

قال رجلان من الذين يخافون انعم الله عليهما ادخلوا عليهم الباب - فاذا دخلتموه فانكم غالبون' وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين - (٥ : ٢٦)

جو لوگ بيت المقدس ميں داخل هونے سے ڈر رهے تهے' اونهيں ميں سے دو آدميوں نے جن پر خدا نے نور ايمان کے ذريعه سے احسان کيا تها کها : جهاد في سبيل الله سے انکار نه کرو اور الله پر اعتماد کرکے ارض مقدس ميں داخل هوجاؤ - جب اسکے اندر داخل هوجاؤگے تو تم يقيناً غالب هوگے - اگر تم مسلمان هو تو خدا پر بهروسه کرو -

ليکن اس پر بهي اونکے دلوں ميں حرارت پيدا نه هوئي' اور انهوں نے صاف جواب ديديا :

قالوا يموسى انا لن ندخلها ابدا ما داموا فيها' فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون - (٥ : ٢٧)

ان لوگوں نے کها اے موسى ! جبتک وه طاقتور لوگ اس شهر ميں هيں' هم اسميں هرگز داخل نهيں هوسکتے - تم اپنے خدا کے ساتهه جاکر لڑو' هم اس جگهه بيٹهه کر تماشا ديکهينگے -

(چهل ساله قيام صحراء)

اب حضرت موسى عليه السلام کو بالکل مايوسي هوگئي' اور اونهوں نے اس بزدل قوم سے عليحده هونا چاها :

قال رب اني لا املك الا نفسي و اخي' فافرق بيننا و بين القوم الفسقين (٥ : ٢٨)

حضرت موسى نے کها : خداوندا ! ميں صرف اپنے وجود پر اور اپنے بهائي هارون هي پر اختيار رکهتا هوں' اپني قوم کي بزدلي اور روحاني موت کو کيا کروں ؟ اب مجهه ميں اور اس بدکار قوم ميں علحدگي کردے -

ليکن حکم الهي هوا که اے موسى ! تم مايوسي کيليے پيدا نهيں کيے گئے هو' تمهاري پيغمبرانه استقامت کي طاقت کو ان مشکلوں کا مقابله کرنا چاهيے - بني اسرائيل کو مدتوں کي غلامي نے جهاد في سبيل الله کي مقدس راه سے نا آشنا کرديا هے - وه چهوٹي چهوٹي راحتوں کے عاشق هيں' بڑے مقصد کي راه ميں مصيبت اٹهانے سے جي چراتے هيں - غلامي کي زندگي کا يه لازمي نتيجه هے - پس اس سے نه گهبراؤ اور انهيں يهاں سے نکالکر کسي آزاد و بے قيد صحرا ميں جا بساؤ' وهاں کي خالص اور فطري آب و هوا ميں ايک زمانه بسر کريں - عهد غلامي کي پرورش يافته نسل مٹ جاے - ايک نئي مستعد نسل پيدا هو' پهر وه راه جهاد کي مشکلات کو برداشت کرسکيگي :

قال فانها محرمة عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض فلا تاس على القوم الفسقين (٥ : ٢٩)

خدا نے کها : بيت المقدس کا داخله اونکے ليے چاليس سال تک حرام هوگيا' اب اسي سرزمين ميں وه سرگرداں رهينگے - حصول عظمت ميں يه چهل ساله تاخير انهي کي بزدلي کا نتيجه هے - پس ايسے لوگوں کي محرومي پر تمهيں افسوس نهيں کرنا چاهيے -

اسباب ذیل ضرور اپنے ساتھ رکھتا تھا - سوئیاں ' سوا ' ڈورا ' قینچی ' سوتالی ' توبڑا ' چھلنی (۱) "

(قلعہ شکن آلات)

قلعوں پر حملہ کرنے کے لیے منجنیق کا استعمال اگرچہ خود آنحضرت کے زمانے میں شروع ہو چکا تھا ' چنانچہ سب سے پہلے سنہ ۸ ھ میں طائف کے محاصرے میں اس سے کام لیا گیا - لیکن حضرت عمر کے زمانے میں اسکو بہت ترقی ہوئی ' اور بڑے بڑے قلعے اسی کے ذریعے سے فتح ہوئے ' مثلاً سنہ ۱۶ ھ میں بہر سیر کے محاصرے میں ۲۰ منجنیقیں استعمال کی گئیں - محاصرے کا ایک اور آلہ تھا جسکو دبابہ کہتے تھے یہ ایک لکڑی کا مکان ہوتا تھا جس میں اوپر تلے کئی درجے ہوتے تھے ' اور نیچے پہیے لگے ہوتے تھے - منجنیق اندازوں اور نقب زنوں اور تیر اندازوں کو اس کے اندر بٹھا دیا جاتا تھا - اسکو ریلتے ہوئے آگے بڑھاتے چلے جاتے تھے - اس طرح قلعہ کی جڑ میں پہنچ جاتے تھے اور قلعہ کی دیواروں کو آلات کے ذریعے سے توڑ دیتے تھے - بہر سیر کے محاصرہ میں یہ آلہ بھی استعمال کیا گیا تھا -

(سفر میــنا)

راستہ صاف کرنا ' سڑک بنانا ' پل باندھنا ' یعنی جو کام آجکل سفر مینا کی فوج سے لیا جاتا ہے ' اسکا انتظام بھی نہایت معقول تھا ' اور یہ کام خاص کر مفتوحہ قوموں سے لیا جاتا تھا - عمرو بن العاص نے جب فسطاط فتح کیا تو مقوقس ' والی مصر نے یہ شرط منظور کی کہ فوج اسلام جدھر رخ کرے گی ' سفر مینا کی خدمتوں کو مصری انجام دیں گے (۲) - چنانچہ عمرو بن العاص جب رومیوں کے مقابلے کے لیے اسکندریہ کی طرف بڑھے تو خود مصری منزل بمنزل پل باندھتے ' سڑک بناتے ' اور بازار لگاتے گئے - علامۂ مقریزی نے لکھا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کے سلوک نے تمام ملک کو گرویدہ کرلیا تھا ' اس واسطے قبطی خود بڑی خوشی سے ان خدمتوں کو انجام دیتے تھے -

(خبر رساني اور جاسوسي)

جاسوسي اور خبر رساني کا انتظام نہایت خوبي سے کیا گیا تھا اور اسکے لیے قدرتي سامان ہاتھہ آ گئے تھے - شام و عراق میں کثرت سے عرب آباد تھے ' اور ان میں سے ایک گروہ کثیر نے اسلام قبول کرلیا تھا - یہ لوگ چونکہ مدت سے ان ممالک میں رہتے تھے ' اس لیے کوئي واقعہ اُن سے چھپ نہیں سکتا تھا - ان لوگوں کو اجازت تھي کہ اپنا اسلام لوگوں پر ظاہر نہ کریں ' اور چونکہ یہ لوگ ظاہری وضع قطع سے پارسي یا عیسائي معلوم ہوتے تھے ' اسلیے دشمن کي فوجوں میں جہاں چاہتے تھے چلے جاتے تھے - یرموک ' قادسیہ ' تکریت میں انھي جاسوسوں کی بدولت بڑے بڑے کام نکلے - (۳) شام میں ہر شہر کے رئیسوں نے خود اپني طرف سے اور اپني خوشي سے جاسوس لگا رکھے تھے ' جو قیصر کي فوجي تیاریوں اور نقل و حرکت کي خبریں پہنچاتے تھے - قاضي ابو یوسف کتاب الخراج میں لکھتے ہیں : (۱) " فلما رای اهل الذمة وفاء المسلمین لهم و حسن السيرة فيهم ' صاروا اشداء على عدو المسلمين على اعدائهم ' فبعث اهل كل مدينة ممن جرى الصلح بينهم و بين المسلمين رجالا من قبلهم ' يتجسسون الاخبار عن الروم و عن ملكهم و ما يريدون ان يصنعوا " آردن اور فلسطین کے اضلاع میں یہودیوں کا ایک فرقہ رہتا تھا جو سامرہ کہلاتا تھا - یہ لوگ خاص جاسوسي اور خبر رساني کے کام کیلیے مقرر کیے گئے ' اور اس کے صلے میں اُن کي مقبوضہ زمینیں اُنکو معافي میں دیدی گئی تھیں (۲) - اِسي طرح جراجمۃ کی قوم اس خدمت پر مامور ہوئي اور اُن کو بھي خراج معاف کردیا گیا -

(پرچہ نویسوں کا انتظام)

فوجي انتظام کے سلسلے میں جو چیز سب سے بڑھکر حیرت انگیز ہے ' یہ ہے کہ باوجودیکہ اس قدر بیشمار فوجیں تھیں اور مختلف ملک ' مختلف قبائل ' مختلف طبائع کے لوگ اِس سلسلے میں داخل تھے ' ساتھہ ھي وہ نہایت دور دراز مقامات تک پھیلي ہوئي تھیں ' جہاں سے دارالخلافة تک سیکڑوں ہزاروں کوس کا فاصلہ تھا ' تاہم تمام فوج اِس طرح حضرت عمر کے قبضۂ قدرت میں تھي کہ گویا وہ خود ہر جگہہ فوج کے ساتھہ موجود ہیں - اسکا عام سبب تو حضرت عمر کي سطوت اور اُن کا رعب و داب تھا - لیکن ایک بڑا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر نے ہر فوج کے ساتھہ پرچہ نویس لگا رکھے تھے ' اور فوج کي ایک ایک بات کي اُنکو خبر پہنچتي رہتي تھي - علامۂ طبري ایک ضمني موقع پر لکھتے ہیں : " و كانت يكون لعمر العيون فى كل جيش فكتب الى عمر بما كان في تلك الغزاة ' و بلغه الذي قال عتبة (۳) -" ایک اور موقع پر لکھتے ہیں (۴) " و كان عمر لا يخفى عليه شيء في عمله "

اِس انتظام سے حضرت عمر یہ کام لیتے تھے کہ جہاں فوج میں کسي شخص سے کسي قسم کي بد اعتدالي ہو جاتي تھي ' فوراً اسکا تدارک کردیتے تھے ' جس سے اوروں کو بھي عبرت ہو جاتي تھي - ایران کي فتوحات میں عمرو معدیکرب نے ایک دفعہ اپنے افسر کي شان میں گستاخانہ کلمہ کہدیا تھا ' فوراً حضرت عمر کو خبر ہوئي اور اُسي وقت اُنھوں نے عمرو معدیکرب کو تحریر کے ذریعے ایسي چشم نمائي کي کہ پھر اُنکو کبھي ایسي جرأت نہیں ہوئی - اِس قسم کي سیکڑوں مثالیں ہیں جنکا استقصاء نہیں ہو سکتا -

---

(۱) فتوح البلدان صفحہ ۳۲۸ -

(۲) مقریزي صفحۂ ۱۶۳ میں ہے - " فخرج عمرو بالمسلمین و خرج معه جماعة من رؤساء القبط و قد اصلحوا لهم الطرق و اقاموا لهم الجسور و الاسواق "

(۳) تاریخ شام ازدي صفحۂ ۲۴۹ و ۲۴۷۵ - ازدي کي عبارت یہ ہے : لما نزلت الروم منزلهم الذي نزلوا به ' دسسنا اليهم رجالا من اهل البلد كانوا نصارى و حسن اسلامهم و امرناهم ان يدخلوا عسكرهم و فتحوا اسلامهم و يأتونا باخبارهم -

(۱) کتاب مذکور صفحۂ ۸۰ -

(۲) فتوح البلدان صفحہ ۱۵۸ -

(۳) طبري صفحۂ ۲۲۰۸ -

(۴) طبري صفحۂ ۲۵۲۶ -

(اشتــہار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بہــار

(ایجاد کردہ عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب)

* * *

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یہ ایک مجرب اور موثر دوا ہے - خصوصاً ضعف مثانہ اور اُن مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسلہ بعض اوقات خود کشي تک مسلسل ہوتا ہے ' ایک بے خطا اور آزمودہ مرکب ہے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاسے تو اس سے بہتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں ہوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیہ محصول ڈاک ۲ - آنہ

المشتہر : منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت
نمبــر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلي - کلکتہ

تها - چنانچه عتـبه بن غزوان كو لـكها كه هميشه جب بهار كا موسم آ جاے تو فوجيں شاداب اور سرسبز مقامات ميں چلي جائيں (١)

(بهار كے زمانے ميں فوجوں كا قيام)

عمر بن العاص گورنر مصر موسم بهار كے آنے كے ساتهه هي فوج كو باهر بهيجديتے تهے ' اور حكم ديتے كه سير و شكار ميں بسر كريں ' اور گهوڑوں كو چراكر اور فربه بناكر لائيں -

(آب و هوا كا لحاظ)

(٣) بارکوں كي تعمير اور چهاونيوں كے بنانے ميں هميشه عمده آب و هوا كا لحاظ كيا جاتا تها ' اور مكانات كے آگے كهلے هوے خوش فضا صحن چهوڑديے جاتے تهے - فوجوں كے ليے جو شهر آباد كيے گئے ' مثلاً كوفه ' بصره ' فسطاط وغيره ' ان ميں أصول صحت كے لحاظ سے سڑكيں ' كوچے ' اور گليان نهايت وسيع هوتي تهيں - حضرت عمر كو اسميں اسقدر اهتمام تها كه مساحت اور وسعت كي تعين بهي خود لكهه كر بهيجي تهي - چنانچه اسكي تفصيل ان شهروں كے ذكر ميں گزر چكي هے -

(كوچ كي حالت ميں فوج كي آرام كا دن)

(٤) فوج جب كوچ پر هوتي تهي تو حكم تها كه هميشه جمعه كے دن مقام كرے اور پورے ايک شب و روز قيام ركهے ' تا كه لوگ دم لے ليں اور هتياروں اور كپڑوں كو درست كرليں - يه بهي تاكيد تهي كه هر روز اسي قدر مسافت طے كريں جس سے تهكنے نه پائيں ' اور پڑاؤ وهيں ديا جاے جهاں هر قسم كي ضروريات مهيا هوں - چنانچه سعد بن وقاص كو جو فرمان فوجي هدايتوں كے متعلق لكها ' اسميں اور اهم باتوں كے ساتهه ان تمام جزئيات كي تفصيل بهي لكهي (٢)

(رخصت كے قاعدے)

رخصت كا بهي با قاعده انتظام تها - جو فوجيں دور دراز مقامات پر مامور تهيں اُن كو سال ميں ايک دفعه ورنه دو دفعه رخصت ملتي ' بلكه ايک موقع پر جب اُنهوں نے ايک عورت كو اپنے شوهر كي جدائي ميں دردناک اشعار پڑهتے سنا تو افسروں كو احكام بهيجديے كه كوئي شخص چار مهينے سے زياده باهر رهنے پر مجبور نه كيا جاے -

ليكن يه تمام آسانياں اسي حد تک تهيں جهاں تک ضرورت كا تقاضا تها ' ورنه آرام طلبي ' كاهلي ' عيش پرستي سے بچنے كے ليے سخت بندشيں بهي كي تهيں - نهايت تاكيد تهي كه " اهل فوج ركاب كے سهارے سے سوار نه هوں ' نرم كپڑے نه پهنيں ' دهوپ كهانا نه چهوڑيں ' حماموں ميں نه نهائيں "

(فوج كا لباس)

تاريخوں سے يه پته نهيں چلتا كه حضرت عمر نے فوج كے ليے كوئي خاص لباس جسكو وردي كهتے هيں قرار ديا تها - اُن كے جو احكام فوج كے نام منقول هيں ' اُن ميں صرف اسقدر هے كه لوگ عجمي لباس نه پهنيں - ليكن معلوم هوتا هے كه اس حكم كي تعميل پر چنداں زور نهيں ديا گيا ' كيونكه سنه ٢١ هجري ميں جب مصر ميں ذميوں پر جزيه مقرر هوا تو فوج كے كپڑے بهي اُسميں شامل تهے اور وه يه تهے - اُون كا جبه ' لمبي ٹوپي يا عمامه ' پاجامه ' موزه (١) حالانكه اول اول پاجامه اور موزه كو حضرت عمر نے بتصريح منع كيا تها -

(فوج ميں خزانچي و محاسب و مترجم)

فوج كے متعلق حضرت عمر كي اور بهت سي ايجاديں هيں جنكا عرب ميں كبهي وجود نه تها - مثلاً هر فوج كے ساتهه ايک افسر خزانه ' ايک محاسب ' ايک قاضي ' اور متعدد مترجم هوتے تهے - ان كے علاوه متعدد طبيب اور جراح بهي هوتے تهے - چنانچه جنگ قادسيه ميں عبد الرحمن بن ربيعه قاضي ' زياد بن ابي سفيان محاسب ' هلال هجري مترجم تهے - (٢) فوج ميں محكمۀ عدالت ' سررشته حساب ' مترجمي ' اور ڈاكٹري كي ابتدا بهي اسي زمانے سے هے -

(فن جنگ ميں ترقي)

فوجي قواعد كي نسبت همكو صرف اسقدر معلوم هے كه حضرت عمر فوجي افسروں كو جو احكام بهيجتے تهے ' اُن ميں چار چيزوں كے سيكهنے كي تاكيد هوتي تهي - تيرنا ' گهوڑے دوڑانا ' تير لگانا ' ننگے پانوں چلنا - اس كے سوا همكو معلوم نهيں كه فوج كو كسي قسم كي قواعد سكهلائي جاتي تهي - تاهم اسميں بهي شبه نهيں كه حضرت عمر كے عهد ميں سابق كي نسبت فن جنگ نے بهت ترقي كي - عرب ميں جنگ كا پهلے يه طريقه تها كه دونوں طرف كے غول بے ترتيب كهڑے هو جاتے تهے ' پهر دونوں طرف سے ايک ايک سپاهي نكل كر لڑتا تها اور باقي تمام فوج چپ كهڑي رهتي تهي - اخر ميں عام حمله هوتا تها - اسلام كے آغاز ميں صف بندي كا طريقه جاري هوا ' اور فوج كے مختلف حصے قرار پاے - مثلاً ميمنه ' ميسره ' وغيره - ليكن هر حصه بطور خود لڑتا تها - يعني تمام فوج كسي ايک سپه ســالار كے نيچے رهكر نهيں لڑتي تهي - سب سے پهلے سنه ١٥ هجري ميں يرموک كے معركه ميں حضرت خالد كي بدولت تعبيه كي طرز پر جنگ هوئي يعنے كل فوج جسكي تعداد ٤٠ هزار كے قريب تهي ' ٣٦ صفوں ميں تقسيم هوكر حضرت خالد كي ماتحتي ميں كام كرتي تهي ' اور وه تمام فوج كو تنها لڑاتے تهے -

حضرت عمر رضي الله عنه كے زمانے ميں فوج كے جسقدر حصے اور شعبے تهے حسب ذيل هيں :

قلب — سپه سالار اسي حصے ميں رهتا تها -
مقدمه — قلب كے آگے كچهه فاصلے پر هوتا تها
ميمنه — قلب كے دائيں هاتهه پر رهتا تها -
ميسره — بائيں هاتهه پر -
ساقه — سب سے پيچهے -
طليعه — گشت كي فوج جو دشمن كي فوجوں كي ديكهه بهال ركهتي تهي -
ردء — جو ساقه سے پيچهے رهتي تهي تا كه دشمن عقب سے حمله نه كرسكے -
رائد — جو فوج كے چاره اور پاني كي تلاش كرتي تهي -
ركبان — شتر سوار -
فرسان — سوار -
راجل — پياده -
رماة — تير انداز -

هر سپاهي كو جنگ كي ضرورت كي تمام چيزيں اپنے ساتهه ركهني پڑتي تهيں - فتوح البلدان ميں لكها هے كه كثير بن شهاب (حضرت عمر كے ايک فوجي افسر تهے) كي فوج كا هر سپاهي

---

(١) تاريخ طبري ميں هے " وكتب عمر الى سعد بن مالک و الى عتبة بن غزوان ان يتربعا بالناس في كل حين ربيع في اطيب ارضيهم " كتاب مذكور صفحۀ ٢٤٨٩ -

(٢) عقد الفريد جلد اول صفحه ٤٩ ميں يه فرمان بعينه منقول هے -

(١) فتوح البلدان صفحۀ ٢١٥ -

(٢) طبري واقعات سنه ١٤ هجري صفحه ٢٢٢٦ -

انہوں نے آنحضرت کے جسد اطہر کو چوم کر کہدیا تھا، لیکن اسلام کي حفاظت اس سے بھي زیادہ مقدم تھي - چنانچہ ابھي آپ دفن بھي نہیں ہوئے تھے کہ وہ صحابہ کے مجمع میں تشریف لائے، دیکھا کہ حضرت عمر رضي اللہ عنہ پریشاني کي حالت میں صحابہ سے کچھہ خطاب کر رہے تھے - انہوں نے روکا، وہ باز نہیں آئے - پھر روکا، مگر انہوں نے توجہ نہ کي - اب مجبور ہوکر خود ایک خطبہ دیا، جس نے تمام صحابہ کو انکے آگے ہمہ تن گوش بنا دیا:

اما بعد! من كان منكم يعبد محمدا صلى الله عليه وسلم فان محمدا صلى الله عليه وسلم قد مات - ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت - قال الله تعالى وما محمـــد الا رسول (١)	جو لوگ تم میں سے محمد کو پوجتے تھے تو انھیں معلوم ہو کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے ساتھہ انکے اسلام کا بھي خاتمہ ہوچکا، لیکن جو لوگ خدا کے پوجنے والے تھے، انکو یقین کرنا چاہیئے کہ انکا خدا اب تک زندہ

ہے، اور کبھي نہ مریگا - خدا خود کہتا ہے کہ محمد تو صرف ایک پیغمبر ہیں، جیسا کہ انکے پہلے پیغمبر آئے اور اپنا فرض نبوت ادا کرکے دنیا سے چلے گئے -

صحابہ کہتے ہیں کہ " اس خطبہ کے بعد لوگونکو ایسا محسوس ہوا گویا یہ آیت بالکل نئي ہے جو کبھي نازل ہي نہیں ہوئي تھي " انکي زبان سے وہ کچھہ اسطرح بروقت ادا ہوئي کہ ہر شخص کے دل میں اتر گئي اور ہر زبان نے اسکو بار بار دہرایا!

غالباً اسي ضبط و استقلال کا اثر تھا کہ حضرت عمر رضي اللہ عنہ نے سقیفہ بني ساعدہ میں آنہي کي بیعت کیلیے سب سے پہلے ہاتھہ بڑھایا -

خلافت کے بعد احتساب کا ایک نہایت نازک موقع اور پیش آیا، یعني ایک گروہ نے زکواۃ روک دي - حضرت ابوبکر نے اون سے جہاد کرنا چاہا - حضرت عمر رضي اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا: " کلمہ گویوں کے ساتھہ کیونکر جہاد کیا جا سکتا ہے ؟ " لیکن حضرت ابوبکر نے صاف کہدیا: " جو لوگ نماز اور زکواۃ میں ذرہ برابر بھي تفریق کرینگے، اور ایک بکري کا بچہ بھي روک لینگے، میں اون سے مقاتلہ کرونگا " چنانچہ حضرت عمر رضي اللہ عنہ کو بھي بعد میں انہي کي اصابت رائے کو تسلیم کرنا پڑا (٢)

ان اہم مواقع کے عــلاوہ احتساب کے اور بھي جزئي موقعے عہد نبوت میں پیش آئے، اور اونہوں نے اس فرض کو ادا کیا - صحابہ کرام کے پیغمبرانہ اعمال کا میدان اسقدر وسیع ہے کہ تمام واقعات کو جمع کرنا ممکن نہیں - عید کے دن کچھہ عورتیں حضرت عائشہ کے گھر میں گا رہي تھیں - حضرت ابوبکر آئے اور اونکو ڈانٹا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو گانے کي اجازت دیدي (٣)

ایک مرتبہ ایک عورت کے پاس سے گذرے - دیکھا کہ وہ بالکل خاموش ہے - لوگوں سے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اوس نے عرب کے قدیم طریق رہبانیت پر " خاموش حج " کیا ہے - اونہوں نے اوس سے کہا: " یہ جائز نہیں، یہ زمانہ جاہلیت کا دستور تھا - "

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس فرض کے ادا کرنے پر اونکو اسلام کي قوت یا خلافت کي سطوت نے اس قدر دلیر کردیا تھا، بلکہ یہ قوت خلافت سے پہلے بھي ہمیشہ اسي طرح اپنا عمل انجام دیتي رہي - ابتداے اسلام میں جب اسلام کا کوئي حامي و مددگار نہ تھا، اوسوقت بھي اونہوں نے اسي دلیري کے ساتھہ اس فرض کو ادا کیا - ایک مرتبہ آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن معیط نامي ایک شقي آیا اور آپکي اس مقدس گردن کو پکڑ کے زور سے دبایا جسکے اندر سے تمام کائنات ارضي کي سعادت کي صدائیں نکلتي تھیں - حضرت ابوبکر فوراً لپکے اور ہاتھہ پکڑ کے اوسکو دور پھینکا اور کہا " کیا تم ایک شخص کو صرف اس بنا پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف خدا ہے ؟ " (١)

(اسوۂ احتساب فاروقي)

حضرت عمر رضي اللہ عنہ جب اسلام لائے تھے تو اونکے ہاتھہ میں تلوار تھي - اسلام لانے کے بعد بھي وہ تلوار اونکے ہاتھہ میں ہر جگہ نظر آتي ہے -

ہم حدیثوں میں قدم قدم پر پڑھتے ہیں کہ جب کسي نے شان اسلام کے خلاف کوئي بات کي، حضرت عمر رض نے فوراً تلوار اوٹھا لي - حاطب بن بلتعہ نے مدینہ سے اہل مکہ کو ایک خط لکھا، جس کے ذریعہ اونکو مسلمانوں کے مخفي حالات معلوم ہو گئے - حضرت عمر رض نے فوراً تلوار سنبھال لي اور آنحضرت سے عرض کیا: " اجازت دیجیے کہ اس منافق کي گردن اوڑا دوں " (٢)

ایک غزوہ میں عبد اللہ ابن ابي نے جو منافقوں کا لیڈر تھا، کہا: " مدینہ چل کر محمد کو نکال دیا جائیگا " حضرت عمر نے فوراً آنحضرت کي خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کي: " حکم دیجیے کہ اس منافق کا فیصلہ کردوں " لیکن رحمة للعالمین نے دونوں موقعوں پر اونکو روک دیا (٣)

احتساب کیلیے نرمي و ملاطفت کے ساتھہ بہت زیادہ دلیري، آزادي، اور جرأت کي ضرورت ہوتي ہے - حضرت عمر میں احتساب کي بھي آخر الذکر شان زیادہ نمــــایاں نظر آتي ہے جسکے بغیر کوئي انسان سچائي کا محتسب نہیں ہوسکتا - اسیران بدر اور صلح حدیبیہ کے واقعہ میں اونہوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے جس طرح اختلاف کرنے کي جرأت کي، اوسکا حال ہر اوس شخص کو معلوم ہے جس نے صحاح کا مطالعہ کیا ہے - جب آنحضرة نے عبداللہ بن ابي کي نماز جنازہ پڑھني چاہي تو دیکھو کہ اونہوں نے بے اختیار دامن پکڑ کے روک لیا (٤)

تمام صحابہ کو کم و بیش احتساب کے ادا کرنے کا خیال تھا، لیکن کسي کي یہ جرأت نہ تھي کہ آنحضرة کي بیویوں کے معاملے میں بھي روک ٹوک کرتا - اس معاملہ میں صرف حضرت عمر تمام صحابہ کے اندر ممتاز نظر آتے ہیں - حضرت سودہ کو باہر نکلنے پر اونہي نے ٹوکا تھا - (٥) اور خود آیت حجاب نے بھي اونکي تائید کي - یہاں تک کہ خود حضرت ام سلمہ کو ایک بار شکایت کرني پڑي کہ " اے عمر! اب تم اسقدر بڑھ چلے ہو کہ ازواج مطہرات اور خود آنحضرت کے معاملے میں بھي دخل دینے لگے ؟ " (٦)

حضرت ابوبکر رضي اللہ عنہ تمام صحابہ میں مستحق ادب خیال کیے جاتے تھے، لیکن ایک موقع پر جب خود اونکي بہن نے جوش غم میں حد شریعت سے تجاوز کرکے نوحہ کیا، تو حضرت عمر رض نے اونکو گھر سے نکلوا دیا - (٧)

---

(١) بخاري جزء ٢ - ص - ٧٢ کتاب الجنائز -
(٢) بخاري جزء ١٥٩٢ -
(٣) بخاري جزء ٢ - ص - ١٤ کتاب العیدین -

(١) بخاري جزء ٩ - ص - ١٠ -
(٢) بخاري جزء ٥ - ص - ٧٨
(٣) بخاري جزء ٩ - ص - ١٤٥
(٤) بخاري جزء ١ - ص - ٩٧
(٥) بخاري جزء ٨ - ص - ٥٤
(٦) بخاري جزء ٦ - ص - ١٥٧
(٧) بخاري جزء ٩ - ص - ٨٢ -

اسوۂ حسنہ

الحسبۃ فی الاسلام

احتساب اور اسلام

تربیت یافتگان عہد نبوت کا اسوۂ حسنہ

"احتساب" کے معنی یہ ہیں کہ انسان نیکی کا محافظ ہو اور بدی کی ہر شکل اور ہر نمود کو فنا کرنے کا اپنے اندر ایک ان تھک عشق رکھے - وہ سب سے پہلے خود اپنے نفس کا محتسب بنے ' پھر اپنے خاندان کا ' اپنے مصاحبین کا ' اپنے محلہ کا ' اپنی قوم کا ' اور تمام دنیا کا یعنی لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا -

وہ ہمیشہ دنیا کے ہر اعتقاد و عمل کا احتساب کرے ' یعنے ہمیشہ نگراں رہے کہ نیکی اور راستی کی راہ سے انحراف تو نہیں ہو رہا ؟

اگر کسی سچائی اور عدالت سے انحراف نظر آئے ' تو وہ اپنے ہاتھہ سے ' اپنی زبان سے ' اپنی تمام قوتوں سے اس انحراف کو دور کرنے کی کوشش کرے ' کیونکہ وہ خدا کی زمین پر خدا کی سچائی کا محافظ و ذمہ دار ہے ' اور اسکے وجود کو صرف اسیلیے قائم کیا گیا ہے تاکہ میزان عدل کی نگرانی کرے اور بدی کے درخت کو بڑھنے اور پھلنے سے روکے -

جماعت اسلامی اسی احتساب کی ایک اصولی حقیقت ہے - امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسی کا نام ہے ' اور یہی وہ قوۃ معاملہ و مرددہ ہے جو امۃ مسلمہ کے ہر فرد کو سپرد کی گئی ' اور انکی نسبت فرمایا کہ "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر!

گذشتہ نمبر میں ہم نے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم کی حیاۃ طیبہ سے چند متفرق واقعات جمع کرکے کوشش کی تھی کہ آپکی زندگی کو ایک "محتسب" زندگی کے لحاظ سے پیش نظر رکھہ سکیں ' اور بہ حیثیت سچائی کے ایک محتسب ہونے کے جو اسوۂ حسنہ آپنے قائم کیا ہے ' اسکے بعض اہم جزئیات قوم کے سامنے واضح ہوسکیں - اسی سلسلے میں آج صحابۂ کرام اور تربیت یافتگان آغوش نبوۃ کی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں ' تاکہ مومنین اولین کا نمونہ بھی اس بارے میں واضح ہوجائے - یہ میدان نہایت وسیع ہے - ہم سردست خلافۃ راشدہ کی ترتیب تاریخی کو اختیار کرینگے ' اور سب سے پہلے حضرۃ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے سلسلہ شروع کرینگے -

(اسوۂ صدیقی بہ حیثیت محتسب)

حضرت ابوبکر صدیق کی ذات در حقیقت آنحضرت کے اسوۂ حسنہ کا ایک مکمل پرتو ہے - فطرۃ صالحہ نے جاہلیت ہی کے زمانے سے اونکے دل میں فرض احتساب کے ادا کرنے کا احساس پیدا کردیا تھا - اسلام نے ان چھپے ہوے شرارں کو چمکا دیا ' اور وہ مسلمان ہونے کے ساتھہ ہی محتسب اعظم بن گئے -

(تزکیۂ نفس)

اونکو تزکیۂ نفس کا (جو احتساب کی پہلی شرط ہے) اس قدر خیال تھا کہ اونکے غلام نے ایک بار اونکو کچھہ مال لاکر دیا - اوسکو حضرت ابوبکر نے اپنی وجہ معاش میں صرف کردیا ' غلام نے کہا "کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیسا مال تھا ؟" اونہوں نے کہا "مجھے کچھہ خبر نہیں " اوس نے کہا " میں جاہلیۃ کے زمانے میں عرب کے کاہنوں کی طرح مکر و فریب سے غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا - آج ایک شخص نے اوسیکا معاوضہ دیا ' اور آپ نے اپنی وجہ معاش میں خرچ کردیا " حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی مال کی معاش سے کچھہ غذا اوس وقت کھائی تھی ' جوش میں آکر اپنی انگلیاں حلق میں ڈالدیں ' اور جو کچھہ کھایا تھا ' قے کرکے نکال دیا ! (بخاری جزء ۲)

(اصلاح خاندان)

شرائط احتساب میں اپنے نفس کی اصلاح کے بعد اصلاح خاندان کا مرحلہ پیش آتا ہے - حضرت ابو بکر ہمیشہ اس فرض کے ادا کرنے میں سرگرم رہتے تھے - حضرت عائشہ فرماتی ہیں : " میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ' اپنے گھر کو مسلمان ہی پایا " یہ حضرت ابوبکر کی اسی ہدایت اور ارشاد احتساب کی برکت تھی ' ورنہ اوس وقت صدہا خاندان تھے جنکا کوئی ایک شخص تو مسلمان ہوگیا تھا لیکن تمام گھرانا بدستور کفر میں مبتلا تھا - حضرت عائشہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے نکاح میں آچکی تھیں ' اور اب اونکو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت و ارشاد کی ضرورت نہ تھی ' تاہم جب کبھی اون سے کوئی لغزش ہوجاتی تو نہایت سختی کے ساتھہ تنبیہ کرتے تھے -

حضرت عائشہ آنحضرت کے ساتھہ کسی سفر میں تھیں - اونکا ہار گم ہوگیا - آنحضرت اور صحابہ اوسکی تلاش کیلیے رک گئے - اتفاق سے اس جگہ پانی کا کوئی سامان نہ تھا - صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے شکایت کی - وہ آے تو دیکھا کہ آنحضرت حضرت عائشہ کے زانو پر سر رکھکر سو رہے ہیں - لیکن پھر بھی اونسے ضبط نہ ہوسکا اور حضرت عائشہ کو سخت ملامت کی کہ " تو نے اپنے ہار کیلیے تمام لوگونکو اسقدر پریشان کیا " چنانچہ اسی موقع پر آیت تیمم نازل ہوئی تھی اور تمام صحابہ پکار اوٹھے تھے :

ما ہی باول برکتکم یا ال ابی بکر (۱) یعنے اے خاندان ابوبکر ! تمہاری صرف یہ پہلی ہی برکت نہیں ہے کہ حکم تیمم کے نزول کا باعث ہوے ' اس سے پہلے بھی تمہارا وجود برکتوں کا سرچشمہ رہچکا ہے !

(احتساب ملت)

قوم کی ہدایت و ارشاد کیلیے اونہوں نے ایسے نازک موقع پر فرض احتساب ادا کیا کہ خود حضرت عمر جیسے ضابط اور مستقل شخص کے ہوش و حواس بھی پراگندہ ہوگئے تھے - آنحضرت کے انتقال کے وقت اسلام ایک سخت مصیبت میں مبتلا ہوگیا تھا - چھپے ہوے دشمنوں کے مخفی جذبات میں جنبش پیدا ہوگئی تھی ' اور اگر ضبط و استقلال کے ساتھہ ارکان اسلام کو قائم نہ کر دکھایا جاتا ' تو دشمنان حق اس مہلت کو اپنے دیرینہ حوصلوں کی شکارگاہ بنا لیتے - لیکن اس اہم فرض کی طرف کسی کو توجہ نہ تھی ' اور محبوب رب العالمین کے فراق نے تمام صحابہ کو سرگردان و حیران بنا دیا تھا - ایسی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق ہی کا دماغ تھا جو سکون کی حالت میں تھا - محبت اور جذبۂ عقیدت کا اظہار تو

---

(۱) صحیح بخاری جزء - ۷۰۱

ہوتا ہے ' لیکن اس طریقه میں جس قوت کي ضرورت ہوتي ہے ' وہ ایک لدني جوہر مقدس ہے جو ہر شخص میں پیدا نہیں ہوسکتا۔

ایمان باللہ ' انقطاع علائق ماسوی الله ' تقوی ' طہارت ' زہد و عبادت ' اور فضائل و اخلاق کي عملي زندگي سے انسان میں ایک خاص کیفیت ثابتہ و راسخه پیدا ہوجاتي ہے ' جسکو شریعت کي زبان میں روحانیت ' اور علم النفس کي اصطلاح میں نفوذ کہتے ہیں - جن لوگوں میں یه روحانیت پیدا ہوجاتي ہے وہ اپنے وجود کے اندر طاقت و سلطاني کي ایک ایسي نافذانه قوۃ پالیتے ہیں ' جو تلوار کي دھار اور آگ کي لپٹ سے زیادہ مخلوقات پر اثر رکھتي ہے - پس اس قوت کے حصول کے بعد وہ انسانوں کے سامنے آتے ہیں تو نیکي کا ایک فرشته نمایاں ہوجاتا ہے - انکے حضور میں کبھي برائي سر نہیں اُٹھا سکتي ' اور کوئي انسان گناہ نہیں کر سکتا - جو لوگ انکي صحبت میں رہتے ہیں ' اُنپر انکي یه قوۃ روحاني ازسرتاپا چھاجاتي ہے ' اور بسااوقات اسطرح خیر مجسم بنا دیتي ہے کہ گناہ کي ہوس ہي معدوم ہوجاتي ہے -

صلحاء امت میں یہ قوۃ اعتقاد راسخ اور اعمال صالحه سے پیدا ہوتي ہے ' اور اسکي ایک خاص حد ہے - لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ظہور کا مقصد چونکه اصلاح نفوس ہوتا ہے ' اسلیے الله تعالی انکي فطرۃ کے اندر ہي اس قوۃ کو اس انتہائي حد تک ودیعت کردیتا ہے جو انسانیۃ کبری کا درجۂ قصوی ہے ' اور جو صرف انبیاء ہي کیلیے مخصوص ہے -

وہ جب دنیا میں آتے ہیں تو بغیر کسب و اخذ کے اس قوۃ الہي کا اعلی ترین سرچشمه ہوتے ہیں ' اور انکے سلطان نفوذ و احاطۂ کلي کے آگے بدي کي تمام طاقتیں فنا ہوجاتي ہیں - انکے پاس لوہے کے آلات اور خون ریزی کے اسلحه میں سے کچھه نہیں ہوتا ' لیکن یہي قوۃ الاہیه ہوتي ہے جو انکو ازسرتاپا ایک شمشیر الہي بنا دیتي ہے اور انکا وجود ' انکي نقل و حرکت ' انکي گفتار و رفتار ' انکا کھانا پینا ' رہنا سہنا ' غرضکه زندگي اور وجود کي ایک ایک حرکت اور ایک ایک ادا کا الله محافظ ہوتا ہے ' اور انکے اندر نیکي کي نافذانه و عاملانه قوۃ کي بجلیاں بھر دیتا ہے -

انبیاء کرام کے ظہور کا مقصد سعادت انساني اور سلام ارضي ہے ' اسلیے انکو نبوت کي جسقدر طاقتیں بخشي جاتي ہیں ' وہ انکے کام اور کام کي وسعت کے مطابق ہوتي ہیں - سپه سالار فوج کو جتني بڑي فوج سے لڑنا ہوتا ہے ' اسي کے مطابق اُسکو فوجي سروسامان بھي دیا جاتا ہے ' اور اسي کے مطابق اسکے سپاہیوں کي تعداد اور طاقت بھي ہوتي ہے - اسلام سے پہلے جسقدر انبیاء کرام علیہم السلام آے ' انکا جہاد صرف محدود ملکوں اور قوموں کي گمراہیوں کے مقابلے میں تھا - لہذا انکا سامان جنگ بھي انکے کام کے مطابق تھا - لیکن اسلام کا ظہور تمام کرۂ ارضي کي ضلالت کو نابود کرنے کیلیے تھا ' اور تمام نوع بشري کي اصلاح اسکے سامنے تھي - پس اسکا پیغمبر بھی تمام پچھلي قوتوں سے زیادہ قوۃ لیکر آیا ' اور تمام پچھلي فوجوں اور فوجي سروسامان سے زیادہ وسیع و عظیم اسکي فوج اور اُسکا سامان جنگ تھا -

یہي وجه ہے کہ پیغمبرانه طاقتوں میں سے ہر طاقت پیغمبر اسلام کو زیادہ ملي ' اور یہي وجه ہے کہ اور تمام پیغمبروں کي طیار کردہ جماعت سے کہیں زیادہ طاقتور جماعت اس نے طیار کي - اعمال نبوت میں سب سے بڑي طاقت یہي قوۃ نفوذ و تربیت ہے ' اسي قوۃ سے وہ دنیا کی تمام شیطاني قوتوں کو نابود کردیتے ہیں - پس اسلام کے پاس اس قوۃ کا خزانه بھي سب سے زیادہ وسیع تھا ' اور اس نے صحابه کرام کي جو جماعت اس قوۃ سے طیار کي تھي ' وہ تمام پچھلي خلفاء نبوت جماعتوں سے بڑھکر اس قوۃ روحاني کو اپنے اندر رکھتي تھي -

عہد نبوۃ کي تاریخ ہمیں اور کچھه نہیں بتلاتي ' صرف اسي قوۃ الہي کي ایک روحاني سرگذشت ہے - صحابه کو جس چیز نے احتساب حق کي پیغمبرانه قوتوں سے معمور کردیا تھا ' وہ اسي قوت کی تربیت تھي ' اور صحابه کي زندگي میں احتساب حق کا جو عملي نمونه نظر آتا ہے اور جو انکي زندگي کي ایک ایک ادا کے اندر جلوہ افگن ہے ' وہ اسي قوۃ معلمه و مربیه کي متعلمه و تربیت یافته تصویر تھي -

حضرت حنظله تمیمي فرماتے ہیں : " ہم لوگ آنحضرت کي خدمت میں تھے کہ آپ نے جنت و دوزخ کا ذکر اس موثر طریقه سے کیا کہ ہم نے اُنکو اپني آنکھوں سے دیکھه لیا ' لیکن میں خدمت مبارک سے اُٹھکر بال بچوں میں آیا اور اُنکے ساتھه چہل اور ہنسي مذاق کرنے میں مصروف ہوگیا ' تو وہ اثر زائل ہوگیا جو آپ کے فیض صحبت نے پیدا کردیا تھا - پھر مجھکو وہ تذکرے یاد آے تو میں فوراً اُٹھا اور حضرت ابوبکر سے مل کر کہا کہ میں منافق ہوگیا ہوں - آنحضرۃ کي خدمت میں جو ذوق و شوق مجھپر طاري ہوگیا تھا ' وہ گھر پہنچکر باقي نه رہا - حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے فرمایا : یه کوئي گھبرانے کي بات نہیں ہے آخر ہم بھي تو ایسا ہي کرتے ہیں "

لیکن حضرت حنظله کو اُنکے اس جواب سے تسکین نہیں ہوئي - اونھوں نے براہ راست آنحضرت سے اسکا ذکر کیا - آپ نے فرمایا : " تم لوگوں کي جو حالت میرے پاس ہوتي ہے ' اگر یه قائم رہ جاتي تو تم سے فرشتے راستوں میں مصافحه کرتے " (سنن ابن ماجه صفحه ۷۷۵)

روحانیت کي اس قوۃ کي اصلي پہچان یه ہے کہ یه انسان کے اندر ایک عامل و نافذ طاقت پیدا کردیتي ہے ' اور اسلیے اسکا وجود جسطرح انسانوں کو نیک بنا دینے کیلیے تھرتیہ ہے ' دوسرے انسانوں سے نہیں ہو سکتا - وہ وعظ کرسکتے ہیں ' ہدایت کرسکتے ہیں ' نیکي کي خوبیاں بتا سکتے ہیں ' مگر اپني جلال و سلطاني حق سے چھاکر اُسے نیک نہیں بنا دیسکتے - صحابه کرام میں اس قوۃ حق کے کرشمے ہمیں ہر جگه نظر آتے ہیں - لیکن خاص طور پر حضرۃ علي ' حضرۃ عمر ' اور حضرۃ ابوبکر (رضي الله عنہم) اس قوۃ کا مظہر تھے - حضرت ابوبکر صدیق نے جب سب سے پہلے تنہا ہجرت کرني چاہي ' تو اسي قوۃ کا اعتراف تھا جسکي بنا پر ابن دغنه نے آپ کو جانے سے روکا :

"مثلک یا ابا بکر لاتخرج	اے ابوبکر ! تم جیسا شخص نه ہجرت
ولا یخرج انک تکسب	کرسکتا ہے اور نه ہجرت کرنے پر اُسکو
المعدوم و تصل الرحم	مجبور کیا جا سکتا ہے - تم مفلسوں کو
وتحمل الکل و تقوی	مال دیتے ہو ' حقوق رحمي [illegible]
الضیف و تعین علی	[illegible] قوم کا بوجھه اپنے سر پر اٹھا
نوائب الحق فانا لک	لیتے ہو ' [illegible] ضیافت کرتے
جار ارجع واعبد ربک	[illegible] قبیلے کي
[illegible] (بخاری جزو ٥)	[illegible] ہو ' تم میرے پڑوسي ہو '

پناہ [illegible] اپنے شہر میں خدا کي عبادت کرو -

چنانچه کفار قریش نے بھي ابن [illegible] کي سفارش سے [illegible] کے اندر عبادت کرنے اور قرآن پڑھنے کي اجازت دیدي اور اسطرح کفار باوجود انتہاء شقاوت و مخالفت کے خود انکو ہجرت سے روکنے لگے !

اُنہوں نے شوق عبادت میں گھر کے اندر ایک مسجد [illegible] اور عبادت و قرأت میں مصروف ہوگئے ' لیکن جب وہ قرآن پڑھتے تو اُن پر سخت خشیت و رقت طاري ہوجاتي تھي '

حقیقت یہ ہے کہ آزادي صداقت اور دليري حق ادب کے منافي نہیں، ورنہ خود حضرت عمر سے زیادہ آنحضرت کا ادب کون کرسکتا تھا؟ اپني ذات کے علاوہ جب کبھي کسي دوسرے سے کوئي حرکت صادر ہوجاتي جو آنحضرت کے ادب کے ذرا بھي منافي ہوتي، تو وہ اسکي برداشت کي طاقت نہیں رکھتے تھے۔ آنحضرت کي خدمت میں چند عورتیں نہایت اونچي آواز کے ساتھ گفتگو کررہي تھیں، اتفاق سے حضرت عمر آگئے تو سب کي سب کے معاً اُٹھ کے بھاگ گئیں کہ اس جرأت پر کہیں انکي تلوار احتساب کو حرکت نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا: "اے اپني جان کي دشمنو! رسول اللہ سے زیادہ مجھ سے ڈرتي ہو؟" (١)

حضرت عمر کے کارنامہ احتساب میں سب سے زیادہ نمایاں وہ واقعات ہیں، جہاں انہوں نے صحابہ کو کثرت روایت حدیث سے روکا ہے۔ حدیث کي روایت جس قدر ضروري ہے، اسي قدر مشکل بھي ہے۔ صحابہ کے زمانہ میں اگرچہ کذب في الرواية کا (یعني عمداً غلط اور جھوٹ روایت کرنے کا) احتمال نہ تھا۔ تاہم غلطیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا، اور بعض موقعوں پر غلطیاں پیدا بھي ہوئیں۔ چنانچہ اسکے متعلق حضرت عائشہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس کي تنقیدي روایات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ بس اسي بنا پر حضرت عمر روایت حدیث کي غیر محتاط کثرت پر نہایت سخت گیري کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ نے جب کثرت سے روایتیں کیں، تو انہوں نے صاف صاف کہدیا۔ "اب اگر تم نے احتیاط نہ کي تو کوڑوں سے پٹوا کر نکلوا دونگا" (٢)

ایک بار حضرت ابو موسیٰ اشعري نے انکو تین بار سلام کیا، وہ مصروف تھے جواب نہیں دیا۔ وہ واپس چلے گئے۔ فارغ ہوئے تو بلا کر واپس جانے کي وجہ پوچھي۔ انہوں نے کہا: "آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تین بار اجازت طلب کرنے پر اگر اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ" حضرت عمر نے کہا: "اس حدیث کي صحت پر گواہ لاؤ" چنانچہ حضرت ابو سعید خدري نے شہادت دي، تو انکا دامن چھوڑا (٣)

دو عورتوں میں زد و کوب ہوئي۔ ایک حاملہ تھي۔ اسکا حمل ساقط ہوگیا۔ حضرت عمر کے سامنے مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے صحابہ سے دریافت فرمایا: "کسي نے آنحضرت سے اسکے متعلق کوئي حدیث سني ہے؟" مغیرہ نے کہا: "ہاں، آنحضرت نے اسکي دیت ایک غلام یا ایک لونڈي دلوائي ہے" لیکن انہوں نے تسلیم نہ کیا اور اس حدیث پر شہادت طلب کي، چنانچہ جب محمد بن مسلم نے گواہي دي تو اسکے مطابق فیصلہ کیا (۴)

انہوں نے اس معاملہ میں اس قدر سخت گیري کي کہ بعض موقعوں پر صحابہ چیخ اٹھے: لا تكن عذابا على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم" (٥) یعني اے عمر! اصحاب رسول کیلیے تم عذاب نہ ہوجاؤ!

حضرت عمر کي نگاہ اگرچہ ہمیشہ اسي قسم کے جلائل امور پر پڑتي تھي، تاہم وہ جزئیات احتساب سے بھي بے پروا نہ تھے۔ جب ایک عورت شریک جنازہ ہوئي تو انہوں نے اسکو ڈانٹا کہ تمہاري شرکت کا حکم شرعي موجود نہیں، لیکن آنحضرت صلي اللہ علیہ وسلم نے اسکو اجازت دیدي (١)

ایک بار طائف کے دو آدمیوں نے مسجد نبوي میں شور و غل کیا۔ حضرت عمر نے انکو بلوا کر کہا: "اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تمکو سزا دیتا۔ تم مسجد نبوي کے اندر شور کرتے ہو؟" (٢)

ایک بار حضرت ابن زبیر کے بدن پر حریر کا کپڑا دیکھا تو اسکو پھاڑ دیا۔ انکے باپ زبیر نے کہا "تم نے بچے کو دل شکستہ کردیا" فرمایا "بچوں کو حریر نہ پہناؤ" یعني بچپن سے انہیں عیش و راحت جسم کا عادي نہ کرو۔ اسلام ہر مسلمان کو سپاہي کي طرح سادہ وضع اور محنت پسند دیکھنا چاہتا ہے۔ (٣)

رویشد ثقفي ایک شخص تھا جس نے شراب کي دکان کھولي تھي۔ حضرت عمر نے دکان میں آگ لگوادي اور فرمایا: "تو فویسق ہے نہ کہ رویشد" حضرت علي علیہ السلام نے بھي ایک گاؤں کو جلوادیا تھا جس میں شراب کي تجارت ہوتي تھي (۴)

حضرت عمر (رض) نے ایک آدمي کو دیکھا کہ دودھ میں پاني ملا کر بیچ رہا ہے۔ اس سے چھینکر دودھ کو زمین پر گرا دیا (٥)

انبیائے سابقین کي جو محرف اور ناقابل وثوق کتابیں عرب میں پھیلي ہوئي تھیں جن سے اسلام میں بھي اختلاط مذہبي پیدا ہوجانے کا خوف تھا، حضرت عمر نے ان سب کو جلا دیا۔

اے کاش اسرائیلیات کا تمام ذخیرہ نابود ہوجاتا۔

سعد بن ابي وقاص نے امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھ ایک محل بنایا اور بادشاہوں کي طرح پردے میں رہنے لگے، حضرت عمر کو خبر ہوئي تو اس محل کو جلوا دیا۔ یہ شدت تھي جو اسلامي احتساب کے نمونوں نے ہمارے سامنے پیش کي ہے۔ یہ امارت اور سلطاني کے بڑے بڑے محل ہي ہیں جنکے اندر انسانیة کي بربادي کي تمام خباثتیں پلیں، اور یہي محل ہیں جنہوں نے خلفاء اسلام کي کچي دیواروں کي جگہ بنکر اسلام کي اصلي طاقت کو پاش پاش کردیا!

اس قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جنکي تفصیل اس مختصر مضمون میں نہیں کي جاسکتي۔

(ایک دقیق نکتہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف و النهي عن المنكر کا یہ طریقہ بتایا ہے:

من راى منكم منكر فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه، فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان (مسلم جلد - ١ ص - ٣٨ كتاب الايمان)

تم میں سے جو شخص کسي برائي کو دیکھے تو چاہیے کہ اسکو اپنے ہاتھ سے بدلدے، لیکن اگر اس پر قادر نہو تو زبان سے ٹوکے، اگر اس پر بھي قادر نہو تو کم ازکم دل ہي سے برا سمجھے، مگر یہ اخري صورت ادنیٰ درجہ کا ایمان ہے۔

یہ حدیث احتساب مختلف درجوں کي اس قدر جامع ہے کہ ایک صاحب اقتدار بادشاہ سے لیکر ایک اپاہج فقیر تک اسکے اندر اپنا حکم اور طریقہ پالے سکتا ہے، لیکن اسکے علاوہ احتساب کا ایک اور طریقہ بھي ہے جس پر ہر شخص عمل نہیں کرسکتا۔ احتساب کا ہر طریقہ ہاتھ، زبان، یا کم از کم دل کي قوت کا محتاج

---

(١) بخاري جزء - ٨ ص - ٢٣
(٢) تذكرة الحفاظ جلد اول تذکرہ عمر فاروق -
(٣) بخاري جزء ٨ - ص - ٥٤ -
(۴) بخاري جزء - ٩ ص - ١١
(٥) ابو داود جلد - ٢ ص - ٣٤٩

(١) سنن ابن ماجه - ص - ٢٧١
(٢) بخاري جزء ١ - ص - ٩٧٠
(٣) الحسبة في السلام لحجة الاسلام ابن تيميه - ص - ٤٤
(۴) الحسبة في السلام - ص - ٤٣
(٥) الحسبة في الاسلام - ص - ٤٣

هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوں میں هے ابهي چهپ کر نکلی هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت خالص ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

اسپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بوبازار - کلکته

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبله انعام

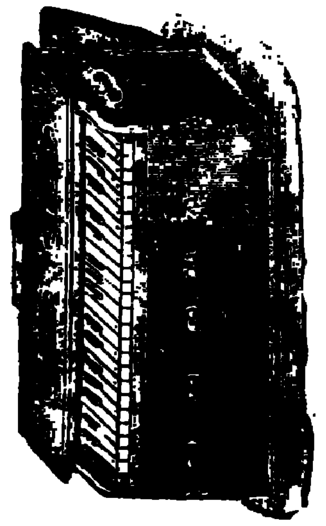

همارا سائنس فکسن فورٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں کراماں لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اور کبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهی گئی هے - ایک مرتبه منگواکر آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسی کو دهوکا نهیں دیتی هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک گهڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاویگا - هندي هارمونیم سکهنا کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا ان کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا ذمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' سب خرابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور ثمره زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهد - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - " مینے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے " نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي کوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- " نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اچهے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکارڈي بمبئي فرماتي هیں : " اوبهرالین جسکو که مینے استعمال کیا هے " زنانه شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

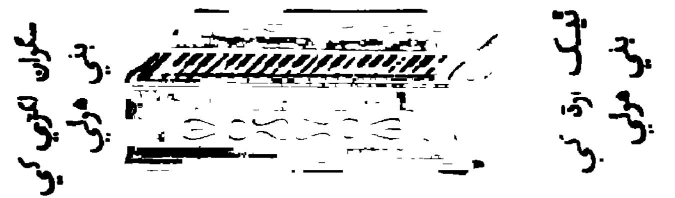

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

یوہن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا ' یه مردانگی و ماقی طاقتوں کو منع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه بناتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهونچتي هے - هسٹریه وغیره کو بهي مفید هے جو لوگ کو لوٹاتي پاس اي قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایکدم رفع هو جاتي هے اس کے استعمال کرنے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزائش - رنگوں کي تازگي - بال کا بڑهنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مُفت - مشوره مُفت - فهرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني - و زندگي کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

اور اسکا روحاني اثر کفار کے بال بچوں پر پڑتا تھا ' وہ سب پروانہ وار اس شمع هدايت پر ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے - يہ حال ديکھکر کفار کو خوف هوا کہ همارے بال بچے کہيں مسلمان نہ هوجائيں - چنانچہ کفار نے ابن دغنہ کو اونکا اپنا قول و قرار ياد دلايا - ليکن حضرت ابوبکر نے فرمايا : " اب ميں تمھاري همسائيگي سے خداکي همسائيگي ميں جاتا هوں " خدا نے بهي آنکي يہ آرزو بہت جلد پوري کردي اور چند هي دنوں کے بعد هجرت نبوي کا واقعہ پيش آگيا -

حضرت عمر رضي اللہ عنہ کي قوة احتساب اور روحاني اثر کا تو خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تصديق فرمائي - جب چند عورتوں نے آنحضرت کے سامنے ذرا بيباکي سے گفتگو کي ' اور آنحضرت کے رفق وملاطفت نے بهي اسکو گوارا کرليا ' تو يہ حضرت عمر هي کي هيبت تهي جس نے انکو پردے کي آڑ ميں بهگا ديا تها ' اور اس موقع پر نبوت کي زبان نے حضرت عمر کي اس روحاني قوة احتساب کا اعلان کيا تها :

ما لقيک الشيطان سالکا فجا   هميشہ شيطان تمھاري راہ سے
قط الا سلک فجا غير فجک   بچ کے چلے گا -

(بخاري جزو ۵)

(ايک متفرق نظر)

خلافت کے فرائض نے اگرچہ حضرت ابوبکر (رض) و حضرت عمر (رض) کے دائرۂ احتساب کو نہايت وسيع کرديا ہے ' تاهم صحابہ کا زمانہ خير القرون تها ' اسليے صحابہ کا هر فرد سرگرم احتساب رهتا تها - يہاں تک کہ معمولي سے معمولي چيزوں پر بهي روک ٹوک کي جاتي تهي -

اسلام نے دنيا کي مدنيۂ صالحہ کو جو ترقي دي ہے ' اوسکا اثر ايک ايک جزئيات ميں نظر آتا ہے - کهانے پينے اوٹهنے بيٹهنے ' ملنے جلنے ' غرض هر چيز ميں عرب کي حالت قابل اصلاح تهي ' اور اسلام نے اوسکي اصلاح کي - منجملہ ان تمام اصلاحوں کے ايک جزئي اصلاح يہ بهي تهي کہ کهانے پينے کي حالت ميں حرص و طمع کا اظهار نہ هونے پاے - اسي بنا پر آنحضرت نے ايک ساتهہ دو دو کهجوروں کے کهانے کي ممانعت فرمادي تهي ' کيونکہ اس سے حرص و طمع کا اظهار هوتا تها - احاديث کي اصطلاح ميں اوسکو " قران " کہتے هيں -

ايک مرتبہ قحط کا زمانہ تها ' حضرت ابن زبير لوگوں کو کهجوريں تقسيم کرديا کرتے تهے ' لوگ شدت گرسنگي ميں کهاتے تهے ' تو تہذيب اور ارشاد نبوي کا لحاظ نہيں رکهتے تهے - ليکن جب حضرت عبد اللہ ابن عمر اودهر سے گذرتے تو لوگوں کو ٹوکتے : " آنحضرت نے قران سے منع فرمايا ہے ' البتہ اپنے دوسرے شريک طعام سے اجازت ليکر ايسا کيا جاسکتا ہے " (بخاري جزء ۳)

ايک مرتبہ حضرت ابن عمر نے ابو ايوب انصاري کو دعوت دي ' وہ آے تو ديوار پر ايک منقش و مصور پردہ لگا هوا تها - حضرت ابن عمر نے معذرت کي کہ " عورتوں نے ايسا کيا ہے " ليکن اونهوں نے دعوت کو رد کرديا اور اوٹهکر چلے آے -

فرض احتساب کا دائرہ صحابہ هي تک محدود نہ تها بلکہ جو لوگ اونکي صحبت سے مستفيد هوتے تهے ' وہ بهي نہايت آزادي کے ساتهہ اس فرض کو ادا کرتے تهے ' اور خود صحابہ کو ٹوکتے تهے - ايک مرتبہ حضرت ابو برزہ سلمي گهوڑے پر سوار هوکر آے اور اوترکر نماز پڑهنے لگے ' گهوڑا بهاگا ' اونهوں نے نماز چهوڑکر اوسکا تعاقب کيا اور پکڑ لاے ' پهر نماز پوري کي - ايک شخص نے ديکها تو کہا : " اس بڈهے کي اس جرات کو ديکهيے کہ گهوڑے کے پکڑنے کيليے نماز چهوڑ دي " اونهوں نے کہا : " جب سے آنحضرت کا ساتهہ چهوٹا کسي نے مجهہ کو ملامت نہيں کي تهي - ميرا گهر بہت دور ہے ' اگر گهوڑا بهاگ جاتا تو ميں شام تک گهر نہيں پہونچ سکتا تها ' ميں آنحضرت کي آسانياں ديکهہ چکا هوں (بخاري جزء ۸)

تفسيـــر البيـــــان

اور جمـاعـــة طـلـبـاء

تفسير کے حقيقي مخاطب و مستحق طلباء هيں

مجهے اس بات سے ايک گونہ افسوس ہے کہ آپنے عام مسلمان خريداروں کے ليے البيان کے چندے ميں ايکروپيہ کي رعايت کي ہے ' بشرطيکہ ايک ماہ کے اندر خريداري کي درخواستيں آپ کے دفتر ميں پہونچ جائيں - مگر اُن بيچاروں کے ليے کسي قسم کي رعايت نہيں رکهي جن کے ليے البيان کا مطالعہ از بس ضروري ہے ' اور قوم کے ليے عموماً اور آپ جيسے فاضل اجل ' داعي الی الحق ' اور اسلام کے دلدادہ کے ليے خصوصاً لازم ہے کہ اُن کي حالتوں کو درست کيا جاے - تاکہ آيندہ ترقي کے ليے ايک مفيد عنصر ثابت هوں -

آپ کو معلوم هوگا کہ آجکل کے پڑهے لکهے نوجوانوں پر مغربي تعليم نے ايسا اثر کيا ہے کہ وہ اسلام کي حقانيت اور اُس کے معاني کو پس پشت ڈالتے جاتے هيں ' اور اس طرف سے بہت کچهہ غفلت کر رهے هيں ' آجکل کے طالب علم کو اتنا بهي معلوم نہيں ہے کہ اسلام کيا ہے ؟ اور قرآن حکيم کي کيا تعليم ہے ؟ مگر ميرے خيال ميں ايک طرح وہ راستي پر هيں ' کيونکہ اُن کو ايسي هي تعليم دي جارهي ہے جس ميں مستغرق هونے کے بعد وہ مذهبي تعليم کي کسي طرح پروا نہيں کرسکتے - پهر عموماً وہ غريب اپنے تعليمي اخراجات کے نيچے اس قدر دبے هوئے هيں کہ ان ميں اتني طاقت هي نہيں هوتي ہے کہ عمدہ عمدہ مذهبي کتب کا مطالعہ کر سکيں -

اگرچہ جو قيمت سالانہ آپنے البيان کي رکهي ہے ' اسقدر زيادہ نہيں ' مگر ايک طالب علم کے ليے زيادہ ہے ' کيونکہ اُس کے تعليمي اخراجات اتنے زيادہ هيں کہ ايک کوڑي بهي اُن کتب کے مطالعہ کے ليے نہيں بچا سکتا - ميں نے اکثر طالب علموں کو اسوقت کہتے سنا ہے کہ " افسوس البيان کا مطالعہ همارے ليے ازحد ضروري ہے ' مگر هم کچهہ نہيں کر سکتے - هم ميں اتني طاقت نہيں کہ اس کي خريداري کے ليے رقم مہيا کر سکيں "

ميں دعوے سے کہہ سکتا هوں کہ اگر هم طالب علموں کے ليے کسي قدر هميشہ کے ليے البيان کے سالانہ چندے ميں رعايت کي جاے ' تو بہت سے طالب علم اس کو خريدنے کے ليے تيار هو جائينگے -

اس زمانہ ميں اس بات کي سخت سے سخت ضرورت ہے کہ کسي صورت سے طالب علموں کے دلوں ميں اسلام کي حقانيت کا اثر ڈالا جاے ' اور اسلام کا من جانب اللہ هونا ثابت کيا جاے - اور يہ اسي طرح هو سکتا ہے کہ قـــرآن کريـــم کي ايک مفصل اور مشرح تفسير انکے سامنے پيش کي جاے ' جس کو وہ بآساني مطالعہ کرسکيں - يہ تو هر طرح معلوم و يقين ہے کہ صرف آپ هي کي تفسير اس ضرورت کو پورا کر سکتي ہے ' مگر سوال يہ ہے کہ هم لوگ (طالب علم) کيا طريقہ اختيار کريں جس سے فيضياب هو سکيں ؟

.... بي - اے -
متعلم ايل - ايل - بي - کلاس

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (١٣ : ٥٢)

نمبر - ١٠ کلکته : جمعه ٦ - ربيع الثاني سنة ١٣٣٣ هجري جلد ١
Calcutta : Friday, 11,th February 1916.

ترجمان القرآن

يعني قرآن حکيم کا اردو ترجمه ' از خامه ايڈيٹر الهـــلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ' جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالى انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ملخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خانداں تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام العلم ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ' ليکن يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خانداني بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکميل کا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقتنما عبارت ميں مرتب کيا هے ' اور بحمد الله که زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ' اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچے ' عورتيں ' سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجديںگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

البیان

فی

مقاصد القرآن

هـــذا بـيـــان لــلــنـــاس، و هـــدی و موعظة للمتقین (۳ : ۱۳۳)

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر، اثر خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکي محیط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا هے، یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرآن هے!

یه تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساته شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمهٔ تفسیر اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسیر کا هوگا، انشاء الله عنقریب شائع هوجائیگا - قیمت سالانه ۲۵ - ربیع الاول تک چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

اڈیٹر الهلال کي راے

میں همیشه کلکته کے یوروپین فرم "جیمس مرے" کے یہاں سے عینک لیتا تها - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو میسرزایم - اِن - احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکته) سے کئی مختلف قسم کي عینکیں خرید کیں، اور میں اعتراف کرتا هوں که وه هر طرح بہتر اور عمده هیں، اور یوروپین کارخانوں سے مستغنی کردیتي هے - مزید براں مقابلتا قیمت بهي ارزاں هیں - کام بهي جلد اور وعده کے مطابق هوتا هے -

آپکو واجبي قیمت پر هر قسم کي اصلي پتهرکي عینک مضبوط صحیح وقت دینے والي گهڑیونکي ضرورت هو تو ان میں سے ایک منگواکر آزمایش کریں - رعایتی قیمت وغیره کي لالچ میں پڑکر دهوکا نه کهائیں ٭

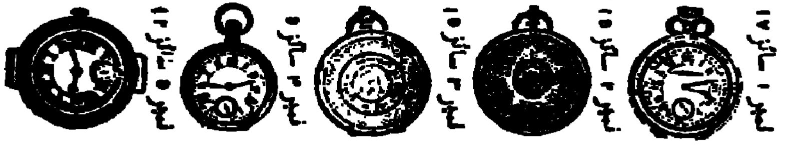

۱- انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحیح وقت کي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۵ روپیه -

۲- ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کي سچی گارنٹي ۳ سال مع محصول ۶ روپیه -

۳ - چاندیکي ڈبل کیس مثل کروالیزر کے وقت کي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیه -

۴ - نکل کیس و میکا واچ نهایت پائدار و وقت کي نهایت سچي گارنٹي ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیه -

۵ - ڈیور سٹ واچ هاته کي زیب دینے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ۱۵ - روپیه سے ۲۲ - روپیه تک -

صرف اپني عمر و دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمانے پر همارے لایق و تجربه کار ڈاکٹرونکي تجویز سے اصلی پتهرکي عینک بذریعه وي - پي کے ارسال خدمت کي جائیگي - اسپر بهي اگر آپ کے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتهر کے قیمت ۵ روپیه سے آٹه روپیه تک -

عینک رولڈ گولڈ کماني مع اصلي پتهر کے قیمت دس روپیه سے پندره روپیه تک - محصول ڈاک، وغیره ۹ - آنه -

دو نظر (یعني نزدیک و دور دیکهنے) کي عینک قیمت بالا نرخوں سے ۵ روپیه زیاده -

ایم - اِن - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گهري نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي کلکته

جسکا درد وهي جانتا هے، دوسرا کیونکر جان سکتا هے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جاں بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت هي پریشان هوتے هیں، اور رات و دن سانس پهولنے کیوجه سے دم نکلے جاتے هیں، اور نیند تک حرام هو جاتي هے - دیکهیے! آج اونکو کسقدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نشیلي اشیاء اور دهتوره، بهنگ، بلا ڈونا، پرتاس، اے او دالڈ، دیکر بنتی هے - اسلیے فائده هونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر هے یه صرف هماري هي بات نہیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپنے بهت خرچ کیا هوگا - لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمالیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصولڈاک ۵ آنه - اس دوا کي دو خاص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچهه روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال میں رهے دورہ نہیں هوتا هے

[illegible]

Tel. Address: "Albalagh." Calcutta.
Telephone No 648.

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45. Ripon Lane.
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ " - ۱۲ - آنہ

جلد ۱

کلکتہ : جمعه ۹ - ربيع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 11th February 1916.

نمبر - ۱۰

دعوة الى القران

گذشته اشاعة کے آخري صفحه ميں هم نے تفسير البيان کي قيمت کے متعلق ايک مراسلة درج کي تهي - آسکے متعلق پنجاب کے ايک صاحب غيرت و درد بزرگ لکهتے هيں :

" اس خط کو پڑهکر خاکسار کي طبيعت پر نهايت اثر پڑا' الله الله ايک جماعت تو ان لوگوں کي هے جنکو جناب کي قلمي خدمات سے مستفيد هونے کي توفيق ملي هے مگر اپني بدبختي سے محروم رهتي هے - اور ايک جماعت اُن لوگوں کي هے جو فيض ياب هونے کيليے مضطرب هيں' ليکن اتني استطاعت نهيں رکهتے که اپني حسرت پوري کريں - حقيقت يه هے که جناب کي تصنيفات کے اصلي مستحق يهي لوگ هيں - انگريزي مدارس کے تعليم يافته طلباء کي مذهبي اصلاح تمام آينده نسل کي اصلاح هے' اور انهي کو سب سے زياده ضرورت اس بات کي هے که جناب کي روح بخش تصنيفات سے فيض ياب هوں - جس وقت سے جناب نے البيان کا اعلان کيا هے' ميں اسکي ضرورت محسوس کررها هوں اور اپنے اکثر دوستوں سے بهي عرض کرچکا هوں - اس مشکل کے دور کرنے کا اصلي علاج يه هے که ايک مستقل فنڈ اس غرض سے کهولديا جاے که جو طلباء' علماء' اور عام طور پر غير مستطيع اشخاص البلاغ اور البيان کو انکي اصلي قيمت ديکر نهيں خريد سکتے' انسے نصف قيمت لي جاے' اور نصف قيمت اس فنڈ سے ادا کردي جاے - جناب کے عقيدتمندوں کا دائره بحمد لله اسقدر وسيع هے که کسي ايسے فنڈ کے قائم کرنے ميں ذرا بهي دقت نهيں هوسکتي - صرف اعلان کي ضرورت هے - جناب نے خاکسار کي درخواست پر پانچ شخصوں کے ساتهه رعايت منظور فرمالي ليکن اسطرح کس کس شخص کيليے صرف دفتر هي پر بار ڈالا جاليگا' على الخصوص جبکه الهلال پريس کي ضمانت کے نقصانات کثيره اس صبر و تحمل کے ساتهه جناب نے گوارا کيے هيں - بهرحال ميں اس بارے ميں صرف تحريک هي نهيں کرتا بلکه اپني جانب سے پچاس روپيه کي ايک حقير رقم بهي پيش کرتا هوں - بشرطيکه ديگر ناظرين البلاغ بهي خاکسار کا ساتهه ديں' اور بهت جلد اس فنڈ کو اس حد تک پهنچا ديں که هزاروں غير مستطيع صاحبان علم ميں هم " البلاغ " اور " البيان " کو تقسيم کرسکيں - جناب ازراه نوازش اس عريضه کو شائع فرماديں - البته خاکسار کے نام کے اظهار کي ضرورت نهيں - "

حقيقت حال يه هے که جس وقت سے البيان اور ترجمان القران کا اعلان هوا هے' تقريباً هر روز پندره بيس خطوط اُن علماء و طلباء کے پهنچتے هيں' جو انکے مطالعه کا نهايت شوق ظاهر کرتے هيں: ليکن مالي مجبوريوں کی وجه سے خريد نهيں سکتے - پچهلے نمبر ميں صرف ايک خط بطور نمونه کے درج کرديا گيا تها' تاکه ملک کي حالت کا اندازه هوسکے - الهلال کي پوري سه ساله زندگي ايسے هي درخواستوں کے هجوم ميں گذري' اور البلاغ کا بهي يهي حال هے -

الهلال کے متعلق احباب کو معلوم هے که اسکے صدها نسخے هميشه مفت تقسيم کيے گئے' اور نو سو سے زايد اشخاص سے نصف قيمت بلکه اس سے بهي کم منظور کرلي گئي -

موجوده حالت پريس کي مالي مشکلات کي جيسي کچهه هے' اسکو الله هي بهتر جانتا هے' اور اگر اسکا فضل و کرم عزم و اراده کي لازوال دولت سے مالا مال نه کرديتا' تو سچ يه هے که البلاغ کا ايک نمبر بهي نکالنا مشکل تها' با اين همه دفتر نے اب بهي اس قسم کي درخواستوں کو منظور کرلينے کي کوشش کي' اور الله هي کے فضل پر اعتماد هے - وه چاهيگا تو اپني دعوة حق کي اشاعة و توزيع کا خود بخود سامان کرديگا -

الله تعالى آپکو جزاے خير دے که آپنے محض محبت ايماني و شيفتگي قراني کے رشتے سے البلاغ و البيان کے متعلق يه تجويز پيش کي هے منظور هوگا تو آپکي تحريک ضايع نهوگي اور وه جس کام کيليے چاهے دلوں کو کهول دے سکتا هے !

اعتذار

جنگ يورپ کا جو اثر ابتدا سے کاغذ کے مسئله پر پڑا هے' اس سے احباب کرام بے خبر نهيں هيں - الهلال جس کاغذ پر چهپتا تها' اُسکي قيمت زياده سے زياده پونے چار روپيه في ريم تهي - وهي کاغذ البلاغ کيليے چهه روپيه في ريم کے حساب سے لينا پڑا' ليکن هم نے اس اضافه کو بهي گوارا کرليا' اور برابر البلاغ اُسي کاغذ پر چهپتا رها -

ليکن اب حالت يهاں تک پهنچ گئي که اس قسم کے کاغذ سے تمام بازار يکسر خالي هوگيا هے' اور اگر چارگني قيمت بهي دي جاے جب بهي ميسر نهيں آسکتا - مجبوراً دوسرے قسم کے کاغذ کو قبول کرنا پڑا اور آج پهلي مرتبه اسپر البلاغ چهاپا جاتا هے - اسکي قيمت بهي الهلال کے کاغذ سے ڈيوڑهي هے !

(۲)

آج جمعرات کا دن هے - اس نمبر کے تمام فارم چهپ چکے هيں' صرف آخري فارم شذرات کا باقي هے' مگر يکايک مولانا کي طبيعت بدمزه هوگئي هے' اور اُميد نهيں که اس حالت ميں آج شذرات لکهے جاسکيں اور کمپوز هوسکيں - مجبوراً مراسلات کا ايک مضمون جو کمپوز شده طيار تها' شذرات کي جگه ديديا جاتا هے تاکه نا قاعده اشاعت ميں اب پهر فتور نه آئے -

[منيجر]

"کتاب مرقوم یشہدہ المقربون" (۸۳ : ۱۸)
"في ذالک فلیتنافس المتنافسون!" [۸۳ : ۲۶]

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) "الہلال" تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ، اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیہ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب، و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی نظیر تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ کہلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالعلم والقرآن کی دعوت کا از سرنو غلغلہ برپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالیٰ نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہیں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زائد ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی جو چار تصویریں بھی اگر کسی اور کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با این ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

(۳) قومی یا نیشنلسٹ - اس فرقہ کی تھیوری یہ ہے کہ صرف کاشت اور سکونت کی زمینیں شخصی ملکیت سے نکال دیجائیں، کیونکہ ثروت کا اصلی منبع زمین ہے، اور جب تمام زمین جمہور یا گورنمنٹ کی ملک ہوجائیں گی، تو اہل حاجت اور مفلسین کی حالت بہت کچھ سنبھل جائیگی -

اشتراکیین کے یہ مختلف فرقے تمام ممالک متمدنہ میں روز بروز پھیلتے جاتے ہیں اور ہر جگہ انکی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے - یورپ کے بعض بعض ملک کے اکثر باشندے سوشیلزم کے معتقد ہوتے جاتے ہیں - اس فرقہ کی تمام اطراف عالم میں خفیہ سوسائیٹیاں، انجمنیں، اور اخبارات ہیں، جو انکے خیالات کی اشاعت کرتے ہیں، پبلک میں موجودہ نظام سلطنت کے برخلاف جوش پیدا کرتے ہیں، سلاطین، حکام، ملک، اور ارباب ثروت کے قتل کی تدبیریں کرتے ہیں - ناچار گورنمنٹوں کو انکی مزاحمت پر آمادہ ہونا پڑتا ہے، اور بزور قوت انکی بیخکنی کی کوششیں کرنی پڑتی ہیں - لیکن یہ تمام کوششیں بے سود ہوتی ہیں اور سوشلزم کا سیلاب نہیں تھمتا -

سنہ ۱۸۸۷ع سے اس مذہب کے پیرو جرمنی میں بہت بڑھ رہے ہیں - سنہ ۱۹۰۸ع میں جرمنی میں اشتراکیین کی تعداد دس لاکھ تھی، سنہ ۱۹۱۰ع میں بیس لاکھ ہوگئی - جرمنی کے علاوہ فرانس، بلجیم، ہولینڈ، پولینڈ، روس، امریکا، رومانیا، اٹلی، پرشیا، سویٹزرلینڈ، انگلینڈ، اور امریکا کا بھی یہی حال ہے -

اشتراکیین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں، کیونکہ سوشلزم کا اصلی مقصود فقراے قوم اور مزدور پیشہ اشخاص کی حمایت ہے، اور یہ معلوم ہے کہ ملک میں مزدوروں اور فقیروں کی تعداد تمام فرقوں سے زیادہ ہے - اس حالت میں فرض کرلینا چاہیے کہ یورپ کے تمام فقرا اور مزدور پیشہ درحقیقت سوشیالسٹ ہیں - لیکن عجیب تر یہ ہے کہ سوشیلزم کی آواز سے تمام یورپ اسقدر گونج اٹھا ہے کہ اسکی تاثیر سے یورپ کا کوئی فرقہ بچ نہیں سکتا، کنسرویٹو پارٹی جسکا منتہاے مقصد قدیم آداب و رسوم کی حمایت اور ذاتی اعزاز و مناصب کی محافظت ہے، اسکو بھی کسی قدر تغیر کے بعد سوشیلزم کا ہم آہنگ ہونا پڑا - انتہا یہ ہے کہ کالج اور اسکول کے پروفیسر اور ٹیچر، اور دیر و کنیسہ کے راہب اور پادری بھی اصول اشتراکیت میں کسیقدر ترمیم کے بعد اشتراکیین کے ہم آواز ہوگئے ہیں -

اس چیخ، پکار، شور و فریاد، واویلا و ہنگامہ کا اثر یہ ہے کہ تمام یورپ کے خیالات میں موجودہ نظام تمدن کے انقلاب کے متعلق عجیب قسم کا تلاطم برپا ہوگیا اور ہر شخص جدید تمدن کے مصائب کو محسوس کر رہا ہے -

اس مقدمہ کے ساتھ چند مقدمات کا اور اضافہ کرو:

(۱) یورپ میں تمدن کی بنا شخصی فوائد، خود غرضی، اور ذاتی منافع پر ہے - باپ بیٹے کو نہیں پوچھتا - بیٹا باپ کی خبر نہیں لیتا، پھر ملک کے عام افراد کے ساتھ اسکو کیا ہمدردی ہوسکتی ہے؟

(۲) یورپ کی ثروت اور دولت کا اصلی سرچشمہ صنعت اور تجارت ہے - ہر شہر میں کمپنیاں اور کارخانے ہیں جنکے مالک اشخاص یا جماعت کے چند افراد ہیں - ہر کارخانہ میں ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں، جنکی روزانہ آمدنی انکے روزانہ اخراجات کے لیے مشکل سے کافی ہوسکتی ہے - نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو کارخانہ داروں کی مختصر جماعت کارخانہ کے منافع کثیرہ سے مالا مال ہوجاتی ہے، دوسری طرف ادنی طبقے میں فقرا اور مساکین کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے -

(۳) بنکوں کے وجود نے یہ قیامت برپا کررکھی ہے کہ ایک پیسہ کا قرض بھی بغیر سود کے نہیں مل سکتا - جائدادیں عام پبلک کے ہاتھ سے نکل کر مالکان بنک کے تصرف میں آتی جاتی ہیں، اس سے فقرا اور ناداروں کی کثرت ہو رہی ہے -

(۴) تمدن جدید نے ضروریات زندگی کی قیمت اسقدر بڑھا دی ہے کہ کم ثروت والوں کو وہاں زندگی بسر کرنا مشکل ہے - کھانے کی چیزیں اسقدر گراں ہیں کہ فقرا انکو خرید نہیں سکتے - ملک کی شدت حاجت کی وجہ سے نرخ اشیا میں گرانی حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور آزادیٔ تجارت کی بنا پر گورنمنٹیں اس میں زیادہ روک ٹوک نہیں کرسکتیں -

(۵) گورنمنٹوں نے فقیروں اور بے ساز و سامان شخصوں کے ذاتی مصارف کے لیے کوئی سامان نہیں کیا - یہ تو ہے کہ اندھوں، کوڑھیوں، لولوں، اور مجبوروں کیلیے امدادی محکمے قائم ہیں، لیکن ایک مجبور قرضدار کے اداے قرض کی کوئی صورت نہیں - ایک مزدور کو اگر آج کوئی مزدوری نہ مل سکی تو وہ کل کیا کھائیگا؟ ایک فقیر کے پاس کپڑا نہیں، وہ کپڑا کہاں سے لائیگا؟ یورپ عام مصالح کی نگرانی تو کر رہا ہے، لیکن شخصی ضرورتیں اور اتفاقی حاجات کا اسکے یہاں کوئی بندوبست نہیں -

(۶) اتفاق سے اول تو یورپ مذہب سے آزاد ہے، اور اسلیے وہ شخصی ہمدردی کی قدر نہیں کرسکتا - علم و تمدن نے اسکے بجاے ملکی اور جمہوری ہمدردی قائم کردی ہے جو شخصی ضروریات کیلیے کافی نہیں، دوسرے وہاں جس مذہب کا رواج ہے وہ عیسائیت ہے، جسنے مال و دولت کی سخت تحقیر کی ہے، عام نصائح کے سوا اسنے ارباب ثروت کو اہل حاجت کی مالی امداد کیلیے بھی کوئی حکم نہیں دیا، اسلیے عیسائی ممالک میں فقرا کے ساتھ یہ بے اعتنائی کچھ بعید نہیں ہے -

یورپ کے تمام ممالک میں انگلستان باعتبار ثروت کے سب سے زیادہ ممتاز ہے - لیکن یہاں بھی یہ حالت ہے کہ جنگ سے پہلے ۱۷۰۰۰۰۰ تعداد صرف ان فقرا کی تھی جنکی گورنمنٹ امداد کرتی تھی - جرمنی کی سنہ ۱۸۷۰ میں مجموعی آبادی ۴۰۰۰۰۰۰۰ کرور تھی - آجکل ۶۰۴۰۰۰۰۰ کرور ہے - سالانہ اموات کی تعداد سے پیدایش کی تعداد ۹ لاکھ زیادہ ہو رہی ہے - اسی کے ساتھ ساتھ فقرا اور مساکین کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے - جرمنی کے کارخانے، کاشتکاریاں، دستکاریاں، اور ہر قسم کے ذرائع صرف چار کرور آدمیوں کی کفالت کرتے ہیں - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اشتراکیین کی تعداد نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے -

ان تمام بیانات مذکورۂ بالا سے بالکل واضح ہوگیا کہ یورپ آجکل عجیب قسم کے اقتصادی مصائب میں مبتلا ہے، اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسنے ان مشکلات کے حل کرنے کیلیے کیا تدابیر اختیار کی ہیں؟

جرمنی نے جنگ سے پہلے یہ طے کیا تھا کہ اشیا کے نرخ میں کمی کی جاے - اسنے فقرا اور مساکین کے لیے الگ بازار قائم کیے جہاں خوراک کی معمولی چیزیں ارزاں قیمت پر فروخت ہوتی ہیں - پولیس کو حکم دیا ہے کہ ان بازاروں میں اہل ثروت نہ جانے پائیں، اس قسم کے چار بازار صرف برلن میں قائم کیے گئے ہیں -

انگلستان کی گورنمنٹ بھی فقرا کی اعانت کیلیے آمادہ ہوئی ہے، سنہ ۱۹۰۹ع میں انگلستان نے فقرا اور اہل حاجت پر ۱۴۷۸۶۰۰۰ گنی صرف کیا، ان اخراجات سے ۱۷۰۰۰۰۰ لاکھ افراد کی اسنے اعانت کی، ان میں سے ۵۳۸۰۰۰ کی تا زندگی، ۵۳۰۰۰۰ کی ایک مدت دراز تک، ۹۴۰۰۰ کی صرف ایک سال تک - انگریز مزدوروں نے باہمی مشورہ و امداد کیلیے ٹریڈ یونین نام ایک عام انجمن بھی قائم کی ہے جو بہت کامیاب ہو رہی ہے -

پرشیا (جرمنی) کی گورنمنٹ نے اصول اشتراکیت کے مطابق حسب ذیل قوانین جاری کیے جو پرشیا کے شہری قانون کے انیسویں باب کی مختلف دفعات میں مذکور ہیں:

مراسلات

اسلام اور سوشیلزم

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوي - ناظم دار المصنفین - اعظم گڈھ)

آجکل کي جدید عربي مصطلحات میں "سوشیلزم" کو "اشتراکیة" سے تعبیر کرتے هیں ' اور سوشیلزم کے معتقد اور پیرو یعني سوشیالسٹ کو "اشتراکي" کہتے هیں -

سوشیلزم اس خیال پر مبني ہے کہ دنیا میں ایک طرف تو ایسے اشخاص پاے جاتے هیں جو لاکھوں اور کروروں روپے کي جائداد رکھتے هیں ' اور جنکے قبضے میں اُنکي حاجت سے بہت زیادہ روپیہ ہے - دوسري طرف ایسے افراد پاے جاتے هیں ' جنکے پاس اتنا بھي نہیں جس سے اپني ستر پوشي کرسکیں یا شکم سیر هوسکیں' اسلیے وہ کروروں روپے جو ارباب ثروت کے پاس بیکار پڑے هیں ' وہ ان فقرا اور مساکین پر تقسیم کردیے جائیں تاکہ دونوں گروہ باسانی زندگي بسر کرسکیں -

اس مسئلہ کو زیادہ صاف کرنے کے لیے همکو علم اقتصاد سیاسي یعني پولٹیکل اکانمي کي طرف رخ کرنا چاهیے - اکانمي نے یہ طے کردیا ہے کہ انسان کي هر قسم کي دولت اور پیداوار کے اصول اولي دو چیزیں هیں "محنت" اور "راس المال" کیونکہ انسان کے تمام ذرایع آمدني کا اصلي منبع صرف دو چیزیں هیں "زراعت" اور "صنعت" انکے علاوہ اور دوسري هر قسم کي آمدنیاں انهیں دونوں ذرائع مذکورہ کے ماتحت هیں' مثلاً "زمینداري" کہ اُسکي اصلي آمدني زراعت پر موقوف ہے - "تجارت" صنعت اور زراعت کي پیداوار کے باهمي تبادلہ کا نام ہے ' نوکریوں کے ذریعہ سے جو روپیہ مالک سے وصول کیا جاتا ہے ' وہ درحقیقت اسي زراعت اور صنعت هي کي بواسطہ یا بلا واسطہ آمدني ہے -

پہلے همکو صنعت اور زراعت کي حقیقت پر غور کرنا چاهیے - صنعت اُن مادي چیزوں کو جنکو هر مقام پر یا بعض بعض مقام پر خدا نے فطرتي طور سے پیدا کردیا ہے اور جو بیکار پڑي هیں' حاجت انساني کے مناسب بنانے کا نام ہے ' ان مادي چیزوں کو حاجت انساني کے مناسب بنانیکے لیے دو چیزوں کي ضرورت ہے "کام کرنے والوں کي محنت کي" اور "اُن آلات اور اوزار کي جن سے کام کرنے والا اپنے اثر فاعلي کو ان مادي چیزوں پر صرف کرتا ہے" آلات اور اوزار کے لیے "راس المال" اور "سرمایہ" کي ضرورت ہے' اسلیے صنعت و دستکاري کي اصلي آمدني کا منبع "مزدوروں کي محنت" اور کارخانہ دار کا سرمایہ ہے ' یہي حال زراعت کا ہے - زمین کي درستگي کے لیے مزدوري ' اور آلات زراعت کے لیے سرمایہ کي ضرورت ہے -

خلاصۂ تفصیل ماسبق یہ ہے' کہ دنیا کي هر نوع ' اور قسم کي آمدني کي اصل ' مزدور اور اهل سرمایہ هیں - دونوں آمدني کے پیدا کرنے میں برابر کے شریک هیں' اسلیے تقاضاے انصاف یہ ہے کہ زراعت اور صنعت کي تمام آمدني دو مساوي حصوں میں تقسیم هوني چاهیے - ایک حصہ مزدوروں کو دیا جاے اور دوسرا حصہ اهل سرمایہ لیں' لیکن تمام دنیا میں اهل سرمایہ اور کارخانہ دار تمام منافع کے اصلي مالک بن جاتے هیں' اور مزدوروں کو اُنکے حق سے اسقدر کم دیا جاتا ہے کہ وہ مشکل سے اوقات بسري کرسکتے هیں ' اسلیے ضرورت ہے کہ مزدوروں کي اعانت کیجاے -

ان تمام مقدمات بالا کا نتیجہ یہ ہے کہ فقرا اور مزدوروں کي امداد کیجاے - یہي خیال سوشیلزم اور اشتراکیت کا سنگ بنیاد ہے' اس خیال کي کامیابي کے لیے اُنکو بہت سے مراتب طے کرنے پڑتے هیں جنکا ماحصل یہ ہے کہ موجودہ نظام زندگي بالکل بدل دیا جاے - هر قسم کي جائدادیں اور ملکیتیں اهل سرمایہ اور ارباب ثروت کي شخصي ملکیت و تصرف سے نکال کر وقف عام کردیجائیں - تمام کاشتکاریاں ' جائدادیں ' اور کارخانے جمهور ملک کي ملکیت هوں ' گورنمنٹ کو مخصوص افراد کے قبضے سے نکال کر عام پبلک کے زیر انتظام کیا جاے - هر قسم کے آلات و سرمایہ مشترک طور سے تمام اهل ملک یا گورنمنٹ کي ملک هوں ' ملک کے تمام افراد محنت صرف کریں ' هر قسم کا منافع ایک جگہ جمع هو' اور وہ تمام اهل ملک پر مساوي طور سے گورنمنٹ کي زیر نگراني تقسیم هو' هر شخص کے امتیازات شخصي مٹا دیے جائیں ' ذاتي اعزاز و تفوق کي کوئي مثال باقي نہ رہے - بادشاہ ' اور رعایا' غلام' اور حاکم' امیر اور فقیر' معزز اور ذلیل' غرض کہ هر قسم کے تفاوت مراتب کو صفحۂ عالم سے محو کردیا جاے' اور تمام عالم میں هر چیز کے اندر مساوات عامہ هوجاے' انتہا یہ ہے کہ انکا خیال مساوات' خدا کي غیر معمولي عظمت کو بھي تسلیم نہیں کرتا !

"اکانمي" جس سے "اشتراکیت" کو تعلق ہے' اُسکا باني اول کو ایک فرانسیسي عالم انٹوان ڈي منٹکریٹیل المتوفي سنہ ۱۶۱۵ ع ہے اور اُسکا مدون ڈاکٹر کینسي سنہ ۱۷۵۸ ع ہے ' لیکن اکانمي کو فن کي حیثیت سے جسنے دنیا کے سامنے روشناس کیا' وہ ایڈم اسمتھ ہے جسکي اس فن میں پہلي تصنیف سنہ ۱۷۷۶ ع میں شائع هوئي - اسمتھ کے بعد دو انگریز عالم ملتھس' ریکارڈو' اور فرانسیسي عالم جان بیٹسٹ پیدا هوے - اُنهوں نے اس فن کو تکمیل تک پہنچا دیا - یہ علماے فن اقتصاد اُنیسویں صدي کے ابتدائي حصے میں تھے - اس بیان سے یہ ثابت هوا کہ اشتراکیت اُنیسویں صدي کي پیداوار ہے -

جن اکانمسٹ اور علماے اقتصاد کا هم نے تذکرہ کیا' وہ نفس فن کے اصول اور ان اُصول کو عملي صورت میں لانے کي نسبت کسي قدر مختلف الراے هیں - اسکا نتیجہ یہ هوا کہ اشتراکیین اور سوشیالسٹس کے چند فرقے هوگئے :

(۱) فوضوي یا کمونسٹ یا نہلسٹ - اس فرقہ کا خیال یہ ہے کہ تمام دنیا سے هر قسم کي شخصي ملکیتیں اور امتیازات مٹا دیے جائیں ' دنیا کا ذرہ ذرہ ذاتي ملک سے نکل کر جمهور کي ملک هو جاے' تاکہ تمام انسان مساویانہ حیثیت سے زندگي بسر کریں - یہ فرقہ بجبر ملکیت کو مٹانا چاهتا ہے - عہدہ داران و ارباب ثروت کو مار ڈالنا اس کے نزدیک ثواب ہے -

(۲) اجتماعي یا سوشیالسٹ - یہ فقط یہ چاهتا ہے کہ صرف آلات شخصي تصرف سے نکال کر عام پبلک کي ملک کردیے جائیں' تاکہ فقرا اور مزدور ارباب ثروت و اهل سرمایہ کي احتیاج کے بغیر کام کرسکیں -

احرار اسلام

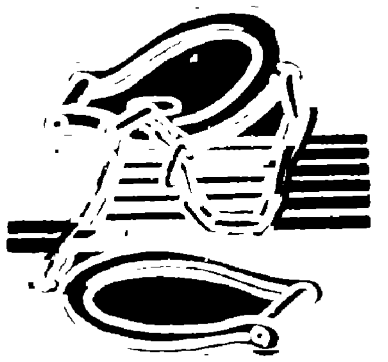

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

تاريخ عهد عباسيه کا ايک صفحه

مسئله خلق قرآن اور مناظرۀ دربار مامون الرشيد

علماء سلف کي حرية حقه اور دعوة الى الحق کا ايک نظارۀ

(۲)

(مناظره کا اهتمام اور هيبت و اجلال دربار)

مامون الرشيد نے مناظره کي طياري کيليے غير معمولي احکام جاري کردیے تهے - اپني نوعيت کے لحاظ سے يه ايک عجيب و غريب مناظره تها ، اسليے تمام امراؤ رؤساء ، علماء و فقهاء ، ارکان و وزراء ، افسران فوجي و ملکي ، اپنے تمام ساز و سامان جاه و جلال کے ساتهه اسميں شريک هونے کيليے نکلے - عبد العزيز کناني نے ڈيوڑهي ميں بيٹهے هوے ديکها که انساني جاه و جلال اور سطوت و هيبت کے بڑے بڑے مناظر يکے بعد ديگرے انکے سامنے سے گذر رهے هيں !

وه اپنے رساله ميں لکهتے هيں :

" عمرو بن مسعده نے مجهے ايسي جگه بٹهايا جهانسے ميں تمام آنے والوں کو اچهي طرح ديکهه سکوں - بعد کو مجهے معلوم هوا که خاص امير المومنين کے حکم سے ايسا کيا گيا تها - اس سے مقصد يه تها که دربار ميں جانے سے پہلے هي دربار کے جاه و جلال کي هيبت مجهپر طاري هو جاے ، اور ميں ديکهه لوں که کيسے پر هيبت و سطوت مجمع کے سامنے مجهے جانا پڑيگا ، اور آزادي و بے باکي کي زبان کهولني پڑيگي ؟ ليکن افسوس که وه انساني جاه و جلال کے جلوے دکهلا کر ايک ايسے شخص کي آنکهوں ميں قدر اور هيبت پيدا کرنا چاهتے تهے ، جسکي نگاهوں کے سامنے رب السماوات و الارض کا لا زوال جاه و جلال موجود تها ، اور جو نگاه خدا کي عظمت و قدوسيت کے جلوں ميں محو هو چکي هو ، اسکو انسانوں اور انسانوں کے قيمتي کپڑوں اور آهني تلواروں کي قطاريں کيا ڈرا سکتي هيں ؟ "

مبيں حقير گدايان عشق را ، کين قوم
شهان بے کمر و خسروان بے کله اند !

شيخ عبد العزيز نے ديکها که سب سے پہلے امراء بنو هاشم کا گروه نمودار هوا جنکے سياه عماموں کے طلائي شملے هوا ميں اوڑ رهے تهے ، اور آفتاب کي روشني ميں انکا سنهري رنگ اسطرح درخشنده تها که نگاهيں زياده دير تک نظاره کي تاب نهيں لا سکتي تهيں - انکي عبائيں بهي سياه تهيں جنکو خلفاء عباسيه نے اپنا قومي لباس قرار ديا تها ، اور عبائوں کي سياهي کے اندر سنهري ساز و يراق اور طلائي قبضه و مياں شمشير کي متحرک چمک اسطرح نظر آتي تهي ، گويا ابر آلود آسمان پر بجليوں کي مضطرب لهريں کوند رهي هيں !

اسکے بعد علماء و فضلاء دار الخلافة کا مقدس جلوس تها ، جنکے لباس اور ساز و سامان سواري ميں اگرچه سونے چاندي کے تکلفات نه تهے اور هر چيز سے سادگي اور بے تکلفي نماياں تهي ، تاهم انکا عظيم الشان گروه ، غلاموں کے حلقے ، خدام کا جاه و حشم ، مذهبي زندگي کا مقدس جاه و جلال ، اور پر هيبت و وقار چهرے ، بجاے خود ايک ايسي هيبت رکهتے تهے جو مصنوعي تکلفات و آرائش کے ساز و سامان سے بے نياز تهي - اس جلوس ميں سب سے پہلے بشر مريسي کي سواري تهي جو اس وقت فرقۀ معتزله کا سب سے زياده نامور رئيس تها - اسکے بعد دار الخلافة کا قاضي القضاة اپنے جاه و حشم رياست کے ساتهه جلوه آرا تها - پهر تمام قضاة و ارباب افتاء کي جماعت تهي - انکے بعد متکلمين و فقهاء اور ارباب درس و علوم کا سلسله - ليکن ان سب ميں زياده نماياں حصه فرقۀ معتزله کے علماء کا تها ، اور جو علماء معتزله ميں سے نه تهے ، وه بهي اقلا مسئلۀ خلق قرآن ميں سرکاري حکم کے آگے سر اطاعت جهکا چکے تهے -

اس نظارۀ تقدس کے بعد وزراء و ارکان سلطنت کا پر عظمت نظاره تها - انکے عمامے بهي سياه تهے ، مگر طلائي شملوں کي جگه عماموں کے بالائي پيچ پر ايک مطلا حاشيه لگا تها ، اور وه اس احتياط سے لپيٹا گيا تها که عمامه کا نصف زيرين قطر طراز شعاعيں کا ايک سنهري دائره بنگيا تها - انکے گهوڑوں کے ساز و يراق بهي مطلا تهے ، اور سنهري ورديوں سے ملبوس غلاموں کا شاندار حلقه هر سوار کے گرد و پيش جلوه فروش عظمت و اجلال تها !

اعيان حکومت کے بعد افسران فوجي کي سب سے زياده موثر اور هولناک هيبت تهي جو اپني اپني فوجوں کے ساتهه محل شاهي کي طرف آرهے تهے ، اور انکي برهنه تلواريں ، رو به آسمان نيزے ، طرح طرح کے اسلحۀ جنگ ، ايک آهني سمندر کي طرح متلاطم نظر آتے تهے !

شيخ عبد العزيز اس فوجي نظارۀ دهشت کا ذکر کرتے هوے لکهتے هيں :

> وركب القوم بالسلاح لاحداث الهيبة في نفسي وسائر الناس الذين يوشک ان نفسهم -

اور مسلح فوج کي اسليے نمايش کي گئي تاکه ميرے دل پر وحشت و هيبت طاري هوجاے - نيز اس خيال سے بهي که ميں نے حکم سلطاني کو ٹهکرا کر اگر عام رعايا کے اندر کوئي مفسدانه جوش پيدا کرديا هو ، تو وه بهي اس فوجي نمايش سے مرعوب هوکر دب جاے -

اس سے معلوم هوتا هے که حکومت نے يه ساز و سامان صرف شيخ کو ڈرانے هي کے ليے نهيں کيا تها ، بلکه عام رعايا کے اندر مخالفانه جوش پيدا هوجانے کا بهي انديشه تها [illegible]

دفعه اول : گورنمنت پر فرض هے که اُن لوگوں کي معاش کي متکفل هو جو خود اپني معاش پيدا نهيں کر سکتے -

دفعه دوم : بيکاروں کے ليے اُنکي حالت کے مناسب کوئي خدمت يا کام مقرر کيا جائيگا -

دفعه سوم : جو لوگ سستي ٬ کاهلي ٬ يا کسي اور عادت مذموم کے سبب سے کام سے متنفر هوں ٬ اُنکو گورنمنت کي نگراني ميں مفيد اشغال کے اندر مصروف کيا جائيگا -

دفعه ششم : گورنمنت پر فرض هے که وه اپنے کارخانے اور ملز قائم کرے ٬ جن سے محتاجوں کي زندگي کا سامان هوسکے ٬ اور فضول خرچ لوگوں کي بهي تهذيب اخلاق هو -

دفعه دهم : ديهاتوں ميں مينوسپلٹي کا فرض هے که ديهات کے مفلسوں اور محتاجوں کي حاجت پوري کيا کرے -

دفعه يازدهم : مينوسپلٹي پر فرض هے که وه ناداري اور افلاس کے اسباب کي تحقيق کرے اور اسکے انسداد کے تدابير اختيار کرے -

يهانتک گورنمنٹوں اور حکومتوں کي کوششوں کا بيان تها - مذهب کي حيثيت سے يورپ کے مذهبي علما اور پادري بهي ان اقتصادي مشکلات اور معاشرتي مصائب کو دور کرنے کے ليے اُٹهے هيں ٬ ليکن کيا تم خيال کرتے هو که ان علماے مسيحيت نے انجيل مقدس يا مسيحي تعليمات کي هدايت سے ان عقدوں کے حل کرنے کي کوشش کي هوگي ؟ نهيں ٬ اُنکو اُس مسيحي مذهب ميں اسکي کوئي هدايت نهيں ملتي ٬ جسنے اهل دولت کو سخت تحقير کے ساتهه اپني آسماني بادشاهت سے نکالديا هے ٬ اسليے اُنکو چارهٔ کار اسکے سوا اور کچهه نظر نه آيا که وه بهي تهوڑي ترميم کے ساتهه اشتراکيين کي صف ميں کهڑے هوجائيں - ان مذهبي علماء کے اشتراکي اصول کے لحاظ سے دو فرقے هيں : " فرقهٔ انجيلي اشتراکي " اور " کيتهولک اشتراکي " ان مذهبي فرقوں کو اشتراکي يا سوشيالسٹ کهنا صرف اسليے جائز هے که سوشيالسٹ کا لقب خود انهوں نے اپنے ليے خوشي سے اختيار کيا هے ٬ ورنه در حقيقت وه سوشيالسٹ نهيں هيں - انهوں نے فقرا ٬ اهل حاجت و افلاس اور غريب مزدوروں کي حمايت صرف اسليے جائز رکهي هے که مذهبي وقار آزاد خيال يورپ کے ادني طبقے ميں قائم هوجاے ٬ بهرحال انجيلي اشتراکيين نے (جسکے ممبر زياده تر گرجوں کے پادري هيں) حسب ذيل تجويزيں اختيار کي هيں :

" مسيحي اشتراکي مزدوروں کي انجمن مذهبي عقائد کے احترام اور ملک و حکومت کے محبت پر مبني هے - وه گورنمنت سے درخواست کرتي هے که اهل پيشه اور مزدوروں کے ليے خاص مفيد قوانين وضع کيے جائيں - يتيم بچوں ٬ بيوه عورتوں ٬ اور مجبور لوگوں کے ليے امدادي فنڈ قائم کيے جائيں - کام کي مناسبت سے مزدوروں کے ليے کام کرنے کے گهنٹے معدود کرديے جائيں - سرکاري املاک اور ديهاتي جائدادين مزدوروں کو معمولي نرخ سے زياده ارزاں نرخ پر ديں - اعانت فقرا کے ليے آمدني پر ٹيکس ٬ اور وراثت کے قرب و بعد اور کمي و بيشي کے لحاظ سے ترکه پر محصول لگايا جائے "

کيتهولک اشتراکيين کي حسب ذيل تجاويز هيں .

" باهمي امداد کے ليے انجمنيں قائم کي جائيں - سرمايه مزدوروں کے سپرد کيا جاے ٬ گورنمنت اُجرت کار اور اوقات کار کي تعين کرے - سرپرستوں اور بچوں کا اور اهل سرمايه اور مزدوروں کا باهمي تعلق صاف کرے - قرض دهي کي انجمنيں قائم هوں جو اهل حاجت کو بغير سود کے قرض ديں "

اس تفصيل سے هم اس نتيجه پر پهونچ گئے هيں که يورپ ميں جنگ نه هوتي جب بهي وه سخت مصيبت ميں مبتلا تها - اقتصادي مشکلات روز بروز بڑهتے جاتے هيں - اهل افلاس اور ارباب احتياج کي امداد و اعانت کي کوئي صحيح راه اب تک نه نکل سکي - مختلف ممالک اور انجمنيں مختلف تدابير سے ان مشکلات کي عقده کشائي کر رهي هيں - ليکن ابتک کوئي باقاعده اصول اسکے ليے مدون نه هوا -

اب همکو يه ثابت کرنا هے که گذشته اقوام کے تمدن ميں بهي اس قسم کي مشکلات پيدا هوئيں ٬ اور وه بهي انکو حل نکر سکيں - گذشته زمانے ميں يهود اور سلافي اقوام ميں دستور تها که تمام زمين ايک وقت پر تمام افراد ميں تقسيم کردي جاتي تهي - بعض قوموں ميں زمين کا تمام اختيار ايک شخص کو ديديا جاتا تها - وه زمين اور اسکے منافع کو تمام قوم ميں تقسيم کر ديتا تها - فراعنهٔ مصر کے زمانه ميں بهي اسي اصول اشتراکيت پر عمل هوتا تها -

گذشته اقوام ميں يونان بهي ايک خاص پايه رکهتا هے - ليکن اپنے زمانهٔ تمدن ميں وه بهي اشتراکيت اور سوشلزم سے نه بچ سکا - مشهور مقنن سولن کے عهد ميں ايتهنز کے اندر ارباب ثروت اور نادار فرقه ميں ايک عجيب فتنه برپا هوا -

نادار اور مفلس فرقه کو ضد تهي که شهر کي تمام دولت ايک جگه اکٹهي کرکے تمام افراد پر مساوي طور سے تقسيم کردي جاے - اهل ثروت کي جماعت کو اصرار تها که دولت و ثروت کي مقدار حسب مدارج اعزاز هوني چاهيے - سولن نے اس فتنه پر کوئي توجه نه کي - ليکن اسپارٹا ميں ليکارگا نے اصول اشتراکيت تسليم کرليا ٬ اور اسپارٹا کي تمام دولت اُسنے افراد پر برابر برابر تقسيم کردي - ايران ميں مزدکي فرقه کا وجود بهي انهي بواعث کا نتيجه تها - مزدک کي راے تهي که تمام فتنوں کا سبب واحد دولت اور عورتيں هيں ٬ اسليے دولت کو بندش ملکيت سے اور عورتوں کو قيود زوجيت سے آزاد کرکے تمام ملک کے استعمال کيليے عام کردينا چاهيے - ايران کے طبقهٔ زيريں نے حصول دولت کيليے اور طبقهٔ اعلى نے حصول سامان عيش و مسرت کيليے ان خيالات کو قبول کرليا - ليکن اسکا جو نتيجه هوا ٬ وه مدائن کے کهنڈروں سے پوچهو -

ان واقعات سے ثابت هوتا هے که ان اقتصادي اور اشتراکي مصائب کا کامل اندفاع نه گذشته اقوام سے هوسکا ٬ اور نه موجوده زمانه ميں يورپ ٬ ان عقدوں کو حل کرسکا - نيز اسنے يه بهي ثابت هوتا هے که اشتراکيت هر اُس تمدن کے ليے لازمي هے جسکي بنياد روحانيت اور مذهب پر نهو - بهرحال موجوده يورپ اور اقوام گذشته کے عقلا اور اشتراکيين نے ايک مدت کے تجربوں کے بعد ان دقتوں کو هموار کرنے کے ليے جو تجويزيں پيش کي هيں ٬ گو انکا مفصل ذکر پہلے گذر چکا هے ٬ ليکن يهاں بطور نتيجه باختصار پهر اعاده کرتے هيں :

(۱) ذاتي اعزاز و امتياز مٹا ديا جاے ٬ اور تمام افراد مساوي الرتبه هو جائيں -

(۲) حکومت جمهور ملک کي مجموعي طاقت کا نام هو -

(۳) اهل حاجت کي امداد کے ليے لوگوں کي آمدني پر ٹيکس لگايا جاے ٬ اور اُسکے ليے فنڈ مقرر کيا جاے - سود سے بچنے کے ليے قرض دينے والي انجمنيں قائم کي جائيں - گورنمنت کا فرض هے که وه فقرا اور محتاجوں کي خبر لے ٬ اور وه بازار کا نرخ مقرر کرے -

يه وه اصول هيں جنکي بنا پر اقوام عالم نے کشاکش و مشکلات مذکوره سے رهائي حاصل کرني چاهي هے - ان اصول کي يه تين دفعات بالا در حقيقت تين قسم کي اصلاحات سے مُرکب هيں :

(۱) اصلاح معاشرت - (۲) اصلاح حکومت - (۳) اصلاح اقتصاد -

ليکن اب تک يه اصول خيالي هيں ٬ عالم وجود ميں کوئي منتظم سلسله انکا ابتک قائم نهوا - اب آؤ ٬ هم تمهيں بتلائيں که اسلام نے ان اصولوں کو کهاں تک ملحوظ رکها ٬ جس کي وجه سے اُسکا تمدن اشتراکيت کے جراثيم سے هميشه محفوظ رها هے ؟ -

يه نگاهوں كو خيره كرديـنے والا ايک آفتاب نصف النهار تها ' جو يكايک ابر کے نقاب سے باهر نكل آيا ' اور ايک غريب الوطن اجنبي كيليے بہت مشكل تها كه پہلي نظر ميں اس نظارے سے متاثر نہو - (۱)

تمام خدام و متعلقين دربار كو چونكه شيخ کے متعلق معلوم تها كه يه شاهي مجرم هے اور اس نے موجوده عهد حكومت كا سب سے بڑا گردن زدني جرم كيا هے ' اسليے انهوں نے چاها كه مامون کے حضور ميں جسقدر سختي اور بے احترامي اسكے ساتهه ہوسكتي هيں كريں ' اور اسے محترم لوگوں كي طرح دربار ميں نه لائيں - چنانچه اس موقعه کے متعلق شيخ عبد العزيز اپنے رساله ميں لكهتے هيں :

فازاح الستر ' و اخذ الرجال بيدي وعضدي ' و جعل اقوام ايديهم في ظهري و علی رقبتي ' و طفقوا يعدون بي ؛ فنظرني المامون و انا اسمع صوته " خلوا عنه " و كثر الضجيج من الحجاب و القواد بمثل ذالك ' فخلوا عني ' وقد كاد يتغير عقلي من شدة الجزع وعظيم ما رايت في ذالك الصحن من السلاح ' وهو مدد الصحن وكنت قليل الخبرة بدار امير المومنين ' ما رايتها قبل ذالك و لا دخلتها -

" پرده هٹا ' اور خدام بارگاه نے ميرے هاتهوں اور بازؤں كو پكڑ ليا ' وه اسطرح مجهه پر ٹوٹ پڑے كه انكا ايک هاتهه ميرے سينے پر تها اور ايک هاتهه كاندهے پر - انهوں نے اسطرح سختي و بے احترامي کے ساتهه چاها كه مجهے اندر ليجائيں - مگر اسي وقت مامون الرشيد كي نگاهيں مجهپر پڑيں اور ميں نے اسكي آواز سني كه وه كهه رها هے : " اسے چهوڑ دو " مامون کے كهنے کے ساتهه هي اور لوگوں نے بهي اسكي تعميل ميں " چهوڑ دو ' چهوڑ دو " كا غل مچايا ' اور بے شمار آوازيں ايک ساتهه بلند هوگئيں - حكم شاهي پاتے هي خدام و حجاب نے مجهے چهوڑ ديا - ليكن دربار شاهي کے اچانک نظارے ' خدام و حجاب كي اس دارو گير ' اهاليان دربار كي صداؤں کے هنگامه ' اور برهنه تلواروں اور اسلحۂ جنگ سے بهرے هوے صحن كي هولناكي نے ميرے هوش و حواس پر نهايت اثر ڈالا ' اور قريب هوا كه شدت هراس اور هيبت نظاره سے ميري عقل متغير هو جاے - اور ميرا حال يه تها كه نه تو كبهي اس سے پہلے ميں نے محل شاهي كو ديكها تها نه كبهي اسميں قدم ركها تها - ميري معلومات بهي امير المومنين کے دربار کے متعلق بهت تهوڑي تهي " انتهى -

علماء حق کے اس صدق بيان اور راستي فطرة كو ديكهو كه شيخ عبد العزيز كس طرح صاف صاف خود اپنے قلم سے اپني كمزوري كي سرگذشت لكهه رهے هيں جو اس موقعه ميں انسے ظاهر هوئي ' اور اس دربار ميں پهونچكر جسكے جلوں نے قيصر روم کے ايلچي كو اپنے عهد تنزل ميں بهي مبهوت و لا يعقل كرديا تها ' وه بازل نگاه اپنے ضبط و تمكين كو قائم نه ركهه سكے ؟ (۱)

بهر حال شيخ كو حجاب کے جبر و قهر سے نجات ملي ' اور دربار کے دروازه سے چند قدم آگے بڑهے - وه لكهتے هيں كه مامون الرشيد كي آواز برابر ميرے كانوں ميں آ رهي تهي : " ادخلوه و قربوه " اسكو اندر لاؤ اور مجهسے قريب كرو ! چنانچه وه بلا تامل آگے بڑهتے گئے - يهاں تک كه انهوں نے اس عهد كي زمين کے سب سے بڑے بادشاه كو اپنے سامنے ديكها ' اور بغير كسي عجز و انحناء کے بآواز بلند كها : " السلام عليک . يا امير المومنين و رحمة الله و بركاته " مامون نے جواب ديا : " و عليک السلام و رحمة الله و بركاته " اور ساتهه هي ايک لمحه تک سر سے ليكر پير تک انكو ديكهتا رها - اسكے بعد كها " اور آگے آؤ " شيخ آگے بڑهے ' پهر كها " آگے آؤ " شيخ اور آگے بڑهے ' تيسري مرتبه پهر اسي حكم كو دهرايا - شيخ بالكل قريب چلے گئے - صاحب الستر بهي ساتهه تها ' اور بتدريج انكو آگے بڑهاتا جاتا تها - يهاں تک كه اُن ميں اور مامون الرشيد ميں صرف اتنا فاصله رهگيا كه دو آدمي درميان ميں بيٹهه سكتے تهے - شيخ اپني جگه پاكر بيٹهه گئے ' مگر ابتک انكے دل ميں هيبت و رعب کے اثرات باقي تهے -

(صاعقۂ حق كي پهلي گرج)

شيخ جونهي اپني جگه پر بيٹهے ' ايک طرف سے صدا آئي :

" اس کے ليے تو صرف اسقدر كهدينا كافي هے كه قبح الله وجهک (عربي ميں تذليل و تحقير كي ايک گالي هے) خدا كي قسم ميں نے اپني پوري عمر ميں كسي شخص كو اسقدر بد صورت نهيں ديكها "

شيخ لكهتے هيں كه ميں نے اس آواز كو سنا ' ليكن ابتک ميرے دل ميں هيبت و هراس كا تهوڑا بهت اثر باقي تها ' اسليے ميں خاموش رها - حتى كه كهنے والے كے طرف ميں نے نظر اٹها کے ديكها بهي نهيں -

---

(۱) مامون الرشيد تخت پر نهيں تها ' كيونكه يه مجلس مناظره تهي اور هارون الرشيد سے ليكر مقتدر بالله تک خلفاء عباسيه كا يهي قاعده رها كه علمي مجالس ميں هميشه مثل اور شركاء مجلس کے فرش هي پر بيٹهتے تهے - البته صدر ايوان ميں انكي جگه اور مغرق بطلا قالين مخصوص تها - ڈاكٹر جي - سليمان (G. Salmon) نے ابوبكر خطيب بغدادي كي تاريخ مدينة السلام كا جو ٹكڑا ايڈٹ كركے چهاپا هے ' اسميں ايک خاص عنوان خلفاے عباسيه كي مجالس علميه کے متعلق بهي هے - اسميں تشريح كردي هے كه هارون و مامون جب كبهي كسي مجلس مناظرۂ و محادثۂ علميه ميں يا بيت الحكمة ميں آتے تهے ' تو عام علماء و حكماء كي طرح خود بهي فرش پر بيٹهتے تهے ' اور مامون كا تو يه حال تها كه بسا اوقات اپنے معتمد علماء كو صدر ميں اپني جگه ديديتا تها !

(۱) المقتدر بالله عباسي کے زمانے ميں قيصر روم نے بعض معاملات کے انجام دينے كيليے ايک سفير بهيجا تها ' جس سے خليفۂ موصوف نے " قصر حسني " ميں ملاقات كي تهي - اس ملاقات كي تفصيلي حالت خطيب بغدادي نے اپني تاريخ ميں درج كي هے - وه لكهتے هيں كه سفير دهليز ميں قدم ركهتے هي بالكل مبهوت هوگيا - ساز و سامان سلطنت ديكهكر اسكے هوش و حواس بجا نه رهے - اس نے حجاب سے كها كه كچهه دير كيليے مجهے تنها چهوڑ ديا جاے تاكه اپنے هوش و حواس مين آجاؤں !

الله الله انقلاب زمانه كي نيرنگياں ! ايک زمانه وه تها كه روم كا سفير همارے دربار ميں آتا تها اور هماري عظمتوں كو ديكهكر بےهوش هوجاتا تها - آج خود هم غيروں کے ساز و سامان ديكهكر شدت مرعوبيت سے بيعقل و حواس هوگئے هيں ' اور انكو طاقت كا ايک ديوتا سمجهكر الله كي طرح پوج رهے هيں - حتى كه هيبت و هراس کے سوا كبهي خودداراته احساس كا ايک لمحه بهي هميں ميسر نهيں آتا !

آگ تهے ابتداے عشق ميں هم
هوگئے خاک ' انتها هے يه !

آگ کے شعلے بجهه جاتے هيں ليكن راكهه كي ڈهير ميں چنگارياں دبي دبائي باقي رهتي هيں اور هوا کے ايک جهونكے سے بهڑک اٹهتي هيں - پهر كيا اس چولهے كي چنگارياں كبهي بهي نه بهڑكيںگي ؟ كيا طوفاني حوادث و تغيرات كا كوئي جهونكا انپرسے نهيں گذريگا ؟ و هو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا و هو الولي الحميد !

کرو که ایک مسافر و غریب الوطن اجنبي کي صرف ایک هي صداے حق نے مامون الرشید اعظم کي اُس حکومت کو جو قیصر قسطنطنیه کو " روم کا کتا " کہکر خطاب کرتي تهي اور کتے کي طرح علجزي کي زمین پر لوٹا دینے کي طاقت بهي رکهتي تهي، کس طرح لرزا دیا تها ؟ اور کسطرح وہ گهبرا کر اپني فوجوں اور انکي برهنه تلواروں کي نمایش کر رها تها، که کہیں اس غریب الوطن کي مقاومت میري مطیع رعایا کے دل سے میري هیبت نه نکال دے ؟

پهر اور زیاده غور کرو، اور دیکهو که یه عبد العزیز کون تها ؟ دنیا کي پادشاهت اسکے پاس کتني تهي ؟ خزانۂ و فوج میں سے کیا رکهتا تها ؟ کتنے غلام اسکي رکاب کو تهامتے تهے ؟ کتنے محل اس نے اپني آسایش کیلیے تعمیر کیے تهے ؟

آہ، دنیا کے ان تمام سامانوں اور دنیوي جاہ و جلال کي ان تمام نمایشوں میں سے تو اس کے پاس کچهه بهي نه تها - ایک تنها مسافر جسکو بغداد میں آے هوے چوتها دن تها، ایک غریب الوطن فقیر جسکا شہر بهر میں ایک بهي ساتهي اور حمایتي نه تها، ایک اجنبي محض جس کے جسم پر مسکیني کے لباس اور غربت کي فقر نمائي کے سوا اور کچهه نه تها - با این همه اسکے پاس ایک ایسي طاقت تهي، جسکي فرماں روائي و ملوکي کے آگے مامون الرشید کي پوري سلطنت بهي هیچ تهي، اور جسکے جاہ و جلال کے آگے اسکي وہ سطوت و ابهت بهي کچهه نہیں کرسکتي تهي جس سے قیصر روم ڈرتا اور شاہ فرانس لرزتا تها - یه طاقت نه تو تخت شاهي کے اوپر پیدا هوتي هے، اور نه شہنشاهي کے عظیم الشان قصروں اور محلوں میں - اسکا گهر انسان کا ٹوٹا هوا دل هے، اور اسکا محل ایمان بالله کي زخمي روح هے - پادشاہ کا تخت جسم پر حکم کرسکتا اور لوهے کي تلوار گردن کي رگوں کو کاٹ سکتي هے، پر نه تو اس طاقت الهي کے آشیانے کو اجاڑ سکتي هے، اور نه اس کي اقلیم سلطنت پر اسکي فرماں روائي چل سکتي هے - وهاں صرف خدا هے، اسکا ایمان هے، اسکے کلمۂ حق کي خسروي هے، اسکي صداقت و راستي کي ملوکي هے، اور حق و معروف کے ایک هي فرمان اعظم کا حکم هے!

اولئك كتب في قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه، و يدخلهم جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها، رضي الله عنهم ورضوا عنه، اولئك حزب الله، الا ان حزب الله هم المفلحون ! (٥٨ : ٣٠)

یهي وہ راست باز انسان هیں جنکے دلوں میں الله نے اپنے ایمان کا نقش جما دیا، اور اپني روح نصرة و فتح قدسي سے انکي مدد کي، پس اب خوف و هراس اور ناکامي و نامرادي انکے لیے نه رهي، وہ انکو بهشتوں کي بهشتي زندگي میں داخل کریگا - وهاں باغ و چمن کا دائمي عیش هے اور نہروں کي رواني کا نظارۂ راحت - الله انسے راضي هوا اور وہ الله سے راضي هوے - یه الله کي جماعت هے، اور یقین کرو که الله کي جماعت هي فلح و مراد پانے والي هے -

پس شیخ عبد العزیز کے وجود غربت و فلاکت کے اندر جو هیبت و اجلال پیدا هوگیا تها، اور جس نے مامون اعظم کو اپني فوجوں کے نکالنے اور تلواروں کے چمکانے پر مجبور کردیا تها، وہ شیخ عبد العزیز کي هیبت نه تهي جسکو تلوار کي ایک حرکت دو ٹکڑے کردیسکتي تهي، وہ خدا سے عبد العزیز کي هیبت تهي، وہ حق پرستي اور ایمان بالله کي قهاریت تهي، وہ جرات ایماني اور سطوت روحاني کا نا ممکن التسخیر اجلال تها - کما قال في المثنوي :

هیبت حق ست این از خلق نیست
هیبت این مرد صاحب دلق نیست !

فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مومنين !

(داخلـه)

جب تمام ارکان و شرکاء مجلس مناظرہ آچکے، تو شیخ عبد العزیز کي بهي طلبي هوئي - ایک کے بعد ایک متعدد دهلیزیں تهیں جنسے شیخ کو گذرنا پڑا، سلطاني دهلیزوں کے مرحلے کے بعد ایوان هاے خلافت کا ایک سلسله شروع هوا، جن میں سے هر ایوان ایک پوري شہنشاهي کے ساز و سامان شوکت و ابهت سے معمور تها، اور هر ایوان کے خاتمه پر اسکا پہلا رهنما رخصت هوجاتا اور نیا هاتهه اپنے پیچهے آنے کا اشارہ کرتا تها - اسکے بعد اور بهي بهت سے مرحلے آے جنکي تمام جزئیات شیخ نے لکهي هیں - اور انسے زیادہ خطیب بغدادي وغیرہ مورخین عهد عباسیه کي روایتوں سے واضح هوتي هیں - لیکن سرگذشت کا یه تمام حصه دولت عباسیه کے جاہ و جلال سلطنت کے کارخانوں سے تعلق رکهتا هے، مگر هم اس وقت مضطرب هیں که مجلس مناظرہ تک جلد سے جلد پہنچیں، اور انساني حکومتوں کے جاہ و جلال کي جگه ایک داعي حق کے جاہ و جلال خداوندي کا جلوہ دیکهیں -

(صـاحب الستـر)

یہاں تک که " صاحب الستر " یعنے رئیس حجاب کا ایوان خاص آگیا - عهد عباسیه میں " صاحب الستر " کا عهدہ بالکل ویسا هي تها جیسا آجکل یورپ میں (Lord Chambar Lain) یا ترکي میں " وزیر تشریفات " کا هے - یعني شاهي ملاقات و حضور کا متوسط و وسیله - اسکو " حاجب " بهي کہتے تهے، اور یه قصر شاهي کا وہ آخري برزخ هوتا تها جسکے بعد خلیفه کے حضور میں کوئي شخص پہنچ سکتا تها - اسلام نے جب خلیفۂ وقت کیلیے کوئي محل هي نه بنایا تو اسکے دروازے کیلیے دربان کہاں سے آتا ؟ اسلیے خلفاے راشدین کا تمام عهد اس عهدہ سے خالي رها - سب سے پہلے امیر معاویه نے دهلیز شاهي کي بنیاد ڈالي، اور شاهان عجم کي روایتیں سنکر حاجب کا عهدہ اسکے لیے قرار دیا (۱)

حاجب صحن دربار تک لے گیا - صحن کے دونوں جانب کمروں کا ایک سلسله تها، جنمیں مخصوص وزرا و ندماء اذن حضور تک ٹهیرتے اور انتظار کرتے تهے - یہاں پہنچکر شیخ سے حاجب نے پوچها :

" آپکو وضو کے تجدید کي خواهش هے ؟ "

شیخ نے کہا " نہیں " حاجب نے کہا :

" تو قبل اسکے که آپ امیر المومنین کے حضور میں پہنچیں دو رکعت نماز نفل پڑهه لیجیے "

شیخ نے نماز پڑهي، اور جب نماز پڑهي تو یه کہنا غیر ضروري هے که کس عالم میں پڑهي، اور اپنے اُس خداوند قدوس کے حضور میں کیونکر کهڑے رهے جسکے کلمۂ حق کیلیے عنقریب ایک انساني شہنشاهي کے حضور میں لیجانے والے تهے :

بعزم عشق تو ام مي کشند، غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ که خوش تماشائیست

والله يعلم ما تسرون وما تعلنون !

(ایـوان دربـار)

اب پردہ اٹها، اور شیخ نے یکایک دیکها که کرۂ ارضي کے موجودہ عهد کا سب سے بڑا شہنشاہ (مامون اعظم) اسکے سامنے هے -

---

(۱) الستیعاب میں حافظ ابن عبد البر نے اسکي تصریح کي هے - نیز تمام مورخین اسلام کا اسپر اتفاق هے -

اُسوۂ حسنہ

الحسبة في الاسلام

احتساب اور اسلام

(تربیت یافتگان عہد مقدس نبوت)

(۲)

(احتساب محتسب)

اگرچہ فرض احتساب ہر موقع پر عقیدہ کي قوت ، زبان کي آزادي ، اور قلب کي جرات کا محتاج ہوتا ہے ، لیکن جب کبھي خود محتسب کے اعمال و افعال کا احتساب کرنا پڑتا ہے تو نسبتاً ہر موقع سے زیادہ ان چیزوں کي ضرورت ہوتي ہے -

اسلام میں منصب خلافت کے اور فرائض کي ساتھہ خلفاء کا ایک فرض احتساب بھي تھا ، اسلیے ہر خلیفہ محتسب بھي ہوتا تھا - اگرچہ خلافت راشدہ کے زمانہ میں بھي خلیفہ کا وجود عام صحابہ سے بالاتر سمجھا جاتا تھا - چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس نے حضرت عمر کے خوف و ہیبت سے مدت تک ایک ضروري مسئلہ کے پوچھنے کي جرات نہ کي (۱) لیکن یہ رعب و داب کچھہ جبر و استبداد ، غلبہ و قہر ، ظلم و ستم کا نتیجہ نہ تھا جو انسان کے ہاتھہ میں ہتکڑیاں پہنا دیتا ہے ، منہ میں لگام لگادیتا ہے ، دل کي حرکت کو بند کردیتا ہے ؛ بلکہ اوسکو صرف نور ایمان ، پابندي فرائض ، اور فضائل اخلاق کے مجموعہ نے پیدا کیا تھا ، اسلیے خلفاء راشدین کو ہر شخص نہایت آساني کے ساتھہ روک ٹوک سکتا تھا - جب حضرت عمر نے مہر کے بارے میں سختي کي اور لوگوں کو بیش قرار مہر باندھنے سے روکنا چاہا ، تو ایک عورت نے نہایت آزادی سے کہا : " عمر! تمکو اسکا حق حاصل نہیں ہے ، خدا نے تو مہر کے بارے میں قنطارا مقنطرہ (روپیہ پیسے کے بہت بڑے ڈھیر) کا لفظ کہا ہے " یہ سنتے ہي حضرت عمر نے اوسکے حسن استدلال اور آزادي اعلان حق کي داد دي اور فرمایا : " مردوں نے غلطي کي ، اور ایک عورت نے صحیح بات کہي " (فتح الباري جلد - ۹ - صفحہ - ۱۷۵)

ایک شخص نے جب ان سے کہا : " اے ابن خطاب ! تم انصاف نہیں کرتے ، اور ہمکو فیاضانہ عطیہ نہیں دیتے " تو وہ اس قدر برہم ہوے کہ اوسپر حملہ کرنا چاہا ، لیکن جب ایک دوسرے شخص نے یہ آیت پڑھ دي :

خذ العفو و امر بالمعروف   معاف کرنے کا طریقہ اختیار کرو ، نیکي
و اعرض عن الجاہلین !   کا حکم دو ، اور جاہلوں سے درگذر کرو !

تو دفعتاً ٹھنڈے پڑگئے (بخاري جزء ۹ -)

لیکن یہ روشن زمانہ صرف ۳۰ برس کا زمانہ تھا - اسکے بعد خلافت بنو امیہ قائم ہوئي ، اور ایک حدیث صحیح کي بنا پر " ملک عضوض " کا زمانہ شروع ہوگیا - اب جمہوریت اسلامي فنا ہوگئي ، نظام روحاني اولٹ دیا گیا ، صحابہ کے عہد فضائل کا مجموعہ درہم برہم ہوگیا ، اور ان سب کي جگہ شخصیت و استبداد نے لیلي ، اسلیے اس زمانے میں فرض احتساب کا ادا کرنا درحقیقت لوہے کي اوس زنجیر کي کڑیوں کو توڑنا تھا ، جو ہاتھوں میں ڈالنے کیلیے ڈھالي جا چکي تھي - لیکن جو ہاتھہ حق کي حمایت کیلیے اوٹھتا ہے ، وہ اگر اونکے توڑنے کي طاقت نہیں رکھتا تو کم از کم انکے اندر پھنسنے کي طاقت تو ضرور رکھتا ہے !

اس زمانہ میں عہد نبوت کي جو روشن یادگاریں باقي رہ گئیں تھیں ، اونکا نور ایمان اس عہد ظلمت میں بھي حق کو حق اور باطل کو باطل دکھاتا تھا ، اور وہ جبابرۂ بنو امیہ کو ہمیشہ ٹوکتي رہتي تھیں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدة العمر نماز عیدین کیلیے منبر نہیں لے گئے ، اور خطبہ ہمیشہ نماز کے بعد دیتے رہے - خلفاے راشدین کے زمانے تک یہي سنت قائم رہي - لیکن امراے بنو امیہ نے اسکو بدلدینا چاہا ، کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ نماز کے بعد لوگ متفرق ہو جاتے ہیں اور انکے خطبوں کے سننے کیلیے کوئي دلچسپي ظاہر نہیں کرتے - پس انہوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا کہ نماز سے پہلے خطبہ دیدیا جاے ، اور اسطرح لوگوں کو اپنے خطبوں کے سننے کیلیے مجبور کردیں - لیکن جب پہلے پہل مروان نے اسکي ابتداء کي اور عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ کیلیے منبر پر چڑھنے لگا ، تو اسي وقت ایک مسلمان نے اسکا دامن پکڑ کر روکا اور چلا کر کہا : " یہ سنت نبوي کے بالکل مخالف ہے " لوگوں نے اسپر اوسکو چشم نمائي کي ، لیکن حضرت ابو سعید خدري بھي موجود تھے - انہوں نے کہا : " اس شخص نے اپنا فرض اسلامي ادا کیا ہے - آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ہاتھہ سے ، زبان سے ، یا کم از کم دل سے ہر برائي کا انکار کرنا چاہیے " (ابن ماجہ صفحہ ۲۱۰ - و شرح منتقي للشوکاني)

ایک مرتبہ مقدام بن معدیکرب ، عمرو بن اسود ، اور قبیلہ بنو اسد کا ایک شخص ، یہ تینوں آدمي امیر معاویہ کے دربار میں حاضر ہوے - امیر معاویہ نے باتوں باتوں میں کہا : " مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علي نے انتقال کیا " مقدام نے " انا للہ و انا الیہ راجعون " پڑھا - اونکے اس اظہار افسوس پر ایک خوشامد پیشہ درباري نے کہا : " کیا آپ اسکو کوئي مصیبت خیال کرتے ہیں ؟ " اونھوں نے کہا " کیوں نہیں ؟ آنحضرت نے اونکو (یعني حضرة حسن ابن علي علیہما السلام کو) اپني گود میں رکھکر فرمایا تھا کہ یہ خاص میرا بیٹا ہے ، پس جگر گوشۂ رسول کي وفات کیوں نہ ہمارے لیے مصیبت ہو ؟ " اسپر قبیلہ بنو اسد کے اوس آدمي نے جو اونکے ساتھہ آیا تھا ، کہا : " وہ ایک شرارہ تھے جسکو خدا نے بجھا دیا " مقدام یہ سخت گستاخانہ فقرہ سنکر آگ بگولا ہوگئے اور جوش میں آکر بے باکانہ بول اٹھے : " میں جب تک تمکو کوئي سخت بات اسي جگہہ نہ سناؤنگا یہاں سے نہ ٹلونگا " پھر امیر معاویہ کي طرف مخاطب ہوکر کہا : " میں کچھہ کہنا چاہتا ہوں ، اگر وہ حق ہو تو تم تصدیق کرنا - حق نہ ہو تو جھٹلا دینا " امیر معاویہ نے اجازت دي - انہوں نے کہا : " میں تمہیں خدا کي قسم دلاکر پوچھتا ہوں کہ کیا آنحضرت نے سونے کے زیور پہننے کي ممانعت نہیں کي ؟ " معاویہ نے کہا " ہاں " انہوں نے پوچھا : " میں تم سے خدا کي قسم دلاکر پوچھتا ہوں کہ کیا آنحضرت نے حریر کے پہننے سے منع نہیں فرمایا ؟ " کہا " ہاں " پھر انہوں نے سوال کیا : " میں تمہیں خدا کي قسم دلاکر پوچھتا ہوں کہ آنحضرت نے جانوروں کي کھال کے فرش سے منع نہیں فرمایا ؟ " امیر معاویہ کو کہنا پڑا " ہاں " -

اب انہوں نے اس اقرار و تصدیق کے بعد کہا : " خدا کي قسم ، میں تمہارے محل میں یہ تمام چیزیں دیکھہ رہا ہوں ! "

امیر معاویہ کي سیاست یہ تھي کہ مال و دولت کے چھینٹوں سے گرم دلوں کو ٹھنڈا کیا کرتا تھا - مسلمانوں کو طمع مال کي راہ سب سے پہلے اسي نے دکھلائي - چنانچہ اس موقع پر بھي یہي اصول کام میں لایا گیا - اس نے حکم دیا کہ مقدام کو فوراً انعام و اکرام سے مالا مال

---

(۱) یعني مسئلۂ ایلاؤ تخییر

اسکے بعد مامون الرشید شیخ کي طرف متوجه هوا، اور شیخ کا نام، خاندان، ابوبت، جدیت، قبیله، وطن، محله، مکه معظمه کے بنو هاشم کے حالات، اور اس قسم کي اور بهت سي باتیں دریافت کیں، جنکو هم نظر انداز کردیتے هیں - اسکے بعد کها:

" تمهارا بغداد میں آنا اور جامع رصافه میں کهڑے هوکر میرے ایک حکم دیني و شرعي کو توڑنا، اور خدا کي صفات میں دوسري چیزوں کو شریک کرنا، اور پهر مناظره کي خواهش کرنا، یه تمام حالات هم نے سنے هیں، اور اسي لیے علماء دار الخلافه کو هم نے آج مدعو کیا هے "

شیخ لکهتے هیں که " مامون الرشید کا یه جمله کهنا که تم نے خدا کي صفات میں دوسري چیزوں کو شریک کیا، میرے لیے رحمت الهي هوگیا - مجهپر دربار کي هیبت کا اثر ابتک باقي تها، مگر مسئلۂ خلق قرآن کي نسبت جب یه قول باطل میں نے سنا تو معاً دل کے اندر ایک آگ بهڑک اٹهي، اور دعوة حق کي غیرت سے میں معمور هوگیا - ساري هیبت و دهشت یکقلم کافور هوگئي اور میں دوبدو جواب دینے اور امر بالمعروف کا فرض ادا کرنے کیلیے بالکل مستعد هوگیا "

مامون کے جملے ابهي پورے ختم بهي نهیں هوے تهے که شیخ کي آواز بادل کي گرج اور بجلي کي کڑک کي طرح ایوان دربار میں گونج اٹهي، تمام اهل دربار اس مبارزت اور بے باکي پر ٹوکتے رهے، مگر اس نے کسي کي پروا نه کي، اور جس طرح ایک معمولي و حقیر انسان سے کوئي خطاب کرتا هے، کڑکتي هوئي اواز میں تقریر شروع کي:

" یا امیر المومنین! میں ایک فقیر الحال طالب العلم هوں - اپنے وطن اور خانۂ خدا کے مقدس جوار میں تها که میں نے خلیفۂ وقت کے مظالم و جبر کي درد انگیز سرگذشت سني - مجهے معلوم هوا که حق مظلوم هوگیا هے، سنت کي روشني بجهه گئي هے، بدعت کي آندهیاں زور و شور سے چل رهي هیں، حق کا کهنا جرم هوگیا هے، اور باطل پرستي کے صلے میں جاه و عزت کي بخشش هورهي هے - جس چیز کا اقرار خدا تعالی نے امة مرحومه سے نهیں کرایا، جسکي گواهي اسکے رسولوں نے نهیں دي، جسکا اعلان خلفاے راشدین نے نهیں کیا جنکي خلافت طریق نبوت پر تهي، اور جسکے لیے کسي ایک صاحب رسول الله کي زبان کو بهي حرکت نهیں هوئي، اس چیز کے اقرار کو آج ایک انسان هر مومن کیلیے شرط قرار دے رها هے، جو هارون الرشید کے گهر میں پیدا هوا اور وه هادي کا لڑکا تها - اسنے نه تو تابعین کو پایا، نه اصحاب رسول الله کو دیکها، نه عهد نبوت کي برکتوں میں اسکا کوئي حصه هے - تاهم وه شریعت الهي کے اس مخفي راز کو جانتا هے جسکو تابعین نے نه جانا اگرچه دنیا سے مومن گئے، صحابه نے نه جانا، اگرچه کفر کي چهینٹ بهي انپر نه پڑي، رسول الله (صلی الله علیه و سلم) نے اسکے لیے کچهه نه کها حالانکه صاحب وحي و رسالت تهے "

شیخ عبد العزیز اب وه عبد العزیز نه تها جسکو عمر بن مسعده نے کوتوالي میں اپنے سامنے کهڑا کیا تها، اور جو دربار مامونی کے دروازے میں قدم رکهتے هي اسکي هیبت و اجلال سے لرز اٹها تها - اب وه ایک دوسري هي روح حق تهي، جو دنیا کي تمام جسماني طاقتوں اور عظمتوں سے ارفع و اعلی هوکر صرف رب السماوات و الارض کي قدوسیت سے فیض یاب جلال و قهاریت تهي، اور مامون الرشید اگر تمام کرۂ ارضي کي بکهري هوئي طاقتوں کو جمع کرکے اپنے ساتهه لے آتا، جب بهي اسکي صدا کي گرج کي تاب نهیں لاسکتا تها!

شیخ کے جوش و خروش، بے باکانه طرز بیان، مساویانه مقابلے اور هنگامه ساز آواز کي هولناکیوں نے اس تمام مجمع کو اسطرح دم بخود کردیا که (حسب تصریح شیخ) کسي کو روکنے یا ٹوکنے کا هوش نه تها - حتی که جب انهوں نے خود مامون الرشید اعظم کا اس حقارت کے ساتهه ذکر کیا، جب بهي نه ان حجاب و خدام بارگاه کي تلواروں کو حرکت هوئي، جو اسے دهکیلتے هوے دربار میں لارهے تهے، اور نه ان امرا و رؤساء کي زبانیں هلیں، جنهوں نے اسکے کم رو چهرے کي حقارت کي تهي! الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون!

شیخ نے اپني تقریر جاري رکهي:

" آه! تم هوا کا وه جهونکا هو جس سے شریعت کي آگ تو نه روشن هو سکي مگر اس نے سنت کے چراغوں کو گل کردیا - تم سیلاب خلافت کي وه رو هو، جو بدعات و محدثات کي خس و خاشاک کو تو نه بها سکي مگر اس نے حق پرستي کے تناور درختوں کو گرا دیا - تم امارت و سیادت کي وه تلوار هو جو بطلان و ناحق کوشي کي فوجوں کو تو نه قتل کرسکي پر اس نے ارباب حق کے سروں کو اپني برش و رواني کا تخته مشق بنایا! ابتک تمهارا دعوی رسول کي جانشیني کا رها تها - مگر اے مامون بن هارون! تو اب رسول کي جانشیني هي کا نهیں بلکه رسول سے زیاده حق رسالت کا مدعي هوگیا هے - رسول خدا نے امة سے اسکا اقرار کبهي نهیں کرایا که وه کلام الله کو غیر مخلوق کهیں، مگر تیرے نزدیک کوئي شخص مسلمان نهیں هوسکتا جب تک وه بطلان کے اس کلمه پر ایمان نه لاے - تو نے صرف اس جرم پر که ارباب حق نے صراط مستقیم سے انحراف نه کیا جو خدا کے رسول اور اسکے تربیت یافتوں نے انکے آگے کهول دي هے، اپنے جبر و جور کي تلوار میان سے کهینچي، اور انهیں کافروں کي طرح قید خانوں میں قید کردیا - رسول الله کي سنت کے اتباع کیلیے تیرے پاس سزا و عقوبت هے، اور بدعت و ضلالت کیلیے پیشوائي و سیادت کي عزت! خدا کے رسول نے ذمیوں کو امان دي هے، مگر تیري خلافت میں مسلمانوں کیلیے امان نهیں هے - اے مامون! الله سے ڈر، اسکے عذاب کي پکڑ سے کانپ جسمیں بهت ڈهیل هے، مگر جس سے کبهي چهٹکارا نهیں - وه زمین کے ائمۂ و خلفاء کو تلوار بخشتا هے تو انسے چهین بهي لیتا هے - تم سے پہلے دمشق کے ائمۂ جور نے مسلمانوں کا خون مباح کیا، مگر تمهارے هاتهوں انکا خون بهي مباح کیا گیا - نه هو که تمهارا خون بهي کسي کے هاتهوں مباح کیا جاے - تم انکے تخت کے وارث هوے هو، مگر انکے جور و طغیان کي وراثت نه لو "

(اشتهار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بهار

: (ایجاد کرده عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب).

—o: * :o—

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصا ضعف مثانه اور ان مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خود کشي تک مسلسل هوتا هے، ایک بے خطا اور آزموده مرکب هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بهتر اور کوئي شے محافظ قوت نهیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه

المشتهر: منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت.
نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

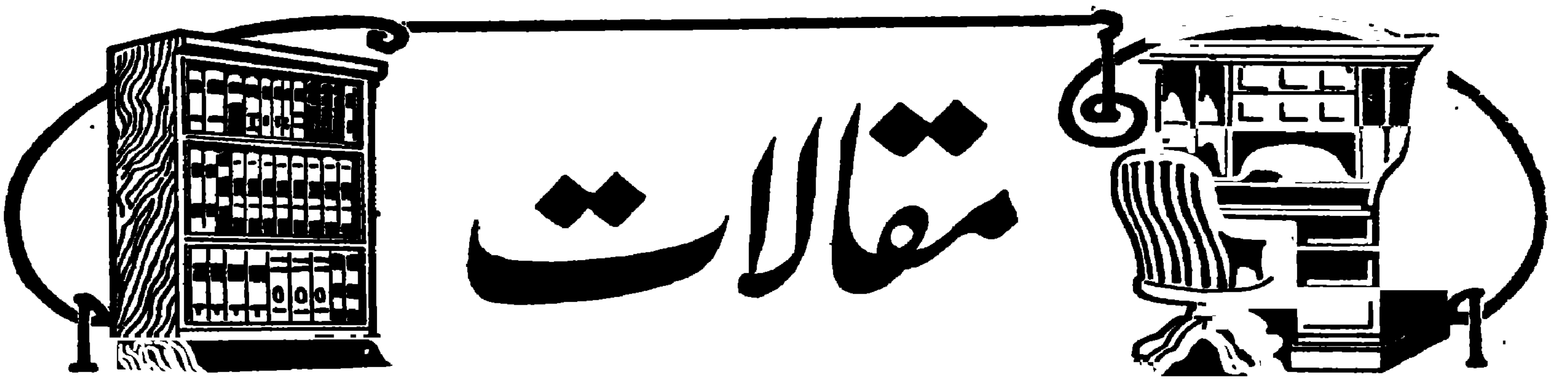

مقالات

ی زندگی میں کسقدر فرق عظیم و تباین کلی ہے ؟ علمی حیثیت سے حکماء صرف اصول و کلیات قائم کر سکتے ہیں - اونکے جزئیات کا احاطہ اونکے دسترس سے باہر ہے - عملی طہارت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ کوئی چیز نہیں - لیکن انبیاء کرام میں پہلی چیز عملی نمونہ کی روح القدس ہے' اور چونکہ انکا کام فلسفہ نہیں بلکہ انسانی زندگی کی سعادت ہے' اسلیے وہ زیادہ تر جزئیات ہی پر نظر ڈالتے ہیں - اونکو کلیات سے بہت زیادہ بحث نہیں ہوتی - وہ پاک انسان بنا لے آتے ہیں ' فلسفہ کی نظریات وضع کرنے نہیں آتے -

حکماء اور انبیاء میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ انبیاء خود عمل کرتے ہیں' اور دوسروں سے عمل کرواتے ہیں' لیکن حکماء کی پوری جماعت کا یہ حال رہا ہے کہ انہوں نے عمل کے دائرہ میں قدم بھی نہیں رکھا ' اور کسی عملی گروہ کے پیدا کرنے کا شرف تو کسی حکیم کو حاصل نہیں - پس نبوت کی حقیقت دو جزو سے مرکب ہے' علم اور عمل - خدا نے انہی دونوں اجزاء سے نبوت کی تحدید کی:

يتلو عليهم آيته	وہ پیغمبر ان پر خدا کی آیات کی تلاوت
و يزكيهم' و يعلمهم الكتب	کرتا ہے' اونکے اخلاق کا تزکیہ کرتا ہے ' اور
و الحكمة -	اونکو کتاب و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ احتساب میں ہم نے جن اعمال جزئیہ کا حوالہ دیا ہے ' ان سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے - ان جزئیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی نگاہ کس طرح صحابہ کی ایک ایک ادا پر پڑتی تھی ' اور آپ کس طرح ان پر گرفت کرتے رہتے تھے' اور اس پیغمبرانہ دار و گیر نے کس درجہ صحیح نظام عمل و نمونۂ اخلاق حسنہ قائم کردیا تھا ؟

حکماء کے حالات میں مبسوط کتابیں لکھی جا چکی ہیں ' لیکن تمام دنیا کے حکماء کی مجموعی تاریخ بھی اس قسم کا عملی نظام نہ قائم کرسکی ' اور نہ کسی حکیم نے فرض احتساب ادا کرنے کیلیے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا -

(رافت و رحمت)

خدا نے آنحضرت کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت یہ بتائی ہے :

بالمومنين رؤف رحيم-	وہ مسلمانوں پر نہایت شفقت ' بے غرضانہ محبت ' اور کمال لطف و مہر رکھتے ہیں !

آپ کے سلسلۂ احتساب میں ہم نے جن واقعات کو جمع کردیا ہے ' ان سے حرف بحرف اسکی تصدیق ہوتی ہے - ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرض احتساب آپ کا روزانہ معمول تھا - آپ ایک جزئی سے جزئی بات پر بھی روک ٹوک کرتے تھے - تاہم آپ نے کسی موقع پر بھی بلا ضرورت سختی و خشونت کا اظہار نہیں کیا ' بلکہ اکثر مواقع ایسے پیش آئے جہاں زبان سے ایک حرف بھی نہیں نکالا ' کسی فعل پر اظہار ناراضی کرنا ہوا تو سلام کا جواب نہیں دیا ' کہیں منہ پھیر لیا ' کہیں کوئی آیت پڑھ دی' کہیں کوئی پر اثر جملہ فرمادیا- یہی رفق و ملاطفت تھی' جسکی کشش تمام دنیا کو آپ کی طرف کھینچ لاتی تھی' اور اسی نے صحابہ کے عمل کو یکسر سنوار دیا تھا - اور اسی بنا پر خدا نے بھی فرمایا :

اسلام اور تربیت عسکری

ایک ابتدائی اور سرسری مطالعہ

ہم نے گذشتہ نمبر میں " تربیت عسکری " کے عنوان سے ایک سلسلۂ بحث شروع کیا تھا - ارادہ تھا کہ پہلے قصص بنو اسرائیل پر نظر ڈالکر پھر اسلام کی تربیت عسکری پر متوجہ ہونگے' اور دونوں کا باہم ارتقائی تعلق و ربط واضح کرنے کی کوشش کرینگے - لیکن سلسلۂ تاریخ بنو اسرائیل میں قرآن حکیم کی تصریحات و اشارات اسقدر وسیع ہیں کہ رسائل و جرائد کے مقالات میں انکو سمیٹنا بہت مشکل ہے - حضرۃ موسی علی نبینا و علیہ السلام کی زندگی اور اعمال اجتماعیہ کے بعد بھی بنو اسرائیل کی تاریخ خلافۃ و وراثت ارضی کا بہت بڑا سلسلہ باقی رہجاتا ہے ' اور علی الخصوص قصہ طالوت و جالوت اور عہد حضرت سلیمان علیہ السلام کے اشارات اسقدر اہم و ضروری ہیں کہ کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتے -

لیکن بالفعل ہم اس صحبت کو اس ہفتہ ملتوی رکھتے ہیں کہ فرصت تحریر نہیں ' اور اسکی جگہ اسلام کے نظام عمل عسکری پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں - یہ ٹکرہ پہلے سے لکھا ہوا بلکہ کمپوز کیا ہوا موجود ہے - اسکی اشاعت میں ہمارے لیے بہت آسانیاں ہیں -

---

(پچھلے کالم کا بقیہ مضمون)

لو كنت فظا غليظ القلب	اگر تم اکھڑ اور سخت طبع ہوتے تو
لانفضوا من حولك	لوگ تمہارے پاس سے بھاگتے -

(احتساب اور وحدت قومیت)

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ تنازع و اختلاف کے زمانے میں فرض احتساب ادا نہیں کیا جاسکتا - خدا نے احتساب کی علت اوس ولایت عامہ یعنی نیکی کے رشتہ کی برادری و رفاقت کے حق کو قرار دیا ہے ' جو ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر حاصل ہے اور جس نے تمام فرزندان اسلام کو ایک زنجیر اتحاد میں منسلک کردیا ہے :

والمومنون والمومنات بعضهم	مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں
اولياء بعض' يامرون بالمعروف	ایک دوسرے کی دوست اور
و ينهون عن المنكر	مددگار ہیں ' نیکی کا حکم دیتے
	ہیں اور برائی سے روکتے ہیں -

لیکن اختلاف اور تفرقہ کے زمانے میں یہ حق ولایت زایل ہوجاتا ہے - ہر شخص ایک دوسرے کا دشمن بن جاتا ہے ' ایک جماعت اور مذہب کی جگہ بیسیوں جماعتیں بن جاتی ہیں اور ایک دوسرے کو درندوں کی طرح چیرتی پھاڑتی ہیں - اسلیے نہ کوئی کسیکو روکتا ہے اور نہ کوئی کسیکی سنتا ہے - یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں احتساب کی مثالیں پیشتر کی نسبت کم ملتی ہیں' کیونکہ اختلاف کی بنیاد پڑ چکی تھی -

کردیا جاے - لیکن مقداد نے جوکچهه پایا ' اسي وقت فقرا کو تقسیم کردیا - (ابو داؤد - کتاب اللباس)

صحابه کرام کے حالات میں اس قسم کي آزادي حق و امر بالمعروف کي مثلیں اس کثرت سے ملسکتي هیں که دنیا کي پوري تاریخ اخلاق و فضائل اسکي نظیر پیش کرنے سے عاجز هے - لیکن اس سلسلهٔ مضامین کا مٲخذ صرف احادیث کي کتابیں هیں ' اور کتب حدیث میں سے بهي صرف معتمد ترین ذخیرہ حدیث یعني صحاح سته ' پس جسقدر حصه عام تاریخ کے ذخیرہ سے تعلق رکهتا هے ' اسکو نظر انداز کر دیتے هیں -

(احتســاب کا اثــر و نفــوذ)

شریر روحوں اور ناپاک هستیوں نے هر زمانه میں خدا کے نیک بندوں کو قوت کے صحیح استعمال سے روکا هے - فرعون نے اسي لیے حضرت موسی علیه السلام کو ارض مصر سے نکال دیا تها ' قریش اور روساء یہود کي سازشیں مسلمانوں کے استیصال قوت هي کیلیے قائم هوئي تهیں - منافقین نے اسي غرض سے مسجد ضرار کو مسلمانوں کي تفریق کا آله بنایا تها -

لیکن قوت هي کا صحیح استعمال اخلاق کا سنگ بنیاد هے ' اور اوسي نے نظام عالم کو قائم رکها هے - اگر آفتاب اپني پوري طاقت کے ساتهه زمین میں حرارت نه پهونچاتا ' اگر ابر اپني پوري طاقت کے ساتهه اوس میں رطوبت نه پیدا کرتا ' اگر کرهٔ هوا کي پوري طاقت اوس میں عمل نه کرتي ' تو زمین کي گود میں ایک سبز پته ' ایک رنگین ورق گل ' ایک دانهٔ غله بهي نظر نه آتا !

لیکن خدا کي رحمت کبهي کبهي چهپے هوے چشموں کي سوتوں کو کهول دیتي هے ' برف سے ڈهکے هوے پاني میں رواني پیدا هوجاتي هے ' وہ اوبل اوبل کر اور بهه بهه کر دنیا کو سیراب کردیتي هیں -

اسي رحمت الٰهي نے عهد نبوت و عهد صحابه میں قوت الٰهیه کو پوري آزادي و وسعت دیدي تهي ' اسلیے اوسکے استعمال صحیح کے نتائج صحابهٔ کرام کي هر شعبهٔ زندگي میں کامل و اکمل نظر آتے هیں -

احتساب کا سب سے زیاده عظیم الشان اثر یه هے که وہ انسان میں حق کے قبول کرنے ' اسکي جستجو میں سرگرداں رهنے ' اور اسپر عمل پذیر هونے کا ماده پیدا کردے - عهد نبوت و عهد صحابه میں احتساب کے یه آثار قائمه هر جگهه نمایاں نظر آتے هیں - اوپر گذر چکا هے که حضرت عمر کو مهر کے معامله میں جب ایک عورت نے ٹوکا تو انهوں نے کس صداقت کے ساتهه اپني غلطي کا اعتراف کرلیا - ایک بے ادبي یا ایک الزام پر جب انهوں نے ایک شخص پر حمله کرنا چاها ' تو قرآن مجید کي ایک آیت نے انکا هاتهه پکڑ لیا - یه کوئي مخصوص موقع هي نه تها ' بلکه قرآن حکیم کے احتساب نے ان میں اسکا عام ماده پیدا کردیا تها - چنانچه امام بخاري نے اسي حدیث میں انکي خصوصیت احتساب کي تصریح بهي کردي هے : کان وقافا عند حدود الله ! یعني وہ ٹهیک قرآن سے آگے کبهي تجاوز نهیں کر سکتے تهے !

حق کي جستجو کا شوق هر صحابي کے دل کو قوت احتساب کي رهنمائي کا منتظر رکهتا تها - ایک مرتبه حضرة انس بن مالک مدینه میں آے - لوگوں نے اتباع سنت کے شوق میں ان سے پوچهنا شروع کیا که همارا کوئي فعل آنحضرت کے افعال و اقوال کے خلاف تو نهیں هے ؟ انهوں نے کها : " بس میں اتنا فرق پاتا هوں که تم لوگ نماز میں صف سیدهي نهیں رکهتے " (بخاري جزء - ۱)

آنحضرت نے عهد صحابه کو خیر القرون کها هے ' لیکن اگر اس مبارک زمانے کي تمام خصوصیات کي تعلیل کي جاے ' تو ان میں سب سے زیاده نمایاں جزو عمل وهي هوگا ' جسکے نظام کو صرف احتساب هي نے قائم کیا تها - آنحضرت نے جس بنا پر عهد نبوت کو خیر القرون یعني بهترین عهد فرمایا هے ' آپکي خود هي تصریح بهي کردي هے :

ثم ان بعدکم قوما یشهدون ولا یستشهدون و یخونون و لا یوتمنون و ینذرون و لا یوفون (بخاري جزء ۵)

پهر تمهارے بعد ایک ایسي قوم پیدا هوگي ' جو گواهي دیگي مگر حق کي گواهي دینے کي اسمیں کوئي طلب نهوگي ' وہ خیانت کریگي ' اسمیں امانت نهوگي ' اور نذر مانیگي تو اوسکو پورا نه کریگي -

اس سے معلوم هوا که جن فسادات کو خیر القرون کے بعد کي قوموں میں بیان کیا هے ' انکا نهونا هي خیر القرون کي اصلي خصوصیت هے - لیکن اس خصوصیت کو صرف احتساب هي کے اثر نے قائم رکها تها - صحابه کے بعد جو زمانه پیدا هونے والا تها ' وہ تابعین کا زمانه تها - لیکن اس مبارک زمانے کو بهي صرف قوت احتساب هي نے پیدا کیا - چنانچه صحابه کي نسل خود شهادت دیتي هے :

کانوا یضربونا علی الشهادة و العهد و نحن صغـــار (بخاري - جزء ۵)

صحابه همکو بیجا شهادت دینے اور معاهده کرنے پر بچپن هي میں سزا دیتے تهے ' تاکه اسکي عادت نه پڑے -

صحابه کے بچے جس طرح برائیوں سے روکے جاتے تهے ' اوسي طرح اون سے نیکي پر عمل بهي کرایا جاتا تها - ایک مرتبه صبح کو آنحضرة نے اعلان کرادیا که جو لوگ عاشورے کا روزہ رکهه چکے هیں اونکو روزہ پورا کرنا چاهیے ' اور جو لوگ افطار کر چکے هیں ' وہ بهي بقیه دن روزہ رکهیں - اس اعلان کے بعد صحابه نے اسپر اس شدت کے ساتهه عمل کیا که خود بهي روزہ رکهتے تهے اور اپنے بچوں سے بهي روزہ رکهواتے تهے ! جب کوئي بچه بهوک کي شدت سے روتا تها تو بهلانے کیلیے اس کے کهلونے اوسکے هاتهه میں دیدیتے تهے - (مسلم جلد ۱ - صفحه ۴۲۳)

عهد نبوت میں عدل و انصاف کے معیار کو صحابه کي اسي تربیت پذیري نے بلند تر کردیا تهـا - ایک مرتبـه آنحضرت نے فرمایا " اگر کوئي عامل ایک دهاگا بهي اپنے پاس چهپا رکهے گا تو یه اوسکي خیانت میں محسوب هوگا ' او ر قیامت میں اسکو نمایاں کیا جائیگا " ایک صحابي پر جو کسي مقام کے حاکم تهے ' اسکا اسقدر اثر هوا که فوراً آنحضرة کي خدمت میں حاضر هوے اور عرض کیا " یا رسول الله ! مجهے اس خدمت سے معاف رکهیے " آپنے وجه پوچهي تو اونهوں نے آپ کي اس وعید شدید کا حواله دیا اور کها : " اسکے خوف سے میرا دل کانپ اوٹها هے ! "

آه ' آن مسلمانوں کو آج کهاں ڈهونڈهیں جنکي صرف یهي خصوصیت نهیں تهي که :

کنتم خیر امة اخرجت للناس تـا مــرون بالمعـــروف و تنهـــون عــن المنـــکر

تمهارا ظهور ایک بهترین امت کي حیثیت سے هوا هے ' جو نیکي کا حکم دیتي اور برائیوں سے روکتي هے -

بلکه ساتهه هي یه خصوصیت بهي تهي :

ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نهکم عنــه فانتهوا و اتقوا الله ان الله شدید العقاب - (حشر ۷)

پیغمبر خدا تم کو جس چیز کا حکم دیں ' اوسکو قبول کرلو ' اور جس چیز سے روکیں ' اوس سے رک جاو ! خدا سے ڈرو ' خدا سخت عذاب دینے والا هے -

خدا کا رسول حکم دیتا تها ' وہ قبول کرتے تهے - رسول روکتا تها ' وہ رک جاتے تهے - وہ بیج ڈالتا تها ' انهوں نے اپني زمین قلب کو اسکے لیے صالح بنادیا تها - وہ سراسر حسن تها ' یه سراسر عشق تهے !

قوت فاعله اور قوت منفعله کا یهي امتزاج روحاني تها جس نے صحابه کے روشن زمانے کو پیدا کیا ' اور اب انهي دونوں قوتوں کے فقدان نے دنیا کو گمراهي میں مبتلا کردیا هے - نه دعوۃ حق کیلیے همارے علماء میں فعل هے - نه عام افراد امت میں انفعال و تاثر !!

(ایک ضروري نکته)

ایک نادان ملحد کهه اٹهتا هے که شریعت اور فلسفهٔ اخلاق ' دونوں کا ایک هي مقصد هے ' لیکن وہ نهیں دیکهتا که انبیاء اور حکماء

فوج کو ميدان کارزار ميں بهوک پياس کي جو تکليفيں برداشت کرني پڑتي هيں' روزه کے ذريعے مسلمانوں کو اسکا خوگر بناياگيا -

اقسام جهاد کي وسعت نے جهاد بالمال کي ايک خاص قسم پيدا کردي تهي' يعني کلمۂ حق کيليے جان کے ساتهه مال کو بهي لٹانا - زکوۃ و صدقه کے ذريعه اسلام نے اسکا باضابطه نظام قائم کرديا - حج اسلام کے تمام اعمال کا مجموعه هے' اور اس ميں ايک اهم ترين جزو جها دکا بهي هے - فوجي زندگي کيليے سفر هے' شدائد سفر هيں' عزيزوں اور قريبوں سے جدائي هے' صرف ايک هي وردي پر قناعت کرني هے' اور ايک هي ميدان ميں سب کو جمع هوکر اپنے مقصود وحيد کو ڈهونڈهنا هے - تفصيل کا موقعه نهيں' مگر حج کے اندر فوجي زندگي کي يه تمام تعليميں موجود هيں -

ان تمام عبادات کے ادا کرنے کيليے جو شرائط اور پابنديان فرض کي گئي هيں' اُنکے متعلق اسلام کو مذاهب پر يه فضيلت حاصل هے که اُس نے مذهب کي تمام پابنديوں کو نهايت آسان کرديا هے - حالت سفر و مجبوري ميں انسان صرف تيمم کرکے نماز پڑه سکتا هے - تعداد رکعات کے لحاظ سے نماز کي صرف دو رکعتيں کافي هيں' سفر ميں روزه رکهنا ضروري نهيں -

ليکن خدا نے اِن آسانيوں کو عيش و نعم کا ذريعه نهيں بنايا هے جيسا که هوا پرست امراء سمجهتے هيں' بلکه اُن کا مقصود صرف اُس عظيم الشان فرض کو آسان کردينا تها جسکا نام جهاد هے - چنانچه آيت تيمم ايک سفر جهاد هي ميں نازل هوئي' اور قصر نماز اور افطار رمضان کا حکم اگرچه اب هر سفر کو شامل هوگيا هے' ليکن آنحضرت اور صحابه کے سفر کا مقصد صرف جهاد هي هوتا تها - اِس بنا پر جو مسلمان کامل طور پر فرائض و عبادات کا پابند هے' وهي مسلم هے - اور جو مسلم هے' وه لازمي طور پر مجاهد في سبيل الله اور فوج حق کا سپاهي هوگا -

پس ايک ايسي قليل جماعت نے جسکو روز اول هي سے فوجي تعليم ديگئي هو' جسکا مجموعۂ عبادت تربيت عسکري کا بهترين مظهر هو' جس نے کامل دس سال تک صبر و استقلال' عزم و ثبات' اور جفا کشي کي پوري مشق حاصل کرلي هو' اگر بدر و حنين ميں کفار کي صفيں اُلٹ ديں' خيبر کے قلعوں کو چور چور کرديا' اور قيصر و کسرى کو جاکر پامال کر آئي' تو کوئي تعجب انگيز امر نهيں -

البته دنيا نے هميشه فوج کي حقيقت کے سمجهنے ميں غلطي کي هے - اسلام کا سب سے بڑا فوجي کارنامه يه هے که اُس نے اسي عالمگير غلطي کا پرده چاک چاک کرديا - ايک مدت تک دنيا نے فوج کا مفهوم صرف اسي قدر سمجها تها که فوج بهت بڑي تعداد کے مجموعه کا نام هے اور اسکي طاقت صرف تعداد اور آلات هي سے عبارت هے' آج بهي جبکه فوجي نظام اپنے انتهائي درجه کو پهونچ گيا هے' کثرت کو هميشه قلت کے مقابلے ميں ترجيح دي جاتي هے' اور فتح و ظفر کي اميديں اوسي فوج کے ساتهه وابسته رهتي هيں' جو وسيع رقبه زمين کے ساتهه وسيع اعداد و شمار پر بهي قابض هو -

اسکے بعد اس نظام ميں کسي قدر ترقي هوئي' اور جسماني صحت و تندرستي اور عصبي طاقت کا بهي اضافه کيا گيا -

چنانچه عام طور پر فوجي قابليت پيدا کرنے کيليے اسپارٹا ميں ايک قانون نافذ کيا گيا تها' جسکا منشا يه تها که جو بچے فطرتاً ضعيف اور کمزور پيدا هوں' اونکو هلاک کردينا چاهيے - اسپارٹا ميں اس قانون پر عمل کيا گيا' اور چند هي دنوں ميں اس کي سرزمين نے اپني آغوش کو قوي هيکل نوجوانوں سے بهر ليا -

ليکن درحقيقت فوجي نظام کي يه ترکيب ايک فلسفيانه غلطي پر مبني تهي' يه نظام اس اصول پر مبنی تها که فوج صرف اپني جسماني طاقت هي سے لڑتي هے' اور جسماني طاقت کے جمع کرنے کے صرف دو هي طريقے هوسکتے هيں - ايک طريقه يه هے که غير محدود لشکروں کي ترکيب سے ميدان جنگ ميں طاقت کا ايک عظيم الشان پهاڑ کهڑا کرديا جاے' دوسري راه يه هے که اگر اسقدر افراد کا اجتماع نا ممکن هو' تو تعداد کي کمي کو افراد کي جسماني طاقت کي زيادتي سے پورا کيا جاے اور زياده طاقتور سپاهي جمع کيے جائيں - چنانچه قديم تاريخوں ميں اسي غلط خيال کي بنا پر عظيم الشان فتوحات کو غير محدود فوج اور غير معمولي طاقت کے سپه سالاروں کي طرف عموماً منسوب کيا گيا هے -

ليکن حقيقت يه هے که فوج ميدان جنگ ميں کسي خارجي طاقت سے نهيں لڑتي' بلکه وه حريف کا مقابله صرف جذبات کي اندروني قوت سے کرتي هے' اور جذبات کي يه قوت غير محدود تعداد اور غير معمولي طاقت کے سپاهيوں کے ساتهه مخصوص نهيں هے - وه چند کمزور انسانوں اور مسکينوں کے اندر بهي پيدا هوسکتي هے' اور پيدا هوکر وهي نتائج حاصل کرسکتي هے' جو کسي فوج کا ايک ٹڈي دل حاصل کرسکتا هے -

اسلام پهلا فوجي مذهب هے' جس نے تربيت عسکري کي بنياد اسي اصول پر قرار دي' اور اسي اصول پر اوس نے مجاهدين اسلام کي فوجي تعليم شروع کي - اُس نے بتايا که فتح و ظفر صرف بڑي بڑي جماعتوں کے ساتهه هي مخصوص نهيں هے' بلکه ايک چهوٹا سا گروه بهي اپنے اندر ايمان بالله پيدا کرکے ايک عظيم الشان جماعت کو شکست ديسکتا هے :

وکم من فئة قليلة	کتنے هي چهوٹے گروه هيں جو بڑے
غلبت فئة کثيرة باذن	بڑے گروهوں پر خدا کے حکم سے
الله و الله مع الصبرين	غالب آگئے' اور خدا صرف ارباب عزم
(۲ : ۲۵۰)	و همت هي کے ساتهه هے -

اسپارٹا کي سرزمين جن ضعيف بچوں کو اپني آغوش سے نهايت بيدردي کے ساتهه پهينک ديتي تهي' اسلام نے اُنکو اپني آغوش محبت ميں اُٹها ليا' کيونکه فوج صرف جذبات صالحه کي روح سے طاقتور هوکر لڑتي هے' اور جذبات کا اثر ضعيف الاعصاب لوگوں پر قوت والوں سے کهيں زياده پڑتا هے (۱)' پس وهي تو بهترين فوجي خدمت انجام ديسکتے هيں - انکو ضعف و ناتواني کے جرم سے ٹهکرايا کيوں جاے؟ چنانچه کتب احاديث ميں هم ديکهتے هيں که آنحضرت صلى الله عليه و سلم کا فوجي دربار صرف بڑے بڑے جسموں اور چوڑے چوڑے سينوں هي کيليے نه تها' بلکه اسميں هميشه ضعيفوں اور ناتوانوں کو خاص رحمت و محبت کے ساتهه ڈهونڈها جاتا تها :

ابغوا الى الضعفاء فانما	ميرے پاس ضعيفوں کو لاؤ'
ترزقون وتنصرون بضعفائکم	کيونکه تمکو اُنهي کي بدولت
(ابوداؤد جلد - ۱ - ص - ۳۴۸)	روزي اور مدد ملتي هے -

اس بنا پر اسلام نے فوجي نظام کي ترتيب ميں ماده کو بالکل نظر انداز کرديا' اور اُسکي ترکيب صرف روح سے کي' يهي روح هے جسکو اسلام کا نظام اخلاق کها جاتا هے -

اسلام ايک مکمل مذهب کے تمام اجزاء کا مجموعه هے' اسليے اوس نے عقائد و عبادات کے سلسله ميں اخلاق کو بهي نماياں جگهه دي هے - ليکن اسلام نے مسلمانوں کو خاص طور پر جن اخلاق حسنه کي تعليم دي' وه تمام تر فوجي گروه سے تعلق رکهتے هيں - اوس نے صبر و توکل اور عزم و استقلال کي هر موقع پر تعليم دي' اور يهي چيزيں هيں جنکے ذريعه سے کوئي فوج ميدان جنگ ميں ثابت قدم

---

(۱) علم النفس کا يه ايک مسلم مسئله هے -

اسلام کي تربيت عسکري کا عنوان نهايت اهم اور بيحد وسيع هے - سب سے پہلے قرآن حکيم کي وہ تصريحات سامنے آتي هيں جن ميں مسلمانوں کے قومي خصائص واضح کيے گئے هيں' اور اُن ميں هر خصوصيت کے اندر عسکري تربيت کي ايک حقيقت اعلیٰ موجود هے - اسکے بعد اقوال و اعمال نبوت هيں - آنحضرت صلی الله عليه و سلم کي زندگي' آنکا اسوۂ حسنه' آنکے اعمال طيبه ' تمام ايام و واقعات مقدسۂ جهاد في سبيل الله کے واردات و حالات ' ان سب چيزوں کو سامنے لانا اور ان ميں نظم و ترتيب پيدا کرنا اس مبحث کيليے ضروري هے -

ليکن ان چيزوں کو بهي هم آينده کسي مطمئن صحبت کيليے اٹها رکهتے هيں' اور آج صرف ايک عام اور سرسري نظر ڈالکر نظام اسلامي اور نظام موسوي کے باهمي تعلق و ربط کي کڑي ڈهونڈهتے هيں-

(دعوة اسلامي)

حقوق الله و حقوق العباد کي جو عادلانه تقسيم خدا نے کردي هے' اوسکو عدل و حقيقت کے ساتهه قائم رکهنا ايک مکمل مذهب کا اصلي فرض هے - انسان نے ابتداء هي سے ان حقوق ميں دست اندازي شروع کي ' اور جسقدر اوس نے حقوق الله کو پامال کيا ' اوسي قدر حقوق العباد بهي پامال هوتے گئے - حضرت ابراهيم عليه السلام کے زمانے ميں حقوق الله کي بربادي اپنے انتهائي درجے تک پهونچ گئي تهي ' اور انسان نے علانيه خدائي کي صفتوں کا دعوی کرديا تها :

الـم تر الی الذي حاج	کيا تم اوس شخص کو نهيں ديکهتے جس
ابراهيم في ربه ان اتـه	نے ابراهيم سے اوسکے خدا کے بارے
اللــه الملک ' اذ قـال	ميں اس غرور کي بنا پر حجت کي'
ابراهيم ربي الذي يحي	که خدا نے اسکو بادشاه بنا ديا تها ؟
و يميت - قال انـا احي	جب ابراهيم نے کها که ميرا خدا وه هے
و اميت (۲ : ۲۶۰)	جو زنده کرتا هے اور مار ڈالتا هے ' تو

اوس سرکش نے کها که مجهه ميں بهي يه طاقت موجود هے که زنده کرتا هوں اور مارتا هوں -

ليکن خدا تعالی نے اپنے حقوق کي محافظت کيليے کبهي زمين پر انسان کا خون نهيں بهايا ' صرف انسان کے ظلم هي نے زمين کو خون سے رنگين کيا هے ' اور يه دهبا اُسکے دامن پر اوسوقت سے لگا هے' جب ايک بهائي (قابيل) نے دوسرے بهائي (هابيل) پر تلوار اُٹهائي هے - يهي وجه هے که احاديث ميں تمام دنيا کي خونريزيوں کا ذمه دار قابيل هي کو قرار ديا گيا - حضرت موسی عليه السلام کے زمانے تک حقوق الله بالکل مٹ گئے تهے ' اور شيطان انسان کے اندر سے صاف صاف بول رها تها :

و قال فـرعون يا ايها الملاء	اور فرعون نے اپنے ارکان سلطنت
ما علمت لکم من اله غيري	سے کها : ميں اپنے سوا نهيں جانتا
(۲۸ : ۳۸)	که تمهارا اور بهي کوئي خدا هے -

وه اگر اسي دعوے پر قانع رهتا' تو ممکن تها که خدا کا غصه اوس سے چشم پوشي کرتا ' اور اُسکے سر پر خدا کي تلوار نه چمکتي' جيسا که حضرت ابراهيم عليه السلام کے زمانے تک دنيا پر خدا کا ابر کرم محيط رها - ليکن اُوس نے اس حد سے بهي ترقي کي ' اور حقوق العباد کي حدود ميں ظلم و جبر کا قدم رکها - اس نقطے پر پهونچکر هميشه خدا کي تلوار ميان سے نکل آئي هے ' اور دنيا کو خون کے دريا ميں تيرنا پڑا هے - چنانچه خدا نے اپنے حقوق سے تو چشم پوشي کرلي' ليکن وه حقوق العباد کي پامالي کو نهيں ديکهه سکتا تها ' اسليے حضرت موسی عليه السلام کو اُسکي محافظت کيليے فرعون کے پاس بهيجا :

اذهب الی فرعون انه طغی	اے موسی ! فرعون کي طرف جاو
(۲۰ : ۲۹)	کيونکه وه نهايت ظالم و سرکش

هوگيا هے ' يعني خدا کے بندوں پر نهايت ظلم کرتا هے -

يه پهلا دن تها که خدا کے ايک صالح بندے نے بسط عدل ' قيام امن ' حمايت حق کيليے هاتهه ميں تلوار لي' اور اُسي دن سے تربيت عسکري کي مذهبي روح نے دنيا ميں ظهور کيا -

اسلام دين الهي کي آخرين تکميل تهي' پس وه حقوق الله اور حقوق العباد ' دونوں کی حفاظت کا تنها ذمه دار تها : ايک طرف تو وه اُن بتوں کو چور چور کرڈالنا چاهتا تها جنهوں نے خدا کي جبروت و قدوسيت کا اپنے آپ کو شريک بنا ليا تها - دوسري طرف وه ان تمام بيڑيوں سے انسانيت کو کامل نجات بخشنا چاهتا تها جو طرح طرح کي سياسي ' مذهبي ' اخلاقي ' معاشرتي ' اور ذهني غلاميوں کي اسکے پانوں ميں ڈالدي گئي تهيں' اور جنکي وجه سے تمام کرۂ ارضي حقوق العباد کے غصب و هلاکت کا ايک جهنم کده بن گيا تها !

پس تکميل دين الهي يعني حقوق الله و حقوق العباد کي کامل محافظت کيليے اسلام نے تمام انبياء کرام ميں صرف انهي دو اولو العـزم پيغمبروں کے اسوہ حسنه کو اپني امت کيليے نصب العين قرار ديا - چنانچه حقوق الله کي حفاظت کيليے اُس نے حضرت ابراهيم عليه السلام کے نقش قدم کي پيروي کي تعليم دي :

قد کانت لکم اسوة حسنة	تمهارے ليے ابراهيم اور اسکے ساتهيوں
في ابراهيم والذين معه-	کي ذات ميں پيروي و اتباع کيليے
	بهترين نمونه رکها گيا هے -

اسلام نے کامل دس سال تک هر قسم کي جسماني تکليفيں برداشت کيں' هر قسم کي دنيوي ذلتيں سهيں' هر قسم کے مصائب کا مقابله کيا ' ليکن کفار کے ساتهه کسي قسم کي سختي نهيں کي' اور اونکو نهايت نرمي و محبت کے ساتهه توحيد کي دعوت ديتا رها - اسطرح جب اوس نے مسلمانوں کو اسوۂ ابراهيمي کا خوگر بنا ليا ' اور اسيکے ساتهه ساتهه فوجي تعليم کي سب سے بڑي عملي مشق يعني صبر و تحمل اور عزم و استقلال کي تکميل هوگئي ' تو پهر حقوق العباد کي محافظت کيليے اسوۂ موسوي کے اتباع کي بهي تعليم دي ' اور وحي الهي نے دعوة موسوي اور دعوة محمديه کي اس مشابهت کو نماياں کيا :

انـا ارسلنا اليکم رسـولاً	هم نے تمهارے پاس اپنا ايک پيغمبر
شاهـداً عليکـم کمـا	بهيجا جو حق و عدالت کي شهادت
ارسلنا الی فرعون رسولا -	ديتا هے' جس طرح فرعون کي جانب اپنا
(۱۵ : ۷۳)	ايک پيغمبر بهيجا تها -

يهيں سے عملاً اسلام کي فوجي زندگی شروع هوتي هے - حق و صداقت کا جو وعظ وه آج تک صرف زبان سے سناتا تها ' اب اُسميں زبان تيغ کو بهي شريک بنا ليا گيا -

ليکن اسلام کے تمام اعمال و عبادات پر غور کرنے سے معلوم هوجاتا هے که يه محض کوئي فوري تغير نه تها جو انصار مدينه کي اعانت يا کفار مکه کے دست ظلم کي رهائي سے وقوع ميں آيا هو - بلکه اسليے که اسلام کا حقيقي دستور العمل صرف جهاد تها' اور وه اب مسلمانوں کے نظام عمل کے رگ رگ ميں سرايت کرگيا تها - فرائض اسلام کي ابتداء نماز سے هوتي هے اور وه تمام تر فوجي قالب ميں ڈهالي گئي هے ' نماز کے تمام ارکان مجاهدين حق کے اعمال هي کي تصوير هيں :

کان النبي صلعم و جيوشه	آنحضرت اور مجاهدين کي فوجيں جب
اذ علوا الثنايا کبروا و اذا	پهاڑيوں کے اوپر چڑهتي تهيں تو تکبير
هبطوا سبحوا' فـوضعت	کا غلغله بلند کرتي تهيں' اور جب اوپر
الصلـوة علی ذالـک	سے نيچے کي طرف اُترتي تهيں تو
(ابو داود ج-۱ ص-۳۴۹	سبحان الله کا نعره مارتي تهيں- پس
کتاب الجهاد)	نماز ميں بهي قيـام و قعود ' رکوع

و سجود' اور تکبير و تسبيح کو اُسي قالب ميں ڈهالا گيا -

کو چاند اور سورج میں ڈهونڈهتي هے مگر نا کامیاب هوتي هے ' اور یهي نا کامیابي اوسکا گنجینۂ مراد هے :

فلمـا رای القمــر بازغا قال هذا ربي ' فلما افل قال لئن لم یهدني ربي لاکــونــن مــن القــوم الظلمین - فلما رأ الشمس بازغة قال هذا ربي ' هذا اکبر - فلما افلت قال یقوم اني بري مما تشرکون - (انعام : ٧٧)	جب چاند کو چمکتے هوے دیکها تو کها یه میرا خدا هے - لیکن جب وه ڈوب گیا تو اُسکي فطرة صالحه بول اٹهي : اگر میرا خدا مجهے هدایت نه کرتا تو میں راه هدایت سے بهٹک جاتا - پهر جب سورج کو چمکتے دیکها تو کها یه میرا خدا هے ' یه سب سے بڑا هے - لیکن جب وه بهي غروب هوگیا ' تو اُس نے کها : لوگو ! میري جستجو ان جلوں میں گم نهیں هوسکتي - میري فطرة صالحه نے حقیقت تک مجهے پهنچا دیا هے - میں اوس چیز سے علحده هوتا هوں جسکو تم شریک خدا بناتے هو !

لیکن ان تغیرات سے عام طور پر لوگ اوس وقت تک بیخبر رهتے هیں ' جب تک که زلزلے کا ایک دهکا اونکو هوشیار نهیں کردیتا - پس حرکت روحاني تو برابر جاري رهتي هے ' مگر جمود و غفلت انسان کي آنکهوں پر پردے ڈالدیتي هے ' اور وه حرکت کے نتائج پر غور نهیں کرسکتا - اسي غفلت اور مدهوشي کے عالم میں اچانک ایک پر هیبت اور زلزله انگیز آواز سنتا هے :

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا !	حق آیا اور باطل مٹ گیا ' باطل مٹنے هي کے لیے تها -

وه گهبرا کے آنکهه کهولتا هے ' اور اوسکو نظر آتا هے که جو گهر تین سو ساٹهه تصویروں سے سجایا گیا تها ' اوس کي زینت کیلیے صرف ایک هي قندیل کافي هے :

الله نور السموات و الارض	خدا هي کي ذات آسمان و زمین کا اصلي نور هے !

(کون و فساد یا اصلاح و افساد)

تم نے دیکها ؟ مادیات میں ' معتقدات میں ' روحانیات میں ' اخلاق و عادات میں ' کس ترتیب و انتظام کے ساتهه عمل کون و فساد جاري هے ؟ اصلاح و افساد کیونکر دست و گریباں هیں ؟ نور و ظلمت کسطرح هم آغوش هیں ؟ خیر و شر کس درجه مخلوط هیں ؟ اصلاح کو افساد اور افساد کو اصلاح کیونکر مستلزم هے ؟

پس تم جس چیز کو " اصلاح " کهتے هو ' دوسرا اوسیکو " افساد " کهه سکتا هے ' چنانچه فرعون نے کها :

و قال فرعون ذروني اقتل موسی و لیدع ربه اني اخاف ان یبدل دینکم او ان یظهر في الارض الفساد (مومن : ٢٧)	فرعون نے کها : مجهکو چهوڑ دو که موسی کو قتل کردوں ' اور وه اپنے خدا کو اپني مدد کیلیے بلائے - میں ڈرتا هوں که وه تمهارا دین نه بدل دے ' یا یه که زمین میں فساد نه پهیلائے -

فرعون نے حضرة موسی پر فساد پهیلانے کا الزام لگایا حالانکه حضرة موسی کي ساري دعوة اسي لیے تهي که وه فرعون کو مفسد قرار دیتے تهے اور اسکے افساد سے دنیا کو نجات دلانا چاهتے تهے -

منافقین سے کها گیا :

لا تفسـدوا فــي الارض	زمین میں فساد نه کرو !

اونهوں نے جواب دیا :

انمـا نحــن مصلحــون	هم تو اصلاح کرنے والے هیں - مفسد کیسے هوسکتے هیں ؟

لیکن با اینهمه اختلاط و التباس ' افساد و اصلاح میں ایک حد فاصل بهي هے :

مرج البحــرین یلتقین بینهما بــرزخ لا یبغیــن (الرحمن : ١٨)	خدا نے کهارے اور میٹهے دریاؤں کے پاني کو باهم ملاکر بهایا ' پهر بهي ان دونوں کے درمیان ایک حد هے - جس سے آگے نهیں هوسکتے -

ایک دوسرے کي حد میں داخل هوکر انسان اُس پردے کو اٹهانا چاهتا هے ' پهر بهي حقیقت بے نقاب نهیں هوتي ' اسلیے مفسد و مصلح کي حقیقي تمیز صرف خدا هي کر سکتا هے جس نے اس پردے کو قائم کیا هے :

و الله یعلم المفسد مــن المصلح -	خدا هي مفسد کو مصلح سے جدا کرتا اور اسکا علم رکهتا هے -

تم نے اصلاح و افساد کو دیکها ' لیکن تم غور سے نه دیکهه سکے ' کیونکه اون پر پردے پڑے هوے تهے ' تمکو اور زیاده غور سے دیکهنا چاهیے ' کیونکه وه ایات الهي هیں :

و من آیاته منامکم باللیل و النهار و ابتغاؤ کــم من فضله (روم : ٢٢)	اور خدا کي آیات میں سے تمهارا رات کا سونا ' اور دن کو خدا کے احسان کي تلاش کرنا هے -

لیکن اس آیت کے اختلاف کے اندر اس سے بهي زیاده محیر العقول آیت الهي هے :

ان في اختــلاف اللیل و النهار و ما خلق الله في السموات و الارض لایــات لقوم یتقون -	رات دن کے اختلاف اور تمام عالم کائنات کے اختلافات کے اندر ارباب تقوی کیلیے بڑي هي نشانیاں هیں -

اسلیے خدا نے اصلاح و افساد سے زیاده اختلاف اصلاح و افساد کو اپني قدرت کاملہ کا مظهر بنایا هے :

یمحــو الله مــا یشــاء و یثبــت و عنــده ام الکتاب	خدا جس چیز کو چاهتا هے مٹاتا هے ' اور جس چیز کو چاهتا هے قائم کرتا هے ' اور اوسیکے پاس ام الکتاب هے -

عالم کائنات اسي ام الکتاب کا ایک ورق هے ' اس کتاب کو الٹو تو تمکو اول هي صفحے پر نظر آئیگا که دنیا ایک قانون فطري اور ایک نظام الهي کي تابع هے ' اور اس سے سرمو تجاوز نهیں کرسکتي - اصلاح و افساد بلکه تمام نظام عالم اسي قانون پر چل رها هے - تم کو یه دقیق حقیقت نظر نهیں آتي تهي ' اسلیے خدا نے خود هي اسکي تفسیر بهي کردي :

لا الشمس ینبغــي لهــا ان تدرک القمر و لا اللیل سابق النهــار و کــل في فلک یسبحون -	نه سورج کو یه حق حاصل هے که چاند کو پالے ' نه رات دن سے پہلے آسکتي هے ' سب اپنے دائرہ و محور میں گهوم رهے هیں -

(جزئیات اصلاح و افساد)

تم کس آساني سے کهدیتے هو که یه افساد هے ' یه اصلاح هے - زید مفسد هے ' عمر مصلح هے - لیکن تم کو اب معلوم هوا هوگا که اصلاح و افساد کا ایک قانون هے ' وه ایک نظام خاص کا منبع هے ' اسلیے تمکو بے پروائي کے ساتهه کسیکو مصلح و مفسد کے خطاب دینے میں تامل کرنا چاهیے ' اور سب سے پهلے ایک منطقیانه ترتیب کے ساتهه اصلاح و افساد کي حقیقت متعین کرلیني چاهیے -

قرآن حکیم میں اس حقیقت کو ذیل کے عنوانات کے تحت میں واضح کیا هے :

(١) جزئیات افساد و اصلاح اور اونکے آثار و علائم کي تعیین و تشخیص -

(٢) اصلاح و افساد یا خیر و شر دنیا میں مخلوط اور بالکل ملے جلے هیں ' لیکن اصلاح افساد پر ' خیر شر پر ' کمّاً و کیفاً غالب

باب التفسیر

الاصلاح والافساد

ان ارید الا " الاصلاح " ما استطعت (!)

دنیا عالم کون و فساد ہے ' اس میں ایک چیز بنتی ہے تو دوسری بگڑتی ہے - ایک چراغ بجھتا ہے ' تو دوسرا جلتا ہے - کلیوں کے دہن تنگ کا نقشہ بگڑ جاتا ہے ' تب پھولوں کا شگفتہ چہرہ متبسم ہوتا ہے - قطرہ اپنی صورت بدل دیتا ہے ' تب موتی اپنی آب و تاب دکھاتا ہے - سیاہی اپنی روانی کھو دیتی ہے ' تب صفحۂ قرطاس پر ایک نقش ثابت جلوہ آرا ہوتا ہے - یہ ابدی قانون ہمیشہ سے جاری ہے ' اور ہمیشہ جاری رہیگا :

کل یوم ھو فی شان	ہر دن کی شان نت نئی ہے !

قدرت کا یہی عمل ہے جسکو اللہ تعالی قرآن حکیم میں آیات الہیہ یعنی خدا کی نشانیوں سے تعبیر کرتا ہے ' اور بندوں کو اوسکی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے :

ان فی اختلاف اللیل و النہار و ما خلق اللہ فی السموات و الارض لآیات لقوم یتقون -	رات دن کے اختلاف اور ان تمام چیزوں کے تغیرات میں جنکو خدا نے آسمان و زمین میں پیدا کیا ہے ' اوس قوم کیلیے بڑی ہی نشانیاں رکھی گئی ہیں ' جو راہ تقوی اختیار کرتی ہے !

قدرت کا یہ عمل افق عالم کے سوا خود انسان کے اندر بھی جاری ہے - اسکو وہ خود محسوس نہیں کرتا - اسلیے خدا محسوس کراتا ہے :

وفی انفسکم افلا تبصرون ؟	اللہ کی نشانیاں صرف تم سے باہر ہی نہیں ہیں بلکہ خود تمہارے وجود کے اندر بھی موجود ہیں - پھر کیا تم اپنے وجود کو بھی نہیں دیکھتے ؟

انسان دیکھتا ہے کہ ایک گھر بگڑتا ہے اور دوسرا بنتا ہے ' مگر کبھی اونکی طرف دھیان نہیں کرتا - انسان کو بتایا جاتا ہے کہ اوسکے جسم کے ذرات ہر وقت بدلتے رہتے ہیں ' پھر بھی وہ جاننے کی طرح نہیں جانتا - لیکن یہ بیخبری ' یہ بے حسی ' یہ سرگشتگی بھی ایک فطرتی اصول کا نتیجہ ہے ' اسلیے یہ بھی خدا کی ایک بڑی آیت ہے -

انسان جس چیز کو پیہم و متصل دیکھتا رہتا ہے ' اوسکی اہمیت کا اندازہ بہت کم کرتا ہے - سورج نکلتا ہے ' اور چاند کو اسکے سنہرے تخت پر بٹھاکر ڈوب جاتا ہے - یہ انقلاب حکومت کیسا عجیب و غریب ہے ؟ لیکن انسان اپنی آنکھیں بند کرکے سو جاتا ہے ' اور اس جلوے کی کچھہ پروا نہیں کرتا - وہ اسکو ہمیشہ دیکھتا رہتا ہے ' اسلیے تعجب اور کاوش سے دیکھنا نہیں چاہتا - مگر دنیا میں جب دفعتاً کوئی نیا انقلاب ہو جاتا ہے تو وہ دم بخود ہوکے رہ جاتا ہے ' اسلیے کہ دفعتاً ایسا بہت کم دیکھنے میں آتا ہے -

انسان اپنے مخفی اثرات کا بھی احساس نہیں کرتا - اسکے جسم کے ذرے رفتہ رفتہ بدلتے رہتے ہیں ' اور اوسکی عمر آہستہ آہستہ گذرتی جاتی ہے - مگر وہ ہوشیار نہیں ہوتا - یہاں تک کہ قبر کا دہانۂ خاک اسکے لیے کھل جاتا ہے اور آواز اٹھتی ہے :

الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون !	کثرت لذائذ و فوائد دنیوی کی غفلت نے تمہیں بیدار ہونے نہ دیا ' یہاں تک کہ قبروں کا چہرہ تمہیں نظر آ گیا !

لیکن فطرۃ الہی سب کی تربیت کرتی ہے - اگر جسم کیلیے دن اور رات ہیں ' اگر آنکھہ کیلیے خواب و بیداری ہے ' اگر اعضاء کیلیے سکون و حرکت ہے ' تو روح بھی ان انعامات الہیہ کی سب سے زیادہ مستحق ہے - وہ پھول کی سیج پر مست خواب رہتا ہے ' اسی حالت غفلت میں دفعتاً رات کا پردہ پھٹتا ہے اور روح بیدار ہو جاتی ہے -

لیکن تمہاری طرح تمہاری روح مرغ سحر کی آواز اور بانگ موذن سے بیدار نہیں ہوتی - وہ بہت سوتی ہے ' اور سخت غفلت کی نیند سوتی ہے ' اسلیے اوسکے جگانے کیلیے بجلی کی کڑک ' بادل کی گرج ' اور دھماکے کی آواز کی ضرورت ہوتی ہے - بجلی چمکتی ہے ' بادل گرجتے ہیں ' طوفان امنڈتا ہے ' آندھی چلتی ہے ' زلزلہ آتا ہے ' زمین پھٹتی ہے ' تب کہیں جاکر وہ بیدار ہوتی ہے - اور اگر نہیں بیدار ہوتی ' تو پانی کے ساتھہ بہہ جاتی ہے ' آندھی کے ساتھہ اڑ جاتی ہے ' زمین کی زلزلہ انگیز لرزش کے ساتھہ پیوند خاک ہو جاتی ہے :

حتی اذا جاء امرنا و فار التنور ' قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنتین و اھلک الا من سبق علیہ القول -	یہاں تک کہ جب ہمارے قانون تعذیب و انقلاب کا وقت آ گیا اور عذاب کے تنور نے جوش مارا تو قوم نوح کی ہلاکت کا سیلاب بہہ اٹھا - اور ہم نے نوح کو حکم دیا کہ اپنے لیے کشتی طیار کرو !
فارسلنا علیھم ریحا صرصرا فی ایام نحسات لنذیقھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا -	پس ہم نے اونکے اوپر آندھی بھیجی جو ہلاکت کے برے دنوں میں نمودار ہوئی ' تاکہ انہیں ناکامی و ذلت کے عذاب کا مزا اسی زندگی میں چکھا دیں !
و اخذت الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جثمین -	اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ' اونکو ایک ناگہانی کڑک نے پکڑ لیا ' وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے !

(کون و فساد روحانی)

کون و فساد کا یہی دائمی عمل معتقدات و روحانیات میں بھی نظر آتا ہے - ایک عقیدہ قائم ہوتا ہے ' تو دوسرا بدل جاتا ہے - توحید نور افگن ہوتی ہے ' تو شرک کی تاریکی مٹ جاتی ہے - دل میں ایک گھر کرتا ہے ' تو تین کو اوس سے نکلنا پڑتا ہے -

یہ روحانی تغیرات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ' لیکن صرف انسان کی فطرۃ صالحہ ہی کو اسکا احساس ہوتا ہے - وہ اوکے نتائج

(صفحۂ ۱۳ کا بقیہ مضمون)

ہو سکتی ہے - اسلام دنیا میں حق و صداقت کی اشاعت کیلیے آیا تھا ' لیکن حق و صداقت کا میدان صرف جہاد ہی کے ذریعہ سے فتح ہو سکتا تھا ' اور صبر جہاد کی حقیقت کیلیے اصلی شرط ہے ' پس اس نے ہمیشہ حق و صبر کو لازم و ملزوم قرار دیا :

والعصر ' ان الانسان لفی خسر ' الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر !	زمانہ اور اسکے حوادث و نتائج شاہد ہیں کہ انسان کی قوتیں اور انسان کے تمام اعمال بڑے ہی گھاٹے ٹوٹے میں رہتے ہیں اور صرف وہی انسان کامیاب ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے اندر یقین پیدا کیا ' اور اپنے عمل کو صالح رکھا ' نیز باہم حق کی وصیت کی اور صبر کی طرف ایک دوسرے کو بلایا

و اذا تولی سعی في	وہ اللہ کي زمین میں اصلاح کیلیے بلکہ
الارض لیفسد فیہا و	فساد پہیلانے کیلیے قدم اٹھاتا ہے تاکہ
یہلك الحرث والنسل	زراعت اور نسل کو ھلاکت کردے ؛
و اللہ لا یحب الفساد	وہ مفسد ہے اور خدا فساد کو پسند
(بقرہ : ۲۰۵)	نہیں کرتا -

(۱۰) ایک شخص باپ کي نا فرماني کرتا ہے ماں کا کہنا نہیں مانتا بھائي کي مدد نہیں کرتا تعلقات رحمي کو منقطع کردیتا ہے خانہ جنگي شروع ھوتي ہے اور نظام خانگي درھم برھم ھوجاتا ہے اسلیے وہ مفسد ہے :

یقطعون ما امر اللہ بہ	خدا نے جس چیز کے جوڑ نے کا حکم
ان یوصل و یفسدون	دیا ہے اوسکو کاٹ دیتے ھیں اور زمین
في الارض اولئك ھم	میں فساد پھیلاتے ھیں وھي لوگ
الخسرون (بقرہ: ۲۰)	ھیں کہ نامراد و ناکام رھینگے -
فھل عسیتم ان تولیتم ان	تو پھر کیا تم چاھتے ھو کہ زمین میں
تفسدوا في الارض و تقطعوا	فساد پھیلاؤ اور خدا کے قائم کیے ھوے
ارحامکم؟ (محمد : ۲۴)	رشتوں کو قطع کرو؟

(۱۱) توحید اصلاح کا اصلي منبع ہے اسلیے جو شخص مشرک ہے وہ سب سے بڑا مفسد ہے :

و ما من الہ الا اللہ و ان اللہ	خدا کے سوا کوئي معبود نہیں
لھو العزیز الحکیم - فان تولوا	اور بلا شبہ خدا ھی کي ذات
فان اللہ علیم بالمفسدین -	ہے جو عزیز و حکیم ہے - پھر اگر
(آل عمران : ۵۶)	تم اسي کے نہیں آگے جھکتے اور

اپني غیر انساني پرستش گاھوں کو نہیں چھوڑتے ھو تو یقین کرو کہ اسکا نتیجہ تمھارے ھي آگے آئیگا اور خدا مفسدوں سے خوب واقف ہے -

(۱۲) ایک پیمانہ عدل قائم ھو جاتا ہے اور دنیا کے سامنے اصلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے مگر ایک تاجر اوس پیمانہ کے برابر نہیں دیتا وہ فساد کرتا ہے اور بعد اصلاح کے فساد کرتا ہے اسلیے ایک پیغمبر پکارتا ہے :

فاوفو الکیل و المیزان ولا	پیمانے اور ترازو کو پورا کرکے تولو اور
تبخسو الناس اشیاءھم	لوگوں کو اونکي چیزیں کم نہ دو
و لا تفسدوا في الارض بعد	زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ
اصلاحھا (اعراف ۸۳)	پھیلاؤ -

(۱۳) مذھب میں ثابت قدم رھنا اصلاح کي تکمیل ہے اور تذبذب و ضعف اعتقاد فتنہ و فساد کي روح رواں - حضرت موسی علیہ السلام نے توحید کي تعلیم دي مگر اونکو معلوم تھا کہ یہ عقیدہ ابھي راسخ نہیں ھوا ہے اسلیے شرک کا خوف ہے پس حضرت ھارون کو نصیحت کي :

و قال موسی لاخیہ ھارون	موسی نے اپنے بھائي ھارون سے کہا :
اخلفني في قومي و اصلح	قوم کي ھدایت کیلیے میرے خلیفہ
و لا تتبع سبیل المفسدین	بن جاؤ اصلاح کرو اور مفسدین کا
(اعراف : ۱۳۸)	اتباع نہ کرو جو بنکر پھر بگڑجاتے ھیں -

(۱۴) انفاق مال یعنی صدقۃ و زکوۃ اور خیرات و بخشش سے دنیا کي اصلاح ھوتي ہے اسلیے بخل افساد ہے :

و منھم من عھد اللہ لئن	اور بعض اون میں سے وہ لوگ ھیں
آتینا من فضلہ لنصدقن	جنھوں نے خدا سے عھد کیا کہ اگر ھم کو
و لنکونن من الصلحین -	مال و دولت عطا کریگا تو ھم تیري راہ
فلما آتیھم من فضلہ	میں خرچ کرینگے اور اسطرح صالحین
بخلوا بہ و تولوا وھم	میں سے ھوجائینگے پھر جب خدا نے
معرضون (توبہ : ۷۶)	اونکو مال دیا تو محبت مال میں خدا
	کو بھول کر بخل کرنے لگے -

(۱۵) تمام اھل مذاھب اپنے اعمال و عقائد کو ذریعہ اصلاح و ارشاد سمجھکے بجا لاتے ھیں لیکن ھر وہ عمل جو تعلیمات اسلامیہ کے مخالف ہے افساد ہے - گرفتاران عذاب پکارتے ھیں :

ربنا اخرجنا نعمل	خدا یا ھم کو جھنم سے نکال کہ ھم صالح اعمال
صالحا غیر الذي کنا	بجا لائیں وہ نہیں جنکو پہلے صالح کام سمجھکر
نعمل (فاطر: ۳۵)	کرتے تھے بلکہ وہ جو في الحقیقت اصلاح ہے -

(۱۶) افساد بجاے خود افساد ہے لیکن اسکے لیے گروہ بندي کرنا اور اجتماعي قوت پیدا کرنا دوسرا فساد ہے چنانچہ خدا نے مفسد گروھوں کا خاص طور پر ذکر کیا :

و کان في المدینۃ تسعۃ	شہر میں نو گروہ تھے جو زمین میں
رھط یفسدون في الارض	فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح
و لا یصلحون -	نہیں کرتے تھے -

ذوالقرنین سے لوگوں نے استدعا کي :

قالوا یا ذالقرنین ان یاجوج	اون لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین
و ماجوج مفسدون في	یاجوج و ماجوج کا گروہ زمین میں
الارض - (کہف : ۹۳)	فساد کرتا ہے -

ان کے علاوہ فساد کے اور بھي بے شمار جزئیات ھیں جو اصولاً انھي کے تحت میں داخل ھوسکتے ھیں - خدا نے لفظ فساد کے ساتھہ اگرچہ اونکا ذکر نہیں کیا لیکن وہ سب سرچشمۂ فساد ھیں - شراب خواري قمار بازي سود خواري وغیرہ کو خدا نے رجس یعنی ناپاکي کہا ہے لیکن یہ بھي فساد کي مختلف تعبیریں ھیں کیونکہ ھر گناہ کي ترکیب فساد کے خمیر ھي سے ھوتي ہے - اللہ تعالی نے تمام ابواب فساد کا جزئیاتاً وکلیاتاً قرآن میں ذکر کیا ہے لیکن مفسدین کي کوئي خاص دنیوي علامت نہیں بتلائي جو اونکے اعمال کي عکسي تصویر یا اونکا پرتو ھو پس وہ صرف اپنے اعمال ھي سے پہچانے جا سکتے ھیں - فساد در اصل عدم محض و تیرگي خالص کا نام ہے اور تاریکي میں صرف تاریکي ھي نظر آتي ہے - البتہ افساد کے نتائج نہایت عبرت انگیز طریقے سے بیان فرمائے ھیں اور قرآن حکیم کا اصولي طرز بیان یہی ہے کہ وہ نتائج و خواص اعمال پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے اور اسي کے اندر انکے تمام اطراف نظر و بحث آجاتے ھیں -

مگر نتائج افساد بھي کوئي محسوس چیز نہ تھی جسکو اجسام کي طرح دکھلا دیا جاتا اسلیے اوس میں بھي تعداد و امتیاز کو ملحوظ نہیں رکھا ہے بلکہ ایک ھي عبرت انگیز بربادي مختلف ھلاکتوں کي صورت میں جلوہ گر ھوتي ہے - [البقیۃ تتلي]

* * *

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۰ کا)

[۱۰]

دوسرے دن میجر اسٹوارٹ نے اپنے دوست کو ایک تار دکھلایا جو لنڈن سے آیا تھا اور جسمیں اوسکي بہن نے لکھا تھا کہ میں بیمار ھوں فوراً چلے آؤ - میجر نے اس عارضي جدائي پر سخت افسوس ظاھر کیا اور کہا کہ عنقریب واپس آؤنگا -

میجر اسٹوارٹ ۱۵ - اپریل کو برلن گیا تھا اور ۱۵ - ڈسمبر کو واپس روانہ ھوا - یعنی ایک توپ کے دھانہ کا صرف پیمائشي عدد معلوم کرنے کیلیے اوس نے کامل نو ماہ صرف کیے !

میجر برلن سے روانہ ھوکر سیدھا پیرس پہنچا اور جنرل بلو اور وزیر نظارۃ جنگ سے ۱۹ - ڈسمبر کو ملاقات کي - اس ملاقات سے ایک ھفتہ کے بعد یعني ۲۶ ڈسمبر کو حکومت فرانس نے فیصلہ کیا کہ جنگي طیاریوں کیلیے ایک نئي رقم منظور کي جاے اور فرانسیسي توپوں کي تجدید و ترقي کیلیے نئے ساز و سامان عمل میں آئیں - اس تجدید کا سب سے بڑا نتیجہ فرانس کي مشہور ۷۵ ملیمیٹر والي توپ ہے -

دو ماہ کے بعد حکومت جرمني نے معلوم کر لیا کہ فرانس نے نئي طیاریاں شروع کردي ھیں اور جرمني کي ۷۵ ملیمیٹر والي توپ کا جواب طیار کر رھا ہے -

هے - یعنے بلحاظ حقیقت کے بهي ' بلحاظ وجود سے بهي ' اور بلحاظ نتائج کے بهي -

(۳) ان دونوں کے درمیان ایک حد فاصل هے ' جو ایک کو دوسرے سے ممتاز کردیتي هے -

(۴) اصلاح و افساد کا توازن طبعي صرف دین الهي کے ذریعه سے قائم رہ سکتا هے -

(۵) لیکن اس توازن کے قائم رکھنے کیلیے جزلیات عمل میں مصالح عامه کا لحاظ ضروري هے -

(۶) اعمال صالحه کي ایک محدود زندگي هے ' اور وہ جسمانیات کي طرح صحت و مرض یعنے اصلاح و افساد سے گهري هوئي هے -

(۷) جمہوریت صالحه اور اجتماعي قوت عادله اوسکو امراض سے محفوظ رکھتي هے اور اصلاح کو ترقي دیتي هے -

اب ان تمام مراتب پر به ترتیب غور کرنا چاهیے -

(بعض ابتدائي جزئیات)

(۱) چور چوري کرتا هے - ایک کا گهر برباد هوتا هے ' لیکن خود چور کا گهر آباد هوجاتا هے - اسلیے یه افساد بهي ایک دوسري صورت میں اصلاح هے - با اینهمه اسکو هر شخص افساد کهتا هے - حضرت یوسف علیه السلام کے بهائیوں پر جب مصر میں پیمانه کي چوري کا الزام لگایا گیا تو انهوں نے کہا :

تالله لقد علمتم ما جئنا	خدا کي قسم تملوگ جانتے هو که هم
لنفسد في الارض و ما کنا	اسلیے یهاں نهیں آلے که زمین میں
سارقین (یوسف ۷۳)	فساد کریں اور هم چور نهیں هیں -

(۲) ایک شخص اس سے بهي زیاده ترقي کرتا هے ' اور محدود چوري کي جگه ڈاکے ڈالتا هے - اس سے اگرچه لٹنے والونکي بستي بالکل لٹ جاتي هے ' مگر لوٹنے والوں کا گهر مال و دولت کي کان بهي بن جاتا هے ' پس اسمیں افساد کے ساتهه اصلاح بهي هے ' مگر انبیاء کرام اسکو مایۂ فساد کهتے هیں - حضرۃ لوط علیه السلام نے اپني قوم سے کہا :

ائنکم لتاتون الرجال و تقطعون	تم فعل خلاف وضع فطري
السبیل و تاتون في نادیکم	کرتے هو ' ڈاکه ڈالتے هو ' اور
المنکر (عنکبوت : ۲۸)	اپني مجلسوں میں بد اخلاقیوں
	کے کام کرتے هو -

یه فساد ایسا عظیم تها که بالآخر حضرۃ لوط سے دیکها نه گیا ' اور وہ بیقرار هوکے پکار اٹهے :

رب انصرني علی القوم المفسدین	خدا یا مجکو اس مفسد قوم
	کے مقابلے میں نصرت دے !

(۳) ایک شخص غیر فطري طریقوں سے لذت نفساني حاصل کرتا هے ' اور اوسکو اپنے نفس کي بهلائي اسي میں نظر آتي هے ' وہ اسکو فلسفۂ عیش و امید کے لقب سے یاد کرتا هے ' لیکن تمهیں معلوم هے که یه کیسا مفسدانه فلسفه هے جو حفظ صحت کو ' نسل کو ' مال و دولت کو ' انسان کے قواے طبعي کو یکسر برباد کردیتا هے ؟ انهي نتائج مهلکه کے لحاظ سے ایک پیغمبر خدا نے بے اختیار هوکر کهدیا تها :

رب انصرني علی القوم المفسدین	خدا یا مجکو مفسد لوگوں
	پر نصرت عطا کر !

(۴) ایک حکومت ' ایک قوم کي حریت و ازادي سلب کرلیتي هے ' اس سے غلاموں کي طرح کام لیتي هے ' اوسکي قوت کو فنا کردیتي هے ' اوسکي اخلاقي طاقت کو برباد کردیتي هے ' اوسکا یه عمل باطل یکقلم سرچشمۂ فساد هے ' لیکن وہ کهتي هے که میں اپني قوم کي اصلاح کرتي هوں اور اسیکي اصلاح و عروج کیلیے دوسري قوم کو اپنا عالم بناتي هوں - پس جو شخص اس حکومت کے خلاف جهاد کرتا هے ' وہ اوسکو مفسد قرار دیتي هے ' لیکن تم کو معلوم هے که خدا اوسکو کیا کهتا هے ؟

ان فرعون علا في الارض	فرعون نے مصر میں سر کشي کا-
وجعل اهلها شیعا یستضعف .	بڑا هي سر اٹهایا تها - اس نے رعایا
طائفة منهم یذبح ابناء هم .	کو کمزور کرنے کیلیے گروہ در گروہ
و یستحي نساء هم - انه کان	کردیا - اون میں سے ایک گروہ
من المفسدین (قصص)	کو کمزور کرنا چاهتا تها ' وہ اون کے

بچوں کو ذبح کرتا ' اونکي عورتوں کو بے عصمتي کیلیے چهوڑ دیتا ' بلا شبه وہ فساد کرنے والوں میں سے تها -

(۵) ایک شخص علمی قوت سے قوا میں تغیر پیدا کرنا چاهتا هے ' کیمیاء بناتا هے ' جادو سے اشیاء کي صورت بدل دیتا هے ' اور اون اصول کي مخالفت کرتا هے جن پر دنیا خدا کے حکم سے چل رهي هے - تمکو یه فعل کیسا عجیب و غریب معلوم هوتا هے ؟ لیکن کیا خدا کي قدرت بهي اسکو پسند کرتي هے ؟

فلما القوا قال موسی .	جب جادو گروں نے اپني رسیاں پهینکیں
ماجئتم به السحر ان الله	تو موسی نے کہا تم نے جس چیز کو
سیبطله ' ان الله لا	نمایاں کیا هے خدا اوسکو باطل کردیگا '
یصلح عمل المفسدین ،	خدا مفسدین کے اعمال کو کبهي صلح
(یونس ۸۲)	نهیں دیتا -

(۶) جو شخص دنیا میں صرف غلبۂ و قهر اور جبر و استبداد کو پهیلانا چاهتا هے ' وہ مفسد هے ' اور اُسکے یه اعمال مفسدانه هیں .

تلک الدار الاخرة نجعلها .	یه آخرت کا گهر هم صرف اُنهي لوگوں
للذین لا یریدون	کیلیے بنائینگے ' جو نه تو خدا کي زمین
علواً في الارض ولا فسادا	میں بڑائي اور سرکشي کرنا چاهتے
والعاقبة للمتقین	هیں ' اور نه هي زمین کا فساد اُنهیں
(قصص : ۸۳)	پسند هے - اور انجام کار انهي لوگوں
	کیلیے هے جو متقي هیں -

(۷) ایک شخص کے پاس بهت دولت هے ' اُسکي ضرورتوں سے بهت روپیه بچ رهتا هے ' دوسرے انسان محتاج هیں ' اُنکي حالت کے اصلاح کي ضرورت هے ' مگر وہ شخص اپنے خزانه کو مقفل رکهتا هے ' اور خدا کے بندوں کیلیے خدا هي کي بخشي هوئي دولت میں سے کچهه نکالنا نهیں چاهتا :

واحسن کما احسن الله	اے قارون ! انسانوں پر احسان کر جیسا
الیک ولا تبغ الفساد في	کہ خدا نے تجهپر احسان کیا هے ' اور
الارض ان الله لا یحب	زمین میں فساد نه پهیلا ' خدا فساد
المفسدین (قصص ۷۷)	کرنے والوں کو دوست نهیں رکهتا -

(۸) ایک راست باز جماعت حج کیلیے سفر کرتي هے ' دنیا میں نیکي پهیلانے کیلیے اٹهتي هے ' دنیا کو نور ایمان سے معمور کرنا چاهتي هے ' مگر ایک قوم اُسکو روکدیتي هے ' اوسکي راہ میں رکاوٹ پیدا کرتي هے ' اُس قوم کي یه روش انسان کے حقوق کي پامالي هے اور نیکي کیلیے هلاکت هے ' اسلیے وہ بهي مفسد هے :

الذین کفروا وصدوا عن	جن لوگوں نے کفر کیا اور خدا کي راہ
سبیل الله زدناهم عذاباً	سے مسلمانوں کو روکدیا ' هم اُنکے عذاب
فوق العذاب بما کانوا	پر عذاب بڑهائینگے ' اسلیے که وہ فساد
یفسدون (نحل ۹۰)	کرتے تهے -

(۹) جو شخص انسان کي بوئي هوئي کهیتیوں کو پامال کردیتا هے ' اُسکے مویشیوں کو زهر دیتا هے ' انسان کے لگاے هوے درختوں کو کاٹ ڈالتا هے ' اسکي رزق اور محنت پر دست اندازي کرتا هے ' وہ بهي مفسد هے :

موجودہ جنگ یورپ میں اگر جرمنی کے حیرت انگیز سامان جنگ کے مقابلے میں کسی اسلحہ کا نام لیا گیا ہے تو وہ فرانس کی سب سے بڑی توپ ہے جسکا دہانہ ۷۵ ملی میٹر کا بیان کیا جاتا ہے، اور جو اسی نام سے مشہور ہوگئی ہے - ذیل کی سرگذشت سے معلوم ہوگا کہ حکومت فرانس کو اس توپ کی ایجاد کا خیال کیونکر پیدا ہوا؟

[۴]

سنہ ۱۸۹۶ کا موسم بہار ابھی شروع ہی ہوا تھا، کہ گورنمنٹ فرانس کو جرمنی کی ایک جدید جنگی ایجاد کی خبر ملی - معلوم ہوا کہ بعض جرمن کارخانوں نے ایک ایسی نئی توپ ایجاد کی ہے جو اُن تمام توپوں سے زیادہ تیز چلنے والی اور زیادہ مہلک آتشباری کرنے والی ہے جو اس وقت تک ایجاد ہوچکی ہیں - فرانس کی نظارت جنگ نے اسکی تحقیقات کرنی چاہیے - اسی زمانے میں انگلستان کا ایک فوجی افسر میجر اسٹوارٹ سیر و سیاحت کیلیے فرانس گیا تھا اور انگلستان کے اخبارات نے کسی واقعہ کے ضمن میں اُسکی سراغرسانی کی قابلیتوں کی تعریف کی تھی - گورنمنٹ فرانس نے میجر مذکور کی خدمات حاصل کرلیں، اور اس عجیب توپ کی خفیہ تحقیقات کا کام اُسی کے سپرد کردیا -

میجر اسٹوارٹ ہر طرح اس کام کیلیے موزوں تھا - جرمن زبان نہایت فصاحت سے بولتا تھا، توپ سازی اور آلات توپ کی ایجادات کے فن سے بھی اسے بڑی دلچسپی رہی تھی - بلکہ ایک حد تک اس فن کا ماہر تھا -

سب سے بڑی بات یہ کہ وہ باپ کے طرف سے گو انگریز تھا، مگر ماں فرانسیسی تھی، اور اسلیے اسکی رگوں میں فرانسیسی خون موجود تھا - اس قسم کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ ضرورت تحریک جذبات کی ہوتی ہے - فرانسیسی تعلق کی وجہ سے وہ فرانس کی قومی خدمت، اپنے قومی جذبات صرف کرکے کرسکتا تھا -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ وہ ایک زمانے میں مشرقی افریقہ کی سیاحت کرچکا تھا - مشرقی افریقہ جرمنی کے ماتحت ہے اور ایک خالص جرمن نو آبادی ہے - یہاں وہ عرصہ تک شہر دمار میں ہیرے کی کانوں کی تفتیش کا کام کرتا رہا - بہت سے قیمتی ہیرے اس نے دریافت کیے، اور اس دریافت کے ذریعہ تمام جرمنی میں شہرت حاصل کرلی - حتی کہ بعض اخبارات نے اسکے حالات زندگی شائع کیے، اور بڑے بڑے امرا اور سرمایہ داروں نے خط و کتابت کی -

غرضکہ ان تمام وجوہ سے میجر اسٹوارٹ کا انتخاب ایک بہترین انتخاب تھا - میجر نے جرمنی کے بڑے بڑے آدمیوں کے نام چند تقریبی خطوط بھی حاصل کرلیے، اور تمام ضروریات کار فراہم کرکے برلن روانہ ہوگیا -

[۵]

برلن پہنچکر میجر اسٹوارٹ ایک نہایت عالیشان ہوٹل میں مقیم ہوا، اور اپنے سابقہ تعلقات اور جدید تقریب و معرفی کے خطوط کے ذریعہ وہاں کی بڑی بڑی سوسائیٹیوں میں رسائی پیدا کرلی -

میجر اسٹوارٹ کا اصلی مقصد توپ سازی کے کارخانوں علی الخصوص مشہور کارخانۂ کرپ کے اسرار و خفایا سے وابستہ تھا، اور اسمیں یا تو وہاں کے ملازموں سے مدد مل سکتی تھی، یا فوجی حلقہ کے کسی افسر سے - لیکن اس نے اپنی زندگی اور زندگی کی تمام صحبتوں کو ان دونوں جماعتوں سے ابتدا میں الگ رکھا تاکہ کسی قسم کا شبہ نہوسکے، اور زیادہ تر امرا و رؤساء کی صحبتوں میں اپنی آمد و رفت شروع کردی -

جب کچھہ عرصہ اس حالت پر گذر چکا، تو ایک قدم آور آگے بڑھایا، اور عام مجمعوں کی آمد و رفت شروع کی - اسطرح کے مجمعوں میں ہر طرح کے لوگ آیا کرتے ہیں، اور بلا سابقہ تعارف کے محض لہو پرستی و عیش دوستی کا رشتہ نئے نئے تعلقات پیدا کردیتا ہے -

• ایک بیفکر اور دولت مند عیاش کی لا ابالانہ زندگی میں اس نے اپنے مقصود کی طرف تیز قدمی کی - وہ ہر روز بڑے بڑے تھیٹروں میں جاتا، کلبوں میں بالالتزام شریک ہوتا، قمارخانوں میں بڑی بڑی بازیاں لگاتا، گھنٹوں بیلرڈ کھیلتا، رقص و سرود کے تماشا گاہوں میں قیمتی سے قیمتی جگہ اسکے لیے ہمیشہ محفوظ رہتی - تاش کے پتوں میں اسکی زندگی کی سب سے بڑی محبوبیت تھی - وہ اکثر اپنے نئے دوستوں سے کہتا: "صبح کے بستر کی چاء اور رات کے لذیذ ڈنر سے مجھے محروم کردو، مگر ان محبوب پتوں کو میری نظروں سے اوجھل نہونے دو - انکی رفاقت میں ہارنا بھی ایک عیش بہشت ہے" تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اسکی امیرانہ عیش پرستیوں کا چرچا جا بجا ہونے لگا، اور بہت سے فوجی افسروں اور فوجی کارخانوں کے متعلقین سے اسکی دوستانہ ملاقاتیں ہوگئیں -

وہ بلا ناغہ تھیٹر میں جاتا، اور جب تماشہ ختم ہو جاتا تو بعض فوجی افسروں کو اپنے ساتھہ ہوٹل میں لیجاتا اور ایک حاتمانہ فیاضی کے ساتھہ قیمتی سے قیمتی شراب پلاتا - طرح طرح کے تذکرے درمیان میں آتے، کبھی مشرقی افریقہ کے حالات بیان کرتا، کبھی جنوبی افریقہ کے قمار خانوں اور عیش کدوں کے افسانے سناتا، کبھی اُن بڑی بڑی بازیوں کے واقعات کہتا جو اس نے کارلو کے مشہور عالم قمار خانے میں لگائی تھیں -

[۶]

یہ تمام فوجی افسر بھی پرلے درجہ کے عیاش اور قمار باز تھے - انکے لیے ایک ایسے اجنبی مسافر کی صحبت جو اپنی دولت بلا دریغ لٹا رہا تھا، نعمت غیر مترقبہ تھی - وہ اپنی قسمت پر ناز کرتے کہ بلا طلب و سعی ایک ایسی طلائی صحبت میسر آگئی ہے، جسکا کبھی انہیں تصور بھی نصیب نہ ہوا تھا - میجر اسٹوارٹ بھی روز بروز اپنی فیاضی کا دام زیادہ پھیلاتا جاتا، اور ایک ایک نشست میں پانچ پانچ پونڈ خرچ کر دیتا -

تھوڑے ہی دنوں میں میجر اسٹوارٹ کو ان افسروں کے تمام حالات معلوم ہوگئے - اس نے دیکھا کہ سب کے سب قماربازی میں مبتلا ہیں، اور جیسا کہ اس کا لازمی نتیجہ ہے، روز افزوں افلاس و فقر نے سب کو مصیبت زدہ بنا دیا ہے - ان میں سے چند آدمی ایسے تھے جو قمار بازی کو کسی علمی و اعدادی اصول پر منطبق کرنے کے خبط میں گرفتار تھے - انکا عقیدہ تھا کہ ایسے علمی اصول دریافت کیے جاسکتے ہیں جنکے معلوم ہو جانے کے بعد کبھی بازی غلط نہیں ہو سکتی اور کبھی آدمی ہار نہیں سکتا - انمیں سے ایک افسر تو اسکو علم الاعداد کا مسئلہ بتلاتا تھا - لیکن دوسرا مصر تھا کہ ریاضی سے اسے کوئی تعلق نہیں، اسکی کنجی قدیم زمانے کے مخفی علوم میں دریافت کرنی چاہیے - البتہ اس علمی ماتم میں سب یکساں شریک تھے کہ "افسوس سائنس نے سب کچھہ دیا لیکن ابتک جوے کے لیے کوئی علم صحیح دریافت نہ کرسکا"! - جب کبھی دنیا کی آیندہ علمی ترقیات کا موضوع بحث درمیان میں آتا تو وہ بالاتفاق کہتے: "مستقبل کے علمی عہد کا سب سے بڑا حکیم وہی ہوگا جو جوے کو ایک با قاعدہ فن بنا دے" میجر نے اپنے دوستوں کی اس کمزوری کو محسوس کر لیا، اور اسی پر اپنے نفوذ و اثر کی عمارت کھڑی کی - سب سے پہلے اس نے اس قسم کی روایتیں سنائیں جن میں بعض عجیب و غریب انسان کسی پر اسرار علم کے ذریعہ ہمیشہ جیتتے تھے اور کوئی انسے جیت نہیں سکتا تھا - اس نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا کہ قمار خانہ کارلو میں ایک اسپینی سیاح نے دو ماہ تک قیام کیا اور تقریباً سو

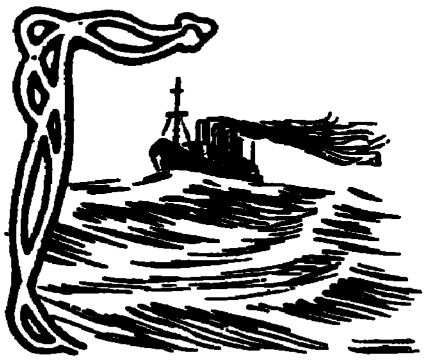

برید فرنگ

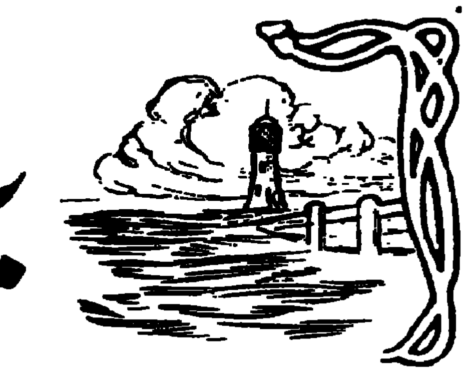

جواسیس الحرب

(ایک فرانسیسی جاسوس جرمنی میں)

(فرانس نے اپنی سب سے بڑی توپ کیونکر ایجاد کی ؟)

ایک دلچسپ حکایت

انسان کے اعمال حیات کا باہم ربط و اختلاف دنیا کا سب سے زیادہ عجیب منظر ہے - اخلاقی محاسن کا حکم حسن و قبح ہر نئے دائرے میں آکر بدلتا ' اور ہر نئے میدان عمل میں ایک نئی صورت اختیار کرتا ہے - ایک ہی چیز ایک جگہ حسن ہے ' دوسری جگہ قبح - ایک ہی فعل ایک دائرے میں نیکی ہے ' دوسرے دائرہ میں بدی - ایک ہی عمل ایک کیلیے اصلاح ہے ' دوسرے کیلیے افساد - ایک ہی حکم ایک جماعت کیلیے زندگی ہے ' دوسرے کیلیے موت - پھولوں کی سیج محل شاہی میں آراستہ کی جا رہی ہے ' مگر دوسری جگہ باغ و چمن کی تمام دولت لٹ رہی ہے !

ز غارت چمنت بر بہار منتہا ست
کہ گل بدامن ما دستہ دستہ می آید !

[۲]

شخصی اور جماعتی ' دونوں حالتوں میں " جاسوسی " اور " مخبری " کس قدر واضح فعل قبیح ہے ؟ جاسوسی کے معنی یہ ہیں کہ در پردہ کسی کے کاموں کا کھوج لگانا ' اور چھپ کر اسکے اعمال کی ٹوہ میں رہنا - یہ فی الحقیقت انسان کے فطرتی حق خود مختاری و آزادی میں مداخلت ہے ' اور کسی انسان کو اسکا حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے انسان کے آزادانہ اعمال و افعال کی مخفی سراغرسانی کرکے اسکے اختیار و حق عمل کو سلب کرے - علاوہ بریں چھپ کر کسی کام کے انجام دینے سے انسانی عزم و ارادہ کا شرف اور احساس عزت بالکل فنا ہو جاتا ہے ' اور اسطرح کا متجسس جہاں دوسرے کی ازادی عمل میں دست انداز ہوتا ہے ' وہاں اپنے دماغ و جذبات کے شرف کو بھی کھو دیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ عام طور پر اخلاق نے جاسوسی کو نہایت مذموم فعل قرار دیا ' اور قرآن حکیم نے فرمایا کہ :

و لا تجسسوا ! ۴۹ چھپ کر ٹوہ میں نہ رہو -

لیکن یہی جاسوسی جب ایک دوسرے بھیس میں نمودار ہوتی ہے ' اور ملکی و فوجی خدمت کا نقاب اپنے چہرے پر ڈال لیتی ہے ' تو یکایک اخلاقی احکام کی کائنات میں ایک انقلاب عظیم ہو جاتا ہے ' اور وہی چیز جو اس سے پہلے غیر اضافی حالت میں انسانی رذالت و خباثت کا بد ترین فعل سمجھی جاتی تھی ' اب جرأت ' شجاعت ' شہامت ' اور جذبات فائقہ و فاضلہ کا نمونہ بن جاتی ہے !

اگر ایک شخص تمہارے افعال کی جاسوسی کرے ' چھپ چھپ کے تمہارے کاموں کو دیکھے ' راتوں کی تاریکی میں تمہارے پیچھے چلے ' اور دروازوں کی آڑ سے تمہارے اعمال کا کھوج لگائے ' تو اسپر تمہیں کسقدر غصہ آئیگا ؟ تم کہوگے کہ یہ انسانیت نہیں ہے شیطینت ہے - یہ اخلاق کی ہلاکت ہے ' یہ شرافت نفس کا خاتمہ ہے -

لیکن اب تم خود اُٹھتے ہو کہ اپنی قوم اور ملک کیلیے اسکے دشمنوں کی جاسوسی کرو ' انکے سازوسامان جنگ کا سراغ لگاؤ ' انکی مخالفانہ تدبیروں کو چھپ کے معلوم کرو ' انکی تعداد فوج اور اسباب و اسلحہ کے مخفی حالات دریافت کرو ' اور ان معلومات کے ذریعہ اپنی حکومت ' اپنی فوج ' اپنی قوم کی کامیابی و فتح مندی میں معین ہو - یہ بھی جاسوسی ہے - البتہ اس جاسوسی کا مقصد دوسرا ہو گیا ہے - جو شخص تمہارے افعال کی جاسوسی کرتا تھا ' اسکا مقصد یا تو تم سے شخصی دشمنی تھی ' یا تمہاری کسی دشمن جماعت یا دشمن حکومت کے احکام کی تعمیل - مگر تم اپنے لیے نہیں ' بلکہ اپنی قوم اور اپنی جماعت کے فوائد کیلیے اپنے آپ کو خطروں میں ڈالتے ہو ' اور اسکے دشمنوں کی مخفیات کی سراغرسانی کرتے ہو - پس مقصد کے اختلاف نے تمہارے اخلاقی حکم کو بھی بدلدیا ہے - پہلی صورت میں تم جاسوسی کو بدترین عیب سمجھتے تھے ' دوسری صورت میں ایک ایسی فضیلت جسکی تم کو آرزو ہے ' جسکے لیے قومی ناموری ہے ' بہتر سے بہتر صلہ ہے ' اور عزت و احترام کا نمایاں استحقاق - و انما الاعمال بالنیات !

[۳]

دنیا کی قدیم سے قدیم جنگوں کی تاریخ میں بھی "جاسوسی" کا پتہ چلتا ہے ' اور ہمیشہ فوجی اعمال کے نہایت اہم اجزاء میں سے ایک چیز جاسوسی بھی رہی ہے - قدیم روایتوں میں ہم نے نہایت دلچسپی کے ساتھ اُن جاسوسوں اور عیاروں کے حالات پڑھے ہیں جو بھیس بدل بدل کے دشمن کی فوجوں میں جاتے تھے ' اور اُنکی آنکھوں میں خاک ڈالکر اپنی تمام مطلوبہ معلومات حاصل کرلیتے تھے - موجودہ زمانے کی ترقیات نے جس طرح " سراغرسانی " کے کام کو ایک بہت بڑا فن بنا دیا ہے اور اسقدر ترقی دی ہے کہ اسپر ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں - اسی طرح " فوجی جاسوسی " کے کاموں میں بھی عجیب عجیب وسعتیں پیدا کی گئی ہیں ' اور گذشتہ پچاس سال کی لڑائیوں میں جاسوسوں کی سرگذشتیں نہایت عجیب و غریب رہی ہیں -

موجودہ جنگ یورپ نے جہاں ہر طرح کے جنگی مباحث و مذاکرات کا دروازہ کھولدیا ہے ' وہاں فن جاسوسی اور اسکی وقیع و اہم سرگذشتوں کے بھی عجیب عجیب سلسلے اخبارات و رسائل میں نکل رہے ہیں - یورپ کی کوئی ڈاک ایسی نہیں آتی جسمیں جاسوسی کی گذشتہ و موجودہ سرگذشتوں کا ذخیرہ نہو - حال میں ایک فرانسیسی اہل قلم نے فرانس و جرمنی کے جنگی تعلقات قبل از جنگ کی سرگذشت شائع کی ہے ' جس سے موجودہ جنگ کی طیاریوں ' جرمنی کی مخفی کوششوں ' اور جاسوسی کے دلچسپ واقعات و حوادث پر ایک نہایت وقیع روشنی پڑتی ہے -

ھر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ھے

رینلڈز کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یه مشهور ناول جوکه سوله جلدوں میں هے ابهي چهپ کر نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - انگریزي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بوبازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar'Calcutta.

نصف قیمت اور
تبله انعام

همارا سائنس فلس فرسٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں ساگوان لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اور کبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهي گئي هے - ایک مرتبه منگواکر آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسی کو دهوکا نهیں دیتي هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے صرف پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک کوچي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاویگا - هندي هارمونیم سکهیا کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپنی ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا هے که جسکي وجه - انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا اُن [illegible] کو پهر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا ذمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے قیمت دو روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists
Dharamtola Street, Calcutta.

ھر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون، دوامي جنون، غمگین رهنے کا جنون، عقل میں فتور، بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - یا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگوکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور تمنو زندگاني حاصل کریں یعنی ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهر - ڈاکٹر ام - سي - ننجنڈا راو اول اسسٹنٹ کیمپبل الزامنر مدراس فرماتے هیں - "میںنے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے" نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویبسٹر - ایل - ام - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بهبت نفع بخش پایا"

مس ایم - جي - ایم - ڈاکٹر - ام - ڈي (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جانز سپتال ارکار وڈ بي دهلي فرماتي هیں: "اوبهرالین جسکو که میںنے استعمال کیا هے امراض شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے"

قیمت فی بوتل - روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

GANGA FLUTE

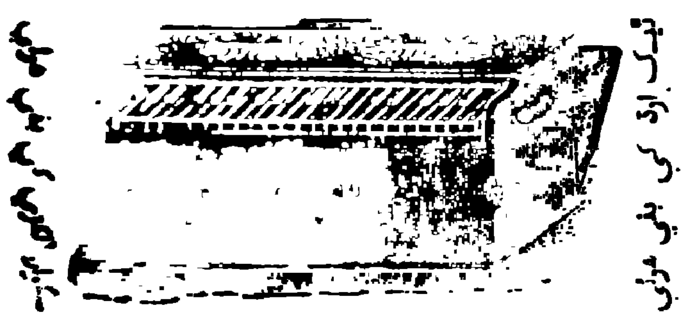

قیمت سنگل ریڈ
۱۳ - ۱۷ - ۲۰ روپیه -
ڈبل ریڈ
۲۱ - ۲۷ - ۳۰ - روپیه

هر درخواست کے ساتهه [illegible] آنا چاهیے -

[illegible] Iyer Co., Srigopal Mallik Lane
Bowbazar, Calcutta

IMPERIAL FLUTE

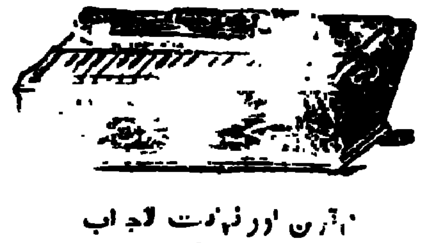

[illegible] اور نفاست لاجواب
قیمت سنگل ریڈ
۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه
قیمت ڈبل ریڈ
۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور [illegible] آنا چاهیے -

Imperial Depot 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

مفت! مفت!!

[illegible] صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب قانون حیات - مفت روانه هوگا -

Swasthy [illegible] Pharmacy, 30/2, Harrison Road C[illegible]tta

مرتبه بازي لگائي- صرف گیارہ مرتبه هارا - ایک کم نوے مرتبه روپیه کا ڈهیر اسي کے سامنے تھا !

اسي سلسلے میں وہ اپني مہارت کا بھي ضمناً تذکرہ کردیتا " مگر اس ادعاء میں کافي جزو انکسار کا بھي هوتا - وہ کہتا : " اس میدان میں دعوی کون کرسکتا ہے ؟ تاهم مہارت بھي ایک علمي حقیقت ہے اور اس سے میں انکار نہیں کرتا "

ان تذکروں نے بیچارے قمار زدہ افسروں کو بالکل مدھوش کردیا اور وہ یکسر اسکے قابو میں آ گئے - ایک طرف روزانہ فیاضیوں کي چاٹ ' دوسري طرف قمار بازي کي مہارت اور اسکے دقیق نکتوں کے حاصل کرنے کا شوق ' تیسري طرف دولت اور تمول کا قدرتي اثر ونفوذ - تھوڑے هي دنوں میں انکا یه حال هو گیا که میجر استوارٹ کو ایک دیوتا کي طرح پوجنے لگے -

[٧]

ان دوستوں میں ایک شخص جنگ زولو کا نامور افسر تھا - کئي تمغے بھي اُس نے حاصل کیے تھے - لیکن قمار بازي کي لت نے بالکل مفلس و قلاش کردیا تھا - میجر استوارٹ نے زیادہ تر اُسي پر نظر رکھي ' اور اُسي کي اخلاقي کمزوریوں کو اپنے مقاصد کے حصول کا آله بنانا چاها -

سب سے پہلا وار یه کیا که اس سے تنہا صحبتیں شروع کردیں اور یقین دلایا که جس چیز کي تمھیں تلاش ہے ' میرا وجود اُسي کي کنجي ہے - تم دیکھتے هو که نہایت بے دردي کے ساتھ روپیه لٹاتا هوں ' اور تم اسپر سخت متعجب هوتے هو - حالانکه جو چیز مفت حاصل کي جاتي ہے ' مفت لٹائي بھي جاتي ہے - میري تمام دولت صرف مشق و مہارت قمار کا نتیجه ہے - چند ایسے نکتے حاصل کرلیے هیں جنکي بدولت سو بازیوں میں اَسي بازیاں میري کہیں نہیں گئیں - اگر تم چاهو تو علم و عمل قمار کي یه سب سے بڑي قیمتي چیز تمھیں بھي سکھادوں -

اس جادو کا اُس غریب کے پاس کوئي منتر نه تھا - پھر اس سے بھي بڑھکر یه که قمار بازي کیلیے بے دریغ روپیه دینا شروع کردیا - ایکسر بیس پاؤنڈ کا اُس پر ایک قرض تھا جس سے بہت پریشان و عاجز رهتا تھا - وہ بھي اس فیاض اجنبي نے ادا کردیا -

[٨]

لیکن ساتھ هي وہ دوسرے شکاروں سے بھي غافل نه تھا - نہیں معلوم کونسا شخص آگے چلکر زیادہ مفید هو؟ اسلیے جسقدر فوجي افسر اسکے دام میں پھنس چکے تھے' سب سے تعلقات بڑھاتا جاتا تھا -

اسي اثناء میں خود بخود ایک عجیب واقعه پیش آیا ' جسکا اسے شان و گمان بھي نه تھا - ایک دن میجر استوارٹ اور اسکا سحر زدہ قمار دوست هوٹل کے کمرے میں بیٹھے تھے ' اور میجر اُسکے پھنسانے اور اچھي طرح اپنے قابو میں لانے کیلیے ایک نیا دام ڈال رها تھا - اس نے کہا که " مشرقي افریقه میں ابتک متعدد مقامات ایسے باقي هیں جہاں هیرے کي بڑي بڑي کانیں نکل سکتي هیں ' اور جنکي نسبت گذشته قیام افریقه کے زمانے میں پوري تحقیقات کر چکا هوں - لیکن یورپ کے سرمایه داروں کو اسکي خبر نہیں - میرا ارادہ ہے که ایک نئي کمپني قائم کروں ' اور فرانس اور جرمني' دونوں ملکوں سے اسکے لیے سرمایه فراهم کیاجاے - اگر میں ایسا کرسکا تو تم بھي اسکے حصه دار هوگے ' خواہ ایک کوڑي بھي نه دیسکو "

یه سنکر فوجي افسر کي زبان سے بے اختیار نکل گیا :

" یه نہایت هي عمدہ خیال ہے - لیکن میں نہیں سمجھتا که تمھاري مجوزہ کمپني اُس آنے والے وقت سے پہلے قائم هوسکے جبکه هماری نئی توپیں بالکل مکمل هو جائینگی ' اور یورپ کي سب سے ان فرانسیسي بندروں سے هوگا - ایسي حالت میں بہتر ہے که سال دو سال تک فرانس و جرمني کي کسي مشترکه کمپني کا خیال چھوڑ دو - تمھاري صحبت مجھے مجبور کرتي ہے که ایک سرکاري راز کو اس بے تاملي سے ظاهر کردوں - اگر تم نے کمپني قائم کي تو دو سال تک کوئي جرمن سرمایه دار اسکے حصے نہیں خریدیگا "

میجر استوارٹ نے اپنے مخفي جذبات کو ضبط کرکے نہایت بے پروائي سے کہا :

" هم فوجي لوگ جنگ کے خواب دیکھتے دیکھتے پاگل هو گئے هیں - یه قصے اخباروں کي وهم سازیوں کیلیے چھوڑ دو - همیشه کہا جاتا ہے که فلاں حکومت جب فلاں قسم کي توپیں بنالیگي تو جنگ یورپ شروع هوجائیگي - فلاں حکومت کے پاس جب اتنے ڈریڈناٹ جہاز هوجائینگے تو وہ ایک منٹ صبر نه کریگي - مگر نه کہیں توپوں کا ڈھلنا ختم هوتا ہے' اور نه جہاز هي بن چکتے هیں میں ان باتوں کو صرف گپ سمجھتا هوں "

فوجي افسر نے نہایت صفائي کے ساتھ جواب دیا :

" هاں تمام یورپ کا یہي حال ہے' مگر همارے پروگرام جنگ کو ایسا سمجھنا تمھاري غلطي ہے - تم خود اپني آنکھوں سے دیکھ لوگے که جونہي کارخانه کرپ نے اپني آخري ایجاد مکمل کرلي' یورپ کا نقشه یکایک درهم برهم هوجائیگا "

میجر استوارٹ کے سامنے خود بخود راسته کھل گیا - اس نے نہایت سادگي سے پوچھا :

" کونسي آخري ایجاد؟ "

افسر نے کہا :

" یه کوئي نہیں بتلا سکتا ' مگر کارخانه کرپ کا ایک انجینیر میرا همراز و هم صحبت ہے - اسکي زباني سننے میں آیا ہے که شاید کوئي نئي توپ طیار هو رهي ہے - اُسکے دهانے کا قطر ٧٥ ملیمیٹر هوگا اور اُسکي زد کا مقابله دنیا کا کوئی صناعي آله نہیں کرسکے گا "

میجر اسٹوارٹ نے کہا :

" خیر ' همیں ان بحثوں سے کیا غرض ؟ شامپین کا ایک گلاس اس ایجاد سے کہیں زیادہ قیمتي ہے - آو ایک جام اڑائیں اور کہیں ٹہلنے چلیں - ان باتوں سے دنیا کے کاروبار معطل نہیں هو سکتے "

[٩]

اب بند خود بخود ٹوٹ چکا تھا - بغیر اسکے که میجر روشني کي مزید تلاش کرے ' خود هي روشني اسکے آگے چمک گئي - ایک دن جبکه جام و مینا کي گردش خوب هوچکي تھي ' میجر نے پھر متوقعه جنگ یورپ کا تذکرہ چھیڑ دیا - اس نے جرمن افسر کے گلاس میں شامپین انڈیلتے هوے کہا تھا :

" لیکن میرے دوست ! پیرس کے اخبار تو کہتے هیں که همیشه سنه ٧١ هي نہیں رهیگا ' جبکه سیدان کا معرکه پیش آیا تھا اور جرمني نے فرانس کو کچل ڈالا تھا "

افسر نے رومال سے منه پونچھا اور قہقهه لگایا :

" اگر همیشه سنه ٧١ نہیں ہے تو سنه ٩٩ تو آنے والا ہے ؟ یقین کرو که جرمني کو اب اپني قدرتي سیادت کیلیے زیادہ انتظار کي ضرورت نہیں ہے - تمام سامان مکمل هوچکا ہے - برلن میں عنقریب فوجي روانگي کا ترانه گایا جائیگا - اب همارے سفر کا دوسرا پروگرام ہے - ایک هي کوچ میں جرمن فوج سیدھي پیرس پہنچ جائیگي ' اور جہاں آج نمایش پیرس کي عمارتیں کھڑي کي جارهي هیں ' یه هماري فوج کي چھ کمپنیوں کے قیام کیلیے بہت هي عمدہ میدان هوگا "

بعد کو واقعات سے معلوم هوا که فوجي افسر کا یه بیان جرمني کے اس پروگرام کي طرف اشارہ تھا جو فروري سنه ١٨٩٧ میں جمهه گزانیس کیلیے اس نے تجویز کیا تھا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنين القرآن الحکيم

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذکر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۱۱
کلکته : جمعه ۱۳ - ربيع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 18th February, 1916.
جلد ۱

ترجمان القرآن

يعني قرآن حکيم کا اردو ترجمه، از خامهٔ ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و ترزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے، جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالی انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے، اور انکا نور علم براه راست مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي، وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام، امام الاعلام، مجدد العصر، حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے، جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي، اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا، اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم، و جعل الجنة مثواهم!

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے، اس يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي، اسکي تکميل کا شرف حق تعالی نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها، جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز، و بلاغت و انشاء مخصوص، و فهم حقائق و معارف قرانيه، و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس، عام فهم، معني خيز، حقيقت فرما عبارت ميں مرتيب کيا هے، اور بحمد الله که زير طبع هے-

يه ترجمه کيسا هے؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں، اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے-

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو، اور بچوں، عورتوں، سب کے مطالعه ميں آسکے- قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے- ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے، ان سے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے- درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے-

البيان
في
مقاصد القرآن

هـذا بـيـان لـلـنـاس، و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعني قرآن حکیم کي مفصل تفسیر، از خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکي محیط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا هے، یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرآن هے !

یه تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۹۴ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتھه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمهٔ تفسیر اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسیر کا هوگا، انشاء الله عنقریب شائع هوجائیگا - قیمت سالانه قبل از اشاعت چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

نوادر آثار مطبوعات قدیمهٔ هند

تاریخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈیا " مصنفهٔ مسٹر جان مارشمن

مطبوعهٔ قدیم کلکته سنه ۱۸۵۹

هندوستان کي تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاه محنتیں کي هیں، ان میں مسٹر جان - سي - مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتھه قابل ذکر هے - اسکا نهایت سلیس و فصیح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحیم گورکھپوري نے کیا تها، اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بهرام شاه نبیرهٔ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نهایت اهتمام و تکلف سے طبع کرایا تها - اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکي خاص طرح کي چهپائي بهي هے - یعنے چهپي تو هے ٹائپ میں، لیکن ٹائپ برخلاف علم ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا هے - کاغذ بهي نهایت اعلی درجه کا لگایا گیا هے - علاوه مقدمه و فهرست کے اصلي کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هیں - قیمت مجلد ۳ - روپیه -

ترجمه تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدین رازي رحمة الله علیه کي تفسیر درجه کي کتاب هے، جسکا اندازه ارباب فن هي خوب کر سکتے اگر آج یه تفسیر موجود نه هوتي تو صدها مباحث و مطالب تھے جو هماري معلومات سے بالکل مفقود هو جاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کرکے اسکا اردو ترجمه کرایا تها، ترجمے کے متعلق ایڈیٹر هلال راے هے که وه نهایت سلیس و سهل اور خوش اسلوب ترجمه هے

لکھائي اور چھپائي بهي بهترین درجه کي هے - جلد اول کے نسخه دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود هیں پهلے ق دو روپیه تهي اب بغرض نفع عام - ایک روپیه ۸ - آنه گئي هے -

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ کلکته " کے نام آئیں

جسکا درد وهي جانتا هے، دوسرا کیونکر جان سکتا هے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بهت پریشان هوتے هیں، اور رات دن سانس پھولنے کیوجه سے دم نکلے جاتے هیں، اور نیند تک حرام هو جاتي دیکھیے ! آپ انکو کسقدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس کا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نشه اشیاء اور مضر، بھنگ، بلا ڈونا، پوٹاس، اے اوڈائڈ، دیگر بنتي هے - اسلیے فائده هونا تو درکنار یه بے موت مارا جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر هے یه هماري هي بات نهیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپنے بهت خرچ کیا، لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمالیں - اسمیں نقصان نهیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصول ۵ آنه - اس دوا کي دو خاص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچھه روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال میں رهے دوره نهیں هوتا هے -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر [illegible] تارا چند دت اسٹریٹ کلکته

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۱

کلکته : جمعه ۱۳ - ربیع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 18th February 1916.

جلد ۱

افکار و حوادث

گذشته جنوري میں "مجوزه شیعه کالج" کا جو وفد هز آنر سر جیمس مسٹن بہادر کي خدمت میں بمقام لکهنو پیش هوا تها، اسکي روداد اب ایک رساله کي شکل میں شائع کي گئي هے - روداد کا خلاصه یه هے که ۱۴ - جنوري کو گورنمنٹ هاؤس لکهنو میں ایڈریس پیش کیا گیا، اور اسکے جواب میں خطاب ملوکانه همایوني نے عرض و نیاز کے ایک ایک لفظ کو خلعت قبولیت و پذیرائي عطا فرمایا :

دیدار هم میسر و بوس و کنار هم
از بخت شکر دارم و از روزگار هم !

ادهر عرض نیاز کي ارادت کیشي تهي، تو ادهر نگاه مہر و کرم کي عجز پروري - ادهر عشق کام طلب کي امیدواري تهي، تو ادهر حسن عشق نواز کي کام فرمائي - ادهر " ادعوني " کي تعمیل میں دست دعا دراز تها، تو ادهر وعدهٔ " استجب لکم " کي تصدیق میں دروازهٔ استجابت باز - ایک طرف سراسر عشق تها - دوسري طرف سراسر حسن :

وجود او همه حسن ست و هستیم همه عشق
به بخت دشمن و اقبال دوست سوگند ست !

رسم و راهِ کوچهٔ عشق کے واقف کار جانتے هیں که یہاں حق و هنر کا سوال کام نہیں دیتا، [illegible] ں دنیا کا سارا دار و مدار محض بخشش و کرم پر هے : اسکي نظریں جسپر پڑ جائیں اور اسکي بے نیازي جسکو سرفراز کردے، وهي سب سے زیاده مستحق، اور اسي میں سب سے بڑا هنر هے - استحقاق اور هنر دکهلا کر چاندي اور سونا لیا جاسکتا هے لیکن محبت کي نظریں اور پیار کي ادائیں نہیں خریدي جاسکتیں - ارسطو اگر لیلي کے [illegible] کا پرده اٹهاتا اور قیس کي دیوانگي کے مقابله میں اپنے فن منطق کو پیش کرتا، تو آپکو اچهي طرح معلوم هے که کیا جواب ملتا :

معمورهٔ دلے اگرت هست باز گوے
کاینجا سخن به ملک فریدوں نمي رود

یہاں عالمِ حسن و عشق کے کاروبار اور رد و قبول کے احکام دوسرے هیں، اور یہاں سب سے بڑا جوهر، سب سے بڑا هنر، سب سے بڑا استحقاق، سب سے بڑي دلیل، اور سب سے بڑا صغرا کبری یه هے که اس کي نظریں قبول کرلیں، اور وه که سب چاهنے والوں کي چاهتیں اسي کیلیے هیں، خود کسي کي شیفتگي کو اپني چاهتوں کیلیے چهانٹ لے - پهر جسکو خود وه چاهے، اسکي قسمت کا کیا پوچهنا که عشق کي شہنشاهي اور اقلیم حسن کي فرماں روائي هے - بن پڑے تو اپني چاهتوں میں اس خوش نصیب کو بهي شامل کرلیجیے که محبوب کا محبوب بهي محبوب هوتا هے، اور مذهب عشق کا منتهاے کمال یهي هے :

چاهیے اچهوں کو جتنا چاهیے
وه اگر چاهیں تو پهر کیا چاهیے ؟

مرحوم ذوق کي غزلوں میں میں اپنا ذوق بہت کم پاتا هوں تا هم ایک شعر انکا بهي یاد آگیا :

تم جسے یاد کرو پهر اسے کیا یاد رهے
نه خدائي کي هو پروا نه خدا یاد رهے

اردو شاعري میں جس چیز کو " معامله گوئي " کہتے هیں، شعراے ایران اسے " وقوعه گوئي " سے تعبیر کرتے هیں - اواخر عهد صفویه میں فغاني کے اسکول نے جو شعرا پیدا کیے، انہوں نے خاص طور پر اس رنگ کو بہت ترقي دي - از آنجمله ضمیري صفاهاني هے جسکا ایک شعر مجهے نہیں بهولتا :

چو مي بینم کسے از کوے او دل شاد مي آید
فریبے کز وے اول خورده بودم یاد مي آید

اس وفد نے جو ایڈریس پیش کیا تها وه اسقدر دلچسپ نہیں هے جسقدر ایڈریس کا جواب دلچسپ هے، اور ایسا هونا ضروري تها - عشق خواه کسي شکل میں هو، عجز و نیاز کیلیے هے - دلبري و رعنائي کیلیے نہیں هے - یه خواص حسن کے هیں - اسکا کوئي جلوه دلربائي و نظاره پروري سے خالي نہیں هوتا - یه تو وه چیز هے که اگر بے مہري و غیظ و غضب [illegible] هو، جب بهي پیار کرنے هي کي چیز هوتي هے، پهر لطف و نوازش اور بخشش و کرم کي هوش ربائي کا کیا پوچهنا :

ساغر کو مرے هاته سے لیجیو که چلا میں !

هز آنر اپنے جواب میں فرماتے هیں :

" اس بیان سے میرا هرگز یه مطلب نہیں هے که مجهه کو کسي قوم یا مذهب کے لوگوں کي کوئي خاص رعایت منظور هے - نه میرا یه منشا هے که جو بڑي بلیغ کوششیں ابتک مسلمانوں کي ترقي تعلیم کي نسبت کي گئي هیں انکي بیقدري کي جاے "

لیکن هم حیران هیں که اس جملے کے کہنے کي کیا ضرورت تهي ؟ بهلا ایک منٹ کیلیے بهي کوئي عقلمند هز آنر کي نسبت ایسي بدگماني کرسکتا هے ؟

نه هم سمجهے نه تم آے کہیں سے
پسینه پونچهیے اپني جبیں سے

آب حیات

جسے کایا پلٹ ' یوناني اکسیر البدن اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگي کو موت سے ایک روپیہ میں خرید نا

(آبحیات کے اکسیري فوائد !)

صحت کے برابر دنیا میں کوئي نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستي بگڑ جاتي ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتاے کیا ہوت جب چڑیا چگ گلیں کھیت- ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما گرد و غبار سے آے دن ہزاروں قسم کي بیماریاں و فساد خون کے دکھ ہر روز نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - گراني اشیاء خوردني نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماري نے لوگوں کو کمائي کے لائق نہیں رکھا ' اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ درگور ہو جاتے ہیں- اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش' تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتي - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائي اثر بخشا ہے تاکہ کوئي دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کي ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصي پاے - آبحیات ہر مرض شدید کي دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشي آبحیات کي کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہاني آفتوں سے بچاسکتي ہے' کسیکو معلوم نہیں مرض کس وقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبالیگي اسلیے یہ عقلمندي ہے کہ پہلے ہي سے ایک شیشي گھر میں رکھي جاے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق ' تپ محرقہ ' صفراوي تپ' تپ پر سوت' سل ' پیچش' صفراوي اسہال ' سرسام ' درد سر ' درد پہلو ' نمونیا ' ذات الجنب' تپش دل ' ناسور ' بدھ کا زخم ' درد کان ' مسوڑوں سے خون آنا' پھوڑے پھنسیاں ' پٹھوں کا اکڑاؤ ' براسیر ' نواسیر ' بھگندر' نارو کا سوراخ ' دانت کا درد ' قبض ' درد قولنج' درد کمر' نقرس ' چھپاکي ' متلي ' قے ' زخموںمیں کیڑے پڑنا ' کثرت پیاس' تشنج' بیخوابي' کھانسي خشک و تر ' کرم ' چھوتے ' ورم پستان ' درد دل' ہیضہ ' طاعون' خنازیر' درد شکم' زہر دار ڈنگ' بھڑ' سانپ' بچھو' آگ سے جلنا ' گرمي کي شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا' درد' چوٹ ' خارش' نکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت في شیشي ایک روپیہ - چھ شیشي پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار-

آبحیات کا مسیحائي اثر

(سل' دق ' کھانسي' سات ماہ کي صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے- سي - ایس - آئي والي ریاست خیرپور سندھ

سر- اسے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لزمي جو ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسي ایسي شدید تھي کہ سونا ' بیٹھنا حرام ہوگیا تھا - چونکہ سر- اسے ممدوح اپنے آقاے نامدار میر احمد علي خاں صاحب کي خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - اُن کے معالجہ کے لئے یورپین سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچي وغیرہ سے اور نامور اطباے ہندوستان سے جمع کیے گئے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئي چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہوگیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہوکر کہا تھا کہ سر- اسے غلام رسول بھي اسي مرض میں مبتلا ہوگیا تھا- آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسي سرکار ابد پائدار والي ریاست نے حکیم غلام نبي زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹري و یوناني اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں ' ریاست میں براے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ مڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھي بگڑ گیا ہے' صرف دس قطرہ آبحیات کے دفعہ دینے شروع کیے ' اور تمام انگریزي و یوناني دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار اور کھانسي ساتویں روز جاتي رہي- یہ جادو کے اثر کي خبر ریاست میں مشہور ہوگئي- اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لاعلاج بیماروں کا کوئي کم قیمت علاج ہے' تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسي آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسي قصہ کو پڑھ لو اور وہاں سے تصدیق کرلو کہ سر- اسے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد- خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کي شیشي ہر گھر میں موجود ہوني ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کي ضرورت ہے نہ طبیب کي - بیسیوں امراض کي ایک ہي تیر بہدف دوا ہے' جو کسي قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتي ہے -

قیمت في شیشي صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت [illegible] اعصاب)

وہ نقص جو بھرپور جواني [illegible] مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں' اس سے دور ہوتے ہیں- گئي ہوئي طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشي نے جب جسم کي قوت کو گھٹا دیا ہو- تو یہ شربت خاک میں ملي ہوئي امیدیں بر لاتا ہے' في شیشي صرف چار روپیہ -

(سنون مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کي طرح چمکدار- قیمت چار تولہ ایک روپیہ.-

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام في شیشي تین روپیہ -

دوائي درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے' قیمت في شیشي صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں' ناسور ' بھگندر- خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ-

(دوائي پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائي ہے -قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردني علاج)

اس دوائي کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہي اندر بیٹھ جاتي ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کي شرطیہ دوا - پسینہ آکر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت في ڈبیہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آیندہ درد سے نجات ہوتي ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہي ' سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجي ' غلام ' نبي
زبدۃ الحکماء لاہور- موچي دروازہ.

چیز ہے' اور جب تک یہ دور نہ ہوگی اس وقت تک کوئی سعی تجدید و احیاء کامیاب نہیں ہو سکتی - مسلمانوں کا سیاسی تنزل' اخلاقی تنزل' علمی تنزل' مدنی و عمرانی تنزل' یہ تمام جزئیات تنزل ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی کلی اصل نہیں ہے - ان تمام مختلف شاخوں سے گذر کر جب درخت کی جڑ تک نظر پہنچیگی تو صاف نظر آجائیگا کہ علل و اسباب کے کلیات دوسرے ہیں' اور ان میں سب سے زیادہ اہم و نافذ علت مسلمانونکی تالیف کے بعد تفریق' توحید کے بعد تعدد' اجتماع کے بعد افتراق' اور نزول علم کے بعد بغی و عدوان ہے -

بظاہر اس چیز کو ہر شخص محسوس کرتا ہے' اور مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر ماتم کرتے ہوے کوئی آنکھ ایسی نہیں ہے جسکے آنسوؤں میں اس منظر کو دخل نہو - تقریباً سب کہتے ہیں کہ اختلاف سے اتفاق بہتر ہے اور دشمنی پر محبت کو ترجیح دینی چاہیے - با ایں ہمہ بد بختی یہ ہے کہ مسئلۂ اختلاف و افتراق امۃ کو اسکی اصل اہمیت کوئی بھی نہیں دیتا اور کسی کو اسکی توفیق نہیں ملتی کہ ظواہر و آثار سے گذر کر اسباب و علل پر نظر ڈالے' اور صحت نظر کے ساتھہ اصلیت مستورہ کی تشخیص کرے - اگر گذشتہ دور اصلاح و تحریک میں کسی کا قدم یہاں تک پہنچا بھی ہے تو بدبختانہ اسکے بعد کی منزل علاج گم ہوگئی ہے' اور یہ افسانہ بہت طول طویل ہے -

درخت جب سوکھتا ہے تو اسلیے نہیں سوکھتا کہ اسکی شاخوں میں رطوبت نہیں رہی' بلکہ صرف اسلیے کہ رطوبت حیات کا سرچشمہ جڑ ہے اور اسمیں اب زندگی باقی نہیں رہی - اسی طرح کوئی قوم اسلیے نہیں بگڑتی کہ اس نے اپنی تعلیم سعادت کی فروعات کو چھوڑ دیا' بلکہ اسلیے کہ اصول و کلیات کا سر رشتہ اسکے ہاتھوں سے جاتا رہا - جب تک جڑ میں زندگی ہے' اسوقت تک درخت کا ایک پتہ بھی خشک نہیں ہوسکتا - لیکن اگر جڑ کو پانی نصیب نہیں تو شاخوں اور پتوں پر اوپر سمندر کے سمندر بھی ارنڈیلدو' وہ سر سبز نہیں ہوسکتے -

اسلام کے بھی اصول ہیں اور فروع ہیں - پس مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اصول میں ڈھونڈھنا چاہیے نہ کہ فروع میں - اسلام کی اولین اصل عقیدۂ "توحید" ہے - اسی عقیدے کے اندر مسلمانوں کی تمام روح حیات مضمر تھی' اور اسی روح نے انکو دائمی زندگی کی خوشخبری سنائی تھی - لیکن مسلمانوں نے سب سے زیادہ اسی عقیدے سے انحراف کیا - حتی کہ آج اس سے بڑھکر اور کسی اعتقاد میں وہ تجدید دعوۃ کے محتاج نہیں ہیں - جسطرح عقیدۂ توحید کے معنی یہ نہ تھے کہ مشرکین مکہ کی طرح زبان سے تو ایک صانع کل کا اقرار کردیا جاے (لیقولن اللہ) لیکن اپنی عملی زندگی پر صدہا غیر الہی عبودیتوں کی لعنت بھی طاری کرلی جاے' اسی طرح توحید کی حقیقت کے ساتھہ یہ ضلالت بھی جمع نہیں ہوسکتی تھی کہ ایک فاطر السماوات والارض کی بندگی کا دعوا کرکے' بہت سے خداؤں کے ماننے والوں کی طرح بہت سی جماعتوں اور شکلوں میں متفرق ہوجائیں - اعتقاد توحید کا اولین مطالبہ یہ تھا کہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت و ہدایت کیلیے ایک ایسی امۃ عادلہ طیار ہو' جو تمام پچھلی قوموں کے برخلاف اپنے تمام عقائد و اعمال کے اندر جلوۂ توحید رکھے - اسکا خدا ایک ہو' اسکا مبدء حکم و سلطانی ایک ہو' اسکا مصدر امر و نہی ایک ہو' اسکی کتاب اللہ ایک ہو' اسکا رسول اللہ ایک ہو' اسکا قبلہ ایک ہو' اسکا نام ایک ہو' اسکے خصائص و اعمال ایک ہوں - یعنی جسطرح اسکا خدا وحدہ لا شریک ہو' اسی طرح اسکا قرآن بھی اپنی ہدایت میں' اسکا رسول بھی اپنی تعلیم کتاب و حکمت میں' اور اسکی امۃ بھی اپنے خصائص و معاہد اور وحدۃ و یگانگت میں وحدہ لا شریک ہو!

ان ہذہ امتکم امۃ واحدہ و انا ربکم فاتقون !

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اسلام کی حقیقت اصلی اس چیز کو بتلایا ہے' جو اختلاف و تفرق کے ساتھہ جمع ہی نہیں ہوسکتی - وہ ہر جگہ اسلام کو "وحدۃ و تالف" اور کفر کو "تعدد و تشتت" قرار دیتا ہے - اور جس شدت اور اعادہ و تکرار کے ساتھہ شرک سے روکتا ہے' ٹھیک ٹھیک اسی طرح تفریق و شقاق سے بھی باز رکھنا چاہتا ہے - وہ بار بار کہتا ہے کہ تم " مغضوب علیہم " یعنی یہود اور " الضالین " یعنی نصاری کی ضلالتوں سے اپنے آپکو بچاؤ اور " انعام یافتہ " جماعتوں کی راہ پر چلو - پھر جا بجا تشریح کرتا ہے کہ یہود و نصاری کی سب سے بڑی ضلالت یہ تھی کہ انہوں نے نزول " علم " یعنی نزول شریعت کے بعد راہ شقاوت اختیار کی - خدا نے انکو ایک کردیا تھا پر وہ ایک نہ رہے' اور مختلف مذہبوں' مختلف جماعتوں' مختلف ناموں' مختلف غیر الہی عبودیتوں میں متفرق ہوگئے :

> الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا' وکل حزب بما لدیہم فرحون (۳۰ : ۳۲)

ان لوگوں کی راہ اختیار نہ کرو جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا' اور ایک امۃ ہونے کی جگہ گروہ گروہ ہوگئے - ہر فرقہ اپنے ہی خیالات و اوہام کو حق سمجھتا ہے اور اسپر قانع اور خوشحال ہے !

اس سے بھی زیادہ یہ کہ جا بجا واضح کیا کہ کسی امت کیلیے تالیف و اتحاد رحمت الہی ہے' اور تحزب و تفرق عذاب الہی - خدا جب کبھی کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو اسمیں باہمی تفرقہ اور اختلاف ڈالدیتا ہے :

> قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض (۶ : ۶۵)

کہدے کہ اللہ اسپر قادر ہے کہ وہ تم پر اوپر سے کوئی عذاب لاے یا تمہارے قدموں کے نیچے ہی سے اسکا عذاب نمایاں ہو' یا پھر تمہارے اندر پھوٹ ڈالدے - تم گروہ گروہ اور جماعت جماعت ہوجاؤ' اور باہم ایک دوسرے سے لڑکر خود اپنی ہی تلوار سے اپنے کو ہلاک کرو -

اللہ کے رسول نے سب سے بڑی وصیت امۃ کو یہی کی :

> لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم اعناق بعض (بخاری)

میں نے تمکو عذاب شقاق و افتراق سے نکالکر اتحاد و تالیف کی رحمت کا پیکر بنا دیا ہے - لیکن میرے بعد کافروں کا طریق اختیار نہ کرنا کہ باہم ایک کی تلوار دوسرے کی گردن پر چلے -

اور یہی چیز ہے جسکی طرف باب مدینۃ العلم حضرۃ امیر علیہ السلام نے اپنے ایک خطبۂ مقدسہ میں دعوۃ دی :

> الا ہم واحد' و نبیہم واحد' و کتابہم واحد' امرہم اللہ بالاختلاف فاطاعوہ' ام نہاہم عنہ فعصوہ؟ ام انزل اللہ دینا ناقصا فاستعان بہم علی اتمامہ؟ (نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰۲)

ؔ انکا خدا ایک ہے' نبی ایک ہے' کتاب ایک ہے' پھر کیا ہے کہ وہ باہم اختلاف کرتے ہیں؟ خدا نے کیا انکو اختلاف کا حکم دیا ہے کہ اسکی پیروی میں مختلف ہو رہے ہیں؟ یا اس نے اختلاف سے روکا ہے اور وہ حکم الہی کی نافرمانی کر رہے ہیں؟ یا پھر یہ ہے کہ خدا نے ناقص دین اتارا اور اسلیے اس طریق سے اب اسکو مکمل کرنا چاہتے ہیں؟

قرآن حکیم کی بے شمار تصریحات کو میں ایک تمہیدی ٹکڑے میں کہانتک نقل کروں؟ مختصر یہ کہ سب کو یاد ہے اور سب پڑھتے

شذرات

مجــوزۂ شیعــہ کالــج

" الزمـوا السواد الاعظـم فان ید الله علی الجماعہ' و ایاکم و الفرقۃ' فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب ' الا ' من دعا الی ھذا الشعار فاقتلوہ و لو کان تحت عمامتي ھذہ !! " (۱)

(حضرۃ علي علیہ السلام - نہج البلاغہ صفحہ ۲۶۱)

ماذا التـقاطع في السلام بینـکمو
و انتمو یا عبـاد اللـہ اخـــوان !

(۱)

باوجود کئي ھفتوں کے اعراض و اغماض کے ' آج میں مجبور ھوا ھوں کہ وقت کے ایک ایسے مسئلہ کي نسبت چند کلمات لکھوں جو ھمیشہ سے اسلامي مباحث و نظر کا سب سے زیادہ مشتبہ و ظنون آلود موضوع رھا ھے ' اور جو اسقدر نا مبارک موضوع ھے جسکو کسي طرح بھي بد گمانیوں اور غلط فہمیوں کي آلودگي سے الگ نہیں کیا جاسکتا - تاھم سچائي کي فاتحانہ حقیقت پر میرا اعتماد ھے ' اور اعلان حق اور امر بالمعروف کا فرض شرعي خوف ظنون و ھجوم شبہات سے ساقط نہیں ھوجاسکتا - اگر دنیا میں ایسے لوگ موجود ھیں جنکو چراغ کي روشني دھندلي نظر آتي ھے' تو یہ انکي آنکھوں کا ضعف ھے جسکو دور کرنا چاھیے - انکي خاطر چراغ گل نہیں کیے جاسکتے : فَذکّر ان الذکر تنفع المومنین ! -

میں آج مجوزہ شیعہ کالج کے متعلق اپنے خیالات ظاھر کرنا چاھتا ھوں - مجھہ کو یقین ھے کہ میري اس تحریر کو پڑھکر بہت سے لوگ ظنون فاسدہ میں مبتلا ھونگے ' اور کوشش کي جائیگي کہ اسکو فریقانہ جذبات و عصبیۃ کي طرف منسوب کیا جاے - لیکن الحمد للہ کہ مجھکو اپنے اُن صدھا برادران شیعہ کے جذبات و آراء صادقہ بھي معلوم ھیں جو میرے مسلک و اصول کے متعلق پوري بصیرۃ رکھتے ھیں ' اور امید واثق ھے کہ انکي اصلي حقیقت شناسي وقت کے صناعي و خارجي جذبات سے کبھي بھي مغلوب نہ ھوسکیگي :

فاما الـذین في قلـوبھم زیـغ فیتبعون ما تشابہ منـہ ابتغـاء الفتنـــۃ (۳۰ : ۱۸)	البتہ جن لوگوں کے دماغوں میں کجي اور راستي سے انحراف ھے' تو وہ کلام حق کي صاف صاف اور کھلي کھلي باتوں پر غـور و تفکـر نہیں کرینگے - بلکہ

صرف اُنھي چیزوں کے پیچھے لگے رھینگے جن میں انکو تشابہ اور ابہام نظر آئیگا تاکہ فتنہ و فساد پیدا کریں اور لوگونکو راہ حق سے بھٹکائیں -

(مسئلۂ اصـلاح و تجدید امـۃ)

سب سے پہلے میں یہ ظاھر کردینا چاھتا ھوں کہ مسئلۂ " اصلاح و تجدید امۃ " کے متعلق میرا ایک خاص مسلک ھے ' اور اس مسلک کي بنیاد محض بعض جزئیات عروج و تنزل کے مشاھدہ و تاثر پر نہیں ھے جیسا کہ گذشتہ پچاس سال کي تمام اصلاحي تحریکوں کا حال رھا ھے ' بلکہ اسکي بنیاد وہ کلیات و اصول عقائد ھیں جنکو اسلام کي تصریحات' کتاب و سنت کي محکمات ' عقل و براھین کي دلالت ' تاریخ و استقراء تاریخي کے نظر و اخذ ' اور تمام جزئیات ترقي و تنزل امم کے درس و فکر کے بعد میں نے قرار دیا ھے - اور اس بارے میں ایک پورا مرتب سلسلۂ عمـل اپنے پیش نظـر رکھتا ھوں -

منجملہ اُن عقائد و اصول کے جن پر میرا مسلک دعوۃ مبني ھے ' ایک سب سے بڑا اھم اصول وہ ھے جسکو میں " مسئلۂ تحزب و تمذھب " سے تعبیر کرتا ھوں ھیں' یعنے مسلمانوں کا توحید و تالیف کے بعد پھر متفرق ھوکر گروہ در گروہ ھو جانا اور ایک امۃ قیمہ کي جگہ مختلف ناموں اور مختلف مذھبوں میں بٹ جانا - میرا یہ عقیدہ ھے کہ مسلمانوں کے تمام ادبار و تنزل کي اصلي و حقیقي علت یہي

---

(۱) حضرۃ امیر علیہ السلام کے ایک خطبہ کے مشہور کلمات مقدسہ ھیں - فرمایا کہ " سواد اعظم کي معیت کو اپنے اوپر لازم کرو کہ اللہ کا ھاتھہ جماعت کے ساتھہ ھے - جماعت سے الگ نہو اور تفریق سے بچو' کیونکہ جو شخص اپني جماعت سے الگ ھوگیا وہ شیطان کیلیے ھوگیا جس طرح بکري اپني ریوڑ سے الگ ھوکر بھیڑیے کے لیے ھوجاتي ھے - آگاہ ھو کہ جو شخص تفریق کلمہ کي طرف بلاے اور جماعت میں پھوٹ ڈالے اسے قتل کر ڈالو' اگرچہ وہ وھي سر ھو جو میرے عمامے کے نیچے چھپا ھے - (یعني اگر میں خود تفرقہ و علحدگي کا باعث ھوں تو میں بھي اسي کا مستحق ھوں) " سواد اعظم " سے مقصود یہ نہیں ھے کہ صرف تعداد کے لحاظ سے کوئي بڑي جماعت جیسا کہ لوگ سمجھتے ھیں' بلکہ مقصود اسلام اور اسکي قومي جماعت ھے' اور وھي اعظم ھے - ابن ماجہ کي حدیث کا بھي یہي مطلب ھے -

---

[بقیہ فکار و حوادث]

ھم نے ابھي کہا ھے کہ شیوۂ عشق و کمال شیفتگي یہ کہ معشوق پر حکمراني نہ کیجیے' بلکہ اپنے عشق کو اسکے فرمان حسن کا محکوم کردیجیے - فلسفۂ حسن و عشق کے سب سے بڑے حکیم عرفي شیرازي کا قول فیصل آپکو معلوم ھے :

قبول خاطر معشوق شرط دیدارست
بحکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبیست

آپکو اگر دعوے محبت ھے تو ھر اس شے کو پیار کیجیے جسپر پیار کي ایک غلط انداز نظر بھي اُس نے ڈالدي ھو - مذھب عشق کي منزل " تفویض " یہي ھے :-

چنانچہ الحمد للہ ھم دیکھتے ھین کہ اکثر مدعیان عشق و کمال عشق نے یہي شیوۂ اختیار کیا ھے - ازانجملہ مجمع عشاق علي گڈہ کثـرھم اللہ تعالی) ھے - باوجودیکہ یہاں کا ھر مجنون و فرھاد مسئلۂ تعلیم و مرکز تعلیم کے بارے میں ایک لمحہ کیلیے بھي متحمل رقابت نہ تھا' لیکن جونھي نظر محبوب نے اپني محبوبیت کا اعـلان کردیا' معاً سب نے ادعاء رقابت کي تلوار نیام میں رکھہ لي' اور اب فیصلۂ سرکار حسن کے آگے سب کي گـردنیں خم ھیں :

سر تسلیم خم ھے جو مزاج یار میں آے !

مذاکرہ علمیّہ

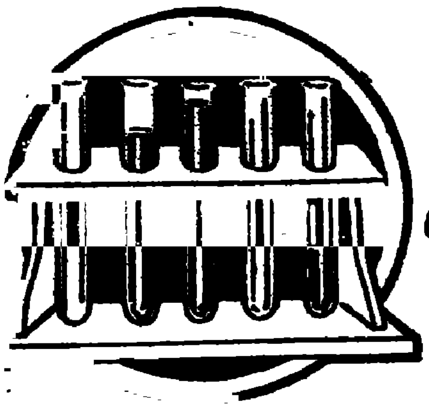

علــم الانسان

ANTHROPOLOGY.

تلک اٰثارنا تــدل علینـــا
فاسئلوا حالــنا عن الاٰثار!

اگر هم انسان کو به حیثیت ایک نوع کے اپنے درس و مطالعه کا موضوع قرار دیں' تو اسکے متعلق متعدد سوالات پیدا هونگے -

مثلاً یه که نوع انسـاني کیونکر عالم وجود میں آئي ؟ اسکي نوعي حیثیت دفعتً پیدا هوگئي یا بتدریج پیدا هوئي ؟ وہ کب سے ہے ؟ اسکي ترکیب جسماني کیا ہے ؟ اسکي اور دیگر حیوانات کي ترکیب جسماني میں کیا فرق ہے ؟ موثرات خارجیه کا اس پر کیا اثر پڑا ہے؟ مختلف اقوام میں باهمي علاقه کیا ہے ؟ مختلف اقوام عالم کسي ایک فرد انساني هي سے پیدا هوي هیں یا چند افراد سے ؟ زبان ' مذهب ' اخلاق ' عادات ' اور رسوم میں اختلاف کے اسباب کیا هیں ؟ یه مختلف شکلیں کن عام اصول کے ماتحت هیں ؟

ان سوالات کے جواب اگر علیحدہ علیحدہ دیے جائیں تو وہ مختلف اور مستقل علوم کے مباحث هونگے -

مثلاً انسان کي تدریجي یا مستقل آفرینش کا تعلق علم الحیات سے ہے - اسکي ترکیب جسماني کي بحث علم تشریح اور علم وظائف الاعضاء میں داخل ہے - انسان اور دیگر حیوانات کي جسماني ساخت میں وجوہ مشابهت و اختلاف کا علم تشریح اضافي کا موضوع ہے - و هلم جرا -

لیکن اگر ان تمام سوالات پر یکجائي نظر ڈالي جاے' اور کسي ایک سلسله کے ماتحت انکے جواب دیے جائیں تو یه مجموعي جوابات ایک کلي علم الانسان کا مایۂ خمیر هونگے -

پس در حقیقت علم الانسان (Anthropology) نوع انساني کي ایک تاریخ طبیعي ہے جس میں بحث کے تمام ممکن پهلوؤں پر نظر ڈالي جاتي ہے ' اور قانون ارتقاء (یعنے کائنات کي رفته رفته بتدریج ترقي و تکمیل) کي روشني میں یه معلوم کرنے کي کوشش کي جاتي ہے که نوع انساني پر آغاز آفرینش سے لیکر اسوقت تک کیا کیا تغیرات گزرچکے هیں ؟

(نوع انساني کي قدامت)

نوع انساني کے متعلق اولین سوال یه پیدا هوتا ہے که اسکي آفرینش مستقل ہے یا تدریجي ؟ یعني اسکي موجودہ نوعي حیثیت اسکے عالم وجود میں آنے کے وقت سے ہے یا یه مختلف تغیرات تدریجي کا نتیجه ہے' جسے اصطلاح میں ارتقاء کهتے هیں ؟

لیکن هم اس سوال کو سر دست قلم انداز کرتے هیں -

اسکے بعد دوسرا سوال یه پیدا هوتا ہے که نوع انساني اس کرۂ ارضي پر کب سے ہے ؟ بظاهر اس سوال کا جواب تاریخ دیسکتي ہے ' لیکن تاریخ کي طرف رجوع کرنے سے پہلے غور کرلینا چاهیے که تاریخ اپنا سرمایۂ اطلاع کن ماخذوں سے فراهم کرتي ہے ؟ تاریخ کے ماخذ حسب ذیل هیں :

(۱) وہ کتابیں جو اقوام یا ممالک کے حالات میں لکهي گئي هیں -

(۲) قصے ' کهانیاں' قومي روایات ' اشعار وغیرہ -

(۳) آثار عتیقه جو حفریات (زمین کي کهدائي کے کاموں) کے سلسله میں دستیاب هوے هیں -

یه ظاهر ہے که پہلے دو ماخذ صرف ان حالات و تغیرات پر روشني ڈال سکتے هیں جو نوع انساني پر آخري چند هزار سال کے اندر گزرے هیں - کیونکه تصنیف و تالیف اور فسانه طرازي و شعر گوئي در اصل انسان کے ارتقاء مدني کا نتیجه ہے' اسلیے یه چیزیں بهي صرف اپنے عهد یا اپنے عهد سے کسیقدر پہلے کے حالات هي بیان کرسکتي هیں' مگر نوع انساني کي عمر کا بیشتر حصه جو اس زمانے سے پہلے گزرا ہے' هنوز تاریکي میں رهتا ہے -

انسان کے اس ماضي مجهول کو اصطلاح میں " عهد قبل التاریخ " کهتے هیں یعنے تاریخ کي تدوین و روایت سے پہلے کا زمانه - عهد قبل التاریخ کے حالات - صرف آثار عتیقه هي سے معلوم هوسکتے هیں - آثار عتیقه سے جو نتائج نکلتے هیں ' گو وہ تخمیني هوتے هیں ' تاهم واقعیت سے خالي نهیں هوتے - اسلیے یقیني ذرائع کي عدم موجودگي میں اِن تخمیني ذرائع سے ضرور کام لیا جاسکتا ہے -

اس تفصیل سے معلوم هوگیا هوگا که نوع انساني کے عهد قبل التاریخ کے حالات در اصل صرف آثار عتیقه هي اپني زبان خاموشي سے بیان کرسکتے هیں - نیز یه که تاریخ کے پاس اس سلسله میں جسقدر بهي سرمایۂ معلومات ہے' وہ سب کا سب علم الآثار هي کا نتیجه ہے -

(عهد قبل التاریخ)

نوع انساني کے عهد قبل التاریخ کي تاریخ ابهي بالکل نامکمل ہے - مدفون آثار کي تنقیب جسقدر وسعت و سرگرمي کے ساته کي جارهي ہے' اسیقدر عجیب و غریب انکشافات هوتے جاتے هیں - اسوقت تک جسقدر آثار دستیاب هوے هیں ' انکے لحاظ سے علماء آثار نے عهد قبل التاریخ کي تقسیم تین دوروں میں کي ہے :

(۱) دور حجري - یعني وہ زمانه جبکه انسان اپنے آلات وغیرہ پتهر سے بناتا تها - پتهر هي میں رهتا تها اور پتهر هي سب سے بڑا اسکا آله تها -

(۲) دور برنزي - یعني وہ زمانه جبکه انسان اپنے آلات وغیرہ ایک قسم کي مرکب دهات سے بنانے لگا جسے " برنز " کهتے هیں اور جو زیادہ تر تانبے اور جست کو ملاکر بناتے هیں -

هیں : و اعتصموا بحبل الله جمیعا و لا تفرقوا ' و اذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم ' فاصبحتم بنعمته اخوانا - اگے چلکر فرمایا : ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ماجاءهم البینات - اور اُن قوموں کي طرح نه هوجاؤ جو تم سے پہلے گذر چکي هیں' اور جنکا حال یه رها هے که خدا کي شریعت کے نزول کے بعد پھر متفرق هوگئیں اور اتحاد کي جگهه اختلاف کي راه اختیار کي -

لیکن بد بختانه مسلمانوں نے وهي کیا جس سے وه روکے گئے تھے - خدا نے انکو دوسروں کیلیے تلوار دي تھي ' انہوں نے خود اپنوں پر چلالي - خدا نے انکو ایک بنایا تھا' وه متعدد جماعتوں میں متفرق هوگئے - خدا نے انکو ایک شریعت دي تھي' انہوں نے بہت سي شریعتیں بنالیں - خدا نے انکا ایک هي نام "مسلم" رکھا تھا : هو سماکم المسلمین من قبل و في هذا (۲۲ : ۷۸) ان الدین عند الله الاسلام (۳ : ۱۷) یعنے دین الهي صرف اسلام هے اور الله نے تمہارا نام همیشه سے اور همیشه کیلیے صرف مسلم رکھا هے - مگر ان میں سے هر جماعت نے اپنا الگ الگ نام رکھا ' اور اصلین کتاب و سنت سے اسقدر بعد و هجر' اور "ما انزل الله بها من سلطان" سے اسقدر شغف و وصل هوگیا ' که اپنے ٹھہرائے هوے ناموں سے اپنے تئیں پکار کر هر جماعت خوش هوتي هے' مگر خدا کے ٹھہرائے هوے نام میں اسکے لیے بڑا هی دکھه اور بڑي هي ذلت هے ' حتی که اگر اسطرف دعوة دي جاتي هے تو اسے کفر و ضلالت سے منسوب کرتي هے - ٹھیک ٹھیک یہودیوں کي حالت انہوں نے اپنے اوپر طاري کرلي که " فتقطعوا امرهم بینهم زبرا کل حزب بما لدیهم فرحون !

پس یه اختلاف و شقاق ایک عذاب الهي هے ' مسلمانوں کي سب سے بڑي معصیت هے' سب سے بڑا طغیان هے' سب سے بڑا عدوان هے' ان تمام مصائب و خسران قومي کا مبدء حقیقي هے - زمین کي سطح پر مسلمانوں نے اس سے بڑھکر اور کوئي گناه نہیں کیا ' اور خدا نے جسقدر بھي اسوقت تک انکو سزائیں دي هیں' وه سب کي سب سي بڑے جرم کي پاداش هیں : ذالک بان الله لم یک مغیرا نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم و ان الله سمیع علیم (۸ : ۵۵)

اس اختلاف و تحزب کے علل و اسباب کیا کیا هیں ؟ اسکا علاج حقیقي کیا هے ؟ دائمي علاج اگر نه هوسکے تو عارضي علاج کي کیا صورت هے ؟ جسقدر علاج ابتک کیے گئے کیوں کامیاب نہیں هوے ؟ ان پہلووں پر میں اس وقت نظر نہیں ڈالونگا' کیونکه مقصود صرف اپنے اصول دعوة و اصلاح کو واضح کرنا هے' نه که اصل مسئله پر نظر ڈالنا -

(عود الی المقصد)

سطور مندرجه صدر سے یه چیز تمہارے سامنے واضح هوگئي هوگي که مسئله اختلاف و تفریق کے متعلق میرا عقیده کیا هے' اور کس نظر سے میں اسے دیکھتا هوں ؟ اسي عقیده کا نتیجه هے که همیشه اتحاد کلمه کي دعوة میرے تمام کار و بار دعوة کي اولین بنیاد و اساس رهي هے ' اور یه کسي طرح بھي ممکن نہیں که اپني تحریر و تقریر کي کسي شاخ میں اس اصل مهم سے اعراض کرسکوں - ایک شخص فروعات عمل میں ٹھوکر کھا سکتا هے ' لیکن اپنے عقیدے اور اصل و کلیه کو کبھي نہیں بھلا سکتا -

الحمد لله که گذشته چار سال کي متصل تحریر و اشاعات کي زندگي میں میں نے کبھي اس اصل جلیل و عظیم سے سر مو انحراف نہیں کیا' اور میري اُن تمام تحریرات و مطبوعات میں جو هر آٹھویں دن دنیا کے سامنے آشکارا هوجاتي تھیں' ایک مضمون' ایک سطر' ایک لفظ ' نہیں دکھلایا جاسکتا جسمیں فریقانه تعصبات اور فرقه بندي کے ناپاک جذبات کا ایک شائبه بھي پایا جاتا هو و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

جو شخص اپنے عقائد محکمه میں نفس اختلاف و شقاق هي کو ایک ایسي ضلالت سمجھتا هو جو کبھي اسلام کے ساتھه جمع نہیں هوسکتي' اور جو شخص اسلام کي حقیقت کو " وحدت " اور کفر مفہوم " تفرق " یقین کرتا هو ' کیونکر ممکن هے که وه خود تفریق و اختلاف کا موجب بنے ' اور جس آگ کو بجھانے کیلیے اٹھا هے ' اسکو اور زیاده بھڑکاے ؟

میں نے الحمد لله که سني شیعه کي تفریق سے فہم حقیقت کي ایک بالا تر جگه پائي هے ' اور میں عزت پاکر پھر اسے نہیں کہه دونگا که فرو تر جگه اختیار کروں - راه حقیقت طلبي میں میرا پہلا قدم وهي تھا جو ان تمام فریقانه راهوں سے یک قلم الگ هوکر ایک دوسري گم شده راه کے سراغ میں اٹھا' اور اُس صراط مستقیم کو اپنے سامنے پایا جسکي نسبت اول دن هي کهدیا گیا تھا که :

فاتبعوه و لا تتبعوا السبل	اسلام کي اس ایک هي صراط مستقیم
فتفرق بکم عن سبیله -	کو اختیار کرو - بہت سي راهوں پر نه چلو -

میں نے همیشه اتحاد کلمه کي دعوة دي ' همیشه اختلاف و انشقاق کي تمام صداؤں سے مخالفت کي ' همیشه اُن لوگوں کو ملامت کي جو محض فریقانه جذبات کي وجه سے مسلمانوں کے حقوق پامال کرتے اور انکو اپني اسلامي اخوت کا کوئي حصه دینا نہیں چاهتے هیں - میں نے کبھي سنیوں کي کسي بات کو محض اسلیے اچھا نہیں کہا که وه سني هیں' اور شیعوں کي کس سچائي سے اسلیے انکار نہیں کیا که وه شیعه هیں - حق و باطل کے مقام کي طہارت جماعت بندي کي گندگي سے آلوده نہیں هوسکتي ' اور یه تفریقات اس شخص کے لیے کیا موثر هوسکتي هیں جو سرے سے اس تفریق کي زنجیر هي کو توڑ چکا هو ؟ میں نہیں جانتا که سنیت کیا چیز هے اور شیعیت کسے کہتے هیں ؟ میں الله پر ایمان رکھتا هوں' اسکي کتاب میرے پاس هے' میں نے اسکے رسول کو پہچانا هے ' مجکو عقل دي گئي هے اور اشیاء کے حقائق ثابته کو تسلیم کرتا هوں' پس جو چیز سفید هے سفید هے ' جو سیاه هے سیاه هے - کوئي سفید کپڑا اسلیے سیاه نہیں هوجا سکتا که اسکو فلاں فرقه نے پہنا ' اور کوئي حق اسلیے باطل نہیں هوجا سکتا که یه فلاں انسان کي طرف منسوب هے -

یه هیں میرے عقائد ' یه هے میرا مسلک ' اور یه هے وه بصیرة راسخه جو کتاب و سنت نے مجھے عطا کي هے - اسي بصیرة نے مجکو همیشه فریقانه نزاعات سے الگ رکھا - اور وهي آج مجھکو مجبور کرتي هے که اپنے ان عزیز و محترم بھائیوں کے آگے جنھوں نے اپني مصلحت پر غیروں کے مقاصد کو ترجیح دي هے ' دشمنوں کي طرح نہیں بلکه دوستوں کي طرح ' غیروں کي طرح نہیں بلکه اپنوں کي طرح' بڑوں کے حکم و غرور کے ساتھه نہیں بلکه چھوٹوں کے عجز و نیاز کے ساتھه ' مجوزه شیعه کالج کے طرز و اسلوب کار سے اپنا اختلاف پیش کروں : فستذکرون ما اقول لکم و افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد -

اطلاع

اگر الهلال کي پہلي شش ماهي جلد کسي صاحب کے پاس مکمل موجود هو' اور وه فروخت کرنا چاهیں تو دفتر کو اطلاع دیں -

تصویر نمبر (۲)

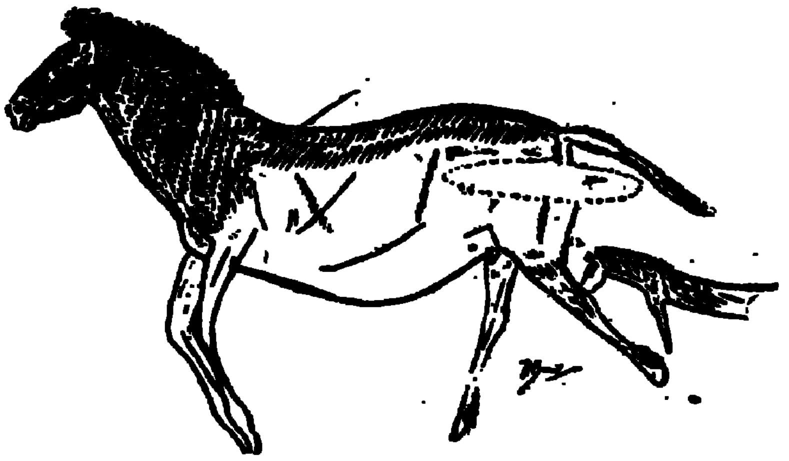

ان حالات کي مجموعي معلومات کي بناء پر علماء آثار اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس گڑھے کے بالائي پندرہ فیٹ مختلف تغیرات علم الارض کے بعد پیدا ہوئے ہیں - زیریں پندرہ فیٹ مختلف تغیرات و حوادث ارضي کا نتیجہ ہیں - یہاں کسي وقت انساني آبادي تھي، اور دور جلیدي میں کوئي عظیم الشان سیلاب بھي یہاں سے گذرا ہے -

(دنیا کے چند اور مشہور غار)

اس سلسلہ میں دنیا کے چند غاروں کا تذکرہ دلچسپي سے خالي نہ ہوگا، جو علم الارض اور علم الآثار کي مشترک علمي دلچسپیوں کے لحاظ سے مشہور ہیں -

ان غاروں میں سے سب سے زیادہ مشہور اور قدیم غار "گرگاس" ہے - یہ غار فرانس کے سلسلہ کوہ پیرن میں مقام ینتاں کے قریب واقع ہے - اس غار کے گرد و پیش جو آثار پائے جاتے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے یہاں دور جلیدي میں سیلابوں اور طوفان کا سلسلہ جاري رہا ہے - اس غار میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے ایک بڑا ہال ملتا ہے - اس ہال کا طول ۵۰۰ فیٹ ہے - اسکي چھت اسقدر پست ہے کہ ایک آدمي کھڑا ہوکے اسے اپنے ہاتھ سے چھو سکتا ہے - دروازہ کے پاس چولہے، ہڈیاں، اسلحہ، اور راکھ کے ڈھیر ملتے ہیں - ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں کے باشندے "اورنیک" نسل کے تھے - "اورنیک" فرانس کے ایک شہر کا نام ہے - یہ نسل اسي شہر کي طرف منسوب کي جاتي ہے اور وہ دور حجري میں آباد تھي - غار کے اندر داخلہ کے بعد سب سے پہلے اس کے دونوں جانب گول گول گڑھے ملتے ہیں - ان گڑھوں کے اوپر چونے وغیرہ کا ایک دبیز پلستر ہے - اور پلستر پر ہتھیلیوں کے نشانات ابتک قائم ہیں -

یہ نشانات زیادہ تر بائیں ہاتھ کي ہتھیلیوں کے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہم لوگوں کي طرح اکثر اپنے دہنے ہاتھ سے کام لیتے تھے، اور انہوں نے یہ نشانات اپنے بائیں ہاتھ کي ہتھیلیاں رکھکے داہنے ہاتھ کي انگلیوں سے بنائے ہیں - انگلیوں کے درمیان جو جگہ خالي رہتي ہے، اسکو سیاہ مٹي سے رنگدیا ہے - اکثر ہتھیلیوں کے نشانوں میں صرف چار انگلیوں کے نشان ہیں - گو یہ بالکل ممکن ہے کہ انہوں نے ان نشانات کے بنانے میں عمداً ایک انگلي کا نشان نہ بنایا ہو، مگر بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسي مذہبي خیال کي بناء پر اپني ایک انگلي کاٹ ڈالا کرتے تھے - چنانچہ آسٹریلیا کے اصلي باشندوں میں بعض قبائل عبادت و ثواب کے خیال سے اسوقت تک اپني ایک انگلي کاٹ ڈالا کرتے ہیں -

دیواروں پر ان جانوروں کي تصویریں بني ہوئي ہیں جو اس غار کے باشندے اپنے لیے شکار کرکے لایا کرتے تھے - ان تصاویر میں اس عہد کي نو آموزي و سادگي کے آثار پوري طرح نمایاں ہیں - مثلاً منجملہ دیگر تصاویر کے ایک تصویر بھینس کي ہے - اس قدیم مصور نے سینگ اس طرح بنائے ہیں گویا وہ اس بھینس کو سامنے سے کھڑا دیکھ رہا ہے - لیکن پیر اس طرح بنائے ہیں گویا دہنے یا بائیں طرف کھڑے ہوکر اسکي تصویر کھینچي گئي ہے - اسکے علاوہ پیروں کي شکل میں بھي فرق ہے - معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس جانور کے پیروں کي تصویر ہے جس کا تصور اس نے اپنے ذہن میں قائم کیا ہے، نہ کہ اس جانور کے پیروں کي جسے وہ شکار کرکے لایا کرتا ہے - (دیکھو تصویر نمبر ۱)

اس سلسلہ کوہ پیرن میں ایک اور غار ہے جو فاریتز کے نام سے مشہور ہے - یہ غار پہلے غار کے مشرق میں واقع ہے - اس غار کا طول قریباً ڈیڑھ میل ہے - اس کا ابتدائي نصف حصہ پتھروں سے پٹا ہوا ہے - اسکے بعد دوسرے نصف حصہ میں ایک وسیع مکان ملتا ہے - مکان میں جو نقوش و آثار ہیں، انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غار کے باشندے اسے ہال کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے - اسکي دیواروں پر مختلف جانوروں کي ۵۰ تصاویر موجود ہیں - یہ تمام تصاویر اپني صنعت کے لحاظ سے پہلے غار کي تصاویر سے بہتر ہیں، مثلاً ان تصاویر میں ایک تصویر گھوڑے کي ہے - مصور نے اس تصویر میں صرف بدن کے بنانے ہي پر اکتفاء نہیں کي ہے بلکہ گھوڑے کي ایال اور دم کو بھي نمایاں کرنے کي کوشش کي ہے، اور اس میں ایک حد تک کامیاب معلوم ہوتا ہے - چہرہ، ناک، آنکھ، اور دہانہ کا محض سرسري خاکہ ہي نہیں بلکہ ایک خوبصورت گھوڑے کے چہرے کي مکمل تصویر ہے - (دیکھو تصویر نمبر ۲)

اس غار میں صرف مرئي اشیاء ہي کي تصویریں نہیں ہیں بلکہ کچھ معني خیز نقوش اور بعض خیالي شکلیں بھي نظر آتي ہیں - غرض اس غار کے تمام نقش و نگار کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غار کے باشندے اس دور میں تھے جب انسان فن تصویر و رسم میں ایک حد تک ترقي کرچکا تھا -

موجودہ صدي کے آغاز میں علماء یورپ کي کوشش سے ایشیاء اور افریقہ میں جو تنقیبات ہوئي ہیں ان سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ اس قسم کا علمي خزانہ صرف یورپ کي سرزمین ہي میں نہیں ہے بلکہ ایشیا اور افریقہ کي زمینوں میں وہ آثار مدفون ہیں جو اگر آج پوري طرح منظر عام پر آجائیں تو علم الارض اور علم الآثار میں ایک عظیم الشان اضافہ ہوجائے - لیکن یہ داستان بہت طویل اور ایک مستقل صحبت کي طالب ہے -

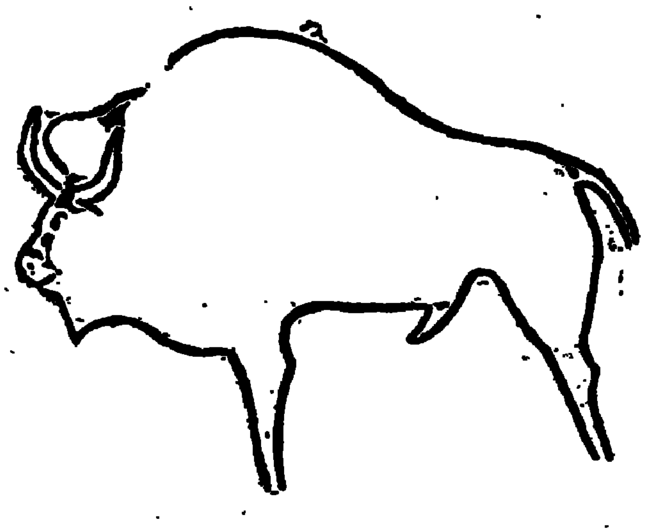

غار "نیو" کي ایک دیوار کا نقش - یہ گائے کي تصویر ہے جسکو مصور کامیابي کے ساتھ نہیں بنا سکا -

تصویر نمبر (۱)

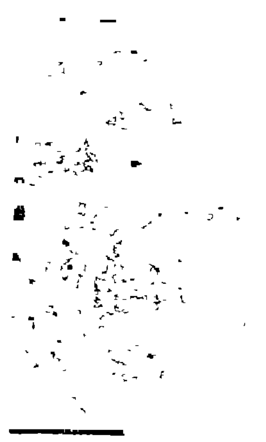

(۳) دور حدیدي - یعني وہ زمانہ جبکہ انسان نے اپنے آلات وغیرہ لوھے سے بنانا شروع کیے -

ان مختلف دوروں کے زمانہ کا قطعي تعین نہ صرف مشکل ھي ھے بلکہ قریباً نا ممکن ھے - علماء حیات اور علماء آثار عتیقہ صرف اسقدر کہنے پر اکتفا کرتے ھیں کہ آثار و علائم سے ثابت ھوتا ھے کہ انسان کرہ ارضي پر کروڑوں سال سے آباد ھے -

لیکن سر راے لنکسٹر نے (جو علم الانسان کا ایک مشہور محقق ھے) اس موضوع پر اخبار ڈیلي ٹیلیگراف میں چند مضامین شائع کیے تھے ' جس میں یہ خیال ظاھر کیا ھے کہ انسان اس کرہ مین) پر اقلاً ۱۰ - لاکھہ سال سے آباد ھے -

(آثار عتیقہ کے اقسام ثلاثہ)

جن آثار عتیقہ سے انسان کے عہد قبل التاریخ کے حالات مستنبط کیے جاتے ھیں ' وہ تین قسم کے ھیں :

(۱) حیوانات کي ھڈیاں -

(۲) خود انسان کي ھڈیاں -

(۳) آلات اسلحہ ' اثاث البیت ' نقوش وغیرہ -

ذیل میں ھم چند واقعات قلمبند کرتے ھیں ' جن سے یہ اندازہ ھوجائیگا کہ علماء فن ان آثار سے کیونکر نتائج اخذ کرتے ھیں ؟ اور زمین - اندرکي چند ھڈیاں ' چند شکستہ پتھر ' چند مجہول و ناقابل فہم لکیریں ' کیونکر دنیا کي قدیمي تاریخ کو روشني میں لاتي ھیں ؟

(عہد اثري کي ایک غار)

یورپ کي ایک مشہور غار میں ایک اثري (عالم آثار عتیقہ کي زیر نگراني کھدائي کا کام شروع ھوا - ۲۰ - فٹ گہرا کھودنے کے بعد ایک چولہا ملا - اس چولہے کي کل کائنات پتھر کے چند ٹکڑے تھے جنکو کھڑا کرکے چولہا بنا لیا گیا تھا - اسکے قریب ھي ھڈیوں کا ایک ڈھیر تھا - یہ ھڈیاں اسقدر بوسیدہ ھوگئي تھیں کہ ایک غیر ماھر فن اثریات انکے متعلق کوئي راے قائم نہیں کرسکتا تھا - بوسیدہ ھڈیاں بحفاظت تمام ایک ماھر فن کے ملاحظہ کے لیے بھیجدي گئیں - اس کے مطالعہ و درس کے بعد یہ راے ظاھر کي کہ اس ڈھیر میں مختلف حیوانات کي ھڈیاں شامل ھیں - بعض ھڈیاں دریائي گھوڑے کي ھیں ' بعض اس خاص نسل کے گھوڑے کي ھیں جو چین کے ریگستانوں میں بکثرت ھوتا ھے ' کچھہ خشکي کے گھوڑے کي ھڈیاں ھیں ' انکے علاوہ بیل اور ھرن کي چند ھڈیاں بھي اس میں شامل ھیں -

اس ڈھیر میں ان حیواني ھڈیوں کے علاوہ انسان کے بھي ۱۳ دانت اور داڑھیں موجود تھیں جو تحقیقات سے نہایت مضبوط ثابت ھوئیں - یہ دیکھکر اس ماھر فن نے یہ راے قائم کي کہ جس شخص کے دانت ھیں ' اسکي عمر مرتے وقت زائد سے زائد ۳۰ سال کي ھوگي - ان واقعات سے آخري نتیجہ یہ نکالا گیا کہ اس غار میں کبھي گوشت خور انسان آگئے تھے اور بسے تھے - انکي حجري صناعت میں سے چولہا ' اور انکے وجود میں سے دانت اور داڑھیں ' آنے والي نسلوں سے اپنا علاقہ قائم کرنے کیلیے باقي رھگئي ھیں !

یہ دانت جب ایک دوسرے ماھر فن کو دکھاے گئے تو اس نے بعض نتائج کا مزید اضافہ کیا - اس نے کہا کہ دانتوں کي قطع سے معلوم ھوتا ھے کہ جس جبڑے میں یہ لگے ھونگے ' اسکي ھڈي بہت بڑي ھوگي ' اور اسي تناسب سے وہ کھوپڑي بھي موجودہ انسانوں کي کھوپڑي سے بہت زیادہ بڑي ھوگي جس سے یہ جبڑے وابستہ تھے -

(ایک دوسري اھم غار)

اسي طرح ایک باغ میں سلسلہ تنقیب جاري تھا - مزدور ۳۰ فٹ تک کھودتے ھوے چلے گئے - دیکھا گیا تو ۱۵ فٹ تک زمین کي ویسي ھي حالت ھے جیسي عام طور پر ھوتي ھے ' لیکن اسکے بعد ۳ فٹ گہري ایک تہ ملي جس میں کائي اور درختوں کي جڑیں موجود تھیں -

ان آثار سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ ۱۰ فیٹ کي بالائي زمین کي تخلیق سے پہلے یہاں کوئي جنگل موجود تھا -

اسکے بعد دو یا تین فیٹ کي ایک اور تہ ملي - اس تہ میں گھونگے ' سیپ ' وغیرہ ملے - ان آثار سے علماء نے یہ راے قائم کي کہ یہاں کسي زمانہ میں طوفان آیا تھا -

اسکے بعد ایک نئي تہ شروع ھوئي - اسکا حجم ۵ فیٹ سے ۷ فیٹ تک تھا - اس تہ میں بڑے بڑے درختوں کي جڑیں ملیں ' ان جڑوں کو دیکھکر یہ راے قائم کي گئي کہ یہاں کی زمین نہایت سر سبز و بار آور ھوگي - اس تہ میں جڑوں کے علاوہ پتھر کے چند اسلحہ اور مٹي کے برتنوں کے چند ٹکڑے بھي ملے - اس سے علماء آثار اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہاں کبھي دور حجري کے لوگ آباد تھے -

اسکے بعد کي تہ کا حجم ۶ اور ۸ فیٹ کے درمیان تھا - اس تہ میں خاص قسم کے پتھروں کے ٹکڑے ملے جن سے ان خوفناک طوفانوں کا سراغ ملتا ھے جو دور جلیدي میں اس کرہ ارضي پر اکثر آیا کرتے تھے - سب سے آخري تہ کا حجم ۳ یا ۴ فیٹ تھا ' اسکے بعد صرف پتھر کي چٹانیں تھیں -

انسان کے ابتدائي عہد کا ایک صناعي عمل

یہ سب سے زیادہ پرانا اثري نقش ھے جو ایک پتھر پر بنایا گیا تھا اور اب نصف ٹوٹ گیا ھے - کسي جانور کے لنبے لنبے پچھلے دو پانوں نظر آتے ھیں اور اسکے سامنے ایک آدمي لیٹا ھے -

احرار اسلام

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ

مسئلہ خلق قرآن اور مناظرہ دربار مامون الرشید.

علماء سلف کي حریۃ حقہ اور دعوۃ الی الحق کا ایک نظارہ

(۳)

(شیخ عبد العزیز کي بقیہ تقریر)

جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا، شیخ کا جوش و خروش بڑھتا جاتا تھا - سارے دربار پر ایک بیخودانہ ہیبت طاري تھي - فوجوں کي قطاریں جسکے ڈرانے کیلیے نکالي گئي تھیں، امراؤ رؤسا کا پر عظمت جلوس جسکي زبان کو گونگا اور عقل کو معطل کردینا چاہتا تھا، خدام و حجاب کي برہنہ تلواریں جسکو سزا دینے اور ایک ادنی اشارہ شاہي پر قتل کردینے کیلیے چمک رہي تھیں، اور جو ایک فقیر الحال اجنبي اور بیکس مجرم کی طرح بغداد کي کوتوالي میں کھڑا کیا گیا تھا، حق کي شہنشاہي کو دیکھو کہ وہي شخص آج مامون اعظم کے دربار میں اسطرح بادشاہوں کي طرح غضبناک ہو رہا اور شہنشاہوں کي طرح حکمراني کر رہا ہے، گویا بغداد کے تخت پر مامون کي جگہہ اسکو بٹھا دیا گیا ہے، اور ایوان دربار کے اندر اور باہر جو کچھہ ہے، وہ مامون الرشید اعظم کیلیے نہیں ہے بلکہ عبد العزیز بن یحیی الکناني کیلیے ہے !

اور پھر دیکھو کہ ان چند لمحوں کے اندر کوئي چیز بھي نہیں بدلي - وہي مامون ہے، وہي اسکا تاج و تخت ہے، وہي اسکے ارکان و وزرا ہیں، وہي فوجیں ہیں، وہي انکي بے نیام تلواریں ہیں، وہي مجلس مناظرہ ہے، اور وہي عبد العزیز کا جسم حقیر و وجود تنہا، لیکن صرف ایک چیز بدل گئي - یعني عبد العزیز کا دل اور اسکي ایمان و حق پرستي کي روح الہي - اس ایک حقیقت کے بدلنے کے ساتھہ ہي تمام کائنات جسم و طاقت میں بھي انقلاب عظیم ہو گیا - جو انسان قہر کیلیے تھے، خود مقہور ہو گئے - جو زبانیں حکم کیلیے تھیں، خود محکوم ہو گئیں - جو ہاتھہ عتاب کیلیے تھے، خود معتوب ہو گئے - جو آنکھیں سحر و ساحري کیلیے تھیں، خود مسحور ہو گئیں، اور جو عظمتیں کسي سے سجدہ خواہ تھیں، اب خود ہي کسي عظمت اعلی و رفعت کبری کے آگے سر بسجود ہو گئیں !

من له المولى فله الكل !

شیخ نے تقریر جاري رکھي اور خلافۃ اسلامي اور اسکے فرائض کي طرف متوجہ ہوے، اور بکثرت قرآن حکیم کي آیات اور احادیث کي تصریحات بیان کر کے دکھلایا کہ مسلمانوں کے امیر کو کیسا ہونا چاہیے، اور خلفاے عباسیہ علی الخصوص مامون الرشید کے اعمال کیسے ہیں ؟ پھر انہوں نے خلفاء راشدین اور عامۃ صحابہ کے اتباع کتاب و سنت اور اجتناب بدعات و محدثات کا حال بیان کیا، اور اپنے شیوخ حدیث کے سلسلے سے چند حدیثیں روایت کیں، جن میں خلافۃ راشدہ کے بعد فتنہ و فساد کے پیدا ہونے کی خبر دیگئي تھي، اور بتلایا گیا تھا کہ نئے نئے اعتقاد مسلمانوں کے سامنے لاے جائینگے اور انکو کتاب و سنت کي راہ سے منحرف کرنے کي کوشش ہوگي -

شیخ نے اپنے جن شیوخ سے روایتیں کیں، ان میں عبد اللہ ابن نمیر الہمداني بھي ہیں جو محمد بن عبد اللہ ابن نمیر الہمداني استاذ امام بخاري کے والد ہیں، نیز عبد الرزاق الصنعاني ہیں جو حضرۃ امام احمد ابن حنبل کے مشہور شیوخ میں سے ہیں -

شیخ نے رسالہ میں اپني پوري تقریر نقل کي ہے جو چار صفحوں میں آئي ہے - رسالہ کي جو نقل اس وقت پیش نظر ہے، وہ فلسکیپ کاغذ کي تقطیع پر لکھا گیا ہے، اور ہر سطر میں ۲۵ سطریں ہیں - لیکن بخوف طوالت بقیہ تقریر کو ہم نظر انداز کردیتے ہیں - تقریر کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوا :

" اے امیر المومنین ! خدا تعالی نے ہم سے اپنے کلام کي نسبت صرف یہي اقرار چاہا ہے کہ وہ اللہ کا اُتارا ہوا کلام ہے جسکو روح الامین نے قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا اور اُسکي زبان عربي ہے جیسا کہ فرمایا : وانه لتنزيل رب العالمين، نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين - اُس نے کہیں بھي ہم سے اسکا اقرار نہیں کرایا ہے کہ تم قرآن کو مخلوق کہو اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھي اس چیز کو مسلمانوں کے آگے پیش کیا - جب کبھي کوئي کافر مسلمان ہوتا تھا تو آپ اس سے اللہ کي وحدانیت کا اقرار لیتے، اپني رسالت پر گواہي دلاتے، اور ارکان اربعہ کي طرف دعوۃ دیتے، لیکن یہ نہ کہتے کہ قرآن کو مخلوق تسلیم کرو - پھر تمام اصحاب رسول اللہ کا بھي یہي حال رہا، اور باوجودیکہ ان میں سے بعض ان بدعتوں اور فتنوں کے آغاز تک موجود تھے، اُنہوں نے کبھي بھي اُس حد سے باہر قدم نہیں نکالا جو قرآن و سنت نے قرار دیدي ہے - پس اے امیر المومنین ! تجھکو کیا ہو گیا ہے کہ اُمۃ مرحومہ کیلیے رحمت ہونے کي جگہ عذاب بننا چاہتا ہے ؟ اور جب تک کوئي مومن قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کرے، تیري تلوار سے نجات نہیں پاسکتا ؟ واللہ کہ یہ بدعتوں اور فتنوں کا وہي سیلاب ہے جسکے اُمنڈنے کي ہمکو خبر دي گئي تھي، اور جس سے اصحاب رسول اللہ نے ہمیشہ بیزاري کي تھي - گمراہوں اور بدعتیوں کا یہ تمام گروہ جو تیرے گرد جمع ہو گیا ہے اور تجھکو صراط مستقیم سے بھٹکا رہا ہے، کیا تیري نظر میں انکي دلیلوں کي اس سے زیادہ وقعت ہے جو رسول اللہ اور اُنکے اصحاب کو خدا نے دي ہے ؟ اگر توحید اور عدل یہي ہے اور خدا کي تمام صفتوں سے انکار کیے بغیر کوئي مومن مومن نہیں ہو سکتا، تو کیا وہ سب کے سب مومن نہ تھے جو اگر مومن نہ تھے تو خود ہمارا ایمان بھي باقي نہیں رہتا ؟ "

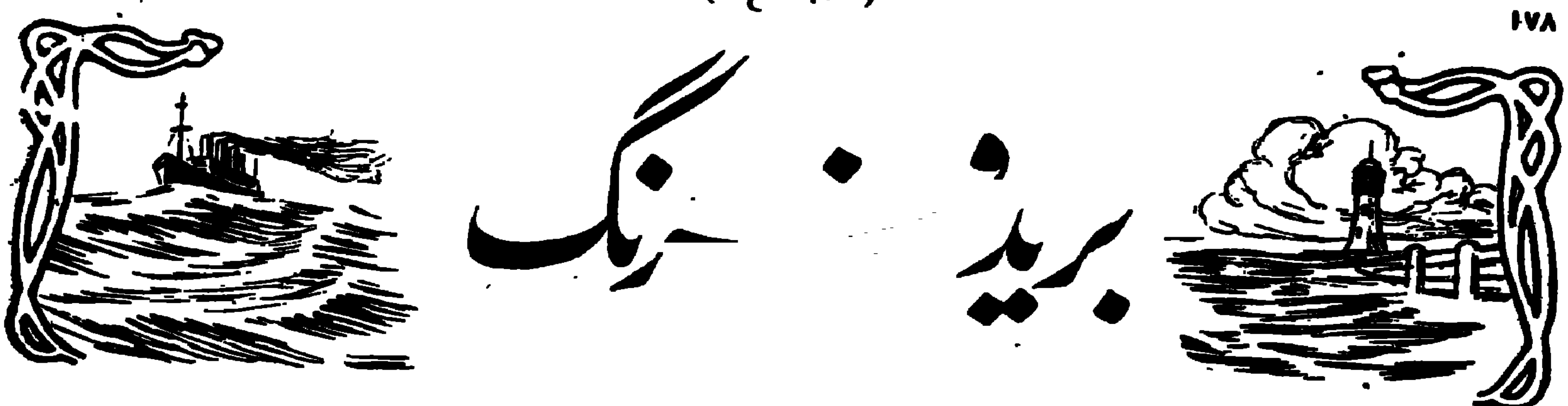

برید فرنگ

ایک نئی زمین کا اکتشاف

دائرۂ قطب شمالي

توپوں کي صداؤں' فضائي قنابل کي آتش افشانیوں' جہازوں کے تصادم' اور قتل و غارت کے هنگامۂ دار و گیر میں یورپ سے ایک نئي صداے علمي و اکتشاف ارضي کا بهي غلغله بلند هوا هے' اور انگلستان کي پچهلي ڈاک اسکي تفصیلات سے لبریز هے -

ناروے کا ایک نو عمر سیاح جارج اسٹیفنسن سنه ۱۹۱۳ کے اوائل میں قطب شمالي کي سیاحت کیلیے طیار هوا تها' اور کنیڈا کي قومي انجمن جغرافیه اور امریکه کي مجلس تاریخ طبیعي نے اسکے تمام مخارج سفر اپنے ذمے لیلیے تهے - اسٹیفنسن کي یه مهم سیاحت اس سلسلۂ تحقیقات کي تیسري مهم تهي' جس میں سے پہلي سنه ۱۹۰۶ع میں مرتب هوئي تهي' اور دوسري سنه ۱۹۰۸ میں -

اسٹیفنسن نے " کارلوک " نامي ایک جہاز کا انتظام کیا' دو چهوٹي کشتیاں ساتهه لیں' تین سال کي تمام ضروریات زندگي فراهم کیں' مختلف علوم و فنون کے ماهرین کي ایک مختصر جماعت کو معیت کیلیے منتخب کیا' اور جون سنه ۱۹۱۳ع میں جزیرۂ وکٹوریا کے جنوبي ساحل سے روانه هوگیا -

ان تمام سیاحتوں کیلیے جنکي منزل مقصود قطب شمالي هو' سب سے پہلي منزل بحر بوفور (Beaufort) هے - لیکن قبل اسکے که جہاز وهاں تک پہنچے' موسم نے نامساعدت کي' اور جاڑے کي فصل شروع هوگئي - اب سب سے بڑي مصیبت ایک خاص طرح کي شمالي کہر تهي جس سے سال میں آٹهه مہینے سطح سمندر بالکل مستور رهتي هے - مجبور هوکر اسٹیفنسن مع اپني جماعت کے ایک جزیرہ میں اتر گیا اور موسم کا انتظار کرنے لگا - جہاز ساحل سمندر میں چار مہینے تک کهڑا رها' لیکن جولائي سنه ۱۹۱۴ع میں غرق هوگیا -

یه حال دیکهکر اسٹیفنسن کي جماعت میں سخت اختلاف پڑگیا - اکثر ساتهیوں نے همت هاردي اور واپسي کا اراده کردیا - لیکن اسٹیفنسن اپنے عزم پر برابر قائم رها اور مصائب سفر کي حدوصه کنیڈا کو اطلاع دي - کنیڈا نے ایک دوسرا جہاز روانه ک .ر جزیرہ هرشل (Herschel) میں اسٹیفنسن سے ملاقي هوا' اور وه پهر از سرنو اپني جد و جهد سیاحت میں مشغول هوگیا -

لیکن اب اسٹیفنسن نے اپني تحقیقات کے مقصد میں کسي قدر تبدیلي کردي - جزائر بحر بوفور کے قیام کے اثناء میں اسے خیال هوا که سب سے پہلے شمالي الاسکا (Alaska) کي تحقیقات کرے' جسکے متعلق بعض سیاحوں نے بیان کیا هے که اوقیانوس منجمد شمالي کے وسط میں ایک عمده زمین واقع هے اور وه آباد کي جاسکتي هے -

۲۷ - اپریل کو اسٹیفنسن عرض شمالي کے ۷۳ درجه اور طول غربي کے ۲۴۰ درجه تک پہنچ گیا - یہاں اسپر بڑے بڑے مصائب آے - دو کے سوا تمام ساتهیوں نے رفاقت چهوڑ دي' اور ۱۳ رفیق نذر اجل هوگئے - تاهم اس نے همت نه هاري اور سفر جاري رکها - مگر ۷۴ درجه تک پہنچکر زاد راه نے بهي پیام اختتام سنایا - یه مصیبت لا علاج تهي - مجبوراً بنکس (Banks) میں اتر پڑا جو ۳۰ میل راس پرنس البرٹ سے مغرب میں واقع هے (قطب شمالي کو نقشه میں نکالکر ایک نظر ڈال لیجیے)

فروري سنه ۱۹۱۵ع میں شمال کي طرف مزید سیاحت شرو کي' اور بالاخر ۱۹ جون کي صبح کو اسکي منتظر آنکهوں کا ایک جد سرزمین کے منظر بري نے استقبال کیا' جسکي تلاش مي برف و سرما کي تین مہلک فصلیں اسنے برداشت کي تهیں !

یه نئي مکتشفه زمین نقشه میں عرض شمالي کے درجه ۷۸' او طول غربي کے ۱۱۷ درجه میں واقع هے' اور اسکا داخلي طول ۱۰ میل تک اندازه کیا گیا هے -

اسٹیفنسن تکمیل تحقیقات کے بعد واپس روانه هوا - نقطه مارڈ (.Marttin Pt) تک تو اسکے ورود کي دنیا کو خبر ملي' لیکن اه بعد تمام گذشته سال انتظار و تجسس میں بسر هوگیا اور کوۂ مزید اطلاع نہیں ملي - یہانتک که عام طور پر اسکي هلاکت کا یقـ کر لیا گیا - لیکن گذشته نومبر میں یکایک ایک پیغامبر کنیڈا ه پہنچا' اور اس سے معلوم هوا که اسٹیفنسن راس کلیو (C. Kellett) میں بخیریت موجود هے' اور بعض دیگر عل تحقیقات میں مشغول هے -

اس جدید ارضي اکتشاف نے علماء فن کے آگے ایک مبحث کهولدیا هے - ارض جدید کي جیولوجي' نباتاتي' حیواني اور مقناطیسي حالات و موثرات کے متعلق عرصه تک بحث و کا سلسله جاري رهیگا - بشرطیکه یورپ کے موجوده تمدن اتني عمر اور بڑهجاے' که وه کرۂ ارضي کي اس نئي متاع یغما متمتع هوسکے -

زمین کا جسقدر بحري و بري حصه یورپ کے تصرف ه قدرت نے دیدیا تها' کیا اسکو امن اور راحت دینے کے کام ـ فارغ هوگیا هے که اب اسکے چهپے هوے چند ٹکڑوں پر بهي متصـ هونا اور انکي خبروں سے فتح مندانه مسرت حاصل کرنا چاهتا ے

(اشتـــهار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بهار

(ایجاد کرده عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب)

*

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا خصوصا ضعف مثانه اور ان مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلـ بعض اوقات خودکشي تک مسلسل هوتا هے' ایک بے خد آزموده مرکب هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال جاے تو اس سے بہتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه

المشتهر: منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فرارا محمـ نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

الحجـة لك عليهـم والحـق معـك ' اتبعناك ' و لن تكن الحجة لهـم عليك ' عاتبناك -

کوئي فريق نه بنوں) پس مناظره کر- اگر تيري حجة تيرے مخالفين پر واضح هوگئي اور حق تيرے ساتهه ثابت هوا تو هم تيري پيروي کرينگے ' اور اگر تو حجة نه لاسکا اور حق نے تيرے مخالفين کا ساتهه ديا ' تو پهر تيرے ليۓ اسکي سزا هے "

(آغـاز منـاظره)

شيخ نے مناظره کيليے پوري آمادگي ظاهر کي' اور مامون نے بشر مريسي رئيس معتزلهٔ عهد کو حکم ديا که مناظره شروع کرو -

بشر اپني جگه سے اٹهکر مامون کي نشست کے قريب آيا ' اسکي تمام جماعـت اسکے ساتهه تهي - مامون نے خود هي فيصله کرديا تها که دليل بشر پيـش کريگا اور شيخ جواب ديگا- خارج ازموضوع کوئي بات نهيں کي جائيگي - دلائل کا تمام دار و مدار صرف قران کي اندروني شهادت پر هوگا' اور هر فريق پورے ضبط و سکون اور کشاده دلي کے ساتهه مخالف کي تقرير سنيگا - مامون نے دونوں فريق کو مخاطـب کرکے اس بارے ميں جو تقرير کي ' وه نهايـت رقيع هے' اور گويا اداب مناظره پر ايک بهترين درس هے - جس قدر حصه شيخ نے اپني رساله ميں نقل کيا هے ' هم کسي دوسري صحبت ميں اسکا ترجمه کرينگے -

اب مناظره شروع هوا - بشر يکے بعد ديگرے قران کريم کي آيات پيش کرتا ' اور شيخ اسکا جواب ديتے - پهر رد و جواب الجواب کا سلسلهٔ جاري هوتا - شيخ نے حرف بحرف تمام مناظره نقل کيا هے اور پورے شرح و بسط اور انصاف و عدالة کے ساتهه مخالف کي تمام دليلوں اور تقريروں کو بهي قلمبند کيا هے -

افسوس که هم اس منـاظره کو نقـل نهيں کرسکتے' کيونکه بهت طول طويل هے اور رساله کے اوراق کا بڑا حصه اسي پر مشتمل هے - نيز زياده تر خالص علمي دلائل و مباحث سے تعلق رکهتا هے جسکے مطالعه ميں عام قاريين البلاغ کيليے کوئي دلچسپي نه هوگي -عموماً جو دلائل کتب کلام و عقائد و اختلاف ميں مسئلهٔ قدم و خلق قرآن کے متعلق نظر آتے هيں' وهي فريقين کي طرف سے پيش هوے' اور هماري موجوده صحبت کا موضوع مسئلهٔ خلق قرآن نهيں بلکه علماء سلف کے امر بالمعروف و نهي عن المنـکر کا ايک نظاره دکهلانا هے -

بشر مريسي کے طرف سے جسقدر آيتيں .قرآن حکيم کي پيش کي جاتي تهيں' اسکے جواب ميں خود قرآن هي سے عبد العزيز استشهاد لاتے اور ثابت کرديتے که ان آيات کو خلق قرآن سے کوئي تعلق نهيں-

اسي سلسله ميں حروف و اصوات کي بحث نکل آئي - جهم بن صفوان نے اگرچه نفي صفات کي بنا پر خلق قران کا دعوی کيا تها ' ليکن بشر مريسي کا اعتقاد اشاعره کے اعتقاد سے اقرب تها - وه زياده تر حروف و اصوات عربيه کے حدوث و خلق پر زور ديتا ' اور "کلام الله" اور " قران عربي " ميں تفريق کرکے اُس قران کے خلق و حدوث کو قطعي قرار ديتا' جو عربي زبان ميں هم پڑهتے اور لکهـتے هيں - ليکن شيخ عبد العزيز نے ثابت کيا که جو قرآن اُتارا گيا- وه عربي ميں تها' جيساکه جا بجا فرمايا : انا انزلناه قرانا عربيا - يا کها: بلسـان عربي مبين - پس وه چيز جو عربي زبان ميں اُتري تهي اگر عربي تهي ' تو قطعاً عربي کے حروف و اصوات هي ميں تهي' اُنسے مجرد نهيں هوسکتي' اور وهي کلام الله هے - پس کلام الله عربي ميں اُترا ' اُسي کو رسول نے تلاوت کيا ' اور وهي هماري زبانوں سے بهي نکلتا هے - کوئي دوسري چيز نهيں هے -

(فتح و شکست کا آخري ميدان)

" سلسلهٔ بحث بڑهتا جاتا تها ' اور مامون کا يه حال تها که کبهي شيخ کے حسن جواب کي داد ديتا' اور کبهي بشر کے استدلال و استشهاد سے خوش هوتا که يکايک بشر نے کها :

" ميں اپنے اور تمام دلائل و براهين کو خود هي چهوڑ ديتا هوں کيونکه اسطرح رد و کد ميں کوئي نتيجه نهيں نکلے گا - اب صرف ايک سوال کرتا هوں' اسکا جواب دو - تمام بحث کا ابهي خاتمه هوجائيگا اور حق کے اعتراف کے بغير تم کوئي راه نجات اپنے سامنے نه پاؤگے "

يه کهکر اس نے سوال کيا:

" قران نے صدها مقام پر الله کو خالق کل شي کها هے يا نهيں يعني خدا هر چيز کا خالق هے ؟ "

شيخ نے کها : " هاں وهي هر شے کا خالق هے "

بشر نے کها : " قران بهي "شے" هے يا نهيں ؟ "

شيخ نے کها: "پهلے "شے" کي حقيقت سن لو پهر جواب مانگو"

بشر زياده تيز هوکر بولا: " ميں اور کچهه سننا نهيں چاهتا ' پهلے ميرے سوال کا جواب دو - قران بهي " اشياء "ميں داخل هے يا نهيں؟"

شيخ نے پهر کها: " تمهارا طرز سوال هي غلط هے - اسميں دهوکا هے - تم کو چاهيے که صبر و ضبط کے ساتهه پهلے ميري تقرير سن لو"

بشر نے کها: " تقريريں بهت هوچکيں' اميـر المومنين کو نتيجهٔ مناظره کا انـتظار هے - اب اور کسي تقرير کي ضـرورت نهيں - تم ميرے سوال کا جواب دو "

شيخ نے پهر جواب سے اعراض کيا - اسپر بشر نے مامون سے کها: " يا امير المومنين ! حاکم کا فرض عدل و انصاف هے - آپ حکم هيں - اگر عبد العزيز حجة رکهتا هے تو سوال کا جواب کيوں نهيں ديتا ؟ "

يه حالت ديکهکر محمد بن جهم معتزلي نے پکارا: "ظهر امر الله و هم کارهون ! " بشر کے گروه ميں سے ايک اور شخص اٹهکر کهڑا هوگيا اور چيخ کر کها: " يا امير المومنين ! جاء الحق و زهق الباطل - ان الباطل کان زهوقا " شيخ عبد العزيز لکهتے هيں که خود بشر بهي اپنا جوش و تعصب نه روک سکا اور بار بار کهنے لگا : " و لکن قعد حمار الشيخ على القنطره" يعني بالاخر شيخ کا گدها پل ديکهکر بيٹهه گيا ' اور آگے نه بڑهسکا !

شيخ کا اعراض ديکهکر مجلس کو يقين هوگيا که شيخ کے پاس اس دليل کا کوئي جواب نهيں اور اس نے تلوار رکهدي - اگر وه تسليم کرتا هے که قران بهي شے هے اور اشياء ميں داخل' تو لازمي طور پر ماننا پڑتا هے که الله هر شے کا خالق هے اور هر شے مخلوق هے - پس قران بهي مخلوق هے - اگر نهيں مانتا تو عقل و بداهت سے انکار کرتا هے کيونکه يه ظاهر هے که قرآن بهي اشياء ميں داخل هے - يه کسي طرح نهيں کهه سکتے که وه شے نهيں - اگر شے نهيں تو کيا هے ؟

خود مامون الرشيد کا بهي يهي خيال تها - اسے يقين هوگيا تها' که شيخ عبد العزيز بالکل بے بس هوگيا هے ' اسي ليے جواب سے بچنا چاهتا هے - اس نے پهلي دفعه غضبناک هوکر شيخ سے کها : " يا عبد العزيز! تجهے کيا هوگيا هے' کيوں سوال کا جواب نهيں ديتا؟ "

(اعـلان حـق)

شيخ لکهتے هيں که " في الحقيقت اس وقت ميں کشمکش ميں مبتلا هوگيا تها ' اور صاف نظر آتا تها که قران کے "شے" ماننے کے ساتهه هي يه سب لوگ شور مچائينگے که قران کا مخلوق هونا ثابت هوگيا - ليکن مامون کے غضب ناک هوتے هي الله نے ميري مدد کي ' اور يکايک راه کاميابي دکهلادي "

اسکے بعد انہوں نے جہم بن صفوان کا ذکر کیا جس نے سب سے پہلے خلق قرآن اور نفی صفات کی بدعت ایجاد کی اور اپنے اساتذہ کے سلسلۂ روایت سے بیان کیا کہ بعض بقیۂ صحابہ نے کس طرح اس قول پر اظہار خشم کیا اور اسکو ایک بہت بڑا فتنہ قرار دیکر مسلمانوں کو اجتناب و احتراز کی وصیت کی - پھر کہا :

" صرف امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض تھا جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ' اور الحمد للہ کہ اللہ تعالی نے جو حق کا رفیق اور خدام حق کا ولی ہے ' مجھے تیری مجلس میں پہنچنے اور فرض حق ادا کرنے کی توفیق دیدی - میں نے جو کچھ کہا ہے' اگر حق ہے تو اسکی تصدیق کر' اور ان مفسدوں کا ساتھ چھوڑ دے جو توحید کے نام سے شرک و ضلالت پھیلا رہے ہیں - اگر حق نہیں ہے تو اسکے بطلان پر کتاب و سنت سے دلیل لا ' اور مجکو جھٹلا تاکہ میں اس چیز کے حق ہونے کی راہ پا سکوں جسکو سلف میں سے کسی نے بھی نہ جانا - یہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی سنت اور انکا طریق ہے کہ انہوں نے حجۃ پیش کی اور منکرین سے حجۃ طلب کی ' لیکن اے امیر المومنین ایک سنت ان لوگوں کی بھی ہے جنھوں نے راہ حجۃ و برہان میں اپنے کو ناکام پاکر جور و قہر کے دامن میں پناہ لی تھی' اور کہا تھا کہ : حرقوه وانصروا الهتكم ان كنتم فاعلين - ابراہیم کو آگ میں جلادو' اور اسطرح اپنے معبودوں کی حمایت کرو جنکے معبود ہونے پر تم کوئی حجۃ نہیں لا سکتے - ان لوگوں کے پاس اپنے اعتقاد کی نصرت کیلیے حجۃ و دلیل نہ تھی' اسلیے وہ حضرۃ ابراہیم پر جور و قہر اور ظلم و ستم کرکے اپنے اعتقاد کو منصور و فتح مند کرنا چاہتے تھے - پس اگر دلیل و حجۃ کی سنت کی جگہ قہر و ظلم کی سنت پر تو عمل کریگا' تو یاد رکھ کہ یہ ملۃ ابراہیمی کی سنت نہوگی ' ملۃ نمرودی کا اتباع ہوگا - با ایں ہمہ پیروان ابراہیم علیہ السلام اسکے لیے بھی طیار ہیں' اور تو دیکھ رہا ہے کہ اگر میں اسکے لیے طیار نہوتا تو اس مجلس تک نہ پہنچتا "

یاد ہوگا کہ جب عبد العزیز دربار میں پہنچا تھا تو ایک طرف سے آواز آئی تھی : " اس شخص کیلیے تو صرف یہی کہدینا کافی ہے کہ قبح اللہ وجہک - خدا کی قسم میں نے کسی شخص کو اس سے زیادہ بد شکل نہیں دیکھا " شیخ نے یہ جملہ سنا تھا مگر اسوقت خاموشی اختیار کرلی تھی - اب وہ اسطرف متوجہ ہوے :

" اور اے امیر المومنین ! تو نے کہا ہے کہ میری خواہش مناظرہ کے پورا کرنے کیلیے آج کی مجلس منعقد ہوئی ہے' لیکن میں نے دربار میں آتے ہی سب سے پہلی آواز جو سنی' اسی سے معلوم ہوگیا کہ اس مجلس کے مناظرہ کرنے والوں کے علم و حجۃ کا کیا حال ہے ؟ اور کن دلیلوں سے وہ حق کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں ؟ پھر کیا وہی لوگ مجھسے مناظرہ کرینگے جنکے پاس سب سے بڑی دلیل بطلان حق کیلیے یہ ہے کہ مجھکو خالق کائنات نے رنگ اور چہرہ اچھا نہ دیا ؟ اور میں انکی نگاہوں میں جمیل و حسین نہیں ؟ اے امیر المومنین ! میں تجھسے پوچھتا ہوں کہ یہ تمام نقش و نگار جو تیرے ایوان دربار کی دیواروں پر بنے ہوے ہیں اگر خوشنما نہوتے ' تو تو انکو ملامت کرتا یا انکے صناع اور صناع کے قلم کو ؟ اگر تیری ملامت صناع تک پہنچتی تو کیا میرے جسم و چہرہ پر اعتراض کرکے انہوں نے صانع کائنات پر ملامت نہیں کی اور اسکی صناعت کو ذلیل نہیں ٹھہرایا ؟ کیا یہی وہ توحید ہے جسکے یہ لوگ مدعی ہیں' اور جو کامل نہیں ہوسکتی جب تک کہ اللہ کے کلام منزل کو مخلوق نہ کہا جاے ؟ حضرۃ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے جمال جسم اور حسن خلقۃ عطا فرمایا تھا ' لیکن پادشاہ مصر نے جب انکو قید خانے سے نکالکر ملک و سلطنت عطا کی تو انہوں نے کہا : " اجعلني علي خزائن الارض اني حفيظ عليم " اے بادشاہ ! اپنی سلطنت میرے سپرد کردے میں حفاظت کرنے والا اور صاحب علم ہوں - یہ نہیں کہا کہ " اني حسن جميل " مجھے سلطنت دیدے کیونکہ میں حسین اور خوبصورت ہوں - "

(مامون کی محویت)

شیخ لکھتے ہیں :

" میں جب تک تقریر کرتا رہا ' مامون اسطرح ٹکٹکی لگاے میری جانب نگراں تھا ' گویا پتھر ہے' جسمیں نہ تو ارادہ ہے نہ روح - اثناء تقریر میں کئی بار میں نے دیکھا کہ اسکی آنکھیں تر ہوگئی تھیں' اور قریب تھا کہ انسے آنسو بہ نکلے - یہ حال دیکھکر تمام اہل دربار متحیر تھے' اور جبکہ وہ مامون سے حکم قتل کے منتظر تھے' تو انہوں نے دیکھا کہ شدت تاثر و محویت سے وہ خود ہی بیحال ہورہا ہے - ان میں سے ہر شخص حیرت و دہشت سے ہلاک ہوگیا کہ جو مامون مسئلہ خلق قرآن کے مخالفین کیلیے قتل و سلب کے سوا اور کچھ نہیں رکھتا تھا ' وہ کس طرح صامت و ساکن بیٹھا ہے' اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سن رہا ہے ؟ حالانکہ وہ اللہ کی نصرت حق سے بیخبر تھے' اور نہیں جانتے تھے کہ سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے " -

(مامون کی تقریر)

شیخ جب تقریر ختم کرچکے تو مامون الرشید کچھ دیر تک خاموش رہا - پھر کہا :

" اے عبد العزیز ! اللہ تجھپر رحم کرے - تو نے جو کچھ کہا میں نے سنا' اور جن جن چیزوں کو تو نے میری طرف نسبت دی' ان کیلیے میں نے اپنے نفس کا احتساب کیا - الحمد للہ کہ میں انسے بری ہوں - میں بندگان خدا پر ظلم نہیں کرنا چاہتا' بلکہ انکو حق اور توحید کی طرف بلاتا ہوں جسکو دلیل و برہان اور کتاب اللہ نے مجھپر ظاہر کیا ہے - با ایں ہمہ یقین کر کہ میرا حلم میرے غضب پر غالب آئیگا ' اور خدا کی قسم' میں تیری سختی اور درشتی کی وجہ سے اپنا انتقام تجھسے نہ لونگا' بلکہ تیری دلیلوں کو سنونگا اور تیرے براہین کو وزن کرونگا - مجھپر ظاہر ہوگیا کہ تو حق کی غیرت رکھتا ہے اور اسکے لیے بے باک ہے - تو نے اپنے گھر کو دنیا کیلیے نہیں چھوڑا بلکہ اس چیز کیلیے چھوڑا جسکو تو حق یقین کرتا ہے - پس تیری حمیت حق اسکی مستحق ہے کہ تیری عزت کی جاے' اور تیری کوئی سختی مجھکو اس اعتراف سے نہیں روک سکتی - میرا تیرا معاملہ اب صرف حق و باطل کا ہے - اگر تیرے پاس حجۃ ابراہیمی ہے تو پیش کر جسکی پیروی کیلیے تو یہاں تک آیا ہے' اور جب تک تو قرآن کی اس شہادت اور عقل صریح کی اس دلیل کو نہ جھٹلاے جو قرآن کو مخلوق ثابت کرتی ہے' اس وقت تک تجھے حق نہیں ہے کہ اپنے آپکو حجۃ ابراہیمی کا پیرو ثابت کرے - حجۃ ابراہیمی یہ تھی کہ جب منکر خدا نے اس سے جھگڑا کیا تو حضرۃ ابراہیم نے کہا : " اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے' اگر تجھکو اس سے انکار ہے تو تو مغرب سے نکال دیکھ " یہ حجۃ ایسی تھی جسکو عقل نے پہچانا اور مشاہدہ و حس نے اسپر گواہی دی - پس تو بھی حجۃ لا ' اور صاحبان علم و حجج سے مناظرہ کر " :

مامون کے آخری الفاظ یہ تھے :

وقد جمعت المخالفين	" اور میں نے تیرے مخالفین کو جمع
لك لتناظرهم بين	کیا تاکہ تو انسے میرے سامنے مناظرہ
يدي ' واكون انا الحاكم	کرے' اور میں بمنزلہ ایک حاکم کے تم
بينكم ، فان تبين	دونوں فریق کیلیے ہوں (یعنی خود

باب التفسیر

الاصــلاح والافســاد

(ان ارید الا " الاصلاح " ماستطعت !)

(۲)

(بعض جزئیات نتــائج افســاد)

(۱) بنو اسرائیل نے احکام توراۃ کي مخالفت کي ' اور خدا کي زمین میں عدل و اصلاح کي جگۂ عصیان و فساد پھیلایا - بخت نصر آونھا' اور پا مال کردیا ' کیونکہ افساد کا آخري نتیجہ یہي ہے :

و قضینا الی بني اسرائیل فی الکتاب للتفسدن في الارض مرتین' و لتعلن علوا کبیرا - فاذا جاء وعد اولاھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید - فجاسوا خلال الدیار وکان وعــدا مفعولا - (اســرائیل : ۴)	ہم نے بني اسرائیل کیلیے کتاب میں فیصلہ کردیا تھا کہ تم لوگ دوبار زمین میں فساد پھیلاؤ گے' اور بڑي ہي حد درجہ کي سرکشي کروگے' سوجب پہلا عہد فساد کا آیا تو ہم نے تمہارے اوپر اپنے طاقتور و جنگ آزما بندے بھیجدیے جنھوں نے تمام شہر کو اجاڑ دیا ' اور خدا کا وعدہ پورا ہونے والا تھا -

(۲) ایک قوم نے احسان کي ناشکري کي' اور آنحضرت کے اونٹوں کا گلہ لوٹ لیا ' چرواھوں کو قتل کردیا ' اسلام لاکر پھر مرتد ہوگئي - قرآن حکیم نے اس افساد کي سزا مقرر کي' اور اونکو وہ دیگئي:

انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون في الارض فســادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض - (مائدہ : ۳۷)	اونلوگوں کي سزا جو خدا اور خدا کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ' یہ ہے کہ قتل کردیے جائیں ' یا پھانسي پر لٹکیں ' یا اونکے ھاتھہ پانوں آلٹے کاٹڈا لے جائیں ' یا جلا وطن کردیے جائیں -

(۳) اللہ تعالے مصلحین کي جماعت کو بتدریج بڑھاتا ہے' اور مفسدین کي جمعیت کو بتدریج توڑتا گھٹاتا ' اور پھر بالکل مٹا دیتا ہے - البتہ اس تدریج عروج و زوال کي رفتار مختلف ہوتي ہے :

و اذکرو اذ کنتم قلیلا فکثرکم و انظــرو کیف کان عاقبــۃ المفسدیــن (اعراف ۸۵)	اور یاد کرو کہ جب تم تھوڑے تھے' تو خدا نے تمکو زیادہ کردیا ' اور ساتھہ ہي دیکھو کہ مفسدین کا کیسا انجام ہوا ؟ ادھر تم بڑھتے گئے ادھر وہ گھٹتے گئے !

(۴) فرعون نے خدا کي زمین میں استکبار کیا ' ایک قوم کي آزادي سلب کرلي ' اوسکي قوت کو برباد کردیا ' اسکو غلاموں کي طرح اپنا محکوم رکھنا چاہا' یہ عمل فساد تھا ' پس اسکا لازمي نتیجہ نکلا اور اسکي تباہي کا وقــت آگیا - آخري وقت آنکھہ کھلي ' مگر اب وقت گذر چکا تھا :

الآن و قد عصیت قبــل وکنت من المفسدیــن (یونس : ۹۱)	اے فرعون اب تو خدا کے آگے جھکنا چاھتا ہے حالانکہ پہلے سرکشي کرچکا ہے اور زمین کے مفسدوں میں سے تیرا وجود بھي تھا !

(۵) اسي طرح اور بھي متعدد گذشتہ قومیں تھیں' جنکا مایہ خمیر فساد تھا ' اللہ تعالی کے حکم سے کوئي زلزلہ کے ساتھہ پیوند خاک ہوگئي:

و اخذت الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحــوا فــي دیارھــم جثمین -	جنلوگوں نے ظلم کیا تھا ' اونکو عذاب الہي کي کڑک نے پکڑ لیا ' اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے ہي رھگئے -

کسي کو ھوا اپنے ساتھہ اڑا لے گئي :

فارسلنا علیھم ریحا صرصرا في ایام نحسات لنذیقنھم عــذاب الــخــزي في الحیوۃ الدنیا -	ہم نے اون پر آندھي بھیجي انکي نامبارکي کے دنوں میں' تاکہ ہم اونکو دنیا میں ذلت و نامرادي کا عذاب چکھادیں -

کسي کو پاني اپنے ساتھہ بہا لیگیا :

حتــی اذا جــاء امرنا و فار التنــور	یہاں تک کہ جب ہمارے قانون عذاب کا وقت آگیا اور تنور نے جوش مارا -

دیکھو ' جزاء و سزا میں کسقدر مناسبت ہے ؟ فساد عدم ہے ' یہ قومیں بھي معدوم ہوگئیں - افساد نتائج اصلاح کو مٹاتا ہے ' یہ قومیں بھي مٹ گئیں - کما تدین تدان -

(بعــض جزئیات نتائج اصــلاح)

لیکن اعمال صالحہ کي حالت اعمال مفسدہ سے بالکل مختلف ہے - وہ زندگي اور طاقت و صحت ہیں ' اسلیے زندگي ہي کے نتائج کا اون سے ظہور ہوتا ہے - وہ روشني ہیں' اسلیے روشني ہي کے تمام آثار و علائم اپنے ساتھہ رکھتے ہیں - اسي بنا پر اللہ تعالی نے اعمال صالحہ سے زیادہ اعمال صالحہ کے نتائج و آثار کا ذکر کیا ہے :

(۲) ارباب اصلاح جو کام کرتے ہیں ' صرف اپنے نور ایمان کي ہدایت سے کرتے ہیں' اونکو ترغیبات کي ضرورت نہیں ہوتي:

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات یھدیھم ربھــم بایمانھم تجــري من تحتھم الانھار في جنت نعیــم (یونس ۹)	جو لوگ اللــہ پر ایمــان لاے اور' صالح اعمال اختیار کیے تو اللہ انکے ایمان کي روشني کو انکے لیے شمع ہدایت بنا دیتا ہے - انکے لیے نعمتوں کي جنۃ ہے' اور اسکي نہروں کي رواني کا عیش نظارہ !

نیکي و بدي اور فساد و صلاح میں یہي فرق ہے جسکو خدا نے اجمالاً بیان کیا ہے - ہر بدي کے اندر ترغیبات کا ایک ذخیرہ چھپا رہتا ہے جو نفس امارہ کو اپني طرف بلاتا ہے ' لیکن نیکي نہایت سادہ صورت میں نمایاں ہوتي ہے' کیونکہ وہ انسان کی فطرۃ اصلي ہے اور فطرۃ کا ہر جمال سادہ ہوتا ہے -

(۳) مصلحین ہر شخص سے جھک کے ملتے ہیں' تکبر و غرور سے اونکو نفرت ہوتي ہے ' استکبار اون سے چھو نہیں جاتا :

ان الذین آمنوا وعملــوا الصالحات و اخبتوا الی ربھم اولئک اصحــــب الجنۃ ھم فیھا خلدون - (ھود : ۲۵)	جو لوگ ایمان لاے' صالح اعمال اختیار کیے' اور اپنے پروردگار کیلیے عاجزي کي' سو یہي لوگ " اصحاب الجنۃ " ہیں جو اپني حیاۃ بہشتي میں ہمیشہ شاد و خرم رہینگے !

" اخبات " یعنی عاجزي و تواضع اگرچہ خود عمل صالح میں داخل ہے اور اسلیے مستقل حیثیت سے اسکے ذکر کي ضرورت نہ

شیخ نے کہا : " مجھکو جواب دینے سے انکار نہیں ' لیکن جس طریق سے سوال کیا گیا ہے ' اسمیں ایک سخت دھوکا اور فساد ہے اسلیے میں پہلے اسے صاف کرنا چاہتا تھا - با ایں ہمہ اگر امیر المومنین کو اسپر اصرار ہے تو اچھا ' میں تسلیم کرلیتا ہوں کہ قران بھي اشیاء میں داخل ہے "

یہ اقرار سنتے ہي بشر اچھل پڑا ' اور بشر اور مامون الرشید ایک ساتھہ بول اٹھے :

" اگر قران بھي اشیاء میں داخل ہے تو قران کہتا ہے کہ اللہ تمام اشیاء کا خالق ہے اور تمام اشیاء مخلوق ہیں ' پس قران کو بھي تم نے مخلوق تسلیم کرلیا "

شیخ نے گرج کر کہا :

" ہرگز نہیں ! اس سے یہ کبھي لازم نہیں آتا - قران کہتا ہے : و یحذرکم اللہ نفسہ یعنی اللہ تم کو اپنے " نفس " سے ڈراتا ہے - اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا بھي نفس ہے - اور پھر قران کہتا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس کیلیے ضرور ہے کہ وہ موت کا مزہ چکھے - پس اگر اشیاء میں قران داخل ہوکر مخلوق ہوگیا ' تو کیا خدا بھي " کل نفس " میں داخل ہوکر اور نفس ہوکر موت کا مزہ چکھے گا ؟ "

شیخ عبد العزیز کا یہ کہنا تھا کہ تمام مجلس پر سناٹا چھا گیا ' اور ایسا معلوم ہوا ' گویا یہ الفاظ نہیں تھے ' ایک بجلي تھي جو یکا یک کوند گئي ' اور تمام نگاہوں کو خیرہ اور دلوں کو دہلا گئي - خود بشر مریسي مبہوت ہوکر دیکھتے کا دیکھتا ہي رہگیا ! فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون -

یا تو مامون الرشید غضب ناک ہوکر شیخ سے جواب طلب کررہا تھا اور اسے خلق قران کے اعتراف پر مجبور سمجھتا تھا ' یا بے اختیار ہوکر عبد العزیز کے جواب پر وجد کرنے لگا ' اور پکار پکار کر کہنے لگا " معاذ اللہ ! معاذ اللہ !! خدا کي ذات موت سے بري ہے ! "

(خــاتمــہ)

بشر مریسي نے اپنے آخري سوال کو مناظرہ کا خاتمہ قرار دیا تھا - شیخ نے بھي اسکا جواب ایسا ہي دیا - وہ مناظرہ کا خاتمہ اور حجۃ کا اعلان آخري تھا !

مامون الرشیــد نے حکم دیا کہ مناظــرہ ختم کیا جاے ' اور عبد العزیز سے مخاطب ہوکے کہا :

" اگرچہ اس مسئلہ کا فیصلہ ہماري آجکي صحبت میں نہ ہوسکا ' لیکن اسمیں کوئي شک نہیں کہ تو نے اپنے مخاطب کا کامیابي کے ساتھہ مقابلہ کیا ' اور اسکي کسي دلیل کے آگے میں نے تجھے عاجز نہ پایا - تیري فضیلت علمي پر تیرے جوابات گواہ تھے - تیري جرات و ثابت قدمي تیري فضیلــت کا اصلي جوہر ہے - تو نے جس بے خوفي و بے جگري سے میرے حضور میں زبان کھولي اور جسطرح میرے جلال و غضب اور موت و ہلاکت کے خوف سے بے پروا ہوکر تقریر کي ' واللہ کہ میں اسکي قدر کرونگا ' اور تیري درشتي و تلخ گوئي کو اپني قدردانیوں اور حلم سے تھکا دونگا - میرے طرف سے تیرے لیے امن اور اعزاز و اکرام کا فرمان ہے - اور تیرا جوہر استعداد اسکا مستحق ہے کہ میري مجلس علم کا ندیم ہو - تو اب مدینۃ السلام میں قیام کر اور ہر بدھہ کے دن میري صحبت علمي میں شریک ہو "

شیخ لکھتے ہیں : " اسکے بعد مامون الرشید نے حکم دیا کہ دس ہزار درہم میري قیام گاہ پر بھیجدیا جاے - نیز قیام کیلیے ایک سجا سجایا محل سرکاري بھي مرحمت ہو - پھر تلوار کي نیام پر ہاتھہ رکھا جو مجلس کي برخاستگي کا اشارہ تھا - تمام اہل دربار اٹھہ کھڑے ہوے - میں جب رخصت ہونے لگا تو مامون مسکرایا اور کہا " آج تو نے اپنے بڑے ہي طاقتور حریف پر فتح پالي "

اسکے بعد لکھتے ہیں :

" میں جب دربار سے نکلا تو تمام لوگوں کو راستوں ' دکانوں ' اور کوٹھوں پر چشــم براہ پایا - لوگ منتظر تھے کہ میري اس جرات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟ جب انھوں نے دیکھا کہ میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ واپس جا رہا ہوں اور مجلس مناظرہ میں کامیاب رہا ہوں تو انکي حیرت اور خوشي کي کوئي حد نہ رہي - لوگ ہر طرف سے مبارکباد دینے اور ارباب حق کي فتح پر خوشیاں منانے کیلیے ہجوم کرتے ' اور مجھسے مصافحہ کرنے کے واسطے اپني جانوں کو تہلکہ میں ڈالتے - حتی کہ جوش خلائق اور شدت ہجوم سے میں عاجز آگیا اور گھر تک پہنچنا دشوار ہوگیا - "

" اسکے بعد جب تمام علماء شہر و امصار کو واقعات منـــاظرہ کي خبــر ملي تو اس غیر متوقــع تائیــد غیبـــي پر سجدہ شکر بجا لاے ' اور اس ایک نمونے نے ہــزاروں زبانوں کو یکایک کھول دیا - جو خوف جان و مال سے اظہار حق نہیں کرسکتي تھیں ' پہلے مامون کے غضب و صولت کو دیکھکر کسي کو جرات نہیں پڑتي تھي - لیکن اب لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ اگر جرات و ثابت قدمي کے ساتھہ حق کا اعلان کیا جاے ' تو اللہ کي نصرت کبھي ساتھہ نہیں چھوڑتي اور ہر شخص کامیابي حاصل کرسکتا ہے "

" صبح سے لیکر شام تک میرا مکان لوگوں سے بھرا رہتا اور وہ مجلس مناظرہ کے حالات پوچھتے - میں روایت کرتے کرتے تھک گیا - یہاں تک کہ خبر دور دور پھیل گئي اور حجــاز و شــام تک سے لوگ دریافت کرنے کیلیے آنے لگے - تب عاجز آکر میں نے چاہا کہ اس مناظرہ کے واقعات قلمبند کردوں تاکہ ہر شخص اسے پڑھکر حق کي فتــح اور باطــل کے خــذلان کي سرگذشــت معلوم کرلے "

(استـــدراک)

(۱) شیخ نے اپني تقریر کے ابتدائي حصہ میں (جو البلاغ کي گذشتہ اشاعۃ میں نکلا ہے) کہا ہے : " خدا نے مسلمانوں سے خلق قران کا اقــرار نہیں کرایا لیکن ایک انسان کراتا ہے (یعنی مامون) جو ہارون کے گھر میں پیدا ہوا اور ہارون ہادي کا بیٹا تھا "

شیخ کے رسالہ میں ایسا ہي لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے - خلیفہ ہارون الرشید ہادي کا بیٹا نہیں ہے بلکہ ہارون اور ہادي دونوں محمــد بن منصــور ملقــب بہ مہدي کے بیٹے ہیں - مہدي کے بعد تیرہ ماہ تک ہادي تخت نشیں رہا - اسکے بعد ہارون الرشید خلیفہ ہوا - غالباً یہ کتابت کي غلطي ہے -

(۲) تقریر میں انھوں نے کہا : " تم سے پہلے ائمۂ جور نے جو کچھہ کیا ' اللہ نے اسکے لیے تم کو کھڑا کردیا " یہ اشارہ بنو امیہ کي طرف تھا جنکو ہلاک کرکے آل عباس نے اپني حکومت قائم کي -

(۳) اس سرگذشت کو ہم نے نہایت تفصیل سے لکھا تاکہ ہمارے موجودہ عہد کے علماء ' سلف کے ان واقعات کو پڑھیں اور عبرت پکڑیں - امر بالمعروف و نہي عن المنکر اور دعوۃ و تبلیغ حق ہي وہ اصلي و حقیقي فرض ہے جو اسلام نے علماء کے سپرد کیا ہے ' اگر اس فرض سے انکا علم و عمل خالي ہے تو انکو یقین کرنا چاہیے کہ انھوں نے اپني ہستي مقدس اور راستے کے پتھر اور جنگل کي گھانس اسے زیادہ قیمتي ہے -

لسعیه و انا لـه کاتبون -	کوشش کبھي ضائع نه جاليگي، اور
(انبیاء : ۹۴)	همارا قانون ایسا هي هے -

اونکو ناکامیابي پر ناکامیابي هوتي هے، مگر وہ اپني دهن میں لگے رهتے هیں - کیونکه اونکا نور ایمان بتاتا هے که وهي ایک دن کامیاب هونگے - خدا کے پورے هونے والے وعدے کي دستاویز اونکے هاتهه میں هوتي هے - وہ ایک مقصد اعلى کیلیے کوشش کرتے هیں، اونکو دهمکایا جاتا هے مگر وہ نهیں ڈرتے - اونکو ملامت کي جاتي هے مگر وہ آزردہ خاطر نهیں هوتے، اسلیے که وہ خدا کے وعدوں پر یقین رکهتے هیں :

فمن آمن و اصلح فلا خوف	جو شخص ایمان لایا اور اپني
علیهم و لا هم یحـزنـون -	اصلاح کي تو اسکے لیے نه تو
(انعام : ۴۸)	کسي طرح کا ڈر هے اور نه وہ کبهي
	غمگین هوگا -

(۱۴) عمل صالح انسان کے دل کو سنوارتا هے، اسلیے پچهلے گناهوں کا جو داغ دل میں هوتا هے، اوسکو بهي مٹا دیتا هے :

و الـذین آمنـوا و عملـو	اور جو لوگ ایمان لاے، عمل
الصالحات و آمنوا بما نـزل	صالح کیا، اور قران حکیم پر یقین
علی محمـد و هو الحـق	کیا جو انکے پروردگار کي طرف سے
من ربهم، کفر عنهم سیاتهـم	انکے لیے پیام حق هے، سو وہ یقین
و اصلح بالهم (محمد : ۲)	کریں که انکے تمام گناہ جهڑ گئے اور
	انکے دل کو سنوار دیا گیا -

اونکي گناهوں کي ناکام زندگي کو نیکي کي سعید و کامیاب زندگي سے خدا بدل دیتا هے :

الا من تاب و آ من و عمل	مگر جس شخص نے توبه کي،
عملا صالحا فاولئک یبـدل	ایمان لایا، اور عـمل صالح کیا، تو
الله سیاتهم حسنات، و کان	خدا اسکے گناهوں کو نیکیوں سے
اللـه غفـورا رحیمـا -،	بدل دیتا هے، اور خدا بڑا معاف
(فرقان : ۷۰)	کرنے والا اور رحم کرنے والا هے -

حضرت عمر رضي الله عنه جب تلوار لیکر آنحضرت (صلی الله علیه وسلم) کے قتل کرنے کیلیے چلے تهے، تو یه تلوار کیسي مفسدانه نظر آتي تهي ؟ مگر اب اوسکے جوهر میں ایمان و اصلاح کے نور چمکتے هوے نظر آتے هیں - کیا یه بدي کو نیکي کے ساتهه بدلدینا نهیں هے ؟

(۱۵) صالحین تقوى اختیار کرتے هیں، جچي تلي هوئي بات کرتے هیں، اور وہ اونکے اعمال کا سنگهار بن جاتي هے :

یا ایها الذین آمنوا اتقو الله	مسلمانو ! خدا سے ڈرو، ٹهیک اور
و قولوا قولا سدیـدا، یصلح	پکي بات بولو، وہ تمهارے اعمال کو
لکم اعمـالکـم و یغفـر لکـم	تمهارے لیے سنوار دیگا، اور تمهارے
ذنوبکم - (احزاب : ۷۰)	گناهوں کو معاف کردیگا -

(۱۶) مصلحین نهایت پاک و با مراد زندگي بسر کرتے هیں :

من عمل صالحا مـن ذکر	جس عورت و مرد نے عمل صالح
و انثی و هو مومن فلنحییه	کیا اور وہ مومن بهي هے، تو هم
حیوة طیبة و لنجزینهم اجرهم	اوسکو ایک پاک زندگي عطا کرینگے
باحسن کانوا یـعملـون -	اور اسکے کاموں میں ایسي قوت دیدینگے
(نحل : ۹۹)	که محنت سے زیادہ اسکا پهل پایگا -

(۱۷) مصلحین کے اعمال کے نتائج کسي نه کسي طرح اونکي اولاد کو بهي مل جاتے هیں، اور اگر نهیں ملتے تو اونکو یقین کرنا چاهیے که اونکا باپ صالح نه تها - اگر کسي قوم کو حکومت نهیں ملتي تو اوسکو ماننا چاهیے که اوسکے آباء و اجداد نے جو تاج سر پر رکها تها، اوس میں صلح و فلاح کا موتي نه تها - حضرة موسى جب ایک عالم الهي سے فیض یاب هونے کیلیے نکلے اور وہ انکے ساتهه روانه هوا تو راہ میں ایک شهر پڑا - شهر والے اتنے بد اخلاق تهے که انهوں نے رهنے کي جگه تک نه دي - لیکن حضرة موسى کے ساتهي نے شهر کے باهر ایک پراني دیوار کي تعمیر شروع کردي - حضرة موسى نے اس تعمیر پر تعجب کیا تو انهوں نے یه علت بتلائي که اسکے نیچے ایک صالح مرد و عورت کي دولت هے جسکے وارث انکے یتیم بچے هونگے :

و اما الجدار فکان لغلامین	دیوار شهر کے دو یتیم بچوں کي تهي،
یتیمین فی المدینـة و کان	اوسکے نیچے اون دونوں کا خزانه دفن
تحته کنز لهما و کان ابوهما	تها اور اون دونوں کا باپ صالح تها،
صـالحا، فـاراد ربـک ان	خدا نے چاها که جب وہ جوان
یبلغا اشدهمـا و یستخرجا	هوجائیں تو اپنا خزانه نکال لیں،
کنـزهما رحمة من ربـک -	اور ایسا نهو که انکے جوان هونے سے
(کهف : ۸۲)	پہلے هي دیوار پراني هوکر گر جاے -

لیکن اسکے لیے اولاد کو بهي صالح هونا چاهیے، ورنه نتیجه برعکس هوگا - حضرة موسى کے ساتهي نے اسي سفر میں ایک لڑکے کو قتل بهي کردیا کیونکه برخلاف ان یتیم بچوںکے وہ مفسد هونے والا تها :

و اما الغـلـم فـکان ابواہ	وہ لڑکا جسکو میں نے قتل کیا،
مـومنـین فخشینـا ان	سو اسکے باپ ماں مومن تهے، مجهکو
یرهقهمـا طغیـان و کفر-	خوف پیدا هوا که طغیان و کفر کي
(کهف : ۷۹)	وجه سے کهیں سرکشي نه کرے -

(۱۸) صالحین کو ابدي شهرت حاصل هوتي هے، اور وہ همیشه قائم رهتي هے - بقاء، دوام، استمرار، اصلاح کے لازمي خواص هیں :

رب هب لي حکما و الحقني	خدایا مجهے نبوت دے، اور مجهکو
بالصلحین و اجعـل لي	صلحا میں داخل کر، اور آنیوالي
لسان صدق فی الاخـرین -	نسلوں میں میرا دائمي ذکر قائم
(شعراء : ۸۳) .	رکهه !

(۱۹) صلحاء کا دل حرص و طمع سے خالي هوتا هے، رشک و حسد سے اونکو نفرت هوتي هے، وہ جزاء آخروي کے آگے دنیوي مال و دولت کو هیچ سمجهتے هیں :

قال الذین یریدون الحیـوة	اونلوگوں نے جو دنیوي زندگي کے
الدنیا : یلیت لـنا مثـل	طالب تهے، حسرت کهائي که کاش
ما اوتي قارون انه لذو حظ	همارے پاس بهي وہ هوتا جو قارون
عظیم - و قال الذین اوتو العلم	کو دیا گیا هے - وہ کیسا بڑا نصیبور
و یلکم ثواب اللـه خیر لمن	هے ! مگر جو لوگ صاحب علم -
آمن و عـمل صالحـا -	و سعادت تهے اونهوں نے کها یه کونسي
(قصص : ۸۰)	چیز هے جسکے لیے حسرت کررهے هو؟

صد افسوس تم پر ! اصلي نعمت تو الله کا وہ بدله هے جو صالحوں کو اعمال کا ملتا هے، اور خدا کے مومن و صالح بندوں کیلیے وهي سب سے بڑي چیز هے -

(۲۰) بدي کا نتیجه کتنا هي دل خوش کن هو مگر وہ محدود هے، شراب کا نشه همیشه نهیں رهتا مگر حق کا متوالا همیشه مست رهتا هے - چوري سے دولت کثیرہ هاتهه آسکتي هے، مگر اوسکو گن سکتے هیں - لیکن تجارت سے جو فوائد حاصل هوتے هیں، اوسکي کوئي خاص حد نهیں - ایک معمولي دکاندار اپني زندگي خوش گذراني کے ساتهه بسر کردیتا هے، اور اوسکو کچهه معلوم نهیں هوتا که کیا آیا اور کیا گیا ؟ مگر چور روپیه کو گن گن کے رکهه دیتا هے، پهر بهي چند دنوں میں تمام دولت اوڑ جاتي هے - دل کا دکهه اور ضمیر کي بے امني اسکے علاوہ هے -

تهي' ليكن قرآن حكيم كا طرز خطاب يه هے كه وه عام كے بعد خاص كو مستقلاً بيان كرتا هے' جس سے اوسكا اهتمام شان واضح كرنا مقصود هوتا هے - چنانچه تم كو معلوم هے كه عام نمازوں كے بعد صلواة وسطى كا ذكر مستقل طور پر كيا گيا حالانكه احكام نماز ميں نماز كي هر شكل' هر قسم' اور هر طريق داخل تها - اسي اصول كي بنا پر خدا نے اخبات كا ذكر بهي يہاں مستقلاً كيا هے :

۴) مصلحين كے اعمال كبهي ضائع نہيں هوتے - عمل صالح كا بيج كبهي بهي سڑ گل نہيں سكتا - وه قطعاً پهليگا اور قطعاً پهل لائيگا -

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات انا لا نضيع اجر من احسن عملا (كهف : ۲۹)

جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح كيا' تو انكو همارا يه قانون معلوم هو جانا چاهيے كه هم عمل صالح كرنے والے كے اجر اور مكافات كو كبهي ضائع نہيں كرتے -

زنا سينكڑوں بچوں كو ضائع كرديتا هے' ليكن نكاح اپنے نتائج اپني گود ميں ديكهتا هے -

(۵) مصلحين ميں هميشه باهم محبت و يگانگي هوتي هے باهمي پهوٹ اور نفاق صاحب اصلاح گروه ميں نہيں هو سكتا :

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات يجعل لهم الرحمن ودا - (مريم : ۹۶)

جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح كيا' سو قريب هے كه خداے رحمن انكے ليے محبت كا دروازه كهولديگا -

ليكن عمل فاسد كا نتيجه صرف بغض و عداوت هے :

فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيمة (مائده : ۱۷)

هم نے قيامت تک كيليے اقوام نصارى كے درميان بغض و عداوت كي آگ بهڑكا دي -

انما يريد الشيطن ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر و الميسر ليصدكم عن ذكر الله و عن الصلوة فهل انتم منتهون ؟

شيطان چاهتا هے كه تمهارے درميان شراب نوشي و قمار بازي كے ذريعه بغض و عداوت ڈالدے' اور تم كو ذكر خدا اور نماز سے روكدے' تو كيا تم باز نہيں آوگے ؟

(۶) مصلحين كي ايک بہت بڑي خصوصيت يه هے كه وه عدل الهي كے قيام كيليے اپني تمام قوتوں كو وقف كرديتے هيں' اور جب كبهي ان پر ظلم كيا جاتا هے تو پتهر اور كهانس كي طرح بےحس و حركت نہيں پڑے رهتے بلكه انسان كي طرح اٹهتے هيں اور ظالموں سے انكے ظلم كا بدله ليتے هيں تاكه ظالم كو سزا ملے اور عدل قائم هو - اس بارے ميں انكا اراده اور فعل دونوں يكساں هوتا هے - جيسا كہتے هيں ويسا هي كركے دكهاديتے هيں - انكي زندگي كي بنياد اراده نہيں بلكه عمل هوتا هے :

انهم يقولون ما لا يفعلون الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات و ذكروا الله كثيرا و انتصروا من بعد ما ظلموا (شعراء : ۲۲۷)

ان مفسدوں كا يه حال هے كه جو كچهه زبان سے كہتے هيں اسكے خلاف عمل كرتے هيں - البته وه لوگ جو الله پر ايمان لاے' عمل صالح كيا' زياده سے زياده الله كے ذكر ميں لگے رهے' اور ظلم كا بدله لينے ميں فتح مندي حاصل كي' بعد اسكے كه انپر ظلم كيا گيا تها اور وه مظلوم تهے - سو انكا حال ايسا نہيں هے -

ليكن اگر كسي نے ظالم كي حمايت كي' يا اوسكے ظلم پر خاموش رها' يا خاموش رهنے كي هدايت كي' تو وه مفسد هے - كيونكه وه عمل فاسد كي اعانت كرتا هے -

(۷) مصلحين كي ايک خصوصيت يه هے كه انكا اعتماد صرف الله پر هوتا هے' پس وه صبر كرتے هيں اور صبر كے معني كسي عمل اور كاميابي كي راه ميں مشكلوں كے برداشت كرنے اور قرباني كے هيں :

الذين صبروا و على ربهم يتوكلون (عنكبوت : ۵۸)

جن لوگوں نے صبر كيا اور جو خدا هي پر بهروسا ركهتے هيں -

(۸) مصلحين معاملات ميں نهايت ديانت دار هوتے هيں - شركت كے كاموں كو نهايت ايمانداري سے انجام ديتے هيں' مشتركه چيزوں پر خود قابض نہيں هو جاتے بلكه دوسروں كو بهي مداخلت كا موقع ديتے هيں :

و ان كثيرا من الخلطاء ليبغي بعضهم على بعض الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات و قليل ما هم (ص : ۲۴)

اور بہت سے ساجهے كا كام كرنے والے ايک دوسرے پر زيادتي كرتے هيں مگر وه لوگ جو ايمان لاے اور عمل صالح كيا' تو انكا شيوه عدل اور ديانت داري هے - البته ايسے لوگ تهوڑے هيں -

(۹) خدا مصلحين كي دعا قبول كرتا هے' انكي پكار كبهي مردود نہيں هوتي - اور اونكے مال و دولت كو بڑهاتا هے :

و يستجيب الذين آمنوا و عملوا الصالحات' و يزيدهم من فضله (شورى : ۲۷)

اور جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح كيا سو خدا اونكي دعا كو قبول كرتا هے اور انكے كاموں كے پهل ميں اپنے فضل سے بركت اور فراواني بخشتا هے -

(۱۰) وه كبهي ذليل و رسوا نہيں هوتے' بلكه هميشه معزز اور بلند و ممتاز هوتے هيں - تمام دنيا پر شرف و فضيلت صرف انهي كيليے هے - اشخاص كي حالت ميں بهي اور جماعت كي حالت ميں بهي :

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات اولئك هم خير البريه (بينه : ۶)

جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح كيا' سو وه دنيا كي بہترين هستي هيں -

اگر كوئي قوم دنيا ميں ذليل هے تو سمجهه لينا چاهيے كه وه عمل صالح نہيں كرتي :

(۱۱) وه هميشه حق اور قرباني كي باهم وصيت كرتے رهتے هيں اور ايک دوسرے كو اسكي دعوة ديتے هيں' پس تمام كائنات ارضي ميں كاميابي اور فتح و مراد انهي كيليے هے - زندگي كے تمام مشكلات اور عمل انساني كي تمام ناكاميوں سے وه محفوظ هوجاتے هيں :

والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر (والعصر : ۳)

زمانه شاهد هے كه انسان كيليے ناكاميابي كے سوا كچهه نہيں هے - مگر وه لوگ جو ايمان لاے' عمل صالح كيا' حق اور صبر كي باهمدگر وصيت كي' تو انكے ليے ناكامي كي جگه هميشه كام و مراد كي زندگي هوگي !

(۱۲) مصلحين كو ظلم و غصب حقوق كا كبهي ڈر نہيں هوتا' كيونكه وه دلاوري كے ساتهه ظلم كا مقابله كرتے هيں' اور طاقت كے ساتهه اپنے حقوق كو محفوظ ركهتے هيں :

و من يعمل من الصالحات و هو مومن' فلا يخاف ظلما و لا هضما (طه : ۱۱)

اور جو شخص عمل صالح كرتا هے' اور ساتهه هي الله پر يقين ركهتا هے' سو اسكے ليے ظلم اور غصب حق سے كوئي خوف نہيں - نه اسپر ظلم هوسكے گا اور نه اسكا حق مارا جائيگا -

(۱۳) مصلحين كي كوششيں كبهي رائگاں نہيں جاتيں :

فمن يعمل من الصالحات و هو مومن فلا كفران

جو شخص عمل صالح كرتا هے اور الله پر ايمان لايا هے' تو اسكي

مراسلات

اصلاح معاشرت اور اسلام

(بسلسلہ اسلام اور سوشیلزم)

(از مولانا سيد سليمان صاحب ندوي)

گذشته نمبر ميں اقوام جديده و قديمه کے اشتراکي مذاهب اور انکے اثرات پر به تفصيل بحث کرچکے هيں - اب هم دکھلانا چاهتے هيں که اس بارے ميں اسلام کي تعليمات کيا هيں ؟ سوشيلزم کے اعتبار سے سب سے پہلے اصلاح معاشرت کا مسئله سامنے آتا هے ' يعني ذاتي اعزاز و امتياز مٹاديا جاے اور تمام افراد باعتبار معاش و مال کے مساوي الرتبه هوجائيں -

مساوات کي چار صورتيں هيں ' مساوات نسبي و قومي ' مساوات حقوق و قانون ' مساوات رتبه ' مساوات مالي -

(مساوات نسبي و قومي)

اسلام نے نسبي و قومي امتياز بالکل مٹا ديا هے ' اور تمام مسلمانوں ميں ايک عام اسلامي برادري قائم کردي هے - ايک مسلمان کو کسي دوسرے مسلمان پر کوئي قومي يا نسبي امتياز حاصل نہيں هے - قرآن مجيد ميں هے :

يا ايها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثى و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم (حجرات)	لوگو! هم نے تمکو ايک مرد اور عورت سے پيدا کيا ' اور تمکو مختلف قوم اور قبائل بنايا ' تاکه آپس ميں ايک دوسرے کو پہچانو ' خدا کے نزديک تم ميں سب سے بزرگ اور مکرم وهي هے جو زياده پرهيزگار هو -

دوسري آيت يه هے :

انما المومنون اخوة (حجرات)	مسلمان سب آپس ميں بهائي هيں -

رسول الله صلى الله عليه و سلم نے فرمايا هے :

ان الله قد اذهب عنکم عبية الجاهلية و فخرها بالاباء - انما هو مومن تقي او فاجر شقي - الناس کلهم بنو آدم و آدم من تراب (ترمذي باب مفاخرة)	خدا نے جاهليت کي نخوت اور باپ دادوں پر فخر کرنا تم سے دور کرديا هے - آدمي يا مومن اور پرهيزگار هے ' يا بدکردار اور شقي هے ' تم سب آدم کے بيٹے هو اور آدم مٹي سے بنا تها -
انسابکم هذه ليست بمسبة على احد - کلکم بنو آدم...... ليس لاحد على احد فضل الا بالدين و تقوى (مشکوة باب مفاخرة)	نسب کسي کا کسي کے ليے باعث عار نہيں هے ' تم سب آدم کے بيٹے هو ...... ايک کو دوسرے پر دين و تقوى کے سوا اور کوئي سبب فضيلت نہيں هے -
لا فضل لعربي على عجمي و لا لعجمي على عربي	عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئي فضيلت نہيں هے -

يه احکام صرف عام نصائح هي نہيں هيں ' بلکه عملاً بهي اسلام نے اسکا نمونه دنيا کے سامنے پيش کرديا - حضرت زينب جو رسول الله صلى الله عليه و سلم کي پهوپهي زاد بہن تهيں ' آنکو رسول الله نے ايک غلام سے بياه ديا - بلال رض ' سلمان رض ' حذيفة ' صهيب رض ' جو حبش ' ايران ' اور يمن وغيره کے زرخريد غلام تهے ' اسلام نے معزز ترين عرب کي صف بصف آن کو کهڑا کرديا -

حضرت بلال رضي الله عنه حبش کے ايک ادنى غلام تهے جنکو حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے خريد کر آزاد کرديا تها - حضرت عمر (رضي الله عنه) آنکو اپنا آقا کہا کرتے تهے - حضرت سلمان جو فارس سے عرب ميں غلام بنکر آے تهے ' رسول الله (صلى الله عليه و سلم) نے آنکو اپنا نقيب فرمايا هے اور آنکا نام حضرت ابوبکر (رضي الله عنه) حضرت عمر (رضي الله عنه) حضرت علي (رضي الله عنه) حضرت ابن مسعود (رضي الله عنه) کے پہلو به پہلو ليا هے - حضرت بلال نے مدينه ميں آکر شادي کرني چاهي تو مدينه کي گليوں ميں لوگوں سے پکار کر کہا : " لوگو ! تم جانتے هو که ميں ايک معمولي زرخريد غلام هوں ' تم ميں کوئي شريف هے جو اپني بيٹي ميري زوجيت ميں دے " ؟ انصار نے کہا : " اے بلال ! مدينه کا هر شريف اپني بيٹي تمهاري زوجيت ميں دينا اپني عزت سمجهتا هے "

(مساوات حقوق قانوني)

مساوات حقوق پر اسلام نے جس شدت سے عمل کيا هے ' اسکي نظير تمام دنيا ميں نہيں مل سکتي - اسلام کي نظر ميں جسطرح ايک حبشي اور ايک قريشي نسب کي حيثيت سے برابر هيں ' اسي طرح حقوق ميں بهي بالکل مساوي هيں - اس کا ثبوت گو اوپر کي آيات اور احاديث سے نہايت وضاحت سے هو رها هے ' تاهم مزيد توضيح کے ليے هم چند آيات ' احاديث ' اور واقعات پهر پيش کرتے هيں جن سے ثابت هوگا که اسلام نے کيونکر اعلى و ادنى ' امير و غريب ' قريب و بعيد ' دوست و دشمن ' سب کے ساتهه عدل و انصاف اور قانون و حقوق ميں مساوات کا حکم ديا هے :

يا ايها الذين آمنوا کونوا قوامين بالقسط شهداء لله و لا يجرمنکم شنان قوم على ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوى (آل عمران)	مسلمانو ! انصاف پر مضبوطي سے قائم رهو ' اور خدا هي کيليے گواهي دو ' کسي گروه کي دشمني اس بات کا باعث نهو که تم انصاف نکرو - انصاف کرو که يه تقوى سے قريب تر هے -

اس آيت سے ثابت هوتا هے که همکو دوست و دشمن ' سب کے ساتهه عدل و مساوات کا حکم ديا گيا هے :

و اذا قلتم فاعدلوا و لو کان ذا قربى - (انعام)	جب بولو انصاف کي بات بولو ' اگرچه کسي تمهارے قرابت دار هي کے خلاف هو -

اس آيت کريمه نے قريب و بعيد ميں مساوات کا فيصله کرديا :

کتب عليکم القصاص في القتلى - (بقره)	تمپر مقتولين کا قصاص فرض کيا گيا -
النفس بالنفس (مائده)	جان کے بدلے جان -

ان دونوں آيتوں کا اطلاق تمام افراد انسان ميں جان و زندگي کي مساوات ثابت کرتا هے :

ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات لهم اجر غير ممنون (سجده : ۷۵)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا' اونکے لیے غیر منقطع معاوضہ ہے -

(۲۲) ہر چیز کا مرجع اللہ تعالی کي ذات ہے' اسلیے نیکي کے نتائج بھي آدمي کي طرف منتقل ہوجاتے ہیں' لیکن تم نہیں جانتے کہ اس معراج روحاني کا زینہ کیا ہے؟ خدا خود بتلاتا ہے :

اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه (فاطر : ۱۱)

خدا کي طرف کلمات طیبہ چڑھتے ہیں اور عمل صالح اوسکو اونچا کردیتا ہے - (اس آیت کي مزید تفسیر آگے آئیگي)

پس ہر نیک نیت کا' ہر سچي شہرت کا' ہر سچي کوشش کا' زینہ صرف اعمال صالحہ ہیں - جو اونکو خدا تک پہونچا دیتے ہیں -

(۲۳) بیٹے کے ساتھہ باپ کي محبت عمل صالح ہے' کیونکہ وہ بیٹے کے اعمال صالحہ کا نتیجہ ہوتي ہے' اور کوئي عمل صالح نتیجہ بد پیدا نہیں کرسکتا - حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت تھي کیونکہ وہ صالح تھے' اور اسیلیے اونکو اپنے عمل صالح کا بہترین معاوضہ ملا تھا - لیکن انکے بھائیوں نے اس محبت کو جذب کرنا چاہا' مقصد نیک تھا' لیکن طریق اخذ و جذب مفسدانہ تھا' اسلیے ناکامیابي و ذلت دائمي نصیب ہولي :

اقتلوا يوسف او اطرحوه ارضا يخل لكم وجه ابيكم و تكونوا من بعده قوما صالحين - (يوسف : ۹)

یوسف کو قتل کر ڈالو یا اوسکو کسي جگہ پھینکدو' باپ کي محبت تمہارے طرف منتقل ہو جائیگي' اور تم اوسکے بعد ایک صالح جماعت بن جاوگے -

(۲۴) دنیا کے بادشاہ ہمیشہ صلحاء ہوتے ہیں' متعدد غیر صالح قوموں نے اپني سلطنت کھودي - حالانکہ وہ ایک مدت تک وارث تاج و تخت رہ چکي تھیں - متعدد حکمراں قومیں اعمال فاسدہ کے نشے میں چور ہیں اور سمجھتي ہیں کہ یہي اعمال تہذیب و تمدن کے زیور ہیں - لیکن اونکو خدا کے ہاتھہ کي گردش پر نگاہ رکھني چاہیے جو آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے' اور ایک مرتبہ دفعتاً چمک کر الٹ دیتا ہے : جعلنا اعاليها سافلها :

ان الارض يرثها عبادي الصلحون (انبياء : ۱۰۵)

زمین کے وارث صرف خدا کے صالح بندے ہوتے ہیں - فساد کے ساتھہ حکومت نہیں باقي رہسکتي -

(۲۵) نیکي اور اصلاح کا ثمرہ پورا پورا ملتا ہے :

واما الذين آمنوا وعملوا الصالحات فيوفيهم أجورهم والله لا يحب الظلمين (آل‌عمران : ۵۰)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا تو خدا اونکو پورا معاوضہ دیگا اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا -

(۲۶) صلحاء تلاوت کرتے ہیں' خدا کا سجدہ بجا لاتے ہیں' امر بالمعروف والنہي عن المنکر کرتے ہیں' اور نیکي کي راہ میں سب سے آگے رہنا چاہتے ہیں :

من اهل الكتاب امة قائمة يتلون آيات الله آناء الليل وهم يسجدون - يؤمنون بالله واليوم الآخر ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويسارعون في الخيرات - و اولئك من الصالحين - (آل‌عمران : ۱۰۸)

اور اہل کتاب میں ایک مستعد گروہ ہے جو خدا کي آیات راتوں کو پڑھتا ہے اس حال میں کہ وہ سر بسجود ہوتا ہے' خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے' نیکي کا حکم دیتا ہے' برائي سے روکتا ہے' اور نیکي کي طرف تیزي سے بڑھتا ہے' یہي لوگ صلحاء میں سے ہیں -

(۲۷) صلحاء کا ولي اور رفیق و مددگار صرف خدا ہوتا ہے' اسلیے وہ اسي سے رشتۂ مودت جوڑتے ہیں :

ان ولي الله الذي نزل الكتب و هو يتولى الصالحين - (اعراف : ۱۹۶)

میرا ولي صرف خدا ہے جس نے کتابیں نازل کیں' اور وہ صالحوں کو دوست رکھتا ہے -

(۲۸) برائي کتني ہي پھیلي ہو' تاریکي کا بادل کتنا ہي غلیظ ہو' مگر صلحا کا نور ایمان اونکو برائیوں میں ملوث ہونے سے بچا لیتا ہے :

ونجينه من القرية التي كانت تعمل الخبائث انهم كانوا قوم سوء فسقين و ادخلنا في رحمتنا انه من الصالحين - (انبياء ۷۴)

اور ہم نے لوط کو اوس گانوں سے نجات دي جو بدکاریاں کرتا تھا' وہ نہایت بري اور بدکار قوم تھي - اور ہم نے اوسکو اپني رحمت میں داخل کیا کہ وہ صالحین میں سے تھا اور صالحین کي جگہ ہماري آغوش رحمت ہي ہے !

(۲۹) صلحاء مصیبت کے وقت مایوس نہیں ہوتے' ناشکري نہیں کرتے' اور خوشحالي میں غرور و فخر سے بھي بچتے ہیں کہ اونکا ظرف وسیع ہوتا ہے :

ولئن اذقنا الانسان رحمة ثم نزعنها منه انه ليئوس كفور ولئن اذقناه نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيئات عني انه لفرح فخور الا الذين صبروا و عملوا الصلحت اولئك لهم مغفرة و اجر كبير (هود ۱۲ : ۱۳ : ۱۴)

اور اگر ہم نے انسان کو اپني رحمت کا مزا چکھایا اور پھر اوس سے رحمت کو چھین لیا' تو وہ نا امید و نا شکرا ہو جاتا ہے' اور اگر نعمت کي لذت مصیبت کے بعد چکھائي' تو کہتا ہے کہ ابتو برائي میرے پاس سے چلي گئي' اور خوش ہوکر غرور سے اترانے لگتا ہے' البتہ ان لوگوں کا یہ حال نہیں ہوتا جنہوں نے اعمال صالحہ اختیار کیے' مشکلات میں صبر کیا - سو اونکے لیے مغفرت اور بڑا معاوضہ ہے -

(۳۰) وہ لوگوں کي امانتیں ادا کرتے ہیں' اور نہایت منصفانہ فیصلہ سناتے ہیں - خدا نے صلحاء کے ذکر کے بعد اونکو عدل احکام کا حکم دیا ہے - کیونکہ عمل صالح کا یہي نتیجہ ہونا چاہیے :

ان الله يأمركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها و اذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل - (نساء : ۶۱)

خدا تمکو حکم دیتا ہے کہ امانتیں کو ادا کرو' اور جب فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھہ کرو -

اب اعمال فاسدہ و اعمال صالحہ کي فہرست تمہارے سامنے ہے' مصلحین و مفسدین کي جماعت تمہارے آگے کھڑي ہے - نتائج پیش نظر ہیں' مختلف حیثیتوں سے مقابلہ کرو' اعمال فاسدہ کس کثرت سے ہیں' اور کسقدر نقش و نگار کے پردے میں چھپے ہوے ہیں؟ لیکن نتائج کا حال مختلف ہے' اعمال فاسدہ کا صرف وہي ایک نتیجہ ہے جسکا عبرت ناک منظر گذشتہ قوموں کے افسانے پیش نظر کردیتے ہیں - لیکن اعمال صالحہ کے نتائج کس کثرت سے ہیں' اور کس قدر مختلف ہیں؟ اعمال صالحہ اپنے خواص و نتائج و آثار سے کبھي الگ نہیں ہوسکتے' اسلیے خدا نے اعمال کے ساتھہ اونکے نتائج و آثار کا بھي ذکر کیا ہے - لیکن اعمال فاسدہ کے نتائج اون سے جدا بھي ہوجاتے ہیں - اسلیے کوئي مفسد دفعتاً برباد نہیں ہوجاتا' وہ آہستہ آہستہ ہلاک ہوتا رہتا ہے - قرآن حکیم کي اصطلاح میں اسیکا نام " اِمہال " ہے - یعني بتدریج ہلاکت و تباہي کا قانون الہي -

(البقیة یتلي)

انا معشر العــرب سواء	هم عرب لوگ آپس میں برابر هیں -
لا یستعبد بعضنا بعضاً -	ایک دوسرے کو غــلام نہیں بناتے -

مساوات رتبه کي ایک صورت اور رهگئي که حاکم و محکوم اور آقا و نوکر کا باهمي اختلاف رتبه بهي اٹهه جاے، لیکن اگر اس سے مقصد یه هے که دنیا میں کوئي حاکم هو نه محکوم، آقا هو نه غلام، تو اسوقت تک یه ایک ناقابل عمل اصول هے جبتک دنیا میں مختلف الاستعداد اور مختلف الاخلاق انسان موجود هیں، اور اُن میں باهمي امداد کي احتیاج باقي هے - قرآن کہتا هے :

و رفعنا بعضهم فوق بعض	هم نے ایک کو دوسرے پر ترجیح دي
درجات لیتخذ بعضهم	تاکه ایک دوسرے کو اپنے کام میں
بعضاً سخریا -	لے سکیں -

اور اگر اس سے مقصود یه هے که باوجود امتیاز مراتب، حقوق میں یکساني هو، تو یه عین حکم اسلام هے - حقوق کو چهوڑو، اسلام کي شریعت میں تو رعایا اور غلام کا لفظ بهي بولنا مستحسن نہیں، سب انسان عباد الله یعني صرف الله کے غلام هیں -

(مساوات مالي)

فقرا اور اهل ثروت کے باهمي تصفیه کے لیے اشتراکیت نے جو اصول قرار دیے هیں، ان میں سب سے زیاده نا قابل عمل اصول یهي هے - تاریخي حیثیت سے اس اصول کي غلطي اسطرح ثابت هے که سولن کے عهد سے لیکر جو اس اصول کي تاریخ پیدایش هے، اب تک دنیا اس پر عمل نه کرسکي - سوشیالسٹ کہتے هیں که دولت کي اصل محنت هے اسلیے تمام افراد کو محنت کرني چاهیے، اور اسکا منافع مساوي طور سے تقسیم کردینا چاهیے - لیکن یه ایک صریح غلطي هے - یه صحیح هے که دولت کا زیاده تر مدار محنت هي پر هے، لیکن تمام افراد کي محنت یکساں نہیں هوتي - جب تک تمام افراد محنت، مقدار محنت، مهارات علم، قوت، صحت تدبیر، اور عقل میں مساوي نهوجائیں، انکي محنتوں کا معاوضه بهي مساوي نہیں هوسکتا - ایک شخص اپني قوت دماغي سے ایک شے ایجاد کرتا هے، اُسکي درستي اور تکمیل میں سالها سال کے شدائد برداشت کرتا هے، اور ایک مزدور صرف اُسکي نقل اُتار سکتا هے، کیا دونوں کي محنتوں کا ایک هي معاوضه دیا جائیگا ؟ ایک شخص ۲۴ گهنٹوں میں ۲۰ گهنٹے محنت کرسکتا هے، دوسرا صرف ۱۰ - گهنٹے، تیسرا ۵ - گهنٹے، چوتها ۲ گهنٹے، کیا یه انصاف هے که ان تمام مختلف الدرجات اشخاص کي محنت کي ایک هي قیمت هو؟ ایک ماهر فن دستکاري ایک شے نهایت عمدگي سے طیار کرتا هے - اسکا رفیق وهي چیز نهایت بهدي اور بد وضع بنا تا هے، کیا دونوں کا ایک نرخ هوگا ؟ ایک ماهر علوم جو کسي کالج کا پروفیسر هو، کیا اسکي تنخواه ایک نیم عالم کے برابر هوگي جو کسي معمولي اسکول کا ٹیچر هو ؟ ایک لائق بیرسٹر اور ایک معمولي وکیل کا معاوضه ایک هوگا ؟ ایک جنرل اور ایک سپاهي کي قیمت ایک هوگي ؟ ایک دانشمند وزیر اور ایک محرر کا معاوضه مساوي هوگا ؟ کون کہه سکتا هے که ان سب کی محنتوں اور قابلیتوں کي ایک قیمت هوگي، اور جب ایک قیمت نه هوگي تو دولت اور قیمت محنت کے اختلاف مراتب کا مٹانا فطرت اور قدرت کي مخالفت هے -

دوسري بات قابل غور یه هے که تمدن افراد میں باهمي احتیاج پیدا کرتا هے - اگر دولت و تمول میں لوگ مختلف الدرجه نہوں، تو ایک بیمار کو نوکر، ایک کمزور کو بار بردار، ایک تاجر کو محرر، ایک گورنمنٹ کو سپاهي، ایک نا واقف فن طعام کو باورچي (وقس علي ذلک) کیونکر هاتهه آسکتا هے ؟ قرآن مجید نے انهي دو اصولوں کو مد نظر رکهکر اختلاف مدارج مالي کي طرف اشاره کیا هے :

والله فضل بعضکم علی	خدا نے رزق میں ایک کو دوسرے پر
بعض في الرزق، فما	برتري دي هے، تو جنکو برتري دي
الذین فضلوا برادي	گئي هے وه اپنا رزق لوٹاکر ان لوگوں کو
رزقهم علی ما ملکت	کبهي نہیں دینگے جنکے وه مالک
ایمانهم فهو فیه سواء	هیں تاکه وه سب برابر هوجائیں -
(نحل)	

دوسري آیت میں بهي اسي طرف اشاره کیا گیا هے :

نحن قسمنا بینهم معیشتهم	هم نے دنیاوي زندگي میں انکے
في الحیرة و رفعنا بعضهم	درمیان انکي معیشت تقسیم کردي
فوق بعض درجات لیتخذ	اور ایک کو کئي درجه دوسرے پر
بعضهم بعضاً سخریاً	بلند کیا تاکه ایک دوسرے کو اپنے
(زخرف)	کام میں مدد کیلیے لے سکیں -

اس بیان سے ظاهر هے که سوشیلزم میں مساوات مالي کا اصول نهایت خطرناک غلطي پر مبني هے - لیکن جو نتیجه اس اصول کے ذریعه سے اشتراکیین حاصل کرنا چاهتے هیں، اسلام نے اونکا دوسرا مفید ذریعه بتادیا هے جسکا بیان آگے آئیگا - اس تمام تفصیل کا ماحصل یه هے که فقرا اور اهل احتیاج کي امداد کے لیے اصلاح معاشرت کي جو مفید و حقیقي تجاویز تهیں، اسلام نے اُن سے دریغ نہیں کیا هے، اور جو کچهه افراط و تفریط تها، اُس سے صاف منع کردیا هے -

(اصلاح اقتصادي یا مالي)

اسلام نے اقتصادي امور میں جو اصلاحیں کي هیں، امرا اور اهل ثروت کو جس متعدل حالت پر رکها هے، فقرا اور اهل افلاس کي امداد و اعانت کي جو صورتیں پیدا کي هیں، انکو پڑهکر یه فیصله کرنا نهایت آسان هوگا که دنیا میں اسلام هي ایک ایسا مذهب هے جسنے تمدن کي تمام مشکلوں کو اس نکته سنجي کے ساتهه حل کردیا هے که جدید تمدن بهي باوجود اپني انتهائي وسعت کے نوع انسان کے لیے کوئي جدید اور مفید تجویز پیش نه کر سکا - مضمون کے گذشته نمبر میں هم اُن اقتصادي مشکلات کا بیان کرچکے هیں جن میں آجکل یورپ مبتلا هے، اور جن سے مسیحي مذهب انکو نجات دلانے سے بالکل عاجز هے - لیکن مسلمانوں کے هزار ساله تمدن میں صرف اُنکا ایک مذهب تها جو هر راه میں اُنکے لیے مشعل هدایت تها -

عقلاے یورپ نے مصائب اقتصادي سے رهائي پانے کے لیے سب سے ضروري تجویزیں یه پیش کي هیں :

(۱) اهل حاجت کي امداد کے لیے لوگوں کي آمدني پر ٹیکس لگایا جاے، اور اُنکے لیے فنڈ مقرر کیا جاے -

(۲) سود سے بچنے کے لیے قرض دینے والي انجمنیں قائم کي جائیں -

(۳) گورنمنٹ کا فرض هے که فقرا اور اهل حاجت کي خبرگیري کرے، بازار کا نرخ مقرر کرے -

یه تمام تجویزیں جنکو یورپ ایک مدت کے تجربه کے بعد سمجها هے، لیکن جن پر اب تک عمل نه کرسکا، اسلام انکو اپنے ابتداے پیدایش هي میں سمجهه چکا تها، اور ایک مدت دراز سے وه ان پر عامل هے -

(اسلام میں مال کا رتبه)

سب سے پہلا مرحله یه هے که دولت و مال کا کیا رتبه هے ؟ اسلام کے سوا اکثر مذاهب نے اس نکته کے سمجهنے میں غلطي کي هے - عیسائیت کا حکم هے که اهل دولت آسمان کي بادشاهت میں داخل نہیں هوسکتے - یهودیت نے ایک حد تک دولت کي قدر کي هے، مگر انکي دولت کے ثمرات و فوائد صرف قبیله بني اسرائیل تک محدود هیں - برهمه مذهب پیشوایان مذهب

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم اقيموا حدود الله علي القريب و البعيدكم ولا تاخذ في الله لومة لائم (ابن ماجه كتاب الحدود)	عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ خدا کے حدود (یعني خدا کے مقرر کردہ قواعد و آئین) دور و قریب سب پر یکساں جاري کرو' اور خدا کے معاملہ میں تم ملامت کرنے والوں کي ملامت کي پروا نہ کرو -

یہ حدیث تعزیر و سزا میں قانون مساوات کو ثابت کرتي ہے' اور یہ اسلام کا صرف قولي حکم نہیں ہے بلکہ اُسکا اس پر عمل بھي رہا - قبیلۂ مخزوم کي ایک عورت چوري میں ماخوذ ہوئي - قریش نے رسول اللہ سے سفارش کرنے کے لیے حضرت اُسامہ کو آمادہ کیا جنکو رسول اللہ بہت عزیز رکھتے تھے - لیکن جب اس واقعہ کے متعلق آپ سے سفارش کي گئي تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا :

انما اهلك الذين قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه - و اذا سرق فيهم الوضيع اقاموا عليه الحدود ايم الله لوان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها ' (بخاري الشفاعة في الحدود)	تم سے پہلي قومیں اسلیے ہلاک کي گئیں' کہ جب کبھي اُن میں کوئي بڑا آدمي چوري (یا کوئي جرم) کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئي معمولي آدمي چوري کرتا تو اُسکو سزا دیتے - خدا کي قسم اگر محمد کي بیٹي فاطمہ بھي چوري کرتي تو میں اُسکا ہاتھ کاٹتا -

حضرت عمر(رض) نے ایک جرم پر اپنے بیٹے عبید اللہ پر خود اپنے ہاتھ سے حد جاري کي ' اور گو وہ اسي سزا میں مرگئے لیکن حضرت عمر نے حد سے ہاتھ نہیں روکا - ان احکام اور واقعات سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے مساوات قانوني کا کسقدر لحاظ کیا ہے ؟

اب آؤ' عام مساوات حقوق کي نسبت اسلام کا طرز عمل بتائیں -

یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تھے' لیکن کبھي آپ نے اپنے لیے عام مسلمانوں سے زیادہ امتیاز نہیں چاہا - ایک سفر میں کھانا پکانے کے لیے لوگوں نے کام تقسیم کر لیے - رسول اللہ نے جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام اپنے ذمہ لیا - حضرت انس ایک نوجوان صحابي دس برس رسول اللہ کي خدمت میں رہے ' لیکن اُنکا بیان ہے کہ اس طویل عرصہ میں جتني خدمت میں نے رسول اللہ کي کي' اُس سے زیادہ آپ نے میري خدمت کي !

خلفاے راشدین جو اسلام کے زندہ پیکر تھے' انکا بھي ہمیشہ یہي طرز عمل رہا - حضرت عمر جب بیت المقدس جا رہے تھے تو ایک اونٹ تھا . جسپر باري باري سے حضرت عمر کا غلام اور خود حضرت عمر سوار ہوتے تھے - جب بیت المقدس کے قریب پہونچے ' تو غلام کي باري تھي - غلام نے کہا " امیر المومنین شہر قریب ہے آپ سوار ہوں " حضرت عمر نے فرمایا " نہیں حق تمہارا ہے تم سوار ہو " . آخر غلام سوار ہوا اور حضرت عمر (رض) پیادہ اونٹ کي ڈوري پکڑے ہوے شہر میں داخل ہوے - حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ تمام مخلوق خلیفۂ اسلام کي شان و عظمت دیکھنے کے لیے گھروں سے نکل آئي تھي !

واقعۂ اجنادین میں رومي سپہ سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کے حالات دریافت کرنے کے لیے بھیجا - وہ جاسوس اسلام کے سچے نمونوں کو یعنے جب صحابہ کو دیکھکر واپس ہوتا ہے تو رومي سپہ سالار سے ایک تعبیر کے عالم میں کہتا ہے :

هم بالليل رهبان و بالنهار فرسان لو سرق ابن ملكهم قطعوه' و اذا زنى رجموه!	یہ لوگ رات کو راہب عبادت گذار اور دن کو فوجي سوار ہیں - اگر ان کے بادشاہ کا لڑکا بھي چوري کرے تو ہاتھ کاٹیں' اور اگر زنا کرے تو پتھراؤ کریں !

حضرت ابوبکر رضی اللہ نے خلافت کي پہلي تقریر جو کي تھي اُسکے حسب ذیل فقرے پڑھو :

و ان اقواكم عندي الضعيف حتى اخذ له بحقه' و ان اضعفكم عندي القوي حتى اخذ منه الحق - (ابن سعد جزء ٣ صفحه ١٢٩)	تم میں جو سب سے قوي ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے ' یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں ' اور تم میں جو سب سے کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوي ہے یہانتک کہ اُسکا حق دلواؤں -

شاہزادہ یمن مسلمان ہوگیا تھا - صرف اسلیے مرتد ہوکر عیسائي ہوگیا کہ ایک عام اور غریب مسلمان کے مقابلہ میں حضرت عمر (رض) نے اُسکو کوئي ترجیح نہ دي - حضرت علي (رض) جب ایک مقدمہ میں مدعا علیہ بنکر آئے' تو اُنکو مدعي کے برابر کھڑا ہونا پڑا ' فارس کي لڑائي میں جب مغیرہ بن شعبہ رستم کے پاس سفیر بنکر گئے' اور اسلامي مساوات کے جوش میں وہ رستم کے برابر تخت پر بیٹھہ گئے' تو درباریوں نے یہ گستاخي دیکھکر اُنکو تخت سے اُتاردیا' اُسوقت اُنکے منہہ سے کس بیساختگي کے ساتھہ یہ الفاظ نکلے ہیں :

لا يستعبد بعضنا بعضا (١)	ہمارے یہاں تو ایک دوسرے کو غلام بنانے کا دستور نہیں ہے !

ایک مرتبہ ایک شخص نے صرف اسلیے حضرت عمر کي اطاعت سے انکار کیا کہ اُسکو خیال ہوا کہ حضرت عمر نے تقسیم غنیمت میں اپنا حصہ عام مسلمانوں سے زیادہ لیا ہے - منصور عباسي بڑے جاہ و جلال کا خلیفہ تھا - ایک شخص نے جب اُسپر قاضي کے یہاں دعوی کیا تو معمولي آدمیوں کي طرح اُسکو مدعي کے برابر قاضي کے سامنے کھڑا ہونا پڑا - اسلام کے زیر سایہ جو قومیں رہیں' اُنکو بھي ہر قسم کے مذہبي اور ملکي حقوق حاصل رہے - اس تفصیل کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام نے مساوات حقوق پر عمل نہیں کیا ؛

(مساوات مراتب)

اسلام باہمي افراد میں ترجیح رتبہ اور فضیلت مدارج کا قائل ہے ' قرآن مجید میں ہے :

انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض -	دیکھو ہمنے کسطرح اُنمیں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دي ؟

اور عقل بھي اُسکو تسلیم نہیں کرتي کہ مختلف اعمال ' اخلاق ' اطوار ' اور اوضاع کے آدمي اعزاز و فضیلت میں مساوي الدرجہ ہوجائیں - اسلیے اشتراکیت کا یہ اصول کسي قدر ترمیم طلب ہے - اسلام نے نہایت نکتہ سنجي کے ساتھہ اسکي یوں ترمیم کي ہے کہ اُسنے اعزاز و مرتبت کي دو قسمیں قرار دي ہیں " صحیح اعزاز و منزلت " اور " ناجائز اعزاز و منزلت " نا جائز اعزاز و منزلت وہ ہے جو غرور' نخوت ' مناصب دنیوي ' وجاہت موروثي ' نسب اور دولت پر مبنی ہو - صحیح اعزاز و منزلت وہ ہے جسکي بنا اخلاق ' حسن عمل ' اور نیک کرداري پر ہو - خدا فرماتا ہے :

ان اكرمكم عند الله اتقكم - (حجرات)	خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ نیک کردار ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں :

الكرم التقوى (ترمذي باب مفاخرت)	بزرگي نیک کرداري ہے -

مساوات رتبہ کي واقعیت دریافت کرنے کے لیے حضرت مغیرہ بن شعبہ کا وہ قول پھر پڑھو' جو اُنھوں نے دربار فارس میں فخر و شرف کے لہجے میں کہا تھا :

---

(١) طبري جلد ٣ صفحہ ١٠٨ - مطبوعہ مصر -

هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یه مشهور ناول جوکه سوله جلدوںمیں هے ابهي چهپ کر تیار هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکته

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبله انعام

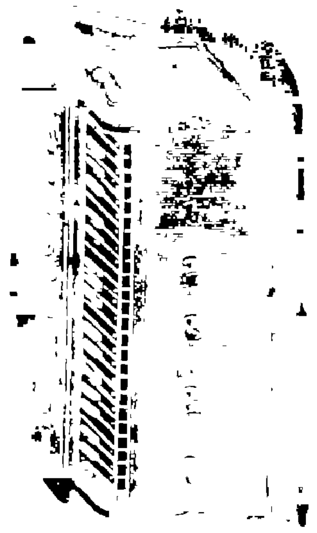

همارا سائنس فکس فومرت هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گراسان لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اورکبهي نصف قیمت پرفروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهي گئي هے - ایک مرتبه ضرور آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسي کو دهوکا نهیں دیتي هے - گرانٹي تین برس - سنگل ریڈ اصلي قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلي قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک گهڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاویگا - هندسی هارمونیم سکهها کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا اُن کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا دمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت - ایک روپیه -

PILES TABLETS

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیرجراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هو جاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي اسے مرض میں مبتلا تها - قیمت فی شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سهام صاحب کا اوبهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور لطف زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سهام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهر - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - "مینے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے" نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي ایڈنگ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا"

مس ایم جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جارج اسپتال ارکاوکاٹي بمبئي فرماتي هیں: "اوبهرالین جسکو که مینے استعمال کیا هے" زنانه شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے"

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

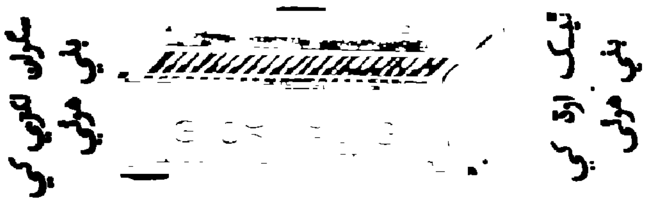

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbasar, Calcutta.

پوہن ٹائین

ایک عجیب و غریب بیبهاه اور حیرت انگیز شفا ' یه مردانه کمزوري [illegible] دور کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه بناتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه یکسان مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهونچتي هے - مسلوبه وغیره کو بهي مفید هے - [illegible] کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

یه دوا [illegible] استعمال سے ضعف باه ایکبارگي دور هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رنگوں کي تازگي - بال کا بڑهنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مُفت - مشوره مُفت - فهرست مُفت

Dutta & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کاٹ تلافی عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

تک کو گداگر اور سائل بننے کي اجازت دیتا ہے، لیکن اسلام نے دولت کو معیشت انساني کا ستون قرار دیا ہے :

و لا تؤتوا السفهاء اموالکم التي	تم اپنا وہ مال بیوقوفوں کو نه
جعل الله لکم قیاما (نساء)	دیدو جسکو خدا نے تمہاري
	معیشت کا قوام بنایا ہے -

قرآن مجید نے مال کو جو پایه بخشا ہے، اُسکا اندازہ اس سے ہوگا که اُسنے مال کو پچیس جگه "فضل" کہا ہے، اکیس مقام پر لفظ "خیر" کے ساتهه تعبیر کیا ہے، بارہ مرتبه "حسنه" اور "رحمة" کے لفظ سے یاد کیا ہے - (۱) اسلام کے فرائض خمسه میں سے دو فرض کے ادا کرنے کا شرف صرف اهل ثروت کو عطا ہوا ہے -

(مال عام قوم کا حق ہے)

مساوات مالي کي بحث میں ہم یه ثابت کرچکے ہیں که تمام قوم یا تمام ملک میں مال و دولت کي مساوات عقلاً اور عملاً محال ہے، لیکن اس سے چارہ نہیں ہوسکتا که ملک و قوم کي تمام دولت اگرچه ملکیت کي حیثیت سے افراد کے تصرف میں ہو، لیکن اُسکي بقا اور ترقي کے لیے یه ضروري ہے که وہ تمام دولت قوم اور ملک کي مجموعي دولت قرار دي جاے تاکه ہر فرد کو لحاظ رہے که دوسرے فرد کي دولت برباد اور تلف نہو جاے، اور قوم و ملک کي مجموعي دولت رو بہ زوال نه ہو- اگر کوئي شخص خود اپني دولت آپ ہي ضائع کر رہا ہو تو بہي قوم و ملک کو اسکي اصلاح و بقا کے لیے دخل دینا جائز ہو- قرآن مجید نے اس نکته کو ملحوظ رکها ہے :

ولا تؤتوا السفهاء اموالکم (نساء)	بیوقوفوں کو اپنا مال ندیدو -

اس آیت میں بیوقوف سے مراد نابالغ یا نا سمجهه یتیم لڑکے ہیں، اور اُنکے سرپرستوں کي طرف خطاب کیا گیا ہے - یه مال خود یتیموں کا ہے جو امانتاً اُنکے سرپرستوں کے پاس جمع ہے - خود سرپرستوں کا نہیں ہے - اس بنا پر چاهیے تها که آیت یوں ہوتي: "بیوقوفوں کو اُنکي دولت ندیدو" لیکن یتیموں کي شخصي دولت عام سرپرستوں کي دولت اسلیے قرار دي گئي تاکه شخصي دولت کو قوم و ملک کا حق قرار دیا جائے - اس سے زیادہ صاف یه آیت ہے :

یا ایها الذین آمنوا لا تاکلوا	ایمان والو! تم لوگ اپني دولت
اموالکم بینکم بالباطل	آپس میں ناجائز طریقه سے نه
(نساء)	حاصل کرو-

یه ظاہر ہے که لوگ ناجائز طریقه سے دوسرے ہي کي دولت حاصل کرتے ہیں - خود اپني دولت کیسے حاصل کرینگے ؟ پس اس سے اشارہ اسي بات کي طرف ہے که گو وہ مال شخص غیر کے تصرف میں ہے لیکن درحقیقت وہ کل قوم کا حق ہے - اسلیے اُسکي حفاظت و بقا کي کوشش عام قوم و ملک کا فرض ہے -

(ذرائع معاش)

مذهب اسلام نے اپنے تمام پیروؤں کو کسب معاش کي تعلیم دي ہے - اُسکا عام حکم ہے :

لیس للانسان الا ما سعی -	انسان جو کچهه کوشش کرتا ہے وهي
	اُسکے لیے ہے -

بیهقي کي روایت ہے :

طلب کسب الحلال فریضة	پاک کمائي کا حاصل کرنا فرض
بعد الفریضة -	ہے بعد فرائض دیني کي -

تمام ذرائع معاش میں سے اسلام نے زراعت، حرفت، اور تجارت کو پسند کیا ہے، لیکن تجارت کو سب سے زیادہ رتبه دیا ہے - مفسرین کي راے ہے که قرآن مجید میں جہاں جہاں ابتغاے فضل (یعني خدا کے فضل کي تلاش) کا لفظ آیا ہے، وہاں تجارت ہي مقصود ہے -

نماز جمعه کے بعد حکم ہے :

فاذا قضیت الصلواة	جب نماز ہوجاے تو زمین میں
فانتشروا في الارض و ابتغوا	پهیل جاؤ، اور خدا کا فضل ڈهونڈو
من فضل الله - (جمعه)	(یعني تجارت میں مشغول ہو)-

صحابه کي تعریف میں ہے -

تراهم رکعا سجدا یبتغون	تم اُنکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوے،
فضلاً من الله و رضوانا	خدا کا فضل اور رضا ڈهونڈهتے
(محمد)	ہوے دیکهوگے (یعني تجارت)

دوسري جگه صحابه کے تجارتي سفر کي مدح میں کہا گیا ہے :

و اخرون یضربون	اور دوسرے لوگ ہیں جو خدا کا فضل
في الارض یبتغون	ڈهونڈهتے ہوے (تجارت کرتے ہوے)
من فضل الله -	ملک میں سفر کرتے ہیں -

حج میں تجارت کرنا اسلام سے پہلے لوگ برا سمجهتے تهے- اسلام نے ان الفاظ میں اسکي اجازت دي :

لیشهدوا منافع	(حج کو آئیں) تاکه وہ اپنے منافع
لهم - (حج)	و فوائد تجارت کو دیکهیں - "

تحصیل معاش کے لیے تجارت کرنے کا اس آیت میں حکم دیا گیا :

یا ایها الذین امنوا لا تاکلوا	ایمان والو! تم لوگ اپنا مال آپس
اموالکم بینکم بالباطل	میں ناجائز طریقه سے نه کهاؤ،
الا ان تکون تجارة عن	لیکن یه که تجارت ہو آپس کي
تراض منکم (نساء)	رضامندي سے -

حاکم نے کني میں روایت کي ہے که حضرت عمر نے فرمایا:

یا معشر قریش لا یغلبنکم	اے قریش! تجارت میں
هذا و اصحابه علي التجارة	یه لوگ تم پر بڑهه نه جائیں"
فانها نصف المال (کنز العمال)	کیونکه تجارت نصف
(ج - ۲ ص - ۲۱۸)	دولت ہے -

احادیث میں صنعت اور دستکاري کے بهي فضائل آے ہیں:

عن المقدام بن معدیکرب	"مقدام بن معدیکرب نے روایت کي
عن رسول الله صلی الله علیه	ہے که رسول الله صلي الله علیه
وسلم- قال ما کسب الرجل	وسلم نے فرمایا : انسان کوئي
کسبا اطیب من یده	کمائي اپنے ہاتهه کي کمائي سے
(ابن ماجه ابواب التجارة)	بہتر نہیں پیدا کرسکتا ہے!"

ایک شخص نے سوال کیا که یا رسول الله! بہتر کمائي کیا ہے؟ آپ نے فرمایا :

عمل الرجل بیده و کل	انسان کے ہاتهه کا کام اور
بیع مبرور- (طبراني)	ہر ایماندارانه تجارت!

حدیث میں آیا ہے که رسول الله صلی الله علیه وسلم بکري چراتے تهے، حضرت زکریا نجار تهے، حضرت ابوبکر صدیق بزاز تهے-

حضرت علي رضي الله عنه سے مروي ہے که جب رسول الله صلی الله علیه وسلم مدینه منورہ تشریف لاے، تو آپ نے زراعت کے متعلق قریش کو خطاب کرکے فرمایا :

یا معشر قریش انکم باقل الارض	اے گروہ قریش تم ایسي زمین
مطرا فاحرثوا فان الحرث مبارک	ہو جہاں بارش کم ہوتي ہے!
(کنز العمال بحواله ابن جریر)	تو زراعت کرو، زراعت میں
ج - ۲ - ص - ۲۱۹)	برکت دي گئي ہے-

---

(۱) حجج القرآن امام ابو الفضائل رازي - صفحه ۸۷ - ۸۸ -

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنين القرآن الحکيم

البلاغ

هذا بلاغ للناس و لينذروا به و ليعلموا انما هو اله واحد و ليذکر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۱۲

کلکته : جمعه ۲۰ - ربيع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 25th February, 1916.

جلد ۱

ترجمان القرآن

يعني قرآن حکيم کا اردو ترجمه ' از خامهٔ ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ' جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالی انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة السلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ' ليکن يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکميل کا شرف حق تعالی نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ' اور بحمد الله که زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ' اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن قالب بهي جگه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه مليجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

البلاغ
فی
مقاصد القرآن

هـذا بـيـان لـلـنـاس، و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر، اثر خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکی محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے، یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے!

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا، انشاء اللہ عنقریب شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ قبل از اشاعت چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

نوادر آثار مطبوعات قدیمۂ ہند

تاریخ ہندوستان

ترجمہ فارسی " ہسٹری آف انڈیا " مصنفہ مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قدیم کلکتہ سنہ ۱۸۵۹

ہندوستان کی تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاہ محنتیں کی ہیں، اُن میں مسٹر جان - سی مارشمن کا قلم خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہے - اسکا نہایت سلیس و فصیح فارسی ترجمہ مولوی عبدالرحیم گورکھپوری نے کیا تھا، اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بہرام شاہ نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اہتمام و تکلف سے طبع کرایا تھا اس کتاب کی ایک بڑی خوبی اسکی خاص طرح کی چھپائی بھی ہے - یعنی چھپی تو ہے ٹائپ میں، لیکن ٹائپ برخلاف علم ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا ہے - کاغذ بھی نہایت اعلی درجہ کا لگایا گیا ہے - علاوہ مقدمہ و فہرست کے اصلی کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم ہوئی ہے - چند نسخے موجود ہیں - قیمت مجلد ۳ - روپیہ -

ترجمۂ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جس درجہ کی کتاب ہے، جسکا اندازہ ارباب فن ہی خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہ ہوتی تو صدہا مباحث و مطالب ایسے تھے جو ہماری معلومات سے بالکل مفقود ہوجاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا، ترجمے کے متعلق اڈیٹر الہلال کی راے ہے کہ وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمہ ہے

لکھائی اور چھپائی بھی بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھ نسخے دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے قیمت دو روپیہ تھی اب بغرض نفع علم - ایک روپیہ ۸ - آنہ کردی گئی ہے -

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ کلکتہ " کے نام آئیں -

جسکا درد وہی جانتا ہے، دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب ہورہا ہے - سردی ہٹانے کیلیے کئی بندوبست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں، اور رات و دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ہیں، اور نیند تک حرام ہوجاتی ہے دیکھیے! آپ اندازہ کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشہ والی اشیاء اور مضرت والی، بھنگ، بلا ڈونا، پوٹاس، اسے او ڈالڈ، دیگر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح ہیں - آپنے بہت خرچ کیا ہوگا لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمالیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ فی شیشی - محصولڈاک ۵ آنہ - اس دوا کی دو خاص فوائد ہیں - (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے - (۲) اور کچھہ روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 46, Ripon Lane Calcutta.

Tel. Address- "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام آزاد الدهلوي

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۲
کلکتہ : جمعہ ۲۰ - ربیع الثاني سنہ ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 25th February 1916.
جلد ۱

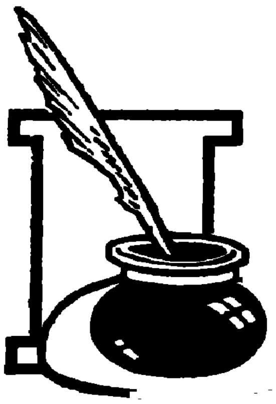

شذرات

مجوزہ شیعہ کالج

ايتها النفوس المختلفه ! و القلوب المتشتة ! الشاهدة ابدانهم ' و الغائبة عنهم عقولهم ' اظارکم على الحق و انتم تنفرون عنه نفور المعزى من وعوعة الاسد ! هيهات هيهات ان اطلع بکم سرار العدل ' او اقيم اعوجاج الحق !

(حضرة علي عليه السلام - نہج البلاغة صفحه ۲۶۷)

گذشتہ نمبر میں میں اپنے اصول دعوۃ اور مسلک عمل کے متعلق بالاختصار عرض حال کرچکا ہوں - آج اپنے اختلاف اور وجوہ اختلاف کو ظاہر کرونگا -

(تحریک کي ابتدا)

کسي مولود کي حالت کا صحیح اندازہ کرنے کیلیے سب سے پہلي چیز اسکے مولد و منشاء کو معلوم کرنا ہے - اس اعتبار سے " مجوزہ شیعہ کالج " کیلیے بھي سب سے پہلي بحث یہ سامنے آتي ہے کہ اس تحریک کا مبدء و مولد کیا ہے ؟ یعني کیا حالات و اسباب تھے جن سے اس تحریک کي تخلیق و تکوین ہوئي ؟ اسکا مبدء خود انسان کے قلب کے اندر ہے جہاں ضرورتوں کا احساس اور حقیقتوں کا علم ہوتا ہے' یا باہر کا القا ہے جس نے اپني مصلحتوں کیلیے دوسروں کي مصلحتوں کا نام اختیار کیا ہے ؟ پھر جس فضاء میں اس تحریک کے مخلوق مزاجي نے پرورش پائي' وہ کہاں کي فضاء اور کس سرزمین کا موسم تھا ؟ میداني سرزمینیں تھیں جہاں بیج بویا جاتا ہے' یا پہاڑوں کي چوٹیاں تھیں جنکي بلندي سے پاني برستا ہے ؟

اس بارے میں ہماري معلومات حسب ذیل ہیں :

غالباً تین سال کا زمانہ گذرا کہ شیعہ کانفرنس کے بعض ارکان نے علي گڈہ کالج کے متعلق بعض تجویزات شائع کیں' اور اس مسئلہ کو چھیڑا کہ علي گڈہ کالج میں شیعوں کے حقوق بہ حیثیت شیعہ ہونے کے کیا کیا ہیں' اور ان کو کس طرح پامال کیا جا رہا ہے ؟ ساتھہ ھي اس بارے میں ارکان کالج سے خط و کتابت بھي شروع کي' اور اپنے جماعتي مطالبات کي ایک فہرست پیش کي - سب سے پہلي مراسلت غالباً نواب وقار الملک کے عہدہ نظامت کے عہد میں ہوئي تھي -

مطالبات کي فہرست میں نے اس زمانے میں دیکھي تھي مگر اس وقت انکي تمام جزئیات یاد نہیں - بہ حیثیت مجموعي اس فہرست کا یہ حال تھا کہ : خلطوا عملا صالحا و اخر سیئا بعض مطالبات تو واقعي مستحق قبول تھے اور بعض صحیح نہ تھے - مثلاً شیعہ طلباء کے حقوق دیني اور اهتمام ضروریات دینیہ کے متعلق جو کچھہ تھا' اصولاً سب درست تھا - لیکن اسکے ساتھہ ھي یہ مطالبہ بالکل بے معني تھا کہ کالج کا ایک سکریٹري سني ہو اور اسکے بعد دوسرا شیعہ - کالج کا سکریٹري یقیناً شیعہ ہونا چاہیے اور اگر ہمیشہ شیعہ ھي ہوتا رہے تو اور بہتر - لیکن اسلیے کہ وہ مسلمان اور صاحب صلاحیت ہے - نہ اسلیے کہ وہ شیعہ ہے ؛ کیونکہ سنیت اور شیعیت' سب مصنوعي اور خود ساختہ اسماء ہیں : سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بها من سلطان - نام کي سچائي اس کرۂ ارضي پر صرف ایک ہے - اور وہ " اسلام " ہے : هو سماکم المسلمین !

مطالبات میں شیعہ طلبا کي دیني تعلیم و تربیت اور دیني اعمال کے حقوق کے متعلق جسقدر دفعات تھیں' اصولاً انکي صحت میں کچھہ کلام نہیں' لیکن علي گڈہ کالج کي سرزمین میں سرے سے مذهب اور اسلام کي تعلیم و تربیت ھي کو کون پوچھتا ہے کہ سني اور شیعہ دینیات کي بحث کي نوبت آے ؟ اگر ارکان شیعہ کانفرنس کو اسکي شکایت تھي کہ انکي مخصوص تعلیم دینیات کا کالج میں کوئي انتظام نہیں' تو وہ مجھے بتلائیں کہ عام طور پر نفس مذهب و اسلام کي تربیت ھي کا وہاں کونسا انتظام ہے ؟ جن ارکان کالج سے وہ شیعوں کے حقوق مانگ رہے تھے' وہ پہلے نفس اسلام کے مطالبہ سے تو عہدہ برا ہوجائیں ؟ مصنف مسلمانوں کو پہچانے کیلیے اور انسے چندے وصول کرنے کیلیے تو اس بستي کا ہر فرد مذهب مذهب قوم قوم پکارنے لگتا ہے' اور جب مسلمانوں کے سامنے آکر کھڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مذهب اور مذهب کي تربیت کا دلدادہ اس سے زیادہ اس دنیا میں اور کبھي کو نہیں ہے" لیکن اگر کالج میں جاکر انکے اعمال کا تجسس کیا جاے' اور دیکھنا چاہیے کہ طلباء کے سامنے کالج کے ٹرسٹیوں نے' کالج کے عہدہ داروں نے' کالج کے پروفیسروں نے' مذهبیت [illegible]

انتباہ : بعض ناگزیر اسباب سے [illegible] کو [illegible] کو ذیل میں شائع ہوگا

آب حیات

جلتی کایا پلٹ، یونانی اکسیر البدن اور
کیمیا گر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد!)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت- ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما گرد و غبار سے ایسے ہی ہزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے باعث ہر روز نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - گرانی اشیاء خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا، اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ درگور ہو جاتے ہیں- اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش، تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچا سکتی ہے، کسیکو معلوم نہیں مرض کس وقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبالیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق، تپ محرقہ، صفراوی تپ، تپ پرسوت، سل، پیچش، صفراوی اسہال، سرسام، درد سر، درد پہلو، نمونیا، ذات الجنب، تپش دل، ناسور، بدھ کا زخم، درد کان، مسوڑوں سے خون آنا، پھوڑے پھنسیاں، پٹھوں کا اکڑاؤ، بواسیر، نواسیر، بھگندر، تالو کا سوراخ، دانت کا درد، قبض، درد قولنج، درد کمر، نقرس، چھپاکی، متلی، قے، زخموں میں کیڑے پڑنا، کثرت پیاس، تشنج، بیخوابی، کھانسی خشک و تر، ورم، چھوٹے، ورم پستان، درد دل، ہیضہ، طاعون، خنازیر، درد شکم، زہر دار ڈنگ، بھڑ، سانپ، بچھو، آگ سے جلنا، گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا، درد، چوٹ، خارش، نکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار-

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل، دق، کھانسی، سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیرپور سندھ

سر اے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی جو ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا، بیٹھنا حرام ہو گیا تھا - چونکہ سر- اے ممدوح اپنے آقائے نامدار میر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - ان کے معالجہ کے لئے یورپین سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطبائے ہندوستان سے جمع ہوتے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہو گیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہو کر کہدیا تھا کہ سر- اے غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا-

آخر جب تمام معالجات سے تنگ آ کر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں، ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے، صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے، اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار اور کھانسی ساتویں روز جاتی رہی- یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہو گئی- اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لاعلاج بیماروں کا کوئی کم قیمت علاج ہے، تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھ لو اور وہاں سے تصدیق کر لو کہ سر- اے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد- خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود ہونی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے، جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھرپور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں، اس سے دور ہوتے ہیں - گئی ہوئی طاقت کو واپس لا کر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے، فی شیشی صرف چار روپیہ -

(منجن مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار- قیمت چار تولہ ایک روپیہ-

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے، قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں، ناسور، بھگندر- خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ-

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے -قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دواء - پسینہ آ کر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہو کر آئندہ دورۂ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی، سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی، غلام، نبی
زبدۃ الحکماء لاہور- موچی دروازہ

ایڈریسن کے جواب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تجویز میں ہز آنر کیلیے کچھہ ایسي محبوبیت و مطلوبیت ہے کہ باربار اسکي تعریف کرتے ہیں، بار بار اعانت کا وعدہ کرتے ہیں، بار بار کام کرنے والوں کو داد دیتے ہیں، اور پھر بھي جي نہیں بھرتا اور یہي کہتا ہے کہ ایک بار اور کہدیجیے : من احب شئیا اکثر ذکرہ :

اعد ذكر نعمان لنا ، ان ذكره
هي المسك ما كررته يتضوع

چنانچہ آخر میں وہ خود ہي فرماتے ہیں : ” میں آپ سے تین بار کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ اس صوبے کي گورنمنٹ آپ کي اس تجویز کو قابل تحسین و آفرین سمجھتي ہے، اور اسکي تائید کرتي ہے ، اور جب اسکا وقت آئیگا تو حتي الامکان آپ کي امداد میں ہرگز کوتا ہي نہ کریگي - آپ پورا اطمینان رکھیں کہ میں اور میرے ما تحت عہدہ دار ہر طرح جہاں تک امکان میں ہے، آپ کي اعانت کرنے پر آمادہ رہینگے “

انہوں نے ایک افسر اعلی کي طرح صرف اپني گورنمنٹ کي زیادہ سے زیادہ ممکن اعانت کا وعدہ ہي نہ کیا، بلکہ ایک سچے مربي اور سر پرست کي طرح کام کرنے کي تدبیریں اور انکے قیمتي نکتے بھي سمجھا دیے -

شیعہ کالج کیلیے چالیس لاکھہ کا سرمایہ تجویز کیا گیا ہے - ظاہر ہے کہ چالیس لاکھہ کي رقم جلد جمع نہیں ہوسکتي اور اسلیے جلد کالج بھي نہیں بن سکتا - مگر تاخیر کا یہ پہلو ہز آنر کو گوارا نہیں - انہوں نے فرمایا کہ چالیس لاکھہ کي فراہمي کا انتظار نہ کیجیے، اگر بارہ لاکھہ بھي جمع ہو جائیں تو کام شروع کردیجیے :

” آپ پہلے اس کمتر رقم یعني بارہ لاکھہ کے فوراً جمع کرنے کا ارادہ کریں، اگر یہ رقم وصول کرلي جاریگي تو میں اسکي ذمہ داري کر سکتا ہوں کہ گورنمنٹ آپ کي اعانت کریگي اور اپنے حد امکان پوري مدد دیگي “

اس سے بھي زیادہ بے خطا تدبیر یہ بتائي کہ :

” اپني جماعت کے بڑے بڑے زمینداروں کو آمادہ کیجیے ، وہ اپني سالانہ آمدني کا جزو معقول سرمایہ تعمیر میں دیں ، یا اپني سالانہ مالگذاري میں سے کوئي مقررہ رقم في صدي کالج کے مستقل اخراجات کیلیے دینا منظور کریں - ہندوستان کے ہر حصہ سے اپني جماعت کے اشخاص کو لکھنؤ میں بلائیے تاکہ بڑے جلسہ میں شریک ہوں، اور انسے درخواست کیجیے کہ وطن کي واپسي سے پہلے کالج کے قیام کا قابل اطمینان بندوبست کرتے جائیں “

ایڈریس کے اس جواب کے پڑھنے کے ساتھہ مندرجہ ذیل واقعات کو بھي پیش نظر رکھہ لیجیے :

(۱) سندھ کے مسلمانوں نے خود ہي اپني تعلیم و ترقي کیلیے ایک دائمي فنڈ قائم کرنا چاہا، اور تجویز کي کہ ہر زمیندار في صدي کے حساب سے ایک رقم اسمیں داخل کرے - علي گڈہ کانفرنس نے اسکے متعلق بار بار رزولیوشن پاس کیے اور حکام سے التجائیں کیں کہ خدا را اسمیں مدد دیجیے، مگر چار سال ہوگئے، ابتک کوئي نتیجہ نہیں نکلا -

(۲) بمبئي میں ایک مسلمان نے آٹھہ لاکھہ روپیے گورنمنٹ کو دیے ہیں تاکہ مسلمانوں کي تعلیم میں خرچ کیے جائیں - اگر گورنمنٹ اپنے عام اصول کے مطابق اتني ہي رقم خود بھي دیدے یا شیعہ کالج کي طرح کسي بڑي سرکاري زبان سے اسکے لیے چند الفاظ کہلوا دے تو ایک عمدہ کالج کي بنیاد فوراً پڑ جاسکتي ہے - مگر گورنمنٹ بمبئي نے ظاہر کیا ہے کہ جنگ کي وجہ سے سردست روپیہ نکالنا مشکل ہے -

(۳) بنگال میں ایک کالج کا مسئلہ سالہا سال سے درپیش ہے، لیکن موجودہ حالات و موانع کي وجہ سے اسمیں برابر تاخیر ہورہي ہے - متعدد بار کہا گیا ہے کہ جنگ کي وجہ سے سردست روپیہ کي فراہمي مشکل ہے -

مجوزہ شیعہ کالج کي تحریک کي تولید اور نشو و نما کي یہ اجمالي سرگذشت تھي - اسکے مطالعہ سے ہر صاحب عقل سمجھہ لے سکتا ہے کہ اس تحریک کا مبدء و مولد کیا ہے ؟ اور سوال اصلي ایک نئے کالج کا اور برادران شیعہ کي خواہشوں کا ہے، یا ان مقاصد مخفیہ کا جنکے لیے اس تحریک کو آلہ بنایا گیا ہے ؟

(الساکت عن الحق شیطان اخرس)

ایک طرف تو اس تحریک کي تولید و نشو و نما کا یہ حال نظر آتا ہے، دوسري طرف علي گڈہ کے ارکان کالج اور محافظین مسئلہ تعلیم جدید کا موجودہ رویہ ہے، اور ضروري ہے کہ چند کلمات اسکي نسبت بھي کہے جائیں -

علي گڈہ کالج اور علي گڈہ کانفرنس کے ارباب حل و عقد نے ہمیشہ دعوا کیا ہے کہ ہمارا موضوع مسلمانوں کي جدید تعلیم اور علي الخصوص اعلی تعلیم ہے - ہمارا موضوع پالیٹکس نہیں ہے - پس پولیٹکل معاملات میں ہم سے کسي آزادانہ رویہ کي خواہش کرنا ایک ایسي چیز کا مطالبہ ہے جو ہمارے دائرہ عمل ہي سے باہر ہے - البتہ تعلیم کے متعلق ہم سب کچھہ کرسکتے ہیں اور کررہے ہیں -

انہوں نے مسلمانوں کي تعلیم کے متعلق ایک خاص اصول وضع کیا ہے، اور ہمیشہ سے کہتے آے ہیں کہ مسلمانوں کي تعلیمي حیات و ممات کا دار و مدار اسي اصول پر ہے - اس اصول کو وہ ” ایک قومي مرکز کے قیام و تکمیل “ کے نام سے پکارتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کیلیے صرف تعلیم ہي کي ضرورت نہیں ہے، بلکہ تعلیم سے بھي زیادہ ایک ” قومي مرکز “ کے قائم کرنے کي ضرورت ہے - جب تک کہ ایک ایسا مرکز موجود نہ ہوگا، متفرق کوششیں کچھہ سود مند نہیں ہوسکتیں - پھر اسکے بعد دعوا کرتے ہیں کہ علي گڈہ کالج ہي مسلمانوں کا قومي مرکز ہے، اور اسي کے قیام و تکمیل پر مسلمانوں کي تمام حیات و ممات قومي کا دار و مدار ہے -

انکي اصلي کوشش یہ ہوتي ہے کہ اسکو دنیا بھر کي چیزوں کا مرکز ثابت کردیں، لیکن جب اسمیں کامیابي نہیں ہوتي تو مجبوراً ” تعلیمي مرکز “ کے قرار دینے ہي پر اکتفا کرلیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ دین و دنیا کا اور کوئي کام نہ کریں - صرف کالج ہي کو پوجیں اور صرف کالج ہي کو روپیہ دیں : جاهدوا في سبيله باموالكم و انفسكم ! اگر وہ ایسا نہ کرینگے اور اور کاموں میں لگ جائینگے، تو مرکز قائم نہ ہوگا، اور مرکز نہوا تو پھر قوم قوم نہیں -

نیز ان لوگوں نے اپني تقلید اور پرستش کا ایک نیا بت بنایا ہے، اور اسکا نام رکھا ہے ” سر سید کي پالیسي “ - یوناني علم الاصنام میں ہر طاقت کیلیے ایک مخصوص بت ہوتا تھا - یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ رزق کا دیوتا علم کے دیوتے کے کاموں میں مداخلت کرے، یا کیوپڈ وینس کي حکومت میں خلل ڈالے - لیکن ان لوگوں نے صرف ایک ہي بت بنایا ہے اور اسکے اختیارات اسقدر وسیع ہیں کہ علم و عمل کا کوئي گوشہ اس سے خالي نہیں - یہ کہتے ہیں کہ ہم ” سر سید کي پالیسي “ سے سر مو تجاوز نہیں کرینگے، اور مسلمان صرف وہي ہے جو ” سر سید کي پالیسي “ پر نہ صرف ایمان مجمل بلکہ ایمان مفصل کا اقرار کرے -

سر سید مرحوم کي پالیسي کا اس بارے میں یہ حال تھا کہ انہوں نے پہلي لکھنؤ کانفرنس اور نیز میرٹھہ کانفرنس میں خاص رزولیوشن پیش کیے کہ جب تک مسلمان اپني تمام متفرق اور علحدہ علحدہ کوششوں کو ترک کرکے ایک مکمل تعلیمي مرکز نہیں بنا لینگے، انکي کشتي طوفان ہلاکت سے نہیں

مذهب کے اتباع کا ' اور مذهب کي عملي زندگي کا کونسا نمونه پيش کيا هے؟ اور اپنے علم و عمل ميں مذهب کو کتني اهميت و وقعت ديتے هيں؟ تو اسوقت کهل جاے که نمايش و تصنع کے ان پردوں کے پيچهے کيا چهپا هے؟ اور کس طرح عملي الحاد کو مذهب ' اور کفر و ارباب کفر کي پرستش کو اسلام پرستي کا نام ديا جارها هے - مذهب کے ان پرستاروں اور اسلام کے ان غمگساروں ميں سے اکثر وه هيں جنکو پانچ وقت الله کے حضور ميں جهکنے سے بهي شرم آتي هے ' با ايں همه انکا دعوا هے که هم مسلمانوں کيليے مصلح هيں - اور مسلمانوں ميں بهي بہت سي فريب خورده روحيں ايسي هيں جو يقين کرليتي هيں که گهوڑے کے بالوں سے ريشمي چادر بني جاسکتي هے اور فسق و الحاد سے مسلمانوں کي اصلاح هوسکتي هے!

بهر حال مطالبات کيے گئے اور اس بارے ميں ارکان کالج سے مراسلة شروع هوئي - نفس مطالبات کے اعتدال و عدم اعتدال کے متعلق تو ميں نے اپني راے ظاهر کردي ' ليکن دوسرا اهم سوال يه پيدا هوتا هے که ان شکايتوں کا اصلي مبدء کيا تها؟ وه خود پيدا هوئي تهيں يا پيدا کرائي گئي تهيں؟ ممکن هے که شکايتوں کا بيج خود بخود زمين ميں پڑگيا هو ليکن اسميں توکوئي شک نهيں که پاني اُسے باهر سے ملا ' اور اگر بيج کو باهر سے پاني نه ملے تو زمين کے اندر کي رطوبت اتني نهيں هوتي جو اسے ايک تناور درخت بنادے -

يه وه وقت تها جبکه مسلمانوں کي تعليم اور علي گڈه کي مرکزيت و احاطهٔ اثر کے متعلق احکام و اوامر ميں ايک انقلاب عظيم هو رها تها ' اور جو چيز کل تک سب سے زياده محبوب تهي کيونکه سب سے زياده وفا سرشتانه خلقت اور سب سے زياده اطاعت شعارانه خصائص کا اسکي نسبت يقين کيا جاتا تها ' وهي اب سب سے زياده مبغوض و مردود هوگئي تهي ' کيونکه واقعات کي تبديلي نے ثابت کرديا تها که طاقت اور مرکزيت پيدا کرکے يهي سب سے اچهي چيز کسي وقت سب سے زياده مضر اور پر خطر بهي هو جاسکتي هے - ساتهه هي واقعات عمومي کے تغيرات نے اسکي بهي ضرورت پيدا کردي تهي که اگر تفريق و نزاع باهمي کي کوئي نئي بنياد پڑجاے ' تو حال کيليے سب سے بڑي مصلحت اور مستقبل کيليے سب سے بڑي بشارت هوگي -

علي گڈه کالج اور شيعه جماعة کے حقوق کا مسئله اس غرض کے حصول کيليے به يک کرشمه دوکار هوگيا - ايک طرف علي گڈه کي مرکزيت ' تعليم کے احاطه و اثر اور وحدت جذبات و خصائص پر بهي اس نے پورا اثر پڑتا تها ' دوسري طرف اتحاد عمومي کيليے بهي اس سے بڑهکر اور کوئي فتنه کارگر نهيں هوسکتا تها که : جعلوا اهلها شيعا کي پوري پوري تفصيل تهي - پس جيسا که قاعده هے اور جيسا که هميشه هوا هے ' مخفي و زير حجاب رهنے والي قوتيں آگے بڑهيں ' اور اس مسئله کو پرورش کيليے خاص طور پر اپني گودوں ميں اُٹها ليا -

رفته رفته يه مسئله يهاں تک بڑها که بعض شيعه ارکان و سرپرستان کالج نے کالج اور کالج کي اعانت سے دست برداري کا اراده کرليا - هز هائنس نواب صاحب رامپور نے تار کے ذريعه اپني عليحدگي کي اطلاع دي ' اور جب ايک وفد انکي خدمت ميں حاضر هوا تو انهوں نے مطالبات کي فهرست نکالکر پيش کردي - اسي وقت يه امر بالکل واضح هوگيا تها که کونسي قوتيں اس مسئله کے اندر کام کررهي هيں -

با ايں همه اس وقت بهي ميري يهي راے تهي اور اب بهي يهي راے هے ' که خود ارکان کالج نے بهي اس بارے ميں سخت غلطي کي ' اور وه يقيناً اس بات کيليے جوابده هيں که باوجود علم و خبرداري کے ابتدا هي ميں انهوں نے اس فتنه کو کيوں نهيں روکا؟ انکو چاهيے تها که وه ان تمام مطالبات کا جو انکے بهائيوں نے انکے آگے پيش کيے تهے ' پوري کشاده دلي کے ساتهه استقبال کرتے ' اور اپني قواعد پرستيوں اور حاکمانه بے مهريوں کي جگه خوشي خوشي کهديتے که جو کچهه هم کرسکتے هيں اس سے هميں انکار نهيں هے - اگر بعض مطالبات ناقابل قبول تهے تو انسے انکار کرديتے ' ليکن جسقدر حصه قابل عمل و قبول تها ' اسکے مان لينے ميں ايک لمحه کي بهي دير نه لگاتے -

ارباب کالج نے سب سے پهلي غلطي يه کي که مطالبات پيش کرنے والوں کے حق و اهميت سے صاف صاف انکار کرنا شروع کرديا : کبهي کها که اس طرح شکايت کرنا اور جواب مانگنا بالکل ناقابل التفات هے - همارے ٹرسٹيوں ميں شيعه ممبر بهي موجود هيں اور وهي سب کچهه هيں ' انکے سوا نه تو اور کوئي شيعوں کا وکيل هے اور نه کسي کو حق نيابت و ترجماني حاصل هے - کبهي کها که هم نے دينيات کي ايک کميٹي بنادي هے اور دينيات کي نگراني کيليے فلاں فلاں شيعه حضرات ملازم هيں - اسکے سوا اور کچهه نهيں هوسکتا -

حالانکه يه سب باتيں فتنه کي تهيں - ايسي هي غلطيوں سے چهوٹي چهوٹي باتيں اتني اهم بن جاتي هيں که انسے اغيار فايده اٹهاتے هيں اور تفريق کلمه کا ايک بنا بنايا کهيل انهيں ملجاتا هے - کالج والوں کو سمجهنا تها که معامله دوسرا هوگيا هے اور ايک نئے فتنه کي بنياد رکهي جارهي هے - اسوقت قانون کالج کا حواله دينا اور اپنے کانسٹي ٹيوشن کا راگ گانا بالکل لاحاصل هے - کوشش صرف اسکي هوني چاهيے که فتنه کو زياده بڑهنے نه ديا جاے -

پهر شکايتيں بهي کيا هيں ' اور انکي حقيقت کيا هے؟ محض چهوٹي چهوٹي باتيں هيں جن ميں کچهه بهي دهرا نهيں هے - اگر کوئي نئي کميٹي بن گئي يا چند نئے آدميوں کو لے ليا گيا ' يا چند تعطيليں بڑها دي گئيں ' تو ان باتوں سے کالج کا کيا بگڑتا هے ' اور بهر حال اپنے هي عزيزوں ' اپنے هي بهائيوں ' اپنے هي گهر کے ساتهيوں کو اس سے خوشي ملتي هے - يه بهتر هے اس سے که غيروں کو خوشي ملے - اگر ايک بهائي غلطي کررها هے تو تم غلطي مت کرو اور اسے منالو - ايسا نهو که وه اپنوں سے روٹهه کر غيروں کي چوکهٹ پر چلا جاے - اور بڑي سے بڑي مصيبت اور بڑا سے بڑا دکهه برداشت کيا جاسکتا هے ' مگر يه نهيں ديکها جاسکتا که اپنوں کا سر هو اور غيروں کي چوکهٹ -

بهر حال اس بارے ميں ارکان کالج نے بهي غلطي کي اور فرصت کو اپنے هاتهوں ضائع کرديا - يهانتک که اس مسئله نے دوسرے دور ميں قدم رکها اور ايک علحده شيعه کالج بنانے کا خيال پيدا کيا گيا - صورت حال يوں قرار دي گئي که علي گڈه کالج صرف سنيوں کا کالج هے ' اسليے چاهيے که شيعوں کا بهي ايک الگ کالج قائم هو -

(ڈيپوٹيشن)

رفته رفته تمام ابتدائي مراتب طے کيے گئے اور بالآخر مسئله اس حد تک پهونچ گيا که ۱۴ جنوري کو زير رياست هز هائنس نواب صاحب رامپور ايک ڈيپوٹيشن هز آنر سر جيمس مسٹن کي خدمت ميں حاضر هوا اور ايڈريس پيش کيا -

ايڈريس کے جواب ميں هز آنر نے جس عديم النظير جوش و محبت کے ساتهه اس تجويز کا خير مقدم کيا ' اور جس طرح گورنمنٹ کي اعانت و شرکت کے والهانه و مخلصانه وعدے کيے ' انکو پڑهکر مجهے ذرا بهي تعجب نه هوا ' کيونکه تعجب هميشه غير متوقع نتائج پر هوتا هے اور يه چيز پہلے سے معلوم تهي -

شئون اسلامیہ

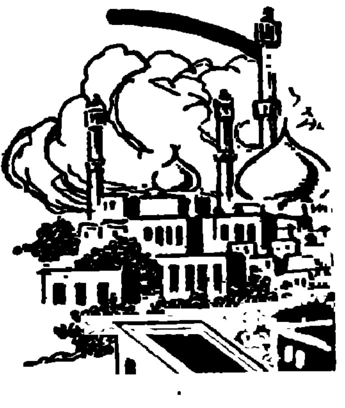

عراق و لیلائے عراق

ایک لمحۂ اشک سرزمین "تجري من تحتها الانهار" کي یاد میں !

يقولون " ليلي " بالعراق مريضة
فما لك لا تضني و انت صديق !
شفي الله " مرضى " بالعراق ' فانني
على كل مرضى بالعراق شفيق
فان تلك " ليلى " بالعراق مريضة
فاني في بحر الحتوف غريق !
اهيم با قطار البلاد و عرضها
و ما لي الى " ليلى " الغداة طريق !

یہ اشعار عہد امویہ کے مشہور عاشق قیس عامري کي طرف منسوب ہیں - کہتے ہیں کہ ایک دن قیس اپني شوریدگي میں بے خبر پڑا تھا کہ اسکے کانوں میں کسي کي آواز آئي جو کہہ رہا ہے :

الا ان ليلي بالعراق مريضة
و انت خلي البال تلهو و ترقد !

"لیلي عراق میں بیمار پڑي ہے اور تیرا حال یہ ہے کہ بیفکر و بیغم کھیل کود میں اپنا وقت کاٹ رہا ہے" :

فلو كنت يا مجنون تضنى من الهوى
لبت كما بات السليم المسهد !

" اے مجنوں اگر تو واقعي بیماري محبت کا مریض ہے ' اور تجھے لیلي کے عشق و شیفتگي کا دعوی ہے' تو ضرور تھا کہ تیرے محبوب کے دکھہ میں پڑنے کے ساتھہ هي تجھپر بھي دکھہ طاري ہوجاتا' اور اسکي بیقراري سے زیادہ تجھہ میں بیقراري اور بے چیني ہوتي - عشق کا دعوا اور بے دردوں کي طرح بیفکري' یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں "

کہتے ہیں کہ یہ سنتے هي قیس مجنوں پر ایک بجلي سي گرگئي' جوش تاسف میں اُس نے گریبان پھاڑ ڈالا ' سر اور چہرے پر خاک ملنے لگا' عراق و لیلائے عراق کے سوا اسکي زبان سے کوئي لفظ نہیں نکلتا تھا ' وہ بیخودانہ اٹھا اور ایک سچے دیوانۂ عشق کي شان سے کوہ و بیاباں کي طرف روانہ ہوگیا - ابو عیسی روایت کرتا ہے کہ اس وقت مندرجۂ بالا اشعار اُسکي زبان پر تھے - جنکا ترجمہ حسب ذیل ہے :

" آہ' کہتے ہیں کہ لیلي عراق میں بیمار پڑگئي ہے - پھر تجھے کیا ہوگیا ہے کہ صحیح و تندرست نظر آتا ہے - حالانکہ اس محبوبہ مریضہ کے عشق کا دعوا رکھتا ہے ؟

اگر واقعي یہ سچ ہے کہ لیلي عراق میں بیمار ہے تو مجھے بیماري کي دعوة نہ دو - میں تو موتوں اور ہلاکتوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں !

میں شہروں میں گشت لگاتا ہوں اور عراق تک پہنچنے کي راہ ڈھونڈھتا ہوں' لیکن افسوس کہ لیلي تک پہنچنے کي تمام راہیں بند ہوگئي ہیں !

خدا سر زمین عراق کے تمام بیماروں کو شفا دے' کیونکہ جب سے میں نے اپنے بیمار عراق کي خبر سني ہے' عراق کے ہر بیمار کیلیے شفیق ہوگیا ہوں !! "

(۲)

لیکن اے سر زمین عراق ! اے بہشت زار دجلۂ و فرات ! اے مصداق تجري من تحتها الانهار ! اے مایۂ عشق چہل کرور نفوس ملت ! قیس عامري کي لیلي چند دنوں کیلیے تیري آبادیوں میں آ بسي تھي اور اسلیے وہ تجھہ تک پہنچنے کیلیے بیقرار تھا ' لیکن آہ ' ہمارے لیے تو تیري تمام سرزمین یکسر لیلي زار حسن و جمال ہے ' اور تیري کسي ایک عمارت کے اندر هي نہیں ' بلکہ تیري خاک کے ہر ذرے کے اندر ہمارے عشق ماضي کا ایک حجلۂ حسن و جمال آراستہ ہے ! قیس عامري کي لیلي اگر بادیۂ نجد کے خیموں سے نکلکر تیري سر زمین میں آ گئي تھي' تو ہمارے اقبال رفتہ کي بھي ایک لیلي ہے جو ریگ زار حجاز سے نکلي' اور صدیوں تک تیري سر زمین اسکے لیے منزل عیش و نشاط رهي - بابل و نینوا کي وراثت تیري هي سر زمین میں ہم کو دي گئي تھي - کلدان اور مدائن کے مدفون خزانے تو نے هي ہمارے سپرد کیے تھے - ہارون الرشید کي سنہري کشتیاں تیرے هي دجلہ میں تیرتي تھیں' مامون اعظم کا دربار عظمت و اجلال تیرے هي خاک کا ایک افسانہ گذشتہ ہے - تو هي ہے کہ تیري زمین کا ایک ایک کھنڈر' تیري خاک کا ایک ایک تودہ ' تیري نہروں کي ایک ایک لہر' کاروان رفتۂ لیلي کا نقش قدم اور کارو بار عشق ماضي کا افسانہ سرا ہے - اور پھر اے سر زمین لیلي ! تیري هي فضاء محبوب ہے جسکے ہر ذرے سے آج بھي بازگشت ناقۂ لیلي کي صدائیں اٹھہ رهي ہیں' اور ہر اُس مجنوں کیلیے ملامت ہے جو عشق لیلي کے دعوے کے ساتھہ سرزمین لیلي سے

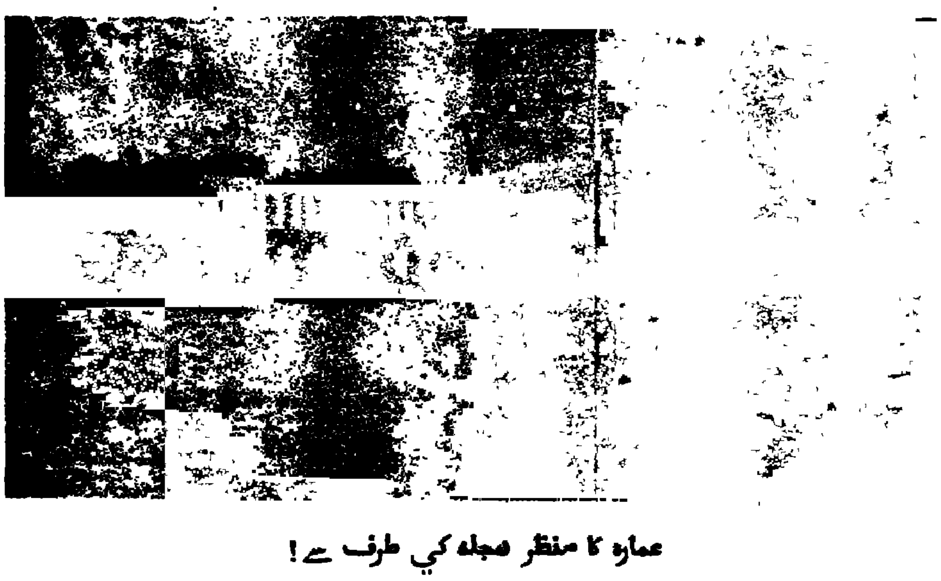

عمارہ کا منظر دجلہ کي طرف سے !

نکليگي - چنانچه انهوں نے اس رزوليوشن کا نام " مسلمانوں کي قسمت کا فيصله رکها " اور هميشه دوسرے کالجوں ' اسکولوں ' اور مستقل تعليمي کوششوں کي مخالفت کرتے رهے - حتى که لکهنؤ کانفرنس مدں انکو اسي مسئلۂ کے متعلق اسقدر جوش آ گيا که بهت سے لوگ اسکے متحمل نه هوسکے - مرحوم سجاد حسين ايڈيٹر اوده پنچ نے پهبتياں اوڑائيں ' اور لوگ جلسه سے اٹهکر چلے آے -

ان تمام امور کے علاوه سب سے بڑي چيز يه هے که يه لوگ اپنے آپکو اتحاد و جمعية کلمه کا داعي قرار ديتے هيں ' اور اسي بنا پر شيعه مطالبات کا ايک بڑا حصه ان لوگوں نے منظور نهيں کيا ' کيونکه اسکے ماننے سے مسلمانوں ميں تفريق بڑهتي -

مجهکو يهاں اس سے کوئي بحث نهيں که انکے يه تمام مسالک و عقائد صحيح هيں يا غلط ؟ بحث صرف يه هے که انکے مدعيانه عقائد کا يه حال هے - پس اب سوال پيدا هوتا هے که مجوزه شيعه کالج کا وجود انکے ان عقائد مسلمه اور انکے امام معصوم کے مذهب و ملت کے لحاظ سے کيا حکم رکهتا هے ؟

کيا ايک علحده کالج کا قائم کرنا آنکے اصول " مرکزيت " کيليے پيغام هلاکت نهيں هے ؟

کيا شيعه کالج کے نام سے اسکي دعوة دينا ' کلمۂ اتحاد کيليے فتنۂ عظيم نهيں هے ؟

کيا علي گڈه کالج کے اندر دو مسجدوں کا بنانا تفريق تها ' مگر " شيعه کالج " کي بنياد رکهکر آب و هواے تفريق ميں آينده نسلوں کو طيار کرنا تفريق نهيں هے !

کيا يه سچ نهيں هے که شيعه کالج کي اصل بنياد علي گڈه کالج هي کي مخالفت سے پڑي ' اور اسطرح علي گڈه کالج کے احاطه و اثر کو نقصان پهنچايا جارها هے ؟

کيا اس کالج کا وجود " سر سيد کي مسلمه پاليسي " اور مسلک تمرکز و جميعة فريقين کيليے جسپر محمڈن کالج کي بنياد رکهي گئي تهي ' سخت مهلک نهيں هے ؟

کيا ارکان کالج ميں هر شخص کا يه اعتقاد و علم راسخ نهيں هے که يه تحريک موجوده عهد کي سب سے زياده مضر تحريک هے ' اور اس سے سخت نقصان مسلمانوں کو پهنچيگا ؟

اگر ان تمام سوالوں کا جواب اثبات ميں هے تو ميں پوچهتا هوں که علي گڈه پارٹي نے اس وقت تک اسکي مخالفت و اصلاح اور کلمۂ حق کے اعلان کيليے کيا کارروائي کي هے ؟ آل انڈيا ايجوکيشنل کانفرنس نے جسکي نسبت کها جاتا هے که اسکا موضوع صرف مسئله تعليم هے ' مسئله تعليم قومي کي اس يکسر هلاکت و بربادي کيليے کونسي صدا بلند کي هے ؟ يه کيا هے که علي گڈه کالج کي بستي کا هر فرد يکسر بهرا گونگا بن گيا هے جيسا که سر سيد نے نهيں بلکه صاحب شريعت نے کها هے که الساکت عن الحق شيطان اخرس اور يه کون هے جسنے تمام مصلحين قوم ' ماهرين فلسفه تعليم ' اور مجددين مائة حاضره کي زبانوں پر ايسے قفل چڑها ديے هيں که کسي کے حلق سے آواز نهيں نکلتي ' اور سب پر هلاکت کي چپ اور موت کي خاموشي چها گئي هے ؟ اموات غير احياء و ما يشعرون ايان يبعثون (۱۶ : ۲۱)

تمهارا مسلک مرکزيت اب کهاں فنا هوگيا ؟ تمهاري دعوت قوميت کس گوشے ميں دفن کردي گئي ؟ تمهاري چهل ساله محنت اکارت جارهي هے ' تم کهاں چهپ گئے هو ؟ تمهارے امام معصوم کا مذهب ذبح کيا جا رها هے ' تم کيوں نهيں بولتے ؟ تمهاري شريعت تعليم مٹائي جارهي هے ' تمهارے گلوں ميں پهندے کيوں پڑ گئے هيں ؟ يا سبحان الله ! اگر ايک مسلم الله اور رسول کے نام کي صدا سے تو اسپر اپني کانفرنس کا دروازه بند کرنا چاهتے هو ' اور کهتے هو که سب سے پہلے سر سيد پر ايمان لانے کا اقرار کرلے ' اسکے بعد وه تقرير کر سکتا هے - اس کا سب سے بڑا جرم يه هے که اس نے سر سيد کي شريعت سے انحراف کيا - ليکن آج سرے سے علي گڈه کالج کا اصولي بنياد هي منهدم کيا جا رها هے اور سر سيد کي شريعت مرکزيت کي دهجياں اوڑ رهي هيں مگر تم سب پر نفاق کي موت طاري هوگئي هے اور تم سب مردوں کي طرح بيحس و حرکت پڑے هو ؟

تم کهتے هو که همارا دائرۂ عمل قومي تعليم هے - سياست نهيں هے - اچهي بات هے - ليکن اب بتلاؤ که يه جو کچهه هے سياست هے يا تعليم ؟ اگر قومي تعليم کا مسئله هے تو تمهاري قوميت اور قومي تعليم کي لن ترانياں کهاں دفن هوگئيں ؟

تم بهلا ان سوالات کا جواب کيا دوگے ' ميں خود هي حقيقت کو بے نقاب کرديتا هوں تاکه هر انسان تمهاري اصلي صورت ديکهه لے ' اور معلوم هوجاے که حق سے تمهارا رشته کيا هے ؟ نه تو تمهارے اعتقادات بدلے هيں اور نه هي تمهارے مسلک پر کوئي موت طاري هوئي هے ' بلکه اصلي مصيبت يه هے که تمهارے دل پر موت چها گئي اور تمهارے ايمان نے تم کو چهوڑ ديا - اصل يه هے که تمهارے صوبه کا سب سے بڑا حاکم علانيه شيعه کالج کي تحريک کا ساتهه دے رها هے اور کهلے بندوں اسکي حمايت کررها هے - يه ديکهکر تمهارے هوش و حواس غائب هوگئے هيں ' اور مارے ڈر اور هيبت کے تمهاري جان نکلي جارهي هے - تم ديکهتے هو ' مگر بول نهيں سکتے - سنتے هو ' مگر زبان نهيں هلا سکتے - چاهتے هو ' مگر هل نهيں سکتے - تم کهتے هو که اگر هم نے ذرا بهي زبان هلائي تو عجب نهيں که هم دربار شاهي سے مردود هو جائيں - نخشي ان تصيبنا دائرة - (۵ : ۵۷)

يه هے تمهاري حق پرستي ' يه هے تمهاري صداقت ' يه هے تمهاري مدة العمر کے دعووں اور لن ترانيوں کي کائنات و حقيقت ! آه ' ايک انسان کے ڈرنے تمهاري روح پر ايسي هلاکت طاري کردي هے که تم اس چيز کو زبان سے نهيں نکال سکتے جسکو تمهارا دل حق کهه رها هے - اے سست ايمانو ! تم انسان سے ڈرتے هو ' مگر افسوس که تمهارے دل سے خدا کا خوف اس طرح نکل گيا هے جس طرح کبوتر اپنے گهونسلے سے اوڑ جاتا هے : على خوف من فرعون و ملائهم ان يفتنهم ! (۱۰ : ۸۳)

يهي وه مقام هے جهاں آکر تم ميرے مقابلے ميں بالکل بيدست و پا هوجاتے هو ' اور تمام دنيا ديکهه ليتي هے که حق کس کے ساتهه هے ؟ اسکے ساتهه هے جو اعلان حق کي وجه سے اپني زندگي کو هر وقت خطروں اور هلاکتوں ميں گهرا هوا ديکهتا هے پهر بهي اعلاء کلمة الحق سے باز نهيں رهسکتا ' يا انکے ساتهه هے جو اپني پنجاه ساله کمائي کو صرف ايک انسان کے وهمي خوف اور هيبت کي وجه سے اپنے هاتهوں تاراج کررهے هيں ؟ فاي الفريق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

* * *

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں البلاغ پهلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ایک سرے سے ليکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کيليے چشم براه هے - پس اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں تو ايجنسي کيليے درخواست بهيجيے ' کميشن معقول ديا جاتا هے -

(۴)

اللہ تعالی نے مسلمانوں سے بہشت و نعائم بہشت کا وعدہ کیا تھا ' اور باغوں کی سرسبز و شاداب زندگی کی بشارت دی تھی :

وبشر الذین جو لوگ
آمنوا و ایمان لاے
عملوا اور اعمال
الصالحات صالحہ
ان لھم اختیار کیے '
جنات (بقرہ) تو انکو
باغوں کی زندگی کی
بشارت دیدو -

مشھد مبارک حضرت امام حسین علیہ و علی اباۂ و اجدادہ الصلواۃ والسلام

یہ باغ وہ تھے جنکا سب سے زیادہ نمایاں وصف یہ تھا :

تجري من تحتها الانهار (بقرہ) انکے تلے نہریں بہہ رہی ہونگی -

یہی جنت تھی جسکا ایمان والوں سے وعدہ کیا گیا تھا ' اور جسکا وعدہ گذشتہ صالح قوموں سے بھی کیا گیا تھا :

تلک الجنة التي نورث ہمارے بندوں میں جو متقی ہوگا '
من عبادنا من کان تقیا ہم ایسی ھی جنت کا اسے وارث
(مریم) بنائیں گے -

ارباب ایمان و عمل صالح کیلیے یہ وعدہ آخرۃ میں پورا ہونے والا ہے - لیکن اسمیں کچھہ شک نہیں کہ دنیا میں بھی پورا ہوگیا ' اور جو لوگ خدا کے متقی بندے تھے ' انہوں نے اپنی آنکھوں سے بہشتی زندگی کی نعمتوں کو دیکھہ لیا - کرۂ ارضی کی تمام بہشتی سر زمینوں کے وھی وارث ہوے ' اور فتح مندی و کامرانی کی سلطانی و کامرانی صرف انھی کیلیے نامزد کی گئی - اس بہشتی زندگی میں نہ تو انکے لیے غم تھا اور نہ ھی نامرادی ' نہ مایوسی کو وہاں بار تھا اور نہ نا امیدی کا وہاں نام و نشان - وہ جو چاہتے تھے پاتے تھے ' اور جس نعمت کیلیے اٹھتے تھے ' وہ خود انکے سامنے جھکنے کیلیے دوڑتی تھی :

جناة عدن التي وعد الرحمن دائمی عیش و مراد کے باغ جنکا
عبادہ بالغیب انہ وعدہ خداے رحمن
کان وعدہ ماتیا - نے اپنے نیک بندوں
لا یسمعون فیھا سے کیا ' اور جو اگرچہ
لغوا الا سلاما ' انکے سامنے نہیں ہیں
و لھم رزقھم اور نہ ابھی وہ دیکھہ
فیھا بکرۃ و عشیا ! سکتے ہیں ' مگر اللہ
(مریم) کا وعدہ یقیناً پورا

ہوکر رہیگا - اس بہشتی زندگی میں سلامتی و کامرانی کے سوا کوئی بیکار و فضول صدا انکے کانوں میں نہیں پڑیگی - انکی رزق صبح و شام انکے لیے طیار رہیگی - اپنی احتیاج اور رزق کیلیے وہ کبھی دکھہ نہ اٹھا لینگے !

اس بہشتی زندگی کی ایک سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ تجري من تحتها الانہار ہیں آخرۃ کی جنت اعلی کا پرتو دنیا کی حیاۃ بہشتی میں بھی نظر آگیا ' اور وہ تمام بہشتی سرزمینیں مسلمانوں کو سپرد کردی گئیں ' جنکے تلے پاک و شفاف پانی کی نہریں بہہ رہی تھیں - آہ ' سرزمین عراق ھی وہ دنیا کی جنت تھی جو عاقبت کی جنت کا ایک ظل کامل ہے ' اور جسکے نیچے دجلہ و فرات کی نہریں ہر جگہ اور ہر حصے میں بہہ رہی ہیں ! یہی جنت دنیا کے سب سے بڑے تمدنوں اور بڑی سے بڑی قوموں کی وراثت میں آئی - بابل و نینوا کے تمدن نے یہیں نشو و نما پایا ' اور ایرانیوں کا تخت جلال و عظمت صدیوں تک یہیں حکمرانی کرتا رہا - بالاخر وراثت ارضی کی جب آخری بخشش ہوئی تو دنیا کے تمام خزائن و دفائن کے ساتھہ تجري من تحتها الانہار کی بہشت ارضی بھی مسلمانوں ھی کو سپرد کی گئی : تلک الجنة التي نورث من عبادنا من کان تقیا !

دنیا نے انقلابات و تغیرات کے سینکڑوں رنگ بدلے - مسلمانوں نے اپنے اعمال صالحہ سے اگر اس بہشت ارضی کا اپنے اپکو مستحق ثابت کیا تھا ' تو بد اعمالیوں سے اپنی نا اہلی کا خود ھی فیصلہ بھی کردیا - انکے باہمی اختلاف و شقاق کی تلواریں سب سے زیادہ اسی مدینۃ السلام میں چمکیں ' اور مسلمانوں کے اک گروہ نے ہمیشہ اس بہشت سے دوسرے کو بیدخل کرنا چاہا - خدا کی زمین صرف صلحاء کیلیے ہے : ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اور اس بنا پر کچھہ عجیب نہ تھا اگر اس بہشت ارضی کے بسنے والوں کو حکم الہی ملتا جیسا کہ اور بہت سی سر زمینوں میں ملا :

اھبطوا ! بعضکم لبعض عدو - اس جنت سے نکل جاؤ - تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے -

لیکن اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ صرف پورا ھی ہونے کیلیے ہے - اس نے تجري من تحتها الانہار کی بہشت کی جہاں کہیں بشارت دی ہے ' وہاں ساتھہ ھی یہ بھی فرما دیا ہے : تجري من تحتها الانہار خالدين فيها ! یعنی اس سر زمین بہشت کے تلے نہریں بہہ رہی ہونگی ' اور اسمیں مسلمان ہمیشہ رہینگے - کبھی اس سے نکالے نہ جائینگے - اسکے وعدہ کی سچائی کو دیکھو کہ دنیا میں صدہا انقلابات و تغیرات ہو چکے ہیں ' لیکن " خالدين فيها " کے وعدہ کا فرمان حق ابتک بدستور نافذ و قائم ہے ' اور تیرہ صدیوں کی عظیم الشان مدت کے اندر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا ہے کہ اس وعدہ کی سچائی میں فرق آیا ہو - اس وعدۂ الہی کے ماضی کو تمام دنیا دیکھہ چکی ہے ' مگر مستقبل کو دیکھنا ابھی باقی ہے :

و کان وعدا مفعولا !

قبہ زبیدہ خاتون زوجہ ہارون الرشید

* * *

اطلاع

اگر الہلال کی پہلی شش ماھی جلد کسی صاحب کے پاس مکمل موجود ہو ' اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو دفتر کو اطلاع دیں -

بغداد کا جدید پل

تغافل بھي کر رہا ہے ' حالانکہ عشق ليلیٰ کا دعوا اور مسکن ليلیٰ سے غفلت ' یہ دونوں چیزیں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں :

فلو کنت يا مجنون تضني من الهویٰ
لبت کما بات السليم المسهد !

پس افسوس ہر اُس دل پر' جس نے "ليلي" کي یاد کو ایک لمحہ کیلیے بھي بھلایا' اور صد افسوس ہر اُس آنسو پر جو "ليلي" کے سوا کسي دوسرے کیلیے بہایا گیا :

اذا کان هذا الدمع يجري صبابة
علی غير ليلي ' فهو دمع مضيع !

(۳)

مندرجۂ بالا سطور بے اختیار قلم سے نکل گئیں جبکہ موجودہ واقعات کي تقریب سے ہم نے ارادہ کیا کہ سر زمین عراق و بغداد کے بعض مناظر البلاغ کے صفحات پر شائع کریں - عالمگیر جنگ یورپ کے معرکے کچھہ عرصہ سے سر زمین ایشیا میں منتقل ہوگئے ہیں' از انجملہ سر زمین بغداد ہے جہاں مہینوں سے میدان اقدام و ادبار گرم ہے ' اور خصوصیت کے ساتھہ قط العمارہ اور مابین بصرۃ و بغداد کے مقامات دنیا کے سامنے آ رہے ہیں - چنانچہ اس مرقع میں بھي سب سے پہلے العمارہ کي آبادي کا ایک منظر آپ کے سامنے ہے جو دجلہ کے کنارے واقع ہے ' اور اگر آپ چشم تصور سے کام لیں تو انہي ساحلي عمارتوں کے عقب میں جنگ عراق گذشتہ کے بہت سے عبرت انگیز نتائج و حوادث نظر آسکتے ہیں - و هموا بما لم ينالوا !

یہ مناظر دجلہ کے سلسلے میں پہلا منظر تھا - نہر دجلہ کا دوسرا منظر بغداد جدید کي وسط آبادي کا ہے جہاں مغربي و مشرقي آبادي کو ایک نئے پل کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے ' اور پل کے دونوں طرف چھوٹي چھوٹي کشتیاں بکثرت نظر آ رہي ہیں - یہ کشتیاں اب تو زیادہ تر شہر کي اندروني آمد و رفت کیلیے کام میں لائي جاتي ہیں ' لیکن کسی زمانے میں ہارون الرشید اور مامون اعظم کي سیر و تفریح کا بڑا ذریعہ یہي تھیں ! و تلك الايام نداولها بين الناس -

تیسرا مرقع سفارت خانہ برطانیہ کي جدید عمارت اور دجلہ کي قدیم رواني' دونوں کا مشترک منظر ہے - دجلہ کي سطح اگرچہ بالکل خاموش اور ساکن ہے - حتیٰ کہ ایک ہلکي سي لہر بھي اسپر حرکت کرتي ہوئي نظر نہیں آتي ' تاہم اگر آپ سننا چاہیں تو اسکي زباں چپ نہیں ہے - آپ کو معلوم ہے کہ صدائیں صرف لبوں کي حرکت ہي سے نہیں نکلتیں - بارہا ایسا بھي ہوتا ہے کہ ایک خاموش چہرہ اور ایک غیر متحرک لب ان غوامض و اسرار کي شرح و تفصیل کردیتا ہے جنکے لیے زبان کي حرکت اور حلق کي آواز بالکل گونگي ہوتي ہے - خاموش فصاحت نے اکثر گویائي کے دعووں کو شکست دي ہے :

لسان عيني في الهوی و هو ناطق
و دمعي فصيح في الهوی و هو اعجم !

نظارۂ دجلہ کي ان تین منزلوں کے بعد اب ذرا اُن لوگوں کے حالات پربھي نظر ڈال لیجیے جنکي یاد دجلہ کي یاد اور سر زمین دجلہ سے وابستہ ہے - ایک عجیب مخروطي شکل کا گنبد آپ دیکھہ رہے ہیں جو کسي ہشت پہلو عمارت کے اوپر سے نمایاں ہے ' اور عمارت کے ہر طرف پختہ قبریں بني ہوئی ہیں - یہ مشہور زبیدہ خاتون زوجۂ ہارون الرشید کا مقبرہ ہے ' اور دجلہ کے بعد ہي آپکے سامنے آگیا ہے تاکہ مکان کے ساتھہ اسکے پچھلے مکینوں کو بھي دو گھڑي یاد کرلیں -

بغداد اور بغداد والوں کو یہیں چھوڑ دیجیے ' اور آگے بڑھیے - اب آپ گنبدوں اور مناروں کي ایک موثر سرزمین کي طرف بڑھ رہے ہیں جسکي یاد و تذکرہ کي تقدیس کو زمانہ کے صدہا تغیرات و حوادث بھي نقصان نہ پہنچا سکے ' اور جو سر زمین عراق کا سب سے زیادہ پر اثر اور تاریخی حصہ ہے - یہ کربلا کي سر زمین عبرۃ و بصیرۃ ہے ' اور روضہ حضرۃ سید الشہداء امام حسین علیہ السّلام کا درخشاں گنبد اور اسکے سر بفلک منارے آپ دیکھہ رہے ہیں - یہ منارے حق کي طاقت کا اعلان ہیں ' اور کلمۂ حریۃ کي فتح اور کلمۂ استبداد کے خسران و خذلان کي شہادت ہیں - وہ بتلا رہے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑي طاقت حق کي ہے نہ کہ انساني تاج و تخت کي ' اور خدا کی زمین پر سب سے بڑا فتحمند وہي ہے جس نے سب سے زیادہ مظلومي کے ساتھہ اپنا خون بہایا - تیرہ سو برس ہوے کہ اس سرزمین پر دو گروہ باہم معرکہ آرا ہوے تھے - ایک گروہ صرف بہتر بھوکے پیاسے انسانوں کا ضعیف و ناتوان مجمع تھا ' اور جانوں اور گردنوں کے سوا اسکے پاس کچھہ نہ تھا - دوسري طرف دمشق کا تاج و تخت ' حکومت و سلطنت ' ساز و سامان خسروي و ملوکي ' اور ہزارہا انسانوں کا قاہر و جابر گروہ تھا - بظاہر پہلي جماعت نے شکست پائي ' کیونکہ قتل کي گئي ' اور اسکے خون سے ساحل فرات کي سرزمین مدتوں تک سرخ رہي ' لیکن فی الحقیقت یہ ایک محض عارضي منظر تھا - غور کیجیے کہ آخر کي فتحمندي اور عاقبۃ کار کي کامیابي کس کو ملي ؟ انکو جنکے نام و نشان سے بھي آج تمام سطح ارضي خالي ہے ' یا اسکو جسکا گنبد آجتک اپنے بقاء ذکر اور کلمۂ باقیہ کے ثبوت میں سر بفلک استادہ ہے ؟ یہ کیسي عجیب بات ہے کہ آج تمام شاہان بنو امیہ میں سے کسي ایک شخص کي قبر کا بھي دنیا سراغ نہیں لگا سکتي - کیونکہ بنو عباس نے انکي قبروں کو اکھاڑ اکھاڑ کے مسمار کردیا ' اور کوئي اثر دنیا میں باقي نہ رکھا - بر خلاف اسکے مدفن کربلا کا اثر مجسم ابتک حي و قائم موجود ہے ' اور اگرچہ مخالفین کے دست تظلم نے بارہا اسکو بھي مسمار و بے نام و نشان کرنا چاہا ' تاہم اسکا نشان کسي طرح نہ مٹ سکا کہ ظلم کا دھبہ کبھی نہیں دھل سکتا - پھر کیا بقاء قبور و آثار کے بارے میں بھي وہي قانون بقاے اصلح کي پابند ہے ' اور اپني گود میں صرف اسي کے اثر کو باقي رکھنا چاہتی ہے جو اصلح تھا ؟

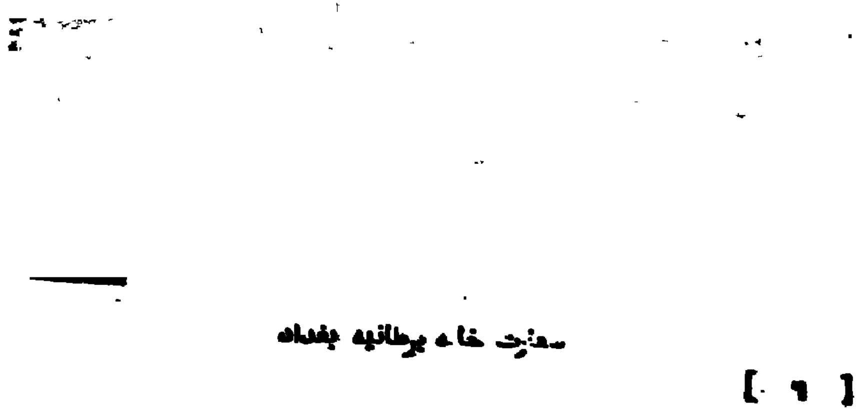

سفارت خانہ برطانیہ بغداد

کھالي جاتي ھے جسميں بڑائي اور عظمت ھو - اسليے تمام قسموں ميں صرف عظمتوں ھي کو تلاش کرتے رھے - انکي شہادت حق و دلالۃ حقائق پر نظر نہ ڈالي - امام رازي گو فرماتے ھيں کہ قسم ايک طرح کي دليل ھے' ليکن چونکہ اصل حقيقت سے پوري طرح متاثر نہيں ھيں' اسليے اسي غلطي کو شروع کر ديتے ھيں جو اعتراف معني دليل کے ساتھہ جمع نہيں ھو سکتي تھي - يعني تين اور زيتون کي عظمت اور بزرگي کو ثابت کرنا چاھتے ھيں - پھر جب اور کچھہ نظر نہيں آتا تو فرماتے ھيں کہ تين (انجير) کا مزہ بہت اچھا ھے' اور وہ معدے کيليے مسہل و ملين ھے' اور زيتون کي لکڑي کے اندر تيل ھے ! گويا نہ تو دنيا کے اندر کوئي اور پھل ملين ھے اور نہ کوئي اور شے اپنے اندر روغن رکھتي ھے !

سچ يہ ھے کہ متاخرين ميں يہ فضيلت و مزيت الله تعالى نے صرف حضرۃ شيخ الاسلام ابن تيميہ اور انکے ارشد تلامذہ علامہ ابن قيم کيليے مخصوص کردي تھي کہ حقائق و معارف کتاب و سنت کے جمال حقيقي کو بے نقاب کريں' اور جو پردے متاخرين نے يکے بعد ديگرے ڈالدیے ھيں' انکو الله کي بخشي ھوئي قوۃ مجددہ و مصلحہ سے چاک چاک کرديں - چنانچہ تاريخ اسلام کے ان دو عظيم الشان انسانوں نے اقسام القران کي اس حقيقت کو جا بجا واضح کيا ھے - اور موجودہ زمانے ميں سب سے بڑا خوش نصيب انسان وہ ھے جسکے دلونکو الله ان مصلحين حقيقي کي تصنيفات کے فہم و درس کيليے کھول دے کہ انکا نور علم مشکواۃ نبوۃ سے براہ راست ماخوذ تھا -

(موضوع سورۂ والتين)

دنيا ميں انسان اپنے اندر ديکھتا ھے تو اسکو جذبات و موثرات کا ايک عجيب مخلوط اور متضاد ھجوم نظر آتا ھے - باھر ديکھتا ھے تو اسکي ناکامياں اور مايوسياں اسکي کاميابيوں اور اميدوں سے زيادہ نظر آتي ھيں -

جذبات کے اعتبار سے وہ ايک ھي وجود ھے جو کبھي فرشتوں کي طرح محبت و ھمدردي اور شرافت و عفت کا پيکر ھے' اور کبھي قتل و ھلاکت اور خونريزي و سفاکي ميں سانپوں کے زھر سے بدتر اور درندوں کے پنجوں سے اسفل ھے - وھي انسان جو جانوروں کو تکليف ميں ديکھکر ھمدردي کے جذبات سے معمور ھوجاتا ھے' بسا اوقات اپنے بھائيوں کا بيدريغ خون بہانے لگتا ھے تاکہ انکے خون سے اپني خود غرضي کي پياس بجھائے -

خارجي اعمال کے لحاظ سے اسکي بوقلموني اور زيادہ عجيب ھے - وہ ايک ھي وجود ھے جو کبھي تاج و تخت حکومت پر جلوہ آرا ھوتا ھے' اور کبھي کتوں کي طرح غلامي کي خاک پر لوٹتا ھے - کبھي اسکي ھمت سر بفلک عمارتوں کے بنانے' پہاڑوں کے کاٹنے' سمندروں کے مسخر کرنے سے نہيں تھکتي' اور کبھي ايسا ھوتا ھے کہ پتوں کي ايک ديوار کو کھڑا کرنا بھي اسکے ليے مشکل ھو جاتا ھے -

وہ کبھي بجلي سے ڈرتا ھے' طوفان سے لرزتا ھے' آسمان کو دھشت و خوف سے ديکھتا ھے' اور پھر اسقدر انکے مظاھر و شئون سے مرعوب ھوجاتا ھے کہ انکي پرستش و بندگي شروع کرديتا ھے' اور کہتا ھے کہ ميں انکے آگے صرف جھکنے اور عاجزي ھي کيليے ھوں - اسکے تنزل و تسفل کيليے يہ مثال بھي کافي نہيں - ايک وقت آتا ھے جبکہ دنيا ميں پتھر کے ان ٹکڑوں کيليے جو راستوں ميں ٹھوکريں کھاتے ھيں' عزت ھوتي ھے' پر انسان کيليے کوئي عزت باقي نہيں رھتي - وہ انسان ھوکر پتھروں کے آگے ماتھا ٹيکتا' انکو اپنے آقا اور خداوند کي طرح پوجتا' اور اپني حيات و ممات کو انکي رضا و غضب ميں منحصر يقين کرتا ھے - کتا زيادہ سے زيادہ انسان کے آگے جھکتا ھے کہ وہ کتے سے اشرف و اعلى ھے - گھوڑا اور ھاتھي انسان کے چاکر بن جاتے ھيں کہ انسان کي عظمت کا مقابلہ نہيں کرسکتے' مگر انسان کتے سے بھي بدتر اور گھوڑے اور ھاتھي سے بھي اسفل ھے کہ اپنے سے اعلى کے آگے نہيں بلکہ اپنے ھي جيسے کے سامنے يا اپنے سے بھي بدتر کے آگے جھکتا اور لرزاں ھوتا ھے !

تم کسي کتے کو نہيں ديکھوگے کہ وہ کسي دوسرے کتے کے آگے عاجزي کرے' ليکن يہ انسان ھي ھے کہ اپنے جيسے ايک انسان کو چاندي سونے کے تخت پر بٹھاتا ھے' اور پھر کتوں کي طرح اسکے آگے زمين پر لوٹتا اور گرد مذلت چاٹتا ھے -

اعمال انساني کے اس اختلاف و تضاد اور انفعالات و تاثرات عمليہ کي اس بوقلموني و رنگا رنگي ميں انساني فطرۃ اصليہ کي حقيقت گم ھوجاتي ھے - کچھہ نہيں کھلتا کہ يہ عجيب جانور جو سب سے بڑا بھي ھے اور سب سے چھوٹا بھي' اسکي اصلى متاع فطرۃ کيا تھي جو اسے ديگئي تھي؟ وہ في نفسہ شيطان ھے يا فرشتہ؟ بھيڑيا ھے يا بکري؟ تاريکي ھے يا روشني؟ نيک ھے يا بد؟ اچھا ھے يا برا؟

(مسئلۂ خير و شر فطرۃ انساني)

يہ سوال انسان کي اصل فطرۃ و جبلۃ کي نيکي اور بدي کا ھے - يعني کيا بالطبع وہ نيک بنايا گيا ھے يا بد؟ يا دونوں؟ اسکے داخلي جذبات و داعيات کي کشا کش اور خارجي اعمال و نتائج کا ميدان تو نور و ظلمت' ملکوتيۃ و بہيميۃ' حسن و بد روئي' علو و تسفل' عظمت و ذلت' نيکي و بدي' دونوں کا مجموعہ نظر آتا ھے' اور کچھہ پتہ نہيں چلتا کہ در اصل وہ کيا ھے؟

دنيا ميں ابتدا سے ليکر ابتک اس سوال کے متعلق تين مختلف مذاھب نظر آتے ھيں :

(۱) انسان کي اصلي جبلت و فطرۃ بدي ھے' ليکن باھر کي تربيت اسکو عارضي طور پر خوشنما کرديتي ھے - وہ خصائص فطرۃ کے اعتبار سے ايک خالص حيوان ھے - ليکن تربيت پذيري کے اعتبار سے انپر فوقيت رکھتا ھے - درخت کي جڑ اور شاخيں متناسب نہيں ھوتيں' ليکن انکو کاٹ کر اور چھيل کر ھم درست کر ليتے ھيں - فطرۃ کي تمام خلقت کا يہي حال ھے - اصل فطرۃ ميں قوام و اعتدال نہيں ھوتا - چھيل چھال کر اسے سڈول بنا ليا جاسکتا ھے - يہي حال انسان کا ھے - باھر کي صناعي تربيت سے ايک نيا رنگ اپنے اوپر چڑھا ليتا ھے' ليکن جب اوپر کا رنگ کمزور ھوجاتا ھے تو اصلي تہ نظر آجاتي ھے - بڑا سے بڑا مہذب انسان بھي غصہ و انتقام ميں درندہ بن جاتا ھے - اسليے کہ اسکا مصنوعي رنگ اتر گيا اور اسکي اصلي فطرۃ شر ابھر آئي -

يہ مذھب "مذھب شر" يا "مذھب ياس" ھے - وہ دنيا کي ھر چيز کو شر اور ياس کي نظر سے ديکھتا ھے - يونان ميں ديو جانس کلبي (Diogenes) اسي فلسفۂ اخلاق کا مشہور پيشوا گذرا ھے -

(۲) دوسرا مذھب ان لوگوں کا ھے جو انسان کي فطرۃ کو بالکل ايک سادہ حالت ميں ديکھتے ھيں اور کہتے ھيں کہ اسميں نہ تو نيکي ھے اور نہ بدي ھے - نہ وہ کانٹوں کي چبھن ھے اور نہ پھولوں کي مہک - وہ محض ايک منفعل' اثر پذير' اور نقش انگيز وجود ھے جو اپنے ساتھہ کچھہ نہيں لاتا مگر دنيا ميں آکر جو کچھہ پاتا ھے لے ليتا ھے - وہ ايک دامن ھے جسکے اندر سوائے گنجايش و عمق کے اور کچھہ نہيں ھے - اسميں ھر طرح کا بوجھہ بھر لينے کي صلاحيت ھے مگر ابھي کوئي چيز اسميں بھري نہيں گئي ھے - اب اگر اسکو پتھر ملا ھے تو اسکو بھر ليگا' پھول ملے ھيں تو انکو اٹھا ليگا - بہ تشبيہ واضح تر يہ کہ انسان کي فطرۃ اصلاً ايک سفيد کاغذ ھے - اسپر کوئي نقش نہيں ھوتا - نہ تو [illegible] کي تصوير ھوتي ھے اور نہ پھول کي - اب جو کچھہ اسپر بنا ديا جائيگا' بن جائيگا -

حکماء يونان ميں اس مذھب کا ايک دور رھچکا ھے - معتزلہ نے بھي زيادہ تر اسي کي پيروي کي تھي' آج يوروپ ميں بھي حکماء اخلاق کا ايک بڑا گروہ يہي کہتا ھے -

(۳) تيسرا مذھب "جامع خير و شر" ھے - [illegible] وہ کہتا ھے کہ :

آدمي زادہ طرفہ معجون ست !

نيکي اور بدي' دونوں [illegible] فطرۃ ميں موجود ھيں - بالقوۃ وہ شيطان اور فرشتہ دونوں ھے - قوۃ ملکوتي و بہيمي دونوں رکھتا

اسئلة واجوبتها

تفسير سورة و التين

اقسام القرآن

(از جناب مولوي وصي احمد صاحب بلگرامي)

جناب علامۂ دوراں وحید الزماں مولانا ابو الکلام صاحب آزاد دام مجدکم - پس از سلام مسنون گذارش یه هے که البلاغ نمبر ۵ و ۶ میں جناب مولوي مظهر الدین صاحب شیرکوٹي نے جو سورۂ و التین پر روشني ڈالي هے ، اوسکے متعلق چند ضروري استفسارات هیں :

ملاحظه هو فرماتے هیں : " انجیر ، زیتون ، طور سینیا ، مکۂ معظمه ، اس دعوے پر شاهد هیں که همنے انسان کو بهتر سے بهتر حالت میں پیدا کیا هے "

طور سینا اور مکۂ معظمه کي شهادت تو واضح هے که حضرت موسی اور جناب رسالت مآب صلی الله علیه و آله وسلم کي آنکهیں نور وحدت سے انهیں مقاموں پر منور هوئیں - ضعیف انسان کي بزرگي پر یه دونوں صاد کرتے هیں ، اور اسلیے گواہ لاے جاسکتے هیں - مگر تین اور زیتون کي شهادت کے متعلق جناب موصوف یوں فرماتے هیں :

(۱) " انجیر ایک نهایت چهوٹا پهل هے ، لیکن غذا و دوا میں بے شمار فوائد رکهتا هے - ذائقه کے لحاظ سے نهایت شیریں هے باعتبار طبي فوائد کے قاطع بلغم ، ملین طبع ، مطهر کلتین ، مسمن بدن ، وغیرہ اسکے معمولي خواص هیں - پس انجیر شاهد هے "که جسطرح جسم صغیر هوکر بیشمار فوائد کا مجموعه هے - اسیطرح وجود انساني بهي جسماً مختصر ، لیکن مختلف قوتوں کا پتله هے "

(۲) " جسطرح زیتون میں روغن حلول کیے هوے هے ، اور زیتون کي قدر اوسکے روغن هي کي وجه سے هے ، اسیطرح انساني جسم میں بهي روح کا حلول هے ، اور اسکا شرف بهي اوسکي روح هي سے هے ، ورنه انسان مٹي کا ایک ڈهیر هے - اور بس "

همنے یه سب مانا ، لیکن سوال یه پیدا هوتا هے که جسطرح انجیر اپنے جسم صغیر میں بیشمار فوائد اور زیتون اپنے قالب میں تیل کا خزانه رکهتا هے ، اسي طرح روے زمین پر اور نیز ملک عرب میں هزاروں لاکهوں ایسے پهل هیں ، جو یهي خواص رکهتے هیں - پهر کیا وجه که اتني بڑي شهادت پیش کرتے وقت جناب باري نے انجیر اور زیتون هي کو چنا ؟

جناب موصوف کي توضیح سے تسکین نهیں هوتي - انگریزي پڑهنے والے طلبا کي آنکهیں اور دل ظاهر هے که آجکل کلام مجید کي معرفت و نکات سے نابینا هیں - اندها آدمي مجبوراً هر هر قدم پر ٹهوکریں کهاتا هے ، اس صورت میں بینا آنکهوں کا فرض هے که جادۂ راسته بتلا دیں - لهذا یه عریضه ارسال خدمت گرامي هے که تین اور زیتون کي شهادت پر شکوک مذکورۂ بالا کا لحاظ کرتے هوے مطلب مزید روشني ڈالنے کي تکلیف گوارا فرمائیں ، باعث مشکوري هوگا - و السلام -

البلاغ :

قرآن حکیم کے فهم و درس کا جو ذوق آپکے خط سے ظاهر هوتا هے ، اس سے یه فقیر نهایت خوش وقت هوا - الله تعالی آپکے اس ذوق میں برکت و ثبات عطا فرماے ، اور آپکے امثال و نظائر سے همارے جدید مدارس کي عمارتیں معمور هو جائیں -

آپکا سوال در اصل مسئلۂ " اقسام القرآن " سے تعلق رکهتا هے - یعني قرآن حکیم کي جن سورتوں میں الله تعالی نے حروف قسم کے ساتهه بعض اشیاء کا ذکر فرمایا هے ، انکي حقیقت ، اور جواب قسم سے انکا ربط و تعلق - ازانجمله سورۂ والتین هے ، اور اسمیں سب سے پہلے تین و زیتون کي قسم نظر آتي هے - درس و فهم حقائق قرآنیه کي مختلف راهیں هیں ، اور بسا اوقات انکي حقیقت مختلف نظروں کو مختلف روشنیوں میں نظر آتي هے - تین و زیتون کے متعلق ایک تفسیر امام رازي رحمة الله علیه کي تهي جسکو مولانا مظهر الدین صاحب نے اپنے مضمون میں نهایت خوبي سے پیش کیا هے ، اور انکے خصائص کو نوع انساني کے جسم و حقیقت کے خصائص سے تشبیه دي هے - لیکن اسمیں کوئي شک نهیں که سورۃ کے موضوع اور بقیه اقسام کے ربط کیلیے صرف اتنا هي کافي نهیں هے - مزید غور و فکر اور جستجوے حقیقت کیلیے قدم اٹهانا چاهیے - میں آپکے سوال کا جواب دو صحبتوں میں دونگا -

(چند مقدمات مهمه)

سب سے پہلے چند مقدمات آپکے سامنے آجائیں جن پر همارے تمام مباحث تفسیر مبني هیں -

(۱) قرآن حکیم کي هر سورۃ کا ایک موضوع (سبجکٹ) هے - اور اول سے لیکر آخر تک وہ سورۃ اسي پر مبني هے ، جسقدر مطالب درمیان میں آگئے هیں وہ سب کے سب اسي ایک موضوع اصلي کے ناگزیر و ضروري اطراف بحث و تعلیم هیں -

(۲) هر سورۃ کي ابتدا و انتها اس موضوع کے معلوم کرنے کي کنجي هے -

(۳) جب هر سورۃ کا ایک موضوع هے تو یه چیز بهي ضمناً آپکو معلوم هوگئي که قرآن کي تمام آیات باهم مربوط و مسلسل هیں ، اور ایک نظم و اسلوب حقیقي کے ساتهه سلسلۂ بیان بتدریج اجمال سے تفصیل ، دعوے سے دلیل ، اور تعلیم سے امثال و نظائر کیطرف بڑهتا اور کهلتا جاتا هے - اسي کو قرآن حکیم نے " تصریف آیات " سے جا بجا تعبیر کیا هے - " صرف " کے معني لغة میں " رد الشي من حالة الی حالة " کے هیں (کما صرح به الاصفهاني)

(۴) " قسم " کے معني شهادت و دلالت کے هیں ، قرآن حکیم نے جس چیز کو حروف قسم کے ساتهه پیش کیا هے ، وہ ایک شاهد هے جو اپنے ما بعد دعوے کیلیے دلیل پیش کرتا هے - قسم کا مقصد استشهاد هوتا هے - هم خدا کي قسم کهاتے هیں - یعنے کهتے هیں که خدا شاهد هے که هم نے جهوٹ نهیں بولا - سورہ و الفجر میں هے " هل في ذالك قسم لذي حجر " یعنے ان چیزوں میں صاحب عقل کیلیے بڑي هي شهادت هے - منافقین کهتے تهے که " اشهد انك لرسول الله " هم گواهي دیتے هیں آپ الله کے رسول هیں - خدا نے انکي تکذیب کي اور کها : " اتخذوا ایمانهم جنة " انهوں نے اپني قسموں کو ڈهال بنالیا هے - یه ظاهر هے که منافقین نے شهادت دي تهي - قسم نهیں کهائي تهي - پس خدا نے خود هي شهادت کو قسم سے تعبیر کرکے حقیقت کهولدي -

لیکن چونکه علم مفسرین متاخرین نے اس حقیقت پر غور نهیں کیا ، اسلیے وہ اس دهوکے میں پڑگئے که قسم اس چیز کي

خدا نے اسکو روشني دي هے ' اور اسکے اندر آئینه رکهدیا هے - وه دنیا میں آتا هے اور باهر کے پردوں سے اندر کي روشني کو ڈهانپ دیتا هے - باهر کے گرد و غبار سے اندر کے آئینه کو مکدر کردیتا هے - اب [illegible] که وه تاریک هے ' مگر نہیں سونچتے که اسکي اصل روشني تهي - تاریکي نه تهي - اس نے روشني کو چمکنے نه دیا - تم کہتے هو که اسکے دامن میں زنگ اور غبار تها - حالانکه زنگ و غبار نه تها بلکه صاف و شفاف آئینه تها - باهر سے گرد اڑرهي تهي - اسکو چاهیے تها که دامن سے ڈهانپ لیتا ' مگر اس نے گرد و غبار کو پسند کیا اور آئینه کي چمک کي قدر نه کي - اب وه غبار آلود هے - کچهه دنوں کے بعد بالکل تاریک هوکر لوهے کا ایک سیاه ٹکره بن جائیگا ' مگر اسلیے نہیں که اسکے پاس لوها تها ' بلکه صرف اسلیے که آئینه کو صاف نه رهنے دیا

یهي انسان کي وه فطرة اصلي هے جسکو قرآن حکیم فطرة صالحه قرار دیتا هے ' یعنی وه فطرة جو بالکل اپني اصلي نیکي کي حالت میں هے ' اور باهر کي کسي بدي سے اسکو آلوده نہیں کیا گیا هے - یهي فطرة صالحه دین الهي هے ' یهي دین قیم هے ' یهي دین حنیفي هے ' یهي صراط مستقیم هے ' یهي فطرة الله هے ' یهي صبغة الله هے ' اور قرآن کي اصطلاح میں سب سے آخر مگر سب سے زیاده جامع و حاوي نام اسي کا " اسلام " هے -

اور اسي لیے قرآن کہتا هے که انسان کي اصلي فطرة " اسلام " هے اور " کفر " ایک صناعي اور غیر فطري عمل هے - اگر ایک انسان " مسلم " هے تو اسکو یوں کهو که وه اپني اصلي فطرة صالحه پر قائم هے ' اسکي فطري روشني نور دے رهي هے ' اسکي فطرة خیر کي قندیل کو باهر کا کوئي طوفان بجها نه سکا ' اور وه ویسا هي هے جیسا فطرة نے اسے بنایا تها - لیکن اگر ایک انسان " مسلم " نہیں هے تو اسکے یه معنی هیں که فطرة حقیقي کا چراغ بجهه گیا ' اسکے اندر کا آئینه زنگ آلود هوگیا ' گرد و غبار کي تو بر توتهوں نے اسکو سیاه کردیا ' اور وه فطرة کي صورت حقیقي کي جگه ایک مسخ شده غیر فطري و مصنوعي جانور بن گیا - معصیت سے یه فطري آئینه زنگ آلود هوتا هے ' اور کفر زنگ آلودگي کي وه آخري حالت هے جبکه آئینه بالکل سیاه هوگیا ' اور ایک دهندلي سي چمک بهي اس میں باقي نه رهي : ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم و ابصارهم غشاوة - اور : سواء علیهم ء انذرتهم ام لم تنذرهم لا یومنون - وغیره تصریحات قرآنیه میں اسي آخري مرتبۂ ضلالت کي طرف اشاره هے اور لهم قلوب لا یفقهون بها اور : جعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه - اور : کالانعام بل هم اضل میں اسي فطرة صالحه کي پامالي اور ایک غیر فطري حالت مسخ و انقلاب کو واضح کیا گیا هے - یه وقت تفصیل کا نہیں - اشارات پر اکتفا کیجیے -

اور ٹهیک ٹهیک یهي معني هیں مسلم کي اس مشهور حدیث کے جسکي شرح میں عجیب عجیب حیرانیاں لوگوں کو هورهي هیں که :

ما من مولود الا یولد	دنیا میں کوئي بچه پیدا نہیں هوتا
علی الفطرة و ابواه	مگر اپني اصل فطرة پر - پهر یهودي
یهودانه و ینصرانه -	اسے یهودي بنا لیتے هیں اور نصراني نصراني

ایک دوسري روایة میں هے : ما من مولود یولد الا و هو علی هذه الملة - یعني جسقدر بچے پیدا هوتے هیں ' سب ملة اسلام پر پیدا هوتے هیں -

انسان کي فطرة صالحه هي کا نام اسلام هے ' اور هر بچه جو پیدا هوتا هے ' اپني اصلي اور بے میل فطرة هي پر پیدا هوتا هے ' پس انسان کا هر بچه " مسلم " پر پیدا کیا گیا - البته دنیا میں آتا هے اور باهر کي هوائیں اسکے اندر کي روشني کو ته و بالا کرنے لگتي هیں - اگر یهودیت کے اثرات اس نے پائے ' تو یهودیت کا جهونکا اسکے چراغ فطرة کو گل کردیگا ' اگر مجوسیت کا طوفان اٹها ' تو اسي میں اسکي کشتي فطرة ڈگمگانے لگیگي - پر یه جو کچهه هوگا ' باهر کا اثر و کسب هے - اسکے اندر کي فطرة صرف اسلام تهي - یعني صرف نیکي و خیر تهي -

تمهید بڑهتي جاتي هے اور یه مبحث خود ایک مستقل صحبت هے - اگر اس بارے میں قرآن حکیم کي مزید تصریحات جمع کي جائیں تو صفحوں کے صفحے اسي میں صرف هوجائیں - یهي معني هیں ذریة انساني کے " بلی " کہنے کے جبکه خدا نے انسے پوچها که " الست بربکم ؟ " کیا میں هي تمهارا پروردگار نہیں هوں ؟ پس انسان کي فطرة اصلي تصدیق هے جو اسکے اندر ودیعت کردي گئي اور اب اگر " بلی " کي جگه یعنی تصدیق ربوبیت کي جگه وه انکار کرتا هے ' تو یه اسکي فطرة کي صدا نہیں هے - ایک غیر فطري صناعي هے -

اور اسي فطرة صالحه کا نام قران حکیم نے " قلب سلیم " رکها هے یعني وه دل جو بالکل صحیح و سالم هو اور اپنی اصلي تندرستي و اعتدال پر قائم هو - کوئي نیا عارضه اور بیماري اسے نہیں لگ گئي هے - حضرة ابراهیم علیه السلام کي نسبت فرمایا که اذ جاء ربه بقلب سلیم جبکه وه اپنے رب کے حضور قلب سلیم یعني فطرة صالحه غیر آلوده کے ساتهه حاضر هوے - تم کو معلوم هے که حضرة ابراهیم کی یه فطرة صالحه وه تهي جسکو باهر کا کوئي بڑا سے بڑا جلوه بهي مرعوب نه کرسکا ' اور اسکے اندر کي روشني پکار اٹهي : اني وجهت وجهي للذي فطر السماوات و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین -

اور یهي وجه هے که خدا کي شریعت کا کام صرف یه هوتا هے که اس فطرة صالحه پر انسان نے صناعي و خارجي ضلالت کا جو زنگ چڑها دیا هے ' اسے دور کردے ' اور اسکي اصلي روشني پهر چمک اٹهے - یهي وجه هے که هدایت الهي کو قرآن نے " ذکر " کے لفظ سے تعبیر کیا ' اور ضلالت و کفر کو " نسیان " کہا - " ذکر " کے معني حفظ اور یاد کے هیں ' نسیان بهولنے کو کہتے هیں - چونکه فطرة اصلي کو انسان بهلا دیتا هے اور اسي کا نام ضلالت هے - پس ضلالت نسیان هوي اور هدایت فطرة اصلي کے بهلائے هوے سبق کو پهر تازه کردینا - اسیلیے اسکو ذکر کہا - نسیان کي انتہاء " غفلت " هے ' " غفلت " کو قرآن نے منتہاء ضلالت قرار دیا هے - لهم قلوب لا یفقهون بها ' و لهم اذان لا یسمعون بها ' و لهم اعین لا یبصرون بها ' اولئک کالانعام بل هم اضل - اولئک هم " الغافلون " -

ایک اور آیت بهي نسیان کے متعلق اس سرسري نظر میں سن لو : الذین نسو الله فانساهم انفسهم - وه لوگ که انہوں نے الله کے رشته کو بهلا یا ' اور نتیجه یه نکلا که اپنے نفسوں هي کو بهول گئے -

اسکا مطلب یه هے که اپنے نفسوں کو یعني اپني فطرة صالحه کو بهول گئے - کیونکه فطرة صالحه تو وه تهي جس نے کہا تها " بلی " یعني خدا کي ربوبیت اور اسکے رشتے کا اقرار کیا تها - اب اگر وه اس هستي کے رشتے کو بهلا رهے هیں جسکے آگے فطرة اصلي " بلی " کہه چکي هے ' تو اس رشتے کو نہیں بهلا رهے بلکه اپني فطرة هي کو بهلا رهے هیں -

(عود الی المقصود)

بهر حال ' قرآن حکیم انسان کي فطرة کو خالص نیکي قرار دیتا هے ' اور بدي سے اسکي فطرة صالحه کو پاک بتلاتا هے - وه کہتا هے که اسکي فطرة صرف تندرستي اور صحت هے - البته وه دنیا میں آکر بہت سي بیماریاں مول لے لیتا هے - بیماري باهر کا اثر هے ' اندر صرف تندرستي هے -

سورة والتین کا موضوع اصلي یهي حقیقت هے - یعني اسمیں انسان کي فطرة صالحه کي اسي کم شده اصلیت کو واضح کیا گیا هے ' اس موضوع کیلیے قرآن نے مفصل درس بهي دیے هیں ' لیکن یه منجمله مجمل مگر جامع و حاوي درس کے هے -

هے - دنیا میں آکر جس قسم کے خارجي موثرات ملتے هیں' انهي کے مطابق اسکي کوئي ایک قوة نشو و نما پاتي اور بروز کرتي هے - اگر نیک اثرات اسکے لیے جمع هوجائیں جنکو تم " نیکي " کے لقب سے پکارتے هو' تو اسکي قوت ملکوتي اُبهریگي اور چمکیگي' لیکن اگر برخلاف اسکے بدي کا گرد و غبار چها جایگا تو نیکي کي چمک ماند پڑجائیگي' اور بدي کي تاریکي پهیل اُٹهیگي - اس مذهب کے پیروں کے نزدیک انسان کے اندر بالقوة ملکوتیة و بهیمیة دونوں هیں' مگر انکا فعل تربیت و تاثرات سے نمود پکڑتا هے - گویا نیکي اور بدي دو بیج هیں جنکو انسان اپنے ساتهه دنیا میں لاتا هے' پهر جس بیج کو تربیت و تاثر کا پاني ملجاتا هے' وهي پهولتا پهلتا اور تناور درخت بنتا هے -

دنیاے قدیم و جدید' دونوں میں اس مذهب نے بہت ترقي و مقبولیت حاصل کي هے - ارسطو کا بهي یهي مذهب تها' اور تقریباً تمام حکماء اسلام نے اسي کو قبول کیا هے - ابن مسکویه جس نے یوناني اخلاق کو سب سے زیادہ مشرح و منظم لکها هے' اسي مذهب کا داعي هے - دور جدید کے حکماء اخلاق میں بهي یهي مذهب زیادہ مقبول هے - امام فخر الدین رازي وغیرہ تمام مفسرین تفسیر قرآن میں اسي مذهب کو پیش نظر رکهتے هیں' اور " و هدیناه النجدین " اور " فالهمها فجورها و تقواها " وغیرہ آیات کریمه کي تفسیر اسي مذهب کی بنا پر کرتے هیں - کہا جاسکتا هے که مسئلۂ خیر و شر فطرة کے متعلق دنیا کا غالب اور عام اعتقاد یهي هے - اور چونکه انساني اعمال و نتائج میں خیر و شر دونوں نظر آتے هیں' اسلیے هر شخص سمجهتا هے که یهي مذهب زیادہ صحیح و احق هے -

(القرآن الحکیم)

قرآن حکیم نے دین الهي کا دوسرا نام " العلم " رکها هے :

ولئن اتبعت اهواءهم	اور اگر تو نے انکي خواهشوں کي پیروي
بعد الذي جاءک	کي' بعد اسکے که تیرے پاس علم یعني
من العلم -	دین الهي آ چکا هے - الخ -

هر جگه گمراہ قوموں کے بغي و ضلالت پر ملامت کرتے هوے کہا :

فما اختلفوا الا بعد ما جاءهم العلم بغیا بینهم - (۴۵ : ۱۹)

حاملین قرآن کي نسبت کہا : في صدور الذین اوتو العلم - وہ انکے سینوں میں هے جنکو علم دیا گیا - نیز کہا که یه " برهان " هے " بصائر " هے " نور " هے' " بصیرة " هے' اور هر جگه کفر کو کہا که وہ " ظن " هے " شک " هے' تخمین هے' اور اٹکل کي باتیں اور قیاسات هیں : ما لهم بذالك من علم انهم الا یظنون - پهر دین الهي کے ماننے اور اطاعت کرنے کو " ایمان " کہا' اور ایمان والوں کو " مومن " - ایمان امن سے هے اور امن کے معني " طمانیة النفس " اور زوال خوف و شک کے هیں - ان تمام تصریحات سے واضح هوا که دنیا میں علم و یقین صرف ایک هي هے اور وہ وحي الهي هے' اور اسکے سوا اور جسقدر ادعاء علم کے اعلانات هیں' ظن اور شک سے آگے نہیں بڑهسکتے - نیز یه که " ایمان " کے معني " یقین " حاصل کرنے کے هیں' اور مومن وہ هے جسکے پاس " شک " کي جگه " یقین " هو - یهي وجه هے که مومن اور غیر مومن کو " الذین یعلمون " اور " والذین لا یعلمون " اور " الاعمي " اور " البصیر " سے تشبیه دي - یعني صاحبان علم اور بینا' اور ارباب جهل اور اندهے !

اس بنا پر علم اضافي و محدود تو دنیا کے پاس هے' مگر علي الاطلاق " العلم " قرآن کے سوا اور کوئي نہیں' اور قرآن جس کے پاس هے وهي دنیا میں سب سے زیادہ اعلم اور سب سے بڑا جاننے والا هے - پس شک و ظن کے تمام اختلافات کو اسي " العلم " اور [illegible] کے عرض کرنا چاهیے که وهي ایک حکم حقیقي هے - اس عاجز نے جہاں تک غور کیا هے' معلوم هوتا هے که مسئلۂ و شر فطرة کے متعلق قرآن حکیم کا فیصله ان تینوں مذهبوں سے الگ هے - اور تمام دنیا میں وہ پہلي آواز هے جو انسان کے شرف فطري و خیریت کو ان تمام ظنون و اوهام کي پیدا کردہ ذلتوں سے نجات بخشتي هے - ان تینوں مذهبوں میں پہلا مذهب فطرة انساني کو زمین کي گهانس اور مٹي کے تودوں سے زیادہ حقیر قرار دیتا هے - گهانس حیوانات کي غذا هے اور مٹي سے دیوار بنائي جا سکتي هے' مگر یه مذهب کہتا هے که انساني فطرة میں مضرة کے سوا کوئي نفع نہیں - یه مغرور انسان کا اپني نسبت پہلا مایوس فیصله تها -

اسکے بعد دوسرا مذهب سامنے آتا هے اور اسکو ایک سادہ صفحه قرار دیتا هے جسمیں نه تو نیکي کا نقش هے اور نه بدي کا - بلا شبه یه مذهب انسان کیلیے پہلے مذهب جیسا بے رحم نہیں' تاهم یه بهي اسکي فطرة کو کوئي شرف نہیں بخشتا' اور ایک منفعل اور هر طرح کے اثر کو قبول کرنے والا وجود قرار دیکر چهوڑ دیتا هے -

تیسرا مذهب سب سے زیادہ مقبول' سب سے زیادہ عام' اور اس بارے میں انساني علم کي سب سے بڑي جست هے - لیکن وہ بهي پهولوں کے ساتهه کانٹوں کو برقرار رکهتا' اور انسان کو فرشتگي دیکر شیطنت کا بهي مساوي حصه بخشتا هے - اسکي غایت تحقیق یه هے که بالفطرة اسمیں نیکي بهي هے اور بدي بهي - پس وہ جسطرح اچها هے' برا بهي هے - اگر بدي کا پله نه جهکا تو نیکي کے پلے کو بهي زیادہ وزن نصیب نہیں - نتیجه کے اعتبار سے اسکي فطرة یہاں بهي شرافت و احترام سے محروم و نامراد هے : و ذالك مبلغهم من العلم -

ان تینوں مذهبوں نے فطرة انسانیة کي حقیقت کو کهو دیا' اور وہ اپنا سراغ نه پاسکے -

یه مذاهب حکماء اخلاق اور علم افکار و آراء انساني کے هیں - لیکن آج جسقدر مذاهب دنیا میں موجود هیں' انکا فیصله بهي یهي هے - اکثر حالتوں میں تو وہ پہلے مذهب کي دعوة دیتے هیں - بعض حالتوں میں اگر انکے شارحین تاویلات رکیکه سے کسي بلند درجه کو حاصل کرنا چاهتے هیں' تو بهي آخري مذهب سے آگے انکا قدم نہیں بڑهتا -

لیکن قرآن یعني " العلم " دنیا میں اسلیے نہیں آیا که فطرة کے محجوب جمال کو اور زیادہ مستور کردے' بلکه اسکي دعوة کي اولین حقیقت یه تهي که انساني ضلالت و ظنون نے فطرة و حقیقت پر جو پردے ڈالدیے هیں' انکو اسطرح چاک چاک کردے که انسان اپنے هي آئینه کے اندر اپني صورت دیکهه لے - پس وہ اولین آواز هے جس نے سب سے پہلے اس گم شدہ حقیقت کا سراغ بتلایا' اور دعوا کیا که انسان کي فطرة و جبلة نه تو محض ایک صفحۂ سادہ هے' نه صرف بدي اور شر کي ناپاکي هے' اور نه هي ملکوتیت اور بهیمیت کا مرکب' بلکه وہ ایک خالص و کامل نیکي هے' جسمیں خیر کے سوا اور کچهه نہیں هے' اور کوئي قوة اسکے اندر ایسي نہیں رکهي گئي هے جسمیں بدي اور برائي کا اصلاً بیج هو - وہ صرف نیکي هي لیکر دنیا میں آتا هے' نیکي هي کیلیے پیدا کیا گیا هے' اور نیکي هي کیلیے اسکو سب کچهه دیا گیا هے - لیکن وہ دنیا میں آکر اپني فطري نیکي کي حفاظت نہیں کرتا' اسکے نشو و نما کي راهیں بند هو جاتي هیں' اور اسکے طبیعي ابهار کو اسطرح دبا دیا جاتا هے جس طرح کسي پودے پر ایک پتهر رکهکر اسکي قوة پامال کردي جاے - پس انسان کے اندر جو کچهه هے وہ خالص نیکي هے' اور جسقدر بهي برائي هے' وہ اسکا کسب خارجي هے - نیکي اسکا فطري عمل هے' اور بدي غیر فطري' خارجي' اور یکسر صناعي - اگر وہ نیک هے تو یه فطرة هے' اگر بد هے تو یه تصنع هے - اسکو بیج ایک هي دیا گیا هے جو صرف نیکي کا هے - جب وہ ابهرتا هے تو تم کہتے هو که یه نیکي هے' جب پامال کردیا جاتا هے تو تم کہتے هو که بدي هے' حالانکه تم نہیں جانتے که پهل اور پتوں کا نه لگنا کوئي الگ وجود نہیں هے' بلکه درخت کے نشو و نما کے عدم کا نام هے -

خلاف رسم دریں عہد خرق عادت داں
کہ کارھائے چنیں از شمار بوالعجبی ست

قران حکیم کی تمام دعوۃ کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ " ما وجدنا علیہ اباءنا " اور " انا وجدنا اباءنا علی امۃ و انا علی آثارھم مقتدون " کے خلاف ایک یکسر صدائے احتجاج ہے جو دنیا سے اسکے سوا کچھ نہیں چاھتی کہ تقلید کی جگہ اجتہاد، اور جہل کی جگہ علم و برھان کو اپنا دستور العمل بنائے - لیکن صدیوں سے تمام عالم اسلامی کا یہ حال ہو رہا ہے کہ علم و فن کی کوئی شاخ نہیں جو تقلید اعمی و اتباع بغیر بصیرۃ کے استیلاء ضلالت سے بچی ہو، اور جس تقلید کے متعلق بالاتفاق سب نے فیصلہ کردیا تھا کہ وہ جہل کا دوسرا نام ہے اور علم کے ساتھہ جمع نہیں ہوسکتی کیونکہ علم نام حصول دلیل کا ہے، اسی کا نام آج علم رکھا گیا ہے - درس و تدریس و تصنیف و تالیف میں منتہاء کمال یہ رھگیا ہے کہ چند اقوال زید و عمر کے نقل کردیے جائیں، اور جس راہ پر ایک بھیڑ چلتی ہوئی نظر آگئی ہے، اسی پر خود بھی گام زن ہو جائیں - کہ انا علی اثارھم مقتدون !

جو روشنی بکلی گم ہوگئی ہے، اسکی ایک چھوٹی سی کرن بھی موجودہ عصر ظلمت میں کم از آفتاب نہیں - صاحب معراج العقول کی سب سے زیادہ ممتاز چیز یہی ہے - اور ہر جگہ نمایاں نظر آتی ہے - وہ حق کو نہ تو کسی ایک مصنف کی ملکیت میں دیدیتے ہیں اور نہ کسی مسئلہ کی صداقت و عدم صداقت کا معیار سنیت و شیعیت کو قرار دیتے ہیں - متعدد مقامات میں انہوں نے صاحب عماد الاسلام اور علامۂ مجلسی کے تشدد و تقشف پر پوری بیباکی کے ساتھہ رد و طعن کیا ہے، اور متعدد مقامات ہیں جہاں وہ امام فخر الدین رازی کی تحسین کرتے ہوے نظر آتے ہیں، اور اس سے بالکل بے پروا ہیں کہ کس شخص کا تعلق کس فرقہ سے ہے ؟

جو حال ہمارے یہاں متاخرین فقہاء ترکستان و ما وراء النہر کے تشدد و غلو کا ہے، بعینہ یہی حال تاریخ اثنا عشریہ میں عہد صفویہ کے اواخر کا رہا ہے جبکہ پولٹیکل حالات نے غلو و تشدد کو آھستہ آھستہ جزو مذھب بنا دیا، اور بتدریج مسلک اثنا عشریہ قرون گذشتہ سے ہٹکر بالکل ایک نئی چیز بن گیا - اس عہد کی ایک بڑی خصوصیت توسیع باب تکفیر، و غلو و حرج احکام، و تشدد عصبیۃ احزابی و مذھبی ہے -

ھندوستان کے بعض گذشتہ افاضل شیعہ نے بھی اسی مسلک و اختیار کیا - ازانجملہ علامہ مجلسی صاحب بحار ایران میں ہیں، اور مولانا السید دلدار علی مرحوم صاحب عماد الاسلام وغیرہ کتب شہیرہ ھندوستان میں

لیکن صاحب معراج العقول نے اس حق گویانہ آزادی کے ساتھہ جسکی نظیر آجکل بہت کم ملتی ہے، صاف صاف ان بزرگوں کے مسلک کی تغلیط کی ہے، اور واضح کردیا ہے کہ اس تشدد و غلو نے نہایت سخت نقصان علمی و ذھنی قوم کو پہنچایا ہے - سبحان اللہ کیا مبارک تھا وہ آزاد و حق گو قلم جس سے مندرجہ ذیل سطریں دیباچۂ معراج العقول میں نکلیں :

" فاصبحت الشیعۃ جماھیرھم فی الدور المتاخر من الدولۃ الصفویہ الی الآن صفر الید من علوم البرھان و ذوق العرفان جمیعاً الا ماشاء اللہ، فصارت اسواء حالاً من الاشاعرۃ "

عہد صفویہ نے مذھب شیعہ میں جو بدعتیں پیدا کیں، منجملہ انکے ایک تصوف سے بعد و ھجر اور بالعموم صوفیاء کرام کی تکفیر و تفسیق ہے - اسی کا اثر ہے جو ھندوستان کے افاضل شیعۃ تک پہنچا اور ایک مشہور فاضل نے کہا :

ایں کلام صوفیاں شوم نیست
مثنوی مولوی روم نیست

چنانچہ صاحب عماد الاسلام نے بھی صوفیاء کی مخالفت میں بہت تشدد کیا ہے - لیکن صاحب معراج العقول کا اعتدال مسلک اور ذوق سلیم اس افراط و تفریط کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا - انہوں نے قابل تحسین جرات کے ساتھہ اس تشدد کے خلاف اپنی پر زور صدا بلند کی ہے، اور نہایت تفصیل سے صوفیاء کے مسلک پر بحث کرکے ایک طرف متصوفین جاہلین کے خرافات و اباطیل کی پردہ دری کی ہے، دوسری طرف تصوف صافی و حقیقی کے احترام حقیقت کا بلا خوف لومۃ لائم اعتراف کیا ہے - منجملہ متشددین منکرین و مکفرین صوفیاء کے ایک صاحب کتاب الشہاب الثاقب بھی ہیں - مصنف نے ایک مخصوص فصل میں انکے اعتراضات پر نقد کیا ہے اور صوفیاء کرام کے دعوی کشف پر نہایت منصفانہ بحث کی ہے - صاحب الشہاب نے نفحات الانس سے چند واقعات نقل کرکے مولانا جامی کی تکفیر و تفسیق کی تھی - اسپر مصنف معراج لکھتے ہیں " و اکتفا فی الاستدلال بالسب و الشتم علی الجامی بانہ ناقلہ و ھو فاسق و کافر ثم انہ سنی و لکنا لسنا ممن یقلدہ فلا نرضی بمقالہ و لا نوافقہ فی ھذہ العصبیۃ القبیحہ والمشاتمۃ الفضیحہ - و الجامی عندنا فاضل عارف - و اما تسنلہ علی حد یجب علی مثلہ تفسیقہ و تکفیرہ و عداوتہ فلا نسلمہ "

متاخرین علماء شیعہ میں شیخ بہاء الدین عاملی کے بعد غالباً صاحب معراج العقول دوسرے شخص ہیں جنہوں نے تصوف کے متعلق انصاف و راستی سے کام لیا ہے -

متعدد اعمال صحیحۂ و شرعیہ ہیں جنکو شارع نے بعض خاص مصالح و حکم سے قرار دیا لیکن دنیا نے اصلی حکمت و علت کو بالکل بھلا دیا، اور اسکی جگہ صرف رسم و قشر پر قانع ہوگئی - حقیقت کا یہ احتجاب اور رسم کا یہ رسوخ و احاطہ بسا اوقات طرح طرح کی مضرتوں کا مولد و مبدء ثابت ہوا ہے -

ازانجملہ عمل " استخارہ " ہے - یہ ایک صحیح عمل شرعی تھا اور اس سے مقصود یہ تھا کہ بسا اوقات انسان مختلف راھوں اور پہلوؤں کو دیکھکر ایک عالم کشمکش و تذبذب میں مبتلا ہوجاتا ہے، اور اسکی قوۃ فیصلہ گم ہوجاتی ہے - ایسی حالت میں بہتر ہے کہ وہ اپنے معاملہ کو معرفۃ اللہ کی طرف لیجائے اور اسکے حضور ملتجی ہو کہ جس راہ میں اسکے لیے امن و فلاح ہے، اسکی طرف رھنمائی کردے -

لیکن اب لوگوں نے اسے ایک کھیل بنا دیا ہے، اور عوام شیعہ کا تو اس بارے میں عجیب حال ہے - متعدد لوگوں کو میں نے خود دیکھا ہے کہ ہر وقت تسبیح ھاتھہ میں ہے اور " افعل " اور " لا تفعل " کے اشارۂ وجوبی کے انتظار میں بلا فصل متحرک - کھانا کھانا ہے تو استخارہ، پانی پینا ہے تو استخارہ، یہ استخارہ شرعی نہیں ہے بلکہ شارع کے ایک قرار دادہ عمل مقدس کا عملی استہزاء ہے - صاحب معراج العقول نے اس بارے میں بھی نہایت خوبی سے داد تحقیق دی ہے، اور ایک مستقل فصل میں اسپر بحث کی ہے - چنانچہ لکھتے ہیں : " حتی ان کثیرا منھم اتخذوھا شعارا و دثارا لیلا و نھار بل کانھم عدوھا من اھم الواجبات الی ان صارت من شعائر التشیع.........و سرت ھذہ العقیدۃ فی علمائھم و جھالھم جمیعاً - حتی رایت بعض اجلۃ العلماء والفقہاء انہ بنی کل حرکۃ و سکون من لیلہ و نھارہ علی الاستخارۃ حتی انہ کان لا یدخل علی اھلہ و عیالہ بدونھا "

فریقانہ نزاعات اور تحزب و تمذھب کی عصبیۃ جاھلیۃ کے بحران نے صدیوں سے اعتدال مسلک کو گم کردیا ہے، اور تقلید نے ھمتوں کو اسقدر پست کردیا ہے کہ کسی شخص کو راہ حقیقت میں قدم رکھنے کی جرات نہیں ہوتی - اللہ تعالی صاحب معراج العقول کو جزاء خیر دے جنہوں نے اس راہ میں قدم رکھا اور اجتہاد و استقلال فکر کے ساتھہ اپنی سیاحت تحقیق ختم کی - افسوس کہ اصلی چیز مباحث الٰھیہ و کلامیہ تھیں - مثلاً بحث حسن و قبح اشیاء

مطبوعات جدیده

معـــراج العقـــول (۱)

مفلس كي قسمت سے زیاده اُس شخص كي بدقسمتي پر افسوس كرنا چاهیے جسكے پاس دولت كا كچهه نه كچهه بقیه موجود هے ' مگر وه اُس سے متمتع نهیں هوتا -

یهي حال آج تمام عالم اسلامي ' اور علي الخصوص مسلمانان هند كا هے - وه هر چیز میں صرف اسي چیز كا ماتم كرتے هیں جو جا چكي هے ' مگر جو كچهه موجود هے اس سے خبردار هونے اور كام لینے كا كسي كو هوش نهیں - مذهب كو ' علم كو ' تمدن كو ' اخلاق كو ' معاشرت كو ' غرضكه حیات قومي كي جس شاخ كو دیكهیے گا یهي نظر آئیگا كه مسلمانوں كي جیب اسقدر خالي نهیں هے جسقدر انكا هاتهه بیخبر هے -

صرف اسي بات كو دیكهیے كه هندوستان سے علم و ارباب علم كے رخصت هو جانے پر كس قدر آنسو بهاے جاتے هیں ' اور كس طرح همیشه ماتم كیا جاتا هے كه علم و قلم كي صحبتیں برهم هوگئیں ؟ لیكن اس چیز پر كسي كي نظر نهیں پڑتي كه علم و قلم كي آج بهي جو قابلیتیں موجود هیں ' وه كس طرح ضائع كي جارهي هیں ' اور ملك كي ناقدرشناسي اور بد امتیازي نے كس طرح انهیں مٹنے كیلیے گمنامي میں چهوڑ دیا هے ؟ كتنے هي ارباب علم و فضل هیں ' جنكا جوهر علمي آج صرف اسلیے رائگاں جارها هے كه اُنكو امن كي ایك رات اور دل جمعي كي ایك صبح بهي نصیب نهیں - كتنے هي ارباب قلم هیں جو بهتر سے بهتر علمي خدمت انجام دیسكتے هیں لیكن انكي تمام قابلیت كچهه نهیں كرسكتي كیونكه اتني استطاعت بهي نهیں ركهتے كه ضرورت كي چند كتابیں خرید سكیں - كتنے هي صاحبان استعداد و فكر هیں جنكے لیے اصلي مشغله علم و فن كا تها لیكن انكا سارا وقت اسمیں خرچ هوتا هے كه :

چــه خــورد بامــداد فــرزنــدم !

لوگ اسپر ماتم كرتے هیں كه جانے والے چلے گئے ' مگر كسي كي آنكهه نهیں روتي كه جو باقي هیں اُنكي خبر لیں -

ایسے هي ارباب علم و ذوق میں سے جناب مولانا سید مرتضی صاحب نو نهروي هیں جنكي ایك تصنیف " معراج العقول " پچهلے دنوں شائع هوئي هے ' اور جسكے مطالعه كے بعد سطور مندرجۂ صدر كي هر صاحب نظر تصدیق كرسكتا هے -

صاحب " معراج العقول " موجوده عهد كے علماء شیعه میں ایك ممتاز اهل نظر هیں - اور منجمله اُن مخصوص بزرگوں كے هیں جنكو اجتهاد فكر ' حریت راے ' اور اصابت فهم نے شاهراه عام كي تقلید پرستیوں سے الگ كردیا هے ' اور اسلیے نه تو وقت كي مقبول عام صفوں میں انكے لیے كوئي جگه رهي هے ' اور نه خود انكو هي اُن صفوں میں جگه پانے كي كوئي حسرت هے - زمانے نے همیشه ایسے لوگوں كے مقابلے میں ناقدرداني كا حربه اٹهایا هے ' مگر انهوں نے بهي اپني بے نیازیوں سے همیشه اسكے سر غرور و جهل كو شكست دي هے :

نا روا بود به بازار جهـــاں جنس وفا
رونقـــی گشتم و از طالع دكاں رفتـم

صاحب معراج العقول مولوي سید علي بلگرامي مرحوم كے زمانے میں بعهدۂ نظامت علوم و فنون ' ریاست حیدرآباد دكن سے تعلق ركهتے تهے - انقلابات و تغیرات نے ورق الٹا تو اپنے وطن كا رخ كیا - ایك عرصه سے وهیں عزلت گزیں هیں اور بے نیازانه و علم پرستانه مشغول تصنیف و تالیف رهتے هیں - زمانے كو اگر انكے علم و فضل كي خبر نهیں هے تو نهو ' مگر انكو زمانے كي جهل پرستي اور خیره مذاقي كا حال اچهي طرح معلوم هے :

ز مرغان حرم در كام زاغاں طعمه انداز د
مدار روزگار سفله پرور را تماشـــا كن

معراج العقول عربي كي ایك ضخیم كتاب هے جو ۸ سو صفحوں پر ختم هوئي هے اور حسن طباعة كے متعلق اسقدر كهدینا كافي هے كه نامي پریس كانپور میں غیر معمولي اهتمام كے ساتهه چهاپي گئي هے - كتاب كا موضوع كلام و الاهییات هے ' اور جناب مصنف كے مطالعه و نظر كا اصلي موضوع یهي هے - ان مباحث كیلیے متاخرین نے زیاده تر یه روش اختیار كي تهي كه كسي چیز كو بطور متن كے قرار دیكر اسكي شرح لكهتے تهے ' اور اس ضمن میں تمام پیش نظر مباحث ایك ترتیب خاص كے ساتهه آ جاتے تهے - صاحب معراج العقول نے بهي اسي كا تتبع كیا ' اور مشهور دعاء مشلول كو جو اسماء حسنى كا مجموعه هے ' شرح كیلیے منتخب كیا - كلام و الاهییات كے جتنے اهم مباحث هیں ' وه سب كے سب مختلف صفات باري تعالى عز اسمه سے تعلق ركهتے هیں - اسلیے اسماء حسنى كي شرح لكهنے كے یه معني هیں گویا كلام و مباحث الاهیۂ حكمیه پر ایك جامع كتاب لكهدي -

افسوس كه البلاغ كي محدود و مشروط صحبتیں تفصیلي تبصره كي متحمل نهیں ' كتاب نهایت ضخیم هے اور جن مباحث و مسائل پر مشتمل هے ان میں سے هر مسئله اسقدر وسیع اطراف بحث ركهتا هے كه جب تك تفصیل كے ساتهه نقد و تبصره نه كیا جاے كتاب كي حیثیت واضح نهیں هوسكتي - اس سے بهي زیاده یه كه كتاب عربي میں هے ' یعني اُس زبان میں هے جو مرحوم عرفي كے عهد میں بهي مخصوص به خواص تهي ' اور " حدیث زیر لبي " هي كیلیے موزوں سمجهي جاتي تهي :

مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبي ست
كه اهل شوق عمـــوام اند و گفتگو عربي ست

اور جب اُس عهد كا یه حال تها تو همارے عهد كي نسبت تو سوال هي بیكار هے :

مجلس چو بر شكست تماشا بما رسید !

پس اسكے سوا چاره نهیں كه سرسري اشارات پر اكتفا كیا جاے - سب سے زیاده اهم اور سب سے زیاده قابل ذكر خصوصیت جو اُس كتاب كو موجوده عهد كي بهترین مصنفات كا درجه دیتي هے ' وه اجتهاد فكر و استقلال راے هے جسكي روشني كتاب كے هر مبحث میں نمایاں هے - یه وه فضیلت عظمى و مزیت كبرى هے كه اگر كتاب میں اور كچهه نه هوتا ' اور آٹهه سو صفحوں كے اندر صرف ایك سطر بهي اس دولت عظمى سے بهره ور هوتي ' جب بهي صاحب معراج العقول كے شرف و امتیاز كیلیے كافي تها -

---

(۱) یه كتاب نهایت اهتمام اور تكلف سے چهاپي گئي هے - ۸ سو صفحوں پر ختم هوئي هے - قیمت پانچ روپیه هے اور خود مصنف سے " نو نهره ضلع غازیپور " كے پته سے ملسكتي هے -

فرشتوں کو ایک عیب ہزاروں ہنر کے سامنے ہیچ نظر آیا ' اسلیے خود اپني غلطي کا اعتراف کیا :

قالوا سبحنک لا علم لنا	اُن لوگوں نے کہا : خدایا ہمکو تو صرف
الا ما علمتنا انک انت	اُسي قدر علم ہے جتنا تونے ہمکو سکھایا
العلیم الحکیم (بقرہ: ۳۱)	ہے - بیشک تو ھي بڑا علم والا ' اور تیري ھي دانائي سب سے بڑي دانائي ہے !

پس خیر و شر کے اعمال کا یہ امتزاج علم و دانائي پر مبني ہے : ربنا ما خلقت ھذا باطلا -

جس طرح مقدار و کمیت کے لحاظ سے خیر شر پر اور اصلاح افساد پر غالب ہے ' اُسي طرح کیفیت کے لحاظ سے بھي وہ شر و فساد سے زیادہ لطیف ' نرم ' رقیق ' اور تربیت پذیر ہے - شر و فساد ایک کوئلہ ہے جو پھونکنے کے بعد بھڑکتا ہے ' لیکن خیر و اصلاح بجلي کي رو ہے جو دفعتاً مشتعل ہو جاتي ہے - اصلاح اصل فطرۃ صالحہ ہے اور افساد خارجي ضلالت کا نتیجہ ' پس ضرورت صرف تزکیۃ و تربیت کي ہے تاکہ زنگ دور ہو جاے اور آئینہ چمک اٹھے :

قد افلح من زکھا	وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اوسکا تزکیہ
وقد خاب من دسھا	کیا ' اور وہ ناکامیاب رہا جس نے اوسکو دفن کر دیا -

اس تربیت و تزکیہ کے بعد اوسکا قوام اس قدر لطیف ہو جاتا ہے کہ :

یکاد زیتھا یضيء و لو لم	قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جاے
تمسسہ نار- نور علی	اگرچہ اوس میں آگ نہ لگائي جاے -
نور ' یھدی اللہ نورہ	روشني پر روشني ہے - خدا اپني روشني
من یشاء (نور: ۳۵)	کي طرف جسکو چاھتا ہے راہ دکھاتا ہے -

یہ وھي نور ہے جسکو حضرت موسی نے شجر طور پر ' حضرت ابراھیم نے آفتاب و ماھتاب میں ' ایک نبي امي نے غار حرا کي تاریکي میں دیکھا تھا - کیونکہ اس چراغ کا نور نہ تو چاند اور سورج کي روشني میں ماند پڑ سکتا ہے ' نہ رات کي تاریکي اوس پر پردہ ڈال سکتي ہے -

(الحدّ الفاصل)

لیکن با اینہمہ تاریکي موجود ہے - گو روشني میں مدغم ہوگئي ہے - دنیا میں بہت سے اندھے بھي ھیں ' اسلیے وہ روشني کو نہیں دیکھ سکتے - پس خیر و شر کے درمیان ایک حد فاصل کي ضرورت ہے کہ آب شیریں و آب شور باہم ملنے نہ پائیں - خدا نے یہ حد بھي قائم کردي ہے :

مرج البحرین	میٹھے اور کھارے پاني کے دو دریا جو باہم
یلتقیان ' بینھما	مل گئے ھیں ' مگر اونکے درمیان ایک پردہ
برزخ لا یبغیان	بھي ہے کہ ایک دوسرے کي حد میں داخل نہیں ہوسکتا -

جس وقت سے خیر و شر ہے اوسیوقت سے یہ حد بھي قائم کردي گئي ہے - چنانچہ حضرت آدم کو بھي یہ حد بتلا دي گئي تھي :

و لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا	اور اس درخت کے قریب نہ پھٹکنا
من الظلمین (بقرہ : ۳۳)	تاکہ زیادتي و انحراف کرنے والوں میں سے نہو جاؤ -

لیکن یہ حد محسوس چیز نہیں ہے ' اسلیے شریعت نے اسکي امتیاز کا ذریعہ صرف ذوق صحیح کو قرار دیا ہے - چنانچہ آنحضرت نے فرمایا " کہ گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے " اور یہ ذوقي شہادت فطرتي چیز ہے - آدمي جب گناہ کرتا ہے تو اوسکا دل دھڑکنے لگتا ہے ' چہرہ متغیر ہو جاتا ہے ' اسیکا نام نور ایمان ہے - اور یہي خیر و شر کي حد فاصل کو قائم رکھ سکتا ہے - لیکن با اینہمہ اختلاط علم ہے ' شر مستطیر ہے ' تاریکي ہر طرف پھیلي ہوئي ہے - اسلیے آدمي کا پاؤں پھسل جاتا ہے ' اور وہ سرحد سے آگے قدم رکھدیتا ہے : اس بنا پر :

ان منکم الا واردھا کان	تم میں سے کوئي ایسا نہیں جو جہنم
علی ربک حتماً مقضیا	میں نہ اوترے ' یہ تمہارے پروردگار کا
(مریم : ۷۲)	قطعي فیصلہ ہے -

لیکن خدا کي رحمت بڑي نقاد ہے ' وہ جانتي ہے کہ دنیا میں زر خالص کا وجود بہت کم ہے - اسلیے وہ اپنے دامن میں اوس سونے کو بھي چھپالیتي ہے جو خاک کے ذروں میں مخلوط ہے - جہنم کي آنچ بھي اسیلیے دکھائي گئي کہ سونا صرف آنچ ھی سے پاک ہوسکتا ہے :

و آخرون اعترفوا بذنوبھم	اور دوسرے لوگ وہ ھیں کہ انہوں نے
خلطوا عملا صالحا	اپنے گناہ کا اعتراف کیا ' انہوں نے اچھے
و آخر سیا عسی اللہ ان	اور برے دونوں طرح کے کام ملے جلے
یتوب علیھم ان اللہ	کیے تھے -
غفور رحیم (توبہ : ۱۰۳)	

لیکن دنیا کي فضاے غیر محدود (التعادل و التوازن) میں ہزاروں سیارے گردش کر رہے ھیں ' اور ہر ایک چاھتا ہے کہ دوسرے کي حد میں قدم رکھے ' اسلیے اگر فطرت اونکو کسي مضبوط رسي میں جکڑ نہ دیتي تو وہ ایک دوسرے کي طرف بڑھتے ' بڑھ کے ٹکراتے ' اور نظام عالم درھم برھم ہو جاتا - پس قدرت الہي اونکو کشش باھمي سے ایک دوسرے کي طرف بڑھنے نہیں دیتي ' اسلیے سب کے سب اپنے اپنے طور پر ایک نہایت منتظم ' ایک نہایت با قاعدہ ' ایک نہایت مرتب گردش کر رہے ھیں :

لا الشمس ینبغي لھا ان	نہ سورج کو یہ حق ہے کہ چاند کو
تدرک القمر و لا اللیل سابق	پالے ' نہ رات دن کے آگے بڑھ سکتي ہے '
النھار و کل في فلک یسبحون	سب ایک محور پر گردش کر رہے ھیں -

انسان کا ' انسان کے اعمال کا ' انسان کے اخلاق و عادات کا بھي یہي حال ہے - وہ ایک دوسرے سے ٹکرانا چاھتے ھیں ' اسلیے وحي الہي مذھب کي سنہري زنجیر سے اونکي مطلق العنانیوں کو جکڑ دیتي ہے :

واعتصموا بحبل اللہ	سب کے سب خدا کي رسي کو
جمیعا -	مضبوط پکڑ لو ' کہ ایک دوسرے پر تعدي نہ کرنے پاے اور دنیا کي میزان عدل کا پلہ برابر رہے -

لقد ارسلنا رسلنا بالبینت	ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل حقہ و
و انزلنا معھم الکتاب	براھین واضحہ کے ساتھہ بھیجا اور
والمیزان لیقوم الناس	انکے ساتھہ کتاب اور میزان کو اتارا -
بالقسط (حدید: ۲۵)	تاکہ عدل و توازن قائم رہے -

لیکن انسان کے جذبات ' فطرت کي دوسرے قواے طبیعیہ سے زیادہ ذکي الحس ' زود اثر ' اور سریع الاشتعال ھیں - اسلیے وہ باوجود اس جذب و کشش کے باہم ٹکرانا چاھتے ھیں - پس :

لو اتبع الحق اھواءھم	اگر حق بھي اونکا اتباع کرتا ' تو زمین
لفسدت السموات والارض	و آسمان اور اونکے رھنے والے برباد
و من فیھن (مومنون ۲۳)	ہوجاتے -

دنیا کو اس تباھي سے بچانے کیلیے اوسکو بجبر و اکراہ ایک مرکز پر لانے کي ضرورت ہوتي ہے ' اور یہي فطري ضرورت ' جہاد ' قصاص ' اور تعزیر و عقوبت کي سنگ بنیاد ہے :

و انزلنا الحدید فیہ باس	اور ہم نے لوھا اوتارا کہ اس میں
شدید و منافع للناس	سلطان و نفوذ کي بڑي خوفنا کي
(حدید : ۲۵)	ہے اور لوگوں کیلیے فوائد بھي ھیں -

قرآن حکیم نے جا بجا اسي توازن طبعي کے ذریعہ قیام امن وسلم علم کي طرف اشارہ کیا ہے :

ولو لا دفع اللہ الناس	اور اگر خدا بعض آدمیوں کے ظلم و زیادتي
بعضھم ببعض لفسدت	کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کراتا ' تو
الارض و لکن اللہ ذو	زمین تباہ ہو جاتي - لیکن خدا تو دنیا
فضل علی العلمین	پر احسان کرنے والا ہے -
(بقرہ : ۲۵۲)	

باب التفسير

الاصـــلاح والافســـاد

(ان اريد الا " الاصلاح " ماستطعت !)

(٣)

(الاختـــلاط و الالتـــباس)

تم نے اصلاح کو افساد سے ' مصلحين کو مفسدين سے ' نور کو ظلمت سے ' پهول کو کانٹوں سے ' الگ کرکے ديکهه ليا - ليکن سوال يه هے که مفسدين و مصلحين کي يه صفيں صرف کاغذ هي کے صفحے پر علحده قائم کي جاسکتي هيں ' يا سطح زمين پر بهي انکي بزم آرائي هوسکتي هے ؟ چاند سے داغ صرف تصوير هي ميں جدا کيا جاسکتا هے ' يا وه آسمان پر بهي درحقيقت جدا هوسکتا هے ؟ قرآن حکيم اسکا جواب نفي ميں ديتا هے :

فالهمها فجورها و تقواها - خدا نے نفس انساني کو بدکاري اور پرهيزکاري دونوں کي راهيں دکهلا ديں -

اصلاح و افساد اور خير و شر کي يهي دونوں متضاد حالتيں هيں ' جو عمل انساني ميں وديعت کيگئي هيں ' اسليے افساد و اصلاح بهي ايک دوسرے سے علحده نهيں هوسکتے -

بد قسمت لوگ تقدير کي بڑي شکايت کرتے هيں ' ليکن يه شکايت صحيح نهيں هے - انکو اصل فطرت هي کي شکايت کرني چاهيے که اوس نے دنيا ميں برائي کا وجود کيوں رکها ؟ هم اگرچه اسکي جرات نهيں کرسکتے ليکن خدا کے دوسرے معصوم بندوں نے اس قسم کي جرات کي تهي :

اذ قال ربك للملئكة اني جاعل فى الارض خليفه ' قالوا اتجعل فيها من يفسد فيهـــا و يسفكـــد الدماء - (بقرا: ٢٨)

جب تمهارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا که ميں زمين ميں اپنا خليفه بنانے والا هوں ' تو انهوں نے عرض کيا : کيا تو اوس نوع کو خليفه بنائيگا جو زمين ميں فساد و خونريزي کريگي -

خدا نے اس اعتراض کا جو جواب ديا اوسکي تحقيق چند سطروں کے بعد آئيگي - ليکن حضرت آدم کے عمل نے تو جنت هي ميں فرشتوں کے اعتراض کي بظاهر تصديق کردي :

فازلـهما الشيطن عنهـا فاخرجهما مما کانا فيه ' و قلنـا اهبطوا بعضکـم لبعض عدو ' ولکم فى الارض مستـقرو متـاع الى حين (بقرة: ٣٤)

پس اون دونوں کو شيطان نے راه اطاعت سے ڈگمگاديا ' اور اوس عيش و آرام کے گهر ميں جس ميں وه آباد تهے رهنے نه ديا - هم نے کها که يهاں سے اترو ' تم ميں سے ايک دوسرے کا دشمن هے ' اور تمهارے ليے اب زمين هي ميں ٹهکانا ' اور ايک مدت مقرره تک زندگي بسر کرنا هے -

ليکن تم کو صرف حضرت آدم کے عمل هي کو نهيں ديکهنا چاهيے ' بلکه اوسکے دقيق نتائج پر بهي نظر ڈالني چاهيے - حضرت آدم نے غلطي کی ' اور خود اپنا بنا بنايا گهر اوجاڑا ' ليکن تم نے ديکها که اس افساد نے کيا اصلاح کي ؟ اس تخريب نے کيا تعمير کي ؟ بغور ديکهو ! اس تخريب نے ايک عالم کهڑا کرديا ' جس ميں آدم کي اولاد چلتي پهرتي نظر آتي هے ' اسليے حضرت آدم کا يه گناه فرشتوں کے اعتراض کي تصديق نهيں کرتا ' بلکه يه اوسکا عملي جواب هے - اونهوں نے کها تها که فساد سے دنيا برباد هوجائيگي ' خدا نے اونکو دکهاديا که اصلاح و افساد لازم ملزوم هيں ' اسليے اگر ايک گهر برباد هوگا تو دوسرا آباد بهي هوجائيگا -

تم نے ديکهه ليا که تخليق عالم کا سنگ بنياد خير و شر کي اجتماعي حالت کي سطح پر رکها گيا هے ' اگر ترکيب نه هوتي تو تعمير نا ممکن تهي ' اسليے خير و شر اور اصلاح و افساد نه صرف اشخاص کا بلکه ماده عالم کا مايۂ خمير هيں ' ليکن سوال يه هے که ماده عالم کي ترکيب ميں دونوں اجزاء برابر کی نسبت رکهتے هيں يا انميں کوئي جزء غالب بهي هے ؟ خدا کا فيض عام جواب ديتا هے که :

سبقت رحمتي على غضبي -

ميري رحمت ميرے غصے پر سبقت ليگئي هے -

اسليے خير شر پر ' اصلاح افساد پر ' غالب هے - اور خدا نے فرشتوں کو يهي جواب ديا هے - فرشتوں کو حضرة آدم کے دامن پر صرف ايک فساد کا دهبا نظر آيا تها جسکو خون کے چهينٹوں نے اور رنگين اور نماياں کرديا تها ' ليکن خدا نے کها که ايک دهبه هزاروں نقش و نگار کے پردے ميں چهپ جا سکتا هے :

و علم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم على الملئکة - فقال انبؤني باسماء ها اولاء ان کنتم صادقين (بقره : ٢٩)

اور آدم کو الله نے کل چيزوں کے نام سکهاديے پهر انکو فرشتوں کے سامنے پيش کرکے کها ! مجهے ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے دعوے ميں سچے هو -

---

(بقيه مطبوعات جديده صفحه ١٣)

و مسئله تعليل و عدم تعطيل افعال واجب بالاعراض و مسئله علميه جزئيات ماديه وغيره ' ليکن ان پر بحث کرنے کيليے کافي وقت اور گنجايش صفحات مطلوب ' اور اس سے ميں مجبور هوں -

يه نه سمجها جاے که چونکه فاضل مصنف نے متاخرين شيعه سے اختلاف کيا هے اسليے ميں کتاب کو مستحق تحسين سمجهتا هوں ' بلکه ميرے نزديک کتاب کے بهترين مواقع وه هيں ' جهاں انهوں نے مسائل کلاميه پر بحث کرتے هوے اشاعره و معتزله کے مذاهب کا رد و قبول کيا هے ' اور متعدد مقامات پر اشاعره کے رد کرنے ميں حق انکے ساتهه هے ' اور ميرا مسلک اشاعره و معتزله دونوں سے الگ هے ' والحمد لله على ذالك -

آخر ميں ميں ضروري سمجهتا هوں که جناب راجه ابو جعفر صاحب رئيس فيض آباد کي اس علم پرستانه فياضي کا اعتراف کروں که انهوں نے اس کتاب کي اشاعت کا سروساماں کيا - موجوده عهد کے رؤساء ميں اسکي مثاليں ناپيد هيں ' کچهه شک نهيں که راجه صاحب ممدوح نے اپنے اس انفاق في سبيل العلم سے ايک قابل صد تحسين نمونه قائم کيا هے -

جناب مصنف کي متعدد تصنيفات اور على الخصوص اس کتاب کي دوسري جلد هے ' جسکي اشاعت کا ابتک کوئي سروساماں نهيں هوا - افسوس اس عهد جهل پرور پر ' اور صد افسوس اس عصر ضلالت انديش پر ' جسميں ايسے ارباب علم و نظر موجود هوں مگر انکے بهترين اثرات علميه صرف چاندي کے چند سکوں کے نه ملنے سے شائع نهو سکيں - کيا اس وسيع ملک ميں جهاں صدها رؤساء و ارباب دولت موجود هيں ' اور جهاں متعدد بڑي بڑي اسلامي رياستيں قائم هيں ' کوئي بهي نهيں جو علم کي بيکسي پر روے ' اور ارباب علم کي کس مپرسي پر غمگين هو ؟ جو لوگ هزاروں روپيه نمايش و لهو و لعب اور اطاعت طواغيت حکومت ميں ضائع کر رهے هيں ' کيا انکي دولت ميں علم و خدمت علم کيليے کوئي حصه نهيں هے ؟

اُسنے کہا "آہ! اِس مذھب و طریقه پر جس پر هم سب تھے کوئی نہیں رہا جسکے پاس میں تمہیں اُسکے پاس جانے کا حکم دوں - اب ایک نبي کے مبعوث هونے کا زمانه آگیا ہے جو دین ابراهیم کو لیکر مبعوث هوگا - وہ اُرض عرب سے اُٹھے گا ' اُسکا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام هوگا جو پتھریلی زمین کے درمیان واقع ہے - اگر تمکو قدرت هو تو اُسکے پاس جانا ' اُسکي نشانیاں یه هیں که وہ صدقه نه کھائیگا ' لیکن هدیه قبول کرلیگا ' اور اُسکے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت هوگي"

دوسري روایتوں میں ہے که صاحب عموریه نے اُن سے کہا :

"ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا ' وہ ایک جھاڑي سے دوسري جھاڑي کي طرف هر سال ایک رات کو نکلتا ہے ' آینده سال بھي ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا - لوگ اُسکے پاس آئیں گے - وہ بیماریوں کي دوا دیگا اور اُنکے لیے دعا کریگا ' اور وہ شفا پالیں گے - تم بھي اُسکے پاس جانا اور جس شخص کو ڈھونڈھتے هو اُسکو پوچھنا " چنانچه میں آیا ' اور اُن دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھه ٹھہرا رہا - جب وہ رات آئي ' جس میں وہ ایک جھاڑي سے نکل کر دوسري جھاڑي میں جایا کرتا تھا تو وہ نکلا - لوگوں کے هجوم سے میں رکا رہا - یہانتک که وہ جھاڑي میں گھسکر مجھه سے بالکل چھپ گیا ' صرف اُسکے شانے نظر آتے تھے - میں نے اُسکے شانوں کو پکڑا - لیکن وہ میري طرف متوجه نہیں هوا اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے ؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراهیم حنیفي کے متعلق کچھه پوچھنا چاهتا هوں - اُسنے کہا : اسوقت تو اس مذھب کو کوئي نہیں پوچھتا - ایک نبي کا زمانه قریب آیا ہے - وہ اس گھر کے قریب نکلیگا ' اور اُس دین کو زندہ کریگا جسکو تم پوچھه رہے هو - چنانچه جب میں وهاں سے پلٹ کر رسول الله صلی الله علیه و سلم کے پاس آیا اور یه واقعه بیان کیا ' تو آپ نے فرمایا : اگر یه صحیح ہے تو تم نے عیسی ابن مریم سے ملاقات کي -

بہرحال واقعه جو کچھه هو حضرت سلمان (ض) نے عموریه سے لوٹ کر رسول الله صلی الله علیه و سلم تک پہونچنے کا واقعه اسطرح بیان کیا ہے :

" قبیله بنو کلب کا ایک قافله گذرا - میں نے اُنکے وطن کا پته پوچھا ' اُن لوگوں نے مجھے اُسکا نام بتایا - میں نے اُن سے کہا که میں تمہیں اپني بکریاں اور گائیں اس شرط پر دیتا هوں که مجھکو بھي اپنے وطن تک لیچلو - اُن لوگوں نے مجھے سوار کرلیا ' اور مجھے وادي القری میں لے آئے ' اور مجھے غلام بناکر ایک یہودي کے هاتھه بیچ ڈالا - میں نے اُس جگه کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یه تمنا پیدا هوئي که یه وهي سرزمین تو نہیں ہے جسکا مجھکو نشان دیا گیا ہے - اسکي تصدیق ابھي تک نہیں هوئي تھي ' لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں آرزو پیدا هوگئي تھي - میں نے وهاں قیام کیا - یہانتک که بني قریظه کے یہودیوں میں سے ایک شخص اُسکے پاس آیا اور اُس سے مجھے خرید لیا - وہ مجھے لیکر مدینه میں آیا اور اُن نشانیوں کي بنا پر جو صاحب عموریه نے مجھکو بتائي تھیں میں نے مدینه کو فوراً پہچان لیا - مجھے یقین هوگیا که یه وهي سرزمین ہے جسکا پته مجھے دیا گیا ہے - میں اس شخص کے یہاں ایک نخلستان میں کام کرتا رہا - اسي زمانے میں رسول الله مبعوث هوے ' لیکن مجھپر آپ کا حال مخفي رہا - چنانچه جب آپ مدینه میں تشریف لائے اور قبا میں بني عمرو بن عوف کے یہاں اُترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا هوا تھا اور اُسکے نیچے میرا آقا بیٹھا تھا - اسي حالت میں ایک یہودي جو میرے آقا کا چچا زاد بھائي تھا آیا ' اور اُسکے پاس کھڑے هوکر کہنے لگا : " خدا بني قبیله کو هلاک کرے که وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکه سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے هیں ' اور کہتے هیں که یه پیغمبر ہے " خدا کي قسم اُسکے اس کہنے کے ساتھه هي مجھے لرزہ سا آگیا اور درخت هلنے لگا - یہاں تک که مجھے خیال پیدا هوا که میں اپنے آقا کے اوپر گرپڑونگا - اسکے بعد میں جلدي سے اُترا اور اُس سے اس خبر کو پوچھنے لگا - میرے آقا نے هاتھه اُٹھاکر مجھے ایک طمانچه مارا ' اور کہا : تمہیں اس سے کیا مطلب - تم اپنا کام کرو - میں نے کہا : مجھے صرف اس خبر کي تصدیق کرني تھي - اُسنے کہا : نہیں تم اپنا کام سنبھالو - چنانچه میں اپنا کام کرنے لگا - جب شام هوئي تو میرے پاس جو کچھه مال تھا اُسکو اکٹھا کرکے رسول الله کے پاس آیا - آپ قبا میں مقیم تھے - جب میں وهاں داخل هوا تو آپ کے پاس چند صحابه تھے - میں نے کہا : مجھے معلوم هوا ہے که آپ کے پاس کچھه مال نہیں ہے ' اور آپ کے پاس اصحاب بھي هیں ' اهل حاجت اور مسافر هیں ' میرے پاس کچھه مال تھا جسکو میں نے صدقه کے لیے رکھه چھوڑا تھا ' جب مجھے آپ کا حال معلوم هوا تو آپ سے زیادہ کوئي اسکا مستحق نظر نہیں آیا - اس بنا پر میں یه مال لایا هوں - یه کہکر میں نے مال کو رکھدیا - رسول الله نے صحابه سے فرمایا که تم اسکو صرف کرو - لیکن خود اسکو هاتھه نہیں لگایا - میں نے اپنے دل میں کہا که یه پہلي نشاني ہے - میں وهاں سے لوٹا اور کچھه مال اور جمع کرکے لایا - میں نے سلام کرکے کہا که مجھے معلوم هوا که آپ صدقه نہیں کھاتے - میرے پاس اور بھي کچھه مال تھا جسکو میں بطور تحفه کے پیش کرنا چاهتا تھا ' آج اُسکو لایا هوں - آپنے قبول کیا اور اصحاب کے ساتھه اُس میں شریک هوے - میں نے اپنے دل میں کہا که یه دوسري علامت ہے - میں لوٹ کر کچھه دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھه ساتھه جارہے تھے - آپ کے ارد گرد آپ کے اصحاب تھے ' آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ' ایک کو اوڑھے هوے ' اور دوسري کا تہبند باندھے هوے تھے - میں نے سلام کیا اور ادھر اُدھر آپ کي پیٹھه دیکھنے لگا ' جب آپ کو میرا مقصد معلوم هوا تو چادر پیٹھه سے اُٹھا دي اور مجھکو مہر نبوت ویسي هي نظر آئي جیسا که مجھه سے بیان کیا گیا تھا - میں اُسکے چومنے کے لیے ٹوٹ پڑا ' اور رونے لگا - آپنے فرمایا ذرا هٹ چلو - میں هٹ کر آپ کے سامنے بیٹھه گیا اور اپنا واقعه بیان کیا - آپکو یه واقعه عجیب تر معلوم هوا ' اور آپ نے چاها که صحابه بھي اُسکو سنیں ' اسکے بعد میں اسلام لایا - لیکن غلامي کي وجه سے بدر و احد کي لڑائي میں شریک نہو سکا - مجھه سے رسول الله نے کہا : که تم مکاتب بنجاؤ - میں نے اپنے آقا سے اِسکي درخواست کي تو اُس نے درخواست اس شرط پر قبول کي که میں تین سو کھجور کے درخت اسکے لیے لگادوں ' اور چالیس اوقیه چاندي ادا کردوں - رسول الله نے صحابه سے فرمایا که کھجور کے پودوں سے اپنے بھائي کي مدد کرو - چنانچه هر شخص نے اپني اپني حیثیت کے موافق کسي نے تیس ' کسي نے بیس ' کسی نے پندرہ ' کسي نے دس پودے مجھکو دیے - آپ نے فرمایا : " اسکو لیکر چلو اور زمین کھودو - جب اُنکے بٹھانے کا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا - میں اُنکو خود اپنے هاتھه سے بٹھاؤنگا " میں نے زمین کھودنے کي تیاري کي تو اور صحابه نے بھي میري مدد کي - اسکے بعد رسول الله آے اور اپنے هاتھه سے اُنکو بٹھانے اور مٹي برابر کرنے لگے ' اور خدا سے برکت مانگي - اُس ذات کي قسم جسکے هاتھه میں سلمان کي جان ہے ' اُن میں سے ایک پودا بھي ضائع نہیں هوا - اب مجھپر صرف درهم باقي رہگئے تھے - اتفاق سے ایک روز رسول الله اپنے صحابه کے ساتھه تھے که صحابه میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا ' جسکو اُس نے کسي کان میں پایا تھا - اُس نے سونا رسول الله پر تصدق کردیا - آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے ؟ اُسکو بلاؤ - چنانچه میں آیا - آپ نے فرمایا اُسکو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو - میں نے کہا اتنے میں کیا هوگا ؟ آپ نے فرمایا بقیه بھي خدا تمہاري طرف سے ادا کردیگا "

بہر حال بدل کتابت ادا کرکے وہ آزاد هوگئے -

اُسوۂ حسنہ

تربیت یافتگان عہد نبوت

حضرت سلمان فارسی

رضي الله عنه

(از مولانا عبد السلام صاحب ندوي)

حضرت سلمان فارسي ' جیسا کہ آنکے اس انتساب سے ظاهر هوتا هے ' ایرانی النسل تھے - اسلام سے پہلے آنکا نام مابه تها - آنکا سلسله نسب یه هے : مابه بن بوذخشان بن مورسلان بن بهبوذان بن فیروز بن سهرک - بسهرک جن پر آنکے شجرۂ نسب کي انتها هوتي هے ' ابن الملک کي اولاد میں تھے - ایک مرتبه خود حضرت سلمان (ض) سے آنکا نسب پوچها گیا - آنهوں نے سلمان بن اسلام بتلایا - لیکن یه اسلام کي شیفتگي کا اثر تها که وه اپنے آپ کو صرف اسلام کي طرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے -

وطنیت کے متعلق اختلاف هے - بعض روایتوں میں هے که رام هرمز (خلیج فارس) کے رهنے والے تھے - بعض راویوں کا بیان هے که آنکا وطن جي تها جو اصفهان کا ایک شهر هے -

آنکے اسلام لانے کا قصه نهایت دلچسپ اور عجیب هے ' جس سے ظاهر هوتا هے که آنهوں نے نظر اجتهاد سے اکثر مشهور مذاهب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تها - استیعاب میں هے که وه کچھه اوپر دس برس خدا کي عبادت کرنے کے بعد مطلب رسالت پناه تک پہونچے - بهر حال آنهوں نے اپنے اسلام لانے کا قصه خود هي بیان کیا هے ' جو حضرت عبد الله بن عباس کي روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا هے -

(جستجوے حق)

" میں اصفهان کے ایک گانوں جي کا رهنے والا تها ' میرا باپ وهاں کا دهقان تها ' اس کو مجھه سے اسقدر محبت تھي که مجھکو لڑکیوں کي طرح گھر سے نکلنے نهیں دیتا تها - اس زمانے میں میرا مذهب مجوسي تها - میں ایسي آگ کے پاس رهتا تها جو کبھي بجھنے نهیں پاتي تھي - بعض گانوں میں میرے باپ کي جائداد تھي اور وه ایک مکان کي تعمیر میں مصروف تها - ایک دن اسنے مجھے بلاکر کہا : " بیٹا ! میں اس عمارت کي تعمیر میں جیسا که تم دیکھتے هو ' مصروف هوں - تم میري جائداد کي طرف چلے جاؤ ' لیکن وهاں رہ نه جانا ' کیونکه اگر ایسا کروگے تو میں اپني تمام جائداد کو چھوڑ چھاڑ کر تمهاري فکر میں مصروف هوجاؤنگا " میں اس غرض سے نکلا - تو میرا گذر ایک گرجے کي طرف هوا - میں وهاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھکر آنکے پاس گیا تاکه دیکھوں وه کیا کر رهے هیں - مجھکو آنکي نماز خوش آئي اور میں نے اپنے دل میں کہا که انکا مذهب همارے مذهب سے بہتر هے - چنانچه میں غروب آفتاب تک وهاں سے نه نکلا اور نه اپنے باپ کے پاس واپس آیا - یهانتک که میرے باپ نے میري جستجو میں آدمي دوڑائے - جب عیسائیوں کي نماز مجھے پسند آئي تو میں نے اُن سے پوچھا " اس مذهب کا مرکز کهاں هے ؟ " انهوں نے شام کا پته بتایا - میں وهاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا - اسنے کہا : بیٹا ! تم کهاں تھے ؟ میں نے تو پہلے هي تم سے کہدیا تها که رک نه رهنا - میں نے کہا " میرا گذر کچھه لوگوں پر هوا جو گرجے میں نماز پڑھه رهے تھے ' مجھکو انکي نماز اور انکا مذهب خوش آیا اور مجھے معلوم هوا که انکا مذهب همارے مذهب سے اچھا هے " اسنے کہا " نهیں بیٹا ! تمهارا اور تمهارے ابا و اجداد کا مذهب انکے دین سے افضل هے " میں نے کہا " خدا کي قسم هرگز نهیں " یه سنکر وه میري طرف سے بدظن هوگیا اور میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا - میں نے عیسائیوں کے پاس آدمي بھیجکر پیغام دیا که میں نے تمهارا مذهب اختیار کرلیا هے - جب تمهارے یهاں کوئي شام کا قافله آئے تو مجھے خبر دینا - چنانچه انکے پاس تاجروں کا ایک قافله آیا تو آنهوں نے مجھے خبر کي - میں نے کہلا بھیجا که جب وه لوگ واپس جانے کا قصد کریں تو مجھے اطلاع کرنا - چنانچه جب قافله واپس جانے لگا تو آنهوں نے مجھے اسکي اطلاع دي - میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا اور آنکے ساتھه شام کي طرف روانه هوا - جب شام میں آیا ' تو میں نے پوچھا " تمهارا عالم کون هے ؟ " آنهوں نے پادري کو بتایا - میں نے اسکے پاس جاکر اپنا واقعه بیان کیا ' اور گذارش کي که آپ کي خدمت میں رهکر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاهتا هوں ' کیونکه میں نے آپ کا مذهب قبول کرلیا هے - اسنے مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کي اجازت دي - چنانچه میں اسکے پاس رها ' لیکن وه ایک بدترین مذهبي شخص تها - لوگوں کو صدقه کا حکم دیتا اور اسکي رغبت دلاتا تها ' لیکن جب لوگ صدقه کا مال جمع کرتے تھے - تو اپنے خزانه میں رکھه لیتا تها - یهانتک که اسکے پاس درهم و دینار کے سات گھڑے جمع هوگئے تھے - چنانچه جب اسنے انتقال کیا اور لوگ اسکي تجهیز و تکفین کے لیے جمع هوے ' تو میں نے کہا " کیا تم لوگوں کو معلوم هے که یه ایک بدترین شخص تها " ساتهه هي میں نے صدقه کے مال کے متعلق اسکا تمام کارنامه بیان کیا - ان لوگوں نے اسکا ثبوت مانگا - میں نے ان ساتوں گھڑوں کا سونا اور چاندي نکال کر رکھدیا - جب ان لوگوں نے یه دیکھا تو کہا که خدا کي قسم هم اسکو دفن نهیں کرینگے - اسکے بعد اسکو سولي پر لٹکایا اور پتھر مارے ' اور دوسرے شخص کو اسکا قائم مقام مقرر کیا - میں نے مسلمانوں کے سوا کسي شخص کو اس قائم مقام سے بہتر نهیں پایا - میرے دلمیں اسکي محبت اسقدر پیدا هوگئي که اسکے پہلے کسي چیز کي نهیں هوئي تھي - جب اسکي وفات کا زمانه آیا تو میں نے کہا " اب تو یه وقت آپهونچا ' آپ میرے لیے کیا فرماتے هیں ؟ " اسنے کہا : " بیٹا میں جس طریقه پر هوں ' اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رهتا هے مجھے کوئي دوسرا نظر نهیں آتا ' باقي لوگوں نے تو اپنے مذهب کو بالکل بدل دیا هے " چنانچه جب اسکا انتقال هوچکا ' تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اسکي اس وصیت کا حال بیان کیا - اسنے مجھے قیام کي اجازت دي ' اور میں ایک مدت تک اسي طریقه پر رها جس پر اسکا پیشرو تها - لیکن جب اسکي موت کا بھي زمانه آگیا تو میں نے کہا " اب یه وقت آپهونچا ' مجھے آپ کیا وصیت کرتے هیں " اسنے کہا : " بیٹا جس روش پر میں هوں اسپر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر هے ' میري دانست میں کوئي دوسرا نهیں هے ' تم اس سے جاکر ملاقات کرو " چنانچه میں اسکے پاس آیا اور اس واقعه کي خبر دي ' اور وهاں بھي ایک مدت تک رها - جب اسکي وفات کا وقت آیا تو میں نے عرض کیا که فلاں فلاں نے مجھه کو فلاں فلاں کي خدمت میں رهنے کي وصیت کي تھي ' آپ مجھے کہاں جانے کي وصیت کرتے هیں ؟ اسنے کہا " میري دانست میں میرے مذهب پر بجز ایک شخص کے جو عموریه میں هے ' کوئي نهیں هے - اگر تمهیں استطاعت هو تو اس سے جاکر ملو " جب اسکا انتقال هوچکا تو میں صاحب عموریه سے ملا ' اور واقعه بیان کیا - اسنے ٹھہرنے کي اجازت دي - میں نے وهاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسي روش پر پایا جس پر اسکے اصحاب تھے - میں وهاں ایک مدت تک رها - مجھے وهاں کچھه مال هاتھه آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیره خرید لیں - جب اسکي بھي موت کا وقت آگیا تو میں نے کہا " آپ مجھے کسکے یهاں جانے کا حکم دیتے هیں ؟

مچھلي کو پاني ميں فروخت کرنا، پرندوں کو هوا ميں بيچنا، جانوروں کو ماں کے پيٹ ميں هونے کي حالت ميں بيع کرنا، زمين کو يا مال کو کاشت يا تجارت پر اسطرح دينا که اُسکي شرح حصهٔ خاص (مثلاً چار سو من غله يا چار سو روپيه) سے مقرر کرلي جاے، کيونکه ان تمام صورتوں ميں بيع حالت مستقبل پر مبني ہے جسکے متعلق کوئي فيصله نہيں کيا جاسکتا -

سطور بالا سے دو نتيجے مستنبط هوتے هيں :

(۱) اسلام نے دولت کو ايک مهتم بالشان رتبه ديا ہے - اپنے پيرووں کو تحصيل دولت اور کسب معاش کي سخت تاکيد کي ہے، اُنکے ليے تحصيل دولت و طلب معاش کي تمام راهيں کهول دي هيں -

(۲) وه تمام صورتيں جن سے باهمي فساد، مضرت، اور شخصي فوائد کے مقابله ميں جمهور کي ملکيت کا نقصان متصور ہے، ممنوع قرار ديدي هيں -

(ارباب دولت اور فقرا)

نتائج سابقه سے يه ثابت هوتا ہے که اسلام نے ارباب ثروت کي بڑي قدر کي ہے، ليکن اسکے مقابله ميں سوال پيدا هوتا ہے که اُسنے دوسرے طبقه يعني فقرا کے ليے کيا سامان کيا ؟ اس باب ميں اُسکي سب سے پهلي کوشش يه ہے که اُسنے اُن ارباب ثروت کو سخت تحقير کي نگاه سے ديکها ہے، جنهوں نے اپني زندگي کا سب سے اهم مقصد جمع مال قرار ديا اور جو دولت کو مقصود بالذات سمجهتے هيں :

> ويل لکل همزة لمزة
> الذي جمع مالا و عدده -
> يحسب ان ماله اخلده
> (سورة همزه)

برا هو هر ايک چغلخور عيب جو کا جسنے مال جمع کيا اور اسکو گنا، اور وه گمان کرتا ہے که اُسکا مال اُسکو هميشه باقي رکهيگا -

دوسري جگه ہے :

> و الذين يکنزون الذهب
> و الفضة ولا ينفقونها في
> سبيل الله فبشرهم
> بعذاب اليم (سورة توبه)

اور جو لوگ سونا اور چاندي جمع کرتے هيں، اور اُسکو خدا کي راه ميں نهيں خرچ کرتے تو انکو عذاب دردناک کي بشارت ديدو -

(بخل و اسراف)

ان آيات سے ثابت هوتا ہے که اسلام نے بخالت کي مذمت کي ہے، تو کيا وه اسراف کو پسند کرتا ہے ؟ کيا وه اسکو پسند کرتا ہے که تمام دولت اهل حاجت اور فقرا ميں تقسيم کر ديجاے ؟ نهيں، وه ديگر مذاهب کي طرح اسکو نهيں پسند کرتا - اُسکي تعليم ہے که حقداروں کو اُنکا پورا حق دو، ليکن اداے حق ميں اسراف نه کرو :

> و ات ذالقربى حقه
> و المسکين وابن السبيل
> و لا تبذر تبذيرا ان
> المبذرين کانوا اخوان
> الشياطين (سورة الاسراء)

قرابت داروں، مسکينوں، اور مسافروں کو اُنکا حق دو، اور زيادہ فضول خرچي نه کرو - فضولخرچ لوگ شيطان کے بهائي هيں -

هر شخص اپني ذات پر خرچ کرنے کا مختار ہے، جتنا چاهے خرچ کرسکتا ہے - ليکن اسلام اسکو بهي جائز نهيں رکهتا، وه کهتا ہے :

> کلوا و اشربو و لا تسرفوا -

کهاؤ اور پيو اور اسراف نه کرو -

اسلام نے اس باب ميں نهايت معتدل طريقه اختيار کيا ہے - وه ديگر مدعيان روحانيت مذاهب کي طرح يه نهيں کهتا که اپنا تمام سرمايه فقيروں کو ديکر خود فقير بن جاؤ، اور نه دنيا داروں کي طرح وه بخل کي تعليم ديتا ہے، اُسکا اعلان ہے :

> و لا تجعل يدک مغلولة
> الى عنقک و لا تبسطها
> کل البسط فتقعد ملوماً
> محسورا (سورة الاسراء)

اپنا هاتهه اپني گردن ميں نه باندهه لو (يعني بالکل بخالت نه کرو) اور نه اُس کو پورا کهول دو (يعني اسراف نه کرو) که حقير و ذليل هوجاؤ -

اسلام کهتا ہے :

> و اقصد في مشيک -

اپني چال ميں ميانه روي اختيار کرو -

لوگ پوچهتے هيں که هم کو کيا خرچ کرنا چاهيے ؟ اُسکے جواب ميں خدا فرماتا ہے :

> و يسئلونک ماذا ينفقون
> قل العفو (بقره)

لوگ تجهسے پوچهتے هيں که هم کيا خرچ کريں ؟ کهدے که جو حاجت سے زياده هو -

اس بيان سے معلوم هوگيا هوگا که اسلام بخل و اسراف کے درميان ميانه روي کي تعليم ديتا ہے، وه خدا کي راه ميں مال کا وه حصه خرچ کرنے کو کهتا ہے جو حاجت سے زياده هو -

(زکوة)

احاديث نے حاجت سے زياده هونے کي تفسير يه کردي ہے که جو نقد مسلمان کے پاس اسکي تمام ضروري ضروريات کے بعد سال بهر ميں بچ جاے، اور وه کم از کم دو سو درم کي ماليت هو، يعني چاليس انگريزي روپئے، اُسکا چاليسواں حصه خدا کي راه ميں فقرا کو ديا جاے - اسي کا نام زکوة ہے - اسلام ميں زکوة هر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے - استطاعت سے مراد يهي ہے که اُسکے پاس چاليس روپيے اُسکي ضروريات سے زايد سال بهر ميں باقي رهيں، ايسے شخص پر چاليسواں حصه، يعني ايک روپيه واجب ہے -

زردشت کے مذهب ميں بهي زکوة فرض ہے - ليکن اُس ميں زايد از حاجت مال کا دسواں حصه فرض کيا گيا ہے - ليکن يه ظاهر ہے که يه مقدار ايسي ہے جو بآساني نهيں دي جاسکتي - اسلام نے چاليسواں حصه اسقدر اعتدال کے ساتهه رکها ہے جس سے زياده اعتدال نهيں هوسکتا -

اسلام نے مال زکوة کے مستحقين پر تقسيم کرنے کا با قاعده انتظام کيا ہے - تمام ملک کي زکوة بيت المال ميں جمع کي جاے، اور وه خلافت کي زير نگراني تمام مستحقين کو حسب حاجت دي جاے - اس سے دو فائدے مقصود هيں - اول يه که مستحقين ملک کي انتظام اور سلسله کے ساتهه اعانت کي جاے، ايسا نه هو که ايک شخص کو بهت مل جاے دوسرے کو کچهه نه ملے - دوسرے يه که خود اصحاب زکوة بهي باقاعده ادا کرتے رهيں، اور اُن سے بتاکيد سالانه رقم وصول کي جاے -

زکوة کي يه رقم کس کو دي جاے گي ؟ اس کا جواب بهي خود قرآن مجيد نے ديديا ہے :

> انما الصدقات للفقراء
> والمساکين و العاملين
> عليها، و المؤلفة قلوبهم
> و فى الرقاب و الغارمين
> و فى سبيل الله و ابن
> السبيل، فريضة من الله
> (توبه)

زکوة صرف فقرا، مساکين، تحصيلداران زکوة، نو مسلموں، اور غلاموں کے آزاد کرنے ميں خرچ کي جاے، نيز قرضداروں کو دي جاے، اور خدا کي راه ميں، اور مسافروں کو -

اس سالانه چنده کے علاوه ايک اور فنڈ بهي اسلام نے مستحقين اعانت کے ليے قائم کيا ہے :

> و اعلموا انما غنمتم من شيء
> فان لله خمسه و للرسول
> و لذي القربى و اليتامى
> و المساکين و ابن السبيل -
> (انفال)

جو کچهه مال غنيمت تمهارے هاتهه آے، اُسکا پانچواں حصه خدا اور اُسکے رسول، اقربا، يتيم، مساکين، اور مسافر کے ليے ہے -

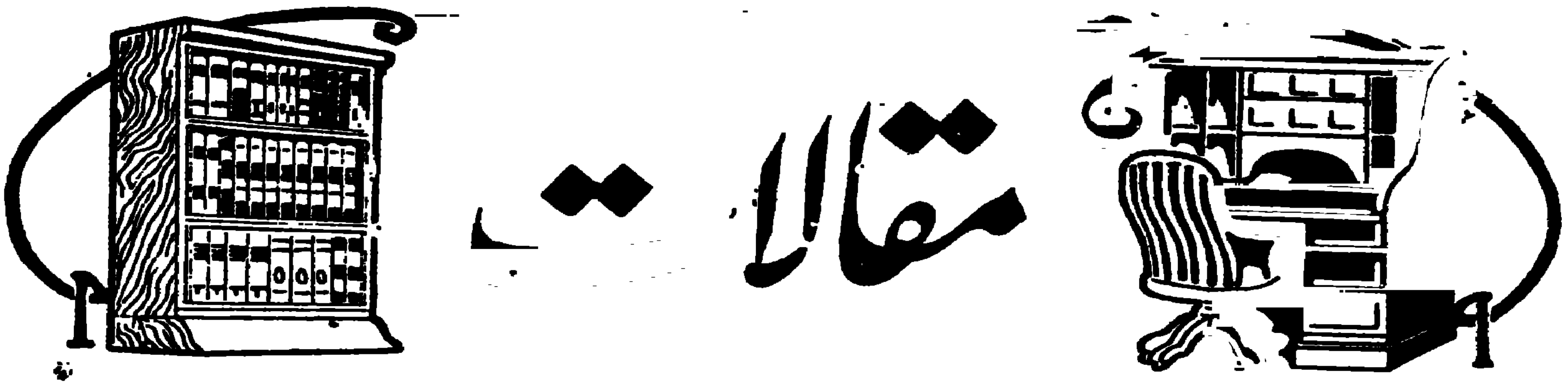

مقالات

اصلاح معاشیات اور اسلام

(بسلسلہ اسلام و سوشیلزم)

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوي)

(۲)

(کسب معاش کي اصلاح)

اسلام نے ایک طرف تو اس سختي و لحاظہ کے ساتھہ کسب معاش کا حکم دیا کہ دنیا کي کسي تعلیم میں اسکي نظیر نہیں ملسکتي، دوسري طرف معاش کے بعض اُن ذریعوں اور صورتوں کو پوري سختي کے ساتھہ روک بھي دیا جن سے انسان کي نوعي مساوات و فطري حقوق کو نقصان پہنچتا تھا، اور نیز طرح طرح کے اخلاقي و اجتماعي فسادات پیدا ہوتے تھے - یہ ممنوعہ وسائل معاش چار قسموں میں آسکتے ہیں :

(۱) بغیر حق کے ایک انسان کا دوسرے انسان کے مال و نتائج محنت پر قبضہ -

(۲) اس قسم کے وسائل جنکي وجہ سے دولت صرف چند افراد میں محدود رہجاے اور دولت کے سیلان عام و تقسیم قومي میں خلل پڑجاے -

(۳) بعض خاص خاص فساد انگیز وسائل معاش -

(۴) ایسي صورتیں جن سے ایک فریق کو نقصان پہنچے -

چنانچہ اسلام نے بطور ایک اصول کے کہدیا ہے :

یا ایہا الذین امنوا لاتا کلوا	اے ایمان والو ! آپس میں اپنا مال
اموالکم بینکم بالباطل	ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ -

پہلي صورت کي مثال رشوت ہے، رشوت درحقیقت بے استحقاق آمدني کا نام ہے - قرآن مجید میں ہے :

ولا تاکلوا اموالکم بینکم	آپس میں تم لوگ اپنا مال ناجائز
بالباطل و تدلوا بہا الی	طریقہ سے نہ کھاؤ، اور نہ حکام کو مال
الحکام لتاکلوا فریقاً من	دو تاکہ تم لوگوں کے مال کا ایک حصہ
اموال الناس بالاثم - (بقرہ)	گناہ سے حاصل کرو -

دوسري صورت کي مثال " سود " ہے - سود میں بے شمار اخلاقي اور اقتصادي مضرتیں مضمر ہیں - اخلاقي حیثیت سے سود کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اس سے انسان کي باھمي مہرباني و شفقت کي عمارت منہدم ہوجاتي ہے - غریب سے غریب آدمي کو بلا سود قرض ملنا مشکل ہوجاتا ہے - متوسط الحال انسان قرض لیکر اصل ادا کرسکتا ہے، لیکن سود کے بار کا وہ متحمل نہیں ہوسکتا، اور آخرکو اسکو اپني ساري دولت سے دست بردار ہونا پڑتا ہے - اعلی طبقہ کے لوگ بلا شبہہ سود دے بھي سکتے اور لے بھي سکتے ہیں، لیکن اسمیں بھي شک نہیں کہ سود بڑي سي بڑي دولت میں بھي گھن لگا دیتا ہے - دوسري سب سے بڑي اقتصادي مضرت اسمیں یہ ہے کہ اس سے دولت چند افراد اور چند جماعتوں میں محدود ہوجاتي ہے - مثال کے لیے ہندوستان کے مہاجن اور یورپ کے بینکر پیش نظر ہیں - یہي وہ عظیم الشان مضرت ہے جس سے بچنے کي غرض سے ارباب اشتراکیۃ غربا کے لیے قرض دینے والي انجمنیں قائم کرنا چاہتے ہیں - لیکن اسلام کي فکر عاقبت اندیش نے نفس سود ھي کو اپنے پیرووں کے لیے حرام کردیا، جس سے یہ تمام اخلاقي اور اقتصادي مضرتیں خود بخود دور ہوگئیں - قرآن مجید میں ہے :

الذین یاکلون الربا	جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت
لا یقومون الا کما یقوم	میں اس شخص کیطرح اٹھیں گے
الذي یتخبطہ الشیطان	جنکو شیطان نے چھوکر مخبوط
من المس - (بقرہ)	کر دیا ہے -
یا ایہا الذین آمنوا اتقو	اے ایمان والو ! خدا سے ڈرو اور جو
اللہ و ذروا ما بقي من	کچھہ سود باقي رہگیا ہو وہ چھوڑ دو،
الربا ان کنتم مؤمنین،	اور اگر تم ایسا نکرو تو خدا اور رسول
و ان لم تفعلوا فاذنوا	سے جنگ کرنے کا اعلان دو اور اگر تم
بحرب من اللہ و رسولہ -	باز آؤ تو تم اپني اصل لے سکتے ہو -
و ان تبتم فلکم رؤس	تم نہ کسي پر ظلم کرو، اور نہ تم پر
اموالکم لا تظلمون و لا	کوئي ظلم کرے -
تظلمون - (بقرہ)	

آخري آیت میں حرمت ربوا کي وجہ بھي ظاہر کردي گئي ہے - اسي طرح اسلام میں " احتکار " بھي ممنوع ہے - (احتکار کے یہ معنے ہیں کہ غلہ وغیرہ عام ضرورت کي چیزوں کو گراني کے زمانے میں فروخت کرنے کے خیال سے روک رکھنا) کیونکہ اس سے ایک حریص انسان کو فائدہ ہوتا ہے، لیکن جمہور ملک کو نقصان پہونچتا ہے -

تیسري صورت سے مراد " قمار بازي " ہے جسکي لاٹري وغیرہ مختلف صورتیں آج یورپ میں اور کسي قدر ہندوستان میں جاري ہیں، اور جن میں سے بعض صورتوں کو مجبوراً دفع فساد کے لیے گورنمنٹ کو روکنا پڑا :

انما الخمر و المیسر و الازلام	شراب، قمار بازي، جوے کے پانسے
رجس من عمل الشیطان	یہ سب چیزیں ناپاک ہیں، شیطاني
	عمل میں سے -

اسي طرح بیع کي وہ تمام صورتیں اسلام نے ناجائز کردي ہیں جن سے باھمي منازعت و فساد کا خوف ہو، جیسے ملابسہ، منابذہ، بیع الحصاۃ، بیع الغرر - یہ ان اقسام تجارت کے نام ہیں جو اسلام سے پہلے عرب میں جاري تھے، اور اب بھي ان کي بعض قسمیں اور ملکوں میں پائي جاتي ہیں - ملامسہ سے مطلب یہ ہے کہ رات کي تاریکي میں یا دن کو آنکھہ بند کرکے ایک متعین قیمت دیکر انسان دکان سے جو چیز چاہے اٹھ لے - منابذہ کے یہ معني ہیں کہ خریدار آنکھہ بند کرکے قیمت پھینک دے، اور دکاندار آنکھہ بند کرکے انکل سے کوئي چیز اٹھا کر دیدے - بیع الحصاۃ سے مراد یہ ہے کہ خریدار کنکري پھینکے، دکان کي جس چیز پر جاکر وہ کنکري گرے، خریدار وہ چیز لیلے - بیع الغرر سے مقصد دھوکے اور مکر کي خرید و فروخت ہے، جیسے خریدار کي ناواقفیت میں کسي غیر کي چیز خریدار کے ہاتھہ بیچڈالے - اسلام نے ان تمام صورتوں کو ممنوع قرار دیا ہے -

چوتھي صورت سے مراد اس قسم کي تجارت ہے جسمیں سامان بیع کے موجود ہونے یا قبضے میں آنے سے پہلے اسکو فروخت کیا جاتا ہے - جیسے میوہ پکنے سے پہلے درخت کے میوہ کو بیچدینا،

هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

ریئلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لنڈن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوں میں هے ابهي چهپ کر نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں ملتي هے - اصلي قیمت چالیس ٤٠ روپیه اور اب دس ١٠ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ٣١٦ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ١٢ - آنه محصول ڈاک -

امپیریئل بک ڈپو - نمبر ٦٠ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکته

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

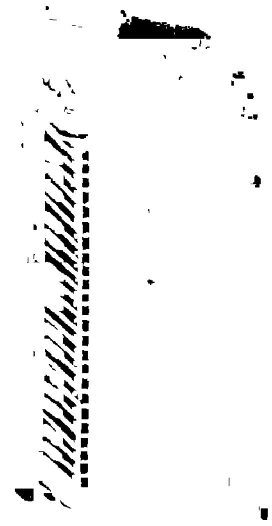

تبله انعام

همارا سائنس نکسن فورٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گراساں لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اور کبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهي گئي هے - ایک مرتبه منگوا کر آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپني کسي کو دهوکا نهیں دیتي هے - گرانٹي تین برس - سنگل ریڈ اصلي قیمت ٣٥ - ٤٠ - ٥٠ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ١٩ - ٢٠ - ٢٥ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلي قیمت ٦٥ - ٧٠ - ٨٠ - ٩٠ روپیه - و نصف قیمت ٣٢ - ٣٥ - ٤٠ - ٤٥ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک گهڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگي انعام دیا جاویگا - هنسي هارمونیم سکهنا کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا اُن کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا ذمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون، مرگي والا جنون، غمگین رهنے کا جنون، عقل میں فتور، بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هو جاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي اسے مرض میں مبتلا تها - قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیلم صاحب کا اوپهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا بلکه [illegible] مرض کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند مصالحونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور تمام زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیلم صاحب کا اوپهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مسٹر مدراس شاهو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجلکا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - "میں نے اوپهرالین کو امراض مستورات کیلیے" نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوپهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سپرنٹنڈنٹ اسپتال لرکاکي بمبئي فرماتي هیں: "اوپهرالین جسکو که مینے استعمال کیا هے" زنانه‌شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے"

قیمت في بوتل ٢ روپیه ٨ آنه - ٣ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ٦ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

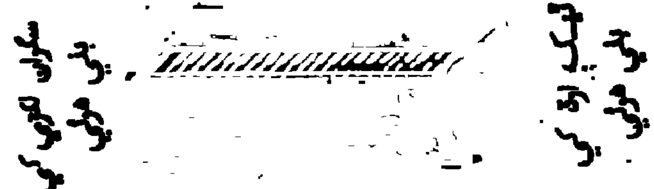

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ١٢ - ١٨ - ٢٠ روپیه
قیمت ڈبل ریڈ ٢١ - ٢٨ - ٣٥ روپیه
هر درخواست کے ساتهه ٥ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ١٣ - ١٧ - و ٢٠ - روپیه -
ڈبل ریڈ ٢١ - ٢٧ - ٣٥ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹانین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا!! یه دماغي [illegible] کرتي هے - [illegible] دلوںکو تازه بناتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهونچتي هے - مسلوله وغیره کو بهي مفید هے [illegible] قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے متواتر استعمال سے ضعف باه ایکدم زائل هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑهنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ٢ روپیه -

نمونه کُفتي - مشهور کُفتي - بهترین کُفتي

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راسه صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب ثاني عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sa. ya Pharmacy, 36/2, Harrison Road Calcutta

اس فنڈ کا خزانہ بھي بيت المال ہے' اِسي کے ساتھ مسلمانوں کے پاس ایک تیسرا فنڈ بھي اس کام کیلیے ہے- عید اضحیٰ کی قرباني اور اسکي کھال کي قیمت :

و یذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام' فکلــوا منہـا و اطعمــو البائسَ الفقیــر- (حج)	اور تاکہ نام لو خدا کا (قرباني کرتے وقت) اُس جانور پر جو خدا نے تمکو دیا ہے' خود کھاؤ اُسمیں سے اور مشقت زدہ فقیروں کو کھلاؤ -

کیا مبارک ھوگا وہ دن جب اسلام کے بیت المال میں یہ تمام فنڈ جمع ھوتے ھونگے' اور ان اھل حاجت ' فقرا ' مساکین' اور یتیمونکي امداد کیجاتي ھوگي !

اس تمام بیان سے معلوم ھوا کہ اگر اسلام نے اھل دولت کو کسب معاش کا موقعہ دیا ہے' تو دوسري طرف اھل احتیاج کي بھي اُسنے کچھہ کم خبرگیري نہیں کي ہے- یہي وہ چیز ہے جسکو آج موجودہ تمدن کي خود غرضانہ تاریکي میں اھــل اشتراکیۃ ڈھونڈھتے ھیں اور نہیں پاتے ھیں - اِنھیں تدابیر کا اثر تھا کہ اسلام میں ایک ایسا زمانہ بھي آیا ہے جب لوگ خیرات دینے کیلیے فقیر ڈھونڈھتے تھے' اور نہیں ملتے تھے - کیا یورپ میں بھي کبھي ایسا زمانہ آئیگا ؟

اسلام کي اس فیاضي سے کسي کو یہ شبہہ نہ ھو کہ وہ قوم میں ایک اپاھج' یا شکستہ' اور گداگر جماعت طیار کرنا چاھتا ہے - قرآن مجید نے زکوۃ اور صدقات کے مصارف خود حصر کے ساتھہ مقرر کردیے ھیں ' اور اسلام میں برابر اسي پر عمل ھوتا رہا - حدیث شریف میں ہے :

لا تحل الصــدقــۃ لغني و لا لــذو مــرۃ سوی (ترمذي)	خیرات مالدار آدمي کو اور جس کو کمانیکي قوت ھو اور جس کے اعضا درست ھوں' حلال نہیں -

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اپنے آخري حج میں صدقہ کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ دو آدمي مانگنے کو آے ' آپنے ان پر نظر ڈالي' اور پھر نیچي کرلي - وہ دونوں صحیح الاعضــاء اور مضبوط تھے - آپ نے فرمایا :

ان شئتما آتیتکما و لا حظ فیھا لغني و لا لقوي مکتسب - (ابو داؤد)	اگر تم چاھو تو میں تم کو دوں ' لیکن اس میں مالدار اور مضبوط کمانے والے آدمي کا کچھہ حصہ نہیں ہے -

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا یا رسول اللہ کچھہ زکوۃ دیجیے ! آپنے فرمایا :

ان اللــہ لم یرض بحکم نــبـي و لا غیــرہ فــي الصدقات' فجزاھا ثمانیۃ اجــزاء - فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتــک- (ابو داؤد)	خدا زکوۃ کے بارے میں کسي نبي یا غیر نبي کے فیصلہ پر راضي نہیں ھوا ہے' بلکہ خود اُس نے اُس کے آتھہ حصے کیے ھیں - اگر ان میں سے تم کسي میں ھو تو میں تم کو دوں -

حضرۃ زبیر بن عوام سے مروي ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لان یاخذ احــدکم حبلۃ فیــاتي بحزمــۃ حطب علی ظھرہ- فیبیعھا فیکف اللہ بھــا وجھہ خیر لــہ من ان یسأل النــاس (بخاري)	تم میں سے کوئي شخص رسي لے ' اور اپني پیتھہ پر لکڑي کا گٹھہ لیکر آے اور اُس کو بیچے' اور خدا اُس کي عزت اُس سے رکھہ لے' اُس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے -

مستطیع گداگروں کي نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

ما یــزال الــرجل یسأل الناس حتی یاتي یوم القیامــۃ ولیس في وجھــــہ مزعــۃ لحم - (دار قطني)	جو شخص لوگوں سے مانگتا ہے وہ قیامت میں آئیگا تو اُس کے منہہ میں گوشت نہ ھوگا -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرۃ ثوبان سے فرمایا :

من یتقبل لي بواحــدۃ اتقبل لہ بالجنۃ لا یسال الناس شیئاً (ابوداؤد)	کون میري ایک بات مانتا ہے ؟ میں اُسکے لیے جنت کا وعدہ کرتا ھوں- لوگوں سے مانگا نہ کرو !

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کچھہ اُنسے مانگا - آپنے فرمایا تمھارے پاس کچھہ ہے ؟ اُسنے کہا ھاں ایک کمل ہے - آپنے کمل بیچکر ایک کلھاڑي خریددي کہ جنگل سے لکڑیاں لاکر بیچے -

حضرت عمر کے پاس ایک غیر مستحق گداگر آیا - آپنے اسکو پکڑکر ایک شخص کے پاس نوکر رکھا دیا - خانۂ کعبہ میں حضرت عمر رضي اللہ نے ایک شخص کو بھیک مانگتے دیکھا تو سخت سزا دي - (۱) ان تصریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام کي فیاضي کا نتیجہ گداگروں کي جماعت بڑھانا ہے -

اب ھمکو صرف ایک بات اور کہني باقي رھگئي ہے- اھل اشتراکیۃ اور یورپ کي اصلاح طلب پارٹي چاھتي ہے کہ بازار کا نرخ مقرر کیا جاے اور بازار میں کھانے کي چیزونکي نگراني کیجاے- آجکل یورپ اور امریکا کے بازارونمیں کیمسٹري کے زور سے جسطرح چیزوں کي تبدیل ماھیت کي جاتي ہے ' جسطرح ظاھر نما چیزیں بنالي جاتي ھیں' اور معمولي قیمت کي چیزیں ظاھري آب و تاب اور ملمع کي وجہ سے گراں قیمت بکتي ھیں ' اس طرز تجارت سے غربا اور عام ملک کو جو نقصان پہونچتا ہے وہ محتاج اظہار نہیں - اس حالت میں سوشیالیسٹ پارٹي کا اپني درخواست پر زور دینا بجا ہے -

لیکن اسلام اس ضرورت کو بھي پورا کرچکا ہے- اسلام میں انھیں اغراض کیلیے صیغۂ احتساب قائم ھوا تھا - محتسب اس صیغہ کا اعلی عہدہ دار ھوتا تھا ' اسکے فرائض وھي ھوتے تھے جسکو اھل اشتراکیۃ تعین نرخ و نگراني اشیاے بازار کے لیے طلب کرتے ھیں -

ان تمام مباحث اور ان تمام تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ آج متمدن ممالک جن مصائب میں مبتلا ھیں ' اسکا اصلي سبب یہ ہے کہ جدید تمدن کي بنیاد کسي صحیح مذھب پر نہیں ہے - اب مصلحین تمدن و معاشرت اور عقلاے یورپ جو اصلاحات پیش کرتے ھیں ' اُنمیں گو بعض باتیں غلط ھیں جنکي اسلام نے تردید کردي ہے' لیکن بقیہ امور وھي ھیں جنکو اسلام پہلے ھي دن سمجھہ چکا تھا' اور اُسکي اصلاح کي تدبیریں کرلي تھیں - یہي وجہ ہے کہ اُسکا تمدن اشتراکیۃ کے جراثیم سے پاک رہا - حضرت عثمان کے عہد میں امراے شام کے پاس بے انتہا دولت جمع ھوگئي تھي - حضرت ابو ذر غفاري' جو ایک بلند پایہ صحابي تھے ' اُنھوں نے ان لوگوں کي سخت مخالفت کي اور کہا کہ یہ دولت تمام فقرا پر تقسیم کر دیجاے - لیکن چونکہ اس زمانہ میں فقرا کے حقوق کا کافي طور سے انتظام تھا' اسلیے حضرت ابو ذر کا کوئي ھم آھنگ پیدا نہو سکا -

بہر حال اگر اس تفصیل کے بعد کہ اُسنے دنیا میں ھر قسم کي جائز مساوات قائم کي ' اسنے جمہوریت کي بنا ڈالي ' اُسنے امرا اور اھل ثروت کو ھمدردي کي تعلیم دي' اُسنے فقراے ملک کا مستحکم اور پائدار بندوبست کیا ' اگر یہ دعوي کیا جاے تو کون انکار کر سکتا ہے کہ اسلام ھي دنیا کا تنہا مذھب ہے جسکے پیرو کو اشتراکیۃ کے طوفان کا کوئي خوف نہیں - وہ صالح اشتراکیۃ کا معلم و محافظ ہے' اور غیر صالح افراط تفریط کا مخالف -

---

(۱) مشکوۃ باب الزکوۃ -

(۲) ان تمام واقعات کے لیے مشکوۃ ' باب من لا تحــل لہ الصدقۃ دیکھو -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ القرآن الحكيم

◆

البلاغ

هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا
أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (۱۴ : ۵۲)

جلد ۱
کلکته : جمعه ۲۷ - ربيع الثاني ۵ - جمادي الاول سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday. 3rd and 10th March, 1916.
نمبر - ۱۳-۱۴

ترجمان القرآن

يعني قرآن حکيم کا اردو ترجمه ' از خامه ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالى انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور انکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ' ليکن يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکميل کا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرآنيه ' و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ' اور بحمد الله وه زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ' اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے ' ان سے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

نوٹ — ڈبل نمبر هونے کي وجه سے قيمت في پرچه چهه آنه

البيان

في

مقاصد القرآن

هــذا بــيــان لــلــنــاس، و هــدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعني قرآن حكيم كي مفصل تفسير، اثر خامه اڈيٹر الہلال

اس تفسير كے متعلق صرف اسقدر ظاهر كردينا كافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اوسكي محيط الكل معلمانه تعوا كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے، يه اسي قلم سے نكلي هولي مفصل اور مكمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ۹۴ اور زياده سے زياده ۱۰۰ صفحے اعلى درجه كے ساز و سامان طباعة كے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمهٔ تفسير اور نصف سورهٔ فاتحه كي تفسير كا هوگا، انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه قبل از اشاعت چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

ليجئے ! مزيــــدار مٹهائي كهائيے

Phone No. 241. Calcutta.

ٹيليفون نمبر ۲۴۱ كلكته

جاپان كے مشهور و معروف كارخانے كي مٹهائياں اب هندوستان ميں بهي ميسر هونے لگيں -

موريناگا كمپني جاپان ميں سب سے بڑي مٹهائي بنانے والي كمپني هے -

THE MORÌNAGA CONFECTIONERY, Co., Ltd. JAPAN.

ان مٹهائيوں ميں ايسي كوئي چيز نهيں جو مذهب كے خلاف هو-

صرف دودهه اور ميوجات كے جوهر سے بنائي گئي هيں - اسميں كوئي جزو كسي چيز كے بيكار اور بے اثر حصے كا نهيں ليا جاتا -

بچوں كيليے نهايت ضروري چيز هے - لذيذ اور خوش ذايقه هونے كے علاوه مفيد صحت و توانائي بهي هے - اور هر شخص اسے ذوق و رغبت سے كهانا چاهتا هے -

باوجود ان تمام خوبيون كے اس كي قيمت بهت هي كم ركهي گئي هے -

يه مٹهائياں تمام هندوستان ميں نهايت كثرت سے بكتي هيں -

كم سے كم ايك مرتبه تو منگواكر تجربه كيجيے !!

Sole Agents for India :—

Bessuo & Co. 111, Radha Bazar Street, Calcutta. & Hornby Road, Bombay.

هندوستان كے واسطے سول ايجنٹ :—

سن بيشو اينڈ كمپني نمبر ۱۱۱- رادها بازار سٹريٹ - كلكته - و هارن بی روڈ - بمبئی -

Printed & Published by Q. Ahmed at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45. Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الآزاد الدهلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - ریپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۳ - ۱۴

کلکتہ : جمعہ ۲۷ - ربیع الثانی و ۵ - جمادي الاولی سنہ ۱۳۳۴ ہجري
Calcutta : Friday, 3rd and 10th March, 1916.

جلد ۱

البیان

البیان کي اشاعة میں تاخیر پر تنبیہ ہو رہي ہے اسلیے سوا چارہ نہیں کہ اُن احباب کرام سے بخشش و عفو کا خواستگار ہوں جنہوں نے ہمیشہ میري کمزوریوں پر نظر رکھکر میرے قصوروں سے درگذر کي ہے - میں اپنے تمام کاموں کو تنہا انجام دیتا ہوں ' اور اللہ کي مشیت ایسي ہي تھي کہ اپني محنتوں اور شب بیداریوں کیلیے تن تنہا چھوڑ دیا جاؤں - مجھے ایک ہي وقت کے اندر مختلف ذوق' مختلف لٹریچر' مختلف افکار' اور مختلف طالعہ و نظر کے بیسیوں کام انجام دینے پڑتے ہیں' اور دار الارشاد کا سلسلہ اور اپني زندگي کي اولجھنیں انکے علاوہ ہیں' اسلیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کاموں کے اختتام و تکمیل کے متعلق ارادے کرتا ہوں مگر میرا اندازہ بالکل غلط نکلتا ہے اور بیسیوں غیر متوقع موانع نکل آتے ہیں - اگر میں کسي دن چند گھنٹوں کیلیے بیمار پڑجاتا ہوں تو یکایک دس بارہ کام رک جاتے ہیں اور اسکے سوا چارہ نہیں نظر آتا کہ اپني ہلاکت گوارا کرلوں مگر کاموں میں خلل نہ پڑنے دوں' البیان کے متعلق پوري امید تھي کہ ربیع الاول سے پہلے نکل جائیگا لیکن ایک طرف تو میں اپني مجبوریوں اور کام کي کثرت و ہجوم سے درماندہ ہوتا رہا ' دوسري طرف البلاغ کے تسلسل کار کي وجہ سے پریس کو بھي زیادہ مہلت نہیں ملي - نتیجہ یہ نکلا کہ ابتک پہلا نمبر نہ نکل سکا -

با ایں ہمہ جسقدر کوشش ہوسکتي ہے کي جا رہي ہے اور حتی الامکان سعي یہي ہے کہ جس وقت بھي پریس کو مہلت ملے سب سے پہلے البیان کے فارم مشین پر چڑھا دیے جائیں ' ایک نمبر نکل جائے تو پھر خود بخود کام کا تسلسل دقتوں کو دور کر دیگا - امید ہے کہ احباب کرام تھوڑا سا توقف اور گوارا کر لینگے ' اور عجب نہیں کہ انتظار کي تلخي سے زیادہ نتیجہ شیریں ہو

ایک اور بڑي ہي ناقابل علاج دقت یہ ہے کہ دنیا میں امن کي طرح کاغذ کا بھي قحط ہوگیا ہے - خشک سالي یہاں تک بڑھ گئي ہے کہ چاندي سونا بازار میں ہر وقت خریدا جاسکتا ہے مگر کاغذ نہیں ملتا - البیان کیلیے مجبوراً جو کاغذ لیا گیا ' وہ اسقدر گراں پڑا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا مجوزہ قیمت کیونکر اسکو کفایت کریگي ؟ بہر حال پہلا نمبر نکل جائے تو پھر اس مسئلہ پر غور کیا جائیگا - ترجمان القرآن کا بھي یہي حال ہے' اور اسکے لیے بھي تھوڑا سا انتظار اور گوارا کر لینا چاہیے -

خاتمۂ سخن

مجوزہ شیعہ کالج

" نصحت لکم ' ولکن لا تحبون الناصحین "

گذشتہ دو نمبروں میں ہم نے بالاختصار اپنے وہ خیالات ظاہر کردیے جو مجوزہ شیعہ کالج کي تحریک اور اسکے نشو و نما کے اسباب و بواعث میں سے ہمارے پیش نظر ہیں - اب آخري سوال یہ سامنے آتا ہے کہ موجودہ حالت میں کیا کرنا چاہیے ؟

ہم اسکا جواب نہایت اختصار سے دینگے کیونکہ اس ہفتہ کسي مفصل تحریر کي گنجایش رسالہ میں نہ نکل سکي -

(۱) ہمارا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان محمڈن کالج کے سوا اور کوئی کالج قائم نہ کریں' بلکہ جسقدر کالج بھي کامل انتظام اور صحیح نظام تربیت کے ساتھہ قائم ہوسکیں ' بہتر ہیں اور ضروري ہیں - " مرکز " اور " تعلیمي مرکز " کا خیال اصلاً غلط نہیں ہے مگر جو مطلب ارباب علي گڈہ نے سمجھا ہے وہ بھي صحیح نہیں - دنیا کي غلطیاں اسلیے غلط نہیں ہوتیں کہ ان میں صحت نہیں ہوتي' بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سچ کو جھوٹ سے ممزوج و آلودہ کر کے دکھلایا جاتا ہے' اور مخلوط سچ ' خالص جھوٹ سے کہیں زیادہ فتنہ پرداز ہے - یقیناً اصول مرکزیۃ ایک قدرتي اور صحیح ترین چیز ہے' کوئي کام ہو بغیر اسکے چارہ نہیں ' اور یہ بھي غلط نہیں ہے کہ علي گڈہ کالج مسلمانان ہند کیلیے نئي تعلیم کے مرکز کي حیثیت پیدا کر چکا ہے ' مگر ساتھہ ہي اسکے یہ معني بھي نہیں ہیں کہ اور کوئي مفید کام نہ کیا جائے ' اور صرف مرکز مرکز پکارتے رہنا مسلمانوں کي تمام روز افزوں ضرورتوں کو پورا کر دیگا - خوارج نے کہا تھا کہ " ان الحکم الا للہ " اسپر حضرة امیر علیہ السلام نے فرمایا : " کلمة حق یرید بہا الباطل " انکا یہ کہنا کلمۂ حق ہے' مگر مقصود باطل ہے - سو اصول مرکزیۃ کا بھي یہي حال ہے -

(۲) پس اس سے بڑھکر خوشي کي اور کونسي بات ہوسکتي ہے کہ ایک نیا کالج مسلمانوں کیلیے اور قائم ہوجائے ' لیکن کالج قائم کرنے کے یہ معني نہ تھے کہ بادي اختلاف و نزاع کي زمین طیار کرکے اسپر غیروں کے ہاتھوں تخم ریزي کرائي جاتي - چاہیے تھا کہ علي گڈہ کالج کے نزاع سے الگ ہوکر محض خدمت قومي اور جذبات صالحۂ اسلامیہ پر اسکي بنیاد رکھي جاتي - اور

آب حیات

ہلدی کایا پلٹ، یونانی اکسیر البدن اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت ہے

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد!)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما گرد و غبار سے آئے دن ہزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے دکھ ہر روز لگے پیدا ہوا کرتے ہیں - گرانی اشیاء خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا، اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ درگور ہو جاتے ہیں - اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچا سکتی ہے، کسی کو معلوم نہیں مرض کس وقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبالیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق، تپ محرقہ، صفراوی تپ، تپ پرسوت، سل، پیچش صفراوی اسہال، سرسام، درد سر، درد پہلو، نمونیا، ذات الجنب تپش دل، ناسور، بدھ کا زخم، درد کان، مسوڑوں سے خون آنا، پھوڑے پھنسیاں، پٹھوں کا اکڑاؤ، بواسیر، اراسیر، بھگندر، تالو کا سوراخ، دانت کا درد، قبض، درد قولنج، درد کمر، نقرس، چھپاکی متلی، قے، زخموں میں کیڑے پڑنا، کثرت پیاس، تشنج، بیضوانی کھانسی خشک و تر، ورم، چھوٹے، ورم پستان، درد دل، میٹھہ طاعون، خنازیر، درد شکم، زہر دار ڈنگ، بھڑ، سانپ، بچھو، آگ سے جلنا، گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا، درد، چوٹ، خارش نکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار -

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل، دق، کھانسی، سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی - والی ریاست خیرپور سندھ

سر - اے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی جو ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا، بیٹھنا حرام ہو گیا تھا - چونکہ سر - اے ممدوح اپنے آقائے نامدار میر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - ان کے معالجہ کے لئے یورپین سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطبائے ہندوستان سے جمع ہوتے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہو گیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہو کر کہا تھا کہ سر - اے غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا - آخر جب تمام معالجات سے تنگ آ کر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں، ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے، صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے، اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار اور کھانسی ساتویں روز جاتی رہی - یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہو گئی - اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لا علاج بیماروں کا کوئی کم قیمت علاج ہے، تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھو اور وہاں سے تصدیق کر لو کہ سر - اے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود ہونی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے، جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھرپور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں، اس سے دور ہوتے ہیں - گئی ہوئی طاقت کو واپس لا کر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو کھو دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے، فی شیشی صرف چار روپیہ -

(سنون مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے، قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں، ناسور، بھگندر، خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دوا - پسینہ آ کر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہو کر آئندہ دورہ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی، سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی، غلام نبی
زبدۃ الحکماء لاہور - موچی دروازہ

الم يان للذين آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله و ما نزل من الحق ؟

كيا مسلمانوں كيليے ابهي تك وه وقت نهيں آيا كه الله كے ذكر اور اسكے نازل كيے هوے حق كيليے انكے اندر درد
اور شكستگي پيدا هو' اور انكے دل پگهلكر آگے جهك جائيں ؟ ؟

افسانهٔ هجر و وصال !

پهر چهيڑا حسن نے اپنا قصه
بس آج كي شب بهي سو چكے هم !

كيا دنيا ميں جس طرح بهار و خزاں كے موسم آتے ' ربيع و خريف كي هوائيں چلتيں ' اور جاڑے اور گرميوں كا سورج بدلتا هے ' اسي طرح دلوں كي شورشوں كا بهي كوئي موسم هے ؟ روحوں كي بيقراري كي بهي كوئي فصل هے ؟ ديوانگي اور سراسيمگي كا بهي كوئي وقت هے ' جسكي هوائيں چلتي هيں اور جسكے بادل نمودار هوتے هيں ؟ ميں نهيں جانتا كه ايسا هو - مگر ميں پاتا هوں كه ميرے دل كي ديوانگي ٹهر ٹهر كے اٹهتي اور ميري روح كي شورش گذر گذر كے لوٹتي هے - ميں كچهه عرصه سے اس دريا كي مانند جو اتر گيا هو ' چپ تها ' ليكن آج اس سمندر كي مانند جسكي تہ سے موجيں جوش مار رهي هوں ' پهر آهوں سے بهر گيا هوں ' فريادوں سے معمور هوگيا هوں ' شورشوں سے لبريز هوں ' اور ديوانگيوں كے سرجوش سے ميرا ساغر ضبط چهلك گيا هے - آج مجهے پهر اس حالت كي تلاش هے جسكو اپنے سر و چهره پر اوڑها سكوں ' پهر ان نشتروں كي جستجو هے جنكو اپنے دل و جگر ميں چبهو سكوں ' پهر ديوانوں كا متلاشي هوں ' اور مجهے بيماروں كي بستي كي ضرورت هے - ان هم دردوں سے اكتا گيا اور بے دردي نے مجهے عاجز كرديا - آه ! ميں چاهتا هوں كه جي بهر كے روؤں اور جسقدر چيخ چيخ كے ناله و فرياد كرسكتا هوں ' كروں - ميري چيخيں تمهارے عيش و نشاط كو مضطر كرديں ' ميرا ناله و بكا تمهارے عيش كدوں كو ماتم كده بنادے ' ميري آهوں سے تمهارے دلوں ميں ناسور پڑجائيں ' ميري شورش غم سے تمهارے چهروں كي مسكراهٹ معدوم هوجاے - ميں تم كو غم و ماتم سے بهردوں - ميں تم كو درد و حسرت كا پتله بنادوں - تمهاري آنكهيں نديوں كي طرح بهه جائيں ' تمهارا دل تنور كي طرح بهڑك اٹهے ' تمهاري زبانيں ديوانوں كي طرح چيخ اٹهيں ' اور تمهاري غفلت عيش اور بے دردي نشاط كي وه بستي جو مدتوں سے برابر آباد چلي آتي هے ' اسطرح اجڑ جاے كه پهر كبهي آباد نه هو :

روے بازار مراد امروز عرفي با منست
ديدهٔ تر مي فروشم دامن تر ميخرم !

* * *

دنيا ميں هم ديكهتے هيں كه انسان كي نيند اگر موت كي نيند نه هو ' تو كبهي نه كبهي ضرور ختم هوتي هے ' اور ايسا نهيں هوسكتا كه سونے والا كبهي نه جاگے - پهر بعضوں كي نيند ايسي هوتي هے كه اك ذرا سي آواز انكو جگا دينے كيليے كافي هوتي هے - بعض كي ايسے سخت هوتي هے كه انكے ليے چيخنے اور شور مچانے كي ضرورت هوتي هے - بعض ان سے بهي زياده غفلت كي نيند سونے والے هوتے هيں تو انكو جهنجهوڑنے اور هلانے كي ضرورت هوتي هے - اور اگر سونے والے كے جاگ اٹهنے كيليے يه بهي بيكار هو ' تو پهر ايسا تو كبهي بهي نهيں هوسكتا كه بهونچال آجاے ' آتش فشاں پهاڑ پهٹ اٹهيں ' پهاڑوں كے ٹكرانے كے دهماكوں سے كان كے پردے ريزه ريزه هوجائيں اور پهر بهي نيند كے متوالے آنكهيں نه كهوليں - سو يقين كرو كه خدا كا بهي اب بندوں كے ساتهه ايسا هي حال هے - اسكي صدائيں اٹهتي هيں تاكه غفلت كے سونے والے آنكهيں كهوليں ' اور اس پر بهي وه كروٹ نهيں ليتے ' تو هر طرف شور و غل مچنے لگتا هے تاكه سونے والوں كي نيند ٹوٹے - اگر اسپر بهي نيند نهيں ٹوٹتي تو هاتهه نمودار هوتے هيں اور وه جهنجهوڑ جهنجهوڑ كے اٹهاتے هيں كه صبح آگئي اور آفتاب كي كرنيں ديواروں سے اتر كر صحنوں اور ميدانوں ميں پهيل گئيں - اب بهي اٹهه جاؤ اور اس دن كو اپنے هاتهه سے نه كهو جو جاكر پهر واپس نهيں آتا - ليكن آه ' اكثر ايسا هوتا هے كه اس جهنجهوڑنے پر بهي آنكهيں نهيں كهلتيں اور نيند كے متوالے كروٹ نهيں ليتے تو پهر دهماكے هوتے هيں ' زلزلے آتے هيں ' زمينيں پهٹنے لگتي هيں ' پهاڑ ايك دوسرے سے ٹكرانے لگتے هيں ' اور صداؤں اور آوازوں كي هولناكيوں سے تمام دنيا بهر جاتي هے - سو يه بهي سب كچهه اسي ليے هوتا هے تاكه كسي طرح انسان جاگے اور اب بهي آنكهيں كهولدے - اگر اسپر بهي آنكهيں نهيں كهلتيں تو پهر خدا كا فرشته پكار اٹهتا هے كه :

اموات غير احياء ! و ما	يه زندوں كي آبادي نهيں بلكه مردوں
يشعرون ايان يبعثون -	كي بستي هے - وه اٹهنے اور اٹهاے
	جانے كي قوتوں سے بالكل عاطل هو رهے هيں !

* * *

اس تنبيه اور هوشياري كي تمام تدبيريں هوچكيں ' اور ايك سونے والے كو جگانے كيليے جو كچهه كيا جاسكتا هے ' وه سب اچهه طرح هوچكا ' پر افسوس كه تمهاري آنكهيں ابتك بند هيں ' تمهاري غفلت كا نشه كسي طرح نهيں ٹوٹا ' اور تمهاري موت كي نيند كسي طرح بهي نهيں ٹوٹتي - دنيا ميں انسان كيليے عقل و بصيرت هے ' عقلا كي دانائياں هيں ' هاديوں كي هدايتيں هيں ' واعظوں كے وعظ هيں ' خدا كے مقدس نوشتے هيں ' اور رسولوں كي بتلائي هوئي تعليمات هيں ' پهر حوادث و تغيرات هيں ' انقلابات و تبدلات هيں ' آثار و علائم هيں ' استنباط و استشهاد هے ' ليكن آه ' وه قوم جسكي غفلت كيليے يه سب كچهه بيكار هے ! نه تو دنيا كے گذرے هوے واقعات ميں اسكے ليے كوئي اثر هے ' نه حال كے حوادث و تغيرات ميں اسكے ليے كوئي پيغام هے ' نه الله كے كلام سے ڈرتي اور كانپتي هے اور نه بندوں كي هدايتوں سے عبرت پكڑتي هے :

ما يأتيهم من ايات ربهم	الله كي نشانيوں ميں سے كوئي
الا كانوا عنها معرضين	نشاني بهي ايسي نه آئي جسكو
(۶ : ۴)	ديكهه كر انهوں نے عبرت پكڑي هو

اور غفلت و سركشي سے باز آگئے هوں -

بلكه بسا اوقات ايسا نظر آتا هے كه جسقدر عبرت كي صدائيں جگانا چاهتي هيں ' اتني هي اسكي نيند زياده گهري هوتي جاتي هے :

و لقد جاءهم من الانباء	اور بلا شبهه انكے پاس ايسي خبريں
ما فيه مزدجر حكمة بالغة	آچكي هيں جن ميں بڑي هي
فما تغني النذر ! (۵۴ : ۵)	تنبيه اور هشياري هے اور بهت هي

بڑي گهري حكمت و دانائي ' پر افسوس كه حوادث و انقلاب كي يه ڈراوني هدايت بهي انكي بيداري كيليے كافي نه هوئي !

دنيا ميں سب سے پهلے انسان كے آگے تاريخ يعني دنيا كے گذرے هوے واقعات آتے هيں ' اور انهي سے انسان تجربه كي دانائي اور بصيرت حاصل كرتا هے - وه ديكهتا هے كه هميشه ايك هي طرح كے

صورت میں یه سوال صرف ایک نئے کالج کا سوال هوتا اور کوئي راست باز انسان ایسا نہوتا که اس تحریک کي پر جوش دل سے تائید نه کرتا - مگر اب یه کالج کا مسئله نهیں رها بلکه افتراق امة و انشقاق ملت کے فتنۂ خوابیده کے ایقاظ و ازدیاد کا (لا قدر الله)

(٣) لیکن بهرحال جو کچهه هونا تها هوچکا ' اور اب اسکے سوا کچهه چارۂ کار نهیں که ماضي کے اعاده سے مایوس هوکر صرف صورت موجوده پر غور کیا جاے - تو جهاں تک میں سونچتا هوں گو فتنه کروٹ لیچکا هے مگر اب بهي اسکو سلایا جاسکتا هے ' اور اگر الله تعالی داعیان تحریک کے دلوں کو کهول دے اور وه مسلمانوں کي تباه حالیوں پر رحم کهائیں ' اور اسکے ضدیوں کے زخموں کو اور زیاده گهرا نه کرنا چاهیں ' تو اب بهي کچهه نه کچهه صورت اصلاح پیدا هوسکتي هے ' اور اس تحریک سے نقصان کي جگه فائده کي امید بهي کي جاسکتي هے -

(٤) میں داعیان شیعه کالج سے یه نهیں چاهتا که وه اس تحریک کو چهوڑ دیں ' اور نه اسکا آرزومند هوں که اپنے طریق کار میں کوئي بڑي بنیادي تبدیلي کریں ' بلکه نهایت عاجزي اور کمال منت کے ساتهه صرف دو جزئي تبدیلیوں کا خواستگار هوں جنسے نه تو انکے مقصد اصلي میں (اگر وه محض اشاعة تعلیم و خدمت ملت هے) کوئي حرج واقع هوسکتا هے اور نه انکي راه میں کوئي رکاوٹ پیدا هوتي هے - اول یه که وه جو کچهه چاهیں کریں اور جو چاهیں بنالیں مگر خدا کیلیے اسکا نام " شیعه کالج " نه رکهیں - کیونکه اُن انسانوں کیلیے جو قرآن نامي کتاب کے ماننے والے اور محمد بن عبد الله علیه الصلواة و السلام کے پیرو هیں ' اس زمین پر بجز " اسلام " کے اور کوئي نام نهیں هے - ابتک اس بدعة سے خاک هند محفوظ رهي هے که سني کالج ' شیعه کالج ' اور اهلحدیث کالج کے ناموں سے کالج قائم هوے هوں - پس خدا را افتراق و انشقاق کي هلاکتوں کا ایک نیا دروازه نه کهولیں -

پهر قطع نظر اسکے دیکهنا یه هے که مجوزه کالج کو " شیعه کالج " کے نام سے موسوم کرنے کي ضرورت کیا پیش آئي هے ؟ زیاده سے زیاده یه کها جاسکتا هے که چونکه اسکے قیام سے مقصود مسلمانوں کے اس گروه کي تعلیم و تربیت خصوصي هے جو " شیعه " کهلاتا هے ' اسلیے اسکا نام بهي شیعه کالج رکها جاے - سو اگر یهي مقصد هے تو میں نهیں سمجهتا که اسکو نام سے کیا علاقه هے اور اگر اسکا نام شیعه کالج نه رکها جائیگا تو اس کے مقصد کو کیا نقصان پهنچے گا ؟ مقصد اصلي کا حصول اس پر موقوف هے که عملاً زیاده تر شیعه افراد هي اسمیں تعلیم پائیں ' انهي کي تعلیم دینیات کا اسمیں خاصة انتظام کیا جاے ' اور ان سب اصولي امور کو اسکے کانسٹي ٹیوشن میں داخل کردیا جاے - پس اگر اسکا نام شیعه کالج نه رکها جاے بلکه سرے سے " کالج " بهي نه کها جاے ' جب بهي حصول مقصد میں کوئي حرج واقع نهیں هوتا -

بزرگان شیعه کانفرنس و حضرات مجلس منتظمه کالج کو غور کرنا چاهیے که ابتک هندوستان میں کوئي کالج اور مدرسه کسي خاص فرقه کے نام کے ساتهه قائم نهیں هوا هے ' اور وه نه صرف تفریق و انشقاق اور تمذهب و تحزب کي خلیج کو بهرنے کي جگه زیاده وسیع کر رهے هیں ' بلکه اس سے بهي بڑهکر یه که نام اور انتساب کے ایک نئے فتنه کي بنیاد رکهنے والے بن رهے هیں ' جو ابتک کسي کو نهیں سوجها تها - نئے نئے فتنوں کي راه کهولنے کے لیے حضرة امیر علیه السلام نے جو کچهه فرمایا هے ' خدا را اسے نهج البلاغة کے خطبۂ نهروان میں دیکهه لیں -

مسلمانوں کا کوئي نام هو اور خواه کوئي فرقه انکا هو ' مسلمانوں هي کا نام هے ' اور انکا نام بجز اسلام اور انتساب اسلام کے کچهه بهي نهیں هوسکتا - میں حضرات ائمۂ کرام علیهم السلام کي تصریحات مندرجۂ اصول کافي وغیره سے ثابت کرنے کیلیے طیار هوں که جسطرح سنیوں کیلیے صرف اسلام هي کا نام سچا نام هے ' اسي طرح برادران شیعه کیلیے بهي اس خدا کے قرار دئے هوے نام کے سوا اور کوئي نام شرعي نهیں هوسکتا '

اگر کسي وجه سے حضرات مجوزین کالج مدرسۂ اسلامیه وغیره ناموں سے اسکو موسوم کرنا نهیں چاهتے ' تو خیر ' کسي ایسے عام لفظ سے موسوم کردیں جسمیں کسیطرح کي بهي نسبت نهو ' مثلاً دار العلوم وغیره - اسطرح وه اپنے مقاصد میں سے کسي چیز کو بهي نهیں کهوئینگے ' مگر تمام مسلمانوں پر ایک عظیم الشان احسان و فضل کرنے کا ذریعه هونگے - ایسا احسان جس سے بڑهکر اور کوئي احسان نهیں هوسکتا اور سونچیں تو انکا احسان خود انهي کے وجود کیلیے هے -

دوسري عاجزانه التماس یه هے که جس طرح انهوں نے اسکي تعلیم کا دروازه قابل تحسین فیاضي کے ساتهه تمام مسلمانوں کیلیے کهلا رکها هے ' اسي طرح اعانت کرنے اور اسکي بنا میں شریک هونے کا دروازه بهي اپنے بهائیوں پر بند نه کریں ' اور یه تخصیص نه رکهیں که صرف شیعوں هي کا روپیه اسکے لیے قبول کیا جائیگا - وه خاص طور پر خود کوشش کریں ' اور خاص طور پر برادران شیعه هي سے اعانت کے طالب هوں ' لیکن دروازه عام طور پر کهلا هو ' تا اگر غیر شیعه مسلمان بهي اسکي خدمت کا شرف حاصل کرنا چاهیں تو اسے نامنظور نه کریں - اسطرح کرنے سے وه اپنے اصول عمل کو نهایت صاف اور غیر مشتبه بنادینگے اور انکے خاص مقاصد کا کچهه بهي نقصان نهوگا - اگر انهوں نے در اعانة کي فهرست سب کیلیے کهلي رکهي تو اس سے یه نتیجه کبهي بهي نهیں نکلتا که کل کو کوئي اسپر دعوا کردیگا - جبکه اسکي بنیاد رکهنے والے وهي هیں اور اصلاً انکا مقصد یهي هے که خاص طور پر برادران شیعه کي تعلیم کا انتظام هو ' تو پهر غیر شیعه مسلمانوں کي شمولیت کسي طرح بهي اسمیں خلل انداز نهیں هوسکتي - اگر بقول ارکان شیعه کانفرنس کے شیعه ارباب فیض کا لاکهوں روپیه محمدن کالج علي گڈه سے شیعه حقوق کو حاصل نه کراسکا ' تو پهر چند غیر مسلمانوں کا تهوڑا سا روپیه کیوں مجوزه کالج کي خصوصیت و تصرف میں خلل ڈال سکیگا ؟ مجهے شخصاً معلوم هے که متعدد غیر شیعه اشخاص بصورت قبولیت اس کام میں شرکت کرنے کیلیے طیار هیں ' اور انهوں نے مجهه سے کها هے که همارے لیے یه بڑے هي فخر اور عزت کي بات هوگي اگر همارے عزیز بهائي همارے ناچیز هدیوں کو قبول کرلیں ' اور سب سے پہلے میں خود اس خوشي کو حاصل کرنے کیلیے اپنے اندر نهایت بے چین جوش پاتا هوں -

یه خاتمۂ سخن هے - وقت نهیں که اس داستان کو طول دیا جاے ' ورنه یه حکایت بڑي هي درد انگیز هے اور بهت سي راتوں کو آنکهوں میں کاٹ دینے والي هے - الله دلوں کا بهید جاننے والا هے اور اسکي نظر سے کسي کا دل چهپا نهیں - وه بهتر جانتا هے که مجوزه شیعه کالج کے متعلق جو کچهه میري زبان سے نکل رها هے ' یه فریقانه تعصب کي خباثت اور جماعت بندي کے ناپاک حسد کا نتیجه هے یا محض کلمۂ اسلام کي محبت کا جسمیں کسي فریقانه این وآن کي گنجایش نهیں ' اور محض اپنے عزیز بهائیوں کو ایک سخت ٹهوکر سے بچانے کا اضطراب جو اس حد سے کوسوں آگے گذر چکا هے جهاں شیعه سني کي تمیز کا نام و نشان هو ؟ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه ' اولئك الذین هداهم الله و اولئك هم اولوا الالباب !

◆

آنکھیں دیکھنے کیلیے هیں ' کان سننے کیلیے هیں ' اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تا تڑپے اور بیقرار هو- لیکن وہ سب کچھ تمہارے لیے بیکار هوگیا ہے جسکو آنکھ دیکھتی ہے' اور وہ سب آوازیں بے اثر هوگئی هیں جو کانوں سے سنائی دیتی هیں' اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی هیں جنسے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار هوتی هیں - پس جو کچھ کیا جاے لا حاصل ہے' اور جو کچھ کہا جاے بیکار ہے - آہ' تم غافل هوگئے هو' تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے ' تم گمراهی کے قبضے میں آگئے' تمہارے احساس فنا هوگئے اور تمہارے دل کی دانائی میت دی گئی - اگر ایسا نہوتا تو جو کچھ هوچکا ہے اور جو کچھ هو رہا ہے' وہ ایسا تھا کہ اندھے بنیا هوجاتے ' لنگڑے چلنے لگتے ' گونگوں کی چیخ سے دنیا هل جاتی' اور لولوں کے هاتھ شیروں کے پنجے کی طرح طاقتور هوجاتے - آہ ' تمہاری غفلت سے بڑھکر آجتک دنیا میں کوئی اچھنبے کی بات نہوئی ' اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے - آہ' تم ایسے نہ تھے ' پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں هوگئے جنکے لیے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا ؟

لهم قلوب لا یفقهون	انکے پاس دل هیں مگر سونچتے نہیں'
.. و لهم اعین لا یبصرون	انکے پاس آنکھیں هیں مگر دیکھتے
بها و لهم اذان لا یسمعون	نہیں' انکے پاس کان هیں مگر سنتے
بها اولائك كالانعام بل	نہیں' وہ مثل چارپایوں کے هوگئے
هم اضل اولائك هم	بلکہ انسے بھی بدتر' اور یہی هیں کہ
الغافلون" (۷ : ۱۷۸)	غفلت میں ڈوب گئے هیں !!

* * *

آہ' کوئی نہیں ' سب گمراہ هوگئے ' سب نکمے نکلے ' سب غافل هوگئے ' سب پر نیند کی موت چھاگئی ' سب نے ایک هی طرح کی هلاکت پی لی ' سب ایک هی طرح کی تباهیوں پر ٹوٹے ' سب نے خدا کو چھوڑ دیا ' سب نے اسکے عشق سے منہ موڑ لیا ' سب نے اسکے رشتے کو بٹہ لگایا ' سب غیروں کے هوگئے ' سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی ' اور سب نے ایک ساتھ ملکر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا - آہ ' سب نے عہد باندھا کہ هم ایک هی وقت میں گمراہ هوجائینگے' اور سب نے قسم کھائی کہ هم ایک هی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگینگے - آہ' سب اس سے بھاگ گئے ' سب نے اس سے غول در غول بنکر بیزاری کی ! کوئی نہیں جو اسکے لیے روے ' کوئی نہیں جو اسکے عشق میں آہ و نالہ کرے - اسکی محبت کی بستیاں اجڑ گئیں' اسکے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے ' اسکے گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا ' اور اسکے کھیتیوں کی حفاظت کیلیے کوئی آنکھ نہ جاگی ! سب شیطان کے پیچھے دوڑے' سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی' اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کیلیے اسے پکارا - پھر اسپر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں' کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا' کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی' کسی کی پیشانی میں سجدہ کیلیے بیقراری نہیں' کوئی نہیں جو روتے هوے کو منانے کیلیے دوڑ جاے' اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور هلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے !

ولقد اخذ نا هم بالعذاب	هم نے انہیں عذاب کی تکلیفوں میں
فما استکانوا لربهم	مبتلا بھی کردیا پھر بھی اپنے خدا کے
وما یتضرعون !	آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی
(۲۳ : ۲۱)	اور عاجزی پیدا نہ هوئی-

آہ ' میں کیا کروں ' اور کہاں جاؤں' اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اترجاؤں' اور یہ کس طرح هو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں' اور تمہاری غفلت مرجاے- یہ کیا هوگیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر هوگئے هو ' اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند هیں - تم کیوں اپنے آپ کو هلاک کر رہے هو' اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے اور سمجھتے هو پر نہ تو راستبازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے' اور نہ گمراهوں کے نقش قدم کو چھوڑتے هو:

افلا یتذکرون القرآن ام	کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں
علی قلوب اقفالها ؟	کرتے یا ایسا هوا ہے کہ انکے دلوں پر قفل
(۴۷ : ۲۵)	چڑھگئے هیں ؟

کیا تم وہ هو جنکے لیے کہا گیا کہ :

وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان	اور انکے دلوں پر هم نے پردے ڈالدیے
یفقهوہ وفی آذانهم وقرا !	هیں کہ انکی آنکھ بیکار هوگئی اور
(۱۷ : ۴۸)	انکے کان بہرے هوگئے هیں !

آہ ' تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اسکی سنة الله کبھی انسانوں کی کسی بهتری کیلیے بدل نہ جائیگی - اسکا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے اور زهر کھانے سے آدمی مرجاتا ہے' اور اسی طرح غفلت و معصیت هلاکت لاتی ہے اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور هوتا ہے - همیشہ ایسا هی هوا ہے ' اب بھی ایسا هی هو رہا ہے' اور آیندہ بھی ایسا هی هوگا :

سنة الله فی الذین خلوا	یہ الله کا قانون ہے جسکے مطابق تمام
من قبل ولن تجد	گذری هوئی قوموں سے سلوک هوا
لسنة الله تبدیلا (۳۳ : ۲۹)	اور الله کے قانون میں تم کبھی
	تبدیلی نہ پاؤگے !

* * *

پس میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک هی آخری بات کہنی چاهتا هوں' اور یقین کرو کہ اسکے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے اگر وہ اس بات کے لیے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بیکار ہے اور اس میں تمہارے لیے کوئی برکت و امن نہیں - سو یاد رکھو اور ماننے کیلیے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا هر عمل بیکار ہے' اور تمہاری فکروں کی هر فکر گمراهی و ضلالت ہے - تمہارے لیے صرف ایک هی راہ نجات ہے اور بغیر اسکے کسی طرح چھٹکارا نہیں - تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گذروگے ' اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہوگا ' اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤگے - تمہارے سفر عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو ' توبہ کرو' اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ' اسکی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو ' اسکے عشق اور محبت کو اسقدر پیو کہ بدمست هو جاؤ اور اسکے آگے اسطرح گرو اور اسطرح روؤ اور اسقدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آجاے ' اور وہ تمہیں بچے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھالے ' او سب کچھ تمہیں کو دیدے ' جسطرح کہ سب کچھ تمہیں کو اس نے بخشدیا تھا :

یاایها الذین آمنوا ان تتقوا	مسلمانو ! اگر تم الله سے ڈرنے
الله یجعل لکم فرقانا و یکفر	والے هوجاؤ' تو الله تمام دنیا میں
عنکم سیئاتکم و یغفر لکم	تمہارے لیے ایک امتیاز اور سربلندی
و الله ذو الفضل العظیم -	پیدا کردیگا' نیز تمہاری تمام برائیوں
(۸ : ۲۹)	کو دور کردیگا اور تمہیں بخشدیگا -

تم اسکے آگے کیوں نہیں جھک جاتے ؟ وہ تو بڑا هی فضل و کرم کرنے والا ہے !

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا' تم نے نا فرمانیوں کی حد تک کڑواهٹ چکھہ لی ' تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لیے' تم نے دیکھہ لیا کہ ایک خدا کی خوشی سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش هوگئی ' اور ایک اسکے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے

واقعات ظاہر ہوے، ایک ہی طرح کے اعلانات کیے گیے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہولیں، اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے - بس تجربہ اور استقراء نے بتلا دیا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھی ویسی حالتیں پیدا ہونگی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو [illegible] دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کودکر کوئی ٹھنڈک پاے -

سو اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی - بے روح لاش کی نیند نہوتی - تو تمہارے جاگنے کیلیے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی - تمہارے آگے نوع بشری کی پوری تاریخ موجود ہے - ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں، ہزاروں آثار و اطلال ہیں اور زمین کے صدہا گوشے گذرے ہوؤنکی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے رکے ہوے ہیں، تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سب سے پوچھہ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کرکے زندہ رہی ہے، اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانونوں پر چلکر قومیں تباہ ہوئی ہوں، اور اسکے قانون کو توڑکے انہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟

اقوام کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو - جب سے زمین بنی ہے، آجتک، ایک انسان بھی اسکی گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت و اعراض کرکے زندگی پائی ہو، اور خدا کے قانونوں کو توڑ کے خوشحالی و مراد حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے کہ تم زہر کھا رہے ہو اور امیدوار ہو کہ تمہیں زندگی ملے، اور تم نے شیروں کے بھٹ کی راہ اختیار کی ہے اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کی آبادی میں تم پہنچ جاؤگے؟

ام یاتہم نباء الذین من قبلہم، قوم نوح و عاد و ثمود و قوم ابراہیم واصحاب مدین والمؤتفکات؟ اتتہم رسلہم بالبینات فما کان اللہ لیظلمہم و لکن کانوا انفسہم یظلمون -

کیا انہوں نے اُن لوگوں کا حال نہیں سنا جو انسے پہلے گذر چکے ہیں - مثلاً قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم، اصحاب مدین، اور وہ لوگ جنکی بستیاں الٹ دی گئیں؟ ان سب کے پاس اللہ کے رسول آے اور راہ حق کی نشانیاں انہیں دکھلائیں لیکن انہوں نے بد عملیوں کی راہ اختیار کی اور اسکی پاداش میں عذاب دیے گئے - سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر ان بد بختوں نے خود ہی اپنی ہلاکت چاہی!

اگر گذرے ہوے واقعات و حوادث میں بھی تمہارے لیے کوئی آواز نہیں، تو پھر خود تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرنے والے حوادث و تغیرات ہیں اور انکی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے:

او لا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون و لا ہم یذکرون؟

کیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں، پھر بھی انکی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں!

اور اگر وہ تمام حوادث و تغیرات جنسے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع و غروب معمور تھا، تمہارے سمجھنے اور بیدار ہوجانے کیلیے کافی نہ تھے تو آہ، کیا خداے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اسکے قانون تعذیب امم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کردینے والی گرج بھی تمہیں نہیں جگاتی، جسکے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں، اور قریب ہے کہ زمین دھنس جاے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کیلیے ابھر آئیں؟

کلا، والقمر، واللیل اذا ادبر، والصبح اذا اسفر، انہا لاحدی الکبر، نذیراً للبشر، لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر (۷۴ : ۳۶)

بیشک، چاند، جبکہ نکل آیا، رات جبکہ ختم ہوگئی، اور صبح جبکہ روشن ہوگیا، کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے اور غافل انسان کو غفلتوں کے پاداش سے ہشیار کرانے والا ہے - تو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اسکے لیے اب بڑھنا ہے، اور جو پیچھے ہٹنا چاہے، اُسکے لیے غافل رہکر تباہ ہونا!

پھر اگر تم اسلیے نہیں اٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئینگے نہیں اٹھوگے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھہ نہیں کھولوگے، اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہ اٹھیگی کانوں کو نہیں کھولوگے، تو آہ، یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی اسپر بھی تم خبر نہوے؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو، اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جاے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہوجائیں اور کرہ ارضی دھواں بنکر اڑ جاے؟

فہل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیہم بغتۃ؟ فقد جاء اشراطہا، فانی لہم اذا جاءتہم ذکراہم؟

پھر کیا یہ لوگ آخری فیصلہ کر دینے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک انپر آ نازل ہو؟ سو اگر اسی کا انتظار ہے تو اُسکی نشانیاں تو آچکیں - اور جب وہ گھڑی خود آجائیگی تو اسوقت انکے لیے کیا ہوگا؟

آفتاب کو ہمیشہ اسکی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے اور دھوپ کو دیکھکر مسافر پالیتا ہے کہ آگ جل رہی ہے - اسیطرح خدا کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر سے دیکھا گیا ہے، اور ہمیشہ اس نے اپنے افتاب جلال کی جھلک بدلیوں کے نقاب میں دکھلائی ہے - پس وہ جو ہمیشہ آیا تھا اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کرلینے کیلیے مجبور کر دیا تھا، آج بھی آگیا، اور آنکھیں رکھنے والوں کیلیے اس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب الٹ دی - پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اسکے آگے جھکنے کیلیے نہیں گرجاتے، تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے آکر کھڑا ہو جاے، اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھکر آسمان سے اسطرح اُتر پڑے کہ تم اپنی انگلیوں سے ٹٹولکر اسکو چھوؤ، اور اپنے کانوں سے اسکے منہ سے سنلو تاکہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بولدے کہ میں خداوند خداے قہار ہوں، اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں، اسی طرح اب بھی موجود ہوں، مجھے مان لو اور مجھسے انکار نہ کرو:

قال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملائکۃ او نری ربنا (۲۵ : ۲۴)

اور ان لوگوں نے کہ خدا کے لقاء کی امید نہیں رکھتے کہا: اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے اتارے گیے اور کیوں ایسا نہوا کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اتر آتا اور ہم اسے دیکھہ لیتے؟

سو اگر واقعی اسی کے منتظر ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا انتظار کبھی ختم نہوگا، یہاں تک کہ خدا کی جگہ اسکا آخری عذاب اتریگا اور تم پر دردنا بنوں اور سوختنیوں کی بشارت دیگا،

یوم یرون الملائکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین (۲۵ : ۲۲)

جس دن اللہ کے فرشتے نظر آینگے تو اس دن مجرموں کیلیے کوئی بشارت نہوگی، کہ وہ صالحوں کی طرح اسکا انتظار کریں۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظار کا ایسا ہی جواب پایا ہے:

فہل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلہم؟ قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین (۱۰ : ۱۰۲)

پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے ان سے پہلے قوموں پر آچکے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہدو کہ اچھا انتظار کرو - میں بھی تمہارے ساتھہ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

باب التفسیر

الحق و الباطل

او الاصلاح و الافساد

حقیقت بقاے اسلام و فناے کفر

آج ہم چاہتے ہیں کہ قرآن حکیم کی تفسیر کے ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کے متعلق ایک سلسلۂ مضمون شروع کریں -

یہ مسئلہ نہایت عظیم الشان ہے اور قرآن حکیم کے بکثرت بیانات و تصریحات ہیں جنکا فہم صحیح اس کے سمجھ لینے پر موقوف ہے - ہم کوشش کرینگے کہ اس سلسلہ کی ہر صحبت ایک مستقل صحبت ہو' اور اپنے اتمام لذت و تکمیل مطالعہ میں ماسبق و مابعد کی محتاج نہو - و ما توفیقی الا باللہ -

(بقاء حق و فناے باطل)

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی تمام تعلیمات کی بنیاد ایک خاص حقیقت و قانون پر رکھی ہے جس کو وہ حق کے بقاء اور باطل کے شکست و ہلاکت سے تعبیر کرتا ہے - یعنی وہ کہتا ہے کہ کائنات عالم میں ایک چیز ہے جسکا نام حق ہے - اسکا خاصۂ قدرتی یہ ہے کہ وہ صرف کامیابی و فتح اور بقاء و دوام کیلیے ہے - نقصان اور ہلاکت کبھی اسکے لیے نہیں ہوسکتی - اسکے بالمقابل ایک دوسری چیز ہے جسکا نام "باطل" ہے - جسطرح پہلی چیز صرف بقاء کیلیے تھی' اسی طرح یہ صرف فناء و ہلاکت کیلیے ہے - اسکو کبھی بھی کامیابی نہیں ملسکتی اور کبھی وہ حق پر غالب نہیں آسکتی - پھر جا بجا انہی دو حقیقتوں کو اور مختلف ناموں سے بھی پکارا ہے اور مختلف حالتوں میں آکر انکی مختلف صورتیں بنگئی ہیں - تاہم ہر جگہ انکے ان دو قدرتی خاصوں کا دعوا اور اعلان عام موجود ہے' اور اس پر اسقدر زور دیا گیا ہے کہ دو تہائی قرآن اسی قانون بقاء حق و فناء باطل کے ذکر سے لبریز ہے - کہیں صرف صاف اور سادہ دعوا کردیا ہے' کہیں دلائل و شواہد پیش کیے ہیں' کہیں مثالوں کے پیرایہ میں سمجھایا ہے' کہیں حق و باطل کے مشہور معرکوں کی سرگذشتیں دہرائی ہیں' اور کہیں مختلف قوموں اور ملکوں کے قصص و واقعات سناکر اسکی حقیقت کو دلنشین کیا ہے - پھر کہیں اس قانون کے نفاذ کے آثار و علائم بتلاے ہیں' کہیں اسکے نتائج و ثمرات کو گنایا ہے' کہیں بتلایا ہے کہ اسکی حکومت ابتداء خلقت سے ہے اور آخر تک رہیگی' کہیں خبر دی ہے کہ دنیا کا ماضی اور مستقبل یکساں طور پر اس قانون کی صداقت کی شہادت ہے' اور کہیں نہایت شرح و بسط سے ان تمام شبہوں اور اعتراضوں کے جواب دیے ہیں' جنکو نادان و غافل انسان اس قانون کی اٹل بادشاہت پر کر بیٹھتا ہے -

پھر اس سے بھی زیادہ یہ کہ یہ قانون قرآن حکیم اور دین الہی کا ایک ایسی بنیادی حقیقت ہے جو اسکے تعلیم و ہدایت کی تمام شاخوں پر چھائی ۔

بتلایا جاتا ہے' سب کے اندر سے اسی قانون الہی کی صدائیں اٹھ رہی ہیں - قصص و واقعات ہیں تو اسی قانون کیلیے' امثال و حکم ہیں تو اسی قانون کیلیے - احکام و نواہی ہیں تو اسی قانون کیلیے - کائنات ہستی اور مظاہر فطرت کے مطالعہ کا حکم دیا جاتا ہے تو اسی کے لیے - ملکوت السماوات والارض کے تفکر و تدبر پر زور دیا جاتا ہے تو اسی کی غرض سے - غفلت اور اعراض پر تنبیہ کی گئی ہے تو اسی کی خاطر' اور تعقل و تفقہ کا حکم دیا گیا ہے تو صرف اسی کے واسطے - دنیا میں جو کچھہ ہے اور جو کچھہ ہوتا ہے' قرآن کہتا ہے کہ سب کو اسی قانون کیلیے دیکھو اور سب پر اسی کے سمجھنے کیلیے غور و فکر کرو - وہ کہتا ہے کہ اگر آسمان پر ہر طرف سے گھٹائیں امنڈ آئی ہیں اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چل رہے ہیں تو تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اس قانون کو نہیں سمجھتے ؟ اگر سمندروں میں موجیں اٹھ رہی ہیں اور بڑے بڑے جہاز ان میں تنکوں کی طرح تہہ و بالا ہو رہے ہیں تو تمہاری آنکھوں کو کیا ہوگیا ہے کہ تم اس قانون کو نہیں دیکھتے ؟ باغوں میں پھول کھلے ہیں اور کھیت شادابی سے لہلہا اٹھے ہیں' پر قرآن کہتا ہے کہ پھولوں کے اوراق میں بھی اسی قانون کو پڑھو اور کھیتوں پر سے بھی اسی لیے گذرو تاکہ خدا کے اس سب سے بڑے اور سب سے پہلے قانون کو پالو -

ہم یہاں اُن آیات کو نقل نہیں کرینگے کیونکہ انہی پر آگے چلکر بحث کرنی ہے' اور وہ نہایت کثرت سے ہیں تاہم تم قرآن کے جس حصہ پر نظر ڈالوگے اس قانون کا دعوا ہر جگہ نظر آئیگا :

و قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (۱۷ : ۸۱)	اور کہدے کہ حق آیا اور باطل نابود ہوا یقیناً اور کہ باطل صرف نابود ہونے اور کہو جانے ہی کیلیے ہے -

سورۂ یونس میں ہے :

و يحق الله الحق بكلماته و لو كره المجرمون (۱۰ : ۸۲)	اور اللہ اپنی کلمات سے حق کو حق کر دکھائیگا اگرچہ باطل پرستوں پر یہ شاق گذرے !

وہ ہر جگہ کہتا ہے :

ان الله سيبطله ' ان الله لا يصلح عمل المفسدين (۱۰ : ۸۱)	اللہ باطل کو عنقریب معدوم کردیگا - وہ فساد والوں کو کامیابی نہیں دیتا -

حضرۃ یوسف نے بھی یہی کہا تھا :

الله لا يفلح الظالمون	خدا ظلم والوں کو فلاح نہیں دیتا -

اسی سلسلہ میں وہ اور زیادہ اس چیز کو واضح کرتا ہے جبکہ کہتا ہے کہ :

ان الله لا يهدي القوم الفاسقين	خدا فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا - یعنی راہ فلاح انہیں نہیں ملتی -

اور پھر اسکے علاوہ عام طور پر انبیاء کرام علیہم السلام اور انکے تمام متبعین کی زندگی کو دیکھا جاے تو انکا ایک ایک عمل اور ایک ایک قول اسی قانون کا یقین و ظہور ہوگا - قرآن حکیم کے علاوہ جسقدر خدا کی مقدس کتابیں دنیا میں آئیں' ان سب نے بھی اسی قانون کی بادشاہت کا اعلان کیا - اخلاق میں آکر بھی ہمکو سچائی کی کامیابی اور باطل کی شکست کا یقین دلایا جاتا ہے' اور عام طور پر گو ایسے انسان کم ہیں جنکو سچائی کی فتح پر سچا یقین ہو' تاہم بولتے سب ہیں کہ کامیابی حق ہی کیلیے ہے -

پس ایک نہایت اہم اور مقدم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن حکیم اور تمام مقدس نوشتوں کے اس دعوے کی حقیقت کیا ہے ؟ اور حق کے بقاء و فتح اور باطل کے فناء و شکست کی حقیقت کیوں بطور ایک قانون کے پیش کی جاتی ہے ؟ یہ کیوں ہے کہ حق کامیاب ہو اور کیوں نہ یہ سمجھہ لیں کہ کامیابی باطل کیلیے ہے ؟

دین الہی اور قرآن حکیم نے اپنے تمام دعووں کی صداقت کی

گئی ؟ پس مان جاو اور اب بھی باز آجاو - [illegible] آزماچکے ' آؤ تقوی و راستبازی کو بھی آزمالیں - سرکشیوں کو چکھہ چکے ' آؤ اطاعت کا بھی مزہ دیکھہ لو - غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کرچکے ' آؤ اسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے [illegible] ذلتوں اور خواریوں ' ٹھوکروں اور [illegible] کے سوا کچھہ بھی ہاتھہ نہ آیا :

افلا یتوبون الی الله	پھر کیا ہے کہ اب بھی تم الله کے آگے
و یستغفرونه و الله	نہیں جھکتے اور توبہ و استغفار نہیں کرتے
غفـــور رحیـــم !	حالانکہ الله تو بڑا ہی بخشدینے والا اور
	بڑا ہی رحمت فرما ہے

* * *

تمہارے خدا نے تمہارے ساتھہ کونسی برائی کی تھی کہ تم نے اسے چھوڑ دیا ' اور اسے چھوڑ کے کونسی دولت و نعمت ہے جو تمہیں ہاتھہ آگئی ؟ خدا سے بڑھکے وہ اور کون محسن ہے جسکے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا ' اور اس سے بڑھکر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جسکی زنجیریں تمہارے پانوں میں پڑگئیں ؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تا کہ ٹھوکریں کھاؤ ' پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمہیں پیار کرے ؟ اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو الرحمن الرحیـــم سے بڑھکر اور کون ہے جسکے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو ؟ اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو رب العلمین سے بڑھکر اور کون ہے جسکے خزانوں کی لالچ نے تم کو متوالا کردیا ہے ؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو ' تو مالک یوم الدین سے بڑھکر کون ملگیا ہے جو تمہیں بدلہ دیگا ؟ فاہ ' آہ ' ثم آہ ' علی ما فرطتم فی جنب الله !

ام اتخذوا من دونه الهة ؟	پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ
قل هاتوا برهانکـــم -	دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے ؟
(۲۱ : ۲۴) -	ایسا ہی ہے تو انسے کہو کہ اپنی دلیل

پیش کریں کہ وہ کونسی حقیقت ہے جس نے انکی نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ہے ؟ [illegible] تم [illegible] اسی [illegible] بے نیاز ہوگئے [illegible] ہوگئے جبکہ طبیب مایوس ہو کر جواب دیدیگا اور عزیز و اقربا [illegible] دیکھہ کر [illegible] رہینگے ' اور تم اس وقت [illegible] پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر اسی سے راحت اور سکھہ مانگنے کی ضرورت نہوگی ؟

کلا اذا بلغـــت التراقی	ہاں ' جب وہ گھڑی آئے کہ جان تن
و قیل من راق ' و ظـــن	سے کھنچکر گردن کی ہنسلی تک
انه الفراق ' و التفـــت	آپہنچے اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ
الساق بالســـاق ' الی	اسکا علاج کرنے والا کون ہے ؟ اور بیمار
ربك یومئذ المساق '	خیال کرلے کہ اب کوچ کا وقت آگیا '
فلا صدق و لا صلی ' و	اور اسکے درد اور بے چینی کا یہ عالم ہو کہ
لـکن کـذب و تولـی -	ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر پٹکنے
(۷۵ : ۲۸) -	لگے ' سو یہ وہ وقت ہوگا کہ الله ہی کی

طـرف انسان کا کوچ ہوگا - پھر بتلاؤ کہ اس وقت اس بدبخت کا کیا حال ہوگا جس نے نہ تو کبھی خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھی اسکے آگے عبادت کیلیے جھکا ' بلکہ ہمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا ؟

* * *

ا - تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اسی لیے تاکہ تم اسکو دیکھو ' اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اسی لیے تا صرف اسی کو پیار کرو ' اگر تم کو آنسو دیے گئے تھے تو اسی لیے تاکہ صرف اسی کی یاد میں بہاؤ ' اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تھی تو اسی لیے تا اسی کے آگے جھکاؤ ' پر آہ ' تمہاری زبانیں اسکی حمد کے زمزموں سے محروم ہوگئیں ' تمہارے دل اسکی محبت کے ہونے سے اجڑ گئے ' تمہاری روحوں میں اسکی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں ' تمہارے قدم اسکی طرف بڑھنے سے بوجھل ہوگئے ' اور تمہاری آنکھوں میں اسکے عشق کے درد و غم کیلیے ایک قطرۂ اشک بھی نہ رہا - تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راست بازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں انکو نصیب ہوں ' مگر حیوانوں کی طرح چار پایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہوجانے کے سوا وہاں اور کچھہ نہیں ہوتا - حالانکہ تمہارا خدا تمہارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں ' اور اگر صرف پانوں کو کھڑا رکھنا ہی عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہسکتے : فویل للمصلین الـــذین هم عن صلاتهم ساهون (۱۰۷ : ۴) و اذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراؤن الناس و لا یذکرون الله الا قلیلا (۴ : ۱۴۲)

* * *

بہت ہوچکا ' اب بھی چھوڑ دو ' آہ ' بہت سوچکے اب بھی چونک اٹھو ' بہت گم ہوچکے اب بھی اپنے کو پالو - خدانے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھکر آجتک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی ' پھر نہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے ' اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور اپنی محبت کا تاج و تخت دیدے ' جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا ہے :

و ربك الغنی ذو الرحمة	اور تمہارا پروردگار بے پروا اور فیاض ہے -
ان یشـــاء یذهبکـــم	اگر وہ چاہیگا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا
و یستخلف من بعد کم	اور تمہارے بعد اسی دوسری جماعت
ما یشاء کما انشـــاکم	کو کھڑا کردیگا جس طرح کہ خود تم کو
من ذریة قوم آخرین -	دوسروں میں سے اسنے منتخب کیا تھا !

اگر تم کو اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ہے کہ اسے نہ چھوڑ سکے ' اور اپنی جانوں کو اسکی محبت سے بھی زیادہ پیارا سمجھتے ہو کہ انکو اسکی راہ میں نہ ڈالوگے ' اور اگر تمہارے دلوں کی آہیں ' تمہارے جگر کی تپش ' اور تمہاری آنکھوں کے آنسو اب اسکے لیے نہیں رہے ہیں بلکہ دوسروں کیلیے وقف ہوگئے ہیں ' تو یقین کرو کہ وہ بھی تمہارا محتاج نہیں ہے ' اور اسکی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے ' وہ اگر چاہیگا تو اپنے کلمۂ حق کی خدمت کیلیے درختوں کو چلا دیگا ' پہاڑوں کو متحرک کردیگا ' کنکریوں اور خاک کے ذروں کے اندر سے صدائیں اٹھنے لگینگی ' پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھی بھی کام نہ لیگا ' اور اپنے پاک کلم کی عـــزت کو انکی ناپاکی کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دیگا - اور پھر تم مانو یا نہ مانو مگر میں نے سچ سچ دیکھا کہ جب تمہارے اندر سے اسکی پکار کو جواب نہ ملا تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ہاتھوں سے اشارہ کررہا ہے :

یا ایهـــا الذین امنوا	اے مسلمانو ! تم میں سے جو شخص
من یرتد منکـــم عن	دین حق کی راہ سے پھر جائیگا سواسے
دینه فســـوف یاتی الله	یقین کرنا چاہیے کہ خدا اپنے کلمۂ حق
بقوم یحبهم و یحبـــونه	کیلیے اسکا محتاج نہیں ہے - قریب
اذلة علی المومنیـــن	ہے کہ وہ ایک قوم کو نمایاں کرے
اعزة علی الکافـــرین '	جو الله کو چاہنے والی ہوگی اور الله
یجاهـــدون فی سبیل	اسے پیار کریگا - وہ مومنوں کے آگے
الله ولا یخـــافون لومة	نہایت عاجز و نرم ہونگے پر دشمنان
لائم - ذالك فضل الله	حق کیلیے نہایت مغرور و سرکش '
یوتیه من یشـــاء و الله	الله کی راہ میں بیخوف مجاہد ہونگے '
ذو فضل عظیم -	اور کسی الزام دینے والے کے الزام کی

پروا نہ کرینگے - یہ الله کا بڑا ہی فضل ہے - جس کو چاہے چن لے - وہ بڑا ہی فضل و کرم والا ہے -

پھر اجتماعي حالت میں دیکھو تو یہي قانون نظر آتا ہے - طاقتور گھرانے اور نسلیں ضعیف گھرانوں اور نسلوں کو مقابلے میں شکست دیدیتي ہیں - قوي قومیں کمزور قوموں کو ہلاک کردیتي ہیں - جس جماعت اور قوم کے پاس طاقت ہے، وہ طاقت کے قدرتي حق کا حربہ لیکر اٹھتي ہے اور کہتي ہے کہ خدا کي زمین میرے لیے ہے، کیونکہ میں طاقتور ہوں - پس تمام کمزور قومیں اسکے دعوے کے آگے جھک جاتي ہیں اور اپني جگہ خالي کردیتي ہیں تا طاقت والي قومیں اسپر قابض ہوجائیں - یہ بھي بقاء اصلح ہے - اصلح نے غیر اصلح کو شکست دیدي، اور فطرة نے اصلح اقوام کو بقاء کیلیے چھانٹ لیا -

اسي طرح عام طور پر تمام حیوانات کو دیکھو - طاقتور اور اصلح حیوانات باقي رہتے ہیں، ضعیف و غیر اصلح مٹ جاتے ہیں یا تو وہ خود اپني جگہ خالي کردیتے ہیں، کیونکہ ضعف کا نتیجہ موت ہے - یا پھر ضعف کي وجہ سے اپنا دفاع نہیں کرسکتے اور طاقت انکو اپنا لقمہ بنا لیتي ہے - شیر بکري کو کھا لیتا ہے، بڑي مچھلي چھوٹي مچھلي کو نگل لیتي ہے - ہوا میں اڑنے والے جانور چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور بھنگوں کو ہلاک کرکے اپني غذا بنا لیتے ہیں -

نباتات کو دیکھو، جو درخت طاقتور ہوتا ہے اسي کو زمین اپني گود میں جگہ دیتي ہے اور جو کمزور ہوجاتا ہے اسکو چھانٹ دیتي ہے - وہ خشک ہوکر فنا ہوجاتا ہے - ایک ہي جگہ دو چیزیں نظر آتي ہیں - ایک بڑے تناور درخت کي جڑیں ہیں جو پھیلي ہوئي ہیں، ساتھہ ہي چھوٹے چھوٹے درختوں کے پودے پاني دے دیکر اگاے گئے ہیں - فطرة بڑے درخت کو باقي رکھنے کیلیے چھانٹ لیتي ہے - اسکے پھیلے ہوے ریشے زمین کي تمام رطوبت اور قوة نشوء کو کھینچ لیتے ہیں اور ضعیف پودوں کیلیے کچھہ باقي نہیں رہتا - وہ فنا ہوجاتے ہیں - تم ہزاروں درخت لگادو اور صدہا تخم زمین میں چھڑک دو - پھل وہي لائیگا اور زندگي و بقا اسي کو ملیگي، جو اصلح ہوگا - غیر اصلح کو زمین قبول نہ کریگي اور وہ اپني غیر اصلحیت سے اپني موت کا اعلان کردیگا -

جمادات کا بھي یہي حال ہے - البتہ انکے جمود اور ٹھوس اجزا کي وجہ سے انکے اعمال و تغیرات کي رفتار بہت ہي دھیمي ہے، اور گھڑي کے گھنٹے کي سوئیں کي حرکت کي طرح تم انکي حرکت و تغیر کو دیکھہ نہیں سکتے -

اس سے قطع نظر، دنیا میں وجود اور زندگي میں سے جو کچھہ ہے، سب بقاء اصلح کے ماتحت ہے - پھر کتنے ہي حیوانات ہیں جو زمین کي گود میں پیدا ہوے، پر اس نے انہي کو قبول کیا جو اصلح تھے - کتنے ہي انواع حیوانات کي نسلیں ہیں جو مدتوں تک زمین میں چلي پھریں، مگر باقي وہي رہیں جو اصلح تھیں - کتنے ہي درخت آگے اور طرح طرح کي سرسبزیاں زمین کي سطح پر نظر آئیں مگر جن میں ضعف و نقص پیدا ہوگیا، وہ سب کے سب چھانٹ دیے گئے، اور جو تندرست رہے، باقي رکھے گئے - جنگل میں صدہا درخت کھڑے ہیں - جو سرسبز ہیں، پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوے ہیں، وہي پالے جائینگے، انہي کي رکھوالي کي جائیگي، اور انہي کو زندہ رکھا جائیگا، مگر جو سوکھہ گئے، انکي شاخوں میں سبز پتے نہ رہے، اور وہ انکے سایے میں راحت اور آرام باقي نہ رہا، سو وہ کاٹ دیے جائینگے - انکي لکڑیاں چولھوں میں جل جل کر پکارینگي کہ دنیا میں زندگي صرف اصلح کیلیے ہے - غیر اصلح کو آگ اور سوختني کے سوا کچھہ نہ ملیگا - نظیري نیشاپوري اسي کو کہتا ہے:

تو نخل میوہ فشاں باش در حدیقۂ دہر
کہ کم درخت قوي خشک شد کہ نہ شکستند

آبنوس کے درخت کي لکڑي سے کنگھي بني اور زلف معشوق کي معطر لٹوں سے ہم کنار ہوئي، لیکن اسي کي ہم جنس لکڑیاں تھیں جو چولھے میں جل رہي تھیں، اور اسي گھر کے چولھے میں جسکے صحن باغ میں آبنوس کے شانۂ حسین سے دست حسن آرائش پا رہا تھا - غور کرو تو یہ بھي بقاء اصلح ہے - اصلح نے وہي جگہ پالي جو اصلح کیلیے تھي - غیر اصلح کو وہي جگہ ملي جو اسکے لیے قرار دیدي گئي تھي - فطرة انتخاب کرتي ہے -

اچھا، ایک گھر گر گیا اور ایک کي چھتیں استحکام و استواري کے ساتھہ قائم ہیں - تم نے کبھي سوچا کہ یہ کیا ہے؟ کیا یہي نہیں ہے کہ جو عمارت اصلح ہے اور قوي ہے، باقي رہیگي، جو غیر اصلح ہے، فنا ہوجائیگي؟

شہروں کو دیکھو، آبادیوں کو دیکھو، زمینوں کو دیکھو، نہروں کو دیکھو، کتنے ہي شہر ایک وقت میں آباد ہوتے ہیں، پر آگے چلکر چند شہروں کي آبادي بڑھتي اور قائم رہتي ہے - باقي اجڑ جاتے ہیں اور انسانوں کي جگہ زاغ و زغن کا آشیانہ بنتے ہیں - کیوں؟ اسلیے کہ قانون بقاء اصلح نافذ ہے - جو آباد رہا وہ اصلح تھا - جو اجڑ گیا وہ اصلح نہ تھا -

زمین ہر جگہ ایک ہي طرح کي زمین ہے مگر ہر زمین آباد نہیں - آباد وہي ہوتي ہے جو آبادي کے لیے اصلح ہے - تم کہتے ہو کہ اسکي ہوا اچھي ہے، اسکا پاني صحیح ہے، اسکا موسم خوشگوار ہے - الفاظ بہت سے ہوگئے مگر مطلب سبکا ایک ہي ہے - یوں کہو کہ جو زمین آباد رہنے کیلیے اصلح تھي وہ آباد رہي، جو اصلح نہ تھي آباد نہ ہوئي - اسکا اصلح نہونا دیکھہ لو - چٹیل میدان ہے، جنگل ہے، اشرف المخلوقات کي جگہ سانپوں اور کیڑوں کا مسکن ہے!

پھر یہ کیا ہے کہ ایک زمین پر کانٹے نظر آتے ہیں، اور ایک پھولوں اور سرسبزیوں سے بہشت بني ہوئي ہے؟ اسلیے کہ پہلي اصلح نہیں ہے - وہاں پھول نہیں اگتا، وہ مفسد ہے - مفسد کو یہ حق نہیں کہ پھولوں کا تاج اسکے سر پر رکھا جاے - اسکے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا جائیگا - دوسري زمین اصلح ہے - پس وہ دلفریب رنگتوں اور روح پرور عطر بیزیوں سے دلفریب بنائي جائیگي، اور حسن و خوبروئي کا باغ وہاں آراستہ ہوگا -

ایک نہر کیوں سوکھہ گئي؟ اصلح نہ تھي کیونکہ نہر بننے اور پاني کے جاري رہنے کي قوت اس سے چھن گئي - جمنا اور گنگا کیوں بہ رہي ہیں؟ اسلیے کہ اصلح ہیں - غیر اصلح نالے اور نہریں سب اسي میں آکر جذب ہوجا لینگے -

(عالم معنویات اور بقاء اصلح)

اب چند لمحوں کیلیے ایک اور دنیا میں آؤ - خیالات ہیں، افکار ہیں، علوم ہیں، ایجادات ہیں، تعلیمات ہیں، قوانین ہیں، زبانیں ہیں، اسماء ہیں، اصطلاحات ہیں، راگنیاں ہیں، ضرب المثلیں ہیں، تصنیفات اور کتب ہیں - اس قسم کي تمام چیزوں کو جن کا تم تصور کرسکتے ہو اپنے سامنے لاؤ، اور دیکھو کہ ان سب میں بھي تنازع البقاء جاري ہے - پھر انتخاب طبیعي ہے، اور بقا و عاقبت اسي کیلیے ہے جو اصلح و اوفق ہے - ہزارہا خیالات و افکار پیدا ہوتے اور پھیلتے ہیں - لیکن باقي وہي رہیگا جو اصلح ہے - صدہا علوم قائم ہوے اور صدہا ایجادات کي گئیں، مگر انتخاب طبیعي نے ثابت کردیا کہ جو علوم نافع تھے انکو عروج و اشاعة نصیب ہوئي، جو نافع اور اسلیے اصلح نہ تھے، مٹ گئے - نافع علوم کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے - چاندي سونا بنانے کي کیمیاء کا فن کتنے عرصہ سے دنیا میں پیدا ہوچکا ہے؟ اور کتنے ہي انسانوں نے اسکے لیے اپني زندگیاں وقف کردي ہیں؟ لیکن دیکھو

همیشه یهي دعوا کیا هے که کامیابي و نصرة ظاهر هوکر بتلا دیگي که حق کهاں هے اور باطل کس کے پاس هے؟

یا قوم اعملوا علی مکانتکم	اے لوگ! تم اپنی جگه کام کرو' میں
اني عامل فسوف تعلمون	بهي کام کررها هوں عنقریب جان
من له عاقبة الدار- انه	جاؤگے که انجام کار کس کیلیے هے؟
لا یفلح الظالمون-	الله کبهي ظالموں کو فلاح نهیں دیتا-

پس جب تک اس قانون کي حقیقت اور سچائي کو نه سمجهه لیا جاے' اس وقت تک کوئي انسان نه تو قرآن کو سمجهه سکتا هے اور نه دین حق کے ایمان و حقیقت میں اسکا کوئي حصه هوسکتا هے-

(قانون انتخاب طبیعي یا بقاء اصلح)

لیکن قبل اسکے که اصل بحث شروع هو' یه سمجهه لینا چاهیے که تمام عالم وجود و حیات میں "تنازع البقاء" یعني بقاء اور زندگي کے قائم رکهنے کیلیے ایک دائمي جنگ اور مقابله قائم هے' اور اسي حالت سے "انتخاب طبیعي" اور "بقاء امثل و اصلح" کي حقیقت واضح هوتي هے- یعني فطرة صحیح اور طاقتور کو بقاء اور زندگی کیلیے چهانٹ لیتي هے اور کمزور و غیر صالح کو فناء کیلیے چهوڑ دیتي هے-

دنیا میں هم دیکهتے هیں که الله تعالی نے هر وجود کے اندر اسکي طلب رکهدي هے که اپنے تئیں باقي رکهے اور هلاک هونے سے بچاے- یه بقاء کا عشق اسکي طبیعة کا خلقي عشق هے' اور اسقدر قوي هے که وه جو کچهه کرتا هے صرف اسي کے لیے کرتا هے اور اسکي تمام جد و جهد حیاة کا مبدء یهي هے-

لیکن دوسري طرف کائنات هستي کا یه حال هے که اسکا هر گوشه اور هر ذره اپنے اندر ایک خلقت و مقصد رکهتا هے اور اسکي کوئي چیز ایسي نهیں هے جو بغیر کسي وجود و مقصد کے هو- اس کا نتیجه یه هے که دنیا وجود و خلقت اور اعمال خلقت سے بالکل اٹي هوئي هے اور اس کا کوئي گوشه خالي اور بیکار نهیں هے- اسکي مثال یوں سمجهو که ایک مکان هے اور اسکے صدها کمرے هیں' مگر گهر کا کوئي کمره خالي نهیں هے- اب جب کبهي کوئي شخص گهر کے کسي کمره پر قبضه کرنا چاهیگا تو یه نهیں هوگا که وه اٹها اور ایک خالي کمره میں بس گیا' بلکه کوشش کرني پڑیگي که اسکو خالي کراے' اور جو شخص پہلے سے اسمیں موجود هے وه یا تو هٹ جاے یا مٹ جاے-

اس حالت کا قدرتي نتیجه یه نکلا که هر وجود کے بناؤ کیلیے لازمي هوگیا که کسي دوسرے وجود پر بگاڑ طاري هو' اور هر طاقت کے پیدا هونے کیلیے ضروري ٹهرا که کوئي دوسري طاقت کمزور هوجاے- پس دنیا میں هر زندگي اپنے کو باقي رکهنا چاهتي هے' اور باقي رهنے کیلیے جد و جهد کرتي اور اپني راه کو صاف کرتي هے- چونکه هر هستي یهي کر رهي اور اسي کیلیے اسکي حرکت و جهد هے' اسلیے دنیا میں بقاء کي خواهش و طلب سے کشاکش کي ایک باهمي جنگ قائم هوگئي هے- ان گنت فوجیں هیں جو باهمدگر لڑ رهي هیں' ٹکرا رهي هیں' ایک دوسرے کو پامال کر رهي هیں' اور هر فوج چاهتي هے که کامیاب و فتح مند هو- خود باقي رهے' دوسروں کو فنا کردے- حیوانات' نباتات' جمادات' بلکه تمام معنویات و معقولات میں بهي یه باهمي جنگ قائم هے' اور اس تنازع میں چونکه بقاء کیلیے فنا مستلزم اور تعمیر بغیر تخریب کے هو نهیں سکتي' لهذا ناقص چیز بگڑتي هے اور سالم وجود بنتا هے- ناقص جگه خالي کرتا هے اور سالم قابض هوجاتا هے- اسي حالت کا نام تنازع البقاء هے اور اسي سے انتخاب طبیعي قانون همارے سامنے آتا هے-

اب اس کشمکش میں کامیابي اور بقا صرف اسیکے لیے هے جس کے اندر عدل و صحت کي وه حالت پیدا هوجاے جسکا نام طاقت اور تندرستي هے- جسطرح جنگ میں طاقتور فریق فتح پاتا [illegible] اسي طرح اس جنگ میں بهي طاقت اور صحت فتح پائیگي' اور ضعف اور نقص شکست کها کر رفته رفته مٹ جائیگا- اسي سے قانون مدافعة پیدا هوتا هے- یعني اس کشمکش میں جو وجود اپنا دفاع طاقت کے ساتهه کرسکے گا اور دوسرے سے مغلوب نهوگا وهي باقي رهیگا-

یه چیز که دنیا میں طاقت اور صحت باقي رهتي هے اور ضعف و نقص فنا هو جاتا هے' بتلاتي هے که قدرت الهي نے دنیا میں زنده رهنے' باقي رهنے' نشو و نما پانے' اور غالب هونے کو صرف طاقت و صحت کا خاصه قرار دیا هے' اور اس کا یه قانون هے که وه طاقت کو منتخب کر لیتي هے تاکه وه باقي رهے اور ضعف کو چهانٹ دیتي هے تاکه وه هلاک هوجاے- پس در اصل یه فطرة کا قانون انتخاب هے- طاقت کو باقي رکهنے کیلیے الگ کر لینا اور ضعف کو هلاکت کیلیے جدا کردینا- اسي کا نام انتخاب طبیعي اور نیچرل سلکشن هے-

(بقـــاء اصلـــح و امثل)

اسي انتخاب طبیعي سے بقاء اصلح کي حقیقت واضح هوتي هے- انتخاب طبیعي کے معني یه هیں که فطرة دنیا میں صرف طاقت و صحت اور سلامتي و موفقیت کو باقي رکهتي هے- پس اس سے معلوم هوا که دنیا میں جو وجود سب سے زیاده طاقتور' تندرست' صحیح و سالم' اور نقص و خرابي سے پاک هوگا' وهي باقي رهیگا' اور جو ایسا نهیں هے وه مٹا دیا جائیگا- یهي معني بقاء اصلح کے هیں- اصلح یعني ارفق' امثل' اجود' اعدل' اسلم' اصح' اور اقوی-

اب دنیا پر نظر ڈالو اور دیکهو که دنیا کي هر خلقت اور حیات و وجود کے هر گوشه میں کس طرح قانون بقاء اصلح نافذ هے اور بغیر انقطاع و تزلزل کے کام کر رها هے؟

حیوانات میں سب سے پہلے خود انسان کو دیکهو' انفراد کي حالت میں بهي جانچو اور اجتماع کي حالت میں بهي مطالعه کرو- انسان کا جسم طرح طرح کے اعضاء داخلي و خارجي سے مرکب هے اور ان سب کے افعال هیں' خواص هیں' باهم ترتیب و امتزاج کا اعتدال هے' اور پهر اس سے قوت اور ضعف' صحت اور بیماري' نقص اور سلامتي کي مختلف حالتیں اسپر طاري هوتي رهتي هیں-

پس سب سے پہلے تو اسکے هاتهه میں شکار کا برچها' عملیات کا آله' جد و جهد کا متحرک هاتهه' اور طلب نفع و سود کا ذوق فطري' اور هجوم و دفاع کا بڑهنا اور هٹنا نظر آتا هے- وه اپنے کو باقي رکهنے اور قوي بنانے کیلیے جن جن چیزوں کا محتاج هے' ان میں سے هر چیز کو جد و جهد کرکے حاصل کرتا هے اور اپنے وجود کے بقاء کے عشق میں صدها وجودوں کو مٹا دیتا هے- وه جانوروں کو هلاک کرتا اور انکا گوشت کهاتا هے- ان جانوروں کے مقابلے میں وه اصلح هے' پس اصلح کیلیے غیر اصلح فنا هوجاتے اور اصلح اضعف کو مٹا دیتا هے- وه اپنے تمام اعمال حیات میں فوائد و قوی کو حاصل کرتا اور مضرت کو دور کرتا هے- اسکے بهي یهي معني هیں که وه باقي رهنے کیلیے اپنے کو قوي بناتا اور ضعف و اضمحلال سے بچتا هے- وه هلاکت کے هر حملے کو اپنے سے دور کرتا' انکے دور کرنے کے وسائل عمل میں لاتا' اور هر نقصان پهنچانے والے اثر کو دفع کرتا هے- یه بهي وهي طلب بقاء اور اصلح بننے کي سعي هے- اسي طرح اسکے تمام اعمال کو دیکهه جاؤ- سب کے اندر یهي چیز نظر آئیگي-

پهر اسکے بعد دیکهوگے که جب انسان کے اندر ضعف پیدا هوگیا' نقص پیدا هوگیا' فتور آگیا' اعتدال سے انحراف هوگیا' اسکے کارخانۂ جسم کا کوئي پرزا ٹوٹ گیا' زنگ آلود هوگیا' یا اور کوئي ایسي حالت طاري هوگئي جس کے بعد وه اصلح نه رها اور ضعف و نقص اس پر چها گیا' سو اسکا قدرتي نتیجه یه نکلیگا که وه هلاک هوجایگا اور باقي رهنے کے قابل نه رهیگا- فطرة اسکو چهانٹ دیگي' کیونکه وه کهتي هے که میري دنیا صرف اصلح' اسلم' اور اقوی کیلیے هے- ناقص یہاں نهیں بس سکتا-

یہ تشابہ و تماثل جنین میں اور بھی زیادہ نمایاں ہوتا ہے - انسان ' چوپاے ' اور پرندے کے جنین اپنے دور اول میں اسدرجہ متشابہ ہوتے ہیں کہ تمیز مشکل ہوتی ہے -

(مسئلۂ وحدت اصل انواع)

یہ گونہ گوں انواع و اصناف مستقل بالذات ہیں یا ایک دوسرے سے مشتق و منشعب؟ یعنی ہر نوع الگ الگ اپنا نوعی وجود و اصل رکھتی ہے یا باہم ایک دوسرے سے نکلی ہوئی ہیں؟ یہ ایک گرہ ہے جسکی کشایش سے تشابہ اور تباین دونوں عاجز ہیں -

مختلف طبقات ارضی کے درس کے لیے عرصہ سے جابجا زمینیں کھودی جارہی ہیں - اس سلسلہ میں بہت سے حیوانات کے آثار و بقایا بھی دستیاب ہوے ہیں - ان آثار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انواع مستقل بالذات نہیں ہیں بلکہ تشبیہ کی زبان میں ایک درخت کی مختلف شاخیں ہیں - یعنی ایک ہی نوع سے تمام نوعیں نکل آئی ہیں - سب سے پہلے فرانس کے چند پروفیسر یعنی علامۂ مالیہ ' لا مارک ' ایتان ' جو فرسان ' ہیلر وغیرہ نے اس وحدت اصل کے مسئلہ پر غور کیا ' اور اسکو نظریہ کی صورت میں پیش کیا - مگر شرح و بسط اور دلائل و براہین سے اسکو اسدرجہ مستحکم نہ کرسکے کہ عالم علمی میں آواز بازگشت پیدا ہوسکتا -

اس مسئلہ کیلیے ان علماء فرانس کی تحقیقات فی الحقیقت ایک دوسرا دور تھا - پہلا دور حکماء اسلام کا ہے جنہوں نے اس نظریہ کی صدا سب سے پہلے بلند کی - علامۂ ابن مسکویہ صاحب فوز الاصغر ' مصنفین رسائل اخوان الصفاء ' امام راغب اصفہانی ' مولانا روم ' حکیم سنائی ' اور عمر خیام وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنی اپنی تصنیفات میں ہیلر اور لا مارک سے [illegible] واضح کرنا چاہا -

ڈارون نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھہ میں لیا ' اور ایک طویل درس و مطالعہ ' غور و فکر ' اور کد و کاوش کے بعد اس بلند آہنگی سے اس کا صور پھونکا کہ تمام عالم علمی گونج اٹھا - یہ اس مسئلہ کا تیسرا دور ہے ' اور اسی دور میں آکر اس نظریہ نے مقبولیت حاصل کی ہے -

(قانون تنازع البقاء)

دنیا میں ایک طرف ہر شے کو اپنا وجود عزیز ہے اور اسکے حفظ و بقاء کے لیے ساعی و کوشاں ہے ' دوسری طرف بعض کا وجود بعض کے فنا کے ساتھہ وابستہ - اسلیے تمام عالم میں ایک جنگ بپا ہے ' اور ہر شے اسمیں حملہ آور یا مدافعہ کی حیثیت سے مصروف پیکار ہے - یہی جد و جہد ہے جسکو (Struggle for Existence) کہتے ہیں - اور عربی میں اسکا ترجمہ " تنازع البقاء " ہے یعنی اپنی بقاء و قیام کیلیے عالم وجود کی ہر شے ایک دوسرے سے کشمکش اور تصادم میں ہے -

جنگ کا قاعدہ ہے کہ اسمیں قوی اپنے سرپر فتح کے نشان اڑاتا ہے اور ضعیف مذلت و شکست کی خاک - اس قاعدہ عامہ کی بناء پر اس مخصوص جنگ میں بھی طاقتور سر بلند و فتحیاب ہوتا ہے ' اور کمزور پامال و مقہور - چونکہ جنگ برابر جاری رہتی ہے اسلیے نتیجۂ لازمی یعنی پامالی کی ضربیں کمزور پر برابر بڑھتی ہیں - یہ پیہم ضربیں ضعیف کے نقش ہستی کو بتدریج پامال کردیتی ہیں - یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مرقع کائنات اس سے خالی ہو جاتا ہے -

یا یوں کہو کہ بقاء و استمرار وجود ایک خلعت ہے جو صرف اسی کو ملتا ہے جسکو تمام ہمچشموں اور حریفوں پر برتری و تفوق حاصل ہو - معیار تفوق کیا ہے؟ کشاکش ہستی میں غلبہ و چیرہ دستی - پس جو شخص اسمیں بوجہ قوت کے غالب ہوتا ہے اسکو طبیعۃ (نیچر) چن لیتی ہے اور یہ خلعت بے بہا بخشدیتی ہے -

گو تعبیریں دو ہیں - مقصد و مفاد ایک ہے - یعنی بقاء قوی اور فناء ضعیف -

تعبیر کی طرح نام بھی دو ہیں - ڈارون اور اسکے پیرو اسکو انتخاب طبیعی یا (Natural Selection) کہتے ہیں ' اور پروفیسر ولز اور ہمنوایان ویلز بقاء اصلح یعنی (Survival of the Fittest)

(تشریح)

تمام اجسام موثرات خارجیہ ' موسم ' غذا ' طرز بود ماند وغیرہ سے متاثر ہوتے ہیں -

برفستان کے باشندے گورے برف کی طرح سفید ہوتے ہیں - اگر انمیں سے کوئی انسان کسی تپتے ہوے گرم ریگستان میں رہنے لگے تو اس کا رنگ خراب ہوجائیگا ' تاہم صباحت قائم رہیگی - چند نسلوں کے بعد یہ صباحت ملاحت سے بدلجائیگی - ایک زمانے کے بعد نسلیں سبزہ رنگ ہونے لگینگی - اسکے بعد پھر سیاہ فام - جن خاندانوں کے پیشرو برف کی طرح سفید تھے ' اب انکی یادگاریں بھونرے کی طرح سیاہ ہیں -

موثرات خارجیہ کی تاثیر کی یہ ایک نہایت سادہ اور عام الوقوع مثال ہے - رنگ کی طرح اعضاء کی ساخت ' قوی ' بلکہ نفس وجود تک اثر پذیر ہوتا ہے -

شیر ایک درندہ ہے - قدرتاً اسکے پنجوں میں ناخن اور دانتوں میں کچلیاں ہوتی ہیں - یہ ناخن اور کچلیاں تیز اور زود شگاف ہوتی ہیں - لیکن فرض کرو کہ شیروں کی ایک جماعت کسی

(صفحہ ١٠ کے نوٹ)

(١) انگریزی میں (Fibre) ان بال یا تاگے کی طرح باریک اور لمبے اجسام کو کہتے ہیں جن سے رگیں اور نسیج مرکب ہیں - عربی میں اسکا ترجمہ "لیف" ہے جسکی جمع الیاف آتی ہے - فائبر کے لفظی معنی " ریشہ " کے ہیں کیونکہ وہ دیکھنے میں بالکل مثل ریشے کے معلوم ہوتے ہیں - ہم نے لیف کی جگہ اردو کے ایک سبک اور سہل لفظ یعنی " ریشے " کو اصطلاح کیلیے مناسب سمجھا ' اور یہ اپنے معنی پر پوری طرح حاوی بھی ہے -

(٢) حویصلہ (جمع حویصلات) وہ مجوف چھوٹا سا جسم جسمیں کوئی خلط پائی جاے - یہی کرہ ہے جسمیں حیوانات منویہ پیدا ہوتے ہیں - انکو انگریزی میں (Vesicle) کہتے ہیں -

(٣) فن تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھہ کا ڈھیلا دو قسم کی رطوبتوں سے لبریز ہوتا ہے - اول پانی کی طرح ایک سیال رطوبت ' جسکے دو خزانے ہوتے ہیں - اور دونوں خزانوں کے درمیان ایک پردہ سا حائل ہوتا ہے - عربی میں اس رطوبت کو رطوبت مائیہ اور اس حجاب کو قزحیہ کہتے ہیں - انگریزی میں دونوں کو علی الترتیب (Aqueous humours) اور (Iris of eye) کہتے ہیں -

(٤) یہ دوسری رطوبت ہے جو منجمد اور عدسی صورت میں (عدسی صورت میں یعنی دال کی طرح) ایک آبگینی جسم میں پائی جاتی ہے - اسکو عربی میں رطوبت بلوریہ اور انگریزی میں (Vitreous humours) کہتے ہیں -

(١) پروفیسر ویلز موجودہ عہد کا مشہور حکیم طبیعی اور مذہب نشو و ارتقاء کا ایک رکن اعظم تھا - دو سال ہوے کہ اس نے انتقال کیا - اسکے حالات الہلال کی چوتھی جلد میں مفصل شائع ہوچکے ہیں -

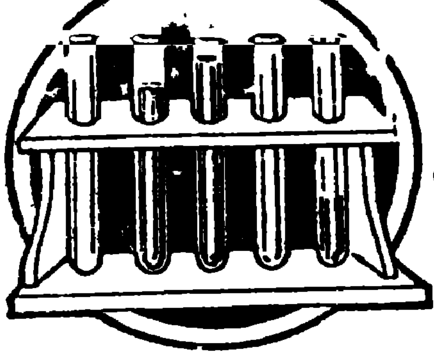

مذاکرہ علمیہ

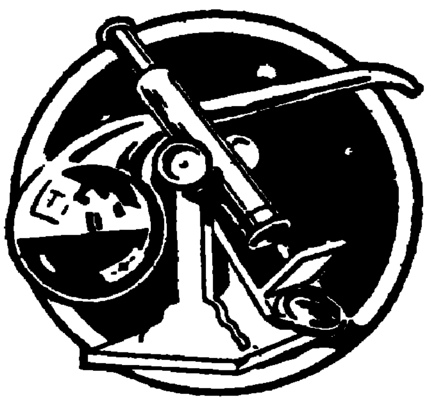

بقاء اصلح کے قانون نے کیسا فیصلہ قطعی کردیا ؟ جوتا بنانے اور لوہاری کا فن ہزاروں برس سے برابر زندہ و قائم و روز افزوں ہے ' ۔ تانبے کو سونا بنانے کا فن دنیا میں کوئی نہیں جانتا ۔ طرح طرح کی تعلیمیں انسانوں نے دیں ' طرح طرح کے قوانین بنائے ' طرح طرح کے اصول اور قواعد ٹھہرے ' مگر فطرۃ نے دائمی زمانے کے لیے انہی تعلیموں اور قانونوں کو چھانٹ لیا جو اصلح و احق تھے ' کیونکہ ان میں باہم مقابلہ ہوا ۔ مقابلے میں وہی جیتا جو اصلح تھا ۔ پس اصلح قانون کو انسانوں نے قبول کرلیا ' غیر اصلح قوانین شکست کھاکر مٹ گئے ۔

اسی طرح صدہا زبانیں قائم ہیں ' کیونکہ اصلح ہیں ' اور صدہا زبانیں پیدا ہوئیں اور چند نسل قائم رہکر مٹ گئیں ' کیونکہ اصلح نہ تھیں ۔ ایک ہی ملک میں دو زبانیں بولی جاتی ہیں ۔ ان میں تنازع البقاء شروع ہوتا ہے ۔ آخر میں طبیعۃ انتخاب کرتی ہے ' اور وہی باقی رہتی ہے جو اصلح ہے ۔ لوگ ہندوستان میں اردو اور ناگری کے لیے جھگڑتے ہیں ' حالانکہ اگر وہ اسکا فیصلہ انتخاب طبیعی کے ہاتھہ میں چھوڑ دیں تو بہتر ہے ۔ جو بولی اصلح ہوگی وہی باقی رہیگی ۔ پھر کتنی ہی کتابیں ایک ہی فن اور علم میں لکھی جاتی ہیں ' اور میدان قبولیت میں نزاع البقا شروع ہوتا ہے ۔ آخر میں اصلح باقی رہتی ہے ۔ غیر اصلح فنا ہوجاتی ہے ۔ سعدی کی گلستاں [illegible] ملا جامی کی بہارستان کے اصلح تھی ۔ وہ زندہ ہے ۔ بہارستان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں ۔ خواجہ حافظ اور سلمان ایک ہی عہد میں تھے ۔ حافظ کا کلام اصلح تھا ۔ اسکے عشق سے ہر دل معمور ہے ۔ سلمان کا کلام اسکے مقابلے میں اصلح نہ تھا ' صرف تذکروں ہی میں نام پڑھ لو ۔ ایک ہی وقت میں ایک چیز کے چند نام رکھے جاتے ہیں ' ایک ہی حقیقت کیلیے مختلف اصطلاحیں وضع کی جاتی ہیں ۔ ایک ہی حکمت کیلیے بہت سی کہاوتیں اور ضرب المثلیں نکلتی ہیں ۔ ان سب میں باقی وہی رہتی ہیں جو اصلح ہیں ۔ فطرۃ انہی تھوڑے ہی دنوں میں انتخاب طبیعی کا قانون نافذ کرکے بتلادیتی ہے کہ زندگی کی کون مستحق تھی اور کس کو مٹ جانا تھا ؟

حاصل مبحث یہ ہے کہ دنیا کی ہر شے میں قوتوں کے تصادم اور کشاکش کی ایک جنگ برپا ہے ۔ ایک دوسرے پر دوڑتی اور ایک دوسرے کو دفع کرتی ہے ۔ اسی دفع و اندفاع کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں صحت و طاقت و سلامتی باقی رہتی ہے ' اور نقص و فساد فنا ہوجاتا ہے ۔ انتخاب طبیعی اسی کا نام ہے ۔ قوۃ اور صحت ہی کو فطرۃ باقی رکھیگی ۔ اسنے کہدیا ہے کہ میں صرف اصلح و امثل کے ساتھہ ہوں ۔ انہی کی حفاظت کرونگی ' انہی کو ابھارونگی ' انہی کو آخر کی کامیابی ہوگی ' اور وہی باقی رہینگے ۔

اب جبکہ تم یہ سب کچھہ پڑھ چکے اور سن چکے ' تو میں آخر میں عربی کے دو چھوٹے جملے بولونگا جو قرآن حکیم میں ہیں ۔ ایک یہ کہ : ان الباطل کان زھوقا ۔ دوسرا یہ کہ : العاقبۃ للمتقین ۔ لیکن اتنی بڑی حکایت کے بعد ان دو جملوں کے کہنے سے کیا مقصد ہے ؟ اسکو پہلے خود سوچو ' اور پھر انتظار کرو کہ آیندہ اشاعۃ میں قانون بقاء حق کی دوسری صحبت منعقد ہو ۔

التحول الفجائی

یعنی

(MUTATION)

(۱)

(اختلاف صور انواع)

حیوان و نباتات ' دونوں کے انواع و اصناف میں امتیاز و فرق اسدرجہ نمایاں ہے کہ کبھی ایک نوع پر دوسری نوع کا شبہہ نہیں ہوتا ۔ انسان ' شیر ' گھوڑا ' ہاتھی ' یہ حیوان کی مختلف انواع ہیں ۔ اسیطرح سیب ' ناشپاتی ' نارنگی ' اور انگور ' نباتات کے مختلف اقسام ہیں ' مگر کیا کبھی کسی صحیح العقل انسان کو شیر پر انسان کا ' ہاتھی پر گھوڑے کا ' سیب پر انگور کا ' ناشپاتی پر نارنگی کا دھوکا ہوا ہے ؟

فرق باہمی کا یہ وضوح و امتیاز صرف نوعوں تک ہی محدود نہیں ہے ' بلکہ ایک ہی نوع کی مختلف اصناف میں بھی موجود ہے ۔

اس عہد تفریح و فرنگی مآبی کا محبوب ترین جانور کتا ہے ۔ آپکو معلوم ہے کہ اسکی بہت سی قسمیں ہیں ۔ بعض اتنے بڑے ہیں کہ بھیڑیے کے ہم قامت ہیں ' بعض اتنے چھوٹے ہیں کہ بلی کے ہم سر ' بعض کا سر بڑا مگر جسم مختصر ' بعض کا سر مختصر مگر جسم بڑا ' بعض کا جسم بال سے برہنہ ' اور بعض کا ہر حصہ بدن بالوں کے ایک ضخیم غلاف میں ملفوف ۔

عالم شعر و ادب کے ہر دلعزیز معشوق یعنی کبوتر کی [illegible] ہیں ۔ بعض سرخ ہیں ' بعض سفید ۔ بعض ابلق [illegible] سیاہی مائل ۔ " دم [illegible] " [illegible] ہے ' " تو " والٹر اسکاٹ " [illegible] انکی بناوٹوں کے رنگ کی طرح ان کے اجزاء کی ترکیب اور [illegible] و تناسب میں بھی اختلاف ہے ۔

(تشابہ و توحد انواع)

ایک طرف تو یہ عالم اختلاف ہے ۔ دوسری طرف ایک عالم اتحاد و اشتراک بھی موجود ہے ۔ جس طرح تمام انواع ایک دوسرے سے مختلف نظر آتی ہیں ' اسی طرح ایک لحاظ سے بالکل متحد و متشابہ بھی ہیں ۔ اور نہ صرف اصناف و اقسام میں ' بلکہ انواع کے اجزاء جوہریہ میں بھی ایک حیرت انگیز باہمی تشابہ اور یکسانیت و اشتراک نظر آتا ہے !

مثلاً انسان اور شیر کو لو ! دونوں میں جسقدر اختلاف ہے ظاہر ہے ' مگر گوش و چشم ' بینی و دہان ' زبان و دندان ' بلکہ دل و جگر ' معدہ و زہرہ ' اور گردہ و امعاء سے گذر کے انکے مایۂ خمیر یعنی رگ ' شریان ' پٹھے (۱) خویصلات (۲) تک باہم مشترک ہیں !

ایک انسان اور ایک چوہے کی لاش کو تشریح کے بعد دیکھو ! ہاتھہ پیروں کی انگلیاں ' آنکھوں کے پردے ' (۳) رطوبۃ مائیہ [illegible] (۴) غرض کہ مشکل سے کوئی ایسا جز جوہری [illegible] ایک میں ہو اور دوسرے میں [illegible]

انسان کے اندر جو کچھ ہے وہ اسکا نفس ہے - باہر جو کچھ ہے وہ افاق ہے - قران حکیم نے جا بجا اسے تنبیہ کی ہے کہ اپنے اندر بھی دیکھے اور اپنے سے باہر کو بھی سمجھے - یعنے انفس اور افاق دونوں پر تفکر کرے : وسنریہم ایاتنا فی الافاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق (۴۲ : ۵۲) عنقریب وہ اللہ کی نشانیاں افاق اور انفس میں یعنے اپنے سے باہر اور اپنے اندر دیکھینگے - یہ مشاہدہ حقیقت اصلی کو انپر کھولدیگا اور وہ پالینگے کہ بلا شبہ دین الہی کی دعوۃ حق ہے - دوسری جگہ زور دیا و فی انفسکم افلا تبصرون - تم اپنے اندر نہیں دیکھتے کہ کیا ہے ؟ اگر تم دیکھو تو تمہیں معلوم ہوجاے کہ شریعۃ الہی کوئی نئی چیز تم سے نہیں چاہتی - تمہاری فطرۃ اصلی ہی کا ظہور خالص چاہتی ہے - اسی کا نام دین قیم ہے -

(استشہاد و طریق استشہاد)

سورۂ والتین نے اسی حقیقت کو بیان کیا ہے اور اسپر شہادت پیش کی ہے - بیان بمنزلۂ دعوے کے ہے ' اور شہادت اسکی دلیل ہے - دعوا تمہیں معلوم ہوچکا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ہم نے انسان کو بہترین حالت عدل پر پیدا کیا ہے - اب دلیل کا حصہ باقی ہے ' لیکن قبل اسکے کہ دلائل پر نظر ڈالیں ' اسپر غور کرلینا چاہیے کہ اس غلطی کا اصلی سبب کیا تھا ' جسکو سورۂ والتین دور کرنا چاہتی ہے ؟

اسکا اصلی سبب اعمال انسانی کی رنگا رنگی اور بوقلمونی تھی - انسان نے جب اپنے آپکو دیکھنا چاہا تو اپنی فطرۃ کو نہ دیکھہ سکا کہ وہ محجوب و مستور ہوگئی تھی - اس نے اپنے اعمال و افعال کو دیکھا اور انکے اندر ایک عجیب متضاد اختلاف نظر آیا - اس نے دیکھا کہ نیکی اور بدی دونوں باہم دست و گریباں ہیں - اگر ایک طرف اسکے اندر نیکی و شرافت کے رقیق و لطیف جذبات نظر آتے ہیں ' تو دوسری طرف درندگی و بہیمیت کی خوفناکی بھی نظر آتی ہے - اگر وہ فرشتوں کی طرح محبت و احسان کی آنکھیں رکھتا ہے ' تو بھیڑیوں اور بچھوؤں کی طرح اسکے پاس حرص و غرض کا پنجہ اور خونریزی و سفاکی کی زہریلی ڈنک بھی ہے - اگر ایک طرف بادشاہوں کے زرنگار تخت ' اور حکموں اور فرمانروائیوں کی عظمت و کبریائی نظر آتی ہے جو انسانی عظمت و جلال کی شہادتیں دے رہی ہیں ' تو انہی کے سامنے غلاموں کی پا بزنجیر صفیں بھی دست بستہ کھڑی ہیں جو انسان کو کتے اور بلی سے بھی زیادہ حقیر ثابت کر رہی ہیں ' کیونکہ نہ تو کتے نے اپنے جیسے کتے کے آگے سر جھکایا اور نہ بلی نے کبھی بلی کو سجدہ کیا -

اس نے دیکھا کہ یہی انسان حاکم بھی ہے محکوم بھی ساجد بھی ہے مسجود بھی ' عالم بھی ہے جاہل بھی ' عاقل بھی ہے ابلہ بھی ' نیک بھی ہے بد بھی ' شہنشاہی کا تخت ' حکمرانی کا فرمان ' فتح مندی کی تلوار ' نیکی کی فرشتگی ' اور سچائی کی قدوسیت بھی رہی ہے - اور غلامی کی خاک ' محکومی کی ذلت ' مقتولی کی گردن ' بدی کی شیطنت ' اور شر کی رذالت بھی - اسکے سوا اور کوئی نہیں !

یہی انسان ہے جو رات کو دروازوں پر پاسبانی کرتا ہے تاکہ اسکے ہم جنس گھر کے اندر امن سے سوئیں ' اور یہی انسان ہے کہ دوسرے طرف سے آکر مکان میں نقب بھی لگاتا ہے تاکہ اپنے ہم جنسوں کو دکھہ اور نقصان پہنچاے - اگر عبادت گاہوں کے اندر فرشتے نہیں آتے بلکہ انسان ہی ہوتے ہیں ' تو ڈاکوؤں کے جتھوں کے اندر بھی بھیڑیے جمع نہیں ہوتے بلکہ آدم ہی کی اولاد ہوتی ہے -

پس اعمال انسانی کی اس رنگارنگی اور نور و ظلمت کے اس اختلاط کو دیکھکر وہ اس دھوکے میں پڑگیا کہ جس مخلوق کے اعمال کا یہ حال ہے ' اسکی فطرۃ کا بھی یہی حال ہوگا - اگر وہ اپنے اعمال کے اندر نیکی اور بدی اور عظمت و ذلت دونوں رکھتا ہے ' تو اسکی فطرۃ کے اندر بھی نیکی و بدی اور فوز و خسران دونوں ہونگے - اگر وہ اپنے اعمال اور نتائج اعمال کے اندر عظمت کا تخت اور ذلت کی بندگی ' دونوں جلوے دکھلاتا ہے ' تو اپنی فطرۃ کے اندر بھی طاقت و تسلط اور مقہوریت و مغلوبیت ' دونوں رکھتا ہوگا -

اس نے اعمال کو دیکھکر فطرۃ کیلیے حکم لگانا چاہا ' اور اسکے افراد کی حالت کو دیکھکر نوع کیلیے فیصلہ کردیا -

اسی غلطی نے اسکے اندر یہ عقیدہ پیدا کیاکہ ہم صرف بڑائی اور نیکی ہی کیلیے نہیں ہیں جیسا کہ بعض افراد نظر آتے ہیں ' بلکہ حقیر ہونے اور برے رہنے کیلیے بھی ہیں جسطرح کہ اکثر افراد شہادت دیتے ہیں - پس نیکی اور بڑائی دونوں کیلیے اسمیں ایک مایوس قناعت پیدا ہوگئی ' اور اس غیر صالح قناعت نے عزم اور ہمت کی پیاس کو بالکل بجھادیا - ایک غلام ساری عمر غلامی اور بندگی میں خوش خوش گذار دیتا ہے ' اور کبھی اسکے اندر یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ میں بھی ویسا ہی انسان ہوں جیسا میرا آقا ' پھر میں کیوں صرف بندگی کیلیے ہوں اور یہ کیوں آقائی کیلیے ؟ ایک محکوم قوم ویسی ہی خوشی اور سکھہ کے ساتھہ غلامی کی خاک پر لوٹتی ہے ' جسطرح ایک حاکم قوم عزت و عظمت کے تخت پر فرمانروائی کرتی ہے ' اور کبھی اسکے اندر یہ بیقراری نہیں اٹھتی کہ ہم بھی انسان ہیں ' ہمارے پاس بھی وہ سب کچھہ ہے جو ان حاکموں کے پاس ہے ' پھر ہم کیوں ذلت کیلیے ہیں اور یہ کیوں عظمت و فرمانروائی کیلیے ؟ ہزاروں مزدور ہیں جو کارخانوں میں پھرکیوں کی طرح چکر کھاتے ہیں اور اسمیں اتنے ہی خوش ہوتے ہیں جسقدر کارخانہ کا مالک - لیکن کبھی ان میں یہ تڑپ نہیں اٹھتی کہ اگر ہم بھی چاہیں تو کارخانہ کے مزدور کی جگہ کارخانے کے مالک بن سکتے ہیں ' اور یہ کیا ہے کہ ہماری ہی طرح انسان ہمارے مالک بنگئے ؟ پھر اسی طرح دیکھو کہ ہزارہا انسان ہیں جو طرح طرح کی بدیوں اور خباثتوں کی گندگیوں میں ڈوبے ہوے ہیں ' مگر کبھی نہیں سونچتے کہ نیک و پاک انسان بھی آخر ہمارے ہی طرح انسان ہیں ' یہ نہیں ہے کہ وہ نیک ہیں مگر ہم نیکی کیلیے جنبش نہیں کرسکتے ؟

ہر طرح کی مثالیں سامنے لاؤ ' اور ادنی و اعلی حالتوں کے اختلاف کے جسقدر پہلو ہوسکتے ہیں ' ان سب پر نظر ڈالو - تم پاؤگے کہ پستی و ذلت اور بدی و شرارت کی ہر زندگی کے اندر ایک باطل قناعت اور قاتل بے حسی پیدا ہوگئی ہے ' اور یہی قناعت و بے حسی قوتوں کو پامال اور انسانیۃ اعلی کی تمام بڑی سے بڑی طاقتوں کو ضائع کر رہی ہے -

اب غور کرو کہ یہ حالت کیوں پیدا ہوئی ؟ اسکا سبب بجز اسکے اور کچھہ نظر نہیں آئیگا کہ چونکہ انسان کے اعمال اور اسکے ثمرات متضاد اور مخلوط ہیں ' اور اکثر حالتوں میں پستی و ناکامی کے نمونے زیادہ ' اور عظمت و کامرانی کے امثال کم ہیں ' اسلیے ہر نامرادی کی حالت میں انسان نے نامرادوں پر نظر ڈالی ' اور ہر برائی کی زندگی میں اس نے بروں کو دیکھا - یعنی نامرادوں کو دیکھکر اپنی نامرادی پر ' گرے ہوؤں کو دیکھکر اپنی گری ہوئی حالت پر ' بروں کو دیکھکر اپنی برائیوں پر وہ ایک طرح کا استدلال کرنے لگا ' اور انسے شہادت لا کر اپنی حالت کو فطری اور لابدی سمجھنے لگا - اس غلط استشہاد نے اسکے اندر غلط قناعت پیدا کی ' اسکے احساس کو فنا کردیا ' اسکی طلب بجھہ گئی ' اور وہ اپنی ذلت و برائی کو اصلی اور شدنی چیز سمجھکر ایک بناوٹی خوشحالی میں مبتلا ہوگیا - غلام کے اندر آقا بننے کا کیوں جوش نہیں اٹھتا ؟ اسلیے کہ وہ اپنے جیسے غلاموں کو دیکھتا ہے اور

ایسے جنگل میں پہنچ جاے جہاں اسے گوشت نہ ملے تو کیا ہوگا ؟ اکثر تو مرجائینگے - کچھہ ایسے سخت جاں ہونگے کہ جي بچینگے - بھوک کي شدت انکے لیے گھانس پتوں کو گوارا کردیگي - وہ سبزي کھانا شروع کردینگے - آنے والي نسلیں اسي عالم میں آنکھہ کھولینگي، انکے لیے یہ معمولي بات ہوگي - ایک معتدبہ زمانے کے بعد تمام آلات و اعضاء سبعیت و درندگي یعني بڑے بڑے دانت، خونخوار پنجے، قوي اور ہضم کن معدہ، یہ سب کے سب بوجہ تعطیل و عدم استعمال ازکار رفتہ ہوجائینگے، اور اسکے بعد یا تو یہ نسل ضعیف ہوتے ہوتے فنا ہوجائیگي، یا باقي رہیگي مگر بالکل ایک نئے قسم کا شیر بنکر-

گوشت خور (Carnivora) جانوروں کي آنتیں چھوٹي ہوتي ہیں اور نبات خور جانوروں کي لمبي - جب اس جماعت کي کئي نسلیں نباتات خوري کے عالم میں گذرینگي تو انکي آنتیں بھي گوشت خور جانوروں کي طرح لمبي ہوجائینگي - آنتوں کي طرح وہ تمام اعضاء بھي نشو و نما پائینگے، جنکي گوشت خور زندگي میں ضرورت ہوتي ہے -

اب فرض کرو کہ اس خاندان کے چند اعضاء کسي ایسي جگہ چلے جائیں جہاں انکو غذا صرف پاني میں ملسکتي ہو تو پھر کیا ہوگا؟ سابق کي طرح یہ بھي اسي کے خوگر ہوجائینگے - اب وہ اعضاء بھي مضمحل و افسردہ ہوجائینگے جو نباتات خوري کی زندگي میں بڑھے تھے - جبکہ وہ زمین میں اپني غذا ڈھونڈھتے تھے - اور انکے بدلے اب وہ اعضاء بڑھینگے جنکي ضرورت اس تیسري زندگي میں ہوگي -

مختصراً یہ کہ جب غذا کا تغیر ایک عرصہ تک جاري رہتا ہے تو اسکے بعد اعضاء میں بھي تغیر ہو جاتا ہے -

مؤثرات خارجیہ سے اعضاء میں تغیرات کا ہونا محض امکان و احتمال یا فرض و تخمین ہي نہیں ہے، بلکہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ایک نوع کے مختلف ممالک میں رہنے والے افراد کے باہمي موازنہ کے وقت صاف نظر آ جاتا ہے، اور انکار کي گنجایش نہیں رہتي -

یہي وہ قانون طبیعۃ ہے جسکا اصطلاحي نام عربي میں مطابقت اور انگریزي میں (Adaptation) ہے -

کسي نسل کے اسلاف (پہلوں) میں مؤثرات خارجیہ سے جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں، وہ ابتداً عارضي ہوتے ہیں، مگر ساتھہ ہي آنے والي نسلوں میں برابر منتقل ہوتے رہتے ہیں - جسقدر زمانہ گزرتا جاتا ہے، اتنے ہي وہ مستحکم اور راسخ ہوتے جاتے ہیں - جب زیادہ مدت گزر جاتي ہے تو پھر یہ تغیرات اسدرجہ راسخ ہوجاتے ہیں کہ دیکھنے والے کو وہ عارضي تغیر کے بدلے جوہري و اصلي معلوم ہوتے ہیں - اور اسي بنا پر ہم کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ اصلاً مختلف انواع ہیں -

تمام اختلافات جن کو لوگ اصلي و جوہري سمجھتے ہیں انکي سراغ رساني کیجاتي ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ در اصل وہ بسیط و سادہ، اور عارضي تغیرات تھے جو مؤثرات خارجیہ کیوجہ سے پیدا ہوے تھے - پھر نسلاً بعد نسل دائمي، راسخ، مرکب، اور روز افزوں ہوتے گئے یہي چیز قانون وراثت یا (Heredity) ہے -

تنازع البقاء، انتخاب طبیعي بقاء اصلح، مطابقت، اور وراثت، یہي چار ستون ہیں جن پر نظریہ ڈارون کي عمارت قائم ہے -

تم نے محسوس کیا ہوگا کہ ڈارون اصناف و انواع کے تعدد کا سرچشمہ زیادہ تر قانون مطابقت اور قانون وراثت ہي کو بتلاتا ہے -

یہاں تک مذہب نشو و ارتقاء کا خلاصہ بطور تمہید کے بیان کیا گیا - اب ہم دوسرے نمبر میں بتلائینگے کہ "تحول انفعالي" سے مقصود کیا ہے ؟ اور کہاں تک وہ قابل رد یا قابل قبول ہے ؟

اسئلۃ و اجوبتہا

تفسیر سورۃ و التین

اقسام القران

(۲)

گذشتہ صحبت میں یہ مسئلہ ایک حد تک واضح ہو چکا ہے سورۃ والتین کا موضوع اصلي فطرۃ صادقۂ انساني کے شرف و خیریت کا اعلان ہے، اور یہ بتلاتا ہے کہ انسان نے اپني حقیقت و فطرۃ کے متعلق جسقدر مایوس فیصلہ کیے ہیں وہ سب غلط ہیں، نہ تو اللہ نے اسکي فطرۃ کو شر اور بدي کیلیے بنایا ہے اور نہ اسکي حقیقت اسقدر حقیر و ذلیل ہے کہ وہ کائنات ہستي کے ہر وجود و ظہور کے آگے جھک جاے، اور انکے کرشموں کے سامنے اپنے تئیں حقیر و لاچار سمجھہ لے - اگر وہ اپني فطرۃ صادقہ کو عمل غیر صالح سے پامال نہ کرے تو وہ دنیا میں بڑي سے بڑي عظمت حاصل کرسکتا ہے -

اس موقعہ پر اسقدر اور سمجھہ لینا چاہیے کہ انسان کا اپني فطرۃ صادقہ کي حقیقت سے بیخبر رہنا، در اصل اسکي تمام ناکامیوں کي اصلي جڑ ہے - کائنات عالم کے دائرۂ حقیقت کیلیے اسکا وجود بمنزلۂ ایک نقطۂ و مرکز کے ہے، پس جب تک انسان اپنے نفس کي حقیقت کو نہیں پائیگا، وہ تمام عالم کي حقیقت کو نہیں پا سکتا، اور حقیقت کو نہیں پا سکتا تو اپني تخلیق کي غرض و مقصد کو بھي پورا نہیں کر سکتا - سب سے پہلي چیز یہ تھي کہ وہ سمجھے کہ دنیا میں جو کچھہ ہے اسکے لیے ہے، وہ کسي کیلیے نہیں ہے - لیکن اپنے شرف و عظمت اور خیریت و حرمت کے احتجاب نے اس حقیقت تک پہنچنے نہ دیا - وہ کائنات عالم کے ادنے ادنے جلووں سے مرعوب و ہیبت زدہ ہوگیا، اور سمجھنے لگا کہ جب بجلي کي چمک مجھسے بڑي ہے، سمندر کا طوفان مجھسے زیادہ قہار ہے، شیر کا پنجہ مجھسے زیادہ قوي ہے، ہاتھي کا وجود مجھسے زیادہ عظیم ہے، حتی کہ مچھر کي ڈنک اور رینگنے والے زہریلے کیڑوں کا زہر بھي میرے لیے سخت خوفناک ہے، تو پھر میري ہستي کیا ہے اور مجھہ میں کونسي بڑائي ہو سکتي ہے ؟ اسي خیال کا نتیجہ ہے کہ ایک طرف تو اسنے اینٹ اور پتھر تک کي پوجا شروع کردي، اور دوسري طرف اپنے وجود کو اسقدر ذلیل سمجھہ لیا کہ جھکنے، گرنے، لوٹنے، پوجنے، اور بندگي کرنے کے لیے اسکے اندر ایک قوي اور دائمي استعداد پیدا ہوگئي - اس صناعي و خارجي ضلالت سے ہر قوۃ نے غیر فطري فائدہ اٹھایا، اور جب چاہا ایک ادني کرشمۂ قوت دکھلا کر اسکے جسم و دماغ کو اپنے آگے جھکا دیا -

تحقیر و تذلیل نفس انساني کي یہ انتہائي حالت اسي کا نتیجہ تھي کہ اس نے اپني فطرۃ کي خیریت کو نہ سمجھا اور ہمیشہ اسکے خلاف فیصلہ کیا - اس نے چارپایوں کو دیکھا اور سانپوں اور بھیڑیوں کي درندگي و خوفناکي پر نظر ڈالي، پھر اسي طرح اپني نسبت بھي فیصلہ کر لیا کہ اسمیں بدي اور بہیمیت کے سوا کچھہ نہیں ہے، اور اگر نیکي کا کوئي جزء ہے بھي، تو وہ بدي کے ساتھہ ممزوج و مخلوط یعنے ملا جلا ہے -

یہ تنزل انساني کي اصلي علت اور انسانیۃ اعلی اور خلقۃ کبری کي گم شدگي تھي - سورۃ والتین نے اسي کا سراغ بتلایا ہے - پس فی الحقیقت اسکا موضوع انسانیۃ اعلی کا اعلان ہے -

لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم - ثم رددناه اسفل سافلين - الا الذين آمنوا و عملو الصالحات فلهم اجر غير ممنون ' فما يكذبك بعد بالدين ا ليس الله باحكم الحاكمين -	انسان کو بہترین حالت عدل پر پیدا کیا - پھر اسکو بد سے بدتر حالت میں پھینک دیا - مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے اور عمل صالح کیے تو انکے اعمال کے نتائج صرف بہتري هي کیلیے هیں - انکے عمل صالح کا بدلہ کبھي منقطع نہوگا - همیشه پھل دیگا - پس اس حقیقت کے سمجھه لینے کے بعد کون هے جو

اعمال کے نتائج سے انکار کریگا ' اور اس بارے میں رسول کي تعلیم کو جھٹلائیگا ؟ کیا سب سے بڑا حکم کرنے والا خدا هي نہیں هے جسکے قانون جزا و سزا میں کبھي تبدیلي نہیں هو سکتي ؟

(تفصیـــل استشهـــاد)

حضرة نوح علیه السلام کے بعد دین الہي کا سلسله حضرة ابراهیم خلیل الله علیه السلام سے شروع هوتا هے ' اور ظہور اسلام اسي کا آخري مکمل ظہور هے - حضرة ابراهیم کي نسل سے بنو اسرائیل پیدا هوے جنکے احیاء کیلیے حضرة موسی کي دعوة کا ظہور هوا اور انھوں نے بنو اسرائیل کو مصریوں کي غلامي سے نکال کر عزت و خلافت کے درجه پر پہنچا دیا - انکے بعد جب بنو اسرائیل نے پھر الله کے احکام سے سرتابي کي اور اصلاح کي جگه افساد کا طریق اختیار کیا تو روز بروز تنزل و تسفل میں مبتلا هونے لگے ' پس انبیاء مجددین کا سلسله شروع هوا اور وہ یکے بعد دیگرے اصلاح کرتے رهے - لیکن سلسلۂ تنزل بھي برابر بڑھتا گیا - حتی که وراثت ارضي سے بنو اسرائیل محروم هوگئے اور انپر یکسر تباهي و بربادي طاري هوگئي - اسوقت حضرت عیسی علیه السلام کی دعوة کا ظہور هوا ' جن پر چند غریب اور فاقه مست انسان ایمان لاے ' لیکن الله نے انهي غریب مچھیروں اور فقیروں کو یه درجه دیا که انکي دعوة و تبلیغ عالم میں پھیلي ' اور تمام روم و یونان میں مسیحي مذهب پھیل گیا -

پس انسان کے اعمال عظیمه و صالحه کے ان مظاهر کے تین قریبي درجے هوے :

(۱) دین الہي کي وہ بنیاد جو بیابان حجاز میں حضرة ابراهیم و اسماعیل علیهما السلام نے ڈالي ' اور اسکي اینٹیں رکھتے هوے امة مسلمه کے ظہور کي دعا مانگي :

و اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسماعیل : ربنا تقبـــل منا انك انت السمیع العلیم ! (۲ : ۱۲۱)	اور جب حضرة ابراهیم و حضرة اسماعیل خانه کعبه کي بنیادیں رکھه رهے تھے ' تو انکي زبانوں پر یه پاک دعا جاري تھي : اے پروردگار ! همارے اس کام کو قبول کرلے - تو دعاوں کا سننے والا هے اور تو هماري نیتوں کو خوب جاننے والا هے !

الله تعالی نے اس دعا کو قبول کیا ' نسل اسماعیلي سے امة مسلمه کا ظہور هوا ' اور وہ آخري معلم رباني آگیا جس نے تعلیم کتاب و حکمت اور تربیت و تزکیۂ الہي سے جماعة مومنین پیدا کردي -

(۲) دعوة موسوي کي وہ روشني جو طور سینا پر چمکي اور وادي ایمن کے بقعه مبارکه سے " اني انا اللـه رب العـــالمیـن " کي صداء حق آئي :

فلما اتاها نودي من شاطي الـواد الایمـن في البقعـــة المبـارکـة من الشجـرة ان یا مـــوسی ! اني انا اللـــه رب العـالمین !	پس جب موسی کوہ طور کے پاس پہنچے تو وادي ایمن کے کنارے که زمین کا ایک مبارک حصه تھا ' درخت سے ندا آئي : اے موسی ! میں هوں تمام جہانوں کا پروردگار !

یہي کوہ طور تہي ' وادي ایمن کي روشني تھي جس نے بنو اسرائیل کو ظلمت تنزل و تسفل سے نجات دلائي ' اور عظمت و خلافت الہي کے درجه تک مرتفع کیا -

(۳) دعوة مسیحي کا وہ ظہور جو سلسلۂ اسرائیلي کا آخري ظہور تھا اور جو بیت المقدس کي سر زمین میں هوا :

فامنت طائفة من بني اسرائیل وکفرت طائفـة فایدنا الذین امنوا علی عدوهم فاصبحوا ظاهرین !	پس بنو اسرائیل کي ایک جماعت اسپر ایمان لائي اور ایک جماعت نے انکار کیا - مومنوں کو هم نے انکے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دي -

نتیجه یه نکلا که ایمان والوں کي کامیابي اور فتح مندي ظاهر هوگئي -

قرآن حکیم کي مخاطب جو جماعتیں تھیں ' انکي معلومات میں بھي انساني عظمت و قدوسیت کے بالاتفاق یہي تین جلوے تھے - اهل کتاب حضرة موسی اور حضرة عیسی علیه السلام کے نام لیوا تھے ' اور مشرکین مکه کا بڑا ادعائي شرف یه تھا که اپنے تئیں حضرة ابراهیم کي طرف منسوب کریں -

پس سورۂ والتین میں سعادت انساني کے انهي تین ظہوروں سے انسان کی فطرة صالحه و عظمت و شرف پر شہادت لائي گئي هے - " تین اور زیتون " سے مقصود سر زمین شام هے جہاں حضرة عیسی کا ظہور هوا اور جو تمام انبیاء مجددین اسرائیل کا مقام ظہور هے ' " طور سینین " سے اشارہ دعوة موسوي کي طرف هے جسکي تجلي کا مطلع اسي مقدس پہاڑ کا دامن تھا - " بلد امین " یعني همیشه امن میں رهنے والا گھر خانۂ کعبه هے ' اور اسمیں اشارہ حضرة ابراهیم کي دعوة موسسۂ ابراهیمیه اور اسکے نتائج کي طرف هے -

استشهاد کي ترتیب شاخ سے اصل کي طرف ' نسل سے مورث کي طرف ' فاضل سے افضل کي طرف ' اور حسن سے احسن کي طرف هے - یعني ظہور سعادت انساني کے اس سلسله میں افضل ترین بنیادي مرتبه دعوة ابراهیمي کا هے - اسکے بعد مرتبۂ قیام شریعت موسوي کا ' اسکے بعد مرتبۂ تجدید انبیاء بني اسرائیل کا عموماً اور حضرة عیسی کا خصوصاً - (علی نبینا و علیهم الصلواة و السلام) پس ترتیب جڑ سے شاخ کي طرف نہیں هے ' بلکه شاخ سے جڑ کي طرف هے اور اسمیں بالترتیب تینوں درجوں کے مراتب یکے بعد دیگرے ملحوظ رکھے گئے هیں - چونکه سب سے آخري ظہور مسیحي سب سے زیادہ قریب تھا ' اسلیے سب سے پہلے اسکا ذکر کیا گیا ' اسکے بعد اس سے اعلی مرتبه دعوة موسوي کا تھا ' پس اسکا ذکر کیا ' پھر سب سے اعلی ترین مرتبه بمنزلۂ اصل و حقیقة الحقائق کے مقام خلت کبری حضرة ابراهیم کا تھا ' پس اسپر مدارج ثلاثه ختم هوگئے -

(تین و زیتون)

" تین و زیتون " سے سر زمین شام کا مراد لینا بالکل واضح هے :

(۱) " طور سینا " اور " بلد امین " دونوں میں اشارہ اس سرزمین کي طرف کیا گیا هے جہاں ان کي دعوتوں کا ظہور هوا - پس معلوم هوا که اس سورة میں سرزمین کي طرف اشارہ کرکے اس سرزمین کي مشہور دعوة و امة کي طرف اشارہ کرنا مقصود هے - اس بنا پر " تین و زیتون " میں بھي اشارہ کسي سرزمین هي کي طرف هوگا جیسا که ما بعد کي دو شہادتوں میں هے -

(۲) دنیا کي تمام سرزمینوں میں اس وقت بھي جبکه قرآن حکیم نازل هوا ' اور اب بھي جبکه ملکوں کي طبعي پیداوار کي فہرست همارے سامنے موجود هے ' انجیر اور زیتون ایک مخصوص پیداوار سرزمین شام کي هے - جس کثرت کے ساتھه اور جسقدر اعلی درجه کي یه دونوں چیزیں وهاں هوتي هیں ' کہیں نہیں هوتیں - زیتون کا تیل شام کي عام غذا هے - گھي کي جگه عام طور پر اسي کو استعمال کرتے هیں - عیسائیوں کے بڑے بڑے

سمجهتا ہے که یه صرف میرے هي لیے نهیں ہے بلکه سب کیلیے ہے ، اور اسلیے ایک قدرتي چیز ہے جسپر صرف صبر هي کرلینا چاهیے - پس اس نے غلاموں پر نظر ڈالي اور غلاموں سے اپني غلامي پر شهادت لایا - اگر وہ غلاموں کي جگه آقاؤں کو دیکهتا اور ان سے شهادت لیتا که آخر وہ بهي تو انسان هي هیں اور اسي کرۂ ارضي کي پیٹهه پر بستے هیں ، تو فوراً اسکا احساس مردہ زندہ هوجاتا ، اور اپني فطرۃ کے شرف و خیریت کو پا لیتا - ایک مزدور کیوں اسي میں خوش ہے که آٹهه گهنٹے کي محنت کے معاوضه میں صرف ایک روٹي پاے ؟ اسلیے که وہ اپني ادنی حالت کیلیے اپنے هي جیسي ادنی حالت کے مزدوروں کو دیکهتا اور انسے استشهاد کرتا ہے ، اگر وہ انسے استشهاد کرتا جنکي وہ مزدوري کرتا ہے تو اسکے اندر بهي ولولۂ عزم و طلب پیدا هوتا - ایک بد انسان کس طرح برائي میں اپنے اندر تسکین و قناعت پیدا کرلیتا ہے ؟ اسلیے که وہ بروں هي کو دیکهتا ہے ، اور انهي سے استشهاد کر کے سمجهه لیتا ہے که انسان اسلیے بهي بنایا گیا ہے که برائي کرے جیسا که سب کررہے هیں ، اور جب سب کررہے هیں تو وهاں ایک اور سهي :

بیـا که رونق ایں کارخانه کم نشود
ز زهد همچو توئي یا به فسق همچو مني !

پس حاصل مبحث یه ہے که انسان نے فطرۃ انساني کي حقیقت و خیریت کے سمجهنے میں غلطي کي اسلیے که اس نے :

(۱) اعمال انساني کو خیر و شر اور عظمت و ذلت کا مجموعه دیکها -

(۲) پس وہ سمجها که انسان کي فطرۃ میں بهي خیر و شر اور ذلت و عظمت دونوں هیں -

(۳) اس نے اعمال کي راہ سے فطرۃ کو دیکهنا چاها اور افراد کي حالت کو دیکهکر نوع کو بهي اسي پر قیاس کر لیا -

(۴) اسي اعتقاد کا اثر اسکے تمام اعمال حیات میں پڑا - جب اس نے انساني فطرۃ کو خیر و شر کا مجموعه سمجهه لیا تو اسکے اندر شر و تسفل کي حالت میں ایک گمراہ قناعت پیدا هوگئي - وہ سمجهنے لگا که جب برائي فطرۃ هي میں ہے تو نیکي کا نهونا کوئي ایسي چیز نهیں جسپر افسوس کیا جاے ، اور جسکے لیے اچهنبا هو -

اسکي یه حالت دراصل ایک استشهاد و استدلال ہے جو وہ تمام ادني و سافل حالتوں کے افراد سے کرتا ، اور عموماً اعمال شر و تسفل کو اپنے سامنے لاتا ہے -

(سورۂ والتین کے مطالب کي ترتیب)

سورۂ والتین کا موضوع ، اور مسئلۂ خیر و شر فطرۃ کے متعلق انسان کي غلطي کے اصلي اسباب معلوم هوگئے - اب دیکهو که سورۂ والتین نے اس حقیقت کے اظهار و ثبوت کیلیے مطالب کي ترتیب کیا اختیار کي ہے ؟

(۱) اس نے دعوا کیا که انسان کي فطرۃ هم نے نیک و صالح پیدا کي ہے - وہ صرف شرف و عظمت کیلیے ہے - اسکو بهترین حالت عدل پر هم نے پیدا کیا ہے اور عدل هي خیر کي حقیقت ہے : لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم -

(۲) ساتهه هي اس نے اس غلطي کا ازاله کیا جسکي وجه سے انسان نے اپني فطرۃ کے متعلق ایسي عظیم الشان غلطي کي - اسکي بڑي غلطي یه تهي که وہ انسان کي فطرۃ کے معلوم کرنے کیلیے انسان کے اعمال کو دیکهتا ہے ، اور برے انسانوں کو دیکهکر فطرۃ کي برائي پر استشهاد کرتا ہے - پس سورۂ والتین نے انساني اعمال کي عظمت و جبروت کیلیے انسان کي عظمت و شرفا سے استشهاد کیا ، اور یه کها که تم برے هوؤں کو دیکهکر اپني فطرۃ کو کیوں گرا هوا سمجهتے هو ؟ انکو نهیں دیکهتے جو گرنے کي جگه بلند هوے ؟ یه لوگ جو فطرۃ صادقه کو قائم رکهکر بلند هوے ، وهي لوگ هیں جنکي طرف و التین و الزیتون ، و طور سینین ، و هذا البلد الامین کے تین جملوں میں اشارہ کیا گیا ہے - اور یهي وہ انعام یافتۂ الهی گروہ هیں جنکي راہ صراط مستقیم ہے اور جنکي راہ کي طلب سورہ فاتحه میں سکهلائي گئي ہے : صراط الذین انعمت علیهم انکي راہ جن پر خدا نے انعام کیا - یهي حزب الله ہے - یهي اولیاء الله هیں - یهي خیر البریه هیں ، یهي البصیر هیں ، اور یهي اصحاب الجنة هیں -

(۳) رها اعمال انساني کي بو قلموني اور خیر و شر کا سوال تو یه اسلیے نهیں ہے که انسان کي فطرۃ برائي ہے - اسکي فطرۃ تو عدل و خیر هي ہے ، البته وہ جب اسکو ضائع کردیتا ہے اور اعمال سافله میں مبتلا هوجاتا ہے تو جس طرح اسکي خلقت سب سے اعلی تهي ، اسي طرح اسکا اکتساب عمل اسکو سب سے زیادہ ادنی بهي بنا دیتا ہے - حتی که اپني حقیقت انساني کو مسخ کرکے بسا اوقات چارپایوں اور درندوں سے بهي بد تر هو جاتا ہے - تم یه حالت مسخ دیکهکر کهتے هو که یه فطرۃ ہے ، مگر نهیں سمجهتے که فطرۃ نهیں ، خارج کا کسب و عمل ہے - پس اعمال انساني میں خیر و شر اور عظمت و تسفل جو تمهیں نظر آتا ہے ، اس میں تفریق کرو - نیکي و عظمت اسکي خلقت ہے ، اور شر و تسفل اسکي ضلالت عمل اور ضیاع فطرۃ - یه اسکا عمل هي ہے جس نے اسے چارپایوں سے بهي بدتر بنا دیا ہے : ثم رددناہ اسفل سافلین - اسفل سافلین یعني ادنی سے بهي ادنی تر حالت تک گرے هوے وهي هیں جنکا نام مغضوب اور ضالین ہے - پهر حزب الشیطان ، اولیاء الطاغوۃ ، شر البریه ، الاعمی ، اور اصحاب النار بهي وهي هیں -

(۴) یه غلطي اسلیے ہے که تم الله کے قانون جزا و مکافات سے بیخبر هو - اسکا قانون ہے که هر بیج پهل لاتا ، اور اسي طرح انسان کا هر عمل ایک نتیجه پیدا کرتا ہے - زهر جب کهایا جایگا انسان مریگا ، اور معصیت جب کبهي کي جایگي عذاب آیگا - پس اعمال کے جزا هي سے تمام نتائج پیدا هوتے هیں - اگر تمهارے اعمال فطرۃ صالحه یعني دین الهي کے مطابق هیں اور تم نے اس کو ضائع نهیں کیا ہے ، تو تم اپنے فطري بڑائي اور نیکي حاصل کروگے ، اگر تم نے ضائع کردیا تو پهر تم مسخ هو جاؤگے اور تم سے برا جانور زمین کي پیٹهه پر اور کوئي نه هو گا - جانور نے اپني اصلي فطرۃ کو ضائع نهیں کیا - وہ سافل ہے - تم نے اپني فطرۃ هي کو ضائع کردیا ، پس تم سافلوں سے بهي اسفل اور بد سے بهي بدتر هو گئے !

(۵) پس جن لوگوں نے اپني فطرۃ کو عمل غیر صالح سے ضائع کردیا وہ انسانیة سے گر گئے ، مگر جنهوں نے ایمان بالله سے انکار نه کیا اور ایسے اعمال اختیار کیے جو صالح هیں اور اسلیے نور فطرۃ کو قائم رکهنے والے اور چمکانے والے هیں ، سو وہ اعلی سے اعلی مراتب انسانیة تک فائز هوے ، اور همیشه ایسا هي هوگا - اس دوسري جماعت کي بڑي خصوصیت یه ہے که انکے عمل صالح کا درخت همیشه پهل دیگا - انکے نتائج حقه کي برکتیں اور نعمتیں کبهي بهي ختم نهونگي - وہ اسفل سافلین کي حالت میں نهونگے که فنا اور هلاکت ان پر طاري هو - وہ " شجرۂ خبیثه " نهیں هیں ، " شجرۂ طیبه " هیں - لهذا فرمایا : فلهم اجر غیر ممنون !

(اصل تفسیر)

اب اصل سورۃ کي یکجا تلاوت کرو :

و التین و الزیتون ، و طور سینین و هذا البلد الامین -	انجیر اور زیتون ، طور سینا ، اور مکه معظمه شاهد هیں که بلا شبه هم نے

مختارات

خواطر فی الاسلام

تاریخ مدنیة اسلامیه کا ایک سرسري د

اردو زبان میں ابتک کوئي کتاب ایسي لکھي نہيں گئي جسمیں اختصار کے ساتھه تاریخ اسلام کے مختلف دوروں پر نظر ڈالي گئي هو' اور فلسفۂ تاریخ کے اصول پر عوامل و اسباب عروج و زوال سے بحث کي گئي هو-

عربي زبان کي جدید مطبوعات میں ایک کتاب "خواطر في الاسلام" هے جسکو عطا حسني بک نامي ایک جدید تعلیم یافته مصري نے تصنیف کیا هے - کتاب کا موضوع تقریباً وهي هے جسکي طرف سطور بالا میں اشاره کیا گیا ' البته طرز بحث و نظر زیاده دقیق اور بلند نهیں هے اور یه حال مصر کي تمام تصنیفات کا هے - یوں سمجهنا چاهیے که اپنے موضوع میں ایک ابتدائي درجه کي مگر دلچسپ کتاب هے -

پچھلے دنوں مجھے خیال هوا تها که بعجلت ممکنه اگر اسکا اردو ترجمه شائع هوجاے تو بهتر هے - چنانچه ایک اهل قلم نے میري خواهش پر اسکا ترجمه شروع کردیا اور اب قریب الختتام هے - کتاب میں بالترتیب تمام اسلامي دوروں پر نظر ڈالي گئي هے - آجکي اشاعت میں بضمن مختارات اٹھارویں فصل کا ترجمه شائع کیا جاتا هے جو خلافة راشده کے دور کیلیے بطور تمهید کے هے - آینده اشاعة میں انیسویں فصل شائع هوگي اور وهي اصل بحث اور اسلیے زیاده اهم و دلچسپ هے -

فصل هشتم

اسلامي دور اول

اسلام کا پهلا دور حروب و فتوحات کي رزمگاه هے - مسلمانوں نے جهاد في سبیل الله کے حکم عام پر عمل کیا ' اور توفیق الهي انکي حلیف تهي - اسلیے کوئي قلعه نه تها جو انکي انگلیوں کے اشاروں پر فتح نه هوا هو ' اور کوئي ملک نه تها جس نے اسلامي حرکت سیاسي کے سامنے اپني گردن نه جهکا دي هو -

اسلام وه پهلي سلطنت هے جس نے انسانوں سے انسانیة کیلیے جنگ کي ' اور اقوام عالم کو یه جتلادیا که فاتح مسلمان اپنے مغلوب دشمن پر رحم کرتے هیں - اور جب انکا مقابل تابع و فرمان بردار هو جاے ' تو وه اسکے ساتهه رحیمانه نرمي کے سلوک سے پیش آتے هیں - خواه وه لڑنے سے پہلے صرف رعب اسلام سے مرعوب هوکر اطاعت گذار هوا هو ' یا جنگ کے بعد شکست کها کر -

اس سے پہلے یه قاعده تها که جب ایک بادشاه دوسرے پر غالب آتا تو وه اپنے مقابل کو قتل کر ڈالتا یا اسکو قید کر لیتا تها - اور اسکے ساتهه اسکے ننھے بچوں اور حجله نشین شهزادیوں کو بهي وهي نقصان هوتا جو انکے بدقسمت بادشاه کا هوتا - جسطرح ش[illegible] کے زمرے گهر لوٹے جاتے ' انکي عورتوں کو بهي قید کیا جاتا ' اور بعضوں کو ظالم فاتح عموماً نه تیغ کر دیتے - یهي تباهي شاهي حرم سرا پر بهي آتي تهي - مورخوں نے بکثرت ایسے واقعات بیان کیے هیں جنکے ذکر سے همارے جسم کانپ اٹھتے هیں اور انکے سننے سے کان بہرے هوجاتے هیں - اسي طرح بعض فاتحین یهي سلوک اوس مقابل کے ساتهه کرتے جو لڑنے سے پہلے هتهیار ڈالدیتا اور مطیع و منقاد هو جاتا - نه تو اوس دشمن میں جو جنگ کے بعد زیر هوا هو اور اس میں جو بغیر جنگ کے مطیع هوگیا هو ' کوئي فرق نه تها ' اور سب کي عزت و ناموس کا خاتمه یکساں طور پر کیا جاتا - ان بیرحموں کو نه تو شهزادیوں کي عصمت دري پر رحم آتا اور نه شهزادوں کي جواني پر -

اس قسم کے واقعات سے هم کتاب کو طوالت دینا نهیں چاهتے - اگر قبل از اسلام کے زمانه پر تم نظر ڈالوگے تو وه اس قسم کے هیبتناک حوادث سے سیاه نظر آئیگا - دولت شرقیه ' حکومت رومانیه ' اور سلطنت فارس کے عهد پر غور کرو تو معلوم هوگا که اس زمانه کي تاریخ ان هولناک جنگوں کے خون سے رنگي هوئي هے جنمیں یه سلطنتیں مبتلا هوئیں - لیکن همیشه فتح کے بعد انهوں نے اپنے بدقسمت مفتوح حریفوں کو ایسي ایسي وحشت ناک سزائیں دیں که ان پر زمانه ابتک اشک ریز هے اور همیشه رهیگا -

وه مسلمان هي هیں جنهوں نے فتح کا قدم اس حالت میں آگے بڑهایا که هاتهوں میں قرآن اور سر پر لواء اسلام تها - اور اسلیے اسلامي فتوحات کا مقصد سواء اسکے کچهه نه تها که اشاعة کلمۂ عدل و حق هو ' اور انسانیة راحت تامه اور سعادت کامله سے مستفید هو - مسلمانوں نے انسانوں کو استبداد کے پنجوں سے چهڑایا ' حریت کي روح پرور هوا سے پالا ' اور غارتگر دشمنوں سے اوسکو محفوظ و مامون رکها - غرض مسلمانوں کي فتح انسانیة کي خدمت تهي - اهل عقل و صاحب سیاسة کیلیے یهي وه عقده تها جسکو اسلام نے حل کیا ' اور یهي وه روشن دلیل تهي جس نے ظاهر کردیا که دین حنیف کي وه اعجاز آفریں تاثیر کیا تهي جس نے عالم کے قلوب کو اپني طرف مائل کرلیا تها اور درشت مزاجوں کو نرم دل اور جهالت کدوں کو مدنیة آباد بنا دیا تها -

اس موقعه پر یه ضروري هے که صرف مدنیة نصرانیة سے بحث کي جاے - لهذا اسکے لیے مثالاً اوس زمانه فترة کو پیش نظر رکهنا چاهیے جو بت پرست اقوام پر غلبۂ نصارى کے بعد سے شروع هوا ' اور ظهور اسلام تک رها - یعني سنه ۳۰۶ ع سے (جبکه شاه قسطنطین نصراني هوگیا تها) سنه ۶۲۲ع تک جو نبي کریم صلی الله علیه وسلم کا سنه هجرت هے - اوسوقت شرقي سلطنت کے نصراني تاجدار یا تو مذهب کے سایه میں بر سر حکومت تهے یا خود حکومت مذهب پر سایه افگن تهي - زمانۂ فترة کي تاریخ کلیسا همکو بتاتي هے که عیسائیة اسوقت فساد کي جڑ اور انسانیة کشي کا ٹھکانا تهي جسکے حاملین کا صرف یه کام تها که بعض بعض پر لعنتوں کے تیر برسایا کریں اور قوم ضعیف کو بیرحمي و بیدردي سے قتل کر ڈالے جیسا که هم پہلے بتفصیل تحریر کر آئے هیں - مشرقي مسیحي سلطنت کي شاه مصر و فارس کي لڑائیاں جو اس قرن

مذهبي اعمال کا ابتک یه ایک مقدس جزء هے - انکے تمام مذهبي رسوم میں اسي تیل کو " مقدس تیل " کہا جاتا هے - روم کے تمام عیسائي پادشاہ جب تخت نشیں هوتے تهے تو مقدس تیل انکے سینے پر لگایا جاتا تها اور کہتے تهے که یه حضرة سلیمان کا اتباع هے - آجتک تاج پوشي کي رسم میں ایک پیالي روغن زیتون کي بهي رکهي جاتي هے - قطع نظر ان تمام خصوصیات کے اس سے تو کوئي انکار نہیں کرسکتا که تمام عرب میں یه دو چیزیں شام کي مخصوص و ممتاز پیداوار سمجهي جاتي تهیں اور اسقدر مشہور تهیں که بچه بچه جانتا تها - اشارہ کیلیے یه کافي هے -

(۳) پس جب تین و زیتون کا اشارہ بهي کسي ملک کي طرف هونا چاهیے اور وہ شام کے سوا اور کوئي نہیں هوسکتا تو پهر یه ظاهر هے که شام کا سب سے بڑا آخري ظہور حضرة عیسی کي دعوة هے اور ساتهه هي یه سر زمین تمام اسرائیلي انبیاء مجددین کے ظہور کا بهي گهر هے -

نیز چونکه اسکے بعد هي دعوة موسوي کي طرف اشارہ موجود هے اسلیے ربط بهي یهي چاهتا هے که حضرة عیسی کي دعوة کي طرف بهي اشارہ هو -

(۴) سب سے زیادہ یه که تین اور زیتون کي تفسیر کے متعلق صحابۂ کرام و تابعین عظام رضوان الله علیهم اجمعین کي جو روایات موجود هیں ان سب پر مجموعي نظر ڈالنے کے بعد یهي تفسیر مرجح ثابت هوتي هے اور قران حکیم کي سب سے زیادہ صحیح تفسیر وهي هے جو صحابه کي تفسیر سے مطابق هو که انکے علوم حامل وحي سے براہ راست ماخوذ تهے -

امام ابن جریر طبري نے تمام روایتیں جمع کردي هیں - انپر نظر ڈالو - سب سے پہلے حضرة کعب کا ایک قول سامنے آتا هے که " التیـــن مسجد دمشق و الزیتون بیت المقدس " تین مسجد دمشق هے اور زیتون بیت المقدس - پهر حضرت عبد الله ابن عباس کي نسبت سے اس قول کي شہرت ثابت هوتي هے که " الزیتـــون بیت المقدس " یعني زیتون بیت المقدس هے -

لیکن اسکے بعد بعض کبار تابعین کي تصریحات آتي هیں جنهوں نے اس امر پر زور دیا هے که " هو تینکم و زیتونکم " - یعني تین اور زیتون سے یهي انجیر اور زیتون مراد هے جو تم استعمال کرتے هو - اور کوئي چیز مقصود نہیں هے - حضرة حسن عکرمه مجاهد قتاده وغیرہ سب نے یهي کہا هے -

اب ان دونوں تفسیروں کو جمع کرو - جن صحابه سے اس قول کو شہرت هوئي که تین اور زیتون سے مراد مسجد دمشق اور بیت المقدس هے انکا مقصود یه نه تها که دمشق کي کسي عمارت کا نام تین هے اور بیت المقدس کا نام زیتون بلکه یه واضح کرنا تها که تین و زیتون میں اشارہ سر زمین شام کي طرف هے کیونکه وهاں ان دو چیزوں کي پیداوار بکثرت هوتي هے اور یه اسکے خصائص میں سے هیں - پس " زیتون یعني بیت المقدس " سے مطلب یه تها که زیتون میں اشارہ بیت المقدس کي طرف هے -

لیکن بہت سے لوگوں کو اسمیں غلطي هوئي اور انهوں نے یه سمجهه لیا که طور سینا کي طرح زیتون بهي بیت المقدس کے کسي پہاڑ کا نام هے - اور پهر طرح طرح کي مزید تاویلیں اسمیں بڑهگئیں - یه حال دیکهکر بعض اجلۂ تابعین نے غلطي دور کرنا چاها اور زور دیکر کہا که " هو تینکـــم و زیتونکـــم " تین اور زیتون کسي پہاڑ یا ملک کا نام نہیں هے - وہ یهي انجیر اور زیتون کا درخت هے جو تم استعمال کرتے هو - گویا انهوں نے واضح کیا که تین و زیتون سے اسکي جاے پیدایش مقصود هے - یه نہیں که خود اس سر زمین کا نام هي تین و زیتون هو -

چنانچه امام ابن جریر کا بهي قریب قریب یهي خیال هے - تمام روایتیں جمع کرکے لکهتے هیں :

> و الصواب من القول في ذالك عندنا من قال التین هو التین الذي یوکل و الزیتون هو الزیتون الذي یعصر منه الزیت لان ذالك هو المعروف عند العرب .... الا ان یقـــول قائل اقسم ربنا بالتین و الزیتـــون - و المراد من الکلام القسم بمنابت التین و منابت الزیتون فیکون ذالك مذهبا - (جلد ۳۰ : ۱۵۴)

> اس بارے میں همارے نزدیک ان لوگوں کا قول ٹهیک هے جنهوں نے کہا که تین وهي تین هے جو کهایا جاتا هے اور زیتون وهي درخت هے جس سے تیل نکلتا هے - کیونکه عرب میں یه معروف تها - اور اس نام کے کسي پہاڑ کو وہ نہیں جانتے تهے - هاں یه هوسکتا هے که ایک شخص کہے که الله نے تین اور زیتون کي قسم کهائي مگر مقصود اس سے تین و زیتـــون کي پیـــدایش کے مقامات کي قسم کهانا هے - سو اگر یه کہا جاے تو یه ایک مذهب هوگا -

اس سے معلوم هوا که جو لوگ تین و زیتون سے یهي پهل اور درخت مراد لیتے هیں انکو صرف اس سے انکار هے که کسي ملک یا پہاڑ کا نام تین و زیتون نہیں هے اور یه بالکل صحیح هے - لیکن اس سے وہ انکار نہیں کرتے که ان چیزوں سے ان چیزوں کي پیدایش کي سر زمین مراد نه هو -

(احســـن تقـــویم)

" احسن تقویم " میں " تقویم " ٹهیک ٹهیک بمعني تعدیل کے هے - یعني هم نے انسان کو بہترین قوام و عدل پر پیدا کیا - تعدیل خلقت میں جسم اور فطرة ظاهر و باطن سب داخل هیں - اور جن صحابه و تابعین سے " في اعدل خلق و احسن صورة " بکثرت منقول هے اور نیز جو صحابه استقامت صورت و جسم کو پیش کرکے حقیقت تعدیل خلقت کو سمجهانا چاهتے هیں ان سب کا مقصود یهي تعدیل فطرة هے اور اس بارے میں کوئي اختلاف نہیں - کسي نے کہا که انسان کا قد دیکهو کسي نے کہا جسم کا تناسب دیکهو کوئي اور آگے بڑها اور کہا که خلقت کي تعدیل معنوي پر بهي نظر ڈالو - تعدیل کا ایک بڑا نمونه انسان کا قد هے اسکي بڑي نمود اسکے متناسب اعضاء و جسم میں هے اور پهر اسکي فطرة عدل و قوام صحیح پر پیدا کي گئي هے - پس سب نے ایک هي حقیقت کو واضح کیا اور اسیکو مختلف تعبیرات سے سمجهانا چاها -

الهــــلال کی مکمل جلدیں

آخـــري فـــرصـــت

الهـــلال کي مکمل جلدیں اب بالکل ختم هوگئي هیں - صرف دو اور تین جلد کے چند مکمل نسخے باقي هیں بظاهر امید نہیں که پهر دوبارہ مجلدات الهـــلال طبع هوسکیں - اسلیے ارباب ذوق اس آخري مہلت سے فائدہ اٹهائیں اور اگر طلب هو تو دفتر سے منگوالیں - هر نسخه مجلد هے - مع فہرست مضامین تصاویر - قیمت مجلد آٹهه روپیه -

بعض جلدیں نا تمام بهي نکل سکتي هیں - یعني جن میں ایک یا دو نمبر نہیں هیں - جن حضرات کو نا تمام جلدوں کي ضرورت هو - وہ طلب فرمالیں - جتنے پرچے نہیں هیں انکي اور جلد کي قیمت وضع کرلي جائیگي -

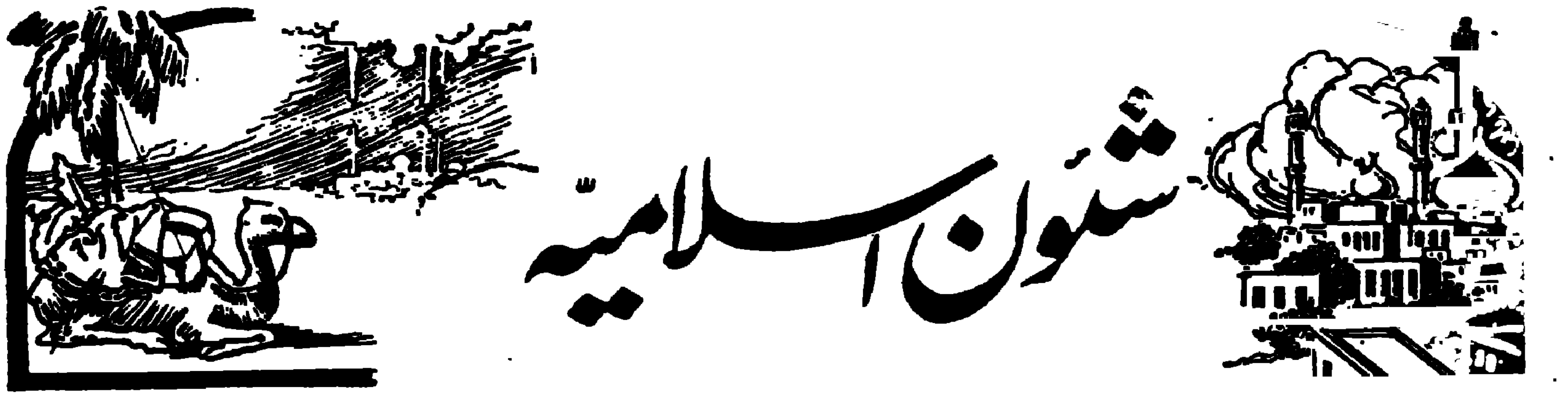

شئون اسلامیه

جو اپنے اسلاف سے سنتے چلے آے تھے - حضرة ابو بکر صدیق (رض) نے مرتدین سے جنگ کي' اور اون پر فتحیاب هوے - اسیطرح تمام جزیرہ ۃ العرب میں تعلیم قران عام هوگئي اور اوس نور الهي کي تنویر سے عرب کا کوئي کنبـــه خالي نه رها - انکي وفات کیوقت زید بن حارثه کي سیادت میں جس مهم جنگي کو جناب رسول الله صلعم نے شام کي جانب بهیجنا چاها تها' اسکو جناب صدیق اکبر نے بهي شام پر حمله آور هونیکا حکم دیا - اسکے علاوہ بلاد فارس کي جانب بهی لشکرکشي کي - یه فوج کشي حضرت ابوبکر کي ناعاقبت اندیشانه یا بلا سوچے سمجهے نه تهي' بلکه کامـــل احتیاط' کمال حسن تدبیر' اور بهترین طریقه سیاسة پر عمل میں آئي تهي' جسکي شهادت اون لشکروں کي فتوحات هیں اور اوراق تاریخ میں موجود هیں - حضرت ابو بکر صدیق نے کلام ربي نبي عربي سے پڑها تها' لهذا بایں لحاظ اونکو حکمت قرآني رس دهن مبارک سے عطا هوئی تهي جو سرچشمه حکمت و علوم حقه تها - پس صدیق اکبرکي سیاسة عظیمه اور حکمت عالیه ذرا بهي قابل تعجب نهیں -

انکے بعد عمر فاروق خلیفه ثاني کا دور آیا - اونکي قابل فخر حسن تدبیر' شهرہ آفاق سیاسة' مایۂ روزگار حکمت و تدبر' بے مثل حکمت عملي نے بهت سے با جبروت سلاطین کا نام صفحه دنیا سے محو کردیا' اور زمانه سے یه اقرار کرا لیا که اسوقت اس زمین کي سطح پر عمر فاروق کا کوئي مثل و نظیر نه تها :

مضـی الــدهــور و مــا اتیــن بمثلــه
و لقد اتی فعجــــزن عــــن نظـــرائـــه

اگر تم اِس مدنیت کے بادشاه اور حکمت و سیاست کے امام یعني فاروق اعظم کے ایام جاهلیة کے حالات پڑهوگے تو تمکو معلوم هوگا که یهي علم و حکم کا پیکر قبل از اسلام ایک ساده و معمولي بدوي وجود تها جسکي ترقي کي کائنات کل یه هے که وه مویشیوں کا تاجر هے اور اس غرض سے شام و فارس کا گاه گاه سفر کرلیتا هے - مگر اسي وجود نے جب انوار قرآني کو اپنے قلب میں جذب کیا اور رسول الله صلی الله علیه و سلم سے آداب و حکمت الهي کي تعلیم پائي تو عدل و فضل' سیاسة و ریاست' علوم و حکم کي وہ آیات بنیات ظاهر هوئیں که تمام اهل تحقیق کے نزدیک اونکي کوئي مثال نهیں ملسکتي -

یهي حالت بقیه اصحاب رسول الله صلی الله علیه و سلم کي هے که اونمیں سے هر ایک میدان حرب کا بطل' لشکر کا سپه سالار' سیاسة کا امام' اور هدایت کا آفتاب تها - چنانچه حضرت علي' ابو عبیده' سعد بن ابي وقاص' طلحه' زبیر' عباس وغیرهم رضي الله عنهم - اور اکثر صحابه مدنیة فاضله کي بلند ترین منزل میں هیں -

* * *

نسیـــم شمــــال

سراج الاخبار افغانیه و مجلة البلاغ هند

و ان کنت لا تـــدري' فتلـــک مصیبة
و ان کنت تــــدري' فالمصیبة اعظم !

بر قارئین کرام پوشیده نیست که مجلۂ الهلال و البلاغ از اغاز اشاعة الی الآن در اقتباس آرا و افکار معاصرین کرام نسبت خودش یک مسلک مخصوصي پیش گرفته' و گاهے از باب تقریظات جرائد و مجلات عصر نقل و اقتباس نه نموده - حتی که جرائد و مجلات شهیرۂ عالم اسلامي علی الخصوص روزنامه هاے آستانۂ علیه و مصر و شام مثل اقــدام و ترجمــان حقیقت و شمــال و سبیل الرشاد و المنــار و البــلاغ بیروت وغیرها از مرحمت و لطف کریمانه و حسن ظن معاصرانۂ خود شان هرچه درین باب بکرات و مرات نگارش فرمودند' علی سبیل الاشارہ هم ازان نقل و حکایت درمیان نه آمد - لا کن این اولین دفعه ست که بر خلاف مسلک قدیم خود از یک جریدۂ شهیرۂ عالم اسلامي بعض سطور را در صفحات البـلاغ اقتباس مي کنیم که بطور تقریظ البلاغ تازه نگارش یافته -

این جریدۂ جلیلۂ یگانه سراج الاخبار افغانیه ست که از دار الامارة دولة علیۂ اسلامیۂ افغانیه خلد الله تعالی شوکتها و ملکها هر هفته توزیع و نشر' و در اسم محترم خود یک یاد آوري دل افروز و یک تذکار روح پرور اسم سامي و محبوب اعلی حضرة سراج الملة و الدین را داراست' و بدین واسطه مرکز آمال و مطمح انظار و جالب قلوب تمام ملت اسلامیه مي باشد :

و مـــن مــذهبي حـــب الـــدیار لاهلهـــا
و للنـــاس فیمـــا یعشقـــون مـــذاهـــب

مدیر و محرر این جریدۂ شریفه حضرة ادیب جلیل و فاضل نحریر عالي جناب معالي آداب میرزا محمود طرزي از اجلۂ مشاهیر عصر اند که سالهاے دراز در ممالک عربیۂ اسلامیه علوم و فنون قدیمه و حدیثه را بهمه جدید اخذ و تحصیل' و باز از طلب مخصوص حضرة ملوکي طرف وطن مبارک خود عودت' و مدتها ست که پیوسته در خدمت ابناے وطن' و دعوة و تبلیغ کلمۂ حق و صدق' و نشر و توزیع علوم و فنون' و تدوین مصنفات و ادبیات نافعه' و ترتیب و تحریر جریدۂ محترمۂ سراج الاخبار افغانیه' اوقات گرامي خود را وقف نموده' و بدان واسطه در تمام عالم اسلامي بیرق شهرت و لواء عزت را بر افراشته اند - فطوبی لرجل یعیش و یموت فی قوم یعرف اقدار الرجال !

هنـگامیکه در سنه ۱۹۰۴ عودت فرماے وطن مبارک بودند و از دمشق شـــام به خاک هند وارد' این فقیر در بمبئي مقیم بود - هنوز آن لمحات گرانمایۂ وقت خود را فراموش نه کرده ام که' از صحبت و ملاقات این فاضل یگانه خوش وقت و سعادت اندوز بودم :

فترة میں هوئیں' اون نفرت آمیز حالات سے معمور هیں جو دامن مسیحیت پر سخت بدنما داغ هیں' اور همارا خیال هے که اس ظلم آلود دامن کو دیکهکر عیسائیة کی روح اب بهي کانپتي هوگي - کیونکه اوس سے انسانیة کي روح بهي سخت تلاطم میں هے - اس زمانه کے مجوسي سلاطین اور نصراني ملوک بالکل یکساں هیں - اگر کوئي مدعي امتیاز اپنے بڑے واقعات کي تلاش کریگا تو ان دونوں میں کوئي فرق نہیں بتاسکتا - جس بیرحمي کے کارنامے مجوسیوں کي تاریخ حمله آوري میں موجود هیں' وهي ظالمانه حوادث مسیحي حملوں میں بهي نظر آتے هیں -

اور اگر ایسا هوا تو اسمیں کوئي تعجب کي بات نہیں - اسلیے که نصرانیة اس دنیا کیلیے نہیں هے بلکه صرف عاقبت کیلیے هے - جیسا که خود مسیح علیه السلام نے فرمایا . " میري سلطنة اس جہان میں هے "

اِس زمانه فترة میں گذشته تمدن کے تاجدار اور علوم قدیمه کے وارث روم و فارس تهے' لیکن باوجود اس تفوق کے وہ خود همجیة و وحشت میں غرق تهے' اور وہ شرمناک حرکتیں اُن سے صادر هوتي تهیں جن سے انسانیة بیزار هے -

عرب قرن فترة میں بالکل جاهل اور عالم بدویة میں تها - اوسمیں مدنیة کي بو تک نه تهي اور تمدن کے قلم سے بهي واقف نه تها - اسي طرح وہ اُس علم و فلسفه سے بهي جاهل تها جو عجم میں پهیل چکا تها - اهل عرب کي صنعت یه تهي که وہ مویشیوں کو چراتے تهے اور چراگاهوں کیلیے لڑتے تهے - انکي تجارتي کائنات صرف یه تهي که کچهه سوداگران عرب' فارس اور شام کے بازاروں میں اپنے جانوروں کو فروخت کرکے وهانکي تهوڑي سي دولت حاصل کرلیا کرتے تهے - اور انکي مثال بعینه ایسي تهي جسطرح که آج بعض عربي سوداگر قاهره کي شاهراهوں پر کبهي کبهي جانوروں کو بیچتے نظر آجاتے هیں -

انهي بدوي عربوں نے جب ذکاوت و عقل کي منزل میں قدم رکها تو نهایت قلیل وقت میں انکي وہ حالت هوگئي جو هم کو صحابهٔ کرام کي زندگي میں نظر آتي هے - سیاست ملکي میں انکا حزم و احتیاط' تسخیر ممالک میں انکي حسن تدبیر' فتح بلاد میں انکا اسوهٔ حسنه' اور شهروں کي آبادي و زینت میں انکا ولولهٔ مدنیة اپني آپ نظیر هے -

آج تمام عالم جاپان کي ترقي سے حیرت زده هے اور اُس کے موجوده ارتقاء نے عقول عالم کو حیرت میں غرق کردیا هے - لیکن اسکي ترقي کا زمانه بهي پینتیس سال هے' اور ان اسباب کي بنا پر هے جنکو زمانه کے انقلاب نے اسوقت پیدا کردیا هے' اور انپر غور کرنیکے بعد جاپان کي ترقي میں کوئي غرابت و حیرت باقي نہیں رهتي -

انیسویں صدي میں تمدني وسائل علمي اسباب کي طرح اسقدر بکثرت موجود هیں که جلد سے جلد وہ قوم جو بدویة و توحش میں غرق هے' تمدن و علوم کا آفتاب بن سکتي هے - یورپ و امریکه میں تعلیم عام هے' مدارس کي کثرت نے هرکس و ناکس' شهري و دیهاتي کیلیے اپنے دروازے کهول رکهے هیں -

جب جاپان کي منجمد سطح متحرک هوئي اور اسکے تخت حکومت پر گذشته بیدار مغز بادشاه جلوس فرما هوا تو اس نے جوشیلے لائق جاپانیوں کا ایک لشکر عظیم مرتب کیا' اور یورپ و امریکه میں تحصیل علوم و فنون کي غرض سے اسکو بهیجا - نیز اپنے ملک میں بڑے بڑے مدارس قائم کیے' اور یورپ و امریکه کے فاضلوں کو بلاکر انکا پروفیسر مقرر کیا' ساتهه هي پارلیمنٹي حکومت کي بنیاد ڈالي - ایسي حالت میں کوئي عجیب بات نہیں اگر ایک جاهل قوم تیس سال کے اندر ایک بڑي قوي قوم بن جاے -

لیکن اگر هم عرب کي تاریخ کو پڑهیں اور اسکي جهالت سابقه کو سامنے لائیں' تو کوئي چیز بهي سواے اسلام کے ایسي نظر نہیں آتي جو اهل عرب کے اسلامي تمدن کي معاون هوتي' اور اونکو مدني و علمي ترقي کي طرف حرص دلاتي' یا عمرانیة کے جذبه کو پیدا کرتي - بلکه اسکے برعکس اونمیں ظهور اسلام سے پہلے بدویانه درشت مزاجي موجود تهي' اور جاهلانه جنگ و جدال رات دن کا مشغله تها - تربیت مویشي اونکي دین و دنیا تهي' اور حفظ نسب و بلاغة و فصاحت فطري کائنات علمي - مگر اسلام کے بعد انکي حالت میں ایک نا قابل فهم انقلاب هوگیا - دنیا کا امن و امان انهي کے ذات سے وابسته هوگیا - انهوں نے وہ علم حاصل کیا اور اوس صداقت کي پرستش کي' جس نے علم هندسه' الجبره' طبعیات' کیمیا' تاریخ وغیره تمام اون علوم سے بے نیاز کردیا جنکي ایک فاتح لشکر اور سیاسي جماعت کو سخت ضرورت هوتي هے - اسباب ظاهر کے لحاظ سے بغیر اون فنون و علوم کے فتح و نصرت اور حکومت و سیاست محال هے' مگر انهوں نے محال کو واقعه بنا دیا - وہ علم کیا تها اور وہ صداقت کونسي تهي ؟ وہ صرف قرآن اور اسکے حقائق و معارف تهے' جنکو اهل عرب نے نبي امي صلعم کي مقدس زبان سے سنا' اور اونکي مرده رگوں میں برقي قوة کیطرح وہ تعلیم کام کرگئي - وہ حقانیت کا ایک نور تها جس نے تمام عرب کو ایک هي جلوه میں بیخود کردیا' اور عرب کے بدوي و وحشي فخر روزگار هوگئے -

پس عرب کے اسلامي انقلاب کو اس نظر سے نه دیکهو که ایک نئي قوم پیدا هوگئي' بلکه اس لحاظ سے دیکهو که تمدن و حکمت کو کس چیز نے پیدا کیا ؟ گذشته متمدن قوموں نے بتدریج تمدن و علوم کو حاصل کیا اور پهر دنیا کي رزمگاه میں در آے - آج همارے سامنے جاپان هے جس نے یورپ سے تمدن و علم کو اخذ کیا اور کامیابي کے ساتهه مشهور هوگیا - مگر عربوں کے پہلے دور میں کوئي تمدني سرچشمه ایسا نہیں ملتا جس سے انهوں نے فائده اُٹهایا هو - صرف دین اسلام کا ظهور اور قرآن مجید کي تعلیم تهي جو انکو ملي - اور بغیر علوم و تمدن کو اخذ کیے هوے انهوں نے تمدن و عمران' مساوات و امن' اور تعمیر و سلام کے ایسے تیس سال پیدا کردیے جنکے نظیر نه تو دنیا کے قدیم تمدنوں میں ملتي هے اور نه جدید تمدن میں -

تمام عالم میں ایک متنفس بهي خواه وہ مسلم هو یا غیر مسلم' ایسا نظر نہیں آتا جو اس حقیقت سے انکار کرے که یه سب کچهه ثمره اونهي انوار الهیه کا نه تها' جو نبي کریم صلعم پر نازل هوے - بلکه اس صدي میں اکثر ایسے معترفین پیدا هوگئے هیں جنکو صاف صاف اقرار هے که عربستان کے نبي امي هي نے اس موجوده تمدن کي حرکت پیدا کي تهي' اور وہ اسلام هي هے جس نے دوباره مدنیة کو زنده کیا - اور اس لحاظ سے بلاشک و شبهه نبي عربي کا وجود رحمة للعالمین هے - چنانچه اکثر عقلاء فرنگ اور محققین یورپ نے یه تصریح کردي هے که اگر اسلام ظاهر نه هوتا اور بلاد معمورۂ عالم سلاطین روم و فارس کي عنایتوں کے دست نگر رهتے تو عمرانیة مٹ جاتي' شهر اجڑ جاتے' اور علوم و فنون کا لاشه کبهي کا تڑپکر ٹهنڈا هوگیا هوتا - جو شخص صفحات تاریخ پر تحقیق و تدقیق کي نظر ڈالیگا وہ اسکو ایک قول صادق اور عقیده راسخه پالیگا -

جب هم جناب ابو بکر صدیق (رض) کي طرف دیکهتے هیں جو رسول الله صلعم کے بعد خلیفه هوے' تو همکو معلوم هوتا هے که اُنهوں نے سیاست کا وہ مستحکم ستون قائم کردیا تها' جسکو مدارس سیاسیه کے بڑے بڑے ماهر بهي نہیں قائم کرسکتے - ملک راني کے بهترین اصول سے آپ واقف تهے' سطوت و سیاست کے پوشیده طریق آپ پر منکشف هوگئے تهے - حالانکه اسلام سے پہلے صدیق اکبر بهي دیگر ابناء عرب کي طرح بدویانه زندگي رکهتے تهے - پس اگر قرآن شریف نازل نه هوتا تو اهل عرب علوم و فنون' معاشرت و معاملات اور تاریخ سیاست سے بالکل جاهل رهتے - سواے اون چند روایتوں کے

انسان کي حياة صالحه

اور اسکي طبعي عمر

سلسلۂ الاصلاح والافساد کي ايک مختصر صحبت

دنيا معدوم تهي ' وجود ميں آئي ' پهر معدوم هوجائيگي ' نباتات ' حيوانات ' معدنيات ' کا وجود صفحۂ هستي پر نه تها ' خدا نے ان کو پيدا کيا ' اور وهي ايک دن ان کو موت بهي ديگا ' دنيا کے نشيب و فراز مٹ جائينگے ' اور خدا اور خدا کے فرشتے ايک هموار ميدان ميں کهڑے هوکر انسان کے اعمال فاسده و صالحه کا جائزه لينگے :

کلا اذا دکت الارض دکا	جب زمين جوڑ جوڑ کردي جائيگي '
دکا و جاء ربک و الملک	اور تمهارا پروردگار اور اسکے فرشتوں کے
صفا صفا (فجر : ۲۲)	پرے کے پرے آ جائينگے -

اعمال صالحه و اخلاق فاضله کے قائم رکهنے کيليے ذوق فطري ديا گيا ' پيمانه عام قائم کيا گيا ' خير و شر کي حد بندي کردي - ليکن کيا تمهارے اعمال اس قانون الهي سے آزاد هيں ؟ نهيں ' تمهارے اعمال ' تمهارے اخلاق ' تمهارے فضائل بهي دنيا کي اور چيزوں کي طرح معدوم تهے - قوت صالحه نے انکو پيدا کيا ' مگر وقت و مکان کے لحاظ سے ان ميں بهي ايک سلسلۂ وجود و عدم جاري هے -

جسطرح دنيا کي ايک عمر هے ' اشخاص کي ايک محدود زندگي هے ' اقوام کے موت و حيات کي ايک مدت هے - يهي حال تمهارے فضائل و مناقب کا بهي هے - حضرة آدم کا سلسله نسب قيامت تک قائم رهيگا مگر بني آدم کا حسب چار پشتوں سے زياده نهيں چل سکتا - ايک شخص جد و جهد کرکے فضائل کا اکتساب کرتا هے ' علوم سيکهتا هے ' حکومت کي بنياد ڈالتا هے - مذهب کا سنگ بنياد رکهتا هے ' اوسکا بچه اس جد و جهد کا ذکر اوسکي زبان سے سنتا هے ' اوسکے اعمال کو ديکهتا هے - باپ مرجاتا هے ' اور وه اونهي طريقوں پر عمل کرتا هے جن پر باپ نے عمل کرکے يه بنياد قائم کي تهي ' ليکن ديوار ميں ذرا سا شگاف هوجاتا هے ' کيونکه باپ حصول محاسن کا موجد تها ' يه مقلد هے ' اور مقلد و مجتهد کا فرق ظاهر هے - دو پشت اسطرح گذر جاتي هے اور شرف خانداني قائم رهتا هے - تيسري پشت شروع هوتي هے ' اور يه سلسلۂ خاندان صرف آبا و اجداد کي سني سنائي باتوں کي تقليد کرتا هے ' اسليے شگاف ميں اور زياده وسعت پيدا هوجاتي هے - پهر چوتهي پشت شروع هوتي هے ' اور مغرور انسان آباء و اجداد کے فضائل اور جد و جهد کا مرقع زريں ديکهتا هے اور يقين کرليتا هے که اب يه وراثت دائمي هے ' جد و جهد اور عمل حق کي کوئي ضرورت نهيں - جب قلعه مستحکم هوگيا تو پهر فوج کي کيا حاجت هے ؟ پس وه هاتهه پانوں توڑ کے بيٹهه جاتا هے ' يه حال ديکهکر محرکات و وسائل عمل بهي اسکو چهوڑ ديتے هيں اور کسي دوسرے خاندان کا هاتهه پکڑ ليتے هيں - وه خاندان ان آلات و اسلحه کو ليکر اوٹهتا هے ' اور قلعه فتح کرليتا هے - ديوار دهم سے گر پڑتي هے ' اور چار پشت کے بعد اعمال صالحه کا گهرانا عموماً دوسري جگهه منتقل هوجاتا هے -

اگرچه بهت سے خاندانوں کا شرف اس سے زياده مدت تک قائم رهتا هے ' اور بهت سے خاندان اس سے پهلے بهي برباد هو جاتے هيں ' ليکن معلوم هوتا هے که اعمال صالحه کي متوسط عمر يهي هے - قرآن حکيم اور حديث و تاريخ سے بهي اسکي تائيد هوتي هے :

ليس على الذين آمنوا	جو لوگ ايمان لائے اور عمل صالح کيا '
و عملوا الصالحات جناح	اونپر کوئي گناه اوس چيز کيليے نهيں هے
فيما طعموا اذا ما اتقوا	جسکو اونهوں نے کهايا ' جبکه تقوى
و آمنوا و عملوا الصالحات	اختيار کيا ' ايمان لائے ' اور عمل
ثم اتقوا و آمنوا ثم اتقوا	صالح کيا ' پهر تقوى اختيار کيا اور
و احسنوا و الله	ايمان لائے ' پهر تقوى اختيار کيا اور
يحب المحسنين -	احسان کيا ' اور خدا احسان کرنے
(مائده : ۹۳)	والوں کو دوست رکهتا هے -

ايمان و عمل صالح کے بعد ايک درجه قائم هوگيا ' اسکے بعد خدا نے تين بار تقوى و ايمان و احسان کي هدايت کي ' اسليے يه چاروں درجے مکمل هوگئے - چوتهے درجه پر احسان کا حکم ديا که عمل صالح کي تکميل احسان هي هے -

خدا نے اگرچه ان مراتب اربعه کو چند متعين اشخاص کے ساتهه محدود کرديا هے ' ليکن يه قرآن حکيم کا عام انداز هے که باپ کے اعمال کو اولاد کي طرف منسوب کر ديتا هے ' اسکے بعد کے تينوں مراتب نيچے کي پشتوں کے ساتهه تعلق رکهتے هيں - حديث شريف ميں آنحضرت نے حضرت يوسف عليه السلام کے مناقب کا ذکر ان الفاظ ميں فرمايا هے :

انما الکريم ' ابن الکريم '	شريف ' شريف کا بيٹا ' شريف کا
ابن الکريم ' ابن الکريم	بيٹا ' شريف کا بيٹا ' يوسف بن
يوسف بن يعقوب -	يعقوب هے -

يعني آپ نے کرم کا انحصار چار پشتوں ميں کيا ' جسکا مقصد يه هے که حضرت يوسف کے خاندان نے شرافت کي کامل مدت کو پورا کرليا ' اور يهي چار پشتوں کي مدت اوسکي آخري سرحد هے -

ايک بار نوشيروان نے نعمان سے کها " کيا عرب ميں کوئي قبيله سب سے ممتاز هے ؟ " اوس نے کها هاں ! نوشيروان نے وجه فضيلت پوچهي - نعمان نے جواب ديا : جس خاندان ميں تين سردار متصل هوتے چلے آئيں ' پهر چوتهے کي باري آے ' تو تمام قبيلے ميں وه خاندان ممتاز خيال کيا جاتا هے - نوشيروان نے اس خاندان کو طلب کيا تو آل حذيفه بن بدر الفزاري نے شرافت کي يه آخري سند پيش کي - اگر سلاطين عالم کے خاندانوں پر نگاه غائر ڈالي جاے تو وه بهي اسکي تائيد کرينگے ' اور خلافت راشده کا دور تو اسکي واضح مثال هے :

خير القرون قرني ثم الذين	بهترين زمانه ميرا زمانه هے پهر وه
يلونهم ثم الذين يلونهم -	لوگ جو اسکے بعد آئينگے پهر وه
	جو اس کے بعد -

آنحضرت صلى الله عليه و سلم نے چوتهے دور کا ذکر نهيں کيا که فتنه و فساد کا زمانه قابل ذکر نهيں -

عموماً اقوام کي عمر ' اشخاص سے زياده ممتد هوتي هے - يهي حال اخلاق و فضائل کا بهي هے - اشخاص اور اشخاص کے ساتهه اونکے محاسن زندگي بهي چلے جاتے هيں ' ليکن قوم باقي رهتي هے ' اور اوسکے ساتهه اوسکي اخلاقي روح بهي قائم رهتي هے - پس اگر هم اپني اخلاقي زندگي کو ترقي دينا چاهتے هيں ' تو همکو اپنے تمام اعمال صالحه کو جمهوريت کے قالب ميں ڈهال دينا چاهيے - اسلام کے قالب ميں فطرتاً يه روح موجود تهي ' اسليے اوسکے تمام قواے طبعي ايک مرکز پر جمع هوکر جسم کو حرکت ديتے تهے ' ليکن امتداد زمانه نے اس مرکز کو اپني جگه سے هٹا ديا ' اسليے شخصيت نے جمهوريت کي جگه لےلي اور خلافت نے حکومت کي صورت اختيار کرلي ' جب تک بدن ميں قوت تهي مرض کے نتائج علانيه محسوس نهيں هوے ' ليکن جب جسم کي قوت ميں اضمحلال پيدا هوا تو دفعتاً ظاهر هوگئے - دنيا نے ديکهه ليا که مرض نے رطوبت غريزي کو خشک کرديا هے ' اور حرارة اصليه کا چراغ بجهه گيا ' اوسوقت خدا کا فرشته پکارا - ظهر الفساد في البر و البحر بما کسبت ايدي الناس - رطوبت اگرچه خشک هوگئي هے ' حرارت اگرچه بجهه گئي هے ' مگر جسم باقي هے ' اور وه پهر اسي معجون مرکب سے توانائي حاصل کرسکتا هے -

تذکرت ایاما مضت و لیالیا
خلت ، فجری من ذکرهن دموعي
الا ، هل لنا یوما من الدهر عودة
و هل لي الی وقت الوصال رجوع ؟
و هل بعد اعراض الحبیب تو صل
و هل لبدور قد افلن طلوع ؟

اما معلوم نیست که آن طرف چه طور ست ؟

ایکه هرگز فرامشت نه کنم
هیچت از بنده یاد مي آید ؟

بلکه باید گفت :

بهر تو شنیده‌ام سخن ها
شاید که تو هم شنیده باشي !

همین تذکرهٔ و یادآوري یک صحبت رفتهٔ قدیم بود که از مطالعه تقریظ البلاغ با جگرے پر از خون و دلے پر از اضطراب تازه گشت ، و یک تقریب مخاطبة و معاتبۀ صدیق قدیم انگاشته بے اختیار این چند کلمات از خامه حسرت نگار تراوش یافته - و الآن یضیق صدری ولا ینطلق لساني:

و من بعد هذا مایدق بیانه
و ماکتمه احظی لدیه و اجمل

انما اشکوا بثی و حزني الی الله و اعلم من الله ما لا تعلمون !

و ان کنت لا تدری فتلك مصیبة
و ان کنت تدری ، فالمصیبة اعظم !

وهو الذي ینزل الغیث من بعد ما قنطوا ، و ینشر رحمته ، و هو الولي الحمید !

* * *

معاصر محترم ممدوح در شمارهٔ ۱۰ ماه روان به عنوان تقریظ مي نگارد :

(البلاغ)

" البلاغ " نام یک رسالهٔ فواید اسالهٔ اسلامیه است که در تحت ریاست تحریري ادیب فاضل ، و لبیب کامل ، وطن پرور غیور ، و لفاظ فصیح و بلیغ مشهور هند ، جناب مولانا ابو الکلام صاحب آزاد در هر پانزده روز یک بار بکمال زینت و زیبائي اشاعت و انتشار مي یابد - مسلك و مقصد اعظم این رسالهٔ بلاغت توام از نام نامي این روز نامهٔ گرامي بخوبي ظاهر و آشکار ست - چنانچه علاوه بر معاني که ازان مراد و مفاد یگانهٔ تبلیغ احکام اسلام و ترغیب به حفظ و ترتیب قوانین منیف شرع شریف حضرت خیرالانام علیه السلام اخذ و استنباط میشود ، مطلب و مقصد فصاحت و بلاغت آن نیز مفهوم و معلوم میگردد - طرز تحریر و شیوهٔ تقریر این جرید فریده خیلی مرغوب و پسندیده است - چنانچه اصل هر واقعه و هر بحث و بیان را از آیات بینات قرآن عظیم الشان اخذ و استناد مي نماید -

جناب مولنای موصوف در خصوص رنگیني عبارات ، و سنگیني کلمات ، و متانت الفاظ و لغاتی که در حین تقریر و اثنای تحریر خود شان بی تکلفانه استعمال مي فرمایند ، در همگنان معروف ، و در خلق و ایجاد مضامین جید و عناوین جدید طبع عالي شان به حیثیت یک موجد و مخترع در عالم اسلامي تسلیم میشود -

قبل ازین " الهلال " نام یک رسالهٔ معتبر دیگری که طرز تحریر و نهج تقریر و وضع تقطیع و ترکیب آنرا رسالهٔ مقدس ازالهٔ " البلاغ " عیناً پیروي و تعقیب میکند ، نیز در تحت مدیریة جناب فاضل مشارالیه در عرصهٔ ادبیات رونق افزاي عالم مطبوعات مي گردید ، ولی پیش از مدت ده ماه بنا بر بعض اشکالات مالی و اشغالات کثیرهٔ مدیر عرفان تخمیر خود به توقیف و تعطیل مجبور شد - و درینقدر مدت مدید شایقان دیدار و عاشقان گفتار خود را در انتظار مي داشت - تا بتاریخ اول محرم سنه ۱۳۳۴ در عوض آن شمارهٔ نخستین رسالهٔ " البلاغ " الغرا در معرض طبع و انتشار آمده ، عالم علم و ادب را یک رونق تازه و یک طراوت بی اندازه بخشید - و بدینصورت قلوب همهٔ هواخواهان و جمیع مشترکین " الهلال " را به چهرهٔ ملاحت شهرهٔ خود حظ و سرور فوق العادة عطا فرموده ، بنظافتهای صوري و لطافتهای معنوي خود گرویده و مجلوب ساخت - و درین خصوص ذات جناب مولانا ابو الکلام خیلی شایان تمجید و تحسین میباشد - علاوه بر اخلاق حمیده و اوصاف پسندیدهٔ مانند حب دین و وطن و جوش اسلامي که مولانا و بعضي از امثال شانرا در قطعهٔ هندوستان به آن شهرت حاصل است ، صفت اعجاز کلامي و فصاحت و بلاغت بیاني و عبور علوم دینیه تنها از صفات ممتاز و مخصوصیتی است که حق سبحانه تعالی خاص به ایشان عطا فرموده و ادبیات زبان اُردو را به آن عروج و ترقی داده است - انسان اگر مجلدات " الهلال " را در زیر نظر دقت و مطالعه بگیرد ، بے شبهه در مقابل جدت تحریر و تقریر و جیادت مفهوم و معناي آن محو و حیران خواهد ماند - و از آنجا قوت سحر نگاري و جادو زباني صاحب و مدیر انرا اندازه و تخمین خواهد توانست - حقیقتاً جناب مولانا در مسلک خود یک شیوهٔ احسن و یک اصول بسیار مستحسنی را که نظیر آن کمتر یافته میشود از پیش گرفته تعقیب مي کند -

رسالهٔ مصورهٔ " البلاغ " بلحاظ صورت و معنی از جراید برگزیده و ممتاز اُردو زبان قطعهٔ وسیعهٔ هندوستان است ، و هیچ اخبارے نیست که بقواعد مخصوصه و اصول موضوعهٔ وے که براے خود اخذ و انتخاب نموده ، دعوی همسري نماید - در لطافت و پاکیزگي خود یگانهٔ جریدهٔ است که در همهٔ هندوستان بطبع میرسد - یکی از خصوصیات لازمهٔ آن اینست که بحروف " تایپ " و تصاویر بسیار زیبا و مهمي مطبوع و مزین مي گردد - قیمت سالیانه آن تنها ۱۲ روپیه انگلیزي و شش ماهۀ آن ۶ روپیه و ۱۲ - آنه میباشد ، و حجمش هم گاهي از ۲۴ صحیفه کمتر نمیشود - مجلدات رسالهٔ مصورهٔ " الهلال " که قبل ازین اشاعت مي یافت ، نیز هر یک به قیمت ۷ روپیه انگلیزي در ادارهٔ علیهٔ " البلاغ " در کلکته بفروش میرسد که همهٔ آنها به اعتبار صفائي تصاویر کثیره و استفادهٔ ارباب ذوق شایان مطالعه و لازم خریدنست - ما همهٔ اهالي وطن عزیز خود را که بزبان اُردو کم و بیشی آشنائي دارند و یک شوق و لذت علمي را مالک باشند ، به اشترای مجلدات " الهلال " و اشتراک رسالهٔ " البلاغ " ترغیب و تحریض داده مي گوییم که مطالعهٔ این چنین آثار مفیده براے ایشان باعث بسی استفاده و توسیع معلومات و تولید عزائم و همم است -

" سراج الاخبار افغانیه " رفیق معزز و محترم خود " البلاغ " را بکمال فرحت و مسرت استقبال و پذیرائي مي کند ، و همواره بتمام کامیابي و موفقیت اشاعت آنرا در تحت مدیرت جناب کمالات مآب فضیلتمند مولانا ابو الکلام آرزو دارد ، و همهٔ عالم اسلام را بشارت میدهد که الحمد لله در هندوستان نیز بعضی چنین ذواتی وجود دارند که بکمال فعالیت مدافعهٔ دیني را نموده با همهٔ موجودیت خود شان بر حفظ حرارت اسلامي درین قوم و ملت خود کوشش ورزیده ، آنرا از شر و ضرر نجات و رستگاري میدهند . " زاد الله تعالی امثالهم "

البلاغ :

سخن طرازي و دانش هنر نظیري نیست
قبول درست مگر نالهٔ حزین گردد !

ایک بلواہل شخص نے گھاس خریدی ' وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا [illegible] گھاس لاددی - وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہ آپ کے بدلے ہم اٹھا لیتے ہیں ' اسنے پوچھا یہ کون ہیں ؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں ' اسنے معذرت چاہی ' مگر اُنہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کرلی ہے کہ اُسکو تمہارے گھر تک پہونچاؤنگا -

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہوکر گئے ' فوج کے نوجوانوں کے پاس ہوکر گذرے تو اُن سبھوں نے اُنکی ہنسی اُڑائی - ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں ؟ اُنہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو ' خیر و شر کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا -

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے ' لیکن جب کبھی نکلتے تو لوگ کہتے "کرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گدڑیے سے تشبیہ دیتے ہیں - لیکن وہ اُن سے درگذر کرتے -

لیکن باوجود اس زہد اور حلم و انکسار کے اُن میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا ' اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے ' بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے - حضرت ابوالدرداء سے رسول اللہ نے اُن کی مواخاۃ کرادی تھی - ایک دن حضرت ابو الدرداء کی بی بی نے اُن سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنی میرا حق ادا نہیں کرتے) اسلیے حضرت سلمان فارسی نے وہ رات وہیں بسر کی - جب ابو الدرداء نماز کو اُٹھے تو اُنھوں نے روک لیا - صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا ' اور جب تک ابوالدرداء نے روزہ نہ افطار کرلیا ' وہاں سے نہ ٹلے - ابو الدرداء رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوے تو آپ نے فرمایا : سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں ' اعتدال کے ساتھ عبادت کرو -

(مناقب)

حضرت سلمان کو زہد ' عبادت ' حلم و انکسار ' اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا ' جو اکثر صحابہ کو حاصل نہ ہوا ہوگا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی حضرۃ علی ' عمار ' اور سلمان کی مشتاق ہے - (رضی اللہ عنہم) - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آ جائیں - حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ سلمان کو آخر و اول کا علم حاصل ہے - وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوسکتا ' وہ اہل بیت میں سے ہیں - حضرت عبد اللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تھا - لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے ' جو انکا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے ؟ حضرت عمر نے فرمایا : سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوے ' اُن میں ابن عمر نہیں شریک ہوے -

(وفات)

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے - جب اُنکی موت کا وقت آیا تو اُنھوں نے اپنی بی بی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے - اُسکو اُٹھا لاؤ - وہ مشک کی ایک تھیلی اُٹھا لائیں - حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا اور مشک کو اُسمیں حل کردیا - پھر بی بی سے فرمایا : اُسکو میرے اِردگرد چھڑک دو ' کیونکہ میرے پاس ایک ایسی مخلوق آنے والی ہے جو خوشبو کو بہت پسند کرتی ہے ' اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے تم یہاں سے چلی جاؤ - اُن کی بی بی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک باہر بیٹھی تھیں کہ اُنھوں نے ایک نہایت آہستہ آواز سنی - جاکر دیکھا تو اُنکا وصال ہوچکا تھا -

مواعظ و خطب

سورۂ کریمہ ماعون

(از مولانا خواجہ عبد الحي - سابق پروفیسر میرٹھ کالج)

دولت کے کرشمے بھی عجیب و غریب ہیں - ایک مجسمہ شیطنت اور ملعونیت ' ایک پیکر فسق و فجور انسان ' زریں لباس زیب تن کیے ہوے تمہاری مجلس میں آ جاتا ہے - اُس کا ایک ایک فعل ' ایک ایک حرکت اخلاق انسانی کو توڑنے والی ' اور نظام عالم کو درہم برہم کرنے والی ہوتی ہے ' مگر سونے کا چمکدار تھیلا سب کی آنکھوں کو خیرہ کردیتا ہے اور تمام حاضرین سر بسجود ہوکر " انت الہنا " پکارنے لگتے ہیں - اسکی تمام برائیاں نیکیاں بن جاتی ہیں ' اسکے تمام نقائص محاسن و فضائل میں بدل جاتے ہیں ' اور وہی فساد و شیطنت کا پتلا ' معبود و مطلوب ہر بو الہوس بن جاتا ہے - دولت کے یہ کرشمے ہیں ' تم ان کو روز مرہ مشاہدہ کرتے ہو ' مگر تم ان سے نصیحت و عبرت حاصل نہیں کرتے - یمرون علیها و هم عنها معرضون -

دولت اپنے ساتھ خوبیاں بھی لیکر آتی ہے اور برائیاں بھی ' قرآن حکیم مال جمع کرنے سے تمکو نہیں روکتا بلکہ مختلف مقامات پر اس کو " خیر " سے تعبیر کیا ہے مگر اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسکے اندر عیب نہیں ' قرآن اپنے انداز مخصوص کے لحاظ سے ہر ایک بحث کی تنقیح کرتا ہے ' اسکے محاسن و فضائل ظاہر کرتا ہے ' اسکے عیوب و مفاسد کو کھولتا ہے ' اور پھر بتلا دیتا ہے کہ صراط مستقیم کیا ہے ؟

بخل ایک نہایت ہی مذموم و قبیح شے ہے ' جس وقت کسی قوم سے مالی و جانی قربانی کا مادہ جاتا رہتا ہے ' وہ قوم تباہ ہو جاتی ہے ' اور زندہ قوموں میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتی -

سورۂ صف میں فرمایا : هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم ' تومنون بالله و رسوله و تجاهدون في سبيل الله باموالكم و انفسكم ' ذالكم خير لكم ان كنتم تعلمون - آؤ تمہیں وہ تجارت نافع بتائیں جس کا یقینی اور قطعی نتیجہ یہ ہو کہ عذاب الیم سے نجات مل جائے ' وہ تجارت رحمت صرف یہ ہے کہ اللہ و رسول پر سچے سچے ایمان لے آؤ اور مال و جان کو حق کی راہ میں قربان کرو - حقیقت یہ ہے کہ اگر تمہیں ذرا بھی علم ہوگا تو تم دیکھ لوگے کہ اس میں تمہارے لیے بڑی ہی خیر و برکت ہے -

پھر اس قربانی کو زیادہ واضح ' نتیجہ خیز ' اور موثر بتلانے کی غرض سے سورۂ توبہ میں فرمایا : قل ان كان اباؤكم و ابناؤكم و اخوانكم و ازواجكم و عشيرتكم و اموال اقترفتموها و تجارة تخشون كسادها و مساكن ترضونها ' احب اليكم من الله و رسوله و جهاد في سبيله فتربصوا حتى ياتي الله بامره ' والله لا يهدي القوم الفسقين - مسلمانو ! اگر تمہارے باپ ' بیٹے ' بھائی ' عورتیں ' برادری ' وہ مال جو تم نے کمایا ہے ' وہ سوداگری و تجارت جسکی کساد بازاری کا تمہیں ڈر ہے ' وہ مکانات جو تمہیں بہت ہی مرغوب ہیں ' اگر ان میں سے ایک چیز بھی تمکو زیادہ عزیز ہے اللہ سے اسکے رسول سے اور پھر اسکی راہ میں قربانی کرنے سے ' تو یقین کرو کہ تمہارے لیے اللہ کی رحمت و محبت کا دروازہ بند ہوگیا ہے - بس اب تم اللہ کے آخری فیصلہ کا انتظار کرو اور اس بات کا یقین کرو کہ خدائے حکیم و علیم بد اخلاقیوں کی کبھی رہنمائی نہیں کرتا -

غور کرو ' یہ اس جانی و مالی قربانی سے بھاگنے کا نتیجہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا ' اب ایسی قوم کی ہدایت کا دروازہ مقفل

اُسوۂ حسنہ

تربیت یافتگان عہد نبوت

حضرت سلمان فارسی

رضي اللہ عنہ

(از مولانا عبد السلام صاحب ندوي)

(۲)

(غزوات)

بدر و احد كي لڑائياں جس وقت واقع هوئيں، حضرت سلمان فارسي غلامي كي حالت ميں تھے، اسليے مجبوراً شريک نہو سكے - بدل كتابت ادا كركے جب وہ آزاد هوگئے تو غزوۂ خندق پيش آيا، اور يہ پہلي لڑائي تھي جس ميں وہ شريک هوے - اسكے بعد تمام لڑائيوں ميں عام طور پر شريک هوتے رهے - غزوۂ خندق ميں حضرت سلمان فارسي هي كے مشورہ سے خندق كھودي گئي تھي - اسكے كھودنے كے ليے انصار اور مهاجرين ميں غالباً مسابقت كا خيال پيدا هوگيا تها - چونكہ حضرت سلمان فارسي نہايت قوي آدمي تھے، اس بنا پر آنكے متعلق انصار و مهاجرين ميں حجت هوئي - انصار كہتے تھے سلمان هم ميں سے هيں، اور مهاجرين آنكو اپني طرف كھينچتے تھے - حضرت سلمان فارسي كي فضيلت اس سے زيادہ كيا هوسكتي هے كہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے كو ان الفاظ ميں چكا ديا كہ :

سلمان منا اهل البيت — سلمان همارے اهل بيت ميں سے هيں -

غالباً كسي مذهب كے باني نے ايک اجنبي غلام كو اسقدر عزت نہ دي هوگي كہ اسكو اپنے اهل بيت ميں شامل كرليا هو - يہ مساوات اسلام هي نے قائم كي تھي اور يہ اسيكا خاصۂ لازمي هے -

(اخلاق و عادات)

حضرت سلمان فارسي بيحد حليم، منكسر المزاج، قانع، رحم دل، زهد پيشہ، اور فياض طبع تھے - بيت المال سے آنكو چار هزار درهم ملتے تھے - ليكن وہ آنكو تقسيم كرديتے تھے، اور خود اپنے هاتھہ كي كمائي پر بسر كرتے تھے - وہ جس زمانے ميں مدائن كے امير تھے، كھجور كي چٹائياں وغيرہ بناكر معاش پيدا كرتے تھے - چنانچہ كچھہ لوگ آنكي طرف گذرے اور يہ حالت ديكھكر كہا : آپ تو يہاں كے امير هيں، اور آپ كو بيت المال سے بھي وظيفہ ملتا هے، پھر آپ ايسا كيوں كرتے هيں ؟ - آنھوں نے كہا : ميں اپنے كسب كا مال زيادہ پسند كرتا هوں - بعض روايتوں ميں هے كہ آنكا وظيفہ پانچ هزار تھا، اور وہ تيس هزار آدميوں كے حاكم تھے - ليكن اس حالت ميں بھي وہ لكڑياں چن لاتے تھے، اور آنكے پاس صرف ايک عبا تھي جسكا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے - جو وظيفہ ملتا تھا آسكو تقسيم كرديتے تھے، اور كماكر گذر اوقات كرتے تھے - آنھوں نے اپنے ليے كوئي مكان نہيں بنايا تھا، جہاں كسي كا گھر مل جاتا، اسكے سايہ ميں پڑ رهتے تھے - ايک مرتبہ حذيفہ (رض) نے آن سے كہا هم آپ كے ليے گھر كيوں نہ بناديں - انھوں نے فرمايا كيا مجھے بادشاہ بنانا چاهتے هو ؟ كيا ميرے ليے ويسا هي گھر بناؤگے جيسا كہ تمهارا مدائن ميں هے ؟

آنھوں نے كہا نہيں، هم تمهارے ليے بانس كا گھر بنائينگے، اور آسكي چھت نيچي هوگي، وہ اسقدر پست هوگا كہ جب تم كھڑے هوگے تو تمهارا سر آس سے لگ جائيگا، اور اس قدر تنگ هوگا كہ جب سونا چاهوگے تو تمهارے پہلو آسكے دونوں كناروں سے مل جائينگے - آنھوں نے كہا اب تم نے ميرے دل كي بات كہي -

امارت اور حكومت سب كو عزيز هے، ليكن حضرت سلمان (رض) زهد كي وجہ سے آسكو هميشہ مكروہ سمجھا كيے، ايک بار آن سے اس كا سبب پوچھا گيا تو فرمايا :

حلاوة رضاعتها و مرارة فطامها — يعنے آسكے دودھہ كي شيريني اور آسكے دودھہ چھوڑنے كي تلخي اسكا سبب هے -

عمر بھر كسي سے سوال نہيں كيا، زكوة و خيرات كے مال كھانے سے اسقدر بچتے تھے كہ ايک مرتبہ آنكے غلام نے درخواست كي كہ مجھے مكاتب بنا ديجيے - آنھوں نے فرمايا : تمهارے پاس كچھہ مال هے - اسنے كہا نہيں - آپ نے كہا پھر يہ كيونكر هوگا ؟ آسنے جواب ديا كہ ميں لوگوں سے سوال كركے يہ مال ادا كردونگا - آپ نے فرمايا كيا مجھے لوگوں كا دھوون كھلانا چاهتے هو ؟

وہ زهد و قناعت كي وجہ سے معمولي سے معمولي سامان كو بھي وبال جان سمجھتے تھے - وہ جب مرض الموت ميں مبتلا هوے تو سعد بن ابي وقاص آنكي عيادت كو آے، حضرت سلمان آنكو ديكھكر رونے لگے - آنھوں نے كہا رونے كي كوئي وجہ نہيں، رسول اللہ آپ سے بہت خوش تشريف ليگئے - آپ قيامت كے دن اپنے ساتھيوں سے ملينگے اور حوض كوثر پر رسول اللہ سے بھي ملاقات هوگي - حضرت سلمان نے فرمايا : خدا كي قسم ميں موت كي گھبراهٹ يا دنيا كي طمع سے نہيں روتا - ليكن رسول اللہ نے وصيت كي تھي كہ تمهاري معاش ايک مسافر كي زادراہ سے زيادہ نہ هوني چاهيے - حالانكہ همارے آس پاس يہ سانپ هيں !

جس سامان دنيا كو انھوں نے سانپ كا خطاب ديا تھا، وہ صرف ايک پيالہ اور لوٹے كے سوا كچھہ نہ تھا -

حضرت سلمان فارسي كا توكل اور آنكي قناعت عام طور پر مشهور تھي - يہانتک كہ بعض صحابہ نے آنكي وفات كے بعد خواب ميں بھي توكل و قناعت هي كو ديكھا -

عبد اللہ بن سلام كا بيان هے كہ ميں ايک روز دوپہر كے وقت سويا هوا تھا، مجھے نيند آگئي تو سلمان آے اور سلام كيا، ميں سلام كا جواب ديا، اور پوچھا كہ تم نے كيسا گھر پايا - انھوں نے نہايت عمدہ - توكل اختيار كرو كيونكہ توكل نہايت عمدہ چيز - اور اس جملہ كو بار بار دهراتے رهے -

رحمدلي كي يہ كيفيت تھي كہ اپنے غلاموں سے دو كام لينا كبھي نہيں گوارا فرماتے تھے - ايک دفعہ ايک شخص آنكے پاس آيا، وہ اس وقت آٹا گوندھہ رهے تھے - اس نے كہا آپ كا خادم كہاں هے ؟ آپ - فرمايا هم نے اسكو ايک ضرورت كے ليے بھيجا هے، هم نے پسند نہيں كيا كہ اس پر دو كاموں كا بار ڈالا جاے -

حلم و خاكساري كا تو وہ گويا مجسم نمونہ تھے - وہ مدائن كے امير تھے - ايک مرتبہ نكلے تو ايک شخص بانس كا بوجھہ ليے جاتا تھا، اس سے آنكے جسم ميں خراش آگئي، وہ رک گئے اور پاس آكر بازو هلاكر كہنے لگے : جب تک جواني كا لطف نہ اٹھالو خدا تم كو زندہ ركھے -

ايک مرتبہ ايک شخص شام سے انجير كا گٹھا ليے آتا تھا، حضرت سلمان فارسي كو ديكھا تو آنكے بدن پر صرف ايک چھوٹي سي عبا تھي، اسكو چونكہ يہ معلوم نہ تھا كہ مدائن كے حاكم يہي هيں اسليے اسنے بلا كر كہا كہ يہاں آو - يہ بوجھہ اٹھا لے چلو - حضرت سلمان كو بوجھہ ليجاتے هوے لوگوں نے ديكھا تو اس سے كہا يہ تو يہاں كے گورنر هيں - اسنے كہا مجھے كيا معلوم تھا ؟ حضرت سلمان نے فرمايا جب تک اسكو تمهارے گھر تک نہ پہونچادونگا هرگز نہ آتارونگا

مدارس اسلامیہ

جامع ازہر

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب دسنوی)

چوتھی صدی کے وسط میں جبکہ اخشیدی سلطنت کا الوالعزم فرمان روا کافور فوت ہوچکا تھا اور اُسکی جگہ احمد بن علی بن الخشیدی تخت مصر پر بٹھایا گیا تھا، تو احمد بن علی اپنی کم سنی کی وجہ سے سلطنت کا بار نہ اٹھا سکا اور اسکا چچا زاد بھائی حسین بن عبد اللہ اسکی طرف سے منتظم سلطنت قرار پایا - جعفر بن الفرات ان دنوں وزیر اعظم تھا - احمد جو اصلی وارث تاج و تخت تھا اور جسکو اخشیدی سلطنت کا سچا درد ہوسکتا تھا وہ کم سن تھا، اوروں کو بقاے سلطنت کی کیا پروا ہوسکتی تھی؟ اُنکی کوشش صرف ذاتی کامیابیوں تک محدود رہی - نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت کے تمام ارکان مضمحل ہوگئے - امرا کی غفلت سے مداخل مخارج سے کہیں بڑھگئے - فوجیوں کے مقررہ تنخواہوں میں روز بروز کمی ہونے لگی - آخر فوج کے ایک دستہ نے اصلاح سلطنت سے نا امید ہوکے المعزلدین اللہ کو جو ان دنوں افریقہ کا بادشاہ تھا، لکھا کہ "تم آؤ مصر پر حملہ کرو ہم تمہاری مدد کرینگے" معز نے یہ نوید جانفزا سنتے ہی ابو الحسن جوہر بن عبد اللہ کی زیر امارت ایک فوج مصر کی طرف روانہ کردی - اخشیدی سلطنت کی طرف سے بھی مقابلہ کے لیے فوج بھیجی گئی - ۱۱ - شعبان سنہ ۳۵۸ میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، مگر جو سیلاب پھیل چکا تھا، وہ اب کسی کے روکے کب رک سکتا تھا؟ کچھہ دنوں تک تو مصری فوج برابر کا جواب دیتی رہی، مگر آخر اسکے پاے استقلال کو لغزش ہوئی اور شکست فاش کھائی -

دوسرے دن جوہر اپنی کامیاب فوج کے ساتھہ بڑے جاہ و جلال سے مصر میں داخل ہوا اور امن عام کا اعلان کیا - جب فاطمیین کو ملک مصر پر پورا اقتدار حاصل ہوچکا، تو اُنکو خیال پیدا ہوا کہ اس فتح کی یادگار میں ایک نیا شہر آباد کرنا چاہیے جو بنی فاطمہ کے نام کو قیامت تک زندہ رکھے - یہ فوری تحریک بہت جلد قوت سے فعلیت میں آگئی، اور اُسی سال سنہ ۳۵۸ میں یہ شہر آباد ہوگیا جسکا نام فتح کی مناسبت سے المنصوریہ رکھا گیا - لیکن جب سنہ ۳۶۲ میں خلیفہ فاطمی المعزلدین اللہ نے قیروان کو چھوڑ کر مصر کو دار الخلافت بنایا تو خلیفہ کے نسبت سے اسکا نام القاہرۃ المعزیہ رکھا گیا - اب صرف "قاہرہ" زبانوں پر رہگیا ہے -

اُس زمانہ کی رسم یہ تھی کہ جب کوئی نیا اسلامی شہر بسایا جاتا تو تبرکاً وہاں پہلے مسجد کی بنیاد ڈالی جاتی تھی - چونکہ فاطمیین شیعہ تھے، اسلیے اہل سنت کی مسجد میں خطبۂ خلافت دینا نامناسب خیال کرتے تھے - ان وجوہ سے جوہر نے روز شنبہ ۲۴ جمادی الاولی سنہ ۳۵۹ کو اُس مسجد کی بنیاد ڈالی جسکی قسمت میں آگے چلکر جامع ازہر ہونا تھا - دو برس کی متواتر جانفشانیوں کے بعد سنہ ۳۶۱ میں اسکی عمارت طیار ہوگئی - اسکا نام فاطمیین نے سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء کی طرف منسوب کرکے جامع ازہر رکھا - اسکی وسعت اور صرف کثیر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اسکی صرف ایک قطار میں ۷۶ ستون سنگ مرمر کے تھے -

سنہ ۷۰۲ میں ایک سخت زلزلہ آیا جسکے صدمہ سے جامع ازہر کی کچھہ دیواریں گرپڑیں - سالار نامی ایک امیر نے پھر نئے سرے سے تعمیر کرالی - سنہ ۱۱۶۷ میں امیر عبد الرحمن کتخدا نے نصف جدید عمارتوں کا اس پر اضافہ کردیا جنمیں صرف سنگ مرمر کے ۵۰ ستون تھے - اگر متعلقات جامع کو بھی شمار کرلیا جاے تو ازہر کے کل ستون کی مجموعی تعداد ۳۷۵ ہوگی -

اگر تم قدیم عمارت کی جو فاطمیین کی یادگار ہے، سیر کرنا چاہوگے تو تمہیں اندر جانے کے لیے تین دروازے ملینگے - اندر پہونچکر تم کو معلوم ہوگا کہ یہ مسجد چاروں طرف سے گھری ہوئی ہے، اُسکی اندرونی سطح سنگ مرمر سے مزین ہے، جس پر کوفی خط میں قرآن شریف کی آیتوں کا طغرا ہے - جدید و قدیم دونوں عمارتوں کے دو حصے ہیں - ایک چھت ہے جس میں لکڑی کی کڑیاں ہیں اور ان میں بڑی دیدہ ریزی سے نقش و نگار بنائے گئے ہیں - دوسرا پتھر کا کھلا صحن ہے جس میں طلبا ایام گرما میں شب کو سوتے ہیں - پہلے اس میں دس محرابیں تھیں جن میں سے اب صرف چھہ رہگئی ہیں - مگر ان محرابوں میں صرف دو مشہور ہیں - ایک کا امام شافعی المذہب ہے اور دوسرے کا مالکی - کل مسجد میں صرف ایک منبر ہے جس پر کھڑے ہوکر امام جمعہ اور عیدین کا خطبہ پڑھتا ہے - اذان دینے کے لیے پانچ بہت بلند منارے ہیں جن پر چڑھکے موذن اذان کہا کرتے ہیں - جامع ازہر کی ایک عجیب و غریب رسم یہ ہے کہ یہاں موذن اندھے مقرر کیے جاتے ہیں تاکہ مناروں پر چڑھتے وقت پردہ نشین گھروں کی پردہ دری نہ ہو - جب موذن اذان کہنا چاہتے ہیں تو ایک بار "المیقاتی" کا نعرہ بلند کرتے ہیں - اس آواز کو سنکر اور مسجدوں کے موذن بھی اذان کے لیے طیار ہو جاتے ہیں -

مقریزی کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موسم حج میں ان مناروں پر کثرت سے روشنی کی جاتی تھی جس سے ساری مسجد بقعۂ نور بن جاتی تھی - اس جلوۂ نور کے حسن منظر کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ خلفاے فاطمیین نے صرف اسکی سیر دیکھنے کی غرض سے ایک قصر بنایا تھا -

دولۃ فاطمیہ جب اپنی زندگی کے دن پورے کر چکی اور ایوبیہ خاندان کا سب سے بڑا پرجوش ممبر سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب مصر پر قابض ہوا تو اس نے شیخ صدر الدین بن درباس شافعی کو مصر کا قاضی القضاۃ مقرر کیا - شوافع کے ہاں چونکہ ایک شہر میں دو جگہ نماز جمعہ نہیں ہوسکتی، اسلیے جامع ازہر کے بدلے جامع حاکمی میں نماز جمعہ ہونے لگی، کیونکہ یہ مسجد ازہر سے زیادہ وسیع تھی - تقریباً سو برس تک جامع ازہر میں نماز جمعہ موقوف رہی - جب سلطان ظاہر سنہ ۶۵۸ میں مصر کا حکمراں ہوا تو اس نے شافعی قاضی کو اس خدمت سے سبکدوش کرکے اسکی جگہ ایک حنفی قاضی القضاۃ مقرر کیا، جس نے ازہر میں پھر جمعہ پڑھنے کی اجازت دیدی، اور جب سے آج تک برابر یہاں نماز جمعہ بڑے شان و شوکت سے ادا کی جاتی ہے -

(مدرسۃ الازہر)

چونکہ یہ مقدس عمارت مذہبی شان کے ساتھہ دولۃ فاطمیہ کی یادگار تھی، اسلیے جب کوئی شخص مصر پر نیا حکمراں ہوتا، تو وہ کچھہ نہ کچھہ مذہبی خلوص یا بقاے نام کی غرض سے اُن عمارتوں پر اضافہ کرتا جاتا جو گذشتہ سلاطین کے نام زندہ کر رہی تھیں - کسی نے دار الاقامۃ، کسی نے حمام، کسی نے باورچی خانے بنوادیے - چنانچہ اسوقت جامع ازہر کی وسعت ۱۲۲۵۰ گز ہے - یہاں کا ہر کمرہ جسکو ازہر کی اصطلاح میں رواق کہتے ہیں، متوسط وسعت کا ہوتا ہے، جس میں دو تین الماریاں بھی ہوتی ہیں - مختلف ممالک اسلامیہ کے لیے یہاں الگ الگ دار الاقامۃ ہیں، اور اُنکا مہتمم جسکو ازہر کی زبان میں شیخ کہتے ہیں، الگ ہوتا ہے، اور اسکا

ہوجاتا ہے ' وہ مغضوب و ملعون ہوجاتی ہے اور خدا کی لعنت کا آہنی طوق اسکی گردن میں پڑجاتا ہے ' پھر دنیا میں کون ہے جو اللہ کے ذلیل کیے ہوے کو عزت دے ؟

بخل اگرچہ تم ابتدا میں صرف مال کے لیے کروگے مگر اس کا فساد عظیم جان کے عزیز ہونے تک پہنچ جائیگا ' اور خدا کے راستہ میں دکھ اٹھانا بھی تمہارے لیے مشکل ترین امر ہوجائیگا -

قرآن حکیم نے اسی بخل کو لیا ' اور ایک مستقل سورۃ میں اسکے نتائج کو واضح کیا :

ارئیت الذی یکذب بالدین ' فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین -

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس کو اتنا بھی یقین نہیں کہ اسکو کسی نہ کسی دن اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہونا پڑیگا ' اور اگرچہ زبان سے وہ قیامت کا اقرار کرتا ہے ' مگر اسکے اعمال اسکے اس اقرار کی تکذیب کر رہے ہیں ؟ جو شخص یتیموں کی ذرا بھی پروا نہ کرے بلکہ جب وہ اپنی حاجات اس دولتمند شخص کے پاس لے کر آویں تو انکو دھکا دیکر نکالدے - تو کیا اس عمل قبیح سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ اس کو قیامت پر ذرا بھی یقین نہیں ؟ اسکے ساتھ تو اسکے اعمال جائینگے نہ کہ مال و دولت - مگر حقیقت یہ ہے کہ اسکو وہم و گمان بھی نہیں کہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا آپ جواب دینا ہے - خیر اسکو بھی جانے دو ' اگر یہ نہ سہی تو کم سے کم اتنا تو ہوتا کہ دوسروں ہی کو نیکی کی ترغیب دیتا ' مگر اس بدبخت کی حالت عجیب ہے کہ اوروں کو بھی مساکین و فقرا کی خدمت کرنے پر ترغیب نہیں دیتا - اسکے یہ تمام اعمال و افعال صاف صاف اعلان کر رہے ہیں کہ اسکو قیامت سے قطعی انکار ہے ' ورنہ کیا اتنی معمولی نیکی سے بھی گریز کرتا ؟

یہ وہ جماعت ہے جسکے پاس مال ہے ' دولت ہے ' اور وہ اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتی ' بلکہ اسکو خزانوں اور کوٹھریوں میں مقفل کرکے بند رکھتی ہے ' ان کی بعینہ وہی حالت ہے جو یہودیوں کی تھی : والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم - یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم و جنوبہم و ظہورہم ہذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون - جو لوگ سونا اور چاندی ' مال اور دولت ' جمع کرکے خزانوں میں جمع کرتے ہیں اور غربت و افلاس کے خوف سے اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ' تو انکو عذاب الیم کی خوشخبری سنادو - اس مال کو جہنم کی آتش میں گرم کرکے ان کے ماتھے ' ان کے لبوں ' اور ان کے پشتوں پر داغ دیا جائیگا - اسوقت انسے کہا جائیگا کہ یہی وہ مال و متاع زندگی ہے جو بیحد مرغوب و محبوب ہونے کے باعث تم جمع رکھتے تھے ' دیکھو یہ اس گاڑنے اور جمع کرنے کا نتیجہ ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ جہاد کیلیے روپیہ کی ضرورت تھی - آپ نے مسجد میں جاکر خطبہ دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کھجور لاؤ -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر سے کھجور لیکر دربار نبوت میں حاضر ہوے - یہ اس وقت امیر تھے ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم نے گھر میں کیا چھوڑا اور ہمارے لیے کیا لاے ؟

حضرت عمر نے عرض کیا : تمام مال جمع کیا ' نصف حضور کی خدمت میں پیش کردیا اور نصف اپنے اہل و عیال کیلیے رکھ آیا ہوں -

اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں - یہ اس زمانہ میں غریب تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے دریافت فرمایا : ہمارے لیے کیا لاے : اور گھر میں کیا چھوڑا ؟ عرض کیا : جو کچھ گھر میں موجود تھا سب کچھ جمع کرکے لے آیا ہوں اور گھر میں اللہ اور اسکا رسول ہے -

دنیا نے دیکھ لیا کہ ان قربانیوں نے کیا نتائج پیدا کیے ' اور جس وقت مسلمانوں میں یہ جذبہ فدویت پیدا ہوجائیگا اسکے نتائج دوبارہ دیکھ لینگے -

ان تین آیتوں میں ارباب مال و دولت کی تصویر کھینچ دی جب وہ انفاق فی سبیل اللہ سے گریز کریں - اس کے ساتھ اب ان لوگوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر در اصل اسکے مقصد حقیقی کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے :

فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون الذین ہم یراؤن و یمنعون الماعون - جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ' چاہیے تھا کہ نماز انکے اندر تمام وہ خصائص پیدا کردیتی جو نماز کے اصل مقاصد ہیں ' مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جانی قربانی تو کجا ' مالی قربانی سے بھی گریز کرتے ہیں ' معمولی روز مرہ کے استعمال کی چیزیں تک لوگوں کو دینے سے انہیں انکار ہے - ایک عالم سے اتنا نہیں ہوسکتا کہ اپنی کتابیں دوسرے کو پڑھنے کیلیے عاریۃً دیدے ' ایک طالب علم یہ نہیں کرسکتا کہ اپنے قلم و دوات سے دوسرے کو نفع پہنچاوے ' ایک عورت میں اتنی فدویت بھی نہیں پیدا ہوسکتی کہ اپنے برتن دوسری پڑوسن کو استعمال کے لیے دیدے - جب نماز پڑھتے ہیں ' اور نہایت خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ہیں ' تو بڑی لمبی نمازیں ہوتی ہیں ' پیشانی پر سجدہ کا نشان پڑجاتا ہے ' مگر قربانی کا اتنا مادہ بھی پیدا نہیں ہوتا - پس افسوس ایسے نمازیوں کیلیے - وہ نماز کی اصل حقیقت کو بھول گئے - وہ نماز سے بالکل غافل ہیں ' وہ محض لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے نماز پڑھتے ہیں - اللہ کیلیے انکے پاس کچھ نہیں ہے !

اس چھوٹی سی سورۃ میں قدوس حق نواز نے بخل کی حقیقت کو واضح کردیا ہے کہ اس سے قومیں تباہ ' ملتیں برباد ' اور مذاہب ناپید ہوجاتے ہیں - اب یہ بخل خواہ ارباب دولت میں پیدا ہو جس کو تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو ' خواہ ان عابدان گوشہ نشیں میں پیدا ہو ' جو کنج عزلت میں بیٹھکر ادعاء زہد و عبادت کرتے ہیں ' نمازیں پڑھتے ہیں مگر بے سود ' سجدے کرتے ہیں مگر لا حاصل ' دعائیں مانگتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتیں -

حقیقت یہی ہے کہ ابتدا میں قوموں کے اندر مالی قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ' جب اسمیں کامل و مکمل ہوجاتی ہیں تو پھر جانی قربانی کا حکم ہوتا ہے - اسی جگہ دیکھو ' سورہ ماعون میں بخل کی مذمت بتلائی تا کہ بخل سے بچیں ، اور اللہ کے راستہ میں مال خرچ کریں - ایک مدت تک جب اس پر عمل ہوتا رہا ' قوم مالی قربانی کیلیے ایک حد تک تیار ہوگئی تو پھر سورہ کوثر نازل ہوئی جسمیں جانی قربانی پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کا ایک ہی نتیجہ بھی بتا دیا : ان شانئک ہو الابتر

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکی اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ہے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کیلیے درخواست بھیجیے ' کمیشن معقول دیا جاتا ہے -

(وظـــائف)

یہاں طلبا کو دو قسم کے وظائف دیے جاتے هیں - اول ماهانه نقد ' دوم سامان خورو نوش - دونوں قسم کے طلبا کي ایک خاص تعداد هے جن سے زائد کو مدرسه وظیفه نہیں دیتا جب تک اسمیں سے کوئي جگه خالي نهو - کھانے میں هر طالب علم کو زیاده سے زیاده چهه روٹیوں تک لینے کا اختیار هے - ازهر کا مذهبي اقتدار دیکھو که عمائد مصر خود تبرکا اپنے لیے ازهر سے روٹیاں مقرر کراتے هیں - طلبا کي اس مالي امداد کي تعداد کم سے کم ۲ قرش یعني ۵ آنه ' اور زیاده سے زیاده سو قرش ماهانه یعني پندره روپیه دس آنه هے - اس وقت جامع ازهر میں تین هزار وظیفه خوار طلباء هیں -

(اخـــلاق)

چونکه جامع ازهر کے طلبا مختلف مذاهب کے هیں اور مختلف ممالک کے باشندے هیں ' اسلیے اُنکے اخلاق و عادات پر کوئي ریمارک نہیں کیا جاسکتا - عموماً وهاں کے طلبا کے وهي اخلاق و عادات هیں جو هندوستان کے عربي خواں طلبا کے همیں نظر آتے هیں -

(مدرسین)

جامع ازهر میں دو قسم کے علما هیں ' ایک وه جو سنه ۱۲۸۸ ه سے (جس سے ازهر کا دور جدید شروع هوتا هے) پہلے کے هیں ' ان کي تعداد روز بروز کم هوتي جاتي هے - اس وقت اُنکي تعداد اُنسٹهه هے - دوسرے وه علما هیں جنکا تعلق ازهر سے اسکے بعد شروع هوا هے - ان دونوں قسم کے علما کي تعداد بحیثیت درجات حسب ذیل هے :

مدرسین درجه اول	۷۴
مدرسین درجه دوم	۷۳
مدرسین درجه سوم	۱۱۰

مدرسین درجه اول کو اختیار هے که وه جو علم اور جو کتاب چاهیں پڑها سکتے هیں ' کسي قسم کي روک ٹوک نہیں هے - درجه دوم کے علما صرف صرف و نحو کي متوسط کتابیں پڑها سکتے هیں - درجه سوم کے اساتذه چھوٹي چھوٹي کتابیں پڑهاتے هیں - درجه ثاني و سوم کے مدرسین اگر درجه اول میں آنا چاهیں تو اونکو درجه اول کي مدرسي کا امتحان دینا هوگا - خود مجلس انتظامیه بھي ترقي دے سکتي هے - بشرطیکه اُنکي قابلیت و وسعت معلومات کا جوهر مجلس پر ظاهر هوگیا هو - به لحاظ اختلاف مذاهب مدرسین کي تقسیم حسب ذیل هے :

حنفي	۷۲	شافعي	۱۰۰
مالکي	۷۷	حنبلي	۳

(تنخواه)

حساب و جغرافیه و ریاضي وغیره پڑهانے کیلیے بیس اساتذه اور هیں ' پس تمام اساتذه کي مجموعي تعداد ۲۷۲ هوئي - ان اساتذه کي تقسیم بحیثیت تنخواه ماهانه یه هے :

	روپیه	آنه	پائي
درجه اول	۲۳	۲	۰
درجه ثاني	۱۵	۱۰	۰
درجه ثالث	۹	۱۱	۶

یه نقشه صرف ان اساتذه کي تنخواه کو بتلاتا هے جو دور جدید کے بعد مقرر کیے گئے هیں - دور جدید سے پہلے کے علما کے مشاهرے ان سے زیاده هیں - مدرسین کو خورو نوش کے سامان کي تکلیف نہیں دي جاتي ' مشاهره کے علاوه کھانا اور رهنے کے لیے کمرے بھي مل جاتے هیں ' جہاں ضروریات زندگي کے سامان موجود رهتے هیں -

(لباس)

ازهر میں ایک رسم یه بھي هے که خدیو کي طرف سے علما کو سالانه پوشاکیں ملتي هیں ' اور اب کپڑوں کے بدلے اُنکي قیمت هي دیدیجاتي هے - مدرسین کي بوجه اختلاف ملک و ملت کوئي خاص پوشاک نہیں هے ' مگر عموماً سب عربي لباس زیب بدن کرتے هیں - البته جدید تعلیم یافته اساتذه جو حساب و جغرافیه کي تعلیم دیتے هیں ' فرنچ ڈریس پہنتے هیں -

مدرسین سرکاري کمیٹیوں اور مجامع عامه میں ایک خاص وضع کي پوشاک پہنتے هیں ' جسکو مصر کي زبان میں " کساوی تشریفیه " یعني عزت کا لباس کہتے هیں - یه لباس حکومت مصري اُس شخص کو بھي بطور خلعت کے دیتي هے جو کوئي خاص علمي قابلیت رکھتا هے -

(اعـــزاز)

علماے ازهر پر سلطنت کا بہت کم دباؤ پڑتا هے - مصر میں کیا کیا انقلابات نه هوے - فاطمیین ' ایوبیین ' چراکسه ' دولة عثمانیه کي یکے بادیگرے سلطنتیں قائم هوئیں ' مگر ازهر جس شان سے پہلے تها اب تک اُسي شان سے قائم هے - اب بھي سیاست کا اثر علماے مصر پر بہت کم هوتا هے ' اُنکو ایک حد تک آزادي نصیب هے ' اسي لیے خواص و عوام اُنکو نگاه عزت سے دیکھتے هیں - شیوخ ازهر جب سوار هوکر بازاروں میں نکلتے هیں ' تو دوکاندار اُٹهه اُٹهه کر تعظیم کرتے هیں اور رکاب کو بوسه دیتے هیں - جب شروع شروع یہاں ریل جاري هوئي هے تو سعید پاشا نے علما کے لیے کرایه معاف کردیا تها - اب بھي نصف کرایه لیا جاتا هے - ازهر کا ایک قانون یه بھي هے که جب کوئي مدرس انتقال کرتا هے تو اُسکي تنخواه اُسکي اولاد پر تقسیم کرکے اُنھیں ازهر میں جبري تعلیم دلائي جاتي هے -

(تعلیم و تدریس)

جامع ازهر کي علمي زندگي کي ابتدا سنه ۳۶۵ سے هوتي هے جبکه دولة فاطمیه کو مصر پر قبضه کیے هوے آٹهه سال گذر چکے تهے - چونکه سلطنت کا مذهب اسوقت شیعه تها ' اسلیے صفر سنه ۳۶۵ هجري کو قاضي علي بن نعمان نے جامع ازهر میں شیعي فقه پر املا کیا ' اور اب وه کتاب کي صورت میں موجود هے جسکا نام الاقتصار هے - جب تک فاطمیه دولت رهي ' یہاں شیعي فقه کا درس هوتا رها - جمعه کو خود امراے سلطنت اور خلیفهٔ فاطمي درس کي شرکت سے مشرف هوتے تهے - دولت فاطمیه کي اُس شاهانه توجه کو دیکھکر جو معقولات و ریاضي کي طرف ملتفت تهي ' به قرینهٔ غالب معلوم هوتا هے که ازهر میں علوم عقلي و ریاضي کي بھي تعلیم هوتي هوگي - دولت فاطمیه کے علمي خزانهٔ میں ایک لاکهه کتابیں تهیں جن میں سے چهه هزار صرف علم طب کي تهیں - دو کرهٔ فلکي تهے جن میں ایک چاندي کا تها اور اُسکي نسبت مشهور تها که وه خود بطلیموس کے هاتهه کا بنایا هوا هے اور اسکے بنانے میں تین هزار اشرفیاں صرف کي گئي هیں - خدا جانے گردش چرخ نے اسکو یہاں کیونکر پہونچا دیا ؟ ایک جغرافیائي نقشه بھي تها جس میں کاغذ کے بدلے نیلگوں ریشمیں کپڑے کي زمین تهي اور اُس میں دنیا کے تمام پہاڑ ' دریا ' آبادیاں ' سونے چاندي سے بنائي گئي تهیں -

جامع ازهر میں دو سو دو برس تک شیعي علوم کا درس هوتا رها - سنه ۵۶۷ میں جب دولة فاطمیه برباد هوگئي ' اور اُسکي جگهه سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب جو سلطنت ایوبیه کا ایک پرجوش ممبر تها تخت مصر پر جلوه افروز هوا ' تو اُس نے دو اور نئے مدرسه تعمیر کراے - ایک میں فقهاے شافعیه درس دیتے تهے ' دوسرے میں علماے مالکیه ' اور اس خیال سے که شیعي سلطنت کي کوئي زنده یادگار مصر میں باقي نرهے ' اُس نے جامع ازهر میں تدریس موقوف کرادي - چنانچه پورے ایک سو دس برس تک جامع ازهر کي درسگاهیں شرف تدریس سے محروم رهیں - سنه ۶۵۸ هجري میں جب ایوبیه خاندان چراکسه کے هاتهه سے برباد هوا اور سلطان ظاهر مصر پر قابض هوا ' تو اُس نے پهر ازهر کي آراستگي کا حکم دیا - اب گویا ازهر کي علمي زندگي دوباره شروع هوتي هے ' اور اپني

تقرر طلبه کے انتخاب سے هوتا ہے - شیخ الرواق کے فرائض وهي هیں جو انگریزي کالجوں کے پرانکٹر کے هیں - هر کمره میں چٹائیوں کا فرش هوتا ہے جو هر ششماهي پر بدل ڈالي جاتي هیں -

جامع ازهر میں جهاں، مصر، شام، بغداد، حضر موت، یمن، کرد، ترک، حبش، طرابلس، ٹیونس، افغانستان، مراکش، سوڈان، جزیرہ جاوا، اور حجاز کے لیے علحده علحده بورڈنگ هیں، وهاں غریب هندوستان کے لیے بهي ایک خاص دارالاقامة ہے - انهي دارالاقامتوں میں طلبه رهتے هیں اور اسلیے تاکه تعلیم کے سوا کسي اور طرف ملتفت نهوں، انکو وظائف دیے جاتے هیں - وظائف کي مقدار طالب علم کے احتیاج کے موافق هوتي ہے، کسي کو صرف کهانا دیا جاتا ہے، کسي کپڑے بهي دیے جاتے هیں، کسي کو ذاتي مصارف کے لیے نقد دیا جاتا ہے -

(مالي حالت)

سلاطین فاطمیه میں سے پہلے پہل المعزلدین الله کے بیٹے العزیز بالله نے طلبا و مدرسین کے وظائف مقرر کیے اور دارالاقامے بنواے - جمعه کے دن یه لوگ خود حلقۂ درس میں شریک هوتے تهے - عید کے دن مدرسین کو خلعت دیا جاتا تها - حاکم بامر الله نے ازهر کے لیے دو تنور اور ستائیس قندیلیں چاندي کي بنوائیں تهیں جو ایام رمضان میں روشن کي جاتي تهیں - ان کے سوا اکثر امراء و سلاطین ازهر کے لیے بڑي بڑي جاگیریں وقف کرتے تهے - سب سے پہلے جس نے جامع ازهر کے لیے جاگیر وقف کرنیکی عزت حاصل کي، وه دولت فاطمیه کا علم دوست خلیفه الحاکم بامر الله ہے - اسکے بعد یکے بعد دیگرے اور امراے سلطنت نے بهي جاگیریں وقف کیں - خاندان خدیوي نے بهي بڑي بڑي رقموں سے ازهر کي امداد کي ہے - حکومت خدیویه ۹۶۱۱ - گینی سالانه سے ازهر کي اعانت کرتي ہے - ازهر کي موقوفه جاگیروں کي سالانه آمدني ۸۰۰۰ گینی سے کم نهیں ہے -

(طلباء ازهر)

قاعده ہے که الناس علی دین ملوکهم - لوگوں نے جب دیکها که امراء و سلاطین کي ازهر کي طرف خاص توجه ہے، تو مختلف ممالک سے کثرت کے ساتهه طلبه تحصیل علم کے شوق میں جامع ازهر میں آنے لگے - مشکل سے کوئي مسلمانوں کي آبادي هوگي جهاں کا کوئي طالب علم ازهر کي تعلیم سے مشرف نه هوا هو - ابهي ازهر اپنے بچپن کي منزلیں بهي طے کرنے نه پایا تها که اسکي درسگاه طلبا سے بهرگئي تهي، اور اب تو اسکے آغوش درس میں دور دور کي علمي اولادیں پرورش پا رهي هیں - حنفي، شافعي، حنبلي، مالکي، ترکي، هندي، حجازي، طرابلسي، مختلف رنگ و بو کے پهولوں سے ازهر کا دامن پر ہے - سنه ۸۱۸ - هجري میں یهاں ۷۵۰ طالب علم تهے - سنه ۱۲۹۲ هجري میں یهاں کے طلبا کي تعداد ۱۱۰۹۵ تهي - سنه ۱۳۱۰ هجري میں یهاں ۸۲۵۹ طالب علم تعلیم پارہے تهے - سنه ۱۳۲۰ میں ۱۰۴۰۳ - طلبا تهے - ان طلبا کي تعداد به لحاظ مختلف مذاهب حسب ذیل ہے :

حنفیه	۲۹۵۱
مالکیه	۲۹۵۴
شافعیه	۴۵۹۹
حنابله	۲۹

مصریوں کے مقابله میں غیر مصري طلبه بہت کم هیں جو ذیل کے نقشه سے ظاهر هوگا :

شامي	۲۹۴	جبرت (ملک حبش)	۹
ترک	۱۰۴	هندوستاني	۳
طرابلس الغرب	۵۱	حجازي	۷
جزائر	۲۷	جاوا	۷
مراکش	۲۲	افغان	
ٹیونس	۲۰	دارپور (سوڈان)	۱۴
کرد	۹	سنارد (سوڈان)	۲۸
بغدادي	۲	برنو (سوڈان)	۱۴
بربري	۴۵	صلیم (سوڈان)	۱۳
			۹۴۵

(لباس)

ان طلبا کا کوئي ایک خاص لباس نهیں ہے جو انکي دلي یکجهتي کا عنوان بن سکے - هر طالب علم اپنے وطن کي پوشاک پہنتا ہے - مگر یوروپین ڈریس کوئي طالب علم نهیں پہنتا - عمامه وهاں کے ضروریات لباس سے ہے - عموماً انکي وضع عربي ہے - سروں پر سفید رنگ کے عمامے هوتے هیں - بدن پر عبائیں هوتي هیں - هاں سادات سبز عمامے باندهتے هیں، یه سرکاري طور پر سنه ۷۷۳ میں شعبان بن ناظر سلطان مصر نے سادات کیلیے یه شناخت قرار دي تهي - اسي کي طرف اشاره کرکے ایک شاعر ابو جابر نامي کهتا ہے :

جعلوا لابناء الرسول علامة
ان العلامة شان من لم یشهر

ترجمه - لوگوں نے اولاد رسول کیلیے علامت مقرر کي ہے - لیکن علامت کي ضرورت گمنام لوگوں کے لیے ہے -

نور النبوة في کریم وجوههم
یغني الشریف عن الطراز الاخضر

ترجمه - انکے چهروں سے نبوت کي روشني چمک رهي ہے، اسلیے انکو سبز پوشاک کي علامت کي حاجت نهیں -

(انتظام صحت)

پہلے یهاں طلبا کے صحت کا انتظام نه تها - دولة خدیویه نے اسکي طرف توجه کي اور صفائي کا اهتمام کیا - پہلے یهاں کي عمارت هر طرف سے گهري هوئي تهي - اب تازه هوا آنیکے لیے میدان وسیع کیا گیا ہے - ایک ڈاکٹر اور ایک عطار خانه بهي خاص مدرسه کے متعلق ہے جهاں سے دوائیں مفت دي جاتي هیں

(قواعد داخلۂ مدرسه)

یهاں کسي طالب علم سے کسي قسم کي فیس نهیں لي جاتي جو طالب علم که صرف اسباق میں شریک هونا چاهتا ہے، اسکے لیے کوئي قید نهیں ہے، هر شخص شریک هوسکتا ہے - هاں البته دار الاقامه میں داخل هونیکے لیے مندرجه ذیل شروط کي پابندي کي جاتي ہے :

(۱) پندره برس سے کم عمر نهو -

(۲) معمولي نوشت و خواند سے واقف هو -

(۳) کم سے کم نصف قرآن مجید کا حافظ هو -

(۴) اندهے طلبا کو پورا قرآن یاد هونا چاهیے -

پہلے طالب علم کا قرآن میں امتحان لیا جاتا ہے - اگر ممتحن نے اسکي کامیابي کي شهادت دي، تو وه جامع ازهر ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، وهاں اسکو چیچک کا ٹیکه لگایا جاتا ہے یهاں سے فارغ هوکر وه ان اساتذه کي خدمت میں حاضر هوتا ہے جن سے اسکا سبق متعلق هوگا - اگر انهوں نے اجازت دي تو اسکا نام اس بورڈنگ هوس میں داخل کیا جاتا ہے جهاں وه رهنا چاهتا ہے - اسکے بعد مدرسه ازهر کے عام رجسٹر میں اسکا نام درج کیا جاتا ہے - یه قواعد مصري طلبه کے ساتهه مخصوص هیں - مصري طالب علم جب مدرسه میں داخل هونیکي درخواست کرتا ہے تو شیخ الرواق، منتظمین اور سر برآورده طلبا کي ایک مجلس منعقد کرتا ہے - یه مجلس اس طالب علم کا امتحان لیتي ہے اور کامیابي کے بعد اسکے داخله کي اجازت دیتي ہے -

۱ ـ مآثر الـکرام ـ و سرو آزاد

مصنفۂ

حسان الهند مولانا میر غـلام علي آزاد بلگرامي پر

مولانا حکیم شمس الله قادري صاحب ـ ایم ـ اے ـ ایس ـ ایف
آر ـ ایچ ـ ایس ـ عالم آثار قدیمہ کا

ریویو

علم تاریخ کي دو قسمیں هیں ـ ایک وہ سلسلہ واقعات ہے کہ جس میں مختلف قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال سے بحث کي جاتي ہے ' اور جس کو عرف عام میں تاریخ یا هسٹري کے نام سے تعبیر کرتے هیں ـ دوسري قسم وہ ہے کہ جس میں کسي ملک و قوم کے افراد کا تذکرہ کیا جاتا ہے' اس کو اسماء الرجال یا بیوگریفي کہتے هیں ـ

اسماء الرجال جس کو دوسرے الفاظ میں تذکرہ نویسي بھي کہتے هیں کم و بیش قدیم الایام سے چلا آتا ہے ـ عبراني ' یوناني ' رومي لٹریچر میں اس قبیل کي بہت سي کتابیں موجود هیں ـ لیکن ان میں زیادہ تر ملکي بہادروں کے نامي کارنامے یا اولیا و شہدا کے کشف وکرامات منضبط هیں ـ قرون وسطی میں مسلمانوں نے اس فن کو اس قدر ترقي دي کہ جس کي نظیر دنیا میں نہیں مل سکتي ـ ان لوگوں نے تراجم ' طبقات ' وفیات و اعیان وغیرہ کے عنوانوں میں هزاروں کتابیں لکھ ڈالیں ' اور ان میں علماء و فضلا ' شعرا ' حکما ' امرا وغیرہ وغیرہ غرض هر طبقہ کے لکھوکھا آدمیوں کا تذکرہ قلم بند کردیا ـ اس موقعہ پر یہ ظاهر کردینا بھي خالي از دلچسپي نہ هوگا کہ یہ تمام کارنامے ان مسلمانوں کے تھے جو بلاد ایران ' روم و شام و مصر میں رہتے تھے ـ برخلاف اس کے هندوستان کے مسلمانوں نے اس کے ساتھ بہت بے اعتنائي سے کام لیا ـ

مسلمانان هند کي تاریخ پانچویں صدي هجري سے شروع هوتي ہے ـ اس زمانے سے لیکر مغل ایمپائر کے انحطاط تک هندوستان کي موم خیز خاک سے بڑے بڑے علما ' فضلا اور نامي گرامي اهل کمال پیدا هوے هیں ـ مگر افسوس ہے کہ ان کے حالات مصنفین کي بے التفاتي سے اس طرح ناپید هوگیے کہ اس وقت باوجود تلاش و تجسس کے بھي نہیں مل سکتے ـ

مولانا آزاد بلگرامي بارھویں صدي میں ایک نامي گرامي مصنف گزرے هیں ـ انہوں نے اسماء الرجال میں بہت سي کتابیں لکھي هیں ' اور موقعہ پر فخر کے ساتھ اس امر کا ذکر کیا ہے کہ وہ هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں ـ چنانچہ ان کي اصل عبارت یہ ہے :

" و پیش از من احدی آستین سعي بایں درجہ نہ شکستہ و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف بایں جد و جہد نہ بستہ " ـ

مولانا آزاد سے پہلے اگرچہ ملا عبد القادر بدایوني اور شیخ ابو الفضل ـ بختاور خاں عالمگیري وغیرہ مورخین نے اپني تاریخوں میں اپنے معاصرین کا تذکرہ بھي قلم بند کیا ہے ـ لیکن یہ تحریرات اس موضوع پر مستقل تصنیف کي حیثیت نہیں رکھتي هیں ـ مولانا آزاد اسماء الرجال کو ایک مستقل فن قرار دیکر اس کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں تصنیف کیں مثلاً :

تراجم علما میں سبحۃ المرجان ' مآثر الکرام ـ تراجم شعرا میں ید بیضا ـ خزانۂ عامرہ ـ تراجم صوفیہ میں روضۃ الاولیا ' شجرۂ طیبہ ' وغیرہ وغیرہ ـ اس اعتبار سے اگر هم یہ کہیں تو کچھ بیجا امر نہ هوگا کہ مولانا آزاد بلگرامي هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں ـ ۱

مآثر الکرام اسماء الرجال کي ایک قابل قدر او ر بیش قیمت کتاب ہے ـ علامہ مصنف نے اس کے دو حصے قرار دیے هیں ـ پہلے حصے میں ان کیتوہ سو (۱۰۰) مشاهیر علما و صوفیہ کا تذکرہ قلم بند کیا ہے' جو فتح اسلام سے لیکر بارھویں صدي هجري کے خاتمہ تک سرزمین هندوستان کے مختلف شہروں میں گزرے هیں ـ دوسرا حصہ جس کا نام سرو آزاد ہے شعرا کے متعلق ہے ـ اس میں فارسي اور هند کے (۱۰۱) شعرا کا تذکرہ ہے ـ اور هر ایک شخص کي نسبت وہ تمام باتیں درج کردي هیں جو اس کي سوانح عمري کے لیے ضروري اور کار آمد هیں ـ مثلاً خاندان ' قوم ' وطن ' تعلیم و تربیت ' تلمذ ـ اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ اور ان کے ضمن میں بہت سے تاریخي واقعات و علمي نکات کا تذکرہ بھي آگیا ہے ـ

مصنف نے حصہ اول کو دو فصلوں پر مرتب کیا ہے ـ پہلي فصل میں اولیاے کرام کے حالات هیں ـ دوسري فصل میں علما و فضلا کا تذکرہ ہے ـ هر فصل کي ابتدا میں ایک تمہید ہے ـ پہلی تمہید میں هندوستان میں مسلمانوں کے آنے اور اسلام کے اشاعت پانے کا ذکر ہے ـ اسي طرح دوسري تمہید میں اهل اسلام میں علوم و فنون کے پھیلنے اور خلفاے بغداد و اندلس کے مشاغل علمی کا بیان ہے ـ

حصہ دوم یعنی سرو آزاد کي ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں فارسی شاعري کي تاریخ بیان کي ہے ـ شعرا کے تراجم درج کیے هیں اور اس کے ضمن میں موقع بموقع شعر و سخن کے قیمتي نکات کا بھی تذکرہ کردیا ہے ـ

ان دونوں حصوں میں ایک خاص باب یہ ہے کہ اکثر مشاهیر دکن کے حالات بھی آگئے هیں ' اور نواب نظام الملک آصفجاہ اور انکے خاندان کا تذکرہ اس شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ ان کے هم زمانہ تصنیفات سے کسي میں بھی نہیں مل سکتا ـ

بارھویں صدي کے نصف آخر میں جو حوادثات پیش آئے هیں مصنف نے انکا ذکر نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے ' اور بعض باتیں تو ایسي لکھی هیں کہ جو کسي دوسري تاریخ میں مشکل سے مل سکتي هیں ' اور جو حضرات تاریخ دکن سے مذاق رکھتے هیں ان کیلیے یہ حصہ (سرو آزاد) ایک لاجواب تحفہ ہے ـ

فن تراجم میں یوں تو هندوستان میں بہت سي کتابیں لکھي گئي هیں ـ لیکن ان میں صرف دو کتابیں ایسي هیں جو هر زمانہ میں عزت و رفعت کی نگاہوں سے دیکھي جا سکتي هیں ـ ان میں ایک مآثر الامرا ہے جس میں هندوستان کے بڑے بڑے وزرا ' امرا اور عہدہ داروں کا تذکرہ منضبط ہے ـ دوسري کتاب مآثر الکرام اور اس کا حصہ دوم سرو آزاد ہے ' جس میں علما ' فقرا اور شعرا کے حالات لکھے هیں ' اور هر ایک کا حال اس تفصیل سے درج ہے کہ کسي دوسري کتاب میں اس کی نظیر نہیں مل سکتي ـ

مآثر الامرا کو بنگال ایشیاٹک سوسائیٹي کي علم دوست جماعت نے مدت هوئي کہ تین ضخیم جلدوں میں چھاپ کر شائع کردیا ہے ـ لیکن مآثر الکرام کے دونوں حصے ابھي تک گوشۂ گمنامي میں پڑے هوے تھے ـ

خدا بھلا کرے مولوي عبد الله صاحب کا کہ باوجود بے بضاعت هونیکے اس کتاب کو نہایت اعلی اهتمام سے چھپوا کر هندوستان کي علمی تاریخ مین ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے ' اور تمام اهل ملک کو ان کے احسان کا مشکور هونا چاهیے ـ اور جو حضرات تاریخي مذاق رکھتے هیں ان کے لیے یہ دونوں چراغ هدایت کا کام دینگے ـ پہلے حصہ کے (۴۴۴) اور دوسرے حصے کے (۴۲۲) صفحات هیں ـ ان کي قیمت حسب ذیل رکھی گئي ہے :

مآثر الکرام	قیمت	۲ روپیہ	علاوہ محصول ڈاک
سرو آزاد	قیمت	۳ روپیہ	علاوہ محصول ڈاک

علم الکلام في ارتقاء الاسلام

(یعنی اردو ترجمـــہ)

" پروپوزڈ پولیٹکل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول "

مُصنفہ

نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم

پر مولوي محمد اختر صاحب کا ریویو

اس کتاب میں علامہ مصنف نے بزبان انگریزي سنہ ۱۸۸۴ ع میں ایک یورپین عالم ریورنڈ ملکم میکال کے اس اعتراض کي تردید کی ہے " مذهب اسلام مانع ترقي ہے " قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے نہایت عالمانہ طریق پر یہ ثابت کیا ہے کہ اسلامي روحاني ' اخلاقي اور معاشي ترقي کا حامي ' تغیر زمانہ کے ساتھ نئے تمدن و سیاست کا ساتھ دینے والا اور زندہ ضروریات کے مطابق هر قسم کے قوانین کي بنیاد ڈالنے کي صلاحیت رکھنے والا مذهب ہے ـ اس کي فطرت جمود و خمود کے منافي ہے ـ اسي ضمن میں اسلام کے متعلق دوسرے یورپین مصنفین مثلاً سر ولیم میور ' مرقومہ اسمتھ ' پالگریس

اسي، بهلي شان و شوكت سے مختلف الاوطان اور مختلف المذاهب طلبا و مدرسين كا گلدسته نظر آنے لگتا هے - امراء و سلاطين كي علمي فياضياں پهر ازهر كو روز بروز ترقي ديني لگيں - دور دور سے جامع ازهر كي علمي كشش طلبا كو كهينچ لائي - اعراق ' بغداد ' غرناطه ' تيونس ' عسقلان ' تبريز ' اندلس ' اصفهان سے طلبا آرهے تهے - علم كے ذوق و شوق ميں دور دراز سفر كي مصيبتوں كو كچهه خاطر ميں نه لاتے ' گمنامي اور جهل كے بادلوں ميں چهپے هوے ازهر ميں داخل هوتے ' اور علم و شهرت هي روشني سے درخشنده هوكر نكلتے - امام عزالدين بن عبد السلام ' امام سبكي ' شهاب قرآنى ' ابن هشام سراج بلقيني ' شيخ جلال الدين سيوطي ' ابراهيم بن عيسى اندلسي ' عزالدين عمر بن عبد الله عمر القدسي ' ابو حيان محمد بن يوسف غرناطي ' تاج الدين تبريزي ' امام اصفهاني ' امام زيلعي ' حافظ عراقي ' حافظ ابن حجر عسقلاني ' علاء الدين حموي ' رضي شاطبي ' محمد بن محمد بغدادي ' قاسم بن محمد تيونسي ' شيخ السلام زكريا انصاري ' يه تمام لوگ جو آسمان علم كے آفتاب و ماهتاب هيں ' اسي درسگاه كے فيضياب اور اسي ميخانة علم كے جرعه نوش تهے !

(نصـاب تعليـم)

دولة فاطميـه كے بعد جامع ازهر ميں اول اول فقه شافعي كا درس ديا گيا ' اسكے بعد اور مذاهب كے علوم كا بهي درس ديا جانے لگا - گو يهاں معقولات كي بهي تعليم هوتي تهي ' مگر چونكه ابتدا هي سے جامع ازهر ميں ايک مذهبي شان قائم هوگئي تهي ' اسليے اس كي درسگاه رفته رفته عقلي علوم سے محروم هوگئي -

سنـه ۱۳۰۰ تک اس خيال ميں كوئي تبديلـي نهيں هوئي ' مگر جب چودهويں صدي كا آفتاب طلوع هوا ' تو علماء و امراے مصر كو خيال هوا كه ازهر ميں معقولات كي تعليم بهي لازمي طور سے هوني چاهيے - مگر چونكه عوام كے دماغ ميں يه خيال راسخ هوچكا تها كه مذهبي مدارس كو فلسفيانه تعليمات سے پاک هونا چاهيے ' اسليے سنه ۱۳۰۴ ميں ايک استفتا شيخ محمد ابناني شيخ السلام مصر و شيخ جامع الازهر اور شيخ محمد البنا مفتي مصر كي خدمت ميں پيش كيا گيا كه علـوم عقليه طبعيات (فزكس) كيميا (كيمسٹري) رياضـي (ميتهميٹكس) كي تعليم كي اسلام اجازت ديتا هے يا نهيں ؟ بالاتفاق دونوں نے اسكے اباحت بلكه ضرورت كا فتوى ديا - اسوقت سے معقولات جامع ازهر كے درس ميں داخل هيں مگر سركاري طور پر يه علوم عباس حلمي پاشا خديو حال كے عهد ميں ۲۰ محرم سنه ۱۳۱۴ كو داخل كيے گئے - اب ازهر ميں فلسفه ' منطق ' حساب ' جغرافيه ' تاريخ اسلام ' رياضي ' هندسه ' تقرير و تحرير وغيره كي بهي تعليم دي جاتي هے ' اور بغرض تحريق طلبه معززين مصر نے علوم جديده ميں كامياب هونے والے طلبه كے ليے سالانه وظائف مقرر كرديے هيں -

بالفعل جامع ازهر كي پوري مدت خواندگي ميں حسب ذيل علوم پڑهاے جاتے هيں: صرف نحو ' معاني ' بيان ' بديع ' فقه ' اصول فقه ' حديث ' اصول حديث ' تفسير ' علم كلام ' علم الا خلاق ' حساب ' جبر ' مقابله ' علم عروض و قافيه ' تاريخ اسلام ' منطق ' علم الخطابيه و الكتابية ' علم لغت ' جغرافيه ' علوم عقليه فلسفه -

جامع ازهر كا كوئي مطبوعه نصاب موجود نهيں هے ' إسليے ازهر كي داخل نصاب كتابوں كے نام نهيں بتاے جاسكے ' مگر جو وهاں كتابيں پڑهائي جاتي هيں - ان ميں سے اكثر وه كتابيں هيں جو هندوستان ميں نهيں پڑهائي جاتيں - علوم بهي حسب ذيل علم هندوستاني عربي مدارس سے زياده هيں -

(علـم صـرف)

مراح مؤلفه احمد بن مسعود ' كافيه ' ابن حاجب مع شـرح شيخ السلام رضي ' تصريف مع شرح سعد تفتازاني ' ترصيف ' نظم العقود طحطاوي ' لامية الافعال ابن مالک ' رسـاله الجوهرة في فن الاشتقاق -

(عـلـم نحو)

اجر وميه مع شروح ' توضيح ابن هشام مع شرح ' ازهريـة مع شروح ' قطر الندى عبد الله بن هشام ' مذهب ابن هشام ' الفيه ابن مالـک مع شروح ابن عقيل و اشموني ' مغني اللبيب ابن هشام - تسهيل ابن مالک -

(عـلـم اللـغـة)

قاموس فيروز آبادي مع شرح سيد مرتضى ' صحاح جوهري مختار الصحاح رازي ' المصباح المنير ' فقه اللغة امام منصور ثعالبي اساس زمخشري ' المزهر عـلامه و حافظ عبد الرحمن جلال الدين سيوطي ' لسـان العرب جمال الدين انصـاري -

(فـقـه حنفي)

نور الايضاح شيخ شرنبلانى ' كنز نسفي مع شروح طـلائي و ابن نجيم و زيلعي عيني ' تنوير الابصار مع شرح حصفكي ' البداية امام مرغيناني ' الهداية ' الغاية ' فتح القدير ' الاشباه و النظائر ابن نجيم ' كتاب الخراج امام ابو يوسف ' ملتقي للشيخ حلـبي مـع شرح حصفكي ' مجمع البحرين ابن ساعاتي ' قدوري ابو الحسن بغدادي ' جامع الفصولين ابن قاضي سماوية -

(فـقـه مالـكي)

عشماويه شيخ عشماوي مع شرح ابن تركى ' العزيه ' رساله ابن ابي زيـد مع شرح اقـرب المسالـک ' مختصر خليـل مع شروح ' المجموع ' العاصمية ' البقرة ' القصاري -

(فقـه شافعي)

التقريب شيخ احمد مع شرح خطيب شربيني ' الاشباه و النظائر جـلال الـدين سيوطى ' التحرير شيخ السلام زكريا ' منهج الطلاب ' منهـاج الطـالبين شيـخ محي الديـن يحى نـووي ' التهـذيب ' نهج الطلاب ' البهجة ' الوجيز امام غـزالي ' الروض نووي ' الارشاد ' كشف النقاب ' فتاوى ابن حجر ' فتاوى الرملي ' البجيريه ' الترتيب ' كشف الغوامض ' الفيه -

(فـقـه حـنـبـلى)

متن الدليل ' الغاية ' زاد المتقنع ' متن المنتهى ' الاقناع ' المقنع لابن قدامـه ' مختصر المقنع ' الانصاف ' الفروع ' تصحيح الفـروع ' مختصر الشاطبي -

(اصـول فـقـه)

جمع الجـوامع لـلسبكي مع شرح قـاضي عضد ' منـار الانوار للنسفي مع شرح ابن مالک و حصفكي و ابن نجيم ' التفتيح لصدر الشريعة ' تنقيح الفصول ' الورقات لامام الحرمين مع شروح الورقات للخطاب ' التحرير للكمال بن ابن الهمام ' حصول البدائع ' المرأت -

(عـلـم حـديث)

صحيح بخاري مع قسطلاني و عسقلاني و عيني و زكريا انصاري ' صحيح امام مسلم مع شرح محي الدين نووي ' مختصر البخاري شيخ ابن ابى جمره ' الشفاء قاضي عياض مع شرح خفاجي و ملا علي قاري ' موطا امام مالک مع شرح زرقاني و ابن عبـد البر ' الجامع الصغير للسيوطي ' مع شروح ' الاذكار امام نووي مع شرح ' التجريد ' شمائل ترمذي ' التـرغيب و الترهيب امام منذري ' الاربعين امام نووي ' صحيح ترمذي ' صحيح نسائى ' صحيح الاشعث ' صحيح ابن ماجه ' مواهب لدنيـه امـام قسطلاني ' السيرة الحلبيه امام حلبي -

تے هیں که اس نے کس طرح اس علمي میدان میں داد تحقیق دي هے' اور اپنے مقصد میں کہاںتک کامیاب هوا هے - اور جس سبجکٹ پر قلم اٹھایا هے پھر کسي دوسرے کے لیے اس پر اضافه کرنے کی بہت کم گنجایش باقي رکھي هے - پبلک کو اس دعوی کا ثبوت کتاب هذا اور نیز ان کي دوسري تصانیف سے بخوبي مل سکے گا - جب وہ اسی مصنف کي دوسری کتاب " تحقیق الجہاد " کو پڑھیگي جو چھپ کر اردو زبان میں تیار هوگئي هے اور ۴۱۲ صفحات پر ختم هوئي هے' تو مصنف کا علمي پایه اس صدی کے تمام مسلمان مصنفین سے اعلی و ارفع ثابت هوگا - افسوس هے که سواے معدودے چند مضامین مطبوعه " تہذیب الاخلاق " کے ابھي پبلک کے پاس کوئی اور ایسا معیار نہیں پہنچا جس سے وہ مصنف کو جانچ سکے - لہذا پبلیشر کتاب هذا (مولوی عبد الله خانصاحب کتب خانه آصفیه حیدر آباد دکن) نے اراده کیا هے که مصنف مرحوم کے ان تمام قلمي مسودات کو شایع کردیا جاے جو وہ اس دنیاے فاني میں اپني ایک لازوال یادگار چھوڑ گیا هے - یه رسائل نہایت جستجو سے جمع کیے گئے هیں جو تقریباً دو هزار صفحات (۲۰۰۰) تک وسیع هوں گے - ان میں سے هر ایک رساله ایک بیش بہا علمي خزانه هے' اور بالکل نئے نئے سبجکٹوں پر اردو زبان میں لکھا گیا هے - یه رسائل بعد طبع دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے -

کتاب نہایت خوشخط عمده کاغذ پر دو حصوں میں چھاپي گئی هے' از شائقین کو بقیمت ۳ روپیه علاوه محصول ڈاک - مولوی عبد الله خاں صاحب بک سیلر اینڈ پبلیشر حیدر آباد دکن کتب خانه آصفیه سے مل سکتی هے - فقط -

---

۳ - گلشن هند

تصنیف میرزا علي دهلوي المتخلص به لطف پر

حکیم سید شمس الله قادري صاحب عالم اثار قدیمه کا ریویو

لارڈ وارن هیسٹنگز گورنر جنرل (سنه ۱۸۷۳ ع سنه ۱۸۸۲ع) کے زمانه میں نواب علي ابراهیم خاں نے گلزار ابراهیم کے نام سے فارسي زبان میں شعراے هند کا ایک تذکره لکھا تها - زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ کي فرمایش سے سنه ۱۸۰۱ میں بعهد مارکوئس آف ولزلي (سنه ۱۷۹۸ ع - سنه ۱۸۰۵ ع) میرزا علي لطف نے بہت کچھ اضافه کے بعد اردو میں اس کا ترجمه کیا اور گلشن هند نام رکھا - میرزا علي لطف کے والد میرزا کاظم بیگ استر آباد کے باشندے تھے - سنه ۱۱۵۲ع میں نادر شاه کے همراه دهلي آے' اور نواب ابو المنصور خاں کے توسط سے شاهي دربار میں ملازمت کرلي - فارسي کے شاعر تھے - هجري تخلص تها - میرزا علي لطف دهلي میں پیدا هوے اور وهیں نشو و نما پائي - جواني میں عظیم آباد چلے گئے اور وهاں سے کلکته پہونچے - کچھ عرصه وهاں قیام رها اس کے بعد حیدر آباد چلے آے - اس وقت نواب سکندر جاه (سنه ۱۷۹۸ع - سنه ۱۸۲۸ ع) کي حکومت تهي - نواب اعظم الامرا ارسطو جاه ان کے وزیر اعظم تھے - ارسطو جاه نے انهیں اپنے مصاحبین میں داخل کرلیا' اور چار سو روپیه ماهوار مقرر کردیے - سنه ۱۸۱۲ع میں بمقام حیدر آباد میرزا علي لطف کا انتقال هوا (گلشن هند - ص - ۱۳۶ - گلشن بے خار - ص - ۱۹۷ - تاریخ گلزار آصفیه - ص - ۳۵۰) نظم اردو کے باوا آدم ولی دکهني سے لیکر سنه ۱۸۰۱ع تک جس قدر مشہور شعرا گذرے هیں' قریب قریب ان تمام کا تذکره گلشن هند میں مندرج هے - مصنف نے هر شخص کے ضروري حالات مثلاً خاندان' قوم و وطن' تعلیم و تربیت' تلمذ' اخلاق و عادات' تصنیف و تالیف وغیره کا ذکر کیا هے - اسي کے ضمن میں هندوستان کے بہت سے تاریخي واقعات بهی لکھدیے هیں -

اس تذکره سے اردو شاعري کي نسبت کئي ایک نئي باتیں معلوم هوئي هیں - مشہور محدث شاه ولي الله صاحب دهلوي کي نسبت لکھا هے که آپ اردو کے بهي شاعر تھے' اشتیاق تخلص تها -

یه بهي معلوم هوتا هے که فارسي کے مشہور شاعر میرزا عبد القادر بیدل بهي اردو میں شعر کہا کرتے تھے - چنانچه ان کے دو بیت بهي گلشن هند میں منقول هیں - اس تذکره میں بعض ایسے شعراء کا بهي کلام درج هے جن کا نام تو بہت مشہور هے' مگر کلام نہیں ملتا - مثنوي سحر البیان کے مصنف میر حسن دهلوي اردو کے بلند پایه شاعر هوے هیں اس وقت ان کا دیوان ناپید هے - شمس العلما مولوي محمد حسین آزاد لکھتے هیں :

" دیوان نہیں ملتا .... آج یه نوبت هے که پانچ غزلیں بهي پوري نه ملیں' جو اس کتاب میں درج کرتا - (آب حیات)

مولوي صاحب موصوف نے آب حیات میں صرف سوله شعر درج کیے هیں - گلشن هند میں تین صفحوں پر صرف غزلیات کا انتخاب درج هے - سید محمد میر اثر کي مثنوي "خواب و خیال" نہایت مشہور هے' مگر آج تک دیکھنے میں نہیں آئي - گلشن هند میں اسکا انتخاب بهی درج هے - میرزا لطف چونکه بڑے بڑے شعرا میر' انشا' مصحفي' منت وغیره کے هم عصر اور صحبت یافته تھے' اس لیے ان کے بہت سے ایسے واقعات بهي لکھے هیں جن کا دوسري کتابوں میں پته تک نہیں چلتا - میر تقي کے حالات میں ایک مقام پر لکھا هے که سرکار کمپني نے کلکته فورٹ ولیم میں اردو کتابوں کی تصنیف و تالیف کا محکمه قائم کیا' تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنو کی وساطت سے میر صاحب کلکته بلواے گئے - مگر بوجه پیرانه سالي وهاں نه جاسکے - یه ایسا واقعه هے جس کو کسي تذکره نویس نے نہیں لکھا -

میرزا لطف نے حالات لکھنے میں نہایت صاف بیاني سے کام لیا هے - بلا کسي رو و رعایت کے سچ سچ باتیں بهي لکھ دي هیں - خان آرزو نے شیخ علي حزیں کے کلام پر جو نکته چیني کي هے اس کي نسبت لکھا هے که :

" دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہراے - چنانچه وہ سب اعتراض جمله کرکے ایک رساله لکھا اور اوس کا نام تنبیه الغافلین رکھا - عوام کي طبیعت تو ان اعتراض سے البته تشویش میں پڑتي هے' نہیں تو صاف نزاع معلوم هوتي هے' جب باریک بینوں کي نگاه اس سے جا لڑتی هے " -

الغرض گلشن هند شعراے اردو کا ایک نادر و نایاب اور قابل قدر تذکره هے - سنه ۱۹۰۶ع سے پہلے دنیا میں اس کے تین نسخوں کا پته معلوم تها - ایک نسخه انڈیا آفس لائبریري واقع لندن کا - دوسرا نسخه پروفیسر گارسن ڈي ٹاسي کے کتب خانه کا - تیسرا نسخه اوده کے کتب خانه شاهي کا - (جو اس وقت انڈیا آفس لائبریري میں شریک کردیا گیا هے) سنه ۱۹۰۵ع کے موسم برسات میں حیدر آباد کي رود موسی کو طغیاني هوئي' جس کی وجه سے هزاروں گھر غرق هوگئے' لاکھوں کا نقصان هوا - کسي آفت رسیده کا کتب خانه بهي بہ گیا - اس میں یه نادر الوجود تذکره بهي تها - مولوي غلام محمد صاحب نے جو آج کل تعلقدار هیں اسے خرید لیا - شمس العلماء مولانا شبلي نعماني کي نظر سے جب یه تذکره گزرا تو انهیں بدرجه غایت پسند آیا' اور انجمن ترقي اردو کي طرف سے شائع کرنے کا قصد کیا - لیکن جب انجمن نے پیچ در پیچ دار طرز عمل کي وجه سے اس کو نه چھاپ سکي' تو شمس العلماء نے مولوي عبد الله خاں کو اس کے شایع کرنے کي راے دي' اور خود اس کي تصحیح کی' اور بہت سے حواشي بهي لکھے - کتاب کي ابتدا میں مولوي عبد الحق صاحب بي - اے - سکریٹري انجمن ترقي اردو نے ایک عالمانه مقدمه بهي لکھا هے' جس میں زبان اردو کے نشو و نما کي تاریخ اور اس کے قدیم تصنیفات کا بیان' تذکره هذا کے خصوصیات' نہایت وضاحت سے بتلاے هیں -

مولوي عبدالله خاں نے اس کتاب کو چھپواکر اردو علم ادب میں ایک قابل قدر اضافه کیا هے - امید هے که جو لوگ اردو کي ترقي کے خواهاں هیں وہ ضرور اس کي اشاعت میں کوشش کرینگے صفحات (۲۳۳) قیمت صرف ایک روپیه -

(۴) تحقیق الجہاد نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم کي کتاب "کرٹیکل اکسپوزیشن آف دي پاپیولر جہاد" کا اردو ترجمه ترجمۂ مولوي غلام الحسنین صاحب پاني پتي - علامۂ مصنف نے اس کتاب میں یوروپین مصنفین کے اس اعتراض کو رفع کیا هے که " مذهب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا هے " فاضل مصنف نے قرآن' حدیث' فقه اور تاریخ سے عالمانه اور محققانه طور پر ثابت کیا هے که جناب رسالت مآب (صلعم) نے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعي تھے' اور ان کا یه مقصد هرگز نه تها که غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم (۴۱۲) صفحات - قیمت ۳ روپے -

ھیو - سیل وغیرہ کی غلط بیانیوں کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالوں سے کی گئی ہے، اور صدہا اسلامی مسائل متعلق معاشرت و سیاست پر عالمانہ بحث کی گئی ہے -

غرض کہ یہ کتاب اسلامی تمدن و سیاست کا خلاصہ ہے، اور اس میں وہ مسائل جمع کیے گئے ہیں، جن پر ہزارہا اسلامی کتب کے مطالعہ کے بعد بھی بہ مشکل عبور ہوسکتا ہے - اور یہ کہنا بالکل مبالغہ سے خالی ہے کہ جو قیمتی معلومات اس مختصر کتاب میں جمع کی گئی ہیں وہ آج تک زبان اردو میں نہیں ملینگی، جس کا ثبوت فہرست مضامین کتاب ھذا سے ملیگا -

اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں کے تمدن و سیاست اور ان کے ملکی و قومی اخلاق پر حملے کیے جارہے ہیں، اور دیکھایا جاتا ہے کہ انکا وجود کرۂ ارض کی تہذیب و شایستگی کے حق میں ایک بار اور سد راہ ہے، اس کتاب کا مطالعہ تمام علم دوست حضرات اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمانوں اور بالخصوص ان حضرات کو بیحد مفید ہوگا، جنھوں نے محض حب اسلامی اور حب قومی سے اپنی زندگی مذہب اسلام کی حمایت کیلیے وقف کررکھی ہے، اور جن کو رات دن یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ مذہب اسلام کو نئی روشنی و تہذیب کا ساتھہ دینے والا ثابت کیا جاے، اور اس پر جو ناجائز حملے کیے جارہے ہیں، انکی مدافعت عالمانہ طور پر کی جاے - اس لحاظ سے یہ کتاب اسلامی مشنریوں کو نہایت اعلی درجہ کے ھتھیار کا کام دیگی - کیونکہ علامہ مصنف نے اس کتاب میں الزامی جوابوں سے کام نہیں لیا، بلکہ ہر اعتراض کا جواب تحقیقی، اور قرآن و حدیث اور تعامل مسلمانان صد [illegible] اور تاریخ و فقہ اور مقننین اسلام، اور مسلمانوں کے زندہ زمانہ کی مثالوں سے دیا ہے - اور بالمقابل دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائیت کے قانون اور فقہ کا ذکر کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام نے دنیا کی تہذیب و شایستگی کے حق میں کیا کیا، اور مخالفین نے کیا -

غرضکہ مصنف نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب اسلام صرف سرزمین عرب اور خاص مسلمانوں کے حق میں ہی مفید نہیں ہے، بلکہ وہ یہ آیۃ رحمت ہے جس پر تمام دنیا کی دینی و دنیوی فلاح منحصر ہے، اور اس کا نیچر ایسا پر حکمت ہے کہ ملک و قوم اور زمانہ کا ساتھہ دے سکتا ہے، اور اس طرح وہ ایک زندہ مذہب ہے، اور ریونڈ ملکم میکال کا اعتراض تاریخی شہادتوں کے بالکل خلاف ہے -

مرحوم مصنف نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے - پہلے حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھہ مسائل تمدن و سیاست پر بحث کی ہے، جس میں جزیہ، دار الحرب، دار الاسلام، حقوق ذمیاں، شہادت غیر مسلمین، حقوق رعایا، ارتداد و بغاوت، مساوات اقوام، غیرہ عدم جواز جنگ و جدال از قرآن، مذہبی آزادی، تعمیر گرجا، معاہدوں کی پابندی، خلفاء اسلام کی تاریخی مسالمت، قانون بین الاقوام وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے -

دوسرے حصہ میں مسائل معاشرت کو اسلامی روشنی میں دکھلایا گیا ہے، اور مسائل طلاق و نکاح، تعدد زوجات، اور غلامی و تسری پر مفصل بحث کی گئی ہے -

اس کے علاوہ حصہ اول کے شروع میں مصنف نے ایک مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے - اس مقدمہ میں ان اہم امور پر بحث کی گئی ہے جو اسلامی فقہ کے اصل الاصول ہیں، یعنی فقہ کے دور، مذاہب اربعہ کا شیوع، اختلاف زمان و مکان سے مسائل فقہی کا بدلتا رہنا، قیاس و اجماع اور عدم اختتام اجتہاد وغیرہ -

اس کتاب میں سلطنت ترکی کی سیاسی حالت کا ذکر بھی آیا ہے - علامہ مصنف نے اس سلسلہ بیان میں ان تمام اعتراضات کی قلعی بھی کھولدی ہے جن کا سنگ بنیاد مہذب یورپ اسپر رکھتا ہے کہ اسلام کا کانسٹی ٹیوشن اس کے تنزل کا باعث ہے، اور اسی مناسبت سے مصنف نے اس کتاب کو سلطان عبد الحمید خان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا تھا -

محض قومی خدمت کی غرض سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے - ترجمہ کی خوبی کے بارہ میں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس کا مترجم موجودہ زمانہ کا وہ مسلم الثبوت انشا پرداز ہے جس کے وجود سے اردو زبان زیربار احسان ہے، جسکا نام نامی مولوی عبد الحق صاحب بی - اے (علیگ) ہے -

اس کتاب کا ترجمہ کچھہ آسان نہیں تھا - کیونکہ گو یہ کتاب انگریزی زبان میں تھی، اور یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے، لیکن اس کو اردو کا جامہ پہنانے کے لیے اسلامی معلومات ا عربیہ کی سخت ضرورت تھی - کیونکہ اس کتاب میں ہزارہا آیات قرانی، احادیث، مسائل فقہ، اور سیکڑوں کتب علمیہ عربیہ کے اقتباسات دیے گئے ہیں، جن کا ترجمہ بغیر اصل کے مقابلہ کیے ہوے نہیں ہوسکتا تھا، اور نہ اصطلاحات عربیہ قائم رہ سکتی تھیں - لہذا اس کتاب کے ترجمہ میں مترجم نے جو جانکاہی و جانفشانی کی ہے وہ بجاے خود ایک مستقل تصنیف کا درجہ رکھتی ہے اور اس لحاظ سے یہ کتاب ان حضرات کو چراغ ہدایت کا کام دیگی جو اعلی درجہ کی کتب علمیہ کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں -

اس محنت کے علاوہ فاضل مترجم نے اصل پر بہت کچھہ اضافہ بھی کیا ہے، یعنی ایک بسیط اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے - جو تین حصوں پر مشتمل ہے :

حصہ اول میں علامہ مصنف کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں، جو بجاے خود ایک نہایت عمدہ او رمفید چیز ہے - اور ان سے یہ سبق ملتا ہے کہ مصنف نے محض اپنی کوشش اور مطالعہ سے یہ علمی پایہ اور مراتب دنیاوی حاصل کیے، جس کی مثال اب تک نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں نہیں پیدا ہوئی - گویا مصنف کی سوانح عمری سیلف ہلپ کا ایک کامل نمونہ ہے -

حصہ دوم میں علامہ مصنف کی دوسری تصانیف تحقیق الجہاد ترو پرافٹ، کتاب زیر بحث اور دیگر کتب پر ریویو کیا گیا ہے -

حصہ سوم میں فاضل مترجم نے ان آراء و خیالات کو جمع کیا ہے جو مشاہیر عہد اور علماے یورپ نے کتاب ھذا کی نسبت ظاہر کیے تھے، مثلاً ڈاکٹر ھنٹر، ڈبلیو - سی بلنٹ، مصنف فیوچر آف اسلام، ڈاکٹر اسپرنگر اور سر سید مرحوم وغیرہ -

ڈاکٹر اسپرنگر اپنے زمانہ کا مشہور عالم شرقیات گزرا ہے، اس کا خط خصوصیت سے قابل ذکر ہے - یہ خط نہایت دلچسپ اور عالمانہ ہے - اس میں مسلمانوں کے ترقی و تنزل کے اسباب اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل بحث کی گئی ہے - یہ خط کتاب کے شایع ہونے کے بعد مصنف کو لکھا گیا تھا - جس میں ان خیالات کی بیحد تعریف کی گئی ہے، جو اس کتاب میں ظاہر کیے گئے ہیں، اور مجبوراً اس کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ واقعی مذہب اسلام - اصول کسی قوم کی ترقی میں سد راہ نہیں ہو سکتے - بلکہ نا تعلیم و تربیت نے مسلمانوں کو اس قعر مذلت میں ڈال رکھا ہے - لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب تعلیم میں اصلاح کی ج تاکہ انسانی ترقی کا وہ اعلی مقصد حاصل ہو سکے جو مذہ اسلام کا منشاء ہے - چنانچہ اس نے اس خط میں ایک کورس خاکہ بھی پیش کیا ہے، جس سے مصلحان تعلیم قدیم کو ا تعلیمی انقلاب کے زمانہ میں بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ قیام محمڈن یونیورسٹی علیگڈ مسئلہ بھی خواہان قوم کے پیش نظر ہے -

اگرچہ مصنف کا زمانہ کچھہ بہت دور نہیں ہے، لیکن اردو خ پبلک سے اس کا تعارف کرانا ضرور ہے، کیونکہ مصنف اکثر و ب ایسے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتے تھے -

اس مختصر ریویو میں مصنف کی علمی اور شخصیت مفصل روشنی نہیں ڈالی جاسکتی - کیونکہ وہ ایک ایسا ج صفات شخص ہے جو اپنے تعارف کے ایسے نہایت دقت نظا محتاج ہے - تاہم اس کتاب کا پوزیشن بتانے اور پبلک کی واقف کے لیے کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضرور ہے -

مصنف مرحوم سر سید مرحوم کے اصحاب میں سب سے عالم اور دقیق النظر اور وسیع معلومات کا شخص تھا - لیکن قدر سب سے زیادہ خاموش تھا - اور ہر وقت مطالعہ میں مصر رہتا تھا - باوجود عالم شرقیات ہونے کے وہ ہمیشہ اپنے خیالات انگ زبان میں ظاہر کرتا تھا - اور اس کا روے سخن ان علماے اقوا کی طرف رہتا تھا جن کا مقصد زندگی یہ تھا کہ مذہب اسـ تمام ممکن پہلوؤں سے مورد مطاعن بنایا جاے - لہذا مصنف مر نے بھی اپنا اعلی مقصد زندگی یہ قرار دیا تھا کہ مذہب ا کی حمایت میں اپنا دل و دماغ اور جان و مال وقف کرد جو لوگ انگریزی میں مصنف کی تصانیف تک رسائی رکھتے ہ . اس کے علمی مطمح نظر اور ایثار نفس سے بخوبی واقف ہ

ھر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ھے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ اف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سونہ جلدوں میں ہے ابھي چھپکر نکلي ہے اور تھوڑي سي رھگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب صرف ۱۰ روپیہ - کپڑیکي جلد ہے جسپر سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۹ ھاف ٹون تصاویر ھیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وي - پي اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول داک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

ھمارا سائنس فکس فورٹ ھارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ھوا میں یکساں رھنے والا ھمارے خاص کارخانہ میں کراساں لکڑي سے طیار کیا ھوا ہے اسوجہ سے کبھي پوري قیمت اور کبھي نصف قیمت پر فروخت کرتے ھیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھي گئی ہے - ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ھوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ھم واپس کرلیوینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ھر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاھیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاھیے - ھر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جاویگا - ھندسي ھارمونیم سکھا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ھارمونیم کمپني ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکي وجہ سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا اُن کھوئي ھوئي قوت کو پھر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمہ اور کتنے ھي عرصہ کا ھو اگر اس سے اچھا نہ ھو تو ھمارا ذمہ - کھانسي کے لیے بھي مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني ھو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچھا ھوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

ھر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ھر قسم کا جنون خواہ دورہ جنون، مرگي کا جنون، غمگین رھنے کا جنون، عقل میں فتور، بے خوابي وغیرہ دور ھوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ھو جاتا ہے کہ اسکو ایسا گمان تک بھي نہیں ھوتا کہ وہ کبھي اسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرائن مستورات کے جملہ اقسام کے امراض کا خلاصہ لہ اڈ - مثلاً بےوقت درد کا پیدا ھونا - اور اسکے دیر پا ھونیسے تشنج کا پیدا ھونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو ھوتے ھیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور لطف زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرائن استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ھوں -

مستند مدراس شاھد - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ میڈیکل آفسر مدراس فرماتے ھیں - "میںنے اوبھرائن کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

[illegible] - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي کوشا اسپتال مدراس فرماتي ھیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبھرائن کي اپنے مریض پر استعمال کوائي اور بیحد نفع بخش پایا"

مس ایم - خین صاحبہ ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکاڈي ممبئي فرماتي ھیں : "اوبھرائن میںنے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور مجرب دوا ہے"

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ھدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ھوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

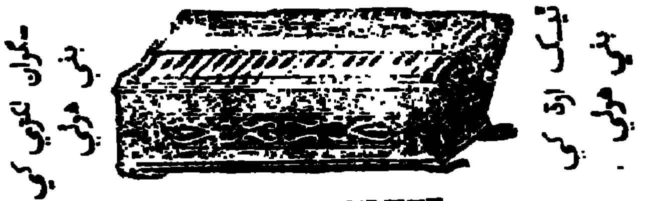

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

ھر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاھیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

یوہن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا - یہ دواکل دماغي شکایتوں کو دفع کرتي ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ھیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتي ہے - ھسٹریہ وغیرہ کو بھي مفید ہے جا لیس گولیونکي بکس کي قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے فوراً ایکزیما ھو جاتي ہے اس کے استعمال کر کے ھي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ الحمد للہ -

AYESHA

مفرح دماغ - حسن کي افزایش - رنگ کي تازگي - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ھیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dattin & Co. Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف مردہ و جوانوں کا رھنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمہ کتاب قانون عیاشي - مفت روانہ ھوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

(۵) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لاثانی تصنیف - جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور آپ کے ملکی ، مالی ، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۶) آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے - نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) میڈیکل جیورس پروڈنس - حضرت مولانا سید علی بلگرامی مرحوم کی مشہور کتاب - جو صاحب وکیلوں ، بیرسٹروں اور عہدہ داران پولیس و عدالت کے لیے نہایت مفید و کار آمد ہے - تعداد صفحات (۳۸۰) مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ قیمت سابق ۹ روپے قیمت حال ۳ روپیہ -

(۸) علم اصول قانون - مصنفۂ سر ڈبلیو ، ایچ رٹیگن ال - ال - ڈی کا اردو ترجمہ جو نظام الدین حسن خاں صاحب بی - اے - بی - ال - سابق جج ہائیکورٹ حیدر آباد اور مولوی ظفر علی خاں صاحب بی - اے کی نظر ثانی کے بعد شایع ہوا ہے - مترجمہ مسٹر مانک شاہ دینشاہ ششن جج دولت آصفیہ - آخر میں اصطلاحات کا فرہنگ انگریزی و اردو شامل ہے - کل تعداد صفحات (۸۰۸) قیمت ۸ روپیہ -

(۹) تمدن ہند - قیمت پچاس روپیہ -

(۱۰) داستان ترکتازان ہند - ۵ جلد فارسی زبان میں - جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوشخط چھپی ہے حجم (۲۲۵۹) صفحہ - قیمت سابق ۲۰ روپیہ قیمت حال ۹ روپیہ -

(۱۱) الغزالی - مصنفۂ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تذکرہ - حجم (۲۸۴) صفحہ طبع اعلی قیمت ۲ روپیہ -

(۱۲) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف ایڈیارڈ کپلنگ کی کتاب "دی جنگل بک" کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خاں بی - اے - جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۹۲ صفحہ قیمت سابق ۴ روپیہ حال دو روپیہ -

(۱۳) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالی داس کے ڈراماتین کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز مرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

(۱۴) انسر اللغات - عربی فارسی کے کئی ہزار متداول الفاظ کی کار آمد ڈکشنری - حجم ۱۲۲۶ صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(نوٹ) عربی فارسی الفاظ کے معنی اردو زبان میں رکھے گئے ہیں -

(۱۵) قران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں ، اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

(۱۶) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب - جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۱۷) فغان ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب "اسٹرنگلنگ آف پرشیا" کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ مع ۲۱ تصاویر عکسی - قیمت ۵ روپیہ -

(۱۸) صنمخانۂ عشق - حضرت امیر مینائی کا مشہور دیوان قیمت ۳ روپیہ -

۱۹ - حکمت بالغہ

مولوی احمد مکرم صاحب عباسی چریا کوٹی نے ایک قابل مفید سلسلہ جدید تصنیفات و تالیفات کا قائم کیا - مولوی کا مقصود یہ ہے کہ قرآن مجید کے کلام الہی ہونے کے متعلق آج تک جس قدر دلائل دیے گئے ہیں ان سب کو ایک جگہ مرتب و مدون کر دیا جائے ، اس سلسلہ کی ایک کتاب موسوم بہ "حکمت بالغہ" تین جلدوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے -

پہلی جلد کے چار حصے ہیں - پہلے حصہ میں قرآن مجید کی پوری تاریخ ہے جو "اتقان فی علوم القرآن" علامہ سیوطی کے ایک بڑے حصہ کا خلاصہ ہے - دوسرے حصہ میں تواتر قرآن کی بحث ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید جو آنحضرت (صلعم) پر نازل ہوا تھا ، وہ بغیر کسی تحریف یا کمی بیشی کے ویسا ہی موجود ہے ، جیسا کہ نزول کے وقت تھا - اور یہ مسئلہ کل فرقہائے اسلامی کا مسلمہ ہے - تیسرے حصہ میں قرآن کے اسماء و صفات کے نہایت مبسوط مباحث ہیں - جن میں ضمناً بہت سے علمی مضامین پر معرکۃ الآرا بحثیں ہیں - چوتھے حصہ سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے - اس میں چند مقدمات اور قرآن مجید کی ایک سو پیشین گوئیاں ہیں جو پوری ہو چکی ہیں - پیشین گوئیوں کے ضمن میں علم کلام کے بہت سے مسائل حل کیے گئے ہیں ، اور فلسفۂ جدیدہ جو نئے اعتراضات قرآن مجید اور اسلام پر کرتا ہے ان پر تفصیلی بحث کی گئی ہے -

دوسری جلد ایک مقدمہ اور دو بابوں پر مشتمل ہے - مقدمہ میں نبوت کی مکمل اور نہایت محققانہ تعریف کی گئی ہے - آنحضرت صلعم کی نبوت سے بحث کرتے ہوئے آیۂ خاتم النبیین کی عالمانہ تفسیر کی ہے - پہلے باب میں رسول عربی صلعم کی ان معرکۃ الآرا پیشین گوئیوں کو مرتب کیا ہے جو کتب احادیث کی تدوین کے بعد پوری ہوئی ہیں ، اور اب تک پوری ہوتی جاتی ہیں - دوسرے باب میں ان پیشین گوئیوں کو لکھا ہے جو تدوین کتب احادیث سے پہلے ہو چکی ہیں - اس باب سے آنحضرت صلعم کی صداقت پوری طور سے ثابت ہوتی ہے -

تیسری جلد میں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علمائے یورپ کے مستند اقوال سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم امی تھے ، اور آپ کو لکھنا پڑھنا کچھ نہیں آتا تھا - قرآن مجید کے کلام الہی ہونے کے نو عقلی دلیلیں لکھی ہیں - یہ عظیم الشان کتاب ایسے پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مذہب اسلام پر نکتہ چینی ہو رہی ہے ، ایک عمدہ حامی اور رہبر کا کام دے گی - عبارت نہایت سلیس اور دل چسپ ہے ، اور زبان اردو میں اس کتاب سے ایک بہت قابل قدر اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر سہ جلد (۱۰۹۴) لکھائی چھپائی و کاغذ عمدہ ہے قیمت ۵ - روپیہ -

۲۰ - نعمت عظمی

امام عبد الوہاب شعرانی کا نام نامی ہمیشہ اسلامی دنیا میں مشہور رہا ہے - آپ دسویں صدی ہجری کے مشہور ولی ہیں - "لواقح الانوار" صوفیائے کرام کا ایک مشہور تذکرہ آپ کی تصنیف ہے - اس تذکرے میں اولیاء فقراء اور مجاذیب کے احوال و اقوال اس طرح پر کٹ چھانٹ کے جمع کیے ہیں کہ ان کے مطالعہ سے اصلاح حال ہو ، اور عادات و اخلاق درست ہوں ، اور صوفیائے کرام کے بارے میں انسان سوء ظن سے محفوظ رہے - یہ لاجواب کتاب عربی زبان میں تھی - ہمارے محترم دوست مولوی سید عبد الغنی صاحب وارثی نے جو اعلی درجہ کے ادیب ہیں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپی رکھتے ہیں - اس کتاب کا ترجمہ نعمت عظمی کے نام سے کیا ہے - اس کے چھپنے سے اردو زبان میں ایک قیمتی اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر دو جلد (۷۳۹) خوشخط کاغذ اعلی قیمت ۵ - روپیہ -

(نوٹ ۱) ایک روپیہ فی جلد کے حساب سے ہر کتاب کی عمدہ جلد بن سکتی ہے -

(نوٹ ۲) کل کتابوں کا محصول ڈاک وغیرہ ذمۂ خریدار ہوگا -

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد - دکن -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۱۵ - ۱۶ | کلکتہ : جمعہ ۱۲ - ۱۹ جمادي الاول سنہ ۱۳۳۴ ھجري | جلد ۱

Calcutta : Friday, 17th and 24th March, 1916.

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمہ' از خامۂ ایڈیٹر الھلال

اسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام ھیں۔ پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانہ عمل ہے' جس کي توفیق صرف انھي لوگوں کو مل سکتي ہے جنھیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجہ عطا فرماتا ہے' اور اونکا نور علم براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ھوتا ہے: و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ھندوستان کي گذشتہ قرون اخیرہ میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي' وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان تھا - انکے فرزند حجۃ الاسلام' امام العلام' مجدد العصر' حضرۃ شاہ ولي اللہ قدس سرہ تھے' جنھوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمہ کي ضرورت الہام الھي سے محسوس کي' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمہ مرتب کیا - انکے بعد حضرۃ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیھما کا ظھور ھوا' اور اردو زبان میں ترجمۃ القرآن کي بنیاد استوار ھوئي - شکر اللہ سعیھم' و جعل الجنۃ مثواھم!

اس واقعہ پر ٹھیک ایک صدي گذر چکي ہے' لیکن یہ کہنا کسي طرح مبالغہ آمیز نہ سمجھا جائیگا کہ نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکھي تھي' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الھلال کیلیے مخصوص کردیا تھا' جنھوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز' و بلاغت و انشاء مخصوص' و فہم حقائق و معارف قرآنیہ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکھکر قرآن حکیم کا یہ اردو ترجمہ نہایت سلیس' عام فہم' معني خیز' حقیقۃ [illegible] عبارت میں مرتب کیا ہے' اور بحمد اللہ کہ زیر طبع ہے۔

یہ ترجمہ کیسا ہے؟ ان لوگوں کیلیے جو الھلال کا مطالعہ کرچکے ھیں' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري ہے۔

یہ ترجمہ حامل المتن، ٹائپ کي جگہہ لیتھو میں چھاپا جارھا ہے تاکہ ارزاں ھو' اور بچوں' عورتوں' سب کے مطالعہ میں آسکے۔ قیمت في جلد چھہ روپیہ رکھي گئي ہے۔ لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکھتے ھي قیمت بھیجدینگے' ان سے صرف ساڑھے چار روپیہ لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیہ منیجر البلاغ کے نام بھیجنا چاھیے۔

نوٹ ـــ دونوں نمبر ھوبے ہیں . صفحہ - ۲۰۵ .

البلاغ
فی
مقاصد القرآن

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر ' از خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکی محیط الکل معلومات کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے ' یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے !

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا ' انشاء اللہ عنقریب شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ قبل از اشاعت چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

نوادر آثار مطبوعات قدیمۂ ہند

تاریخ ہندوستان

ترجمہ فارسی " ہسٹری آف انڈیا " مصنفہ مسٹر جان مارشمن
مطبوعۂ قدیم کلکتہ سنہ ۱۸۵۹

ہندوستان کی تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاہ محنتیں کی ہیں ' ان میں مسٹر جان - سی - مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہے - اسکا نہایت ' سلیس و فصیح فارسی ترجمہ مولوی عبدالرحیم گورکھپوری نے کیا تھا ' اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بہرام شاہ نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اہتمام و تکلف سے طبع کرایا تھا اس کتاب کی ایک بڑی خوبی اسکی خاص طرح کی چھپائی بھی ہے - یعنی چھپی تو ہے ٹائپ میں ' لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا ہے - کاغذ بھی نہایت اعلی درجہ کا لگایا گیا ہے - علاوہ مقدمہ و فہرست کے صلی کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم ہوئی ہے - چند نسخے موجود ہیں - قیمت مجلد ۳ - روپیہ -

ترجمۂ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جس درجہ کی کتاب ہے ' جسکا اندازہ ارباب فن ہی خوب کر سکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہ ہوتی تو صدہا مباحث و مطالب عالیہ تھے جو ہماری معلومات سے بالکل مفقود ہو جاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا ' ترجمے کے متعلق اڈیٹر الہلال کی راے ہے کہ وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمہ ہے

لکھائی اور چھپائی بھی بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھہ نسخے دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے قیمت دو روپیہ تھی اب بغرض نفع عام - ایک روپیہ ۸ - آنہ کردی گئی ہے -

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ کلکتہ " کے نام آئیں -

جسکا درد وہی جانتا ہے ' دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب ہو رہا ہے - سردی ہٹانے کیلیے کتنے بند و بست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں ' اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ہیں ' اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے -
دیکھیے ! آج انکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس کا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیاء از قسم دھتورہ ' بھنگ ' [illegible] ' پوٹاس ' [illegible] داخل ' دیکر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مداح ہیں - آپکے بہت حرج کیا ہوگا - لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمالیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ فی شیشی - محصولڈاک ۵ آنہ - اس دوا کی دو خاص فوائد ہیں - (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے - (۲) اور کچھہ روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے -

ڈاکٹر ایس کے برمن [illegible] دت اسٹریٹ کلکتہ

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 46, Ripon Lane Calcutta.

Tel Address- "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الآزاد الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷
کلکته: جمعه ۱۲ و ۱۹ و ۲۶ جمادي الاول سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 17th, 24th and 31st March, 1916.
جلد ۱

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل !

اني مهاجر الی ربی ، انه هو العزيز الحكيم !

(۲۹ : ۲۵)

ستبدی لک الایام ما کنت جاهلا
و یاتیک بالاخبار من لم تزود !

" یمحو الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب - و اما نرینک بعض الذي نعدهم او نتوفينك ، فانما علیك " البلاغ " و علینا " الحساب " ! اولم یروا انا ناتي الارض تنقصها من اطرافها ؟ و الله یحکم ، لا معقب لحکمه ، و هو سریع الحساب ! (۱۳ : ۴۲) قل کفی بالله شهیدا بیني و بینکم ، و من عنده علم الکتاب ! (۱۳ : ۴۳)

۲۸ - مارچ کو گورنمنت بنگال کا حکم زیر دفعه ۳ - ڈیفنس ایکٹ پہنچا که میں چار دن کے اندر کلکته کا قیام ترک کردوں اور حدود بنگال سے باهر چلا جاؤں - بعد کو یه مدت ایک هفته تک بڑهادي گئي - اس سے پہلے گورنمنٹ دهلي ، پنجاب ، اور متعدد اپنے اپنے صوبوں میں آنے سے روک چکي هیں ، تاهم اُن لوگوں کیلیے جنکو اول روز هي :

یا عبادي الذین امنوا ان ارضي واسعة ، فایاي فاعبدون ! (۲۹ : ۵۷)

اے میرے بندو که جنهوں ایمان رکهتے هو ! یقین کرو که میري زمین بہت وسیع ہے اور کسي ایک ٹکڑے میں محدود نہیں - پس میرے هي آگے جهکو اور صرف میري هي بندگي کرو !

کا حکم مل چکا ہے ، یه احکام بالکل بے اثر هیں ، اور ترک وطن و ذهاب الی الله تو وہ منزل محبوب و مطلوب ہے ، جسکا منزل تبلیغ و دعوۃ کے بعد پیش آنا هر دعوۃ کے بقاء و ظهور کیلیے ناگزیر ہے - پس اگر یه منزل پیش آگئي ہے تو خداے قدوس کي تحمید و تقدیس کرني چاهیے که انشاء الله اخري منزل بهي دور نہیں : اعملوا علی مکانتکم ، اني عامل فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار ؟

مکن تغافل ازاں بیشتر که مي ترسم
گمان برند که ایں بنده بے خداوند ست !

جب که تمام زمانے کے سامنے انسانوں کے بنائے هوئے طریقے تھے ، اور جب که سعي و عمل کا هر ولوله اس سے زیاده بلند نہیں هوسکتا تها که غیر قوموں کي مجلسي و اجتماعي طریقوں کي ادهوري اور ناقص تقلید کرکے امة مرحومه کو بهي انکي طرف دعوة دیجاے ، تو فضل و رحمت الهي نے اس عاجز کي راهنمائي کي ، اور بغیر اسکے که کوئي انساني نمونه یا مادي تحریک اس کے لیے محرک هوئي هو ، خود بخود اُس راه عمل کو کهول دیا جسکو بغیر لطف و توفیق الهي کے اس دنیا میں کوئي نہیں پا سکتا - پس ابتدا هي سے اس عاجز نے تمام نام نهاد سیاسي و تعلیمي و قومي تحریکوں سے الگ هوکر صرف دعوة و تبلیغ اسلامي و قراني کي صراط مستقیم کو اپنا شعار و دستور العمل قرار دیا ، اور ایک ایسے عهد ضلالت میں جو طرح طرح کي انساني آوازوں سے گونج رها تها ، سب سے پہلے " اجیبوا داعی الله " کي صدا بلند کي - نیز اس گم شده حقیقت کو آشکارا کردینے کي توفیق پائي که مسلمانوں کي نجات و فلاح نه تو محض دعوة تعلیم میں ہے نه دعوة قومیت و سیاست میں ، نه انجمنوں کي کثرت میں ہے اور نه محض مدرسوں اور کالجوں کے قائم کرنے میں ، بلکه جب تک حضرات انبیاء کرام کے اسوۂ حسنه اور داعي اسلام کي سنت مقدسه سے کوئي دعوة حقه ماخوذ نہوگي اور انساني طریقوں کي جگه الهي سرچشموں سے فیض یاب هوکر نشو و نما نه پائیگي ، اُس وقت تک وہ کامیابي اور فوز و فلاح حاصل نہیں هوسکتي جس کے متعلق کلام الهي نے فرما دیا ہے که صرف متقین و مومنین هي کیلیے مخصوص ہے -

حضرات انبیاء کرام کا اسوۂ حسنه هم کو بتلاتا ہے که سب سے پہلي منزل تبلیغ و دعوة کي ہے ، دوسري ذهاب الی الله اور ترک وطن کي ، اور پهر تیسري ظهور امر الهي کي : ساوریکم آیاتي فلا تستعجلون !

سو الحمد لله که یه حقیقت اب کسي بحث و دلیل کي محتاج نہیں رهي ہے که حق تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو جو توفیق رفیق دعوة و تبلیغ کي عطا فرمائي ، اور جس طرح اسکو رفع ذکر و اعلان و ظهور و سلطان و نفوذ ، و رسوخ و انتشار

اب حیات

ہندی کایا پلٹ، یونانی اکسیر البدن اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد!)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - ہندوستان گرم ملک ہے اور یہاں شدت گرما [illegible] سے ہی ہزاروں قسم کی بیماریاں [illegible] نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - [illegible] لوگوں کو مفلس بنا رہا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا، اس لیے عام لوگ بلا علاج زیادہ دور ہو جاتے ہیں - اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش، تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے کے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچا سکتی ہے، کسی کو معلوم نہیں مرض کس وقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبائیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق، تپ محرقہ، صفراوی تپ، تپ پر سوت، سل، پیچش، صفراوی اسہال، سرسام، درد سر، درد پہلو، نمونیا، ذات الجنب، تپش دل، ناسور، بدھ کا زخم، درد کان، مسوڑوں سے خون آنا، پھوڑے پھنسیاں، پٹھوں کا اکڑاؤ، بواسیر، نواسیر، بھگندر، تالو کا سوراخ، دانت کا درد، قبض، درد قولنج، درد کمر، دمہ، چھپاکی، متلی، قے، زخموں میں کیڑے پڑنا، کثرت پیاس، نشہ، بیخوابی، کھانسی خشک و تر، ورم، پھوڑے، ورم پستان، درد دل، ہیضہ، طاعون، خنازیر، درد شکم، زہر دار ڈنک، بھڑ، سانپ، بچھو، آگ سے جلنا، گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا، درد، چوٹ، خارش، اکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار -

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل، دق، کھانسی، سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیرپور سندھ

سرائے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی جو ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا، بیٹھنا حرام ہوگیا تھا - چونکہ سرائے ممدوح اپنے آقائے المدار صدر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - ان کے معالجہ کے لئے [illegible] سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطبائے ہندوستان سے جمع ہوئے تھے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہوگیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہوکر کہدیا تھا کہ سرائے غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگیا تھا - آخر جب تمام معالجات سے تنگ آ کر بحالت مایوسی، سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں، ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے، صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے، اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار، کھانسی ساتویں روز جاتی رہی - یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہوگئی - اور آبحیات [illegible] اور اس کے سریع العمل [illegible] قیمت [illegible] ہے، تو آبحیات تسلیم [illegible] گیا ہے - [illegible] میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھو اور وہاں سے تصدیق کرا لو - اب غلام رسول اپنی تندرستی سے کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد خان بہادر فضل بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود رہنی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے، جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھرپور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں، اس سے دور ہوتے ہیں - گئی ہوئی طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے، فی شیشی صرف چار روپیہ -

(سنون مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے، قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں، ناسور، بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دواء - پسینہ آ کر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبیہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آئندہ درد گردہ سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی، سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی غلام نبی
زبدۃ الحکماء لاہور - موچی دروازہ

افکار و حوادث

مسئلہ مسلم یونیورسٹی

اور علوم و معارف جدیدہ !

دنیا کے عجائب و غرائب کي فہرست بڑي طولاني ہے - شاہنامہ کے عجیب و غریب " سیمرغ " سے لیکر دل بکاولي کے عجیب الخواص " پھول " تک ' ایک سے ایک عجب المخلوقات ' اور ایک سے ایک محیر العقول ہے !

اگر بابل کے معلق باغ اور مصر قدیم کے پر اسرار مندروں سے قطع نظر کرلیا جاے جنکي ملکیت کا تاریخ قدیم کو دعوا ہے ' جب بھي دیوار قہقہہ کي طلسم آرا دیوار ' اسکندر اعظم کا اعجوبہ زا چشمۂ حیات ' اور یادش بخیر حاتم طائي کي فیاضانہ سیاحتوں کے انکشافات دنیا کي دلچسپیوں کیلیے کیا کم ہیں ؟

* * *

تاہم موجودہ زمانہ عقل و دانائي اور تجربۂ و مشاہدہ کا عہد ہے - لوگ کہتے ہیں کہ اب ہم بہت زیادہ عقلمند ہوگئے ہیں - اسلیے ان عجیب عجیب قصوں کو نہیں مان سکتے - لیکن اگر ان قصوں کو نہیں مان سکتے تو اس واقعہ کو تو مان سکتے ہیں کہ مسلم یونیورسٹي بلا توقف لے لیني چاہیے ' اسلیے کہ مہاراجہ دربھنگہ اور پنڈت مدن موہن مالویا نے لیلي ' اور اسلیے کہ ایک لاکھہ روپیہ ماہوار ملیگا ' اور اسلیے کہ علي گڈہ میں ہر سال تقسیم سندات کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوگا ' اور اسلیے کہ " برٹش گورنمنٹ رحمت الہي ہے " اور اسلیے کہ " سر سید علیہ الرحمۃ کا حقیقي مقصد ایسا ہي تھا " اور اسلیے کہ " خالق اکبر نے ہم کو اسي لیے بنایا ہے کہ احکامات و اوامر کي تعمیل کریں " اور اسلیے کہ " مسلمانوں کي مسلمہ قومي پالیسي گورنمنٹ کے اعتماد پر مبني ہے " اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے یہ کہ بنارس کي طرح علي گڈہ کي گلیاں بھي گذشتہ فروري کے عجیب و غریب مناظر و مشاہد کو دیکھہ لینگي ' اور یہ سب سے بڑي نعمت ہے جسکے لیے کوئي نبي روح اس کرۂ ارضي پر بیقرار ہوسکتي ہے ' اور سب سے بڑي دولت کونین ہے جو آدم کي اولاد کو دنیا میں ملسکتي ہے :

وفي ذالک فلیتنا فس المتنا فسون -

* * *

اگر مسلم یونیورسٹي کے بلا انتظار لے لینے کیلیے یہ حقائق و دقائق " دلیل و برہان " ہوسکتے ہیں ' اور دنیا میں ایسے دماغ باقي ہیں جو علمي سنجیدگي کے ساتھہ ان چیزوں کو پیش کرنے سے نہیں شرماتے ' اور ایسے لوگ موجود ہیں جو دلائل و شواہد کي طرح ان کو قبول کرلے سکتے ہیں ' تو پھر دنیاے قدیم کي کوئي روایت بھي عجیب نہیں ' اور بلا تامل مان لینا چاہیے کہ دنیا میں اب بھي وہ تمام عجائب و غرایب ہوسکتے ہیں جو کسي مجہول ماضي میں ہو چکے ہیں - اب ہم کو پورا یقین ہے کہ فردوسي کے سیمرغ سے مایوس ہوجانے کا فیصلہ صحیح نہیں تھا - اسکے گھونسلے سے اب بھي " زال " پیدا ہو سکتا ہے ' کیونکہ مسلم یونیورسٹي کے لے لیتے ہي سب کچھہ ہوجائیگا ' اور اگر آپکي آنکھیں جاتي رہیں تو اسکا صحیح علاج یہ ہے کہ " گل بکاولي " کو تلاش کیجیے ' کیونکہ حقائق کے ثبوت کا دار و مدار اب حقائق پر نہیں بلکہ صرف نقالي ' حکم ' اطاعت ' اور خوش اعتقادي و حسن ظن پر آکر رہگیا ہے '

اور اگر ایسا ہي ہے تو غریب " تاج الملوک " نے کیا خطا کي ہے کہ اسکي مشہور و متواتر روایت کو نظر انداز کردیا جاے ؟

* * *

حقیقت میں یہ واقعہ بھي دنیا کے عجائب و نوادر میں سے ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں کو کہا جاتا ہے کہ انکے تمام امراض کا علاج ' انکے تمام جستجوؤں کا مقصود ' انکي تمام امیدوں اور آرزوں کا مرکز و ملجاء مسلم یونیورسٹي ہے ' اور یہي وہ چیز ہے جو غرناطہ اور قرطبہ اور بغداد اور کیمبرج اور اکسفورڈ اور نہیں معلوم کیا کیا کچھہ مسلمانوں کے حوالے کردیگي - دوسري طرف جب انسے کہا جاتا ہے کہ " اگر یہ متاع اسقدر قیمتي ' اسقدر عظیم و اہم ' اور اسدرجہ موت و حیات ملت کا فیصلہ کرنے والي ہے ' تو خدا را جلدي نہ کیجیے - بغیر کامل جد و جہد اور سعي و کوشش کے خاتمہ نہ کردیجیے - ایک ہي غمزۂ تمکین طلب پر اپني تمام متاع دل و جاں نذر نہ کردیجیے - صبر ' استقامت ' فکر راسخ ' اور سعي و جہد کامل دنیا میں ہمیشہ عزائم امور کیلیے ایک حقیقت ثابتہ رہے ہیں - آپ بھي انسے کام لیجیے ' اور ساتھہ ہي اپني اصلاح حال اور حقیقي و معنوي ترقیات و توسیعات میں سرگرم رہیے کہ اصل کار یہي ہے - اور اگر ایسا نہیں ہے اور چند مہینوں یا ایک سال کے اندر آپکي ساري کائنات سعي و تدبیر غارت جا رہي ہے ' تو پھر خدا را آہ و واویلا نہ مچائیے ' مخفي اور در پردہ کوششیں نہ کیجیے - یہ تعلقہ داري کا مقدمہ یا جد امجد مرحوم کي وراثت کا جھگڑا نہیں ہے - دلائل و حقائق کا مقابلہ ہے - سنجیدگي کے ساتھہ واقعي دلائل پیش کیجیے - دنیا میں عقل و فہم کي بخشش عام ہے ' اور آپ جیسي نہیں مگر سمجھہ ہر شخص رکھتا ہے " تو پھر اسکے جواب میں یا تو بگڑ جاتے ہیں کہ تم " مسلمہ قومي پالیسي " کے دشمن ہو ' یا روٹھہ جاتے ہیں کہ تم ہماري بات نہیں مانتے ' یا پھر دلیل پیش کرنے پر آتے ہیں تو یہ فرماتے ہیں کہ بنارس میں لڈو بٹ چکے ہیں - تم بھي بے تحاشا دوڑ جاؤ !

(" علوم جدیدہ ")

اصل یہ ہے کہ مسلم یونیورسٹي کے بلا توقف لیلینے کے متعلق جسقدر مصنفات و اسفار محققین عہد نے شائع کیے ہیں ' انسے مسلم یونیورسٹي کا ہندو یونیورسٹي ایکٹ پر لے لینا ضروري ثابت ہوتا ہو یا نہو ' لیکن اسمیں تو کچھہ شک نہیں کہ ضمناً ایک عظیم الشان کام ضرور انجام پا گیا - ہمارا اشارہ اس جدید فن منطق کي طرف ہے جو " علماء مسلم یونیورسٹي " نے مدون فرمایا ہے اور جس نے ثابت کردیا ہے کہ دنیا میں ارسطو سے بڑھکر آجتک کوئي انسان احمق نہیں ہوا - مسکین ارسطو کے وقت سے لیکر اس وقت تک دنیا اس عالمگیر غلطي میں مبتلا رہي ہے کہ دعوے اور دلیل میں ربط کي ضرورت ہوتي ہے - مگر یہ کیسا سفیہانہ اور احمقانہ خیال تھا ؟ ہمارے محققین کاملین نے اپني سیف منطق کي پہلي ضرب اسي پر ماري ' اور ثابت کر دیا کہ اس سے بڑھکر اور کوئي غلط خیال نہیں ہوسکتا - دلیل کیلیے صرف ایک ہي شے ضروري ہے - یعنے وہ بلا کسي درمیاني فصل کے معاً دعوے کے بعد کہدي جاے - اب رہي یہ بات کہ اسمیں اور دعوے میں ربط بھي ہو ' تو ایسا سمجھنا ایک خالص حماقت ہے جسمیں بدبخت ارسطو گرفتار تھا ' اور کچھہ ضرور نہیں کہ ہر انسان گرفتار ہو !

* * *

اس سے بھي بڑھکر ان مباحث حکمیۂ و فنیہ نے جس ' قدیم غلطي کي ضلالت سے نوع انساني کو نجات دلائي ' وہ " برہان " کي تعریف کا مسئلہ ہے - تمام دنیاے قدیم و جدید کس درجہ عقل و دانائي سے محروم تھي ' جب کہ یقین کررہي تھي کہ

علم كي حيرت انگيز و محير العقول نشانيوں سے ممتاز كيا ' وہ كلمۂ حق و صدق كي شہنشاهي و خسروي اور دعوۃ الى اللہ كي فتح مندي و كامراني كي ايک عجيب و غريب مثال ہے ' اور كم از كم ہندوستان كي سرزمين ميں اسكي كوئي قريبي مثال موجود نہيں ہے - باوجود اُن تمام حالات و واقعات كے جو سب كو معلوم هيں ' اور باوجود اُن صدها موانع و مہالک كے جنكو ہر شخص ديكهه رہا ہے ' اللہ كي مرضي اسي كي مقتضي ہوئي كہ جتني مدت تک كيليے اس نے ضروري سمجها ہے ' ايک غير مسخر و غير متزلزل ہستي بناكر مجھكو اور ميرے كاموں كو دنيا ميں قائم كردے ' اور ايسي نا قابل فہم و نا قابل توجيہ قوت ديدے جسكو كوئي غير الہي طاقت نقصان نہ پہنچا سكے - چنانچہ دنيا نے ديكهه ليا كہ ايسا هي ہوا ' اور جو كچهه ہوا وہ انساني عقل و ادراک كي رسائي سے يكسر ما فوق ہے - گذشتہ زمانے كے تمام واقعات و حوادث اپنے سامنے لاؤ ' اور پهر اللہ كي حكمت اور كلمۂ صدق و عدل كے تسلط و نفوذ كو ديكهو كہ كيسي بيفكري ' كيسي وثوق [illegible] ' كس درجہ حاكمانہ استغنا ' اور كس قدر خسروانہ جلال و سلطان كے ساتهہ دعوۃ حق و قرآن كا سلسلہ جاري رہا ' اور كيسي كيسي زلزلہ انگيز منزلوں ميں سے يہ دعوۃ محفوظ و مصئون گذر گئي ؟ حتى كہ صدها منكرين اور جاحدين منافقين و مخذولين طرح طرح كي آرزوئيں اور كوششيں كرتے كرتے عدم ہوگئے ' اور قدرت حق كي بو العجبيوں اور كرشموں اور سلطان دعوۃ كي شہنشاهيوں اور خسرويوں كو ديكهتے ديكهتے شدت تعجب و حيرت سے پاگل ہوگئے ' مگر " و تمت كلمة ربك صدقا و عدلا " كے قانون كو نہ بدلنا تها اور نہ بدلا ' اور " لا مبدل لكلماتہ " كي حقيقت غير مسخر تهي اور غير مسخر رہي : الا ان اولياء اللہ لا خوف عليهم و لا هم يحزنون !

ميں نے ابتداء اشاعۃ الہلال سے ليكر اس وقت تک جو كچهه لكها اور كہا ہے ' اسكا حرف حرف زمانے كے علم و حافظہ ميں محفوظ ہے - ميں نے نہ تو كبهي تعليم كا ذكر كيا ' نہ سياسي اصولوں اور تقليدوں كي دعوۃ دي ' نہ اُن رهنماؤں اور پيشواؤں كي راہ اختيار كي جنهوں نے امۃ مرحومہ كي تجديد و احياء كو غير قوموں كي تقليد و اتباع ميں محدود ديكها ہے ' اور نہ كبهي انسانوں كے بنائے ہوے طريقوں اور حكمت عمليوں كو اختيار كيا ' جو ابناء زمانہ كي بلند پروازيوں كا هميشہ منتہاء خيال رہا ہے - برخلاف اسكے ميں نے هميشہ خدا كا نام ليا ' ميں نے هميشہ قرآن كي دعوۃ دي ' ميں نے هميشہ ايمان ' يقين ' اعتقاد ' اور عمل صالح كا ذكر كيا ' اور ميں نے جب كبهي كوئي بات كہي تو اسكو وحي الہي كي دائمي اور غير متغير يقينيات اور حقائق كي بنا پر پيش كيا - ميں اپنے سامنے ايک " يقين " ركهتا تها ' اور ميري دعوۃ كي بنياد انساني افكار پر نہيں بلكہ ايک ديني اعتقاد پر تهي - دنيا كي هر چيز بدل سكتي ہے مگر الہي اعتقاد و يقين نہيں بدل سكتا - اسليے زمانہ كي كوئي تبديلي ميرے ليے موثر نہ ہو سكي - ميں نے ابتدا سے ليكر اس وقت تک ايک هي اعلان كيا ' اور اسي اعلان كے نتائج و ثمرات هيں جو مجھكو اپنے اعمال و اشغال كي هر شاخ ميں نظر آے - ميں نے الہلال كي اولين اشاعت كے سب سے پہلے مضمون كو ان سطروں پر ختم كيا تها جنكو دنيا نے بهلا ديا ہو مگر ميں نہيں بهلا سكتا :

" اُس خداے حي و قيوم كے جسكے كان فريادوں كے سننے كيليے هر وقت طيار ' اور نغمہ اَمن يجيب المضطر اذا دعاہ سے عشق نواز هر قلب مشتاق هيں ' اور جس كي آنكهيں كسي حال ميں بے خبر نہيں اور هر آن و هر لمحہ ان ربك لبالمرصاد كي تاک لگائي ہوئي هيں ' يہ آخري التجا ہے كہ اگر وہ ميرے سينہ ميں سچائي اور اخلاص كي كوئي سرگرمي ديكهتا ہے ' اگر اس كي ملۃ مرحومہ اور اس كے كلمۂ حق كي خدمت كي كوئي سچي تپش ميرے دل كے اندر موجود ہے ' اور اگر واقعي اس كي راہ ميں فدويت و جاں فروشي كي ايک آگ ہے جس ميں برسوں سے بغير دهوئيں كے جل رہا هوں ' تو اپنے فضل و لطف سے مجھكو اتني مہلت عطا فرماے كہ اپنے بعض مقاصد كے نتائج اپنے سامنے ديكهہ لوں - ليكن اگر يہ ميرے تمام كام محض ايک تجارتي كار و بار اور ايک دكاندارانہ مشغلہ هيں جنميں قومي خدمت اور ملت پرستي كے نام سے گرم بازاري پيدا كرنا چاهتا هوں ' تو قبل اسكے كہ ميں اپني جگهہ پر سنبهل سكوں ' وہ ميري زندگي و مہلت كا خاتمہ كردے ' اور نيز ميرے تمام كاموں كو ايک دن بلكہ ايک لمحہ كيليے بهي كاميابي كي لذت چكهنے نہ دے - باغوں كے سرسبز و ثمردار درختوں كي حفاظت كي جاتي ہے ' مگر جنگل كے خشک درختوں كو جلادينا هي چاهيے - جس دل ميں خلوص اور صداقت كو جگہ نہ ملي ' اسكو صادقوں اور راست بازوں كي طرح كاميابي كيليے كيوں باقي رہنا جاے ؟

ام حسب الذين اجترحوا السئيات ان نجعلهم كالذين آمنوا و عملوا الصلحات ' سواء محياهم و مماتهم ؟ ساء ما يحكمون ! (۴۵ : ۲۰)	وہ لوگ جنهوں نے بديوں اور برائيوں كي راہ اختيار كي ہے ' كيا ايسا سمجهتے هيں كہ هم انكو اُن لوگوں جيسا كرديںگے جو ايمان لاے اور اعمال صالحہ اختيار كيے ؟ كيا راست بازوں اور مفسدوں كي زندگي اور موت ايک طرح كي ہے ؟ افسوس انكي سمجهہ پر اور افسوس انكے فيصلہ پر !

يہ وہ جملے هيں جو جولائي سنہ ۱۹۱۲ ميں ميرے قلم سے نكلے تهے اور جنكو ميں برابر الہلال كي هر جلد كے اختتام اور نئي جلد كے افتتاح كے موقعہ پر دهراتا رہا هوں - سو الحمد للہ كہ اس كريم ذرہ نواز نے ميري درماندگيوں كو قبول كرليا ' اور واقعات نے هر منزل و هر قدم پر ثابت كرديا كہ ميري يہ عاجزانہ دعا بے اثر نہ رهي - يہ اسي كے هاتهہ ميں تها كہ وہ بتلا ديتا كہ جو كچهہ كيا جارہا ہے ' وہ اصلح و الحق ہے جسكو بڑهنے اور پهيلنے كيليے چهوڑ دينا چاهيے ' يا مفسد و باطل ہے جسكو فنا هو جانا اور مٹ جانا چاهيے ؟ پس اس نے بتلا ديا كہ حقيقت كيا ہے ' اور ارباب بصيرۃ نے ديكهہ ليا كہ حكمۃ الہي كيا چاهتي ہے ؟ دعوۃ حقہ و كاذبہ كي تفريق كا يهي معيار ہے - اور اگر خدا سچائي اور صداقت كے ساتهہ بهي وهي كرے جو باطل اور افساد كے ساتهہ كرتا ہے ' تو دنيا سے امن اور ايمان اُٹهہ جاے اور خدا كے ماننے كيليے انسان كے پاس كوئي روشني نہ رہے - يہ محال ہے كہ صادق اور كاذب ايک هي نتيجہ پائيں ' اور يہ كبهي نہيں ہوسكتا كہ خدا كا سلوک حق اور باطل ' دونوں كے ساتهہ يكساں هو : لا يستوي اصحاب النار و اصحاب الجنۃ ' اصحاب الجنۃ هم الفائزون -

اور پهر اس كے فضل و كرم كي بخششوں اور نعمتوں ميں سے سب سے بڑي اور سب سے آخري نعمت وہ ہے جو اس نے موجودہ واقعہ كے اندر پوشيدہ ركهي ہے - يعني البلاغ كي دعوۃ و تبليغ كو اسكي دوسري منزل تک عروج و رفعت بخشي گئي ' اور مقام ذهاب الى اللہ و ترک وطن پيش آيا : اني ذاهب الى ربي سيهدين (۹۷ : ۳۷) فسبحان الذي بيدہ ملكوت كل شي و اليہ ترجعون -

يہ جو كچهہ تها ' كلمۂ حق و عدل كي دعوۃ و تبليغ كي سرگذشت تهي جو الحمد للہ و المنہ كہ اپني دوسري منزل تک پہنچ گئي ہے - و لا مبدل لكلماتہ - رہا خود اس عاجز كے وجود كا معاملہ ' تو تشخص و ذات كا يہاں كبهي بهي سوال نہيں ہوا ہے ' اور ميري تشفي كيليے مرحوم عرفي كا يہ شعر سالہا سال سے مونس و رفيق ہے :

امید هست که بیگانگي عرفي را
بدوستي سخن هاے آشنا بخشند !

و افوض امري الى اللہ ان اللہ بصير بالعباد -

چانسلری ہے، تمام معلمین و اساتذۂ یونیورسٹي کي جماعت اپنے اپنے مدارج علمیہ کے مطابق شاندار اور طویل الذیل جبے پہنے ہوے تمکنت افلاطوني، عظمت سقراطي، اور شان یوناني و روماني کے ساتھہ یمین و شمال رونق افزا ہے، اور یکے بعد دیگرے حاملین علوم و فائزین مراتب عالیۂ تعلیمیہ کے مقدس غول بڑھتے ہیں اور سند بکف اور چغہ بدوش ہوکر واپس جاتے ہیں! اللہ اللہ! کون ہے جو ایک لمحہ کیلیے بھي اس بہشت تعلیمي و جنت قومي کے منظر روح پرور کو دیکھہ لے اور پھر اسکے عشق جنون آور سے مست و لا یعقل نہوجاے؟ یونیورسٹي کے پیش کردہ ہزارہا نقائص ایک طرف، اور اس منظر قومي و تعلیمي کا نظارۂ یک لمحہ ایک طرف! اگر مسلم یونیورسٹي میں اور کچھہ نہ ہوتا، اور صرف سال بھر میں ایک بار اس منظر جاں نواز و مشہد روح پرور کا ایک نظارہ میسر آجاتا، جب بھي یہ سودا اسقدر ارزاں تھا، گویا گرد و خاک کي ایک مٹھي دیکر بہشت شداد مول لیلی! البتہ یہ ایک خالص "تعلیمي مسئلہ" ہے اور اسکو صرف عرفاء تعلیم و کاملین حقائق قومیہ هي سمجھہ سکتے ہیں - شرف قزویني نے انہي حقائق و معارف کے متعلق کہا ہے:

بیا کہ مسئلۂ عشق ازاں دقیق ترست
کہ حل شود شرف از فکر باطل ہمہ کس

نا محرمان اسرار کا یہاں گذر نہیں:

کین زمین را آسمانے دیگرست!

* * *

بعض ارباب اشارات و اصحاب معارف سے یہ بھي منقول ہے کہ اگر قوم کي دیدۂ بصیرۃ بینا ہوتي تو بنارس ہندو یونیورسٹي کا گذشتہ جلسہ فہم حقیقت کیلیے بس کرتا تھا - سبحان اللہ! کیسا عجیب و غریب منظر تھا جو چشم فلک نے پہلي مرتبہ خاک ہند میں دیکھا! عظیم الشان والیان ریاست کا ہجوم، اعلی ترین حکام و فرماں روایان ملک کا اجتماع، شوکت و عظمت قومي کا عدیم النظیر مظاہرہ، اور تعلیمي فرمانفرمائي و خسروي کے عہد حکومت کا افتتاح! اس سے بڑھکر ایک قومي یونیورسٹي کیلیے اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ منظر اسکے لیے کافي نہیں ہے کہ قوم کي آنکھیں کھلیں اور وہ بھي کسي نہ کسي طرح یونیورسٹي لیلینے کیلیے پاگل ہوجاے؟ افسوس کہ قوم میں "ماہرین مسئلۂ تعلیم" کا قحط الرجال ہے اور "عملي کام" اور "مسئلۂ قومي تعلیم" کے حقائق و اسرار سمجھنے والے ناپید ہیں - اگر ایسا نہوتا تو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا! لوگ کیسي تمسخر انگیز غلطي کرتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ قومي یونیورسٹي کسي بڑے جلسے، کسي بڑے مجموعۂ عمارت، اور ناموں اور رسموں کے کسي طول طویل سلسلے کا نام نہیں ہے؟ کوئي ان بیخبروں سے پوچھے کہ اگر یونیورسٹي جلسہ، عمارت، اور اسم و رسم کا نام نہیں تو اور کس چیز کا نام ہے؟ یہ نادان ہندو یونیورسٹي ایکٹ کو دیکھتے ہیں اور صرف اختیارات، عہدۂ وائس چینسلر کي منظوري و عدم منظوري، ریگولیشنز کا انتظار، وغیرہ وغیرہ چند الفاظ انہوں نے سیکھہ لیے ہیں، حالانکہ حقیقت یونیورسٹي نہ تو ان جزئیات و فروعات میں ہے، اور نہ اختیارات کا مسئلہ في نفسہ کوئي قابل توجہ شے ہے - اصلي حقیقت تو وہ نقرئي ہتوڑا تھا جس سے بنارس ہندو یونیورسٹي کا سنگ بنیاد نصب کیا گیا، اور اگر ایک ایسے ہي نقرئي ہتوڑے کي با عظمت ضرب سرزمین علي گڈہ کو بھي نصیب ہوگئي، تو ساري مشکلیں حل، اور ساري امیدوں کیلیے پیام بشارت ہے!

افسانۂ زلف

یا "مسلم یونیورسٹي"

اولا یرون انہم یفتنون في کل عام مرة او مرتین ثم لا یتوبون و لا هم یذکرون! (توبہ)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ کوئي برس ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں، پھر بھي انکي غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ واقعات و حوادث کي تنبیہوں اور سرزنشوں سے نصیحت پکڑتے ہیں!

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ، بڑي کہاني ہے!

مسئلۂ مسلم یونیورسٹي کي گذشتہ سہ سالہ تاریخ جن واقعات و حوادث سے عبارت ہے، میں انکو اس وقت بہ تفصیل نہیں دہراؤنگا کیونکہ واقعات ابھي اس قدر پرانے نہیں ہوے ہیں کہ حافظہ کیلیے تجدید ذکر کي ضرورت ہو-

نفس تجویز کي ابتدائي تحریک، گورنمنٹ کا اولین مراسلہ، فونڈیشن کمیٹي کا پہلا انعقاد، ڈیپوٹیشن کي تشکیل و شکست، فونڈیشن کمیٹي کا دوسرا اجلاس علي گڈہ، پھر مسلم یونیورسٹي ایسوسي ایشن کا قیام، علی الخصوص اسکا پچھلا اجلاس، یہ اور نیز ان واقعات و حوادث کے بے شمار اطراف و نتائج، نہ صرف مسلم یونیورسٹي نامي کسي مسئلہ کي سرگذشت ہے بلکہ مسلمانوں کي گذشتہ سہ سالہ حیات قومي و اجتماعي کي ایک ایسي مکمل تاریخ ہے، جسمیں اس تین سال کے اندر کي ہر چیز دیکھي اور پڑھي جاسکتي ہے!

علی الخصوص حق و باطل اور اصلاح و افساد کي باہمي آویزش اور حق کے قدرتي اور لازمي خواص فتح و نصرت کے ظہور و اعلان کے لحاظ سے تو مسئلۂ مسلم یونیورسٹي کي تاریخ اسدرجہ پر عبرت و بصیرۃ ہے کہ اگر ہندوستان کے اور تمام واقعات و حوادث سے قطع نظر کر لیا جاے تو صرف یہي واقعہ اس حقیقت کے اعلان کیلیے بس کرتا ہے کہ حق جاگ اٹھا ہے، اور جب وہ جاگ اٹھے تو پھر باطل کیلیے امن و بقاء نہیں ہے-

[۲]

مسئلۂ مسلم یونیورسٹي کے واقعہ کو دنیا خواہ کچھہ ہي سمجھے مگر میں نے ہمیشہ اسمیں ایک ہي چیز کو دیکھا اور ہمیشہ اسي سے ایک ہي طرح کي صدائیں سنیں - میں نے دیکھا کہ حق و باطل معرکہ آرا ہیں، اور گو مختلف صداؤں، مختلف ناموں، اور مختلف شکلوں میں منظر آرائیاں ہو رہي ہیں مگر انکے اندر بجز حق و باطل کے مقابلے کے اور کچھہ نہیں ہے - میري یہ صاف نظاري بہتوں کو خوش نہ آئي، اور بہتوں نے کوشش کي کہ اسقدر صاف لفظوں میں مطلب نہ کہا جاے، لیکن میں اپنے مشاہدہ کو جھٹلا نہیں سکتا تھا - الحمد للہ کہ ابتدا سے لیکر اسوقت تک میں نے جو کچھہ دیکھا، صاف صاف کہا، اور کوئي سعي، کوئي آرزو، کوئي قوت، میري نگاہ کو گرد آلود نہ کرسکي:

بندۂ را کہ بفرمان خدا راہ رود
نگزارند کہ در بند زلیخا ماند

غور کرو کہ اس تمام عرصہ کے اندر یکے بعد دیگرے کیسے کیسے واقعات پیش آے، اور کس طرح ہر موقعہ پر حق نے بتلادیا

" برہان " اس چیز کو کہتے ہیں جسکے مان لینے سے دعوے کا مان لینا لازم آجاے ؟ حالانکہ مصنفین صحائف مسلم یونیورسٹی و مدونین اسفار مسئلۂ قومی و تعلیمی نے (جن میں بڑے بڑے ماہرین فلسفۂ تعلیم موجود ہیں) ثابت کردیا ہے کہ نہ صرف یہ تعریف غلط ہی ہے ' بلکہ اصل حقیقت بالکل اسکے برعکس ہے - دعوے اور برہان میں جسقدر بعد لزومی ہو ' اسیقدر وہ زیادہ صحیح اور مسکت برہان ہوگا - مثلاً دعوا یہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی جن شرائط کے ساتھہ اسوقت مل رہی ہے ' بلا توقف لے لینا چاہیے ' کیونکہ اس سے مسلمانوں کا تعلیمی و قومی مقصود حاصل ہوجائیگا - دلیل یہ ہے کہ ایک لاکھہ روپیہ ماہوار ملتا ہے - اب جس وقت تک کوئی شخص روپیہ کی اس تعدادی اور عددی حقیقت ثابتہ کو جھٹلا نہ دے ' اس وقت تک یہ دعوا غلط نہیں ہوسکتا !

* * *

ارسطو نے شاعری کو محاکات کا نتیجہ قرار دیا ہے ' یعنی وہ کہتا ہے کہ انسان میں بالطبع نقالی کا مادہ موجود ہے - وہ جس حالت کو دیکھتا ہے ' اس سے منفعلانہ متاثر ہوتا ہے اور اسی کو دھراتا ہے - مگر مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کا محقق کہتا ہے کہ یہ اس قدیم مدعی علم کی سخت کوتاہ نظری تھی - شاعری ہی نہیں بلکہ قومی زندگی کے تمام اعمال و افکار علی الخصوص مسئلۂ تعلیم و قومیت کا دار و مدار " اصول محاکات " یعنی نقالی پر ہے - دوسروں کو جس طرح کرتے دیکھو ' اسی طرح خود بھی کرو - اگر ایک جھرکو انسانوں کی کوئی بھیڑ کر رہی ہے ' تو انکا کرنا بجاے خود ایک دلیل عمل ہے - اسکے بعد اور کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی - مسلمانوں کے تمام قومی و تعلیمی کاموں کا محور اسی حقیقت کو ہونا چاہیے - انکے لیے نہ تو کوئی چیز سیاہ ہے اور نہ سفید - سیاہی اور سفیدی کا معیار دوسروں کا سیاہ و سفید کہنا اور قرار دینا ہے - پس جب مہاراجہ دربھنگہ اور پنڈت مدن موہن مالویا کی کمیٹی نے کہدیا کہ یہ چیز سفید ہے ' تو اب تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ بے چون و چرا اسکے آگے سر بسجود ہوجائیں ' اور اگر کوے کو بھی علی تدہ کی فضاء میں اڑتا ہوا دیکھیں تو چیخ اٹھیں کہ بگلا ناچ رہا ہے !

* * *

یہ محققین عہد ' ماہرین مسئلۂ تعلیم ' محرمان اسرار و رموز قومیات و تعلیمات جدیدہ " اور مجددان و مصلحین عصر تعلیمی کی جماعت تھی - لیکن انکے بعد ارباب سلوک و معرفت و اصحاب حقائق و معارف کا ایک مقدس گروہ سامنے آتا ہے ' اور علمی طرز بحث کی جگہ عارفانہ انداز بیان کے ساتھہ کہتا ہے کہ یہ مقام استدلال و براہین کا نہیں بلکہ محض وجدانیات و جذبات کا ہے :

گر باستدلال کار دیں بدے
فخر رازی رازدار دیں بدے

جب مذہب اور مذہب کے اعتقادات جیسی اہم و عظیم چیز کے متعلق غزالی و رازی کا فتوی ہے کہ اس مقام کو استدلال و عقلیات سے نہیں بلکہ ذوق و وجدان سے طے کرو ' تو پھر یونیورسٹی کے متعلق دلیل و برہان کا طلب کرنا کب جائز ہوسکتا ہے ؟ اگر خدا کے وجود و صفات کا ثبوت عقل و دلیل سے نہیں بلکہ صرف وجدان و جذبات کے اعتراف سے ملتا ہے ' تو پھر مسلم یونیورسٹی کی ذات و صفات کے متعلق یہ مغرورانہ کاوش عقل و ذہن کیوں ہے ؟ یہ مقام دوسرا ہے - یہاں عقل کے دعووں سے کام نہیں چلتا - اس یونان کدۂ اسرار و معارف کا سب سے بڑا افلاطون وہ ہے جو سب سے زیادہ بے عقلی و نادانی کا اقرار کرے - یہاں فلسفۂ و عقل کی پرسش نہیں ہوتی - اس عالم میں بقراط کے طب ' ارسطو کی منطق ' اور افلاطون کی اشراقیات سے کہیں زیادہ اس چرواہے کی بے وقوفی مقبول ہے

جو مولانا روم کی کائنات قصص و حکایات میں حضرت موسی علیہ السلام سے ایک جنگل میں ملا تھا اور خدا کو اپنے صحرائی جھونپڑے میں دعوۃ دینا چاہتا تھا تا کہ اپنی بکریوں کا دودھ پلاے :

ملت عشق از ہمہ دین ہا جدا ست
عاشقاں را ملت و مذہب خدا ست

پھر کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا کے مقدس نوشتے کیا کہتے ہیں ؟ حضرۃ مسیح نے عقل کا دعوا کرنے والوں کو " سانپ کے بچوں " کا تاریخی لقب عطا فرمایا اور کہا کہ " تو آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک زمیں پر سب سے زیادہ نادان و بے عقل نہ بن جاے "

ز نازکی نہ برد پے بہ منزل مقصود
مگر طریق رہش از سر نیاز کنی !

* * *

مشہور ہے کہ امام فخر الدین رازی نے دو سو دلیلیں خدا تعالی کے وجود کے اثبات میں جمع کی تھیں ' اور اعلان کردیا تھا کہ ہم نے اس راہ کو عقل کی راہنمائی میں طے کرلیا - یہ خبر سنکر شیطان نے اپنا بھیس بدلا اور مجلس درس میں آکر امام رازی سے مباحثہ شروع کردیا - جو دلیلیں انہوں نے تمام عمر کی فکر و کاوش سے قائم کی تھیں ' یکے بعد دیگرے پیش کیے اور شیطان ایک دو اعتراض کرکے انکو باطل کردیتا - یہ حال دیکھکر امام صاحب بہت پریشان ہوے اور اللہ کے حضور اپنے عجز کا اقرار کیا - خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے " ان دلیلوں کو چھوڑدو - یہ دلیل و استدلال کا مقام نہیں ہے - یوں کہو کہ بغیر کسی دلیل کے کہتا ہوں کہ خدا ہے اور اسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا " بزرگان طریقت روایت کرتے ہیں کہ جب انکار دلیل کی یہ آخری دلیل امام رازی نے پیش کی تو شیطان نے عاجز و درماندہ ہوکر ایک نعرہ مارا ' اور راہ فرار اختیار کی کہ اس دلیل کا جواب میرے پاس کوئی نہیں یہی حال دیکھکر مولانا روم نے کہدیا تھا :

پاے استدلالیاں چوبیں بود
پاے چوبیں سخت بے تمکیں بود

چنانچہ خانقاہ مسلم یونیورسٹی کے پیر طریقت بھی ایسا ہی فرماتے ہیں - ارشاد ہوا کہ دلیلوں کا یہ مقام نہیں - بغیر کسی دلیل کے ہم کہتے ہیں کہ مسلم یونیورسٹی کو جلد سے جلد لے لینا چاہیے اور حق اسی میں ہے - اگر معلم الملکوت اس آخری ملکوتی و لاہوتی دلیل کو سنکر چیخ اٹھا تھا ' تو اے ہزار حسرت و افسوس انسان کے قلب غافل پر ' اگر اس دلیل کو سنکر بے اختیار رو نہ پڑے !

* * *

نیز فرمایا کہ مسلم یونیورسٹی کا مسئلہ دلائل و شواہد سے تعلق نہیں رکھتا ' بلکہ صرف ایک لمعۂ تصور سے عبارت ہے جو صالح اعتقاد اور صافی و پاک ذہن کے ساتھہ میسر آجاے - دنیا کی تمام اشیاء و موجودات کا مشاہدہ آنکھیں کھولکر کرتے ہیں ' مگر یہ وہ سر لاہوتی و رمز ناسوتی ہے جسکا مشاہدہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھیں اچھی طرح بند نہ کرلیجیے ! "

ہاں آنکھیں بند کیجیے اور چشم تصور سے کام لیجیے - مسلم یونیورسٹی قائم ہوچکی ہے ' اور سینٹ ہال میں تقسیم انعامات و سندات کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہے - ایک مسلمان والی ریاست یا کوئی بڑی قومی شخصیت جسکے چانسلر ہونے کا گورنمنٹ گزٹ نے اعلان کردیا ہے ' باکمال شوکت و ابہت و با یک دنیا عظمت و رفعت ' سریر آراے مسند

هيں جنهوں نے ابهي اُس منظر کو نهيں بهلايا هوگا جبکه ۲۸ ستمبر کي صبح کو فونڈيشن کميٹي کے اجلاس کي آخري نشست هوئي هے اور يه رزوليوشن باتفاق پاس کرانا چاها هے که ۲۹ آدميوں کي ايک جماعت کو اس مسئله کے رد و قبول کا پورا اختيار ديديا جاے - کيسا مغرورانه اعلان' کيسا فتح مندانه گهمنڈ' کيسا مالکانه حکم' اور کس درجه شادماني و مسرت کا بيخودانه و سرشارانه جوش و خروش تها' جب دو روز کي متصل مخفي تدابير کے بعد طرح طرح کي غلط فهمياں پهيلانے کا کام انجام کو پهنچايا گيا' اور بظاهر اُس پورے مجمع ميں مجهکو اپني صداے حق کے اعلان و انداز کيليے تن تنها چهوڑ ديا گيا؟ پهر وه يادگار اور نا قابل فراموش گهڑي' جب ميري آواز کو فريب خورده مجمع نے قبول نه کيا' اور نادان انسان يه نه سمجهے که جس آواز کو اسوقت رد کررهے هيں' قريب هے که اسي کے سننے' اُسي کے ماننے' اور اُسي کي اطاعت کرنے کيليے انکو بيقرار هونا پڑيگا - اسکے بعد ان قابل رحم روحوں کا شور و غل جنکے اندر بجز ناداني' غلط فهمي اور سوء فهم کے اور کچهه نه تها' اور ساتهه هي رزوليوشن کے پاس کرنے کا پادشاهانه اعلان' جس نے خوشيوں اور شادمانيوں کي مستي سے نادانوں اور بيخبروں کو متوالا کرديا تها : و زين ذلك في قلوبكم و ظننتم ظن السوء' و کنتم قوما بورا - (۴۸ : ۱۲)

با اين همه نتيجه کيا نکلا؟ فتح منديوں اور کامرانيوں کے اس اعلان نے کتني عمر پائي؟ کاميابي و نصرة کا يه گهمنڈ جس نے اپني بڑائي کا اعلان کيا تها حالانکه بڑا صرف خدا هے' کتني مدت تک زندگي پا سکا؟ بلا شبهه ۲۸ - کي صبح کو چند سو آدميوں کے مجمع ميں مجهکو شکست ديدي گئي' ليکن اسکے بعد اتني صبحيں فتح و کاميابي کي نصيب هوئيں' اور صبح صرف ۲۸ ستمبر هي کي نه تهي؟ کيا ايسا نهيں هوا که ابهي پورے چار مهينے بهي نهيں گذرے تهے که "العاقبة للمتقين" کي قدوسيت و جبروتيت يکايک نماياں هوئي اور هموا بما لم ينالوا کے قانون فطرت نے ظاهر هوکر بتلاديا که فتح کسکے ليے اور شکست کسليے کون هے؟ اور پهر کيا يه سچ نهيں هے که جو رزوليوشن اس درجه غرور اسکندري اور نشاط جمشيدي کے ساتهه پاس کيا گيا تها' بالاخر نامراد و خاسر هوا' اور جس ڈيپوٹيشن کي ديوار اتني محنتوں اور مشقتوں سے چني گئي تهي' اسکو خود هي اپنے هاتهوں گرانا پڑا؟ الله الله! اُس قدوس حکيم کي مصلحتيں اور اُس حي و قيوم کي قدرتيں! جن هاتهوں نے اس ڈيپوٹيشن کي تجويز کي کاميابي پر خوشيوں سے سرمست هوکر دس دس منٹ تک متصل تالياں بجائي تهيں' انهي هاتهوں کو ميں نے ديکها که زمين کهود رهے هيں' اور اس چار ماهه طفل نو مولود کو سپرد خاک کررهے هيں!! اگر عقل مر نه گئي هو' اور ايمان بالله کي روح نے جسم کو چهوڑ نه ديا هو' تو کلمهٔ حق و صدق کي کاميابي اور دعوة الهلال کي فتح مندي کيليے اس سے بڑهکر اور کيا نشاني هوسکتي هے؟ ليکن : و من لم يجعل الله له نوراً فما له من نور؟

[۵]

ليکن مسئلهٔ مسلم يونيورسٹي کي تاريخ اسي واقعه پر پهنچکر ختم نهيں هوجاتي - اگر انسان کي غفلت حق کي طاقت کو بار بار آزمانا چاهتي هے تو حق بهي اپنے خواص کے بار بار اظهار و اعلان سے نهيں تهکتا - فونڈيشن کميٹي کے اولين اجلاس اور مجوزه ڈيپوٹيشن کے حادثه نے اگرچه بتلاديا تها که آگ کا خاصه حرارت هے اور اسکو چهونے سے هاتهه جل جاتا هے' ليکن نادانوں نے چاها که انگاروں سے کهيلنے کا تجربه ابهي اور جاري رکهيں - چنانچه اسکے بعد علي گڈه ميں فونڈيشن کميٹي کا دوسرا اجلاس کيا گيا' بڑي بڑي کوششوں اور تدبيروں سے اپنے هم مشرب اشخاص مختلف اطراف هند سے جمع کيے گئے' خاص علي گڈه ميں جلسه منعقد کرکے يقين کيا گيا که همارے دارالخلافة کے اندر آکر باهر کي کوئي جماعت کامياب نهيں هوسکتي : ظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله - انهوں نے گمان کيا که همارے قلعه کي مضبوطي الله کي طاقت کو آنے سے روکديگي - فاتاهم الله من حيث لم يحتسبوا - پس خدا اس راسته سے آيا جهاں سے ظهور طاقت کا انهيں گمان بهي نه تها - و قذف في قلوبهم الرعب - نتيجه يه نکلا که اپنے حصار و لشکر کے اندر جلسه کرکے بهي وه ناکام رهے' اور کلمهٔ حق کي هيبت اسطرح انکے دلوں پر چهاگئي که باوجود کمال جد و جهد کے کچهه بهي نه کرسکے' اور داعيان حق نے جو کچهه چاها وهي هوا - و لکم فيها ما تشتهي انفسکم و لکم ما تدعون!

پهر اسي زمانے ميں مسلم يونيورسٹي ايسوسي ايشن قائم کي گئي' اور اسکے ضمن ميں متعدد جزئي واقعات پيش آے' مگر هر جزئي سے جزئي واقعه ميں بهي قوت حق و غلبهٔ آراء ملت کي طاقت اپنے آثار و شواهد دکهلاتي رهي' اور اس ميدان کے کسي گوشے نے بهي انکو پناه نه دي - حتى که گذشته اجلاس ايسوسي ايشن کا آخري واقعه پيش آيا جسميں مخفي طياريوں اور درپرده تدبيروں کو منتهاء سعي تک پهنچا ديا گيا تها - جنگ کے زمانے کے شديد اثرات' بعض آزاد خيال افراد کي نظربندياں' ايک عرصه کے التوا و خاموشي کي وجه سے عام طور پر دلوں کي افسردگي' جنگ کے زمانے کي وجه سے آزادانه خيالات کے اظهار کي عام طور پر بندشيں' اور اور بهت سے ايسے وقتي حالات و اسباب پيش نظر تهے جنکي وجه سے ان لوگوں کو پورا يقين هوگيا تها که موجوده فرصت حصول مقصد کيليے سب سے زياده قيمتي هے' اور کچهه عجب نهيں که شمله کے وعدے علي گڈه کي کوششوں سے پورے هوجائيں - اس اجلاس کے انعقاد کي سرگذشت بهي اس سے کم دلچسپ نهيں هے جس قدر اجلاس کے اندروني واقعات دلچسپ هيں - دوسري فونڈيشن کميٹي ميں طے پايا تها که ايک ڈيپوٹيشن آخري گفتگو کيليے وايسراے هند کي خدمت ميں حاضر هو' اور اب اس کے تمام مراتب ابتدائي طے پاچکے تهے' ليکن صورت حال يوں ٹهرائي گئي که گويا ڈيپوٹيشن کے آنے کي اس طرف سے درخواست کي گئي هے اور وهاں سے جواب صاف مل گيا هے که جب تک اصولي شرائط هندو يونيورسٹي کے منظور نه کرليے جائيں' اس وقت تک ڈيپوٹيشن کا آنا بيکار هے - اس سے مقصود يه تها که مسلمانوں کے سامنے يونيورسٹي کا مسئله آخري رد و قبول کي شکل ميں آجاے اور لوگ گهبراکے اور پريشان هوکے فيصله کرديں که جب اس طرح دو ٹوک جواب مل گيا هے تو اب لے لينے کے سوا کوئي چاره نهيں -

ليکن با اين همه اس سعي کا بهي جو نتيجه نکلا وه دنيا کو معلوم هے - بالاخر اُسي ناکامي نے انکا استقبال کيا جو اولين اجلاس فونڈيشن کميٹي سے انکي رفيق حال و همدم اعمال هے' اور بجز اسکے که ماتموں ميں ايک نئے ماتم کا اور حسرتوں ميں ايک اور نئي حسرت کا اضافه هوگيا' اس پورے گروه کو اور کچهه بهي هاتهه نه آيا -

[۶]

اب ۱۰ - اپريل کو پهر فونڈيشن کميٹي کا اجلاس لکهنو ميں منعقد کيا گيا هے اور يه لوگ تين سال کے متواتر و مسلسل تجربے کے بعد اب پهر اٹهے هيں که خدا کو اور اسکے کلمهٔ حق کي قوت کو ايک بار اور آزمالين - يه محض فونڈيشن کميٹي کا ايک مجمع هي نهيں هے' بلکه اُن کوششوں اور تدبيروں کي انتها هے جو مشيت الهي کے مقابلے ميں انسانوں کا کوئي گروه کرسکتا هے - ان لوگوں نے سمجها هے که اگر هم ايک مرتبه آخري جانبازانه کوششوں کا سامان اور کرلينگے تو ضرور خدا

که وہ کہاں ہے اور باطل نے دیکھہ لیا کہ خصائص حق کا قانون کسطرح اٹل اور غیر متغیر ہے ؟

[۳]

اس سلسلے میں سب سے پہلے وہ زمانہ یاد آتا ہے جب پہلے پہل مسلم یونیورسٹي کے متعلق دنیا نے معلوم کیا ہے کہ جن امیدوں اور ولولوں میں انکو مبتلا کیا گیا تھا ' ضرور نہیں ہے کہ اصلیت ویسي هي هو - اس زمانے میں الہلال نیا نیا شائع هوا تھا - اس نے مسلسل چار اشاعتوں میں تعلیمي ممبر کے اولین مراسله پر بحث کي اور مسلم یونیورسٹي کی تحریک اور اسکے دعاة و واعظین کے متعلق خصوصاً اور تمام قومي تحریکوں اور جماعتي کاموں کے متعلق عموماً ' اُن افکار اسلامیه اور عقائد صحیحه کا اعلان کیا جنکي صداؤں سے سرزمین هند کي اسلامي آبادي اسوقت تک آشنا نه هوئي تھی - یه سلسلۂ مقالات بھي الہلال کے اُن ابتدائي مقالات میں سے ہے جنھوں نے مسلمانان هند کے آگے سب سے پہلے اسلام کے احکام دینیه و اوامر شرعیه کی بنا پر حریة فکر ' و اجتهاد راے ' و دعوة الی الحق ' و توصیۂ معروف ' و احتساب شرعي کی دعوة پیش کي ' اور جسکو چند مہینوں کے اندر حکمة الہی نے وہ فتح مندانه نشر و اعلان اور خسروانه قبولیت و رفعت عطا فرمائي که وهي دعوة ' وهي پکار ' وهي الفاظ ' وهي جملے ' وهي ترکیبیں ' وهي عقائد ' هزاروں انسانوں ' صدها جماعتوں ' بڑي بڑي آبادیوں ' بڑے بڑے شہروں ' بلکه مسلمانان هند کے سب سے زیاده وسیع و غالب حصے کی زبانوں سے نکلنے لگے - حتی که بہت سے ایسے لوگ بھي جو اُس وقت دعوة الہلال کے اشد شدید منکرین و جاحدین میں سے تھے ' دوسرے ناموں اور بھیسوں میں آکر انھي عقائد کا وعظ کرنے لگے اور سلطان حق کي قہرمانیت و شہنشاهیت کے آگے سر بسجود هو جانے کیلیے مجبور هو گئے - و لله در ما قال ::

کر گفتۂ زعشق کہے حرف آشنا
آں هم حکایتیست که ازمن شنیدۂ !

چونکه اس وقت تک انقلابي دور دعوة شروع نہیں هوا تھا ' اور استعباد فکر ' و اسر ذهن ' و تقلید اشخاص ' و اتباع افکار مالوفۂ و متوارثه کي بندشیں هر جماعت اور هر گروه کیلیے زینت پاؤ گردن تھیں ' اسلیے اس سلسلۂ مقالات کا شائع هونا تھا که هر طرف سے رد و انکار کي صدائیں اٹھنے لگیں ' اور ان لوگوں نے جنکي تمام عمر انساني پرستشوں اور طرح طرح کي دنیاوي طاقتوں کي عبودیتوں میں بسر هوئي تھي ' حیران هو هوکے چلانا شروع کیا :

اجعل اللهة الها واحداً ؟ ان هذا لشي عجاب ! ! (۳۸ : ۴)	کیا اس شخص نے تمام معبودوں سے انکار کرکے صرف ایک هي کو معبود قرار دیدیا ہے ؟ یه تو بڑي هي عجیب بات ہے !

بعضوں نے سب سے بڑي وجه انکار یه بتلائي :

ما سمعنا بهذا في الملة الاخرہ ' ان هذا الا اختلاق - (۳۸ : ۶)	هم نے ایسي بات تو کبھي اپني پراني ملت میں نه سني ' کچھه نہیں ' یه اس شخص کي من گھڑت بات ہے !

بہتوں نے عاجز آکر وہ آخري صداے باطل بھي بلند کی - - اسوقت سے دنیا میں بلند هوتي آئي ہے جب سے که حق کي دعوت اور پکار موجود ہے :

حرقوه و انصروا الهتکم ان کنتم فاعلین (۲۱ : ۶۸)	اسکو جلادو ' اسکو هلاک کردو ' اور اپنے معبودوں کي مدد کرو اگر تم حقیقت میں کچھه کرنے والے هو !

حتی که بعض ایسے مخصوص افراد بھي جنکے افکار و عزائم میں تبدیلي هو چکي تھي اور آزاد بیانیوں کي راه پر چلنا چاهتے تھے ' یکا یک قدیم اثرات سے پاک نہوسکے ' اور الہلال کي صدائیں ابتدا ابتدا میں انہیں بھي خوش نه آئیں - لیکن پھر غور کرو که چند دنوں کے بعد هي ان حالات کا نتیجه کیا نکلا ؟ دنیا کي اُن نظروں نے جو ایک غیر معلوم مدت سے حق و باطل کے ان گنت معرکے دیکھه چکي ہے ' اس معرکے میں بھي کیا دیکھا ؟ کس کے ساتھه الله تھا جس نے اسکو تنزل کي جگه عروج ' ادبار کي جگه اقدام ' شکست کي جگه فتح ' اور ذلت و رسوائي کي جگه عظمت و رفعت بخشي ؟ اور کون تھے جنکو روز بروز ناکامي و نامرادي اور ذلت و خسران کے سوا اور کچھه هاتھه نه آیا ؟ کس کے ساتھه سچائي تھي جو همیشه " لا خوف علیهم و لا هم یحزنون " اور " لهم البشري فی الحیاة الدنیا و فی الاخرہ " کا مصداق رها ؟ اور کون رشتۂ حق و صدق سے محروم تھا جس نے ان الباطل کان ذهوقا کے سوا اور کچھه نه پایا ؟ اسکا جواب میں خود نه دونگا - ان سوالوں کا جواب هندوستان کے زمین و آسمان سے پوچھو ' خاک هند کے ایک ایک ذرہ سے پوچھو ' هر اُس ستارے سے پوچھو جو گذشته تین سال کے اندر هندوستان کي راتوں میں نکلا ' اور آفتاب کي هر اُس کرن سے پوچھو جو پچھلے تین سالوں کي هر صبح کو چمکي اور هر شام کو غروب هوئي ' اور اگر یه تمام صدائیں بھي اسکے لیے کافي نہوں ' تو پھر خود انھي هستیوں کے پاس جاؤ جنھوں نے صداے حق کے انکار و جحود میں منکرین سابقین اور جاحدین اقدمین سے اپنا رشته جوڑا ہے ' اور انکے پہلوؤں کے اندر اُتر کے دیکھو که دل کا ایک ایک گوشه اور اسکي گہرائي میں کا ایک ایک ریشه کیا کہه رها ہے ؟ کس ناکامي کا داغ ہے ' اور کس نامرادي کا ماتم ؟

[۴]

اس عہد کے بعد هي نه صرف مسئلۂ مسلم یونیورسٹي کي تاریخ ' بلکه مسلمانان هند کے اعمال و افکار عمومي کی تاریخ کا وہ مشہور اور یادگار واقعه پیش آیا جو بصیرت کا ایک صحیفه عبرتوں کا ایک سرچشمه ' اور قلوب مومنین و ارواح صادقین کیلیے موعظتوں اور حکمتوں کي روشنیوں کا ایک آفتاب عالمتاب تھا : لمن کان له قلب او القي السمع و هو شهید ! (۵۰ : ۳۶) یعني فونڈیشن کمیٹي کا پہلا اجلاس جو ۲۶ دسمبر سنه ۱۹۱۳ کو قیصر باغ لکھنو میں منعقد هوا - آه ' کیا دنیا میں ایسي غفلتیں بھي بستي هیں جنکے جگانے کیلیے زلزلوں اور آتش فشانیوں کے دھماکے بھي بیکار هوتے هیں ' اور کیا ایسي آنکھیں بھي موجود هیں جنکے لیے دو پہر کے سورج میں بھي روشني نہیں ؟ فونڈیشن کمیٹي کا یه اجلاس اور اس کے نتائج و عواقب قاهره اعلان حق و فتح صداقت کا ایک ایسا تاریخي واقعه تھا که اگر لوگوں کے دلوں کو حق و انابت اور خشیت ایماني کا ایک ذرۂ احساس بھي ملا هوتا تو هدایت یابي اور توبۂ و رجوع الی الحق کیلیے صرف یہي ایک واقعه بس کرتا تھا - وہ سمجھه جاتے که حق کس کے ساتھه ہے اور الله کي مشیت کا هاتھه کسکي جانب سے حرکت کررها ہے ؟ وہ اعلان و ظہور اور انقلاب وقت و افکار کي روشنیوں کي ایک ایسي مجلی دو پہر تھي که اندھوں کو بھي راه مل جاتي تھي اور تہه خانوں کو بھي روشني سے چمک اٹھنا تھا ' لیکن افسوس انسان کي غفلت پر ' اور صد حسرت دلوں کے اعراض اور عقلوں کي ضلالت پر ' که سرگشتگان خواب و سر مستي کي رات اسپر بھي ختم نه هوئي " اور حق پرستي کي راه اسطرح انکے سامنے سے گم هوگئي که ایسي واضح و آشکارا رهنمائیوں کے بعد بھي صراط مستقیم پر قدم نه رکھه سکے : ما یاتیهم من ایات ربهم الا کانوا عنها معرضین !

کیا یه ممکن ہے که ایک صحیح الفکر دماغ اس واقعه کو دیکھے اور پھر بھي معلوم نه کرسکے که خدا کیا چاهتا ہے ؟ هزارها انسانوں

ادبیات

اثار خطیہ ادبیہ

میرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

(قصیدہ در تہنیت غسل صحت نواب یوسف علي خاں بہادر سابق والیٔ رامپور)

مرحبا سال فرخی آئیں * عید شوال و ماہ فروردیں
شب و روز افتخار لیل و نہار * مہ و سال اشرف شہور و سنیں
گرچہ ہے بعد عید کے نوروز * لیک بیش از سہ ہفتہ بعد نہیں
سو اس اکیس دن میں ہولي سے * مجلسیں جا بجا ہوئیں رنگیں
شہر میں کو بکو عبیر و گلال * باغ میں سو بسو گل و نسریں
شہر گویا نمونۂ گلزار * باغ گویا نگار خانۂ چیں
تین تہوار اور ایسے خوب * جمع ہرگز ہوے نہ ہونگے کہیں!

* * *

پھر ہوئي ہے اسی مہینے میں * منعقد محفل [illegible]
محفل غسل صحت نواب * رونق افزائے مسند تمکیں
بزم گہہ میں امیر شاہ نشاں * رزم گہہ میں حریف شیر کمیں
بخشگاہ حضور [illegible] * خیر خواہ جناب روح امیں
جنکي مسند کا آسمان گوشہ * جنکي خاتم کا آفتاب نگیں
جنکي دیوار قصر کے نیچے * آسماں ہے گدائے سایہ نشیں
دہر میں اس طرح کی بزم سرور * نہوئی ہوگی کبھی نہ روئے زمیں
انجم چرخ گر نہ آئیں یہیں * [illegible] ماہ [illegible] سجدہ

* * *

راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے * ہے وہ بالائے سطح چرخ بریں
وہ نظرگاہ اہل وہم و خیال * یہ ضیا بخش چشم اہل یقیں
واں کہاں یہ عطا و بذل و کرم * کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں؟
یاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے * ژالہ آسا بچھے ہیں در ثمیں
نغمۂ مطربان زہرہ نوا! * جلوۂ لولیان ماہ جبیں!
اس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظنون * یاں وہ دیکھا بچشم صورت بیں

* * *

خسرو مہر فر ہوا جو سوار * بکمال تجمل و تزئیں
سب نے جانا کہ ہے پري توسن * اور بال ہمي ہے دامن زیں
نقش سم سمند ہے یکسر * بن گیا دشت دامن گلچیں
فوج کي گرد راہ مشک فشاں * رہرونکي مشام عطر آگیں
بسکہ بخشي ہے فوج کو عزت * فوج کا ہر پیادہ ہے فرزیں
مرکب خاص یوں زمیں پر تھا * جس طرح ہے سپہر پر پرویں
چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام * ران پر داغ تازہ دیکے وہیں
اور داغ آپکي غلامي کا * خاص بہرام کا ہے زیب سریں

* * *

بندہ پرور! ثنا طرازي سے * مدعا عرض فن شعر نہیں
آپکي مدح اور میرا منہہ؟ * گر کہوں بھي تو کس کو آئے یقیں؟
اور پھر اب کہ ضعف پیري سے * ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں
پیري و نیستي، خدا کي پناہ! * دست خالي و خاطر غمگیں!
صرف اظہار ہے ارادت کا * ہے قلم کے جو سجدہ ریز جبیں
مدح گستر نہیں دعا گو ہے * (غالب) عاجز نیاز آگیں
ہے دعا بھي یہي کہ دنیا میں * تم رہو زندہ جاوداں! آمیں!

کو شکست دیدینگے' کیونکہ انسانوں کي طرح لڑتے لڑتے وہ بھي تھک جا سکتا ھے' اور اگر بہت زیادہ روپیہ' بہت زیادہ سازشیں' بہت زیادہ انسان' اور بہت زیادہ انساني تدبیروں کا مواد جمع کرلیا جاسکے تو کیوں نہیں خدا کو بھي ھار مان لیني پڑے ؟ چنانچہ مہینوں سے طرح طرح کے سامان کیے جا رھے ھیں' اور بڑے بڑے دعوے اور بڑے بڑے اعلانات سننے میں آرھے ھیں - اب دیکھنا یہ ھے کہ اس آخري معرکے کا نتیجہ کیا نکلتا ھے ؟ کیا کلمۂ حق و جماعت کي پچھلي فتح مندیاں صرف اسلیے تھیں کہ بہت زیادہ سامان اسکے حریفوں نے نہیں کیا تھا اور اب زیادہ سامان کرکے اسکو شکست دیدي جائیگي ؟ یہ سچ ھے کہ صوبۂ متحدہ کي گورنمنت نے پچھلے اجلاس ایسوسي ایشن کي شرکت کے بعد ھي مجکو اپنے صوبے میں داخل ھونے سے روک دیا ھے' اور اسلیے میں اس جلسہ میں شریک نہیں ھوسکتا' لیکن غالباً وہ خدا کو لکھنو میں آنے سے نہیں روک سکتي' اور اسکے آنے اور نمودار ھونے کي راھیں ھمیشہ ایسي رھي ھیں جنکا انسانوں کو وھم و گمان بھي نہ تھا : فاتاھم اللہ من حیث لم یحتسبوا -

یہ وھي حق اور باطل کا مقابلہ ھے جو برسوں سے ھورھا ھے' یہ وھي اشخاص اور جماعت کے فوائد کي معرکہ آرائي ھے جسکا میدان عرصہ سے گرم ھے' یہ وھي اصلاح اور افساد کے قوت و ضعف کا فیصلہ ھے جو اگرچہ اول روز ھي ھوچکا ھے مگر ایک آخري فیصلہ غالباً ابھي باقي ھے - پس قریب ھے کہ حق ظاھر ھو' اور کچھہ دیر نہیں کہ جس کلمہ کے ساتھہ اللہ کي مشیت و حکمت شامل ھے' وہ اپني آخري فتح مندي کا اعلان عام کردے :

اعملوا علی مکانتکم انا عاملون - اے لوگو! تم اپني جگہ کام کیے
وانتظـــروا انا منتظـــرون ! جاؤ' ھم اپني جگہ کام کررھے
(١١ : ١٢٢) ھیں - اور پھر نتیجہ کا انتظار
وما ربک بغافل عمـا تعملون کرو - ھم بھي انتظار کرنے والے
(١١ : ١٢٣) ھیں! .... اور تمہــارا
پروردگار ان کاموں سے غافل نہیں جن میں تم لگے ھوے ھو -

(دلائـل و مباحث)

ھمارا ارادہ تھا کہ اس نمبر میں ایک مضمون اُن تمام دلائل و مباحث کے متعلق بھي لکھینگے جو اس وقت تک مسلم یونیورسٹي کے بلا انتظار لیلینے کے لیے شائع کیے گئے ھیں - چنانچہ اسي غرض سے ھم نے ایک پورے فارم کي جگہ خالي رکھي' اور تمام کاغذات و رسائل جمع کراے جو اس وقت تک شائع کیے جاچکے ھیں -

لیکن اب کہ لکھنے کا ارادہ کیا ھے' اور اُن تمام مضامین و رسائل پر نظر ثاني ھے جو ابتدا سے لیکر اسوقت تک شائع کیے گئے ھیں' علی الخصوص وہ تحریریں جو گذشتہ اجلاس ایسوسي ایشن کے موقعہ پر شائع کي گئیں' نیز وہ بعض رسائل جو پچھلے دو چار ھفتوں کے اندر نکلے ھیں' تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ کس چیز کو دلیل و ثبوت کے لفظ سے موسوم کریں' اور اس تمام ذخیرۂ اشاعات کي کس سطر کو قابل بحث و مذاکرہ قرار دیں ؟ اس تمام ذخیرہ میں ایک دلیـل بھي ایسي نہیں ملتي جو ثابت کرسکے کہ بحالت موجودہ (جبکہ گورنمنت آف انڈیا اور گورنمنت انگلستان نام نہاد قومي یونیورسٹیوں کے متعلق ایک انقطاعي مقام اختیار کرچکي ھے) چند دنوں کے مزید انتظار' ضوابط ھندو یونیورسٹي کي ترتیب' قوانین متعلقۂ کار کي مفصل شکل' اور دوائر نفوذ و احاطہ کے معائنہ میں کونسا نقصان عائد ھوسکتا ھے ؟ جس قدر مضامین و رسائل شائع کیے گئے ھیں' بلا مبالغہ ان میں سوائے ضلالت فکر و راے اور تلبیسات و مغالطات کے اور کچھہ نہیں ھے - مثلاً :

(١) ایک بڑي دلیل بار بار یہ پیش [illegible] ھے کہ ممکن ھے' گورنمنت کي راے بدل جاے اور [illegible]

اس بیان میں کئي دھوکے اور مغالطات ھیں - اول تو قومي یونیورسٹي کے متعلق نہ صرف حکومت ھند بلکہ حکومت بالا بھي اپني پالیسي صاف و واضح کرچکي ھے اور ایک قوم کو دیچکي ھے - اب اسمیں تبدیلي کا خوف دلانا ایک ایسي سوفسطائیت ھے جسکو بجز علي گڈہ کے " محققین تعلیم " کے اور کوئي اختیار نہیں کرسکتا - ثانیاً' ابھي ابھي جدید ممبر تعلیمات دھلي کي صحبت میں ظاھر کرچکا ھے کہ " ھندو یونیورسٹي کي شرائط پر مسلم یونیورسٹي ھر حال میں طیار ھے - آپ جب چاھیں لیلے سکتے ھیں " -

(٢) دلیل نہیں مگر ایک بڑا مغالطہ یہ دیا جاتا ھے کہ مسلم یونیورسٹي لے لینے کي صورت میں علي گڈہ کالج کي آزادانہ حالت کچھہ نہ کچھہ بڑھ ھي جائیگي - گھٹ کسي طرح نہیں سکتي - مگر یہ بیان اپني شدت اور نوعیت کے لحاظ سے ایک ایسا کامل ترین قسم کا جھوٹ ھے جس سے زیادہ غلط بیاني انسان کي زبان نہیں کرسکتي - دلیل میں یہ لوگ علي گڈہ کالج کے موجودہ قانون اور ھندو یونیورسٹي ایکٹ کا مقابلہ کرتے ھیں اور بلا دریغ سفید کو سیاہ اور دنکو رات دکھلاتے ھیں - علي گڈہ کالج اور گورنمنت کے اختیارات کي اصلي بنا قانون ٹرسٹیاں کي دفعہ ١٤٧ ھے : " لوکل گورنمنت اور ڈائرکٹر تعلیمات کو کالج کي تعلیم کے اندروني انتظامات اور بورڈنگ ھاؤس کے انتظام اور کالج کے اسٹاف کے تقرر اور موقوفي اور تبادلہ نیز معاملات متعلق تعلیم مذھبي میں بجز اسکے جسکا ذکر دفعہ ١٤٤ میں ھے' مداخلت کرنے کا اختیار نہوگا "

دفعہ ١٤٤ جسکا اسمیں ذکر ھے یہ ھے " لوکل گورنمنت کو اختیار ھوگا کہ اس امر کي نسبت اپنا اطمینان کرنے کي غرض سے کہ کالج کا اسٹاف کالج کے طالب علموں کي تعلیمي ضروریات کیلیے کافي ھے' ٹرسٹیوں سے وقتاً فوقتاً استفسار کرے' اور اگر استفسار کے بعد لوکل گورنمنت کو یہ معلوم ھو کہ کالج اسٹاف کا کوئي عہدہ دار اس کام کے قابل نہیں ھے' تو ٹرسٹیوں کو ھدایت کریگي کہ اس شخص کو اس عہدہ سے علحدہ کردیا جاے "

ان دفعات سے واضح ھوگیا کہ موجودہ قوانین کي بنا پر لوکل گورنمنت کو صرف اسقدر اختیار حاصل ھے کہ اگر کالج کي تعلیمي ضروریات کیلیے کوئي عہدہ دار قابل نہو تو وہ ٹرسٹیوں کو ھدایت کریگي کہ اسے علحدہ کردیں -

علاوہ بریں قانون ٹرسٹیاں اسوقت ھمارے سامنے ھے - اسمیں جسقدر دفعات گورنمنت اور عہدہ داران گورنمنت کے علائق سے تعلق رکھتي ھیں' ان سب میں حسب ذیل الفاظ کے سوا اور کچھہ نہیں ملسکتا :

" ڈائرکٹر کو ...... صلاح دینے کا اختیار ھوگا - ٹرسٹیوں کا فرض ھوگا کہ مشورہ پر لحاظ کریں - عمل نہ کرنے کے وجوہ قلمبند کریں (دفعہ ١٤١) وزیٹر (یعني لفٹننٹ گورنر) مشورہ دینے کا مجاز ھوگا (دفعہ ١٤٢) وزیٹر کو جائز ھے کہ اپني راے لکھے - کوئي تجویز پیش کرے - بورڈ آف مینجمنت کا فرض ھوگا کہ مشورہ پر غور کرے (دفعہ ٤٣ ضمن ٢) گورنمنت کو اختیار ھوگا کہ تحقیقات کرے (دفعہ ١٣٩)

اس سے معلوم ھوا کہ موجودہ حالت میں قوانین کالج گورنمنت کے کسي علاقہ کو قانوناً " صلاح و مشورہ' تجاویز' [illegible] و تحقیق " سے زیادہ تسلیم نہیں کرتے' اور پھر حسبـہ دفعہ ١٤٧ اپنے تمام اندروني معاملات میں وہ آزاد ھے -

[illegible] کے مقابلہ میں ھندو یونیورسٹي ایکٹ اور اسکي دفعات [illegible] کا خلاصہ [illegible] لفظوں میں یہ ھے کہ ھر بنیادي و اساسي [illegible] نہ صرف [illegible] دینے بلکہ منظوري و عدم منظوري کا اختیار [illegible] نے اپنے [illegible] میں رکھا ھے' اور ضوابط کي ترتیب بھي [illegible] کا کام ھوگا' گورنمنت ھي کے متعلق ھے -

فرانس کا ایک مشہور عالم نباتي "دي کاندل" ہے - اس نے سنہ ۱۸۲۰ء میں اپني کتاب شائع کي اور اسمیں تنازع البقاء کے قانون کو ایک منظم شکل میں پیش کیا - وہ لکھتا ہے کہ [illegible] نباتات ہمیشہ ایک عالم تنازع و مزاحمة اور کشمکش میں ہے' اور جو فرد اور قسم اصلح و اقوي ہوتي ہے ' باقي رہتي ہے ' اور جو اصلح نہیں رہتي مٹ جاتي ہے -

(تیسرا دور)

یہ انتخاب طبیعي کا دوسرا دور تھا کہ عالم نباتات میں بھي اس قانون کا کشف ہوا - تیسرا دور خود چارلس ڈارون کا ہے جس نے اس قوت کے ساتھہ مسئلہ نشو و ارتقاء کو پیش کیا کہ وہ ایک مدلل و مرتب نظریہ بنکر تمام علمي دنیا میں شائع ہوگیا - ڈارون نے اپنے نظریہ کي بنیاد جن قوانین پر رکھي ' ان میں سب سے زیادہ اہم تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي ہے - اس نے انتخاب طبیعي کو ایک مستقل قانون طبیعة قرار دیا ' اور نہایت تفصیل و کثرت سے اسکے امثال و نظائر جمع کیے - اس نے اپني دوسري کتاب کا نام ہي یہ رکھا کہ " پیدائش انواع بواسطۂ انتخاب طبیعي یا بواسطۂ حفظ انواع اکمل در تنازع البقاء "

ڈارون نے ظاہر کیا کہ تنازع البقاء جمادات سے لیکر حیوانات تک میں جاري و ساري ہے' اور طبیعة اسي درخت اور اسي حیوان کو باقي رکھتي ہے جو اصلح و اقوی ہو - اس نے تنازع البقاء کي دو حالتیں قرار دیں: فاعلي اور مفعولي - فاعلي سے مقصود یہ کشمکش ہے جو حیوانات میں ایک کو دوسرے کے ساتھہ در پیش ہے اور مفعولي وہ کشمکش ہے جو احیاء و حیوانات کو قواے طبیعیة صامتہ کے ساتھہ پیش آتي ہے - پھر " انتخاب " کي بھي وہ دو قسمیں کرتا ہے - طبیعي اور صناعي - طبیعي اصل انتخاب ہے جو خود فطرة بتدریج کر رہي ہے - اصلح کو باقي رکھتي ہے - غیر اصلح کو چھانٹ دیتي ہے - صناعي وہ انتخاب ہے جو انسان کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے - وہ طرح طرح کي موثر تدبیروں اور تربیتوں سے ایک نوع کے درخت کو قوت پہنچاتا اور بہتر حالت میں لاتا ہے - پس وہ اصلح ہوکر حسب قانون طبیعة باقي رہتا ہے - یا کسي ایک زمین کو درست کرتا ہے' جھاڑیاں کاٹ دیتا ہے' کھنڈروں کو بھر دیتا ہے' اطراف کو صاف کردیتا ہے' وہ اصلح ہوکر لائق آبادي ہوجاتي ہے' یا کسي ایک نسل حیواني کو لیکر پرورش کرتا ہے' عمدہ آب و ہوا میں رکھتا عمدہ غذا کھلاتا ' اچھے اصولوں پر پرورش کرتا ہے - وہ اصلح ہوکر باقي رہتي ہے ' اور اسکے مقابلے میں غیر تربیت یافتہ نسل مٹ جاتي ہے - وغیرہ ذالک من الامثال و الشباہ - لیکن آگے چلکر تم کو معلوم ہوگا کہ انتخاب طبیعي اور صناعي کا یہ فرق ڈارون کي سخت غلطي تھي - جس انتخاب کو وہ صناعي کہتا ہے ' وہ کوئي مستقل قسم نہیں ہے بلکہ اسي انتخاب طبیعي کي ایک قوة عاملہ ہے - طبیعت نے انتخاب کیلیے مختلف عوامل و وسائل قرار دیے ہیں' ان میں خود انسان کا ہاتھہ بھي فطرة کے اعمال کا ایک آلہ ہے - فطرة الہي کبھي تو اسکے ہاتھہ میں تلوار دیدیتي ہے تاکہ غیر اصلح ہستیوں کو قتل کرکے مٹادے اور اسطرح فطرة کا دنیا میں خلیفہ ہو' اور کبھي اصلاح و تربیت کي قوت دیدیتي ہے تاکہ باقي رہنے والي قوتوں کي اصلحیت کا ذریعہ بن جاے اور اصلح دنیا میں باقي رہے - خود انسان کوئي چیز نہیں ہے ' ڈارون" انسان تھا - وہ ظن و تخمین سے آگے نہیں بڑھسکا' قرآن العلم ہے اور اختلافات کیلیے حکم' وہ اصل حقیقت کو واضح کردیگا - و لتعلمن نبأہ بعد حین -

ڈارون کے بعد ہي (بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ تقریباً اسکے معاصرین میں) مشہور " ویلز" ہے ' جس نے خاص طور پر مسئلۂ " انتخاب طبیعي " کو اپنے درس و نظر کا موضوع قرار دیا اور مستقل طور پر اس قانون کے کشف و حقیقت کیلیے اپنے اعمال عملیہ وقف کردیے - مسلسل سیاحتوں اور بعض نو آبادیوں اور غیر متمدن ممالک کے مشاہدات نے اسکو بہت مدد دي' اور مختلف قسم کے حیوانات - علي الخصوص صنف طیور کا اس نے خاصتاً مطالعہ کیا - الہلال جلد ۴ - کي آخري اشاعة میں ہم بہ تفصیل اسکے تجارب پر بحث کرچکے ہیں - حیوانات و احیاء میں انتخاب طبیعي کے قانون کو جس وسعت کے ساتھہ اسنے ثابت کیا ہے' وہ درجہ خود ڈارون کو بھي نصیب نہیں - سب سے پہلے بقاء امثل و اصلح (نیچرل سلکشن) کي اصطلاح اسي نے وضع کي ہے - پس ڈارون اور ویلز انتخاب طبیعي کا تیسرا درجہ ہیں' جنہوں نے جمادات اور نباتات کے علاوہ خود حیوانات میں بھي قانون انتخاب کي حقیقت و نفاذ کو معلوم کیا -

(چوتھا دور)

لیکن اس دور تک انتخاب طبیعي کا قانون اگرچہ عالم حیوانات تک پہنچ چکا ہے اور انسان نے دیکھہ لیا ہے کہ فطرة جمادات و نباتات کي طرح خود اسکي نوع یعنے حیوانات میں بھي اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو چھانٹ دیتي ہے ' تاہم ابتک وہ اس سے آگے نہیں بڑھسکا کہ حیوانات کا تنازع البقاء مرتبہ وجود انساني سے نیچے جاري ہے ' اور جب نوع حیواني ترقي کرتے ہوے وجود انساني تک پہنچ گئي تو چونکہ انسان زنجیر ارتقاء کي آخري کڑي ہے اسلیے اسکے بعد اور کچھہ نہیں ہوتا -

ڈارون کے مباحث و مذاکرات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف انسان کے وجود کي تکوین تک اپني تمام نظریات کو محدود رکھتا ہے - وہ کہتا ہے کہ دنیا میں مخلوقات کا سلسلۂ ارتقاء جمادات کي ابتدائي تخلیقات سے شروع ہوکر عالم نباتات میں پہنچتا ہے' اور نباتات سے حیوانات میں - پھر حیوانات میں علقۂ اولی (پروٹو پلاسم) کے ارتقاء اور مذہب کریات کي طرف بھي اشارہ کرتا ہے - یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے آخري زنجیر تک پہنچتا ہے یعني وجود انسان تک - اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہے' اور چونکہ سلسلۂ ارتقاء کو اسکے بعد نہیں دیکھتا ' اسلیے جس قدر عوامل و موثرات ارتقاء ہیں' مثلاً انتخاب طبیعي ' مطابقت و وراثت ' انکو بھي وجود انساني کے بعد معلوم نہیں کرتا -

ڈارون کي اصلي غلطي یہ تھي کہ اس نے تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کو ایک مستقل قانون فطرة کي شکل میں نہیں دیکھا تھا' بلکہ اپنے نظریہ وحدة انواع (یعنے اصل میں صرف ایک ہي نوع ہے جس سے تمام انواع و عوالم خلقت بتدریج بن گئے ہیں) کے ضمن میں اس قانون کو بھي جگہہ دي تھي - اس کا مذہب یہ تھا کہ ایک ہي نوع سے مختلف انواع اسلیے پیدا ہوگئیں کہ دنیا میں چار قوانین طبعیة: تنازع البقاء ' انتخاب طبیعي ' مطابقت ' اور وراثت کام کر رہے ہیں' اور جس طرح انسان کا عمل اور صناعة مفید و نافع چیز کو چھانٹ لیتا اور بچاتا ہے' اور مضر اور ناقص کو چھوڑ دیتا ہے' ٹھیک ٹھیک اسي طرح طبیعة بھي اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو ضائع کردیتي ہے - پس ایک ہي نوع بہ تحت قانون مطابقت و وراثت ' مختلف اثرات زمین و احتیاجات خلقت و تلاش غذا وغیرہ سے متاثر ہوکر بتدریج متغیر ہوئي ' تنازع البقاء جاري تھا ' انتخاب طبیعي نے اصلح و اقوي کو باقي رکھا ' غیر اصلح کو ضائع کردیا - نتیجہ یہ نکلا کہ قوي و اصلح وجود برابر قائم و ترقي فرما رہا - حتی کہ خلقت کي آخري زنجیر تک پہنچا جو انسان ہے -

حالانکہ " انتخاب طبیعي " کا قانون ایک مستقل قانون فطرة ہے' جو مسئلۂ وحدت انواع کا تابع نہیں' اور اگر ایک نوع کي جگہ مستقلاً ہر نوع کو ایک علحدہ نوع بھي مان لیا جاے

باب التفسیر

الحق و الباطل

حقیقت بقاء اسلام و فناے کفر

گذشتہ صحبت میں " تنازع البقاء " اور " انتخاب طبیعي " اور " بقاء اصلح و امثل " کي حقیقت پر ہم ایک مجموعي نظر ڈال چکے ہیں - اب قبل اسکے کہ اصل موضوع کي طرف متوجہ ہوں ' مسئلہ انتخاب طبیعي کے تدریجي ارتقاء اور اسکے مختلف دوروں پر ایک سرسري نظر ڈال لینا ضروري ہے -

ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ قانون انتخاب طبیعي کے متعلق اس وقت تک انساني معلومات کس درجہ تک پہنچي ہیں اور زیادہ سے زیادہ انسان جو اسکے متعلق جانتا ہے وہ کیا ہے ؟ گذشتہ صحبت میں ہم نے جو کچھہ لکھا وہ گویا اس وقت تک کي تمام حاصل شدہ معلومات کا ایک مرتب سلسلہ تھا ' لیکن ضروري ہے کہ اس قانون کے علم و اختبار کے درجہ بدرجہ جو مختلف مراتب رہے ہیں ' انکو بھي مختصراً واضح کردیا جاے - ہمارے لیے ہمیشہ ایک بڑی مصیبت موضوع کي وسعت ' خیالات و [illegible] ہجوم و انتشار ' اور اختصار بیان کي ناگزیر ضرورت ہوتي ہے - اس صحبت میں بھي یہي مشکل درپیش ' تاہم جہاں تک ممکن ہوگا ' اختصار سے کام لینگے ' اور عمداً اہم سے اہم اطراف بحث کو بھي ترک کردینگے -

یہاں اس قدر ظاہر کردینا ضروري ہے کہ مابعد بحث کا [illegible] حصہ بعض احباب کي نظروں میں خشک اور [illegible] ہوگا [illegible] محض تاریخي حالات و علمي مصطلحات پر مبني ہے - ایسے [illegible] حضرات کو چاہیے کہ وہ اس ٹکڑے کو چھوڑ دیں اور اس کے بعد کے عنوان سے مطالعہ فرمائیں جہاں سے قرآن حکیم کي [illegible] شروع ہوئي ہیں -

(۲)

مراتب کشف و تحقیق بقاء اصلح

گذشتہ صحبت میں انتخاب طبیعي پر جو مجموعي نظر ڈالي گئي ہے ' اسکے امثال و نظائر کو ہم نے انسان سے شروع [illegible] نباتات و جمادات تک پہنچکر افکار و ذہنیات و عالم معنوی کي طرف چلے گئے ' لیکن اس قانون کي تحقیق و کشف [illegible] تاریخ بالکل اس کے برعکس واقع ہوئي ہے - یعني سب سے پہلے انسان نے جمادات میں تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کو معلوم کیا ' اسکے بعد حیوانات میں ' پھر انساني کے اجتماع و تمدن میں ' اور سب سے آخر عالم افکار و ذہنیات و معنویات میں - حسب قانون ارتقاء ' اس قانون کے کشف و علم میں بھي قدرتي طور پر اسي طرح ارتقاء کا ہونا ضروري تھا -

(بقاء اصلح کا اولیں کشف)

یہ عجیب بات ہے کہ قانون تنازع البقاء کي سب سے پہلي روشني زمین کے بالائي سطح کي روشن فضاء کي جگہ اسکے اندروني طبقوں اور نہایت عمیق غاروں کي تاریکي میں چمکي !

چارلس ڈارون سے کچھہ پہلے چند علماء طبقات الارض (جیوالوجی) اور علماء احافیر و اثریات (آرکیوا لوجي) کے نام ہم کو معلوم ہوتے ہیں جنھوں نے زمین کے اندروني طبقات کي بتدریج تکوین و تخلیق کے مطالعہ و درس میں تنازع البقاء کی طرف رہنمائي پائي ' اور انکو خیال ہوا کہ طبیعۃ کا کوئی غیر معلوم قانون ہے جو بہتر و اصلح اشیاء کو قائم رکھتا اور ناقص شدہ اجزاء کو فنا کر دیتا ہے - انتخاب طبیعی کے کشف کا یہ پہلا درجہ تھا جو گویا عالم جمادات میں ہوا - ان علماء نے تکوین ارض کے مختلف دوروں کي جو طبقات الارضی عمر قرار دي ' اسمیں تنازع البقاء اور انتخاب طبیعی کے اصولوں کو ایک نا مکمل اور ابتدائی صورت میں ملحوظ رکھا ہے -

(دوسرا دور)

اسی دور میں قبل اسکے کہ چارلس ڈارون اپنے مشہور مذہب ارتقاء کو دنیا کے سامنے پیش کرے ' فرانس میں لامارک اور جوفرساں دو مشہور حکماء طبیعي کا ظہور ہوا ' جنھوں نے ڈارون کي طرح مسئلہ وحدۃ انواع کو اپنا موضوع بحث قرار دیا -

لامارک پیرس کے باغ نباتات کا مہتمم تھا اور اس میں نباتات کے علاوہ ایک بڑا ذخیرہ طرح طرح کے حیوانات کا بھي موجود تھا - حیوانات و نباتات کي مختلف انواع کے علمي درس و مطالعہ اور تربیت صناعي کے اعمال و نتائج سے اسکو مسئلۂ وحدت انواع کي طرف ایک قوي تحریک ملي ' اور بالترتیب سنہ ۱۸۰۹ اور سنہ ۱۸۱۵ میں اس نے اپني دو کتابیں " فلسفۂ حیوانات " اور " تاریخ حیوانات معدومہ " شائع کیں - ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب وحدت انواع میں اسکا زیادہ تر اعتماد قانون وراثت (Heredity) اور قانون مطابقت (Adaptation) پر تھا (جنکي تشریح گذشتہ اشاعت کے مضمون التحول الفجائي میں کي جا چکي ہے) تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کو وہ زیادہ اہمیت نہیں دیتا ' تاہم اس سے بیخبر بھی نہیں ہے - اپني دوسري کتاب میں جمادات کے علاوہ نباتات میں بھي طبیعۃ کے انتخاب کي طرف اشارہ کرتا ہے -

لامارک کا معاصر جوفرساں ہے - (المتولد سنہ ۱۷۷۲) اس نے سنہ ۱۸۲۸ میں اپني کتاب " اصل وحدۃ ترتیب عضوي " شائع کي - اسکا اعتماد زیادہ تر قانون مطابقت یعني موثرات خارجیہ پر تھا - وہ کہتا ہے کہ آب و ہوا ' حرارت ' رطوبۃ ' اور مقدار کاربونک ایسڈ کے اختلافات سے ایک نوع متاثر ہوکر مختلف انواع کي شکل میں متحول ہوتي - تاہم اس نے بھي تنازع البقاء کي طرف اشارات کیے ہیں ' اور معلوم ہوتا ہے کہ نباتات تک اسکي بھي نظر پہنچ چکي تھي -

اسي زمانے میں دو مشہور شخص جرمني کے اندر بھي مسئلۂ وحدت انواع و نشو و ارتقاء پر غور کر رہے تھے - یعني مشہور شاعر " گیتے " (Goethe) اور مشہور طبیعي " اوکن " - گیتے نے سنہ ۱۷۹۰ میں اپني کتاب " تحول نباتات " شائع کي اور اوکن (المتوفي سنہ ۱۸۵۱) نے سنہ ۱۸۱۸ میں " فلسفۂ طبیعي " یہ لوگ بھي لامارک کي طرح ابھي تنازع البقاء کي حقیقت سے پوري طرح با خبر نہیں ہیں ' لیکن کبھي کبھي اسطرف بھي ایک دو قدم بڑھ آتے ہیں ' اور جمادات کے علاوہ نباتات میں بھی ایک مزاحمۃ اور کشاکش کو دیکھہ لیتے ہیں -

لیکن سب سے زیادہ جس شخص نے عالم نباتات میں انتخاب طبیعي کے قانون کا مطالعہ کیا اور اسکو قوت کے ساتھہ پیش کیا " وہ

آج تک تمام ممالک متمدنہ اپنے ارتقاء علمي کا آخري مرتبہ سمجھتے تھے' اس نے ثابت کردیا کہ وہ ادنی ترین مرتبۂ وہم و ضلالت ہے -

ازآنجملہ مذہب ارتقاء ہے - وہ انسان کے ارتقاء و تسلسل اجتماعي و مدني کا قائل نہیں' بلکہ مذہب دور کو از سر نو قائم کرتا ہے یعني کہتا ہے کہ ترقي کے بعد پھر تنزل شروع ہوتا ہے اور تنزل کے بعد پھر ترقي شروع ہوتي ہے - لیکن ساتھہ هي انتخاب طبیعي اور بقاء اصلح کے ماتحت انسان کي اجتماعي و قومي زندگي کو اس قدر شرح و بسط اور دلائل و حقائق کے ساتھہ دیکھتا ہے کہ قدماء میں سے کسي کو بھي یہ درجہ نصیب نہیں -

نیٹشے کے علاوہ جرمني کے جدید حکماء میں ایک عظیم الشان شخص ٹریشکے (Treitschke) (۱) بھي گذرا ہے جس نے گو کوئي کتاب یادگار نہیں چھوڑي مگر اپنے دروس و خطبات میں مسئلہ بقاء اصلح کو انسان کي حیاۃ اجتماعي پر نہایت وسعت کے ساتھہ منطبق کیا -

(حاصل صحبت)

قانون انتخاب طبیعي کے مختلف دوروں اور انساني علم کے منتہاے تحقیق کي یہ مختصر سرگذشت ہے ' انسان ہزاروں برس تک انتخاب طبیعي سے بالکل بے خبر رہا - پھر سب سے پہلے جمادات و نباتات اور عام اجسام حیہ میں تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کو اس نے معلوم کیا ' اور عرصہ تک اسي پر قانع رہا - وہ دنیا کي ہر چیز میں تنازع البقاء کي جنگ کا تماشہ دیکھتا مگر خود اپنے وجود اور اپنے اعمال حیات کي طرف اسے بالکل بیخبر تھا کہ خود اسکے اندر کیا ہو رہا ہے ؟ وہ درختوں ' چڑیوں ' رینگنے والے کیڑوں کا مطالعہ کرتا اور کہتا کہ انتخاب طبیعي کا اخذ و دفع جاري ہے اور فطرۃ اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو ہلاکت دیتي ہے' پر کبھي خود اپنے وجود کو نہیں دیکھتا کہ یہاں بھي کس طرح اصلح باقي رہتا اور غیر اصلح مٹ جانے کیلیے چھوڑ دیا جاتا ہے ؟ یہ خود فراموشي انسان کي ایک عام غلطي ہے' اور اسکي نظر و فکر کے تمام دائروں میں نظر آتي ہے -

لیکن پھر وہ آگے بڑھا ' اور اس نے دیکھا کہ خود انسان کي اجتماعي زندگي بھي اسي قانون کے ماتحت ہے - اسپنسر نے اسکے لیے قدم اٹھایا اور ٹریشکے اور نیٹشے نے اس مطالعہ کو آخري مرتبۂ کشف و بحث تک پہنچایا - لیکن تاہم یہ آخري مرتبہ بھي صرف اس حد تک پہنچکر رہگیا کہ انسان کي اجتماعي زندگي میں بقا قوي و ضعیف کیلیے ہے - لیکن یہ حقیقت کہ کیا انفرادي حالت میں بھي بقاء اصلح کا قانون کام کرتا ہے ؟ تو اس کے جواب سے تمام مجمع انساني خاموش ہے - پھر سب سے زیادہ اہم اور ضروري سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم زندگي اور بقاء کو "اصلح" کیلیے قرار دیتے ہو' لیکن "اصلح" اور "اصلح" کي حقیقت کیا ہے ؟ اور اصلحیت کے حصول کے صحیح اصول کیا ہیں؟ اس سوال کے جواب میں یا تو خاموشي ہے' یا پھر اختلافات و نزاعات ' ظنون و اوہام ' تخمین و قیاسات ہیں - سب سے زیادہ بہتر جواب دینے کي نیٹشے نے کوشش کي ہے ' مگر آگے چلکر تم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ بھي نہیں بتلا سکتا کہ "اصلح" کي اصل حقیقت کیا ہے ؟

ان مراتب و توضیحات کے بعد ہم بالکل مستعد ہوگئے ہیں کہ مسئلہ بقاء حق کي تیسري صحبت شروع کریں' اور دیکھیں کہ یہ سب کچھہ تو انساني علم کي انتہا تھي ' مگر قرآن حکیم یعنے " العلم " کیا بتلاتا ہے ؟

[۴]

القرآن الحکیم

(حقیقت حق و باطل)

دنیا اور دنیا کي تمام مخلوقات اور انکے اعمال و نتائج پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو سب سے پہلے ہم کو اعمال ہستي کے اندر متضاد اور با ہمدگر مخالف حقیقتوں کي دو صفیں نظر آتي ہیں' جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنے اپنے آثار و خواص کے ساتھہ موجود ہیں اور تمام اعمال حیات انھي کے ملنے اور الگ ہونے ' جڑنے اور ٹوٹنے ' متحد ہونے اور متخالف ہونے ' ٹکرانے اور ایک دوسرے پر گرنے' اور پھر باہم متضارب و متصادم ہونے سے عبارت ہیں - ہستي کا کوئي گوشہ نہیں جس میں متضاد قوتوں کي کشاکش نظر نہ آتي ہو - دنیا تمام ہي اس کشاکش قواء متضادہ کا ہے - یعني دو باہم لڑتي ہوئي مخالف قوتوں کے آثار و خواص دنیا کي ہر چیز میں نظر آتے ہیں -

ان متضاد حقیقتوں اور حالتوں کو مختلف دائروں میں آکر ہم مختلف ناموں سے پکارتے ہیں - سب سے پہلا نام انکا "کون و فساد" ہے - یعني ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اشیا کا بننا ' سنورنا' درست ہونا ہے' یا انکا بگڑنا ' بکھرنا' معدوم ہونا ہے - بننا تکوین ہے اور بگڑنا فساد - اسکے بعد ہم فلسفہ و نظریات حکیمہ میں آتے ہیں تو ہمکو "وجود و عدم" کي اصطلاح معلوم ہوتي ہے - یہ بھي انھي دو حقیقتوں کي تعبیر ہے - فلسفہ بتلاتا ہے کہ دنیا میں وجود و عدم کا سلسلہ برابر جاري ہے - چیزیں مختلف صورتوں میں وجود پاتي ہیں' اور پھر انکي صورتیں معدوم ہوجاتي ہیں - تکوین صور وجود ہے اور اعدام صور عدم - علوم مادیہ میں انھي حقیقتوں کو دوسرے ناموں سے پکارتے ہیں - علم کہرباء (الکٹرسٹي) میں انھي کا نام منفي و مثبت ہے - یعنی ایک قوت نفي کي ہے ایک اثبات کي - طبعیات میں انھي کا نام جذب و دفع ہے - اسي کو ایجاب و سلب بھي کہتے ہیں -

اخلاق میں آکر بھي دو حقیقتیں ہیں جنکو تعمیر و تخریب سے تعبیر کیا جاتا ہے - یعني بنانا اور خراب کرنا - پھر جب کچھہ اور آگے بڑھتے ہیں تو کون و فساد کے یہي دو چہرے ہیں جو' خیر اور شر' نیکي اور بدي' روشني اور اندھیاري کے نقابوں میں اپني نمایش کرتے ہیں اور انکو نئے ناموں سے پکارا جاتا ہے - لیکن خواہ کتنے ہي مختلف ناموں سے پکارا جاے' در اصل حقیقت ایک ہي ہے ' اور مختلف علوم میں آکر انساني علم نے انکے مختلف نام رکھدیے ہیں -

اور آگے بڑھو اور دیکھو کہ یہي دو حقیقتیں اور کن کن شکلوں میں موجود ہیں اور کام کر رہي ہیں ؟ تمام اجسام و وجود پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ دنیا کي تمام موجودات میں یا قوت ہے یا ضعف' یا قوي ہے یا ضعیف' یا سالم ہے یا ناقص' یا عدل ہے یا انحراف ' سو یہ بھي في الحقیقت وہي دو مختلف حالتیں ہیں جنکو پہلے مختلف ناموں سے پکار چکے ہو -

جسم کیلیے تم کہتے ہو کہ صحت و تندرستي ہے اور بیماري و ناخوشي ' جذبات و حسیات میں کہتے ہو کہ لذت ہے یا الم' خوشي ہے یا غم' اشک حسرت ہیں یا تبسم عیش -

ان سب سے بھي بڑھکر تمہاري علم اصطلاح یہ ہے کہ ایک حالت کو " موت " کہتے ہو' اور ایک حالت کو " زندگي " زندگي تمہارا عشق عمل ہے ' اور موت تمہارے لیے پیام یاس -

سو یہ بھي فی الحقیقت وہي دو مختلف حالتوں کي صفیں ہیں جو اس رنگ میں بھي آگئي ہیں ' اور پہلے انکو اور شکلوں میں تم پہچان چکے ہو -

---

(۱) جرمن زبان میں عموماً ٹي غیر ملفوظ ہوتا ہے اور سي ایچ کا تلفظ اکثر اوقات ش سے کرتے ہیں - غالباً اس نام میں بھي ٹي پڑھا نہیں جاتا - لوگ انگریزي ترکیب سمجھکر غلطي نہ کریں -

جب بھی قانون انتخاب طبیعی کی حقیقت بدستور قائم رہتی ہے، اور وہ ہر حال میں ایک محکم و ناقابل انکار حقیقت ہے - بہرحال ڈارون تک انتخاب طبیعی عالم حیوانات تک میں تو معلوم ہوگیا مگر خود انسان کے وجود، اسکے اعمال، اور فرد و اجتماع کی کشاکش و مزاحمۃ کی حقیقت پر کوئی روشنی نہیں پڑی - اس حد تک پہنچکر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ تنازع البقاء، یہ فطرۃ کا انتخاب، یہ قوۃ مصلحۃ و مدبرہ عالم کا حفظ اصلح و دفع افساد، کیا صرف پتھروں، مٹی کے منجمد ٹکڑوں، درختوں کی جڑوں اور چار پایوں اور چڑیوں ھی تک محدود ہے، یا تنازع البقاء خود انسان کی زندگی اور اعمال کے اندر بھی جاری ہے اور اصلح باقی رہتا ہے اور غیر اصلح فنا ہو جاتا ہے؟ پھر کیا یہ ممکن ہے کہ فطرۃ چڑیوں اور چار پایوں میں سے تو اصلح کو انتخاب کر لے، مگر خود انسان کیلیے اسکا قانون انتخاب بیکار ہو؟

ڈارون کے بعد جس شخص نے انتخاب طبیعی کو نسبتاً زیادہ وسیع دائرہ میں دیکھنا چاہا، وہ پروفیسر "ہیکل" ہے، جو مذہب ڈارون کے مشہور منتصرین میں سے ہے، تاہم کوئی مدلل وسعت پیدا نہو سکی، کیونکہ سب سے زیادہ توجہ اسکی قانون وراثت و مطابقۃ پر رہی - ساتھہ ھی اس نے تنازع البقاء کا دائرہ ایک لحاظ سے تنگ بھی کردیا - وہ کہتا ہے کہ تنازع البقاء اس لحاظ سے کہ ایک وجود دوسرے وجود کا مقابلہ کر کے بوجہ اصلحیت اسکو فنا کردے، صرف ذی روح اجسام ھی میں محدود ہے - حالانکہ ہیکل سے پہلے ہم انتخاب طبیعی کو تمام کائنات عالم میں کام کرتا ہوا دیکھہ چکے ہیں -

(آخری درجۂ کشف و تحقیق)

اب اسکے بعد حکماء یورپ ہمکو دو گروہوں میں منقسم نظر آتے ہیں - ایک گروہ نے اپنا قدم آگے بڑھایا اور اس حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کی کہ سلسلۂ ارتقاء انسان تک پہنچنے کے بعد معدوم نہیں ہوگیا، بلکہ خود انسان میں بھی جاری ہے اور تمام قوانین طبیعۃ مثلاً انتخاب طبیعی وغیرہ بدستور کار فرما ہیں - دوسری جماعت نے اس سے انکار کیا - اسنے کہا کہ اب عالم عضوی میں ارتقاء کے ہونے کا کوئی ثبوت نہیں - صرف تحول و تبدل ہم دیکھہ رہے ہیں - یہ آخری جماعت "مذہب تحول" کے نام سے مشہور ہوئی - اور پہلی "مذہب ارتقاء" کے نام سے -

پروفیسر ہیکل پہلی جماعت میں سے ہے، مگر زیادہ قوت کے ساتھہ آگے بڑھنا نہیں چاہتا - انگلستان میں سب سے بڑا شخص جس نے تنازع البقاء اور انتخاب طبیعی کو وسعت دیکر چوتھے مرتبہ میں پہنچا دیا، وہ مشہور حکیم ہربرٹ اسپنسر ہے - اس نے مسئلہ ارتقاء پر بالکل ایک نئی قسم کی نظر ڈالی، عوامل ارتقاء کو خود انسان کی اجتماعی اور قومی زندگی میں نافذ و جاری قرار دیا، اور انسان کی پوری اجتماعی زندگی کو قوانین مادیۂ طبعیۃ پر مرتب کردیا - اس بارے میں اسکی کتاب "اصول سوشیالوجی" ایک انقلاب آفرین کتاب سمجھی جاتی ہے -

اسپنسر کہتا ہے کہ خود انسان کی اجتماعی زندگی، اقوام کی پیدائش و موت، تمدن و تہذیب کا عروج و زوال، اور نیز امیئۃ اجتماعیہ کی ہر شاخ اسی قانون کے ماتحت ہے - یہاں بھی ہر جگہ تنازع البقاء جاری ہے - جماعتوں کا مقابلہ ہے، اصولوں کا مقابلہ ہے، صناعتوں کا مقابلہ ہے، علوم کا مقابلہ ہے، تمدن و شایستگی کا مقابلہ ہے، دولت و اقتصاد کا مقابلہ ہے، پھر زندگی اسی کیلیے ہے جو اصلح ہے اور طبیعۃ باقی اسی کو رکھیگی جس میں قوت ہے

اسپنسر کے علاوہ اس عہد میں اور بھی بعض مصنفین ایسے ملتے ہیں جنہوں نے تنازع البقاء اور انتخاب طبیعی کے قانون کو حیوانات و اجسام کے علاوہ ذہنیات و معنویات میں بھی دیکھنا چاہا تھا - ازانجملہ علم طبقات الارض کا ایک مشہور پروفیسر چارلس لائل ہے، جس نے سنہ ۱۷۹۰ میں اپنی کتاب "قدامت جنس بشری" شائع کی، اور اس میں قانون تنازع البقاء و انتخاب طبیعی کو دنیا کی تمام زبانوں اور لغتوں پر منطبق کرنا چاہا - اس نے کتاب کا مواد زیادہ تر مشہور ماہر علم اللسان میکس ملر سے لیا ہے اور دعوا کیا ہے کہ دنیا کی زبانوں کے اندر بھی تنازع البقاء جاری ہے - جو زبان اصلح ہے باقی رہتی ہے، غیر اصلح مٹ جاتی ہے - یہ گویا انتخاب طبیعی کا عالم معنویات میں مشاہدہ تھا، اور اس اعتبار سے بلاشبہ پروفیسر موصوف کو ایک مخصوص مزیت حاصل ہے -

لائل نے اپنی کتاب میں اُن اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے جو مذہب ارتقاء پر کیے جاتے ہیں اور سب کی مثالیں علم اللسان سے پیش کی ہیں - ایک مشہور اور بڑا اعتراض یہ ہے کہ سلسلۂ ارتقاء کی متعدد درمیانی کڑیاں ہیں جو نہیں ملتیں - لائل کہتا ہے کہ ہالینڈ کی زبان کو دیکھو جو انگریزی اور جرمن زبان میں ایک درمیانی کڑی کا درجہ رکھتی ہے - اگر زبانوں کے تنازع البقاء میں یہ زبان فتح مند نہوئی اور اسلیے بوجہ غیر اصلحیت مٹ گئی، تو عجب نہیں کہ ایک زمانہ آئے جب علماء علم اللسان کہیں کہ جرمن اور انگریزی زبان میں کوئی باہمی تعلق نہیں کیونکہ دونوں کا درمیانی ٹکڑا نہیں ملتا -

لائل کے علاوہ جرمنی کا ایک اور محقق شلائخر بھی اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے جس نے خاص اسی موضوع پر ایک کتاب لکھی اور سنہ ۱۸۶۳ ع میں شائع کی - کتاب کا نام اسکے موضوع کو ظاہر کرتا ہے - یعنی "مذہب ڈارون و علم اللغات" اس کتاب میں اس نے ظاہر کیا ہے کہ تمام لغات عالم مذہب ڈارون کے مطابق پیدا ہوئی ہیں، مقابلہ اور کشمکش میں کھنچ پھر طبیعت انتخاب کرتی ہے، اصلح رہتی ہے، غیر اصلح مٹ جاتی ہے -

(حکماء جرمنی کا جدید دور)

ان تمام لوگوں نے قانون انتخاب طبیعی کو اجسام و حیوانات سے بڑھا کر اجتماعیات و معنویات تک پہنچا دیا، لیکن فی الحقیقۃ اس مسئلہ کی تحقیق و کشف کا آخری درجہ جرمنی کی ء پرور و انقلاب آفریں سر زمین کیلیے مخصوص تھا جسکے اندر گذشتہ قرن کے اندر چند ایسے افراد عالیہ و افکار مجددہ پیدا ہوے جنہوں نے قانون انتخاب طبیعی کو بالکل ایک نئی کائنات ء و تحقیق تک پہنچا دیا - اس مسئلہ کا یہ آخری دور ہے، اور یہاں تک پہنچکر انسان نے جو کچھہ اس بارے میں سمجھا ہے، گویا اسکا منتہاے علم ہے -

یہ آخری دور ڈاکٹر لوئس بخنر سے شروع ہوتا ہے جس نے شہر اورنبرگ کی یونیورسٹی میں مسلسل چھہ لکچر مذہب نشو و ارتقا پر دیے، اور سنہ ۱۸۷۰ع میں ان کا مجموعہ چھپ کر شائع ہوا ہماری اس تحریر کا تاریخی حصہ اسی سے ماخوذ ہے - بخنر اسپنسر کے ہمقدم ہوکر کائنات عالم کی ہر خلقت اور خود انسان کی اجتماعی زندگی کی ہر شاخ پر تنازع البقاء کو منطبق کیا ہے

بخنر کے بعد جرمنی کے علمی حلقوں میں برابر اس مسئلہ درس و مطالعہ جاری رہا - یہاں تک کہ تاریخ علم و حکمت انسانی کا وہ سب سے بڑا شخص پیدا ہوا جس کے آگے یونانیوں ؛ دور علم اور یورپ کی تمام کائنات فکر گرد ہوگئی، یعنی پروفیسر نیٹشے (Nietzsche) اس عجیب و غریب حکیم نے دنیا پوری کائنات علم و فلسفہ کو یکسر منقلب کردیا، اور جن اصولوں

نہیں ملسکتي ' اور یہ کبھي نہیں ہوسکتا کہ پاني کي طرح جھاگ کو اور سونے کي طرح میل کو بچا کر رکھا جاے -

(۴) اسکے بعد کیسے واضح لفظوں میں فرمایا کہ کذالك یضرب الله الحق و الباطل - حق اور باطل کي یہي مثال ہے : فاما الزبد فیذہب جفاء - پس جھاگ جو نافع نہیں ہے وہ باطل ہے ' باطل بہہ جالیگا ' چھانٹ دیا جالیگا - فنا ہو جالیگا ' حق وہ ہے جسکي تعریف ما ینفع الناس کے لفظوں سے سمجھہ لو - یعني وہ چیز جو نافع ہے ' اور اسلیے اصلح اور امثل و اوفق ہے - پس وہي باقي رهیگي اور باقي رکھي جالیگي -

(۵) انتخاب طبیعي اور بقاء اصلح کي صحیح حقیقت یہي ہے - اور اس آیت نے صاف صاف طور پر واضح کردیا ہے کہ بقاء حق اور فناء باطل اسي قانون کا ظہور ہے -

اگر تم کہو کہ تنازع البقا کي اسمیں صراحت نہیں تو اسکے لیے سورۂ بقرہ کو پڑھو - فرمایا :

ولولا دفع الله الناس	اور اگر الله ایسا نہ کرتا کہ بعض انسانوں
بعضہم ببعض لفسدت	کے ذریعہ بعض کو دفع کراتا تو زمین
الارض ولكن الله ذو	تباہ ہوجاتي لیکن الله کي حکمت
فضل علی العالمین	کائنات کیلیے فضل و احسان ہے کہ وہ
(۲ : ۲۵۲)	فساد کو اصلاح سے دور کراتا ہے -

اس آیۃ کریمہ میں صاف صاف واضح کردیا کہ اگر ایک گروہ کے ذریعہ دوسرے کو دفع نہ کیا جاتا تو زمین میں اصلاح باقي نہ رهتي اور وہ صرف نقص اور فساد کا گھر بنجاتي - خدا تعالی کي حکمت نے تنازع البقاء کے ذریعہ ایک سے دوسرے کو دفع کرایا اور یہي قوۃ دافعۂ فساد بقاء اصلح و امثل کا ذریعہ ہے - پس یہ بڑي هي حکمت اور عدل فرمائي ہے کہ اس نے تنازع حیات میں طاقت و اصلح کو دفع و غلبہ کا ذریعہ بنایا تا کہ صرف صحت هي دنیا میں باقي رہے - یہي چیز ہے جسکو ڈارون نہ پا سکا اور جسکے لیے جرمني کا حکیم اعظم " نیشے " بیقرار ہے مگر اپنے سامنے نہیں پاتا -

اب تمام مقدمات ختم ہوگئے - آیندہ صحبت سے اصل مبحث شروع ہوگا اور وہ اسقدر اہم و اعظم ہے کہ اگر بہتر طریقہ سے صاف ہوگیا تو دو تہائي قرآن حکیم کي تفسیر ایک هي مضمون میں ہوجالیگي -

شـــرح مـــوطـــا

حضرت شاہ ولي الله رحمۃ الله علیہ نے موطاء امام مالک کي شرحیں عربي اور فارسي میں لکھي ہیں - " مصفی " اور " مسوی " - دونوں چھپ چکي ہیں مگر کم یاب ہیں - میرے پاس شرح فارسي مطبوعہ اور عربي قلمي موجود تھي لیکن اب تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ یا تو کوئي صاحب لیگئے یا بمبئي میں ضائع گئیں - اگر کسي صاحب کے پاس ہوں اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو دفتر البلاغ کو اطلاع دیں - (ابو الکلام)

(گریٹ یورپین وار میپ) **نقشۂ جنگ** (اور ایڈیٹر الہلال کی راے)
عام تعلیم کے فقدان کیوجہ سے جغرافیہ و تقویم بلدان کی واقفیت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ہے اور اس لیے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وہ پوری صحت کے ساتھ سمجھ نہیں سکتے۔ بالخصوص موجودہ عالمگیر جنگ کی خبروں کا صحیح اندازہ تو بغیر اس کے ممکن ہی نہیں کہ یورپ ایشیا اور افریقہ کے تمام بحر و بر اور ان کے حدود و علائق پیش نظر ہوں اس بنا پر منشی محبوب حسن صاحب کی جانفشانی قابل داد ہے کہ انہوں نے ایک نہایت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو و انگریزی میں مرتب کیا ہے اور اس میں پوری احتیاط و پابندی اصول نقشہ نویسی سے کام لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس نقشہ کی ایک ایک کاپی ضرور لیں اور اپنے سامنے رکھا کریں موجودہ خونریز جنگ نے دنیا میں جو انقلاب پیدا کر دیے ہیں اس کے اجمال کی یہ نہایت عمدہ شرح ہے۔ قیمت بغیر رنگ ۱۲ رنگین ۱ فولڈنگ کتاب کی شکل خوبصورت پاکٹ بک سائز ۱۲ علاوہ محصول ڈاک۔ فقیر ابو الکلام۔
نقشہ کا سائز ۲۶ × ۳۰ انچ ہے۔
ایم حسن برادرس نمبر ۱۲ نواب عبد اللطیف لین کلکتہ

اسـئلۃ واجوبتھا

حکـم رضـاع و محـــرمات رضـاعۃ

(از جناب مولوي حکیم غلام غوث صاحب - خانپور)

جناب اعلی و اقدس تحیۃ و تسلیم -

یہ استفتا .... بھیجا گیا تھا .... نے در مختار کي ایک عبارت کا ٹکرہ لکھکر فتوی دیا ہے کہ " ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہے ' اور صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں ہے - اوسکے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہوئي ' پس نکاح دونوں میں جائز ہے - یعنے بھائي کي لڑکي اور بہن کے لڑکے کا نکاح باہم درست ہے " تم کلامہ -

اور ہمکو ضرورت ہے دلائل اور احادیث کي - رضاعت میں دودھہ کي مقدار کیا ہے ؟ اصلي علت و مصلحت حرمت کیا ہے ؟ کن روایات صحیحہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے جو جواب میں ظاہر کیا گیا ہے ؟ ساٹھہ برس کي عورت ' اونیس سال سے بیوہ ' کیا اوس سے دودھہ آنا ممکن ہے ؟ اگر ممکن ہے تو حرمت رضاعت میں اسکو دخل ہے یا نہیں ؟

آپکا مطالعہ وسیع اور اجتہاد قوي ہے ' اسلیے عرض ہے کہ تشریح کے ساتھہ آگاہي بخشیں ' اور اس مسئلہ پر تشریح کے ساتھہ سنکر عمل کرنا ہے -

اگر جواز کا مسئلہ طمانیت بخش نہ ملا ' تو شاید وہ کہیں لڑکي بیاهینگا نہیں - دیوبند سے جواب آ گیا ' لیکن ضرورت تفصیل کي باقي ہے -

(استـــفـــتـــا)

کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کي لڑکي اور اوسکي حقیقي بہن کا لڑکا ہے - یہ تو ظاہر ہے کہ انکا نکاح جائز ہے ' مگر بات یہ آ پڑي ہے کہ اوس شخص کي وہي بہن جسکا لڑکا ہے مرگئي ' اور وہ بچہ دودھہ پر تھا - پرورش کے لیے ایک ایسي عورت کو سونپا گیا جسکي عمر ساٹھہ برس سے متجاوز اور ۱۹ سال سے بیوہ تھي - یہ عورت لڑکي والے اور اوسکي بہن لڑکے والي کي بھي والدہ ہے !

بچہ کو دودھہ مختلف عورتیں پلاتي رهیں - اب نکاح ہونے کي بات سنکر اوسي اونیس سال کي بیوہ عورت نے ظاہر کیا ہے کہ یہ بچہ میرے پستان چوسا کرتا تھا - دودھہ تو نہیں آتا تھا ' مگر پاني نکلتا تھا -

اور یہ بھي ہے کہ وہي بیوہ عورت جو لڑکي اور لڑکے کے ماں باپ کي والدہ ہے یہ پیوند نہیں چاہتي - دوسري جگہ کے لیے اسکا اصرار ہے اور انکا انکار -

مشرح جواب کي بدلائل عقلي و نقلي ضرورت ہے -

البـــلاغ

سب سے پہلے یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ حکم رضاعۃ سے شارع کا مقصود کیا ہے ؟ کتاب و سنۃ کي تصریحات بینہ سے ہم اس اصل تک پہنچ چکے ہیں کہ شریعت کا کوئي حکم مصلحت و حکمت سے خالي نہیں ہوتا ' اور ضرور ہے کہ ہر حکم اپنے بیانات میں اسکي

اب آؤ آگے بڑھو - تم انسان هو اور اسلیے ان متضاد حقیقتوں اور حالتوں کو اس سے زیاده نه دیکھه سکے، لیکن قرآن حکیم آگے بڑھتا هے اور ان متضاد حالتوں کو زیاده وسیع، زیاده احاطه کن، اور زیاده حقیقت نما اصطلاحوں سے موسوم کرتا هے - تم کہتے هو که تکوین هے اور افساد، وجود هے اور عدم، تعمیر هے اور تخریب، بناؤ هے اور بگاڑ، ضعف و نقص هے اور قوت و کمال، عدل هے اور انحراف، موت هے اور زندگي، قرآن حکیم کہتا هے که حق هے اور باطل، اصلاح هے اور افساد، هدایت هے اور ضلالت، معصیت هے اور تقوی، اطاعت هے اور طغیان، حسنات هیں اور سیئات، اور پھر ان سب سے بڑھکر اور ان سب سے جامع و مانع "اسلام" هے اور "کفر" -

جس طرح تم کائنات هستي کے هر عمل میں بناؤ دیکھتے هو اور بگاڑ، اجسام و وجود میں قوة دیکھتے هو اور ضعف، حسیات میں الم دیکھتے هو اور لذت، اپني حیاة جسماني میں عدل مزاج کو دیکھتے هو اور انحراف کو، پھر کہتے هو که یه تندرستي و بقاء هے اور وه بیماري و هلاکت - ٹھیک ٹھیک اسي طرح قرآن حکیم کہتا هے که هدایت هے اور ضلالت، معصیت هے اور تقوی، سعادت هے اور شقاوت - پھر جسطرح تم کہتے هو که ضعیف مٹ جایگا اور بیمار مر جائیگا - طاقت و صحت باقي رکھتي هے اور کمزوري و بیماري هلاک کردیتي هے - ٹھیک اسي طرح وه کہتا هے که باطل مٹ جائیگا اور گمراه هلاک هوگا، هدایت انسان کو باقي و قائم رکھتي هے اور ضلالت هلاک کرتي هے - عمل صالح صرف بقاؤ قیام کیلیے هے اور عمل مفسد فنا و خسران کیلیے !

تم اپنے محدود علم میں صرف اتنا جانتے هو که طاقت و صحت اور وه زور و ترقی زندگي کو بڑھاتا اور نقصان و هلاکت سے بچاتا هے، لیکن "العلم" اور "البصائر" یعني قرآن بتلاتا هے که صرف اتنا هي نهیں بلکه اور آگے بڑھو اور یوں بولو که عمل صالح و حق باقي رکھتا اور طاقت بخشتا هے، اور عمل غیر صالح فنا کرتا اور نقصان و کمزوري پیدا کرتا هے - وه کہتا هے که تم اتنے سارے لفظ نه بولو اور ایک هي حقیقت کو بہت سي شکلوں میں دیکھکر گم نه هو جاؤ - بلکه صرف ایک هي لفظ بولدو - دنیا میں یا حق هے یا باطل، یعني یا قوت هے یا ضعف - حق باقي رهیگا اور باطل تباه و هلاک هوگا - یعني طاقت باقي رهیگي اور کمزوري تبد موت تک پهنچکر فنا هو جائیگي -

تم کہتے هو که دنیا میں انتخاب طبیعي یا بقاء اصلح کا قانون جاري هے، اور کائنات هستي کے تمام وه انقلابات و تغیرات اسي کا نتیجه هیں جن میں وجود اور اعدام، غلبه اور انهزام، اور زندگي اور موت کا سلسله همیں نظر آتا هے - یه بالکل سچ هے مگر پھر تم کیوں نهیں آگے بڑھتے اور کیوں نهیں تسلیم کرلیتے که یهي انتخاب فطرة کا قانون هے جو حق کو باقي رکھتا هے اور باطل کو فنا کرتا هے؟

اصطلاحات کے اختلاف نے کس طرح حقیقت کو پیچیده بنادیا هے؟ تم جب کبھي قانون انتخاب طبیعي پر بحث کرتے هو اور کہتے هو که بقاء اصلح کیلیے هے، تو یه نهیں جانتے که ٹھیک ٹھیک اسي حقیقت کا اقرار کر رهے هو جسکو قرآن حق و باطل اور اسلام و کفر کے نام سے پیش کرتا هے - تم کہتے هو که ضعف و نقص فنا هوگا - طاقت اور اصلحیت باقي رهیگي، قرآن کہتا هے که یهي هے جس کو تم ضعف کہتے هو میري زبان میں باطل اور کفر هے، اور وه اس سے کہیں زیاده وسیع هے جتنا تم سمجھتے هو - پس بقاء طاقت کیلیے هے - طاقت صرف حق، سچ، عدل، اور عمل صالح میں هے - وه باقي رهیگا، اور جو اسکے مقابلے میں اٹھیگا فنا هو جائیگا -

(انتخاب طبیعي اور قرآن حکیم)

اب هر طرف سے هٹ کر سب سے پہلے قرآن حکیم اور العلم حقیقي کے سامنے مسئلة انتخاب طبیعي کو عرض کرو - قرآن حکیم نے صاف صاف اس تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کے قانون کو جا بجا واضح کیا هے اور وه بقاء اصلح و امثل کو ایک قانون الهي اور امر مقدر قرار دیتا هے - چونکه آگے چلکر تمام آیتوں کي تفسیر هوگي، اسلیے یہاں صرف ایک آیت کریمه پر اکتفا کیا جاتا هے، سوره رعد میں فرمایا:

انزل من السماء ماء فسالت
اودية بقدرها فاحتمل السيل
زبدا رابيا و مما يوقدون عليه
في النار ابتغاء حلية او متاع
زبد مثله كذالك يضرب الله
الحق و الباطل، فاما الزبد
فيذهب جفاء واما ما ينفع
الناس فيمكث في الارض،
كذالك يضرب الله الامثال
للذين استجابوا لربهم الحسنى
(۱۳ : ۱۷)

الله نے آسمان سے پاني برسایا پس اپني اپني گنجائش کے مطابق زمین کے نالے پاني سے بھر گئے اور بہه نکلے - ساتھه هي زور و شور سے پاني کي رو کرنے لگي اور پاني کي سطح جھاگ سے بھر گئي - اب دیکھو که کس طرح پاني کي رو جھاگ کو بہا لیجا رهي هے اور صرف بقدر ضرورت پاني نیچے باقي رهگیا هے؟ اسي طرح اس وقت بھي جھاگ اٹھتي هے جب آگ پر صفائي کیلیے سونے کو اور اور طرح طرح کي چیزوں کو تم رکھتے هو اور تپاتے هو - میل کٹ کٹ کر نکل جاتا هے اور خالص اور صاف سونا باقي رهجاتا هے - ٹھیک ٹھیک یهي مثال حق اور باطل کي هے - پس جو چیز محض جھاگ هے، وه بہه کر رائگاں جائیگي اور اسکو بقا و زندگي نهیں دي جائیگي، لیکن جو چیز نفع اور فائده دینے والي هے اور اسلیے نافع وجود کا حکم رکھتي هے، وه زمین پر باقي و قائم رهیگي - اسي طرح الله تعالی سعادت و بقاء حیاة کي حقیقتوں کو مثالوں کي بدولت میں سمجھاتا هے تاکه اطاعت فرمایان حق نصیحت پکڑیں -

یه آیة کریمه عجیب و غریب هے اور چند جملوں کے اندر اعجاز الهي و بلاغت رباني نے ایک کائنات حقیقت اور دنیاء معارف کو بھر دیا هے - آگے چلکر اسکي تفصیل آئیگي - مگر یہاں چند امور پر غور کرو:

(۱) اس آیة میں الله تعالی نے صاف صاف واضح کردیا هے که دنیا میں بقائے وجود کیلیے الله تعالی کا کونسا قانون کام کر رها هے؟ پھر بتلا دیا هے که وه انتخاب طبیعي او بقاء اصلح هے -

(۲) فرمایا اسکي مثال یوں هے که پاني برسا اور زور سے نالے، ندیاں، اور وادیاں بہنے لگیں - پاني کے زور سے جھاگ پر جھاگ اٹھه رهي هے اور ابل ابل کر اطراف میں پھیل رهي هے - لیکن دیکھو که پاني کي رو جھاگ کو کس طرح بہاکر لیجاتي هے جو بیکار اور لا حاصل هے، اور کس طرح پاني کا مفید، ضروري، نافع، اور بقدر ضرورت حصه وهیں جم کر رهجاتا هے؟ اسکے بعد اس حالت کو اس وقت دیکھو جبکه کھوٹ اور میل صاف کرنے کیلیے کسي چیز کو آگ پر تپاتے هو - اسوقت بھي میل کٹ کٹ جھاگ کي صورت میں نکل جاتا هے اور اگر سونا هے تو صاف مجلي اندر رهجاتا هے -

(۳) پس یه جو کچھه هو رها هے سو کیا هے؟ فرمایا که یه ا
قانون هے که واما ما ینفع الناس فیمکث في الارض - یعني ج
چیز میں نفع اور فائده هے وهي زمین پر رهیگي، اور جو نافع نه
هے وه جھاگ اور میل کي طرح چھانٹ دي جائیگي - اسکو زندگ

(احادیث رضاعة)

اب آپ احادیث صحیحۂ باب پر نظر ڈالیے اور غور کیجیے کہ سطور مندرجۂ صدر محض عقلي استنباط و تعلیل هي نهیں هیں بلکہ احادیث صحیحہ سے ٹھیک ٹھیک یہي امور بطور اصول کے معلوم هوتے هیں -

سب سے پہلے حضرة عائشہ کي حدیث مسلم وغیرہ سامنے آتي هے کہ " لا تحرم المصة و المصتان " یعني ایک دو مرتبہ بچے کا پستان چوسنا حرمت رضاعة کا موجب نهیں هوسکتا - پھر حدیث ام الفضل مندرجۂ مسلم میں ایک شخص نے آنحضرة سے پوچھا: کیا ایک مرتبہ بچے کے منہ لگا دینے سے حرمت هوجاتي هے ؟ فرمایا: لا تحرم الرضعة و لا الرضعتان و لا المصة و المصتان - ایک دوسري روایت میں " لا تحرم الاملاجة و لا الا ملاجتان " بھي آیا هے - اسي طرح احمد و نسائي اور ترمذي نے حضرة ابن زبیر سے روایت کي هے کہ " لا تحرم من الرضاعة المصة و المصتان " ترمذي میں هے: " الصحیح عن اهل الحدیث من روایة ابن الزبیر عن عائشہ کما في الحدیث الاول " حاصل سب کا یہ هوا کہ بچے کے ایک دو بار منہ لگا دینے اور دودھ پي لینے سے حرمت نهیں هوسکتي - " رضعہ " سے مقصود رضاع کا ایک مرتبہ هونا هے - بچے نے جب پستان منہ میں لیا اور بغیر کسي کے چھڑاے خود چھوڑ کے دوبارہ پینا چاها تو یہ ایک " رضعہ " هے - " مصہ " کے معني هیں کسي چیز کو تھوڑا سا لینا - یا تھوڑا سا پینا - " ملج " کے معني بھي یہي هیں - یعني بچے کا هونٹوں میں پستان کو لینا اور دودھ پینا - پس تمام احادیث میں یہي الفاظ فرماے جنسے واضح هوگیا کہ ایک دو مصہ و رضعہ سے حرمت نهیں هوتي -

اسکے بعد حضرة عائشہ کي وہ مشهور حدیث پڑھیے جسکو باختلاف الفاظ و باتحاد معني بخاري و مسلم اور ترمذي و احمد وغیرہ نے روایت کیا هے کہ " کان فیما نزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات " الخ - اس حدیث سے ثابت هوا کہ آخري تعداد اسکي پانچ رضعات هیں - یعني بچے کا پانچ بار پینا - قصۂ ارضاع سالم بھي اسکا موید هے کہ " ثم ارضعیہ خمس رضعات " اور خوف طوالت مانع تفصیل -

ان تمام روایات سے ثابت هوگیا کہ چونکہ اصل علت حرمت دودھ کا تغذیہ اور اس سے جسم کا طیار هونا هے ' اور یہ حالت ایک دو مرتبہ پي لینے سے اس درجہ تک نهیں هوتي کہ ماں کے حقوق قائم هوجائیں ' اسلیے شارع نے ایک دو بار پینے کو وجہ حرمت نهیں قرار دیا ' اور اسکي مقدار و تعداد اتني مقرر کردي جس سے مولود کے جسم کو کافي مقدار میں غذا ملسکے -

چنانچہ صحابہ میں حضرة علي ' حضرت عایشہ ' حضرة ابن مسعود ' ابن زبیر رضي اللہ عنهم کا یہي مذهب تھا کہ خمس رضعات معلومات سے کم میں حرمت نهیں هوتي - حضرة عطاء ' طاوس ' سعید بن جبیر ' عروہ ابن الزبیر ' لیث بن سعد ' وغیرهم بھي اسي طرف گئے هیں - ائمۂ امصار میں حضرة امام شافعي ' امام احمد (في ظاهر مذهبہ) ابن حزم ' اور اسحق کا بھي یہي مذهب هے - لیکن حضرة امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمهما اللہ نے قلت و کثرت اور تعداد و مقدار کو اس بارے میں اهمیت نہ دي ' اور بسبب اهمیت حکم تحریم رضاع هر حال میں حرمت کو ضروري قرار دیا سو بقول صاحب حجة اللہ یہ ایک طرح کي مزید احتیاط هے ' مگر احادیث و روایات وهي هیں جو اوپر درج کردي گئیں - وجوہ و قیاسات حنفیہ شرح معاني وغیرہ میں بہ تفصیل دیکھے جاسکتے هیں ' اور امام المحققین حجة السلام حضرة امام ابن قیم نے زاد المعاد میں اور شیخ المتاخرین امام شوکاني نے نیل میں نهایت تفصیل کے ساتھ تمام پہلوؤں پر بحث کردي هے -

اب اسکے بعد اور آگے بڑھیے - ترمذي میں حضرة ام سلمہ سے هے کہ " لا یحرم من الرضاع الا ما فتق الامعاء فی الثدي و کان قبل الفطام " دار قطني کي روایت میں هے " لا رضاع الا ما کان فی الحولین " ابو داؤد طیالسي اپني مسند میں لاے هیں: " لا رضاع بعد فصال و لا یتم بعد احتلام " ان سب سے بڑھکر حضرة عائشہ کي حدیث هے کہ جب آنحضرة نے انکے پاس ایک شخص کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون هے ؟ حضرة عائشہ نے کہا میرا برادر رضاعي هے - اسپر فرمایا: " یا عائشہ ! انظرن من اخوانکن فانما الرضاعة من المجاعہ " اس حدیث کو ترمذي کے علاوہ تمام اصحاب صحاح نے روایت کیا هے - حاصل ان تمام روایات کا یہ هے کہ حرمت رضاعة کیلیے ضروري هے کہ دودھ پینے کی عمر میں بچہ اسقدر دودھ پیے جس سے اسکا معدہ کافي غذائیت حاصل کرسکے - اور اسکے لیے ضروري هے کہ بچے نے اس زمانے میں دودھ پیا هو جبکہ اسکي غذا صرف دودھ تھي اور اسلیے وہ اپني بھوک کو صرف ماں کے دودھ هي سے دور کرسکتا تھا - یعني ابتدا کے دو سال یا کچھ زیادہ -

اسکے علاوہ ابو داؤد کي ایک اور روایت مرفوع بھي هے کہ " لا رضاع الا ما انشر العظم و انبت اللحم " لیکن اسکے اسناد میں ابو موسی الهلالي اور انکے والد دو مجهول شخص هیں - امام بیهقي کي ایک روایت سے خود ابو موسی کي مجهولیة تو دور هوجاتي هے مگر انکے والد کي مجهولیة باقي رهتي هے - تاهم بصورت صالحیة احتجاج ' یہ روایت بھي سابق روایات کي موید هے - یعني دودھ کا اسقدر پینا جس سے مولود کے جسم و هیکل میں نشو و نما هوسکے -

پس غور کیجیے کہ ان تمام روایتوں سے بھي وهي علت اصلي ثابت هوئي جو بطور اصل کے اوپر لکھي جاچکي هے - چونکہ وجہ تحریم دودھ کا تغذیہ اور اس سے جسم کا نشو و نما پانا هے ' اسلیے واضح کردیا گیا کہ وهي رضاعة سبب حرمت هو سکتي هے جو دودھ پینے کے زمانے میں هوئي هو ' بچے کیلیے غذاء اصلي هو ' اور اس سے اسکے جسم و هیکل میں نشو و نما هو سکے -

خود شارع نے اسکي اخري مقدار " خمس رضعات معلومات " قرار دیدي هے - پس دودھ پینے کے زمانے اور " حولین " میں جب کبھي خمس رضعات معلومات هو تو یہ وہ رضاعة هوگي ' جسکو شارع نے " ما فتق الامعاء في الثدي " ای فی زمن الثدی قرار دیا هے ' اور یہي وہ مقدار هے جو شارع کے نزدیک " ما انشر العظم و انبت اللحم " هے -

(صورت مسئولہ)

اب آپکے سوال کي طرف متوجہ هوتا هوں - آپنے ایک تو مخصوص صورت حال پیش کي هے - ساتھ هي نفس مسئلۂ رضاعة کے متعلق بھي تشریح چاهي هے - اصل مسئلہ کیلیے تو غالباً سطور مندرجۂ صدر کافي هونگي ' رهي صورت مسئولہ تو ضمناً اسکا بھي جواب هوگیا - روایات مندرجۂ صدر سے ثابت هوگیا کہ وجہ حرمت تغذیۂ شیر هے - یعنے مولود کا دودھ پینا - پس اگر کوئي عورت بہلانے کیلیے بچے کے منہ کو اپني چھاتي سے لگادے اور وہ بغیر دودھ کے محض چوستا رهے ' تو اس سے هرگز هرگز حکم تحریم رضاعة ثابت نهیں هوسکتا ' اور بجز احمق و بے عقل کے کوئي شخص اسکا تصور بھي نهیں کریگا - صورت مسئولہ میں عورت کا یہ کہنا کہ پاني نکلتا تھا ' محض لغو و بے اثر هے - جب عورت عرصہ سے بیوہ هوچکي تھي بلکہ سن یاس تک پہونچ چکي تھي تو دودھ کا وجود هي باقي نہ رها ' اور چونکہ وجہ حرمت دودھ کا پینا هے ' اسلیے حرمت کا بھي وجود باقي نهیں -

آپ دیکھ رهے هیں کہ احادیث صریحہ تو اس حالت کو بھي وجہ حرمت قرار نهیں دیتے کہ بچہ ایک دو بار پستان منہ میں

مصلحت و حکمت کي طرف بهي اشاره کردے - يه دوسري بات هے که بعض اوقات اپنے قصورفهم و نارسائي فکر سے هم علل و حکم کو نه سمجهه سکيں -

يه معلوم هے که قران حکيم نے اُن عورتوں کو جنکا بچپنے ميں دودهه پيا هو ' مثل ماں کے قرار ديا : و امهاتکم اللاتي ارضعنکم - (۴ : ۲۳) اور انحضرة صلى الله عليه و سلم نے فرمايا : ان الله حرم من الرضاع ما حرم من النسب - يعني نسب کے تعلق سے جو رشتے حرام هيں ' دودهه کے رشتے سے بهي الله نے حرام کرديے - يه روايت حضرة علي عليه السلام کي هے جسکو امام احمد و ترمذي نے درج کيا هے - ليکن اسکے هم معني روايات حضرة ابن عباس و حضرة عائشه رضى الله عنهما سے بخاري و مسلم وغيرہ ميں باختلاف جزئيات الفاظ موجود هيں -

اب غور کيجيے که اس حرمت کي علت کيا هے ؟ سو فکر صحيح بتلاتي هے که اولاد اور ماں کے تعلق ميں سب سے زياده نماياں چيز پيدايش کے بعد رضاعة هي هے - بچه جب دنيا ميں آتا هے تو اسکي غذا کيليے دنيا کي تمام پيداوار و حاصلات يکقلم بيکار هوتي هيں - نباتات کي نعمتيں اسکے کام نهيں آسکتيں ' حيوانات کا گوشت اسکے ليے اينٹ پتهر سے زياده قيمتي نهيں هوتا ' پاني جس سے دنيا کي هر چيز زندگي پاتي هے . اور جو زندگي کيليے سب سے بڑي ضروري نعمت هے ' وه بهي اسکے ليے بيکار هوتا هے - صرف ايک هي غذا هوتي هے جو تمام کائنات ارضي کي غذاؤں ميں سے اسکے کام آسکتي هے اور جسکو حاصل کرکے وه دنيا ميں ايک کامل انساني جسم و شکل اختيار کرسکتا هے - يه غذا دودهه هے ' اور فطرة الهي نے قبل اسکے که وه دنيا ميں آے ' ماں کے جسم کے اندر هي اسکا انتظام کرديا هے : ربنا الذى اعطي کل شي خلقه ثم هدى (۲۰ : ۳۰)

يهي چيز اسکي زندگي کا اولين وسيله اور اسکے بقاء وجود کا ذريعهٔ وحيد هے - اگر ايک بچے کي نشوونما اور ارام و آسايش کا تمام انتظام کرديا جاے اور صرف يهي ايک چيز اس سے چهين لي جاے ' تو دنيا اور دنيا کا تمام دستر خوان نعائم و لذائذ اسکے ليے بيکار هو جاليگا اور وه تهوڑے هي دير کے بعد هلاک هوجائيگا - کيونکه يهي اسکي غذا هے ' اسي غذا سے اسکا جسم بنتا ' گوشت بڑهتا ' خون صالح پيدا هوتا ' اور هڈيوں کے اجزا نشوونما پاتے هيں - موجوده زمانے ميں بڑے بڑے ڈاکٹروں نے تحقيق و اختبار کے بعد تسليم کرليا هے که بچے کي صحيح و صالح غذا ماں کا دوده هے - جو لوگ حيوانات کے دوده سے بچے کو پالتے هيں ' وه اسکي ابتدائي زندگي هي ميں اسکو صحت و توانائي سے محروم کرديتے هيں -

پس دوده کا تغذيه ماں اور اولاد کے تعلق کا سب سے زياده بنيادي معامله هے - اس بنا پر اگر ايک عورت نے کسي دوسرے کے بچے کو بهي دوده پلايا اور پرورش کيا ' تو وه ٹهيک ٹهيک مثل اسکے حقيقي ماں کے هوگئي - جسطرح ماں کا دوده اسکے جسم کے اجزاء کي توليد و نمو کا ذريعه تها ' اسي طرح اسکے دوده سے اسکے هيکل جسم کا ايک ايک ذره بنا اور هڈيوں کے اجزا تک ميں پيوست هوگيا -

يه امومة يعني ماں هونے کا ايک صحيح اور طبيعي اشتراک هے ' اور اسليے ضروري هے که جو حقوق حقيقي ماں کے بچے پر هوں ' وهي حقوق امومة رضاعة يعني دوده پلانے والي کے بهي قرار ديے جائيں ' اور جو اثرات ان حقوق سے مرتب هوتے هيں ' وه سب کے سب اس حالت ميں بهي مرتب هوں -

ايک اور دقيق نکته بهي اس بارے ميں پيش نظر رهے - الله تعالى کے صفات ميں ايک تو خالقيت هے اور ايک ربوبيت - مجازي طور پر والدين بهي بچے کيليے خلقت اور ربوبيت ' دونوں کا واسطه هوتے هيں - پس اگر امومة حقيقي کو مجازي خالقيت حاصل هے تو امومة رضاعة کو مجازاً ربوبيت - ربوبيت کے معني پرورش اور حسب احتياج و وقت ضروريات پورا کرنا هے -

لهذا شارع نے دوده پلانے والي امومة کو بهي امومة حقيقي کے لقب سے موسوم کيا ' اور انکا شمار بهي " امهات " ميں هوا که : و امهاتکم اللاتي ارضعنکم - اور : ان الله حرم من الرضاع ما حرم من النسب - کيونکه نسب ميں ايک بڑي چيز حق رضاعة هے اور وه امهات حقيقي اور امهات مرضعه دونوں ميں مشترک هے -

چنانچه تاريخ اسلام کے ايک عظيم الشان شخص ملهم و مجدد ' يعني حضرت حجة الاسلام شاه ولى الله رحمة الله عليه لکهتے هيں :

ومنها الرضاعة فان التي ارضعت تشبه الام من حيث انها سبب اجتماع امشاج بنيته و قيام هيکله ' غير ان الام جمعت خلقته في بطنها و هذه درت عليه سد رمقه في اول نشاته فهي ام بعد الام و اولادها اخوة بعد الاخوة - (حجة الله البالغه - مطبوعه مصر ۲ : ۹۸)

اور محرمات شرعيه ميں سے رضاعة بهي هے ' اور اسکي علت يه هے که جس عورت نے دوده پلايا تو وه حقيقي ماں کے مشابه هوگئي - اس بنا پر که اسي کا دوده بچے کے اخلاط جسم کے اجتماع اور صورت جسم کے قيام اور نشوونما پانے کا مثل ماں کے ذريعه هوا - حقيقي ماں کے شکم ميں اسکے جسم کي خلقت کا اجتماع و انضمام هوا تها ' اور دوده پلانے والي نے اسکي پهلي نمود ميں غذا ديکر اسکي خلقت و جسم کو نشوونما بخشي - پس يه اسکي دوسري ماں هوئي بعد حقيقي ماں کے ' اور اسي ليے اسکي اولاد بهائي بهن هوے بعد هم بطن بهائي بهنوں کے -

اس علت و مصلحت کے معلوم کرنے کے بعد قدرتي طور پر حسب ذيل امور سامنے آجاتے هيں :

(۱) حکم رضاعة ميں اصل وهي هے جو اس لفظ سے ظاهر هوتا هے - يعنى دوده کا پينا ' پس شبه رضاعة کي هر وه حالت جس ميں يه اصل نهو ' رضاعة ميں داخل نهيں -

(۲) بچے کي ابتدائي عمر کا جو حصه ايسا هوتا هے جس ميں اس کي غذا دودهه هوتي هے ' اسي حصهٔ عمر سے يه متعلق هوگا - کيونکه مقصود اصلي تغذيهٔ شير و تربيت مولود هے -

(۳) چونکه اصل حرمت تغذيهٔ شير هے اسليے حکم رضاعة کے نفاذ کيليے ايک کم سے کم مقدار بهي هوني چاهيے - ليکن يه مقدار ايسي هي هوني چاهيے جس سے علت نهي و حرمت يعني نشو و نماء جسم و توليد خون وتشکيل هيکل و بنيه حاصل هو و الا فلا

چنانچه حضرة شاه ولي الله نے بهي اس کے طرف اشاره کيا هے جبکه فرمايا هے : ولما کان الرضاع انما صار سببا للتحريم لمعني المشابهة بالام في کونها سبباً لقيام بنية المولود و ترکيب هيکلة ' وجب ان يعتبر في الرضاع شيئان : احد هما القدرة الذي يتحقق به هذ المعني .... و الثاني ان يکون الرضاع في اول قيام الهيکل و تشبح صورة الولد ' و الا ' فهو غذاء بمنزلة سائر الاغذية الکائنة بعد التشبح و قيام الهيکل (۲ : ۹۸) يعني چونکه رضاعة کا سبب حرمت هونا اس علة پر مبني هے که مولود کے جسم و وجود کے نشوونما کا ذريعه مرضعه کا دوده هوتا هے ' اسليے ضرور هوا که رضاعة ميں دو چيزيں بطور اصل کے ديکهي جائيں - اول اتني مقدار ميں رضاعة کا هونا جس سے يه صورت پيدا هو ' دوسرے يه رضاع انسان کے اول عهد ميں هو جبکه دودهه اسکي غذا هوتي هے ' اور اسي سے اسکا جسم و هيکل نشوونما پاتا هے - انتهى ملخصاً -

" قال رسول الله صلعم : سموا باسماء الانبياء و احب الاسماء الی الله عبد الله و عبد الرحمن " یعنی انبیاء کرام کے نام رکھا کرو اور سب سے زیادہ پیارا نام اللہ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے -

ان تمام تصریحات و واقعات سے ثابت ہوا کہ :

(۱) شارع نے ناموں کے معانی و مطالب کی رعایت کی ہے جیسا کہ عقل صحیح کہتی ہے کہ ہونی چاہیے - نام سب سے پہلی چیز ہے جو مسمی کو نمایاں کرتی ہے - پس اگر اسمیں رعایت معانی صحیحۂ و مستحسنہ ملحوظ نہو تو اسکا اثر مسمی کی شخصیت و وجود پر لا محالہ پڑیگا -

(۲) مسلمانوں کے ناموں کیلیے ضروری ہے کہ تمام غیر شرعی نسبتوں سے پاک ہوں - بحکم حدیث مسلم " لا یقولن احدکم عبدی و امتی - کلکم عبید اللہ و کل نسائکم اماء اللہ " یعنی اپنے غلاموں اور زیردستوں کو کوئی اپنا بندہ اور بندی نہ کہے - تم سب صرف اللہ ہی کے بندے ہو ' اور سب عورتیں اللہ ہی کی بندیاں ہیں -

(۳) مومن و مسلم ہستی وہ اشرف و اعلی ہستی ہے جسکو خدا نے " خیر البریہ " قرار دیا ہے ' یعنی تمام ارض میں اس سے اشرف و اعلی کوئی وجود نہیں - پس انکے نام بھی ایسے ہونے چاہئیں جو بہ لحاظ اپنے مطالب و معانی کے اشرف و اعلی ہوں ' اور شرف انسانیت و ایمان [illegible] واضح کرنے والے ہوں ' نیز تمام غیر الہی نسبتوں سے پاک ہوں - اگر خود انکی پیشانی خدا کے سوا اور کسی کے آگے نہیں جھک سکتی ' تو انکے ناموں میں بھی خدا کے سوا اور کسی کی عبد [illegible] کی نسبت نہیں ہوسکتی -

(۴) آنحضرت صلی [illegible] نے متعدد ایسے ناموں کو بدل دیا جنکے معانی [illegible] خصائص محمد کے خلاف تھے ' کیونکہ یہ شرف انسانی و اسلامی کے خلاف ہے - لیکن آجکل ہزارہا جاہل مسلمان ایسے نام اپنے بچوں کے رکھتے ہیں جو الفاظ کے لحاظ سے کریہہ الصوت اور معانی کے لحاظ سے ارذل و اسفل ہیں ' مثلاً دمڑی ' چھکوڑی ' بھوسی ' شبراتی ' چھٹن ' ببن ' بدھن ' وغیرہ وغیرہ من الخرافات ' تو یہ سب شرعاً بالکل نا جائز ہیں اور اپنے وجود مومن و مسلم کو جو اللہ کے آگے زمین و آسمان کی تمام کائنات سے زیادہ افضل و برتر ہے ' ذلیل و خوار کرنا ہے - علماء کا فرض ہے کہ ایسے ناموں کو حکماً بدلیں ' بشرطیکہ وعظ کی قیمت وصول کرنے اور پیری و مرشدی کے نذرانے لینے کے سوا اور بھی کوئی کام وہ کرنا چاہتے ہوں -

(۵) فرمایا کہ انبیاء کرام کے نام رکھو - کیونکہ انبیاء کرام کے نام نہایت اجمل و احسن ہیں - انکے ہم اسم ہوکر انکے اعمال جلیلہ و اسوۂ حسنہ کی پیروی کا شوق ہوگا - و لنعم ما قیل :

فتشبھوا ان لم تکونوا مثلھم
ان التشبہ بالکرام کرام

سب سے زیادہ محبوب نام اللہ کو عبد اللہ اور عبد الرحمن جیسے نام ہیں ' اور یہ بالکل ظاہر ہے - عبد اللہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ انسان جسکی غلامی اور عبدیت کیلیے اللہ کے سوا اور کسی کی چوکھٹ نہیں ' سو جو انسان عبد اللہ ہوگا ' یعنے صرف اللہ ہی کا اور اللہ ہی کیلیے ہوگا ' اس سے بڑھکر اللہ کو اور کون محبوب ہوسکتا ہے ؟ پھر اس حدیث پر غور کرو کہ اللہ کو اپنی عبدیت و غلامی کس قدر محبوب ہے کہ ناموں میں بھی وہ انہی ناموں کو محبوب رکھتا ہے جنمیں اسکی غلامی کی طرف اشارہ ہو - آہ ' جس ذات کو نام میں بھی غیر کی عبدیت پسند نہیں ' وہ عمل کے اندر دوسروں کی غلامی میں تم کو دیکھنا کب گوارا کریگا ؟ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء - محبوب کہتا ہے کہ عاشق کی ساری خطائیں معاف ہیں لیکن یہ خطا معاف نہیں ہو سکتی نہ میرے سوا کسی دوسرے کو بھی اپنے دل میں جگہ دے کہ دل صرف میرے لیے ہے :

اذا کان ھذا الدمع یجری صبابة
علی غیر لیلی فھو دمع مضیع

میں نے جب ابو داؤد میں یہ الفاظ پڑھے تھے : احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ - تو کہہ نہیں سکتا کہ قلب و جگر کا کیا حال ہوا تھا ؟ آہ ' ایسا کیوں نہیں ہے کہ جگر پھٹ جاتے اور کیوں دلوں کے ٹکڑے منہہ سے نہیں نکل پڑتے ؟ اللہ اللہ ! اسکو تو ناموں میں بھی وہی نام پسند جسمیں اسکی غلامی کی نسبت ہو ' اور ہمیں اپنے کاموں میں وہ کام پسند جو دوسروں کی غلامی کی لعنت سے مخذول و ملعون ہوں !

سارت مشرقة و سرت مغرب
شتان بین مشرق و مغرب

آپ کہینگے کہ مبحث کیا ہے اور کہہ کیا رہا ہوں ؟ ہاں یہ سچ ہے ' مگر میں کیا کروں ' کوئی بحث ہو مگر [illegible] کے اصلی زخم کو نہیں بھلا سکتا ' اور جب ٹیس اور ٹپک ہو تو ہر صحبت میں آہ نکل ہی آتی ہے :

تمثل لی لیلی بکل سبیل !

رہا آپکا دوسرا سوال کہ یاسین اور طہ نام رکھا جاے یا نہ رکھا جاے ؟ تو مولانا رحیم بخش صاحب نے جو جواب دیا ہے صحیح ہے ' اور اولی یہی ہے کہ ان سے احتراز کیا جاے کیونکہ انکے معانی یقینی طور پر متحقق نہیں اور اسلیے طرح طرح کے خدشات لاحق ' اور حضرة امام مالک کی نہی قابل قبول و مدلل -

البتہ مولوی صاحب کا یہ تشدد کہ جس شخص کا نام طہ ہو اسکے پیچھے نماز درست نہیں ' بالکل غلط اور یکسر قابل رد و انکار ہے - صحت امامت کے شرائط ہم کو معلوم ہیں ' اور ان پر تسمیۂ طہ سے کوئی اثر نہیں پڑتا - معلوم نہیں اصلی حالات کیا ہیں اور کیا امور مفتی کے سامنے پیش کیے گئے ؟ بہر حال اگر ایک شخص کا نام طہ ہو اور وہ نماز پڑھاتا ہو تو بلا تکلف اسکے پیچھے نماز پڑھیے - کوئی دلیل شرعی اسکے خلاف نہیں -

الھلال کی مکمل جلدیں

آخری فرصت

الھلال کی مکمل جلدیں اب بالکل ختم ہوگئی ہیں - صرف دوسری اور تیسری جلد کے چند مکمل نسخے باقی ہیں - بظاہر امید نہیں کہ پھر دوبارہ مجلدات الھلال طبع ہوسکیں - اسلیے ارباب ذوق اس آخری مہلت سے فائدہ اٹھائیں اور اگر طلب ہو تو دفتر سے منگوالیں - ہر نسخہ مجلد ہے - مع فہرست مضامین و تصاویر - قیمت مجلد آٹھ روپیہ -

بعض جلدیں نا تمام بھی نکل سکتی ہیں ' یعنے جن میں ایک یا دو نمبر نہیں ہیں - جن حضرات کو نا تمام جلدوں کی ضرورت ہو - وہ طلب فرما لیں - جتنے پرچے نہیں ہیں ' انکی اور جلد کی قیمت وضع کرلی جائیگی -

وہ وقت دور نہیں ہے جب مرحوم الھلال کے ایک ایک پرچے کو لوگ ڈھونڈھینگے اور کہینگے کہ وہ ایک تاریخی وجود تھا جو اب نہیں ملسکتا :

کوکبم را در عدم اوج قبولی بودہ است
شہرت شعرم بہ گیتی بعد من خواھد شدن

لیلے اور دودہ پیلیے - مصة و لا مصتان، رضعة ولا الرضعتان، املاجة و لا الا ملاجتان، نصوص صریحه و قاطعه هیں - پهر جب دوده کے وجود اور حالت مرضعیة میں بهي ایک دو بار مکیدن و نوشیدن وجه حرمت نہیں، تو صورت مسئوله میں کیونکر حرمت هو سکتي هے؟ جن ائمهٔ کرام رحمهم الله نے حرمت میں قلت و کثرت اور مقدار و عدد کو تسلیم نہیں کیا هے، انکے نزدیک بهي دوده کا وجود بهر حال ضروري هے - پس کسي طرح بهي اُس عورت کا بیان مفید حرمت نہیں هو سکتا -

چنانچه یهي وجه هے که گیارهویں صدي کے مجدد و مصلح امام المتاخرین علامهٔ شوکاني نے اپنے مختصر در البهیه میں باب الرضاع کو حسب ذیل جامع و حاوي لفظوں میں لکها هے :

انما یثبت حکمه بخمس رضعات مع تیقن وجود اللبن و یحرم ما یحرم بالنسب (نسخهٔ قلمي منقول از خط مصنف)	رضاعة کا حکم پانچ مرتبه دوده پینے سے ثابت هوگا ایسي حالت میں که دودهه کا وجود یقیني هو، اور پهر رضاعة سے بهي وه تمام رشتے حرام هو جائینگے جو نسب سے هوتے هیں -

سبحان الله ! کیا جامع و مانع الفاظ هیں، اور کس طرح چند لفظوں کے اندر باب الرضاع کے تمام مباحث مهمهٔ و طویله کو ختم کردیا هے - حضرة علامهٔ شوکاني کے یهي خصائص و فضائل و آیات باهرهٔ حکمة یمانیه هیں جنکو دیکهکر روح بے اختیار جوش تحسین و آفریں سے معمور هو جاتي هے، اور ارباب حق و صفا و پرستاران کعبهٔ کتاب و سنت بیخودانه پکار اٹهتے هیں :

و اني وان کنت الاخیر زمانه
لات بما لم یستطعه الاوائل

اب غور کیجیے که کس طرح علامهٔ و مجدد ممدوح نے " مع تیقن وجود اللبن " کي قید لگا کر آپکے سوال کا جواب صاف دیدیا هے اور یه حقیقت اسقدر واضح هے که اسدرجه بحث و تحقیق کي بهي ضرورت نه تهي

بهر حال جو جواب آپکے سوال کا بعض علماء عصر نے دیا هے که " عورت کا بیان مفید حرمت نہیں اور نکاح هوسکتا هے " بالکل صحیح هے - رها یه مسئله که اس بارے میں " صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں " تو یه امر البته بحث طلب، اور صحیح بخاري وغیره میں حدیث عقبه بن الحرث اور واقعه امة سوداء موجود، اور مذهب حضرة عثمان و ابن عباس و زهري و الحسن و اسحق و الا وزاعي و احمد بن حنبل و مالک رحمهم الله معلوم، لیکن آپکي پیش کرده صورت کو اس مسئله سے کوئي تعلق نہیں - مجرد مرضعه کي شهادت معتبر هو یا نهو، لیکن یهاں تو سرے سے حالت رضاعة هي مفقود هے - کوشش کیجیے که یه جاهلانه خیال دور هوجاے اور جو رشته شرعاً جائز هے، اسکو شریعة پر افتراء کرکے اور اسکي نسبت غیر صحیح سے نا جائز فالعه اٹهاکر نه روکا جاسکے، که یه ایک خدمت دیني هوگي اور آپکا اجر الله کے یهاں طیار هے -

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اردو، بنگله، گجراتي، اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں البلاغ پهلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براه هے - پس اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کیلیے درخواست بهیجیے، کمیشن معقول دیا جاتا هے -

مسئلهٔ تسمیهٔ طٰه و یاسین

(ایک مستفسر - از آره)

(۱) ناموں میں معني اصلي ملحوظ هوتے هیں یا نہیں ؟

(۲) یاسین اور طه نام رکهنا جائز هے یا نہیں ؟

یهاں مولوي رحیم بخش صاحب نے ان سوالوں کا یه جواب دیا هے که :

(۱) معاني کا ملحوظ هونا عقلاً ضروري نہیں مگر اس بالکل انکار بهي نہیں کیا جا سکتا - احادیث صحیحه سے معلو هوتا هے که آنحضرة نے متعدد ایسے ناموں کو بدلدیا جنکے معاني اچهے نه تهے - ترمذي میں هے : ان النبي صلعم کان یغیر الاسم القبیح

(۲) یاسین اور طه نام رکهنا یقیناً منع هے که وه اسماے الہی و اسماء آنحضرة صلے الله علیه وسلم میں سے ایسے نام هیں جنکے معاني معلوم نہیں - کیا عجب که انکے وه معاني هوں جو غیر خد یا غیر رسول پر صادق نه آسکیں - چنانچه امام ابن عربي نے احکا القران میں حضرة امام مالک کا قول نقل کیا هے که یاسین نام ن رکهو کیونکه وه الله کا نام هے -

نیز مولوي صاحب موصوف یه بهي فرماتے هیں که ج شخص کا نام طه یا یاسین هو، اسکے پیچهے نماز پڑهنا جائز نہیں - اب جناب سے گذارش هے که اسکا جواب البلاغ میں مرحمت هو -

البلاغ :

ناموں میں انکے معاني کي رعایت کا هونا عقلاً واج و یقین، اور احادیث صحیحه سے ثابت و معلوم هے - اگر نامو میں معاني ملحوظ نہیں تو عبد المسیح اور عبد العزی کیو ناجائز هوں اور کیوں بدلے گئے ؟ کسي عمارت کا هم نام رکهتے هی تو مهمل و بے رعایت نہیں رکهتے، کتابوں کا نام رکهتے هیں تو کت کے موضوع و مقصد کو ملحوظ رکهتے هیں، حتی که اپنے پالتو محبوب جانوروں کے ناموں میں بهي رعایت معاني ضرور کرتے هی پهر یا للعجب اگر انسان کے نام میں جس سے وه مدة العمر جانیگا اور جو همیشه کیلیے اسکا علم و خطاب هوگا، معاني صحیحه و مفهومات مستحسنه کي رعایت ملحوظ نه رکهي جاے - احادیث ا بارے میں بے شمار هیں اور کتب محدثین میں یه مبحث تفصیل موجود هے - حضرة عمر رضی الله عنه نے اپني ایک لڑ کا نام " عاصیه " رکها تها - آنحضرة نے بدلکر " جمیله " رکها - عا کے معني گناهگار اور نافرمان کے تهے، آپنے نام بدلکر گویا اشاره کر که انسان کیلیے بهتر وصف جمال هے نه که عصیان - حضرة عل علیه السلام نے اپنے صاحبزادے کا نام حرب یعني لڑائي رکها - عر میں یه نام بکثرت رکها جاتا تها - آنحضرة نے سنا تو فرمایا حس رکهو - جب دوسرے صاحبزادے پیدا هوے تو پهر حضرة علي نے وهي " حرب " تجویز کیا - آپنے پهر بدلدیا اور حسین رکها - تیسر صاحبزادے محسن هیں، انکا نام بهي پہلے حرب رکها تها، آنحضرة نے بدلکر محسن کردیا -

حضرة سعید بن مسیب کہتے هیں که میرے جد امجد ج آنحضرة صلی الله علیه و سلم کي خدمت میں حاضر هوے تو آ نام پوچها - عرض کیا " حزن " یعني رنج و ملال - فرمایا " بل ا سهل " لیکن چونکه حزن مشهور هوچکا تها، لوگ اسي نام پکارتے رہے -

مجهے اس وقت فرصت بالکل نہیں هے اور کتابوں کو نہیں دیکه سکتا، لیکن یاد پڑتا هے که ابو داؤد میں بروایت ابو وهب

اُسوۂ حسنہ

تفویض و اطاعت

عهد صحابۂ کرام رضي الله عنهم

تم نے غور کیا هوگا که عالم کي اکثر قوتیں ایک قوت کے تابع هوتي هیں ' اور اوس ایک هي قوت پر تمام قوتوں کي هستي کا دار و مدار هوتا هے - ایک جرنل کي بهادري هزاروں اور لاکهوں کو بهادر بنا سکتي هے ' اور اسي ایک کے جبن و بزدلي سے کل فوج ذلت و نامرادي کا جامه پهن لیتي هے - اس قسم کي چهوٹي چهوٹي مثالیں بکثرت پیش نظر لائي جاسکتي هیں ' مگر ان سب سے گذر کر نظام عالم کي ایک مجموعي مثال سامنے لاؤ - جسطرح تمام عالم کي طاقت و حرکت کا سرچشمه ایک جرم آفتاب هے اور بغیر سورج کے اس عالم کي نزهت و رونق قائم نهیں رهسکتي ' بعینه یهي حالت مذهب کي بهي هے - کل مذهبي اعمال و افکار اور حرکت و سکون کا سرچشمه محض اوس شخص کا وجود هوتا هے جو مذهب کا مناد بنکر آتا هے ' اور ایک صحیح تعلیم الهي لوگوں کے سامنے پیش کرتا هے - اگر وه اپني پیش کرده صداقت کا مکمل نمونه هے تو اسکي قوت جذب و کشش عالم کو اپني طرف کهینچ لیتي هے اور پهر اسي کي حرکت و قوت میں وه زور پیدا هو جاتا هے که تمام عالم اوس سے حرکت میں لیا جاسکتا هے ' طبقات ارضي اوس سے اولٹے جاسکتے هیں ' اور زمین و آسمان زیر و زبر کیے جاسکتے هیں -

حکماء کهتے هیں که انسان میں بالطبع نقل کا ماده موجود هے ' جیسا دیکهتا هے ویسا کرتا هے - اسي کو ارسطو اصول محاکات سے تعبیر کرتا هے - لیکن مذهب ایک حقیقت هے جس کو اسوۂ حسنه کهتا هے - الله تعالی انبیاء کو مبعوث کرتا هے اور بار بار اونکي زندگي اور اونکے اعمال کي طرف توجه دلاتا هے - اسي طرح عهد انبیاء کے جو مقدس نفوس هیں ' اونکے سوانح و حالات کو بهي پیش کرتا هے - جهاں قرآن کریم نے یه کها که : لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو لقاء الله واليوم الاخر و ذكر الله كثيرا (احزاب : ۸) وهاں صحابه کے متعلق بهي ارشاد فرمایا که : لقد كان لكم فيهم اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الاخر و من يتول فان الله غني حميد - (٦٠ : ٦) ایک دوسرے مقام پر حضرت ابراهیم کے اسوۂ حسنه کے ساتهه اونکے متبعین کے بهي اسوۂ حسنه کا ذکر کیا گیا : قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذ قالوا لقومهم انا براء منكم و مما تعبدون من دون الله - (ممتحنه : ۴) ایک جگه حکم هوا که : يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول تو اسکے بعد هي متصل فرمایا : و اولي الامر منكم - اور یه ظاهر هے که صحابه کرام اولی الامر کے اولین مصداق هیں - پس جس طرح اسوۂ انبیاء کرام کو یاد دلایا گیا هے اسي طرح آغوش نشینان عهد نبوت کے اسوۂ حسنه اور طریق عمل کا بهي ذکر کیا گیا هے - خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (بخاري)

(تفویض اور اسوۂ صحابه)

تفویض کے معني کسي شے کو سونپ دینے کے هیں - قرآن حکیم اور احادیث و آثار اس لفظ کو کمال مرتبۂ ایمان کیلیے استعمال کرتے هیں ' اور به تصریح واضح کرتے هیں که جب تک یه مرتبه حاصل نهو ' اس وقت تک کوئي انسان مومن کامل نهیں هوسکتا - تفویض اسلامي سے مقصود یه هے که ایک انسان اپنے اندر اور اپنے سے باهر جو کچهه رکهتا هے ' وه سب کچهه الله اور اسکے رسول کے سپرد کردے اور یقین کرلے که میري جان اور میري جان کے لوازم میں سے جو کچهه هے ' وه میرا نهیں بلکه الله اور اسکے کلمۂ حق کا هے - تمام کائنات عالم اسی تفویض پر قائم هے -

روح اگرچه همارے جسماني پیکروں میں هے مگر هر وقت خیال یه هو که یه هماري نهیں بلکه کسي اور کي هے - مال و متاع ' دولت و تمول همارے خزانوں میں مقفل هو ' مگر یه یقین ایک لمحه کیلیے بهي هم سے جدا نه هو که یه سب کچهه همارا نهیں بلکه کسي دوسرے کا هے - اعزا و اقارب کا رشتۂ الفت همارے گلے میں هو ' مگر اوس ایک رشته کے قائم رکهنے کیلیے هر ان تمام رشتوں کو توڑا جاسکے - آنحضرة صلی الله علیه وسلم نے فرمایا :

لا يومن احدكم حتى	اسوقت تک مومن کامل کوئي نهیں
اكون احب اليه من	هو سکتا جب تک که اوسکي جان و مال اور
ماله و اولاده و نفسه	اهل و عیال سے زیاده میں عزیز نه هوجاؤں -

اس حدیث میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا - جان ' اهل و عیال ' مال - اور اگر غور کرو تو انسان کي محبوبات و مطلوبات میں سے جو کچهه هے سب اسي کے اندر هے - اس سے باهر کچهه نهیں - سب سے پہلے وه اپني جان اور زندگي کا عاشق هے اور یه وه عشق هے جو اس سے صدها عشقوں کو چهڑادیتا هے - پهر اهل و عیال کي محبت و تعلق کا مرتبه هے که بسا اوقات انسان اپني جان کو قربان کر ڈالنا چاهتا هے مگر اپني اولاد و عیال کو دکهه میں نهیں دیکهه سکتا - اسکے بعد مال هے ' اور اسکي محبت کي زنجیریں بهي بڑي هي سخت هوتي هیں - مال اسکي زندگي کے قیام کا ذریعه ' اسکي محنت کا حاصل ' اور اسکے بقا کیلیے وسیلۂ غذا هے -

پس اس حدیث میں مومن کي زندگي اور مرتبۂ ایمان کي تکمیل کي یه تصویر کهینچي گئي هے که جان ' مال ' اهل و عیال ' سب کي محبت کے رشتوں پر ایمان و حق کا رشته غالب آجائے اور صاحب قرآن و داعي اسلام (صلي الله عليه وسلم) کي محبت و متابعت کے آگے کوئي چیز حتي که خود اپني جان بهي ترجیح نهو - یهي تفویض هے ' اور یهي وه حقیقت ایمان و اسلام هے جسکي عملي تصویر هم کو صحابه کرام کي زندگي میں نظر آسکتي هے -

اس حدیث کے مطابق تفویض کي هم بهي تین قسمیں قرار دیتے هیں : تفویض نفس ' تفویض مال ' اولاد ' اور ان تینوں قسموں کے لحاظ سے هم صحابه کرام کے جسته جسته واقعات پیش کرینگے -

اس سلسله میں هم ترتیب خلافت کو ملحوظ رکهکر خلفاء اربعه کي مقدس زندگي پر نظر ڈالتے هیں -

(حضرة صدیق رض)

سب سے پہلے حضرة ابو بکر صدیق رضي الله تعالی عنه کي زندگي کے چند متفرق واقعات یکجا کرینگے جن سے آن کے تفویض مال و متاع کا اسوۂ حسنه واضح هوتا هے -

[۱]

دنیاء اسلام جانتي هے که حضرت بلال نے صدر اسلام میں جب سرزمین اسلام پر قدم رکها تو مصائب و آلام نے اونکو کسطرح گهیر لیا تها ' اور کفار عرب کیسے هیبت ناک عذاب اونکو دیا کرتے تهے ؟ یه زهره گداز خبر جب حضرت ابوبکر کے گوش گذار هوئي تو بے اختیار تڑپ اٹهے - رسول اکرم صلعم کي خدمت میں حاضر هوکر عرض کیا : " کاش اسوقت میرے پاس مال هوتا تو میں بلال کو خرید لیتا " آخر کار پهر جسطرح ممکن هوا جستجو کرکے اونکو خریدا اور آزاد کردیا - (ترمذي وغیره)

تفویض مال کي یه سنت حسنه صرف ایک هي مرتبه آنسے ادا نهیں هوئي - بلکه بعینه اس قسم کے متعدد واقعات ظهور

المسئلة والمناظرة

بیع غرر و مسئله اجاره اراضی٬ مروجه

از جناب مولانا ابو النصر محمد عبد القادر صاحب
مفتي رياست جموں

مخدومنا مولانا ابو الـــکلام سلمهم الله الى دار السلام - السلام عليكم و رحمة الله - معروض آنكه جناب کے رساله البـــلاغ ۲۵ فروري سنه ۱۶ صفحـــه ۱۹ میں ایک مضمون مولـوي سيـد سلیمـــان صاحب کے نام سے چھپا ہے٬ جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ زمین کاکسی کو حصه مقرره پر دینا بیع غرر میں داخل ہے - خاکسار کي راے میں مولویصاحب کي تقرير تفصيل طلب ہے - و الا مطلق تحقيق سے بعيد ہے - یہاں جموں میں سے ایک جاهل عنيد نے پہلے هي پنجاب کے رواج ٹھیکه پر جو مالک زمین اپني زمین مزارعه کو بطور اجاره کے نقدي مقرره یا غلهٔ مقرره پر دیدیتے ہیں٬ بہت فتنه اور شور و غل بپا کر رکھا تھا - جناب کے اخبار نے زخم پر نمک کا کام دیا٬ اسلیے مجبوراً خاکسار کو بھي کچھه لکھنا پڑا - امید ہے که جناب فریقین کي تحریرات دیکھکر اپني راے زرین اور فکر متین سے مسلم پبلک کو فتنه سے بچارینگے - اور اگر جناب کچھه لکھنا مناسب نه سمجھیں تو پھر خاکسار کي تحریر کو طبع کردیں تاکه محتسبان حق خود فیصله کرلیں - میري کم بضاعتي یا طرز تحریر سے ناواقفیت مانع نشر حقیقت نہو -

مولوي محمد سلیمان صاحب البلاغ ۲۵ فروري سنه ۱۶ میں لکھتے ہیں :

" زمین کو یا مــال کو کاشت یا تجارت پر اسطـرح دیں که اسکي شرح حصه خاص (مثلاً چار سو من غله یا چار سو روپیه) سے مقرر کرلي جاے٬ ان تمام صورتوں میں بیع حالت مستقبل پر مبني ہے٬ جسکے متعلق کوئي حصه نہیں کیا جا سکتا "

عبارت مذکورہ سے دو احتمال هوسکتے ہیں :

(۱) کوئي شخص اپني اراضي کسي مزارع کو اس شرط پر دیوے که پیداوار میں سے جو میرا حصه ہے٬ وہ میں اسقدر رقم یا اسقدر غله پر فروخت کرتا هوں - تو یه بلا شبهه بیع حالت مستقبل پر مبني ہے -

(۲) ایک شخص اراضي کاشتکار کو اس قرار داد پر دیوے که میں اپني اراضي اتني رقم پر یا اتنے غله پر ایک سال کیلیے یا زیاده کیلیے بطور اجاره و کرایه کے دیتا هوں - یه طریق پنجاب میں عام طور پر مروج ہے -

مالکان اراضي مزارعین کے خوف خیانت سے اراضي بطور ٹھیکه کے طریقه مذکوره پر دیتے ہیں - مولوي صاحب کی غرض اگر اسی طریق کو بیع غرر میں شامل کرنا ہے تو یه بعید از تحقیق ہے - بیع کے معني کسي چیز کا بعوض مالک هونا هي نہیں ہے - بلکه بیع چار انواع کو شامل ہے - کما في شرح الوقاية : و اعلم ان التمليكات اربعة انواع٬ فتمليك العين با لعوض بيع٬ و بلا عوض هبة٬ و تمليك المنفعة بعوض اجارة٬ و بلا عوض عارية - صورت مذکوره مروجه پنجاب تملیک اجاره ہے جسکے مشہور معني کرایه ہیں - اور صحیح مسلم نے باب هي کراء الارض باندھا ہے٬ اور زمین کا کرایه پر دینا جائز اور مفتي به ہے - هدایه اور شرح وقایه وغیره میں صاف موجود ہے : و لو استاجر ارضاً لبناء او غرس صح - (شرح وقايه صفحه ۲۹۶) بلوغ المرام محشي مطبوعه دهلي صفحه ۳۳ میں ہے : و عن حنظلة ابن قيس رض قال سالت رافع ابن خديج رض عن كراء الارض با الذهب و الفضة فقال لا باس به - انما كان الناس يواجرون علي عهد رسول الله صلعم على الماذيانات و اقبال الجداول و اشياء من الـــزرع فيهلك هذا٬ و يسلم هــذا - و يسلم هذا و يهلـــك هذا و لــم يكـــن للنـــاس كـــراء الا هـــذا فلـــذالك زجر عنـــه - فاما شي معلوم مضمون لا بأس به - رواه مسلم - شيخ المحدثين حافظ امام ابن حجر عسقـــلاني رح مولف كتـــاب مذکور نے بعد ذکر اس حدیث کے لکھا ہے : وفيه بيان لما اجمل في المتفق عليه من اطـــلاق النهي عن كراء الارض - و شرح کتـــاب مذکوره صاحب سبل السلام اور علامه امام شوکاني یمني حدیث مذکورة کي شرح میں لکھتے ہیں : وقد جمـــع بين احاديث النهي عن المزارعة و بين الاحاديث الدالة على جوازها٬ بوجوه٬ احسنها ان النهي كان في اول الامر ثم ابيح و يدل علي هذ الجمع حديث جابر و حديث رافع ابن خديج في الباب عند مسلم٬ و يؤيده مما وقع من المزارعة في عهده صلعم و في عهد الخلفاء - و من البعيد غفلتهم عن النهي كانوا يدفعون الارض الى من يذرعهـــا ببذر من عنـــده على ان يكون لمالـــك الارض ما ينبت على مسائل المياه و روس الجـــداول فنهوا عن ذالك مما فيه من الغرر فربما هلك ذادون ذالك - انتهى

حضور عليه السـلام کا بعد فتح خیبر یهود خیبر کو اراضي حصه مقرره نصف یا ربع پر دینا بھي اسي کا موید ہے - صورت مذکوره مروجه پنجاب تو بالکل ایسي ہے جیسے مکان کرایه پر دیے جاتے ہیں٬ پھر جب مکانوں کا کرایه پر دینا جائز و مباح ہے تو معلوم نہیں که مولوي صاحب نے کس دلیل سے زمین کے کرایه پر دینیکو بیع غرر میں شمار کرلیا ہے - ملاحظه هو موطا امام محمد رح صفحه ۳۵۶ - قال محمد و بهذا نأخذ لا بأس بكرائها بالذهب و الورق و بالحنطة كيلاً معلوماً و ضرباً معلوماً ما لم يشـــترط ذالك مما يخرج منها فان اشترط مما يخرج منها كيلاً معلوماً فلا خير فيه و هو قول ابي حنيفة و العامة من فقهائنا - و قد سئل عن كرائها سعيد ابن جبير بالحنطة كيلاً معلوماً فرخص في ذلك فقال هل ذلك الا مثل البيت يكرئي : مولانا مخدومنا محمد عبد الحي صاحب مـــرحوم محدث لکھنوي اسیکي شرح تعليق الممجد میں لکھتے ہیں : اے ليس ذالك الا مثل كراء البيت بالذهب و الفضة و الحنطة المعلومة و غير ذلك فلما جاز ذالك٬ جاز هذا -

مولوي صاحب ممدوح کي غرض اگر صورت ثانیه مروجه پنجاب ہے تو جناب کو تفصیل کے ساتھه مدلل لکھنا چاهیے٬ اور اگر غرض صورت اول ہے یا کچھه اور٬ تو بھي پبلک کو شبه اور فتنهٔ و فساد سے بچانا چاهیے - خاکسار نے جو کچھه لکھا ہے نیک نیتي اور اعلان حق کے لیے لکھا ہے - اگر مولوي صاحب خلاف مدلل مبرهن لکھیں جس سے بنده کي تسکین هوجاے تو بنده فوراً رجوع کیلیے تیار ہے -

البـــلاغ :

یه عاجز آپکي راے سے بالکل متفق ہے اور آپکا بیان صحیح و مدلل ہے - جہاں تک میں غور کرتا هوں آپکي بیان کرده صورت اجاره هي کي معلوم هوتي ہے اور اجاره کو بیع غرر مروجهٔ جاهلية و حال سے کوئي تعلق نہیں - غالباً مولانا سید سلیمان صاحب کا بھي یهي مقصد هوگا - امید ہے که وہ خود اسپر لکھینگے - اصولاً بیع غرر اور اسکے اطلاقات کے چند پہلو ضرور قابل غور ہیں اور مسئله کو حصر حیال سے بالکل الگ کرلینا چاهیے که شریعت میں حیله نہیں ہے اگر آینده فرصت ملي تو کچھه عرض کرونگا - سر دست جناب کي تحریر کي اشاعت کافي ہے - اور میں اس سے متفق هوں -

شیعه کالج کا [illegible] دینا اور کالج فنڈ میں غیر شیعه کي امداد قبول کرلینا ' ایسي باتیں هیں جنکے ماننے میں غالباً کسي کو عذر نه هوگا - ان افراد اور اس جماعت کي مخالفت سے قطع نظر جو بعض شیعوں کے دنیا کے کسي فرد بشر کو جنت کیلیے مستحق هي نهیں سمجھتے هیں ' اپنے تعصب کي مخالفت تو کوئي روک نهیں سکتا - رها یه که عام شیعوں کا کیا خیال هے ؟ تو مذهب امامیه بد قسمتي سے ایسے لوگوں کي امانت میں هے جو کسیطرح اهل نهیں اور اپنے بیجا تعصب سے مذهب کو بدنام کرتے هیں' ورنه خود اسلام (یا اسکا کوئي طریق اختیار کیا جاے) تعصب سے کوسوں دور هے -

خدا کرے آپ کي ترمیموں کي تائید میں هندوستان کے هر گوشه سے صدائیں بلند هوں !

(سید وصي احمد بلگرامي)

البـــلاغ :

الحمد لله که سورۂ و التین اور حقیقت شهادۃ تین و زیتون کے متعلق آپنے جو سوال کیا تها ' اسکا جواب آپکے لیے موجب تسکین و اذعان هوا - اپني محبت اور حسن ظن کي وجه سے آپنے جو کچهه لکها هے ' الله تعالی هم سب کو اسکا اهل ثابت کرے -

مجوزه شیعه کالج کے متعلق فقیر نے جو کچهه لکها هے ' وه محض ایک مخلصانه التماس هے جو اگر سني گئي تو کلمۂ اسلام و ملت کي سب سے بڑي خدمت هوگي' اور اگر اعراض کیا گیا تو وما علینا الا البلاغ - الله علیم و خبیر هے اور وه بهتر جانتا هے که جو کچهه لکها گیا وه فریقانه تعصب و تحاسد کا نتیجه هے یا ایک ایسے دل کي صدا هے جو اس طرح کے تمام جذبات سافله و رذیله سے الحمد لله بالکل پاک هوچکا هے - آپکو یاد هوگا که جب آپ نے شیعه کالج کے متعلق خط لکها اور پهر خود آکر ملے اور سخت اصرار کیا که اس تحریک کي اصلاح کیلیے میں قلم اٹهاؤں تو میں نے کیا جواب دیا تها ؟ آپ بسبب اپنے کمال جوش اتحاد و عشق وحدۃ اسلامي کے مصر تهے که دوسرا کالج قائم هي نه هونا چاهیے - لیکن میں نے اس سے مخالفت کي تهي اور کها تها که صرف طرز عمل اور طریق کار کا سوال هے' اور اگر ان حالات سے الگ رهکر اس تحریک کو شروع کیا [illegible] خود غرضانه [illegible] کا نتیجه هیں ' تو [illegible] وجه [illegible] نه هوني چاهیے -

خط کے آخر میں آپ لکھتے هیں که [illegible] میں فرقۂ امامیه کي امانت [illegible] اهل نهیں - [illegible] میں تو کوئي وجه نهیں [illegible] که ایسي [illegible] رائے آپ قائم کریں - میں دیکھتا هوں که الحمد لله جماعۃ شیعه میں (اور جماعۃ صرف ایک هي هے جسکا نام اسلام هے) هر جگه اور هر حصه میں ایسے ارباب نظر و اصحاب فکر موجود هیں جنسے بڑي بڑي امیدیں هم سب کي وابسته هیں ' اور انشاء الله تعالی مایوسي کي جگه هر طرح فتح باب امید هے - جماعۃ امامیه کا سب سے بڑا مرکز و مبدء علوم و مذهب سرزمین عراق اور علی الخصوص عتبات عالیات (زاد الله شرفهم) هیں ' اور آپ کو معلوم هے که حضرات مجتهدین کرام عراق و حجج اسلامیۂ عتبات عالیات نے سالها سال سے کس طرح وحدۃ امۃ و اتحاد کلمه کیلیے قولاً و فعلاً اسوۂ حسنه پیش کیا هے' اور علی الخصوص حضرۃ شهید خامس آیۃ الله خراساني رحمۃ الله علیه کے اعمال مقدسه همارے سامنے هیں ' اور انکے نقش قدم پر چلنے والے انسے بڑهکر اپنے اقدام حق کا ثبوت دے رهے هیں - پهر هندوستان میں بهي جهانتک فقیر کي معلومات هے ' ایسے ارباب نظر و فکر موجود هیں جنکي توجهات گرامي سے کسي طرح بهي هم نا امید نهیں هوسکتے - علی الخصوص جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبله جنکي ذات گرامي سے فقیر کو همیشه بهترین توقعات رهي هیں اور مجوزه شیعه کالج کے متعلق بهي امید واثق هے که وه آخري صحبت کي در گذارشوں پر ضرور توجه فرمائینگے ' اور انشاء الله مسئلۂ وحدۃ کلمه و حفظ بیضۂ ملت و اتحاد احزاب و فرق اسلامیه کي دعوۃ حقه پر هم سب سے زیاده انکي نظر صائب کام کرتي هوگي - نیز چونکه جناب ممدوح کي خدمت میں فقیر کو شخصاً نیاز حاصل هے ' اور وه فقیر کے مسلک و اصول سے بخوبي واقف هیں ' اسلیے کسي طرح یه امید نهیں کیجا سکتي که اس بارے میں بعض نادان و نافهم طبائع کي پیدا کرده غلط فهمیاں انکے لیے موجب عدم التفات هوسکیں - و افوض امري الی الله ان الله بصیر بالعباد -

---

ایک اهم علمي مسئله !

تجربه کي قوت ! اور یه که تجربه سے تمام مشکلیں دور هو جاتي هیں !

یه مسئله حل هوگیا که صناعۃ کے مسئله میں ملک اور سرزمین کو دخل نهیں !

رنگون سوپ ورکس اس اکتشاف کا ذریعه هے

یورپ اور ممالک متمدنه کي صناعیں اور علمي ایجادات کا سلسله جس وقت سے شروع هوا هے' اسي وقت سے یه مسئله بهي تمام مشرقي ممالک اور علی الخصوص اهل هند کے سامنے هے که کیوں یورپ کي سي صنعتیں اور مصنوعه چیزیں همارے سرزمین میں نهیں بن سکتي هیں ؟

اس سوال کا همیشه ایک هي جواب رها هے اور جس وقت سے سوال هے اس وقت سے وه جواب بهي موجود هے - صنعت و حرفت کي کنجي تجربه ' کوشش ' سرمایه ' اور سرمایه کے صحیح استعمال میں پوشیده هے - اگر هندوستان بهي انهي اصولوں سے کام لے اور تجربه کي راه میں اولوالعزمانه قدم رکهے تو وه سب کچهه کر سکتا هے جو یورپ ' امریکه ' اور جاپان میں هو رها هے !

اس جواب کي صداقت کا عملي ثبوت " رنگون سوپ ورکس " یعني صابون سازي کا کارخانه واقع رنگون هے - اس کارخانے نے کافي سرمایه لگا کر اور جدید علمي و صناعي اصولوں سے کام لیکر صابون بنانے کا کام جاري کیا اور جاپان کے ماهرین کیمیستري سے مدد لي - اسکا نتیجه همارے سامنے هے - بهترین ' خوشبودار ' خوش رنگ ' مفید رنگ و جلد ' اور بالکل بے ضرر صابون مثل ولایتي صابونوں کے بننے لگے' اور تهوڑے هي عرصے میں اسکا غلغله دور دور تک پهنچ گیا -

اگر آپ کے دل میں ملکي صنعت و حرفت کا درد هے ' تو کیا یه ضروري نهیں که آپ اس کارخانے کے صابونوں کو ولایتي صابونوں پر ترجیح دیں ' جب که چیز دیسي هي اور قیمت میں ارزاني هے ؟

اس کارخانے کا صدر دفتر " مکان نمبر ۱۹ - گلي نمبر ۲۸ - رنگون " هے اور اسکي ایک شاخ کلکته کیننگ اسٹریت - میته بلڈنگ ' نمبر ۳۳ " میں موجود هے - کم سے کم ایک بار تجربه تو کیجیے اور دیکهیے که خود اپنے ملک میں بهي کیا کچهه هو رها هے مگر آپکي بے التفاتیاں اور یورپ کي پرستش هے جس نے ملکي صنعت و حرفت کا دروازه بند کردیا هے !

میں آے - چند مرتبه مختلف غلاموں کو گرفتار عذاب دیکھا اور خرید کر آزاد کردیا - یہانتک که حضرت بلال کیطرح جو غلام خریدے گئے اور پھر آزاد کیے گئے' اونکا شمار سات تک ہے -
(استیعاب ج - ۱ - ص - ۳۴۲)

[۲]

جب حضرت ابو بکر مشرف باسلام ہوے ہیں تو اونکے پاس چالیس ہزار درہم تہے - عرب جاهلیة میں اسقدر روپیه کا ہونا ایک غیر معمولي دولت مندي تهي لیکن حضرة ابو بکر نے یه تمام روپیه راہ اسلام میں بے دریغ لٹا دیا حتی که خود آنحضرة نے فرمایا: ما نفعني مال ما نفعني مال ابي بکر - یعني ابو بکر کے مال کے برابر کسیکے مال نے مجهکو نفع نہیں دیا (استیعاب ج - ۱ - ص - ۳۴۲)

ایک مرتبه جناب رسالت مآب صلعم نے صحابه سے سوال کیا که آج جنازہ کي نماز کس نے پڑهي؟ تمام خاموش رہے مگر حضرة ابو بکر نے عرض کیا : یا رسول الله میں نے - اسي طرح آپنے چند سوال کیے اور سبکے جواب میں سامعین نے سکوت کیا' لیکن حضرت ابو بکر نے ہر ایک کے جواب میں ہاں کہا - یہانتک که آپنے دریافت فرمایا : مسکین کو آج کہانا کس نے کہلایا ہے ؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا که میں نے - اسکے بعد ارشاد نبوي ہوا : وجبت له الجنــــة
(مسلم جزو ۲ - ص - ۲۷۴)

[۳]

حضرت عمر فرماتے ہیں که ایک مرتبه آنحضرة نے ہم تمام صحابه کو صدقه کرنیکا حکم دیا - میرے پاس کافي مقدار میں مال موجود تھا - میں نہایت خوش ہوا که آج قطعاً جناب صدیق سے بازي لے جاؤنگا - آخرکار نصف مال میں نے گھر چھوڑا اور نصف لاکر خدمت نبوي میں پیش کردیا - لیکن حضرت ابوبکر کل مال لے آئے - آنحضرة نے مجھسے سوال کیا که تم اپنے اهل وعیال کیلیے کسقدر مال رکھه آے ہو ؟ میں نے کہا که نصف - یہي سوال جناب ابوبکر سے کیا گیا - اونہوں نے جواب میں عرض کیا که کچھه نہیں' خدا اور اوسکے رسول کا نام میرے اهل وعیال کا سرمایه اور میرے گھر کي دولت ہے - حضرت عمر فرماتے ہیں که اسکے بعد مجھے یقین ہوگیا که اب میں کبھي حضرة ابوبکر سے آگے قدم نہیں رکھه سکتا (ترمذي - ج - ۳ -)

[۴]

تم صدر اسلام کي مصیبتوں کو دیکھو' اسوقت عالم اسلامي کي بینوائي کو دیکھو' یکسر غربت و افلاس کو دیکھو' ہروقت بلاؤں اور مصیبتوں کا حصار و ہجوم دیکھو' پھر سونچو که کیا صحابه کرام کو یه خیال نه تها که آج گھر لٹا کر کل کیا کہائینگے ؟ کیا اونکو یه خبر نه تهي که اس عالم افلاس میں بظاہر دولت کے آنیکي کہیں سے بهي توقع نہیں' پھر گذران اوقات کیونکر ہوگي ؟ بهوکے بچے کیا کہائینگے ؟ بهوک پیاس سے اونکا تڑپنا کسطرح دیکھا جائیگا ؟ یه تمام خیالات اونکے سامنے بهي تہے - اور آج کي طرح وہ بهي عاقبت بیں تہے - تاهم انکے قلب میں ایمان تها' سینه میں جوش تفویض تها' سر میں عشق اطاعت رسول کا سودا تها' رگ رگ میں جاں نثارانه خون تها' اور ایثار و جانفروشی کا طوفان اندر سے اوبلا رہا تها جسکے زور سے یه تمام بلندهن کٹ جاتے ہیں - اور جب یه کیفیت طاري ہوجاتي ہے تو پھر لوٹنے میں نہیں بلکه لٹانے میں مزہ آتا ہے - بننے میں نہیں بلکه بگڑنے میں خوشي ہوتي ہے - اقامت میں نہیں بلکه غربت میں عیش و سرور معلوم ہوتا ہے - [illegible] نما قصروں میں نہیں بلکه ہیبت ناک جنگلوں میں [illegible] ہے - اگر تمهاري مادي آنکهیں اس عالم وجد و سرور کو [illegible] نہیں کرسکتیں تو صفحهٔ قرطاس پر ان واقعات کو تو دیکهه سکتي ہیں ! فهل من مدکر؟

(مراسلات)

معجــــوزۂ شیعــــه کالــــج

البلاغ نمبر ۱۳ اور ۱۴ وصول ہوا - شیعه کالج پر خاتمهٔ سخن اور سورۂ و التین کا تتمه باب تفسیر نظر سے گذرا - مگر قبل اسکے که ان کے متعلق کچھه راے زني کیجاے' کیا حقیر کو یه کہنے کي اجازت ہے که عالیجناب میرزا محمود طرزي نے ایڈیٹر سراج الاخبار کابل نے حضور کے بارہ میں جو کچھه فرمایا ہے' وہ گویا میرے منهه سے بات چهین لي ہے ؟ آپ سے برتر صاحب زبان و قلم' آپ سے عالي مرتبه مصلح ملت' اور آپ سے بڑهکر مومن مخلص اس وقت کون ہے ؟ آپ کے دل کي کیفیت میں جو کچھه بهي کیف ہے' وہ الهلال مرحوم و البــلاغ کي آنکهوں سے ٹپکتا ہے - اسپر حضور یه ستم کرتے ہیں که میرزا موصوف کے جواب میں نظیري کا شعر پیش کرتے ہیں - یه محض انکسار ہے - جناب میرزا محمود نه معلوم آپ کو کیا جواب دیں' مگر انکي طرف سے اور نیز ہندوستان کے گوشه گوشه سے یه صدا اٹهه رهي ہے : (نظامي)

دبیر نکته سنجي' ساحري' نے نے غلط گفتم
فسوں سازي فسوں خواني فسوں سامري داني !

غالب نے اپنے دیوان کے بارے میں دعوی کیا ہے که :

غالب اگر فن سخن دیں بودے
آں دین را ایزدي کتاب ایں بودے

آج وہ دعوی اگر آپ کریں تو کس کو کلام ہوسکتا ہے ؟ مگر شاعرانه تعلي کي جگه آپ کے انکسار طبع نے البــلاغ کا مرتبه بلند کردیا ہے !

کیا عرض کروں که سورۂ تین کي تفسیر پڑهکر آنکهیں کسقدر روشن ہوگئیں - بیشک حضور هي کا قلم ہے جس نے اس میدان میں یوں گل افشاني کي که میدان میدان نه رہا بلکه چمن حقائق و معارف ہوگیا - تین اور زیتون کي شہادت دینے کي جو پہلے بیان کیگئي تهي وہ دل کو لگتي نه تهي - تفسیر کے معني ہیں که آنکهوں کے سامنے جتنے پردے پڑے ہوں سب اوٹهه جائیں یہي حالت حضور کي تحریر پڑهکر ہوئي - ہندوستان کے مدعیان علم کہاں سے آپ کا ایسا دماغ لائیں جو فلسفهٔ قدیم موجودہ فلسفهٔ یورپ کا احاطه کرکے فلسفهٔ اسلام سے اسکا موازنه کر اور لکهادیں که سب باطل اور ظن ہیں - فقط اسلام هي حق عین فطرت ہے - سبحان الله ! حضور یقین مانیں که میں ایک عزیز کو پرسوں وہ تفسیر سنانے لگا تو محویت کا یه عالم تها گیارہ بجے شب سے پڑهتے پڑهتے صبح کے تین بج گئے ! قادر الکلامي اور معجز بیاني کسي میں ایسي تو ہو ؟ تین اور زیتون سے اشارہ جناب حضرة عیسی علیه السلام کي ذات مقدس کیطرف تو آیت قرآني کے معني بالکل واضح ہوگئے - اور مزید و جواب کي مطلق گنجایش نہیں - !

اس تفسیر کو دیکهکر تفسیر القرآن کیلیے بیچیني اور بڑهه خدا آپ کي ذات کو ہم میں تا صد و سي سال باقي رکھے ! گمراہاں راہ کیلیے همیشه شمع هدایت ثابت ہوں -

شیعه کالج کي بابت یه عرض کرنا ہے که حضور کي عین صائب ہے - میں خود امامیه طریق رکهتا ہوں مگر غلو و تفریق کو حقیقت امامیت نہیں سمجهتا جیسا که اهل وغیرہ سمجهتے ہیں - حضور کي راے سے مجهے اتفاق کلي ہے - " استیفسمین " وغیرہ میں میں ایک مضمون بهیجنے جسمیں آپ کي تحریر کا حواله رهیگا اور دو ترمیمیں جو پیش ہیں انکي تائید ہوگي -

دي ويريس نے جو درخت لگاے تھے ' انميں ايک درخت يه بھي تھا - سنه ۱۸۸۶ع سے سنه ۱۹۰۰ع تک وه برابر اس درخت کو لگاتا رها - پہلے هي سال يعني سنه ۸۷ع ميں جو درخت نکلے ' وه اصل سے مختلف الشکل تھے - دوسرے سال سنه ۸۸ع ميں جو درخت پيدا هوے ' وه نه صرف اصل سے مختلف هي تھے بلکه خود انميں باهم اختلاف بھي تھا -

سنه ۱۹۰۰ع ميں دي ويريس کے پاس اس درخت کے ۸۰۰ پودے تھے جنکي ترتيب و تقسيم کے بعد مختلف ۷ - اصناف پيدا هوئے تھے - يه ياد رکھنا چاهيے که يه ۸ سو پودے ايک هزار پودوں ميں سے منتخب کيے گئے تھے - اس حساب سے تحول فجائي کا اوسط ۲ - ۱۱ في صدي هوا -

ڈاکٹر وهالٹ چيرٹ کہتے هيں :

" ميں نے سنه ۱۸۹۸ع ميں ولايتي بيگن کي الکم نامي قسم کے ۲۴ درخت لگاے - پھول آنے سے پہلے ميں نے ان کو اکھاڑ کے اپنے چھوٹے پائيں باغ ميں لگاديا - وهاں درخت لگ گئے اور خوب پھلے پھولے - انمير جو پھل لگے وه ويسے هي تھے جيسے که انکي اصل ميں لگتے تھے - تنا تقريباً دو ميٹر کا لمبا مگر اتنا نازک اور پتلا که دهرا هو هو کے زمين پر آگيا تھا ' پتوں کا رنگ هرا ' سطح پر جھرياں کم ' پھل کا قد ميانه وضع ' شکل کروي مسطح اور عرض ميں کسيقدر مستطيل ' پر مغز ' خوش ذائقه ' پکنے کے بعد رنگ سبزي سے قرمزي هوجاتا تھا - قرمزي کے ساتھه کسيقدر زردي بھي هوتي تھي - تمام پھل ايک ساتھه پکتے تھے - ان پھلوں ميں جو پھل سب سے اچھے تھے ' ان ميں سے چند پھلوں کے بيج ليکے ايک کيسے ميں رکھه ليے - دوسرے سال جب فصل آئي تو ميں نے پھر يه بيج بوے - مجھے انتظار تھا که ابکے بھي الکم کے بيگن پيدا هونگے - کيونکه ميں نے نهايت عمده پھلوں کے بيج پوري احتياط کے ساتھه محفوظ رکھے تھے اور کوشش کي تھي که ان ميں دوسري قسم کا ايک بيج بھي ملنے نه پاے - پھر جس جگه يه بيج بوے گئے تھے ' وهاں اور کوئي درخت بھي نه تھا - با ايں همه جب انکي کلي پھوٹي تو اصل سے بالکل مختلف تھي ' بڑھي تو تنا سيدھا مگر بلندي ايک اور ثلث ميٹر سے زياده نه تھي - شاخ کم اور سخت ' لچک ندارد ' پتے سبز تھے مگر عريض و گنجان اور سطح پر شکنيں ' پھل کي شکل اصلي پھل سے همشکل تھي مگر ذائقه اور رنگ دگرگوں ' سرخي اور لذت دونو زياده ' مگر زردي مفقود - ميں سمجھا که نه تو يه بيگن کي کوئي قسم هے اور نه الکم کا درخت ' ميري غفلت سے غالباً بيج ضائع هوگئے اور يه کوئي دوسري هي چيز هے جو الکم کي جگه بو دي گئي -

پھر سنه ۱۹۰۰ع ميں ميں نے فلاں سيڈ اسٹور (مخزن تخم) سے الکم کے بيج خريدے - يه بيج ان درختوں کے تھے جو پنسلفانيا ميں بوے گئے تھے جهاں سے ميں نے پہلے الکم کے درخت ليے تھے - يه بيج بوے ' درخت بھي لگے - مگر ان درختوں سے بالکل مختلف جن کے حالات پہلے بيان کيے جا چکے هيں - يه ياد رکھنا چاهيے که ان درختوں کے گرد و پيش ولايتي بيگن کي کسي اور قسم کا ايک درخت بھي نه تھا -

جيسا که ميں نے پہلي دفعه کيا تھا اس بار بھي نهايت احتياط کے ساتھه بہترين پھلوں کے بيج رکھه ليے اور دوسرے سال بوے - پر حيرت و صد تعجب ! که ابکي بھي سنه ۱۸۹۹ع کي طرح شاخيں ' پتے ' پھول ' سب کچھه اصل سے مختلف اور سنه ۹۹ع کے درختوں اور پھلوں سے مشابه نکلے ! اس مرتبه اسکي وجه ميں اپني غفلت کو نهيں قرار دے سکتا تھا کيونکه بيجوں سے ليکے پھل کے آنے تک تمام کام ميں نے خود کيے ' اور اسي توجه و اعتناء کے ساتھه جيساکه ميں تمام تجارب علميه ميں کرتا هوں - يه اختلاف هر لحاظ ميں تھا ' اور ايک درخت بھي اپني اصل کي طرح نه تھا -

مجھے يقين هوگيا که اب يه دوسري قسم پيدا هوگئي هے - ميں نے اس کا نام واشنگٹن رکھا هے - يه قسم رنگ و ذائقه اور برگ و بار دونوں ميں اپني اصل سے مختلف هے "

غرض پروفيسر دي ويريس اور ڈاکٹر وهالٹ کے تجارب سے معلوم هوتا هے که اس آهسته خرام تدريج کے بغير بھي جو ڈارون مانتا هے ' بالکل ممکن هے که ايک اصل کي بعض فرعيں يکايک اپني اصل سے مختلف هوجائيں اور ايک مستقل نوع قرار دي جا سکيں -

(عالم حيوانات)

ان تجارب کا اثر صرف نباتات پر هے ' اسليے ان سے صرف نباتات ميں تحول فجائي کا ثبوت ملتا هے - اب دوسرا سوال يه هے که آيا حيوان ميں بھي تحول فجائي هوسکتا هے ؟

يه صحيح هے که نباتات کی طرح حيوانات ميں بھي تحول فجائي کے وقوع کي کوئي شهادت قطعی و عيني موجود نهيں ' ليکن سوال يه هے که :

(۱) کيا تحول فجائي ممکن هے ؟

(۲) کيا تحول فجائي محض احتمال هے ' يا اس حد سے گذر کر واقعه کي صورت ميں بھي کہيں آچکا هے ؟

(۳) حيوانات ميں اسکے وقوع کے ليے کوئي امر مانع هے ؟

(۴) طبقات الارض کے درس و مطالعه سے کيا معلوم هوتا هے ؟

نباتات ميں تحول فجائي کے متعلق هم جسقدر لکھه چکے هيں ' اس سے اندازه هوگيا هوگا که اول الذکر دو سوالوں کا جواب اثبات ميں هے - البته وقوع کي شهادتيں ابھي اس کثرت تک نهيں پہنچي هيں که يه نظريه اپنے آخري دور اذعان تک پہنچ جاے -

تحول فجائي کے ماننے ميں پس و پيش اس بناء پر نه تھا که اسکا مظهر کون هے ؟ بلکه اس بناء پر تھا که آيا وه في نفسه ممکن الوقوع بھي هے يا نهيں ؟ اور اگر هے تو اسکے وقوع کا کيا ثبوت هے ؟ اسليے جب نباتات ميں اسکے وقوع کا ثبوت مل چکا هے تو اب حيوان ميں اسکے امکان کا سوال نهيں رها بلکه ثبوت وقوع کا سوال سامنے آگيا هے -

فرانس کے ايک مشهور حکيم طبيعي موسيو داسترے نے حال ميں اس موضوع پر نهايت تفصيل سے بحث کي هے جس کا خلاصه رساله سائنٹفک امريکن ميں شائع هوا هے - اس بحث کے ذکر سے پہلے زمين کے مختلف طبقات کو سمجھه لينا چاهيے - چونکه طبقات ارض کا ذکر عرضاً آگيا هے هم صرف اصل نظريه کے ذکر پر اکتفا کرينگے -

(طبقات ارضيه)

يه مشتعل و ملتهب اجرام جنکو فلکيات ميں " شموس " يعني سورج کہتے هيں ' تمام سيارات کے وجود کا سرچشمه هيں - قانون اشتعال کي بناء پر يه اجرام بڑے بڑے دهکتے هوے ٹکڑے اچھالتے رهتے هيں - يه ٹکڑے تھوڑي دور جاکے پھر واپس آ جاتے هيں اور انهي ميں گر پڑتے هيں ' يه اجرام پھر انکو اچھالتے هيں اور وه پہلي مرتبه کيطرح پھر واپس آجاتے هيں - يه سلسله برابر جاري رهتا هے -

يه اجرام اپنے محور پر گردش کرتے رهتے هيں - اسي حالت ميں اتفاق سے کبھي کوئي ايسا واقعه پيدا هو جاتا هے جسکي وجه سے کوئي ٹکڑا ان اجسام ميں سے نکل جاتا هے اور پھر انميں واپس نهيں آتا - اسي وقت اس ٹکڑے کے گرد ايک مخصوص دائره پيدا هو جاتا هے ' اور وه ٹکڑا مستقل هوکر اس دائره ميں بلا انقطاع گردش کرنے لگتا هے -

تمام سيارات کي طرح زمين بھي آفتاب کے جسم کا ايک ٹکڑا هے - اسکے انفصال و انقطاع کي صورت وهي هوئی هے جو [illegible] هم نے بيان

مذاکرہ علمیہ

التحول الفجائي

یعنی

(MUTATION)

(۲)

(اعصار تغیرات)

ان دونوں قانونوں کو صحیح تسلیم کرنے بعد بھی ایک سوال رہجاتا ہے - یعنی یہ تمام تنوع و تعدد کتنے عرصے میں ہوا ؟

ڈارون نے مدت کی تعیین نہیں کی تھی اسلیے تقدیر و تخمین کے سامنے ایک غیر محدود میدان پڑا تھا مگر تھوڑی ہی دور کے بعد عمر زمین کی آخری سرحد ملجاتی تھی -

علماء طبقات الارض زمین کی جو عمر تجویز کرتے تھے، وہ ان کثیر التنوع اور سست رفتار تدریجی تغیرات کے لیے ناکافی معلوم ہوتی تھی - اسلیے قدرتی طور پر دو صورتیں پیدا ہوگئی تھیں :

(۱) زمین کی عمر کا تخمینہ غلط ہے -

یہ صورت قرین قیاس اور دلائل و براہین سے بے نیاز تھی - اسلیے عموماً یہی اختیار کی گئی اور علماء ارض نے اپنے تخمینہ کے حدود وسیع کرکے سو ملین سال تک مدت عمر ارض پہنچا دی -

(۲) یہ مانا جائے کہ جسطرح مخصوص حالت کے بعد ایک فرد سے دوسری مختلف فرد پیدا ہوجاتی ہے، اسیطرح مخصوص حالات کے بعد ایک نوع سے دوسری مختلف نوع پیدا ہوگئی ہے -

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جسطرح نوع مجموعہ افراد کا نام ہے، اسیطرح فرد مجموعہ حویصلات کا نام ہے - حویصلہ کی تعریف تم پڑھ چکے ہو - یعنی وہ ابتدائی کرۂ حیات جس سے بتدریج جنین بنتا اور پھر حیوان کی شکل اختیار کرتا ہے - ان حویصلات میں سے ہر ایک حویصلے سے ایک اور حویصلہ پیدا ہوتا ہے - پہلا حویصلہ مرجاتا ہے، دوسرا حویصلہ اسکی جگہ لے لیتا ہے - اپنے پیشرو کی طرح اس حویصلے سے بھی ایک اور حویصلہ پیدا ہوتا ہے - یہ بھی مرجاتا ہے اور اسکی جگہ نو پید حویصلہ لیلیتا ہے - غرض اسیطرح حویصلات کی موت و پیدایش کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔(۱) پس فرد و نوع دونوں مستقل بالذات کوئی شے نہیں ہیں، بلکہ اول الذکر حویصلات اور ثانی الذکر افراد کے مجموعہ کا نام ہے -

پس جسطرح یہ ممکن ہے کہ ایک مجموعۂ حویصلات (فرد) سے دوسرا مجموعہ حویصلات اسطرح پیدا ہوجائے کہ دونوں میں نمایاں اختلاف ہو، اسیطرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک مجموعہ افراد (نوع) سے دوسرا مجموعہ افراد (نوع) اسطرح پیدا ہوجائے کہ دونوں میں امتیاز واضح ہو - اور نیز جسطرح مجموعۂ حویصلات میں اختلاف کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بتدریج و بدفعات پیدا ہو، اسیطرح مجموعہ افراد میں بھی اختلاف کے لیے اس قید کی کچھہ ضرورت نظر نہیں آتی -

(التحول الفجائي)

اسی مقام سے نظریہ "تحول فجائی" پیدا ہوتا ہے، اور اس مضمون میں ہمارا اصلی مقصود یہی جدید نظریہ ہے -

لفظ تحول "حول" سے ہے - حول کے معنی "تغیر الشي و انفصاله عن غیره" کے ہیں یعنی کسی چیز میں ایسے تغیر کا ہونا کہ وہ کسی دوسری چیز سے بالکل الگ ہوجائے - مذہب ڈارون کی بنیاد اس اعتقاد پر ہے کہ مختلف موثرات و گرد و پیش کی بنا پر بتدریج تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور پھر وہ یہاں تک بڑھ جاتے کہ بالکل ایک مختلف نوع پیدا ہوجاتی ہے - پس ایسے تغیر کیلیے صحیح ترین لفظ عربی میں "تحول" ہے -

لیکن کیا حسب مذہب ڈارون ہمیشہ یہ تحول بتدریج ہوتا ہے یا کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ بغیر کسی بڑی علم الارضی یا طبیعیاتی مدت کے یکایک ہوجائے ؟ تحول فجائی اسی دوسرے پہلو کا نام ہے - "فجائی" یعنی یکایک، اچانک -

یہ صورت ایک زمانے تک محض اجمال کی حد تک رہی، سب سے پہلے ہالینڈ کے ایک عالم نباتات پروفیسر ڈی ویریس نے اس اجمال کو علمی مسئلہ کی صورت میں بہ تفصیل پیش کیا -

دنیا کے تمام اکتشافات و اختراعات قریباً اتفاق و بخت کی رہنمائی سے ہوے ہیں - پروفیسر ڈی ویریس نے امسٹرڈم کے باغ میں ایک دفعہ سو قسم کے بیج بوے، اور نہایت احتیاط کے ساتھہ انکی نگرانی شروع کی - جس پودے میں اصلی درخت سے ذرا بھی اختلاف نظر آتا تھا، اسکے گرد ایک اوٹ کھڑی کردیتا تھا تاکہ ایک پودہ دوسرے پودے سے ملنے نہ پائے، اور یہ شبہ نہ ہو کہ یہ اختلاف متعدد پودوں کے باہم ملنے کا نتیجہ ہے -

یہ سلسلہ عرصہ تک جاری رہا، یہاں تک کہ پروفیسر موصوف نے دیکھا کہ بعض درخت اپنے ہم نوع درختوں سے اسقدر علحدہ ہوگئے کہ انکو مستقل نوع یا کم ازکم مستقل صنف کہنا بیجا نہ تھا -

ایک درخت ہے جسکے پتوں کی قطع گدھے کے کان سے ملتی ہوئی نظر آتی ہے - یہ درخت امریکن نژاد ہے - سنہ ۱۶۱۳ع میں امریکہ سے ہالینڈ لایا گیا - یہاں کی آب و ہوا سازگار ہوئی، اور جنگلوں اور باغوں، دونوں مقامات میں پیدا ہونے لگا - سنہ ۱۸۷۵ع میں دیکھا گیا کہ شہر ہلورہم کے اطراف میں یہ درخت بکثرت پیدا ہوا، بڑھا، اور اتنے گونہ گون اقسام پیدا ہوگئے، گویا اسوقت یہ خطہ علم طبقات الارض کے دور اول میں ہے، اور نئے نئے اصناف پیدا ہو رہے ہیں !

---

(۱) حویصلات کا نظریہ دلچسپ اور علمی حیثیت سے نہایت اہم ہے - مگر اجمال ناکافی ہے اور تفصیل کا موقع نہیں - مواد پیش نظر ہے - بشرط فرصت انشاء اللہ تعالی اس نظریہ پر بھی مفصل بحث کی جائیگی - اس مضمون میں اصل نظریہ کی تشریح اور دلائل کے علاوہ اس پر بھی بحث کی جائیگی کہ حکماء اسلامیہ کے مشہور و معروف مسئلہ تجدد امثال اور اس نظریہ کچھہ فرق ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو کسقدر ہے ؟ منہ

مدارس اسلامیہ

جامع ازہر

(۲۰)

(طریق درس)

جامع ازہر میں اعلی اور ادنی درجہ کي حیثیت سے تقسیم نہیں ہے، اور نہ ایک درجہ کے لیے الگ الگ کمرے ہیں، وہي جامع مسجد کا صحن بھي ہے اور وہي درسگاہ بھي ہے - صحن مسجد میں پتھر کا فرش ہے - اسي پر طلبہ بیٹھتے ہیں، اور ہر مدرس کے لیے ایک ستون مخصوص ہے - عموماً مدرسین بھي اُسي ستون سے ٹیک لگاکر فرش پر بیٹھ جاتے ہیں - اور کبھي کبھي اُن کي نشست کرسي پر بھي ہوتي ہے - جب کوئي مدرس درس دینا چاہتا ہے تو ستون سے تکیہ لگا کر قبلہ رخ بیٹھ جاتا ہے - طلبہ گرد حلقہ باندھکر چار زانو ہوجاتے ہیں، ہر طالب علم کے ہاتھ میں کتاب ہوتي ہے - شیخ کے سامنے بھي کتاب ہوتي ہے - جب استاد درس شروع کرنا چاہتا ہے تو پہلے بسم اللہ اور حمد و نعت پڑھکر رسول اللہ صلعم پر درود و سلام بھیجتا ہے - اس سے فارغ ہوکر اکثر تو خود اور کبھي کبھي طلبہ سے کتاب کي عبارت پڑھواتا ہے اور پھر اُسکي تفسیر کرتا ہے - کتاب کا مطلب بیان کرنے میں ایک لفظ کتاب سے باہر نہیں بتاتا - یہاں تک کہ مثل پیش کرتے وقت بھي اسکا خیال رکھتا ہے کہ مثال کتاب سے باہر نہو - اسي وجہ سے ازہر میں سو برس پہلے جو درس دیا جاتا تھا، وہي بعینہ لفظ بلفظ آج بھي دیا جاتا ہے - طلبا استاذ کي تقریر کو قلمبند نہیں کرتے - ہاں اثناے تقریر میں اگر وہ کچھ نہ سمجھے ہوں یا اُس مسئلہ پر کوئي اعتراض پیدا ہوتا ہو تو استاذ سے پوچھ سکتے ہیں اور استاذ خوشي سے اُنکي غلط فہمي دور کردیتا ہے، اثناے درس میں اگر طالب علم قانون اخلاق کي خلاف ورزي کرے تو اساتذہ چشم نمائي کرسکتے ہیں، اور عموماً اشارہ و کنایہ میں اُسکي غلطي پر تنبیہ کرلي جاتي ہے -

استاذ آخر میں سورۂ فاتحہ پڑھکر درس ختم کردیتا ہے اور رخصت ہوتے وقت ہر طالب علم اُٹھ اُٹھ کر اُستاذ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے اور اُن سے دعاے خیر کي درخواست کرتا ہے -

پہلے اساتذہ مسائل کي مشق نہیں کراتے تھے مگر فرمان خدیوي مصدرہ ۲۰ محرم سنہ ۱۳۱۴ کي رو سے اب مشق مسائل بھي ضروریات درس میں سے شمار کي جانے لگي ہے -

ازہر میں تعین اوقات کے لیے کوئي پروگرام نہیں ہوتا مگر روزمرہ کا معمولي پروگرام یہ ہے :

طلوع آفتاب سے پہلے	تفسیر و حدیث -
طلوع کے بعد سے	فقہ -
نماز ظہر کے بعد	نحو و صرف، معاني و بیان و بدیع، اصول فقہ.
نماز عصر کے بعد	حساب، تاریخ، جغرافیہ، اور علوم جدیدہ -
بعد نماز مغرب	منطق، آداب البحث، ہیئۃ، فلسفہ -

یہ درس کي مجلسیں عموماً کم سے کم ایک گھنٹہ تک اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے تک قائم رہتي ہیں - معمولاً یہاں کے طلبا چار سبق پڑھتے ہیں - دو صبح اور دو شام - انقلاب موسم کي وجہ سے دن کے بڑھنے گھٹنے کا اسباق کي زیادتي و کمي پر بھي اثر ہوتا ہے

ازہر کے دور جدید میں اسکا بھي انتظام کیا گیا ہے کہ مقصود بالذات علوم میں، علوم آلیہ سے زیادہ وقت صرف کیا جاے -

(مدت تعلیم)

جامع ازہر کي حیات وسطي میں مدت خواندگي کي کوئي تحدید نہ تھي، اسلیے تحصیل علم کي علت غائي صرف شکم پروري خیال کي جاتي تھي، اور ازہر بجاے جامع (یونیورسٹي) ہونے کے فقیروں کا تکیہ بن گیا تھا - طلبا بچپن میں داخل ہوتے تھے اور مرکر نکلتے تھے - طلبا امتحان میں یا تو داخل ہي نہ ہوتے، یا قصداً فیل ہوجاتے کہ نہ فارغ ہونگے اور نہ مدرسہ سے نکلنا پڑیگا - ازہر کي انتظامي مجلس نے اس مسئلہ پر کافي غور کرنے کے بعد یہ قانون جاري کردیا کہ جو طالب علم چند بار امتحان میں شرکت نہ کرے یا امتحان میں ناکامیاب ہو، وہ ازہر سے خارج کردیا جاے - اسکے علاوہ اُنہوں نے مدت خواندگي کي بھي تحدید کي، درجۂ عالم حاصل کرنے کیلیے کم سے کم بارہ برس اور زیادہ سے زیادہ ۱۵ - برس تک ازہر اُسکي اعانت کرسکتا ہے -

(امتحانات)

علوم قدیمہ کے لیے وہاں کوئي سالانہ امتحان نہیں ہے جس سے طلبہ کي تعلیمي استعداد اور مدرسین کي محنت و جانفشاني کا اندازہ ہوسکے، یا جو ترقي درجات کا معیار بن سکے - طالب علم جب اپنے آپ میں خود ہي اوپر درجوں کي لیاقت محسوس کرتا ہے تو وہ ان درجوں کو چھوڑ کر آگے بڑھتا ہے، اور یوں ہي بڑھتا ہوا اپنے خیال میں علم کي دشوار گذار راہ طے کر ڈالتا ہے -

علوم جدیدہ کا سالانہ امتحان لیا جاتا ہے - آخري تعلیمي منزل پر پہنچ کر ازہر کي یونیورسٹي اپنے طلبا کو تین قسم کے سارٹیفکٹ (شہادت) تقسیم کرتي ہے، گو یہ امتحانات اور اسناد سنہ ۱۹۸۸ - سے جاري ہیں مگر شیخ الجامع کے عدم حسن انتظام کي وجہ سے انکا نظم کچھ اچھا نہیں رہا - سنہ ۱۳۰۵ - میں کچھ اصلاح کي گئي مگر وہ پہلے سے بھي زیادہ ناکافي رہي - اسلیے سنہ ۱۳۱۴ - میں پھر امتحان کے قواعد پر نظر ثاني کي گئي، اور ان پر آج تک عمل در آمد ہوتا ہے -

یہ غیر سرکاري سند مدارس اسلامیۂ ہند کي طرح اُس شخص کو دي جاتي ہے جس نے شیوخ ازہر سے معتبر کتابیں پڑھي ہوں اور حسن قابلیت و وسعت معلومات کا اچھا نمونہ پیش کیا ہو - اس سند میں اس بات کي شہادت دي جاتي ہے کہ اس نے ازہر میں تعلیم پائي ہے، علوم و فنون میں ماہر ہے، درس و تدریس اور افتا کا اسکو حق حاصل ہے، مشایخ ازہر اسمیں اتصال اسناد بھي لکھتے ہیں یعني اس نے بخاري مجھسے پڑھي اور میں نے فلاں سے پڑھي، اُس نے فلاں سے، اور یوں ہي یہ سلسلہ امام بخاري تک ملادیا جاتا ہے - سند کا یہ قدیم طریقہ ہے - اسکے موجد محدثین ہیں - ہندوستان میں بھي یہ طریقہ رائج ہے - اس سند میں استاذ کچھ نصیحتیں بھي لکھ دیتے ہیں، جس میں تقوی اور خوف خدا کي ہدایت کرتے ہیں - نیز لکھتے ہیں کہ جو تمہیں معلوم نہو، اُسکي نسبت فتوی نہ دو، محکمہ سرکاري میں یہ سند کچھ کام نہیں دے سکتي -

(شہادۃ العالمیۃ)

یہ سند اُس طالب علم کو دي جاتي ہے جس نے مسلسل کم سے کم ۱۴ - برس تک ازہر میں تعلیم پائي ہے - اور اُن تمام علوم کو حاصل کیا ہو جو ازہر میں پڑھائے جاتے ہیں - اس امتحان کا طریقہ یہ ہے کہ کم سے کم آٹھ دن پہلے شیخ الجامع،

کي هے - ابتداء انقطاع میں یه شعلهٔ مجسم تها- فضاء محض میں گردش کا اقتضاء یه تها که اسکي حرارت نکلے' خروج حرارت کا لازمي نتیجه یه تها که جسم میں برودت پیدا هو' برودت اپنے ساتهه انجماد لاتي هے- چنانچه جب اسکي حرارت نکلي تو اسمیں انجماد شروع هوا' اور اس سیال کرے کے بالائي حصه پر ایک سطح منجمد قشري تیار هوگئي- (انجماد قشري یعني ایسا انجماد جسپر چهلکے کي طرح بالائي غلاف هو) یه قشر باریک تها اور ان مواد سے تیار هوا تها جو پگهلے هوے بہتے پهرتے تهے- یهي قشر یا سطح منجمد زمین کا طبقهٔ اولی کہلاتي هے-

طبقه اولی کے نیچے ایک آتشکده تها که برابر جل رها تها - بخارات پیدا هوے اور اس طبقه کے مسامات کي راه سے نکلکر بلند هوگئے - اوپر جاکے ابر بنے اور ابروں سے دریا پیدا هوے' ان دریاؤں میں ارضیت کے قابل جو اجزاء تهے' وه نیچے بیٹهگئے' اور ایک دوسرا طبقه تیار هوگیا - اس طبقه میں حیوانات کے بقایا و آثار اور مختلف اقسام کے پتهر بهي پاے جاتے هیں - یه طبقه ثانیه کہلاتا هے -

اسکے بعد ایک اور طبقه هے - یه طبقه مختلف قسم کے پتهروں سے مرکب هے- اسکو طبقه ثالثه کہتے هیں- اسکے بعد وه طبقه هے جسکو طبقه رابعه کہتے هیں' اور جسکے متعلق موسیو داسترے نے اپنے مضمون میں دعوی کیا هے که حیوانات میں تحول فجائي علم الارض کے دور اولین میں هوا تها-

موسیو داسترے نے اس دعوی پر ان بقایا و آثار سے استدلال کیا هے جو طبقه اولی کے گڑهوں کے درس و نظر (اسٹڈي) کے وقت نظر آتے هیں -

ان خندقوں کے دیکهنے سے معلوم هوتا هے که گویا تمام انواع حیوان اسوقت بہت تهوڑے عرصه کے اندر پیدا هوگئے تهے - کیونکه طبقه اسدرجه باریک هے که انکي ساخت کے لیے طویل زمانے کی ضرورت نہیں -

تاریخ طبیعي (نیچرل هسٹري) میں ایک اصطلاح زحافات یعني (Reptiles) بهي هے - زحافات سے مراد وه حیوانات هیں جنکے جسم کا قوام هضمي اور ٹهنڈے خون سے هوتا هے -

زحافات علم الارض کے دور ثاني میں پیدا هوے هیں - انکے بقایا کے دیکهنے سے معلوم هوتا هے که انکے اندر غیر معمولي تنوع و اختلاف تها - بعض بلي سے بهي چهوٹے تهے - بعض هاتهي سے بهي بڑے - بعض گوشت کهاتے تهے - بعض نباتات - بعض پاني میں رهتے تهے - بعض خشکي میں - بعض دو پیروں پر چلتے تهے - بعض چار پر - یه تنوع اور اختلاف اگر اسي تدریج کے ساتهه هوا هے جو ڈارون مانتا هے' تو اسکے لیے ایک غیر معمولي طویل مدت چاهیے - مگر جیسا که اس طبقه کے درس سے معلوم هوتا هے' وه کسي غیر معمولي و طویل مدت کي جگه بہت هي کم مدت میں تیار هوا هے -

موسیو داسترے ان تمام نظریات کو پیش کرکے استدلال کرتے هیں که :

" اس طبقه ارضي کے حالت سے تحول فجائي پر استدلال کیا جاسکتا هے اور معلوم هوتا هے که طبیعة کا اصول تسلیة صرف قانون تدریج هي کا پابند نہیں - جب نباتات کے علاوه حیوانات میں بهي اسکا سراغ چلتا هے تو پهر اس نظریه کي تضعیف کي کوئي وجه هم نہیں پاتے' اور هم کو اس وقت کا انتظار کرنا چاهیے' جب تحول فجائي بالکل قطعي حد تک پہنچ جائیگا "

(استدراک)

بعد ، فجائی کے مسئله کو اس قدر تشریح و تفصیل سے هم نے کیوں لکها هے؟ اور کیا مو[illegible] اسکي تعبیر سے پیش نظر هیں؟ انکو

هم آینده بسلسلهٔ " بقاء حق و فناء باطل " لکهینگے جسکا سلسله جاري هے - یہاں صرف چند اشارات کر دیتے هیں :

(۱) قانون نشوء و ارتقاء اور مذهب ڈارون کي بنیاد قانون تدریج تخلیق و نشوء پر هے - یعني کوئي چیز دنیا میں یکایک نہیں پیدا هو جاتي - بتدریج مختلف دوروں سے گذر کے ایک انتهائي نقطه تک پہنچي هے' اور یهي تحول تدریجي ایک نوع کو دوسري نوع میں بدل دیتا هے- یه قانون بالکل صحیح هے اور همارا روزانه مشاهده بهي اسکي تصدیق کرتا هے' لیکن جو عموم و اطلاق اسمیں پیدا هوگیا هے' اس کا نتیجه یه هے که مذهب کي بعض تعلیمات کے متعلق مدعیان علم کو شبهات پیدا هونے لگے هیں -

(۲) کہا جاتا هے که بغیر تدریجي تخلیق و نشوء کے کوئی تخلیق و تبدیلي نہیں هو سکتي - تمام انقلابات مادیه کا یهي حال هے - پس اگر مذهب کسي موقعه پر اچانک اور ناگہاني تغیرات و تخلیقات کي خبر دیتا هے تو وه قابل تسلیم نہیں -

(۳) هم سرے سے اس اصول هي کو تسلیم نہیں کرتے که حق و باطل اور علم و جهل کا معیار انساني ظن و تخمین اور اسکے قیاسی نظریات هیں - ظن اور شک کا مقابله کبهي اس کتاب الہي سے نہیں هو سکتا جسکا دعوا یه هے که میرے پاس ظن نہیں بلکه یقین هے' اور جو سب سے پہلی معرفي اپني ان لفظوں میں کراتي هے که :

لاریب فیه (آغاز بقره) اس کتاب میں شک و شبهه کو دخل نہیں

لازم جن لوگوں کے ایمان و یقین کا سررشته انساني ظن و تخمین کے هاتهه میں هے' وه اگر چاهیں تو بغیر اپنے اصول سے انحراف کرنے کے اعلانات قرانیه کو بهي تسلیم کر سکتے هیں - یهي نظریهٔ تحول فجائي هے جو یکسر ڈارون کے قانون نشو و تدریج کے خلاف و قوع کي شہادت دیتا هے' اور یہاں تک پہنچ چکا هے که نباتات و حیوانات میں بغیر تدریج کے تهوڑے هی عرصے کے اندر تحولات و انقلابات هو جا سکتے هیں - پهر جب غیر تدریجي تحول کا اعتراف شروع هوگیا تو قانون تحول تدریجی کا عموم کہاں رها؟ اور کب نظریهٔ ڈارون اس حد تک پہنچ گیا که اسکي بنا پر ایک ایسي کتاب کو جهٹلایا جاے جو دعوا کرتي هے که میں ظن و تخمین و نظریات نہیں هوں - برهان و یقین اور بصائر و " لاریب فیه " هوں؟ اور جسکا لانے والا اعلان کرتا هے که :

هذه سبیلي ادعو الی الله	یه هے میري راه - میں الله کیطرف
علی بصیرة انـا و من	اس یقین و علم کي بنا پر بلاتا
اتبعني (آخر یوسف)	هوں جو مجهے حاصل هے -

اس نظریهٔ تحول فجائي سے (جوکو ابهی اپني ابتدائي منزل میں هے مگر نہیں معلوم آگے چلکر کیا کیا مزید معلومات اس بارے میں حاصل هونے والي هیں) بے شمار نتائج و بصائر سامنے آتے هیں - ازانجمله قرآن حکیم کي اس آیة کي تفسیر کرو

اولیـــس الذي خلق	کیا وه خداے حکیم جس نے آسمانوں
السماوات والارض بقادر	اور زمین کو پیدا کیا' اسپر قادر نہیں
علی ان یخلق مثلهم ؟	که انکے مانند پیدا کردے؟ بلا شبهه
بلی وهو الخلاق العلیم	قادر هے اور وه سب سے بڑا قوة خالقیه
انما امره اذا اراد شیئـاً	و مکونیة رکهنے والا اور صاحب علم -
ان یقـول له " کن "	اسکي قدرت و خالقیت کا تو یه حال
فیکـون (اخر یاسین)	هے که جب وه کسي چیز کو پیدا کرنے

کا اراده کرتا هے تو اسکے لیے حکم دیتا هے که " هوجا " اور بس هوجاتي هے -

فسبحان الذي بیده ملکوت کل شيء و الیه ترجعون !

۱ ـ مآثر الکرام ـ و سرو آزاد

مصنفۂ

حسان الهند مولانا میر غلام علي آزاد بلگرامي پر

مولانا حکیم شمس الله قادري صاحب - ایم - اے - ایس - ایف
آر - ایچ - ایس - عالم آثار قدیمه کا

ریویو

علم تاریخ کي دو قسمیں هیں - ایک وہ سلسله واقعات هے که جس میں مختلف قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال سے بحث کي جاتي هے ' اور جس کو عرف عام میں تاریخ یا هسٹري کے نام سے تعبیر کرتے هیں - دوسري قسم وہ هے که جس میں کسي ملک و قوم کے افراد کا تذکرہ کیا جاتا هے ' اس کو اسماء الرجال یا بیوگریفي کہتے هیں -

اسماء الرجال جس کو دوسرے الفاظ میں تذکرہ نویسي بهي کہتے هیں کم و بیش قدیم الایام سے چلا آتا هے - عبراني ' یوناني ' رومي لٹریچر میں اس قبیل کي بہت سي کتابیں موجود هیں - لیکن ان میں زیادہ تر ملکي بهادروں کے نامي کارنامے یا اولیا و شہدا کے کشف و کرامات منضبط هیں - قرون وسطی میں مسلمانوں نے اِس فن کو اِس قدر ترقي دي که جس کي نظیر دنیا میں نہیں مل سکتي - ان لوگوں نے تراجم ' طبقات ' وفیات و اعیان وغیرہ کے عنوانوں سے هزاروں کتابیں لکهه ڈالیں ' اور ان میں علماء و فضلا ' شعرا ' حکما ' امرا وزرا وغیرہ غرض هر طبقه کے ابهرنے والے آدمیوں کا تذکرہ قلم بند کردیا - اس موقعہ پر یه ظاهر کردینا بهي خالي از دلچسپي نه هوگا که یه تمام کارنامے ان مسلمانوں کے تهے جو بغداد ' ایران ' روم و شام و مصر میں رهتے تهے - برخلاف اس کے هندوستان کے مسلمانوں نے اس کے ساتهه بہت بے اعتنائي سے کام لیا -

مسلمانان هند کي تاریخ پانچویں صدي هجري سے شروع هوتي هے - اس زمانے سے لیکر مغل ایمپائر کے انحطاط تک هندوستان کي مردم خیز خاک سے بڑے بڑے علما ' فضلا اور نامي گرامي اهل کمال پیدا هوے هیں - مگر افسوس هے که ان کے حالات مصنفین کي بے التفاتي سے اس طرح ناپید هوگیے که اس وقت باوجود تلاش و تجسس کے بهي نہیں مل سکتے -

مولانا آزاد بلگرامي بارهویں صدي میں ایک نامي گرامي مصنف گزرے هیں - انهوں نے اسماء الرجال میں بہت سي کتابیں لکهي هیں ' اور موقعہ پر فخر کے ساتهه اس امر کا ذکر کیا هے که وہ هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں - چنانچه ان کي اصل عبارت یه هے :

" و پیش از من احدي آستین سعي بایں وجه نه شکسته و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف بایں جد و جهد نه بسته " -

مولانا آزاد سے پہلے اگرچه ملا عبد القادر بدایوني اور شیخ ابو الفضل ' بختاور خان عالمگیري وغیرہ مورخین نے اپني تاریخوں میں اپنے معاصرین کا تذکرہ بهي قلم بند کیا هے - لیکن یه تحریرات اس موضوع پر مستقل تصنیف کي حیثیت نہیں رکهتي هیں - مولانا آزاد اسماء الرجال کو ایک مستقل فن قرار دیکر اس کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں تصنیف کیں مثلاً :

تراجم علما میں سبحة المرجان ' مآثر الکرام - تراجم شعرا میں ید بیضا - خزانۂ عامرہ - تراجم صوفیه میں روضة الاولیا ' شجرۂ طیبه وغیرہ وغیرہ - اس اعتبار سے اگر هم یه کہیں تو کچهه بیجا امر نه هوگا که مولانا آزاد بلگرامي هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں -

مآثر الکرام اسماء الرجال کي ایک قابل قدر او ر بیش قیمت کتاب هے - علامه مصنف نے اس کے دو حصے قرار دیے هیں - پہلے حصہ میں ان ڈیڑہ سو (۱۵۰) مشاهیر علما و صوفیه کا تذکرہ قلم بند کیا هے ' جو مقدم سلام سے لیکر بارهویں صدي هجري کے خاتمه تک سرزمین هندوستان کے مختلف شہروں میں گزرے هیں - دوسرا حصه جس کا نام سرو آزاد هے شعراء کے متعلق هے - اس میں فارسي اور هند کے (۱۵۱) شعرا کا تذکرہ هے - اور هر ایک شخص کي نسبت وہ تمام باتیں درج کردي هیں جو اس کي سوانح عمري کے لیے ضروري اور کار آمد هیں - مثلاً خاندان ' قوم ' وطن ' تعلیم و تربیت ' تلمذ - اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ اور ان کے ضمن میں بہت سے تاریخي واقعات و علمي نکات کا تذکرہ بهي آگیا هے -

مصنف نے حصه اول کو دو فصلوں پر مرتب کیا هے - پہلي فصل میں اولیاے کرام کے حالات هیں - دوسري فصل میں علما و فضلا کا تذکرہ هے - هر فصل کي ابتدا میں ایک تمہید هے - پہلي تمہید میں هندوستان میں مسلمانوں کے آنے اور اسلام کے اشاعت پانے کا ذکر هے - اسي طرح دوسري تمہید میں اهل اسلام میں علوم و فنون کے پهیلنے اور خلفاے بغداد و اندلس کے مشاغل علمي کا بیان هے -

حصه دوم یعنے سرو آزاد کي ابتدا میں ایک مقدمه هے جس میں فارسي شاعري کي تاریخ بیان کي هے - شعرا کے تراجم درج کیے هیں اور اس کے ضمن میں موقع بموقع شعر و سخن کے قیمتي نکات کا بهي تذکرہ کردیا هے -

ان دونوں حصوں میں ایک خاص باب یه هے که اکثر مشاهیر دکن کے حالات بهي آگئے هیں ' اور نواب نظام الملک آصفجاہ اور انکے خاندان کا تذکرہ اس شرح و بسط کے ساتهه لکها هے که ان کے هم زمانه تصنیفات سے کسي میں بهي نہیں مل سکتا -

بارهویں صدي کے نصف آخر میں جو حوادثات پیش آے هیں مصنف نے انکا ذکر نہایت عمدگي سے بیان کیا هے ' اور بعض باتیں تو ایسي لکهي هیں که جو کسي دوسري تاریخ میں مشکل سے مل سکتي هیں ' اور جو حضرات تاریخ دکن سے مذاق رکهتے هیں ان کیلیے یه حصه (سرو آزاد) ایک لاجواب تحفه هے -

فن تراجم میں یوں تو هندوستان میں بہت سي کتابیں لکهي گئي هیں - لیکن ان میں صرف دو کتابیں ایسي هیں جو هر زمانه میں عزت و رفعت کي نگاهوں سے دیکهي جا سکتي هیں - ان میں ایک مآثر الامرا هے جس میں هندوستان کے بڑے بڑے وزرا ' امرا اور عہدہ داروں کا تذکرہ منضبط هے - دوسري کتاب مآثر الکرام اور اس کا حصه دوم سرو آزاد هے ' جس میں علما ' فقرا اور شعرا کے حالات لکهے هیں ' اور هر ایک کا حال اس تفصیل سے درج هے که کسي دوسري کتاب میں اس کي نظیر نہیں مل سکتي -

مآثر الامرا کو بنگال ایشیاٹک سوسائیٹي کي علم دوست جماعت نے مدت هوئي که تین ضخیم جلدوں میں چهاپ کر شایع کردیا هے - لیکن مآثر الکرام کے دونوں حصے ابهي تک گوشۂ گمنامي میں پڑے هوے تهے -

خدا بهلا کرے مولوي عبد الله صاحب کا که باوجود بے بضاعتي هونیکے اس کتاب کو نہایت اعلی اهتمام سے چهپوا کر هندوستان کي علمي تاریخ میں ایک قابل قدر اضافه کیا هے ' اور تمام اهل ملک کو ان کے احسان کا مشکور هونا چاهیے - اور جو حضرات تاریخي مذاق رکهتے هیں ان کے لیے یه دونوں چراغ هدایت کا کام دینگے - پہلے حصه کے (۳۳۴) اور دوسرے حصے کے (۴۲۲) صفحات هیں - ان کي قیمت حسب ذیل رکهي گئي هے :

مآثر الکرام	قیمت	۲ روپیه	علاوہ محصول ڈاک
سرو آزاد	قیمت	۳ روپیه	علاوہ محصول ڈاک

۲ ـ اعظم الکلام في ارتقاء الاسلام

(یعنے اردو ترجمه)

" پرپوزڈ پولیٹکل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول "

مصنفه

نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم

پر مولوي محمد اختر صاحب کا ریویو

اس کتاب میں علامه مصنف نے بزبان انگریزي سنه ۱۸۸۳ ع میں ایک یوروپین عالم ریورنڈ مالکم میکال کے اس اعتراض کي تردید میں که " مذهب اسلام مانع ترقي هے " قرآن ' حدیث ' فقه اور تاریخ سے نہایت عالمانه طریق پر یه ثابت کیا هے که اسلامي روحاني ' اخلاقي اور دماغي ترقي کا حامي ' تغیر زمانه کے ساتهه لگے تمدن و سیاست کا ساتهه دینے والا اور زنده ضروریات کے مطابق هر قسم کے قوانین کي بنیاد ڈالنے کي صلاحیت رکهنے والا مذهب هے - اس کي فطرت جمود و خمود کے منافي هے - اسي ضمن میں اسلام کے متعدد دوسرے یوروپین مصنفین مثلاً سر ولیم میور ' هوتهه اسمتهه ' پالگریس

(پرنسپل) اُن مضامین کی تعیین کرکے طالب علم کو اطلاع دیتا ہے جن میں امتحان لینا مد نظر ہوتا ہے - امتحان کے دن شیخ الجامع کي زیر صدارت مجلس امتحان منعقد ہوتي ہے جسکے ممبر علما و اساتذہ ہوتے ہیں - ہر ممبر کو امتحان دینے والے طالب علم سے مضمون کے متعلق ہر قسم کے سوالات کرنیکا اختیار ہوتا ہے - اسوقت طالب علم اپنے کو ایک مدرس از ممتحنین کو شاگرد کي حیثیت سے خیال کرکے اُن سوالات کا جواب دیتا ہے ' اور یوں حسب حیثیت اول ' دوم ' سوم ' درجہ میں کامیابي کي سند دي جاتي ہے - اس سند پر خدیو معظم کے بھي دستخط ہوتے ہیں ' اور بعض ممتاز کامیاب طالب علموں کو اسکے ساتھہ خلعت بھي دیا جاتا ہے - اس سند کے حاصل کرنے والے طلبہ جامع ازہر اور مصر کے دیگر مدرسوں میں ہر قسم کي تدریس کے علاوہ مصري محکمہ قضاء شرعي اور افتاء کي خدمات سے بھي مستفید ہوسکتے ہیں -

(شہادۃ العلیۃ)

یہ امتحان کا سب سے ادنی پیمانہ ہے - اس سارٹیفکٹ کے حاصل کرنے والے طلبہ وہ ہیں ' جنہوں نے کم سے کم آٹھہ سال تک مسلسل ازہر میں تعلیم حاصل کي ہے - اس امتحان کے دینے والے طلبہ کیلیے شیخ الجامع کي ماتحتي میں تین علما مقرر کیے جاتے ہیں جو ان کا امتحان لیتے ہیں - حسب حیثیت کامیابي کے بعد شہادۃ الاہلیہ کي سند دیجاتي ہے - اسپر شیخ الجامع کا دستخط ہوتا ہے - یہ طلبا مساجد میں امام ' خطیب ' واعظ ' معلم ' نیز چھوٹے چھوٹے مکتبوں کے مدرس ہوسکتے ہیں -

ازہر ایک اور قسم کي سند اُن طلبا کو بھي دیتا ہے جنہوں نے ازہر میں تین سال تک پڑھا ہو - اس سند کا صرف اتنا نتیجہ ہے کہ یہ طلبا فوجي خدمت سے سبکدوش کردیے جاتے ہیں ' اِن مذکورہ بالا امتحانات کي کوئي فیس نہیں لیجاتي -

(تعطیل)

جامع ازہر میں سالانہ تعطیلیں بھي ہوا کرتي ہیں اور انکے علاوہ ہفتہ کے بعد دو روز کي معمولي تعطیلیں بھي ہوتي ہیں - گرمي کے موسم میں بھي ڈیڑھ مہینہ کي تعطیل ہوتي ہے بشرطیکہ رمضان ایام گرما میں نہ آیا ہو ' ان کے علاوہ اور غیر معمولي چھٹیاں بھي ہوا کرتي ہیں - مثلاً جب یہاں کوئي استاد انتقال کرتا ہے تو عموماً مدرسہ تین دن کیلیے بند ہو جاتا ہے ' طلبہ ان دنوں میں شب کو ماتم کي مجلسیں منعقد کرتے ہیں - اس جمع کي نشست وہیں پر ہوتي ہے جہاں بیٹھکر مرحوم استاد درس دیا کرتا تھا - فاتحہ خواني کے بعد یہ مجمع منتشر ہو جاتا ہے - اسکے سوا چار ہفتوں تک نماز جمعہ کے بعد وہیں بیٹھکر قرآن مجید تلاوت کرتے ہیں اور اُسکا ثواب مرنے والے استاد کیلیے تحفۃً بھیجتے ہیں -

(انتظامي مجلس)

جامع ازہر نے چونکہ آغوش سلطنت میں پرورش پائي ہے اسلیے اسکي ابتدائي زندگی ہي سے اسکا انتظام سلاطین و امرا سے متعلق رہا - یعني جسکے ہاتھہ میں مصر کي عنان حکومت ہوتي تھي وہي ازہر کا شیخ الجامع یا آنریري پرنسپل بھي ہوا کرتا تھا - بادشاہ کي طرف سے مذاہب اربعہ کے مشایخ اور شیوخ الاروقہ اسکي تعلیمي حالت کي نگراني کرتے تھے ' مگر گیارھویں صدي میں [illegible] سے بھي مناسب سمجھا گیا کہ ازہر میں شیخ الجامع کا [illegible] یا عہدہ مقرر کیا جاے جسکے ہاتھہ میں ازہر کي کل انتظامي [illegible] اور یہ تمام مشایخ ازہر اور اساتذہ کا افسر کل قرار دیا جاے - اس معزز عہدہ کیلیے صرف علما مخصوص ہیں - اُن میں سے بھي صرف ایسي شخص کا انتخاب ہوسکتا ہے جو علم و فضل کي حیثیت سے فخر مصر ہو -

شیخ الجامع کے لیے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ کسي خاص مذہب کا ہو بلکہ مذاہب اربعہ میں سے ہر ایک کا انتخاب ہوسکتا ہے - اول اول جو عالم شیخ الجامع مقرر ہوے تھے ' وہ امام ابو عبد اللہ تھے جو مالکي مذہب رکھتے تھے - سنہ ١٠٩٠ ہجري سے سنہ ١١٧١ھ تک یہ عہدہ علماے مالکیہ ہي کے ہاتھوں میں رہا - سنہ ١١٧١ سے سنہ ١٢٨٧ تک علماے شافعیہ اس خدمت کو انجام دیتے رہے ' اور سنہ ١٢٨٧ سے علماے حنفیہ بھي اس عہدہ کے فرائض ادا کرنے لگے -

پہلے دستور تھا کہ شیخ الجامع جب تک زندہ رہتا ' اس عہدے سے سبکدوش نہ کیا جاتا ' مگر سنہ ١٢٧٧ میں یہ قاعدہ منسوخ ہوگیا -

جامع ازہر کے شیخ الجامع کا مصر میں وہ رتبہ اور عزت ہے ' جو خلفاے عباسیہ و بنو امیہ کے عہد میں قاضی القضاۃ کیلیے تھي ' یا آجکل قسطنطنیہ اور ٹیونس میں شیخ الاسلام کو حاصل ہے - شیخ الجامع مصري علما کا سرگروہ تسلیم کیا جاتا ہے جسکو قوم کے شخصي معاملات میں بھي دخل دینے کا حق حاصل ہے -

مگر قاضي مصر سے اسکا درجہ کم ہے ' کیونکہ قاضي حضرۃ خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم کي طرف سے مقرر ہوتا ہے اور شیخ الجامع کا انتخاب خود خدیو مصر کرتا ہے -

جب کسي کو شیخ الجامع ہونے کي عزت حاصل ہوتي ہے تو خدیو اپنے محل شاہي میں علما و فضلا کي بڑے ہي تزک و احتشام سے دعوت کرتا ہے اور آخر میں سلطنت مصر کي طرف سے شیخ الجامع کو خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا جاتا ہے -

علاوہ سامان خورد و نوش کے شیخ الجامع کو ١٠٥٠٠ روپیہ سالانہ مدرسہ کي طرف سے دیا جاتا ہے - پہلے ازہر کے اختیارات و انتظامات محض شخصي تصرف میں ہوتے تھے مگر سنہ ١٣١٢ میں اس کے لیے ایک انتظامي مجلس قائم کي گئي جسکے ارکان کي تعداد پانچ ہوتي ہے - ان میں سے ایک شیخ الجامع ہوتا ہے ' دو ازہر کے جلیل القدر اساتذہ ' اور دو خدیوي سلطنت کے بااثر حکام - آمدني و خرچ کي حساب فہمي ' نصاب کي ترمیم ' ازہر کے لیے مفید قوانین کا بنانا ' ان کے فرائض میں سے ہے -

یہ ایک دھندھلي سي تصویر ہے اُس عربي یونیورسٹي کي جو آج غالباً دنیا کي سب سے قدیم یونیورسٹي ہے - جسکي پرانے در و دیوار سے مسلمانوں کي اگلي تہذیب اور علمي عروج کا اندازہ کیا جاسکتا ہے - اسوقت جامع ازہر کي عمر ٩٧٩ برس کي ہوچکي ہے - جامع ازہر کو چھوڑکر مصر میں اور بھي بہت سے چھوٹے چھوٹے مدارس ہیں جنکي تعداد ٢٩٥ تک بیان کي جاتي ہے - ان مدارس میں ١١٩٠٢ طلبہ اسوقت تعلیم پا رہے ہیں اور ٧٧١ علما اپني درس و تدریس سے اُن مدرسوں کي رونق بڑھا رہے ہیں -

---

(اشتہار)

کلیات اکبر !

یعني لسان العصر سید اکبر حسین صاحب پنشنر جج کي حیرت انگیز نظموں کا مجموعہ ' جسمیں سنجیدگي اور ظرافت کے پیرایہ میں زمانہ موجودہ کي خرابیوں کي دھجیاں اڑائي گئي ہیں جسکے پڑھنے سے مذہبي و قومي جذبات میں بہت ترقي ہوتي ہے جسمیں تمام موجودہ مسائل کو عمدگي سے حل کیا گیا ہے جسکا ایک ایک شعر ایک پورا آرٹیکل ہے - علمدوست حضرات جلد طلب فرمائیں - لکھائي چھپائي عمدہ قیمت في جلد - (دو روپیہ) علاوہ محصول ڈاک - ملنے کا پتہ محمد مبین صدیقي ارنڈوا - ڈاکخانہ بیبي پور - ضلع اعظم گڈھہ (صوبۂ متحدہ)

اور جانتے ہیں کہ اس نے کس طرح اس علمی میدان میں داد تحقیق بھی دی ہے' اور اپنے مقصد میں کہانتک کامیاب ہوا ہے - اور جس سبجکٹ پر قلم اٹھایا ہے پھر کسی دوسرے کے لیے اُس پر اضافہ کرنے کی بہت کم گنجایش باقی رکھی ہے - پبلک کو اس دعوی کا ثبوت کتاب ھذا اور اس کی دوسری تصانیف سے بخوبی مل سکے گا - جب وہ اسی مصنف کی دوسری کتاب " تحقیق الجہاد " کو پڑھیگی جو چھپ کر اُردو زبان میں تیار ہوگئی ہے اور ۴۱۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے ' تو مصنف کا علمی پایہ اس صدی کے تمام مسلمان مصنفین سے اعلی و ارفع ثابت ہوگا - افسوس ہے کہ سواے معدودے چند مضامین مطبوعہ " تہذیب الاخلاق " کے ابھی پبلک کے پاس کوئی اور ایسا معیار نہیں پہنچا جس سے وہ مصنف کو جانچ سکے - لہذا پبلیشر کتاب ھذا (مولوی عبد اللہ خانصاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن) نے ارادہ کیا ہے کہ مصنف مرحوم کے اُن تمام قلمی مسودات کو شایع کردیا جاے جو وہ اس دنیاے فانی میں اپنی ایک لازوال یادگار چھوڑ گیا ہے - یہ رسائل نہایت جستجوے جمع کیے گئے ہیں جو تقریباً دو ہزار صفحات (۲۰۰۰) تک وسیع ہوں گے - ان میں سے ہر ایک رسالہ ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے ' اور بالکل نئے نئے سبجکٹوں پر اردو زبان میں لکھا گیا ہے - یہ رسائل بعد طبع دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے -

کتاب نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر دو حصوں میں چھاپی گئی ہے' اور شائقین کو بقیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک - مولوی عبد اللہ خاں صاحب بک سیلر اینڈ پبلیشر حیدرآباد دکن کتب خانہ آصفیہ سے مل سکتی ہے - فقط -

---

۳ - گلشن ھند

تصنیف میرزا علی دہلوی المتخلص بہ لطف پر

حکیم سید شمس اللہ قادری صاحب عالم آثار قدیمہ کا ریویو

لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل (سنہ ۱۸۷۳ ع سنہ ۱۸۸۲ع) کے زمانہ میں نواب علی ابراہیم خاں نے گلشن ابراہیم کے نام سے فارسی زبان میں شعراے ہند کا ایک تذکرہ لکھا تھا - زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ کی فرمایش سے سنہ ۱۸۰۱ع میں بعہد مارکوئس آف ویلزلی (سنہ ۱۷۹۸ ع - سنہ ۱۸۰۵ ع) میرزا علی لطف نے بہت کچھہ اضافہ کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ کیا اور گلشن ھند نام رکھا - میرزا علی لطف کے والد میرزا کاظم بیگ استر آباد کے باشندے تھے - سنہ ۱۵۴۱ع میں نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آے' اور نواب ابو المنصور خاں کے توسط سے شاہی دربار میں ملازمت کرلی - فارسی کے شاعر تھے - ہجری تخلص تھا - میرزا علی لطف دہلی میں پیدا ہوے اور وہیں نشو و نما پائی - جوانی میں عظیم آباد چلے گئے اور وہاں سے کلکتہ پہنچے - کچھہ عرصہ یہاں قیام رہا اس کے بعد حیدرآباد چلے آے - اس وقت نواب سکندر جاہ (سنہ ۱۷۶۸ع - سنہ ۱۸۲۸ ع) کی حکومت تھی - نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ ان کے وزیر اعظم تھے - ارسطو جاہ نے انہیں اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا ' اور چار سو روپیہ ماہوار مقرر کردی - سنہ ۱۸۱۲ع میں بمقام حیدر آباد میرزا علی لطف کا انتقال ہوا (گلشن ھند - ص - ۱۳۹ - گلشن بے خار - ص - ۱۹۷ - تاریخ گلزار آصفیہ - ص - ۴۵۰) نظم اردو کے باوا آدم ولی دکھنی سے لیکر سنہ ۱۸۰۱ ع تک جس قدر مشہور شعرا گذرے ہیں' قریب قریب ان تمام کا تذکرہ گلشن ھند میں مندرج ہے - مصنف نے ہر شخص کے ضروری حالات مثلاً خاندان' قوم و وطن' تعلیم و تربیت' تلمذ ' اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ کا ذکر کیا ہے - اسی کے ضمن میں ہندوستان کے بہت سے تاریخی واقعات بھی لکھدیے ہیں -

اس تذکرہ سے اردو شاعری کی نسبت کئی ایک نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں - مشہور محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی نسبت لکھا ہے کہ " اردو کے بھی شاعر تھے ' اشتیاق تخلص تھا -

یہ بھی معلوم [illegible] کے مشہور شاعر میرزا
عبد القادر بیدل کے تلمیذ تھے [illegible] کرتے تھے - چنانچہ اُن کے
موصوف بھی گل [illegible] معنی [illegible] اس تذکرہ میں بعض
ایسے شعراء کا بھی [illegible] ۱۲۰۵ھ - توجیہ [illegible] مشہور ہے ' مگر -
ہے کہ [illegible]

کلام نہیں ملتا - مثنوی سحر البیان کے مصنف میر حسن دہلوی اردو کے بلند پایہ شاعر ہوے ہیں اس وقت ان کا دیوان ناپید ہے - شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

" کہ دیوان نہیں ملتا .... آج یہ نوبت ہے کہ پانچ غزلیں بھی پوری نہ ملیں' جو اس کتاب میں درج کرتا - (آب حیات) مولوی صاحب موصوف نے آب حیات میں صرف سولہ شعر درج کیے ہیں - گلشن ھند میں تین صفحوں پر صرف غزلیات کا انتخاب درج ہے - سید محمد میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" نہایت مشہور ہے ' مگر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی - گلشن ھند میں اسکا انتخاب بھی درج ہے - میرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر ' انشا ' مصحفی ' منت وغیرہ کے ہم عصر اور صحبت یافتہ تھے ' اس لیے ان کے بہت سے ایسے واقعات بھی لکھے ہیں جن کا دوسری کتابوں میں پتہ تک نہیں چلتا - میر تقی کے حالات میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ سرکار کمپنی نے کلکتہ فورٹ ولیم میں اردو کتابوں کی تصنیف و تالیف کا محکمہ قائم کیا' تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنو کی وساطت سے میر صاحب کلکتہ بلواے گئے - مگر بوجہ پیرانہ سالی وہاں نہ جاسکے - یہ ایسا واقعہ ہے جس کو کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا -

میرزا لطف نے حالات لکھنے میں نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہے - بلا کسی رو و رعایت کے سچ سچ باتیں بھی لکھہ دی ہیں - خان آرزو نے شیخ علی حزیں کے کلام پر جو نکتہ چینی کی ہے اُس کی نسبت لکھا ہے کہ :

" دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہراے - چنانچہ وہ سب اعتراض جملہ کرکے ایک رسالہ لکھا اور اوس کا نام تنبیہ الغافلین رکھا - عوام کی طبیعت تو ان اعتراض سے البتہ تشویش میں پڑتی ہے ' نہیں تو صاف نزاع معلوم ہوتی ہے' جب باریک بینوں کی نگاہ اس سے جا لڑتی ہے " -

الغرض گلشن ھند شعراے اردو کا ایک نادر و نایاب اور قابل قدر تذکرہ ہے - سنہ ۱۹۰۶ع سے پہلے دنیا میں اس کے تین نسخوں کا پتہ معلوم تھا - ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری واقع لنڈن کا - دوسرا نسخہ پروفیسر گارسن ڈی تاسی کے کتب خانہ کا - تیسرا نسخہ اودھہ کے کتب خانہ شاہی کا - (جو اس وقت انڈیا آفس لائبریری میں شریک کردیا گیا ہے) سنہ ۱۹۰۵ع کے موسم برسات میں حیدر آباد کی رود موسی کو طغیانی ہوئی ' جس کی وجہ سے ہزاروں گھر غرق ہوگئے' لاکھوں کا نقصان ہوا - کسی آفت رسیدہ کا کتب خانہ بھی بہہ گیا - اس میں یہ نادر الوجود تذکرہ بھی تھا - مولوی غلام محمد صاحب نے جو آج کل تعلقدار ہیں اُسے خرید لیا - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی نظر سے جب یہ تذکرہ گزرا تو اُنہیں بدرجہ غایت پسند آیا' اور اوسے انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع کرنے کا قصد کیا - لیکن جب انجمن نے پیچ در پیچ دار طرز عمل کی وجہ سے اس کو نہ چھاپ سکی ' تو شمس العلماء نے مولوی عبد اللہ خاں کو اس کے شایع کرنے کی راے دی' اور خود اُس کی تصحیح کی ' اور بہت سے حواشی بھی لکھے - کتاب کی ابتدا میں مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - سکریٹری انجمن ترقی اردو نے ایک عالمانہ مقدمہ بھی لکھا ہے' جس میں زبان اردو کے نشو و نما کی تاریخ اور اُس کے قدیم تصنیفات کا بیان' تذکرہ ھذا کے خصوصیات' نہایت وضاحت سے بتلاے ہیں -

مولوی عبداللہ خاں نے اس کتاب کو چھپواکر اردو علم ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے - امید ہے کہ جو لوگ اردو کی ترقی کے خواہاں ہیں وہ ضرور اس کی اشاعت میں کوشش کرینگے صفحات (۲۴۳) قیمت صرف ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹیکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ مترجمۂ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامۂ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اس اعتراض کو رفع کیا ہے کہ " مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے " فاضل مصنف نے قرآن' حدیث' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب (صلعم) کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے ' اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم (۴۱۲) صفحات - قیمت ۳ روپے -

هٹر - سیل وغیرہ کی غلط بیانیوں کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالوں سے کی گئی ہے ' اور صدہا اسلامی مسائل متعلق معاشرت و سیاست پر عالمانہ بحث کی گئی ہے -

غرض کہ یہ کتاب اسلامی تمدن و سیاست کا خلاصہ ہے ' جو اس میں وہ مسائل جمع کیے گئے ہیں ' جن پر ہزارہا اسلامی کتب کے مطالعہ کے بعد بھی بہ مشکل عبور ہوسکتا ہے - اور یہ کہنا بالکل مبالغہ سے خالی ہے کہ جو قیمتی معلومات اس مختصر کتاب میں جمع کی گئی ہیں وہ آج تک زبان اردو میں نہیں ملینگی ' جس کا ثبوت فہرست مضامین کتاب ہذا سے ملیگا -

اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں کے تمدن و سیاست اور اُن کے ملکی و قومی اخلاق پر حملے کیے جارہے ہیں ' اور دیکھایا جاتا ہے کہ اُنکا وجود کرۂ ارض کی تہذیب و شایستگی کے حق میں ایک بار اور سد راہ ہے ' اس کتاب کا مطالعہ تمام علم دوست حضرات اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمانوں اور بالخصوص اُن حضرات کو بیحد مفید ہوتا ' جنھوں نے محض حب اسلامی اور حب قومی سے اپنی زندگی مذہب اسلام کی حمایت کیواسطے وقف کررکھی ہے ' اور جن کو رات دن یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ مذہب اسلام کو نئی روشنی و تہذیب کا ساتھ دینے والا ثابت کیا جائے ' اور اس پر جو ناجائز حملے کیے جارہے ہیں ' اُنکی مدافعت عالمانہ طور پر کی جائے - اس لحاظ سے یہ کتاب اسلامی مشنریوں کو نہایت اعلی درجہ کے ہتھیار کا کام دیگی - کیونکہ علامہ مصنف نے اس کتاب میں الزامی جوابوں سے کام نہیں لیا ' بلکہ ہر اعتراض کا جواب تحقیقی ' اور قرآن و حدیث اور تعامل مسلمانان صدر اول اور تاریخ و فقہ اور مقننین اسلام ' اور مسلمانوں کے زندہ زمانہ کی مثالوں سے دیا ہے - اور بالمقابل دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائیت کے قانون اور فقہ کا ذکر کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام نے دنیا کی تہذیب و شایستگی کے حق میں کیا کیا ' اور مخالفین نے کیا -

غرضکہ مصنف نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب اسلام صرف سرزمین عرب اور خاص مسلمانوں کے حق میں ہی مفید نہیں ہے ' بلکہ وہ یہ آیۃ رحمت ہے جس پر تمام دنیا کی دینی و دنیوی فلاح منحصر ہے ' اور اس کا نیچر ایسا پر حکمت ہے کہ ملک و قوم اور زمانہ کا ساتھہ دے سکتا ہے ' اور اس طرح وہ ایک زندہ مذہب ہے ' اور ریونڈ ملکم میکال کا اعتراض تاریخی شہادتوں کے بالکل خلاف ہے -

مرحوم مصنف نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے - پہلے حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھہ مسائل تمدن و سیاست پر بحث کی ہے ' جس میں جزیہ ' دار الحرب ' دار الاسلام ' حقوق ذمیاں ' شہادت غیر مسلمین ' حقوق رعایا ' ارتداد و بغاوت ' مساوات اقوام غیر ' عدم جواز جنگ و جدال از قرآن ' مذہبی آزادی ' تعمیر گرجا ' معاہدوں کی پابندی ' خلفاء اسلام کی تاریخی مسالمت ' قانون بین الاقوام وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے -

دوسرے حصہ میں مسائل معاشرت کو اسلامی روشنی میں دکھلایا گیا ہے ' اور مسائل طلاق و نکاح ' تعدد زوجات ' اور غلامی و تسری پر مفصل بحث کی گئی ہے -

اس کے علاوہ حصہ اول کے شروع میں مصنف نے ایک مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے - اس مقدمہ میں اُن اہم امور پر بحث کی گئی ہے جو اسلامی فقہ کے اصل الاصول ہیں ' یعنی فقہ کے دور ' مذاہب اربعہ کا شیوع ' اختلاف زمان و مکان سے مسائل فقہی کا بدلتا رہنا ' قیاس و اجماع اور عدم اختتام اجتہاد وغیرہ -

اس کتاب میں سلطنت ترکی کی سیاسی حالت کا ذکر بھی آیا ہے - علامہ مصنف نے اس سلسلۂ بیان میں اُن تمام اعتراضات کی قلعی بھی کھولدی ہے جن کا سنگ بنیاد مہذب یورپ اسپر رکھتا ہے کہ اسلام کا کانسٹی ٹیوشن اس کے تنزل کا باعث ہے ' اور اسی مناسبت سے مصنف نے اس کتاب کو سلطان عبد الحمید خان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا تھا -

محض قومی خدمت کی غرض سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے - ترجمہ کی خوبی کے بارہ میں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اُس کا مترجم موجودہ زمانہ کا وہ مسلم الثبوت انشا پرداز ہے [illegible] سے اردو زبان زیربار احسان ہے ' جسکا نام نامی مولوی [illegible] صاحب بی - اے (علیگ) ہے -

اس کتاب کا ترجمہ کچھہ آسان نہیں تھا - کیونکہ گو یہ کتاب انگریزی زبان میں تھی ' اور یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے ' لیکن اس کو اردو کا جامہ پہنانے کے لیے اسلامی معلومات اور عربیۃ کی سخت ضرورت تھی - کیونکہ اس کتاب میں ہزارہا آیات قرانی ' احادیث ' مسائل فقہ ' اور سیکڑوں کتب علمیہ عربیہ کے اقتباسات دیے گئے ہیں ' جن کا ترجمہ بغیر اصل کے مقابلہ کیے ہوے نہیں ہوسکتا تھا ' اور نہ اصطلاحات عربیہ قائم رہ سکتی تھیں - لہذا اس کتاب کے ترجمہ میں مترجم نے جو جانکاہی و جانفشانی کی ہے وہ بجاے خود ایک مستقل تصنیف کا درجہ رکھتی ہے اور اس لحاظ سے یہ کتاب اُن حضرات کو چراغ ہدایت کا کام دیگی جو اعلی درجہ کی کتب علمیہ کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں -

اس محنت کے علاوہ فاضل مترجم نے اصل پر بہت کچھہ اضافہ بھی کیا ہے ' یعنی ایک بسیط اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے - جو تین حصوں پر مشتمل ہے :

حصہ اول میں علامہ مصنف کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں ' جو بجاے خود ایک نہایت عمدہ اور مفید چیز ہے - اور اُن سے یہ سبق ملتا ہے کہ مصنف نے محض اپنی کوشش اور مطالعہ سے یہ علمی پایہ اور مراتب دنیاوی حاصل کیے ' جس کی مثال اب تک نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں نہیں پیدا ہوئی - گویا مصنف کی سوانح عمری سیلف ہلپ کا ایک کامل نمونہ ہے -

حصہ دوم میں علامہ مصنف کی دوسری تصانیف تحقیق الجہاد ترو پرافت ' کتاب زیر بحث اور دیگر کتب پر ریویو کیا گیا ہے -

حصہ سوم میں فاضل مترجم نے اُن آراء و خیالات کو جمع کیا ہے جو مشاہیر عہد اور علماے یورپ نے کتاب ہذا کی نسبت ظاہر کیے تھے ' مثلاً ڈاکٹر ہنٹر ' ڈبلیو - سی بلنٹ ' مصنف فیوچر آف اسلام ' ڈاکٹر اسپرنگر اور سر سید مرحوم وغیرہ -

ڈاکٹر اسپرنگر اپنے زمانہ کا مشہور عالم شرقیات گزرا ہے ' اُس کا خط خصوصیت سے قابل ذکر ہے - یہ خط نہایت دلچسپ اور عالمانہ ہے - اس میں مسلمانوں کے ترقی و تنزل کے اسباب اور اُن کے علمی کارناموں پر مفصل بحث کی گئی ہے - یہ خط کتاب کے شایع ہونے کے بعد مصنف کو لکھا گیا تھا - جس میں اُن خیالات کی بیحد تعریف کی گئی ہے ' جو اس کتاب میں ظاہر کئے گئے ہیں ' اور مجبوراً اُس کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ واقعی مذہب اسلام کے اصول کسی قوم کی ترقی میں سد راہ نہیں ہوسکتے - بلکہ تعلیم و تربیت نے مسلمانوں کو اس قعر مذلت میں ڈال رہا ہے لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب تعلیم میں اصلاح کی جائے تاکہ انسانی ترقی کا وہ اعلی مقصد حاصل ہوسکے جو مذہب اسلام کا منشاء ہے - چنانچہ اُس نے اس خط میں ایک کورس کا خاکہ بھی پیش کیا ہے ' جس سے مصلحان تعلیم قدیم کو اس تعلیمی انقلاب کے زمانہ میں بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے - خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ قیام محمڈن یونیورسٹی علیگڈہ کا مسئلہ بھی خواہان قوم کے پیش نظر ہے -

اگرچہ مصنف کا زمانہ کچھہ بہت دور نہیں ہے ' لیکن اُردو خواں پبلک سے اُس کا تعارف کرانا ضرور ہے ' کیونکہ مصنف اکثر و بیشتر اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتے تھے -

اس مختصر ریویو میں مصنف کی علمی اور شخصیت پر مفصل روشنی نہیں ڈالی جاسکتی - کیونکہ وہ ایک ایسا جامع صفات شخص ہے جو اپنے تعارف کے لیے نہایت دقت نظر کا محتاج ہے - تاہم اس کتاب کا پوزیشن بتانے اور پبلک کی واقفیت کے لیے کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضرور ہے -

مصنف مرحوم سر سید مرحوم کے اصحاب میں سب سے زیادہ عالم اور دقیق النظر اور وسیع معلومات کا شخص تھا - لیکن اُسی قدر سب سے زیادہ خاموش تھا - اور ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہتا تھا - باوجود عالم شرقیات ہونے کے وہ ہمیشہ اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتا تھا - اور اُس کا روے سخن اُن علماے اقوام غیر کی طرف رہتا تھا جن کا مقصد زندگی یہ تھا کہ مذہب اسلام کو تمام ممکن پہلووں سے مورد مطاعن بنایا جاے - لہذا مصنف مرحوم نے بھی اپنا اعلی مقصد زندگی " یہ قرار دیا تھا کہ مذہب اسلام حمایت میں اپنا دل و دماغ اور جان و مال وقف کردے - جو لوگ انگریزی میں مصنف کی تصانیف تک رسائی رکھتے ہیں وہ اس کے علمی مطمح نظر اور ایثار نفس سے بخوبی واقف ہیں -

جسکا درد وهي جانتا هے، دوسرا کیونکر جان سکتا هے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے کئي بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت هي پریشان هوتے هیں ' اور رات دن سانس پہولنے کی وجه سے دم نکلے جاتے هیں ' اور نیند تک حرام هو جاتي هے - دیکهیے ! آج ادهر دمه درد تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس کا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نقصان اشیاء اور دهتورے ' بهنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' ماے او ذالک ' دیکر بنتي هے - اسلیے فائده هونا تو درکنار موس بے موت مر جاتا هے - ڈاکٹر درمن کی کیمیائي اصول سے بنی هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر هے یه صرف هماری هي بات نهیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپنے بہت خرچ کیا هوگا - لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمائیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصولڈاک • اس دوا کی دو خاص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچهه روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال میں رهے دورہ نہیں هوتا هے -

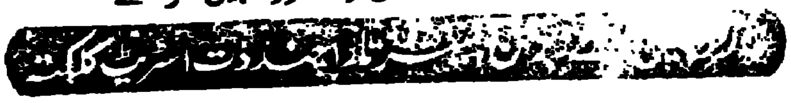

ترجمه تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جس درجہ کی کتاب ہے جس کا اندازہ ارباب فن ہی خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہوتی تو صدہا مباحث و مطالب عالیہ تھے جو ہماری معلومات سے بالکل مفقود ہو جاتے - پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب دردمسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا، ترجمہ کے متعلق اڈیٹر الہلال کی رائے ہے کہ وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمہ ہے - لکھائی اور چھپائی بھی بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھ نسخے دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے قیمت دو روپیہ تھی اب بغرض نفع عام ایک روپیہ آٹھ آنہ کردی گئی ہے -

تمام درخواستیں : منیجر البلاغ کلکتہ کے نام آئیں

نوادر آثار مطبوعات قدیمۂ هند

تاریخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈیا " مصنفه مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قدیم کلکته سنه ۱۸۵۹

هندوستان کي تاریخوں کے لکهنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاه محنتیں کي هیں' اُن میں مسٹر جان-سي مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتهه قابل ذکر هے - اسکا نهایت سلیس و فصیح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحیم گورکهپوري نےکیا تها ' اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بهرام شاه نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نهایت اهتمام و تکلف سے طبع کرایا تها اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکي خاص طرح کي چهپائي بهي هے - یعنے چهپي تو هے ٹائپ میں' لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا هے - کاغذ بهي نهایت اعلی درجه کا لگایا گیا هے - علاوه مقدمه و فهرست کے اصلي کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هیں - قیمت مجلد ۳ - روپیه -

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ " کلکته کے نام آئیں -

مسیحا کا
تیل
بالوں کے
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو کام کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود هیں' اور جب تهذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تهي تو تیل ' چربي ' مسکه' گهي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجها جاتا تها - مگر تهذیب کي ترقي نے جب سب چیزوں کي کانٹ چهانٹ کي تو تیلوں کو پهولوں یا مصالحوں سے بساکر معطر و خوشبو دار بنایا گیا ' اور ایک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلداده رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانه میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا هے ' اور عالم متمدن نمود کے ساتهه فائدے کا بهي جویاں هے - بناءبریں هم نے سالها سال کي کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں کو جانچکر " موهني کسم تیل " تیار کیا هے - اسمیں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے ' بلکه موجوده سائنٹیفک تحقیقات سے بهي جسکے بغیر آج مهذب دنیا کا کوئي کام چل نهیں سکتا - یه تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا هے ' اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیرپا هونے میں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گهنے اُگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتي هیں اور قبل از وقت بال سفید نهیں هوتے - درد سر ' نزله ' چکر ' اور دماغي کمزوریوں کے لیے ازبس مفید هے - اسکي خوشبو نهایت خوشگوار دل آویز هوتي هے ' نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکهنے سے سڑتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قیمت في شیشي ۱۰ - آنه علاوه محصول ڈاک -

مسیحائی ملیریا مکسچر

اکسیر دافع بخار هر قسم

همنے خلق الله کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالهاسال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا هے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعه اشتهارات عام طور پر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازه هوجاے - مقام مسرت هے که خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي هیں ' اور هم دعوے کے ساتهه کہه سکتے هیں که همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعني پرانا بخار ' موسمي بخار ' باري کا بخار ' پهر کر آنے والا بخار ' اور وه بخار جسمیں ورم جگر و طحال بهي لاحق هو ' یا وه بخار جسمیں متلي اور قے بهي آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے ' جنگلي بخار هو ' یا بخار میں درد سر بهي هو ' کالا بخار ' یا آسامي هو ' زرد بخار هو ' بخار سانه گلٹیاں بهي هوگئي هوں ' اور اعضا کي کمزوري کي وجه سے بخار آتا هو ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے - اگر شفا پانے کے بعد بهي استعمال کیجاے تو بهوک بڑه جاتي هے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کي وجه سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آجاتي هے - نیز اُسکي سابق تندرستي از سر نو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتهه پیر ٹوٹتے هوں ' بدن میں سستي اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نه چاهتا هو - کهانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یه تمام شکایتیں بهي اسکے استعمال کرنے سے رفع هو جاتي هیں ' اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هو جاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیه چار آنه - چهوٹي بوتل باره آنه

پرچه ترکیب استعمال بوتل کے همراه ملتا هے

المشتهر و پروپرائٹر

ایم - ایس - عبد الغني کهمبٹ - ۴۲ و ۴۳

کولو ٹوله اسٹریٹ - کلکته

(۵) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لاثانی تصنیف - جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور آپ کے ملکی، مالی، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۶) آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے - نامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) میڈیکل جیورس پروڈنس - حضرت مولانا سید علی بلگرامی مرحوم کی مشہور کتاب - یہ کتاب وکیلوں، بیرسٹروں اور عہدہ داران پولیس و عدالت کے لیے نہایت مفید و کارآمد ہے - تعداد صفحات (۳۸۰) مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ قیمت سابق ۹ روپے قیمت حال ۳ روپیہ -

(۸) علم اصول قانون - مصنفۂ سر ڈبلیو ایچ رٹیگن ال - ال - ڈی کا اُردو ترجمہ جو نظام الدین حسن خان صاحب بی - اے - بی - ال - سابق جج ہائیکورٹ حیدر آباد اور مولوی ظفر علی خان صاحب بی - اے کی نظر ثانی کے بعد شایع ہوا ہے - مترجمہ مسٹر مانک شاہ دین شاہ شٹن جج دولت آصفیہ - آخر میں اصطلاحات کا فرہنگ انگریزی و اُردو شامل ہے - کل تعداد صفحات (۸۰۸) قیمت ۸ روپیہ -

(۹) تمدن ہند - قیمت پچاس روپیہ -

(۱۰) داستان ترکتازان ہند - ۵ جلد فارسی زبان میں - جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلی کاغذ پر نہایت خوشخط چھپی ہے حجم (۲۲۵۹) صفحہ - قیمت سابق ۲۰ روپیہ قیمت حال ۹ روپیہ -

(۱۱) الغزالی - مصنفۂ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تذکرہ - حجم (۲۸۲) صفحہ طبع اعلی قیمت ۲ روپیہ -

(۱۲) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارڈ کپلنگ کی کتاب " دی جنگل بک " کا اُردو ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے - جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۴۹۲ صفحہ قیمت سابق ۴ روپیہ حال دو روپیہ -

(۱۳) وکرم اُروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالی داس کے ڈراما کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز مرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

(۱۴) انفس اللغات - عربی فارسی کے کئی ہزار متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری - حجم ۱۲۲۶ صفحہ - قیمت سابق ۹ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(نوٹ) عربی فارسی الفاظ کے معنے اُردو زبان میں رکھے گئے ہیں -

(۱۵) قول السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں، اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

(۱۶) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب - جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۱۷) نقش ایران - مسٹر شوسٹر کی مشہور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ مع ۲۱ تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(. .) صنمخانۂ عشق - حضرت امیر مینائی کا مشہور
...ت ۳ روپیہ -

۱۹ - حکمت بالغہ

مولوی احمد مکرم صاحب عباسی چریا کوٹی نے ایک نہایت مفید سلسلہ جدید تصنیفات و تالیفات کا قائم کیا - مولوی صاحب کا مقصود یہ ہے کہ قرآن مجید کے کلام الہی ہونے کے متعلق آج تک جس قدر دلائل کہے گئے ہیں اُن سب کو ایک جگہ مرتب و مدون کر دیا جائے، اس سلسلہ کی ایک کتاب موسوم بہ " حکمت بالغہ " تین جلدوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے -

پہلی جلد کے چار حصہ ہیں - پہلے حصہ میں قرآن مجید کی پوری تاریخ ہے جو " اتقان فی علوم القرآن " علامہ سیوطی کے ایک بڑے حصہ کا خلاصہ ہے - دوسرے حصہ میں تواتر قرآن کی بحث ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید جو آنحضرت (صلعم) نازل ہوا تھا، وہ بغیر کسی تحریف یا کمی بیشی کے ویسا ہی موجود ہے، جیسا کہ نزول کے وقت تھا - اور یہ مسئلہ کل فرق اسلامی کا مسلمہ ہے - تیسرے حصہ میں قرآن کے اسماء و صفا کے نہایت مبسوط مباحث ہیں - جن میں ضمناً بہت سے علم مضامین پر معرکۃ الآرا بحثیں ہیں - چوتھے حصہ سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے - اس میں چند مقدمات اور قرآن مجید کی ایک پیشین گوئیاں ہیں جو پوری ہو چکی ہیں - پیشین گوئیوں کے ض میں علم کلام کے بہت سے مسائل حل کیے گئے ہیں، اور فل جدیدہ جو نئے اعتراضات قرآن مجید اور اسلام پر کرتا ہے ان تفصیلی بحث کی گئی ہے -

دوسری جلد ایک مقدمہ اور دو بابوں پر مشتمل ہے - مقد میں نبوت کی مکمل اور نہایت محققانہ تعریف کی گئی آنحضرت صلعم کی نبوت سے بحث کرتے ہوئے آیۂ خاتم ا کی عالمانہ تفسیر کی ہے - پہلے باب میں رسول عربی صلع ان معرکۃ الآرا پیشین گوئیوں کو مرتب کیا ہے جو کتب احا کی تدوین کے بعد پوری ہوئی ہیں، اور اب تک پوری جاتی ہیں - دوسرے باب میں ان پیشین گوئیوں کو تدوین کتب احادیث سے پہلے ہو چکی ہیں - اس باب سے آنحض صلعم کی صداقت پوری طور سے ثابت ہوتی ہے -

تیسری جلد میں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور عل یورپ کے مستند اقوال سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم أ تھے، اور آپ کو لکھنا پڑھنا کچھ نہیں آتا تھا - قرآن مجید کے الہی ہونے کے نو عقلی دلیلیں لکھی ہیں - یہ عظیم الشان ک ایسے پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مذہب ا نکتہ چینی ہو رہی ہے، ایک عمدہ ہادی اور رہبر کا کام دے، عبارت نہایت سلیس اور دل چسپ ہے، اور زبان اردو میں کتاب سے ایک بہت قابل قدر اضافہ ہوا ہے - تعداد صف ہر سہ جلد (۱۰۹۴) لکھائی چھپائی و کاغذ عمدہ ہے قیمت ۵ - ر

۲۰ - نعمت عظمی

امام عبد الوہاب شعرانی کا نام نامی ہمیشہ اسلامی دنیا میں مشہور رہا ہے - آپ دسویں صدی ہجری کے مشہور رکی " لواقح الانوار " صوفیائے کرام کا ایک مشہور تذکرہ آپ کی تص ہے - اس تذکرے میں اولیاء فقراء اور مجاذیب کے احوال اس طرح برکات چھانٹ کے جمع کیے ہیں کہ ان کے مطا اصلاح حال ہو، اور عادات و اخلاق درست ہوں، اور صوفیائے بارے میں انسان سوء ظن سے محفوظ رہے - یہ لاجواب کتا زبان میں تھی - ہمارے محترم دوست مولوی سید عبد صاحب وارثی نے جو اعلی درجہ کے ادیب ہیں اور علم تصو خاص طور سے دل چسپی رکھتے ہیں - اس کتاب کا ترجمہ عظمی کے نام سے کیا ہے - اس کے چھپنے سے اردو زبان میں قیمتی اضافہ ہوا ہے - تعداد صفحات ہر دو جلد (۷۲۹) - کاغذ اعلی قیمت ۵ - روپیہ -

(نوٹ ۱) ایک روپیہ فی جلد کے حساب سے خوب عمدہ جلد بن سکتی ہے -

۲) کل کتابوں کا محصول ڈاک وغیرہ ذمۂ خرید

مشتہر عبد اللہ خان بک سیلر [illegible] کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد - دکن

مضامین اور تصاویر کی فہرست

البلاغ

مولانا ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی نے اس اخبار کو الہلال جلد ششم قرار دیا ہے۔

البیان

فی

مقاصد القرآن

هذا بیان للناس' وهدی وموعظة للمتقین (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر' از خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکي محیط الکل معلمانه دعوۃ کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا هے' یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرآن هے !

یه تفسیر موزون کتابي تقطیع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحه کي تفسیر کا هوگا' انشاء الله عنقریب شائع هوجائیگا - قیمت سالانه قبل از اشاعت چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

لیجئے ! مزیدار مٹهائي کهائیے

Phone No. 241. Calcutta.

ٹیلیفون نمبر ۲۴۱ کلکته

جاپان کے مشهور و معروف کارخانے کی مٹهائیاں اب هندوستان میں بهي میسر هونے لگیں -

موریناگا کمپني جاپان میں سب سے بڑي مٹهائي بنانے والي کمپني هے -

THE MORINAGA CONFECTIONERY, Co., Ltd. JAPAN.

ان مٹهائیوں مین ایسي کوئي چیز نهیں جو مذهب کے خلاف هو-

صرف دودهه اور میوجات کے جوهر سے بنائي گئي هیں - اسمیں کوئي جزو کسي چیز کے بیکار اور بے اثر حصے کا نهیں لیا جاتا -

بچوں کیلیے نهایت ضروري چیز هے - لذیذ اور خوش ذایقه هونے کے علاوه مفید صحت و توانائي بهي هے -
اور هر شخص اسے ذوق و رغبت سے کهانا چاهتا هے -

باوجود ان تمام خوبیون کے اسکی قیمت بهت هی کم رکهی گئي هے -

یه مٹهائیاں تمام هندوستان میں نهایت کثرت سے بکتي هیں -

کم سے کم ایک مرتبه تو منگواکر تجربه کیجیے !!

Sole Agents for India :—
Bensho & Co. 111, Radha Bazar Street Calcutta. & Hornby Road, Bombay.

هندوستان کے واسطے سول ایجنٹ :—
بینشو اینڈ کمپني نمبر ۱۱۱ - رادها بازار اسٹریٹ کلکته - و هارن بی روڈ - بمبئی -

Printed & Published by Q. Ahmed at the Al-Hilal Press, 40, [illegible] Lane Calcutta

بیع عزر مسئلہ اجارۂ آراضی، مروجہ	۱۵ - ۱۷	۱۹	۳۲۸
الہلال	۴، ۵	۲۸	۱۲۸
انسان کی حیات صالحہ اور اس کی طبعی عمر	۱۳ - ۱۴	۲۱	۲۹۳
باب التفسیر:			
الاصلاح والافساد	۱۰	۱۴	۲۱۴
الاصلاح والافساد (۲)	۱۱	۱۳	۲۳۷
الاصلاح والافساد	۱۲	۱۴	۲۶۲
الحق والباطل اور الاصلاح والافساد	۱۳ - ۱۴	۷	۲۷۹
الحق والباطل حقیقت بقائے اسلام			
وفائے کفر	۱۵ - ۱۷	۶	۳۱۸
فلسفۂ احتساب	۲	۱۵	۵۷
برید فرنگ:			
ایک نئی زمین کا اکتشاف	۱۱	۸	۳۳۲
جواسیس الحرب	۱۰	۱۸	۲۱۸
بصائر و حکم:			
السلم والحرب	۳	۹	۸۵
جنگ کا اثر اخلاق پر (۱)	۱	ز ۴	۳۱
جنگ کا اثر اخلاق پر (۲)	۲	۷۰	۴۹
جنگ اور مطالعہ علم النفس (۲)	۶ - ۸	۱۵	۱۵۱
فلسفۂ اجتماع اور جنگ (۱)	۴، ۵	۱۵	۱۱۵
بعض اطلاعات مہمہ	۳	۱	۷۷
تاریخ و عبر:			
الحرب فی الاسلام	۳	۱۵	۹۱
تاریخ معتزلہ کا ایک صفحہ	۴، ۵	۲۳	۱۲۳
تاریخ معتزلہ کا ایک ورق	۶ - ۸	۲۶	۱۶۲
حادثۂ محزنۂ کربلا	۲	۱۰	۵۲
تاریخ تمدن اسلامیہ کا ایک صفحہ			
(غزوات اسلامیہ اور تجارت)	۲	۲۷	۹۹
تذکار مقدس ماہ ربیع الاول	۶ - ۸	۳	۱۳۵
تفسیر البیان اور جماعت طیار	۹	۲۰	۱۹۶
دار الارشاد	۱	۱۵	۳۳
دار الارشاد کا افتتاح	۱	۱۹	۳۴۰
دعوت الی القرآن	۹	۱	۱۷۷
دعوت الی القرآن	۱۰	۱	۲۰۱

شذرات:			
جمد التوار و انتظار	۳	۲	۷۸
جمد التوار و انتظار (۲)	۴، ۵	۱	۱۰۱
مجوزہ شیعہ کالج (۱)	۱۱	۲	۳۳۶
مجوزہ شیعہ کالج	۱۲	۱	۳۳۹
مجوزہ شیعہ کالج و فاتر کمیٹی	۱۳ - ۱۴	۱	۲۷۳
مسلم لیگ	۹	۲	۱۷۸
شئون اسلامیہ:			
عراق و بیلائے عراق	۱۲	۵	۲۵۳
نسیم شمال سراج الاخبار افغانیہ			
و مجلہ البلاغ ہند	۱۳ - ۱۴	۱۹	۲۹۱
جمد التوار و انتظار	۶ - ۸	۲	۱۳۴
غزل (حسرت موہانی)	۲	۱۹	۶۱
فاتحۃ البلاغ	۱	۲	۱۰
فاتحۃ البلاغ (۲)	۲	۲	۴۰
قفا نبک من ذکری	۱۵ - ۱۷	۱	۳۰۹
مالابدمنہ	۲	۱	۳۹
مختارات:			
الحرب فی الاسلام	۶ - ۸	۳۲	۱۹۸
الحرب فی الاسلام (۲)	۹	۱۳	۱۸۹
خواطر فی الاسلام	۱۳ - ۱۴	۱۷	۲۸۹
مدارس اسلامیہ:			
جامع ازہر	۱۳ - ۱۴	۲۵	۲۹۷
جامع ازہر (۲)	۱۵ - ۱۷	۲۳	۳۳۵
مذاکرۂ علمیہ:			
التول الفجائی (۱)	۱۳ - ۱۴	۱۰	۲۸۲
التول الفجائی (۲)	۱۵ - ۱۷	۲۰	۳۳۲
النوم (۱)	۱	۹	۲۷
علم الانسان	۱۱	۵	۲۲۹
مراسلات:			
اسلام اور سوشلزم	۱۰	۲	۲۰۲
اصلاح معاشرت اور اسلام	۱۱	۱۷	۲۳۱
ایک اہم اقتراح دینی	۲	۲۴	۹۹

فہرست مضامین

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
آثار عتیقہ :			
آثار اسلامیہ امارت بیجا پور	۱	۱۲	۳۰
آثار اسلامیہ امارت بیجا پور (۲)	۲	۲۵	۶۷
آل انڈیا محمڈن کانفرنس اور دعوت اسلامی	۶ — ۸	۲۹	۱۶۵
احرار اسلام :			
امر بالمعروف والنہی عن المنکر (۱)			
(تاریخ عہد عباسیہ کا ایک ورق)	۹	۴	۱۸۰
امر بالمعروف والنہی عن المنکر (۲)			
(تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ)	۱۰	۵	۲۰۵
امر بالمعروف والنہی عن المنکر (۳)			
(تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ)	۱۱	۹	۲۳۳
خطابۂ الم وتوصیہ شہادت (۱)	۲	۲ ب	۴۶
خطابۂ الم وتوصیہ شہادت (۲)	۳	۵	۸۱
ادبیات :			
مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام	۱۵—۱۷	۵	۳۱۷
نوائح ترکی زن	۱	۱	۹
اسوۂ حسنہ :			
اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صفحہ	۶ — ۸	۱۷	۱۵۳
الحسبۃ فی الاسلام (۱)	۹	۱۶	۱۹۲
الحسبۃ فی الاسلام (۲)	۱۰	۹	۲۰۹
تفویض واطاعت	۱۵—۱۷	۱۷	۳۲۹

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
حضرت سلمان فارسی (۱)	۱۲	۱۶	۲۶۴
حضرت سلمان فارسی (۲)	۱۳—۱۴	۲۲	۲۹۴
کائنات خلق (۱)	۱	۴ الف	۱۵
کائنات خلق (۲)	۲	۲۰	۶۲
کائنات خلق (۳)	۳	۱۲	۸۸
کائنات خلق (۴)	۴، ۵	۱۷	۱۱۷
اسئلہ واجوبتہا :			
اقسام القرآن (۲)	۱۳ — ۱۴	۱۲	۲۸۴
تفسیر سورۂ والتین	۱۲	۸	۲۵۶
حکم رضاع ومحرمات رضاعت	۱۵ — ۱۷	۱۱	۳۲۳
حکومت شوریٰ اور اسلام	۶ — ۸	۲۳	۱۵۹
فاتحۃ البلاغ	۴، ۵	۵	۱۰۵
اعتذار	۱۰	۱	۲۰۱
افسانۂ زلف	۱۵ — ۱۷	۴ الف	۳۱۳
افسانۂ ہجر و وصال	۱۳ — ۱۴	۳	۲۷۵
افکار و حوادث	۱۱	۱	۲۲۵
افکار و حوادث (مسئلہ مسلم یونیورسٹی)	۱۵ — ۱۷	۳	۳۱۱
البلاغ کی اشاعت میں تاخیر	۶، ۷، ۸	۱	۱۳۳
البیان	۱۳ — ۱۴	۱	۲۷۳
المراسلۃ والمناظرۃ :			
النوم	۲	۳۰	۷۲

جلد ہفتم

الہلال

۱۰ جون تا ۹ دسمبر ۱۹۲۷

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

سورۂ فاتحہ	۴، ۵	۲۵	۱۱۵
بازو شیشہ کا ہے	۱۵–۱۶	۱۸	۳۳۰
مرحوم مولانا شبلی نعمانی	۴، ۵	۱۳	۱۱۳
مسئلہ تسمیہ ثلہ و یاسین	۱۵–۱۶	۱۴	۳۳۶
مطبوعات جدیدہ :			
سراج المقول (۱)	۱۲	۱۲	۳۶۰
مقالات :			
اسلام اور تربیت عسکری	۱۰	۱۱	۲۱۱
اسیران جنگ (۱)	۳	۱۹	۹۵
اسیران جنگ (۲)	۴، ۵	۹	۱۰۹
اصلاح معاشرت اور اسلام	۱۲	۱۸	۲۴۶

الدین والسیاست (۱)	۶–۸	۹	۱۲۵
امن اور اسلام	۲	۱۳	۵۵
تربیت عسکریہ اور قرآن حکیم	۹	۹	۱۸۵
جنگ کا اثر فن روایت پر (۱)	۱	۵	۲۳
مواعظ وخطب :			
الحریت فی الاسلام	۴، ۵	۲۲	۱۳۲
سورۂ کریمہ ماعون	۱۳–۱۴	۲۳	۱۹۵
ماہ ربیع الاوّل	۶–۸	۸	۱۴۰
نظرے خوش گذرے ـ وماعلینا البلاغ :			
بعض اہم مسائل	۳	۸	۸۴

فہرست تصاویر

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	ادبی ایڈیشن کا صفحہ نمبر
آثار محل ـ عادل شاہی کتب خانہ کی عمارت	۱	۱۴	۳۲
آثار محل ـ عادل شاہی کتب خانہ کا نقش پا	۲	۲۶	۹۸
انسان کے ابتدائی عہد کا ایک صناعی عمل	۱۱	۱۴۶	۲۳۰
بغداد کا جدید پل	۱۲	۱۹۶	۲۵۴
بیجاپور کی جامع مسجد	۲	۲۵	۹۷
تاج باؤلی ـ تاج سلطانہ بیگم سلطان ابراہیم ثانی کا حوض	۲	۲۷	۹۹
تصویر نمبر (۱)	۱۱	۱۴۶	۲۳۰
تصویر نمبر (۲)	۱۱	۱۴۷	۲۳۱
جامع مسجد بیجاپور کا محراب و مصلی	۱	۱۳	۳۱
جامع مسجد کا صحن	۱	۱۴	۳۲
سفارت خانہ برطانیہ بغداد	۱۲	۱۹۶	۲۵۴

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	ادبی ایڈیشن کا صفحہ نمبر
عادل شاہ کا مقبرہ	۱	۱۴	۳۲
علی عادل شاہ ثانی کا ناتمام مقبرہ	۲	۲۷	۹۹
عمارہ کا منظر، دجلہ کی طرف سے	۱۲	۱۹۵	۲۵۳
عہد عادل شاہی کی ایک توپ "لنڈا قصاب"	۲	۲۵	۹۷
غار "یتو" کی ایک دیوار کا نقش	۱۱	۱۴۷	۲۳۱
قبہ زبیدہ خاتون	۱۲	۱۹۷	۲۵۵
گول گنبد	۲	۲۵	۹۷
مشہد مبارک حضرت امام حسینؓ	۱۲	۱۹۷	۲۵۵
مشہور فاتح توپ "ملک میدان"	۲	۲۶	۹۸
ہتر محل ـ ایک صحن مسجد کا خارجی دروازہ	۲	۲۷	۹۹

پیش لفظ

جون ۱۹۸۷ء میں جب اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیلِ نو ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقفے کے بعد اس کی مجلسِ انتظامیہ کا ایک بار پھر چیرمین نامزد کیا گیا تو میرے ذہن نے اس کا جو ترقیاتی منصوبہ مرتب کیا، اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صد سالہ جشنِ ولادت کی تقریبات کو سرِ فہرست جگہ ملی، اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں کسی طرح یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا لیکن چھ ماہ کی طویل کشمکش کے بعد میرے اندازِ فکر میں تبدیلی رونما ہوئی اور اس جذبے نے میری انفعالی کیفیتوں کو شکست دے دی کہ مولانا کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہمارے واجبات میں ہے اور اردو اکادمی اس قومی کام میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

میں نے جب اکادمی کی مجلسِ انتظامیہ کے اراکین سے آزاد صدی کے مختلف پہلوؤں پر غیر رسمی گفتگو کی تو ان کے اندر اس منصوبے کی تکمیل کا ذوق مجھ سے کہیں زیادہ ملا اور آخر کار مجلسِ انتظامیہ نے اپنی پہلی نشست میں الہلال کی مکمل فائلوں کے عکس کی طباعت واشاعت کا منصوبہ بڑے عزم وحوصلے کے ساتھ منظور کرلیا۔ مجلسِ انتظامیہ نے محسوس کیا کہ مولانا آزاد کو اس سے زیادہ مخلصانہ خراجِ عقیدت اور کیا ہوگا کہ الہلال کا عکس ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔

اکادمی کا سالانہ بجٹ محدود اور متعین ہوتا ہے۔ اس کی مدیں مقرر ہیں اور ریاستی حکومت ان مدوں کے پیشِ نظر ہر سال گرانٹ دیتی ہے۔ آزاد صدی کا بجٹ الگ سے مرتب کیا گیا اور حکومت کو منظوری اور اضافی گرانٹ کے لیے بھیج دیا گیا۔

بجٹ، ضمنی بجٹ، گرانٹ، اضافی گرانٹ، متواتر اور غیر متواتر گرانٹ ــــ یہ ایسے موضوعات ہیں جن کی جزئیات ہمیشہ میرے دائرۂ فہم سے باہر رہی ہیں۔ ایک مدت تک جب اضافی گرانٹ کے سلسلے میں حکومت سے کوئی جواب نہیں ملا اور اکادمی کے افسروں نے اس کے مالہ وماعلیہ کی تفصیلات مجھے بتائیں تو میرے شب وروز کے معمولات متاثر ہوگئے اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ الہلال کے عکس کی اشاعت کیوں کر ممکن ہوگی۔ عوام وخواص سے کسی طرح کا چندہ وصول کرنا ہمیشہ اور ہر حال میں میرے معمولات سے خارج رہا ہے۔ جب کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے گرانٹ کی منظوری کی توقع پر کام کا آغاز کردیا۔

اسی اثنا میں گورکھپور ایئرپورٹ پر جناب ویر بہادر سنگھ (سابق وزیرِ اعلا) سے ملاقات ہوگئی اور میں نے آزاد صدی کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ اتر پردیش میں "آزاد صدی تقریبات" اس طرح منائی جائیں جو ہر لحاظ سے مولانا آزاد کے شایانِ شان ہوں۔ انھوں نے اضافی گرانٹ کے سلسلے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، لکھنؤ آجایئے، گرانٹ مل جائے گی۔ میں نے ۲۲ مارچ ۱۹۸۸ء کو جب شری ویر بہادر سنگھ سے لکھنؤ میں ملاقات کی تو انھیں ایئرپورٹ والی بات یاد آگئی۔ بجٹ کے جو کاغذات اکادمی سے بھجوائے گئے تھے، ابھی ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انھوں نے بطیبِ خاطر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظور کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ۱۹۸۸ء میں جناب نراین دت تیواری نے وزیرِ اعلا کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۸۸ء کو اکادمی کی مجلسِ عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تیواری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ نے آزاد صدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تیواری جی نے اسی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کرلیا اور اس طرح آزاد صدی تقریبات کے لیے ریاستی حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

الہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب ـــ منفی تو ہرگز نہیں۔ ہمارے سامنے اس کے بہت سے مثبت پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک الہلال کے سارے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کرلیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے راہ پاگئی ہیں کہ الہلال کی فائلیں کمیاب ہیں اور خواہش کے باوصف لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ الہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا حرفِ آغاز بھی ہے اور حرفِ آخر بھی۔

اہم معروضات

- الہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جارہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے :

جلد اوّل	۱۳, جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳	شمارے
جلد دوم	۸, جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵, جون ۱۹۱۳ء	۲۴	شمارے
جلد سوم	۲, جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۴, دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵	شمارے
جلد چہارم	۔, جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۴, جون ۱۹۱۴ء	۲۱	شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸, نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸	شمارے
جلد ششم	(البلاغ) ۱۲, نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱, مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱	شمارے
جلد ہفتم	۱۰, جون ۱۹۲۷ء	تا	۹, دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۴	شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۴۶

- البلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے الہلال میں شامل کرلیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے۔
- الہلال کی سات جلدوں کو تین مجلدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کچھ کم ہوجائے۔ مجلدات کی تفصیل یہ ہے۔

جلد اوّل اور جلد دوم ———— ایک ساتھ مجلد ہیں
جلد سوم اور جلد چہارم ———— ایک ساتھ مجلد ہیں
جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم ———— ایک ساتھ مجلد ہیں

- الہلال کا متن لائن بلاک سے طبع ہوا ہے، تصویریں ہاف ٹون بلاک سے چھپی ہیں۔
- کوشش کی گئی ہے کہ الہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہوجائے۔
- متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم 'نقل مطابق اصل' کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔
- بعض جلدوں کی فہرست الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ جن جلدوں کی فہرست الہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کرکے متعلقہ جلدوں میں شامل کردیا ہے۔
- یوں تو الہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی اڈیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کردیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے۔ اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔
- الہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جارہا ہے۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح الہلال میں نہیں ہے۔ آزاد اور الہلال لازم و ملزوم ہیں اس لیے اگر آزاد صدی کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ مورد الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اترپردیش اردو اکادمی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

الہلال کسی الف لیلوی داستان کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بجا طور پر شامل کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو الہلال اور اس کی گوناں گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر الہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ الہلال ایک جنس نایاب ہے۔ اگر کہیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پراسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان بہم کرتا ہے کہ یہ "جلوہ گری" ہرچند کہیں کہ ہے، نہیں ہے" کے ذیل میں آ جاتی ہے۔ الہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی۔ کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اصل الہلال کو نہ سہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ الہلال کی یہ نئی جامہ پوشی اس کے انداز قد کی بہرحال غمازی کرے گی۔

اسلاف علم و ہنر اور سیم و زر کے مابین جو امتیازی لکیر کھینچتے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بارہا تجربہ ہوا لیکن الہلال کی فائلوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا۔ اس کی اشاعت کے لیے ریاستی حکومت سے گرانٹ قبول ہو گئی لیکن اس کے صحیح سالم اوراق کی فراہمی مرحلۂ جوئے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۵ء میں گورکھپور آ گیا تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں مصروف رہا۔ بعض ذاتی کتب خانوں کی فہرستیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں، مجھے یقین تھا کہ الہلال کے سارے شمارے مجھے گورکھپور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہوگی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی۔ میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا، قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے، بلکہ بعض بعض شماروں کی تو چھ چھ کاپیاں ملیں لیکن دستبرد زمانہ نے ان شماروں کی جو گت بنا دی تھی، اس نے میرے عزم و حوصلے کو متاثر کر دیا۔ کسی کا سرورق غائب ہے، کسی کے بیچ کے صفحات غیر حاضر، بعض فائلیں ناقص الاول، بعض ناقص الآخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں —— اور اعجوبے کی حد یہ تھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیمک چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض الہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر لیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنا لیے اور اس کے اندراجات اس طور پر مکمل کیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئت کذائی بھی واضح ہو جائے۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرواسٹیٹ عکس حاصل کر لیے۔ اصل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی بیوی کے سامنے مسائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں ہفتے دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگانا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ گھر کے معمولات میں فرق بھی نہ آئے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے۔ ماں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا مشہود اور بیٹیاں عذرا، بشریٰ، قدسیہ، فوزیہ اور زیبا الہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر الہلال کی اصل فائلوں اور ان کی الیکٹرواسٹیٹ کاپیوں سے بھر گیا۔ کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر، ہر جگہ الہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اللہ کا نام لے کر ہم سب نے ہر شمارے کے ایک ایک ورق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر صاف عبارت والا فوٹو چپکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اوراق کا دوبارہ الیکٹرواسٹیٹ کرایا جاتا تاکہ اس کی نیگیٹیو بننے میں دشواری نہ ہو۔ دن بھر بلیڈ سے کاٹ کاٹ کر زخمی اوراق پر پنبۂ مرہم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرواسٹیٹ کرایا جاتا۔ صبح کو تین چار بجے جب میں سو کر اٹھتا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور اصل سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہرچند ہم نے کوشش کی ہے کہ الہلال کا ایک ایک لفظ اصل حالت میں قارئین کے سامنے آ جائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ہم عفو و درگذر کے مستحق ہیں۔

جن لوگوں نے الہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر اور ہر حال میں یاد رہیں گے، ان میں سب سے پہلے جناب مصطفےٰ کمال، اسسٹنٹ لائبریرین، گورکھپور کا نام آتا ہے۔ موصوف ایم۔ اے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں، انھوں نے الہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا۔ روزنامہ قومی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے الہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ لکھنؤ کٹرے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں کروائیں۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ کے مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بروقت مدد کی۔ ڈاکٹر رضیہ حامد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ الہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی۔ میں ان سب کا اپنی طرف سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض الدین اور ڈاکٹر تحریر انجم نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی، ڈاکٹر محمد شعیب نے کتابت اور تزئین کا بار سنبھالا۔ یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگرد بھی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلس انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی۔ میں مجلس انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"آزاد صدی تقریبات" کے لیے مجلس انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید ملیح آبادی، چیف ایڈیٹر آزاد ہند، کلکتہ اور پروفیسر ریاض الرحمن شیروانی، صدر شعبۂ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر خصوصی مدعوئین کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے۔ ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔

اگر الہلال کے اس عکسی ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید اظہر مسعود رضوی، پبلیکیشن آفیسر اور جناب رام کرشن ورما، سکریٹری اکادمی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ طباعت و اشاعت کا سارا بار انھوں نے اٹھایا تھا۔ اس میں جو خامیاں ہیں تو صدق دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں اتنا ضرور یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساس فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش رہی ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے۔ الہلال کی اشاعت میں مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

اترپردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
یکم اگست ۱۹۸۸ء

محمود الٰہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

مضامین و تصاویر کی فہرست

الہلال

جلد ہفتم

۱۰ جون ۱۹۲۷ء تا ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء

فہرست مضامین

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
ابن بطوطہ	۲۰	۶	۵۳۸
آثار قدیمہ:			
ازمنہ وسطیٰ میں عربی طبابت	۶	۴	۱۴۹
اندلس میں اسلامی تمدن کا آخری نقش قدم	۱	۱۲	۲۸
ایک قدیم مرقع	۱۹	۵	۴۲۵
تکملہ	۳-۴	۲۰	۱۰۶
سات عجائب عالم (۱) (ڈائنا کا مندر)	۱۰	۱۰	۱۰۹۶
سات عجائب عالم (۲) (مقبرۂ موسوس)	۱۰	۱۱	۲۹۷
سات عجائب عالم (۳) (اسکندریہ کا منارہ)	۱۱	۸	۲۸۸
سات عجائب عالم (۴) (مشتری کا مجسمہ)	۱۱	۹	۲۸۹
سات عجائب عالم (۵) (روڈس کا عظیم بت)	۱۲	۲	۳۱۰
سات عجائب عالم (۶) (بابل کے معلق باغ)	۱۲	۳	۳۱۱
سات عجائب عالم (۷) (اہرام مصر)	۱۲	۴	۳۱۲
شہر رقیم کا انکشاف	۱۸	۱۱	۴۸۷
علم الآثار	۹	۸	۲۳۸
علم الآثار مصر (۲)	۷	۴	۱۷۷
علم الآثار مصر کا جدید ذخیرہ	۲۳	۹	۶۲۵
فرانس کی نئی اثری دریافت	۲۴	۱۰	۶۵۴
آخری ملوک سلاطین مصر	۲۵	۳	۶۷۵
ادبیات:			
تین ہزار سال پہلے کی شاعری	۷	۱۳	۲۸۷

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
حکمت اور شعر کے شذرات	۹	۱۲	۲۴۲
سعد پاشا زغلول کے اقوال	۱۲	۲۰	۳۲۸
قدیم یونانی ادب کا ایک نمونہ	۱۱	۱۱	۲۹۱
مرحوم سعد پاشا زغلول کی بلیغ تقریریں	۱۴	۲۰	۳۸۴
موجودہ ترکی شاعری کا ایک نمونہ	۲	۵	۵۵
اردو طباعت کا مسئلہ اور افکار و آراء (اردو ٹائپ)	۱۰	۷	۲۶۳
اسلام اور سزائے قتل	۱۳	۱۹	۳۵۳
اسلام اور سزائے قتل	۱۶	۱۹	۳۳۹
اسلام اور سزائے قتل	۱۷	۱۷	۳۹۵
اسلام اور سزائے قتل	۲۵	۲۱۰	۶۹۳
اعتذار	۱	۱	۱۷
افتتاحیہ	۱	۲	۱۸
افتتاحیہ (الہلال کا تیسرا دور)	۲	۲	۵۲
افسانہ:			
ترکی کی تاریخ کا ایک مجہول صفحہ (شہزادہ جم کا افسوسناک انجام)	۱۵	۴	۳۹۶
حقیقت کہاں ہے	۹	۲	۲۳۲
خلاستو کے اخروی قبائل	۲۴	۱۵	۶۵۹
روحانیات کی مجلس	۱۸	۱۳	۴۸۹
زرقا بنت عدی دربار خلافت میں	۲۱	۲۰	۵۸۰
غضبناک محبوبہ (پال ہیس)	۱۹	۱۳	۴۳۳

مکتوب فرانس	۶	۸	۱۵۴
مکتوب فرانس	۱۳	۲	۳۶۶
مکتوب لندن	۶	۷	۱۵۳
میڈونا کے لیے ہندوستانی نمونے	۲۴	۱۱	۶۵۵
یورپ کا ایک نیا نقشہ	۲۳	۱۰	۶۲۶
یورپ میں ایک مشرقی درویش	۲۱	۹	۵۶۹
ہوائی سفر کا ایک نیا تجربہ	۲۰	۶	۵۴۱
بصائر و حکم:			
انسانیت موت کے دروازہ پر	۲	۱۳	۹۳
انسانیت موت کے دروازہ پر	۵	۱۳	۱۳۱
انسانیت موت کے دروازہ پر	۶	۱۴	۱۶۰
انسانیت موت کے دروازہ پر	۷	۱۴	۱۸۸
انسانیت موت کے دروازہ پر	۸	۱۳	۲۱۵
انسانیت موت کے دروازہ پر	۹	۲۰	۲۵۰
انسانیت موت کے دروازہ پر	۱۱	۱۸	۲۹۸
عالم انسانیت موت کے دروازہ پر	۱۶	۱۶	۴۳۶
عالم انسانیت موت کے دروازہ پر	۱۷	۱۹	۴۶۷
عالم انسانیت موت کے دروازہ پر	۱۸	۲۱	۴۹۷
ماہ ربیع الاول کا اختتام	۱۵	۱۹	۴۱۱
مرغی پہلے پیدا ہوئی یا انڈا	۱	۲۰	۳۶
پروپاگنڈہ	۱۲	۱۶	۳۲۴
پنجاب ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ	۳	۱	۸۳
تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں:			
مدحت پاشا	۱۸	۱۶	۴۹۲
مدحت پاشا	۱۹	۱۴	۵۱۸
مدحت پاشا	۲۰	۱۳	۵۴۵
مدحت پاشا	۲۱	۱۳	۵۷۳
تاریخ و عبر:			
آزادی کی راہ میں	۲۱	۱۹	۵۷۹
تاریخ اسلام کا نفسیاتی مطالعہ	۱۴	۱۳	۳۷۷
تاریخ جنگ صلیبی کا ایک صفحہ	۲۳	۱۳	۶۲۹
تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ	۱۲	۱۳	۳۲۱
حکومت ترکیہ (۲)	۱۸	۶	۴۸۲
حکومت ترکیہ (۳)	۱۹	۲	۵۰۶
عرب خلفاء و سلاطین کے مختصر جواب	۲۴	۱۳	۶۵۷

عہد امیہ کا خاتمہ اور عباسیہ کی تاسیس	۱۵	۱۴	۴۰۶
غدر ۱۸۵۷ء تصویر کا دوسرا رُخ (۲)	۲۵	۱۳	۶۸۵
فرانس کا فاتح اعظم اور اسلام	۷	۸	۱۸۲
مسیحیت اور بُت پرستی	۱۷	۹	۴۵۷
ہندوستان	۲۰	۱۶	۵۴۸
ہندوستان	۲۲	۱۳	۶۰۱
ہندوستان اور حکیم ابوریحان بیرونی	۱۱	۱۰	۲۹۰
ہندوستان کی تجارت پر شرق و غرب کا تصادم	۱۳	۱۰	۳۴۶
ترکی حکومت	۱۷	۱۱	۴۵۹
ترکی قالین	۱۱	۱۷	۲۹۷
تفریح و ترویج فکر بعض مشہور آدمیوں کے لطیفے	۱	۲۳	۳۹
جدید مذہبی روح	۲۵	۲	۶۷۳
جولائی ۱۹۲۴ء میں جولائی ۱۹۲۵ء پر ایک نظر (دیش بندھو چترنجن داس)	۳ — ۴	۱۱	۹۳
حسن و عشق اور تاج و تخت	۱	۱۰	۲۶
خدیو عباس کے مقدمے کا فیصلہ	۱۱	۱۷	۲۹۷
خواطر و سوانح:			
زندگی پر آخری نظر	۱۱	۲۳	۳۰۳
میری اخباری زندگی کا ایک لمحہ	۱	۲۸	۴۴
میری اخباری زندگی کا ایک لمحہ	۲	۲۷	۷۷
میری صحیفہ نگاری کی زندگی کا ایک لمحہ (۳)	۸	۲۰	۲۲۲
ڈاک کی تاریخ	۱۵	۱۲	۴۰۴
زمین پر کائنات حیات کا آغاز	۹	۵	۲۳۵
سعد پاشا زغلول کے اقوال	۱۵	۲۰	۴۱۲
سیر فی الارض:			
سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات	۳ — ۴	۱۳	۹۹
سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات	۶	۱۳	۱۵۹
سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات	۱۱	۲۲	۳۰۲
سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات	۱۳	۱۳	۳۴۹
سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات	۱۴	۱۵	۳۷۹

غضب ناک محبوبہ (۳) (پال ہس)	۱۷	۲۰	۴۶۸
فرانس کا آخری مقبول ڈراما	۲۱	۱۷	۵۷۷
ماں کی محبت	۱۲	۱۵	۳۲۳
محبت اور قربانی یا سزا اور انتقام	۵	۵	۱۲۳
محبت اور قربانی یا سزا اور انتقام (۲)	۶	۲۰	۱۶۶
نپولین پر دوسرا حملہ	۱۹	۱۹	۵۲۳
نپولین پر قاتلانہ حملے	۱۱	۲۴	۳۰۴

بریدِ شرق :

امیر البحر برسٹیل اور ترکی انقلاب	۳ — ۴	۱۵	۱۰۱
انگورہ قیصریہ ریلوے	۳ — ۴	۱۵	۱۰۱
ترکی کا محرم	۳ — ۴	۱۴	۱۰۰
سابق خلیفہ عبدالمجید کی فرانسیسی شادی	۲۲	۱۸	۶۰۶
سعد پاشا زغلول کی زندگی پر ایک نظر	۱۵	۱۷	۴۰۹
شمالی افریقہ	۲۱	۱۵	۵۷۵
غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا تاریخی خطبہ	۲۲	۱۵	۶۰۳
فلسطین	۳ — ۴	۱۷	۱۰۳
فلسطین کی چٹھی	۱	۲۷	۴۳
مکتوب آستانہ	۱۱	۱۹	۲۹۹
مکتوب آستانہ	۱۳	۱۸	۳۵۴
مکتوب آستانہ	۱۷	۱۵	۴۶۳
مکتوب آستانہ	۲۱	۱۵	۵۷۵
مکتوب آستانہ	۲۵	۱۵	۶۸۷
مکتوب انگورہ	۱	۲۴	۴۰
مکتوب انگورہ	۷	۲۰	۱۹۴
مکتوب چین	۲	۲۵	۷۵
مکتوب چین	۵	۱۹	۱۳۷
مکتوب حجاز	۱۱	۲۰	۳۰۰
مکتوب حجاز	۱۸	۱۴	۴۹۰
مکتوب حجاز	۱۹	۱۶	۵۲۰
مکتوب حجاز	۲۴	۱۹	۶۶۳
مکتوب شام	۳ — ۴	۱۸	۱۰۴
مکتوب شام	۶	۱۱	۱۵۷
مکتوب شام	۱۳	۱۹	۱۵۵
مکتوب عراق	۳ — ۴	۱۶	۱۰۲
مکتوب فلسطین	۲	۲۳	۶۳
مکتوب قسطنطنیہ	۲	۴۱	۷۱

مکتوب قسطنطنیہ	۵	۱۹	۱۳۷
مکتوب قسطنطنیہ	۸	۱۸	۲۲۰
مکتوب قسطنطنیہ	۹	۱۹	۲۴۹
مکتوب قسطنطنیہ	۱۶	۱۱	۴۳۱
مکتوب قسطنطنیہ	۲۳	۱۶	۶۳۲
مکتوب مصر	۱	۲۵	۴۱
مکتوب مصر	۲	۲۳	۷۳
مکتوب مصر	۳ — ۴	۱۹	۱۰۵
مکتوب مصر	۶	۱۰	۱۵۶
مکتوب مصر	۱۴	۱۷	۳۸۱
مکتوب مصر	۱۷	۱۶	۴۶۴
مکتوب مصر	۲۵	۱۸	۶۹۰
نوجوان لڑکی پر ایک نظر	۹	۱۸	۲۴۸

بریدِ فرنگ :

اب میں مرد ہوں	۱۹	۶	۵۱۰
اٹلی کے نئے اصولِ حکمرانی	۸	۱۶	۲۱۸
امریکہ میں الحاد کی قبولیت	۱۱	۱۷	۲۹۷
بدنصیب کرودیتی	۱۶	۱۰	۴۳۰
ترکی کی نسوانی تحریکات	۲۵	۱۰	۶۸۲
جرمنی کی چٹھی	۲	۲۶	۷۶
دنیا کی مشترک اور عام زبان	۱۸	۴	۴۸۰
دوسرا طوفانِ نوح	۲۴	۱۲	۶۵۶
حجاز اور سمرقند	۲۴	۱۱	۶۵۵
جمہوریت اور شخصیت کی نئی کشمکش	۱	۸	۲۳
روس کا نفس پرست شاہی راہب راس پوٹین	۹	۱۵	۲۴۵
روسی انقلاب کی جوبلی (دسویں سالگرہ کا جشن)	۲۵	۹	۶۸۱
ریاست ہائے متحدہ امریکہ (بین الاقوامی سیاست سے علیحدگی)	۱۱	۱۶	۲۹۶
فرانسیسی اولوالعزمی کی قربانی	۳ — ۴	۶	۹۱
مصر اور ترکی کی نسوانی تحریکات	۲۲	۱۱	۵۹۹
مکتوب امریکہ	۷	۱۹	۱۹۳
مکتوب امریکہ	۱۳	۲۰	۳۵۶
مکتوب جرمنی	۱۸	۱۹	۴۹۵
مکتوب فرانس	۲	۲۶	۷۶
مکتوب فرانس	۳ — ۴	۲۳	۱۰۹

برتر انسان	۱۵	۲	۳۹۴
برقی مچھلیاں	۲	۸	۵۸
ذرۂ آب کی سرگزشت	۱	۵	۲۱
ریڈیم	۸	۳	۲۰۵
عالم سماوی	۱۷	۷	۴۵۵
علوم مادیہ کی ترقی	۱۹	۹	۵۱۳
قانونِ توراثِ جسمانی و معنوی	۱۴	۲	۳۳۸
قدما کی مفقود صنعتیں	۲۵	۸	۶۸۰
لاسلکی کا راز	۱۲	۸	۳۱۹
نظریہ ارتقا کا گم شدہ حلقہ	۸	۲	۲۰۴
نظریہ نشو و ارتقا کی موجودہ منزل	۲۰	۲۰	۵۵۲
نظریہ نشو و ارتقا کی موجودہ منزل (۲)	۲۱	۱۶	۵۸۶

مشرق کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں :

سید جمال الدین افغانی	۱۱	۶	۲۸۹
مصطفیٰ فاضل پاشا اور لائحہ اصلاحیہ	۱۶	۹	۴۲۹
مصطفیٰ پاشا الفاضل اور لائحہ اصلاحیہ (۲)	۱۷	۱۳	۱۶۱
مصر کی سیاسی بیداری کی تاریخ	۲۵	۱۸	۶۹۰

مطبوعات جدیدہ :

استحضار و مخاطبات ارواح	۱۰	۴	۲۶۰
ایک صدی قبل ایک مشرقی خاتون کی شرقیت	۹	۳	۱۲۱
پان یورپین تحریک اور امنِ عالم	۷	۱۲	۱۸۶
رستم بن رضا	۲۳	۲	۶۱۸
سفیروں کا استقبال	۱۹	۸	۵۱۲
شخصی آزادی	۱۴	۶	۳۷۰
علم الآثار مصر	۹	۱۲	۱۵۸
غدر ۱۸۵۷ء اور تصویر کا دوسرا رُخ	۱۲	۱۸	۳۲۶
غدر ۱۸۵۷ء اور تصویر کا دوسرا رُخ	۱۳	۱۴	۳۵۰
غدر ۱۸۵۷ء تصویر کا دوسرا رُخ	۲۴	۱۷	۶۶۱
فتوح الشام کی سریانی تاریخ	۱	۴	۲۰
قابلیت کا مقیاس و میزان	۳ – ۴	۶	۸۸
کمیونزم اور اس کے مقاصد	۲۰	۲	۵۳۴
کیا یورپ میں عربی نسل موجود ہے	۲	۷	۵۷
نپولین اور اس کی اخلاقی زندگی	۲۲	۲	۵۹۰
نپولین اور اس کی اخلاقی زندگی	۲۴	۲	۶۴۶

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں :

انقلاب فرانس کے ارکانِ ثلاثہ	۷	۴	۱۷۸
انقلاب فرانس کے ارکانِ ثلاثہ	۸	۷	۲۰۹
انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثہ	۹	۱۰	۲۴۰
انقلاب فرانس کے ارکانِ ثلاثہ	۱۰	۲	۲۵۸

مقالات :

اسلام اور نیشنلزم (۱)	۱	۱۷	۳۳
اسلام اور نیشنلزم (۲)	۲	۱۵	۶۵
اسلام اور نیشنلزم (۳)	۳ — ۴	۲۵	۱۱۱
جدید مذہب روحی	۲۴	۷	۶۵۱
علم اور دین	۱۳	۶	۳۴۲
علم الاجتماع (۱)	۱۵	۸	۴۰۰
علم الاجتماع (۲)	۱۶	۲	۴۲۲
علم الاجتماع (۳)	۱۷	۴	۴۵۲
علم اور کلیسا کا معرکہ	۱۸	۲	۴۷۸
عہدِ انقلاب اور شخصی استبداد	۱۳	۴	۲۳۰
قانون کی تنقید اور قانون کی توہین	۱۴	۴	۳۶۸
کمیونزم اور اس کے مقاصد	۲۲	۹	۵۹۷
لیلیٰ مجنوں	۱۰	۱۵	۲۷۱
لیلیٰ مجنوں	۱۱	۳	۲۸۳
محرم الحرام ۱۳۴۶ھ	۵	۲۱	۱۳۹
محرم الحرام ۱۳۴۶ھ	۷	۲۱	۱۹۵
مستشرقین اور استشراق	۲۱	۴	۵۶۴
معزز یا سپاہی	۱۲	۹	۳۱۷
معاہدۂ حجاز اور برطانیہ	۱۸	۲۰	۴۹۶
ہندوستان اور مجموعۂ عالم (۱)	۲۰	۱۲	۵۴۴
ہندوستان اور مجموعۂ عالم (۲)	۲۱	۲	۵۶۲
ہندوستان اور مجموعۂ عالم (۳)	۲۲	۲۰	۶۰۸
ہندوستان اور مجموعۂ عالم (۴)	۲۳	۱۴	۶۳۰
ہندوستان اور مجموعۂ عالم (۵)	۲۴	۱۴	۶۵۸
ہندوستان اور مجموعۂ عالم (۶)	۲۵	۱۶	۶۸۸

سیاحانِ عالم کے مشاہدات وتاثرات	۱۵	۱۳	
سیاحانِ عالم کے مشاہدات وتاثرات	۱۹	۱۸	۴۳۸
صحیح بخاری کا ایک تاریخی نسخہ	۱۴	۹	۳۷۳
عالمِ شرق واسلام :			
شام کی حرکتِ استقلال	۱	۱۶	۳۲
مرحوم سعد پاشا زغلول	۱۲	۱۰	۳۱۸
مکتوبِ شام	۸	۱۰	۲۱۲
عالمِ مطبوعات وصحائف :			
آزادی پر دنیا کی نئی نظر	۲	۱۹	۶۹
آشور وبابل کی نئی تاریخ	۲	۱۹	۶۹
امام ابن قیم کی کتاب العلم والعلماء	۸	۲۴	۲۲۶
امریکہ کے شامی اور استقلالِ شام	۲	۲۰	۷۰
انسان کا مستقبل	۲۵	۲۰	۶۹۲
برطانی شہنشاہیت کا تنزل	۲۳	۱۹	۶۳۵
بیگم فہمی کا عجیب مطالبہ	۱۵	۱۱	۴۰۳
پارہ کا فوری علاج	۲	۲۰	۷۰
پروفیسر ہیوار کی یادداشت کتب	۸	۲۳	۲۲۵
پریم	۲	۱۸	۶۸
تاریخ کا سب سے بڑا سوانگ	۲	۱۸	۶۸
تاریخ کبیر ذہبی	۲	۱۹	۶۹
تجہیز وتکفین کی فضول خرچیاں	۲	۲۰	۷۰
ترک اور نسلِ ابراہیمی	۲	۱۹	۶۹
ٹرکی کی جدید مردم شماری	۲	۱۹	۶۹
جاپانی اخبارات کی حیرت انگیز ترقی	۲۳	۱۹	۶۳۵
جدید روس کا جدید تمدن	۲	۱۹	۶۹
جنون کے بارے میں ایک نیا نظریہ	۲۲	۱۹	۶۰۷
حجاز کی علمی سرگرمیاں	۲۴	۲۰	۶۶۴
حیوانات کی عمر	۲۲	۱۹	۶۰۷
دنیا کا جدید ترین شہر آسٹریلیا کا نیا دار الحکومت	۱۴	۱۷	۳۲۵
روح (ساتھ اطبا کے مباحث)	۱۹	۱۳	۵۱۷
روسی راہب راسپوتین کا قتل	۲۳	۱۷	۶۳۴
زلزلے سے پہلے اس کا اعلان	۲۴	۲۰	۶۶۴
شام وفلسطین کے فرقے	۱۵	۱۱	۴۰۳
ضیائی آفتاب	۲۴	۲۰	۶۶۴

ضیائی آنکھ جو رات کو دیکھتی ہے	۲۴	۲۰	۶۶۴
العبر فی اخبار البشر	۸	۲۴	۲۲۶
فلسطین میں آثارِ قدیمہ	۲۳	۱۸	۶۳۴
قدیم ہندوستان میں سانپ کی حیثیت	۲	۱۹	۶۹
کیا چاند تک پہنچنا ممکن ہے	۲۴	۱۹	۶۶۳
مشتری کے متعلق تازہ معلومات	۲۵	۲۰	۶۹۲
نہایت العرب اور مسالک الابصار	۱	۲۹	۴۵
لوزان کی آئندہ مسیحی کانفرنس	۲	۱۹	۶۹
مدبرینِ انگلستان کے بعض اقوال	۲۳	۲۰	۶۳۶
ہنسی	۲۳	۲۰	۲۳۶
علم اور مسیحی کلیسا	۲۳	۱۹	۶۲۷
علمی خبریں :			
ترکی خواتین کا لباس	۵	۲۴	۱۴۲
جدہ میں عربی بنک	۵	۲۴	۱۴۲
فرانس کا جنگی نظام	۵	۲۴	۱۴۲
ہوائے الاسکا کی پیمائش	۵	۲۴	۱۴۲
عمالیق یا دراز قد آدمی	۳—۴	۵	۸۷
عہد اموی کی اسلامی ذہنیت	۲۰	۱۹	۵۵۱
فلسطین کی چٹھی	۱	۲۷	۴۳
کیمونزم اور اس کے مقاصد	۲۱	۷	۵۶۷
کیمونزم یا اشتراکیت	۲۳	۱۲	۶۲۸
کیا قانون کی نکتہ چینی قانون کی توہین ہے	۱۳	۱۸	۳۴۴
ماں (مادری محبت وشعور پر چند خیالات)	۲	۶	۵۶
مختارات	۱	۲۰	۲۷۶
مختارات	۱۳	۱۲	۳۴۸
مختارات (بادشاہوں کو ہدیہ)	۱۶	۴	۴۲۴
مختارات (حب ذات کس میں زیادہ ہے مرد میں یا عورت میں)	۱۵	۷	۳۹۹
مختارات (علماء کی خوش مزاجی)	۱۶	۴	۴۲۴
مختارات (عورت کی طاقت)	۱۶	۴	۴۲۴
مذاکرۂ علمیہ :			
انسان کی تخلیق وظہور کا اولین محل	۳—۴	۴	۸۶
انسان کی عمر درازی اور اعادۂ شباب	۶	۵	۱۵۱
انسان کی عمر درازی اور اعادۂ شباب	۹	۵	۱۲۷

دنیا کی سب سے پرانی کتاب طب	۹	۸	۲۳۸
دوزی	۲۱	۶	۵۶۶
دو شہیدانِ وطن کی پھانسی کا ایک منظر	۱	۱۶	۳۲

ڈانا کے مندر کا بقایا	۱۲	۳	۳۱۱
ڈاکٹر وردوف	۵	۱۰	۱۲۸
ڈاکٹر وردوف	۶	۵	۱۵۱
ڈاکٹر گورسکی	۵	۱۰	۱۲۸
ڈاکٹر منڈل	۱۳	۲	۴۱

رستم بن رضا	۲۰	۱۰	۵۴۲
رشید مصر کا مشہور پتھر	۹	۹	۲۳۹
روح کا ابتدائی ظہور	۲۴	۸	۶۵۲
روح کا تمثل اور تشکل	۲۴	۸	۶۵۲
روح کا تمثل ایک سفید دھویں کی شکل میں	۱۰	۵	۲۶۱
روسی ماشنوف	۳ - ۴	۵	۸۷
ریمیسس ثانی اور اس کی لڑکی کا مجسمہ	۲۳	۹	۶۲۵

سابق قیصر جرمنی	۱	۸	۲۴
سرکونن ڈائل	۱۰	۵	۲۶۱
سرمایہ داری کی ہمہ گیری کی مجسم تمثیل	۲۰	۱۰	۵۴۲
سلطان پاشا اطرش اور دوزی مجاہدین	۱۰	۱۳	۲۶۹
سلطان عبدالحمید	۱۸	۶	۴۸۲
سلطان عبدالحمید	۱۸	۸	۴۸۴
سلطان عبدالحمید کے دور حکومت کا خاتمہ	۱۸	۹	۴۸۵
سلطان عبدالعزیز	۱۸	۷	۴۸۳
سلطان عبدالعزیز ابن سعود	۲۴	۱۱	۶۵۵
سلطان محمد فاتح	۱۵	۵	۳۹۷
سلطان محمود مصلح	۱۸	۶	۴۸۲
سلطان مصر کے وزرا	۲۵	۵	۶۷۷
سلطان ملک الاشرف قانصوہ غوری	۲۵	۴	۶۷۹
سلوشردی ساسی	۲۱	۵	۵۶۵
سمرقند کے ایک اجتماع کا مرقع	۲۴	۱۱	۶۵۵
سولی پر لٹکتی ہوئی ایک نعش	۱	۱۶	۳۲
سویت کے اعلیٰ حکام	۲۵	۱۰	۶۸۲
سید جمال الدین اسدآبادی (مصر کا پہلا سفر ۱۸۶۹ء)	۱۱	۶	۲۸۶
سید جمال الدین اسدآبادی (قسطنطنیہ میں ۱۸۷۰ء)	۱۱	۶	۲۸۶
سید جمال الدین اسدآبادی (کلکتہ میں ۱۸۷۹ء)	۱۱	۶	۲۸۶
سید جمال الدین اسدآبادی (پیرس میں ۱۸۸۳ء)	۱۱	۶	۲۸۶
سید جمال الدین اسدآبادی (بصرہ میں ۱۸۸۹ء)	۱۱	۶	۲۸۶
سید جمال لدین اسدآبادی (ایران میں باردوم ۱۸۹۰ء)	۱۱	۷	۲۸۷
سید جمال الدین اسدآبادی (قسطنطنیہ میں باردوم ۱۸۹۲ء)	۱۱	۷	۲۸۷

شام کے پایۂ تخت دمشق کا ایک منظر	۸	۱۱	۲۱۳
شہر دمشق کا ایک عمومی منظر	۱۰	۱۳	۲۶۹
شیخ خلیل بکری	۷	۱۱	۱۸۵
شیخ خلیل بکری	۲۳	۳	۶۱۹
شیخ عبداللہ شرقاوی	۷	۱۰	۱۸۴
شیخ سلیمان فیومی	۷	۱۱	۱۸۵

صحرا گوبی کے ایک سرسبز گوشہ کا منظر	۳-۴	۴	۸۶
صحیح بخاری کے نسخۂ روسی کا عکس	۱۴	۱۰	۳۷۴

طاہر بے	۲۱	۹	۵۶۹
طاہر بے تابوت سے نکالا گیا ہے	۲۱	۱۰	۵۷۰
طلعت بے-	۱۹	۲	۵۰۶

عبدالرحمٰن بن محمد ابنِ خلدون	۱۵	۸	۴۰۰
عرب اطبا اٹلی کے شاہی محل میں	۶	۳	۱۴۹
عربی فوج کا ایک منظر	۱	۱۵	۳۱
عرش عبودیت	۱۸	۹	۴۸۵
عرفات میں حاجیوں کا اجتماع	۲	۱۱	۶۱
عملی آدمی (تصویر ۱)	۳—۴	۸	۹۰
عملی دماغی آدمی (تصویر ۲)	۳—۴	۸	۹۰

غازی مصطفیٰ کمال پاشا	۱۳	۴	۳۴۰
غازی مصطفیٰ کمال پاشا	۱۸	۱۰	۴۸۶

فہرست تصاویر

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
آئرلینڈ کا ایک علاق	۳ — ۴	۵	۸۷
ابوعبداللہ	۱	۱۴	۳۰
ابوعبداللہ کی ایک زرکش قبا	۱	۱۴	۳۰
ابیڈس مندر کی دیوار کا ایک مرقع	۲۳	۹	۶۲۵
احمد سعد زغلول، فقید الشرق	۱۲	۱۱	۳۱۹
اطراف دمشق کا ایک تاریخی قصبہ	۱۰	۱۴	۲۷۰
اسکندریہ کا شہرۂ آفاق منارہ	۱۲	۴	۳۱۲
اسموئیل کرومپٹن	۶	۹	۱۵۵
الدیر	۶۹	۵	۵۰۹
امیر محمد بن عبدالکریم	۱۹	۱۲	۵۱۶
انسان اور گوریلا کا دماغ	۸	۲	۲۰۴
ایفیدن کا ترمیر	۲۱	۵	۵۶۵
ایک اسرائیلی فرقہ کا رہنما	۲۴	۱۲	۶۵۶
ایک پچاسی برس کا بوڑھا آدمی	۵	۱۱	۱۲۹
ایک پچھتر برس کا بوڑھا آدمی	۵	۱۱	۱۲۹
ایک پھانسی کا منظر	۲	۱۲	۶۲
ایک جرمن عورت	۳ — ۴	۵	۸۷
ایک دوسری نعش مکمل حالت میں	۹	۸	۲۳۸
ایک زنانہ اسکول کی ترک لڑکیاں	۲۵	۱۲	۶۸۴
ایک قدیم مرقع	۱۶	۵	۴۲۵
بالشویک روس کی عدالت	۲۰	۱۰	۵۴۲
برف کے بلوری ٹکڑے	۱	۶	۲۲
بہرام آغا خواجہ سرا	۱۸	۱۰	۵۹۹
بیگم زغلول	۲۲	۱۱	۴۸۶
پادری کینن ویبسٹر	۲۳	۱۱	۶۲۷
پرائمرڈی ریوا	۱۳	۵	۳۴۱
پیرس کی مسجد اور عربی چمنستان کا مصور نمونہ	۱۹	۱۲	۵۱۶
تارپیڈو برقی مچھلی	۲	۹	۵۹
تارپیڈو کا برقی خزانہ۔	۲	۹	۵۹

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
ترک خواتین کی ایک انجمن کا اجلاس	۲۵	۱۱	۶۸۳
تھریسا اور راہبہ	۲۰	۱۱	۵۴۳
تھریسا بے ہوشی کی حالت میں	۲۰	۱۱	۵۴۳
توت آنخ آمون کا تابوت	۹	۹	۲۳۹
ٹونگس میں جو کھوپڑی ملی ہے	۸	۳	۲۰۵
جان جاک روسو	۸	۷	۲۰۹
جاوید بے	۱۹	۲	۵۰۶
جدید ترکی خواتین	۲۵	۱۰	۶۸۲
جدید ترکی خواتین	۲۵	۱۰	۶۸۲
جلوس کا ایک خاص حصّہ	۲۵	۱۰	۶۸۲
جمال پاشا	۱۹	۲	۵۰۶
جی۔ براؤن	۲۱	۶	۵۶۶
جیک اپسٹین، سنیتا اور انور	۲۴	۱۲	۶۵۶
چترنجن داس	۳ — ۴	۱۲	۹۴
چترنجن داس، موت سے دو دن پہلے	۳ — ۴	۱۲ الف	۹۵
چرچل، مسٹر	۶	۵	۱۵۱
حسین رامی پاشا	۱۸	۱۰	۴۸۶
خالدہ ادیب خانم	۲۵	۱۲	۶۸۴
دارا شاہ ایران کے نقوش خط میخی میں	۹	۹	۲۳۹
دارجلنگ میں جنازہ کا کلکتہ کی طرف کوچ	۳ — ۴	۱۲ ب	۹۶
دمشق کی ایک قدیم مسجد	۱۰	۱۴	۲۷۰
دمشق کی تاریخی مسجد جامع التکیہ کا داخلی منظر	۱۰	۱۴	۲۷۰
دمشق کے محلہ میدان کا ایک منظر	۲	۱۲	۶۲
دمشق میں دو وطن پرست کی نعشیں	۲	۱۲	۶۳
دماغی آدمی	۳ — ۴	۸	۹۰
دماغی عملی آدمی	۳ — ۴	۸	۹۰

جلد ہفتم

الہلال

۱۰؍ جون تا ۹؍ دسمبر ۱۹۲۷

ابوالکلام آزاد

اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

غازی مصطفیٰ کمال پاشا	۱۹	۳	۵۰۷
غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کی سابق بیوی	۲۵	۱۱	۶۸۳
غرناطہ کے قاضیوں کی مجلس	۱	۱۵	۳۱
فرانس اعلان کرتا ہے	۱۰	۱۳	۲۶۹
فواد اول سلطان مصر	۶	۷	۱۵۳
فیلپ ینیل	۶	۸	۱۵۴
قانونِ توارث کا ایک عملی مشاہدہ	۱۳	۳	۳۳۹
قدیم ترکی فوج کا ایک منظر	۱۸	۶	۴۸۲
قربان گاہ	۱۹	۴	۵۰۸
قسطنطنیہ کی مسلمان عورتوں کا مظاہرہ (۱۹۲۱ء میں)	۲۲	۱۲	۶۰۰
قسطنطنیہ میں خواتین کے ایک خیراتی بازار کا افتتاح	۲۲	۱۲	۶۰۰
کپتان نجیسر	۳ - ۴	۹	۹۱
کلکتہ کی تمام آبادی سڑکوں پر	۳ - ۴	۱۲ - ج	۹۷
گوزل کے آثار کا ایک حصّہ	۲۴	۱۰	۶۵۴
لاسلکی عکاسی (عورت)	۲۰	۱۰	۵۴۲
لاسلکی عکاسی (مرد)	۲۰	۱۰	۵۴۲
لیڈی اسٹن ہوپ	۵	۴	۱۲۲
لیڈی اسٹن ہوپ لامارٹین کے ہمراہ	۵	۵	۱۲۳
لینن	۱۳	۵	۳۴۱
"محبت اور قربانی" کا ایک منظر	۵	۷	۱۲۵
محمود شوکت پاشا	۱۹	۳	۵۰۷
مدحت پاشا	۱۸	۸	۴۸۴
مرادبیک مملوک	۷	۱۰	۱۸۴
مصر کی ایک محفوظ ممی	۹	۸	۳۱
مصری خواتین کا نقاب	۲۲	۱۱	۵۹۹
مصری دیوتا امنن کا بت	۲۳	۹	۶۲۵
مصریوں کے دو دیوتا	۲۳	۹	۶۲۵
مصطفیٰ فاضل پاشا	۱۸	۷	۴۸۳
منچھہ نہر کا ایک منظر	۱	۷	۲۳
منیٰ میں حاجیوں کا پڑاؤ	۲	۱۰	۶۰
موسم حج میں مسجد حرام کا اجتماع جمعہ	۲	۱۰	۶۰
موسولینی	۱۳	۵	۳۴۱
نپولین مصری اسلامی لباس میں	۷	۱۰	۱۸۴
والٹیر	۷	۵	۱۷۹
وہ کھوپڑی جو ڈونگس میں ملی ہے	۸	۲	۲۰۴
ہوائی سفر کا ایک نیا تجربہ	۲۰	۹	۵۴۱
ہوائی سفر کا ایک نیا تجربہ	۲۰	۹	۵۴۱
ہوڈیک دیرنبرگ	۲۱	۶	۵۶۶
یورپ کا ایک نیا نقشہ	۲۳	۱۰	۶۲۶
یونان کی ایک دیوی کا مجسمہ	۹	۲	۲۳۲

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت فی نمبر پانچ آنہ

۱۵

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الکریم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

نمبر ۱ کلکتہ: جمعہ ۹ ذوالحجہ ۱۳۴۵ ہجري جلد ۱
Calcutta : Friday, June 10. 1927.

فہرست

افتتاحیہ ۲
مطبوعات جدیدہ
فتوحات شام کي سرکاري تاریخ ۳
مذاکرۂ علمیہ
ڈراب کي سرگذشت ۵
برید فرنگ
جرمني میں کیتھولکا اور صنفیۃ کي کشمکش ۹
حسن و عشق اور تاج و تخت ۱۰
آثار عتیقہ
اندلس میں اسلامي تمدن کا آخري نقش قدم ۱۴
عالم شرق و اسلام
شام کي حرکۂ استقلال ۱۶
مقالات
اسلام اور نیشنلزم ۱۷
بصائر و حکم
خضر اور موسیٰ کا ایک دلچسپ مکالمہ ۲۰
تفریح و ترویح فکر
بعض مشہور آدمیوں کے لطیفے ۲۳
برید شرق
مکتوب انقرہ ۲۴
مکتوب مصر ۲۵
مکتوب فلسطین ۲۷
خواطر و سوانح
اخباري زندگي کا ایک لمحہ ۲۸
عالم مطبوعات و صحائف
نہایۃ الارب اور مسالک الابصار ۲۹
مذہب اور دنیاے جدید ۲۹

اعتذار

(۱) الہلال کي اشاعت میں اندازہ سے زیادہ تاخیر ہوگئي۔ امید تھي کہ نئے ٹائپ کي مطلوبہ مقدار پہلي مئي تک مل جائیگي اور پہلے ہفتہ سے پرچہ نکل جائیگا، لیکن پہلي مئي کي جگہ مئي کے اواخر تک بھي ٹائپ کي کافي مقدار طیار نہوسکي، اور سارا مہینہ اسي انتظار میں نکل گیا - اب بھي جسقدر ٹائپ مہیا ہوا تھا وہ کافي نہ تھا - کم از کم ایک ہفتہ اور انتظار کي ضرورت تھي لیکن چونکہ اب زیادہ تاخیر نا قابل برداشت تھي، اسلئے کسي نہ کسي طرح پہلا نمبر مرتب کرکے شائع کر دیا جاتا ہے - امید ہے کہ اس ہفتہ ٹائپ کي پوري مقدار حاصل ہو جائیگي، اور جرمني اور قاہرہ کا ٹائپ بھي پہنچ جائیگا جسکا ایک عرصہ سے انتظار تھا۔

(۲) اسي سبب سے اس نمبر کے بعض اہم مضامین درج ہونے سے رہگئے - "باب التفسیر" کا حصہ ٹائپ کیلئے چھوڑ دیا گیا تھا، لیکن ٹائپ کي کمي کي وجہ سے کمپوز نہ ہوسکا اور اسي جگہ "مطبوعات جدیدہ" کا ایک صفحہ دیکر فارم پورا کردیا گیا - حالانکہ اسکي جگہ اِس فارم میں نہ تھي - انشاء اللہ آیندہ نمبر سے تمام ابواب اپني اصلي ترتیب میں درج ہوسکینگے۔

(۳) ایک اہم سوال آیندہ الہلال کے مضامین اور انکے طرز بیان کا ہے - یہ ظاہر ہے کہ الہلال کے فوائد عام نہیں ہوسکتے جب تک کہ اسکا دائرۂ بحث و نظر عام فہم نہو - اور عام فہم جبھي ہوسکتا ہے جبکہ مطالب کے سہل ہونے کے ساتھہ اُنکا اُسلوب بیان اور زبان بھي سہل ہو - لیکن مشکل یہ ہے کہ ہر طرح کے مطالب کا عام فہم طریقہ پر بیان کرنا آسان نہیں، بعض دقیق اور علمي مطالب ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں کتنا ہي کھولکر بیان کیا جاے، ایک حد تک مشکل اور گراں ضرور ہونگے - اس مشکل کا ہم نے یہ حل سونچا ہے کہ آیندہ الہلال میں دونوں قسم کے مضامین درج کئے جائیں: بڑا حصہ تو سہل و عام فہم ہو، لیکن کچھہ حصہ بلند اور خاص قسم کا بھي ہو - اس طرح عوام و خواص، دونوں کے ذوق و نظر کا سامان مہیا ہوجائیگا - باقي رہا زبان کا معاملہ، تو وہ ہر حال میں حتي الوسع سہل اور صاف اختیار کي جائیگي، کسي درجہ کا موضوع ہو، لیکن اسلوب بیان مشکل اور دیر فہم نہوگا۔

کي رهائي سے نئي اميديں فروغ پانے لگيں' هندو مسلمانوں کے باهمي تفرقه اور اسکے پيچ در پيچ معاملات نے جنکي ابتدا سنه ١٩٢٣ ميں هوچکي تهي ' اب زياده وسيع اور گهري حالت اختيار کرلي' اور اسلئے اصلاح حال کي کوششوں کي اهميت اور مقداربهي ده چند هوگئي - نتيجه يه نکلا که دنوں نے هفتوں کي شکل اختيار کي ' هفتے تيزي کے ساتهه مهينے بنے ' اور مهينوں نے ديکهتے ديکهتے برس کا دائره پورا کرديا - اس طرح سنه ١٩٢٤ - کا خاتمه بهي سامنے آگيا اور مجهے سر اٹهانے کي مهلت نه ملي .

⁂

اب جو چيز ميرے ارادوں کي تعميل ميں سب سے بڑي روک تهي ' وه مسٹر سي ' آر ' داس کا وجود تها - وه کسي طرح بهي اس پر راضي نهيں هوتے تهے که ميں کلکته کا قيام ترک کروں ' اور ميں محسوس کرتا تها که ميرے تمام ارادوں کي تعميل کے لئے کلکته کا قيام ترک کرنا سب سے پهلي چيز هے - کئي ماه اس کشمکش ميں نکل گئے - بالآخر ستمبر سنه ٢٤ - ميں ميں نے اراده کرليا که کسي نه کسي طرح يه منزل طے کرليني چاهيے - چنانچه دهلي کے قيام کا اراده کيا اور نقل مکان کے تمام ضروري انتظامات عمل ميں لانا شروع کر ديے يهانتک که اواخر دسمبر ميں کتب خانه بهي صندوقوں ميں بند هو کر کلکته سے دهلي پهنچ گيا که ميرے نقل مکان کي سب سے بڑي متاع يهي تهي .

ليکن جنوري سنه ١٩٢٥ - ميں جب بلگام کانگرس سے واپس هوا اور ميرے نقل قيام کے معامله نے شهرت پائي' تو مسٹر سي' آر' داس اپنے اوصاف و محاسن کي ساري گيرائيوں اور محبت و رفاقت کي تمام کششوں کے ساتهه کچهه اس طرح راه روک کر کهڑے هوگئے که ميرے لئے دهلي کي طرف قدم اٹهانا ناممکن هوگيا - يقيناً ميرا اراده متزلزل نه هوتا اگر اُن کے ساتهه ملک کے بعض اهم مقاصد کي اميديں بهي صف آرا نه هو جاتيں - يه وه وقت تها جب ملک کي عام حالت کي طرف سے ميں نهايت افسرده دل رکهتا تها' اور نهايت اضطراب کے ساتهه محسوس کر رها تها که اگر کانگرس کے هندو رهنماؤں ميں سے ايک اولوالعزم شخص بهي ايسا نکل آئے جو هر طرح کي سياسي مشغوليتيں اور انکے سود و زياں کي آلودگياں چهوڑ کر صرف ملکي مسئله کے حل کے لئے اٹهه کهڑا هو' تو ميں باوجود هر طرح کے افسرده کن حالات کے اميد و مراد کا ايک کامياب قدم اٹها سکتا هوں - ميرے دل پر اس جوانمرد سياست کي خوبياں نقش تهيں - مجهے يقين تها که مهاتما گاندهي کے بعد يهي ايک شخص هے جو اگر آمادۂ کار هوگيا تو بهت ممکن هے راه کي رکاوٹيں دور کي جاسکيں - وه مجهے همرهي و رفاقت کا يقين دلاتے تهے اور مستعد تهے که بنگال کونسل کے آينده معرکه کے بعد همه تن اس کام کيلئے وقف هوجائينگے - نتيجه يه نکلا که اتني دور تک قدم اٹها دينے کے بعد ' پهر واپس لوٹنا پڑا اور اس سلسله ميں وقت و مصارف کے جو گراں قدر نقصانات پيش آئے ' برداشت کرلينے پڑے

ليکن اس اثناء ميں مشيت الهي ايک دوسرا هي فيصله کر چکي تهي - مسٹر داس مجهے روک کر دارجلنگ گئے ' ليکن وهاں پيام اجل خود انهيں روک لينے کي طياري کررها تها - جولائي ميں يکايک ان کا انتقال هوگيا - اور کلکته واپس آئے تو اس طرح واپس آئے که هميشه کے لئے رخصت هوچکے تهے ' اور انکے ساتهه وقت کي وه اميديں بهي رخصت هوچکي - تهيں جنکي منت کشي کرکے انهوں نے کئي ماه پهلے ميري راه روکي تهي :

وقتيں چمن که بهار و خزاني هم آغوش ست
زمانه جام بدست و جنازه بردوش ست

⁂

! بهر حال کهانتک اس افسرده کن داستان کو طول ديا جاے ؟ مختصر يه هے که يکے بعد ديگرے اس طرح کے حالات پيش آتے رهے که وقت جو اپني تيز رفتاري ميں کبهي همارے حالات کي پروا نهيں کرتا' برابر نکلتا گيا ' اور ديکهتے ديکهتے سنه ١٩٢٣ - کي جگه سنه ١٩٢٦ - کا خاتمه سامنے آگيا !

يک لمحه غافل بودم و صد ساله راهم دور شد !

اب بهي طبيعت کا ميلان کسي ايسي ذمه داري قبول کرنے کي طرف نه تها - ليکن انساني طبيعت کے انفعال و تاثر کا کچهه عجيب حال هے - گزشته ستمبر ميں اشغال کے پے درپے التوا اور ملک کي اجتماعي و ذهني ضروريات کے تقاضے سے طبيعت کچهه اس طرح متاثر هوگئي که جب ايک موقعه پر بعض دوستان عزيز نے خصوصيت کے ساتهه الهلال کي اشاعت پر زور ديا اور اس کي ضرورت کے مختلف پهلوؤں پر توجه دلائي تو طبيعت انکار کي طرف مائل نه هو سکي - خيال هوا که ميرے ذاتي حالات کا مقتضا کچهه هي کيوں نه هو ' ليکن ترجيح وقت کي ضرورت هي کو هے ' اور کام کرنے والوں کيلئے ناگزير هے که اسکے سامنے سر تسليم خم کرديں -

ايک حقيقت بالکل واضح تهي اور اُس کا ميرے پاس کوئي جواب نهيں تها - يه واقعه هے که اگر سنه ١٢ - اور سنه ١٦ - ميں الهلال ضروري تها تا که مقصد و عمل کي مسدود راه قوم پر کهول دے ' تو سنه ٢٧ - ميں بهي وه کم ضروري نهيں هے تا که سفر کي سب سے بڑي نازک اور پر خطر منزل ميں وقت کي رهنمائي کرے - مجهے تسليم کرنا پڑا که اگر تقسيم عمل کے فقدان سے اس ضرورت کا کوئي دوسرا انتظام موجود نهيں ' تو چاهيے که اپني تمام ناتوانيوں اور درماندگيوں کے ساتهه ضرورت و عمل کے مختلف گوشوں ميں جسقدر بهي کام کر سکتے هيں ' کرتے رهيں - اقلاً کوشش سے باز نه آئيں - سعي کي تکميل اور توفيق کي مساعدت مشيت الهي کے فيصله پر موقوف هے ' اور جو اسکے کرنے کي چيز هے وه اسي کے حواله کرديني چاهئے .

⁂

الهلال کے تيسرے دور کا پهلا پرچه شائع کرتے هوے مقتضائے وقت نے فکر و تصور کے هر گوشے ميں جنبش پيدا کردي هے - افکار و مطالب کا هر طرف سے هجوم هے - قلم کي درماندگي اور گنجائش اوراق کي کوتاهي کسي طرح بهي اُسکا ساتهه نهيں دے سکتي جي چاهتا هے ' گيارہ سال کي خاموشي کي تلافي ايک هي مجلس ميں کردیجے :

روي بازار مراد امروز ترقي با منست
ديدۂ ترمي فروشم دامن ترمي خرم !

ليکن مشکل يه هے که طبيعتيں طوالت بيان کي متحمل نهيں اور رشتۂ بيان کا يه حال هے که ايک مرتبه کهل جاے تو پهر جلد لپيٹا نهيں جا سکتا :

اين رشته به انگشت نه پيچي که درازست !

مجبوراً قلم روکتا هوں - آج کے ليے اس سے زياده کي ضر نهيں - باقي مطالب جو اس موقعه کے لحاظ سے ضروري تهے ' آ آينده اشاعت کا انتظار کيجيے - اب گياره برس کے بعد يه مجلس ديرين پهر آراسته هوئي هے تو جهانتک ج ذوق سماع ساتهه ديگا ' مجهے کهنا هے اور حريفان بزم

زخمه بر تار رگ جـــان مي
کس چه داند تا چه دستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مے کہ بمی رود امروز در گلوئے دو کون
کمینہ جرعۂ تہ شیشہ ہائے دوش من ست!

الحمد للہ وحدہ - الہلال کا پہلا نمبر جون سنہ ۱۹۱۲ - میں شائع ہوا تھا اور آخری نمبر نومبر سنہ ۱۹۱۴ میں - پھر نومبر سنہ ۱۹۱۵ سے دوسرا سلسلۂ اشاعت "البلاغ" کے نام سے شروع ہوا اور مارچ سنہ ۱۹۱۶ میں ختم ہوگیا - اب یہ تیسرا سلسلۂ اشاعت ہے جو کامل گیارہ برس کے بعد از سر نو شروع ہوتا ہے :

ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا ۔

⁂

اس دنیا میں انسان کی بے چارگی اور مشیت الٰہی کے حکم و سلطان کا سب سے بڑا مظہر انسانی ارادوں کی ناکامی اور قضاء مشیت کا فیصلہ ہے - اسی لئے بعض عرفاء نے کہا ہے کہ "عرفت ربی بفسخ العزائم" یہ عجیب بات ہے کہ سنہ ۱۹۱۶ - کے اواخر سے لیکر گذشتہ ستمبر تک کوئی خیال بھی میرے ذہن سے اسقدر بعید نہ تھا جسقدر الہلال کی سہ بارہ اشاعت اور اسکی ذمہ داریاں قبول کرنے کا خیال تھا - میری شخصی زندگی اور اسکی احتیاجات، نیز قومی و علمی مقاصد اور انکا مقتضی، دونو اس بات کے مخالف تھے کہ الہلال جیسے رسالہ کی ہفتہ وار اشاعت کی ذمہ داری تیسری مرتبہ اپنے اوپر لیتا - جہانتک میری شخصی حالت کا تعلق ہے، سب سے پہلا سوال صحت کا تھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ روز بروز کمزور ہو رہی ہے، اور یہ زندگی کی ابتدائی احتیاطوں کے خلاف ہوگا اگر سنہ ۱۹۱۲ اور سنہ ۱۹۱۶ کی سی محنتیں پھر اسکے لئے مہیا کی جائیں - قومی و علمی مقاصد کا یہ حال تھا کہ بعض اہم تصنیفات کی تکمیل و اشاعت عرصہ سے ملتوی چلی آتی تھی، اور الہلال جیسے رسالہ کی ہفتہ وار اشاعت کا بار اٹھا لینے کے بعد مشکل تھا کہ انکے لیے فراغ خاطر میسر آسکتا - اسکے علاوہ طبع و فکر کی کاوشوں اور طلب و نظر کی وسعت پیمائیوں نے بے شمار ارادے نہاں خانۂ دل میں جمع کر رکھے تھے - ان سب کیلئے بھی اوقات فراغ کی ضرورت اور خلوت و انزوا کی جستجو تھی - یہی وجہ ہے کہ ۹ - جنوری سنہ ۱۹۲۳ - میں جب قید خانہ سے نکلا تو اس بارے میں ایک طے شدہ ارادہ اپنے سامنے رکھتا تھا - خیال تھا کہ جونہی وقت کی سیاسی مشغولیت مہلت دیگی، پہلا کام یہ کرونگا کہ چار پانچ سال کیلئے کسی ایسے گوشے میں کہ صحت کی درماندگیوں کیلئے سودمند اور چند رفقاء علم و عمل کی موجودگی سے دلپسند ہوگا، مقیم ہوجاؤنگا اور اپنے پیش نظر علمی و عملی مقاصد کی مشغولیت و تکمیل کے سوا اور کسی کام سے علاقہ نہیں رکھونگا :

فراغتے و کتابے و گوشۂ چمنے !

احباب و مخلصین میں جن حقیقت شناسوں کی نظر ان کاموں کی اہمیت پر تھی وہ تو انہی کے متمنی تھے لیکن عام طور پر لوگوں کو طلب الہلال کی تھی - کوئی وقت بھی اسکی طلب و اصرار سے خالی نہیں جاتا تھا، تاہم میری طبیعت کا یہ حال تھا کہ کسی طرح بھی اسکے لئے آمادہ نہیں ہوتی تھی - تمام تر جستجو اسی بات کی تھی کہ فراغ خاطر اور یکسوئی طبع کے ساتھ اپنی علمی زندگی میں مشغول ہوجاؤں اور ان ارادوں کی تکمیل کی سعی کروں جو مدتوں سے وقت و مہلت کے منتظر ہیں -

⁂

لیکن اس تمام طلب و جستجو کا بالآخر نتیجہ کیا نکلا ؟

یہ نکلا کہ وقت کے تقاضے، احباب کے پیہم اصرار، اور التوا و انتظار عمل کی ناقابل برداشت حالت سے عاجز آکر مشغولیت کی وہی صورت اختیار کرلینی پڑی جس سے سالہا سال تک اس درجہ گریزاں تھا - یعنی فیصلہ کرلینا پڑا کہ الہلال جاری کردیا جائے، اور ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھنے کی بھی کوشش کی جائے - اگر دونوں کاموں کا بہ یک وقت انجام دینا دشوار ہے تو دشواریوں پر غالب آنا چاہئے - اگر صحت ساتھ نہیں دیتی تو کیا مضائقہ ؟ اسے ساتھ لینا چاہئے - ضرورت ہماری درماندگیوں اور کمزوریوں کا انتظار کیوں کرے ؟ کیوں وہی ہو جو ہماری پسند اور انتخاب ہے ؟ کیوں وہ نہ ہو جو وقت کا حکم اور مشیت الٰہی کا فیصلہ ہے ؟

سالہا سال سے جس عنقاے فراغ اور کیمیاے سکون کی جستجو تھی، بالآخر اسکا نتیجہ نکلا تو یہ نکلا !

این رسم و راہ تازہ ز حرمان عہد ماست
عنقا بہ روزگار کسے نامہ بر نبود !

⁂

جنوری سنہ ۲۰ - سے لیکر دو سال تک کا زمانہ تحریک ترک موالات و لا تعاون کا زمانہ تھا اور اسکی خود فروشانہ سرگرمیوں میں اسکی مہلت ہی نہیں مل سکتی تھی کہ مستقبل کی طرف نظر اٹھائی جائے - لیکن ۱۰ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ - کو جب میں گرفتار ہوگیا، اور اسکے چند ماہ بعد مہاتما گاندھی کی گرفتاری پر تحریک کی عملی سرگرمیاں ختم ہوگئیں، تو قید خانہ کی کوٹھری میں موقعہ ملا کہ مستقبل کی طرف نظر اٹھاؤں اور وقت کی ضرورتیں اور اپنی استعداد کار دیکھتے ہوئے آیندہ کاموں کا فیصلہ کروں - میں نے فیصلہ کیا، اور اسیر مطمئن دل و دماغ لیکر ۹ - جنوری سنہ ۲۳ - کو باہر نکلا، لیکن باہر نکلنے کے بعد ملک کی جو صورت حال سامنے آئی، وہ بھی ایسی نہ تھی کہ نظر انداز کردی جاتی - تحریک کی عملی قوتیں ختم ہوچکی تھیں، تفرقہ و انتشار ہر گوشے میں نمایاں تھا، کانگریس دو متحارب جماعتوں میں بٹ گئی تھی، اور ایک دوسرے کے خلاف صف آرائی شروع ہوگئی تھی - ضروری تھا کہ بقدر استطاعت اصلاح حال کی کوشش کی جاتی - لیکن جب کوشش شروع کی تو بتدریج اسکا دامن پھیلتا گیا - یہانتک کہ پورا سنہ ۱۹۲۳ - اسی میں نکل گیا ۔

جنوری سنہ ۲۴ - میں حالات نے نئی صورتیں اختیار کیں - کانگریس کی ایک جماعت نے اسمبلی اور کونسلوں کیلئے کھڑے ہوکر ملک کی سیاسی خاموشی میں ہلچل پیدا کردی - مہاتما گاندھی

مذاکرۂ علمیہ

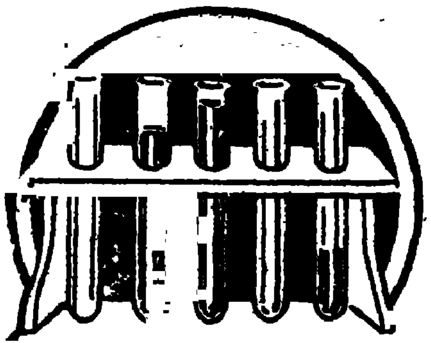

ذرۂ آب کی سرگزشت

علمی مطالب کے بیان کا ایک دلچسپ اور دلنشیں طریقہ یہ ہے کہ تمثیلات و حکایات کے پیرایہ میں بیان کیے جائیں تاکہ وہ لوگ بھی دلچسپی لے سکیں جو علمی مطالب کے خشک مباحث کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ یورپ کے بعض اہل قلم اس قسم کی ادبیات لکھنے میں شہرت و امتیاز حاصل کر چکے ہیں۔ منجملہ انکے مسٹر ویر شیلڈ ہیں جو شکاگو یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے رسالہ سائنٹفک امریکن میں ایک دلچسپ سلسلہ لکھنا شروع کیا تھا جسکے ہر نمبر میں کوئی ایک علمی موضوع بطریق تمثیل و حکایت بیان کرتے تھے۔ ہم آج اس سلسلہ کا پہلا نمبر ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ یہ ذرۂ آب کی سرگزشت ہے اور خود اسکی کی زبانی بیان کی گئی ہے۔ پانی کا وہ چھوٹا سے چھوٹا خوردبینی (Microscopic) ذرہ جو چشم غیر مسلح (Naked eye) سے دکھائی بھی نہیں دیتا۔ اپنے نشو و بلوغ کے مختلف درجوں سے گزر کر کس طرح ایک عظیم اور بے کنار سمندر کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے؟ اور پھر ابتدا کی اس بے مایگی سے لیکر انتہا کی عظمت بے پایاں تک کیسے کیسے عجیب تغیرات و تاثرات اس پر گزرتے ہیں؟ وہ کبھی بادلوں کی چادر ہے۔ کبھی بارش کی بوند ہے۔ کبھی پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف کی سطح منجمد ہے۔ اور کبھی نہروں کی روانی کی صورت میں گنگا جمنا اور دجلہ و فرات ہے۔ حکمت الہی اور فطرۃ کائنات کے یہ تمام عجائب اس مختصر سی داستان میں آپ سن لینگے۔ اس مضمون کے ساتھ دو تصویریں بھی درج کی جاتی ہیں جو ذرۂ آب کے تبدلات کے دو مختلف منظر پیش کرتی ہیں۔ ایک تصویر میں پہاڑی نہر کا منظر دکھلایا ہے جب وہ جم کر بالکل برف ہو گئی ہے۔ دوسری تصویر میں قلم فطرۃ کی نہایت ہی عجیب گلکاری ہے۔ یعنی منجمد پانی کے وہ بلوری مربع ہیں جن میں طرح طرح کے نقوش بن گئے ہیں۔

میں پانی کا ایک ننھا سا ذرہ ہوں۔ اتنا چھوٹا ہوں کہ انسانی آنکھ لاکھ کوشش کرے مجھے دیکھ نہیں سکتی۔ قوی سے قوی خوردبین میں بھی میں نظر نہیں آسکتا۔ تاہم میں موجود ہوں۔ یقینی طور پر موجود ہوں۔ میرے وجود میں ہرگز کوئی شبہ نہیں کرسکتا۔ میں اپنے ہی جیسے ننھے ننھے ذروں سے مل کر موسلادھار مینہ کی صورت میں شور برپا کرتا ہوں، دریا کی شکل میں موجیں مارتا ہوں، پھر بے پایاں سمندروں کی نیلگوں سطح بنکر زمین کے چاروں طرف پھیل جاتا ہوں۔ میں اس سے بھی بڑھ کر ایک چیز ہوں۔ میں تمام حیوانات و نباتات کے جسموں میں موجود ہوں۔ بلکہ اکثر جسم مجھی سے بنے ہیں۔ میں زمین کے بھی تقریباً ہر مادہ میں موجود ہوں۔ حتی کہ سنگلاخ چٹانوں اور ٹھوس دھاتوں تک میں سمایا ہوا ہوں۔ میری سرگزشت بہت طولانی ہے۔ اگر سننا چاہتے ہو تو مجھے انکار نہیں۔

(میری پیدایش)

میں کس طرح پیدا ہوا؟ یہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ لیکن مجھے معلوم ہے۔ بے شمار صدیاں گزر چکی ہیں۔ کم سے کم دس کروڑ برس پہلے میں پیدا ہوا تھا۔ اس تمام مدت کے اندر کیسے کیسے عجیب و غریب حالات مجھپر گزرے؟ یہ ایک نہایت طویل داستان ہے۔ تم اسے شروع سے آخر تک کسی طرح بھی نہیں سن سکتے۔ اس کیلئے کئی سو برس درکار ہونگے۔ تمھاری عمر زیادہ سے زیادہ سو برس کی ہوتی ہے حالانکہ یہ بمشکل میری زندگی کی ایک ساعت ہے!

ایک زمانہ ایسا گزرا ہے جب میں پانی نہ تھا۔ کوئی دوسری ہی چیز تھا۔ پھر ایک عجیب طریقہ پر میری ہستی کی ابتدائی بناوٹ ہوئی۔ یہ کروڑوں برس پہلے کی بات ہے۔ دراصل میری ولادت ایک آتش فشاں پہاڑ یعنی آگ کے پہاڑ کی گردن میں ہوئی تھی۔ یہ پہاڑ اب موجود نہیں ہے۔ بجھکر خاک ہوگیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب زمین نئی نئی جمی تھی۔

میں اس طرح پیدا نہیں ہوا جس طرح نر اور مادہ کے ملنے سے حیوان اور پھول پتے پیدا ہوتے ہیں۔ میری پیدائش دو ذاتوں سے نہیں، تین ذاتوں سے ہوئی ہے۔ "ہیڈروجین" کے دو جوہر "آکسیجن" کے جوہر سے مل گئے۔ انکے ملتے ہی میں اچانک ظاہر ہوگیا!

یہ تین جوہر جنکے ملنے سے میری خلقت ہوئی ہے، بہت پہلے سے موجود تھے۔ اتنے پہلے سے جسکا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ میرے ان اجداد کی تاریخ ضرور عجیب اور عظیم الشان واقعات سے لبریز ہوگی۔ اگر مجھے کسی طرح معلوم ہوجاتی تو میں آفتاب کی اصلیت اور ستاروں کے گزشتہ انقلابات کے تمام اسرار فاش کردیتا۔ یہ تینوں جوہر اثیر (ایتھر) یا لامتناہی فضا میں موجود تھے جس سے کہ آفتاب کی تکوین ہوئی ہے۔ پھر جب ستارے آفتاب سے جدا ہوگئے تو میرے ان تینوں بزرگوں نے اپنے لئے زمین پسند کرلی۔ وہ شاید جانتے تھے کہ زمین ہی زندوں کا مسکن بنیگی۔ لہذا انہوں نے کمال دانشمندی سے باقی تمام ستاروں پر اسے ترجیح دی۔ صرف ترجیح ہی نہیں دی بلکہ یہ احسان عظیم بھی کیا کہ اسے کرہ بننے کیلئے جس ابتدائی سروسامان کی ضرورت تھی، اسکے بنانے میں اس کا ہاتھ بھی بٹایا۔ حالانکہ وہ خود اس وقت نہایت کمزور اور کم مقدار تھے۔

میری تکوین کے وقت یہ تینوں حضرات، جیسا کہ ابھی کہہ چکا ہوں، آتش فشاں کی گردن میں معلق تھے۔ انکے لئے پہاڑ کے آتشیں پیٹ میں باہم ملاقات و معانقہ ناممکن تھا۔ کیونکہ وہاں سخت گرمی تھی اور دباؤ بھی بے حساب تھا۔ لہذا وہ اوپر کو چلے۔ یہاں انہوں نے حرارت میں جو ذرا کمی پائی تو بے صبری سے بیچ گردن ہی

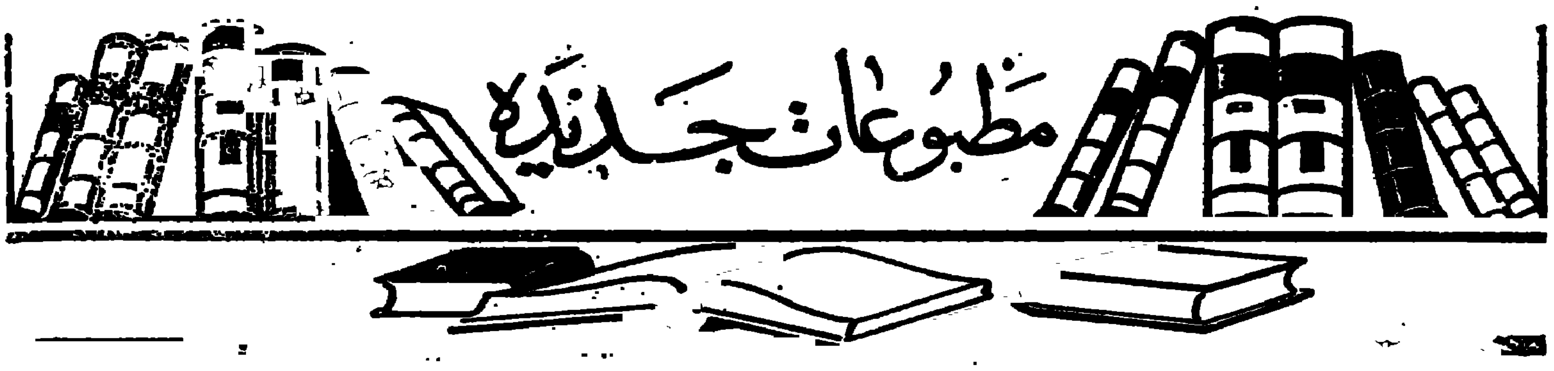

مطبوعات جدیدہ

فتوح الشام کي سرياني تاريخ

پہلي صدي ہجري کي اسلامي فتوحات پر عربي زبان ميں تاريخ کا وافر ذخيرہ موجود ہے ' ليکن يہ کمي هميشہ محسوس کي گئي ہے کہ تمام تر بعد کے مورخين کے قلم سے مدون ہوا ہے . خود اُس عہد کي کوئي قلمي شہادت موجود نہيں - يہي وجہ ہے کہ فتوحات مصر و شام کي تاريخي روايات پر زمانۂ حال کے نکتہ چينوں نے اعتراضات کئے هيں ' اور بعض سرگزشتوں کي نسبت خيال کيا ہے کہ مبالغہ سے خالي نہيں هيں .

ليکن حال ميں مشہور انگريز مستشرق ڈاکٹر رائٹ کو ايک سرياني تاريخ کا پتہ چلا ہے - خيال کيا جاتا ہے کہ يہ دمشق کے کسي مسيحي عالم کي تحرير ہے جو فتوحات شام کے زمانہ ميں موجود تھا اور اکثر واقعات اپني آنکھوں سے ديکھہ چکا تھا - بد قسمتي سے اسوقت تک پوري کتاب دستياب نہيں ہوئي ہے - صرف ايک صفحہ ملا ہے - وہ بھي دست برد زمانہ سے محفوظ نہيں - اُس ميں کل ۲۹ سطريں هيں - سات ابتدائي سطريں تو کيڑے نے بالکل کھا ڈالي هيں - باقي سطور ميں بھي جا بجا الفاظ مٹ گئے هيں يا کرم خوردہ هيں - زمانۂ حال کے مشہور جرمن مستشرق پروفيسر نولڈک Noeldeke نے اس صفحہ کي عبارت حل کي ہے اور اُس پر ايک مختصر رسالہ شائع کيا ہے - چونکہ يہ ايک نہايت قيمتي تاريخي شہادت ہے اسلئے اسکا خلاصہ بعض ضروري تشريحات کے ساتھہ هم شائع کر ديتے هيں .

اِس صفحہ ميں جنگ يرموک کا حال لکھا ہے - معلوم ہے کہ فتوحات شام ميں يہ جنگ سب سے بڑي اور فيصلہ کن جنگ تھي - اِسي لئے يہ کرم خوردہ صفحہ مورخين کي نظر ميں غير معمولي اهميت رکھتا ہے - ذيل ميں اُسکي هر سطر کا ترجمہ ملاحظہ هو :-

۱ — ۷ ... (پڑھي نہيں گئي)

۸ — ... کانون ثاني (جنوري) ميں معاهدہ قرار پايا اور هماري جانيں بچيں .

۹ — حمص اور دوسرے بہت سے گاؤں برباد اور اُنکے باشندے قتل هوے .

۱۰ — ... (کرم خوردہ) ... محمد ؟ ... مقتول اور قيدي بکثرت تھے ،

۱۱ — ... (کرم خوردہ) جليل سے بيت ...

۱۲ — عرب اطراف (دمشق ؟) ميں پھيل گئے -

۱۳ — هر جگھہ نمودار هوے .

۱۴ — اور آئے ... اور ... انکي طرف ... اور ... دوران -

۱۵ — سنہ ... اور بيس ميں فوج کا هراول روانہ هوا اور بھيڑوں کے گلے ضبط کر لئے .

۱۶ — اطراف حمص ميں ' اور رومي اُنکے مقابلہ پر آگئے -

۱۷ — ... اور تاريخ دس

۱۸ — ماہ آب - (يعني اگست) ميں رومي دمشق سے مفرور هوگئے .

۱۹ — بعد اُنکي تعداد دس هزار کے قريب تھي ' اور

۲۰ — ايک سال بعد رومي آئے اور ماہ آب (اگست) کي ۲۰ تاريخ سنہ

۲۱ — ۹۴۷ ميں رومي جابيہ کے مقام ميں جمع هوئے .

۲۲ — اور روميوں کے بہت زيادہ آدمي قتل هوئے

۲۳ — تقريباً پچاس هزار

۲۴ — سنہ (۷) ۹۴ ميں ... ۲۵ — ... اور پھيل گئے

۲۶ — ... خوش هوے ۲۷ — ...

۲۸ — ... ۲۹ — ليکن رومي رنجيدہ هوے

(قوسين کے مابين جتنے الفاظ هيں مستشرق نولڈک کے بڑھائے هيں)

اِس کرم خوردہ صفحہ نے ايک اهم اور قيمتي بات دنيا کي معلومات ميں اضافہ کردي ہے - ابتک جنگ يرموک کي ٹھيک تاريخ معلوم نہيں تھي - اسلامي مورخين نے کوئي معين تصريح نہيں کي ہے - اُنکا بيان صرف اس قدر ہے کہ رجب سنہ ۱۵ ھ ميں هوئي تھي - ليکن اِس سرياني صفحہ نے اُسکي تاريخ متعين کردي - اِسميں ۲۰ آب سنہ ۹۴۷ مذکور ہے - يہ سنہ مسيحي نہيں " سلوکيدي " ہے - سلوکيدي تاريخ شاہ " سولوکوس " کي تخت نشيني سے شروع هوتي ہے - يہ سکندر اعظم کي وفات کے بعد (سنہ ۳۲۳ قبل مسيح) شام کا بادشاہ تھا - قديم زمانے ميں يہي تاريخ شام ' عراق ' فلسطين اور اناطوليہ وغيرہ ممالک ميں رائج تھي - يہوديوں کي بول چال ميں اِس سنہ کا نام " منيان هشطاروت " ہے - غرضکہ اِس سرياني سند کے بموجب جنگ يرموک ۲۰ آب سنہ ۹۴۷ سلوکيدي ميں هوئي تھي - يعني ۲۰ - اگست سنہ ۶۳۶ عيسوي ميں - هجري حساب سے يہ تاريخ ٹھيک ۱۲ - رجب سنہ ۱۵ هوتي ہے .

اِس صفحہ سے ايک اَور اهم نقطہ بھي حل هوجاتا ہے - يعني جنگ کے اصلي محل کا تعين - عرب مورخ اُسے خود " يرموک " ميں قرار ديتے هيں - ليکن يہ سرياني مورخ " جابيہ " بتاتا ہے . جابيہ درياے يرموک سے کچھہ فاصلہ پر ہے - غالباً لڑائي جابيہ هي ميں هوئي تھي - ليکن چونکہ يرموک عرب ميں زيادہ مشہور تھا اس لئے عربي مورخين نے اُسے يرموک هي کي طرف منسوب کرديا - پھر يہ وجہ بھي هوسکتي ہے کہ اسلامي لشکر نے اپنا پڑاؤ يرموک هي کے کنارے ڈالا هوگا - کيونکہ يہ لڑائي اگست کے مہينہ ميں هوئي تھي جبکہ شام ميں پاني کي قلت هوتي ہے - ضروري ہے کہ عرب دريا کے قريب رهنے پر مجبور هوئے هوں .

عرب مورخوں نے اِس جنگ ميں رومي فوج کي تعداد کئي لاکھہ بتائي ہے - مورخ بلاذري وغيرہ قريب دو لاکھہ کے قرار ديتے هيں . مقتولين کي تعداد بھي بلاذري نے تقريباً ستر هزار بتائي ہے - بعض يورپين مورخ اِسے مبالغہ کہتے تھے - ليکن اِس سرياني صفحہ نے عرب مورخين کي تصديق کردي - اِس ميں رومي مقتولين کي تعداد کا تخمينہ پچاس هزار ہے جو عرب مورخين کے بيان کے قريب قريب ہے - ظاهر ہے مقتولين کي اِتني بڑي تعداد اُسي فوج ميں هوسکتي ہے جو تقريباً دو لاکھہ سے کم نہ هو .

ہوتے یہی بدلی ایک عظیم الشان کالی گھٹا کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔ وہ پورے آسمان پر چھائی تھی اور سورج کو زمین کے ایک حصہ سے چھپادیا تھا۔ اب ہم دو مخالف اور متضاد قوتوں کے بیچ میں تھے۔ ایک طرف قوت جاذبہ تھی - یہ ہمیں مجبور کرتی تھی کہ ایک دوسرے سے ملیں اور باہم پیوست ہوں تاکہ بڑے بڑے قطرے وجود میں آئیں - دوسری طرف قوت دفع کرنے والی تھی اور اسکی کوشش یہ تھی کہ ہم باہم ایک دوسرے سے جدا رہیں اور منتشر ہو جائیں - لیکن یہ قوت آہستہ آہستہ کمزور ہوتی گئی اور پہلی قوت قوی ہوتی گئی - لہذا ہماری باہمی پیوستگی برابر بڑھتی رہی اور بڑے بڑے قطرے بنتے گئے۔

ہوتے ہوتے یہ قطرے اتنے بڑے اور وزنی ہوگئے کہ ہوا میں انکے اٹھانے کی قوت باقی نہ رہی - اب ایک عظیم انقلاب پیش آیا - قطرے مینھہ کی صورت میں زمین پر آ کر گرے، اور میں جو ہوا نشین تھا زمین بوس ہوگیا - یا تو ہوا کی گود میں اتنی بلندی پر اڑا اڑا پھر رہا تھا، یا اب گر کر دریائے زخار کا ایک نہایت ہی حقیر جزو ہو کر رہ گیا - اتنا حقیر کہ تم شاید تصور بھی نہیں کرسکتے - سوئی کی نوک پر پانی کی جتنی بڑی بوند ٹھہر سکتی ہے، اس سے بھی کہیں زیادہ میں چھوٹا تھا - اس بوند میں میرے جیسے کروڑوں ذرے موجود ہوتے ہیں!

(سمندر میں واپسی)

سمندر میں پہنچکر ایک اور انقلاب میں نے دیکھا - فضا میں اگرچہ میں آزاد تھا تاہم ہوا کے قبضہ ہی میں تھا - ہوا مجھے اٹھائے اور پکڑے تھی - لیکن اب سمندر میں خود میں نے پگھلے ہوئے مواد گھیرنا اور پکڑنا شروع کردیے - یہ مواد مختلف قسم کے ہیں اور تمہارے علماء نے انکے الگ الگ نام رکھے ہیں۔

ان میں سب سے زیادہ مشہور کھانے کا نمک ہے - اس کا نام اصطلاح میں " کلورائیڈ سوڈیم " یا " کلورائیڈ سوڈیک " ہے - اسکے بعد " کلورائڈ مگنیشیم " پھر " سلفائڈ مگنیشم " اور " ملشیم " اور " پوٹیشیم " اور " کاربن " اور " برومائڈ " اور " آیوڈائڈ " اور " فلورائڈ " وغیرہ ہیں - انہی مواد میں سونا چاندی بھی داخل ہیں - بہرحال سمندر کا پانی انسے خالی نہیں ہے - ہم نے باوجود رقیق رقیق ہونے کے بہت سے مواد قید کرلئے، جس طرح ہوا نے گیس ہونے پر بھی ہمیں قید کر رکھا تھا - ہم نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ خود ہوا سے بھی اپنی پرانی قید کا بدلہ لے لیا - لیکن وہ بھی انتقام پر اتر آئی - اسنے غیظ و غضب سے ہم پر حملہ کرنا اور موجوں کی شکل میں ہمیں اچھالنا شروع کیا - دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ بعض علاقوں میں سورج بھی ہم پر نہایت سختی سے اپنی گرم شعاعیں ڈالنے لگا - اس کا اثر یہ ہوا کہ ہمارا وزن کم ہوگیا اور رفتار سست پڑگئی - اس دوران میں میری حالت ناقابل بیان تھی - کبھی میں ساحل پر آکر گرتا تھا، کبھی دھارے میں پڑکر خط استوا سے قطب تک چلا جاتا تھا، اور کبھی زمین کے چاروں طرف چکر کھاتا پھرتا تھا۔

ستم یہ ہوا کہ ہوا اور سورج دونوں مخالف ہوکر ہمیں نیچا دکھانے پر تل گئے - ایک مرتبہ میرے بہت سے بھائی بند آبی ذرے سطح سمندر پر غفلت میں پڑے تیر رہے تھے کہ ایکایک ہوا نے حملہ کردیا اور قید کرلینا چاہا - سورج بھی فوراً اسکی کمک پر مستعد ہوگیا اور اپنی شعاعوں کا لشکر اتار دیا - اب مقابلہ ناممکن تھا - یہ تمام ذرے قید ہوگئے - میری جو شامت آئی تو میں بھی تماشہ دیکھنے اوپر آگیا - ہوا اور سورج نے دیکھا تو مجھپر بھی ہاتھ صاف کیا اور قید کرکے اوپر لے چلے - میری نادانی دیکھو کہ میں اس قید پر بہت خوش ہوا - میں نے خیال کیا کہ سمندر میں رہنے سے ہوا میں رہنا کہیں اچھا ہے - چنانچہ بغیر کسی عذر کے روانہ ہوگیا - بہت اوپر لیجاکر ہوا نے مجھے چھوڑ دیا - میں خوش و خرم لامتناہی فضا میں رقص کرنے اور دوڑنے لگا - اب مجھے کوئی غم نہ تھا - جب ذرا جی گھبراتا تو نیچے نظر کرکے خشکی اور تری کا تماشہ دیکھ لیا کرتا - مجھے معلوم نہ تھا کہ میری اس خوشی کی عمر بہت تھوڑی ہے۔

(برفانی دریا اور پہاڑ میں)

مدت دراز تک میں اسی حالت سے آسمان پر سیدھی دوڑ رہا۔ کبھی تن تنہا پھرتا - کبھی بھاپ کے ابر کے ساتھ ہوا خوری کرتا۔ آخر یہ آزادی رنگ لائی - ایک دن میں سیر و تفریح میں مصروف تھا کہ سخت سردی نے آگھیرا۔ قریب تھا کہ اکڑ کر رہ جاؤں - میں بھاگا - مگر برف کے ایک ننھے سے قطرہ میں جو نہایت خفیف، نازک اور مثلث تھا، میں جا پھنسا۔ یہ مثلث قطرہ دوسرے برفانی مثلثوں کے ساتھ سرد ہوا میں قائم تھا۔ نور کی شعاعیں ابھر پڑیں اور مسدس صورت ہالہ کی شکل میں سورج اور چاند کے گرد نظر آتیں - اسکے بعد میرے برفانی مثلث نے آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا - یہانتک کہ مسدس شکل کی ایک برفانی چادر سی بن گئی - یہی حال دوسرے مثلثوں کا بھی ہوا - پھر سب باہم مل گئے، اور برف کا بھاری بادل بن کر فضا میں چل پڑے - چلتے چلتے ایک بہت ہی قدیم اور سربفلک پہاڑ ملا - میں نے کہ پہاڑ کبھی نہیں دیکھا تھا - اس پر برف جمی پڑی تھی - ہمارا بادل اچانک اس کی چوٹی پر آتر پڑا - اب بھی نجات ممکن تھی، مگر غضب یہ ہوا کہ ہمارے بادل پر فوراً اور بہت سے برفانی بادل بھی آگرے - میں انکے نیچے بالکل دفن ہوگیا - یہاں کی سردی ناقابل بیان تھی - یا تو میں خط استوا کے سمندروں میں گرم سورج کے نیچے رہتا تھا، یا اب برف کی بے شمار تہوں کے نیچے دبا پڑا تھا!

لیکن خوش نصیبی سے میرے اوپر کی برف کو ترس آگیا - شاید خود اسے بھی سردی لگی اور وہ آہستہ آہستہ پہاڑ سے نیچے کی طرف پھسلنے لگی - اب مجھے پھر اس مصیبت سے نکلنے کی امید بندھی - مگر ابھی قسمت میں آرام نہ تھا - اوپر سے اور برف برابر گر رہی تھی - قبل اسکے کہ میری برف پگھل کر پانی ہو

منجمد نہر کا ایک منظر جو کوہ الپس کی چوٹیوں سے نشیب میں جاتی ہے

میں هم آغوش هوگئے- انکا ملنا نه تها- ایک طلسم تها- فوراً میرا وجود ظهور میں آگیا!

لیکن یه نه سمجهنا که ان تینوں بزرگوں کو صرف ایک هي فرزند نصیب هوا- ایک اکیلا میں هي پیدا نهیں هوا تها- میرے ساته ایک وقت میرے کروڑوں بهائي بهن بهي پیدا هوگئے تهے- سب ٹهیک میری هي طرح پیدا هوئے اور بالکل میرا هي سا قد و قامت پایا- میں کیا کهوں هم سب کس دوزخ میں تهے؟ هماری جنم بهومي میں قیامت کي گرمي تهي- دم منهه کو آتا تها- گلا گهٹا جاتا تها- ایک پر ایک گرا پڑتا تها- آخر اسکے سوا کوئي صورت نظر نه آئي که کسي طرح باهر نکل کهڑے هوں- چنانچه هم آهسته آهسته اوکر پهاڑ کي گردن تک پهنچے- یهاں جو ذرا دباؤ میں کمي هوئي اور هماري قوت بڑهي تو هم سب نے ایک ساته زور مارا اور اچانک باهر کود پڑے- همارا نکلنا کوئي معمولي سي بات نه تهي- ایک هولناک دهماکا تها- پهاڑ کي پوري چوٹي اڑکر ریزه ریزه هوگئي- پهر هم نے فوراً بهاپ کے ایک ستون کي شکل اختیار کرلي- یه ستون بهت لمبا تها- هم سیدهے اوپر کي طرف اٹهتے رهے- اب هم اپني سب سے پهلي قید سے آزاد هوگئے تهے.

(فضا میں پرواز)

پهاڑ کي چوٹي توڑ کر جب هم باهر نکلے تو میں نے اپنے آپکو فضا میں اڑتے پایا. گرم هوا مجهے بهت اونچي بلندیوں پر لے گئي- میں نهیں کهه سکتا کتني دور تک پهنچے- میرے پاس ناپنے کا کوئي آله نه تها- تاهم مجهے یقین هے که زمین سے دس میل تو ضرور اوپر هونگا- وهاں پهنچکر میں [illegible] آکسیجن اور نائٹروجن کے عنصر جنسے هوا مرکب هے مجهے گهیرے تهے- میرے گرد کروڑوں آبي ذرے رقص کر رهے تهے- کسي کو قرار نه تها- حیرت انگیز سرعت سے اوپر نیچے هوتے رهتے تهے- ساته هي سخت تصادم بهي جاري تها- هر لمحه لاکهوں ذرے آپسمیں ٹکریں مارتے اور هوا کے عناصر بهي انسے متصادم هوتے- میں کهه نهیں سکتا کس غرض سے یه تمام رقص و تصادم جاري تها؟ بلکه مجهے یه بهي معلوم نهیں انکے وجود سے مقصد اصلي کیا تها؟ میں صرف اپنا مشاهده بیان کررها هوں- اسرار اور علل کا شناسا نهیں هوں.

بهرحال هواؤں نے همیں اپني گود میں اٹها لیا اور مشرق کي سمت لے چلیں- تم پوچهوگے مشرق کي طرف کیوں لے گئیں؟ یه اس لئے که ان بلندیوں پر هوائیں همیشه پچهم سے پورب هي کي طرف چلتي هیں- هواؤں کي گود میں آرام سے بیٹهکر میں نے اپنے دوسرے ساتهیوں آبي اور خاکي ذروں کے ساته پورے کرهٔ زمین کا پهلي مرتبه دوره کیا.

یه بڑے اچهے دن تهے- همارے لئے خوشي هي خوشي تهي- هوا نهایت لطیف تهي- هم پاني کے ذرے پوري آزادي اور وسعت کے ساته چلتے پهرتے تهے- یه آزادي همارے لئے سب سے بڑي نعمت تهي- کیونکه حرکت هماري فطرت میں هے- هم ایک دم بهي ٹهیر نهیں سکتے- اس وقت حرکت کي همیں پوري آزادي تهي- لیکن اسکا نتیجه یه ضرور تها که هم میں هر وقت سخت تصادم جاري رهتا تها- ایک لمحه میں لاکهوں مرتبه باهم ٹکراتے تهے!

اس زمانه میں همارا مسکن بادلوں اور هواؤں کے اوپر تها- یه تمام چیزیں نشیبي فضا میں رهتي هیں اور هم انسے بلندی پر تهے- هم اپنے اوپر آسمان کو سیاه دیکهتے اور آفتاب نیلا دکهائي دیتا- تارے همیں ٹهیک دوپهر کو بهي نظر آجاتے تهے- وهاں هوا از بس لطیف هے- زمین سے دسواں حصه بهي اس میں کثافت نهیں- لیکن هوا کي اس لطافت نے آفتاب کي شعاعیں بهت تیز کردي تهیں- کیونکه لطیف هوا دهوپ بهت کم جذب کرتي هے- یهي باعث هے که وهاں سردي بهي بلا کي پڑتي هے- سورج کي شعاعیں بهت تیز تهیں لیکن مجهپر انکا کوئي اثر نهیں پڑتا تها- انکا اثر صرف انهیں جسموں پر پڑسکتا هے جو بهت سے ذروں سے مرکب هوکر بنے هوں- مجهپر کیسے اثر پڑتا؟ میں تو محض ایک ننها سا ذره تها.

(بادلوں میں داخله)

مدت دراز تک هم اسي حالت میں رهے- پهر هوا کا وه حصه ٹهنڈا پڑگیا جهاں هم تهے- میں فوراً اپنے لاکهوں بهائیوں کے ساته خاک کے ایک ذره سے لپٹ گیا جو پاس هي اڑرها تها- اسي حرارت کا نتیجه یه هوا که میں اب تک پاني کا ایک مکمل قطره بن گیا- لیکن یه قطره نهایت هي چهوٹا اور هلکا تها- اسي وجه سے وه هوا میں برابر اڑتا رها- میرے قطره کي طرح اور بهي بے شمار قطرے بن گئے- یه سب [illegible] سے مل گئے اور اب هم ایک هوائي بادل کي صورت میں آسمان پر چهاگئے- یه قصه اس وقت کا هے جب انساني نسل کا کهیں پته بهي نه تها- کوئي سانس لینے والا حیوان زمین پر موجود نه تها- البته مچهلیاں موجود تهیں- اگر وه اس وقت آسمان کي طرف نگاه اٹهاتیں دیکهتیں تو انهیں اس گنبد نیلگوں میں بادل کي ایک خوبصورت چادر هلتي نظر آتي :—

اس اثنا میں کبهي کبهي هوا کي هلکي موجیں هم سے آ ٹکراتي تهیں اور همیں ایک دوسرے سے جدا کردیتي تهیں- اس حالت میں همارا بادل غائب هوجاتا تها- کیونکه هوا کے تصادم سے گرمي بڑهه جاتي تهي اور همارے بڑهتے قطرے بهاپ بنکر اوجهل هوجاتے تهے- یه عمل مدت تک جاري رها- آخرکار ایک مرتبه ایسا هوا که هم اتفاق سے نشیبي فضا میں سیر کررهے تهے- اچانک هوا کي موجیں آکر ٹکرا گئیں- اس وقت انکي رفتار بهت زیاده تیز تهي- اس سرعت کا لازمي نتیجه حرارت کي زیادتي هوئي- هم نے غبار کا ایک ذره پهر سهارا لینا چاها- مگر اچانک سیال پاني کي ننهي بوند بنکر رهگئے- یهي حال میرے دوسرے بهائي بندوں کا بهي هوا- سب پاني کي بوندیں بن گئے- پهر ان سب بوندوں نے مل کر ایک چهوٹي سي بدلي کي شکل اختیار کرلي- یه بدلي کي دوسري حالت تهي جو هم پر طاري هوئي.

هماري یه دوسري بدلي آهسته آهسته بهاري اور موٹي هوتي گئي- کیونکه بے شمار آبي ذرے اس میں آکر جمع هونے لگے- هوتے

برف کے بلوري ذرے جس طرح که خوردبین میں نظر آتے هیں

تحقیقات کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ شاہی کے قیام میں زیادہ تر اس وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے کہ خود شاہ پسندوں میں پھوٹ پڑ گئی ہے - اُنکی دو پارٹیاں ہوگئی ہیں اور ایک دوسرے کو آگے بڑھنے سے روک رہی ہے -

عجیب بات یہ ہے کہ دونوں پارٹیوں کے لیڈر دو شاہی عورتیں ہیں - دونوں میں سخت عداوت ہے - ایک دوسری کو نیچا دکھانے پر تلی ہوئی ہے اور پس پردہ سخت جنگ ہو رہی ہے - مدتوں کے بعد آج جرمنی پھر عورتوں کی سازشوں کا آماجگاہ بن گیا ہے .

یہ دونوں لڑنے والی عورتیں کون ہیں ؟ ساس اور بہو! سابق قیصر ولیم کی نئی دلہن اور سابق ولی عہد کی بیگم - یہ ہیں وہ دو آتش مزاج اور اولوالعزم عورتیں جو پروشیا کے تخت کے لئے ذاتی جنگ کی طیاریاں کر رہی ہیں !

یہ ایک کھلا راز ہے کہ شاہزادی ہرمائن (سابق قیصر کی دوسری بیوی) اپنے بوڑھے شوہر کے دل و دماغ پر پوری طرح حاوی ہے - خود قیصر ولیم امریکا کے ایک مشہور اخبار میں ایک حد تک اس کا اعتراف کرچکے ہیں - قیصر نے اپنے مضمون میں اپنی دو محبتوں کی سرگزشت لکھی تھی - پہلی محبت کا تعلق متوفی ملکہ اگستا سے ہے - اس کے بارے میں قیصر نے یہ جملہ لکھا تھا: "اُسکی جدائی کا داغ میرے قلب سے کبھی مٹنے والا نہیں" لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ داغ مٹ گیا اور بدنصیب شہنشاہ کے آنسو زندگی کی ایک نئی دلچسپی نے بہت ہی جلد خشک کردیے - ایک دن یہ غمزدہ انسان اپنی ڈاک کا تھیلا دیکھ رہا تھا - اچانک ایک خط نظر آیا - یہ خط ایک بیوہ کے لڑکے نے لکھا تھا.

قیصر کہتا ہے "مجھے فوراً اپنے ایک مرحوم وفادار افسر کا نام یاد آگیا اور اس مناسبت نے دلچسپی پیدا کردی" چنانچہ خط و کتابت جاری ہوگئی اور قیصر کے دل میں محبت کی گدگدی پیدا ہونے لگی - شاہزادی ہرمائن کی شادی اسی اتفاقی خط و کتابت کا نتیجہ ہے - قیصر نے بڑی گرم جوشی سے اپنی نئی بیوی کا ذکر کیا ہے - ڈورن میں آنے جانے والے واقف ہیں کہ بوڑھا شہنشاہ کس طرح اپنی نئی دلہن کے قبضہ میں ہے - سابق ملکہ کے ساتھ وہ ایک سخت گیر شوہر تھا - مگر اب وہ پورے معنوں میں مطیع خاوند ہے .

یہ واقعہ ہے کہ جنگ میں ناکامی کے بعد قیصر کی طبیعت [illegible] بجھ گئی تھی - وہ بقیہ زندگی گوشہ نشینی میں گزارنا چاہتا تھا - مگر شاہزادی ہرمائن نے آکر اُس میں ایک نئی روح پھونک دی - یہ اُسی کے اصرار کا نتیجہ تھا کہ قیصر نے کھوئے ہوئے تاج و تخت کا پھر خیال کیا اور برلن واپس جانے کی کوشش شروع کردی .

جاننے والے جانتے ہیں کہ ہرمائن کیسی بلند حوصلہ اور مستقل مزاج عورت ہے ؟ وہ اپنے سر پر تاج دیکھنے کیلئے سخت بیچین ہے - افسوس ہے وہ پورے جرمنی کی ملکہ نہ بن سکی - لیکن پروشیا کے شاہی تخت پر بیٹھنے کا تو اُسنے عزم مصمم کرلیا ہے - قیصر کی اس وقت بھی یہی ضد ہے کہ اُسے سب لوگ "امپریس" (شہنشاہ ملکہ) لقب سے پکاریں .

میدان میں ایک طرف ہرمائن ہے اور پوری قوت سے کام لے رہی ہے - دوسری طرف شاہزادی سیسیلیا - سابق ولی عہد کی بیوی کھڑی ہے - یہ شاہزادی اپنے شوہر کی طرف سے بالکل نا امید ہوگئی ہے - اب اُسکی اُمیدوں کا مرکز اُس کا لڑکا ہے جسکی عمر اس وقت ۲۱ برس کی ہے - یہ اسی کو تخت شاہی پر بٹھانا چاہتی ہے - قیصر ولیم کا یہ پوتا نہایت خوبصورت، خوش اخلاق، ملنسار اور بہادر ہے - پورا جرمنی اُس سے محبت کرتا ہے - اُس کی شخصیت کے متعلق طرح طرح کے عقیدتمندانہ قصے تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں .

ان دونوں شاہزادیوں میں خوب تیز مقابلہ ہو رہا ہے - دونوں اس جنگ میں غیرمعمولی ہمت و مہارت ظاہر کررہی ہیں اور دونوں نے اکثر دلوں پر قبضہ کرلیا ہے - مگر ایسے آثار موجود ہیں جو ہرمائن کی فتحمندی کا زیادہ یقین دلاتے ہیں - بلکہ اس وقت تک وہ کئی کامیابیاں حاصل بھی کرچکی ہے - چنانچہ اپنے اور اپنے شوہر کیلئے حکومت سے دو لاکھ پچاس ہزار ایکڑ زمین اور ایک لاکھ پونڈ نقد حاصل کرچکی ہے - روز بروز اُسکا اقتدار بھی بڑھتا جاتا ہے - بظاہر اُسکی کامیابی قریب ہے - معزول قیصر کی واپسی کے خلاف جو قانونی بندش کئی سال سے قائم تھی ، چند مہینے بعد ختم ہو جائیگی - خیال کیا جاتا ہے کہ اُس وقت قیصر کو کوئی قوت بھی جرمنی میں داخل ہونے سے روک نہیں سکتی !

یہ عجیب بات ہے کہ اس لڑائی میں دونوں کے شوہر بڑی حد تک بے غرض ہیں - معزول قیصر کی زندگی ختم ہونے پر ہے - اس لئے اُسے اپنی ذات کے لئے اب کچھ لینا نہیں ہے - صرف اپنی محبوب بیوی کی رضا جوئی پیش نظر ہے - اسی طرح سابق ولی عہد بھی تاج و تخت سے بیزار ہے - صرف اپنے بیٹے کی محبت اُسے مجبور کررہی ہے کہ اپنی بیوی کی کوششوں کا ساتھ دے .

پاؤں کی کیلیں

بعض آدمیوں کے پیروں میں کیلیں نکل آتی ہیں - یہ کیلیں گٹھوں سے مختلف ہوتی ہیں - گٹھا پڑتا ہے تو اُس میں پاؤں کی کھال موٹی ہو جاتی ہے - کیل میں بھی کھال موٹی ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی گوشت میں آنکھ کی طرح ایک ابھری سی کیل بھی پڑ جاتی ہے جو سخت تکلیف دیتی ہے - عام طور پر اسے کاٹ دیا جاتا ہے اور عارضی آرام ہو جاتا ہے مگر وہ پھر بڑھ جاتی ہے اور پریشان کرتی ہے - بہت سے لوگ اُسے [illegible] سے داغ دیتے ہیں مگر زیادہ فائدہ نہیں ہوتا .

یہ کیلیں تنگ جوتا پہننے سے پیدا ہوتی ہیں - کبھی پاؤں کے تلوے میں ہوتی ہیں - کبھی انگلیوں کے اوپر اور کبھی اُن کے درمیان پڑ جاتی ہیں - تنگ جوتے سے جس مقام پر زیادہ دباؤ پڑتا ہے وہاں التہابی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے - اگر جوتا اُتارا نہ جائے تو زائل ہو جاتی ہے لیکن اُتارنے کے بعد یہ التہاب اکثر کیل کی شکل اختیار کرلیتا ہے .

یہ کیلیں تندرستی کے لئے نہایت مضر ہیں - سینہ اور حلق پر بہت برا اثر ڈالتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ یورپ اور امریکا میں اس سے بچنے کے لئے عام طور پر ڈھیلے جوتے پہنے جاتے ہیں - انگریز اس بارے میں سب سے زیادہ محتاط ہیں - حتیٰ کہ کبھی کبھی اُن کے جوتے اتنے ڈھیلے ہوتے ہیں کہ برے معلوم ہوتے ہیں - انگریزوں کی احتیاط کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ لارڈ ولنگٹن سے پوچھا گیا سپاہی کو سب سے زیادہ کس چیز کی ضرورت ہے ؟ اُس نے کہا : "تین چیزوں کی : ڈھیلا جوتا - ڈھیلا جوتا - ڈھیلا جوتا"

برید فرنگ

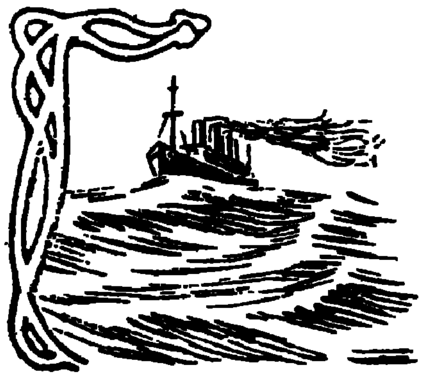

جمہوریۃ اور شہیۃ کي نئي کشمکش

تاج کیلئے دو جرمن جماعتوں کي مخفي جنگ

الہلال کے مقالہ نگار مقیم برلن کے قلم سے

(اصل انگریزي سے ترجمہ کیا گیا)

چند دن ہوئے برلن کي سڑکوں نے ایک ہیبت ناک منظر دیکھا - شاہراہوں پر اِس طرح گولیاں چلتیں اور لشیں گرتي تھیں جس طرح عام بغاوتوں کے زمانہ میں ہوا کرتا ہے - یہ لڑائي جمہوریت پسندوں اور شاہ پسندوں کے درمیان تھي - پولیس بھي بے دھڑک فیر کر رہي تھي اور علانیہ جمہوریت پسندوں کے خلاف تھي - لڑائي کي اہمیت کا اندازہ اِس سے کیا جاسکتا ہے کہ پریسیڈنٹ ہیکنبرگ کا حریف ہرٹیلان بھي اِس میں شریک تھا اور سخت زخمي ہوا .

سابق قیصر جرمني

لیکن یہ لڑائي کتني هي سخت ہو' مجھے اُس کي تفصیلات پر بحث کرنے کي ضرورت نہیں - ریوٹر ایجنسي نے اِس فرض سے سبکدوش کردیا ہے - مجھے اِس وقت اصلي معاملہ پر غور کرنا ہے - یہ لڑائي اور اِس جیسي بہت سي لڑائیاں جو جرمني میں ہوتي رہتي ہیں' بجاے خود زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں - اصلي اہمیت اُس سبب کو حاصل ہے جو اِن خانہ جنگیوں کا موجب ہے .

دنیا جانتي ہے کہ جرمني میں اگرچہ جمہوري حکومت قائم ہوگئي ہے مگر ملک کا عام رجحان شاہي کي طرف ہے - جرمني آج بھي اُسي طرح تاج و تخت کي پرستش کرتا ہے' جس طرح جنگ سے پہلے کرتا تھا - معزول قیصر اس وقت بھي جرمن دلوں کا ویسا هي دیوتا ہے جیسا اپنے عروج کے زمانہ میں تھا - جرمني میں جمہوري حکومت اِس لئے قائم نہیں ہوگئي ہے کہ باشندوں کي اکثریت اُسے چاہتي ہے' بلکہ اِس وجہ سے ہے کہ جرمني کے لئے انگلستان اور فرانس کو خوش رکھنا ضروري ہے اور وہ سابق قیصر اور خاندان ہوہنزولرن کي حکومت پسند نہیں کرتے .

پھر دنیا یہ بھي خوب جانتي ہے کہ اب اِن دونوں طاقتور حریفوں کا رعب کم بلکہ تقریبا زائل ہوگیا ہے - اب جرمن علي الاعلان اپنے شاہ پسندانہ میلان کا اظہار کرتے اور جنگي سپہسالار اپنے آقا ولیہلم کي وفاداري کے کھلے بندوں مقر ہیں - خود جنرل ہنڈنبرگ موجودہ رئیس جمہوریت بھي اپنے اِس رجحان کے لئے مشہور ہوچکا ہے - ایک مرتبہ تو اُس نے صاف صاف اعلان کردیا تھا کہ " سابق قیصر کي وفاداري کي جو قسم میں نے کھائي تھي' اُس سے ابتک آزاد نہیں ہوا ہوں " یہي باعث ہے کہ جب وہ رئیس جمہوریت منتخب ہوا تو عام طور پر دنیا نے خیال کیا کہ یہ قیصر کے واپس آنیکي تمہید ہے - یہ خیال بے بنیاد بھي نہ تھا - یہ واقعہ ہے کہ اِس بوڑھے جنرل نے سیاسي زندگي کي بوجھل ذمہ داریاں زیادہ تر اسي نیت سے قبول کیں کہ اپنے پرانے آقا کے لئے زمین طیار کرے - برلن کے سیاسي حلقوں میں تو یہانتک کہا جاتا ہے کہ ہنڈنبرگ نے یہ منصب خود قیصر کے اصرار و حکم سے قبول کیا ہے - صرف ہنڈنبرگ هي نہیں' جو جماعت اِس وقت برسر حکومت ہے' اُسکي اکثریت بھي سراسر شاہ پسند ہے .

میں جس پہلو پر روشني ڈالنا چاہتا ہوں' وہ ابتک عام نظروں سے تاریکي میں ہے - باوجود شاہ پرستي کے عام میلان کے ابتک شاہي حکومت کا قیام کیوں وجود میں نہیں آسکا؟ یہ سوال اکثر دلوں میں پیدا ہوتا ہے مگر صاف جواب حاصل کئے بغیر رہ جاتا ہے .

نئي برف نے آکر اُسے ٹھوس یخ بنا دیا - اب میں سخت اور شفاف برف کي چٹان کا ایک جزو بن گیا تھا - قدرت کے کرشمے دیکھو! ایک وقت میں بھاپ کا ذرہ تھا' ہر طرف اُڑتا پھرتا تھا' اب ایک نہایت ٹھوس جسم کا جزو بن گیا - جب تک ہوا میں رہا' آزادي سے حرکت کرتا تھا' سمندر میں بھي زیادہ بندش نہ تھي - لیکن برف میں پڑکر مجھے صدیوں ایک تنگ اور سرد قیدخانہ میں رہنا پڑا - نہ وہاں روشني نظر آتي تھي' نہ کسي طرف جنبش کرسکتا تھا - اندھیرا گھپ - موت کي سي خاموشي - قبر سے بدتر قیدخانہ!

(سمندر میں واپسي)

صدیاں گزر گئیں' میں نا امید ہوچکا تھا - سمجھتا تھا کبھي رہائي نصیب نہ ہوگي - مگر یہ بھي میري غلطي تھي - جس برف میں میں مقید تھا وہ برابر نیچے اُترتي جاتي تھي - دراصل اُسنے ایک برفاني سیلاب کي شکل اختیار کرلي تھي - اُترتے اُترتے وہ زمین کے کنارے پہنچ گئي - میں بالکل غافل تھا - اچانک اُسکا ایک بڑا ٹکڑا ٹوٹ کر سمندر میں گر پڑا اور زور کا دھماکا ہوا - میں سمجھا' پہاڑ پھٹ پڑا ہے - پھر خاموشي چھاگئي اور میري نا امیدي لوٹ آئي - لیکن بالآخر ایک دن جبکہ میں غافل تھا' برف کا وہ ٹکڑا ایک چٹان سے ٹکراکر پاش پاش ہوگیا' اور میں قید سے آزاد ہوگیا - اب میں پھر اُسي سمندر میں پڑا تیر رہا ہوں جس سے کسي زمانہ میں ہوا قید کرکے آسمان پر لے اُڑي تھي - یہ ہے میري سرگزشت کا ایک حصہ - باقي حصے کسي دوسري فرصت میں بیان کرونگا .

أسنے مجھے دیکھتے هي جوش کے ساتھه کہا " میرا نام ایلن ہے" ایلن واقعي اپنے پورے معنوں میں منظر جمال ہے - قد درمیاني ' جسم سڈول ' نہ فربہ نہ لاغر ' هاتھه پاؤں تناسب و اعتدال کا نمونہ - أسکا رنگ صاف بتا رہا تھا کہ یہودي نہیں ہے جیسا کہ مشہور هوگیا ہے .

میرے خیال میں أسکي سب سے زیادہ عجیب چیز أسکي آنکھیں ھیں - سچ مچ کي سحر کار ' جادو بھري آنکھیں ' نہ چھوٹي نہ بڑي ' صاف اور سنہري ' دراز پلکوں کے نیچے ساکن ' لطیف ابروؤں کے سایہ میں مطمئن ' لیکن هزاروں معاني و مطالب حسن سے لبریز!

اپنے خندۂ جانستان سے بجلیاں گراتي هوئي میرے استقبال کو بڑھي - رسمي سلام و کلام کے بعد ایک صوفے پر بیٹھہ گئي اور بعد کسي انتظار کے اپني باریک ' تھنکتي ' مگر سنجیدہ آواز میں تقریر شروع کردي :

"اب مجھے بے لاگ حقیقت کا اعلان کردینا چاهئے" أسنے کہا "میں بہت دن خاموش رهي لیکن کب تک خاموشي کے ساتھه دنیا کي تہمتیں برداشت کرتي رهوں ؟ میں نے سخت عذاب جھیلا ہے - آہ ! کیسا نا قابل تحمل عذاب ! عالمگیر انساني تحقیر کا عذاب ! دشمنوں نے دنیا بھر میں مشہور کردیا ہے کہ میں ایک بدچلن اور آوارہ گرد عورت ہوں ! کیا میں بد چلن عورت ہوں ؟ یہ کیسي خوفناک تہمت ہے !"

اب أسکے چہرہ پر هلکي سي زردي چھا گئي :

"لوگوں نے سب هي کچھہ کہا اور لکھا - وہ کون سا برا لفظ تھا جو میري نسبت نہیں لکھا گیا - کیا یہ سچ نہیں ہے ؟"

ایک لمحہ خاموشي کے بعد أسنے پھر تقریر شروع کي :

"دشمنوں نے دنیا کو یقین دلانے کي پوري کوشش کي کہ مجھہ میں وہ تمام رذالتیں جمع هیں جو کسي عورت میں هوسکتي هیں - میں ساحرہ هوں - غارت گر هوں - آوارہ هوں - هرجائي هوں - پرنس کارل کو برباد کرنے والي هوں - أسکي بیوي بچے سے أسے جدا کرنے والي هوں - میں أسے بھگا لائي هوں - أسکے خاندان میں پھوٹ ڈالنے والي هوں - آہ ! غریب و ناتواں ایلن رومانیا کي جملہ مصائب کي تنہا ذمہ دار ہے ! جب میں اپني انگلي یوں هلاتي هوں (أسنے اپني مخروطي انگلي اٹھاکر کہا) تو رومانیا کا قدیم شاندار تخت شاهي لرز جاتا ہے - ألٹ کر پاش پاش هو جاتا ہے !"

أس نے ایک غم ناک قہقہہ مارا " بلا شبہ یہ عجیب ہے اگر هولناک نہیں ہے" یہ کہکر وہ کرسي سے أٹھہ کھڑي هوئي - پھر بیٹھہ گئي اور سنجیدگي سے کہنے لگي :

"میں تمہیں حقیقت بتاتي هوں - تم نے سنا هوگا میں گزشتہ سال میلانو میں تھي - تمام اخباروں نے لکھہ مارا کہ پرنس کارل میرے ساتھہ بھاگ آیا ہے - حالانکہ یہ قطعاً جھوٹ تھا - اصلیت صرف اتني ہے کہ رومانیا میں سخت سیاسي مشکلات در پیش تھیں - مصائب نے پرنس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا - اتفاقیہ میري أس سے ملاقات هوگئي - أسے ایک سچے رفیق و مونس کي ضرورت تھي - أس نے میري طرف دیکھا اور میں نے أس کي رفاقت و همدمي کا فیصلہ کر لیا"

أس نے پہلو بدلا اور کرسي اپني انگلي سے کریدنے لگي :

"تم سمجھہ سکتي هو" أس نے رنجیدہ پیرایہ میں کہا "میں کیسي سخت مشکل میں پڑگئي تھي ؟ صرف یہي ایک خیال مجھے تسلي دیسکتا تھا کہ سچي دوستي کے معني هیں نفس کي کامل قرباني ' اور میں اپني قرباني کرکے فرض دوستي ادا کر رهي هوں - بلا شبہ جب کبھي میں دشمنوں کي تہمتیں سنتي تو میرا دل پاش پاش هو جاتا - لیکن پھر صبر و عزم سے کام لیتي اور سوچتي کہ یہ حالت زیادہ عرصہ تک باقي نہیں رہ سکتي - دراصل دشمنوں کي یہ تمام شرارت اسلئے تھي کہ شاهزادہ کو همیشہ کے لئے [illegible] کردیا جائے - إس میں شک نہیں شرارت بہت دنوں تک کامیاب رهي - حتی کہ ایسا وقت بھي هم پر گزرچکا ہے جب إس دنیا میں ایک انسان بھي همارا همدرد نہ تھا"

"تم نے بروقت کیوں إن تہمتوں کي اصلیت ظاهر نہیں کردي ؟" میں نے سوال کیا .

"میں متکبر تھي" أس نے تیزي سے جواب دیا "ہاں میں متکبر تھي - میري خودداري کو سخت ٹھیس لگي تھي - میں دنیا کو مخاطب کرنا پسند نہیں کرتي تھي - میں اس دنیا سے جو سنگ دل انسانوں سے بھري هوئي ہے نفرت کرتي هوں - شاید میں همیشہ نفرت کرتي رهوں - میں کیوں دنیا کي کمینہ تہمت تراشیوں کے جواب میں اپنے آپ کو نمایا کرتي ؟ تم خود دیکھتي هو معاملہ بالکل صاف تھا - کسي صفائي کي ضرورت هي نہ تھي - مجھے یقین ہے کہ میرا دامن بے داغ ہے - پھر میں اپني صفائي کي کیوں کوشش کرتي ؟ جو آدمي اپني صفائي کرتا ہے وہ گویا خود اپنے اوپر تہمت اوڑھہ لیتا ہے"

تھوڑي دیر چپ رہنے کے بعد وہ پھر بولي :

"إس تمام قصہ کي بنیاد صرف اتفاق پر ہے - بالکل اتفاقیہ طور پر پرنس سے میري ملاقات هوگئي - میں پرنس سے دوستي کا رشتہ جوڑنے پر مجبور هوگئي کیونکہ أس وقت أسے دوستي کي ضرورت تھي - میں نے کوشش کي کہ ٹھیک وہ روش اختیار کروں جو ایسے حالت میں کسي مخلص دوست کي هوسکتي ہے - کیا ایک دوست کیلئے اسکي ضرورت ہے کہ اپني دوستي کیلئے اپني بریت ثابت کرے ؟"

"پھر اب کیوں تم نے رائے بدل دي ؟ کیا تمہارے اور پرنس کے درمیان کوئي نئي بات پیدا هوگئي ہے یا عنقریب هونے والي ہے ؟" میں نے سوال کیا -

أسنے شانے هلاکر بے صبري سے جواب دیا :

"همارے درمیان کوئي بات بھي واقع نہیں هوئي اور نہ کبھي هوسکتي ہے - کیونکہ همارا معاملہ ایسي محبت کا معاملہ نہیں ہے جو هوا و هوس کي محبت هو اور جیسا کہ لوگ یقین کررہے هیں - همارا علاقہ نفس انساني کے أن پست درجوں سے کہیں بالا تر ہے - کہا جاتا ہے کہ دوستي ' حقیقي دوستي : سورج کے نیچے نایاب ہے - اور مرد اور عورت کے درمیان تو اور زیادہ - لیکن میں یہ کہنے کي جرات کرتي هوں کہ میں نے اس دنیا میں ایک انسان کے ساتھہ دوستي کي ہے - پرنس کو ایک دوست کي ضرورت تھي - میں أسکي دوست بن گئي - أسے ابتک دوست کي ضرورت ہے ' إس لئے میں ابتک أسکے ساتھہ هوں - میں چونکہ اسکي دوست هوں اسلئے اسکي تمام مصالح و فوائد کي بھي دوست هوں ' اور ایک لمحہ کیلئے بھي گوارا نہیں کرسکتي کہ اسکي خوشحالیوں کي راہ میں روک ثابت هوں"

مادم جوش سے تقریر کررهي تھي - وہ مجھے یقین دلانا چاهتي تھي کہ پرنس اور أسکي بیوي هیلینا کے ملاپ اور مفاهمت کو وہ ناپسند نہیں کرتي .

حسن و عشق اور تاج و تخت

رومانیا کا تخت شاہی ایک فتنہ گر حسن کے رحم پر

(فتنہ کی داستان لیلیٰ کی زبانی)

الہلال کے مقالہ نگار پیرس کے قلم سے

اس وقت دنیا کے کسی ملک میں بھی وہ عجیب صورت حال درپیش نہیں ہے جو ایک برس سے رومانیا کو ایک سخت داخلی اضطراب میں مبتلا کیے ہوئے ہے۔ ملک میں ہر وقت خانہ جنگی اور خونریزی برپا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ نہیں کہا جاسکتا حالات کی یہ نازک صورت حال کس حد تک پہنچکر رکیگی؟

یہ تمام اضطراب و اختلال کیوں ہے؟ صرف اسلیے کہ پرنس کارل سابق ولی عہد رومانیا پر کامگار عشق کا بے پناہ تیر چل گیا اور وہ ایک فتنہ گر حسن کی نگاہ برق پاش کا مقابلہ نہ کرسکا:

عشق ازیں بسیار کردست و کند!

دوران جنگ میں جب جرمن فوجیں بخارسٹ (دارالحکومت رومانیا) پر قابض تھیں، تو یہ شاہزادہ اپنی فوج کے ایک افسر کی لڑکی پر فریفتہ ہوگیا اور اس سے اوڈیسا میں خفیہ شادی کرلی۔ لیکن جنگ کے بعد جب فوجیں رومانیا واپس آئیں تو بادشاہ پر یہ رشتہ گراں گزرا اور اسنے علحدگی کا حکم دیدیا۔

ملکہ اور بھی زیادہ سخت تھی۔ عرصہ تک کشمکش جاری رہی۔ بالآخر شہزادہ کو مجبور ہوجانا پڑا اور اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ ایک شیر خوار بچہ اسکی گود میں تھا۔ طلاق کے بعد مع اپنے بچے کے رومانیا سے جلا وطن کردی گئی۔

اسکے بعد شاہزادہ کی شادی یونانی شاہزادی ہیلینا سے کردی گئی۔ اسوقت عام طور پر یقین کیا جاتا تھا کہ اب ولی عہد مطمئن ہوکر شاہی زندگی بسر کریگا اور یہ ناگوار حادثہ فراموش ہوجائیگا۔ لیکن واقعات اسکے برخلاف ثابت ہوئے۔ چند ہی دنوں بعد شاہزادہ کو اپنی نئی بیوی سے نفرت ہوگئی اور اس نفرت نے عشق و الفت کا ایک نیا محل ڈھونڈھ نکالا۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۵ کی صبح کو اچانک معلوم ہوا کہ شاہزادہ بخارسٹ سے پوشیدہ نکل گیا ہے، اور میڈم لوپسکو نامی ایک عورت بھی اسکے ساتھ فرار ہوگئی ہے۔ شہزادہ کی ایک تحریر اُسکی نشست کے کمرہ سے ملی۔ اس میں لکھا تھا کہ میں اب ولی عہدی سے دست بردار ہو جاتا ہوں۔ جس ولی عہدی سے مجھے اپنی زندگی کی ابتدائی راحت بھی نہیں مل سکتی، بہتر ہے کہ اُسے کسی دوسرے کیلئے چھوڑ دوں!

اس واقعہ نے تمام یورپ میں ہلچل مچادی۔ ۴- جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کو رومانی پارلیمنٹ کا جلسہ ہوا اور اُسنے طے کیا کہ شہزادہ کا پانچ برس کا لڑکا جو پرنسس ہلینا کے بطن سے ہے ولی عہد مقرر کیا جائے۔ ساتھ ہی اعلان کیا گیا کہ بیس برس کیلئے پرنس کارل کا داخلہ رومانیا میں ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

پرنس پر یہ کارروائی شاق گزری۔ اب وہ اپنے ملک میں واپس آنا اور اپنا حق واپس لینا چاہتا ہے۔ اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک دو گروہوں میں بٹ گیا ہے۔ حلقۂ حکومت پرنس کے خلاف ہے، مگر رعایا کی اکثریت اُسکی حمایت پر تلی ہوئی ہے۔ پرنس کی مخالفت میں سب سے زیادہ سرگرم خود اُسکی ماں ہے۔ اس معاملہ کی سختی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اسے "دل میں خنجر رکھنے والی عورت" کے لقب سے خود رومانی پکارنے لگے ہیں۔

ولی عہد کی موجودہ روش کی تمام ذمہ داری اُسکی نئی محبوبہ میڈم لوپسکو کے سر ڈالدی گئی ہے۔ یورپ کے اخبارات اُسکے خلاف مضامین شائع کر رہے ہیں۔ اور اسے "خوفناک ساحرہ" اور "قزاق" کا لقب دیا جا رہا ہے۔ وہ سال بھر تک تو خاموش رہی، لیکن اب پہلی مرتبہ زبان کھولی ہے۔ حال میں ایک انگریز اخبار نویس خاتون اس سے پیرس میں ملی تھی۔ اس خاتون نے اپنی ملاقات کی سرگذشت حسب ذیل بیان کی ہے:

"میں نے رومانیا کا تخت شاہی نہیں ہلایا۔ نہ پرنس کارل میری وجہ سے تخت شاہی سے دست بردار ہوا ہے جیسا کہ دنیا نے ہمارے دشمنوں کے کہنے سے یقین کر رکھا ہے۔ میں نہ تو ساحرہ ہوں۔ نہ قزاق ہوں۔ میں محض پرنس کی ایک مخلص دوست ہوں۔ میں پرنس کے فرائض کی راہ میں کبھی روک نہیں بن سکتی"

ان الفاظ سے مڈم لوپسکو نے اپنی گفتگو شروع کی:

"میں نے پرنس کارل کو تخت شاہی سے علحدہ نہیں کیا" میڈم نے کہا "میں اُنہیں بادشاہ بننے سے ہرگز نہیں روکتی۔ میں تو محض انکے رنج میں شریک اور جلاوطنی کی رفیق ہوں۔ اس سے زیادہ میری کوئی حیثیت نہیں"

انگریز خاتون لکھتی ہے: مڈم لوپسکو پیرس کے مضافات میں مقیم ہے۔ مکان اچھا خاصہ دو منزلہ ہے۔ مکان کے گرد آہنی احاطہ ہے اور اسمیں مضبوط دروازے لگے ہیں۔ ہمیشہ خفیہ پولس کے دو آدمی نگرانی کرتے ہیں۔ پھاٹک کی کنجی ایک وفادار دربان کے پاس رہتی ہے۔ وہی کھولتا اور بند کرتا ہے۔

مکان کے اندر میں نے ہر چیز آراستہ اور گھریلو پائی۔ ریشمی فرش بچھا تھا۔ جابجا نفیس کرسیاں رکھی تھیں۔ خوبصورت گلدستے قرینے سے میزوں پر چنے تھے۔ غرضکہ گھر کی مجموعی ہیئت صاف بتا رہی تھی کہ اس میں کوئی باسلیقہ عورت رہتی ہے۔

میرے لیے دروازہ کھلا۔ میں معترف ہوں کہ میڈم لوپسکو کو اچانک اپنے سامنے دیکھکر میں دم بخود رہ گئی۔ یہی وہ سرخ بالوں والی ساحرۂ حسن ہے جسنے رومانیا کی پوری سلطنت اپنی چشم ابرو کے ایک اشارہ سے ہلا ڈالی! یہی وہ شہرۂ آفاق مگر پر اسرار عورت ہے جسے بہت کم آدمیوں نے دیکھا ہے مگر سب نے اُسکے بارے میں خیال آفرینی کی ہے! اسی کی نسبت مشہور ہے کہ اسکی جانستاں اداؤں نے مستقبل کے ایک بادشاہ سے اُسکا تاج و تخت چھڑوا دیا! میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں نے اسکی جو تصویر اپنے ذہن میں کھینچ رکھی تھی، وہ اُس سے بالکل مختلف نکلی۔

یہ ایک نہایت حسین عورت ہے۔ عمر بیس برس سے کم ہوگی۔ بال سرخ نہیں ہیں جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے۔ اُسکے بالوں کا رنگ پکے گیہوں کا رنگ ہے جب ڈوبتے ہوئے سورج کی زرد شعاعوں سے وہ چمکدار ہوجاتا ہے۔ چہرہ کے گرد گھنے، ریشمیں، سنہری، بالوں کا ہجوم ہے۔ بال نہایت شاندار ہیں۔ نئے فیشن کے خلاف اپنی پوری درازی رکھتے ہیں۔ وہ عورت نہیں ہے۔ گلاب کا نازک، تازہ، شگفتہ، خنداں، اور دلفریب پھول ہے!

یہنتی زبان کو حاصل تھا۔ اس عہد کی صنعت کتابت و تزئین کے آثار بھی محفوظ ہیں - یعنی ایسی کتابیں بھی محفوظ ہیں جو مطلا و مذہب یا مصور لکھی گئی تھیں ، اور کاغذ کی جگہ ہرن کی جھلی استعمال کی گئی تھی - مذہبی اعمال و رسوم کی بعض اشیاء بھی پائی جاتی ہیں جو اسپین کے آخری مسیحی فرمانروا ولارک کے استعمال میں آتی تھیں .

عمارت کا ایک دوسرا حصہ اندلس کے اسلامی عہد تمدن کی یادگاروں پر مشتمل ہے . اسمیں تقریباً دو ہزار مجلدات عربی کتابوں کی ہونگی - کچھہ ذخیرہ تصاویر و نقوش اور صنعتی اشیاء و نوادر کا بھی ہے .

(اسکوریال کی خاموش شہادت)

لیکن کیا اندلس کے آٹھہ سو برس کے اسلامی تمدن کا صرف اتنا ہی ذخیرہ دنیا کے حصہ میں آیا تھا جو اسکوریال میں محفوظ ہے ؟ اور کیا یہ ذخیرہ بھی اندلس کے دوسرے مسیحی دور کی علمی حفاظت کا نتیجہ ہے ؟

نہیں ، تاریخ ان دونوں سوالوں کا جواب نفی میں دیتی ہے .

دنیا کی تاریخ میں شاید ہی علم و تمدن کیلئے ایسے تاریک و المناک ایام آئے ہوں جیسے اسلامی حکومت کے زوال و اخراج کے بعد اندلس میں آئے - سنہ ۱۴۹۱ع میں جب غرناطہ کا آخری مسلمان فرمانروا ابو عبد اللہ اسلامی حکومتوں کی اعانت سے مایوس ہوکر مجبور ہوگیا کہ غرناطہ دشمن کے حوالہ کردے ، تو اسوقت فرڈی ننڈ اور اہالی غرناطہ میں ایک معاہدہ ہوا تھا - اسمیں ۹۷ شرطیں تھیں جو آجتک صفحات تاریخ پر ثبت ہیں - ان شرطوں میں بعض شرائط اسلامی مدرسوں اور کتب خانوں کے بارے میں بھی تھیں - جس طرح فرڈی ننڈ نے مسلمانوں کی مذہبی آزادی اور شہری و مدنی حقوق کے احترام کا عہد کیا تھا ، اسی طرح اس بات کا بھی عہد کیا تھا کہ تمام اسلامی مدرسے قائم رکھے جائینگے ، اور اسلامی کتب خانے مسلمانوں کی ملکیت تسلیم کئے جائینگے - لیکن اس معاہدہ اور اسکی ۹۷ شرطوں کا نتیجہ کیا نکلا ؟ مشہور مورخ لارس اور رامبو کے لفظوں میں یہ نکلا کہ " دنیا میں شاید ہی کسی انسانی گروہ نے انسانوں کے قتل ، آبادیوں کی ویرانی ، علم و مدنیۃ کی بربادی ، اور وحشت و بربریۃ کی اشاعت میں ایسی مجنونانہ بیتابی دکھلائی ہوگی جیسی کہ اسپین کے عام برادران مسیحیین نے دکھلائی - پچاس برس کے اندر نہ صرف مسلمانوں سے ، بلکہ علم و مدنیۃ کی تمام علامتوں اور نشانیوں سے پورا جزیرہ نماے اندلس صاف کر دیا گیا " !

اسپین میں علوم و کتب کی موجودگی اسلامی حکومت کی سب سے بڑی خصوصیت تھی ، لیکن جب مسیحی حکومت کا علم لہرانے لگتا تو اسکا پہلا نتیجہ یہ نکلتا کہ مدرسوں کی عمارتیں منہدم ہوجاتیں اور کتابوں کے انبار آگ کے حوالے کردیے جاتے - کامل ڈیڑھ سو برس تک (جو اندلس میں اسلامی حکومت کے زوال اور مسیحی اقتدار کے عروج کا زمانہ ہے) اسکا سلسلہ جاری رہا - جب کسی شہر سے عرب خارج کئے جاتے ، تو فاتح جماعت کا پہلا کام یہ ہوتا کہ ڈھونڈھ ڈھونڈھکر کتابیں جمع کی جاتیں اور آگ کے حوالے کردی جاتیں - آخری کتب خانہ جو جلایا گیا ، وہ غرناطہ کا شاہی کتب خانہ تھا جسکی حفاظت کا خصوصیت کے ساتھہ فرڈی ننڈ نے معاہدہ تسلیم میں عہد کیا تھا - مورخین یورپ نے اس کتب خانہ کی کتابوں کی تعداد اسی ہزار سے ایک لاکھہ تک بیان کی ہے - تاریخ کے جس انسان کو اتنے بڑے ذخیرۂ علم و مدنیۃ کے ضائع کردینے کی لازوال شہرت حاصل ہوئی ، وہ تاریخ اسپین کا مشہور کارڈنیل فرانسسکو زی مینس Conlinal Francisco Ximens ہے .

کارڈنیل مذکور کو اسپین کی تاریخ میں وہی درجہ حاصل ہے جو ایک دوسرے کارڈنیل رشیلیو Richelieu کو فرانس کی تاریخ میں حاصل ہوا ہے - دونوں مذہبی حلقہ سے نکلکر حکومت و فرمانروائی کے حلقہ میں آئے ، اور ترقی کرتے کرتے نائب السلطنت کے عہدہ تک پہنچ گئے - یہی وجہ ہے کہ مورخین نے دونوں شخصیتوں کا مقابلہ کیا ہے اور انکے خصائص پر بحثیں کی ہیں - زمانۂ حال کے بعض مورخوں نے زی مینس کو رشیلیو پر ترجیح دی ہے ، کیونکہ وہ آخر الذکر سے کہیں زیادہ علم و فن کا شائق تھا - وہ کہتے ہیں کہ اسی کی کوشش سے اسپین کی پہلی یونیورسٹی وجود میں آئی جو الکالا Alcala میں قائم ہوئی تھی اور جسکی نسبت فرانسس اول نے کہا تھا " تمہارے زی مینس نے تنہا وہ کام کیا جو فرانس میں پندرہ بادشاہوں کی ایک پوری صف کرسکتی ہے " اور پھر یہ اسی کی محنت و توجہ کا نتیجہ تھا کہ سنہ ۱۵۱۷ ع میں کتب مقدسہ کی مختلف زبانوں کا ایک مکمل ایڈیشن مع ضمیموں اور تشریحات کے چھہ جلدوں میں چھپکر شائع ہوا .

[illegible] مذہبی تعصب و جنون کی یہ کیسی عجیب مثال ہے کہ سنہ ۱۴۹۹ میں یہی کارڈنیل جو یونیورسٹی کا موسس اور فن طباعت کا قدردان ہے ، ایک دوسرے مقدس آدمی فرڈیننڈ ڈی ٹالاویرا Ferdinand de Talavera کے ساتھہ ملکر یہ فتویٰ صادر کرتا ہے کہ غرناطہ کا شاہی کتب خانہ جلا دیا جائے ، کیونکہ خود اسی بانی دار العلم کے لفظوں میں " اسکی کتابیں انجیل کی تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتیں " !

مشہور مورخ کانڈی Conde کہتا ہے :

" ان اسی ہزار کتابوں کے علمی مطالب کی قدر و قیمت بجاے خود رہی ، ان میں سے ہر کتاب کی جلد اس درجہ بیش قیمت اور عجیب و غریب صنعتوں سے بنی ہوئی تھی کہ لوگوں نے جلتے ہوئے ٹکڑوں میں سے جلدوں کے بیل بوٹے نکال نکال کر انسے سونا چاندی اور قیمتی رنگوں کی بڑی مقدار حاصل کرلی ! "

یہ معاملہ یہیں تک پہنچکر ختم نہیں ہوگیا - شاہی کتب خانہ جلا دینے کے بعد محکمہ تفتیش مقدس Inquisition نے اپنے عمال شہر میں بھیجے کہ مسلمانوں کے گھروں کی تلاشی لیں اور عربی کی جس قدر کتابیں ملیں ضبط کرلی جائیں - مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر ڈوزی Dozy کی تاریخ مسلمانان اندلس Histoire des Musalmans d' Espagne کی شہادت کے مطابق یہ ذخیرہ بھی شاہی کتب خانہ کے ذخیرہ سے کسی طرح کم نہ تھا .

کتب خانۂ اسکندریہ کے جلائے کی کہانی میں بیان کیا گیا ہے کہ کتابیں چھہ مہینے تک شہر کے حماموں میں ایندھن کی جگہ جلتی رہی تھیں - افسانہ میں کتابیں چھہ ماہ تک جل سکتی ہیں - لیکن سچے واقعہ میں آگ کا عمل اتنا کمزور نہیں ہو سکتا کہ چھہ ماہ تک کتابوں کو مہلت زندگی دیدے - غرناطہ کا حادثہ افسانہ نہیں ہے واقعہ ہے . اس لئے جو کچھہ بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ " کامل سات دن تک کتابوں کے ڈھیر جلتے رہے تھے " !

اس حالت کے بعد ظاہر ہے کہ اندلس کے اسلامی تمدن کا کوئی علمی ذخیرہ ایسا باقی نہیں رہا تھا جو موجودہ دنیا تک پہنچ سکتا .

آثار عتیقہ

وہ اچانک کرسي کي پشت سے ٹیک لگاکر بیٹھ گئي اور چھت کي طرف نظر اٹھا کر دیکھنے لگي - مجھے سخت حیرت ہوئي کیونکہ اب اسنے ایک دلربا نازنین کي جگہ اچانک ایک حکیم اور فلسفي کا لب و لہجہ اختیار کر لیا تھا :

" دوستي اُس چیز سے بہت بلند ہے جسے محبت کہتے ہیں - دوستي سراسر قرباني اور اعتماد ہے ، مگر محبت سراسر انانیت اور خود پرستي ہے - یہي سبب ہے کہ جب میں دیکھتي ہوں لوگ ہمارے باہمي تعلق کو عشق و محبت کا تعلق بتاتے ہیں تو میرے جذبات سخت مجروح ہوجاتے ہیں - اگر ہم میں عشق ہوتا تو میں اِتني خوش نصیب اور مطمئن نہ ہوتي جتني اِس وقت ہوں - محبت چند ہفتے ، چند مہینے ، شاید چند برس رہتي ہو - لیکن دوستي زندگي کا ایک ابدي معاہدہ ہے - جوں جوں وقت گذرتا ہے ، اسکا جوش افسردہ نہیں پڑتا بلکہ اور زیادہ بڑھتا جاتا ہے "

" اعلی خیال ہے " میں نے اسکي تصدیق کي " لیکن اب کیا ارادہ ہے ؟ آیندہ کا پروگرام کیا ہے ؟ "

مِس لوپسکو کرسي سے اٹھ کر کھڑکي کے پاس گئي - ریشمیں پردہ ہٹاکر سورج پر نظر ڈالي - پھر لوٹ آئي :

" سچ یہ ہے میں نے ابتک کچھ بھي غور نہیں کیا ہے " اُس نے بے پروائي سے جواب دیا " در اصل کوئي پروگرام نہیں ہے - قدرتي طور پر معاملہ کا دار مدار ...... " وہ اچانک رک گئي " میں پیرس میں بہت خوش ہوں " بات ٹالنے کے لئے کہنے لگي " میري دلي تمنا ہے کہ لوگ مجھے تنہا چھوڑ دیں - بالکل بھول جائیں - میں خاموش زندگي بسر کرنا چاہتي ہوں "

یہ اُس نے سچ کہا - یہ عجیب عورت پیرس سے صرف پندرہ منٹ کے فاصلہ پر مقیم ہے - مگر تین تین ہفتہ تک شہر نہیں جاتي - واقعي وہ تنہائي پسند ہے -

" میں یہاں رہنا پسند کرتي ہوں " اُس نے کہا " کیونکہ یہاں ہر طرف خاموشي ہے - موسم بہار میں یہ درخت ہرے بھرے ہو جائینگے "

میں نے اِس افواہ کے متعلق سوال کیا کہ دونوں عاشق و معشوق عنقریب سیاحي شروع کرنے والے ہیں - اُس نے جواب دیا :

" مجھے سیاحي کا شوق نہیں ہے - میرے خیال میں رومانیا دنیا کا سب سے زیادہ خوبصورت ملک ہے "

درحقیقت یہ نازنین حیرت انگیز جاذبیت اور کشش رکھتي ہے - کوئي شخص بھي اُس کے تاثیر جمال سے اپني حفاظت نہیں کرسکتا - اُس کي شخصیت سادہ لیکن پورے معنوں میں مؤثر ہے - اِس ملاقات کے بعد مجھے کوئي تعجب نہیں اگر رومانیا کا تخت شاہي اِس عورت کے خوف سے تھرتھرا رہا ہے !

اندلس میں اسلامي تمدن کا اخري نقش قدم

(کنیسۂ اسکوریال کے عربي آثار)

اندلس (اسپین) کے موجودہ دارالحکومت میڈرڈ سے تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر ایک عظیم الشان مسیحي خانقاہ " اسکوریال " کے نام سے موجود ہے جسے شاہ فلپ ثاني نے سنہ ۱۵۸۴ میں تعمیر کیا تھا - جہانتک عمارت کے طرز و قسم کا تعلق ہے ، وسعت و بزرگي کے سوا اسمیں کوئي خاص بات ایسي نہیں جو قابل ذکر ہو - اندلس کے آخري مسیحي عہد کي تمام عمارتوں کي طرح یہ عمارت بھي تعمیري فنون لطیفہ کي تمام خوبیوں سے خالي ہے - با ایں ہمہ اسکي دلکشي میں کلام نہیں - ہمیشہ دنیا کے سیاح اور محقق اسکي زیارت کیلئے آتے رہتے ہیں اور دنیا کي مشہور عمارتوں کے سلسلے میں اِسکا نام بھي برابر لیا جاتا ہے -

یہ اسلئے ہے کہ اسي عمارت کے ایک حصہ میں اندلس کا شاہي کتب خانہ محفوظ ہے - اندلس کے قبل از اسلام اور بعد از اسلام عہد کے متعلق جو کچھ بھي موجودہ دنیا کي وراثت میں آیا ہے ، وہ اسي خانقاہ کي سنگین دیواروں کے قبضہ میں ہے ، اور اسلئے علم و تاریخ کے سراغ رسانوں کیلئے یہ مقام بھي لندن کے برٹش میوزیم ، پیرس کے قومي کتب خانے ، قاہرہ کے دارالآثار اور برلن کے کتب خانۂ مشرقي سے کم قدر و قیمت نہیں رکھتا - بلکہ بعض حالتوں میں کہیں زیادہ قیمتي ہے -

(کتب خانے کے دو حصے)

اس کتب خانے میں تقریباً ۴۵ ہزار نسخے کتابوں کے محفوظ ہیں - پرانے سکوں ، تصویروں ، نقوش ، اور مختلف قسم کي تاریخي اشیاء و نوادر کي بھي ایک کافي مقدار جمع کي گئي ہے - ایک حصہ اُن کتابوں اور تاریخي آثار کا ہے جو اندلس کے قبل از اسلام عہد سے تعلق رکھتے ہیں - دوسرا حصہ وہ ہے جسکا تعلق عہد اسلام کے آثار سے ہے - ان دونوں حصوں کي موجودگي بجائے خود تاریخ کي ایک نہایت عبرت انگیز داستان ہے !

پہلے حصہ میں قبل از اسلام عہد کے وہ تمام نوادر و آثار موجود ہیں جنکي اُس عہد کي تمدني استعداد دیکھتے ہوئے توقع کي جا سکتي ہے - توراۃ و انجیل کا وہ نسخہ جو اسپین کے مسیحي حکمرانوں کي تلاوت کا خاص نسخہ تھا ، اپني کامل و اصلي حالت میں موجود ہے - ایک سے زیادہ لاطیني زبان کي مذہبي کتابیں بھي اُس عہد کي یادگار ہیں - ایک بڑي تعداد اُن نوشتوں کي بھي ہے جو قدیم اندلسي زبان میں لکھے گئے تھے اور اندلس کے ملکي و سیاسي انقلابات انکے وجود پر کوئي مخالف اثر نہ ڈال سکے - ایک خاص مقدار مسیحي مذہبي کتب کي یوناني زبان میں بھي ہے ، اور اس سے اُس مذہبي و علمي اقتدار کا سراغ لگتا ہے جو ازمنۂ وسطیٰ میں

رہا ہے اور شہر و محل کي کنجیاں فرڈي نینڈ اور ازابلا کے حوالے کر رہا ہے ۔

(۳) ابو عبداللہ کي تلوار اور ڈھال ۔

(۴) ابو عبداللہ کي ایک ریشمین اور مزرکش قبا ۔

(۵) قرآن رکھنے کي ایک طلائي رحل جو سلاطین موحدین کي خیال کي جاتي ہے ۔

(۶) ایک قدیم تاریخي مرقع جس میں غرناطہ کے اسلامي دار القضاء کا منظر دکھایا گیا ہے اور جو قصر الحمراء کي ایک دیوار کے مرقع سے نقل کیا گیا ہے ۔

(۷) "اے وي روس دي کریت" یعني قاضي ابن رشد اعظم کي تصویر جو اُس سنگي بت کي نقل ہے جو اُس کے بعض یہودي شاگردوں نے طیار کیا تھا ۔

(۸) اندلس کے عرب جنگ آزماؤں کا ایک منظر ۔

(۹) غرناطہ کے محل شاہي کي طلائي کنجیاں جو عبد اللہ نے فرڈي نینڈ کے حوالے کي تھیں ۔

(۱۰) الحمراء کے ایک سنگي بت کي نقل جسکي نسبت یقین کیا جاتا ہے کہ وہ اسلامي عہد وسطي کے ایک مسلمان فرمانروا کي شبیہ ہے ۔

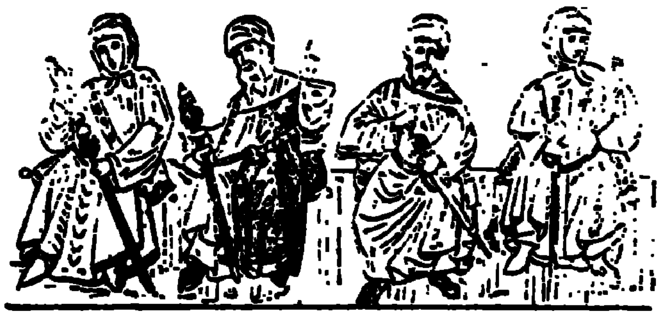

غرناطہ کے قاضیوں کي مجلس

(پروفیسر اسیلیو کي منتخبات)

ہم پروفیسر ایم اسیلیو (M. Emilio) کے نہایت شکرگزار ہیں کہ انہوں نے الہلال میں شائع کرنے کیلئے کتب خانۂ اسکوریال کے آثار و نوادر کے عکسي فوٹو اور ضروري تشریحات بھیج دي ہیں - پروفیسر موصوف اسپین کے مستشرقوں میں اپنے ذوق علم اور مستعدي تصنیف کے لحاظ سے ممتاز درجہ رکھتے ہیں اور متعدد مقالیں عربي علوم و آثار پر مرتب کر چکے ہیں - ہم وقتاً فوقتاً انکي فراہم کردہ معلومات الہلال کے صفحات پر شائع کرتے رہینگے - آج اس سلسلہ میں اسکوریال کے چار آثار ہدیۂ قارئین ہیں :

(۱) سب سے پہلا منظر اسلامي اندلس کي آخري نگاہ تودیع ہے - یہ غرناطہ کا آخري فرمانروا ابو عبداللہ ہے جو سنہ ۸۹۷ ہجري میں اندلس سے خارج کیا گیا - اسکے اخراج پر یورپ کے ہشت صد سالہ عربي حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا - تمام مورخین عرب و فرنگ متفق ہیں کہ یہ نہایت کمزور دل و دماغ کا انسان تھا - اُسکا ارادہ پست ' دماغ وہمي ' اور طبیعت عیش پسند واقع ہوئي تھي - وہ اپني نسل کا ویسا ہي کمزور انسان تھا جیسا نسل عباسي کا آخري فرمانروا المعتصم باللہ یا نسل تیموري کا آخري نام لیوا بہادر شاہ تھا - لیکن تاریخ ان شخصیتوں کو انکي شخصیتوں میں نہیں دیکھتي - انکے زوال میں ایک پورے عہد و ایام کا زوال اُسکے سامنے آجاتا ہے - ابو عبد اللہ اپني ذات سے کتنا ہي برا ہو، لیکن وہ سر زمین یورپ میں اسلامي و عربي تمدن کا آخري نقش قدم تھا - اسکے مٹنے سے صرف اسکي شخصیت ہي نہیں مٹ گئي - بلکہ اسلام کا ہشت صد سالہ نقش تمدن و عظمت بھي مٹ گیا:

عمارت بود بہت غم کو زوست [illegible]
کہ اپنے [illegible]

یہ حالت ابو عبداللہ کي [illegible] خاندان بھي حصہ نے آخري فرمانروا کي [illegible] ہي نہیں کے بلکہ اسي حال رخط کے پیچھے تاریخ عرب کي عظمت رفتہ کا ایک طول طویل مسلسل دیکھا جاسکتا ہے - اگر ممکن ہوتا تو ہم اپنے اقبال رفتہ کا ایک مرقع مرتب کرتے' اور 'معتمد بن عباد' سے 'معتصم' اندلس کے 'ابوعبداللہ' اور دہلي مرحوم کے بہادر شاہ تک [illegible] نظر حسرت ڈال لینے اور [illegible] چیز دینے کیلئے ایک سامان عبرت [illegible] - یہ تینوں شخصیتیں دراصل ہماري عظمت ماضي کے تین افسانے ہیں

و ما کان قیس هلکه هلک واحد
و لکنه بنیان قوم تهدما !!

(۲) دوسرا مرقع اسي مضطر حسرت کا ایک دوسرا نوشتہ ہے - یہ ابوعبداللہ کي ایک ریشمي اور مزرکش قبا ہے جو اس وقت تک اپني اصلي حالت و شکل میں محفوظ ہے - اس سے نہ صرف اُس عہد کے وضع و قطع لباس کا ایک شاہي نمونہ معرض علم میں آجاتا ہے' بلکہ اسلامي اندلس کي مختلف صناعیوں کا بھي پورا سراغ لگتا ہے - مثلاً کپڑے کي بناوٹ' اُسکي خوبصورتي ' زر تار دھاگے کے مشجر اور گل بوٹے جن سے اسکا حاشیہ اور متن مزین ہے' اس درجہ قیمتي اور صنعت گرانہ ہیں کہ بعض اہل نظر نے صرف اس قبا سے مستنبط نتائج پر ایک پوري تحریر لکھي ہے ۔

(۳) تیسرا منظر ایک مرقع ہے جسمیں غرناطہ کے قاضیوں کي ایک مجلس دکھلائي گئي ہے - مرقع کے نیچے جو عبارت درج ہے ' اُس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مرقع مشہور قصر "الحمراء" کي ایک دیوار پر منقش تھا - سولہویں صدي کے وسط میں ایک مصور نے اُس سے یہ نقل طیار کي - اس مرقع کي ہر تصویر فن مصوري کے لحاظ سے اس درجہ صحیح اور باقاعدہ ہے کہ موجودہ زمانہ بھي بمشکل کوئي نقص نکال سکتا ہے - الحمراء کي دوسري تصویروں کي طرح یہ مرقع بھي اندلس کے عربي عہد کي اُن ترقیات پر گواہ ہے جو فن مصوري کي اعلي اقسام میں اُسے حاصل تھیں - تاریخي قدر و قیمت کا پہلو یہ ہے کہ اُس عہد کے شرفاء و علماء کي وضع قطع اور طریق لباس و نشست کا ایسا واضح منظر سامنے آجاتا ہے جسکا کسي دوسرے ذریعہ سے علم ممکن نہیں ۔

(۴) چوتھا منظر عربي فوج کي ایک جماعت کا منظر ہے جسکي نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ قرون وسطي میں کسي صناع نے طیار کیا تھا اور اُن عرب سپاہیوں کا ایک منظر دکھانا چاہتا تھا جنہوں نے فرانس پر فوج کشي کي تھي - اس سے عربي فوج کي وضع و قطع اور آلات و اسلحہ پر نہایت قیمتي روشني پڑتي ہے ۔

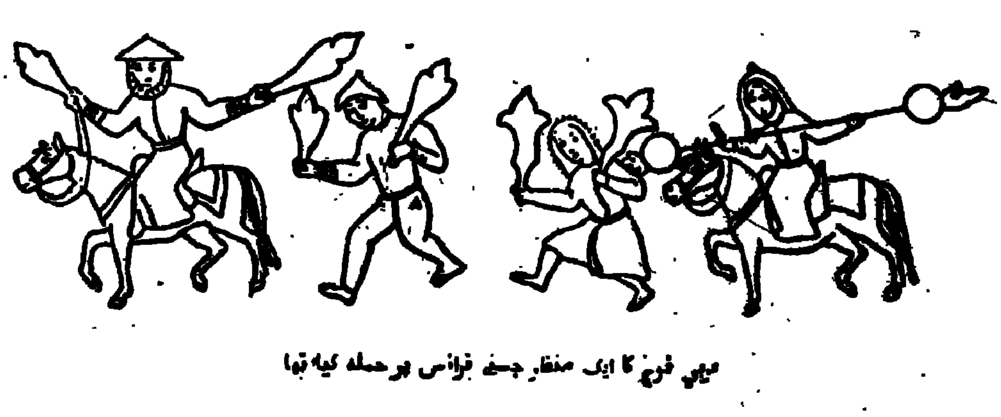

عربي فوج کا ایک منظر جسنے فرانس پر حملہ کیا تھا

[illegible] مدت کے بعد جب اسپین کو مذہبی تعصب کے جنون سے نجات ملی تو عہد اسلامی کے ذخیرۂ علم و تمدن کی جستجو شروع ہوئی۔ [illegible] قرطبہ اور غرناطہ کے کھنڈروں [illegible] پوشیدہ [illegible] رہ گئی [illegible] جستجو کا [illegible]؟

[illegible] اس پر پشیمانی کا پشیمان ہونا!

لیکن اتفاق سے [illegible] ابتدا میں ایک [illegible] آیا [illegible] عربی [illegible] ایک بڑا ذخیرہ فراہم ہوگیا [illegible] کے آخر [illegible] سے دو جہاز بھر [illegible] جنگ ہو [illegible] — منگنے جو [illegible] صاحب [illegible] کتابیں [illegible] ذخیرے لے [illegible] اسپینی جہازوں — یہ جہاز [illegible] اپنے ساتھ اسپین لے گئے [illegible] اسپین کی [illegible] بدل گئی [illegible] کے حوالے [illegible] کتابخانۂ اسکوریال میں رکھدیا گیا۔ موجودہ کتابیں اسی ذخیرہ کا ایک حصہ ہیں۔ پروفیسر ہارٹوگ ڈرنبرگ Hartiwig Derenbourg نے کتب خانۂ اسکوریال کی عربی مخطوطات پر ایک مفید کتاب Les Manuscrits de l' Escurial لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ ذخیرہ اگرچہ اندلس کا ذخیرہ نہ تھا۔ مولائی زیدان کی کتابیں تھیں جو اسنے غالباً بلاد مصر و شام سے منگوائی تھیں۔ تاہم اگر یہ کتابیں بھی پوری محفوظ رہتیں تو عربی علوم کے نوادر کا ایک نہایت قیمتی سرمایہ ہوتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے مسلمانوں کے اخراج کے بعد اندلس کی قسمت میں علم و تہذیب کی دائمی بربادی ہی آئی تھی۔ جب مذہبی جنون نے کتابوں کا جلانا ضروری نہ سمجھا تو حوادث و ایام نے یہی عمل شروع کردیا۔ اس ذخیرہ کے اسکوریال میں رکھنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد یکایک وہاں آگ لگ گئی۔ اور دیگر اشیاء و نوادر کے ساتھ عربی ذخیرۂ کتب کا بھی ایک بڑا حصہ جل گیا۔ اب جسقدر ذخیرہ موجود ہے [illegible] یہ وہ ہے جو اس آتش زدگی سے [illegible] بچ رہا تھا۔ [illegible] زیادہ سے زیادہ دو ہزار کتابیں ہونگی۔ مشہور اسپینی مستشرق [illegible] کوڈیرا F. Codera نے بھی (جنہوں نے [illegible] کتب خانے سے ابن بشکوال کی کتاب الصلہ [illegible] ذخیرہ حاصل کرکے [illegible]) قریب قریب ایسا ہی لکھا ہے۔

(تاریخ کی صدائے عبرت)

[illegible] ان دونوں حصوں کی موجودگی سے تاریخ کی ایک درد انگیز صدائے عبرت پیدا ہوتی ہے جو ہر تاثر پذیر دل کو سنائی دیتی ہے۔

پہلے حصے میں اندلس کے قبل از اسلام عہد کا تمام ذخیرۂ کتب و آثار موجود ہے۔ حتی کہ وہ انجیل بھی موجود ہے جسکی سلاطین اسپین تلاوت کیا کرتے تھے۔ ان اشیاء کی موجودگی اس حقیقت کا قطعی ثبوت بہم پہنچاتی ہے کہ عربوں نے فتح اندلس کے بعد جسقدر

بھی ذخیرہ [illegible] آثار [illegible] سے [illegible] و عہد کی [illegible] امانت [illegible] محفوظ [illegible] اور تہذیب [illegible] خدمت [illegible] پہنچتک [illegible] جب انقلابات زمانہ کے [illegible] جو رکھی [illegible] تو [illegible] اس امانت [illegible] حفاظت [illegible] یہ بڑا [illegible] جسطرح [illegible]

[illegible]

سرزمین اندلس سے [illegible] لیکن اندلس کے اسلامی عہد میں [illegible] جب [illegible] مذہب کی [illegible] تعصبی اور [illegible] سے علوم جدیدہ کی [illegible] فتح [illegible] جیسا کہ ابن رشد کے [illegible] بھی ہوا، خود مسلمانوں کے [illegible] ہو۔ اندلس کا [illegible] ذخیرہ ہمیشہ محفوظ رہا۔ اندلس کی پوری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ [illegible] نظر [illegible] سے بھی [illegible] کا [illegible] ہو۔ اگر ایسا کیا گیا ہوتا تو آج اندلس کے [illegible] عہد کی ایک چیز بھی اسکوریال میں موجود نہ ہوتی۔

لیکن اسکے مقابلہ میں [illegible] مسیحی حصہ کی [illegible] ہے؟ یہ ہے کہ ایک ایسے عظیم و وسیع تمدن کا جسکی دنیا [illegible] مثال اس عہد کی تاریخ میں موجود نہیں، [illegible] ذخیرۂ علم و تمدن انتہائی وحشت و جنون کے ساتھ [illegible] اور اب جو [illegible] بھی موجود ہے، اندلس کا نہیں ہے [illegible] مراکش کے ایک [illegible] فرمانروا کے علمی ذوق کی [illegible] ہے!

اگر "اسلامی" اور "مسیحی" [illegible] سکتی ہے، تو اس [illegible] اسکوریال کے [illegible]

[illegible] آثار)

[illegible]

(۱) غرناطہ کے آخری فرمانروا ابو عبداللہ کی تصویر جو [illegible] سے [illegible] طیار کی گئی تھی۔

(۲) [illegible] منظر [illegible] جب ابو عبداللہ معاہدۂ تسلیم کے بعد غرناطہ سے

[illegible] بڑے [illegible]

ابو عبداللہ کی ایک منزکش تھا

مقالات

اسلام اور "نیشنلزم"

بہ بدمستی سزد گر تہمتم سازد مرا ساقی
ہنوز از بادۂ دوشینہ ام پیمانہ پُر دارد!

یہ عجیب بات ہو کہ ہندوستان میں جو زمانہ سب سے زیادہ باہر کے اسلامی معاملات کے انہماک کا زمانہ تھا۔ یعنی حرکت خلافت کا زمانہ، اُسوقت کسی شخص کو بھی یہ خیال نہیں گزرا کہ باہر کے اسلامی معاملات میں اس قدر دلچسپی لینا ہندوستانی قومیت کے نقطۂ خیال سے کہاں تک موزوں ہوسکتا ہو؟ یا یہ کہ نام نہاد پان اسلامیزم اور ہندوستانی نیشنلزم دو متضاد جذبے ہیں جو بہ یک وقت جمع نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ اُسوقت بھی ایک گروہ حرکت خلافت کا مخالف تھا، لیکن اُس میں ہندو مسلمان دونوں تھے، اور اُس کی مخالفت بھی اس بنا پر نہ تھی کہ یہ معاملہ ہندوستان کے جغرافیائی حدود سے باہر کا ہو، بلکہ اس لئے تھی کہ وہ اس قدر دُور تک جانا پسند نہیں کرتا تھا جس قدر دور یہ حرکت جانا چاہتی تھی۔ مطالبات خلافت پر موقوف نہیں، خود ہندوستان کے سیاسی مطالب کے لئے بھی وہ اس طریق عمل سے متفق نہ تھا۔

لیکن جونہی ۱۹۲۲ء میں حرکت کی سرگرمیاں رکیں اور لوگوں کے ہاتھ پاؤں بیکار ہوئے فوراً طرح طرح کی بحثیں اور کاوشیں شروع ہوگئیں۔ اب ہر شخص سوچنے لگا کہ ہندوستان کے جغرافیائی حدود سے باہر کے معاملات میں اس قدر دلچسپی لینا کہاں تک قومیت و وطنیت کے جذبات کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے؟ اتنا ہی نہیں بلکہ مسئلہ نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور مسلمانوں سے گزر کر اسلام کی تعلیم تک پہنچ گیا۔ اب سیکڑوں دماغ و قلم ہیں جنھیں اس سوال کی بحث و کاوش سے فرصت نہیں ملتی کہ اسلام کی دینی تعلیم کی روح قومیت کے موافق ہو یا مخالف؟

یہ حالت بظاہر کتنی ہی عجیب معلوم ہوتی ہو مگر فی الحقیقت عجیب نہیں ہو۔ علم الاجتماع کے مطالعہ کرنے والے ایسے ہی احوال و تغیرات میں جماعت کے ذہنی قوانین کی جستجو کیا کرتے ہیں۔ جب آدمی بیکار ہوتا ہو تو ضرورت سے زیادہ سوچنے لگتا ہو۔ مشغول آدمی کو زیادہ خیال آرائیوں کی مہلت ہی نہیں ملتی۔ یہی حال جماعتوں اور قوموں کا بھی ہو۔ جس وقت تک وہ عملی زندگی میں مشغول رہتی ہیں، ذہن و فکر کو ضرورت سے زیادہ دقیقہ سنجیوں کی مہلت ہی نہیں ملتی۔ لیکن جونہی ہاتھ پاؤں بیکار ہوجاتے ہیں، ذہن و خیال اُبھر آتا ہو اور اپنی کارستانیاں شروع کردیتا ہو۔ پہلے ارادہ کی ساری قوت عمل میں مشغول تھی۔ اب عمل کی جگہ تخیل کے لئے وقف ہوجاتی ہو۔ پہلے کسی کو ذہنی بلند پروازیوں کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ اب جس کسی کو دیکھو غیر ضروری بحثوں، بے عمل کاوشوں، فرضی صورتوں، تخمینی سوالوں، بے قید تخیلات، اور مطلق العنان اوہام و ظنون سے سرگراں ہورہا ہو!

ذہن و عمل کے قوا کا یہی عدم توازن ہو جس سے جماعتوں کی زندگی میں عملی استعداد کی افسردگی اور تعطل کی بنیاد پڑتی ہو، اور بعض اوقات یہ علت یہاں تک بڑھ جاتی ہو کہ عمل کی استعداد بالکل مفقود ہوجاتی ہو۔ یا اس درجہ کمزور پڑ جاتی ہو کہ کوئی نمایاں اور عظیم قدم نہیں اُٹھایا جاسکتا۔

ہر قوم کی تاریخ میں اس حالت کی مثالیں ڈھونڈھی جاسکتی ہیں۔ قومی عروج کے زمانے پر نظر ڈالوگے تو وہ سرتاپا عمل نظر آئے گا، لیکن تنزل کا عہد دیکھوگے تو عمل کی جگہ تخیل کی فرمانروائی ہوگی۔ پہلی حالت میں تخیل معدوم مگر قدم بے روک چلتا ہو۔ دوسری حالت میں قدم رُک جاتا ہو مگر خیال آسمان پیمائیاں شروع کردیتا ہو۔ عربوں نے جب روم اور ایران کے تخت اُلٹ دئے تھے تو ان کی سادگی فکر کا یہ حال تھا کہ قضاء و قدر کے مسئلہ میں وہم و گمان کا دخل بھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن جب قضاء و قدر اور جبر و اختیار کی گتھی سلجھانے کے لئے انھوں نے پچاس سے زیادہ مذہب گڑھ لئے، تو وحشی تاتاریوں کے حیوانی قدم سے اُن کے تمام دارالخلافے پامال ہو رہے تھے!

آج بھی یورپ کی قوموں میں اس کی مثالیں صاف نظر آرہی ہیں۔ اینگلو سکسن نسل کے مقابلے میں فرانسیسی قوم زیادہ ذہنی اور تخیل پسند ہو، اور اس لئے کسی طرح بھی اپنا روز افزوں تنزل روکنے پر قادر نہیں ہو۔

[illegible] معاملات کی [illegible] ہو رہی تھی، ہندوستان کے مسلمانوں نے مسئلہ خلافت کو محض اس کی سادہ مذہبی شکل میں [illegible] نے اس سے زیادہ سوچنے کی ضرورت [illegible] اگر ہندوؤں نے ان کا ساتھ [illegible] سے متفق [illegible] گے۔ وہ اس حد تک

کو اُس کی موجودہ منزل حیات میں اس سے زیادہ کاوش کی ضرورت بھی نہ تھی۔ وہ نہایت تیزی کے ساتھ اُٹھے، اور قبل اس کے کہ ذہن و خیال کو چون و چرا کی مہلت ملے، کام شروع کردیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چند مہینوں کے اندر ایک عام حرکت ظہور میں آگئی۔ مطالبۂ خلافت ہندو مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ بن گیا تھا۔ سیکڑوں ہزاروں ہندوؤں نے ایسی ہی گہری اور بے ریا دلچسپی ظاہر کی جیسی خود مسلمان ظاہر کر رہے تھے، بلکہ کہا جاسکتا ہو کہ بعض حالتوں میں خود مسلمانوں سے بھی آگے قدم پیش پیش تھے۔

لیکن جب عملی مشغولیت کا دور ختم ہوگیا تو ردِّ فعل کا عمل در آمد شروع ہوگیا۔ وہی چیز جو چند دن پہلے ملک کا سب سے زیادہ مقبول عمل تھی، اب ایک مشتبہ اور بحث طلب چیز بن گئی، اور فکر و خیال نے طرح طرح کی کاوشیں شروع کردیں۔ جسوقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ قید خانے جا رہے تھے تاکہ ٹرکی کے ساتھ انصاف کیا جائے، اُسوقت کسی کو بھی یہ بات نہ سوجھی کہ اس مطالبہ کا اس درجہ انہماک ہندوستانی قومیت کے ساتھ میل کھاتا ہو یا نہیں؟ لیکن اب ہر شخص اسی خیال سے متفکر ہو، اور کوئی قلم و زبان نہیں جس پر یہ سوال طاری نہ ہوا!

ایک طرف تو یہ لوگ ہیں جو نکتہ چینی کے رنگ میں اس مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں، دوسری طرف مسلمان اہل قلم ہیں، اور چونکہ خود انکے سامنے بھی کوئی صاف اور واضح حقیقت نہیں ہو، اس لئے کچھ عجب طرح کے افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ کچھ لوگ وہ ہیں جنھوں نے الہلال کے پچھلے صفحات پر اس قسم کی بحثیں دیکھی تھیں کہ اسلام کی وسعت نظر وطنیت کی تنگ نظری کی متحمل نہیں، چونکہ بات کے محل اور موقعہ پر ان کی نظر نہیں ہو، اس لئے وہ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام "نیشنلزم" کا مخالف ہو اور کسی مسلمان کو "نیشنلسٹ" نہیں ہونا چاہئے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو مسلمانان ہند کی سیاسی بے حسی سے سخت نالاں ہیں۔ وہ جب دیکھتے ہیں کہ باہر کے اسلامی مسائل کے لئے اُن میں جس قدر دلچسپی پیدا ہوجاتی ہے اُس قدر خود اپنے ملک کے لئے نہیں ہوتی تو وہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی وسعت علائق و احساس ہی اس صورت حال کے لئے ذمہ دار ہو، اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اب اسے خیرباد کہہ دینا چاہئے۔ حالانکہ نہ تو اسلام کی وسعت نظر کے یہ معنی ہیں کہ وہ قومیت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ نہ قومیت کے لئے اس بات کی ضرورت ہو کہ خواہ مخواہ اسلامی اخوت کا دائرہ تنگ کیا جائے۔ یہ دونوں صورتیں افراط و تفریط میں داخل ہیں، اور ہر معاملہ کی طرح یہاں بھی حقیقت اطراف میں نہیں بلکہ وسط میں ڈھونڈھنی چاہئے۔

وہ "وسط" کیا ہو؟

اس تحریر سے مقصود اُسی کی جستجو و تحقیق ہو۔ چونکہ مسئلہ کے اطراف وسیع ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ انھیں چند حصوں میں منقسم کردیا جائے۔ آج پہلا حصہ ہدیۂ ناظرین ہو۔

۱

حیاۃ اجتماعیہ اور اس کا سلسلۂ ارتقاء

"قومیت" کیا ہو؟ انسان کی اجتماعی زندگی کے احساس و اعتقاد کی ایک خاص حالت کا نام ہو۔ یہ انسانوں کے کسی ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے ممتاز کرتی ہو اور اس کے ذریعہ اُس کی ایک بڑی جمعیت باہم مربوط ہوکر زندگی بسر کرتی اور اجتماعی زندگی کے کشاکش سے عہدہ برآ ہوتی ہو۔ اس سے قبل اس کے کہ اس بارے میں اسلام کی تعلیم و دعوت پر نظر ڈالی جائے خود انسان کی حالت پر نظر ڈالنی چاہئے کہ اُس کے اجتماعی رشتوں اور رشتوں کے احساس و اعتقاد کا کیا حال ہو؟

جس طرح کائنات ہستی کی ہر شئے پر قانون نشو و ارتقاء جاری ہو۔ یعنے ہر چیز ابتدائی حالت سے انتہائی منزل تک، طفولیت سے رشد و بلوغ تک، تنگی سے وسعت تک، پستی سے بلندی تک، اور نقص سے کمال تک بہ تدریج ترقی کرتی ہو، اور اس رفتار ترقی میں اُسے مختلف درجوں اور منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے، اسی طرح انسان کا احساس اجتماع بھی تدریجی ترقی کا ایک ارتقائی سلسلہ ہے۔ یہ ایک نہایت محدود اور تنگ دائرے سے شروع ہوتا ہو لیکن بہ تدریج بڑھتا اور پھیلتا ہو

عالم شرق و اسلام

شام کي حرکت استقلال

فرانسيسي مظالم کے چند خونيں مناظر

الہلال کے مقاله نگار مقيم بيروت کے قلم سے

شام کي حرکت استقلال پر کامل بيس مهينے گذر چکے - ان بيس مهينوں کے اندر انکے فرزندوں کا خون جس بے دردي کے ساتهه بهايا گيا ، اور خود انهوں نے بهي جس بے پروائي کے ساتهه اپنا خون بهنے ديا هے ، وہ ايک ايسي سرگذشت هے جو ظلم و مظلومي ، و استبداد کي تاريخ ميں ايک بڑے هي درد انگيز داستان کا اضافه کرتي هے !

ميں آج آپ کو چند تصاوير بهيجتا هوں - فرانسيسي حکومت کے محکمه ڈاک اور تار پر جيسا جابرانه احتساب قائم رکها هے ، اسے ديکهتے هوئے اميد نهيں که يه بسلامت پهنچ سکيں - ليکن اگر پهنچ گئيں تو کم از کم ايک لمحه کے لئے آپ ان قتيلان حريت و استقلال کي ياد سے اپنا دل و دماغ غمگين کر سکينگے جنهيں بيسويں صدي کے سورج کي روشني ميں يورپ کي سب سے بڑي متمدن قوم نے علانيه قتل کيا هے ، اور صرف اسليے قتل کيا هے که اپنے وطن عزيز کي غارتگريوں پر دل دردمند اور زبان ماتم سرا رکهتے تهے !

فرانس ، " انقلاب فرانس " کے مبادي حريت و استقلال کا فرانس ، بے شمار انسانوں کا علانيه قتل جائز رکهتا هے - اسليے که وہ اپنے وطن کيليے حق اور استقلال کا لفظ بولنے کي جرات کرتے هيں !

ان تصويروں ميں پهلا منظر دو شهيدان وطن کي نعشوں کا هے جنهيں دمشق کے ميدان مرجه (ساحة المرجه) ميں پهانسي دي گئي تهي اور پهانسي کے بعد انکي نعشيں چهوڑ دي گئي تهيں تاکه دو دن تک لٹکتي رهيں ، اور تمام باشندگان دمشق اپني آنکهوں سے ديکهه ليں که جرم وطن پرستي کي سزا اس دنيا ميں کيا هے ؟ ان ميں پهلي نعش جسکے سر پر طربوش هے شيخ احمد خياط کي هے - يه مشهور شامي زعيم حرکة سعيد عکاش کا عزيز تها - دوسري نعش جسکے سر پر عمامه هے شيخ عبد العزيز سلامي کي هے - يه اطراف دمشق کے ايک دروزي قبيله کے شيخ تهے .

ان دونوں شهيدان وطن کا جرم کيا تها ؟ يه تها که دو شنبه ۲۶ کو دروازہ دمشق کے سامنے دروزي قبائل کي ايک جانفروش جماعت نے فرانسيسي فوج کو سخت هزيمت دي تهي ، اور اس هزيمت کي ذلت مٹانے کيلئے اس مهذب قوم کو ضرورت تهي که چند بے گناہ انسانوں کا خون بهاکر اپنے دل انتقام پرست کو تسکين دے - چنانچه بهت سے آدمي گرفتار کئے گئے اور انميں سے شيخ خياط اور شيخ سلامي کو فوراً پهانسي پر چڑها ديا گيا - ان کا جرم يه قرار ديا گيا که يه شيخ سعيد عکاش کے دوستوں ميں سے هيں جسکا گروہ دمشق سے باهر فرانسيسي فوجوں کو پے در پے شکستيں دے رها هے - جب انسے دريافت کيا گيا که کيا وہ عکاش کے دوستوں ميں نهيں هيں ؟ تو ان دونوں سرفروشان حق نے بے تامل جواب ديا " شام کا کون ايسا بے عزت انسان هوسکتا هے جو عکاش جيسے بهادر اور جانفروش وطن کي دوستي سے انکار کرے ؟ "

دوسرے مرقع ميں بهي ايک نعش سولي پر لٹک رهي هے ، يه بهي ايک وطن پرست غيور کي هے جسے " باغيوں " ميں شمار کيا گيا - اسکا نام احمد دباغ تها اور يه ان لوگوں ميں سے تها جنهوں نے فرانسيسي فوج کي خدمت و اعانت سے انکار کرديا تها - اگر آپ تصوير کو غور سے ديکهينگے ، تو نعش کے سينے پر کچهه حروف لکهے نظر آئينگے - دراصل يه ايک کاغذ هے جو پهانسي ديديئے کے بعد هر نعش کے سينے پر چسپاں کر ديا جاتا هے اور اسپر " مجرم " کے جرم کي نوعيت اور مقدار لکهدي جاتي هے - جب تک نعش لٹکتي رهتي هے يه کاغذ بهي چسپاں رهتا هے تاکه جب کبهي کسي شخص کي نظر پڑجائے تو وہ اسکا جرم و گناہ معلوم کرلے - کونسا جرم ؟ کونسا گناہ ؟ حقوق وطن کي حفاظت کا جرم ! اور حقوق ملت کے احترام کا گناہ ! اس سے بڑهکر آج يورپ کي عدالت ميں مشکل هي کوئي جرم نهيں هے :

فمن شاء فلينظر الي فمنظري
نذير الى من ظن ان الهوى سهل

اکتوبر سنه ۲۵ سے ليکر اسوقت تک جتنے آدميوں کو پهانسي کے ذريعه قتل کي سزا دي گئي هے انکي تعداد سينکڑوں سے کسي طرح کم نهوگي - صرف دمشق کے ميدان مرجه ميں سينکڑوں سے زيادہ آدمي سولي کے تختے پر کهڑے هوچکے هيں - انميں سے چند سوليوں کي تصوير لينے کا ايک مقامي عکاس کو موقعه ملگيا تها - بعض ذرائع سے انکي نقليں مجهه تک پهنچ گئيں - اگر آپکے ذريعه يه مناظر شائع هوسکے تو ممکن هے برادران هند کي آنکهيں چند قطرات اشک بهانے ميں بخل نه کريں - ان جانبازان عشق وطن کيلئے آنسوؤں کے يه چند قطرے بهي بهت قيمتي هونگے - کيونکه انکي فرزندان اسوقت تک دنيا کي نظروں سے پوشيده هيں ، اور ابهي مورخ کے حسنات سرا قلم کا ابهي مدتوں انتظار کرنا هے .

ومکان کی وحدت نمایاں ہوئی اور اس نقطۂ وحدت نے نسلی دائرہ سے زیادہ وسیع و عام دائرہ اپنے گرد کھینچ لیا۔ یہ دائرہ مختلف قبیلوں اور نسلوں کو باہم دگر مربوط و متحد کر دیتا ہے۔

"وطنیۃ" کے بعد جذبۂ اجتماع کے لئے "جنسیت" کی منزل نمایاں ہوتی ہے۔ اس سے مقصود انسانی علاقہ کا ایک ایسا وسیع دائرہ ہے جو تمام پچھلے دائروں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے، اور ان سب بالاتر رشتۂ اشتراک پیدا کرتا ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ رشتہ کسی خاص اصل پر مبنی ہو۔ کہیں وطنیۃ نے ایک زیادہ وسیع صورت اختیار کر لی ہے اور دوسری وطنیتوں کو بھی اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ کہیں ایسا ہوا ہے کہ کوئی بعید تاریخی نسل کا اشتراک نقطۂ اتحاد بن گیا ہے اور جس قدر انسانی جماعتیں اس سے وابستگی پیدا کر سکتی ہیں، پیدا کر لیتی ہیں، اگرچہ مختلف اقطاع ارضی میں آباد ہوں۔ رنگ اور زبان بھی اس میں وجہ اشتراک کا کام دیتی ہے اور وہ تمام مختلف وطنیتیں اور نسلی جماعتیں شامل ہو جاتی ہیں جو رنگت میں یا زبان کے ابتدائی مواد میں اشتراک رکھتی ہوں۔ "جنسیت" کا یہ دائرہ تمدن کی وسعت و ترقی اور ملکی و سیاسی مقاصد کی کشمکش سے بہ تدریج ظہور پذیر ہوا۔ مختلف وطنیتوں نے دیکھا کہ وہ وطنیۃ کے دائرہ سے بھی زیادہ وسیع دائرہ اتحاد اور ہم رشتگی کا پیدا کر سکتی ہیں جو مختلف وطنیتوں کو اپنے اندر سمیٹ لے گا، اس لئے انہوں نے "جنسیت" کی طرف قدم بڑھایا۔ امریکن جنسیت دنیا کی مختلف نسلوں اور وطنیتوں کا مجموعہ ہے۔ فرانسیسی جنسیت ہر اُس فرد کو اپنے میں شامل کر لیتی ہے جو چند خاص اجتماعی و معیشتی عقائد و اعمال میں شریک ہو جاتا ہے۔ لاطینی جنسیت اُن تمام قوموں کو منسلک کرتی ہے جو لاطینی حلقہ کی مختلف شاخوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ سفید، سُرخ، زرد، اور گندمی رنگت کی بھی تقسیم پیدا ہو گئی، اور جنس کا کام دینے لگی۔

بہرحال احساس اجتماع کا یہ ایک ایسا دائرہ ہے جو تمام پچھلے دائروں سے زیادہ وسیع ہے اور انسانوں کی بڑی بڑی تعداد اس میں سمٹ آتی ہے۔

"جنسیت" کے بعد اس سے بھی زیادہ وسیع دائرہ اُس رشتہ کا پیدا ہو جاتا ہے جو جغرافیہ کی بڑی بڑی تقسیموں سے پیدا ہو گیا ہے۔ مثلاً ایشیا، افریقہ، مشرق، مغرب۔ اس دائرہ میں پہنچ کر انسان محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کے باہمی علائق کی دُنیا وطن و جنس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ ایشیا کا باشندہ تمام ایشیا کو اپنا وطن سمجھنے لگتا ہے، اور یورپ کا باشندہ تمام براعظم یورپ پر اپنے لئے جذبۂ وطنیۃ محسوس کرتا ہے۔

جغرافیہ کی تقسیم پر پہنچ کر اضافی وسعت کی تمام کڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور وہ منزل سامنے آ جاتی ہے جو حقیقت کے عموم و اطلاق کی آخری منزل ہے اور جہاں پہنچ کر یہ سلسلۂ ارتقا درجۂ بلوغ و تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ منزل "انسانیت" اور "ارضیۃ" کی منزل ہے۔ یہاں پہنچ کر انسان محسوس کرتا ہے کہ رشتوں، علاقوں کی تمام حد بندیاں اور اضافی نسبتیں جو اُس نے بنا رکھی تھیں، ان میں سے کوئی بھی حقیقی و فطری نہیں ہے۔ حقیقی رشتہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام کرۂ ارضی انسان کا وطن ہے، تمام نسل انسانی ایک ہی گھرانے کے افراد ہیں اور ہر انسان دوسرے انسان کا بھائی ہے۔ اس منزل پر پہنچ کر انسان کے اجتماعی علائق کا سفر ختم ہو جاتا ہے اور وحدۃ نسلی، وحدۃ مکانی اور وحدت جنسی کی جگہ فاطر السماوات والارض کی بنائی ہوئی ایک ہی وحدۃ انسانی اپنی کامل اور بے پردہ صورت میں آشکارا ہو جاتی ہے!

انسانی علم و معرفت کے سفر میں یہ منزل وحدت اور کل کی منزل ہے، اُس کا ہر سفر جزو و فرد سے شروع ہوتا ہے، اور کل اور نوع کی وحدۃ پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں تعین اور تثنیۃ کے تمام پردے اُٹھ جاتے ہیں، اضافت اور نسبت کی تمام تنگ نظریاں اور حد بندیاں دُور ہو جاتی ہیں، اور عارف منزل شناس دیکھ لیتا ہے کہ اس کائنات کثرت میں حقیقت بجز وحدۃ کے اور کچھ نہیں ہے! ہر گوشہ میں پہلے کثرت ہے، افراد ہیں، اجزاء ہیں، لیکن اگر جستجوئے حقیقت کا قدم رکے نہیں تو بالآخر وحدۃ، نوع، اور کل کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ نسل، وطن، قوم، جنس، سفید، سیاہ، افریقی، ایشیائی، بہت سے اسماء گڑھ لئے گئے تھے، حالانکہ مسمّٰی ایک سے زیادہ نہ تھا اور وہ صرف "انسان" ہے:

عباراتنا شتّٰی وحسنک واحد
وکل الٰی ذاک الجمال یشیر!

وحدت سے کثرت کی طرف

تم نے نوع انسانی کو اُس کی طفولیت کے گہوارہ میں دیکھا؟ یہ وہی انسان ہے جس کی وسعت نظر و علائق کے لئے آج کرۂ ارضی کا پورا دائرہ بھی کافی نہیں ہے۔ وہ آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے کہ نظام شمسی کے دوسرے ستاروں سے اپنا رشتہ و جوڑ جوڑ لے، لیکن اُس وقت کیا حال تھا؟ اُس وقت اس کے ادراک و احساس کی غفلت و محجوبیت کا یہ حال تھا کہ خود اپنے وجود کی وسعت و نوعیت کی بھی خبر نہیں رکھتا تھا۔ وہ اس طرح باہم دگر علیحدگی اور بے رشتگی کی زندگی بسر کرتا تھا گویا ایک نوع کی جگہ مختلف انواع کے افراد ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ اُس کے علم و ادراک کی بند آنکھیں کھلنے لگیں۔ وہ محسوس کرنے لگا کہ اپنے انفرادی وجود میں تنہا نہیں ہے، ایک ایسے مجموعہ کا فرد ہے جس کا ہر فرد اُسی کی طرح انسان ہے۔ لیکن چونکہ علم و احساس کی یہ رفتار قرب سے بُعد کی طرف تھی، اس لئے سب سے پہلے وہ رشتہ نمایاں ہوا جو سب سے زیادہ قریب تھا، اور سب سے آخر اُس رشتہ کا ابھار ہوا جو سب زیادہ دُور تھا۔ قُرب و بُعد کے ان دونوں کناروں کے درمیان جس قدر منزلیں پیش آئیں، اُن میں سے ہر منزل اپنی ماقبل منزل سے دُور تر لیکن مابعد منزل سے قریب تر تھی۔ انسانی ادراک و احساس کے لئے سب سے زیادہ قریبی اور سامنے کا رشتہ کیا تھا؟ ماں باپ کا رشتہ، اس لئے سب سے پہلے اُسی کا احساس بیدار ہوا۔ سب سے زیادہ دُور کا رشتہ کیا تھا؟ "انسانیۃ" اور "انسانی اخوت" کا رشتہ۔ اس لئے سب سے آخر اسی منزل کی نمود ہوئی۔

انسانی اخوت کا رشتہ دُور کا رشتہ اس لئے ہوا کہ یہ ایک غیر محدود کثرت کو وحدت میں لانے کے بعد نمایاں ہو سکتا تھا اور چونکہ ہمیشہ کثرت و تعدد کی وسعت میں انسانی عقل گم ہو جایا کرتی ہے، اس لئے وحدت تک پہنچتے پہنچتے اُسے بہت دیر لگ جاتی ہے۔

اصل یہ ہے کہ کائنات ہستی وحدت و کثرت کی صورت آرائیوں کا ایک عجیب و غریب طلسم ہے، اس لئے جب کبھی کاروان عقل جستجوئے حقیقت میں نکلتا ہے، تو اُسے کثرت سے وحدت کی طرف بڑھنا پڑتا ہے، اور جب تک منزل بہ منزل پوری مسافت طے نہیں کر لیتا، حقیقت تک پہنچ نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حقائق ہستی کے ہر گوشہ میں انسانی علم کی تاریخ ایک پوری داستان سیاحت ہے۔ وہ بتدریج اور منزل بہ منزل علم نے ترقی کی ہے اور جستجو نے سُراغ پایا ہے۔ جس طرح انسان کو صرف اتنی بات معلوم کرنے کے لئے کہ ایک ہزار شکل جالند ایک ہزار ہستیں نہیں ہیں، بے شمار زمانہ مطلوب تھا، اسی طرح وہ خود اپنے وجود کی نوعی وحدت اور اس کے عالمگیر رشتے کا علم و احساس بھی فوراً حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ ناگزیر تھا کہ ایک پوری مسافت منزل بہ منزل طے کی جائے، چنانچہ طے کی گئی، اور بالآخر وحدت انسانی کی منزل نمودار ہو گئی!

انسان کی حیات انفرادی

یہ انسان کی نوعی زندگی کی سرگزشت تھی اب کچھ دیر کے لئے اُس کی انفرادی زندگی پر بھی ایک نظر ڈال لو۔ نوعی زندگی کے علم کے لئے تاریخ کے اوراق اُلٹنے پڑے تھے، لیکن فرد کی زندگی کا صفحہ تو ہر وقت ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ یہاں بھی دیکھو، کس طرح احساس اجتماع کا فطری سلسلۂ ارتقا درجہ بدرجہ ظہور کرتا ہے اور منزل بہ منزل آگے لے جاتا ہے؟ جب ایک بچہ ماں کی گود میں آنکھیں کھولتا ہے تو ماں کے سوا اور کسی انسانی رشتے کا احساس نہیں رکھتا۔ پھر آہستہ آہستہ اُس کا ادراک اُبھرتا اور پھیلتا ہے، اور احساس کی وہ کڑیاں نمودار ہونے لگتی ہیں جو قرب سے بُعد کی طرف اُس کی رہنمائی کرتی ہیں۔ پہلے صرف ماں باپ ہی کے دامن سے لپٹا تھا، یہ "اُمومۃ" اور "ابوۃ" کی ابتدائی کڑیاں تھیں۔ پھر اُس کے گھر کی چار دیواری اُس کی دُنیا ہو گئی۔ نظر طفولیت کی نارسائی اس سے آگے نہیں دیکھ سکتی تھی یہ "عائلۃ" کی منزل تھی۔ پھر اُس کی عمر کچھ زیادہ ہوئی تو اپنے گھرانے اور خاندان کے تمام رشتہ داروں کو بھی جاننے پہچاننے لگا اگرچہ وہ اُس کے گھر کی چار دیواری میں نہ رہتے ہوں۔ یہ وہی منزل ہے جسے پہلے "قبیلۃ" کے نام سے پہچان چکے ہو۔ اس اثنا میں مسکن و مکان کا رشتہ بھی بوجہ قریبی ہونے کے دائرہ احساس و ادراک میں آ جاتا ہے۔ پہلے اپنے ہمسایہ سے پھر اپنے محلے کے لوگوں سے پھر پوری بستی اور شہر سے مانوس ہو جاتا ہے۔ یہ وہی منزل ہے جو "بلدیۃ" کے نام سے تم کو پیش آ چکی ہے۔

ان ابتدائی احساسات کے بعد وہ وقت آتا ہے جب طفولیت کا عہد ختم ہو جاتا ہے اور نظر و ادراک اس حد تک نشوونما پا لیتے ہیں کہ مشاہدہ کی طرح سماع سے بھی علم و احساس حاصل کریں، تو تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور اس کی ذہنیت اسی سانچے میں ڈھلنا شروع ہو جاتی ہے جو انسان کی تمدنی زندگی نے پیدا کر لی ہے۔ لیکن اب بھی احساس اجتماع کی رفتار وہی رہتی ہے جو قرب سے بُعد کی طرف ہونی چاہئے۔ وہ اپنے دل میں پہلی کشش وطن کی طرف پاتا ہے۔ پھر قوم و جنس کا سرا کھینچتا ہے، سب سے آخر میں انسانیت آتی ہے اور اس کے دل کے دروازہ پر دستک دینے لگتی ہے!

اگر ایک بچہ کو باقاعدہ تعلیم و تربیت کی ہوا نہ لگے، تو اس صورت میں بھی اُسے ایسی ہی منزلیں پیش آئیں گی۔ البتہ بعض کڑیاں جو تہذیب و تمدن کے افکار و عقائد سے پیدا ہو گئی ہیں اُس کے سامنے نہ آئیں۔ وہ قدرتی طور پر پہلے اپنے مولد و مسکن کا رشتہ محسوس کرے گا۔ پھر اطراف و جوانب کی طرف کھنچے گا۔ پھر اپنے ملک و اقلیم کا تصور کرے گا، اور سب سے آخر دنیا اُسے رشتۂ انسانیۃ کے ساتھ نمود کرے گی!

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹۱۹ء میں جس قدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دیے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

مینجر الہلال کلکتہ

اور بالآخر وسعت و بلوغ تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کی تمام چیزوں کی طرح اُس کی بھی ایک کڑی ابتدائی ہے اور ایک انتہائی ہے۔ ابتدائی کڑی میں اُس کا احساس اُس کے جسم و دماغ کی طرح گہوارۂ طفولیت میں سوتا نظر آتا ہے۔ پھر جوں جوں دماغی ادراک نشو و نما پاتا ہے، اجتماعی رشتوں و علاقوں کا احساس بھی وسعت پذیر ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے اور پھیلتے پھیلتے اُس نقطۂ بلوغ و کمال تک پہنچ جاتا ہے جو اس سلسلۂ ارتقا کی آخری کڑی ہے۔

حلقات سلسلۂ ارتقا

انسانی حالت پر ہمیشہ دو مختلف حیثیتوں سے نظر ڈالی جاتی ہے: نوعی اور انفرادی۔ نوعی سے مقصود یہ ہے کہ بہ حیثیت ایک نوع کے اُس پر جو کچھ گزر چکا ہے اس کی جستجو کی جائے۔ انفرادی سے مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ ایک انسانی وجود پر جو کچھ گزرتا ہے اس کی تحقیق کی جائے۔ پہلی کے لئے تاریخ و آثار کا اور دوسری کے لئے خود انسان کی زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

اس اعتبار سے اگر انسان کی حالت پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی احساس و ادراک کا یہ سلسلۂ ارتقا نوع اور فرد دونوں زندگیوں میں یکساں طور پر موجود ہے، اور اس کی بڑی اور اصولی کڑیاں حسب ذیل ہیں:

(۱) اموتہ۔
(۲) ابوۃ۔
(۳) عائلہ۔
(۴) قبیلہ۔
(۵) بلدیۃ۔
(۶) وطنیۃ۔
(۷) جنسیت و قومیۃ۔
(۸) براعظمیت یا تقسیم بہ لحاظ جغرافیہ۔
(۹) انسانیت و ارضیۃ۔

"اموتہ" کے معنی عربی میں ماں ہونے اور ماں کے رشتے کے ہیں۔ اس سے مقصود انسان کی وہ ابتدائی حالت ہے جب وہ پیدا ہوتا ہے اور اس کی ساری دنیا صرف ماں کی گود ہوتی ہے۔ اس ابتدائی منزل میں انسان کا علاقۂ اجتماع صرف "اموتہ" میں محدود ہوتا ہے۔ فطرۃ کا فرشتہ اُس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کے معصوم ہاتھ ماں کی گردن میں حائل ہو جاتے ہیں۔ یہ زوجیۃ سے اجتماعیت کی طرف انسان کا پہلا قدم ہے۔

"ابوۃ" سے مقصود باپ کا رشتہ ہے۔ ماں بچے کو باپ کے آغوش محبت میں رکھ دیتی ہے اور اب وہ ماں کے ساتھ ایک دوسرے وجود کا رشتہ بھی محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہ اس سلسلہ کی دوسری کڑی ہے۔

تمدن کے وجود میں آنے سے پہلے انسان انفرادی اور خلقی زندگی بسر کرتا ہوگا۔ اُس وقت انعقاد مدنی (یعنی تعین و التزام کے ساتھ مرد و عورت کے ملنے) کا وجود نہ تھا۔ ممکن ہے عام حیوانات کی طرح توالد کا بنیادی رشتہ محض اموتہ کا رشتہ ہو اور ابوۃ کا تعین اور تشخص بعد میں بنا ہو۔ میں نے "ممکن ہے" کے لفظ سے اس لئے تعبیر کیا کہ اس بارے میں علماء علم الانسان کے نظریات مختلف ہیں اور کوئی واضح روشنی موجود نہیں۔ بہرحال ابتدا میں ابوۃ کا تشخص ہو یا نہ ہو، جس دن سے یہ تشخص شروع ہوا ہے، اموتہ کے بعد احساس اجتماع کی دوسری منزل یہی ہے۔

"عائلہ" عربی میں خاندان کو کہتے ہیں لیکن خاندان کا لفظ ہماری زبان میں زیادہ وسعت رکھتا ہے۔ "عائلہ" کا اطلاق اُس سے کم تر دائرے پر ہوتا ہے۔ اس سے مقصود وہ قریبی رشتہ دار ہیں جن کے اکٹھے ہونے سے ایک گھرانے کی مشترک زندگی کا نظام قائم ہوتا ہے۔ یہ اس سلسلۂ ارتقا کی تیسری کڑی ہے۔ انسان نے جب انفرادی زندگی کی جگہ مل جل کر رہنا شروع کیا تو اس کا پہلا منظر یہ تھا کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کا حلقہ بنا کر رہتا تھا تاکہ زندگی کی کش مکش میں تنہا رہنے کی جگہ ایک جتھا پیدا ہو جائے۔ "قریبی رشتہ داروں" کے اس احساس ہی سے اجتماعی ارتقا کی یہ تیسری منزل وجود میں آئی ہے۔ کیونکہ اب ماں باپ کے علاوہ دوسرے انسانوں کا بھی رشتہ محسوس کیا جانے لگا اور اجتماعیۃ کے احساس میں وسعت ہوگئی۔

"قبیلہ" اس سلسلہ کی چوتھی کڑی ہے۔ اور یہ بہ نسبت "عائلہ" کے زیادہ وسیع حلقہ مہیا کرتی ہے۔ تمدن کے ابتدائی ایام میں جب کچھ عرصہ تک "عائلہ" کا نظام جاری رہا تو ہر خاندان کی نسل بڑھتی اور پھیلتی گئی۔ یہاں تک کہ پانچ پانچ دس دس پشتیں گزرنے کے بعد ہر خاندان کے افراد کی تعداد سینکڑوں ہزاروں تک پہنچ گئی۔ اتنی بڑی تعداد صرف "عائلہ" کی چار دیواری میں سما نہیں سکتی تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر ایک وسیع تر حلقۂ تعارف پیدا ہوگیا، اور باوجود مختلف جگہوں میں رہنے کے ہر فرد اُس حلقہ کی نسبت سے پہچانا جانے لگا۔ جنگ و صلح کے موقعوں پر بھی یہ حلقے ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوتے ہونگے۔ اس طرح "قبیلہ" کی بنیاد پڑی، اور اب اس منزل میں پہنچ کر وہی انسان جس کا احساس اجتماع صرف "اموتہ" اور "ابوۃ" میں محدود تھا، اپنے آپ کو ایک وسیع حلقۂ انسانی کا رکن سمجھنے لگا۔ یہ پورا حلقہ ایک خاص مورث اعلیٰ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا اور اس کے وجود کو اپنی رشتہ داریوں اور قرب جوئیوں کے لئے اعتقاد و شرف کا مرکز ٹھہراتا۔ یہیں سے نسب کی بنیاد چلی اور اس کی حفاظت کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ عرب، افریقہ، ہندوستان، امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں آجتک قبائل کا نقش قدم ڈھونڈھا جا سکتا ہے۔ عرب میں تو قبائل کی تقسیم اور نسب کی حفاظت کا ایسا دور دورہ رہا کہ تمدنی اور شہری زندگی کا اختلاط بھی اُسے نہ مٹا سکا۔ اسوقت بھی اندرون عرب میں ہر قبیلہ بہ حیثیت قبیلہ کے اُسی طرح موجود ہے جس طرح چھٹی صدی عیسوی سے پہلے تھا۔ ہندوستان میں راجپوتوں کے مختلف نسلی سلسلے اور سورج بنسی اور چندر بنسی کا انتساب بھی اسی کا نتیجہ ہے۔

یہ جو نسل انسانی کی آج بڑی بڑی اصولی تقسیمیں کی جا رہی ہیں۔ مثلاً سامی، آرین، منگولین، تو ان کی بھی بنیاد جب پڑی ہوگی، اسی "قبیلہ" کی منزل میں پڑی ہوگی۔ اب اگرچہ نسل انسانی اس منزل سے بہت آگے بڑھ چکی ہے، لیکن اس کی انفرادی زندگی میں یہ اب بھی ویسی ہی ایک منزل ہے، جیسی بہ حیثیت نوع کے تاریخ میں پیش آئی تھی۔ اب بھی جب انسان کا بچہ بڑا ہوتا ہے اور طفولیت کے سادہ احساسات کی جگہ تربیت و سماع کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں، تو وہ اپنے گھرانے کے حلقے سے ایک زیادہ وسیع حلقۂ رشتہ داریوں کا محسوس کرتا ہے۔ یہی احساس "عائلہ" کے بعد "قبیلہ" کا احساس ہے۔

اس چوتھی کڑی پر نسل کا دائرہ ختم ہو جاتا ہے، اور مکان کا رشتہ ظہور کرتا ہے۔ ابتک انسان کا احساس اجتماع صرف نسل کے رشتے میں محدود تھا۔ کیونکہ اُس کے دماغ کے لئے سب سے زیادہ قریبی رشتہ یہی تھا اور ہمیشہ اُس کے ادراک کا سفر قرب سے بعد کی طرف ہوتا ہے۔ لیکن اب ایک دوسرا رشتہ بھی دعوت اعتقاد دینے لگا۔ ابتدا میں انسان کی زندگی محض انفرادی زندگی تھی، پھر عائلہ اور خاندان کی بنیاد پڑی، لیکن پھر بھی وہ عرصہ تک ویسی ہی غیر شہری زندگی بسر کرتا تھا جیسی آجکل بھی صحرائی قبائل یا ایشیا اور یورپ کے جپسیوں کی زندگی ہے۔ وہ پانی، چارہ، اور غذا کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت کرتا رہتا تھا۔ لیکن جب ایک کافی مدت اس حالت پر گزر گئی، تو ہر قبیلہ اور گروہ کے لئے کوئی خاص حصۂ زمین مسکن و مولد کی شکل میں متعین ہوگیا۔ مثلاً کوئی خاص قبیلہ تھا جو خزاں میں ایک جگہ رہتا اور بہار میں دوسری جگہ چلا جاتا۔ عرصہ کے تواتر قیام سے یہ دونوں مقام اُس کے لئے مسکن و موطن بن گئے۔ یا کسی جماعت نے کسی ایک ہی مقام پر قیام اختیار کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ اس جگہ میں اپنے لئے خصوصیت محسوس کرنے لگی۔ ساتھ ہی ایسا بھی ہوا کہ مختلف قبائل کسی ایک ہی حصۂ ارضی میں آس پاس رہنے لگے اور عرصہ تک قریب رہنے کی وجہ سے ان میں باہمی قرب و علائق کی ایک خاص حالت پیدا ہوگئی۔ ان اسباب سے اُس اجتماعی احساس اور جذبہ کی بنیاد پڑی جسے میں نے "بلدیۃ" سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اس احساس کی پانچویں منزل ہے۔ اس منزل میں پہنچکر انسان ایک نیا رشتہ محسوس کرنے لگا جو کسی ایک ہی جگہ رہنے سہنے اور وہیں پیدا ہونے کے اشتراک کا رشتہ ہے۔

ایک مدت تک جس مقام پر انسان رہتا ہے قدرتی طور پر اُس سے زیادہ مانوس ہو جاتا ہے۔ اس اُنس کے اسباب ایک سے زیادہ ہیں۔ اوّل تو اُس مقام کی ارضی خصوصیات کے ساتھ اُس کی زندگی کے حالات کچھ اس طرح مل جل جاتے ہیں کہ وہاں کے ہر موسم اور ہر حالت کے ساتھ اُس کی زندگی کی کوئی نہ کوئی حالت وابستہ ہو جاتی ہے، اور اس کے تصور میں اُس کے لئے کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ ثانیاً، مشاہدہ کے استمرار و تواتر میں بجائے خود حیوانی دماغ کے لئے تاثیر ہے۔ جن چیزوں سے اُس کا لگاتار واسطہ رہتا ہے قدرتی طور پر اُن سے زیادہ مالوف ہو جاتا ہے۔ ثالثاً، مکان و قیام کے ساتھ نسل و رفاقت کے بھی تمام رشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ جس مقام پر انسان پیدا ہوا ہو اور پرورش پائی ہو وہیں اس کے تمام عزیز و اقارب اور جانے پہچانے ہوئے آدمی ہوتے ہیں اور اس لئے اُن کی محبتوں کی یاد وہاں کے چپہ چپہ میں بس جاتی ہے۔ غرضکہ انسان نے نسل کے بعد مکان و وطن کا رشتہ بھی محسوس کیا اور بہ تدریج اس کی گیرائیاں بڑھتی گئیں۔ یہاں تک کہ یہ اس کے جذبات کا مرکز اور مکانی دل بستگی کے دلولوں کا محور بن گیا،

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ
بواد، وحولی اذخر وجلیل!

"بلدیۃ" کے بعد چھٹی کڑی "وطنیۃ" کی آتی ہے۔ وطنیۃ "بلدیۃ" کے رشتہ کی ایک خاص ترقی یافتہ صورت کا نام ہے۔ جب تمدن میں مزید ترقی و وسعت ہوئی، بکثرت آبادیاں اور شہر بن گئے، اور انسان کے باہمی علائق بھی زیادہ وسیع ہو گئے، تو "بلدیۃ" کے جذبات میں بھی وسعت شروع ہوگئی، اور اب انسان نہ صرف اپنے مسکن و بلدہی کو بلکہ اُس تمام علاقے کو اپنا وطن محسوس کرنے لگا جس کے ایک گوشہ میں وہ آباد تھا۔ پھر بتدریج اس دائرہ میں اور وسعت ہوئی، چھوٹے چھوٹے علاقوں کی جگہ زمین کے بڑے بڑے حصے داخل ہو گئے، یہاں تک کہ اب ایک پوری اقلیم بھی مفہوم وطنیۃ میں داخل ہو جاتی ہے!

نسل کے اجتماعی احساس نے افراد کی کثرت نسل کے نقطۂ وحدت میں سمیٹ دی تھی، اجتماعیت

علم ترقی کرے گا ان عناصر کے شمار میں تخفیف ہوتی جائے گی۔ بہت ممکن ہے ایک زمانہ آئے جب ہم دعوے سے کہہ سکیں کہ صرف ایک ہیڈروجین ہی تمام عناصر و کائنات کی اصل ہے، سب کچھ اُسی سے ظہور پذیر ہوا ہے۔"

میں "شاباش! اگر کائنات، ہیڈروجین سے بنی ہے تو بتاؤ مرغوں کی وہ معزز پردادی کیونکر وجود میں آئی جسنے پہلا انڈا دیا تھا؟ ظاہر ہے وہ خود تو انڈے سے پیدا نہیں ہوئی۔"

وہ "یہ سب سے پہلی مرغی پیدا نہیں ہوئی بلکہ ظہور پذیر ہوئی تھی۔"

میں "کس چیز سے ظہور پذیر ہوئی؟"

وہ "میں نہیں جانتا۔"

میں "تو تم اُس کا وجود ثابت نہیں کر سکتے؟"

وہ "میں ہر چیز کا عالم نہیں ہوں۔"

میں "تمہارے اس صریح اعتراف عجز کی داد دیتا ہوں۔ لیکن تم کہہ چکے ہو کہ اولین مادۂ حیات پیدا نہیں کیا گیا۔ اب ہم کائنات کی اصل و ابتدا کے موضوع پر پہنچ گئے۔ ہیڈروجینی انڈے کی بحث پر مگر تم نے اپنے جہل کا اعتراف کر لیا اور نہیں بتا سکے کہ وہ انڈا پیدا کیا گیا یا پیدا نہیں کیا گیا؟"

وہ "یہی سہی۔ لیکن میں برابر مدعی ہوں کہ کائنات اُس طرح پیدا نہیں ہوئی جس طرح توراۃ میں لکھا ہے۔"

میں "مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کائنات کس طرح خلق ہوئی ہو ہر حال کسی نہ کسی طرح وجود میں ضرور آئی ہے۔"

وہ "میں صفائی سے اعتراف کرتا ہوں کہ علم اس گتھی کے سلجھانے میں ناکام رہا ہے اور بقول "سٹرانگ" کبھی مستقبل میں اس کا فیصلہ ہو سکے گا۔"

میں "تمہارے اس اعتراف جہل کی بھی میں قدر کرتا ہوں۔ اچھا اب بحث کا رخ ذرا پھیر دیں۔ کیا تم یقین کرتے ہو کہ تمام قدرتی مخلوقات سبزیاں، اور حیوانات صرف ایک ہیڈروجین کے مختلف مرکبات ہیں"

وہ "ہاں۔"

میں "کیا خالی ظرف سے کسی چیز کا نکالنا ممکن ہے؟"

وہ "ہرگز نہیں۔ لیکن جناب! میں نے یہ کب کہا کہ ہیڈروجن ایک خالی ظرف ہے؟"

میں "لیکن میں بھی تو یہ نہیں کہتا۔ اچھا یوں سہی، کیا کسی ظرف سے اُتنا نکالا جا سکتا ہے جتنا اُس میں نہیں ہے؟"

وہ "نہیں۔"

میں "تو کیا ہیڈروجین سے اُتنا حاصل کیا جا سکتا ہے جتنا اُس کے اندر نہیں ہے؟"

وہ "نہیں۔"

میں "کیا تم خیال کرتے ہو کہ مادۂ حیات ہیڈروجین سے وجود میں آیا ہے؟"

وہ "بیشک، تمام آلی اجسام (Organism)، نباتات، حیوانات، تمام اہل فن، مصور، شاعر، مصنف، فلاسفر، علماء، غرضکہ تمام کائنات اُسی اصلی ہیڈروجینی انڈے کی پیداوار ہیں۔"

میں "اس عجیب طلسمی انڈے کے خواص ممیزات کیا ہیں؟"

وہ "اسمیں کوئی طلسم یا جادو نہیں۔ یہ نیچر یا کائنات کی ماں ہے۔"

میں "ہاں والدہ ماجدہ! لیکن ضرور ہے کہ اس اصلی ہیڈروجینی انڈے میں کچھ خاصیتیں تھیں۔ خود ہیڈروجین کہاں سے آیا؟"

وہ "نہیں معلوم۔"

میں "یہ عجیب خواص اُس میں کیونکر پیدا ہو گئے؟"

وہ "نہیں معلوم۔"

میں "تم قائل ہو کہ ہیڈروجین میں کچھ خاصیتیں تھیں جنہوں نے تدریج کائنات کو ظاہر کیا۔ لیکن کیا تم یہ تصور کر سکتے ہو کہ ہیڈروجین میں یہ خواص بغیر کسی صاحب ادراک اور عاقل ہستی کے عمل کے خود بخود موجود ہو گئے؟"

وہ "موضوع نہایت دقیق ہے۔ میری ناقص عقل اُس کے فہم کی طاقت نہیں رکھتی۔"

میں "میرا سوال یہ ہے کہ ان عجیب خواص کا انڈا یا ہیڈروجینی کتلا جس سے تمام کائنات رونما ہوئی اور جس سے مادۂ حیات اُچھل کر باہر آ رہا، ممکن ہے کہ بغیر کسی ذہانت اور عقلی قوت کے وجود کے موجود ہو گیا ہو؟ اگر ہیڈروجین میں عقل و ادراک نہیں تو تم جو اُس سے بنے ہو، کیونکر عاقل اور صاحب ادراک ہو؟"

وہ "میں آج مزید گفتگو نہیں کر سکتا۔ شب بخیر۔"

تیسری مجلس

میں ایک رسالہ اُٹھا کر دیکھنے لگا۔ اتفاق سے اسمیں یہ قصہ چھپا تھا کہ ایک شہزادے نے اپنی محبوبہ کو ایک آہنی انڈا تحفۃً بھیجا۔ محبوبہ اُسے دیکھ کر سخت برہم ہوئی اور اُسے زور سے زمین پر دے مارا۔ انڈا ٹوٹ گیا۔ اُس کے اندر سفیدی چاندی کی تھی، زردی سونے کی۔ زردی کی ڈلی کے اندر چھوٹا سا طلائی تاج اور الماس کی انگوٹھی رکھی تھی۔ یہ قصہ پڑھ کر مجھے خیال ہوا کہ شاہزادہ کا بھیجا ہوا یہ انڈا اُس عظیم انڈے کے مقابلہ میں ہیچ ہے جس کے اندر سورج، چاند، ستارے ثریا، زمین، عالم نباتات و حیوان اور دنیا بھر کی عقل و حکمت بھری ہوئی ہے۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرا بھائی آ گیا اور کہنے لگا، "کس سوچ میں ہو؟"

میں "کیا تم بتا سکتے ہو کہ دنیا میں کوئی دریا بھی ایسا ہے جو کسی سرچشمہ سے نہ پھوٹا ہو؟"

وہ "بالکل معمولی سوال ہے۔ نہیں۔"

میں "کیا اثرات، بغیر مؤثرات کے موجود ہو سکتے ہیں؟"

وہ "ہر اثر کے لئے مؤثر و سبب کا وجود ضروری ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اسباب کی بحث نہایت پیچیدہ ہے۔ شاید آپ ڈیوڈ ہیوم کے اس قول سے متفق نہیں کہ سبب اور مسبب کے مابین وہی تعلق ہے جو رات اور دن کے درمیان ہے؟"

میں "ہاں میری یہ رائے نہیں۔ رات، دن کے بعد ضرور آتی ہے لیکن دونوں میں کوئی سببی علاقہ نہیں ہے۔ خیر آؤ، ہم اُسی عجیب طلسمی انڈے پر غور کریں۔ "نیچر" کیا ہے؟ کہاں سے آیا؟ کیسے آیا؟ کب آیا؟ کیا تم "نیچر" کی تعریف بیان کر سکتے ہو؟"

وہ "نیچر کی تعریف آسان نہیں۔ بقول ایک حکیم کے "آسمان کے نیچے چلو اور نیچر کی تعلیمات و قوانین سے آگاہ ہو" یا بقول ایک دوسرے حکیم کے، "نیچر کی بوقلمونی پر نظر کرو۔ ذرے باہم وابستہ ہیں، جذب کرتے ہیں اور جذب ہوتے ہیں۔ نیچر کا قرب تمہیں اُس کے وصل سے شادکام کر دے گا۔"

میں "تم کہہ چکے ہو کہ نیچر نے سب سے پہلا انڈا طیار کیا اور اُسے مختلف الاشکال زندہ و پُرجمال مرکبات بنانے کی قوت بخشی۔ میں بغیر خود معلوم حاصل کئے نیچر کی یہ قابلیت تسلیم نہیں کر سکتا۔ آخر بتاؤ تو نیچر ہے کیا بلا؟ فرشتہ ہے؟ بھوت ہے؟ کیا یہ سنٹ کلاز (قرمزی گلابی رنگ کا بڈھا جو کرسمس میں اچھے بچوں کے لئے تحفے لا کر غائب ہو جاتا ہے) ہے، رات کو چپ چپاتے آیا اور صبح ہوتے ہی غائب ہو جاتا ہے؟"

وہ "براہ عنایت مذاق نہ کیجئے۔"

میں "تم کہتے ہو نیچر ہر چیز کی ماں ہے اور اُس کی اولاد سمندر کے کناروں پر بچھی ہوئی ریگ کے ذروں سے بھی زیادہ ہے لیکن پھر بھی تم میری اس سے تقریب نہیں کراتے۔"

وہ "نیچر ہر قسم کی تعریف و تعارف سے برتر ہے۔ اُس کے دامن میں زمین و آسمان دونوں بچوں کی طرح چھپے ہیں۔"

میں "تمہارے خیال میں نیچر ایک اَن دیکھی قوت نہیں جو کسی شخصیت و ذات سے الگ ہو کر کار فرمائی کرتی ہے؟"

وہ "ہرگز نہیں حکیم [illegible] کہتا ہے "نیچر [illegible] نام نہیں ہے بلکہ وہ صرف اُس چیز کا نام ہے جو انسان کی قوت و ذات کے بغیر واقع ہوتی ہے"۔ وہ نیچر ہی ہے جسنے ہمیں آسمان، زمین، پھول پتی، کھیتیاں اور سمندر کی مچھلیاں بخشی ہیں۔"

میں "لیکن تم کہہ چکے ہو کہ ہر چیز اولین ہیڈروجینی انڈے سے ہوئی ہے۔ اور اس طلسمی انڈے نے اپنی قوت نیچر سے حاصل کی ہے پس اب بتاؤ اس انڈے اور نیچر میں کیا فرق ہے؟"

وہ "دونوں کا تجزیہ و فصل بہت مشکل ہے۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ ایک دوسرے کا مسبب نہیں ہے۔"

میں "خیر ہم فرض کئے لیتے ہیں کہ شروع میں ہیڈروجینی انڈا موجود تھا اور اُسی سے تمام کائنات وجود میں آئی، لیکن کیا تم یہ نہیں تسلیم کرو گے کہ اس انڈے کے لئے بھی کوئی خالق ہونا چاہئے اور اُسی خالق کو اُس کا نگراں اور مربی ہونا چاہئے؟ کائنات کا یہ ارتقا صرف ازلی و ابدی خدا ہی کی قدرت کا ایک کرشمہ ہونا چاہئے۔"

وہ "... میں یہ تسلیم نہیں کرتا۔"

میں "پھر خدا کی جگہ کیسے رکھتے ہو؟ اگر انڈا فعلاً موجود تھا تو اُس کے لئے کسی عاقل ہستی کا وجود ضروری ہے۔ اگر انڈا خود بخود موجود ہوا اور خود اُسی نے اپنے آپ کو بنایا ہے اور خود ہی اپنا مربی و محافظ تھا تو بس: یہی وہ ہستی ہے جسے ہم خدا کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن اگر اُس انڈے میں اپنے سنبھالنے اور حرکت کرنے کی ذاتی قوت نہیں تو ضرور کوئی اُس سے بھی بڑی قوت ہو گی جسنے اُسے حرکت دی اور اُس میں حسب مرضی تصرف کیا۔"

اسپر اُسنے غور کرنے کی مہلت مانگی۔

چوتھی مجلس

دوسرے دن آنے کے ساتھ ہی کہنے لگا:

"جس چیز کو تم خدا کہتے ہو وہ محض "نظام" ہے جو کہ کائنات میں جاری و ساری ہے۔ سٹوارٹ مل کہتا ہے: بلا استثنا تمام ظواہر اٹل قوانین کے ماتحت ہیں جن کی راہ میں کوئی طبیعی یا غیر طبیعی قوت حائل نہیں ہو سکتی۔"

میں "مل نے واقعی، علم منطق پر نفیس کتابیں تصنیف کی ہیں۔ کیا اچھا ہوتا اگر فلسفہ پر گفتگو کرتے وقت بھی وہ منطق ہی کی پیروی کرتا۔ مگر افسوس اس بحث میں آ کر اپنی ساری منطق بھول جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے "تمام ظواہر یعنی ستاروں کی حرکت، آلو کی پیدائش، کرکٹ کا کھیل، شراب کا نشہ" اگر معاً کو صرف ستاروں ہی تک محدود رکھتا تو شاید ہم مخالفت میں زبان نہ کھول سکتے، مگر نشہ، آلو، کرکٹ کے ذکر پر آ کر ہم اُسے خاموش کر سکتے ہیں، سادہ لوح کہہ سکتا ہے کہ ان امور کا کسی دوسری قوت سے کوئی تعلق نہیں، لیکن عقلمند جانتا ہے کہ اٹل قوانین کے اندر کوئی حقیقی قوت موجود ہے جو نیکی اور نفع کی طرف آدمی کو لے جاتی ہے۔ خود مل نے بھی اپنی منطقی کتاب میں تصریح کی ہے کہ اٹل قوانین کے اندر ایک قوت مخفی ہے۔ یہ قوت اگرچہ حکومت نہیں کرتی مگر موجود ضرور ہے پس اب بتاؤ "نیچر" سے تمہارا مقصود کیا ہے؟ "نیچر" اور "نیچر کے قوانین" میں کیا فرق ہے؟ میں ہکسلے اور ٹنڈل وغیرہ کی کتابیں پڑھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ خواص اعضاء، بجلی، کیمیا، نباتات، حیوانات، وغیرہ مباحث پر بڑے سلیقے سے گفتگو کرتے ہیں، لیکن جونہی فلسفہ میں آئے اُنکے حواس گم ہو گئے، محض معمولی سطح کے آدمیوں کی طرح گفتگو کرنے لگتے ہیں۔ اُن کی تمام تر ذہانت اسپر صرف ہوتی ہے کہ "خدا" "معجزہ" اور "خلق" کے الفاظ پر بحث شروع کر دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ یہ ہنر دکھاتے ہیں کہ ان الفاظ کو دوسرے الفاظ "نیچر" "فطرت" "قانون" "تاریخ" سے بدل دیتے ہیں۔ میں "نیچر" اور "قانون" دونوں کی علحدہ علحدہ تعریف جاننا چاہتا ہوں۔ تم کہتے ہو قانون، قوت فعالہ ہے یعنی زبردست محرک۔ لیکن اپنے دعوے پر کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔ یہ محض فرضی

بصائر و حکم

مرغی پہلے پیدا ہوئی یا انڈا؟

مومن اور منکر کا ایک دلچسپ مکالمہ

جدال فی اللہ نمبر ۱

چھ مجلسیں

پہلی مجلس

میرا بھائی ایک ایسا ہی آزاد خیال شخص ہے جیسے آزاد خیال اشخاص بیسویں صدی کی عام پیداوار ہیں۔ بحث و مناظرہ کا اسے بہت شوق ہے۔ اپنے تیز اور تلخ خیالات کے اظہار میں کبھی تامل نہیں کرتا اور جب کبھی گفتگو کرتا ہے تو اس کا معارضہ سخت اور حجت بے جھجک ہوتی ہے۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگا:

"مجھے یقین نہیں آتا کہ "بلعام" کی گدھی بولی ہو جیسا کہ تورات میں بیان کیا گیا ہے!"

میں نے جواب دیا:

"میں نہایت خوش ہوں گا اگر دنیا بھر کے گدھوں کا منہ باندھ دیا جائے اور وہ کبھی اپنی کرخت آواز دنیا کو نہ سنا سکیں۔"

میرا جواب بھائی نے مذاق پر محمول کیا وہ سنجیدہ تھا اور علمی مباحث میں ہرگز مذاق گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ اسنے چیں بجبیں ہو کر کہا:

"میں ہزل گفتگو پسند نہیں کرتا۔ سنجیدہ دقیق مباحث میں میرا جی لگتا ہے۔"

میں نے کہا:

"بہت بہتر۔ کوئی سنجیدہ مسئلہ پیش کرو تاکہ میں بھی سنجیدگی سے گفتگو کروں۔"

ایک لمحہ غور کرنے کے بعد کہنے لگا:

"تعجب ہے آپ ہمیشہ مجھی سے سوال چاہتے ہیں۔ یہ کیا ضرور ہے کہ مسئلہ میں ہی حملہ آور ہوں اور آپ مدافعت کریں؟ آج خود آپ ہی کیوں نہ پہلا گولہ پھینکیں؟ کیا مجھ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں رکھتے؟"

میں نے جواب دیا:

"کیوں نہیں؟ کسی عمارت کا ڈھا دینا تعمیر سے زیادہ آسان ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ تم کوئی عمارت ہی نہیں رکھتے۔ تمہارے پاس کوئی مثبت چیز ہے ہی نہیں۔ صرف انکار اور منفی پہلو ہے۔ پھر میں کس چیز پر حملہ کروں؟ تاہم ایک مسئلہ میں تمہاری زبان سے ائمۂ الحاد کے فتوے سننا چاہتا ہوں۔"

اسنے وعدہ کیا کہ میرے ہر سوال پر سنجیدگی کے ساتھ بحث کرے گا اور ملحدین کے افکار پوری وضاحت سے پیش کرے گا۔

میں نے سوال کیا:

"مرغی پہلے پیدا ہوئی یا انڈا؟"

ساتھ ہی میں نے کہا:

"سوال بالکل آسان اور صاف ہے۔ [illegible] ضرور حل کیا جائیگا۔ تمہاری کیا رائے ہے؟"

وہ کچھ گھبرا سا گیا:

"یہ سوال بے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس پر بحث کی کیا ضرورت ہے؟"

اسنے جواب دیا۔

"ممکن ہے تمہارا خیال صحیح ہو"

میں نے کہا:

"لیکن اگر میری ذاتی رائے پوچھتے ہو تو میں اس سوال کو بہت اہم سمجھتا اور تمہارے جواب کا بےچینی سے منتظر ہوں۔ خود تم نے مجھ سے سوال کی خواہش کی تھی۔ اب تمہیں جواب سے گریز نہیں کرنا چاہئے"

وہ "یہ سوال بظاہر بالکل معمولی ہے لیکن دراصل اپنے اندر ایک دقیق فلسفی بحث چھپائے ہے۔ یا تو آپ اسے کسی دوسری شکل میں پیش کیجئے یا اپنا مقصود واضح کر دیجئے۔"

میں "تم بہت ڈر رہے ہو۔ حالانکہ تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے۔ یہ سوال کچھ جال نہیں ہے جس میں پھنس جاؤ گے۔ مجھے اس موضوع کے متعلق صرف اتنی ہی واقفیت ہے کہ انڈا مرغی کے پیٹ سے نکلتا ہے اور مرغی بچے سے بنتی ہے"

اسنے میری تصدیق کی۔ پھر میں نے کہا:

"اگر یہ سچ ہے تو کیا علم طبقات الارض کے ماہر سر چارلس لائل نے یہ اصل قرار نہیں دے دی ہے کہ "ماضی کو حاضر کے دلائل سے واضح کرنا چاہئے؟"

وہ "بیشک"

میں "تو انڈے اور مرغی کا یہ معاملہ ہمیشہ سے یوں ہی چلا آ رہا ہے؟"

وہ "ہاں"

میں "تو ضرور ہے کہ پہلی مرغی اور پہلے انڈے کا وجود اپنی اپنی جگہ پر مستقل ہوگا؟"

وہ "بیشک"

میں "اگر یہ صحیح ہے تو پہلی مرغی انڈے سے پہلے وجود میں آئی کیونکہ وہ انڈے سے پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو سر چارلس لائل کا اصول ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ حاضر کا مشاہدہ اس کے خلاف ہے اور ماضی کو واضح نہیں کرتا۔ ہم دیکھتے ہیں ہر مرغی انڈے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حاضر کی اس دلیل و مشاہدہ سے ہمیں یہی کہنا چاہئے کہ ہمیشہ مرغی انڈے ہی سے پیدا ہوتی رہی ہے۔ مگر تمہیں ابھی تسلیم کرنا پڑا کہ سب سے پہلی مرغی انڈے سے پیدا نہیں ہوئی۔"

اسپر وہ دیر تک خاموش رہنے کے بعد بولا:

"آپنے بلا بحث یہ کیسے تسلیم کر لیا کہ سب سے پہلی مرغی بغیر انڈے کے موجود ہوئی؟ خود مرغی کوئی مستقل وجود نہیں ہے۔ اسی انڈے کی ترقی یافتہ کل صورت ہے۔ اگر ہم صحیح علمی اصول کی روشنی میں غور کریں تو فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ انڈا پہلے ہوا ہے، لہذا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ سب سے پہلی مرغی کسی انڈے ہی سے وجود میں آئی ہے"

میں "بہت خوب۔ تو اب یہ طے پا گیا کہ سب پہلی مرغی انڈے سے پیدا ہوئی ہے۔ یعنی انڈے کا وجود مرغی کے وجود سے پہلے ہوا یعنی سب سے پہلا انڈا مرغی کے پیٹ سے نہیں نکلا۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو بھی لائل کا نظریہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ حاضر، ماضی کی تائید نہیں کر رہا ہے، سراسر مخالف ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ہر انڈا مرغی ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی بتا دو کہ اگر سب سے پہلا انڈا مرغی سے پیدا نہیں ہوا تو کہاں سے آیا؟ کیونکر آیا؟ کب آیا؟"

وہ "میں سمجھ گیا۔ آپ مجھے یہ کہنے پر مجبور کر رہے ہیں کہ انڈا خدا نے پیدا کیا"

میں "میں سائل ہوں، مجیب نہیں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آسمانی کتابوں کے قائل اس سوال کا یہ صاف اور معمولی جواب دے کر سبکدوش ہو جاتے ہیں کہ سب سے پہلا انڈا خدا نے خود پیدا کیا تھا لیکن یہ بے دلیل ہے۔ اگر تم علمی، دلائل و براہین سے کوئی فیصلہ کن جواب دے سکو تو میں نہایت ممنون ہوں گا"

وہ "کیا انڈے کا مسئلہ تمام حقائق کائنات پر چسپاں ہو سکتا ہے؟"

میں "بیشک۔ ضرور ہے کہ شروع شروع گیہوں کا سب سے پہلا دانہ موجود ہوا ہو، سب سے پہلی بلی ہو، سب سے پہلی گائے ہو، سب سے پہلی بکری ہو، سب سے پہلا انسان ہو۔۔۔ اگر تم انڈے کی گتھی سلجھا دو تو میں باقی تمام کائنات کو اسی پر قیاس کر لوں گا، اور ہم آفرینش کا راز دنیا پر کھول سکیں گے"

وہ "آفرینش کا سوال بہت قدیم سوال ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کائنات، تدریجی ارتقا کے ساتھ وجود میں آئی ہے"

میں "سچ ہے۔ لیکن اصل حیات اس سے مستثنیٰ ہے۔ زندگی کا پہلا تخم ضرور ہے کہ پیدا کیا گیا ہے۔ نظریۂ ارتقا مجھے مرعوب نہیں کر سکتا۔ ارتقا کے لئے ضروری ہے کہ پہلے سے کوئی وجود موجود ہو، اور اس میں تدریجی ترقی ہوئی ہو۔ لیکن عدم محض میں کیونکر ترقی ممکن ہے؟ ضرور ہے کہ پہلے انڈے کا وجود تسلیم کرو پھر اس پر خلقت کی عمارت کھڑی کرو۔ پس میرا سوال یہی ہے کہ وہ سب سے پہلا انڈا کہاں سے آیا؟"

وہ "میں ڈاکٹر باسٹین کے اس نظریہ سے بالکل متفق ہوں کہ ہر جاندار غیر عضوی بے جان مواد سے وجود میں آیا ہے"

میں "لیکن ہکسلے اور ٹنڈال نے اس نظریہ کو باطل قرار دیا ہے اور تمام علماء نے وہی قدیم نظریہ تسلیم کیا ہے کہ جاندار، جاندار سے موجود ہوا ہے"

اسپر وہ لاجواب سا ہو گیا اور کہنے لگا باقی گفتگو کل ہوگی،

دوسری مجلس

دوسرے دن میں نے اس سے کہا:

"کل میں زندگی کی اصل کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ میرا سوال ایک ایسے انڈے کے متعلق تھا جو زندہ عناصر سے مرکب ہے۔ لیکن تم نے ڈاکٹر باسٹین کا قول پیش کر دیا کہ انڈا غیر جاندار مواد سے وجود میں آیا ہے۔ حالانکہ میرا سوال جاندار انڈے کے متعلق تھا، مردہ انڈے سے بحث نہ تھی۔ لیکن خیر میں تمہاری خاطر فرض کئے لیتا ہوں کہ سب سے پہلا غیر عضوی مردہ مواد سے ظہور پذیر ہوا تھا مثلاً ہم کہیں سب سے پہلے انڈے کی اصل، ریت کا ایک ذرہ تھا۔ مگر یہ کہنے کے بعد بھی سوال بدستور قائم رہتا ہے۔ اب اس کی صرف لفظی شکل بدل جاتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ریت کا ذرہ کہاں سے آیا؟"

وہ "ریگ کا ذرہ اور ہر عنصر بہت سے ایسے دقیق ذرات ماخذ سے مرکب ہے جنہیں انسانی نگاہ کسی طرح بھی مشاہدہ نہیں کر سکتی لیکن باوجود اس کے ہم ان غیر مرئی ذرات کے وجود کے قائل ہیں۔ بہرصورت ہم عناصر کا وجود تسلیم کیا جاتا ہے لیکن جوں

میں "عجیب سہی، معجزہ سہی"

اس کے بعد میں نے سوال کیا۔

"کیا تم اسپنسر کے متبعین کا یہ عقیدہ تسلیم کرتے ہو کہ تمام ظواہر زمین و آسمان۔ ایک مجہول مخفی قوت کا اعلان ہیں جو اُن کے پس پردہ کارفرما ہے؟ اسی قوت کا نام میری بول چال میں "خدا" ہے۔"

اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا،

"انسان اپنے افعال و اعمال میں کچھ اختیار رکھتا ہے یا محض مشین کے ایک پُرزے کی طرح بغیر اپنے ارادہ و اختیار کے عمل کرتا ہے؟"

وہ "کاآون کا مذہب یہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے، قاتل اس لئے قتل کا ارتکاب کرتا ہے کہ وہ اس پر مجبور ہوتا ہے۔ قضا و قدر سے وہ بالکل بے بس ہو چکا ہوتا ہے۔"

میں "اس عقیدے کے ماننے والوں کا علاج یہ ہے کہ سب ایک ساتھ پھانسی پر لٹکا دیئے جائیں اور ہمیشہ کے لئے دنیا کو اُن سے نجات دے دی جائے۔"

آخر میں میں نے ایک سوال کیا،

"ہم کس منزل کی طرف جا رہے ہیں؟"

وہ "موت کی طرف۔ موت ہی ہم سب کی منزل مقصود ہے جس دن تم مروگے، اُس دن سے تم معدوم ہو جاؤگے۔ یہ سچ ہے کہ جسم کے ذرات غیر فانی ہیں، ہمیشہ باقی رہیں گے۔ لیکن وہ چیز جسے تم شخصیت یا ضمیر کہتے ہیں، دائمی طور پر فنا ہو جائے گی۔ مجھے قیامت یعنی دوسری زندگی کا ہرگز یقین نہیں ہے۔ میں دوبارہ زندگی کے لطف اُٹھانے کا متمنی نہیں ہوں۔ مرتے ہی، عدم محض طاری ہو جائے گا۔ روز لوگوں کو مرتے دیکھتے ہو۔ اُن کی زندگی کا چراغ گل ہو جاتا ہے۔ آخری سانس کے ٹوٹتے ہی عقلی قویٰ ختم ہو جاتے ہیں اور انسان خاک میں مل جاتا ہے، خاک ہی سے اُٹھا تھا، خاک ہی میں مل گیا۔ اِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ!"

میں "تو تمہارا نظریۂ ارتقاء ایک منحوس مذہب ہے اور آخرت میں اس سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا، وہ انسان کو کس قدر جلد فنا کر دیتا ہے؟ پہلے تو وہ انسان کو ابدیت کا سبز باغ دکھاتا ہے اور جب وہ مسکین قبضہ میں آجاتا ہے تو نا امید کر کے چھوڑ دیتا ہے اس کے پاس اس بدبخت انسان کے لئے امید اور یقین کا کوئی سُراغ نہیں۔"

وہ "ہمیں حقیقت کی پیروی کرنا چاہئے، نتائج کو چھوڑ دینا چاہیے"

میں: "تو تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ عمر ختم ہونے پر جسم انسانی کے اجزا اور عناصر مضمحل ہو کر اپنا عمل چھوڑ دیتے ہیں۔ یعنی قوت اصلیہ محرکہ ختم ہو جاتی ہے اور پھر اکار خانہ اچانک رُک جاتا ہے۔ اگر یہی ہے تو پھر وہی طلسمی انڈا ہمارے سامنے آموجود ہوتا ہے۔ قدرتی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا کہ انڈے میں کوئی محدود قوت پوشیدہ کر دی گئی تھی، جبھی تو ایک معین زمانہ کے بعد وہ اسے باہر نکال دیتا ہے۔ اس کے بعد وہی صورتیں ممکن ہیں: یا تو دائمی موت یا نئی زندگی کا آغاز۔ میرے دوست کیا یہ ممکن نہیں کہ جس نیچر نے ایک مرتبہ ہمارے طلسمی انڈے کو اپنی قوت کا مظہر بنایا تھا وہی کچھ مدت آرام لینے کے بعد پھر انگڑائی لے کر اُٹھے اور نئی قوت نئی شنتودی اور نئے جلوے میں اپنی نمود کرے؟ یہ خیال ہماری خودداری اور شرف کے کس قدر خلاف ہے کہ ہمارا آغاز تو انڈے کے بلغم سے ہو اور خاتمہ دائمی فنا پر ہو جائے۔ یہ بنیاد اور یہ انجام دونوں نہایت مکروہ و نامبارک ہیں! انسان جیسا جوہر جو سب سے افضل ہے یعنی اس کی شخصیت، ضمیر، عقل، اور اگر خدا نخواستہ ہو تو روح کی طرح، یہ سب تو فنا ہو جائیں اور مادی چیزیں، گوشت، پوست، ہڈیاں کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ برقرار رہیں؟ یہ کیسی عجیب منطق، کیسی عجیب عقلیت، اور کیا عجیب فلسفہ ہے؟"

اس گفتگو پر میرے مخاطب کے چہرے کا رنگ بدل گیا، وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ دیر کے بعد سر اُٹھا کر کہنے لگا۔ "پھر ملیں گے"۔

استدراک

مضمون مندرجۂ صدر ایک انگریز اہل قلم مسٹر جیکب ہارڈی کی کتاب سے ماخوذ ہے جو حال میں شائع ہوئی ہے۔ ہم نے یہاں "ترجمہ" کی جگہ "اخذ" کا لفظ اس لئے اختیار کیا کہ اُردو میں انگریزی تحریر کے مطالب بہ تصرف منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ انگریزی عبارت کا بجنسہٖ ترجمہ نہیں کیا گیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کے مطالب کو کسی ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنے کا بہتر اور مؤثر طریقہ یہی ہے۔ بعض مقامات میں حذف و اضافہ بھی کیا گیا ہے جو ہمارے خیال میں ضروری تھا۔

تفریح و ترویح فکر

بعض مشہور آدمیوں کے لطیفے

انگلستان میں ایک مشہور ممثل (ایکٹر) تھا اُس کے زمانہ میں کوئی آدمی بھی اس فن میں اُس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنا تھیٹر لے کر مانچسٹر گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوق دیکھنے آئی۔ خیال کیا گیا کہ ایکٹر یہاں بہت کامیاب ہوگا۔ مگر اتفاق سے انھیں دنوں میں ایک خوبصورت رقاصہ بھی مانچسٹر پہونچی۔ یہ عورت اگرچہ اپنے فن میں ذرا بھی مہارت نہیں رکھتی تھی، لیکن تھی نہایت حسین اور دلفریب۔ پبلک نے تو ایکٹر کو چھوڑ کر رقاصہ کی طرف رُخ پھیر دیا۔ شہر کے ایک معزز آدمی نے یہ حالت دیکھی تو فن سے دلچسپی ظاہر کرنے کے لئے ایکٹر کے پاس گیا، اور ہمدردی کی راہ سے کہنے لگا "افسوس، لوگوں کو فن کی قدر نہیں۔ تمہارے جیسے ماہر کو چھوڑ کر اس جاہل عورت کے ہو گئے ہیں!" ایکٹر نے فوراً جواب دیا "نہیں حضرت! افسوس نہ کیجئے، فن، نیچر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔" ایکٹر کا مقصود یہ تھا کہ میں تو صرف فن کا ماہر ہوں، لیکن رقاصہ، نیچر کی دولت یعنی حسن کی مالک ہے، میرا اُس کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے؟

ایک مرتبہ انگلستان کی ایک کمسن شاہزادی اپنی ماں کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے لندن کی ایک سڑک پر جا رہی تھی۔ راستہ میں فاقہ زدہ مزدوروں کی ایک بڑی بھیڑ دکھائی دی جو غل مچا رہی تھی۔ شاہزادی نے اپنی ماں سے دریافت کیا "یہ کون لوگ ہیں اور کیوں چلا رہے ہیں؟" ماں نے جواب دیا "یہ مزدور ہیں، روٹی کے لئے پریشان ہیں" شاہزادی نے تعجب سے کہا "روٹی نہیں ملتی تو کیک کیوں نہیں خرید لیتے!"

پرنس آف ویلز کے متعلق مشہور ہے کہ بچپن میں ایک مرتبہ شاہی دعوت میں بیٹھے۔ دسترخوان پر بڑے بڑے معزز لوگ جمع تھے اور بادشاہ اُن سے گفتگو میں مصروف تھا۔ کھانے کے دَوران میں ولیعہد نے اچانک بادشاہ سے کہا "بابا، بابا!" بادشاہ نے لڑکے کو جھڑک دیا اور خاموش رہنے کا حکم دیا۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو بادشاہ نے لڑکے سے کہا "کہو کیا کہتے تھے؟" ولیعہد نے کہا "اب کچھ نہیں۔ اُس وقت آپ کے کیک میں ایک کیڑا تھا۔ میں اُسی کی بابت کہنا چاہتا تھا مگر آپ نے مجھے چپ کر دیا اور کیڑا کھا گئے!"

شاہ ایڈورڈ کا قصہ ہے کہ ولیعہدی کے زمانہ میں اُنھوں نے ایک مرتبہ اپنی والدہ ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھا اور دو پونڈ طلب کئے۔ ملکہ نے روپیہ کے بجائے لمبا چوڑا خط بھیجا اور کفایت شعاری کی خوبیاں جتائیں۔ ایک ہفتہ بعد ولیعہد نے ماں کو شکریہ کا خط لکھا "آپ کا خط موصول ہوا۔ اب مجھے ۲ پونڈ کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ میں نے آپ کا خط ۲۰ پونڈ میں فروخت کر ڈالا!"

موجودہ شاہ جارج کے متعلق مشہور ہے کہ بچپن میں انھوں نے اپنی ایک کھلائی سے فرمائش کی کہ انھیں کوئی کہانی سُنائے۔ کھلائی نے کہا "نہیں، تم خود کوئی کہانی لکھ کر مجھے سناؤ۔" چنانچہ شہزادہ نے حسب ذیل کہانی لکھی:

"ایک حقیر جھونپڑے میں میاں بیوی رہتے تھے، وہ نہایت مفلس تھے۔ کچھ بھی کھانے کو نہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ دو دن گزر گئے اور انہیں کھانے کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہ ملا۔ شوہر نے اپنی بیوی کو روتے دیکھ کر پوچھا،

"پیاری کیا بات ہے؟"

"بھوک سے میرا دم نکلا جاتا ہے" عورت نے روتے ہوئے جواب دیا۔

شوہر نے کہا "میں ابھی بندوبست کرتا ہوں"

چنانچہ وہ اٹھا، گھنٹی بجائی، خادم دوڑا آیا، اور اسے حکم دیا "میری بیوی کے لئے ابھی پلیٹ میں روٹی اور مکھن لاؤ"

۱۹۱۵ء میں مسٹر لائڈ جارج اپنی موٹر میں جا رہے تھے۔ راستہ میں شام ہو گئی۔ ڈرائیور موٹر روک کر اترا اور لالٹین جلانے لگا۔ مسٹر لائڈ جارج بھی اُتر پڑے اور پیچھے کی بتی دیکھنے لگے۔ ڈرائیور اپنے کام سے فارغ ہو کر تیزی سے اپنی جگہ پر آ بیٹھا اور موٹر چھوڑ دی، اُسے کیا معلوم تھا کہ لائڈ جارج گاڑی کے پیچھے کھڑے ہیں۔ موٹر چلی اور وہ پیچھے کھڑے چلاتے رہ گئے۔ اب رات اندھیری ہو گئی تھی۔ لائڈ جارج سخت پریشان تھے۔ اُن کا مکان ۳ میل دُور تھا۔ مجبوراً پیدل چلے۔ تھوڑی دور پاگل خانہ تھا، اُنھوں نے خیال کیا شاید یہاں کوئی سواری مل جائے۔ اطمینان سے آگے بڑھے اور پھاٹک پر دستک دی۔ دربان آرام کر رہا تھا، دستک سُن کر خفا ہوا، اور دروازہ کھولا۔ وزیر نے اپنی ضرورت بیان کی اور موٹر کے لئے درخواست کی۔ مغرور دربان نے حقارت سے سر ہلایا اور دروازہ بند کرنے لگا۔ لائڈ جارج نے اُسے روکا اور کہا "تم جانتے نہیں میں وزیر مال ہوں!" دربان نے کہا "درست، درست! وزیر صاحب اس وقت ہمارے پاگل خانے میں آپ جیسے چھ وزیر بند ہیں، اگر پسند کریں تو اُن سے حضور کی ملاقات کرا دوں، ورنہ بہتر یہ ہے کہ اسی سڑک پر سیدھے چلے جاؤ، [illegible] تڑکے گھر پہنچ جاؤگے!"

وزیر کی پھر کچھ کہنے کی ہمت نہ پڑی اور خاموش روانہ ہو گئے، مگر خوش قسمتی سے ڈرائیور اُن کی تلاش میں موٹر واپس لایا۔

ایک مرتبہ ایک دولتمند عورت نے اپنے محلہ کے تمام لڑکوں کی دعوت کی۔ لڑکے کھاتے جاتے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔ ایک لڑکے نے دوسرے سے کہا "کل میرے باپ نے مجھے ایک چمچہ خرید کر دیا ہے جس پر لکھا ہے "آپ کا تحفہ لیجئے"" اس پر دوسرے لڑکے نے کہا "بہت شیخی نہ بگھارو، کل میرے باپ نے بھی مجھے ایک چمچہ دیا ہے جس پر لکھا ہے "[illegible] ہوٹل"" اس طرح لڑکے نے اپنے باپ کی چوری کا راز فاش کر دیا۔

ایک فلسفی کہتا ہے: شادی کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] کے تین [illegible]، تین سال باہمی تکرار اور جھگڑے کے، پھر تیس سال درگزر اور چشم پوشی کے!

نہیں بلکہ سراسر دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔"

وہ "لیکن اب تمام علما بالاتفاق یہی کہہ رہے ہیں کہ ہر چیز بلا کسی آمر کے "قانون" ہی کے ذریعہ واقع ہوتی ہے۔"

میں "ہمارے ملک کی تمام تجارت "مال" کے ذریعہ چل رہی ہے لیکن ظاہر ہے خود مال اپنے ارادہ سے تجارت نہیں چلا رہا ہے۔ مال، عاقل یا جاندار قوت نہیں ہے۔ تمام سلطنت قانون سے چل رہی ہے۔ مگر خود قانون حکمران نہیں ہے بلکہ جج اور مجسٹریٹ قانون کے بموجب عمل کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے نیچر میں کچھ قدیم موروثی قوتیں ہیں اور ڈارون کے بقول وہی فعال و مؤثر قانونی قوت ہے جو نظام عالم میں جاری و ساری ہے۔ بہت بہتر۔ مگر آپ کچھ بہت دور کی کوڑی نہیں لائے۔ زیادہ سے زیادہ آپ یہ کرتے ہیں کہ "خدا" کے لفظ کی جگہ دو لفظ: "نیچر" اور "قانون" رکھ دیے۔ یعنی دو اندھے، بہرے، گونگے وجود۔ تم تو ان یونانیوں سے بھی بدتر ہو جو ایک نامعلوم دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ وجود میں کوئی ایک قوت یا فعال ہستی موجود ہے۔ یا یہ کہ ہیولیٰ جنینی انڈے میں حیات پائی گئی۔ لیکن اس بارے میں کچھ نہیں جانتے کہ آخر یہ انڈا بنا کیسے؟ کیونکر محفوظ رہا؟ کس طرح ایسے عجیب روپ بھر سکا جو انتہائی عقل و ذہانت پر دال ہیں؟ سچ یہ ہے تم صاحب! اپنے خدا کی جگہ ایک غیر موجود کو بٹھاتے ہو حالانکہ ساتھ ہی ایک فعال قوت کے وجود کو بھی مانتے ہو اور یہ کہ ذرات، ازلی ابدی قوی سے دفعتاً چمٹے ہیں۔ اب براہ عنایت مجھے بتاؤ کہ اس ہیولیٰ جنینی انڈے کا چوزا کس سے نکلا؟ کیونکر نکلا؟ کب نکلا؟ کون اس کے نیچے اپنے پیٹ کے نیچے رکھ کر سینے بیٹھا؟ کس نے بچہ پیدا کرایا؟ تمھیں "خدا" پسند نہیں، "قانون" اور "نیچر" کے لفظوں پر فریفتہ ہو گئے ہو بہت بہتر۔ یہ رشتہ مبارک ہو اور پھل پھول لائے، لیکن تم یہ بتانے پر راضی نہیں کہ آخر "میاں قانون" نے "بی نیچر" سے کیونکر شادی کی اور بچے کیسے جنے؟ انسانی قلب میں کوئی حکمران قوت ضرور موجود ہے لیکن ہربرٹ اسپنسر کہتا ہے "ہم اس قوت کو ہرگز نہیں جان سکتے۔" میں تم سے اس معاملہ میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ عقل، حق کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے۔ مسٹر اسپنسر بھی کہتا ہے کہ "نیچر ایک نامعلوم قوت کا مظہر ہے اور یہ کہ انسان اس قوت کے بھید سے قطعاً جاہل ہے۔" لیکن اسپنسر کیونکر سمجھ سکے کہ قانون قدرت کے پیچھے ایک قوت موجود ہے؟ نیز مسٹر ٹنڈل نے اس خیال کی کس بنا پر تائید کی اور ہکسلے نے یقین قائم کیا کہ ہم سبب اول کا علم کسی طرح بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان اقوال کی روشنی میں تم دیکھ سکتے ہو کہ فلسفیوں اور اہل مذاہب میں فقط لفظی جھگڑا ہے۔ اہل مذاہب جس چیز کو "خدا" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں بعینہ اُسی چیز کو لامذہب "نیچر کے مافوق قوت" بتاتے ہیں۔ دونوں گروہ اس قوت کو فعال اور ازلی ابدی قرار دیتے ہیں۔ سارا جھگڑا صرف لفظ "خدا" میں ہے۔"

وہ "لیکن فلاسفہ تمھارے خدا کا مذاق اڑاتے ہیں کیونکہ تم نے اسے ایک خاص شخصیت، اخلاق، اور عقلی و ذہنی اوصاف کا مالک بنا رکھا ہے۔"

میں "لیکن تم بھی تو تسلیم کرتے ہو کہ اگر یہ مافوق فطرت قوت معدوم ہو جائے تو کائنات میں کوئی چیز بھی رونما نہیں ہو سکتی۔ پس تسلیم کر کے تم بھی میرے اس ایمان میں شریک ہو جاتے ہو کہ ایک فعال قوت موجود ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا یہ قوت کوئی ایسا اثر ظاہر کر سکتی ہے جو خود اُس کے اندر ذاتی طور پر موجود نہیں؟ زیادہ صاف لفظوں میں یوں سمجھو کہ اگر وہ قوت خود عاقل و مدرک نہیں تھی تو اُس نے تمھیں کیونکر عاقل و مدرک بنا دیا؟ تمھارے اندر یہ ذہانت و عقل کس سرچشمے سے آئی؟"

وہ "مجھے اپنے آباء و اجداد سے ورثہ میں ملی ہے۔"

میں "درست! اور یہ بھی مسلّم ہے کہ تمھارے ایک جد امجد حضرت بندر بھی ہیں؟"

اس جملہ پر وہ خفا ہو گیا۔ میں معذرت کر کے آگے بڑھا:

"اسپنسر وغیرہ فلاسفہ تسلیم کرتے ہیں کہ نیچر کے پیچھے ایک مجہول قوت موجود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی بکواس کرتے ہیں۔ ذرات و جزئیات کا ذکر کرتے ہیں، اُن کا حجم و وزن بتلاتے ہیں اور انھیں جمع کرنے والی قوت کا بیان کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ کرتے ہیں مگر جب ہم پوچھتے ہیں: یہ ذرات و جزئیات کیا چیز ہیں؟ تو کوئی جواب نہیں دیتے۔ مثلاً کہتے ہیں "۶۴ عنصر موجود ہیں اور یہ سب ہیولیٰ جنینی کی مختلف شکلیں ہیں۔" بہتر۔ لیکن خود ہیولیٰ جنینی کیا ہے؟ کہاں سے آیا؟ کیونکر آیا؟ جواب ندارد۔ اصل یہ ہے فلاسفہ کا گروہ علم اور دین دونوں سے بے بہرہ ہے۔ قانون کشش کو بڑے شد و مد سے بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اسی قانون کے بموجب سیب زمین پر گرتا ہے۔ سورج، زمین کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور زمین، سورج کو۔ مانتا ہوں مگر خود "کشش، جذب، جاذبیت" کیا چیز ہے؟ کوئی جواب نہیں ملتا۔ "ایتھر" کا ذکر کرتے ہیں جو ہوا سے کہیں زیادہ لطیف ہے۔ اور کہتے ہیں "روشنی اسی ایتھر کے اہتزاز و ارتعاش کا نتیجہ ہے۔" بہت خوب۔ مگر خود "ایتھر" کیا ہے؟ خاموشی! آخر مجبور ہو کر ہکسلے تک کو اعتراف کر لینا پڑا کہ "ہمیں یقین ہے ہم اشیاء کی ماہیت و حقیقت نہیں جانتے۔ لیکن بایں ہمہ یہ بھی یقین ہے کہ اشیاء کا سلسلہ معقول ہے۔"

اس پر گفتگو ختم ہو گئی۔

پانچویں مجلس

دوسرے دن پھر میں نے کہا:

"کیا تمھیں یقین ہے کہ ذرہ سے لیکر سب سے زیادہ ترقی یافتہ حیوان حتیٰ کہ انسان تک کی پوری زنجیر میں کوئی کڑی الگ نہیں ہے؟"

وہ "ہرگز نہیں۔ اگرچہ پروفیسر ولیس کہتا ہے کہ نیچر میں متعدد ایسے دَور اور بکثرت ایسے حالات پائے گئے ہیں جن میں خارجی مؤثرات نے مداخلت کی ہے لیکن ڈارون نے اس قول سے اختلاف کیا ہے: اہل الذکر کی رائے اگرچہ قابل احترام ہے لیکن محض ایک بے دلیل دعویٰ ہے۔"

میں "ولیس یہ بھی تو کہتا ہے کہ "انسان میں موسیقی، ریاضی، ذہانت اور رقت کے اوصاف اُسے ہرگز اپنے اسلاف حیوانات سے ورثہ میں نہیں ملے ہیں۔"

وہ "یہ دعویٰ ہے مگر دلیل؟"

میں "نیز وہ کہتا ہے: انسان میں جو ایک خاص قابلیت ہے وہ اُس کے اندر ایک خاص روح یا طبیعت کا پتہ دیتی ہے۔"

وہ "لیکن یہ بھی کوئی دلیل نہیں۔"

میں "اگر تم اس علامہ کے قول سے متفق نہیں تو تمہیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ نیچر ایک اندھی بڑھیا تھی، اُس کے پیٹ میں [illegible] کے ذرات بھرے پڑے تھے جو تاریکی میں محض اتفاقات سے ٹکرائے اور مل گئے حالانکہ اس فلسفیت کا نظریہ یہ ہے کہ عالم مادہ میں ایک دوسرا عالم روح بھی ہے جو نباتات کی ایجاد کرتا اور اُن میں قوت و حرکت پیدا کرتا ہے۔"

وہ "لیکن یہ بھی دلیل نہیں۔"

میں "تم قائل ہو کہ ہیولیٰ غیر مرکب یا جزئیات یا ذرات اولین مادہ ہیں۔ یہی سب سے پہلے تھے اور تمام کائنات انھی سے بنی۔ نیز تم یہ بھی مانتے ہو کہ یہ بسائط یا ذرات اپنی حرکت اور نشوونما کے لئے ایک زائد قوت کے محتاج تھے۔ لیکن جب میں تم سے اس قوت کی حقیقت دریافت کرتا ہوں تو تم سے کوئی جواب نہیں بنتا۔ اس بارے میں زیادہ سے زیادہ تمھاری پہلی رائے یہ ہو سکتی ہے کہ [illegible] گروہ [illegible] نظریہ یہ ہے کہ نیچر [illegible] تم حیات [illegible] ثابت [illegible]

حسّاس حیوان پیدا ہوا اور حسّاس حیوان سے عاقل و ذہین حیوان یا انسان ظاہر ہوا۔ یہ علامہ کہتا ہے "یہ تمام ادوار ایک عجیب دانائی اور کامل نظام پر دلالت کرتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ ایک عالم روحانی ضرور موجود ہے جس کی ہمہ گیری کے سامنے عالم مادی محض دوسرے درجہ کی چیز ہے۔"

وہ "یہ تو اس علامہ کا قول ہے مگر عالم روح کے وجود کا ثبوت؟"

میں "قطعی ثبوت پیش کرنا تو بہت مشکل ہے۔ لیکن ہمیں تمام نظریوں کو سامنے رکھ کر اُس نظریہ کو بہرحال قبول کرنا پڑتا ہے جو عقل سے زیادہ قریب ہو۔ جذب، اتصال، کشش یعنی یہ مقناطیسی قوت کہاں سے آئی؟ نظریۂ ارتقاء ہمیں کوئی جواب نہیں دیتا۔ نیچر کا قانون ہے کہ سیب آسمان پر اڑ کر نہیں چلا جاتا بلکہ ہمیشہ ٹوٹ کر زمین ہی پر گرتا ہے۔ لیکن کل میری بیوی اس قانون کی راہ میں سدِّ راہ ہو گئی۔ اُس نے سیب ہاتھ سے روک لیا اور زمین پر گرنے نہیں دیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور مخفی قوت بھی ضرور موجود ہے۔"

وہ "اگر تم اُس عالم روح کا مجھے یقین دلا دو تو از حد ممنون ہونگا۔"

صحبت کل کے لئے ملتوی ہو گئی۔

چھٹی مجلس

میں: "مانتے ہو کہ ابتدائے آفرینش سے پست ترین اقوام تک میں بھی مذہب موجود تھا؟"

وہ "ہاں"

میں "تو انسان میں مذہب کا خیال اُسی طرح جبلی ہے جس طرح چڑیوں میں اپنا گھونسلہ بنانے کا اور شہد کی مکھی میں چھتا طیار کرنے کا؟"

وہ "ہاں"

میں "مذہب کا یہ خیال انسان کی فطرت میں کیسے پیدا ہوا؟"

وہ "ترقی و ارتقاء کے ذریعہ۔"

میں "یعنی جس طرح سیب جنگلی سیب سے، بادام جنگلی بادام سے ترقی کر کے ظاہر ہوا ہے اُسی طرح انسان نے بندر کے درجہ سے ترقی کی ہے؟"

وہ "ہاں، علماء و فلاسفہ کا یہی خیال ہے۔"

میں "تو بندر میں بھی، کہ جس سے انسان نے ترقی کی ہے، ضرور ناقص اخلاقی شعور یعنی ضمیر موجود ہوگا؟ ضرور ہے کہ حیوانات میں اس قسم کا کچھ نہ کچھ شعور موجود ہو، ورنہ اُن کی ترقی یافتہ صورت انسان میں ہرگز نہ پایا جاتا... اگر یہ صحیح ہے تو انسان کی اخلاقی ذہنیت نے اسی بندر سے بتدریج ترقی کی ہوگی اور وہ آہستہ آہستہ مذہبی عقائد وغیرہ پر غور کرنے لگا ہوگا پھر مثلاً اُس نے توراۃ بنائی، اُس نے انجیل لکھی، قرآن مرتب کیا، اور دنیا میں مذہب پھیل گیا؟"

وہ "بیشک۔"

میں "تو اب ہمیں بندر سے اتر کر سانپ، بچھو، مچھلی اور چڑیوں کی بابت بھی یہی کہنا چاہیے کہ ان میں بھی یہ دینی شعور موجود تھا، پھر اور نیچے اتر کر کیڑوں کو دیکھنا چاہیے جو مادۂ حیات کا ابتدائی سرچشمہ ہے۔ پھر چونکہ کیڑے ننھے ننھے ذرات و جزئیات سے مرکب ہیں اس لئے ان ذرات میں بھی اس شعور کو تسلیم کرنا چاہیے۔ پھر اور چند سیڑھیاں نیچے اتر کر ہیولیٰ جنینی یعنی اسی انڈے کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا چاہیے جو تمام کائنات کی اصل الاصول ہے اور بعد اس کے مان لینا چاہیے کہ اس انڈے میں بھی یہ شعور موجود تھا۔ واقعی یہ عجیب انڈا تمام معجزوں کا باپ ہے!"

وہ خفا ہو گیا کیونکہ میں نے معجزہ کا لفظ استعمال کیا تھا بکنے لگا:

"مجھے بخشیے مگر براہ عنایت معجزہ نہ کہیے۔"

کے ختم ہونے سے پہلے اُن کی تعداد ۹۰۰۰ تک پہنچ جائے گی۔ وفاتر کا ایک بڑا کارنامہ، وہ قانون ہے جو حکام کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس قانون نے حکام کے فرائض و اختیارات صاف صاف واضح کر دیئے ہیں اور انھیں بے سبب معزولی کے خطرہ سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔

تعزیری قوانین کے متعلق وزیر نے بیان کیا:

۔۔ ضابطۂ قوانین صرف دس مہینے سے جاری ہوا ہے۔ پہلے ضابطہ میں صرف ۲۰۶ دفعات تھیں مگر اس میں ۴۹۰ دفعات ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پہلے انصاف کی جو راہیں بند تھیں، اب بالکل کھلی ہیں۔ پہلے انصاف، سب کے لئے یکساں نہ تھا، امیروں اور طاقت وروں کے ساتھ رعایتیں کی جاتی تھیں اور غریبوں اور کمزوروں کا حق مارا جاتا تھا۔ مگر اب یہ ناممکن ہے۔ قانون کی نظر میں سب بالکل برابر ہو گئے ہیں۔

وزیر کے بیان میں سب سے اہم حصہ وہ تھا جس میں اُنھوں نے موجودہ ترکی عدالتوں کی حیثیت کے متعلق یورپین مبصروں کی شہادتیں پیش کی تھیں۔ اُنھوں نے کہا۔

۔ معاہدۂ لوزان کے بموجب ہم نے ۵ سال کے لئے چار یورپین قانونی مشیر ملازم رکھے تھے۔ ہم نے اُن سے اپنی عدالتوں کی موجودہ حیثیت کے متعلق رپورٹ طلب کی تھی۔ اُنھوں نے اب یہ رپورٹ پیش کر دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "اس تمام مدت میں ترکی عدالتوں کے خلاف ہمارے سامنے ۹ شکایتیں پیش ہوئیں۔ ہم نے جانچ کر کے معلوم کر لیا کہ وہ سب کی سب بالکل بہتان ہیں۔ ہماری ملازمت عنقریب ختم ہونے والی ہے۔ ہم اپنے ملکوں کو واپس جائیں گے اور ہر جگہ یہ اعلان کرینگے کہ موجودہ ترکی عدالتیں، اپنے افسروں کی دیانت، قابلیت، انصاف پسندی، اور مقدمات کے جلد سے جلد فیصلہ کرنے کی وجہ سے دنیا کی ترقی یافتہ سے ترقی یافتہ عدالتوں سے کسی طرح بھی کم درجہ نہیں ہیں۔"

وزارت تعلیم

مصطفیٰ نجاتی بک وزیر تعلیم نے اپنے محکمہ کے متعلق بیان کیا:

"سنہ ۱۹۲۶ء میں ابتدائی مدارس کی تعداد ۶،۵۰۰ تھی، مدرسوں کی تعداد ۱۰۰۵۳۹ اور طالب علموں کی ۳،۴۴۶،۳۰۹ تھی لیکن اب مدرسے ۶،۸۸۰ ہیں، مدرس ۱۱،۰۴۹ ہیں اور طالب علم ۳،۸۵۰،۴۵۵ ہیں۔"

اس کے بعد وزیر نے پوری تفصیل سے اپنی وزارت کی کوششوں پر تبصرہ کیا اور بتایا ثانوی اور اعلیٰ تعلیم میں کیا کیا ترقیاں ہوئی ہیں۔ پھر تعلیم و تربیت کے اُس بورڈ کا ذکر کیا جو انگورہ میں قائم ہوا ہے۔ نیز تعلیمی انسپکٹروں کی کارگزاریاں سنائیں جو تمام ملک میں دورہ کرتے پھرتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنی تقریر اس نتیجہ پر ختم کی:

"اس سے پہلے ہمارے ملک میں تعلیم نہ دنیا کے لئے مفید تھی نہ دین کے لئے، لیکن اب اُس کی حالت بالکل بدل گئی ہے۔ اب ہماری تعلیم ہر قسم کے بائے سے آزاد ہے، دل و دماغ کو آزاد کرتی ہے۔ جدید ترین علمی اصول پر جاری ہے۔ ترکی قومیت کا جذبہ جگاتی ہے، ترکی قوم کو صحیح معنوں میں زندہ قوم بنا رہی ہے۔ مختصر یہ کہ اب ہماری تعلیم کا مطمح نظر ترکی صدر جمہوریت کے لفظوں میں یہ ہے:

"تعلیم کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیئے کہ اُس سے مستفید ہو کر لوگ بازاری اور مغرور بنیں۔ تعلیم کا اصلی مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ اپنی مادی و معنوی زندگی میں کامیابی حاصل کی جائے!"

بری و بحری فوج

جب کہ وزیر جنگ نے بری فوج کے متعلق نہایت مختصر گفتگو کی [illegible] بحری فوج، اپنے جلیل القدر ترقیات کے ساتھ [illegible] کرنے کے قابل ہے۔ فوج کی صحیح حالت بیان [illegible] کرو مستقبل [illegible]

کے لئے پوری طرح آراستہ ہے۔ مستقبل قریب سے میری مراد یہ ہے کہ کل ہی!"

وزیر بحریہ اسحاق بک نے کہا:

۔ بحری وزارت جمہوری بیڑے کی تقویت کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

ہیٹ کا قضیہ

جزیرۂ قبرص کے شرعی محکمہ نے ایک مسلمان کو اس جرم پر میراث پانے سے محروم کر دیا ہے کہ اُس نے ہیٹ پہننا شروع کر دیا ہے۔ ٹرکی میں یہ خبر پہنچی تو اخبارات کے نامہ نگار یہاں کے مفتی اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے سوال کیا۔ مفتی کا جواب حسب ذیل تھا:

۔ ٹرکی میں لاکھوں مومن، ہیٹ پہنتے ہیں۔ مگر اس سے اُن کے دینی عقائد میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ قبرص کے شرعی محکمہ کا یہ حکم جہالت، تعصب اور ریاکاری پر مبنی ہے۔ شریعت کی نظر میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

مزدوروں کا قانون

عنقریب انگورہ کی قومی پارلیمنٹ اُس مسودۂ قانون پر غور کرنے والی ہے جو مزدوروں اور کارخانہ داروں کے متعلق طیار کیا گیا ہے۔

اس قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ دس سال سے کم عمر بچوں کو مزدور نہیں بنایا جائے گا۔ مزدوری کا وقت روزانہ دس گھنٹے ہوگا جن میں ایک گھنٹہ آرام کے لئے مخصوص ہوگا لیکن اگر کوئی ناگزیر ضرورت پیش آجائے تو حکومت کی اجازت سے بارہ گھنٹے بھی مزدوروں سے کام لیا جا سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں زیادہ گھنٹوں کی مزدوری دونی دی جائے گی اور اس کے بعد مزدور کو بارہ گھنٹے آرام کے لئے دیئے جائیں گے۔ کوئی مزدور اچانک کام سے علحدہ نہیں کیا جا سکے گا۔ طرفین کو پندرہ دن پہلے نوٹس دینا ضروری ہے۔ علحدگی کے وقت مزدور کو اس کی پوری اُجرت دی جائے گی۔ کارخانہ داروں کے لئے ضروری ہے کہ مزدوروں کی تندرستی کی حفاظت کریں۔ انکے لئے مفت دوا خانے اور ڈاکٹر مہیا کریں اور انھیں زیادہ سے زیادہ آرام دینے کی کوشش کریں۔ جو مزدور کام کے دوران میں مر جائیں، اُن کی تجہیز و تکفین کارخانہ داروں کے ذمہ ہوگی۔ نیز اُنکے خاندان کو اُن کی روزانہ مزدوری کا چھ سو گنا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔

پٹرول کے چشمے

عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر کا قائم کردہ صنعتی و تجارتی بینک "موفتہ" اور "شار کوئی" کے علاقہ میں پٹرول کے چشمے تلاش کر رہا ہے۔ حکومت نے اُسے زمین کھودنے کی اجازت دے دی ہے اگر چشمے مل گئے تو اُن سے کام لینے کے لئے بینک سرمایہ داروں سے معاملہ طے کرے گا۔

ترکی کلب

جدید قومی حرکت کے ساتھ اناطولیہ کے طول و عرض میں بکثرت کلب قائم ہو گئے تھے۔ یہ کلب پچھلے نازک زمانہ میں وطنی جہاد کے مرکز تھے اور اب امن کے زمانہ میں قومیت کے مدرسے بن گئے ہیں۔ حال ہی میں تمام کلب گھروں کی ایک جلسی کانفرنس انگورہ میں منعقد ہوئی، دو سو سے زیادہ نمائندے مختلف علاقوں سے منتخب ہو کر شریک ہوئے۔ محمود اسعد بک وزیر عدالت نے صدارت کی۔ اُن کا خطبہ اس جملہ سے شروع ہوا: "یہ وہ بنیادی پتھر ہے جس پر ترکی کلب قائم ہیں" اور اس عبارت پر ختم ہوا: "قومی جذبہ جیسا کہ ہمارا وطنی شاعر کہتا ہے، ایک بے روک سیلاب ہے جو زمانہ کا حکم توڑ کر بہتا اور راہ کی تمام رکاوٹیں اپنی قوت قاہرہ سے دور پھینک دیتا ہے۔" میں اس پر یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ قومی جذبہ، روشن حقیقت کا سیلاب ہے جو تمام تاریکیاں نابود کر دیتا ہے اور قوموں کو اُن کی قومی زندگی کی درخشاں صبح میں پہنچا دیتا ہے!"

غلطی کتابت کے وقت [illegible]

منیجر الہلال کلکتہ

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

(اصل عربی سے اُردو میں ترجمہ کیا گیا)

جدید وزارت

عدلی پاشا یکن کی وزارت پچھلے دنوں مستعفی ہو گئی تھی۔ استعفا کا سبب بالکل معمولی تھا۔ پارلیمنٹ میں مصری بینک کی اعانت کے سلسلہ میں بعض ممبروں نے تجویز پیش کی تھی کہ اس اعانت پر وزارت کا شکریہ ادا کیا جائے۔ مجلس نے اتنی ذرا سی بات پر شکریہ غیر ضروری سمجھا اور تجویز مسترد کر دی۔ وزارت نے پارلیمنٹ کے اس فعل کو بے اعتمادی پر محمول کیا اور استعفا دیدیا۔ حالانکہ یہ محض غلط فہمی تھی جیسا کہ سرکاری طور پر اعلان ہو چکا ہے۔ لیکن چونکہ استعفا پیش کیا جا چکا تھا اس لئے وزارت نے واپس لینے میں اپنی سُبکی دیکھی اور فیصلہ پر قائم رہی۔

مقام مسرت ہے کہ اس واقعہ سے سیاسی پارٹیوں کے اتحاد میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوا۔ حالانکہ مصر کے برطانی "دوستوں" نے اس کی بہت کوشش کی تھی۔ چنانچہ نئی وزارت میں پارٹیوں کا وہی تناسب ہے جو پُرانی وزارت میں تھا۔ بلکہ اُس کے تمام رُکن بھی وہی ہیں جو سابق وزارت میں تھے۔ صرف سابق وزیر اعظم عدلی پاشا نہیں ہیں لیکن اُنھی کی پارٹی کے ایک رُکن عبدالخالق ثروت پاشا وزیر اعظم ہیں۔

مصر ٹرکی کی روش اختیار کر رہا ہے

ٹرکی کے موجودہ انقلاب نے مصر کی اجتماعی و ذہنی حالت پر بہت اثر ڈالا ہے۔ مصر اگرچہ موجودہ تمدن سے مدت ہوئی متاثر ہو چکا تھا لیکن علماء ازہر کا رسمی آستانہ نئی اصلاحات کا مخالف تھا اور رہنما طبقہ ان کی مخالفت پر قادر نہ تھا۔ اب ترکی انقلاب نے ملک میں ایک نئی ذہنیت پیدا کر دی ہے۔ مواد پہلے سے پختہ ہو چکا تھا۔ ایک نئی جنبش کی ضرورت تھی اور وہ ٹرکی کے انقلاب سے پیدا ہو گئی۔ اب اچانک صورت حال اس درجہ منقلب ہو گئی ہے کہ معلوم ہوتا ہے ازہر کا اقتدار بھی ختم ہو چکا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ اور موجودہ پارلیمنٹ، دونوں کی کوشش ہے کہ ٹرکی کی طرح مصر کی سیاسی زندگی پر سے بھی سرکاری علماء کا اقتدار اُٹھا دیں تاکہ سیاسی اصلاحات بے روک ٹوک نافذ کی جا سکیں۔ لیکن جو لوگ قدیم و جدید کی نزاع میں معتدل روش رکھتے ہیں وہ بجا طور پر اندیشہ ظاہر کرتے ہیں کہ علماء قدیم کے جمود کا یہ ردّ عمل (رِی ایکشن) افراط و تفریط تک پہنچ جائے گا۔

یہ جدوجہد اخبارات کے کالموں، کتابوں کے صفحوں، پارلیمنٹ کے جلسوں، مقرروں کی تقریروں، اسکولوں کے کمروں، حتیٰ کہ چائے خانوں تک میں نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ علماء پر بُری طرح لے دے ہو رہی ہے اور انھیں ترقی و اصلاح کا دشمن ثابت کیا جا رہا ہے۔ یہ جدوجہد اتنی وسیع اور قوی ہے کہ علماء اُس کے مقابلہ میں پیچھے ہٹتے چلے جا رہے ہیں اور شکستوں پر شکستیں اُٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ نکاح، طلاق اور تعدد ازدواج کے مسائل میں علماء ازہر کی رائے کے خلاف حکومت نے بے تامل فیصلہ کر دیا۔ نئے اصلاحی قوانین معیشت کے سلسلے میں یہ مسائل زیر بحث تھے۔

علماء ازہر کی بے وقعتی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ گزشتہ پارلیمنٹ میں شیخ الازہر پر خیانت، غبن، اور فریب دہی کا علانیہ الزام لگایا گیا اور سربرآوردہ ممبروں نے مطالبہ کیا کہ اُن پر مقدمہ چلایا جائے۔ اس معاملہ کا تعلق اُس خلافت کانفرنس سے تھا جو دو برس پہلے علماء ازہر نے منعقد کی تھی۔ شیخ ازہر نے محکمۂ اوقاف سے تین ہزار پونڈ (۴۵ ہزار روپیہ) یہ کہکر وصول کئے تھے کہ دینی اغراض پر خرچ کئے جائیں گے، لیکن اب یہ راز طشت از بام ہو گیا ہے کہ تمام

بریدِ شرق

مکتوبِ انگورہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم انگورہ کے قلم سے)

ٹرکی اور بلغاریہ:

مشہور معاہدۂ ٹیرانا کے بعد بلقان میں ایک نئی صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ یہ معاہدہ اٹلی اور البانیا کے مابین اسی سال ہوا ہے اور اس کی رو سے البانیا تقریباً اٹلی کی ماتحتی میں آگیا ہے۔ اس معاہدہ نے یوگوسلاویا (سرویا) کو بہت ناراض کر دیا ہے، اور اٹلی کے میدان میں آجانے کے بعد بلقان کا سیاسی توازن ٹوٹ گیا ہے۔ اس کے بعد ہی اٹلی نے ہنگری سے بھی ایک معاہدہ حال ہی میں سرانجام دیا ہے اس نے صورت حال میں اور بھی زیادہ پیچیدگی پیدا کر دی ہے۔ یہی نہیں بلکہ عنقریب رومانیا بھی اٹلی کی گود میں جا رہا ہے۔ اور کوشش کی جا رہی ہے کہ بلغاریہ کو بھی بلا لیا جائے، اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ بلقان میں ایک نئی سرگرمی رونما ہوگئی ہے اور اٹلی، ہنگری، رومانیہ، البانیہ اور بلغاریہ کا جتھا بن گیا ہے یا عنقریب بن جانے والا ہے۔ اس جتھے کی اصلی غرض کیا ہے؟ دو کہی جاتی ہیں:

(۱) البانیہ پر اٹلی کا قبضہ

(۲) بالشویک روس کے خلاف مشرقی یورپ کی سلطنتوں کا اتحاد۔

درحقیقت یہ صورت حال برطانیہ کی خارجہ پالیسی نے پیدا کی ہے اور روس کے خلاف عالمگیر جہاد شروع کرنے کی طرف یہ پہلا خطرناک عملی قدم ہے۔

اس بلقانی پیچیدگی نے یوگوسلاویا کی پوزیشن بہت خراب کر دی ہے، وہ اس جتھے میں شریک نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ البانیہ پر اٹلی کا اقتدار اسے کسی حال میں بھی گوارا نہیں ہو سکتا۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ وہ بالکل بے یار و مددگار رہ گیا ہے اور اس کی سلامتی کو واقعی خطرہ درپیش ہے۔ یوگوسلاویا کے بعد اس صورت حال کا سب سے زیادہ اثر ٹرکی پر پڑتا ہے، کیونکہ بلقان کی ہر تبدیلی اس کے حال و مستقبل پر گہرا اثر ڈال سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹرکی بھی پریشان ہے اور یوگوسلاویا کے ساتھ علانیہ ہمدردی ظاہر کر رہا ہے۔

ٹرکی کی بظاہر یہ کوشش ہے کہ مذکورۂ بالا جتھے کے مقابلہ میں یوگوسلاویا، بلغاریہ، یونان اور ٹرکی مل کر ایک جتھا قائم کریں۔ مگر اس راہ میں سخت مشکلات ہیں۔ یوگوسلاویا، بلغاریہ کے بہت سے علاقے دبائے بیٹھا ہے اس لئے بلغاریہ اس سے ملنے پر طیار نہیں۔ ادھر یونان اپنی ناقابل فراموش بربادیوں کی وجہ سے ٹرکی کا ساتھ دینے پر آمادہ نہیں۔ تاہم کوشش ہو رہی ہے۔ اس کوشش کی ایک تازہ مثال وہ اہم مضمون ہے جو محمود بک نے اپنے نیم سرکاری اخبار "حاکمیت ملت" میں بلغاریہ کے متعلق شائع کرایا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"ترکی جمہوریت نے بلغاریہ سے تعلقات بڑھانے میں ہر ممکن سعی کی اور پورے اخلاص سے کام لیا۔ چنانچہ ایک خاص سفیر صوفیا بھیجا اور تجارتی معاہدہ کے لئے گفت و شنید کی۔ بڑی جد و جہد کے بعد بالآخر معاہدہ پر دستخط ہوگئے۔ مگر بعض مخفی اسباب کی وجہ سے دوستانہ تعلقات پھر بھی قائم نہ ہو سکے۔ ہمیں تعجب ہے کہ بلغاریہ کا سرکاری اخبار "لا بلگاریہ" بلقانی اتحاد پر شرح و بسط سے گفتگو کرتا ہے مگر اس سلسلہ میں ٹرکی کا مطلق ذکر نہیں کرتا۔ بلغاریہ، بلقانی جتھے میں تنہا شامل ہو جانا چاہتا ہے مگر اپنے قریبی پڑوسی ٹرکی کا کوئی خیال نہیں کرتا۔"

اس کے جواب میں بلغاری اخبار کا یہ جملہ بہت معنی خیز ہے:

"محمود بک بلغاریہ کو الزام دیتے ہیں مگر یہ حقیقت بالکل بھول جاتے ہیں کہ بلغاریہ نے اب تک کوئی عملی کارروائی نہیں کی ہے۔ بلاشبہ بلقانی اتحاد کی بحث درپیش ہے، لیکن اسے بلغاریہ نے پیش نہیں کیا ہے۔ بلغاریہ اس وقت اپنی داخلی مشکلات میں اس درجہ منہمک ہے کہ ہرگز اس قسم کے کسی اتحاد کا خیال نہیں کر سکتا۔ اٹلی سے بلغاریہ کے تعلقات دوستانہ ہیں اور ان کی بنیاد بلقان کے امن و سلامتی پر ہے۔ پھر ترکی جمہوریت اور اس کے محترم صدر سے بھی ہمارے اخلاص میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ ہم ٹرکی کے موجودہ انقلاب کی پوری عزت کرتے اور اس کے حیرت انگیز نتائج سے ہرگز چشم پوشی نہیں کر سکتے۔"

بہرحال سنہ ۱۹۱۲ء کی طرح اسوقت بھی بلقان کی گتھی بہت زیادہ الجھی ہوئی ہے۔ مستقبل کے متعلق سردست پیشین گوئی کرنا مشکل ہے۔

پورا ملک سپاہی بنجائے

قومی مدافعت کی کمیٹی کے اس مسودۂ قانون کو تحقیقاتی کمیٹی نے پاس کر کے وزارت کے حوالہ کر دیا ہے جو تمام ملک کو سپاہی بنا دینے کے متعلق ادھر ایک برس سے زیر غور تھا۔ وزارت نے بھی اسے منظور کر لیا ہے اور عنقریب پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرنے والی ہے۔

اس عظیم الشان قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ بیس سال کی عمر سے ۴۶ سال کی عمر تک ہر باشندہ فوجی خدمت کے لائق ہے۔ فوجی خدمت جبری ہوگی۔ پیدل فوج میں خدمت کی مدت ڈیڑھ سال ہے۔ جنگی موسیقی میں دو سال۔ جندرمہ میں ڈھائی سال اور بحری فوج میں تین سال۔ بحری فوج، جندرمہ اور افسروں کے مدرسہ میں اٹھارہ سال سے کم عمر کا کوئی رضاکار منظور نہیں کیا جائے گا۔

اس قانون نے طالب علموں کے لئے بڑی سہولتیں پیدا کر دی ہیں اعلیٰ تعلیم یافتوں کے لئے فوجی خدمت کی مدت صرف ۶ مہینے رکھی گئی ہے۔ ثانوی (سکنڈری) تعلیم پانے والوں کے لئے ۸ مہینے ابتدائی ڈگری حاصل کرنے والوں کے لئے دس مہینے۔ نیچے درجوں میں پڑھنے والے طالب علم اسوقت تک معاف ہیں جب تک اپنی تعلیم ختم نہ کر لیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ زمانہ انتیس سال کی عمر سے زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ جو طالب علم اس عمر میں بھی فارغ التحصیل نہیں ہوگا اسے فوجی خدمت میں زبردستی داخل کر دیا جائے گا۔ جو لوگ فوجی خدمت سے مستثنیٰ رہنا چاہتے ہیں انھیں چھ سو ترکی پونڈ ادا کرنا چاہئے۔ نیز کم از کم ۶ مہینے کسی مقام پر جنگی قواعد سیکھنی چاہئے۔

اس قانون سے حکومت کا صاف مقصد یہ ہے کہ پوری قوم کو سپاہی بنا دینا چاہتی ہے، یہ موجودہ حکومت کی بیدار مغزی اور [illegible] کی ایک بین دلیل ہے۔ امید ہے کہ اس کے نتائج [illegible] قریب ہی میں نہایت شاندار ظاہر ہوں گے۔

ٹرکی کا میزانیہ

سنہ ۱۹۲۷ء کے میزانیہ (بجٹ) کی تحقیقات ختم ہوگئی۔ اعداد شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی آمدنی ۱۹۴،۵۸۰،۵۵۴ ترکی پونڈ ہے اور خرچ ۱۹۴،۴۷۴،۰۰۰ پونڈ ہے۔ یعنی آمدنی خرچ سے کسی قدر زیادہ ہی ہے۔

کمیٹی کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ بری بحری فوج، جندرمہ (یعنی فوجی پولیس) اور چند دوسرے محکموں کے علاوہ حکومت کے پاس ۴۸،۷۲۰ چھوٹے بڑے عہدے دار اور ۱۸،۷۷۹ معمولی ملازم اور خدمت گار ہیں۔

ذیل کے نقشے سے موجودہ سال کے مصارف کی اہم مدیں معلوم ہونگی:

قومی پارلیمنٹ	۱،۹۹۶،۱۴۴	پونڈ ترکی
صدر جمہوریت کا عملہ	۳،۱۱۳،۰۴۴	،،
محکمۂ حسابات	۴۴۴،۳۳۵	،،
محکمۂ مشورت	۲۳۴،۴۲۴	،،
صدر معاملات مذہبی کا عملہ	۱،۷۹۶،۲۴۰	،،
وزارت مال	۲۹،۳۸۱،۸۱۱	،،
عام قرضے	۹،۸۷۴،۷۰۹	،،
وزارت داخلیہ	۵،۸۷۲،۷۷۴	،،
ڈاک اور تار	۵،۴۷۱،۵۶۸	،،
امن عام	۵،۹۵۵،۹۳۳	،،
جندرمہ	۵،۱۹۵،۲۹۲	،،
مہاجرین کی آبادی	۲،۵۷۵،۸۵۹	،،
وزارت خارجیہ	۳،۲۱۴،۰۹۶	،،
مطبوعات	۳،۱۹۴،۰۶۸	،،
محکمۂ حفظان صحت	۳،۲۰۲،۸۸۰	،،
محکمۂ عدالت	۵،۱۹۵،۷۵۶	،،
وزارت تعلیم	۶،۱۵۸،۹۳۰	،،
پبلک ورکس	۲۱۵،۷۲۳،۰۴۳	،،
وزارت تجارت	۱،۰۰۵،۶۱۱	،،
بندرگاہوں کا محکمہ	۴۲۴،۱۲۳	،،
وزارت زراعت	۳،۷۲۷،۲۹۸	،،
وزارت جنگ	۵۸،۰۹۶،۱۳۴	،،
جنگی ضروریات	۵،۱۹۰،۴۵۷	،،
محکمۂ نقشہ کشی	۷۳۵،۰۶۷	،،
وزارت بحر	۵،۶۲۷،۱۸۰	،،

محکمۂ قانون و عدالت

بجٹ پر بحث کے سلسلہ میں حکومت کے مختلف شعبوں کی کارگزاریوں پر بھی پارلیمنٹ میں دلچسپ تبصرے ہو رہے ہیں۔ چنانچہ محمود اسعد بک نے محکمۂ عدالت کے متعلق حسب ذیل تصریحات کیں۔

"عدالتوں کی وزارت پوری کوشش کر رہی ہے کہ اپنے عہدے داروں کو خوش حال بنا دے تاکہ وہ دیانت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں۔ چنانچہ عدالت عالیہ کے ججوں کی تنخواہ پہلے ۱۹۰ پونڈ تھی اب ۴۰۰ پونڈ (ترکی) ماہوار کر دی گئی ہے۔ اسی طرح تمام عہدہ داروں کی تنخواہ میں ۵۰ فی صدی کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس وقت پورے ملک میں سات سو سے زیادہ چھوٹی بڑی عدالتیں موجود ہیں۔ وزارت نے پوری کوشش کی ہے کہ اس کے تمام ملازم، مدارس کے باقاعدہ تعلیم یافتہ ہوں۔ چنانچہ خاص اس مقصد سے اس نے بکثرت تعلیم گاہیں جاری کی ہیں۔ وزارت کی مستعدی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس قلیل مدت میں اس کے ۸۰ فیصدی ملازم باضابطہ تعلیم یافتہ ہو گئے ہیں۔ انگورہ کے مدرسۂ قانون (لا اسکول) میں جو صرف ایک سال پہلے جاری ہوا ہے، اسوقت ۳۰۰ طالب علم موجود ہیں۔ [illegible]

"مسجد کا انتظام شمالی افریقہ کے محکمۂ اوقاف کے ہاتھ میں ہے۔ مسجد کے لئے تین امام اور ایک مفتی مقرر کیا گیا ہے۔ ان چاروں کا فرض یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی مختلف ضروریات پوری کرنے کی کوشش کریں۔

مراکشی حاجیوں کے متعلق سوال کیا گیا تو موصوف نے کہا:

"گزشتہ برسوں میں مراکش اور شمالی افریقہ کے حاجیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ کیونکہ حجاز کی حالت ابتر اور بدامنی عام تھی۔ مگر اب جبکہ سلطان ابن سعود نے حجاز میں امن امان قائم کر دیا ہے تو شمالی افریقہ کے مسلمانوں میں حج کا شوق بھی عام ہو گیا ہے۔ اس سال بکثرت حاجی جا رہے ہیں"

جزیرۃ العرب اور مسیحی تبلیغ کا مجنونانہ عزم

مسیحی یورپ، جزیرۃ العرب کی آزادی سلب کرنے پر ہی قانع نہیں ہے بلکہ اب اس کے تبلیغی حلقے کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام کے اس گہوارے کو مسیحیت کا حلقہ بگوش بنا لیا جائے۔ یہ کوشش زیادہ تر برطانیہ کی تبلیغی جماعتوں کی طرف سے ہوتی رہتی ہے۔ اس کی تازہ مثال وہ اعلان ہے جو حجازی حکام کے ہاتھ فلسطین میں لگا ہے۔ یہ اعلان "انجمن تبلیغ مسیحیت در عالم و جزیرۃ العرب واقع نمبر ۱۹ ہیلنڈ روڈ اپر نوروڈ۔ لندن" کی طرف سے خفیہ عیسائیوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس پر مسٹر اشد صدر انجمن اور پادری پارکر کے دستخط ثبت ہیں۔

مصری اخبارات نے یہ اعلان شائع کر دیا ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے:

یسوع مسیح جزیرۃ العرب کے لئے

"دیکھ میں ایک نئی چیز کروں گا۔ اب وہ نمود ہوگی۔ کیا تم اس کا لحاظ نہ کروگے؟ ہاں میں بیابان میں ایک راہ اور صحرا میں ندیاں بناؤں گا"

(یسعیاہ باب ۴۳ آیت ۱۹)

"عرب کے لئے نماز پڑھو"

"عرب کا رقبہ ۱۰ لاکھ مربع میل ہے۔ آبادی ۴۰ لاکھ سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ تک ہے۔ لیکن اب تک وہاں انجیل نہیں پہنچی ہے۔ باشندے بت پرستی کی موت مر رہے ہیں۔ جزیرۃ العرب اسلام کا گہوارہ ہے۔ اسی میں کعبہ ہے جس کی طرف ۲۲ کروڑ مسلمان شیطان کی ترغیب سے منہ کر کے تمیں تک روز جھوٹی اور بیکارانہ نماز پڑھتے ہیں۔ اے مسیحیو! عرب کے لئے نماز پڑھو اور دعائیں کرو تاکہ خدا انھیں نجات دے۔ انھیں شیطان نے دھوکا دیا ہے اور اُن کے لئے ایک جھوٹی کتاب بنائی ہے۔ یہ کتاب "قرآن" ہے۔ یہ قرآن، خدا کے زندہ اور نجات دینے والے کلمہ کی جگہ قائم ہو گیا ہے۔ عرب تک انجیل کون پہنچائے گا؟ وہ کون مرد خدا ہے جو اپنے گھر سے نکلے گنہگاروں پر لوٹے، اچھی کھیتی کرے، اور خوش و خرم اپنی لگائی ہوئی کھیتی کاٹے؟

یسوع مسیح نے یہ حکم دئیے ہیں:

(۱) "اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے میں اُس کو تم پر نازل کروں گا لیکن جب تک عالم بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے اس شہر میں ٹھہرے رہو"

(لوقا باب ۲۴ آیت ۴۹)

(۲) اور اُس نے اُن سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو" (مرقس باب ۱۶ آیت ۱۵)

(۳) "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انھیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو اور انھیں یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں کو مانیں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ رہوں گا"

(متی باب ۲۸ آیت ۱۹ و ۲۰)

مسیح کے حکم پر عمل ہماری قدرت سے باہر نہیں ہے

"یسوع نے پاس آ کر اُن سے باتیں کیں اور کہا کہ آسمان اور زمین کا کُل اختیار مجھے دیا گیا" (متی باب ۲۸ آیت ۱۸)

"مقدس اور اور دنیا کے آخر تک کے صاف معنی یہی ہیں کہ مسیح کا حکم ہر زمانہ میں اُن کے شاگردوں کے لئے عام ہے۔ اور ہم بھی اُس کے مخاطب ہیں۔ مسیح سب کی طرف سے فدیہ ہو کر مرا اور مر کر زندہ ہو گیا۔ وہ تمہاری طرف سے فدیہ ہوا، میری طرف سے فدیہ ہوا اور عرب کی طرف سے فدیہ ہوا۔ پس جو مسیح کے حکم کا مطیع ہو وہ یہ دعوت لیکر عرب میں جائے۔

"بے شمار حاجی سالانہ عرب کا ریگستان طے کر کے مکہ حج کو جاتے ہیں اسی شہر میں ..... نبی پیدا ہوا تھا (نبی کے ساتھ "کاذب" کا لفظ ہے) مدینہ میں اس کی زیارت کرتے ہیں، اسی میں اُس کی قبر ہے۔ پس مسیح کے حاجیوں میں کون ہے جو ان بے شمار حاجیوں کی ہدایت کے لئے جائے تاکہ وہ ایک اکیلے مسیح کے حاجی بن جائیں؟ اگر ہم عذاب جھیلنے میں مسیح کے شریک ہوئے ہیں تو ہم ملکوت الٰہی میں بھی اُس کے شریک بنیں گے۔ اللہ نے بیٹے سے کہا تیرا تخت ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ پس اے مسیح کے حاجیو! چلو۔ آؤ دوڑیں اور بادشاہت لے آئیں!

"وہ برّے سے لڑینگے، اور برّہ اُن پر غالب آئے گا۔ کیونکہ وہ خداوندوں کا خداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اور جو بلائے ہوئے اور برگزیدہ اور وفادار اُس کے ساتھ ہیں وہ بھی غالب آئیں گے"

(مکاشفہ باب ۱۷ آیت ۱۴)

"اور خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے، شیطان کو تمہارے پاؤں سے جلد کچلوا دے گا۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تمہارے شامل حال ہو"

(رومیوں باب ۱۶ آیت ۲۰)

"اسرائیل کے بیٹوں سے کہہ کہ آگے بڑھیں۔ ملک عرب کی طرف — تمام جہان کی طرف کیونکہ ... کیونکہ بادشاہ کا حکم فوری تھا"

(سموئیل اول باب ۲۱ آیت ۸؟)

"مسیح کے ساتھ میں نے نماز پڑھی۔ میں زندہ نہیں ہوں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے جسم کے اندر میری زندگی در اصل ایمان کی زندگی ہے خدا کے بیٹے کی زندگی جس نے مجھ سے محبت کی اور میرے لئے اپنی جان دی اور انھوں نے شہر آگ سے جلا دیا"

(یشوع باب ۶ آیت ۲۴ (؟)

"مشنری بکار مبلغوں کی شدید ضرورت ہے۔ وہ بے خوف و خطر قبائل عرب میں جائیں اور انھیں انجیل کی دعوت پہنچائیں۔ وہاں ۳۰ قبیلے ایسے موجود ہیں جنھیں انجیل کی دعوت آسانی سے پہنچائی جا سکتی ہے۔ یہ قبیلے خیموں میں ویسی ہی زندگی بسر کرتے ہیں جیسی "ابراہیم" بسر کرتے تھے۔ ان میں ایک قبیلہ "صلیبی" کہلاتا ہے اور ان قدیم "صلیبی مجاہدوں" کی نسل سے ہے جنھیں عربوں نے قید کر لیا تھا۔ دو مرتبہ مجھے زیارت میسر آ چکی ہے حالانکہ وہ اس سے زیادہ زیارت کا خواہشمند ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ اب تک چند انگریزی لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً "گو" (یعنی جاؤ) کام کرنے والے کم ہیں۔ کیا ان قبیلوں کو فنا ہو جانے کے لئے چھوڑ دینا روا ہے؟ کیا اللہ کے کنیسہ کو جسے اُس نے اپنے خون سے خریدا ہے، مناسب نہیں ہے کہ اللہ کی دعوت کو لبیک کہے؟ اے شخص! تیرا جواب کیا ہے؟ کیا تو ندامت میں گرنا اور ہمیشہ کے لئے حقارت کا مورد بننا چاہتا ہے؟ یا تو اُس عمل کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتا ہے جو اُس ذات کو پسند ہو جس نے ہم سے محبت کی، ہماری طرف سے فدیہ ہوئی اور اپنے خون سے ہمارے گناہ دھو ڈالے؟

"کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری بابت اور دوسروں کی بابت ابدالآباد تک، کہا جائے کہ تیرے اور تیرے بھائیوں کے گناہ مسیح کے سب سے زیادہ قیمتی خون سے دھوئے گئے؟ تم نے اُس کے حکم جان لئے۔ ضرورت معلوم کی، خدا کی پکار سنی، مسیح سے قوت و حاجت حاصل کی، اگر اسکے بعد بھی تم نہیں گئے؟

"میری تجھ سے درخواست ہے کہ عرب کے لئے دعا کر۔ خود عرب میں جا۔ دوسروں کو عرب میں بھیج۔ کتاب مقدس عرب میں لیجا۔ کبھی اپنی نمازوں میں عرب اور عربوں کو نہ بھول۔ عرب اور عربوں کو مسیح کی طرف کھینچ۔ وہ مسلمانوں کو دین مسیح کی طرف دعوت دے۔ ۳۰ مبلغوں کے لئے دعا کر کیونکہ عرب میں اُن کی سخت ضرورت ہے۔ دعا کر کہ کتاب مقدس عرب میں پہنچ جائے۔ دعا کر کہ خدا ان ۳۰ مبلغوں کو برکت دے۔ مسیح نے کہا ہے: "میں بہت جلد آؤں گا" آمین"

اس اعلان کی مجنونانہ و متعصبانہ اسپرٹ دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ بیسویں صدی کی ایک صدا و دعوت ہے جو جدید تمدن کے مرکز اعظم لندن کی ایک مشنری سوسائٹی سے بلند کی گئی ہے لیکن واقعہ یہی ہے، اور اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انگلستان کی مذہبی جماعتیں عرب کی طرف کس نظر سے دیکھ رہی ہیں۔ یقیناً تاریخ اسلام کے اوراق شریف حسین اور اس کے لڑکوں کو کبھی معاف نہ کریں گے جنھوں نے عرب کا دروازہ یورپ کے داخلہ کے لئے کھول دیا۔

فلسطین کی چٹھی

بحر میت۔ شرق اردن۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم بیت المقدس کے قلم سے)

(عربی سے اُردو میں ترجمہ کیا گیا)

بحر میت سے نمک

کچھ مدت سے تجویز تھی کہ بحر میت (مردہ سمندر) کے پانی سے نمک کشید کیا جائے۔ اب مجھے معتبر ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ تجویز عملی صورت اختیار کرنے والی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم کام یہ ہونے والا ہے کہ دو ریلوے لائن قائم کی جائیں گی۔ ایک شہر کرک سے شروع ہو کر عمان اور حیفا تک جائے گی۔ دوسری خود مرکز سے متصل کر دے گی۔ ان دونوں لائنوں سے بے شمار فوائد حاصل ہونگے نہر سویز سے یہ علاقے بلکہ دور دور کے علاقے بھی بے نیاز ہو جائیں یہی نہیں بلکہ پورے مشرق قریب میں بحر میت کا نمک جرمنی کے نمک کا مقابلہ کرسکے گا اور فلسطین میں ایک نیا تجارتی مرکز قائم ہو جائے گا۔ انہی اسباب سے یہودی سرمایہ دار ان علاقوں میں زمینیں بکثرت خریدنے لگے ہیں۔ عربوں کو ابھی صورت حال سے پوری واقفیت نہیں اس لئے زیادہ قیمت کی لالچ میں آ کر اپنی زمینیں فروخت کر رہے ہیں۔

شرق اردن میں نئی بیداری

عربی قوم کے حالات سمجھنے والے اس صورت حال سے متعجب ہونگے جو اچانک شرق اردن میں رونما ہو گئی ہے۔ اب سے پہلے اس خطہ میں کوئی سیاسی حرکت موجود نہ تھی۔ لیکن گزشتہ ہفتہ عرب باشندوں نے برطانوی وصایۃ اور شریف عبداللہ کی نام نہاد حکومت کے خلاف بہت موثر طریقہ پر آواز بلند کی ہے۔

دارالحکومت عمان میں پہلی مرتبہ سیاسی انجمن قائم ہوئی ہے جس میں تمام سربرآوردہ عرب مشائخ اور روشن خیال نوجوان شریک ہیں۔ انجمن نے برطانیہ اور امیر عبداللہ سے اپنے وعدے پورے کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ انجمن کے نمائندوں نے امیر عبداللہ سے ملاقات بھی کی اور نیابتی مجلس یا پارلیمنٹ کے قیام پر زور دیا۔ امیر عبداللہ نے دو مہینے کی مہلت طلب کی ہے اور وعدہ کیا کہ وہ انگریزی حکومت سے گفت و شنید کرینگے۔

انجمن نے اپنے عام جلسے میں اعلان کر دیا ہے کہ امیر عبداللہ کی حکومت کو برطانیہ سے براہ راست معاہدہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے، اور یہ کہ وہ تمام معاہدے کالعدم ہونگے جو ملک کی باضابطہ منظوری حاصل کئے بغیر کئے جائینگے۔ انجمن نے بالآخر یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ اگر شرق اردن میں ظلم و استبداد کا اسی طرح دور دورہ رہا تو باشندگان فلسطین خطرناک سے خطرناک راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

برطانی حلقوں کی پریشانی کا باعث یہ بھی ہے کہ عربی قبائل میں

رقم خلافت کانفرنس پر صرف کر دی گئی۔ اخبارات نے اس معاملہ کو بہت اچھالا اور علماء کے خلاف مظاہرہ شروع کروا دیا حتیٰ کہ بات پارلیمنٹ تک پہنچ گئی۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شیخ ازہر کی حیثیت محض ایک عالم اور پرنسپل ہی کی نہیں ہے، ان کا درجہ مصر میں وہی تھا جو ترکی میں شیخ الاسلام کا تھا۔ وہ ہمیشہ اسی لقب سے مخاطب بھی کئے جاتے تھے۔ گر دوران بحث میں پارلیمنٹ کے ممبروں نے صاف اعلان کر دیا کہ "مصر میں شیخ الاسلام کا کوئی عہدہ نہیں ہے" اس اہم اعلان پر کسی ممبر نے اعتراض کیا نہ صدر نے ٹوکنے کی ضرورت محسوس کی۔ گویا اعلان کیا گیا کہ مصر کسی شیخ الاسلام کا وجود تسلیم نہیں کرتا!

یہ اور اسی قسم کے واقعات یقین دلاتے ہیں کہ مصر میں بھی ترکی جیسا ایک انقلاب انگیز ذہنی انقلاب جلد رونما ہونے والا ہے۔ در اصل بلاد اسلامیہ کے لئے اب اس انقلاب کی منزل سے گزرنا ناگزیر ہو گیا ہے۔ علماء قدیم اصلاح و تجدید کی جگہ اصلاح کی مخالفت اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ زمانہ کا نبض اس تنگی کا متحمل نہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کسی معتدل اور صحیح امتزاجی حالت کی جگہ ردِ عمل شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے افراط تھی، تو اب تفریط کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ ترکی میں یہی ہوا، مصر میں ہو رہا ہے، اور دیگر اسلامی ممالک بھی جلد یا بدیر اسی حالت میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ شاید اس افراط و تفریط کے بعد اعتدال و قوام کا دور شروع ہو۔ بظاہر حال تو اصحاب اعتدال کے لئے کوئی قریبی امید نظر نہیں آتی۔

عربی انسائیکلوپیڈیا

مصر میں علمی بیداری غیر معمولی وسعت اختیار کر رہی ہے۔ جنگ کے بعد سے رفتار ترقی بہت تیز ہو گئی ہے۔ اچھے اچھے اہل علم و قلم پیدا ہو گئے ہیں۔ بڑی سرگرمی سے کوشش ہو رہی ہے کہ ملک جلد سے جلد متمدن ملکوں کے قریب پہنچ جائے۔ اس وقت تصنیف و ترجمہ کی سطح بھی سابق سے بلند ہو گئی ہے۔ قومی اخبارات نے بھی بہت زیادہ ترقی کی ہے اور قریب ہے کہ یورپین اخبارات کے درجہ پر پہنچ جائیں۔

اس سلسلہ میں سب سے اہم تجویز عربی انسائیکلوپیڈیا (دائرۃ المعارف) کی تجویز ہے۔ یہ تجویز اگرچہ پرانی ہے اور گیارہ جلدوں کی ایک ابتدائی دائرۃ المعارف موجود بھی ہے لیکن اس پر پہلے کبھی سنجیدگی کے ساتھ غور نہیں کیا گیا تھا۔ اب خود حکومت نے اس کی طرف عملی قدم اٹھایا ہے۔ وزیر اعظم اور وزیر تعلیم دونوں نے مل کر ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس کا کام یہ ہوگا کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے طریقوں پر غور کرے۔ وزیر اعظم نے تصریح کی ہے کہ انگریزی، فرانسیسی اور دوسری زبانوں کی انسائیکلوپیڈیا کا عربی زبان میں حذف و اضافہ کے ساتھ ترجمہ عربی انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کی بہترین صورت ہے۔ ملک کے علمی حلقے اس رائے کی تائید کر رہے ہیں۔ بلکہ بعض اہل علم نے تو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے متعدد مقالوں کا ترجمہ بھی شروع کر دیا ہے۔ ایک موقر مصری اخبار نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اصل کتاب شروع کرنے سے پہلے اس کی انڈکس (یعنی فہرست اسماء و الفاظ) ترجمہ کر لی جائے تاکہ علمی اصطلاحات کے وضع و انتخاب کا مرحلہ طے ہو جائے۔ عربی انسائیکلوپیڈیا کی تجویز جس درجہ اہم ہے، حاجت بیان نہیں لیکن ہمیں اس رائے سے قطعاً اختلاف ہے کہ انگریزی اور فرنچ انسائیکلوپیڈیا کا ترجمہ حصول مقصد کے لئے کافی ہوگا۔ بغیر مستقل ادارہ تصنیف و ترتیب کے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اور جب خود حکومت کا محکمہ تعلیم اس کے لئے آمادہ ہو گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس درجہ کا اہتمام ناقابل عمل ہو۔

عربی کا موجودہ ملک الشعراء

چند دن ہوئے مصر میں بڑی ادبی چہل پہل دیکھی گئی۔ [illegible] تمام مصر کے ادباء و شعراء نے حصہ لیا۔ صرف مصر ہی کے ادباء نے نہیں بلکہ فلسطین، شام، عراق، بحرین وغیرہ عربی ممالک نے بھی کافی دلچسپی ظاہر کی۔ بہت سے ادیب و شاعر بلاد عرب خود آ کر شریک ہوئے، بہتوں نے اپنا کلام بھیجا۔ تقریب یہ تھی کہ مصر کے مشہور اور سابق درباری شاعر شوقی بک کے کمال فن کے اعتراف میں قومی مظاہرہ کرتے ہوئے ایک مؤتمر عربی (عربی کانفرنس) منعقد کی جائے، سلطان مصر نے مؤتمر کی سرپرستی کی اور جلیل ارکان حکومت اور اسلامی سلطنتوں کے سفراء شریک ہوئے۔

مؤتمر کے جلسے کئی روز تک جاری رہے۔ عربی زبان اور اس کی شاعری پر مبسوط مضامین پڑھے گئے۔ جشن تہنیت کے قصیدے سنائے گئے۔ فلسطین کے مفتی اعظم سید امین حسینی اور یہودیوں کے "حاخام اکبر" بھی مؤتمر کی شرکت کی غرض سے مصر آئے تھے۔

در حقیقت اہل مصر میں وطنیت کے جذبات بہت ترقی کر گئے ہیں، وہ اپنے وطن کی عزت بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور اس میں کبھی کبھی حد اعتدال سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ مثال میں خود یہی واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ احمد شوقی موجودہ عصر کے کہنہ مشق شاعر ہیں۔ مگر اس درجے کے نہیں جو مصریوں نے اپنی مبالغہ پسندی سے انھیں دے دیا ہے۔ انھیں "امیر الشعراء" اور "ملک الشعراء" کا خطاب دینا اصلیت سے زیادہ ہے۔ وقت کے عربی شعراء میں ان سے بلند پایہ رکھنے والے شعراء خود مصر میں موجود ہیں۔

ہمارے خیال میں عراق کے مشہور فلسفی شاعر جمیل صدقی زہاوی نے شوقی پر صحیح تنقید کی ہے۔ ہم اسے یہاں نقل کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ زہاوی لکھتے ہیں:

"شوقی بڑے شاعر ہیں مگر ملک الشعراء نہیں ہیں۔ شوقی حال کے نہیں، ماضی کے شاعر ہیں۔ شوقی آگے کی طرف چل رہے ہیں مگر ان کا چہرہ پیچھے کی طرف مڑا ہوا ہے۔ موجودہ عربی نسل انھیں اس لئے پسند کرتی ہے کہ ان کا کلام اس کی ذہنیت وقت کے مطابق ہے۔ لیکن جب عربی عقل و ذہنیت مستقبل قریب میں اپنی موجودہ سطح سے بلند ہو جائے گی تو شوقی کا شعر مر جائے گا۔"

بہر حال یہ مظاہرہ نہایت شاندار اور پر اثر تھا۔ کئی دن تک عظیم الشان اجتماع جاری رہا جس میں تمام ادباء و شعراء عصر کے برقی اور بریدی پیام نظم و نثر سنائے گئے اور شرکاء نے تقریریں کیں۔ تیسرے دن رات کو ایک عالیشان ڈنر ہوا۔

مسٹر فلبی اور حجاز

مشہور انگریز مستشرق مسٹر فلبی جو کچھ عرصے سے جدہ میں مقیم ہیں، پچھلے دنوں مصر آئے تھے۔ مصری اخبارات نے ان کی حسب ذیل گفتگو شائع کی ہے:

"میں حجاز کی موجودہ تاریخ مرتب کر رہا ہوں۔ اس میں شریف حسین کی خود مختاری کے دن سے سلطان ابن سعود کے قبضہ تک تمام متعلقہ واقعات جمع کئے جائیں گے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں جزیرہ نمائے عرب کی مفصل تاریخ لکھوں گا۔ کیونکہ ایک انگریزی کمپنی نے اس کی فرمائش کی ہے۔"

سلطان ابن سعود کی شخصیت کے بارے میں مسٹر فلبی نے کہا:

"مجھے پورا یقین ہے کہ ابن سعود موجودہ زمانہ کے عظیم ترین آدمیوں میں سے ہے۔ وہ صرف سپہ سالار اور مدبر ہی نہیں ہے بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر ہے۔ بلاشبہ اب تک دنیا نے ان کی صرف جنگی قابلیت ہی دیکھی ہے، انتظامی قابلیت نہیں دیکھی ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ انتظامی قابلیت میں کم درجہ ہیں۔ انتظامی قابلیت ملک کی تنظیم و ترتیب اور سیاسی اصلاحات کا نام ہے۔ یہ چیز ہفتوں اور مہینوں میں ظاہر نہیں ہو سکتی۔ ابن سعود کی انتظامی قابلیت کا یہ کارنامہ کیا کم ہے کہ انھوں نے نہایت قلیل مدت کے اندر حجاز میں ایسا امن امان قائم کر دیا جیسا اس ملک میں عرصہ سے نہیں دیکھا گیا ہے۔"

"مسئلہ خلافت" کے متعلق مسٹر فلبی نے کہا:

"مجھے نہیں معلوم ابن سعود منصب خلافت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں لیکن مجھے بہ تحقیق معلوم ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ مجھے جہاں تک اس شخص کی ذہنیت کا پتہ چلا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ خود کسی چیز کی طرف بڑھنا نہیں چاہتے الا یہ کہ وہ خود ان کے سامنے آ جائے۔ فتح حجاز کی بھی انھوں نے کوئی کوشش نہیں کی تھی لیکن وہ خود بخود حاصل ہو گیا۔"

یمن و نجد کی کشیدگی کے متعلق انھوں نے کہا:

"ابن سعود نے بارہا اعلان کر دیا ہے کہ انھیں امام یحییٰ سے جنگ کرنے کا ہرگز شوق نہیں۔ وہ اس لڑائی کو سخت ناپسند کرتے ہیں اور بغیر شدید مجبوری کے اس کی طرف کبھی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ شدید مجبوری کی خود انھوں نے یہ تفسیر کی ہے کہ امام یحییٰ ان کی سرحدوں پر علانیہ حملہ کر دیں۔ میرے خیال میں امام یحییٰ ایسا کبھی نہیں کریں گے۔ الا یہ کہ اٹلی انھیں اس پر مجبور کر دے۔"

مسٹر فلبی کے اس آخری جملہ کو مصری اخبارات نے بہت اہمیت دی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اٹلی کا عرب کے دونوں بادشاہوں کی لڑائی میں بہت نفع ہے۔ اٹلی خوب جانتا ہے کہ امام یحییٰ ابن سعود کو کامل شکست دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔ انکے حملہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ابن سعود بھی حملہ آور ہوں گے۔ اس وقت اٹلی سیاسی میدان میں آ کودے گا اور سلطان نجد سے مطالبہ کرے گا کہ یمن میں پیش قدمی نہ کریں کیونکہ یمن کے ساتھ اس کا معاہدہ حمایت ہو چکا ہے۔ اس طرح اسے عرب کے معاملات و مسائل میں مداخلت کا پورا موقع مل جائے گا۔

جدید انگریزی نجدی معاہدہ کے متعلق مسٹر فلبی نے کہا:

"ابھی تک معاہدہ طے نہیں پایا ہے۔ لیکن گفت و شنید جاری ہے۔ امید ہے طرفین جلد ایسی شرطوں پر پہنچ جائیں گے جو دونوں کے لئے باعزت اور مفید ہوں گی۔"

مسجد پیرس

سلطان مراکش کے وزیر تشریفات (چیمبرلین) قاہرہ آئے ہیں۔ ان کا نام سید قدور بن غبریط ہے۔ یہ مراکش کے سربر آوردہ شخص ہیں، جدید تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہیں۔ اپنے درباری عہدہ کے علاوہ شمالی افریقہ کے محکمہ اوقاف کے صدر بھی ہیں۔ پیرس میں جو عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی ہے وہ زیادہ تر انہی کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ آج کے مصری اخبارات میں ان کا حسب ذیل بیان شائع ہوا ہے:

"میں مصر اس لئے آیا ہوں کہ یہاں کے مخیر اور فیاض مسلمانوں سے مسجد پیرس کی بعض ملحقہ ناکمل عمارتوں کی تکمیل کے لئے امداد حاصل کروں۔ یہاں سے میں فلسطین اور شام بھی جاؤں گا۔ شام میں میری ایک کوشش یہ بھی ہوگی کہ فرانسیسی حکام کو حجاز ریلوے کے دوبارہ اجراء پر آمادہ کروں تاکہ حاجیوں کو سفر میں آسانی ہو۔"

مسجد پیرس کی تاریخ تعمیر بیان کرتے ہوئے انھوں نے کہا:

"پیرس میں جامع مسجد تعمیر کرنے کا خیال ۵۰ برس سے موجود تھا مگر عمل میں نہ آ سکا۔ پہلے فرانس میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ لیکن حالات میں جلد جلد تبدیلی ہوئی اور مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ ۵۰ ہزار سے بھی زیادہ ہو گئی۔ ظاہر ہے اب مسجد کا قیام ضروری تھا چنانچہ سلطان مغرب "بائی ٹیونس" اور امراء الجزائر کی فیاضیوں نے یہ عظیم الشان مسجد عروس البلاد پیرس میں تعمیر کر دی۔

مسجد ۵ ہزار مربع میٹر کے وسیع رقبہ میں بنائی گئی ہے۔ اس کے ساتھ اندلسی وضع کا نہایت دلفریب باغیچہ ہے۔ صحن میں پانی کا عظیم الشان فوارہ ہے اور اس کے گرد عربی طرز کے خوبصورت ستون کھڑے کئے گئے ہیں۔ مسجد کے ساتھ شفاخانہ بھی ہے۔ ہفتہ میں تین دن اس کے دروازے کھلتے ہیں اور غریب مسلمانوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا ہے۔ یہ اگرچہ ابتدائی حالت میں ہے لیکن بتدریج ترقی کر جائے گا۔ اس میں وہ تمام کتابیں جمع کی جائیں گی جو دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ ایک علمی ایوان بھی ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم علماء و ادباء جمع ہوں گے اور تبادلہ خیالات کریں گے۔ ساتھ ہی مشرقی طرز کا ایک حمام بھی بنایا گیا ہے جو تمام یورپ میں اپنی وضع کا تنہا حمام ہے۔ ایک مشرقی ہوٹل بھی کھولا گیا ہے۔ اس میں مشرقی عربی کھانے معتدل قیمت پر ملتے ہیں۔ چائے خانہ بھی ہے جہاں بہت سے فرانسیسی آتے ہیں اور عربی قہوہ پیتے ہیں۔"

والے پوری سنجیدگی [illegible] کو پیش کرتے ہیں اور اُن کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے اپنے فوٹو بھی بھیجدیتے ہیں۔ صرف فوٹو ہی نہیں بلکہ اپنی آمدنی کا تخمینہ (انکم ٹیکس) کی رسیدیں بھی روانہ کر دیتے ہیں تاکہ اخبار نویس انھیں معمولی آدمی خیال نہ کرے۔

اخبارات کے بعض مباحث خاص طور پر ان مجنونوں کا جنون خط نویسی اُبھار دیتے ہیں۔ مثلاً روحانیات، نباتیات، نسائیات وغیرہ۔ ان مباحث پر اخبار میں ایک مضمون بھی ہماری بدبختی کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ہر طرف سے مجنونوں کے خط آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ جنون مردوں سے کہیں زیادہ عورتوں میں ہے۔ ویسے بھی عورتوں کی ایک جنسی خصوصیت یہ ہے کہ انھیں لکھنے کے لئے کسی مناسبت اور ربط مقصد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انکے ہر خط میں ایک نئے موضوع پر بحث ہوتی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ہر مجنون خاتون اپنے رازوں کے لئے کسی ایک اخبار نویس کو "صندوق" بنا دینا ضروری تصور کرتی ہے۔ بدقسمتی سے مجھے بھی ایک خاتون نے ایک مرتبہ اس عزت کا مستحق سمجھا۔ مسلسل تین سال تک ہر روز ایک خط پہنچ جاتا۔ ان خطوط میں اُس کی مفصل سوانحعمری ہوتی تھی۔ خانہ داری کے جھگڑے، شوہر کے معاملات، محبت کے اثرات، بیوفائی کے شکوے، غرضکہ کوئی بات نہ تھی جو ان خطوں میں تفصیل سے موجود نہ ہو۔ میں نے کبھی کسی خط کی رسید نہیں بھیجی۔ مگر محترم خانم کو رسید کی چنداں پرواہ نہ تھی اُسے صرف خط بھیجنے سے کام تھا۔

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو

لیکن یہ سلسلہ ایک مرتبہ اچانک ٹوٹ گیا اور میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ کہ محترم خاتون اب اپنے جنون سے شفا پا گئی۔ اور مجھے بھی نجات مل گئی!

عورتوں کا سب سے سخت جنون، مذہبی جنون ہوتا ہے۔ جب یہ کسی "خوش نصیب" اخبار نویس سے خوش ہو جاتی ہیں تو اپنے خطوط کے ساتھ گنڈے تعویذ بھی بھیجا کرتی ہیں، اور بڑی بڑی قسمیں دیکر مرسل الیہ کو مجبور کرتی ہیں کہ یہ تعویذ ضرور استعمال کرے۔ لیکن جب اخبار نویس سے وہ ناراض ہوئیں تو بس اُس کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ وہ کونسی گالی ہے جو اُسے دی نہیں جاتی؟ اتنی بددعائیں اور لعنتیں آتی ہیں کہ غریب اخبار نویس کیسا ہی مستقل مزاج ہو ضرور کانپ اٹھتا ہے!

بلاشبہ ہم مجنونوں کے خط پڑھنے پر مجبور نہیں ہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ بہت سے مجنوں خط و کتابت ہی کافی نہیں سمجھتے بذات خود بھی ملاقات کو تشریف لے آتے ہیں اور یہ مصیبت بالکل لاعلاج ہے۔

ایک دن دفتر میں چپراسی نے ایک ملاقاتی کا کارڈ میرے حوالہ کیا۔ "سیو گبونل" نیچے کی سطر میں یہ لفظ تھے "ایک اہم شخصی معاملہ" میں نے اندر آنے کی اجازت دیدی۔ پہلی نظر میں خیال ہوا اچھا خاصہ سنجیدہ باوقار آدمی ہے۔

"جناب! میں آپکی کوئی خدمت بجا لا سکتا ہوں؟" خاموش ملاقاتی سے میں نے سوال کیا۔

"آپ اُس معاملہ سے واقف ہیں جس کے لئے میں حاضر ہوا ہوں" اُسنے سنگین آواز میں جواب دیا۔

"مجھے افسوس کے ساتھ انکار کرنا پڑتا ہے" میں نے عاجزی سے کہا۔

"تجاہل عارفانہ نہ برتئے۔ آپ خوب جانتے ہیں" حضرت کا جواب تھا۔

"جناب، آج پہلی مرتبہ مجھے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے"

"لیکن آپ اپنے مضامین میں روز میرا ذکر کرتے ہیں!"

"عجیب! یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں نام گرامی سے واقف ہوا ہوں"

"ریاکاری چھوڑ دیجئے۔ بیوقوف نہ بنائیے... میں روزانہ آپکے مضامین میں اپنا ذکر پڑھتا ہوں" اچانک اُس کی صورت بدل گئی۔ غصہ سے کانپنے لگا "تم میرے خاندان کے راز جانتے ہو۔ اپنے گندہ مضامین میں یہ راز لکھکر مجھے روز رسوا کرتے ہو... آہ! لیکن خیر اب اس کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ میں اس وقت اسی لئے آیا ہوں کہ اپنے آپکو اور دنیا کو تمھاری شرارتوں سے نجات دیدوں... یہ آپ میرا حیرانی کا اندازہ کر سکتے ہیں جب میں نے اس عجیب الخلقہ کلام کے خاتمہ پر اچانک سنا "میں قتل کر ڈالوں گا"

فوراً جیب سے بھرا ہوا پستول نکالا... "خدایا کیا کروں؟" میں نے خیال کیا۔ "اب میرا کام تمام ہوا... عنقریب میرے دوست میرا جنازہ اٹھانے آئیں گے... لیکن خود اس پاگل کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ عدالت جنون کے عذر پر اسے رہا کر دے گی..." میں نے ارادہ کیا اس عجیب ملاقاتی پر ٹوٹ پڑوں اور پستول چھین لوں لیکن یہ ناممکن تھا کیونکہ میری ایڈیٹری کا بڑا میز ہمارے مابین حائل تھا۔ افسوس اخبار نویسی کا منحوس میز! میں نے اپنے حواس بجا کئے:

"سگریٹ پیجئے" میں نے مصنوعی بے خوفی سے کہا اور فوراً کوٹ کی جیب سے سگریٹ کی خوشنما ڈبیا نکالکر پیش کر دی۔ خلاف توقع سگریٹ نے اُس کا غصہ بالکل فرو کر دیا۔ وہ خاموش ہو کر دھواں اُڑانے لگا۔

"واقعی میں خطاوار ہوں۔ مگر براہ عنایت مجھے وہ مضمون بتلائیے جس میں آپ کو رسوا کرنے کی میں نے جرأت کی ہے؟" میں نے ڈرتے ڈرتے بڑی لجاجت سے کہا۔

مجنوں نے جیب سے ایک پلندہ نکالا اور میرے سامنے پھینک دیا میں نے غور سے تمام مضمون دیکھے۔ اُن میں کوئی ایک بھی شخصی معاملات پر نہ تھا۔ کسی میں مکانوں کی گرانی پر بحث تھی۔ کسی میں بازار کے نرخ پر کسی میں علمی نمائش پر۔ اور کسی میں عورتوں کے کترے ہوئے بالوں اور اونچے لباس پر گفتگو تھی۔ اسی طرح عام معاشرتی معاملات سے سب کا تعلق تھا۔ میں نے حیرت سے مجنوں کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ وہ میرا تعجب سمجھ گیا۔ کھڑا ہو گیا۔ اخبار اٹھا کر جا بجا سے پڑھنا اور ہر ہر فقرے پر مجھے قہر آلود نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔ آخر میں اُسنے عورتوں کے کترے ہوئے بالوں پر مضمون پڑھنا شروع کیا اور جوش سے چلایا۔

"یہ دیکھو۔ اب بھی انکار کروگے؟ کیسے بند بند لفظوں میں میرے خاندان کا مضحکہ اُڑایا ہے! اس فقرے کے کیا معنی ہیں "جو عورت اپنے بال کترواتی ہے وہ ایک نہ ایک دن ضرور گنجی ہو جائے گی" یہ میرے چچا ڈاکٹر بیگووٹل پر کھلی چوٹ ہے! غلط کہتا ہوں؟ میرا چچا گنجا ہے۔ ایک دن وہ میڈم... پر خفا ہوئے۔ لیکن میں تفصیل کیوں بیان کروں؟ تمھیں سب معلوم ہے۔ میرے چچا کو بھی جانتے ہو۔ اس میڈم کو بھی اور اُس کی خفگی کے سبب کو بھی۔ تمھیں سب راز معلوم ہے۔ تم ہمیں بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ تم کمینہ ہو!"

خوش قسمتی سے اس سخت لفظ نے اُس کا غصہ پھر کم کر دیا۔ میں نے گھنٹی بجائی۔ نوکر کے آنے پر مجھے اطمینان ہوا۔ مجنوں نے ایک پُرناز حقارت نظر مجھ پر ڈالی اور کہا۔

"جناب! اس مرتبہ معاف کرتا ہوں۔ آئندہ احتیاط سے۔ مجھے اور میرے خاندان کو نہ چھیڑیے ورنہ کیڑے مکوڑوں کی طرح کچل ڈالونگا۔"

وہ بغیر سلام کئے چلا گیا۔ میں نے بھی شائستگی کی ضرورت محسوس نہیں کی، اور میں خیال کرتا ہوں اس ضرورت کے عدم احساس پر کوئی صاحب مجھے ملامت کرنا پسند نہ کرینگے۔

اشتہار

(امام ابن تیمیہ کے تازہ ترین رسالے)

شیخ الاسلام کے حسب ذیل رسالوں کا ترجمہ مولوی عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی کے قلم سے حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ قابل دید رسالے ہیں:

(۱) مجذوب: شریعت میں مجذوب کا کیا حکم ہے؟ وہ ولی اللہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ قیمت ۴ر (۲) حسین و یزید، تاریخ اسلام کی سب سے زیادہ پیچیدہ گتھی سلجھا کر رکھدی ہے۔ قیمت ۵ر (۳) صداقت رسول: پوری سیرت نبوی اسطرح سمیٹ کر جمع کر دی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی عظمت کا سکہ دلوں پر بیٹھ جاتا ہے۔ قیمت ۴ر (۴) مناظرۂ ابن تیمیہ: صوفیوں سے بادشاہ کے سامنے عظیم الشان مباحثہ ہوا تھا خود شیخ نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔ قیمت ۵ر منیجر [illegible] بک ایجنسی، پوسٹ بکس نمبر [illegible] کلکتہ

عالم مطبوعات و صحائف

نہایۃ الارب اور مسالک الابصار

علمائے تاریخ نے ہر زبان کی ادبیات کی طرح عربی علم ادب کے بھی تین دور قرار دیے ہیں۔ پہلا دور تحریر و تدوین کا ہے۔ دوسرا تکمیل و تنقیح کا۔ تیسرا توسیع و تہذیب کا۔ اس آخری دور نے تصنیف و تالیف کی صناعت میں جو نئی نئی وسعتیں پیدا کیں، اُن میں ایک خاص قسم اُن کتابوں کی ہے جنھیں متاخرین "موسوعات" اور "مجامیع" سے تعبیر کرتے ہیں۔ "موسوعات" سے مقصود ایسی کتابیں ہیں جو کسی ایک موضوع پر نہیں لکھی جاتی تھیں بلکہ متعدد علوم و فنون کا مجموعہ ہوتی تھیں۔ بعض علماء نے اس کا دائرہ یہاں تک وسیع کیا کہ تمام علوم و فنون اور ان کی چھوٹی بڑی شاخیں اسمیں آگئیں۔ اس قسم کی "موسوعات" بیس سے لیکر ۵۰۰ جلد تک کی لکھی گئیں!

دراصل یہ موسوعات ایک طرح کی انسائیکلوپیڈیا تھیں۔ اُس عہد کے علماء موسوعات کو تاریخ علوم میں وہی درجہ ہے جو یورپ کی سترہویں صدی کے انسائیکلوپیڈین علماء کا موجودہ تاریخ علوم میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ موسوعات کی ترتیب علوم کی ترتیب تھی جو ایک خاص حد تک پھیلکر ختم ہو جاتی ہے مگر انسائیکلوپیڈیا کے لئے لغت و قوامیس کی ترتیب اختیار کی گئی جس کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہے۔

اس عہد کی کتب موسوعات میں دو کتابوں کو بہت شہرت حاصل ہوئی تھی شہاب الدین احمد نویری کی نہایۃ الارب اور ابن فضل اللہ العمری کی مسالک الابصار۔ پہلی کتاب تیس سے زیادہ جلدوں میں ختم ہوئی ہے اور دوسری کم و بیش بیس جلدوں میں ہے۔

ان دونوں کتابوں کے مکمل نسخے فرداً فرداً موجود تھے۔ پچھلے دنوں مصر کے مشہور محقق کتب احمد زکی پاشا نے غیر معمولی محنت و کاوش کے بعد انکے دو صحیح و مکمل نسخے مرتب کئے۔ ایک کا بڑا حصہ قسطنطنیہ کے کتب خانوں سے بذریعہ عکس حاصل کیا گیا تھا۔ چار سال ہوئے حکومت مصر نے ان دونوں کتابوں کی اشاعت کا فیصلہ کیا اور کتب خانہ خدیویہ کے "احیاء کتب عربیہ" کے سلسلہ میں ان کی طباعت شروع ہو گئی۔ گذشتہ سال دونوں کتابوں کی تین تین جلدیں چھپ گئی تھیں اب دو جلدیں مزید چھپکر شائع ہو گئی ہیں اور ہمارے سامنے ہیں۔

اگرچہ یہ عہد متاخرین کی تصنیف ہیں اور جو کچھ ہے جمع و تالیف ہے، تاہم چونکہ اب وہ ذخیرہ بھی ہمارے پاس موجود نہیں جو ان کتابوں کے عہد تالیف میں موجود تھا، اس لئے ان دونوں کتابوں سے تاریخ و علوم کے مختلف اہم مسائل پر نہایت قیمتی روشنی پڑتی ہے۔ ہم عنقریب ان دونوں نئی جلدوں کے بعض مفید مطالب ہدیۂ قارئین کرینگے۔

مذہب اور دنیائے جدید

حال میں پروفیسر وائٹ ہیڈ کی ایک تصنیف:

"Religion in the Making"

کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ یہ دراصل ان کی چار تقریروں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے گذشتہ سال بوسٹن یونیورسٹی میں کی تھیں۔ جو حضرات انگریزی کی جدید الطبع مصنفات پر نظر رکھتے ہیں، انھوں نے پروفیسر موصوف کی وہ کتاب ضرور دیکھی ہوگی جو پچھلے دنوں "علم اور دنیائے جدید" کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ وہ بھی ان کی بعض تقریروں کا

نجدی تحریک نہایت تیزی سے پھیل رہی ہے۔ بکثرت قبیلے نجدی مذہب اختیار کر چکے ہیں اور بہت سے اختیار کرنے کی طیاری میں ہیں۔ برطانوی حکام اس دینی تحریک سے خائف ہیں اپنے علاقوں میں دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ ابھی چند دن ہوئے برطانوی حکام نے دو عرب سرداروں منیال پاشا الجالی شیخ المشائخ اور مشقال پاشا الفائز شیخ قبائل صخر کو طلب کیا تھا اور بڑی آؤ بھگت کی تھی۔ مگر انھوں نے حکومت کا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا۔

اس علاقہ کے باشندوں میں یہ تحریک بھی پھیل رہی ہے کہ امیر عبداللہ کی حکومت الٹ دی جائے اور ملک کا تعلق براہ راست برطانوی حکام سے ہو جائے۔ اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ اگر ملک برطانوی اقتدار سے نجات حاصل نہیں کر سکتا تو کم از کم برائے نام عربی حکومت کی دوہری مصیبت سے تو نجات حاصل کرلے۔ یقیناً برطانیہ کی براہ راست حکومت اس سے کہیں زیادہ بہتر اور ذمہ دار ہوگی جس قدر اس کے بٹھائے ہوئے پتلے امیر عبداللہ کی ہے۔

(فوجی قانون کا اعلان)

شرق اردن کی مذکورۂ بالا بیداری اور دروزی مجاہدین کی آمد و رفت کی وجہ سے امیر عبداللہ نے علاقہ "ازرق" میں فوجی قانون (مارشل لا) کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ ایک طرف ملک کی عام رائے مرعوب کر دی جائے، دوسری طرف فرانس بھی خوش ہو جائے۔ فرانس مدت سے شاکی تھا کہ دروزی مجاہدین اس علاقہ میں پناہ لیتے اور یہاں سے تر و تازہ ہو کر واپس آتے ہیں۔

یہودی بیت المال

گزشتہ سال یہودی بیت المال کی آمدنی ۷۷۰،۰۱۰ پونڈ یعنی ۱۰۲۶۶۵۵ روپے ہوئی۔ امریکہ کے یہودیوں کا عطیہ ۳۲۲۰۰۲ پونڈ، کینیڈا کا ۲۰ ہزار ۵۳۶ پونڈ اور برطانیہ کا ۳۰۶۰۰ پونڈ ہے۔ دنیا کی ترقی خواہ قوموں کی اولو العزمیاں ایسی ہوتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہماری ہمتوں کا جو حال ہے وہ معلوم ہے!

حضرت یوسف کی قبر

فلسطین کے ایک قدیم شہر "سیخم" میں کھدائی ہو رہی ہے اگر یہ تحقیقات کامیاب ہوئی تو ہم صدیوں کے راز دنیا کے سامنے آجائیں گے۔ اس شہر میں یورپین محققین کی ایک جماعت حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر تلاش کر رہی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس شہر سے بے شمار اسرائیلی روایات وابستہ ہیں اور ان پر سے جلد پردہ اٹھنے والا ہے۔

بروایت تورات سیخم ہی میں حضرت ابراہیم نے محراب بنائی تھی اور شاہ بلوط کے ایک بڑے درخت کو بطور مقدس علامت کے قرار دیا تھا۔ نیز اسی شہر میں حضرت یعقوب نے حامر کی اولاد سے زمین خریدی اور مقدس محراب بنائی۔ نیز سنگلاخ زمین میں ایک کنواں بنایا تھا جو ۸۰ فٹ گہرا اور ۹ فٹ کے قطر میں تھا۔ لیکن شیشم بن حامر جس نے زمین بیچی تھی، یعقوب کی لڑکی "دینا" پر عاشق ہو گیا اور اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ عقد سے پہلے ہی اس کے ساتھ زن و شو کی زندگی بسر کرے۔ اس پر یعقوب کے لڑکوں کو غصہ آیا اور انھوں نے "سیخامیوں" کو قتل کر ڈالا۔ پھر یعقوب علیہ السلام اس علاقے سے چلے گئے۔ مگر جانے سے پہلے انھوں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ مخالف قبیلے کے تمام دیوتا اور عبادت کے آلات ایک غار میں پھینک دیئے جائیں۔

موجودہ کھدائی کی ایک غرض ان دیوتاؤں کی تلاش بھی ہے۔ سیخم میں یعقوب علیہ السلام کا کنواں اب تک موجود ہے۔ روایت ہے کہ یوسف علیہ السلام کی لاش بھی مصر سے لاکر اسی علاقہ میں دفن کی گئی تھی ایک مقبرہ مدت سے حضرت یوسف کی طرف منسوب ہے چونکہ یہ عربی قبائل کے تحت و تصرف میں تھا اس لئے اب تک اسکی تحقیقات نہ ہو سکی۔

لیکن اب ڈاکٹر ارنسٹ سیلین کو، جو اس تحقیقاتی جماعت کے صدر ہیں، قبر کھولنے کی اجازت مل گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ حضرت یوسف کی لاش مومیائی ہوئی صحیح و سالم دستیاب ہو جائے گی۔ نیز [illegible] مصری کاغذ پر لکھی ہوئی تحریریں بھی نکلیں گی کیونکہ پہلے مصر میں انکی نعش مصری طریقہ پر دفن کی گئی تھی، وہاں سے کنعان میں لائی گئی۔ اگر یہ امیدیں کامیاب ہوئیں تو یقیناً اس سوال کا جواب بھی مل جائے گا کہ حضرت یوسف کے عہد کا فرعون کون تھا؟

اسی شہر میں ایک ٹیلہ پر کھدائی کرتے ہوئے ایک اور قدیم شہر اور تمدن کے نشان ملے ہیں۔ ماہر آثار کا خیال ہے کہ یہ عمارت مشہور اسرائیلی بادشاہ "یربعم اول" کا قلعہ ہے۔ خیال کیا جاتا ہے اسی ٹیلہ میں حضرت یعقوب کی قوم کے دیوتا اور دوسری یادگاریں بھی مدفون ہیں۔

سیخم فلسطین کا ایک نہایت ہی قدیم شہر ہے۔ اس کی تاریخ کا آغاز اس وقت سے ہوا ہے جب نئے نئے عبرانی، کنعان کی سرزمین پر نمودار ہوئے تھے۔ خوش قسمتی سے اب تک اس شہر کے بہت سے آثار دستیاب ہو چکے ہیں۔ اس کی شہر پناہ اور دو بہت ہی عظیم الشان پھاٹک نکل آئے ہیں۔ نیز ایک محل کی بنیادیں بھی ملی ہیں جو ستونوں پر قائم تھا اور اس کے بڑے بڑے کمرے بھی مل گئے ہیں۔

فرضکہ یہ تحقیقات دنیا کے علم میں معقول اضافہ کرینگی اور اسرائیلی تاریخ کے وہ پہلو روشنی میں آجائیں گے جو اب تک تاریکی میں ہیں۔

(پارٹیوں کا اتحاد)

سیاسی جماعتوں کے اختلافات کی وبا فلسطین میں بھی انگریزی قبضہ کے ساتھ پہنچی اور قومی اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔ مصلحین مدت سے کوشش کر رہے ہیں کہ سیاسی پارٹیوں میں اتحاد قائم ہو جائے مگر ابتک کوئی صورت نہ نکل سکی۔ اب کچھ مدت کی خاموشی کے بعد پھر اس قسم کی کوششیں شروع ہوئی ہیں، بظاہر کامیابی کی امید نہیں۔ کیونکہ اکثر لیڈر اپنی ذاتی اغراض کے بندے ہیں۔

ارتھوڈکس مسیحی

کل ارتھوڈکس مسیحیوں کی کانفرنس منعقد ہوئی، عیسائیوں میں یہ فرقہ یہاں سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ کیونکہ کوئی طاقت و سلطنت اس کی پشت پناہی پر موجود نہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے اب یہ فرقہ بھی اپنے حقوق کے لئے عملی کوشش شروع کرنے والا ہے۔

شریف علی

مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ شریف علی سابق شاہ حجاز بہت جلد یہاں آنے والے ہیں۔ آمد کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ محض تبدیل آب و ہوا مقصود ہے۔ لیکن بعض حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ انھیں اس لئے بلایا گیا ہے کہ فلسطین کے مسلمانوں میں برطانیہ کے موافق جذبات کو ترقی دیں۔ فلسطین میں شریف حسین اور ان کے خاندان کا پروپیگنڈا سالہا سال سے جاری ہے۔ عوام کی ایک جماعت اس سے متاثر ہو چکی ہے۔ برطانیہ کا ایک زمانہ میں خیال تھا کہ اگر اس ملک نے براہ راست برطانوی حکومت منظور نہیں کی تو یہاں بھی شریف حسین کا کوئی لڑکا بٹھا دیا جائے گا، مگر بعد کے حالات نے یہ خیال پیدا نہ ہونے دیا۔

شرفاء مکہ کے اس خاندان کی بدبختی پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ برطانیہ کے ہاتھوں ایسا روزِ بد دیکھنے کے بعد بھی وہ اب تک اس کی انگلیوں پر ناچ رہا ہے۔ عراق میں امیر فیصل عبودیت کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ شرق اردن میں امیر عبداللہ غلام بنا ہوا ہے، اور اب امیر علی فلسطین کو گمراہ کرنے آ رہے ہیں!

تذکرہ

مولانا ابو الکلام صاحب آزاد کے زمانۂ نظربندی کی یادگار تصنیف تاریخ و ادب کے علاوہ حقائق دین اور معارف تجدید و دعوت کے اہم مباحث کا مجموعہ۔ آخر میں اپنے سوانح و خواطر حیات پر بے نظیر تحریر۔ اب درجۂ اوّل کا کوئی نسخہ باقی نہیں رہا۔

درجۂ دوم قیمت سے، درجۂ سوم عار
منیجر البلاغ پریس۔ ۱۱۔ بالی گنج سرکلر روڈ کلکتہ

خواطر و سوانح

میری اخباری زندگی کا ایک لمحہ

اخبار نویس کی ڈاک

حال میں ایک نہایت دلچسپ کتاب اس نام سے فرانس میں شائع ہوئی ہے۔ اس فن اخبار نویسی کے تیس فرانسیسی ائمہ نے اپنی اپنی صحافتی زندگی کا سب سے زیادہ دلچسپ اور یادگار واقعہ لکھا ہے۔ کتاب از حد مقبول ہوئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں اس کے نسخے نکل چکے ہیں۔ کئی دوسری زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو گئے ہیں۔ ناظرین کی دلچسپی و آگاہی کے لئے ہم اس کا ترجمہ بالاقساط درج کرینگے۔ آج اس کا پہلا مضمون ملاحظہ ہو۔ یہ مشہور اخبار نویس سیو کلیمان دوٹیل نے حسب ذیل سرخی سے لکھا ہے:

اخبار نویس اور مجنوں

مجھ سے دماغی امراض کے ایک ماہر ڈاکٹر نے کہا:

"میں اپنے مریض سے پہلا سوال یہ کرتا ہوں: کیا تم اخبار نویسوں سے خط و کتابت رکھتے ہو؟ اگر وہ اقرار کرتا ہے تو سمجھ لیتا ہوں اسکے علاج میں کافی وقت لگے گا"

"یہ کیونکر؟" میں نے تعجب سے سوال کیا۔

"میں یہ نہیں کہتا کہ اخبار نویسوں سے خط و کتابت کرنے والے سب لوگ مجنوں ہوتے ہیں" اس نے جواب دیا "لیکن مجھے یقین ہے کہ ان میں سے اکثر ضرور پاگل ہوتے ہیں!"

مدت کے بعد مجھے ڈاکٹر کی سچائی پر ایمان لانا پڑا۔ میرا تجربہ بھی یہی ہے کہ پراگندہ دماغ اور پاگل ہی زیادہ تر اخبار نویسوں سے خط و کتابت کرتے ہیں۔ اس مصیبت کو میرے ہم پیشہ ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

روزانہ ڈاک میں میرے پاس ہزاروں خطوط آتے ہیں۔ لکھنے والے ان کی تزئین و آرائش میں غیر معمولی محنت کرتے ہیں، قسم قسم کی روشنائی استعمال کی جاتی ہے۔ کوئی عبارت سرخ ہے، کوئی نیلی، کوئی سبز۔ کہیں بڑے بڑے حروف، کہیں ہر حرف کے گرد پھول پتیاں بنی ہوئیں۔ بسا اوقات عبارت کا آغاز سنجیدگی سے ہوتا ہے مگر چند سطروں کے بعد ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی مجنوں کا خط ہے!

مثلاً ایک واقعہ سنئے۔ پیرس کے باشندوں کو شکایت پیدا ہوئی کہ موٹروں کی کثرت نے راستہ چلنا مشکل کر دیا ہے۔ اخبارات میں بھی اس کا ذکر ہوا۔ اب کیا تھا؟ ہزاروں خط روزانہ ہمارے پاس آنا شروع ہو گئے۔ ہر خط میں اس مشکل کا ایک نیا حل موجود ہوتا تھا۔ کیسا حل؟ ایسا حل کہ اگر میں بیان کروں تو شاید آپ یقین نہ کریں۔ ایک صاحب نے لکھا "اس مشکل کا بہترین حل یہ ہے کہ دریائے سین اسفلٹ سے پاٹ دی جائے اور شہر کی سڑکوں کے بجائے اسی پر موٹر چلیں!"

اور سنئے امن و امان کے حامیوں نے یہ تجویز لکھ بھیجی "تمام یورپ ایک جمہوریت کے ماتحت ہو جائے!" یہی نہیں بلکہ ازراہ عنایت اس "افلاطونی جمہوریت" کا دستور العمل بھی مرتب کر کے بھیج دیا!

ایک "ماہر اقتصادیات" نے لکھا "حکومت، پارے کے بینک نوٹ تیار کرے تاکہ اقتصادی حالات کی تبدیلی کے ساتھ ان کا وزن، اور نرخ بھی خود بخود تبدیل ہوتا رہے"

یہ عاقلانہ تجویزیں، مذاق سے پیش نہیں کی جاتیں۔ آگے سوچنے

اطلاع ضروري

افسوس هے که الهلال کي اشاعت کي ابتدائي مشکلات يکے بعد ديگرے پيش آتي رهيں - اور تاريخ اشاعت تک ان کا سلسله جاري رها - يه پهلا نمبر جسکي تاريخ اشاعت ۱۰ - جون تهي مطبعي دقتوں کي وجه سے آج ۱۴ - جون کو کلکته ميں نکالا گيا هے - اب آينده جمعه تک صرف تين دن باقي رهگئے هيں ممکن نهيں هے که نمبر ۲ وقت پر نکل سکے - اسلئے مجبوراً آينده جمعه ملتوي کرينگے ' اسکے بعد کے جمعه سے اشاعت شروع کي جائيگي. بجائے اسکے که آينده ايک هي کئي بار تاخير پيش آئے ' بهتر هے که ابتدا ميں ايک مرتبه چند دنوں کي تاخير گوارا کرلي جائے -

منيجر

Printed and Published by
MASUD-HASAN ZUBERI AT THE AL-HILAL PRESS, 14, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR: MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

مجبور تھی۔ یہ دونوں کتابیں ایک کل نظریۂ علم و مذہب کی شقیں ہیں پہلی کتاب میں علم کے مستقبل پر نظر ڈالی ہے۔ اور اس میں اسی اصول نظر کے ماتحت مذہب کے مستقبل پر بحث کی ہے۔

کتاب کے ۴ باب ہیں (۱) مذہب کی تاریخ (۲) مذہب اور عقائد (۳) جسم اور روح (۴) تبصرہ۔

ان ابواب میں سب سے زیادہ اہم باب "جسم اور روح" کے مسئلہ پر ہے۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں:

"ہم اس مادی دنیا کے باہر دوسرے ظاہری اجزا کے علاوہ جو اس کی وضع و ترتیب میں شامل ہیں کوئی واقفیت نہیں رکھتے یہ اجزا کیا کیا ہیں؟ مختصر لفظوں میں حسب ذیل ہے:

(۱) خالقیت (Creativity) جو ہر وجود کے وقتی ارتقا میں ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) خیالی موجودات و اشکال کا عالم جو خود تو کوئی حقیقت نہیں رکھتا مگر حقیقت رکھنے والی چیزوں میں ایک خاص مناسبت کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔

(۳) حقیقی مگر غیر مادی قوت جس کا تصور کرتے ہوئے ہم ایک ایسا معین قوت کا تصور کرنے لگتے ہیں جس کے کاموں میں قصد اور ارادہ کو دخل ہونا چاہئے"

پروفیسر موصوف کے خیال میں "یہی غیر مادی اور حقیقی ہستی موجود جسے انسان خدا کہتا ہے۔ وہی خدا جو ہر ذی عقل مذہب کا خدائے بزرگ و برتر ہے"

مذہب کے حقائق کی طلب و جستجو کا سب سے زیادہ اہم اور بنیادی سوال یہ ہے کہ یہ سفر کس نقطہ سے شروع کیا جائے؟ جن جن قدموں نے ٹھوکر کھائی ہے صرف اس لئے کھائی ہے کہ قدم اٹھائے گئے مگر اس کا فیصلہ نہیں کیا کہ کس رخ سے قدم اٹھانا چاہئے؟ نتیجہ یہ نکلا کہ جس قدر بڑھتے گئے منزل مقصود سے دوری بھی بڑھتی گئی!

اسی لئے قرآن حکیم نے اس بارے میں عقل انسانی کی رہنمائی کی۔ وہ بتلاتا ہے کہ خدا کی ہستی اور اس کے اعمال و صفات کی جستجو دائرۂ ہستی سے الگ ہو کر نہیں بلکہ خود اس کے اندر سے کرنی چاہئے اور اس سفر کی صحیح سمت یہ ہے کہ کائنات کے حسن و جمال اور نظم و اتقان کے مطالعہ و تفکر کے نقطہ سے قدم اٹھائے جائیں۔

مذہب و عقل کے سلسلہ میں پروفیسر موصوف کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ انھوں نے کتب سماوی کی یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی۔

مشہور حکیم کانٹ کا مذہب یہ تھا کہ خدا کی ہستی کا تصور دنیا کے نظام اخلاق کی ایک ضرورت ہے مگر پروفیسر موصوف اس سے متفق نہیں ہیں وہ لکھتے ہیں کہ "کائنات ہستی کے ہر گوشہ حسن و جمال کے مطالعہ سے ہم عالم ایجاد کا عقدۂ تخلیق حل کر سکتے ہیں۔ کانٹ کا نظام اخلاق کیا ہے؟ وہ بھی اسی نظام جمال کا ایک منظر ہے"

پروفیسر موصوف نے صفات الٰہی کے موضوع پر بھی نظر ڈالی ہے اور ان کی نظر اسی پہلو پر گئی ہے جو متکلمین اسلام میں معتزلہ نے اختیار کیا تھا۔ معتزلہ کی نظر تنزیہ کی طرف لگی تھی اور اشاعرہ کی نظر تمثیل کی طرف۔ انہوں نے تنزیہ و وحدانیت کبھی متشابہات کا دفعہ کی نسبت گوارا نہیں کرتے۔ لیکن اشاعرہ کہتے ہیں کہ اس کی قدرت و خلقت کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہیں البتہ اس کے تمام احکام و اعمال حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں۔

اسی طرح کا علم کلام جدید کی تحریر [illegible] کی طرف منسوب ہے۔

پروفیسر موصوف کہتے ہیں:

"خدا کی بھلائی ہی خدا کی... خدا کا [illegible] کمال جو کامل ہو سکتا ہو جب شر کے [illegible]"

اس سوال کے جواب میں کہ اگر خدا کی قدرت اور [illegible] اعمال ہر طرح خیر ہی میں محدود ہیں تو پھر قدرت کا [illegible]

"اس کا ہم کوئی جواب نہیں دے سکتے البتہ ہم حق، حسن اور خیر کا ایک ہمہ گیر نظام محسوس کر رہے ہیں۔ یہ خود ہم میں بھی موجود ہے اور اس کا مبدء بر خدا کی کامل ہستی ہے، جب ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اذعان ہو جاتا ہے کہ اس ابدی و ازلی مبدء میں شر کی گنجائش نہیں"

دراصل پروفیسر موصوف نے اس منزل پر پہونچ کر سخت غلطی کی اور اسی لئے سوال اور جواب، دونوں حقیقت سے ہٹ گئے ہیں۔ یہ موقعہ بحث و تشریح کا نہیں، قارئین الہلال باب التفسیر کے مباحث کا انتظار کریں۔

الہلال کی قدیم جلدیں

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را

الہلال کی پہلی اور دوسری اشاعت کی جلدوں کے لئے شائقین علم و ادب مشتاق تھے۔ چند جلدیں جو دفتر مہیا کر سکا ہے حسب ذیل قیمت پر بھیجی جا سکتی ہیں:

الہلال جلد سوم	
" جلد چہارم	قیمت فی جلد ۸۔ روپیہ
" جلد پنجم	
البلاغ (یعنی الہلال کا دوسرا سلسلۂ اشاعت)	۵۔ روپیہ

متفرق پرچے
فی پرچہ ۸ر قیمت پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

منیجر الہلال

اشتہار اشتہار

بیت المقدس میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ

اور تمام یورپین حکومتوں کے صلیبی جہاد کے مقابلہ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے شجاعانہ کارنامے حیات صلاح الدین میں دیکھئے جس میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی ہر آمائیوں کے تفصیلی حالات کے علاوہ اس جنگ کی کیفیت بھی درج ہے جس میں انگریزوں کے بادشاہ "رچرڈ شیر دل" کو مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اٹھا کر بھاگنا پڑا اور جس میں اس قدر خونریزی ہوئی کہ میدان جنگ میں خون گھوڑوں کے سینہ تک بھر گیا تھا، ولایتی سرورق اور سلطان صلاح الدین کا فوٹو قابل دید ہے قیمت ۱روپیہ **سیرۃ الصدیق**:۔ اسے مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی صدر الصدور امور مذہبی حیدرآباد دکن نے مورخانہ انداز اور نہایت مؤثر پیرایہ میں خلیفۂ اول کے حالات لکھے ہیں، جن لوگوں نے مولانا شبلی مرحوم کی الفاروق کو دیکھا ہے اسکو ضرور پڑھیں، کاغذ چکنا ولایتی، رنگین سرورق قیمت ۱ (ایک روپیہ) **علمائے سلف**:۔ اس میں علمائے سلف کی زندگی کے ہر پہلو پر نظر ڈالی گئی ہے اور ان کے کمال، اخلاق اور تحصیل علم کے لئے ان کی محنتوں کا ذکر ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ علمائے کس قدر آزادی سے اپنا فرض ادا کیا ہے، کاغذ چکنا ولایتی، رنگین سرورق، قیمت ۱ (ایک روپیہ) **راہ حجاز**… معصوم مشتوقہ کی پر اسرار داستان **انصار الحجاب**:۔ ۴۰ صحابی خواتین کے مذہبی و معاشرتی زندگی کے سبق آموز حالات، بچوں، بچیوں اور عورتوں کے لئے یہ کتاب بہت ضروری ہے کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے صحابیات کی پاکیزہ زندگی اور صحیح عمل کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔ عمدہ قلم، سرورق ولایتی رنگین، قیمت ۱۲ر **سیرۃ الغازی مصطفےٰ کمال پاشا**:۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی مستند سوانح عمری جو ترکی دفتر وغیرہ سے مستند مواد فراہم کرکے تیار کی گئی ہے۔ اس میں غازی ممدوح کا فوٹو چکنا ولایتی کاغذ اور رنگین سرورق لگایا گیا ہے قیمت ۱۲ر **جنگ یونان و ترکی** قیمت بارہ آنے (۱۲ر) **سفر نامہ انگورہ**۔ قیمت ایک روپیہ (۱ر) **مجاہدین ریف کے کارنامے**:۔ یعنی تاریخ ریف جس میں مراکش و ریف کی کل تاریخ کے علاوہ ہسپانیہ و فرانس کے مقابلہ میں مجاہدین کے محیر العقول کارنامے بھی آپ پڑھ سکتے ہیں، قیمت چودہ آنے (۱۴ر) **قتل زار روس**، قیمت ۴ر **جنگ روس و جاپان**، قیمت ۱۰ر **پارتی**، بنگالی لڑکی کے سفارت خانے میں… **غازی جمال پاشا کی یادداشتیں**:۔ ان یادداشتوں میں عرب کی بغاوت، مصر کے جنگی معرکوں کی تفصیل، دردانیال کی جنگوں کے حالات اور انور پاشا کے فوجی جنگی کارنامے نہایت خوبی سے لکھے گئے ہیں اور یورپ کی ان سازشوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے ترکوں کے خلاف کی تھیں قیمت ۲ر (دو روپے آٹھ آنے) **شہید ترک کا جنگی روزنامچہ**:۔ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ خالدہ ادیب خانم وزیر تعلیم انگورہ اپنے قلم کے زور سے قسطنطنیہ کے کسی گوشہ میں علاج جاری ہے، قیمت ۸ر **ترک ہوا باز**:۔ جنگ اناطولیہ میں سلطان عبد الحمید مرحوم کے صاحبزادے شہزادہ عبد الرحیم کے کارنامے، یونانیوں پر ترکی ہوا بازی کیا **جہاں ترکی**:۔ مسٹر پکتھال (انگریز نو مسلم) ایڈیٹر بمبئی کرانیکل کے معرکۃ الآرا ناول کا ترجمہ جسکو پڑھ کر ترکوں کے حیرت انگیز کارنامے اور دلچسپ واقعات آپکی اپنی آنکھوں کے سامنے معلوم ہونگے، قیمت ۱۲ر **کلیات جعفر زٹلی**:۔ میر جعفر زٹلی مشہور ظریف شاعر کے کلام کا مجموعہ قیمت ۱۲ر **ہالیاں کی پریاں**؛ قیمت ۸ر **آزادی اسلام**:۔ از مولانا ابو الکلام صاحب آزاد، قیمت ۴ر **لیڈران اسلام**:۔ علی برادران، مولانا حسرت، مولانا ابو الکلام آزاد اور مسٹر فضل الحق کی تقریریں، **جہنم کی آبادی**، قیمت ۸ر **افسانۂ قیس**:۔ مجنوں و لیلیٰ کے حالات اور عاشقانہ جذبات قیمت ۴ر **حور دیہ**:۔ ایک ترکی جاسوسہ کے کارنامے جسنے بڑے بڑے یونانی فوجی افسروں کو اپنا شیدا بنا کر دشمنوں کی آنکھوں میں خاک ڈالکر اپنی خدمات انجام دی تھیں، قیمت ۸ر **آریوں پر اسلامی بم** اگر آپ دیکھنا چاہیں تو غازی محمود دھرم پال کی تصانیف، **ترک اسلام**، **سر توڑ**، **ادا گون توڑ**، **بت شکن**، **وشنلزم اور اسلام** (وہ تقریر جو غازی موصوف نے آریہ دھرم ترک کرتے ہوئے فرمائی تھی) قیمت اصلی ۸ر رعایتی ۴ر **خبرذار** قیمت تین پیسہ **ویدک ایشور کی حقیقت**:۔ آریوں کے ہزاروں دیوتاؤں کے حالات قیمت ۴ر **تحفۃ الہند** مؤلفہ مولانا ... ہندوؤں کے عقائد پر بحث از مولوی عبید اللہ صاحب سابق اخت رام قیمت ۱۲ر **ترکوں کی کہانیاں**، قیمت ۴ر **انگورہ میں ہندوستانی جاسوس**

تصانیف علامہ شبلی مرحوم:۔ **الفاروق**:۔ مع نقشہ دنیائے اسلام۔ ۴۰۰ صفحات، خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کی جنگی و انتظامی تدابیر، فتوحات اسلامی کا ئیاب، مسلمانوں کی عظمت و شوکت، دلیری، شجاعت اور صاحب دولت و حکومت ہونے کے اسباب، قیمت ۳ر **المامون**:۔ خلیفہ مامون رشید کے حالات زندگی، قیمت ۱۲ر **الہارون**:۔ خلیفہ ہارون رشید کی سوانح عمری قیمت ۱۲ر، **اورنگ زیب پر ایک نظر**، شہنشاہ عالمگیر کے متعلق انگریز متعصبوں کی شرارتیں اور غلطیاں اور شہنشاہ مرحوم کے صحیح حالات قیمت ۸ر **رسائل شبلی**۔ محققانہ علمی، تاریخی، اسلامی مضامین پر **مقالات شبلی**:۔ مولانا شبلی کے بہا مضامین کا مجموعہ قیمت ۱۲ر **مجموعۂ کلام شبلی** قیمت ۸ر **سیرۃ النعمان**:۔ امام ابو حنیفہ کی علمی و فقیہانہ زندگی، آپکا اجتہاد، مذہب حنفیہ وغیرہ وغیرہ قیمت ۱۲ر **سفر نامۂ روم و مصر و شام**، بیروت، قسطنطنیہ، قاہرہ وغیرہ ممالک اسلامیہ کے حالات، ترکوں، عربوں کے اخلاق و عادات، قیمت ۱۲ر **سوانح مولانا روم**:۔ آپکی پاکیزہ صوفیانہ زندگی کا تذکرہ قیمت ۱۲ر **الغزالی**:۔ امام ابو حامد محمد غزالی کے سوانح قیمت ۱۲ر **واجد علی شاہ کا پری خانہ**۔ یعنی ... واجد علی شاہ بادشاہ کے حالات … ملنے کا پتہ منیجر نجات بک ایجنسی بجنور (یوپی)

الهلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

۳۹

اسلامی مذاق کی کتابیں

قرآن ۔ حدیث ۔ تصوف ۔ فقہ ۔ عقاید ۔ تاریخ ۔ و علوم جدیدہ پر بہترین اور تازہ کتابیں لینا چاہیں تو ہم سے فہرست منگائیں ۔ جو حضرات اگر مذہبی کتابوں کی تجارت پر روپیہ لگا کر فائدہ اٹھانا چاہیں تو فوراً خط و کتابت فرمائیں ۔ پتہ یہ ہے

منیجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤ الدین پنجاب

The Sufi Printing and Publishing Co. Ltd.
Pindi Baha-ud-Din (Punjab)

قرآن مجید

(مترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رح)

یہ ترجمہ جسکے لئے مسلمان مدتوں سے سراپا انتظار تھے بفضلہ تعالی نہایت آب و تاب کے ساتھ چھپ کر مکمل ہو گیا ہے اور باکثرت طلب کیا جا رہا ہے - آج تک جسقدر ترجمے قرآن پاک کے چھپے ہیں یہ ترجمہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے تحت لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور سلیس ہے. زبان ایسی شستہ اور صاف ہے جس کو معمولی لکھا پڑھا بھی بخوبی سمجھ سکے - لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلی زمین حنائی چھپی ہوئی پختہ ہے - ہدیہ مجلد چرمی منقش نقرئی پندرہ روپئے جلد اعلی منقش طلائی ۱۸ روپیہ محصولڈاک و خرچ پیکنگ ۲ روپیہ فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ پیشگی آنا ضروری ہیں - نمونہ مفت -

* * *

اخبار مدینہ (بجنور)

(ہفتہ میں دو بار)

سنہ ۱۹۱۲ع سے قابل اہل قلم اڈیٹروں کی زیر ادارت جاری ہے خدمت قوم و ملک پاسداری مذہب و ملت اس کا شعار ہے - آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علمبردار، اردو جرائد میں کثیر الاشاعت سیاست حاضرہ کا مبصر حق و صداقت کا مشتہر، عربی و انگریزی اخبارات کا خلاصہ، دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچنے والا، ملاحظہ و مطالعہ خود ہمارے بیان کی تصدیق کر دیگا - نمونہ مفت - قیمت سالانہ ۶ روپیہ - ششماہی تین روپیہ آٹھ آنہ - سہ ماہی ۲ روپیہ فی پرچہ ایک آنہ ممالک غیر سے ۸ روپیہ سالانہ -

* * *

غنچہ رسالہ ہفتہ وار

بچوں کا معلم بچیوں کا اتالیق، طالب علموں کا استاد، علم و فن کا خزینہ، معلومات کی کان اخلاقیات و ادبیات کا گنجینہ، ہفتہ وار خاص ملک و ملت کے نونہالوں کیلئے شائع ہوتا ہے - زبان سلیس اور عام فہم ہے اپنے بچوں کیلئے ضرور طلب فرمائیے قیمت سالانہ ۴ روپیہ -

* * *

(محمد مجید حسن مالک اخبار مدینہ و غنچہ - بجنور)

آب حیات

تمام اقسام کی انسانی و حیوانی بیماریوں کا فوری علاج جس کے متعلق
بیس (۲۰) سال میں تیس (۳۰) ہزار سرٹیفکیٹ وصول ہو چکے ہیں
قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ (عہ) نمونہ کی شیشی ۸؍

اکسیر عنبری مقوی اعضائے رئیسہ اور مردانہ طاقت بڑھانے والی گولیاں قیمت فی شیشی چار روپیہ

نمک سلیمانی معدہ کی خرابیوں کو دور کرنے اور خون صالح پیدا کرنے کی بہترین دوائی ہے
قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲؍)

مفصل فہرست ادویہ مفت

منیجر کارخانہ آب حیات پنڈی بہاؤ الدین
(پنجاب)

Ab-i-Hayat Pharmacy,
PINDI BAHA-UD-DIN, PUNJAB.

ہندوستان کا بہترین قومی اور ادبی ہفتہ وار اخبار

استقلال ہند (دہلی)

ایڈیٹر ــ گجن سنگھ

(دنیائے صحافت کا یہ روشن ستارہ ۲ جون سنہ ۱۹۲۷ کو طلوع ہوگا)

آپ کو استقلال ہند کیوں ضرور مطالعہ کرنا چاہئے؟ اس لئے کہ

(۱) استقلال ہند ہندوستانیوں کو پیام اتحاد سنائیگا
(۲) استقلال ہند غلامی کی زنجیروں کو توڑیگا
(۳) استقلال ہند غریبوں کو سرمایہ داروں کے دام تزویر سے رہائی دلائیگا
(۴) استقلال ہند ہندوستانی ریاستوں کو غیر ملکی اقتدار سے بچائیگا -
(۵) استقلال ہند میں بلند پایہ سیاسی و ادبی مضامین شایع ہونگے
(۶) استقلال ہند سے بہتر افسانے آپ کو دیگر اخبارات میں نہ مل سکینگے
(۷) استقلال ہند میں ہر ہفتہ غیر ملکی وقایع نگاروں کے مضامین شایع ہونگے
(۸) استقلال ہند میں ظریفانہ مضامین کا خاص اہتمام ہوگا -
(۹) استقلال ہند میں واقعات حاضرہ کے متعلق پر لطف کارٹون شایع ہوا کریں گے -
(۱۰) استقلال ہند نامور شعراء ملک کا تازہ ترین کلام پیش کریگا
(۱۱) استقلال ہند کے دائرہ ادارت میں اکثر محب وطن انشا پرداز منسلک ہیں
(۱۲) استقلال ہند بہترین کاغذ پر دیدہ زیب اعلی چھپائی کے ساتھ شایع ہوگا -

ان تمام محاسن کے باوجود قیمت فی پرچہ صرف ایک آنہ
قیمت سالانہ چار روپے ــ ششماہی دو روپے آٹھ آنے

آج ہی نمونہ کے لئے خط لکھئے

☞ منیجر استقلال ہند ــ چاندنی چوک - دہلی ☜

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

نمبر ۲ — کلکته : جمعه ۲۳ ذوالحجه ۱۳۴۵ هجري — جلد ۱

Calcutta : Friday, June 24, 1927.

فهرس

افتتاحيه ۲

ادبيات ۵

شاعر اور بلبل

مادري محبت و شعور

مطبوعات جديده ۷

فرانس ميں عربي قيصه

مذاکرهٔ علميه ۸

برقي مچهلياں

عالم شرق و اسلام ۱۰

حج سنه ۱۹۲۷

شام کي حرکات استقلال

بصائر و حکم ۱۷

انسانيت موت کے دروازه پر

مقالات ۱۵

ابليس اور انشاپرداز

عالم مطبوعات و معالف ۱۹

اطلاعات ضروري

(۱) هر چيز کي ابتدا هوتي هے اور تکميل - الهلال کے يه دو نمبر نئے سلسلهٔ اشاعت کي ابتدا تهي - همیں امید هے که تيسرے نمبر سے اسکي ظاهري و معنوي تکميل شروع هو جائيگي -

(۲) ان دونوں نمبروں ميں متعدد اهم ابواب شروع نه هوسکے - اب آئنده نمبر کي ترتيب ابتدا سے ايسي اختيار کي جائيگي که زياده سے زياده ابواب و اقسام کي گنجايش نکل آئے - خاص مضامين ميں سے ملکي و سياسي مباحث اور باب التفسير کے مختلف عنوان، اور عام قسم کے مضامين ميں سے افسانه و تاريخ کا حصه اهم هے - اميد هے که آينده نمبر سے شروع هو جايگا -

(۳) تصاوير کا بهي مطلوبه ذخيره طيار هوگيا هے - ٹائپ کے حصه کے تمام مضامين تقريباً مصور هونگے - ايک خاص صفحه صرف تصاوير کا بهي بڑها ديا جايگا - بعض مضامين کيلئے متعدد رنگوں ميں چهپي هوي تصاوير ضروري تهيں ۔ انکي لوحيں بهي بنکر طيار هوگئي هيں -

(۴) مصر اور جرمني کا ٹائپ بهي آگيا هے - اميد هے که مزيد حسن و زيبائش کا باعث هوگا -

(۵) عالم شرق و اسلام کے مشاهير اهل قلم کے متعدد اهم مقالات (علاوه هفته وار چهٹيوں کے) پچهلي ڈاک ميں آگئے هيں - اور آينده درج هونگے

(۶) شائقين الهلال سے اميد هے که توسيع اشاعت کيلئے پوري کوشش کرينگے، کيونکه الهلال کے گرانقدر مصارف صرف اسکي غير معمولي اشاعت هي سے پورے کيے جاسکتے هيں -

(۷) رساله کي خريداري وغيره امور کے متعلق جو خطوط هوں، براه عنايت انهيں مولانا ابوالکلام کے نام نه بهيجئے، ورنه اسکي وجه تعميل ميں تاخير هو جاتي هے - براه راست "منيجر" کے نام آنا چاهئيں -

منيجر

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بلي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے ۔

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں انکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے ۔

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا ۔

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے ۔

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے ۔

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا ۔

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ۔ مقامي ڈاکخانه در اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں ۔

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں ۔

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا ۔

(حکایت برق و خرمن)

اس بارے میں میرے اجزاء فکر اور اوراق نظر کی پریشان حالیوں کا بھی کچھہ عجیب حال ہے - علم کی زندگی سیاست کی زندگی سے کچھہ اس طرح مختلف واقع ہوئی ہے کہ دونوں کا ایک وقت اور ایک محل میں جمع ہونا بہت مشکل ہے - میری زندگی کی مشکلات میں پہلی مشکل یہ واقع ہوئی کہ میں نے چاہا دونوں کو بہ یک وقت اور بہ یک محل جمع کردوں :

پنبہ را آشتی ایں جا بہ شرار افتادست !

دراصل ذوق کی وسعت، طلب کی عدم قناعت، نظر کی بلند پیمائیاں، اور فکر کی مشکل پسندیاں نہ تو ایک راہ پر صبر کرسکتی ہیں، نہ سہل و آسان روشیں اختیار کرسکتی ہیں - دنیا نے فکر و عمل کے الگ الگ گوشے بنائے ہیں، اور استعداد و صلاحیت کے دائرے بناکر ان میں لکیریں کھینچ دی ہیں، تاکہ تقسیم عمل کے حدود قائم ہوجائیں - لیکن یہ تقسیمیں اور حد بندیاں ہمیشہ نہیں چل سکتیں - کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ طبیعت کا جوش اور فکر کی وسعت ان چھوٹے چھوٹے خانوں کی تنگ نالیوں میں قائم نہیں رہسکتی، اور حد بندیاں توڑکر باہر نکل جاتی ہے - میں فکر کی یکسوئی اور ایک ہی راہ پر پڑ جانے کی آسانیوں سے بے خبر نہیں ہوں - لیکن کیا کروں ؟ مبدء ازل نے طبیعتیں تقسیم کرتے ہوئے مجھہ نامراد کیلیے یہی پسند کیا کہ ہر راہ کی پیمائش اور ہر کوچے کی گردش کا اضطراب اسمیں ودیعت کردیا جائے - علم کا استغراق اور سیاست کی خود فروشیاں دنیا کیلیے متضاد ہوں تو ہوں، لیکن میرے لیے تو ایک ہی دماغ کا سودا اور ایک ہی دل کی تپش تھی :

روے دریا سلسبیل و قعر دریا آتش ست !

جہاں تک بن پڑا، آب و آتش کی اس یک جائی اور برق و خرمن کی اس ہم آمیزی میں کوتاہی بھی نہ ہوئی - سیاسی زندگی کی سرگردانیاں ایسی ہی سخت کیوں نہ رہی ہوں، لیکن ذہن و فکر کی مشغولیتوں میں کبھی خلل نہ ڈال سکیں - لوگوں نے گوشہ ہاے چمن کے سکون اور کتب خانوں کے بے خلل استغراق میں علم و نظر کے مرحلے طے کیے ہیں، لیکن یہاں جو کچھہ پیش آیا یہ تھا کہ سیاسی و ملکی صف آرائیوں کے ہنگامے تھے، یا نظر بندی کی سختیاں اور قید خانے کی کوٹھڑیاں تھیں - تاہم دماغ اپنے کاموں میں مشغول اور فکر اپنی کاوشوں میں سرگرم تھا :

تا دست رسم بود زدم چاک گریباں
شرمندگی از خرقۂ پشمینہ ندارم

لیکن اس کارخانۂ طبیعت میں کوئی چیز بھی اپنے قدرتی خواص معطل نہیں کردیتی - برق کے لیے گرنا اور خرمن کے لیے اڑ جانا ناگزیر ہے - نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف ذوق علم کاغذ و قلم کے انبار لگا رہا تھا، تو دوسری طرف سیاسی مشغولیت کی آتش اندازیاں بھی اپنے کام میں سرگرم تھیں :

متاعی جمع کن شاید کہ غارتگر شود پیدا !

سنہ ۱۶ - سے لیکر سنہ ۲۱ - تک یکے بعد دیگرے اس طرح کے حالات پیش آتے رہے کہ ایک طرف میں اپنا سرمایۂ فکر جمع کرتا جاتا تھا - دوسری طرف دست برد زمانہ انہیں پوری بے دردی کے ساتھہ منتشر کرتا جاتا تھا - اور چونکہ یہ خود اپنی اختیار کردہ زندگی کا لازمی نتیجہ تھا، اس لیے صبر کے سوا چارۂ کار بھی نہ تھا :

کلی کار جو خود کردم، با خود چہ توانم کرد ؟

(سنہ ۱۶ - سے ۲۱ - تک)

سنہ ۱۶ - میں جب بنگال سے مجھے خارج کیا گیا اور رانچی گیا، تو یہ وہ وقت تھا کہ البلاغ اور دارالارشاد کی مشغولیت کے ساتھہ میں نے اپنے افکار و تحقیقات کی تحریر و ترتیب بھی شروع کردی تھی - جن امور کی تکمیل و ترتیب پیش نظر تھی، وہ کسی ایک ہی موضوع سے تعلق نہیں رکھتے تھے - بے شمار گوشے سامنے آتے تھے، اور ہر گوشۂ نظر میں اس کثرت سے متفرق اور منتشر حقیقتیں نمایاں ہوتی تھیں کہ ان سب کا جمع کرنا، اور اصول و کلیات کے ماتحت لانا آسان نہ تھا - ضرورت تھی کہ عرصہ تک فکر و کاوش کا معاملہ جاری رہے - بہت سی چیزیں ابتدائی شکل میں مرتب ہوئی تھیں - بہت سی ناتمام تھیں - برسوں سے دماغ اس کا عادی ہوگیا ہے کہ ہمیشہ کسی نہ کسی گوشۂ تحقیق کی فکر اور کسی نہ کسی عقدۂ کار کے حل میں مشغول رہتا ہے، اور ایسی بے شمار یاد داشتیں جو فی الحقیقت کسی نہ کسی معاملۂ علم و تحقیق کی اصولی بنیادیں ہوتی ہیں، قلم سے نکلتی رہتی ہیں - اسوقت تک کم از کم ایک ہزار چھوٹے بڑے پرچے تو صرف یاد داشتوں ہی کے سیاہ ہوچکے ہونگے !

تالیف نسخہ ہاے وفا کر رہا تھا میں
مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا !

یہ تمام ذخیرہ، دماغ کا حاصل اور زندگی کا سرمایہ تھا - اسمیں سے کچھہ حصہ تو اپنے ساتھہ رانچی لے گیا تھا - باقی حصہ کلکتہ کے سکونتی مکان میں چھوڑ دیا تھا - کیونکہ اسوقت حالات کی رفتار کچھہ عجیب طرح کی تھی - نہیں کہا جاسکتا تھا کہ مستقبل میں کیا پیش آتا - لیکن جب، پانچ ماہ کے بعد حکومت ہند نے میری نظر بندی کے احکام جاری کیے، تو ایک ہی وقت میں رانچی اور کلکتہ، دونوں جگہ خانہ تلاشی کی گئی - اور پھر اُس وقت سے لگاتار سلسلہ اس کا جاری ہوگیا - رانچی میں دو مرتبہ اور کلکتہ میں تین مرتبہ یہ معاملہ پیش آیا - کلکتہ میں نہ صرف میرے سکونتی مکان اور مطبع ہی کی تلاشی لی گئی بلکہ ان تمام مکانات کی بھی لی گئی جنکی نسبت کوئی ادنی سا شبہ بھی میرے کاغذات کی موجودگی کا ہوسکتا تھا - کاغذات زیادہ تر متفرق مسودات تھے - یاد داشتیں تھیں - مجمل اشارات تھے - میں عموماً یاد داشت فارسی میں یا عربی میں لکھا کرتا ہوں، کیونکہ اردو میں اختصار ممکن نہیں - تلاشی کا کام زیادہ تر انگریز حکام یا بنگالی ماتحتوں کے ذمہ تھا - اور ان میں کوئی مسلمان تھا بھی تو ٹوٹی پھوٹی اردو کے سوا کچھہ نہیں جانتا تھا - نتیجہ یہ نکلا کہ ہر کاغذ پُر اسرار، اور ہر سطر سیاسی راز بنگئی، اور سب کو ایک تعزیر کی شکل میں جمع کرکے قبضہ میں لے لیا گیا - نہ تو احتیاط کے ساتھہ جمع کرتے اور احتیاط کے ساتھہ رکھتے - لیکن ان میں کون تھا جسے ان کاغذوں کا درد ہوتا ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ نصف سے زیادہ اوراق تو تلاشی کے وقت کی بے احتیاطیوں میں ضائع ہوگئے، اور نصف جو باقی رہے، انہیں بھی اس بے احتیاطی کے ساتھہ اِدھر اُدھر جوڑ دیا گیا کہ کوئی ایک چیز بھی اپنی اصلی شکل میں باقی نہ رہی - پھر اس پر طرہ یہ کہ یہ برباد شدہ ذخیرہ بھی پورا واپس نہیں ملا - جو کاغذات کلکتہ سے لیے گئے تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ کچھہ دنوں تک پولیس کمشنر کے دفتر میں رہے تھے - اتفاقاً وہاں کے ایک گوشہ میں آگ لگ گئی - اور دفتر کے سامان کے ساتھہ بعض اوراق بھی جل گئے - پولیس کے دفتر میں آگ بھی لگی تھی تو اُسی وقت، جب یہ دفتر پریشان وہاں جمع تھا !

گری تھی جسپہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو ؟

الهلال کا تيسرا دور

باز نوائے بلبلان عشق تو ياد مي دهد !
هر که بعشق نيست خوش عمر به باد مي دهد !

(مقاصد و مطالب)

جب کسي چيز کے اوصاف اُسکي خصوصيات کا درجه حاصل کر ليتے هيں تو پهر ذات اور صفات کي تفريق اٹهه جاتي هے - ذات کا تصور هي اوصاف کے تصور کيلئے کافي هوتا هے - الهلال کے ظاهري و باطني اوصاف جانے بهي تهے اور جيسے کچهه بهي تهے ' خصوصيات کا درجه رکهتے تهے ' اور اب بهي که گياره برس کي کافي مدت گزر چکي هے ' بدستور خصوصيات هيں - پس جهانتک مقاصد و مطالب کا تعلق هے ' کسي تشريح و تفصيل کي ضرورت نهيں - صرف اسقدر کهدينا کافي هے که الهلال تيسري مرتبه اسلئے نکل رها هے تاکه تيسري مرتبه الهلال نکلے - الهلال کے مقاصد و مطالب کي تشريح ميں اگر صفحے کے صفحے لکهڈالے جائيں ' جب بهي اتني وضاحت نه هوسکے گي ' جتني اس ايک جمله ميں موجود هے :

تو خود حديث مفصل بخوان ازين مجمل

ليکن ممکن هے بعض طبيعتوں کيلئے که معاني و حقيقت سے کہيں زياده صورت و لفظ سے آشنائي رکهتے هيں ' يه کافي نهو اور انکا انتظار باقي رهے ' اسلئے بهتر هوگا که چند الفاظ اس بارے ميں بهي حوالهٔ قلم کردیے جائيں -

(مقاصد خاص و مقاصد عام)

الهلال جب سنه ۱۹۱۲ - ميں نکلا تها تو اُس کے پيش نظر کچهه مقاصد تو خاص قسم کے تهے اور کچهه عام قسم کے

علم مقاصد کا تعلق عام علم و ادب اور سياست و صحافت کے عام مباحث سے تها ' اور مقصود يه تها که اردو زبان ميں هر اعتبار سے ايک ايسا بلند پايه رساله وجود ميں آجائے جو زمانه کي رفتار ترقي کا ساتهه دے سکے ' اور فکر و نگارش کے هر ميدان ميں ايک نئي قسم کي بلندي پيدا کردے -

خاص مقاصد کا تعلق اس کي "دعوت" سے تها - وه دعوت جو مذهب ميں مجتهدانه نظر و فکر کا ايک نيا دروازه کهولتي تهي ' اور سياست ميں آزادي فکر و عمل اور علو نظر و رائے کي طرف مسلمانوں کو ليجانا چاهتي تهي - اس کي دعوت کا معامله اس درجه وسيع اور گهرا هے که يا تو صرف مجمل اشاره کيا جا سکتا هے ' يا پوري تفصيل کي جاسکتي هے - ادهوري تفصيل يا تفصيل نما اجمال سود مند نهوگا - اس لئے صرف اشاره پر اکتفا کرتا هوں -

بهر حال اس کے مقاصد کا ايک حصه "دعوت" تها اور يه خاص تها - ايک حصه علم و ادب اور صحافت و کتابة کے اعلى نمونوں پر مشتمل تها اور يه عام تها - اس کي "دعوت" نے اگر قوم کي سياسي و ديني ذهنيت (منٹيلٹي) ميں انقلاب پيدا کرنا چاها تها ' تو تصوير و کتابت نے اردو ادبيات کي رفتار بدل ديني چاهي تهي - ان دونوں قسموں کے مقاصد ميں اسے کہاں تک کاميابي حاصل هوئي ؟ اس کے جواب کا معامله اب تاريخ کے سپرد هوچکا هے - بهتر هے که اس ميں مداخلت نه کي جائے -

دنيا اور دنيا کے ساتهه هندوستان گياره باره برس آگے بڑهچکا هے - سنه ۱۲ اور ۲۷ کے درميان تغير و ترقي کي ايک بڑي مسافت حائل هے - تاهم جهانتک الهلال کے عام و خاص مقاصد کا تعلق هے ' صورت حال ميں کوئي تبديلي نهيں هوئي - اسکے لئے اب بهي دونوں ميدان عمل ويسے هي منتظر و باز هيں ' جيسے سنه ۱۲ اور ۱۶ ميں تهے - اب بهي اسکي "دعوت" کيلئے وقت کي احتياج راه تک رهي هے - اور اسکي تحرير و کتابة اور آرايش اوراق و صحائف کي جگه بزم سخن ميں خالي هے - البته حالات کي تبديلي نے سفر ميں نهيں ليکن منزل کے محل ميں ضرور تبديلي کردي هے - پہلے اگر اسکا سفر ابتدا کے نقطه سے شروع هوا تها تو اب بعد کي منزلوں سے شروع هونا چاهيے - پہلے دعوت کي ضرورت اسلئے تهي که راه کهلے اور سفر شروع هو ' اب که دروازه کهل چکا هے اور قدم بهي رسم و راه سفر سے نا آشنا نه رهے ' اسکي صدائيں اسلئے مطلوب هيں که راه کي مشکليں حل کي جائيں ' اور سعي و طلب کے جو قدم اٹهه چکے هيں وه بے راهه روي سے محفوظ رهيں :

مرا دو خضر عقل و پير بايد از چپ و راست
که گم رهي نه کنم ورنه عزم راه خطاست !

اس سلسله ميں اگرچه بهت سي چيزيں اهم هيں اور انهيں جلد از جلد بيان ميں آنا چاهئے ' ليکن خصوصيت کے ساتهه تين موضوع وقت کي ضروريات کے اصلي موضوع هيں ' اور اسليے الهلال کے صفحات پر انکا خصوصيت کے ساتهه انتظار کرنا چاهئے :

(۱) ملک کي موجوده سياسي زندگي کے عملي مسائل -

(۲) مسلمانوں کي اجتماعي زندگي کا موجوده ذهني اور عملي انتشار جو پچهلي حرکت کے رد عمل (ري ايکشن) کي صورت ميں نماياں هوا ' اور اسکے عملي مسائل و مباحث -

(۳) مسلمانان هند کي قومي و اجتماعي ذهنيت کي تشکيل اور اسکے اهم مباحث -

(الهلال کے ديني اور علمي مباحث)

انکے علاوه ايک اور قسم بهي اهم هے - الهلال نے اپنے ديني و علمي مباحث ميں نظر و تحقيق کا ايک خاص دروازه کهولا تها ' ليکن وه محض ابتدا تهي - ضرورت تهي که ان بنيادوں پر عمارتيں اٹهائي جاتيں - باره سال گزر گئے - لوگ انتظار کرتے کرتے تهک گئے ' انتظار و طلب نے مايوسي کي شکل اختيار کرلي - ليکن مجهے مهلت نه ملي که اس کام کي تکميل و اشاعت کي طرف متوجه هوتا - جو اصحاب علم و ذوق ان چيزوں کے طالب تهے ' ان پر ميري سياسي مشغوليتيں شاق گزرتي تهيں - وه چاهتے تهے ' همه تن انهي کاموں کيلئے وقف هو جاؤں - ميں اپني سياسي مشغوليت ترک کرديني پر قادر نه تها - اب بهي قادر نهيں هوں - ليکن ساتهه هي يقين رکهتا هوں که نه صرف علمي و ديني تحقيقات کے لحاظ سے بلکه خود قوم کي عملي زندگي کي صحيح نشو و نما کيلئے ان کاموں کي تکميل سب سے زياده ضروري هے -

موجودہ ترکي شاعري کا ايک نمونه

شاعـــر اور بلبل

موجودہ عهد کے ترک اهل قلم نے جديد ترکي علم ادب کو دو قسموں ميں منقسم کر ديا هے- پهلي قسم "قبل از دستور" کي هے- دوسري " بعد از دستور" کي - " دستور" سے مقصود سنه ۱۹۰۸ کا انقلاب هے جب عثماني پارليمنت قائم هوئي تهي -

عهد " بعد از دستور" کے شعرا ميں ضياء الدين خسرو زادہ خصوصيت کے ساتهه قابل ذکر هيں- عالمگير جنگ سے پهلے انکے کلام کا ايک مجموعه " نغمۂ فلک " کے نام سے شائع هوا تها اور اس درجه مقبول هوا تها که فرانسيسي اور طلياني زبانوں ميں بهي اسکا ترجمه هوگيا - اب آنکے کلام کا ايک نيا مجموعه " نغمۂ ارض " شائع هوا هے - " نغمۂ فلک " ميں اجرام سماوي کي بزم طرب آراسته کي گئي تهي - ليکن نغمۂ ارض زمين کے مناظر حسن اور سامان جمال کي طرف دعوت نظر اور صلاے ذوق هے !

اِس مجموعه ميں پهلي نظم " شاعر اور بلبل" کے عنوان سے هے اور چار حصوں ميں ختم هوئي هے - هم اُسکے ايک حصه کا ترجمه آج شائع کرتے هيں- اُردو کے شائقين ادب اِس سے اندازہ کرسکينگے که موجودہ ترکي شاعري کے ذوق و تخيل کا کيا حال هے ؟

⁂

" شاعـــر اور بلبل "

شعراء نے بلبل ديکهي اور اُس سے سوال کيا :

" گانا ختم کرنے کے بعد تيري جگهه کهاں هوئي ؟ "

بلبل نے جواب مين اپنے شيرين راگ شروع کرديے - سب کے دل گرما گيے - سب کے سر جهک گئے - ايک لمحه کامل خاموشي ميں گزر گيا !

آخر ايک شاعر نے سر اُٹهايا :

"کيسي عجيب چڑيا هے! دنيا کي تمام زبانيں سمجهتي هے - اسي ليے روئے زمين کے سب ملکوں کي سياحت کرچکي هے ! "

دوسرے نے کها :

"بے شک يه تمام زبانيں سمجهتي هے - ليکن خود ايک ايسي زبان بولتي هے جسے گو سمجهتے سب هيں مگر بول کوئي نهيں سکتا ـــ "

سب گردنيں جهکاکر بحر خيال مين غرق گئے - پهر کسي نے ايک لفظ بهي نه کها !

⁂

شاعر جمع تهے - رات کا وقت تها - تاريکي پهيلي هوئي تهي -

چمن زار سے بلبل نکلي - قريب کے درخت پر آ بيٹهي - دلکش نغمے بلند هوگئے - هر شاعر کا سر بے اختيار اُٹهه گيا -

مجمع پر کامل خاموشي چهائي تهي !

راگ دلفريب اور فضا غمناک تهي !

ايک شاعر کي آنکهيں اشکبار هوگئيں :

" جا ' جا ' ـــ اَو خوش گلو گويے جا ـــ دوست عزيز ـــ آہ تو نے ميرے وطن [illegible] شفاف آسمان کے نيچے پرورش پائي هے ـــ ميرے دل کے دروازے تيرے لئے کهل گئے ـــ ميں تجهسے محبت کرتا هوں ـــ وطن عزيز اور ميرے دوستوں کا حال سنا ـــ مجهے وہ دل کشا باغ و چمن ياد هيں ـــ وہ بلوري نهر ـــ وہ چهوٹي سي پهاڑ کي چوٹي ـــ زرافشاں کرنوں ميں چمکتي هوئي ـــ وہ آباد شهر مجهے سب کچهه ابتک ياد هے ـــ تيري شيريں آواز نے فراموشي کے بادل ميرے دماغ سے هٹا ديے ـــ ياد داشت رفته واپس آگئي ـــ تذکار محزون نے پهر زخم دل پکر نشتر چبهو ديا - آہ! مجهے ايسا محسوس هوتا هے که ميرے کان پاني بهنے کا شور سن رهے هيں ـــ پهاڑوں اور جنگلوں سے پاني لهراتا هوا باغوں ميں چلا آ رها هے - هرے بهرے باغ ـــ سرد و شيريں پاني ـــ افسوس ! ميں پرديس کي مصيبتيں کيوں جهيل رها هوں ؟ رنج و کلفت ميں کيوں اسير هوں ـــ ؟ "

بلبل نے راگ ميں جواب ديا :

" آسمان پر سورج چاند کي جوڑي هميشه بني رهے ! ستاروں کي بزم عشرت کبهي برهم نه هو ! هم هر وقت اُنسے لطف اُٹهاتے هيں ـــ چشموں کے منهه هر انسان کيلئے کهلے هيں ـــ اميدوں کا طائر ميموں هر دل پر بازو کهولے اُڑ رها هے ـــ محبت کي ديوي سب سے هم آغوش هونے کو طيار هے ـــ مسرت کي مقدار لا متناهي هے ـــ عيش حيات کي صراحي کبهي خالي نهيں هوئي ـــ کامراني کا جام هميشه سے گردش ميں هے ـــ جتنا جي چاهے پي لو ـــ آخر کار هم ايک هي مکان کے صحن ميں جمع هونگے ـــ وهاں ' اُس آخري وطن ميں ' اپنے محبوب عزيز کو گلے لگائينگے ـــ "

روتے هوئے شاعر نے ٹهنڈي سانس بهري اور چپ هوگيا -

⁂

دوسرے شاعر کي اکهڑي آواز بلند هوئي :

" ميرے وطن کي سرحديں کس طرح طے کيں ؟ ـــ خوبصورت چڑيا ! هم وطنوں نے تجهے کيوں جانے ديا ؟ ـــ کسي نے بهي تجهے نهيں روکا ؟ ـــ کيا تو پهر وهاں جائيگي ؟ ـــ اگر جائيو تو مجهے بهي ساتهه ليتي جائيو ـــ پهولوں سے لدے پهندے باغ اپنے ساتهه لے چل! آہ وہ باغ جنکي مخملي زمين پر ميري مسين بهيگي تهيں ـــ ميں يهاں غمزدہ هوں ـــ زندگي اور کامراني کا بوسه حاصل کرنے سے پهلے هي قبر کي آغوش ميں چلا جاؤنگا - آہ ' زندگي اور کامراني کا بوسه ـــ نئے چمکتے هوے آفتاب کا بوسه ـــ ماہ دو هفته کي سرد اور پر عيش کرنوں سے هم آغوشي ـــ ليکن ميري قبر پر ايک ماتمي آنسو بهي نهيں بهايا جائيگا ـــ "

بلبل نے جواب ديا :

" آفتاب و ماهتاب کي جوڑي سلامت رهے ـــ زندگي ميں سب اُنسے مسرت لوٹتے هيں ـــ هم سب کے سروں پر آسمان کي نيلي شبنمي تني هے ـــ هر دل ميں آرزوئيں هيں - روح

ان مسودات میں حسب ذیل کتابیں ایک حد تک مرتب تھیں :

تاریخ معتزلہ - سیرۃ شاہ ولی اللہ - دیوان غالب اردو پر تبصرہ - خصائص مسلم - امثال القرآن - شرف جہاں قزوینی پر تبصرہ - مقدمہ تفسیر کے تمام اجزاء - ترجمان القرآن کا مسودہ سورۂ ہود تک - تفسیر البیان سورۂ نساء کے ابتدائی حصہ تک - مضامین اور یاد داشتوں کا ذخیرہ اسکے علاوہ ہے - قیام رانچی کے ابتدائی زمانے میں دو رسالے نئے لکھنا شروع کیے تھے - ایک وحدۃ قوانین کائنات پر - دوسرا قانون انتخاب طبیعی اور معنویۃ کائنات پر - انکے اوراق بھی اسی ذخیرہ میں شامل ہونگے -

اسکے بعد رانچی کی زندگی میں وہاں کی مقامی خدمات سے جسقدر وقت بچا، تصنیف و تالیف میں صرف ہوا - مقدمہ، ترجمہ اور تفسیر کے بارے میں بہت سی تبدیلیاں فکر و خیال میں ہوگئی تھیں - تقریباً از سر نو کام شروع ہوا تھا - جنوری سنہ ۲۰ - میں اپنا تمام نیا ذخیرہ لیکر رانچی سے نکلا - اس مرتبہ ارادہ کرلیا تھا کہ کم از کم ترجمان القرآن کسی نہ کسی طرح شائع کر دینا چاہئے - اسی خیال سے متن قرآن کی کاپیاں ایک دوست عزیز کے اپنے اہتمام و صرف سے لاہور میں لکھوالیں، اور ترجمہ کی کتابت کا کام بھی ستمبر ۱۹۲۱ - میں شروع ہوگیا-

اگر پانچ چھ ماہ تک بھی یہ حالت باقی رہتی، تو باوجود ہر طرح کی سیاسی مشغولیتوں کی سرگرانیوں کے، عجب نہیں کہ کسی نہ کسی طرح یہ ایک چیز مکمل ہوجاتی - لیکن اسے کیا کیجیے کہ اگر ایک طرف ان خرمن سازیوں اور سرمایہ اندوزیوں کی کوششیں جاری تھیں - تو دوسری طرف نگاہ برق کی دعوت میں بھی کوتاہی نہیں ہوتی تھی - ۱۰ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ - کو میں گرفتار ہوا، اور پھر خانہ تلاشیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا - مختلف اغراض سے (جنکی تشریح کا یہ موقعہ نہیں) پے در پے تلاشیاں کی گئیں -

نتیجہ یہ نکلا کہ نہ صرف بے شمار مسودات و اوراق، بلکہ کتابت کی ہوئی کاپیوں کا بھی تمام ذخیرہ پریشان و منتشر ہوکر پولیس کے قبضہ میں چلا گیا - ۹ - جنوری سنہ ۲۳ - کو جب رہا ہوکر واپس آیا، تو سنہ ۱۹۱۶ - سے لیکر سنہ ۲۰ - تک کی تمام محنت تقریباً رائگاں ہوچکی تھی!

و متی یساعدنا الوصال و دہرنا * یومان، یوم نوی و یوم صدود

عرصہ کی رد و کد کے بعد اوراق واپس ملے، لیکن تمام تر ناقص، منتشر، اور برباد شدہ تھے - اب بغیر نئی محنت کے ان کا کوئی حصہ بھی کام نہیں دے سکتا تھا - یہ بربادی پہلی بربادی سے بھی زیادہ ہمت شکن تھی، لیکن چونکہ خود اختیاری حالت کا نتیجہ تھی اس لئے جس طرح پہلی مرتبہ صبر و خاموشی کے ساتھ برداشت کرلی گئی تھی، اس مرتبہ بھی برداشت کرلینی پڑی - حتی کہ آج سے پہلے شاید اسکا تذکرہ بھی قلم و زبان سے آشنا نہیں ہوا -

جن لوگوں کو تصنیف و تالیف کے معاملات کی خبر ہے، وہ جانتے ہیں کہ ایک مفکر اور اہل قلم کے لئے یہ بات کتنی مشکل اور اذیت دہ ہوتی ہے کہ اپنی لکھی ہوئی چیز برباد دیکھے اور دوبارہ قلم اٹھانے پر مجبور ہو - مشہور ہے کہ جب کارلائل کی تاریخ انقلاب فرانس کا مسودہ جل گیا، تو عرصہ تک اس کا یہ حال تھا کہ قلم پکڑتا اور بغیر ایک حرف لکھے چھوڑ دیتا - کارلائل کا حادثہ اتفاقی تھا - اس لیے اسے شکایت زیب دیتی تھی اور اس کی بے شکیبی بھی قابل ملامت نہیں - لیکن میرے یہ حوادث پیش آئے، اتفاقی نہ تھے - اختیاری تھے - اس لیے دل کے لیے جتنے بھی درد انگیز اور ہمت شکن ہوں، لیکن دماغ کے لیے ان میں کوئی وجہ شکایت نہیں ہوسکتی تھی - مجھے دونوں مرتبہ تسلیم کرلینا پڑا کہ یا تو اس طرح کی زندگی اختیار نہیں کرنی تھی، یا کی ہے تو پھر اس کے تمام لوازم کی تلافی گوارا کرلینے چاہئیں - سرمد کا فیصلہ صرف ایک کشتۂ عشق ہی کا نہیں بلکہ انسان کی تمام مصیبتوں کیلئے عام و ابدی فیصلہ ہے :

یا تن برضاء دوست می باید داد * یا قطع نظر ز یار می باید کرد!

قصد کے خلاف اس حصۂ بیان میں بہت طول ہوگیا - مختصر یہ ہے کہ جہانتک میری مذہبی اور علمی تدوینات کا تعلق ہے، حالات کی رفتار کچھ عجیب طرح کی رہی ہے - عرصہ کے انتظار و التواء اور بار بار کی تعمیر و تخریب سے طبیعت کچھ اس طرح اکتا گئی ہے کہ اب نہ تو ترتیب و ضبط کی طرف مائل ہے، نہ آرائش گفتار اور زینت بیان کا شوق ہے - صرف یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح بھی بنے، اور جس شکل و حالت میں بھی ممکن ہو، وہ تمام مطالب و تحقیقات ایک مرتبہ شائع ہو جائیں، جو اس تمام مدت کی دماغی گردش و جستجو کا نتیجہ ہیں -

چنانچہ اب کہ الہلال تیسری مرتبہ شائع کرنا پڑا ہے، اسکے صفحات کا ایک خاص حصہ اس مقصد کیلئے بھی وقف رہیگا -

البتہ یہ یاد رہے کہ نہ تو ہر طبیعت ان مباحث کی شائق ہے اور نہ ہر مخاطب انکے بار فہم کا متحمل :

بزم میں اہل سخن بھی ہیں تماشائی بھی!

رسالہ کی حسن ترتیب بھی اسکی متحمل نہیں کہ کوئی ایک ہی قسم کی چیز زیادہ جگہ روک لے - اسلئے ناگزیر ہے کہ حسب گنجائش جستہ جستہ جگہ نکالی جائے، اور ترتیب اشاعت ایسی اختیار کی جائے کہ صحبت کا ذائقہ بدلتا رہے - ایک ہی سلسلۂ بیان سے طبیعتیں اکتا نہ جائیں -

(عام مقاصد)

لیکن اگر ان خاص مقاصد سے قطع نظر کر لی جائے، جب بھی عام مقاصد کی ضرورت و اہمیت کا یہ حال ہے کہ اگر الہلال کی نوع کے دس رسالے بھی ملک میں شائع ہوں جب بھی ضرورت پوری نہوگی -

چند حقیقتیں صاف اور تسلیم شدہ ہیں - یقیناً ان میں دو رایوں کی گنجایش نہیں : موجودہ زمانہ "پریس" اور مطبوعات کا زمانہ ہے - نہ صرف علم و ادب کی ترقی کیلئے بلکہ قومی و اجتماعی زندگی کی نشو و نما کیلئے بھی انکا وجود ناگزیر ہے - علم و ادب کی صحیح ترقی بجائے خود قوم کے اجتماعی ذہن و فکر کی ترقی ہے - جیسی جیسی اسکی سطح بلند ہوگی، اتنی ہی قومی زندگی کی سطح بھی بلند ہوتی جائیگی - جہانتک "پریس اور صحافت (جرنلزم) کا تعلق ہے، دنیا اسقدر آگے نکل چکی ہے کہ اب دس برس پیشتر کی صحافت صدیوں کی پرانی چیز معلوم ہوتی ہے - قومی زندگی کی تعمیر کیلئے ایک بنیاد کی اینٹ زبان ہے، زبان کی ترقی کے لئے پہلی چیز اسکی ادبیات (لٹریچر) ہیں، ادبیات کی نشو و نما بغیر اعلی درجہ کے رسائل و مطبوعات ممکن نہیں -

یہ، اور اس طرح کی وہ تمام باتیں جو معروف و معلوم ہیں، اگر صحیح ہیں، تو کیا اسکی ضرورت لوگ محسوس نہیں کرتے کہ تمام براعظم ہند میں کم از کم ایک رسالہ اردو کا ایسا موجود ہو جو اپنی ظاہری اور باطنی خصوصیات میں دنیا کی ترقی یافتہ صحافت کا نمونہ پیش کرسکے؟

دنیا نے انیسویں صدی کے اوائل میں طباعت و صحافت کا جس نقطہ پر چھوڑا تھا، اردو زبان کی صحافت سنہ ۱۹۲۷ - میں اُس پر قناعت کیے ہوئے ہے - آخر یہ حالت کب تک باقی رہیگی؟

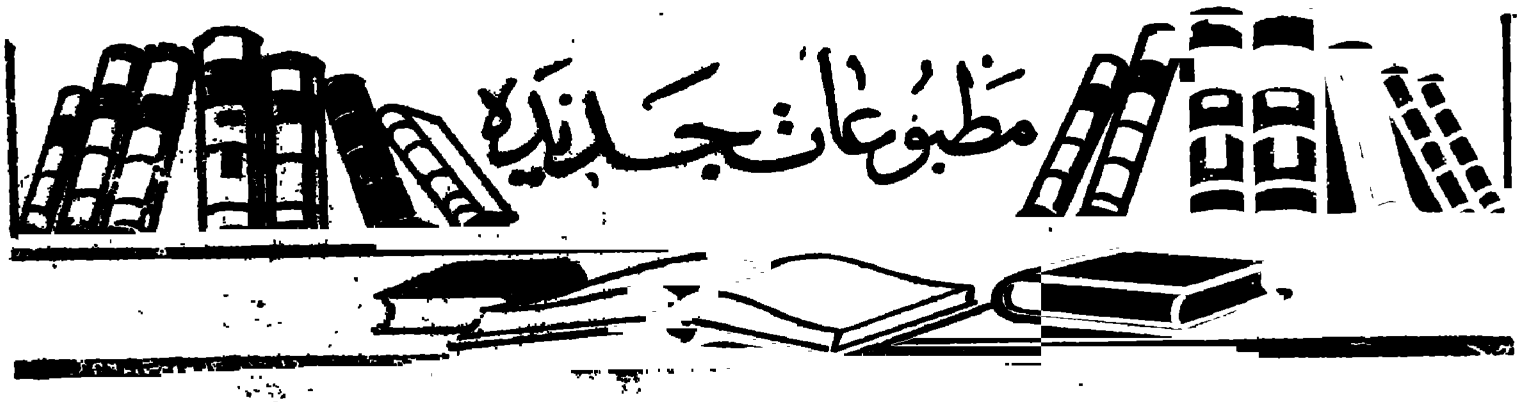

مطبوعات جديده

كيا يورپ ميں عربي نسل موجود هے ؟

مندرجهٔ صدر سوال کے جواب ميں ڈاکٹر احمد شاهين ايک مصري اهل قلم نے ايک دلچسپ کتاب شائع کي هے جو مصر کي تازه ڈاک ميں آئي هے - اِس ميں مختلف تاريخي اور جغرافيائي مصادر سے ثابت کيا هے که اسوقت تک براعظمِ يورپ کے مختلف مقامات ميں عربي نسل کي آباديان موجود هيں - غالباً اس موضوع پر يه پهلي کتاب هے جو تاريخي تحقيقات کا ايک نيا ميدان اهل نظر کيلئے مهيا کرتي هے - مصنف نے فرانس کي عربي النسل آبادي کے بارے ميں جو کچهه لکها هے' هم اس کا خلاصه يهاں ترجمه کر کے درج کرتے هيں :

"ساتويں صدي کے اوائل ميں عربوں نے فرانس پر حکمراني کي تهي - کاسون کے علاقه پر اُنکا پورا قبضه تها اور يگور' رويگ' جيرد' ران ڈگلے' لورا' اور وادي رون تک اُنکي فوجيں بڑهتي رهتي تهيں - اُنکا سب سے بڑا حريف ڈيوک ڈاکٹن تها' اور برابر مقابلے کر رها تها - ليکن جب اُسکا ايک نيا دشمن پرنس چارلس مارٹل پيدا هو گيا' تو اُس نے عربوں سے صلح کرلي اور اپني لڑکي عرب سپه سالار عثمان بن علي سے بياه دي - اِسکے بعد سنه ۲۵۵ ھ ميں خود عربوں ميں پهوٹ پڑ گئي - سپه سالار عثمان نے خليفهٔ اندلس سے الگ هو کر خود مختاري کا اعلان کر ديا - خليفه نے اُسکي سرکوبي کيليے ايک فوج گراں بهيجي - اهل يورپ نے يه حالت ديکهي تو باهم متفق هوکر عربوں کے مقابله پر آ گئے اور "براتيه" کا تاريخي معرکه واقع هوا - عربوں کو شکست هوئي' اور وه فرانس ميں هرطرف بهاگ نکلے - فرانس کے عام باشندوں نے انکے ساتهه بد سلوکي نهيں کي' بلکه مفروروں کا گرم جوشي سے خير مقدم کيا - اُنکي شرافت' نيکي' اور اخلاق کي شهرت وه مدت سے سنتے آئے تهے .

فرانسيسيوں کا يه حسن ظن آج تک باقي هے - ديهاتوں ميں ابتک عربوں کي شجاعت اور فياضي کي داستانيں پهيلي هوئي هيں جب کاموں سے فارغ هوکر فرانسيسي کسان رات کے وقت بيٹهتے هيں تو يه پراني کهانياں ايک دوسرے کو سنايا کرتے هيں .

مقام مونٹر کسويل کے قريب ايک گاؤں "کرنبليه" نام موجود هے - يهاں کے باشندے عام فرانسيسيوں سے بالکل علحده زندگي بسر کرتے هيں - اُنسے رشته دارياں بهي منظور نهيں کرتے - اِنکي زبان بهي خاص هے دوسرے لوگ اُسے نهيں سمجهتے - کيونکه اُس ميں عربي الفاظ بکثرت موجود هيں - يه لوگ شادي کي تقريب ميں فرانسيسيوں کي طرح ناچ کے جلسے بهي نهيں کرتے - اپني عورتوں کو باهر نکلنے سے بهي روکتے هيں - اُنکي اکثر عورتيں ابتک برقعه پهنتي هيں .

فرانس کے [illegible] علاقوں ميں بکثرت ايسے ديهاتي موجود هيں جو اپنے رنگ' ذهانت' اور محنت و مشقت ميں عام فرانسيسيوں سے بالکل مختلف هيں - يه لوگ بهي دراصل عربي نسل سے هيں - ملک کي آب و هوا نے اُنپر زياده اثر نهيں ڈالا - صرف زبان بدل گئي هے - تاهم "الله" کا تلفظ اسوقت تک صاف کرتے هيں - اِس لفظ کا استعمال اُنکي زبان ميں عام هے - اور بهي بهت سے عربي لفظ اُنکي بول چال ميں موجود هيں .

يهي باعث هے که مشهور فرانسيسي مورخ مسيو جيمو نے لکها هے :

"جب کسي کسان کو دبلا' سانولا' تيز نظر' اور جري پاؤ' تو سمجهه لو که وه قديم عربوں کي نسل سے هے" .

ايک دوسرا مورخ تصريح کرتا هے :

"ميں نے بهت سے فرانسيسي کسان ايسے ديکهے هيں جنکے نام ابتک عربي هيں - مثلاً فتح الله' عبد الله' باب الله وغيره - اُن کي زبان بهي عربي هے اگرچه بگڑ گئي هے - ميرے سوال پر اُنهوں نے بتايا که اُن کا نسب محفوظ هے اور يه که وه عربي النسل هيں" .

تورسب اور توروبان بوگے کے علاقوں کے باشندے ابتک عربوں کو ياد کرتے اور اُن کي بڑي تعريفيں کرتے هيں - وه تمام قديم آثار اور شکسته قلعوں کو عربي بتاتے هيں - مغربي اور متوسط فرانس ميں ابتک بهت سي عربي يادگاريں مثلاً پهاٹک اور کنويں وغيره موجود هيں - اُن کے نام بهي عربي هيں - اگرچه اُنهيں فرانسيسي لب و لهجه نے مسخ کر ڈالا هے .

تاريخ' عربي فتوحات کي برکتوں کے ذکر سے لبريز هے - اُنهوں نے صرف يهي نهيں کيا که اُن تاريک زمانوں ميں علم کا نور فرانس ميں پهيلايا بلکه هر طرح کي تمدني اصلاحات بهي جاري کيں - چنانچه آب پاشي کے ذرائع اُنهي نے مهيا کيے اور باشندوں کو اُنسے فائده اٹهانے کے طريقے سکهائے - مختلف قسم کے غلے لے گئے اور اُنکي کاشت رائج کي - الپس کے پهاڑوں پر عمده گهاس مويشيوں کيلئے اُنهي کي پيدا کي هوئي هے - اربوسوں کے علاقے ميں دري اور قالين بننے کے کارخانے قائم کئے - کورتين نامي گاؤں ميں ابتک اِن کارخانوں کے عرب مزدوروں کي نسل موجود هے - عربوں کے جانے سے پہلے فرانسيسي کشتي اور جهاز بنانا نهيں جانتے تهے - عربوں هي سے اُنهوں نے يه فن سيکها - موسيو فرومنتين اور کيلوميه جيسے مورخين نے اپني کتابوں ميں ثابت کيا هے که اهل فرانس نے فن تعمير بهي عربوں هي سے سيکها تها - اِسکا زنده ثبوت ابتک موجود هے - فرانس کا موجوده فن تعمير صاف بتا رها هے که عربي ذوق اُس ميں کار فرما هے" .

میں امیدوں کا بسیرا ہے — سب کا مسرت میں حصہ ہے — نہ تو سورج کی کرنوں نے کبھی بخل کیا - نہ چاند کی بخشش جمال میں کبھی کوتاہی ہوئی — آخرکار ہم سب ایک ہی چار دیواری میں جمع ہونگے — وہاں اپنے محبوب عزیز کے بوسہ ہاے عشق سے لذت دوام حاصل کرینگے ! "

* * *

عین اُس وقت کالی گھٹائیں ہٹ گئیں - ستاروں کے جھرمٹ میں بدر منیر جھومتا ہوا بر آمد ہوا -

تمام تاریکیاں معدوم ہوگئی تھیں - آسمان کی مجلس شب افروز آراستہ تھی - نور کے فرشتے صف بستہ کھڑے تھے !

ایک شاعر نے دبی زبان سے کہا :

" بلبل اپنی نغمہ سرائی میں صادق اور اپنے زیر و بم میں معصوم ہے — یہ دیکھو ماہتاب سامنے ہے — اُسکی روپہلی چاندنی ہمیں دعوت نشاط دے رہی ہے ! آخر کار دوستوں سے ملاقات یقینی ہے ! — پھر ہم کیوں رنج کریں ؟ کیا سورج کی چمک ' چاند کی مسکراہٹ ' ستاروں کی شب افروزی ' پھولوں کا قہقہہ ' شاخوں کا رقص ' باد صبا کی اٹکھیلیاں ' دریاؤں کی خوش خرامی ' اور پھر فطرۃ کے اس تمام جلوہ زار عیش و جمال کے سامنے اس مطرب کائنات کی نغمہ سنجی ' ہمارے سرور روح کیلیے کافی نہیں ؟ "

سب کے چہروں پر اطمینان کا سکون پھیل گیا - لبوں پر تبسم دوڑنے لگا - گویا اِس طائر میمون نے فکروں کا پہاڑ سر سے گرادیا -

اب ہجر و فراق کا تلخ جام سب کے سامنے سے ہٹ گیا تھا - عیش دوام کی صراحی سب کے منہ سے لگی تھی !

* * *

آتش دان کے سامنے ایک بڈھا چپ بیٹھا تھا - افسردہ نگاہیں آگ پر تھیں - ٹھنڈی سانس لیکر بولا :

" آہ ! میں اِس ایندھن کی طرح ہوں — قریب ہے کہ سب لکڑی جل جائیگی — بالکل جل جائیگی — اِسی طرح میں بھی عنقریب جل جاؤنگا — سر تا سر جل جاؤنگا — "

لیکن فوراً بلبل کی آواز کان میں آئی - مایوس بڈھا جھنجھلا کر بولا :

" چپ او زبان دراز چڑیا چپ — جوانی کے دن یاد نہ دلا — وہ دن جب جسم میں قوت اور چستی تھی — جب نہ آنکھیں دیکھنے سے تھکتی تھیں ' نہ کان سننے سے — خوشی کے دنوں کی یاد تازہ نہ کر — میں اب زندہ اور پر امید انسان کی جگہ ہڈیوں کا ایک ڈھیر ہوں — مجھے پچھلا زمانہ بھول جانے دے — "

بلبل نے جواب دیا :

" ماضی بعینہ مستقبل ہے — اگر مستقبل تاریک ہے تو ماضی کی یاد اُسے روشن کردیگی — ماضی کی روح پرور نسیم ' حاضر کی گرمی ہلکا کردیگی — آفتاب زندگی ہر وقت درخشاں ہے — خود ہم اُسے اپنے فکروں کے بادلوں سے چھپا دیتے ہیں — "

ماضی ' حاضر ' مستقبل ' تینوں بڈھے کے دماغ میں آگئے اور مل جل گئے - دل میں گدگدی پیدا ہوئی - آرزوں کے معطر پھول شگفتہ ہوگئے - وہ پھول جو چالیس برس کی عمر میں کلیوں کی پنکھڑیاں توڑ کر مسکرائے تھے !

بڈھے نے آہستہ سے کہا :

" بلبل نے سچ کہا — بے شک زندگی کا آفتاب ہر وقت روشن ہے — شباب اور پیری ایک ہی ہے — عاقل پیری کو بھی جوانی بنا سکتا ہے — بشرطیکہ جوانی کا پر جوش پانی بڑھاپے کے ساکن پانی میں ملا دے — مسرت کے دنوں کی یاد سے بڑھکر بھی کیا اس دنیا میں کوئی مسرت ہو سکتی ہے ؟ "

پھر وہ چارپائی پر لیٹ گیا اور بلبل کے نغموں میں بے خبر سو گیا !

ماں

(مادری محبت و شعور پر چند خیالات)

" دنیا کا سب سے زیادہ دلکش اور موثر منظر کیا ہے ؟ ماں کے وجود کا منظر ہے جب وہ اپنے بچہ کو مامتا بھری نظروں سے دیکھتی ہے ! اِس سے زیادہ دلفریب نظارہ کوئی نہیں ہوسکتا کہ ہر قسم کے افکار و خیالات سے خالی الذہن ' سادہ دل بچہ کودتا اچھلتا پھرتا ہے ' اور اُسکی ماں مادرانہ محبت و ہوشیاری سے اُسکی معصومانہ حرکتوں کی نگرانی کر رہی ہے ! " (ناعق کمال)

* * *

" اُس احساس سے زیادہ خوشگوار احساس شاید کوئی نہیں جو ماں کے دل میں اپنے بچہ کو کھلانے کے وقت پیدا ہوتا ہے ! - اس احساس سے زیادہ الم ناک احساس کوئی نہیں جو ماں اپنے بچہ کو تکلیف میں دیکھکر محسوس کرتی ہے - اِس باب میں عورت ' مرد سے کہیں زیادہ زندگی اور زندگی کی حقیقت کا شعور رکھتی ہے "

" انسان ' باپ سے زیادہ ماں سے متاثر ہوتا ہے - سب سے پہلی صورت جو ہمارے ذہن میں قائم ہوتی ہے وہ ہماری ماں ہی کی صورت ہوتی ہے - ہم زندگی بھر اُس صورت سے متاثر رہتے ہیں - جب ہم حسن کا احساس کرتے ہیں تو ہمارے سامنے اپنی ماں کا وہ چہرہ آجاتا ہے جو ہمیں ہنسایا کرتا تھا - کبھی ہم اُسی کے خط و خال کو نا دانستہ حسن کا معیار قرار دیتے ہیں - ہم اپنی ماں کے کس قدر مزاج داں ہوتے ہیں ؟ صرف اُس کی آنکھیں دیکھکر ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ خوش ہے یا ناخوش ' حالانکہ ہم بالکل بچہ ہوتے ہیں اور ہمارا سادہ ذہن دنیا کی کوئی بات بھی سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا " (برنی)

* * *

" دنیا کی کوئی زبان بھی مادری محبت کی قوت ' خوبصورتی اور بہادری کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتی - مرد جھجک کر رہ جاتا ہے - اُس کی قوت جواب دے جاتی ہے ' مگر ماں اپنے بیٹے کی محبت میں کبھی کمزور اور سست نہیں پڑتی - ماں ہمیشہ امانت و اخلاص کا ستارہ بنکر زندگی کے اِس صحرا میں اپنے بچے کی رہنمائی کرتی رہتی ہے " (شاپن)

* * *

" باپ بے اعتنائی کرسکتا ہے - بھائی دشمن بن سکتا ہے - زن و شو میں عداوت پیدا ہوسکتی ہے - لیکن ماں کی محبت میں کبھی فتور نہیں پڑ سکتا - وہ زندگی بھر یکساں حالت میں تر و تازہ رہتی ہے - لڑکا کتنے ہی قصور کرے ' ماں کی محبت برقرار رہتی ہے - وہ ہمیشہ آس لگائے بیٹھی رہتی ہے کہ کسی نہ کسی دن اُس کا لخت جگر نادم ہوکر اُس کی شفقت بھری گود میں ضرور آجائیگا - ماں زندگی بھر بچہ کی مسکراہٹ یاد رکھتی ہے - وہ مسکراہٹ جو اُس کے سینہ کو مسرت سے لبریز کردیتی تھی ! اس [illegible] میں وہ کسی طرح بھی اپنی مادری محبت سے دست بردار نہیں ہو سکتی [illegible])

دربعد جسم انساني تک پهنچ جاتي هيں - يه اثر اگرچه خطرناک نهيں هے مگر کافي گهبراهٹ اور دهشت طاري کرديتا هے - اس مچهلي کي يه برقي قوت ايک مرتبه عمل کرنے کے بعد پهر عارضي طور پر ختم هو جاتي هے اور جب تک کچهه عرصه سکون و آرام کي زندگي بسر نه کرلے کام نهيں دےسکتي.

تارپيڈو کي تقريباً بيس قسميں گرم اور نيم گرم سمندروں کے متفرق حصوں ميں پائي جاتي هيں.

(نيل کي برقي مچهلي)

برقي مچهليوں کي دوسري جنس درياے نيل ميں پائي جاتي هے ' جس کو علمي اصطلاح ميں الکٹريکس مالپٹيرورس (Electricus Malapterurus) کهتے هيں - اس کي صورت تارپيڈو مچهلي سے مختلف هے - يه ايک چهوٹي سي مضبوط روغن‌دار مچهلي هے جس کي کهال چکني اور پر چهوٹے چهوٹے هوتے هيں - اسکي مونچهيں بهي هوتي هيں مگر چهوٹي - بهورے جسم پر چهوٹے بڑے سياه داغ هوتے هيں - اس مچهلي کا بهي برقي آله تقريباً تارپيڈو مچهليوں کي طرح هوتا هے .

(ستاره بيں)

برقي مچهليوں کي تيسري قسم داغدار هے - اس کا اصطلاحي نام ايسٹروسکوپس گوٹيٹس (Astrascopus guttatus) هے - اسکي شکل سب سے علحده اور عجيب هوتي هے - يه ايک چهوٹي مگر قوي الجثه مچهلي هے جو ايک فٹ لمبي اور صورت ميں مينڈک سے مشابه هوتي هے - اسکا سر دبا اور اوپر کي طرف چپٹا هوا هے - اسکے تهوس اور کهردرے بدن پر چهوٹے چهوٹے چهلکے هوتے هيں جسم کے اوپر کا حصه چهوٹے چهوٹے گول داغوں سے بهرا هوتا هے

تارپيڈو برقي مچهلي

اس کي اصلي خصوصيت اسکے سر کي ساخت هے - يه سر ايک مربع بکس کي طرح هوتا هے - دونوں آنکهيں سرے پر اس طرح لگي هوتي هے که ادهر ادهر يا نيچے نهيں ديکهه سکتيں - يهي وجه هے که اسکا نام ستاره بيں (Star gazer) رکها گيا هے -

اس مچهلي کي آنکهوں کے پيچهے چکنے چمڑے کے دو چهوٹے چهوٹے برقي خزانے هوتے هيں - پرنسٹن يونيورسٹي کے پروفيسر الرک ڈالگرن (Ulric Dahlgren) نے اس برقي خزانے کے اجزاء کا مطالعه کيا هے - اس برقي آله کي ساخت بالکل نئي وضع کي هے - اس ميں بهت سے مسطح پرت مساوي مقدار کے هوتے هيں جنکو الکٹروپليکس (Electroplax) کهتے هيں ' اور هر دو پرتوں کے درميان ايک گاڑها قوام هوتا هے - ستاره بيں مچهليوں کي بهت سي دوسري قسميں جاپان اور يورپ کے ساحلوں پر ملتي هيں - چونکه يه مچهلياں گوشت خوار هيں ' اسلئے قرينه يهي هے که چهوٹي چهوٹي مچهلياں برقي صدمے سے بيحس هوکر انکے وسيع دهانے کا نواله بن جاتي هونگي -

(برقي ايل)

جس مچهلي ميں سب سے زياده برقي قوت وديعت کي گئي هے وه برقي ايل (Eel) هے جسکا اصطلاحي نام الکٹريکس الکٹروفورس (Electricus Electroforus) هے - يه مچهلي برازيل اور گائنا کے دريائوں ميں پائي جاتي هے - ايل مچهلي کو هندوستان ميں بام مچهلي کهتے هيں اور کهائي بهي جاتي هے - برقي ايل اگرچه اپني لمبي اور سانپ نما شکل ميں بام مچهلي سے مشابه هوتي هے مگر علم حيوانات کي تحقيقات ميں اسکي باطني ساخت بام سے مختلف هے -

برقي ايل اپني برقي قوت ميں تمام برقي مچهليوں سے زياده طاقتور هے - يه برقي آلات کے دو جوڑے رکهتي هے اور دونوں ميں به کثرت چهوٹي چهوٹي کوٹهڑياں هوتي هيں - اس برقي آله کا ايک جوڑا اسکي دم کے اوپر هوتا هے ' دوسرا پچهلے پروں کي جڑ ميں - برازيل کي برقي ايل کي لمبائي چهه فٹ تک هوتي هے - اس کا برقي صدمه ايسا تيز و شديد هوتا هے که مس هوتے هي جسم کو بالکل شل کرديتا هے .

ڈاکٹر ايم ' اي ' بلاک (M. E. Block) اپني کتاب مچهليوں کي طبعي تاريخ (Natural History) ميں برقي ايل پر متعدد تجربوں کا بيان کرتے هيں - ان سے ظاهر هوتا هے که يه مچهلياں جب سکون و عافيت ميں هوتي هيں تو برقي صدمه نهيں پهونچاتيں ' ليکن اگر انهيں خواه مخواه مشتعل کرديا جائے تو تيز برقي لهر اٹهنے لگتي هے - انهيں جسقدر سخت غصه آيگا ' اتنا هي زياده برق کا صدمه بهي شديد هوگا - جب يه اپني آزادي کي حالت ميں پاني کے اندر هوتي هيں تو ان ميں برقي قوت زياده رهتي هے ' مگر جب قيد کرلي جاتي هيں تو گهٹ جاتي هے -

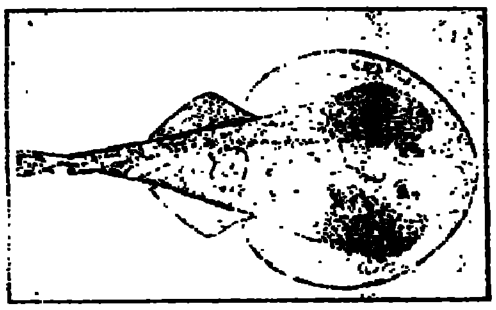

تارپيڈو کا برقي خزانه ايکس رز کي تصوير ميں

جب برقي مچهلي مرنے لگتي هے تو اسکي برقي قوت بهي کم هوتي جاتي هے - يهانتک که مرنے کے بعد بالکل زائل هوجاتي هے - ان مچهليوں کي برقي لهر دهات کي اشيا اور تمام برق پذير conductor اشياء ميں فوراً سرايت کرجاتي هے مگر شيشه اور ريشم پر اثر نهيں کرتي - چهوٹي مچهلياں ان سے مس هوتے هي شل هو جاتي هيں اور يه به آساني ان کا شکار کرليتي هيں .

بعض لوگوں نے دعوا کيا هے که اگر دهات کے دو ٹکڑوں سے يه مچهلي چهو دي جائے تو دونوں ٹکڑوں کے درميان ايک برقي شراره پيدا هوجايگا - مگر يه دعوی ابهي تجربے کا محتاج هے - ايک ماهر بيان کرتا هے که انتهائيس آدمي ايک دوسرے کا هاتهه پکڑ کر حلقه ميں کهڑے هوگئے ' اور اس حلقه کے ايک سرے پر برقي ايل کا جسم چهو ديا گيا - معاً حلقه کے تمام آدميوں کو اسي طرح کا برقي صدمه محسوس هوا جيسا کسي بهت بڑے برقي آله کے استعمال سے هوسکتا هے !

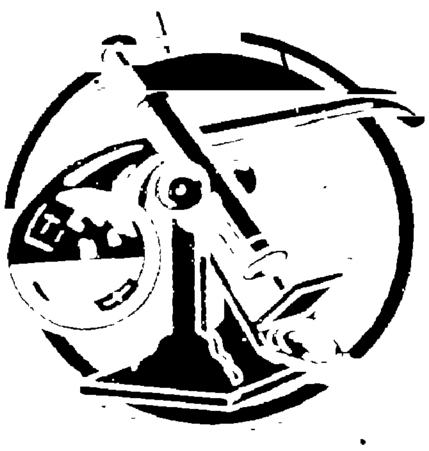

مذاکرۂ علمیہ

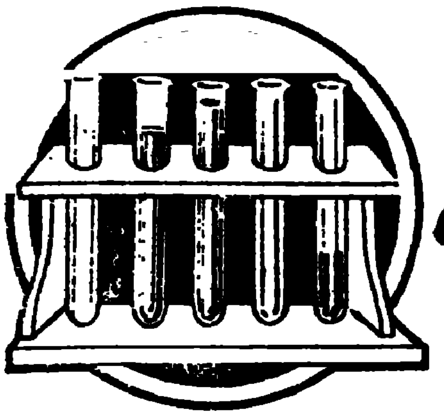

برقی مچھلیاں

حکمت الٰہی کی کارفرمائیاں بھی کیسی عجیب و غریب ہیں! انسان نے لاکھوں برس کی سراغ رسانیوں کے بعد کائنات کی ایک سب سے بڑی قوت کا کھوج لگایا جسکا نام قوت برق ہے - یہ قوت آج اُس کی کاربراریوں کا سب سے بڑا خزانہ ہے - زمین اِس سے روشن ہوتی ہے - آسمان پر طیارے اسی کے ذریعہ اُڑتے ہیں - سواری کیلئے سب سے بڑا مرکب یہی ہے - کارخانوں کیلئے سب سے بڑی قوت حرکت اسی سے ملتی ہے - خبر رسانی میں اسی کی پیغام بری پر آج بحر و بر کا دار و مدار ہے - زمین کی طاقت کے تمام خزانے خالی ہو جائیں، لیکن اس لازوال خزانے کے ختم ہو جانے کا کبھی اندیشہ نہیں -

لیکن جب انسان نے اس عجیب خزانۂ قوت پر قبضہ کر کے فخر و غرور سے سر اُٹھایا، تو قدرت نے اپنے پردۂ اسرار کا ایک نیا گوشہ کھول دیا - انسان نے دیکھا اور دیکھکر ششدر رہگیا کہ جس چیز کو وہ اپنی طاقتوں کا سب سے بڑا خزانہ سمجھکر اسقدر مغرور ہو رہا ہے، وہ قدرت کے کارخانۂ حیات میں اس سے زیادہ قدر و قیمت نہیں رکھتی کہ چند حقیر اور مجہول جانوروں کے جنگ و شکار کا ایک معمولی سا ہتیار ہے!

قدرت نے ہر جاندار کو اُسکی غذا کے حصول کیلئے مختلف قسم کی قوتیں اور طرح طرح کے آلات دیے ہیں - کسی جانور کے پاس بڑے بڑے پنجے ہیں - کسی کے پاس لمبے لمبے دانت ہیں، کوئی سینگ کے ہتیار سے لڑتا ہے، کوئی اپنی تیز سانس کے ذریعہ اپنا شکار کھینچ لیتا ہے - ایسا ہی ایک ہتیار برقی قوت کا خزانہ (بیٹری) بھی ہے - جن جانوروں کے پاس یہ خزانہ ہے، وہ اسے ایک ہتیار کی طرح کام میں لاتے ہیں - جب اُنکا شکار قریب آتا ہے، تو برقی قوت کی لہر اسے بے ہوش یا شل کر ڈالدیتی ہے، اور وہ اسے بہ آسانی اپنا نوالہ بنا لیتے ہیں!

ان جانوروں کا برقی خزانہ انکے دوران خون کی حرکت سے کچھہ سا عجیب تعلق رکھتا ہے نہ ہمیشہ برقی قوت اس سے حاصل کی رہتی ہے - قوت کی تیزی اور اجراء کیلئے محرک کی ضرورت ہے - یہ کام انکے جوش اور غضب کے ہیجان سے لیا جاتا ہے - جونہی وہ جوش میں آتے ہیں، غضب و ہیجان کی حرارت برقی خزانہ کیلئے تازہ قوت بہم پہنچا دیتی ہے، اور برقی لہریں تیزی کے ساتھہ اُٹھنے اور ٹکرانے لگتی ہیں!

ان جانوروں میں سب سے زیادہ عجیب برقی مچھلیاں ہیں - آج ہم انکی بعض اقسام کی تشریح کرتے ہیں - یہ تشریح اُس دلچسپ اور محققانہ مضمون سے ماخوذ ہے جو رسالہ سائنٹفک امریکن کی پچھلی اشاعت میں شائع ہوا ہے -

(پر اسرار جانور)

سنہ ۱۸۸۲ - کے موسم سرما میں جب پروفیسر ڈیوڈ سٹار جارڈن مقام کی وسٹ Key west کی مچھلیوں کی نسل و عادات کی تحقیق میں سرگرم تھا، تو ایک صبح ایک چھوٹی سی مچھلی اپنے ہاتھہ میں لئے اُس کے دفتر میں وارد ہوا اور ایک دلچسپ قصہ بیان کیا - اُس نے کہا میں نے یہ مچھلی ساحل کے قریب دیکھی تھی - میں نے اُس کے جسم میں کانٹا چبھویا، مگر جونہی کانٹا اُس سے مس ہوا، ایک سخت جھٹکا لگا [illegible] میرا بازو شل ہوگیا!

برقی مچھلی کا یہ پہلا انکشاف تھا -

(تارپیڈو مچھلی)

یہ مچھلی اُس جنس کی ہے جسے تارپیڈو Torpebo یا برقی رے (Electric ray) کہتے ہیں - اس جنس کی یہ سب سے چھوٹی قسم کی مچھلی ہے - بہاما (Bahama) اور مغربی کی (Key west) کے مقامی ماہیگیر اسے "نمب فش" (numb fish) یعنی شل کردینے والی مچھلی کہتے ہیں - قدیم زمانے میں اس طرح کی مچھلیاں جن لوگوں کے تجربہ میں آئی ہونگی - معلوم نہیں [illegible] دیوانی بھوتوں کے مانند بنا دیا ہوگا!

ان مچھلیوں کا جسم بہت نرم [illegible] کی ساخت [illegible] ہموار اور چپٹی ہوتی ہے - یہ برقی مچھلیاں [illegible] میں ساحل کے قریب پائی جاتی ہیں - [illegible] جزائر [illegible] اور بحر الکاہل کی تارپیڈو بہت بڑی ہیں - انکا طول تین فٹ تک ہوتا ہے اور وزن ایک من دس سیر سے زیادہ نہیں ہوتا - رنگ عموماً سیاہ ہوتا ہے - عام طور پر غذا کے لئے استعمال نہیں کی جاتیں -

تمام تارپیڈو مچھلیوں کا برقی آلہ ساخت [illegible] ہوتا ہے - یہ آلہ ایک بڑی تھیلی کی طرح ہوتا ہے جس میں شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرح چھوٹی چھوٹی شش پہلو کوٹھریاں بنی ہوتی ہیں - بڑی جسامت میں ایسی کوٹھریاں چار سو تک دیکھی گئی ہیں - اس طرح کی تھیلیاں کھال کے نیچے، سر کے دونوں جانب، آنکھوں کے پیچھے، اور بازوؤں یا پیروں کے جڑ سے ملی ہوئی پائی گئی ہیں - اس تھیلی کی ہر کوٹھری گویا جسم کے پٹھوں کی ایک تبدیل شدہ صورت ہے - وہ ایک شفاف اور متحرک گاڑھے قوام (Jelly) سے بھری ہوتی ہے -

تارپیڈو مچھلی میں اس تھیلی کا برقی خزانہ سب سے بڑا ہوتا ہے - وہ اپنے دشمن پر اسی ہتیار سے حملہ کرتی اور اسے شل کردیتی ہے - چاقو، برچھی، تلوار سے اس پر حملہ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ دھات کی اشیاء فوراً برقی لہر قبول کرلیتی ہیں اور اُن کے

موجوده زمانے کي سب سے بڑي خصوصيت يه بتلائي جاتي هے که علوم و تمدن کي ترقي اور سير و حرکت کے حيرت انگيز وسائل نے قوموں اور ملکوں کا تفرقه دور کر ديا هے، بحر و بر کے ڈانڈے مل گئے هيں، اور ساري دنيا ايسي هوگئي هے، جيسے ايک مسلسل آبادي کے مختلف محلے اور حصے هوتے هيں!

ليکن اس پر بھي هم ديکھ رهے هيں که قوموں اور ملکوں کے مکان کا تفرقه جسقدر کم هوتا جاتا هے، دل اور دماغ کا تفرقه اتنا هي بڑھتا جاتا هے - جسقدر تيزي سے بيسويں صدي کي موٹريں اور طيارے دوڑ رهے هيں، اتني هي تيزي سے قوموں کے دل بھي ايک دوسرے سے برگشته هو رهے هيں!

ليکن اب سے تيره سو برس پہلے جب دنيا موجوده زمانے کے تمام وسائل قرب و اجتماع سے محروم تھي، بحر احمر کے کنارے، ريگستان عرب کے وسط ميں، حجاز کي "چٹيل اور بے زراعت وادي" کے اندر، ايک صداء اجتماع بلند هوئي، اور نسل انساني کے منتشر افراد کا ايک نيا گھرانا آباد کيا گيا - انساني اجتماع و يگانگت کي يه پکار صرف اتنا هي نہيں چاهتي تھي که ملکوں کي سرحديں اور جغرافيه کي حديں ايک دوسرے سے قريب هوجائيں، بلکه اس کا مقصد نسل انساني کے بکھرے هوئے دلوں اور برگشته روحوں کو ايک دوسرے سے جوڑ دينا تھا -

عرفات ميں حاجيوں کا اجتماع!

يه پکار سني گئي - کرهٔ ارضي کے سارے گوشوں اور خشکي اور تري کي ساري راهوں سے اس پکار کي بازگشت بلند هوئي - انجن اور برق کي برق رفتار سواريوں کے ذريعه نہيں، تار اور لاسلکي کے کھڑے هوئے ستونوں پر سے نہيں، بلکه دل کے اعتقاد اور روح کے ايمان کے ذريعه اسکي پکار سب نے سني، اور اسکي پکار کا جواب سب کي زبانوں سے نکلا!

يه اسلام کي پکار تھي! يه اسلام کا فريضهٔ حج تھا!

اس نے ملکوں کو اکٹھا کرديا، قوموں کو جوڑ ديا، نسل اور زبان و مکان کے سارے تفرقے دور کرديے، گورے کو کالے کے ساتھ اور بادشاه کو فقير بے نوا کے ساتھ ايک هي مقام ميں، ايک هي وضع و لباس ميں، ايک هي صورت و اعتقاد کے ساتھ، اسطرح جمع کرديا که انساني گمراهي کے بنائے هوئے سارے امتيازات مٹ گئے، انساني اخوت و وحدت اپني اصلي صورت ميں بے نقاب هوگئي!

الهلال کے مقاله نگار مقيم جده ۲۸ - مئي کے مراسله ميں لکھتے هيں:

" آجکل بحر احمر کا يه ساحلي مقام تمام کرهٔ ارضي کے انسانوں کا مرکز بن گيا هے - خشکي اور تري، دونوں راهوں سے قوموں اور ملکوں کے قافلے پہنچ رهے هيں - ايسا معلوم هوتا هے که جده کي زمين شق هوگئي هے اور انسانوں کے انبوه اُگل رهي هے -

اخبارات سے آپکو معلوم هوچکا هوگا که برطاني نمايندہ جده ميں مقيم تھا تاکه سلطان ابن سعود سے نئے معاهده کے مواد پر گفتگو کرے - نمايندہ [illegible] ساتھ سکريٹريوں کا بھي ايک بڑا اسٹاف تھا - ايک دن ميں نے مغرب کي نماز ساحل کي ريگ پر ادا کي جہاں بعض رؤساء جده نے کلب کي طرح ايک روزانه اجتماع "نادي الصلوة" کے نام سے قائم کر رکھا هے - نماز کے بعد جب ميں لوٹا اور بازار کے قريب پہنچا، تو ديکھتا هوں برطاني نمايندہ کے اسٹاف کے چند انگريز کھڑے [illegible] نظاره ميں غرق هيں - ان ميں ايک شخص مسٹر رابرٹس نامي تھے جن سے ميں ايک دو مرتبه مل چکا تھا - ميں نے انسے پوچھا "آپ کس چيز کے نظاره ميں اسقدر دلچسپي لے رهے هيں؟" انہوں نے کہا:

"ديکھو، يه هندوستانيوں کا گروه هے - يه پانچ [illegible] جاوي کھڑے هيں - انکے ساتھ ايک چيني کي منگولين صورت دکھائي دے رهي هے - دوسري طرف ايک ترکستاني کي سياه ٹوپي اور افغاني کي بڑي سي پگڑي هے - انکے پيچھے ايک گروه بھي عربوں کا سرخ جبے پہنے جا رها هے اور انکے ساتھ اقصاء افريقه کا ايک [illegible] هنس هنس کر باتيں کر رها هے - تيسري طرف دو حبشي کھڑے هيں اور ايک مصري طربوش انکے پيچھے نظر آرهي هے - [illegible] ان تمام قوموں کي آباديان جغرافيه کے نقشے ميں ڈھونڈھي جائيں، تو کيسے کيسے عظيم سمندر اور بے کنار صحرا ان ميں حائل نظر آئيں گے؟ ليکن يہاں ان سب کو جمع کر ديا گيا هے - سال کے اس موسم ميں خود بخود دنيا کے تمام گوشے اس جگه يکجا هوجاتے هيں - کيا دنيا کے کسي حصے ميں بھي ايسا منظر نظر آسکتا هے؟ کيا اس سے زياده بڑھکر کوئي منظر هے جو انساني اجتماع کي ايک عجيب و غريب قوت کا پته دے؟ ميں سوچ رها هوں که کس کے هاتھوں ميں [illegible] کا سرا هے جس سے بحر و بر کے يه تمام گوشے کھنچ آئے هيں؟

اسلام کے هاتھ ميں! چھٹي صدي کے صحراء عرب [illegible] اسلام آج بھي انساني اخوت کي سب سے بڑي زنده قوت هے!"

عالم شرق و اسلام

حج سنہ ۱۳۴۵

"وادیِ غیر ذی زرع" میں قوموں کا ہجوم اور ملکوں کا اتصال !

واذن في الناس بالحج يأتوك رجالاً وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق !

منی میں حاجیوں کا پڑاؤ

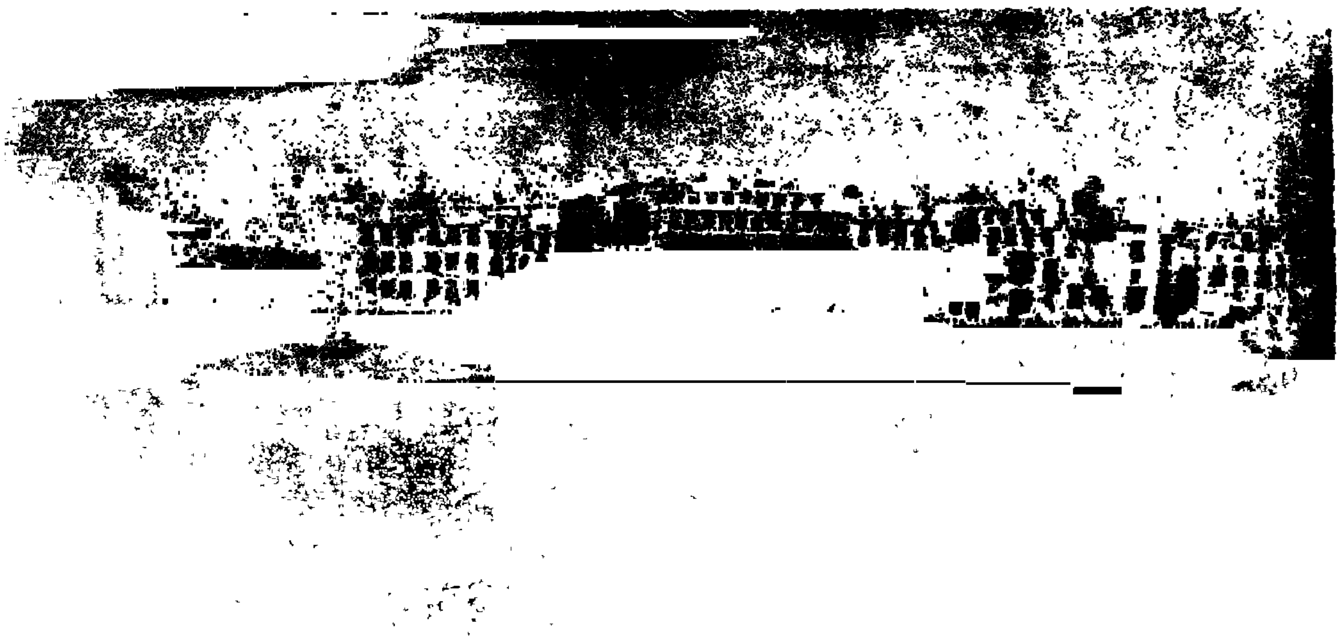

موسم حج میں مسجد حرام کا اجتماع جمعہ

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنی زندگی کے آخری اوقات میں!

امام علی علیہ السلام

ایک مغربی شاعر کہتا ہے: "اگر تم ایک انسان کو اس کے تمام اوصاف و خصائل اور ضمیر و سیرت کی اصلی صورت میں دیکھنا چاہتے ہو تو انتظار کرو۔ اُس وقت تک انتظار کرو جب موت کا دروازہ اُس پر کھل جائے۔ اُس وقت وہ سارے بناوٹی پردے ہٹ جائیں گے جو انسان اپنی حقیقی صورت پر ڈال لیا کرتا ہے۔ اُسکی صحیح صورت کی دلکشی یا ہیبت نقاب پھاڑ ڈالتی ہے اور بے حجاب ہو کر دنیا کے سامنے آجاتی ہے"۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ انسان کی حقیقت کا بے پردہ معائنہ صرف اُس کی زندگی کے آخری لمحوں ہی میں کیا جاسکتا ہے۔ ایک مرتبہ ہمیں خیال ہوا کہ اگر دنیا کے اکابر و مشاہیر کے صرف وہ حالات جمع کئے جائیں جن کا تعلق اُن کی زندگی کی آخری گھڑیوں سے ہے، تو یہ اخلاق، حکمت اور موعظت کا نہایت عبرت انگیز مجموعہ ہوگا، اور انسانی طبیعت و اخلاق کے بے شمار نکتے اُن سے حل ہو جائیں گے۔ چنانچہ اسی خیال سے مشاہیر عالم کے حالات پر نظر ڈالی گئی، اور جستجو و تحقیق کے بعد ایک ضخیم مجموعہ مرتب ہوگیا۔ اسمیں تاریخ اسلام کے تمام اکابر و مشاہیر خلفاء راشدین سے لیکر علماء و حکماء تک آگئے ہیں۔ انکے علاوہ عام مشاہیر عالم کے حالات وفات کا بھی کافی ذخیرہ ہے۔ بہ حیثیت مجموعی جب اس ذخیرہ پر نظر ڈالی گئی، تو یہ دیکھکر حیرت ہوئی کہ وہی متفرق حالات جو اپنی انفرادی صورت میں کوئی خاص اثر نہیں رکھتے تھے اب یکجا ہو کر تاریخ عالم کی کیسی مفید، پُرتاثیر، اور قیمتی چیز بن گئے ہیں؟ آج ہم اس مجموعہ میں سے حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے حالات شائع کرتے ہیں۔ آئندہ بھی انکا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ یاد رہے کہ اس سلسلہ سے مقصود صرف قبل از موت حالات کا بعینہٖ جمع کردینا ہے۔ کسی طرح کی بحث و نظر مقصود نہیں ہے۔ البتہ حالات کے جمع کرنے میں پوری کاوش و جستجو کی گئی ہے۔

جنگ جمل کے بعد اسلامی خلافت کی نزاع دو شخصوں میں محصور ہوگئی تھی: امام علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان۔ ان کے درمیان تیسری شخصیت عمرو بن العاص کی تھی اور، اپنے سیاسی تدبر کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت رکھتی تھی۔

جنگ صفین نے مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ "خوارج" کا پیدا کردیا تھا۔ یہ اگرچہ تمام تر سیاسی اغراض و مقاصد رکھتا تھا لیکن مسلمانوں کے دوسرے سیاسی فرقوں کی طرح اس کے عقائد بھی دینی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اسنے اپنا سیاسی مذہب یہ آیت قرار دی تھی کہ "ان الحکم الا للہ" یعنی حکومت کسی آدمی کی نہیں ہونی چاہئے۔ دراصل تاریخ اسلام کے خوارج موجودہ تمدن کے انارکسٹ تھے۔ لہٰذا وہ کوفہ اور دمشق، دونوں حکومتوں کے مخالف تھے۔

مکہ میں بیٹھکر خارجیوں نے سازش کی۔ تین آدمیوں نے بیڑا اٹھایا کہ پوری تاریخ اسلام بدل دینگے۔ اور انہوں نے بدلا بھی!

عمرو بن بکیر تمیمی نے کہا "میں حاکم مصر عمرو بن العاص کو قتل کردوں گا، کیونکہ وہ فتنہ کی متحرک روح ہے!"

برک بن عبداللہ تمیمی نے کہا "میں معاویہ بن ابی سفیان کو قتل کروں گا کیونکہ اُسنے شام میں قیصریت قائم کی ہے!"

ایک لمحہ کے لئے خاموشی چھا گئی۔ علی بن ابی طالب کے نام سے دل تھراتے تھے۔ بالآخر عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے خاموشی توڑی: "میں علی کو قتل کروں گا!"

اس ہولناک مہم کے لئے ۱۷ رمضان کی تاریخ مقرر کی گئی۔ دو پہلے شخص اپنی مہم میں ناکام رہے۔ لیکن عبدالرحمٰن بن ملجم کامیاب ہوگیا۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مکہ سے چلکر عبدالرحمٰن کوفہ پہونچا۔ یہاں بھی خوارج کی ایک بڑی جماعت موجود تھی۔ عبدالرحمٰن ان کے پاس آتا جاتا تھا۔ ایک دن قبیلہ تیم الرباب کے بعض خارجیوں سے اسکی ملاقات ہوئی۔ انہی میں ایک خوبصورت عورت قطام بنت شجنہ بن عامر بھی تھی۔ عبدالرحمٰن اُس پر عاشق ہوگیا۔ سنگ دل نازنین نے کہا "میرے وصل کی شرط یہ ہے کہ جو مہر طلب کروں وہ ادا کرو" ابن ملجم راضی ہوگیا۔ قطام نے اپنا مہر یہ بتایا "تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک کنیز، اور علی کا قتل!" عبدالرحمٰن نے کہا "منظور، مگر علی کو کیونکر قتل کروں؟" خونخوار معشوقہ نے جواب دیا "چھپکر حملہ کر۔ اگر تو کامیاب ہوکر لوٹ آئے گا تو مخلوق کو شر سے نجات دے گا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ مسرت کی زندگی بسر کرے گا۔ اگر مارا جائے گا تو جنت اور لازوال نعمت حاصل کرے گا" عبدالرحمٰن نے مطمئن ہوکر یہ شعر پڑھے:

ثلاثة آلاف وعبد وقينة — وضرب علي بالحسام المصمم
فلا مهر أغلى من علي وإن غلا — ولا فتك إلا دون فتك ابن ملجم

(طبقات ابن سعد۔ کامل المبرد وغیرہ)

روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت علی کے قلب میں آنے والے حادثہ کا احساس پیدا ہوگیا تھا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کی طرف جب دیکھتے تو محسوس کرتے کہ اس کے ہاتھ خون سے رنگین ہونے والے ہیں۔ ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ فرماتے تھے "خدا کی قسم مجھے نبی صلعم نے بتلایا ہے کہ میری موت قتل سے ہوگی"

عبدالرحمٰن بن ملجم دو مرتبہ بیعت کے لئے آیا مگر آپنے لوٹا دیا۔ تیسری دفعہ آیا تو فرمایا "سب سے زیادہ بدبخت آدمی کو کون چیز روک رہی ہے؟ واللہ یہ چیز (اپنی ڈاڑھی کی طرف اشارہ کیا) اس کے خون سے (سر کی طرف اشارہ کرکے) ضرور رنگی جانے والی ہے" (ابن سعد)

کبھی کبھی جب اپنے ساتھیوں سے خفا ہوتے تو فرماتے "سب سے زیادہ بدبخت آدمی کو آنے اور میرے قتل کرنے سے کون چیز روک رہی ہے؟ خدایا میں ان سے اُکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اُکتا گئے ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے، اور انھیں مجھ سے راحت دے" (ابن سعد)

ایک دن خطبہ میں فرمایا "قسم اس پروردگار کی جسنے بیج پھاڑا اور جان پیدا کی، یہ اس سے ضرور رنگی جانے والی ہے" (اپنی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا) بدبخت کیوں انتظار کر رہا ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا "امیر المومنین! ہمیں اُس کا نام بتایئے ہم ابھی اُس کا فیصلہ کر ڈالیں گے" فرمایا "تو تم ایسے آدمی کو قتل کروگے جسنے مجھے ابھی قتل نہیں کیا ہے"

عرض کی گئی "تو پھر کسی کو خلیفہ بنا دیجئے" فرمایا "نہیں، میں تمہیں اسی حال میں چھوڑ جاؤنگا جس حال میں تمہیں رسول اللہ صلعم چھوڑ گئے تھے"

لوگوں نے عرض کیا "اس صورت میں آپ خدا کو کیا جواب دینگے؟"

فرمایا "کہوں گا "خدایا میں ان میں تجھے چھوڑ آیا ہوں، تو چاہے تو ان کی اصلاح کرے اور چاہے انھیں بگاڑ دے""

(مسند امام احمد۔ مسند علی)

حادثہ سے پہلے

آپکی کنیز ام جعفر کی روایت ہے کہ واقعۂ قتل سے چند دن پہلے میں آپکے ہاتھ دھلا رہی تھی کہ آپنے سر اٹھایا۔ پھر داڑھی ہاتھ میں لیکر فرمایا "حیف تجھ پر، تو خون سے رنگی جائے گی" (ابن سعد)

آپکے بعض اصحاب کو بھی اس سازش کا کچھ پتہ چل گیا تھا۔ چنانچہ خود بنی مراد میں سے ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا "امیر المومنین ہوشیار رہئے۔ یہاں کچھ لوگ آپکے قتل کا ارادہ کر رہے ہیں"

(الامامۃ والسیاسہ)

یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ کس قبیلہ میں سازش ہو رہی ہے؟ چنانچہ ایک دن آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص نے آکر عرض کی "ہوشیار رہئے کیونکہ قبیلہ مراد کے کچھ لوگ آپکے قتل کی فکر میں ہیں" (ابن سعد)

یہ بھی واضح ہوگیا تھا کہ کون شخص ارادہ کر رہا ہے؟ اشعث نے ایک دن ابن ملجم کو تلوار لگائے دیکھا اور اُس سے کہا "مجھے اپنی تلوار دکھاؤ" اُسنے تلوار دکھائی تو وہ بالکل نئی تھی۔ اُنہوں نے کہا "تلوار لگانے کی کیا وجہ ہے حالانکہ یہ زمانہ جنگ کا نہیں؟" عبدالرحمٰن نے کہا "میں گاؤں کے اونٹ ذبح کرنا چاہتا ہوں" اشعث سمجھ گئے اور اپنے خچر پر سوار ہوکر حضرت علی کے سامنے حاضر ہوئے اور کہا "آپ ابن ملجم کی جرأت و شجاعت سے واقف ہیں" آپنے جواب دیا "لیکن اُسنے مجھے ابھی تک قتل نہیں کیا ہے!"

(الکامل)

ایک دن آپ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ ابن ملجم منبر کے پاس بیٹھا تھا۔ لوگوں نے سنا کہ وہ دانت پیسکر کہہ رہا ہے "واللہ میں انھیں تیرے شر سے نجات دیدوں گا" امیر المومنین جب مسجد سے اپنے گھر لوٹے تو لوگ اُسے گریبان سے پکڑ کر لائے اور تمام واقعہ سنایا۔ آپنے فرمایا "لیکن ابھی تک اسنے مجھے قتل نہیں کیا ہے۔ چھوڑ دو" (الکامل)

ابن ملجم کا ارادہ اس قدر مشہور ہوگیا تھا کہ خود آپ بھی اُسے دیکھکر عمرو بن معدیکرب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

اريد حباءه ويريد قتلي — عذيرك من خليلك من مراد

ابن ملجم برابر برأت ظاہر کیا کرتا تھا لیکن ایک دن جھنجلا کر کہنے لگا "جو بات ہونے والی ہے ضرور ہوکر رہیگی"

اس پر بعض لوگوں نے کہا: آپ اسے پہچان گئے ہیں۔ پھر اسے قتل کیوں نہیں کر ڈالتے؟ فرمایا "اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں؟" (کامل)

صبح شہادت

اقدام قتل جمعہ کے دن نماز فجر کے وقت ہوا۔ رات بھر ابن ملجم اشعث بن قیس کندی کی مسجد میں اس کے ساتھ باتیں کرتا

[illegible]

شام کي حرکت استقلال

فرانسیسي مظالم کے چند خونین مناظر !

غوطہ (دمشق) میں دو وطن پرست غیرر گرلیوں سے مار ڈالے گئے اور انکي نعشین سڑک پر چھوڑ دي گئیں

۷ - اکتوبر کے حادثہ کے بعد بے شمار آدمي پھانسي پر چڑھائے گئے - ایک پھانسي کا منظر جسمیں تین نعشیں لٹک رہي ہیں !

دمشق کے محلہ میدان کا ایک منظر - بے گناہ اور غیر مسلح آبادي کا قتل عام - بے شمار لاشیں سڑک پر پڑي ہیں - عرصہ تک یہ اسي طرح پڑي رہیں !

میں تمہیں خدا ہی کے سپرد کرتا ہوں۔ تمہارے لئے سلامتی اور رحمت چاہتا ہوں۔"

اس کے بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں۔ (طبری جلد ۶)

دفن کے بعد

دفن کے بعد دوسرے دن حضرت امام حسن نے مسجد میں خطبہ دیا: "لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص رخصت ہوگیا ہے جس سے نہ اگلے علم میں پیشقدمی کر گئے اور نہ پچھلے اُس کی برابری کرسکیں گے۔ رسول اللہ صلعم اُسے جھنڈا دیتے تھے اور اُس کے ہاتھ پر فتح ہو جاتی تھی۔ اُس نے چاندی سونا کچھ نہیں چھوڑا۔ صرف اپنے روزینے میں سے کاٹ کر ۷۰۰ درہم گھر کے لئے جمع کئے تھے (ایک درہم تقریباً چار آنے کا ہوتا تھا) (مسند حسن)

زید بن حسین سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کی خبر کلثوم بن عمر کے ذریعہ مدینہ پہنچی۔ سنتے ہی تمام شہر میں کہرام پڑ گیا۔ کوئی آنکھ نہ تھی جو روتی نہ ہو۔ بالکل وہی منظر درپیش تھا جو رسول اللہ کی وفات کے دن دیکھا گیا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو صحابہ نے کہا "چلو ام المومنین عائشہ کو دیکھیں کہ رسول اللہ کے بھتیجے کی موت سنکر اُن کا کیا حال ہے؟"

حضرت زید کہتے ہیں "سب لوگ ہجوم کرکے ام المومنین کے گھر گئے اور اجازت چاہی۔ انہوں نے دیکھا کہ حادثہ کی خبر پہلے سے پہنچ چکی ہے اور ام المومنین غم سے نڈھال! آنسوؤں سے تر بتر بیٹھی ہیں۔ لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو خاموش لوٹ گئے۔"

حضرت زید فرماتے ہیں "دوسرے دن مشہور ہوا ام المومنین رسول اللہ کی قبر پر جارہی ہیں۔ مسجد میں جتنے بھی مہاجرین و انصار تھے، استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کرنے لگے۔ مگر ام المومنین نہ کسی کے سلام کا جواب دیتی تھیں، نہ بولتی تھیں! ..... شدت گریہ سے زبان بند تھی۔ دل تنگ تھا۔ چادر تک سنبھلتی نہ تھی۔ بار بار پیروں میں الجھتی اور آپ لڑکھڑا لڑکھڑا کر گر پڑتیں۔ بدقت تمام پہنچیں۔ لوگ پیچھے پیچھے چلے آرہے تھے۔ حجرہ میں داخل ہوئیں تو دروازہ پکڑکر کھڑی ہوگئیں اور ٹوٹی ہوئی آواز میں کہا:

"اے نبی ہدایت! تجھ پر سلام! اے ابوالقاسم تجھ پر سلام! اے رسول اللہ! آپ پر اور آپکے دونوں ساتھیوں پر سلام! میں آپکے محبوب ترین عزیز کی موت کی خبر آپکو سنانے آئی ہوں! میں آپ کو آپکے عزیز ترین کی یاد تازہ کرنے آئی ہوں! بخدا آپ کا چنا ہوا حبیب، منتخب کیا ہوا عزیز قتل ہوگیا! واللہ وہ قتل ہوگیا جس کی بیوی افضل ترین عورت تھی! واللہ وہ قتل ہوگیا جو ایمان لایا اور ایمان کے عہد میں پورا اترا! میں رونے والی غمزدہ ہوں! میں آپ پر آنسو بہانے اور دل جلانے والی ہوں! اگر قبر کھل جاتی تو تیری زبان بھی یہی کہتی کہ تیرا عزیز ترین اور معزز ترین وجود قتل ہوگیا!...." (عقد الفرید ج ۲)

ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین عائشہ نے جب امیر المومنین کی شہادت سنی تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا "اب عرب جو چاہیں کریں! انہیں روکنے والا باقی نہیں رہا" (استیعاب)

مرثیہ

آپکے مشہور صحابی ابو الاسود الدؤلی نے مرثیہ کہا تھا جس کا پہلا شعر کتب ادب و محاضرات میں عام طور پر نقل کیا جاتا ہے:

الا ابلغ معاویۃ بن حرب ٭ فلا قرت عیون الشامتینا

* * *

مقالات

اسلام اور "نیشنلزم"

واقتل دار البشری تجد
کل نجد للعامریۃ دار!

(۲)

انسان اپنی ذہنی زندگی میں اپنے اجتماعی رشتوں کی مختلف منزلوں سے درجہ بدرجہ کیونکر گزرا؟ اُس کی انفرادی زندگی میں آج بھی یہ تمام منزلیں کس طرح یکے بعد دیگرے پیش آتی ہیں؟ اسکی مختصر سرگزشت تمہاری نظروں سے گزر چکی۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ:

(۱) قومیت اور وطنیت انسان کے اجتماعی رشتہ کی ایک خاص حالت کا نام ہے۔ لیکن یہ کوئی مستقل حالت نہیں ہے۔ ایک سلسلۂ دراز کی مختلف کڑیوں میں سے ایک کڑی ہے۔

(۲) یہ سلسلہ انسان کی اجتماعی زندگی اور اجتماعی ربط و علاقہ کے احساس و اعتقاد کا سلسلہ ہے۔ جس طرح کائنات ہستی کی ہر چیز اپنے ابتدائی نقطہ سے شروع ہوکر بہ تدریج بلوغ و کمال تک پہنچتی ہے اور جس طرح انسان نے اپنے علم و عمل کے ہر گوشے میں بہ تدریج ترقی کرکے حقیقت و کمال تک رسائی حاصل کی ہے! اُسی طرح اس معاملہ میں بھی اُس کا سفر ابتدا سے انتہا تک، طفولیت سے رشد و بلوغ تک، اور نقص سے کمال تک پہنچا اور ختم ہوتا ہے۔ اس ارتقائی سلسلہ کی ابتدائی کڑی "اسرۃ" اور انتہائی "انسانیۃ" ہے۔ جس رشتہ کو قومیت اور جنسیت سے آج تعبیر کیا جاتا ہے، وہ دراصل اس سلسلۂ ارتقا کی ایک درمیانی کڑی ہے۔

(۳) چونکہ درمیانی کڑی ہے، اس لئے وہ اجتماعی رشتہ کی کوئی حقیقی حالت نہیں ہے۔ محض ایک اضافی چیز ہے۔ جس طرح ایک زمانے میں انسان نظر کی تنگی اور علم کی کوتاہی سے صرف "اسرۃ" اور "ابوۃ" یا "عائلہ و قبیلہ" کے رشتہ پر قانع تھا، اُسی طرح جب وسعت علائق کے ایک دو قدم اور آگے بڑھے، تو قومیت و جنسیت کا دائرہ پیدا ہوگیا۔ بلاشبہ یہ دائرہ پچھلے دائروں سے زیادہ وسیع ہے، لیکن فطرۃ کی حقیقی وسعت کے مقابلے میں پھر تنگ اور ناتمام ہے۔ فطرۃ اور حقیقت کی اصلی وسعت کیا ہے؟ "انسانیت" اور "ارضیۃ" کا عالمگیر رشتہ۔ یہی انسان کی اجتماعی زندگی کے لئے ایک ہی فطری رشتہ ہے۔ باقی سب اضافی، اور اس لئے غیر حقیقی ہیں۔

(۴) اس معاملہ کی پوری وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ اسی قسم کی دوسری حالتیں بھی سامنے لائی جائیں۔ انسان نے صرف اپنے ہی کو نہیں بلکہ اپنے سے باہر کی بھی ہر چیز اسی طرح پائی ہے۔ اُس نے پہلے زمین کے اُس ٹکڑے کو سب کچھ سمجھا تھا جس میں پیدا ہوا تھا۔ اب بھی جب پیدا ہوتا ہے تو گھر کی چار دیواری ہی اس کی دنیا ہوتی ہے۔ اُس نے زمین کی عام مخلوقات پر نظر ڈالی۔ انسان ہی سب سے برتر و اشرف ہے، مدتوں کے بعد پہچان سکا۔ اُس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی، اور ہزاروں لاکھوں برس کے بعد یہ حقیقت معلوم کرسکا کہ سورج کا ایک نظام اجتماع ہے اور خود کرۂ ارضی بھی اُسی کا ایک فرد ہے۔

علم و ادراک کے ان تمام سفروں میں اُن کی درمیانی منزلیں جو درجہ رکھتی ہیں، وہی درجہ یہاں کی بھی درمیانی منزلوں کا ہے۔ زمین کے بارے میں انسانی علم کی ایک درمیانی منزل یہ تھی کہ آبادی فرش اس کے نصف حصہ میں ہے، باقی سمندر ہے۔ یہ منزل علم اور حقیقت کی منزل تھی، یا جہل اور محجوبیت کی؟ اگر علم اور حقیقت کی منزل نہ تھی، تو پھر بعینہ وطنیت اور جنسیت بھی اس سفر کی ویسی ہی درمیانی منزلیں ہیں۔ یہ انسان کے جہل و نقص کی منزلیں کیوں نہ ہوں؟ انسان نے جب پہلے پہل جہازرانی شروع کی تھی تو (مثلاً) ہر سمندر کے گوشہ کو پانی کی ایک مستقل دنیا یقین کرلیا تھا اور اُنکے بیشمار نام رکھ دئے تھے۔ پھر ایک وقت آیا جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ اُسکے علم و نظر کی ناتمامی تھی۔ دراصل زمین کا سمندر ایک ہی ہے۔ اسی کے مختلف گوشے ہیں جو ادہر اُدہر پھیل گئے ہیں۔ جب اُس نے ایک سمندر کو پچاس سمندر خیال کیا تھا، تو یہ منزل علم و حقیقت کی منزل تھی، یا نقص و جہل کی؟ اگر نقص و جہل کی تھی تو انسانی جماعت و اعتقاد کی وہ حالت کیوں جہل و نقص کی حالت نہ ہو جب وہ یقین کرتا ہے کہ انسانیۃ کا ایک ہی رشتۂ اجتماع، ایک ہی رشتۂ اجتماع نہیں ہے بلکہ سیکڑوں ٹکڑے اور بے شمار قسمیں ہیں؟ بلاشبہ جس طرح زمین کے ایک حصہ کا علم و یقین، اُس حالت کے مقابلے میں جب انسان کو زمین کا اتنا علم بھی حاصل نہ تھا، علم کی وسعت تھی اور حقیقت سے قرب تھا۔ اسی طرح یہاں بھی قومیت و جنسیت کی حالت اُس حالت کے مقابلہ میں جب انسان عائلہ اور قبیلہ کے تنگ دائروں پر قانع تھا، علم کی زیادہ وسعت اور حقیقت سے زیادہ قرب ہے، لیکن یہ ایک اضافی حالت ہوئی۔ علم اور حقیقت نہیں ہے۔ علم و حقیقت کی منزل اگر نمودار ہو جائے تو پھر وہ کمال کا نقطہ اور ارتقا کی انتہا ہوگی۔ اُس وقت کسی پچھلی منزل پر قانع رہنا ترقی نہیں ہوگی، تنزل ہوگا۔

اگر آج ایک شخص امریکہ کے وجود سے منکر ہو اور کہے کرہ کا صرف ایک ہی حصہ آباد ہے، تو تم کیا کہوگے؟ یقیناً یہی کہوگے کہ چھ سو برس پیشتر یہ جہل قبول کرنے کے لئے دنیا طیار ہو سکتی تھی۔

اچھا، تم اُس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو کہتا ہے کہ انسان کو نسل و مکان یا جنس و قوم کے رشتے پر قناعت کرلینی چاہئے کیونکہ ایک زمانے میں اس کا علم و ادراک انہی دائروں میں محدود تھا؟ تم نے ابھی کہا تھا کہ "دنیا چھ سو برس پیشتر کا جہل قبول کرنے کے لئے طیار نہیں" کیا اب تمہیں ٹھیک اُسی طرح یہ نہیں کہدینا چاہئے کہ "دنیا ہزاروں برس پیشتر کا جہل قبول

را۔ اُس نے کوفہ میں شبیب بن بجرہ نامی ایک اشجعی کو بھی اپنا شریک بنا لیا تھا۔ دونوں تلواریں لے کر چلے اور اُس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے امیرالمومنین نکلا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

اُس رات امیرالمومنین کو نیند نہیں آئی۔ حضرت حسن سے مروی ہے کہ سحر کے وقت میں حاضر ہوا تو فرمایا "فرزند! رات بھر جاگتا رہا ہوں۔ ذرا دیر ہوئی بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی تھی۔ خواب میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! آپکی اُمت سے میں نے بڑی تکلیف پائی" فرمایا "دعا کر خدا تجھے ان سے چھٹکارا دیدے" (کامل)

اس پر میں نے دعا کی "خدایا! مجھے ان سے بہتر رفیق عطا فرما اور انہیں مجھ سے بدتر ساتھی دے" (ابن سعد)

حضرت حسن (علیہ السلام) فرماتے ہیں اسی وقت ابن التیاح مؤذن بھی حاضر ہوا اور پکارا "الصلوٰۃ!" (نماز) میں نے آپکا ہاتھ تھام لیا۔ آپ اُٹھے۔ ابن التیاح آگے تھا۔ میں پیچھے تھا۔ دروازے سے باہر نکل کر آپ نے پکارا "لوگو، نماز!" روز آپ کا یہی دستور تھا کہ لوگوں کو نماز کے لئے مسجد میں جگاتے پھرتے تھے (ابن سعد)

ایک اور روایت میں ہے کہ مؤذن کے جگانے پر آپ اُٹھے نہیں لیٹے رہے۔ مؤذن دوبارہ آیا مگر آپ پھر بھی نہ اُٹھے۔ سہ بارہ اُس نے آواز دی تو آپ بہ مشکل اُٹھے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے مسجد کو چلے:

اشدد حیازیمک للموت — فان الموت لاقیکا
(موت کے لئے کمر کس لے کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کرنیوالی ہے)
ولا تجزع من الموت — اذا حل بوادیکا
(موت سے نہ ڈر اگر وہ تیرے یہاں نازل ہوجائے)

(احیاء العلوم جلد ۴)

"فزت برب الکعبۃ!"

آپ جونہی آگے بڑھے، دو تلواریں چمکتی نظر آئیں، اور ایک آواز بلند ہوئی "حکومت خدا کی ہے نہ کہ علی تیری!" شبیب کی تلوار تو طاق پر پڑی۔ لیکن ابن ملجم کی تلوار آپکی پیشانی پر لگی اور دماغ تک اُتر گئی۔ (ابن سعد)۔

زخم کھاتے ہی آپ چلائے "فزت برب الکعبۃ" (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا) (احیاء ج ۴)

نیز پکارے "قاتل جانے نہ پائے" لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ شبیب تو نکل بھاگا۔ (ابن سعد)

عبدالرحمٰن نے بھی تلوار گھمانا شروع کردی۔ اور مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ قریب تھا کہ ہاتھ سے نکل جائے لیکن مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب جو اپنے وقت کے پہلوان تھے دوڑے اور بھاری کپڑا اُس پر ڈال دیا اور زمین پر دے مارا (الکامل)

قاتل اور مقتول

امیرالمومنین گھر پہنچائے گئے۔ آپنے قاتل کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا تو فرمایا "اے دشمن خدا! کیا میں نے تجھ پر احسان نہیں کئے تھے؟" اُسنے کہا "ہاں" فرمایا "پھر تو نے یہ حرکت کیوں کی؟" کہنے لگا "میں نے اسے (تلوار کو) چالیس دن تیز کیا تھا اور خدا سے دعا کی تھی کہ اس سے اپنی بدترین مخلوق قتل کرائے" فرمایا "میں سمجھتا ہوں تو اسی سے قتل کیا جائے گا۔ اور خیال کرتا ہوں تو ہی خدا کی بدترین مخلوق ہے" (طبری جلد ۶)

آپکی صاحبزادی حضرت ام کلثوم نے پکار کر کہا "او دشمن خدا تو نے امیرالمومنین کو قتل کر ڈالا" کہنے لگا "میں نے امیرالمومنین کو قتل نہیں کیا البتہ تیرے باپ کو قتل کیا ہے" اُنھوں نے غصّہ ہو کر کہا "واللہ میں امید کرتی ہوں امیرالمومنین کا بال بیکا نہ ہوگا" کہنے لگا "پھر کیوں آنسو بہاتی ہو؟" پھر بولا "بخدا میں نے مہینہ بھر اسے (تلوار کو) زہر پلایا ہے۔ اگر اب بھی بے وفائی کرے تو خدا اسے غارت کرے" (ابن سعد)

امیرالمومنین نے حضرت حسن سے کہا "یہ قیدی ہے۔ اس کی خاطر تواضع کرو۔ اچھا کھانا دو، نرم بچھونا بچھا دو۔ اگر زندہ رہوں گا تو اپنے خون کا سب سے زیادہ دعویدار میں ہونگا۔ قصاص لوں گا یا معاف کر دوں گا۔ اگر مر جاؤں تو اسے بھی میرے پیچھے روانہ کر دینا۔ رب العالمین کے حضور اس سے جواب طلب کرونگا۔" (ابن سعد)

اے بنی عبدالمطلب ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کی خونریزی شروع کردو اور کہو کہ "امیرالمومنین قتل ہوگئے! امیرالمومنین قتل ہوگئے!" خبردار میرے قاتل کے سوا کوئی دوسرا قتل نہ کیا جائے۔ اے حسن اگر میں اس کی اس ضرب سے مر جاؤں تو اسے بھی ایک ہی ضرب سے مارنا۔ اس کے ناک کان کاٹ کر مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے نبی صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ خبردار ناک کان نہ کاٹو اگرچہ وہ کٹکھنا کتا ہی کیوں نہ ہو" (طبری)

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا "اگر تم قصاص لینے ہی پر اصرار کرو تو چاہیئے کہ اسے اسی طرح ایک ضرب سے مارو جس طرح اس نے مجھے مارا ہے۔ لیکن اگر معاف کردو تو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ دیکھو زیادتی نہ کرنا۔ کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا" (ابن سعد)

وصیّت

پھر آپ بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو جندب بن عبداللہ نے حاضر ہو کر کہا "خدانخواستہ اگر ہم نے آپ کو کھو دیا تو کیا حسن کے ہاتھ پر بیعت کریں؟" آپنے جواب دیا "میں تمہیں نہ اس کا حکم دیتا ہوں نہ اس سے منع کرتا ہوں۔ اپنی مصلحت تم بہتر سمجھتے ہو" (طبری)

پھر اپنے صاحبزادوں حسن اور حسین کو بلا کر فرمایا "میں تمہیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اس بات کی کہ دنیا کو ہرگز نہ چاہنا اگرچہ وہ تمہارا پیچھا کرے۔ جو چیز تم سے ہٹ جائے اس پر افسوس نہ کرنا۔ ہمیشہ حق کہنا۔ یتیم پر رحم کھانا۔ بیکس کی مدد کرنا۔ آخرت کے لئے عمل کرنا۔ ظالم کے دشمن بننا۔ مظلوم کے حامی ہونا۔ کتاب اللہ پر چلنا۔ خدا کے باب میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا"

پھر اپنے تیسرے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہ کی طرف دیکھا "جو نصیحت میں نے تیرے بھائیوں کو کی تو نے حفظ کر لی؟" اُنھوں نے عرض کی "جی ہاں" فرمایا "میں تجھے بھی یہی وصیت کرتا ہوں نیز وصیت کرتا ہوں کہ اپنے ان دونوں بھائیوں کے عظیم حق کا خیال رکھنا۔ ان کی اطاعت کرنا۔ بغیر انکی رائے کے کوئی کام نہ کرنا"

پھر امام حسن و حسین (علیہما السلام) سے فرمایا "میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ اس سے محبت کرتا تھا"

پھر امام حسن سے فرمایا "فرزندا میں تجھے وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی۔ اپنے اوقات میں نماز قائم کرنے کی۔ صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کرنے کی۔ ٹھیک وضو کرنے کی۔ کیونکہ نماز بغیر طہارت کے نہیں اور مانع زکوٰۃ کی نماز مقبول نہیں۔ نیز وصیت کرتا ہوں خطاؤں کے معاف کرنے کی۔ غصہ پی جانے کی۔ رشتے جوڑنے کی۔ بردباری کی۔ دین میں عقل و دانش کی۔ ہر معاملہ میں تحقیق کی۔ قرآن کی تلاوت کی۔ پڑوسی سے حسن سلوک کی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی۔ فواحش سے اجتناب کی" (طبری جلد ۶)

پھر اپنی تمام اولاد کو مخاطب کر کے کہا "خدا سے ڈرتے رہو۔ اُس کی اطاعت کرو۔ جو تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے اُس کا غم نہ کرو۔ اپنے پروردگار کی عبادت پر کمربستہ رہو۔ چست چالاک بنو۔ سست نہ بنو۔ ذلت قبول نہ کرو۔ خدایا ہم سب کو ہدایت پر جمع کر دے اور انہیں دنیا سے بے رغبت کر دے۔ ہمارے اور انکے لئے آخرت اوّل سے بہتر کر" (الامامۃ والسیاسۃ)

آخری وصیت

وفات کے وقت یہ وصیت لکھوائی "یہ علی بن ابی طالب کی وصیت ہے۔ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ میری نماز، میری عبادت، میرا جینا، میرا مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ پھر اے حسن میں تجھے اور اپنی تمام اولاد کو وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور جب مرنا تو اسلام ہی پر مرنا۔ سب ملکر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ کیونکہ میں نے ابوالقاسم (رسول اللہ صلعم) کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کا ملاپ قائم رکھنا روزے نماز سے بھی افضل ہے۔ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھو، اُن سے بھلائی کرو، خدا تم پر حساب آسان کر دے گا۔ ہاں، یتیم! یتیم! یتیموں کا خیال رکھو۔ اُنکے منہ میں خاک نہ ڈالو۔ وہ تمہاری موجودگی میں ضائع نہ ہونے پائیں۔ اور دیکھو تمہارے پڑوسی! تمہارے پڑوسی! اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔ کیونکہ یہ تمہارے نبی کی وصیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر پڑوسیوں کے حق میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا شاید آپ انہیں ورثہ میں شریک کر دینگے۔ اور دیکھو، قرآن! قرآن! ایسا نہ ہو قرآن پر عمل کرنے میں کوئی تم سے بازی لے جائے۔ اور نماز! نماز! کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اور تمہارے رب کا گھر! اپنے رب کے گھر سے غافل نہ ہونا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ! جہاد فی سبیل اللہ! اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتے رہو۔ زکوٰۃ! زکوٰۃ! زکوٰۃ، پروردگار کا غصّہ ٹھنڈا کر دیتی ہے اور ہاں، تمہارے نبی کے ذمّی! تمہارے نبی کے ذمّی! (یعنی وہ غیر مسلم جو تمہارے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں) ایسا نہ ہو اُن پر تمہارے سامنے ظلم کیا جائے۔ اور تمہارے نبی کے صحابی! تمہارے نبی کے صحابی! یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابیوں کے حق میں وصیت کی ہے۔ اور فقراء و مساکین! فقراء و مساکین! اُنھیں اپنی روزی میں شریک کرو۔ اور تمہارے غلام! تمہارے غلام! غلاموں کا خیال رکھنا۔ خدا کے باب میں اگر کسی کی بھی پرواہ نہیں کروگے تو خدا تمہارے دشمنوں سے تمہیں محفوظ کر دے گا۔ خدا کے تمام بندوں پر شفقت کرو۔ جب بات کرو تو میٹھی زبان میں بات کرو۔ ایسا ہی خدا نے حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ چھوڑنا، ورنہ تمہارے اشرار تم پر مسلط کر دیئے جائینگے، پھر تم دعائیں کروگے مگر قبول نہ ہونگی۔ باہم ملے جلے رہو۔ بے تکلف اور سادگی پسند ہو۔ خبردار ایک دوسرے سے نہ کٹنا اور نہ آپس میں پھوٹ ڈالنا۔ نیکی اور تقویٰ پر باہم مددگار رہو۔ مگر گناہ اور زیادتی میں کسی کی مدد نہ کرو۔ خدا سے ڈرو کیونکہ اس کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ اے اہلبیت! خدا تمہیں محفوظ رکھے اور اپنے نبی کو تم میں یاد رکھے

کی بولی میں "شہادت" کے لفظ کے ساتھ جب کسی عقیدے کا اظہار کیا جاتا ہے، تو اُس کی ایک خاص حیثیت ہوتی ہے۔ یہ موقعہ تفصیل کا نہیں۔ مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ شہادت کے معنی گواہی دینے کے ہیں اور یہ اُسی وقت دی جاسکتی ہے جبکہ دو باتیں موجود ہوں: ایک یہ کہ جس بات کی گواہی دی جائے، اُسپر گواہ کو پُورا پُورا یقین ہو۔ ایسا یقین جیسا اپنی آنکھ سے دیکھی بھالی چیز پر ہوتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ کوئی ایسی بات ہو جس کی سچائی اور حقیقت پوشیدہ ہوگئی ہو اور دنیا میں عام طور پر اسے جھٹلایا جا رہا ہو، اس لئے ضرورت ہو کہ اُسپر گواہی دیکر اُسے نمایاں اور عالم آشکارا کر دیا جائے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اُس کے لئے "شہادت" کا لفظ موزوں نہ ہوگا۔ اظہار خیال کے دوسرے الفاظ کافی ہونگے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے "شہادت" کے لفظ کے ساتھ جن جن امور کا اعلان کیا ہے، وہ تمام تر وہی ہیں جو عقائد و ایمان کی بنیادی سچائیاں ہیں اور جن کی حقیقت انسان کے جہل و گمراہی سے اس درجہ پوشیدہ ہوگئی تھی کہ اُنکے جھٹلانے پر تمام دُنیا نے ایکا کر لیا تھا۔ ضرورت تھی کہ اُنکے لئے نوع انسانی کے دل و زبان سے از سرِ نو گواہی دلوائی جائے۔ تاکہ ایک طرف اُنکے یقین و اعتقاد کا اعلان ہو جائے، دوسری طرف اُنکے جھٹلانے کی تکذیب ہو جائے۔ پھر اس شہادت کے بھی مراتب اور اقسام ہیں لیکن ان کی تشریح کا یہ موقعہ نہیں۔

اب غور کرو کہ اس دعا میں جس طرح توحید اور رسالت کا اقرار لفظ "شہادت" کے ساتھ کیا گیا ہے، ٹھیک اُسی طرح انسانی برادری کی حقیقت پر بھی "شہادت" دی گئی ہے۔ اس سے تین باتیں واضح ہوگئیں:

اوّل یہ کہ اسلام کے نزدیک انسانی برادری کا قیام اس درجہ اہم تھا کہ اس کے اقرار کے لئے بھی "شہادت" کا لفظ اختیار کیا گیا جو اُسنے ایمان و عقائد کی بنیادی صداقتوں کے اقرار کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ ایک ایسی بات تھی جس کے لئے زیادہ سے زیادہ مضبوط یقین و ایمان مطلوب تھا۔ ایسا یقین جو ایک گواہ گواہی دیتے ہوئے کسی بات کی واقعیت پر رکھتا ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ ایک ایسی حقیقت تھی جو ہر طرف جھٹلائی جا رہی تھی۔ اور چونکہ جھٹلائی جا رہی تھی، اس لئے ضرورت تھی کہ اُسپر "گواہی" دی جائے، اور اُس کی گواہی ہمیشہ کے لئے قائم کر دی جائے۔

انسان کی عالمگیر اخوت کی راہ میں سب سے بڑی روک چار چیزیں تھیں: نسل۔ وطن۔ رنگت۔ زبان۔ انہی چار امتیازات کی بنا پر الگ الگ حلقے بنائے گئے تھے، اور انسانیت کا ایک دائرہ بے شمار چھوٹے چھوٹے دائروں میں بٹ گیا تھا۔ اسلام نے نہ صرف ان چاروں سے انکار کیا، بلکہ انکے خلاف اس درجہ واضح اور قطعی اعلانات کر دیئے کہ کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ "نسل" کی نسبت صاف صاف کہدیا کہ سب کی نسل ایک ہی ہے۔ "وطن" کی نسبت کہدیا کہ عرب ہو یا عجم، سب ایک ہی خدا کی زمین کے باشندے ہیں۔ "زبان" اور "رنگت" کی نسبت فیصلہ کر دیا کہ یہ خدا کی حکمت و قدرت کی نشانیاں ہیں۔ کسی جگہ کی آب و ہوا ایک رنگ پیدا کرتی ہے، کہیں کی آب و ہوا دوسرا رنگ۔ کہیں ایک خاص طرح کی زبان اور لہجہ وجود میں آگئی، کہیں دوسری زبان۔ لیکن یہ اختلافات انسان کے اتحاد و اخوت کی جگہ [illegible]

پھر اس کے ساتھ ہی اُسنے اپنے اعمال کا جو نظام طیار کیا، اُس کے ہر گوشہ کی وضع و قطع ایسی رکھی جس کے ساتھ امتیاز نسل و قوم جمع ہی نہیں ہوسکتا۔ روزانہ اعمال و عبادات میں ایسی چیزیں رکھ دی گئیں کہ ہمیشہ انسانی وحدت و مساوات کا عملی اعتراف ہوتا رہے۔ نماز، زکواۃ، روزہ، حج، سب میں یہ روح کام کر رہی ہے۔ انسانی اخوۃ کے قیام و نفوذ کا ایک پورا نظام ہے جو اپنے ہر فرد کو مجبور کر دیتا ہے کہ اس حقیقت کا اقرار کرے، اُس کے سامنے سر اطاعت خم کر دے، اس کے یقین و ایمان کی عملی تصویر بنجائے!

اس بارے میں بے شمار چیزیں لکھنے اور بیان کرنے کی ہیں لیکن یہاں ذکر ضمناً آگیا ہے، اس لئے صرف اشارات پر اکتفا کیا گیا۔

اسلام کو اپنی اس دعوت میں کہاں تک کامیابی ہوئی؟ انسانی برادری کا گم گشتہ حلقہ قائم ہوگیا یا نہیں؟ اس کا مفصل بیان آگے آئے گا۔ لیکن تاریخ اور مشاہدہ کا یہ فیصلہ تو بلا نزاع مسلم ہے کہ:

(۱) عرب کی نسلی اور وطنی عصبیت پر ایسی کاری ضرب لگی کہ پھر سر نہ اُٹھا سکی۔

(۲) عرب سے باہر وہ جہاں جہاں پہنچا، ایک ایسی انسانی اخوۃ کی دعوت جو وطنی اور نسلی امتیازات سے بالاتر تھی، اُس کے ساتھ ساتھ تھی۔ آٹھویں صدی عیسوی میں جب یورپ کی اجتماعی زندگی "عائلہ" اور "قبیلہ" کی سرحد سے آگے نہیں بڑھی تھی، اسلام اسپین اور فرانس میں انسانی اخوۃ کا پیغام سنا رہا تھا!

(۳) اُسنے ایک ایسا عالمگیر معاشرتی نظام قائم کر دیا جو ہر طرح کے نسلی و وطنی تعصبات سے بالاتر ہے، اور جس کی بنیاد انسانی اخوۃ اور وحدۃ پر ہے۔

(۴) قرون وسطی (مڈل ایجز) کے بعد یورپ کے تمدن کا نیا دور شروع ہوا، اور اُسنے قومیت و جنسیت کا صور اس زور سے پھونکا کہ تمام دُنیا اس کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھی۔ اب "انسانیۃ" کی راہ میں جنسیت و قومیت کی کڑی حائل ہوتی ہے لیکن اسلام نے اب سے تیرہ سو برس پہلے یہ تمام کڑیاں ختم کرلی تھیں۔

(۵) اگر کہا جائے کہ اسلام کی دعوت سے بھی انسانیۃ کا عام حلقہ پیدا نہ ہوسکا۔ بلکہ "اسلامیت" کا ایک نیا حلقہ بن گیا، تو یہ صحیح ہے لیکن چند حقیقتیں تسلیم کرنی پڑیں گی:

اولاً یہ قصور زمانے کی استعداد کا ہے نہ کہ اسلام کی دعوت کا۔ مختلف وجوہ سے جن کی تشریح آگے آئے گی دُنیا کو "منزل انسانیت" تک پہنچنے کے لئے ابھی بڑا وقت درکار تھا۔

ثانیاً اگر یہ "اسلامیت" کا ایک نیا حلقہ پیدا ہوگیا مگر کیسا وسیع حلقہ؟ ایسا وسیع حلقہ کہ اسوقت تک کے تمام عملی حلقوں میں سب سے زیادہ وسیع حلقہ وہی ہے۔ بلاشبہ وہ بھی ایک چار دیواری کھینچ دینے پر مجبور ہوگیا، لیکن کیسی چار دیواری؟ اس درجہ وسیع چار دیواری کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے حلقے اُس کے پھیلاؤ کے اندر آگئے۔ اُسنے کسی گوشے، کسی دائرے، کسی ہیئت اجتماعیہ (سوسائٹی) کو بھی اپنی چار دیواری سے باہر رہنے نہیں دیا۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ کم از کم اسلام کی دعوت نے انسانی اجتماع کا ایک ایسا دائرہ پیدا کر دیا جو نوع انسانی کے تمام پچھلے دائروں سے اوپر اور صرف ایک ہی دائرہ "حلقہ انسانیۃ" سے نیچے ہے۔ وہ انسان کو تمام پچھلے حلقوں سے بلند کر کے ایک ایسی سطح تک پہنچا دیتا ہے جہاں سے "انسانیت" کی آخری بلندی صرف ایک درجہ بلند ہے۔ وہ [illegible] قدم اُس سطح تک پہنچا دیتا ہے جہاں سے صرف ایک قدم آ[illegible] بڑھنا رہجاتا ہے۔ حالانکہ دنیا کی تمام قوموں کے لئے منزلوں کی منزلیں باقی ہیں!

اس اعتبار سے اگر رشتۂ اجتماع کی تمام کڑیوں پر نظر ڈالی جائے، تو اُن میں ایک نئی کڑی سابق کڑیوں [illegible] اور پھر آخری "انسانیۃ وارضیۃ" سے نیچے بڑھا دینی پڑے۔ اور اس سلسلۂ ارتقاء کی نو منزلوں کی جگہ دس منزلیں [illegible] گی:

(۱) اموتہ
(۲) ابوۃ
(۳) عائلہ
(۴) قبیلہ
(۵) بلدیۃ
(۶) وطنیۃ
(۷) قومیت و جنسیت
(۸) براعظمیت یا تقسیم بہ لحاظ جغرافیہ
(۹) اسلامیت
(۱۰) انسانیۃ وارضیۃ

"اسلامیت" کی سرحد "انسانیۃ" کی سرحد [illegible] اگر دنیا چاہے تو صرف ایک قدم میں منزل [illegible] جا سکتی ہے!

لیکن کیا دُنیا میں اس کی طلب موجود ہے؟ اس کے لئے ہمیں دوسری مجلس کا انتظار کرنا چاہئے۔

دُنیا کی بہترین پنسل
امریکن کارخانہ "شیفر"
کی
"لائف ٹائم" پنسل ہے
اسلئے کہ
(۱) "لائف ٹائم" یعنے عمر بھر کے لئے کافی ہے۔
(۲) اُس کا خول اسقدر خوشنما اور دیدہ زیب ہے کہ دنیا کی کوئی پنسل خوبصورتی میں اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔
(۳) ارزانی میں بھی تمام قسموں کی پنسلوں کا مقابلہ کرتی ہے۔
یاد رکھئے
آپکو "لائف ٹائم" پنسل خریدنی ہے!

کرنے کے لئے طیار نہیں"؟ کیسی عجیب بات ہو کہ تم ایک ہی چیز کو ایک جگہ ٹھکراتے ہو اور دوسری جگہ اپنے سر پر جگہ دیتے ہو؟ اس سے بھی بڑھ کر انسان کی عالمگیر غفلت و مجوریت کا کوئی منظر ہو سکتا ہو کہ آسے چھ سو برس پیچھے ہٹنے سے تو انکار ہو، لیکن اس سے انکار نہیں کہ ہزاروں برس پیچھے دھکیل دیا جائے؟

۳

اسلام اور عصبیت قوم و جنس

ان مقدمات کی تشریح کے بعد اب دیکھنا چاہئے کہ اسلام نے اس بارے میں دنیا کو جس طرف لیجانا چاہا تھا، وہ کونسی منزل اور کونسا نقطہ ہو؟

وہ منزل "انسانیۃ" کی منزل ہو۔ وہ نقطہ اس سلسلۂ ارتقا کا نقطۂ کمال ہو!

چھٹی صدی عیسوی میں جب اسلام کا ظہور ہوا، تو دنیا کے قدم "قبیلہ" اور "وطنیۃ" کی منزل سے آگے نہیں بڑھے تھے۔ اسلام کا ظہور عرب میں ہوا، اور عرب کی آبادی قبیلوں کا مجموعہ تھی۔ ہر قبیلہ اپنی نسلی جنسیت کے دائرہ کے اندر محدود تھا، اور اس سے باہر کی کوئی وسعت قبول نہیں کرتا تھا۔ ان تنگ دائروں کے اعتقاد سے فخر و غرور، نسل انسانی کی تحقیر و تذلیل، اور باہمدگر غلبہ و تسلط کے جس قدر ہلاک جذبات پیدا ہوجایا کرتے ہیں (جن کی تشریح آگے آئے گی) وہ سب کے سب اس شدت و قوت کے ساتھ اُن کے خمیر میں سرایت کر چکے تھے کہ شاید ہی کسی قوم کی تاریخ میں اس کی نظیر مل سکے۔ اُن میں کا ہر فرد اپنے قبیلے کے انتساب سے بڑھ کر دنیا کی کوئی عظمت و کبریائی تسلیم نہیں کرتا تھا۔ سیکڑوں ہزاروں جانیں اُن کی آن میں قربان ہوجاتی تھیں تاکہ قبیلے کے شرف و غرور کو صدمہ نہ پہنچے۔ یہ معاملہ اس درجہ معلوم و مسلم ہو کہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حماسہ میں آج بھی انکے اشعار پڑھتے ہیں تو جذبات نسل و نسب کی شدت و حرارت سے دل و دماغ تنور کی طرح گرم ہوجاتا ہو۔ دنیا کی کسی قوم کی شاعری ان جذبات میں عرب جاہلیۃ کا مقابلہ نہیں کر سکتی!

عربی میں قبیلہ، خاندان، نسل، اور مکان کی اس جتھ بندی کے اعتقاد اور اس کے غلو کو "عصبیت" سے تعبیر کرتے تھے۔ اس عصبیت کی پہلی بنیاد عربیت پر تھی، یعنے غیر عرب کے مقابلہ میں عرب کی فضیلت! اور اس کے بعد عربیت میں بھی ہر قبیلہ اپنے نسلی امتیاز کے فخر سے سرگراں تھا۔

عرب سے باہر بھی دنیا کا تمام آباد حصہ قبیلہ اور وطن سے زیادہ وسیع دائرہ کوئی نہیں رکھتا تھا۔ رومی تمدن نے روشن توسیع کی بنیادیں استوار کی تھیں، لیکن اُس کی بنیاد بھی نسل اور وطن ہی پر تھی۔ سسلی کے حاکم نے جب ایک رومانی کو گرفتار کر کے کوڑوں سے پٹوایا تھا تو وہ اُسکی ہر ضرب پر چیختا تھا "میں رومانی ہوں"۔ مشہور رومی خطیب سسرو نے اس حاکم کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا تھا: "ایک رومانی قوم کے وسط میں لٹایا جاتا ہو اور اسقدر بے دردی سے پیٹا جاتا ہو۔ وہ درد یا ذلت کی شکایت نہیں کرتا ہو۔ صرف دہراتا ہو۔ صرف اس جملہ کی تکرار کرتا ہو کہ میں رومانی ہوں۔ بلکہ مجلس یقیناً تھا، اس مظلوم کو یقین تھا کہ میں اپنے آپ کو رومانی کہکر ساری تکلیفوں اور سختیوں سے بچا سکتا ہوں۔ کیونکہ ابھی تک لوگ ... دن کی بات ہو کہ رومانی ہونا انسان کے لئے [illegible] [illegible]

ایسپر ڈندیا کرنہ رومانی تھا۔ یہ نہیں کہا کہ انسان تھا۔ اُسے انسانیت کا نہیں، رومانیت کا استغراق تھا!

لیکن اسلام ان منزلوں میں رُک نہ سکا۔ اسنے اُن تمام رشتوں اور رشتوں کی بنیادوں سے انکار کر دیا جو انسان کے ظلم و تنگ نظری کی کوتاہیوں نے بنا رکھے تھے۔ وہ نسل، وطن، جنس، رنگ، زبان، کسی غیر حقیقی رشتے کو تسلیم نہ کر سکا۔ اُسنے انسان کو صرف ایک ہی رشتے کی دعوت دی۔ انسانیت اور انسانی برادری کے فطری رشتہ کی!

یا ایہا الناس! انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا، ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم، ان اللہ علیم خبیر (۴۹: ۱۳)

"اے مجمع انسانی! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہو، پھر ایسا کیا کہ تمہیں مختلف شاخوں اور قبیلوں کی صورت دے دی بہت سے گروہوں اور ملکوں میں بکھر گئے۔ لیکن شاخوں اور قبیلوں کا یہ اختلاف صرف اس لئے ہوا تاکہ ایک گروہ سے دوسرا گروہ پہچانا جاسکے۔ باقی رہی یہ بات کہ انسان کے شرف و عزت کا معیار کیا ہو تو اسکی بنیاد یہ طرح طرح کی گروہ بندیاں نہیں ہیں بلکہ انسان کی عملی زندگی ہو۔ اللہ کے حضور وہی سب سے زیادہ شریف ہو جو سب سے زیادہ اپنے کاموں میں پرہیزگار ہو!"

اس آیت کی ساری روح "لتعارفوا" کے لفظ میں ہو۔ اس لفظ نے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ انسانوں کے گروہوں اور جماعتوں کے جتنے بھی حلقے بنے ہیں، خواہ وہ نسل کی بنا پر بنے ہوں خواہ وطن و جنس کی بنا پر، ان کی ساری قدر و قیمت صرف اتنی ہو کہ باہم دگر پہچان کا ذریعہ ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی اثر نہیں رکھتے۔ تمام کرۂ ارضی پر پھیلی ہوئی نسل انسانی کے لئے ضروری تھا کہ مختلف جتھوں اور گروہوں میں منقسم ہوجائے اور جب منقسم ہو گئی تو ناگزیر ہوا کہ ایک گروہ کو دوسرے سے پہچاننے کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعۂ تعارف پیدا ہوجائے۔ یہ تمام حلقے تعارف کا ذریعہ ہیں۔ یہ افریقی ہو، یہ عربی ہو۔ یہ آرین ہو، یہ منگولین ہو۔ اس طرح ہر جماعت کی پہچان ہوجاتی ہو۔ لیکن اس تقسیم میں نہ تو کوئی امتیاز ہو، نہ یہ کوئی حقیقی تقسیم ہو۔ حقیقی امتیاز صرف ایک ہی ہو سکتا ہو، اور وہ انسان کی سعی و عمل کا امتیاز ہو۔

اب تمام نسل انسانی ایک سطح اور ایک صف میں کھڑی ہوگئی۔ حقیقت کسی کو بلندی نہیں دیتی، مگر اُس کو جو اپنے عمل سے شرف و رفعت کا استحقاق ثابت کر دے!

جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں، مینا اُسی کا ہو!

رشتۂ انسانیت کی وحدت و اخوۃ کی طرف ان لفظوں میں اشارہ کر دیا کہ "خلقناکم من ذکر و انثیٰ"۔ تمام نوع انسانی ایک ہی اصل، ایک ہی خاندان، ایک ہی گھرانا ہو۔ پس جب فی الحقیقت نہ تو نسل میں امتیاز ہو کیونکہ نسل ایک ہی ہو، نہ وطن میں تفرقہ ہو کیونکہ وطن کا ایک ہی کرۂ ارضی ہو، تو پھر ان میں کا ایک گروہ دوسرے گروہ سے کیوں الگ ہو؟ کیوں ایک ہی خاندان اور ایک ہی گھرانے کے رشتہ دار ایک دوسرے سے کٹ کر غیر اور اجنبی بن جائیں؟

ہم پہلے کہہ چکے ہیں اسلام کی بنیادی تصریحات اس درجہ مشہور و معلوم ہیں کہ یہاں اُن کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ مقصود صرف اشارہ ہو۔ من جملہ اُن قرآنی تصریحات کے جو انسانی وحدت کا اعلان کرتی ہیں، وہ تمام آیتیں بھی ہیں جن میں ظاہر کیا گیا ہو کہ مجمع انسانی کی اصل وحدت تھی۔ تفرقہ گمراہی اور فطرۃ الٰہی سے دوری کا نتیجہ ہو: وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا [illegible] بینہم فیما فیہ یختلفون (۱۰: ۱۹)

اسلام کے داعی اول کی تعلیم اور عمل کا جو کچھ حال تھا، وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ آپنے نسل و جنس کے غرور و تنگ نظری کو عصبیۃ جاہلیۃ سے تعبیر کیا اور بار بار اعلان کر دیا کہ "لیس منا من مات علی العصبیۃ۔ لیس منا من دعیٰ الی العصبیۃ۔ لیس منا من قاتل علی العصبیۃ" یعنی وہ ہم میں سے نہیں جو نسل و قوم کی عصبیت کے تعصب پر دنیا سے جائے۔ وہ ہم میں سے نہیں جو نسل و قوم کے تعصب کی طرف دعوت دے۔ وہ ہم میں سے نہیں جو اس تعصب کی بنا پر کسی دوسری جماعت سے لڑائی لڑے۔ حجۃ الوداع یعنی آخر حج کے موقعہ پر جو آپ کی زندگی کا آخری حج تھا، آخری خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "لا فضل لعربی علی عجمی، ولا لعجمی علی عربی، کلکم ابناء آدم" (صحیحین) "لیس لاحد فضل علی احد الا بدین و تقویٰ۔ الناس کلہم بنو آدم و آدم من تراب۔" (رواہ الجامع) آج کے دن سے نسل و قومیت کے سارے امتیازات مٹ گئے۔ اب نہ کسی عرب کو عرب ہونے کی وجہ سے عجمی پر فضیلت ہو سکتی ہو۔ نہ عجمی کو عرب پر۔ فضیلت اسی کے لئے ہو جو اپنے عمل میں فضیلت رکھتا ہو۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں، اور اس لئے سب ایک ہی صنف میں اور ایک ہی درجہ کے ہیں!

اسلام کی دعوت میں انسانی وحدت و اخوۃ کی حقیقت کو کس درجہ اہمیت حاصل تھی؟ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہو۔ آنحضرت (صلعم) سے جو دعائیں پانچ وقت کی نماز میں ثابت ہیں، اُن میں سے ایک دعا یہ ہو۔ زید بن ارقم نامی ایک راوی کہتے ہیں کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے: (کان نبی اللہ صلعم یقول فی دبر کل صلوۃ):

اللہم ربنا و رب کل شی۔ انا شہید انک الرب وحدک لا شریک لک! اللہم ربنا و رب کل شی، انا شہید ان محمداً عبدک و رسولک! اللہم ربنا و رب کل شی، انا شہید ان العباد کلہم اخوۃ (مسند امام احمد ابوداؤد)

"خدایا! ہمارا اور ساری کائنات ہستی کا پروردگار! میں گواہ ہوں کہ صرف تو ہی پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی نہیں۔ خدایا! ہمارا اور ساری کائنات ہستی کا پروردگار! میں گواہ ہوں کہ محمد اس سے زیادہ نہیں ہو کہ تیرا بندہ ہو اور تیرا رسول ہو! خدایا! ہمارا اور تمام کائنات ہستی کا پروردگار! میں گواہ ہوں کہ تیرے سارے بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ انھوں نے کتنے ہی تفرقے پیدا کر رکھے ہیں لیکن تو نے اُن سب کو ایک ہی رشتۂ انسانیت میں جوڑ دیا ہو!"

غور کرو، اس دعا میں کیے بعد دیگرے تین شہادتیں ہیں۔ پہلی پروردگار عالم کی توحید و ربوبیت کی ہو۔ دوسری رسول کی رسالت اور بندگی کی ہو۔ یہ دونوں شہادتیں اسلام کے دینی عقائد کی بنیاد اور اولین اصول ہیں۔ اب ان دو اہم ترین عقیدوں کی شہادت کے ساتھ ہی تیسری شہادت جس بات کی دی جاتی ہو، ضروری ہو کہ وہ بھی اسلام کے نقطۂ نگاہ سے اس درجہ اہم ہو کہ ان دونوں کے بعد تیسری جگہ پاسکے۔ وہ کیا ہو؟ "ان العباد کلہم اخوۃ"۔ خدایا! اگرچہ انسان نے تیری بنائی ہوئی انسانی برادری چھوڑ کر طرح طرح کی نئی برادریاں اور رشتے بنا رکھے ہیں، لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ جس طرح تیری وحدانیت اور تیرے رسول کی رسالت برحق ہو، اُسی طرح یہ بھی برحق ہو کہ سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ انھوں نے جہل و مجوریت سے کتنا ہی یہ مقدس رشتہ بھلا دیا ہو، لیکن یہ رشتہ حقیقی ہو اور قائم ہو!

داعی اسلام توحید و رسالت کے بعد جس حقیقت کا اعلان ظاہر کرنا چاہتا تھا، وہ انسان کی انسانی برادری تھی!

اس موقعہ پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن اور اسلام

دوسری سیٹھ بدری پرشاد کی جو وہاں کے مالکان اراضی میں سے ہے اور ہندوستان کی زمیندارانہ خصائل کا کامل نمونہ ہے۔ مصنف کے قلم کو "پریم" سے زیادہ بدری پرشاد کی تصویر کھینچنے میں کامیابی ہوئی ہے۔

یہ کہنا ضروری نہیں کہ ہندوستانی زندگی کے جس افسانہ پر مسٹر اڈورڈ وائر کے قلم سے دیباچہ نکلے گا، سیاسی حیثیت سے اُسکی روح کیا ہوگی؟ افسانہ کا معاشرتی ماحصل جو کچھ بھی ہو، لیکن سلبی ماحصل یہ ہے کہ ہندوستان کی اصلی آبادی دیہات کی آبادی ہے، اُس کے حقیقی اور عملی مسائل اقتصادی اور زرعی ہیں، سیاسی ضرورت اُنہی کے حل اور اصلاح کی ہے۔ سیاسی نظام کی ترقی نہ تو ضروری ہے نہ سودمند!

قصہ کوتہ گشت ورنہ دردِ سر بسیار بود!

آشور اور بابل کی نئی تاریخ

Ancient Records of Assyria And Babylonia

آشور (اسیریا) اور بابل کا بین النہرین تمدن، تاریخ قدیم کی وہ عجیب داستان ہے جو صرف ہزاروں برس پہلے کے کھنڈر اور زیر زمین اینٹوں ہی کی زبانی سنی جا سکتی ہے۔ قلم و کتابت کے ذریعہ بہت کم صدائیں ہم تک پہنچی ہیں۔ علمائے آثار نے اس عہد کے آثار سے بہت کچھ ذخیرۂ علم حاصل کر لیا ہے۔ یہ اب تاریخ کی ایک مستقل شاخ ہو گئی ہے۔ تاہم بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری ہے۔

حال میں شکاگو یونیورسٹی (امریکہ) کے ایک پروفیسر مسٹر ڈی۔ ڈی لکنبل (D. D. Luckenbill) نے اس موضوع پر دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے جو پچھلے ماہ شائع ہوئی ہے۔ اسمیں کوشش کی ہے کہ جس قدر بھی معلومات آثار قدیمہ کے ذریعہ حاصل ہوئی ہیں، وہ سب تاریخی ترتیب کے ساتھ جمع کر دیجائیں۔ تاریخ کی ابتدا اُس زمانہ سے کی ہے جو تاریخ کی ابتدائی روشنی کا زمانہ ہے، اور ختم اُس عہد پر کیا ہے جب سرزمین نینوا تباہ ہو جاتی ہے۔ مصنف نے دیباچہ میں تصریح کی ہے کہ:

"اس تاریخ کا تمام تر دار و مدار آثار قدیمہ پر ہے۔ آثار سے جو معلومات حاصل کی جاتی ہیں وہ بہت حد تک ایک خاص طریق استدلال پر مبنی ہوتی ہیں۔ اگر اس طریق استدلال کے مقدمات میں سے ایک مقدمہ بھی غلط ثابت ہو جائے تو نتائج کا بہت بڑا سلسلہ نظر انداز کر دینے کے قابل ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے کوشش کی ہے کہ حتی الامکان استدلالی طریقہ کی جگہ استنباط و استخراج کے سادہ طریقہ پر قناعت کروں لیکن یہ ہر جگہ کام نہیں دے سکتا تھا۔ بعض مقامات ایسے ہیں کہ استدلال کے بغیر قدم بڑھایا ہی نہیں جا سکتا۔ ایسے موقعوں پر طریق استدلال کام میں لایا گیا ہے مگر یہ احتیاط کر لی ہے کہ اولاً تو صرف مستند علمائے آثار کے بیانات پر قناعت کر لی جائے۔ ثانیاً حتی الوسع استدلال میں بھی قریبی اور صاف استدلال سے نکالے ہوئے نتائج لئے جائیں!"

قدیم ہندوستان میں سانپ کی حیثیت

Indian Serpent-Lore or the Nagas in Hindoo Legend

ڈاکٹر جے۔ ووجل Vogel نے مستند حوالوں سے ایک کتاب لکھی ہے۔ ہندوؤں کے علم الاصنام میں سانپ کے وجود نے کیوں اہمیت حاصل کر لی؟ اور کس طرح اس کی پرستش کا رواج ہوا؟ اس کتاب میں اس سوال کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف نے پہلے ہندوستان میں سانپوں کی کثرت اور انکے اثرات پر بحث کی ہے۔ پھر "ناگ" اور اس کے تخیل پر نظر ڈالی ہے اور اس سلسلہ میں وہ تمام افسانے بھی درج کر دیئے ہیں جن کا تعلق ناگ بادشاہوں اور ناگ کی قوم سے ہے۔

کتاب بہ حیثیت مجموعی دلچسپ ہے اگرچہ تحقیقات کا پایہ بلند نہیں ہے۔ ہم اس کے بعض حصوں کا ترجمہ آئندہ شائع کریں گے۔

تجہیز و تکفین کی فضول خرچیاں

Funeral Customs: Their Origin and Development

مسٹر بی۔ اس۔ پکل Puckle نے یہ کتاب اس غرض سے لکھی ہے کہ مسیحی رسوم کے مطابق تجہیز و تکفین کے جو طریقے یورپ میں رائج ہیں، ان پر تاریخ و فلسفہ کے نقطۂ خیال سے نظر ڈالی جائے، اور اقتصادی حیثیت سے اُن کا مسرفانہ پہلو بھی واضح کیا جائے۔ کتاب کا موضوع اگرچہ صرف یورپ کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے لیکن تجہیز و تکفین کا مسئلہ عام ہے، اس لئے جا بجا نہایت دلچسپ اور مفید مباحث آ گئے ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ موت جو زندگی کا خاتمہ اور حسرت و ماتم کا پیغام ہے، اُس ساز و سامان سے علحدہ نہ ہو سکی جو انسان نے زندگی کی شان و شوکت اور ہنگامہ آرائیوں کے لئے اختیار کئے تھے؟ وحشی قوموں سے لے کر موجودہ عہد کی متمدن قوموں تک، کوئی بھی اسپر راضی نہیں ہوتا کہ موت کا مرحلہ محض خاموشی و غمگینی کے ساتھ طے کر لے؟ مصنف اس کے جواب میں چار سبب بتلاتا ہے:

(۱) یہ قدیم اور عالمگیر اعتقاد کہ بعض رسوم کی ادائگی پر میت کی آئندہ عافیت موقوف ہے۔

(۲) اگر میت کے ساتھ انصاف اور فیاضی ملحوظ نہ رکھی گئی تو وہ زندوں کو ستانے لگے گا۔

(۳) رائے عامہ جسے حق حاصل ہے کہ جنازوں کی شاہانہ شوکت یا سادگی و بے وقعتی پر اظہار خیال کرے۔

(۴) میت کے عزیزوں قریبوں کے دماغ کی وہ عارضی حالت جو کچھ عرصہ کے لئے دنیا اور دنیا کے تمام مصالح و فوائد سے بے پروا ہو جاتی ہے اور فضول خرچی کی مضرتوں کا احساس باقی نہیں رہتا۔

لوزان کی آئندہ مسیحی کانفرنس

معلوم نہیں قارئین الہلال کو اُس کانفرنس کا حال معلوم ہے یا نہیں جو [illegible] میں اس لئے قائم کی گئی تھی تاکہ تمام مسیحی ممالک کے مذہبی عقائد و نظام کی وحدت و یک جہتی کے لئے مسلسل کوشش شروع کی جائے؟ یہ کانفرنس لوزان میں منعقد ہوئی تھی جس کا نام ترکی معاہدۂ صلح کے سلسلہ میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اب آئندہ اگست میں اس کا دوسرا اجلاس منعقد ہوگا۔ پچھلے ہفتہ کے تمام اخبارات اس کے تذکرہ سے لبریز ہیں۔ مسیحی مذہب کا حال معلوم ہے جو اول دن سے اصول و عقائد کے تفرقہ میں پرورش پا رہا تھا۔ لیکن اسلام کی بنیاد ایسی حالت میں پڑی کہ کلیسا اور کلیسا کے اختلافات کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں رکھی گئی تھی۔ پھر کیا مسلمانوں کے لئے اسمیں کوئی عبرت نہیں ہوگی؟ کاش ہندوستان میں بھی کسی "لوزان" کی صدا بلند ہو!

ٹرکی کی جدید مردم شماری

ترکی حکومت نے نئی مردم شماری کا انتظام کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اخبار نیر ایسٹ لندن نے لکھا تھا کہ "ٹرکی حکومت کی جانب سے بار بار ظاہر کیا گیا ہے کہ اُس کی موجودہ آبادی ساڑھے تیرہ ملین (ایک کروڑ پینتیس لاکھ) سے کم نہیں ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہت کم ہے۔" اسپر مطلب بے نے جو موجودہ ترکی حکومت میں دیوانی امور کے ڈائرکٹر جنرل ہیں، ایک بیان شائع کیا ہے اور نیر ایسٹ کی تغلیط کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "یہ تخمینہ تمام سرکاری کاغذات سے ثابت شدہ ہے، اور بہت ممکن ہے کہ آئندہ مردم شماری میں اس سے بھی زیادہ تعداد ثابت ہو۔"

آزادی پر دنیا کی نئی نظر

مئی کے کنٹم پریری ریویو میں سر ہربرٹ سیموئل نے ایک طویل مقالہ "لبرٹی" (آزادی) کے عنوان سے لکھا ہے۔ انگلستان کے درمیانی طبقہ کا زاویۂ نگاہ معلوم کرنے کے لئے یہ ایک نہایت مفید تحریر ہے۔ یہ نہ تو اس میدان میں زیادہ دُور تک جانا چاہتی ہے۔ نہ اسپر قانع ہے کہ قدم نہ اُٹھائے۔ پڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ اُسے ایک درمیانی جگہ مل گئی ہے۔

مقالہ نگار نے آزادی کی وہی پانچ قسمیں کی ہیں جو آجکل عام طور پر کی جاتی ہیں:

(۱) شخصی

(۲) دماغی

(۳) سیاسی

(۴) اقتصادی

(۵) قومی

پھر بتلایا ہے کہ ان میں سے ہر آزادی کا ایک حلقہ ہے لیکن مشکل یہ پیش آ جاتی ہے کہ ہر حلقہ دوسرے حلقہ سے متناقض ہو جاتا ہے۔ مجبوراً ان سب میں اتنی کمی بیشی کر دینی پڑتی ہے کہ مجموعی حالت میں اعتدال پیدا ہو جائے۔ کبھی شخصی آزادی گھٹا دی جاتی ہے تاکہ سیاسی آزادی کو صدمہ پہنچے۔ کبھی سیاسی آزادی محدود کر دی جاتی ہے تاکہ شخصی آزادی کا درجہ گھٹ نہ جائے۔ ان تمام حلقوں کے ایسے حدود قائم ہو جانا جو باہمدگر موافق و مطابق ہوں، دنیا کی عملی مشکلات میں سے سب سے بڑی مشکل ہے۔ جس دن ہم یہ مشکل حل کر لینگے، آزادی کا عملی عقدہ بھی حل ہو جائے گا۔

جدید روس کا جدید تمدن

اسی رسالہ میں مسٹر سی۔ ایچ ہرفورڈ کا ایک نہایت دلچسپ مقالہ "بالشوزم کی تہذیب" پر نکلا ہے۔ مسٹر موصوف لکھتے ہیں:

"بالشویک روس کو ہم اسوقت تک صرف تعصب ہی کی عینک میں سے دیکھتے رہے ہیں لیکن یہ حالت کب تک باقی رہیگی؟ کب تک حقیقت سے زیادہ ہمیں اپنے متعصبانہ جذبات کا پاس رہے گا؟ روس کے اس انقلاب کو ہم [illegible]

عالم مطبوعات و صحائف

اس باب سے مقصود یہ ہے کہ اس کے نیچے وہ تمام مفید اور دلچسپ معلومات جمع کی جا سکیں جو مشرق و مغرب کی مطبوعات و صحائف سے اخذ کی جا سکتی ہیں۔ صحائف کے ساتھ مطبوعات کا لفظ اس لیے بڑھا دیا گیا ہے تاکہ اخبارات و رسائل کے علاوہ ہر قسم کی مطبوعہ چیزیں بھی اس کے دائرۂ نظر میں آ جائیں۔ ہر ہفتہ دنیا کے مختلف حصوں میں ایک بڑی تعداد کتابوں کی شائع ہوتی رہتی ہے۔ ان کا بڑا حصہ ایسا ہے جو یا تو باسانی میسر آ جاتا ہے یا کم از کم علمی اخبارات و رسائل کے ذریعہ انکے ضروری مطالب و فوائد معلوم ہو جاتے ہیں۔ اس عنوان کے نیچے اُن کا تذکرہ کیا جا سکے گا، ضروری مطالب اخذ و نقل کیے جا سکیں گے، اور بعض حالتوں میں مختصراً نقد و تبصرہ بھی ہو جائے گا۔

اخبارات و رسائل کا یہ حال ہے کہ اگر تمام زبانوں کے اخبارات میں سے صرف انگریزی، عربی، اور ترکی زبان کے اخبارات ہی چن لیے جائیں، اور ان میں سے بھی صرف وہی لیے جائیں جو نہایت وسیع درجہ کے ہیں، جب بھی ان کی تعداد اتنی بڑی ہوگی کہ نہ تو بہ آسانی خریدی جا سکتی ہے، نہ ہر شخص اپنے اوقات فراغ میں اُن سب کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ اس لیے علم و اطلاع کا بہتر وسہل ذریعہ یہی ہے کہ اُن کا خلاصہ نظر سے گزرتا رہے۔ ہر اخبار میں خواہ وہ کتنا ہی عالی درجہ کا کیوں نہ ہو کام کی چیزیں چند ہی ہوتی ہیں اور بہ آسانی چن لی جا سکتی ہیں۔ یہی حال کتابوں کا ہے۔ یورپ کی زبانوں میں متعدد رسائل کا موضوع یہی ہے۔ اور تقریباً سب نے اعلیٰ تحسین قبول کے اس درجہ تک کمال ترقی کی ہے کہ ہر قسم کے ذخیرے شائع ہوا؟ البتہ یہ ممکن ہے کہ چند صفحات اس کے لیے مخصوص کر دیئے جائیں۔ الہلال میں یہ باب اسی غرض سے قرار دیا گیا ہے۔

اس باب کی اہمیت اور نفع کا اندازہ شاید قارئین کرام نہ کر سکیں خصوصاً ابتدا میں کہ اس شعبہ میں بعض کام ابھی کے بعد مکمل ہوگا۔ لیکن اگر چند ہفتوں تک یہ مطالعہ جاری رہا تو آپ محسوس کریں گے کہ یہ کس درجہ مفید اور دلچسپ چیز ہے؟ الہلال کے ان چند صفحات کا مطالعہ کر لینا مغرب و مشرق کی مطبوعات کے تمام وسیع ذخیرہ کا مطالعہ ہوگا۔

الہلال کے ان چند کالموں کے لکھنے کے لیے جس محنت و صرف کی ضرورت ہے، مشکل ہے کہ آپ اُس کا اندازہ لگا سکیں۔ جو چیز ہفتہ بھر کی تلاش و کاوش کے بعد لکھی جائے گی، وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ کے اندر آپ پڑھ لیں گے۔ ممکن ہے مطالب کی دلچسپی آپ کو اس کا بھی محسوس نہ ہونے دے۔ تاہم اس واقعہ سے آپ کو بے خبر نہیں رہنا چاہیے کہ بسا اوقات روپیہ صرف اور ایک اہل قلم کے پورے سات دن کی محنت سے یہ چند کالم تیار کیے جاتے ہیں۔ بسا اوقات اس کی صرف ایک سطر لکھنے کے لیے ضرورت ہوگی کہ کئی کئی سو صفحوں کی کتاب یا اخبارات و رسائل اول سے لیکر آخر تک پڑھ ڈالے جائیں، اور بعض اوقات تو ایسا ہوگا کہ سینکڑوں صفحے پڑھ کر رکھ دینے پڑینگے اور ایک سطر بھی میسر نہ آئے گی!

اس وقت دفتر الہلال میں مغرب و مشرق کے وسیع اخبارات و رسائل کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہوتا ہے۔ انگریزی، فرانسیسی، طلیانی، جرمن، اسپینی، عربی، ترکی، فارسی اور [illegible] زبانوں کے روزانہ، سہ روزہ، ہفتہ وار، ماہوار، ہر قسم کے اخبار و رسائل مہیا کیے گئے ہیں۔ طلیانی اور اسپینی زبانوں کے سوا باقی تمام زبانوں کے مطالعہ اور اخذ و ترجمہ کا انتظام موجود ہے۔ اور امید ہے کہ بہت جلد ان دونوں زبانوں کے مطالعہ کا بھی انتظام ہو جائے گا۔ یہی حال نئی کتابوں کا ہے۔ شاید ہی کوئی ہفتہ اس سے خالی ہوتا ہو کہ نئی مطبوعات کا ذخیرہ یہاں نہ پہنچتا ہو۔ ہم کوشش کرینگے کہ حتی الوسع اس تمام ذخیرہ کا بہترین خلاصہ ہر ہفتہ پیش کر دیا کریں۔

یہ واضح رہے کہ "عالم مطبوعات و صحائف" کا باب "مطبوعات جدیدہ" سے مختلف ہے۔ "مطبوعات جدیدہ" کا عنوان اس لیے رکھا گیا ہے تاکہ اہم کتابوں پر نقد و تبصرہ کیا جائے، یا اگر کسی خاص کتاب کا کوئی اہم حصہ قابل اشاعت ہو تو اسے بعینہٖ نقل کر لیا جائے، لیکن عالم مطبوعات و صحائف کا دائرۂ نظر عام و وسیع ہے۔ اس میں ہر طرح کی مطبوعات سے ہر طرح کی ضروری معلومات منتخب کر کے جمع کی جائیں گی۔

تاریخ کبیر ذہبی

تاریخ اسلام کے عہد متاخرین میں امام شمس الدین الذہبی (المتوفی ۷۴۸ھ) کو علم و تصنیف کا جو درجہ حاصل ہے، وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔ اُن کا عہد آئمۂ فن کا عہد تھا، تاہم جو قبولیت و شہرت اُن کی مصنفات کو حاصل ہوئی، اُس سے اُن کے بعد کے بڑے بڑے معاصر حتیٰ کہ شیوخ و اساتذہ بھی محروم ہیں۔ اُنکی مصنفات میں ایک بڑا حصہ تاریخ و رجال کا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اب تک میزان الاعتدال کے سوا (جسے پہلے ہندوستان کے ایک عالم مولانا عبد الحئی مرحوم فرنگی محلی نے چھپوا کر شائع کیا) اور کوئی مطول کتاب شائع نہ ہو سکی۔

تاریخ میں ان کی سب سے بڑی کتاب "تاریخ الاسلام و طبقات المشاہیر الاعلام" ہے جو تاریخ کبیر ذہبی کے نام سے مشہور ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کے بعد اسلام کی جس قدر تاریخیں لکھی گئیں، سب کی سب اس سے ماخوذ ہیں۔ کوئی متاخر مورخ ایسا نہیں ہے جو اس کا حوالہ نہ دیتا ہو۔ اس کے مختلف نسخے دنیا کے مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں لیکن تمام ناقص ہیں۔ بدقسمتی سے کسی ایک مقام پر بھی کوئی مکمل نسخہ موجود نہیں۔

یورپ کے مستشرقین اور مستشرق جماعتوں کا ایک خاص طریق کار یہ ہے کہ وہ جب کوئی خاص کتاب شائع کرنی چاہتے ہیں تو پہلے اس کے تمام موجودہ نسخوں کی ایک یادداشت طیار کر لیتے ہیں۔ یہ یادداشت نہایت قیمتی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا کے مختلف مقامات میں اس کے کون کون سے نسخے موجود ہیں، اور کیونکر ان سب سے اس کا ایک مکمل اور صحیح نسخہ مرتب کیا جا سکتا ہے؟ سنہ ۱۹۰۸ء میں ہالینڈ کے مشہور مستشرق پروفیسر دی گوئے De Goeje نے ایک یادداشت اس کتاب پر شائع کی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پہلی اور پانچویں جلد پیرس کے قومی کتب خانہ میں موجود ہے۔ دوسری اور چوتھی آکسفورڈ میں ہے۔ تیسری تمام اور قاہرہ میں ہے۔ چھٹی، ساتویں، اور آٹھویں برٹش میوزیم کے کتب خانہ میں ہے۔ نویں سے لیکر بارہویں جلد تک قسطنطنیہ کے کتب خانہ ایا صوفیہ میں موجود ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر جلدیں ناقص ہیں اور جب تک انکے ناقص اجزاء کے مقابلہ میں دوسرے نسخوں سے کامل اجزاء نہ مل جائیں مکمل نسخہ کی ترتیب مشکل ہے۔ اس یادداشت میں ان اجزاء کا بھی حال صحیح تھا، اور امید کی گئی تھی کہ مکمل نسخہ مرتب ہو جائیگا۔

ہندوستان میں بھی اس کے نسخے جا بجا پائے جاتے ہیں مگر کامل نسخہ کہیں نہیں ہے۔ رامپور کے کتب خانے میں تین جلدیں ہیں۔ لکھنؤ کے کتب خانۂ مولانا حامد حسین مرحوم میں بھی تین ہیں۔ بانکی پور میں ایک جلد ہے۔ مولانا ابو الکلام . . . کے کتب خانہ میں دو جلدیں ہیں دوسری اور چوتھی۔ غالباً حیدرآباد میں بھی بعض جلدیں پائی جاتی ہیں۔

اصل کتاب کی ایک کتابت میں بارہ جلدیں ہیں اور ایک میں تیرہ۔ مصنف نے ابتداء اسلام سے اپنے عہد تک یعنے ساتویں صدی ہجری تک کے حالات و تراجم جمع کرنے کا التزام کیا تھا۔ ترتیب یہ اختیار کی ہے کہ پوری مدت ستر بابوں میں منقسم ہے یعنی ہر بیس برس کے لیے ایک باب ہے۔ ہر باب میں پہلے وقائع و حوادث بہ ترتیب سنین جمع کیے ہیں۔ پھر وفیات و تراجم بہ ترتیب حروف تہجی بیان کیے ہیں۔ دوسری اور چوتھی جلد جو مولانا کے کتب خانہ میں موجود ہیں، ان میں سنہ ۴۱ھ سے سنہ ۸۰ھ تک کے، اور سنہ ۱۲۱ھ سے سنہ ۱۶۰ھ تک کے حالات ہیں۔

دنیا اس کتاب کی اشاعت سے مایوس ہو چکی تھی۔ لیکن اب شائقین علم یہ سنکر نہایت خوش ہونگے کہ نہ صرف اس کا مکمل نسخہ مرتب کر لیا گیا ہے، بلکہ اُس کی طباعت کا کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ جرمنی سے پروفیسر آرٹمن لکھتے ہیں کہ تاریخ کا مکمل نسخہ جو گذشتہ پندرہ سال سے زیر ترتیب و تکمیل تھا اب مکمل ہو گیا ہے۔ اور پہلی جلد کی چھپائی بھی شروع ہو گئی ہے۔

پروفیسر موصوف کا یہ خط مولانا ابو الکلام کے نام آیا ہے جن سے اُن کی خط و کتابت ۱۹۱۲ء سے جاری ہے۔ اسمیں انھوں نے مولانا کے کتب خانہ کی دونوں جلدیں طلب کی ہیں، اور اس کام کی نہایت دلچسپ تاریخ بھی بیان کی ہے تاکہ الہلال میں شایع کی جائے۔ پروفیسر موصوف یورپ کے اُن مشاہیر اہل علم میں سے ہیں جنھوں نے ازراہ عنایت الہلال کے لیے تحریر مقالات کا وعدہ فرمایا تھا۔ ہم آئندہ اُن کی تحریر کا ترجمہ بسلسلۂ مقالات شایع کرینگے۔

پریم

A. Tale of Modern India

مندرجۂ صدر نام سے مسٹر ایچ۔ کے۔ [illegible] نے ایک ناول لکھا ہے جو پچھلی ڈاک کی نئی کتابوں میں ہمارے پاس پہونچا ہے۔ اس میں پنجاب کی دیہاتی زندگی کی ایک دلچسپ داستان بیان کی گئی ہے، اور مصنف کا بیان ہے کہ یہ داستان نہیں ہے بلکہ ایک سچی سرگذشت ہے۔ سر مائیکل اڈوائر (سابق گورنر پنجاب) نے اس پر دیباچہ لکھا ہے اور یہ رائے قائم کی ہے کہ زمانۂ حال کی ہندوستانی زندگی کے مسائل سمجھنے میں یہ سرگذشت بہت مدد دے گی۔

اس افسانہ میں اگرچہ متعدد سیرتیں دکھائی گئی ہیں لیکن دو سیرتیں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ایک تو خود پریم کی جو اپنی کاشتکاری کی پر مصیبت زندگی شروع کرتا ہے

برید شرق

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار قسطنطنیہ کے قلم سے)

دو تاریخی دشمن رو در رو

سابق خدیو مصر کا مقدمہ

عباس پاشا حلمی، دور حاضر کے سربرآوردہ مشاہیر میں سے ہیں۔ جنگ عمومی کے آغاز تک مصر کے فرمانروا تھے۔ برطانیہ سے ان کی مخالفت تاریخی واقعہ بن گئی ہو۔ باہمی عداوت کی سرگذشت خود لارڈ کرومر نے اپنے پرزور سیاسی قلم سے لکھی ہو اور "عباس ثانی" کے نام سے دنیا کے ہاتھوں میں موجود ہو۔ لارڈ موصوف نے عباس کی مذمت میں اپنی تمام قوت کتابت صرف کردی ہو۔ مگر شروع سے آخر تک کتاب پڑھ ڈالنے کے بعد اس کے سوا کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ "یہ خدیو، برطانیہ کا دشمن تھا" کیونکہ "برطانیہ نے اس کے ملک پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا"

یہاں ہم خدیو کی وطن پرستی کی تاریخ بیان کرنی نہیں چاہتے لیکن یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آخرکار اسی وطن پرستی نے عباس حلمی کو اپنے تاج و تخت سے محروم کرایا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ برطانیہ نے مصر میں اس کی تمام ذاتی جائداد ضبط کرکے پورا پورا انتقام لے لیا۔

آج مصر میں خدیو کی کوئی ملکیت باقی نہیں ہو حالانکہ جنگ سے پہلے وہ مصر کا سب سے بڑا صاحب املاک تھا۔ خدیو سابق کی دولت کے متعلق بہت سے قصے مشہور ہیں۔ وہ اپنے عہد حکومت میں دنیا کے چند سب سے زیادہ دولتمند فرمانرواؤں میں سے تھا

بہرحال وہ قدیم تاریخی دشمنی آج پھر منظر عام پر آگئی ہے۔ پہلے اس کا دائرہ شاہی محل، انگریزی ریزیڈنسی، اور سیاسی حلقوں میں محدود تھا۔ آج وہ عدالت کے ایوان میں جلوہ آرا ہوا اور جج اس پر محاکمہ کرنے بیٹھے ہیں۔

مقدمہ کی نوعیت

اس اجمال کی تفصیل یہ ہو کہ سابق خدیو نے قسطنطنیہ کی مخلوط اعلیٰ عدالت میں حکومت برطانیہ پر دعویٰ دائر کیا ہو اور اپنی جائداد کا معاوضہ طلب کیا ہو جو دوران جنگ میں ضبط کرلی گئی تھی۔ خدیو کا دعویٰ یہ ہے کہ برطانیہ نے اس کی جائداد ضبط کرنے کے بعد اسے صرف ۶۰۰،۰۰۰ پونڈ معاوضہ ادا کیا یہ رقم بہت کم ہے۔ اسے ۲۸۱۲۳،۸۰۲ پونڈ معاوضہ لینا چاہئے

مدعا علیہ کا جواب دعویٰ

دعویٰ اپنے اجمال میں نہایت سادہ ہو لیکن تفصیلات نے بہت سی پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں جن کے حل کرنے میں بیک وقت ترکی، مصر، برطانیہ، اور بعض دوسرے یورپین ملکوں کے قابل ترین علمار قانون مشغول ہیں۔ یہ پیچیدگیاں دراصل برطانیہ کی طرف سے پیدا کی گئی ہیں۔ برطانوی وکیل مورس اموس نے کل عدالت میں اپنے اعتراضات پیش کئے تھے۔ سب سے بڑا اعتراض یہ ہو کہ موجودہ عدالت، جس کے سامنے مقدمہ پیش ہو، اس مقدمہ کی سماعت کا اختیار نہیں رکھتی۔ برطانی نمایندے نے اس کے لئے متعدد دلیلیں پیش کی ہیں۔ اول مدعی کی شخصیت۔ ثانیاً دعوے کا موضوع۔

انگریزی وکیل نے کامل تین گھنٹے تقریر کی۔ اور ان دونوں نقطوں پر ہر پہلو سے روشنی ڈالی۔ اس کی تقریر کا خلاصہ یہ ہو:

"مدعی کی شخصیت، موجودہ عدالت کے دائرۂ اختیار سے باہر ہے۔ یہ اس لئے کہ خدیو کی جنسیت مصری ہو۔ اور یہ مسلم ہو کہ اس عدالت کے سامنے صرف انہی لوگوں کے دعوے آسکتے ہیں جو ترکی جنسیت رکھتے ہوں اور برطانیہ یا اس کی رعایا کے خلاف دعویٰ رکھتے ہوں" اپنے دعوے کے ثبوت میں وکیل نے کہا

"ابتک مصری حکومت سابق خدیو کو "مصری" ہی گردانتی ہو اور ان کی ترکی جنسیت تسلیم نہیں کرتی۔ اس بارے میں مصری اور ترکی حکومت میں گفت و شنید بھی ہوچکی ہو۔ مگر مصری حکومت اپنے فیصلہ پر قائم ہو۔ میرے لئے سرکاری کاغذات پیش کرنا مشکل ہو۔ لیکن میرے پاس موجودہ مصری وزیر اعظم عبدالخالق ثروت پاشا کا خط موجود ہے جو ان سے خاص اس موقعہ کے لئے حاصل کیا گیا ہے"

اس کے بعد وکیل نے وزیر اعظم مصر کا خط پیش کیا جو حسب ذیل ہو:

"آپ کا خط پہونچا۔ افسوس جواب میں بہت تاخیر ہوئی۔ اس کا اصلی سبب وزارت کا استعفا تھا۔ اسی استعفا کی وجہ سے اس نوٹ پر دستخط بھی دیر سے ہوئے جو سابق خدیو عباس پاشا کے متعلق مصری حکومت ترکی سفیر کے حوالہ کرنے والی تھی۔ آج اس نوٹ پر دستخط ثبت ہوگئے اور ترکی سفیر کو دے دیا گیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہو کہ مصری حکومت سابق خدیو کی جنسیت کی تبدیلی تسلیم نہیں کرتی۔ . . میں آپ کی اس مہم میں پوری کامیابی کا خواہشمند ہوں"

خط سنانے کے بعد انگریزی وکیل نے کہا:

"یہ مسئلہ بالکل صاف ہوگیا کہ عباس حلمی مصری ہیں۔ ترکی نہیں ہیں۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں برطانیہ نے مصر پر اپنے حمایت (پروٹیکٹوریٹ) کا اعلان کیا۔ اس وقت سے خدیو انگریزی رعایا ہوگئے۔ لہذا ان کا موجودہ دعویٰ برطانیہ کا ایک داخلی معاملہ ہو۔ یعنی برطانیہ کی ایک رعایا نے حکومت برطانیہ پر دعویٰ کیا ہو۔ موجودہ عدالت کو ایسے مقدمات سننے کا قانوناً حق نہیں ہو۔ بنا بریں عدالت کو اس مقدمہ پر غور نہیں کرنا چاہئے"

اس کے بعد وکیل نے دوسرے نقطہ پر بحث شروع کی:

"خدیو اپنی جائداد کا معاوضہ طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ موجودہ عدالت کو معاوضہ کے دعووں پر غور کرنے کا حق ہی نہیں ہو۔ کیونکہ یہ عدالت، معاہدۂ لوزان کے بموجب وجود میں آئی ہو اور معاہدہ میں صاف تصریح موجود ہو کہ ترکی برطانی عدالت صرف ان دعووں پر غور کرے گی جو ترکی یا دول اتحاد طرفین پر کسی جائداد کے متعلق دائر کرینگے بشرطیکہ اس جائداد کا طرفین کو علم ہو۔ لیکن خدیو کسی جائداد کا مطالبہ نہیں کررہے ہیں بلکہ معاوضہ طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ معاوضہ کا معاملہ اس عدالت کے اختیار سے باہر ہے"

یہ کہکر وکیل نے معاہدۂ لوزان کی دفعہ ۵۸ پڑھی جس کا مضمون یہ ہو:

"ترکی اور دول اتحاد باہمی رضامندی سے ان تمام نقدی معاوضوں کے مطالبہ سے دست بردار ہوتے ہیں جن کا تعلق یکم اگست ۱۹۱۴ء سے تاریخ معاہدہ تک طرفین کی جائداد سے ہو عام اس سے کہ وہ جائدادیں تباہ ہوگئی ہوں یا ضبط کرلی گئی ہوں"

وکیل نے کہا "اس تصریح کے بعد خدیو کا دعویٰ بالکل بے بنیاد ہوجاتا ہو" یہاں پر انگریزی وکیل کو اعتراف کرنا پڑا کہ "لوزان کا معاہدہ ان معاہدوں سے بالکل مختلف ہو جو دول اتحاد نے جرمنی، آسٹریا، اور بلغاریہ سے کئے ہیں۔ یہ معاہدے غالب اور مغلوب کے مابین ہوئے تھے، اسی لئے ان میں غالب کی سخت شرطیں موجود ہیں۔ لیکن لوزان کا معاہدہ دو برابر کے حریفوں میں ہوا تھا غالب اور مغلوب میں نہیں ہوا تھا۔ اسی لئے اس کی تمام شرطوں کی بنیاد مساوات پر ہو"

یہ تاریخی واقعہ بھی اسے تسلیم کرنا پڑا کہ "لوزان کانفرنس میں اتحادیوں نے ترکی کو دبانے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ تین کرور پونڈ تاوان جنگ طلب کیا تھا۔ مگر ترکی نے صاف انکار کردیا۔ اس کے بعد ڈیڑھ کرور طلب کیا۔ اس پر بھی ترکی راضی نہ ہوا۔ آخر ایک کرور بیس لاکھ پر اصرار کیا گیا۔ مگر ترکی نے اس بارہ میں گفتگو کرنے سے قطعی انکار کردیا۔ مجبوراً اتحادیوں کو مذکورۂ بالا دفعہ ۵۸ پر راضی ہونا پڑا، جس کی رو سے طرفین ہر قسم کے مالی معاوضوں سے دست بردار ہوگئے"

اس کے بعد وکیل نے معاہدہ کی دفعہ ۶۵ اور ۶۶ پر بحث کی "بلاشبہ ان دفعوں میں طرفین نے تسلیم کیا ہو کہ ضبط شدہ جائدادیں واپس کردیں گے یا ان کی قیمت ادا کردیں گے۔ مگر اس میں صاف تصریح موجود ہو کہ ایسے دعوے اس عدالت میں پیش ہوسکتے ہیں جو طرفین خاص اسی غرض سے مقرر کرینگے۔ موجودہ عدالت کی یہ حیثیت نہیں ہو، لہذا اس مقدمہ پر غور کرنا اس کے اختیار سے باہر ہے"

اس کے بعد وکیل نے یہ اعتراض پیش کیا کہ "معاہدۂ لوزان کی رو سے طرفین ایسی ہی جائدادوں کا مطالبہ کرسکتے ہیں جو کسی ایک فریق کے قبضہ میں ہیں۔ کیونکہ اگر قبضہ میں نہیں ہیں تو ان کی واپسی بھی ناممکن ہو۔ مدعی عباس پاشا کی فی الحال کوئی

بتلاتے ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ طرح طرح کے تمدنی اور تعلیمی ترقیات کے مدارج پوری سرعت کے ساتھ طے کر رہا ہے۔ وقت آگیا ہے کہ ہم ہر طرح کے تعصبات سے الگ ہو کر اعتدال فکر کے ساتھ روسی انقلاب کا مطالعہ کریں"

ترک اور نسل ابراہیمی

پچھلے دنوں پروفیسر حقی بے نے جو جامعہ قسطنطنیہ میں اسلامی تاریخ کے مدرس ہیں، ایک عجیب نظریہ اخبارات میں شائع کیا تھا۔ ماحصل اس کا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نسل سے تھے جو ترکوں کی نسل ہے۔ نظریہ کے اثبات میں لغات قرآن، اور علم الاقوام سے دلائل پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن جتنی باتیں ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر نکالی گئی تھیں، ان میں کوئی بھی ایسی نہ تھی جو اہل علم کے لئے قابل التفات ہو۔ خصوصاً قرآن سے استدلال تو نہ صرف غیر مفید بلکہ عدم فہم و تدبر پر مبنی تھا۔

پچھلی ڈاک کے ترکی اخبارات میں پھر یہ بحث چھڑ گئی ہے۔ توحید افکار میں ایک اہل قلم نے طول طویل مضمون لکھا ہے، وقت کے مقالہ نگار نے اس کے رد پر زور قلم صرف کیا ہے۔ توحید افکار کا مضمون حقی بک کی تائید میں ہے۔ وقت کا مضمون تغلیط میں۔ ضمناً یہ بحث بھی چھڑ گئی ہے کہ قدیم تقسیم اقوام کی بنا پر منگولین نسل کا ایک حلقہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن یہ کہاں تک نکتہ چینیوں سے محفوظ ہے؟ توحید افکار کے مقالہ نگار نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قدیم تاتاری نسل اپنی ایک مستقل شاخ رکھتی ہے۔ مشرق اقصیٰ اس کا محل و وطن نہ تھا۔ یہ دنیا کے وسطی حصوں سے وہاں پہنچی تھی۔

اس سلسلہ میں لفظ "تارخ" اور "آزر" کی اصلیت نے بھی ایک سخت نزاع پیدا کر دی ہے۔ یہ بحث بھی چھڑ گئی ہے کہ "تارخ" اور "آزر" اصلاً ایک ہی لفظ ہیں یا دو مختلف نام ہیں؟ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم کو "آزر" کا بیٹا بتلایا گیا ہے: اذ قال ابراھیم لابیه آزر۔ لیکن تورات میں "تارخ" ہے۔ مفسرین نے اس کی یوں توجیہ کی ہے کہ "آزر" حضرت ابراہیم کا باپ نہ تھا چچا تھا۔ باپ "تارخ" ہی تھا۔ لیکن چونکہ اسی نے حضرت ابراہیم کی پرورش کی تھی۔ نیز عربی میں چچا پر بھی باپ کا اطلاق ہوتا ہے، اس لئے قرآن نے "آزر" کو باپ کے لفظ سے تعبیر کیا۔

بہر حال یہ، اور اس طرح کی بحثیں ایک طرح کی کاوش فکر اور تفنن طبع ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی وقعت نہیں۔ جہاں تک حضرت ابراہیم کے باپ کی شخصیت کا سوال ہے، صاف بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ "تارخ" اور "آزر" سے ایک ہی شخصیت مراد ہے۔ قدیم الفاظ و اعلام میں اس طرح کے تبدلات بکثرت ہوئے ہیں۔

امریکہ کے شامی اور استقلال شام

قارئین الہلال کو غالباً معلوم ہوگا کہ امریکہ میں شامی مہاجرین کی بڑی بڑی نو آبادیاں ہیں۔ انھوں نے امریکن جنسیت قبول کر لی ہے۔ اور عام امریکن آبادی کی طرح تمول و خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے خاص عربی اخبارات ہیں، کلب ہیں، [illegible] ہیں، جہازرانی کی کمپنیاں ہیں، اور خاص نیو یارک میں [illegible] آباد محلے ہیں۔ غالب تعداد [illegible] مسلمان بھی ہیں۔

چونکہ ان کی جدید تمدنی زندگی کی ابتدائی نشوونما فرانس کے زیر اثر ہوئی تھی، اس لئے قدرتی طور پر جذبات کا میلان اسی طرف رہتا ہے۔ جنگ کے بعد جب فرانس نے شام پر غاصبانہ قبضہ کیا، تو انھوں نے شام کو مبارکباد دی۔ پھر جب شامیوں نے فرانسیسی مظالم سے عاجز آکر اعلان جنگ کر دیا، تو ان کے اخبارات علانیہ فرانس کے حامی اور دروزیوں کی وحشت و جہالت اور ناشکر گزاری پر متاسف تھے!

چونکہ مہاجرین امریکہ ابناء شام کی سب سے بڑی متمول اور طاقتور جماعت ہیں، اس لئے قدرتی طور پر انکے خیالات کا مسئلہ شام پر نہایت مضر اثر پڑتا تھا۔

یہ حال دیکھ کر متعدد شامی لیڈروں نے امریکہ کا سفر کیا۔ پچھلے دنوں ڈاکٹر عبد الرحمن شہبندر گئے تھے، جنھوں نے امریکہ کی تمام شامی آبادیوں میں لکچر دئیے اور صورت حال سے مطلع کیا۔ انکے بعد مشہور شامی زعیم، امیر شکیب ارسلان نے اسی غرض سے امریکہ کا سفر کیا اور کئی ماہ تک مقیم رہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام کوششیں پوری طرح بارآور ہوئی ہیں اور امریکن شامیوں کی رائے عامہ میں بہت کچھ تبدیلی ہو گئی ہے۔ کئی ہفتہ سے امریکہ کے جس قدر عربی اخبارات آرہے ہیں، سب سے اس تبدیلی کا پتہ چلتا ہے۔ پچھلی ڈاک کے البیان اور الہدی میں کئی مضامین شام کے مسئلہ استقلال پر نکلے ہیں۔ سب میں وہی نقطہ خیال کام کر رہا ہے جو شام کا مخلصانہ وطنی نقطہ خیال ہے۔ الہدی لکھتا ہے:

"بلا شبہ ہم فرانس کے علم و ادب کے مقروض ہیں۔ ہمیں اس قرضہ کی اہمیت سے انکار نہیں لیکن ہم اس کے لئے طیار نہیں کہ اس کے معاوضہ میں اپنا وطن عزیز اور اس کا وطنی استقلال مال غنیمت کی طرح حوالہ کر دیں۔ ہم فرانس کے آگے عبودیت و محکومیت کا سجدہ کرنے سے انکار کرتے ہیں"۔

پارہ کا فوری علاج

ہر شخص جانتا ہے کہ کچا پارہ اگر جسم کے اندر چلا جائے تو نہایت مضر ہوتا ہے۔ پارہ کا پھوٹنا مشہور ہے۔ ایک مدت سے طبی حلقوں کو تلاش تھی کہ اسکا کوئی فوری اور قطعی علاج معلوم ہو جائے۔ اب امریکہ کے مشہور طبی رسالہ "جرنل آف دی میڈیکل ایسوسی ایشن" میں اس کا مجرب اور سہل علاج بتلایا گیا ہے۔ امریکہ کے تمام مستند طبی حلقے اس کی تصدیق کرتے ہیں:

"اگر کوئی شخص پارہ کھا گیا ہو تو پہلے ایک یا دو گلاس دودھ پلا دو۔ پھر چند کچے انڈے کھلا دو۔ یہ چیزیں جب پارے سے ملتی ہیں تو فوراً ایک نمک طیار ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ معدہ میں پارہ ہضم نہ ہو سکے گا اور دودھ اور انڈے کی چکناہٹ معدہ کی دیواروں کو چکنا بھی کر دے گی تاکہ پارہ جذب نہ ہو سکے۔ البتہ یاد رہے کہ ہر حال میں دو باتوں کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔ ایک یہ کہ [illegible] جہاں تک جلد ممکن ہو یہ علاج عمل میں آ جائے۔ دوسرے یہ کہ معدہ کی صفائی اچھی طرح کر دی جائے"

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں۔ نیز نام اور پتہ صاف ہونا چاہئے ورنہ تعمیل میں دیر ہوگی۔

منیجر الہلال، کلکتہ

کیا آپکو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دنیا میں بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا۔
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپ کی زندگی بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں۔

کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہیے!

مکتوب فلسطین

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم بیت المقدس کے قلم سے)
(عربی سے ترجمہ کیا گیا)

جامعۂ عبرانی

فلسطین کی عبرانی یونیورسٹی نے اعلان کیا ہو کہ وہ عربی زبان کا شعری لغت مرتب کر رہی ہے۔ اس سے مقصود لغت کی ایک ایسی کتاب ہو جس میں اُن تمام لفظوں اور محاوروں کی تحقیق کی جائے گی جو عربی اشعار میں استعمال ہوئے ہیں۔

یہ تجویز نہایت اہم اور ایک بڑی ضرورت پوری کرنے والی ہو۔ عربی علم ادب سے مہارت رکھنے والے جانتے ہیں کہ عہد جاہلیت اور مولّدین کے کتنے اشعار محض اس لئے مشکل ہو گئے ہیں کہ موجودہ کتب لغت میں اُن کے الفاظ اور محاوروں کی پوری تحقیق موجود نہیں۔

تحقیقات سے مجھے معلوم ہوا کہ اس غرض کے لئے یونیورسٹی نے علمار کی ایک کمیٹی بنائی ہو۔ مشہور یہودی علامہ ہرقنز اس کے صدر ہیں۔ کام شروع ہو گیا ہو۔ لیکن اس کی تکمیل میں تقریباً پندرہ برس لگیں گے۔

اسی سلسلہ میں یونیورسٹی کی ایک اور تجویز بھی قابل ذکر ہو۔ عربی ادب سے دلچسپی رکھنے والوں نے جرمنی کے مشہور مستشرق پروفیسر بکر کا نام سنا ہوگا۔ یہ اس وقت پروشیا کے وزیر تعلیم ہیں۔ انھوں نے سالہا سال کی کوششوں سے عربی زبان کی بکثرت قدیم قلمی تحریریں جمع کی ہیں۔ علمی دنیا میں ان کا مجموعہ نہایت نادر اور قیمتی سمجھا جاتا ہو۔ فلسطین کی یہودی یونیورسٹی نے گزشتہ ماہ یہ تجویز منظور کی ہو کہ پروفیسر مذکور سے یہ تاریخی مجموعہ خرید لیا جائے اور پورے اہتمام کے ساتھ شایع کر دیا جائے۔ خیال کیا جاتا ہو کہ اگر یہ مجموعہ شایع ہوا تو دس جلدوں میں ختم ہوگا۔

عبرانی یونیورسٹی کے کارناموں میں مشرق کی اکثر قوموں کے لئے بڑی ہی عبرت ہو۔

عبرانی اپنے بولنے والوں کی پراگندگی و بربادی کے بعد خود بھی برباد ہو گئی تھی۔ مُردہ زبانوں میں اُس کا شمار تھا۔ مذہبی کتابوں اور عبادت خانوں کے باہر اُس کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا لیکن سخت جان یہودیوں کی بیس برس کی کوششوں نے آج اُسے ایک زندہ زبان بنا دیا ہو۔ اسوقت فلسطین میں عربی کے بعد سب سے زیادہ مستعمل یہی زبان ہو۔ عدالتوں اور بازاروں تک میں بولی جاتی ہو، اسمیں نئے علوم و فنون ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ ہو۔ اپنی خاص یونیورسٹی رکھتی ہو جس کا شمار موجودہ عہد کی بہترین یونیورسٹیوں میں ہو!

عبرانی یونیورسٹی کی عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہو کہ دو سال کی قلیل مدت میں اُسنے ایک لاکھ ۴۰ ہزار کتابیں اپنے کتب خانہ میں جمع کر لی ہیں جو تمام تر یہودی علوم اور یہودی قوم سے تعلق رکھتی ہیں!

قومی مؤتمر

فلسطین کی قومی مؤتمر (کانگرس) نے ایک عام اجتماع منعقد کرنے کی دعوت شایع کی ہو۔ اس سے غرض اُس قانون پر بحث و اعتراض ہو جو گورنمنٹ نے فلسطینی قومیت یا جنسیت کے متعلق عمل میں بنایا ہو۔ یہ قانون اُن تمام لوگوں کو فلسطینی جنسیت سے خارج کرتا ہو جو فلسطین کے باہر بود و باش رکھتے ہیں۔ نیز اُنھیں اپنے ملک میں واپس ہونے سے بھی منع کرتا ہو۔ اس قانون کی وجہ سے باشندے سخت ہیجان میں ہیں۔

مجلس تشریع

ملک میں مجلس تشریع (لیجسلیٹو کونسل) کے قیام کا مطالبہ عام ہو گورنمنٹ بھی اس پر غور کر رہی ہو۔ اس راہ میں بڑی رکاوٹ یہ ہو کہ جن لوگوں پر قوم کو اعتماد ہو، حکومت اُنھیں پسند نہیں کرتی۔ اور حکومت کے آدمیوں پر قوم کو اعتماد نہیں۔ اس صورت میں کونسل کا قیام کیسے ہو سکتا ہو؟ حکومت ڈرتی ہو کہ اپنا ایک نیا دشمن کیوں پیدا کرے؟ قوم خیال کرتی ہو حکومت کے ہاتھ میں ایک نیا ہتیار کیوں دے؟ لیکن متعدد سیاسی رہنماؤں نے اعلان کیا ہو کہ ہم حکومت کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ وہ سچائی کے ساتھ قومی مطالبے کی طرف عملی قدم اُٹھائے۔ ایسے معاملات میں "سچائی" کی قید ہمیشہ مشتبہ ہوتی ہو!

ایک اہم اکتشاف

پروفیسر ولیم یہاں آثار قدیمہ تلاش کر رہے ہیں۔ حال میں اُنھیں "تل نیشا" پر زمین کے اندر ایک دیوار ملی ہو۔ سولہ سے بیس فٹ تک موٹی ہو۔ خیال کیا جاتا ہو یہ ۳۰۰۰ قبل مسیح میں تعمیر ہوئی تھی۔

ڈاکٹروں کی تعداد

آخری اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اسوقت فلسطین میں کل ۵۴۴ ڈاکٹر ہیں۔ ان میں ۳۷۲ یہودی ہیں ۴۰ عرب ہیں ۱۳۲ یورپین ہیں۔ یہودی ڈاکٹروں میں ایک تہائی عورتیں ہیں۔

امیر عبداللہ

اخبارات نے امیر عبداللہ کی ایک ملاقات کا حال شایع کیا ہو جو اُنھوں نے ایک مصری اخبار نویس سے حال میں کی تھی۔ امیر نے کہا:

"مصر میں ذہنی بیداری اس طرح اُبل رہی ہو جس طرح کہ لاوا اُبلتا ہو۔ اس کے مستقبل اور نتیجہ کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ قدیم خیالات و افکار کے باب میں فکر کی آزادی میرے نزدیک بہت مستحسن ہو۔ تجدید و اجتہاد میں جو چیز مجھے بہت پسند ہو وہ اعتدال ہو جلد بازی اور مشرقی فضائل و اخلاق کی تحقیر مجھے پسند نہیں"

مصر کی سیاسی بیداری کے متعلق امیر نے گفتگو کرنے سے انکار کیا۔ البتہ ڈرتے ڈرتے اتنی تصریح کی "مصر کے دوستوں کو یہ بیداری بہت مرغوب ہو"

اپنی ریاست کے متعلق اُنھوں نے کہا "میں اپنے ملک کو وہ تمام دستوری (پارلیمنٹری) حقوق دینا پسند کرتا ہوں جو اُسکے لئے مضر نہ ہوں" اور اُس کی "عقلی استعداد" کے مطابق ہوں"

انگریزی معاہدہ کے متعلق کہا "وہ معاہدہ ابھی آخری منزل میں نہیں پہونچا ہو۔ البتہ گفت و شنید ختم ہو گئی ہو۔ ممکن ہو مزید ترمیم ہو۔ بہر حال مجھے یقین ہو کہ یہ ویسا ہی معاہدہ ہوگا جیسا برطانیہ نے عراق سے کیا ہو"

اپنے والد شریف حسین سابق شاہ حجاز کے بارے میں اُنھوں نے کہا "اپنی آخری حاضری کے وقت میں نے عرض کیا تھا کہ کسی دوسرے ملک میں اقامت اختیار کریں۔ مگر اُنھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے والد قبرص میں محض اپنی خوشی سے مقیم ہیں۔ وہ بالکل آزاد ہیں جس ملک میں چاہیں قیام کر سکتے ہیں"

فلسطین کی ایک بڑی شخصیت

فلسطین کے ایک ممتاز اور معتبر سیاسی رہنما موسیٰ کاظم پاشا ہیں۔ شروع سے وطن کی آزادی کے لئے کوشاں ہیں۔ قومی انجمن کے فی الحال صدر ہیں۔ اخبارات نے اُن کی ایک سیاسی گفتگو شایع کی ہو۔ یہ فلسطین کی عام رائے کی صحیح ترجمانی کرتی ہو۔ اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہو:

"ملک کا مطالبہ یہ ہو کہ قومی حکومت دستوری بنیادوں پر قائم ہو۔ قومی مجلس اُس کی پشت پناہ اور نگراں ہو دنیا کی تمام حکومتوں کی طرح یہ حکومت بھی صرف ملکی مجلس ہی کے سامنے جوابدہ ہو۔ ہم برطانوی حکمرانی تسلیم نہیں کرتے۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ ایک معین مدت تک کے لئے اپنے خارجی معاملات اجنبیوں کے ہاتھ میں رہنے دیں۔ لیکن ہم کامل اندرونی آزادی چاہتے ہیں ہم سردست اپنے ملک کے لئے وہی سیاسی حیثیت چاہتے ہیں جو عراق کو حاصل ہو۔ یعنی ہم انگریزوں سے اس شرط پر معاہدہ کر سکتے ہیں کہ ملک کی اندرونی آزادی محفوظ رہے اور دستوری حکومت قائم کرنے دیجائے۔ ہماری راہ میں سب سے بڑی مشکل یہودی قوم ہو ہم یہودیوں سے کوئی عداوت نہیں رکھتے۔ ہم اپنے ملک میں اُن کا خیر مقدم کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ مگر وہ زیادتی کرنا چاہتے ہیں ہمارے ملک کو غصب کرنا چاہتے ہیں، یہ بات ہم کبھی منظور نہیں کر سکتے۔ عربوں کو برطانیہ سے بیشمار شکایتیں ہیں۔ سب سے بڑی شکایت یہ ہو کہ اُسنے اُن کی آزادی سلب کر لی۔ دوسری شکایت یہ ہو کہ تقریباً تمام اعلیٰ اور درمیانی عہدے یہودیوں اور انگریزوں کے لئے خاص کر دیے۔ تیسری یہ کہ انگریزی حکومت نے ہماری تعلیم اپنے قبضہ میں کر لی ہو جس سے ملک کو سخت نقصان پہنچ رہا ہو۔ چوتھی یہ کہ بیشمار ٹیکس غریب ملک کو تباہ کر رہے ہیں۔ پانچویں یہ کہ ظالمانہ قانون جاری کئے گئے ہیں۔ اس قانون سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا کہ حکومت جسے مشتبہ سمجھے ۶ مہینے کے لئے بغیر مقدمہ چلائے قید کر سکتی ہو"

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)
(اصل عربی سے اُردو میں ترجمہ کیا گیا)

مصر و برطانیہ کی نزاع

"قوم کی روح کو نہ جنگی قانون مغلوب کر سکتا ہو نہ ظالم کا ظلم، نہ دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت کی قوت"

(سعد پاشا زغلول)

مصر کی موجودہ سیاسی جدوجہد کی پوری تاریخ اس ایک جملہ میں پنہاں ہو۔ برطانیہ نے ہر ممکن ذریعہ سے اس چھوٹی سی قوم کو مغلوب و مقہور کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس نہتی قوم نے مغلوب ہونے سے ہمیشہ انکار کیا۔ برطانیہ کو مجبوراً ظلم و جور کے ہتیار رکھ دینا پڑے۔ سیاسی بازی گری شروع کی۔ مگر اس قوم نے فریب کھانے سے بھی انکار کر دیا۔ برطانیہ کا آخری اور خطرناک حربہ، زیور پاشا کی وزارت تھی۔ یہ شخص مصری تھا مگر برطانیہ سے زیادہ مصر کے لئے مضر تھا۔ اپنے ملک کی سیاسی زندگی کا گلا گھونٹنے کی پوری کوشش کی۔ مگر قوم نے اُسے بھی چشم زدن میں گرا دیا۔ آج مصر پر حکومت خود مصریوں کی ہو۔ آج مصر کی حکومت، عام رائے کے ماتحت ہو۔ عام رائے برطانیہ کے خلاف ہو، اس لئے ملک کی حکومت بھی برطانیہ کے خلاف ہو۔ عام رائے ملک میں برطانیہ کا کوئی امتیاز باقی نہ

جائداد بھی برطانیہ کے قبضہ میں نہیں ہو۔ کیونکہ مصر اب ایک خود مختار سلطنت ہو اور برطانیہ کو اُس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا حق باقی نہیں رہا"

"علاوہ بریں" وکیل نے مزید استدلال کرتے ہوئے کہا "معاہدۂ لوزان نے یہ بھی تصریح کردی ہو کہ برطانیہ اُنھی ملکوں کی جائدادیں واپس کرے گا جو اس معاہدہ کے وقت ٹرکی کے قبضہ سے نکلے ہیں۔ ظاہر ہے مصر کا شمار ایسے ملکوں میں نہیں ہو۔ مصر جنگ سے پہلے ہی ٹرکی سے علحدہ ہوچکا تھا"

اس موقع پر وکیل نے لاہائی کی عدالت عالیہ کے مشہور جج موسیو کوبر کا یہ قول نقل کیا کہ کسی ملک کے اپنی سلطنت سے علحدہ ہونے کے لئے ضروری نہیں ہو کہ وہ سلطنت یہ علحدگی تسلیم بھی کرے فعلاً کسی ملک کی حکومت کا بے اختیار ہوجانا اس کے لئے کافی ہو کہ اُسے حکومت کے امتیازات سے محروم تسلیم کرلیا جائے"

اس قول سے وکیل نے یہ استدلال کیا کہ "ٹرکی نے اگرچہ مصر کی علحدگی سرکاری طور پر اُس وقت تسلیم نہیں کی تھی۔ مگر مصر فعلاً اُس سے علحدہ ہوچکا تھا اور اگر اُس وقت کی علحدگی قانوناً جائز نہ ہو تو پھر ۱۹۱۴ء میں انگریزی حمایت نے تو مصر کو قطعاً الگ کردیا تھا اور دول نے بھی اسے تسلیم کرلیا تھا۔ اگر یہ بھی معتبر نہ ہو تو مارچ ۱۹۲۲ء میں مصر کے اعلان خود مختاری پر تو کوئی ردوقدح نہیں ہوسکتی۔ یہ اعلان صرف دول یورپ ہی نے نہیں بلکہ خود ٹرکی نے بھی تسلیم کرلیا ہو"

غرضکہ انگریزی وکیل نے ہر ممکن دلیل سے ثابت کرنا چاہا کہ خدیو عباس کا موجودہ دعویٰ اگر بے بنیاد نہ ہو تو بھی اس عدالت میں پیش نہیں ہوسکتا۔ عدالت میں ۴۰ سے زیادہ سربرآوردہ ترک اور سفرار دول موجود تھے۔ مگر کسی نے بھی انگریزی وکیل کی تقریر پسند نہیں کی۔ اُس کی تقریر غیر دلچسپ اور افسردہ کن تھی تمام حاضرین اس بات پر مسکرا رہے تھے کہ وہ بار بار جوش میں آکر مضحکہ انگیز حرکتیں کرنے لگتا تھا سب سے زیادہ مضحکہ انگیز منظر اُس کی عینک میں تھا۔ وہ اپنی عینک کسی طرح بھی سنبھال نہیں سکتا تھا۔ بار بار ناک پر رکھتا اور پھر گھبرا کر اُتار دیتا۔ جب رکھتا تھا تو اس طرح ججوں کو دیکھنے لگتا تھا گویا کتاب پڑھ رہا ہو۔ جب اُتار دیتا تھا تو اس طرح نظریں اُٹھا دیتا تھا گویا اندھیرے سے اچانک روشنی میں آگیا ہو!

برخلاف اس کے خدیو کے پیروکار بڑے سلیقہ اور وقار کے وکیل تھے۔ اُنکے سرگروہ مشہور قانون داں طاہر بک ہیں۔ یہ استاد محکمۂ قانون کے ممتحن ہیں اور لوزان کانفرنس میں ترکی وفد کے قانونی مشیر تھے۔

خدیو کے وکلا کی بحث

خدیو کی طرف سے تین وکیل تھے۔ تینوں نے انگریزی وکیل کی بحث کے تین اہم فقروں کو باہم تقسیم کرلیا تھا۔

طاہر بک نے خدیو کی جنسیت پر بحث کی۔ اُنھوں نے کہا:

"خدیو، ترکی رعایا ہیں۔ کیونکہ ترکی قانون جنسیت انھیں ترکی رعایا قرار دیتا ہو اور مصری قانون جنسیت انھیں مصری تسلیم نہیں کرتا۔ خود برطانیہ معترف ہو کہ ۵ر نومبر ۱۹۱۴ء تک خدیو بلاشبہ ترکی رعایا میں تھا، پھر اس تاریخ کے بعد بقول اُس کے خدیو مصری رعایا ہوگئے۔ حالانکہ ۱۹۲۶ء کے مصری قانون جنسیت کی دفعہ خدیو کو مصری جنسیت سے خارج کررہی ہو۔ کیونکہ مصر میں خدیو کی عدم موجودگی اور مصر میں اُن کے داخلہ کی ممانعت کی وجہ سے اُن پر وہ شرطیں عائد نہیں ہوتیں جو مصری رعایا ہونے کے لئے قانون میں درج ہیں۔ اس قانون میں صاف لکھا ہو کہ وہی لوگ مصری رعیت ہیں جو ۵ر اکتوبر ۱۹۱۴ء کو مصر میں موجود تھے اور اسکے بعد بھی برابر وہاں بود و باش رکھتے ہیں۔ خدیو عباس میں یہ دونوں شرطیں پوری نہیں ہوئیں۔ بلاشبہ ۱۹۱۴ء میں خدیو اپنے ملک واپس جانا چاہتے تھے مگر خود انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ نے اُنھیں واپسی سے روک دیا"

اس کے بعد طاہر بک نے مصری وزیراعظم عبدالخالق ثروت پاشا کے مذکورۂ بالا خط پر گفتگو کرتے ہوئے کہا:

"یہ نام نہاد خط، اس مقدمہ میں پیش کرنا درست نہیں۔ کیونکہ طرفین نے عدالت کے سامنے پہلے ہی طے کرلیا تھا کہ ایسے کاغذات پیش نہیں کئے جائیں گے جو پہلے سے طرفین کے معائنہ میں نہیں آچکے ہیں۔ انگریزی وکیل نے یہ کارروائی بالکل خلاف اصول کی ہو۔ تاہم میں اس خط پر چند نقطے کہے بغیر نہیں رہ سکتا یہ خط محض شخصی اور نجی کا خط ہو۔ سرکاری دستاویز نہیں ہوسکتا خود میرے پاس ترکی حکومت کے سرکاری کاغذات موجود ہیں جن سے میرے موکل کی ترکی جنسیت پوری طرح ثابت ہوتی ہو مگر میں نے پیش نہیں کئے کیونکہ میں کوئی کارروائی باہمی معاہدہ کے خلاف نہیں کرنی چاہتا۔ ثروت پاشا کے خط پر ایک سرسری نظر ڈالنے ہی سے ثابت ہوجاتا ہو کہ یہ خط صرف اس لئے حاصل کیا گیا ہو کہ مدعا علیہ مقدمہ پر اپنے موافق اثر ڈالے۔ نیز یہ ایک ایسی حکومت کے وزیراعظم نے لکھا ہو جس کی مصلحت اسی میں ہو کہ میرا موکل مقدمہ ہار جائے۔ کیونکہ اُس کی جائداد اسی حکومت کے ہاتھ میں ہو اور وہ اس سے متمتع ہورہی ہو۔ اس خط کو کتنی ہی اہمیت دی جائے مگر وہ مصری قانون جنسیت کی دفعہ ۲ کو باطل نہیں کرسکتا جسنے خدیو کو مصری جنسیت سے محروم کردیا ہو"

اس کے بعد ترکی وکیل نے اپنے حریف کے اس بیان کی تردید کی کہ خدیو کی جنسیت کے بارے میں مصری اور ترکی حکومتوں کے مابین گفت و شنید ہوئی تھی۔ اُنھوں نے کہا:

"ترکی حکومت نے اس بارے میں مصری حکومت سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ ترکی حکومت پوری تاکید سے خدیو کو ترکی سمجھتی رہی ہے۔ پھر وہ ایک ایسے صاف معاملہ پر گفتگو کرکے اُسے مشتبہ کیسے بنا سکتی تھی؟ ممکن ہو یہ حقیقت ثروت پاشا کے لئے تکلیف دہ ہو۔ ممکن ہو حکومت برطانیہ کو موجودہ مشکل سے نکالنے کے لئے مصری حکومت اپنے سر ذمہ داری لے لے مگر ان تمام کوششوں کے بعد بھی حقیقت، حقیقت ہی رہے گی۔ خدیو، ترکی سے مصری نہیں ہوجائیں گے۔ ہمارے موکل نے انگریزی وکیل کے اس بیان پر عصمت پاشا کو توجہ دلائی تھی۔ اسپر انھوں نے جو جواب بھیجا ہے وہ میں عدالت کے سامنے رکھ دیتا ہوں"

اس کے بعد انھوں نے عصمت پاشا کا حسب ذیل خط پڑھ کر سنایا:

"آپکی جنسیت کے متعلق ہمیں حکومت مصر کے کسی اعتراض کا آجتک علم نہیں۔ ہماری وزارت خارجیہ بھی اب تک ناواقف ہو کہ مصر میں ترکی سفیر کو مصری حکومت نے اس بارے میں کوئی نوٹ دیا ہو۔ آپکی جنسیت کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوسکتا یہ معاملہ کسی حال میں بھی معرض بحث میں نہیں لایا جاسکتا"

طاہر بک کے بعد خدیو کے دوسرے وکیل مسیو برگیہ نے اس نقطہ پر بحث کی کہ مصر، ترکی سے کب علحدہ ہوا؟ اُنھوں نے ثابت کیا کہ ٹرکی مصر سے معاہدۂ لوزان کے وقت سے دستبردار ہوا ہو نہ کہ اس سے پہلے۔ معاہدہ کی دفعہ ۱۷ میں صاف لکھا ہو کہ ٹرکی اپنی حدود کے باہر جملہ مقبوضات سے دست بردار ہوتا ہو پھر مصر اور سوڈان کے متعلق اسی دفعہ میں مزید تصریح موجود ہو کہ ان دونوں ملکوں سے دست برداری ۵ر نومبر ۱۹۱۴ء سے تصور کی جائے گی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ مصر کی باضابطہ علحدگی معاہدۂ لوزان سے ہوئی ہو۔ نہ کہ کسی اور معاہدہ یا واقعہ سے۔

اس کے بعد خدیو کے تیسرے وکیل مسیو گارنر نے وکیل کے اس اعتراض پر بحث کی کہ موجودہ عدالت اس مقدمہ پر غور نہیں کرسکتی اُنھوں نے کہا:

"میرے موکل کی جائداد مصر میں تھی۔ برطانیہ نے اُسے ضبط کرلیا۔ ثبوت یہ ہو کہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۱۴ء کو جبکہ یہ واقعہ پیش آیا مصر برطانیہ کے قبضہ میں تھا اگرچہ اس قبضہ کا باضابطہ اعلان ۱۸ر دسمبر ۱۹۱۴ء میں ہوا ہو"

اس کے بعد وکیل نے بین الاقوامی قوانین کی بہت سی کتابوں کے حوالے پڑھ کر بتایا کہ کسی ملک پر قبضہ اگر فعلاً موجود ہو اور اس قبضہ کے لئے کوئی معاہدہ یا اعلان نہ بھی ہوا ہو جب بھی وہ قبضہ قانوناً تسلیم کیا جائے گا۔ فعلاً اُس کا موجود ہونا اُس کی موجودگی کی سب سے بڑی دلیل ہو۔ تمام علمار قانون نے قبضہ کی تعریف یہ کی ہو کہ کسی ملک کی مدافعت کی ذمہ داری اور اُس کے معاملات میں مداخلت کا نام قبضہ ہو۔ یہ چیزیں اُس وقت سے موجود تھیں جب سے برطانیہ کی فوجیں مصر میں داخل ہوئیں۔

اپنے دعویٰ کی دلیل میں وکیل نے لارڈ ملنر اور دوسرے ذمہ دار انگریزوں کی تصریحات بھی پیش کیں اور بتایا کہ مصر فعلاً انگریزی حمایت میں تھا اگرچہ اُس کا باضابطہ اعلان ۱۸ر دسمبر ۱۹۱۴ء کو ہوا۔ وکیل کی سب سے بڑی دلیل، جسنے پوری عدالت کو سکتہ میں ڈال دیا، انگریزی سپہ سالار مصر کا وہ اعلان تھا جو اُسنے اگست ۱۹۱۴ء میں شایع کیا تھا اور اسمیں لکھا تھا کہ برطانیہ نے اُسے مصر کی حمایت و مدافعت کے لئے مقرر کیا ہو۔

غرضکہ وکیل نے قطعی طور پر ثابت کردیا کہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۱۴ء میں جبکہ خدیو کی جائداد ضبط ہوئی ہو، مصر برطانیہ ہی کے قبضہ میں تھا۔ اس کے بعد وکیل نے اُن تمام اعتراضوں کو ایک ایک کرکے رَد کردیا جو انگریزی وکیل نے معاہدۂ لوزان پر بحث کرتے ہوئے ضبط شدہ جائدادوں اور اُن کے معاوضہ کے متعلق پیش کئے تھے۔

ترکی حکومت کا بیان

تمام کارروائی ختم ہونے کے بعد ترکی حکومت کے نمائندے وصفی راشد بک نے عدالت کے سامنے ۱۹ بڑے صفحوں پر لکھی ہوئی ایک دستاویز پیش کی۔ اسمیں ترکی حکومت نے مقدمہ کے بارے میں اپنے خیالات ظاہر کئے تھے۔ اسکے بعد ترکی وزیر خارجیہ کا یہ پیغام پڑھا گیا:

"عباس حلمی پاشا ترکی جنسیت رکھتے ہیں۔ ہم نے مصری حکومت سے جو گفت و شنید کی تھی وہ خدیو کے بارے میں نہیں بلکہ مصری قانون جنسیت کے بارے میں تھی۔ چونکہ خدیو جنگ عمومی کے قبل ہی سے قسطنطنیہ میں مقیم ہیں اس لئے مصری قانون کی دفعہ ۲ و ۳ کی رُو سے وہ مصری رعایا نہیں ہوسکتے"

آخر میں عدالت نے انگریزی وکیل سے پوچھا کہ آپ کو کچھ اور کہنا ہو؟ وکیل نے انکار کیا۔ اسپر عدالت برخواست ہوگئی فیصلہ کی تاریخ کا بعد میں اعلان کیا جائے گا۔

کرینگے۔ مگر اُنھوں نے ایسا نہیں کیا۔ اُس وقت مصر کے وزیر اعظم برطانیہ کے ساختہ پرداختہ احمد زیور پاشا تھے۔ اُنھوں نے ایسا اہم واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اب لارڈ جارج کی سیاحت نے یہ سوال مصری پارلیمنٹ میں پیدا کر دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ لارڈ جارج مصر میں برطانوی نمائندے کیونکر ہو سکتے ہیں جبکہ انھوں نے شاہ مصر کے سامنے اپنے کاغذات پیش نہیں کئے؟

اس قانونی سوال کا جواب وزیر اعظم نے یہ دیا ہے کہ سفراء کا اپنے کاغذات پیش کرنا، قرون وسطی کی رسم ہے جبکہ بادشاہ باہم ایک دوسرے سے خط و کتابت کرتے تھے۔ موجودہ زمانہ میں یہ رسم کوئی معنی نہیں رکھتی اور بعض حکومتوں، مثلاً سوئٹزرلینڈ نے اسے بالکل موقوف کر دیا ہے۔ تاہم ابتک یہ رسم اکثر ملکوں میں باقی ہے اور مصر میں بھی تھی۔ لہذا اگرچہ زیور پاشا کی وزارت نے برطانوی نمائندے کی اس فروگذاشت پر کوئی اعتراض نہیں کیا تاہم ابھی وقت ہے، موجودہ وزارت حکومت برطانیہ سے اس بارے میں گفتگو کریگی۔

"ہائی کمشنر"؟

نفس اس بحث میں ایک اور قانونی سوال پیدا ہو گیا۔ برطانوی نمائندہ "ہائی کمشنر" کیوں کہلاتا ہے؟ حالانکہ عام طور پر سیاسی نمائندے اس لقب سے نہیں پکارے جاتے۔

اس کے جواب میں وزیر اعظم نے بیان کیا۔ بین الاقوامی کتب قانون میں عام طور پر سیاسی نمائندوں کا لقب "Minstre Plenipotenitare" یا "Ambassadeur" ہے۔ لیکن بعد میں ایک نیا لقب "ہائی کمشنر" کے نام سے رائج ہو گیا۔ یہ لفظ بین الاقوامی کتب قانون میں شاذ و نادر ہی کہیں نظر آتا ہے۔ بین الاقوامی طریق عمل نے بھی اس کے معنی ابتک پوری طرح متعین نہیں کئے ہیں۔ تاہم اس قدر طے پا گیا ہے کہ یہ لقب ایسے دو ملکوں کے سیاسی نمائندوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جن کے سیاسی علائق صاف بنیادوں پر قائم نہیں ہوتے۔ یہی سبب ہے کہ معاہدۂ لوزان سے پہلے جدید ترکی میں انگلستان اور فرانس کے سیاسی نمائندے "ہائی کمشنر" کہلاتے تھے۔ اسی طرح اس وقت ولایات متحدۂ امریکہ میں کنیڈا کا سیاسی نمائندہ "ہائی کمشنر" کہلاتا ہے۔ حالانکہ ایک لمحہ کے لئے بھی کنیڈا کو امریکہ کے زیر اثر نہیں کہا جا سکتا۔ اعلان خود مختاری سے پہلے مصر میں انگریزی نمائندہ اسی لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس لئے اب تک اسی لقب سے پکارا جاتا ہے، کیونکہ مصر اور برطانیہ کے سیاسی علائق متعین اور صاف بنیادوں پر قائم نہیں ہیں۔

محمل مصری

اس سال محمل مصری مکہ معظمہ نہیں گئی۔ وجہ یہ ہوئی کہ گزشتہ سال موسم حج میں ایک ناگوار واقعہ پیش آ گیا تھا۔ کئی صدیوں سے یہ رسم چلی آتی ہے کہ محمل کے ساتھ ایک مصری فوج اور توپخانہ جاتا ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ اُس وقت حجاز میں امن پوری طرح قائم نہ تھا اور مقامی حکومت، محمل کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لیتی تھی۔ حسب عادت گزشتہ سال بھی محمل کے ساتھ فوج گئی۔ نجدیوں سے اُس کا بعض امور میں اختلاف ہوا اور اختلاف نے کشت و خون کی صورت اختیار کر لی۔ اس نزاع میں بہت سے نجدی مارے گئے کیونکہ وہ نہتے تھے اور مصری فوج کا کوئی قابل ذکر نقصان نہیں ہوا۔

اس واقعہ کے بعد سلطان ابن سعود نے حکومت مصر کو لکھا کہ آئندہ سے محمل کے ساتھ مسلح فوج نہ آئے۔ مصری حکومت نے یہ منظور نہیں کیا کیونکہ گزشتہ سال کے واقعہ کے بعد خطرہ کا احتمال زیادہ بڑھ گیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ محمل کی روانگی ملتوی رہی۔

سلطان ابن سعود نے اپنی خواہش کے جواز پر تین دلیلیں پیش کی تھیں۔ ایک یہ کہ اب حجاز میں ہر طرح امن و امان ہے اور حجازی حکومت محمل اور حجاج کی حفاظت کی ذمہ داری لیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی سلطنت میں غیر سلطنت کی مسلح فوج کا داخل ہونا، اُس کی خود مختاری کے منافی ہے۔ تیسرے یہ کہ شرعی احکام کے بموجب بھی یہ مناسب نہیں کہ ہتیار بند فوج بلا ضرورت حدود حرم میں داخل ہو۔

مصری حکومت نے اپنے انکار کی دو وجہیں قرار دی ہیں: ایک یہ کہ کئی صدیوں سے برابر یہ رسم چلی آتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اُسے حکومت حجاز کی اس ذمہ داری پر پورا اطمینان نہیں ہے کہ وہ محمل اور مصری حاجیوں کی حفاظت کر سکے گی۔

بہر حال اس سال محمل نہیں گیا۔ البتہ مصری حاجیوں کی ایک بڑی تعداد حج کے لئے روانہ ہو گئی ہے۔

مکتوب چین

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم شنگھائی کے قلم سے)

اس وقت چین کی کیا حالت ہے؟

یہ سوال ہے جو بیرونی دنیا میں عام طور پر پوچھا جا رہا ہے۔ مگر کوئی صاف جواب نہیں ملتا۔ کیونکہ برطانی دعایۃ (پروپیگنڈا) نے اصلیت پر پردے ڈال دئے ہیں اور اس قدر غلط فہمیاں پھیلا دی ہیں کہ حقیقت معلوم کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

برطانیہ کو پورے چین سے پرخاش نہیں ہے۔ شمالی حکومت تو اُس کے زیر اثر ہے۔ اس لئے باوجود ہر درجہ بدنظمی اور عام بدامنی کے اس حکومت کے خلاف اُس کی زبان نہیں کھل سکتی۔ بلکہ اُلٹی تعریفیں کی جا رہی ہیں۔

لیکن چین کی جنوبی حکومت کے خلاف اُس کے پریس کی تمام قوتیں وقف ہو گئی ہیں۔ جتنی بھی برائیاں ہیں۔ سب اُس کے سر تھوپی جا رہی ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ حکومت قوم پرستوں کی حکومت ہے اور برطانی ملک گیر پالیسی کے خلاف شمشیر کف ہے!

بیرونی دنیا کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ جنوبی چین کمیونسٹ روس کے اثر و اقتدار میں ہے۔ وہاں سرے سے کوئی باضابطہ حکومت ہی نہیں ہے۔ قتل، غارت اور بے امنی عام ہے۔ حالانکہ یہ صریح کذب و افترا ہے۔

قوم پرست چین ہرگز روسی کیمونسٹوں کے اثر میں نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ اُس میں کیمونسٹوں کو بہت قوت حاصل ہے۔ مگر وہ کیمونسٹ روسی نہیں خود چینی ہیں۔ کیمونزم کچھ روس کی ذاتی جائداد نہیں ہے۔ وہ معاشرتی عقائد کا ایک مذہب ہے اور ہر قوم اُسے قبول کر سکتی ہے بغیر اس کے کہ کمیونسٹ روس کے ماتحت یا زیر اثر ہو۔ بلاشبہ قوم پرست چین، روس کی طرف مائل ہے۔ لیکن اس کی وجہ بالکل معقول ہے۔ وہ روس ہی ہے جس نے دول یورپ کے حلقے سے نکل کر چین کے ساتھ انصاف کیا اور وہ تمام مراعات از خود چھوڑ دیں جو اُسے پچھلے ظالمانہ معاہدوں کی رو سے حاصل تھیں اور جن کے برقرار رکھنے کے لئے برطانیہ جنگ پر تلا ہوا ہے اور تمام [illegible]

[illegible] حکومت کی سرحدوں میں امن و امان اتنا عام جتنا دنیا کی باقاعدہ سے باقاعدہ حکومت میں ہو سکتا ہے۔ یہاں چوری، قزاقی کی وارداتیں بھی نہیں ہوتیں۔ تقریباً روزانہ بڑے بڑے شہروں میں عظیم الشان جلوس اور مظاہرے نکلتے رہتے ہیں، مگر انتظام ایسا مکمل ہے کہ کبھی کوئی تصادم نہیں ہوتا۔ پھر یہاں ہندوستان کی طرح مذہبی جھگڑے بھی پیدا نہیں ہوتے۔ کوئی مقام نہیں جہاں بودھ، کنفیوشس اور اہل اسلام موجود نہ ہوں۔ بہت سے علاقوں میں دیسی عیسائیوں کی بھی آبادیاں ملی جلی موجود ہیں۔ لیکن سب امن و صلح کے ساتھ رہتے ہیں۔ حکومت قومی ہے اس لئے کبھی کوئی باہمی نزاع پیدا ہی نہیں ہوتی۔

دنیا بھر میں یہ بھی مشہور کر دیا گیا ہے کہ جنرل چنگ کے شیک کی علیحدگی کے بعد قومی حکومت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ حالانکہ یہ بھی غلط ہے۔ بلاشبہ جنرل مذکور یورپین اثرات سے متاثر ہو کر قومی حکومت سے باغی ہو گیا۔ یہ بھی سچ ہے کہ اُس کے ماتحت ایک بڑی فوج بھی ہے۔ کئی علاقوں پر قابض ہے اور نان کنگ اُس کا صدر مقام ہے۔ لیکن اس سے مرکزی حکومت کی قوت میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوئی ہے۔ وہ آج بھی کافی طاقتور ہے اور اُسکی مظفر و منصور فوجیں شمالی چین کو فتح کرتی ہوئی برابر بڑھ رہی ہیں۔

پھر جنرل کے شیک کی بغاوت بھی ابتک ایک معما ہے۔ اس وقت تک مرکزی حکومت سے اُس کا کوئی قابل ذکر تصادم نہیں ہوا۔ اُسنے ہانکو پر حملہ نہیں کیا بلکہ سیدھا شمالی چین کی طرف روانہ ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی بغاوت برطانیہ کے لئے عملاً کچھ مفید نہ ہو سکی بلکہ سراسر نقصان ہی پہنچا۔ پہلے اُس کے حلیف شمالیوں پر صرف کنٹن کا دباؤ تھا۔ اب یہ جنرل الگ ہو کر نئی طاقت سے دہرا دباؤ ڈال رہا ہے۔

علاوہ بریں اگر قوم پرست حکومت کو اس بااثر سپہ سالار کی علیحدگی سے نقصان پہونچا تو ساتھ ہی قدرت نے اُس کی فوراً تلافی بھی کر دی۔ عین وقت پر چین کا مشہور عیسائی جنرل فنگ (جو کئی سال تک پیکن کا حاکم رہ چکا ہے) اُس سے آملا اور اپنی تازہ دم منظم فوج لاکر اُس کی قوت میں نمایاں اضافہ کر دیا۔ یہ جنرل اپنی جنگی قابلیت کی ایک پوری تاریخ رکھتا ہے۔ تمام یورپ و امریکہ اور جاپان کے اخبارات ابسے چند سال پہلے تسلیم کر چکے ہیں کہ جیسی باقاعدہ فوج اس کے پاس ہے، کسی دوسرے چینی جنرل کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اب جبکہ وہ کمیونسٹ ہو کر قوم پرست حکومت کے جھنڈے تلے آگیا ہے تو کہا جا رہا ہے کہ اُس سے بدتر اور مکار تر کوئی نہیں!

یہ اسی جنرل کے اتحاد کا نتیجہ ہے کہ قوم پرست فوجیں تیزی سے پیکن۔ "ہانکو ریلوے" اور "تین سن پیکو" لائن پر بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ان کی قوت میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ نئی نئی قومیں ان کی فتوحات دیکھ کر اُن سے ملتی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم خبر یہاں کے چینی حلقوں میں یہ پھیلی ہوئی ہے کہ عنقریب صوبہ شانسی کا جنگی حاکم جنرل "ین ہو۔شان" قوم پرستوں کی جماعت میں شامل ہونے والا ہے۔ اگر یہ خبر صحیح نکلی تو قومی حکومت کو غیر معمولی قوت حاصل ہو جائے گی۔ (۲۳- جون کی سرکاری خبر مظہر ہے کہ یہ جنرل قوم پرستوں سے مل گیا۔ الہلال)

غرضکہ اس وقت چین کی حالت قومی نقطۂ نظر سے نہایت امید افزا ہے۔ قومی حکومت روز بروز طاقت ور ہوتی جا رہی ہے۔ پیکن کی دشمنانہ حکومت کو سخت زوال ہو رہا ہے۔ برطانیہ اور دیگر سلطنتیں، اس صورت حال سے سخت پریشان ہو رہی ہیں۔ وہ پیکن کے بچانے کی فکر کر رہی ہیں۔ لیکن کامیابی کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ کیونکہ خود پیکن اور اُس کی حکومت میں قوم پرستوں کے اثرات گھر کر چکے ہیں۔

دینا نہیں چاہتی، اس لئے حکومت بھی برطانوی امتیازات اٹھا لینے پر تلی ہوئی ہے۔

مصر کی خود مختاری تسلیم کر لینے کے بعد بھی برطانیہ نے اپنے لئے کئی ملکات امتیازات باقی رکھے ہیں۔ انگریزی فوج مصر کی سرزمین پر موجود ہے۔ مصری فوج کا سپہ سالار انگریز ہے۔ متعدد انتظامی محکموں پر انگریز عہدہ داروں کی نگرانی ہے۔ طور سینا اور طرابلس کے سرحدی علاقے انگریز افسروں کی ماتحتی میں ہیں۔

ظاہر ہے یہ امتیازات ملکی آزادی اور قومی خود مختاری کے قطعی منافی ہیں۔ ان کی موجودگی میں مصر کا اعلان خود مختاری بالکل بے معنی اور مضحکہ انگیز ہو چکا ہے۔ مصر نے سالہا سال صبر کیا، لیکن اب وہ طیار ہو گیا ہے کہ اپنے حقوق کا آخری مطالبہ شروع کر دے۔

انگریز افسروں اور سپہ سالار کی موقوفی

اس سلسلہ میں مصری حکومت کی پہلی کارروائی یہ تھی کہ اُس نے انتظامی محکموں کے تمام انگریز عہدہ دار برخاست کر دیے صرف محکمہ عدالت، محکمہ مال، اور بعض دوسرے عہدوں پر گنتی کے انگریز رہنے دیئے، لیکن ان کے لئے بھی خاص خاص شرطیں مقرر کر دی گئیں یہ واقعہ عدلی پاشا کی وزارت میں ہوا تھا۔ اب ثروت پاشا نے آکر دوسرا قدم اٹھایا ہے، اور یہ قدم نہایت نتیجہ خیز ہے۔ مصری پارلیمنٹ کی جنگی کمیٹی نے طے کر دیا کہ سردار سپاہ کا عہدہ توڑ دیا جائے اور اُس کے اختیارات ایک جنگی مجلس کے سپرد کر دیے جائیں۔ حکومت نے بھی یہ تجویز پسند کی اور اُسے جاری کرنا چاہا۔ مگر انگلستان اپنے غاصبانہ موقعوں سے دست بردار ہونے کے لئے طیار نہیں ہے۔

برطانیہ کا دعویٰ ہے کہ ۲۸ فروری ۱۹۲۲ء کی تصریح میں یہ طے پا گیا ہے کہ مصری فوج انگریزی سردار سپاہ کے ماتحت رہے گی۔ حالانکہ یہ دعویٰ سراسر بے بنیاد ہے۔ اس تصریح میں فوج کا مطلقاً کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ صرف اس تصریح میں بلکہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۲ء تک کے کسی معاہدہ یا گفت و شنید میں اس کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ مصری حکومت کی حجت یہ ہے کہ انگریزی حمایت (پروٹکٹوریٹ) کے زمانہ میں مصری فوج "سردار" کے ماتحت تھی لیکن اب اعلان خود مختاری کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ قدیم نظام باقی رکھا جائے۔

غرضکہ اس وقت یہ مسئلہ برطانیہ اور مصر کے درمیان سخت نزاع کا موجب ہو گیا ہے۔ طرفین اپنی اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں اور ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا منظور نہیں کرتے۔ اس مسئلہ کی اہمیت صاف ظاہر ہے۔ انگریز سپہ سالار کی ماتحتی میں مصری فوج رہنے کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں ہیں کہ یہ فوج بھی انگریزوں ہی کی ہے۔ برطانیہ خوب سمجھتا ہے کہ "سردار" کی موقوفی کے بعد مصر کو جنگی قوت حاصل ہو جائے گی اور زبردستیوں کا وہ سلسلہ بند ہو جائے گا جو مدت سے برطانیہ جاری کئے ہوئے ہے۔

لارڈ جارج لائڈ کی بے ضابطگی

ابھی یہ معاملہ طے نہیں ہوا تھا کہ ایک اور نئی مشکل پیدا ہو گئی۔ یہ مشکل برطانوی ہائی کمشنر لارڈ جارج لائڈ نے پیدا کی ہے۔ موصوف چند سال پہلے ہندوستان کے ایک صوبہ کے گورنر تھے۔ ہندوستان سے انگلستان واپس ہوئے اور فوراً مصر بھیج دیے گئے۔ مصر پہنچ کر اُنھیں یاد نہیں رہا کہ اب ایک ایسے ملک میں آگئے ہیں جو ہندوستان کی طرح برطانیہ کے ماتحت نہیں ہے۔ بات بات میں حاکمانہ شان دکھانے لگے۔ قاہرہ میں اُن کی آنکھیں شاہی استقبال اور مظاہر عبودیت ڈھونڈھتی تھیں۔ جہاں اس کا امکان نہ تھا۔ مایوس ہو کر دیہاتی علاقوں پر نظر ڈالی۔ وہاں علاقہ "منیا" میں چند قیام الملک خائن موجود ہیں۔ اُنھوں نے ممدوح کی خواہش پوری کر دی۔ ایک پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ یہ اسپشل ٹرین پر دھوم دھام سے پہنچے۔ خشوع و خضوع کے مظاہرے قبول کئے اور کسانوں میں بالکل ویسی ہی حاکمانہ تقریر کی جیسی تقریروں کے وہ ہندوستان میں عادی رہ چکے ہیں۔

لیکن جب اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی، تو عام رائے میں سخت برہمی پیدا ہو گئی۔ ہر طرف سے اعتراض شروع ہوا کہ برطانوی ہائی کمشنر کو اس کارروائی کا کیا حق تھا؟ اخبارات سے گزر کر یہ معاملہ پارلیمنٹ تک پہنچا۔ وہاں ممبروں نے نہایت سخت نکتہ چینی کی اور حکومت کو مجبور کیا کہ جواب طلب کرے۔

سب کو معلوم ہے کہ مصری پارلیمنٹ پر زغلول پاشا کی وطن پرست پارٹی حاوی ہے۔ اس واقعہ سے فائدہ اٹھا کر انگریزی اخبارات نے لکھنا شروع کر دیا ہے کہ برطانیہ کی مخالفت صرف یہی جماعت کر رہی ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ برطانیہ کی مخالفت پر تمام جماعتیں متحد ہیں۔ ذیل میں ہم چند اقتباس صرف اُن تقریروں کے دیتے ہیں جو معتدل جماعت کے سربرآوردہ ممبروں نے اس معاملہ پر پارلیمنٹ میں کی ہیں۔

حسین یوسف عامر آفندی نے کہا "ہمیں برطانوی نمائندہ سے صاف کہ دینا چاہئے کہ مصر اپنی آزادی کسی قیمت پر بھی فروخت کرنے کے لئے طیار نہیں۔ اگر ہم نے برطانیہ کے ساتھ مفاہمت کی پالیسی پسند کی تھی تو صرف اس لئے کہ ہمیں یہ پالیسی مصر کی خود مختاری کے لئے مفید معلوم ہوئی تھی۔ اگر برطانیہ ہماری ملائمت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اپنی پالیسی بدل ڈالنے میں ایک لمحہ بھی پس و پیش نہیں کریں گے"

ابراہیم دسوقی آفندی نے کہا "برطانوی نمائندے کو حق ہے کہ ملک کے جس حصہ میں چاہے سیر کرے۔ نیز ملکی خائنوں کو بھی حق ہے کہ جس طرح چاہیں اُس کی آؤ بھگت کریں لیکن ساتھ ہی برطانوی نمائندے کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مصر ایک آزاد ملک ہے، اور یہ کہ اس سرزمین میں جب 'مُلک' کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مقصود صرف وہ ہستی ہوتی ہے جو مصر کے تخت پر بیٹھی ہے۔ میں اُس پالیسی کے ہرگز کوئی معنی نہیں سمجھتا جس کا نتیجہ ملک کی خود مختاری کی قطعی پامالی ہو"

طراد علی آفندی نے کہا "مصر کی مصالحانہ پالیسی کو اس کی کمزوری پر محمول نہیں کرنا چاہئے۔ ہم کمزور نہیں ہیں۔ ہمارے پاس حق ہے اور ہم حق کی قوت سے قوی ہیں"

سب سے زیادہ اہم اور پُر زور تقریر، معتدل جماعت کے مشہور زعیم ابراہیم الہلباوی بک کی تھی۔ یہ وہی شخص ہیں جو ایک زمانہ میں برطانیہ کے بڑے مداح اور مخلص خدمت گذار تھے۔ ۱۹۰۶ء کے مشہور حادثہ "دنشوائی" میں انھی نے انگریز مجرموں کی طرف سے قانونی پیروی کی تھی اور اُنھیں سزا سے بچا لیا تھا۔ انھوں نے اپنی تقریر میں کہا:

"بہت سی تقریریں ہو چکی ہیں۔ لیکن معاملہ اس قدر اہم ہے کہ میں بھی گفتگو کرنے پر مجبور ہوں۔ دنیا دیکھ لے کہ میں نوجوان نہیں ہوں، میرا سر سفید ہو گیا ہے بڑھاپا اپنی جملہ کمزوریوں کے ساتھ مجھ پر ٹوٹ پڑا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ مصری پارلیمنٹ پُرجوش نوجوانوں کے تہور کا ساتھ دے رہی ہے۔ میں سعد پاشا کی جماعت میں سے بھی نہیں ہوں۔ البتہ میں مصری ہوں، اور چونکہ تمام مصر برطانوی نمائندے سے نالاں ہے اس لئے قدرتی طور پر میں بھی نالاں ہوں۔ اس برطانوی نمائندے نے سیاسی دستور کی خلاف ورزی کی ہے۔ اُسنے ہمارے ملک کی آزادی کے لئے خطرہ پیدا کیا ہے..."

پارلیمنٹ میں اُس مصری پولیس افسر پر بھی بڑی لے دے ہوئی تھی جس نے "منیا" میں لارڈ جارج لائڈ کی تقریر ترجمہ کی تھی۔ ایک مقرر نے اس مناسبت سے نپولین اعظم کا یہ تاریخی واقعہ بیان کیا "ایک جنگ میں دشمن فوج کے ایک بڑے افسر نے نپولین کے لئے جاسوسی کی تھی جس سے بالآخر بادشاہ کو فتح ہوئی۔ فتح کے بعد جاسوس طرح طرح کی امیدیں لے کر نپولین کے خیمہ کی طرف دوڑا۔ وہ یقین کرتا تھا کہ اس شاندار خدمت پر اُس سے مصافحہ کرے گا اور اپنے سینہ سے لگائے گا۔ لیکن نپولین نے جونہی اُسے دیکھا، ناگواری کے ساتھ اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ ایک لمبی لاٹھی کے سرے پر اشرفیوں کی تھیلی باندھ اور جاسوس سے کہا "یہ ہے تیرا صلہ، لے لے۔ تیرے جیسے خائن کو میں اپنا ہاتھ مس کرنا پسند نہیں کرتا"

ابراہیم الہلباوی بک نے سلطان عبد العزیز کا بھی ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا "ستر برس گزرے سلطان عبد العزیز نے فرانس کی سیاحت کی تھی۔ ایک دن وہ پیرس میں جا رہے تھے۔ نپولین ثالث شاہ فرانس اُنکے پہلو میں بیٹھا تھا۔ سلطان فرانسیسی زبان نہیں جانتے تھے۔ لیکن ترکی وزیر خارجہ راشد پاشا جانتے تھے اور وہ دونوں فرمانرواؤں کی گفتگو کا ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ نپولین نے راشد پاشا سے کہا "سلطان المعظم سے کہو کہ جزیرہ کریٹ میں اپنی رعایا پر رحم کریں اور نئے اصلاحات جاری کریں" راشد پاشا نے اس جملہ کا ترجمہ ترکی میں اپنے آقا کو سنایا۔ اس پر سلطان کا جواب کیا تھا؟ بالکل خاموش ہو گئے، گویا سنا ہی نہیں۔ نپولین نے خیال کیا سلطان مطلب نہیں سمجھے۔ راشد پاشا سے پھر ترجمہ کرنے کو کہا۔ مگر انھوں نے محسوس کر لیا تھا کہ سلطان ناراض ہو گئے ہیں چنانچہ دوبارہ ترجمہ کرنے سے معذرت کی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ سلطان نے اپنی قیام گاہ پر پہنچتے ہی عالی پاشا وزیر اعظم کو طلب کیا اور حکم دیا کہ فوراً راشد پاشا وزیر خارجہ کو برطرف کر دو۔ وزیر کو اس اچانک عتاب پر بڑا تعجب ہوا۔ ڈرتے ڈرتے سبب پوچھا۔ سلطان نے کہا "راشد پاشا نے ایک ایسے جملہ کا ترجمہ مجھے سنایا جو ہرگز سنانا نہیں چاہئے تھا کیونکہ وہ میرے ساتھ بطور مترجم کے نہیں تھے۔ وزیر خارجہ کی حیثیت سے تھے۔ میرے وزیروں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کون بات میری سلطنت کے مصالح اور عزت کے مطابق ہے کون مخالف ہے۔ جب ایک اجنبی بادشاہ نے ایک ایسی بات منہ سے نکالی تھی جس سے میری سلطنت کے معاملات میں مداخلت پائی جاتی ہے تو میرے وزیر خارجہ کا فرض تھا کہ اُس بات کا مجھے ترجمہ سنانے سے صاف انکار کر دیتا!"

ایک اور مشکل

لارڈ جارج لائڈ کی اس کارروائی نے ایک اور معاملہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ عام سیاسی دستور یہ ہے کہ جب کسی سلطنت کا نیا نمائندہ دوسرے ملک میں پہنچتا ہے تو اُس ملک کی حکومت کے سامنے اپنی تقرری کے کاغذات پیش کرتا اور اُس کی منظوری حاصل کرتا ہے۔ مصر میں بھی یہی دستور جاری تھا۔ جنگ سے پہلے تک جتنے برطانوی نمائندے آئے، اپنے کاغذات خدیو کے سامنے پیش کرتے رہے۔ لارڈ کچنر نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ لیکن دوران جنگ میں یہ رسم موقوف ہو گئی کیونکہ اب مصر خود مختار نہیں رہا تھا۔ برطانیہ کا ایک مقبوضہ ملک تھا۔ مصر کے اعلان خود مختاری کے بعد جب پہلا برطانوی نمائندہ، یہی لارڈ جارج لائڈ تھے۔ یہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں پہنچے۔ خیال تھا کہ اپنے کاغذات شاہ مصر کے سامنے پیش

کے لئے موت! لیکن جری دل موت سے کب ڈرتے ہیں؟"

اضطراب و مسرت!

پورا پیرس ہمہ تن گوش تھا۔ دو دن گزر گئے۔ دو شنبہ کی شام کو میدانوں اور پبلک مقاموں میں ایسا ہجوم تھا جیسا جنگ کے بعد کبھی دیکھا نہیں گیا۔ مضطرب دل اور لڑکھڑاتی زبانیں پکار رہی تھیں "خبر! خبر؟" "یہ لو خبر آگئی!" اچانک شور مچا "نجیسر پہنچ گیا!" اخبارات کے ضمیموں کی جلی سرخی تھی۔ بھیڑ اخبار فروشوں پر ٹوٹ پڑی۔ کش مکش اور ہجوم میں بہت سے اخبار پھٹ گئے۔ ایک خریدتا تھا اور دس اُس کے ہاتھ سے چھینتے تھے۔ کئی عورتیں بھیڑ میں گر پڑیں۔ کئی بوڑھے کچل گئے۔ "سفید چڑیا نیویارک کے آسمان پر دیکھی گئی!" یہ خبر تھی جو اخبارات نے شایع کی تھی۔ اب کیا تھا؟ مسرت اور قومی فخر و غرور کی عام لہر دوڑ گئی۔ مصافحے اور معانقے ہونے لگے۔ ہر ہونٹ پر ہنسی تھی اور ہر آنکھ میں مسرت کے آنسو تھے۔

کپتان کی ماں!

اچانک مجمع میں ایک طرف جنبش ہوئی۔ انسانوں کا سیلاب ایک خاص گوشہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہجوم سے باہر نکلنا ناممکن تھا۔ میں نے بھی اپنی باگیں چھوڑ دیں۔ لاکھوں آدمی کی بھیڑ ایک سہ منزلہ مکان کے سامنے پہنچکر رک گئی۔ یہ کپتان کی ماں کا گھر تھا۔ سخت کش مکش ہوئی۔ سب کی خواہش تھی کہ میڈم کے کمرے میں پہنچ جائیں۔ خوش قسمتی سے مجھے اوپر چڑھنے کا موقعہ مل گیا۔ ساٹھ برس کی ایک پستہ قامت بوڑھی خاتون ہمارے سامنے تھی! مسرت نے اُس کا عجب حال کر دیا تھا۔ ہر لحظہ شادی مرگ کا اندیشہ تھا۔ اسوقت وہ پورے فرانس کی ماں تھی۔ پورا پیرس اُسے کھڑا سلام کر رہا تھا!

یقینی خبر

دو دن پھر گزر گئے۔ "سفید چڑیا" کی کوئی خبر نہیں آئی۔ آج پورا پیرس اُداس ہے۔ سب کے دل دھڑک رہے ہیں۔ انتظار سے تنگ ہوکر پیرس پھر میدانوں کی طرف چلا۔ پہلے سے کہیں زیادہ ہجوم تھا لیکن تمام آوازیں بند ہوگئیں کامل سکون چھا گیا۔ ایک لمحہ کے بعد تالیوں کا شور بلند ہوا۔ بیک وقت لاکھوں تالیاں بج رہی تھیں۔ پھر یکایک نعرے بلند ہونے لگے "نجیسر پہنچ گیا!" "سرکاری طور پر تصدیق ہوگئی!" سرکاری عمارتوں پر جھنڈے اڑا دئے گئے۔ - پیٹ پیٹ سے "مبارک! سلامت!" کے پیغام حکومت فرانس کے نام آنے لگے۔ اب بھی پیرس کی خوشی ناقابل بیان تھی! فرانس نے آمریکہ کو شکست دیدی!!

لیکن...

"لیکن؟"

"لیکن" کا حال کوئی پیرس کے دل سے پوچھے۔ "افسوس! خبر غلط تھی" اخبارات کی اس سرخی نے پیرس کا تمام سرور و عیش رنج و الم سے بدل دیا۔ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ نیویارک کے آسمان پر جو "سفید چڑیا" منڈلاتی نظر آئی تھی، وہ فرانسیسی جہاز نہ تھا۔ آمریکہ ہی کا ایک ہوائی جہاز تھا۔

اس وقت تمام پیرس اُداس ہے کیونکہ اُس کے قومی فاتح کا کہیں پتہ نہیں۔ کیا وہ بحر اعظم کی موجوں پر ہے؟ کینیڈا کے پہاڑوں پر ہے؟ آئرلینڈ کے جنگلوں میں ہے؟ خدایا! وہ کہاں ہے؟ ہر زبان یہی سوال کرتی ہے مگر کوئی جواب نہیں ملتا۔ کپتان کے دو بھائی ہیں ایک اُسے انگریزی آبنائے میں تلاش کر کے ناامید واپس آچکا ہے۔ دوسرا ساحل آمریکہ میں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ مگر ابتک کہیں کوئی نشان نہیں ملا!

عقاب موت

پیرس کی بے چینی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس بہادرانہ عزم سے پہلے بھی نجیسر اُسے محبوب تھا۔ دوران جنگ میں اس نوجوان نے ایسے حیرت انگیز کارنامے دکھلائے تھے کہ اُس کا جنگی لقب "عقاب موت" ہو گیا تھا۔ جنگ میں اسے بار بار کاری زخم آئے۔ ۲۴ آپریشن کئے گئے۔ ڈاکٹروں نے فیصلہ کر دیا تھا کہ اب یہ فوج کے لائق نہیں رہا۔ مگر زخم بھرتے ہی وہ پھر فوج میں تھا۔ سپہ سالار نے کہا "تم فوج میں قبول نہیں کئے جاسکتے" اُسنے فوراً جواب دیا "لیکن میں فوج کو قبول کر سکتا ہوں" چنانچہ برابر لڑتا رہا۔ ۴۴ ہوائی معرکے سر کئے ۷۰ دشمن جہاز برباد کر ڈالے۔ فرانس کا سب سے بڑا جنگی تمغہ حاصل کیا۔ ۲۴ چھوٹے تمغے اور ستارے پائے۔ یہ سب حکومت فرانس کی طرف سے تھے۔ برطانیہ اور آمریکہ کے تمغے اس کے علاوہ ہیں۔

کپتان کی ماں سے ملاقات

کپتان کی بوڑھی ماں کا کیا حال ہے؟

خوش قسمتی سے اس معزز خاتون نے چند لمحے مجھے بھی بخشے۔ میں اُس کی ملاقات کو بے اختیار اور بغیر اطلاع کے پہنچ گیا تھا۔ دروازہ پر میں نے دستک دی، دستک کے ساتھ ہی پٹ کھل گئے اور میں نے ایک مضطرب آواز سُنی: "کوئی خبر لائے ہو؟" یہ غمزدہ ماں کی آواز تھی۔ افسوس، میرے پاس کوئی خبر نہ تھی۔ فرط تاثر سے میری آواز بند ہوگئی "خبر کا نہ ہونا خود اچھی خبر ہے" خاتون نے سر ہلا کر شکستہ آواز میں کہا۔ اس سے اُس جانگداز اندیشہ کا پتہ چلتا تھا جس میں اس کا الم زدہ دل مبتلا تھا! بایں ہمہ اس کے صبر و تحمل کا وقار بدستور قائم تھا۔ وہ اب بھی ہنستی تھی مگر ایسی ہنسی جس میں ہزاروں نالہ ہائے درد کی چیخیں پوشیدہ تھیں۔

"تمام دنیا آپکے قلق میں شریک ہے" میں نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا۔

"صاحب تمھیں بھی امید ہے نہ؟" خاتون نے اضطراب سے کہا۔

"بلاشک! مجھے کیا بہتوں کو یقین ہے کہ کپتان آمریکہ کے کسی غیر آباد علاقے میں پہنچ گیا ہے" میرا جواب تھا۔

ماں اب اپنے آنسو روک نہ سکی۔ "ماما! رو نہیں" اُس کے ایک لڑکے نے کہا۔

"کیا؟" خاتون نے سخت جدوجہد سے اپنے کو سنبھال کر کہا "میں روتی نہیں ہوں۔ مجھے اب تک یقین ہے۔ وہ ضرور لوٹ آئے گا۔ تین مہینے گزر جائیں۔ ۶ مہینے گزر جائیں، مگر یہ امید میرے دل میں برابر زندہ رہے گی!"

میں اس گھر میں زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ بمشکل مجھ کو اجازت مانگی گئی۔ سڑک پر پہنچتے پہنچتے میرا رومال بھی تر تھا!

شاید اسوقت بھی وہ گرجا میں قربان گاہ کے سامنے اپنے گھٹنوں پر جھکی ہوئی "پیارے بیٹے" پیرس کے گمشدہ محبوب کے لئے دعا مانگ رہی ہے۔

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹۲۰ء میں جس قدر نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دیے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ قیمت ۸ آنے (۸؍)

منیجر الہلال کلکتہ

خواطر و سوانح

میری اخباری زندگی کا ایک لمحہ

گذشتہ نمبر میں ہم نے ایک کتاب کا ذکر کیا تھا جو حال میں شایع ہوئی ہے اور جسمیں تیس فرانسیسی اخبار نویسوں نے اپنی اپنی زندگی کے اہم واردات و حوادث بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کی ایک سرگزشت پچھلی اشاعت میں آپکی نظر سے گزر چکی ہے۔ آج ایک دوسری سرگزشت درج کی جاتی ہے۔ یہ موسیو گستن شیرو کے قلم سے نکلی ہے جو عرصہ تک اخبار طان پیرس کے مشرقی ممتاز نگارندہ رہ چکے ہیں۔ اس سرگزشت میں انھوں نے اپنے قیام طرابلس کے زمانے کے بعض واردات لکھے ہیں جب اٹلی اور اندرون طرابلس کے عربوں میں لڑائی جاری تھی:

صحراء کے خزانے پر!

یورپین تہذیب سے دُور، طرابلس، صحرائے افریقہ کے دامن میں پوشیدہ پڑا تھا۔ ۱۹۱۱ء میں یکایک اٹلی نے حملہ کیا اور مغربی ممالک پر اُس کے بند دروازے کھل گئے!

مجھے وہ رات عمر بھر یاد رہے گی جو میری اخباری زندگی کی سب سے زیادہ عجیب رات ہے۔ یہ رات مجھے طرابلس میں پیش آئی تھی۔

میں اپنے ہوٹل میں بیٹھا تھا کہ وہ نوجوان عرب کمرے میں آیا جو میری خدمت کرتا اور روز صبح گھوڑا تیار کر دیتا تھا۔ اُسنے کمرے میں ہر طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور میرے تنہا ہونے کا پورا یقین حاصل کر کے کہنے لگا:

"محمد سعید ملاقات کرنی چاہتا ہے۔ اگر آپ رازداری کا وعدہ کریں تو میں آج ہی رات آپکو اُسکے پاس لے چلوں"

پھر مجھے متعجب دیکھ کر بولا:

"آپ اُسے نہیں جانتے مگر وہ آپکو جانتا ہے"

میں غور کرنے لگا۔

علی میرے زین کی رکاب صاف کرنے لگا۔

"ملعون یوسف آج پھر رکاب صاف کرنا بھول گیا" علی بڑبڑا رہا تھا۔

"آج رات جب ڈاکخانہ سے نکلئے گا تو میں آپ کا پیچھا کرونگا بشرطیکہ کوئی ساتھ نہ ہو" اُسنے مجھے مخاطب کئے بغیر کہا۔

اُسوقت طرابلس محفوظ نہیں تھا۔ ذراسی بے احتیاطی بھی یورپین کے لئے موت کا باعث تھی۔ میرا فرانسیسی ہونا، میری زندگی کے لئے ضمانت نہ تھا۔ کسی طرف سے اچانک ایک گولی آکر میرا خاتمہ کر سکتی تھی۔ میں متردد تھا کہ بغیر کچھ معلوم کئے محمد سعید کے ہاں چلا جانا مناسب ہے یا نہیں؟ میرا قاعدہ تھا کہ روز رات کو تار گھر جا کر اپنے دن بھر کی معلومات پیرس کے اخبارات کو بھیجا کرتا تھا۔

شاید گیارہ بجے میں تار گھر سے نکلا۔ رات نہایت تاریک تھی سڑکوں پر کوئی روشنی نہ تھی۔ میں تنہا نہ تھا۔ ایک اٹالین اور ایک فرانسیسی اخبار نویس بھی میرے ساتھ تھے۔ تھوڑی دور چلکر وہ دونوں اپنے ہوٹل کے سامنے پہنچ گئے۔ اب مجھے اپنے ہوٹل کی طرف تنہا جانا تھا۔

ایک چوراہے پر پہنچکر مجھے محسوس ہوا کہ کسی کی پرچھائی میں نے دیکھی ہے۔ میرا خیال صحیح تھا۔ میرا خدمتگار علی میرے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔

برید فرنگ

جرمنی کی چٹھی

کمزور قوموں کے لئے عبرت و موعظت

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم برلن کے قلم سے)

گزشتہ جنگ عمومی میں جتنی بربادیاں جرمنی پر آئیں، اُن کا تصور بھی بیرونی دُنیا نہیں کر سکتی۔ جنگ نے جرمنی کو بالکل دیوالیہ کر دیا تھا۔ تمام خزانے خیالی ہو گئے تھے۔ صنعت و حرفت فنا ہو گئی تھی۔ لاکھوں کی تعداد میں نوجوان قتل ہوئے تھے اور لاکھوں کی تعداد میں بیکار ہو گئے تھے۔ پورا ملک فقر و فاقہ میں مبتلا تھا پھر جنگ، شکست پر ختم ہوئی۔ ایسی شکست جس کی نظیریں تاریخ میں کم ملتی ہیں۔ تمام بیرونی مقبوضات نکل گئے۔ ۱۳ فی صدی اصلی ملک کم ہو گیا۔ ۱۰ فیصدی آبادی نکل گئی۔ ۲۵ سے ۷۵ فی صدی تک قیمت کی خام پیداوار جاتی رہی۔ مزید براں یہ کہ اِس برباد شدہ ملک پر تاوانِ جنگ کا اتنا بھاری بوجھ ڈالدیا گیا جس کی مثال دُنیا نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

جرمنی کے دوست اور دشمن دونوں یقین کرتے تھے کہ اب اِس ملک کی تاریخ ختم ہو گئی۔ اتنی سخت ضربوں کے بعد بھی کوئی بچا ہے؟ لیکن پورے دس برس بھی ابھی [illegible] نہیں گزرے تھے کہ یہ مردہ پھر قبر سے نکل آیا اور اِس طرح زندہ ہو گیا کہ سچ مچ طلسم معلوم ہوتا ہے۔ جرمنی نے جو معجزہ دکھایا ہے اُس کے بیان کے لئے ہومر جیسے شاعر کی ضرورت ہے۔

آج جرمنی، پھر اول درجہ کی یورپین طاقت بنتی جاتی ہے۔ مجلس اقوام میں اسوقت اُسے وہی مرتبہ حاصل ہے جو برطانیہ اور فرانس کو ہے جنھوں نے آج سے ۸ برس پہلے ورسیلز کے محل میں بیٹھکر اُس کا گلا گھونٹا تھا۔ آج سے دو برس پہلے جرمنی کا سکہ تباہ ہو گیا تھا۔ نجات کی کوئی صورت بھی نظر نہ آتی تھی۔ مگر آج جرمنی دنیا کی تیسری اقتصادی قوت ہے اور برطانیہ اور امریکہ کے بعد سے بڑی تجارت کا مالک بن گیا ہے۔ اسوقت اُس کی صنعت و حرفت نہایت تیزی سے اُس سطح تک آ رہی ہے جہاں جنگ سے پہلے تھی!

آخر اِس حیرت انگیز کامیابی کا راز کیا ہے؟ جواب بالکل صاف ہے۔ اِس ملک پر ایک سرسری نظر ڈالنے ہی سے معلوم ہو جاتا ہے۔ جرمنی کو جس چیز نے موت کے منہ سے نکالا وہ اُسکی ہمت، محنت، اشتراکِ عمل، اور اپنی حالت کا صحیح اندازہ لگا لینا ہے۔ جرمن قوم کی یہ امتیازی صفت ہے کہ فتح و شکست دونوں حالتوں میں ہموار رہتی ہے۔ قوم کے تمام افراد اور جماعتوں میں بڑی خود اعتمادی موجود ہے جو دنیا کی کسی دوسری قوم میں پائی نہیں جاتی۔ در اصل یہی خود اعتمادی اُس کی کامیابی کا اصلی راز ہے۔

جرمنی کی موجودہ ترقی صرف پچھلے تین سال سے شروع ہوئی ہے۔ یہ ملک تقریباً اُن تمام اقتصادی مشکلات پر غالب آ گیا ہے جو یورپ کی اکثر سلطنتوں کی زندگی خطرے میں ڈالے ہوئے ہیں۔ جرمنی نے سب سے پہلے اپنے سکے کی طرف توجہ کی۔ اسوقت دُنیا میں جرمنی ہی وہ ملک ہے جس کا سکہ اپنی حقیقی قیمت پر قائم ہے۔

جن لوگوں نے جرمنی کو دورانِ جنگ میں دیکھا ہے وہ موجودہ حالت میں دیکھکر ضرور دنگ ہو جائیں گے۔ جرمنی کے تاریک دن نکل گئے۔ درخشاں مستقبل صاف نظر آ رہا ہے۔ برلن اب پھر عروس البلاد ہے۔ جنگ سے پہلے پیرس، وائنا، اور برسلز میں بھی وہ عظمت و جلال موجود نہ تھا جو آج برلن میں ہر طرف دیکھا جا سکتا ہے!

فتحمند فرانس منحوس دنوں کا انتظار کر رہا ہے جیسا کہ ایک فرانسیسی وزیر نے حال میں اعلان کیا ہے۔ مسرف دولتمندوں نے پیرس کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے، اِس لئے فرانس کے پائے تخت پر ہر جگہ اُداسی چھا گئی ہے۔ لیکن برلن کے تھیٹر اور کلب عیش پسند امیروں سے لبریز ہیں۔

آج جبکہ تمام یورپ فقیر ہو رہا ہے اور روز بروز دولت کم ہو رہی ہے، جرمنی کی دولت میں روز افزوں ترقی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار سے معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ سال جرمن عورتوں نے صرف اپنے لباس پر ۳۰ کروڑ روپیہ صرف کیا تھا! ممکن ہے آپ خیال کریں بحالت موجودہ یہ جرمن عورتوں کا تباہ کن اسراف ہے، لیکن ایک جرمن وزیر نے جس روشنی میں اسے دیکھا ہے وہ آپکے خیال سے بالکل مختلف ہے۔

وزیر موصوف نے عورتوں کے اِس اسراف کے بارے میں کہا "گزشتہ زمانہ میں ہمارے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ سال میں کپڑوں کے دو جوڑے دیکر عورتوں کو مطمئن کر دیتے۔ ایک جوڑے میں بھی کام نکل جایا کرتا تھا۔ لیکن اب حالت بالکل بدل گئی ہے۔ پہلے سال بھر کے کپڑوں میں جتنا خرچ ہوتا تھا اُس سے زیادہ اب عورتوں کی رنگین جرابوں میں صرف ہو جاتا ہے۔ اگر گھر میں کم سے کم بارہ جوڑے موجود نہ ہوں تو عورت شکایت کرتی ہے کہ پہننے کو کچھ بھی نہیں ہے! لیکن میں عورتوں کو ہرگز ملامت نہیں کروں گا۔ در اصل ہمیں اُن کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ اِس اسراف سے وہ ملک کی بڑی خدمت انجام دے رہی ہیں۔ جنگ نے ہماری ہمتیں پست اور دلوں کو مردہ کر ڈالے تھے۔ ہم [illegible] کر کاہلی کی زندگی پر اتر آئے تھے۔ مگر ہماری عورتیں اُٹھیں، دل کھول کر خرچ کرنے لگیں، اور اِس طرح مردوں کو مجبور کر دیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ محنت کرکے ملک کے لئے دولت پیدا کریں"

"تازہ ترین اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس وقت افراد کی شخصی آمدنی ۵۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ مارک سالانہ ہے۔ گویا ہر فرد کی آمدنی ۷۹۰ مارک ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی اپنی جنگ سے پہلے کی خوشحالی کے قریب پہنچ گیا ہے۔ جنگ سے پہلے افراد کی آمدنی اِس سے صرف ۱۵ فیصدی زیادہ تھی۔

جرمنی کی صنعتی ترقی کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۳ میں برآمد کی قیمت ۱۰،۰۵۵،۰۰۰،۰۰۰ مارک تھی لیکن سنہ ۱۹۲۶ میں بڑھ کر ۹،۸۸۹،۰۰۰،۰۰۰ مارک تک پہنچ گئی ہے۔ جرمنی کا تجارتی بیڑہ تباہ ہو گیا تھا لیکن اب پھر اس کا بیڑہ سمندروں میں پھیلا نظر آ رہا ہے۔ سنہ ۱۹۲۰ میں یہ بیڑہ صرف ۹۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ٹن وزن کا تھا۔ اب سنہ ۱۹۲۷ میں اُس کا وزن ۳،۲۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ٹن ہو گیا ہے۔ جرمنی کی خوشحالی اب اِس درجہ پہنچ گئی ہے کہ حکومت نے ارادہ کیا ہے "ایپن" اور "مالیڈی" کے دو زرخیز علاقے مجبوراً خرید لے!

جرمنی کی موجودہ خوشحالی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اِس وقت کام کرنے والوں کی تعداد پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ جنگ سے پہلے جو لوگ بیکاری کی زندگی بسر کرتے تھے اب وہ کام کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اِس وقت ملک میں ۱۷،۵۰۰،۰۰۰ آدمی شدید محنت کے کام کر رہے ہیں، حالانکہ جنگ سے پہلے ایسے محنتی کارکنوں کی تعداد اِس سے آدھی تھی۔

* * *

مکتوب فرانس

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم پیرس کے قلم سے)

فرانس کی عظمت!

۸ مئی کو [illegible] کے تڑکے پیرس کے آسمان پر ایک عظیم نعش اُڑتی دکھائی دی۔ اِس پر ایک بڑی انسانی کھوپڑی، دو بیضوی ہڈیاں اور دو روشن شمعوں کی تصویریں بنی تھیں!

یہ نعش نہ تھی، فرانس کی قومی عظمت تھی۔ اور تاریخ کی ابدیت کی طرف جا رہی تھی۔ یہ علم و حکمت، اور انسانی اولوالعزمی کے میدان میں فرانس اور امریکہ کا مقابلہ تھا، اور بالآخر خوفناک موت کی طرف جانے والا تھا۔

امریکہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ ہم بحر اعظم اٹلانٹک کو بلا انقطاع ایک ہی پرواز میں عبور کر لیں گے۔ نیویارک سے اُڑینگے اور پیرس میں جا کر دم لیں گے! فرانس نے سنا تو اُسے اِس اعلان میں اپنی عظمت کی تحقیر محسوس ہوئی۔ اُس نے کہا "قبل اس کے کہ تم پیرس آؤ اور تاریخ کی لازوال شہرت حاصل کرو۔ ہم تم سے بازی لے جائیں گے اور نیویارک پہ اپنے جلال کا پرچم اُڑا آئیں گے!"

یہ بہادرانہ الفاظ تھے جو فرانس کی طرف سے کپتان نُنجیسر نے کہے۔

۳۵ سال کی عمر، بھرپور جوانی، دلفریب مردانہ حسن، نازنینان پیرس کی دل پسندیوں کا مرکز۔ یہ نُنجیسر تھا! مگر فرانس کی عظمت سب سے بالاتر ہے!

وہ اُٹھا! اپنے ایک رفیق کو ساتھ لیا۔ اور ہوائی جہاز میں اُڑ چلا۔ اتنی بڑی مہم اور صرف ایک انجن کا جہاز! مخلوق چلائی "موت! موت!" مگر کپتان نے جواب دیا "اہل فرانس کی عظمت

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی- اس نے ملک کے سیاسی، علمی، ادبی اور دینی افکار و عقائد پر جو انقلاب انگیز اثرات ڈالے، قریب ہے کہ مستقبل ہند کا مورخ ان پر بحث کریگا اور ان کے اندر وہ عناصر و مبادیات ڈھونڈھیگا جن سے ہندوستان کی سنہ ۱۹۱۹ کے بعد کی اجتماعی ذہنیت ظہور پذیر ہوئی۔

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اوراق کا مجموعہ تھا- اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے- اور اسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا- پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں- اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں- اس کی جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی، اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں- ان کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اس کی تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیہ میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چار سو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے- جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں- پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جا سکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے-

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں بھی مکمل ہوگئی ہیں - ہم اس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو خوشی کا موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی- ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " " چہارم ۱۰ روپیہ   " " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا)
قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے- قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے-

منیجر "البلاغ پریس"

ہم دونوں شہر کے بازار سے گزر کر تنگ گلیوں میں داخل ہو گئے۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ پورا شہر سو رہا تھا۔ بندوقوں کی آواز بھی بہت کم سنائی دیتی تھیں۔

میں نے اپنے تئیں اچانک عربوں کے محلہ میں پایا۔ الف لیلہ کے پُر اسرار اور اونچی دیواروں سے گھرے ہوئے مکانات میرے دونوں طرف تھے!

قلی ایک پست اور گول دروازے کے سامنے رُک گیا۔ اپنے دونوں ہونٹھ بھینچے اور ایک خاص قسم کی شیریں آواز میں چلایا:

"محمد! محمد!"

فوراً دروازہ کھلا۔ میں اندر داخل ہوا۔ خادم کے ہاتھ میں شمع تھی۔ اس کی روشنی میں مجھے ایک بھاری بھرکم شیخ دکھائی دیا۔

"آپ محمد سعید کے گھر میں ہیں" شیخ نے اپنی فصیح زبان میں کہا۔ گویا آپ خود اپنے گھر میں ہیں۔ محمد سعید میں ہی ہوں۔ میں آپکا منتظر تھا۔ میری زندگی آپکے لئے حاضر ہے۔ کیا آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں گے؟ یہاں جتنے لوگ ہیں، سب میرے فرمانبردار اور آپکے دوست ہیں"

محمد سعید کی ظاہری ہیئت بتاتی تھی کہ مالدار ہے اور دوسرے بہت سے شیخوں کی طرح اس فتنہ کی وجہ سے خانہ نشین ہو گیا ہے۔ وہ مجھے ایک غلام گردش میں لے چلا میں نے دیکھا وہاں بہت سے لوگ سو رہے ہیں۔ پھر ہم ایک بڑے ایوان میں پہنچے۔ شیخ نے تالی بجائی اور ایک خادم نے پیتل کی سینی لاکے رکھدی۔ سینی میں ٹھنڈے پانی سے لبریز گلاس، مٹھائی کی تشتری، اور قہوہ کی پیالیاں تھیں۔

محمد سعید نے ایک بلند بیٹھک پر مجھے بٹھایا۔ اس پر دبیز اور نرم قالین بچھا تھا۔ خود بھی میرے سامنے بیٹھ گیا۔

"میں اپنے مکان میں آپ کا استقبال کرتا ہوں" محمد سعید نے میرے چہرے پر اپنی تیز سیاہ آنکھیں جما کر کہا "یہاں آپکو آنے کی زحمت دیکر میں نے عربی اخلاق کے خلاف عمل کیا ہے۔ معافی چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے یقین تھا۔ آپ ایک ایسے شخص کو تسلی دینے کی غرض تکلیف گوارا کریں گے جس کی زندگی ختم ہو چکی ہے، اور جو یہاں اپنے گھر میں بیٹھا اپنے ملک کی بربادی دیکھ رہا ہے، میں بغیر کسی تمہید کے اپنی دعوت کا مقصد بیان کرتا ہوں۔ یہاں طرابلس میں آپ تین فرانسیسی موجود ہیں۔ میں جانتا ہوں آپ ان غاصب طلیانوں کی طرح نہیں ہیں۔ آپ عربوں سے محبت کرتے ہیں۔ محمد سعید اُس شخص کا بیٹا ہے جس نے آپ کی قوم کے ایک بڑے آدمی کی خدمت کی تھی اور اُس سے اپنی خدمت پر اعلیٰ سندیں حاصل کی تھیں۔ میرا باپ ٹیونس میں فرانس کے سپہ سالار اعظم ماسیکوٹ کا معتمد تھا"

محمد سعید نے میرا تعجب محسوس کر لیا۔ وہ مسکرایا: چند دن ہوئے آپ خود اُس کا ذکر کر رہے تھے۔ مجھے خبر پہنچ چکی ہے" شیخ نے پہلو بدل کر کہا۔ مجھے آزادی سے گفتگو کرنے کی اجازت دیجئے۔ میں مطمئن ہوں کہ خدا کے سامنے بے خوف کھڑا ہوں گا۔ کیونکہ مجھے اپنا کوئی ایسا گناہ معلوم نہیں جس پر میں نادم ہوں۔ لیکن اس بدنصیب ملک کی قسمت معلوم کرنے سے پہلے مر جانا میرے لئے نہایت تکلیف دہ ہے۔ آپنے خود اپنی آنکھوں سے پرسوں چودہ لاشیں پھانسی پر لٹکی دیکھی ہونگی۔ خدا انھیں کبھی معاف نہ کرے گا جنہوں نے ان معصوموں کی جان لی ہے! میں نے سنا ہے آپ نے ان بے گناہوں کے لئے چند کلمے شفقت کے کہے تھے۔ آپ میری باتیں غور سے سنئے اور صاف جواب دیجئے۔ کیا واقعی میری قوم فنا کر ڈالی جائے گی؟"

میں نے مضطرب شیخ کو ہر طرح اطمینان دلایا اور دیر تک باتیں کرتا رہا۔ پھر میں نے واپسی کا خیال کیا۔ وہ بول اٹھا:

"میں آپکے ساتھ دو آدمی بھیجنے کو مستعد ہوں۔ وہ آپکو حفاظت سے پہنچا دیں گے۔ لیکن ممکن ہے کسی کی تجسس نظریں پڑ جائیں۔ کیا یہ بہتر نہیں جو آپ یہیں سو جائیں؟ صبح قریب ہی ہے؟"

اُسنے پھر تالی بجائی۔ خادم کو قالین لانے کا حکم دیا۔ مجھ سے کہنے لگا، "آپ اسی جگہ سوئیں گے جہاں بیٹھے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کس چیز پر آپ بیٹھے ہیں؟ آپ محمد سعید کی تمام ایسی گرانقدر دولت پر بیٹھے ہیں"

یہ کہکر اُسنے اُس بیٹھک کا فرش حقارت سے اُلٹ دیا جس پر ہم بیٹھے تھے اور اوپر کا تختہ ہٹا کر جوش سے کہنے لگا:

"دیکھو"

میں نے دیکھا۔ مگر کیا دیکھا؟ عمر بھر اسے نہ بھولوں گا۔ میں نے دیکھا عظیم صندوق میں سونا اس طرح بھرا پڑا ہے جس طرح کوٹھی میں غلہ بھرا ہوتا ہے!

"یہ سب مجھے اپنے چچاؤں سے ملا ہے۔ قافلہ والوں سے اور خود میں نے کمایا ہے" اُسنے سادگی سے کہا "اگر اس سب کے لٹا دینے سے میری قوم کی جان بچ سکتی ہے تو میں اسے لٹا دینے پر بخوشی تیار ہوں"

پھر اُسنے بے پرواہی سے ڈھکنا چھوڑ دیا۔ وہ زور سے صندوق پر گرا۔ اور محمد سعید باہر چلا گیا۔ اُسنے اپنے خزانہ میں قفل تک نہیں لگایا۔ میں نے عربی شب بخیر کی آواز سنی اور پھر اُس کا پُرجوش چہرہ غائب تھا!

میں آرام کی نیند سو گیا۔ میں اس قدر متأثر تھا کہ یہ خیال بھی نہیں ہوا کہ میں صحرا کے خزانہ پر لیٹا ہوں!

کیا یہ خواب تھا؟

نہیں، لیکن جب غور کرتا ہوں تو یہ واقعہ بھی کم از خواب نہیں! محمد سعید کی آرزو پوری نہیں ہوئی۔ اُس کا ملک اُس کی قوم کے لئے آزاد نہ ہو سکا۔ مگر اس کا پُر اسرار خزانہ کبھی کبھی اب بھی مجھے اُس عظیم تہ خاک صندوق کی یاد دلا جاتی ہے!

بیسویں صدی کا آدم خور گروہ

یورپ کی زبانوں میں ایک لفظ قدیم سے موجود ہے جس کا تلفظ انگریزی میں Cannibalism ہے۔ یعنی انسانی گوشت کھانے کا مذہب اور طریقہ۔ ازمنہ وسطیٰ (مڈل ایجز) کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یورپ میں انسانی گوشت کھایا جاتا تھا۔ صلیبی لڑائیوں کے مسیحی مجاہدین جب اسلامی ممالک میں پہنچے تھے تو جب کبھی غذا کی قلت ہوتی انسان کا گوشت کھانا شروع کر دیتے تھے۔ مشہور مورخ گبن اور تھچاڈ شہادت دیتے ہیں کہ انطاکیہ، طرابلس، عکا، اور خود بیت المقدس میں صلیبی مجاہدین انسانی گوشت کا علانیہ استعمال کرتے تھے!

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کے پیروؤں سے اب بھی سرزمین یورپ خالی نہیں ہے۔ پچھلی ڈاک کے انگریزی اخبارات میں ایک عجیب تفصیل آئی ہے۔ وسط یورپ سے ایک تار بھیجا گیا ہے کہ زیکوسلاویا میں چھبیس آدمی اس جرم میں گرفتار کئے گئے ہیں کہ ان کی سب سے زیادہ مرغوب غذا آدمی کا گوشت ہے!

پولیس کی تحقیقات ظاہر کرتی ہے کہ یہ لوگ ایک جنگل کے قریب خیموں میں رہتے تھے۔ اس طرف سے جو آدمی گزرتا اُسے قتل کر کے کھا جاتے تھے۔ مجرموں نے عدالت میں اقرار کیا ہے کہ انہوں نے ایک مہینے کے اندر صرف ۱۰ آدمی ذبح کئے۔ پانچ عورتیں اور ایک طالب علم! یقیناً انکے نزدیک انسانی گوشت کی ایک خاص قسم طالب علم کا گوشت ہوگا!

اُنھوں نے اپنا عذر یہ بیان کیا کہ "ہم کام نہ ملنے کی وجہ سے بالکل غریب ہو گئے تھے۔ گوشت خرید نہیں سکتے تھے۔ صرف چاول اور آلو پر گزر تھی! مجبور ہو کر یہ طریقہ اختیار کیا"!

اُنھوں نے آدمی شکار کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے: "جب کوئی شخص اُس راستہ پر سے آتا تھا ہم اُس سے بڑے اخلاق سے ملتے تھے۔ میٹھی میٹھی باتیں کرتے تھے اور دم دلاسا دیکر اپنے خیموں میں لے آتے تھے۔ پھر اُسے مانوس اور غافل کرنے کے لئے یورپ کی اقتصادی و سیاسی حالت پر گفتگو شروع کر دیتے تھے۔ جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا اور وقت کے سیاسی مباحث میں غور و فکر کرنے لگتا تو پیچھے سے اُس کے سر پر کلہاڑی مار دیتے تھے۔ پھر اُس کے کباب بنا کر کھا لیتے تھے"!

اس بیان کی سادگی اور واقعیت کا تو اعتراف کرنا چاہئے۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کلہاڑی مارنے کے فیصلہ کن عمل سے پہلے "اقتصادی اور سیاسی مباحث" کا تذکرہ کیوں ضروری سمجھا گیا تھا۔

طالب علم جسکی عمر صرف ۸۰ برس ہے!

پچھلے دنوں فرانس کی شہرہ آفاق یونیورسٹی سوربون کے اعلیٰ علمی امتحان میں ایک طالب علم دیکھا گیا جس کی عمر اسوقت ۸۰ برس ہے۔ حاضرین کو زیادہ حیرت اس لئے بھی ہوئی کہ یہ عجیب طالب علم ملک کا ایک مشہور آدمی ہے۔ اس کا نام مسیو لوئی اندریہ ہے۔ یہ فرنچ پارلیمنٹ کا ایک سابق ممبر، پولیس کا سابق کمشنر، اور کسی زمانہ میں فرانس کا دوسرے ممالک میں سفیر بھی رہ چکا ہے!

لوگوں کی حیرت دیکھ کر اُسنے سنجیدگی سے کہا "میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر میرا علمی شغف بدستور جوان ہے!"

اُسنے کامل ۳ گھنٹہ امتحان کی کمیٹی کے روبرو زبانی امتحان دیا۔ اور قوی دلائل سے اپنا تاریخی موضوع بحث ثابت کر دیا۔ ممتحنوں نے بڑی سختی برتی اور اعتراض کرنے میں اُس کی عمر کی کوئی رعایت نہیں کی۔ جب پوری طرح اُس کا علمی تبحر ثابت ہو گیا تو فن تاریخ میں ڈاکٹری کی سند دی گئی۔

امتحان کا ایوان بڑے بڑے علماء و مشاہیر سے پُر تھا۔ مشہور مسیو کلیمنشو بھی موجود تھے۔ یہ "طالب علم" کے پرانے دوست ہیں۔ کامیابی پر سب سے پہلے انہی نے تالی بجائی۔ پھر تحسین و آفرین کی صداؤں سے پورا ایوان گونج اُٹھا۔

یہ "طالب علم" اپنی حاضر جوابی میں قدیم سے مشہور ہے۔ اس کا یہ واقعہ اب تک لوگوں کو یاد ہے کہ ایک مرتبہ وہ پارلیمنٹ میں تقریر کر رہا تھا۔ ایک ممبر نے اُٹھکر اُس پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ مقرر نے طعنہ زنی کی راہ سے معترض کو مخاطب کیا "میں "نامعلوم" محترم ممبر کا نہایت شکرگزار ہوں گا اگر وہ مجھے اپنی تقریر ختم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں" معترض نے غصہ سے کہا "مسیو اندریہ! میں نامعلوم نہیں ہوں، آپ مجھے خوب جانتے ہیں" مقرر نے فوراً یہ نکتہ پیدا کیا "میں نے کب کہا کہ آپ میرے لئے "نامعلوم" ہیں۔ البتہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ دنیا کے نزدیک بھی "نامعلوم" ہیں!"

الهلال

البلاغ پریس کلکتہ

[illegible]

[illegible] في [illegible]

٨١

آبِ حیات

جملہ اقسام کی انسانی وحیوانی بیماریوں کا فوری علاج جس کے متعلق
بیس (۲۰) سال میں تیس (۳۰) ہزار سرٹیفکیٹ موصول ہوچکے ہیں
قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ (تحر) نمونہ کی شیشی ۸

اکسیر عنبری مقوی اعضائے رئیسہ اور مردانہ طاقت بڑھانے
والی گولیاں قیمت فی شیشی چار روپیہ

نمک سلیمانی معدہ کی خرابیوں کو دور کرنے اور
خون صالح پیدا کرنے کی بہترین دوائی ہے
قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲)

مفصل فہرست ادویہ مفت

منیجر کارخانہ آبِ حیات پنڈی بہاؤالدین
(پنجاب)

Ab=i=Hayat Pharmacy,
PINDI BAHA-UD-DIN, PUNJAB.

اِسلامی مذاق کی کتابیں

قرآن۔ حدیث۔ تصوف۔ فقہ۔ عقاید۔ تاریخ اور علوم جدید پر بہترین اور تازہ کتابیں دیکھنا چاہیں تو ہماری فہرست منگائیں۔ سرمایہ دار اگر مذہبی کتابوں کی تجارت پر روپیہ لگا کر فائدہ اٹھانا چاہیں تو قواعد منگا کر ملاحظہ فرمادیں۔ پتہ یہ ہے

منیجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین پنجاب

The Sufi Printing and Publishing Co Ltd
PINDI BAHA-UD-DIN, (PUNJAB

قرآن مجید

(مترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رح)

یہ ترجمہ جسکے لئے مسلمان مدتوں سے سراپا انتظار تھے بفضلہ تعالی نہایت آب و تاب کے ساتھہ چھپ کر مکمل ہو گیا ہے اور بکثرت طلب کیا جا رہا ہے۔ آج تک جسقدر ترجمے قرآن پاک کے ہوچکے ہیں یہ ترجمہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ تحت لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور سلیس ہے۔ زبان اپنی شستہ اور صاف ہے کہ جس کو معمولی لکھا پڑھا بھی بخوبی سمجھہ سکے لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلی رمین حنائی چھپی ہوئی ہے۔ ہدیہ مجلد چرمی منقش نقرئی پندرہ روپئے۔ جلد اعلی منقش طلائی ۱۸ روپیہ محصولڈاک وخرچ پیکنگ ۲ روپیہ فرمایش کے ساتھہ ۵ روپیہ پیشگی آنا ضروری ہیں۔ نمونہ مفت۔

اخبار مدینہ (بجنور)

(ہفتہ میں دو بار)

سنہ ۱۹۱۲ع سے قابل اہل قلم اڈیٹروں کی زیر ادارت جاری ہے خدمت قوم وملک پاسداری مذہب وملت اس کا شعار ہے۔ آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علمبردار' اردو جرائد میں کثیر الاشاعت' سیاست حاضرہ کا مفسر' حق وصداقت کا مشتہر' عربی وانگریزی اخبارات کا خلاصہ' دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچنے والا' ملاحظہ ومطالعہ خود ہمارے بیان کی تصدیق کردیگا۔ نمونہ مفت۔ قیمت سالانہ ۶ روپیہ۔ ششماہی تین روپیہ آٹھہ آنہ۔ سہ ماہی ۲ روپیہ فی پرچہ ایک آنہ ممالک غیر سے ۸ روپیہ سالانہ۔

غنچہ رسالہ ہفتہ وار

بچوں کا معلم بچوں کا اتالیق' طالب علموں کا استاد' علم و فن کا خزانہ' معلومات کی کان اخلاقیات و ادبیات کا گنجینہ' ہفتہ وار خاص ملک و ملت کے نونہالوں کیلئے شائع ہوتا ہے۔ زبان سلیس اور عام فہم ہے اپنے بچوں کیلئے ضرور طلب فرمائیے۔ قیمت سالانہ ۴ روپیہ۔

(محمد مجید حسن مالک [illegible]
مدینہ و غنچہ

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALL[illegible]AD, CALCUTTA.
EDITOR : MAU[illegible] ABU-AL-KA[illegible]

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ۳ و ۴ — کلکته : جمعه ۱ - و ۸ - محرم ۱۳۴۶ هجري — جلد ۱
Calcutta : Friday, 1 & 8. July 1927.

فهرست

پنجاب هائي کورت کا ایک فیصله ۱

مذاکرهٔ علمیه

انسان کي پیدائش کا اولین مقام ۴
جالیوں یا دراز قد آدمي ۵

مطبوعات جدیده

انساني قابلیت کا مقیاس ۶

برید فرنگ

فرانس کي اولوالعزمي کي قرباني ۹

سنه ۲۷ - میں ۲۵ - پر ایک نظر

مسٹر مادهو چترنجن داس ۱۱

سیر في الارض

ایک سیاح کے تاثرات ۱۳

برید شرق

مکتوب قسطنطنیه ۱۴
عراق ۱۶
فلسطین ۱۷
شام ۱۸
مصر ۱۹

آثار عتیقه

قدماء کے آثار ۲۰

برید فرنگ (بقیه)

مکتوب فرانس ۲۳

مقالات

اسلام اور نیشنلزم ۲۵

پنجاب هائیکورت کا ایک فیصله

کیا هندوستان میں دلآزار اور نفرت انگیز مذهبي حملوں کي روک کیلیے کوئي قانون نهیں هے ؟

* * *

مولانا ابوالکلام نے حسب ذیل تحریر بعض اخبارات میں بغرض اشاعت بهیجي هے :

جناب من ! بکثرت لوگوں نے بذریعه خطوط اور تار دریافت کیا هے که " رنگیلا رسول " نامي کتاب کي اپیل کے فیصله سے جو صورت حال پیدا هوگئي هے ' اسکي نسبت میري رائے کیا هے ؟ میں چاهتا هوں مندرجه ذیل سطور اس بارے میں شائع کردي جائیں :

میرے خیال میں بلاشبه اس فیصله سے وقت کا ایک نهایت ضروري سوال پیدا هوگیا هے - وه صرف مسلمانوں هي کیلیے نهیں بلکه اُن تمام لوگوں کیلیے قابل غور هے جو چاهتے هیں که ملک کي اخلاقي اور دماغي فضا شائسته اور پاک رهے ' اور لوگ قلم و زبان کي گندگیوں سے آلوده نهوں - هندوستان جیسے مختلف المذاهب ملک میں تو صلح و امن کا قیام بهي بهت کچهه اسي پر موقوف هے - اگر في الحقیقت اس بارے میں کوئي قانوني روک موجود نهیں ' تو همیں منتظر رهنا چاهیے که هر مذهب کا پیرو دوسرے مذهب اور اسکے رهنماؤں کو علانیه گالیاں دینا شروع کردیگا اور ظاهر هے که اسکے نتائج کیا هونگے ؟

میں نے کتاب زیر بحث نهیں دیکهي هے ' لیکن اب اسے دیکهنے کي ضرورت بهي باقي نهیں رهي - جسٹس کنور دلیپ سنگه اپنے فیصله میں تسلیم کرتے هیں که " کتاب یقیناً باني (داعي) اسلام کي هجو پر مشتمل هے - طرز تحریر معاندانه هے - اور مسلمانوں کے احساسات مجروح هونے کا احتمال هے - بلکه ان کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا هونے کا خیال بهي حق بجانب .. ..

دو نمبروں کا مجموعه هونے کي وجه سے اس نمبر کي قیمت ۷ - آنه هے - نه که ۵ - آنه جیسا که لوح پر

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الہلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ' مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

دشمنی اور نفرت کے جذبات بڑھ رہے ہیں اور اُنکا سب سے بڑا باعث اسی طرح کی مذہبی بد زبانی اور مذہبی دلآزاری کی کوششیں ہیں؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اب مسلمانوں اور آریا سماجیوں سے بھی گزر کر معاملہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا بن گیا ہے، اور اس قسم کے حملوں سے روز بروز دونوں جماعتوں کے دلوں کی برگشتگی بڑھ رہی ہے؟ یقیناً جج کی نظر قانون پر رہنی چاہیے - لیکن قانون پر نظر رکھنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ تعزیرات ہند کے صفحات سے باہر کے لیے اپنی آنکھیں میچ لے - یقیناً جج کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیرونی اثرات سے متاثر نہو؛ لیکن بیرونی اثرات سے متاثر نہونے کا یہ منشا نہیں ہے کہ مقدمہ کی نوعیت اور حالات کی اُفتاد کے لیے بھی اُسکے پاس کوئی گوشۂ نگاہ نہو -

یاد رکھنا چاہیے کہ قانون اور اخلاق، دونوں کا حکم بہت حد تک حالات اور گرد و پیش کے تابع ہوتا ہے - ایک ہی فعل ایک وقت اور جگہ میں جرم نہیں ہوتا، مگر دوسری جگہ اور دوسری حالت میں جرم ہوجاتا ہے - میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر یورپ یا امریکہ میں اس قسم کی کتاب حضرت مسیح کی نسبت لکھی جاے، اور وہاں دفعہ ۱۵۳ الف - کے مضمون کی کوئی دفعہ موجود ہو، تو اُسکی زد میں کتاب نہیں آئیگی - اُسے قانونی گرفت میں لانے کے لیے کسی دوسرے قانون کی ضرورت ہوگی - یا غالباً گرفت میں لانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے - لیکن ہندوستان جیسے ملک کی حالت وہاں سے بالکل مختلف ہے - یہاں اگر ایک شخص اسطرح کی مذہبی بد زبانی اور ہجو سرائی کرتا ہے، تو قطعاً اُسکے اثرات بہت زیادہ شدید اور بہت زیادہ وسیع ہوتے ہیں، اور اسکی وجہ سے صرف لکھنے والے ہی کے برخلاف نہیں، بلکہ اُسکے ہم مذہبوں کے خلاف بھی نفرت کے خیالات پھیل جاتے ہیں - کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کے عوام کی یہ ذہنیت غلط ہے اور اس میں اصلاح ہونی چاہیے - لیکن میں یاد دلاؤنگا کہ قانون اور عدالت کا فرض اصلاح (ریفارم) نہیں ہے، بلکہ صورت حال کے مطابق لوگوں کے عقائد و جذبات کا اعتراف کرنا ہے - یہ صورت حال اچھی ہو یا بری لیکن موجود ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہے، تو جب تک موجود ہے، دفعہ ۱۵۳ - الف کی زد میں اس طرح کے تمام مذہبی حملے آنے چاہئیں - تعزیرات ہند کا مجموعہ ہندوستان کی دماغی اصلاح کیلیے مرتب نہیں ہوا ہے - امن و انصاف کے قیام کے لیے مرتب ہوا ہے - اُسے اس سے کوئی غرض نہیں کہ کیا ہونا چاہیے؟ وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور جو کچھہ ہو رہا ہے، اُسے ملحوظ رکھتے ہوئے باشندوں کے جذبات و مصالح کا کیونکر تحفظ کیا جا سکتا ہے؟

اب دوسری دفعہ ۲۹۸ - پر نظر ڈالیے - اپنے مقصد اور مقصد کے بیان میں یہ کسقدر واضح ہے؟ مگر جسٹس موصوف کہتے ہیں، اس قسم کے افعال کے لیے یہ بھی سودمند نہیں - دفعہ میں "دلآزاری" کا لفظ ہے - وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ کتاب دلآزار ہے - تاہم اُنکے خیال میں یہ دلآزاری وہ "دلآزاری" نہیں ہے جو ۲۹۸ - میں مقصود ہے - وہ کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کی کتابیں اس دفعہ کے ماتحت لائی جائیں، تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ ہر طرح کی آزادانہ نکتہ چینی جرم ہوجائیگی - کیونکہ کوئی نکتہ چینی کسی پیشواے مذہب کے خلاف کتنی ہی معتدل کیوں نہو، اُس کے پیرؤں کیلیے ضرور دلآزار ہوگی -

مجھے افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں جسٹس موصوف کی تنقیح پہلی تنقیح سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے - اگر یہ طرز تنقیح تسلیم کرلیا جاے تو مجھے خوف ہے کہ صرف ۲۹۸ - ہی نہیں بلکہ تعزیرات ہند کی پانچ سو گیارہ دفعات میں سے اکثر دفعات کا نفاذ مشتبہ ہوجائیگا!

تین چیزیں ہیں، اور تینوں کا حکم ایک نہیں ہوسکتا - ایک چیز نکتہ چینی ہے - ایک سخت نکتہ چینی ہے - ایک بدزبانی اور ہجو ہے - دفعہ ۲۹۸ - مذہبی "دلآزاری" کو روکتی ہے - دیکھنا یہ چاہیے کہ ان تینوں قسم کی چیزوں میں سے کونسی چیز اس "قانونی دلآزاری" کے ماتحت آتی ہے؟ بلا شبہ ہر مذہب کے ماننے والوں میں ایسے غیر روادار لوگ موجود ہیں جو اپنے عقیدہ کے خلاف کسی طرح کی نکتہ چینی بھی نہیں سن سکتے - ہر طرح کی نکتہ چینی ان کے لیے دلآزار ہوجاتی ہے مگر یہ معلوم ہے کہ اس طرح کے معاملات میں قانون کسی خاص انتہائی حالت کا اعتراف نہیں کرتا، بلکہ ہر طرح کی نرم و گرم حالتوں سے ایک معتدل اور مناسب اوسط نکال لیتا ہے - دلآزاری کے احساس کی ایسی حالت ایک انتہائی درجہ کی حالت ہے - قانون اسکا لحاظ نہیں کریگا - وہ ہر طرح کی گرم اور نرم طبائع سامنے رکھکر معلوم کریگا کہ اس بارے میں احساس دلآزاری کا اوسط درجہ کیا ہوسکتا ہے؟ یہ اوسط بالکل واضح ہے: یہ ایک ایسے آدمی یا جماعت کا احساس ہے جو ایک طرف تو ہر انسان کے آزادانہ حق راے زنی کا پورا احترام کرتا ہے، دوسری طرف اس حق کا بے اعتدالانہ اور حملہ آورانہ استعمال بھی گوارا نہیں کرتا - ایسے شخص یا ایسی جماعت کیلیے مذہبی نکتہ چینی، اگرچہ کتنی ہی آزادانہ کیوں نہو، کبھی "دلآزار" نہیں ہوسکتی - البتہ ہر طرح کی بد زبانی، ہجو، تذلیل و تحقیر، اور تمسخر اڑانے کی کوشش ضرور "دلآزار" ہوگی - یہی "دلآزاری" دفعہ ۲۹۸ - کی زد میں آتی ہے، اور اگر زیر بحث رسالہ کی روش اور زبان ایسی ہی ہے (اور خود جسٹس موصوف نے تسلیم کیا ہے کہ ایسی ہی ہے) تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کیوں وہ اس دفعہ کی زد میں نہ آئے؟

بہر حال ہندوستان کی اعلی عدالتوں میں سے ایک عدالت کا فیصلہ اسکے خلاف ہوگیا ہے، اور اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ ایک صاف اور غیر مشتبہ قانون کے ذریعہ اسطرح کی مذہبی دلآزاریوں کا (نہ کہ نکتہ چینی کا) سد باب کردیا جاے - ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے بھی مسلمانان پنجاب کے وفد کا جواب دیتے ہوے اسکی ضرورت تسلیم کرنے پر میلان ظاہر کیا ہے - میں آیندہ زیادہ تفصیل کے ساتھہ اس بارے میں اپنا نقطۂ خیال ظاہر کرونگا -

---

اطلاع

افسوس ہے کہ ہمارا پچھلا اندازہ صحیح نہ نکلا اور طباعت و اشاعت کی مشکلات دور نہ ہوسکیں - اب اسکے سوا چارہ نہ تھا کہ ہر ہفتہ کے پرچے یکجائی نکالدیے جائیں - چنانچہ یہ نمبر ۳ اور ۴ کا مجموعہ ہے جو شائع ہو رہا ہے - اسلیے بعض فارم پہلے چھپ چکے تھے جنکی پیشانی پر صرف یکم جولائی ہے - لیکن بعد کو جو فارم چھپے اُنپر ۱ — ۸ جولائی کردیا گیا ہے - ضخامت بھی اسکی اُس سے زیادہ ہے جسقدر آخری صفحہ کے عدد سے معلوم ہوتی ہے، ٹائپ کے آخری حصہ میں ۱۲ الف - سے ۱۲ د - تک چار صفحے مزید بڑھا دیے گئے ہیں، اور رسالہ کی ضخامت پوری دو جزء کی ہے -

ہمیں اس بد نظمی کے لیے جسقدر افسوس ہے اُسکا اظہار الفاظ میں سودمند نہ ہوگا جب تک عمل کے ذریعہ ظہور میں نہ آئے - ہم اس بارے میں بجز اسکے اور کچھہ کہنا نہیں چاہتے کہ انتہائی کوشش جو مطبع کی دقتیں دور کرنے کے لیے کی جاسکتی ہیں ہم کر رہے ہیں، اور انشاءاللہ ہمیں امید ہے کہ یہ اس مطبع کی آخری بدنظمی ثابت ہوگی اور آیندہ ہر نمبر ٹھیک اپنے وقت پر شائع ہوگا -

متعدد باب جو اس وقت تک شروع نہ ہوسکے تھے، وہ بھی آیندہ نمبر کے لیے کمپوز ہو رہے ہیں -

منیجر

وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کا فعل دفعہ ۱۵۳ - الف کی زد میں نہیں آتا جو پراسکیوٹر کے طرف سے لگائی گئی ہے - کیونکہ انکے لفظوں میں " یہ دفعہ ایسے وسیع مفہوم کیلیے وضع نہیں ہوئی ہے - یہ صرف اسلیے وضع ہوئی ہے کہ کسی شخص یا جماعت پر جو اسوقت زندہ موجود ہے کسی کو حملہ کرنے کی جرات نہو - گذشتہ مذہبی رہنماؤں کے خلاف حملے ، اگرچہ کیسے ہی شرارت انگیز اور سفیہانہ کیوں نہوں ، اسکے مفہوم میں داخل نہیں ہوسکتے "

دوسرے لفظوں میں جسٹس موصوف کی راے یوں بیان کی جا سکتی ہے کہ ۱۵۳ - الف کا تعلق ایسی تحریر و تقریر سے ہے جسکے ذریعہ کسی جماعت کے خلاف دوسری جماعت میں دشمنی و نفرت پیدا کی جاے - لیکن اگر ایک شخص کسی مذہب یا بانی مذہب کے خلاف بد زبانی کرتا ہے ، تو اسے یہ نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اس نے دو جماعتوں کے اندر دشمنی و نفرت پیدا کرنی چاہی ہے - کیونکہ یہ ایک شخص کا ذاتی فعل ہے - اسکی وجہ سے خود اسکی ذات اس مذہب کے پیروؤں کے نزدیک قابل نفرت ہو جاسکتی ہے ، لیکن اسے " دو جماعتوں میں دشمنی و نفرت پیدا کرنا " نہیں کہا جاسکتا -

نتیجہ اس سے یہ نکلا کہ جسٹس موصوف نے دو صورتیں قرار دی ہیں : ایک یہ کہ مثلاً ایک شخص کوئی ایسی کتاب لکھے جس سے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے اندر یا ہندوؤں کے برخلاف مسلمانوں کے اندر دشمنی و نفرت پیدا ہوسکتی ہے - دوسری صورت یہ ہے کہ کسی مذہب یا بانی مذہب کے خلاف دلازار حملہ کیا جاے - وہ کہتے ہیں دفعہ ۱۵۳ - الف کا تعلق پہلی صورت سے ہے - دوسری صورت سے نہیں ہے -

اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں صورتیں مختلف ضرور ہیں - اس میں بھی شک نہیں کہ دفعہ ۱۵۳ - الف کا ابتدائی مفہوم جماعتوں سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ افراد سے - لیکن اسکے ساتھہ ہی میں انکے اس خیال سے متفق نہیں ہوسکتا کہ زیر بحث معاملہ پر اس دفعہ کی زد نہیں پڑتی اور وہ اس دائرۂ اثر سے بالکل باہر ہے -

بلاشبہ میں ماہر قانون نہیں ہوں - میں یہ بھی پسند نہیں کرونگا کہ جسٹس موصوف کی قانونی قابلیت کے اعتراف میں کوتاہی کروں - لیکن میں سمجھتا ہوں ، معاملہ اسقدر صاف اور واضح ہے کہ اسمیں کسی طرح کی قانونی موشگافی کی ضرورت ہی نہیں ہے - ہر شخص جو قانون کے منشاء ، الفاظ ، اور حالات پر معمولی درجہ کی نظر بھی رکھتا ہے ، بغیر کسی کاوش کے معلوم کرلے سکتا ہے کہ جسٹس موصوف کی نظر صرف ایک ہی پہلو پر گئی ہے - دوسرا پہلو انہوں نے نظر انداز کردیا ہے -

علاوہ بریں اگر دفعہ ۱۵۳ - الف کی زد اسطرح کے افعال پر نہیں پڑتی تو دفعہ ۲۹۸ - بھی موجود ہے - لیکن مشکل یہ ہے کہ جسٹس موصوف کی تنقیح میں اسطرح کے معاملات دفعہ ۲۹۸ - کے ماتحت بھی نہیں آسکتے -

پہلے میں چند الفاظ ان دونوں دفعات کی نسبت کہنا چاہتا ہوں -

سنہ ۱۸۶۸ - میں جب ایکٹ نمبر ۴۵ - یعنی مجموعہ تعزیرات ہند نافذ ہوا ، تو اس میں کوئی دفعہ ایسی موجود نہ تھی جسکے ذریعہ " مختلف طبقات میں دشمنی و نفرت پیدا کرنے " کے افعال صاف اور صریح لفظوں میں روکے جاسکیں - اسمیں آٹھواں باب ان جرائم کی نسبت موجود تھا جو آسودگی عامۂ خلائق میں خلل انداز ہوسکتے ہیں - لیکن اسکی تمام دفعات زیادہ تر بلوے اور بلوے کے اشتعال وغیرہ سے تعلق رکھتی تھیں - البتہ ایک باب " جرائم متعلق مذہب " موجود تھا - اسمیں ۲۹۵ - سے لیکر ۲۹۸ - تک چار دفعات رکھی گئی تھیں - پہلی دفعہ کا تعلق مذہبی معابد اور متبرک مقامات کی توہین سے تھا - دوسری کا مذہبی اعمال و رسوم سے ، تیسری کا اموات و قبور سے - چوتھی دفعہ ۲۹۸ - تھی ، اور اس کے الفاظ یہ تھے :

" جو شخص سونچ بچار کر مذہب کی نسبت اسی شخص کا دل دکھانے کی نیت سے کوئی بات کہے ، یا کوئی آواز نکالے ، یا کوئی حرکت کرے ، یا کوئی چیز سامنے لائے ، تو شخص مذکور کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائیگی "

واضعان تعزیرات ہند نے خیال کیا تھا کہ یہ دفعات کافی ہیں ، لیکن بعد کو تجربے سے معلوم ہوا کہ کافی نہیں ہیں - سنہ ۱۸۹۸ - میں ایکٹ نمبر ۴ - کے ذریعہ تعزیرات ہند کی ترمیم کی گئی اور دفعہ ۱۵۳ - الف - کا اضافہ کیا گیا میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس دفعہ کے الحاق سے اصلی مقصد گورنمنٹ کی سیاسی اغراض کا پورا کرنا تھا ، لیکن میں یہ تسلیم نہیں کرسکتا کہ اس کا دائرہ اس درجہ تنگ ہے جس درجہ جسٹس موصوف نے قرار دیا ہے - اس دفعہ کے الفاظ یہ ہیں :

" جو کوئی ایسی باتوں کے ذریعہ جو تلفظ سے ادا کی جائیں ، یا لکھی جائیں ، یا اشاروں کے ذریعہ ، یا نقوش مرئیہ کے ذریعہ ، یا اور کسی ذریعہ سے ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقات کے درمیان دشمنی یا نفرت کے خیالات بڑھائے ، یا بڑھانے کا اقدام کرے ، تو اسے ایسی قید کی سزا دی جائیگی ...... الخ "

اب تعزیرات ہند میں دو دفعہ ہوگئیں - ۲۹۸ - اور ۱۵۳ - الف -

پہلی دفعہ ہر طرح کی مذہبی " دلازاری " کو جرم قرار دیتی ہے جو عمداً عمل میں لائی جائے - دوسری دفعہ ہر ایسے فعل کو جس کے ذریعہ برطانی ہندوستان کی دو مختلف جماعتوں کے درمیان دشمنی اور نفرت کے خیالات پیدا ہوں یا ہوسکتے ہوں ، تعزیری جرائم میں شمار کرتی ہے -

میں نے اپنی عادت کے خلاف بار بار یہ دفعات پڑھیں اور صورت حال پر غور کیا میں کوئی معقول وجہ نہیں دیکھتا کہ اس قسم کی تحریریں جیسی کہ زیر بحث تحریر ہے ، کیوں ان دونوں دفعات کی زد میں نہیں آتیں ؟ جسٹس دلیپ سنگھ کہتے ہیں " اگرچہ کتنی ہی دلازار اور سفیہانہ کیوں نہ ہوں ، اس کی زد میں نہیں آتیں " مگر میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اگرچہ کتنی ہی کم دلازار اور کم سفیہانہ کیوں نہو ہوں لیکن اگر وہ واقعی دلازار اور سفیہانہ ہیں ، تو ان دفعات کی زد سے بچ نہیں سکتیں -

امر تنقیح طلب صرف یہ ہے کہ اس قسم کی چیزوں سے " دو مختلف جماعتوں میں دشمنی اور نفرت کے خیالات " پیدا ہوتے ہیں یا نہیں ؟ نیز اس سے " کسی فرد یا جماعت کی دلازاری " ہوتی ہے یا نہیں ؟ سب سے پہلے دفعہ ۱۵۳ - الف کو لیجیے - جسٹس موصوف کی نظر صرف فرد اور جماعت کے فرق کی طرف گئی ہے - بلاشبہ یہ فرق پیش نظر رکھنا چاہیے - مگر سوال یہ ہے کہ دفعہ کا منشا صرف فعل کی صورت اور اسکی لفظی نسبت سے تعلق رکھتا ہے ، یا اسکا زور فعل کے اثر اور نتائج پر ہے ؟ اگر جواب اثبات میں ہے ، اور میں امید کرتا ہوں کہ قانونی نقطۂ خیال سے اسکا صرف یہی جواب ہوسکتا ہے ، تو پھر معاملہ کا فیصلہ نہایت آسان ہے - یہ کوئی نظری مسئلہ نہیں ہے - تمامتر واقعہ سے تعلق رکھتا ہے - دیکھنا یہ چاہیے کہ اس قسم کی مذہبی بد زبانی اور ہجوگوئی کا برطانی ہندوستان کی مختلف جماعتوں میں کیا اثر پیدا ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے ؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ برسوں سے ملک کی دو جماعتیں یعنی مسلمانوں اور آریا سماجیوں میں باہمدگر

آئرلينڈ کا ايک عملاق جس کا قد ۲۵۵ سنٹي ميٹر تها -

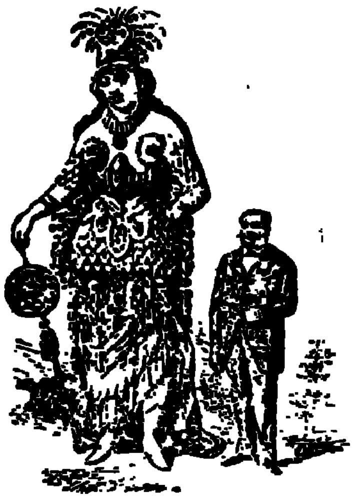
ايک جرمن عورت جس کا قد ۲۲۵ سنٹي ميٹر تها

عماليق يا دراز قد آدمي

درازي قد کي علمي توجيهه

قد کي درازي اگر ايک خاص معتدل حد تک هو تو حسن و جمال کي دلاويزيوں ميں سے شمار کي جاتي هے - خواجه حافظ نے اسي قد کي درازي ميں اپني " عمر دراز " کي " کوتاهي " کا پيغام سنا تها :

بالا بلند ' سروقد خوش خرام من
کوتاه کرد قصهٔ عمر دراز من !

ليکن يهي " بالا بلندي " جب حد سے گزر جاتي هے تو حسن و دلاويزي کي جگه عجائب الخلقة ميں شمار هونے لگتي هے - مختلف قوموں ميں ايسے عجيب الخلقة دراز قد آدمي پائے گئے هيں اور اب بهي پائے جاتے هيں - عربوں کي ايک قديم شاخ نے مصر پر حمله کيا تها - اسکے اکثر افراد قد آور تهے - اسي ليے عربي ميں انکا نام " عماليق " پڑ گيا تها - غير معمولي دراز قد کو عربي ميں " عملاق " کهتے هيں -

تهوڑي مدت گزري نيو يارک ميں ايک عجيب آدمي ظاهر هوا تها اسکي عمر ۲۴ سال تهي - يه شخص اِس قدر لانبا تها که جب موٹر ميں بيٹهتا تو اُسکي چهت ميں سوراخ کرنا پڑا تاکه اُسکا سر باهر نکلا رهے - کيونکه وه کسي طرح بهي موٹر ميں سما نه سکتا تها - بازاروں ميں لوگوں نے آتے ديکها تو تصويريں لينے لگے - اُسکا قد ۸ - فٹ تها !

سنه ۱۹۲۴ع ميں ومبلي (لنڈن) کي مشهور نمائش ميں ايک عملاق نمودار هوا تها - اسکي عمر صرف ۲۳ سال تهي مگر قد دو ميٹر ۸۴ - سنٹيمٹر تها - يه لنڈن اِس لئے آيا تها که اجرت ليکر اپني نمائش دے - وه اپنے قد کي درازي کي وجه سے هميشه اپني خاص جارپائي اور پاني کا ٹب ساتهه رکهتا تها - کيونکه يه دونوں چيزيں اُسکے مناسب حال کهيں بهي دستياب نهيں هوتي تهيں - اِسکي خوراک کتني تهي ؟ اسکا اندازه اِس سے هو سکتا هے که اُسکے روز کے ناشته ميں ۱۵ - انڈے ' ۳ - بڑي مچهلياں ' ۵ - پليٹ سالن کے ' ۱۲ - روٹي ٹکياں ' اور ۸ - پيالياں چاے کي هوتي تهيں !

آج کل يورپ کے بعض علمي رسائل ميں يه بحث چهڑ گئي هے که اس طرح کي غير معمولي دراز قدي کي علت کيا هے ؟

عام طور پر علماء کا خيال هے که اِسکي علت دماغي گلٹي هے - مشاهده سے معلوم هوچکا هے که هر انسان ميں دماغ کے نيچے اور ناک کے پيچهے ايک گلٹي هوتي هے - اسے عربي ميں " الغدة النکفية " اور انگريزي ميں Parotid gland کهتے هيں - يهي گلٹي قد کي کمي بيشي کي علت هوا کرتي هے -

انساني جسم گلٹيوں سے بهرا پڑا هے - وهي اُسے قائم رکهتي هيں اور اُسکے اجزاء سے جسم کا توازن برقرار رهتا هے - چنانچه فربهي و لاغري ' بلند قامتي و پسته قدي ' ذهانت و بلادت ' دوران خون کي تيزي و سستي ' سب کا تعلق انهي گلٹيوں سے هے - اس دماغي گلٹي کا ايک اهم کام يه بهي هے که وه ايسے مواد خارج کرتي رهتي هے جو خون کے ساتهه جاري رهتے اور هڈياں بڑهاتے رهتے هيں - جب اِن مواد کا اخراج کم هو جاتا هے تو انسان پسته قد هو جاتا هے - جب ضرورت سے زياده هو جاتا هے تو هڈياں غير معمولي طور پر لمبي هو جاتي هيں اور آدمي کا قد بهي بهت بڑه جاتا هے -

يه دماغي گلٹي دو حصوں ميں منقسم هے : ايک حصه آگے هوتا هے - دوسرا پيچهے هوتا هے - دونوں ايک عظمي (هڈي کے) صندوقچه ميں بند هوتے هيں - يه صندوقچه کهوپڑي کے اندر بطور ايک چهوٹي سي کوٹهڑي کے رکها هوتا هے - رونتجن شعاعوں کے ذريعه تحقيق هوا هے که لانبے آدميوں

موجوده زمانے کا سب سے بڑا عملاق ايک روسي ماشنوف نامي هے - قد ۲۸۵ سنٹي ميٹر -

بلکه [illegible] - معلوم هوتا هے ريگ کي بوجهه سے اِنکا چهلکا چٹک [illegible] اور ريگ کے ذرے اندر پهنچ گئے تهے - امتداد زمانه سے اندروني اور بيروني دونوں حصے پتهرا گئے هيں اور لاکهوں برس سے قائم هيں -

اِسکے علاوه بعض اور يادگاريں بهي دستياب هوئي هيں - شايد وه اِن انڈوں سے بهي زياده قيمتي ثابت هوں - وه يادگاريں پتهرائے هوئے انساني دانت هيں اور کئي هزار برس کے پرانے هيں - وهاں انکي موجودگي اِس بات کا قطعي ثبوت هے که کسي زمانه ميں يه صحرا انسانوں سے معمور تها - تحقيقات سے ثابت هوا هے که يه دانت

غاروں ميں رهنے والے انسانوں کے نهيں هو سکتے (کيونکه اُن زمانوں ميں زمين پر غار موجود هي نه تهے) خيال کيا جاتا هے يه انسان نهروں اور جهيلوں کے کنارے رهتے هونگے - مکان بهي نه تهے - آسمان کي چهت کے نيچے سوتے هونگے - اُسکے بعد بتدريج گهر بنانا شروع کيا - پهر پتهر کے اوزار طيار کئے - اِسي لئے اُس عهد کو " عهد حجري " کهتے هيں -

يه تحقيقاتي کميشن اِس صحراء ميں ابهي تين سال اور رهيگا - اُسے يقين هے که مزيد تحقيقات کا دروازه عنقريب کهلنے والا هے دنيا کا تمام حلقهٔ علم اسکے آخري نتائج کي راه تک رها هے -

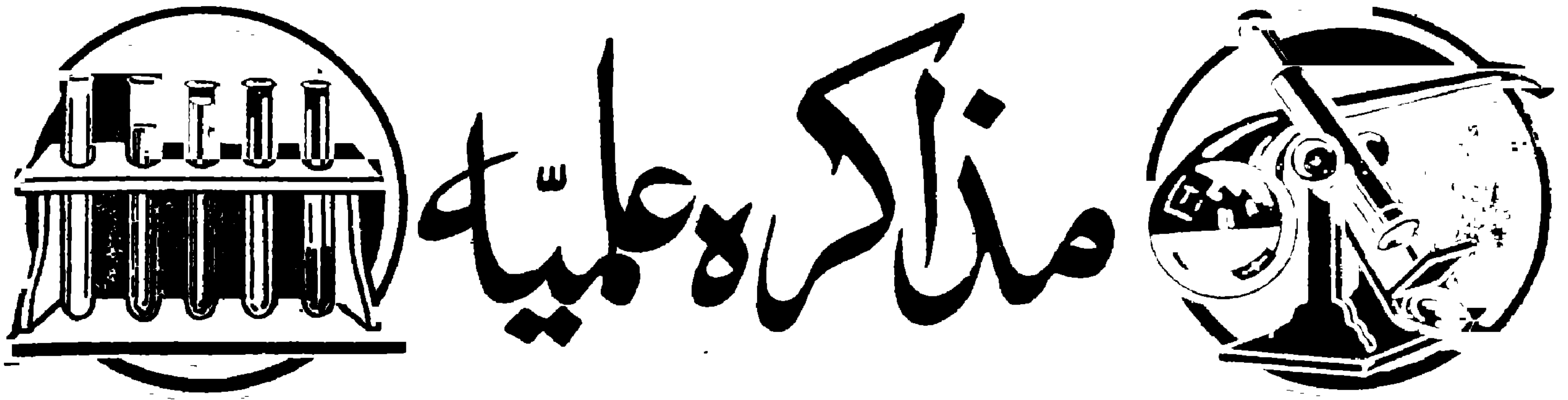

مذاکرہ علميہ

انسان کي تخليق و ظهور کا اولين محل

(صحراء "گوبي" انسانيت کا اولين گهوارا هے)

ايک نيا نظريه

صحراء "گوبي" واقع منگوليا ميں يورپين علماء کي ايک جماعت تحقيقات ميں مصروف هے - اسکي غرض يه جديد نظريه ثابت کرنا هے که يهي صحراء انسانيت کا اصلي گهوارہ هے - يهيں سے نکل کر انسان کي نسل تمام دنياں ميں پهيلي •

اِس جماعت کے صدر پروفيسر انڈروز نے يورپ و امريکه کے علمي رسائل ميں حسب ذيل بيان شائع کيا هے :

"اِس بات کے ثبوت ميں متعدد دلائل موجود هيں که انسان نے اپني سب سے پهلي نشوؤنما صحراء گوبي ميں حاصل کي هے - يه ثابت هوچکا هے که اُن نهايت پرانے زمانوں ميں جبکه تمام يورپ اور امريکا برف سے ڈهکا هوا تها ، وسط ايشيا ميں ايک خطه ايسا موجود تها جو طوفان برف سے محفوظ تها - يه خطه يهي صحراء تها - اُس وقت صرف يهي ايک زمين زندگي کي نشوؤنما کي صلاحيت رکهتي تهي -

پهر همارے سامنے اِس امر کے بهي دلائل موجود هيں که انسان جس راسته سے دنيا کے دوسرے خطوں ميں آباد هونيکے ليے پهنچا ، وہ راسته يورپ اور امريکا کے درميان واقع تها - علماء کو فرانس اور امريکا کي زمينوں کے اندر سے ايسے آثار دستياب هوے هيں جو باهمدگر پوري مشابهت رکهتے هيں ، اور صاف بتا رهے هيں که اُنکي اصل اور سرچشمه ايک هي هے - نيز اُنسے يه بهي ظاهر هوتا هے که وہ وسط ايشيا سے تعلق رکهتے هيں -

اکثر علماء يقين کرتے هيں که هماري زمين ايک کروڑ برس پهلے عظيم الخلقت حيوانوں سے آباد تهي - يه تمام حيوان نابود هوگئے - بعض کي هڈياں ملتي هيں - اِنميں سب سے اهم حيوان وہ تهے جنهيں آجکل علماء علم حيوان "ڈينو سر" اور "مسٹوڈن" کے نام سے موسوم کرتے هيں - صحراء گوبي اِن حيوانوں سے لبريز تها - کسي نامعلوم زمانه ميں وہ منتشر هوے - ايک طرف سے چين پهنچے ، دوسري طرف سے امريکا ميں وارد هوے - يهي سبب اُس مشابهت کا هے جو امريکا اور مشرق قريب کے زير زمين آثار ميں هم ديکهه رهے هيں •

ممکن هے اعتراض کيا جاے که ايسے بے آب و گياہ ريگستان ميں زندگي کيونکر قائم رہ سکتي ؟

اِس کا جواب يه هے که تقريباً ايک کروڑ سال پهلے يه صحراء ريگستان نه تها - بلکه سرسبز و شاداب علاقه تها - هر طرف درختوں کي کثرت تهي ، دريا بهه رهے تهے ، زمين صاف تهي ، اور پهلوں اور ترکاريوں سے لبريز تهي - اُس وقت يه صحراء انسان کے ظهور اور نشوو نما کيليے سب سے زيادہ موزوں مقام تها .

زندگي يهاں برابر بڑهتي اور ترقي کرتي رهي - يهانتک که رينگنے والے جاندار ظاهر هوے - پهر چهاتياں رکهنے والے حيوان پيدا هوے - پهر انسان نے ظهور کيا - قديم انسان موجودہ انسان سے کسي قدر مختلف تها - امتداد زمانه کے ساتهه ساتهه اُسنے بهي ترقي کي - اُسکي نسل بڑهتي گئي - يهانتک که يه علاقه اُسکے ليے نا کافي هو گيا - پهر يه مصيبت بهي پيش آئي که يهاں کا جنگل خشک هونا شروع هوگيا - آهسته آهسته درخت سوکهنے لگے - پاني کم هونے لگا - مجبوراً انسان نے هجرت کي ، اور يه جنگل ريگستان هوکر رهگيا جيسا که اِس وقت هم ديکهه رهے هيں.

يهاں سے نکل کر انسان سب سے پهلے چين ، هندوستان ، روس ، فرانس ، جرمني ، برطانيا ، اور امريکا پهنچا - اُسکي جماعتيں برابر آگے بڑهتي اور نئي نئي زمينيں تلاش کرکے آباد هوتي گئيں - حتی که تمام قابل بود و باش سر زمينوں پر اُسکا قبضه هوگيا "

يه اِس جديد نظريه کا خلاصه هے - پروفيسر انڈروز کي جماعت بحث و تفحيص کے بعد ايسے نتائج پر پهنچي هے جو اِس نظريه کي پر زور تائيد کرتے هيں - چنانچه اُسے "ڈينوسر" اور "مسٹوڈن" اور چهاتي رکهنے والے حيوانات کي هڈياں ملي هيں - اِن هڈيوں کي کثرت اِس يقين پر مجبور کرتي هے که يه حيوانات اِس صحراء ميں باهر سے آئے هوے مسافر نهيں تهے - بلکه مقيم تهے - يه ماں لينے کے بعد قدرتي طور پر يه بهي تسليم کرلينا پڑيگا که اُس وقت يه مقام صحراء نه تها - سرسبز جنگل تها - اور بعض که انميں سے بعض حيوانوں کي بلندي چهه ميٹر سے بهي زيادہ تهي .

اِس تحقيقاتي کميشن کو سب سے اهم چيز جو هاتهه لگي هے ، وہ ڈينو سر جانور کے انڈے هيں - ايسے قرائن موجود هيں جنسے خيال کيا جاتا هے که ڈينو سر کي مادہ نے حسب عادت ريت کے گڑهے ميں انڈے ديے تهے - مگر اچانک آندهي آئي اور ريگ نے انڈوں کو چهپا ليا - لاکهوں برس نيچے رهنے کے بعد بالآخر يه انڈے

صحراء گوبي کے ايک سرسبز گوشه کا منظر

عمدگي سے کيے جاسکتے هيں - ليکن اگر دوسري صورت هوتي هے تو حيوان سے کام ليتا هوں - مثلاً اُن مقامات ميں جهاں ريل اور سڑکيں نهيں هيں باربرداري کا کام جانور زيادہ اچها کرسکتے هيں - آخري درجه ميں انسان سے کام ليتا هوں - يه اصول اگرچه همارے اسلاف کو معلوم تها مگر اُن سے عملاً کام لينا صرف پچاس برس هي سے شروع هوا هے -

اب غور کرنا چاهئے ' اهل و قابل اشخاص کا انتخاب کيونکر کيا جاے ؟ فرض کرو ' حکومت امريکا کو ايک مرد يا عورت کي ضرورت هے - امريکا کي آبادي دس کروڑ هے - وہ کيا صفتيں هيں جو مطلوبه مرد اور عورت ميں هوني چاهئيں ؟

عام طور پر پهلي شرط يه قرار دي جاتي هے که وہ شخص امريکن هو - يهيں پيدا هوا هو ' يا امريکن قوميت اختيار کرچکا هو - دوسري شرط يه سمجهي جاتي هے که اُسکي عمر سوله برس سے زيادہ اور ساٹهه سے کم هو - اِس شرط کي رو سے دو ثلث آبادي دائرۂ انتخاب سے باهر نکل جاتي هے -

حالانکه انتخاب ميں هميں کسي ايک شرط يا صفت هي پر اڑ جانا نهيں چاهئے - کيونکه کبهي عمر کا معامله قوميت سے زيادہ اهم هوتا هے - کبهي تربيت ' قدرتي قابليت سے زيادہ کار آمد هوتي هے - کبهي تجربه ' قابليت سے زيادہ ضروري هوتا هے - هميں اگر اصلح انسان کي ضرورت هے تو اسکے ليے قوميت ' وطنيت ' اور عمر کي شرطيں ابتدائي شرطيں کيوں سمجهي جائيں ؟

طويل غور و فکر اور تجربه کے بعد ميں نے انساني انتخاب کا ايک پيمانه طيار کيا هے - اُسميں ۲۳ - درجے رکهے هيں - انتخاب کے وقت اِس پيمانه سے فائدہ اٹهانا چاهئے - ذيل ميں اُسکي تفصيل ملاحظه هو :

(۱) قوميت (۲) نسل
(۳) شهريت (۴) عمر
(۵) ابتدائي تربيت يا وراثت (۶) ذهني قابليت
(۷) جسماني قابليت (۸) عملي قابليت
(۹) اولين ماحول (۱۰) تعليم
(۱۱) عام تربيت (۱۲) تجربه
(۱۳) فطري قابليت (۱۴) فني مهارت
(۱۵) مزاج (۱۶) سيکهنے کي قابليت
(۱۷) حرکات و سکنات (۱۸) علم ذهني يا بدني شکل
(۱۹) قد و قامت (۲۰) سختي يا نرمي
(۲۱) رنگ (۲۲) کاٹهي
(۲۳) مجموعي هيئت

جب مجهے کسي آدمي کي ضرورت هوتي هے تو ميں يه پيمانه سامنے رکهه ليتا هوں اور هر شخص کو اِن تيئيس وجوہ انتخاب کي بنا پر جانچتا هوں - جسکے نمبر زيادہ نکلتے هيں ' اُسے انتخاب کرليتا هوں - البته جانچنے والے کيليے بهي صاحب نظر هونا ضروري هے -

عام طور پر لوگ انتخاب ميں فني مهارت (اکسپرٹ نس) کو ديکهتے هيں اور دوسري تمام صفات نظر انداز کر جاتے هيں - حالانکه يه سخت غلطي هے - جانور اور چوپاں پالنے والے مذکورہ بالا صفات تمام کے تمام ملحوظ رکهتے هيں - کيونکه وہ سب ضروري ' اور انسان و حيوان کے مفيد و مضر هونے کا سبب هوتي هيں -

اِن تيئس وجوہ انتخاب پر نظر ڈالنے سے معلوم هوگا که ان ميں کچهه تو ايسے هيں جنکے ليے خارجي معلومات حاصل کرنے کي ضرورت هوگي - مثلاً تعليم ' جنسيت ' تربيت وغيرہ - اور کچهه ايسے هيں جنکے ليے بے خطا قيافه شناسي کي ضرورت هوگي - قيافه شناسي کي يه استعداد بغير اسکے حاصل نهيں هوسکتي که انساني دماغ و جسم کے علوم ميں سے هر علم سے ضروري واقفيت حاصل کرلي جاے -

انساني مزاج اور قابليت کا صحيح طور پر معلوم کرنا بهت مشکل هے - قد و قامت ' رنگ روپ ' اور جسم کي کاٹهي سے بهي طبيعت کا اندازہ کرنا آسان نهيں - اِس بارے ميں انسان ' حيوان سے بهت کچهه مختلف هے - طويل تجربه کي ضرورت هے که انسان ' انسان شناس نگاہ پيدا کرلے - بارها ايسا هوا که ميں کسي مرد کي ذهانت يا کسي عورت کے حسن سے دهوکا کها گيا هوں -

اِنهي تجربوں کي بنا پر ميري پخته راے هے که اگر کسي شخص کے متعلق يقين هوجاے که وہ زندگي بهر کام ميں لگا رهے گا ' تو اُسکے امتحان ميں دس بيس هزار ڈالر اور چار پانچ سال خرچ کرڈالنا کچهه بيجا نه هوگا -

بلا شبه مناسب اور اصلح آدمي کا انتخاب مشکل هے - ليکن مذکورہ بالا پيمانه اگر کام ميں لايا جاے تو بڑي حد تک آساني هوجاتي هے اور انتخاب ميں زيادہ غلطي نهيں هوتي -

(ايک مثال)

کچهه مدت پہلے ريلوے ميں ايک معمولي جگه خالي هوئي تهي - اسکے لئے آدمي کا انتخاب ميرے سپرد کيا گيا - ميں نے اخبارات ميں حسب ذيل اعلان شايع کيا :

" ريلوے ميں کام کرنے کيلئے ايک امريکن نوجوان کي ضرورت هے - اُسے تجربه کار اور خوش اخلاق هونا چاهئے - ساٹهه ڈالر تنخواہ دي جائيگي - تين مهينے امتحان کيا جائيگا - پهر اضافه و ترقي کا سوال پيدا هوگا - درخواست کرنے والوں کو اپني تين تصويريں بهيجني چاهئيں : ايک اپنے رخسار اور کنپٹي کي - دوسري پورے چهرہ کي - تيسري پورے قد کي "

تين سو درخواستيں آئيں اور چهه گهنٹے معاينه ميں صرف هوئے - ۲۹۰ - ميں نے پهلي هي نظر ميں مسترد کرديں - کيونکه اُنکي شکلوں ميں کوئي نماياں عيب موجود تها - بعضوں کے لباس اور خط و خال سے صاف معلوم هوتا تها که محض ناکارہ هيں - بعضوں کي هيئت اور قطع بتلا رهي تهي که بڑے ضدي هيں - سيکهنے کي قابليت نهيں رکهتے - بعضوں کے دل و دماغ اور اخلاق کي کمزوري عياں تهي -

باقي دس تصويروں کي ميں نے پوري ديدہ ريزي سے جانچ کي - دو آدمي مطلوب تهے - مگر جانچ ميں چار پورے اترے - اور تجربه نے بتا ديا که ميري جانچ درست تهي - خود آدميوں سے ملاقات کرنے سے يه کهيں بهتر هے که اُن کي تصويريں منگا لي جائيں اور اُنکا دقت نظر کے ساتهه مطالعه کيا جاے "

(چار تصويريں)

اسکے بعد مصنف نے نو آدميوں کي تصويريں درج کي هيں اور هر تصوير کے نيچے صاحب تصوير کے اوصاف بهي درج کرديے هيں :

(۱) دماغي آدمي — يه شکل ايک ايسے آدمي کي هے جو سنجيدہ ' مطمئن ' حليم هے - کم منفعل هوتا هے - زيادہ غور کرتا هے - سوچ سمجهکر راے قائم کرتا هے اور اُس سے کبهي هٹتا نهيں - حال سے زيادہ ماضي پر نظر رکهتا هے - سست عمل هے - مگر هوشياري سے کام کرتا هے - هميشه ايک هي طريقه پر رهتا هے -

مطبوعات جدیدہ

قابلیت کا مقیاس و میزان

انسان کے انتخاب میں انتخاب اصلح

ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا میں وہي کام کامیاب ہوسکتا ہے جسے اُس کا اہل اور قابل آدمي انجام دے - بہتر سے بہتر کام بھي کامیاب نہیں ہوگا' اگر اسکے لیے اہل آدمي میسر نہ آئینگے -

لیکن ہر کام کیلئے اُسکي ضرورت کے مطابق اہل آدمي کیونکر چنا جائے ؟ اسکا فیصلہ آسان نہیں ہے -

دنیا میں قدرت الہي کے قوانین عمل میں سے ایک قانون " انتخاب اصلح " کا ہے - یعنے قدرت ہر چیز میں اصلح اور بہتر کو چھانٹ لیتي ہے - غیر صالح اور کمتر کو چھوڑ دیتي ہے - زندگي' صحت' طاقت' اور کامراني کي ساري بنیاد اسي قانون پر ہے - افسوس انسان کي نا مرادي پر' اگر وہ خود اپني جنس کے انتخاب میں ایسا نہ کرسکے !

موجودہ زمانے میں " اہل آدمي کا انتخاب " ایک مستقل علمي موضوع ہو گیا ہے - اسکے بڑے بڑے ماہر فن ہیں - حال میں اس فن کے ایک بہت بڑے امریکن ماہر نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھي ہے جو امریکہ کي ایک تجارتي انجمن کے اہتمام سے شائع ہوي ہے - یہ دراصل اُن مقالات کا مجموعہ ہے جو مصنف کتاب نے وقتاً فوقتاً اس موضوع پر لکھے تھے' اور امریکہ کے مختلف علمي رسائل میں شائع ہوے تھے - کتاب نہایت مفید اور دلچسپ ہے' اور چونکہ ایک خالص نظري مسئلہ کو عملي اصول و قواعد کي شکل دي گئي ہے' اسلیے علمي حلقوں نے اُس کا نہایت پرجوش استقبال کیا ہے - ہم وقتاً فوقتاً اسکے بعض ضروري مباحث الہلال میں شائع کرتے رہینگے - آج اسکے بعض ابتدائي مباحث کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں -

پہلے باب میں انتخاب اہل کي ضرورت پر بحث کرتے ہوے مصنف لکھتا ہے :

(انتخاب اصلح)

" تمام کام جبھي انجام پاسکتے ہیں جب اہل آدمیوں کے سپرد کیے جائیں' ورنہ آلات کي ایجاد' بجلي کے استعمال' اور کوئلہ کي کفایت سے کوئي فائدہ حاصل نہ ہوگا - یہ چیزیں کام میں مدد دیتي ہیں' لیکن کام کو کامیاب نہیں بنا سکتیں - کامیابي صرف اہل و اصلح کارکنوں کے انتخاب پر موقوف ہے ۔

ہم ہر چیز انتخاب کرتے ہیں - کوئي چیز خریدیں انتخاب کرکے خریدتے ہیں - تم بازار میں ایک دانہ سیب لینے جاتے ہو تو ایک ایک چن کر لیتے ہو - یہ نہیں کہتے کہ سب سیب ہي ہیں' بغیر انتخاب کے لے لیں - یہي حال آدمیوں کا بھي ہے - سیب کي طرح سب آدمي بھي یکساں نہیں ہوتے - کچھہ اچھے ہوتے ہیں' کچھہ برے - کچھہ اہل ہوتے ہیں' کچھہ نا اہل - لہذا انمیں بھي انتخاب ہونا چاہئے - اچھا اور قابل لے لینا چاہئے - برا اور نا کارہ چھوڑ دینا چاہئے - پھر محض اتناہي کافي نہیں ہے کہ اہل و قابل کا انتخاب کرلیا جاے' بلکہ اُسے اُسي حیثیت میں بھي رکھنا چاہئے جسکا وہ مستحق ہے - مثلاً اگر ایک موسیقي داں کو موسیقي کي خدمت کیلئے منتخب کیا جائے' تو اُسے دو پہر پھر کر روٹي کمانے سے مستغني کردینا بھي ضروري ہے - تاکہ بے فکر ہوکر اپني پوري قابلیت سے فائدہ پہنچاسکے "

(معیار انتخاب)

اسکے بعد اس سوال پر بحث کرتے ہوے - کہ " ہر کام کیلئے اہل اور صالح شخصیت کے انتخاب کیلئے کوئي معیار اور قاعدہ بن سکتا ہے یا نہیں " ؟ - لکھتا ہے :

" میرے دفتر میں چالیس آدمي کام کرتے ہیں - جب میں کوئي نیا کام شروع کرتا ہوں اور نئے آدمیوں کي ضرورت محسوس ہوتي ہے' تو سب سے پہلے غور کرتا ہوں کہ یہ کام آلہ کے ذریعہ سے کیا جاسکتا ہے' حیوان کے ذریعہ' یا آدمي کي ضرورت ہے ؟ اگر پہلي صورت ممکن ہوتي ہے تو وہي کام میں لاتا ہوں - کیونکہ آلات حیوان و انسان سے بہتر کام کرتے ہیں - مثلاً پن چکي' آب پاشي' بھاري بوجھہ اٹھانا - ظاہر ہے یہ کام آلات کے ذریعہ آساني اور

میں یہ گلٹي بہت بڑي ہوتي ہے' اور بڑوں میں بہت ہي چھوٹي ہوتي ہے - اِس گلٹي کي ایک خاصیت یہ بھي بیان کي جاتي ہے کہ وہ خون میں نمکین مادہ کو معتدل رکھتي ہے' اور اُسے اُتني مقدار میں کردیتي ہے' جتني سمندر کے پاني میں ہوتي ہے -

تاریخ میں بہت سے عمالیق کے نام محفوظ ہیں - فرانس میں ایک شخص " جان ٹورنر " نامي گزرا ہے - ١٥ - برس کي عمر میں اُس کا قد غیر معمولي سرعت سے بڑھنے لگا - یہاں تک کہ ٨ - فٹ ٣ - انچ تک پہنچ گیا - اُس کا جوتا ١٤ - انچ لمبا ہوتا تھا -

مرنے پر اُس کے دماغ کا وزن کیا گیا تو دو سیر تہائي اونس تھا - سر کي جانچ کرنے پر معلوم ہوا کہ اُس کي دماغي گلٹي بہت بڑي تھي -

ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ زمانہ جلد آنے والا ہے جب انسان چند نشتر کي پچکاریاں (یعني انجیکشن) لیکر اپنا قد جتنا چاہے گا بڑھا لے گا - اگر کتے کو انجیکشن دیدیا جائیگا تو وہ گھوڑے کے برابر ہو جائیگا - یہ بات بظاہر عجیب معلوم ہوتي ہے - مگر علم جس سرعت سے ترقي کررہا ہے' اُسے دیکھتے ہوے اب کوئي بات بھي عجیب نہیں رہی ہے -

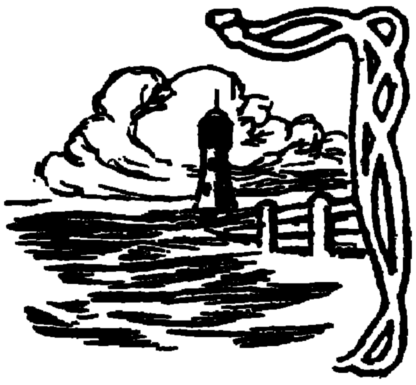

برید فرنگ

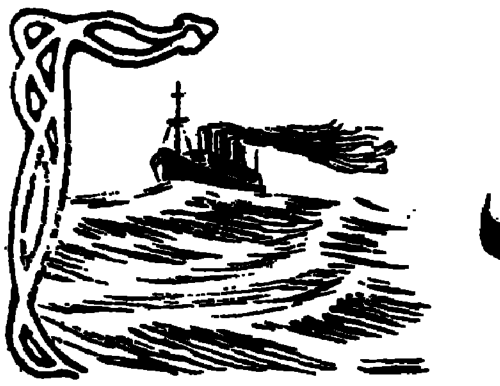

فرانسیسی اولوالعزمی کی قربانی

کپتان ننجیسر کي مفقود الخبري !

بیسویں صدي کے تمام وسائل علم و احاطه کي شکست !

انسان کي علمي اولوالعزميوں اور قدرت کي قہرمان حکومت میں ایک مسلسل جنگ جاري ہے !

اس نے سمندر کے طوفانوں کا مقابله کیا اور طاقتور سے طاقتور جہاز طیار کرلیے !

اس نے زمین کي پہنائي کا مقابله کیا ' اور بہاپ اور بجلي پر قبضه کرکے ایسي سواریاں بنالیں ' جو ایک منٹ میں دو دو میل طے کرلیتي ہیں !

اسنے آسمان کي طرف دیکھا - ہوا میں پرند ہر طرف اڑ رہے تھے ' لیکن انسان کیلیے کوئي جگه نه تهي - بالاخر اس نے یہاں بهي کامیابي حاصل کي ' اور ایسے طیارے ایجاد کرلیے جو تمام کرۂ ارضي کي فضا میں چکر لگا رہے ہیں !

ان پے درپے کامیابیوں کے بعد اسنے دم لیا ' اور فخر و غرور سے سر اٹھایا - خشکي ' تري ' ہوا : تینوں مسخر ہو چکے ہیں !

لیکن قدرت ! اٹل ' بے پروا ' بے مہر ' اور قہرمان قدرت ! کیا اسکے حاکمانه قوانین بهي مسخر ہوگئے ؟ کیا سچ مچ کو انساني اولوالعزمي نے اسے شکست دیدي ؟

اولوالعزم انسان کا سر اپني بے بسي کے تصور سے جهک گیا - کیونکه اس نے دیکها که ان ساري اولوالعزمانه کامرانیوں کے بعد بهي اس تناسب میں کوئي فرق نہیں آیا ہے جو اسکي بے بسي اور قدرت کي حاکمانه سطوت کا روز اول سے قائم ہوچکا ہے !

پہلے وہ چهوٹي چهوٹي باد باني کشتیوں ' جانوروں کي سواریوں اور دشت و جبال کے قافلوں میں قوانین قدرت کے سامنے بے بس تها - اب بیسویں صدي کے دخاني جہازوں ' زیر آب کشتیوں ' برق رفتار ریلوں ' اور باد پیما طیاروں کے اندر بے بس ہے !

قدرت آگے بڑھنے سے نہیں روکتي - خود اکساتي رہتي ہے که آگے بڑھے - لیکن یه گوارا نہیں کرتي که اسکي بے بسي کي حدیں ٹوٹ جائیں - وہ برابر بڑھتا رہیگا - قدرت اسے برابر دعوت اقدام دیتي رہیگي - لیکن اس کي بے بسي ' بیچارگي ' بے دست و پائي : تو وہ اٹل ہے ' اٹل ہے ' نا قابل تغیر ہے ' ابدي ہے ' اس کي پیشاني خلقت کي سرنوشت ہے جو قلم قدرت نے صبح ازل کي روشني میں نقش کردي ہے - اس کا مقام بدلتا رہیگا - کل تک وہ جس جگه کهڑا تها ' آج اس سے سیکڑوں کوس اونچا ہوگیا ہے - کل اس سے بهي بلندي پر ہوگا - مگر فضاء عالم لا متناہي ہے - وہ کتنا ہي بلند ہوتا جائے ' پهر بهي بلندي باقي ہي رہیگي !

قارئین الہلال کپتان ننجیسر کي ہوائي مہم اور اسکے نتیجه سے بے خبر نہیں ہیں - گذشته نمبر میں ہمارے مقاله نگار پیرس کي چٹهي شائع ہوچکي ہے جس نے نہایت موثر پیرایه میں اس مہم کي مفقود الخبري کي سرگذشت سنائي تهي - اب کئي ہفته اور گزر چکے - اس عرصه میں ریوٹر نے ہر مرتبه ایسي خبریں دیں ' جسسے امید بندهي که کم از کم کپتان کي موت کا سراغ لگ جائیگا - لیکن بعد کو پهر انکي تغلیط کردي گئي - نتیجه یه نکلا که دنیا اب تک اس اولوالعزمي کے نتیجه سے بے خبر ہے !

ہر ایجاد کي طرح طیاروں کي ایجاد بهي علمي قربانیوں کي ایک بہت بڑي داستان ہے ' لیکن موجودہ عہد میں ہوائي مہموں کي مفقود الخبري کا یه غالباً چهٹا یا ساتواں واقعه ہوگا - اس سے پہلے انگلستان ' امریکا ' اٹلي ' اور ہالینڈ کے متعدد طیارے مفقود الخبر ہوچکے ہیں -

لیکن موجودہ عہد میں انساني قافلوں کي مفقود الخبري کس درجه عجیب واقعه ہے ؟ ریل ' ڈاک ' تار ' لاسلکي ' نے تمام دنیا کو ایک کردیا ہے ' خشکي اور تري کا چپه چپه اور گوشه گوشه ایک دوسرے سے ملگیا ہے '

کپتان ننجیسر

بیسویں صدي کي معلوم ' محکوم ' اور مسخر دنیا ہے ' اور انسان کي علمي اور عقلي فتح مندیاں اپنے منتہاء عروج تک پہنچ چکي ہیں - تاہم قدرت کي حاکمانه سطوت کے مقابلے میں انسان اب بهي اسدرجه بے بس ہے که دنیا کے تمام وسائل علم و اطلاع جواب دیچکے ہیں اور اب تک نه تو اس ہوائي مشین کا کچهه سراغ لگ سکا ہے ' نه اسکے اولوالعزم سائق کا کچهه پته چلا ہے - دنیا فرانس اور امریکه کے ہوائي مقابله کے نتیجه کیلئے مضطرب تهي ' لیکن اسے ایک دوسرے ہي مقابله کے نتیجه کي خبر سنني پڑي - وہ مقابله ' جسمیں ایک طرف قدرت الہي کي اٹل حاکمانه سطوت ہے ' دوسري طرف انسان کے ناقص اور محدود علم کي بلند پروازیاں ہیں ! و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا -

نمبر ۱

(۲) دماغي عملي آدمي ـــ اپنے آپ کو بہت کچھہ سمجھتا ہے - بلند ہمت ہے - محنتي ہے - مضبوط ارادہ رکھتا ہے - شک کو پاس آنے نہیں دیتا - فصیح اللسان ہے - اپني قوت اور اپنے کام کي اهمیت پر یقین رکھتا ہے - صاف دماغ کا مالک ہے -

(۳) عملي دماغي آدمي ـــ خوش کلام - دلوں کا محبوب - سب کو راضي رکھنے والا ' بلند ہمت ' فراخ دل ' ترقي اور محنت کا شیدائي - بہت حرکت کرنے والا ' بہت نفع پہنچانے والا ' تنہائي میں کام کرنے والا ' مستقل مزاج -

(۴) عمل کي قوت نفوذ رکھنے والا آدمي ـــ مضبوط ارادہ ' مضبوط رائے ' سخت مزاج ' سنگ دل ' جلد منفعل ہوجانے والا ' تنہائي پسند ' بھروسہ اور اعتماد کے لائق - اس کي مثال اُس ہیرے کي سي ہے جو خراد سے ہنوز محروم ہے -

(۵) مستعد عملي آدمي ـــ سخت اور درشت مزاج ' عزم صادق کا مالک ' کم غور کرنے والا ' اپنے نفس پر بھروسہ رکھنے والا ' کتني ہي مشکلات ہوں مگر اپنے ارادہ پر عمل کرنے والا -

(۶) دماغي عملي آدمي ـــ خوش گفتار بڑي بڑي اسکیمیں سوچنے والا ' دوسروں پر اثر ڈالنے والا ' اپنے اصلي خیالات چھپانے والا ' اپني رائے پر جما رہنے والا ' گرد و پیش پر نظر رکھنے والا ' اپنے اوپر بہت بھروسہ رکھنے والا ' صاف دماغ کا مالک -

(۷) دماغي عملي آدمي ـــ مستقل رائے رکھتا ہے ' زیادہ نفع پہنچاتا ہے - معاملات پر صحیح رائے رکھتا ہے - خوش تقریر ہے - صاف بیان ہے - فراخ دل ہے - ترقي اور رفاہ عام کے کام زیادہ پسند کرتا ہے -

(۸) دماغي آدمي ـــ نرم مزاج ' محبوب ' حلیم ' مضبوط رائے رکھنے والا ' سست عمل ' مفکر ' متاثر نہیں ہوتا ' حق کو سنتا ہے اور قبول کرلیتا ہے -

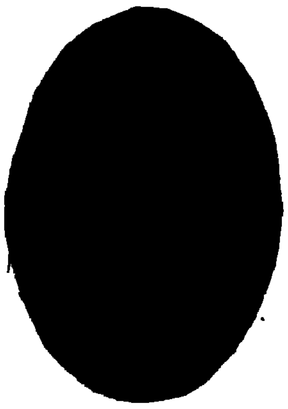

نمبر ۲

(۹) دماغي عملي آدمي ـــ صاف رائے رکھتا ہے ' بحث میں قوي دلیلیں لاتا ہے ' مخلص ہے ' حق کا جویا ہے ' زندہ ضمیر کا مالک ' معتمد ہے ' مخاطب کو اپني گفتگو سے قائل کردیتا ہے -

ان نو قسموں میں اصولي قسمیں در اصل چار ہیں : دماغي ' عملي ' دماغي عملي ' عملي دماغي - اور انہي کے متعدد نمونے دکھلائے گئے ہیں - دماغي اور عملي کا مطلب واضح ہے - " دماغي عملي " سے مقصود ایسي شخصیت ہے جسکے خصائل میں اگرچہ عملیت کا عنصر بھي موجود ہے لیکن غلبہ دماغیت کو ہے - " عملي دماغي " اسکے برعکس ہے - اسمیں عملیت غالب اور دماغیت مغلوب ہوتي ہے - خالص " دماغي " عملي قوت سے ' اور خالص " عملي " دماغي اوصاف سے عاري ہوتا ہے -

ہم اس مضمون کي وضاحت کے لیے چار تصویریں بھي کتاب سے نقل کردیتے ہیں جن سے چار اصولي قیافے واضح ہو جائینگے :

(۱) دماغي

(۲) عملي

(۳) دماغي عملي

(۴) عملي دماغي

تصویر نمبر (۱) خالص دماغي کي ہے - ہر شخص جو انسان شناسي کي کچھہ بھي نظر رکھتا ہے ' پہلي نگاہ ہي میں رائے قائم کرلیگا کہ اسکے خط و خال کي مجموعي شہادت ذہن و فکر کا اعلان ہے - عملیت سے خالي ہے - مگر نمبر (۲) اسکے برعکس ہے - یہ ایک ٹھوس عملي قیافہ ہے جسمیں ذہنیت کي ہلکي سي جھلک بھي نظر نہیں آتي - نمبر (۳) اور (۴) میں پہلي ذہنیت کے غلبہ اور عملیت کي موجودگي کا پتہ دیتي ہے ' اور دوسري میں عملیت کے غلبہ کے ساتھہ ذہنیت کا عنصر بھي نمایاں ہے -

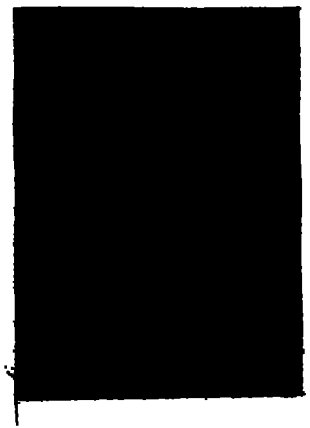

نمبر ۳

نمبر ۴

جولائی سنه ۱۹۲۷ مین جولائی سنه ۱۹۲۵ پر ایك نظر!

ديش بندهو چترنجن داس

۱۷ - جون سے پهلي جولائي تک تمام ملک نے ديش بندهو چترنجن داس کي يادگار ميں جلسے منعقد کيے هيں - يه ديکهکر بے اختيار خيال سنه ۱۹۲۵ - کي طرف منتقل هوگيا - سنه ۲۵ - اور سنه ۲۷ - ميں صرف دو برس کي مدت حائل هے ' ليکن ان دو برسوں کے اندر ملک کي سياسي و قومي زندگي ميں کيسي کيسي عظيم تبديلياں هوگئيں ؟ سنه ۲۵ - اگرچه سنه ۲۰ - اور سنه ۲۱ - نه تها - مگر پهر بهي سنه ۲۵ - تها - ۲۶ - اور ۲۷ - نه تها - کاش سنه ۲۷ - ميں هم سنه ۲۵ - کي زندگي هي واپس لا سکيں !

اس تقريب سے مسٹر سي - آر - داس کي شخصيت بهي سامنے آگئي - في الحقيقت ملک کو اسکي موجوده منزل حيات ميں ايسے هي سياسي رهنماؤں کي ضرورت تهي - دو سال گزر گئے مگر ابتک داس کي جگه ملکي رهنماؤں کي صف ميں خالي هے ' اور نهيں معلوم کب تک خالي رهيگي !

جولائي سنه ۲۵ - ميں مسٹر داس کي وفات پر ايک تحرير حوالۂ قلم هوئي تهي ' تاکه ايک مقامي انگريزي اخبار کے خاص نمبر ميں شائع هو - مناسب معلوم هوا که اس موقعه پر اسے شائع کرديا جاے - جولائي سنه ۲۷ - ميں جولائي سنه ۲۵ - کے افکار و خيالات پر يه ايک نظر باز گشت هے !

(تاريخ کا انتظار)

فرانس کے مشهور مصنف وکٹر هيوگو **Victor Hugo** نے والٹير **Voltaire** کي صد ساله يادگار مناتے هوے کها تها " زندگي کتني هي شاندار او عظيم هو ليکن تاريخ اپنے فيصله کيلئے هميشه موت کي منتظر رهتي هے " اگر يه سچ هے تو هندوستان کے مورخ کا انتظار ختم هوچکا - ديش بندهو چترنجن داس کي زندگي کي عزت اب تاريخ کے اوراق کيلئے ايک فيصل شده واقعه هے - وه اپني زندگي ميں اپنے ليے جو بات نهيں بتلا سکے تهے ' اپني موت سے دنيا پر آشکارا کرگئے !

هندوستان نے اپني جديد تاريخ ميں شايد هي کسي قومي رهنما کي موت پر ايسا عالمگير ماتم کيا هوگا ' جيسا ديش بندهو کي ناگهاني وفات پر هوا - ۱۹ - جون کو جب انکي نعش کلکته کي طولاني سڑکوں پر سے گزري تو اس عظيم الشان شهر نے اپني پوري آبادي استقبال کيلئے صف بسته کردي تهي - ماتمي انسانوں کا ايک صحرا تها جو ايک کناره سے دوسرے تک پهيلا هوا تها - غمگين دلوں اور اشکبار آنکهوں کي وه ان گنت تعداد اسکے علاوه هے جو راس کماري سے ليکر کشمير تک ' هر جگه هندوستان ميں ديکهي جاسکتي تهي !

پهلي جولائي کي مغموم اور خاموش سه پهر کے اضافه نے اس ماتم کي تاثير اور زياده مکمل کردي - اس دن بر اعظم هند کے گوشے گوشے ميں ماتمي مجلسيں منعقد هوئيں جنکي روئداد سے اسوقت تک اخباروں کے صفحے رنگے هوتے هيں -

هندوستان جو بد قسمتي سے زندگي کے هر گوشے ميں طرح طرح کے تفرقوں ميں بٹ چکا هے ' موت کے اس ماتم ميں کس طرح متحد هوگيا تها ؟ مذهب ' نسل ' جماعت ' کوئي اختلاف بهي يه اتحاد نه روک سکا - سب نے به يک وقت محسوس کيا که هم ميں سے ايک بڑي زندگي جدا هوگئي هے - ان ميں بهت سے ايسے بهي تهے جو انکي زندگي مين انکي پيروي نه کرسکے تهے - بهت سے ايسے بهي تهے جنکے قدم هميشه انکے خلاف اٹها کرتے تهے - تاهم جب وه مر گئے ' تو ان ميں سے کوئي بهي اپنے آپکو انکي عزت سے نه روک سکا - زندگي کيلئے موت کا يهي فيصله هے جسکا تاريخ انتظار کيا کرتي هے !

(موت کا ماتم اور زندگي کے آثار)

هندوستان کے کروڑوں دلوں کا يه متحده احساس هندوستان کي موجوده تاريخ کا ايک اهم واقعه هے - ايسے هي واقعات سے احساس قوميت کے ضعف و قوت اور اس کے نشو ونما کا صحيح اندازه لگايا جاسکتا هے - اس ميں صرف ايک هر دلعزيز انسان کي موت کا ماتم هي نهيں هے - بلکه کروڑوں دلوں کي زندگي کي جهلک بهي دکهائي دے رهي هے - يه موت کي مايوسي ميں زندگي کي امید هے - اس سے معلوم هوتا هے که ملک کي عام زندگي مين غفلت اور افسردگي کتني هي نماياں هوگئي هو ' ليکن اس کي تهه ميں ايک گهري اور حقيقي بيداري جگه پکڑ چکي هے ' اور جيسا که تاريخ کا تجربه شهادت ديتا هے ' بيداري کي يه اندروني قوت جب ايک مرتبه جگه پکڑلے تو پهر اسے پامال نهيں کيا جاسکتا - يه اپنے نشو ونما اور تکميل ميں هميشه سے اٹل رهي هے اور هميشه اٹل رهيگي !

(ديش بندهو کي کاميابي کا راز)

ليکن ميں اسوقت اتنا دور نهين جانا چاهتا - ميں تو صرف اس بات پر غور کرنا چاهتا هوں که اس شخصيت نے [illegible] سياسي رهنما کے جو کاميابي حاصل کي ' اسکا راز کيا تها ؟ هم سب کو معلوم هے که ان کي ملکي رهنمائي کي عمر کوئي بڑي عمر نهيں هے - ان کي نماياں قابليتوں پر اگرچه مدت سے نظريں پڑ رهي تهيں اور سنه ۱۹۱۷ ميں وه اچهي طرح پبلک پليٹ فارم پر نماياں هوگئے تهے ' تاهم ان کي رهنمائي کا اصلي زمانه تحريک لا تعاون (نون کوا پريشن) سے شروع هوتا هے - يه زياده سے زياده پانچ سال کا زمانه هے - اتنے قليل عرصه کے اندر هي انهوں نے هندوستان کي تاريخ ميں اپني نماياں جگه بنا لي اور تمام ملک کے دلوں فتح کرليے - همیں معلوم کرنا چاهيے که اس غير معمولي کاميابي ميں انکے ان غير معمولي اوصاف کو زياده دخل تها ؟

جس طرح ايک مکمل تصوير بنانے کيليے کوئي ايک رنگ هي کافي نهيں هوتا - اسي طرح ايک بڑے آدمي کيليے بهي کوئي ايک قابليت کافي نهيں هو سکتي - کتنے هي مختلف رنگ چاهئيں جنسے کمال اور بڑائي کي ايک شاندار تصوير کهينچي جا سکتي هے - ديش بندهو ميں يه مختلف اوصاف اپني کافي مقدار ميں جمع هوگئے تهے - وه دماغي اور اخلاقي ' دونوں طرح کے وصفوں سے مالدار تهے - انکي ذهانت غير معمولي تهي - انکي راے تعجب انگيز حد تک صائب اور بحث و استدلال کي قوت اعلے درجه

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118. BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پراني قلمي اور مطبوعہ کتابیں، پراني تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان، اور هر طرح کے پرانے صنعتي عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب هیں، تو هم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم هماري نمایش گاهوں اور ذخائر کي فہرستیں هي منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت، دونوں کیلیے همارا ذخیرہ قیمتي هے -

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولي مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدني مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، هندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں همارے ایجنٹ همیشہ گردش کرتے رهتے هیں -

با این همہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ، امریکہ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهرہ کے نئے ایوان شاهي کے نوادر ابھي حال میں هم هي نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بھي پہلے هم هي سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن هے کہ همارا سفري یا مقامي ایجنٹ آپسے مل سکے -

بات کے قائل نہیں تھے که انتظار کرو اور سونچو - "جو پتھر راستے میں آجائے اسے فوراً هٹا دینا چاهیے اور رکنا نہیں چاهیے" یہي آپکے سفر کا دستورالعمل تھا - شکسپیر نے هملٹ میں انساني دماغ کي وه حالت بتلائي ہے جب وه حیران هوکر سونچتا ہے "کروں یا نه کروں ؟" یه "کروں یا نه کروں" اُن میں نه تھا !

اُنکا دوسرا وصف بھي ایک طرح اسي وصف کے ساتھه بیان کیا جاسکتا ہے - هندوستان کي قومیت کي راه میں سب سے زیاده مشکل روک هندو مسلم مسئله کي پیچیدگیاں هیں - حالات ایسے نازک اور شدید هیں که بسا اوقات ایک بڑا سے بڑا هندوستاني محب الوطن بھي فرقه وارانه تنگ نظري سے اپنے دماغ کي نگہباني نہیں کرسکتا - بڑي هي همت' عشق وطن اور جنون آزادي کا بڑا هي طاقتور جذبه چاهیے جو همیں ایسي بلندي پر پہنچادے جہاں تک اِن نچلے جذبات کي رسائي نهو - میں وثوق کے ساتھه

موت سے دو دن پہلے

کہه سکتا هوں که چترنجن داس نے ایسي بلندي حاصل کرلي تھي اور وه کسي حال میں بھي اُس سے اُترنے کیلئے طیار نه تھے - اس بارے میں اُنکا دل فراخ اور فیاض تھا - وه ملک کي آزادي اور نجات کیلئے وه ساري چیزیں قربان کردینے کیلئے طیار تھے' جو اس اعلی مقصد سے کمتر درجه کي هوسکتي هیں - صرف یہي روح هندوستان کا مسئله حل کرسکتي ہے - افسوس کے ساتھه اعتراف کرنا پڑتا ہے که یه مقام اسوقت تک بہت کم هندوستاني رهنماؤں کو حاصل هوسکا ہے -

(میثاق بنگال)

هندو مسلم مسئله کے سلسلے میں "میثاق بنگال" (بنگال پیکٹ) اُن کي زندگي کا مشہور واقعه ہے - اس پر موافق مخالف' دونوں طرح کي رائیوں کا نہایت پر جوش مظاهره هوچکا ہے - لیکن اسوقت تک بہت کم لوگوں کو معلوم هوگا که یه میثاق وجود میں کیونکر آیا تھا ؟

جن لوگوں کو هندو مسلم مسئله کي عملي مشکلات کا علم ہے' وه جانتے هیں که معامله کس درجه مشکل اور پیچیده ہے ؟ معامله کي کوئي جانب اختیار کي جائے' ضروري ہے که مشکلوں اور مزاحمتوں کا ایک طوفان عظیم سامنے آجائے - گزشته فروري (سنه ۱۹۲۴) میں دهلي کي آل پارٹیز کانفرنس نے کامل ایک هفته تک نشست جاري رکھي لیکن بالآخر بلا کسي فیصله کے منتشر هوگئي - ایسا مشکل اور همت آزما معامله جب دیش بندهو کے سامنے اچانک آگیا تو انهوں نے کیا کیا ؟ میں پہلي مرتبه لوگوں کو بتلانا چاهتا هوں که صرف پانچ منٹ کے اندر فیصله کردیا !

یہاں میں نے پانچ منٹ تھوڑے وقت کے معني میں مجازاً استعمال نہیں کیا ہے - بلکه سچ مچ گھڑي کے پانچ منٹ مراد هیں - بنگال لیجسلیٹو کونسل کے انتخاب سنه ۲۳ - سے جب هم فارغ هوے' تو مخالفین نے کانگرس کو ناکام بنانے کے لئے هر طرح کے هتیار آزمانا شروع کردیے - ان میں سب سے زیاده موثر اور آزموده هتیار فرقه وارانه حقوق کا مسئله چھیڑ دینا تھا - اُس وقت کاونسل کے اندر اور باهر' دونوں جگه جماعت کي کامیابي بہت کچھه اسپر موقوف تھي که مسلمان کیا طرز عمل اختیار کرتے هیں؟ جیسا که معلوم ہے' مسلمان دو جماعتوں میں منقسم تھے: ایک جماعت کانگرس کے ساتھه تھي - ایک باهر - کانگرس کي کوشش تھي که تمام مسلمان کانگرس کا ساتھه دیں - مخالفین کوشش کررہے تھے که هندو مسلم مسئله چھیڑ کر انهیں اس سے باز رکھا جائے - اس اثناء میں وه ایک عجیب چال چلے - انهوں نے ممبران کاونسل سے کہا که اگر کانگریس پارٹي میں شامل هي هونا چاهتے هو تو کم از کم اِس کا فیصله کرلو که مزید سیاسي حقوق ملنے پر مسلمانوں کي نمائندگي کا کیا حال هوگا ؟ یه انهوں نے اس لئے کہا که اُن کا خیال تھا' مسلمانوں کي جانب سے جو مطالبات پیش هونگے' انهیں کانگرس

تک دلنشین تهي - اُنکا دماغ ایک ایسا سانچه تها جو کوئي ٹیڑهي اور نا هموار چیز قبول هي نہیں کرتا تها - کوئي معامله کتنا هي اُلجها هوا هو ' وه فوراً صاف اور صحیح پہلو پا لیتے تهے اور پهر کج بحث مخاطب کتنا هي اُلجهائے ' اُنکا دماغ متاثر نہیں هوتا تها - اُنکي قوت تقریر ایک ماني هوئي بات ہے - انکي تقریر میں نه تو صرف نظر فریب فصاحت هوتي تهي نه صرف خشک استدلال ' بلکه خطابت (آریٹري) کے یه دونوں ضروري عنصر اپني مناسبت کے ساتهه مرکب هوتے تهے ' اور جیسا که یوناني مقرروں کا مقوله ہے ' ایک مقرر کیلئے سب سے بڑا وصف یهي ہے که ان دونوں عنصروں کي ترکیب میں بے اعتدالي سے محفوظ رہے - انکے دماغ سے کہیں زیاده اُنکا دل مالا مال تها - حب الوطني کے شعلوں سے اُنکے دل کا تنور همیشه گرم رهتا تها - وه اپني زندگي میں بهي ایک جلتي هوي چتا تهے - اُنکي فیاضي اور ابناء جنس کي بے پایاں همدردي کا سب سے بطور ایک مسلم واقعه کے ذکر کیا ہے - اُنکي فیاضي علماء اخلاق کے نزدیک اسراف سمجهي جائیگي - سب جانتے هیں که انہوں نے لاکهوں روپیے کمائے ' لیکن جب قانوني پیشه چهوڑا تو رهنے کا مکان گرو تها اور بمشکل چند هزار روپیے خرچ کیلئے پاس تهے ! انکے ایثار اور قربانیوں کا ذکر محتاج بیان نہیں - انہوں نے وطن کي خدمت کیلئے سچ مچ کو زندگي کي ساري آسائشیں قربان کردیں - وه کلکته کي اعلیٰ آسائش پسند سوسائٹي کي شاندار زندگي ترک کرکے کهدر کي ایک چادر پر قانع هوگئے تهے !

اُنکے یه تمام اوصاف آج موافق مخالف ' سب کي زبانوں پر هیں - لیکن میں صرف انہي پر قانع نہیں هو سکتا - میں اس سے بهي زیاده کوئي بات معلوم کرني چاهتا هوں - یه اوصاف بلا شبه غیر معمولي هیں - لیکن ایسے نہیں هیں جن میں دوسروں کا حصه نهو - هندوستان اسوقت رهنماؤں اور رهنمائي کي قابلیت رکهنے والوں سے مفلس نہیں ہے - اُسکے رهنماؤں کي صف کافي طویل ہے - ان میں ایسے لوگ بهي موجود هیں جو بجا طور پر ان اوصاف کا کم و بیش دعوا کر سکتے هیں - پس همیں صرف اسي حد تک رک نہیں جانا چاهیے - همیں جستجو کرني چاهیے که انکے رهنمایانه خصائص کے وه خاص اوصاف کیا تهے جنکي وجه سے انہوں نے اتنے قلیل عرصه میں ایسي ممتاز کامیابي حاصل کر لي ؟

(دو وصف)

میرے خیال میں انکے دو خاص وصف ایسے تهے جن میں اُنکي رهنمایانه زندگي کي کامیابي کا راز پوشیده ہے - میں ان دو وصفوں کو اُنکي ساري قابلیتوں میں اُبهرا هوا دیکهتا هوں :

اولاً یه که انکے اندر ایک نڈر اور بے باک قوة عمل موجود تهي -

ثانیاً یه که انکي حب الوطني اور قومیت فرقه وارانه جذبات سے پوري طرح پاک و صاف تهي -

یه دو باتیں کہنے میں بہت معمولي هیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے - انهي دو وصفوں کے اندر ایک هندوستاني رهنما کیلیے آج سب سے بڑي آزمایش مضمر ہے - میں خیال کرتا هوں دوسرے وصف کے بغیر تو هندوستان جیسے ملک میں سچي حب الوطني اور قومیت کا نشو و نما هو هي نہیں سکتا -

نڈر اور بے باک قوت عمل سے میرا مقصود یه ہے که هم میں ایک بے باک اور خطره میں کود پڑنے والے سپاهي کي طرح قدم رکهنے کي روح موجود هو - جو بات همارے اعتقاد میں سچي اور ضروري هو ' بغیر دلیل اور تذبذب کے پہلے اور دوسرے مطلب طے هو جائیں - بہت زیاده سونچنا ' دیر تک متذبذب اور متردد رهنا ' قدم اٹهانا اور پیچهے هٹا لینا ' طرح طرح کے نقشے بنانا اور چاک کردینا : ایک مفکر (تهینکر) کیلیے بہترین اوصاف هوں لیکن ایک قائد (لیڈر) کیلیے نه صرف غیر ضروري ' بلکه میں یه کہنے کي جرات کرتا هوں که بسا اوقات عیوب میں داخل هیں - ایک قائد کي راه ایک فلاسفر کي راه سے مختلف هوتي ہے - قائد میں تخیل سے زیاده عملیت هوني چاهیے - اسے هم حکیم سے نہیں مگر سپه سالار سے تشبیه دے سکتے هیں - ایک سپه سالار اگر نقشه جنگ سونچنے میں ایک مفکر کي طرح غرق هو جائے ' تو میدان جنگ کیلیے یقیناً کوئي دوسرا جنگ آزما ڈهونڈهنا پڑیگا - نپولین نے جنگ مرنگو کا نقشه ضرور ترتیب دے لیا تها ' لیکن کوه الپس کي نا قابل عبور چوٹي سے جب فرانسیسي فوج گزر گئي تو یه اُسکے دماغ کا نہیں ' اُسکي بے باک شجاعت و همت کا کام تها !

چترنجن داس کے اسي وصف کا مجهپر خاص طور پر اثر ہے - ممکن ہے وه سونچنے میں سست هوں ' لیکن کرنے میں بے دهڑک اور بے باک تهے - کوئي معامله کیسا هي بحث طلب اور پیچ در پیچ کیوں نه هو ' وه فوراً ایک رائے قائم کرلیتے اور پهر بے دهڑک چل کهڑے هوتے تهے - جهجهک اور تذبذب کو انکي سیرت (کیرکٹر) میں جگه نہیں ملي تهي - وه عملي سیاست میں اس

اگر تمہارا نیشنلزم سچا نیشنلزم ہے - اگر تمہاري حریت طلبي ایک دهوکا نہیں - تو سب کو اطمینان دلادو - سب کے ساتهه فیاضي اور فراخ دلي برتو - سب کو اپنے ساتهه لو - اور پهر دفتري اقتدار سے کہو که جگه خالي کردے - چترنجن داس

۱۹ - جون سنه ۱۹۲۵ - کو کلکته کي تمام آبادي سڑکوں پر جمع هوگئي تهي تاکه مسٹر داس کي نعش کا استقبال کرے۔
لیکن اپریل سنه ۲۶ - میں یهي آبادي سڑکوں پر دوباره جمع هوگئي تاکه ایک
دوسرے کا سر پهوڑے !

پارٹي منظور نه كر سكے گي- نتيجه يه نكليگا كه مسلمان مايوس هوكر الگ هوجائينگے ' اور مسلمانوں كي عليحدگي كے بعد كانگرس پارٹي نه تو كاونسل كے اندر كچهه كر سكيگي - نه باهر مضبوط هو سكيگي -

چنانچه مسلمانوں كے مطالبات كي ايك فهرست ايك بڑے سركاري افسر كے يهاں طيار كي گئي - اچانك ايك دن صبح مجهے معلوم هوا كه آج مطالبات پيش كيے جائينگے - ميں نے اسي وقت مسٹر داس سے بذريعه ٹيلي فون گفتگو كي- ميں نے دريافت كيا كه

دوسرا خطره پيدا هوگيا - يعني مخالفت كا وه طوفان عظيم جو اس كے خلاف شروع هوا - ليكن اسكے فرو كرنے كيلئے بهي هم اس وقت كافي طاقتور تهے -

(كارپوريشن كي ميرشپ)

شايد كلكته سے باهر بهت كم لوگوں كو يه بات معلوم هوگي كه جب كارپوريشن كلكته كے پچهلے انتخابات ميں كانگرس كو كاميابي هوئي ' اور كارپوريشن كے پہلے مير كے انتخاب كا مسئله پيش آيا،

دارجلنگ ميں جنازه كا كلكته كي طرف كوچ

اگر يه مطالبات پيش هوے تو آپكا طرز عمل كيا هوگا ؟ انهوں نے بلا كسي تامل كے جواب ديا " ميں فوراً منظور كرلونگا - كوئي وجه نهيں كه ايك معقول مطالبه منظور نه كيا جاے اگرچه بے موقعه پيش هوا هو" - يقيناً انهوں نے يه فيصله پانچ منٹ سے بهي كم ميں كرديا تها !

اس طرح ايك سخت خطره سے فوراً نجات ملگئي - البته ايك

تو مسٹر داس بالكل طيار نه تهے كه خود مير منتخب هوں - پهلي مرتبه جب اس بارے ميں مجهه ميں اور ان ميں مشوره هوا تو انهوں نے زور دے كر كها "ميں چاهتا هوں پهلا مير ايك مسلمان هو- يه اُس روح كا عملي ثبوت هوگا جو كانگرس پارٹي نے مسلمانوں كي نسبت ظاهر كي هے - اور چونكه بجز تمهارے اور كوئي مسلمان ايسا موجود نهيں جسے هم سب بالاتفاق منتخب كرليں' اسليے تم اسكے ليے

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم؟
(۳۰:۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

مغرب اقصیٰ اور اندلس پر ایک نظر اعتبار!

ایک مصری سیاح کے تاثرات

الجزائر

۹۷ سال سے الجزائر پر فرانس کا قبضہ ہے۔ فرانسیسوں کی چستی و چالاکی، ذہانت و ذوق مشہور ہے۔ الجزائر اس کی بہترین نمائش گاہ ہے۔ ملک کا اکثر حصہ، جنت کا نمونہ بن گیا ہے۔ اسمٰعیل پاشا خدیو نے مصر کے لئے دعا کی تھی کہ "افریقہ کا یہ خطہ یورپ بن جائے" خدا نے الجزائر میں اُن کی دعا قبول کر لی! محال ہے کہ کوئی سیاح اسے نیم متمدن افریقہ سمجھے۔ اب یہ یورپ کا ایک ٹکڑا اور بہترین ٹکڑا ہے، فرانس کا ٹکڑا ہے، بلکہ فرانس کا سب سے بہتر ٹکڑا — پیرس ہے!

الجزائر "پیرس" بن گیا ہے۔ یعنی الجزائر کی سرزمین، لیکن اس سرزمین کے باشندوں کا کیا حال ہے؟ کیا اُنھیں بھی "پیرس" کے باشندوں کی زندگی حاصل ہے؟ افسوس! سرزمین "جنت" بن گئی ہے مگر اس کے بدنصیب باشندوں کے لئے غلامی اور غلامی کی زندگی کے "جہنم" کے سوا کچھ نہیں ہے! وہ نہ تو "یورپین" بنے اور نہ "فرانسیسی" بن سکے۔ فرانسیسی تمدن اس سرزمین پر قبضہ کرتا جاتا ہے، اور وہاں کے اصلی باشندے جگہ چھوڑتے جاتے ہیں گویا نئی تہذیب انہیں دھکیل رہی ہے، اور ملک کے اُن گوشوں کے اندر قید کر رہی ہے جو علم و تمدن کی روشنی سے محروم ہیں۔

الجزائر کے بڑے شہروں میں دیسی باشندوں کا کوئی گھر نظر نہیں آتا، بازاروں میں ان کی کوئی بڑی دوکان نہیں، چائے خانوں، سیرگاہوں، درجہ اول کی گاڑیوں میں کبھی الجزائری نظر نہیں آئے گا۔ گویا پورا ملک اپنے اصلی باشندوں سے خالی ہو گیا ہے۔ بڑی تلاش کے بعد شہروں میں دو چار حقیر اور میلے کچیلے محلے ملتے ہیں۔ الجزائری انھیں محلوں میں قید ہیں۔ یورپین محلوں اور بازاروں میں اگر آتے بھی ہیں تو بھیک مانگنے، مزدوری کرنے، گاڑیاں چلانے! وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون!

الجزائر میں الجزائریوں کی تعداد برابر کم ہو رہی ہے۔ اور [illegible] بڑھتے ہیں۔ اُن کا [illegible] یورپ سے چلا آ رہا ہے اور الجزائری جوق جوق پہاڑوں اور بیابانوں کی طرف بھاگ رہے ہیں حتیٰ کہ اسوقت ان کی آبادی چھ میں ایک رہ گئی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں ان کی تعداد اور بھی کم ہے۔ پایۂ تخت میں ایک چوتھائی سے بھی کم ہو گئے!

اگر تاریخ کا افسانہ صحیح ہے اور قومیں اُسی طرح فنا ہو جاتی ہیں جس طرح افراد اور حیوانات و نباتات، تو تاریخ کو اپنے دامن میں ایک نئے افسانۂ زوال کے لئے گنجائش نکال لینی چاہیے۔ عنقریب ایک بڑی قوم صفحۂ روزگار سے حرف غلط کی طرح مٹ جانیوالی ہے۔ یہ قوم الجزائر کی سرزمین پر پڑی سسک رہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ سو برس اُسے دم توڑنے میں اور لگیں گے۔ کون کہتا ہے جہل و غفلت کے ہاتھ پاؤں نہیں؟ جسے دیکھنا ہو الجزائر میں آئے۔ یہاں جہل کے ہاتھ ایک قوم کا گلا گھونٹ رہے ہیں، اور غفلت اپنے پیروں سے اُسے کچل رہی ہے!

مراکش

مراکش اور الجزائر میں بہت فرق ہے۔ زمین میں بھی اختلاف ہے۔ باشندوں کے طبائع و خصوصیات میں بھی اختلاف ہے۔ مراکش زیادہ سرسبز اور خوبصورت ہے۔ مراکش، اسپین سے بہت مشابہ ہے۔ وہ در اصل اسپین ہی ہے صرف سمندر کی گردش نے دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا ہے۔ مراکش اور اسپین کے باشندوں میں بھی بہت مشابہت ہے۔ ایک ہی خاندان کی دو شاخیں معلوم ہوتے ہیں!

اہل مراکش کی معاشرتی زندگی اور قدیم تاریخ، دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک وقت میں، یہ قوم بہت بڑے تمدن کی مالک تھی۔ مشرق اور مغرب کے مابین درمیانی کڑی تھی۔ آسمان تمدن پر ایک سورج تھی اور چاروں طرف عالم کو روشن کر رہی تھی۔ لیکن جس قدر اس کی ترقی کی رفتار تیز رہی تھی، اُسی قدر اس کا تنزل بھی سریع السیر ہوا۔ یوں کہنا چاہیے کہ اس پر قبل از وقت بڑھاپا آگیا! مراکشیوں کی موجودہ معاشرتی زندگی کی ایک عجیب خصوصیت اُنکے ہر طبقہ و ہر درجہ کی یکساں معنویت ہے۔ ایسی معنویت جو ایک مٹے ہوئے تمدن رفتہ کی خبر دیتی ہے۔ سب نے پرانے بادشاہوں کا سا ڈھیلا اور طویل الذیل لباس پہنتے ہیں۔ سب کے چہروں پر بڈھوں کی سی متانت اور سنجیدگی نظر آتی ہے۔ ہر مراکشی اپنی داڑھی اور وضع قطع میں ایک پیر مرشد اور ثقہ عالم معلوم ہوتا ہے۔ سکون سکوت، آہستگی، سنجیدگی، ہر حال میں ملحوظ رہیگی۔ ہاتھ ہلائینگے تو رک رک کر، سر گھمائیں گے تو سوچ سوچ کر، بولیں گے تو ٹھہر ٹھہر کر، چلیں گے تو متانت و تمکنت سے دامن لباس سنبھالتے ہوئے! میرے خیال میں یہ لباس عیش پسند بادشاہوں کا تھا لیکن پوری قوم عیش پسند ہو گئی اور سب نے بادشاہوں کا لباس پہن لیا!

ناممکن ہے کہ آج کے مراکشی نے اسپین فتح کیا ہو اور آدھا فرانس تہ و بالا کر ڈالا ہو۔ نازک جوتیاں پہننے والا پہاڑوں پر کیسے دوڑ سکتا ہے؟ لمبے لمبے جبے، بھاری بھاری عمامے، انسان کو کب چست و چالاک بننے دے سکتے ہیں؟ لیکن نہیں وہ بھی مراکشی تھے۔ اُسوقت مراکش جوان تھا۔ اب بڈھا ہو گیا ہے!

مراکشیوں اور جزائریوں میں فرق

اہل مراکش کے چہروں پر مجھے وہ نیکی دکھائی دی جو اہل جزائر کے چہروں پر موجود نہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا یہ محض ظاہری فرق ہے یا حقیقی ہے؟ مراکشی داڑھیوں کی پرورش کرتے ہیں۔ خدا انکے گھنے بالوں میں برکت دے! برخلاف انکے جزائری کلوں کی صفائی کرتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں۔ خدا اُنھیں طول و عرض میں پھیلائے! مراکشی کتنے ہی غیظ و غضب کا اظہار کرے مگر بغور دیکھنے سے اُس کا دل خالی ہے وہ واقعی نیک اور پاک دل ہوتا ہے۔

مراکشی کی ساکن نظریں اُس کے باطنی سکون کی خبر دیتی ہیں۔ لیکن اس سکون کے ساتھ غفلت بھی نمایاں دکھائی دیتی ہے اور بسا اوقات حماقت تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن اُن میں غفلت و حماقت کہاں سے آئی؟ حالانکہ وہ شراب اور ہر قسم کے نشوں سے قطعی طور پر دور ہیں۔ اگر واقعی ان میں غفلت و حماقت موجود ہے تو یہ اُس عیش و راحت کا نتیجہ ہوگی جس میں وہ صدیوں سے مبتلا ہیں۔

میرے خیال میں مراکشی غفلت و حماقت کے اس قدر شکار نہیں ہوئے ہیں۔ جس قدر مصائب نے اُنکے حواس گم کر دیئے ہیں۔ ہر طرف سے اُن کے وطن پر اغیار کی یورش ہے۔ وہ بے بس ہو چکے ہیں۔ چارۂ کار نظر نہیں آتا۔ اس حالت نے اُنھیں مدہوش بنا دیا ہے حالانکہ وہ حقیقت میں مدہوش نہیں ہیں: وتری الناس سکاریٰ، وما ھم بسکاریٰ، ولکن عذاب اللہ شدید!

برخلاف اِن کے جزائری کی نظریں تیز اور ولولوں سے لبریز ہیں۔ لیکن کمزوری اُنھیں نیچا کئے دیتی ہے۔ اُن کی نظروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا بیمار شیر ہیں، اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اُن میں زندہ دلی بھی ہے، اور اتنی ہے کہ اگر میدان خالی پائے تو خطرناک صورت اختیار کر لے!

اہل مراکش کی عربیت میرے لئے بہت مشکل تھی۔ برخلاف اس کے الجزائر کی زبان مصر و شام کی عربی سے زیادہ قریب ہے۔ البتہ الجزائر کی زبان میں یہ خرابی بہت نمایاں ہو گئی ہے کہ لوگوں نے بکثرت فرانسیسی لفظ داخل کر لئے ہیں جس سے فصیح عربی زبان تقریباً مفقود ہوتی جاتی ہے۔

اندلس

اندلس (اسپین) اسلام و عرب کی آٹھ صدیوں کا افسانہ بہت مفصل ہے۔ اگر مختصر کیا جائے گا تو اُس کا نقشہ کھنچ نہیں

طیار هو جاؤ" اسوقت تک الدرمین کا انتخاب بهي نهیں هوا تها - انهوں نے پانچ الدرمین میں ایک نام میرا اسي غرض سے رکها تها تاکه مجهے میر منتخب کیا جاسکے -

لیکن میں نے نهایت اصرار کے ساتهه اس سے اختلاف کیا - میں نے کها - جهانتک میري ذات خاص کا تعلق هے میں نه تو اب اور نه کبهي آئنده اپنے آپ نو ان مناصب کے لئے مستعد کرسکتا هوں - میري زندگي کي رفتار ابتدا سے دوسري هے - وه کسي طرح ان مناصب کے ساتهه جمع نهیں هوسکتي - باقي رها کسي مسلمان کا میر هونا' تو بلا شبه مسلمانوں کو پوري کشاده دلي کے ساتهه موقعه دینا چاهیے - لیکن اسوقت هر اعتبار سے ضروري هے که آپ هي میر منتخب کیے جائیں - خود مسلمانوں کي بهي خواهش یهي هے -

(میرا اُن کا باهمي تعلق)

میں چند الفاظ اپنے اور اُن کے باهمي تعلقات کي نسبت کہے بغیر نهیں رہ سکتا - اُن کي برادرانه محبت کي یاد میرے دل کا ایک نا قابل اندمال زخم هے - همارا ایک دوسرے سے تعارف سوسائٹي میں نهیں هوا - نه هم میں اور کسي طرح کا ذاتي تعلق تها - محض قومي خدمت کے سلسله میں ایک دوسرے سے روشناس هوے - لیکن طبیعتوں کي مناسبت نے بهت جلد دلي علاقه کي صورت اختیار کرلي - حتی که هم محسوس کرنے لگے که دو بهائیوں کي طرح ایک دوسرے سے منسلک هوچکے هیں -

سنه ۱۹۱۷ - سے پہلے ان کي شهرت زیاده تر به حیثیت ایک کامیاب بیرسٹر کے تهي - اسي سنه میں وه پبلک پلیٹ فارم پر نمایاں هوئے - میں اسوقت نظر بند هوچکا تها اور رانچي میں مقیم تها - اخبارات میں ان کي سرگرمیوں کا حال پڑهتا رها - جنوري سنه ۲۰ میں جب رها هوکر واپس آیا' تو پہلي مرتبه اُن سے شناسائي هوئي - ایک دعوت میں جو مجهے دي گئي تهي' وه بهي شریک تهے - لیکن یه شناسائي محض سرسري تهي - اس کے بعد هي "نوان کواپریشن" کي تحریک کا ابتدائي زمانه شروع هوگیا اور اگست میں کانگریس کا خاص اجلاس کلکته میں منعقد هوا - اس موقعه پر وه اس نظام عمل سے متفق نه هوسکے - سال کے آخر تک مخالف رهے - اور اس لئے یه زمانه هم دونوں نے باهمي مخالفت میں بسر کیا - وه ناگپور کانگریس کے لئے مخالفانه طیاریاں کر رهے تهے - میري کوششیں موافقانه تهیں -

ناگپور کانگریس میں وه اس نقشه عمل سے متفق هوگئے' اور پهر هم دونوں از سرنو ملے تاکه بنگال کے کاموں کي نسبت مشوره کریں - في الحقیقت اسي زمانه سے میرے ان کے تعلقات کا اصلي زمانه شروع هوتا هے - اس تاریخ سے لیکر ان کے انتقال تک میرا اُن کا شب و روز ساتهه رها - روز بروز باهم ایک دوسرے سے قریب تر هوتے گئے - انهیں مجهپر اعتماد تها - اور میرے دل پر ان کي خوبیاں نقش تهیں -

باهمي علائق کا یه زمانه کچهه عجیب گونا گوں حالت میں بسر هوا - اس میں دسمبر سنه ۲۱ - کا وه یادگار وقت بهي شامل هے جب سب سے پہلے بنگال میں "سول ڈس اوبیڈینس" کا قدم اٹهایا گیا اور دو هفته کے اندر اس نے حکومت کو مجبور کردیا که سختي و مقابله کي جگه صلح و آشتي کا هاتهه بڑهائے - اس زمانه میں هم رات کے دو بجے تک اکٹهے بیٹهتے' اور دوسرے دن کا پروگرام تجویز کرتے - ۹ دسمبر سنه ۲۱ - کو همیں معلوم هوگیا که اب هماري گرفتاري میں تاخیر نهیں کي جائیگي - اس دن رات کے گیاره بجے مسٹر کیرن شنکر رائے کے مکان پر همارا آخري اجتماع هوا' اور دوسرے دن سه پهر کو به یک وقت گرفتار کرلیے گئے - قید خانه میں بهي هماري یک جائي قائم رهي - البته انهیں چهه ماه کي سزا دي گئي تهي - مجهے ایک سال کي - اس لیے وه مجهه سے چهه ماه پہلے رها هوگئے -

۹ - جنوري سنه ۲۳ - کو جب میں رها هوا' تو کانگریس دو جماعتوں میں بٹ چکي تهي - اور نئي سوراجیه پارٹي کے لیڈر مسٹر داس تهے - دونوں جماعتیں مجهے اپني طرف کهینچ رهي تهیں لیکن میں کسي میں بهي شریک نهیں هوا' اور اپنا وقت تمام تر اس کوشش میں صرف کر دیا که کسي طرح یه اختلاف دور هوجاے - یا کم از کم ایسي شکل اختیار کرلے که کانگریس کي مجموعي طاقت باهمي جنگ و جدال میں ضائع نه جاے - چونکه دونوں طرف جماعتي بندش کے شدید جذبات کام کر رهے تهے' اور متحده نقطۂ عمل اپني جگهه سے هٹ چکا تها' اسلئے قدم قدم پر مشکلات پیش آئیں - بالآخر کامل آٹهه ماه کي جد و جهد کے بعد مجهے اپني کوشش میں کامیابي هوئي اور دهلي کے خاص اجلاس کانگریس میں ایک متفقه فیصله هوگیا -

اس کوشش کے اثنا میں مسٹر داس کا جو طرز عمل ظاهر و باطن رها' اسنے میرے دل پر انکي غیر معمولي صفات کا اثر اور زیاده گهرائي کے ساتهه نقش کردیا - میں اس کام میں به حیثیت ایک صلح جو (پیس میکر) کے مجبور تها که حسب ضرورت دونوں طرف رد و کد کروں' اور کبهي ایک جماعت کو دباؤں - کبهي دوسري کو - بارها هم میں نهایت تیز اور سخت بحثیں بهي هوگئیں - مجهے جس طرح "نو چینجرز" کے جمود و تقلید سے اختلاف تها - اسي طرح "پرو چینجرز" کي بے قیدي سے بهي متفق نه تها - با ایں همه ان تمام حالات کے اندر بهي جو حقیقت برابر مجهپر کهلتي گئي' وه به حیثیت ایک سیاسي قائد اور مدبر کے مسٹر داس کي شخصیت تهي -

جهانتک هندو مسلم مسئله کا تعلق هے' میرا انکا معامله کچهه عجیب طرح کا تها - میں ڈرتا هوں که ملک کي موجوده آب و هوا میں بهت کم لوگ اسے ٹهیک طور پر سمجهه سکینگے - هم جب کبهي اس طرح کے معاملات پر گفتگو کرتے تهے' تو بلا مبالغه همیں ایک ادنی احساس بهي کسي طرح کي تفریق کا نهیں هوتا تها - بارها وه کسي معامله میں هندوں کي کسي جماعت کے نقطۂ خیال کے خلاف راے دیتے - اور میں مسلمانوں کے کسي گروه کي راے سے متفق نه هو سکتا - میرے دل میں کبهي یه گمان بهي نهیں گزرتا که ان میں میرے هم مذهبوں کے خلاف کوئي فرقه وارانه جذبه هے - اسي طرح وه بهي کبهي اس کا خیال نهیں کر سکتے تهے که میري حق پسندي فرقه وارانه خود غرضي سے آلوده هو سکتي هے - وه تمام معاملات جو آج ملک میں فرقه وارانه نزاعات کا ایک طوفان برپا کردیتے هیں' همارے سامنے آتے تهے' اور هم اس آساني کے ساتهه فیصله کرلیتے تهے که هم دونوں کے علاوه کسي تیسرے کو کانوں کان خبر بهي نهیں هوتي تهي - بارها هم نے ایک دوسرے سے یه سوال کیا که کیا تمام ملک کے اندر دس بیس انسان بهي ایسے پیدا نهیں هو سکتے جو اسي طرح انصاف اور حق پسندي کے ساتهه هر معامله پر نظر ڈالیں ؟

بے خبر نہ تھا۔ عاشورا کی مجلس کا خاتمہ اپنی نازنینوں کے ہاتھوں پر ہوا کرتا تھا۔ انکے چہرے کھلے ہوئے زہد شکن حسن سے تر آلود آنکھوں سے شوخی ٹپک رہی تھی، ادائیں مستانہ۔ اور ہاتھوں میں جام اور بلوری صراحیاں، آموجود ہوئیں۔ دَور چلنے لگا۔ کس چیز کا دَور؟ پانی کا؟ نہیں۔ شربت کا؟ نہیں۔ مے کا! یا درویشوں کی اصطلاح میں "شراب طہورہ" کا! محرم کی مجلس! حسین علیہ السلام کا ماتم! اور ساغر و پیانہ! یہ ساقی! یہ سال بھر کے بھوکے خانقاہ نشین درویش!

ساقی نے تین پھیرے کئے۔ یاران قدح نوش پر مستی طاری ہوئی کچھ عجب "سرور" کا عالم ہوا۔ ہر پہلو میں ایک ایک ساقی نے جگہ لے لی۔ پھر نغمۂ معرفت" شروع ہوا۔ تمام حاضرین نے وجد کے ساتھ گانا شروع کیا۔ صرف ایک میں اپنی خشک طبعی کی وجہ سے اس "سعادت" سے محروم رہا تھا۔

اس "نغمۂ معرفت" کے چند بند لاحظہ ہوں:

"کاف اور نون "کن" کے خطاب سے بھی پہلے ہم موجود تھے۔ قبل اس کے کہ کسی کو دیدار ربانی حاصل ہو، ہم رب سے قاب قوسین او ادنیٰ تھے!"

"آدم سے پہلے، حوا سے پہلے ہم حق تھے اور حق کے ساتھ "سر مبہم" میں ہم آغوش تھے!"

"ہم ایک رات مریم بتول کے ساتھ لیٹے (معاذ اللہ) ہم ہی عیسیٰ مسیح کے باپ تھے!" (معاذ اللہ)

"ہمیں کو موسیٰ کلیم نے پکارا تھا "رب ارنی" (خدایا مجھے اپنا جلوہ دکھا)

"ہمیں نے موسیٰ کو جواب دیا تھا "لن ترانی" (تو مجھے ہرگز دیکھ نہیں سکتا)

"ہم ہی طور سینا پر جلوہ گر ہوئے تھے!......"

جب رات زیادہ گئی۔ درویش اور نازنین حجروں کی طرف مڑے تو میں اپنے رفیق کے ساتھ دن بھر کی پیاس سے قریب موت، پہاڑ سے نیچے اتر رہا تھا۔

حکومت نے اب "غم و ماتم" کی یہ مجلس موقوف کر دی ہیں۔ استنبول کے عیاش، سابق خانقاہ نشین درویش انکے غم میں مدتوں روئیں گے۔

موجودہ ترکی حکومت کی اصلاحات الحاد و بے دینی سے تعبیر کی جاتی ہیں کہ آسنے اس طرح کے تمام "مذہبی" اور "مقدس" اعمال و رسوم بند کر دئیے ہیں۔ لیکن کیا آپکے قارئین کرام میں سے کوئی بزرگ مجھے بتلائیں گے کہ اسلام کے نقطۂ خیال سے اس طرح کی رسوم کیا حکم رکھتی تھیں؟ اور ان کا انسداد "الحاد" اور "بے دینی" ہے یا "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کا قیام ہے؟

امیر البحر برسٹیل اور ترکی انقلاب

امیر البحر برسٹیل، ترکی میں امریکہ کے سیاسی نمائندے ہیں اس ہفتہ انھوں نے ترکی انقلاب کے متعلق اپنے خیالات یہاں کے اخبارات میں شایع کئے ہیں۔ انکے خیالات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"مشرق قریب میں میری زندگی کے یہ ۸ برس میری پوری پچھلی زندگی کے اہم ترین سال ہیں۔ میں نے اس مدت میں بے شمار عقلی و ذہنی فوائد حاصل کئے۔ میں نے ایک قوم کی موت اور اس کی دوبارہ زندگی اپنی آنکھوں سے دیکھی!

"ترکی کا موجودہ انقلاب، درحقیقت تاریخ جدید کا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ یہ انقلاب اسی لئے ممکن نہیں ہو گیا جیسا کہ بعض لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں۔ یہ سالہا سال سے اندر ہی اندر اپنی مرکز میں بچا رہا تھا، یہاں تک کہ مناسب موقعہ پر نمایاں ہو گیا۔ بلاشبہ انقلاب بہت جلد ہو گیا۔ لیکن اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ خوش قسمتی سے ترکی کو عین وقت پر ایسے اولوالعزم، مدبر، بہادر اور قابل رہنما مل گئے، جو بجا طور پر تاریخ کی عظیم ترین شخصیتوں کے ساتھ وزن کئے جا سکتے ہیں۔ ان ترکی رہنماؤں نے اپنی ان تھک کوششوں اور حیرت انگیز جوش سے ایک نہایت قلیل مدت کے اندر وہ نتائج حاصل کر لئے جنکے لئے قوموں کو صدیوں تک انتظار کرنا پڑتا ہے!

"کوئی شخص بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ترکی کی آخری جنگ، وطنی حکومت کا قیام، پھر سابق حکومت کی برطرفی اور جمہوریت کی تاسیس، ایسے عظیم الشان واقعات ہیں جو ہمیشہ یادگار رہیں گے، اور انکے ساتھ غازی مصطفے کمال پاشا اور انکے رفقاء کے نام بھی ہمیشہ زندہ رہیں گے!

"۱۹۱۹ء میں جب میں یہاں پہنچا، تو قریب تھا، یہ ملک دنیا کے نقشے سے مٹ جائے۔ لیکن آج کیا حال ہے؟ آج ترکی صحیح معنوں میں خود مختار، طاقتور اور زندہ ملک ہے۔ ایک امید افزا مستقبل اُس کے سامنے ہے۔ میں بغیر کسی جھجک کے اعلان کرتا ہوں کہ جب کبھی مجھے ترکی کی جنگ آزادی کا خیال آتا ہے، میرا سر شرافت اور بہادر قوم کی عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے!

"تلوار کا جہاد ختم ہو چکا۔ اب تجارتی و اقتصادی جہاد شروع ہوا ہے۔ یہ جہاد پہلے جہاد سے بھی زیادہ سخت ہے اور عظیم قربانیاں طلب کرتا ہے۔ اس میدان میں بھی ترک پوری طرح ساعی ہیں لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اب تک انھیں نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ملک کی ناتجربہ کاری ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر کوششیں جاری رہیں تو ترک یہ میدان بھی سر کر لینگے۔ نئی ریلوں کا جاری ہونا، نئی بندرگاہوں کا کھلنا، نئی سڑکوں کی تعمیر، زراعت کی ترقی، تعلیم کا عموم، حفظان صحت کا اہتمام اور اقتصادی معاملات سے عام دلچسپی، یہ ساری باتیں ایک نہایت روشن مستقبل کی خبر دے رہی ہیں!

"عدل و انصاف اور امن و امان کا دَور دورہ اور ماہرین فن مالیات و اقتصادیات کی کثرت ہمیں بہت کچھ امیدیں دلا رہی ہے۔ پھر ترکی کا صلح جویانہ مسلک، اپنے پڑوسیوں سے دوستانہ تعلقات جنگی قوت کے عاجلانہ استعمال سے پرہیز، ایسی باتیں ہیں جو دنیا بھر میں ترکی کو معزز بنا رہی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ترکی، بدامنی اور فساد کے اس مرکز (مشرق قریب) کی ہمیشہ یوں ہی نگرانی کرتا رہے گا اور اُسے کبھی پھٹنے نہیں دے گا۔"

"میں خیال کرتا ہوں کہ اب امریکہ، ترکی کو پہلے سے زیادہ جاننے پہچاننے لگا ہے۔ اہل امریکہ عملی لوگ ہیں، اور ہمیشہ صرف نتائج ہی پر نظر رکھتے ہیں۔ قدیم ترکی کے متعلق مشہور تھا کہ یہاں ایک قوم کو دوسری قوم پر ترجیح دی جاتی ہے۔ لیکن اگر موجودہ حکومت نے موجودہ مساوات کو ہمیشہ کے لئے قائم کر دکھایا (جیسا کہ مجھے امید ہے کہ وہ کر دکھائیگی) تو کوئی وجہ نہیں کہ امریکہ میں بہت جلد عزت و عظمت حاصل نہ کرے۔"

انگورہ۔ قیصریہ ریلوے

گزشتہ ہفتہ "انگورہ، قیصریہ" ریلوے...... لائن کا افتتاح ہو گیا۔ یہ ریلوے مختلف حیثیتوں سے غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ جنگی نقطۂ نظر سے تو یہ ترکی کے لئے بمنزلہ روح ہے۔ جنگ آزادی کے زمانے میں ترکوں نے یہ حقیقت معلوم کر لی تھی۔ دشمن انگورہ کے دروازوں پر پڑا ہوا دستک دے رہا تھا اور ترکی فوجیں دُور دُراز علاقوں میں بکھری پڑی تھیں۔ کیونکہ اندرون ملک میں کافی ریلوے لائنیں نہ تھیں۔ پہلے انگورہ سے قیصریہ تک گھوڑوں اور گاڑیوں پر چھ اور نو دن لگتے تھے۔ فوجی نقل و حرکت کے لئے اس سے کتنی مدت صرف ہوتی تھی۔ اب ریل بچھانے کے بعد یہ پوری مسافت صرف چند گھنٹے کی مسافت ہے!

تجارتی اور اقتصادی لحاظ سے بھی یہ ریلوے بہت مفید ہوگی۔ اندرون ملک کی پیداوار بہ آسانی ہر جگہ منتقل کی جا سکے گی اور ضروری اشیاء بہ آسانی وہاں پہنچ جایا کرے گی۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس ریلوے نے ترکی عزم و ہمت کا ناقابل رد ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ یہ ریلوے صرف ترکی سرمایہ اور ترکی محنت سے طیار ہوئی ہے۔ باہر کے کسی آدمی سے کوئی مدد نہیں لی گئی۔ جب ترکی پارلیمنٹ نے اس کی اسکیم منظور کی تھی تو یورپ کے سرمایہ دار ہنستے تھے۔ وہ کہتے تھے ترک یہ کام تن تنہا انجام نہیں دے سکیں گے۔ لیکن ترکوں نے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ انجام دے دیا اور یورپ کی زبانیں حیرت سے بند ہو گئیں۔

یہی سبب ہے کہ اس کے افتتاح پر تمام ملک نے مسرت کا عام مظاہرہ کیا۔ افتتاحی جلسہ بھی بڑا شاندار تھا۔ اس جلسہ میں عصمت پاشا وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

"قیصریہ کے باشندے ۳۰ سال سے کوشاں تھے کہ کسی طرح اُنکے زرخیز علاقے میں ریل جاری ہو جائے۔ مگر پچھلی حکومتوں کو اس کی توفیق نہ ملی۔ موجودہ جمہوریت نے ملکی آزادی کی طرف سے اطمینان حاصل کرتے ہی سب سے پہلا کام اپنے سامنے یہی رکھا تھا جسکی تکمیل آج ہمارے سامنے ہے۔ جب ہم نے اپنے داخلی پروگرام پر عمل کرنا چاہا اور ریلوے لائنوں کی تعمیر کا ارادہ کیا، تو ہر طرف سے صدائیں اُٹھیں "یہ ناممکن ہے" ہم نے کہا "ناممکن کیسے ہے؟ ہر باشندے کا فرض ہے کہ اپنے ملک کی خوشحالی کے لئے کوشاں ہو۔ فرض بھی کبھی ناممکن ہوا کرتا ہے؟" ہم اپنی قدرت و قابلیت کا دعویٰ کرتے تھے۔ مگر دوسرے حلقوں سے ہماری بے چارگی اور بے قدرتی کا اعلان کیا جاتا تھا۔ لیکن آج کسی کو ہمیں ناقابل کہنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ یہ ریلوے درحقیقت ہماری ایک داخلی اور خارجی فتح ہے۔ لیکن جس طرح ہماری جنگی فتوحات نے ہمیں مغرور اور غافل نہیں کیا تھا، اسی طرح یہ فتح بھی ہماری ہمتوں کو اور آگے بڑھائے گی۔ یہ ریلوے محض ایک ابتدا ہے۔ کئی اور اہم لائنیں طیار ہو رہی ہیں بہت سی عنقریب شروع کی جانے والی ہیں۔ ہم جلد تمام ملک میں، ایک سرے سے دوسرے سرے تک آہنی خطوط کا جال بچھا دینگے"

روسی انگریزی جھگڑا اور ترکی!

ادھر کئی مہینہ سے انگلستان اور روس کے تعلقات کی کشیدگی نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ ابھی تک جنگ کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ لیکن اگر جلد تصفیہ نہ ہوا تو مستقبل قریب میں جنگ یقینی ہے۔ اگر یہ جنگ ہوئی تو اُس میں ترکی کی کیا حیثیت ہوگی؟

یہ سوال ہے جو اسوقت انگلستان، روس، اور خود ترکی میں ہر جگہ پوچھا جا رہا ہے۔ یہ اس لئے کہ اس جنگ میں ترکی کو اپنے جغرافی محل و اطراف کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت حاصل ہوگی۔ طرفین کوشاں ہیں کہ اُسے اپنے ساتھ ملا لیں۔ گو جہاں تک ترکی کی عام رائے کا تعلق ہے، روس ہی کی طرف رجحان عام ہے ترکی اخبارات روس کی حمایت میں مضامین شایع کر رہے ہیں اور کہتے ہیں روس نے ترکی کی اُسوقت مدد کی تھی جب انگلستان نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ ملکر اُسے نیست و نابود کر دینے کی

جا سکتا۔ اسپین کے چپہ چپہ میں جو ترقی ہیں۔ تمدن زمانہ کی یادگاریں ہیں، اس سے پہلے کی، اور اس کے بعد کی یادگاریں ہیں۔ لیکن تمدن قدیم کے سرا فرساں عربی یادگاروں ہی کی قدر کرتے ہیں، اور انہی کے شاہدے کے لئے تمام دنیا سے شد رحال کرکے آتے ہیں۔

اندلس میں ابتک بکثرت عربی آثار باقی ہیں اگرچہ متعصب اور جاہل اسپینیوں نے اُن کے مٹانے میں کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ انھوں نے عرب اور عربوں کو اندھے دینی جوش کے ساتھ برباد کیا، عربوں کا سمندر تک پیچھا کیا، اور اب خود عربی ممالک میں اُن کا قلع قمع کر رہے ہیں!

اسپینیوں نے عربی یادگاریں محو کرنے کی پوری کوشش کی مگر چند یادگاریں اتنی سخت جان تھیں کہ ابتک موجود ہیں۔ پتھر اور چونے کی یادگاروں کے علاوہ بہت سی معنوی یادگاریں بھی ایسی قائم ہیں کہ انھیں کوئی انسانی قوت مٹا نہیں سکتی۔ اسپینی زبان، بے شمار عربی الفاظ سے لبریز ہے۔ ان الفاظ کا نکال دینا ناممکن ہے۔ انکے نکال دینے کے بعد "اسپینی زبان" زبان ہی نہیں رہے گی۔ پھر اسپین میں کتنے بے شمار چہرے ہیں، جو پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ ہم عربی ہیں! پیشانی کی ساخت، ناک کی قطع، بالوں کی سیاہی، نرمی، اور پیچ و خم سب عربی ہیں۔ کتنی آنکھیں ہیں جو عربی سیاح کی آنکھوں سے لپک کر معانقہ کرتیں اور زبان حال سے پکارتی ہیں:

وانا نری اقواما نخالہم   وافغا بین اللحی والحواجبا

پھر اسپین کی پوری سرزمین، اور اُس سرزمین کا ذرہ ذرہ عرب شہیدوں کے خون سے تر ہے۔ اسپینی لاکھ کوشش کریں اپنی سرزمین سے شہیدوں کا خون جلا وطن نہیں کر سکتے!

اسپین میں ابتک عربوں کے محلے موجود ہیں اگرچہ عرب اُن میں آباد نہیں ہیں۔ مکین نہیں رہے۔ لیکن مکان اب تک موجود ہیں۔ عربی بازار ہیں، عربی قلعے ہیں، عربی محل ہیں، عربی باغ ہیں۔ مسجدیں بھی ہیں جن کے میناروں پر اب موذن کی صداؤں کی جگہ سنہری صلیبوں کی نمائش ہوتی ہے!

عبرت کے مقامات میں بھی کبھی کوئی ہنستا ہے؟ لیکن میں نے اپنے تئیں اندلس کی عبرت گاہوں میں حیرت سے دیکھا کہ مسکرا رہا ہوں! میں "قصر الحمراء" کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ کیونکہ مجھے وہ بادشاہ اور امراء سر نیچے کئے اور کمر جھکائے رینگتے نظر آتے تھے جنھوں نے آباؤ اجداد کی عظمت اپنی عیش پسندی کی نذر کردی اور خود ذلیل و خوار ہو کر خس و خاشاک کی طرح بہ گئے! میں نے انھیں پکار کر کہا "قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا، فہل وجدتم ما وعد ربکم حقا؟"

لیکن میرا یہ جذبہ زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکا۔ فوراً دل نے آہ کی اور دل کی آہ نے آنکھوں میں پہونچکر قطرات اشک کی صورت اختیار کرلی۔ قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ میری زبان پر تھی: کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم، ونعمۃ کانوا فیہا فاکہین، کذلک واورثناہا قوما آخرین۔ فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین!

(علی عبدالرزاق)

جامع الشواہد
طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادتگاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

منیجر الہلال۔ کلکتہ

بریدِ شرق

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

ٹرکی کا محرم۔ امیر البحر برسٹل کا بیان۔ انگورہ قیصریہ ریلوے۔ روسی انگریزی جھگڑا اور ٹرکی

ٹرکی کا محرم

ہجری سال ختم ہو رہا ہے۔ نئے سال کی آمد آمد ہے۔ یہاں جاننے والوں میں آجکل بعض لوگ جماہیاں لے رہے ہیں۔ انھیں سال نو کی ذرا بھی خوشی نہیں۔ محرم کے غم میں گھلے جاتے ہیں۔ محرم کے پرانے جلسوں اور مجلسوں کی موقوفی پر!

ان کا غم ایک حد تک بجا ہے۔ واقعی ٹرکی خصوصاً قسطنطنیہ کا محرم بہت دلچسپ ہوتا تھا۔ نئی حکومت نے جہاں اور بہت سی پرانی رسمیں موقوف کردی ہیں، محرم کے جلسے بھی روک دئے ہیں۔ یہ کو کی یہ کتنی ہی بڑی اصلاح کیوں نہ ہو لیکن جنھیں ان جلسوں کی چاٹ پڑ چکی ہے، انھیں ناراض ہونے سے نہیں روکا جا سکتا۔ وہ کہتے ہیں "زندگی کا آدھا مزہ جاتا رہا"

حکومت نے سنہ ۱۹۲۵ء میں محرم کے مراسم موقوف کردئے۔ اب وہ افسانہ بن گئے ہیں۔ لیکن قبل اس کے کہ دنیا انھیں فراموش کردے یا تاریخ اپنے صفحات میں ان کے لئے جگہ نکالے، ہم ایک تحریر اور انھیں یاد کر لینا چاہتے ہیں۔

میں جو کچھ لکھنے والا ہوں، سنی سنائی باتیں نہیں ہیں، چشم دید واقعات ہیں۔ زیادہ تفصیل کا موقعہ نہیں۔ صرف خانقاہوں کے محرم کا ذکر کروں گا۔

حالت یہ تھی کہ خانقاہوں کے بے فکر ملا اور نام کے صوفی سال بھر تک محرم کا بےچینی سے انتظار کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کی کمائی اور خوش وقتی کا اصلی موسم یہی تھا۔ پہلی محرم سے خانقاہوں میں سیاہ پردے پڑ جاتے تھے۔ اُنکے پُر اسرار رہنے والے اپنے سفید اور سبز جامے اتار کر سیاہ جامے پہن لیتے تھے۔ پانی کے نل بند کر دئے جاتے تھے۔ اگر پیاس لگتی ہو مگر وہاں پانی مل نہیں سکتا تھا۔ پانی کے ظروف تک ہٹا دئے جاتے تھے۔ جتلائے جاتے تھے یہ لوگ اہل بیت کے محب ہیں، پانی تک نہیں پیتے، حالانکہ یہ محض فریب تھا۔ یہ محرم بھر سیراب رہتے تھے۔ پانی زنگین لوٹوں میں بھر کر مکان کے کونوں، غسل خانوں، اور پاخانوں میں رکھ دیا جاتا تھا! اور یہ محرم کے روزے دار وہاں جا جاکر اپنی پیاس بجھا لیا کرتے تھے!

مجھے بارہا خانقاہوں میں محرم کی مجلسیں دیکھنے کا موقعہ ملا۔ سب سے آخری مجلس کی یاد ابتک میرے دل میں تازہ ہے۔ چونکہ یہ سب سے آخری مجلس تھی۔ اس کے بعد قانون نے اس طرح کی مجلسیں ممنوع ٹھرا دیں۔ اس لئے اسے ایک تاریخی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے میں اُس کا مختصر حال درج کئے دیتا ہوں۔

پرانی خانقاہ

باسفورس کی نیلگوں سطح کے کنارے، ایک سرسبز بلند پہاڑ پر، ایک عظیم خانقاہ تھی۔ محرم کے دنوں میں ایک دوست کے ساتھ میں اس خانقاہ میں گیا۔ تیسرا پہر تھا۔ پہاڑ دشوار گزار تھا۔ میں بہت تھک گیا تھا۔ پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے۔ عمارت میں داخل ہوتے ہی میں نے بے اختیار پانی مانگا۔ اپنی غلطی پر میں اب تک نادم ہوتا ہوں۔ ہر طرف سے درویشوں کی سیاہ تیز آنکھیں مجھ پر اٹھ گئیں اور غیظ و غضب سے گھورنے لگیں۔ ایک آواز بلند ہوئی "خارجی!" دوسری آواز بلند ہوئی "یزیدی!" تیسری آواز بلند ہونے والی تھی کہ میرے دوست نے اُسے روک دیا۔ درویش میرے رفیق سے واقف تھے۔ اُسنے انھیں یقین دلایا کہ یہ شخص (یعنی میں) خارجی نہیں ہے۔ محب اہل بیت کرام اور صوفیوں کا معتقد ہے۔ یہ حرکت محض نادانستہ ہوگئی ہے!" اگر میں اس مکاری اور ریاکاری کی حقیقت سے واقف نہ ہوتا تو یقیناً متأثر ہوتا اور عجب نہیں ان درویشوں کے ہاتھ چوم لیتا جو حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے غم میں پیاسے رہتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد ہم ایک وسیع ایوان میں مدعو کئے گئے۔ نماز باجماعت ہوئی۔ پھر مرثیہ شروع ہوا۔ واقعی نہایت پُر تاثیر مرثیہ تھا۔ حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی۔

نماز کی جگہ دسترخوان

مغرب تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ہم سمجھے اب نماز ہوگی۔ مگر نماز کے بجائے ہم "عاشورا کی دعوت" پر بلائے گئے۔ درویشوں کو ہماری یہ حرکت بہت ناگوار گذری کہ ہم نے کھانے پر نماز پڑھنے کو کیوں مقدم رکھا؟ جب ہم دسترخوان پر پہونچے تو گھنی داڑھیوں کے اندر اُنکے گال غصے سے لال نظر آرہے تھے!

کھانا پُر تکلف تھا۔ مگر پانی کا نام نہیں۔ میں شروع ہی سے بہت پیاسا تھا۔ حلق میں لقمے اٹکتے تھے۔ مگر خوف سے پانی کا نام بھی نہیں لے سکتا تھا۔ کھانا ختم ہوگیا۔ اب پانی کی امید بندھی مگر بالکل عبث۔ جہنمی پیاس کے ساتھ بیٹھا میں دل ہی دل میں اپنے رفیق کو کوس رہا تھا۔

سیاہ پوش پریوں کا غول!

اچانک ایک دروازہ کھلا اور ایوان میں سیاہ پوش پریوں کا غول داخل ہوگیا! مجھے کوئی تعجب نہیں ہوا کیونکہ حقیقت سے

فلسطین

قومیں مر کر پھر کس طرح جی اٹھتی ہیں؟

اسرائیل کے منتشر گھرانے کا اجتماع!

صیہونی تحریک

اس ہفتہ کی ڈاک میں ہمارے مقالہ نگار فلسطین کی کوئی تحریر نہیں آئی ہے، ممکن ہے کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی ہو۔ لیکن مصری معاصر "السیاسۃ" میں اُس کے نامہ نگار کی ایک نہایت دلچسپ تحریر شائع ہوئی ہے۔ چونکہ اس کا موضوع اہم اور ضروری ہے، اس لئے ہم بریدِ مشرق کے سلسلہ میں اس کا ترجمہ بیان درج کرتے ہیں۔

یہودیوں کی پراگندگی

پہلی صدی مسیحی میں رومن بیطرس نے اسرائیل کی بھیڑوں کا سراغ لگالیا، اور پھر اس طرح حملہ آور ہوا کہ اس گھرانے کا پورا گلہ یا تو ہلاک ہوگیا، یا منتشر ہوگیا۔ اپنے وطن سے بھاگ کر یہودی دنیا بھر میں بکھر گئے۔ لیکن جہاں بھی پناہ لی، مارے، ستائے، اور ذلیل کئے گئے۔ لیکن یہ قوم ایسی سخت جان تھی کہ ہر قسم کی بربادیاں اور قتل عام پر بھی زندہ رہی۔ صرف زندہ ہی نہیں رہی بلکہ اپنا اجتماعی شیرازہ بھی دست بُرد زمانہ سے محفوظ رکھا۔

عربوں یا مسلمانوں کا عہد، یہودیوں کے لئے سب سے زیادہ مبارک ثابت ہوا۔ اسلامی ملکوں میں وہ ظلم و ستم سے محفوظ ہوگئے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انھیں پوری شہری اور مذہبی آزادی حاصل ہوگئی۔ وہ اپنے تمام مذہبی شعائر قائم رکھ سکتے تھے اور اپنے تمام اجتماعی و ملّتی اعمال میں خود مختار تھے۔ مستند یہودی مورخوں نے تسلیم کیا ہے کہ اگر اسلام کی سیاسی قوت قائم نہ ہوجاتی، تو یہودی قوم قطعاً برباد ہوجاتی!

اپنی آخری بدنصیبی کے ابتدائی دور کے بعد اس قوم کے لئے سب سے زیادہ سخت زمانہ وہ تھا، جب اسلامی سلطنتیں تہ و بالا ہونے لگیں اور مسیحیت نے ازسرنو سنبھالا لیا۔ اس منحوس عہد میں یہودیوں کی پراگندگی آخری حد تک پہنچ گئی۔ تاریک قرون وسطیٰ (مڈل ایجز) کے مسیحی تعصب نے انھیں بُری طرح برباد کیا۔ کوئی مسیحی ملک نہ تھا جہاں یہودیوں پر عام جہاد کا اعلان نہ کردیا گیا ہو۔ اُن کے معبد بند کردئے گئے۔ اُن کی انجمنیں توڑ دی گئیں۔ اُن کی کتابیں جلا دی گئیں۔ اُنکے علماء پھانسی پر لٹکائے گئے۔ انھیں مجبور کیا گیا کہ اپنا دین چھوڑیں یا قتل اور آگ میں جلنا منظور کریں!

بالآخر یہ تاریک دن بھی نکل گئے۔ نئی تہذیب کا صبح طلعت کرۂ مغرب میں طلوع ہوا اور "اسرائیل" کی مُردہ لاش نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کیا۔ دنیا سمجھی تھی یہ قوم فنا ہوگئی۔ مگر اچانک کیا دیکھتی ہے کہ اُس میں زندگی کے آثار پوری طرح موجود ہیں۔ اب یورپین ملکوں میں یہودیوں کو دینی و اجتماعی آزادی مل گئی اور وہ امن سے زندگی بسر کرنے لگے۔

مگر یہ دن زیادہ دراز نہیں نکلے۔ مسیحی یورپ نے یہودیوں سے سیاسی خطرہ محسوس کیا اور ازسرنو ظلم شروع کردیا۔ اس مرتبہ دینی تعصب کی جگہ سیاسی تعصب کا مزا تھا۔ انیسویں صدی کے آخر تک تقریباً یہی حالت رہی۔ یہودیوں کی مخالف تحریک کو اُس وقت کی بول چال میں "L' ANTI-SEMETIONE" یعنی مخالف سامی تحریک کہتے تھے۔ حالانکہ یہودیوں کو غیر سامی قرار دینا خود ایک سخت ظلم تھا۔ یہودی ہی دنیا میں خالص ترین سامی ہیں۔

یہودی مفکرین نے نہایت دانشمندی سے اب یہ طے کیا کہ ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ اپنی ظاہری قومی خصوصیات، مثلاً زبان، لباس، طرز بود و باش سے دست بردار ہوجائیں، اور جس ملک میں رہیں، اسی کی وضع و قطع اختیار کرلیں تاکہ مخالفین کا تعصب اور ظلم کم ہوجائے۔ لیکن یہ تجویز بھی کچھ زیادہ سود مند ثابت نہ ہوئی۔ خصوصاً روس میں جہاں یہودیوں کا قتل عام جاری تھا۔

وطنی مرکز کی طرف عود

اب یہودیوں میں اچانک ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ فلسطین کی یاد ہر زمانہ میں انھیں بے چین رکھتی تھی۔ لیکن یہ یاد محض روحانی تھی۔ اب جو خیال پیدا ہوا اُس نے فلسطین کو ایک نئے روپ میں دکھلایا۔ انھیں نظر آیا کہ یہ مقدس وطن جس سے بچھڑے ہوئے دو ہزار برس ہوچکے ہیں، ازسرنو اُن کا وطن بن سکتا ہے۔

اس دعوت کا مبشر ایک روشن خیال، متدین، آسٹریا کا یہودی اخبار نویس تھا۔ اس کا نام ڈاکٹر تھیوڈر ہرٹزل تھا۔ اُسنے اپنی دعوت اُس وقت شروع کی جبکہ روس اور فرانس میں یہودیوں کے حقوق تلف ہورہے تھے۔ اُسنے ۱۸۹۶ء میں ایک کتاب "یہودی سلطنت" کے نام سے شائع کی اور قوی دلائل سے ثابت کیا کہ "یہودی مسئلہ کا تنہا حل یہی ممکن ہے کہ تمام یہودی ایک ملک میں جمع ہوجائیں، اور تمام سلطنتیں اُسکے ملک کی خود مختاری تسلیم کرلیں۔"

یہ دعوت دنیا بھر کے یہودیوں نے پسند کی اور ۱۸۹۷ء میں اپنی پہلی کانفرنس شہر "بال" میں منعقد کی۔ اس میں مختلف ملکوں سے دو سو یہودی نمائندے شریک ہوئے تھے۔

اب سے تیس برس پہلے روس کے یہودیوں میں فلسطین کی طرف ہجرت کرنے کی تحریک موجود تھی۔ کئی سو یہودی ہجرت کر بھی چکے تھے اور بیت المقدس میں ایک انجمن "محبین صیہون" کے نام سے قائم بھی ہوگئی تھی۔ اس انجمن کا مقصد یہ تھا کہ دنیا بھر کے یہودیوں کو سرزمین مقدس کی طرف ہجرت کی دعوت دی جائے۔ مگر یہ انجمن کامیاب نہیں ہوئی۔ صرف چند زراعتی نوآبادیاں فلسطین میں قائم ہوسکیں۔

لیکن "بال کانفرنس" نے قومی وطن کی تحریک منظور کرلی اور اسے یہودیوں کی قومی تحریک بنا دیا۔ اس تحریک کا نام "صیہونی تحریک" قرار پایا (صیہون، ایک پہاڑ کا نام ہے جس کی بابت توراۃ میں لکھا ہے کہ بیت المقدس اسی پر تعمیر ہوا تھا) اور اس کے لئے ایک قابل عمل پروگرام تیار کیا گیا۔ یہ پروگرام حسب ذیل تھا:

"صیہونی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کے لئے ایک ایسا قومی وطن پیدا کیا جائے جس کی حمایت بین الاقوامی قانون کے ذمہ ہو۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل وسائل اختیار کئے جائیں:

(۱) یہودی کاشتکاروں اور دستکاروں کو فلسطین کی طرف ہجرت پر آمادہ کیا جائے۔

(۲) مقامی اور بین الاقوامی انجمنوں کے ذریعہ یہودیوں کی شیرازہ بندی کی جائے۔

(۳) یہودی قومیت کا جذبہ تمام قوم میں جگایا جائے۔

(۴) عثمانی حکومت کو یہودی وطن کی تجویز قبول کرلینے پر آمادہ کیا جائے۔

عملی جد و جہد کا آغاز

اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے وائنا میں مرکزی انجمن قائم کی گئی اور ڈاکٹر ہرٹزل نے جد و جہد شروع کردی۔ اُسنے ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۲ء تک کئی مرتبہ سلطان عبد الحمید سے ملاقاتیں کیں اور اُنھیں یہ تجویز قبول کرلینے پر بہت بہت راغب کیا، مگر وہ برابر انکار ہی کرتے رہے۔ جب ادھر سے بالکل ناامیدی ہوگئی تو ڈاکٹر نے برطانیہ سے گفت و شنید شروع کی اور جزیرہ نمائے سینا میں یہودی نوآبادی قائم کرنے کی اجازت چاہی۔ برطانیہ نے اسے منظور کرلیا، اور مصری حکومت بھی آمادہ ہوگئی کہ یہ علاقہ یہودیوں کے حوالہ کردے۔ مگر بعد میں اس تجویز پر عمل نہیں کیا جاسکا، کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یہ صحرا آبادی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

ڈاکٹر ہرٹزل نے پھر انگریزی حکومت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اُسنے یہودیوں کو جنوب افریقہ میں ایک وسیع علاقہ پیش کردیا۔ لیکن چھٹی یہودی کانفرنس نے اسے بھی نامنظور کردیا کیونکہ زمین کے ماہروں نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا "یہ زمین بھی آبادی کے لئے موزوں نہیں ہے"۔

ڈاکٹر ہرٹزل کا ۱۹۰۴ء میں انتقال ہوگیا۔ لیکن مرنے سے پہلے دو کام ایسے کرگیا جو یہودی قومیت کے لئے عملی بنیاد بن گئے۔ ایک "یہودی نوآبادی بینک"، اور دوسرا "یہودی ملّی امانت"۔

اس کے بعد بھی صیہونی کانفرنسیں برابر منعقد ہوتی رہیں اور یہودیوں میں قومی روح پھونکتی رہیں۔ اُن کی نظر فلسطین پر لگی ہوئی تھی، مگر مشکل یہ تھی کہ ترکی حکومت اس بارے میں ایک لفظ بھی سننا نہیں چاہتی تھی۔ خود فلسطین کے مسلمان اور عیسائی باشندے بھی اسے گوارا کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

عالمگیر جنگ عالم

۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کی آگ بھڑک اٹھی، اور اُس کے ساتھ یہودیوں میں بھی نئی حرکت پیدا ہوگئی۔ اُنکے [illegible] نے سمجھ لیا کہ جرمنی، ترکی، اور آسٹریا کے اتحادیوں کی فتح سے اُن کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا لیکن اُن کی شکست فائدہ مند ہوگی۔ لہذا انھوں نے برطانیہ کا ساتھ دیا اور جنگ میں اپنی دولت و اثر سے اُس کی بڑی مدد کی۔

اس تمام جد و جہد کا نتیجہ بالآخر یہ نکلا کہ یہودیوں کو اپنے مقصد میں کامیابی ہوگئی۔ ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کا دن ان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ یہی وہ دن ہے جس میں برطانیہ نے یہودیوں کے قومی وطن کے قیام کی تجویز منظور کی۔ یہ یادگار دستاویز "تصریح بالفور" کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ اُس وقت لارڈ بالفور برطانیہ کے وزیر خارجہ تھے۔ انہی نے انگلستان کے مشہور یہودی ساہوکار لارڈ راتھچائلڈ کے نام سرکاری مراسلہ بھیجا تھا۔ اس مراسلہ کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے:

تصریح بالفور

"میں انتہائی مسرت سے حکومت برطانیہ کی جانب سے آپکو اطلاع دیتا ہوں کہ ہز مجسٹی کی حکومت فلسطین میں یہودی قومی وطن کا قیام پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرے گی۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ برطانیہ کوئی ایسی بات نہیں کرسکتی جو فلسطین کے غیر یہودی باشندوں کے

نقصان کی تھی۔

اس سوال پر ترکی حکومت بھی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے؟ کیونکہ جنگ کی صورت میں اُسے لامحالہ کسی ایک فریق کا ساتھ دینا پڑے گا۔

مکتوب عراق

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم بغداد کے قلم سے)
(عربی سے اُردو میں ترجمہ کیا گیا)

تعلیم

مجھے اپنے اس پہلے مراسلہ میں عراق کی تعلیمی حالت پر کچھ نہ کچھ تبصرہ ضرور کرنا چاہئے۔ کیونکہ تعلیم کا معاملہ نہایت اہم ہے خصوصاً عراق جیسے ملک کے لئے جو خود مختاری کے لئے بیچین ہو مگر فقدانِ علم کی وجہ سے اپنی آرزو پوری نہیں کر سکتا۔

بدنصیبی سے عراق میں اعلیٰ تعلیم کے لئے کوئی درس گاہ موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عراقیوں کو بیرونی دنیا پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ زیادہ تر طالب علم قسطنطنیہ اور بیروت جاتے ہیں۔ کچھ انگلینڈ بھی بھیجے گئے ہیں۔ یورپ اور امریکہ جانے والوں کی تعداد ابھی بہت کم ہے۔

موجودہ حکومت نے یا تو اعلیٰ تعلیم کی طرف توجہ ہی نہیں کی یا کچھ موانع حائل ہوگئے۔ بہر حال عراق میں اعلیٰ تعلیم بالکل مفقود ہے۔ البتہ حکومت ابتدائی تعلیم کی اشاعت میں زیادہ مستعدی کا اظہار کر رہی ہے۔ اسوقت ابتدائی مدارس میں طالب علموں کی تعداد ۲۳۸۰۰ ہے۔ مکاتب میں ۱۳۴۵۵ ہے۔ اور شبینہ مدرسوں میں ۲۰۷۸ ہے یعنی کل تعداد ۳۹۳۳۳ ہے۔ یہ تعداد اگر گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں رکھی جائے، تو تقریباً ڈیوڑھی ہوگی۔

ابتدائی تعلیم کے بعد ثانوی (سکنڈری) تعلیم کا درجہ ہے اور اسی تناسب سے اُس کی ترقی بھی ہونا چاہئے۔ لیکن یہاں کی صورت حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ حکومت نے بغداد، موصل، نجف، بصرہ، حلہ، عمارہ، کرک، سلیمانیہ میں ثانوی مدرسے قائم کئے ہیں مگر طالب علموں کی تعداد ابتک ۱۰۶۱ سے زیادہ نہیں ہو سکی!

ابتدائی اور ثانوی کے علاوہ دو مدرسے معلمین کی تعلیم کے لئے بھی ہیں۔ ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے۔ اول الذکر میں طالب علموں کی تعداد ۲۹۵ ہے اور ثانی الذکر میں ۸۸۔

تعلیم کی زبان عربی ہے اور درجۂ تعلیم کچھ زیادہ پست نہیں ہے۔ البتہ مدرسۃ الحقوق (یعنی مدرسۂ قانون) اور مدرسۃ الہندسہ (یعنی انجینیری کے اسکول) میں تعلیم کا معیار نہایت ناقص ہے۔ اس لئے کہ یہاں بھی تعلیم عربی ہی میں ہوتی ہے۔ اور عربی زبان میں ان علوم پر کتابیں بہت کم ہیں۔ عراقی طالب علم چونکہ کوئی یورپین زبان جانتے نہیں، اس لئے مجبوراً یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا ہے کہ صرف اُن یادداشتوں کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے جو طلبا اساتذہ کی تقریروں سے طیار کر لیتے ہیں۔

البتہ ایک بات بہت امید افزا ہے اور وہ یہ ہے کہ اب حکومت نے اپنے خرچ سے طالب علموں کو یورپ اور امریکہ بھیجنا شروع کر دیا ہے۔ اسوقت ان طالب علموں کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی ہے لیکن اسی سال ۵۰ کا اور اضافہ بھی ہونے والا ہے۔ انکے علاوہ چند طالب علم وزارت جنگ نے انگلستان بھیجے ہیں اور محکمہ بیطاری نے چند لڑکوں کو کلکتہ کی درس گاہوں میں بھیجدیا ہے۔

امیر فیصل سے ملاقات

چند دن ہوئے امیر فیصل "شاہ عراق" نے ایک مصری اخبار نویس کو اپنی ملاقات کا موقعہ دیا۔ مقامی اخبارات نے ملاقات کی حسب ذیل تفصیل شائع کی ہے:

انگریزی عراقی معاہدہ کے متعلق امیر فیصل نے کہا "اس معاہدہ کی مدت ۱۹۲۸ء کے آغاز میں ختم ہو جائیگی۔ معاہدہ میں ایک دفعہ اس بارے میں موجود ہے کہ ہر چار سال بعد معاہدہ کی تجدید یا ترمیم ہوا کرے گی۔ عراق میں جوں جوں قابلیت پیدا ہوتی جائیگی بلحاظ اُسے زیادہ آزادی اور حقوق دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ایک دن مجلس اقوام (لیگ آف نیشنز) کا ممبر ہو جائیگا، اور دنیا کے دوسرے خود مختار ملکوں کی طرح ایک خود مختار ملک کی زندگی بسر کر سکے گا۔"

امیر فیصل نے کہا "مجھے یقین ہے عراق بہت جلد یہ درجہ حاصل کرلے گا۔ بہت جلد سے میری مراد ایک دو سال ہے۔"

مجھے اُمید ہے آپکے قارئین کرام کا ذوق سیاسی اس سے مستغنی ہوگا کہ میں امیر کے بیان پر رائے زنی کروں۔

عراق کی حکومت کو اب تک بیرونی سلطنتوں نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ اس کے متعلق امیر فیصل نے کہا:

"ہماری نظر میں اس مسئلہ کی کوئی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ کیونکہ جن سلطنتوں کے فوائد عراق سے وابستہ ہیں، وہ ایک نہ ایک دن ہماری حکومت کے اعتراف پر ضرور مجبور ہو جائیں گی۔ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ہمارے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں۔ مستقبل قریب میں ہم ٹرکی سے سیاسی تعلقات قائم کر سکیں گے۔ حکومت ایران کے نمائندے نے اگرچہ مجلس اقوام میں عراقی حکومت کا وجود تسلیم کر لیا ہے مگر طہران کی مرکزی حکومت نے اب تک عملی اعتراف کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔"

اب تک عراق کے قنصل دوسرے ملکوں میں موجود نہیں ہیں۔ بیرونی دنیا میں عراق کے معاملات کا ذمہ دار صرف برطانیہ ہے۔ اس صورت حال کی تاویل ہمارے "خود مختار بادشاہ" نے یہ کی:

"عراق کو اس کی ذرا بھی فکر نہیں ہے۔ کیونکہ بجز ایران اور ٹرکی کے بیرونی دنیا میں ہمارے مصالح کہیں بھی نہیں ہیں۔ جب ان دونوں پڑوسیوں سے ہماری مفاہمت ہو جائے گی تو ہم سیاسی نمائندوں کا تبادلہ کریں گے۔ دوسرے ملکوں سے اس طرح کے علائق پیدا کرنے کا ہمیں کوئی خیال نہیں ہے!"

یہ کہنا ضروری نہیں کہ عراق کی "دو سال کے اندر ملنے والی خود مختاری" کے ساتھ یہ توجیہ کہاں تک جمع ہو سکتی ہے؟ مشرق کے موجودہ ذہنی انقلاب کے متعلق امیر نے یوں اظہار خیال کیا:

"میں نے اس ذہنی انقلاب کی پوری تحقیق نہیں کی ہے۔ اس لئے میری رائے چنداں اہمیت نہیں رکھتی۔ تاہم اپنی محدود واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر مشرق برابر اسی طرح ذہنی ترقی کرتا گیا تو بہت جلد مغربی قوموں کے برابر ہو جائے گا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ذہنی انقلابوں کی بنیادیں ہمیشہ قومی روایات پر قائم ہونا چاہئیں۔ اسوقت مصر، تمام عربی ممالک کے لئے شمع ہدایت بنا ہوا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسکی ذہنی ترقی صالح روایات پر مبنی ہو تاکہ دوسری عربی قومیں بھی اپنی عربیت و قومیت قائم رکھتے ہوئے اس کا ساتھ دے سکیں۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ قومی بیداری صرف عقل و ذہن ہی تک محدود نہیں رہنا چاہئے عملی بیداری بھی ہونی چاہئے۔ مجھے افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ مشرق کی موجودہ بیداری محض ذہنی و نظری ہے۔ حالانکہ قومیں عملی بیداری ہی سے کامل قومی ترقی حاصل کر سکتی ہیں۔"

عراقی فوج اور برطانیہ

انگریزی عراقی معاہدہ کی ایک دفعہ یہ ہے کہ ۱۹۲۸ء میں معاہدہ پر نظر ثانی کی جائے گی، اور برطانیہ اپنی تمام فوجی قوت ملک سے ہٹالے گا۔

اب جبکہ یہ مدت ختم ہو رہی ہے تو قدرتی طور پر عراقی حکومت کو خیال ہوا کہ اپنی قومی فوج میں اضافہ کرے۔ چنانچہ اُسنے جبری بھرتی کی تجویز منظور کرلی۔ برطانی ہائی کمشنر پہلے تو برابر خاموش رہا، لیکن جب حکومت نے عملاً کاروائی شروع کر دینی چاہی تو اُسنے اعتراض کیا اور اس تجویز سے حکومت کی مخالفت ظاہر کی۔

اُسنے اپنے نوٹ میں لکھا ہے

"عراق کی مدافعت صرف عراقی فوج نہیں کر سکتی۔ اُسے برابر انگریزی قوت کی ضرورت ہے۔ عراق کے پاس ہوائی بیڑہ موجود نہیں ہے۔ اس بیڑے اور فوج کی تنظیم کے لئے کافی روپیہ بھی نہیں ہے۔ لہذا جبری بھرتی کی تجویز ناقابل عمل ہے۔ علاوہ بریں یہ غیر ضروری بھی ہے۔ کیونکہ برطانیہ اپنی "دوستی" میں برابر وفادار ہے اور عراق کی مدافعت کی ذمہ داری قبول کر چکا ہے"!

یہ ہے ہمارے امیر کی وہ موعودہ خود مختاری جس کا دو تین سال کے اندر انہیں انتظار ہے!

برطانی ہائی کمشنر کے اس اعتراض پر عراقی وزارت نے اپنا استعفا پیش کر دیا۔ مگر امیر نے منظور نہیں کیا اور اسپر زور دیا کہ حکومت برطانیہ سے مزید گفت و شنید جاری کی جائے۔

اسوقت صرف یہ فوج ہی کی مشکل درپیش نہیں ہے بلکہ ایک دوسرا معاملہ بھی درپیش ہے۔ عراقی حکومت نے برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ریلوے اور بندرگاہ سے دست بردار ہو جائے جیسا کہ اُسنے وعدہ کیا تھا مگر برطانیہ اسپر آمادہ نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ کیوں آمادہ ہو؟

کویت کی پنچایت

نجد و عراق میں کئی سال ہوئے ایک معاہدہ ہوا تھا اور فریقین نے اتفاق کیا تھا کہ وقتاً فوقتاً عراقی اور نجدی نمائندوں کی پنچایت منعقد ہوا کرے اور قبائل کے تمام باہمی معاملات کا فیصلہ اُسی کے ہاتھ میں ہو۔ چنانچہ اس قسم کی ایک پنچایت اسی ماہ کویت میں منعقد ہونے والی ہے۔ کیونکہ ادھر عراقی نجدی قبائل میں کئی لڑائیاں اور غارت گریاں ہو چکی ہیں۔

کُردستان

سلیمانیہ کی کمشنری میں کُردوں کے دو علاقے "شاہ بازار" اور "بنجوین" اب تک حکومت عراق کے مطیع نہیں ہوئے تھے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ان علاقوں کے باشندے قرب و جوار کے علاقوں پر حملے بھی کرتے رہتے تھے۔ اس ہفتہ حکومت نے "بنجوین" کے شہر پر فوجی قبضہ کر لیا ہے اور مشہور کُردی زعیم شیخ محمود سے لڑائی ہو رہی ہے

* * *

ہے کہ ملک میں ہم نے پُوری طرح امن امان قائم کردیا ہو اگرچہ کبھی کبھی ہتیار بند ٹولیاں غارت گری کرجاتی ہیں۔" ایک اعتبار سے یہ بیان صحیح ہو۔ بلا شبہ اسوقت وہ کوئی قابل ذکر جنگی کاروائی نہیں کررہے ہیں۔ لیکن یہاں ہر شخص جانتا ہو اور خود حکومت فرانس بھی جانتی ہو کہ یہ سکون، ایک آنے والے طوفان کا پیش خیمہ ہو۔

شام کی قومی تحریک

اس نقطہ پر پہنچنے کے بعد قدرتی طور پر سوال ہوتا ہو کہ آخر شام کی قومی تحریک کیا ہو؟ اُس کے مقاصد کیا ہیں؟ اُس کی تاریخ کیا ہو؟ جواب کے لئے بڑی تفصیل کی ضرورت ہو اور وہ اس مراسلہ میں ممکن نہیں۔ تاہم ایک سرسری نظر ڈالنا ضروری ہو تاکہ آپکے قارئین حقیقت حال سے بے خبر نہ رہیں۔

شام کی قومی تحریک کے متعلق یہ سمجھنا سخت غلطی ہو کہ وہ فرانس کی خصومت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ یہ تحریک جنگ عظیم سے پہلے بھی موجود تھی اور خود عثمانی حکومت کے مقابلہ میں شروع ہوئی تھی۔

جنگ عام میں شام کا رجحان دول اتحاد کی طرف تھا اور اسی رجحان کی وجہ سے شام کو مرحوم جمال پاشا کے ہاتھوں طرح طرح کی سختیاں جھیلنی پڑیں۔ اتحادیوں کی طرف یہ رجحان محض اس لئے تھا کہ شام امید کرتا تھا وہ اتحادیوں کے ذریعہ اپنی ملکی آزادی حاصل کرسکے گا۔ اتحادیوں میں فرانس سے اُسے بڑی عقیدت تھی۔ کیونکہ فرانس ۵۰ برس سے یہاں اپنا اثر پھیلا رہا تھا، اور شامی تحریک کی علانیہ پیٹھ ٹھونکتا تھا۔ یہی وجہ ہو کہ جب جنگ کے خاتمہ پر فرانس کو شام کی وصایۃ (مینڈیٹ) ملی تو ملک میں مسرت کے نعرے بلند ہوگئے اور سادہ لوح باشندوں نے یقین کیا کہ اب فرانس کے ہاتھوں آزادی کی دولت ضرور ملجائے گی۔ مگر انھیں جلد ہی اپنی غلطی معلوم ہوگئی۔ اُنھوں نے دیکھ لیا کہ فرانس ترکوں سے بھی زیادہ مستبد اور سخت گیر ہے۔ صرف یہی نہیں کہ وہ آزادی دینی نہیں چاہتا، بلکہ اُن کی قومیت بھی برباد کرڈالنا چاہتا ہو۔

فرانس نے قبضہ حاصل کرتے ہی یہ کیا کہ ملک کے چار ٹکڑے کرڈالے، اور چاروں کو ایک دوسرے سے بالکل مختلف نظام اور دستور کے ماتحت رکھا۔ چنانچہ لبنان ایک علحیدہ جمہوریت بنادی گئی۔ دمشق کی حکومت الگ کردی۔ جبل حوران کو بھی ایک علحیدہ قطعہ بنادیا۔ اور اسی طرح بلاد علویین کو بھی ایک مستقل ملک قرار دیدیا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کے ان چاروں حصوں میں کسی قسم کا سیاسی، اجتماعی، اور انتظامی رشتہ وارتباط باقی نہ رہے، بلکہ الگ الگ ہوکر ایک دوسرے کی مخالفت شروع کردیں۔

یہی نہیں بلکہ ہر حصہ ملک میں فرقہ وار کش مکش بھی پیدا کردی جو شرق میں مغربی حکومتوں کا سب سے بڑا آلہ کار ہو۔ پہلے مسلمانوں عیسائیوں، یہودیوں میں پھوٹ ڈالدی۔ پھر ان میں سے ہر فرقہ کی مختلف شاخوں کو ایک دوسرے کے خلاف برانگیختہ کردیا۔ عرب اور غیر عرب کا جھگڑا، شیعہ اور سنی کا جھگڑا، ترکوں اور چرکسیوں کا جھگڑا، اور سنی اور یہودیوں کا جھگڑا، غرضکہ بے شمار فتنے پیدا کردئے۔

لیکن باوجود ان تمام ریشہ دوانیوں کے مجموعی طور پر شام کے وطن پرست اب تک اپنی اصلی تحریک بچائے ہوئے ہیں۔ اُن کا مطالبہ صرف ایک ہو، اور وہ یہ ہو کہ فرانس شام کو خالی کردے۔ وطنی جماعت سے اتر کر معتدل پارٹی ہو اور اُسکا مطالبہ یہ ہو کہ شام کی موجودہ تقسیم منسوخ کردی جائے، اور ملک کو اندرونی خود مختاری دیدی جائے۔ تیسرا گروہ ابن الوقتوں کا ہو۔ وہ فرانس کے بھی حامی ہیں اور گاہ گاہ ملک کے بھی حامی ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگوں کا خیال ہو کہ جس طرح برطانیہ نے عراق اور شرق یردن میں دو برائے نام پادشاہ بٹھادئے ہیں، اسی طرح فرانس کو بھی شام میں ایک "پادشاہ" کا پتلہ بٹھادینا چاہئے۔ اس سلسلہ میں متعدد شاہزادوں اور امیروں کا نام لیا جاتا ہو جن کا ذکر اوپر آچکا ہو۔ لیکن زیادہ میلان عباس حلمی سابق خدیو مصر یا ان کے چھوٹے بھائی پرنس محمد علی اور پرنس یوسف کمال کی طرف ظاہر کیا جاتا ہو۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

(عربی سے ترجمہ کیا گیا)

انگریزی مصری نزاع

پچھلے مکتوب میں اس نزاع اور اُس کے بنیادی نقطوں پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ نزاع کی اصلی بنیاد درحقیقت مصری فوج کا معاملہ ہو۔ مصری حکومت انگریزی "سردار" کا عہدہ منسوخ کرکے فوج اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہو۔ برطانیہ اسے منظور نہیں کرتا۔ اور مصر کو مصنوعی آزادی اور نام نہاد خود مختاری دیکر بدستور محکوم رکھنا چاہتی ہو۔

اس نزاع میں برطانیہ نے اپنے وہ تمام حربے استعمال کئے جن کا وہ مدت سے عادی ہو۔ سر آسٹن چمبرلین نے پارلیمنٹ کے ایوان میں کھڑے ہوکر اپنا وہی پرانا راگ الاپا "یورپین باشندوں کی زندگی خطرے میں ہو" ساتھ ہی جنگی جہاز بھی بھیجدئے۔ مزید برآں تمام یورپ میں مصر کے خلاف دعایۃ (پروپگنڈا) شروع کردی گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فرانس، اٹلی، اور بعض دوسرے یورپین ممالک کے اخباروں نے مصر کے خلاف زہر اُگلنا اور برطانیہ کو سخت سے سخت کارروائی کا مشورہ دینا شروع کردیا۔ درحقیقت فرانس اور اٹلی، دونوں مصر کی بیداری سے اُسی طرح خائف ہیں، جس طرح خود برطانیہ ہو۔ اٹلی کو خوف طرابلس کی وجہ سے ہے فرانس کو الجزائر، ٹیونس، مراکش، اور خود شام کی وجہ سے۔

لیکن ان تمام دہمکیوں اور تہدیدوں کا اثر کیا ہوا؟ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ مصری حکومت انگریزی قوت کے سامنے فوراً جھک جائے گی۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہو کہ وہ زمانے لد گئے جب اس طرح کے مظاہرے رعب پیدا کردیا کرتے تھے۔ مصری حکومت خلاف توقع اسوقت تک اپنے مسلک پر قائم رہی ہو۔ جان بل کی عادت ہو کہ جب کسی سے حریف مرعوب نہیں ہوتا تو خود نرم پڑجاتا ہو۔ چنانچہ مصری حکومت کی استقامت دیکھتے ہی لارڈ لائیڈ جارج بہت کچھ نرم پڑگئے ہیں اور اپنے مطالبات ہلکے کرتے جاتے ہیں۔ ابھی تک نزاع ختم نہیں ہوئی ہو۔ لیکن خیال کیا جاتا ہو کہ امروز فردا میں نرم گرم تصفیہ ہوجائے گا۔ انگریزی مصری گفت و شنید پردہ راز میں ہو۔ لیکن یہاں کے اخبارات نے وہ بنیادی نقطے شایع کردئے ہیں جن پر مصری حکومت کی آخری یادداشت مبنی ہو۔ وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) مصری پارلیمنٹ بدستور تنفیذی قوت کی نگرانی کا حق رکھتی ہو۔

(۲) وزارت جنگ اور اُس کی تمام شاخوں پر مصری پارلیمنٹ کا اقتدار قائم رہے گا۔

(۳) وزارت جنگ کی تمام مجالس بدستور قائم رہیں گی اور اُن کی موجودہ قوت واختیار میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(۴) تمام سرزمین مصر پر مصری حکومت کا اقتدار برقرار رہے گا، اور پوری مملکت کی نگرانی مصری پارلیمنٹ کے ہاتھ میں رہے گی۔

اگر برطانیہ نے یہ بنیادیں تسلیم کرلیں: جس کا قوی امکان ہو، تو موجودہ نزاع کا خاتمہ ہوجائے گا۔

مصر کی ذہنی واجتماعی ترقی

جنگ عظیم کے بعد مصر نے صرف سیاسی ترقی ہی نہیں کی بلکہ اُس کی ذہنی واجتماعی حالت میں بھی عظیم تغیرات ہوئے۔ یہ تغیرات کس درجہ تک پہنچ چکے ہیں؟ اس کا جواب مشکل ہو۔ بیرونی دنیا اس کا اندازہ نہیں کرسکتی۔ البتہ سیاسی ترقی، ہمیشہ ذہنی واجتماعی ترقی کا نتیجہ ہوتی ہو۔ مصر کی موجودہ سیاسی بیداری سے اُس کی ذہنی واجتماعی بیداری کا اندازہ کیا جاسکتا ہو۔ پچھلے دنوں یہاں "مؤتمر عربی" منعقد ہوئی تھی، جس کا تذکرہ اپنے پچھلے خط میں کرچکا ہوں۔ اس مؤتمر میں دوسرے عربی ممالک کے جو فضلا آکر شریک ہوئے تھے، انھیں مصر کی حالت دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ ذیل میں صرف ایک مشہور شامی فاضل علامہ محمد کرد علی کے تاثرات درج کئے جاتے ہیں جن کا اظہار اُنھوں نے شام میں جاکر کیا ہو۔ موصوف کہتے ہیں:

"سب سے پہلے میں نے سنہ ۱۹۰۱ء میں مصر کی زیارت کی تھی آخری سفر کا ۲۶ سال کے بعد اب اتفاق ہوا۔ مجھے وہ انقلاب عظیم دیکھ کر سخت حیرت ہوئی جو اس چوتھائی صدی کے اندر مصر پر طاری ہوگیا ہو۔ میں نے اپنے اس آخری سفر میں مصر کا پوری طرح مطالعہ کیا۔ ہر طبقہ کو غور سے دیکھا۔ تقریریں سنیں، قصیدے سُنے، انجمنیں دیکھیں۔ تھیٹر دیکھے۔ اخبارات کا معائنہ کیا۔ کتبخانوں کی سیر کی۔ غرضکہ ہر پہلو پر نظر ڈالی۔ مجموعی طور پر میں نے یہ اثر قبول کیا کہ مصر نے حیرت انگیز ترقی کرلی ہو۔ سب سے زیادہ نمایاں حقیقت میں نے یہ دیکھی کہ فرانسیسی تہذیب، جس کی تخم ریزی فرانسیسی علماء نے انیسویں صدی کے اوائل میں کی تھی وہ مصر کے انگریزی اقتدار سے مغلوب نہ ہوسکی، بلکہ اُس نے انگریزی تہذیب کی خصوصیات کو شکست دیدی۔ مصر نے اس تمدن میں تراش خراش کرکے ایسی تبدیلی پیدا کرلی ہو کہ وہ فرانسیسی کی جگہ مصری یا عربی تمدن بن گیا ہو۔ اسوقت کا قاہرہ، پُرانے زمانہ کا بغداد، قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ، غرناطہ ہے۔ اسے صحیح معنوں میں تمام عربی دنیا کا علمی وذہنی مرکز تسلیم کرنا چاہئے۔ اسوقت ملک میں دس ہزار مکتب جاری ہیں۔ لیکن مصری حکومت اسے کافی نہیں سمجھتی۔ وہ دس ہزار مزید جاری کرنا چاہتی ہو۔"

دینی یا شہری حقوق کے منافی ہو۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ یہ تصریح صیہونی انجمن تک پہونچا دیں۔"

یہ تصریح دراصل ڈاکٹر حائیم ویزمان کی کوششوں سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ اُسوقت صیہونی انجمن کی انتظامی مجلس کے پریسیڈنٹ اور اب اُس کے صدر ہیں۔ اس تصریح کے صادر ہوتے ہی فرانس، اٹلی، جاپان، اور امریکہ نے اسے تسلیم کرلیا۔ یہودیوں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر عملی کارروائیاں شروع کردیں۔ ڈاکٹر ویزمان کی صدارت میں ایک نمائندہ وفد فلسطین بھیجا گیا تاکہ برطانوی حکام کی تائید سے یہودیوں کی مہاجرت اور آبادی کا سامان مہیا کرے۔

یہودیوں نے صرف اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ مجلس اقوام سے بھی اس کی تصدیق چاہی۔ چنانچہ فلسطین کی برطانوی وصایۃ (مینڈیٹ) کی دستاویز کے دیباچہ میں تحریر ہے: "تمام دول اتحاد اس بات پر متفق ہیں کہ برطانوی سلطنت اُس تصریح کو عملاً کارآمد بنانے کے لئے ذمہ دار ہے جو ۲ نومبر کو اُس کی جانب سے ظاہر کی گئی ہے۔"

اس دستاویز کی دفعہ ۲ میں ہے:

"وہ حکمبردار حکومت اس امر کی ذمہ دار ہے کہ ملک (فلسطین) میں ایک ایسی سیاسی، انتظامی، اقتصادی صورت حال پیدا کردے جو یہودی وطن کے قیام کے لئے ضروری ہے۔"

چوتھی دفعہ میں ہے:

"یہ طے پاگیا کہ یہودیوں کی نمائندہ مجلس فلسطین میں ایک ذمہ دار مجلس تسلیم کی جائے گی، اور اُن تمام اقتصادی و اجتماعی معاملات میں اُس سے مشورہ لیا جائے گا جن کا تعلق "یہودی وطن" سے ہو۔ یہ بھی طے پاگیا کہ صیہونی انجمن ہی ایک ایسی مجلس ہے جو یہودیوں کی قائم مقام اور ذمہ دار ہے۔ لہذا وہ اُسوقت تک یہودیوں کی نمائندہ تسلیم کیجائے گی جب تک اپنی یہ حیثیت برقرار رکھے گی۔ لہذا صیہونی انجمن کو اختیار دیا جاتا ہے کہ برطانیہ کے مشورہ سے وہ تمام تدابیر اختیار کرے جن سے "قومی وطن" کے لئے دنیا بھر کے یہودیوں سے امداد و اعانت حاصل کی جاسکتی ہو۔"

غرضکہ اس دستاویز میں اسی طرح کی اور بھی کئی تصریحیں موجود ہیں۔

اجراء، عمل، اور ترقی!

جس دن سے بالفور کی تصریح جاری ہوئی ہے، یہودی اپنی تجویز کو حیرت انگیز سرگرمی اور جوش سے عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اُنھوں نے کئی مجالس بنا رکھی ہیں:

(۱) عام صیہونی انجمن۔ اس کی ۷۶ شاخیں ہیں اور دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس انجمن میں ہر یہودی مقررہ فیس ادا کرکے داخل ہوسکتا ہے۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں اس کے ممبروں کی تعداد ۶ لاکھ تیس ہزار تھی۔ اس انجمن کی سالانہ کانفرنس درحقیقت صیہونی تحریک میں سب سے زیادہ با اختیار مجلس ہوتی ہے۔ یہی پروگرام بناتی، عزل و نصب کرتی، میزانیہ منظور کرتی اور سال کے لئے مختلف مجلس منتخب کرتی ہے۔

ان کمیٹیوں میں سب سے زیادہ اہم اُس کی جمعیتہ عاملہ اور مرکزی جمعیتہ ہے۔ جمعیتہ عاملہ میں دس ممبر ہوتے ہیں۔ ۵ ہمیشہ لندن میں رہتے ہیں اور ۵ بیت المقدس میں۔ ان کا کام اُن تمام تعلیمی سیاسی مسائل کا حل کرنا ہے جن کا تعلق فلسطین کے یہودیوں سے ہے۔

(۲) مالی مجالس۔ ان سے مقصود یہودی وطن کی مالی ضروریات کا پورا کرنا ہے۔ یہ مجالس دراصل تین بینک ہیں:

(۱) یہودی نوآبادی بینک۔ اس کا دفتر لندن میں ہے اور راس المال تین لاکھ پونڈ ہے۔

(۲) فلسطینی انگریزی انجمن۔ اس کا راس المال بھی ۳۰ لاکھ پونڈ ہے۔

(۳) یہودی بیت المال۔ اس کا دفتر بھی لندن میں ہے اور سرمایہ ۲۲ لاکھ پونڈ ہے۔

یعنی یہودیوں کی قومی تحریک کے پاس اسوقت ۲۰ لاکھ پونڈ ۳ کروڑ روپیہ موجود ہے۔

یہ ہے وہ عملی قوت جس سے قومیں مر کر زندہ ہوتی ہیں! یہ وہ قوم تھی جس کا حوادث عالم خاتمہ کرچکے تھے جس کی پیشانی پر ذلت و مسکنت کی مہر لگ چکی تھی۔ جو دنیا کے ہر گوشہ میں مظلوم، بے بس، اور تباہ حال تھی۔ جس کی کل تعداد چند ملین نفوس سے زیادہ نہیں۔ بایں ہمہ جب اُسنے زندہ ہونے اور زندہ رہنے کا فیصلہ کرلیا تو دنیا کی کوئی طاقت بھی اس کی راہ نہ روک سکی۔ حتیٰ کہ بڑی بڑی طاقتور حکومتوں کو بھی راستہ خالی کردینا پڑا!

لیکن اُس کے مقابلہ میں ہمارا کیا حال ہے؟ اُن مشرقی اقوام کا کیا حال ہے جو صدیوں سے حکمرانی کرتی آئی ہیں۔ جو اب بھی حکومت کی عزت سے محروم نہیں، جنھیں حکومت کے تخت سے اُترے ابھی پوری ایک صدی بھی نہیں گزری ہے۔ جن کی تعداد کروڑوں نفوس سے متجاوز ہے۔ اور جو اپنی قومی کامرانیوں اور فتحمندیوں کی ایک مسلسل اور قریبی تاریخ رکھتی ہیں؟

جواب کی ضرورت نہیں، لیکن یہ سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا جب غفلت دُور ہوگی اور دانش رفتہ واپس آجائے گی؟ ان فی ذلک لذکریٰ لمن کان لہٗ قلب او القی السمع وھو شھید!

مکتوب شام

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم بیروت کے قلم سے)

(عربی سے ترجمہ کیا گیا)

شام کا مستقبل

شام کے فرانسیسی ہائی کمشنر ایم ہنری پونسو، مدت سے پیرس میں مقیم ہیں۔ ملک میں عام طور پر خیال کیا جارہا ہے کہ اِن کی غیرحاضری محض اس وجہ سے ہے کہ نئی اصلاحات کے اجراء کے لئے وہ مرکزی حکومت سے مشورے کررہے ہیں۔

کچھ نہیں کہا جاسکتا اُن کی اس پُراسرار غیرحاضری کی اصلی وجہ کیا ہے؟ لیکن اس کی وجہ سے ملک میں عام بےچینی پھیلی ہوئی ہے۔ ایک گروہ اس صورت کو نیک شگون سمجھتا ہے اور بڑے بڑے ہوائی قلعے بنا رہا ہے۔ دوسرا گروہ اسے شگون بد سمجھتا ہے اور ناامیدی کا اظہار کررہا ہے۔ شاید ہائی کمشنر کے روپوش کردینے میں حکومت کی بھی یہی مصلحت تھی کہ ملک کے جذبات میں اختلاف حال پیدا ہوجائے اور متحدہ مطالبے کی قوت کمزور پڑجائے۔ اگر یہی مصلحت تھی تو اسمیں شک نہیں کہ یہ ایک حد تک کامیاب ہوئی ہے!

آئندہ شام کا نظام حکومت کیا ہوگا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب اسوقت کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ حتیٰ کہ خود فرانس بھی نہیں دے سکتا۔ شام کے بارے میں فرانس کی پالیسی ابتک نہایت مضطرب رہی ہے۔ کبھی وہ چاہتا ہے اس ملک کو الجزائر کی طرح اپنا ایک محکم نوآبادی علاقہ بنالے۔ کبھی سوچتا ہے تونس کی سی برائے نام ریاست قائم کردے۔ کبھی امیر عبدالقادر الجزائری مرحوم کی اولاد کی طرف میلان ظاہر کرتا ہے۔ کبھی شام کے تخت کے لئے سلطان عبدالحمید کے کسی لڑکے کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے۔ کبھی شریف حسین سابق شاہ حجاز کے بیٹوں پر اُس کی نظر پڑتی ہے۔ غرضکہ اُس کا مسلک ابتک استوار نہیں ہوا ہے۔

شام کی موجودہ مشکلات درحقیقت اسی سیاسی اضطراب کا نتیجہ ہیں۔ جب تک فرانس اپنی روش مضبوط بنیادوں پر قائم نہیں کرے گا، اُسوقت تک یہ مشکلات دُور نہیں ہوں گی۔

ایک نیا نظریہ

آجکل دمشق میں مغرب اقصیٰ کے ایک وزیر سید قدور بن غبریط آئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنی آمد کی غرض یہ بتائی ہے کہ پیرس کی مسجد کے لئے چندہ جمع کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہاں کی عام رائے اسے تسلیم نہیں کرتی۔ لوگ کہتے ہیں یہ کام اتنا اہم نہ تھا کہ اس کے لئے ایک وزیر اپنے فرائض وزارت چھوڑ کر اتنا طویل سفر اختیار کرتا۔ پھر اگر یہ کام اتنا ہی اہم تھا تو بھی شام میں چندہ کی تحریک کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ ملک اندرونی شورشوں سے برباد ہورہا ہے۔ چندے کے لئے سب سے مناسب مقام، مصر اور ہندوستان تھے۔ (ہم اس پر اتنا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ "سب سے مناسب مقام" اب اگر صرف مصر ہی کو سمجھا جائے تو ہندوستان کو کوئی شکایت نہ ہوگی! ۔ الہلال)

پھر آخر سید قدور بن غبریط کیوں آئے ہیں؟ اس کا جواب وہی دیا جارہا ہے جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں، یعنی فرانس کی سیاسی حکمت عملی کا اضطراب۔ خیال کیا جاتا ہے اب فرانس، شام کو مراکش کے ماتحت کردینا چاہتا ہے۔ اس کی صورت یہ تجویز ہوئی ہے کہ سلطان مراکش کے بھائی یا لڑکے کو شام کا "بادشاہ" بنا دیا جائے گا۔ اور حکومت کی باگیں مراکش کے فرانسیسی حکام کے ہاتھوں میں رہیں گی!

اگر یہ افواہ صحیح ہو تو بدنصیب شام کی طرح فرانس کے تدبر پر بھی ماتم کرنا چاہئے۔ شام، مراکش سے کہیں زیادہ متمدن اور ترقی یافتہ ملک ہے۔ بھلا شامی یہ تجویز ایک لمحہ کے لئے بھی قبول کرسکتے ہیں کہ مراکش کے ماتحت ہوجائیں؟ جب سے یہ افواہ مشہور ہوئی ہے ہر طرف عام ناراضی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ شام کے باشندے بڑے مہمان نواز ہیں، مگر اس افواہ نے اُنھیں سید قدور سے سخت متنفر کردیا ہے۔ چند دن کی بات ہے کہ دمشق کی بلدیہ (میونسپلٹی) کے رئیس نے مراکشی مہمان کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا تھا اور معززین شہر کو خطوط کے ذریعہ دعوتیں بھیجی تھیں۔ مگر چونکہ اُسوقت تک یہ افواہ پھیل چکی تھی، اس لئے چھ سات آدمیوں سے زیادہ دعوت میں جمع نہ ہوسکا اور اس مہمان "عزیز" نے معلوم کرلیا کہ شام اب اُنھیں اُنکے مقصد سفر سے الگ کرکے نہیں دیکھ سکتا!

جہاد آزادی

"دروز" ابتک جہاد آزادی سے تھکے نہیں ہیں۔ بلاشبہ اُنھیں سخت نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ مٹھی بھر قوم اور فرانس جیسی سلطنت سے جنگ! تاریخ کی بڑی سے بڑی حیرت انگیز بات ہے۔ مگر یہ بہادر قوم کسی طرح بھی ہتیار رکھنے پر آمادہ نہیں ہوتی!

دروزیوں کی موجودہ قوت کیا ہے؟ اُن کا پروگرام کیا ہے؟ یہ بات بھی ویسی ہی مبہم ہے جیسی خود فرانس کی حکمت عملی ہے۔ ہائی کمشنر نے پیرس میں تقریر کرتے ہوئے شام کی حالت پر تبا

اور میدان عمل میں ہمیشہ سرگرمی دکھاتی رہی۔ پنجاب میں آباد ہونے والے عام یونانیوں کے برعکس اس کی جد و جہد برابر جاری رہتی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس باختری یونانیوں نے ۱۹۰ قبل مسیح میں دوبارہ ٹیکسلا اور دیگر قریبی علاقوں پر پھر قبضہ جما لیا۔

تورانیوں کا دور

یونانیوں نے ٹیکسلا پر تقریباً ایک سو سال تک حکومت کی۔ ان کے بعد سیستان کے رہنے والے تورانیوں نے جو ہندوستان میں آکر شاکا کہلاتے تھے، پہلے اٹک کو عبور کرلیا اور پنجاب پر حملہ کردیا۔ قریب ایک صدی قبل مسیح میں ٹیکسلا پر ان کا قبضہ ہوگیا تھا۔ ان کے بعد اہل پارتھیا پہنچے اور ان کا دور دورہ رہا۔

اہل کشان کا حملہ

سنہ ۶۰ء یا سنہ ۶۴ء میں اہل کشان نے جو اول اول چین کے شمال مغرب سے آئے تھے، اہل پارتھیا کو مغلوب کرکے وادی کابل اور ٹیکسلا پر قبضہ کرلیا۔ دوسری صدی عیسوی میں اہل کشان کا ایک عظیم الشان بادشاہ کنشک تخت نشین ہوا۔ اس کی سلطنت وسط ایشیا سے حدود بنگال تک پھیلی ہوئی تھی۔ پشاور (پرش پورا) اس کا سرمائی دارالخلافہ تھا۔ پانچویں صدی عیسوی تک اہل کشان کا عروج رہا۔ پھر ان کا زوال شروع ہوگیا۔ ٹیکسلا کی کھدائی میں بہت سے ساسانی سکے بھی برآمد ہوئے ہیں۔ ان سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اہل کشان کے زوال کا ابتدائی باعث کوئی ساسانی حملہ ہوا تھا۔

ٹیکسلا کی تباہی

لیکن اس خاندان کی آخری اور مکمل تباہی اس وحشی قوم کے ہاتھوں ہوئی جس کو افتالی کہتے ہیں۔ یہ لوگ سنہ ۴۵۵ء میں ایک بہت بڑی فوج لے کر ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔ کشان کی سلطنت زیر نگین کرلی۔ اور خاندان گپتا کی عظیم الشان سلطنت کو بھی تباہ اور برباد کردیا۔ ایک چینی سیاح فاہیان نامی نے سنہ ۴۰۵ء میں ٹیکسلا آکر بدھ مذہب کے مقدس مقامات کی زیارت کی تھی۔ اس کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شمال مغربی ہندوستان میں بدھ مذہب کی زیارت گاہیں بہت آباد اور مشہور تھیں۔ لیکن ان افتالی وحشیوں نے یہ تمام علاقہ بڑی بے دردی سے ویران کردیا۔ ٹیکسلا اور دوسرے مقامات کی خانقاہیں اور مندر انہی لوگوں کے ہاتھوں برباد ہوئے۔ اس افتالی فتنہ کے بعد ٹیکسلا کو پھر کبھی عروج نصیب نہیں ہوا۔ ساتویں صدی عیسوی میں ٹیکسلا سلطنت کشمیر کا ایک صوبہ بن چکا تھا۔ اور مقامی حکام کی خانہ جنگیاں اس کے باقی ماندہ مندروں اور خانقاہوں کی تباہی کا باعث ہو رہی تھیں۔

موجودہ آثار

اب ہم ان خانقاہوں، مندروں اور دوسری چھوٹی چھوٹی چیزوں کا ذکر کرتے ہیں جو ٹیکسلا کی کھدائی سے برآمد ہوئی ہیں۔

دھرماراجیکا ستوپہ

اس سلسلہ میں سب سے پہلے قابل ذکر دھرماراجیکا ستوپہ ہے۔ ابتدا میں لفظ ستوپہ صرف ان ٹیلوں کے لئے استعمال ہوتا تھا جو مُردوں کو دفن کرنے کی غرض سے بنائے جاتے تھے۔ لیکن بعد کو اس کا اطلاق ان ٹیلوں کے لئے مخصوص ہوگیا جو مہاتما بدھ کے حواریوں کے تبرکات محفوظ کرنے یا کسی متبرک مقام کی یادگار قائم کرنے کے لئے بنائے جاتے تھے) یہ ستوپہ "چیر ٹوپ" کے نام سے بھی مشہور ہے۔ بڑا ستوپہ تمرا نالہ کی سطح سے بہت اوپر ایک اونچے میدان میں واقع ہے۔ اس کے نزدیک دوسرے چھوٹے چھوٹے ستوپے، مندر اور بھکاریوں کے رہنے کے مکان بھی ہیں۔ بڑا ستوپہ گول ہے۔ اس کے گرد ایک بلند چبوترہ ہے جس میں چاروں طرف زینے لگے ہیں۔ یہ چبوترہ ستوپہ کے گرد طواف کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ چھوٹے ستوپوں میں سے ایک ستوپہ کا تبرک خانہ پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ اس خانے کے اندر سے ایک ڈبیا ملی ہے جو چار انچ اونچی ہے۔ اس ڈبیا کے اندر ایک اور چھوٹی سی ڈبیا ہے اور اس میں کچھ جلی ہوئی ہڈی، کچھ راکھ اور سونے، موتی، اور ہڈی کے چند دانے پائے گئے ہیں۔ اسی جگہ میں پتھر کا ایک چھوٹا سا ستوپہ بھی دستیاب ہوا ہے جس کے نیچے کی طرف قلمی، بلور، سنگ سلیمانی، یاقوت، نیلم، عقیق، فیروزہ، صدف، پکھراج، اور ہڈی کے منقش دانے اور نگینے بڑی تعداد میں موجود تھے۔ ایک اور چھوٹے ستوپہ کے تبرک خانہ سے کئی پرانے سکے، سیفٹی پن کی طرح سونے کا ایک زیور، نیلم، بلور اور یاقوت کے دانے، اور مونگے کے ٹکڑے دستیاب ہوئے ہیں۔ یہ چیزیں سرکار ہند نے لنکا کے پیروان بدھ کو تحفہ کے طور پر دیدی ہیں اور اب لنکا کے ایک مندر میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ مندروں میں چونے اور مٹی کی کئی مورتیاں بھی ملی ہیں ایک اور چھوٹے ستوپے کے اندر سے چاندی کی ڈبیا ملی ہے جس کے اندر ایک اور چھوٹی سنہری ڈبیا تھی اس میں ہڈیوں کے چند باریک ٹکڑے رکھے ہوئے ہیں۔ ان ہڈیوں اور جسم انسانی کی سوختہ راکھ کی نسبت علماء آثار نے مختلف قیاسات لگائے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ خود بدھ اعظم کی نعش کی راکھ ہے، لیکن اس وقت تک بدھ کے جس قدر حالات معلوم ہوئے ہیں ان سے اس قیاس کی پوری طرح تصدیق نہیں ہوتی۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ بدھ اعظم کی نہیں لیکن دوسرے اکابر مذہب کی نعش کا بقیہ ہے۔ غالباً یہ دوسرا قیاس ہی قرین صواب ہے۔

ایک مندر میں بدھ کے ایک مجسمہ کا ٹکڑا ملا ہے اس میں صرف پاؤں اور لباس کا نچلا حصہ باقی رہ گیا ہے۔ یہ پاؤں ایڑی سے انگوٹھے تک ۵ فٹ ۳ انچ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجسمہ قریباً ۳۵ فٹ بلند ہوگا! ایک اور چھوٹے ستوپے سے سلطنت کشان کے ۵ طلائی سکے بھی دستیاب ہوئے ہیں۔

ان ستوپوں اور مندروں کے ساتھ بعض دوسری عمارات بھی ہیں۔ ایک گلی میں بدھ کی دو بڑی بڑی مورتیں پائی گئی ہیں جن کے سر ضائع ہو چکے ہیں لیکن مورت کی وضع سے حالت استغراق ظاہر ہوتی ہے۔ ان ستوپوں سے ذرا آگے ایک کھلے میدان میں ایک تالاب برآمد ہوا ہے جس کے پہلوؤں میں چار چھوٹے چھوٹے ستوپے اور ہیں۔ یہ تالاب تورانی یا پارتھیائی عہد کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ایک ستوپے کے اندر سے برتن میں رکھی ہوئی کچھ راکھ اور عہد کنشک کے چند سکے بھی ملے ہیں۔

ان کے علاوہ اور کئی طرح کے تبرکات اور بدھ کی مختلف حالتوں کی مورتیاں اور قدیم سکے بھی ملے ہیں جن سے ٹیکسلا کی تاریخ پر نہایت قیمتی روشنی پڑتی ہے۔

کنال ستوپہ

دوسرا ستوپہ جو کھدائی سے برآمد ہوا ہے وہ ستوپہ کنال کے نام سے موسوم ہے۔ ہیون چیانگ (چین کا مشہور سیاح) جب ٹیکسلا آیا تھا تو وہ اسی شہر میں مقیم ہوا تھا۔ اسے آجکل سرکپ کہتے ہیں۔ شہر کے مضافات میں جن چار بدھ یادگاروں کا اس سیاح نے ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک راجہ ایلا پترا کا تالاب تھا۔ یہ متبرک تالاب حسن ابدال میں واقع تھا جسے سکھ آجکل پنجہ صاحب کہتے ہیں اور جس کے متعلق ان کی کئی عجیب و غریب روایات مشہور ہیں۔ دوسرا ایک ستوپہ ہے جس سے بدھ کی ایک پیشین گوئی کے مطابق خزانہ برآمد ہونا چاہئے تھا۔ تیسرا وہ سر والا ستوپہ ہے جسے راجہ اشوک نے تعمیر کیا تھا۔ چوتھا وہ ستوپہ ہے جسے راجہ اشوک نے اس مقام پر بنوایا تھا جہاں ایک روایت کے مطابق اس کے بیٹے کنال کی آنکھیں اس کی سوتیلی ماں نے نکلوا دی تھیں۔

ستوپہ کنال شہر سرکپ کے مشرقی جانب واقع ہے۔ اس کی کرسی شمالاً جنوباً ۱۰۵ فٹ لمبی، اور شرقاً غرباً ۶۴ فٹ چوڑی ہے۔ یہ ستوپہ تیسری یا چوتھی صدی عیسوی کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ایک چھوٹا سا ستوپہ اس ستوپے کے اندر سے بھی برآمد ہوا ہے۔

ستوپہ کنال کے نزدیک ایک خانقاہ بھی ہے۔ اس کی دیواریں جو ۱۳-۱۴ فٹ بلند تھیں اب بھی کہیں کہیں باقی ہیں۔ یہ خانقاہ قریباً دو سو فٹ لمبی اور ڈیڑھ سو فٹ چوڑی ہے۔ چاروں طرف برآمدے اور حجرے سے بنے ہوئے ہیں۔

شہر سرکپ

شہر سرکپ کے کھنڈروں سے تمام شہر کا پورا پورا نقشہ ظاہر ہوتا ہے۔ مکانات، بازار، دکانیں، گلیاں، چوک، شاہی محل، چھوٹے چھوٹے ستوپے، مندر، یونیورسٹی کی عمارات، تمام کی تمام نمودار ہو چکی ہیں

برآمد شدہ اشیاء

اس شہر کی کھدائی سے ایک کثیر تعداد مختلف اشیاء کی برآمد ہوئی ہے۔ جن کا صرف اجمالی ذکر کیا جا سکتا ہے:

مٹی کے مختلف برتن۔ پانی پینے کے پیالے۔ بڑے بڑے گھڑے۔ پختہ مٹی کی چھوٹی چھوٹی مورتیں۔ کھلونے۔ سادہ اور نقش دار طشتریاں۔ آہنی برتن، پھاوڑے۔ کرسیاں۔ تپائیاں۔ گھوڑوں کی لگامیں۔ کنجیاں۔ تلواریں۔ تیر۔ کانسی اور تانبے کے برتن، عطر دان۔ کئی ہزار سکے۔ سونے چاندی کے زیور... مثلاً طلائی کنگنوں کی جوڑیاں۔ طلائی بالیوں کا ایک جوڑا۔ طلائی جھمکے طلائی جھومر۔ سونے کی انگشتریاں۔ طلائی زنجیریں۔ طلائی ہار۔ طلائی تعویذ طلائی آویزے جن میں یاقوت کے نگینے لگے ہوئے ہیں۔ طلائی سکے۔ طلائی تمغے مرصع۔ یاقوت اور شیشے کے نگینے۔ مختلف سکے اور سکے ڈھالنے کے سانچے وغیرہ وغیرہ۔

بہت سی چیزیں جو اس وقت کی تہذیب، تعلیم، تاریخ، اور تمدن پر روشنی ڈالتی ہیں۔ دستیاب ہو چکی ہیں۔

جنڈیال کے ٹیلے

شہر سرکپ کے شمال کی جانب کچا کوٹ سے گزر کر جنڈیال کے دو اونچے اونچے ٹیلے ہیں ان میں سے ایک ٹیلے کی کھدائی سے ایک مندر کے کھنڈر... برآمد ہوئے ہیں۔ یہ مندر ایک مصنوعی ٹیلے پر جو سطح زمین سے ۲۰ فٹ بلند ہے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس مندر کا طول ۱۵۸ فٹ ہے۔ اب تک یقین سے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ مندر کس مذہب کا ہے؟ البتہ یہ ظاہر ہے کہ تورانی یا پارتھیائی عہد میں جب ٹیکسلا میں زرتشتیوں کا زور تھا، تعمیر ہوا تھا۔

دوسرا ٹیلہ پہلے ٹیلے سے ذرا پچھم کی طرف ہے۔ اس ٹیلے پر بھی ایک بہت بڑی عمارت کے کھنڈر... موجود ہیں۔ انہی ٹیلوں کے قریب دو اور چھوٹے ٹیلے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک کے اندر سے ایک ستوپہ برآمد ہوا ہے اور دوسرے سے ایک ستوپہ کے آثار۔

شہر سرسکھ

سرکپ والے مندر سے قریب ڈیڑھ میل خانپور کی طرف شہر سرسکھ کے کھنڈرات ہیں۔ یہ شہر ٹیکسلا کا سب سے آخری اور جدید شہر ہے۔ غالباً راجہ کنشک نے آباد کیا تھا۔ شہر کی فصیل سالم ہے [illegible] ہے۔ اور فصیل کے باہر [illegible] میں سرسکھ کا عام نقشہ قریب قریب مستطیل ہے۔ یہاں جو چند ٹیلے کے بیچ

آثار عتیقہ

ٹیکسلا

ہندوستان قدیم کا ایک مکمل منظر زمین کے نیچے!

دنیا کے ایک عظیم تمدن کی سرگزشت اطلال و آثار کی زبانی!

پیروان بدھ کے شہر، دار العلوم، خانقاہیں!

(از جناب میر ولی اللہ صاحب وکیل ایبٹ آباد)

راولپنڈی کے قریب ایک قدیم شہر کے جو آثار برآمد ہوئے ہیں، اور جن کا ذکر "ٹیکسلا یونیورسٹی" کے نام سے تمام دنیا کے اخبارات میں ہو چکا ہے، موجودہ عہد میں علم الآثار کا نہایت قیمتی سرمایہ ہے۔ سب سے بڑی خصوصیت اس انکشاف کی یہ ہے کہ یہ ایک پرانی آبادی کا مکمل نقشہ دنیا کے سامنے نمایاں کر دیتا ہے۔ پورا شہر، شہر کی تقسیم، اس کی گلیاں، اس کی سڑکیں، اس کی عمارتیں، اس کے دینی و علمی حلقے، سب اس طرح سامنے آجاتے ہیں، گویا حوادث و ایام کے قلم نے پرانے کھنڈروں اور افتادہ دیواروں کی سیاہی سے صفحۂ ارض پر ایک پورا نقشہ کھینچ دیا ہے:

تلک آثارنا تدل علینا   فاسئلوا احوالنا عن الآثار

کسی پرانے تمدن کا اتنا مرتب، مکمل اور یکجا اثر بہت کم میسر آیا ہے۔

اس انکشاف کے جستہ جستہ حالات اگرچہ شائع ہو چکے ہیں، لیکن اس وقت تک پوری شرح و تفصیل کے ساتھ کوئی نظر نہیں ڈالی گئی تھی۔ امید ہے میر ولی اللہ صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ ہم کسی آئندہ اشاعت میں ٹیکسلا کے ضروری نقوش و نقشے بھی شائع کریں گے۔

جغرافیائی محل

راولپنڈی کے شمال مغرب میں بیس میل کے فاصلہ پر، ٹیکسلا ریلوے سٹیشن کے شمال مشرق، ایک قطعۂ زمین ہے۔ یہاں آج سے چند سال پہلے صرف بے رونق زمین، اونچے اونچے ٹیلے، اور چھوٹی چھوٹی خشک پہاڑیاں تھیں، اور اب کچھ عرصے سے زمین سے نکلے ہوئے مکانوں، خانقاہوں، مندروں کے کھنڈر .. دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن آج سے ڈیڑھ دو ہزار برس پہلے اسی قطعہ میں عظیم الشان شہر آباد تھے۔ ایسے شہر جن کی دولت و شوکت اور علمی کارناموں کو یونان اور ایران کی شاندار سلطنتیں بھی حیرت و رشک کی نگاہوں سے دیکھا کرتی تھیں!

یہ علاقہ ایک شاداب وادی میں واقع ہے جو دریائے ہرو اور اس کے دو معاونوں لنڈی اور تمرا سے سیراب ہوتی ہے۔ اس علاقہ کی حفاظت کے لئے قدرت نے ایک طرف مارگلہ اور دوسری طرف مری اور ہزارہ کے پہاڑوں سے ایک قلعہ بنا دیا ہے۔ یہی دریا اور پہاڑ زمانۂ قدیم میں ٹیکسلا کی آبادی اور رونق کا باعث تھے۔ چونکہ یہ علاقہ ہندوستان اور وسط ایشیا کی شاہراہ پر واقع ہے، اس لئے ہندوستان کی پرانی تاریخ میں اس علاقہ کو ایک خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ انگریزوں سے پہلے ہندوستان پر جتنی بیرونی قومیں حملہ آور ہوئیں، سب کی سب اسی راستے سے داخل ہوئی تھیں۔ اسی وجہ سے اس علاقہ پر یکے بعد دیگرے کئی قومیں قبضہ کرتی رہیں، اور مختلف حکمران بھی رہے ہیں۔

انکشاف

چین کا مشہور سیاح ہوان چوانگ ساتویں صدی عیسوی میں یاترا کی غرض سے ہندوستان آیا تھا۔ اس کے سفرنامہ کی ان یادداشتوں نے جو ٹیکسلا کے متعلق تھیں، غالباً سب سے پہلے آثار قدیمہ کے ماہرین کی توجہ اس طرف مبذول کی۔ ایک مدت سے گرد و نواح کے زمینداروں کو اس علاقہ میں پرانے سکے اور دیگر آثار ملتے رہتے تھے اور علم الآثار کے بعض انگریز شائقین بھی یہاں سے کچھ نہ کچھ ڈھونڈھ نکالتے تھے۔ لیکن آثار کے ان بیش بہا دفینوں کی باقاعدہ اور منظم کھدوائی چند سال ہوئے سر جان مارشل سی، آئی، ای، ڈائرکٹر جنرل محکمہ آثار قدیمۂ ہند نے شروع کی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے سامنے تین شہروں کے قریب قریب مکمل کھنڈر اور مختلف قوموں کے بے شمار سکے، زیور، برتن، اور بتوں کا ایک عدیم المثال عجائب خانہ موجود ہے!

ریلوے سٹیشن ٹیکسلا کا نام پہلے "سرائے کالا" تھا۔ اب چند سال سے اسے ٹیکسلا کہتے ہیں۔ سٹیشن کے قریب جو گاؤں آباد ہے، اس کا نام "سرائے کالا" یا "ڈھیری شاہان" ہے۔ ممکن ہے یہ نام شاہان قدیم کے بسائے ہوئے شہروں کے ان کھنڈروں کی وجہ سے پڑ گیا ہو جو اس علاقہ میں بکثرت موجود ہیں۔

تین شہر

اب تک تین چار میل کے فاصلے کے اندر تین پرانے شہروں کے کھنڈر مل چکے ہیں۔ ان میں سب سے پرانے شہر کا نام بھڑ ہے۔ اس شہر کے کھنڈر سرائے کالا و ملیان ریلوے لائن اور تمرا نالے کے درمیان واقع ہیں۔ اس شہر کی لمبائی شمالاً جنوباً ۱۲۱۰ گز اور چوڑائی شرقاً غرباً ۷۳۰ گز ہے۔ یہ شہر یونانیوں کے آنے سے کئی سو سال پہلے آباد ہوا تھا۔

دوسرا شہر "سرکپ" ہے۔ اس کی فصیل اب تک موجود ہے۔ فصیل کا محیط ۶ ہزار گز اور موٹائی ۱۵ بیس فٹ ہے۔ فصیل کے بیرونی جانب تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر حفاظت کے لئے برج بھی بنے ہوئے ہیں۔ یہ شہر غالباً دوسری صدی عیسوی میں آباد ہوا تھا۔

ٹیکسلا کا تیسرا شہر "سرسکھ" ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ شہر شاہان کشان (غالباً راجہ کنشک) کا آباد کیا ہوا ہے۔ فصیل کا دور قریباً تین میل ہے اور دیوار ۱۸ فٹ موٹی ہے۔ فصیل کے باہر ۹۰-۹۰ فٹ کے فاصلہ پر برج بھی بنے ہوئے ہیں۔ "سرسکھ" کی فصیل کے اندر آجکل تین چھوٹے چھوٹے گاؤں میرپور، ٹوپکیاں اور پنڈ گکڑا آباد ہیں۔

ان شہروں کے علاوہ بدھ مذہب والوں کے بنائے ہوئے ستوپوں، خانقاہوں، اور دیگر قدیم عمارات کے آثار بھی بکثرت پائے جاتے ہیں جن کا ذکر آگے آئیگا۔

تاریخی حالات

اس شہر کا اصلی نام "تکشلا" یا "تکھشلا" تھا۔ یونانی مورخین نے اسے "ٹیکسلا" لکھا ہے۔ شہر کی قدامت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مہابھارت میں اس کا ذکر موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے پانچویں صدی قبل مسیح میں یہ علاقہ سلطنت ایران کا ایک حصہ تھا۔ اس کی تصدیق ان کتبوں سے ہوتی ہے جو نقش رستم میں دارا کی تحریر اور خود ٹیکسلا میں بھی ملے ہیں۔ بدھ مذہب کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکسلا میں ایک بہت بڑی یونیورسٹی تھی جو علوم و فنون کی تعلیم و تحقیق کے لئے دنیا بھر میں مشہور تھی۔

سکندر اعظم کا حملہ

چوتھی صدی قبل مسیح کے اواخر میں سکندر اعظم نے پنجاب پر حملہ کیا۔ ٹیکسلا کی سلطنت اس وقت دریائے اٹک سے دریائے جہلم تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ بغیر کسی لڑائی کے سکندر اعظم کے حوالے کر دی گئی۔ جب سکندر نے راجہ پورس پر حملہ کیا، تو راجہ آمبھی والی ٹیکسلا نے فوج سے سکندر کی امداد کی۔ اس کے صلہ میں سکندر نے راجہ کو نہ صرف سلطنت ٹیکسلا ہی پر بحال رہنے دیا، بلکہ اپنے مفتوحہ علاقے کا ایک حصہ بھی دے دیا۔ ۳۲۳ قبل مسیح میں سکندر اعظم کی وفات کے بعد راجہ چندر گپت نے یونانی فوجوں کو دریائے اٹک کے پار ہٹا دیا اور پنجاب اور ٹیکسلا کی تمام ریاستیں اس کے تصرف میں آگئیں۔ چندر گپت کی حکومت کی سخت گیری سے تنگ آکر ٹیکسلا نے خود مختاری کے لئے جد و جہد کی اور بالآخر موریا حکومت کی ماتحتی سے آزاد ہو گیا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد راجہ کا ولی عہد شہزادہ اشوک آپہنچا۔ اور اس علاقہ کو دوبارہ فتح کر کے ٹیکسلا میں بہ حیثیت نائب السلطنت کے متمکن ہو گیا۔ تیسری صدی قبل مسیح کے آخری سالوں میں راجہ اشوک کی وفات پر سلطنت موریا کا شیرازہ پھر پریشان ہونا شروع ہو گیا۔ چنانچہ ٹیکسلا بھی سلطنت کے دوسرے صوبوں کی طرح خود مختار ہو گیا اور اس کی آزاد حکمرانوں کا تیسرا دور شروع ہوا۔

دوسرا یونانی دور

یونانی آدمیوں کی ایک جماعت جو سکندر اعظم کے ساتھ آئی تھی، باختر میں آباد ہو گئی تھی۔ یہ نو آباد جماعت اور اس کی

برید فرنگ

مکتوب فرانس

(الہلال کے مقالہ نگار، پیرس کے قلم سے)

شیخ سنوسی۔ اور آمریکہ کی کامیاب ہوائی مہم

شیخ سنوسی

اس ہفتہ اخبار "طان" نے اپنے ایک نامہ نگار کا نہایت دلچسپ مضمون شایع کیا ہو۔ یہ نامہ نگار ملک عسیر (یمن) گیا تھا اور مشہور مجاہد طرابلس السید احمد الشریف یعنی شیخ سنوسی سے ملاقات حاصل کی تھی۔ یہ مضمون دراصل اسی ملاقات کے متعلق ہو۔ ذیل میں اُس کے اہم حصے ملاحظہ ہوں:

شیخ سنوسی کی شخصیت

شیخ سنوسی بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جو کچھ مدت پہلے صاحب اختیار و قوت تھے۔ اُن کا نام دول یورپ کے دلوں پر رعب طاری کردیتا تھا۔ اُن کی شخصیت تمام دنیا میں خاص اہمیت رکھتی تھی لیکن جس طرح جنگ عظیم نے بڑے بڑے بادشاہوں کے تاج اُن کے سروں سے اُتار پھینکے، اُسی طرح صحرا کے اس درویش بادشاہ کو بھی اُس کی حکومت سے محروم کردیا۔ آج یہ اولوالعزم انسان جلاوطنی کی زندگی بسر کررہا ہو۔ لیکن اسپر بھی اُس کی شخصیت اب بھی اُتنی ہی وزنی ہو جتنی کبھی تھی، بلکہ وہ معزول فرمانرواؤں میں اسوقت سب سے زیادہ با اثر، معزز، اور طاقتور ہو۔ یہ اس لئے کہ اُس کی بادشاہی صرف گوشت پوست کے پتلوں پر قائم نہ تھی کہ اُن کے ٹوٹتے ہی وہ بے قدر و قیمت ہوجاتا۔ اُسکی حکومت جسموں کے ساتھ ساتھ دلوں اور روحوں پر بھی قائم تھی۔ وہ اب بھی قائم ہو اور کوئی انسانی قوت اُسے زائل نہیں کرسکتی۔

شیخ سنوسی آجکل عسیر میں موجود ہیں۔ عسیر سے اُنکے دیرینہ خاندانی تعلقات ہیں۔ شیخ سنوسی کے دادا سید محمد سنوسی، سید احمد ادریسی کے شاگرد اور مرید تھے اور انہی کے حکم سے طرابلس گئے تھے۔ اس رشتہ کی وجہ سے شیخ سنوسی کا عسیر میں بہت اثر ہو۔ بلکہ کہا جاسکتا ہو کہ اسوقت عسیر کی حکومت شیخ سنوسی ہی کے ہاتھ میں ہو۔ عسیر میں آکر اُنھوں نے دو کام بہت اہم کئے۔ ایک یہ کہ امیر علی ادریسی کو معزول کردیا جو ایک ناسمجھ نوجوان تھا اور اُس کی جگہ اُس کے چچا امیر حسن ادریسی کو حاکم بنادیا جو مدبر اور دانشمند آدمی ہو۔ دوسرا کام یہ کیا کہ نجد و عسیر میں معاہدہ کراکے عسیر کو یورپین اقتدار سے بچالیا۔

عسیر کے قلعہ میں

شیخ سنوسی سے مجھے قلعہ میں شرف ملاقات حاصل ہوا۔ رات کا وقت تھا۔ دو غلام ہمارے سامنے روشن موم بتیاں لئے چل رہے تھے اور پیچھے دس بارہ سپاہی ننگی تلواریں لئے ساتھ تھے۔ یہاں ٹھہر کر ہم ایک لمحہ رکنے پر مجبور ہوئے کیونکہ ایک سنتری کو بچھو نے کاٹ لیا تھا۔

ہم صحن میں پہنچے۔ جا بجا آدمی جاکر لیٹے تھے۔ ہمیں دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ پھر ایک تنگ دروازے میں گھسے اور ایک دوسرے صحن میں پہنچے۔ یہ بالکل خالی تھا۔ ہم برابر ایک صحن سے دوسرے صحن میں پہنچتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک مکعب شکل کی مختصر عمارت کے سامنے پہنچے۔ یہی شیخ سنوسی سے ملاقات کی جگہ ہو۔

شیخ سنوسی کا حلیہ

میں اندر داخل ہوا تو جلیل القدر شیخ کو اپنے انتظار میں پایا۔ موصوف کا قد درمیانہ، جسم لاغر، صورت مراکشی، رنگ گورا، ناک بڑی اور خمیدہ، داڑھی ہلکی اور چھوٹی، مونچھیں لمبی اور پتلی۔ لباس مراکشی۔ اس حال میں وہ مجھ سے ملے۔ ملاقات کے وقت اُن کے اعصاب میں سخت ہیجان تھا اور نہایت غضبناک معلوم ہوتے تھے۔ میں قالین پر بیٹھ گیا۔ شیخ میرے سامنے تھے۔ وزیر نے میرا تعارف ان لفظوں میں کرایا: "یہ بڑے شریف آدمی ہیں ان کی بات پر بھروسہ کیا جاسکتا ہو"

شیخ سنوسی کا جوش

شیخ نے بڑے ہی جوش سے تقریر شروع کردی۔ اٹلی کا نام جب جب زبان پر آتا تھا تو دانت پیستے تھے۔ "ہم سنوسی آزادی کیساتھ زندہ رہیں گے اور آزادی ہی مریں گے"۔ شیخ نے تھرائی ہوئی آواز میں کہا "ہم موت کے آخری لمحہ تک یورپین ملک گیری سے لڑینگے بہت ممکن ہو آج ہم فتح حاصل نہ کرسکیں۔ لیکن میدان سیاست میں ہمیشہ اچھے موقعے آتے رہتے ہیں۔ عنقریب ہمارا موقعہ بھی آجائے گا"

آزادی کی قیمت

"بعض ایسی سلطنتیں بھی موجود ہیں جو ہم سے کہتی ہیں "اپنی تلوار نیام میں رکھ لو، ہم تمھیں اتنی اتنی دولت دیتے ہیں!" یہ وہ سلطنتیں ہیں جو علم و حکمت کی دعویدار ہیں۔ مگر وہ عربی علم النفس سے قطعاً جاہل ہیں۔ اگر وہ پہاڑ اُحد کے برابر بھی ہمیں سونا تول دیں، اور افریقہ کی پوری ریگ کو الماس و زمرد بنادیں، جب بھی ہمارا یہی جواب ہوگا "نہیں!" آزادی، چاندی سونے اور ہیرے اور موتی سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہو۔ وہ کسی قیمت پر بھی فروخت نہیں کی جاسکتی"۔

سنوسی طریقہ

یورپ میں شاید یہی سمجھا جاتا ہو کہ سنوسیت محض ایک بدوی درویشوں کا طریقہ ہو۔ یہ سمجھنے والوں کی غلطی ہو۔ ہماری ہر خانقاہ بیک وقت مسجد، مسافرخانہ، مدرسہ اور فوجی بارک ہو۔ ہر خانقاہ کا شیخ بیک وقت نماز کا امام، مدرسہ کا معلم، مجلس کا واعظ اور فوج کا سپہ سالار ہو۔ تمام صحراء افریقہ ہماری خانقاہوں سے لبریز ہو۔ تمام خانقاہیں صرف ایک مرکز کے تابع ہیں اور اُس مرکز کا امام خود میں ہوں!

"ہماری تحریک صرف طرابلس ہی میں عام نہیں ہو بلکہ سوڈان، مصر، حجاز اور یمن تک میں پھیلی ہوئی ہو۔ بلاشبہ ان ملکوں میں اُسنے سیاسی قوت اپنے ہاتھ میں نہیں لی ہو۔ لیکن جب ہم چاہیں ہزاروں مجاہد ان علاقوں سے حاصل کرسکتے ہیں"

اٹلی نے کیا حاصل کیا؟

"میری عدم موجودگی میں بھی طرابلس اور برقہ کے غازی سنوسی اٹلی سے نبرد آزمائی کررہے ہیں اور ہمیشہ یوں ہی کرتے رہیں گے۔ وہاں میرے چچا کا لڑکا میرا قائم مقام ہو اور ہرگز ذلت قبول نہیں کرسکتا۔ اتنی طویل اور خونریز جنگوں کے بعد بھی اٹلی سمندر سے کچھ زیادہ دُور تک نہ جاسکا۔ اندرون ملک پر اٹلی کا قبضہ محال ہو"

صحرائی جنت

"مصریوں کے ہاتھ سے "جغبوب" چھین کر اٹلی والے خوش ہو رہے ہیں کہ اب ہم سنوسیوں کو ماریں گے! لیکن یہ بھی ان کی سخت غلطی ہو۔ جغبوب ہمارا ایک مقدس شہر ہے، صرف اسوجہ سے نہیں کہ وہاں محمد سنوسی (رح) کی قبر ہو بلکہ اس وجہ سے بھی کہ وہ ہمارا عقلی مرکز ہو۔ وہیں ہماری سب سے بڑی علمی جامعہ (یونیورسٹی) ہو۔ ہم نے اس صحرائی خطہ کو جنت بنادیا ہو۔ اس میں نہریں جاری کی ہیں اور پورا شہر آباد کردیا ہو۔ جغبوب پر قبضہ، اٹلی کی ایک بہت بڑی سیاسی غلطی ہو۔ عنقریب اُسے اپنی اس حماقت کی سزا مل جائے گی۔ ہم اپنے اس متبرک شہر کو ہرگز اٹلی کے علم کے نیچے نہیں دیکھ سکتے۔ ہم اپنے خون سے اسے دوبارہ خرید لیں گے!"

طلیانی جنسیت

"ہم سے اٹلی کہتا ہو "ہماری جنسیت قبول کرلو" ہرگز نہیں! یہ ہمارا جواب ہو اور قیامت تک یہی جواب رہے گا۔ میں اپنی اور اپنے چچیرے بھائی اور تمام سنوسیوں کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اپنی گردنیں کٹوا دینا ہمارے لئے اس سے کہیں زیادہ آسان ہو کہ طلیانی (اٹالین) جنسیت کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں۔ میں صحراء کا باشندہ تھا۔ اب حکومت حجاز کی رعیت ہوں۔ اگر حالات مجھے اس جنسیت کی محافظت نہ کرنے دیں تو میں مصری ہونا پسند کروں گا۔ میں مصریوں سے محبت کرتا ہوں۔ میں مصریوں کا شکر گزار ہوں۔ میں زندگی بھر اُن کا احسان مند رہوں گا۔ کیونکہ اُنھوں نے اپنے طرابلسی بھائیوں کی بڑی مدد کی تھی اور جغبوب کی بڑی شجاعت سے مدافعت کی تھی۔ وہ جغبوب جو سلطان عبدالمجید نے ہمیں مصری وقف سے بخش دیا تھا"

اسلامی روح

شیخ سنوسی بڑے غصہ، جوش، اور تلخی سے تقریر کررہے تھے۔ اچانک وہ چپ ہوگئے۔ شاید سستانے لگے۔ پھر اُنھوں نے مجھ سے کہا:

"جب تم یورپ پہنچنا تو اٹلی والوں سے کہدینا کہ اُنھوں نے اب تک اسلامی روح نہیں سمجھی ہو۔ اگر سمجھی ہوتی تو ہرگز یہ خیال نہ کرتے کہ جغبوب پر قبضہ کرکے وہ ہمیں زیر کرلیں گے۔ بہت سی سلطنتیں جو آج بڑی ہیں کل چھوٹی ہوجائیں گی۔ جرمنی اور روس کو دیکھو

ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک آئنے کا دستہ، اور شاہنشاہ اکبر کے زمانے کے کچھ پیسے برآمد ہوئے ہیں۔

لال چک کے آثار

ترسکھ کے شمال مشرق میں ڈیڑھ سو گز کے فاصلہ پر چند چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے جنھیں آجکل لال چک کہتے ہیں۔ ان ٹیلوں کے نیچے سے بدھ مذہب والوں کی ایک آبادی کے آثار نکلے ہیں۔ ان میں ستوپے، مندر، اور خانقاہیں ہیں۔ یہ غالباً چوتھی صدی عیسوی کی تعمیرات ہیں۔ ان کھنڈروں سے عہد انتالی کے کئی نقرئی سکے بھی برآمد ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہو کہ یہ عمارتیں چھٹی یا ساتویں صدی عیسوی سے پہلے جلکر پیوند زمین ہوگئیں۔ ایک ستوپے کی اندرونی بھرتی سے مختلف زمانوں اور مختلف بادشاہوں کے ایک سو چالیس سکے دستیاب ہوئے ہیں۔ ایک اور چھوٹے ستوپے کی بنیادی چنائی میں سے سونے، یاقوت، لعل، یشب، اور سیپ کے تیس منکے ملے ہیں۔ لیکن یادگاری ہڈی کا کوئی نشان باقی نہیں رہا ہو۔

بادل پور کا ستوپہ

بادل پور کا ستوپہ جو موضع بھیرو کے قریب واقع ہو، دست برد زمانہ کا زیادہ شکار ہوا۔ کرسی کے سوا اس کے آثار بہت کم باقی ہیں۔ اس ستوپے کے مشرق کی طرف ایک وسیع خانقاہ کے بھی کھنڈر ہیں جو سکے یہاں سے برآمد ہوئے ہیں، وہ تمام کنشک، ہوشک، اور واسو دیو (یعنی شاہان کشان) کے عہد کے ہیں۔ یہ غالباً تیسری صدی عیسوی کی تعمیر ہو۔

مصوّر دیواریں

بدھ عمارات کے وہ سلسلے جو موہڑہ مرادو اور جولیان کے نزدیک واقع ہیں، نہایت محفوظ حالت میں برآمد ہوئے ہیں۔ یہاں بعض ستوپے ایسے ہیں جن کی تمام سطح پر تصویریں ہی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ ان ستوپوں کے ساتھ خانقاہیں بھی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے بعض پرانے کنوؤں کے کھنڈر ... بھی نظر آتے تھے جو اب بھر چکے ہیں اور ان پر کاشت ہوتی ہو۔ خانقاہوں میں چاروں طرف حجرے تھے۔ ایک گوشہ میں غسل خانہ، مجلس خانہ، باورچی خانہ، نشست خانہ، اور انبار خانہ تھا۔ ان مقامات پر بدھ کی حالت استغراق کی کئی مورتیاں ہیں۔

ٹیکسلا کی آتشزدگی

جس آگ سے یہ عمارات تباہ ہوئیں وہ پانچویں صدی عیسوی سے پہلے کی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان حجروں میں سے ایک یاقوت کی جلی ہوئی مہر برآمد ہوئی ہو جس پر عہد گپتا کے براہمی خط میں یہ الفاظ کندہ ہیں "سری کلیشوما داسی" اسی عہد کی ایک اور تحریر بھوج پتر پر لکھی ہوئی بھی ملی ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آتش زدگی کا حادثہ عہد گپتا سے پیشتر کا نہیں ہو سکتا، اور اس کا زمانہ پانچویں صدی عیسوی کا آغاز ہو۔ یہاں سے ساسانی کشانی نمونے کے چند کھوٹے سکے، آہنی میخیں، قبضے، تانبے کے زیور، اور مٹی کی مورتیں بھی دستیاب ہوئی ہیں۔

ایک زیر تنقیب حصہ

بھلّر ستوپہ کے قریب بدھ مذہب کی یادگاروں کا ایک اور سلسلہ بھی زیر تنقیب (کھدائی) ہو۔ یہ سلسلہ سرائے کالا جولیان ریلوے لائن کے قریب، سرائے کالا سے ۵ میل اور دیانہ ہو سے نصف میل کے فاصلہ پر واقع ہو۔ ہیون چوانگ کا بیان ہو کہ بھلّر ستوپہ شاہنشاہ اشوک نے اس مقام پر بنایا تھا جہاں مہاتما بدھ نے اپنے سابق جنم میں اپنا سر قربان کیا تھا۔ اسوقت اُس ستوپے کا کوئی نشان باقی نہیں کیونکہ جو ستوپہ موجود ہو وہ تیسری یا چوتھی صدی عیسوی سے پہلے کا نہیں ہو سکتا۔ ستوپے کے سامنے ایک وسیع صحن ہو اور چاروں طرف کمرے اور ایک خانقاہ کے آثار ہیں۔

شہر "بھڑ"

شہر بھڑ جو ٹیکسلا کا سب سے قدیمی شہر ہو، موضع بھڑ درگاہی کے پاس ہو۔ یہاں سے مٹی کے برتن، مٹی کی مورتیں، چاندی کے کھوٹے سکے، طلائی زیورات (چوڑی اور آویزہ وغیرہ) موتی نیلم، یاقوت، مونگے، اور دیگر قیمتی پتھروں کے منکے، ایک تنگ تاریک کنواں، اور اس کنوئیں سے خالی مٹکے ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے، برآمد ہوئے ہیں۔ بعض اندرونی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ زیور .. تیسری صدی قبل مسیح میں یہاں گم کئے گئے تھے۔

اگر آپ کو
دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی
شکایت ہو، تو تأمل نہ کیجئے۔ اپنے
سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین
HIMROD
کی مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے!

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دنیا میں بہترین فاؤنٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہو؟
(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ ٹوٹ سکتا یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہو۔
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں
کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو
آپ کو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئے!

مقالات

اسلام اور نیشنلزم

۳

عصبیت نسل و وطن

گزشتہ مجلس میں ہم اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ اسلام کی دعوت "انسانیت" اور "انسانی برادری" کی دعوت تھی۔ اس لئے اس کا رجحان ان تمام تعصبات کے خلاف تھا جو نسل و وطن کے امتیازات سے پیدا ہو گئے تھے۔ اب ضروری ہے کہ مختصراً عصبیت نسل و وطن کی بھی تشریح کر دی جائے۔ تاکہ واضح ہو جائے کہ اسلام کی روح جس چیز کی مخالف ہے، وہ صاف اور معین صورت میں کیا ہے؟

دو چیزیں ہیں؛ ایک نسل و وطن کا تحفظ ہے۔ ایک نسل و وطن کا تعصب ہے۔ اسلام کی روح تعصب کی مخالف ہے۔ تحفظ کی مخالف نہیں ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جب کبھی کوئی اس طرح کا دائرہ بنتا ہے، تو گو اس کی ابتدا تحفظ کے جذبات سے ہوتی ہے، لیکن آگے چل کر تحفظ تعصب کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پہلے انسانوں کی ایک جماعت وطنیۃ اور قومیت کا دائرہ اس لئے کھینچتی ہے تاکہ اس کے اندر رہ کر دوسروں کے حملوں سے اپنی حفاظت کرے، یہ قومیت "دفاعی قومیت" ہوتی ہے۔ لیکن جب کچھ مدت تک یہ دائرہ قائم رہتا ہے تو پھر قومی حفاظت کی جگہ قومی برتری اور وطنی گھمنڈ کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، اور "دفاعی قومیت" اچانک "ہجومی قومیت" کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اب قومیت اپنا بچاؤ ہی نہیں چاہتی۔ دوسروں پر حملہ بھی کرنا چاہتی ہے ساتھ ہی نسلی اور قومی برتری کا نشہ دوسرے انسانوں سے علیحدگی اور ان کی تحقیر و تذلیل کے جذبات بھی برانگیختہ کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مختلف قومی حلقوں میں باہمگر تصادم شروع ہو جاتا ہے اور انسانیت کے تمام اعلیٰ جذبات افسردہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اس صورت حال کا علاج صرف یہی تھا کہ حتی الامکان تنگ دائروں کا قیام ہی روک دیا جائے۔ جب کبھی کوئی تنگ دائرہ بنے گا، تو چونکہ یہ حقیقی انسانی دائرہ کی وسعت میں قطع و برید ہوگی، اس لئے ضروری ہے کہ وسعت نظر و احساس کی جگہ تنگ نظری و ضیق صدر کی بنیادیں پڑ جائیں۔ اسلام نے اسی لئے ان تمام تنگ دائروں کی ہمت افزائی کرنے سے انکار کر دیا، لیکن افسوس ہے کہ دنیا ابھی اتنی بلند نہیں ہوئی تھی کہ اس وسعت نظر کی متحمل ہو سکتی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کا ایک ایسا دائرہ تو بن گیا جو تمام پچھلے دائروں سے زیادہ وسیع ہے لیکن نوع انسانی کی حد بندیاں نہ ٹوٹ سکیں!

وطنی و نسلی عصبیت کی اگر تحلیل کی جائے تو تین چیزیں الگ الگ ملیں گی جنہیں خاص خاص لفظوں میں تعبیر کر کے بتلایا جا سکتا ہے کہ اس عصبیت کے عناصر ترکیبی کیا ہیں:

(۱) جماعتی تنگ نظری۔

"جماعتی تنگ نظری" سے مقصود یہ ہے کہ جب انسانوں کا کوئی گروہ دوسروں سے الگ ہو کر ایک چھوٹے سے دائرہ کے اندر محصور ہو جاتا ہے، تو اس کا دل تنگ، نظر محدود، اور ظرف کوتاہ ہو جاتا ہے۔ اس کی ذہنیت ایک محدود گوشے کے اندر سمٹ کے رہ جاتی ہے۔ ایسا جماعتی دماغ نظر کی وسعت، حوصلہ کی فراخی، اور ارادوں کی بلندی پیدا نہیں کر سکتا۔ زندگی اور زندگی کے ہر گوشہ میں پیمانۂ فکر وسعت سے ناآشنا ہو جاتا ہے۔ انسانی ہمدردی کے جذبات بھی نہایت تنگ اور محدود ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف اپنے کو اور اپنے تنگ گوشے ہی کو دیکھتا رہتا ہے۔ اس سے باہر کا کوئی اثر قبول نہیں کر سکتا۔ وہ انسان ہونے پر بھی نوع انسانی سے الگ رہنا چاہتا ہے۔ اس میں اور انسانیت میں ایک ناقابل عبور دیوار کھنچ جاتی ہے!

جماعتی مزاج کی اس حالت کا اندازہ کرنے کے لئے سب سے زیادہ واضح مثال ہندوستان کی ہم ذاتوں کا نظام (کاسٹ سسٹم) ہے۔ یہ دنیا کے اس عہد کی سب سے زیادہ طاقتور اور دیرپا یادگار ہے جب اس کے قوم "قبیلہ" کی منزل میں جم چکے تھے۔ "قبیلہ" کی حد بندی کو منو نے ذات کی تقسیم میں منقسم کر دیا، اور جماعتی حد بندی کی حفاظت کے لئے ان کے الگ الگ کام اور پیشے قرار دے دیئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ "انسانیت" کے تمام اعلیٰ جذبات فنا ہو گئے، اور حلقہ بندی کی ساری تنگ نظریاں اپنی انتہائی حالت میں پیدا ہو گئیں۔ اب دنیا منو کے عہد سے ہزاروں برس آگے بڑھ چکی ہے لیکن ہندوستان اب بھی طیار نہیں ہے کہ ان حد بندیوں کی سرحد عبور کر کے انسانیت کی وسعت کی طرف قدم اٹھائے!

(۲) نسلی اور وطنی غرور و کبر۔

دوسری چیز نسلی اور وطنی بڑائی کا گھمنڈ ہے اور اس سے بڑھ کر انسانیت اور انسانی حقوق کے لئے کوئی جذبہ مہلک نہیں۔ یہ اعتقاد اور عمل کے تمام گوشے پامال کر دیتا ہے۔ انسانیت، علم، استعداد، اور حق کی بجائے ایک غیر طبعی معیار فضیلت یعنی نسل اور وطن کا معیار قائم ہو جاتا ہے۔ اس کے قدیم نمونے عرب جاہلیت کے فخر و نسب اور ہندوستان کے برہمنوں کے نسلی گھمنڈ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ نئے نمونے یورپ کی قومیتوں اور جنسیتوں کی شکل میں دنیا کے سامنے ہیں۔ علم، استعداد اور مساوات کی اس سب سے بڑی صدی میں بھی ایک انگریز سب سے پہلے انگریز ہونے کو اور ایک امریکن سب سے پہلے امریکن ہونے پر نظر رکھتا ہے!

البتہ یاد رہے کہ "غرور" اور "خودداری" میں فرق ہے۔ جماعت اور فرد دونوں کے لئے مذموم غرور و کبر ہے۔ خودداری نہیں ہے۔

(۳) جماعتی برتری کا غلو۔

تیسری چیز وہ ہے جسے "جماعتی برتری کے غلو" سے تعبیر کیا جائے۔ جب ایک دائرہ وطنیۃ اور قومیت کا بن جاتا ہے، تو آہستہ آہستہ اس میں قومی برتری کے جذبات نشو و نما پانے لگتے ہیں جو ایک خاص حد تک تو ان میں غلو نہیں ہوتا، لیکن جب اس حد سے متجاوز ہو جاتے ہیں، تو پھر قومی گھمنڈ اور کبریائی کا ایک جنون ہوتا ہے جس کے نشے سے قوم کا ہر فرد متوالا ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے نوع انسانی کا ہر فرد اسکی قومی برتری کے سامنے سربسجود ہو جائے اور زمین کا ہر ٹکڑہ اس کے قدموں سے پامال ہو۔ اسکی حرص غیر محدود اور اس کے قومی مطامع لامتناہی ہوتے ہیں۔ رومیوں نے ساری دنیا کو دو قسموں میں بانٹ دیا تھا: حاکم اور محکوم۔ وہ صرف اپنے کو حاکم قوم سمجھتے۔ باقی ساری دنیا محکومیت کے لئے تھی۔ نپولین کی پے در پے لڑائیوں نے فرانس کی آبادیاں مردوں سے خالی کر دیں۔ اس کی عالمگیر اولو العزمیوں کی وجہ سے تمام یورپ فرانس کا دشمن ہو گیا۔ تاہم نپولین جو جماعتی دماغ کے بھیدوں کا سب سے بڑا شناس تھا، جب کبھی عوام کے سامنے آتا اور نعرہ لگاتا۔ "فرانس کی عظمت، فرانس کا جھنڈا، فرانس کے جھنڈے کے تین رنگ" تو فرانس اپنی ساری بربادیاں اور خونریزیاں بھول جاتا اور وطنیۃ کے جنون سے بیخود ہو کر پکارنے لگتا "زندہ باد فرانس" اتنا ہی نہیں بلکہ قومی اور وطنی گھمنڈ کے اس نشہ میں وہ یہ بھی بھول جاتا کہ جس شاہی استبداد سے نجات پانے کے لئے اس نے ہزاروں فرانسیسیوں کے سر گلوٹین کی چھری سے جدا کر دیئے تھے: وہی استبداد آج نپولین کی شخصیت میں ایک درجہ اور شدید ہو کر موجود ہو گیا ہے، اور شاہی کی جگہ "شہنشاہی" اس پر مسلط ہے۔ وہ دیوانہ وار پکارتا "زندہ باد شہنشاہ"!

نیٹشے اور برن ہارڈی نے جرمنی کو "حاکم قومیت" اور "محکوم دنیا" کا جو جام پلایا تھا، اس کی سرمستیاں ابھی دنیا دیکھ چکی ہے۔ "دنیا میں سب سے بڑی قوم جرمن کو ہونا چاہئے یا برطانیہ کو؟" اس سوال نے ۵ برس تک تمام کرۂ ارضی کو خون اور آگ کے حوالے کر دیا۔ آج "برطانی شہنشاہیت" کا بے پناہ جذبہ دنیا کی کسی قوم کو سر اٹھانے نہیں دیتا۔ سب کو پامال اور سربسجود دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ یہ بھی وہی قومی برتری کا غلو اور جنون ہے۔ "قومیت" کا وہی حلقہ جو کبھی اس لئے بنا تھا کہ اپنی حفاظت کرے۔ اب اس لئے باقی ہے تاکہ دنیا کی کسی قوم اور ملک کے لئے حفاظت باقی نہ رہے!

اسلام کی دعوت جس عصبیت کی مخالف تھی اور جسے اس نے "عصبیۃ جاہلیۃ" سے تعبیر کیا، وہ یہ عصبیت ہے۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ اس نے "وطنیۃ" اور "قومیت" کی جس حالت سے اختلاف کیا، وہ وہی حالت ہے جب دفاع اور تحفظ کی جگہ ہجوم اور تعصب کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں البتہ: چونکہ اصل بنیاد اس حالت کی یہی ہے کہ انسانیت کے وسیع رشتہ کی جگہ تنگ اور محدود دائروں کا پیدا ہو جانا، اس لئے اس کی ذہنیت کا عام رجحان اسی طرف رہا کہ سرے سے تنگ دائرے وجود ہی میں نہ آئیں۔

۴

یورپ کی جدید قومیت

"قومیت" اپنے سادہ معنوں میں اگرچہ پہلے سے موجود تھی لیکن موجودہ زمانے میں "قومیت" کے لفظ سے جن اجتماعی معانی و جذبات کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے، یہ دراصل یورپ کے نئے عہد تمدن کی پیداوار ہے۔ اس کی پیدائش انسانی آزادی و حقوق کی حفاظت کے لئے ہوئی تھی، لیکن اب انسان کی آزادی و حقوق کے لئے یہی چیز سب سے بڑی مصیبت بن گئی ہے!

اٹلی نے کیسی سخت شکست اٹھائی؟ جرمنی کس طرح پارہ پارہ ہو چکا؟ لیکن پھر چند دنوں کے بعد صورت حال میں انقلاب ہوا۔ آج وہ پھر دنیا کی عظیم سلطنتیں بن گئی ہیں۔ اسی طرح آج اٹلی قوی ہے اور ہم ضعیف ہیں، لیکن کون جانتا ہے کل کیا ہوگا؟ کیا اٹلی کے پاس کوئی ضمانت موجود ہے کہ اس کی قوت ہمیشہ یونہی برقرار رہے گی اور ہم کبھی کروٹ نہیں لینگے؟ میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔"

غلامی یا سیاہ موت!

"میں ہرگز ہرگز اٹلی کی ملک گیر پالیسی کے آگے جھک نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے! بالکل ناممکن ہے! قیامت تک ناممکن ہے! میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے خوں ریزی مرغوب ہے۔ میں ہرگز جنگ کا خواہشمند نہیں ہوں۔ میں صلح چاہتا ہوں، اٹلی سے بھی صلح چاہتا ہوں۔ مگر صلح کی بنیاد کیا ہے؟ کیا غلامی؟ ہرگز نہیں۔ غلامی سے پہلے تو سیاہ موت! پھر کیا ہے؟ اقتصادی امتیازات؟ میں شروع سے کہہ رہا ہوں کہ اقتصادی امتیازات دینے کو آمادہ ہوں۔ لیکن یہ اسوقت جب طرابلس کی سرزمین پر اٹلی کا ایک سپاہی بھی باقی نہ رہے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر اس کے سوا چارہ نہیں کہ جنگ! اخیر تک جنگ! قیامت تک جنگ!"

شیخ سنوسی کا غصہ

اب شیخ سنوسی کا غصہ حد بیان سے تجاوز کر چکا تھا۔ وہ تمام بدن سے کانپ رہے تھے۔ آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ میں نے آجتک کبھی کسی آدمی کو اتنے غیظ و غضب میں نہیں دیکھا۔ میں ہرگز اپنی اس حالت کی پردہ پوشی نہیں کرنی چاہتا کہ ان کا غصہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا!

دیر تک چپ رہنے کے بعد انھوں نے جرمنی کی تعریف شروع کی اور ہنڈنبرگ کو بہت سراہا۔ میں سمجھا اب غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ مگر اچانک وہ پھر زور سے چلائے "جغبوب! اٹلی والوں سے کہدینا کہ آزادی یا موت!..."

وہ جوش سے بالکل بیخود ہو گئے۔ کچھ اور کہنا چاہتے تھے۔ مگر ان کا جوش و غضب دیکھ کر میں نے یہی بات موزوں سمجھی کہ مجلس ختم ہو جائے۔ خلاف دستور میں نے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ شیخ بالکل خاموش ہو گئے۔ مگر تمام بدن سے کانپ رہے تھے۔ انھوں نے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ شاید کہہ ہی نہ سکے۔ صرف ہاتھ کے اشارے سے مجھے خدا حافظ کہا۔

نیویارک سے پیرس تک

میں اپنے پچھلے مکتوب میں کپتان نجیسر کا مفصل ذکر کر چکا ہوں کہ کس طرح وہ پیرس سے ہوائی جہاز پر نیویارک کے لئے روانہ ہوا اور لاپتہ ہو گیا۔ کپتان نجیسر کی داستان، فرانس کی عظمت کی داستان تھی، اب امریکہ کی عظمت کی داستان بھی سن لیجئے۔ آج پورا پیرس، دل شکستہ پیرس، چارلس لنڈبرگ کے سامنے سر جھکائے کھڑا ہے۔ یہ ۲۲ سالہ نوجوان، امریکہ کی نو پیدا عظمت کا نشان ہے۔

کپتان نجیسر ایک پرواز میں بحر اعظم اٹلانٹک عبور نہ کر سکا۔ اس کی عمر ۳۴ سال کی تھی۔ امریکہ کا ہوائی فاتح چارلس اس مہم میں کامیاب ہو گیا۔ آج تمام دنیا کی نظریں اس نوجوان کے چہرے پر گڑی ہوئی ہیں جس کے رخسار ہنوز بچپن کے بھولے پن سے لبریز ہیں مگر جس کے دل میں تہور اور استقلال کا خون بھرا ہوا ہے!

اسنے اپنا ہوائی جہاز خود اپنی نگرانی میں بنوایا تھا اور اس کا نام "گہوارۂ موت" رکھا تھا۔ اسکی چھت اکہری تھی۔ لوگوں کو حیرت تھی کہ ایسے معمولی جہاز سے یہ مہم کیسے سر کی جا سکتی ہے؟ روانگی کی تاریخ ہوا باز نے اپنا بہت سا وقت نیویارک کے ایک سینما میں گزارا۔ واپسی پر اپنے خادم کو ہدایت کی کہ ٹھیک ۲ بجے رات کو جگا دے۔ چنانچہ اسوقت سے اپنے جہاز کے پرزوں کا معائنہ کرتا رہا۔ پھر امریکن گھڑی کے حساب سے ٹھیک ۷ بجکر ۵۲ منٹ صبح، اسٹینڈرڈ گھڑی کے حساب سے ۱۱ بجکر ۵۲ منٹ پر نیویارک کے ہوائی اسٹیشن سے نکلا۔ یہ ۲۰ مئی کا واقعہ تھا۔

اس کی گود میں اس کی عزیز سیاہ بلی بھی تھی اور وہ اسے اپنے ساتھ لیجانا چاہتا تھا۔ مگر بعد میں یہ خیال کر کے کہ اتنی بلندی پر پہونچکر وہ شاید زندہ نہ رہ سکے، اپنے ایک دوست کو یہ کہتے ہوئے دیدی "یہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ اسکی خوب خاطر کرنا!"

جب جہاز کے انجن نے حرکت کی تو اس کا ایک دوست رونے لگا۔ ہوا باز نے کہا "کیوں روتے ہو؟ رونے کی کوئی وجہ نہیں۔ خدا حافظ!" اب "گہوارۂ موت" ہوا میں تھا!

روانگی کے بعد نوجوان کی ماں نے کہا "چارلی ضرور پیرس پہنچ جائے گا۔ مجھے یقین ہے۔ اگر جہاز میں جگہ ہوتی تو میں بھی اس کے ساتھ سفر کرتی!" زندہ قوم کی عورتوں کا یہ حال ہے!

۲۱ مئی کی شام کو "گہوارۂ موت" پیرس میں تھا! جہاز اترتے ہی امریکن سفارتخانہ کا ڈاکٹر دوڑا اور ہوا باز کا طبی معائنہ کرنا چاہا۔ بہادر لڑکے نے ڈاکٹر کو روک دیا "کوئی ضرورت نہیں میں ذرا بھی تھکا نہیں ہوں"

پھر حاضرین کے اصرار پر اسنے اپنے اس حیرت انگیز سفر کے متعلق صرف اس قدر کہا:

"نیویارک کے رصد خانے نے اڑنے سے پہلے مجھے خبر دی کہ فضا کی حالت بہت ہی خراب ہے۔ راستہ میں مجھے اس کی پوری تصدیق ہو گئی۔ ۱۶۰۰ کیلومیٹر مسافت میں نے سخت برفانی آندھیوں میں طے کی۔ میں اس طوفان سے بچنے کے لئے کبھی ۳۰۰۰ میٹر بلندی پر اڑ جاتا تھا اور کبھی اتنا نیچا ہو جاتا تھا کہ سمندر کو چھو سکتا تھا۔ میں اس حال میں سطح سمندر سے صرف ۳ میٹر بلند ہوتا تھا۔ راستہ بھر مجھے ذرا بھی نیند محسوس نہیں ہوئی۔ میں ایک ایسی حالت میں تھا جو نیند کی حالت قبول نہیں کر سکتی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ پیرس سے بھی آگے تک میں جا سکتا تھا۔ کیونکہ میرے جہاز میں کافی پٹرول بچ رہا ہے"

اس گفتگو کے بعد ہوا باز آرام کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے دن امریکن سفارتخانے میں اسے مدعو کیا۔ یہاں سفیر نے بے تار کی ٹیلیفون کے ذریعہ نوجوان کی ماں سے گفتگو کا انتظام کر رکھا تھا۔

"ہیلو" ہوا باز نے اپنی ماں کو مخاطب کیا "معاملہ کچھ بھی نہ تھا! تم خیریت سے ہوگی۔ میں بالکل تندرست ہوں۔ ختم سفر ہو گئی!"

"سب سے زیادہ کٹھن گھڑی کون سی تھی؟" اخبار نویسوں نے سوال کیا۔

"سب سے زیادہ کٹھن گھڑی، پیرس پہنچنے اور لاکھوں آدمیوں کے ہجوم میں گھر جانے کی گھڑی تھی" ہوا باز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "نیویارک سے پرواز بہت ہی تکلیف دہ تھی۔ میں سمجھتا تھا اس سے زیادہ تکلیف پیش نہیں آ سکے گی۔ لیکن بمنزل پہنچنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ تکلیف کچھ بھی نہ تھی۔ میں اب نہایت ہی کثیف کہر میں گھر گیا تھا۔ کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا برف کی ہولناک بارش ہو رہی تھی اور میں بار بار ہمت ہار رہا تھا میں نے بڑی کوشش کی کہ برفانی طوفان کے اوپر نکل جاؤں مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ اسوقت میں نے ناامیدی محسوس کی اور واپسی کا خیال کیا۔ مگر ناکامی کی ذلت، موت سے زیادہ سخت تھی۔ میں نے اپنے دل سے کہا "ایک دن مرنا ہے۔ کچھ پرواہ نہیں اگر اسی سمندر میں قبر بنجائے" میں برابر جدوجہد کرتا رہا یہاں تک کہ طوفان نکل گیا اور موسم خوشگوار ہو گیا۔ دوسرے دن دوپہر کے قریب مجھے سمندر میں ماہی گیروں کی چند بادبانی کشتیاں نظر آئیں۔ آہ! میری مسرت ناقابل بیان تھی۔ میں بالکل نیچے اتر آیا۔ قریب تھا میرا جہاز کشتیوں کے مستول سے ٹکرا جائے۔ میں نے چلا کر کہا "کیا یہی آئرلینڈ کا راستہ ہے؟" وہ حیرت سے میرے جہاز کو تک رہے تھے۔ شاید مجھے مجنوں سمجھے۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا یا دیا اور میں نے سنا نہیں۔ بہرحال تقریباً ۴ بجے شام کو مجھے دور زمین دکھائی دی۔ میں پھر نیچے اتر آیا اور غور سے وہ سنگلاخ چٹانیں دیکھیں جو سمندر میں بھوتوں کی طرح سر نکالے کھڑی تھیں۔ میں نے فوراً پہچان لیا کہ یہ آئرلینڈ ہے۔ اب مجھے اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ میں آئرلینڈ اور انگلینڈ کی فضا میں بالکل نیچے اڑ رہا تھا مگر کسی نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں راستہ بھولا نہیں۔ سیدھا پیرس آ گیا۔ لیکن عین وقت پر یہاں کے ہوائی اسٹیشن کا راستہ بھول گیا۔ مگر زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ اسٹیشن کی روشنی نے میری رہنمائی کی"

اس گفتگو کے بعد ہوا باز کپتان نجیسر کی ماں سے ملنے گیا۔ پیرس کی نازنینوں نے جو خوبصورت نجیسر کھو چکی ہیں، اسے دیکھا تو چلائیں "واقعی یہ خوبصورت ہے!"

غرضکہ وہ ہوائی مہم سر ہو گئی جو اب تک ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ نیویارک سے پیرس تک ۶ ہزار کیلومیٹر کی مسافت ایک پرواز میں طے ہو گئی اور صرف ساڑھے ۳۳ گھنٹوں کی مدت میں!

۲۵ ہزار ڈالر مہم سر کرنے والے کے لئے انعام تھا۔ ۲۲ سالہ نوجوان چارلس نے اسے حاصل کر لیا!

دنیا کی بہترین پنسل
امریکن کارخانہ "شیفر"
کی
"لائف ٹائم" پنسل ہے
اسلئے کہ
(۱) "لائف ٹائم" یعنی عمر بھر کے لئے کافی ہے۔
(۲) اسکا خول اس قدر خوشنما اور دیدہ زیب ہے کہ دنیا کی کوئی پنسل خوبصورتی میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔
(۳) ارزانی میں بھی تمام قسم کی پنسلوں کا مقابلہ کرتی ہے
یاد رکھئے
آپکو "لائف ٹائم" پنسل خریدنی ہے!

گزر چکی ہے۔ یہ قومیت کا تحفظ نہیں ہے۔ قومیت کا تعصب ہے۔ یہ "انسانیت" اور "انسانی برادری" کے عین منافی ہے۔ یہ "انسانی آزادی و حقوق" کے اعتقاد کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ یہ آزادی کے نام سے آزادی کی پامالی، اور قومیت کے نام سے صرف طاقت کی معبودیت ہے!

نئی قومیت کے محاسن و مفاسد

اگر یورپ کی قومیتوں اور ان کے اعمال پر نظر ڈالی جائے تو حسب ذیل حقیقتیں سامنے آئیں گی:

(۱) "انسانی آزادی" اور "قومی حقوق" کے مبادیات نسبتہً قائم ہو گئے اور ان کی وجہ سے یورپ کے ذہن و اجتماع کا انقلاب عظیم وجود میں آگیا۔ "جدید قومیت" کے اصول و عقائد نے جماعتوں کے اندر ایک ایسی نئی اجتماعی طاقت پیدا کر دی جو تمام پچھلی ذکی طاقتوں سے زیادہ منظم اور قوی تھی۔

(۲) قومیت کے نشو و نما سے پہلے یورپ مذہبی تعصبات میں مبتلا تھا۔ مسیحیت کی مذہبی جکڑ بندیاں اتنی سخت تھیں کہ ذہن و دماغ کو ہلنے نہیں دیتی تھیں۔ اب "قومیت" کے فروغ نے مذہب کے تعصبات دھیمے کر دیئے۔ مذہب کی جگہ قومیت اجتماع و ارتباط کا رشتہ بن گئی۔ قومیت نے جب سر اٹھایا تھا، تو اُسے شاہی استبداد سے کہیں زیادہ پوپ اور کلیسا کے استبداد کا مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ والٹیر نے بیت المقدس کی جگہ انسانی آزادی کے لئے جنگ مقدس (کروسیڈ) کا اعلان کیا تھا۔ جب اس معرکہ میں قومیت فتحمند ہوئی تو یہ فتح شاہی اور کلیسائی، دونوں طرح کے استبدادوں پر فتح تھی۔ اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ قومیت جڑ پکڑتی جاتی تھی، اور مسیحی جمود اُکھڑتا جاتا تھا۔

(۳) "قومیت" کے فروغ سے پہلے یورپ ذہن و اعتقاد کے جن دائروں میں بند تھا، وہ حد درجہ تنگ تھے۔ اس لئے قومیت نے پچھلے دائروں سے ایک زیادہ وسیع دائرہ مہیا کر دیا اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلا کہ ہر گوشۂ فکر و عمل میں ایک ایسی وسعت پیدا ہو گئی جس کا اس سے پہلے وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

(۴) مذہبی اور نسلی تعصبات کی جگہ "قومیت" کے قائم ہو جانے کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک کے اندر تمام جماعتیں اور تمام طبقات باہمدگر متحد اور منسلک ہو گئے۔ یہ احساس کہ "فلاں انسان ہمارا ہم قوم اور ہم وطن ہے" اتنا قوی اور موثر ہو گیا کہ اس پر کوئی تعصب غالب نہ آ سکا۔ مسیحیت اور یہودیت کی تاریخی اور روایتی دشمنی مسلّم ہے۔ دنیا کے کسی گوشہ میں بھی بدنصیب یہودیوں نے وہ ظلم و ستم برداشت نہ کئے ہونگے جو یورپ کی مسیحی حکومتوں میں انہیں صدیوں تک جھیلنے پڑے۔ اٹھارویں صدی کے اواخر تک کسی انسان کے لئے یہودی ہونا ایک ناقابل معافی جرم تھا۔ لیکن اب "قومیت" کے جذبے نے یہ تمام جذبات مغلوب کر دیئے۔ سب سے پہلے انگلستان اور فرانس نے، پھر بہ تدریج یورپ کی دوسری قومیتوں نے ان کا حق قومیت بھی اُسی طرح تسلیم کر لیا، جس طرح اُن ملکوں کے مسیحی باشندوں کا تسلیم کیا تھا۔ ایک یہودی، انگریز، فرانسیسی یا جرمن ہو کر اُسی طرح ان ملکوں کے شہری اور قومی حقوق سے متمتع ہونے لگا، جس طرح مسیحی باشندے ہوتے تھے۔ انیسویں صدی میں انگریز یہودیوں کے لئے تمام برطانی عہدوں اور منصبوں کے دروازے کھول دیئے گئے حتی کہ وزارت کے بڑے سے بڑے منصب کے لئے بھی یہودیت مانع نہ رہی۔

یہ تھے "قومیت" کے محاسن۔ لیکن اس کے نتائج یہ ہیں:

(۱) یہ جو کچھ بھی ہوا صرف یورپ میں اور یورپ کے باشندوں میں ہوا۔ یورپ کے حدود سے باہر کے لئے نہ تو "انسانی آزادی" کا اعلان موثر ہو سکا، نہ "قومی حقوق" کا اعتقاد۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدیم رومن اصول کے مطابق یورپ نے فیصلہ کر لیا کہ دنیا برتر اور کمتر اقوام میں منقسم ہے۔ آزادی اور حقوق کے تمام اصول برتر اقوام کے لئے ہیں نہ کہ کمتر اقوام کے لئے۔ یورپ اور امریکہ دنیا کا نصف برتر حصہ ہے، بقیہ دنیا کمتر حصہ ہے۔ اس لئے اُسے کوئی حق نہیں کہ انسانی آزادی اور قومی حقوق کا مطالبہ کرے جو برتر اقوام کے لئے مخصوص ہیں!

(۲) فرانس جس وقت اپنے ملک کے اندر تیسرے انقلاب کے زلزلہ کی طیاریاں کر رہا تھا، تو اُس وقت کسی فرانسیسی کے ذہن میں اس بات کا خطرہ بھی نہیں گزرا کہ اسی آزادی کی امیر عبد القادر الجزائری اور اس کی بدبخت قوم کو بھی ضرورت ہے یا نہیں جسے فرانس نے اپنی فوجی طاقت سے غلام بننے پر مجبور کر دیا ہے؟ آج فرانس کی علم حریت "قومیت" شام میں جو کچھ کر رہی ہے، دنیا کے سامنے ہے۔ انگلستان کہتا ہے وہ چھوٹی قوموں کا محافظ ہے۔ آزادی کا ملجا و پناہ ہے۔ محب الوطنوں کے لئے گوشۂ امن ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کن حالات میں اور کن کے لئے ہے؟ بلاشبہ اُس نے روس کے نراجیوں کو پناہ دی، فرانس کے جلا وطنوں کے لئے دروازے کھول دیئے، یونان کی آزادی کے لئے اپنا قومی شاعر بائرن پیدا کر دیا، اٹلی کے میزینی کو اپنی آبادیوں میں جگہ دے دی، اور یورپ کے بے شمار انقلابی نقشے لندن کی گلیوں اور مکانوں ہی میں کھینچے گئے، مگر مشرق اور ایشیا کے لئے اُس کی یہ "حریت پروری" "قومیت" کیا فیصلہ کرتی رہی؟ وہ روس اور آسٹریا کے مظلوموں کو پناہ دیتا رہا، لیکن خود اُس کے ظلم و تسلط کے مظلوموں کے لئے اس کے پاس پناہ دینے کا کیا سامان تھا؟ جواب کی ضرورت نہیں کیونکہ آج مشرق اور ایشیا کا ہر گوشہ زبان حال سے جواب دے رہا ہے!

(۳) چونکہ "دفاعی قومیت" کی جگہ "ہجومی قومیت" کا جارحانہ مزاج پیدا ہو گیا تھا، اس لئے خود یورپ کو بھی اپنی "قومی عصبیت" کے نتائج سے نجات نہ مل سکی۔ بلاشبہ غیر یورپین اقوام و بلاد کے مقابلہ میں اُس نے اپنے لئے آزادی و حقوق کا ایک بلند معیار قرار دے لیا، لیکن یہ معیار گروہ بندی کی تنگ نظری اور قومی برتری و تسلط کے جذبات پر غالب نہ آ سکا جو "ہجومی قومیت" کے لازمی خواص ہیں۔ "قومی برتری" کی حرص نے تصادم و کشاکش کی حالت پیدا کر دی، اور جماعتی ذہنیتوں پر "حق" کی جگہ اُسی "طاقت" کے ...... اصول کی فرمانروائی قائم ہو گئی جس کے خلاف اس زور شور سے اعلان جنگ کیا گیا تھا۔ "قومی برتری" کی اس کشاکش نے یورپین طاقتوں کے لئے ایک کبھی ختم نہ ہونے والی باہمی جنگ کی حالت پیدا کر دی ہے۔ ہر قومیت دوسری قومیت کو پیچھے ہٹانا اور خود آگے بڑھنا چاہتی ہے۔ مقابلہ کا ایک بڑا میدان مشرقی ممالک کی کمزوری نے بہم پہونچا دیا۔ ہر قوم چاہتی ہے اس میدان میں سب سے بڑھ کر غاصب اور سب سے زیادہ طامع ثابت ہو۔ استعمار، تجارت، اسلحہ سازی، مادی تقدم، اور صنعتی تفوق! ہر گوشہ میں مقابلہ ہے۔ پچھلی عالمگیر جنگ قومی مزاج کی اسی بھیانک حالت کا نتیجہ تھی، اور ابھی اُس کے عالمگیر زخم کا خون خشک نہیں ہوا تھا کہ ایک دوسرے تصادم کا میدان طیار ہونے لگا!

(۴) اسی طرح "قومی عصبیت" کی ساری [illegible] پوری شدت کے ساتھ پیدا ہو گئیں۔ [illegible] [illegible] بدل دیا ہے۔ یہ نہیں [illegible]

کا غرور اور ہندوستان کے برہمنوں کی مغرورانہ تمکنت بالکل ایک نئی صورت میں اُبھر آئی جو پہلی صورت سے کہیں زیادہ طاقتور اور بے پناہ ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ "انسانیت" کا دائرہ اب بھی ویسا ہی تنگ ہے جیسا پہلے تھا۔

ردّ عمل

ضروری تھا کہ اس حالت کا ردّ عمل پیدا ہو۔ "ہجومی قومیت" کا مجنونانہ غلو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب دنیا کا تغیر پسند مزاج زیادہ عرصہ تک متحمل نہیں ہو سکتا۔

انیسویں صدی ابھی زیادہ آگے نہیں بڑھی تھی کہ اس کے آثار شروع ہو گئے۔ سوسائٹی کے نچلے طبقوں نے دیکھا کہ آزادی اور مساوات کی اتنی ہنگامہ آرائیوں کے بعد بھی حقیقی آزادی اور مساوات بدستور مفقود ہیں۔ موجودہ نظام قومیت جو آزادی و مساوات کی بنیادوں پر قائم ہوا تھا، اب خود آزادی و مساوات کی راہ میں روک بن گیا ہے۔ نئے دور سے پہلے دنیا کا استبداد اور غیر مساویانہ امتیاز چند افراد اور خاندانوں میں محدود تھا، اب وہ بڑے گروہوں میں پھیل گیا ہے۔ اس لئے حق و مساوات کے مقابلہ میں طاقت اُتنی سمٹی ہوئی اور مرکز کی حالت میں نہیں ہے جس قدر پہلے تھی۔ تاہم جہاں تک انسانی آزادی و مساوات کا تعلق ہے، نوع انسانی اب بھی اُس سے اُسی طرح محروم ہے جس طرح پہلے تھی!

اس سے بھی زیادہ یہ کہ سرمایہ داری کی طاقت نے آج پہلے سے بھی کہیں زیادہ اقتدار حاصل کر لیا ہے۔ پہلے انسانوں پر جو اختیار و تسلط صدیوں کی شاہی نسل اور امیرانہ روایت حاصل کر سکتی تھی اب وہ اختیار چند مہینوں اور برسوں کے اندر ایک سرمایہ دار محض روپیہ کے ذریعہ حاصل کر لیتا ہے اور دنیا کی صلح و جنگ اور ملکوں اور قوموں کی حکومت و محکومی کی باگ فوراً اُس کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے!

انیسویں صدی کے "سوشلزم" کی تخم ریزی اسی ردّ عمل کا نتیجہ تھی۔ اب یہ بڑھتے بڑھتے "کمیونزم" تک پہونچ گیا ہے، اور مشرقی یورپ کا نظام قومیت بلکہ ہیئت اجتماعیہ (سوسائٹی) کا پورا نظام اُلٹ دینا چاہتا ہے۔

عالمگیر جنگ یورپ اس نظام قومیت کی نامرادیوں کا سب سے بڑا اعلان تھا۔ ۴ سال تک خون اور آگ میں رہ کر جب دنیا نے دوبارہ سنبھالا لیا تو زندگی اور امن کی جستجو از سر نو شروع ہو گئی۔ اُن تمام لوگوں نے جن کی ذہنیت کسی قومی نظام حکومت کی غرض پرستیوں سے آلودہ نہ تھی، محسوس کر لیا کہ پچھلا نظام اب دنیا کو زیادہ عرصہ تک مطمئن نہیں رکھ سکتا۔ یورپ کے حکما اور مفکرین میں ایک بڑا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو قومیت کی اس عصبیت سے اُکتا گیا ہے اور "قومیت" کی جگہ "انسانیت" کی وسیع فضا ڈھونڈھ رہا ہے۔ طرح طرح کے نئے نظریے اور نئی تجویزیں دماغوں میں نشو و نما پا رہی ہیں۔ "دنیا کے نظام اجتماع کی نئی تقسیم" اور "انسانی برادری کا غیر مشروط حلقہ" وقت کا سب سے زیادہ اہم اور دلچسپ فکر ہے۔

اگر بحیثیت مجموعی دنیا کی موجودہ ذہنی فضا پر نظر ڈالی جائے، تو صاف نظر آتا ہے کہ ایک موسم ختم ہو رہا ہے اور دوسرے کی آمد آمد ہے۔ جس زمانہ سے ہم گزر رہے ہیں، عجب نہیں مستقبل کا مورخ اسی عہد تبدل کے آثار کی جستجو کرے۔ نہیں کہا جا سکتا نئے موسم کا پیغام کیا ہوگا؟ لیکن یہ ضرور ہے کہ دنیا اس وقت تک جن جماعتی دائروں میں محصور رہی ہے اُس سے ایک زیادہ وسیع دائرے کی طرف قدم بڑھائے۔ کیا وہ "انسانیت" اور "انسانی برادری" کی منزل ہوگی؟ کیا دنیا اُس نقطہ تک پہنچ گئی ہے جس نقطہ تک اب سے تیرہ سو برس پہلے اسلام نے اُسے پہنچانا چاہا تھا مگر نہ پہنچ سکی؟ اس کا جواب صرف مستقبل ہی دے سکتا ہے۔ مگر سردست ہمیں اس جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں یہ سوال حل کرنا ہے کہ ہم — بحالات موجودہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ یعنی جہاں تک "قوم" اور "قومیت" کا تعلق ہے، ہمارا طریقِ کار کیا ہونا چاہیے؟ ناگزیر ہے کہ اس موضوع کے لئے ایک اور مجلس بحث و فکر آراستہ کی جائے۔

دفاعی قومیت کی پیدائش

از منۂ وسطیٰ (ڈل ایجز) کے بعد جب یورپ نے کروٹ بدلی اور نئے تمدن کی نشوونما شروع ہوئی، تو اُس کے ساتھ ساتھ ایک نئے قسم کی اجتماعی زندگی بھی نشوونما پانے لگی۔ یہ وہ وقت تھا جب ایک طرف علم اور آزادی کی روح تمام یورپ میں پھیل رہی تھی، دوسری طرف شخصی حکومتوں کا استبداد اور اجنبی تسلط کا ظلم اپنی تمام پرانی روایتوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک نئی کشمکش شروع ہوگئی۔ ایک طرف شاہی تاج و تخت اور اس کے غیر محدود دعوے تھے۔ دوسری طرف علم و آزادی کے پیدا کئے ہوئے نئے نئے اصول اور نئے نئے ولولے تھے۔ تاج و تخت کے مقابلے میں جب عوام کے جذبات آزادی جوش میں آئے تو خود بخود ایک نہایت موثر اور طاقتور لفظ وجود میں آگیا۔ یہ لفظ پہلے سے موجود تھا لیکن اس کے ساحرانہ معانی لوگوں کو معلوم نہ تھے۔ اب ہر شخص کے سامنے آگئے۔ یہ لفظ "قوم" تھا، اور یہ انکشاف "قوم ہونے" یعنی "قومیت" کا انکشاف تھا۔ شاہی تاج و تخت کا دعوا تھا جیسا کہ بدنصیب لوئیس شانزدہم نے بعد کو کہا: "حق اور طاقت میں ہوں" عوام اب اسے تسلیم کرنے کے لئے طیار نہ تھے۔ خود بخود سوال پیدا ہوگیا کہ اگر شاہی نسل اور تاج و تخت کی وراثت، حق اور طاقت کا جائز سرچشمہ نہیں ہے تو پھر کون ہے؟ وہ کونسی قوت ہے جس کے سامنے شاہی تاج و تخت کو بھی سر جھکا دینا چاہئے؟ خود بخود جواب پیدا ہوگیا کہ "قوم" ہے۔ صرف "قوم" ہی ہر طرح کے حق و طاقت کا سرچشمہ ہے۔ صرف قوم ہی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنے اوپر حکومت کرے!

"رعیت" اور "قوم"

اُس وقت تک عوام کا اعتقاد یہ تھا کہ طاقت کا مرکز شاہی تاج و تخت ہے۔ اب طاقت کا ایک نیا مرکز نمودار ہوگیا جو خود اُن کے اندر پوشیدہ تھا مگر اُسے خبر نہ تھی۔ یہ "قوم" اور "قوم ہونے" کی طاقت تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یکایک صورت حال میں ایک عظیم انقلاب ہوگیا۔ یعنی "رعیت" کی جگہ "قومیت" نے لے لی۔ اب عوام "رعیت" نہ تھے۔ "قوم" تھے۔ جب تک وہ "رعیت" تھے، دنیا کی قوت شاہی اور شاہیت میں مرتکز تھی۔ اب وہ "قوم" ہوگئے تو ساری قوت خود اُنہی میں سمٹ آئی۔ صرف اتنی تبدیلی نے دنیا کی اجتماعی زندگی کا پورا نقشہ بدل دیا۔ کارلائل CARLYLE کے بلاغت طراز لفظوں میں "رعیت کا قوم ہو جانا دنیا کا ایک ہی مرتبہ اُلٹ پلٹ ہو جانا تھا۔ زبانوں کا کوئی لفظ بھی اُس انقلاب حال کی تعبیر نہیں کر سکتا جو صرف ان دو سادہ لفظوں کے اُدل بدل ہو جانے سے نوع انسانی کی تاریخ میں پیدا ہوگیا!"

دنیا میں صرف انسان ہی پیدا نہیں ہوتے۔ الفاظ بھی پیدا ہوتے ہیں، اور جس طرح ایک عظیم انسان کی پیدائش دنیا کے انقلابات کی پیدائش ہوتی ہے، اُسی طرح بعض عظیم لفظوں کی پیدائش میں بھی عظیم انقلابات مضمر ہوتے ہیں۔ بلاشبہ لفظ "قوم" کی پیدائش تاریخ کا انقلاب عظیم تھا۔ لیکن اگر کارلائل چند قدم آگے بڑھ سکتا تو دیکھتا کہ دنیا کا سب سے بڑا انقلاب لفظ "قوم" کی پیدائش میں نہیں بلکہ "انسان" کی پیدائش میں مضمر ہے۔ کون ہے جو اُس انقلاب کی عظمت کا نقشہ کھینچ سکتا ہے؟

جن اشخاص نے انقلاب فرانس کی ابتدائی تخم ریزی کی تھی، اُن میں والٹیر Voltaire اور روسو Rousseau سب سے آگے ہیں۔ روسو کی کتاب "معاہدۂ اجتماعی" Social Contract دنیا کے جدید جمہوری عہد کا اولین صحیفہ سمجھی جاتی ہے۔ یہ کتاب جب لکھی گئی تھی، تو لوگ اس کی خیالی نقش آرائیوں پر ہنستے تھے لیکن کارلائل کے تاریخی اور ضرب المثل لفظوں میں "جب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو اُس کی جلد باندھنے کے لئے اُن لوگوں کا چمڑا استعمال میں لایا گیا جنہوں نے اس کی ہنسی اڑائی تھی!"

روسو نے انسانی آزادی و حقوق کا نقشہ کھینچتے ہوئے قوم اور قومیت کے بھی خال و خط آراستہ کئے ہیں۔ وہ انسان کی انفرادی آزادی کے اعتقاد کے ساتھ "قوم" کا حلقۂ ارتباط بھی قائم کرتا ہے اور اسے ایک "معاشرتی معاہدہ" سے تعبیر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے سوسائٹی کا ہر فرد آزاد ہے اور تمام افراد کے حقوق مساوی ہیں، لیکن سوسائٹی کا انتظام قائم رکھنے کے لئے ایک منتظم حلقہ کی ضرورت ہے۔ یہ حلقہ قومی نظام کا حلقہ ہے۔ "قوم" اور "قوم ہونا" ہی وہ تنہا نظام ہے جسے حکم اور تنظیم کی ساری قوتیں حاصل ہونی چاہئیں۔ اسمیں شک نہیں کہ روسو نے جس آزاد نظام معاشرت اور دنیا کے "آزاد اور روشن عہد" کا خواب دیکھا تھا، اُس کی تعبیر دنیا کو نہیں ملی، لیکن اُس کے "قومیت" اور "جمہوریت" کے اصول دنیا نے بغیر کسی تامل کے قبول کر لئے، اور پھر انقلاب فرانس کا وہ خونیں سیلاب نمودار ہوا جو عہد قدیم کے تمام شخصی اور شاہی اصول و عقائد بہا لے گیا!

گزشتہ دو صدیوں سے دنیا "قومیت" کے انہی بنیادی اصول پر گامزن ہے۔

جدید "قومیت" کے مبادیات

یہ جدید "قومیت" جن مبادیات اور عقائد پر قائم ہوئی، اسکے اہم اصول حسب ذیل ہیں:

(۱) باشندوں کا جو گروہ کسی خاص جغرافیائی حدود کے اندر، نسل، یا وطن، یا زبان، یا معاشرت کی یکانگت کی بنا پر آباد ہو، جب اُس کے افراد اپنے آپ کو ایک "قوم" محسوس کریں، تو وہ ایک "قوم" ہیں، اور کسی کو حق حاصل نہیں کہ انکے "قوم" ہونے سے انکار کرے۔

(۲) ہر قوم کا پیدائشی اور فطری حق ہے کہ وہ آزاد رہے، اور اپنی پسند کے مطابق اپنے تمام معاملات کا فیصلہ کرے۔ کسی دوسری قوم کو حق نہیں کہ اسمیں مداخلت کرے۔

(۳) "قومی آزادی" کے حق کی بنا قدرتی حق ہے، نہ کہ طاقت اور تحفظ۔ اگر ایک قوم کمزور ہے، یا اپنے معاملات کا بہترین انتظام نہیں کر سکتی، تو اس کی وجہ سے کسی دوسری طاقتور یا زیادہ شائستہ قوم کو یہ حق حاصل نہیں ہو جاتا کہ اس پر حکومت کرے۔ طاقت کے ذریعہ کسی قوم کے حق قومیت کو سلب کرنا، دنیا کے عالمگیر اور قدرتی قانون کی خلاف ورزی ہے۔

(۴) ہر طرح اور ہر نوعیت کی بالادستی اور اقتدار کا مرکز "قوم" ہے۔ کوئی جماعت یا کوئی فرد کوئی ایسا اختیار کام میں نہیں لا سکتا جسے براہ راست قوم سے بطریق جائز حاصل نہ کیا گیا ہو۔

(۵) قوم کے تمام افراد اپنے تمام شہری، معاشرتی، اور قانونی حقوق میں مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ نسل، خاندان، اور پیشہ کی وجہ سے کسی کو کوئی امتیاز حاصل نہیں ہو سکتا۔ معاشرتی ترقی و تنزل کا معیار ہر فرد کی قدرتی اور اکتسابی قابلیت ہے۔ نہ کہ نسل و خاندان۔

قوم، قومیت، اور قومی حقوق کے یہ مبادیات اور اصل انسانی آزادی و حقوق کے اُسی مواد سے پیدا ہوئے تھے جنہیں یورپ میں نئے تمدنی عہد نے پیدا کیا تھا۔ اور جن کے واعظ والٹیر، روسو، اور فرانس کے انسائیکلوپیڈیا کے اصحاب تھے۔ "قوم" اور "قومیت" کے حقوق اس نقطہ سے شروع ہوئے کہ انسان اور انسان کے حقوق کیا ہیں؟ اس اصل نے کہ "ہر انسان فطرۃً آزاد ہے اور اس کی آزادی کے لئے کوئی روک نہیں ہونی چاہئے جب تک وہ کسی دوسرے کی آزادی کے لئے روک نہ ہو" یہ قاعدہ بھی پیدا کر دیا کہ "ہر قوم کو آزاد ہونا چاہئے۔ اور کسی فرد یا جماعت کو یہ حق نہیں کہ اُس کی آزادی میں خلل انداز ہو"

ان مبادیات کا جس سرزمین نے بحیثیت ایک قوم کے دنیا میں اعلان کیا وہ امریکہ اور فرانس ہے۔ امریکہ کے اعلانات ۱۷۷۶ء اور ۱۷۸۹ء کے تاریخ میں ثبت ہو چکے ہیں۔ اُسنے انہی مبادیات کی بنا پر انگلستان کا مقابلہ کیا اور فتحمند ہوئی۔ فرانس کا اعلان اُسکے انقلاب کا اعلان ہے جو تاریخ میں "اعلان حقوق انسانی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جسے فرانسیسی اسمبلی نے ۲۰ر اگست ۱۷۸۹ء میں منظور کیا تھا۔

"ہجومی قومیت"

گزشتہ تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ یورپ کی جدید "قومیت" کے عناصر انسانی آزادی و حقوق کے مواد سے حاصل کئے گئے تھے، اُس کا ظہور ہجوم کے لئے نہیں بلکہ دفاع کے لئے ہوا تھا۔ یہ دراصل پورے معنوں میں "دفاعی قومیت" تھی جو شاہی استبداد اور اجنبی تسلط کا مقابلہ کرنے کے لئے وجود میں آئی تھی۔ ایک طرف مظلوم اور پامال رعایا اُٹھی تاکہ بادشاہوں اور امیروں کے ظلم و ستم کے مقابلے میں "قومی حق" کا علم بلند کریں۔ دوسری طرف کمزور قوموں نے سنبھالا لیا تاکہ اجنبی حکمرانی کا مقابلہ کرنے کے لئے مرکز "قومیت" میں اپنی منتشر قوتیں جمع کر لیں۔ انگلستان اور فرانس نے شاہی تاج و تخت کے استبداد کا مقابلہ کیا۔ امریکہ نے انگلستان کی محکومیت سے انکار کر دیا۔ یونان اور بلقانی قوموں نے عثمانی شہنشاہی سے آزادی حاصل کر لی۔ پولینڈ روسی تسلط کے خلاف بار بار اُٹھا اور مقابل ہوا۔ اٹلی نے آسٹریا کی فوجیں ہمیشہ کے لئے اپنے وطن سے باہر کر دیں۔ اسی طرح یورپ کے ہر گروہ نے اپنے اپنے وطن کے جغرافیائی حدود بنائے اور اُن کے حصار میں اپنی "قومیت" کا قلعہ تعمیر کر لیا۔ نپولین کے زوال کے بعد جب یورپ کا نقشہ از سر نو بنایا گیا، تو یہ وطنی اور قومی حد بندیاں نقشہ کے خطوط میں داخل ہو گئیں۔

لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ کیا انسانی آزادی و حقوق کے وہ تمام اصول جو ان قومیتوں کا مایۂ خمیر تھے، دنیا میں قائم ہو گئے؟ کیا امریکہ کے "اعلان آزادی" اور انقلاب فرانس کے "اعلان حقوق انسانی" کے مبادیات نے دنیا کی تمام قوموں کے لئے حق و آزادی کی نعمت مہیا کر دی؟ کیا واقعی طاقت کی جگہ حق کا اور استبداد کی جگہ آزادی کا دعویٰ تسلیم کر لیا گیا؟

دنیا نے حیرت و دہشت کے ساتھ دیکھا کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی۔ وہی "قومیتیں" جو انسان کے انفرادی و قومی حقوق کی حفاظت اور دفاع کے لئے وجود میں آئی تھیں کچھ دنوں کے بعد انسانی آزادی و حقوق کی پامالی و اتلاف کا ذریعہ ہو گئیں۔ اُن کی ابتدا "دفاعی قومیت" سے ہوئی تھی لیکن اُن کا ظہور "ہجومی قومیت" کی شکل میں ہوا۔ جاہلی تنگ نظری، وطنی فخر و کبر، اور قومی برتری و اقتدار کے تمام جذبات اُبھر آئے، اور انسانی آزادی و حقوق کے مبادیات و اصول اس لئے رہ گئے کہ ہر قوم صرف اپنے لئے اُن کا نفاذ چاہے اور اپنے سوا سب کو اُن سے محروم دیکھے!

یہ وہی "وطنی و قومی عصبیت" کی مابلاء ہے جس کی تشریح اوپر

قرآن مجید

(مترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن

یہ ترجمہ جسکے لئے مسلمان مدتوں سے سراپا انتظار تھے بفضلہ تعالی نہایت آب و تاب کے ساتھہ چھپ کر مکمل ہو گیا ہے اور بکثرت طلب پا جا رہا ہے - آج تک جسقدر ترجمے قرآن پاک کے ہوچکے ہیں یہ ترجمہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے - تحت لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور سلیس ہے - زبان ایسی شستہ اور صاف ہے جس کو معمولی لکھا پڑھا بھی بخوبی سمجھہ سکے لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلی زمین حقانی چھپی ہوئی پختہ ہے - ہدیہ مجلد چرمی منقش سنہری پندرہ روپئے - جلد اعلی منقش طلائی ۱۸ روپیہ محصولڈاک و خرچ پیکنگ ۲ روپیہ فرمایش

کے ساتھہ ۵ روپیہ پیشگی آنا ضروری ہیں - نمونہ مفت

* * *

اخبار مدینہ (بجنور)

(ہفتہ میں دو بار)

سنہ ۱۹۱۲ع سے قابل اہل قلم اڈیٹروں کی زیر ادارت جاری ہے خدمت قوم و ملک پاسداری مذہب و ملت اس کا شعار ہے - آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علمبردار' اردو جرائد میں کثیر الاشاعت' سیاست حاضرہ کا مبصر حق و صداقت کا مشتہر' عربی و انگریزی اخبارات کا خلاصہ' دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچنے والا' ملاحظہ و مطالعہ خود ہمارے بیان کی تصدیق کردیگا - نمونہ مفت - قیمت سالانہ ۶ روپیہ - ششماہی تین روپیہ آٹھہ آنہ - سہ ماہی ۲ روپیہ فی پرچہ ایک آنہ ممالک غیر سے ۸ روپیہ سالانہ -

* * *

غنچہ رسالہ ہفتہ وار

بچوں کا معلم بچیوں کا اتالیق' طالب علموں کا استاد' علم و فن کا خزینہ' معلومات کی کان اخلاقیات و ادبیات کا گنجینہ' ہفتہ وار خاص ملک و ملت کے نونہالوں کیلئے شائع ہوتا ہے - زبان سلیس اور عام فہم ہے اپنے بچوں کیلئے ضرور طلب فرمائیے قیمت سالانہ ۳ روپیہ -

* * *

محمد مجید حسن: مالک مدیر
مدینہ و غنچہ - بجنور

آب حیات

جملہ اقسام کی انسانی و حیوانی بیماریوں کا فوری علاج جس کے متعلق بیس (۲۰) سال میں تیس (۳۰) ہزار سرٹیفکیٹ موصول ہوچکے ہیں قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ (عہ) نمونہ کی شیشی ۸/

اکسیر عنبری مقوی اعضائے رئیسہ اور مردانہ طاقت بڑھانے والی گولیاں قیمت فی شیشی چار روپیہ (۴)

نمک سلیمانی معدہ کی خرابیوں کو دور کرنے اور خون صالح پیدا کرنے کی بہترین دوائی ہے قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲/)

مفصل فہرست ادویہ مفت

مینجر کارخانہ آب حیات پنڈی بہاؤالدین
(پنجاب)

Ab-i-Hayat Pharmacy,
PINDI BAHA-UD-DIN, PUNJAB.

اسلامی مذاق کی کتابیں

قرآن حدیث تصوف فقہ عقائد تاریخ اور علوم جدیدہ پر بہترین اور تازہ کتابیں دیکھنا چاہیں تو ہماری فہرست منگائیں مزید برآں اگر مذہبی کتابوں کی تجارت پر روپیہ کا نفع اٹھانا چاہیں تو قواعد منگا کر ملاحظہ فرماویں پتہ یہ ہے

مینجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین پنجاب

The
SUFI PRINTING and PUBLISHING Co Ltd
PINDI BAHA-UD-DIN

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے:

J. & E. Bumpus Limited
350: Oxford Street
LONDON, W. 1

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُن کے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہوا!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہے۔
یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ۔
مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں۔
نئی اور پرانی، دونوں طرح کی کتابیں۔
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے۔
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی، اور سستے سے سستے ایڈیشن۔
آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں۔
ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے۔

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

دنيا كي بهترين كتابوں كيلئے بهترين رهنما:

ٹائمز افس لنڈن كا ادبي ضميمه

يه ضميمه دنيا كي تمام كتابوں پر هفته وار دلچسپ اور رفيع تبصره كرتا هے -

اسكا معتدل نقد علمي حلقوں ميں مسلم هے

اس ميں چند صفحات وقت كے جاري اور زير بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هيں جنكي اهميت كا عام طور پر اعتراف كيا گيا هے -

اپنے يهاں كے ايجنٹ سے تقاضه كيجئے كه وه ٹائمز لنڈن كا هفته وار ادبي ضميمه آپكے لئے مهيا كرے - ليكن اگر آپ چاهيں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب كر سكتے هيں

دنيا كے هر معلم اور ماهر فن تعليم كيلئے

ضروري هے كه

ٹائمز اف لنڈن كا تعليمي ضميمه مطالعه كرے -

اگر آپ چاهتے هيں كه فن تعليم كے تمام نظري اور عملي تغيرات و ترقيات سے بے خبر نه رهيں ' تو آپكو يه ضميمه بلا ناغه مطالعه ميں ركهنا چاهيے -

يه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبريں اور مباحث جمع كرديتا هے - ماهرين فن اور مشاهير تعليم كے قلم سے اسكے صفحات مرتب هوتے هيں -

اپنے يهاں كے ايجنٹ سے طلب كيجئے -

ورنه

The Publisher.

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب كرسكتے هيں

كيا آپ تجارت كرني چاهتے هيں ؟

اگر آپ چاهتے هيں كه يورپ اور امريكه كے تمام بڑے بڑے كارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم كريں ' نفع بخش ايجنسياں ليں ' هندوستان سے خام پيدا وار بهيجيں ' نئي نئي ايجادات سے اپنے ملك كو آشنا كريں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمايه ليكر ايك وسيع كار و بار شروع كرديں ' تو آپ كو ابتدا ميں بهت سي باتيں معلوم كرني چاهئيں - اس طرح كي تجارت كے گر اور بهيد سيكهنے چاهئيں - هندوستان كے تمام حلقوں اور يورپ و امريكه كے تمام كارخانوں اور كوٹهيوں كے حالات اور اصول معاملت معلوم كرنے چاهئيں - بغير اس كے آپ كامياب نهيں هوسكتے -

اگر آپ چاهتے هيں كه بهت تهوڑا سا وقت خرچ كركے يه ساري باتيں با قاعده علمي اصول پر معلوم كرليں ' تو آپكو چاهيے كه هم سے خط و كتابت كريں - هم يه كام به حيثيت ايك ماهر فن كے كر رهے هيں - خط و كتابت كے بعد هي آپكو معلوم هو جائيگا كه آپكے مقصد كيلئے هم كس درجه مفيد هيں ؟

همارے تعلقات دنيا كے تمام تجارتي حلقوں سے هيں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اينڈ كو - برلن

پوسٹ بكس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح كي مشينيں جو گرم ملكوں كے ميووں كو خشك كرنے اور پهلوں كو محفوظ ركهنے كيلئے ضروري هيں ' اس كارخانے ميں طيار كي جاتي هيں - تمام دنيا ميں اس قسم كي مشينوں كا يه بهترين كارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و كتابت كيجيے -

ياد ركهيے

ميووں ' تركاريوں اور هر طرح كے زرعي مواد كو خشك كرنے كا بهترين طريقه وه هے جو " نئے سسٹم " كے نام سے متمدن ممالك ميں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " كے مطابق كام كرنے والي مشينيں صرف اسي كارخانه سے مل سكتي هيں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA.
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٥ — کلکتہ : جمعہ ١٥ - محرم ١٣٤٦ ہجری — جلد ١

Calcutta : Friday, 15, July 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

ضروری ھی کہ ھم اسکا اب فیصلہ کرلین

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعۃ نہین رکھتی ۔

طباعۃ کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رھکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہین کرسکتی ۔

ھندی اور ھندوستان کی تمام زبانون نی ، نیز عربی ، فارسی ، ترکی ، تینون سامی زبانون نی حروف کی چھپائی اختیار کرلی ھی اور انکی طباعۃ یورپ کی طباعۃ کا مقابلہ کر رھی ھی ۔ کیون اردو زبان بھی ایسا نہ کری جو اسی رسم الخط مین لکھی جاتی ھی ؟

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تک بن سکی ھین ، وہ ھین جن مین الہلال چھپتا ھی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ ھی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی ھین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاھین پسند کرلین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

ھماری رای مین بہترین حروف یہی ھین ۔ اگر فارسی اور ترکی کیلیي یہ نا موزون نہین تو اردو کیلیي کیون نا موزون ھون ؟

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی ھمین اطلاع دیجیي ۔ یاد رکھیي ۔ طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیي سب سی زیادہ اھم مسئلہ ھی ۔ ضروری ھی کہ اسکی تمام نقایص ایک بار دور کر دی جائین ۔

الہلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالی گنج سرکلر روڈ کلکتہ سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہی	سات روپیہ
قیمت فی پرچہ	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مینیجر الہلال " کے نام سے کی جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر " ایڈیٹر " کا نام ہونا چاہیے

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداری لکھیے جسکی اطلاع آپکو وصول قیمت کی رسید میں دیدی گئی ہے.

(۵) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ کو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ' مقامی ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) منی آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتری مواقع (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

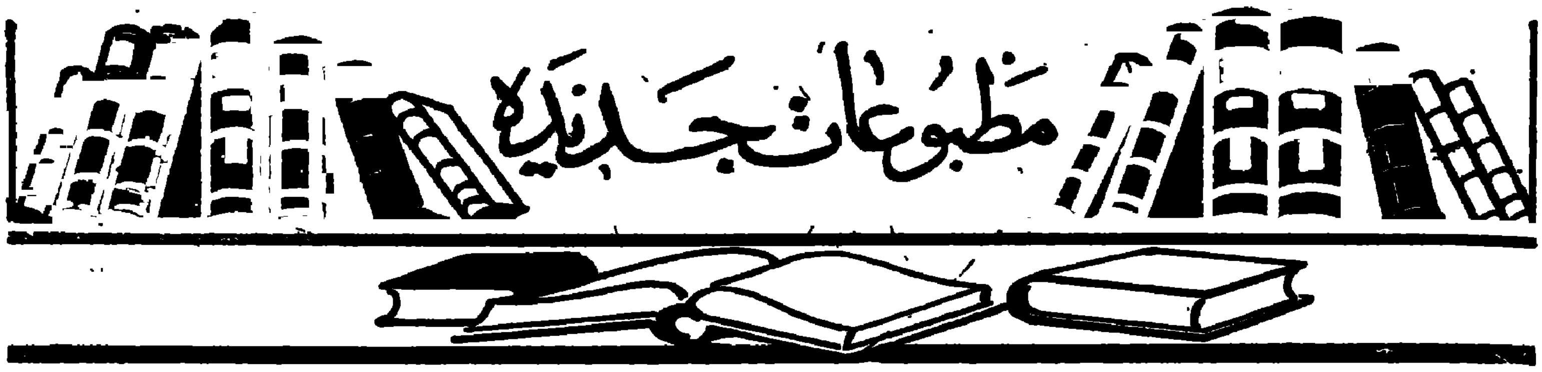

مطبوعات جدیدہ

ايك صدى قبل ايك مغربى خاتون كى مشرقية

ايك مرد نما انگريز خاتون جو شام مين متوطن هوگئى تهى -

ليڈي اسٹن هوپ

حال ميں ايک فرانسيسي اهل قلم موسيو بلوشر نے ايک نئے قسم کے تاريخي موضوع پر کتاب لکهي هے : " اٹهارهويں - صدي ميں مغرب و مشرق کا اتصال " اسميں اں تمام يورپين اشخاص کے حالات جمع کيے هيں جنهوں نے اٹهارهويں صدي ميں " مشرقية " اختيار کرلي تهي - " مشرقية " سے مصنف کا مقصود يه هے که مشرقي ممالک کي رسوم ' معاشرت ' وضع و قطع ' اور ذوق و فکر کا اس طرح اختيار کرلينا ' گويا مغربية ترک کرکے بحرتا سر مشرقية اپنے اوپر طاري کرلي هے !

مصنف کو اس موضوع ميں اُس سے کہيں زيادہ کاميابي هوئي هے ' جتني کاميابي کي بظاهر توقع کي جاسکتي هے - - ايک بهت بڑي تعداد يورپ کي تمام اقوام کي نظر آتي هے جسنے ترکي ' مصر ' شام ' عراق ' هندوستان ' اور چين ميں توطن اختيار کرليا تها ' يا بهت زيادہ مدت تک کيليے مقيم هوگئي تهي ' اور اپنا مغربي جامه اُتار کر سرتاسر مشرقي جامه پهن ليا تها - سترهويں اور اٹهارهويں صدي کے هندوستان کے هندوستاني انگريزوں ' هندوستاني فرانسيسيوں ' اور هندوستاني ڈچوں کے حالات سے تو هم بے خبر نہيں هيں ' ليکن دوسرے مشرقي ممالک کے اں مشرقي مغربيوں کے حالات يقيناً همارے ليے نئي دلچسپي کا باعث هونگے -

اب زمانے کي رفتار اُلٹ چکي هے - اب مغربيوں کي مشرقية کا نہيں بلکه مشرق کي " مغربية " کا دور دورہ هے - يقيناً ايک ايسے عہد ميں يه حالات همارے ليے عبرت انگيز دلچسپي سے خالي نہونگے -

آج هم اس کتاب سے ايک انگريز خاتون کے حالات مع تصاوير کے نقل کرتے هيں - يه خاتون مشهور انگريز مدبر سر وليم پٹ کے خاندان سے تعلق رکهتي تهي - اسے شام و لبنان کي مشرقية نے کچهه اس طرح لبها ليا تها که اپنا وطن ' اپني قوم ' اور مغربي دنيا کے تمام علائق ترک کرکے هميشه کيليے لبنان ميں مقيم هوگئي اور بالاخر وهيں پيوند خاک هوئي :

(ليڈي اسٹن هوپ)

سنه ۱۷۷۶ - ميں ايک انگريز لڑکي پيدا هوئي - باپ کي طرف سے اُسکا رشته لارڈ اسٹن هوپ سے ' اور ماں کي طرف سے لارڈ چٹهم سے ملتا تها -

لارڈ اسٹن هوپ " باغي لارڈ " کے لقب سے مشهور تها - کيونکه وہ انقلاب فرانس کا بهت بڑا مداح اور جمهوريت کا حد غلو تک حامي تها -

لارڈ چٹهم ' مشهور برطانوي وزير اعظم وليم پٹ کا باپ تها - نپولين اعظم کے نام کے ساتهه پٹ کا نام بهي هميشه زندہ رهے گا - دونوں کي دشمني ' دشمني کي حد سے بهي تجاوز کرگئي تهي - وليم پٹ نے جب جان دي ' تو اسکے آخري الفاظ يه تهے : " جنگ ' جنگ " يعني فرانس سے جنگ !

يه لڑکي بچپن هي سے عجيب الاطوار تهي - انتها پسندي اُسے اپنے دادهيال سے ورثه ميں ملي تهي - مستقل مزاجي اور خيال کي آزادي ننهيال سے پائي تهي -

جب وہ چار برس کي تهي ' اُسکي ماں مرگئي - باپ نے نئي شادي کرلي - لڑکي اپنے باپ کي بيوي سے نباہ نه کرسکي اور اپني ناني کے گهر چلي گئي - ناني کي موت کے بعد اپنے ماموں وليم پٹ کے هاں اُٹهه آئي - يہاں اُسے انگلستان کے مشهور ترين آدميوں اور يورپ کے بڑے بڑے مدبروں کے ديکهنے کا موقعه ملا ' اور يوروپين سياست کے بهت سے راز اُس پر کهل گئے -

سنه ۱۸۰۶ - ميں وليم پٹ کا بهي انتقال هوگيا - مگر مرنے سے پہلے بهانجي کے نام پندرہ سو پونڈ سالانه وظيفه مقرر کرگيا - اب اُسنے متوفي ماموں کا گهر بهي چهوڑ ديا اور ديہات ميں اُٹهه گئي - کئي سال ديہاتي زندگي ميں بسر کرديے -

اپنے ماموں کے گهر اور ديہات ميں انگلستان کے بهت سے معزز نوجوانوں سے اُسکي دوستي هوگئي تهي - بعض کي محبت نے اُسکے دل کا التفات حاصل بهي کيا ' مگر نا معلوم اسباب کي بنا پر وہ شادي نه کرسکي ' يا شادي کرني نه چاهي -

يه بات نه تهي که وہ بد صورت هو اور مرد اُس سے نفرت کرتے هوں - اُسکا شمار حسينوں ميں تها - سرو قامت اور چهريرا بدن رکهتي تهي - ليکن اُسکے خط و خال زنانه هونے کي جگهه زيادہ تر مردانه تهے - اس ليے نسواني کشش اپنے اندر پيدا نہيں کرسکتے تهے -

(مشرق کی سياحت)

سنه ۱۸۱۰ - ميں اُسکا بهائي بهي مرگيا ' اس سے وہ بڑي محبت کرتي تهي اور اپني زندگي اُسکي خدمت کيليے وقف کردي تهي - يه حادثه اسکے ليے ناقابل برداشت تها - چنانچه غم غلط کرنے کيليے سمندر کے سفر کا قصد کيا - پہلے صرف جبل طارق تک جانے کا

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پراني قلمي اور مطبوعه کتابیں، پراني تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان، اور هر طرح کے پرانے صنعتي عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب هیں، تو هم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم هماري نمایش گاهوں اور ذخائر کي فهرستیں هي منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت، دونوں کیلیے همارا ذخیره قیمتي هے -

نوادر عالم کا یه ذخیره

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولي مصارف و مساعي کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدني مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، هندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیره ممالک میں همارے ایجنٹ همیشه گردش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ، امریکه، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهره کے نئے ایوان شاهي کے نوادر ابھي حال میں هم هي نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بھي پہلے هم هي سے خط و کتابت کیجیے - بهت ممکن هے که همارا سفري یا مقامي ایجنٹ آپسے مل سکے -

" اُس کي شخصيت ' ذاتي عظمت اور انکے اطوار سے مرکب ہے - اِس مرکب کي تحليل کرنے کي ناکام کوشش کي جگہ ہميں اُسکا نام جنون رکھدينا چاہيے "

يہ شاعر کي رائے ہے - ليکن خود خاتون نے شاعر کو کس نظر سے ديکھا ؟ وہ اپني ياد داشت ميں لکھتي ہے :

" يہ شخص تصنع کا عادي ہے - زنانہ اطوار رکھتا ہے - ہميشہ اپنے پيروں کي سبکي اور نزاکت دکھانے کي کوشش کرتا ہے - مذہب کے بارے ميں جب اس سے سوال کيا جاتا ہے تو صاف جواب دينے سے ڈرتا ہے "

وہ اپنے ملاقاتيوں کے ساتھہ ايوان ميں مردوں کي طرح بيٹھا کرتي تھي - گفتگو کا انداز يہ تھا گويا مقرر تقرير کر رہا ہے - رات رات بھر باتيں کرتي رہتي - يہانتک کہ ملاقاتي بے اختيار ہوکر سو جاتے تھے !

(بڑھاپا اور خاتمہ)

اسکي زندگي کے آخري دن بڑي ہي تکليف ميں کٹے - بڑھاپے کے زمانہ ميں سود خوار يہوديوں کا افسوں اُس پر چل گيا تھا - قرض کي عادت پڑگئي تھي ' اسراف کي کوئي حد نہ رہي تھي - نتيجہ يہ نکلا کہ ديواليہ ہوگئي - صرف چار غلام باقي رہ گئے - باقي تمام خدم و حشم رخصت کرنا پڑے اور تمام جائداد ہاتھہ سے نکل گئي - حتی کہ وليم پٹ کا وظيفہ بھي قرضہ کي نذر ہوگيا - سنہ ۱۸۳۸ ميں اِس خود دار خاتون نے ملکہ وکٹوريا اور وزير اعظم انگلستان کو اپني حالت زار سے آگاہ کيا اور اعانت کيليے بڑي بڑي منتيں کيں مگر کوئي شنوائي نہ ہوئي -

نتيجہ يہ نکلا کہ صحراء کي ملکہ فاقے کرنے لگي - عمر کي زيادتي ' بڑھاپے کي کمزوري ' پراني عظمت کي ياد ' موجودہ بے سروساماني ! غرضکہ سيکڑوں مصيبتيں بيک وقت ٹوٹ پڑي تھيں - بالاخر بيمار ہوئي اور سنہ ۱۸۳۹ - ميں اپنے پيچھے ايک عجيب تاريخ چھوڑ کر فوت ہوگئي - بيروت کے انگريز قونصل نے سنا تو فوراً پہنچا ' اور تجہيز و تکفين کے رسوم انجام ديکر محل کے باغ ميں نعش دفن کردي -

مدت کي غفلت کے بعد سنہ ۱۹۱۱ - ميں انگلستان کو يہ خاتون ياد آئي اور اُس کي قبر پختہ بنوادي گئي - مصنف کا بيان ہے کہ سنہ ۱۹۱۳ - ميں اُس نے قلعہ کے کھنڈر اور اسکي نئي بني ہوئي قبر دير الياس ميں ديکھي تھي -

ليڈي اسٹن ہوپ کا مارٹين کے ہمراہ اپنے قلعہ ميں
ليڈي کے سر پر پگڑي ہے اور کا مارٹين برہنہ سر ہے -

افسانہ

محبت اور قربانی
یا
سزا اور انتقام ؟

وکٹر ہيوگو کا " بشپ " اور تاريخ اسلام کا " بغدادي "

درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتی
جمعہ بہ مکتب آورد طفل گریز پای را

(۱)

انگريزي تعليم يافتہ اشخاص ميں بہت کم لوگ ہونگے جنہوں نے فرانس کے مشہور انشا پرداز وکٹر ہيگو Victor Hugo کي مصنفات کے انگريزي ترجمے نہ پڑھے ہوں - نثر ميں اُس کي بہترين کتاب کا ميزريبل Les Miserables تسليم کي گئي ہے - اس قصہ ميں اس نے دکھايا ہے کہ انساني زندگي کي تمام شقاوتيں اور مصيبتيں صرف اس ليے موجود ہيں کہ سوسائٹي کا نظام اور اخلاق غلط ہے - اس کے پاس رحم ' محبت ' عفو ' اور اصلاح کے ليے تو کوئي جذبہ نہيں ' ليکن وہ قانون اور سزا پر پورا اعتقاد رکھتي ہے - نتيجہ يہ ہے کہ انسان کو جرم اور مصيبت سے بچانے کے ليے وہ کچھہ نہيں کرسکتي - ليکن جرم پر سزا دينے اور مصيبت پر نفرت کرنے کے ليے ہر وقت طيار رہتي ہے !

ايک شخص جو اپني يا اپنے عزيزوں کي بھوک سے عاجز آکر چوري کرتا ہے ' يا نيکي اور خدا پرستي کي تعليم نہ ملنے کي وجہ سے شرير ہو جاتا ہے ' اُسے کتني ہي سزائيں دي جائيں ' وہ جرم کرتا ہي رہيگا - کيونکہ سزا نے نہ تو اس کي بھوک کا علاج کيا ' نہ اس کي روح کي تاريکي کے ليے نيکي کي روشني بہم پہنچائي - اس کا علاج رحم اور محبت ہے - مگر يہي چيز سوسائٹي کے پاس نہيں ہے !

وہ کہتا ہے ' جرم اور گناہ روح کا زخم ہے - يہ محبت کے مرہم ہي سے اچھا ہوسکتا ہے - ليکن دنيا کے پاس مرہم نہيں ہے - صرف سزا کا تازيانہ ہے !

⁂

اراده تها - ليكن جب رهانتك پهنچ گئي تو آگے برهنے كا شوق دامنگير هوا - يهانتك كه مشرق كے تمام مشهور مقامات يونان' تركي' مالٹا' مصر' وغيره كي اُس نے سير و سياحت كرلي - اُس وقت يه تمام ممالك عثماني سلطنت كے زير نگيں تهے ·

(مشرقية كي ابتدا)

ايك مرتبه اس سياحت كے اثنا ميں ايسا اتفاق هوا كه اُسكي كشتي سمندر ميں ٹوٹ گئي - قريب تها كه سب ڈوب جائے - ليكن عين وقت پر بچا ليے گئے - چونكه اس حادثه ميں اس خاتون كے كپڑے ضائع هو گئے تهے' اسليے ايك ترك افسر نے اپني جنگي وردي اُتار كر ديدي اور اُسنے شكريه كے ساتهه قبول كرلي - يه پهلا موقعه تها كه اپنا مغربي اور جنسي لباس ترك كركے اسنے مشرقي اور مردانه كپڑے پهنے' ليكن يه وضع كچهه ايسي دل كو بها گئي كه مدة العمر كے ليے مردانه مشرقي وضع اختيار كرلي!

لڑكي ايك ترك افسر كي وردي پهنے اسكندريه ميں داخل هوئي اپني سهيلي كو بهي مردانه لباس اختيار كرنے پر مجبور كيا - چند روز آرام كركے فلسطين روانه هوئي - يهاں تركي وردي اُتار كر مصري مماليك كا پر شوكت لباس اختيار كرليا - سر پر عمامه' جسم پر قفطان اور جبه' سنهري تلوار كمر ميں' اس انگريز خاتون كي جو سر وليم پٹ وزير اعظم برطانيه كي بهانجي تهي' دلپسند وضع تهي!

ملكه زينوبيا (زباء) كي اِس ويران راجدهاني كے كهنڈروں ميں (كيونكه وه فلسطين هي ميں تهي) اُسے غير معمولي كيفيت محسوس هوئي - يهاں اس مرد نما خاتون كو صحرا نشينوں نے ملكهٔ صحراء كا تاج پهنايا!

(مشرقية كا فيصله)

معلوم هوتا هے' اسي زمانه ميں اسكے اندر مشرقي توطن اور مشرقي زندگي كا خيال پيدا هوگيا تها' اور اُسنے اپني بقيه زندگي كيليے ايك آخري فيصله كر ليا تها - وه حماة اور انطاكيه هوتي هوئي دير الياس نامي مقام پر پهنچي' اور يهاں آبادي سے باهر پهاڑ پر اپنے ليے ايك قلعه طيار كرايا - يهي قلعه اُسكا گهر اور يهي پهاڑ اُسكا وطن هوگيا - يورپ اور يورپ والوں كو بالكل بهول گئي · عربي حقه منهه سے لگا كر دهوئيں اڑاتي - گهوڑے پالتي - غلام خريدتي - اور ايك مشرق نژاد امير كي سي زندگي بسر كرتي - اس كے پاس چاليس غلام تهے - خود اسي نے انهيں جنگي قواعد بهي سكهائي تهي -

آهسته آهسته اس نے بڑي قوت اور اهميت حاصل كرلي - اب اُسكي حيثيت ايك طاقتور شيخ قبيله كي هوگئي تهي - بستي كے تمام قبائل اس كے مطيع هوگئے تهے - يه پوري فياضي كے ساتهه اُنهيں روپيه ديتي' اور اُنهي كي زبان ميں اُن سے باتيں كرتي - اُنكے تمام جهگڑے قضيے اِسي كے سامنے آتے - يه تمام مقدمات كا ايك حكمران كي طرح فيصله كرتي اور مجرموں كو سزائيں ديتي - قرب و جوار كے سركش لوگوں سے مقابله بهي جاري رهتا - اسكي دهاك تمام علاقه ميں بيٹهه گئي تهي - لوگ اسكے رعب سے كانپتے تهے - اُسكے پاس ايك جلاد بهي نوكر تها جو عادي مجرموں كو قتل كرتا تها - قيد خانه بهي بنايا تها - مجرموں كو اسميں قيد كرتي تهي -

۲۵ - برس يهاں رهي' اور اِسطرح رهي' كه اس علاقه كي ايك طاقتور امير سمجهي جاتي تهي - بسا اوقات دول يورپ بهي مجبور هوئيں كه اُسكي خوشامديں كريں - انگريز هونے پر بهي وه انگريزوں اور انگريزي حكومت سے سخت نفرت كرتي تهي - اِس جوار ميں جب كبهي انگريز ريشه دواني كرتے' يه فوراً اسكا توڑ كرديتي - اُسوقت انگلستان كي خارجي نظارت يقين كرتي تهي كه يه عجيب و غريب انگريز عورت مشرق ميں اُسكي ايك خطرناك دشمن هے!

اُسكي همت' شجاعت' قوت : ۔ كا اندازه اس سے هوسكتا هے كه لبنان كے مشهور دروزي سردار "امير شهاب" جيسے جبار سے بهي اسنے مقابله كيا تها!

اِس سے بهي بڑهكر يه كه محمد علي خديو اول كے بيٹے ابراهيم پاشا نے جب شام پر حمله كيا' تو اس سے درخواست كي كه يه غير جانب دار رهے - يه ابراهيم پاشا وهي تها جس نے ايك طرف حجاز ميں نجديوں كا تخت الٹ ديا تها' دوسري طرف سلطنت عثمانيه كو اپنے جبروت كے آگے جهكنے پر مجبور كرديا تها!

اُسے گهوڑوں كا بڑا شوق تها - اصيل سے اصيل عربي گهوڑے اُسكے اصطبل ميں بندهے رهتے تهے - بليوں سے بهي بهت محبت تهي - اُسكا قلعه بليوں سے بهرا رهتا تها - وه جادو' نجوم' اور تناسخ كي بهي قائل تهي -

(لامارٹين سے ملاقات)

سنه ۱۸۳۲ - ميں مشهور فرانسيسي شاعر و مصنف لامارٹين (۱) اس سے ملا تها جب اُس نے مشرق قريب كا سفر كيا تها - اُسوقت وه بڑهي هوچكي تهي - شاعر نے اسكي بابت اپنا تأثر جن لفظوں ميں ظاهر كيا هے وه حسب ذيل هيں :

ليڈي اسٹن هوپ

مشرق كے سفر اور مشرقية سے پهلے

---

(۱) لامارٹين انيسويں صدي كا مشهور فرانسيسي شاعر اور مصنف هے جس كي نسبت تسليم كيا گيا هے كه شعر موسيقي (ليريك) كے جديد مذهب (اسكول) كا باني وهي هے - مشرق اور مشرقي شاعري سے بهي اسے غير معمولي دلچسپي تهي - خيال كيا جاتا هے' اسكے كلام كا وه حصه جس ميں خدا كي حمد و ثنا ايك نئے اسلوب ميں كي گئي هے اور اسكي صفات و تجليات كے مظاهر كا استغراق نماياں هوتا هے' در اصل اسلامي الهيات و تصوف كے مطالعه كا پرتو هے - سنه ۱۸۳۰ - ميں اُس نے اسلامي ممالك كا سفر كيا - اُسوقت سلطان عبد المجيد خاں مرحوم تخت عثماني پر متمكن تهے - اُنهوں نے جب اس سياح كے حالات سنے تو ملاقات كيليے بلايا' اور اسمرنا اور لبنان ميں ايك بهت بڑا قطعهٔ زمين بطور جاگير كے بخشديا - اُس كے بعد سے لامارٹين كچهه عرصه اسمرنا ميں رها - كچهه عرصه لبنان ميں - اسي زمانه ميں اس نے اپنا مشهور سفر نامهٔ مشرق مرتب كيا اور دولة عثمانيه كي تاريخ آٹهه جلدوں ميں لكهي - مندرجهٔ متن رائے اُسكے سفر نامه سے ماخوذ هوگي' اگرچه مصنف نے حواله نهيں ديا هے - (الهلال)

" توکیا وہ بات ٹھیک تھي " پولیس افسر نے متعجب ہوکر کہا " جو اس شخص نے ہم سے بیان کي تھي ؟ جب ہم نے اِس سے دریافت کیا کہ یہ قیمتي سامان تمھیں کیونکر ملا ؟ تو اُس نے کہا کہ......"

بشپ نے اُس کي بات ختم ہونے کا انتظار نہیں کیا - خود ھي یہ کہکر پوري کردي:

" اُس نے کہا کہ یہ چیز مجھے ایک بوڑھے پادري نے دي تھي جس کے یہاں میں نے رات بسر کي تھي ' مگر تم نے اُسکي بات باور نہ کي اور گرفتار کرکے میرے پاس لے آئے - کیوں ؟ یہي بات ہے ؟ اگر یہي بات ہے تو تم نے غلطي کي "

پولیس افسر نے جین کو چھوڑ دیا - جین کي کند اور اکھڑ طبیعت کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ اس لطیف مگر حیرت انگیز طرز عمل کي نزاکت محسوس کرسکتا - صورت حال کي عجیب ' غیر متوقع ' اور انقلابي نوعیت نے اسے مبہوت کردیا - اُس کي انکھیں کھلي تھیں مگر اُسے کچھہ دکھائي نہیں دیتا تھا - بشپ اُٹھا اور چاندي کے دونوں شمعدان جو اُس کي چوري سے بچ رہے تھے ' اُٹھا سامنے کردیے :

" میرے دوست ! یہ اپني چیز لیلو اور خدا کے امن اور سلامتي کے ساتھہ جاؤ - مگر دیکھو ' جب کبھي تم واپس آؤ ' تو یاد رکھنا - تمھارے لیے بالکل غیر ضروري ہے کہ باغ میں سے گزرنے کي زحمت برداشت کرو - تم اس گھر میں ہمیشہ اُس کے صدر دروازے سے داخل ہوسکتے ہو - رات ہو یا دن - وہ کبھي اندر سے بند نہیں کیا جاتا - صرف بھڑا دیا جاتا ہے "

جین نے بغیر اس کے کہ صورت حال سمجھہ سکا ہو ' ایک ایسے آدمي کي طرح جو اپنے ہوش و حواس میں نہ ہو ' ہاتھہ بڑھا دیا اور شمعدان لے لیے - اب بشپ ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور جین کے کان میں کہتا ہے :

" دیکھو یہ نہ بھولنا کہ تم نے مجھہ سے آج کیا وعدہ کیا ہے ؟ تم نے وعدہ کیا ہے کہ اِس سامان کي قیمت سے ایک راست باز آدمي کي زندگي بسر کروگے "

جین نے کوئي وعدہ نہیں کیا تھا - وہ تو مبہوت اور دم بخود کھڑا تھا - بشپ نے اُس کے کہنے کا انتظار نہیں کیا - اُسے جو کہنا چاھیے تھا ' وہ خود ھي اُس کي طرف سے فرض کرلیا - قبل اس کہ منظر ختم ہو ' بشپ کي زبان پھر کھلتي ہے - وہ جین کے کاندھے پر شفقت سے ہاتھہ رکھتا ہے اور کہتا ہے :

" جین والجین ! میرے دوست ! میرے عزیز بھائي ! اب تم زیادہ عرصہ تک برائي کي زندگي میں نہیں رہسکتے - میں نے آج تمھاري روح تم سے خرید لي ہے - میں اُسے تاریکي سے نکال کر خدا کے حوالہ کرتا ہوں ! "

⁂

" میرے دوست ! تم یہ اپنے شمعدان کیوں چھوڑ گئے ؟ یہ بھي چاندي کے ہیں اور دو سو میں فروخت ہوسکتے ہیں "

میں نے جب کبھي قصہ کا یہ حصہ پڑھا ہے ' تو محسوس کیا ہے کہ کوئي چیز ضرورت سے زیادہ یہاں آگئي ہے - میں خیال کرتا ہوں ' اگر وکٹر ہیوگو یہ منظر وہیں پر ختم کردیتا جہاں بشپ نے شمعدان دیکر کہا تھا " سلامتي کے ساتھہ جاؤ " تو یہ تصویر کہیں زیادہ مؤثر اور مکمل ہوتي - اس سے زیادہ بشپ کو خود اپني زبان سے کہلانے کي ضرورت نہ تھي - اس سیرة (کیریکٹر) کي ساري تاثیر اُس کي حالت کي رفعت اور کیفیت میں ہے - صراحت اور وضاحت میں نہیں ہے ـــ بسا اوقات عمل کي تاثیر ایک مقدس خاموشي ہوتي ہے جسے چھونا نہیں چاھیے - زبان کي گویائي اُس میں مخل ہوسکتي ہے مگر اضافہ نہیں کرسکتي !

⁂

بہر حال جین یہاں سے نکلتا ہے ' اور اب وہ وقت آتا ہے کہ زندگي بھر کي خواب گراں کے بعد اچانک اُس کي آنکھیں کھلتي ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ افکار و احساسات کي ایک بالکل نئي دنیا اُس کے اندر پیدا ہوگئي ہے - یہ اُس کي زندگي میں پہلا موقعہ تھا کہ نفرت ' حقارت ' اور سزا کي جگہ رحم ' محبت ' اور عفو و بخشش کي دل نواز صدا اُس کے کانوں میں پڑي تھي - یہ پہلا موقعہ تھا کہ اُسے معلوم ہوا ' اس دنیا میں صرف " قانون " اور " سزا " ھي نہیں ہے بلکہ اِن سے بھي ایک بالا تر حقیقت ہے جو " محبت " اور " قرباني " ہے اور جس کي وسعت اور گہرائیوں کي کوئي انتہا نہیں - وہ کتنا ھي اس حقیقت کي تاثیر سے بچنا چاھتا لیکن یہ اُس کا روح و دل زخمي کیے بغیر نہیں رہسکتي تھي - وہ قید خانہ تولون کا مشہور مجرم سہي ' مگر پھر بھي انسان تھا - سانپ اور بھیڑیا نہ تھا - سانپ کا پھن اور بھیڑیے کا پنجہ بھي تو محبت اور فیاضي کے سامنے نہیں اُٹھہ سکتا ؟ نا ممکن تھا کہ وہ بشپ کي رحمت و قرباني سے اپني شقاوت و معصیت کا مقابلہ نہ کرتا - اُس کا دل جسے سوسائٹي کي بے مہري ' قانون کي سنگ دلي ' اور زندگي کي محرومیوں نے پتھر کي طرح سخت کردیا تھا ' اب محبت کي دل نوازیوں سے بے اختیار پگھلنے لگا - سچ مچ دو اُس کي روح اُس کي نہیں رھي تھي - اُسے بشپ کي نگاہ محبت نے خرید لیا تھا - اس خرید و فروخت میں بشپ نے چند برتن کھوئے ' لیکن جین نے اپني پوري زندگي جو گم ہوچکي تھي واپس پالي - اگر بشپ جین کو قانون اور سزا کے حوالے کردیتا تو کیا پاتا ؟ چاندي کے چند برتن جو اُس کے گھر سے چرائے گئے تھے - لیکن چاندي کے برتن زیادہ قیمتي ہیں یا خدا کے ایک بھٹکے ہوئے بندے کي خدا کے طرف واپسي ؟ بشپ کا فیصلہ یہ تھا کہ چاندي نہیں بلکہ انسان قیمتي ہے ! اُس نے برتنوں کے ساتھہ شمعدان بھي ملادیے - کیونکہ پھر بھي یہ سودا بہت ارزاں تھا !

⁂

اس قصہ میں ایک نہایت ہی موثر سیرۃ (کیرکٹر) ایک قصبہ کے بشپ (بڑے پادری) کی ہے، اور اسی سے قصہ شروع ہوتا ہے - یہ بشپ رحم اور محبت کا پیکر تھا - انسان کی شقاوت اور مصیبت کے لیے اُس کے دل میں نفرت کی جگہ رحمت تھی - وہ اس حقیقت سے بے خبر نہ تھا کہ انسانی روح نفرت و بغض سے نہیں بلکہ محبت اور فیاضی سے شکار کی جاسکتی ہے - وہ اپنی تمام بیش قرار تنخواہ بے نواؤں کی اعانت اور بیماروں کی تیمارداری میں خرچ کرڈالتا اور کہتا "یہ میرے گھر کا خرچ ہے" - وہ اپنا تمام وقت ابناء جنس کی خبر گیری و خدمت میں صرف کردیتا اور کہتا "یہ میرے اوقات کی تقسیم ہے" - جب کبھی کوئی بیمار پڑتا، یہ اس کے سرہانے پہنچ جاتا - جب کبھی کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا، یہ اُس کے دروازہ پر دستک دیتا - جب کبھی کوئی مجرم گرفتار ہوتا، یہ اُسے توبہ و انابت کی تسکین دینے میں مشغول نظر آتا!

اُس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا - ہر آنے والے کے لیے وہ ایک ہی آواز رکھتا تھا "اندر چلے آؤ" اُس کی راتیں خدا کے تصور میں بسر ہوتی تھیں اور دن اس کے بندوں کی محبت میں!

⁂

اُسی زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ فرانس کا ایک مشہور مجرم اٹھارہ برس کی سزا جھیل کر تولون کے قید خانہ سے رہا ہوا اور اُسی قصبہ سے گزرا - جاڑے کا موسم تھا - ایک پہر رات گزر چکی تھی - بھوک اور تھکن سے چور چور ہو رہا تھا - سارے قصبہ کا بار بار چکر لگایا کہ رات بھر کے لیے کہیں پناہ مل جائے مگر میسر نہ آئی - وہ ایک رہا شدہ قیدی تھا - کون تھا جو ایسی قابل نفرت مخلوق کو اپنی چھت کے نیچے دیکھنا گوارا کرتا؟ مجبوراً اس نے ایک احاطہ کی شکستہ کوٹھری میں پناہ لی، لیکن وہ کتے کا گھر تھا - کتے نے بھی گوارا نہ کیا کہ اُس کے ساتھ شب باش ہو! پھر اس نے سونچا، میرے لیے صرف قید خانہ ہی میں جگہ نکل سکتی ہے - وہ قصبہ کے قید خانہ کے دروازہ پر پہنچا اور بڑی عاجزی سے درخواست کی کہ رات بھر کے لیے اسے جگہ دیدی جائے - لیکن دروازہ کے محافظ نے کہا "یہ سرائے نہیں ہے - قید خانہ ہے - اگر یہاں آنا چاہتے ہو تو پہلے اپنے کو گرفتار کراؤ"

افسوس بد قسمت انسان! قید خانہ بھی اُسے پناہ نہیں دے سکتا جب تک وہ جرم نہ کرے!

⁂

آخر اتفاقات اُسے بشپ کے دروازہ پر پہنچاتے ہیں - حسب معمول آواز آتی ہے "اندر چلے آؤ" یہ مکان میں جاتا ہے اور اپنی داستان مصیبت سناتا ہے - بشپ ایک دوست اور بھائی کی طرح اُس کا خیر مقدم کرتا ہے اور اپنے اور اپنے خاندان کے ساتھ میز پر بٹھا کر کھانا کھلاتا ہے - گرم کمرہ، گرم غذا، آرام و عافیت سے رات بسر کرنے کا سامان؛ صورت حال کی یہ تبدیلی جین والجین کی طبیعت میں (کیونکہ رہا شدہ قیدی کا یہی نام تھا) شگفتگی پیدا کردیتی ہے - وہ بشپ سے بے تکلف ہوکر باتیں کرنے لگتا ہے - لیکن وہ سخت متعجب ہوتا ہے جب دیکھتا ہے کہ بشپ اُسے گفتگو میں "جناب" کرکے مخاطب کرتا ہے - اُس نے اپنی زبان سے لاکھوں مرتبہ دوسروں کو "جناب" کہا تھا، لیکن خود اپنے لیے یہ لفظ کبھی نہیں سنا تھا - اُس کی ساری عمر قید خانے کے سپاہیوں کی گالیاں سننے میں بسر ہوئی تھی - وہ حیران ہوکر کہتا ہے "میں ایک رہا شدہ قیدی ہوں - اگر تم میرے حال سے واقف ہوتے تو ایسا نہ کہتے" لیکن بشپ کہتا ہے "میں تم سے واقف ہوں - کیونکہ تم میرے بھائی ہو!"

کھانے کے بعد وہ جین کے لیے اپنے کمرے کے ساتھ کا کمرہ طیار کرادیتا ہے - چاندی کا شمعدان روشنی کے لیے رکھدیتا ہے، اور شب بخیر کہکر رخصت ہوجاتا ہے -

جین شکر گزار ہوکر سو جاتا ہے - عمر بھر میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ قید خانہ کے سخت اور ٹھنڈے فرش کی جگہ ایک نرم اور گرم بستر سے اس کا جسم مس ہوا تھا!

⁂

اب ایسا ہوتا ہے کہ پچھلے پہر اُس کی آنکھ کھلتی ہے - اس کا دماغ جو ظلم کی مصیبتوں سے تھک کر معطل ہوگیا تھا، کئی گھنٹے آرام پا کر اپنی اصلی حالت میں واپس آجاتا ہے اور اپنا گرد و پیش سونچنے لگتا ہے - اچانک اس کے خیالات میں جنبش ہوتی ہے - طمع و حرص کے مجرمانہ جذبات بھڑک اُٹھتے ہیں - جرم کا ذوق خفتہ بیدار ہوجاتا ہے - اسے یاد آتا ہے کہ کھانے کی میز پر چاندی کے قیمتی برتن موجود تھے جو اسی کمرے میں ایک جگہ رکھے ہوئے ہیں - وہ اُٹھتا ہے - چلے بشپ کے کمرے میں جاتا ہے - نہیں معلوم جرم و گناہ کے کیسے خوفناک ارادے اُس کے اندر کھول رہے تھے؟ لیکن جب بشپ کے ساکن اور نورانی چہرے پر نظر پڑتی ہے تو جھجھک کے رہ جاتا ہے - گھبراہٹ میں جلد جلد چاندی کے برتن اُٹھاتا ہے، اور باغ کی دیوار پھاند کر روانہ ہوجاتا ہے -

⁂

بشپ صبح اُٹھتا ہے - وہ خیال کرتا ہے کہ اپنے مہمان کے لیے گھر کی گائے کا تازہ دودھ مہیا کرے - لیکن اتنے میں خادمہ آتی ہے اور خبر دیتی ہے کہ یہ "مہمان عزیز" چاندی کے تمام برتن لیکر بھاگ گیا - بشپ سنتا ہے، لیکن اُس کی زبان سے شکایت کا ایک حرف نہیں نکلتا - وہ کہتا ہے، لکڑی یا لوہے کے برتن بھی اُسی طرح کام دے سکتے ہیں جس طرح چاندی کے برتن، وہ بہ آسانی مہیا کرلیے جائینگے!

اتنے میں دروازہ کھلتا ہے اور پولیس کے سپاہی جین والجین کو گردن سے پکڑے نمودار ہوتے ہیں - اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح یہ قصبہ سے نکل کر تیزی سے بھاگا جا رہا تھا - پولیس کے ایک سپاہی کو شبہ ہوا اور گرفتار کر لیا - شبہ کی تصدیق اُس بقچہ سے ہوئی جو اِس کی بغل میں تھا - اُس سے چاندی کے قیمتی برتن نکلے -

یہی موقعہ بشپ کی سیرۃ (کیریکٹر) کی سب سے زیادہ موثر تصویر پیش کرتا ہے - جونہی بشپ کی نظر جین پر پڑی، بے تامل آگے بڑھا:

"میرے دوست کیا! تم ہو؟" بشپ نے کہا "میں تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا - لیکن یہ کیا بات ہے کہ تم جاتے ہوئے اپنے شمعدان یہیں چھوڑ گئے؟ حالانکہ وہ بھی تو چاندی کے ہیں" اس نے چاندی کے لفظ پر زور دیا "اور کم سے کم دو سو روپیہ میں فروخت ہوجا سکتے ہیں؟"

پولیس افسر ایک دوسرے ہی طرح کے معاملہ کا متوقع تھا - یہ صورت حال دیکھی تو گھبرا گیا:

مذاکرہ علمیہ

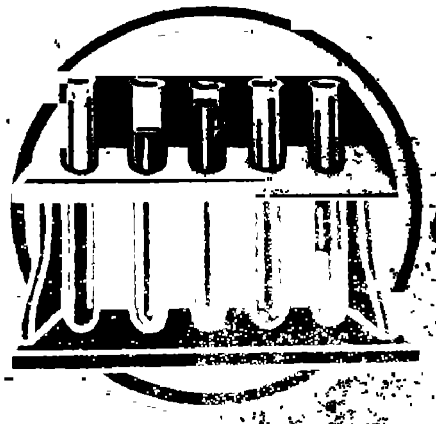

انسانی عمر کی درازی اور اعادۂ شباب

یورپ کے طبی حلقے سالہا سال سے اعادۂ شباب اور درازی عمر کے جن تجربوں میں مشغول تھے، اُن میں سب سے زیادہ کامیابی ڈاکٹر وورو نوف کو ہوئی ہے جو بندر کی گلٹیوں کی قلم انسان کے جسم میں لگا کر بڑھاپے کو جوانی سے بدل دیتا ہے۔ اُس کی حیرت انگیز عملی کامیابیوں کا غلغلہ چار سال سے بلند ہے، اور اب اس درجہ مشہور ہو چکا ہے کہ ہر چوتھے پانچویں ہفتے اِس بارے میں کوئی نہ کوئی خبر ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ دنیا میں مشتہر ہوجاتی ہے۔

سب سے پہلے سنہ ۱۹۲۲ - میں ریوٹر نے یہ خبر مشتہر کی تھی کہ سابق قیصر جرمنی نے ڈاکٹر وورو نوف کو بلایا ہے تا کہ اس عملیہ کا تجربہ کریں۔ اسکے بعد سنہ ۱۹۲۴ - میں فرانس کی ھاناس ایجنسی نے خبر دی کہ حکومت فرانس نے ڈاکٹر موصوف کو الجزائر بھیجا ہے تا کہ وہاں کی بھیڑوں پر اس عملیہ کا تجربہ کریں۔ اُسی زمانے میں پیرس کے مشہور مصور رسالہ لا الستراسیوں نے اس عملیہ کی تاریخ اور عملی نتائج پر متعدد مضامین لکھے، اور تھوڑے عرصہ کے بعد انگلستان کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر وورو نوف نے لنڈن کا سفر کیا ہے اور شاہی طبی مجلس کے زیر اہتمام ایک وقیع جلسہ میں تقریر کی ہے۔ اس جلسہ میں انہوں نے ایک ۷۵ - برس کا سالخوردہ آدمی بھی پیش کیا تھا جو حد درجہ کمزور ہو چکا تھا، مگر اب اس عملیہ کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ چالیس برس کا طاقتور جوان معلوم ہوتا تھا!

اس کے بعد فرانس اور انگلستان کے طبی رسالوں میں یہ مبحث از سر نو چھڑ گیا۔ مختلف پہلوؤں سے اس پر بحثیں ہوتی رہیں۔

شاید ہندوستان ہی وہ جگہ ہے، جہاں اس عملیہ کی کامیابی اور مقبولیت کا سب سے پہلے اور سب سے بہتر اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ بندروں کی سب سے بڑی آبادی افریقہ کے بعد ہندوستان میں ہے۔ اور اگر عمدہ نسل کے بندروں کی جستجو ہو تو وہ غالباً صرف ہندوستان اور اسکے جزیروں ہی میں مل سکتے ہیں۔ اس لیے ہر ایسے عملیہ کے لیے جس میں اِس "انسان سے ایک درجہ فروتر" جانور کی ضرورت ہو، ضروری ہے کہ ہندوستان سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا انتظام کرے۔ سنہ ۱۹۲۵ع میں اچانک معلوم ہوا کہ شمالی ہند میں ایک نئی قسم کی تجارت شروع ہوگئی ہے اور خوب فروغ پا رہی ہے: یہ تجارت بندروں کے فرانس بھیجنے کی تجارت تھی۔ معلوم ہوا کہ فرانس کی ایک حیوانات فروش دکان سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں عمدہ نسل اور قسم کے بندر طلب کر رہی ہے، اور بمبئی، کلکتہ، کولمبو سے ایک ایک جہاز میں سو سو بندر بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کا قطعی ثبوت تھی کہ ڈاکٹر وورو نوف کا عملیہ کم از کم مقبول خوب ہو رہا ہے!

حال میں ریوٹر ایجنسی نے پیرس سے ایک نئی خبر شائع کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا تھا کہ حکومت فرانس نے ڈاکٹر موصوف کو فرانس اور اٹلی کے سرحدی مقامات میں سے ایک نہایت پر فضا اور معتدل مقام دیدیا ہے، اور انہوں نے وہاں ایک قدیم قلعہ میں بہت بڑی تعداد بندروں کی جمع کرلی ہے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ خود یورپ میں بندر پال کر بڑی تعداد پیدا کرلی جائے، تاکہ اس عملیہ کے انجام دینے میں سہولت ہو۔

اس خبر کے دو ھفتہ بعد پیرس کے مشہور اخبار طان میں ایک ملاقات کا دلچسپ حال شائع ہوا جو اسی سرحدی مقام کے قدیم قلعہ میں (جو اب بندروں کی قیام گاہ ہے) مسٹر چرچل اور ڈاکٹر موصوف میں ہوئی تھی۔ ملاقات کی سرگزشت ڈاکٹر لئم - لوئی فارست کے قلم سے نکلی تھی جو ڈاکٹر وورو نوف کے رائے درست ہیں۔

چونکہ یہ معاملہ موجودہ دنیا کا سب سے زیادہ اہم طبی انکشاف ہے، اس لیے ہم چاہتے ہیں ایک جامع تحریر اس موضوع پر شائع کردیں۔ ہم نے مختلف مصادر سے اس مبحث کے تین اہم حصے لے لیے ہیں اور انہیں ضروری تصاویر کے ساتھ شائع کر دیتے ہیں۔ پہلا ٹکڑا نیویارک کے مڈیکل جرنل کے ایک مضمون سے ماخوذ ہے جو دنیا کے معتمد طبی رسائل میں سے ہے۔ دوسرا پیرس کے مشہور مصور رسالہ "لا الستراسیوں" کے مضامین سے مرتب کیا گیا ہے جو اس موضوع پر شائع ہوئے تھے۔ تیسرا "طان" پیرس سے لیا گیا ہے جس میں مسٹر چرچل اور ڈاکٹر وورو نوف کی ملاقات کی سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ اس کا مختصر خلاصہ ہندوستان کے بعض انگریزی اخبارات میں بھی شائع ہوگیا تھا، لیکن اب ڈاک کے اخبارات میں "طان" آگیا ہے اور اس میں پوری سرگذشت درج ہے۔

(۱)

(انسانی عمر کی درازی)

زندگی کی بیمہ کرنے والی کمپنیوں کی سالانہ رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ گزشتہ صدی کے آخری پچیس برسوں میں انسان کی عمر پہلے سے بارہ برس زیادہ ہوگئی ہے۔ امریکن پروفیسر ڈاکٹر میو نے واشنگٹن یونیورسٹی میں پچھلے مہینہ تقریر کرتے ہوئے کہا:

نیکی اور بدی میں کشمکش شروع ہوگئی - مقابلہ سخت تھا مگر جیت نیکی ہی کیلیے تھی - جین نے تاریکی اور گناہ کا دشت بے کنار پیچھے چھوڑا ، اور ایک ہی جست میں نیکی اور خدا پرستی کی بلندیوں پر پہنچ گیا :

بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زن
حیف باشد چو تو مرغے کہ اسیر قفسی !

نیکی کی دنیا بدی کی دنیا سے کس قدر دور معلوم ہوتی ہے اور پھر دیکھو تو کتنی نزدیک ہے ؟ جب تک تم نے اسکی طرف قدم نہیں اٹھایا ، وہ اتنی دور ہے کہ اس کا نشان راہ بھی تمہیں دکھائی نہیں دیتا - لیکن جونہی تم اسکی طرف چلے ، وہ اتنی نزدیک ہوجاتی ہے کہ ساری مسافت ایک قدم سے زیادہ نہیں ! یونانی علم الاصنام کی ضرب المثل تھی : " مریخ کے مندر اور عطارد کے مندر میں صرف ایک دیوار حائل ہے - " کیونکہ دونوں ایک ہی احاطہ میں تھے ، اور جہل و خونریزی کے مندر سے نکل کر علم و امن کے مندر میں جانے کیلیے صرف اتنا کرنا پڑتا تھا کہ بیچ کے ایک دروازے سے نکلکر دوسرے دروازے میں قدم رکھدیا - یہ اس طرف اشارہ تھا کہ علم و جہل ، محبت و جنگ ، اور نیکی و بدی کی دنیائیں کتنی ہی وسیع اور دور دراز نظر آتی ہیں ، مگر اسکے لیے جو ایک سے نکل کر دوسری میں قدم رکھنا چاہے ؛ اس سے زیادہ مسافت نہیں ہے کہ ایک گھر کی چوکھٹ سے نکلے اور دوسری چوکھٹ میں قدم رکھدیا !

طے می شود ایں رہ بہ درخشیدن برقے
ما بے خبراں منتظر شمع و چراغیم !

⁂

بالاخر فرانس کا وہ مشہور مجرم جسکے لیے چوری پیشہ اور قتل تفریح تھی ، جسے دنیا کا قانون اور سوسائٹی کا انصاف اٹھارہ برس عذاب میں رکھ کر بھی جرم سے روک نہیں سکا تھا ، جسکی شقاوت اور سیہ کاری اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ قید خانہ سے نکلتے ہی پہلا وار اپنے محسن پر کر گزرا ، اور ذرا بھی ضمیر کی ملامت محسوس نہ کی ؛ اب ایک شریف ، راست باز ، خدا پرست ، اور فیاض آدمی تھا جسکی دولت بندگان خدا کی بے لوث خدمت میں اور جسکی زندگی مصیبت زدوں اور بے سر و سامانوں کی غمخواری میں صرف ہوتی تھی ! اتنا ہی نہیں بلکہ گذشتہ کے احساس اور مستقبل کی طلب نے اب اسکے اندر نیکی اور ایثار کی ایک ایسی اعلی روح پیدا کردی تھی جسکی طاقت کی کوئی انتہا اور جسکی وسعت کا کوئی کنارہ نہ تھا - بشپ کا نمونہ اسے اپنی روحانی بلندی کی سطح سے بھی ایک زیادہ بلندی کی طرف دعوت دے رہا تھا !

⁂

انسان کتنا ہی نیک بننا چاہے لیکن سوسائٹی اسے نیک بننے نہیں دیتی - وہ اسکا زندگی کے ہر گوشے اور ہر موڑ پر تعاقب کرتی ہے - جین کچھ سے کچھ ہوگیا ، اسکی روح بدل گئی ، اسکا دل پلٹ گیا ، اس کا سینہ جو کبھی شیطان کا نشیمن تھا ، مقدسوں کی نیکیوں کا آشیانہ اور فرشتوں کی پاکیوں کا خزانہ بن گیا ؛ تاہم سوسائٹی نہ تو اسے معاف کرسکی ، نہ اسکی راہ روکنے سے باز آئی - ایک کے بعد ایک آزمایشیں آتی گئیں ، اور اسکی وہ نیکی جو بشپ نے شمعدان پکڑاتے ہوے اسکے دل کے ریشے ریشے میں اتاردی تھی ، متزلزل نہ ہوئی - وہ قربانیوں پر قربانیاں کرتا گیا - اس نے انسان کی خدمت اور محبت کیلیے اپنا سب کچھ دیدیا - لیکن انسان اسے انصاف کا ایک کلمہ ، اعتراف کا ایک اشارہ ، عزت کی ایک غلط انداز نظر بھی نہ دے سکا !

⁂

افسانہ بہت طول کھینچتا ہے - سالہا سال گزر جاتے ہیں - یورپ کے بعض اہم واقعات شروع ہوتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں - " واٹرلو " کا معرکہ اور " فرانس کا تیسرا انقلاب " بھی ہو چکتا ہے ، لیکن جین کی عجیب و غریب زندگی کی مسلسل اور غیر مختتم قربانیاں ختم ہونے پر نہیں آتیں - وہ اپنی زندگی کا تمام آخری حصہ صرف کر کے جس یتیم اور مظلوم لڑکی کی پرورش کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسکی زندگی کی ساری نامرادیوں اور شقاوتوں کا صلہ اس بچہ کی محبت میں مل جائیگا ، وہ بھی اس سے بے پروا ہو جاتی ہے - جس شخص کی زندگی کو وہ ایک ایسے زہرہ گداز اور دہشت انگیز خطرہ میں پڑکر بچاتا ہے جس کا تصور بھی انسان کو سہمادے ، وہ بھی اسکے ساتھ انصاف نہیں کرسکتا اور اس سے منھ موڑ لیتا ہے - آخر وہ وقت آتا ہے جب اسی برس کی عمر میں تن تنہا بستر مرگ پر کروٹیں بدلتا ہے - اسوقت انسان طیار ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ انصاف کرے -

ساری عمر کی نیکی اور قربانی کے بعد اعتراف کی یہی چند گھڑیاں تھیں جو سوسائٹی اسے دے سکی !

⁂

وکٹر ہیوگو کی یہ طیار کی ہوی سیرۃ (کیریکٹر) نہایت مقبول ہوی ہے - یورپ کے بڑے بڑے مصوروں نے اسکا مرقع کھینچنے میں اپنے کمالات کے جوہر دکھلائے ہیں - سب سے بہتر مرقع موریس کا تسلیم کیا جاتا ہے جو گذشتہ صدی کا نامور فرانسیسی مصور تھا - اس مرقع میں اس نے وہ منظر دکھلایا ہے جب پولیس کے سپاہی جین کو گرفتار کر کے لاتے ہیں اور بشپ کے سامنے پیش کرتے ہیں - جین دم بخود کھڑا ہے - اسکے ہاتھ میں چوری کے مال کا بقچہ ہے - بشپ مسکراتا ہوا آگے بڑھتا ہے اور چاندی کے شمعدان اسے پکڑا رہا ہے - نیچے یہ عبارت درج ہے " میرے دوست ! تم رات جاتے ہوے یہ شمعدان کیوں چھوڑ گئے ؟ یہ بھی تو چاندی کے ہیں اور دو سو روپیہ میں فروخت ہو سکتے ہیں " ؟

⁂

کچھ عرصہ ہوا میں سفر میں تھا اور گزران وقت کے لیے یہ قصہ پڑھ رہا تھا - میں نے خیال کیا ، وکٹر ہیوگو نے اپنے زور تخیل سے انسانی سیرۃ کا ایک بڑا ہی بلند اور دلاویز نقشہ کھینچا ہے ، لیکن اگر اس نے مشرق کی شاعری کی طرح (کیونکہ اس نے سعدی اور حافظ کا مطالعہ کیا تھا) مشرق کے اخلاق و تصوف کا بھی مطالعہ کیا ہوتا تو اسے معلوم ہوجاتا کہ اس طرح کی اخلاقی سیرۃ یہاں کی عملی زندگی کے واقعات رہ چکے ہیں - پھر مجھے خیال آیا کہ سید الطائفہ جنید بغدادی (رح) اور ابن ساباط کا واقعہ کس درجہ اس سے مشابہ ، اور اپنی تفصیلات میں کیسا شاندار اور موثر ہے ؟

⁂

" ابن ساباط " کی سرگزشت کیلیے آیندہ مجلس افسانہ سرائی کا انتظار کیجیے -

" وصاف "

ایک ۷۵ برس کا بوڑھا آدمي
عملیۂ تطعیم سے پہلے

اِن تجربوں کے بعد اُس نے اِنسانوں کو لیا اور خاطر خواہ کامیابي حاصل هوئي - چالیس سے ساٹهه برس تک کے آدمیوں پر تجربه کیا گیا جنکي شرائین سخت هوگئي تهیں' اور پیري کے جمله لوازم اُن پر ٹوٹ پڑے تهے - جوان آدمیوں کا خون اُن کے جسم میں پہنچایا گیا اور یه تمام عوارض دور هوگئے - یه خیال نہیں کرنا چاهیے که اس طریقه میں جوان آدمي کا بہت سا خون لیا جاتا هے - نہیں' بہت هي کم خون - اِتنا کم' جتنا معمولي زخم سے بہه جایا کرتا هے - اور وه اِس عمل کے لیے کافي هوتا هے - ایک سنٹي میٹر مکعب سے دو سنٹي میٹر تک خون کافي هوتا هے - اِس میں اصلي شرط یه هے که دونوں کے خون کي فعالي خاصیت یکساں هو - یهي سبب هے که خون لینے سے پہلے اُس کي طبي جانچ کرلي جاتي هے - سب سے بہتر خون باپ کے لیے بیٹے کا هوتا هے - لیکن بہر حال طبي معائنه ضروري هے -

(۲) کلٹیوں کا نظریه

دوسرا طریقه کلٹیوں کي عملیات کا هے - یه طریقه اُس نظریه پر مبني هے جو آجکل بہت عام اور مقبول هو رها هے - نظریه یه هے که جسم کے پورے نظام کا دار و مدار اُن کلٹیوں پر هے جو خون میں بلا واسطه اپنا ماده پہنچاتي رهتي هیں - اِن کلٹیوں کي مثال بالکل اُس ننهے سے پرزه کي هے جو موٹر میں حرکت کے وقت پہلا شراره پیدا کرتا هے -

کلٹیوں کي جسم میں تاثیر مسلم هے - مثلاً جب گردن کي " غدۂ درقیه " (Thyroid Glend) خراب هو جاتي هے تو انسان میں غفلت و حماقت کي سي ایک کیفیت پیدا هو جاتي هے - اِس غدود یا کلٹي کے اوپر دو کلٹیاں اور بهي موجود هیں - یه اِتني چهوٹي هیں که پن کے سر سے زیاده نہیں هیں - اگر یه جسم سے نکال دي جائیں تو فوراً تشنج شروع هو جائے اور زیاده سے زیاده چهه گهنٹے کے اندر انسان مر جائے - اسي طرح گردوں کے اوپر کي کلٹیاں بهي اگر نکال دي جائیں تو چشم زدن میں اس طرح دم نکل جائے' گویا بجلي گر پڑي - وجه یه هے که یه دونوں کلٹیاں ایک خاص طرح کا ماده خارج کرتي رهتي هیں جس کا نام " اڈرینالین " هے - یهي ماده قلب کي حرکت کا اصلي موجب هے -

غرضکه اِس قسم کي بہت سي کلٹیاں انسان کے جسم مین موجود هیں - لیکن تجربه کرنے والوں نے اپنے علاج میں صرف تناسلي کلٹیوں سے کام لیا هے - یه ثابت هوچکا هے که تناسلي کلٹیوں هي سے وه ماده خارج هوتا هے جس سے جسم کي [illegible] هوتي هے'

چہرے پر بال نکلتے هیں' اور وه تمام حالات پیدا هوجاتے هیں جنسے مرد مرد هوتا اور اُس میں رونق شباب ظاهر هوتي هے -

(کلٹیوں کے عملیات)

اِن کلٹیوں کو قوي اور چست کیوں کر کیا جائے ؟ علماء نے اِس کے چند طریقے نکالے هیں

ایک طریقه یه هے که اِن کلٹیوں پر عمل جراحي کرتے هیں اور اُن کي شرائین مختلف دواؤں کے ذریعه ترو تازه کر دي جاتي هیں' جن سے مادۂ منویه آتا هے اور جو بڑهاپے میں خشک هو جاتي هیں - یه طریقه اب تک پوري طرح کامیاب نہیں هوا هے' اگر هو بهي جائے تو صرف اُنهي بوڑهوں کے لیے مفید هوسکتا هے جن کے قوی ابهي مضبوط هیں اور جسم میں مادۂ منویه کافي مقدار میں پیدا هوتا رهتا هے - لیکن جن کے قوی بالکل کمزور هوگئے هیں' اُن کے لیے یه طریقه مفید نه هوگا - یهي وجه هے که یه طریقه مقبول نہیں هوا -

دوسرا طریقه پچکاري کے ذریعه مواد داخل کرنے کا هے - تندرست حیوان کي تناسلي کلٹیوں کے مواد کا خلاصه حاصل کیا جاتا هے' اور بوڑهے جسموں کي کلٹیوں میں پہنچا دیا جاتا هے - لیکن یه طریقه بهي زیاده کار آمد ثابت نہیں هوا - کیونکه اول تو ایسے مواد کا حاصل کرنا مشکل هے - پهر اِس کا اثر بهي زیاده دیرپا نہیں هوتا - کچهه مدت کے بعد جاتا رهتا هے -

یه طریقه سب سے پہلے ایک امریکن ڈاکٹر براؤن سیکر نے معلوم کیا تها اور خود اپنے جسم پر اسکا تجربه کیا تها - یه ڈاکٹر بہت بوڑها هو گیا تها - عمر ستر سے بهي زیاده هوگئي تهي - علمي اشغال کي قوت باقي نہیں رهي تهي - بڑے غور و فکر کے بعد اُسے خیال هوا که اِس طریقه کا تجربه کیوں نه کیا جائے ؟ چنانچه تناسلي کلٹیوں کے مواد کا خلاصه حاصل کیا اور اپنے جسم میں پچکاري کے نشتر کے ذریعه داخل کر دیا - نتیجه حیرت انگیز تها - اچانک شباب کي قوتیں عود کر آئیں !

تیسرا طریقه وه هے جسے پیوند یا قلم لگانے سے تعبیر کیا جاتا هے یعني جس طرح درختوں کي دو مختلف شاخوں کا باهمدگر پیوند لگایا جاتا هے' اسي طرح ایک جسم کا کچهه حصه دوسرے جسم میں لگا دیا جائے - اسي لیے هم نے اسے " تعلیم " کے لفظ سے تعبیر کیا هے جو عربي میں قلم لگانے کے معني میں بولا جاتا هے - ایک دوسرا لفظ " تطعیم " بهي هے - لیکن اسمیں قلم لگانے سے زیاده ٹیکه لگانے کا مفہوم پایا جاتا هے - مصر کے بعض رسائل نے غلطي سے اسے " تطعیم " کہنا شروع کر دیا هے - حالانکه تطعیم اِسکے لیے موزوں نہیں

وهي ۷۵ برس کا بوڑها
عملیه کے بعد

ڈاکٹر گورسکی
جس نے تبادلۂ غدود کے ذریعہ اعادۂ شباب کے سلسلہ میں کامیابی حاصل کی

" اعداد و شمار سے ثابت ہوگیا ہے کہ انسان کی عمر بڑھ رہی ہے۔ سولہویں صدی سے انیسویں صدی کے وسط یعنی سنہ ۱۸۵۰ع تک، انسان کی عمر میں بیس برس کا اضافہ ہوچکا ہے۔ اس کے بعد بھی ترقی برابر جاری رہی - اس وقت انسان کی متوسط عمر ۵۸ - سال تک پہنچ چکی ہے "

پروفیسر مذکور کے خیال میں اس زیادتی کا اصلی سبب علم حفظان صحت کی ترقی اور عقل انسانی کی وسعت ہے - اب انسان بہت سے ایسے امراض پر غالب آگیا ہے جو پہلے نا قابل علاج تھے - اسنے بتایا کہ مرد کی زندگی کیلیے سب سے زیادہ خطرہ چھپاسی اور اٹھاسی سال کی درمیانی عمر میں ہوتا ہے - لہذا اس موقعہ پر غیر معمولی احتیاط کی ضرورت ہے - عورت کی زندگی ۱۶ - اور ۱۸ - سال کی عمر میں سب سے زیادہ خطرے میں ہوتی ہے - تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اکثر عورتیں اسی عمر میں مرتی ہیں

عمر کی درازی میں وراثت کو بھی بہت دخل ہے - جن خاندانوں میں عمر زیادہ ہوتی ہے، انکی نسل زیادہ مدت تک زندہ رہتی ہے - یہ اس لیے کہ عمر کا تعلق جسم کی اُن خلایا یا تہدیلیوں سے ہے جو زندگی کی محافظ اور پرورش کرنے والی ہیں - علماء علم الحیاۃ نے اب یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ زندگی کی ان تبدیلیوں کی قوت و صلاحیت عام طور پر موروثی ہوتی ہے - لہذا طویل العمر خاندانوں کے افراد کو زیادہ عمر پانے کی امید رکھنی چاہیے - بشرطیکہ بے اعتدالیوں سے زندگی کی قوتیں قبل از وقت ضایع نہ کردیں -

حال میں مشہور روسی عالم ڈاکٹر وورو نوف نے اعلان کیا ہے:

" عنقریب انسان ۱۲۵ - سال کی عمر حاصل کرلیگا، اور علم کی ترقی بہت جلد اس مدت کو ۱۴۰ - سال تک بڑھا دیگی "

اور بہت سے علماء نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ دنیا بھر میں زندگی کی درازی کیلیے ایک زبردست تحریک پیدا ہوگئی ہے -

(اعادۂ شباب)

لیکن سوال یہ ہے کہ انسان اتنی عمر لیکر کریگا کیا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عام طور پر ساٹھہ برس کے بعد ہی بڑھاپے کی کمزوریاں اُسے مغلوب کرلیتی ہیں، اور اس کے بعد تو اُسکی زندگی موت سے بھی بدتر ہوجاتی ہے ؟

بلا شبہ یہ سوال بہت اہم ہے -

لیکن علماء علم حیات اس سے غافل نہیں ہیں - ان کا جواب یہ ہے کہ بڑھاپے کی یہ حالت طبیعی اور اٹل نہیں ہے بلکہ عوارض کا نتیجہ ہے - اگر یہ عوارض دور کردیے جائیں تو سو برس کی عمر میں بھی انسان ویسا ہی خوش حال رہسکتا ہے - جیسا تیس برس کی عمر میں ہوتا ہے - وہ کہتے ہیں - یہ عوارض دور کردیے جاسکتے ہیں -

بڑھاپے کی لاچاریاں دور کرنے کا مسئلہ نیا نہیں ہے - قدیم سے انسان نے اس پر غور کیا ہے اور دواؤں کی شکل میں اسکے بہت سے حل تجویز کیے ہیں - مگر تجربے اور عمل سے کوئی بھی کارگر ثابت نہ ہوا - اب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ علماء شاید یہ مہم سر کرلیں -

(سائنس کانگرس کا اعلان عظیم)

گزشتہ سال سوئٹزرلینڈ میں سائنس کانگرس نے اعلان کیا تھا:

" یہ خیال محض بے بنیاد ہے کہ بڑھاپا ایک طبعی حالت ہے جو لازمی طور پر ہر انسان پر طاری ہوتی ہے - بڑھاپا بھی دراصل بیماری کی طرح ایک عارضہ ہے - جس طرح ہر بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں، اُسی طرح اس بیماری کے بھی جراثیم ہیں، اور علم نے معلوم کر لیے ہیں - اگر ان کے معدوم کر دینے میں کامیابی ہوگئی، تو بڑھاپا بھی معدوم ہوجایگا " !

(۲)

(اعادۂ شباب کے کامیاب طریقے)

بڑھاپا دور کرنے یا بہ الفاظ علمی اس کے جراثیم معدوم کردینے کے جو طریقے اس وقت تک کامیاب ہوچکے ہیں، وہ کچھہ کم اہمیت نہیں رکھتے - ہم مختصراً اُن تمام طریقوں کا یہاں ذکر کردیتے ہیں -

(۱) تجدید مادۂ دمویہ

اس طریقہ کا موجد پیرس کا ایک ڈاکٹر گورسکی ہے - اس طریقہ کی طرف اسے ڈاکٹر کارل کی کیمیاوی تحقیقات سے رہنمائی ہوئی - ڈاکٹر کارل حیوان کا کوئی عضو یا عضو کا کوئی حصہ ایک عرق کے اندر جس میں دو ثلث خون اور ایک ثلث اسی حیوان کی جنین کا جوہر شامل ہوتا تھا، رکھدیتا، اور وہ عضو حیرت انگیز طور پر زندہ رہتا - ڈاکٹر گورسکی نے یہ دیکھکر خیال کیا کہ اگر بوڑھے حیوان کے جسم میں اُسی نسل کے جوان حیوان کا خون منتقل کردیا جائے تو اُسے جوان ہوجانا چاہیے - چنانچہ اُس نے تجربہ کیا اور کامیاب رہا - چودہ برس کا ایک بوڑھا کتا اور ۲۴ - برس کا بوڑھا گھوڑا، دونوں جوان ہوگئے !

مشہور عالم ڈاکٹر وورونوف
جو اعادۂ شباب کے متعلق تحقیقات کر رہا ہے

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازے پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

حسین بن علی علیہما السلام

دنیا میں انسانی عظمت و شہرت کے ساتھ حقیقت کا توازن بہت کم قائم رہ سکا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو شخصیتیں عظمت و تقدس اور قبول و شہرت کی بلندیوں پر پہنچ جاتی ہیں، دنیا عموماً تاریخ و حقیقت سے زیادہ افسانہ و تخیل کے اندر انہیں ڈھونڈنا چاہتی ہے۔ اسی لئے فلسفۂ تاریخ کے بانی اول ابن خلدون کو یہ قاعدہ بنا دینا پڑا کہ جو واقعہ دنیا میں جس قدر زیادہ مقبول و مشہور ہوگا، اتنی ہی زیادہ افسانہ سرائی اُسے اپنے حصار تخیل میں لے لے گی۔ ایک مغربی شاعر گوئٹے نے یہی حقیقت ایک دوسرے پیرایہ میں بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے: "انسانی عظمت کی حقیقت کی انتہا یہ ہے کہ افسانہ بن جائے!"

تاریخ اسلام میں حضرت امام حسین (علیہ و علی آبائہ و ابنائہ الصلوٰۃ والسلام) کی شخصیت جو اہمیت رکھتی ہے، محتاج بیان نہیں۔ خلفائے راشدین کے عہد کے بعد جس واقعہ نے اسلام کی دینی، سیاسی، اور اجتماعی تاریخ پر سب سے زیادہ گہرا اثر ڈالا ہے، وہ اُن کی شہادت کا عظیم واقعہ ہے۔ بغیر کسی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کے کسی المناک حادثہ پر نسل انسانی کے اس قدر آنسو نہ بہے ہونگے جس قدر اس حادثہ پر بہہ چکے ہیں۔ تیرہ سو برس کے اندر تیرہ سو محرم گزر چکے، اور ہر محرم اس حادثہ کی یاد تازہ کرتا رہا۔ امام حسین کے جسم خونچکاں سے دشت کربلا میں جس قدر خون بہا تھا، اُس کے ایک ایک قطرہ کے بدلے دنیا اشک ہائے ماتم کا ایک ایک سیلاب بہا چکی ہے!

بایں ہمہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تاریخ کا اتنا مشہور اور عظیم تاثیر رکھنے والا واقعہ بھی تاریخ سے کہیں زیادہ افسانہ کی صورت اختیار کر چکا ہے؟ اگر آج ایک جویائے حقیقت چاہے کہ صرف تاریخ اور تاریخ کی محتاط شہادتوں کے اندر اس حادثہ کا مطالعہ کرے، تو اکثر صورتوں میں اُسے مایوسی سے دوچار ہونا پڑیگا۔ اس وقت جس قدر بھی مقبول اور متداول ذخیرہ اس موضوع پر موجود ہے، وہ زیادہ تر روضہ خوانی سے تعلق رکھتا ہے جس کا مقصد، زیادہ سے زیادہ گریہ و بکا کی حالت پیدا کر دینی ہے، نہ کہ تاریخی حیثیت سے بیان واقعات۔ بعض چیزیں جو تاریخ کی شکل میں مرتب ہوئی ہیں، وہ بھی فی الاصل تاریخ نہیں ہیں۔ روضہ خوانی اور مجلس طرازی کے مواد ہی نے ایک دوسری صورت اختیار کر لی ہے۔

اگر آج جستجو کی جائے کہ دنیا کی کسی زبان میں بھی کوئی ایک کتاب ایسی موجود ہے جو حادثۂ کربلا کی "تاریخ" ہو، تو واقعہ یہ ہے کہ ایک بھی نہیں!

ذیل میں ہم وفیات مشاہیر عالم میں سے (جس کا ذکر دوسرے نمبر میں ہو چکا ہے) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واردات و حوادث نقل کرتے ہیں۔ یہ حادثۂ کربلا کی "تاریخ" نہیں ہے، مگر تمام تاریخی واقعات کا مرتب مجموعہ ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ جہاں تک "تاریخ" کا تعلق ہے، اس حادثہ کے متعلق [illegible]

یاد رہے کہ اس سلسلہ سے مقصود تاریخی بحث و نظر نہیں ہے، بلکہ صرف واقعات وفات کا اس طرح یکجا کر دینا ہے کہ اُس سے ایک مرتب و مسلسل بیان پیدا ہو جائے۔ البتہ واقعات کے تفحص و تحقیق میں پوری کاوش کی گئی ہے۔ شاید اس قدر کاوش و تجسس کے ساتھ ان حالات کا تاریخی مجموعہ دوسری جگہ نہ ملے۔

تمہید

اہل بیت، شروع سے اپنے تئیں خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان کی وفات کے بعد تخت خلافت خالی ہوا۔ یزید بن معاویہ پہلے سے ولی عہد مقرر ہو چکا تھا۔ اُس نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اور حسین بن علی علیہما السلام سے بھی بیعت کا مطالبہ کیا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے کوفہ کو دار الخلافہ قرار دیا تھا اس لئے وہاں اہل بیت کرام کے طرفداروں کی تعداد زیادہ تھی۔ اُنھوں نے حضرت حسین کو لکھا کہ آپ تشریف لائیے، ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو اہل کوفہ سے بیعت لینے کے لئے بھیجا اور خود بھی سفر کی تیاری کرنے لگے۔

دوستوں کا مشورہ

آپ کے دوستوں اور عزیزوں کو علم ہوا تو سخت مضطرب ہوئے۔ وہ اہل کوفہ کی بے وفائی اور تلون مزاجی سے واقف تھے نیز بنی امیہ کی سخت گیر طاقتوں سے بھی بے خبر نہ تھے۔ انھوں نے اس سفر کی مخالفت کی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا: "لوگ یہ سنکر بہت پریشان ہیں کہ آپ عراق جا رہے ہیں۔ مجھے اصلی حقیقت سمجھائیے۔" حضرت حسین نے جواب دیا: "میں نے عزم کر لیا ہے۔ آج کل میں روانہ ہوتا ہوں۔" ابن عباس بے اختیار پکار اٹھے: "خدا آپ کی حفاظت کرے۔ کیا آپ ایسے لوگوں میں جا رہے ہیں جنھوں نے اپنے امیر کو بے دست و پا کر دیا ہے، دشمن کو نکال دیا ہے، اور ملک پر قبضہ کر لیا ہے؟ اگر وہ ایسا کر چکے ہیں تو شوق سے تشریف لیجائیے لیکن اگر ایسا نہیں ہوا ہے۔ حاکم بدستور اُن کی گردن دبائے بیٹھا ہے۔ اُسکے گماشتے برابر اپنی کارستانیاں کر رہے ہیں تو اُن کا آپ کو بلانا درحقیقت جنگ کی طرف بلانا ہے۔ میں ڈرتا ہوں، وہ آپ کو دھوکا نہ دیں، اور جب دشمن کو طاقتور دیکھیں تو خود آپ سے لڑنے کے لئے کھڑے نہ ہو جائیں۔" مگر آپ اس طرح کی باتوں سے متاثر نہ ہوئے اور اپنے ارادہ پر قائم رہے۔

ابن عباس کا جوش

جب روانگی کی گھڑی بالکل قریب آگئی تو ابن عباس پھر دوڑے گئے۔ "اے ابن عم!" اُنھوں نے بہت کہا: "میں خاموش رہنا چاہتا تھا، مگر خاموش رہا نہیں جاتا۔ میں اس راہ میں آپ کی ہلاکت اور بربادی دیکھ رہا ہوں۔ عراقی والے، دغاباز ہیں۔ اُنکے قریب بھی نہ جائیے۔ یہیں قیام کیجیے، کیونکہ یہاں حجاز میں آپ سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ اگر عراقی آپکو بلاتے ہیں تو اُن سے کہئے پہلے مخالفین کو اپنے علاقے سے نکال دو، پھر مجھے بلاؤ۔ اگر آپ حجاز سے جانا ہی چاہتے ہیں تو یمن چلے جائیے۔ وہاں قلعے اور دشوار گزار پہاڑ ہیں۔ ملک کشادہ ہے۔ آبادی عموماً آپکے والد کی خیرخواہ ہے۔ وہاں آپ ان لوگوں کی دسترس سے باہر ہونگے۔ خطوں اور قاصدوں کے ذریعہ اپنی دعوت پھیلائیے گا۔ مجھے یقین ہے، اس طرح آپ کامیاب ہو جائیں گے۔"

لیکن حضرت حسین نے جواب دیا:

"اے ابن عم! میں جانتا ہوں تم میرے خیرخواہ ہو۔ لیکن میں اب عزم کر چکا۔"

ابن عباس نے کہا:

"اگر آپ نہیں مانتے تو عورتوں اور بچوں کو تو ساتھ نہ لیجائیے۔ مجھے اندیشہ ہے آپ ان کی آنکھوں کے سامنے اُسی طرح قتل نہ کر ڈالے جائیں جس طرح عثمان بن عفان (رض) اپنے گھر والوں کے سامنے قتل کئے گئے تھے۔"

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد حضرت ابن عباس نے جوش میں آکر کہا:

"اگر مجھے یقین ہوتا کہ آپکے بال پکڑ لینے اور لوگوں کے جمع ہو جانے سے آپ رک جائیں گے تو واللہ میں ابھی آپ کی پیشانی کے بال پکڑ لوں!" (ابن جریر)

مگر آپ پھر بھی اپنے ارادہ پر قائم رہے۔

عبداللہ بن جعفر کا خط

اسی طرح اور بھی بہت سے لوگوں نے آپکو سمجھایا۔ آپکے چچیرے بھائی عبداللہ بن جعفر نے مدینہ سے خط بھیجا:

"میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہ خط دیکھتے ہی اپنے ارادے سے باز آجائیے۔ کیونکہ اس راہ میں آپکے لئے ہلاکت اور آپکے اہل بیت کے لئے بربادی ہے۔ اگر آپ قتل ہو جائیں گے تو زمین کا نور بجھ جائے گا۔ اسوقت ایک آپ ہی ہدایت کا نشان اور ارباب ایمان کی امیدوں کا مرکز ہیں۔ سفر میں جلدی نہ کیجیے۔ میں آتا ہوں۔"

(ابن جریر۔ کامل بنقل ابن اعثم وغیر ذلک)

والی کا خط

یہی نہیں بلکہ انھوں نے یزید کے مقرر کئے ہوئے والی عمرو بن سعید بن العاص سے جا کر کہا: "حسین بن علی کو خط لکھ کر ہر طرح مطمئن کر دو۔" عمرو نے کہا: "آپ خود خط لکھ لائیے۔ میں مہر کر دوں گا۔" چنانچہ عبداللہ نے والی کی جانب سے یہ خط لکھا:

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اُس راستے سے دور کر دے جس میں ہلاکت ہے اور اُس راستہ کی طرف رہنمائی کرے جس میں سلامتی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے آپ عراق جا رہے ہیں۔ میں آپکے لئے شقاق و اختلاف سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں آپکی ہلاکت سے ڈرتا ہوں۔ میں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو آپکے پاس بھیج رہا ہوں۔ انکے ساتھ واپس چلے آئیے۔ میرے پاس آپکے لئے امن، سلامتی، نیکی، احسان اور حسن جوار ہے۔ خدا اس پر شاہد ہے۔ وہی اس کا کفیل، نگہبان اور وکیل ہے۔ والسلام"

ہے - اس میں ٹیکہ لگانے کے عملیہ کی طرح کوئی خارجی مادہ داخل نہیں کیا جاتا ' بلکہ ایک عضو کی قلم دوسرے عضو سے پیوند کردی جاتی ہے -

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تندرست جسم کی تناسلی گلٹیوں کا پیوند بوڑھے آدمی میں لگادیا جاتا ہے اور وہ بالکل جوان ہو جاتا ہے - سب سے پہلے سنہ ۱۷۷۰ - میں ایک انگریز ڈاکٹر جان ہنٹر نے اس کا تجربہ کیا تھا - بوڑھے کتے میں جوان کتے کی گلٹیاں لگادیں اور اسکا بڑھاپا دور ہوگیا - پھر سنہ ۱۸۴۹ - میں ڈاکٹر برتھولد نے مرغ پر یہی تجربہ کیا اور کامیاب ہوا - انیسویں صدی کے آخر میں کئی آور یورپین پر بھی اس عملیہ کے تجربے کامیاب ہوچکے ہیں -

لیکن یہ محض تجربے ہی تجربے تھے - ابھی اس حد تک معاملہ نہیں پہنچا تھا کہ عملی حقیقت کی طرح تسلیم کرلیا جاتا - مگر سنہ ۱۸۹۴ - میں ڈاکٹر شٹناخ نے وائنا میں از سرنو تجربے شروع کیے - انکا سلسلہ ابتک جاری ہے - اس ڈاکٹر کے تجربے زیادہ تر چوہوں پر تھے - تمام تجربے کامیاب ہوے اور ثابت ہوگیا کہ زیادہ سے زیادہ بوڑھے چوہے بھی جوان ہوسکتے اور چالیس مہینے تک زندہ رہسکتے ہیں - حالانکہ چوہوں کی عمر کا اوسط تیس مہینے سے زیادہ نہیں - اس کے معنی یہ ہوئے کہ انکی عمر میں تقریباً ۴۵ - فی صدی کا اضافہ ہوگیا - اگر اسی پر آدمی کی عمر کا بھی قیاس کیا جائے تو اسی سے سو برس تک پہنچ جانا ممکن معلوم ہوتا ہے -

(ڈاکٹر ورونوف)

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عملیہ کی آخری کامیابی کی عزت ایک روسی ڈاکٹر کے نام لکھی جا چکی تھی جو عرصہ سے پیرس میں مقیم ہے - یعنی ڈاکٹر ورونوف -

ڈاکٹر موصوف نے اپنے تجربے حیوان سے شروع کیے - سب سے پہلے سنہ ۱۹۱۸ - میں ۱۲ - برس کے بوڑھے دنبے میں ایک جوان دنبے کی تناسلی گلٹی کا پیوند لگایا - نتیجہ یہ ہوا کہ دو مہینے کے اندر بوڑھے دنبے کی حالت بدل گئی - پہلے اسکا سر جھکا رہتا تھا - ہاتھ پاؤں کانپتے تھے - پیشاب بند ہو ہو جاتا تھا ' اور توالد و تناسل کی قوت بالکل مفقود ہوچکی تھی - لیکن اس علاج کے بعد اسکی جوانی واپس آگئی ' جوش شباب پیدا ہوگیا ' سینگ مارنے لگا ' اور مادہ اس سے حاملہ بھی ہوگئی - ڈاکٹر نے صرف اتنے تجربے ہی پر اکتفا نہیں کی - بلکہ کچھ روز بعد یہ پیوند الگ کرکے دیکھا کہ اب دنبے کی حالت کیا ہوتی ہے ؟ ہوا یہ کہ پیوند کے الگ ہوتے ہی بڑھاپا لوٹ آیا - ڈاکٹر نے دوبارہ پھر پیوند لگا دیا ' وہ پھر از سر نو جوان ہوگیا !

(۸۵ برس سے چالیس برس !)

اسکے بعد ۷۵ - برس کے ایک بوڑھے انگریز پر تجربہ کیا - یہ نہایت ہی ردی حالت میں تھا - کمزوری حد کو پہنچ چکی تھی - پیٹ کی کھال لٹک آئی تھی - بینائی تقریباً جاچکی تھی - کان بھی بہرے ہونے کے قریب تھے - اس نے اپنی جوانی کا تمام زمانہ ہندوستان کے گرم و سخت موسم میں بسر کیا تھا - وہ اس قدر کمزور تھا کہ ڈاکٹر کے مطب تک بھی خود نہیں جاسکا جو پہلی منزل پر واقع تھا - نوکر اسے اپنی پیٹھ پر لاد کے لے گیا -

لیکن اس علاج کے بعد وہ جوان ہوگیا - قوت واپس آگئی ' حتی کہ سر پر بال بھی نکل آئے - حالانکہ پہلے بالوں سے اسکا سر گنجا ہو رہا تھا ! (صفحہ ۱۱ - کی دونوں تصویریں اسی شخص کی تصویریں ہیں)

ڈاکٹر ورونوف کا بیان ہے کہ سب سے بہتر پیوند اس قلم کا ہوتا ہے جو جوان آدمی کی تناسلی گلٹی سے لیا جاتا ہے - علاج کیلیے بہت ہی قلیل حصے کی ضرورت ہوتی ہے - اتنے قلیل کی کہ آدمی کی صحت کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا - مگر چونکہ دنیا بھر کی قوموں کے قوانین نے اسے ممنوع قرار دیدیا ہے ' اس لیے مجبوراً ترقی یافتہ بندر کی گلٹیوں سے کام لیا جاتا ہے - کیونکہ حیوانات میں بندر سے زیادہ کوئی جانور انسان سے قریب نہیں ہے - تحلیل کرنے سے ثابت ہوا ہے کہ بندر کا خون بالکل انسان کے خون کی طرح ہے -

ابتک بکثرت آدمیوں کا علاج ہو چکا ہے ' اور سب پر کامیاب رہا ہے ' سب از سر نو جوان ہوگئے ہیں - ڈاکٹر ورونوف کا آخری اعلان یہ تھا کہ " دسمبر سنہ ۱۹۲۶ - تک وہ ایک ہزار بوڑھوں پر یہ عملیہ کرچکے ہیں ! "

(جنس اناث اور عملیۂ تسلیم)

جس طرح بوڑھے مردوں کے لیے یہ عملیہ کامیاب ہوا ہے ' کیا بوڑھی عورتوں کے لیے بھی کامیاب ہوسکتا ہے ؟ کیا آئندہ زمانے میں دونوں جنس یکساں شباب کی طرف لوٹ سکیں گے ' یا زندگی اور انتفاع کے ہر میدان کی طرح ' اس میدان میں بھی عورتیں محروم رہجائیں گی ؟

حال میں ڈاکٹر ورونوف نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے ؟

" اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے اس کمدونست عورت کی ملاقات کرادوں جو ۶۵ برس کی عمر اور اس کی ساری محرومیاں لیکر میرے پاس آئی تھی اور اب از سر نو جوان بنکر واپس جا چکی ہے " !

(باقی آئندہ)

الہلال

کا

یہ ۵ - واں نمبر ہے

لیکن

اس وقت تک توسیع اشاعت کے لیے دفتر نے آپکو کوئی زحمت نہیں دی ہے - کیا آپ کو خود اس طرف توجہ نہ ہوگی ؟

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپ کو ایک مستند اور آخرین رہنما

(گائڈ بک)

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں
قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپ کو مطلع کر دے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی
جا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

THE DUNLOP
GUIDE
TO GREAT BRITAIN

کا دوسرا ایڈیشن ہے
ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے
بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

الہلال کی مکمل جلدیں

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

الہلال کی پہلی اور دوسری اشاعت کی جلدوں کے لئے شائقین علم و ادب مشتاق تھے۔ چند جلدیں جو فراہم کر سکا ہوں حسب ذیل قیمت پر بھیجی جا سکتی ہیں:

الہلال جلد سوم
” جلد چہارم — قیمت فی جلد ۵ روپیہ
” جلد پنجم
البلاغ (یعنی الہلال کا دوسرا سلسلۂ اشاعت) ۵ روپیہ۔ (منیجر الہلال)

اگر آپ کو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی
شکایت ہے، تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے
سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

کیا آپ معلوم نہیں

کہ

اسوقت دنیا میں بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ ”شیفر“
کا
”لائف ٹائم“ قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت
یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں
ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی
زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری
بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم
دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو
آپ کو ”شیفر“ کا
”لائف ٹائم“
لینا چاہیے!

مگر آپ بدستور اپنے ارادے پر جمے رہے۔ (ابن جریر وغیرہ)

فرزدق سے ملاقات

مکہ سے آپ عراق کو روانہ ہوگئے۔ "صفاح" نام مقام پر مشہور محب اہل بیت شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی۔ آپنے پوچھا "تیرے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے؟" فرزدق نے جواب دیا۔ "انکے دل آپکے ساتھ ہیں۔ مگر تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں" فرمایا "سچ کہتا ہے۔ اب معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ ہمارا پروردگار ہر لحظہ کسی نہ کسی حکم فرمائی میں ہے۔ اگر اُس کی مشیت ہماری پسند کے مطابق ہو تو اُس کی ستائش کریں گے۔ اگر امید کے خلاف ہو تو بھی نیک نیتی اور تقوی کا ثواب کہیں نہیں گیا ہے"

یہ کہا اور سواری آگے بڑھائی۔ (ایضاً)

مسلم بن عقیل کے عزیزوں کی ضد

زرود نام مقام میں پہونچکر معلوم ہوا کہ آپکے نائب مسلم بن عقیل کو کوفہ میں یزید کے گورنر عبید اللہ بن زیاد نے علانیہ قتل کر دیا اور کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ آپنے سُنا تو بار بار انا للہ و انا الیہ راجعون! پڑھنا شروع کیا۔ بعض ساتھیوں نے کہا:

"اب بھی وقت ہے۔ ہم آپکے اور آپکے اہل بیت کے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں۔ بہتر یہیں سے لوٹ چلئے۔ کوفہ میں آپ کا کوئی ایک بھی طرفدار اور مددگار نہیں ہے۔ سب آپکے خلاف کھڑے ہوجائیں گے"

آپ خاموش ہوگئے، اور واپسی پر غور کرنے لگے لیکن مسلم بن عقیل کے عزیز کھڑے ہوگئے "واللہ ہم ہرگز نہ ٹلیں گے" انہوں نے کہا "ہم اپنا انتقام لیں گے یا اپنے بھائی کی طرح مرجائیں گے" اسپر آپ نے ساتھیوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور ٹھنڈی سانس لیکر کہا "ان کے بعد زندگی میں کوئی مزہ نہیں" (ایضاً)

راستہ میں بھیڑ چھنٹ گئی

بدوؤں کی ایک بھیڑ آپکے ساتھ ہوگئی تھی۔ یہ سمجھتے تھے کوفہ میں خوب آرام کرینگے۔ آپ اصل حقیقت سے واقف تھے۔ سب کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

"اے لوگو! ہمیں نہایت وحشتناک خبریں پہونچی ہیں۔ مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ، اور عبد اللہ بن بقطر قتل کر ڈالے گئے۔ ہمارے طرفداروں نے بیوفائی کی۔ کوفہ میں ہمارا کوئی مددگار نہیں جو ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہے چھوڑ دے۔ ہم ہرگز خفا نہ ہونگے۔"

بھیڑ نے سُنا تو دائیں بائیں کٹنا شروع ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد آپکے گرد وہی آدمی رہ گئے جو مکہ سے ساتھ چلے تھے! (ایضاً)

حُر بن یزید کی آمد

قادسیہ سے جوں ہی آگے بڑھے، عبید اللہ بن زیاد والی عراق کے عامل حصین بن نمیر تمیمی کی طرف سے حُر بن یزید ایک ہزار فوج کے ساتھ نمودار ہوا اور ساتھ ہولیا۔ اسے حکم تھا کہ حضرت حسین کے ساتھ برابر لگا رہے، اور اُس وقت تک پیچھا نہ چھوڑے، جب تک اُنھیں عبید اللہ بن زیاد کے روبرو نہ پہنچا دے۔ اسی اثنا میں نماز ظہر کا وقت آگیا۔ آپ تہ بند باندھے، چادر اوڑھے، نعل پہنے تشریف لائے اور حمد و نعت کے بعد اپنے ساتھیوں اور حُر کے سپاہیوں کے سامنے خطبہ دیا:

راہ میں ایک خطبہ

"اے لوگو! خدا کے سامنے اور تمھارے سامنے میرا عذر یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے یہاں نہیں آیا ہوں۔ میرے پاس تمھارے خطوط پہنچے، قاصد گئے، مجھے بار بار دعوت دی گئی کہ ہمارا کوئی امام نہیں۔ آپ آئے تاکہ خدا ہمیں آپکے ہاتھ پر جمع کر دے۔ اگر اب بھی تمھاری یہی حالت ہو تو میں آگیا ہوں۔ اگر مجھسے عہد و پیمان کرنے کے لئے طیار ہو جن پر میں مطمئن ہوجاؤں، تو میں تمھارے شہر میں چلنے کو آمادہ ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہو بلکہ تم میری آمد سے ناخوش ہو، تو میں وہیں واپس چلا جاؤں گا جہاں سے آیا ہوں"

دشمنوں نے آپکے پیچھے نماز پڑھی

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد لوگ مؤذن سے کہنے لگے "اقامت پکارو" حضرت حسین نے حُر بن یزید سے کہا "کیا تم علحدہ نماز پڑھو گے؟" اُسنے کہا "نہیں، آپ امامت کریں، ہم آپ ہی کے پیچھے نماز پڑھیں گے"

وہیں عصر کی بھی نماز پڑھی۔ دوست دشمن سب مقتدی تھے۔ سلام کے بعد آپنے پھر خطبہ دیا:

دوسرا خطبہ

"اے لوگو! اگر تم تقوی پر رہو اور حقدار کا حق پہچانو، تو یہ خدا کی خوشنودی کا موجب ہوگا۔ ہم اہل بیت ان مدعیوں سے زیادہ حکومت کے حقدار ہیں۔ ان لوگوں کا کوئی حق نہیں۔ یہ تم پر ظلم و جور سے حکومت کرتے ہیں۔ لیکن اگر تم ہمیں ناپسند کرو، ہمارا حق نہ پہچانو، اور تمھاری رائے اب اُس کے خلاف ہوگئی ہو، جو تم نے مجھے اپنے خطوں میں لکھی اور قاصدوں کی زبانی پہنچائی تھی، تو میں واپس چلے جانے کے لئے بخوشی طیار ہوں"

اہل کوفہ کے خطوط

اسپر حُر نے کہا "آپ کن خطوں کا ذکر کرتے ہیں؟ ہمیں ایسے خطوں کا کوئی علم نہیں"

آپنے عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ وہ دونوں تھیلے نکال لائے جن میں کوفہ والوں کے خط بھرے ہیں۔ عقبہ نے تھیلے انڈیل کر خطوں کا ڈھیر لگا دیا۔ اسپر حُر نے کہا "لیکن ہم وہ نہیں ہیں جنھوں نے یہ خط لکھے تھے۔ ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ آپکو عبید اللہ بن زیاد تک پہنچا کے چھوڑیں" حضرت امام نے فرمایا "لیکن یہ موت سے پہلے ناممکن ہے"

پھر آپنے روانگی کا حکم دیا۔ لیکن مخالفین نے راستہ روک لیا۔ آپنے خفا ہو کر حُر سے کہا "تیری ماں تجھے روئے! تو کیا چاہتا ہے؟" حُر نے جواب دیا "واللہ اگر آپکے سوا کوئی اور عرب میری ماں کا نام زبان پر لاتا تو میں اُسے بتا دیتا! لیکن آپکی ماں کا ذکر میری زبان پر برائی کے ساتھ نہیں آسکتا" آپنے فرمایا "پھر تم کیا چاہتے ہو؟" اُسنے کہا "میں آپ کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لیجانا چاہتا ہوں" آپنے جواب دیا "تو واللہ میں تیرے ساتھ نہیں چلونگا" اُسنے کہا "واللہ میں بھی آپکا پیچھا نہیں چھوڑونگا" جب گفتگو زیادہ بڑھی تو حُر نے کہا "مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں ملا ہے۔ مجھے صرف یہ حکم ملا ہے کہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں یہانتک کہ آپکو کوفہ پہنچا دوں۔ اگر آپ اسے منظور نہیں کرتے تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ جاتا ہو نہ مدینہ۔ میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں۔ آپ اگر پسند کریں تو خود بھی یزید یا عبید اللہ کو لکھئے۔ شاید خدا میرے لئے کوئی خلاصی کی صورت پیدا کر دے، اور آپکے معاملہ میں امتحان سے بچ جاؤں" یہ بات آپنے منظور کرلی اور روانہ ہوئے۔ (ابن جریر اور کامل وغیرہ)

ایک اور خطبہ

راستہ میں کئی اور مقامات پر بھی آپنے دوستوں اور دشمنوں کو مخاطب کیا۔ مقام بیضہ میں خطبہ دیا:

"اے لوگو! رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے: جو کوئی ایسے حاکم کو دیکھے جو ظلم کرتا ہے، خدا کی قائم کی ہوئی حدیں توڑتا ہے، عہد الٰہی شکست کرتا ہے، سنت نبوی کی مخالفت کرتا ہے، خدا کے بندوں پر

تاریخ راجگان ہند
موسوم بہ
وقائع راجستان

یہ کتاب نہیں بلکہ کشور ہندوستان کے لئے ایک آئینہ جہاں نما ہے۔ اسمیں جملہ ہندو اقوام و ملل خصوصاً سرزمین ہند کی سرمایہ ناز بہادر قوم "راجپوت" اور اسکی مختلف شاخوں کا مفصل و مستند بیان از ابتدا تا انتہا موجود ہے۔ یہ ایک مکمل خاکہ ہے جس میں اُن غیر قوموں کی بھی جیتی جاگتی اور سچی تصویریں نظر آتی ہیں جو اقلیم ہند میں بیرونجات سے آئیں، اصلی باشندگان ہند کو مغلوب کر کے اقطاع ملک پر قابض ہوئیں اور ہندوستان میں رہکر "ہندو" کہلانے لگیں۔ یہ ایک تاریخ ہے جس میں مسلمانوں کی آمد، انکے اقبال و زوال کی کیفیت اور ان کی سلطنت کے سقوط کا مفصل حال درج ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جس میں رسم و رواج قبائل روایات و رسوم، تاریخی و جغرافیائی حالات وغیرہ وغیرہ تا زمانہ حال بیان کئے گئے ہیں۔ الغرض یہ ضخیم کتاب ایک نادر الوجود اور بیش بہا البم ہے۔ کرنیل ٹاڈ اور دیگر مورخین کی غلط بیانیوں کی فاضل و محقق مؤلف نے نہایت شرح و بسط اور دلائل قاطعہ سے اصلاح و تردید فرمائی۔ اس بے نظیر کتاب کا ماخذ ریاست عالیہ رامپور کا بیش بہا کتبخانہ ہے اور دیگر ریاستوں کے کتبخانوں اور نایاب قلمی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے جو خزانوں میں محفوظ تھیں۔ علما و وکلا، مدرسین و مبلغین کے لئے یہ نادر کتاب معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ جو حالات تاریخی و جغرافیائی روایات و رسوم و عقائد و توہمات اسمیں درج ہیں وہ کسی ایک کتاب میں ہرگز نہیں مل سکتے۔

والیان ریاست تعلقہ داران، امرا و رؤسا کے کتبخانے بغیر اس بے نظیر کتاب کے ہرگز مکمل نہیں کہلا سکتے۔ فی زمانہ پرانی باتوں پر جو نیا رنگ چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے اسکی قلعی کھولنے کے لئے یہ کتاب ایک زبردست اور الزامی جواب دینے کے لئے ایک مہلک حربہ ہے۔ تقطیع بڑی صفحات ۹۲۰

قیمت صرف مبلغ [illegible] رعایتی [illegible]
آج ہی آرڈر لکھ کر منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ سے منگاؤ

دُنیا کی بہترین پنسل
امریکن کارخانہ "شیفر"
کی
"لائف ٹائم" پنسل ہے
اسلئے کہ
(۱) "لائف ٹائم" پنسل عمر بھر کے لئے کافی ہے۔
(۲) اُسکا خول اسقدر خوشنما اور دیدہ زیب ہے کہ دنیا کی کوئی پنسل خوبصورتی میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔
(۳) ارزانی میں بھی تمام قسموں کی پنسلوں کا مقابلہ کرتی ہے
یاد رکھئے
آپکو "لائف ٹائم" پنسل خریدنی ہے!

گناہ اور سرکشی سے حکومت کرتا ہو، اور دیکھنے پر بھی نہ تو اپنے فعل سے اُس کی مخالفت کرتا ہو نہ اپنے قول سے، تو خدا ایسے آدمی کو اچھا ٹھکانا نہیں بخشے گا۔ دیکھو، یہ لوگ شیطان کے پیرو بن گئے ہیں، رحمٰن سے سرکش ہو گئے ہیں۔ فساد ظاہر ہے۔ حدود الٰہی معطل ہیں، مال غنیمت پر ناجائز قبضہ ہے، خدا کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ میں ان کی سرکشی کو حق و عدل سے بدل دینے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ تمھارے بے شمار خطوط اور قاصد میرے پاس پیام بیعت لیکر پہنچے۔ تم عہد کر چکے ہو کہ نہ تو مجھ سے بے وفائی کروگے، نہ مجھے دشمنوں کے حوالہ کروگے۔ اگر تم اپنی اس بیعت پر قائم رہو تو یہ تمھارے لئے راہ ہدایت ہے۔ کیونکہ میں حسین ابن علی، ابن فاطمہ، رسول اللہ کا نواسہ ہوں۔ میری جان تمھاری جان کے ساتھ ہو۔ میرے بال بچے تمھارے بال بچوں کے ساتھ ہیں۔ مجھے اپنا نمونہ بناؤ۔ اور مجھ سے گردن نہ موڑو۔ لیکن اگر تم یہ نہ کرو، بلکہ اپنا عہد توڑ دو، اور اپنی گردن سے میری بیعت کا حلقہ نکال پھینکو، تو یہ بھی تم سے بعید نہیں۔ تم میرے باپ، بھائی، اور عم زاد مسلم کے ساتھ ایسا ہی کر چکے ہو۔ وہ فریب خوردہ ہے جو تم پر بھروسہ کرے۔ لیکن یاد رکھو، تم نے اپنا ہی نقصان کیا ہے۔ اور اب بھی اپنا ہی نقصان کروگے۔ تم نے اپنا حصہ کھو دیا، اپنی قسمت بگاڑ دی۔ جو بدعہدی کرے گا، خود اپنے خلاف بدعہدی کرے گا۔ عجب نہیں خدا عنقریب مجھے تم سے بے نیاز کر دے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" (ابن جریر و کامل وغیرہ)

ایک اور تقریر

ایک دوسری جگہ یوں تقریر فرمائی:

"معاملہ کی جو صورت ہو گئی ہے تم دیکھ رہے ہو۔ دنیا نے اپنا رنگ بدل دیا، منہ پھیر لیا، نیکی سے خالی ہو گئی۔ ذرا سی تلچھٹ باقی ہے، حقیر سی زندگی رہ گئی ہے۔ ہولناکی نے احاطہ کر لیا ہے۔ افسوس، تم دیکھتے نہیں کہ حق پس پشت ڈال دیا گیا ہے؟ باطل پر علانیہ عمل کیا جا رہا ہے؟ کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑے۔ وقت آ گیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں لقاء الٰہی کی خواہش کرے۔ میں شہادت ہی کی موت چاہتا ہوں۔ ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے"

زہیر کا جواب

یہ خطبہ سنکر زہیر بن القین البجلی نے کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا "تم بولو گے یا میں بولوں؟" سب نے کہا "تم بولو" زہیر نے تقریر کی:

"اے فرزند رسول اللہ! خدا آپکے ساتھ ہو! ہم نے آپکی تقریر سنی۔ واللہ، اگر دنیا ہمارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی ہو، اور ہم ہمیشہ اُس میں رہنے والے ہوں، جب بھی آپ کی حمایت و نصرت کے لئے اُس کی جدائی گوارا کر لیں گے اور ہمیشہ کی زندگی پر آپکے ساتھ مرنے کو ترجیح دیں گے!" (ایضاً)

حُر کی دھمکی کا جواب

حُر بن یزید آپکے ساتھ برابر چلا آ رہا تھا۔ بار بار کہتا تھا "اے حسین! اپنے معاملہ میں خدا کو یاد کیجئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپ جنگ کریں گے تو ضرور قتل کر ڈالے جائیں گے" ایک مرتبہ آپنے غضبناک ہو کر فرمایا "تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ کیا تمھاری شقاوت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ مجھے قتل کر دوگے؟ سمجھ میں نہیں آتا تجھے کیا جواب دوں؟ لیکن میں وہی کہوں گا جو رسول اللہ کے ایک صحابی نے جہاد پر جاتے ہوئے اپنے بھائی کی دھمکی سنکر کہا تھا:

سامضی وما بالموت عار علی الفتی ... اذا ما نوی حقا وجاهد مسلما
(میں روانہ ہوتا ہوں، مرد کے لئے موت، ذلت نہیں ہے جبکہ اُس کی نیت نیک ہو اور اسلام کی راہ میں جہاد کر رہا ہو)
وآسی الرجال الصالحین بنفسه ... وفارق مثبوراً یغش ویرغما
(اور اپنی جان دیکر صالحین کا شریک ہوا، ہلاکت والوں سے الگ ہو کر دشمن سے جدا ہو گیا) (ایضاً)

چار کوفیوں کی آمد

عذیب الہجانات نامی مقام پر کوفے سے چار آدمی آتے دکھائی دئے۔ ان کے آگے آگے طرماح بن عدی یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یا ناقتی لا تذعری من زجری ... وشمری قبل طلوع الفجر
(اے میری اونٹنی میری ڈانٹ سے نہ ڈر، طلوع فجر سے پہلے چل کھڑی ہو)
بخیر رکبان وخیر سفر ... حتی تحلی بکریم النجر
(سب سے اچھے سواروں کے ساتھ، سب سے اچھے سفر میں، یہاں تک کہ شریف النسب آدمی تک پہنچ جا)
الماجد الحر رحیب الصدر ... اتی به الله لخیر امر
(جو عزت والا ہے، آزاد ہے، فراخ سینہ ہے، خدا اسے بہترین کام کیلئے لایا)
ثمت ابقاه بقاء الدهر!
(خدا اُسے ہمیشہ سلامت رکھے!)

حضرت حسین نے یہ شعر سنے تو فرمایا: "واللہ مجھے بھی امید ہے کہ خدا کو ہمارے ساتھ بھلائی منظور ہے، چاہے قتل ہوں یا فتحیاب ہوں"

حر بن یزید نے ان لوگوں کو دیکھا تو حضرت سے کہا "یہ لوگ کوفے کے ہیں۔ آپکے ساتھی نہیں ہیں۔ میں انہیں روکوں گا یا واپس کر دوں گا" آپنے فرمایا "تم وعدہ کر چکے ہو کہ ابن زیاد کا خط آنے سے پہلے مجھ سے کوئی تعرض نہیں کروگے۔ یہ اگرچہ میرے ساتھ نہیں آئے، لیکن میرے ہی ساتھی ہیں۔ اگر ان سے چھیڑ چھاڑ کروگے تو میں تم سے لڑوں گا" یہ سنکر حر خاموش ہو گیا۔

کوفہ والوں کی حالت

آنے والوں سے آپنے پوچھا "لوگوں کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟" اُنھوں نے جواب دیا "شہر کے سرداروں کو رشوتیں دیکر ملا لیا گیا ہے۔ عوام کے دل آپکے ساتھ ہیں، مگر اُنکی تلواریں کل آپکے خلاف نیام سے باہر نکلیں گی" (ایضاً)

آپکے قاصد کا قتل

اس سے پہلے آپ قیس بن مسہر کو بطور قاصد کے کوفہ بھیج چکے تھے۔ عبید اللہ بن زیاد نے اُنھیں قتل کر ڈالا تھا۔ مگر آپ کو اطلاع نہ تھی۔ ان لوگوں سے قاصد کا حال پوچھا۔ اُنھوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپکی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، اور فرمایا: فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر، وما بدلوا تبدیلا! (بعض ان میں سے مر چکے ہیں اور بعض موت کا انتظار کر رہے ہیں مگر حق پر ثابت قدم ہیں۔ انہیں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے) خدایا! ہمارے لئے اور اُن کے لئے جنت کی راہ کھول دے! اپنی رحمت اور ثواب کے دار القرار میں ہمیں اور انھیں جمع کر!"

طرماح بن عدی کا مشورہ

طرماح بن عدی نے کہا:

"واللہ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہوں مگر آپکے ساتھ کوئی نہیں دکھائی دیتا۔ اگر صرف یہی لوگ لڑنے لگیں جو آپکے پیچھے لگے ہوئے ہیں تو کافی ہو جائے۔ میں نے ابھی کوفہ کے عقب میں اتنا انبوہ دیکھا ہے، جتنا کسی ایک مقام پر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ سب اس لئے جمع کئے گئے ہیں کہ آپ سے لڑیں۔ میں آپکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو ایک بالشت بھی آگے نہ بڑھئے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں دشمن سے بالکل امن ہو تو میرے ساتھ چلے چلئے۔ میں اپنے پہاڑ "اجاء" میں آپکو ٹھہرا دوں گا۔ واللہ وہاں دس دن کے اندر قبیلۂ طے کے ۲۰ ہزار بہادر تلواریں لئے آپکے سامنے موجود ہوں گے اور جب تک اُن کے دم میں دم رہیگا، آپکی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے گا"

آپنے جواب دیا:

"خدا تمھیں جزائے خیر دے، لیکن ہمارے اور ان کے مابین ایک عہد ہو چکا ہے۔ ہم اُس کی موجودگی میں قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا، ہمارا ان کا معاملہ کس حد پر پہنچکے ختم ہوگا؟" (ایضاً)

خواب

اب آپ کو یقین ہو چلا تھا کہ موت کی طرف جا رہے ہیں۔ "قصر بنی مقاتل" نامی مقام سے کوچ کے وقت آپ اونگھ گئے تھے۔ پھر چونک کر باآواز بلند کہنے لگے "انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الحمد للہ رب العالمین" تین مرتبہ یہی فرمایا۔ آپکے صاحبزادے علی نے عرض کیا "یہ انا للہ اور الحمد للہ کیوں؟" فرمایا "جان پدر! ابھی اونگھ گیا تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سوار کہتا چلا جا رہا ہے "لوگ چلتے ہیں اور موت اُنکے ساتھ چلتی ہے!" میں سمجھ گیا کہ یہ ہماری ہی موت کی خبر ہے جو ہمیں سنائی جا رہی ہے" علی نے کہا "خدا آپ کو روز بد نہ دکھائے! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟" فرمایا "بیشک ہم حق پر ہیں" اس پر وہ بے اختیار کہہ اٹھے: "اگر ہم حق پر ہیں تو پھر موت کی کوئی پرواہ نہیں!"

یہ وہی آپکے صاحبزادے ہیں جو میدان کربلا میں شہید ہوئے اور علی الاکبر کے لقب سے مشہور ہیں (ابن جریر۔ شرح نہج البلاغہ۔ ابی الحدید۔ مرتضیٰ وغیر ذلک)

ابن زیاد کا خط

صبح آپ پھر سوار ہوئے۔ اپنے ساتھیوں کو پھیلانا شروع کیا۔ مگر حُر بن یزید اُنھیں پھیلنے سے روکتا تھا۔ باہم دیر تک کشمکش جاری رہی۔ آخر کوفہ کی طرف سے ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ یہ ہتھیار بند تھا۔ حضرت حسین کی طرف سے اُس نے منہ پھیر لیا، مگر حر کو سلام کیا، اور ابن زیاد کا خط پیش کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

"حسین کو کہیں ٹکنے نہ دو۔ کھلے میدان کے سوا کہیں اُترنے نہ پائے۔ قلعہ بند یا شاداب مقام میں پڑاؤ نہ ڈال سکے۔ میرا یہ قاصد تمھارے ساتھ رہیگا اور دیکھتا رہیگا کہ تم کہاں تک میرے حکم کی تعمیل کرتے ہو"

حُر نے خط کے مضمون سے حضرت امام کو آگاہ کیا اور کہا "اب میں مجبور ہوں۔ آپکو بے آب و گیاہ کھلے میدان ہی میں اُترنے کی اجازت دے سکتا ہوں" زہیر بن القین نے حضرت سے عرض کیا "ان لوگوں سے لڑنا اُس فوج گراں سے لڑنے کے مقابلہ میں کہیں آسان ہے جو بعد میں آئے گی" مگر آپنے لڑنے سے انکار کیا "میں اپنی طرف سے لڑائی میں پہل نہیں کروں گا" زہیر نے کہا "تو پھر اُس سامنے کے گاؤں میں چل کر اُتر پڑیئے جو فرات کے کنارے ہے اور قلعہ بند ہو جائیے" آپ نے پوچھا "اُس کا نام کیا ہے؟" زہیر نے کہا "عقر" (عقر کے معنی ہیں کاٹنا یا بے ثمر و نتیجہ ہونا) یہ سنکر آپ منقبض ہو گئے اور کہا "عقر سے خدا کی پناہ!" (ایضاً)

کربلا میں ورود

آخر آپ ایک اجاڑ سرزمین پر پہنچکے اُتر پڑے۔ پوچھا "اس زمین کا نام کیا ہے؟" معلوم ہوا "کربلا" آپنے فرمایا "یہ کرب اور بلا ہے" یہ مقام پانی سے دور تھا۔ دریا میں اور اس میں ایک پہاڑی حائل تھی۔ (الامامۃ والسیاسۃ)

یہ واقعہ ۲ محرم سنہ ۶۱ ہجری کا ہے۔

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. &E. Bumpus Limited,
350: Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو
دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے
اور
جسے ملک معظم برطانیہ اور ان کے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے۔

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ۔

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی، دونوں طرح کی کتابیں۔

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے۔

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے۔

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ۔

قیمتی سے قیمتی، اور سستے سے سستے ایڈیشن۔

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمارے یہاں سے
ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے۔

بريد شرق

مکتوب چین

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم شنگھائی کے قلم سے)

چین کے بڑے سپہ سالار

قدیم چینی مثل ہے "فوج جمع کرلینا آسان ہے مگر اس کے لیے سپہ سالار پیدا کرنا مشکل ہے" یہ مثل چین پر مدت سے صادق آ رہی ہے۔ چین میں قحط الرجال ہے۔ بڑے آدمی کم پیدا ہوتے ہیں۔

لیکن اس وقت خلاف عادت چند ایسے آدمی پیدا ہو گئے ہیں جو دنیا کے بڑے بڑے آدمیوں میں شمار کیے جا سکتے ہیں۔

"چانگ سو لین"

جنگی حیثیت سے چین کا سب سے بڑا آدمی جنرل چانگ سو لین سمجھا جاتا ہے۔ یہ شمالی افواج کا سپہ سالار اعظم اور پائے تخت پیکن کی حکومت کا مالک ہے۔ اب سے پہلے یہ منچوریا میں قزاقوں کا سردار تھا۔ جنگ بکسر کے دوران میں اُسنے شہرت حاصل کی۔ یہ اُس وقت بھی قزاقوں کی ایک بڑی ٹولی کا سردار تھا۔ یہ لوگ "سرخ داڑھی والے" کہلاتے تھے اور اُن کے نام سے باشندے تھراتے تھے۔ جنگ روس اور جاپان کے زمانہ میں بھی اسنے بہت نام پیدا کیا اور اپنے ڈاکوؤں کے ذریعہ روس کو بہت پریشان کیا۔ اُس وقت سے اسنے جاپان کی سرپرستی حاصل کرلی اور برابر ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۹۱۸ء میں منچوریا کا جنگی حاکم بنا دیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۲ء میں جنرل "وو، پی، فو" سے اُس کا اختلاف ہوا اور سخت جنگ ہوئی۔ چانگ سو لین نے شکست کھائی۔ مگر اُس کی ہمت میں فرق نہیں آیا۔ جاپان کی مدد سے اُسنے پھر قوت حاصل کرلی اور منچوریا میں اپنی کامل خود مختاری کا اعلان کردیا۔

سنہ ۱۹۲۴ء میں اُسنے "وو، پی، فو" سے صلح کرلی اور دونوں نے ملکر پیکن فتح کیا، نئی حکومت قائم کی، اور صدر جمہوریہ چین کو نکال باہر کیا۔ پھر "وو، پی، فو" کو بھی پیکن سے بے دخل کردیا۔ اب وہ پائے تخت کا تنہا مالک ہے۔

"وو، پی، فو"

یہ جنرل صوبہ ہونان کا حاکم ہے۔ یہ صوبہ اپنے رقبہ میں [illegible] کے برابر ہے۔ گزشتہ سال اُسے دریائے ینگ زی کے کنارے کنٹونیوں نے بہت سخت شکست دی۔ اس کے پاس ڈھائی لاکھ نہایت منظم فوج موجود تھی۔ مگر قوم پرستوں سے مل گئی۔ یہ تن تنہا میدان سے بھاگنے پر مجبور ہوا۔ لیکن آدمی اولوالعزم تھا۔ نئی فوج بھرتی کرلی۔ اس کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ یہ کنفوشس مذہب کا عالم اور چینی زبان کا شاعر ہے۔

"سن، شن، فنگ" اور "شنگ، ینگ، شنگ"

شمالی چین میں ان دو بڑے سپہ سالاروں کے علاوہ دو سپہ سالار بھی بہت مشہور ہیں: ایک مارشل "سن شن فنگ" دوسرا جنرل "شنگ، ینگ، شنگ" اول الذکر [illegible] کے نیچے برباد کرڈالا۔ دوسرا اس کی مدد کو چلا۔ لیکن ناکام ہوکر شمال کی طرف بھاگنے پر مجبور ہوا۔ یہ شخص اپنی جسمانی قوت کے اعتبار سے پورے چین میں ایک آدمی سمجھا جاتا ہے۔

جنوبی چین (یعنی قوم پرست چین) کی مشہور شخصیتیں حسب ذیل ہیں:

جنرل کے شیک

ڈاکٹر سن یات سن کا دست راست تھا۔ کنٹونی فوج کا سپہ سالار تھا۔ لیکن حال ہی میں بعض اختلافات کی بنا پر باغی ہوگیا اور نان کنگ میں اپنی علحدہ حکومت قائم کرلی۔ اپنی جنگی قابلیت، شجاعت، ایثار اور حب الوطنی میں مشہور ہے۔ اس کی فوج میں ایک آسٹرین جنرل "الٹنر" بھی موجود ہے اور بہت نام پیدا کر رہا ہے۔

اوجین چن

کنٹون کا وزیر خارجہ ہے۔ لندن میں قانون کی تعلیم حاصل کی اور مدت تک وکالت کرتا رہا۔ پھر کنٹون آیا اور قومی حکومت کے سب سے بڑے سیاسی عہدے پر فائز ہوگیا۔

ایم بروڈین

مشہور روسی کمیونسٹ اور مدبر ہے۔ اس کی پوری زندگی انقلابی افکار پھیلانے میں گزری۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں انگلستان گیا اور انگریز مزدوروں میں بغاوت پھیلانا چاہی۔ لیکن حکومت نے گرفتار کرکے قید کردیا۔ قید کی مدت ختم ہونے کے بعد ملک بدر کردیا گیا۔ یہ پہلا موقع نہ تھا کہ اُسنے قیدخانہ کی اسیری کی۔ بارہا گرفتار اور قید ہوچکا ہے۔ اس وقت کنٹون میں اس سے زیادہ کسی کا اثر نہیں۔ چینی انقلاب میں اس کا بہت بڑا حصہ ہے اور اب تک اس کی روح رواں بنا ہوا ہے۔

"ہسوان تنگ"

چین کے مشاہیر کے ذکر کے ساتھ ہمیں بے اختیار چین کا معزول نوجوان شہنشاہ "ہسوان تنگ" یاد آجاتا ہے۔ اب سے پندرہ برس پہلے جبکہ اس کی عمر صرف ۴ برس تھی، اپنے آبائی تخت سے معزول کیا گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۱۹ برس ہے۔ تیانسین میں جاپان کے زیر سایہ مقیم ہے۔ تین سال ہوئے اسنے ایک منچورین شاہزادی سے شادی کرلی ہے اور اب خاموش بیٹھا مستقبل کا انتظار کر رہا ہے۔

چونکہ انقلاب چین کے حالات میں وہاں کے مشاہیر کا ذکر آیا کرتا ہے اور ناواقفیت کی وجہ سے لوگ ان کی حیثیت کا اندازہ نہیں کرسکتے، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ آج مختصراً اُن شخصیتوں سے آپ کو روشناس کردوں جو موجودہ انقلاب میں زیادہ نمایاں حصہ رکھتے ہیں۔ ابھی چند دنوں کے اندر حالات میں جو نئے تغیرات ہوئے ہیں انکی نسبت آئندہ ڈاک کے خط میں بتفصیل لکھونگا۔

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

عید الاضحی۔ انگورہ کی عید۔ خلق فرقہ سی۔ بیرونی ممالک میں ترکی کی ترقی۔ ترکی کی تعمیر۔ ترکستان اور بالشویک۔ ترکی اور روس۔ ترکی عورت اور حق انتخاب۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا سفر آستانہ۔ شورش کا استیصال۔ ایسٹرن ٹیلیگراف کمپنی اور حکومت۔ یہودیوں، یونانیوں اور ارمنیوں میں شادیاں

عید الاضحیٰ

کئی دن سے عید الاضحیٰ کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ شہر میں غیر معمولی چہل پہل ہے اور اجنبی سے اجنبی آدمی بھی یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کوئی بڑا اسلامی تہوار قریب آگیا ہے۔ میدان، قربانی کے جانوروں اور اُن کے خریداروں سے لبریز نظر آتے ہیں۔ یورپ والوں کے لئے اس سے زیادہ عجیب منظر اور کیا ہوگا کہ جدید ترین فیشن میں ملبوس، ہیٹ لگائے، ترکی عورتیں اور مرد عید کے لئے قربانی کے بکرے خرید رہے ہیں اور انھیں اپنی موٹروں پر ساتھ بٹھا کر چلے جا رہے ہیں۔ عرفہ کے دن (۹ ذی الحجہ) تو بازاروں کی یہ حالت تھی کہ خریداروں کے ہجوم سے راہ نہیں ملتی تھی۔ دکانیں آدمیوں سے لبریز تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سال بھر کے لئے پوری خرید و فروخت آج ہی ہو جائیگی!

عرفہ کے دن تیسرے پہر ہی سے تمام شہر بن سنور کر دلہن بن گیا۔ جدھر دیکھو جمہوریت ترکی کے ہلالی جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ دکانوں پر بھی، مکانوں پر بھی، جہازوں اور بادبانی کشتیوں پر بھی۔ شہر کے تمام جنگی مرکزوں اور قلعوں سے توپیں دغنا شروع ہوئیں، اور انکی مسلسل صداؤں نے باشندوں میں مسرت کا جوش اور بھی زیادہ کردیا۔

عید کے دن صبح تڑکے ہی سے مسجدیں نمازیوں سے لبریز ہو گئیں اور بڑی ہی شان و شوکت سے نماز ادا کی گئی۔ اخبارات کے کالم عید کے مضامین سے پُر تھے۔ نیم سرکاری اخبار "ملیت" نے عید قرباں اور حج کے متعلق ایک طویل مضمون کعبہ اور عرفات وغیرہ کی تصویروں کے ساتھ شائع کیا۔ حج کے روحانی و اجتماعی فوائد بیان کئے۔ اُسے مسلمانوں کا بین الاقوامی اجتماع قرار دیا۔ ترکوں کو حج کی ترغیب دی۔ دوسرے اخباروں نے بھی اسی قسم کے مضامین شائع کئے ہیں۔

نماز کے بعد لوگ مسجدوں سے نکلے تو دروازوں پر "اسلامی دار شفقت" کے لڑکوں نے اُن کے سینہ پر پھول لگانا شروع کئے۔ "اسلامی دار شفقت" ایک یتیم خانہ ہے۔ یہ اپنی عمارت کی بلندی، شوکت اور حسن انتظام کی وجہ سے تمام یورپ میں مشہور ہے۔ اس کے یتیم بچے ہر جگہ مسجدوں کے دروازے گھیرے کھڑے تھے۔ ہر نمازی کے کوٹ میں پھول لگا دیتے تھے اور وہ کچھ نہ کچھ اُن کے چندہ کے صندوق میں ضرور ڈال دیتا تھا۔

انگورہ کی عید

استنبول کی طرح انگورہ کی عید بھی حسب معمول بہت شاندار تھی۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے قومی پارلیمنٹ کی عمارت میں لوگوں سے ملاقاتیں کی اور عید کی مبارکباد قبول کی۔ اس کے بعد گھوڑ دوڑ

عمر بن سعد کی آمد

دوسرے دن عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفہ والوں کی ۴ ہزار فوج لیکر آ پہونچا۔ عبید اللہ بن زیاد نے عمر کو زبردستی بھیجا تھا۔ عمر خود کی خواہش تھی کسی طرح اس امتحان سے بچ نکلے اور معاملہ رفع دفع ہو جائے۔ اُسنے آتے ہی حضرت حسین کے پاس قاصد بھیجا اور دریافت کیا "آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟" آپنے وہی جواب دیا جو حر بن یزید کو دے چکے تھے: "تمھارے اس شہر کے لوگوں ہی نے مجھے بلایا تھا۔ اب اگر وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں تو میں لوٹ جانے کے لئے طیار ہوں"

ابن زیاد کی سختی

عمر بن سعد کو اس جواب سے خوشی ہوئی اور امید بندھی کہ یہ مصیبت ٹل جائے گی۔ چنانچہ فوراً عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا۔ خط پڑھکر ابن زیاد نے کہا:

الآن اذ علقت مخالبنا بہ   یرجو النجاۃ ولات حین مناص

(اب کہ ہمارے پنجے میں آپھنسا ہے، چاہتا ہے نجات پائے، مگر اب واپسی اور نکل بھاگنے کا وقت نہیں رہا!)

پھر جواب لکھوایا:

"حسین سے کہو پہلے اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ یزید بن معاویہ کی بیعت کریں۔ پھر ہم دیکھیں گے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ حسین اور انکے ساتھیوں تک پانی نہ پہونچنے پائے۔ وہ پانی کا ایک قطرہ بھی پینے نہ پائیں جس طرح عثمان بن عفان پانی سے محروم رہے تھے"

پانی پر تصادم

عمر بن سعد نے مجبوراً پانسو سپاہی گھاٹ کی حفاظت کے لئے بھیجدئے اور آپ اور آپکے ساتھیوں پر پانی بند ہو گیا۔ اس پر آپنے اپنے بھائی عباس بن علی کو حکم دیا کہ ۳۰ سوار اور بیس پیدل لے کر جائیں اور پانی بھر لائیں۔ پہونچے تو محافظ دستے کے افسر عمرو بن الحجاج نے روکا۔ باہم مقابلہ ہوا، لیکن آپ بیس مشکیں پانی کی بھر لائے۔

عمر بن سعد سے ملاقات

شام کو حضرت حسین نے عمر بن سعد کو کہلا بھیجا آج رات مجھ سے ملاقات کرو۔ چنانچہ دونوں بیس بیس سوار لیکر اپنے اپنے پڑاؤ سے نکلے اور ایک درمیانی مقام میں ملے۔ تخلیہ میں بہت رات گئے تک باتیں ہوتی رہیں۔ راوی کہتا ہے گفتگو بالکل خفیہ تھی لیکن لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ حضرت امام نے عمر سے کہا تھا "ہم تم دونوں اپنے اپنے لشکر یہیں چھوڑ کر یزید کے پاس روانہ ہو جائیں" عمر نے کہا "اگر میں ایسا کروں گا تو میرا گھر کھدوا ڈالا جائیگا" آپنے فرمایا "میں بنا دوں گا" عمر نے کہا "میری تمام جائداد ضبط کر لی جائے گی" "آپنے فرمایا "میں اپنی حجاز کی جائداد سے اس کا معاوضہ دیدونگا" مگر عمر نے منظور نہیں کیا۔ (ابن جریر وغیرہ)

تین شرطیں

اس کے بعد بھی تین چار مرتبہ باہم ملاقاتیں ہوئیں۔ آپنے تین شرطیں پیش کی تھیں:

(۱) مجھے وہیں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں۔
(۲) مجھے خود یزید سے اپنا معاملہ طے کر لینے دو۔
(۳) مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیجدو۔ وہاں کے لوگوں پر جو گزرتی ہو وہی مجھ پر بھی گزریگی"

عمر کا خط

باہمی گفتگو کے بعد عمر بن سعد نے ابن زیاد کو پھر لکھا:

"خدا نے فتنہ ٹھنڈا کر دیا، پھوٹ دور کر دی، اتفاق پیدا کیا، امت کا معاملہ درست کر دیا۔ حسین مجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ تین صورتوں میں سے کسی ایک کے لئے طیار ہیں ...... الخ" تمھارے لئے بھی بھلائی ہو اور امت کے لئے بھی بھلائی ہو"

شمر کی مخالفت

ابن زیاد نے خط پڑھا تو متاثر ہو گیا۔ عمر بن سعد کی تعریف کی اور کہا "میں نے منظور کیا" مگر شمر بن ذی الجوشن نے مخالفت کی اور کہا "اب کہ حسین قبضہ میں آچکے ہیں اگر بغیر آپکی اطاعت کے نکل گئے، تو عجب نہیں عزت و قوت حاصل کر لیں اور آپ کمزور و عاجز قرار پائیں۔ بہتر یہی ہے کہ اب انھیں قابو سے نکلنے نہ دیا جائے جب تک وہ آپکی اطاعت نہ کر لیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسین اور عمر باہم رات رات بھر سرگوشیاں کیا کرتے ہیں"

ابن زیاد کا جواب

ابن زیاد نے یہ رائے پسند کر لی اور شمر کو خط دیکر بھیجا۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ اگر حسین مع اپنے ساتھیوں کے اپنے آپکو ہمارے حوالے کر دیں تو لڑائی نہ لڑی جائے اور انھیں صحیح و سالم میرے پاس بھیجدیا جائے۔ لیکن اگر وہ یہ بات منظور نہ کریں تو پھر جنگ کے سوا چارہ نہیں۔ شمر سے کہدیا کہ اگر عمر بن سعد نے میرے حکم پر ٹھیک ٹھیک عمل کیا، جب تو تم اس کی اطاعت کرنا، ورنہ چاہئے کہ اُسے ہٹا کر خود فوج کی ریاست اپنے ہاتھ میں لے لینا اور حسین کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا۔

ابن زیاد کے اس خط میں عمر کو سخت تہدید بھی کی گئی تھی:

"میں نے تمھیں اس لئے نہیں بھیجا ہو کہ حسین کو بچاؤ، اور میرے پاس سفارشیں بھیجو۔ دیکھو! میرا حکم صاف ہو اگر وہ اپنے آپکو حوالے کر دیں تو صحیح و سالم میرے پاس بھیجدو۔ لیکن اگر انکار کریں تو پھر بے تامل حملہ کرو، خون بہاؤ، لاش بگاڑ دو۔ کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ قتل کے بعد اُن کی لاش گھوڑوں سے روندڈالنا کیونکہ وہ باغی ہیں اور جماعت سے نکل گئے ہیں۔ میں نے عہد کر لیا ہو کہ اگر قتل کروں گا تو یہ ضرور کروں گا۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو انعام و اکرام کے مستحق ہوگے۔ نافرمانی کی تو معزول کئے جاؤ گے" (ابن جریر وغیرہ)

شمر بن ذی الجوشن اور حضرت حسین

شمر بن ذی الجوشن کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ اسکی پھوپھی ام البنین بنت حزام امیر المومنین علی علیہ السلام کی زوجیت میں تھیں اور انھی کے بطن سے اُن کے چار صاحبزادے: عباس، عبد اللہ، جعفر، اور عثمان پیدا ہوئے تھے جو اس معرکہ میں امام حسین کے ساتھ تھے۔ اس طرح شمر ان چاروں کا اور انکے واسطے سے حضرت امام کا پھوپھیرا بھائی تھا۔ اسنے ابن زیاد سے درخواست کی تھی کہ اُس کے ان عزیزوں کو امان دیدی جائے اور اُسنے منظور کر لیا تھا۔ چنانچہ اُسنے میدان میں چاروں صاحبزادوں کو بلا کر کہا "تم میرے ددھیالی بھائی ہو، تمھارے لئے میں نے امن و سلامتی کا سامان کر لیا ہو" لیکن انھوں نے جواب دیا "افسوس تجھ پر! تم ہمیں تو امان دیتے ہو لیکن فرزند رسول اللہ کے لئے امان نہیں ہے!"

شمر نے ابن سعد کو حاکم کوفہ کا خط پہونچا دیا اور وہ طوعاً و کرہاً تعمیل حکم پر آمادہ ہو گیا۔ (ایضاً)

فوج کی ابتدائی حرکت

نماز عصر کے بعد عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو حرکت دی۔ جب قریب پہونچا تو حضرت عباس بیس سواروں کے ساتھ نمودار ہوئے۔ عمر نے ان سے کہا کہ ابن زیاد کا جواب آگیا ہو اور اُس کا مضمون یہ ہے۔ عباس واپس لوٹے کہ حضرت حسین کو اس کی اطلاع دیں۔ اس اثنا میں فریقین کے بعض پرجوش آدمیوں میں جو نوک جھونک ہوئی اُسے راویوں نے تفصیل سے لکھا ہو۔

دونوں فوجوں میں زبانی ردوکد

حضرت امام کے طرفداروں میں سے حبیب بن مظاہر نے کہا "خدا کی نظر میں بدترین لوگ وہ ہوں گے جو اُس کے حضور میں اس حالت میں پہنچیں گے کہ اُس کے نبی کی اولاد اور اس شہر کوفہ کے تہجد گزار عابدوں کے خون سے اُن کا ہاتھ رنگین ہوگا" ابن سعد کی فوج میں سے عزرہ بن قیس نے جواب دیا "شاباش! اپنی خوب بڑائی کرو۔ پیٹ بھر کے اپنی پاکی کا اعلان کرو" زہیر بن القین نے کہا "اے عزرہ! خدا ہی نے ان نفسوں کو پاک کر دیا ہو اور ہدایت کی راہ دکھائی ہو۔ خدا سے ڈر، اور ان پاک نفسوں کے قتل میں گمراہی کا مددگار نہ بن" عزرہ نے جواب دیا "اے زہیر! تم تو اس خاندان کے حامی نہ تھے۔ کیا آج سے پہلے تک تم عثمانی (حضرت عثمان کے حامی) نہ تھے؟" زہیر نے کہا "ہاں یہ سچ ہو۔ میں نے حسین کو کبھی کوئی خط نہیں لکھا نہ کبھی کوئی قاصد بھیجا۔ لیکن سفر نے ہم دونوں کو جمع کر دیا ہو۔ میں نے انھیں دیکھا تو رسول اللہ یاد آگئے اور رسول اللہ کی ان سے محبت یاد آگئی۔ میں نے دیکھا یہ کتنے قوی دشمن کے سامنے جا رہے ہیں۔ خدا نے میرے دل میں انکی محبت ڈال دی۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں ان کی مدد کروں گا اور اللہ اور اُس کے رسول کے اُس حق کی حفاظت کروں گا جسے تم نے ضائع کر دیا ہو"

امام حسین کو جب ابن زیاد کے خط کا مضمون معلوم ہوا تو اُنھوں نے کہا "اگر ممکن ہو تو آج انھیں ٹال دو، تاکہ آج رات اور اپنے رب کی نماز پڑھ لیں، اُس سے دعا کریں، مغفرت مانگیں، کیونکہ وہ جانتا ہو میں اُس کی عبادت کا دلدادہ، اُس کی کتاب کا پڑھنے والا، اُس سے بہت دعا و استغفار کرنے والا ہوں" چنانچہ یہی جواب دیا گیا اور فوج واپس گئی (ابن جریر و یعقوبی)

(باقی آیندہ)

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہو؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادتگاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہو؟

سنہ ۱۹ء میں جس قدر نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپا ہو۔ قیمت بارہ آنے (۱۲)

مینجر الہلال کلکتہ

امام ابن تیمیہ کے تازہ ترین رسالے

شیخ الاسلام کے حسب ذیل رسالوں کا ترجمہ مولوی عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی کے قلم سے حال ہی میں شایع ہوا ہو۔ قابل دید رسالے ہیں:

(۱) [illegible]: شریعت میں مذہب کا کیا حکم ہو؟ [illegible] نہیں؟ قیمت ۴ر (۲) حسین و یزید: تاریخ اسلام کی سب سے بڑی [illegible] سلجھا کر رکھدی ہو قیمت ۴ر (۳) صداقت رسول: یہودی عیسائی [illegible] طرح ثابت کر دکھایا ہو کہ رسول اللہ صلعم کی رسالت کا ماننا [illegible] جاتا ہو قیمت ۴ر (۴) مناظرۂ ابن تیمیہ: صوفیوں سے پادشاہ کے سامنے عظیم الشان مباحثہ ہوا تھا خود شیخ نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہو [illegible]

منیجر تہذیب ایجنسی پوسٹ بکس نمبر ۵۲ [illegible]

انقلاب کے لئے پیشتر سے میدان کھلا ہوا اور اپنا کام کر رہا ہو۔ نئی عمارتیں بلند ہوں یا نہ ہوں، قسطنطنیہ یورپ کا ترقی یافتہ شہر ہے۔ یہی وجہ ہو کہ غازی کمال پاشا نے یہاں آنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور یہ شہر اب تک اُن کی زیارت سے محروم رہا۔ لیکن اب اُس کی اُمید بر آنے والی ہو۔ غازی تشریف لا رہے ہیں۔ مشہور شاہی محل بیگلر بیگ اور دولما باغچہ کی صفائی ہو رہی ہو۔ موصوف اسی میں اُتریں گے۔ شہر بھر میں استقبال کی عام تیاریاں ہیں۔ وہ چاہتا ہو اس موقع پر اپنی عقیدت و اخلاص کا ایک تاریخی مظاہرہ کرے۔ امید ہو کہ دو ہفتے بعد غازی کی روانگی کی خبر ہمیں معلوم ہو جائے گی۔ (تازہ تاربرقیوں سے معلوم ہوا کہ غازی موصوف قسطنطنیہ پہنچ گئے اور شہر نے عظیم الشان استقبال کیا۔ الہلال)

شورش کا استیصال

ٹرکی کے مشرقی صوبے تمدن سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ ہو کہ ان میں سرکشی اور شورش پسندی زیادہ پائی جاتی ہو۔ وہ موجودہ اصلاحات کے مخالف اور جمہوری عہد کو نامبارک خیال کرتے ہیں۔ پچھلے برسوں انھوں نے بغاوت بھی کر دی تھی، اور حکومت کے لئے شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن حکومت نے بروقت سرکوبی کر دی اور امن امان قائم ہو گیا۔

امن امان تو قائم ہو گیا، مگر فساد کی جڑیں بدستور موجود رہیں۔ یہ بہت جلد نشو و نما حاصل کر سکتی تھیں۔ یہ حالت دیکھ کر حکومت نے فیصلہ کیا کہ شورش پسند عناصر پوری طرح منتشر کر دیے جائیں۔ چنانچہ جدید احکام کے مطابق آئندہ ماہ اگست میں ۸۰ خاندان مشرقی صوبوں سے مغربی صوبوں میں منتقل کر دیے جائیں گے۔ اس سے صرف یہی فائدہ نہیں ہوگا کہ مشرقی صوبوں کا امن مضبوط ہو جائے گا بلکہ خود ان سرکش خاندانوں کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔ متمدن علاقوں میں آکر ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو ضروریات زمانہ کے مطابق بنانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

مشرقی خبر رسانی کی کمپنی اور حکومت

سنہ ۱۹۲۴ء میں ترکی حکومت نے یہ کمپنی بند کر دی تھی۔ کیونکہ اُس نے جدید قوانین کے ماتحت اپنے آپ کو رجسٹری کرانے سے انکار کر دیا تھا نیز وہ رقم بھی ادا نہیں کی تھی جو یونانی قبضہ کے زمانہ میں اُس کے ذمہ واجب الادا تھی۔ لیکن اب کمپنی نے از سر نو درخواست پیش کی ہو اور حکومت کے تمام مطالبے منظور کر لئے ہیں۔ لہذا اُس کا دفتر دوبارہ کھل گیا ہو اور کام شروع ہونے والا ہو۔

اس کمپنی نے ۳۰ سال تک خبریں پہنچانے کا ٹھیکہ لیا ہو۔ سمندر کے نیچے اس کے تار بچھے ہوئے ہیں، اور بڑے بڑے اسٹیشن اودیسا، قسطنطنیہ، چناق قلعہ، کلیشیا، قاباتپہ، ساقس میں ہیں۔

ٹھیکہ کی اہم شرط یہ ہو کہ کمپنی کے جملہ ملازم ترک ہوں گے۔ البتہ اہل فن دوسری قوموں سے بھی لئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اُن کی تعداد اوسط دس میں ایک سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ شرط بھی ہو کہ ضرورت کے وقت حکومت کمپنی کے تاروں پر قابض ہو کے خود استعمال کر سکتی ہو۔

یہودیوں، یونانیوں، ارمنیوں میں ازدواج

ترکی حکومت کے جدید قوانین کی رو سے ہر شخص کو حق ہو کہ جس قوم کے فرد سے چاہے شادی کرے۔ اس کے پہلے نکاح کا معاملہ ہر قوم کے دینی پیشواؤں کے ہاتھ میں تھا۔ اُن کی منظوری اور تصدیق کے بغیر کوئی نکاح جائز نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب یہ پابندی اُٹھ گئی ہے۔ نکاح کی مذہبی رسم ادا کرنے اور رجسٹرار کے ہاں نام اور ضمانت ثبت کرنے سے نکاح قانوناً مکمل ہو جاتا ہو۔ م

مقالات

محرم الحرام سنہ ۱۳۴۶ ہجری

نئے ہجری سنہ کا آغاز!

تذکار ہجرۃ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

وعدت فتی یا سعد عنہا فزدتنی
جنونا! فزدنی من حدیثک یا سعد!

آج جبکہ یہ سطریں لکھ رہا ہوں، محرم کی تیرہویں تاریخ ہو۔ یعنی تیرہ دن اس واقعہ پر گزر چکے ہیں کہ پچھلا ہجری سال ختم ہو چکا اور نیا سال شروع ہو چکا ہو۔ لیکن ہزاروں لاکھوں مسلمانوں میں شاید ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جس نے غور کیا ہوگا کہ اس سال کا اختتام و آغاز میں تاریخ عالم کے کیسے عظیم انقلاب انگیز واقعہ کی یاد پوشیدہ ہے؟ وہ عظیم واقعہ جس کی یاد آوری سے بڑھ کر تاریخ اسلام کے کسی واقعہ میں بھی ہمارے لئے عبرت کی عظمت اور موعظت کی سرچشمگی نہیں ہوتی، مگر جس واقعہ سے بڑھ کر تاریخ اسلام کا کوئی واقعہ بھی ہماری یاد داشت سے دُور اور ہمارے دل کی اثر پذیریوں سے مہجور نہیں ہو گیا ہو!

جماعتی حافظہ اور اس کا مزاج

انفرادی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے اخلاق اور سیرۃ (کیرکٹر) کا اندازہ اُس کے حافظہ کی اَمتداد سے کر لیا جا سکتا ہو۔ ایک نیک سیرۃ آدمی کے حافظہ میں غیر ضروری اور بری باتوں کی یاد داشت کے لئے کوئی جگہ نہیں نکل سکتی لیکن ضروری اور اچھی باتیں وہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ برخلاف اس کے ایک بد اخلاق آدمی کو کتنی ہی کام آمد اور اچھی باتیں سنائی جائیں لیکن اُس کے حافظہ میں اُن کے لئے کوئی جگہ نہیں نکلے گی۔ وہ صرف بیکار اور بری باتیں ہی یاد رکھ سکتا ہو۔

یہی حال جماعتوں اور قوموں کے دماغ کا بھی ہو۔ اُنکے ادبار و تنزل کی ایک بہت بڑی نشانی یہ ہوتی ہو کہ جماعتی حافظہ کا مزاج بالکل اُلٹ جاتا ہو۔ جو باتیں یاد رکھنی چاہئیں، وہ اس طرح بھلا دی جاتی ہیں کہ بار بار یاد دلانے پر بھی یاد نہیں آتیں؛ اور جو باتیں بھلا دینی چاہئیں، وہ نہ صرف یاد رکھی جاتی ہیں، بلکہ اُن کی یادآوریوں کا ایسا اہتمام کیا جاتا ہو کہ بھلانے کی کتنی ہی کوششیں کی جائیں، کبھی بھلائی نہیں جا سکتیں! صدر اول کے مسلمانوں کی مذہبی اور اجتماعی زندگی سے موجودہ عہد کے مسلمانوں کی زندگی کا مقابلہ کرو تو اس حقیقت کی سب سے زیادہ واضح مثال سامنے آجائے گی۔ اُس وقت مسلمان اُٹھتے بیٹھتے جو باتیں یاد رکھا کرتے تھے، آج کسی کو اُن کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو باتیں آجکل کی بے شمار تقریبوں، تہواروں، یادگاروں، اور اجتماعوں کے ذریعہ یاد رکھی جاتی ہیں، یہ اُس وقت کے کسی مسلمان کے وہم و گمان میں بھی نہیں گزری ہوں گی۔ اُس وقت اُن کا حافظہ صرف وہی چیزیں یاد رکھنی چاہتا تھا جن کی یادداشت میں ان کی قومی زندگی کے لئے عبرت و موعظت تھی۔ آج ہمارا حافظہ صرف وہی باتیں یاد رکھنی چاہتا ہو جن کی یاد میں قومی زندگی کے لئے غفلت و اعراض ہو۔ وہ اُن چیزوں کو بھول نہیں سکتے تھے جنہیں یاد رکھنا چاہئے۔ ہم اُن چیزوں کو بھلا نہیں سکتے جنہیں ہمیشہ کے لئے بھلا دینا چاہئے!

سارت مشرّقۃ وسرت مغرّبا
شتّان بین مشرّق ومغرّب!

واقعۂ ہجرۃ

تاریخ عالم کا یہ عظیم واقعہ جس کی یاد سال کے اختتام و آغاز میں پوشیدہ ہو، ہجرۃ نبوی کا واقعہ ہو، کیونکہ پہلی محرم سے نیا اسلامی سال شروع ہوتا ہو، اور اُس کی بنیاد واقعہ ہجرت پر رکھی گئی ہو۔ ہر سال جب ۲۹ ذوالحجہ کا دن ختم ہوتا اور نئی محرم کا چاند طلوع ہوتا ہو، تو وہ اس عظیم واقعہ کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ کرتی ہے۔ یعنی فی الحقیقت اس واقعہ کی ایک جاری و قائم یادگار ہو!

یہ دنیا کی تمام قومی یادگاروں کی طرح قوت کی کامرانیوں کی یادگار نہیں ہو۔ بلکہ کمزوری کی فتحمندیوں کی یادگار ہو۔ یہ اسباب و وسائل کی فراوانیوں کی یادگار نہیں ہو۔ بے سروسامانیوں کی کامیابیوں کی یادگار ہو۔ یہ طاقت اور حکومت کے جاہ و جلال کی یادگار نہیں ہو۔ محکومی و بے چارگی کے ثبات و استقلال کی یادگار ہو۔ یہ فتح مکہ کی یادگار نہیں ہو جسے دس ہزار تلواروں کی چمک نے فتح کیا تھا۔ یہ فتح مدینہ کی یادگار ہو جسے تلواروں کی چمک نے نہیں بلکہ ایک آوارۂ غربت اور بے سروسامان انسان کی صبح ہجرت نے فتح کیا تھا! تم نے بدر کی جنگی فتح اور مکہ کے مسلح داخلہ کی شاندار شوکت ہمیشہ یاد رکھی ہو۔ لیکن تم نے مدینہ کی بے ہتھیار کی فتح فراموش کر دی، حالانکہ تاریخ اسلام کی ساری آنے والی فتح مندیاں اسی اولین فتح میں ایک بیج کی طرح پوشیدہ

دیکھے گئے۔ پہلی دَوڑ میں عربی اور ترکی گھوڑے شریک تھے۔ دوسری میں انگریزی نسل کے گھوڑے بھی شامل ہو گئے تھے۔

"خلق فرقہ سی"

"خلق فرقہ سی" قومی جماعت کا نام ہے اور اسوقت ترکی میں صرف یہی ایک سیاسی جماعت موجود ہے۔ اس کی سالانہ مؤتمر بھی ہوا کرتی ہے۔ یہ وقت اس کے جلسوں کا تھا۔ مگر انتخابات کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا۔ موجودہ پارلیمنٹ کی مدت جلد ختم ہو جانے والی ہے۔ نئے انتخابات کے لئے طیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس سال کی قومی مؤتمر کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے کیونکہ اسمیں غازی مصطفےٰ کمال پاشا اپنا وہ طویل و عریض خطبہ سنائیں گے جس کا ترکی کے اندر اور باہر مُدت سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ اس خطبہ میں موجودہ قومی حکومت کی پوری تاریخ بیان کی جائے گی۔ اس کے سُنانے میں کئی دن صرف ہوں گے۔ خیال کیا جاتا ہے یہ خطبہ اپنے موضوع، اسلوب، اور طوالت کے لحاظ سے سیاسی خطبوں کی تاریخ میں نمایاں جگہ حاصل کریگا۔ یہ خطبہ نہیں، تاریخ کی ضخیم کتاب کہنا چاہئیے!

بیرونی ممالک میں ترکی حقوق

ترکی پارلیمنٹ نے حکومت کو اختیار دے دیا ہے کہ جن ملکوں میں ترکوں کی جائدادیں ضبط کی جا رہی ہیں، اُن ملکوں کے باشندوں کی جو جائدادیں ترکی سرزمین میں موجود ہیں، حکومت اُنھیں ضبط کر لے۔

پارلیمنٹ کے اس فیصلے نے بحث کا دروازہ کھول دیا ہے۔ عام طور پر سوال کیا جا رہا ہے کہ کیا ایسے ممالک موجود ہیں جہاں ترکوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جا رہا ہے؟ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یونان اور یوگوسلاویا میں یہ صورت حال موجود ہے۔

ترکی کی نئی تعمیر

امریکن کمپنی "اولن" نے مرسین اور سمسون کی بندرگاہوں کی توسیع کا ٹھیکہ ترکی حکومت سے حاصل کر لیا ہے اور عنقریب کام شروع ہونے والا ہے۔ کمپنی نے کئی ریلوے خطوط جاری کرنے اور کئی نئے شہر آباد کرنے کی بھی درخواست کی تھی۔ مگر چونکہ کافی ضمانت پیش نہ کر سکی اس لئے حکومت نے منظوری دینے سے انکار کر دیا۔

ترکستان اور بالشویک

"دنکین" اور "کولچک" کی خونریز بغاوتوں کے بعد اب یورپ کی سرمایہ دار سلطنتیں روسی ترکستان میں ریشہ دوانیاں کر رہی ہیں تاکہ اس ملک کو بالشویکوں کے برخلاف بغاوت پر آمادہ کریں اور سوشلسٹ جمہوری نظام حکومت درہم برہم کر ڈالیں۔

ہندوستان میں کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ موجودہ ترکی جمہوریت نے دُنیا بھر کے لوگوں کے لئے اپنے ملک کے دروازے کھول دئے ہیں۔ ہر خیال کے لوگ یہاں جمع ہو سکتے ہیں اور اپنی تحریکیں چلا سکتے ہیں، بشرطیکہ اس ملک کی اندرونی سیاست میں دخل نہ دیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ بالشویک روس سے ترکوں کے تعلقات دوستانہ ہیں، تاہم اُنھوں نے ترکستانی بغاوت پسندوں کو اپنے ملک میں بسنے اور روس کے خلاف پروپیگنڈا پھیلانے کی اجازت دیدی ہے۔

ان لوگوں نے "جدید ترکستان" نام ایک اخبار جاری کیا ہے اور مغربی ترکستان میں بغاوت پھیلانی چاہتے ہیں۔ مغربی ترکستان کا رقبہ ۲۷،۰۰۰،۰۰۰ کیلومیٹر اور آبادی ۱۳،۰۰۰،۰۰۰ ہے۔

لیکن باخبر لوگ جانتے ہیں کہ سرمایہ دار سلطنتوں کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہوگی۔ بلاشبہ انھیں چند کرائے کے ترکستانی مل گئے ہیں۔ لیکن ملک کی عام آبادی بالشویکوں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ جس امن و آرام، خوشحالی، اور آزادی اُسے اس عہد میں نصیب ہوئی ہے اتنی کبھی پچھلے زمانہ میں نصیب نہیں ہوئی تھی۔ زار کی حکومت اس ملک پر صد درجہ ظلم کیا کرتی تھی۔ ترکی زبان کی تعلیم موقوف تھی۔ تمام مدرسے بند کر دئے گئے تھے۔ دینی کتابوں کی اشاعت ممنوع تھی۔ ہزاروں آدمی بے دریغ قتل کئے جاتے تھے۔ مگر بالشویک عہد میں ملک کو پوری اندرونی آزادی حاصل ہو گئی، اور صحیح معنی میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی۔ پھر خود روسیوں کی بھی وہاں ایک بڑی آبادی موجود ہے۔ آخری اعداد و شمار کی رُو سے مغربی ترکستان میں ۴ لاکھ روسی آباد ہیں۔ یہ سب جنگجو ہیں، اور اپنی دولت، تعلیم، ترقی کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔

ترکستانیوں کو پناہ دینے کی وجہ سے روس، ترکی پر ناراض نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ترکی قوانین سے واقف ہے۔ صرف یہی لوگ پناہ گزیں نہیں ہیں بلکہ آذربیجان اور "سفید روس" کے بغاوت پسند بھی پہلے سے موجود ہیں اور پوری آزادی سے اپنے خیالات کی اشاعت کر رہے ہیں۔

ترکی اور روس

ہم اپنے کسی پچھلے مکتوب میں اُس ترکی روسی معاہدے کا ذکر کر چکے ہیں جو ۴ سال کی مسلسل گفت و شنید کے بعد طے پایا ہے۔ اس معاہدے کے متعلق سرکاری طور پر یہی اعلان کیا گیا تھا کہ محض تجارتی معاہدہ ہے۔ لیکن اب، جبکہ روس اور برطانیہ کے تعلقات کی کشیدگی نے جنگ کا احتمال پیدا کر دیا ہے اور ساری دنیا کی نظریں جغرافیائی موقعہ کی وجہ سے ترکی پر لگی ہوئی ہیں، اس معاہدے پر سے بھی پردہ اُٹھنے لگا ہے۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ معاہدے کی اصلی شرطیں کیا کیا ہیں؟ لیکن برطانی حلقے اسے سیاسی معاہدہ قرار دیتے اور سخت اندیشوں کا اظہار کر رہے ہیں۔

ترکی اخبار بھی معاہدے پر اظہار رائے کر رہے ہیں۔ قدرتی طور پر ان کی ہمدردیوں کا میلان روس کی طرف ہے۔ اخبار "جمہوریت" نے ایک طویل افتتاحیہ شائع کیا ہے جس میں لکھتا ہے:

"گذشتہ چند صدیوں سے خرس روس ہمارا سب سے بڑا اور خونخوار دشمن تھا۔ لیکن اس آخری معاہدے نے دشمنی کی تمام باتیں یک لخت بھلا دی ہیں۔ زار کی حکومت، جنگ عظیم کا سب سے بڑا سبب تھی۔ وہ ترکی کی لاش پر اپنی عمارت کھڑی کرنی چاہتی تھی۔ لیکن حرص و طمع نے اُسے ہمیشہ کے لئے کالعدم کر دیا اور انقلاب پرست نوجوان روس نمودار ہو گیا۔ اُسوقت ہم نے دیکھا کہ ہماری دوستی اور دیانت کا جھنڈا اُس کے کاندھے پر لہرا رہا ہے!

"ترکوں کی تمنا تھی کہ بالشویک روس کامیاب ہو جائے۔ بولشیویکوں کی آرزو تھی کہ ترکی قوم فتحمند ہو جائے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف امداد کا ہاتھ بڑھایا۔ دشمن مشترک تھا۔ میدان جنگ میں دو نئے بھائیوں نے معانقہ کیا اور تلوار کے زور سے اپنی آزادی قائم کر لی۔ یہ حقیقت ہے کہ روس نے عین وقت پر ترکی کو برباد ہونے سے بچا لیا۔

"اس صورت حال میں کون خیال کر سکتا ہے کہ ہم ان سرمایہ دار حکومتوں کی دھمکی میں آ کر اپنے دوست سے بیوفائی کرینگے؟ ترکی قوم کی نظر میں مادیت سے زیادہ اخلاق کا وزن ہے۔ ہم ہرگز بیوفائی کا دھبا اپنی پیشانی پر نہیں لگا سکتے"

صرف برطانیہ ہی نہیں بلکہ بلقان میں بھی اس معاہدہ کی وجہ سے کھلبلی پڑ گئی ہے۔ سب سے زیادہ پریشانی یونان کو ہے۔ ایتھنس کا نیم سرکاری اخبار "برتیا" لکھتا ہے:

"اس معاہدہ کو معمولی سمجھنا یا اُس سے غفلت برتنا سخت غلطی ہوگی۔ ترکی اور روس، دونوں کے ارباب حل و عقد بارہا اس سے زیادہ قریب اور باہم وابستہ رہنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مستقبل قریب میں اُن کا اتحاد عمل دُنیا کی قسمت پر زبردست اثر ڈالنے والا ہے۔ خصوصاً عالم اسلامی کی پوری قسمت اسی اتحاد سے وابستہ ہے۔ مسلمانوں میں بالشویزم مقبول ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں یورپ کی غلامی سے انھیں یہی بولشویزم نجات دے سکتا ہے۔ ترکی کی دوستی، بالشویزم کے لئے بمنزلہ فتح کے ہے۔"

ترکی عورت اور حق انتخاب

موجودہ ترکی انقلاب کی تاثیر و قوت کا سب سے بڑا مظہر ترکی عورت ہے۔ چند سال پہلے تک ترکی عورت کو ملک کی سیاسی، اجتماعی اور ادبی زندگی میں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ اب سے دو برس پہلے تو وہ محض ایک بے حقیقت وجود تھی۔ اُسے تعلیم سے جبراً روکا جاتا تھا۔ سخت اور غیر شرعی پردے میں زبردستی رکھا جاتا تھا، اور اُس کے حقوق کے لئے کوئی شنوائی نہ تھی۔

لیکن اب کیا حالت ہے؟ اب حالت یہ ہے کہ شاذ و نادر ہی کوئی ترکی عورت گذشتہ زندگی اختیار کرنے پر راضی ہو سکتی ہے۔ بکثرت عورتیں تعلیم یافتہ ہیں۔ شاعر ہیں۔ انشا پرداز ہیں۔ مترجم ہیں۔ ڈاکٹر ہیں۔ ..... لیکن ترکی عورت ابھی اسی پر قانع نہیں ہے۔ اب وہ ملکی پارلیمنٹ میں انتخاب کا حق بھی مانگتی ہے۔ اس تحریک کی لیڈر انجمن نسواں کی رئیس "نزیہہ محی الدین" خانم ہیں۔ اُنھوں نے پرسوں اپنا اعلان شائع کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ عورتوں کو بھی حق انتخاب دیا جائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُنھوں نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ آئندہ انتخابات کے موقع پر ترکی عورتیں صرف اُنھیں مرد امیدواروں کے لئے کوشش کریں گی، جو عورتوں کے اس حق کے حامی ہونگے!

ترکی قانون اساسی میں تصریح مذکور ہے کہ حق انتخاب صرف مردوں کے لئے ہے۔ ظاہر ہے قانون اساسی کی تبدیلی کے لئے پارلیمنٹ کی اکثریت کو رائے دینا چاہئے۔ عورتیں چاہتی ہیں کہ اس مرتبہ پارلیمنٹ میں اُن کے حامیوں کی اکثریت ہو جائے تاکہ اُن کا مطالبہ پورا ہو سکے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا سفر آستانہ

بیزنطینہ، قسطنطنیہ، شہنشاہوں کا یہ عظیم شہر نہیں معلوم عظمت و جلال کے کتنے جلوے دیکھ چکا ہے! روما کی عظمت اُسنے دیکھی، قسطنطین کا جاہ و جلال اُسنے دیکھا، محمد فاتح کا دبدبہ اُسنے دیکھا ... مگر وہ ہنوز نئے نئے جلووں کے لئے مضطرب ہے۔ جدید عہد کی ایک عظیم شخصیت کے انتظار میں ہے۔ یعنی غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے لئے چشم براہ ہے!

مُدت سے قسطنطنیہ کی آرزو تھی کہ غازی ممدوح اُسے اپنی آمد سے مشرف کریں۔ غازی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس شہر میں اُن کا استقبال اتنا شاندار ہوگا، جتنا کبھی کسی بڑے سے بڑے شہنشاہ کا ہوا ہوگا۔ مگر اسپر بھی وہ اب تک نہیں گئے۔ حالانکہ اناطولیہ کے ایک ایک گاؤں کا بار بار دورہ کر چکے ہیں۔ یہ صرف اس لئے ہوا کہ موصوف ٹھوس عمل پسند کرتے ہیں۔ دھوم دھام، شان و شوکت ناپسند کرتے ہیں۔ اناطولیہ اگرچہ ترکی سلطنت کی ریڑھ کی ہڈی ہے، مگر سابق سلاطین نے اُسے ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھا اور ترقی دینے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ موجودہ ترکی انقلاب کی تمام اُمیدیں اناطولیہ ہی سے وابستہ ہیں۔ اسی لئے غازی کمال پاشا اور اُن کے رفقاء وہیں دورے کرتے رہے اور قومیت اور زندگی کی روح پھونکتے رہے۔ قسطنطنیہ کے متعلق معلوم ہے کہ وہ ترکی کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہر ہے۔ یہاں ترکی

اور رومیوں کے سنین مجمع صحابہ میں زیر بحث رہے، اور بعضوں نے انھیں اختیار کرنے کی رائے بھی دی، لیکن عام رجحان اسی طرف تھا کہ نیا سنہ مقرر کرنا چاہئے۔

اس حقیقت پر بھی نظر رہے کہ سنہ کی ضرورت اور استعمال کی بڑی جگہ حساب کتاب کے دفاتر تھے، اور حضرت عمر نے باتفاق صحابہ، دفاتر کے لئے وہی زبانیں اختیار کرلی تھیں جو پیشتر سے مفتوحہ ممالک میں رائج تھیں۔ ایران کے لئے فارسی، شام کے لئے سریانی، اور مصر کے لئے قبطی تھی (مسعودی و بلاذری) ظاہر ہے کہ جب دفاتر کے لئے ایران و شام کی زبانیں اختیار کرلی گئی تھیں، تو قدرتی طور پر سنہ بھی وہی اختیار کرلینا تھا جو ان بلاد کے حساب کتاب میں رائج تھا، اور اُس کے قواعد بندھے چلے آتے تھے۔ لیکن حضرت عمر اور صحابہ نے ایسا نہیں کیا۔ ایران اور روم و مصر کی زبانیں اختیار کرلیں، مگر سنہ اپنا قائم کرنا چاہا۔ غور کرنا چاہئے، اس اجتناب کی علت کیا تھی؟

یہ علت تو قطعاً نہیں ہوسکتی کہ صحابہ کرام محض قومی تعصب اور تنگ دلی کی بنا پر دوسری قوموں کی اچھی اور کارآمد باتوں سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ اولاً تو اس بارے میں خود اسلامی احکام کا یہ حال ہے کہ رُکاوٹ کی جگہ صریح ترغیب دی گئی ہے۔ ثانیاً اُس عہد کے بے شمار واقعات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کے تعصبات کو اُس وقت کے مسلمانوں کی ذہنیت میں کوئی جگہ نہیں ملی تھی۔ وہ دنیا کے تمام علمی و تمدنی ذخیرہ کو خواہ کسی قوم اور ملک سے تعلق رکھتا ہو، اپنا قومی ورثہ سمجھتے تھے۔ خود اسی عہد میں حضرت عمر نے بے شمار معاملات میں غیر قوموں کے علمی اور تمدنی اصول معلوم کئے ہیں، اور اُن میں جو باتیں کارآمد اور ضروری نظر آئی ہیں بلا تامل اختیار کرلی ہیں۔ جب کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آیا، وہ ایرانیوں، رومیوں، اور مصریوں کو باصرار طلب کرتے اور اُن سے مشورہ لیتے۔ دفاتر حکومت کی تقسیم، خراج و محصول کا تعین، اراضی کی پیمائش اور تشخیص، خزانہ کا قیام، حساب و کتاب کے اصول و قواعد، اور اسی طرح کے بہت سے معاملات ہیں جن میں ایرانی اور رومی قواعد کا تتبع کیا گیا۔ فقہ کا ایک اہم باب فرائض ہے۔ یعنی ورثہ کی تقسیم کے اصول و قواعد۔ چونکہ اس کا تعلق فن حساب سے ہے، اس لئے حضرت عمر نے چاہا، اُس کے قواعد کی ترتیب و درستگی کے لئے ایک ماہر حساب سے مدد لی جائے۔ مورخین نے تصریح کی ہے کہ اس غرض سے ایک رومی کو مدینہ میں طلب کیا گیا تھا۔ طلبی کے فرمان میں والی شام کو جو الفاظ لکھے تھے وہ یہ ہیں: "ابعث لنا برومی یقیم لنا حساب فرائضنا" ایک رومی کو بھیجدو تاکہ وہ ہمارے فرائض کا حساب اُستوار کردے۔ (صراط مستقیم حافظ ابن تیمیہ) جب حضرت عمر کو فرائض جیسے شرعی مسئلہ کے حساب میں ایک رومی عیسائی سے مدد لینا ناگوار نہ ہوا، تو ظاہر ہے کہ ایرانی یا رومی سنہ کے اختیار کرلینے میں قومی تعصب کیوں مانع ہوتا جس کا تعلق صرف حساب تاریخ سے ہے؟ پس یقیناً کوئی دوسری ہی علت ہونی چاہئے جس کی وجہ سے انھوں نے ایرانی اور رومی سنین جیسے مدون و رائج سنہ چھوڑ دیئے، اور ایک نیا سنہ ازسرنو قائم کیا۔

اصل یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم اور تربیت نے صحابہ کرام کا دماغ جس سانچے میں ڈھال دیا تھا، وہ ایسا سانچا تھا جس میں کوئی دوسرے درجہ کا خیال سما ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ صرف اول درجہ کے خیالات کے لئے تھا۔ بہت ممکن ہے کہ دنیا کے تمدنی علوم و فنون کے رائج نہ ہونے کی وجہ سے وہ کوئی بات علمی طریقوں اور منظم لفظوں میں نہ ادا کرسکتے ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بسا اوقات وہ ایک بات کی علت اُس شکل و صورت میں نہ دیکھتے ہوں جس شکل میں کہ دنیا دیکھ رہی ہے، لیکن اُن کی طبیعت کی افتاد اور ذہنیت کی روش کچھ اس طرح کی بن گئی تھی کہ جب کبھی کسی معاملہ پر سوچ بچار کرتے تھے (خواہ علت و موجب سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں) لیکن پہنچ جاتا اُسی طرف تھا جو علم و حکمت کے بہتر سے بہتر اور بلند سے بلند پہلو ہوسکتے ہیں۔ یہی معنی ہیں انبیاء کرام کے مقام "تزکیہ" کے کہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ (۲ : ۶۲) یعنی دل و دماغ کی اس طرح تربیت کردی جاتی ہے کہ ایک موزوں اور مستقیم سانچا ڈھل جاتا ہے۔ اب جب کبھی کوئی ٹیڑھی چیز اس میں رکھی جائے گی، وہ قبول ہی نہیں کرے گا۔ صرف سیدھی اور موزوں چیزیں ہی اس میں سما سکتی ہیں!

اسلام کی تربیت نے صحابہ کے دل و دماغ میں قومی شرف و خودداری کی روح پھونک دی تھی۔ قومی زندگی کی بنیادیں جن اینٹوں پر اُستوار ہوتی ہیں، اُن میں سے ایک ایک اینٹ کے لئے اُن کے اندر پہچان اور لگاؤ تھا۔ اگرچہ وہ لفظوں اور تعبیروں میں انہیں بیان نہ کرسکیں۔ جب حضرت عمر نے سنہ اور تاریخ کی ضرورت محسوس کی، تو اگرچہ متمدن اقوام کے سنین رائج و مستعمل تھے، لیکن اُن کی طبیعت اُن کی طرف مائل نہ ہوسکی۔ اس لئے کہ ایسا کرنا نہ صرف قومی شرف و خودداری کے خلاف تھا، بلکہ قومی زندگی کی بنیادی اینٹوں میں سے ایک اینٹ کھودینی تھی۔

قومی زندگی کی بنیادی مقومات میں سے ایک نہایت اہم چیز سنہ اور تاریخ ہے۔ جو قوم اپنا قومی سنہ نہیں رکھتی، وہ گویا اپنی بنیاد کی ایک اینٹ نہیں رکھتی۔ قوم کا سنہ اُس کی پیدائش اور ظہور کی تاریخ ہوتا ہے۔ یہ اُس کی قومی زندگی کی روایات قائم رکھتا اور صفحۂ عالم پر اُس کے اقبال و عروج کا عنوان ثبت کردیتا ہے۔ یہ قومی زندگی کے ظہور و عروج کی ایک جاری و قائم یادگار ہے۔ ہر طرح کی یادگاریں مٹ جاسکتی ہیں لیکن یہ نہیں مٹ سکتی۔ کیونکہ سورج کے طلوع و غروب اور چاند کی غیر متغیر گردش سے اس کا دامن بندھ جاتا ہے، اور دنیا کی عمر کے ساتھ ساتھ اس کی عمر بھی بڑھتی رہتی ہے۔ آج آگسٹس، بکرماجیت، جلال الدین ملک شاہ، اور اکبر اعظم کے نام اُن کے سنین کے اندر ہر روز ہمارے سامنے آتے ہیں، اور ہمارا حافظہ اُن سے گردن نہیں موڑ سکتا!

ممکن نہ تھا کہ قومی زندگی کا ایک ایسا اہم معاملہ حضرت عمر اور صحابہ کے سامنے آتا اور اُن کا دماغ غلط فیصلہ کرتا۔ اگر ایسا ہوتا تو اسلام کی دماغی تربیت غلط ہوجاتی۔ کچھ ضروری نہیں کہ انھوں نے اپنے اس احساس کی کوئی توجیہ و تعلیل بھی کی ہو۔ نتائج تعبیر اور تعلیل سے نہیں بلکہ فعل و عمل سے پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ وہ اپنے اندر اس کے خلاف میلان پیدا نہ کرسکے۔ وہ باوجود غیر قوموں کی ہر طرح کی علمی و تمدنی چیزیں قبول کرلینے کے اُن کا سنہ قبول نہ کرسکے۔ خود بخود انکی طبیعت کا فیصلہ یہی ہوا کہ قومی سنہ سب سے الگ، اور ایسا ہونا چاہئے جس کی بنیاد اپنی تاریخ کے کسی قومی واقعہ پر ہو۔ انھوں نے اپنے دفتروں کے لئے ایرانیوں اور رومیوں کی زبان لے لی، انکے حساب کتاب کے قواعد قبول کرلئے، اُنکے حساب کی مصطلحات اور اشارات سے بھی انکار نہیں کیا، لیکن سنہ اور تاریخ لینے پر آمادہ نہ ہوسکے۔ یہ قومی زندگی کی بنیادی اینٹوں میں سے ایک اینٹ تھی، اس لئے ضروری تھا کہ اپنی ہو، اور اپنے ہی ہاتھ سے رکھی جائے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا، اور اسلام نے جو ذہنیت اُن کی پیدا کردی تھی اُسے [illegible] سعی کرتا تھا!

متاخرین کی تعلیل و توجیہ

افسوس ہے کہ صدر اول کے مسلمانوں کی تاریخ کا چہرہ، متاخرین کی نقاشیوں سے اپنے اصلی خال و خط کھو چکا ہے۔ ہر عہد کا مورخ دراصل اُسی عہد کی دماغی آب و ہوا کا مخلوق ہوتا ہے، اس لئے سلف کے واقعات کی تصویر کھینچتے ہوئے اُسی رنگ و روغن سے کام لیتا ہے جو اُس کے عہد کی آب و ہوا مہیا کرسکتی ہے۔ اسلام کی حقیقی اجتماعی زندگی کا اصلی دور صحابہ کرام کے عہد پر ختم ہوگیا، اور اُس کے بعد جوں جوں زمانہ گذرتا گیا، اُس دور کی معنوی خصوصیات مفقود ہوتی گئیں۔ متاخرین اہل نظر و قلم کا زمانہ آیا تو یہ وہ وقت تھا جب صدر اول کی دماغی آب و ہوا کی جگہ بالکل ایک مختلف قسم کی فضا نشوونما پاچکی تھی۔ اس لئے ان مصنفوں نے جب اُس عہد کے حالات پر قلم اُٹھایا، تو بجائے اس کے کہ اُس عہد کا ذوق و مزاج پیدا کرکے اُس کا مطالعہ کرتے، اپنے عہد کے پیدا شدہ ذوق کے رنگ میں اُس کی ہر بات رنگ ڈالی۔ تاریخ ہی پر موقوف نہیں ہے۔ ہر گوشہ تک اس معاملہ کے اثرات پہنچے حتی کہ فقہ و احکام تک کا گوشہ اس سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اگر عہد صحابہ سے لیکر آخری عہد تدوین کتب تک کی کتابیں مسلسل موجود ہوتیں اور صدیوں کی ترتیب کے ساتھ ان پر نظر ڈالی جاسکتی، تو صاف نظر آجاتا کہ صدر اول کے واقعات و معاملات بعد کے ہر عہد میں نئے نئے لباس بدلتے آئے ہیں، اور اُن کی تعبیر و الفاظ کی تخریجات میں ہر عہد کی ذہنی خصوصیات کا پرتو موجود ہے۔ مثلاً اگر تیرہ صدیوں کی تیرہ مسلسل تاریخیں موجود ہوتیں، تو تم انگلی رکھکر بتلاسکتے کہ صدر اول کے ایک ہی واقعہ نے اپنی جزئیات و صور میں کس طرح تیرہ مختلف لباس پہن لئے ہیں؟

بطور مثال کے اسی واقعہ پر نظر ڈالی جائے۔ امام شعبی کی روایت میں صاف موجود ہے "ولم یحب التاریخات القدیمۃ" یعنی حضرت عمر ایک تاریخ کے تعین کی ضرورت محسوس کررہے تھے، مگر پسند نہیں کرتے تھے کہ قدیم تاریخیں اختیار کریں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ کسی دوسری قوم کی تاریخ کا اختیار کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور یہ معاملہ اُن کی نظر میں ایسا تھا جس کے لئے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کی ایک قومی تاریخ قرار دی جائے لیکن بعد کے مورخین نے اپنے ذوق و میلان طبع کے مطابق اس کی توجیہیں شروع کردیں۔ واقعہ کی اصلی علت پر تو نظر نہیں گئی، نئے نئے معنی پہنانے لگے۔ میں یہاں صرف دو عہدوں کی دو مختلف نظروں کا ذکر کروں گا۔

علامہ مقریزی نے نویں صدی ہجری کے اوائل میں اپنی بے نظیر تاریخ مصر لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں، حضرت عمر اور صحابہ نے ایرانی اور رومی تاریخ پسند نہیں کی، کیونکہ دونوں کے حساب میں کبیسہ تھا۔ (یعنی دورۂ ارضی کی کسر پوری کرنے کے لئے چند سالوں کے بعد مہینوں کے دنوں میں کمی بیشی۔ جس طرح کہ تقویم گریگوری میں ہر چوتھے سال ایک دن کی کمی کردی گئی ہے) چونکہ اسلام نے "نسئی" سے روکا تھا، اور کبیسہ پر "نسئی" کا شبہ ہوسکتا تھا، اس لئے مناسب نہ تھا کہ ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا۔ مورخ موصوف کو یہ دور از کار دقیقہ سنجی اس لئے کرنی پڑی کہ قومی تقویم کی ضرورت و اہمیت کے لئے اُن کے ذہن میں کوئی جگہ نہ تھی، اور چونکہ اور کوئی معقول تعلیل سمجھ میں نہیں آئی اس لئے ناچار "نسئی" کی شرعی ممانعت کی وادی میں پہنچ گئے۔ حالانکہ کسی اعتبار سے بھی یہ تعلیل لائق اعتنا نہیں

تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ظاہری فتمندیوں کے اعلان کا وقت آیا تھا، تو اُسوقت اسی معنوی فتمندی کی یاد لوگوں کو دلائی گئی تھی: ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ: لا تحزن ان اللہ معنا! فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروہا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ، وکلمۃ اللہ ہی العلیا، واللہ عزیز حکیم! (۹: ۴۰)

تذکارِ محرم

اسی ہجری سنہ کے ساٹھویں برس کربلا کا حادثہ ظہور میں آیا۔ یہ حادثہ اسدرجہ المناک اور درد انگیز تھا، اور اُس کے سیاسی اثرات اس درجہ قوی اور وسیع تھے، کہ جوں جوں وقت گزرتا گیا، اُس کی یاد ایک ماتمی یادگار کی حیثیت اختیار کرتی گئی۔ یہاں تک کہ محرم کے دنوں کی تمام یادآوریاں صرف اسی حادثہ کے تذکرہ و ماتم میں محدود ہوگئیں اور دوسرے تمام پہلو یک قلم فراموش کر دیئے گئے۔ اس میں شک نہیں کہ حادثہ کربلا کی المناکیاں اور عبرت انگیزیاں ناقابلِ فراموش ہیں۔ لیکن ہمارے جذباتی ذہن و فکر کی یہ بہت بڑی غفلت ہوگی اگر اس حادثہ کے استغراق میں تذکرہ و اعتبار کے دوسرے پہلو فراموش کر دیئے جائیں۔ یہ سنہ ہجری کے ساٹھویں برس کے ایک واقعہ کی نگاہ ہے لیکن خود سنہ ہجری کے پہلے برس کے تذکار سے کیوں چشم بصیرت بند کر لی جائے؟

سنہ ہجری کی ابتدا

اسلام کے ظہور سے پہلے دنیا کی متمدن قوموں میں متعدد سنہ جاری تھے۔ زیادہ مشہور یہودی، رومی اور ایرانی سنین تھے۔ عرب جاہلیہ کی اندرونی زندگی اس قدر متمدن نہیں تھی کہ حساب کتاب کی کسی وسیع پیمانے پر ضرورت ہوتی۔ اوقات و مواسم کی حفاظت اور یادداشت کے لئے ملک کا کوئی مشہور واقعہ لے لیتے اور اسی سے وقت کا حساب لگا لیتے۔ منجملہ سنین جاہلیہ کے عام الفیل تھا۔ یعنی شاہ حبش کے حجاز پر حملہ کرنے کا سال۔ عرصہ تک یہی واقعہ عرب کے حساب و کتاب میں بطور سنہ کے مستعمل رہا۔ ظہور اسلام کے بعد یہ اہمیت خود عہد اسلام کے واقعات نے لے لی۔ صحابہ کرام کا قاعدہ تھا کہ عہد اسلامی کے واقعات میں سے کوئی ایک اہم واقعہ لے لیتے اور اسی سے حساب نکالتے۔ ہجرۃ مدینہ کے بعد ہی سورۂ حج کی وہ آیت نازل ہوئی تھی جس میں قتال کی اجازت دی گئی تھی: اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا، وان اللہ علی نصرہم لقدیر (۲۲: ۴۰) اس لئے کچھ دنوں تک یہی واقعہ بطور ایک سنہ کے مستعمل رہا۔ لوگ اسے "سنہ اذن" سے تعبیر کرتے اور یہ تعبیر وقت کے ایک خاص عدد کی طرح یادداشت کا کام دیتی۔ اسی طرح سورۂ براءۃ کے نزول کے بعد "سنہ براءۃ" کا بول چال میں رواج ہوا۔ عہد نبوی کا آخری سنہ "سنۃ الوداع" تھا۔ یعنے آنحضرۃ (صلعم) کے آخری حج کا واقعہ جو "حجۃ الوداع" کے نام سے مشہور ہوگیا تھا اور ہجرۃ کے دسویں سال پیش آیا تھا۔ بعض روایات سے اس طرح کے متعدد سنوں کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً سنۃ التمحیص، سنۃ الترفئہ، سنۃ الزلزال، سنۃ الاستئناس۔ بیرونی نے آثار الباقیہ میں اس طرح کے دس سنوں کا ذکر کیا ہے۔

آنحضرۃ (صلعم) کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک یہی حالت جاری رہی۔ لیکن حضرت عمر (رض) کی خلافت کا عہد شروع ہوا تو ممالک مفتوحہ کی وسعت اور دفاتر حکومت کے قیام سے حساب کتاب کے معاملات زیادہ وسیع ہوگئے، اور ضرورت پیش آئی کہ سرکاری طور پر کوئی ایک سنہ قرار دیا جائے۔ چنانچہ اس معاملہ پر غور کیا گیا۔ اور سنہ ہجری کا تقرر عمل میں آیا۔ اُسوقت تک واقعۂ ہجرت پر سترہ برس گزر چکے تھے۔

ضرورت کا احساس اور صحابہ کا مشورہ

سنہ ہجری کا تقرر کیونکر عمل میں آیا؟ کیوں حضرۃ عمر (رض) اور تمام صحابہ کا ذہن اس طرف گیا کہ اسلامی سنہ کی ابتدا واقعہ ہجرۃ سے کی جائے؟ یہ تاریخ اسلام کا ایک ضروری اور نتیجہ خیز مبحث تھا، لیکن افسوس ہے کہ اسوقت تک نظر و فکر سے محروم رہا۔

اس بارے میں متعدد روایتیں منقول ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور روایت میمون بن مہران کی ہے جسے تمام مورخین نے نقل کیا ہے۔ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ:

رفع الی عمر بن الخطاب صک محلہ شعبان فقال ای شعبان ہو؟ أشعبان الذی نحن فیہ، او الآتی؟ ثم جمع وجوہ الصحابۃ فقال: ان الاموال قد کثرت وما قسمنا منہا غیر موقت فکیف التوصل الی ما یضبط بہ ذلک؟ فقالوا: یجب ان یعرف ذلک من رسوم الفرس۔ فعندہا استحضر عمر الہرمزان وسألہ عن ذلک، فقال ان لنا حسابا نسمیہ "ماہ روز"، فعربوا الکلمۃ وقالوا "مورخ"، ثم طلبوا وقتا یجعلونہ اولا لتاریخ دولۃ الاسلام، فاتفقوا علی أن یکون المبدء من سنۃ الہجرۃ (تاریخ کبیر ذہبی۔ وتاریخ مصر مقریزی)

"ایک مرتبہ ایک کاغذ حضرت عمر کے سامنے پیش کیا گیا جس میں شعبان کا مہینا درج تھا۔ حضرت عمر نے کہا شعبان سے مقصود کونسا شعبان ہے؟ اس برس کا، یا آئندہ برس کا؟ پھر آپنے سربرآوردہ صحابہ کو جمع کیا اور ان سے کہا: اب حکومت کے مالی وسائل بہت زیادہ وسیع ہوگئے ہیں، اور جو کچھ ہم تقسیم کرتے ہیں وہ ایک ہی وقت میں ختم نہیں ہو جاتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ حساب و کتاب کے لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ اوقات ٹھیک طور پر منضبط ہو سکیں۔ اسپر لوگوں نے کہا کہ ایرانیوں سے مشورہ کرنا چاہئے۔ انکے یہاں اس کے طریقے کیا تھے؟ چنانچہ حضرۃ عمر نے ہرمزان کو بلایا۔ اُسنے کہا ہمارے یہاں ایک حساب موجود ہے جسے "ماہ روز" کہتے ہیں۔ اسی ماہ روز کو عربی میں "مورخ" بنا لیا گیا۔ پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ اسلامی حکومت کی تاریخ کے لئے جو سنہ اختیار کیا جائے، اُس کی ابتدا کب سے ہو؟ سب نے اتفاق کیا کہ ہجرۃ کے برس سے کیجائے۔ چنانچہ ہجری سنہ قرار پایا۔"

ابن حبان نے قرہ بن خالد سے ایک دوسری روایت بھی نقل کی ہے۔ اس میں ایک دوسرے واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ:

کان عند عمر عامل جاءہ من الیمن فقال لعمر: اما تؤرخون؟ تکتبون فی سنۃ کذا وکذا من شہر کذا؟ فاراد عمر والناس ان یکتبوا من مبعث رسول اللہ صلعم ثم قالوا من عند وفاتہ، ثم ارادوا ان یکون ذلک من الہجرۃ (تاریخ کبیر ذہبی ومقریزی جلد ۲)

"حضرت عمر کے پاس یمن سے ایک عامل آیا تھا۔ اسنے کہا لکھنے پڑھنے میں آپ لوگ تاریخ نہیں لکھتے۔ اس طرح کہ فلاں بات فلاں سنہ میں اور سنہ کے فلاں مہینے میں ہوئی؟ اسپر حضرۃ عمر اور اور لوگوں کو اس معاملہ کا خیال ہوا۔ پہلے انھوں نے ارادہ کیا کہ آنحضرۃ کے مبعوث ہونے کے وقت سے سنہ کا حساب شروع کریں۔ پھر خیال ہوا کہ آپ کی وفات سے شروع کیا جائے۔ لیکن آخر میں یہ رائے قرار پائی کہ ہجرۃ سے سنہ کا تقرر ہو۔"

ان روایات کی مزید تشریح امام شعبی کی روایت سے ہوتی ہے جو محب طبری نے نقل کی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ

ان ابا موسی الاشعری کتب الی عمر انہ تاتینا منک کتب لیس لہا تاریخ وقد کان عمر دون الدواوین ووضع الخراج والاحکام فاحتاج الی التاریخ ولم یحب التاریخات القدیمۃ فجمع علیہ عند ذلک واستشار الناس فاتفقوا علی ان یکون المبدأ من الہجرۃ (ریاض النضرۃ)

"ابو موسی اشعری نے حضرۃ عمر کو لکھا کہ آپ کی جانب سے ہمارے نام خطوط آتے ہیں مگر ان پر کوئی تاریخ نہیں ہوتی۔ اور یہ وقت وہ تھا کہ حضرت عمر نے حکومت کے مختلف دفاتر قائم کر دیئے تھے اور خراج کے اصول و قواعد طے پا گئے تھے، اور اس لئے محسوس کر رہے تھے کہ ضبط اوقات کے لئے ایک خاص تاریخ قرار پا جائے۔ پرانی تاریخیں موجود تھیں لیکن وہ پسند نہیں کرتے تھے کہ انھیں اختیار کریں۔ اب موسی اشعری نے لکھا تو انہیں زیادہ توجہ ہوگئی۔ صحابہ کو جمع کرکے مشورہ کیا۔ مشورہ میں سب کی رائے یہی قرار پائی کہ ہجرۃ کا واقعہ بنیاد ٹھہرا کر سنہ ہجری اختیار کیا جائے۔"

ابوہلال عسکری نے الاوائل میں اور مقریزی نے تاریخ میں حضرۃ سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے کہ واقعۂ ہجرت سے سنہ شروع کرنے کی رائے حضرت علی علیہ السلام نے دی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ

جمع عمر الناس فسألہم من ای یوم یکتب التاریخ؟ فقال علی بن ابی طالب من یوم ہاجر رسول اللہ صلعم وترک مکہ ففعلہ عمر (کتاب الاوائل قلمی۔ مقریزی طبع ثانی جلد ۲ صفحہ ۵۶)

"جب حضرت عمر نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ کس دن سے تاریخ کا حساب شروع کیا جائے؟ تو حضرت علی نے فرمایا۔ اس دن سے جس دن کہ آنحضرت نے ہجرت کی اور مکہ سے مدینہ آئے۔"

یعقوبی نے بھی اسے منجملہ اُن امور کے قرار دیا ہے جو حضرت علی کی رائے سے انجام پائے۔ سنہ ۱۶ کے واقعات میں لکھتا ہے:

وفیہا ارخ عمر الکتب واراد ان یکتب التاریخ منذ مولد رسول اللہ ثم قال من المبعث، فاشار علیہ علی بن ابی طالب ان یکتبہ من الہجرۃ، فکتبہ من الہجرۃ (جلد ۲: ۱۶۶)

"اُسی زمانہ میں حضرت عمر نے ارادہ کیا کہ ضبط کتابت کے لئے ایک تاریخ قرار دے دی جائے۔ پہلے انھیں خیال ہوا آنحضرت کی ولادت سے شروع کریں پھر خیال کیا آپ کی بعثت کے واقعہ سے ابتدا کی جائے لیکن حضرۃ علی نے رائے دی کہ ہجرۃ سے شروع کرنا چاہئے۔"

قومی سنہ کی ضرورت و اہمیت

ان روایات کے مطالعہ کے بعد ضروری ہے کہ بعض امور پر غور کیا جائے:

سب سے پہلی بات جو سامنے آتی ہے، یہ ہے کہ حضرت عمر اور صحابہ نے یہ ضرورت کیوں محسوس کی کہ ایک نیا سنہ قرار دیا جائے؟ امام شعبی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر تاریخ کے تعین و تقرر کی ضرورت محسوس کر رہے تھے لیکن پسند نہیں کرتے تھے کہ دوسری قوموں کی تاریخ اختیار کریں۔ پہلی روایت میں جس ہرمزان کو بلانے اور مشورہ کرنے کا ذکر ہے، یہ خوزستان کا بادشاہ تھا اور مسلمان ہو کر مدینہ میں مقیم ہوگیا تھا۔ حضرۃ عمر کی مجالس شوریٰ میں اس کا بار بار ذکر آتا ہے۔ (بلاذری وطبری وغیرہما) بیرونی لکھتا ہے کہ جب حضرت عمر نے اس سے مشورہ لیا تو اُسنے نہ صرف ایرانیوں کا طریقہ ہی بتلایا بلکہ رومیوں کے طریقہ کی بھی تشریح کی۔ ایرانیوں کے یہاں کا آخری سنہ یزدگرد کا سنہ تھا، اور رومیوں کا مشہور سنہ سکندر کی پیدائش سے شروع ہوتا تھا۔ بعض صحابہ کو خیال ہوا۔ انہی دونوں میں سے کوئی سنہ اختیار کر لیا جائے، لیکن حضرت عمر اور اور لوگ اس سے متفق نہ ہوئے (۱)۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایرانیوں

---

(۱) بیرونی نے یہ تفصیل میمون بن مہران کی روایت کے سلسلہ ہی میں کی ہے لیکن اُسکے الفاظ روایت مندرجۂ متن سے مختلف ہیں۔ چونکہ اُسنے کوئی تخریج درج نہیں کی تھی اس لئے وہ حسب اصول فن روایت و درایت اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسی لئے ہم نے اوپر کی روایتوں میں اُسے شامل نہیں کیا (الآثار الباقیہ صفحہ ۳۰)

السحر الحلال
في
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

اردو صحافت کي تاریخ میں الہلال ہي وہ رسالہ ہے جو اپني تمام ظاہري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھي- اُس نے ملک کے سیاسي، علمي، ادبي اور دیني افکار و عقائد پر جو انقلاب انگیز اثرات ڈالے، قریب ہے کہ مستقبل ہند کا مورخ اُن پر بحث کریگا اور اُن کے اندر وہ عناصر و مبادیات ڈھونڈھیگا جن سے ہندوستان کي سنہ ۱۹۱۹ کے بعد کي اجتماعي ذہنیت ظہور پذیر ہوئي۔

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاہتا تھا، اِس لئے اُس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا- اُس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے- اور اُسکا ہر باب اپني مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ ہوتا تھا- پھر اُس کي ظاہري خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں- اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کي وجہ سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کي چھپائي میں ممکن نہیں- اِس کي جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمي، مذہبي، سیاسي، اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں- اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیہ میں خرید کیا- اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پہلي جلد مکمل (جو دفتر میں بھي موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدي ہے- جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بھي علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں- پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھي محفوظ ملا، ہم نے کوشش کي کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جاسکتي ہیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے-

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سٹوں کي جلدیں پوري مکمل ہوگئي ہیں- ہم اِس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخري موقعہ دیتے ہیں کہ اِس قیمتي ذخیرہ سے حاصل کرکے مجلد جلدیں اور، چونکہ جلدوں کي ایک بہت ہي محدود تعداد مرتب ہوسکي ہے اس لئے صرف اُنہیں درخواستوں کي تعمیل ہوسکے گي جو سب سے پہلے پہونچیں گي ہر جلد مجلد ہے اور اُس میں تمام مضامین کي انڈکس بہ ترتیب حروف تہجي لگادي گئي ہے-

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " " چہارم ۱۰ روپیہ   " " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبہ الہلال اِس نام سے شائع ہوا)
قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھي موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے- قیمت في پرچہ ۸ آنہ- محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ ہے-

منیجر "البلاغ پریس"

اول تو یہ اُن روایات کے خلاف ہے جو اوپر گزر چکیں، کیونکہ اُن میں تمام قدیم تقویموں کی ناپسندیدگی کا ذکر ہے۔ نہ کہ کسی خاص تقویم کا۔ ثانیاً "نسئی" مصطلحِ جاہلیت اور "کبیسہ" مصطلحِ حساب قطعاً دو مختلف چیزیں ہیں۔ جس "نسئی" کو اسلام نے روکا اور قرآن نے "کفر کی زیادتی" سے تعبیر کیا، وہ یقیناً قمری مہینوں کی طبعی ترتیب کو اس طرح درہم برہم کر دیتا تھا کہ کبھی شعبان، محرم بن جاتا تھا، اور کبھی رمضان ذوالحجہ قرار پا جاتا تھا۔ اور جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اعمال و طاعات کے معین اوقات الٹ پلٹ ہو جاتے تھے اور اُن کے تقرر و تعین کی اہمیت و مصلحت باقی نہیں رہتی تھی۔ لیکن "کبیسہ" بالکل ایک دوسری چیز ہے۔ اس کا مقصد دوسرا ہے، اور اس کے اجزاء کے نتائج دوسرے ہیں۔ اس کا کوئی اثر اس طرح کا مرتب نہیں ہوتا۔ وہ محض اس لئے ہے کہ سال بھر کے تین سو ساٹھ دن قرار دے دینے کے بعد جو کسر رہ جاتی ہے اُسے کچھ عرصہ کے بعد پورا کر دیا جائے تاکہ زیادہ مدت گزرنے کے بعد مہینوں اور برسوں کا فرق نہ نکل جائے۔ پس کسی طرح بھی یہ بات تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ حضرت عمر اور اکابر صحابہ "نسئی" کی حقیقت سے اس درجہ بے خبر تھے کہ تقویم کے کبیسہ کو بھی "نسئی" سمجھ لیتے، یا انھیں کبیسہ پر "نسئی" کا شبہ ہو سکتا۔

یہ نویں صدی کی ابتدا تھی۔ لیکن سو برس کے بعد یعنی دسویں صدی کے اوائل میں یہی واقعہ ایک دوسرا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی سے تقویم و سنین کے متعلق ایک سوال کیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں انھوں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر اور صحابۂ کرام نے رومی اور ایرانی سنہ اختیار کرنے سے اس لئے اجتناب کیا کہ یہ عیسائیوں اور مجوسیوں کا سنہ تھا اور اسلام نے انھیں روک دیا تھا کہ کفار کا طور طریقہ اختیار کر کے اس کے رواج و قبولیت کا باعث نہ ہوں۔ اب غور کرو، بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی؟ کجا کفار کے طور طریقہ سے اجتناب کا معاملہ، اور کجا یہ معاملہ جو حساب و کتاب کے ایک علمی اصول و قواعد کا معاملہ ہے! حافظ موصوف نے یہ تعلیل کرتے ہوئے خلافت فاروقی کی آدھی تاریخ فراموش کر دی۔ اگر اس قسم کے معاملات میں غیر قوموں سے اخذ و استفادہ جائز نہ ہوتا، تو حضرت عمر بے شمار معاملات میں ایران و روم کے قدیم انتظامات اور تمدنی طریقوں سے فائدہ اٹھانا کیوں جائز رکھتے؟ یہ صحیح ہے کہ صحابۂ کرام کو غیر قوموں کی بہت سی باتوں سے اجتناب تھا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی باتوں کو روکا اور عدم اتباع و تشبہ پر زور دیا، مگر وہ باتیں دوسری ہیں، اُن کا محل دوسرا ہے، مقصد دوسرا ہے، اور اثرات دوسرے ہیں۔ اس معاملہ سے اسے کیا تعلق؟

واقعۂ ہجرت کا اختصاص

اس جملہ معترضہ نے بہت طول کھینچا۔ بہر حال اس معاملہ میں پہلی بات جو قابل غور تھی، وہ قومی سنہ کا تقرر اور اس کی اہمیت کا احساس تھا۔ بغیر کسی قدر غائر توجہ کے اختیار کئے یہ بات سامنے آ جاتی ہے کہ حضرت عمر اور اکابر صحابہ کی اس پہلو پر نظر تھی۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ قومی زندگی کی تقویم کے لئے قومی سنہ ضروری ہے، اور اس لئے چاہئے کہ یہ باہر سے نہ لیا جائے، اندر ہی طیار کیا جائے۔

اس کے بعد دوسرا اہم نقطۂ نظر، واقعۂ ہجرت کا اختصاص ہے۔ اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہئے کہ سنہ کی ابتدا قرار دینے کے لئے جس قدر بھی مناسب چیزیں ہو سکتی تھیں، ان میں سے کسی چیز کی طرف اُن کی نگاہ نہیں گئی۔ ہجرت نبوی کا واقعہ جو تاریخ اسلام کی بے سرو سامانی اور فکر و ضعف کی یاد تازہ کرتا تھا، اختیار کیا گیا، آخر اس کی علت کیا تھی؟

بہتر ہے کہ یہ بحث آئندہ مجلس پر ملتوی رکھی جائے۔ آج کی مجلس قصد سے زیادہ طولانی ہو چکی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک ہی نشست کی اتنی طوالت بعض طبائع پر شاق گزر رہی ہو۔

ہوا سے الاسکا کی پیمائش

سائنٹفک امریکن میں الاسکا (قطعۂ ارض مابین امریکہ و جاپان) کی پیمائش بذریعہ طیارات پر ایک نہایت دلچسپ مضمون نکلا ہے۔ مقالہ نگار لکھتا ہے: متعین طیاروں کے ذریعہ سے ایک سرکاری مہم نے الاسکا کے جنگلوں، پہاڑوں اور جھیلوں کی صرف پندرہ دنوں میں ایسی پیمائش کر لی جو معمولی پیمائش کے ذریعہ پندرہ برس میں بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس مہم نے ایسے ایسے مقامات کی تصویریں لیں جہاں اب تک انسان کا قدم نہیں پہنچا تھا اور جو بیش قیمت جنگلوں اور جھیلوں سے بھرے ہیں۔ اس ۴۰ ہزار میل کی پیمائش کی مہم میں دس ہزار میل صرف پندرہ دنوں میں ناپ لئے گئے اور طیاروں نے دس ہزار فٹ کی بلندی سے ایسے صحیح اور صاف نقشے کھینچ لئے کہ جنگلوں کے درخت بھی گن لئے جا سکتے ہیں۔

فرانس کا جنگی نظام

مینچسٹر گارجین میں مسٹر ڈیوڈ لو لاک کا ایک مضمون مندرجۂ عنوان پر شائع ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"فرانس نے گذشتہ جنگ کے بعد پہلا مسئلہ جو پیش نظر رکھا وہ اپنی فوج کی ترتیب و تنظیم ہے۔ اب یہ نظم قریب تکمیل کے ہے۔ ۱۹۲۸ء میں پارلیمنٹ اس پر فیصلہ صادر کرے گی۔ فرانس کا مقصد یہ ہے کہ ساری فرانسیسی قوم جنگ کے لئے ہر دم تیار رہے۔ جس وقت جنگ کا موقع آ جائے تو تیاری میں وقت ضائع نہ ہو۔ یہ پوری مشین جو امن کے زمانہ میں تیار رکھی گئی تھی فوراً چلنے لگے۔"

کیا بحالات موجودہ دنیا امن و سکون کا وہم و گمان بھی کر سکتی ہے؟ یہ فرانس ہے۔ یعنی مجلس اقوام کا، برطانیہ کے بعد دوسرا پیامبر امن!!

جدہ میں عربی بنک

سلطان ابن سعود نے امیر حبیب فلاح کو اس بات کی اجازت دے دی ہے کہ جدہ میں ایک عربی بنک قائم کیا جائے جس کی شاخیں پورٹ سعید، سویز، اور قاہرہ میں ہوں گی۔ اس بنک کا خاص مقصد یہ ہے کہ حجاج کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔

ترکی خواتین کا لباس

ترکی انجمن نسواں نے ترکی خواتین کے لئے ایک نیا لباس تجویز کیا ہے۔ چونکہ موجودہ لباس جو ترکی خواتین استعمال کر رہی تھیں یورپین عورتوں کا سا لباس تھا، جس پر بے اندازہ روپیہ صرف ہوتا تھا، اس لئے نئے لباس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ لباس آسانی اور خوبصورتی، دونوں پہلوؤں سے بہتر ہوگا۔

◆

فہرس

آیندہ سے فہرست پہلے صفحہ کی جگہ یہاں آخری صفحہ پر درج ہوا کرے گی

مطبوعات جدیدہ

ایک مغربی خاتون کی مشرقیت ۳

افسانہ

محبت اور قربانی، یا سزا اور انتقام ۵

مذاکرۂ علمیہ

انسانی عمر کی درازی اور اعادۂ شباب ۹

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!
حضرت حسین علیہ السلام ۱۵

برید شرق

مکتوب چین ۱۹
مکتوب قسطنطنیہ ״

مقالات

۱۔ محرم الحرام اور
سنہ ہجری کا اختتام و آغاز ۲۱
علمی خبریں ۲۳

تصاویر

(۱) لیڈی اسٹن ہوپ ۴
(۲) لیڈی اسٹن ہوپ اور لامارٹین ۵
(۳) "بشپ اور اُس کا مجرم" ۷
(۴) ڈاکٹر گورسکی
(اعادۂ شباب کے ایک عملیہ کا موجد) ۱۰
(۵) ڈاکٹر وورونوف
(عملیۂ تقلیم کا موجد) ״
(۶) ایک ۷۰ برس کا بوڑھا
عملیۂ اعادۂ شباب سے پہلے ۱۱
(۷) عملیہ کے بعد ״

۱

۴

الہلال

[illegible]

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

دنیا کی بہترین کتابوں کیلئے بہترین رہنما:

ٹائمز آف لنڈن کا ادبی ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کی تمام نئی کتابوں پر ہفتہ وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے۔

اسکا معتدل نقد علمی حلقوں میں مسلم ہے۔

اس میں چند صفحات ہمیشہ سے جاری اور زیر بحث ادبی فوائد پر بھی ہوتے ہیں جنکی اہمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے۔

اپنے یہاں کے [illegible] سے تقاضہ کیجئے کہ وہ ٹائمز لنڈن کا ہفتہ وار ادبی ضمیمہ آپکے لئے مہیا کرے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London. E. C 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے ہیں

دنیا کے ہر معلم اور ماہر فن تعلیم کیلئے

ضروری ہے کہ

ٹائمز آف لنڈن کا تعلیمی ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ فن تعلیم کے تمام نظری اور عملی تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رہیں، تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔

یہ ہر ہفتہ اس موضوع پر تمام اہم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے۔ ماہرین فن اور مشاہیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ہوتے ہیں۔

اپنے یہاں کے [illegible] سے طلب کیجئے۔

The Publisher.

Printing House Square

London. E. C 4.

سے طلب کرسکتے ہیں

کیا آپ تجارت کرنی چاہتے ہیں؟

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتی تعلقات قائم کریں، نفع بخش ایجنسیاں لیں، ہندوستان سے خام پیداوار بھیجیں، نئی نئی ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں، تھوڑی سی محنت اور تھوڑا سا سرمایہ لگاکر ایک وقیع کاروبار شروع کردیں، تو آپ کو ابتدا میں بہت سی باتیں معلوم کرنی چاہئیں۔ اس طرح کی تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاہئیں۔ ہندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکہ کے تمام کارخانوں اور کمپنیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاہئیں۔ بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ہوسکتے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یہ ساری باتیں با قاعدہ علمی اصول پر معلوم کرلیں؟ تو آپکو چاہیے کہ ہم سے خط و کتابت کریں۔ ہم یہ کام بہ حیثیت ایک ماہر فن کے کر رہے ہیں۔ خط و کتابت کے بعد ہی آپکو معلوم ہو جائیگا کہ آپکے مقصد کیلئے ہم کس درجہ مفید ہیں؟

ہمارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتی حلقوں سے ہیں۔

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street. Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

ہر طرح کی مشینیں جو ترکاری کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروری ہیں، اس کارخانے میں طیار کی جاتی ہیں۔ [illegible] اس قسم کی مشینوں کا یہ بہترین کارخانہ ہے۔ مندرجہ ذیل [illegible]

[illegible]

میووں، ترکاریوں، اور ہر طرح کی [illegible] خشک کرنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جو "نئی [illegible]" کے نام سے تمام ممالک میں مشہور ہے۔ اس "نئی [illegible]" کے مطابق ہم [illegible] مشینیں صرف اسی کارخانہ سے مل سکتی ہیں

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA.
EDITOR—MAULANA ABUL-KALAM AZAD.

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٦ کلکتہ : جمعہ ٢٢ - محرم ١٣٤٦ ہجری جلد ١
Calcutta : Friday, 22, July 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیے موزون نہین ؟

ضروری هی که هم اسکا اب فیصله کرلین

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکھتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

هندی اور هندوستان کی تمام زبانون نی، نیز عربی، فارسی، ترکی، تینون سامی زبانون کی حروف کی چھپائی اختیار کرلی هی اور انکی طباعة یورپ کی طباعة کا مقابله کر رهی هی ۔ کیون اردو زبان بھی ایسا نه کری جو اسی رسم الخط مین لکھی جاتی هی ؟

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین، وه هین جن مین الہلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

همارى راى مین بہترین حروف یہی هین ۔ اگر فارسی اور ترکی کیلیے یه نا موزون نہین تو اردو کیلیے کیون نا موزون هون ؟

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی راى سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیے سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الہلال

الهلال

هر جمعه كو نمبر ١١ - بالي گنج سركلر روڈ كلكته سے شائع هوتا هے -

قيمت سالانه مع محصول	باره روپيه
هندوستان سے باهر كيليے	سوله روپيه
قيمت شش ماهي	سات روپيه
قيمت فی پرچه	پانچ آنه

(١) تمام خط و كتابت اور ارسال زر "منيجر الهلال" كے نام سے كي جاے البته جو خطوط مضامين سے تعلق ركھتے هوں انكے لفافه پر "ايڈيٹر" كا نام هونا چاهيے

(٢) نمونه مفت ارسال نه هوگا

(٣) براه عنايت خط و كتابت ميں پته [illegible] اور [illegible] صاف اور خوش خط لكھيے -

(٤) خط و كتابت ميں نمبر خريداري لكھيے [illegible] وصول قيمت كی رسيد ميں ديدي گئی هے

(٥) اگر كسي صاحب كے پاس كوئی پرچه نه پهنچے تو تاريخ اشاعت سے ايك هفته كے اندر اطلاع ديں - ورنه بصورت ديگر بغير قيمت كے روانه نهيں كيا جائيگا -

(٦) اگر آپ دو تين ماه كے لئے كهيں سفر ميں جا رهے هيں تو اپنا پته تبديل نه كرايے - مقامي ڈاكخانه كو اطلاع ديكر انتظام كر ليجيے - اگر اس سے زياده عرصه تك كے لئے تبديل مقام پيش آجاے تو ايك هفته پيشتر اطلاع ديكر پته تبديل كرائيں -

(٧) مني آرڈر روانه كرتے وقت فارم كے كوپن پر پورا نام و پته ضرور لكھديں -

(٨) ايسے جواب طلب امور كے لئے جنكا تعلق دفتر كے دفتري قواعد (مثلاً رسيد زر و اطلاع اجراء اخبار وغيره) سے نهيں هے ٹكٹ ضرور بهيجيے ورنه دفتر پر غير معمولي خط و كتابت كے مصارف كا بار پڑيگا -

إزمنهٔ وسطی مین عربی طبابة

عربی طبابة اور اطباء یورپ مین

روم کے کتب خانه ویٹیکن کے بعض مشرقي آثار

دنیا کے اکثر علوم وفنون کي طرح فن طب نے بهي عربي تمدن کے هاتهوں نشوؤ نما حاصل کي هے - قدیم متمدن اقوام نے دیگر علوم کي طرح اسے بهي پیدا کیا، مدون کیا، اور اس درجه تک پہنچاکر چهوڑ دیا جو ایک عمارت کي نا تمام دروديوار کا ابتدائي درجه هوتا هے - چهٹي صدي عیسوي میں اسلام نے ظهور کیا اور ریگستان عرب میں انسانوں کي ایک جماعت طیار کر کے مشرق و مغرب میں پهیلادي - یه آئي، اور اس نے علم و تمدن کے هرگوشے پر نظر ڈالي - بنیادیں هر جگه تهیں، اور دیواریں بهي اکثر جگهوں میں اٹهنے لگي تهیں، لیکن تکمیل کہیں بهي نہیں هوي تهي - اس کے ذوق علم و تمدن کي وسعت نے هر گوشے کو هاتهه لگایا اور هر دیوار پر اینٹیں رکهیں - نتیجه یه نکلا که آج علم و فن کي کوئي شاخ بهي ایسي نہیں هے جسکے سلسلهٔ وسعت و تکمیل کي ایک سب سے بڑي کڑي عربي و اسلامي تمدن کي علمي جد و جهد نهو - یهي سبب هے که مورخین علوم نے عربي تمدن کو عهد قدیم و حاضر کیلیے " واسطة العقد " قرار دیا هے - یعنے درمیان کي کڑي - یهي کڑي هے جسکا ایک سرا دنیا کے تمام قدیم علوم و تمدن سے اور دوسرا جدید ترقیات سے جڑا هوا هے - یه عهد قدیم کو جدید سے ملاتي هے، اور عهد جدید کي سب سے قریب ترکڑي هے !

عرب اطباء اٹلي کے شاهي محل میں

ازمنهٔ وسطی (مڈل ایجز) میں یورپ کي تمام درس گاهوں میں عربي حکما کا فلسفه هي نہیں بلکه طب بهي پڑها جاتا تها - ذکریا رازي، ابن رومیه، بوعلي سینا، ابن رشد، ابن زهر، ابن طفیل، ابن مسکویه، کي کتابیں فن کا اصلي سرمایه تهیں - جدید طب کي تاریخ میں آج تک کیننن Canon یعني قانون شیخ کا ذکر موجود هے جو سولهویں صدي تک پیرس اور روم نے طبي مدرسوں کے نصاب تعلیم میں داخل تها - فلسفه کي طرح طب کي تاریخ میں بهي ایوي سینا Avicenna، ایویروس دي گریت Averroes، اور ایوے پاکا Avempaca کے نام آتے هیں جو در اصل شیخ الرئیس بوعلي سینا، ابن رشد، اور ابن باجه کے عربي ناموں کے یوروپین مخارج هیں، اور اس سے پته لگایا جاسکتا هے که اِن ناموں نے اس عهد کے یورپ میں کس درجه شهرت اور قبولیت حاصل کرلي تهي ؟ روم اور میلانو کی بعض قدیم خانقاهوں کي محرابوں پر شیشے کے رنگین چوکهٹوں میں جهاں ارسطو، بقراط، اور جالینوس کي تصویریں بنائي گئي تهیں، وهاں بوعلي سینا، ابن رشد، فارابي، اور ذکریا رازي کي تصویریں بهي منقش تهیں - یه شیشے اس وقت تک پوپ کے محل میں موجود هیں اور بعض مستشرقین نے ان کے عکس اپني مصنفات میں شائع کیے هیں -

عربي فن طب کے اس عروج و احاطه کا سب سے بڑا زنده ثبوت اسکي بے شمار مصطلحات هیں جو اسوقت تک یورپ کي زبانوں میں مستعمل هیں - اگر انهیں الگ کر دیا جاے تو طب کے بے شمار اسماء و افعال کیلیے انکے پاس کوئي ذریعهٔ بیان باقي نہیں رهیگا انگریزي زبان یورپ کي دوسري زبانوں کے مقابله میں اصلاً کم علمي هے، تاهم انگریزي طب میں بهي سیکڑوں الفاظ ملینگے جو در اصل عربي اسماء و مصطلحات هي سے وجود میں آئے هیں - مثلاً :

تمر هندي (إملي)	Tamarind
یاسمین	Jasmine
یشب	Jasper
تریاق	Theriac
قند	Candy
روغن بلسان	Balsam
عنبر	Amber
کافور	Camphar
بلور	Blawer

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

ز مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعه کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان، اور هر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب هیں، توهم سے خط وکتابت کیجیے - کم ازکم هماری نمایش گاهوں اور ذخائرکی فهرستیں هی منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت، دونوں کیلیے همارا ذخیره قیمتی هے -

نوادر عالم کا یه ذخیره

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، هندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیره ممالک میں همارے ایجنٹ همیشه گردش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز عهد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ ، امریکه ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهره کے نئے ایوان شاهی کے نوادر ابهی حال میں هم هی نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بهی پہلے هم هی سے خط وکتابت کیجیے - بهت ممکن هے که همارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپسے مل سکے -

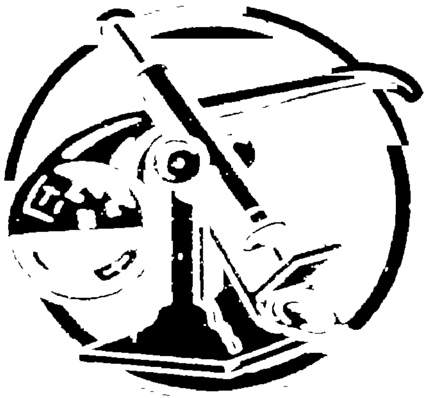

مذاکرہ علمیّہ

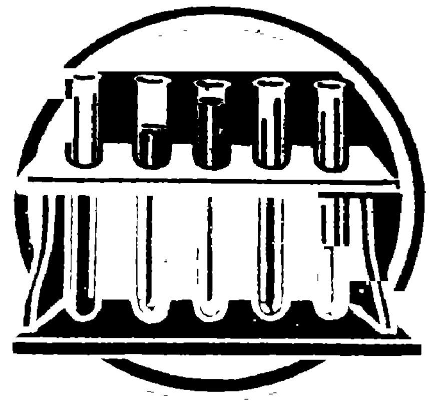

انسانی عمر کی درازی اور اعادۂ شباب

مسٹر چرچل اور ڈاکٹر وورونوف کا مکالمہ

ڈاکٹر وورونوف

ذیل کے مضمون میں مشہور فرانسیسی اہل قلم ایم - لوئی فارسٹ نے ڈاکٹر وورونوف سے اپنی ایک ملاقات کا حال بیان کیا ہے - ڈاکٹر وورونوف اور انکے عملیہ تقلیم کا حال ہم گذشتہ اشاعت کے اسی باب میں بیان کر چکے ہیں - یہ اس سلسلہ کا تیسرا ٹکڑا ہے :

" مسٹر ونسٹن چرچل ، ڈاکٹر وورونوف ، اور میں ، ریویرا کے قریب ایک خوبصورت گاؤں ایز میں ، موسیو لام بالسن کے مہمان تھے - سہ پہر کے ناشتہ کے وقت ڈاکٹر وورونوف کے نئے انکشافات پر بہت ہی دلچسپ گفتگو ہونے لگی - اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان کے عملیہ کے ذریعہ صرف حیات انسانی ہی نہیں بڑھ جاسکتی ، بلکہ دنیا کی اقتصادی ترقی میں بھی غیر معمولی انقلابات رونما ہونے والے ہیں -

(دنیا کا آیندہ اقتصادی انقلاب)

ڈاکٹر وورونوف ہمیں یہ بتلا رہے تھے کہ انہوں نے اطالیہ کے سرحد پر گریمالڈی کے قلعہ میں کیوں بود باش اختیار کی ہے ؟ اور ایسے نظر فریب مناظر کے درمیان جیسے کہ اس مقام میں ہیں ، اپنے بندروں کی قیام گاہ اور اپنے عمل و تجارب کا کارخانہ کیوں بنایا ہے ؟

ڈاکٹر موصوف نے بیان کیا کہ حیوانی غدود کے انعال و خواص کی تحقیقات نے مجھے نئے نئے نتائج پر پہنچا دیا ہے - میں نہ صرف ہر انسان کو از سر نو جوان بنا دے سکتا ہوں ، بلکہ قریب ہے کہ جانوروں کی ایک نئی نسل بھی پیدا کردوں - خصوصاً غیر معمولی قوت رکھنے والی بھیڑ جس کے گوشت اور اون کا وزن اتنا زیادہ ہوجائیگا ، جتنا آج تک کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا !

مسٹر ونسٹن چرچل یہ گفتگو انتہائی دلچسپی سے سن رہے تھے - دونوں میں نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی - میں لفظ بہ لفظ تو اسے لکھ نہیں سکتا مگر حسب ذیل روئداد لکھتے ہوئے اس کی معنوی صحت کا ذمہ دار ہوں :

مسٹر ونسٹن چرچل نے پوچھا " کیا یہ سچ ہے کہ آپ اپنے grafting (پیوند) کے عمل سے ہر اس جانور کا گوشت اور چمڑے کا وزن بڑھا دے سکتے ہیں جو انسان کی غذا اور دیگر ضروریات کے لئے کام میں لائے جاتے ہیں ؟ "

" قطعاً - میں نے یہ بھی کیا ہے اور اس سے بھی بڑھکر " - ڈاکٹر وورونوف نے بغیر کسی تامل کے جواب دیا -

" کیا آپ ہر انگریزی بھیڑ کے اون کے وزن میں ایک پاؤ کا اضافہ کر دے سکتے ہیں ؟ " مسٹر چرچل نے مزید تشریح کی -

" بہت آسانی سے - میں نے اس سے بھی زیادہ کامیابی حاصل کی ہے " ڈاکٹر کا قطعی جواب تھا !

" آپ نے کتنے معمولوں (subject) پر اس کا تجربہ کیا ہے ؟ "

" سیکڑوں جانوروں پر - بھیڑ کے تو گلہ کے گلہ پر "

" کیا میں برطانوی وفد بھیج سکتا ہوں تاکہ وہ ان عملی نتائج کی جانچ پڑتال کرے ؟ "

" بہ خوشی - جس وقت آپ کا جی چاہے "

وہ جانور جن پر ڈاکٹر وورونوف نے اپنے تجربے کئے ہیں ، الجزائر میں ہیں ، اور آئندہ اکتوبر میں برطانوی ماہرین حیوانات ان کا معائنہ کرنے کے لیے جانے والے ہیں - اب یہ معلوم کرنا آسان ہے کہ اقتصادی نقطۂ نظر سے یہ انکشاف کیسی عظیم الشان اہمیت رکھتا ہے ؟

مسٹر چرچل

التبيق	**Alembic**

اسکا مادہ یوناني ہے لیکن یورپ میں عربي سے آیا کیونکہ الف لام موجود ہے -

الکیمیا	**Alchemy**
الکحل	**Alcohol**
البق (داغ چشم)	**Albuge**
لبان	**Olibanum**
روغن نفط	**Naphtha**
الاکسیر	**Elixir**
قرنیة العین	**Carnea**
شجر البان	**Ben**
سمسم	**Sesame**
جرثومہ	**Germ**
مسک	**Musk**
عرق	**Arrack**
نرجس (نرگس)	**Nareissus**
زعفران	**Saffran**
شقائق النعمان	**Aneman**
فلفل	**Pepper**
فاد زھر	**Bezaar**
لیمون	**Lemon**
سنا مکي	**Sennà**
مروارید	**Margaret**
صابون	**Soape**
رب	**Rab**
لوز	**Lozenge**
فرزجہ	**Pessary**
شربت	**Syrupus**
لعوق	**Linctus**
ریوند	**Rhie**
قرنفل	**Caryophylli**
بورق	**Borice**
صندل	**Santali**
کرویہ (زیرہ)	**Carui**
کباب چیني	**Cubebae**
قنب (بھنگ)	**Cannb**
طرطیر	**Tartaratum**
زنجبیل	**Zingiber**
سنبل	**Sumbul**
مرح	**Myrrhae**
جلابہ	**Jalap**
شیاف	**Suppo**
مر	**Myrrha**

اسي طرح بے شمار الفاظ هیں -

(عربي عملیات طبیہ کے آثار)

پندرھویں صدي تک یورپ میں امراض کے علاج کا تمام دارو مدار عربي طب اور عرب اطباء پر تھا - یورپ کے بادشاہ جب کبھي کسي پیچیدہ مرض میں مبتلا ہوتے ' تو مصر و شام سے عرب اطباء اُسي طرح بلائے جاتے تھے ' جس طرح موجودہ زمانے میں یورپ کے اطباء مشرقي ممالک میں بلائے جاتے ھیں - اس عہد کے بعض قیمتي آثار اس وقت تک یورپ میں موجود ھیں - ان سے عربي اطباء کے وھاں قیام کرنے اور بعض حیرت انگیز معالجات انجام دینے کا ثبوت ملتا ہے - مشہور فرانسیسي مستشرق پروفیسر رینو **Reinaud** نے اپني تحریر "حروب صلیبیہ کے بعد یورپ اور مشرق کے علمي اتصال" میں اس طرح کي پانچ تصویریں نقل کی ھیں جن میں سے تین تصویریں شاھان یورپ کے معالجات سے تعلق رکھتي ھیں - ان میں سے ایک تصویر ھم آج الھـلال میں شائع کرتے ھیں -

یہ مرقع یورپ کے محل میں صقلیہ (سیسلي) کے قدیم اوراق و کتب کے ساتھہ آیا تھا - جن اھل نظر نے اس کي جانچ کي ہے وہ متفق ھیں کہ :

(۱) یہ تصویر تیرھویں یا چودھویں صدي کي ہے - اور سیسلي میں طیار کي گئي ہے -

(۲) شاھان سیسلي میں سے ایک بادشاہ کو اس حالت میں دکھلایا گیا ہے کہ عرب اطباء اس کا معالجہ کر رہے ھیں -

(۳) یہ معالجہ ' داغ دینے کا عملیہ تھا - یہ اُس کي حالت ' اُس کے طریقے ' اور اس کے اوزار کي شکل و قطع واضح کرتي ہے - عربي میں اِس طرح داغ دینے کو "کي" کہتے ھیں - اب بھي بعض ممالک میں داغنے کا طریقہ رائج ہے - لیکن جدید طب نے اسے غیر ضروري قرار دیدیا ہے -

(۴) شاھان سیسلي میں سے یہ کس کي تصویر ہے ؟ اس بارے میں اھل نظر نے مختلف رائیں قایم کي ھیں - بعض کا خیال ہے کہ یہ فریڈرک دوم کي تصویر ہے جو عربي علوم و تمدن کا بہت بڑا قدر دان تھا ' اور جس نے ھر علم و فن کے مسلمان علماء اپنے دربار میں جمع کیے تھے - یہ سنہ ۱۲۲۰ ع - میں تخت نشین ھوا تھا -

لیکن بعض خیال کرتے ھیں یہ اس قدر پراني نہیں ہے - غالباً یہ اُس وقت کي ہے جب نیپلس اور سیسلي کي حکومتیں مل کر "دو سیسلیوں کي حکومت" سمجھي جاتي تھیں ' اور چارلس دوم حکمران تھا - اس چارلس کے متعلق بھي تاریخي تصریحات موجود ھیں کہ اس نے کئي بار اپنے علاج کے لیے مصر اور مراکش سے عرب اطباء طلب کیے تھے - اگر یہ خیال صحیح ھو تو اس صورت میں یہ چودھویں صدي کي تصویر ھوگي - کیونکہ چارلس دوم آف نیپلس نے سنہ ۱۳۰۹ ع میں انتقال کیا ہے -

بہر حال اس میں شک نہیں یہ قدیم عہد کي ایک قیمتي یادگار ہے - اِس سے اُس عہد کے عرب اطباء کي شکل و صورت ' وضع و لباس ' اور طریق عملیات پر جو روشني پڑتي ہے ' اس کي تاریخي قدر و قیمت کا موجودہ عہد کے مورخین نے اعتراف کیا ہے -

* * *

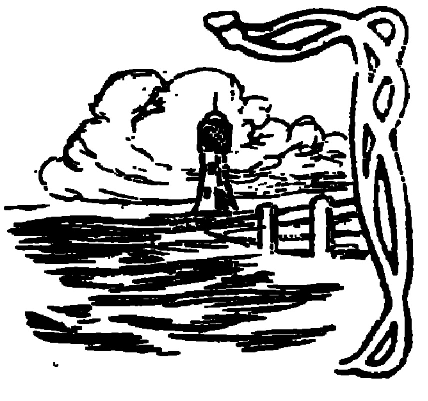

برید فرنگ

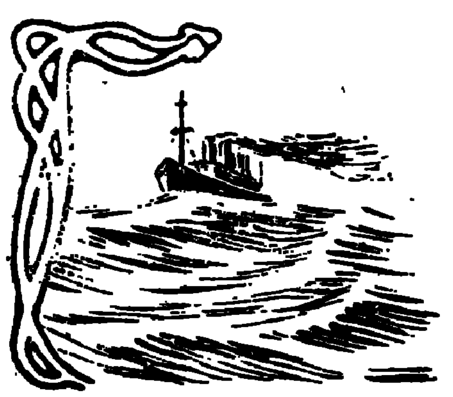

مکتوب لندن

(الہلال کے مقالہ نگار لندن کے قلم سے)

اس هفته یہاں کا سب سے زیادہ اہم واقعہ شاہ فواد سلطان مصر کا پہلی مرتبہ برطانیہ کے دارالحکومت میں ورود ہے - لندن کے لیے مشرقی فرماں رواؤں کی آمد میں اب کوئی ندرت نہیں رہی ہے - ایک زمانہ وہ تھا جب سلطان عبدالعزیز اور شاہ ناصرالدین نے یورپ اور انگلستان کا سفر کیا تھا ' اور دنیا کے اس سب سے بڑے صدر مقام کی ساری توجہ اُن کی مہمان نوازی اور پذیرائی میں مرکوز ہوگئی تھی - ایک زمانہ آج کل کا ہے جبکہ لندن کے ریجنٹ اسٹریٹ کے لیے "مشرقی بادشاہوں" کا وجود روز مرہ کا نظارہ ہوگیا ہے - اب لندن اُن کے استقبال کا نہیں بلکہ ان کی دوڑ دھوپ کا تماشا دیکھا کرتا ہے !

با ایں همه مختلف قسم کے حالات ایسے جمع ہوگئے ہیں کہ سلطان فواد کے ورود نے غیر معمولی اہمیت اور دلچسپی پیدا کردی ہے - سب سے پہلی بات تو وہ حالات ہیں جن میں اس میہمانی و میزبانی کا اجتماع ہوا ہے -

سیاسی تاریخ میں یہ پہلی مثال ہے کہ دو ملکوں کے تعلقات اس درجہ کشیدہ ہوں جیسے کہ اس وقت مصر و انگلستان کے ہیں ' اور پھر ایک کا بادشاہ دوسرے کا میہمان بنا ہو - ایک طرف انگریزی مصری جھگڑا جاری تھا - انگریزی بیڑا مصری سمندروں میں تخویف و تہدید کے مظاہرے کررہا تھا - دوسری طرف شاہ انگلستان اور شاہ مصر کے مابین پیام و سلام بھی ہورہے تھے !

فواد اول سلطان مصر

کچھ مدت ہوئی شاہ انگلستان نے شاہ مصر کو اپنے ملک میں مدعو کیا تھا - لیکن اس تازہ جھگڑے کی وجہ سے عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ اس دعوت کے قبول کرنے کا یہ موزوں وقت نہیں ہے - مگر خلاف توقع دعوت منظور کرلی گئی ' اور آج سلطان موصوف کا لندن کے اسٹیشن پر استقبال بھی ہوگیا !

جن غیر معمولی حالات میں یہ دعوت قبول کی گئی تھی ' ویسا ہی ایک غیر معمولی حادثہ بھی پیش آتے آتے رہ گیا - لندن کے لیبر اخبارات کی اطلاعات اگر صحیح تسلیم کرلی جائیں ' تو معلوم ہوتا ہے عین سفر کے وقت ایک سخت جھگڑا پیدا ہونے والا تھا - عام طور پر قاعدہ ہے کہ جب کسی ملک کا بادشاہ سفر کرتا ہے ' تو کم از کم وزیر اعظم ضرور ساتھ ہوتا ہے - حکومت برطانیہ مصر کی موجودہ وزارت کو پسند نہیں کرتی کیونکہ اُس نے قوم پروروں کا ساتھ دیا ہے - اس لیے کوشش کی گئی کہ وزیراعظم سلطان کے ساتھ سفر نہ کریں - لیکن جب یہ خبر باہر نکلی ' تو رائے عامہ میں سخت اضطراب پیدا ہوگیا - بالآخر یہی طے ہوا کہ وزیر اعظم ضرور ساتھ جائیں - چنانچہ وہ بھی سلطان کے ساتھ آئے ہیں - معلوم ہوا ہے کہ مصری پارلیمنٹ نے مصارف سفر کے لیے بیس هزار پاونڈ کی منظوری دیدی ہے -

مصر اور انگلستان ' دونوں ملکوں میں سوال کیا جارہا ہے کہ شاہ مصر کی سیاحت کا مقصد کیا ہے ؟ شاہ جارج نے کیوں انہیں دعوت دی ؟ کیوں انہوں نے منظور کرلی ؟ سرکاری جواب تو دونوں جگہ یہ دیا جاتا ہے کہ سیاحت محض "سیاحت" ہے - سیاست سے اسے کوئی تعلق نہیں - لیکن یہاں کے جو حلقے اندرونی حالت پر نظر رکھتے ہیں ' وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس طرح کی سیاحتیں بغیر اہم سیاسی مقاصد کے نہیں ہوا کرتیں -

ادھر کئی سال سے برطانیہ دیکھ رہا ہے کہ مصر سے اُس کے موجودہ تعلقات برقرار نہیں رہ سکتے - مصری قوم میں سیاسی بیداری پیدا ہوگئی ہے - وہ غیر مساویانہ علائق برداشت نہیں کر سکتی - اب اُسے خوشنما الفاظ سے نہیں بہلایا جا سکتا - مصنوعی آزادی اُسے مطمئن نہیں کرسکتی - لہذا طوعاً و کرہاً اُسے یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑی ہے کہ "تبدیلی کے بغیر چارہ نہیں" جیسا کہ سنہ ۲۰ میں لارڈ ملنر نے اعتراف کیا تھا -

مصر بھی دیکھتا ہے کہ اُس میں انگلستان سے جنگ کرنے کی قوت نہیں - برطانی عداوت اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی - انگریز نہر سویز کسی حال میں بھی چھوڑ نہیں سکتے - لہذا اسی میں بہتری ہے کہ انگریزوں سے ایسے تعلقات پیدا ہوجائیں جو ہر طرح دوستانہ ہوں ' مگر ساتھ ہی جن سے مصر کی خودمختاری کو کوئی نمایاں گزند بھی نہ پہنچے -

ایسے تعلقات کی بنیاد کیا ہوسکتی ہے ؟ مصر اور انگلستان دونوں ملکوں کے ذمہ دار حلقوں کا خیال ہے کہ یہ بنیاد ایک نئے حلف نامہ سے رکھی جا سکتی ہے - دونوں ملک باہم ایک حلف نامہ ترتیب دیکر ایک دوسرے کو مطمئن کردیں - برطانیا مصر کی کامل آزادی تسلیم کرلے اور اندرونی مداخلت سے باز آجائے - مصر برطانیا کو نہر سویز کی طرف سے پورا یقین دلادے کہ ہمیشہ برطانیا کے لیے محفوظ رہیگی اور اس کے خلاف کبھی اُس کا قدم نہیں اُٹھیگا -

(بندروں کي پرورش گاه)

جسطرح ایک مالي درختوں میں قلم لگاتا ہے ' اسي طرح علم نے جراح کے نشتر کے ذریعہ علم الحیات میں عظیم الشان معجزے پیدا کر دیے ہیں - انکے سمجھنے کیلئے ڈاکٹر وورونوف کي تحقیقات کا مطالعہ ، انکے آغاز عمل سے کرنا چاہئے - یعني اس روز سے مطالعہ کرنا چاہیے ' جس روز سے انہوں نے بندر کے غدود کي قلم آدمي میں لگا کے ' بوڑھوں کو جوان بنانا شروع کر دیا ہے -

ایسے لوگ بہت ہي کم ہیں جنہوں نے گریمالدي کے قلعہ میں ڈاکٹر وورونوف کے بندروں کي قیام گاہ اچھي طرح دیکھي بھالي ہو - یہ مقام آدہے فرانسیسي اور آدہے اطالوي سرحد کے اندر واقع ہے - البتہ اسکا دروازہ فرانسل ہي میں ہے -

یہ قلعہ نسبتاً جدید طرز کي ایک عمارت ہے' مگر اسکے پہلو میں اسلامي حکومت کي ایک قدیم یادگار بھي موجود ہے - یہ ایک برج ہے جو دس صدیوں سے زیادہ پرانا ہے ' اور شاید اُس اعادۂ شباب کا نشان ہے جو آسکے سایہ میں پرورش پا رہا ہے - یہ قیام گاہ بجائے خود دنیا میں ایک نمونۂ بہشت ہے - ہرے بھرے نباتات' لہلہاتے سبزہ زار ' صاف اور خوشگوار ہوا ' اسپر نیلگوں بحر متوسط کا دلفریب منظر ! یہ مقام ملکہ وکٹوریا کو اسقدر پسند تھا کہ وہ یہاں ایک پتھر کے بنچ پر بیٹھکر دیر تک سمندر کو دیکھا کرتي تھیں - آج ہملوگ اُسي بنچ پر بیٹھکر ڈاکٹر وورو نوف سے اُنکے انکشافات پر گفتگو کرتے رہے !

" ڈاکٹر وورو نوف - تمہارے والد کا کیا حال ہے ؟ " میں نے ایک دن پوچھا -

ڈاکٹر وورو نوف نے جواب دیا - " میں انکے بارے میں متردد ہوں - اُنہیں بہت سخت زکام ہوگیا ہے - تم جانتے ہو انکي عمر سو برس کے قریب ہے "

(نورا)

اسکے بعد میں نے " نورا " کے بارے میں دریافت کیا -- جواب ملا کہ وہ مر گئي -

دنیا اس " نورا " سے ناواقف ہے - " نورا " ایک بندریا تھي مگر انسانوں سے زیادہ انسانیت رکھتي تھي - وہ بلا کي ذہین تھي - ڈاکٹر وورو نوف اُسے اسلیے عزیز رکھتے تھے کہ وہ بہت دلیري اور خوشي سے ہر طرح کے عمل جراحي کیلیے مستعد ہوجاتي تھي - وہ شاید نسل انساني کے مفاد کیلیے اپني قرباني کي ضرورت محسوس کرتي تھي !

" نورا " نے ایک حسین خاتون کي زندگي میں بڑا اضافہ کردیا ہے - اب وہ اپني عمر سے کہیں زیادہ کمسن ہوگئي ہے - اس کے بعد نورا میں بھي دوسري کمسن بندریا کے غدود کا پیوند لگا دیا گیا تھا ' اور وہ پھر سے جوان ہوگئي تھي - لیکن افسوس ہے کہ کچھہ دنوں کے بعد وضع حمل کرتے ہوئے مرگئي ' اور موجودہ دنیا کے ایک سب سے بڑے طاقتور عالم کو داغ مفارقت دے گئي ! -

(اسوقت تک کي عملي کامیابي)

ہر شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ ڈاکٹر وورو نوف نے ابتک کتنے کامیاب تجربے کیے ہیں ؟ اور بندر کے غدود کا قلم لگا کر کتنے بوڑھوں کو جوان بنا دیا ہے ؟ - اس کا جواب اُنہي کي زباني حسب ذیل ہے -

" میں ایک ہزار سے زیادہ قلم لگانے کا عمل کر چکا ہوں - اس تعداد میں بلاشبہ طبیب بھي شامل ہیں - آپ سمجھہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ بغیر اس عمل کو سمجھے ہوئے ہرگز عمل جراحي کے لیے راضي نہ ہوتے "

" غدود کے قلم لگانے کے نتیجے سے صرف وہي لوگ انکار کرسکتے ہیں جو بغیر سمجھے بوجھے ہر بات سے انکار کردینے کے عادي ہیں - ان کا یہ طرز عمل علم کے اصول کے قطعاً خلاف ہے "

" آپ پر یہ بات بھي واضح ہوني چاہیے کہ اگر مجھے میرے ہزاروں تجربوں سے کامیاب اور صحیح نتیجہ حاصل نہ ہوتا ' تو میں ساري دنیا میں قوي اور تندرست بندرونکي اس درجہ تلاش نہ کراتا اور اس صرف کثیر کے ساتھہ بندروں کي یہ قیام گاہ نہ بناتا جس کا وسیع کارخانہ آپ دیکھہ رہے ہیں "

" میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب بحر متوسط کے ساحلوں پر بندروں کي بے شمار قیام گاہیں تعمیر ہوجائیں گي - یہ مقام ان کي نشو و نما کے لیے خاص طور پر مناسب ہے - یہ جانور بھي نسل انساني کے لیے اسي طرح کارآمد ہے جس طرح بیل یا بھیڑ "

" میں نے قلعہ گریمالدي میں بندروں کي قیام گاہ اس لیے بنائي کہ غیر ملکي بندر اس آب و ہوا کے عادي ہوجائیں - یہ گویا ان کي مرکزي قیام گاہ ہوگي جہاں سے دوسرے مرکزوں میں بھیجے جائیں گے - اس وقت ہمارے پاس ایک علحدہ اور منتخب جانور خانہ بھي ہے جس میں بندروں کي خاص طور پر پرورش اور دیکھہ بھال کي جاتي ہے - سرد راتوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اُنہیں مصنوعي گرمي پہنچائي جاتي ہے اور اس وقت تک قایم رکھي جاتي ہے جب تک اس میں تدریجي کمي کرکے بندروں کو یہاں کي آب و ہوا کا عادي نہیں کر دیا جاتا "

" مختصر یہ کہ میرا مقصد اس جانور کو بھي اسي طرح پالتو اور مانوس بنا لینا ہے - جس طرح انسان نے رفتہ رفتہ گھوڑے ' بھیڑ ' اور بکریوں کو بنا لیا ہے "

(عارضہ سرطان کي تحقیقات)

" في الحال دنیا میں بندروں کي تعداد بہت زیادہ نہیں ہے - بندروں کو نا موافق آب و ہوا سے اور مناسب غذا کي کمي سے سخت جنگ کرني پڑتي ہے - میں نے افریقہ کے جنگلوں میں دیکھا ہے کہ جس طرح انسان قحط سالي میں موت کا شکار ہو جاتے ہیں ' اسي طرح ایک ایک دن میں ہزاروں بندر بھي غذا نہ ملنے سے مر جاتے ہیں -

" دنیا میں سب سے زیادہ تعداد اُن جانوروں کي ہے ' جنہیں انسان کے ذریعہ غذا ملتي ہے - بندروں کي جان بچانے کیلیے بھي یہي طریقہ اختیار کرنا چاہیے - انہیں بھي موقع دینا چاہیے کہ انسان کے تہذیب و تمدن سے مستفید ہوں اور بھوکے نہ مریں - اگر ایسا ہوا تو وہ عجائب خانوں کي محض زینت ہونے کي جگہ نوع انساني کو عظیم الشان فوائد پہنچائینگے "

" بندروں کي ساخت اور طبیعت انسان سے بہت کچھہ ملتي جلتي ہے - علم تشریح کے نقطۂ نظر سے تو بندر انسان کا بہت ہي قریبي رشتہ دار ہے - علم طب نے جانوروں پر تجربے کر کے بہت ترقي کي ' مگر افسوس ہے کہ یہ تمام تجربے اُن جانوروں پر کیے گئے جو انساني ساخت و طبیعت سے بہت دور ہیں "

" سرطان کي تحقیقات سفید چوہوں اور سوروں پر کي جا رہي ہے - میرے خیال میں یہ تحقیقات کبھي مکمل اور مفید نہیں ہو سکتي جب تک کہ اعلی قسم کے بندروں پر تجربے نہ کیے جائیں "

زنجيروں سے بھي جکڑا پڑا تھا اور سخت تکليفيں اٹھا رہا تھا - فيلپ نے اسے اِس حالت ميں ديکھا تو رو ديا - ايک دن اُسے خيال ہوا - اب اس مجنون کے مصائب کا خاتمه ہو جانا چاہئے - چنانچه وہ اسکے پاس گيا اور روتے ہوے کہا :

" ميرے عزيز بھائي ' مجھے تمہاري ذات پر پورا بھروسه ہے - تم ايک عقلمند ' ديانت دار ' اور بردبار آدمي ہو - ميري مدد کرو - آؤ ' ہم دونوں ملکر ان پاگلوں کي خدمت کريں اور اُنہيں اِس موذي مرض سے عمر بھر کے لئے نجات دلاديں - تمام ملک ميں تمہاري نيکي اور دانشمندي کے چرچے ہو رہے ہيں - کہو تم طيار ہو ؟ "

سچي محبت کي يه دلنواز صدا سنتے ہي اچانک مجنون کا دماغ صحيح ہوگيا - ڈاکٹر کے الفاظ نے اُس پر جادو کا اثر کر دکھايا - فيلپ نے اسکي بيڑياں فوراً کٹواديں ' اور وہ زندگي بھر اسکے ساتھه وفاداري اور سلامت روي کے ساتھه کام کرتا رہا "

اِس قسم کے اور بھي بہت سے علاج اُس نے کئے تھے - عقلي امراض کے دور کرنے کے لئے ' بہت سے نئے طريقے ايجاد کيے - فيلپ درحقيقت اِس فن کا امام ہے - ابتک اِس راہ ميں اُسي کي پيروي کي جا رہي ہے -

اگر غور کيجيے تو اس مختصر سے واقعه ميں اقوام مشرق کيليے کيسي عظيم عبرت و موعظت پوشيدہ ہے ؟ ايک قوميں وہ ہيں جو اپنے اُن مشاهير کي ياد بھي نہيں بھلا سکتيں ' جنھوں نے اُنکے پاگلوں کيليے زندگي اور تندرستي کي راہ نکالي تھي - ايک ہم ہيں که اپنے اُن مصلحوں اور پيشواؤں کي بھي عزت کرنے کيليے آمادہ نہيں جو صرف پاگلوں کي زندگي ہي کيليے نہيں بلکه تمام ذي ہوش افراد قوم کي زندگي و سعادت کے ليے قربانياں کر رہے ہيں ! کسي آبادي ميں مريضان جنون کي تعداد زيادہ سے زيادہ اِتني ہوسکتي ہے که ہر دس ہزار ميں ايک انسان مجنون تصور کرليا جاے - اس اعتبار سے کہنا چاہئے که ڈاکٹر فلپ پينيل نے ايک لاکھه انسانوں ميں سے دس انسانوں کي خدمت کي ' مگر فرانس اسے فراموش نه کر سکا - ليکن مشرق ميں تو ايسے جاں نثاران قوم موجود ہيں جو لاکھه ميں سے دس کے ليے نہيں بلکه پورے لاکھه کے ليے زندگي اور سعادت کے دروازے کھولنا چاہتے ہيں ' مگر لوگوں کا کيا حال ہے ؟ يه حال ہے که گردن موڑ کر اُنہيں ديکھنے کے ليے بھي طيار نہيں !

فرانس نے صرف يہي ايک صد ساله يادگار نہيں منائي ہے - يورپ ميں اب عام دستور ہوگيا ہے که تمام مشاهير قوم کي يادگاريں ہر پچيس ' پچاس ' اور سو سال کے بعد منائي جاتي ہيں - غالباً اس قسم کي صد ساله يادگار سب سے پہلے سنه ۱۸۸۷ ع ميں منائي گئي تھي جب که " والٹير " کي وفات پر سو سال گزرے تھے - اُسي موقعه پر وکٹر ہيوگو نے وہ تاريخي تقرير کي تھي جو دنيا کے موجودہ ذخائر ادب کي اول درجه کي چيزوں ميں سے تسليم کي جاتي ہے -

(اسموئيل کرومپٹن کي صد ساله برسي)

ليکن جب فرانس عقلي امراض کے سب سے بڑے ڈاکٹر کي صد ساله برسي منا رہا تھا ' تو انگلستان بھي تذکار مشاهير کي مشغوليت سے فارغ نه تھا - فرانس ذہن و جذبات کا گھر ہے اور انگلستان عمليات و صنائع کا - يه فرق اس معامله ميں بھي نماياں تھا - فرانس عقلي امراض کے سب سے بڑے طبيب کي برسي منا رہا تھا ' تو انگلستان انساني ضروريات کے سب سے بڑے صناع کي ياد ميں مشغول تھا !

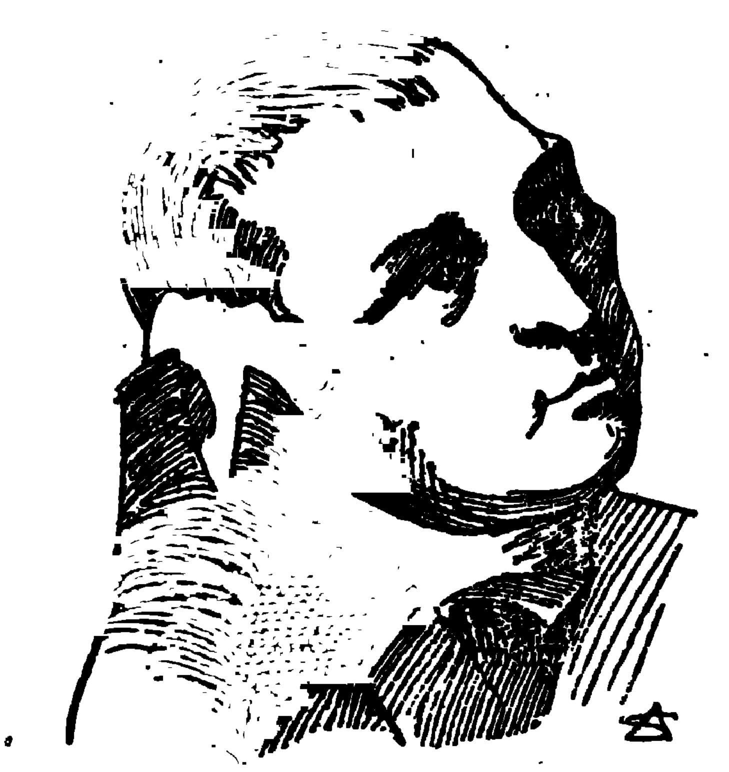

يه صناع اسموئيل کرومپٹن ہے جس نے سب سے پہلے سوت کاتنے کي ايسي مشين ايجاد کي تھي جس کي وجه سے کپڑا بننے کي صنعت دست انساني کي احتياج سے بے نياز ہوگئي - اور کپڑے کي ساخت کا سب سے بڑا اقتصادي انقلاب ظہور ميں آگيا -

ميں جس وقت پيرس کے نيم سرکاري اخبار طان ميں اس برسي کي روئداد پڑھ رہا تھا ' تو ميرا ذہن بے اختيار ہندوستان کي اُس عظيم شخصيت کي طرف منتقل ہوگيا جو دنيا کو " کرومپٹن " کي جگه اُس غير معلوم مگر بلا نزاع " عظيم الشان انسان " کي طرف متوجه کرنا چاہتي ہے ' جس نے اب سے ہزاروں برس پہلے ہاتھه سے چلانے کا سہل اور ساده چرخا ايجاد کيا تھا - ميں نے اپنے دل ميں کہا " افکار و اصول کے يه کيسے دو مختلف نقطے ہيں جو ايک دوسرے کے مقابلے ميں نمودار ہوگئے ہيں ؟ انيسويں صدي کے مغرب کا کرومپٹن ' اور بيسويں صدي کے مشرق کا گاندھي ! " معامله اتنا عظيم ہے که مجھے رائے زني کي جرأت سے احتراز کرنا چاہيے - اس قسم کے اختلافات کا ہميشه حال نے نہيں بلکه مستقبل نے فيصله کيا ہے - کرومپٹن پر ايک صدي گزر چکي ہے - گاندھي پر کم از کم ايک چوتھائي صدي گزر جانے دو !

صد ساله برسي کا يه عظيم اجتماع بولٹن ميں ہوا تھا - اس موقعه پر سوت کاتنے کے چرخوں اور مشينوں کي نمائش بھي کي گئي تھي - تمام قديم ترين آلات حتی که چار ہزار برس پہلے کے مصري چرخے بھي جمع کيے گئے تھے - اس سے مقصود يه تھا که يه بات واضح کر کے دکھلا دي جاے که اسموئيل کرومپٹن سے پہلے سوت کاتنے کے آلات نے کہاں تک ترقي کي تھي ' اور اُن کے مقابله ميں موجد کي ايجاد نے کيسي حيرت انگيز مشين ايجاد کردي ؟ سر ٹامس فلنکر نے جو بولٹن کے مير ہيں ' نمائش کا افتتاح کيا - اُنھوں نے موجد کي تاريخ بيان کرتے ہوئے کہا :

" ہميں اِس پاک دل اور بے ريا دیہاتي کي اولوالعزمي کے سامنے جھک جانا چاہيے جس نے دنيا کو ايسي عجيب ايجاد بغير کسي ذاتي طمع يا نفع کے بلا معاوضه ديدي ' اور خود اپنے بال بچوں کے ساتھه نہايت غربت کي زندگي بسر کرتا رہا "

بولٹن کے سب سے بڑے ميدان ميں موجد کا اِسٹيچو کھڑا ہے - اور اپنے خط و خال سے اُس کي اولوالعزمي ' ثابت قدمي ' اور فراخ

خيال کيا جاتا ہے کہ اِس شاهي سياحت کے اثناء ميں بے ضابطه طور پر اسي " حلف نامه " پر تبادلۂ خيال هوگا - يه نہيں کہا جاسکتا کہ ايسي معاهدة جس ميں ايک طرف مسلم گھمنڈ اور دوسري طرف بے سروسامان قوميت ہے' حقيقت و صداقت کے ساتھه وجود ميں آ بهي سکتي ہے يا نہيں ؟

انگلستان کا پريس جس زور و شور سے سلطان فواد کي پذيرائي کر رها ہے ' اور آج کے سرکاري اهتمامات بهي جس درجه کے کيے گئے تھے ' وہ يقيناً غير معمولي هيں - يہاں کے تمام مشرقي اور مشرق دوست حلقے محسوس کررهے هيں کہ اس کي تهه ميں کوئي خاص چيز کام کر رهي ہے -

انگلستان کے وهي سرکاري اور نيم سرکاري اخبارات جو کل تک مصر کے خلاف بڑے زور و شور سے خامه فرسائي کر رهے تھے' اب سلطان مصر کي تعريفوں کے پل باندہ رهے هيں - سلطان کے اعزاز و تکريم کا جذبه يہاں تک بڑهگيا ہے کہ اب اُن کي " مشرقيت " بهي مغرب کے اس صدر مقام پر شاق گزر رهي ہے - کوشش کي جارهي ہے کہ اُنهيں " مغربي " بنا ديا جائے - ڈيلي نيوز کے مقاله نگار خارجيه کو پہلي مرتبه اس حقيقت کا انکشاف هوا ہے کہ سلطان فواد محمد علي خديو اول کے خاندان سے هيں' اور محمد علي يوروپين ترکي کا باشنده تها - ايشيائي ترکي کا نه تها - وہ لکهتا ہے :

" اس موقعه پر هم يه حقيقت فراموش نہيں کرسکتے کہ همارا مهمان عزيز اگرچه اس اعتبار سے همارا مهمان ہے کہ وہ باهر سے انگلستان ميں آيا ہے ' ليکن اس اعتبار سے اُسے مهمان نہيں کہه سکتے کہ وہ مغرب ميں مشرق کا مهمان ہے - وہ مشرق کا نہيں بلکه خود مغرب کا ايک فرمانروا ہے جيسے اتفاقات نے مشرق کے ايک تاج و تخت کا مالک بناديا ہے - همارے قارئين ميں سے هر شخص تاريخ مصر کي اس ابتدائي حقيقت سے با خبر هوگا کہ وهاں کے حکمراں خاندان کا مورث اعلىٰ محمد علي اعظم تها جو البانيا کے ايک قصبه قواله کا باشنده تها ' اور البانيا يورپ هي کا ايک ٹکڑا ہے - مشرق اور ايشيا ميں نہيں ہے - في الحقيقت سلطان فواد کي شخصيت ميں آج هم ايک يوروپين نژاد فرمانروا کي پذيرائي کر رهے هيں ! "

محمد علي کے خاندان کي مغربيت سو برس تک انگلستان کو ياد نه آئي ' ليکن اب اچانک اس کا انکشاف هوگيا ہے !

آپ کے دوست انريبل مسٹر پٹيل يہاں سے واپس روانه هوگئے جہاں تک ميں اندازہ کر سکا هوں ' کہه سکتا هوں کہ ايک خاص معيار عمل کے اندر رهکر ' انهوں نے يہاں کے سرکاري حلقوں پر اچها اثر ڈالا ہے - ليجس ليٹر اسمبلي کي رياست کے ساتھه کانگرسي هونے کي روايات ملحوظ رکهنا ' اور کهدر کي دهوتي اور ٹوپي بهي سنبهالے رکهنا ' آسان نه تها ' ليکن اُنهوں نے کسي نه کسي طرح بات بنائے رکهي - يہاں کے هندوستاني حلقوں ميں خيال کيا جاتا ہے کہ غالباً آينده کميشن ميں هندوستاني ممبر کي جگه اُنهي کو دي جائيگي -

اس هفته ميں آپ کے اس ارشاد کي تعميل نه کر سکا کہ جو کچهه لکهوں هندوستان کے متعلق لکهوں - آينده ڈاک سے اس کا سلسله شروع کروں گا - مجهے اميد ہے ' سلطان فواد اور مصر کا معامله بهي آپ کے صفحات کے ليے غير ضروري اور غير دلچسپ نه هوگا -

◆

مکتوب فرانس

(الهلال کے مقاله نگار پيرس کے قلم سے)

فيلپ پينيل کي صد ساله برسي

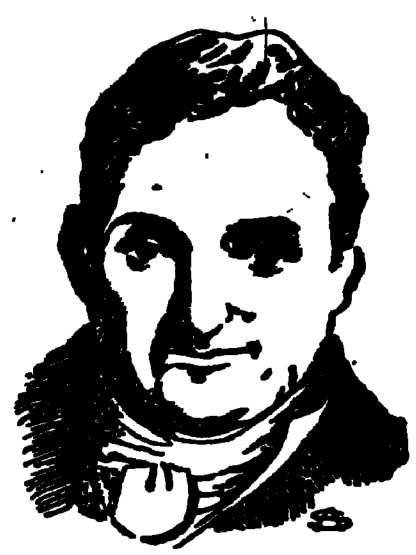

اس موسم کا ايک شاندار واقعه يه تها کہ فرانس ميں بڑے دهوم دهام سے فيلپ پينيل کي صد ساله برسي منائي گئي -

فيلپ پينيل سنه ۱۷۴۵ - ميں پيدا هوا ' اور سنه ۱۸۲۶ - ميں فوت هوا - يه عقلي امراض کا سب سے بڑا طبيب تسليم کيا گيا ہے - اِس سے پہلے پاگلوں کو بہت تکليف ديجاتي تهي - زنجيروں ميں باندہ ديا جاتا تها - غليظ مکانوں ميں رکها جاتا تها - بدترين غذا کهلائي جاتي تهي - چوپايوں سے بهي بدتر سلوک کيا جاتا تها - اِس طبيب نے اِس برتاؤ کے خلاف سب سے پہلے آواز بلند کي ' اور پاگلوں پر رحم اور شفقت کرنے کا عام جذبه پيدا کرديا - پہلے جنون لا علاج مرض سمجها جاتا تها - اسي نے سب سے پہلے بتايا کہ لا علاج نہيں ہے -

فرانس کے مشهور پاگل خانه " بيسيٹر " کے اعلىٰ افسر ڈاکٹر وينوفع نے فيلپ کي برسي پر ايک مضمون لکها ہے اور اخبار " ماٹان " کے افتتاحي کالموں ميں شايع هوا ہے - مضمون نگار لکهتا ہے :

" فيلپ اِسي پاگل خانه ميں معالج تها جس ميں اِس وقت ميں خدمت کر رها هوں - فيلپ کا درجه خواص کي نظر ميں " مسيح جديد " کا درجه ہے - اِسنے عقلي بيماريوں کے علاج ميں رحم اور شفقت کو تام کيا - اِسنے ظلم اور سختي کے خلاف اُس وقت صدا بلند کي جب پورے فرانس ميں هولناکي پهيلي هوئي تهي ' اور هر طرف خون بهه رها تها !

" بيسيٹر پاگل خانه سے فيلپ کا تعلق ستمبر سنه ۱۷۹۳ - ميں هوا - اُسوقت يہاں پچاس پاگل موجود تھے - يه زنجيروں ميں بندهے رهتے تھے - ان ميں سب سے زياده مشهور اور تاريخي پاگل شاهي باڈي گارڈ کا ايک پرانا سپاهي تها - يه نهايت هي قوي هيکل تها اور غير معمولي جسماني قوت رکهتا تها - شراب کي عادت پڑگئي اور هميشه مدهوش رهنے لگا - نتيجه يه نکلا کہ دماغ خراب هوگيا - فوج سے نکال ديا گيا - جوش جنون ميں اُسے يه سوجها کہ ميں فرانس کا سپه سالار اعظم هوں - جو کوئي يه بات تسليم نه کرتا ' اُسے بري طرح مارنے لگتا - آخر پاگل خانه بهيج ديا گيا - يہاں وہ دس برس سے

" بنابریں مصری حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ فوج اور سرحدوں کا موجودہ نظام برقرار رہے ' لیکن ساتھہ ہی مصری وزیر جنگ کے اختیارات کو کوئی ٹھیس بھی نہ لگے - وہ بدستور مصری پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ رہیگا "

" اِس طریقہ پر' جو مصلحت اور نظام کے ہر طرح مطابق ہے ' مصری حکومت نے اِس مشکل کا معقول حل ڈھونڈھ نکالا ہے - حکومت کو پورا یقین ہے کہ ابتک جو دوستانہ رویہ برطانیا نے گفت و شنید میں اختیار کر رکھا ہے ' وہ برابر قایم رہے گا اور اُن تمام اسباب کو دفع کر سکے گا جو موجودہ مشکل اور دوسری مشکلات کا موجب ہیں "

اِس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ برطانیا کے ابتدائی مطالبات مصری سیادت و حکمرانی کے منافی تھے ' اس لیے مصری حکومت نے اُنہیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا - پھر اُنمیں کچھہ ترمیم و تبدیلی ہوئی ' اور ایسی شکل میں پیش کیے گئے جو مصری حکومت کی نظر میں ایک حد تک لائق قبول تھے ' لہذا اُسنے تسلیم کر لیا اور جھگڑا ختم ہو گیا -

(حج براہ مصر)

اِس سال موسم حج کی کامیابی کا اندازہ اُس سرکاری رپورٹ سے کیا جا سکتا ہے جو صرف آٹھہ روز کی ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲ - مئی سے ۳۰ - مئی تک سوئز کی بندرگاہ سے سفر کرنے والے حاجیوں کی تعداد حسب ذیل تھی :

۱۵۰۷ مصری ۲۰۲ ترک ۸۸ جزائری ۹۸ تیونسی
۷۷ مراکش ۱۲۶ طرابلسی ۱ روسی ۲ رومانی ۱۴۷ ایرانی
۱۴ عربی ۲۷ سرورین ۵۲ افغانی ۲۳ افریقی ۱۷ اسپینی
۵۹۸ فلسطینی ۲۶ سنگالی ۴۳۲ شامی ۱۵۷ ہندوستانی
۲۴ جاوی ۱۷۱ عراقی - یعنی کل ۳۷۸۵ حاجی تھے -

جون کے پہلے ہفتہ کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ :

۳۱۵ منگولی ۲۶۲ ترک ۲۷۶ جزائری ۱۲۰۵ تیونسی
۲۰۲ مراکشی ۳۰۷ طرابلسی ۲ روسی ۵۸۲ ایرانی ۱۸۱۹ شامی
۵ سرورین ۲ بلغاری ۵۸۱ عراقی ۱۹ نیجیریائی ۴۳ حجازی -
یعنی کل ۶۶۷۰ حاجیوں نے سوئز کی راہ سے سفر کیا -

مجموعی تعداد تقریباً ساڑھے دس ہزار ہوئی - صرف دو ہفتہ کے اندر اِتنے حاجیوں کا نہر سویز سے گزرنا اِس سال کے موسم حج کی شاندار کامیابی کا ایک بین ثبوت ہے -

مکتوب شام

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم دمشق کے قلم سے)

اپنے پچھلے مکتوب میں شام کی مضطرب سیاسی حالت پر روشنی ڈال چکا ہوں - آج بھی وہی حالت ہے جو اُس وقت تھی - نہ تو کوئی تبدیلی ہوئی ہے - نہ کسی قریبی تبدیلی کے آثار نظر آتے ہیں - البتہ ایک اہم واقعہ ضرور پیش آیا ہے اور تمام ملک کی دلچسپی کا مرکز بن گیا ہے -

ایک مدت سے شام کا فرانسیسی ہائی کمشنر موسیو پونسو شام سے غائب تھا اور پیرس میں مقیم تھا - بیان کیا گیا تھا کہ وہ شام کے آئندہ نظام حکومت پر مرکزی حکومت سے گفت و شنید کر رہا ہے - اُس کی طویل غیر حاضری نے ظاہر بینوں کو طرح طرح کی امیدوں میں مبتلا کر دیا تھا - لوگ کہتے تھے - ہائی کمشنر کی پیرس میں موجودگی ضرور نتیجہ خیز ثابت ہوگی - یہی وجہ ہے کہ اِن سب کو واپسی کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا -

لیکن اب انتظار کی مدت ختم ہوگئی - ہائی کمشنر واپس آ گیا ہے - لیکن امیدوں کے یہ تمام خوش آئند خواب اس وقت تک تعبیر سے محروم ہیں - اس وقت تک ہائی کمشنر نے نہ تو کوئی اعلان کیا ہے ' نہ بظاہر آثار نظر آتے ہیں - مگر طرح طرح کی افواہیں ضرور پھیل رہی ہیں -

مجھے با خبر حلقوں سے جو کچھہ معلوم ہوا ہے ' یہ ہے کہ پیرس میں ہائی کمشنر اور شامی وفد کے مابین بہت سی ملاقاتیں ہوئیں اور عرصہ تک بحث و مذاکرہ جاری رہا - شامی وفد نے نرم سے نرم شرطیں پیش کی تھیں - لیکن ہائی کمشنر نے صرف چند منظور کر لیں - باقی تمام رد کر دیں - مثلاً وفد کا مطالبہ تھا کہ تمام سیاسی مجرموں کو عام معافی دیدی جاے - مگر حکومت نے سیاسی قائدین کو معافی دینے سے انکار کر دیا - وفد نے پورے ملک کو ایک ہی نظام حکومت کے ماتحت رکھنے کا مطالبہ کیا تھا - لیکن حکومت نے اِسے صرف اِس صورت میں منظور کرنا گوارا کیا کہ نظام حکومت ریاست ہاے متحدہ کا نظام ہو - یعنی چھوٹے چھوٹے صوبے الگ الگ قائم رہیں اور اپنی جگہ خود مختار ہوں - مگر انہیں کسی مرکزی نظم میں متحد کر دیا جاے - اِس سے مقصود یہ ہے کہ ملک میں وحدت جنس و قوم پیدا نہ ہو سکے - ایک قوم بہت سے ٹکڑوں میں منقسم ہوکر اپنی وطنی قوت ضائع کر دے -

اصل یہ ہے کہ ہمیشہ اجنبی اقتدار ملک کی قومی وحدت کا مخالف ہوتا ہے - وہ ہر طرح کی صورت حال گوارا کر لے سکتا ہے لیکن یہ بات گوارا نہیں کر سکتا کہ ملک میں قومی وحدت کی روح پیدا ہو جاے - شام میں یہ روح پہلے سے موجود ہے - زبان ' وطن ' رسم و رواج ' اور اجتماعی خصوصیات نے تمام شامیوں کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا ہے - لیکن فرانس چاہتا ہے ' انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دے - وہ ایک رشتۂ قومیت قائم نہ رکھہ سکیں - بہر حال دیکھئے - فرانس کا آیندہ طرز عمل اس بارے میں کیا ہوتا ہے ؟

شام و عراق کی سرحدوں پر قبائل عرب کی خانہ جنگی صدیوں سے جاری ہے - اب دونوں ملکوں کی حکومتیں اسکا قطعی سدباب کر دینا چاہتی ہیں - چنانچہ حال میں طرفین کے دستخط سے عربی ' انگریزی ' اور فرانسیسی زبانوں میں ایک اعلان ہوائی جہاز کے ذریعہ ' سرحدی قبائل میں تقسیم کیا گیا ہے - اسکا ترجمہ حسب ذیل ہے :

" شام و عراق کی سرحدوں پر بسنے والے قبائل کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ شام اور عراق ' دونوں ملکوں ہی حکومتوں نے متفق ہوکر طے کر لیا ہے کہ تمہاری آپس کی خانہ جنگی ' کشت و خون ' اور چوری و قزاقی قطعاً نا جائز اور ممنوع ہے - نیز ہتیار بند ہوکر سرحد کے اُس پار جانا بھی ممنوع ہے - آئندہ جو کوئی اِس طرح کی کوئی بات کریگا ' اُسے نہایت سخت سزا دیجائیگی "

دلی ثابت کر رہا ہے۔ انگلستان کے تمام شہرت کے نگارخانوں میں اس کی تصویریں آویزاں ہیں اور بڑی عزت و احترام کی نظروں سے دیکھی جاتی ہیں۔

یہ صناع سنہ ۱۷۷۳ ع میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۲۷ ع میں انتقال کر گیا۔

(عثمانی شہزادہ کی وفات)

اس ہفتہ کا ایک افسوسناک واقعہ پرنس برہان الدین کی وفات ہے جو سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کے سب سے چھوٹے لڑکے تھے۔

آپ کو معلوم ہے کہ سنہ ۱۹۰۸ ع میں جب دوسرے انقلاب دستور کے بعد سلطان موصوف معزول کردیے گئے، تو حسب معمول ان کے خاندان سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا تھا۔ سلطانی خاندان کے دوسرے شہزادوں کی طرح اُن کی بھی تنخواہیں مقرر کردی گئی تھیں۔ سنہ ۱۹۱۱ ع میں جب سلطان عبدالحمید کا انتقال ہوگیا، تو اُن کے لڑکوں نے سلطان کی ذاتی جائداد اور اموال و متاع کے ورثہ کا دعوی کیا۔ سلطان عبدالحمید کی ذاتی جائداد کا فیصلہ اس قدر مشکل تھا، جتنا شاید ہی دنیا کے کسی فرمانروا کی جائداد کا ہوا ہو۔ ترکی میں جو کچھ تھا سب اُنہی کا تھا، اور اُن کا جو کچھ تھا، اس میں سے کچھ بھی اُن کا نہ تھا۔ بہر حال ایک کمیشن کا تقرر ہوا، اور اُس نے دعوے کی سماعت کے بعد فیصلہ کر دیا۔ اس فیصلہ میں دعوے کا بہت قلیل حصہ تسلیم کیا گیا تھا۔ اکثر مطالبات رد ہوگئے تھے۔ سلطان کی اولاد اس فیصلہ پر راضی نہ ہوئی، لیکن چونکہ اس کے بعد ہی جنگ نے انقلاب انگیز صورت اختیار کرلی تھی؛ اس لیے مزید کارروائی کا موقعہ نہ تھا۔

جنگ کے بعد جب دوبارہ امن و امان کا وقت آیا، تو قومی مجلس نے جمہوری حکومت کا اعلان کر دیا، اور پھر کچھ عرصے بعد خاندان سلطانی کے تمام افراد جلا وطن کر دیے گئے۔ ان میں سلطان عبدالحمید کا خاندان بھی تھا۔ اس خاندان کے بعض افراد بیروت چلے گئے۔ بعض نے یورپ کی راہ لی۔ انہی میں پرنس برہان الدین بھی تھے۔ انہوں نے جلا وطنی کے بعد ترکی حکومت پر سلطان عبدالحمید کے ورثہ کا از سر نو دعوی کیا تھا۔ انہیں پوری اُمید تھی کہ اس میں کامیاب ہونگے۔ یہ زیادہ تر سوئٹزرلینڈ میں بعض ترک امراء کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ خود ان کی مالی حالت عثمانی خاندان کے دوسرے ارکان سے بہتر نہ تھی۔ پچھلے مہینے پیرس آئے تاکہ ترکی سفیر سے ملاقات کریں۔ شہر کے ایک سب سے ادنی درجہ کے ہوٹل میں ٹھہرے جو انکی مفلسانہ حالت کا لازمی نتیجہ تھا۔ وہیں اچانک بیمار پڑے اور انتقال کر گئے۔

دنیا کے انقلابات صرف تاریخ ہی میں نہیں ڈھونڈھنے چاہئیں۔ خود ہمارا عہد بھی اپنی تاریخ مرتب کر رہا ہے۔ زار، قیصر، اور عبدالحمید، موجودہ صدی کے سب سے بڑے شخصی اور مستبد فرمانروا تھے۔ اُن کے جاہ و جلال اور سطوت و جبروت کے ہیبت انگیز واقعات دیکھنے والے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ابھی زندہ موجود ہیں۔ لیکن انقلاب کی ایک ہی گردش نے انہیں کتنی بلندی سے کتنی پستی تک پہنچا دیا؟ آج ان میں سے ایک کا لڑکا پیرس کے سب سے زیادہ ادنی ہوٹل میں دم توڑ چکا ہے، اور اُس کے سوگ نے ایک آنکھ بھی ایسی موجود نہیں جو اُس پر آنسو بہا رہی ہو۔ و تلک الایام نداولہا بین الناس!

* * *

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

(انگریزی مصری نزاع)

پچھلے ہفتے انگریزی مصری نزاع پر گفتگو کرتے ہوے وہ بنیادیں بتا چکا ہوں جو مصری حکومت نے تصفیہ کے لیے پیش کی تھیں۔ آج ایک ہفتہ گزرنے کے بعد بھی دنیا کی معلومات اس جھگڑے کے متعلق آگے نہ بڑھ سکیں، کیونکہ تمام گفتگو پردۂ راز میں ہے۔ طرفین کی پارلیمنٹوں میں مطالبہ کیا گیا کہ گفت و شنید شایع کردی جائے، مگر دونوں حکومتوں نے ایک ہی جواب دیا۔ یعنی ابھی تک فریق ثانی نے اسکی اشاعت کی اجازت نہیں دی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں اُسے شائع کرنا سردست مناسب نہیں سمجھتیں۔

اس صورت حال نے دونوں ملکوں میں سخت انتشار پیدا کردیا ہے۔ برطانی اخبارات دعوی کر رہے ہیں کہ مصر دب گیا اور انگریزی مطالبات منظور کر لیے۔ مصری اخبارات مدعی ہیں کہ برطانیا سختی سے باز آگیا، اسلیے مصر نے بھی مصالحت کے لیے آمادگی ظاہر کردی۔ مگر کیونکر؟ کہانتک؟ اسکا کوئی جواب نہیں ملتا!

لیکن یہ یقینی ہے کہ تصفیہ ہوگیا ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کس کی ضد پوری ہوی؟ تو اس بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی۔ البتہ عبد الخالق ثروت پاشا مصری وزیر اعظم کی ایک تصریح ضرور موجود ہے۔ یہ تصریح انھوں نے مصری پارلیمنٹ میں کی ہے۔ اگرچہ یہ بھی مبہم ہے، تاہم معاملہ پر کچھ نہ کچھ روشنی ضرور ڈالتی ہے۔ اُنھوں نے کہا:

"یہ بات سخت افسوسناک ہے کہ پچھلے دنوں مصری اور برطانوی حکومتوں میں غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی۔ اس غلط فہمی نے برطانیا کو آمادہ کیا کہ اپنے ہائی کمشنر کے ذریعہ مصری حکومت کے پاس ایک نوٹ بھیجے۔ اس نوٹ میں مصری فوج اور محکمۂ سرحد کے متعلق چند مطالبے درج تھے۔ ساتھ ہی یہ بھی درج تھا کہ برطانیا متمنی ہے کہ نزاع دوستانہ طور پر ختم کردی جائے۔ مصری حکومت نے برطانوی نوٹ پر اچھی طرح غور و خوض کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ اسکے مطالبے اپنی مجموعی ہیئت میں مصری حکمرانی، مصری پارلیمنٹ کے حقوق، اور ملک کے قانون اسلسی کو نقصان پہنچانے والے ہیں"

"چونکہ ایسے معاملات میں حکومت کو اپنی مرضی سے فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔ قانون کی رو سے پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرنے پر مجبور ہے۔ لہذا اُسنے بغیر کسی تامل کے کہدیا کہ یہ مطالبات انکی مجموعی ہیئت میں منظور نہیں کئے جا سکتے"

"مگر چونکہ مصری حکومت ہر غلط فہمی کے دور کرنے کے لیے مستعد رہتی ہے، اس لیے اُسنے معاملہ کو ایک اور طریقہ پر سلجھا دینا چاہا جس کا اُسے قانوناً اختیار تھا اور جو مصر کے بنیادی حقوق کے منافی نہیں ہے۔ چنانچہ اُسنے فوج کے مسئلہ میں غور و بحث کے بعد طے کیا کہ برطانیا کے کون کون مطالبے قابل قبول ہیں اور کون نا قابل قبول۔ جو امور فوج کیلیے مفید تھے، یا جنسے کوئی مضرت پیدا نہیں ہوتی تھی، اُنھیں اُسنے بطور خود منظور کرلیا"

سیر فی الارض

أولم يسيروا في الأرض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم

(۳۰-۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح کے تاثرات

ٹیونس اور البانیہ

ٹیونس

اگر الجزائر فرانس کا محکوم ہے تو ٹیونس بھی فرانس کے جولانِ حکومت سے پامال ہو چکا ہے۔ جو فرانسیسی یہاں ہیں وہی فرانسیسی وہاں بھی ہیں۔ محکومی اور ماتحتی، موت کی طرح سخت اور وحشت رفتار ہے۔ ایک خفیہ زہر ہے۔ دوسرا اعلانیہ ہے۔ لہذا کچھ عجیب نہیں اگر دونوں ملکوں کی زندگی باہم مشابہ ہو۔ بلکہ پہلی نظر میں تو دونوں کی زندگی ایک ہی طرح کی معلوم بھی ہوتی ہے۔ لیکن میرے خیال میں باوجود اس گہری مشابہت کے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک بیماری سو برس کی پرانی ہے، دوسرے کی ۴۰ برس سے بھی کم کی ہے۔ ٹیونس میں جدید زندگی کے مبادیات موجود ہیں، اور امیدوں کے لئے بھی ویسی مایوسیاں نہیں ہیں جیسی الجزائر اور مراکش میں محسوس ہوتی ہیں۔

ٹیونس کی بیداری ٹیونسی قوم کی سعی و ہمت کا نتیجہ ہے۔ شمالی افریقہ میں ظلم کی یکسانیت سے مظلومیت کی حالت یکساں نہیں ہو جا سکتی تھی۔ مراکش، الجزائر، ٹیونس، ریف، ان تمام مقامات میں یورپین استعمار یکساں قوت و خصائل کے ساتھ نمودار ہوا، لیکن ان تمام مختلف مقامات کی جماعتی حالت و استعداد یکساں نہ تھی۔

ٹیونس کی بیداری کے اور بھی متعدد اسباب ہیں۔ بعض قوی ہیں، بعض ضعیف ہیں۔ بعض اچھے ہیں، بعض بُرے ہیں۔ بعض غذا و نافع کے حکم میں داخل ہیں۔ بعض سم قاتل کا حکم رکھتے ہیں۔ کبھی بُرائی سے بھی بھلائی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی زہر سے بھی شفا حاصل ہوتی ہے۔ جب خدا کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو ہر چیز اُس کی خدمتگار ہو جاتی ہے۔ ہر راہ اُسے منزلِ مقصود کی طرف پہونچاتی ہے لیکن جب کسی قوم کی تباہی کے دن آجاتے ہیں تو ہر چیز اُسے نقصان پہنچاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ٹیونس پر خدا کی مہر و عنایت ہے۔ ابھی اُس کے سامنے بھلائی اور ترقی کی راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

ٹیونس میں مدرسے ہیں اور قوم میں علم و نور پھیلا رہے ہیں۔ ٹیونس میں عربی اخبارات ہیں، اور اگرچہ بہت پست اور بے بضاعت ہیں، لیکن بہرحال ملک کی بیداری کا سرچشمہ ہیں۔ ٹیونس میں ایک کرسی بچھی ہے، جسے "تختِ شاہی" کہتے ہیں۔ اس پر ایک ٹیونسی صورت بھی دکھی رہتی ہے جسے بادشاہ یا ان کی اصطلاح میں "بائی" کہتے ہیں۔ اُس کے سر پر ایک غلاف بھی چڑھا ہے۔ اُسے "تاج" کہکر پکارتے ہیں۔ "بائی" کی عیش و عشرت بالکل ویسی ہی ہے جیسی مشرقی پادشاہوں کی ہوا کرتی تھی۔ بہت سے ابن الوقت اس کے محل کا اُسی طرح طواف کرتے ہیں جس طرح مومن کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اُس کے دروازوں اور چوکھٹوں کو چومتے ہیں اور اجر و ثواب کی اُمیدیں رکھتے ہیں!

ٹیونس میں نوجوان بھی ہیں۔ قریب ہے کہ اُن کی آنکھیں کھل جائیں اور "زندگی" کا جلوہ دیکھ لیں۔ ٹیونس میں ترقی کا جذبہ بھی موجود ہے۔ اگر محکومی کی بندشیں ذرا بھی ڈھیلی ہو جائیں تو قریب ہے کہ خوب پھلے اور پھولے۔ مگر موجودہ قید و بند بھی اُسے روک نہیں سکتی۔ یہ جذبہ، سنگِ چقماق کی طبیعت رکھتا ہے۔ جتنا رگڑا جاتا ہے، اُتنا ہی چمکتا اور مشتعل ہوتا ہے!

ٹیونس کی بیداری کا ایک سبب، اجنبی تسلط و جبر بھی ہے۔ ٹیونس خوابِ خرگوش میں پڑا سو رہا تھا۔ اجنبی توپوں نے گرج کر اُسے بیدار کر دیا اور اس طرح بیدار کیا کہ پھر اُس کی آنکھیں بند نہ ہوئیں۔ اجنبی تسلط ذی استعداد قوموں کے لئے تازیانۂ عبرت ہوتا ہے، اور نالائق قوموں کے لئے پیامِ ہلاکت!

ٹیونس کی بیداری میں تقلید و جمود اور قدامت پرستی کے عناصر کو بھی بڑا دخل ہے۔ ٹھیک اُسی طرح جس طرح یہ عناصر مصر کی موجودہ بیداری کا ایک سبب بن گئے ہیں۔

اس دنیا میں شرِ محض کا وجود نہیں۔ تقلید و جمود اور قدامت پرستی میں کتنا ہی بڑا شر کیوں نہ ہو، لیکن اسمیں نفع بھی موجود ہے۔ کسی قوم کے لئے مناسب نہیں کہ اپنا ماضی بالکل بھلا دے۔ ماضی اور قدیم کا صالح جوہر ہمیشہ قوم میں موجود رہنا چاہئے، ورنہ قوم اپنی قومیت کی اساسی روح سے محروم ہو جائے گی۔ یہ قدامت پرست طبقہ اپنے اندر ماضی اور قدیم کی نقش محفوظ رکھتا اور قوم کو اُس کے اصلی خط و خال دکھلاتا رہتا ہے۔ یہ طبقہ کتنا ہی مضر ہو مگر اس سے یہ فائدہ ضرور ہے کہ ماضی اور قدیم کی یاد فراموش ہونے نہیں پاتی، اور تغیر طلب قوتوں کی بے اعتدالیاں اعتدال کی حالت پیدا کر لیتی ہیں۔

اے مصلحین! اس مخلوق پر رحم کھاؤ، جس کا نام "قدامت پرستی" ہے۔ یہ تمہاری نظروں میں ایک پرانی نقش ہی کیوں نہ ہو مگر یہ تمہارے ہی ماضی کی نقش ہے! اس کی حفاظت کرو۔ اسے نابود کرنے میں جلدی نہ کرو۔ اگر یہ نابود ہو گئی، تو قدامت کی نقش کے ساتھ قدامت کی روح بھی نابود ہو جائے گی!

احمد زوغو کی مملکت — البانیہ

البانیہ میں سفر بہت تکلیف دہ ہے۔ سمندر سے سفر کی صورت یہ ہے کہ یوگو سلاوی جہاز ہر ہفتہ یونان جاتے ہوئے البانی ساحلوں پر بھی رُکتے ہیں۔ یہی راستہ میں نے اختیار کیا۔ یوگو سلاوی بندرگاہ راگیزے سے سوار ہوا اور البانی ساحل دیرازو میں اُتر پڑا۔

میرے ساتھی مسافر ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ جہاز کا کپتان کرواتی نسل کا متدین تھا۔ رات کو وہ ہمارے ساتھ دیر تک باتیں کیا کرتا۔ ایک دن مجھے ایک گوشے میں لیجا کر کہنے لگا:

"دیکھو! البانیہ قریب آگیا۔ ہر چیز دیکھنا مگر زبان کسی وقت بھی نہ کھولنا۔ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا۔ البانی پولیس تمہیں زیادہ تنگ نہیں کرے گی۔ لیکن بالکل ممکن ہے کہ اندھیری رات میں دو گولیاں ہوا میں اُڑتی آئیں اور تمہارا سینہ توڑ کر پار نکل جائیں۔ تمہارا کام تمام ہو جائے گا مگر قیامت تک پتہ نہیں چلے گا کہ یہ گولیاں کہاں سے آئی تھیں؟"

ہمارا جہاز پہلے قطارو میں رُکا۔ پھر خوبصورت خلیج انٹیفاری میں ٹھہرا۔ صبح ۶ بجے ہم بندرگاہ دورازو کے سامنے تھے۔ یہاں سے سخت تکلیف دہ سفر کے بعد بالآخر ٹیرانا پہنچ گئے، جو البانیہ کا پائے تخت ہے۔

یہ شہر، ترکی قصبات کا منظر پیش کرتا ہے۔ تنگ گھومی ہوئی سڑکیں، اُن پر چھوٹی چھوٹی دکانیں، دکانوں میں دکاندار اپنے کاموں میں ٹھیک اُسی طریقہ پر مشغول جس پر صدیوں پہلے اُنکے آبا و اجداد تھے۔ کہیں ترکی ٹوپیاں بن رہی ہیں۔ کہیں لکڑی کا سامان طیار ہو رہا ہے۔ کہیں تانبے کے ظروف بنائے جاتے ہیں۔ کہیں کمہار بیٹھا اپنا آنواں گھما رہا ہے۔ ساتھ ہی ترکاری والے بھی دکان لگائے بیٹھے ہیں۔ حجام استرے رگڑ رہے ہیں۔ موچی جوتے گانٹھ رہے ہیں۔ پھر ان سب کا وہ شور و ہنگامہ کہ کان پڑے آواز سنائی نہیں دیتی۔ تاہم پورے اطمینان سے کہا جا سکتا ہے کہ شہر کے قدرتی مناظر نہایت دلفریب ہیں۔ مساجد کے میناروں نے فضا میں بلند ہو کر منظر اور بھی زیادہ دلچسپ بنا دیا ہے!

شہر کے سامنے ایک وسیع میدان ہے۔ اسمیں ایک چھوٹی سی عمارت کھڑی ہے اور سینما کی عمارت معلوم ہوتی ہے، حالانکہ وہ دراصل ملک کی پارلیمنٹ ہے۔

پارلیمنٹ کے پچھواڑے فوجی بارکیں ہیں۔ حال ہی میں تعمیر ہوئی ہیں اور شہر کی شب و روز نگرانی کرتی ہیں۔

میں نے اپنا اسباب شہر کے سب سے بڑے ہوٹل میں رکھا۔ اس ہوٹل کا نام "بین الاقوامی" ہوٹل ہے۔ لیکن وہ ترکی ہے اور اُس کی ہر چیز بھی ترکی ہے۔ ہوٹل، میدان کے سامنے ہے۔ میدان میں موٹر کاروں کا ہجوم رہتا ہے۔ یہ تمام موٹریں بہت پُرانی اور جنگِ عظیم کی میراث ہیں۔

عورتیں صاف پانی بھرنے کے لئے چشموں پر جوق جوق جاتی ہیں۔ مگر کیا مجال کہ اُن کے جسم کا کوئی حصہ نظر آجائے۔ سر سے پاؤں تک کپڑوں میں لپٹی ہوئی، حتی کہ منہ بھی چھپائے ہوئیں۔ صرف ایک طرف کی آنکھ کھلی ہوتی ہے۔ آہو کی آنکھ، غضب کی

مطبوعات جدیده

علم الآثار مصر

(روح کے متعلق قدیم مصریوں کا عقیدہ)

مصر کي قدیم تہذیب دنیائے قدیم کي تاریخ کا ایک نہایت اهم باب هے - اگر یه باب الگ کر دیا جاے تو نوع انساني کي عقلي ترقیات کي ایک نہایت اهم کڑي مفقود هو جائیگي -

اب سے سو برس پہلے مصر کے اهرام اور حیرت انگیز آثار دنیا کیلیے معما تھے - آج وہ معما نہیں هیں ' مدرسه کا کام دے رهے هیں - قدیم مصري خط " هیرو گلیفي " پڑھ لیا گیا هے - قدیم مصري زبان کے ضخیم لغت طیار هوگئے هیں - قدیم مصري تحریریں دستیاب هوگئي هیں - اور ان سب کے مجموعے سے علوم اثریه کا ایک مرتب ذخیرہ مدون هوگیا هے جسے مصریات (اجپٹیا لوجیا) سے تعبیر کیا جاتا هے اور روز بروز اسکي وسعت بڑھتي جاتي هے - حال میں ڈاکٹر احمد بک کمال مرحوم کي بے نظیر کتاب آثار مصر پر شائع هوئي هے - یه قاهرہ کے دار الآثار کے ناظر تھے - انہوں نے تمام عمر اثریات مصر کي تحقیقات میں بسر کر دي - یه کتاب اس موضوع پر علمي دنیا کي آخرین تحقیقات پیش کرتي هے - هم چاهتے هیں وقتاً فوقتاً اسکے بعض اهم مباحث الهلال میں شائع کرتے رهیں -

(بقاء روح کا مصري اعتقاد)

" قدیم مصري تمدن کے سب سے زیادہ عجیب آثار جو هم تک پہنچے هیں ' انکے مقبرے اور انکي ممي کي هوئي نعشیں هیں - اهرام بھي دراصل اسي غرض سے بنائے گئے تھے که مقبرہ کا کام دیں - اس سے انکے مذهبي عقائد پر جو موت ' بعد الموت ' اور روح کے خلود و ابدیت سے تعلق رکھتے تھے ' غیر معمولي روشني پڑتي هے -

(مقبروں کي تاسیس)

قدیم مصر میں مقبروں کا آغاز اس طرح هوا که پہلے مردے کو زمین کھود کر تنگ گڑھے میں گاڑ دیتے تھے - نعش لٹانے کا بھي رواج نه تھا - سر سینه پر جھکا دیا جاتا تھا اور اکڑوں بٹھا کر زمین برابر کر دیتے تھے - اسکے بعد قبر یاد رکھنے کیلیے زمین اونچي کرنے لگے - قبر پر مٹي کا ڈھیر لگا دیا جاتا تھا - پھر مردے کو اوپر کي مٹي سے بچانے کے لیے قبر کے اندر چھت بنانے لگے - پھر چھت کے گرد مٹي کي دیواریں بنادینے کا رواج پڑا - اس کے بعد تابوت کا خیال پیدا هوا ' اور پتھر کے تابوتوں میں مردے رکھے جانے لگے - پھر قبر کو بیروني صدموں سے بچانے کیلیے اس پر عمارتیں بنانے لگے - انھي عمارتوں نے ترقي کرتے کرتے اهرام کا عظیم و مهیب درجه حاصل کر لیا - اس وقت بھي دریاے نیل کے مصب اور فیوم کے مابین تقریباً سو هرم موجود هیں ' اگرچه انمیں سے اکثر منهدم هو جانے کے قریب هیں -

اب یه بات محقق هوگئي هے که مصر کے اهرام در حقیقت مقبرے هي تھے - قدیم مورخین کا یه خیال بالکل بے بنیاد هے که یه قلعے هیں ' یا طوفان سے بچنے کے لیے بنائے گئے تھے ' یا ان میں خزانے مدفون هیں - قدیم مصري زبان میں اهرام کے نام هي سے ان کا مقصد اور موضوع معلوم هو جاتا هے - مثلاً " مسکن ابدي " " مقام کمال " " مکان خلود " " مقر روح " وغیرہ -

مقبروں کے باب میں یه تدریجي ترقي کیوں هوئي ؟ اس لیے که روح کي ابدیت کا اعتقاد بھي مصریوں میں به تدریج ترقي پذیر هوا تھا - جس زمانه میں وہ روح کي بقاء کے قائل نه تھے ' قبروں کے معامله کو کوئي اهمیت نہیں دیتے تھے - پھر جوں جوں یه عقیدہ بڑھتا گیا ' مقبروں کي اهمیت بھي بڑھتي گئي - مقبروں کو اس عقیدہ سے کیا تعلق هے ؟ بہت قریبي تعلق هے - مصریوں کا یه عقیدہ اس شکل میں تھا که جب تک جسم محفوظ رهتا هے ' روح بھي قائم رهتي هے - کیونکه جسم سے علحدہ روح کا وجود نہیں هو سکتا - اس عقیدہ کا لازمي نتیجه یه تھا که وہ مردے کا جسم زیادہ سے زیادہ مدت تک محفوظ رکھنے کي کوشش کرتے تھے - اتنے مستحکم مقبرے بنانا ' اور لاشوں کو ممي کرنا ' اسي غرض سے تھا -

(زندگي کا مصري تخیل)

یه عقیدہ کیونکر موجود هوا ؟ مصریوں کا خیال تھا که زندگي ایک آدمي سے دوسرے آدمي میں ناک اور منه کي راہ منتقل هوتي هے - اور یه که انساني جسم کے بعض اعضاء زندگي کي حفاظت کرتے هیں ' مگر صرف اسي حالت میں جب که خود ان کي بھي حفاظت کي جائے - چنانچه هاتھ کي نبض زندگي کي محافظ هے ' اس لیے هاتھ میں چوڑي پہنکر نبض کي حفاظت کي جاتي تھي - گردن کو بھي ایسا هي عضو سمجھتے تھے اور اس کي حفاظت کے لیے هار پہنتے تھے - کان کے لیے بالیاں ' سینه کے لیے چاندي سونے کي لوحیں ' بازو کے لیے بازو بند ' اسي لیے ان میں رائج هوگئے - بہت ممکن هے که دنیا میں زیور کا استعمال اسي عقیدہ سے شروع هوا هو -

(موت)

ان کا اعتقاد تھا که زندگي همیشه رهتي هے - لیکن نیند کي حالت میں اور کبھي کبھي غشي کے حالت میں آدمي سے جدا هو جاتي هے - وہ کہتے تھے جب جسم بگڑ جاتا هے تو زندگي کا علاقه بھي اس سے همیشه کے لیے منقطع هو جاتا هے - اسي خیال سے نعش کي حفاظت کا خیال پیدا هوا - اور بالآخر ممي کرنے کا طریقه رائج هو گیا - یه طریقه اتنا عجیب ' اتنا صحیح ' اور اتنا بے خطا تھا ' که چار چار هزار برس گزر جانے پر بھي آج اصلي حالت میں ان کي نعشیں موجود هیں ! "

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو
یاد رکھیے
کہ
آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما
(گائڈ بک)
کی ضرورت ہے
جو
انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں،
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،
قابل دید مقامات،
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کر دے
نیز
جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی
جا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہے
ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
THE DUNLOP
GUIDE
TO GREAT BRITAIN
کا دوسرا ایڈیشن ہے
ہندوستان
کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے
بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

الہلال کی قدیم مکمل جلدیں

گاہے گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

الہلال کی پہلی اور دوسری اشاعت کی جلدوں کے کیسے شائقین علم و ادب مشتاق تھے۔ چند جلدیں جو دفتر مہیا کر سکا ہے حسب ذیل قیمت پر بھیجی جا سکتی ہیں:

الہلال جلد سوم
" جلد چہارم — قیمت فی جلد ۱۰ روپیہ
" جلد پنجم
البلاغ (یعنی الہلال کا دوسرا سلسلۂ اشاعت) ۵ روپیہ (منیجر الہلال)

اگر آپکو
دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی
شکایت ہے، تو تامل نہ کیجیے۔ اپنے
سے قریب کے دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین
HIMROD
کی مشہور عالم دوا منگوا کر
استعمال کیجیے

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دنیا میں بہترین فاؤنٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجیے
یاد رکھیے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو
آپ کو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہیے!

آنکھ! ایک دن میں نے چند عورتوں کی تصویر اُتارنا چاہی۔ اُن کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ اُنھوں نے مجھے گھورتے دیکھا کر دھمکانا اور مغلظ گالیاں دینا شروع کر دیا!

رات کو شہر میں بڑی چہل پہل ہوتی ہے۔ پوری آبادی معلوم ہوتا ہے، باہر نکل آئی۔ امراء، سکون و وقار سے چلتے ہیں۔ ہر ایک کے آگے پیچھے حبشی خواجہ سرا تلواریں لئے ہوتے ہیں۔ ہر کوئی اپنی جگہ پر البانیہ کا بادشاہ معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت عورتیں بھی چہل قدمی کرتی نظر آتی ہیں۔ بڑی بڑی سیاہ چادریں اوڑھے ہوتی ہیں۔ اُنکی سب سے زیادہ مرغوب خارجی آرائش یہ ہے کہ رات کو بھی چھتریاں لگائے رہیں!

پورا ملک مسلح ہے۔ ایک آدمی بھی نہتا دکھائی نہیں دیتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر طرف امن امان قائم ہے۔ ہر کوئی اپنی جان کو ڈرتا ہے، اور کسی پر زیادتی نہیں کرتا۔ میں تیرانا میں تین ہفتے رہا مگر میں نے ایک دن بھی بازاروں میں جھگڑا فساد نہیں دیکھا۔

البانیہ کے باشندے عموماً بڑے دیانت دار ہوتے ہیں۔ چوری کی کبھی کوئی واردات نہیں سنی جاتی۔ مکانوں کے دروازے عموماً شب و روز کھلے رہتے ہیں۔ قفل لگانے کا رواج تقریباً مفقود ہے۔ ایک اجنبی کے لئے یہاں کے بازاروں میں خرید و فروخت بہت مشکل ہے۔ تمام یورپ اور امریکہ کے طلائی، نقرئی، اور نکل کے سکے چلتے ہیں۔ آدمی جب تک ان تمام سکوں سے واقف نہ ہو جو بے شمار قسم کے ہیں، لین دین نہیں کر سکتا۔ مگر تم بے کھٹکے بازار میں جا سکتے ہو۔ جو چاہو خرید و۔ دکاندار جو سکے بھی دے، بے گنے لے لو۔ ناممکن ہے تمھیں کبھی دھوکہ دیا جائے۔ ایک دن میں نے بوٹ خریدے دکاندار نے میرے نوٹ کی ریزگاری دے دی۔ اسمیں ترکی، روسی امریکن، اور سربی (سروین) سکے ملے جلے تھے۔ میں نے بلا گنے جیب میں رکھ لئی اور روانہ ہو گیا۔ ابھی ۵۰ ساٹھ قدم ہی چلا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔ مڑ کے دیکھا تو تین چار آدمی بے تحاشا دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ چلاتے ہیں۔ ہاتھ ہلاتے ہیں۔ میں رُک گیا۔ کیا دیکھتا ہوں جوتے والا کھڑا ہانپ رہا ہے:

"جناب!" اُسنے ندامت سے آنکھیں نیچی کر کے کہا "مجھ سے سخت قصور ہوا۔ میں بڑا ہی بیوقوف ہوں۔ بازار میں بیٹھنے کے لائق نہیں۔ آپ کو کم رقم دی ہے۔ یہ لیجئے آپکے دام ہیں معاف کیجئے!"

لیکن پُر امن البانیہ کے سر پر اب جنگ کا بھوت چڑھ رہا ہے۔ تیرانا اسوقت فوج سے لبریز ہے۔ شب و روز جنگی قواعد اور جنگی مظاہرے ہو رہے ہیں۔ تمام فوجی بارکیں سپاہیوں سے پُر ہیں۔ حتیٰ کہ اکثر مسجدیں بھی سپاہیوں کے لئے خالی کر دیگئی ہیں۔

مگر یہ جنگی طیاریاں کیوں ہیں؟ "یوگوسلاویا کی طرف سے اندیشہ ہے" یہ جواب دیا جاتا ہے۔ مگر یہ پوری حقیقت نہیں ہے۔ پوری حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ احمد زوغو کو اپنی شخصیت بڑھانے کی فکر ہے۔ ٹرکی کے مصطفیٰ کمال، اٹلی کے موسولینی، اسپین کے پریمودی ریورا کی طرح احمد زوغو بھی البانیہ کا مطلق العنان ڈکٹیٹر ہے۔ مگر وہ اس منصب پر قانع نہیں۔ وہ البانیہ کا نپولین بننا چاہتا ہے۔ تاج شاہی کے لئے اُس کا سر مضطرب ہے۔ وہ چاہتا ہے، تلوار کی نوک سے ایک طلائی تاج اُٹھائے اور اپنے سر پر رکھ لے!

احمد زوغو کا خاص باڈی گارڈ بہت ہی خوفناک ہے۔ تین ہزار زبردست سپاہی اُس کی شب و روز حفاظت کرتے ہیں۔ شاہی محل کے سامنے ایک مکان میں اُس کی ماں رہتی ہے۔ ہفتہ میں ایک بار ملاقات کرتا ہے۔ مگر اس طرح جاتا ہے کہ دونوں دروازوں کے سامنے سپاہی صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ برہنہ شمشیر لئے [illegible]
(عادات الرقیقہ)

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازے پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

حسین بن علی علیہما السلام

۲

آپ کی حسرت اور اصحاب کی وفاداری!

فوج کی واپسی کے بعد رات کو آپ نے اپنے ساتھی جمع کئے اور خطبہ دیا:

"خدا کی حمد و ستائش کرتا ہوں، رنج و راحت ہر حال میں اُس کا شکر گزار ہوں۔ الٰہی! تیرا شکر کہ تو نے ہمارے گھر کو نبوت سے مشرف کیا، قرآن کا فہم عطا کیا۔ دین میں سمجھ بخشی، اور ہمیں دیکھنے سننے اور عبرت پکڑنے کی قوتوں سے سرفراز کیا۔ اما بعد۔ لوگو! میں نہیں جانتا آج روئے زمین پر میرے ساتھیوں سے افضل اور بہتر بھی لوگ موجود ہیں، یا میرے اہل بیت سے زیادہ ہمدرد اور غم گسار اہل بیت کسی کے ساتھ ہیں۔ اے لوگو، تم سب کو اللہ میری طرف سے جزائے خیر دے! میں سمجھتا ہوں کل میرا ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔ غور و فکر کے بعد میری رائے یہ ہے کہ تم سب خاموشی سے نکل جاؤ۔ رات کا وقت ہے۔ میرے اہل بیت کا ہاتھ پکڑ لو اور تاریکی میں ادھر اُدھر چلے جاؤ۔ میں خوشی سے تمھیں رخصت کرتا ہوں۔ میری طرف سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔ یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں میری جان لے کر تم سے غافل ہو جائیں گے"

یہ سنکر آپ کے اہل بیت بہت رنجیدہ ہوئے اور بھائی بھتیجے جعفر عباس نے کہا: "یہ کیوں؟ کیا اس لئے کہ ہم آپکے بعد زندہ رہیں؟ خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے!"

حضرت نے مسلم بن عقیل کے رشتہ داروں سے کہا: "اے اولاد عقیل! مسلم کا قتل کافی ہے۔ تم چلے جاؤ۔ میں نے تمھیں اجازت دی" وہ کہنے لگے: "لوگ کیا کہیں گے؟ یہی کہینگے کہم اپنے شیخ، سردار، اور عم زادوں کو چھوڑ کر بھاگ آئے۔ ہم نے اُن کے ساتھ نہ کوئی تیر پھینکا، نہ نیزہ چلایا، نہ تلوار لگائی۔ نہیں واللہ ہرگز نہ ہوگا۔ ہم تو آپ پر اپنی جان، مال، آل و اولاد سب کچھ قربان کر دیں گے۔ آپکے ساتھ ہو کر لڑیں گے۔ جو آپ پر گزرے گی وہی ہم پر بھی گزرے گی۔ آپکے بعد خدا ہمیں زندہ نہ رکھے!"

آپکے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ مسلم بن عوسجہ اسدی نے کہا: "کیا ہم آپ کو چھوڑ دیں گے؟ خدا کے آگے اب تک آپ کا حق ادا نہیں کر سکے ہیں۔ واللہ نہیں، ہرگز نہیں۔ میں اپنا نیزہ ان مشرکوں کے سینے میں توڑ دوں گا۔ جب تک قبضہ ہاتھ میں رہیگا تلوار چلاتا رہوں گا۔ نہتا ہو جاؤں گا تو پتھر پھینکوں گا۔ یہاں تک کہ موت میرا خاتمہ کر دے!"

سعید بن عبداللہ الحنفی نے کہا: "واللہ ہم آپ کو اُس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک خدا جان نہ لے کہ ہم نے رسول اللہ کا حق محفوظ رکھا۔ واللہ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل ہوں گا، جلایا جاؤں گا، آگ میں جھونکا جاؤں گا، پھر میری خاک ہواؤں میں اُڑا دی جائے گی۔ اور ایک مرتبہ نہیں، ۷۰ مرتبہ مجھ سے یہی سلوک کیا جائے گا۔ پھر بھی میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ آپ کی حمایت میں فنا ہو جاؤں"

زہیر بن القین نے کہا: "بخدا اگر میں ایک ہزار مرتبہ بھی آرے سے چیرا جاؤں تو بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں۔ خوشا نصیب! اگر میرے قتل سے آپکی اور آپکے اہل بیت کے ان نونہالوں کی جانیں بچ جائیں!" (ابن جریر، کامل، شرح نہج البلاغہ وغیرہا)

حضرت زینب کی بیچینی اور آپکا صبر!

حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ جس رات کی صبح کو میرے والد شہید ہوئے ہیں، میں بیمار تھا اور میری پھوپھی زینب میری تیمارداری کر رہی تھیں۔ اچانک میرے والد نے خیمہ میں اپنے ساتھیوں کو طلب کیا۔ اُس وقت خیمے میں ابوذر غفاری کے غلام حُوَی تلوار صاف کر رہے تھے اور میرے والد یہ شعر پڑھ رہے تھے:

یا دہر اف لک من خلیل ۔ کم لک بالاشراق والاصیل!
(اے زمانہ! تیرا بُرا ہو، تو کیسا بیوفا دوست ہے! صبح اور شام تیرے ہاتھ [illegible])
من صاحب او طالب قتیل ۔ والدہر لا یقنع بالبدیل
(کتنے ہی مارے جاتے ہیں؛ زمانہ کسی کی [illegible] بدلہ قبول نہیں کرتا۔)
وانما الامر الی الجلیل ۔ وکل حی سالک السبیل!
(اور سارا معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہر زندہ ہستی اسی راہ پر چلا جا رہا ہے!)

تین چار مرتبہ آپ نے یہی شعر پڑھے۔ میرا دل بھر آیا۔ آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ مگر میں نے آنسو روک لئے۔ میں سمجھ گیا مصیبت ٹلنے والی نہیں۔ میری پھوپھی نے یہ شعر سنے تو وہ بے قابو ہو گئیں۔ بے اختیار دوڑتی ہوئی آئیں اور شیون و فریاد کرنے لگیں۔

حضرت امام نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا: "بہن یہ کیا حال ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفس شیطان کی بے صبری تمہارے ایمان و استقامت پر غالب آ جائیں!" انھوں نے روتے ہوئے کہا:

"کیونکر اس حالت پر صبر کیا جاسکے کہ آپ اپنے ہاتھوں قتل ہوتے ہیں؟" آپنے کہا "مشیت کا ایسا ہی فیصلہ ہے" اس پر ان کی بیقراریاں اور زیادہ بڑھ گئیں اور شدت غم سے بے حال ہوگئیں۔ یہ حالت دیکھ کر آپنے ایک طولانی تقریر صبر و استقامت پر فرمائی۔ آپنے کہا "بہن! خدا سے ڈر خدا کی تعزیت سے تسلی حاصل کر۔ موت دنیا میں ہر زندگی کے لئے ہے آسمان والے بھی ہمیشہ جیتے نہ رہیں گے۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ پھر موت کے خیال سے اس قدر رنج و بے قراری کیوں ہو؟ دیکھ، ہمارے لئے اور ہر مسلمان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسوۂ حسنہ ہے، یہ نمونہ ہمیں کیا سکھلاتا ہے؟ یہی ہر حال میں صبر و ثبات اور توکل و رضا کی تعلیم دیتا ہے۔ چاہئے کہ کسی حال میں بھی اس سے منحرف نہ ہوں" (یعقوبی و ابن جریر)

پوری رات عبادت و تلاوت میں گزاری

پوری رات آپنے اور آپکے ساتھیوں نے نماز، استغفار اور دعا و تضرع میں گزاری۔ راوی کہتا ہے دشمن کے سوار رات بھر ہمارے لشکر کے گرد چکر لگاتے رہے۔ حضرت حسین بلند آواز سے یہ آیت پڑھ رہے تھے "ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لهم خیر لانفسهم انما نملی لهم لیزدادوا اثما و لهم عذاب مهین۔ ما کان الله لیذر المؤمنین علی ما انتم علیه حتی یمیز الخبیث من الطیب"[1] دشمن کے ایک سوار نے یہ آیت سنی تو چلا کر کہنے لگا "قسم رب کعبہ کی ہم ہی طیب ہیں، اور تم سے الگ کر دیئے گئے ہیں!"

عشرہ کی صبح

جمعہ یا سنیچر کے دن دسویں محرم کو نماز فجر کے بعد عمر بن سعد اپنی فوج لے کر نکلا۔ حضرت حسین نے بھی اپنے اصحاب کی صفیں قائم کیں۔ اُن کے ساتھ صرف ۳۲ سوار، ۴۰ پیدل، کل ۷۲ آدمی تھے۔ میمنہ پر زہیر بن القین کو مقرر کیا۔ میسرہ، حبیب بن مظاہر کے سپرد کیا۔ علم اپنے بھائی عباس بن علی کے ہاتھ میں دیا۔ خیموں کے پیچھے خندق کھود کر اُس میں بہت سا ایندھن ڈھیر کر دیا گیا تھا اور آگ جلا دی تھی تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہوسکے۔

شمر کی یاوہ گوئی

فوج سے شمر بن ذی الجوشن گھوڑا دوڑاتا نکلا۔ آپ کے لشکر کے گرد پھرا اور آگ دیکھ کر چلایا "اے حسین! قیامت سے پہلے ہی تو نے آگ قبول کرلی؟" حضرت نے جواب دیا "اے چرواہے کے لڑکے! تو ہی آگ کا زیادہ مستحق ہے!" مسلم بن عوسجہ نے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے اسے تیر مار کر ہلاک کر ڈالوں۔ کیونکہ بالکل زد پر ہے" حضرت نے منع کیا "نہیں۔ میں لڑائی میں پہل نہیں کروں گا" (ایضاً)

دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے!

دشمن کا رسالہ آگے بڑھتے دیکھ کر آپنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے "الٰہی! ہر مصیبت میں تو ہی میرا بھروسہ ہے! ہر سختی میں تو ہی میرا پشت پناہ ہے! کتنی مصیبتیں پڑیں، دل کمزور ہوگیا، تدبیر نے جواب دے دیا، دوست نے بیوفائی کی، دشمن نے خوشیاں منائیں، مگر میں نے صرف تجھی سے التجا کی اور تو نے ہی میری دستگیری کی! تو ہی ہر نعمت کا مالک ہے۔ تو ہی احسان والا ہے۔ آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے!" (شرح نہج البلاغہ)

دشمن کے سامنے خطبہ

جب دشمن قریب آگیا تو آپنے اونٹنی طلب کی۔ سوار ہوئے۔ قرآن سامنے رکھا، اور دشمن کی صفوں کے سامنے کھڑے ہوکر بلند آواز سے یہ خطبہ دیا:

"لوگو! میری بات سنو۔ جلدی نہ کرو۔ مجھے نصیحت کرلینے دو۔ اپنا عذر بیان کرلینے دو۔ اپنی آمد کی وجہ کہنے دو۔ اگر میرا عذر معقول ہو، اور تم اسے قبول کرسکو، اور میرے ساتھ انصاف کرو، تو یہ تمہارے لئے خوش نصیبی کا باعث ہوگا اور تم میری مخالفت سے باز آجاؤ گے لیکن اگر سننے کے بعد بھی تم میرا عذر قبول نہ کرو اور انصاف کرنے سے انکار کردو، تو پھر مجھے کسی بات سے بھی انکار نہیں ہے۔ تم اور تمہارے سارے ساتھی ایکا کرلو، مجھ پر ٹوٹ پڑو، مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ میرا اعتماد ہر حال میں صرف پروردگار عالم پر ہے اور وہ نیکو کاروں کا حامی ہے"

آپ کی اہل بیت نے یہ کلام سنا تو شدت تاثر سے بے اختیار ہوگئیں اور خیمہ سے آہ و بکا کی صدا بلند ہوئی۔ آپنے اپنے بھائی عباس اور اپنے فرزند علی کو بھیجا کہ انھیں خاموش کرائیں۔ اور کہا "ابھی انھیں بہت رونا باقی ہے" پھر بے اختیار پکار اٹھے "خدا عباس کی عمر دراز کرے" یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس کی۔ راوی کہتا ہے یہ جملہ اس لئے آپکی زبان سے نکل گیا کہ مدینہ میں عبداللہ ابن عباس نے عورتوں کو ساتھ لیجانے سے منع کیا تھا۔ مگر آپنے اس پر توجہ نہ کی تھی۔ اب ان کا جزع و فزع دیکھا تو عبداللہ بن عباس کی بات یاد آگئی۔ پھر آپنے از سر نو تقریر شروع کی:

"لوگو! میرا حسب نسب یاد کرو۔ سوچو میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو۔ خوب غور کرو کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی لڑکی کا بیٹا، اُس کے عم زاد کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا سید الشہداء حمزہ میرے باپ کے چچا نہیں تھے؟ کیا ذوالجناحین جعفر الطیار میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم نے رسول اللہ کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے تھے "سیدا شباب اہل الجنۃ" (جنت میں نوجوانوں کے سردار) اگر میرا یہ بیان سچا ہے، اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو بتاؤ، کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہئے؟ اگر تم میری بات یقین نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کرلے سکتے ہو۔ جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھو۔ ابو سعید خدری سے پوچھو۔ سہل بن سعد ساعدی سے پوچھو۔ زید بن ارقم سے پوچھو۔ انس بن مالک سے پوچھو۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ انھوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟ واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کی لڑکی کا بیٹا موجود نہیں۔ میں تمہارے نبی کا بلا واسطہ نواسہ ہوں! کیا تم مجھے اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے؟ کسی کا خون بہایا ہے؟ کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے؟ آخر میرا قصور کیا ہے؟"

کوفہ والوں کا جواب

آپنے بار بار پوچھا مگر کسی نے جواب نہیں دیا۔ آخر آپنے بڑے بڑے کوفیوں کو نام لے لے کر پکارنا شروع کیا "اے شبث بن ربعی! اے حجار بن ابجر! اے قیس بن الاشعث! اے یزید بن الحارث! کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک گئے ہیں، زمین سرسبز ہوگئی، نہریں ابل پڑیں، آپ اگر آئیں گے تو اپنی فوج جرار کے پاس آئیں گے۔ جلد آئیے؟" اس پر ان لوگوں کی زبانیں کھلیں، اور انھوں نے کہا "ہرگز نہیں، ہم نے تو نہیں لکھا تھا" آپ چلا اٹھے "سبحان اللہ! یہ کیا جھوٹ ہے واللہ تم ہی نے لکھا تھا!" اس کے بعد آپنے پھر پکار کر کہا: "اے لوگو! چونکہ تم اب مجھے ناپسند کرتے ہو اس لئے بہتر ہے کہ مجھے چھوڑ دو، میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں"

ذلت منظور نہیں

یہ سنکر قیس بن الاشعث نے کہا "کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ اپنے آپ کو اپنے عم زادوں کے حوالہ کر دیں؟ وہ وہی برتاؤ کرینگے جو آپ کو پسند ہے۔ آپ کو اُن سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا" آپنے جواب دیا "تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو۔ اے شخص کیا تو یہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیل کے سوا ایک اور خون کا بھی مطالبہ کریں؟ نہیں! واللہ، میں ذلت کے ساتھ اپنے آپ کو کبھی اُن کے حوالے نہیں کروں گا" (ابن جریر)

یہ کہہ کر آپنے اونٹنی بٹھادی۔ عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ اُسکی کونچیں باندھ دے اور دیکھا کہ دشمن کے لشکر نے آپکی طرف حرکت شروع کردی ہے۔

زہیر کا کوفہ والوں سے خطاب

زہیر بن القین اپنا گھوڑا بڑھا کر لشکر کے سامنے پہنچے اور چلائے "اے اہل کوفہ! عذاب الٰہی سے ڈرو! ہر مسلمان پر اپنے بھائی کو نصیحت کرنا فرض ہے۔ دیکھو، اُسوقت تک ہم سب بھائی بھائی ہیں، ایک ہی دین اور ایک ہی طریقہ پر قائم ہیں جب تک تلواریں نیام سے نہیں نکلتیں۔ تم ہماری نصیحت اور خیرخواہی کے ہر طرح حقدار ہو۔ لیکن تلوار کے درمیان آتے ہی باہمی حرمت ٹوٹ جائے گی اور ہم تم الگ الگ دو گروہ ہوجائیں گے۔ دیکھو خدا نے ہمارا اور تمہارا اپنے نبی کی اولاد کے بارے میں امتحان لینا چاہا ہے۔ ہم تمہیں اہل بیت کی نصرت کی طرف بلاتے اور سرکش عبیداللہ بن زیاد کی مخالفت پر دعوت دیتے ہیں۔ یقین کرو، ان حاکموں سے کبھی تمہیں کوئی بھلائی حاصل نہ ہوگی۔ یہ تمہاری آنکھیں پھوڑیں گے، تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے، تمہارے چہرے بگاڑ دینگے، تمہیں درختوں کے تنوں پر پھانسی دیں گے، اور نیکوکاروں کو چن چن کر قتل کرینگے۔ بلکہ وہ تو کب کا کر بھی چکے ہیں۔ ابھی حجر بن عدی، ہانی بن عروہ وغیرہ کے واقعات اتنے پرانے نہیں ہوئے ہیں کہ تمہیں یاد نہ رہے ہوں"

کوفیوں نے یہ تقریر سنی تو زہیر کو برا بھلا کہنے لگے اور ابن زیاد کی تعریفیں کرنے لگے۔ "بخدا ہم اُسوقت تک نہیں ٹلیں گے جب تک حسین اور اُن کے ساتھیوں کو قتل نہ کرلیں یا انھیں امیر کے روبرو حاضر نہ کردیں" یہ اُن کا جواب تھا۔

زہیر نے جواب دیا "خیر، اگر فاطمہ کا بیٹا سمیہ کے چھوکرے (یعنی ابن زیاد) سے کہیں زیادہ تمہاری حمایت و نصرت کا مستحق ہے تو کم از کم اولاد رسول کا اتنا پاس تو کرو کہ اُسے قتل نہ کرو۔ اُسے اُس کے عم زاد یزید بن معاویہ کو چھوڑ دو تاکہ آپس میں اپنا معاملہ طے کرلیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یزید کو خوش کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ تم حسین کا خون بہاؤ" (ابن جریر و شرح نہج البلاغہ)

حر بن یزید کی موافقت

عدی بن حرملہ سے روایت ہے کہ ابن سعد نے جب فوج کو حرکت دی تو حر بن یزید نے کہا "خدا آپ کو سنوارے: کیا آپ اس شخص سے واقعی لڑائی کرینگے؟" ابن سعد نے جواب دیا "ہاں واللہ لڑائی! ایسی لڑائی جس میں کم سے کم یہ ہوگا کہ سر کٹ کٹ کے اور ہاتھ شانوں سے اڑ جائیں گے" حر نے کہا "کیا ان تین شرطوں

---

[1] دشمن یہ خیال نہ کریں کہ ہماری ڈھیل اُن کے لئے بھلائی ہے۔ ہم صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ اُن کا جرم اور زیادہ ہو جائے۔ خدا مومنین کو اسی حال پر چھوڑ رکھنے والا نہیں ہے۔ وہ پاک کو ناپاک سے الگ کرے گا۔

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لیگئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُن کے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں پہنچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہی۔

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی، اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہی۔

پر ٹوٹ پڑے:

انا زہیر وانا ابن القین   اذودہم بالسیف عن حسین

میں زہیر ہوں، ابن القین ہوں۔ اپنی تلوار کی نوک سے انھیں حسین سے دور کرونگا صفیں درہم برہم کرڈالیں۔ پھر لوٹے اور حضرت حسین کے شانے پر ہاتھ مار کر جوش سے یہ شعر پڑھے:

اقدم ہدیت ہادیا مہدیا   فالیوم تلقی جدک النبیا
بڑھو، خدانے تجھے ہدایت دی، آج تو اپنے نانا نبی سے جاملیگا
وحسنا والمرتضی علیا   وذا الجناحین الفتی الکمیا
اور حسن سے اور علی مرتضیٰ سے، اور بہادر جوان جعفر طیار سے
واسد اللہ الشہید الحیا
اور زندہ شہید اسد اللہ حمزہ سے!

پھر دشمن کی طرف لوٹے اور قتل کرتے رہے یہاں تک کہ قتل ہوگئے!

غفاری بھائیوں کی بہادری

اب آپ کے ساتھیوں نے دیکھا کہ دشمن کو روکنا ناممکن ہے چنانچہ انھوں نے طے کیا کہ آپکے سامنے ایک ایک کرکے قتل ہوجائیں۔ چنانچہ دو غفاری بھائی آگے بڑھے اور لڑنے لگے۔ یہ شعر اُن کی زبان پر جاری تھے:

قد علمت حقا بنو غفار   وخندف بعد بنی نزار
بنی غفار اور قبائل نزار نے اچھی طرح جان لیا ہے
لنضربن معشر الفجار   بکل عضب صارم بتار
کہ ہم بے پناہ شمشیر آبدار سے فاجروں کے ٹکڑے اڑادیں گے
یا قوم ذودوا عن بنی الاحرار   بالمشرفی والقنا الخطار
اے قوم! تلواروں اور نیزوں سے شریفوں کی حمایت کرو!

جابری لڑکوں کی فداکاری

انکے بعد دو جابری لڑکے سامنے آئے۔ دونوں بھائی تھے۔ زار زار رو رہے تھے۔ حضرت نے انھیں دیکھا تو فرمانے لگے "اے میرے بھائی کے فرزندو! کیوں روتے ہو؟ واللہ مجھے یقین ہے ابھی چند لمحے بعد تمھاری آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی" انھوں نے گریہ سے ٹوٹی ہوئی آواز میں عرض کیا "ہم اپنی جان پر نہیں روتے۔ ہم آپ پر روتے ہیں۔ دشمن نے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم آپکے کچھ بھی کام نہیں آسکتے" پھر دونوں نے بڑی ہی شجاعت سے لڑنا شروع کیا۔ بار بار چلاتے تھے "السلام علیک یا ابن رسول اللہ!" آپ جواب دیتے تھے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" اور وہ دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ آخر دونوں شہید ہوگئے۔

حنظلہ بن اسعد کی شہادت

انکے بعد حنظلہ بن اسعد، حضرت کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور باواز بلند دشمن سے مخاطب ہوئے "اے قوم! میں ڈرتا ہوں عاد و ثمود کی طرح تمھیں بھی روز بد نہ دیکھنا پڑے! میں ڈرتا ہوں تم برباد نہ ہوجاؤ! اے قوم! حسین کو قتل نہ کرو، ایسا نہ ہو خدا تم پر عذاب نازل کردے!" بالآخر یہ بھی شہید ہوگئے۔

علی اکبر کی شہادت

غرضکہ یکے بعد دیگرے تمام اصحاب قتل ہوگئے۔ اب بنی ہاشم اور خاندان نبوت کی باری تھی۔ سب سے پہلے آپکے صاحبزادے علی اکبر میدان میں گئے اور دشمن پر حملہ کیا۔ اُن کا رجز یہ تھا:

انا علی بن حسین بن علی   نحن ورب البیت اولی بالنبی
میں علی بن حسین بن علی ہوں۔ قسم رب کعبہ کی ہم نبی کے ترکے کے زیادہ مستحق ہیں
تاللہ لا یحکم فینا ابن الدعی
قسم خدا کی نامعلوم باپ کے لڑکے کا بیٹا ہم پر حکومت نہیں کرسکتا!

بڑی شجاعت سے لڑے۔ آخر مرہ بن منقذ العبدی کی تلوار سے شہید ہوگئے۔ ایک راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ خیمہ سے ایک عورت تیزی سے نکلی۔ اتنی حسین تھی جیسے اُٹھتا ہوا سورج! وہ چلا رہی تھی "آہ! بھائی! آہ! بھتیجے!" میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا "زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم!" لیکن حضرت حسین نے اُنکا ہاتھ پکڑ لیا اور خیمے میں پہونچا آئے۔ پھر علی کی نعش اٹھائی اور خیمے کے سامنے لاکر رکھدی۔ (ایضاً)

ایک جوان رعنا

ان کے بعد اہل بیت اور بنی ہاشم کے دوسرے جانفروش قتل ہوتے رہے یہاں تک کہ میدان میں ایک جوان رعنا نمودار ہوا وہ کرتہ پہنے، تہبند باندھے، اور پاؤں میں نعل پہنے تھا۔ بائیں نعل کی ڈوری ٹوٹی ہوئی تھی۔ وہ اس قدر حسین تھا کہ اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ شیر کی طرح بپھر آیا اور دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ عمرو بن سعد الازدی نے اُس کے سر پر تلوار ماری۔ نوجوان چلایا "ہائے چچا!" اور زمین پر گر پڑا۔ آواز سنتے ہی حضرت حسین جھپٹے باز کی طرح لوٹے اور غضبناک شیر کی طرح قاتل پر لپکے۔ بے پناہ تلوار کا وار کیا۔ قاتل نے ہاتھ اٹھادیا مگر ہاتھ کہنی سے کٹ کر اڑ چکا تھا۔ زخم کھاکر قاتل نے پکارنا شروع کیا۔ فوج اُسے بچانے کے لئے ٹوٹ پڑی۔ مگر گھبراہٹ میں بچانے کی جگہ اُسے روند ڈالا۔ راوی کہتا ہے: جب غبار چھٹ گیا تو کیا دیکھتا ہوں حضرت حسین لڑکے کے سرہانے کھڑے ہیں۔ وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ اور آپ فرمارہے ہیں "اُن کے لئے ہلاکت جنھوں نے تجھے قتل کیا ہے! قیامت کے دن تیرے نانا کو یہ کیا جواب دیں گے؟ بخدا تیرے چچا کے لئے یہ سخت حسرت کا مقام ہے کہ تو اُسے پکارے اور وہ جواب نہ دے، یا جواب دے مگر تجھے اُس کی آواز نفع نہ پہونچا سکے! افسوس! تیرے چچا کے دشمن بہت ہوگئے اور دوست باقی نہ رہے!" پھر لاش اپنی گود میں اٹھالی۔ لڑکے کا سینہ آپکے سینہ سے ملا ہوا تھا اور پاؤں زمین پر رگڑتے جاتے تھے۔ اس حال سے آپ اُسے لائے اور علی اکبر کی لاش کے پہلو میں لٹادیا۔ راوی کہتا ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا "قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب!"

مولود تازہ کی شہادت

حضرت حسین پھر اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے۔ عین اُس وقت آپکے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ وہ آپکے پاس لایا گیا۔ آپنے اُسے گود میں رکھا اور اُس کے کان میں اذان دینے لگے۔ اچانک ایک تیر آیا اور بچہ کے حلق میں پیوست ہوگیا۔ بچہ کی روح اُسی وقت پرواز کرگئی۔ آپنے تیر اُس کے حلق سے کھینچکر نکالا، خون سے چلّو بھرا اور اُس کے جسم پر ملنے اور فرمانے لگے "واللہ تو خدا کی نظر میں حضرت صالح کی اونٹنی سے زیادہ عزیز ہے اور محمد خدا کی نظر میں صالح سے زیادہ افضل ہیں! الٰہی! اگر تونے ہم سے اپنی نصرت روک لی ہے تو وہی کر جس میں بہتری ہو!" (یعقوبی وابن جریر وغیرہما)

بنی ہاشم کے مقتول

اسی طرح ایک ایک کرکے اکثر بنی ہاشم اور اہل بیت شہید ہوگئے۔ ان میں سے ذیل کے نام مورخین نے محفوظ رکھے ہیں:

(۱) محمد بن ابی سعید بن عقیل (۲) عبداللہ بن مسلم بن عقیل (۳) عبداللہ بن عقیل (۴) عبدالرحمن بن عقیل (۵) جعفر بن عقیل (۶) محمد بن عبداللہ بن جعفر (۷) عون بن عبداللہ بن جعفر (۸) عباس بن علی (۹) عبداللہ بن علی (۱۰) عثمان بن علی (۱۱) محمد بن علی (۱۲) ابوبکر بن علی (۱۳) ابوبکر بن الحسن (۱۴) عبداللہ بن الحسن (۱۵) قاسم بن الحسن (۱۶) علی بن الحسین (۱۷) عبداللہ بن الحسین۔

ایک بچے کی شجاعت

اہل بیت کے بعد اب خود آپ کی باری تھی۔ آپ میدان میں تنہا کھڑے تھے۔ دشمن یلغار کرکے آتے تھے مگر کسی کو وار کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ اس قتل کا گناہ دوسرے کے سر آئے لیکن شمر بن ذی الجوشن نے لوگوں کو برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا گیا۔ اہل بیت کے خیمے میں عورتیں اور چند کم عمر لڑکے رہ گئے تھے۔ اندر سے ایک لڑکے نے آپ کو اس طرح گھرا دیکھا تو جوش سے بےخود ہوگیا اور خیمہ کی لکڑی لے کر دوڑ پڑا۔ ہانپتا ہوا اس کے کانوں میں دُر تڑپ رہے تھے۔ یہ گھبرایا ہوا دائیں بائیں دیکھتا ہوا چلا۔ حضرت زینب کی نظر پڑ گئی، دوڑ کر پکڑ لیا۔ حضرت حسین نے بھی دیکھ لیا اور بہن سے کہا "روکے رہو۔ آنے نہ پائے" مگر لڑکے نے زور کرکے اپنے آپ کو چھڑا لیا اور حضرت کے پہلو میں پہنچ گیا۔ عین اسی وقت بحر بن کعب نے آپ پر تلوار اٹھائی۔ لڑکے نے فوراً ڈانٹ بتائی "او خبیث! میرے چچا کو قتل کریگا" سنگدل حملہ آور نے اپنی بلند تلوار لڑکے پر چھوڑ دی۔ اُسنے ہاتھ پر روکی۔ ہاتھ کٹ گیا۔ ذراسی کھال لگی رہ گئی۔ بچہ تکلیف سے چلایا۔ حضرت نے اُسے سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا "صبر کر۔ اسے ثواب خداوندی کا ذریعہ بنا۔ اللہ تعالیٰ تجھے بھی تیرے صالح بزرگوں تک پہونچا دے گا۔ رسول اللہ صلعم، علی بن ابی طالب، حمزہ، جعفر اور حسن بن علی تک!"

حضرت حسین کی شجاعت

اب آپ پر ہر طرف سے نرغہ شروع ہوا۔ آپنے بھی تلوار چلانا شروع کی۔ پیدل فوج پر ٹوٹ پڑے اور تن تنہا اُس کے قدم اکھاڑ دئے۔ عبداللہ بن عمار، جو خود اس جنگ میں شریک تھا، روایت کرتا ہے کہ میں نے نیزے سے حضرت حسین پر حملہ کیا اور اُن کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اگر میں چاہتا تو قتل کرسکتا تھا مگر یہ خیال کرکے ہٹ گیا کہ یہ گناہ اپنے سر کیوں لوں۔ میں نے دیکھا دائیں بائیں ہر طرف سے اُن پہ حملے ہورہے تھے، لیکن وہ جس طرف مڑ جاتے تھے دشمن کو بھگا دیتے تھے۔ وہ اُس وقت کرتہ پہنے اور عمامہ باندھے تھے۔ واللہ میں نے کبھی کسی شکستہ دل کو جس کا گھر کا گھر خود اُس کی آنکھوں کے سامنے قتل ہوگیا ہو، ایسا شجاع، ثابت قدم، مطمئن، اور جری نہیں دیکھا۔ حالت یہ تھی کہ دائیں بائیں سے دشمن اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے تھے جس طرح شیر کو دیکھ کر بکریاں بھاگ جاتی ہیں۔ دیر تک یہی حالت رہی۔ اسی اثنا میں آپ کی بہن زینب بنت فاطمہ (علیہا السلام) خیمہ سے باہر نکلیں۔ انکے کانوں میں بالیاں پڑی تھیں۔ وہ چلاتی تھیں "کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑے!" یہ وہ موقع تھا جبکہ عمر بن سعد حضرت حسین سے بالکل قریب ہوگیا تھا۔ زینب نے پکار کر کہا "اے عمر! کیا ابو عبداللہ تمھاری آنکھوں کے سامنے قتل ہوجائیں گے؟" عمر نے منہ پھیر لیا مگر اُس کے رخسار اور داڑھی پر آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلیں۔

آپکے حلق میں تیر پیوست ہوگیا

لڑائی کے دوران میں آپکو بہت سخت پیاس لگی۔ آپ پانی پینے فرات کی طرف چلے۔ مگر دشمن کب جانے دیتا تھا؟ اچانک ایک تیر آیا اور آپکے حلق میں پیوست ہوگیا۔ آپنے تیر کھینچ لیا پھر اپنے ہاتھ منہ کی طرف اٹھائے تو دونوں چلّو خون سے بھر گئے۔ آپنے خون آسمان کی طرف اچھالا اور خدا کا شکر ادا کیا "الٰہی! میرا شکوہ تجھی سے ہے۔ دیکھ تیرے رسول کے نواسے سے کیا برتاؤ ہورہا ہے!"

تو نیزہ سر بام آکہ خوش تماشائیست!

شمر کو سرزنش

پھر آپ اپنے خیمے کی طرف لوٹنے لگے تو شمر اور اُس کے ساتھیوں

میں سے کوئی ایک بھی قابل قبول نہیں جو آپنے پیش کی ہیں؟" ابن سعد نے کہا - "بخدا اگر مجھے اختیار ہوتا تو ضرور منظور کر لیتا۔ مگر کیا کروں؟ تمھارا حاکم منظور نہیں کرتا۔"

حر بن یزید یہ سنکر اپنی جگہ پر لوٹ آیا۔ اس کے قریب خود اُس کے قبیلہ کا بھی ایک شخص کھڑا تھا۔ اس کا نام قرہ بن قیس تھا۔ حر نے اُس سے کہا "تم نے اپنے گھوڑے کو پانی پلا لیا؟" بعد میں قرہ کہا کرتا تھا حر کے اس سوال ہی سے میں سمجھ گیا تھا کہ وہ لڑائی میں شریک ہونا نہیں چاہتا اور مجھے ٹالنا چاہتا ہو تاکہ اُس کی شکایت حاکم سے نہ کروں۔ "میں نے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا ہو میں ابھی جاتا ہوں" یہ کہکر میں دوسری طرف روانہ ہوگیا۔ میرے الگ ہوتے ہی حر نے امام حسینؑ کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔

اس کے قبیلہ کے ایک شخص مہاجر بن اوس نے کہا "کیا تم حسینؑ پر حملہ کرنا چاہتے ہو؟" حر خاموش ہوگیا۔ مہاجر کو شک ہوا۔ کہنے لگا:

"تمھاری خاموشی مشتبہ ہو۔ میں نے کبھی کسی جنگ میں تمھاری یہ حالت نہیں دیکھی۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ کوفہ میں سب سے بڑا بہادر کون ہو؟ تو تمھارے نام کے سوا کوئی نام میری زبان پر نہیں آسکتا۔ پھر یہ تم اس وقت کیا کر رہے ہو؟"

حر نے سنجیدگی سے جواب دیا:

"بخدا میں جنت یا دوزخ کا انتخاب کر رہا ہوں۔ واللہ میں نے جنت منتخب کرلی اگرچہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جائے۔"

یہ کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر لشکر حسینؑ میں پہنچ گیا!

حضرت حسینؑ کی خدمت میں پہنچکر کہا "ابن رسول اللہ! میں ہی وہ بدبخت ہوں جسنے آپ کو لوٹنے سے روکا، راستہ بھر آپکا پیچھا کیا، اور اس جگہ اترنے پر مجبور کیا۔ خدا کی قسم، میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ لوگ آپ کی شرطیں منظور نہیں کریں گے اور آپکے معاملہ میں اس حد تک پہنچ جائیں گے۔ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ وہ ایسا کرینگے تو ہرگز اس حرکت کا مرتکب ہوتا۔ میں اپنے قصوروں پر نادم ہوکر توبہ کے لئے آپکے پاس آیا ہوں۔ میں آپ کے قدموں پر قتل ہوجانا چاہتا ہوں۔ کیا آپکے خیال میں یہ میری توبہ کے لئے کافی ہوگا؟"

حضرت نے شفقت سے فرمایا "ہاں، خدا تیری توبہ قبول کرے تجھے بخش دے۔ تیرا نام کیا ہو؟" اُسنے کہا "حر بن یزید" فرمایا "تو حر (یعنی آزاد) ہی ہے جیسا کہ تیری ماں نے تیرا نام رکھ دیا ہو۔ تو دنیا اور آخرت میں انشاء اللہ حر ہے۔"

کوفیوں سے حُر کا خطاب

پھر حُر، دشمن کی صفوں کے سامنے پہونچا اور کہا "اے لوگو! حسینؑ کی پیش کی ہوئی شرطوں میں سے کوئی شرط منظور کیوں نہیں کر لیتے۔ تاکہ خدا تمھیں اس امتحان سے بچالے؟" لوگوں نے جواب دیا "یہ ہمارے سردار عمر بن سعد موجود ہیں، جواب یہی دیں گے۔" عمر نے کہا "میری دلی خواہش تھی کہ اُن کی شرطیں منظور کر سکتا۔"

اس کے بعد حر نے نہایت جوش و خروش سے تقریر کی اور اہل کوفہ کو ان کی بدعہدی و غدر پر شرم و غیرت دلائی۔ لیکن اُس کے جواب میں انھوں نے تیر برسانا شروع کر دیا۔ ناچار حسینؑ کی طرف لوٹ آیا۔

جنگ کا آغاز

اس واقعہ کے بعد عمر بن سعد نے اپنی کمان اُٹھائی اور لشکر حسینؑ کی طرف یہ کہکر تیر پھینکا۔ "گواہ رہو، سب سے پہلا تیر میں نے چلایا ہو" پھر تیر اندازی شروع ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد زیاد بن ابیہ اور عبید اللہ بن زیاد کے غلام یسار اور سالم میدان میں نکلے اور مبارزت طلب کی۔ قدیم طریق جنگ میں مبارزت کا طریقہ یہ تھا کہ فریقین کے لشکر سے ایک ایک جنگ آزما نکلتا اور پھر دونوں باہمگر مقابلہ کرتے۔ لشکر حسینؑ سے حبیب بن مظاہر اور بریر بن حضیر نکلنے لگے، مگر حضرت حسینؑ نے انھیں منع کیا۔ عبد اللہ بن عمیر الکلبی نے کھڑے ہوکر عرض کیا: "مجھے اجازت دیجئے" یہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ حضرت کی حمایت کے لئے کوفہ سے چلکر آیا تھا۔ سیاہ رنگ، تنومند، کشادہ سینہ تھا۔ آپنے اُس کی صورت دیکھ کر فرمایا "بیشک یہ مرد میدان ہو" اور اجازت دی۔ عبد اللہ نے چند پھیروں میں دونوں حریف زیر کرکے قتل کر ڈالے۔ اُس کی بیوی ام وہب ہاتھ میں لاٹھی لئے کھڑی تھی اور جنگ کی ترغیب دیتی جاتی تھی۔ پھر یکایک اُسے اس قدر جوش آیا کہ میدان جنگ کی طرف بڑھنے لگی۔ حضرت حسینؑ یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ فرمایا "اہل بیت کی طرف سے خدا تمھیں جزائے خیر دے۔ لیکن عورتوں کے ذمہ لڑائی نہیں ہو"

گھٹنے ٹیک کر نیزے سیدھے کر دئیے

اس کے بعد ابن سعد کے میمنہ نے حملہ کیا۔ جب بالکل قریب پہنچ گئے تو حضرت کے رفقاء زمین پر گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہوگئے اور نیزے سیدھے کر دئیے۔ نیزوں کے منہ پر گھوڑے بڑھ نہ سکے اور لوٹنے لگے حضرت کی فوج نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور تیر مار کر کئی آدمی قتل اور زخمی کر ڈالے۔

عام حملہ

اب باقاعدہ جنگ جاری ہوگئی۔ طرفین سے ایک ایک دو دو جوان مرد نکلتے تھے اور تلوار کے جوہر دکھاتے تھے۔ حضرت حسینؑ کے طرفداروں کا پلہ بھاری تھا۔ جو سامنے آتا تھا مارا جاتا تھا۔ میمنہ کے سپہ سالار عمرو بن الحجاج نے یہ حالت دیکھی تو پکار اٹھا "بیوقوفو! پہلے جان لو کس سے لڑ رہے ہو؟ یہ لوگ جان پر کھیلے ہوئے ہیں۔ تم اسی طرح ایک ایک کرکے قتل ہوتے جاؤ گے۔ ایسا نہ کرو۔ یہ مٹھی بھر ہیں۔ پتھروں سے انھیں مار سکتے ہو" عمر بن سعد نے یہ رائے پسند کی اور حکم دیا کہ مبارزت موقوف کی جائے اور عام حملہ شروع ہو۔ چنانچہ میمنہ آگے بڑھا اور کشت و خون شروع ہوگیا۔ ایک گھڑی بعد لڑائی رکی تو نظر آیا کہ حسینی فوج کے نامور بہادر مسلم بن عوسجہ خاک و خون میں پڑے ہیں۔ حضرت حسینؑ دوڑ کر لاش پر پہنچے۔ ابھی سانس باقی تھی۔ آہ سرد بھر کر فرمایا "مسلم! تجھ پر خدا کی رحمت! فمنہم من قضی نحبہ و منہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا!" مسلم بن عوسجہ اس جنگ میں آپکی جانب سے پہلے شہید تھے (ابن جریر کامل)

گھوڑے بیکار ہوگئے

میمنہ کے بعد میسرہ نے یورش کی۔ شمر بن ذی الجوشن اس کا سپہ سالار تھا۔ حملہ بہت ہی سخت تھا۔ مگر حسینی میسرے نے بڑی ہی بہادری سے مقابلہ کیا۔ اس بازو میں صرف ۳۲ سوار تھے۔ جس طرف ٹوٹ پڑتے تھے، صفیں اُلٹ جاتی تھیں۔ آخر طاقتور دشمن نے محسوس کر لیا کہ کامیابی ناممکن ہو۔ چنانچہ فوراً نئی کمک طلب کی۔ بہت سے سپاہی اور پانسو تیر انداز مدد کو پہنچ گئے۔ انھوں نے آتے ہی تیر برسانا شروع کر دئیے۔ تھوڑی دیر میں حسینی فوج کے تمام گھوڑے بیکار ہوگئے اور سواروں کو پیدل ہوجانا پڑا۔

حُر کی شجاعت

ایوب بن مشرح روایت کرتا ہو کہ حر بن یزید کا گھوڑا خود میں نے زخمی کیا تھا۔ میں نے اُسے تیروں سے چھلنی کر ڈالا۔ حر بن یزید زمین پر کود پڑے۔ تلوار ہاتھ میں تھی۔ بالکل شیر ببر معلوم ہوتے تھے۔ تلوار برابر متحرک تھی اور یہ شعر زبان پر تھا:

ان تعقروا بی فانا ابن الحر   اشجع من ذی لبد ہزبر

اگر تم نے میرا گھوڑا بیکار کر دیا تو کیا ہوا؟ میں شریف کا بیٹا ہوں، خوفناک شیر سے بھی زیادہ بہادر ہوں!

خیمے جلا دئیے

لڑائی اپنی پوری ہولناکی سے جاری تھی۔ اب دوپہر ہوگئی مگر کوفی فوج غلبہ حاصل نہ کر سکی۔ وجہ یہ تھی کہ حسینی فوج نے تمام خیمے ایک جگہ کر دئیے تھے اور دشمن صرف ایک ہی رُخ سے حملہ کر سکتا تھا۔ عمر بن سعد نے یہ دیکھا تو خیمے اکھاڑ ڈالنے کے لئے آدمی بھیجے۔ حسینی فوج کے صرف ۴-۵ آدمی یہاں مقابلہ کے لئے کافی ثابت ہوئے۔ خیموں کی آڑ سے دشمن کے آدمی قتل کرنے لگے۔ جب یہ صورت بھی ناکام رہی تو عمر بن سعد نے خیمے جلا ڈالنے کا حکم دیا۔ سپاہی آگ لے کر دوڑے۔ حسینی فوج نے یہ دیکھا تو مضطرب ہوئی۔ مگر حضرت حسینؑ نے فرمایا "کچھ پرواہ نہیں۔ جلانے دو۔ یہ ہمارے لئے اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ اب وہ پیچھے سے حملہ نہیں کر سکیں گے" اور ہوا بھی یہی۔

ام وہب کا قتل

اسی اثنا میں زہیر بن القین نے شمر پر زبردست حملہ کیا اور اُس کی فوج کے قدم اکھاڑ دئیے۔ مگر کب تک؟ ذرا دیر کے بعد پھر دشمن کا ہجوم ہوگیا۔ اب حسینی لشکر کی بے بسی صاف ظاہر تھی۔ بہت سے لوگ قتل ہو چکے تھے۔ کئی نامی سردار مارے جا چکے تھے حتی کہ عبد اللہ بن عمیر کلبی بھی، جس کا ذکر اوپر گزر چکا، قتل ہو چکا تھا۔ اُس کی بہادر بیوی ام وہب بھی شہید ہو چکی تھی۔ یہ میدان جنگ میں جاکر اپنے مقتول شوہر کے چہرے سے مٹی صاف کر رہی تھی اور یہ کہتی جاتی تھی "تجھے جنت مبارک ہو!" شمر نے اسے دیکھا اور قتل کروا ڈالا۔

(ابن جریر۔ شرح نہج البلاغہ)

نماز پڑھنے نہیں دی

ابو ثمامہ عمرو بن عبد اللہ صائدی نے اپنی بے بسی کی حالت محسوس کی اور حضرت حسینؑ سے عرض کیا "دشمن اب آپ سے بالکل قریب آگیا ہو۔ واللہ آپ اُس وقت تک قتل ہونے نہیں پائیں گے، جب تک میں قتل نہ ہوجاؤں لیکن میری آرزو ہو کہ اپنے رب سے نماز پڑھ کر ملوں جس کا وقت آگیا ہو" یہ سنکر حضرت نے سر اٹھایا اور فرمایا "دشمنوں سے کہو ہمیں نماز کی مہلت دیں" مگر دشمن نے درخواست منظور نہیں کی اور لڑائی جاری رہی۔

حبیب اور حُر کی شہادت

یہ وقت بہت سخت تھا۔ دشمن نے اپنی پوری قوت لگا دی تھی۔ غضب یہ ہوا کہ حسینی میسرہ کے سپہ سالار حبیب بن مظاہر بھی قتل ہوگئے۔ گویا فوج کی کمر ٹوٹ گئی۔ حبیب کے بعد ہی حر بن یزید کی باری تھی۔ وہ جوش سے یہ شعر پڑھتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس پڑے:

آلیت لا اُقتل حتی اَقتلا   ولن اُصاب الیوم الا مقبلا
میں نے قسم کھائی ہو کہ قتل نہیں ہونگا جب تک قتل نہ
کر لوں، اور مرونگا تو یہی حالت ہوگی کہ آگے بڑھ رہا ہونگا!
اضربہم بالسیف ضربا مقصلا   لا ناکلا عنہم ولا مہللا
انھیں تلوار کی کاری ضربوں سے ماروں گا، نہ بھاگوں گا نہ ڈرونگا!

زہیر کی شہادت

چند لمحے کی بات تھی۔ حُر زخموں سے چور ہوکر گرے اور جان بحق تسلیم ہوگئے۔ اب ظہر کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ حضرت نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلوۃ الخوف پڑھی۔ نماز کے بعد دشمن کا دباؤ اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اس موقعہ پر آپکے میمنہ کے سپہ سالار زہیر بن القین نے میدان اپنے ہاتھ میں لے لیا اور شعر پڑھتے ہوئے دشمن

حکم دیتا ہو کہ مجرم کو سزا دیجائے۔

کیوں؟

اس لئے کہ اُسنے چوری کی ہو۔

اُس بدبخت نے چوری کیوں کی؟

اس لئے کہ وہ انسان ہو، اور انسان بھوک کا غلبہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ وہ شوہر ہے، اور شوہر اپنی بیوی کو بھوک سے ایڑیاں رگڑتے دیکھ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ وہ باپ ہو، اور یہ بات اُس کی طاقت سے باہر ہے کہ اپنے بچوں کے اُن آنسوؤں کا نظارہ کر سکے جو بھوک کی اذیت سے اُن کے معصوم چہروں پر بہہ رہے ہوں!

پھر اگر بدبخت انسان قیدخانہ اور تازیانے کی سزائیں جھیل کر بھی اس قابل نہیں ہو جاتا کہ بغیر غذا کے زندہ رہ سکے، تو "مقدس انصاف" اصلاح اور انسانیت کا آخری قدم اُٹھاتا ہے، اور کہتا ہو اسے سولی کے تختے پر لٹکا دو! یہ گویا انسان کے پاس اُس کے ابنائے جنس کی مصیبتوں اور شقاوتوں کا آخری علاج ہے!

یہ ہو انسان کی شہری اور متمدن زندگی کا اخلاق! وہ خود ہی انسان کو بُرائی پر مجبور کرتا ہو اور خود ہی سزا بھی دیتا ہو۔ پھر ظلم اور بے رحمی کے اس تسلسل کو "انصاف" کے نام سے تعبیر کرتا ہو۔ اُس "انصاف" کے نام سے، جو دنیا کی سب سے زیادہ مشہور مگر سب سے زیادہ غیر موجود حقیقت ہو!

⁂

چوتھی صدی ہجری کا بغداد دنیا کا سب سے بڑا شہر اور انسانی تمدن کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ انسانی آبادی و تمدن کے یہ تمام لازمی نتائج موجود ہوتے۔ گندگی میں مکھیاں اور دلدل میں مچھر اِس تیزی سے پیدا نہیں ہوتے جس تیزی سے شہروں کی آب و ہوا جرم اور مجرموں کو پیدا کرتی ہو۔ بغداد کے قیدخانے مجرموں سے بھرے ہوئے تھے۔ پھر بھی اسکی آبادی میں مجرموں کی کوئی کمی نہ تھی!

⁂

بغداد میں آج کل جس طرح حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کی زہد و درویشی کی شہرت ہو، اُسی طرح ابن ساباط کی چوری اور عیاری بھی مشہور ہو۔ پہلی شہرت نیکی کی ہو۔ دوسری بدی کی۔ دنیا میں بدی، نیکی کی ہر چیز کی طرح، اُس کی شہرت کا بھی مقابلہ کرنا چاہتی ہے اگرچہ نہیں کر سکتی۔

دس برس سے ابن ساباط مدائن کے محبس میں قید ہو۔ اُس کے خوفناک حملوں سے لوگ محفوظ ہو گئے ہیں۔ تاہم اُسکی عیاری اور بے باکیوں کے افسانے لوگ بھولے نہیں۔ وہ جب کبھی کسی بڑی چوری کا حال سنتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں "یہ دوسرا ابن ساباط ہو"۔ اس دس برس کے اندر کتنے ہی نئے ابن ساباط پیدا ہو گئے مگر پہلے ابن ساباط کی شہرت کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ بغداد والوں کی بول چال میں وہ جرائم کا شیطان اور بُرائیوں کا عفریت تھا!

ابن ساباط کے خاندانی حالات عوام کو بہت کم معلوم ہیں۔ جب وہ پہلی مرتبہ سوق النخاسین میں چوری کرتا ہوا گرفتار ہوا تو کوتوالی میں اس کے حالات کی تفتیش کی گئی۔ معلوم ہوا یہ بغداد کا باشندہ نہیں ہو۔ اس کے ماں باپ طوس سے ایک قافلہ کے ساتھ آ رہے تھے۔ راہ میں بیمار پڑے اور مر گئے۔ قافلہ والوں کو رحم آیا اور اپنے ساتھ بغداد پہونچا دیا۔ یہ اب سے دو برس پیشتر کی بات ہو۔ یہ دو برس اسنے کہاں اور کیونکر بسر کئے؟ انکا حال کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ گرفتاری کے وقت اُس کی عمر پندرہ سولہ برس کی تھی۔ کوتوالی کے چبوترے پر لٹا کر تازیانے مارے گئے اور چھوڑ دیا گیا۔

اس پہلی سزا نے اُس کی طبیعت پر کچھ عجیب طرح کا اثر ڈالا۔ وہ اب تک ایک ڈرا سہما کمسن لڑکا تھا۔ اب اچانک ایک دلیر و بے باک مجرم کی روح اُس کے اندر پیدا ہو گئی۔ گویا اُس کی تمام شقاوتیں اپنے ظہور کے لئے تازیانے کی ضرب کی منتظر تھیں۔ مجرمانہ اعمال کے تمام بھید اور بدیوں گناہوں کے تمام مخفی طریقے جو کبھی اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں گزرے تھے، اب اس طرح اُس پر کھل گئے، گویا ایک تجربہ کار اور مشاق مجرم کا دماغ اُس کے سر میں آ سمایا گیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے اندر وہ ایک پکا عیار اور ایک چھٹا ہوا جرائم پیشہ انسان تھا!

اب وہ چھوٹی چھوٹی چوریاں نہیں کرتا تھا۔ پہلی مرتبہ جب اُسنے چوری کی تھی، تو دو دن کی بھوک اُسے نان بائی کی دکان پر لے گئی تھی۔ لیکن اب وہ بھوک سے بے بس ہو کر نہیں بلکہ جرم کے ذوق سے وارفتہ ہو کر چوری کرتا تھا۔ اس لئے اُس کی نگاہیں نان بائی کی روٹیوں پر نہیں بلکہ صرافوں کی تھیلیوں اور سوداگروں کے ذخیروں پر پڑتی تھیں۔ دن ہو یا رات، بازار کی منڈی ہو یا امیر کا دیوانخانہ، ہر وقت اور ہر جگہ اُس کی کارستانیاں جاری رہتیں۔ اُس کے اندر ایک فاتح کا جوش تھا، سپہ سالار کا سا عزم تھا، سپاہی کی مردانگی تھی، مدبر کی سی دانشمندی تھی؛ لیکن دنیا نے اُس کے لئے یہی پسند کیا کہ وہ بغداد کے بازاروں کا چور ہو۔ اس لئے اُس کی فطرت کے تمام جوہر اسی راہ میں نمایاں ہونے لگے۔ افسوس، فطرت کس فیاضی سے بخشتی ہو، مگر انسان کس بے دردی سے برباد کرتا ہو!

⁂

کچھ دنوں کے بعد جب ابن ساباط کی دراز دستیاں حد سے بڑھ گئیں تو حکومت کو خصوصیت کے ساتھ توجہ ہوئی۔ آخر ایک دن گرفتار کر لیا گیا۔ اب یہ ایک کمسن لڑکا نہ تھا۔ شہر کا سب سے بڑا چور تھا۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ ایک ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ فوراً تعمیل ہوئی، اور جلاد نے ایک ہی ضرب میں اسکا پنجا الگ کر دیا۔

ابن ساباط کے ہاتھ کا کٹنا، کٹنا نہ تھا، بلکہ سیکڑوں نئے ہاتھوں کو اُس کے شانے سے جوڑ دینا تھا۔ معلوم ہوتا ہو، دنیا کے سارے شیطان اور عفریت اس واقعہ کے انتظار میں تھے جونہی اُس کا ہاتھ کٹا، اُنہوں نے اپنے سیکڑوں ہاتھ اُس کے حوالے کر دئے۔ اب اُسنے عراق کے تمام چور اور عیار جمع کر کے اپنا اچھا خاصہ جتھا بنا لیا اور فوجی ساز و سامان کے ساتھ لوٹ مار شروع کر دی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اُس کے دلیرانہ حملوں نے تمام عراق میں تہلکہ مچا دیا۔ وہ قافلوں پر حملے کرتا، دیہاتوں میں ڈاکے ڈالتا، محل سراؤں میں نقب لگاتا، سرکاری خزانے لوٹ لیتا، اور پھر یہ سب کچھ اس ہوشیاری اور فرزانگی کے ساتھ کرتا کہ نہ اُس پر یا اُسکے ساتھیوں پر کوئی آنچ نہ آتی۔ ہر موقعہ پر صاف بچ کر نکل جاتا۔ لوگ جب اُس کے مجرمانہ کارنامے سنتے تو دہشت و حیرت سے مبہوت ہو جاتے۔ "بے شک یہ جرم کی ایک خبیث روح ہو۔ وہ انسان کو لوٹ لیتی ہو مگر انسان اُسے پکڑ نہیں سکتا!" یہ بغداد والوں کا متفقہ فیصلہ تھا!

⁂

مگر ظاہر ہے، یہ حالت کب تک جاری رہ سکتی تھی؟ آخر وقت آ گیا کہ ابن ساباط تیسری مرتبہ قانون کے پنجے میں گرفتار ہو جائے۔ ایک موقعہ پر جب اُسنے اپنے تمام ساتھیوں کو بحفاظت نکال دیا تھا اور خود نکل بھاگنے کی طیاری کر رہا تھا، حکومت کے سپاہی پہنچ گئے اور گرفتار کر لیا۔

اس مرتبہ وہ ایک رہزن اور ڈاکو کی حیثیت میں گرفتار ہوا تھا اس کی سزا قتل تھی۔ ابن ساباط نے جب دیکھا کہ جلاد کی تلوار سر پر چمک رہی ہو تو اس کے مجرمانہ خصائل نے اچانک ایک دوسرا رنگ اختیار کر لیا۔ وہ طیار ہو گیا کہ اپنے بچاؤ کے لئے اپنے ساتھیوں کی جانیں قربان کر دے۔ اُسنے عدالت سے کہا۔ اگر اُسے قتل کی سزا نہ دی جائے تو وہ اپنے جتھے کے تمام چور گرفتار کرا دے گا۔ عدالت نے منظور کر لیا۔ اس طرح ابن ساباط خود تو قتل سے بچ گیا لیکن اُس کے [illegible] سے زیادہ ساتھی اُس کی نشاندہی پر موت کے گھاٹ اُتار دئے گئے! ان سو چوروں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو قتل ہونے سے پہلے ابن ساباط کے نام پر لعنت نہ بھیجی ہو۔ بدعہدی اور بے وفائی ایسی بُرائی ہو جسے بُرے بھی سب سے بڑی بُرائی سمجھتے ہیں۔ ابن ساباط نے اپنے اس طرز عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ جرم سے بھی بڑھ کر بُرائی کا کوئی ایک درجہ رکھتا تھا!

⁂

بہرحال اب ابن ساباط مدائن کے قیدخانہ میں زندگی کے دن پورے کر رہا ہو۔ اُس کی آخری گرفتاری پر دس برس گزر چکے ہیں۔ دس برس کا زمانہ اس کے لئے کم مدت نہیں ہو کہ ایک مجرم کی سیاہ کاریاں بھلا دی جائیں، لیکن ابن ساباط جیسے مجرم کے کارنامے مدتوں تک نہیں بھلائے جا سکتے۔ دس برس گزرنے پر بھی اُس کے دلیرانہ جرائم کا ذکر بچہ بچہ کی زبان پر ہو۔ لوگوں کو یہ بات تو کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں آتی کہ ابن ساباط ہے کہاں اور کس حالت میں ہو؟ کیونکہ یہ معلوم کرنے کی اُنھیں ضرورت بھی نہیں ہو۔ البتہ وہ اُس کے دلیرانہ کارنامے بھولنا نہیں چاہتے، کیونکہ اس تذکرہ میں اُن کے لئے لطف اور دلچسپی ہو۔ اُنہیں ابن ساباط کی نہیں؛ اپنی دلچسپیوں کی فکر ہو!

⁂

انسان کی بے مہریوں کی طرح اُس کی دلچسپیوں کا بھی کچھ عجیب حال ہو؟ وہ عجیب عجیب اور غیر معمولی باتیں دیکھ کر خوش ہوتا ہو، لیکن اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی دلچسپی کا یہ تماشا کیسی کیسی مصیبتوں اور شقاوتوں کی پیدائش کے بعد ظہور میں آ سکا ہو؟ اگر ایک چور دلیری کے ساتھ چوری کرتا ہو تو یہ اُس کے لئے بڑی ہی دلچسپی کا واقعہ ہو۔ وہ اُس کی صورت دیکھنے کے لئے بیقرار ہو جاتا ہو۔ وہ گھنٹوں اسپر رائے زنی کرتا ہو اور وہ تمام اخبار خرید لیتا ہو جن میں اُس کی تصویر چھپی ہو یا اُس کا تذکرہ کیا گیا ہو۔ لیکن اس واقعہ میں چور کے لئے کیسی شقاوت ہو؟ اور جس مسکین کا مال چوری گیا ہو اُس کے لئے کیسی مصیبت ہو؟ اس کے سوچنے کی وہ کبھی زحمت گوارا نہیں کرتا!

اگر ایک مکان میں آگ لگ جائے تو انسان کے لئے بڑا ہی دلچسپ نظارہ ہوتا ہو۔ سارا شہر اُمنڈ آتا ہو جس کسی کو دیکھو بے تحاشا دوڑا جاتا ہو لوگ اس نظارہ کے شوق میں اپنا کھانا پینا تک بھول جاتے ہیں۔ اگر چند زندہ انسانوں کے جھلسے ہوئے چہرے آگ کے شعلوں کے اندر نمودار ہو جائیں اور اُن کی چیخیں اتنی بلند ہوں کہ دیکھنے والوں کے کانوں تک پہنچ سکیں، تو پھر اس نظارہ کی دلچسپی انتہائی حد تک پہنچ جاتی ہو، تماشائی جوش نظارہ میں مجنوں ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں۔ لیکن انسانی دلچسپی کے اس حسین منظر میں اُس مکان اور اُسکے مکینوں کے لئے کیسی ہلاکت اور تباہی ہو؟ اور جان و مال کی کیسی ہولناک

نے یہاں بھی تعرض کیا۔ حضرت نے محسوس کیا کہ ان کی نیت خراب ہے۔ خیمہ لوٹنا چاہتے ہیں۔ فرمایا "اگر تم میں دین نہیں اور تم روز آخرت سے ڈرتے نہیں، تو کم سے کم دنیاوی شرافت برتو قائم رہو میرے خیمے کو اپنے جاہلوں اور اوباشوں سے محفوظ رکھو" شمر نے جواب دیا "اچھا ایسا ہی کیا جائے گا۔ اور آپکا خیمہ محفوظ رہیگا"

آخری تنبیہ

اب بہت دیر ہوچکی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ دشمن اگر چاہتا تو آپ کو بہت پہلے قتل کر ڈالتا۔ مگر یہ گناہ، کوئی بھی اپنے سر لینا نہیں چاہتا تھا۔ آخر شمر بن ذی الجوشن چلایا "تمہارا برا ہو! کیا انتظار کر رہے ہو؟ کیوں کام تمام نہیں کرتے؟" اب ہر طرف سے نرغہ ہوا۔ آپ نے پکار کر کہا "کیا میرے قتل پر ایک دوسرے کو ابھارتے ہو؟ واللہ میرے بعد کسی بندے کے قتل پر بھی خدا اتنا ناخوش نہیں ہوگا جتنا میرے قتل پر ناخوش ہوگا"

شہادت!

مگر اب وقت آچکا تھا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے آپکے بائیں ہاتھ کو زخمی کیا۔ پھر شانے پر تلوار ماری۔ آپ کمزوری سے لڑکھڑائے۔ لوگ ہیبت سے پیچھے ہٹے۔ مگر سنان بن انس نخعی نے بڑھ کر نیزہ مارا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ اُسنے ایک شخص سے کہا "سر کاٹ لے" وہ سر کاٹنے کے لئے لپکا مگر جرات نہ ہوئی۔ سنان بن انس نے دانت پیس کر کہا "خدا تیرے ہاتھ شل کر ڈالے!" پھر جوش سے اُترا۔ آپکو ذبح کیا اور سر تن سے جدا کر لیا!

جعفر بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ قتل کے بعد دیکھا گیا کہ آپکے جسم پر نیزے کے ۳۳ زخم اور تلوار کے ۳۴ گھاؤ تھے!

قاتل

سنان بن انس قاتل کے دماغ میں کسی قدر فتور تھا۔ قتل کے وقت اُس کی عجیب حالت تھی۔ جو شخص بھی حضرت کی نعش کے قریب آتا، وہ اُسپر حملہ آور ہوتا تھا۔ وہ ڈرتا تھا کوئی دوسرا آن کا سر کاٹ نہ لے جائے۔ قاتل نے سر کاٹ کر خولی بن یزید اصبحی کے حوالہ کیا اور خود عمر بن سعد کے پاس دوڑا گیا۔ خیمہ کے سامنے کھڑا ہوکر چلایا!:

اوقر رکابی فضۃ وذہبا　　انا قتلت الملک المحجبا
مجھے چاندی سونے سے لاددو، میں نے بڑا بادشاہ مارا ہے!
قتلت خیر الناس اما وابا　　وخیرہم اذ ینسبون نسبا
میں نے اُسے قتل کیا ہے جسکے ماں باپ سب سے افضل ہیں اور جو اپنے نسب میں
سب سے اچھا ہے!

عمر بن سعد نے اُسے اندر بلا لیا۔ بہت خفا ہوا۔ کہنے لگا "تم مجنون ہو!" پھر اپنی لکڑی سے اُسے مار کر کہا "پاگل! ایسی بات کہتا ہے۔ بخدا اگر عبید اللہ بن زیاد سنتا تو تجھے ابھی مروا ڈالتا!"

(ابن جریر)

لوٹ کھسوٹ

قتل کے بعد کوفیوں نے آپکے بدن کے کپڑے تک اُتار لئے۔ پھر آپکے خیمے کی طرف بڑھے۔ زین العابدین بستر بیمار پر پڑے تھے۔ شمر اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ پہونچا اور کہنے لگا "اسے بھی کیوں نہ قتل کر ڈالیں؟" لیکن اس کے بعض ساتھیوں نے مخالفت کی۔ کہا "کیا بچوں کو بھی مار ڈالیگے؟" اسی اثنا میں عمر بن سعد بھی آگیا اور حکم دیا "کوئی عورتوں کے خیمے میں نہ گھسے۔ اس بیمار کو کوئی نہ چھیڑے۔ جس کسی نے خیمہ کا کوئی اسباب لوٹا ہو واپس کر دے" زین العابدین نے یہ سنکر اپنی بیمار آواز سے کہا "عمر بن سعد! خدا تجھے جزاء خیر دے! تیری زبان نے مجھے بچا لیا!"

۴ نعش روند ڈالی

عمر بن سعد کو حکم تھا کہ حسین کی نعش گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالے۔ اب اس کا وقت آیا۔ اُسنے پکار کر کہا "اس کام کے لئے کون طیار ہے؟" دس آدمی طیار ہوئے اور گھوڑے دوڑا کر جسم مبارک روند ڈالا!

چوں بگذرد نظیری خونیں کفن بحشر　　خلقے فغاں کنند کہ ایں داد خواہ کیست

اس جنگ میں حضرت حسین کے ۷۲ آدمی مارے گئے اور کوفی فوج کے ۸۸ مقتول ہوئے (ابن جریر۔ کامل۔ یعقوبی) (باقی)

افسانہ

محبت اور قربانی
یا
انتقام اور سزا؟

وکٹر ہیوگو کا "بشپ" اور تاریخ اسلام کا "بغدادی"

درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعہ بہ مکتب آورد طفل گریز پائے را!

(دوسرا حصہ)

ہجرت کی تیسری صدی قریب الاختتام ہے۔ بغداد کے تخت خلافت پر المعتضد باللہ عباسی متمکن ہے۔ معتصم کے زمانے سے دار الخلافہ کا شاہی اور فوجی مستقر سامرہ میں منتقل ہوگیا ہے۔ پھر بھی سرزمین بابل کے اس نئے بابل میں پندرہ لاکھ انسان بستے ہیں۔ ایران کے اصطخر، مصر کے ریمسس، اور یورپ کے روم کی جگہ اب دنیا کا تمدنی مرکز بغداد ہے۔

* * *

دنیا کی اس ترقی یافتہ مخلوق کا جسے "انسان" کہتے ہیں کچھ عجیب حال ہے۔ یہ جتنا کم ہوتا ہے، اُتنا ہی نیک اور خوش ہوتا ہے۔ اور جتنا زیادہ بڑھتا ہے، اُتنی ہی نیکی اور خوشی اس سے دور ہونے لگتی ہے۔ اُس کا کم ہونا خود اُس کے لئے اور خدا کی زمین کے لئے برکت ہے۔ یہ جب چھوٹی چھوٹی بستیوں میں گھانس پھونس کے جھونپڑوں میں رہتا ہے، تو کیسا نیک، کیسا خوش، اور کس درجہ حلیم ہوتا ہے! محبت اور رحمت اُس میں اپنا آشیانہ بناتی ہے اور روح کی پاکیزگی کا نور اُس کے جھونپڑوں کو روشن کرتا ہے۔ لیکن جونہی یہ جھونپڑوں سے باہر نکلتا ہے، اُس کی بڑی بڑی بھیڑیں ایک خاص رقبہ میں اکٹھی ہوجاتی ہیں، تو اُس کی حالت میں کیسا عجیب انقلاب ہو جاتا ہے؟ ایک طرف تجارت بازاروں میں آتی ہے، صنعت و حرفت کارخانے کھولتی ہے، دولت سر بفلک عمارتیں بناتی ہے، حکومت دار و مدار شان و شکوہ کے سامان آراستہ کرتی ہے۔ لیکن دوسری طرف نیکی رخصت ہوجاتی ہے، محبت اور فیاضی کا سراغ نہیں ملتا، اور امن و راحت کی جگہ انسانی مصیبتوں اور شقاوتوں کا ایک لازوال دور شروع ہوجاتا ہے۔ وہی انسان کی بستی جو پہلے نیکی و محبت کی دنیا اور راحت و برکت کی بہشت تھی، اب افلاس و مصیبت کا مقتل اور جرموں اور بدیوں کی دوزخ بنجاتی ہے۔ وہی انسان جو جھونپڑوں کے اندر محبت و فیاضی کی گرمجوشی تھا، اب شہر کے سر بفلک محلوں کے اندر بے مہری و خود غرضی کا پتھر ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے عالیشان مکانوں میں عیش و نعمت کے دسترخوان پر بیٹھتا ہے، تو اس کے کتنے ہی ہم جنس سڑکوں پر بھوک سے ایڑیاں رگڑتے ہیں! جب وہ عیش و راحت کے ایوانوں میں حسن و جمال کی محفلیں آراستہ کرتا ہے، تو اُس کے ہمسایہ میں یتیموں کے آنسو نہیں تھمتے اور کتنی ہی بیوائیں ہوتی ہیں جن کے بدنصیب سروں پر چادر کا ایک تار بھی نہیں ہوتا! زندگی کی قدرتی یکسانی کی جگہ اب زندگی کی مصنوعی مگر بے رحم تفاوتیں ہر گوشے میں نمایاں ہوجاتی ہیں!۔

پھر جب انسانی بے مہری اور خود غرضی کے لازمی نتائج ظاہر ہونے لگتے ہیں، کمزوری، افلاس، اور بے نوائی سے مجبور ہوکر بدبخت انسان جرم کی طرف قدم اُٹھاتا ہے، تو اچانک دنیا کی زبان کا سب سے زیادہ بے معنی لفظ وجود میں آجاتا ہے۔ یہ "قانون" اور "انصاف" ہے۔ اب بڑی بڑی شاندار عمارتیں تعمیر کیجاتی ہیں اور اُن کے دروازہ پر لکھا جاتا ہے "انصاف کا گھر" انصاف کے اس "مقدس گھر" میں کیا ہوتا ہے؟ یہ ہوتا ہے کہ وہی انسان جو اپنی بے رحمی و تغافل سے مفلس کو چوری پر اور نیک انسانوں کو بد اطوار بنجانے پر مجبور کر دیا تھا، قانون کا پرہیبت جبہ پہنکر آتا ہے، اور فرشتوں کا سا معصوم اور راہبوں کا سا سنجیدہ چہرہ بناکر

سخت محنت! افسوس، انسان کو اپنے رزق کے لئے کیسی کیسی مشقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں! دیکھو، یہ چٹائی بچھی ہے۔ یہ چمڑے کا تکیہ میں اسے دیوار کے ساتھ لگا دیتا ہوں" اُسنے تکیہ دیوار کے ساتھ لگاکر رکھ دیا۔ "بس ٹھیک ہے۔ اب تم اطمینان کے ساتھ ٹیک لگاکر یہاں بیٹھ جاؤ اور اچھی طرح سستالو۔ اتنی دیر میں مَیں تمھارا ادھورا کام پورا کئے دیتا ہوں"

اُسنے یہ کہا، اور ابن ساباط کے کاندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر اُسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ پھر جب اُس کی نظر دوبارہ اُس کی عرق آلود پیشانی پر پڑی، تو اُسنے اپنی کمر سے رُومال کھولا اور اس کی پیشانی کا پسینہ پونچھ ڈالا۔ جب وہ پسینہ پونچھ رہا تھا تو اُس کی آنکھوں میں باپ کی سی شفقت اور ہاتھوں میں بھائی کی سی محبت کام کر رہی تھی!

صورت حال کے یہ تمام تغیرات اس تیزی سے ظہور میں آئے کہ ابن ساباط کا دماغ مختل ہوکر رہ گیا۔ وہ کچھ سمجھ نہ سکا کہ معاملہ کیا ہے؟ ایک مدہوش اور بے ارادہ آدمی کی طرح اُسنے اجنبی کے اشارہ کی تعمیل کی اور چٹائی پر بیٹھ گیا۔

اب اُسنے دیکھا کہ واقعی اجنبی نے کام شروع کر دیا ہے۔ اُسنے پہلے وہ گٹھڑی کھولی جو ابن ساباط نے باندھنی چاہی تھی مگر نہیں بندھ سکی تھی۔ پھر وہ تھان کھولکر بچھا دئے اور جس قدر بھی تھان موجود تھے، اُن سب کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ ایک حصہ میں زیادہ تھے۔ ایک میں کم۔ پھر دونوں کی الگ الگ دو گٹھڑیاں باندھ لیں۔ یہ تمام کام اُسنے اس اطمینان اور سکون کے ساتھ کیا، گویا اسمیں اُسکے لئے کوئی انوکھی بات نہ تھی۔

پھر اچانک اُسے کچھ خیال آیا۔ اُسنے اپنی عبا اُتار ڈالی، اور اسے بھی گٹھڑی کے اندر رکھ دیا۔

اب وہ اُٹھا اور ابن ساباط کے قریب گیا:

"میرے دوست، تمھارے چہرے کی پژمردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ تم صرف تھکے ہوئے ہی نہیں ہو بلکہ بھوکے بھی ہو۔ بہتر ہوگا کہ چلنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ پی لو۔ اگر تم چند لمحے انتظار کر سکو تو میں دودھ لے آؤں" اُسنے کہا، جبکہ اُس کے پُرشکوہ چہرہ پر بدستور مسکراہٹ کی دلآویزی موجود تھی۔ ممکن نہ تھا کہ اس مسکراہٹ سے انسانی قلب کے تمام اضطراب محو نہ ہو جائیں!۔

قبل اس کے کہ ابن ساباط جواب دے، وہ تیزی کے ساتھ لوٹا، اور باہر نکل گیا۔

* * *

اب ابن ساباط تنہا تھا۔ لیکن تنہا ہونے پر بھی اس کے قدموں میں حرکت نہ ہوئی۔ اجنبی کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے اس کے اندر خوف پیدا ہوتا۔ وہ صرف متحیر اور مبہوت تھا!

اجنبی کی ہستی اور اُس کا طور طریقہ ایسا عجیب و غریب تھا کہ جب تک وہ موجود رہا، ابن ساباط کو تحیر و تاثر نے سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اجنبی کی شخصیت کی تاثیر سے اس کی ذاتی شخصیت مغلوب ہوگئی تھی۔ لیکن اب وہ تنہا ہوا، تو آہستہ آہستہ اُس کا دماغ اپنی اصلی حالت پر واپس آنے لگا۔ یہاں تک کہ تمام دماغی خصائل پوری طرح اُبھر آئے، اور وہ اُسی روشنی میں معاملات کو دیکھنے لگا جس روشنی میں دیکھنے کا ہمیشہ سے عادی تھا۔

وہ جب اجنبی کا متبسم چہرہ اور دلنواز صدائیں یاد کرتا، تو شک اور خوف کی جگہ اُس کے اندر ایک ایسا ناقابل فہم جذبہ پیدا ہو جاتا جو اب تک اُسے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ لیکن پھر جب وہ سوچتا کہ اس تمام معاملہ کا مطلب کیا ہے؟ اور یہ شخص ہے کون؟ تو اس کی عقل حیران رہجاتی اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اُسنے اپنے دل میں کہا۔ "یہ تو قطعی ہے کہ یہ شخص اس مکان کا مالک نہیں ہے۔ مکان کے مالک کبھی چوروں کا اس طرح استقبال نہیں کیا کرتے۔

...... مگر پھر یہ شخص ہے کون؟......"

اچانک ایک نیا خیال اُس کے اندر پیدا ہوا۔ وہ ہنسا "استغفر اللہ میں بھی کیا احمق ہوں۔ یہ بھی کوئی سوچنے اور حیران ہونے کی بات تھی؟ معاملہ بالکل صاف ہے۔ تعجب ہے مجھے پہلے کیوں خیال نہیں ہوا؟ یقیناً یہ بھی کوئی میرا ہی ہم پیشہ آدمی ہے، اور اسی نواح میں رہتا ہے۔ اتفاقات نے آج ہم دونوں چوروں کو ایک ہی مکان میں جمع کر دیا۔ چونکہ یہ اسی نواح کا آدمی ہے، اس لئے اس مکان کے تمام حالات سے واقف ہوگا۔ اُسے معلوم ہوگا کہ آج مکان رہنے والوں سے خالی ہے اور بہ اطمینان کام کرنے کا موقعہ ہے۔ اسی لئے وہ روشنی کا سامان ساتھ لے کر آیا۔ لیکن جب دیکھا کہ میں پہلے سے پہنچا ہوا ہوں تو آمادہ ہوگیا کہ میرا ساتھ دے کر ایک حصہ کا حقدار بنجائے......"

* * *

وہ ابھی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا، اور اجنبی ایک لکڑی کا بڑا پیالہ ہاتھ میں لئے نمودار ہوگیا۔

"یہ لو، میں تمھارے لئے دودھ لے آیا ہوں۔ اسے پی لو۔ یہ بھوک اور پیاس، دونوں کے لئے مفید ہوگا" اُسنے کہا، اور پیالہ ابن ساباط کو پکڑا دیا۔ ابن ساباط واقعی بھوکا پیاسا تھا۔ بلاتأمل منہ کو لگا لیا اور ایک ہی مرتبہ میں ختم کر دیا۔

اب اُسے معاملہ کی فکر ہوئی۔ اتنے دیر کے وقفہ نے اُس کی طبیعت بحال کر دی تھی۔

"دیکھو، اگرچہ میں تم سے پہلے یہاں پہنچ چکا تھا اور ہاتھ لگا چکا تھا، اور اس لئے ہم لوگوں کے قاعدہ کے بموجب تمھارا کوئی حق نہیں، لیکن تمھاری ہشیاری اور مستعدی دیکھ لینے کے بعد مجھے کوئی تأمل نہیں کہ تمھیں بھی اس مال میں شریک کر لوں۔ اگر تم پسند کروگے تو میں ہمیشہ کے لئے تم سے معاملہ کر لوں گا۔ لیکن دیکھو، میں کہے دیتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی یہاں سے لے جائیں گے، اُس میں تم برابر کا حصہ نہیں پا سکتے، کیونکہ دراصل آج کا کام میرا ہی کام تھا"، اُسنے صاف آواز میں کہا۔ اُس کی آواز میں اب تأثر نہیں تھا۔ تحکم تھا۔

اجنبی مسکرایا۔ اُسنے ابن ساباط پر ایک ایسی نظر ڈالی جو اگرچہ شفقت و مہر سے خالی نہ تھی، لیکن اس کے علاوہ بھی اسمیں کوئی چیز تھی۔ لیکن ابن ساباط سمجھ نہ سکا۔ اُسنے خیال کیا۔ شاید یہ شخص اس طریق تقسیم پر قانع نہیں ہے۔ اچانک اُس کی آنکھوں میں اُس کی خوفناک مجرمانہ درندگی چمک اُٹھی۔ وہ غصہ سے مضطرب ہوکر کھڑا ہوگیا:

"بے وقوف، چپ کیوں ہے؟ یہ نہ سمجھنا کہ دودھ کا ایک پیالہ پلاکر اور چکنی چپڑی باتیں کرکے تم مجھے احمق بنالوگے۔ تم نہیں جانتے میں کون ہوں۔ مجھے کوئی احمق نہیں بنا سکتا۔ میں ساری دنیا کو احمق بنا چکا ہوں۔ بولو۔ اسپر راضی ہو یا نہیں؟ اگر نہیں ہو تو ......"

لیکن ابھی اُس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اجنبی کے لب متحرک ہوئے۔ اب بھی اُس کے لبوں سے اُس کی مسکراہٹ نہیں ہٹی تھی:

"میرے عزیز دوست! کیوں بلا وجہ اپنی طبیعت آزردہ کرتے ہو؟ آؤ یہ کام جلد نپٹالیں جو ہمارے سامنے ہے۔ دیکھو میں نے دو گٹھڑیاں باندھ لی ہیں۔ ایک چھوٹی ہے۔ ایک بڑی ہے۔ تمھارا ایک ہاتھ ہے اس لئے تم زیادہ بوجھ نہیں سنبھال سکتے۔ لیکن میں دونوں ہاتھوں سے سنبھال لوں گا۔ چھوٹی گٹھڑی تم اُٹھالو۔ بڑی میں اُٹھالیتا ہوں۔ باقی رہا میرا حصہ جس کے خیال سے تمھیں اتنی آزردگی ہوئی ہے، تو میں بھی نہیں چاہتا۔ اسوقت اُس کا فیصلہ کراؤں۔ تم نے کہا ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے معاملہ کر سکتے ہو۔ مجھے بھی ایسا ہی معاملہ پسند ہے۔ میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے معاملہ کرو"

"ہاں، اگر یہ بات ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہے۔ تمھیں ابھی معلوم نہیں میں کون ہوں؟ پورے ملک میں تمھیں مجھ سے بہتر کوئی ساتھی نہیں مل سکتا" اُسنے بڑی گٹھڑی کے اُٹھانے میں اجنبی کو مدد دیتے ہوئے کہا۔

یہ گٹھڑی اس قدر بھاری تھی کہ ابن ساباط اپنی حیرانی نہ چھپا سکا۔ وہ اگرچہ اپنے نئے رفیق کی زیادہ جرأت افزائی کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ پھر بھی اُس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا:

"دوست، تم دیکھنے میں تو بڑے دُبلے پتلے ہو لیکن بوجھ اُٹھانے میں بڑے مضبوط نکلے" ساتھ ہی اُسنے اپنے دل میں کہا "یہ جتنا مضبوط ہے، اُتنا عقلمند نہیں ہے ورنہ اپنے حصے سے دستبردار نہ ہوجاتا۔ اگر آج یہ احمق نہ ملجاتا تو مجھے سارا مال چھوڑ کر صرف ایک دو تھانوں پر قناعت کرلینی پڑتی"

اب ابن ساباط نے اپنی گٹھڑی اُٹھائی جو بہت ہی ہلکی تھی، اور دونوں باہر نکلے۔ اجنبی کی پیٹھ جسمیں پہلے سے خم موجود تھا، اب گٹھڑی کے بوجھ سے بالکل ہی جھک گئی تھی۔ رات کی تاریکی میں اتنا بھاری بوجھ اُٹھاکر چلنا نہایت دشوار تھا۔ لیکن ابن ساباط کو قدرتی طور پر جلدی تھی۔ وہ بار بار حاکمانہ انداز سے اصرار کرتا کہ تیز چلو۔ اور چونکہ خود اُس کا بوجھ بہت ہلکا تھا، اس لئے خود تیز چلنے میں کسی طرح کی دشواری محسوس نہیں کرتا تھا۔ اجنبی تعمیل حکم کی پوری کوشش کرتا، لیکن اتنا بھاری بوجھ اُٹھاکر تیز چلنا انسانی طاقت سے باہر تھا۔ اس لئے پوری کوشش کرنے پر بھی زیادہ تیز نہیں چل سکتا تھا۔ کئی مرتبہ ٹھوکریں لگیں، بارہا بوجھ گرتے گرتے رہ گیا، ایک مرتبہ اتنی سخت چوٹ کھائی کہ قریب تھا گرجائے۔ پھر بھی اُسنے رُکنے یا سستانے کا نام نہیں لیا۔ گرتا پڑتا اپنے ساتھی کے ساتھ بڑھتا ہی رہا۔

لیکن ابن ساباط اسپر بھی خوش نہ تھا۔ اُسنے پہلے تو ایک دو مرتبہ تیز چلنے کا حکم دیا۔ پھر بے تأمل گالیوں پر اُتر آیا۔ ہر لمحہ کے بعد ایک سخت گالی دیتا اور کہتا تیز چلو۔ اتنے میں جسر (پل) آیا۔ یہاں چڑھائی تھی۔ جسم کمزور اور تھکا ہوا، بوجھ بیحد بھاری! اجنبی سنبھل نہ سکا اور بے اختیار گر پڑا۔ ابھی وہ اُٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اوپر سے ایک سخت لات پڑی۔ یہ ابن ساباط کی لات تھی۔ اُسنے غضبناک ہوکر کہا "کتے کے بچے! اگر اتنا بوجھ سنبھال نہیں سکتا تھا تو لاد کر لایا کیوں؟" اجنبی ہانپتا ہوا اُٹھا۔ اُس کے چہرہ پر درد و شکایت کی جگہ شرمندگی کے آثار پائے جاتے تھے۔ اُسنے فوراً گٹھڑی اُٹھاکر پیٹھ پر رکھی اور پھر روانہ ہوگیا۔

* * *

اب یہ دونوں شہر کے کنارے، ایک ایسے حصہ میں پہنچ گئے جو بہت ہی کم آباد تھا۔ یہاں ایک ناتمام عمارت کا پرانا اور شکستہ احاطہ تھا۔ ابن ساباط اس احاطہ کے ایک جانب پہنچکر رک گیا

بربادیوں کے بعد آگ اور موت کی یہ ہولناک دلچسپی جودیں کیسی ہو؟ اس بات کے سوچنے کی نہ تو لوگوں کو فرصت ملتی ہو۔ نہ وہ سوچنا چاہتے ہیں!

اگر انسان کے ابنائے جنس میں سے ایک بدبخت مخلوق سُولی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے، تو یہ اُن تمام نظاروں میں سے جن کے دیکھنے کا انسان شائق ہو سکتا ہو، سب سے زیادہ دلکش نظارہ ہوتا ہو۔ اتنا دلکش نظارہ کہ گھنٹوں کھڑے رہ کر لٹکتی ہوئی نعش دیکھا رہتا ہو مگر اُس کی سیری نہیں ہوتی۔ لوگ درختوں پر چڑھ جاتے ہیں، ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں، صفیں چیر چیر کر نکل جانا چاہتے ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ اپنے ایک ہم جنس کو جانکنی میں تڑپتے اور پھر ہوا میں معلق جھولتے دیکھ لینے کی لذت حاصل کرلیں! لیکن جس انسان کے پھانسی پانے سے انسانی نظارہ کا یہ سب سے زیادہ دلکش تماشا وجود میں آیا، خود اُس پر کیا گزری؟ اور کیوں وہ اس منحوس اور شرمناک موت کا مستحق ٹھہرا؟ سیکڑوں ہزاروں تماشائیوں میں سے ایک کا ذہن بھی اس غیر ضروری اور غیر دلچسپ پہلو کی طرف نہیں جاتا!

تیسرا حصہ

گرمیوں کا موسم ہو۔ آدھی رات گزر چکی ہو۔ مہینہ کی آخری راتیں ہیں۔ بغداد کے آسمان پر ستاروں کی مجلس شبینہ آراستہ ہو مگر چاند کے برآمد ہونے میں ابھی دیر ہو۔ دجلہ کے پار کرخ کی تمام آبادی نیند کی خاموشی اور رات کی تاریکی میں گم ہو۔

اچانک تاریکی میں ایک متحرک تاریکی نمایاں ہوئی۔ سیاہ لبادے میں ایک لپٹا ہوا آدمی خاموشی اور آہستگی کے ساتھ جا رہا ہے۔ وہ ایک گلی سے مڑکر دوسری گلی میں پہنچا، اور ایک مکان کے سائبان کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اب اُسنے سانس لی۔ گویا یہ مدت کی بند سانس تھی جسے اب آزادی سے اُبھرنے کی مہلت ملی ہو۔ پھر اُسنے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی "یقیناً تین پہر رات گزر چکی ہو" وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔ "مگر کیا بدنصیبی ہو کہ جس طرف رُخ کیا ناکامی ہی ہوئی۔ کیا پوری رات اسی طرح ختم ہو جائے گی؟"

یہ خوفناک ابن ساباط ہو جو دس برس کی طول طویل زندگی قیدخانہ میں بسر کر کے اب کسی طرح نکل بھاگا ہو، اور نکلنے کے ساتھ ہی اپنا قدیم پیشہ ازسرنو شروع کر رہا ہو۔ یہ اس کی نئی مجرمانہ زندگی کی پہلی رات ہو، اس لئے وقت کے بے نتیجہ ضائع جانے پر اُس کا بے صبر دل پیچ و تاب کھا رہا ہو۔

اُسنے ہر طرف کی آہٹ لی۔ زمین سے کان لگا کر دور دور کی صداؤں کا جائزہ لیا، اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا۔ کچھ دور چلکر اسنے دیکھا ایک احاطہ کی دیوار دور تک چلی گئی ہو اور وسط میں بہت بڑا پھاٹک ہو۔ کرخ کے اس علاقہ میں زیادہ تر اُمرا کے باغ تھے، یا سوداگروں کے گودام تھے۔ اسنے خیال کیا یہ احاطہ یا تو کسی امیر کا باغ ہو، یا کسی سوداگر کا گودام۔ وہ پھاٹک کے پاس پہونچکر رُک گیا اور سوچنے لگا، اندر کیونکر جائے؟ اُسنے آہستگی سے دروازہ پر ہاتھ رکھا، لیکن اُسے نہایت تعجب ہوا کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا صرف بھڑا ہوا تھا۔ ایک سکنڈ کے اندر ابن ساباط کے قدم احاطہ کے اندر پہنچ گئے۔

اُسنے دہلیز سے قدم آگے بڑھایا تو ایک وسیع احاطہ نظر آیا اس کے مختلف گوشوں میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنے تھے اور وسط میں ایک نسبتہً بڑی عمارت تھی۔ یہ درمیانی عمارت کی طرف بڑھا۔ عجیب بات ہو کہ اس کا دروازہ بھی اندر سے بند نہ تھا، چھوتے ہی کھل گیا۔ گویا وہ کسی کی آمد کا منتظر تھا۔ یہ ایک ایسی بے باکی کے ساتھ جو صرف مشاق مجرموں ہی کے قدموں میں ہو سکتی ہو، اندر چلا گیا۔ اندر جا کر دیکھا تو ایک وسیع ایوان (ہال) تھا۔ لیکن سامان راحت و زینت میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی۔ قیمتی اشیا کا نام و نشان نہ تھا۔ صرف ایک کھجور کے پتوں کی پرانی چٹائی بچھی تھی، اور ایک طرف چمڑے کا ایک تکیہ پڑا تھا۔ البتہ ایک گوشہ میں پشمینہ کے موٹے کپڑے کے بہت سے تھان اس طرح بے ترتیب پڑے تھے۔ گویا کسی نے جلدی میں پھینک دیئے ہیں اور اُن کے قریب ہی بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں بھی پڑی تھیں۔ اُسنے مکان کی موجودات کا یہ پورا جائزہ کچھ تو اپنی اندھیری میں دیکھ لینے والی آنکھوں سے لے لیا تھا اور کچھ اپنے ہاتھ سے ٹٹول ٹٹول کر۔ لیکن اُس کا ہاتھ ایک ہی تھا۔ یہ بغداد والوں کی بول چال میں "ایک ہاتھ کا شیطان" تھا جو اب پھر قید و بند کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو گیا ہو!

دس برس کی قید کے بعد آج ابن ساباط کو پہلی مرتبہ موقعہ ملا تھا کہ اپنے دلپسند کام کی جستجو میں آزادی کے ساتھ نکلے۔ جب اسنے دیکھا، اس مکان میں کامیابی کے آثار نظر نہیں آتے، اور یہ پہلا قدم بیکار ثابت ہوگا، تو اس کے تیز اور بے لگام جذبات سخت مشتعل ہو گئے۔ وہ دل ہی دل میں اس مکان کے رہنے والوں کو گالیاں دینے لگا جو اپنے مکان میں رکھنے کے لئے قیمتی اشیاء فراہم نہ کر سکے۔ ایک مفلس کا افلاس خود اُس کے لئے اس قدر دردانگیز نہیں ہوتا جس قدر اُس چور کے لئے جو رات کے پچھلے پہر مال و دولت تلاش کرتا ہوا پہنچتا ہو۔ اسمیں شک نہیں، پشمینہ کے بہت سے تھان یہاں موجود تھے اور وہ کتنے ہی موٹے اور ادنی قسم کے کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی اپنی قیمت رکھتے تھے، لیکن مشکل یہ تھی کہ ابن ساباط تنہا تھا۔ اور صرف تنہا ہی نہیں تھا بلکہ دو ہاتھوں کی جگہ صرف ایک ہاتھ رکھتا تھا۔ وہ ہزار ہمت کرتا، مگر اتنا بڑا بوجھ اس کے سنبھالے سنبھل نہیں سکتا تھا۔ وہ تھانوں کی موجودگی پر معترض نہ تھا۔ اُن کے وزن کی گرانی اور اپنی مجبوری پر متاسف تھا۔ اتنی وزنی چیز چرا کر لیجانا آسان نہ تھا!

"ایک ہزار لعنت کرخ اور اُس کے تمام باشندوں پر" وہ اندر ہی اندر بڑبڑانے لگا "نہیں معلوم یہ کون احمق ہو جسنے یہ ملعون تھان جمع کر رکھے ہیں؟ غالباً کوئی تاجر ہو۔ لیکن یہ عجیب طرح کا تاجر ہو جسے بغداد میں تجارت کرنے کے لئے اور کوئی چیز نہیں ملی۔ اتنا بڑا مکان بنا کر اُس میں گدھوں اور خچروں کی جھولیں بنانے کا سامان جمع کر دیا" اُسنے اپنے ایک ہی ہاتھ سے ایک تھان کی ٹٹول ٹٹول کر پیمایش کی "بھلا یہ ملعون بوجھ کس طرح اُٹھایا جا سکتا ہو؟ ایک تھان کے اُٹھانے کے لئے کن کُردش گدھے ساتھ لانے چاہئیں!"

لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ رات جا رہی تھی، اور اب وقت نہ تھا کہ دوسری جگہ تاکی جاتی۔ اُسنے جلدی سے ایک تھان کھولا اور اُسے فرش پر بچھا دیا۔ پھر کوشش کی زیادہ سے زیادہ تھان جو اُٹھائے جا سکتے ہیں اُٹھا لے۔ مشکل یہ تھی کہ مال کم قیمت مگر بہت زیادہ وزنی تھا۔ کم لیتا ہو تو بیکار ہو۔ زیادہ لیتا ہو تو لیجا نہیں سکتا۔ عجب طرح کی کشمکش میں گرفتار تھا۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح یہ مرحلہ طے ہوا، لیکن اب دوسری مشکل پیش آئی۔ صوف کا کپڑا بیحد موٹا تھا۔ اُسے مڑوڑ کر گرہ لگانا آسان نہ تھا۔ دو ہاتھوں سے بھی یہ کام مشکل تھا چہ جائے کہ ایک ہاتھ سے؟ بلاشبہ اس کے پاس ہاتھ کی طرح پاؤں ایک نہ تھا۔ دو تھے۔ لیکن وہ بھاگنے میں مدد دے سکتے تھے صوف کی گٹھری باندھنے کے تو مفید نہ تھے۔ اُسنے بہت سی تجویزیں سوچیں، طرح طرح کے تجربے کئے، دانتوں سے کام لیا۔ کبھی گھٹنے سے دبا دیا۔ لیکن کسی طرح بھی گٹھری میں گرہ نہ لگ سکی، وقت کی مصیبتوں میں تاریکی کی شدت نے اور زیادہ اضافہ کر دیا تھا۔

اندرونی جذبات کے ہیجان اور بیرونی فعل کی بے سود محنت نے ابن ساباط کو بہت جلد تھکا دیا۔ وقت کی کمی، عمل کا قدرتی خوف، مال کی گرانی، محنت کی شدت، اور فائدہ کی قلت، اُس کے دماغ کے لئے تمام مخالف تاثرات جمع ہو گئے تھے۔

* * *

اچانک وہ چونک اُٹھا۔ اُس کی تیز قوت سامعہ نے کسی کے قدموں کی نرم آہٹ محسوس کی۔ ایک لمحہ تک خاموشی رہی۔ پھر ایسا محسوس ہوا، جیسے کوئی آدمی دروازہ کے پاس کھڑا ہو۔ ابن ساباط گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا، مگر قبل اس کے کہ وہ کوئی حرکت کر سکے، دروازہ کھلا اور روشنی نمایاں ہوئی۔ خوف اور دہشت سے اُس کا خون منجمد ہو گیا۔ جہاں کھڑا تھا، وہیں قدم گڑ گئے۔ نظر اُٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک شخص کھڑا ہو۔ اُس کے ایک ہاتھ میں شمعدان ہو، اور اُسے اس طرح اونچا کر رکھا ہو کہ کمرے کے تمام حصے روشن ہو گئے ہیں۔

* * *

اس شخص کی وضع قطع سے اُس کی شخصیت کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ میلے رنگ کی ایک لمبی عبا اُس کے جسم پر تھی جسے کمر کے پاس ایک موٹی رسی لپیٹ کر جسم پر چست کر لیا تھا۔ سر پر سیاہ قلنسوہ (اونچی دیوار کی ٹوپی) تھی، اور اس قدر کشادہ تھی کہ اُس کے کنارے ابروؤں کے قریب تک پہنچ گئے تھے۔ جسم نہایت نحیف تھا۔ اتنا نحیف کہ صوف کی موٹی عبا پہننے پر بھی اندر کی اُبھری ہوئی ہڈیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں، اور قد کی درازی نے جسمیں کمر کے پاس خفیف سی خمیدگی پیدا ہو گئی تھی، یہ نحافت اور زیادہ نمایاں کر دی تھی۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ جسم کی اس غیر معمولی نحافت کا کوئی اثر اُس کے چہرہ پر نظر نہیں آتا تھا۔ اتنا کمزور جسم رکھنے پر بھی اُس کا چہرہ کچھ عجیب طرح کی تاثیر و گیرائی رکھتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہڈیوں کے ایک ڈھانچے پر ایک شاندار اور دلاویز چہرہ جوڑ دیا گیا ہو۔ رنگت زرد تھی، رخسار بے گوشت تھے، جسمانی تنومندی کا نام و نشان نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی چہرہ کی مجموعی ہیئت میں کوئی ایسی شاندار چیز تھی کہ دیکھنے والا محسوس کرتا تھا، ایک نہایت طاقتور چہرہ اُس کے سامنے ہو۔ خصوصاً اُس کی نگاہیں ایسی روشن، ایسی مطمئن، ایسی ساکن تھیں، کہ معلوم ہوتا تھا، دنیا کی ساری راحت اور سکون انہی دو حلقوں کے اندر سما گئی ہو!

چند لمحوں تک یہ شخص شمع اونچی کئے ابن ساباط کو دیکھتا رہا، پھر اس طرح آگے بڑھا، گویا اُسے جو کچھ سمجھنا تھا، سمجھ چکا ہو۔ اس کے چہرہ پر ہلکا سا زیر لب تبسم تھا۔ ایسا دلاویز اور شیریں تبسم جس کی موجودگی انسانی روح کے سارے اضطراب اور خوف دور کر دے سکتی ہو۔ اُسنے شمعدان ایک طرف رکھ دیا، اور ایک ایسی آواز میں جو شفقت و ہمدردی میں ڈوبی ہوئی تھی، ابن ساباط سے کہا:

"میرے دوست! تم پر خدا کی سلامتی ہو۔ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یہ بغیر روشنی اور ایک رفیق کے انجام نہیں پا سکتا۔ دیکھو، یہ شمع روشن ہو اور میں تمہاری رفاقت کے لئے موجود ہوں۔ روشنی میں ہم دونوں اطمینان اور سہولت کے ساتھ یہ کام انجام دے لیں گے"

وہ ایک لمحہ کے لئے رُکا۔ جیسے کچھ سوچنے لگا ہو پھر اُسنے کہا: "مگر میں دیکھتا ہوں تم بہت تھک گئے ہو۔ تمہاری پیشانی پسینہ سے تر ہو رہی ہو۔ یہ گرم موسم، بند کمرہ، تاریکی اور تاریکی میں ایسا

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کي تاريخ ميں الہلال ہي وہ رسالہ ہے جو اپني تمام ظاہري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تھي۔ اس نے ملک کے سياسي، علمي، ادبي اور ديني افکار و عقائد پر جو انقلاب انگيز اثرات ڈالے، قريب ہے کہ مستقبل ہند کا مورخ ان پر بحث کريگا اور ان کے اندر وہ عناصر و مباديات ڈھونڈھيگا جن سے ہندوستان کي سنہ ۱۹۱۹ کے بعد کي اجتماعي ذہنيت ظہور پذير ہوئي۔

الہلال اگرچہ ايک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، ليکن چونکہ وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتہاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا۔ اس کے ہر نمبر ميں مختلف ابواب، مذہب، سياست، ادبيات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے اور اسکا ہر باب اپني مجتہدانہ خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ ہوتا تھا۔ پھر اس کي ظاہري خوبياں اردو صحافت ميں اعلیٰ طباعت و ترتيب کا پہلا نمونہ تھيں۔ اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس ميں ہاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا، اور ٹائپ ميں چھپنے کي وجہ سے بہت سي ايسي خوبياں پيدا ہوئيں جو پتھر کي چھپائي ميں ممکن نہيں۔ اس کي جلديں جديد اردو علم ادب کے علمي، مذہبي، سياسي، اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترين مجموعہ ہيں۔ ان کي مقبوليت و قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ ميں بعض شائقين علم و ادب نے اس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپيہ ميں خريد کيا۔ اور حال ميں ايک صاحب نے اس کي پہلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بھي موجود نہيں) ساڑھے چارسو روپيہ ميں حيدرآباد سے خريدي ہے۔ جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہيں وہ بڑي سے بڑي قيمت پر بھي علحدہ کرنے کيلئے تيار نہيں۔ پچھلے دنوں "البلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاف نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيرہ الہلال کے پرچوں کا بھي محفوظ ملا۔ ہم نے کوشش کي کہ شائقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جاسکتي ہيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي ہو انہيں دوبارہ چھپوا ليا جائے۔

چنانچہ الحمدللہ يہ کوشش ايک حد تک مشکور ہوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل ہوگئي ہيں۔ ہم اس اعلان کے ذريعہ شائقين علم و ادب کو آخري موقعہ ديتے ہيں کہ اس قيمتي ذخيرہ کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں، چونکہ جلدوں کي اب بہت ہي محدود تعداد مرتب ہوسکي ہے اس لئے صرف انہيں درخواستوں کي تعميل ہوسکے گي جو سب سے پہلے پہونچيں گي۔ ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس بہ ترتيب حروف تہجي لگادي گئي ہے۔

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپيہ   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپيہ
،، ،، ،، چہارم ۱۰ روپيہ   ،، ،، ،، پنجم ۱۰ روپيہ

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا) قيمت ۸ روپيہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھي موجود ہيں جن ميں سے ہر پرچہ اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے۔ قيمت في پرچہ ۸ آنہ۔ محصول ڈاک و پيکنگ اس کے علاوہ ہے۔

منيجر "البلاغ پريس"

اور اجنبی سے کہا یہیں بوجھ اُتار دو۔ پھر خود کود کر اندر گیا اور اجنبی نے باہر سے دونوں گٹھریاں اندر پھینک دیں۔ اس کے بعد اجنبی بھی کود کر اندر ہوگیا، اور دونوں عمارت کے اندرونی حصہ میں پہنچ گئے۔ اس عمارت کے نیچے ایک پرانا سرداب (تہ خانہ) تھا جس میں ابن ساباط نے قید خانے سے نکلکر پناہ لی تھی۔ لیکن اسوقت وہ سرداب میں نہیں اُترا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ اجنبی پر ابھی اس درجہ اعتماد کرے کہ اپنا اصلی محفوظ مقام دکھلادے۔

* * *

جس جگہ یہ دونوں کھڑے تھے دراصل ایک ناتمام ایوان تھا یا تو اسپر پوری چھت پڑی ہی نہ تھی، یا پڑی تھی تو امتداد وقت سے شکستہ ہوکر گر پڑی تھی۔ ایک طرف بہت سے پتھروں کا ڈھیر تھا ابن ساباط انہی پتھروں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ دونوں گٹھریاں سامنے دہری تھیں۔ ایک گوشہ میں اجنبی کھڑا ہانپ رہا تھا۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی۔

یکایک اجنبی بڑھا اور ابن ساباط کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اب رات ختم ہونے پر تھی۔ پچھلی پہر کا چاند درخشندہ تھا۔ کھلی چھت سے اُس کی دھیمی اور ظلمت آلود شعاعیں ایوان کے اندر پہنچ رہی تھیں۔ ابن ساباط دیوار کے سائے میں تھا۔ لیکن اجنبی جو اُس کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا تھا، ٹھیک چاند کے مقابل تھا، اس لئے اُس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ابن ساباط نے دیکھا کہ تاریکی میں ایک درخشاں چہرہ، ایک نورانی تبسم، ایک پُراسرار اندازِ نگاہ کی دلاویزی سامنے ہے!

"میرے عزیز دوست اور رفیق!" اجنبی نے اپنی اسی دلنواز اور شیریں آواز میں جو دو گھنٹہ پہلے ابن ساباط کو متحیر کر چکی تھی کہنا شروع کیا "میں نے اپنی خدمت پوری کرلی ہے۔ اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اس کام کے کرنے میں مجھ سے جو کمزوری اور سستی ظاہر ہوئی اور اُس کی وجہ سے بار بار تمھیں پریشان خاطر ہونا پڑا، اُس کے لئے میں بہت شرمندہ ہوں اور تم سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے تم معاف کردوگے۔ اس دنیا میں ہماری کوئی بات بھی خدا کے کاموں سے اس قدر ملتی جلتی نہیں ہے جس قدر یہ بات کہ ہم ایک دوسرے کو معاف کردیں اور بخشدیں۔ لیکن قبل اس کے کہ میں تم سے الگ ہوں، تمھیں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میں وہ نہیں ہوں، جو تم نے خیال کیا ہے۔ میں اُسی مکان میں رہتا ہوں جہاں آج تم سے ملاقات ہوئی تھی، اور تم نے میری رفاقت قبول کرلی تھی میری عادت ہے کہ رات کو تھوڑی دیر کے لئے اُس کمرے میں جایا کرتا ہوں جہاں تم بیٹھے تھے۔ آج آیا تو دیکھا، تم اندھیرے میں بیٹھے ہو اور تکلیف اُٹھا رہے ہو۔ تم میرے گھر میں میرے عزیز مہمان تھے، افسوس میں آج اس سے زیادہ تمھاری تواضع اور خدمت نہ کر سکا۔ تم نے میرا مکان دیکھ لیا ہے۔ آیندہ جب کبھی تمھیں ضرورت ہو، تم بلا تکلف اپنے رفیق کے پاس چلے آسکتے ہو۔ خدا کی سلامتی اور برکت ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے"

یہ کہا اور آہستگی سے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مصافحہ کیا، اور تیزی کے ساتھ نکلکر روانہ ہوگیا۔

اجنبی خود تو روانہ ہوگیا لیکن ابن ساباط کو ایک دوسرے عالم میں پہونچا گیا۔ اب وہ مبہوت اور مدہوش تھا۔ اُس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ اُسی طرف تک رہی تھیں جس طرف سے اجنبی روانہ ہوا تھا، لیکن معلوم نہیں اُسے کچھ سجھائی بھی دیتا تھا یا نہیں؟

* * *

دوپہر ڈھل چکی ہے۔ بغداد کی مسجدوں سے جوق جوق نمازی نکل رہے ہیں۔ دوپہر کی گرمی نے امیروں کو تہ خانوں میں اور غریبوں کو دیواروں کے سائے میں بٹھا دیا تھا۔ اب دونوں نکل رہے ہیں۔ ایک تفریح کے لئے، دوسرا مزدوری کے لئے۔ لیکن ابن ساباط ابھی وقت تک وہیں بیٹھا ہے جہاں صبح بیٹھا تھا۔ رات والی دونوں گٹھریاں سامنے پڑی ہیں، اور اُس کی نظریں اس طرح اُن میں گڑی ہوئی ہیں گویا اُن کی شکنوں کے اندر اپنے رات والے رفیق کو ڈھونڈھ رہا ہے!

بارہ گھنٹے گزر گئے، لیکن جسم اور زندگی کی کوئی ضرورت بھی اُسے محسوس نہیں ہوئی۔ وہ بھوک جس کی خاطر اُسنے اپنا ایک ہاتھ کٹوایا تھا، اب اُسے نہیں ستاتی۔ وہ خوف جس کی وجہ سے صبح کی روشنی اُس کے لئے دنیا کی سب سے زیادہ نفرت انگیز چیز ہو گئی تھی، اب اُسے محسوس نہیں ہوتا! اُس کے دماغ کی ساری قوت صرف ایک نقطہ میں سمٹ آئی ہے۔ اور رات والے عجیب و غریب "اجنبی" کی صورت ہے۔ وہ خود تو اُس کی نظروں سے اوجھل ہوگیا، مگر اُسے ایک ایسے عالم کی جھلک دکھا دی، جو اب تک اُس کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا!

اُس کی ساری زندگی گناہ اور سیہ کاری میں بسر ہوئی تھی اُسنے انسانوں کی نسبت جو کچھ دیکھا سُنا تھا، وہ یہی تھا کہ خود غرضی کا پتلا اور نفس پرستی کی مخلوق ہے۔ وہ نفرت سے منہ پھیر لیتا ہے، بے رحمی سے ٹھکرا دیتا ہے، سخت سے سخت سزائیں دیتا ہے! لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ محبت بھی کرتا ہے، اور اسمیں فیاضی، بخشش، اور قربانی کی بھی روح ہو سکتی ہے۔ بچپن میں اُسنے بھی خدا کا نام سنا تھا اور لوگوں کو خدا پرستی کرتے دیکھا تھا۔ لیکن جب زندگی کی کشاکش کا میدان سامنے کھلا تو اُس کا عالم ہی دوسرا تھا۔ اُسنے قدم اُٹھا دیا اور حالات کی رفتار جس طرف لے گئی، بڑھ گیا۔ نہ تو خود اُسے کبھی مہلت ملی کہ خدا پرستی کی طرف متوجہ ہوتا، اور نہ انسانوں نے کبھی اس کی ضرورت محسوس کی کہ اُسے خدا سے آشنا کرتے۔ جوں جوں اُس کی شقاوت بڑھتی گئی، سوسائٹی اپنی سزا و عقوبت کی مقدار بھی بڑھاتی گئی۔ سوسائٹی کے پاس اُسکی شقاوت کے لئے بے رحمی تھی، اس لئے یہ بھی دنیا کی ساری چیزوں میں سے صرف بے رحمی ہی کا خوگر ہوگیا۔

لیکن اب اچانک اُس کے سامنے سے پردہ ہٹ گیا۔ آسمان کے سورج کی طرح محبت کا بھی ایک سورج ہے۔ یہ جب چمکتا ہے تو روح اور دل کی ساری تاریکیاں دُور ہوجاتی ہیں۔ اب یکایک اس سورج کی پہلی کرن ابن ساباط کے دل کے تاریک گوشوں پر پڑی، اور وہ بیک دفعہ تاریکی سے نکلکر روشنی میں آگیا۔

اجنبی کی شخصیت اپنی پہلی ہی نظر میں اُس کے دل تک پہنچ چکی تھی، لیکن وہ جہالت و گمراہی سے اس کا مقابلہ کرتا رہا۔ اور حقیقت کے فہم کے لئے طیار نہیں ہوا۔ لیکن جونہی اجنبی کے آخری الفاظ نے وہ پردہ ہٹا دیا جو اُسنے اپنی آنکھوں پر ڈال لیا تھا، حقیقت اپنی پوری شان تاثیر کے ساتھ بے نقاب ہوگئی، اور اب اس کی طاقت سے باہر تھا کہ اس تیر کے زخم سے سینہ بچالے جاتا!

اُسنے اپنی جہالت سے پہلے خیال کیا تھا۔ اجنبی بھی میری طرح کا ایک چور ہے، اور اپنا حصہ لینے کے لئے میری رفاقت و اعانت کر رہا ہے۔ اُس کا ذہن یہ تصور ہی نہیں کر سکتا تھا کہ بغیر غرض اور انتفاع کے ایک انسان دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کر سکتا ہے۔ لیکن جب اجنبی نے چلتے وقت بتلایا کہ وہ چور نہیں، بلکہ اسی مکان کا مالک ہے جس مکان کا مال و متاع غارت کرنے کے لئے وہ گیا تھا، تو اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے یکایک ایک بجلی آسمان سے گر پڑی!

"یہ چور نہیں تھا۔ مکان کا مالک تھا لیکن اُس نے چور کو پکڑ کر اور سزا دلا دینے کی جگہ اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟" اس "کیا سلوک کیا؟" کا جواب اُس کی روح کے لئے ناسور اور اُس کے دل کے لئے ایک دہکتا ہوا انگارا تھا۔ وہ جس قدر سوچتا، روح کا زخم گہرا ہوتا جاتا، اور دل کی تپش بڑھتی جاتی۔ اس تمام عرصہ میں اجنبی کے ساتھ جو کچھ گزرا تھا، اُس کا ایک ایک واقعہ، ایک ایک حرف یاد کرتا، اور ہر بات کی یاد کے ساتھ ایک تازہ زخم کی چبھن محسوس کرتا۔ جب ایک مرتبہ حافظہ میں یہ سرگزشت ختم ہو جاتی تو پھر نئے سرے سے یاد کرنا شروع کر دیتا، اور آخر تک پہونچکر پھر ابتدا کی طرف لوٹتا۔ "میں اُس کے یہاں چوری کرنے کے لئے گیا تھا۔ میں چور تھا۔ میں اس کا مال و متاع غارت کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اُسے بھی چور سمجھا۔ اُسے گالیاں دیں۔ بے رحمی سے ٹھوکر لگائی...... مگر اُسنے میرے ساتھ کیا سلوک کیا؟" ہر مرتبہ اس آخری سوال کا جواب سوچتا اور پھر یہی سوال دہرانے لگتا۔

* * *

سُورج ڈوب رہا تھا۔ بغداد کی مسجدوں کے مناروں پر مغرب کی اذان کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ابن ساباط بھی اپنے فرار کے گوشہ میں اُٹھا۔ چادر جسم پر ڈالی اور بغیر کسی جھجک کے باہر نکل گیا۔ اب اس کے دل میں خوف نہیں تھا۔ کیونکہ خوف کی جگہ ایک دوسرے ہی جذبہ نے لے لی تھی!

وہ کرخ کے اُسی حصہ میں پہونچا جہاں رات گیا تھا۔ رات والے مکان کے پہچاننے میں اُسے کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ مکان کے پاس ہی ایک لکڑہارے کا جھونپڑا تھا۔ یہ اُس کے پاس گیا اور پوچھا:

"یہ جو سامنے بڑا سا احاطہ ہے، اسمیں کون تاجر رہتا ہے؟"

"تاجر"، بوڑھے لکڑہارے نے تعجب کے ساتھ کہا "معلوم ہوتا ہے تم یہاں کے رہنے والے نہیں ہو۔ یہاں تاجر کہاں سے آیا؟ یہاں تو شیخ جنید بغدادی رہتے ہیں"

ابن ساباط اس نام کی شہرت سے بے خبر نہ تھا لیکن صورت آشنا نہ تھا۔

ابن ساباط مکان کی طرف چلا۔ رات کی طرح اسوقت بھی دروازہ کھلا تھا۔ یہ بے تامل اندر چلا گیا۔ سامنے وہی رات والا ایوان تھا۔ یہ آہستہ آہستہ بڑھا اور دروازہ کے اندر نگاہ ڈالی۔ وہی رات والی چٹائی بچھی تھی۔ رات والا تکیہ ایک جانب دھرا تھا۔ تکیہ سے سہارا لگائے عجیب "اجنبی" بیٹھا تھا۔ تیس ۳۰ آدمی سامنے تھے۔ واقعی "اجنبی" تاجر نہیں تھا۔ شیخ جنید بغدادی تھے!

اتنے میں عشا کی اذان ہوئی لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب سب لوگ جا چکے، شیخ بھی اُٹھے جونہی انھوں نے دروازہ کے باہر قدم رکھا، ایک شخص بے تابانہ بڑھا اور قدموں پر گر گیا۔ یہ ابن ساباط تھا۔ اُس کے دل میں سمندر کا تلاطم بند تھا۔ آنکھیں جو کبھی تر نہیں ہوئی تھیں [illegible] کی سوتیں بہہ نکلی تھیں۔ دیر تک رکی رہیں مگر اب نہیں رک سکتی تھیں۔ آنسوؤں کا سیلاب آجائے تو پھر دل کی کونسی کثافت ہے جو باقی رہ سکتی ہے؟

شیخ نے شفقت سے اُس کا سر اُٹھایا۔ یہ کھڑا ہوگیا مگر زبان نہ کھل سکی اور اب اس کی ضرورت بھی کیا تھی؟ جب نگاہوں کی زبان کھل جاتی ہے تو منہ کی زبان کی ضرورت باقی نہیں رہتی!

* * *

اس واقعہ پر کچھ عرصہ گذر چکا ہے۔ شیخ احمد ابن ساباط کا شمار سید الطائفہ کے حلقۂ ارادت کے ان افراد میں ہے جو سب سے پیش پیش ہیں۔ شیخ کہا کرتے ہیں۔ "ابن ساباط نے وہ راہ لمحوں میں طے کرلی جو دوسرے برسوں میں بھی طے نہیں کر سکتے"!

* * *

ابن ساباط کو ۳۰ برس تک دنیا کی دہشت انگیز سزائیں نہ بدل سکیں، مگر محبت اور قربانی کے ایک لمحہ نے چور سے اہل اللہ بنا دیا!!

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت في پرچہ پانچ آنہ

دنيا کي بهترين کتابوں کيلئے بهترين رهنما :

ٹائمز آف لنڈن کا ادبي ضميمه

يه ضميمه دنيا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور رفيع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں ميں مسلم هے -

اس ميں چند صفحات وقت کے جاري اور زير بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هيں جنکي اهميت کا عام طور پر اعتراف کيا گيا هے -

اپنے يهاں کے ايجنٹ سے تقاضه کيجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضميمه آپکے لئے مهيا کرے - ليکن اگر آپ چاهيں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هيں

دنيا کے هر معلم اور ماهر فن تعليم کيلئے

ضروري هے که

ٹائمز آف لنڈن کا تعليمي ضميمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هيں که فن تعليم کے تمام نظري اور عملي تغيرات و ترقيات سے بے خبر نه رهيں ، تو آپکو يه ضميمه بلا ناغه مطالعه ميں رکھنا چاهيے -

يه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبريں اور مباحث جمع کرديتا هے - ماهرين فن اور مشاهير تعليم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هيں

اپنے يهاں کے ايجنٹ سے طلب کيجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هيں -

کيا آپ تجارت کرني چاهتے هيں ؟

اگر آپ چاهتے هيں که يورپ اور امريکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کريں ، نفع بخش ايجنسياں ليں ، هندوستان سے خام پيداوار بهيجيں ، نئي نئي ايجادات سے اپنے ملک کو آشنا کريں ، تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمايه ليکر ايک وسيع کار و بار شروع کرديں ، تو آپ کو ابتدا ميں بهت سي باتيں معلوم کرني چاهئيں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهيد سيکهنے چاهئيں - هندوستان کے تمام حلقوں اور يورپ و امريکه کے تمام کارخانوں اور کمپنيوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئيں - بغير اس کے آپ کامياب نهيں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هيں که بهت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے يه ساري باتيں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرليں ، تو آپکو چاهيے که هم سے خط و کتابت کريں - هم يه کام به حيثيت ايک ماهر فن کے کر رهے هيں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائيگا که آپکے مقصد کيلئے هم کس درجه مفيد هيں ؟

همارے تعلقات دنيا کے تمام تجارتي حلقوں سے هيں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اينڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. b. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشينيں جو گزشته سالوں کے ميووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکھنے کيلئے ضروري هيں ، اس کارخانے ميں طيار کي جاتي هيں - تمام دنيا ميں اس قسم کي مشينوں کا يه بهترين کارخانه هے - مندرجهٔ بالا پته سے خط و کتابت کيجيے

ياد رکھيے

ميووں ، سبزيوں ، اور هر قسم کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترين طريقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک ميں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشينيں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هيں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta.
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۷ کلکتہ : جمعہ ۲۹ - محرم ۱۳۴۶ هجری جلد ۱
Calcutta : Friday, 29, July 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

ضروری هی که هم اسکا اب فیصله کرلین

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکھتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

هندی اور هندوستان کی تمام زبانون نی، نیز عربی، فارسی، ترکی، تینون سامی زبانون نی حروف کی چھپائی اختیار کرلی ہی اور انکی طباعة یورپ کی طباعة کا مقابله کر رهی هی ۔ کیون اردو زبان بھی ایسا نه کری جو اسی رسم الخط مین لکھی جاتی هی ؟

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین، وه هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

ہماری رای مین بہترین حروف یہی هین ۔ اگر فارسی اور ترکی کیلیی یه نا موزون نہین تو اردو کیلیی کیون نا موزون هون ؟

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں انکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس. کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(٦) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

علم الآثار مصر

(قدیم مصری عقائد ۔ معاد اور حشر و نشر)

مقتبس از تحقیقات ڈاکٹر احمد کمال بک مرحوم

(۲)

(ممی کرنا)

لاش کے ممی کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے ناک کے راستے سے دماغ نکال لیتے تھے - پھر معدہ اور آنتیں نکال کر پیٹ صاف کرتے تھے - قسم قسم کے خوشبوئیں اندر بھرتے تھے - پھر جسم کو نمک دیکر ستر دن تک نول تار میں رکھتے تھے - اس کے بعد دھوتے تھے اور کپڑے کی پٹیوں میں ملفوف کر دیتے تھے - جسم کی حفاظت کیلیے ٹونے اور ٹوٹکے بھی کرتے ، اور قسم قسم کے تعویذ لٹکاتے - یہ دستور عام تھا کہ چہرے اور انگلیوں پر سونے کا ملمع کر دیتے تھے - خیال تھا کہ جس طرح سونا بگڑتا نہیں ، اسی طرح اس عمل سے جسم بھی نہیں بگڑے گا - قبر کے اندر مردے کے کئی بت بھی رکھدیتے تھے - تاکہ اگر جسم میں کچھہ بگاڑ پیدا ہو تو ان بتوں کی وجہ سے روح برابر آتی جاتی رہے - ممی کرنے کا جو طریقہ مصریوں نے ایجاد کیا تھا ، وہ علم کی اتنی ترقی پر بھی جو بیسویں صدی تک ہو چکی ہے ، موجودہ دنیا ایجاد نہ کر سکی - حتی کہ اس کا مصالحہ بھی ہمیں معلوم نہیں -

(سحر)

لیکن روح کی واپسی کے لیے صرف اسی قدر کافی نہیں تھا - سحر کی بھی ضرورت سمجھی جاتی تھی - اس موقعہ پر جو سحر کیا جاتا تھا ، وہ " اوزیرس " کے افسانہ سے اخذ کیا گیا تھا - افسانہ یہ ہے کہ " اوزی ریس " کو اس کے بھائی " ست " نے قتل کر کے اس کی بوٹیاں کاٹیں اور ہر بوٹی دوسری بوٹی سے بہت دور پھینک دی - ان کا خیال تھا کہ اوزی ریس پہلا آدمی تھا جسے موت آئی اس سے پہلے آدمی مرتے نہیں تھے - اس کے قتل کے بعد اس کی بیوی " ایزیس " بہن " نفتیس " ، بیٹے " ہوریس " ، دوست " انوبس " اور " توت " نے سحر کے زور سے اس کی منتشر بوٹیاں جمع کرلیں - انہیں باہم جوڑا ، اور جب پورا جسم جمع ہوگیا تو اسے برہنہ ، ریگ پر کھڑا کردیا - پھر " ہوریس " اور " توت " نے جادو کا اوزار اس کے منہہ ، آنکھہ ، کان ، بازو ، اور پیروں پر رکھا - اوزار رکھنا تھا کہ فوراً پورا جسم اسطرح جڑ گیا ، گویا کبھی کٹا ہی نہ تھا - لیکن روح اب بھی واپس نہ آئی - وہ تو قاتل " ست " کے قبضہ میں تھی - یہ دیکھکر " ہوریس " ، " توت " اور ان کے ساتھیوں نے روح کی جستجو شروع کی - آخر معلوم ہوا کہ روح تین جانوروں : بیل ، ہرن ، اور بط میں سما گئی ہے - انہوں نے کوشش جاری رکھی ، اور ان جانوروں کے جسم سے روح نکالنے میں کامیاب ہوگئے - اس وقت " ہوریس " خوشی خوشی روح لایا ، اور اپنے باپ " اوزی ریس " کے منہہ پر بوسہ دیکر اس کے جسم میں اتار دی - " اوزی ریس " زندہ ہوگیا - شاید اسی وقت سے بوسہ ، محبت کی علامت قرار پا گیا ہے !

اس واقعہ کے بعد سے " اوزی ریس " دائمی زندگی کا دیوتا تسلیم کرلیا گیا - کیونکہ موت اسے مغلوب نہ کرسکی - اس دیوتا سے دوسرے دیوتاؤں ، فرعونوں ، اور تمام مصریوں کو زندگی حاصل ہوئی - سقارہ میں چھٹے خاندان کے ایک ہرم پر " کتاب ابدیت " کا یہ باب کندہ ہے اور پڑھہ لیا گیا ہے -

(آخرت کی زندگی)

مصریوں کا ابتدا میں عقیدہ یہ تھا کہ آخرت میں بھی انسان بالکل ویسی ہی زندگی بسر کرتا ہے ، جیسی دنیا میں اسکی زندگی ہوتی ہے - فرق صرف اسقدر ہے کہ یہاں کے مصائب و آلام وہاں نہیں ہیں - یہی سبب ہے کہ وہ مردے کی قبر میں وہ تمام چیزیں رکھدیا کرتے تھے جو دنیاوی زندگی میں اسے مرغوب تھیں - چنانچہ قسم قسم کے کھانے ، کپڑے ، زیور ، ساتھہ دفن کردیتے تھے اور سمجھتے تھے ، وہ مرنے کے بعد بھی ان سے متمتع ہوگا - یہی نہیں بلکہ قبر کی دیواروں پر ان چیزوں کی تصویریں بھی بنا دیتے تھے - نیز اسکی دلچسپی کی چیزوں مثلاً شکار ، دریا ، میدان جنگ وغیرہ کے مناظر بھی کندہ کردیتے - انہیں یقین تھا کہ سحر کے ذریعہ یہ تمام تصویریں اور نقوش اصلی ہوجائینگے ، اور ان سے مردے کو وہی لطف حاصل ہوگا جو زندگی میں حاصل ہوتا تھا !

لیکن بتدریج ان خیالات میں وسعت ہوئی - انہوں نے محسوس کیا کہ دنیاوی زندگی آخری زندگی کا کوئی اعلی نمونہ نہیں ہے - چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ " جنت " کا خیال پیدا ہوا -

(جنت)

لیکن جنت کے تخیل نے بھی بتدریج ترقی کی - شروع میں انکی جنت ، سر زمین مصر ہی جیسا ایک خیالی خطہ تھا جسمیں نہریں جاری تھیں ، سبزہ لہلہاتا تھا ، زندگی کی جملہ دلفریبیاں جمع تھیں - لیکن اس جنت میں باوجود ہر قسم کے آرام و راحت کے ، آدمی کو محنت کرنے پر بھی مجبور ہونا پڑتا تھا - اسے اپنا باغ خود درست کرنا پڑتا اور کھانے کے لیے خود ہی کھیتی کرنی پڑتی تھی - بعد میں محنت کا خیال جاتا رہا ، اور بلا کسی تکلیف کے کھانا پانی حاصل ہونے لگا - اس کے بعد جنت سر زمین مصر سے اٹھکر ملاء اعلی میں پہنچ گئی جہاں کی رونق اور دلفریبی حد تصور سے باہر ہے !

یہ معاد کے مصری عقیدے کی انتہائی ترقی تھی -

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمي اور مطبوعه کتابیں، پراني تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان، اور هر طرح کے پرانے صنعتي عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب هیں، تو هم سے خط وکتابت کیجیے - کم از کم هماري نمایش گاهوں اور ذخائر کي فهرستیں هي منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت، دونوں کیلیے همارا ذخیره قیمتي هے -

نوادر عالم کا یه ذخیره

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولي مصارف و مساعي کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدني مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، هندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیره ممالک میں همارے ایجنٹ همیشه گردش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ ، امریکه ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهره کے نئے ایوان شاهي کے نوادر ابهي حال میں هم هي نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بهي پہلے هم هي سے خط و کتابت کیجیے - بهت ممکن هے که همارا سفري یا مقامي ایجنٹ آپسے مل سکے -

والٹیر

جسنے کلیسائي اور شاهي استبداد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا !

مہذب، سنجیدہ، با اصول، فیاض، اور دوستوں کا وفادار دکھائي دیتا ہے - کبھي اپنے دوستوں پر جان و مال قربان کرنے پر تلا ہے - کبھي دشمنوں کو پاؤں سے روند ڈالنے پر اڑا ہے - والٹیر ایسي هي متناقص صفات و اخلاق کا مجموعہ ہے !

لیکن یہ صفتیں اُسکي شخصیت کي اصلي بنیادیں نہیں هیں - اُسکي شخصیت کے ستون جس چٹان پر قائم تھے، وہ اُسکي اعلی دماغي قابلیت اور حیرت انگیز ذهانت تھي - ثبوت کے لیے کسي تاریخي شہادت کي ضرورت نہیں - اُسکي کتابیں خود سب سے بڑي شہادت هیں - ننانوے ضخیم جلدیں اُسکي یادگار هیں - اُنکا هر صفحہ روشني کے حرفوں میں لکھا ہے - هر سطر اپني جگہہ پر ایک کامل سحر ہے - اِتني بڑي، اِتني کثیر، اِتني متنوع کتابیں، کم لوگوں نے چھوڑي هیں - وہ معلومات و مباحث کي وسعت و تنوع کے لحاظ سے انسائیکلو پیڈیا کا حکم رکھتي هیں - تاهم حشو و زوائد بہت کم هیں -

خود والٹیر کا قول ہے "میرا پیشہ یہ ہے کہ جو کچھہ میرے ذهن میں آئے اُسے کہڈالوں" زندگي بھر اسنے اسي پر عمل کیا - لیکن اسکے ذهن میں همیشہ وهي آتا تھا جو کہنے کے لائق هوتا تھا - لغو افکار سے اسکا دماغ بالا تر تھا، اُسکي سب سے بڑي مہارت یہ تھي کہ هر خیال کو ایسے پیرایہ میں ادا کردیتا تھا کہ سامعین وجد کرنے لگتے تھے !

والٹیر کي سب سے زیادہ موثر، دلچسپ، اور عجیب تحریریں وہ هیں، جو اس نے مسیحي کلیسا کے خلاف لکھي هیں - معلوم ہے کہ اُس نے کلیسا کے جمود اور تعصب کے خلاف (خود اُسي کے لفظوں میں) جنگ مقدس (کروسیڈ) کا اعلان کیا تھا - اِن تحریروں میں اُس نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے هیں - لفظ اور سطریں نہیں هیں، جرار فوجیں هیں جو حملہ آور هو رهي هیں - در حقیقت مسیحي کلیسا کے هزار سالہ تخت حکومت کے پائے اسي کے نوک قلم سے ٹوٹے، اور اس طرح ٹوٹے کہ پھر کبھي طرح بھي استوار نہ هوسکے !

والٹیر کي شہرت صرف اسکي کتابوں اور قصیدوں هي سے نہیں هوئي بلکہ وہ بہت بڑا مقرر اور لسان بھي تھا - اِنہیں مختلف قابلیتوں کے مجموعہ نے اُسے اپنے زمانہ کا سب سے بڑا آدمي بنا دیا !

والٹیر، غضب کا محنتي تھا - کام سے کبھي نہیں تھکتا - یہي سبب ہے کہ وہ اتنا بڑا علمي ذخیرہ چھوڑ گیا، جتنا اسکے کسي هم عصر کے امکان میں نہ تھا - اُسکي غیر معمولي چستي کے ثبوت میں خود اُسي کے بہت سے اقوال پیش کیے جا سکتے هیں - وہ کہتا ہے :

"سستي اور عدم ایک چیز ہے"

ایک اور جگہہ لکھتا ہے :

"تمام آدمي اچھے هیں، بجز اُنکے، جنکے پاس کرنے کے لیے کوئي کام نہیں !"

اُسکے سکریٹري کا بیان ہے :

"والٹیر بڑا سخي تھا - صرف اپنے وقت میں بخل کرتا تھا"

اُسکا مشہور مقولہ ہے :

"زندگي کے مصائب کم کرنے کے لئے نفس کو همیشہ زیادہ سے زیادہ کام میں مشغول رکھنا چاهئے ... میري عمر جتني زیادہ هوتي جاتي ہے، محنت کي ضرورت کا اتنا هي زیادہ یقین هوتا جاتا ہے - جو شخص محنت کا عادي هو جاتا ہے، اُسے محنت میں اتني مسرت حاصل هوتي ہے کہ زندگي کي تمام کلفتیں بھول جاتا ہے"

اُسکا یہ قول ضرب المثل هو گیا ہے :

"اگر خود کشي منظور نہیں ہے تو اپنے لیے کوئي کام پیدا کرلو" اِسي جملہ سے لوگوں نے خیال کیا ہے کہ اسکے دل میں خود کشي کا خیال پیدا هوا کرتا تھا - اسي لیے وہ همیشہ کام میں منہمک رهتا تھا -

(اٹھارھویں صدي کي روح)

وکٹر هیوگو کا قول ہے :

"والٹیر اور اُس کي روح کا سمجھہ لینا پوري اٹھارهوي صدي کي روح کا سمجھہ لینا ہے"

"اٹلي ایک بڑي تہذیب کا منبع تھا - جرمني سے اصلاح دیني کا سر چشمہ پھوٹا - لیکن فرانس ؟ تو فرانس میں والٹیر تھا - والٹیر ایک پوري قوم تھا - انقلاب عظیم کي دعوت تھا - نہیں، سرتاپا انقلاب تھا - فرانس کا مشہور انقلاب، جس نے خون کي موجوں سے ایک نئي دنیا پیدا کردي، والٹیر هي کا ایک افسون حیات تھا - یہ شخص اپنے اندر سب کچھہ رکھتا تھا - اُس میں "مونٹین" کا شک تھا - "رابیلیہ" کا تمسخر تھا - "لوتھر" کي حملہ آورانہ قوت تھي - اُسي نے میرابو، مورات، دانٹن، روبسبیرو، پیدا کیے تھے، اور وہ بارود بنائي تھي جس سے اُنہوں نے دنیا کے تمام نظام هاے قدیم کي عمارتیں بہ یک دفعہ هوا میں اڑادیں !"

لامارٹین کہتا ہے :

"اگر انسان کا عمل اُس کي عظمت کا میزان ہے تو بلا شک والٹیر موجودہ یورپ کا سب سے بڑا کاتب تھا - قدرت نے اُس کي عمر میں برکت دي - ۸۳ سال زندہ رها - قدیم نظام کے معائب معلوم کیے، اس کے خلاف جہاد کیا، اور جب مرا تو وهي فتحمند تھا -"

کسي مصنف کو بھي اپنے عہد میں اِتنا اقتدار حاصل نہیں هوا، جتنا والٹیر نے حاصل کیا تھا - تمام جہان اُس کا مخالف تھا - کلیسا جو اُس وقت تک سب سے بڑي قوت تھي، دشمن تھا - حکومت خون کي پیاسي تھي - اُسے قید کیا گیا - جلا وطن کیا گیا - ذلیل کیا گیا - اُس کي کتابیں روکي گئیں، جلائي گئیں،

مغرب کي تاريخ جديد کي تاريخي شخصيتين

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثه

والٹير

FRANCOIS DE VOLTAIRE.

اردو علم ادب کي بے مايگي هر گوشۂ عام و فن ميں نماياں هے - ليکن سب سے زيادہ افسوس ناک کمي يه هے که اِس وقت تک علوم و ادبيات کي وہ آمهات و اصول بهي اردو ميں منتقل نه هوسکيں جن کے بغير موجودہ عهد کي کوئي زبان ' ترقي پذير زبان تسليم نهيں کي جا سکتي - " آمهات و اصول " کا لفظ جب کبهي علوم و کتب کے ليے بولا جاتا هے تو اُس سے مقصود يه هوتا هے که هر علم و فن کي وہ بنيادي چيزيں ' جو بمنزلۂ اصل و اساس هيں ' اور جنهوں نے اپنے اپنے دائرۂ بحث و نظر ميں مباديات و قواعد کا درجه حاصل کر ليا هے - مثلاً منطق ميں ارسطو کا مقاله ' رياضي ميں اقليدس کے مقالات ' قانون ميں سولن کے مباحث ' طب ميں جالينوس کے رسائل خمسه ' نظام حکومت ميں افلاطون کي جمهورية ' تاريخ ميں ميں هيرو دوٹس کي کتاب ' فن بلاغة ميں جاحظ کے مقدمات ' قصص ميں الف ليله ' منطق استقرائي ميں بيکن کا مقاله ' وغيرہ ذلک - علوم و ادب کا کتنا هي وسيع و رقيع ذخيرہ فراهم هوجائے ' مگر وہ سب برگ و بار هيں - سب سے پہلے اُن کي جڑيں زبان ميں اُستوار هوني چاهيئں - لطف يه هے که يه کام کچهه ايسا دشوار بهي نهيں - اهل علم کي اگر ايک مختصر جماعت مستعد هوجائے ' تو دو تين سال کے اندر آمهات علوم و ادب کا بڑا حصه اردو ميں منتقل هو جا سکتا هے - ليکن مشکل يه هے که نه تو اس وقت تک هم ميں ايسے اهل علم پيدا هوئے هيں جنهيں خدمت علم کا اس درجه شوق هو ' نه ملک ميں علمي طلب هے جو اهل علم کو اِس طرف متوجه کرے - بنياد ان تمام کارو بار علم کي قومي تعليم هے ' اور وهي اس وقت تک مفقود هے -

اِس سلسله کا ايک اهم گوشه يورپ کي جديد تاريخ اجتماع و تمدن کي آمهات و اصول اور آنکے رجال علم و نظر هيں - موجودہ دور کي تاريخ ' انقلاب فرانس سے شروع کي جاتي هے - انقلاب فرانس کي تخم ريزي جس عهد ميں هوئي ' وہ اٹهارهويں صدي کا ابتدائي حصه هے - اِس عهد ميں چند شخصيتيں ايسي پيدا هوگئي تهيں ' جنکي دماغي سيرت ميں وقت کي تمام انقلابي قوتيں سمٹ آئي تهيں - وہ سرتا پا پيکر انقلاب تهيں - اُنهي کے دماغ و قلم نے انقلاب فرانس کي تخم ريزي کي ' اور اُنهي کے مباديات و اصول هيں جن سے يورپ کے نئے دور کي تاريخ کا آغاز هوا - مورخين نے انهيں " انقلاب کے ارکان ثلاثه " سے تعبير کيا هے - اگرچه تعداد ميں تين سے زيادہ هيں ' ليکن قلم و کتابت کي تقسيم ميں اُنکے حلقے تين هي هيں :

(۱) والٹير Valtaire -

(۲) روسو Rausseou -

(۳) اور انسائيکلو پيڈيا کے اهل قلم The Encyclopedie -

آخري جماعت اس لقب سے اسليے موسوم هوئي که اس نے سب سے پہلے فرانسيسي زبان ميں انسائيکلو پيڈيا مرتب کي ' اور علم اور حريت فکر کے مباحث کي اشاعت اُس کے اوراق و مجلدات کے ذريعه هوئي - اس ميں سب سے زيادہ نامور اهل قلم دو تهے : ڈيڈرو diderot اور ڈالمبرٹ D' Alembert -

ايک مدت سے مجهے خيال تها که ان ارکان ثلاثه کي وہ تحريريں جن کا شمار آمهات و مباديات ميں سے کيا جاتا هے ' اردو ميں منتقل کردي جائيں ' تاکه علاوہ اردو علم ادب کي تکميل کے ' غير انگريزي داں طبقه کے مطالعه کيليے تاريخ جديد کے ذهني مباديات مهيا هوجائيں ' اور وہ اسکے محاسن و نقائص ' دونوں سے با خبر هوسکيں - کئي سال هوے ' ميں نے روسو کا "لا کنٹرکٹ سوشيل" Le Contrat Social اور ايميل Emilius ترجمه کيليے بعض دوستوں کو ديا تها - کچهه حصه کا ترجمه هوا بهي ' ليکن افسوس هے که انکي بے ذوقي تکميل سے مانع هوي اور اُسکے بعد مجهے بهي توجه کرنے کي مهلت نه ملي - ميرے کرنے کے کام دوسرے هيں جن کي تکميل و اشاعت سے ابتک عهدہ برا نه هوسکا - ان کاموں کے لبيے وقت کهاں سے لاؤں ؟

ليکن اب الهلال شائع هوا هے تو اسکے صفحات کے تنوع ميں هر طرح کے بحث و نظر کي گنجائش هے - خيال هوا ' کم از کم ايک سلسله مضامين اس موضوع پر ايسا مرتب کرديا جاے ' جس سے ايک حد تک کتابوں کے فقدان کي تلافي هوسکے - چنانچه آج " والٹير " سے يه سلسله شروع کيا جاتا هے - اس کے تين حصے هيں - پہلا حصه جو آج شائع کيا جاتا هے اُسکي دماغي سيرة پر اجمالي نظر هے اور اُسکے مختصر حالات زندگي پر مشتمل هے - دوسرے ميں اُسکے اصول و تعليمات کا خلاصه هے - تيسرے ميں اسپر نقد و تبصرہ هے - اور وهي اس سلسله کي سب سے زيادہ اهم چيز هوگي -

(والٹير)

ايک دن والٹير ' مشهور رقاصه رومانيل کے ساتهه اُسکي گاڑي ميں بيٹها تها - رقاصه تهيٹر جا رهي تهي جهاں اُسے والٹير کے شهرۂ آفاق ڈراما " ميروب " کي مشق کرنا تهي - وہ بهت پريشان تهي - کهنے لگي " کاميابي کے ساتهه يه ڈراما اور اُسکے دقيق جذبات دکهانے کيليے ضروري هے که ميرے جسم ميں شيطان حلول کر جائے "

" سچ هے بيگم ! هر فن ميں کاميابي اسي پر موقوف هے که شيطان جسم ميں حلول کر جائے ! " والٹير کا جواب تها !

والٹير کے تمام دشمنوں نے خصوصاً کليسائي حريفوں نے بيک زبان کها هے که شيطان اسکے اندر حلول کيے تها - چنانچه سينٹ بوف کا قول هے " ابليس اُسکے جسم ميں تها " روميسٹر کهتا هے " يه شخص ' جهنم کي تمام قوتوں اور هولناکيوں کا مالک تها " !

در اصل والٹير اپنے وقت کا پورا آدمي تها - يورپ کي اٹهارويں صدي کي ادبيات کي سچي تصوير اِس فلسفي شاعر ميں هم ديکهه سکتے هيں - اُسکي تصانيف ميں اُس عصر کي جمله بهلائياں اور برائياں ' دونوں جمع هوگئي هيں - کبهي وہ نهايت مذموم ' کج خلق ' بد اطوار ' فحاش ' بے اصول ' مفرط ' اور کمينه نظر آتا هے - کبهي از حد لطيف '

پڑا - یه اُس کا پہلا عشق تہا - اسلیے عمر بہر اسکي چبہن دل میں باقي رهي !

سنه ۱۷۱۵ - میں والٹیر اپنے والد سے علحدہ هوکر پیرس پہونچا - اِسي زمانه میں لوئي چہاردهم نے انتقال کیا اور لوئي پانزدهم تخت نشین هوا - بادشاہ کمسن تہا ' اسلئے سلطنت کي باگیں اُسکے مربي فلیپ ترولین کے هاتهوں میں آگئیں - یه شخص کم همت اور ضعیف الارادہ تہا - ملک میں بد امني پہیل گئي - پیرس اِسکا مرکز تہا - والٹیر شورش پسندوں میں داخل هوگیا ' اور اپني بے باکي اور جرات کي وجهه سے بہت جلد ممتاز جگه حاصل کرلي -

اُسکي جرات کا اندازہ صرف اِس ایک واقعه سے کیا جا سکتا ہے که نائب سلطنت نے کفایت شعاري کے خیال سے شاهي اصطبل کے آدهے گہوڑے بیچ ڈالنے کا حکم دیا تہا - اِس پر والٹیر نے ایک مضمون میں لکہا " کاش نائب سلطنت آدهے گدهوں کي فروخت کا بهي حکم صادر کردیتے جو حکومت کي اونچي کرسیوں پر بیٹہتے هیں ! "

حکام کي نظر سے یه مضمون گذرا تو سخت برهم هوے - پہر نائب سلطنت کي هجو میں دو قصیدے شایع هوئے اور خیال کیا گیا که والٹیر نے هي لکہے هیں - اب پوري حکومت اُسکي دشمن هوگئي - ایک دن کسي تفریح گاہ میں نائب سلطنت نے والٹیر کو دیکہا اور بلاکر کہا " میں تم سے شرط باندهتا هوں که عنقریب تمہیں ایک ایسي جگه بہیجدونگا جسے تمہاري ان آنکہوں نے کبهي نہیں دیکہا ہے ! " والٹیر نے تمسخر سے سوال کیا " وہ کون جگه هوسکتي ہے ؟ " نائب نے کہا " باستل کي تاریک کوٹہریاں ! "

اِس گفتگو پر پورے چوبیس گہنٹے بهي نہیں گذرے تہے که والٹیر باستل کے خوفناک قید خانه میں بند تہا - یه واقعه سنه ۱۷۱۷ - ء ہے - کاش اُس وقت حکومت کو معلوم هوتا که ایک دن یهي باستل والٹیر کے پیدا کردہ انقلاب کے هاتهوں منہدم هوکر رهیگا !

اِس وقت تک والٹیر اپنے اصلي نام " فرانسوا ماري اروئه " سے مشہور تہا - لیکن قید هونے کے بعد آیندہ حکومت کے شکنجه سے بچنے کے لیے ' ایک فرضي نام اختیار کرلیا جو والٹیر تہا - یه فرضي نام اس درجه مشہور هوا که آج تاریخ کے سوا کہیں بهي اس کا اصلي نام نہیں ملسکتا -

قید خانه میں اُسنے بڑي همت و جرات سے کام لیا ' اور اپني شہرۂ آفاق کتاب " هنریاڈ " تصنیف کي - یه در اصل هنري چہارم کا قصه ہے جو پہلے پروٹسٹنٹ هوا تہا - پہر دوبارہ کیتہولک هوگیا ' اور آخرکار قتل کیا گیا -

قید خانه میں وہ گیارہ مہینے رها - اِس اثنا میں اُسے سخت جسماني تکلیفیں دي گئیں - لیکن بعد میں خود نائب سلطنت کو رحم آگیا - عزت کے ساتهه رها کر دیا گیا اور سالانه وظیفه بهي مقرر هوگیا - والٹیر کي شوخ طبعي کا اندازہ اِس سے هوسکتا ہے که اُس نے نائب سلطنت کو شکریه کا خط اِن الفاظ میں لکہا تہا :

" اعلی حضرت نے میرے رزق کا جو اهتمام کیا ہے ' اس کے لیے شکرگزار هوں - مگر میري دست بسته درخواست ہے که میري سکونت کے انتظام کرنے کي حضور کبهي زحمت گوارا نه کریں !

اُسکا اشارہ قید خانه کي طرف تہا -

باستل سے نجات پانے کے بعد والٹیر نے اپنا مشہور ڈراما " اوڈیپ " لکہا - یه ایک نہایت هي درد انگیز قصه ہے - بہت مقبول هوا اور مسلسل ۴۵ دن تک پیرس کے تهیٹروں میں دکہایا گیا - والٹیر کے والد کو اِسکا حال معلوم هوا تو خاص اُسکے دیکهنے کے لیے پیرس آیا - تماشه دیکهتے وقت اپني مسرت بار بار یه کہکر ظاهر کرتا " آہ شیطان آہ شیطان ! "

اسي ڈراما میں اُسنے اپنے یه انقلاب انگیز خیالات ظاهر کیے تہے :

" همارے کاهن ویسے نہیں هیں جیسا سادہ لوح عوام اُنہیں سمجهتے هیں "

" اِن کاهنوں کے علوم و معارف کیا هیں ؟ در اصل هماري سادہ لوحي اور زود اعتقادي هي اُن کے علوم و معارف هیں ! "

" همیں اپني قوت پر یقین کرنا اور ایمان لانا چاهیے - هر چیز خود اپني آنکهوں سے دیکهني چاهیے - درحقیقت هماري عقل هي همارا معبود ' همارا عبادت خانه ' اور همارا کاهن ہے "

اِس ڈراما سے والٹیر نے چار هزار فرانک حاصل کیے - اُس نے یه رقم ضایع نہیں کي - بلکه اُسے اپنا رأس المال قرار دیا اور بڑي هوشیاري سے اُسے بڑهاتا رها - اُسکا اصول تہا که آدمي کو اپني روزي اپني محنت سے کمانی چاهیے اور اپني کمائي سے کچهه نه کچهه پس انداز ضرور کرنا چاهیے - وہ کہا کرتا تہا " فلسفه چہانٹنے سے پہلے آدمي کو زندہ رهنے کي خدمت سیکهني چاهیے " !

الهلال

کا

یه ۷ - واں نمبر هی

لیکن

اِس وقت تک توسیع اشاعت کے لیے دفتر نے آپکو کوئي زحمت نہیں دي ہے - کیا آپ کو خود اِس طرف توجه نه هوگي ؟

اس میں شک نہیں که اصحاب ذوق نے جس طرح الهلال کا استقبال کیا ' شاید هي اُسکي کوئي دوسري نظیر اردو اخبارات میں مل سکے - لیکن مشکل یه ہے که پرچه کي ترتیب و طباعت کا معیار بہت بلند ہے ' اور قیمت اُسکے مقابله میں بہت کم - اب یا تو قیمت بڑهاني چاهیے - یا اتني وسیع اشاعت هوني چاهیے که اُس سے قیمت کي کمي کي تلافي هوجاے -

حتی کہ چھاپنے ' بیچنے ' اور پڑھنے والوں تک کو سزا دی گئی - مگر والٹیر کے عزم و همت میں فرق نہ آیا - وہ تمام دشمنوں پر غالب آیا - تمام مشکلات پر فتحمند ہوا - اُس نے ہمیشہ حق و حقیقت کا اظہار کیا اور بالآخر دنیا کی گردنیں اُس کے علمی و عقلی جبروت کے آگے جھک گئیں - یا تو اُسے ذلیل سمجھا جاتا تھا - یا پھر یہ ہوا کہ بادشاہ ' شہنشاہ ' اور روم کے پوپ تک ' اُس کی خوشامدیں کرنے لگے - سب اُس کی ہیبت سے لرز اُٹھے - پاپاؤں کی روحانی گدی اور بادشاہوں کے زریں تخت ہلنے لگے آدھی دنیا نے اِس ساحر کیلیے اپنے کان کھول دئے' اور اُس کی زبان و قلم کا ہر لفظ باشندگان یورپ کے دلوں میں اُتر گیا !

والٹیر ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوا تھا جس کی سب سے بڑی ضرورت تخریب اور شکست و ریخت تھی - جرمنی کا نیٹشے کہتا ہے " ہنسنے والے شیروں کے نمودار ہونے کی ضرورت ہے " والٹیر بے شک یہ نہیں تھا' مگر وہ سچ مچ کو شیر کی طرح گرجتا اور ہنستا ہوا اٹھا ' اور قدیم نظام کی کہنہ عمارت ڈھا دی - درحقیقت یورپ کی موجودہ بیداری اور تہذیب کا سہرا دو ہی آدمیوں کے سر ہے : والٹیر اور روسو - اِنہی دونوں کے انقلاب فرانس کی تخم ریزی کی' اور وہ سب کچھ مہیا کر دیا جس کی اِس انقلاب کو ضرورت تھی - بدنصیب لوئی شانزدہم نے قتل ہونے سے چند دن پہلے قید خانہ میں والٹیر اور روسو کی کتابیں دیکھی تھیں - وہ بے اختیار چلا اٹھا " اِنہی دو آدمیوں نے فرانس کو برباد کیا ہے ! " ظاہر ہے کہ فرانس کی بربادی سے بدنصیب بادشاہ کا مقصود اپنے خاندان کی بربادی تھی - نپولین اعظم کہا کرتا تھا " بور بون (فرانس کا خاندان شاہی) اپنا تخت و تاج محفوظ رکھہ سکتا تھا اگر والٹیر اور روسو کا منہہ بند کر دیتا " خود والٹیر کہتا ہے " کتابیں ہی قوموں پر حکومت کرتی ہیں " اِسی کا مقولہ ہے " دماغی تربیت سے بڑھکر کوئی ذریعہ آزادی کا نہیں " ایک اور موقعہ پر اُس نے کہا " جب قوم سوچنے لگ جائے تو پھر منزل مقصود سے اُسے روکنا نا ممکن ہو جاتا ہے " والٹیر کے ظہور کے ساتھہ فرانس نے سوچنا شروع کیا ' اور دنیا کی کوئی قوت بھی اُسے آگے بڑھنے سے روک نہ سکی -

(مختصر سوانح حیات)

والٹیر کا اصلی نام " فرانسو ماری اروئیہ " ہے - سنہ ۱۶۹۴ ع میں پیرس میں پیدا ہوا' - اُس کا باپ رجسٹرار تھا اور ماں ایک شریف گھرانے کی خاتون تھی - خیال کیا جاتا ہے کہ والٹیر نے اپنی غصہ ور طبیعت اپنے باپ سے ورثہ میں پائی تھی ' اور ذہانت ماں سے - والٹیر کے پیدا ہونے میں اُس کی ماں کو اِتنی تکلیف ہوئی کہ جانبر نہ ہو سکی - وہ خود بھی از حد کمزور تھا - حتی کہ اُس کی دائی نے گود میں لیتے ہی کہہ دیا تھا " بچہ ایک دن سے زیادہ نہیں جیئگا " لیکن اُس کا اندازہ غلط تھا - وہ ۸۴ سال تک زندہ رہا - البتہ بیماریوں اور جسمانی تکلیفوں میں ہمیشہ مبتلا رہا -

والٹیر کا ایک بڑا بھائی بھی تھا - اسکا نام " ارمان " تھا - لیکن وہ آزاد خیالی کے جرم میں کلیسا کے حکم سے قتل کر ڈالا گیا - اُسکا ایک واقعہ بہت مشہور ہے - وہ جب قید تھا اور پھانسی کا حکم صادر ہو گیا تھا ' تو بعض دوستوں نے رائے دی - توبہ کر کے جان بچالے - لیکن یہ سنکر وہ بہت غضب ناک ہو گیا - اُس نے کہا " دوستو! شکریہ - اگر تم خود پھانسی پر لٹکنا پسند نہیں کرتے تو اُن لوگوں کی راہ کیوں روکتے ہو جو پھانسی پانا پسند کرتے ہیں ؟ "

والٹیر کا باپ اپنے دونوں لڑکوں کی شکایت کیا کرتا تھا " خدا نے مجھے دو پاگل بیٹے دیے ہیں : ایک کو نثر کا جنون ہے ' دوسرے کو نظم کا " والٹیر نے شعر کہنا اُس وقت سے شروع کیا جبکہ وہ اپنا نام بھی صحیح طور پر نہیں لکھہ سکتا تھا - اُسکا باپ عملی زندگی کا عادی تھا - اُسے اپنے لڑکے کی یہ حالت دیکھکر افسوس کے ساتھہ یقین کر لیا کہ یہ بالکل ناکارہ نکلیگا - اُسے کیا معلوم تھا' ایک دن اُسکا یہی " ناکارہ " تمام یورپ کا سب سے بڑا اہل قلم تسلیم کیا جائیگا !

والٹیر کی ماں کے انتقال کے بعد اُسکا خاندان پیرس چھوڑ کر دیہات میں جا بسا - یہاں ایک دولتمند فاحشہ نے والٹیر کو دیکھا اور اُسمیں آثار ذہانت و نجابت پائے - چنانچہ مرنے سے پہلے وہ یہ نیک کام کر گئی کہ دو ہزار فرنک والٹیر کو ہبہ کر دیے - تا کہ " اس روپیہ سے اُسے کتابیں خرید دی جائیں " .

والٹیر کو اِن کتابوں سے بڑا نفع ہوا - وہ عمر بھر اِس آبرو باختہ عورت کا احسان مند رہا - اِسکے بعد ایک راہب کو اُس سے محبت ہو گئی - لیکن یہ راہب دراصل ملحد تھا - اِس نے اُسے شک و الحاد کی تلقین کی ' اور کلیسا کی طرف سے نفرت و انکار دلنشین کر دیا -

اِسکے بعد وہ پادریوں کے مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کیلیے داخل دیا گیا - یہاں اُسنے فن مناظرہ اور علم کلام سیکھا - اُس وقت بڑا علمی کمال یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایک ہی مسئلہ کو بہ زور جدل دو متناقض پہلوؤں سے ثابت کر دیا جائے - والٹیر نے اِس فن میں کمال حاصل کر لیا - نتیجہ یہ نکلا کہ کسی مسئلہ پر بھی اُسے یقین باقی نہ رہا - مدرسہ میں وہ بڑا محنتی طالب علم مشہور تھا - حتی کہ فرصت کے اوقات میں بھی جبکہ اور لڑکے کھیل کود میں مصروف ہوتے ' وہ اساتذہ سے لاهوتی مسائل پر بحث کیا کرتا - اپنی طالب علمانہ زندگی کے متعلق وہ کہا کرتا تھا " پادریوں نے مجھے لاطینی زبان اور بہت سی بیہودہ بدحواس سکھادی ہے ! "

تعلیم ختم کرنے کے بعد اُسے عملی دنیا کی طرف توجہ ہوئی ' اور اپنے لیے کوئی پیشہ منتخب کرنا چاہا - اُسنے اپنے باپ سے بلا پس و پیش کہدیا " میں شعر و ادب کو اپنا پیشہ بناؤنگا " باپ بہت خفا ہوا اور بہت سمجھایا - مگر اُسنے ایک نہ سنی اور اپنی ہٹ پر قائم رہا - لطف یہ ہے کہ اِس پیشہ کے متعلق خود اُسکی رائے یہ تھی : " شعر و ادب اُن لوگوں کا مشغلہ ہے جو اجتماعی زندگی میں بے فائدہ بننا اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے سر پر بوجھہ ہونا چاہتے ہیں - یہ اُن لوگوں کا پیشہ ہے جو بھوکوں مر جانا پسند کرتے ہیں "

۲۱ - برس کی عمر تک والٹیر نے اپنے تئیں رندی و عیاشی کیلیے وقف کر رکھا تھا - راتیں باہر گزارتا تھا اور دن گھر پر :

همه شب شراب خوردن همه روز خواب کردن !

اُسکے والد کو اِس بہتک سے بڑی تکلیف تھی - اُسنے لاکھہ کوشش کی مگر اصلاح کی کوئی صورت نہ نکلی - آخر اپنے ایک سخت گیر رشتہ دار کے ہاں بھیجدیا - شروع میں تو اِس نئے مربی نے بڑی سختی کی - لیکن پھر اُسکی غیر معمولی قابلیت و ذہانت دیکھکر آزاد چھوڑ دیا - والد کو معلوم ہوا تو اُسنے واپس بلا لیا اور ہالینڈ میں فرانسیسی سفیر کے حوالہ کر دیا کہ اپنی نگرانی میں رکھے - یہیں ہالینڈ کے پائے تخت لاهائی میں والٹیر نے ایک دوشیزہ سے عشق کیا' مگر راز جلد کھل گیا' اور حضرت کو ہزاروں حسرتوں کے ساتھہ وطن بھاگنا

پر جوش نو مسلم هي کا استقبال کر سکتے تھے - بونا پارٹي (بونا پارٹ کو اسکي فوج محبت سے اور انگریز حقارت سے "بونا پارٹي" کہتے تھے) اسکے لیے بھي بے دریغ طیار هوگیا "

نپولین کے مورخوں میں فین سب سے زیادہ جوش مخالفت رکھتا ہے - اس نے اپني تاریخ صرف اسلیے لکھي ہے تا کہ وہ تمام مواد جمع کردے جو نپولین کي مخالف جماعتوں نے اسکے خلاف راے عامہ پیدا کرنے کیلیے طیار کیا تھا - وہ اس معاملہ میں اسکي " انتہا درجہ کي شیطنت " محسوس کرتا ہے ؛ اور واقعہ کے ناگوار پہلوؤں کي تکمیل کیلیے اتنا حصہ اور بڑھا دیتا ہے کہ " اس نے بار بار مسلمان مشایخ کو خوش کرنے کیلیے مسیحي مذهب کي هنسي اڑائي اور عیسائیوں کو گالیاں دیں "

بوربون خاندان اور انکے حامیوں نے نپولین کے خلاف تبلیغ و اشاعت کا ایک خاص صیغہ قائم کر رکھا تھا - هر مہینہ کوئي نہ کوئي رسالہ انگلستان سے چھپکر نکلتا اور تمام یورپ میں تقسیم کیا جاتا - اس کام کیلیے تنخواہ دار اهل قلم مہیا کیے گئے تھے - انھي میں ایک شخص تیبر نامي تھا - اسنے ایک رسالہ اس موضوع پر لکھا تھا کہ " کیا بونا پارٹ ترک (مسلمان) هوگیا ہے ؟ " تھیرس اس رسالہ کا ذکر کرتے هوے لکھتا ہے " اس میں نپولین کي کئي تصویریں اس طرح کي بنائي گئي تھیں ' جیسي از منۂ وسطی (مڈل ایجز) میں پیغمبر اسلام کي بنائي گئي تھیں - نہایت خونخوار قیافہ - چشم و ابرو سے قتل و خونریزي کے جذبات ٹپک رہے هیں - ایک هاتھہ میں برهنہ تلوار ہے - دوسرے میں قرآن "

چند سالوں کے بعد جب نپولین نے پوپ کو پیرس بلایا تاکہ اس کي تاج پوشي کي رسم ادا کرے ' تو لندن کے ایک اخبار کا کارٹون بہت مشہور هوا تھا - اس میں نپولین کے ایک هي دھڑ پر دو رو پشت چہرے بنائے تھے - ایک پر پگڑي تھي - ایک برهنہ تھا - پگڑي والے سر کے منھہ سے یہ الفاظ نکل رہے تھے " میں مشرق میں اس لیے آیا هوں تا کہ دین محمدي زندہ کردوں " مگر برهنہ سر کہہ رہا تھا " میں مشرق سے واپس آگیا تاکہ نوٹر دم کے گھنٹوں کا مقدس بلاوا سنوں ! " پہلا جملہ نپولین کے اعلان مصر سے ماخوذ تھا - دوسرا اس کي ایک پر جوش تقریر سے ' جس میں اس نے مذهب کي ضرورت اور تاثیر پر زور دیتے هوے کہا تھا " میرے حافظہ میں کسي چیز کي یاد اس قدر عمیق تاثیر پیدا نہیں کرتي ' جس قدر گرجے کے گھنٹے کي مسلسل صدائیں "

لیکن جب کہ مخالفین نے اس معاملہ کو اس درجہ اهمیت دي ' تو موافقین نے بھي اس کي اهمیت گھٹانے میں کوئي کمي نہیں کي - نپولین کے اکثر ثنا خواں اس بارے میں ساکت رہے هیں - بعضوں نے ذکر کیا بھي ہے تو اس سے زیادہ نہیں کہ اس نے اپنے اعلانات میں اپنے آپ کو اسلام کا دوست ظاهر کیا تھا - بعض نے انکار و تغلیط میں صراحت سے بھي کام لیا ہے اور لکھہ دیا ہے کہ " یہ واقعہ هي سرے سے غلط ہے " فرشے اور کلیپر مورخانہ سنجیدگي کے ساتھہ لکھتے هیں " منجملہ ان تہمتوں کے جو شہنشاہ کے دشمنوں نے تراشي تھیں ایک تہمت یہ بھي تھي " کین تھیوم اور لیس کیس نے (اور آخرالذکر ان لوگوں میں سے ہے جو سینٹ هلینا میں نپولین کے رفیق رہے تھے) اس معاملہ کا کوئي ذکر نہیں کیا ہے - بیورین نپولین کا سکریٹري اور مصر و شام میں اس کے ساتھہ تھا - وہ نپولین کے واقعات مصر بہت تفصیل سے بیان کرتا ہے ' لیکن اس معاملہ کا کوئي ذکر نہیں کرتا - خود نپولین نے سینٹ هلینا میں اپنے سوانح حیات پر اپنے خیالات قلمبند کرائے تھے جو دو جلدوں میں مرتب هوکر شائع هوئے - اس میں وہ مصر کے واقعات کا بہ تفصیل ذکر کرتا ہے - اسلام کا بھي ذکر کرتا ہے - یہ بھي کہتا ہے کہ اگر ضرورت هوتي تو اسلام قبول کر کے تمام اسلامي ممالک زیر نگیں کر لیتے اور ایک عظیم مشرقي مملکت کي بنیاد رکھدینے میں مجھے تامل نہ هوتا - لیکن اس کا اعتراف نہیں کرتا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا -

(مصر کے مسلمان مورخ)

نپولین کے حملۂ مصر کا زمانہ اگرچہ مشرق کے دماغي و علمي تنزل کے بلوغ کا زمانہ تھا ' اور [illegible] و شام کے عہد وسطی کي رهي سهي علمي قوتیں نویں صدي هجري میں تقریباً ختم هو چکي تھیں ' تاهم جامع ازهر کے وسیع حلقۂ درس و تدریس کي بدولت علم کي کمیت بدستور قائم تھي - اگرچہ کیفیت مفقود هوچکي تھي - شہاب الدین خفاجي صاحب درۃ الغواص - سید مرتضی زبیدي صاحب تاج العروس - شمس الدین الشامي صاحب سیرۃ الشامیہ و عقود الجمان - ابو بکر مرعي صاحب [illegible] الدریہ - نور الدین الحلبي صاحب سیرۃ حلبیہ - ابن [illegible] المحبي صاحب خلاصۃ الاثر - ابو الفتح اسحاقي صاحب لطائف الاخبار - ابو العباس مقري صاحب نفح الطیب - شمس الدین بکري صاحب تحفۃ البهیہ - ابن یوسف الحلاق صاحب تحفۃ الحباب - شمس الدین تمرتاشي صاحب تنویر الابصار - شرنبلالي شارح متون حنفیہ - شیخ اسماعیل زرقاني شارح موطا و مواهب - وغیرہ علماء مصر کا زمانہ تقریباً گیارهویں اور بارهویں صدي هجري کا زمانہ ہے ' اور اس عهد سے متصل ہے جب نپولین مصر میں داخل هوا ہے - هجري سنہ کے حساب سے حملۂ مصر سنہ ۱۲۱۳ - میں هوا ہے - یعنی تیرهویں صدي کے بالکل اوائل میں -

چنانچہ هم دیکھتے هیں کہ اس زمانے میں بھي علماء مصر و شام ' خصوصاً علماء ازهر کي ایک بہت بڑي تعداد موجود تھي جو درس و تدریس کے ساتھہ تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھي رکھتي تھي - ان میں سب سے زیادہ نمایاں اشخاص جنکا نپولین اور فرانسیسي حکام سے زیادہ سابقہ رها ' یا انھوں نے اس عهد کے حالات قلمبند کیے ' حسب ذیل هیں :

(۱) شیخ عبد اللہ الشرقاوي : جامع ازهر کے مشاهیر اساتذہ میں سے تھے - نپولین نے مصر کے شہري انتظام کے لیے چودہ ارکان کي ایک مجلس شوری بنائي تھي جو " دیوان " کے نام سے پکاري جاتي تھي - شیخ شرقاوي کو اسکا رئیس منتخب کیا تھا - انھوں نے ۲۰ - سے زیادہ کتابیں یادگار چھوڑي هیں - ان میں ایک قیمتي کتاب تحفۃ الناظرین ہے جس میں فرانسیسیوں کے حملہ سے لیکر انکي واپسي تک کے چشم دید حالات بالاختصار بیان کیے هیں - سنہ ۱۱۵۰ میں پیدا هوے ' اور ۱۲۲۷ مطابق سنہ ۱۸۱۲ میں انتقال کیا - تحفۃ الناظرین مصر میں چھپ گئي ہے -

(۲) شیخ سلیمان فیومي : یہ بھي اساتذۂ ازهر میں سے تھے ' اور مشیخت کے درجہ تک پہونچ چکے تھے - نپولین نے انھیں بھي " دیوان " کا رکن منتخب کیا تھا - نپولین کے جانے کے بعد جب سردار عسکر کلیبر کو سلیمان حلبي نے قتل کرڈالا اور فرانسیسیوں نے فوجي عدالت میں تحقیقات کي ' تو یہ بڑے مخمصہ میں پھنس گئے - لیکن بالآخر نجات پائي - انھوں نے بھي ایک مختصر رسالہ

تاریخ و عبر

فرانس کا فاتح اعظم اور اسلام

کیا نپولین مسلمان هوگیا تھا ؟

اٹھارهویں صدي کے اوائل کا ایک تاریخي مبحث

نپولین کا حملۂ مصر اس کي فاتحانه اولالعزمیوں کا ایک غیر معمولي واقعه هے - اُس کي زندگي کے تمام مورخوں نے یه واقعه بڑي شرح و تفصیل سے لکھا هے - یکم جولائي سنه ۱۷۹۸ ع کو فرانسیسي فوج نے سرزمین مصر پر قدم رکھا تھا ، اور سنه ۱۸۰۱ ع میں واپسي پر مجبور هوئي تھي -

لیکن اس حمله کي داستان کا ایک واقعه ایسا هے جس میں نه تو تمام مورخ متفق هوسکے - نه کوئي ایک رائے مضبوطي کے ساتھه ظاهر کي جاسکي - بعضوں نے اُسے اِس درجه غیر وقیع تصور کیا که یکقلم نظر انداز کر دیا - بعضوں نے اس قدر اهمیت دي که خاص خاص عنوان اور ابواب اُس کے لیے ترتیب دیے - نپولین کے عهد میں اور اُس کے کچھه عرصه بعد تک اُس کي مخالفت اور موافقت کے جذبات نهایت شدید تھے - اس لیے یه واقعه مخالفوں کے لیے بهت زیاده اهم ، مگر موافقوں کے لیے نظر انداز کر دینے کے قابل تھا -

یه نپولین کے مسلمان هونے یا اپنے تئیں مسلمان ظاهر کرنے کا واقعه هے -

تمام تاریخدان متفق هیں که نپولین نے مصر پهنچنے سے پہلے هي ایسے اعلانات طیار کر لیے تھے جن میں باشندگان مصر کو مخاطب کیا گیا تھا اور مملوکوں کے خلاف (جو وهاں عملاً حکمراني کر رهے تھے اگرچه حکماً سیادت دولۃ عثمانیه کو حاصل تھي) اُبھارا تھا - ان اعلانات میں نپولین نے یه بھي لکھا تھا " میں اسلام و قرآن کا مخالف نهیں هوں - بلکه سچا حامي هوں - میں چاهتا هوں ، اصلي اسلام تازه هوجائے ، اُس کي عظمت و شوکت برقرار رهے ، اور اُس کے دشمن ناکام و نامراد هوں " اس میں بھي سب کا اتفاق هے که اس نے مصر جاتے هوئے راسته میں اسلام و قرآن کي نسبت غیر معمولي واقفیت حاصل کرلي تھي - وه مصر کے علما و مشائخ کو اپني واقفیت سے متعجب کردینے کي کوشش کرتا ، اور اُنهیں بار بار یقین دلاتا که اسلام کي بهت بڑي عزت اُس کے دل میں هے - اس سے بھي کسي نے انکار نهیں کیا هے اور خود اُس نے بھي اپنے سینٹ هلینا کے خود نوشته تذکره میں اعتراف کیا هے ، که اسلام قبول کرنے کے مسئله پر اُس نے مصر کے مشائخ سے طول طویل گفتگو کي تھي ، اور وه کم سے کم شرطیں معلوم کرلي تھیں جو مسلمان هونے کے لیے ضروري هیں - یه واقعه بھي مسلّم هے که اُس کے بعض فوجي افسر مسلمان هوگئے تھے اور مسلمان خاندانوں میں رشته داریاں کرلي تھیں - چنانچه ژاک مینیو جو کلیبر کے قتل کے بعد مصر کا فوجي حاکم منتخب هوا تھا ، علانیه مسلمان هوگیا تھا ، اور " عبدالله جاک " کے نام سے مشهور تھا - اُس نے ایک مسلمان عورت سے نکاح بھي کر لیا تھا -

لیکن ان تمام متفقه امور کے ساتھه جس بات میں اختلاف هے ، وه یه هے که نپولین نے اپنے آپ کو اسلام کا پیرو بھي ظاهر کیا تھا یا نهیں ؟

اُس کے مخالفین کهتے هیں - وه مسلمان هوگیا تھا - یا کم از کم اپنے آپ کو مسلمان ظاهر کیا تھا - اُنهوں نے نپولین کے جرائم کي فهرست میں یه واقعه بھي شامل کیا هے ، اور اس سے اُسکي طبعي منافقت ، بے دیني ، اور ابن الوقتي پر استدلال کیا هے -

نپولین نے جب شام پر حمله کیا ، تو سر سڈني اسمتھه نے جو انگریزي بیڑه کا امیر البحر تھا شام کے عیسائیوں کے نام ایک اعلان بھیجا تھا - اسمیں لکھا تھا : " وه انگریز امیر البحر پر جو ایک سچا مسیحي بهادر هے پوري طرح بھروسه کریں ، اور نپولین کي کچھه پروا نه کریں جو پہلے ایک بے اصول مرتد تھا ، اور اب مصر کے شیخوں کے هاتھه پر مسلمان هو چکا هے ! "

نپولین کے مشهور بحري حریف لارڈ نیلسن نے اپني مشهور اور تاریخي آشنا ، لیڈي هملٹن کو لکھا تھا :

" یه کوئي تعجب کي بات نهیں که وه (نپولین) مصر میں دین محمدي کا غازي بن گیا هے اور اِسکي خبریں هندوستان کے تباه شده مسلمان نبابوں (نوابوں) تک پهنچ گئي هیں - مجھے یقین هے - اگر اُسے آسٹریلیا کے باشندوں کو خوش کرنے کي ضرورت هوتي تو وه بلا تامل اپنے تمام فوجي افسروں کے ساتھه اُس درخت کے تنه کي پوجا شروع کر دیتا جسپر وه مردوں کي کھوپڑیاں رکھا کرتے هیں ! "

انقلاب فرانس کا مشهور ابن الوقت ٹیلیراں ، Talleyrand نپولین کے تذکره میں لکھتا هے " اُس نے کبھي اس بات پر ندامت ظاهر نهیں کي که وه مصر کے اماموں اور شیخوں کے سامنے مملوکوں کي پگڑي اور جبه پهنکر گیا تھا ، اور کها تھا " میں دین محمدي زنده کرنے اور اسکے لیے جنگ مقدس کرنے آیا هوں ! "

نپولین کا مشهور انگریز سوانح نویس ایلیسن کهتا هے " یه اُس کي زمانه ساز اور ابن الوقت طبیعت کا سب سے زیاده مکمل مظهر تھا - اگر نیلسن نے ابو قیر کا بیڑا تباه نه کر دیا هوتا اور قسمت اس سے موافق هوتي ، تو یقیناً وه هندوستان کے ساحل پر قرآن حمایل کیے هوے اُترتا ، اور حیدر علي سے کهتا : میں دین محمدي کے دشمنوں کو هندوستان سے نکالنے کیلیے آگیا هوں - اُسکے بعد اگر وه دیکھتا که هندوستان کے کروڑوں بت پرستوں کو رام کرنے اور انگریزوں کے بر خلاف اُبھارنے کیلیے اِسکي ضرورت هے که اپنے آپ کو مقدس دیوتاؤں کا پرستار ظاهر کرے ، تو اس میں بھي اُسے اتنا هي تامل هوتا ، جتنا تامل مسلمان هونے میں هوا تھا ! " -

سر والٹر اسکاٹ کا قلم اُن تمام انگریز اهل قلم میں جنهوں نے اُس عهد میں نپولین پر قلم اُٹھایا هے ، زیاده مستند تسلیم کیا گیا هے - وه بھي اس واقعه میں نپولین کي " منافقانه طبیعت " کا پورا ظهور دیکھتا هے اور لکھتا هے " مصر کے متعصب [illegible] صرف ایک

شیخ خلیل بکري
جو نپولین کے زمانه میں نقیب السادات مصر تھے -

درج کیے جاتے تھے - یه دنیا میں عربي زبان کا سب سے پہلا اخبار تھا - اس کي تحریر سید مذکور کے ذمه تھي - اس طرح واقعات و حوادث کي کتابت و تدوین کا انھیں ایسا مستند موقعه مل گیا جو دوسروں کو حاصل نه تھا - سنه وفات ۱۲۳۰ ھ ہے -

(دو شامي مورخ)

لیکن مصر سے باهر دو مشرقي قلم آور بھي تھے جو اس عہد کے حوادث و سوانح ضبط کتابت میں لا رہے تھے : نقولا ترک ، اور امیر حیدر شہاب -

پہلا مصنف لبنان کے ایک مسیحي خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو قسطنطنیه سے آکر وهاں مقیم هوگیا تھا - اس نے نپولین کي زندگي هي میں نپولین کي تاریخ عربي زبان میں لکھي تھي جس کا پہلا حصه مع فرانسیسي ترجمه کے سنه ۱۸۳۹ ع میں پیرس سے شائع هوا - اس حصه میں فرانسیسیوں کے مصر سے اخراج تک کے واقعات درج هیں - اس کتاب کي قدر و قیمت بہت بڑھ جاتي ہے جب خیال کیا جائے ، که یه مشرق کي سب سے پہلي کتاب ہے جو نپولین کے حالات میں لکھي گئي ، اور اُس وقت لکھي گئي جب خود یورپ میں بھي اس کي کوئي بڑي تاریخ نہیں لکھي گئي تھي - نپولین کے حملۂ شام کے واقعات کا بڑا حصه مصنف کے چشم دید واقعات میں سے ہے - اس نے سنه ۱۲۴۴ - مطابق سنه ۱۸۲۸ - میں انتقال کیا -

امیر حیدر لبنان کے خاندان " شہاب " کا ایک صاحب علم و قلم امیر تھا - اُس نے کئي کتابیں شام و لبنان کي تاریخ میں لکھي هیں جن میں نپولین کے حملۂ مصر و شام کے حوادث بھي آگئے هیں - ان میں سے غرر الحسان اور نزهة الزمان خصوصیت کے ساتھه قابل ذکر هیں - امیر موصوف کا سال وفات سنه ۱۲۵۱ - مطابق ۱۸۳۵ ع ہے -

(علماء مصر کي تصویریں)

فرانسیسیوں نے مصري دیوان کے تمام ارکان کي تصویریں کھینچ لي تھیں - اور بطور عجائب شرق کے اپنے ساتھه فرانس لے گئے تھے - جبرتي نے یه تصویریں دیکھي هیں ، اور ان کي صناعیوں پر تعجب ظاهر کیا ہے - مستشرق مارسل نے جسے نپولین عربي طباعت کے اهتمام کے لیے اپنے ساتھه لایا تھا ، اپني کتاب " معلومات مصر " میں یه تمام تصویریں درج کردي هیں - هم ان میں سے شیخ شرقاوي ، شیخ بکري ، اور شیخ سلیمان فیومي کي تصویریں اس تحریر کے ساتھه شائع کردیتے هیں - ان سے اُس عہد کے علماء و مشائخ مصر کي وضع و قطع اور شکل و شمائل نظروں کے سامنے آجائیگي - مصر و شام میں تاریخ اسلام کے ازمنۂ وسطی سے لیکر بارهویں صدي تک ، معاشرتي زندگي تقریباً یکساں رهي ہے - اس لیے یه تصویریں اگرچه صرف ڈیڑھ سو برس پیشتر کي هیں ، لیکن اُن کي وضع و قطع سے تقریباً چار سو برس پیشتر تک کي وضع و قطع کا اندازہ کر لیا جاسکتا ہے - ساتویں ، آٹھویں ، اور نویں صدي هجري کے علماء مصر و شام ، مثلاً امام ذهبي ، امام مزي ابن دقیق العید ، تقي الدین سبکي ، حافظ برزالي ، حافظ ابن حجر عسقلاني ، حافظ سخاوي ، جلال الدین سیوطي ، وغیرهم کا لباس اور وضع و قطع تقریباً ایسي هي هوگي ، جیسي شرقاوي اور فیومي کي ہے - شیخ بکري کي زندگي چونکه امراء کي سي زندگي تھي ، اس لیے وہ سمور کا چغه پہنے هیں اور هاتھه میں مصري شبقه یعنی تمباکو کا پائپ ہے -

(عربي مورخین کي شہادت)

اب دیکھنا چاهیے که نپولین کے اظہار و عدم اظہار اسلام کے بارے میں ان مورخین کي شہادت کیا ہے ؟ اس بارے میں سب سے زیادہ معتبر شہادت انهي لوگوں کي هوسکتي ہے - ان میں سے چند مورخ تو خود اُن لوگوں میں سے هیں ، جن کے سامنے نپولین کے اظہارات هوئے هونگے - مثلاً شیخ مہدي شیخ الازهر ، اور شیخ شرقاوي رئیس الدیوان - اور بعض ایسے هیں جو اپنے چشم دید حالات قلمبند کر رہے هیں اور اس بارے میں کوئي خاص مورخانه تعصب نہیں رکھتے - مثلاً شیخ جبرتي اور سید اسماعیل خشاب -

ان کي شہادت یه ہے که نپولین نے نه صرف اپنے تئیں اسلام کا دوست ظاهر کیا تھا ، بلکه مسلمان هونے کا بھي دعوی کیا تھا - وہ اسلامي لباس پہنکر علما و مشائخ سے ملتا ، مسجد میں جاتا ، اور نماز جمعه میں شریک هوتا - چنانچه اُس نے اپني تصویر بھي اس لباس میں اُتروائي تھي جو آجتک موجود ہے ، اور جسے پروفیسر مارسل نے اپني کتاب میں درج کیا ہے - مزید تفصیل آئنده نمبر میں ملیگي -

شیخ سلیمان فیومي
جو اُسي عہد کے مشاهیر علماء مصر میں سے تھے

حوادث مصر پر لکھا ہے : " الوقائع و النوازل " سنه ۱۲۳۲ ھ مطابق سنه ۱۸۱۶ میں انتقال کیا -

(۳) شیخ خلیل البکري - مصر میں عرصه سے خاندان وفائیه کا سجادۂ طریقت قائم ہے - چونکه نسلاً حضرۃ " ابوبکر " کي اولاد میں ہیں - اسلیے " بکري " کہلاتے ہیں - جو شخص سجادہ نشین ہوتا ہے ' اسے " نقیب السادات " کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہے جو سرکاري لقب ہے - نپولین کے زمانه میں سجادہ نشین شیخ خلیل تھے - نپولین نے انہیں بھي دیوان کا رکن چنا تھا - ان میں اور نپولین اور دوسرے فرانسیسي افسروں میں بہت زیادہ رسم و راہ پیدا ہوگئي تھي - نپولین اکثر انکے مکان پر آتا - یه اسکي دعوتوں میں شریک ہوتے - انہي نے نپولین کو ایک چرکسي غلام بطور ہدیه کے دیا تھا جسے نپولین اپنے ہمراہ فرانس لے گیا تھا - یه شاعر اور ادیب تھے - اسوقت کے حوادث مصر پر متعدد قصائد لکھے

نپولین مصري اسلامي لباس میں

جب اس نے جامع ازہر اور جامع حسني میں نماز جمعه ادا کي تھي

ہیں - بعض فرانسیسي مستشرقین اپنے ساتھ لیگئے اور پیرس میں ترجمه کے ساتھ شائع کیا - سنه ۱۲۳۵ ھ مطابق سنه ۱۸۲۰ میں انتقال کیا -

(۴) شیخ محمد مہدي - یه اسوقت جامع ازہر کے شیخ تھے اصلاً قبطي تھي - بچپنے میں مسلمان ہوگئے اور ازہر میں تحصیل علوم کرکے علم و فضل کا درجه حاصل کرلیا - یہانتک که مشیخت کے درجه تک پہونچ گئے - یه بھي نپولین کے دیوان کے رکن تھے - انہوں نے ایک کتاب الف لیله کي روش پر تحفۃ المستیقظ لکھي تھي جسے فرانسیسي اپنے ساتھ لیگئے اور فرنچ ترجمه کے ساتھ پیرس میں چھاپ کر شائع کیا - انہوں نے سنه ۱۲۳۰ - مطابق ۱۸۱۵ ع میں انتقال کیا -

(۵) عبدالرحمن جبرتي - یه اس عہد کا سب سے بڑا مورخ ہے - " جبرت " حبش کے قریب ایک موضع کا نام ہے - اس کے مورث

مرادبک مملوک

جو مصر کے دفاع میں نپولین سے لڑا مگر ناکام رہا

اعلی رہیں سے مصر آئے تھے - جب نپولین مصر آیا اور دیوان شوری مقرر کیا ' تو اس کے لیے ایک منشي کي ضرورت ہوئي - اس خدمت پر اسي کا تقرر ہوا - اسطرح اسے موقعه مل گیا که بہت زیادہ قریب سے اس قوم کے حالات و اعمال کا مطالعه کرے -

اس نے اپنے زمانه کے حوادث مصر پر ایک ضخیم کتاب عجائب الآثار لکھي ہے جو تاریخ جبرتي کے نام سے مشہور ہے - اسمیں پہلے ابن ایاس کي تاریخ مصر کي آخري تاریخ سے لیکر اپنے وقت تک کے مختصر حالات دیے ہیں تا که ابن ایاس کي تاریخ کے لیے بطور تاریخ ذیل اور تکمله کا کام دے - پھر سنه ۱۱۴۲ - ہجري سے لیکر سنه ۱۲۳۶ - تک کے تمام اہم حوادث مصر تاریخ وار روزنامچه کي طرح لکھے ہیں اور کوئي ضروري بات نظر انداز نہیں کی ہے - غالباً سنه ۱۲۴۰ - مطابق سنه ۱۸۲۵ ع میں انتقال کیا -

افسوس ہے ' اس تاریخ کي قدر و قیمت سے مشرقي دنیا برابر غافل رہي - حالانکه یه اٹھارھویں صدي کے اواخر اور انیسویں صدي کے اوائل کے حوادث مصر کي سب سے زیادہ مستند تاریخ ہے - نپولین کا حملۂ مصر اور محمد علي خدیو اول کا ظہور ' تاریخ مشرق کے نہایت اہم واقعات ہیں - جبرتي نے انکي چشم دید سرگزشت ایک روزنامچه کي طرح مرتب کرکے پیش کردي ہے -

(۶) سید اسماعیل خشاب - نپولین اپنے ساتھ عربي حروف اور مطبع بھي لے گیا تھا ' اور اس سے ایک سرکاري اخبار بھي جاري کیا تھا - اس میں عدالت اور فوج کے حالات اور سرکاري اعلانات

شیخ عبداللہ شرقاوي

صاحب تحفۃ الناظرین و رئیس دیوان مصر

ادبیات

تین ہزار سال پہلے کی شاعری

قدیم مصری شاعری

مصر، دنیا کے قدیم ترین تمدن کا مرکز ہے۔ یونان اور روم جبکہ جہل کی ظلمتوں میں لپٹے پڑے تھے، تو مصر میں علم و حکمت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔

دنیا "توت آنخ آمون" کے نام سے واقف ہو چکی ہے جس کا مقبرہ اور صحیح و سالم جثہ برآمد ہوا ہے۔ ہم اسی بادشاہ کے ایک عزیز بادشاہ کے زمانہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام "آمی نوتب" چہارم تھا۔ یہ "توت آنخ آمون" کا بہنوئی تھا، اور ۱۳۷۵ قبل مسیح میں مصر کے تخت پر حکمراں تھا۔

قدیم شاہان مصر میں اس بادشاہ کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ اس کے عہد میں مصر کا تمدن اپنے پورے عروج تک پہنچا۔ مصر نے صرف مادی ترقی ہی نہیں کی تھی معنوی ترقی کے بھی کئی مرحلے طے کر گئے تھے۔ اس سے پہلے مصریوں میں طرح طرح کے توہمات عام تھے۔ عام اعتقاد تھا کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندگی صرف اسی طرح مل سکتی ہے کہ اس کی قبر پر شیطانوں کی تصویریں بنائی جائیں۔ میزوں پر کھانا پینا رکھا جائے۔ ننھی ننھی مورتیں اس کے کفن میں بطور تعویذوں کے لٹکا دی جائیں۔ خیال تھا یہ سب چیزیں "کا" کو زندہ کر دیتی ہیں، اور "کا" زندہ ہو کر مردے میں از سر نو روح پھونک دیتا ہے۔ قدیم مصری زبان میں "کا" وہی چیز ہے جسے آجکل ہمزاد کہا جاتا ہے۔ ان کا بھی عقیدہ تھا کہ ہمزاد ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ صرف موت اسے جدا کرتی ہے۔ لیکن اگر مذکورۂ بالا چیزیں قبر میں مہیا کر دی جائیں تو ہمزاد کا تعلق مردے سے باقی رہتا ہے اور کبھی نہ کبھی اس کی دوبارہ زندگی کا باعث ہوتا ہے۔

"آمی نوتب چہارم" نے یہ تمام متوہمانہ عقائد باطل کر دئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ مصر کے تمام دینی عقائد بھی بدل ڈالے۔ ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ اور اس کی بنیاد آفتاب پرستی پر رکھی۔ پہلے مصریوں کا معبود اعظم "آمون" تھا۔ اس بادشاہ نے اسے منسوخ کر کے "اخناتن" کی عبادت جاری کی۔ "اخناتن" دو مصری لفظوں سے مرکب ہے "اخنا" اور "آتن"۔ "اخنا" کے معنی ہیں روشنی اور نور۔ "آتن" کا اطلاق سورج پر ہوتا تھا یعنی "اخناتن" کے معنی ہوئے "سورج کی روشنی"۔

اس بادشاہ کے عہد کے بہت سے آثار اور مقبرے برآمد ہوئے ہیں۔ ان مقبروں میں مذکورۂ بالا خرافات کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ ان میں نہ تو شیطانوں کی تصویریں ہیں، نہ چھوٹی چھوٹی مورتیں۔ نہ کھانے کے میز ہیں۔ ان میں جو کچھ ہے وہ بادشاہ اور ملک کے جلسوں اور جشنوں کی تصویریں ہیں، یا مصر کی معاشرہ کی زندگی کے مرقع ہیں۔ علمار مصریات کا خیال ہے کہ یہ آثار سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ کیونکہ یہ اس عہد کی زندگی ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

قدیم مصری نظم

اسی عہد کے ایک قبرستان میں بہت سے اشعار کندہ ملے ہیں۔ یہ پڑھ لئے گئے ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ یہ درحقیقت معبود اعظم "آتن" (آفتاب) کی تعریف و ستائش کے قصیدے ہیں لیکن یہ اس سے بھی بڑھ کر کچھ ہیں۔ یہ تین ہزار سال پہلے کی ترقی یافتہ انسانی ذہنیت دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ شعر، انسانی جذبات و قلبی کیفیات کا آئینہ ہوتا ہے۔ اس مصری شعر کے اندر موجودہ انسانیت، اپنی قدیم شکل دیکھ سکتی ہے۔ ذیل میں اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

"آتن" کا جلال!

کیا دلفریب ہے تیرا ظہور افق آسمان میں!
اے رو پہلے طباق! اے سرچشمۂ حیات!
ہر صبح ہم تجھے آسمان کے پورب میں دیکھتے ہیں
تو پوری زمین اپنے حسن سے معمور کر دیتا ہے!
تو ہی خوبصورت ہے، عظیم ہے، روشن ہے، زمین پر بلند ہے!
تیری شعاعیں تمام زمینوں کو اپنے دامنوں میں لئے بیٹھی ہیں!
ہاں، تمام زمینوں کو لئے ہوئے، جنھیں تو ہی نے بنایا ہے!
اور تو ہی نے ان پر انسانوں کو آباد کیا ہے!
ہاں، انسانوں کو، جنھیں تو ہی نے پیدا کیا ہے!
وہ انسان، جنھیں تو نے محبت کے بندھن سے جوڑ دیا!
کہتے ہیں، تو دور ہے، بہت دور ہے!
مگر تو دور کہاں ہے؟ تیری شعاعیں تو زمین پر پھیلی ہوئی ہیں!
اے بلند تر! کیا دن کی تابناکی تیرا ہی ایک جلوۂ نورانی نہیں ہے؟

رات

اے بادشاہ! جب تو آسمان کے پچھم میں لیٹ جاتا ہے
تو سارے جہان پر موت کی تاریکی چھا جاتی ہے!
آدمی اپنے گھروں میں سو جاتے ہیں
منہ لپیٹے بے حرکت، صرف سانس چلتی ہے!
کوئی کسی کو نہیں دیکھتا۔ آنکھیں بند ہوتی ہیں
انکے سرہانے چور کھڑا ہوتا ہے، مگر انھیں خبر نہیں!
شیر کچھاروں سے نکلتے ہیں، سانپ ڈسنا شروع کرتے ہیں!
کیا ظلمت کی فرمانروائی نہیں؟
کیا دنیا رب کے سناٹے میں نہیں ہے؟
ہاں سب کا بنانے والا افق کی محل سرا میں محو خواب ہے!

دن اور انسان

یہ کیسی ہماہمی ہے؟
زمین مسرت سے کیوں اچھل رہی ہے؟
دیکھو بادشاہ کی سواری افق میں نمودار ہو گئی!
تو نے کائنات روشن کر دی!
تاریکی کا پتہ نہیں!
تو آسمان پہ، مگر تیری شعاعیں زمین پر!
یہ ہمارے بادشاہ کا جلال ہے!
آدمی خوشی سے اپنے پیروں پر کھڑے ہوئے
تو نمودار ہوا اور زندگی کا آغاز ہوا!
سب نہا دھو کر کے۔
سب کے ہاتھ مشرق کی طرف اٹھ گئے۔
ہاں مشرق کی طرف، تیری راجدھانی کی طرف!
تیری بندگی کے بعد دنیا کے کام شروع ہوئے!

دن اور حیوان و نبات

چوپائے چراگاہوں میں پہنچ گئے۔
درخت اور پودے کھلکھلانے لگے
چڑیاں بھی گھونسلوں سے اڑ گئیں
پر اٹھائے، تیری تسبیح کرتی ہوئیں!
ہر پرند اڑ رہا ہے!
ہر کوئی تیری روشنی میں زندگی پا رہا ہے!

دن اور پانی

کشتیاں آنے جانے لگیں
اپنے مستول ہوا میں اڑاتی ہوئیں!
سب راہیں تیرے نور سے روشن ہو گئیں!
مچھلیاں سطح پر دوڑ آئیں!
اے نور! وہ تیرے سجدے میں گر پڑیں!
تیری شعاعوں نے موجیں توڑ دیں!
سمندر کی تہ پر پہنچ گئیں!

انسان کی پیدائش

تو ہی نے عورت سے انسان کو پیدا کیا!
تو ہی نے مرد میں زندگی کا تخم رکھا!
ماں کے پیٹ میں بچے کو زندگی تجھی سے ملی!
وہ نہ روتا ہے نہ گھبراتا ہے
رحم مادر میں پڑا سوتا ہے!
تیرا دست شفقت اس پر دھرا ہے!
ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے اور نور دیکھتا ہے!
تو اس کا معصوم منہ کھول دیتا ہے!
تب وہ بولتا ہے!
پھر تو ہی اس کی ضرورتیں پوری کرتا ہے
اے بادشاہوں کے بادشاہ! تیرا نام بڑا ہے!

حیوان کی پیدائش

مرغی کا انڈا!
اس کے اندر بچہ!
یہ تیری ہی قدرت ہے!
زندگی، یہ تیری ہی صنعت ہے۔
تو ہی نے انڈے میں سانس ڈالی۔
دیکھو، بچہ باہر نکلا!

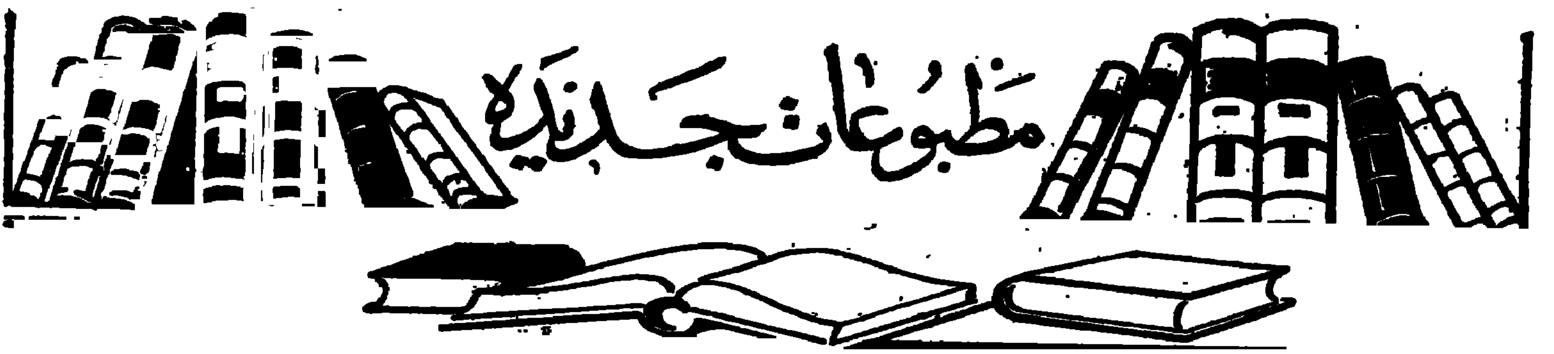

مطبوعات جديده

پان يورپين تحريک اور امن عالم

ايک جرمن مدبر کي تجويزيں

اسوقت جبکه جنيوا ميں اسلحه کي تخفيف و تحديد کے مسئله پر بحثيں هو رهي هيں' ايک نئي کتاب کے مضامين يقيناً دلچسپي کے ساتهه پڑهے جائينگے جو حال ميں شائع هوي هے' اور "پان يورپين تحريک" يعني وحدۃ اقوام يورپ کي تحريک کے ايک جرمن داعي کاونٹ رچرڈ کوڈنهو کيلرگي **Richard Caudenhove Kalergi** کے قلم سے نکلي هے -

اس کتاب ميں مصنف نے پہلے امن عالم کي ضرورت پر بہت موثر پيرايه ميں نظر ڈالي هے - پهر ثابت کيا هے که اسکا تنها ذريعه يهي هے که "يورپين طاقتوں کي روز افزوں هتيار بندي موقوف کردي جائے"- ليکن "هتيار بندي" سے مقصود کيا هے ؟ صرف لوهے اور آگ کے هتيار ؟ مصنف اس سے انکار کرتا هے - وه کهتا هے "صرف لوهے کے هتياروں سے نهتا کردينا کچهه مفيد نه هوگا - يورپ کو اُس کے سياسي' اخلاقي' اور اقتصادي حربوں سے بهي نهتا کرديا چاهئے - اسکے بغير هتيار بندي کي مخالف تحريک بے فائده هے - جبتک بغض و حسد کے چهالے قوموں کے دلوں ميں موجود رهينگے' اُس وقت تک دنيا ميں امن و امان قائم نهيں هوسکتا "

اسکے بعد مصنف لکهتا هے : "يورپ کي سلامتي کي دو هي صورتيں ممکن هيں : مختلف قوموں کے ما بين عدل قائم هو جائے' اور جنگ کے اسباب روکنے کے ليے سلطنتيں اپني قوت استعمال کرنے پر متفق هو جائيں "

آگے چلکر مصنف نے مختلف مغربي طاقتوں کي موجوده جنگ جويانه حالت پر نظر ڈالي هے :

"وارسليز کے معاهده نے جرمني کو نهتا کر دينے کا فيصله کرديا هے - ليکن يه کہاں کي عقلمندي هے که جرمني کو اُسکے مسلح پڑوسيوں کے درميان نهتا کر کے چهوڑ ديا جائے ؟ يورپ کے امن و امان کي بنيادي شرط يه هے که تمام سلطنتيں ايک ساتهه اور ايک هي قسم کا قدم اٹهائيں - يا تو سب مسلح هو جائيں' يا سب هتيار رکهديں - بعض کا هتيار بند رهنا اور بعض کا هتيار رکهدينا' امن کا نهيں جنگ کا موجب هے "

" يورپين سواحل کي سلامتي کي سب سے زياده آسان اور عملي صورت يه هے که برطانيا اپنے جنگي بيڑے کے ذريعه حفاظت کي ذمه داري لے لے - نه يه که هر سلطنت اپني بحري قوت بڑها کر جنگ کا ايک اور خطره پيدا کردے - اگر برطانيا اس پر راضي هو جائے که اپنا جنگي بيڑا يورپ کي ضرورتوں کيليے وقف کرديگي تو بلا شک دنيا کا امن و امان يقيني هو جائيگا - ليکن برطانيا يه اُسي وقت منظور کر سکتي هے جب تمام دول يورپ طے کر ليں که اپني مجموعي بحري قوت' برطانيا کي بحري قوت سے کم کر دينگي "

" ترکي کو مستثنى کر دينے کے بعد روس هي ايک ايسي سلطنت هے جسکي سرحديں خشکي ميں يورپ سے ملتي هيں - روسي سرحديں بهت وسيع هيں اور بے شمار مشکلات کا سبب بني هوئي هيں - روس کا اپنے تمام پڑوسيوں سے جهگڑا هے - سب سے زياده اهم اُسکے سياسي اور اجتماعي جهگڑے هيں - پهر روس کي آبادي بهي بهت بڑي هے - جنگي طياريان بهي عظيم هيں - اس سے بهي زياده خطرناک بات يه هے که اُس کي اصلي غرض تمام دنيا ميں انقلاب پيدا کرنا هے - روسي مدبر حيرت انگيز مستعدي سے انقلاب کي تخم ريزي کر رهے هيں - جو شخص يه خيال کرتا هے که روس اپنے مقاصد کي اشاعت امن و آشتي سے کرني چاهتا هے' وه سخت فريب خورده هے - روس جنگ کو اپنے مقاصد کي کاميابي کا ايک هي ذريعه سمجهتا هے "

" روس سے مفاهمت کي صرف يهي ايک صورت هے که يورپ اُس کي سرحدوں کا احترام کرے اور وه يورپ کي سرحدوں کا "

" يورپ کو کسي حال ميں بهي روس پر حمله کا اراده نهيں کرنا چاهيے - نه اُس کے اندروني معاملات ميں کسي قسم کي مداخلت کرني چاهيے "

" يورپ کي داخلي سلامتي اُس وقت تک نا ممکن هے جب تک اُس کے موجوده سياسي نظام ميں مکمل تبديلي نه هوجائے - يورپ کي حفاظت کے ليے کوئي نه کوئي نظام ضرور مرتب هونا چاهيے "

" يورپ سے اچانک هتيار رکها ليدا نا ممکن هے - اِس معامله ميں پيش قدمي اُن سلطنتوں کو کرني چاهيے جو اِس کي زياده ضرورت محسوس کرتي هيں - جب يه سلطنتيں باهم ايک رائے پر متفق هو جائيں گي' تو دوسري سلطنتيں بهي اُن کي پيروي پر مجبور هو جائيں گي - جنگي قوت کے اعتبار سے يورپ کي نو سلطنتيں زياده اهم هيں - اگر يه آپس ميں متحد الخيال هو جائيں تو تمام دول يورپ کو سر جهکا دينا پڑيگا جن کي تعداد اِس وقت ۲۵ - هے - مجلس اقوام يا دول عظمي ميں سے کسي ايک کو اِس مقصد کے ليے کانفرنس بلاني چاهيے - کانفرنس ميں حسب ذيل امور طے کرنے چاهئيں :

(۱) تمام دول يورپ پخته عهد کرليں که اُن ميں سے کوئي کسي پر اعلان جنگ نه کرے گي -

(۲) هر باهمي نزاع مابين الاقوامي پنچائت کے سامنے فيصله کے ليے پيش کيا جائيگا -

(۳) غير يورپين حملوں کے مقابله ميں تمام يورپ متحد هو جائيگا -

(۴) اگر اس معاهده پر دستخط کرنے والي ايک سلطنت' دوسري پر حمله کرے گي' تو تمام دول مل کر اُسے سزا ديں گي -

(۵) غير يورپين سلطنتوں سے دول يورپ نے جتنے معاهدے کر رکهے هيں' سب منسوخ کر ديے جائيں "

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں و ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیروں کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

پوری قوت سے چلاتا ہے،
خالق کی ستائش کرتا ہے!
اپنے پنجوں پر دوڑتا پھرتا ہے!

دنیا کی پیدائش

تیری صنعتیں کیسی عجیب ہیں؟
ہماری عقل سے بھی بالا ہیں!
اے ایک اکیلے معبود!
تیری جیسی قوت کس میں ہے؟
تو نے زمین پیدا کی جس طرح پیدا کرنا چاہا!
تیرے اکیلے ہاتھوں نے زمین بنائی!
تو نے آدمی اور چھوٹے بڑے حیوان پیدا کئے!
تمام زمین کی مخلوق، پیروں سے چلنے والی!
تمام آسمان کی مخلوق، پروں سے اڑنے والی!
تو نے سرزمین شام پیدا کی، نوبیا پیدا کیا!
تو ہی نے مصر کی سرزمین بھی پیدا کی!
ہر انسان کو اس کی جگہ پر بسایا!
اس کی زندگی کا سامان مہیا کر دیا!

اسے دولت دی،
اس پر موت لکھی،
سب کی شکلیں الگ الگ،
سب کی زبانیں جدا جدا،
کوئی کالا، کوئی گورا،
اے سب کے مالک! یہ سب تیرا ہی جلوہ ہے!

دریائے نیل

تو نے دوسرے عالم میں نیل پیدا کیا،
اپنی پسند کے مطابق اسے جاری کیا،
سب نے اس سے اپنی زندگی پائی،
اے پروردگار! کمزوروں کے مددگار!
اے زمین کے ہر گھر کے مالک!
اے روز روشن کے آفتاب!
تو ہی نے سب کو پیدا کیا،
تو ہی پہاڑوں پر موسلا دھار مینہ برساتا ہے،
پانی موجیں مارتا زمین پر بہتا ہے!
سب ملکوں میں آدمی اپنے کھیت سینچتے ہیں،
اے ابدیت کے مالک! تیرے کارنامے کیسے شاندار ہیں!
سب جانور بھی تیرے ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں
لیکن مصر کا نیل دوسری دنیا سے آتا ہے!
تیری شعاعیں اس پر پڑتی ہیں!
سبزہ لہلہا اٹھتا ہے!
باغ جھومنے لگتے ہیں!
تیرا ابد زندگی ہے!
تجھی سے کائنات باقی ہے!

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

حسین بن علی علیہما السلام

۳

حضرت زینب نے پامال لاشیں دیکھیں

دوسرے دن عمر بن سعد نے میدان جنگ سے کوچ کیا۔ اہل بیت کی خاتونوں اور بچوں کو ساتھ لے کر کوفہ روانہ ہوگیا۔ قرۃ بن قیس (جو شاہد عینی ہے) روایت کرتا ہے کہ ان عورتوں نے جب حضرت حسین اور ان کے لڑکوں اور عزیزوں کی پامال لاشیں دیکھیں تو ضبط نہ کرسکیں اور آہ و فریاد کی صدائیں بلند ہوگئیں۔ میں گھوڑا دوڑا کر قریب پہنچا۔ میں نے کبھی اتنی حسین عورتیں نہیں دیکھی تھیں۔ مجھے زینب بنت فاطمہ (علیہا السلام) کا یہ بین کسی طرح بھی نہیں بھولتا: "اے محمد! تجھ پر آسمان کے فرشتوں کا درود و سلام! یہ دیکھ، حسین ریگستان میں پڑا ہے! خاک و خون سے آلودہ ہے! تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے! تیری بیٹیاں قیدی ہیں! تیری اولاد مقتول ہے! ہوا ان پر خاک ڈال رہی ہے!" راوی کہتا ہے دوست دشمن کوئی نہ تھا جو انکے بین سے رونے نہ لگا ہو۔

(ابن جریر)

۷۲ سر!

پھر تمام مقتولوں کے سر کاٹے گئے۔ کل ۷۲ سر تھے۔ شمر بن ذی الجوشن، قیس بن الاشعث، عمرو بن الحجاج، عزرہ بن قیس، یہ تمام سر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گئے۔

حضرت کا سر ابن زیاد کے سامنے

حمید بن مسلم (جو خولی بن یزید کے ساتھ حضرت حسین کا سر کوفہ میں لایا تھا) روایت کرتا ہے کہ حسین کا سر ابن زیاد کے روبرو رکھا گیا۔ مجلس حاضرین سے لبریز تھی۔ ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ چھڑی آپکے لبوں پر مارنے لگا۔ جب اسنے بار بار یہی حرکت کی تو زید بن ارقم صحابی چلا اٹھے: "ان لبوں سے اپنی چھڑی ہٹا لے۔ قسم خدا کی، میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ اپنے ہونٹ ان ہونٹوں پر رکھتے تھے اور ان کا بوسہ لیتے تھے" یہ کہکر وہ زار و قطار رونے لگے۔ ابن زیاد خفا ہوگیا "خدا تیری آنکھوں کو رلائے! واللہ اگر تو بڈھا ہوکر سٹھیا نہ گیا ہوتا تو ابھی تیری گردن مار دیتا!" زید بن ارقم یہ کہتے ہوئے مجلس سے چلے گئے "اے عرب! آج کے بعد سے تم غلام ہو! تم نے ابن فاطمہ کو قتل کیا۔ ابن مرجانہ (یعنی عبید اللہ) کو حاکم بنایا۔ وہ تمھارے نیک انسان قتل کرتا اور تمھارے شریروں کو غلام بناتا ہے تم نے ذلت پسند کرلی۔ خدا انھیں مارے جو ذلت قبول کرتے ہیں!"[1] (بعض روایات میں یہ واقعہ خود یزید کی طرف منسوب ہے مگر صحیح یہی ہے کہ ابن زیاد نے چھڑی ماری تھی)

ابن زیاد اور حضرت زینب

راوی کہتا ہے جب اہل بیت کی خاتونیں اور بچے عبید اللہ کے سامنے پہنچے تو حضرت زینب نے نہایت ہی حقیر لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ ان کی کنیزیں انھیں اپنے بیچ میں لئے تھیں۔ عبید اللہ نے پوچھا "یہ کون بیٹھی ہے؟" انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تین مرتبہ یہی سوال کیا مگر وہ خاموش رہیں۔ آخر ان کی ایک کنیز نے کہا "یہ زینب بنت فاطمہ ہیں!" عبید اللہ شماتت کی راہ سے چلایا "اس خدا کی ستائش جس نے تم لوگوں کو رسوا اور ہلاک کیا، اور تمھارے نام کو بٹہ لگایا!" اس پر حضرت زینب نے جواب دیا "ہزار ستائش اس خدا کے لئے جس نے ہمیں محمد صلعم سے عزت بخشی، اور ہمیں پاک کیا، نہ کہ جیسا تو کہتا ہے۔ فاسق رسوا ہوتے ہیں۔ فاجروں کے نام کو بٹہ لگتا ہے!" ابن زیاد نے کہا "تو نے دیکھا خدا نے تیرے خاندان سے کیا سلوک کیا؟" حضرت زینب بولیں "ان کی قسمت میں قتل کی موت لکھی تھی اس لئے وہ مقتل میں پہنچ گئے۔ عنقریب خدا تجھے اور انھیں ایک جگہ جمع کریگا اور تم باہم اس کے حضور سوال و جواب کروگے!" ابن زیاد غضبناک ہوا۔ اس کا غصہ دیکھ کر عمرو بن حریث نے کہا "خدا امیر کو سنوارے! یہ تو محض ایک عورت ہے۔ عورتوں کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہئے"

پھر کچھ دیر بعد ابن زیاد نے کہا "خدا نے تیرے سرکش سردار اور تیرے اہل بیت کے نافرمان باغیوں کی طرف سے میرا دل ٹھنڈا کردیا!" اس پر حضرت زینب اپنے تئیں سنبھال نہ سکیں۔ بے اختیار رو پڑیں۔ انھوں نے کہا: "واللہ تو نے میرے سردار کو قتل کرڈالا! میرا خاندان مٹا ڈالا! میری شاخیں کاٹ دیں! میری جڑ اکھاڑ دی! اگر اس سے تیرا دل ٹھنڈا ہوسکتا ہے تو ٹھنڈا ہوجائے!" ابن زیاد نے مسکرا کر کہا "یہ شجاعت ہے! تیرا باپ بھی شاعر اور شجاع تھا!" زینب نے کہا "عورت کو شجاعت سے کیا سروکار؟ میری مصیبت نے مجھے شجاعت سے غافل کردیا ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں، یہ تو دل کی آگ ہے!"

ابن زیاد اور امام زین العابدین

اس گفتگو سے فارغ ہوکر ابن زیاد کی نظر زین العابدین علی بن الحسین پر پڑی۔ یہ بیمار تھے۔ ابن زیاد نے ان سے ان کا نام پوچھا۔ انھوں

---

[1] بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت انس نے یہ کہا تھا (منہاج السنہ)

نے کہا "علی بن الحسین" ابن زیاد نے تعجب سے کہا "کیا اللہ نے علی بن الحسین کو قتل نہیں کر ڈالا؟" زین العابدین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابن زیاد نے کہا "بولتا کیوں نہیں؟" اُنھوں نے جواب دیا "میرے ایک اور بھائی کا نام بھی علی تھا۔ لوگوں نے اُسے مار ڈالا" ابن زیاد نے کہا "لوگوں نے نہیں، خدا نے مارا ہے!" اسپر زین العابدین نے یہ آیت پڑھی "اللہ یتوفی الانفس حین موتہا۔ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ[1]"

اسپر ابن زیاد چلایا "خدا تجھے مارے! تو بھی اُنھی میں سے ہے" پھر اُسکے بعد ابن زیاد نے چاہا، انہیں بھی قتل کر ڈالے لیکن زینب بیقرار ہو کر چیخ اُٹھیں "میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مومن ہے اور اس لڑکے کو ضرور ہی قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھے بھی اسکے ساتھ مار ڈال!" امام زین العابدین نے بلند آواز سے کہا "اے ابن زیاد! اگر تو ان عورتوں سے اپنا ذرا بھی رشتہ سمجھتا ہے تو میرے بعد اُن کے ساتھ کسی متقی آدمی کو بھیجنا جو اسلامی معاشرت کے اصول پر ان سے برتاؤ کرے" ابن زیاد دیر تک زینب کو دیکھتا رہا۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "رشتہ بھی کیسی عجیب چیز ہے؟ واللہ مجھے یقین ہے کہ یہ سچے دل سے لڑکے کے ساتھ قتل ہونا چاہتی ہے۔ اچھا، لڑکے کو چھوڑ دو یہ بھی اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ جائے" (ابن جریر کامل۔ وغیرہ)

ابن عفیف کا قتل

اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے جامع مسجد میں شہر والوں کو جمع کیا اور خطبہ دیتے ہوئے اُس خدا کی تعریف کی "جسنے حق کو ظاہر کیا، حق والوں کو غالب کیا، امیر المومنین یزید بن معاویہ اور اُن کی جماعت غالب ہوئی اور کذاب ابن کذاب حسین بن علی اور اُس کے ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا ...!" یہ سنکر عبد اللہ بن عفیف ازدی (جو حضرت علی کے مشہور صحابی ہیں اور جنگ جمل و صفین میں زخمی ہو کر اپنی دونوں آنکھیں کھو چکے تھے) کھڑے ہو گئے اور چلائے "خدا کی قسم اے ابن مرجانہ! کذاب ابن کذاب تو تو ہے نہ کہ حسین بن علی" ابن زیاد نے یہ سنکر اُنھیں قتل کروا ڈالا۔

یزید کے سامنے

اس کے بعد ابن زیاد نے حضرت حسین کا سر بانس پر نصب کر کے زحر بن قیس کے ہاتھ یزید کے پاس بھیجدیا۔ غاز بن ربیعہ کہتا ہے جس وقت زحر بن قیس پہونچا، میں یزید کے پاس بیٹھا تھا۔ یزید نے اُس سے سوال کیا "کیا خبر ہے؟" قاصد نے جواب دیا "فتح و نصرت کی بشارت لایا ہوں! حسین بن علی اپنے اٹھارہ اہل بیت اور ۶۰ حامیتوں کے ساتھ ہم تک پہنچے۔ ہم نے اُنھیں بڑھ کر روکا اور مطالبہ کیا کہ اپنے آپکو ہمارے حوالے کر دیں ورنہ لڑائی لڑیں۔ اُنھوں نے اطاعت پر لڑائی کو ترجیح دی چنانچہ ہم نے طلوع آفتاب کے ساتھ ہی اُن پر حملہ بول دیا۔ جب تلواریں اُنکے سروں پر پڑنے لگیں تو اس طرح ہر طرف بھاگنے اور جھاڑیوں اور گڑھوں میں چھپنے لگے جس طرح کبوتر باز سے بھاگتے اور چھپتے ہیں۔ پھر ہم نے اُن سب کا قلع قمع کر دیا۔ اس وقت اُنکے لاشے برہنہ پڑے ہیں۔ اُنکے کپڑے خون میں تر بتر ہیں۔ اُن کے رخسار غبار سے میلے ہو رہے ہیں، اُن کے جسم دھوپ کی شدت اور ہوا کی تیزی سے خشک ہو رہے ہیں۔ گِدوں کی خوراک بن گئے ہیں!"

یزید رونے لگا

راوی کہتا ہے یزید نے یہ سنا تو اُس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ کہنے لگا "بغیر قتل حسین کے بھی میں تمھاری اطاعت سے خوش ہو سکتا تھا۔ ابن سمیہ (یعنی ابن زیاد) پر خدا کی لعنت! واللہ اگر میں وہاں ہوتا تو حسین سے ضرور درگذر کر جاتا۔ خدا حسین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے!" قاصد کو یزید نے کوئی انعام نہیں دیا (ابن جریر کامل تاریخ کبیر ذہبی)

یزید کا تاثر

یزید کے غلام قاسم بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جب حضرت حسین اور اُن کے اہل بیت کے سر یزید کے سامنے رکھے گئے تو اُسنے یہ شعر پڑھا:

یفلقن ہاماً من رجال اعزۃ علینا وہم کانوا اعق واظلما

تلواریں ایسے لوگوں کے سر پھاڑتی ہیں جو ہمیں عزیز ہیں، حالانکہ وہ اصل میں حق فراموش کرنے والے ظالم تھے۔

پھر کہا "واللہ اے حسین! اگر میں وہاں ہوتا تو تجھے ہرگز قتل نہ کرتا!"

اہل بیت دمشق میں

حضرت حسین کے سر کے بعد ابن زیاد نے اہل بیت کو بھی دمشق روانہ کر دیا۔ شمر بن ذی الجوشن اور محفر بن ثعلبہ اس قافلے کے سردار تھے۔ امام زین العابدین راستہ بھر خاموش رہے۔ کسی سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ یزید کے دروازے پر پہنچکر محفر بن ثعلبہ چلایا "میں امیر المومنین کے پاس فاجر کمینوں کو لایا ہوں!" یزید یہ سنکر خفا ہوا۔ کہنے لگا "محفر کی ماں سے زیادہ کمینہ اور شریر بچہ کسی عورت نے پیدا نہیں کیا!"

یزید اور امام زین العابدین

پھر یزید نے شام کے سرداروں کو اپنی مجلس میں بلایا۔ اہل بیت کو بھی بٹھایا اور امام زین العابدین سے مخاطب ہوا "اے علی! تمھارے ہی باپ نے میرا رشتہ کاٹا، میرا حق بھلایا، میری حکومت چھیننا چاہی اسپر خدا نے اُس کے ساتھ وہ کیا جو تم دیکھ چکے ہو"

امام زین العابدین نے جواب میں یہ آیت پڑھی: "ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأہا ان ذلک علی اللہ یسیر لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم واللہ لا یحب کل مختال فخور[1]" یہ جواب یزید کو ناگوار ہوا۔ اُسنے چاہا اپنے بیٹے خالد سے جواب دلوائے۔ مگر خالد کے سمجھ میں کچھ نہ آیا تب یزید نے خالد سے کہا "کہتا کیوں نہیں" "ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر[2]"

پھر یزید دوسرے بچوں اور عورتوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اُنھیں اپنے قریب بُلا کر بٹھایا۔ اُن کی ہیئت خراب ہو رہی تھی۔ دیکھ کر متاسف ہوا اور کہنے لگا "خدا ابن مرجانہ کا بُرا کرے! اگر تم سے اُس کا کوئی رشتہ ہوتا تو تمھارے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا، نہ اس حال سے تمھیں میرے پاس بھیجتا!"

حضرت زینب کی بیباکانہ گفتگو

حضرت فاطمہ بنت علی سے مروی ہے کہ، جب ہم یزید کے سامنے بٹھائے گئے تو اُسنے ہمپر ترس ظاہر کیا۔ ہمیں کچھ دینے کا حکم دیا۔ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اسی اثنا میں ایک سرخ رنگ کا شامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا "امیر المومنین! یہ لڑکی مجھے عنایت کر دیجئے" اور میری طرف اشارہ کیا۔ اُس وقت میں کمسن اور خوبصورت تھی۔ میں خوف سے کانپنے لگی اور اپنی بہن زینب کی چادر پکڑ لی۔ وہ مجھ سے بڑی بھی تھیں، زیادہ سمجھدار بھی تھیں، جانتی تھیں یہ بات ہو نہیں سکتی۔ اُنھوں نے چیخ کر کہا "تو کمینہ ہے۔ نہ تجھے اس کا اختیار ہے نہ اسے (یزید کو) اسکا حق ہے!" اس جرأت پر یزید کو غصہ آگیا۔ کہنے لگا "تو جھوٹ بکتی ہے واللہ مجھے یہ حق حاصل ہے۔ اگر چاہوں تو ابھی کر سکتا ہوں" زینب

---

[1] خدا ہی موت کے وقت جانیں لیتا ہے۔ کوئی بھی بغیر اُس کی اذن کے نہیں مر سکتا۔

[1] تمھاری کوئی مصیبت بھی نہیں جو پہلے سے لکھی نہ ہو۔ یہ خدا کے لئے بالکل آسان ہے۔ یہ اس لئے کہ نقصان پر تم افسوس کرو اور فائدہ پر مغرور نہ ہو۔ خدا مغروروں اور فخر کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ [2] جو مصیبت بھی آتی ہے وہ تمھارے اپنے ہاتھوں آتی ہے۔ اور بہت سی غلطیاں تو خدا معاف کر دیتا ہے۔

الہلال کی قدیم مکمل جلدیں

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

الہلال کی پہلی اور دوسری اشاعت کی جلدوں کے لئے شائقین علم و ادب مشتاق تھے۔ چند جلدیں جمع دفتر مہیا کر سکا ہے حسب ذیل قیمت بھیجکر ابھی منگا لیجئے

الہلال جلد سوم
الہلال جلد چہارم — قیمت فی جلد ۱۰ روپیہ
" جلد پنجم

البلاغ (یعنی الہلال کا دوسرا سلسلہ اشاعت) قیمت ۸ روپیہ (منیجر الہلال)

اگر آپکو
دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت
ہے، تو تامل نہ کیجئے
اپنے سے
قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہی

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں،

ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں

جنکی ایک سیاح کو قدم قدم پر

ضرورت پیش آتی ہی

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹن

The Dunlop
Guide
to Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہی

ہندوستان

کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے

بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

تاریخ راجگان ہند

موسوم بہ

وقائع راجستان

یہ کتاب نہیں بلکہ کشور ہندوستان کے لئے ایک آئینہ جہان نما ہی۔ اسمیں جملہ ہندو اقوام و ملل خصوصاً سرزمین ہند کی سرمایۂ ناز بہادر قوم "راجپوت" اور اسکی مختلف شاخوں کا مفصل و مستند بیان از ابتدا تا انتہا موجود ہی۔ یہ ایک نگارخانہ ہی جسمیں اُن غیر قوموں کی جیتی جاگتی اور سچی تصویریں نظر آتی ہیں جو اقلیم ہند میں بیرونجات سے آئیں، اصلی باشندگان ہند کو مغلوب کرکے اقطاع ملک پر قابض ہوئیں اور ہندوستان میں رہکر "ہندو" کہلانے لگیں یہ ایک مرقع ہی جسمیں مسلمانوں کی آمد۔ اُنکے اقبال و زوال کی کیفیت اور انکی سلطنت کے سقوط کا مفصل حال درج ہی۔ یہ ایک آئینہ ہی جسمیں سنم بزم جدال و قتال روایات و رسوم۔ تاریخی و جغرافیائی حالات وغیرہ وغیرہ تا زمانۂ حال بیان کئے گئے ہیں۔ الغرض یہ کہ یہ ضخیم کتاب ایک نادر الوجود اور بیش بہا البم ہی۔ کرنیل ٹاڈ اور دیگر مورخین کی غلط بیانیوں کی فاضل و محقق مولف نے نہایت شرح و بسط اور دلائل قاطعہ سے اصلاح و تردید فرمائی۔ اس بے نظیر کتاب کا ماخذ ریاست عالیہ اودیپور کا بیش بہا کتبخانہ ہی اور دیگر ریاستوں کے کتبخانوں اور ان دستی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہی جو خزانوں میں محفوظ ہیں علماء و وکلاء۔ مدرسین و مبلغین کے لئے یہ نادر کتاب معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہی جو حالات تاریخی و جغرافیائی روایات و رسوم و عقائد و توہمات اس میں درج ہیں وہ کسی ایک کتاب میں ہرگز نہیں مل سکتے۔ والیان ریاست تعلقداران، امراء و روساء کے کتبخانے بغیر اس بے نظیر کتاب کے ہرگز مکمل نہیں کہلا سکتے۔ فی زمانہ پرانی باتوں پر جو نیا رنگ چڑھاکر پیش کیا جارہا ہی اسکی قلعی کھولنے کے لئے یہ کتاب ایک زبردست آلہ اور الزامی جواب دینے کے لئے ایک مہلک حربہ ہی۔ تقطیع بڑی صفحات ۶۲۰

قیمت صرف مبلغ للعہ، رعایتی عہ

آج ہی کارڈ لکھکر منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ سے منگائیے

دُنیا کی بہترین پنسل

امریکن کارخانہ "شیفر"

کی

"لائف ٹائم" پنسل ہی

اسلئے کہ

(۱) "لائف ٹائم" یعنے عمر بھر کے لئے کافی ہی۔

(۲) اُسکا خول اسقدر خوشنما اور دیدہ زیب ہی کہ دُنیا کی کوئی پنسل خوبصورتی میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

(۳) اور دانی میں بھی تمام قسموں کی پنسلوں کا مقابلہ کرتی ہی

یاد رکھئے

آپکو "لائف ٹائم" پنسل خریدنی چاہئے

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ

اسوقت دُنیا میں بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر" کا "لائف ٹائم" لینا چاہئے!

بریدِ فرنگ

مکتوب امریکہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم واشنگٹن کے قلم سے)

امریکہ میں تمدنی اور صناعی ترقی کے افراط کا ردِ عمل۔ امریکہ کی عورتیں زندگی سے بیزار ہو رہی ہیں اس لئے کہ زندگی کی نسوانی مسرتیں ناپید ہوگئی ہیں!

امریکہ عجائب و غرائب کی دنیا ہے، تجارت، صنعت، حرفت، دولت، علم کی ایسی فراوانی ہے کہ اُس کا تصور بھی بیرونی دنیا کے لئے مشکل ہوگا۔ دنیا کا عام خیال یہ ہے کہ دولت اور مادی طاقت حاصل ہوجائے تو دنیا زندگی کی تمام راحتیں حاصل ہوجاتی ہیں۔ پھر کیا امریکہ میں ...... زندگی کی راحتیں حاصل ہیں؟ کیا امریکن مسرت حیات کی جستجو سے فارغ ہوگئے ہیں؟

مجھے بغیر کسی تأمل کے جواب دینا ہے کہ نہیں!

قوموں کی اجتماعی زندگی کا مرکزی نقطہ عورت ہے۔ اسی کی زندگی سے ہم سوسائٹی کی اجتماعی حالت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ عورت، انسانی سوسائٹی کی نبض ہے۔ قومی مزاج کا پورا حال، اس نبض پر انگلی رکھنے سے آشکارا ہوجاتا ہے۔ عورت، قوموں کی سعادت و شقاوت کا آئینہ ہے جو پوری قوم کو اپنے وجود میں پیش کرتی ہے!

امریکہ کی موجودہ اجتماعی زندگی کے سکون یا اضطراب کا اندازہ کرنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے "امریکن عورت" کی دماغی سطح پر نظر ڈالنی چاہئے۔

چند دن ہوئے مڈل ویسٹ میں ایک کمیٹی بٹھائی گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اُن اسباب کی تحقیق کرے جنھوں نے تیس سال سے ۴۵ سال کی عمر والی شادی شدہ عورتوں کو اپنی موجودہ زندگی سے بیزار کر رکھا ہے اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ ۹۳ صفحوں میں شائع کی ہے۔ تمام اسباب و حالات پر بحث کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ "امریکن عورت، علم کے ہاتھوں پریشان ہے!"

اس اجمال کی مختصر تشریح حسب ذیل ہے:

امریکن دلہن

شہروں کو چھوڑ کر قصبوں کا بھی یہ حال ہے کہ امریکن دلہن اپنے نئے گھر میں پہنچتی ہے تو علم و فضل سے آراستہ ہوتی ہے۔ اچھی طرح اُن علمی و صناعی آلات کے استعمال سے واقف ہوتی ہے جن سے اُسنے اپنا گھر سجایا ہے۔ امریکہ کی گھریلو زندگی میں بہت کلیں داخل ہوگئی ہیں۔ بہت کم کام عورت کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے۔ تمام کام آلات سے لئے جاتے ہیں جن میں ایک طرف تو محنت کم ہوتی ہے دوسری طرف وقت بھی بہت بچتا ہے۔ گھر میں روز کے مشکل کام، گھر کی صفائی، برتنوں کی صفائی، کھانا پکانا، کپڑے دھونا ہیں۔ لیکن ان کاموں میں عورت کو بہت کم محنت کرنا پڑتی ہے۔ مشینیں اور آلات اُس کی خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ عورت جلد ان سے فارغ ہوجاتی ہے۔ اگر گھر میں بچے نہیں ہیں تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہے۔

وہ سوچتی ہے "اب میں کیا کروں؟" اُسے اخبار کا خیال آتا ہے۔ اخبار پڑھنے لگتی ہے، پھر رسالے دیکھتی ہے۔ پھر کتابیں مطالعہ کرتی ہے۔ مگر کب تک؟ تھک جاتی ہے۔ اب سوچتی ہے "کیا کروں؟" اس سوال کا اُسے کوئی جواب نہیں ملتا۔ جمائیاں لیتی ہے۔ اونگھنے لگتی ہے۔ سوجاتی ہے۔ مگر جاگتے ہی پھر یہی بھیانک سوال اُس کے سامنے آموجود ہوتا ہے اور وہ کوئی جواب نہیں پاتی!

"آہ! میری مسرت!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر کہتی ہے "میری شادی تو ہوگئی، مگر میری مسرت کہاں ہے؟" وہ اپنے شوہر کا خیال کرتی ہے۔ شوہر اُس کی نظر کے سامنے کہاں ہے؟ وہ تو اپنے دفتر میں بیٹھا ہے اور اپنی بیوی کی طرف سے بالکل غافل تجارتی حساب میں مستغرق ہے! عورت سوچتی ہے "میرے شوہر کو کبھی مجھ سے محبت تھی؟ ممکن ہے کبھی ہو، مگر اب تو اُسے محبت پر غور کرنے کی مہلت ہی کہاں ہے؟ اب اُس کی تجارتی زندگی نے کامیابی کا منہ دیکھ لیا ہے۔ اب تو اُسے بیوی کی جگہ "ڈالر" (امریکن سکہ) سے محبت ہے۔ ہفتے کے چھ دن تجارت میں منہمک رہتا ہے۔ گھر میں آتا ضرور ہے۔ مگر اس قدر متفکر، اس قدر پراگندہ خاطر، اس قدر خستہ، کہ اُسے اپنی "قدیم محبوبہ" سے ملاطفت کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ اُس کا جسم گھر میں ہوتا ہے، دماغ دفتر میں۔ باتیں بیوی سے کرتا ہے، خیال حساب میں ہوتا ہے۔" بیوی ضبط کرتی ہے اور ضبط کرتی ہے۔ بے صبری سے اتوار کا انتظار کرتی ہے۔ وہ آخر بھی آگیا! مگر شوہر اس کے پہلو میں نظر نہیں آتا۔ "آج اتوار ہے، وہ میدان میں "گولف" یا "فٹ بال" کھیل رہا ہے۔ ہفتے کے ۶ دن سخت دماغی کام کیا ہے۔ آج اپنی "تندرستی" کا حق ادا کر رہا ہے!" مگر اُس کی بدنصیب بیوی کا حق؟ بیوی کا حق تو "ڈالر" "تجارت" اور "صحت" کی چکی میں پڑ کر پس گیا!

بیوی کا دل گھر سے اُچاٹ ہوجاتا ہے۔ میدانوں، تماشا گاہوں اور کلب گھروں کی راہ لیتی ہے۔ مگر بالکل عبث۔ گھر میں تسلی نہیں ملی۔ دوسری جگہ کب مل سکتی ہے؟

علم حقائق اشیاء

امریکہ کی سب سے زیادہ قابل فخر درسگاہیں، مشترک زنانہ و مردانہ یونیورسٹیاں ہیں۔ لیکن امریکن عورت کی خانگی شقاوت کی بنیادیں بھی یہیں ملتی ہیں۔ یہاں عورت اپنی زندگی کے بہترین تین چار سال گذارتی ہے۔ وہ کیا سیکھتی ہے؟ اعلیٰ دقیق علوم: فلسفہ، علم النفس، علم الحیاۃ وغیرہ وغیرہ جو اُسکی عملی زندگی میں ہرگز کوئی کام نہیں دیتے۔ ایک دن میں نے ایک خوبصورت دوشیزہ سے سوال کیا "تم یہ علم کیوں پڑھتی ہو؟" اُسنے فوراً جواب دیا "حقائق اشیاء معلوم کرنے کے لئے!" لیکن اب "حقائق اشیاء" کا یقینی علم ابتلا ہوگیا ہے!

امریکہ کے تمام جوان مرد اور عورتیں اسی حقائق اشیاء کے جنون میں مبتلا ہیں۔ پھر یہ "حقائق" "علمی اصول" پر معلوم ہونے چاہئیں! وہ زندگی کی ہر بات "علمی مسئلہ" کی شکل میں دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں اور ہر علمی مسئلہ "محل بحث و نظر" ہے! محبت، شادی، اولاد، محبت، خانہ داری، کھیل، یہ سب اپنی جگہ پر "حقائق" ہیں، "علمی مسائل" ہیں۔ علم الحیاۃ اور علم الاقتصاد کے اصول پر انھیں حل ہونا چاہئے! پھر وہ حل بھی ایسا ہو جو ہر اعتبار سے علمی و منطقی ہو! یہی سبب ہے کہ امریکہ میں جرأت کی مثالیں کم ملتی ہیں۔ امریکن نوجوان اُسی کام میں جرأت دکھاتا ہے جس میں جرأت کرنا اقتصادی حیثیت سے مفید ہو۔ امریکہ کی یہ مشترک یونیورسٹیاں اس لئے وجود میں آئی ہیں کہ "مرد اور عورت کی تفریق باطل ہوجائے" یہ قول ایک یونیورسٹی کی خاتون پرنسپل کا ہے۔ ایک مشہور فرنچ پروفیسر کے سامنے میں نے یہ قول نقل کیا، تو وہ چلا اٹھا "اُف، ناقابل تصور منطق ہے!"

زندگی کے قدرتی جذبات کی لطافت کی جگہ اب ایک سراپا منطقی اور آلاتی زندگی ہے جس میں امریکہ کا ہر فرد مبتلا ہوگیا ہے!

ناول اور افسانے

میں نے بہت سی یونیورسٹیوں کے کتب خانوں کی سیر کی۔ مجھے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ اُن کی فہرستیں ناولوں اور افسانوں سے تقریباً خالی ہیں۔ اقتصادیات، طبیعیات، فلسفہ، نفسیات غرضکہ دقیق علوم کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ امریکن نوجوان زیادہ زیادہ تر یہی خشک کتابیں پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رقیق جذبات اُن میں بہت کم ہوگئے ہیں۔ مادی اور فلسفی ہوکر رہ گئے ہیں۔ روح اور قلب کی قوتیں دب گئی ہیں۔

مہارت فنی کا غلو

پھر امریکہ کی خانگی زندگی کو تلخ بنانے والی ایک چیز اور بھی ہے: مرد کی تعلیم عام طور پر کسی ایک خاص علم و فن میں کی ہوتی ہے تاکہ کسی ایک پیشہ میں درجۂ اختصاص حاصل ہوجائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر اُسکی بیوی بھی اُس خاص فن میں ماہر نہیں ہوتی جس میں اُس کے شوہر نے مہارت حاصل کی ہے، تو دونوں کی زندگی میں بے لطفی بلکہ تلخی پیدا ہوجاتی ہے۔ شوہر کا دماغی رجحان اور بیوی کا دماغی رجحان باہم مختلف ہوجاتا ہے۔ دونوں اپنی صحبتوں کے لئے کوئی دلچسپ موضوع بحث نہیں پاتے۔ رسمی گفتگو کے بعد اپنے اپنے خیالات میں غرق ہوجاتے ہیں۔ اُس وقت عورت کو محسوس ہوتا ہے کہ اُسنے جو تعلیم یونیورسٹی میں حاصل کی تھی، بے فائدہ نکلی۔ وہ افسوس سے ہاتھ ملتی ہے۔ مگر افسوس کرنے سے خانگی مسرت حاصل نہیں ہوسکتی!

قبل از وقت شادی

ان مشترک تعلیم گاہوں نے ایک اور سخت مصیبت بھی پیدا کردی ہے۔ نوجوان مرد اور عورتیں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور اُن میں بتدریج دوستی پیدا ہوجاتی ہے۔ دوستی "محبت" کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اور محبت کا نتیجہ شادی ہوتا ہے۔ یہ کچھ برا نہ تھا، اگر ایسی عمر میں ہوتا جو پختہ کاری کی عمر ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ اکثر شادیاں ۱۹ اور ۲۱ برس کی عمر میں ہوجاتی ہیں، اور اس لئے سخت مشکلات کا پیش خیمہ بنجاتی ہیں۔ مرد اور عورت دونوں عملی زندگی کی اندرونی ذمہ داریوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ بلکہ دونوں ہنوز طالب العلم ہوتے ہیں۔ گھر میں چار چار بچے کھیلتے ہوتے ہیں مگر اُن کے ماں اور باپ دونوں یونیورسٹی کے کمروں میں اساتذہ کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں! اس صورت حال سے جو پریشانیاں پیدا ہوسکتی ہیں، محتاج بیان نہیں۔ لیکن تعجب ہے امریکہ کے عقلاء اس کا سدباب نہیں کرتے بلکہ

نے کہا۔ ہرگز نہیں! خدا نے تمھیں یہ حق ہرگز نہیں دیا۔ یہ بات دوسری ہے کہ تم ہماری ملت سے نکل جاؤ اور ہمارا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرو۔" یزید اور بھی زیادہ خفا ہوا۔ کہنے لگا: "دین سے تیرا باپ اور تیرا بھائی نکل چکا ہے!" زینب نے بلا تأمل جواب دیا: "اللہ کے دین سے، میرے باپ کے دین سے، میرے بھائی کے دین سے، میرے نانا کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے، تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔" یزید چلایا: "اے دشمن خدا! تو جھوٹی ہے!" زینب بولیں: "تو زبردستی حاکم بن بیٹھا ہے۔ ظلم سے گالیاں دیتا ہے۔ اپنی قوت سے مخلوق کو دباتا ہے!"

حضرت فاطمہ بنت علی کہتی ہیں: یہ گفتگو سنکر شاید یزید شرمندہ ہو گیا۔ کیونکہ پھر کچھ نہ بولا۔ مگر وہ شامی پھر کھڑا ہوا اور وہی بات کہی۔ اس پر یزید نے غضبناک آواز میں اُسے ڈانٹ بتائی: "دور ہو کمبخت! خدا تجھے موت کا تحفہ بخشے!"

یزید کا مشورہ کرنا

دیر تک خاموشی رہی۔ پھر یزید شامی رؤسا و اُمراء کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: "ان لوگوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟" بعضوں نے سخت کلامی کے ساتھ بدسلوکی کا مشورہ دیا مگر نعمان بن بشیر نے کہا: "انکے ساتھ وہی کیجئے جو رسول اللہ صلعم انھیں اس حال میں دیکھ کر کرتے۔" حضرت فاطمہ بنت حسین نے یہ سنکر کہا: "اے یزید! یہ رسول اللہ کی لڑکیاں ہیں!" اس نسبت کے ذکر سے یزید کی طبیعت بھی متاثر ہو گئی۔ وہ اور درباری اپنے آنسو نہ روک سکے۔ بالآخر یزید نے حکم دیا کہ انکے قیام کے لئے علیحدہ مکان کا انتظام کر دیا جائے۔

یزید کی بیوی کا غم

اس اثنا میں واقعہ کی خبر یزید کے گھر میں عورتوں کو بھی معلوم ہو گئی۔ ہند بنت عبد اللہ یزید کی بیوی نے منہ پر نقاب ڈالا اور باہر آ کر یزید سے کہا: "امیر المؤمنین! کیا حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ کا سر آیا ہے؟" یزید نے کہا: "ہاں! تم خوب رو، بین کرو، رسول اللہ کے نواسے اور قریش کے اصیل پر ماتم کرو۔ ابن زیاد نے بہت جلدی کی، قتل کر ڈالا، خدا اُسے بھی قتل کرے!"

"حسین کی اجتہادی غلطی!"

اس کے بعد یزید نے حاضرین مجلس سے کہا: "تم جانتے ہو یہ سب کس بات کا نتیجہ ہے؟ یہ حسین کے اجتہاد کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ اُنھوں نے سوچا میرے باپ یزید کے باپ سے افضل ہیں۔ میری ماں یزید کی ماں سے افضل ہے۔ میرے نانا یزید کے نانا سے افضل ہیں، اور میں خود بھی یزید سے افضل ہوں، اس لئے حکومت کا بھی یزید سے زیادہ مستحق ہوں۔ حالانکہ اُن کا یہ سمجھنا کہ اُن کے والد میرے والد سے افضل تھے صحیح نہیں۔ علی اور معاویہ نے باہم جھگڑا کیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ کس کے حق میں فیصلہ ہوا؟ رہا اُن کا یہ کہنا کہ اُن کی ماں میری ماں سے افضل تھی، تو بلاشبہ یہ ٹھیک ہے۔ فاطمہ بنت رسول اللہ میری ماں سے کہیں افضل ہیں۔ اسی طرح اُن کا یہ کہنا کہ اُن کے نانا، میرے نانا سے افضل تھے تو قسم خدا کی، کوئی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا رسول اللہ سے افضل بلکہ رسول اللہ کے برابر کسی انسان کو نہیں سمجھ سکتا۔ حسین کے اجتہاد نے غلطی کی۔ وہ یہ آیت بالکل بھول گئے: "اللھم مالک الملک، تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء، بیدک الخیر انک علی کل شیئ قدیر" (ایضاً)

پھر اہل بیت کی خاتونیں، یزید کے محل میں پہونچائی گئیں۔ خاندان معاویہ کی عورتوں نے انھیں اس حال میں دیکھا تو بے اختیار رونے پیٹنے لگیں۔

یزید کی سعی تلافی

پھر یزید آیا تو فاطمہ بنت حسین نے اُس سے کہا: "اے یزید! کیا رسول اللہ کی لڑکیاں کنیزیں ہو گئیں؟" یزید نے جواب دیا: "اے میرے بھائی کی بیٹی! ایسا کیوں ہونے لگا؟" فاطمہ نے کہا: "بخدا ہمارے کان میں ایک بالی بھی نہیں چھوڑی گئی۔" یزید نے کہا: "تم لوگوں کا جتنا گیا ہے، اُس سے کہیں زیادہ میں تمھیں دوں گا۔" چنانچہ جسنے اپنا جتنا نقصان بتایا، اُس سے دوگنا تگنا دیدیا گیا۔

یزید کا دستور تھا روز صبح شام کے کھانے میں علی بن حسین کو اپنے ساتھ شریک کیا کرتا۔ ایک دن حضرت حسن کے کمسن بچے عمرو کو بھی بلایا اور ہنسی سے کہنے لگا: "تو اس سے لڑیگا؟" اور اپنے لڑکے خالد کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن حسن نے اپنے بچپنے کے بھولے پن میں جواب دیا: "یوں نہیں۔ ایک چھری مجھے دو، اور ایک چھری اسے دو، پھر ہماری لڑائی دیکھو!" یزید کھلکھلا کر ہنس پڑا اور عمرو بن حسن کو گود میں اٹھا کر سینے سے چمٹا لیا اور کہا: "سانپ کا بچہ بھی سانپ ہی ہوتا ہے!"

یزید کی "زود پشیمانی"

یزید نے اہل بیت کو کچھ دن اپنا مہمان رکھا۔ اپنی مجلسوں میں اُن کا ذکر کرتا اور بار بار کہتا: "کیا حرج تھا اگر میں خود تھوڑی سی تکلیف گوارا کر لیتا۔ حسین کو اپنے گھر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ اُن کے مطالبہ پر غور کرتا، اگرچہ اس کی وجہ سے میری قوت میں کچھ کمی ہی کیوں نہ پڑ جاتی۔ لیکن اس سے رسول اللہ صلعم کے حق اور رشتہ داری کی تو حفاظت ہوتی۔ خدا کی لعنت ابن مرجانہ (یعنی ابن زیاد) پر جسنے حسین کو لڑائی پر مجبور کیا۔ حسین نے کہا تھا میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں گے یا مسلمانوں کی سرحدوں پر جا کر جہاد میں مصروف ہو جائیں گے۔ مگر ابن زیاد نے اُن کی کوئی بات بھی نہیں مانی۔ اور قتل کر ڈالا۔ اُن کے قتل نے تمام مسلمانوں میں مجھے مبغوض بنا دیا۔ خدا کی لعنت ابن مرجانہ پر! خدا کا غضب ابن مرجانہ پر!"

اہل بیت کو رخصت کرنا

پھر جب اہل بیت کو مدینہ بھیجنے لگا تو امام زین العابدین سے ایک مرتبہ اور کہا: "ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت! واللہ اگر میں حسین کیساتھ ہوتا اور وہ میرے سامنے اپنی کوئی شرط بھی پیش کرتے تو میں اُسے ضرور منظور کر لیتا۔ میں اُن کی جان ہر ممکن ذریعے سے بچاتا اگرچہ ایسا کرنے میں خود میرے کسی بیٹے کی جان چلی جاتی۔ لیکن خدا کو وہی منظور تھا جو ہو چکا۔ دیکھو، مجھ سے برابر خط کتابت کرتے رہنا، جو ضرورت بھی پیش آئے، مجھے خبر دینا۔" بعد میں حضرت سکینہ برابر کہا کرتی تھیں: "میں نے کبھی کوئی ناشکر انسان یزید سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا نہیں دیکھا!"

اہل بیت کی فیاضی

یزید نے اہل بیت کو اپنے ایک معتبر آدمی اور فوج کی حفاظت میں رخصت کر دیا۔ اس شخص نے راستہ بھر ان مصیبت زدوں سے اچھا برتاؤ کیا۔ جب یہ منزل مقصود پر پہنچ گئے تو حضرت زینب بنت علی اور حضرت فاطمہ بنت حسین نے اپنی چوڑیاں اور کنگن اُسے بھیجے اور کہا: "یہ تمھاری نیکی کا بدلہ ہے۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے کہ تمھیں دیں۔" اُس شخص نے زیور واپس کر دئے اور کہلایا: "واللہ میرا یہ برتاؤ کسی دنیاوی طمع سے نہیں تھا۔ رسول اللہ صلعم کے خیال سے تھا!"

مدینہ میں ماتم

اہل بیت کے آنے سے بہت پہلے مدینہ میں یہ جانگسل خبر پہنچ چکی تھی۔ بنی ہاشم کی خاتونوں نے سنا تو گھروں سے چلاتی ہوئی نکل پڑیں۔ حضرت عقیل بن ابی طالب کی صاحبزادی آگے آگے تھیں اور یہ شعر پڑھتی جاتی تھیں:

ماذا تقولون ان قال النبی لکم … ماذا فعلتم وانتم آخر الامم؟
کیا کہو گے جب نبی تم سے سوال کریں گے کہ اے وہ جو سب سے آخری امت ہو!
بعترتی و باھلی بعد مفتقدی … منھم اُساری ومنھم ضرجوا بدم
تم نے میری اولاد اور خاندان سے میرے بعد یہ کیا سلوک کیا کہ اُن میں سے بعض قیدی ہیں اور بعض خون میں نہائے پڑے ہیں!

مرثیہ

حضرت حسین کی شہادت پر بہت سے لوگوں نے مرثئے کہے۔ سلیمان بن قتہ کا مرثیہ بہت زیادہ مشہور ہوا۔

مررت علی ابیات آل محمد … فلم ارھا کعھدھا یوم حلت
میں خاندان محمد کے گھروں کی طرف سے گزرا مگر وہ کبھی ویسے نہ تھے جیسے اُس دن جب ان کی حرمت توڑی گئی!
فلا یبعد اللہ الدیار واھلھا … وان اصبحت من اھلھا قد تخلت
خدا ان مکانوں اور مکینوں کو دور نہ کرے! اگرچہ وہ اب اپنے مکینوں سے خالی پڑے ہیں!
وان قتیل الطف من آل ھاشم … اذل رقاب المسلمین فذلت!
کربلا میں ہاشمی مقتول کے قتل نے مسلمانوں کی گردنیں ذلیل کر دیں!
وکانوا رجاء ثم صاروا رزیۃ … لقد عظمت تلک الرزایا وجلت!
ان مقتولوں سے دنیا کی اُمیدیں وابستہ تھیں مگر وہ مصیبت بن گئے۔ آہ! یہ مصیبت کتنی بڑی اور کتنی سخت ہے!
الم تر ان الارض اضحت مریضۃ … لفقد حسین والبلاد اقشعرت
کیا تم نہیں دیکھتے کہ زمین حسین کے فراق میں بیمار ہے اور دنیا کانپ رہی ہے؟
وقد اعولت تبکی السماء لفقدہ … وانجمھا ناحت علیہ وصلت
آسمان بھی اُس کی جدائی پر روتا ہے۔ تارے بھی ماتم کرتے اور سلام بھیجتے ہیں!

* * *

جامع الشواہد
طبع ثانی
مولنا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کیجا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟
سنہ ۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ قیمت ۱۲؍
منیجر الہلال کلکتہ

ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے ابھی یہ منزل دور ہے۔ کم سے کم آئندہ انتخابات میں اُس کی کوئی اُمید نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ اس ہفتہ حکومت انگورہ نے اعلان کر دیا ہے کہ عورتوں کو حق انتخاب بالفعل نہیں دیا جاسکتا ہے۔ یہ بتائی ہے کہ اُنھوں نے ابھی کافی ترقی نہیں کی ہے۔

برطانیہ کی سازشیں

یونانی اخبارات کی اس خبر نے ترکی اخبارات کو سخت مشتعل کر دیا ہے کہ "برطانیہ نے حکومت یونان سے خواہش کی ہے کہ روس کے خلاف تمام دول بلقان کی ایک خفیہ کانفرنس منعقد کرے مگر اُس میں ترکی کو شریک نہ ہونے دے" ترکی اخبارات کی رائے میں یہ تجویز ترکی کے لئے ایک معاندت ہے۔ انگورہ کا سربرآوردہ اخبار "جمہوریت" اپنی پچھلی اشاعت میں یوں اظہار خیال کرتا ہے:

"اگر یہ خبر صحیح ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ برطانیہ روس کے ساتھ ترکی کی مخالفت پر بھی تُلا ہوا ہے۔ اگر اس تجویز سے برطانیہ کا مقصود یہ ہے کہ ترکی کو دھمکا کر روس سے الگ کر لے، تو ہم صاف لفظوں میں اسکی تعمیل سے انکار کرتے ہیں۔ اب وہ زمانے گئے جب ترکی ایسی دھمکیوں سے مرعوب ہو جایا کرتا تھا۔ گزشتہ تین صدی کے تجربوں نے ہمیں خوب سکھا دیا ہے کہ ہمیں صرف اپنی قوت پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور ہم صرف اپنی قوت ہی پر اعتماد رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنی قوت موجود ہے جو ہمیں ہر مشکل سے بچا سکتی ہے۔ روس سے ہماری دوستی، زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ روس کو ہماری دوستی کی ضرورت ہے۔ ہمیں روس کی دوستی کی ضرورت ہے۔ ہم روس سے ہرگز علحدہ نہیں ہوسکتے۔"

ترکی اور افغانستان

باخبر حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ برطانیہ عنقریب افغانستان سے چھیڑ چھاڑ شروع کرے گا۔ روسی خطرے نے برطانیہ کو بدحواس کر دیا ہے۔ وہ دیکھتا ہے روس کے تعلقات افغانستان سے بہت گہرے ہیں۔ افغانستان، ہندوستان کا پڑوسی ہے، لہٰذا روسی افغانی دوستی ہندوستان کے لئے خطرناک ہے۔ اور چونکہ اس دوستی میں ہندوستان کے لئے خطرہ ہے اس لئے یا تو افغانستان کو روس سے توڑ لینا چاہئے، یا برطانیہ سے دست بگریباں ہونے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

یہ ہے برطانیہ کا نقطۂ نظر، اور اسی بنا پر وہ بہت جلد افغانستان سے نئی معاملت شروع کرنی چاہتا ہے۔ ہمیں جہاں تک حالات کا علم ہے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ برطانیہ کو افغانستان کے روس سے الگ کرنے میں ویسی ہی ناکامی ہوگی، جیسی ترکی کے معاملہ میں ہو چکی ہے۔ افغانستان، روس سے علحدہ نہیں ہو سکتا۔ اُسے خوب معلوم ہے کہ برطانیہ اُسے ہرگز کوئی نفع نہیں پہونچائے گا۔ لیکن روس اُسے بے شمار نفع پہونچا رہا ہے۔

یہی باعث ہے کہ پچھلے چند ماہ سے افغانستان کے وزیر ماسکو اور انگورہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ فی الحال انگورہ میں مشہور افغانی وزیر محمود خاں طرزی موجود ہیں۔ سرکاری طور پر اُن کی آمد صرف سیر و سیاحت کی غرض سے بتائی گئی ہے۔ خود اُنھوں نے بھی اخبار "حاکمیت ملیہ" کے نامہ نگار سے یہی بیان کیا ہے۔ لیکن اُن کے یہ الفاظ خاص معنی رکھتے ہیں: "افغانستان کی دلی آرزو ہے کہ ترکی سے اُسکے تعلقات اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیں۔"

مقالات

محرم الحرام سنہ ۱۳۴۶ ہجری

نئے ہجری سنہ کا آغاز!

تذکار ہجرۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

۲

واقعۂ ہجرۃ کا اختصاص

پچھلی تحریر میں یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ حضرت عمر اور جمیع صحابہ نے ایک نئے سنہ کی ضرورت اس لئے محسوس کی کہ قومی زندگی کے قیام و تکمیل کے لئے قومی سنہ کی ضرورت تھی، اور اسلام کی تعلیم و تربیت نے اُن کی قومی ذہنیت کا جو مزاج پیدا کر دیا تھا، اُس کا مقتضیٰ یہی تھا کہ اس ضرورت کی کھٹک طبیعتوں میں پیدا ہوتی۔ لیکن اب اس کے بعد معاملہ کا سب سے زیادہ ضروری سوال سامنے آتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ قومی سنہ کا مبدء قرار دینے کے لئے سامنے کی جتنی چیزیں بھی ہو سکتی تھیں، اُن میں سے کوئی چیز بھی اختیار نہیں کی گئی، اور ایک دُور کی چیز جو بظاہر اس غرض کے لئے کوئی مناسبت نہیں رکھتی، اُن کے سامنے آگئی، اور اُس پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ آخر اس کی علت کیا ہے؟

مسلمانوں کا قومی سنہ قرار دینے کے لئے قدرتی طور پر جو چیزیں سامنے کی تھیں، وہ اسلام کا ظہور تھا۔ داعی اسلام کی پیدائش تھی۔ نزول وحی کی ابتدا تھی۔ بدر کی تاریخی فتح تھی۔ مکہ کا فتحمندانہ داخلہ تھا۔ حجۃ الوداع کا اجتماع تھا جو اسلام کی ظاہری اور معنوی تکمیل و فتح کا آخری اعلان تھا۔ لیکن ان تمام واقعات میں سے کوئی واقعہ بھی اختیار نہیں کیا گیا۔ ہجرۃ مدینہ کی طرف نظر گئی جو نہ کسی پیدائش کا جشن ہے، نہ کسی ظہور کی شوکت۔ نہ کسی جنگ کی فتح ہے، نہ کسی غلبہ و تسلط کا شادیانہ۔ بلکہ اُس زمانہ کی یاد تازہ کرتا ہے جب آغاز اسلام کی بے سروسامانیاں اور ناکامیاں اس حد تک پہنچ گئی تھیں کہ داعی اسلام کے لئے اپنے وطن میں زندگی بسر کرنا بھی ناممکن ہوگیا تھا۔ بیچارگی اور مظلومیت کی انتہا تھی کہ اپنا وطن، اپنا گھر، اپنے عزیز و اقارب، اور اثاث کچھ چھوڑ کر، صرف ایک رفیق غمگسار کے ساتھ، رات کی تاریکی میں، رہسپار دشت غربت ہوا تھا!

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کے معاملات میں قدرتی طور پر دوسری قوموں کے نمونے سامنے آیا کرتے ہیں۔ حضرت عمر اور صحابہ کے سامنے بھی یہ نمونے موجود تھے۔ لیکن وہ اُن کی تقلید پر آمادہ نہ ہو سکے اور اُنھوں نے بالکل ایک دوسری ہی راہ اختیار کی۔

دُنیا کے قومی سنین

قومی سنہ دراصل قوم کی پیدائش اور عروج و اقبال کی تاریخ ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ قومیں اپنی تاریخ کا سب سے زیادہ اہم اور بنیادی واقعہ یاد رکھنا چاہتی ہیں۔ اُس کا دَور ہر بارہ مہینے کے بعد ختم ہوتا اور از سر نو شروع ہوتا ہے، اور اس طرح سال نو کی مسرتوں کے ساتھ اُس کی تاریخی روایات کی شادمانیاں بھی تازہ ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیا میں جس قدر سنہ رائج ہوئے، سب کی بُنیاد کسی ایسے واقعہ پر نظر آتی ہے جس سے کسی قومی فتح و اقبال کا آغاز ہوا ہے۔ چونکہ اس طرح کا آغاز عموماً کسی بڑے انسان کی پیدائش سے ہوا ہے، یا کسی بڑے بادشاہ کی تخت نشینی سے، یا کسی بڑی جنگ کی فتح اور کسی نئی سرزمین کے قبضہ و تسلط سے۔ اس لئے دنیا کے اکثر سنوں کی ابتدا مشاہیر و اکابر کی پیدائش اور تخت نشینی ہی سے ہوتی ہے۔ بیرونی نے آثار الباقیہ نامی کتاب صرف سنین و تواریخ کے موضوع پر لکھی ہے، اور اس درجہ کی لکھی ہے کہ آج بھی اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی جاسکتی۔ وہ دُنیا کے تمام سنین کا استقصا کر کے لکھتا ہے "قوموں کا طریقہ اس بارے میں یہ رہا ہے کہ بانیان حکومت و مذاہب کی پیدائش، بادشاہوں کی تخت نشینی، انبیاء کی بعثت، ملکوں کی فتح و تسخیر، سلطنت کے انقلاب و انتقال، اور حوادث عظیمۂ ارضیہ سے تواریخ و سنین کی ابتدا کیا کرتے ہیں۔"

قدیم سنوں میں بابلی، یہودی، رومی، مسیحی، ہندوستانی، اور ایرانی سنین سب سے زیادہ مشہور و مستعمل رہے ہیں۔ ان سب کی ابتدا کسی ایسے ہی واقعہ سے ہوئی ہے۔ بابلی سنہ کی بُنیاد بخت نصر اول کی پیدائش پر رکھی گئی تھی کیونکہ اُس کے ظہور سے بابل کی عظمت کا آغاز ہوا۔ یہودیوں نے پہلے مصر سے خروج کے واقعہ پر سنہ کی بُنیاد رکھی تھی۔ کیونکہ اسی واقعہ سے اُن کی قومی آزادی کا دور شروع ہوتا تھا۔ پھر جب فلسطین میں یہودی حکومت قائم ہوگئی تو حضرت سلیمان کی تخت نشینی سے بھی سنہ کا حساب کرنے لگے۔ پھر ہیکل کی بربادی کے بعد جب دوبارہ تعمیر کا واقعہ ظہور میں آیا، تو چونکہ اس سے یہودیوں کے اجتماع و توطن کا نیا دور شروع ہوتا تھا اس لئے اس کی یادآوری کے جذبے نے تاریخ و سنہ کی صورت اختیار کر لی۔ رومیوں کا سب سے زیادہ مشہور سنہ اسکندری سنہ ہے جو سکندر فاتح کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔ پھر آگسٹس کی پیدائش سے نیا سنہ شروع ہوا جس کی فتحمندیوں نے رومی عظمت کا نیا دَور شروع کر دیا تھا۔ مسیحی

ایسے پسند کرتے ہیں اور اس کی ہمت افزائی کرنے میں بھی مضائقہ نہیں کرتے۔ امریکہ کے بوڑھوں میں یہ مقولہ عام ہے "نوجوانوں کو چھوڑ دو کہ ساتھ بڑھیں پلیں، ساتھ پڑھیں لکھیں، بچپن ہی سے باہم محبت کریں تاکہ اپنی نسل بڑھتے دیکھیں!"

امریکن عورت کی روزمرّہ کی زندگی

مردوں کی طرح عورتوں کی زندگی بھی روپیہ کمانے اور خرچ کرنے میں بسر ہوتی ہے۔ بازاروں میں کپڑے کی اکثر بڑی دوکانوں پر موٹے جلی حروف میں یہ عبارت لکھی نظر آئے گی "یہاں عورتوں کو کپڑے سینے کی مفت تعلیم دی جاتی ہے" جا بجا سائن بورڈوں پر یہ الفاظ لکھے ہوں گے "یہاں علم تدبیر منزل (خانہ داری) پر لیکچر مفت سنائے جاتے ہیں" یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ امریکن عورت بالکل بے کار نہیں رہتی وہ اپنی خانگی زندگی میں تو ضرور بد نصیب ہوتی ہے، مگر برابر علمی و دماغی ترقی کر رہی ہے۔ لیکن در اصل اسی ترقی نے اُسے مسرّت سے محروم بھی کر رکھا ہے۔

آمریکن عورت، بہت مسرف ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت ہر روز بازاروں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ دوکانیں عورتوں سے لبریز رہتی ہیں۔ دوکانداروں کا اپنے اعلانوں میں خطاب بھی عورتوں ہی سے ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں مردوں کو خرید فروخت کی مہلت نہیں۔ مرد روپیہ کمانا جانتے ہیں، خرچ کرنا نہیں جانتے۔ عورتیں اُن کی ہفتہ بھر یا مہینہ بھر کی آمدنی پر قابض ہو جاتی ہیں اور بازاروں میں آکر بے دریغ خرچ کر ڈالتی ہیں۔ عورتوں کے اسراف کا اندازہ صرف اتنی بات سے کیا جا سکتا ہے کہ گزشتہ دس سال کے اندر منھ پر ملنے والے روغنوں کی فروخت میں فی صدی دو ہزار کا اضافہ ہو گیا ہے!

زنانہ کلب

آمریکہ کے زنانہ کلب، دنیا میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ بڑے ہی شاندار، خوبصورت، اور جدید ترین سامان سے آراستہ ہوتے ہیں عورت چونکہ گھر میں شوہر کو نہیں پاتی، اور دلچسپی سے محروم ہوتی ہے، اس لئے اپنا زیادہ وقت کلب ہی میں گزارتی ہے۔ عام دستور یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کو موٹر میں بٹھا کر اُس کے دفتر میں چھوڑ آتی ہے اور باقی پورا دن کلب میں صرف کرتی ہے۔ شام کو پھر موٹر میں جاتی ہے اور شوہر کو دفتر سے لے آتی ہے۔ دونوں رات کا کھانا عموماً ہوٹل میں کھاتے ہیں اور پھر گھر آکر سو رہتے ہیں!

سب سے زیادہ زنانہ کلب مڈل ویسٹ میں ہیں۔ یہ کلب بہت ہی دلچسپ اور مفید ہیں۔ لیکن اُن کا یہ عیب بھی بہت بڑا ہے کہ عورت سے غور و فکر کی قوت سلب کر لیتے ہیں اور اُس کے دماغ میں اس قدر معلومات ٹھونس دیتے ہیں کہ وہ اُنھیں ہضم نہیں کر سکتی اور دماغی بدہضمی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ دن بھر کلب گھروں میں علمی تقریریں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک دن میں نے شیکاگو کے ایک زنانہ کلب میں چار مختلف مضمونوں پر لیکچر سنے۔ مضمون یہ تھے:

(۱) مرد کا کام اپنے گھر میں
(۲) غذا کی تاثیر جسم انسانی پر
(۳) موجودہ ادبیات اور خواتی عادات
(۴) سحر و ساحری کی حقیقت۔

میں نے بڑے غور سے لیکچر سنے تھے۔ آخر میں سوچنے لگا میں نے کیا سنا تھا؟ باوجود سخت کوشش کے میں اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ کیونکہ دماغ مختل ہو چکا تھا۔ صرف دو باتیں حافظہ میں محفوظ رہ گئی تھیں۔ ایک یہ کہ دوپہر کو کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کی موجودہ اقتصادی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ انسان، دولت جمع کرنے کا آلہ بن گیا ہے۔ صرف ایک دن میں میرا یہ حال ہوا لیکن اُن ۳ عورتوں کا کیا حال ہوگا جن کی ساری زندگی اپنی کلب گھروں اور اُن کے لیکچروں میں گزرتی ہو؟

بچوں کی ماں

امریکہ میں بیشمار انجمنیں اس غرض سے موجود ہیں کہ ماؤں کے لئے مفت مشورے مہیا کریں۔ ان میں ہمیشہ لیکچروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور ماؤں کو بتلایا جاتا ہے کہ وہ کون کون کتابیں پڑھیں؟ کس قسم کا کھانا کھائیں؟ کیا سوچیں؟ کیا دیکھیں؟ غرضکہ ہر معاملہ میں باقاعدہ علمی مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ امریکہ میں جس طرح سب معاملات، اصول و قواعد کے ماتحت رکھے گئے ہیں، اُسی طرح نسوانیت بھی علمی اصول پر منطبق کی جا رہی ہے۔ یہی حد سے زیادہ "علمی انطباق" انسانیت اور مرد و عورت کی جنسیت کی فطرۃ کا خاتمہ ہے!

دنیا میں امریکہ کی نوجوان عورتوں سے منتظم تر کوئی چیز موجود نہیں۔ وہ الھڑ نہیں ہوتی۔ اپنے شوہر کی طرح کسی نہ کسی علم یا ہنر میں ماہر ہوتی ہے۔ اپنے گھر کو مرتب و منظم رکھ سکتی ہے۔ امریکن عورت، انگلستان کی عورت سے کہیں زیادہ منتظم اور سلیقہ مند ہوتی ہے۔

امریکن ماں اپنے بچوں سے بیحد محبت کرتی ہے۔ ہندوستان کی طرح امریکہ میں بھی اولاد اپنے ماں باپ کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ گھروں میں بچوں کے لئے علیحدہ کمرے نہیں ہوتے۔ پورا گھر بچوں کے لئے کھلا ہوتا ہے اور وہ دن بھر اودھم مچائے رہتے ہیں۔ اسی طرح دائیاں اور کھلائیاں رکھنے کا بھی رواج کم ہے۔ خود ماں ہی دائی ہوتی ہے۔ ماں اپنے بچوں میں کسی کی مداخلت گوارا نہیں کرتی۔ وہ اُن کا مستقبل اپنے مستقبل سے وابستہ سمجھتی ہے۔ اُن پر وہ تمام تعلیم و تربیت کے اصول منطبق کرتی ہے جو کلب گھروں میں سُنتی اور کتابوں میں پڑھتی ہے!

لیکن اس کے باوجود بھی اُس کی زندگی بڑی حد تک مسرّت سے خالی ہوتی ہے، کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا، علم کی فراوانی اور تجارت کی افزونی نے اُسے ازدواجی مسرّتوں کا دائرہ تنگ کر رکھا ہے۔ امریکہ کی عورت، علم اور مادی ترقی سے اب نالاں ہو رہی ہے! *

بریدِ شرق

مکتوبِ انگورہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم انگورہ کے قلم سے)

شورائے دولت۔ ترکی ڈاکٹر کی تحقیقات۔ وزیر خارجیہ کی تصریحات۔ ترکی پارلیمنٹ۔ ترکی عورت اور حق انتخاب۔ برطانیہ کی سازش، ترکی اور افغانستان۔

شورائے دولت

"مجلس شورائے دولت" کے نام سے ترکی پارلیمنٹ نے ایک مجلس کا قیام منظور کر لیا ہے۔ اُس کی صدارت کے لئے مشہور ترکی قانوندان فوزی بک منتخب ہوئے ہیں۔ اس مجلس کا کام یہ ہوگا کہ حکومت کی تمام وزارتوں اور محکموں کو ضرورت کے وقت مشورہ دے، نیز اُن جھگڑوں کا تصفیہ کرے جو مختلف محکموں میں پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

ترکی ڈاکٹر کی تحقیقات

مشہور ترکی ڈاکٹر حقی رشاد بک کے متعلق اخبارات نے یہ خبر شائع کی ہے کہ اُنھوں نے آتشک کا حتمی علاج دریافت کر لیا ہے۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ اُن کی دوا کا صرف ایک انجیکشن ہمیشہ کے لئے اس خبیث بیماری کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ ترکی حکومت ڈاکٹر موصوف کو اپنے خرچ سے یورپ بھیج رہی ہے تاکہ وہاں ماہرین فن کے سامنے اپنے تجربے دکھائیں۔

وزیر خارجیہ کی تصریحات

ڈاکٹر توفیق رشدی بک ترکی وزیر خارجیہ نے اس ہفتہ اخبارات کے نمایندوں کے سامنے حسب ذیل تصریحیں کی ہیں:

"اس وقت ترکی کے تعلقات متمدن دنیا کے جملہ ملکوں سے دوستانہ ہیں۔ اسوقت دنیا کی کسی سلطنت سے بھی ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ پچھلے دنوں جو افسوسناک حادثے بعض سلطنتوں کے مابین واقع ہوئے ہیں، اُنھوں نے ہمارے مسلک پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ ہمارے مسلک کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ دنیا کا امن امان ہمارے ملک کے لئے مفید ہے۔ یہی باعث ہے کہ ہم حکومتوں کے درمیان پھوٹ ڈالکر خود نفع نہیں اُٹھاتے۔ کیونکہ یہ ہمارے مقصد امن کے خلاف ہے۔

"بلقانی ریاستوں سے بھی ہمارے تعلقات دوستانہ ہیں۔ ہم اُنھیں اور بھی مضبوط کرنے کی کوشش میں ہیں۔ روس سے ہمارے علائق خاص طور پر بہت ہی اچھے ہیں۔ روس نے کبھی ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کی۔ وہ ہمیشہ ہمارا دوست رہا اور آج بھی دوست ہے۔

"چین کی موجودہ تحریک آزادی سے ہمیں پوری دلچسپی ہے۔ ہم اس عظیم الشان مشرقی قوم کی آزادی کے دل سے متمنی ہیں۔ چین سے ہمیں جو دلی تعلق ہے وہ کسی شرح و تفصیل کا محتاج نہیں"

ترکی مجلس کا نیا انتخاب

موجودہ ترکی مجلس (پارلیمنٹ) کی مدت ختم ہو گئی۔ اب نئے انتخاب کا وقت ہے۔ قانون کی رُو سے اس مجلس کی عمر ماہ اپریل تک تھی۔ مگر اُسے دو مہینے اور بڑھا دئے۔ اب وہ دو مہینے بھی گزر چکے ہیں۔ نئے انتخابات ماہ جولائی میں شروع ہونگے۔ باخبر لوگ جانتے ہیں کہ انتخابات کا نتیجہ کیا ہوگا؟ تمام ملک کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور اُن کی جماعت پر پورا اعتماد ہے۔ لہذا آیندہ مجلس میں بھی تقریباً انہی ممبروں کا انتظار کرنا چاہیے جو موجودہ مجلس کے ارکان تھے۔

ترکی عورت اور حق انتخاب

نئے انتخابات کے پیش آجانے کی وجہ سے اس کا غوغا بہت بڑھ گیا ہے۔ حقوق طلب خواتین بڑی سختی سے مقابلہ کی تیاریاں کر رہی

اندر کی استعداد کی تکمیل کے ساتھ ہی باہر کی استعداد بھی اسکے اندر پیدا ہو جائے۔

اس حقیقت کی وضاحت کے لئے مثال کی ضرورت ہے۔ خدا کی رحمت و ربوبیت نے تمام کائنات ہستی کو بخشش کا خزانہ اور فیضان عام کی بارش بنا رکھا ہے۔ زندگی اور وجود کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے، اُن میں سے ہر چیز موجود ہے، اور اُس کی موجودگی صرف اس لئے ہے تاکہ استعداد کو ڈھونڈھے، صلاحیت کو پالے، اور انفعال کو فعل سے اور انجذاب کو جذب سے مالامال کر دے۔ سورج روزانہ آسمان پر چمکتا ہے۔ ستارے ہمیشہ زمین کی طرف جھانکتے ہیں۔ ہوائیں یکساں گرمجوشی سے چلتی ہیں، بادلوں کی رفتار میں کبھی رکاوٹ نہیں پڑتی۔ سورج کی کرنیں سمندروں کو کھینچنے اور پانی کے ذخیرے جمع کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کرتیں۔ زمین کی سطح اپنے سارے خزانے لئے ہوئے موجود ہے۔ خاک کے ذرّوں میں سے ہر ذرہ اپنا خاصہ اور اپنی تاثیر رکھتا ہے۔ موسموں کی تبدیلی اور لیل و نہار کی گردش بھی اپنے مقصد اور حکمت سے باہر نہیں۔ یہ، اور اسی طرح کی تمام اُن گنت اور بے حد و حساب چیزیں:

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها (۱۴: ۳۴)

اور اگر تم خدا کی نعمتیں اور بخشائشیں شمار کرنی چاہو، تو وہ اتنی ہیں کہ کبھی تمہارا اندازہ احاطہ نہیں کر سکتا!

قوتوں کا خزانہ اور بخشائشوں اور ربوبیتوں کا فیضان عام ہیں، اور اپنی مجموعی صورت میں کائنات ہستی کی وہ "خارجی استعداد" ہے جو وجود کے لئے خلق و تسویہ کا سامان مہیا کرتی اور ہمیشہ اُس کے انتظار میں چشم براہ رہتی ہے۔ لیکن خارج کی اس استعداد سے صرف وہی اشیاء فائدہ اُٹھا سکتی اور اپنے حصے کی بخشش پا سکتی ہیں جن کے اندر خود اُن کے "اندر کی استعداد" وجود میں آگئی ہے۔ یہ اندرونی استعداد باہر کے کارخانۂ استعداد کی تاثیر کے لئے بمنزلۂ انفعال ہے۔ جب تک انفعال کا لب سوال وا نہ ہوگا، فعل و تاثیر کا جواب فیضان، حرکت میں نہیں آسکتا!

دہقان ایک بیج اُٹھاتا ہے اور زمین کے حوالے کر دیتا ہے۔ اب دیکھو، اس ایک بیج کے بارآور ہونے کے لئے قدرت الٰہی نے کس طرح اپنا تمام کارخانۂ ہستی مہیا کر دیا ہے؟ سورج منتظر ہے کہ اپنی گرمی اس کے لئے وقف کر دے، بادل طیار ہیں کہ اپنے ذخیروں کا منہ کھول دے۔ زمین مستعد ہے کہ اپنی آغوش اُس کے لئے وا کر دے، لیکن یہ تمام کارخانۂ بخشش سے وہ جبھی فائدہ اُٹھا سکتا ہے جبکہ خود اُسکے اندر کی استعداد صحیح و صالح ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے، تو پھر یہ تمام کارخانۂ بخشش و نوال اُس کے لئے بیکار ہوگا۔ سورج اپنا دہکتا ہوا تنور کھول کر بھی اسے گرم نہ کر سکے گا، بادل اگر اپنا تمام ذخیرۂ آب ختم کر ڈالے، جب بھی اُسے زندگی کی رطوبت کا ایک قطرہ نہیں ملیگا!

پھر ایک صالح بیج جب زمین میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے، تو اُس کے اندر کی استعداد ظاہر ہوتی ہے اور اندر ہی اندر بکنے اور بڑھنے لگتی ہے۔ اُس وقت وہ ایک چھوٹا سا وجود ہوتا ہے جس کے اندر باریک ذرّوں اور ریشوں کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ لیکن انہیں ذرّوں اور ریشوں کے اندر اُس کی آنے والی ہستی کی ساری بڑائیاں اور عظمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ کہا جا سکتا ہے ایک عظیم اور تناور درخت کی ساری ٹہنیاں اور پتے، اور اس کے ہزاروں پھول اور پھل انہیں ذرّوں اور باریک ریشوں کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ وہ بتدریج نشو و نما پاتا ہے، اور یکے بعد دیگرے تخلیق و تسویہ کے مختلف درجوں سے گزرتا ہے۔ پھر جب یہ سب کچھ ہو چکتا ہے تو وہ وقت آجاتا ہے جب زمین کی سطح چاک ہوتی ہے اور اُس کی پہلی شاخ باہر نکلتی ہے۔ چنانچہ وہ اُبھرتا ہے، اور کائنات فطرت کے جس کارخانۂ فیضان سے زمین کے اندر اکتساب فیض کر رہا تھا، اب اُس سے زمین کی سطح پر بخشش و نوال حاصل کرنے لگتا ہے۔ اُس وقت تم دیکھتے ہو کہ عالم نباتات کا یہ جوان نوخاستہ سربلند کھڑا ہے، اور کارخانۂ فطرت کے ہر سامان سے زندگی اور قوت کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اب تم اُس کی ہستی کا اعتراف کرتے ہو، لیکن تم بھول جاتے ہو کہ باہر کی استعداد نے اس کے لئے جو کچھ بہم پہنچایا ہے یہ دراصل اُسی استعداد کا جواب اور نتیجہ ہے جو زمین کے اندر اُس کی داخلی طبیعت نے پیدا کر لی تھی!

عالم حیوانات میں دیکھو تو یہ حقیقت اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ حیوان اور انسان کا وجود جب عالم ہستی میں قدم رکھتا ہے، اور بچپن سے لے کر بڑھاپے تک کی منزلیں طے کرتا ہے، دراصل یہی وجود ہے جو پہلے خود اپنی ہستی کے اندر تخلیق و تکمیل کی منزلیں طے کر چکا ہے۔ اگر اُس کی داخلی استعداد کا دور صحت اور قوت کے ساتھ ختم نہ ہوتا، تو اس کی خارجی استعداد کا یہ دور وجود ہی میں نہ آتا۔ وہ پہلے شکم مادر میں جنین کا ابتدائی مادہ تھا۔ پھر اندر ہی اندر بڑھنے اور پھیلنے لگا، بتدریج تخلیق و تسویہ کی مختلف منزلیں وجود میں آئیں۔ پہلے چھوٹے چھوٹے کیڑے تھے جنہوں نے ایک جونک کی سی شکل اختیار کر لی۔ پھر یہ جونک بڑھتے بڑھتے گوشت کا ایک لتھڑا بن گئی، لتھڑے میں ہڈیوں کا ڈھانچہ بننا شروع ہوا، اور ڈھانچے پر گوشت پوست کا غلاف چڑھ گیا، پھر گوشت اور ہڈیوں کا یہی مجموعہ منظم و متناسب ایک ایسے سانچے میں ڈھل گیا کہ شکل و ہیئت کی تمام یکسانیاں اور خال و خط کی ساری دلاویزیاں مکمل ہو گئیں۔ پھر جب اندر ہی اندر تکمیل و تسویہ کے یہ تمام مراتب طے ہو گئے، تو یہ وجود اس قابل ہوا کہ شکم مادر سے باہر قدم نکالے۔ اور تم نے دیکھا کہ خلقت اور ہستی کا ایک زندہ اور مستعد وجود تمہارے سامنے ہے: ثم انشأناه خلقاً آخر، فتبارک الله احسن الخالقین! (۲۳: ۱۴)

بہرحال دنیا میں ہر چیز کی تخلیق و تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ اس میں کارخانۂ فیضان فطرت سے اکتساب فیض کی صحیح استعداد پیدا ہو، اور اس استعداد کے ظہور کا پہلا محل اندرونی ہے دوسرا بیرونی۔ جب تک کوئی چیز اپنے اس پہلے دور میں صحیح استعداد پیدا نہیں کرے گی، دوسرے دور کی استعداد پیدا نہیں کر سکتی۔ خارج کے نشو و نما کے لئے داخل کا نشو و نما، بمنزلۂ سبب و علت ہے۔ جب تک سبب موجود نہ ہوگا، نتائج ظہور میں نہیں آئیں گے۔

جماعت کی داخلی استعداد

فرد اور جماعت دونوں کا ایک ہی حال ہے۔ یہ افراد و اشیا کی مثالیں تھیں۔ انہی کو جماعتوں اور قوموں پر بھی منطبق کرو۔ ٹھیک افراد کی طرح جماعت بھی پیدا ہوا کرتی ہے۔ اس کی تخلیق، نشو و نما، اور ترقی و تکمیل کے لئے بعینہٖ وہی قوانین ہیں، جو اشیاء و افراد کے لئے ہیں۔ جس طرح فطرۃ الٰہی کی ربوبیت نے مخلوقات کی زندگی اور نشو و نما کے لئے اپنی بخشائشوں کے بادل زمین پر پھیلائے ہیں، ہر شئے زندگی دینے والی، ہر شئے پرورش کرنے والی، اور ہر شئے وجود و کمال تک پہنچانے والی ہے، ٹھیک اُسی طرح "جماعت" اور "امت" کے ظہور و نشو و نما کے لئے بھی ہر طرح کی بخشائشوں اور ہر طرح کی فیض رسانیوں کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ ربوبیت اُس کے ظہور کا انتظار کرتی اور بخشائش فطرت اُس کے قدم اُٹھانے کی راہ تکتی ہے۔ لیکن جس طرح افراد و اشیاء کے لئے فطرت کا تمام سامان فیض صرف اُسی حالت میں مفید ہو سکتا ہے جبکہ خود ان کے اندر صحیح و صالح استعداد موجود ہو۔ اسی طرح "جماعت" کا وجود بھی وقت کے فیضان اور قومی و عروجی احوال کی بخشائشوں سے اُسی حالت میں فائدہ اُٹھا سکتا ہے، جبکہ خود اُس کے اندر اکتساب انفعال کی صحیح استعداد موجود ہو۔ پھر جس طرح اس استعداد کی تکمیل کے پہلا مرحلہ داخلی ہے، دوسرا خارجی، اسی طرح جماعتوں اور قوموں کی مزاجی استعداد کے لئے بھی پہلا مرحلہ داخلی ہے۔ دوسرا خارجی۔ کوئی جماعت، کوئی قوم، انسان کی کوئی ہیئت اجتماعیہ کشمکش حیات کی کامیابیاں حاصل نہیں کر سکتی، اگر پہلے ایک تخم اور جنین کی طرح اپنی داخلی استعداد کی منزل طے نہیں کر لیتی۔ اسکی داخلی تخلیق و تکمیل کا بھی ایک معین وقت اور وقت کی معین مقدار ہے، اگر ایک جماعت وجود و کمال کا پورا درجہ حاصل کرنا چاہتی ہے تو ناگزیر ہے کہ پہلے داخلی استعداد کی تکمیل کا وقت بسر کر لے۔ اس کے بعد خارج کے اعمال و فتوح کا دروازہ خود بخود اُس پر کھل جائے گا۔ کیونکہ خارج کی تمام کامرانیاں اُس کی داخلی استعداد کی تکمیل کا نتیجہ و ثمرہ ہوتی ہیں۔

جس طرح اشیاء و افراد کے جسم کی داخلی استعداد کا دار و مدار اُن کے اندر ہی اندر نشو و نما پانے اور اندر ہی اندر بکنے پر ہے، اسی طرح فرد اور جماعت کی دماغی اور اخلاقی استعداد کا دار و مدار اُن کی ابتدائی تعلیم و تربیت پر ہے جسے قرآن حکیم نے اپنی اصطلاح میں "تزکیہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ "تزکیۂ اخلاق و نفس" سے مقصود یہ ہے کہ ایک جماعت کو بہ حیثیت ایک جماعت کے جس طرح کے ذہن و مزاج کی ضرورت ہے، وہ اس کے ایک ایک فرد کے اندر پیدا کر دیا جائے، اور اس رسوخ و نفوذ کے ساتھ پیدا کر دیا جائے گویا ایک آہنی کالبد لیکر ان میں سے ہر فرد کا دل و دماغ اُس میں ڈھال دیا گیا ہے۔ جس طرح عالم اجسام میں جسم کی بہتر خلقت اور بہتر نشو و نما طاقت و برتری کا موجب ہوتی ہے، اُسی طرح قوموں اور جماعتوں کے لئے اُن کے افراد کا اخلاق اور اخلاق کی بہتر قسم اور بہتر نشو و نما جماعتی طاقت اور برتری کا باعث ہوتی ہے۔ یہی اخلاق "جماعت" کی زندگی کی اصلی استعداد ہے۔ اسی استعداد سے وہ سب کچھ پاتی ہیں، اور بغیر اس استعداد کے کچھ بھی نہیں کر سکتیں۔ تزکیۂ نفوس کا عمل یہی استعداد پیدا کرتا ہے۔ اسی کی تولید و تکمیل، جماعتوں اور قوموں کی "داخلی استعداد" ہے۔

"جماعت" کی داخلی استعداد کے لئے جس ذہنی و اخلاقی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اگرچہ فرداً فرداً ہر فرد جماعت سے تعلق رکھتی ہے، لیکن اُس کا سارا زور "جماعتی ذہن و اخلاق" کی طرف ہوتا ہے۔ یعنی وہ جماعت کے لئے ذہن و اخلاق کا ایک خاص مزاج پیدا کر دینا چاہتی ہے۔ چونکہ یہ مزاج پیدا نہیں ہو سکتا، جب تک جماعت کا ہر فرد اپنا انفرادی ذہن و اخلاق معدوم کر کے جماعتی مزاج پیدا نہ کرلے، اس لئے وہ ذہن و عمل کا ایک خاص سانچہ ڈھال لیتی ہے اور پھر تمام افراد کا ذہن و اخلاق، اُسی میں ڈھالنا شروع کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام افراد کی ذہنی و اخلاقی خصوصیات ایک ہی انداز اور روش کی ہو جاتی ہیں، اور اپنے بیشمار انفرادی اختلافات رکھنے پر بھی ذہن و اخلاق کی طبیعت میں یک قلم تماثل اور تشابہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اُن کی خواہشیں یکساں نہیں ہو سکتیں اور یکساں نہیں ہوتیں۔ اُن کی طبیعتوں کی عام روش ایک طرح کی نہیں ہو سکتی اور ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی سمجھ میں، اپنی رائے میں، اپنی زندگی و معیشت کے تمام معاملات میں ایک نہیں ہو جا سکتے اور ایک نہیں ہو جاتے، لیکن وہ ذہن و عمل کی اُن ساری باتوں میں جو جماعتی زندگی کی بنیادیں اور اخلاق و سیرت کی فضیلت کا مبدا ہیں، اس طرح یکساں اور ایک نگاہ و عمل ہو جاتے ہیں، کہ معلوم ہوتا ہے سب کے اندر ایک ہی دماغ کام کر رہا ہے اور سب کے

سنہ کا تو نام ہی میلادی سنہ ہے۔ یعنے اس کی ابتدا حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے واقعہ پر رکھی ہے۔

ہندوستان میں جہاں ہر گروہ کے لئے الگ الگ زبان اور الگ الگ پیشہ قرار دیا گیا تھا، وہاں مختلف حلقوں کے لئے مختلف سنہ بھی قرار پا گئے تھے۔ جوتشیوں نے اپنے حساب کے لئے خاص جوتشی سنہ قرار دیا تھا۔ عوام اپنی یادداشت کے لئے الگ سنہ رکھتے تھے۔ حکومتوں اور بادشاہوں کے سنہ اُن کے لئے مخصوص تھے، مگر ان سب کی بنیاد کسی نہ کسی ایسے ہی واقعہ پر تھی۔ آخری سنہ جو سب سے زیادہ مشہور ہوا اور آج تک مستعمل ہے، بکرماجیتی سنہ ہے اور یہ راجہ بکرماجیت کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔ ایرانیوں میں بھی جس قدر سنہ رائج ہوئے، سب کی ابتدا پیدائش، تخت نشینی، اور کسی ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں انتقال حکومت کا واقعہ ہے۔ اس رسم کی کہ ہر بادشاہ پچھلا سنہ منسوخ کرکے اپنی تخت نشینی کا نیا سنہ جاری کرے اور اُسے سنہ جلوس کہا جائے، ایرانیوں ہی نے بنیاد ڈالی۔ مسلمانوں اور ایرانیوں میں جب جنگ ہوئی ہے، تو ایران کا سرکاری سنہ یزدگرد آخری فرماں روائے ایران کا سنہ جلوس تھا۔

حضرۃ عمر کا تردد

اُن روایات سے جو پچھلی تحریر میں مندرج ہو چکی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو بھی ابتدا میں یہی خیال ہوا تھا کہ آں حضرت (صلعم) کی پیدائش یا بعثت کے وقت سے سنہ کی ابتدا کی جائے۔ سعید بن مسیب اور یعقوبی کی روایت میں ہے کہ آپ نے جب حضرت علی سے مشورہ کیا تو اُن کی رائے یہ ہوئی کہ واقعۂ ہجرت سے ابتدا کرنی چاہئے۔ یہ بات آپ کے دل میں اُتر گئی اور صحابہ بھی اس سے متفق ہو گئے۔ ابن مہران کی روایت میں ہے کہ مبدء تاریخ کے بارے میں جب عمر نے صحابہ سے مشورہ کیا تھا، مختلف رائیں لوگوں نے دیں۔ بالآخر سب اس پر متفق ہو گئے کہ واقعۂ ہجرۃ سے ابتدا کی جائے: فاتفقوا علی ان یکون المبدء من الہجرۃ۔ ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر کیا گیا تھا، اور ہر طرح کی رائیں ظاہر ہوئی تھیں۔ چونکہ سامنے کی صاف بات یہی تھی کہ آنحضرت کی ولادت یا بعثت سے تاریخ شروع کی جائے جو ظہور اسلام کی اصلی بنیاد ہے، اس لئے حضرت عمر کا خیال ابتدا میں اسی طرف گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کوئی بات اس میں ایسی تھی کہ آپ کی طبیعت کو اس پر انشراح نہیں ہوتا تھا، متردد تھے۔ بات قرینہ کی تھی لیکن دل میں بیٹھتی نہ تھی۔ بالآخر مزید مشورہ کیا، اور حضرت علی علیہ السلام نے رائے دی کہ واقعہ ہجرت سے ابتدا کرنی چاہئے۔ یہ رائے اتنی بہتر اور جچی تلی تھی، کہ فوراً حضرت عمر کے دل میں اُتر گئی، اور تمام اکابر صحابہ بھی اس پر متفق ہو گئے گویا ایک بھولی ہوئی بات تھی جو سب کے حافظہ میں تازہ ہو گئی۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ واقعۂ ہجرۃ کی وہ کونسی مناسبت تھی جس نے حضرت علی کو، کہ مدینۂ علم نبوت کے باب اور حکمت و سنت رسالت کے محرم اسرار تھے، اس طرف توجہ دلائی؟ اور پھر وہ کونسی ایسی مشہور و معلوم خصوصیت تھی، جس کی وجہ سے اتنی دور کی بات تمام اکابر صحابہ کے فہم میں فوراً آ گئی، اور اس طرح تسلیم کر لی گئی جیسے ایک مسلم اور طے شدہ بات ہو؟

واقعۂ ہجرۃ صحابہ کے نظر میں

ہاں! آج ہمارے لئے کہ اسلام کے عہد اول کا دماغ اور دل دونوں کھو چکے ہیں، یہ بات کتنی ہی تعجب انگیز ہو، مگر صحابہ کرام کے لئے جو اسلام کے بخشے ہوئے دل اور اُس کے بنائے ہوئے دماغ، دونوں کے مالک تھے، یہ بات اتنی صاف، اتنی کھلی ہوئی، اور اس طرح سمجھی ہوئی بھی ہوئی تھی کہ اس کی طرف صرف ایک اشارہ کر دینا ہی کافی تھا۔ داعی اسلام کے تزکیہ و تربیت اور درس کتاب و حکمت نے اُن کے اندر ایک ایسا صالح مزاج پیدا کر دیا تھا، کہ کوئی بات خواہ کتنی ہی سامنے کی اور مقبول و معمول کیوں نہ ہو، لیکن اگر حقیقت اور دانائی کی گہرائیوں سے ذرا بھی ہٹی ہوئی ہوتی تھی، تو فوراً اُن کی طبیعت میں کھٹک پیدا ہو جاتی تھی، اور پھر جمتی تھی تو اُسی وقت جب اصلی اور کامل چیز سامنے آ جاتی تھی۔ تم اُن لوگوں کی نیکیاں اور پاکیاں ہمیشہ یاد رکھتے ہو، لیکن تم نے اُن کے علم اور دانائی کی گہرائیاں بھلا دی ہیں، حالانکہ صرف اُن کے دل ہی زیادہ نیک نہ تھے بلکہ اُن کی دانائی و حکمت بھی سب سے زیادہ گہری تھی جیسا کہ خود اُنہی میں سے ایک حقیقت شناس انسان نے کہا تھا: اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کانوا افضل ہذہ الامۃ: ابرہا قلوباً، واعمقہا علماً، واقلہا تکلفاً، اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ (عن عبداللہ ابن مسعود۔ رواہ الدارمی)

اس بارے میں قوموں کا طریقہ اُن کے سامنے آیا، اور خود اُنہیں بھی یہ بات صاف دکھائی دی کہ داعی اسلام کی پیدائش یا بعثت کو اپنی قومی تاریخ کی بنیاد ٹھہرائیں، لیکن چونکہ یہ بات اُن کا معیار نظر سے ہٹی ہوئی تھی جو اس طرح کے معاملات میں اسلام نے قائم کیا تھا، اس لئے نہایت واضح اور نمایاں ہونے پر بھی اُن کی طبیعت کو مطمئن نہ کر سکی۔ وہ ایسا محسوس کرنے لگے کہ کوئی دوسری بات ہونی چاہئے۔ وہ دوسری بات کیا تھی؟ ہجرت مدینہ کا واقعہ۔ جونہی یہ بات سامنے آئی، سب کے دلوں نے قبول کر لی۔ تاریخ کا یہ مبدء دنیا کی تمام تاریخوں اور قومی یادگاروں کے خلاف تھا۔ صرف خلاف ہی نہ تھا۔ بلکہ صریح اُلٹا تھا۔ دنیا کی تمام قومیں فتح و اقبال سے اپنی تاریخ شروع کرتی ہیں۔ انہوں نے بیچارگی و درماندگی کے واقعہ سے اپنی تاریخ شروع کی۔ دنیا کی تمام قوموں نے چاہا اپنے ظہور کی سب سے بڑی فتح یاد رکھیں۔ اُنہوں نے چاہا اپنی تاریخ ظہور کی سب سے بڑی بے سروسامانی یاد رکھیں۔ دنیا کی تمام قوموں کا فیصلہ یہ تھا کہ اُن کی قومی تاریخ اُس وقت سے شروع ہوئی، جب اُن کی تاریخ کا سب سے بڑا انسان پیدا ہوا، اور اُس نے جنگ و قتال کے میدانوں میں فتح حاصل کی۔ لیکن ان کا فیصلہ یہ تھا کہ قومی تاریخ کی ابتدا اُس دن سے ہوئی، جب بڑے انسان کی نہیں بلکہ سب سے بڑے عمل کی پیدائش ہوئی، اور جنگ کے میدانوں میں نہیں بلکہ صبر و استقامت کے میدانوں میں فتح حاصل ہوئی۔ دنیا کی تمام قوموں کا یقین تھا کہ اُن کی طاقت و شوکت کی بنیاد اُس وقت پڑی، جب اُنہوں نے ملکوں اور سلطنتوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کا یقین یہ تھا کہ طاقت و شوکت کا دروازہ اُس دن کھلا، جب ملکوں پر اُنہوں نے قبضہ نہیں کیا، بلکہ اپنا ملک و وطن بھی ترک کر دیا۔ بلاشبہ اُن کی یہ سمجھ دنیا کی ساری قوموں سے اُلٹی سمجھ تھی، لیکن اُس سمجھ سے عین مطابق تھی جو اسلام کی تربیت نے اُنکے اندر پیدا کر دی تھی، وہ اپنی اجتماعی زندگی کی تعمیر قوموں کی تقلید سے نہیں بلکہ اسلام کی روح فکر و عمل سے کرنی چاہتے تھے۔

مصیبت یہ ہے کہ دنیا معنی سے زیادہ لفظ کی اور روح سے زیادہ جسم کی پرستار ہے۔ وہ پھل ڈھونڈھتی ہے لیکن تخم کی جستجو نہیں کرتی۔ وہ مینارہ و محراب کی بلندیاں اور خوشنمائیاں دیکھتی ہے لیکن زیر زمین بنیادوں کے لئے نگاہ نہیں رکھتی۔ صحابہ کرام نے جب پیدائش و بعثت کے واقعات عظیمہ ترک کرکے ہجرۃ کا واقعہ انتخاب کیا، تو اُن کی نظر بھی پیدائش و ظہور، فتح و اقبال اور جشن و کامرانی ہی پر تھی۔ وہ کچھ ناکامی و نامرادی کے طلب گار نہ تھے۔ البتہ فتح و اقبال کی صورت اور برگ و بار نہیں دیکھتے تھے حقیقت اور تخم و اساس پر نظر رکھتے تھے۔ اُن پر یہ حقیقت کھل چکی تھی کہ اسلام کی پیدائش و ظہور اور فتح و اقبال کی اصلی بنیاد اُن واقعات میں نہیں ہے جو بظاہر نظر آتے ہیں۔ ہجرت مدینہ اور اُس کے اعمال و حقائق میں ہیں۔ اس لئے جو اہمیت دنیا کی نگاہیں پیدائش، بعثت، بدر اور فتح مکہ کو دیتی تھیں، وہ اُن کی نظروں میں ہجرۃ مدینہ کو حاصل تھی۔

ہجرۃ نبوی کی حقیقت

لیکن واقعۂ ہجرۃ کیا تھا؟ وہ ایک ہی واقعہ نہ تھا۔ بے شمار اعمال و وقائع کا مجموعہ تھا۔ ایک لمحہ کے لئے اُس کی حقیقت پر بھی غور کر لینا چاہئے۔

اسلام کے ظہور کی تاریخ دراصل دو بڑے اور اصولی حصوں میں منقسم ہے۔ ایک عہد، مکہ کی زندگی اور اعمال کا ہے۔ دوسرا، مدینہ کے قیام اور اعمال کا۔ پہلا آنحضرت (صلعم) کی بعثت سے شروع ہوتا ہے اور ہجرۃ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی ابتدا غار حرا کے اعتکاف سے ہوئی ہے اور تکمیل غار ثور کے انزوا پر۔ دوسرا ہجرۃ سے شروع ہوتا ہے اور حجۃ الوداع پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی ابتدا مدینہ کی فتح سے ہوئی، اور تکمیل مکہ کی فتح پر۔

دنیا کی نظروں میں اسلام کے ظہور و اقبال کا اصلی دَور، دوسرا دَور تھا۔ کیونکہ اسی دَور میں اسلام کی پہلی غربت ختم ہوئی اور ظاہری طاقت و حشمت کا سروسامان شروع ہوا۔ بدر کی جنگی فتح ہتھیاروں کی پہلی فتح تھی۔ مکہ کی فتح، عرب کی فتح کا اعلان عام تھا۔ لیکن خود اسلام کی نظروں میں اُس کی زندگی کا اصلی دَور، دوسرا نہیں، پہلا تھا۔ وہ دیکھتا تھا کہ اُس کی ساری قوتوں کی بنیادیں دوسرے میں نہیں پہلے دَور میں اُستوار ہوئی ہیں۔ بلاشبہ بدر کے ہتھیاروں نے اپنی غیر مسخر طاقت کا دنیا میں اعلان کر دیا۔ لیکن جو ہاتھ ان ہتھیاروں کے قبضوں پر جمے تھے، اُن کی طاقتیں کس میدان میں طیار ہوئی تھیں؟ بلاشبہ مکہ کی فتح عرب کی فیصلہ کن فتح تھی، لیکن اگر مدینہ کی فتح ظہور میں نہ آتی، تو مکہ کی فتح کی راہ کیونکر کھلتی؟ یہ سچ ہے کہ مکہ ہتھیاروں سے فتح ہوا، لیکن مدینہ ہتھیاروں سے نہیں بلکہ ہجرت اور اُس کے دَور کے اعمال سے فتح ہوا تھا۔ پس دوسرے دَور میں جسم کتنا ہی طاقتور ہو گیا ہو، لیکن اُس کی روح پہلے ہی دَور میں ڈھونڈھنی چاہئے!

پہلا دَور تخم تھا۔ دوسرا اُس کے برگ و بار تھے۔ پہلا دَور بنیاد تھی دوسرا ستون و محراب تھا۔ پہلا نشو و نما کا عہد تھا۔ دوسرا ظہور و انفجار کا۔ پہلا معنی و حقیقت تھا۔ دوسرا صورت و اظہار۔ پہلا روح تھا۔ دوسرا جسم۔ پہلے نے پیدا کیا، درست کیا، اور مستعد کر دیا۔ دوسرے نے قدم اُٹھایا، آگے بڑھا، اور فتح و تسخیر کا اعلان کر دیا۔ دوسرے کا ظہور کتنا ہی شاندار ہو، لیکن اولین بنیاد و استعداد کی عظمت پہلے ہی کو حاصل ہے!

استعداد داخلی و خارجی

وجود اور زندگی کے ہر گوشہ کے لئے خدا کا قانون وجود ایک ہی ہے۔ تم اُس کے کتنے ہی مختلف نام رکھ دو مگر وہ خود ایک سے زیادہ نہیں ہے۔ اب ایک لمحہ کے لئے ٹھہرو، اور غور کرو کہ تخلیق و تکمیل وجود کے لئے خدا کا قانون حیات کیا؟

فرد کی طرح جماعت کا بھی وجود ہے۔ عالم صورت کی طرح عالم معنی بھی اپنی ہستی رکھتا ہے، لیکن کوئی چیز ہو، تخلیق و تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ یکے بعد دیگرے دو مختلف دَوروں سے گزرے۔ پہلا دَور "استعداد داخلی" کا ہے۔ دوسرا "استعداد خارجی" کا۔ ضروری ہے کہ پہلے اندر کی استعداد وجود میں آئے، اور ضروری ہے کہ

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی۔ اس نے ملک کے سیاسی، علمی، ادبی اور دینی افکار و عقائد پر جو انقلاب انگیز اثرات ڈالے، قریب ہے کہ مستقبل ہند کا مورخ ان پر بحث کریگا اور ان کے اندر وہ عناصر و مبادیات ڈھونڈھیگا جن سے ہندوستان کی سنہ ۱۹۱۹ کے بعد کی اجتماعی ذہنیت ظہور پذیر ہوئی۔

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا۔ اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے۔ اور اسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا۔ پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں۔ اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصویروں کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں۔ اس کی جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں۔ ان کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شائقین علم و ادب نے اس کی تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیہ میں خرید لیا۔ اور حال میں ایک صاحب نے اس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چار سو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے۔ جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی **علحدہ کرنے** کیلیے تیار نہیں۔ پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شائقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جاسکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے۔

چنانچہ **الحمدللہ** یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل ہوگئی ہیں۔ ہم اس اعلان کے ذریعہ شائقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی۔ ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے۔

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
،، ،، ،، چہارم ۱۰ روپیہ   ،، ،، ،، پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا)
قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے۔ قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے۔

مہتمم "البلاغ پریس"

اندر ایک ہی روح بول رہی ہو!

یہ موقعہ نہیں ہو کہ اطناب سے کام لیا جائے، ورنہ ضرورت تھی کہ اُن اخلاق و خصائص میں سے ایک ایک چیز کی شرح و تفصیل کی جاتی، اور واضح کیا جاتا کہ قرآن و سنت نے جماعتی طبیعت کے کیا کیا بنیادی اوصاف بتلائے ہیں، اور اُس کی داخلی استعداد کے ارکان و مبانی کیا کیا ہیں؟

بہر حال اشیاء و افراد کی طرح جماعات و اقوام میں بھی زندگی کی اصلی سرچشمگی اُن کی داخلی استعداد میں پنہاں ہوتی ہو۔ نہ کہ خارجی اعمال میں۔ کیونکہ خارج کے اعمال اس سے زیادہ نہیں ہیں کہ داخلی استعداد کے لازمی نتائج و مثمرات ہیں۔

پہلا دَور داخلی استعداد کا دَور تھا

ظہور اسلام کا پہلا دَور جو بعثت سے شروع ہو کر ہجرۃ پر ختم ہوا اور جس کا نقطۂ تکمیل ہجرۃ کا معاملہ تھا، دراصل جماعت کی داخلی استعداد کا دَور تھا۔ اور اسی لئے ظہور اسلام کی تمام فتح مندیوں اور کامرانیوں کا مبدء یہی دَور تھا۔ نہ کہ مدنی زندگی کا دوسرا دَور۔ بلاشبہ دنیا کی ظاہر بین نگاہوں میں یہ دَور مصیبتوں کا دَور اور بے چارگیوں اور درماندگیوں کا تسلسل تھا، لیکن بہ باطن امت مسلمہ کی ہر آنے والی فتحمندی اسی کی مصیبتوں اور کلفتوں کے اندر نشو و نما پارہی تھی۔ یہی مصیبتیں تھیں جو جماعت کے ذہن و اخلاق کے لئے تعلیم و تربیت کا مدرسہ اور تزکیۂ نفوس و ارواح کا امتحان گاہ تھیں۔ بدر کی فتحمندی اسی کے اندر سبق لے رہی تھی۔ فتح مکہ کے کامران اسی کے اندر بَن اور ڈھل رہے تھے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یرموک اور قادسیہ کی پیدائش بھی اسی کے آزمائشوں اور خود فروشیوں میں ہو رہی تھی۔ یہی وجہ ہو کہ قرآن حکیم نے اُس جہاد کو تو صرف جہاد کہا جو مدنی زندگی میں اسلحۂ جنگ سے کرنا پڑا تھا۔ لیکن نفس و اخلاق کے تزکیہ و تربیت کا جو جہاد اس پہلے دَور میں ہو رہا تھا، اسے "جہاد کبیرہ" سے تعبیر کیا۔ کیونکہ فی الحقیقت بڑا جہاد یہی جہاد تھا: فلا تطع الکافرین وجاہدہم بہ جہاداً کبیراً

(۲۵:۵۲)

بالاتفاق سورۂ فرقان مکی ہو۔ مکی زندگی میں جس بڑے جہاد کا حکم دیا گیا تھا، ظاہر ہے کہ وہ قتال کا جہاد نہ تھا۔ صبر و استقامت اور عزم و ثبات کا جہاد تھا اور یہی اوصاف ہیں جو جماعت کی داخلی استعداد کی اصلی بنیادیں تھیں

ہجرۃ تکمیل کار کا اعلان تھی

ہجرۃ کا واقعہ اس دَور کی مصیبتوں کی انتہا تھا، اس لئے اُس کی برکتوں اور سعادتوں کی بھی آخری تکمیل تھا۔ صحابۂ کرام اس حقیقت سے بے خبر نہ تھے۔ اور کیونکر بے خبر ہو سکتے تھے جبکہ اُن کی داخلی تربیت کی اصلی روح اسی معاملہ میں مضمر تھی؟ پس جب یہ سوال پیش آیا کہ اسلامی سنہ کی ابتدا کس واقعہ سے کی جائے؟ تو انھیں کسی ایسے واقعہ کی جستجو ہوئی جو امت کے قیام و اقبال کا اصلی سرچشمہ ہو۔ آنحضرت کی پیدائش کا واقعہ یقیناً سب سے بڑا واقعہ تھا لیکن اُس کے تذکار میں شخصیت سامنے آتی تھی۔ شخصیت کا عمل سامنے نہیں آتا تھا۔ بعثت کا واقعہ بھی سب سے بڑا واقعہ تھا، لیکن معاملہ کی ابتدا تھی، انتہا و تکمیل نہ تھی۔ بدر کی جنگ اور مکہ کی فتح، عظیم واقعات تھے لیکن وہ اسلام کی فتح و اقبال کی بنیاد نہ تھے، کسی دوسری بنیاد کے نتائج و ثمرات تھے۔ یہ تمام... واقعات سامنے آئے، لیکن ان میں سے کسی پر بھی طبیعتیں مطمئن نہ ہو سکیں۔ بالآخر جب ہجرۃ کا واقعہ سامنے آگیا، تو سب کے دلوں نے قبول کر لیا، کیونکہ انھیں یاد آگیا، اسلام کے ظہور و عروج کا منبع حقیقی اسی واقعہ میں پوشیدہ ہو، اور اس لئے یہی واقعہ ہو جسے اسلامی تاریخ کا مبدء بننا چاہئے۔

ہجرۃ مدینہ کی فتح تھی

اور پھر یہ حقیقت کس درجہ واضح ہو جاتی ہو جب اس پہلو پر نظر ڈالی جائے کہ ظہور اسلام کی تمام فتحمندیوں میں سب سے پہلی فتح مدینہ کی فتح تھی اور اُس کی تکمیل ہجرۃ ہی کے واقعہ سے ہوئی۔ تعبیر کے ساتھ "فتح" کا لفظ سنکر تعجب ہوا ہوگا کیونکہ تم صرف اُسی فتح کے شناسا ہو جو جنگ کے میدانوں میں حاصل کی جاتی ہو لیکن تمھیں علم نہیں کہ میدان جنگ کی فتح سے بھی بڑھ کر دلوں کی آبادیوں اور روحوں کی اقلیموں کی فتح ہو، اور اسی فتح سے میدان جنگ کی فتحمندیاں بھی حاصل ہوتی ہیں۔ عین اُسوقت جبکہ اسلام کا داعی اپنے وطن اور اہل وطن کی شقاوتوں سے مایوس ہو گیا تھا۔ باشندگان یثرب کی ایک جماعت پہنچتی ہو، اور راتوں کی تاریکی میں پوشیدہ ہو کر اپنی روح کا ایمان اور دل کی اطاعت پیش کرتی ہو۔ اُسوقت دنیوی جاہ و جلال کا نام و نشان نہیں ہوتا سیف و سنان کی ہیبت و جبروت کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سرتاسر غربت اور بیکسی کی بے سروسامانیاں اور جہد و مصائب و محن کی درماندگیاں ہوتی ہیں۔ بایں ہمہ یثرب کی پوری آبادی اُس کے سامنے جھک جاتی ہو، اور ایمان کے ایسے جوش اور عشق و اطاعت کی ایسی خود فروشیوں کے ساتھ اُس کے استقبال کے لئے مہیا ہو جاتی ہو جو تاریخ عالم کے کسی بڑے سے بڑے فاتح اور شہنشاہ کو بھی میسر نہ آئی ہوگی۔ قیس بن صرمہ انصاری نے کیسے سچے اور دلنشیں شعروں میں اہل مدینہ کے جوش و خروش ایمانی کی تصویر کھینچی ہو؟ وکان عبد اللہ ابن عباس یختلف الیہ و یتحفظ منہ ہذہ الابیات:

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ   یذکر لو یلقی حبیباً مواتیا
ویعرض فی اہل المواسم نفسہ   فلم یر من یؤوی ولم یر داعیا
فلما اتانا واستقرت بہ النوی   واصبح مسروراً بطیبۃ راضیا
واصبح لا یخشی ظلامۃ ظالم   بعید ولا یخشی من الناس باغیا
بذلنا لہ الاموال من حل مالنا   وانفسنا عند الوغی والتآسیا
نعادی الذی عادی من الناس کلہم   جمیعاً، وان کان الحبیب المصافیا
ونعلم ان اللہ لا رب غیرہ   وان کتاب اللہ اصبح ہادیا!

دلوں اور روحوں کی اس فتح و تسخیر سے بڑھکر بھی اور کوئی فتح ہو سکتی تھی؟ لیکن یہ فتح کیونکر ہوئی؟ وہی ہجرۃ کے آلام و محن تھے جن سے اس کا آغاز ہوا، اور ہجرۃ نے اس فتح کی تکمیل کر دی!

یہی وجہ ہو کہ قرآن حکیم نے واقعہ ہجرۃ کا ذکر اس طریقہ پر کیا ہو، جس سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ بے سروسامانی و غربت کے اس عمل ہی میں فتح و نصرت الہی کی سب سے بڑی معنویت پوشیدہ تھی:

ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ	غار کے دو ساتھیوں میں سے جب
یقول لصاحبہ: لا تحزن ان	ایک نے دوسرے سے کہا۔ غم و رنج نہ کرو
اللہ معنا، فانزل اللہ سکینتہ علیہ	یقیناً خدا ہمارے ساتھ ہو، اور اُسکی
وایدہ بجنود لم تروہا، وجعل	مشیت و حکمت ہمارے لئے فتح و نصرت
کلمۃ الذین کفروا السفلی و	کی راہ باز کرنے والی ہو پھر ایسا ہوا
کلمۃ اللہ ہی العلیا، واللہ عزیز	کہ خدا نے اپنی تسکین و طمانیت اُنپر
حکیم (۹:۴۰)	اُتاری اور فتح و نصرت کے ایسے

لشکروں سے اُسکی مدد کی جنھیں دنیا کی ظاہر بیں اور حقیقت ناآشنا آنکھیں نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُن سرکشوں کی بات جو انکار کرتے تھے، ہمیشہ کے لئے پست ہو گئی، اور کلمۂ حق ہی کو سربلندی اور کامیابی حاصل ہوئی۔ ۲-

فہرست

آثار عتیقہ

علم الآثار مصر
مغرب کی تاریخ جدید کے جمال تاریخ ۳
والٹیر ۴

تاریخ و عبر

فرانس کا فاتح اعظم اور اسلام ۸

مطبوعات جدیدہ

پان یورپین تحریک اور امن عالم ۱۲

ادبیات

تین ہزار برس پیشتر کی شاعری ۱۳

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!
حسین بن علی علیہما السلام ۱۶

برید فرنگ

مکتوب امریکہ ۱۹

برید شرق

مکتوب انگورہ ۲۰

مقالات

تذکار ہجرت نبوی ۲۱

تصاویر

والٹیر ۵
نپولین بوناپارٹ مصری لباس میں ۸
مراد بک مملوک 〃
شیخ عبد اللہ شرقاوی 〃
شیخ سلیمان فیومی ۹
شیخ خلیل بکری نقیب السادات 〃

م یہ آیت سورۂ براۃ کی ہو۔ سورۂ براۃ بالاتفاق اُسوقت نازل ہوئی ہو جب اسلام کی ظاہری فتحمندیاں تکمیل تک پہنچ چکی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی تمام فتح مندیوں کے ظہور کے بعد بھی اسکی ضرورت باقی تھی کہ واقعہ ہجرۃ کی معنوی فتحمندی یاد دلائی جائے۔

الهلال

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

تائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نهیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta.
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۸ — کلکتہ : جمعہ ٦ ـ صفر ١٣٤٦ هجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 5, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیے موزون نہین ؟

ضروری هی که هم اسکا اب فیصله کرلین

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکھتی ۔

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔

پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

هندی اور هندوستان کی تمام زبانون نی، نیز عربی، فارسی، ترکی، تینون سامی زبانون نی حروف کی چھپائی اختیار کرلی هی اور انکی طباعة یورپ کی طباعة کا مقابله کر رهی هی ۔ کیون اردو زبان بھی ایسا نه کری جو اسی رسم الخط مین لکھی جاتی هی ؟

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین، وه هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

همارى راى مین بہترین حروف یهی هین ۔ اگر فارسی اور ترکی کیلیے یه نا موزون نہین تو اردو کیلیے کیون نا موزون هون ؟

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی راى سی همین اطلاع دیجیے ۔ یاد رکھیے ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیے سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا ہے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الهلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں انکے لفافه پر "ایڈیٹر" کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع ایکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جارہے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرائیے - مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیجیے -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

(۲) روڈسیا کا انکشاف : سنه ۱۹۲۱ ع میں ایک سیلح کو جنوبي افریقه میں ایک کھوپڑي ملي - یه بهي پہلي کھوپڑي کي طرح ایک تیسري تشریحي حالت رکھتي ہے - علماء تشریح و وظائف اعضاء کي تحقیق میں یه غالباً ابتدائي قسم کے وحشي انسان کي کھوپڑي ہے -

(۳) جاوا کا انکشاف : جاوا کي ایک غار سے بهي ایک قیمتي کھوپڑي ملي ہے جسکي نسبت دو مختلف رائیں قائم کي گئي هیں - ایک جماعت کا خیال ہے ' یه گم شده حلقه کي خبر دیتي ہے - دوسري جماعت کا خیال ہے ' یه بندر هي کي کوئي زیاده اونچي قسم ہے - وہ کہتے هیں ' اس کھوپڑي میں پیشاني کا بیعد اُبھار اور رخسار کي هڈیوں کي نوعیت ' گم شده حلقه کي نوعیت سے مختلف ہے -

(۴) سب سے زیاده قیمتي انکشاف " وحشي انسان " کا انکشاف ہے جسکے جسم کي هڈیاں اور سر کي کھوپڑیاں بکثرت جمع هوگئي هیں - اسکا جسم اور چهره بالکل موجوده انسانوں کا سا تھا - لیکن اسکے جسم پر بکثرت بال تھے - ایسے بال جیسے بندر کے جسم پر هوتے هیں - بعض قدیم سیاحوں نے اسٹریلیا ' امریکه ' اور جزائر جنوب میں ایسے زنده انسان دیکھے بهي هیں -

(۵) آخري انکشاف پروفیسر ڈارٹ کا مشہور انکشاف ہے جو سنه ۱۹۲۵ - میں هوا - پروفیسر موصوف کو ٹانگس میں ایک بالکل نئي قسم کي کھوپڑي ملي ہے جو پچاس قدم سے زیاده زمین کے اندر مدفون تهي - یه کھوپڑي تمام پچھلے آثار سے کہیں زیاده گم شده حلقه کا اذعان پیدا کرتي ہے - اسکے تمام حصے موجوده انسان کي کھوپڑي جیسے هیں - البته منھ کا نچلا حصه بہت زیاده باهر نکلا هوا ہے ' اور یه بات علم وظائف اعضاء میں طے پاچکي ہے که انساني چهرے کا نچلا حصه ابتدا میں ایسا هي اُبھرا هوا تھا - پھر به تدریج گھٹتے گھٹتے موجوده تناسب تک پہنچ گیا -

ٹانگس سے جو کھوپڑي ملي ہے ' زندگي میں وہ ایسا چهره رکھتي هوگي ' جیسا اس تصویر میں دکھلایا گیا ہے -

ریڈیم

خزانۂ فطرۃ کا سب سے زیاده کمیاب جوهر !

حال میں اخبارات نے یه خبر شایع کي تهي که " ریڈیم کا بازار گرگیا ہے اور ایک اونس ریڈیم کي قیمت ۰۰۰'۰۰۰'۳۳ ڈالر کي جگه اچانک ۰۰۰'۰۰۰'۲۵ ڈالر هوگئي ہے - اِس کمي کي وجه یه ہے که بلجیم کانگو (افریقه) کے علاقه " کاٹنگا " میں ریڈیم کي ایک بہت بڑي مقدار نظر آئي ہے - زیکوسلاویا کي تانبے کي بعض قدیم کانوں میں بهي ریڈیم پایا گیا ہے - اگر یه تمام ریڈیم حاصل کر لیا گیا تو قیمت میں اَور بهي کمي هوجائے گي "

لیکن اِس خبر سے لوگوں کو غلط فہمي هوسکتي ہے - ممکن ہے کوئي خیال کر بیٹھے که جب ریڈیم کے بھاؤ میں اس طرح اُتار چڑھاؤ هو رها ہے تو هر دولت مند آدمي کیلیے اسکي زیاده سے زیاده مقدار خرید لینا ممکن ہے - مثلاً امریکه کا هنري فورڈ جیسا کروڑ پتي اگر چاهے ' تو بآساني آده سیر ریڈیم خرید لے - اپنے بینک نوٹوں کا بیگ بغل میں دبائے ' اور بازار جاکر جب چاهے ریڈیم لے آئے -

لیکن یه صحیح نہیں ہے - هنري فورڈ کي تمام دولت بهي آده سیر ریڈیم خرید نہیں سکتي - امریکا کے دوسرے قارون راکفلر اور مللو بهي اگر اپنے خزانے جمع کر دیں ' اور امریکا ' فرانس انگلستان ' بلکه سارے عالم کي سلطنتیں بهي اپنے جمله خزانے پیش کردیں ' جب بهي آده سیر ریڈیم حاصل نہیں کیا جاسکتا !

یه عجیب بات ہے - مگر واقعه ہے - کیوں ؟ اس لیے که گزشته اٹھائیس برس میں ' یعني جب سے ریڈیم دریافت هوا ہے ' دنیا اُس کي اِتني مقدار حاصل هي نہیں کر سکي ہے ' جسے ترازو میں آده سیر کے باٹ سے تول سکیں - اِس وقت تک وہ صرف آده پاؤ کي مقدار میں حاصل هو سکا ہے !

جن خوش نصیبوں کے قبضه میں ریڈیم ہے ' یا جنھیں اُس کي ضرورت پڑتي ہے - مثلاً سائنس داں اور ڈاکٹر ' وہ اُس کے ایک ایک ذره کي قدر کرتے اور زیاده سے زیاده قیمت پر خریدنا چاهتے هیں - ریڈیم کي خرید و فروخت اونس کے حساب سے نہیں هوتي ' ٹن کے حساب کا تو وهم بهي نہیں کیا جا سکتا - کیونکه ریڈیم سونے سے بهي کہیں زیاده قیمتي ہے - اُس کي قیمت سونے سے ایک لاکھ گنا زیاده ہے - ریڈیم کي خرید و فروخت رتیوں کے حساب سے هوتي ہے - اِس وقت تک ریڈیم کي سب سے بڑي مقدار جو ایک جگهه سے دوسري جگهه منتقل هوئي ہے ' صرف دو گرام ہے - اور معلوم ہے که ایک گرام ' اونس کا تیسواں حصه هوتا ہے - یه مقدار بهي فروخت نہیں هوئي ہے بلکه حکومت زیکوسلاویا نے انگلستان کو علمي تحقیقات کے لیے عاریتاً دیدي ہے -

اِس کي کوئي امید نہیں که کانگو میں ریڈیم کي کان اُس کي موجوده مقدار میں غیر معمولي اضافه کردے گي - خیال کیا جاتا ہے که اِس وقت اُس کي جتني مقدار دنیا کے هاتھه میں موجود ہے ' اُس سے صرف ۲۵ گنا زیاده ریڈیم کانگو کي کان سے حاصل کیا جاسکتا ہے - لیکن اُس کا نکالنا بجائے خود ایک نہایت مشکل اور بڑے خرچ کا کام ہے - اِس کان کي هر ۵۰۰ ٹن وزني چٹان میں سے زیاده سے زیاده ایک گرام ریڈیم نکلے گا ' وہ بهي خالص نہیں بلکه " کلورل " اور دوسرے مواد سے ملا هوا - اِن مواد سے اُسے علحده کرنے

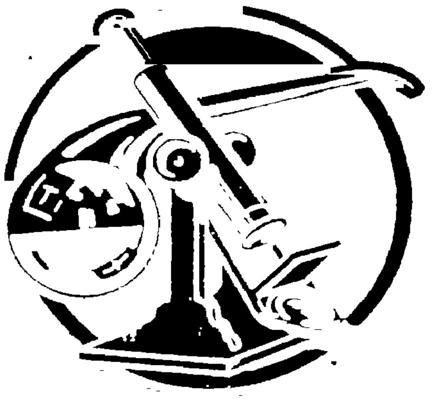

مذاکرہ علمیہ

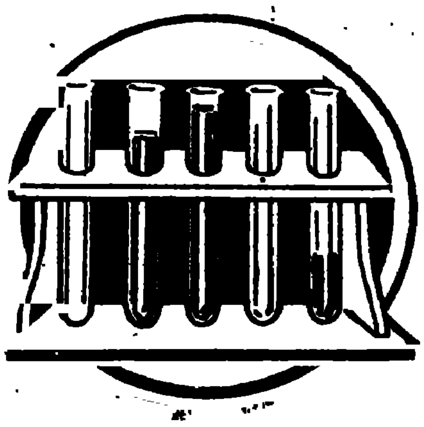

نظریۂ ارتقا کا گم شدہ حلقہ

کیا حلقۂ مفقودہ مل گیا ہے ؟

انسان کا دماغ گوریلا کا دماغ

نظریۂ ارتقا کے "حلقۂ مفقودہ" سے مقصود وہ ذهني حیوان ہے ' جسکي نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ انسان کي موجودہ شکل اور هیئت کے ارتقا سے پہلے زمین پر موجود تها - وہ انسان میں' جو سلسلۂ ارتقا کي آخري کڑي ہے ' اور ترقي یافتہ جانوروں میں ' جو هئیت انساني سے بہت زیادہ قرب رکهتے هیں' درمیاني برزخ تها -

اس نظریہ کے قائلین کا خیال ہے کہ بندر کي ترقي یافتہ قسمیں مثلاً گوریلا ' اس قسم کي مخلوق هیں جنکي ظاهري هیئت ' جسماني بناوٹ ' تشریحي نظام ' اور اعضاء معنوي کے وظائف وخواص ' انسان سے بہت زیادہ قریب اور ملتے جلتے هیں - لیکن اسدرجہ قرب اور تماثل نہیں ہے کہ اُسکے بعد هي انسان کا وجود آ جاے - ضروري ہے کہ درمیان میں کوئي ایک یا ایک سے زیادہ کڑیاں رهي هوں اور وهاں " جانور" کي سرحد ختم هوئي هو اور " انسان" کي حدود کا آغاز هوا هو - چونکہ علم الحیوانات کي موجودہ اور مدون معلومات میں کوئي ایسا مخلوق موجود نہیں ہے ' اسلیے اُنهیں اِسکي جستجو هوئي' اور اِسکا نام "حلقۂ مفقودہ" یعني گم شدہ حلقہ قرار پا گیا - علماء علم الحیوانات نصف صدي سے اس گم شدہ حلقہ کي جستجو میں هیں - آثار قدیمہ اور علم طبقات الارض کي تحقیقات کے سلسلہ میں بارها اس طرح کي چیزیں دستیاب هوئیں کہ خیال هوا ' گم شدہ حلقہ کا سراغ ملگیا ہے' لیکن پهر مطالعۂ و تفحص سے اس خیال کي تصدیق نہو سکي -

لیکن سنہ ۱۹۲۰ - سے بعض نئے انکشافات پے درپے هو رہے هیں' اور انهوں نے ایک نیا مواد بحث پیدا کر دیا ہے - اگرچہ ان میں بهي کوئي چیز ایسي نہیں ہے جسے علمي وثوق کے ساتهہ "حلقۂ مفقودہ" قرار دیا جا سکے - تاهم علماء حیوانات و تشریح کا خیال ہے کہ قرائن و آثار بہت حد تک تشفي بخش هیں ' اور بہت ممکن ہے کہ انکي بحث و فحص سے گم شدۂ حلقہ کا مسئلہ حل هو جاے -

حال میں امریکہ کے بعض علماء حیوانات نے اس قسم کا مواد یک جا کرکے اُن کي نوعیت پر نہایت دلچسپ نظر ڈالي ہے - هم اُس کا مختصر خلاصہ قارئین الہلال کي معلومات کے لیے درج کردیتے هیں -

یہ امریکن پروفیسر (جس کا نام ڈاکٹر وهالٹ ہے) لکهتا ہے :

" گزشتہ دس سال کے اندر جو انکشافات هوئے هیں ' وہ سلسلۂ بحث کا نہایت قیمتي سرمایہ هیں - علم کي احتیاط کا مقتضی یہي ہے کہ اظہار وثوق میں جلدي نہ کي جائے - لیکن اگر ایسا نہ هوتا ' تو یہ انکشافات اپني موجودہ حالت میں بهي اتنے واضح هیں ' کہ کہا جا سکتا تها ' گم شدہ حلقوں کا سراغ مل گیا ہے -

اس وقت سب سے زیادہ قوي قرائن رکهنے والے آثار پانچ هیں :

(۱) انسان هذل برگ : یہ ایک کهوپڑي ہے جو جرمني کے مندرجۂ بالا مقام میں ملي تهي - تشریحي تحقیقات کے بعد ثابت هوگیا ہے کہ یہ نہ تو موجودہ انسان کي کهوپڑي هوسکتي ہے ' نہ کسي جانور کي - یہ ضرور ایک تیسري اور درمیاني قسم ہے -

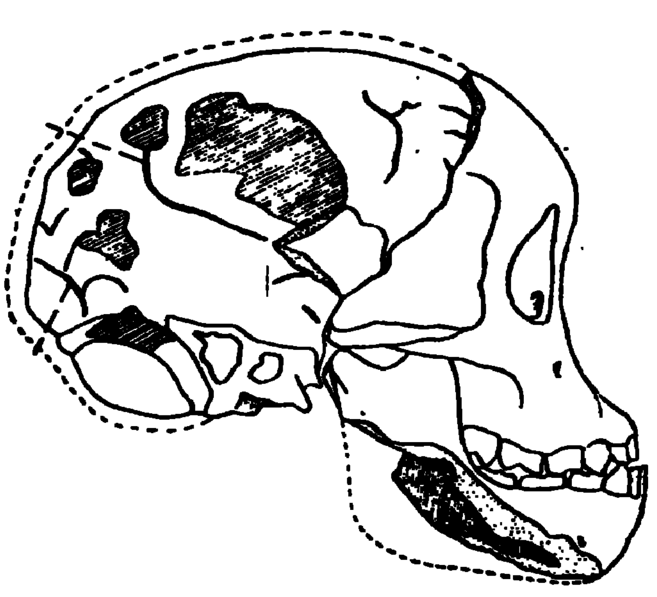

وہ کهوپڑي جو ٹونگس میں ملي ہے ' اور جسکي نسبت خیال کیا گیا ہے کہ گم شدہ حلقہ کي کهوپڑي ہے

برخلاف اسکے شعاع " بیٹا " اُس سے دس گنی زیادہ تیز ہے، یعنی ہر سکنڈ میں ۲،۰۰،۰۰۰ میل کی سرعت رکھتی ہے - گویا آفتاب کے نور کی طرح تیز رفتار ہے - تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ یہ شعاع جلد میں نصف انچ تک گہری اتر جاتی ہے، اور شیشہ، ایلومیام، اور سیسے کی پتلی چادروں کو بھی توڑ کر ۱/۱۲- انچ گہرائی تک چلی جاتی ہے!

تیسری شعاع " گاما " شعاع ایکس (ایکس ریز) سے بہت مشابہ ہے - فرق صرف یہ ہے کہ اُسکی مثبت لہر X (ایکس) سے طول میں کم ہے - لیکن یہ شعاع نفوذ و سریان کی بہت بڑی قوت رکھتی ہے - سیسے کی بارہ انچ موٹی تختی کو بھی توڑ کر نکل جاتی ہے!

اِس سے بھی زیادہ حیرت انگیز تحقیق یہ ہے کہ " شعاع الفا " پھوٹنے کے بعد نامعلوم طریقہ پر اپنے اندر دو منفی کہربائی لہریں جمع کر لیتی ہے، اور یہ لہریں بالآخر ہیلیم (Helium) کے ذرے بن جاتی ہیں - اِسکے معنی یہ ہوے کہ ریڈیم سے ہمیشہ ایک اور مادے کا فوارہ بھی چھوٹتا رہتا ہے - یہ مادہ ریڈیم سے مختلف ہے - اتنا مختلف، جتنا کوئی مادہ کسی دوسرے مادہ سے مختلف ہو سکتا ہے -

(سورج اور ریڈیم)

درحقیقت یہ عجیب بات ہے کہ خود ریڈیم کے اندر ہیلیم بالکل موجود نہیں ہے - تاہم کسی مخفی سبب سے اُسکے ذرے ریڈیم سے برابر بہتے رہتے ہیں!

یہی بات دیکھکر علماء کا خیال اِس سب سے زیادہ حیرت انگیز حقیقت کی طرف منتقل ہوا کہ کائنات کا قیام دراصل صرف کہرباء یا بجلی کی قوت پر ہے - اِسی سے کائنات کے اُس سب سے زیادہ مخفی اور عجیب راز کی تحقیقات کا دروازہ کھلا جسکا تصور بھی کبھی انسان نہیں کرسکتا تھا - یعنی آفتاب کی روشنی، حرارت، اور قوت کے سرچشمے کا انکشاف ہوا -

آفتاب میں ہیلیم کا وجود، زمین میں اُسکے وجود کی تحقیق سے پہلے ہی معلوم کر لیا گیا تھا - اسپکٹروسکوپ کے ذریعہ پتہ چل گیا تھا کہ آفتاب کے ہالے میں ہیلیم کی بہت بڑی مقدار موجود ہے - وہ عظیم الشان ہالہ جو سورج کے گرد حلقہ بنائے قائم ہے، خلا میں لاکھوں میل تک اپنی آتشیں زبانیں پھیلائے ہوے ہے!

ریڈیم کا طلسم یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ آفتاب کے آتشی ہالے میں ہیلیم کا وجود کیا اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ خود آفتاب کے اندر بھی ریڈیم سے لبریز خزانے موجود ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آفتاب کا تمام نور، حرارت، اور قوت، اسی ریڈیم کا کرشمہ ہو؟

اگر ایک گرام ریڈیم سے اِتنی حرارت پیدا ہوتی ہے کہ ۳/۴ گھنٹہ میں ایک گرام یخ کو پگھلا کر کھولا دیتی ہے، تو آفتاب میں ریڈیم کا خزانہ کتنی سخت حرارت پیدا کرتا ہوگا؟

اِس کا اندازہ کرنے کیلیے اس قدر جان لینا ضروری ہے کہ آفتاب کا وزن:

۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰،۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰،۰۰۰۰۰ - ٹن ہے - یعنی زمین سے ۳،۳۲،۰۰۰ - گنا وزنی ہے - ظاہر ہے، اِتنے بڑے کرہ میں کتنا بڑا خزانہ ریڈیم کا موجود ہوگا جو آفتاب کی اس محیر العقول روشنی، گرمی، اور قوت کا منبع ہے!

سائنس نے یہ بات دریافت کرلی ہے کہ آفتاب کی حرارت، اُسکے احتراق (جلنے) کا نتیجہ نہیں ہے - یہی حال ریڈیم کا بھی ہے - اُسکی حرارت، احتراق کی وجہ سے نہیں ہے - بلا شبہ کچھہ احتراق بھی ہوتا ہے مگر اِس قدر کم، کہ نہ ہونے کے برابر ہے - پھر یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ ریڈیم کی قوی النفوذ شعاع " گاما " سورج کی شعاعوں سے بہت مشابہ ہے - پس کیا یہ ممکن نہیں کہ آفتاب کی یہ شعاعیں جو ہم تک ۹،۳۰،۰۰،۰۰۰ میل مسافت طے کرکے منظم شکل میں پہنچتی ہیں، دراصل ریڈیم کی " گاما " شعاعیں ہی ہوں؟ بہت ممکن ہے، کہ ایسا ہی ہو - دنیا بھر کے سائنس داں اِس وقت اِس اہم مسئلہ پر غور و بحث کر رہے ہیں -

ٹھیک اِسی معقول اور علمی طریقہ پر زمین کے اندرونی گرم مادوں، مثلاً آتش فشاں لاوا اور کھولتے اور گرم معدنی چشموں وغیرہ کا اصلی سبب بھی ریڈیم ہی قرار دیا جا رہا ہے - تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے - ممکن ہے چند سال بعد اِس باب میں علم کوئی قطعی رائے قائم کر سکے، اور وہ حقائق اچانک دنیا کے سامنے آجائیں، جو ابتک قدرت کے سربستہ راز سمجھے جاتے تھے -

پھر یہ بھی ایک عجیب بات ہے، جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا کہ ریڈیم اگرچہ مسلسل حرارت و قوت پیدا کرتا رہتا ہے، مگر خود اُسکے جوہر میں کوئی نمایاں کمی واقع نہیں ہوتی - اِس کا اندازہ اِس سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک گرام ریڈیم سال بھر میں ۱۱،۶۰،۰۰۰ - وزن حرارت پیدا کرتا ہے - یہ حرارت تقریباً تیرہ سیر منجمد برف کو پگھلا کر کھولا دے سکتی ہے - مگر اِس سے خود ریڈیم میں صرف ۱/۲،۵۰۰ - کی کمی لاحق ہوتی ہے جو بمنزلۂ عدم ہے - تاہم کمی ضرور ہے، اور ایک بہت بڑی مدت کے بعد وہ اِس بیش قیمت جوہر کو حقیر دھات کی شکل میں تبدیل کردے سکتی ہے - علماء کا خیال ہے، ریڈیم اپنی خصوصیات سے محروم ہونے کے بعد سیسہ ہو جاتا ہے - لیکن اس تبدیلی کے لیے کم سے کم ۲،۴۶۰ - برس کا زمانہ گذرنا چاہیے - اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ مثلاً جو ریڈیم زمین میں ۱۵۰۰ - برس قبل از مسیح سے موجود ہے، وہ ابتک ریڈیم ہی ہے - سیسہ نہیں ہوا ہے!

اِس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ریڈیم ایک بالکل مختلف مادے سے کیمیاوی طریق پر تبدیل ہوکر اپنی شکل میں آتا ہے - اِس تبدیلی کا تصور قدیم حکماء کو بھی ہوگیا تھا - وہ اپنی عقل کے زور سے خیال کرتے تھے کہ تمام دھاتیں سونے کی شکل میں تبدیل کی جا سکتی ہیں اور ان دھاتوں سے اکسیر حیات طیار ہو سکتی ہے -

ریڈیم کی تکوین، علماء کی نظر میں نہایت ہی حیرت انگیز معما ہے - تحقیقات سے ثابت ہوگیا ہے کہ ریڈیم کا مورث اعلیٰ یا اصل اورانیم ہے - اِس اورانیم میں تین بڑی تبدیلیاں ہوتی ہیں - علماء نے ان تبدیلیوں کے تین نام رکھے ہیں: اورانیم س ۱ - اورانیم س ۲ - اورانیم س ۳ - آخر الذکر تبدیلی کے بعد اورانیم، یونیم ہو جاتا ہے، پھر یونیم ترقی کرکے ریڈیم ہو جاتا ہے - ریڈیم میں تنزل ہوتا ہے تو وہ پہلے پولونیم ہوتا ہے، پھر سیسہ بن جاتا ہے - اورانیم اور سیسہ کے مابین اصلی ذرے ۱۶ - ہیں - پوری تبدیلی کے لیے کم از کم ۹،۰۰،۰۰،۰۰،۰۰۰ سال درکار ہوتے ہیں -

کے ليے کم از کم ۵۰۰ ٹن دوسرے کيمياوي اجزاء درکار ہونگے - ۱٬۰۰۰ ٹن پتھر کا کوئلہ خرچ ہوگا - ۱۰٬۰۰۰ ٹن مقطر پاني لگے گا - ايک مہينہ تک ۱۵۰ - مزدور کام کرينگے - پانچ ہفتے ماہرين کيميا کي ايک بڑي جماعت کو صرف کرنا ہونگے - پھر اس کے بعد مزيد چار مہينے اُسے کار آمد بنانے ميں لگيں گے - ان تمام کوششوں ' محنتوں اور کثير مصارف کے بعد ' شايد ايک گرام ريڈيم دستياب ہو سکے - اگر کانگو کي پوري کان سے فايدہ اٹھايا جائے ' تو بھي زيادہ سے زيادہ نصف اونس ريڈيم ملنے کي اميد ہے - اس کے معني يہ ہوے کہ اس تمام درد سري کے بعد ريڈيم کي موجودہ مقدار ميں يعني تقريباً دو چھٹانک ميں صرف تيس گرام کا اور اضافہ ہو جائيگا !

(ريڈيم کي نوعيت)

آخر ريڈيم ہے کيا چيز جس کي جستجو ميں سارا عالم سرگرداں ہو رہا ہے ' اور جس کي مدح و ثنا ميں دنيا کے تمام علماء رطب اللسان ہيں ؟

ماہر کيميا سے پوچھو - وہ بڑے جوش سے جواب دے گا " ريڈيم اگرچہ لوہے ' تانبے ' توتيے کي طرح ايک دھات ہے ' مگر سب دھاتوں سے زيادہ وزني ہے ' حتی کہ سيسے سے بھي زيادہ - سب دھاتوں سے زيادہ قيمتي ہے ' حتی کہ سونے چاندي بلکہ لعل اور الماس سے بھي زيادہ - ريڈيم ' نيچر کے خزانے کا سب سے زيادہ بيش قيمت جواہر ہے - يہي وہ پارس ہے جس کے عشق ميں قديم فلسفہ اور حکماء ديوانے ہو رہے تھے ' اور سمجھتے تھے ' اس کے ذريعہ ہر دھات سونا بن جا سکتي ہے ! "

ڈاکٹر کے پاس جاؤ - اُسے بھي قصيدہ خواں پاؤگے - وہ کہے گا " يہي وہ اکسير حيات ہے جس کي مدتوں سے تلاش تھي - يہ عنقريب دنيا کي جملہ بيماريوں کا ترياق بننے والا ہے "

سائنس داں سے سوال کرو - فوراً بول اٹھے گا " يہ سب سے زيادہ عجيب چيز ہے جو دنيا نے ديکھي ہے - يہ اسي کے خواص کي برکت ہے کہ ذراتي ترکيب (ايٹم) کا نظريہ قائم ہو سکا ہے جو عنقريب تمام علوم ميں عظيم الشان اور حيرت انگيز انقلاب پيدا کرديگا "

عالم طبقات الارض (جيولوجي) سے مخاطب ہو - وہ فوراً کہے گا " ريڈيم ' آتش فشاں پہاڑوں اور زمين کي اندروني حرارت کا بہترين مفسر ہے "

عالم فلکيات سے دريافت کرو - وہ کہيگا " ريڈيم ' آفتاب اور ستاروں کے نور حرارت کا سر چشمہ اور اُن کي قوت کا راز ہے "

علم الحياة (بيالوجي) کا ماہر تو يہانتک کہديگا " شايد ريڈيم ہي زندگي کا اصلي منبع ہے "

علم ہندسہ کا عالم کہيگا " اگر ريڈيم کي کافي مقدار حاصل ہوجائے تو اتني عظيم الشان قوت انسان کے قبضہ ميں آجائے جس کا اسوقت تصور بھي مشکل ہے - ايسے حيرت انگيز آلات ايجاد ہو جائيں جنکے مقابلہ ميں موجودہ آلات بالکل ہيچ ہيں - وہ آلات ايسے محير العقول کام کر سکينگے جن کا عشر عشير بھي حال کے آلات سے ممکن نہيں - پھر صنعت و حرفت ميں بھي بالکل کايا پلٹ ہو جايگي - ابھي ريڈيم کي جتني قليل مقدار موجود ہے ' وہي بے شمار فوائد پہنچا رہي ہے - اُسکا ايک ادنی کرشمہ يہ ہے کہ اُس سے ايک ايسا روغن ايجاد ہو گيا ہے جو گھڑي کي سوئياں ' بحري اور ہوائي جہازوں کے آلات ' اور برقي کنجياں ' اندھيري راتوں ميں روشن رکھتا ہے - قيمتي جواہرات اُس نے طيار ہو جاتے ہيں - اگر کچھ مدت کے ليے سفيد (بے رنگ) ياقوت ' ريڈيم کے زير اثر رکھديا جائے ' تو ہميشہ کے ليے زمرد بن جاتا ہے - نقلي اور مصنوعي نہيں - حقيقي ' بيش قيمت زمرد ! "

اس عجيب و غريب اور نادر چيز " ريڈيم " کا خاصہ کيا ہے ؟ مختصر جواب يہ ہے کہ " شعاعي قوت " - شعاعي قوت کے کيا معني ہيں ؟ ٹھيک وہي جو ان دو لفظوں سے سمجھے جاتے ہيں - يعني شعاعوں کي شکل ميں قوت - مزيد تفصيل آگے آتي ہے -

(ريڈيم کا انکشاف)

حيرت انگيز ريڈيم کا انکشاف اس طرح ہوا کہ سنہ ۱۸۹۵ ع ميں مشہور فرنچ سائنس داں ہنري بکريل اپني علمي تحقيقات ميں مصروف تھا - فوسفورسي روشني کے تجربے کر رہا تھا - اچانک اُسنے ديکھا ' ايک خاص عنصر " اورانيم " کے اجزاء فوٹو گرافي کي تختي پر تاريکي ميں اثر ڈال رہے ہيں - حتی کہ اگر سياہ کاغذ سے چھپا ديا جائے ' جب بھي اُنکا اثر پہنچ جاتا ہے - اس پر اُسے بڑي حيرت ہوئي مگر ريڈيم کي طرف رہنمائي نہ ہوسکي - البتہ علمي دنيا نے يہ تسليم کر ليا کہ اورانيم ميں شعاعي قوت موجود ہے ' اور اُس سے کام ليا جانے لگا - چنانچہ اُسوقت سے شيشہ اور چيني کے ظروف رنگنے ميں اکسائڈ اورانيم برابر استعمال ہونے لگا ہے -

اسکے بعد ايک نوجوان پولش خاتون مدام کوري نے اورانيم کے مخفي خواص کي پيرس ميں تحقيقات شروع کي - اُسنے بہت جلد معلوم کر ليا کہ يہ شعاعي قوت والا مادہ ' خود اورانيم نہيں ہے ' بلکہ کوئي اور عنصر ہے اور اکسائڈ اورانيم سے ملا ہوا ہے - يہ ديکھکر اُسنے يہ مادہ تحليل کرنا اور مختلف قسم کے تيزابوں سے بار بار دھونا اور صاف کرنا شروع کيا - اب اُسکي حيرت و مسرت بے حساب تھي - کيونکہ تحليل کے بعد جو مادہ باقي رہگيا تھا ' اُسکي شعاعي قوت برابر بڑھتي چلي جا رہي تھي - اسکے بعد وہ الکٹرسکوپ کي مدد سے تين اونس ايک نيا عنصر حاصل کر لينے ميں کامياب ہوگئي - يہ عنصر اورانيم سے بھي ساٹھ گنا زيادہ سخت تھا - فوراً اس مادہ کے چند کيمياوي خواص بھي دريافت ہوگئے - اُسنے بڑے فخر و مباہات سے اپنے عظيم انکشاف کا اعلان کر ديا ' اور اپنے وطن کے نام پر اُسکا نام " پولونيم " رکھا - يہ " پولونيم " ريڈيم کے انکشاف کي طرف عملي قدم تھا - تين سال کي مزيد تحقيقات کے بعد اسي خاتون نے اعلان کيا کہ اکسائڈ اورانيم ميں شعاعي قوت کا اصلي سرچشمہ اُسنے دريافت کر ليا ہے - اسي سرچشمہ کا نام بالآخر " ريڈيم " پڑا - اور آہستہ آہستہ اُسکے مزيد خواص معلوم کيے گيے -

اسکے بعد سر ارنسٹ آرتھر فورڈ نے دريافت کيا کہ ريڈيم کي شعاعيں تين قسم کي ہيں - چنانچہ يوناني ابجد کے تين ابتدائي حرفوں پر اُنکے نام رکھے گئے - پہلي شعاع کا نام " الفا " دوسري کا " بيٹا " تيسري کا " گاما " .

(ريڈيم کے خواص)

پھر تحقيقات سے ثابت ہوا کہ پہلي شعاع " الفا " مثبت کہربائي لہروں کا مجموعہ ہے - وہ اس قدر تيز رفتار ہے کہ ہر سکنڈ ميں ۲۰٬۰۰۰ ميل حرکت کرتي ہے - يعني توپ کے گولے سے بھي ۴۰٬۰۰۰ مرتبہ زيادہ تيز رفتار ہے - ليکن يہ شعاع ' نفوذ و سريان کي زيادہ قوت نہيں رکھتي - شيشے کي نہايت رقيق تختي حائل کر کے اُسے روک ديا جا سکتا ہے -

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتین

" دنیا میں ہر شخص کا ایک کام ہوتا ہے - میرا کام یہی ہے کہ میں تلخ مگر مفید سچائی عوام پر ظاہر کردوں - جہانتک میری استطاعت میں تھا ' میں نے انسانیت ' شرافت ' اور روا داری کی دعوت دی ہے - اگر دنیا نے نہیں سنا ' تو یہ میرا قصور نہیں ہے - میں نے اپنے لیے ایک قاعدہ بنا لیا ہے - میں عالمگیر سچائیوں کا ساتھہ دونگا - میں کسی پر الزام نہیں لگاتا ' کسی کی تضحیک نہیں کرتا ' کسی معین شخص پر حملہ نہیں کرتا - میرا حملہ اصولوں پر ہے - میں کسی خاص فعل کو برا نہیں کہتا - میں شر کو برا کہتا ہوں " (روسو)

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثہ

جان جاک روسو

JEAN JACQUES ROUSSEU

یہ سلسلہ شروع کرتے ہوے گذشتہ نمبر میں ہم نے والٹیر کے مختصر حالات درج کیے تھے ' اور لکھا تھا کہ آیندہ نمبروں میں اُسکے اجتماعی اصول و مبادیات پر ایک مقالہ شائع کیا جائیگا - پھر اس پر نقد و تبصرہ کیا جایگا - لیکن پھر ہمیں خیال ہوا کہ اس ترتیب کی جگہہ یہ ترتیب بہتر ہوگی کہ پہلے اِن تینوں ارکان انقلاب کے مختصر حالات و افکار شائع کردیے جائیں - پھر اُنکے اصول و مبادیات کا خلاصہ دیدیا جاے - اُس کے بعد بہ یک دفعہ اُن پر نقد و تبصرہ کیا جاے - چنانچہ آج روسو پر ایک مختصر تحریر شائع کی جاتی ہے - یہ غالباً دو نمبروں میں ختم ہوجایگی - اسکے بعد فرانسیسی انسایکلوپیڈیا اور اسکے مصنفین کے حالات و افکار پر نظر ڈالی جائیگی ' اور اسکی اشاعت کے بعد نقد و تبصرہ کا سلسلہ شروع ہوگا - حال میں ایک نہایت قیمتی مجموعہ روسو کے تمام مکاتبات کا بھی پیرس سے شائع ہو رہا ہے - تین جلدیں گذشتہ سال شائع ہوچکی تھیں - چوتھی جلد پچھلی ڈاک سے ہندوستان پہنچی ہے - یہ مجموعہ اسقدر دلچسپ اور گوناگوں معلومات سے لبریز ہے کہ ضرورت ہے ' کم از کم ایک دو تحریریں روسو کے مکاتیب پر بھی لکھی جائیں - اگر یہ لکھی جا سکیں تو یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہوگی -

انقلاب فرانس کے دماغی ارکان در اصل از منۂ وسطی (میڈل ایجز) کے کلیسائی اور شاہی استبداد کا رد فعل تھے - اسلیے ناگزیر تھا کہ پچھلے افراط کے مقابلہ میں ایک نئی تفریط پیدا ہو جاے - والٹیر ' روسو ' اور دیدرو ' ذہن و عقل کی اسی تفریط کی مخلوق ہیں - انکی ذہنی روح تعمیر سے نہیں بلکہ تخریب کے ہیجان سے پیدا ہوئی - وہ اثبات کے نہیں ' نفی کے واعظ تھے - مسیحی کلیسا کے جمود اور شاہی نظام کے استبداد نے " اثبات " اور " اعتقاد " کا جو غلو پیدا کردیا تھا ' اس نے اس رد فعل میں " نفی " اور " شک " کا افراط پیدا کردیا - یہ بلا شبہہ اُس زمانے کی طبیعت کا قدرتی مقتضی تھا - پچھلی " تعمیر " کی درستگی کیلیے ایک نئی " تخریب " کی ضرورت تھی - انہوں نے کلیسائی اور شاہی جمود کا بت توڑ دیا - لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے ' اس بت شکنی میں وہ خود بھی ایک نیا بت کدہ بنا گئے - اور اسکے لیے پھر دنیا کو ایک نئے بت شکن کا انتظار ہے !

بہر حال انقلاب فرانس کے مبادیات پر یہ جدید نقد و نظر ' اس سلسلہ کی اصلی چیز ہوگی - جو مولانا ابو الکلام کے قلم سے نکلی ہے ' اور اُن کے قید خانہ کے مسودات میں سے ہے -

* * *

ایک مرتبہ ایک مجلس میں انگریزی عالم ادب کا غیر معمولی انسان اور انقلاب فرانس کا سب سے بہتر وقائع نگار ' کارلائل موجود تھا - لوگ حکما کی خیالی نقشہ آرائیوں پر بحث کر رہے تھے - ایک شخص نے کہا " اجتماع و معاشرت کے انقلابات کے نقش ایک دل خوش کن تخیل سے زیادہ نہیں ہیں " جونہی اس رائے زنی کی بھنک کارلائل کے کانوں میں پڑی ' اُس نے مجمع کو مخاطب کرکے کہا :

" حضرات کچھہ عرصہ گزرا ' اس دنیا میں ایک شخص تھا - روسو - اس نے ایک کتاب لکھی تھی - جب یہ کتاب شایع ہوئی تو بہت سے آدمیوں نے اُس کی ہنسی اڑائی - لیکن جب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ' تو اُس کی جلد باندھنے کے لیے اُنہی لوگوں کے جسم کا چمڑا استعمال کیا گیا تھا ' جنہوں نے اس کی ہنسی اڑائی تھی ! "

اگر ریڈیم بگڑکر سیسه هو جاتا هے تو یہاں قدرتي طور پر سوال پیدا هوتا هے که کیا شروع هي سے زمین مین ریڈیم کي بہت بڑي کمیت موجود تهي ؟ اور کیا تمام موجودہ سیسا اصل میں ریڈیم هي تها ؟ بہت ممکن هے ایسا هي هو' اگر ایسا هي هے تو پهر زمین شروع میں اپني موجودہ حالت سے بالکل مختلف هوگي- شروع میں زمین ایک ننها سا آتشیں کرہ تهي یا خود آفتاب کا ایک چهوٹا سا جزء -

عام طور پر علماء کا یهي خیال هے که زمین اصل میں ایک آتشي کرہ تهي اور آفتاب یا کسي دوسرے عظیم کرہ سے کٹ کر جدا هوئي هے - پہلے زندگي سے بالکل خالي تهي- پهر بتدریج سرد هونے کے بعد زندگي کے تخم سے آباد هوئي' اور ذي روح کا مسکن بن گئي؛ زندگي کے یه تخم ' ایتهر میں پڑے بہه رهے تهے - اگر واقعه یهي هے تو سوال پیدا هوتا هے ' کیا یه ممکن نہیں که زندگي کے یه تخم اصل میں ریڈیم هي کے گیس هوں ؟ بہت ممکن هے ایسا هي هو- کیونکه سائنس نے قطعي طور پر ثابت کر دیا هے که شعاعي قوت کا زندگي کے حقیقي عناصر سے گہرا تعلق هے - دلیل اسکي یه هے که بعض بیج ریڈیم کي شعاعوں کے زیر اثر آتے هي فوراً کونپلیں پیدا کر دیتے هیں ' اور پهر غیر معمولي سرعت و قوت سے بڑهنے لگتے هیں !

لیکن علماء کا پخته خیال هے که ریڈیم کي' اُس کي اصلي اور بے میل شکل میں زیادہ کمیت ' زمین کي سطح پر کبهي موجود نه تهي - یه اسلیے که اُسکے کیمیاوي خواص اسے تقریباً نا ممکن ثابت کر رهے هیں - وہ همیشه دوسرے مواد سے مرکب ملتا هے - خالص ریڈیم کا حصول بہت هي مشکل هے - اگر حاصل هو بهي جاے تو اُسکا اصلي حالت میں محفوظ رکهنا اور بهي مشکل هوگا - کیونکه وہ هوا سے جلد متاثر هو جاتا هے - یهي وجه هے که ریڈیم کي عام تجارت اُسکے مختلف نمکوں : برومائڈ ' کلورائڈ ' کاربونیٹ ' سلفیٹ ' کي شکل میں هوتي هے -

(طبي فوائد)

روشني کے روغنوں کے علاوہ ریڈیم سے طب میں بهي بڑے بڑے کام لیے جا رهے هیں - طب میں اُسکے استعمال کي طرف سب سے پہلے سنه ۱۹۰۱ - میں پییر کوري نامي طبیب کو رهنمائي هوئي - یه شخص ریڈیم کي دریافت کرنے والي میڈم کوري کا شوهر هے - لیکن ریڈیم کے علاج کا اصلي موجد هنري ترمینیسي هے - سنه ۱۹۰۶ - میں اِسنے دریافت کیا که اگر سیسه کي تختي میں ریڈیم کي شعاعیں دو مرتبه چهان لي جائیں' تو وہ جسم کے اُن ریشوں کو زائل کر دیتي هیں جو سرطاني مادوں سے آلودہ هوتے هیں - مگر تندرست ریشوں پر اُن کا کوئي برا اثر نہیں پڑتا -

اُس وقت سے ریڈیم مختلف امراض کے علاج میں استعمال هونے لگا - مثلاً سرطان' طرح طرح کے ورم ' نقرس ' عصبي درد ' عرق النساء ' ریڑه کا درد ' ذیابیطس ' خون کي کمي ' هیضه ' ٹیفوڈ وغیرہ - خیال کیا جاتا هے که ریڈیم ' ایکس ریز کے جلے هوے زخم اچهے کر دیتا هے - ٹیفوڈ ' هیضه' اور بسهري کے جراثیم قتل کر ڈالتا هے - معدے کو درست کرتا هے - اشتها پیدا کرتا هے ' اور اُن تمام کیمیاوي تبدیلیوں میں مساعد هوتا هے جو انساني جسم میں برابر جاري رهتي هیں -

(ریڈیم کے مضر اثرات)

لیکن جہاں ریڈیم کے بے شمار فوائد هیں' اُسکي مضرتیں بهي هیں - مدت تک ریڈیم کے زیر اثر رهنا سخت نقصان کا موجب هوتا هے - جو لوگ ریڈیم کے علاج میں مشغول رهتے هیں ' وہ اپني حفاظت سیسے کي صدریاں پہنکر کرتے هیں - تاهم اُنکي صحت کو آخر کار سخت نقصان پہنچتا هے - ریڈیم کي شعاعیں براہ راست کوئي تکلیف نہیں پہنچاتیں - لیکن اهسته آهسته خون کے سفید اور سرخ ذرے بگاڑ دیتي هیں - خون کا دباؤ هلکا کر دیتي هیں - اکثر خون میں کمي بهي پیدا هو جاتي هے - ناخن بد صورت اور اُنکے گرد کي کهال کهري اور موٹي هو جاتي هے - چہرہ اور هاتهوں کي جلد میں بهي التهاب پیدا هو جاتا هے -

ریڈیم کي ابهي جتني مقدار حاصل هوئي هے ' وہ تمام مریضوں کے علاج کیلیے بالکل نا کافي هے - تاهم اُسے نہایت هوشیاري سے استعمال کیا گیا هے ' اور ایسے طریقے ایجاد کیے گئے هیں که اُسکا نفع زیادہ سے زیادہ عام هو سکے - ریڈیم کي شعاعي قوت کا گیس چهوٹي چهوٹي نلیوں میں اس طرح بند کیا گیا هے ' که اُس سے علاج میں کام لیا جا سکے- هر نلي ۱۸ - ۲۰ - روپیه میں فروخت هوتي هے اور زیادہ سے زیادہ چار دن تک کام دیتي هے - یه نلي بیمار کے جسم مین اُسي طرح داخل کر دي جاتي هے ' جس طرح انجکشن کي سوئي داخل کي جاتي هے -

اِس وقت کوئي شخص بهي پیشین گوئي نہیں کر سکتا که ریڈیم کے آئندہ فوائد اور کیا کیا دریافت هونگے ؟ اور کن کن طریقوں پر اُسے استعمال کیا جا سکے گا ؟ امید کي جاتي هے که سائنس کوئي ایسا طریقه ایجاد کر سکے' جس سے ریڈیم کے حصول میں آساني هو جاے ' اور علماء طبقات الارض کا یه نظریه ایک دن صحیح ثابت هو جاے که هماري زمین کے شکم میں سرا سر ریڈیم هي بهرا پڑا هے - اگر کبهي یه نظریه صحیح ثابت هو گیا تو کون اندازہ کر سکتا هے که انسان کو کتني قوت ' کتني حرارت اور کسقدر روشني حاصل هو جائیگي ؟

الہلال

کا

یه ۸ - وان نمبر هی

لیکن

اسوقت تک ضرورت باقي هے که توسیع اشاعت کي طرف آپ کو توجه دلائي جاے -

اس میں شک نہیں که اصحاب ذوق نے جس طرح الہلال کا استقبال کیا ' شاید هي اُسکي کوئي دوسري نظیر اردو اخبارات میں مل سکے - لیکن مشکل یه هے که پرچه کي ترتیب و طباعت کا معیار بہت بلند هے ' اور قیمت اُسکے مقابله میں بہت کم - اب یا تو قیمت بڑهاني چاهیے - یا اتني وسیع اشاعت هوني چاهیے که اُس سے قیمت کي کمي کي تلافي هو جاے -

آخري عهد مصائب كي يادگار هيں - اُنميں سب سے بلند درجه اُسكے " مكالمات " اور " اعترافات " كو حاصل هے - اِن سے بهي بڑهكر اُسكي وه تحريريں هيں ' جو اُسنے پيرس كے اُسقف (لاٹ پادري) اور جنيوا كي حكومت كے جواب ميں لكهي تهيں -

(روسو اور كليسا كا معركه)

اِس جنگ ميں كون فتحمند رها : روسو يا اُسكے دشمن ؟

اِسكا جواب مدت هوئي خود زمانه دے چكا هے ! زندگي ميں اُسكے ليے دنيا چار بالشت زمين كا گوشه بهي مهيا نه كر سكي ' ليكن اسكے مرنے كے بعد يورپ كا تمام بر اعظم اپنے ذهن و فكر كا صرف ايک هي حكمراں ركهتا تها ' اور وه يهي معتوب عالم " روسو " تها !

ليكن آج هميں روسو كي زندگي پر تبصره كرنا نهيں هے - روسو كي زندگي پر تبصره رسائل كے مقالات ميں نهيں ' ضخيم كتابوں ميں هو سكتا هے - آج هم صرف اُسكي فكري اور قلمي معركه آرائيوں ميں سے ايک خاص معركه دكهانا چاهتے هيں - يهي اسكے قلم كے معركے هيں جو تهوڑے عرصے كے اندر انقلاب فرانس كے خونيں معركوں كي شكل ميں مبدل هو گئے - يه معركه اُس ميں اور پيرس كے اُسقف كے درميان واقع هوا تها - بلكه يوں كهنا چاهيے ' علم و عقل كے نئے ظهور اور مسيحي كليسا كے قديم جهل و جمود ميں هوا تها - هم اختصار پر مجبور هيں -

(اُسقف كا بيان)

اُسقف نے اپنا بيان اِس افسوس كے ساتهه شروع كيا هے كه فرانس ميں كفر اور الحاد پهيلتا جاتا هے - پهر يه ثابت كيا هے كه يه صورت حال ' قرب قيامت كي علامت هے جيسا كه پولس رسول نے پيشين گوئي كي هے - پهر اس مقدس مگر هولناک تمهيد كے بعد وه روسو پر پے در پے حملے شروع كر ديتا هے :

" يهي وه الحاد هے جسے ايک شخص (يعني روسو) نے اپني كتاب " اميل " Emilius ميں پيش كيا هے - اِس شخص نے گناه ميں نشو و نما پائي هے - يه ايک ايسي زبان بولتا هے جو فلاسفه كي زبان هے - مگر وه خود فلسفه سے تهي دست هے - يه ايک ايسا ذهن هے جس ميں معلومات بے ترتيبي سے ٹهونس ديے گئے هيں - مگر وه هنوز تاريک هے ' اور صرف اپني تاريكي هي پر قانع نهيں هے بلكه دوسرے دلوں ميں بهي تاريكي اتار رها هے - يه ايک ايسي طبيعت هے جو عجيب و غريب افكار كي دلداده اور مجهول راستوں كي شيفته هے - اِس ميں اخلاق كا افلاس اور فكر كي ثروت ' دونوں بيک وقت جمع هو گئي هيں - ايک طرف اُسے متقدمين كے اصول سے شغف هے ' دوسري طرف عقلي بدعتوں كي ايجاد كا جنون هے - وه خلوت پسند بهي هے اور شهرت پسند بهي - علم كي محبت كا بهي دعوى ركهتا هے اور علم كي عداوت كا بهي علم اٹهائے هے - انجيل كے كمال كا بهي اعتراف كرتا هے اور اُسے جڑ سے اكهاڑ پهينكنے كي بهي كوشش كرتا هے - فضيلت كي ايسي خوبصورت تصويريں اتارتا هے كه بے اختيار تحسين و آفرين كا نعره بلند هو جاتا هے - مگر پهر فوراً هي فسق و فجور كے پهاوڑوں سے اپني بنائي هوئي شاندار عمارت گرا بهي ديتا هے - يه نوع انساني كا معلم بنكر سامنے آيا هے ' مگر الحاد اور گمراهي كے سوا كچهه نهيں ركهتا - يه ضلالت كا امام هے - فساد كا مرشد هے - شيطان كا پيام بر هے - تاريكي كا رهبر هے - اور اس سے بهي كچهه زياده هے - وه اپني كتاب ميں انسان كو حيوان كے درجه ميں ركهتا هے - ايک اور رساله ميں نفس پرستي كي تبليغ كرتا هے - پهر تربيت كي كتاب لكهتا هے - مگر سراسر الحاد كي دعوت ديتا هے ! "

آگے چلكر اُسقف نے روسو كي كتاب " تربيت " پر اعتراض كيے هيں اور اس پر زور ديا هے كه يه " دعوت الحاد " هے - يه كتاب آج همارے هاتهوں ميں موجود هے - اسميں جس " الحاد " كي دعوت دي گئي هے وه صرف يه هے ' كه وه كهتا هے : " بچه كي دماغي تربيت و تعليم ايسي هوني چاهيے كه وه خود اِس قابل هو جائے كه دين حق كي معرفت پيدا كر سكے ' اور اسے تقليد و رسوم كي بنا پر نهيں بلكه فهم و بصيرت كے ساتهه منتخب كرے - هميں اس بات سے احتراز كرنا چاهيے كه اُسے كوئي ايسي دماغي جكڑ بندي كي تعليم ديں جس سے اُس ميں دماغي بصيرت اور مجتهدانه فكر كي قوت پيدا نه هو سكے اور دل و دماغ كسي جابرانه تاثير سے منفعل هو جائيں - هميں اس سے بهي احتراز كرنا چاهيے كه اسكے دماغ ميں كوئي ايسي بات اُتار ديں ' جسے وه خود اپني عقل سے معلوم نهيں كر سكتا "

اِس پر اسقف نے اعتراض كرتے هوئے لكها هے : " هميں اِس نظريه پر كوئي اعتراض نهيں هے - ليكن سوال يه هے كه كيا بچه كو گمراه هو جانے كيليے چهوڑ دينا چاهيے ؟ اگر ايسا نهيں كرنا چاهيے بلكه اُسے هميشه فطرة كي سچي راه پر ركهنا چاهيے ' تو وه سچا طريقه كيا هے ؟ كتاب تربيت كا مولف بند بند لفظوں ميں الحاد كي طرف دعوت ديتا هے - ليكن هم فطرت كے سچے طريقے يعني مسيحيت كو پيش كرتے هيں - درحقيقت دين مسيحي فطرتي دين هے - فطرت هميشه اِسي كي طرف رهنمائي كرتي هے - عقل انساني بجز انجيل كے راسته كے كوئي دوسري راه قبول هي نهيں كر سكتي - يه اس ليے كه انجيل كا دين ' فطرت اور عقل كا دين هے ! "

روسو اُسقف كي تمام تشريحات برداشت كر لے سكتا تها ' ليكن يقيناً اس بات كي برداشت اُسكي طاقت سے باهر هو گي كه " مسيحيت فطرة كي سچائي هے " اور وه " فطرة اور عقل كے دين كي طرف رهنمائي كرتي هے " ياد ركهنا چاهيے كه يه پر جوش اُسقف اور اسكے تمام هم مشرب جس " مسيحيت " اور " انجيل " پر عامل تهے اور اُسكي دعوت دے رهے تهے ' وه " كليسا " اور " پوپ " كي " مسيحيت " تهي - نه كه مسيحيت كي پہلے عهد كي ساده اور بے ميل مسيحيت - امريكن مصنف ڈريپر كے لفظوں ميں " اٹهارويں صدي كے تمام اجتماعي انقلابات غير ضروري هو جاتے ' اگر كليسا اور پوپ كي نمايندگي كي جگه مسيحيت اور مذهب كي كوئي دوسري نمايندگي وجود ميں آ سكتي "

در اصل ازمنۀ وسطى سے مسيحيت كا جو جهل پرور اور مستبد مزاج پيدا هو گيا تها ' اسكا قدرتي رد فعل والتّغير اور روسو كا انكار اور كفر تها !

اسكے بعد اسقف كهتا هے " اگر دين مسيحي هي وه سچا طريقه هے جسكے سوا فطرت انساني كوئي دوسري راه تصور هي نهيں كر سكتي - تو پهر روسو كا ديني تعليم و تربيت پر نكته چيني كرنا بجز اسكے كوئي معني نهيں ركهتا كه وه مخلوق كو هدايت سے هٹا كر ضلالت كي طرف بلا رها هے ! "

روسو نے كها تها " هر بچه جو اپنے بچپنے ميں خدا پر ايمان ركهتا هے ' ايک طرح كا بت پرست هے ' اور خدا كو انسان كي

یه هے یورپ کے اٹھارهویں صدي کي عجیب و غریب شخصیت جان جاک روسو - اور یه هے اُس کي انقلاب انگیز اور عالم افگن تعلیمات کا سلحرانه نفوذ ' جس کي طرف کارلائل نے ان ضرب المثل بن جانے والے لفظوں میں اشارہ کیا تھا !

نپولین کہا کرتا تھا " انقلاب فرانس کچھه نه تھا مگر روسو " ایک اور موقعه پر اُس نے کہا " روسو هي انقلاب کا باپ تھا " بلاشبه روسو انقلاب فرانس کا باپ تھا ' لیکن وہ اس سے بھي بڑھکر تھا - اُس نے صرف فرانس هي میں نہیں بلکه اپنے پورے عہد کي عقلي و اجتماعي زندگي میں انقلاب پیدا کر دیا - اس کے مبادیات و اصول کو لوگ صحیح سمجھیں یا غلط ' لیکن عملي دنیا کا فیصله یہي هوا که وہ آنکھه بند کرکے اُس کي رهنمائي پر چل پڑي' اور اُس کے سوا دوسروں کي رهنمائي قبول کرنے سے انکار کردیا - اٹھارهویں صدي سے لیکر اس وقت تک دنیا کے قوموں کي حکومتوں میں ' ان کي سوسائٹي اور معاشرت میں ' اُن کے عقلي اعمال و عقائد میں ' ان کے علم و فن کے کار و بار میں ' ایک بہت بڑي زندہ حقیقت روسو اور روسو کے اصول و مبادي هیں !

(مختصر حالات زندگي)

سنه ۱۷ ۱۲ ع میں روسو جنیوا میں پیدا هوا تھا - اُس کا باپ آیزک روسو ایک غریب آدمي تھا ' مگر سست ' ناکارہ ' اور بد اخلاق - گھڑیوں کي مرمت کرتا اور عورتوں کو ناچنا سکھا کر پیٹ پالتا - لیکن اُس کي ماں بہت هي شریف عورت تھي - اُس کي شرم و حیا اور شریفانه نسواني جذبات کا تمام سوانح نگاروں نے اعتراف کیا هے - روسو میں اپنے ماں اور باپ' دونوں کے اخلاق جمع هوگئے تھے - البته بعد میں اُس نے بہت کچھه اصلاح کرلي تھي -

روسو کي ابتدائي تعلیم نہایت ناقص تھي - اُسے بچپن هي سے افسانے اور خیالي قصے پڑھنے کا شوق هوگیا تھا - لیکن اُس کے تمام سوانح نگار تسلیم کرتے هیں که یه مطالعه اُس کے عجیب ذهن کے لیے مضر نہیں بلکه مفید ثابت هوا -

روسو ابھي پوري طرح جوان بھي نہیں هوا تھا که اپني روزي کمانے پر مجبور هوگیا - اُس کے والد نے اُسے دستکاري کا پیشه اختیار کرنے پر مجبور کیا مگر اس میں کامیابي نہیں هوئي - کئي مقامات میں اُس نے نوکري کي مگر اپني تنگ مزاجي اور خاص قسم کي طبیعت کي وجه سے کہیں جم نه سکا - نه وہ اپنے کسي آقا کو خوش کرسکتا تھا - نه اُس کا کوئي آقا اُسے مطمئن کردینے کي قابلیت رکھتا تھا !

اپني زندگي کا یه زمانه اُس نے سخت مصائب میں گزارا - تنگ دستي همیشه اُس کي رفیق رهي - بے اطمیناني نے کبھي ساتھه نه چھوڑا - صحبت نہایت خراب تھي - سوسائٹي کا سب سے زیادہ بدترین طبقه اُس کے حصے میں آیا تھا -

(ترقي و شہرت کا پہلا موقعه)

۳۹ - سال اِس طرح گزر گئے - اب تک وہ بالکل گم نام تھا - لیکن قدرت کي نظر عنایت اُس پر شروع هي سے تھي - وہ اُسے اپنے مدرسهٔ مصائب میں طیار کر رهي تھي -

سنه ۱۷۴۹ ع میں اچانک اُس کے اقبال کا ستارا طلوع هوا - فرانس کے ایک علمي مجمع (اکادیمي) نے ایک موضوع مقرر کیا ' اور اهل علم کو اُس پر بحث کي دعوت دي - مقابله سخت تھا - منتخب علماء میدان میں اتر پڑے تھے - تاهم روسو نے همت کي اور مضمون لکھا - اُس کا مضمون سب سے بہتر ثابت هوا - مجمع علمي نے اِس گمنام " عالم " کي قابلیت کا اعتراف کیا - اور اُسے مقابله کا انعام دیکر همت افزائي کي - اِس طرح دنیا نے پہلي مرتبه سنا که روسو' فرانس میں ایک بڑا عالم هے !

(حکومت اور کلیسا کا متحدہ حمله)

اب روسو پر شہرت کا دروازہ کھل گیا - بڑي تیز گامي سے وہ آگے بڑھا ' اور تھوڑے هي عرصه کے اندر اپنے عہد کا سب سے بڑا عالم تسلیم کر لیا گیا -

مگر کیا اِس شہرت و عزت سے اُس کي زندگي کي مصائب دور هوگئیں ؟ نہیں ' اور زیادہ هوگئیں - پہلے وہ صرف تنگ دستي کا شکار تھا ' اب وہ حکومت اور کلیسا کي دشمني کا بھي شکار هوگیا - جوں هي اُس کي تصانیف سوشل کنٹریکٹ ' هلواز ' اور امیل نامي شائع هوئیں ' حکومت اور کلیسا کے ایوانوں میں تہلکه مچ گیا - دونوں نے بیک وقت اُس پر یورش کردي ' اور انتقام لینے کیلیے اپنے تمام هتیار سنبھال لیے !

(مصائب و محن اور خاتمه)

" امیل " کے شائع هوتےهي' ۹ جون سنه ۱۷۶۲ ع میں حکومت فرانس نے روسو کي گرفتاري کا فرمان جاري کردیا - مجبوراً اُسے فرار هي میں سلامتي نظر آئي - فرانس سے بھاگ کر جنیوا پہنچا مگر یہاں کي حکومت بھي اُس کے لیے فرانس سے بہتر ثابت نه هوئي - اُس نے بھي اس کي گرفتاري ضروري سمجھي - یه حال دیکھکر اس نے هالینڈ کا رخ کیا - مگر هالینڈ بھي ایک ایسے شخص کے استقبال کے لیے طیار نه تھا - اُس نے بھي دار و رسن سے استقبال کرنا چاها - اب اس کے سوا چارہ نه تھا که اٹلي میں پناہ لے - وہ اٹلي پہنچا - مگر اٹلي پوپ کا پایهٔ تخت تھا - وہ اِس کے پہنچنے سے پہلے هي اس کے کفر و انکار پر گرفتاري و قتل کا فتوی صادر کرچکا تھا - بے بس هوکر وهاں سے بھي نکلا - اور انگلستان کي راہ لي - اُسے امید تھي که انگلستان کے ایک گوشه میں پناہ حاصل کر سکیگا - لیکن افسوس هے که وہ بھي بے رحم نکلا - اب اُس کي مصیبت کا جام چھلک گیا تھا -

اب یورپ میں اُسے کہیں پناہ نہیں مل سکتي تھي - جہاں چھپتا تھا - وهیں دشمن کا هاتھه دراز هوجاتا تھا : ضاقت علیهم الارض بما رحبت و ضاقت علیهم انفسهم کے عالم میں مبتلا تھا - ابھي یه مصیبت بڑھتي هي جاتي تھي که ایک دوسري مصیبت بھي شروع هوگئي - یعني طرح طرح کے جسماني امراض و آلام نے آگھیرا - آخر اِسي حالت میں ' که دنیا اپني ساري وسعت کے ساتھه اُس پر تنگ هوچکي تھي ' سنه ۱۷۷۸ ع میں انتقال کیا ' اور گوشهٔ قبر میں پناہ لي !

اِن مصائب نے روسو کے دل و دماغ پر کیا اثر ڈالا ؟ کیا وہ اِن سے مرعوب هوگیا تھا ؟ کیا اپنے عقائد و افکار سے دست بردار هوگیا تھا ؟ کیا اُسنے اپنے بے پناہ دشمن کے سامنے هتیار ڈالدیے تھے ؟

اگر وہ ایسا کرتا تو یقیناً عیش کي زندگي بسر کرتا - مگر صرف زندگي هي بسر کرتا - زندگي کي عظمت حاصل نه کر سکتا - اپني موت کے ساتھه هي مرجاتا - اُسکي ساري عظمت ' اُسکي دماغي قابلیتوں سے زیادہ ' اُسکے دل کي مضبوطي میں هے - بلا شبه وہ اپنا جسم کونے کونے میں چھپاتا پھرا ' مگر اُسکا قلم بے پناہ شمشیر بنکر همیشه دشمن کا قلع قمع کرتا رها - اُسکي بلیغ ترین کتابیں ' اِسي

معرکوں کے بعد اُنکی ہیبت فرانسیسی فوجوں پر اس قدر بیٹھ گئی تھی کہ اُنکا نام سنتے ہی میدان سے بھاگ جاتی تھیں - پچھلے دو سال برابر درزیوں کا پلہ بھاری رہا ' واقعات ثابت کر رہے تھے کہ فرانس کو بہت جلد سر جھکانا پڑیگا - بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دو مرتبہ فرانس نے اندر ہی اندر سر جھکا دینے کا فیصلہ بھی کر لیا تھا -

مگر افسوس ' نتیجہ بالکل برخلاف نکلا - فرانس نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ایسے موقعہ پر ہمیشہ طاقتور حریف اختیار کیا کرتا ہے - اُس نے جنگ کو طول دینا شروع کر دیا - یہ طوالت بے سر و سامان درزیوں کیلیے نا قابل تحمل تھی - وہ دنیا کی اول درجہ کی سلطنت کے مقابلہ میں تنہا تھے - خود انکے وطن کی دوسری جماعتیں بھی انکے ساتھ شریک نہ تھیں - جنگ نے زراعت ' تجارت ' اور ہر طرح کے وسائل معیشت سے انہیں محروم کر دیا تھا - بہت دنوں تک جمے رہے - لیکن آخر کب تک قدرتی موانع سے جنگ کرتے ؟ بے بس ہوکر ترک جنگ پر آمادہ ہوگئے - اب پورا ملک پھر فرانس کے رحم پر ہے ' اُسوقت تک کیلیے ' کہ مجاہدین وطن تازہ دم ہوکر کوئی دوسرا قدم اُٹھا سکیں -

یہ واقعہ تمام مشرق کیلیے ایک نیا تازیانۂ عبرت ہے - اِسنے ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت ظاہر کردی کہ تمام دول یورپ کس طرح مشرق کے غلام بنانے اور غلام رکھنے پر متفق ہوگئی ہیں - اُنمیں باہم کتنی ہی منافست و رقابت کیوں نہ ہو ' مگر مشرقی قوموں کا سر کچلنے میں وہ اپنی تمام رقابتیں بھول جاتی ہیں - اِتنا ہی نہیں بلکہ ایک دوسری کی امداد و اعانت پر بھی آمادہ ہو جاتی ہیں - شامی جہاد آزادی ' اِس کی تازہ مثال ہے - جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ فرانس نہیں ہے جسنے آج وطن پرستاران شام کو نیچا دکھایا ہے - بلکہ وہ برطانیا ہے جسکی اخلاقی و مادی امداد و اعانت نے فرانس کو فتحمند کیا ہے - فرانس تو اپنا پورا زور لگا کر تھک چکا تھا - وہ پایۂ تخت دمشق کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا تھا - روز درزی آتے تھے اور پوری بیباکی سے دمشق کی سڑکوں پر حملے کرتے تھے - حالانکہ یہاں فرانس کا جنگی مرکز قائم تھا - لیکن یہ اُس وقت کی بات ہے ' جب فرانس اِس جہاد کے مقابلہ میں اکیلا تھا - برطانیا کی اعانت اُسے حاصل نہ تھی - یہ واقعہ ہے کہ اُس نے گھبرا کر دو مرتبہ اِرادہ کرلیا تھا کہ شامیوں کے مطالبات منظور کرلے ' اور اپنے ظالمانہ مطامع سے باز آجاے -

برطانیہ اِس معاملہ میں کیونکر شریک ہوا ؟ مختصر تفصیل اِس کی یہ ہے کہ جب درزیوں کو فرانس کے مقابلہ میں نمایاں کامیابیاں ہونے لگیں تو فلسطین ' شرق اردن ' اور عراق میں بھی اس کی صداے بازگشت بلند ہونے لگی - شرق اردن کے تیور سب سے زیادہ خراب تھے - بلکہ جابجا شورش بھی شروع ہوگئی تھی - برطانیا نے دیکھا کہ اگر اس علاقہ میں آگ لگ گئی تو فلسطین اور عراق تک اس کے شرارے پہنچ جائینگے ' اور پوری عربی قوم میں حریت طلبی کی نئی سرگرمی پیدا ہوجائیگی - برطانیا نے خیال کیا ' یہ تمام بے چینی صرف اِس وجہ سے ہے کہ درزیوں کی کامیابیوں نے عربوں کے دل بڑھا دیے ہیں اور فرانس کی پیہم شکستوں سے خود برطانیا کا رعب و داب بھی بے اثر ہوتا جاتا ہے - وہ فرانس کی پیٹھ ٹھونکنے کیلیے طیار ہوگئی - فلسطین کے برطانوی حکام نے علانیہ فرانس کی طرف امداد کا ہاتھ بڑھایا ' اور اپنی جنگی قوت سے درزیوں پر دباؤ ڈالنے لگے -

بد قسمتی سے جغرافیائی اور جنگی حالات نے درزیوں کو شرق اردن کا سخت محتاج بنا دیا تھا - اُن پر تمام دروازے بند تھے - صرف شرق اردن کا دروازہ کھلا تھا - یہیں وہ پناہ لیتے تھے - یہیں تازہ دم ہوتے تھے - اور اسی راستہ سے انہیں باہر کی مدد بھی مل جاتی تھی - برطانیا کے مخالف ہوتے ہی یہ دروازہ بھی اُنپر بند ہوگیا - اِتنا ہی نہیں بلکہ انہیں سرحدوں پر پریشان بھی کیا جانے لگا - اب درزیوں کو دو سلطنتوں سے بہ یک وقت مقابلہ کرنا پڑا : فرانس اور برطانیا - یہ بھی انہوں نے کیا - اور پورے بارہ مہینے تک میدان میں جمے رہے - مگر کبتک جمے رہتے ؟ سامان جنگ ختم ہوگیا - رسد بند ہوگئی - اب بجز بیٹھ جانے کے کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا تھا - چنانچہ اِس ہفتہ بے بس ہوکر بیٹھ جانے کا فیصلہ کرلینا پڑا! انا للہ و انا الیہ راجعون !

شام کے پایۂ تخت دمشق کا ایک منظر عام

یقیناً تاریخ عرب و اسلام شریف حسین اور اُسکے بیٹوں کو کبھی معاف نہیں کریگی ' جنکی بدولت یہ تمام مصائب بلاد عربیہ پر نازل ہوے - شام ' فلسطین ' شرق اردن ' عراق ' یہ تمام ممالک برطانیا اور فرانس کے قبضہ میں صرف اِسی خاندان کی خیانت اور طماعی سے گئے - اِس شامی جہاد آزادی کی ناکامی میں بھی شریف حسین کے منجھلے لڑکے امیر عبداللہ کا بہت بڑا حصہ ہے - یہ بے حمیت برطانیا کے ٹکڑوں پر شرق اردن میں پڑا ہے - اور برطانی ملک گیری کی بنیادیں اپنی عزت فروشی سے مضبوط کر رہا ہے - اس نے درزوں سے بڑی ہی بے دردی اور بے حمیتی کا سلوک کیا - وہ جب پناہ کی امیدیں لیکر اسکی سرزمین میں پہنچے ' تو اس نے انہیں فوراً نکل جانے کا حکم دیا - اُنھوں نے پہاڑوں اور ریگستانوں میں جاکر پناہ لی - مگر اسنے وہاں بھی اُنکا تعاقب کیا ' اور ایک ایک کرکے سب کو فرانس کے حوالہ کر دیا !

اُنکی سب سے آخری جماعت ' علاقۂ ازرق میں پناہ گزیں تھی اِسکی تعداد دو ہزار تھی - امیر عبداللہ کو معلوم ہوا تو اُسنے وہاں ایک طاقتور فوج بھیجدی - جنگی قانون کا اعلان کردیا ' اور انہیں مجبور کردیا کہ اپنے آپ کو فرانس کے حوالہ کردیں - چنانچہ تمام لوگوں نے مجبور ہوکر اپنے تئیں فرانس کے حوالہ کر دیا - حوالہ کرنے والوں میں خود خاندان اطرش کے لوگ بھی ہیں - مثلاً متعب بک اطرش ' علی بک اطرش ' عبدالغفار اطرش وغیرہم -

صورت میں یقین کرتا ہے - عقل انساني اِس عمر میں' خدا کا منـزہ اور مطلق تصور کر هي نہیں سکتي !"

آسقف کا اِس پر اعتراض یہ ہے " اگر بچہ بت پرست هوتا تو کئي خداؤں کا قائل هوتا - اگر اسکے تفکر میں تجسم هوتا (یعني خدا کو انسان کي صورت دیتا) تو پروردگار کا جسم بناتا - حالانکہ مسیحي بچوں کا کبھي ایسا اعتقاد نہیں هوتا - وہ صحیح معنوں میں موحد هوتے هیں - مولف (روسو) نے یہ کہکر تو اصل مسیحیت کو بت پرستي قرار دیا ہے !"

روسو نے لکھا تھا " میں جانتا هوں کہ نظام عالم کو ایک قادر و حکیم ارادہ چلا رہا ہے - میں یہ دیکھتا یا محسوس کرتا هوں' اور اسکي معرفت میري زندگي کیلیے ضروري ہے - لیکن یہ عالم کب سے اور کس طرح ہے ؟ اشیاء کي اصل ایک ہے یا متعدد هیں ؟ آنکي طبیعت کیا ہے ؟ یہ میں نہیں جانتا' ور نہ مجھے جاننے کي ضرورت ہے ... یہي باعث ہے کہ میں یہ حقیر مسائل نظر انداز کر جاتا هوں - ممکن ہے یہ میري عقل کو مشغول کر لیں' مگر مجھے کوئي فائدہ نہیں پہنچا سکتے - پھر یہ مسائل میري عقل سے بالا تر بھي هیں ..."

اِس پر اسقف اعتراض کرتا ہے " بے باک مصنف کا اِس قول سے کیا مقصود ہے ؟ وہ جانتا ہے کہ کائنات کا نظام ایک قادر و حکیم ارادہ کے ماتحت ہے - وہ اعتراف کرتا ہے کہ اِس حقیقت کا علم اسکے لیے ضروري ہے - لیکن باوجود اِسکے کہتا ہے' نہیں معلوم اشیاء کي اصل ایک ہے یا ایک سے زیادہ ہے ؟ پھر دعوی کرتا ہے کہ مجھے اِس نقطہ کے معلوم کرنے کي کوئي ضرورت نہیں - مصنف' دراصل خدا کي وحدانیت پر شک رکھتا ہے - اِس علم کے بعد کہ کائنات ایک قادر و حکیم ارادہ کے تصرف و اختیار میں ہے' کیا یہ سوال پیدا هو سکتا ہے کہ اشیاء کي اصل ایک ہے یا کئي هیں ؟ کیا یہ ممکن ہے کہ پہلي حقیقت کا علم ضروري هو اور دوسري کي معرفت غیر ضروري قرار پائے ؟ کیا یہ صریح تناقض اور الحاد نہیں ہے ؟ وہ کہتا ہے میں خدا کي طبیعت و حقیقت سے باخبر هوں' لیکن ساتھہ هي یہ دعوی بھي کرتا ہے کہ یہ موجود حقیقي' علم' قدرت' ارادہ' اور حکمت رکھتا ہے ! اس سے تو معلوم هوا کہ وحدانیت اسکے خیال میں ایک " حقیر سا مسئلہ " ہے' اور کسي طرح بھي اسکي عقل میں نہیں آ سکتا - لیکن معلوم هوتا ہے' متعدد خداؤں کا تصور اسکي عقل کے نزدیک معقول ہے - بھلا اِس حماقت سے بڑھ کر بھي کوئي حماقت هو سکتي ہے ؟"

روسو معجزات کو اس معني میں تسلیم نہیں کرتا کہ وہ خارق عادت هیں - معجزات پر تنقید کرتے هوئے اسنے لکھا ہے " یا للعجب ! همیشہ آدمیوں هي کي گواهیاں ! آدمي' اپنے هي جیسے آدمیوں سے سنتے هیں اور دوسرے آدمیوں کو سناتے هیں ! میرے اور خدا کے درمیان آدمیوں کے کتنے آن گنت واسطے قائم هوگئے هیں !"

اِس پر اسقف لکھتا ہے " اگر آدمیوں کي گواهي معتبر نہیں ہے تو پھر هم پوچھتے هیں مؤلف نے اسپارٹا' ایتھنز' اور روم کو کیونکر جانا جنکي عظمت کا وہ همیشہ راگ گایا کرتا ہے ؟ اِن قدیم جمہوریتوں اور مؤلف کے مابین آدمیوں کے کتنے بہت سے واسطے موجود هیں ؟ وہ اِن واسطوں پر شک نہیں کرتا - لیکن مسیحي معجزات کي روایت میں وہ کوئي واسطہ منظور کرنا نہیں چاهتا - در اصل اسکے اعتراض کي اصلي علت' الحاد ہے - وہ خدا هي کو نہیں مانتا !"

عالم شرق و اسلام

مکتوب شام

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم دمشق کے قلم سے)

دروزي جہاد آزادي کا خاتمہ

میں یہ مکتوب اِس حال میں لکھہ رہا هوں کہ هاتھہ میں رعشہ ہے' آنکھوں میں آنسو هیں' دل میں حسرت و الم ہے - میں هي نہیں' اِس وقت شام میں کون ہے جو خون کے آنسو نہیں رو رہا ہے ؟ دمشق کے آسمان پر اندھیرا چھا گیا ہے - اور شام کے مرغزار مایوسي کي خزاں سے مرجھا گئے هیں - اسلیے کہ آزادي کي امیدیں ملتوي هوگئیں - تین سال هوئے شام کے ابطال وطن نے آزادي کا علم بلند کیا تھا - آج وہ علم گر گیا ہے - اِس لیے پورا ملک اور اسکي قومي غیرت' سر نگوں ہے !

ملک شام خصوصاً دمشق نے اپني سرزمین پر تاریخ کے عظیم ترین واقعات مشاهدہ کیے هیں - دروز کا جہاد آزادي بھي ایک ایسا هي عظیم واقعہ ہے - مشرق کي تاریخ میں همیشہ یہ زریں حروف میں ثبت رہے گا - جبل دروز' جو اِس جہاد کا مرکز تھا' صرف پچاس ساٹھہ هزار کي آبادي رکھتا ہے - یہي آبادي' دروزیوں کي مرکزي آبادي ہے - اور یہي دروز هیں جنھوں نے فرانس جیسي عظیم الشان سلطنت کے قدم' شام سے اکھاڑ دیے تھے ! ابتدائي

اسقف کا بیان بہت طویل ہے - اِس مضمون میں اسکا پورا خلاصہ بھي ممکن نہیں - لیکن اسکا آخري اعتراض ضرور نقل کر دینا چاهیے - روسو نے بادشاهوں کے وجود پر سختي سے حملہ کیا ہے - اسقف اسکے جواب میں لکھتا ہے :

" یہ بھي مولف کا الحاد هي ہے جس سے متأثر هوکر وہ بادشاهوں کے وجود پر نکتہ چیني کرتا ہے - بادشاهوں کو برباد کرکے وہ ایسے قواعد جاري کرنا چاهتا ہے' جنکا نتیجہ بجز بد امني اور طوائف الملکي کے اور کچھہ نہیں هوگا - مصنف کے مذهب اور دین حق میں کتنا تضاد ہے ؟ مصنف بد اخلاقي اور بد امني کي تعلیم دیتا ہے - لیکن دین حق خشیت الہي اور بادشاہ کي اطاعت کا حکم دیتا ہے - دین کا حکم یہ ہے کہ هر آدمي اپنے آقا کي فرمانبرداري کرے - دین کہتا ہے پادشاهي' خدا کي قوت ہے - اسکا پاک سایہ ہے - اور اسي نے زمین پر نازل کي ہے - جو اِس کا مخالف ہے' وہ خود خدا کا باغي ہے - اُس پر خدا کي ابدي لعنت هو !"

اِس طرح اسقف نے اپنا رسالہ قرب قیامت کي هولناکي سے شروع کرکے " ابدي لعنت " کي پیشکش پر ختم کر دیا ہے !

یہ روسو کے سب سے بڑے کلیسائي مناظر کا حملہ تھا - اب دیکھنا چاهیے' روسو نے اسکا دفاع کیونکر کیا ہے ؟ روسو کے سخت سے سخت نکتہ چیں بھي تسلیم کرتے هیں کہ اسکا جواب اسکي مناظرانہ قوت بیانیہ کا بے نظیر ثبوت تھا -

هم آیندہ اشاعت میں اسکا خلاصہ درج کرینگے -

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں!

عمرو بن العاص

حضرت عمرو بن العاص (رض) کی شجاعت، تدبر، فتوحات سے تاریخ کے صفحات لبریز ہیں۔ مصر کی فتح سراسر انہی کے تدبر و قیادت کا نتیجہ تھی۔ خلافت اموی کے قیام میں انہی کی سیاست کارفرما تھی۔ اپنے عہد کی سیاست میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مورخین نے اتفاق کیا ہے کہ عرب کی سیاست تین سروں میں جمع ہو گئی تھی: عمرو بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان، زیاد بن ابیہ۔ اتفاق سے یہ تینوں سر ملکر ایک ہو گئے۔ انھوں نے سیاسی حکمت عملیوں سے اسلامی سیاست کا دھارا اُس طرف پھیر دیا جدھر وہ پھیرنا چاہتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام اور خلافت راشدہ کے نظام کو صرف امیر معاویہ کی سیاست نے شکست نہیں دی تھی۔ اس میں سب سے زیادہ کارفرما دماغ عمرو بن العاص کا تھا۔

ایک ایسے سیاسی مدبر نے موت کا کس طرح خیر مقدم کیا تھا؟ ذیل کی سطروں میں اس کی تفصیل ملے گی:

ایک عجیب سوال

جب بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی اور عرب کے اس دانشمند کو زندگی کی کوئی اُمید باقی نہ رہی، تو اُسنے اپنی فوج خاصہ کے افسر اور سپاہی طلب کئے۔

لیٹے لیٹے اُن سے سوال کیا "میں تمہارا کیسا ساتھی تھا؟"

"سبحان اللہ! آپ نہایت ہی مہربان آقا تھے۔ دل کھول کر دیتے تھے۔ ہمیں خوش رکھتے تھے۔ یہ کرتے تھے۔ وہ کرتے تھے..." وہ بڑی سرگرمی اور جوش سے جواب دینے لگے۔

ابن عاص نے یہ سنکر سنجیدگی سے کہا "میں یہ سب کچھ صرف اس لئے کرتا تھا کہ تم مجھے موت سے بچاؤ گے کیونکہ تم سپاہی تھے اور میدان جنگ میں اپنے سردار کے لئے سپر تھے۔ لیکن یہ دیکھو، موت سامنے کھڑی ہے اور میرا کام تمام کر دینا چاہتی ہے۔ آگے بڑھو اور اُسے مجھ سے دور کر دو!"

سب ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے۔ پریشان تھے، کیا جواب دیں؟

"اے ابو عبداللہ!" دیر کے بعد اُنھوں نے کہا "واللہ ہم آپکی زبان سے ایسی فضول بات سننے کے ہرگز متوقع نہ تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ موت کے مقابلہ میں ہم آپکے کچھ بھی کام نہیں آسکتے"

انھوں نے آہ سرد بھری "واللہ میں یہ حقیقت خوب جانتا ہوں"، اُنھوں نے حسرت سے کہا "واقعی تم مجھے موت سے ہرگز نہیں بچا سکتے۔ لیکن اے کاش! یہ بات پہلے سے سوچ لیتا! اے کاش تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی اپنی حفاظت کے لئے نہ رکھا ہوتا۔ ابن ابی طالب (حضرت علی) کا بھلا ہو۔ کیا ہی خوب کہہ گیا ہے: آدمی کی سب سے بڑی محافظ خود اُس کی اپنی موت ہے!" (طبقات ابن سعد)

دیوار کی طرف منہ کرکے رونے لگے

راوی کہتا ہے ہم عمرو بن العاص کی عیادت کو حاضر ہوئے۔ وہ موت کی سختیوں میں مبتلا تھے۔ اچانک دیوار کی طرف منہ پھیر لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اُنکے بیٹے عبداللہ نے کہا "آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا رسول اللہ آپ کو یہ یہ بشارتیں نہیں دے چکے ہیں؟" اُنھوں نے بشارتیں سنائیں۔ لیکن ابن عاص نے روتے ہوئے سر سے اشارہ کیا۔ پھر ہماری طرف منہ پھیرا اور کہنے لگے:

زندگی کے تین دور

"میرے پاس سب سے افضل دولت "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت ہے۔

"مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں:

"ایک وقت وہ تھا کہ رسول اللہ سے زیادہ میں کسی کی اپنے دل میں دشمنی نہیں رکھتا تھا۔ میری سب سے بڑی تمنا یہی تھی کہ کسی طرح قابو پاکر آپ کو قتل کر ڈالوں۔ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو یقیناً جہنمی مرتا"

"پھر ایک وقت آیا جب خدا نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہاتھ بڑھائیے، میں بیعت کرتا ہوں۔ آپنے دست مبارک دراز کیا۔ مگر پھر میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ فرمایا "عمرو! تجھے کیا ہوا؟" میں نے کہا "ایک شرط چاہتا ہوں"، فرمایا "کونسی شرط؟" میں نے عرض کیا "یہ شرط کہ میری بخشش ہو جائے" اس پر ارشاد ہوا "اے عمرو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے؟ ہجرت بھی مٹا دیتی ہے؟ حج بھی مٹا دیتا ہے؟" (یہ ابن العاص کی مشہور روایت ہے جسے شیخین نے بھی روایت کیا ہے)

"اُس وقت میں نے اپنا یہ حال دیکھا کہ نہ تو رسول اللہ سے زیادہ مجھے کوئی دوسرا انسان محبوب تھا، اور نہ رسول اللہ سے زیادہ کسی کی عزت میری نگاہ میں تھی۔ میں سچ کہتا ہوں، اگر کوئی مجھ سے آپ کا حلیہ پوچھے، تو میں بتا نہیں سکتا۔ کیونکہ انتہائی عظمت و ہیبت کی وجہ سے میں آپ کو نظر بھر کے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اگر اس حالت میں مرجاتا تو میرے جنتی ہونے کی پوری اُمید تھی!"

"پھر ایک زمانہ آیا جس میں ہم بہت سے اونچ نیچ کام کر گزرے۔ میں نہیں جانتا اب میرا کیا حال ہوگا؟"

مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا

"جب میں مروں تو میرے ساتھ رونے والیاں نہ جائیں، نہ آگ جائے۔ دفن کے وقت مجھ پر مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا۔ میری قبر سے فارغ ہو کر اُس وقت تک مجھ سے قریب رہنا، جب تک جانور ذبح کرکے اُن کا گوشت تقسیم نہ ہو جائے۔ کیونکہ تمہاری موجودگی سے مجھے انس حاصل ہوگا پھر میں جان لوں گا کہ اپنے پروردگار کے قاصدوں کو کیا جواب دوں؟" (طبقات ابن سعد)

بگڑتا زیادہ ہوں، بنتا کم ہوں!

ہوش حواس آخر وقت تک قائم تھے۔ معاویہ بن خدیج عیادت کو گئے۔ تو دیکھا، نزع کی حالت ہے۔ پوچھا کیا حال ہے؟ آپنے جواب دیا "پگھل رہا ہوں۔ بگڑتا زیادہ ہوں، بنتا کم ہوں۔ اس صورت میں بوڑھے کا بچنا کیونکر ممکن ہے؟" (عقد الفرید ابن عبد ربہ)

حضرت ابن عباس سے سوال جواب

حضرت عبداللہ بن عباس عیادت کو آئے۔ سلام کیا۔ طبیعت پوچھی۔ کہنے لگے "میں نے اپنی دنیا کم بنائی مگر اپنا دین زیادہ بگاڑ لیا۔ اگر میں نے اُسے بگاڑا ہوتا جسے سنوارا ہے، اور اُسے سنوارا ہوتا جسے بگاڑا، تو یقیناً بازی لیجاتا۔ اگر مجھے اختیار ملے تو ضرور اسکی آرزو کروں۔ اگر بھاگنے سے بچ سکوں تو ضرور بھاگ جاؤں۔ اس وقت تو میں منجنیق کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہو رہا ہوں۔ نہ اپنے ہاتھوں کے زور سے اوپر چڑھ سکتا ہوں، نہ اپنے پیروں کی قوت سے نیچے اُتر سکتا ہوں۔ اے میرے بھتیجے! مجھ کو کوئی ایسی نصیحت کر جس سے فائدہ اُٹھاؤں"

ابن عباس نے جواب دیا "آہ! اے ابو عبداللہ! اب نصیحت کا وقت کہاں؟ آپ کا بھتیجا تو خود بوڑھا ہو کر آپ کا بھائی بن گیا ہے۔ اگر آپ رونے کے لئے کہیں تو میں رونے کو حاضر ہوں۔ جسے مقیم ہے وہ سفر کا کیونکر یقین کر سکتا ہے؟"

عمرو بن العاص یہ جواب سنکر بہت افسردہ ہوئے اور کہنے لگے "اُف! کیسی سخت گھڑی ہے! مجھ اوپر اسّی برس کا سن! اے ابن عباس تو مجھے پروردگار کی رحمت سے مایوس کرتا ہے؟ الٰہی! یہ ابن عباس ہے جو مجھے تیری رحمت سے نا اُمید کر رہا ہے! الٰہی! مجھے خوب تکلیف دے، یہاں تک کہ تیرا غصہ دور ہو جائے اور تیری رضامندی لوٹ آئے"!

ابن عباس نے کہا "ہیہات! ابو عبداللہ! آپنے جو چیز لی تھی وہ تو نئی تھی اور اب دے رہے ہیں وہ چیز جو پرانی ہے! یہ کیسے ممکن ہے؟"

اس پر وہ آزردہ خاطر ہو گئے: "ابن عباس! مجھے کیوں پریشان کرتا ہے؟ جو بات کہتا ہوں، اُسے کاٹ دیتا ہے!" (استیعاب)

موت کی کیفیت

عمرو بن العاص زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے "مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہے جن کے موت کے وقت حواس درست ہوتے ہیں مگر موت کی حقیقت بیان نہیں کرتے" لوگوں کو یہ بات یاد تھی جب وہ خود اس منزل میں پہونچے، تو حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ قول یاد دلایا (ایک روایت میں ہے کہ خود اُنکے بیٹے نے سوال کیا تھا) عمرو بن العاص نے ٹھنڈی سانس لی: "جان من!" "اُنھوں نے جواب دیا "موت کی صفت بیان نہیں ہو سکتی۔ موت ناقابل بیان ہے۔ لیکن میں اسوقت صرف ایک اشارہ کر سکتا ہوں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آسمان، زمین پر ٹوٹ پڑا! اور میں

(سلطان پاشا اطرش)

ليکن جهاد آزادي کے علم بردار سلطان پاشا اطرش نے هتيار ڈالنے سے انکار کر ديا - دمشق ميں آنکے بعض دوستوں کے پاس ميں نے آنکا ايک تار پڑها هے - آسميں وه لکهتے هيں :

" ميں نے هتيار رکهنے سے انکار کر ديا هے - کيونکه مرد هتيار نهيں رکها کرتے - ميں صحراء کي طرف اپنے خاندان کے ساتهه جا رها هوں کيونکه برطاني حکام اور امير عبدالله نے مجهے علاقۂ ازرق ميں رهنے نهيں ديا ! "

مجهے معتبر ذرايع سے معلوم هوا هے که انگريزوں نے سلطان پاشا اطرش سے کها تها که " فلسطين چلے آئيں ' هم امن دينگے " اِس سے آنکي غرض يه تهي که فرانس پر دباؤ رکهنے اور اپني مطلب براريوں کے ليے آنهيں نظر بند کرکے رکهه چهوڑيں - مگر سلطان پاشا نے انکار کر ديا :

" ميں نے قسم کهائي هے که کسي ايسے ملک ميں هرگز نهيں رهونگا جس پر اجنبي علم لهراتا هو ! "

يه آنکا قطعي جواب تها !

پهر آخر سلطان پاشا کهاں پناه لينگے ؟ يه سوال تها جو برطاني ' فرانسيسي ' اور عربي حلقوں ميں گشت لگا رها تها - مگر اسکا جواب بهت جلد مل گيا اور ايسا ملا که سب کو حيرت هوگئي - لوگوں کو اچانک معلوم هوا که سلطان پاشا اطرش اور آنکے ۴۵ رفيق ' سلطان ابن سعود کے مهمان هوکر حجاز جا رهے هيں ' اور پانچ سو سے زياده دروزي جو ابتک مسلح هيں اور هتيار نه رکهنے کا فيصله کر چکے هيں ' وه بهي عنقريب اسي طرف روانه هونے والے هيں -

لوگوں کو حيرت اِس وجه سے هوئي که نجدي از حد متعصب مشهور هيں - اس صورت ميں وه دروزيوں کے سردار کا کيونکر استقبال کرسکتے هيں جو اسلام کے تمام فرقوں ميں سب سے زياده عام اسلامي رسوم و عوائد سے دور هيں ؟ ليکن واقعه يه هے که سلطان ابن سعود نے ايک مرتبه پهر اپني اور اپني قوم کي بے تعصبي اور عربي حميت کا ثبوت دنيا کے سامنے پيش کرديا - آنهوں نے جونهي سنا که دروزي مجاهدين پر عرصۂ زمين تنگ هے ' فوراً دعوت دي اور اپنے جوار حمايت ميں پناه دينے کا اعلان کرديا - آن کے طرز عمل نے صرف يهي ثابت نهيں کرديا که وه اپنے عقائد ميں حد درجه بے تعصب هيں ' حتى که دروز جيسے عقائد رکهنے والوں کو بهي اپنا مهمان بنا ليتے هيں ' بلکه يه بهي ثابت کرديا که وه فرانس اور برطانيا ' دونوں سے بے خوف هيں اور اداء فرض اسلامي و عربي کي راه ميں ان کي کوئي پروا نهيں کرتے - ميں يه بات بهي آپ کے علم ميں لاني چاهتا هوں که مجاهدين شام اور سلطان ابن سعود کے درميان راه و رسم پيدا کرنے کے ليے بعض هندوستاني زعماء نے جو سعي مشکور کي تهي ' اس کا يهاں هر شخص کو اعتراف هے - يقيناً آپ کے ليے اس کي ضرورت نه هوگي که مزيد تشريح کي جائے -

سب سے زياده تعجب لوگوں کو اِس پر هوا که سلطان پاشا اطرش ' دومة الجندل ميں قيام کريں گے - " دومة الجندل " کے لفظ ميں عربي تاريخ و روايت کے جو جذبات پوشيده هيں ' ان سے آپ بے خبر نه هونگے - جغرافيائي حيثيت سے اس مقام کي جو اهميت هے ' وه بهي آپسے پوشيده نه هوگي - يه وهي مقام هے جسے آج کل " جوف " کهتے هيں - يه نجد ' حجاز ' اور شرق اردن کي سرحدوں پر واقع هے ' اور جنگي نقطۂ نظر سے تينوں ملکوں کے ليے اهم ترين مقام هے - سلطان پاشا کا يهاں قيام يه معني رکهتا هے که وه شام کي سياست سے بالکل الگ نهيں هوگئے هيں ' اور آن کے دلوں کي اميديں اب تک زندگي کي آرزوئيں رکهتي هيں !

(امن کے مظاهرے)

دروزيوں کے هتيار رکهدينے کے بعد هي هر طرف حکومت نے امن کے مظاهرے کرنا شروع کرديے هيں - دمشق کے اندر جتنے مورچے اور جنگي چوکياں تهيں ' سب اٹها لي گئي هيں - فوجي قانون کي عدالت بهي اٹهه گئي هے - جنگي قوانين بهي امروز فردا ميں اٹها ديے جائينگے - حکومت کي طرف سے کئي نئي سڑکيں جاري کرنے کا اعلان هوا هے - کئي نئي عمارتوں کي تعمير بهي شروع هوگئي هے - اِن تمام باتوں سے حکومت کا مقصد يه دکهلانا هے که اب ملک حالت امن ميں هے ' اور آس کي قوت تمام مخالفوں پر غالب آگئي هے -

هاں ' ان کے جسموں پر تو غالب آگئي هے ' ليکن دلوں پر جو زخم لگ چکے هيں ' وه ايسے نهيں هيں جو صديوں سے پہلے مندمل هو سکيں !

(هائي کمشنر کي مهر سکوت)

اب تک هائي کمشنر موسيو برنسو ' بالکل خاموش تهے ' اور اپنا اندازکچهه اس طرح کا بنا رکها تها ' گويا وه ملک کو کچهه دينے اور آس کے مطالبات منظور کرنے والے هيں - مگر دروزيوں کے هتيار رکهتے هي آن کي مهر سکوت بهي ٹوٹ گئي - آنهوں نے ايک اخبار کے نامه نگار سے شام کے مستقبل کے متعلق يه عجيب تصريح کي هے :

" اخبارات مجهے ملامت کر رهے هيں که ميں خاموش هوں - مجهے بولنے کا اصرار کيوں هے ؟ کيا يه چاها جاتا هے که ميں کوئي ايسا وعده کرلوں جسے بعد ميں پورا نه کروں ؟ ميں عمل پسند کرتا هوں - قول پسند نهيں کرتا "

اخبار کے نمائندے نے بهت اصرار سے پوچها " آخر شام کے مطالبات کب منظور کيے جائنگے ؟ کچهه تو کهيے ؟ " هائي کمشنر نے جواب ديا " آپ مجهسے يه خواهش کيوں کرتے هيں که دو دن کے اندر آسمان طيار کردوں ؟ "

هميں اس جواب کي معقوليت سے انکار نهيں - دو دن کے اندر موسيو برنسو کا آسمان جبهي بن سکتا هے ' جب بنانے والے نوک شمشير سے بنا ڈالنے کا عزم کرليں - اگر ايسا نهيں هے تو يقيناً دو صدياں بهي اس کے ليے کافي نهيں - شام نے مجبور هوکر تلوار اٹهائي اور اپنا آسمان سياست تعمير کرنا شروع کرديا ' مگر افسوس هے که يه مرحله پہلے قدم ميں طے هونے والا نه تها - ان کي شمشيريں جن سے وه آلۂ تعمير کا کام لے رهے تهے ' ٹوٹ گئيں - اب دنيا کو انتظار کرنا چاهيے که يه ٹوٹي هوئي شمشيريں پهر ڈهالي جائيں ' اور از سر نو شام کي قسمت کا آسمان تعمير کيا جا سکے !

نهيں کها جاسکتا يه وقت کب آئيگا ؟ مگر يقين رکهيے اِس وقت کي آمد ميں هميں کوئي شک نهيں هے - اگر شام کي تمام آبادي سے قطع نظر بهي کرلي جائے ' جب بهي صرف دروزي قبائل هي کا گروه ايک ايسا گروه هے جو اس طرح کي هزار نا کاميابيوں اور بربادیوں کے بعد بهي جنگ آزادي سے باز نهيں آسکتا - آج وه تهک کر بيٹهه گئے هيں ' تو کسي دوسرے دن اٹهه بهي سکتے هيں - اس سفر ميں وقفۂ و سکون کے بغير چاره نهيں - يه ضروري هے که جونهي آنهيں دوسرا موقعه ملا ان ميں سے هر متنفس کا سر آس کي هتيليوں پر آجائيگا - اور وه پهر دنيا کو اپنے جهاد آزادي سے متعجب کرديں گے !

آزمودہ

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریبا ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمی ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شہرت مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جسکو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے گورنمنٹ سے رجسٹرڈ بھی کرالیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اسکے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اسکی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع تر اقلیم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بیشمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اسکی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلی قسم کے نواکہات مثل انگور۔ انار۔ سیب۔ رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلی قسم کی ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے اختلاج قلب درد سر و دوران سر و متلی وغیرہ کی شکایات کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہرا بھی رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ملک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مد نظر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا امید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز ویسی ہی خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

نوٹ - اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں۔ مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا آپ شربت خریدتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہے۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھیے

کہ آپ کو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات، اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کرے۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر

ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop Guide to Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپکو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو

تامل نہ کیجیے اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان

سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر

استعمال کیجیے

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں و ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

لیکن ۱۹۲۵ء میں تعداد اموات ۹۰،۰۰۰ تک پہنچ گئی۔ اسی طرح آتشک اور ملیریا بھی بہت عام ہو اور بُری طرح مخلوق کو برباد کر رہا ہے۔

شراب

"میں شراب نوشی کے بارے میں آپ سے کچھ کہوں گا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہم اٹالین شراب نوشی میں افراط کرنے لگے ہیں۔ پروفیسر مورتکارا نے اپنی کتاب "اصول اقتصاد" میں لکھا ہے کہ اٹلی میں ۴۰ لاکھ ایکڑ زمین میں انگور کے باغ نصب ہیں۔ یعنی اٹلی کے انگوری باغوں کا رقبہ فرانس اور اسپین کے انگوری باغوں کے رقبہ سے ۱۰ لاکھ ایکڑ زیادہ ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ شراب انہی دو ملکوں میں بنتی ہے۔"

"لیکن یہ امر قابل اطمینان ہے کہ شراب خواری سے موتیں برابر کم ہوتی جاتی ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں ۱۸۶۴ موتیں ہوئی تھیں لیکن ۱۹۲۵ء میں گھٹ کر ۱۳۱۵ ہو گئیں۔ پہلے ملک میں ۱۸۷،۰۰۰ شراب خانے تھے جن میں ۲۵ ہزار بند کر دیے گئے۔ آئندہ ہم اور بھی بہت سے شرابخانے بند کرنے والے ہیں۔ ہم بڑی آسانی سے یہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم فیسشزم والے شرابیوں کے ووٹوں کے محتاج نہیں ہیں، جیسا کہ جمہوری عہد میں لوگ محتاج ہوا کرتے تھے۔ اب وہ عہد، ایک افسانہ بن چکا ہے۔"

آبادی

"ہمیں اُمید ہے کہ ناکتخدائی کے محصول سے حکومت کو سالانہ ہم کو ۷۰ کروڑ پونڈ تک آمدنی ہوگی۔ لیکن کیا آپ سمجھتے ہیں یہ محصول محض خزانہ بھرنے کے لئے لگایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر اسکی کیا وجہ ہے؟ میں ابھی جواب دیتا ہوں۔

"بعض "عقلمند" کہتے ہیں ہم بہت ہیں، ہماری آبادی بہت زیادہ ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہم بہت ہی کم ہیں۔ سیاسی، اقتصادی، اور معنوی قوت کے حصول کے لئے قوم کی آبادی زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے۔ میں صاف لفظوں میں سوال کرتا ہوں کہ ۴۰ ملین (ایک ملین ۱۰ لاکھ کا ہوتا ہے) اٹالین، نوے ملین جرمن، اور دو سو ملین سلاویوں کا کیونکر مقابلہ کر سکتے ہیں؟ یہ مٹھی بھر اٹالین، ۴۰ ملین فرانسیسیوں اور ۹۰ ملین اُن کے مفتوحہ ممالک کی آبادی کے سامنے کتنی دیر ٹھہر سکتے ہیں؟ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ۴۶ ملین انگریزوں اور ساڑھے چار سو ملین اُن کی مفتوحہ آبادیوں کے سامنے ہماری کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ اگر اٹلی چاہتا ہے کہ آفتاب کے نیچے اپنی ہستی برقرار رکھے، تو بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ آئندہ ۲۵ سال میں اُسے اپنی آبادی کم سے کم ۶ کروڑ تک پہونچا دینی چاہئے!"

"نسل کی کمی، قوموں کی تباہی کا سب سے پہلا سبب ہوتی ہے۔ روم کی تاریخ ہماری عبرت کے لئے کافی ہے۔ شہنشاہ اگسٹس کے عہد میں روم کی کیا حالت تھی؟ ظاہر میں تو بڑی شان و شوکت تھی، مگر باطن میں سلطنت، نمک کے پہاڑ کی طرح پگھل رہی تھی۔ رومن جمہوریت کی آخری صدی یعنی جولیس سیزر کے وقت سے اگسٹس تک وہ زمانہ تھا جس میں رومن ارباب حل و عقد روم کی نسل کی کمی سے لرزہ براندام تھے۔ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ اگسٹس نے جبری نکاح کا قانون جاری کر دیا۔ مورخوں میں اختلاف ہے کہ یہ قانون مفید ہوا یا مضر؟ میرے خیال میں اس قانون کی مثال دوا کی سی ہے۔ دوا وقت ہی پر مفید ہو سکتی ہے۔ بے وقت استعمال سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح قانون بھی جب ضرورت کے وقت نافذ ہوتا ہے تو نفع پہونچاتا ہے، ورنہ بیکار یا نقصان رساں ثابت ہوتا ہے۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ یہ قانون مفید ہوا یا مضر، لیکن میرے خیال میں یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قوموں کی قسمت، نسل کی بیشی سے وابستہ ہے۔"

"تاریخ پر ایک نظر ڈالئے۔ یہ حقیقت واضح ہو جائیگی کہ روم کس زمانہ میں دنیا کا حاکم تھا؟ صرف اُس زمانہ میں جبکہ اُس کے پاس خاص اپنے فرزندوں کی ایک جرار فوج موجود تھی۔ اُس زمانہ میں جبکہ ۴۰ ملین فرانسیسیوں کے مقابلہ میں صرف چند ملین جرمن اور چند ملین اسپینی تھے۔ مگر بعد میں فرانس کمزور ہو گیا، کیونکہ اُس کی نسل گھٹنے لگی۔ ۱۸۱۵ء سے اب تک فرانس کی آبادی میں صرف ۴۰ لاکھ کا اضافہ ہوا ہے، حالانکہ اس کے مقابلہ میں جرمنی کی آبادی میں ۴۰ ملین اور اٹلی کی آبادی میں ۲۰ ملین کا اضافہ ہو چکا ہے۔"

"اسوقت یورپ کے بعض ملکوں میں شرح پیدائش یہ ہے:

سویڈن میں فی ہزار ۱۷
فرانس میں فی ہزار ۱۸
ناروے میں ۱۹
جرمنی میں ۲۰
ڈنمارک میں ۲۱
اٹلی میں ۲۹
بلغاریہ میں فی ہزار ۴۰

بلغاریہ سے زیادہ آبادی یورپ کے کسی ملک میں بھی نہیں بڑھ رہی ہے"

یہ تمام اعداد و شمار پیش کرنے کے بعد مقرر نے کہا:

"لیکن اگر ہماری آبادی ترقی نہیں کرے گی، تو ہم ہرگز اپنی عظیم الشان سلطنت قائم نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ ہم عنقریب مفتوح و محکوم ہو جائیں گے۔ اب وقت آگیا ہے کہ حقائق کا اعلان کر دیا جائے۔ ورنہ ہم ہمیشہ یونہی اوہام اور دل خوش کن مگر بے نتیجہ خیالات میں زندگی بسر کرتے رہیں گے۔"

انتظامی حالت

اس کے بعد مسولینی نے ملک کی انتظامی حالت پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ اسوقت حکومت کے ہاتھ میں ایک لاکھ کی تعداد میں پولیس موجود ہے اور وہ جدید ترین اسلحہ سے مسلح اور بہترین ذرائع نقل و حرکت کی مالک ہے۔ چنانچہ فی الحال اٹالین پولیس کے پاس ۷۷،۰۰۰ تو قسم قسم کی بندوقیں، ۲۹۰ لاریاں، ۱۹۸ موٹر سائیکلیں، ۹۸ اسٹیمر اور ۱۲ ہزار بائیسکلیں ہیں۔

پھر اتنی کثیر تعداد میں پولیس رکھنے کی ضرورت ثابت کرنے کے لئے مسولینی نے اعداد و شمار پیش کئے اور بتلایا کہ ملک میں جرائم کی کس قدر کثرت ہے؟ چنانچہ صرف ایک علاقہ "پونتین" میں ایک سال کے اندر حسب ذیل بڑے بڑے جرم واقع ہوئے:

پولیس سے لڑائیاں ۱۷۱ مرتبہ۔
عمداً آگ لگانے کے واقعات ۲۷۸
قتل ۱۶۹
چوریاں ۲۰۸۲
لوٹ ۴۰۴

فیسسٹ حکومت کے مقاصد

اٹالین ڈکٹیٹر کی تقریر کا یہ حصہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس لئے ہم اس کا بڑا حصہ ترجمہ کرنے پر مجبور ہیں:

"آپ سب اُن حالات سے باخبر ہیں جن میں میں نے وزارت داخلیہ کا قلمدان لیا تھا۔ نیز آپ کو ۲ نومبر کا وہ تاریکی دن بھی یاد ہے جس کی نظیر اس ملک میں مدتوں سے نہیں دیکھی گئی۔ ساتھ ہی وہ معمولی واقعہ بھی آپکے ذہن میں ہوگا جو میرے عمل کے اقدام سے تعلق رکھتا ہے۔ ٹھیک اُسی تاریخی دن، میں نے میز پر سے ایک کاغذ اُٹھایا تھا اور پنسل سے اُس پر وہ نظام عمل لکھ دیا تھا جس پر ملک کی حکومت کو چلنا چاہئے۔ اس نظام عمل کا خلاصہ یہ تھا کہ فیسسٹزم کے مخالف مٹا دئے جائیں۔ یہ نظام عمل پوری طرح کامیاب ہوا، اور آج اس سرزمین پر ہمارا کوئی مخالف باقی نہیں رہا ہے!

"بیرونی دنیا میں مشہور کر دیا گیا ہے کہ میں نے ۲ لاکھ سیاسیوں کو نظر بند کر رکھا ہے۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔ حقیقت صرف اس قدر ہے کہ ہم نے ۱۴۱۵ سیاسیوں کو تنبیہ کی، ۱۹۰۹ کو ملامت کی، اور صرف ۶۹۸ کو جلا وطن کر دیا!"

قارئین الہلال شاید ان دو لفظوں "تنبیہ" اور "ملامت" کے موجودہ اٹالین معانی نہ سمجھے ہونگے۔ مسولینی کی لغت میں "تنبیہ" کے معنی یہ ہیں کہ مخالف کو زبردستی کسٹرائیل (ریندی کے تیل) کی ایک پوری بوتل پلا دینا۔ اور "ملامت" کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے پیٹ میں پٹرول کا ایک پورا ٹین اُتار دینا! یہ کسٹرائیل اور پٹرول مسولینی کے بہت ہی خوفناک ہتیار ہیں۔ اِن کے نام سے مخالف تھراتے ہیں۔ ادنیٰ سی مخالفت پر یہ عجیب و غریب مگر خوفناک سزائیں بے تامل دیدیجاتی ہیں!

اس کے بعد مقرر نے کہا

"بعض لوگ سمجھتے ہیں، سیاسی مجرموں کو جلد معافی ملنے والی ہے میں اس کی تغلیط کرتا ہوں۔ ۱۹۳۲ء سے پہلے معافی کا سوال پیش ہی نہیں ہو سکتا۔ کہا جاتا ہے یہ بہت سختی ہے۔ کیا یہ سختی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ ایک قسم کا جلاب ہے اور اس سے مقصود بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ عناصر دُور کر دیئے جائیں جو ہماری ہیئت اجتماعیہ میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ کیا طبیب کا مریض کو مسہل دینا سختی ہے؟ میں نہیں سمجھتا دنیا کا کوئی دانش مند انسان اس کا جواب اثبات میں دے سکتا ہے۔"

اٹالین انقلاب

"ہمارے انقلاب کو کون خونخوار قرار دے سکتا ہے؟ ہمارا انقلاب درحقیقت دنیا کا سب سے زیادہ قدرتی انقلاب ہے۔ جو ہمیں سفاک کہتا ہے، وہ ہمارے سامنے آئے، اور ہم سے رُو در رُو باتیں کرلے۔ کیا دنیا اس قدر جلد انقلاب فرانس کو بھول گئی؟ انقلاب فرانس، صحیح معنوں میں خونریز تھا۔ تقریباً ۲۰ آدمی روزانہ گلوٹین (انقلاب فرانس کے آلۂ قتل) کی نذر ہوتے تھے۔ یہ اُن ہزاروں مقتولوں کے علاوہ ہیں جنھیں قید خانوں میں مار ڈالا گیا، آگ میں جلایا گیا، پانی میں غرق کیا گیا۔ صرف مرد ہی قتل نہیں کئے جاتے تھے بچے اور عورتیں بھی قتل ہوتی تھیں۔ مجھے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ آپنے یقیناً وہ کتاب پڑھی ہوگی جس کا نام "عہد ہولناکی میں مقتول عورتیں" ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ دو ہزار عورتیں بے دردی سے مار ڈالی گئی تھیں۔ بہت سی عورتیں صرف اس جرم میں ماری گئیں کہ اُنھوں نے صلیب کو بوسہ دیا تھا۔ اور انقلاب فرانس کے حکمراں سمجھتے تھے، یہ مذہبی عقیدت، رجعت پسندی کی علامت ہے۔ فرانس کے انقلابیوں کا عقیدہ تھا کہ "انقلاب کی کامیابی کے لئے خونریزی ضروری ہے" پھر ہم پر کیوں ملامت کی بوچھاڑ ہے؟ ہم تو صرف اپنی "مدافعت" کر رہے ہیں۔ نہ کہ انقلاب فرانس کی طرح حملہ!"

"بعض لوگ کہتے ہیں، ہر مجلس (پارلیمنٹ) میں مخالف جماعتوں کا وجود ضروری ہے۔ میں حقارت کے ساتھ یہ اصول ماننے سے انکار کرتا ہوں۔ میں کوئی مخالف جماعت دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔ اٹلی میں فیسسٹوں کے علاوہ کسی جماعت کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ ہاں، میں نہ تو کوئی مخالف اخبار جاری ہونے دوں گا، نہ کبھی مخالف جماعت کا قائم ہونا گوارا کروں گا۔ آج پورا اٹلی صرف ایک جماعت رکھتا ہے، اور وہ میری جماعت ہے!"

"بعض لوگ خیال کرتے ہیں، مجھے حکومت کرنے کا شوق ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ میرا سخت سے سخت دشمن بھی مجھے خود غرض اور حکومت کا بھوکا پیاسا نہیں بتا سکتا۔ میں حکومت کے تخت پر صرف اس لئے ہوں

برید فرنگ

اٹلی کے نئے اصول حکمرانی

مسولینی کی عجیب و غریب تقریر

موجودہ دنیا میں جمہوریت کے ردِ عمل نے شخصیت اور شخصی استبداد کے جو مظاہر پیدا کر دئے ہیں، شاید ان میں سب سے زیادہ عجیب منظر اٹلی کا مسولینی ہے۔ ضرورت ہے کہ دقتِ نظر کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

پچھلے دنوں اٹلی کی مجلس (پارلیمنٹ) کا افتتاح کرتے ہوئے مسولینی نے جو تقریر کی تھی، وہ اپنی نوعیت کی پہلی تقریر ہے جو کسی موجودہ زمانے کی مجلس حکومت کے سامنے کی گئی ہے۔ اسمیں مسولینی نے وہ تمام پارلیمنٹری روایات پس پشت ڈالدیں جن پر آج تک عمل درآمد چلا آتا تھا۔ یورپ نے یہ تقریر دہشت اور استعجاب کے ساتھ سُنی، لیکن اپنے سیاسی حلقوں کے پیچ در پیچ معاملات کی وجہ سے نکتہ چینی کی جرأت نہ کر سکا۔ البتہ امریکہ کے اخبارات نے اسپر سختی سے نکتہ چینی کی ہے۔ ان کا متفقہ فیصلہ ہے کہ: "مسولینی مجنون ہو گیا ہے!"

مسولینی مجنون ہو یا نہ ہو، لیکن اسمیں شک نہیں کہ یورپ کی موجودہ سیاست کا دماغ کوئی مجنونانہ قدم ضرور اٹھانے والا ہے!

اس تقریر کا بہت مختصر خلاصہ رائٹر ایجنسی نے ہندوستان کے اخبارات میں بھیجا تھا۔ اب یورپ کی تازہ ڈاک میں پوری تقریر آگئی ہے۔ ہم اسکے بعض حصوں کا ترجمہ شائع کر دیتے ہیں تاکہ ناظرین الہلال یورپ کے موجودہ سیاسی مزاج کی ایک اہم حالت کا صحیح اندازہ لگا سکیں۔

مسولینی نے مجلس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا:

"مجھے نہایت افسوس سے اعلان کرنا پڑتا ہے کہ آج میری تقریر مختصر نہیں ہوگی جیسی میری پچھلی تقریریں ہوئی ہیں۔ آج مجھے بہت سے معاملات پر بحث کرنی ہے۔ آج میں اٹالین قوم کے سامنے اسکی اصلی تصویر پیش کرنی چاہتا ہوں۔ آج میری تقریر میں بہت سے اعداد و شمار بھی ہوں گے، اس لئے نہیں کہ اعداد و شمار، قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں، جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اعداد و شمار قوموں پر صحیح حکومت کرنے کے لئے ضروری ہیں، خصوصاً موجودہ زمانہ میں، جبکہ حکومتوں کے فرائض از حد پیچیدہ ہو گئے ہیں۔

"بنابریں میری یہ تقریر بہت ضروری بھی ہوگی، اور شاید بہت تکلیف دہ بھی ثابت ہو۔ ضروری اس لئے کہ میں کوئی غیر ضروری بات نہیں کہوں گا۔ تکلیف دہ اس لئے کہ میں ایسی تقریر کروں گا جو شاید تلخ ہو، اور دنیا کے بعض مسلّم مبادیات کا خاتمہ کر دیں۔ البتہ وہ دلچسپ بھی ضرور ہوگی۔ کیونکہ میں اسمیں وہ خاص منطق استعمال کروں گا جو خود میں نے ایجاد کی ہے، جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے (قہقہہ)

"میں اپنی تقریر کے اس حصہ میں ہنسوں گا، ہنساؤں گا، اور فیسزم کے داخلی اور خارجی دشمنوں پر طعنہ زنی کروں گا۔ میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ حکومت کے وزیر اعظم کو ہمیشہ غیر دلچسپ تقریر کرنی چاہئے اور اس میں صرف پیچیدہ اور مغلق الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

"میری تقریر تین حصوں پر منقسم ہوگی:

(۱) نسل اور صحت کے لحاظ سے اٹالین قوم کی حالت
(۲) ملک کی انتظامی حالت
(۳) حکومت کی حکمت عملی کے نتائج حال و مستقبل میں۔

تندرستی

"ہر متمدن ملک میں تندرستی کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہونا چاہئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہماری تندرستی فی الحال کیسی ہے؟ قوم کی جسمانی قوت بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟ یہ سوال صرف ڈاکٹروں ہی سے مخصوص نہیں ہے۔ اسپر حکومت کو، بلکہ پورے ملک کو، نہیں، ملک کے ایک ایک فرد کو غور کرنا چاہئے۔"

اس کے بعد مقرر نے بتایا کہ گذشتہ ۳۰ برس کے اندر جلد موٹی ہو جانے کی بیماری اٹلی میں سب سے زیادہ عام رہی، مگر اب حکومت کی کوششوں نے ملک کو اس سے نجات دیدی ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء میں پورے ملک میں اس بیماری کے صرف ۱۰۰ مریض باقی رہ گئے تھے۔

تپ دق کے متعلق وزیر اعظم نے بتایا کہ اسوقت بھی یہ مرض بہت عام ہے اور ترقی کر رہا ہے۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں اس سے ۵۲،۲۹۳ موتیں ہوئیں

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲)

دونوں کے درمیان پڑ گیا ہوں (الکامل جلد ۱) گویا میری گردن پر رضوی پہاڑ رکھا ہے۔ گویا میرے پیٹ میں کھجور کے کانٹے بھر گئے ہیں۔ گویا میری سانس سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے!" (ابن سعد)

دولت سے بیزاری

اسی حال میں انہوں نے ایک صندوق کی طرف اشارہ کرکے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا "اسے لے لے"۔ آپکے بیٹے عبداللہ کا زہد مشہور ہے۔ انہوں نے کہا "مجھے اس کی ضرورت نہیں"۔ عمرو نے کہا "اس میں دولت ہے"۔ عبداللہ نے پھر انکار کیا۔ اسپر ہاتھ مل کر کہنے لگے "کاش اسمیں سونے کے بجائے بکری کی مینگنیاں ہوتیں!" (الکامل ج ۴)

دعا

جب بالکل آخری وقت آگیا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، مٹھیاں کس لیں۔ اور دعا کے یہ کلمات زبان پر تھے: "الٰہی! تو نے حکم دیا اور ہم نے عدول حکمی کی۔ الٰہی! تو نے منع کیا اور ہم نے نافرمانی کی۔ الٰہی! میں بے قصور نہیں ہوں کہ معذرت کروں، طاقتور نہیں ہوں کہ غالب آجاؤں۔ اگر تیری رحمت شامل حال نہ ہوگی تو ہلاک ہو جاؤں گا!" (ابن سعد، الکامل) اسکے بعد ۳ مرتبہ "لا الہ الا اللہ" کہا اور جان بحق تسلیم ہو گئے! (ابن سعد)

کیا آپکو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دنیا میں بہترین فاؤنٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپ کی زندگی بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئے!

گے؟" میں نے سوال کیا۔

سب لاجواب ہوکر میرا منہ تکنے لگے۔ ایک نے کہا "پھر تمھاری کیا رائے ہے؟" میں نے کہا:

"ایک سخت اور نتیجہ خیز حرکت کی ضرورت ہے!"

"مگر جہاز کا کیا حشر ہوگا؟ یہ برطانوی توپیں دیکھ رہے ہو!" وزیرِ داخلیہ نے آہستہ سے کہا۔

"تم وہاں چلے آنا جہاں میں جا رہا ہوں!" یہ میرا آخری جواب تھا۔

اب میں سلطان وحید الدین سے رخصت ہونے کے لئے قصر یلدز میں پہونچا۔ سلطان نے اپنے کمرے میں مجھ سے باتیں شروع کیں۔ کمرے کی کھڑکیاں کھلی تھیں۔ باسفورس کی نیلگوں سطح سامنے تھی۔ برطانی بیڑے لنگر انداز تھے۔ اُن کی توپوں کے دہانے خاص سلطان کے محل کی طرف تھے۔ ہم دونوں کی نظریں ایک ساتھ اُٹھیں اور انگریزی آہن پوشوں (ڈریڈ ناٹوں) پر پڑیں۔ سلطان اپنی خیانت سے واقف تھا۔ ہماری نظریں سمندر سے اُٹھ کر کمرے میں واپس آئیں، اور ایک دوسرے سے مل گئیں۔ مگر سلطان نے اپنی نظریں فوراً نیچی کرلیں۔ ریاکاری سے کہا "مصطفیٰ! یہ دیکھتے ہوئے میرا دل خون ہوتا ہے! افسوس عظیم ترکی قوم اب اس حالت کو پہنچ گئی کہ اُس کا سلطان، دشمنوں کے ہاتھ میں قید ہے! اُس کی زندگی اُنکی توپوں کے رحم پر ہے! تم اناطولیہ جا رہے ہو۔ میری دعا ہے خدا تمھارا رفیق و مساعد ہو۔ ترکی قوم سے کہنا کہ اُس کا سلطان اس حال میں ہے!"

ایک لمحہ خاموش رہ کر سلطان نے پھر کہا "تمھارے کارنامے اب اس کتاب میں چلے گئے ہیں!" یہ کہکر اُنھوں نے اپنے سامنے رکھی ہوئی ایک کتاب پر زور سے ہاتھ مارا۔ پھر کہنے لگے "ہاں، اب تمھارے کارنامے تاریخ کے حوالے ہوگئے ہیں۔ اب تم اُنھیں بھول جاؤ اور ایسے کارنامے کر دکھاؤ کہ سلطنت تباہی سے نکلے!"

اس جملہ سے سلطان کا مطلب یہ تھا کہ میں اناطولیہ جا کر اتحادیوں کے مخالف خیالات کا خاتمہ کر ڈالوں۔ میں اُن کی غرض سمجھ گیا:

"اعلیٰ حضرت! یقین کریں میں کسی ایسے کام کی انجام دہی میں کبھی کوتاہی نہیں کرونگا جس سے ملک کو نجات حاصل ہو!"

میں نے یہ کہا اور سلطان کو تسکین ہوگئی۔ دونوں کی زبانوں پر بات ایک ہی تھی، لیکن دونوں کے مقصد میں کتنا عظیم بُعد تھا؟

قصر سے میں نہایت متأثر نکلا اور "شیشلی" میں اپنے مکان پہونچا۔ یہاں مجھے ایک دوست نے خبر پہنچائی کہ "اتحادی طاقتوں نے سازش کی ہے کہ تمھارے جہاز کی روانگی میں دیر ہوجائے۔ تاکہ آگے جہاز بھی سفر کے لئے طیار ہو جائیں اور بیچ سمندر میں تمھارا جہاز غرق کر دیں"

یہ سنتے ہی میں فوراً موٹر پر تیزی سے ساحل کی طرف روانہ ہوگیا کیونکہ اب ایک منٹ کی دیر بھی خطرناک تھی۔ میں نے جہاز پر پہنچتے ہی کپتان کو روانگی کا حکم دیا۔ لیکن جہاز روانہ نہ ہوا۔ بار بار میرے سوال کرنے پر کپتان نے کہا: "محکمۂ جہازرانی کے ماہر اسوقت جہاز کے کل پرزے معائنہ کر رہے ہیں۔ اُن کا حکم ہے، جبتک وہ اجازت نہ دیں جہاز نہ چلے۔" اب مجھے یقین ہوگیا کہ واقعی سازش کی گئی ہے۔ میں نے بڑی سختی سے کپتان کو حکم دیا "ان ماہروں سے کہدو۔ فوراً جہاز سے نکل جائیں۔ اگر وہ نہ مانیں تو تم اُن کی پرواہ نہ کرو، جہاز کا لنگر اُٹھا دو"

کپتان کو مجبوراً یہی کرنا پڑا۔ کچھ دور آگے چلکر میں نے کپتان کو حقیقت حال سے واقف کیا۔ وہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا "میرا جہاز بہت پرانا اور سست رفتار ہے۔ جنگی جہازوں سے بھاگ نہ سکے گا" میں نے کہا "کوئی پروا نہیں۔ ساحل کے قریب قریب چلو۔ اگر جہاز غرق ہوگا تو میں خشکی تک جان بچا لے جا سکوں گا"

چنانچہ میری حسب ہدایت جہاز کنارے کنارے چلا۔ یہاں تک کہ میں منزلِ مقصود تک پہنچ گیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ انگریزوں کے جنگی جہاز میرے پیچھے چلے تھے۔ مگر خوش قسمتی سے میں بہت آگے نکل گیا تھا۔ اور سمندر میں طوفان شروع ہوگیا تھا جسنے انگریزی جہازوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اصل یہ ہے کہ اُس حکیم کارساز کا فیصلہ ہوچکا تھا کہ میرے ناچیز ارادے کامیاب ہوں۔ اس لئے دشمنوں کی کوئی تدبیر میری راہ روک نہ سکی!"

غازی کا ورود

بہرحال تالیوں اور نعروں کے شور میں غازی ممدوح کا جہاز قدیم شاہی محل "طولما باغچہ" پہونچا۔ ایک طرف پُرجوش باشندوں کا شور تھا، دوسری طرف تمام قلعوں اور جنگی نقطوں سے توپوں کی سلامی داغی جا رہی تھی!

"طولما باغچہ" میں غازی نے آرام نہیں کیا۔ فوراً فوجی اور ملکی افسروں کو ملاقات کے لئے طلب کر لیا۔ اُس کے بعد ملاقات کے ایوان میں پہنچے۔ یہاں شہر کے ...۰ نمائندے سلام کے لئے جمع تھے۔

میں نے ایک مرتبہ یہ شاہی ایوان اب سے پہلے بھی دیکھا تھا۔ یہ وقت سلطانوں کا تھا۔ اسمیں پُرشکوہ تخت شاہی رکھا تھا۔ اُسکے گرد زرکش لباسوں، چمکیلے تمغوں، مطلا تلواروں سے آراستہ وزراء و امراء کھڑے تھے۔ اور شاہی ہیبت و جلال کا ایک عجیب منظر پیدا ہوگیا تھا!

آج پھر مجھے اس کی زیارت کا موقعہ ملا۔ لیکن آج وہ ہر قسم کی چمک دمک سے خالی تھا۔ بالکل سادہ تھا۔ کسی قسم کا کوئی تکلف نظر نہیں آتا تھا۔ صرف شہر کے نمائندے جمع تھے۔ آزادی سے چلتے پھرتے تھے۔ اور مساویانہ رُوح میں اپنے رئیس حکومت سے مصافحہ کر رہے تھے۔ بلاشبہ پچھلی شوکت و حیرت اب مفقود ہوگئی ہے لیکن سادگی اور حقیقت نے اس سے کہیں زیادہ حقیقی تاثیر عظمت پیدا کر دی ہے!

یہیں آستانہ کی مجلس بلدیہ (میونسپلٹی) کا سپاس نامہ پیش ہوا۔ غازی نے جواب میں ایک برجستہ تقریر کی۔ اُن کی آواز حسب عادت بہت صاف، بلند، اور مضبوط تھی۔ پورا ایوان گونج رہا تھا۔ تقریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

غازی کی تقریر

"میں خوش نصیب ہوں کہ آج آپکے واسطہ سے آستانہ، اُسکے باشندوں، اُس کی انجمنوں، اور اُس کی تمام جماعتوں کو سلام کر رہا ہوں۔ سچ یہ ہے کہ میں اُن شاندار مظاہرات سے ازحد متأثر ہوا ہوں جن کے ذریعہ میرے ہموطنوں نے مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔ آپ میری جانب سے بہت بہت شکریہ قبول کیجئے۔

"آج پورے ۸ سال کے بعد میں نے آستانہ کی صورت دیکھی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ حسرت اور فراق کی گھڑیاں بہت سخت، دراز، اور تلخ ہوتی ہیں، تو آپ آسانی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ میں نے آستانہ کی جدائی میں یہ آٹھ برس کیونکر گزارے ہونگے؟"

"آستانہ، جو دو عظیم دنیاؤں کے مابین واقع ہے، ترکی وطن کی زینت، ترکی تاریخ کی دولت، ترکی قوم کی آنکھ کا تارا ہے۔ تمام ابنائے وطن کے دلوں میں اُس کی محبت جڑ پکڑے ہوئے ہے۔ ایک مرتبہ جب منحوس حوادث نے یہ شہر گھیر لیا تھا، تو نہ صرف تمام ترکوں کے بلکہ تمام مشرق کے دل زخمی ہوگئے تھے۔ اُن میں ایک میں بھی تھا اور اپنے پہلو میں خونچکاں دل لئے پھرتا تھا"

"لیکن آج ہم دیکھتے ہیں، تاریک راتوں نے نورانی آفتاب کی شعاعیں پیدا کر دیں۔ رات کب کی ختم ہوچکی ہے اور ہماری تاریخ کا نیا دن طلوع ہوچکا ہے!"

"مضطرب اور روتے ہوئے آستانہ کو میں نے ۸ سال پہلے اس حال میں چھوڑا تھا، کہ میرا دل زخموں سے چور تھا، اور ایک شخص بھی مجھے خدا حافظ کہنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ لیکن آج میں آستانہ آیا ہوں، تو اُس کا خندۂ مسرت اور قہقہۂ انبساط میرے سامنے ہے۔ اُس کا حسن اب دوبالا ہوگیا ہے۔ میرا دل بھی مطمئن ہے، میں اسوقت اپنے آپ کو آستانویوں کی محبت بھری گود میں پاتا ہوں۔

"گزشتہ ۸ سال، یعنی ہماری ہیئت اجتماعیہ کا عہد جدید بغاوتوں، انقلابوں، اور اُن کے نتائج سے لبریز ہے۔ ہماری قوم نے سیاسی، اجتماعی، تمدنی ترقی کے لئے اس عہد میں جو قابلیت ظاہر کی ہے، وہ بلاشبہ عظیم قابلیت ہے۔ ہمپر فرض ہے کہ پوری ہوشیاری اور پورے عزم سے اس قابلیت کو برابر ترقی دیتے رہیں۔ وطن کی تعمیر اور قوم کی ترقی، بہت ہی عظیم غیرت اور بہت ہی عظیم جہاد کا مطالبہ کرتی ہے۔ اسوقت ہمارا ایک عظیم ترین کام یہ ہے کہ مفید اور ضروری علم و فن کے ذریعہ قوم کے جذبات اور ضمیر کی تربیت کریں تاکہ وہ جلد سے جلد حقیقی تمدن اور حقیقی سعادت تک پہنچ جائے!

"میں آپسے اے عزیزانِ آستانہ! یہ کلمے اس محل میں کہہ رہا ہوں۔ اب سے ۸ برس پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ اسمیں ایک ایسی شخصیت رہتی ہے جسے، ولیوں کی قوت حاصل ہے! آج یہ محل اُس شخص سے خالی ہے جسے "ظل اللہ فی الارض" (زمین پر خدا کا سایہ) کہتے تھے۔ آج یہ محل، قوم کی ملکیت ہے، جو سایہ نہیں بلکہ محسوس حقیقت ہے۔ اسوقت میرا وجود اس محل میں صرف اس لئے ہے کہ میں بھی قوم کا ایک فرد اور اپنی قوم کا مہمان ہوں..."

اس تقریر کے بعد غازی نے ایک ایک کر کے تمام حاضرین سے مصافحہ کیا۔ پھر محل کے باغ میں فوجی قواعد دیکھی۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی۔

خیال کیا جاتا ہے کہ موصوف اسی اثنا میں تھریس کا بھی دورہ کریں گے۔ یہ افواہ بھی گشت کر رہی ہے کہ صوفیا اور بلگراڈ بھی جائیں گے تاکہ بلغاریہ اور یوگوسلاویا سے عہدنامے سرانجام دیں۔

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کیجا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کسطرح اپنی عبادتگاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے۔ سنہ ۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لکھنؤ میں چھپی ہے قیمت ۱۲؍۔ (مینجر الہلال) کلکتہ

کہ حکومت کو میری ضرورت ہے۔ اٹلی کا فیصلہ یہی ہے کہ موسولینی حکومت کرے۔ لہٰذا موسولینی برابر حکومت کرتا رہیگا!"

دُنیا کا امن

"حضرات! دُنیا کا امن ہنوز خطرے میں ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ برلن میں ۱ لاکھ ۲۰ ہزار آدمیوں کا مظاہرہ ہوا تھا۔ اُن کے جھنڈوں پر یہ عبارت کندہ تھی: "ٹریسٹے سے ریگا تک!" لہٰذا ابھی امن و امان کی گفتگو قبل از وقت ہے۔ ہمیں پوری مستعدی سے اپنی بری، بحری، اور ہوائی قوتوں کو ترقی دینی چاہئے۔ ہمارے پاس کم سے کم ۵۰ لاکھ بری فوج ہر وقت طیار رہنی چاہئے۔ میری نظر میں سب سے زیادہ اہمیت ہوائی قوت کی ہے۔ ہمارا ہوائی بیڑا زیادہ سے زیادہ طاقتور ہونا چاہئے۔ ہمارے ہوائی جہازوں کو اتنا بڑا ہونا چاہئے کہ اُن کی آواز، دُنیا کی تمام آوازوں کو دبا دے، اور اُن کے پَر سورج کی کرنیں زمین تک پہنچنے سے روک دیں۔ ۱۹۳۵ سے ۱۹۴۰ تک کا درمیانی زمانہ یورپ کی قسمت کا آخری فیصلہ کرے گا۔ اُسوقت ہمارے پاس اتنی قوت ہونی چاہئے کہ ہم دُنیا کو اپنی آواز سننے اور اپنے حقوق منوانے پر مجبور کر سکیں۔....!"

اس تقریر کا ایک قابل لحاظ پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں بادشاہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ امریکن اخبار اس سے استدلال کرتے ہیں کہ عنقریب شاہ معزول ہو جائے گا اور اٹلی کے تخت شاہی پر بھی مسولینی ہی کے قدم چڑھتے نظر آئیں گے۔

تصحیح

الہلال نمبر ۳ - ۴ کے مذاکرۂ علمیہ میں ایک مضمون بعنوان "حقائق" درج ہوا تھا۔ اسمیں درازی قد کے طبی اسباب پر بحث کرتے ہوئے ایک خاص قسم کی سر کی گلٹی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسمیں ایک غلطی ہو گئی ہے۔ براہ عنایت قارئین الہلال اس کی تصحیح کر لیں۔ انگریزی میں اس گلٹی کا نام Paraliad gland چھپ گیا ہے۔ حالانکہ صحیح نام Pituitary gland ہے۔ میں عبدالرحیم صاحب میڈیکل اسکول امرتسر کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اسپر توجہ دلائی۔ انگریزی کی غلطی کی وجہ سے اس کے ترجمہ میں بھی غلطی ہو گئی۔ چونکہ مضمون کے مسودہ ہی میں یہ غلطی ہو گئی تھی، اس لئے جب اُس کے لئے عربی اصطلاح دیکھی گئی تو قدرتی طور پر وہ لفظ اختیار کیا گیا جو Paraliad gland کے لئے ہے، یعنی "الغدۃ النکفیۃ" ہی ہے۔ لیکن چونکہ یہ وہ گلٹی ہی نہیں ہے۔ اس لئے یہ "غدۃ النکفیۃ" بھی نہیں ہے۔ Pituitary gland کے لئے عربی تشریح میں دماغی اور نخاعی غدہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

ان دونوں گلٹیوں کے محل اور خواص میں فرق یہ ہے کہ "غدۂ نکفیۃ" کان اور کنپٹی کے درمیان ہوتی ہے، اور اس کا فعل یہ ہے کہ ایک خاص طرح کی رطوبت خارج کرتی ہے۔ لیکن غدۂ دماغی کا محل دوسرا ہے۔ وہ سر کے نیچے اور ناک کے عقب میں واقع ہے، اور اس کے خواص بھی جو مضمون مذکورہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ صاحب "توضیح فی اصول التشریح" نے (جو جدید فن تشریح میں لکھی گئی ہے) اس کے لئے صرف دماغی گلٹی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (ابوالکلام)

برید شرق

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی آمد - تاریخ کی یاد - غازی کی تقریر

غازی کی آمد

بالآخر غازی مصطفیٰ کمال پاشا، قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ کئی ہفتے سے پورا شہر استقبال کی طیاریاں کر رہا تھا۔ آج صبح سورج نکلا تو شہر عروس نو کی طرح آراستہ تھا۔ پہلے سے معلوم تھا کہ بندرگاہ "ازمیت" سے غازی، یخت (جہاز) "ارطغرل" پر بیٹھیں گے اور اُسی پر آستانہ پہنچیں گے۔ چنانچہ مقامی حکام اور شہر کے نمائندے پہلے ہی سے ازمیت کی طرف استقبال کو روانہ ہو گئے تھے۔ یہاں کے سمندر میں جتنے بھی جہاز، اسٹیمر، اور کشتیاں موجود تھیں، باشندوں سے لبریز ہو گئی تھیں، اور سب "جزائر امراء" کی طرف استقبال کے لئے روانہ تھیں۔ باقی جتنی مخلوق تھی، ساحلوں پر سمٹ آئی تھی۔ سویرے میں نے مکان کی بالائی منزل سے منہ نکالکر دیکھا، تو سمندر کے کنارے کنارے انسانی سروں کا ایک صحرا بے کنار نظر آتا تھا!

غازی کا یخت، جوں ہی "جزیرۃ الامراء" کے سامنے پہونچا، بیک وقت لاکھوں منہ کھل گئے، اور اتنا بڑا نعرہ بلند ہوا، کہ سواحل ایشیا اور سواحل یورپ کے پہاڑ تک گونج اٹھے!

یہ منظر دیکھکر بے اختیار میرے آنسو نکل پڑے۔ مجھے اب سے ۵ سال پہلے کا زمانہ یاد آگیا۔ یہ زمانہ ترکی تاریخ کا سب سے زیادہ تاریک زمانہ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا، جب جنگ عظیم نے ترکی سلطنت کی چولیں ہلا ڈالی تھیں، تمام شیرازہ بکھر گیا تھا۔ خود پائے تخت پر اتحادیوں کا قبضہ تھا۔ اور سلطان اُنکے ہاتھ میں قیدی تھا۔ مجھے یاد آیا، اُس وقت اس شہر پر کیسا سناٹا چھایا ہوا تھا؟ موت کا سا سناٹا! تمام زبانیں گنگ تھیں۔ اتحادی بیڑے اپنی بے پناہ توپوں کے دہانے محل سلطانی کی طرف کئے صف آرا تھے، اور سلطان کا دل خوف سے تھرا رہا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ یہی مصطفےٰ کمال جن کے لئے آج لاکھوں نظریں فرش راہ ہو رہی ہیں، اب سے ۵ برس پہلے اسی قسطنطنیہ میں سر نیچا کئے، غمگین صورت بنائے، بازاروں میں جاتے تھے، اور خود میں نے اپنی انھیں آنکھوں سے اُن کا پژمردہ چہرہ دیکھا تھا۔ وہ اُسوقت بھی گمنام نہ تھے۔ وہ "دردانیال کے ہیرو" تھے۔ مگر جنگ، شکست پر ختم ہوئی تھی، اس لئے جنگ کے تمام ہیرو سرنگوں ہو گئے تھے۔ کوئی اُن کی بات تک نہ پوچھتا تھا، بلکہ اُن سے نفرت کیجاتی تھی، کیونکہ عام اعتقاد یہی تھا کہ ملک پر تمام مصیبتیں انہی کے ہاتھوں نازل ہوئی ہیں!

مصطفےٰ کمال پاشا کی آمد نے تمام پچھلے ہولناک واقعات کی یاد دلوں میں تازہ کر دی۔ جنھیں معلوم ہے، اُنھیں معلوم ہے، جنھیں معلوم نہیں، وہ دوسروں سے پوچھتے ہیں، ۵ سال پہلے غازی مصطفےٰ کمال قسطنطنیہ سے کیونکر گئے تھے؟ یقیناً یہ سوال اب تاریخ کا عنوان بن گیا ہے۔ ضروری ہے، ہم اُسپر چند کلمے کہیں۔ لیکن ہماری تشریح سے کہیں بہتر یہ ہوگا کہ خود غازی موصوف کی زبان سے یہ کہانی سنا دی جائے۔ حال ہی میں اُنھوں نے ایک اخبار کے نمائندے سے کہا تھا:

اب سے ۵ برس پہلے!

"جب آستانہ میں اتحادیوں کے مظالم حد سے تجاوز کر گئے، اور علانیہ زیادتیاں ہونے لگیں، تو میرے لئے یہاں قیام ناممکن ہو گیا۔ میں نے عزم بالجزم کر لیا کہ اناطولیہ چلا جاؤں۔ وہاں ترکی قوم کو تمام حالات سے مطلع کر دوں، اور اگر ممکن ہو، تو اس راہ میں اپنی جان بھی قربان کر دوں۔ میں نے اپنے اس ارادہ سے بعض دوستوں کو آگاہ کیا۔ اُن کی سعی و اعانت سے مجھے کامیابی ہوئی۔ تقریب یہ ہوئی کہ علاقۂ صامسون اور اناطولیہ کے بعض حصوں میں اتحادیوں کے خلاف شورش پیدا ہونے لگی۔ داماد فرید پاشا وزیر اعظم ڈرے، کہیں یہ شورش خطرناک صورت اختیار نہ کر لے۔ اُنھوں نے ایک ایسا شخص اناطولیہ بھیجنا چاہا جو ہر طرح کی بے چینی کا قلع قمع کر دے سکتا ہو۔ اُن کی نظر انتخاب مجھ پر پڑی اور مجھے مشرقی صوبوں کا جنگی انسپکٹر مقرر کر دیا گیا۔ مگر اُن کے دل میں کچھ کھٹک ضرور تھی۔ وہ بار بار اپنا فیصلہ منسوخ کر دیتے تھے۔ خود وہی نہیں، وزیر جنگ کو بھی میرے انتخاب پر اعتراض تھا۔ حتیٰ کہ وزیر جنگ نے حکم پر دستخط ثبت کرنے سے انکار بھی کر دیا تھا۔ اُسنے کہا تھا میں مُہر کئے دیتا ہوں۔ اگر اس انتخاب سے کوئی خرابی پیدا ہوئی تو میں انگریزوں سے یہ کہکر پیچھا چھڑا لونگا کہ مجھے اس شخص کے انتخاب کا کوئی علم نہیں تھا۔ میری مُہر چوری سے لگا دی گئی ہے!"

لیکن بالآخر میری باضابطہ تقرری ہو گئی۔ ۱۶ رمئی ۱۹۱۹ء کو مجھے جہاز "باندرمہ" سے روانہ ہونا تھا۔ روانگی کے وقت میں وزیروں سے رخصت ہونے کے لئے باب عالی گیا۔ وزراء نہایت بدحواس ہو رہے تھے۔ وزیر داخلیہ نے دوڑ کر مجھ سے کہا:

"تم نے کچھ سنا؟ شرارت کی حد ہو گئی! یونانیوں نے سمرنا پر فوجیں اُتار دیں!"

وزیر بحریہ نے بھی یہی کہا۔ میں نے کہا:

"پھر اب کیا کروگے؟"

"ہم احتجاج کرینگے" اُنھوں نے دیر تک سوچنے کے بعد افسردگی سے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ مگر کیا تمہارے احتجاج سے یونانی سمرنا خالی کر دیں

یہ وہ علاقہ ہو جس میں قدرت اپنی تمام رعنائیوں اور نعمتوں کے ساتھ جلوہ آرائی ہو۔ میں آپ کو ایک بہت بڑے راز سے واقف کرنا چاہتا ہوں۔ میرے دوست موسیو ڈلاسا بولانجیے سے گفت و شنید کر رہا ہوں کہ فرانس انگلینڈ کے لئے مصر چھوڑ دے، اور انگریز مراکش میں ہماری کوئی مخالفت نہ کریں۔

میرے دوستو! ایک لمحہ کے لئے دولت و ثروت کے اُن خزانوں کا تصور کرو جو مراکش میں تمہیں حاصل ہونگے۔ پوری سرزمین زرخیز و بیش قیمت کانوں سے لبریز ہو۔ تم وہاں کی کانیں کھودو گے۔ بے حساب غلہ پیدا کروگے۔ وہ فائدے حاصل ہونگے جن کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

۔ کیا اس کے بعد بھی تم باہمی منافست میں مبتلا رہوگے؟ حالانکہ تمہی دونوں گروہ اس نئی سرزمین کے مالک ہو۔ تم دونوں کو تمام فرانسیسیوں پر خاص امتیاز حاصل ہو۔ سب سے پہلے تم ہی نے اس سرزمین میں اسلام کا جھنڈا نیچا کیا۔ اسلام کے ملک پر صلیب کا سکہ بٹھا دیا، اور اسلام اور مسلمانوں سے واقفیت بہم پہنچائی۔ اس لئے تم ہی افریقہ کے تمام اسلامی ملکوں کے مالک بنوگے۔ راس قابس سے بحر اٹلانٹک تک، اور بحر متوسط سے صحرائے عظیم تک، تمام علاقے تمہارے ہی ہیں لیکن باہم متحد ہو جاؤ اور پھوٹ ڈالکر فرانس کی مجتمع قوت پارہ پارہ نہ کرو۔

اس تقریر پر ہر طرف سے مرحبا کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ دونوں طرف سے حریف اُٹھے اور باہم معانقہ کرنے لگے۔ شراب کے نئے جام بھرے گئے، اور مسرت کے نعروں میں خالی ہوگئے!

یہ واقعہ اور اس واقعہ کا پورا منظر اب تک میری آنکھوں میں ہو۔ اُس دن میں سمجھا کہ فرانس کی مشرقی حکمت عملی کیا ہو اور اُس کی بنیاد کس چیز پر ہو؟ اُس دن مجھے معلوم ہوا کہ ہمارا ملکی اتحاد صرف اس بنیاد پر قائم ہو کہ اہل ملک کے لئے ہمیشہ مشرق میں نئے شکار مہیا کرتے رہیں۔ ہماری سوسائٹی کے مختلف طبقوں کا باہمی اتحاد اس لئے نہیں ہو کہ انصاف میں وہ متفق ہیں۔ صرف اس لئے ہو کہ ظلم میں کوئی اختلاف نہیں!

اٹلی اور یمن

یمن پر اٹلی کا دانت مدت سے ہو، لیکن برطانیہ کی رقابت ہمیشہ اُس کا راستہ روک دیتی تھی۔ اب باہم سمجھوتہ ہو گیا ہو۔ اور اٹلی یمن کی طرف بے کھٹکے بڑھ رہا ہو۔ یہ واقعہ ہو کہ پچھلے چند ماہ کے اندر اٹلی نے صنعا میں بہت اثر پیدا کر لیا۔ ایک زمانہ میں امام یحییٰ اٹلی کا نام بھی سننا نہیں چاہتے تھے، مگر اب وہ اُس سے معاہدہ کر رہے ہیں، سامان جنگ لے رہے ہیں اور اپنی فوجی تربیت کے لئے اٹالین افسروں کے طلبگار ہیں!

گزشتہ ہفتہ اِن "دوستانہ علائق" نے ایک نیا قدم اٹھایا ہو۔ یمن کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اُس کا سیاسی وفد یورپ گیا ہو۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہو کہ "یمنی وفد، یورپ کے بڑے بڑے شہروں کی سیاحت کریگا تاکہ یورپین تمدن کا مطالعہ کرے، پھر فلسطین اور انگورہ جائے گا" اس اعلان میں اٹلی کا کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ اس کی اصلی غرض اٹلی ہی ہو۔ یہ وفد روم پہنچ گیا ہو۔ امام یحییٰ کے منجھلے بیٹے "امیر محمد" اُس کے رئیس ہیں، اور سید عبداللہ ابراہیم، سید عباس علی، قاضی علی جبری، قاضی راغب رکن ہیں۔ قاضی راغب، حکومت صنعا کے وزیر خارجہ ہیں اور یمن میں تنہا شخص ہیں جو ایک یورپین زبان (فرانسیسی) جانتے ہیں۔ اس وفد نے آتے ہی موسولینی اور شاہ اٹلی سے طویل ملاقاتیں کیں۔ ہم نہیں چاہتے اپنے سوء ظن کا اسے نشانہ بنائیں لیکن اٹلی کے نیم سرکاری اخبار "کوریرا دیلا سیرا" کا ایک جملہ نقل کرنے پر مجبور ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ جملہ اٹلی اور یمن کی دوستی کی بہترین تشریح ہے[۴]

باب التفسیر

تفسیر سورۂ فاتحہ کا ایک صفحہ

صفات الٰہی کے انسانی تصور کی تکمیل

اور

اُس کا سلسلۂ ارتقا

الحمد للہ رب العالمین

قرآن حکیم نے انسان کو خدا کے اعتقاد اور تصور کی دعوت دیتے ہوئے، سب سے پہلے جن صفات کا حسن و جمال بے نقاب کیا ہو، وہ تین صفتیں ہیں: ربوبیت، رحمت، عدالت!

الحمد للہ رب العلمین:	ساری تعریفیں، ہر قسم اور ہر
الرحمن، الرحیم،	طرح کی ثنائیں، حسن و جمال
مالک یوم الدین!	کی شیفتگی اور خوبیوں کمالوں
(فاتحہ)	کے اعتقاد کے ساتھ جو کچھ بھی

کہا جا سکتا ہو، وہ سب کچھ، اللہ کے لئے ہو! وہ اللہ، جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہو۔ جس کی ربوبیت کائنات ہستی کی ہر مخلوق کو اس کی زندگی اور بقا کا تمام سامان بخشتی، اور اُس کی پرورش کی ساری ضرورتیں مہیا کرتی ہو! جو رحمت والا ہو، اور جس کی رحمت کی بخشائشیں تمام عالم خلقت کو اپنے نوال رحمت سے مالا مال کر رہی ہیں! جس کے قبضہ و تصرف میں جزاء و سزا اور مکافات کا دن ہو، اور جس کی عدالت نے ہر کام کے لئے بدلہ اور ہر بات کے لئے نتیجہ کا قانون جاری و نافذ کر دیا ہو!

سورۂ فاتحہ قرآن کی ابتدا ہو، اور فاتحہ کی ابتدا تصور الٰہی کی اسی بنیادی جلوہ نمائی سے ہوتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن نے خدا کے تصور و اعتقاد کا جو نقشہ کھینچا ہو، وہ ربوبیت، رحمت، اور عدالت کا نقشہ ہو۔ انہی تین صفتوں کے تفکر سے ہم قرآن کے تصور الٰہی کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔

تصور الٰہی کا تدریجی ارتقا

دنیا کی ہر چیز کی طرح انسان کا فکر و عمل، اور انسانی فکر و عمل کی ہر بات کی طرح اُس کے روحانی تصورات نے بھی بہ تدریج پستی سے بلندی کی طرف اور نقص سے کمال کی طرف ترقی کی ہو۔ روحانی تصورات کی پہلی بنیاد ایک خالق کائنات ہستی کا تصور ہو۔ جس وقت سے انسان کی تاریخ روشنی میں آئی ہو، اُس کے اس تصور کی تاریخ بھی شروع ہو جاتی ہو۔ اگر پرانے سے پرانے عہد کے تصورات لیکر موجودہ ادیان عالم کے عہد تک کے تمام تصورات سامنے رکھے جائیں، اور یکے بعد دیگرے اُن کی نوعیت پر نظر ڈالی جائے، تو صاف نظر آجائے گا کہ ایک تدریجی ارتقا کا سلسلہ ہو جو اشیاء و اجسام کے ارتقا کی طرح انسان کے تصور و اعتقاد میں بھی جاری ہو، اور جوں جوں انسان کی فکری اور معنوی استعداد ترقی کرتی جاتی ہو، اُس کا یہ تصور بھی زیادہ بلند اور شائستہ ہوتا جاتا ہو۔ یہاں تک کہ ارتقا کے ہر سلسلے کی طرح اس سلسلہ کی بھی تکمیل کی آخری کڑی نمایاں ہو جاتی ہو!

فطرۃ کا ولولہ اور ذہن کا تصور!

لیکن یاد رہے کہ یہاں خدا کے تصور سے مقصود اُس کی صفات کا تصور ہو۔ اُس کی ہستی کا اعتقاد نہیں ہو۔ اُس کی ہستی کا اعتقاد ذہن و فکر کی پیداوار نہ تھی جو اُس کی استعدادی تبدیلیوں سے متاثر ہوتی۔ یہ اُس کی فطرۃ کی آواز تھی، جو خود اُس کے اندر سے اُٹھتی تھی، اور ایک بالاتر ہستی کے یقین کے جوش سے اُسے معمور کر دیتی تھی۔ چونکہ یہ ایک فطری جذبہ تھا، اور فطری جذبات اپنی نوعیت ہر وقت اور ہر حالت میں یکساں رکھتی ہیں، اس لئے انسان کا اعتقاد الٰہی بھی ہمیشہ یکساں رہا۔ اُس میں ذہن و فکر کے تغیرات مداخلت نہیں کر سکتے تھے۔

لیکن خدا کی ہستی کا تصور، اُس کی صفات کے تصور سے الگ نہیں ہو سکتا تھا۔ انسانی عقل ذات مجرد کے تصور سے عاجز ہو۔ وہ جب کبھی کسی چیز کا تصور کرتی ہو تو گو اُس کی ذات کا تصور کرنا چاہے، لیکن تصور میں اُس کی صفتیں ہی آتی ہیں، اور صفتوں ہی کے جمع و تفرقہ سے ذات کے تصور کا نقشہ وجود میں آتا ہو۔ یہیں سے اس فطری جذبہ میں انسانی عقل کی مداخلت شروع ہوئی، اور یہی اُس کی درماندگیوں اور غلط اندیشیوں کی سب سے پہلی ابتدا ہو۔ فطرۃ کے جذبۂ یقین نے ایک بالاتر ہستی کا اقرار

---

[۴] "اٹلی کی یمن اور امام یمن سے دوستی کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ حجاز یا ابن سعود پر دست درازی کرنا چاہتا ہو۔ موسولینی نے یمن سے جو صلح نامہ کیا ہو اُس کا مقصد صرف یہ ہو کہ جزیرہ نمائے عرب میں امن و امان برقرار رہے۔ اٹلی بحر احمر میں وسعت حاصل کرنے پر مجبور ہوا۔ اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اٹالین نوآبادی اریٹیریا کے تعلقات عرب کی قوموں اور مشرقی افریقہ کے قبیلوں سے قائم ہو جائینگے" (دالیسا)

خواطر و سوانح

"میری صحیفہ نگاری کی زندگی کا ایک لمحہ"

(مشہور فرانسیسی اخبار نویس، فرانسس ڈیلزی کے قلم سے)

قارئین الاستقلال ابھی بھولے نہ ہونگے کہ ہم نے استقلال کے پہلے اور دوسرے نمبر میں ایک فرانسیسی کتاب کا ذکر کیا تھا جس میں فرانس کے تیس بڑے بڑے اخبار نویسوں نے اپنی صحافتی زندگی کے اہم واقعات لکھے ہیں۔ اسی کتاب میں فرانسس ڈیلزی نے الجزائر اور ٹیونس کے متعلق ایک نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز سانحہ قلمبند کیا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب فرانس میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ ٹیونس کا باقاعدہ الحاق فرانسیسی مقبوضات سے کر دیا جائے یا اسے قائم و جاری حالت میں رہنے دیا جائے؟ فاتحانہ تسلط تو دونوں حالتوں میں تھا لیکن پہلی حالت صاف اور کھلی تھی، دوسری میں منافقانہ پردہ پوشی تھی۔ اسی اثناء میں پیرس کی ایک مقتدر سیاسی جماعت نے ایک سیاسی ضیافت کا اہتمام کیا اور اس میں ملک کے بڑے بڑے اخبارات کے ایڈیٹر بھی مدعو کئے گئے۔ مقالہ نگار بھی انہی لوگوں میں سے تھا اور اس کی سرگزشت حوالہ قلم کرتا ہے۔ اس مختصر سی سرگزشت میں یورپ کے سیاسی اور سرمایہ دارانہ اخلاق کا جیسا مکمل نقشہ دکھلایا گیا ہے، شاید ایک بہت بڑی کتاب سے بھی اتنی وضاحت نہ ہو سکے۔ طرز بیان کی تعریضی ظرافت نے سرگزشت کی دلچسپی اور زیادہ بڑھا دی ہے:

فرانس کی مشرقی حکمت عملی کے راز

میں نے ابھی اخبار نویسی کے پیشہ میں قدم رکھا ہی تھا کہ سنہ ۱۹۰۹ء میں مجھے اس ضیافت (ڈنر) میں شرکت کا اتفاق ہوا جو "انجمن فرحات" ہر ماہ ملک کے مدبروں کو جمع کرنے کے لئے کیا کرتی تھی۔

گرانڈ ہوٹل کے بڑے ہال میں تقریباً ۱۵۰ آدمی جمع تھے۔ ہال کی دیواروں کی آرائش نظر فریب تھی۔ وسط میں خوبصورت گول میز تھا۔ گرد قیمتی کرسیاں بچھی تھیں۔ حاضرین میں لیون اور بوردو کے سرمایہ دار، لیل اور نانسی کے کارخانہ دار، مارسیلز کی جہاز راں کمپنیوں کے مالک، مجلس (سینیٹ) کے ممبر، اسمبلی کے ممبر، ماوراء البحر نو آبادیوں کے نمائندے، اور چند مشاہیر اخبار نویس شامل تھے۔

قسم قسم کے لذیذ کھانے اور نفیس شرابیں ہماری منتظر تھیں۔ دلفریب جاموں میں جب عطر شمپین انڈیلی گئی، اور بلبلے سطح پر جوش مار کر ابھرے، تو ہم اخبار نویسوں کا جوش، حد جنون تک پہنچ گیا۔ ہم بے چین تھے کہ فرانسیسی پرچم سمندر پار کے تمام ملکوں پر لہراتا دیکھیں! کھانے کے بعد رئیس مجلس سیواتین نے اعلان کیا "ہم ایک اہم مسئلہ پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹیونس کو نو آبادیوں کی وزارت کے ماتحت کر دیا جائے یا ابھی اس میں توقف کیا جائے؟"

شروع میں ہم اخبار نویسوں نے خیال کیا۔ اس مسئلہ پر کوئی بحث نہیں ہوگی۔ چنانچہ بد دلی کے ساتھ ہم نے اپنی جیبوں سے یادداشت کی کاپیاں نکال لیں۔

ایک سابق وزیر اٹھا اور تقریر شروع:

"ٹیونس، اب تک فرانس کے زیر حمایہ (پروٹکٹوریٹ) ہے اس لئے قانون کی نظر میں وہ محکوم نہیں ہے۔ ایک اجنبی ملک کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا تعلق براہ راست وزارت خارجیہ سے ہے۔ اس کا دستور حکومت الگ ہے۔ اس کا چنگی قانون مستقل ہے۔ اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ الجزائر میں رہنے والے فرانسیسیوں کے ساتھ ہم ایک خاص قسم کا برتاؤ کرتے ہیں، اور ٹیونس کے فرانسیسیوں کے ساتھ دوسری قسم کا۔ یہ صورت اسوقت جائز ہو سکتی تھی جب فرانسیسی فوجوں نے ٹیونس کی سرزمین پر قدم رکھا تھا۔ لیکن اب جبکہ ہم نے پورا تسلط حاصل کر لیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ملک کا وہ امتیاز باقی رکھا جائے جس کا وہ مستحق نہیں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ فرانس سے ٹیونس کا مکمل الحاق ہو جائے۔"

وزیر کی تقریر پر حاضرین کی ایک جماعت نے بڑے جوش سے تالیاں بجائیں۔ ہم سمجھے بحث ختم ہو گئی۔ مگر اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اور سابق وزیر کھڑا ہو گیا:

"مجھے اس گمراہ کن تجویز سے قطعی اختلاف ہے۔" اس نے شانے ہلا کر کہا۔ "فرانس نے بوردو کے معاہدہ میں وعدہ کیا ہے کہ ٹیونس کے بائی (بادشاہ) کی حکومت باقی رکھے گا۔ فرانس نے یہی عہد تمام دنیا سے بھی کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی خلاف ورزی سخت سیاسی مشکلات کا موجب ہوگی۔ ملک کی دیسی آبادی میں شورش پیدا ہو جائیگی، اور فرانس کی پیشانی پر بدعہدی کا سیاہ دھبا لگ جائے گا۔"

اس تقریر پر بھی تالیاں بجیں، دونوں تقریروں کا لب و لہجہ ویسا ہی شاندار تھا جیسا مجلس (پارلیمنٹ) کی تقریروں کا ہوتا ہے۔ دونوں تقریروں میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد "فرانس کی عظمت"، "ٹیونس کی مصلحت"، "تہذیب کی خدمت"، "خدمت اقوام کا فرض" اور ایسی ہی قسم کے تمام پامال جملے آتے تھے اور حاضرین تحسین و آفرین کی صدائیں بلند کرتے تھے۔ ہم غریب اخبار نویس کسی شمار و قطار میں نہ تھے۔ لوگوں کو تالیاں بجاتے دیکھتے تو خود بھی بے تحاشا تالیاں بجانے لگتے!

اب گرم مباحثہ شروع ہو گیا۔ سرمایہ داروں، کارخانہ داروں، تاجروں، کمپنیوں کے مالکوں نے بھی تقریریں شروع کر دیں۔

ایک مقرر نے کہا "یہ کیوں نہیں کہتے کہ تم ٹیونس کی کانیں تباہ کرنی چاہتے ہو؟"

"اور تم الجزائر کی کانوں کے دشمن ہو" دوسرے مقرر نے بغیر کسی تامل کے جواب دیا!

"اور تم بدمعاش ہو" ایک تاجر جوش میں بے خود ہو کر چلایا۔

"لیکن تم ڈاکو ہو، بے حیا بدزبان!" ایک طرف سے آواز بلند ہوئی۔

"شریرو!" ایک تاجر نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا "فرانس کے کپوتو! تمہاری چوری، کھلا ہوا راز ہے۔ تم مارسیلز میں روسی گیہوں منگاتے ہو مگر چنگی سے بچنے کے لئے اسے پہلے ٹیونس بھیجتے ہو پھر وہاں سے فرانس میں داخل کرتے ہو تاکہ ٹیونس کی کم چنگی سے فائدہ اٹھا سکو!"

"یہ کون گدھا بول رہا ہے؟" ایک شخص نے پوری بے پروائی سے پکار کر کہا۔

"تم گدھوں کے جد امجد ہو!" برجستہ جواب تھا!

اب مجھ پر یہ راز کھلا کہ ٹیونس کا معاملہ، نہ تو فرانس کی عظمت سے تعلق رکھتا ہے نہ تہذیب و تمدن کی خدمت سے۔ محض سرمایہ داری کا سوال ہے۔ الجزائر کے فرانسیسی اور ان کے حامی ٹیونس کو نو آبادیوں کی وزارت کے ماتحت اس لئے کر دینا چاہتے ہیں تاکہ وہاں کے فرانسیسی ان سے زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

"تم ٹیونس کی دولت کھا کے پھول گئے ہو!" ایک مقرر نے کہا۔

"حاسدو! شیطان کے بھائیو! ہم تمہیں پیروں سے روند ڈالیں گے" ٹیونس کے ایک فرانسیسی کا جواب تھا جبکہ وہ جوش سے کھڑا ہو گیا تھا!

غرضکہ کوئی گالی نہ تھی جو استعمال نہ کی گئی ہو۔ کوئی الزام نہ تھا جو ایک نے دوسرے پر نہ لگایا ہو۔ اب شراب، سروں پر خوب چڑھ چکی تھی۔ آنکھیں لال تھیں۔ گھونسے تنے ہوئے تھے۔ خطرناک ارادوں نے ہر چہرہ پر ہولناکی کا غازہ مل دیا تھا۔ آخر ایک آواز بلند ہوئی "سیواتین! سیواتین!"

سیواتین اپنی کرسی سے اٹھے۔ اب ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ اسوقت بھی میری آنکھوں میں اس چوڑے سینہ والے دنیا ساز مدبر کی تصویر پھر رہی ہے۔ اسکی آنکھیں نہایت متحرک اور تیز تھیں چہرہ سے از حد مکار معلوم ہوتا تھا۔

"میرے ٹیونسی دوستو!" مقرر نے داہنی طرف مڑ کے کہا "تم یقیناً میرے اخلاص سے انکار نہیں کر سکتے۔ آج سے تیس برس پہلے میں ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے فرانس کو ٹیونس کی فتح پر آمادہ کیا تھا۔ میں نے ہی تحریک کی تھی کہ اس "نیم وحشی" ملک میں تمدن و تہذیب کی روشنی پھیلائی جائے ....."

جملہ حاضرین نے پرجوش تالیاں بجائیں۔

"اور اے میرے الجزائری دوستو!" مقرر نے بائیں طرف رخ کر کے کہا "تم بھی میری خیرخواہی اور دوستی سے بخوبی واقف ہو الجزائر سے میری محبت کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ الجزائر بھی میرا وطن ہے کیونکہ میں اسی خوبصورت ملک میں پیدا ہوا تھا۔ الجزائر کی محبت مرتے دم تک میرے دل میں باقی رہے گی۔"

بائیں رخ سے پرجوش تالیوں کا شور بلند ہوا!

غرضکہ اس چالاک مقرر نے کچھ ایسی شیریں زبانی سے گفتگو شروع کی کہ دونوں فریق خوش ہو گئے اور اس فرانس کے سب سے بڑے محسن انسان کے اخلاص پر ایمان لے آئے!

"عزیزو!" مقرر نے اپنی آواز کو حد درجہ موثر بنا کر کہا "جب میں تمہیں باہم اس طرح لڑتے جھگڑتے دیکھتا ہوں، تو میرا دل سینہ میں بیٹھنے لگتا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ الجزائر اور ٹیونس بغیر ایک دوسرے پر حسد کئے ترقی کریں؟ میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ پست خیالات دور کر دیں۔ ذرا اپنی آنکھیں اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھئے!

"یہ دیکھئے، مراکش کی زرخیز سرزمین آپکے سامنے موجود ہے!

اُس میں حسن و جمال کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لیکن تعمیر و ایجاب کا عمل بغیر تخریب و سلب کے انجام نہیں پا سکتا۔ ہر بناؤ کے لئے ایک بگاڑ اور ہر نظم کے لئے ایک برہمی ناگزیر ہے۔ اس لئے اُس کے جمال تعمیری دلاویزیاں پر تخریب کی ہولناکیوں کا پردہ پڑ گیا۔ بارش کا عمل زمین کے لئے پیام روح ہے۔ اُس کے ایک ایک قطرہ کے اندر انہیں عالم زندگی کی کتنی تعمیریں اور وجود کی کتنی بخششیں پنہاں ہوتی ہیں؟ لیکن تعمیر حیات کا یہ پُرسکون عمل جبھی ظہور میں آ سکتا ہے جب پہلے سلسلۂ تخریب کی ایک ہیبت انگیز ہولناکی پھیل جاتی ہے۔ بادل گرجنے لگتے ہیں۔ بجلی کڑکنے لگتی ہے۔ اضطراب و تصادم سے فضائے کائنات لرز اٹھتی ہے۔ اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہے، جیسے کوئی بڑی ہی سخت بربادی و خوفناکی ظہور میں آنے والی ہے۔ لیکن پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ حالت منقلب ہو جاتی ہے، اور اچانک دکھائی دیتا ہے کہ فطرۃ نے قہر و جلال کا جامہ اتار کر رحمت و جمال کا لباس پہن لیا۔ کیونکہ رعد و برق کی خوفناکیوں کی جگہ باران رحمت کی رونقیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ قرآن حکیم نے جابجا قدرت الٰہی کی اس بظاہر قہرنمائی اور بباطن رحمت فرمائی کی طرف اشارات کئے ہیں:

ومن آیاته یریکم البرق خوفا و طمعا، وینزل من السماء ماءً فیحیی به الارض بعد موتها، ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون! (۳۰ : ۲۴)

اور اُس کی حکمت و قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ بجلی کڑکتی ہے اور تمہارے اندر خوف اور امید، دونوں طرح کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں پھر وہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین کو اُس کی موت کے بعد از سرِ نو زندگی بخش دیتا ہے۔ بلاشبہ اسمیں قدرت الٰہی کی بڑی نشانیاں ہیں۔ مگر اُن کے لئے جو عقل رکھتے ہیں!

سورۂ بقرہ کی تمثیل میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے: او کصیب من السماء فیه رعد و برق۔ تخریب کے عمل میں شورش اور ظہور ہے۔ اس لئے رعد و برق کی ہولناکی بارش کی حیات پرور دلاویزی سے زیادہ نمایاں اور بے پردہ ہوتی ہے۔ انسان کا ذہن طفولیت طبیعت حیوانی کے مقتضیات کے مطابق بارش کی دلاویزی تو جلد نہیں پا سکتا تھا۔ لیکن رعد و برق کی ہولناکی سے فوراً ڈر گیا تھا۔ بجلی کی کڑک میں اس کے لئے پہلے خوف تھا۔ طمع پیچھے تھی!

بہرحال زندگی اور فطرۃ کائنات کے مظاہر کی پہلی تاثیر خوف و دہشت ہی کی تاثیر تھی۔ بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، آتش فشاں پہاڑوں کا انفجار، زمین کا بھونچال، آسمان کی ژالہ باری، دریاؤں کا سیلاب، سمندروں کا تلاطم! ان سب میں اُس کی عقل کے لئے رعب اور ہیبت تھی، اور اسی ہیبت کے اندر وہ ایک غضبناک خدا کی ڈراؤنی صورت دیکھ رہا تھا۔ وہ بجلی کی کڑک اور ہلاکت سے محبت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بادلوں کی گرج پر شیفتہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ پہاڑوں کی آتش افشانی اور آسمان کی سنگ باری سے پیار نہیں کر سکتا تھا۔ اور اُس کا ذہن و ادراک خدا کے صرف انہی کاموں سے آشنا ہوا تھا!

ایک اور قریبی سبب بھی اس تصور کا باعث ہوا۔ خود اُس کی زندگی بھی امن و راحت سے زیادہ اضطراب و ہلاکت سے دوچار تھی۔ وہ اپنی حقیقی اور فطری حیات بہشتی سے محروم ہو چکا تھا، اور اب زندگی اور آبادی کی ایک نئی تعمیر در پیش تھی۔ وہ گرد و پیش سے ڈرتا تھا، اور زمین کی ہر چیز اُس کی دشمن تھی۔ جنگل کے بھیڑیوں کے جھنڈ اس کے چاروں طرف منڈلاتے تھے۔ زہریلے جانور ہر طرف رینگتے تھے۔ طرح طرح کے بے پناہ درندوں کا پے در پے حملہ تھا۔ اُس کی زندگی سرتاسر جنگ اور کشمکش تھی۔ جس طرف دیکھتا تھا، ہلاکت ہی کا نشان نظر آتا تھا۔ اس ماحول کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ خالق کائنات کا تصور کرتے ہوئے اُس کا ذہن اُس کی ہلاکت آفرینیوں کی طرف جاتا۔ وجود اور زندگی بخشنے والی صفتوں کی طرف نہ جاتا۔ وہ صرف صفاتِ سلبیہ کا تماشائی ہو سکتا تھا۔ ایجاب و تعمیر کی حقیقت شناسی ابھی اُس پر نہیں کھلی تھی!

تصور الٰہی کا یہ دَور سرتاسر قہر و غضب کے تصور کا دَور تھا۔ جس کی ابتدا ایک مبہم اور غیر معین خوف سے ہوئی اور پھر بہ تدریج ایک معین شکل و شباہت کی صورت اختیار کر لی۔ پھر اس صورت کی وضع و قطع میں ترقی شروع ہوئی اور ایک ناتراشیدہ حالت سے ایک کامل خال و خط تک پہنچ گئی۔ امریکہ، آسٹریلیا، اور افریقہ میں عہد قدیم کے جو آثار ایسے ملے ہیں جن سے نوع انسانی کی ابتدائی پرستشوں کا پتہ چلتا ہے، اُن سے اس ابتدائی تصور کی کڑی طیار کی جا سکتی ہے۔ پرستش کی ناتراشیدہ، بے ڈھنگی، اور ناقص، مگر خوفناک صورتیں انسان کے عہد طفولیت کی یادگار ہیں۔ انسان کے دَور حجری (یعنی وہ زمانہ جب آلات و ظروف کے لئے صرف پتھر استعمال کیا جاتا تھا) کے آثار میں بھی اس تصور کا سراغ لگتا ہے۔ اس طرح کے بکثرت پتھر ملے ہیں جن پر انسان کے ابتدائی ذہن کی مصوری نے اپنے معبود کی صورت کا نقشہ کھینچنا چاہا تھا، اور کوشش کی تھی کہ زیادہ سے زیادہ ہولناک صورت بنا دے۔ اُس میں عجیب طرح کا دھڑ ہے۔ غیر متعلق و مربوط چہرہ ہے، مختلف قسم کے خوفناک جانوروں کی صورت کے غیر متناسب اجزاء جمع کر دئیے ہیں، اور مصوری کے نقص اور تصور کی ناتمامی نے ہیئت کی بدصورتی اور ہولناکی کا اثر اور زیادہ کر دیا ہے۔ خوفناک جانوروں کی پرستش بھی اسی عہد میں شروع ہوئی۔ سانپ، اژدہا، مگرمچھ، اور اسی طرح کے جانور جن پر انسان بآسانی قبضہ نہیں کر سکتا تھا، اُس کے تصور میں ایک طرح کی الوہیت پیدا کر لیتے تھے۔

اس دَور کے ابتدائی عہد سے جب انسان آگے بڑھا۔ تو خدا کے تصور میں زیادہ تنظیم و اسلوب پیدا ہوا۔ اب ایسی ایسی طاقتوں کا تصور کیا گیا جن کی الگ الگ صورتیں، الگ الگ دائرے، اور الگ الگ اعمال تھے۔ لیکن جہاں تک صفات کا تعلق ہے سب قہر و غضب ہی کی صفات رکھتے تھے۔ ہندوستان، مصر، بابل، یونان، وغیرہ ممالک جہاں نوع انسان کو مختلف مرز بومی اسباب سے ترقی و تربیت کا زیادہ موقعہ ملا تھا، اس دَور میں نمایاں ہوتے ہیں، اور اُنکے آثار قدیمہ ہمیں سراغ رسانی میں مدد دیتی ہیں۔ ان تمام ممالک میں علم الاصنام کی سب سے ابتدائی کڑیاں وہی ہیں، جو خالص قہر و غضب کی تصویر تھیں۔ ہیرو ڈوٹس نے مصریوں کے جو حالات بیان کئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا سب سے زیادہ قدیمی معبود ہوروس تھا جو جنگ اور بربادی کی طاقت تھی۔ یونان کا علم الاصنام اپنی لطافت تخیل اور بلندی نوعیت کے لحاظ سے تمام دنیا کے اصنامی تخیلات پر تفوق رکھتا ہے، لیکن اُن کے یہاں بھی غضب و قہر کے دیوتاؤں کے تصورات، باقی دیوتاؤں سے زیادہ قدیم تھے۔ آریس جو آگے چلکر جنگ کا خدا ہو گیا، دراصل غضب و انتقام کا خدا تھا۔ آڈیس جسے آگے چلکر جہنم کی داروغگی ملی، شروع شروع میں ہلاکت اور انتقام کا دیوتا تھا۔ بابل اور اشور کے آثار سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ بابل تصور الٰہی کے اُس عہد کا سب سے بڑا مرکز ہے، جو مظاہر فطرۃ کی پرستش کے سلسلے میں کواکب پرستی کا عہد تھا۔ لیکن یہاں بھی پرستش کی تمام ابتدائی صورتیں غضب و قہر ہی کی مظاہر تھیں۔ بابل کے آثار اصنام میں سب سے زیادہ قدیم اثر ایک عجیب الخلقت

[illegible] ہے - یہ ہلاکت اور انتقام کا معبود تھا - ہندوستان کی اساطیر میں بھی رودر قہر و غضب کا دیوتا ہے [illegible]

عالم مطبوعات و صحائف

پروفیسر ہیوار کی یادداشت کتب

یورپ کے مستشرقین (اورئینٹلسٹ) نے قدیم آثار و علوم کی تحقیقات کے جو مختلف طریقے اختیار کئے ہیں، اُن میں ایک نہایت قیمتی طریقہ نوادر کتب کی مکمل یادداشتیں مرتب کرنے کا ہے۔

"یادداشتوں" سے مقصود یہ ہے کہ پرانی اور نادر کتابوں کے مختلف نسخے دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں کہیں اُن کا کوئی حصہ ہے، کہیں کوئی حصہ۔ کہیں ایک حصہ مسلّم ہے اور باقی ناقص ہے۔ کہیں دوسرا حصہ محفوظ اور پہلا حصہ ناقص ہو گیا ہے۔ کسی نسخہ کی کتابت غلط ہے لیکن ضخامت پوری ہے۔ کسی کی ضخامت ناقص مگر کتابت اچھی ہے۔ اب اس منتشر اور مختلف الاوضاع ذخیرہ سے ایک مکمل نسخہ کیونکر فراہم کیا جائے؟ اس کا صرف یہی طریقہ ہے کہ اِن تمام نسخوں پر نظر ڈالی جائے، اور ایک جگہ کا نقص دوسری جگہ کی تکمیل سے پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً اگر ایک کتاب کی دس جلدیں ہیں اور دس جگہ اُسکے نسخے موجود ہیں، تو بہت ممکن ہے کہ ایک جگہ جو جلد کم ہو، وہ دوسری جگہ موجود ہو، یا ایک جگہ کے نسخہ میں جو ورق ناقص ہو گیا ہو، وہی دوسری جگہ کے نسخے میں صحیح و سالم مل جائے۔ مستشرقین یورپ نے متعدد اہم اور نادر کتابوں کے متعلق اس طرح کی معلومات فراہم کی ہیں اور انھیں یادداشت کی صورت میں قلمبند کر لیا ہے۔

یہ یادداشتیں نہایت قیمتی ہیں اِن سے بیک نظر معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں کتاب کا مکمل نسخہ دنیا کے فلاں فلاں کتب خانوں کے فلاں فلاں نسخوں، جلدوں، صفحوں، صفحوں کی سطروں، سطروں کے صحیح و سالم لفظوں کے باہدگر جمع ہو جانے سے وجود میں آ جا سکتا ہے!

یہ یادداشتیں مستشرقین یورپ کے ذوق علم اور محنت جستجو کی سب سے بڑی نمائش گاہ ہیں۔ بعض حالتوں میں صرف ایک چھوٹی سی کتاب کے مکمل اور صحیح نسخہ کی معلومات جمع کرنے کے لئے تمام دنیا کا سفر کیا گیا ہے، اور ۵۰...۵۰۰...۶۰...۶۰۰ جگہوں کے نسخوں سے اُس کا ایک ایک ورق، ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ، جمع کیا گیا ہے! ہمدانی کا جغرافیۂ عرب سنہ ۱۸۹۱ء میں پروفیسر ڈیوڈ مولیر Müller نے تصحیح و ترتیب کے بعد شائع کر دیا۔ شائع کرنے سے پہلے جو یادداشت انھوں نے اور لیڈن یونیورسٹی کے دیگر مستشرقین نے مرتب کی تھی، وہ ہمارے پاس موجود ہے، اور اسے دیکھ کر اِن پرستاران علم کی محنتوں کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہے۔ ہمدانی کے جغرافیہ کے ستر نسخوں کا اُنھوں نے پتہ لگایا تھا جو کرۂ ارضی کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے تھے لیکن اِن میں کوئی بھی نقص سے خالی نہ تھا۔ انھوں نے اِن سب کے ایک ایک صفحہ، ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ پر نظر ڈالی، اور نسخوں اور اُنکے اوراق و سطور کے حوالوں کے ساتھ ایسی یادداشت مرتب کر لی جس سے بیک نظر معلوم ہو جاتا ہے کہ اِن ستر جگہوں سے ایک ایک ٹکڑہ چُن کر کس طرح ایک صحیح و مکمل نسخہ مرتب کر لیا جا سکتا ہے۔

مثلاً یادداشت بتلاتی ہے کہ کتاب کے صفحہ ۲ کی ۳ سطر کا پہلا لفظ برلین کے نسخہ میں کرم خوردہ ہے لیکن روم کے نسخہ میں صحیح و سالم

کا ولولہ پیدا کیا، تو ذہن و فکر نے چاہا، اُس کا تصور کرے۔ لیکن جب تصور کیا، تو یہ اُس کی ذات کا تصور نہ تھا۔ اُس کی صفات کا تصور تھا۔ وہ یکے بعد دیگرے صفات الٰہی کے نقشے کھینچتا گیا، اور اپنی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ اپنے خالق و معبود کی شکل و شباہت بھی بدلتا گیا۔ وہ ہر تبدیلی کے بعد ایک نئی صورت کا خدا اپنے سامنے دیکھتا، مگر نہیں سمجھتا کہ یہ صورت اُسکے خدا کی صورت نہیں ہے۔ خود اُسی کے ذہن و ادراک کی صورت ہے۔ خدا کی صورت ایک ہی تھی، لیکن اس کی نظر ہمیشہ یکساں نہ تھی۔ نظر و مشاہدہ میں جیسی جیسی تبدیلیاں ہوتی گئیں، منظور و مشہود بھی بدلتا گیا۔ اس راہ میں عقل انسانی کی پہلی اور بنیادی درماندگی یہی ہے:

اے بروں از وہم و قال و قیلِ من!
خاک بر فرقِ من و تمثیلِ من!

عقل انسانی کا ادراک محدود تھا۔ اُس کے تصور کے سامنے محسوسات کی دیوار کھنچ گئی تھی۔ وہ حواس کے دائرہ میں محصور اور وجود و امکان کی جبلی بندشوں میں اسیر تھا۔ وہ صرف محسوسات ہی کا تعقل کر سکتا تھا، اور اُنہی کی شکل و شباہت میں ہر چیز کو دیکھ سکتا تھا۔ پھر اُس کے عقل و ادراک کی یہ جتنی بھی رسائی تھی، بہ یک دفعہ کام نہیں دے سکتی تھی۔ نشو و نما اور ارتقا کی محتاج تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جونہی فطرۃ کے مجرد اور بے میل جذبہ سے ذہن و فکر کی صورت آرائیاں اور شباہت آفرینیاں ملیں، خدا کے تصور کی جگہ ایک ایسی ہستی کا تصور پیدا ہوگیا، جو خالق کا تصور نہ تھا۔ خود انسان کے ذہنی تصورات کی مخلوق تھا۔ وہ اپنے ادراک کے آئینہ میں خود اپنے چہرہ کا عکس دیکھتا، اور اُسی کو اپنا معبود سمجھ کر سربسجود ہو جاتا۔ اُس کا دل ہمیشہ خدا کی صورت دیکھنی چاہتا۔ مگر اُس کا دماغ ہمیشہ اپنی ہی صورت کی پرستش کرتا۔ مولانا نے ایک چرواہے کی حکایت میں جس کے لئے حضرت موسیٰ کا زمانہ فرض کیا گیا ہے، اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے:

اے کہ اندر چشمۂ شورست جات   تو چہ دانی شطِ جیحون و فرات؟
چوں قدم آمد، حدث گردد عبث   پس کجا داند قدیمی را حدث؟
چوں توہم میکنی تو نیز ذات   ذات نبود، وصف ہائے صفات
وہم مخلوق ست و مولود آمدست   حق نزائیدست او لم یولدست!

بہر حال خدا کی ہستی کے اعتراف و یقین کے فطری جذبہ نے جب تصور کی شکل اختیار کی، تو یہ ذہن و فکر کا عمل تھا، اور ضروری تھا کہ اُس کی حالت اور استعداد کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس میں بھی ترقی ہوتی رہتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر آج انسان کے تمام الٰہی تصورات یکے بعد دیگرے سامنے لائے جائیں، تو وہ انسانی ذہن کے سلسلۂ ارتقا کی سب سے زیادہ واضح تاریخ ہوگی۔ وہ اگرچہ بظاہر خدا کے تصور کا ارتقا ہوگا، لیکن بباطن خود ذہن انسانی کے ارتقا کے تمام مختلف ایک ایک کرکے سامنے آجائیں گے۔ کانٹ کے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ "ذہن انسانی کی استعداد فکر کا سب سے بڑا معیار، اُس کا تصور الٰہی ہے۔ جب کبھی اُسنے ایک نچلا درجہ چھوڑ کر بلند تر درجے پر قدم رکھا ہے، تو سب سے پہلے خدا ہی کی طرف نظر اُٹھائی ہے" اسی مطلب کی طرف اخوان الصفا کے مصنفوں نے زیادہ صاف لفظوں میں اشارہ کیا تھا: "انسان کی کسی جماعت اور اُس کے کسی عہد کی عقلی استعداد کا اندازہ کرنے کے لئے سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اُسکے تصور الٰہی پر نظر ڈالی جائے۔ جس درجہ یہ تصور شائستہ اور بلند ہوگا، اُتنی ہی اُس جماعت اور اُس عہد کی عقلی استعداد ترقی یافتہ ثابت ہوگی"! ہیگل نے بھی اسی طرف توجہ دلائی ہے: "تاریخ میں کسی قوم کی عقلی اور تمدنی استعداد معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ معلوم کرو کہ اُسنے اپنی پرستش کے لئے کیسا خدا انتخاب کیا تھا؟"

انسانی ذہن و فکر کی اس درماندگی میں وحی و نبوت کی دستگیری ہمیشہ نمایاں ہوتی رہی۔ لیکن وہ اس راہ میں عقل انسانی کی اُسی حد تک رہنمائی کر سکتی تھی، جس حد تک اُس کی استعداد ساتھ دینے کے لئے طیار تھی۔ انبیاء کرام (علیہم السلام) کی تعلیمات کا پیرایۂ و اسلوب بھی دراصل اُن کے زمان و مکان کی عقلی استعداد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ مجمع انسانی کے معلم و مربی تھے۔ اس لئے اُسی درجہ کا سبق دے سکتے تھے، جس درجہ کہ فہم و تحمل کی استعداد مخاطبین میں پیدا ہوگئی تھی۔ وہ اس سلسلۂ ارتقا سے باہر نہیں ہیں۔ اسی کے نشو و ترقی کی مختلف کڑیاں ہیں۔

تصور الٰہی کے دو بنیادی اصل

نوع انسانی کے تصور الٰہی کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے، تو اگرچہ اُس کی نوعیت کی بے شمار صورتیں اور قسمیں سامنے آئیں گی، لیکن بڑی اور اصولی تقسیم دو بنیادی نوعیتوں کی بنا پر کی جا سکتی ہے:

(۱) تجسم اور تنزہ

(۲) صفات جلالیہ اور جمالیہ

ذہن انسانی نے جب فطرۃ کی آواز سنی اور خدا کا تصور کرنا چاہا، تو وہ بغیر شکل و شباہت کے اُس کا تصور نہ کر سکا۔ یہی تجسیم اور تمثیل کی بنیاد ہے۔ یعنے خدا کے لئے ایسی صفات تجویز کرنا جیسی صفات مخلوقات و موجودات کے ہم محسوس کر رہے ہیں۔

پھر چونکہ اُس کا ذہن و فکر عہد طفولیت میں تھا اور نشو و ترقی کے لئے ایک طولانی عمر کا محتاج تھا، اس لئے اس شکل و شباہت کا نقشہ بھی زیادہ شائستہ اور بلند نہ کھینچ سکا۔ وہ دراصل اپنے ہی صفات کا عکس طیار کر رہا تھا، اُس کی صفات ابتدائی عہد کے ناقص اور ادنیٰ درجہ میں تھیں اس لئے ویسے ہی صفات سے اُسنے اپنے خدا کا خال و خد بھی آراستہ کیا!

یہ صفات ابتدا میں سرتاسر قہر و جلال کی صفات تھیں۔ پھر ان میں رحم و جمال کی بھی آمیزش ہوئی، لیکن غلبہ قہر و جلال ہی کو رہا۔ اُس کے تصور میں پہلے دہشت آئی۔ پھر اُمید نے ظہور کیا۔ وہ پہلے خدا سے صرف ڈرتا تھا۔ پھر اُمید کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ محبت بھی کرنے لگا!

چنانچہ اس سلسلہ کے ارتقائی تغیرات میں یہی دو باتیں سب سے زیادہ نمایاں اور بمنزلۂ اصل و معیار ہیں۔ اس سلسلہ کی ابتدا تجسم اور قہر و جلال سے ہوتی ہے، اور تکمیل تنزہ اور رحمت و جمال پر۔ درمیان کی تمام کڑیاں، ارتقائی کڑیاں ہیں۔ جوں جوں انسان کی معنوی استعداد ترقی کرتی گئی، وہ تجسم سے تنزہ کی طرف اور صفات قہر و جلال سے رحمت و جمال کی طرف ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ تکمیل کی آخری منزل نمودار ہوگئی۔

تجسم اور تنزہ پر دوسری جگہ مستقلاً بحث کی گئی ہے۔ یہاں اس کا ذکر تبعاً آگیا ہے۔ یہاں کا اصلی موضوع صرف صفات قہر و جلال اور رحمت و جمال کے ارتقائی تغیرات ہیں۔

(یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں "ابتدا" اور "ابتدائی عہد" کے الفاظ سے نوع انسان کی حقیقی ابتدا مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کی تصریحات کے مطابق نوع انسانی کی ابتدائی زندگی، اُس کی فطری اور بے آمیز زندگی تھی، اور چونکہ وہ فطرۃ حالت ہدایت میں پیدا کیا گیا ہے نہ کہ ضلالت میں، اس لئے اُس کے تمام عقائد و تصورات بھی اپنی فطری ہدایت پر قائم تھے۔ منحرف اور کج اندیش نہ تھے۔ لیکن اُس کے بعد مختلف اسباب سے وہ حالت باقی نہ رہی۔ فطرۃ کی سادہ ہدایت کی جگہ اکتساب کی گمراہیاں پیدا ہوگئیں، اور بڑھتے بڑھتے اس درجہ تک پہنچ گئیں کہ پہلی حالت بالکل منقلب ہوگئی۔ اسی عہد سے انسان کی معنوی زندگی کی ایک دوسری نشئۃ شروع ہوتی ہے، اور اُس کی "ابتدائی" زندگی اور "عہد طفولیت" سے اسی دوسرے عہد کی ابتدا مقصود ہے۔ شرح اس حقیقت کی اشارات میں ممکن نہیں اور یہ محل تفصیل نہیں)

دَور قہر و جلال

یہ عجیب بات ہے کہ تاریخ میں انسان کا قدیم سے قدیم تصور الٰہی جو ہمارے سامنے آتا ہے، وہ سرتاسر خوف اور دہشت کا تصور ہے۔ رحم، محبت، اور جمال کا اس میں کوئی عنصر نظر نہیں آتا۔ خدا کا تصور اُسکے لئے صرف ڈرنے کی چیز تھی۔ امید، اُنس، اور محبت کی چیز نہ تھی۔ وہ اُس کے قہر و غضب کی ہولناکیوں سے ڈرتا تھا، اس لئے اُس سے بچنے کے لئے اُس کی پرستش کرتا تھا۔

انسان کی پرستش خدا سے بچنے کے لئے تھی۔ خدا کی طرف بڑھنے اور اُس سے محبت کرنے کے لئے نہ تھی۔ وہ ایک ڈراؤنی اور ہولناک طاقت سے محبت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا!

بظاہر یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے مگر فی الحقیقت عجیب نہیں ہے۔ انسان خدا کی صفات کو کائنات عالم کے فطری مظاہر میں دیکھتا تھا۔ یہی مظاہر اُس کے تصور میں خدا کے اعمال کا تصور پیدا کرتے تھے۔ فطرۃ کائنات میں کون و فساد ہے۔ یعنے وہ کائنات کی زندگی اور بقا کے لئے بہ یک وقت بناؤ اور بگاڑ، دونوں کا عمل جاری رکھتی ہے۔ انسان نے جب اپنی ابتدائی عقل و ادراک سے مظاہر فطرۃ پر نظر ڈالی، تو اُس کی نظر فطرۃ کے بناؤ کا حسن نہ دیکھ سکی۔ اُسکے بگاڑ کی ہولناکیوں سے سہم گئی۔ فطرۃ کا جمال ایجاب و تعمیر سلب و تخریب کے نقاب میں پوشیدہ ہے۔ اُس تک پہنچنے کے لئے عقل و ادراک کی زیادہ تیز اور دُور رس نگاہ کی ضرورت تھی۔ یہ ابھی اُسے میسّر نہیں آئی تھی۔ پس صورت کائنات کا پہلا اثر جو اُس کے ذہن و ادراک کی نارسائی نے قبول کیا، جمال و رحمت کی دلآویزی نہ تھی۔ جلال و قہر کی ہولناکی تھی۔ اسی ہولناکی سے اُسنے خدا کی شکل و شباہت کا نقشہ بھی کھینچ لیا۔ قدرتی طور پر یہ نقشہ ڈراؤنا تھا۔ محبوب و دلآویز نہ تھا۔

اس عالم اثر و تاثر میں ہر چیز کی طرح ہر فعل بھی ایک قدرتی طبیعت اور مزاج رکھتا ہے۔ تخریب کے مزاج میں شورش اور ہولناکی ہے، اور تعمیر سرتاسر سکون اور خاموشی ہے۔ تعمیر جمع، نظم، ترتیب، اور ایجاب ہے۔ تخریب تفرقہ، برہمی، اضطراب، اور سلب و نفی ہے۔ جمع و نظم کی حالت ہی سکون ہے۔ اور تفرقہ و برہمی کی حالت ہی شورش و اضطراب کی حالت ہے۔ دیوار جب بنتی ہے تو کوئی ہولناکی محسوس نہیں ہوتی لیکن اُس کے گرنے میں دھماکا ہوتا ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر تخریب کا عمل تعمیر سے زیادہ نمایاں اور پُرشور ہے۔ تخریب کی ہیبت فوراً ڈرا دیتی ہے، لیکن تعمیر کی دلآویزی آہستہ آہستہ نمایاں ہوتی ہے۔ تخریب کا دھماکا دُور سے بھی سُن لیا جا سکتا ہے، لیکن تعمیر کا خاموش عمل دیکھنے کے لئے نزدیک آنے کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیوانی طبیعت تعمیری اور ایجابی افعال سے اُنس پکڑنے میں دیر لگاتی ہے لیکن تخریبی اور سلبی افعال سے فوراً ڈر جاتی ہے۔ جانور ڈرتے زیادہ ہیں۔ اُنس کم پکڑتے ہیں۔ انسان کا بچہ بھی ابتدا میں ہر چیز سے سہمتا اور ڈرتا ہے۔ پھر جوں جوں اُس کی ذہنی استعداد بڑھتی جاتی ہے، ڈر کم ہوتا جاتا ہے اور موانست بڑھتی جاتی ہے۔

نوع انسانی کا اُسکے عہد طفولیت میں یہی حال تھا۔ کائنات فطرۃ فی الحقیقت سرتاسر وجود، تعمیر، اور ایجاب ہے، اور اس لئے

السحر الحلال فی مجلات الہلال

گاہ گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفرین دعوت تھی۔ اُس نے ملک کے سیاسی، علمی، ادبی، اور دینی افکار و عقائد پر جو انقلاب انگیز اثرات ڈالے، قریب ہے کہ مستقبل ہند کا مورخ ان پر بحث کریگا اور اُن کے اندر وہ عناصر و مبادیات ڈھونڈھیگا جن سے ہندوستان کی سنہ ۱۹۱۹ کے بعد کی اجتماعی ذہنیت ظہور پذیر ہوئی۔

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اس لئے اُس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف مذاق کا مجموعہ تھا۔ اُس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے۔ اور اُسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا۔ پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں۔ اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں۔ اِس کی جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی، اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں۔ اِن کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کی تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیہ میں خرید لیا۔ اور حال میں ایک صاحب نے اِس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے۔ جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی علیحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں۔ پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جا سکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے۔

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل ہوگئی ہیں۔ ہم اِس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اِس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف اُنھیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی۔ ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے۔

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " " چہارم ۱۰ روپیہ   " " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اِس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے۔ قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے۔

مینیجر "البلاغ پریس"

ہے۔ وہاں سے لے لیا جا سکتا ہے۔ روم کے نسخہ میں پانچویں سطر پڑھی نہیں جاتی لیکن سلوسٹرڈے ساسی کے نسخہ میں موجود ہے۔ وہاں سے لے لی جائے۔ اسی طرح پوری کتاب کا ایک ایک لفظ بذریعۂ یادداشت مرتب کر لیا ہے۔ ساتھ ہی تمام نسخوں کے چھوٹے چھوٹے لفظی اختلافات کے بھی حوالے دیدیئے ہیں۔ بعد کو یہ اختلافات کتاب کے ساتھ شائع کر دیئے گئے۔ ان کی ضخامت اصل کتاب سے بھی بڑھ گئی ہے۔ ایک پوری جلد صرف فہرست اور اختلافات پر مشتمل ہے!

اسی طرح طبقات ابن سعد کی یادداشت دو جلدوں میں مرتب ہوئی تھی۔ اس کے ایک ایک ورق اور ایک ایک سطر کے لئے بار بار دنیا کا سفر کیا گیا تھا۔ اس کی ایک ایک سطر، دس دس بیس بیس جگہوں کے نسخوں کو باہم گر ملانے کے بعد حاصل ہو سکی۔ بعد کو یہ کتاب چھپ گئی، لیکن اس کی یادداشت اب بھی علم و جستجو کا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

یہ یادداشتیں زیادہ تر علمی جماعتوں نے مرتب کی ہیں مگر بعض ایسی بھی ہیں جو کسی ایک شخص کی تنہا جستجوئے علم کا نتیجہ ہیں۔ انیسویں صدی کے مستشرقین میں پروفیسر ریوڈ Reinaud، اتین کاترمیر Etienne quatremere، ڈیرنبرگ Derenbourg، گستاؤ فلوگل Flügel، فلائشر Fleischer، اور دی گویہ De goeje، کی یادداشتیں نہایت قیمتی ہیں۔ زمانۂ حال کے مستشرقین میں مشہور جرمن مستشرق پروفیسر تھیوڈر نولڈیک Theodor Nöldeke اور پروفیسر گولڈزیہر Goldziher کی یادداشتیں شائع ہو چکی ہیں اور نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہیں۔

حال میں ایک نہایت قیمتی یادداشت پروفیسر ہیوار Huart نے شائع کی ہے جو ہمیں گزشتہ مہینے پیرس سے وصول ہوئی ہے۔ اس یادداشت میں پروفیسر موصوف نے نہ صرف اپنی جستجوؤں کے نتائج درج کئے ہیں بلکہ گزشتہ دور کے دو بہت بڑے فرانسیسی مستشرقوں پروفیسر دی سلان De Slane اور پروفیسر ڈیرن برگ Derenbourg کی بعض غیر مطبوعہ یادداشتوں سے بھی ضروری فوائد اخذ کئے ہیں۔

پروفیسر دی۔ سلان کا انتقال سنہ ۱۸۷۸ء میں ہوا۔ وہ انیسویں صدی کے مشاہیر مستشرقین میں سے تھے۔ مقدمۂ ابن خلدون، تاریخ بربر ابن خلدون، اور ابن خلکان کا فرانسیسی ترجمہ انہی کے قلم کا رہین منت ہے۔ مقدمہ ابن خلدون کے ترجمہ و اشاعت کا کام دراصل ایٹین کاترمیر نے شروع کیا تھا۔ مگر تکمیل انہی کے قلم دستی سے ہوئی۔ قومی کتب خانۂ پیرس کے مشرقی مخطوطات کی فہرست بھی انہی نے مرتب کی تھی۔

پروفیسر دیرن برگ کا انتقال سنہ ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ یہ اسی نام کے مستشرق باپ کا مستشرق بیٹا ہے۔ سیبویہ کی الکتاب (جو کلکتہ میں ایشیاٹک سوسائٹی چھاپ چکی ہے) یورپ میں اسی کے اہتمام سے چھپی تھی۔ کتاب الفخری، دیوان نابغہ، کتاب الاعتبار ابن منقذ وغیرہ بھی اسی کی سعی و محنت سے مرتب و شائع ہوئیں۔ بعد کو الفخری کی نقل مصر میں شرکت احیاء کتب عربیہ نے بھی چھاپ دی۔

پروفیسر ہیوار موجودہ عہد کے مستند فرانسیسی مستشرق ہیں۔ یہ پہلے مصر کے فرانسیسی قنصل خانہ میں کاتب تھے۔ پھر ترقی کرتے کرتے قنصل جنرل ہو گئے۔ اب ایک عرصے سے پیرس کے مدرسۂ لغات حیۂ عالم کے معلم ہیں۔ اسلامی و عربی علوم و مذاہب پر ان کی مصنفات بکثرت شائع ہو چکی ہیں۔ تاریخ عرب، تاریخ ادبیات عرب، تاریخ بغداد جدید، وغیرہ کتابیں مشہور و مقبول ہیں۔ ابو زید بلخی کی کتاب الخلیقہ انہی کی سعی و اہتمام سے شائع ہوئی۔ کانی فونگو (چین) کی ایک قدیم مسجد کے عربی و فارسی نقوش پر بھی ان کا ایک رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ اس یادداشت میں عربی اور فارسی، دونوں زبانوں کے بعض نوادر پر معلومات موجود ہیں۔ ایک ترکی (عثمانی) کتاب کا بھی ذکر ہے۔ ہم آئندہ اس کے بعض اہم فوائد ہدیۂ قارئین کریں گے۔

* * *

امام ابن قیم کی کتاب العلم والعلماء

امام ابن قیم کی مصنفات کا بڑا ذخیرہ شائع ہو چکا ہے، لیکن روز بروز نئی کتابیں نکلتی ہی آتی ہیں۔ حافظ ابن رجب نے طبقات میں ان کی ایک کتاب کا نام "کتاب العلم والعلماء" لکھا ہے۔ اب تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس کا ایک نہایت عمدہ نسخہ جس پر اُن کے شاگرد فیروزآبادی (صاحب قاموس) کا دستخط ثبت ہے، دمشق میں نکل آیا ہے اور اسکی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

* * *

العبر فی اخبار البشر

الہلال نمبر ۲ میں ہم نے امام شمس الدین ذہبی، کی تاریخ کبیر کی نسبت اطلاع دی تھی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ان کی ایک دوسری تاریخ "العبر فی اخبار البشر" بھی زیر تصحیح و طباعت ہے۔

امام موصوف نے اپنے تذکرہ میں خود تصریح کی ہے کہ انہوں نے پہلے مطول و مبسوط تاریخ الاسلام (تاریخ کبیر) لکھی۔ پھر اس سے مختصرات منتخب کر کے چار چھوٹی چھوٹی کتابیں الگ کر لیں:

(۱) الدول الاسلامیہ: یہ تاریخ کبیر کا اختصار ہے، اور بعض کتابتوں میں چار جلدیں ہیں بعض میں دو۔ اس کا سب سے زیادہ بہتر اور مکمل نسخہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ کوپرلی میں ہے۔

(۲) طبقات الحفاظ: اسمیں صرف اُن حفاظ حدیث کے حالات لئے ہیں جن کے تراجم بسلسلۂ تاریخ، تاریخ کبیر میں آ گئے تھے۔ حافظ جلال الدین سیوطی کی طبقات اسی کا اختصار و تکملہ ہے۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں پروفیسر وستنفلڈ نے اسے تین جلدوں میں چھاپ کر شائع کیا۔

(۳) طبقات القراء: اسمیں قراء کے تراجم تاریخ کبیر سے اخذ کر کے بہ ترتیب طبقات جمع کئے ہیں۔ اسکے نسخے پیرس کے قومی کتبخانہ اور قسطنطنیہ کے کتبخانہ کوپرلی اور ینی جامع میں موجود ہیں۔ متعدد علماء نے اس کے ذیل بھی لکھے تھے۔ حافظ سیوطی کا ذیل چھپ گیا ہے۔

(۴) العبر فی اخبار البشر: یہ ایک مختصر تاریخ عام دو جلدوں میں ہے۔ اسمیں اور دول الاسلامیہ میں یہ فرق ہے کہ اُسکی ترتیب حروف تہجی کی ترتیب ہے۔ اس کی ترتیب سنین کی ترتیب ہے۔ سنہ ہجری کی ابتداء سے لے کر سنہ ۷۴۰ھ کے تمام حوادث و وفیات اسمیں مل جاتے ہیں۔ ابن شماع دمشقی (متوفی سنہ ۹۳۶ھ) نے اس کا ذیل لکھا تھا۔ اسکے نسخے برٹش میوزیم اور ایا صوفیا قسطنطنیہ کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔

اسی آخری کتاب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ بعض اہل علم کی سعی سے قاہرہ میں چھپنا شروع ہو گئی ہے۔ عنقریب پہلی جلد مکمل ہو کر شائع ہو جائے گی۔

فہرست

مذاکرۂ علمیہ ۲
نظریۂ ارتقا کا گم شدہ حلقہ
ریڈیم ۳
تاریخ مغرب جدید کی تاریخی شخصیتیں ۶
روسو
عالم شرق و اسلام ۱۰
شام کے جہاد حریت کا خاتمہ
بصائر و حکم
انسانیت موت کے دروازہ پر ۱۳
حضرت عمرو ابن العاص
برید فرنگ ۱۴
مسولینی کی ایک اہم تقریر
برید شرق
مکتوب قسطنطنیہ ۱۸
خواطر و سوانح
"اخباری زندگی کا ایک لمحہ" ۱۹
باب التفسیر
تفسیر سورۂ فاتحہ کا ایک صفحہ ۲۱
عالم مطبوعات و صحائف ۲۳
ایک نئی یادداشت کتب
کتاب العلم والعلماء
العبر

میرٹھ
کی
اصلی مشہور و معروف
قینچی
نانہ اسٹور متصل تحصیل میرٹھ سے منگائیے

۹ ۱

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما :

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا ھے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ھے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي ھوتے ھیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ھے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے ھیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ھے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے ھیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ھے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ھوتے ھیں

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے ھیں

کیا آپ تجارت کرني چاهتے ھیں ؟

اگر آپ چاهتے ھیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ھوسکتے -

اگر آپ چاهتے ھیں که بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے ھیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید ھیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے ھیں -

M. R. MARSDEN & CO
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري ھیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي ھیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه ھے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه ھے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ھے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي ھیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۹ کلکتہ : جمعہ ۱۳ - صفر ۱۳٤٦ هجری جلد ۱
Calcutta : Friday, 12, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکھتی ۔
طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وہ هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ٥٦١ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٥٦	اردو حروف کی حق مین	۱۸۲
موجودہ مشترك طباعة کی حق مین	۱۰٥	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۱۷۸	نستعلیق هون	

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الهلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالی گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	- -	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	- -	سولہ روپیہ
قیمت ششماہی	- -	سات روپیہ
قیمت فی پرچہ	-	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الہلال" کے نام ہونی چاہیے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے۔

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے۔

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداری لکھیے جسکی اطلاع آپکو وصول قیمت کی رسید میں دیدی گئی ہے۔

(۵) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں۔ ورنہ بصورت دیگر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا۔

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے، مقامی ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے۔ اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں۔

(۷) منی آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں۔

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق محض دفتری مراسلت (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا۔

نوجوان چونک اٹھا - إدھر اُدھر گھبراھٹ سے دیکھنے لگا - سمجھا ' اُسکے ہم مدرسہ پکار رہے ھیں - مگر وھاں کوئي انسان بھي نظر نہ آیا -

" دیوکلس !" — " دیوکلس !" نوجوان تمثالي نے نگاہ اٹھا کر بت کو دیکھا - کیا دیکھتا ھے کہ سچ مچ کو اُسکے ھونٹ ھل رہے ھیں ! ... اچانک سنگ مرمر کے ھاتھہ میں جنبش ھوئي ...... دیوي نے اپنا ھاتھہ دیوکلس کے کندھے پر رکھہ دیا ...... بجلي کي ایک طاقتور لہر اُسکے بدن میں دوڑ گئي - بید کي طرح تھر تھرانے لگا - خوف کي شدت سے اُسکے حواس معطل ھوگئے ......

لیکن آواز ابتک آ رھي تھي " دیوکلس ! " " دیوکلس ! "

" دیوکلس ! تونے مجھے پکارا - لے ' میں آگئي - تیري مناجات میں نے سن لي - بول ' کیا مانگتا ھے ؟"

دھشت سے نوجوان کي سانس رک گئي - بے اختیار زمین پر گر پڑا - قریب تھا ' بیہوش ھو جائے - جب کچھہ عرصہ کے بعد اُسکے ھوش حواس واپس آنے لگے - تو اُس نے خوفزدہ نظروں سے دیوي کو دیکھا :

" ھاں مقدس دیوي !" اُسنے کانپتي ھوئي آواز سے کہا " میں ھي تیرے حضور زار نالي کر رھا تھا - مجھے " حقیقت " کي جستجو ھے - میں " حقیقت " کو دیکھنا چاھتا ھوں - میں اُسے بے نقاب دیکھنا چاھتا ھوں ... "

" تو حقیقت کي کھوج میں ھے !" دیوي نے اپني پر رعب آواز میں کہا " حقیقت خود یہي " وجود " ھے - حقیقت کہاں نہیں ھے ؟ لیکن ھاں ' بے پردہ ' بے نقاب حقیقت ' کبھي کوئي کائناتي نگاہ نہ دیکھہ سکی - کسي نے اِسکے دیکھنے کي جرات بھي نہیں کي - بے نقاب حقیقت انسان کي حد نگاہ سے باھر ھے - تاھم اگر تیري یہي ضد ھے تو سمجھہ لے ' تجھے بڑي قیمت ادا کرني پڑیگي ' ایسي بڑي ' جسکي شاید تجھے قدرت نہیں - تجھے دولت ' عظمت ' حسن — سب سے دست بردار ھوجانا پڑیگا - تجھے زندگي کا بھي آرزومند نہ ھونا چاھیے - دیوتاؤں نے " حقیقت " سے بڑھکر کوئي دولت کائنات کي اولاد کو نہیں دي ھے "

" میں اِن سب سے ھمیشہ کیلیے بخوشي دست بردار ھوتا ھوں " دیوکلس نے خوش ھوکر کہا " میں سورج بھي چھوڑنے پر طیار ھوں "

دیوي نے اپنا سر جھکا لیا - ھر طرف خاموشي پھیل گئي - درخت " زفس " کي اِس باعظمت لڑکي کي تعظیم میں جھک گئے !

دیوي نے پھر سر اٹھایا :

" بہتر " اُسنے آدمیوں کي طرح لفظوں میں کہا " تجھے حقیقت دکھلائي جائیگي - لیکن ایک ھي مرتبہ میں تو اُسے نہیں دیکھہ سکتا - میں ھر سال ایک دفعہ تجھے وھاں لیجایا کرونگي - تو اُسکے چھپانے والے پردوں میں سے ' ھر مرتبہ ' ایک پردہ چاک کرسکے گا ... تو زندگي کے لباس میں رھے گا ' یہانتک کہ حقیقت عریاں اپني آنکھوں سے دیکھہ لے "

* * *

نوجوان کا چہرہ مسرت امید سے دمکنے لگا - وہ خاموش رھا کہ دیکھے اب دیوي کیا کرتي ھے - اچانک وہ حیرت سے دم بخود ھوگیا - دیوي نے اپني سنگ مرمر کي چادر اتار دي - دیوکلس کي آنکھیں دختر زفس کے حسن وجلال سے چکا چوند ھوگئیں - چشم زدن میں بت نور کا پتلہ بن گیا - ... اب اُس میں حرکت ھوئي - ... اُسنے نوجوان کو گود میں اٹھا لیا - لامتناھي فضا میں پرواز شروع کردي - ایک نامعلوم خطہ میں جا پہنچي - دیوکلس نے دیکھا ' ایک سر بفلک پہاڑ پر وہ کھڑا ھے ...

یہاں ' پہاڑ پر ' نوجوان نے کالي بدلیوں کے اندر ایک پرچھائیں سي دیکھي - جوش شناخت میں اُسکي روح اُسکے حلقہ ھاے چشم میں سمٹ آئي مگر وہ اسکے خال وخط نہ دیکھہ سکا !

" یہي حقیقت ھے " دیوي نے اپني انگلي سے اشارہ کرکے کہا " یہي اپني دھندلي شعاعیں زمین پر ڈالتي ھے اور فلسفي اور حکیم اُن میں نور حق کا سایہ ڈھونڈھتے ھیں - اگر یہ شعاعیں نہ ھوتیں تو دنیا تاریک رات کي طرح اندھیري ھوجاتي - انسان کي نگاہ حقیقت کو اِنہي شعاعوں میں دیکھہ سکتي ھے - تم دیکھہ رھے ھو ' وہ کس قدر ھلکي ' کیسي دھندلي شعاعیں ھیں ؟ حقیقت بے حد روشن ھے - اتني روشن کہ سورج کي روشني سے بھي تم اسکا قیاس نہیں کرسکتے - مگر وہ اِن پردوں کے اندر چھپي ھوئي ھے - صرف اُسکا سایہ ھي نظر آسکتا ھے - آگے بڑھ ! اور اُسکا ایک پردہ چاک کر ڈال "

دیوکلس نے دیوي کے حکم کي تعمیل کي -

ھاتھہ لگتے ھي پردہ سفید پرند بن گیا - تھوڑي دیر نوجوان کے سر پر منڈلایا - پھر سیدھا آسمان کے طرف اُڑ گیا !

دیوکلس نے اب دیکھا - حقیقت کي شعاعیں پہلے سے زیادہ صاف اور روشن ھیں !

دیوي اُسے پھر زمین پر اُتار لائي - وہ اپني اکاڈیمي میں گیا ' اور دیوي اپنا مرمري جامہ پہنکر پھر بت بن گئي !

* * *

دیوکلس نے دیوي سے اپنا وعدہ پورا کیا - آرام و راحت سے منھہ موڑ لیا ' خلوت میں بیٹھا ' اور غور و فکر میں یکقلم مستغرق ھوگیا -

اب وہ انسانوں کے کسي مجمع میں نظر نہیں آتا تھا - ایتھنس کے تمام میلے اس سے خالي ھوگئے تھے -

دوسرے سال اپنے مقررہ وقت پر ' وہ پھر سنگ مرمر کے بت کے سامنے سر بسجود تھا - دیوي نے حرکت کي ' اور پہلي مرتبہ کي طرح اُسے غیر معلوم پہاڑ پر اُڑا لے گئي - اب اُسنے حقیقت کا دوسرا پردہ چاک کردیا - اس مرتبہ روشني اور بھي زیادہ تیز ھوگئي - پھر وہ زمین پر واپس آ گیا - اُسکي زھد و خلوت پسندي اب اور زیادہ گہري ھوگئي تھي -

* * *

اُسکے رفیق اِس تبدیلي پر متعجب تھے - اُنھوں نے اُسے بہت بہت پھسلایا ' مگر وہ اپنے گوشۂ انزوا سے باھر نہ نکلا -

ایتھنس کي بعض حسین دوشیزہ لڑکیوں سے اُسکي ملاقات تھي - ایک فتنہ گر حسن اُس سے محبت بھي کرتي تھي - اُسکي یہ حالت دیکھکر ایک دن اُسکے پاس گئي :

" دیوکلس ! کیا بات ھے ؟ " دوشیزہ نے مسکرا کر کہا " تم مجھہ سے بیزار کیوں ھوگئے ؟ یہ دیکھو ' میري آنکھیں ستاروں کي طرح چمکتي ھیں - میرے بال شعاعوں سے بھي زیادہ چمکیلے ھیں - میرا جسم کیسا دلفریب ھے ؟ میں نے تمھارے سوال محبت کا جواب دیا تھا ' مگر اب میں خود تم سے جواب محبت کي سائل ھوں - مجھے دیکھو ' میري محبت کي تحقیر نہ کرو - خود دیوتا بھي محبت سے انکار نہیں کرتے "

افسانہ

حقیقت کہاں ہی ؟

یونانی علم الاصنام کا ایک افسانۂ حکمت

قدیم یونان کے مرکز ایتھنس ' فلسفہ کے گہوارے اور حکمت کے سر چشمے پر ' رات کي خاموشي چھا گئي تھي -

رات نے اپني سیاہ قناتیں تان دیں - محو خواب شہر کي لمبي سانسوں کے سوا کوئي آواز سنائي نہیں دیتي - اتنے میں چاند نکل آیا - روپہلي چاندني کوہ و دشت پر پھیل گئي - مندروں کي سنہري برجیاں چمک اٹھیں - زیتون اور خرمے کے درخت بے ساختہ کھلکھلا اٹھے !

شہروں کي ملکہ ایتھنس سو رہي ہے - دروازوں پر چوکیدار اونگھہ رہے ہیں - لیکن ' صرف ایک نوجوان ہے جو اب تک جاگ رہا ہے !

دیوکلس حسن ' ذہانت ' دولت کے خزانوں کا مالک ہے - اکاڈیمي میں حکمت کا طالب علم ہے - اپنا پورا دن ' اور رات کے بھي بہت سے گھنٹے ' علم و حکمت کے پہلو میں گزارتا ہے - صحبت و معاشرت سے بیزار ہے - ایک پورے حکیم کي طرح پورا خلوت پسند ہے - تفکرات کے سمندر میں شب و روز غواصي ؛ بس یہي اُس کا مشغلہ ہے -

ایتھنس ' یعني حکمت کي دیوي کا مرمري خوبصورت بت اکاڈیمي کے صحن میں نصب تھا - دیوکلس سب طالب علموں سے زیادہ ' حکمت کے اس خاموش مجسمہ کے پاس جاتا اور ہمیشہ اُس کے تصور میں غرق رہتا - اُس کي دل کي مناجاتوں کا قبلہ یہي تھا - اُس کے دماغ کے استغراق کا مرکز اِسي میں تھا - وہ اس کي دلفریب صورت پر غور کرتا - وہ اُس کے جمال معني و حقیقت کي جستجو میں محو ہوجاتا - وہ اُس سے حکمت کي وحي اور علم کا پیام رباني طلب کرتا - وہ حکمت کي جستجو میں حکمت کے مجسمہ کا عاشق تھا !

***

آج رات دیوکلس پھر دیوي کے سامنے دست بستہ کھڑا ہے -

رات ڈھل گئي ' مگر وہ بے حس و حرکت کھڑا ہے - اچانک اُس نے سر اٹھایا اور بت کے قدموں پر گر پڑا - بوسوں پر بوسے لینے - آنسوؤں سے اُس کے پاؤں دھونے لگا :

" اے علم و حکمت کے مظہر محبوب ! رحم ' رحم ' مجھے ایک نظر دیکھہ لے ! ایک مرتبہ کے لیے میري التجائیں سن لے ! "

وہ دیر تک آنکھوں کے آنسوؤں اور زبان کي دعاؤں سے مناجات کرتا رہا - پھر اُس نے نظر اٹھائي - چاند نے اپني شعاعیں جمع کرکے دیوي کے چہرے کي رعنائي بے حساب کردي تھي !

ہوا چلتے چلتے رک گئي - پتوں کا شور تھم گیا - پہلے سے زیادہ سکون طاري ہوگیا - نوجوان کا دل تنگ ہوا - اُس نے لمبي آہ بھري ' اور آہ کے ساتھہ ہي آنسوؤں کي لڑیاں رخساروں پر پھیل گئیں :

" مقدس دیوي ! " دیوکلس نے جوش سے چلا کر کہا " تیرے ہي قدموں پر میرا سر دھرا ہے - تیري ہي عبادت پر میري روح جھکي ہے - تو نے میرے دل کو حکمت کے عشق سے معمور کر دیا - تو نے کمال کا لازوال شوق پیدا کردیا - تو نے حقیقت کي جستجو کي آگ سلگا دي - یہ آگ اب جلائے ڈالتي ہے - یا تو ہمیشہ کے لیے اِسے ٹھنڈا کردے ' یا حقیقت کا جمال پنہاں ایک مرتبہ دکھا دے - ہاں ' حقیقت ' مقدس ' عظیم حقیقت ' اِس مہیب کائنات کي حقیقت ' اس ہولناک ازلیت و ابدیت کي حقیقت ' ہر وجود کي روح ' مجرد حقیقت ' عریاں حقیقت - وہ حقیقت ' جس کي جستجو میں تمام فلاسفہ سرگرداں رہے ' اور حکیموں کو بستر خواب پر کبھي نیند نہ آئي - حکمت کي پاک دیوي ! حقیقت کا چہرہ میري آنکھوں کے سامنے بے نقاب کردے - میں اسے جاننا اور دیکھنا چاہتا ہوں - میں اُسے سارے پردوں اور نقابوں کے اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں - میں اس کي پرستش پر دل دے چکا ہوں - میں اُس کي راہ میں اپني زندگي اور زندگي کي تمام مسرتیں ' اپني دولت ' عزت ' حسن ' شباب ' محبت ' سب کچھہ قربان کردونگا "

دیوکلس نے یہ کہا اور گردن اٹھا کر دیوي کا منھہ دیکھا - وہ بدستور خاموش اور بے حس و حرکت تھي - نوجوان نے اپني پیشاني پھر اُس کے مرمري قدموں پر رکھدي اور گڑگڑانے لگا - اُس کي روح ' اُس کي آنکھیں ' اُس کي زبان ' تینوں دیوي کے قدموں پر تھے - روح آتش شوق سے جل رہي تھي - آنکھیں جوشش عشق میں بہہ رہي تھیں - زبان ولولۂ مناجات سے وارفتہ تھي !

***

اچانک درختوں کے پتے ہلے ' ڈالیوں میں جنبش ہوئي ' نسیم کے جھونکے چلے - ہوا میں ایک آواز گونجي : " دیوکلس ! " " دیوکلس ! "

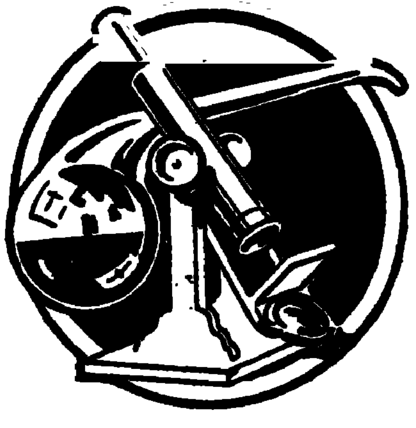

مذاکرہ علمیہ

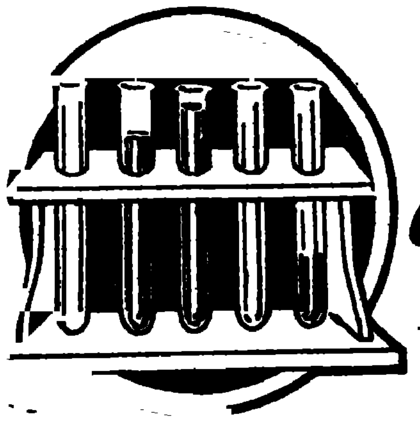

زمین پر کائنات حیات کا آغاز

علم و نظر کي درماندگیاں

روئے زمین پر ذي روح مخلوقات بہت مدت سے موجود ہیں - ماہرین طبقات الارض کا تخمینہ دس کروڑ سال کا ہے - بلا شبہ یہ تخمینہ ظني ہے - لیکن یہ یقیني ہے کہ بہت ہي قدیم زمانوں سے زمین پر زندگي موجود ہے - زمین کي زیادہ سے زیادہ گہري اور پراني پرتوں اور تہوں میں بھي زندہ کائنات کے نشان ملے ہیں -

(نظام شمسي)

زمین پر زندگي کا آغاز کب ہوا اور کس طرح ہوا ؟ اِس سوال سے پہلے یہ بحث سامنے آتي ہے کہ موجودہ صورت اختیار کرنے سے پہلے خود زمین کي حالت کیا تھي اور اُس پر کتنے دور انقلاب کے گزر چکے ہیں ؟

زمین ، نظام شمسي میں داخل ہے - اِس نظام میں آفتاب مرکزي حیثیت رکھتا ہے - اور سیارہ (گردش کرنے والے ستارے) اُسکے گرد گھوم رہے ہیں - یہ ستارے سورج سے بہت دور ہیں - مرکز سے جتني دوري بڑھتي ہے ، اُتنا ہي فاصلہ بھي زیادہ ہو جاتا ہے - ذیل میں تخمیني فاصلہ ملاحظہ ہو :—

عطارد	—	۱٬۴۰٬۰۰٬۰۰۰	میل
زہرہ	—	۲٬۶۰٬۰۰٬۰۰۰	"
زمین	—	۳٬۷۰٬۰۰٬۰۰۰	"
مریخ	—	۵٬۶۰٬۰۰٬۰۰۰	"
مشتري	—	۱۹٬۲۰٬۰۰٬۰۰۰	"
زحل	—	۵۵٬۵۰٬۰۰٬۰۰۰	"
اورانوس	—	۷۳٬۰۰٬۰۰٬۰۰۰	"
نبتون	—	۱٬۱۵٬۰۰٬۰۰٬۰۰۰	"

مریخ اور مشتري کے مابین ایک عظیم دائرہ موجود ہے - اِس میں سو سے زیادہ چھوٹے چھوٹے سیارات ، آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں - اور اُس سے تقریباً دس کروڑ میل دور ہیں -

ہر بڑے ستارے کے ساتھ ایک یا کئي چاند ہیں - اور اسکے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں - چنانچہ زمین کے ساتھ ایک ، مشتري کے ساتھ چار ، زحل کے ساتھ دس ، اورانوس کے ساتھ چار ، اور نبتون کے ساتھ ایک ہے -

آفتاب اپنے مرکز میں رہ کر تمام کواکب کو اپني طرف جذب کرتا اور کھینچتا ہے - یہ تمام کواکب اور آفتاب مختلف قسم کي دھاتوں چٹانوں ، اور مشتعل گیسوں سے مرکب ہیں - یہ دھاتیں اُسي قسم کي ہیں ، جیسي زمین میں ہم دیکھتے ہیں - آفتاب اِن تمام کواکب سے بہت بڑا ہے - زمین کا قطر اسکے مقابلہ میں صرف ۱۰۸/۱ ہے - زمین کا حجم آفتاب کے حجم کے سامنے صرف ۱۲۸۰۰۰۰/۱ ہے - مشتري سب سے بڑے ستاروں میں ہے - مگر اسکا قطر بھي آفتاب سے ۱۵/۱ کي نسبت رکھتا ہے - فلکیوں نے تمام کواکب اور آفتاب کے وزن کا بھي تخمینہ لگایا ہے - انکے اندازہ میں آفتاب اپنے تمام کواکب کے مجموعي وزن سے بھي سات سو گنا زیادہ وزني ہے - زمین تو اسکے مقابلہ میں بالکل ہي بے حقیقت ہے - وہ زمین سے ۳۲۴۰۰۰ گنا زیادہ وزني ہے !

آسمان پر آفتاب کے علاوہ اور نظام شمسي سے باہر ، بعض اور کرے بھي موجود ہیں - ان میں سے بعض نظام شمسي سے بھي زیادہ بڑے ہیں - یہ اثیر (ایتھر) اور گیسي مواد سے مرکب ہیں - اور خود اپنے گرد گردش کرتے رہتے ہیں -

اِس مشاہدہ کے بعد اگر ہم نظام شمسي کو دیکھیں ، اس کے انداز پر غور کریں ، اور اپنے مرکزي آفتاب ، اور اسکے حلقہ کے کواکب کي گردش پر نظر ڈالیں ، پھر اسکے بعد اثیر کے کروں پر غور کریں ، تو باہمي مشابہت کي وجہ سے فوراً ذہن میں یہ خیال پیدا ہو جایگا کہ شاید آفتاب کي تاریخ اثیر ہي سے وابستہ ہے -

اِس خیال کي تائید اِس امر واقع سے بھي ہوتي ہے کہ اگر ہم کسي سیال مادہ میں گردشي حرکت پیدا کردیں ، تو فوراً دیکھینگے کہ وہ کئي حلقوں میں منقسم ہوگیا ہے - سب حلقے مرکز کے گرد گھوم رہے ہیں اور خود ہر حلقہ اپنے اندر ایک گردشي حرکت رکھتا ہے - یہ حرکت بہت بڑي علمي اہمیت رکھتي ہے - جیسا کہ ابھي معلوم ہوگا -

(زمین میں حرارت)

اگر ہم زمین کے اندر اُتریں (جیسا کہ کانوں میں یا کنویں کھودتے وقت دیکھا گیا ہے) تو ہر ۳۳ میٹر گہرائي میں حرارت ، سنتي گریڈ کا ایک درجہ بڑھتي جائیگي - اِس حساب سے ایک لاکھ کیلو میٹر نیچے ، حرارت کا درجہ تقریباً تین ہزار ہوگا - معلوم ہے کہ اتني حرارت جملہ معدنیات کے پگھلا ڈالنے اور اکثر معلومہ مرکبات کو گیس بنادینے کیلیے بالکل کافي ہے - پھر ہمیں یہ بھي معلوم ہے کہ زمین کا نصف قطر تقریباً چھہ ہزار کیلومیٹر (۰۰۰٬۰۰٬۶۰ متر) ہے - بنابریں زمین کے مرکزي حصہ کا حجم ، جو مشتعل معدني مواد سے مرکب ہے ، اُسکي اِس سطح یا چھلکے کے حجم سے بہت زیادہ ہے جسپر ہم آباد ہیں -

زمین کا مرکزي حصہ سیال ہے یا ٹھوس ؟ اِس بارے میں علماء میں اختلاف ہے - بڑا گروہ اُسے ٹھوس بتاتا ہے ، کیونکہ زمین کي

ديوکلس نے دو شيزہ پر ايک سرد نظر ڈالي اور کہا :

" محبت ميرے دل سے اُسي طرح اڑ گئي ہے جس طرح دوسرا پردہ اڑ گيا تھا " اُسنے يہ کہا اور ايک طرف کو چلديا !

دو شيزہ حيرت سے اُسے ديکھتي رهي - بهلا يہ رمزوہ کيونکر سمجهہ سکتي تهي ؟ اُسنے خيال کيا ' ديوکلس ديوانہ هوگيا هے -

* * *

ايک سال بعد ديوکلس نے تيسرا پردہ چاک کيا - اُسکي نظر اور بهي زيادہ تيز هوگئي - اسکا نفس ناطقہ زيادہ شائستہ اور بلند مرتبت هوگيا !

اب فلسفہ کے حلقوں سے بهي وہ الگ هوگيا - اگر کبهي اتفاق سے وہ عوام کے سامنے بولتا تو لوگوں کے کان اُسکے ليے وقف هو جاتے - انساني دلوں کے ليے اُسکي آواز ميں ايک ايسي تاثير تهي کہ يونان کے صحنهاے حکمت ميں کسي بڑے سے بڑے حکيم کي آواز کو بهي نہ ملي هوگي - پورے ايتهنس نے جمع هوکر فيصلہ کرديا کہ ديوکلس ' استاد عظيم افلاطون اور دوسرے تمام حکيموں سے بازي ليگيا - اُس سے منتيں کي گئيں کہ فلسفہ کي امامت قبول کرلے مگر اسنے بے پروائي سے انکار کر ديا -

اسي زمانہ ميں ايسا هوا کہ ايتهنس پر دشمنوں نے حملہ کر ديا - ديوکلس وطن کي مدافعت ميں پيش پيش تها - بے نظير شجاعت سے لڑا - آخر زخموں سے چور چور لوٹا - ايتهنس کو فتح هوئي - بهادروں کو فورم ميں پهولوں کے تاج تقسيم کيے گيے - سب سے بڑا تاج ديوکلس کے واسطے طيار هوا تها - مگر عين وقت پر جب اُسے پکارا گيا ' تو وہ موجود نہ تها !

* * *

برسوں پر برس گذرتے چلے گيے - هر برس ديوکلس حقيقت کا ايک پردہ چاک کر آتا تها - ابهي وہ جوان تها مگر اسکا سر سفيد هوگيا - کمر جهک گئي - آنکهيں دهنس گئيں - قوى کمزور پڑ گيے - اسپر بهي وہ خوش تها ' کيونکہ وہ عنقريب " حقيقت " کا مشاهدہ کرنے والا تها ' اُس حقيقت کا بے پردہ بے ' نقاب مشاهدہ ' جسے کبهي کسي بشر نے نہيں ديکها !

* * *

آخر فيصلہ کي رات آگئي - آج " حقيقت " پر سے آخري پردہ بهي اُٹهہ جايگا - آج بے نقاب حقيقت اسکے سامنے هوگي !

ديوي " ديوکلس کو حسب عادت اڑا لے گئي - اور حسب " معمول حقيقت " کے سايہ کے سامنے کهڑا کر ديا :

" ديکهہ ' حقيقت کس قدر تابان هے ! پچهلے برسوں ميں جتنے پردے تونے چاک کيے ' وہ اسکے چهرے کے پردے نہ تهے - تيري هي غفلت کے پردے تهے جو تونے اپني آنکهوں پر ڈال ليے تهے - تونے ايک ايک کر کے تمام غفلتيں دور کرديں - آج آخري پردے کي باري هے - اِسکے بعد تو روبرو حقيقت کا جلوہ ديکهہ ليگا - اگر تو اپنے کيے پر پشيمان هے ' يا تيرے دل ميں ذرا بهي خوف موجود هے ' تو اب بهي وقت هے - لوٹ جا ' اور باقي زندگي چين سے گزار "

ديوکلس ' جوش طلب سے ديوانہ هوکر چلايا :

" اِسي منزل کي طلب ميں تو ميں نے ساري عمر گزار دي - اب ميں " حقيقت " سے کس طرح منهہ موڑ سکتا هوں ؟ ميں آخري پردہ بهي چاک کردونگا - ميں حقيقت کو ضرور بے نقاب ديکهونگا "

اُسنے يہ کہا اور آگے بڑها - اُسکا دل دهڑکنے لگا - هاتهہ کانپنے لگا - وہ اپني بزدلي پر شرمندہ هو رها تها مگر عمل کي هيبت و دهشت سے بے بس تها - اس نے دانت بهينچے ' آنکهيں بند کيں ' دل کڑا کے آگے بڑها ' هاتهہ بڑهايا ' اور آخري پردہ بهي کهينچ ليا ......

اُف ' هولناکي !

پردہ هٹتے هي روشني غائب هوگئي —— گهٹا ٹوپ اندهيري چها گئي ... کچهہ بهي دکهائي نہيں ديتا تها !

ديوکلس نے اتنے زور سے چيخ ماري کہ قريب تها ' اسکا سينہ شق هوجاے :

" حقيقت کہاں هے ؟ حقيقت کہاں هے ؟ اے ديوي ! حقيقت کہاں هے ؟ مجهے تو کچهہ سجهائي نہيں ديتا - وہ ' جو آخري پردے کے پيچهے تهي ' کہاں چلي گئي ؟ ساري دنيا تاريک هو رهي هے ... "

" تيري آنکهيں پهوٹ گئيں ! " حکمت کي ديوي نے وقار سے کہا " اے کائنات کے بيٹے ' تيري آخري غفلت بهي اڑ گئي ! بے نقاب حقيقت کوئي بهي نہيں ديکهہ سکتا - اگر ديکهہ سکتا هے تو اُسے پردوں هي ميں لپٹا ديکهہ سکتا هے - کوئي دس پردوں کے اندر سے ديکهتا هے - کوئي اِس سے کم ميں ديکهتا هے - کوئي اِس سے بهي زيادہ ميں - مگر حقيقت عرياں کا مشاهدہ ناممکن هے ... تونے ديکهنا چاها ' تو تونے ديکهہ ليا کہ تو کيا ديکهہ سکتا هے ! ... "

ديوکلس نے يہ سنا اور منهہ کے بهل زمين پر گر پڑا - اب اُسکے جسم ميں روح موجود نہ تهي ... شايد " حقيقت " کي جستجو ميں اُسنے دوسري دنيا کي راہ لي تهي ... "

الهلال

کا

يہ ۹ - وان نمبر هى

ليكن

اسوقت تک ضرورت باقي هے کہ توسيع اشاعت کي طرف آپ کو توجہ دلائي جاے -

اس ميں شک نہيں کہ اصحاب ذوق نے جس طرح الهلال کا استقبال کيا ' شايد هي اُسکي کوئي دوسري نظير اردو اخبارات ميں مل سکے - ليکن مشکل يہ هے کہ پرچہ کي ترتيب و طباعت کا معيار بہت بلند هے ' اور قيمت اُسکے مقابلہ ميں بہت کم - اب يا تو قيمت بڑهاني چاهيے - يا اتني وسيع اشاعت هوني چاهيے کہ اُس سے قيمت کي کمي کي تلافي هوجاے -

پیدا هوتے هیں' اور ایک جان سے دوسرے وجود کي جان متولد هوتي هے - چنانچه اس نے تجربه کرکے دکها دیا که انجیکشن کا قوام' گوشت کا ست' اور آلو جیسي ترکاریاں جو انکي مزعومه پیدایش کا سب سے بهتر اور اصلح محل هیں' جب هوا سے بالکل محفوظ کردي جاتي هیں یا بهت اچهي طرح آبالدي جاتي هیں' تو ان میں جراثیم کي پیدایش بالکل نهیں هوتي - موجوده علماء مادیئین کا خیال هے که پاسٹیور نے اپنے تجارب سے مذهب تولد ذاتي کي دلیلیں کمزور کردي هیں -

عهد آخر کے حکما میں ارنسٹ هیگل' مذهب تولد ذاتي کا سب سے بڑا عالم هے - وه کهتا هے " اگر في الحال تولد ذاتي کا وقوع ناممکن نظر آتا هے تو اس سے بطلان لازم نهیں آجاتا - کیونکه جس زمانه میں یه واقع هوا تها' اس وقت سمندروں کا پاني ایک خاص طبعي حالت اور کیمیاوي خاصیت رکهتا تها - حرارت کا درجه' نمک کي نوعیت' اور پگهلے هوئے گیسوں کي کیفیت کچهه اور هي طرحکي تهي - ایک محدود زمانه تک یهي حالت رهي - پهر اس کے بعد کبهي پیش نهیں آئي - لهذا تولد ذاتي کے اس وقت محال نظر آنے سے یه ثابت نهیں هو سکتا که اس عهد میں بهي محال تها - اب زمین کي وه حالت باقي نهیں رهي هے جو اس وقت تهي جب تولد ذاتي شروع هوا تها -

لیکن اس مذهب کے مخالف کهتے هیں' مشاهده اس خیال کي تصدیق نهیں کرتا - علماء علم الحیات نے سخت کوششیں کیں - طرح طرح کے تجربے کیے' قسم قسم کے ماحول طیار کیے' مختلف مواد میں کمي بیشي کي' حرارت اور تمام معلوم شعاعوں کي روشني مهیا کي' لیکن پهر بهي زندگي بے جان مواد سے پیدا نه هوسکي - وه یه بهي کهتے هین که زندگي کے آغاز کے وقت سمندروں کي حالت کیسي هي خاص اور زندگي پیدا کرنے کے لیے صالح کیوں نه هو' لیکن اس حالت سے بهتر نهیں هوسکتي جو مختلف سوائل جمع کرکے علماء حیات نے اب مهیا کردي هے - تاهم کوئي کامیابي نهیں هوئي -

(مختلف نظریے)

پهر آخر زمین پر زندگي کا آغاز کیوں کر هوا؟ اوپر کي بحث سے یه گتهي ذرا بهي نه سلجهي -

ایک بهت بڑا ماهر علم الحیات کهتا هے " زمین پر زندگي ننهے ننهے کیڑوں اور سوکهے جراثیم کي شکل میں آئي' مگر یه ان چهوٹے ذرے معدني ٹکڑوں کے ذریعه پهنچي تهي جو دوسرے ستاروں سے ٹوٹ کر همارے زمین پر گرے تهے - اس وقت وه اس زندگي کے لیے مناسب ماحول رکهتي تهي " اس عالم کا خیال هے که کواکب میں زندگي ازل سے موجود هے - انهي کواکب کے اجزاء ٹوٹ کر دوسرے کواکب میں زندگي کے جراثیم پهنچاتے رهے هیں -

مشهور عالم علم الحیات هلمهولٹز اور ٹامسن کي بهي یهي رائے هے - پروفیسر ارهینیس نے یه نظریه اور زیاده وضاحت و اضافه کے ساتهه بیان کیا هے - وه کهتا هے " زندگي بهي اسي طرح ازلي هے جس طرح خود ماده ازلي هے - زندگي کے تخم یا جراثیم کواکب سے همیشه جدا هوتے رهتے هیں - آفتاب کے نور میں یه خاصیت موجود هے که وه ان حقیر جراثیم کو پهیلاتا اور فضا میں بهاتا هے - آفتاب کے نور کي یه خاصیت مکسویل کے تجربوں سے یقیني طور پر ثابت هوچکي هے -

بنابریں فضا ان جراثیم سے لبریز هے - یه جراثیم پاني اور هوا سے محروم هونے پر بهي زنده رهتے هیں - نیز بالائي فضا کي سخت سردي بهي برداشت کرلیتے هیں - علماء کا خیال هے که وهاں برودت صفر سے ۲۲۰ - درجه نیچے هے - یه جراثیم هر لمحه بهت بڑي مقدار میں آسماني اجزاء کے ساتهه ایک ستاره سے دوسرے ستارے میں گرتے رهتے هیں - آفتاب کي قوت دافعه اس نقل و حرکت میں انهیں مدد دیتي هے "

لیکن تولد ذاتي کا مذهب بهي اس وقت تک سپر انداز نهیں هوا هے - ارنسٹ هیگل کے بعد بفلوگر نے اس کي از سر نو صدائیں بلند کیں - اس کا نظریه بهي هیگل کے نظریه سے مشابه هے - وه کهتا هے " قابل حیات مادۂ زلالیه (Albumen) بلا کسي واسطے کے اس وقت خود بخود موجود هوگیا تها جب زمین کے پاني میں زندگي قبول کرنے کي صلاحیت پیدا هوگئي تهي - اس ماده کي تکوین' سیانوجن (نٹروجن اور کاربون کا مرکب) آکسیجن' اور دوسرے پگهلے هوئے معدني مواد کے اتحاد کا نتیجه تهي - جوں هي ان اشیاء کا باهم اجتماع هوا' قابل حیات مادۂ زلالیه وجود میں آگیا - پهر تدریجي ترقي کے بعد ادنی جانداروں کي شکل میں تبدیل هوگیا - یهي ابتدائي جاندار' جمله حیوانات و نباتات کي اصل هیں " اس عالم کا خیال هے که شروع میں صرف ایک جاندار نے ظهور کیا تها - پهر اس سے دو جاندار پیدا هوگئے - یهي دونوں جمله ذي روح کائنات کے مورث اعلی هیں - ایک سے نبات کا سلسله شروع هوا - دوسرے سے حیوان کا -

سنه ۱۸۸۰ - میں ایک عالم پریئیر نے تمام علماء سے مختلف مذهب اختیار کیا - وه کهتا هے " عالم کون میں زندگي ازلي و قدیم هے - زمین پر زندگي اسوقت بهي موجود تهي جب وه ایک آتشي کره تهي " وه یه بهي تسلیم نهیں کرتا که جمادات سے زندگي کا آغاز هوا - اسکا دعوی هے که خود جمادات کسي ازلي زندگي سے پیدا هوے هیں - ظاهر هے که یه قول شاذ اور کمزور هے - مشاهدے کے بهي خلاف هے - هر کس و ناکس جانتا هے که زنده کائنات ایک خاص درجه تک هي حرارت برداشت کرسکتي هیں - زیاده سے زیاده حرارت برداشت کرنے والے جراثیم کے تخم بهي سنٹي گریڈ کے ۱۲۰ - درجه میں ۲۰ - منٹ سے زیاده زنده نهیں رہ سکتے - ایسي حالت میں زندگي کا اسوقت موجود هونا جب یه کره ایک آتشي کره تها' کیونکر تسلیم کیا جا سکتا هے ؟

(وما اوتیتم من العلم الا قلیلا)

غرضکه زندگي کي گتهي باوجود علم کي اس تمام جد و جهد کے' ابتک سلجهه نهیں سکي هے - یه ایک معما هے جس کا حل عقل انساني کي دسترس سے باهر تها اور اب تک باهر هے - جس قدر بهي نظریے قائم کیے گئے هیں' اول تو وه نظریه سے زیاده نهیں' پهر ان میں بهي اس قدر فکر کا اضطراب اور رائے کا اختلاف هے که ظلمات بعضها فوق بعض کے مصداق هیں - اب سے تیره سو برس پہلے اس بارے میں ادعاء علم نے نهیں بلکه زبان وحي نے ایک اعلان کیا تها یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربي دنیا آج بهي اس سے زیاده کچهه نهیں جانتي - اور اس لیے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کا حکم بدستور عقل انساني پر حکمراں هے !

◆

منجمد سطح اور اُسکے اوپر کي فضا اپنا بوجهه اُس پر ڈالے هوئے هے - زمين پر اِس وقت جس طرح کے آتش فشاں پهاڑ نظر آتے هيں ايسے هي پهاڑ اُن قديم زمانوں ميں بهي موجود تهے جو زمين کي عمر کا ابتدائي زمانه تها - اصطلاح طبقات الارض ميں يه دور "عهد ارضي" کهلاتا هے -

گرم چشموں کا وجود اِس بات کي قطعي دليل هے که زمين کا باطن ايک عظيم مشتعل کره هے - چونکه جزو هميشه کل کے ماتحت هوتا هے اس ليے عملاً تسليم کرنا پڑتا هے که زمين کي يه پتلي پپڑي يا چهلکا بهي ايک زمانه ميں اپنے کل کي طرح مشتعل هوگا - زمين اپني تاريخ کے کسي قديم دور ميں آتشي کره تهي -

چاند کو بهي اگر دوربين سے هم ديکهيں تو اُس ميں آتش فشانوں کے نماياں نشان پائيںگے - اِس سے صاف ثابت هوتا هے که چاند پر بهي تقريباً ويسے هي تاريخي انقلاب طاري هوچکے هيں جيسے زمين پر گزر چکے هيں -

(کانت اور لاپلاس کا نظريه)

اِس طرح کے مشاهدات پر غور کرنے کے بعد جرمن فلاسفر کانٹ اور اس کے بعد فرنچ رياضي داں لاپلاس نے يه نظريه قائم کيا که شروع ميں پورا نظام شمسي نهايت هي گرم گيس کا کتله تها - يه کتله کسي نا معلوم محرک کے ذريعه خود اپنے گرد گهومنے لگا - اِس حرکت نے حلقے پيدا کيے - پهر ان کے مرکز ميں کثافت و انجماد پيدا هوگيا ' اور اِس کيفيت کے بعد يهي مرکز آفتاب بن گيا - پهر گردشي حرکت کي وجه سے اُن حلقوں کے اندر بهي حلقے پيدا هوتے گئے - اِن ثانوي حلقوں ميں سے هر حلقے کے مرکز ميں کثافت و انجماد کي کيفيت پيدا هوئي اور ايک نيا کوکب ناري بن گيا - پهر اس مرکز سے محيط حلقوں ميں بهي کثافت و انجماد کا عمل شروع هوا اور بتدريج ايک يا کئي چاند پيدا هوگئے - مگر يه بهي اُس وقت آتشين تهے - بتدريج ٹهنڈے هوکر موجوده شکل ميں آئے هيں - بعض کواکب کے گرد اب تک اُس تاريخي عهد کے حلقے موجود هيں - چنانچه دوربين ميں زحل کے گرد علاوه اُس کے دس چاندوں کے ' تين تهيں رکهنے والا گيسي حلقه بهي دکهائي ديتا هے -

خاص زمين کے متعلق مذکوره بالا علماء کا نظريه يه هے که وه بتدريج ٹهنڈي هونا شروع هوئي ' يهانتک که اُس کي سطح جم گئي - جب زمين کي حرارت ۳۵۰ درجه پر پهنچي تو اُس پر پارے کي موسلا دهار بارش هوئي - جب حرارت اور کم هوئي اور ۱۰۰ درجه پر آئي ' تو کهولتے هوئے پاني کي بارش شروع هوگئي - مگر چونکه زمين اور اُس کي فضا کي حرارت هنوز بهت زياده تهي ' اِس ليے پاني جمع نه هوسکا اور بهاپ بنکر اڑ گيا - پهر جب حرارت ۱۰۰ درجه سے بهي کم هوگئي ' تو اُس وقت بارش کا پاني جمع هوا اور سمندروں کي تکوين هوئي - اُس زمانه کے سمندروں کا رقبه موجوده سمندروں سے بهت زياده تها - کيونکه اُس وقت زمين کا داخلي حصه به سبب شدت حرارت کے پاني سے خالي تها - اور اُسکي موجوده سلوٹيں وجود ميں نهيں آئي تهيں جنهوں نے بعد ميں پهاڑ اور سمندر کي گهرائياں بنائيں - سمندر کے متعلق يه خيال محض نظريه نهيں هے بلکه علماء طبقات الارض کا مشاهده هے -

(کائنات حيات)

اب زنده کائنات کي بحث سامنے آتي هے - ظاهر هے بهت شديد حرارت ميں زندگي موجود نهيں هوسکتي - اس ليے لازمي طور پر تسليم کرنا پڑتا هے که زمين اپنے اولين زمانوں ميں زندگي سے خالي تهي - يه تسليم کرنے کے معني يه هوئے که هم يه بهي تسليم کرتے هيں که زمين پر زندگي هميشه سے موجود نهيں تهي - بعد ميں اُسکا آغاز هوا -

اب يه سوال پيدا هوتا هے که زندگي يا اولين ذي روح کائنات کا آغاز کن مواد سے هوا ؟ کيا اُن جمے هوے معدني مواد سے جو شديد حرارت کي وجه سے اولين سمندروں ميں پاني کي طرح بهه رهے تهے ' اور گرمي کے کم هونے پر جم گئے ؟ اگر يه مان ليا جائے تو بحث ختم هوجاتي هے -

(دو مذهب)

ليکن بعض موانع ايسے موجود هيں که اِس بات کا فوراً تسليم کرلينا ممکن نهيں - اس کا فيصله اِس مسئله کے فيصله پر موقوف هے که غير ذي روح اشيا سے ذي روح اشيا پيدا هوسکتي هيں يا نهيں ؟ اس بارے ميں جمهور اهل علم کا مذهب يه هے که نهيں هوسکتيں يا کم از کم نهيں هوتي هيں ' ليکن تولد ذاتي کے قائل اسکے خلاف هيں -

مذهب جمهور کي بنياد واضح هے - وه کهتے هيں اس طرح کي کوئي تخليق علمي طريقه پر ثابت نهيں هوئي هے - ايک زمانه ميں عوام کا يه خيال خواص ميں بهي پهيلا هوا تها که بهت سے جانور مٹي ' پاني ' اور مختلف غير ذي روح مواد سے پيدا هو جاتے هيں - مثلاً وه سمجهتے تهے ' حشرات الارض مٹي اور پاني سے پيدا هو جاتے هيں - مکهياں اور مچهر گندگي اور کيچڑ سے پيدا هوکر اڑنے لگتے هيں - مينڈک کے بچے بارش کے ساتهه هي زمين سے اُٹهنے لگتے هيں - يا پنير اور اسي طرح کي چيزوں ميں خود بخود کيڑے رينگنے لگتے هيں - ليکن اب تحقيقات سے ثابت هوگيا که يه تمام جاندار غير جاندار مادے سے پيدا نهيں هوتے - بلکه جاندار مخلوق هي سے جان حاصل کرتے هيں - ان سب کي پيدايش مختلف قسم کے کيڑوں اور مکهيوں کے انڈے سے هوتي هے جن ميں سے بعض چشم غير مسلح سے اور بعض خورد بينوں سے ديکهے جاسکتے هيں - پنير کے کيڑوں پر ايک زمانه ميں بهت زور ديا جاتا تها - مگر ثابت هوگيا که وه خاص قسم کي مکهي کے انڈوں سے پيدا هوتے هيں ' اور اگر انکي حفاظت کي جائے تو وه بڑے هوکر مکهي کي شکل اختيار کرلينگے - يه بات سترهويں صدي کے وسط هي ميں پايۀ تحقيق تک پهنچ گئي تهي که مٹي وغيره سے جانداروں کي پيدايش کا خيال غلط هے -

ليکن دوسرا مذهب اُن لوگوں کا هے جو "تولد ذاتي" کے قائل هيں - خوردبين کي ايجاد نے اِنهيں تقويت دي - اُنهوں نے اعلان کيا که ايک خاص طرح کے جاندار ' مرده پتيوں کے رس جيسے سيال مادوں ميں پيدا هو جاتے هيں - ليکن ميلن اڈورز اور شوان وغيره علماء علم الحيات نے اس سے انکار کيا - وه کهتے هيں اگر هم ان سيال مادوں کو آگ پر رکهکر کهولائيں اور اُن جراثيم سے آلوده نه هونے ديں جو هوا ميں موجود هيں ' تو ان ميں کبهي يه جاندار پيدا نه هونگے - يه بهي در اصل هوا کے جراثيم کي پيداوار هيں -

مذهب "تولد ذاتي" کے ماننے والوں نے جراثيم (خوردبيني کيڑوں) کي نسبت بهي دعوا کيا تها که يه اُن قابل حيات اور معدني مواد سے پيدا هوتے هيں جو سيال مادوں اور بيمار جسموں ميں موجود هيں - ليکن پاسٹيور نے اسکي تغليط کي - اس نے ثابت کيا که اِس ميں بهي وهي غلطي هے جو بڑے جانوروں کي پيدايش کے سطحي معائنه ميں هوئي تهي - يه جراثيم بهي هوا کے جراثيم سے

دارا شاہ ایران کے نقوش خط میخي میں جن سے اولن‌سن نے خط میخي کے پڑھنے کي کنجي معلوم کي -

رشید (مصر) کا مشہور پتھر جس سے شمپولین نے ھیرو گلیفي خطوط کا راز حل کیا -

ہوا ہے - خیال کیا جاتا ہے ' دسویں صدي میں یہ دفن ہوگیا تھا - اِسمیں تبتي ' چیني ' اور ترکي زبانوں کي ۵۰۰ فت مکعب تحریریں موجود ھیں -

شمالي ایشیا اور جنوب روس میں ایک اسکیتھي بادشاہ کي قبر ملي ہے - یہ قبر دریائے ڈینیپرز کے کنارے علاقہ ملیٹو پول کے قریب واقع ہے - اِس کي تاریخ چوتھي صدي قبل مسیح تک پہنچتي ہے - بادشاہ کے ساتھہ اُس کي تلواریں ' کمانیں ' درع ' خود ' قسم قسم کے زیور ' طلائي کنگھا ' اور دوسري بہت سي چیزیں دفن تھیں - اِتنا ھي نہیں بلکہ اِس سامان کے پہلو میں بادشاہ کا سائیس ' خادم خاص ' شمشیر بردار ' اور پانچ گھوڑے بھي مدفون ملے ھیں -

آثار قدیمہ کے اکتشاف کا میدان ابھي بہت وسیع ہے - کیونکہ ابھي مصر مین بکثرت ایسے قبرستان موجود ھیں جنھیں ھاتھہ بھي نہیں لگایا گیا ہے - عرب ' چین ' اور وسط ایشیا میں تو اب تک کچھہ کام ہوا ھي نہیں ہے - یمن میں بے شمار آثار بتوں کي شکل میں نمایاں ھیں ' اِس وقت تک اِن کي تحقیق نہیں ہوئي ہے - زمین کے اندر جو کچھہ دفن ہے ' وہ اِس کے علاوہ ہے -

امید کي جاتي ہے کہ جس وقت آثار قدیمہ کا علم ترقي کرجائیگا تو انسان کي تدریجي ترقي کي پوري تاریخ معلوم ہوجائیگي -

ذیل کي فہرست سے معلوم ہوگا کہ اِس وقت ان کن ملکوں میں آثار قدیمہ کي تحقیقات ہو رہي ہے اور کون کون جماعتیں یہ کام کر رھي ھیں :

(۱) امریکہ کا عجائب خانۂ تاریخ طبیعي - اِسکي جماعتیں مکسیکو اور منگولیا میں کام کر رھي ھیں - اِنکا موضوع بحث علم الحیوان ' طبقات الارض ' اور تنقیب ہے -

(۲) امریکن متروپولیت عجائب خانۂ فنون - اِسکي جانب سے قدیم مصري تمدن کي تحقیقات ہو رھي ہے -

(۳) پنسلفانیا کي یونیورسٹي ' بابل ' فلسطین ' اور مصر میں تحقیقات کر رھي ہے -

(۴) ھار فرڈ یونیورسٹي اور عجائب خانۂ فنون جمیلہ کي جماعتیں مصر میں ایتھوپیا کي شہنشاھي کے عہد کي تحقیقات میں مصروف ھیں -

(۵) ھارفرڈ یونیورسٹي ' ھونڈوراس میں تحقیقات کر رھي ہے -

(۶) کارنیگي انسٹیٹیوٹ ' یوکا تن (امریکا) میں تحقیقات کررہا ہے -

(۷) امریکن سوسائٹي ایشیا ئے کوچک میں -

(۸) امریکن انڈین میوزیم ' میکسیکو اور کوہ اوزارک میں - اِس کا موضوع بحث امریکا کے سرخ فام انسانوں کي اصلیت معلوم کرنا ہے -

(۹) برٹش فرنچ امریکن کمیٹي - بیت المقدس میں -

(۱۰) کارنافون (کانٹ کمیٹي) مصر میں -

(۱۱) ولي و (برطانیا) کي کمیٹي - بابل اور اُور میں -

(۱۲) محکمۂ آثار قدیمہ اور کونٹ پروروک - ٹیونس میں قرطاجنہ کي تحقیقات کر رہے ھیں -

(۱۳) سر جوزف ترلین - قسطنطنیہ میں عہد بیزنطیني کي تحقیقات کر رہے ھیں -

توت آنخ آمون کا تابوت اور اُس کي نعش کا نظارہ

علم الآثار

(Archaeology)

جدید علم الآثار کي بنا غالباً سب سے پہلے شمبولین نے ڈالي - اِسنے علاقه " رشید " (مصر) میں ایک سنگي لاٹ دیکھي - اِس لاٹ پر ایک هي تحریر تین قسم کے رسم الخط میں لکھي تھي : هیرو گلیفي (قدیم مصري کاهنوں کا خط)' دیموتیکي (قدیم مصري عوام کا خط)' خط قبطي (یه خط در اصل یوناني هے - مصر کے فرمانروا خاندان بطلیموس نے اِسے جاري کیا تھا) در حقیقت یهي تحریر بعد میں علم الآثار کي بنیاد بن گئي - اُس سے هیروگلیفي اور دیموتیکي ' دونوں رسم الخط معلوم هو گئے - اِتنا هي نهیں بلکه قدیم مصري زبان بهي اسکے ذریعه مدون کر لي گئي -

آثار قدیمه کے انکشاف میں اتفاقات زمانه کو بہت دخل هوتا هے ' اگرچه صحیح ' قیاس و اندازه ' سے بهي بڑي مدد ملتي هے -

- مصر کي ایک سب سے زیادہ محفوظ ممي

چنانچه یورپ کا ایک قدیم ترین اثر اِس طرح دریافت هوا که اسپین میں بعض آدمیوں نے محض اتفاق سے ایک غار میں جھانکا تو اُسکي دیواروں پر اُنهیں تصویریں نظر آئیں - یه تصویریں اُن حیوانات کي هیں جو اب روئے زمین پر موجود نهیں هیں - لیکن قدیم ترین زمانوں میں موجود تھے - دور حجري کے انسانوں نے یه تصویریں بنائي تھیں - ان سے ایک طرف یه معلوم هوگیا که اِس قسم کے حیوان ایک وقت میں موجود تھے ' دوسري طرف یه پته چل گیا که انسان کي فني ترقي کے ابتدائي نمونے کیسے تھے ؟

اِسي طرح یونان کے ایک علاقه میں ایک مرتبه ریل گاڑي ٹوٹ گئي - بعض مسافر ٹهلتے هوئے اتفاق سے ایک ٹیلے پر چڑھ گئے - وهاں اُنهیں ایک قدیم آبادي کے نشان ملے - تحقیقات سے ثابت هوا که یه آبادي ' سن عیسوي سے ایک هزار برس پہلے یہاں قائم تھي -

اِسي طرح یونان میں ایک شخص کو اتفاق سے ٹوٹے هوئے ظرف کا ایک ٹکڑا ملا - اِس پر یه پہیلي کنده تھي " دیو جانس فلسفي سے پوچھا گیا : وہ کون حبشي هے جو سفید روٹي کھاتا هے ؟ حکیم نے جواب دیا : وہ رات هے جو دن کو نگل لیتي هے "

آثار قدیمه کے انکشاف میں افواهوں اور افسانوں سے بهي بڑي مدد ملتي هے - چنانچه شهر تدمر کا پته اِسي طرح چلا که اُن اطراف کے بدوؤں میں ایک ٹیله کے متعلق مشهور تھا که اسکے نیچے شهر تدمر مدفون هے -

اسي طرح شهر ٹراوڈہ کا پته اس طرح چلا که ایک جرمن لڑکا هومر کي الیڈ پڑھ رها تھا - پڑھتے پڑھتے اُسے شوق هوا که اس عجیب مقام کي سیر کرے جسکي توصیف میں هومر نے فصاحت و بلاغت کے دریا بها دیے هیں - لڑکے پر بڑي بڑي مصیبتیں پڑیں مگر یه شوق اُسکے دل سے نه گیا - علماء تاریخ کهتے تھے که ٹراوڈہ کا کوئي وجود نهیں هے ' محض هومر کا تخیل هے - لیکن نوجوان نے اُنکي بات نه سني اور ۳۵ سال کي عمر میں اُس مقام پر جا پہنچا جهاں ٹراوڈہ کي موجودگي بتائي گئي تھي - چند سال زمین کھودتا رها - یهانتک که ٹراوڈہ کے نشان مل گئے !

ایک دوسري نعش مکمل حالت میں

سب سے بڑا قدیم اثر جو اس وقت تک دریافت هوا هے ' وہ مشهور اٹالین شهر " پامپي " هے - پهلي صدي عیسوي میں آتش فشاں پہاڑ نے اسے اپني راکھ سے ڈھانپ دیا تھا - اب یه کھود کر نکال لیا گیا هے - اسکي سڑکوں پر ابتک گاڑي کے پہیوں کے نشان موجود هیں - دیواروں پر سرکاري اعلان چسپاں هیں - دکانیں بدستور موجود هیں - ایک شراب خانه میں مرمري میز اپني اصلي حالت پر رکھا هوا هے - اسکے کنارے کثرت استعمال سے گھسے هوئے هیں - گھروں میں پاني کے نل لگے هوئے هیں - کمروں میں تصویریں آویزاں هیں - محلوں میں بدستور باغیچے اور چمن هیں - اگرچه سب تقریباً پتھرا گئے هیں -

اسي طرح ٹیونس کے سمندر میں ایک کشتي ملي هے - یه دو هزار برس پہلے غرق هوئي تھي - اِس میں سنگ مرمر کے ۶۵ ستون رکھے گئے تھے -

مغربي چین میں ایک مدفون کتب خانه دستیاب

دنیا کي سب سے پراني کتاب طب : مسٹر اڈوین اسمتھ نے اس منقش پتھر پر طبي مسائل پڑھے جو مصر سے برامد هوا تھا - اس پر هیروٹیک حروف کنده هیں جو هیرو گلیفي خط کي ایک شاخ هے -

(پادریوں کا چنگل)

" مرمر کے اپنے جلادوں کے پنجہ سے رہائي حاصل کي تھي - مگر وائے بدنصیبي ' فوراً قسیسوں کے چنگل نے آ دبوچا ! میں یہ اس لیے نہیں کہتا کہ مجھے اِس پر کوئي تعجب ہے - لیکن بلا شبہہ یہ عجیب ہے کہ ایسا شریف و نجیب انسان اور پیرس کا اُسقف اعظم ' جو صرف شریف النسب ہي نہیں بلکہ شریف النفس بھي ہے ' کیونکر اپني جماعت کي بزدلي میں شریک ہوگیا ؟ حالانکہ اُسے ایسي دنائت سے بلند ہونا چاہیے تھا - ایک مذہبي پیشوا ہونے کي حیثیت سے اُسکا فرض تھا کہ مظلوم پر ترس کھائے ' نہ یہ کہ اُلٹا مظلوم کے کچلنے پر کمربستہ ہو جائے - وہ مظلوم ' جو پہلے ہي سے زمانہ کے ہاتھوں کچلا جاچکا ہے "

" اِس اسقف اعظم کے تمام حاشیہ بردار اِس ناکردہ گناہ کے مٹادالنے پر تل گئے ہیں - وہ یقین کرتے ہیں کہ ہم اُسے ضرور بالضرور مٹادینگے - حقیر سے حقیر واعظ اور ادنی سے ادنی مجاور بھي کوشش کر رہا ہے کہ اِس خود ساختہ دشمن کے گلا گھونٹنے کا فخر صرف اُسي کو حاصل ہو ' اور اِسکے سر پر فیصلہ کن ضرب اُسي کے پاؤں کي ٹھوکر سے لگے !

(اُسقف نے کیوں فتوی شائع کیا ؟)

" اے میرے سردار ! کون شک کرسکتا ہے کہ اگر پیرس کي مجلس حکومت نے میرے خلاف حکم صادر نہ کیا ہوتا ' تو آپکو میري کتاب سے بغض کم ہوتا ؟ بلاشبہ بعض لوگ یہي خیال ظاہر کرتے ہیں - مگر آپ کا حق پسند دل اِسے ہرگز تسلیم نہیں کرسکتا ' کیونکہ یہ خلاف واقعہ ہے - اے میرے آقا! مجھے بتاییے آپنے اِس سے پہلے میرا رد کرنے کي زحمت کیوں گوارا نہیں کي ؟ میں نے آپکے منصب کے خلاف رسالہ شائع کیا ' میں نے دبي لامبرٹ کے نام خطوط چھاپے ' کئي کتابیں لکھیں ' مگر آپکے قلم کو کبھي جنبش نہ ہوئي ! حالانکہ میري اِن کتابوں میں بالکل ویسے ہي خیالات موجود تھے ' جیسے کتاب التربیت میں ظاہر کیے گئے ہیں - کیا آپنے میري یہ کتابیں نہیں پڑھي تھیں ؟ حالانکہ اگر نہ پڑھي ہوتیں تو آپنے اِس رد میں اُن پر بحث نہ کرسکتے - کیا آپ کي یہ خاموشي آپکے دیني فرائض کے خلاف نہ تھي ؟ حالانکہ بقول آپکے اِن کتابوں میں بھي الحاد کي دعوت دي گئي ہے - کیا یہ حقیر مؤلف اُس وقت کم خطا کار تھا ' اور اب زیادہ ہوگیا ہے ؟ حالانکہ آپ اُسے پیدائشي خطا کار قرار دیتے ہیں - آخر کیا بات تھي جو اِتني مدت تک زبان مبارک نہ ہلي ؟ یہ وجہ تو نہ تھي کہ اُس وقت آپکے دشمن کم تھے ' اور میں بھي خائنوں سے گھرا ہوا نہ تھا ؟ اُس وقت عوام میں میري کتابیں مقبول ہوچکي تھیں اور آپ عوام کے غصے سے ڈرتے تھے ؟ لیکن اب ' جبکہ حالات میں تبدیلي پیدا ہوئي - میرے دشمنوں نے ایکا کرکے مجھہ پر یورش کردي ' مجھے ملحد اور باغي مشہور کیا ' حکومت نے بھي ہتیار سنبھال لیے ' اور اپنے دشمنوں نے بھي کہنا شروع کر دیا کہ پیشوائے اعظم ہوکر آپ اِس ملحد کے خلاف کچھہ نہیں کہتے ' گویا اپني خاموشي سے اُسکي حمایت کر رہے ہیں ' تو آپ اپنے منصب کي حفاظت کے خیال سے اُٹھے ' اور اپنے دشمنوں کا منہ بند کرنے کیلیے میرے خلاف فتوی شائع کردیا - اے میرے آقا ! کیا اسي سبب نے آپکو میرے خلاف برانگیختہ کیا ؟ اگر ایسا ہي ہے تو بلاشبہ میرے دماغ کو شدت تحیر سے سکتہ ہو جانا چاہیے ! "

اِس تمہید کے بعد روسو ' اُسقف کے بیان کا رد شروع کرتا ہے -

(صفات الہي)

اُسقف نے لکھا تھا :

" روسو کہتا ہے - میں خدا کي حقیقت سے بے خبر ہوں ' لیکن ساتھہ ہي یہ دعوی بھي کرتا ہے کہ یہ موجود حقیقي علم ' قدرت ' ارادہ ' اور حکمت رکھتا ہے !"

روسو جواب دیتا ہے : " خدا کي صفت ' علم ہے - لیکن اسکا علم کیا ہے ؟ انسان کا علم تو اُسکي قوت تفکر میں ہے ' لیکن علم اقدس کسي تفکر و تأمل کا محتاج نہیں - اُسکي تفکیر کے لیے نہ تو مقدمات ہیں ' نہ نتائج ہیں ' نہ فرض و قیاسات ہیں - اُسکا علم ازلي ہے - جو تھا ' جو ہے ' جو ہوگا ' سب اُس پر آشکارا ہے - تمام حقائق اُسکے سامنے ذرۂ ریگ سے بھي چھوٹے ہیں - تمام دنیا اُسکي نظر میں قطرۂ آب سے بھي محدود ہے ' تمام اگلے پچھلے زمانے اُسکے نزدیک لمح بصر سے بھي مختصر ہیں "

" باقي رہي قدرت الہي ' تو قدرت الہي کا یہ حال ہے کہ انسان کو اپني قوت عمل کے لیے وسائل عمل کي ضرورت ہوتي ہے - لیکن خدا کو کسي وسیلے کي ضرورت نہیں - قوت الہي خود اپني قوت سے عمل کرتي ہے - خدا قادر ہے ' کیونکہ وہ ارادہ رکھتا ہے - اور اُسکا ارادہ ہي اُسکي قدرت ہے !"

" خدا ' لاریب خیر ہے - انسان کا خیر یہ ہے کہ اپنے بني نوع سے محبت کرے - لیکن خدا کا خیر اُسکا وہ نظام ہے جس سے وہ کائنات کو سنبھالے اور تمام اجزاء کو باہم جوڑے ہوئے ہے -

" خدا لاریب عادل ہے - عدل الہي بھي اُسکے خیر ہي کا ایک نتیجہ ہے - انسان کا ظلم ' خود انسان کا اپنا عمل ہے ' خدا کا عمل نہیں ہے - روح کا اضطراب ' جس کي وجہ سے فلاسفہ قدرت الہي کے منکر ہوجاتے ہیں ' میري نظر میں اِس لا متناہي قدرت کو اور زیادہ واضح کرنے والا ہے - انسان کا عدل یہ ہے کہ ہر حقدار کو اُسکا حق دیدے - خدا کا عدل یہ ہے کہ ہر ایک سے اپني نعمتوں اور بخششوں کا حساب لے ! "

(حقیقت الہي)

" یہہ صفات میں نے عقل کي منطق کي راہ سے معلوم کي ہیں - لیکن میرے دماغ میں اُنکا مفہوم مرتب و مفصل نہیں ہے - میں اُنہیں تسلیم کرتا اور اُنپر اصرار کرتا ہوں ' مگر اُنکي پوري حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکتا - عقل اِسکا احاطہ کر ہي نہین سکتي - اِسکے معني دوسرے لفظوں میں یہ ہوے کہ میں حقیقت سے لا علم ہوں - اور اِسلیے میري حیثیت یہ نہیں ہے کہ میں جانتا ہوں اور اصرار کرتا ہوں - میں اپنے دل سے بے فائدہ کہتا ہوں " یہي خدا ہے " میں بے فائدہ اُسکا شعور کرنا چاہتا ہوں - میں بے فائدہ اپنے ذہن میں اُسکا تصور کرتا ہوں - " بے فائدہ " اس لیے کہ اِس سے خدا کي حقیقت پر ذرا بھي روشني نہین پڑتي - میں ہرگز معلوم نہیں کر سکتا ' خدا ایسا کیوں ہے ؟ اُس میں یہ صفات کیونکر قائم و موجود ہیں ؟

" میں اُسکي حقیقت جاننے کي جتني زیادہ کوشش کرتا ہوں اُتني ہي اُسکي حقیقت پوشیدہ ہوتي جاتي ہے - میري یہ عقل کي بے بسي مجھہ میں اُسکا اعتقاد و ایمان اور بھي زیادہ مستحکم کر دیتي ہے - میں جس قدر اُس کا تصور کم کر سکتا ہوں ' اُسي قدر اُس سے زیادہ وابستہ ہوتا اور اُتنا ہي اُسکي عبادت پر جھکتا جاتا ہوں - بالآخر اُس کے رو برو گر پڑتا ہوں اور کہتا ہوں " میرا وجود تجھي سے ہے اے خالق کائنات ! میں جس قدر زیادہ تجھہ میں غور کرتا ہوں ' تو اُتنا ہي زیادہ میرا نفس بلند ہوتا جاتا ہے ' مگر تیري حقیقت برابر مجھہ سے مستور ہي رہتي ہے ! تجھہ میں میرا فنا ہو جانا ' میري عقل کا سب سے بڑا کارنامہ ہے ! تیري عظمت نے میري عقل مبہوت کردي ہے ' مگر میري نا تواني کو بھي قوت سے بدل دیا ہے !"

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتین

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثہ

جان جاک روسو

اسقف کا جواب

(۲)

پچھلے نمبر میں قارئین الہلال پیرس کے اسقف اعظم کے اعتراضات روسو پر سن چکے ہیں - آج روسو کا جواب پیش کیا جاتا ہے - یہ جواب پورے دو سو صفحے کی باریک حروف کی کتاب میں پھیلا ہوا ہے - اس لیے اختصار کے سوا چارہ نہ تھا - تاہم اہم اور مفید پہلو ایک حد تک واضح کردیے گئے ہیں -

(معذرت)

روسو نے اپنا جواب معذرت سے شروع کیا ہے :

" اگر آپ صرف میری کتاب ہی پر اعتراض کرتے تو میں ہرگز آپ سے کوئی تعرض نہ کرتا - آپکو چھوڑ دیتا کہ جتنی چاہیں نکتہ چینی کرتے رہیں - لیکن آپنے صرف کتاب ہی پر نہیں بلکہ میری ذات پر بھی بحث کی ہے - آپ کو دنیا میں جتنی عزت اور قوت حاصل ہے ' اسی مناسبت سے آپ میں یہ بات بھی ہونی تھی کہ اُن تہمتوں سے بلند تر ہوتے جن سے آپ نے مجھے آلودہ کرنا چاہا ہے "

(داستان مظلومی)

اسکے بعد روسو نہایت بلاغت و مہارت سے اپنے قارئین کی ہمدردی حاصل کرنی چاہتا ہے - وہ اپنی مسکینی و مظلومی ظاہر کرتا ہے ' تمام یورپ کا اُسکے خلاف متحد ہو جانا اور عرصۂ زمین تنگ کر دینا یاد دلاتا ہے ' پھر لکھتا ہے :

" جنیوا کے غلام ' روسو کے ہاتھہ میں کوئی قوت نہیں کہ اُن ظالم اور سرکش ججوں سے جواب طلب کرسکے ' جنکے سامنے اُس پر تہمت لگائی گئی ' اور جنھوں نے اُسے طلب کیے بغیر اُسکے خلاف فیصلہ صادر کردیا ہے - اتنا ہی نہیں بلکہ اُسے قید کرنے کے بھی درپے ہو گئے ہیں - یہ " غلام " اگر عدالت میں طلب کیا جاتا ' تو اپنی برأت ظاہر کرنے ضرور حاضر ہوتا ' مگر چونکہ اُسے بلایا نہیں گیا ' اس لیے اُسے از خود حاضر ہونے کی ضرورت بھی نہ تھی - چنانچہ وہ حاضر نہیں ہوا - اس پر اُسکے خلاف جنگی قوت جمع کی گئی - اُسنے قوت کے مقابلہ سے گریز کیا ' اور اس سر زمین سے بھاگ نکلا جہاں کمزوروں پر ظلم کیا جاتا ہے ' بغیر جرم کے سزا دیدی جاتی ہے ' اور بغیر جواب سنے بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں "

" اسنے مجبوراً اپنا محبوب خارت خانہ چھوڑا - اُن دوستوں کی جدائی سہی جنسے بڑہ کر اُسکے لیے کوئی عیش نہ تھا - اپنا ناتواں جسم لیکر ہزاروں امیدوں کے ساتھہ سرزمین [illegible] پہنچا - آہ میرا وطن جنیوا ! میں نے تیری آزادی کے کیسے کیسے گیت گائے ؟ تیرے حسن و جمال کی کیسی کیسی تصویریں بنائیں ؟ دنیا میں تیرا نام کس درجہ روشن کیا ؟ آہ میں کیا کہوں ؟ میرا دل سینے میں بیٹھا جاتا ہے ' میرا ہاتھہ کانپ رہا ہے ' میرا قلم گرا پڑتا ہے . . . لیکن مجھے خاموش ہی رہنا چاہئے - مجھے جرم کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہئے . . . کاش میں خفیہ طور پر ہی اپنی ناقابل برداشت مصائب کہہ سکتا ! کاش میں اپنی دل کی گہرائی ہی میں اپنے وطن کی شکایت کا خیال کر سکتا ! . . . . . "

" یہ سب کچھہ کیوں ہے ؟ میں اسکا حقیقی سبب نہیں پوچھتا - میں صرف اسکا قریبی موجب معلوم کرنا چاہتا ہوں - مجھہ پر الحاد کی تہمت لگانے کی جرأت کی گئی ہے - مگر تہمت لگانے والے بالکل بھول گیے کہ جس کتاب پر انہیں اعتراض ہے ' وہ سب کے ہاتھوں میں موجود اور سب کی آنکھوں کے سامنے کھلی ہوئی ہے - مجھہ پر تہمت لگانے والے افسوس سے ہاتھہ ملتے ہیں : " کاش یہ کتاب کسی طرح مفقود ہوجائے تا کہ ہم پیٹ بھرکے تہمتیں تراش کرسکیں ! " لیکن اُنکی یہ امید کبھی پوری نہیں ہوگی - کتاب اُنکی حسرت کے لیے ہمیشہ باقی رہےگی ' اور آئندہ آنے والی نسلیں فیصلہ کرینگی - وہ اعلان کرینگی کہ یہ تمام گناہ ' اُسکے مؤلف کی بد عملیاں نہیں ہیں ' لیکن فضیلت کے ایک دوست کی ٹھوکریں ہیں ! "

(ایک ملحد کا ذکر)

" میں معاصرین پر اظہار رائے نہیں کرونگا - میں کسی کو بھی نقصان پہنچانا نہیں چاہتا - لیکن کیا تم نے سپنوزا کا نام نہیں سنا ؟ اُسکے الحاد میں کیسے شک ہو سکتا ہے ؟ وہ خود الحاد کا مدعی تھا - علانیہ الحاد کی تعلیم دیتا تھا - مگر نہ کوئی اُسکے اطمینان میں خلل ڈالتا تھا - نہ اُسکی کتابیں چھپنے سے روکی جاتی تھیں - اور نہ ہی تاجروں کو اُنکی اشاعت کی ممانعت کی گئی - وہ فرانس آیا تو اسکے لیے ایک پر جلال استقبال طیار تھا - تمام ملکوں کے دروازے اُس پر کھلے تھے - وہ ہر جگہہ امن کی بلکہ حکومتوں کی حمایت پاتا تھا - پادشاہ اُنکا خیر مقدم کرتے تھے ' اور وعظ و درس کے منبر اُسکے لیے نصب کراتے تھے - یہ ملحد ' زندگی بھر مسرت و آرام بلکہ عزت و احترام پاتا رہا : "

(عہد حکمت و انسانیت !)

" لیکن آج ' جبکہ ببانگ دہل دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ فلسفۂ و حکمت اور انسانیت کا زمانہ ہے ' دنیا کا حال کیا ہے ؟ یہ ہے کہ ایک شخص انسانی محبت کے جذبہ سے مجبور ہوکر آتا ہے ' اور پوری احتیاط و احترام سے اپنے بعض خیالات پیش کرتا ہے - کیسے خیالات ؟ وہ خیالات جو اُس موجود اعظم کی عظمت نے اُسکے دماغ پر نازل کیے ہیں - لیکن دین الہی و حقیقت کے اِس حامی و ناصر کی زندگی تلخ کردی جاتی ہے - یورپ بھر میں اُسے کہیں پناہ نہیں ملتی - اُسے خدا کا پیدا کیا ہوا پانی پینے سے اور اُسکے اُگائے ہوے درختوں کی لکڑی جلانے سے بھی روک دیا جاتا ہے - وہ ذلیل و خوار پھرتا ہے - جس گوشہ میں جاکر پناہ ڈھونڈھتا ہے ' وہیں سے نکالدیا جاتا ہے - نہ اُسکی غربت پر کسی کو ترس آتا ہے - نہ اُسکی بیماریوں پر کسی کا دل کڑھتا ہے - شریر سے شریر مجرموں اور خونی سے خونی ڈاکوؤں کا بھی اِس بے دردی سے کبھی تعاقب نہیں کیا گیا ہوگا ' جیسا اِس بیکس و مظلوم کا کیا گیا ہے - اگر وہ ایک لمحہ کیلیے بھی کسی حکومت کے رحم پر بھروسہ کرلیتا ' تو آج یقیناً تاریک قیدخانے میں پڑا سڑتا ہوتا ' یا پھانسی کے تختے پر اُسکی لاش سوکھہ رہی ہوتی ! "

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور وسعتِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لیگئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو
دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے
اور
جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں و ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے
ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

حكمت اور شعر کے منثورات

حكما و شعراء مغرب کے بعض افکار و خواطر

(حسن)

حسن خدا کي مخلوق پر اُس کا مهر ہے ـــ بيڻشر

حسن بغير نزاكت کے ايسا ہے ' جيسے بے نمک کهانا ـــ امرسن -

ارسطو سے پوچها گيا " حسن کيا ہے ؟ " اُس نے جواب ديا " يه سوال اندهوں سے کرنا چاهيے " ـــ بيکن

حسن ' جهاں بهي هوتا ہے ' سراها جاتا ہے ـــ گوئٹے

حسن ' ايک جال ہے ' جس سے قدرت عقلوں کا شکار کرتي ہے ـــ ليگس -

عورت کا اپنے حسن پر غرور اُس کي طرف سے اقرار ہے کہ اُس کے پاس حسن کے سوا کوئي چيز قابل فخر نهيں ـــ ميڈ مرزيل ڈي لسپيناس

خوبصورت عورت آنکهه کے ليے جنت ہے ' قلب کے ليے دوزخ ہے ' جيب کے ليے ويراني ہے -

خوبصورت ' بد صورت سے اُسي طرح بچے ' جس طرح ذهين ' غبي سے بچتا ہے ـــ پوپ

تمهاري يهي کيا کم فتح مندي ہے کہ تم خوبصورت هو ؟ ـــ هوگز

جب هم ميں اِس قدر صلاحيت پيدا هو جائيگي کہ هم خدا کے هر عمل ميں حسن و جمال محسوس کرنے لگيں گے ' تو اُس وقت هم دعوی کرسکيں گے کہ هم اُس کي حقيقت سے واقف هوگئے هيں ـــ رسکن

حسن ' تمام نوع انساني کے ليے سعادت ہے - هر مخلوق اُس کے زير اثر آکر بهول جاتي ہے کہ وہ محدود ہے ـــ شيلر

حسن سے محروم عورت ' زندگي کي نصف لذت سے محروم هوتي ہے ـــ مڈيم ڈي مونتارين

حسن بهت هي کم عمر چيز ہے ـــ ڈي لنکلر

اِس يقين سے زيادہ عورت کے ليے کسي بات کا يقين مشکل نهيں کہ وہ اپنے حسن سے محروم هوگئي ہے ـــ روشبراون

کبهي عورت خوبصورت هوتي ہے ' مگر اُس کا حسن اُس وقت تک نهيں کهلتا ' جب تک اُس کا دل محبت کے ليے نهيں کهل جاتا ـــ لا پروبير -

حسن ' قدرت کا عورت کو سب سے پهلا عطيه ہے ' اور يهي سب سے پهلے اُس سے چهن بهي جاتا ہے ـــ ميرہ -

عورت اپنے محبوب کي جدائي گوارا کرسکتي ہے مگر اپنے حسن کي جدائي گوارا نهيں کرسکتي ـــ روشبراون

مرد کو شادي کے معامله ميں اعلى حسن سے پرهيز کرنا چاهيے - کيونکہ حسن قبضہ ميں آتے هي گهٹ جاتا ہے ' مگر اُس کي مصيبتيں زندگي بهر باقي رهتي هيں ـــ روسو

جس عورت ميں بجز حسن کے اور کوئي جوهر نهيں هوتا ' اُس کي مثال روغني روٹي کي سي ہے - يه گرم اچهي معلوم هوتي ہے اور سرد هوتے هي اپنا سارا ذائقه کهوديتي ہے ـــ سيجور

(عورت)

تمدن اچهي عورتوں کے اقتدار کا نام ہے ـــ امرسن

عورت کي شيريني گلاب کي طرح جلد ختم هو جاتي ہے ـــ گوئٹے

زندگي کي سب سے لذيذ شيريني ' بيوي کا اپنے شوهر کو مخلصانه سلام ہے ـــ ولز

عورت کي انانيت اپنے اندر دو انانيتيں رکهتي ہے ـــ مڈيم ڈي اسٹائل

خدا کي انسان پر سب سے قيمتي بخشش ' عورت ہے - گويار

کاش ' عورت تنها ميرا هي حصه هوتي ! ـــ اريبڈس

عورت انسان اور فرشته کے بين بين ايک مخلوق ہے ـــ بلزاک

عورت اُس شخص کو حقير سمجهتي ہے جو اُس سے محبت نهيں کرتا ہے ' مگر وہ خود اُس سے محبت نهيں کرتي ـــ ايلزبتهه ' اسٹوڈرٹ

⁂

انسان اپنے نفس کو اُسي وقت سمجهه سکتا ہے جب وہ مصيبت ميں پڑتا ہے ـــ الفرڈ ڈي موسيه

شک ' هميشه اميد کے پيچهے لگا رهتا ہے ـــ بلزاک -

ترقي لنگڑي چال چلتي ہے ـــ سانٹ بو

نا مکمل تعزيت سے رنج زيادہ هوجاتا ہے ـــ روسو

عظمت ' طمع ' فوج ' جنگي جهاز ' تاج ' تخت ! يه انسان کے کهلونے هيں جب وہ بڑا هوجاتا ہے ـــ وکٹر هيوگو

ميري تمام مصائب کي علت يه ہے کہ ميں لوگوں سے حسن ظن رکهتا تها ـــ روسو

(ذهانت)

ذهانت کيا ہے ؟ يه محض سمجهنے کي صلاحيت هي کا نام نهيں ہے - کيونکه حيوان بهي سمجهه رکهتا ہے مگر هم اُسے ذهين نهيں کهه سکتے - سپاهي اپني ڈيوٹي سمجهتا اور پوري کرتا ہے مگر ذهين نهيں کهلاتا - بندر کي ذهانت ' محض ايک بے نتيجه عقلي اضطراب ہے - جو بچه اپني حرکتوں سے تمهيں هنساتا ہے ' ذهين نهيں ہے - کيونکه اُس ميں بندر کي جبلت آگئي ہے - جو عورت بهت سي اشياء کا علم رکهتي ہے ' ذهين نهيں ہے - کيونکه معمولي باتيں اُس کے دماغ کو پراگنده کر ڈالتي هيں - کيا حساب داں ذهين هوتا ہے ؟ شاعر کي نظر ميں حساب داں ماليخوليا کا مريض ہے ! کيا شاعر ذهين هوتا ہے ؟ رياضي داں شاعر کو سراسر بيوقوف سمجهتا ہے ! ماهر ماليات کي نظر ميں ناول نويس ' دو پاؤں کا احمق حيوان ہے ! جو آدمي ' دور از کار نظريے بناتا ہے ' کيا ذهين ہے ؟ کيا هميشه خاموش رهنے والا ذهين ہے ؟ کيا اپني عينک کے شيشوں سے ' سرد اور بے اثر نظروں سے تمهيں ديکهنے والا ذهين ہے ؟ نهيں !

ذهانت کي تعريف ناممکن ہے ـــ لا مارتين

برید فرنگ

رُوس کا نفس پرست شاہی راہب

راسپوٹین

خاندان زار کی تاریخ کا آخری صفحہ

زمن حذر نہ کنی گر لباس دیں دارم
نہفتہ کافر وبت در آستیں دارم!

انیسویں صدی کا سب سے زیادہ ہولناک مگر عبرت انگیز واقعہ روس کے خاندان شاہی کی بربادی ہو۔ خود زار، زارینہ، ولی عہد، تمام شاہزادے، تقریبًا پورا خاندان گولی مار کر قتل کر ڈالا گیا! یہ واقعہ فرانس کے لوئی شانزدہم اور اُس کے خاندان کے قتل سے بھی وحشتناک ہو! روس کے خاندان شاہی کی بربادی اور انقلاب سلطنت پر بکثرت کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اور اُن تمام اسباب پر شرح و بسط سے بحث کی جا چکی ہو جو ان عظیم تغیرات و حوادث کا موجب ہوئے۔ ان اسباب میں سب سے بڑا اور سب سے عجیب سبب وہ ہو، جو بیسویں صدی کی متمدن دنیا کے لئے سخت حیرت انگیز ہو رہا ہو۔ یعنی روس کے حکمران اور اُس کی ملکہ کی مذہبی توہم پرستی، زود اعتقادی، اور علم و عقل سے محرومی ہو! یہ بات ثابت ہو چکی ہو کہ ان تمام تباہیوں کی اصلی جڑ ایک راہب تھا، جسکے دام تزویر میں زارینا اور زار پھنس گئے تھے۔

مشہور روسی شاہزادہ پرنس یوسوپوف کا روزنامچہ پچھلے دنوں شائع ہوا ہو۔ اس سے اس معاملہ پر اور بھی زیادہ گہری روشنی پڑتی ہو۔ اس بارے میں پرنس کے بیانات بہت اہم ہیں کیونکہ وہ تمام واقعات کا شاہد عینی تھا۔ صرف شاہد عینی ہی نہیں بلکہ راہب راسپوٹین کا قاتل بھی وہی ہو۔

اس روزنامچہ پر ابھی دنیا نے پوری طرح رائے زنی نہیں کی تھی، کہ اس سلسلے کے ایک دوسرے راز کا انکشاف ہو گیا۔ یعنے یکایک دنیا کے ہاتھوں میں ایک نئی کتاب پہنچ گئی جو خود اسی راہب کی لڑکی ماریا کے قلم سے نکلی ہو اور اُس کی یادداشتوں کا مجموعہ ہو۔ اس نئے بیان نے معاملہ کا ایک دوسرا رخ واضح کر دیا، اور دنیا اس نئے انکشاف سے انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی!

پچھلے دنوں ان دونوں کتابوں کا مختصر خلاصہ ہندوستان کے انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا، لیکن ہمیں جستجو تھی کہ زیادہ تفصیل کے ساتھ حالات روشنی میں آئیں خصوصًا پرنس کی بیان کردہ تفصیلات معلوم ہوں جسنے ملکہ کے اصلی خطوط بھی شائع کر دئیے ہیں۔ اب یہ تمام ذخیرہ ہمارے سامنے ہو۔ ہم پہلے پرنس کے روزنامچہ کی ایک پوری فصل درج کرتے ہیں، جس سے اس عجیب و غریب راہب کے حالات و اعمال پر پوری روشنی پڑے گی:

راسپوٹین کون تھا؟

راسپوٹین جس سے زارینا کی عقیدت، پرستش کی حد تک پہنچ گئی تھی، سائبریا کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ اپنے عہد کا مشہور قزاق تھا، راسپوٹین نے ہوش سنبھالتے ہی باپ کا پیشہ اختیار کر لیا اور قرب و جوار کے علاقے تاخت و تاراج کرنے لگا۔ یہ بڑا ماہر ڈاکو تھا۔ گھوڑے چرانے میں اُسے خاص کمال تھا۔ بار بار گرفتار ہوا مگر حیرت انگیز طور پر ہمیشہ بچ نکلتا رہا۔ ایک مرتبہ اُسے پولیس نے بری طرح زد و کوب بھی کیا تھا، چنانچہ اُس کے زخم کا نشان عمر بھر اُس کے سر میں نمایاں رہا۔

راہب کیسے بنا؟

ایک مرتبہ اتفاق سے اُس کا گزر ایک پرانی خانقاہ میں ہوا۔ یہ خانقاہ در اصل خطاکار راہبوں کے قید کرنے کا محبس تھا۔ راسپوٹین کی ملاقات وہاں چند راہبوں سے ہوئی۔ وہ بلا کا ذہین تھا اُسنے دیکھا راہبوں کی زندگی، دنیا کمانے کے لئے بہترین زندگی ہو۔ قزاقانہ طرز معیشت نے اُسے جسمانی تکالیف برداشت کرنے کا خوگر بنا دیا تھا۔ اُسنے خیال کیا "میں بڑی آسانی سے راہب بن سکتا ہوں" چنانچہ وہ برابر ان راہبوں سے ملتا جلتا رہا۔ اُن سے انجیل پڑھی۔ عبادت و ریاضت کے طریقے معلوم کئے۔ وہ بہت جلد مسیحی مذہب اور رہبانیت کا عالم بن گیا۔

اب اُسنے سخت مجاہدے اور ریاضتیں شروع کر دیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں اُس کی شہرت قرب و جوار میں پھیل گئی۔ لوگ اس قزاق کو ولی اللہ سمجھنے لگے۔ اسی زمانہ میں سینٹ پیٹرز برگ (دینن گراڈ) کے ایک بشپ نے اُسے دیکھا، اس کے زہد و تقشف اور مجاہدہ و ریاضت سے نہایت متأثر ہوا۔ اپنے ساتھ پایۂ تخت لے گیا اور محل شاہی میں داخل کر دیا۔

زارینا کی عقیدت

زارینا (ملکۂ روس) اُسے دیکھتے ہی معتقد ہو گئی۔ راسپوٹین نے بھی یہ بات محسوس کر لی۔ اپنا اثر اور زیادہ پختہ اور وسیع کرنے لگا۔ حتیٰ کہ زار پر بھی اُس کا جادو چل گیا۔ شہنشاہ اور ملکہ انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اُس کے آگے اپنے گھٹنوں پر جھکتے تھے،

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہو؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقینًا وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہو
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو
شیفر کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئیے!

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۶ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم باسمیٰ ہوکر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شہرت مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جسکو چشم بد و جرائم سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے گورنمنٹ سے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اسکی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع بر اعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اسکی بیشمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اختلاج قلب، دوران سر، درد سر، دل متلی وغیرہ کی شکایات کو دفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہرا طور پر رنگ و ترتیب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اسکی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مد نظر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ بوتل دیکھکر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ زرخیز ہندوستان کی صنعت کا امید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہے خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہے۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ آپ کو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام
شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل
دید مقامات، اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپ کو مطلع کردے۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری
معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہے
ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
The Dunlop Guide to Great Britain
کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے
ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو
تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

راہب نے بھی یہ بات محسوس کر لی تھی، اور اُس کی فاسقانہ طبیعت ہرگز گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ ایسی حسین لڑکی اُس کے دائرۂ عقیدت سے نکل جائے۔ چنانچہ ہر ممکن تدبیر سے اپنا اثر بڑھاتا اور دوشیزہ کو اپنے زیادہ سے زیادہ قریب کرتا جاتا تھا"

"مس موصوفہ نے مجھے اپنے والد کے محل میں راسپوٹین سے ملاقات کے لئے دعوت دی۔ وہ اُس کے بارے میں اِس طرح گفتگو کرتی تھی جس طرح پیغمبروں کے بارے میں کی جاتی ہے۔ لیکن مجھے اُس سے طبعًا نفرت تھی۔ اُسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، تاہم میرا دل اُس کی کراہت سے لبریز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ ایوان میں داخل ہوا، تو مجھے اپنا احساس چھپانے کے لئے جدوجہد کرنی پڑی۔ اُس نے سب سے مصافحہ کیا اور مس کا بوسہ لیا، حتی کہ مس م... کا بھی۔ میں نے بھی مصافحہ کیا مگر اپنا بوسہ لینے نہیں دیا (روس میں قاعدہ ہے کہ بزرگ چھوٹوں کا بوسہ لیا کرتے ہیں) میں نے دیکھا کہ مس کا بوسہ لیتے وقت اُس کی آنکھیں غیر معمولی طور پر چمکنے لگی تھیں۔ میں سمجھ گیا کہ اُس کے اندر بہیمیت پوری طرح کام کر رہی ہے۔

میں نے اُس کے خط و خال پر نظر غائر ڈالی۔ درمیانہ قد تھا۔ مضبوط کاٹھی تھی۔ سر بڑا، بال لمبے اور داڑھی گھنی تھی۔ سر کا ایک حصہ بالوں سے بالکل خالی تھا۔ یہ اُسی زخم کا نشان تھا جو قزاقی کے زمانہ میں لگا تھا۔ اُس وقت اُس کی عمر ۴۸ سال کی ہوگی۔ لمبا کوٹ اور بہت ڈھیلے پائنچوں کا پائجامہ پہنے تھا۔ اُس کا چہرہ بالکل روسی کسانوں کا سا تھا۔ بیضوی شکل کا، مگر ہر طرح کے تناسب سے محروم وہ یقینًا نہایت بدصورت آدمی تھا۔ جیسے کہ تمام بدنفس انسان ہوا کرتے ہیں"

"اُس کی حرکات و سکنات متکبرانہ تھیں۔ حاکمانہ شان رکھتی تھیں یہ صرف اِس لئے کہ اُسے حاضرین پر اپنے اثر کا یقین تھا۔ سب لوگ اُسے انتہائی عقیدت کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ وہ خود بھی انھیں متجسسانہ نظروں سے دیکھتا۔ وہ اُنکے خیالات معلوم کرنے کی کوشش میں تھا۔ لیکن مس م... پر اُس کی نظریں بالکل دوسرا انداز رکھتی تھیں وہ اُسے پُرہوس نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ ہر لحظہ میری نفرت بڑھتی جاتی تھی اور صاف نظر آتا تھا کہ ولیوں کے اِس لباس میں ایک خبیث نفس ملفوف ہے"

"چائے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر میرے قریب آگیا اور نہایت دارانہ انداز سے کہنے لگا "تمھاری دوست مس م... کس قدر حسین ہے! کوشش کرو کہ تمھاری رفیق زندگی بن جائے، صرف جسم ہی سے نہیں بلکہ رُوح سے بھی۔ تمھارے بارے میں اُسنے مجھ سے بات گفتگو کی ہے۔ وہ تمھاری طرف بہت مائل ہے۔ مجھے یقین ہے، شادی کے بعد تم دونوں حقیقی مسرت و سعادت پاؤگے!"

اِس ملاقات سے چند دن بعد مس م... نے مجھ سے کہا "راسپوٹین تم سے از حد حسن ظن رکھتا ہے اور دوبارہ ملاقات کرنی چاہتا ہے"

راہب اور زار کی والدہ

"اُس وقت کوئی بھی اُس خطرے سے واقف نہ تھا جو روس کے شاہی خاندان کو اِس پُراسرار راہب کی وجہ سے لاحق ہو گیا تھا۔ یہی سبب تھا کہ قصر شاہی میں اُس کی بڑی آؤ بھگت ہوتی تھی۔ زار کے تمام مقرب اُس کا اثر و اقتدار دیکھ کر اُس کی خوشامد میں لگے رہتے۔ لیکن مجھے اور میری ماں کو اُس سے سخت نفرت تھی۔ ہم محسوس کرنے لگے تھے کہ ایک نہ ایک دن زار کو اِس راہب کے ہاتھوں روزِ بد دیکھنا پڑے گا۔ چنانچہ میری ماں نے زارینہ کو کئی مرتبہ متنبہ کیا اور اِس دجال کے دور کر دینے پر زور دیا۔ خاندان شاہی کے چند اور لوگوں کا بھی یہی خیال تھا۔ اُنھوں نے بھی میری ماں سے اتفاق کیا۔ حتی کہ خود زار کی والدہ نے بھی راہب کی بہت مخالفت کی۔ مگر زارینہ کچھ اِس طرح اِس مقدس مرشد کے دام میں پھنس گئی تھی کہ اُس کی مخالفت میں ایک لفظ بھی سُن لینا گوارا نہیں کرتی تھی"!

جنگ عظیم

۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کا آغاز ہوا۔ ہم سب خوف سے کانپ اُٹھے کیونکہ جانتے تھے، اب اِس راہب سے کیسے کیسے خطرے پیدا ہو سکتے ہیں۔ مصیبت یہ تھی کہ زار اور زارینہ نے اپنے دوستوں سے بے اعتنائی برتی اور سراسر راہب کے ہو رہے۔ جب کبھی ہم لوگوں نے اُس کے خلاف منتیں التجائیں کرنی چاہیں، تو ملکہ نے صاف صاف کہدیا: "میں اپنے روبرو راسپوٹین کی شان میں ایک حرف بھی کہنے کی اجازت نہ دوں گی!"

راہب کی تصویر

"جنرل ڈاہنکو نائب وزیر داخلیہ، راسپوٹین کی حقیقت سے واقف تھا۔ اُسنے بڑی کوشش سے "کلیسٹینر" والوں کے ایک جلسہ کا موقع حاصل کیا۔ اِس موقع میں راسپوٹین ناگفتہ بہ فسق و فجور کی حالت میں نظر آتا تھا۔ جنرل نے تصویر، زارینہ کے سامنے رکھ دی۔ مگر زارینہ کی عقیدت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ اُلٹی جنرل پر خفا ہوئی۔ تصویر جعلی قرار دی گئی، اور جن جن لوگوں پر راسپوٹین نے جعل بنانے کا شبہ کیا، اُنھیں سخت سزائیں ملیں"!

راہب جرمن جاسوس تھا

جنگ میں روسی فوجیں جس طرح برباد ہوئیں، اُس کی داستان بہت ہی دردناک ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ اِن تمام مصائب کی اصلی علت راسپوٹین ہی کی ذات اور اُس کی خیانت تھی۔ وہ در اصل جرمن جاسوس بن گیا تھا۔ روسی فوجوں کی نقل و حرکت کی خبریں جرمنی اور آسٹریا کے جنگی دفاتر کو روز بھیجا کرتا تھا۔ یہ بات زیادہ مدت تک چھپ نہیں سکتی تھی۔ بہت جلد تمام ملک اِس عظیم مکار کی حقیقت سے واقف ہو گیا، اور محل شاہی سے اُس کی علیحدگی پر زور دیئے لگا مگر جوں جوں اُس کی مخالفت بڑھتی گئی، زارینہ کی عقیدت بھی بڑھتی گئی۔ آخر اُس کا اقتدار یہاں تک بڑھ گیا کہ سپہ سالاروں کا عزل و نصب اور میدان جنگ کے نقشوں کی تجویز بھی اُسی کی رائے سے ہونے لگی۔ وہ خود اپنی رائے سے کچھ نہیں کرتا تھا۔ جرمن افسر اُسے وقتًا فوقتًا لکھتے رہتے تھے کہ فلاں روسی افسر کو معزول کرا دینا چاہیئے فلاں مقام ہمارے لئے مُضر ہے۔ وہاں سے فوج ہٹا دینی چاہیئے۔ یہ اُنکے احکام کے مطابق یہاں رائے ظاہر کر دیتا، اور دربار اُسکی فورًا تعمیل کرتا۔ دربار تو زور ڈالنے کے لئے ملکہ موجود تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روس کی تمام فوجیں گاجر مولی کی طرح کٹنے لگیں۔ وہ جس طرف رُخ کرتیں، دیکھتیں جرمن فوج پہلے سے اُن کی ہلاکت کا سامان طیار کئے موجود ہے۔

با ایں ہمہ زار اور ملکہ کا تمام اعتماد اسی "مرشد" پر تھا۔ وہ کہتے تھے اِس جنگ میں ہم فوج سے نہیں بلکہ اپنے مرشد کی توجہ اور برکت سے فتح پائیں گے!"

راہب کی لڑکی کا بیان

یہ تو پرنس یوسوپوف کا بیان تھا۔ اب خود راسپوٹین کی لڑکی کا بیان سُنئے۔ و صاحب البیت ادری بما فیہ۔ اِس لڑکی کا نام صوفیہ راسپوٹین ہے۔ ابتک دنیا اِس کے وجود سے بے خبر تھی۔ لیکن حال ہی میں یہ ظاہر ہوئی، اور ایک مختصر کتاب میں اپنی یادداشتیں جمع کر کے چھاپ دیں۔ یہ اپنے باپ اور زارینہ کے تعلقات پر ایک بالکل مختلف قسم کی روشنی ڈالتی ہے۔ اُس کے بیان نے یورپ کے اخبارات میں ہنگامہ مچا دیا ہے۔ وہ لکھتی ہے۔

عقیدت نہیں عشق تھا!

"زارینہ کا تعلق میرے باپ سے دینی عقیدت کے رنگ میں شروع ہوا۔ مگر بہت جلد عقیدت نے محبت کی شکل اختیار کر لی اور بتدریج محبت، عشق کے درجہ تک پہنچ گئی۔ اُسنے کئی بار میرے والد سے کہا "میں، زار سے بیزار ہو گئی ہوں، وہ ایک دوسری عورت سے وابستہ ہے۔ میں اُس سے طلاق لے لوں گی، بشرطیکہ تم مجھ سے شادی کر لو!" میرا باپ نادان نہ تھا۔ وہ جانتا تھا، یہ واقعہ کیسے ہولناک نتائج پیدا کرے گا؟ چنانچہ وہ زارینہ کو ایسا کرنے سے ہمیشہ روکتا تھا"

اِس کے بعد صوفیہ لکھتی ہے

"یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ اِس کا ثبوت خود زارینہ کے اُن خطوں میں موجود ہے، جو اِسوقت بالشویک حکومت کے قبضہ میں ہے۔ زارینہ، خود مجھ سے بھی بہت محبت کرتی تھی اور اکثر کہا کرتی تھی۔ "میں بہت جلد تمھارے گھر میں آ جاؤں گی۔ اُس وقت میں تمھاری ماں اور تم میری لڑکی ہو جاؤ گی!"

صوفیہ نے اپنے روس سے بچ نکلنے کی داستان بھی لکھی ہے۔ وہ لکھتی ہے

"جب میرا باپ قتل ہو گیا تو میرے پاس دو ہزار نقرئی روبل (روسی سکہ) موجود تھے۔ میں نے سپاہیوں کو یہ رقم رشوت میں دی اور جان لے کر بھاگ نکلی"

راسپوٹین کی اخلاقی سیرۃ، ملکہ کی اُس سے بیحد دِلبستگی اور وہ تمام حالات جو اِس سلسلے میں سامنے آتے ہیں، اگر بغور دیکھے جائیں، تو صوفیہ کا بیان قرین صواب معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اِس صورت میں بدنصیب ملکہ کو "مرشد" کی مذہبی عقیدت سے خالی تصور کر لیا جائے۔ اِس دنیا میں مذہبی عقیدت جب جہل و توہم پرستی سے ملجاتی ہے تو اُس کے عجائب و خوارق کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ بارہا یہ بات دیکھی گئی ہے کہ لوگ مذہبی عقیدت کے ساتھ ہر طرح کے اخلاقی اور مذہبی معاصی کے بھی مرتکب ہوتے ہیں، اور نہ صرف اِس سے مذہبی عقیدت متاثر نہیں ہوتی، بلکہ معاصی و فسوق پر بھی مذہب کے پُراسرار تقدس کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ ہمیں اِس میں کوئی تعجب نہ ہوگا اگر ثابت ہو جائے کہ یہ بدبخت ملکہ اپنے اِس "مرشد" کی ناجائز خواہشوں کا شکار تھی اور اِس پر بھی اُسے اپنا "مرشد" اور "مقدس ولی" یقین کرتی تھی۔ جب جواز و عدم جواز کا معیار حقیقت کی جگہ عقیدت ہو جاتی ہے، تو پھر کوئی چیز بھی ناجائز نہیں ہو سکتی۔ مذہب و تقدس کی دنیا کی تاریخ اِس طرح کے واقعات کی ایک مسلسل داستان ہے اور اب تک دنیا اُس میں برابر اضافہ کئے جاتی ہے۔

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اِس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دیدیئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ قیمت ۱۲؎ دو آنہ۔ مینیجر الہلال کلکتہ

اماے مسیح ثانی" تعبیر کرتے تھے۔ وہ جب چاہتا بلا اجازت محل میں داخل ہوجاتا۔ زار اور زارینا کو طلب کرلیا کرتا۔ محل میں اُسے بالکل ویسی ہی آزادی حاصل تھی جیسی خود زار کو۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ راسپوٹین کی شان میں ایک لفظ بھی منہ سے نکال سکتا۔ ملکہ کو ازحد خلوص تھا اُسنے اپنے آپ کو بالکل اس دجّال کے حوالے کردیا تھا"

ملکہ کی مجنونانہ عقیدت کا ثبوت اُس کے اُن خطوں سے بھی ملتا ہو جو ستمبر ۱۹۱۶ء یعنی انقلاب حکومت سے صرف تین مہینے پہلے اُسنے زار کو لکھے تھے۔ پرنس یوسوپوف نے یہ خطوط اپنے روزنامچہ میں نقل کرئیے ہیں۔ ان سے روس کے خاندان شاہی کی ذہنیت پر عجیب روشنی پڑتی ہو۔ صاف معلوم ہوجاتا ہو کہ زار کس درجہ کمزور دل و دماغ کا آدمی تھا، اور زارینہ کس درجہ پست خیال مگر ساتھ ہی اپنے شوہر پر کس قدر حاوی تھی؟ ذیل میں صرف چند خطوط بطور نمونے کے ملاحظہ ہوں:

زارینہ کے خطوط

ایک خط میں زارینہ "بروٹوف" کو وزیر داخلیہ بنانے کی سفارش کرتی ہو۔ یہ شخص راسپوٹین کا پروردہ تھا۔ راسپوٹین چاہتا تھا اسے وزیر داخلیہ بناکر پس پردہ تمام ملک پر حکومت کرے۔ زارینہ اپنے شوہر کو لکھتی ہو:

"بروٹوف کو وزیر بنادو۔ مخالفوں کی مخالفت کی ذرا بھی پروا نہ کرو، ورنہ وہ جری ہوجائیں گے اور برابر تمکو یونہی دباتے رہیں گے۔ وہ سمجھیں گے تم اُن سے ڈر گئے ہو۔ وزیراعظم اور ڈوما (پارلیمنٹ) کے مسلک کی کیا حقیقت ہو؟ یہ ذلیل آدمی ہیں۔ کیونکہ "مقدس باپ" (یعنی راسپوٹین) نے اُن کی بابت یہی خیال ظاہر کیا ہو۔ بروٹوف کو میری خاطر وزیر بنادو۔ کیونکہ وہ تم پر، تمھارے بچوں پر، اور روس پر جان دیتا ہو۔ ایک بڑے پادری نے مجھسے کہا ہو "وہ سلطنت کبھی برباد نہیں ہوسکتی، جس کی حفاظت پر ولی ہوتے رہیں!" یہ قول بالکل صحیح ہو۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنے ولی (راسپوٹین) پر بھروسہ کریں، اُسکی اطاعت کریں، اُس کی نصیحتوں پر عمل کریں۔ ہمارے ولی کی یہی نصیحت ہو کہ بروٹوف وزیر بنادیا جائے۔ لہذا اسکے قبول کرنے میں تامل نہ کرو۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہمارے ولی سے کوئی بات بھی مخفی رہتی ہو۔ مسیح نے اُسے سب کچھ دکھادیا ہو۔ وہ جب کوئی دعا کرتا ہو، پوری ہوجاتی ہو۔ جس بات کو اچھا کہدیتا ہو، اچھی ہوجاتی ہو۔ جسے بُرا کہدیتا ہو، وہ بُرا ہی ثابت ہوتا ہو۔ ہم سے تم سے بہت غلطیاں ہوجاتی ہیں، مگر ہمارے اس مقدس مرشد سے کبھی غلطی نہیں ہوتی۔ اُس سے غلطی ہوہی نہیں سکتی...!"

ایک دوسرے خط میں لکھتی ہو:

"ڈوما (پارلیمنٹ) فوراً توڑ دو۔ مخالفوں کی کوشش ہو کہ ہر وقت ڈوما کے جلسے برابر جاری رہیں تاکہ فساد کی راہیں بند نہ ہوجائیں۔ وزیراعظم نے یہ کہکر تمھیں دھوکا دیا ہو کہ اگر ڈوما توڑ دی جائے گی تو اُسکے ممبر ملک میں پھیل کر رعایا کو بھڑکائیں گے۔ یہ وزیراعظم کا کھلا دھوکا ہو۔ کیونکہ ہمارے مرشد کا قول ہو: اگر یہ لوگ رعایا سے جاکر بدگوئی کریں گے تو کوئی بھی ان کا یقین نہ کرے گا۔ ان کی اصلی قوت، ان کے ایک جگہ جمع رہنے میں ہو۔ لہذا ڈوما توڑ کر ان شریروں کو منتشر کردو"

ایک دوسرے خط کا مضمون یہ ہو:

"معاملہ خوب سمجھ لو۔ یقین کرو ہمارے مرشد کی نصیحت میں تمھارے لئے سراسر بھلائی ہو... پیارے! میری دلی آرزو ہو کہ تم ڈوما توڑ دو۔ یہ لوگ اندر اندر سازش کررہے ہیں اور تم سے آکر میٹھی میٹھی باتیں بناتے ہیں۔ تم اپنی نیکی کی وجہ سے ان کی باتوں میں آجاتے ہو۔ یقین کرو، ہمارے مرشد نے جو کچھ کہا ہو، وہی ٹھیک ہو۔ اُسکی نصیحت پر چلکر ہم کامیاب ہوسکتے ہیں..."

ایک اور خط میں حسب ذیل پرجوش الفاظ لکھتی ہیں:

"یہ لوگ تمھیں بیوقوف بنارہے ہیں۔ تمھارا مذاق اُڑاتے ہیں تم اتنے کمزور کیوں ہوگئے ہو؟ اٹھو، پیٹر اعظم بنجاؤ۔ ان بدمعاشوں کو لات مارکر گرادو۔ مجھے تمھاری کمزوری دیکھکر سخت صدمہ ہوتا ہو ہمت باندھو اور ڈوما کو توڑ دو۔ ان تمام بغاوت پسندوں کو ایک ایک کرکے سائبیریا جلاوطن کردو۔ ہم اس وقت جنگ میں ہیں۔ اندرونی بغاوت، میدان جنگ کی شکست سے بھی زیادہ مہلک ہوگی۔ تمھارا خیال وہ کیوں نہیں ہو جو میرا ہو؟ میں نہیں سمجھ سکتی ایسا کیوں ہو؟ بلاشبہ میں ایک عورت ہوں۔ لیکن عقل و ضمیر رکھتی ہوں میں جانتی ہوں، روس کی نجات اُسی میں ہو جو ہمارے مرشد کا حکم ہو۔ تمھیں یاد نہیں فرانسیسی مدبر مسیو فلپ نے کیا کہا تھا؟ اُسنے کہا تھا: روس کو حکومت خود اختیاری دینا، روس کو برباد کرڈالے گا اور خود زار کو بھی! یہی ہر سچے روسی کا بھی خیال ہو۔ میں جانتی ہوں، تمھیں میری اس سخت کلامی سے تکلیف ہوگی۔ مگر میں اسپر مجبور ہوگئی ہوں۔ روس کی ملکہ، زار کی بیوی، اور ولی عہد کی ماں ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہو کہ اپنے خیالات تم تک پہونچایا کروں نیز اپنے مرشد کی نصیحتوں سے بھی تمھیں خبردار کرتی رہوں...!"

پانچویں خط میں بھی "مرشد" کے احکام کی تعمیل پر پورا زور دیا گیا ہو:

"میری زندگی کا سب سے بڑا ارمان یہ ہو کہ تمھیں دشمن کے سامنے اس طرح سربلند دیکھوں، جس طرح شیر، لومڑیوں کے سامنے ہوتا ہو تم ان جمہوریت پسند کمینوں کے ساتھ کیوں جھکتے ہو؟ طاقتور حاکم کیوں نہیں بنجاتے؟ اگر تم اکڑ جاؤگے تو یہ سب بزدل سر جھکادینگے۔ یاد رکھو، تمھاری اور روس کی نجات صرف اسی میں ہو کہ اس مرشد کامل کے حکموں کی تعمیل کرتے رہو...!"

مقدس نفس پرستی!

یہ حال ملکہ کی عقیدت کا تھا، حالانکہ اس راہب کی پرائیوٹ زندگی ناقابل بیان حد تک فاسقانہ تھی۔ اُسوقت روس میں "کلیسٹزم" کا بہت زور تھا۔ "کلیسٹزم" باقاعدہ نفس پرستی کا دوسرا نام ہو۔ اس مذہب کے متبعین کا عقیدہ تھا کہ قوائے شہوانی، خدا کا ایک عظیم عطیہ ہیں۔ اس بخشش کا شکریہ اسی طرح ادا کیا جاسکتا ہو کہ اُن سے انسان دل کھولکر متمتع ہو، اور ہرگز اُنکے استعمال میں بخل نہ کرے۔ چنانچہ یہ لوگ فسق و فجور میں اس درجہ بے روک تھے کہ کسی طرح بھی قلم اُس کی طرف اشارہ نہیں کرسکتا۔ تفصیلات ناگفتہ بہ ہیں۔ راسپوٹین بھی اسی گروہ میں شامل تھا۔ قصر شاہی میں زہد و تقشف ظاہر کرتا، اور باہر آکر شراب خواری اور ہر طرح کے فسق و فجور میں منہمک ہوجاتا!

زمن حذر نہ کنی گر لباس دیں دارم
نہفتہ کافرم و بت درآستیں دارم!

راہب سے پرنس کا تعارف

آگے چلکر پرنس یوسوپوف لکھتا ہو:

"راہب راسپوٹین سے میری پہلی ملاقات ۱۹۰۹ء میں یعنی جنگ عمومی سے ۵ سال پہلے ہوئی تھی۔ میرے دوست ج... کی لڑکی مس م... روس کی حسین ترین دوشیزہ تھی۔ پہلی ہی نظر میں انسان اُسکے معصوم حسن و جمال اور قلب کی طہارت کا قائل ہوجاتا تھا۔ میرا بھائی کو اس سے عشق تھا۔ وہ بھی اُس کی محبت میں سرشار تھی۔ لیکن بدبختی سے وہ بھی راسپوٹین کے جال میں پھنس گئی۔ اپنے دل کی نیکی اور حد سے زیادہ تقوی کی وجہ سے یقین کرتی تھی کہ وہ ولی اسرار و حقائق

فدائیانِ اسلام پر مصائب کا ہجوم
کیوں ہو؟

اگر آپ کو قوم کے ظاہری و باطنی امراض اور انکے علاج کا علم حاصل کرنا ہو تو الجمعیۃ ملاحظہ فرمائیے۔

الجمعیۃ تمام ہندوستان میں ایک ہی اخبار ہو جو علما کی زبان کہلانے کا مستحق ہو اور جسکا اہم ترین مقصد ملت بیضا کی محافظت ہو۔ مقدس مذہب اسلام کے خلاف حملوں کا دندان شکن جواب دینا اور واقعات کی محققانہ تنقید اس کا مخصوص طریقہ ہو

اس زمانے میں اجتماعی اور تمدنی زندگی کے لئے اخبار بھی ایک ضروری چیز ہوگیا ہو اور ہر قوم کو اپنی تمدنی زندگی قائم رکھنے کے لئے اس کی حاجت ہو۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہو کہ وہ مذہب کی حفاظت کے فریضے کو تمام فرائض سے اہم سمجھیں اور اس اخبار کو جو مذہب کا محافظ ہو اور اصلاح قوم کا علمبردار بھی اشاعت اور ترقی کے اعلی درجے پر پہنچائیں۔ حق کی آواز جسقدر کثرت سے لوگوں کے کان میں پہنچائے اسیقدر کار ثواب ہو۔

اخبار الجمعیۃ کی پانچ (۵) خصوصیات

(۱) تمام سیاسی و مذہبی مسائل پر عالمانہ و فاضلانہ بحث کرتا ہو (۲) تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق مسلسل مضامین شائع کرکے مخالفین اسلام کو خاموش کرتا ہو۔ (۳) عربی، فارسی اردو، انگریزی اخبارات کے تراجم پیش کرتا ہو (۴) حضرت مولنا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کے فتاوے کی اشاعت کرتا ہو (۵) ایک کالم تفریح کا بھی ہوتا ہو جس سے اسکی دلچسپی میں اسقدر اضافہ ہوتا ہو۔ ہفتہ میں تین بار شائع

جاتا ہو چندہ سالانہ چھ روپیہ (سے) ششماہی تین روپئے بارہ آنے (ہے) منیجر الجمعیۃ دہلی۔

اختتام پر مجلس کے انتخاب کے ساتھ صدر جمہوریت کا بھی انتخاب ہوتا ہو۔ پرانا صدر دوبارہ صدر ہوسکتا ہو بشرطیکہ مجلس وطنی کے انتخاب میں کامیاب ہوجائے۔

خاص روایات

مجلس وطنی کی بعض روایات بالکل انوکھی ہیں مثلاً یہ کہ وہ کسی حال میں بھی برخواست نہیں کی جاسکتی، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ پھر وہ سال کے بارہ مہینوں میں کبھی چھٹی نہیں لیتی۔ ہمیشہ اُس کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی دوسری پارلیمنٹیں عام طور پر کسی ایک موسم میں بند رہتی ہیں۔ لیکن خود مجلس کو اختیار ہو کہ جب چاہے اپنے کو منتشر کردے۔ اس صورت میں انتخابات از سر نو جاری ہونگے۔ اسی طرح اگر مجلس کبھی چھٹی لے لے تو اُس کے دوبارہ اجتماع کے لئے صدر جمہوریت یا مجلس وکلاء (وزراء) کی دعوت کی ضرورت نہیں۔ وہ خود ہی بلا کسی کی دعوت یا حکم کے جمع بھی ہوجاتی ہو۔ جب کبھی مجلس چھٹی پر ہو یا اٹھ جائے تو اُس کے دوبارہ اجتماع یا انتخاب سے پہلے حکومت نہ کوئی قانون جاری کرسکتی ہو نہ کوئی اور نئی کارروائی کرسکتی ہو۔ حالانکہ دیگر ملکوں میں طریقہ یہ ہو کہ ایسی صورتوں میں حکومت ضروری قانون جاری کردیا کرتی ہو اور بعد میں پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کرلیتی ہو۔

دینی امور

لیکن ملک میں صرف ایک شعبہ ایسا موجود ہو جس پر مجلس وطنی کو کوئی اختیار نہیں ہو۔ وہ شعبہ دینیات کا ہو۔ یہ اس لئے کہ ترکی میں سیاست اور دین کو بالکل الگ کردیا گیا ہو۔ دینی امور کی انجام دہی کے لئے ایک مستقل شعبہ بنادیا گیا ہو۔ اس شعبہ کے صدر کا رتبہ، وکیل یا وزیر کا رتبہ ہو۔ یہ صدر مجلس کے سامنے جواب دہ نہیں ہو۔ رئیس الوکلاء یا وزیر اعظم اُس سے جواب طلب کرسکتا ہو۔ اور وہی مجلس وطنی کو اس شعبہ کے حالات سے مطلع کرتا ہو۔

مجلس وطنی تمام معاملات پر اپنے ارادہ و اختیار سے بحث کرتی ہو اُس میں دوسری پارلیمنٹوں کی طرح پارلیمنٹری کمیٹیاں موجود نہیں ہیں۔ مجلس وکلاء ضروری مسائل مجلس وطنی کے سامنے پیش کرتی ہو اور وہ براہ راست اُس پر بحث کرتی ہو۔

"محاکم استقلال"

ترکی کے "محاکم استقلال" کا نام تمام عالم میں مشہور ہوچکا ہو۔ یہ بھی مجلس وطنی کی ایک غیر معمولی عدالتی قوت کا نام ہو۔ محاکم استقلال سے مقصود وہ خاص عدالتیں ہیں جو جمہوریت پر خطرے کے وقت وسیع اختیارات کے ساتھ قائم کردی جاتی ہیں۔ یہ ایک طرح کی جنگی عدالتیں کہی جاسکتی ہو۔ یہ فوراً فیصلہ کرتی ہو۔ لیکن اُس کے فیصلہ کی تنفیذ بغیر مجلس وطنی کی منظوری کے نہیں ہوسکتی۔ جب یہ عدالتیں قائم ہوجاتی ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ملک حالت امن و سلامتی میں نہیں ہو۔

مخالف پارٹیاں

مجلس وطنی میں مخالف پارٹیاں موجود نہیں ہیں۔ اُس میں صرف ایک ہی پارٹی ہو اور وہ جمہوریت یا مصطفےٰ کمال پاشا کی پارٹی ہو۔ مجلس وطنی کے کل ممبروں کی تعداد ۲۸۰ ہو۔ اسمیں کمالی پارٹی کے آدمی ۲۷۰ ہیں۔ یعنی کل ۱۰ ممبر اس پارٹی سے باہر ہیں۔ ظاہر ہو اتنی قلیل جماعت کو مخالف پارٹی نہیں کہہ سکتے۔

مجلس کا الاؤنس

مجلس وطنی کے ممبروں کو ماہوار الاؤنس نہیں ملتا۔ بلکہ انتخاب میں کامیابی کے دن سے پورے پارلیمنٹری سال کے لئے یکمشت ملتا ہو۔ ہر ممبر کو ۵ سو ترکی پونڈ یعنی تقریباً ساڑھے ۵ سو انگریزی [illegible] الاؤنس ملتا ہو۔

صدر جمہوریت کا سالانہ الاؤنس تیرہ ہزار ترکی پونڈ ہو۔ اُس کے قیام اور سرکاری جلسوں کے مصارف اس کے علاوہ ہیں۔ اسکے تین موٹریں بھی دی جاتی ہیں۔ ایک اُس کی ذات خاص کے لئے ہوتی ہو اور دو، اُس کے وزراء کے لئے۔ ہر وکیل یا وزیر کو ساڑھے ۷ سو ترکی پونڈ ملتے ہیں۔ مجلس وطنی کے مصارف کا آخری بجٹ [illegible] پونڈ ترکی تھا۔

"تورک اوجاغی"

"تورک اوجاغی" کا نام مدت سے اخبارات کے صفحوں پر گشت کررہا ہو۔ مگر کم آدمی اس کی حقیقت سے واقف ہیں۔ "تورک اوجاغی" کے معنی ہیں ترکی وطن۔ یہ دراصل ایک عظیم الشان انجمن ہو جو [illegible] میں قائم ہوئی تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ ترکی قوم میں قومیت و وطنیت کے جذبات برانگیختہ کئے جائیں۔ اُسے ذہنی و دماغی ترقی کے لئے طیار کیا جائے، اور ملک کو اجنبی مداخلت و تسلط سے بچایا جائے۔ جنگ سے پہلے اسے بہت اہمیت و قوت حاصل تھی۔ عام طور پر نوجوان ترک اُس کے حامی تھے۔ حکومت کے اکثر عہدے دار اُسی کے ارکان اور ممبر تھے۔ جنگ عمومی نے اسے عارضی طور پر کمزور کردیا تھا۔ مگر جنگ کے شکست پر ختم ہوتے ہی پھر اُس نے قوت حاصل کرلی اور پچھلے جہاد آزادی میں ..... بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے۔ یہ جہاد کامیابی پر ختم ہوا اور انجمن کا ایک اساسی مقصد بھی پورا ہوگیا۔ اس لئے اُس کے پروگرام میں ترمیم کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۳ء میں اُس کی مجلس عام کا کانفرنس انگورہ میں منعقد ہوئی اور پروگرام میں تغیر و تبدل کیا گیا..... اُس کے موجودہ پروگرام میں یہ تین دفعات بہت اہم ہیں۔

(۱) جمہوری افکار کی اشاعت۔

(۲) جدید تمدن کو مقبول بنانا۔

(۳) مساوات کی تعلیم و تبلیغ۔

جنگ آزادی کے بعد سے اس انجمن کا صدر دفتر قسطنطنیہ کے بجائے انگورہ میں منتقل ہوگیا ہو۔ [illegible] میں اُس کی سالانہ کانفرنس کا افتتاح خود غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے کیا تھا۔ اسوقت سے اُسے بہت زیادہ اہمیت و مقبولیت حاصل ہوگئی ہو۔

اس انجمن کی ۲۷۳ شاخیں ہیں اور تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ مرکزی انجمن کی انتظامی مجلس ۱۲ ارکان سے مرکب ہوتی ہو۔ شاخوں کی انتظامی مجلسوں میں سے ۷ رکن ہوتے ہیں۔ ہر شاخ کو پوری آزادی ہو کہ مقامی حالات و مصالح کی رعایت سے اپنا الگ پروگرام بنالے چنانچہ بعض علاقوں میں یہ انجمن صرف وبائی امراض کے خلاف جد و جہد کرتی ہو۔ بعض میں بچوں کی تربیت اُس نے اپنے ذمہ لے لی ہو۔ بعض میں عورتوں کی ترقی اُس کا مقصد ہو۔

اس انجمن میں مرد اور عورتیں یکساں طور پر شریک ہیں۔ چنانچہ قسطنطنیہ کی انجمن کی صدر ایک عورت ہی ہو۔ یہ خاتون نہایت تعلیم یافتہ اور مشہور ہیں۔ ان کا نام نقیبہ خانم ہو۔ انجمن کی صدارت کے ساتھ ساتھ وہ ایک ثانوی مدرسہ (سکنڈری اسکول) کی مہتمم بھی ہیں۔

ترکی میں "خلق فرقہ سی" کے بعد سب سے زیادہ طاقتور انجمن یہی ہو اور بہت مفید کام کررہی ہو۔

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے سفر آستانہ کی تفصیل گزشتہ ہفتہ لکھ چکا ہوں۔ لیکن جس جوش و خروش کا اظہار باشندگان شہر نے آپکے استقبال کے موقع پر کیا اور جس کا سلسلہ آجتک جاری ہو، اُس کی تصویر قلم سے کھینچنا آسان نہیں ہو۔ میں نے گزشتہ ۱۵ سال میں یہاں بڑے بڑے تاریخی مظاہرے دیکھے۔ ان میں سے ہر مظاہرے کے متعلق یہی خیال ہوتا تھا کہ اس سے بڑے مظاہرے کا ہونا مشکل ہو۔ لیکن مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہو کہ جو کچھ میں نے اس موقع پر دیکھا، اسکے مقابلے میں پچھلے تمام مظاہرے بے حقیقت ہیں!

غازی بروسہ میں

پرسوں غازی موصوف شہر بروسہ تشریف لے گئے جہاں عصمت پاشا تبدیل آب و ہوا کے لئے مقیم ہیں۔ اُن کی ملاقات کے بعد غازی اُسی دن رات کو واپس چلے گئے۔ اس سفر میں اُن کے ساتھ وزیر خارجہ توفیق رشدی بک اور وزیر عدالت محمود اسعد بک وغیرہ بھی تھے۔

افغانستان اور ترکی

۴ دن پہلے یہاں ہز اکسلنسی محمود طرزی خاں وزیر خارجیہ افغانستان ترکی وزیر خارجیہ توفیق رشدی بک کے ساتھ وارد ہوئے۔ آپکی غرض غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات کرنا تھی۔ چنانچہ ملاقات ہوگئی اور موصوف یورپ روانہ ہوگئے۔

سیاسی حلقوں میں اس ملاقات کو اہمیت دیجاتی ہو۔ کیونکہ جیسا کہ اپنے پچھلے مکتوب میں عرض کرچکا ہوں، اسوقت روسی انگریزی نزاع نے افغانستان کے لئے خطرہ پیدا کردیا ہو اور وہ برطانیہ کی تعدی سے بچنے کے لئے ابھی سے ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔

بیزنطینی آثار

تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ روم کی عظمت کے زوال کے بعد ایک زمانہ میں قسطنطنیہ نے کتنا عروج حاصل کرلیا تھا؟ یونان اور روم کا تمام علم و فن سمٹ کر اسی عروس البلاد میں جمع ہوگیا تھا۔

پھر یہ بھی معلوم ہو کہ یونان اور روم کے عہد عظمت میں گھوڑ دوڑ کے میدانوں کو کتنی اہمیت تھی۔ انکی آرائش کا کیسا اہتمام کیا جاتا تھا؟ ان میں کامیابی حاصل کرنے والوں کی کتنی تعظیم و تکریم ہوتی تھی! اُس عہد میں یہ چیز اس قدر اہمیت رکھتی تھی کہ ہومر کو بھی اس کا ذکر کرنا پڑا۔ عام طور پر یہ میدان کسی بلند ٹیکرے پر بنائے جاتے تھے۔ تقریباً ۴۰۰ میٹر لمبے اور ۲۰۰ میٹر چوڑے ہوتے تھے۔ ان کا نام "ہپڈروم" تھا۔ قسطنطنیہ میں بھی ایک "ہپڈروم" تھا اور از حد وسیع اور شاندار تھا۔ قسطنطنیہ کے شہنشاہوں نے اس کی آراستگی پر صدیوں محنت کی یہاں تک کہ وہ دنیا بھر میں مشہور ہوگیا تھا اور دور دور سے سیاح اسے دیکھنے کے لئے آتے تھے۔

تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ "ہپڈروم" ٹھیک استنبول کے قلب میں اُس میدان کے اندر واقع تھا جس کے ایک طرف اب جامع سلطان احمد ہو، اور دوسری طرف جامع ایا صوفیہ ہو۔ حکومت عثمانیہ نے اس میدان میں تنقیب (کھدائی) کی اجازت دینے سے ہمیشہ انکار کیا تھا لیکن جمہوری حکومت نے اجازت دے دی۔ چنانچہ پروفیسر اسٹینلی کاسن کی ماتحتی میں ماہرین آثار کی ایک جماعت کھدائی میں مشغول ہو۔ اسوقت تک جتنے آثار برآمد ہوچکے ہیں اور آئندہ جو نکلیں گے، وہ سب ترکی حکومت کی ملک ہونگے۔

بریدِ شرق

نوجوان ترکی پر ایک نظر

کچھ عرصے سے بعض مشاہیر جرائد مصر نے ایک خاص نمائندہ ترکی بھیجا ہے تاکہ وہاں کی موجودہ اجتماعی زندگی کا مطالعہ کرے۔ اس کی بعض تحریریں مصر کے اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں، اور اہم فوائد پر مشتمل ہیں۔ ذیل میں ہم بعض تحریروں کا خلاصہ درج کرتے ہیں:

انگورہ

ترکی جمہوریت کی جنم بھومی "انگورہ" ہنوز ایک قصبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُسے شہر کہنا ایک حد تک غلط ہوگا۔ مکان عموماً پست، یک منزلہ اور قدیم طرز کے ہیں۔ سڑکیں بھی تنگ ہیں۔ ہوٹل نہایت معمولی درجے کے ہیں۔ شہری زندگی کے لوازم کم دستیاب ہوتے ہیں۔ معیشت بہت گراں ہے۔ متوسط زندگی بسر کرنے کے لئے دو پونڈ سے بھی زیادہ صرف ہو جاتے ہیں۔ ہوٹلوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ دس بارہ روپیہ روز دینا پڑتے ہیں، مگر پھر بھی آرام نہیں ملتا۔ وجہ یہ ہے کہ انگورہ بڑے شہروں سے دور ہے اور ضروریات زندگی بہ آسانی نہیں مہیا کیجا سکتیں۔

سوال ہو سکتا ہے کہ پھر ترکی مدبروں نے آستانہ اور دوسرے آباد شہر چھوڑ کر یہی گاؤں اپنا پایۂ تخت کیوں قرار دیا؟ اس کا جواب خود ترک مدبر بارہا دے چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ "اناطولیہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ سلاطین آل عثمان نے اناطولیہ کی طرف سے ہمیشہ غفلت و اعراض برتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی قومیت برباد ہو گئی۔ ترکی قومیت کی بربادی خود سلطنت کی بربادی تھی۔ اب ہم اپنے اصلی ملک کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اب ہماری تمام اُمیدیں صرف اسی میں مرکوز ہیں، لہذا ہم نے قلب کو مرکز بنایا ہے تاکہ یہیں سے نئی قومیت کی روح ملک کی رگ رگ میں دوڑا دیں"۔ علاوہ بریں وہ اس پہلو پر بھی توجہ دلاتے ہیں کہ اب ہم یورپ کے اثر سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی اگر ہم اس دور افتادہ مقام میں اپنی حکومت قائم نہ کرتے۔

سوال ہو سکتا ہے کہ اگر یہی بات ہے تو پایۂ تخت کو شہر کی صورت کیوں نہیں دیتے؟ اس کا جواب ترک مدبروں نے یہ دیا ہے کہ "پہلا ملک جنگوں نے برباد کر ڈالا ہے۔ ہماری قوم کا دل و دماغ صدیوں کے ظلم و جبر سے تباہ ہو چکا ہے۔ ہم پہلے اپنے ملک کی اقتصادی، تجارتی، زرعی، حالت درست کریں گے۔ قوم کو قوم بنائیں گے۔ اسکے بعد ہمیں شہروں کی آراستگی کا خیال کرنا چاہیے"!

انگورہ کو پایۂ تخت قرار دینے میں ترک مدبروں کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ وہ شہروں کے عیش و نشاط اور لہو و لعب سے دور رہنا اور شب و روز محنت اور کام کرنا چاہتے ہیں۔ قسطنطنیہ میں جبکہ حکومت کا مرکز تھا، کبھی اس مستعدی سے کام نہیں ہوا جیسا اب انگورہ میں ہوتا ہے۔

لیکن یہ بات نہیں ہے کہ ترکوں نے انگورہ کو بالکل اُسکی اصلی حالت ہی میں چھوڑ دیا ہو۔ وہ آہستہ آہستہ اُسے ترقی دے رہے ہیں۔ انگورہ کے اطراف میں ایک نئے شہر کی بنیادیں پڑ گئی ہیں۔ [illegible] وقت پر وہ مکمل ہو جائیگا۔ فی الحال انگورہ کی آبادی سے زیادہ ۵۰ ہزار ہے۔

انگورہ کے مناظر پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جس منظر نے میرے دل پر سب سے زیادہ اثر کیا، وہ ترک افسروں اور سپاہیوں کا وقار اور خاموشی سے سڑکوں پر سے گزرنا تھا۔ میں جب انھیں دیکھتا تھا تو بے اختیار قلب اُن کی عظمت کے سامنے جھک جاتا تھا۔ میں سوچتا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خونریز جنگیں سر کیں اور تمام یورپ کو مغلوب کر کے اپنی قوم کا گرا ہوا جھنڈا از سر نو بلند کر دیا! ترکی افسر اور سپاہی ہمیشہ سے اپنی سنجیدگی اور وقار میں مشہور ہیں۔ مگر اب اتنی طویل جنگوں کے بعد اُن کی کچھ عجیب حالت ہو گئی ہے۔ وہ رعب و جلال ہے کہ اُس کی نظیر دنیا کی کسی فوج میں نہیں ملتی۔

مجلس وطنی کی عمارت

انگورہ کی سب سے زیادہ شاندار عمارت، مجلس وطنی یا ترکی پارلیمنٹ کی عمارت ہے۔ یہ دو منزلہ عمارت ہے۔ اوپر کے طبقہ میں صدر مجلس کا دفتر ہے۔ نیچے کے کمروں میں مجلس کے مختلف شعبوں کے دفتر ہیں۔ بائیں پہلو میں ایک وسیع ایوان ہے۔ ۲۰ میٹر لمبا اور ۱۲ میٹر چوڑا۔ یہی پارلیمنٹ کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اسمیں ترکی قالینوں کا فرش ہے۔ صدر میں ڈیڑھ میٹر بلند چبوترہ ہے۔ چبوترے کے وسط میں صدر مجلس کی جگہ ہے۔ اسکے دونوں پہلوؤں پر نصف میٹر نیچے کاتبوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس سے ذرا اور نیچے ایک اور چبوترہ ہے۔ اور اسی پر کھڑے ہو کر مقرر تقریریں کرتے ہیں۔ اس کے سامنے ایک کٹہرا ہے جسمیں سرکاری رپورٹر بیٹھتے ہیں۔ اس کے بعد ممبروں کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔ ہر نشست میں دو اور کبھی تین آدمی بیٹھتے ہیں۔ یہ تمام نشستیں باہم قریب قریب ہیں کیونکہ ایوان باوجود اپنی وسعت کے ناکافی ہے۔ ایوان کی سطح سے تین میٹر بلندی پر پیچھے تماشائیوں کی جگہ ہے۔ اسی کے داہنے پہلو پر ایک مرتب و مطلا نشست ہے جس کے لئے ایک خاص دروازہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ نشست غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی ہے۔ وہ جب چاہتے ہیں، اسمیں بیٹھ کر جلسے کی کارروائی دیکھا کرتے ہیں۔ ایوان کے صدر میں مجلس کے دائیں بائیں سفراء دول کی نشستیں ہیں۔ مجلس کے جلسے عموماً عصر کے بعد شروع ہوتے ہیں۔

مجلس وطنی

ترکی انقلاب کا سب سے عجیب کارنامہ یہی مجلس ہے۔ اس میں بیک وقت دو متضاد چیزیں جمع ہو گئی ہیں: شخصی تفویض اور جمہوری روح۔ یہ مجلس اپنے اندر ایسے عجیب اصول و قواعد اور غیر معمولی روایات رکھتی ہے جن کی نظیر دنیا کی کسی پارلیمنٹ کی تاریخ میں موجود نہیں۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

موجودہ مجلس وطنی کا نام ترکی زبان میں "بویوک ملت مجلسی" ہے۔ یہ اُس مجلس قومی کی پیداوار ہے جو جنوری ۱۹۲۱ء میں قائم ہوئی تھی۔ اسی نے اپنے حوصلہ مندانہ اقدامات سے ترکی کی تاریخ بدل دی۔ اسی نے قدیم نظام سلطنت توڑا، اور جمہوریت قائم کی (۲۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں) اسی نے خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا (۱۹۲۴ء) اسی نے دستور اساسی بنایا (۲۰ اپریل ۱۹۲۴ء) یہی وہ دستور اساسی ہے جس پر موجودہ مجلس وطنی قائم ہوئی ہے۔

ترکی میں جملہ قوتیں اور اختیارات صرف مجلس وطنی ہی کو حاصل ہیں۔ اس کے ہم پلہ کوئی دوسری قوت موجود نہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ترکی دستور حکومت صرف ایک ہی مجلس پر قائم ہے۔ حالانکہ دنیا کے دوسرے دستوری ملکوں میں عموماً دو مجلسیں ہوتی ہیں: مجلس عوام اور مجلس خواص۔

ترکی مجلس وطنی کو دنیا کی دوسری پارلیمنٹوں سے یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ وہ تقسیم اختیارات کا نظریہ تسلیم نہیں کرتی۔ یہی باعث ہے کہ تینوں قسم کے اختیارات اور قوتیں یعنی تشریعی (قانون سازی) تنفیذی، اور عدالتی، تنہا اُسی میں جمع ہیں۔ اس صورت حال کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ ترکی میں وزارتی مسئولیت کا وجود نہیں ہے، بلکہ سرے سے اُس معنی میں کوئی وزارت اور تنفیذی قوت موجود ہی نہیں ہے، جس معنی میں دنیا کے دوسرے دستوری ملکوں میں ان کا وجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ تنفیذی قوت، خود مجلس وطنی ہی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ اپنے ارکان کی ایک جماعت کے ذریعہ یہ قوت استعمال میں لاتی ہے۔ ارکان کی اس جماعت کو صدر جمہوریت یا صدر مجلس منتخب کرتا ہے اور معلوم ہے، صدر جمہوریت اور صدر مجلس دونوں کا انتخاب خود مجلس کرتی ہے۔ پھر ان ارکان کے انتخاب کی لازمی شرط یہ بھی ہے کہ مجلس انھیں منظور کر لے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ صدر جمہوریت یا صدر مجلس کے انتخاب کردہ ارکان بھی درحقیقت مجلس ہی کے منتخب کردہ ہوتے ہیں۔ یہی ارکان، وزراء ہیں جنھیں ترکی اصطلاح میں "وکیل" کہتے ہیں۔ یعنی وہ تنفیذی قوت کے اجراء میں مجلس کے وکیل یا نائب ہیں۔ انہی وکلاء کی مجلس، حکومت کی مجلس یا کیبنیٹ ہے۔

اس صورت حال کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ قانون اساسی کی رو سے مجلس وطنی کسی حال میں بھی توڑی یا برخواست نہیں کی جا سکتی۔ اگر کبھی مجلس وکلاء اور مجلس وطنی میں اختلاف پیدا ہو جائے، تو آخر الذکر نہیں، ہمیشہ اول الذکر ہی کو مستعفی ہونا پڑے گا!

اسی طرح عدالتی قوت بھی مجلس وطنی ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اسکے استعمال کا حق عدالتوں کو بخشتی ہے۔ گویا عدالتیں بذات خود کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ وہ بھی مجلس وطنی کے محض "وکیل" ہیں۔

مجلس وطنی اور صدر جمہوریت

صدر جمہوریت ہی مجلس وطنی کا صدر ہوتا ہے۔ وہ جب چاہے مجلس کے جلسوں کی صدارت کرے۔ اُس کی عدم موجودگی میں اُس کا نائب صدارت کرتا ہے۔ صدر جمہوریت کے اختیارات یہ ہیں کہ مجلس وکلاء کا انتخاب وہی کرتا ہے (جس کی تصدیق کے لئے مجلس وطنی کی منظوری ضروری ہے) سفراء کے کاغذات وہی قبول کرتا ہے۔ مجلس وطنی کے جملہ قوانین اُسی کے نام سے شائع ہوتے ہیں۔ مجلس کے سالانہ افتتاح کے موقعہ پر یکم جنوری کو وہی افتتاحی تقریر کرتا ہے۔ مجرموں کو معافی دینے کا بھی اُسے حق ہے، مگر بہت محدود۔ لیکن جنگ و صلح کا اعلان اور معاہدوں کا انعقاد اُس کے اختیارات سے بالکل باہر ہے۔ یہ کام صرف مجلس وطنی کے ہیں۔ صدر جمہوریت مجلس کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ مجلس اُس سے صرف اُسی وقت باز پرس کر سکتی ہے جب وہ ملکی خیانت کا مرتکب ہو۔ اُس کی صدارت کی مدت ۴ سال ہے۔ یہی مدت، مجلس وطنی کی طبیعی عمر ہے۔ اس کے

ملت ترک کردي تهي - راه حق سے کٹ گیا تها - صالحین کے طور طریقه سے دور هوگیا تها - تونے نیک انسان قتل کرکے اُن کي جماعت فنا کرڈالي - تابعین کي جڑیں کاٹ کر اُن کا پاک درخت اکهاڑ پهینکا - افسوس تو نے خالق کي نافرماني میں مخلوق کي اطاعت کي - تونے خون کي ندیاں بہادیں - جانیں لیں - آبروئیں برباد کیں - کبر و جبر کي روش اختیار کي - تونے نه اپنا دین هي بچایا ، نه دنیا هي پالي - تونے خاندان مروان کو عزت دي ، مگر اپنا نفس ذلیل کیا - اُن کا گهر آباد کیا ، مگر اپنا گهر ویران کرلیا - آج تیرے لیے نه نجات هے نه داد فریاد - کیونکه تو آج کے دن اور اِس کے بعد سے غافل تها - تو اِس امت کے لیے مصیبت اور قهر تها - الله کا هزار هزار شکر که اُسنے تیري موت سے امت کو راحت بخشي ، اور تجهے مغلوب کرکے اُسکي آرزو پوري کردي ! "

(حجاج کي عجیب رحمت طلبي !)

راوي کہتا هے - حجاج یه سن کر مبہوت هوگیا : دیر تک سناٹے میں رها - پهر اُس نے ٹهنڈي سانس لي ، آنکهوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ، اور آسمان کي طرف نظر اُٹهاکر کہا :

" الهي ! مجهے بخش دے ! کیونکه لوگ کہتے هیں که تو مجهے نہیں بخشے گا ! " پهر یه شعر پڑها :

رب ان العباد قد أیأسوني   و رجائي لک الغداة عظیم !

الهي ! بندوں نے مجهے نا امید کرڈالا ، حالانکه میں تجهه سے بڑي هي امید رکهتا هوں !

یه کہکر اُسنے آنکهیں بند کرلیں -

اسمیں شک نہیں ، رحمت الهي کي بے کنار وسعت دیکهتے هوئے اُسکا یه انداز طلب ایک عجیب تاثیر رکهتا هے اور اِس باب میں بے نظیر مقوله هے - یهي وجه هے که جب حضرت حسن بصري سے حجاج کا یه قول بیان کیا گیا تو وه پہلے تو متعجب هوے " کیا واقعي اُسنے یه کہا ؟ " کہا گیا " هاں اُسنے ایسا هي کہا هے " فرمایا " تو شاید ! " (یعني شاید اب بخشش هو جائے)

اطلاع

اس نمبر کے تمام فارم طیار هوچکے تهے - صرف آخري چهه صفحه باقي تها که ایک حادثه کي وجه سے خوشنویس اپنے وطن چلے گئے ، اور اُن کي جگه جس خوشنویس سے کتابت کا انتظام کیا گیا ، وه بهي بروقت کام نه کرسکے - نتیجه یه نکلا که اُن تمام مضامین کي کتابت رهگئي جو آخري چهه صفحه میں دیے جاتے هیں - ممکن تها که یه تمام حصه کمپوز کراکے شامل کردیا جاتا ، لیکن اسکي وجه سے ایک دن کي تاخیر هوجاتي - چونکه اب هم سب سے زیاده ضروري بات رساله کي بروقت اشاعت سمجهتے هیں - اسلیے یهي مناسب نظر آیا که یه نمبر ۳۲ صفحه هي کا شائع کردیا جائے ، مگر اشاعت میں تاخیر نهو - انشاء الله اسکي تلافي آینده اشاعت میں هوجائیگي - اب خوشنویس کا بهي ایسا انتظام کرلیا گیا هے که آینده رکاوٹ پیش نه آے - منیجر

* * *

مراسله

لکهنو سے ایک انگریزي روزانه کا اجراء

لیمیٹڈ کمپني

هندوستان میں صوبه جات متحده آگره و اوده کا جو اهم مرتبه هے وه محتاج تشریح نہیں - مگر صوبهٔ هذا کے مسلمانوں کي انتہائی بد نصیبي هے که اس زمانه میں جب که اُن کو قدم قدم پر ایک حقیقي رهنما و همدرد وکیل کي ضرورت هے ، اُن کے پاس ایک بهي روزانه انگریزي اخبار نہیں هے -

اله آباد اور علیگڑه سے دو انگریزي اخباروں کے نکالنے کي کوشش هوئي مگر اول الذکر محض تجارتي اغراض لیکر دنیا میں آیا تها اور موخر الذکر اگرچه اسلام کے تعلیمي مرکز سے جاري هوا ، مگر اس میں بد قسمتي سے شخصي عنصر اس درجه غالب تها که وه ترقي نه کرسکا - دونوں جس بے سروساماني کي حالت میں آئے تهے اُسي طرح رخصت هوگئے - اُن کي موت نے افسوس ناک نتائج پیدا کردیے - یعني مسلمانوں کو اپنے روزانه انگریزي اخبارات سے بد ظني پیدا هوگئي - جس کے باعث معقول انگریزي روزانه اخبار اب تک نہیں نکل سکا - چنانچه اس وجه سے اور کچهه اس سبب سے کو جناب آنریبل سید رضا علي صاحب پبلک سروس کمیشن کے ممبر هوگئے تهے - انگریزي روزانه اخبار کي وه اسکیم جو وسط سنه ۱۹۲۶ع میں لکهنو میں طیار هوئي تهي عملي جامه نه پہن سکي - لیکن اس ایک برس کي مدت سیاسي نقطهٔ نظر سے نہایت اهم ثابت هوئي - اور موجوده اور آنے والي پیچیدگیوں نے قوم کے رهنماؤں کو مجبور کیا که وه آنریبل سر مهاراجه صاحب بہادر محمودآباد کي سرکردگي میں معقول سرمایه اور بہترین اسٹاف کے ساتهه مسلمانوں کا انگریزي روزانه اخبار لکهنؤ سے جاري کریں - یه اسکیم نہایت شاندار هے جو نه صرف مسلمانوں کے ایک زبردست روزانه انگریزي اخبار اور بہترین پریس کي حامل هوگي ، بلکه مسلمانوں کي ذاتي منفعت کا بهي معقول ذریعه ثابت هوگي -

ایک کمپني قائم کي گئي هے جس کے ڈائرکٹر حسب ذیل هیں :

سر مہا راجه صاحب بہادر والي محمود آباد - سر سید علي امام صاحب بیرسٹرایٹ لا - پٹنه - راجه صاحب نانپاره ضلع بہرائچ - آنریبل راجه نواب علي خاں صاحب تعلقه دار - ممبر کونسل آف اسٹیٹ - مولوي محمد نسیم صاحب - بی - اے - ایڈوکیٹ لکهنؤ -

کمپني مذکور کي اسکیم نہایت تجربه کار اور واقف کار اصحاب نے تیار کي هے ، اور ایک اعلی درجه کے پریس اور انگریزي اخبار کے اجراء کا مشوره دیا هے - پریس انگریزي اور اُردو هر قسم کا بہترین کام کریگا - پریس اور اخبار کے انتظامات صرف معتبر اور آزموده کار هاتهوں میں رهینگے - چنانچه ایڈیٹوریل اور انتظامي خدمات کے لیے بہترین اشخاص منتخب کیے گئے هیں - اور اسکیم میں کثیر منافع کا پہلو رکها گیا هے تاکه جو لوگ کمپني کے حصص خریدیں اُن کو منافع کي شکل میں معقول مالي فائده پہونچتا رهے -

کمپني کے متعلق پراسپکٹس انگریزي اور اُردو میں چهپ رهے هیں - حصوں کے خریداري کے فارم بهي تیار هیں - مسٹر حسن عابد جعفري رکن بیرسٹرایٹ لا سے محمود آباد هاؤس قیصر باغ لکهنو کے پته پر ملسکتے هیں - اور اُنهي سے تمام مزید حالات بهي معلوم هو سکتے هیں -

خاکساران

آل نبي - محمد یعقوب - تصدق احمد خاں - وغیره

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں!

حجاج بن یوسف ثقفی

خلافت اموی کے حکام میں حجاج ابن یوسف سے زیادہ کسی شخص کو شہرت حاصل نہیں ہوئی، مگر یہ شہرت عدل و فیض رسانی کی نہیں تھی۔ سیاست و قہر کی تھی۔ تاریخ اسلام میں حجاج کا قہر ضرب المثل ہوگیا ہو!

یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد اموی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ وہ حجاج ہی تھا جسنے اپنی بے پناہ تلوار اور بے روک سفاکی سے ازسرنو اس کی گرتی ہوئی عمارت مستحکم کردی۔

بنی امیہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ حضرت عبداللہ بن الزبیر سے تھا۔ ان کی حکومت کا مرکز مکہ میں تھا اور اُس کا دائرہ شام کی سرحدوں تک پہنچگیا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے دور کردیا۔ مکہ کا محاصرہ کیا، کعبہ پر منجنیقیں لگادیں، اور حضرت عبداللہ بن الزبیر کو نہایت سفاکی کے ساتھ قتل کرڈالا۔

عراق شروع سے شورش پسند قبائل کا مرکز تھا۔ یہاں کی سیاسی بے چینی کسی طرح ختم نہ ہوتی تھی۔ والیوں پر والی آتے تھے، اور بے بس ہوکر لوٹ جاتے تھے۔ لیکن حجاج ابن یوسف کی تلوار نے اپنی ایک ہی ضرب میں عراق کی ساری شورہ پشتی ختم کرڈالی۔ خود اُس عہد کے لوگوں کو اسپر تعجب تھا۔ قاسم بن سلام کہا کرتے تھے "کوفہ کی خودداری اور نخوت اب کیا ہوگئی ہے؟ اُنھوں نے امیرالمومنین علی کو قتل کیا، حسین بن رسول کا سر کاٹا۔ مختار جیسا صاحب جبروت ہلاک کردیا، مگر اس بدصورت ملعون (حجاج) کے سامنے بالکل ذلیل ہوکر رہ گئے! کوفہ میں لاکھوں عرب موجود ہیں، مگر یہ خبیث ۱۲ سوار لے کر آیا اور سب کو غلام بنا ڈالا!"

حجاج کا عراق میں اولین خطبہ ادب عربی کی اتنی مشہور چیز ہو کہ صرف اشارہ کردینا کافی ہوگا: "أما والله، انی لاحمل الشر بحمله، واحذوه بنعله، واجزيه بمثله، وانی لاری ابصاراً طامحة، واعناقاً متطاولة، ورؤساً قد اینعت وحان قطافها، وكانی انظر الى الدماء بين العمائم واللحى تترقرق!" حجاج کی تلوار جس درجہ سفاک تھی، اتنی ہی اُس کی زبان بھی بلیغ تھی۔ اُس کا یہ خطبہ خطیبانہ بلاغت کا بے نظیر نمونہ ہے "میں دیکھتا ہوں کہ نظریں اُٹھی ہوئی ہیں، گردنیں اونچی ہورہی ہیں، سروں کی فصل پک چکی ہو، اور کٹائی کا وقت آگیا ہو! میری نظریں وہ خون دیکھ رہی ہیں جو پگڑیوں اور داڑھیوں کے درمیان بہ رہا ہو!"

حجاج نے جیسا کہا تھا، ویسا ہی کردکھایا۔

بیان کیا گیا ہو کہ جنگوں کے علاوہ حالت امن میں اُسنے ایک لاکھ ۲۰ ہزار آدمی قتل کئے تھے (العقد الفرید، البیان والتبیین وغیرہ) بڑے بڑے اخیار و ابرار مثلاً سعید بن جبیر وغیرہ کی گردنیں اُڑادیں۔ مدینہ میں بے شمار صحابہ کے ہاتھوں پر سیسے کی مُہریں لگادیں، حضرت عبداللہ بن الزبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر جیسے جلیل القدر صحابیوں کو قتل کیا، موجودہ زمانے کی استعماری سیاست کی طرح اس کا بھی اصول یہ تھا "حکومت کے قیام کے لئے ہر بات جائز ہو" اور "حکومتیں رحم و عدل سے نہیں بلکہ قہر و تعزیر سے قائم ہوتی ہیں"!

اس عہد کے عرفاء و صلحاء، حجاج کو خدا کا قہر و عذاب خیال کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے "حجاج، اللہ کا عذاب ہو۔ اسے اپنے ہاتھوں کے زور سے دور کرنے کی کوشش نہ کرو، بلکہ خدا سے تضرع و زاری کرو۔ کیونکہ اُسنے فرمایا ہو "ولقد اخذناهم بالعذاب فما استكانوا لربهم وما يتضرعون"

یہی سبب ہو کہ جوں ہی اُس کی موت کی خبر سُنی گئی حضرت حسن اور عمر بن عبدالعزیز سجدے میں گر پڑے۔ "اس امت کا فرعون مرگیا!" بے اختیار ان کی زبانوں سے نکل گیا!

اب دیکھنا چاہئیے اس جابر و قہرمان انسان نے موت کا مقابلہ کیونکر کیا؟ جس گھاٹ ہزاروں مخلوق کو اپنے ہاتھوں اُتار چکا تھا، خود اسمیں کیسے اُترا؟

بیماری

عراق پر ۲۰ برس حکومت کرنے کے بعد ۵۴ سال کی عمر میں حجاج بیمار ہوا۔ اُس کے معدے میں بے شمار کیڑے پیدا ہوگئے تھے۔ اور جسم کو ایسی سخت سردی لگ گئی تھی کہ آگ کی بہت سی انگیٹھیاں بدن سے لگاکر رکھدی جاتی تھیں پھر بھی سردی میں کوئی کمی نہیں ہوتی تھی!

موت پر خطبہ!

جب زندگی سے نا اُمیدی ہوگئی تو حجاج نے گھر والوں سے کہا "مجھے بٹھا دو اور لوگوں کو جمع کرو" لوگ آئے تو اُسنے حسب عادت ایک بلیغ تقریر کی۔ موت اور اُس کی سختیوں کا ذکر کیا، قبر اور اُس کی تنہائی کا بیان کیا، دنیا اور اُس کی بے ثباتی یاد کی، آخرت اور اُس کی ہولناکیوں کی تشریح کی، اپنے گناہوں اور ظلموں کا اعتراف کیا پھر یہ شعر اُس کی زبان پر جاری ہوگئے:

ان ذنبی وزن السموات والار   ض وظنی بخالقی ان یحابی
میرے گناہ آسمان اور زمین کے برابر بھاری ہیں، مگر مجھے اپنے خالق سے اُمید ہو کہ رعایت کریگا۔

فلئن من بالرضاء فهو ظنی   ولئن مر بالکتاب عذابی
اگر وہ اپنی رضامندی کا احسان مجھپر کرے تو یہی میری اُمید ہے۔ لیکن اگر وہ عدل کرکے میرے عذاب کا حکم دے۔

لم یکن ذاک منه ظلما   وهل اظلم رب یرجی لحسن آب؟
تو یہ اُس کی طرف سے ہرگز ظلم نہیں ہوگا۔ کیا یہ ممکن ہو کہ وہ رب ظلم کرے جس سے صرف بھلائی ہی کی توقع کی جاتی ہو؟

پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رودیا۔ موقعہ اس قدر عبرت انگیز تھا کہ مجلس میں کوئی بھی اپنے آنسو روک نہ سکا!

خلیفہ کے نام خط

اس کے بعد اُسنے اپنا کاتب طلب کیا اور خلیفہ ولید بن عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھوایا:

"اما بعد، میں تمھاری بکریاں چراتا تھا۔ ایک خیر خواہ گلہ بان کی طرح اپنے آقا کے گلے کی حفاظت کرتا تھا، اچانک شیر آیا، گلہ بان کو طمانچہ مارا، اور چراگاہ خراب کرڈالی۔ آج تیرے غلام پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہو جو ایوب صابر پر نازل ہوئی تھی۔ مجھے اُمید ہو کہ جبار و قہار اس طرح اپنے بندے کی خطائیں بخشنا اور گناہ دھونا چاہتا ہو!"

پھر خط کے آخر میں یہ شعر لکھنے کا حکم دیا:

اذا ما لقیت اللہ عنی راضیا   فان شفاء النفس فیما ہنالک
اگر میں نے خدا کو اپنے سے راضی پایا تو بس میری مراد پوری ہوگئی

فحسبی بقاء اللہ من کل میت   وحسبی حیاة اللہ من کل ہالک
سب مرجائیں مگر خدا کا باقی رہنا میرے لئے کافی ہو! سب ہلاک ہوجائیں مگر خدا کی زندگی میرے لئے کافی ہو!

لقد ذاق ہذا الموت من کان قبلنا   ونحن نذوق الموت من بعد ذلک
ہم سے پہلے یہ موت چکھ چکے ہیں، ہم بھی اُنکے بعد موت چکھیں گے!

فان مت فاذکرنی بذکر محبب   فقد کان جمانی رضاک مسالکی
اگر میں مرجاؤں تو مجھے محبت سے یاد رکھنا، کیونکہ تمھاری خوشنودی کے لئے میری راہیں بے شمار تھیں۔

والا، ففی دبر الصلوة بدعوة   یلقی بہا المسجون فی نار مالک
یہ نہیں تو کم سے کم ہر نماز کے بعد دعا میں یاد رکھنا کہ جس سے جہنم کے قیدی کو کچھ نفع پہونچے۔

علیک سلام اللہ حیا ومیتا   ومن بعد ما تحیا عتیقا لمالک
تجھ پر ہر حال میں اللہ کی سلامتی ہو، جیتے جی، مرے پیچھے، اور جب دوبارہ زندہ کئے جاؤ!

سکرات موت کے شدائد

حضرت حسن بصری عیادت کو آئے تو حجاج نے اُن سے اپنی تکلیفوں کا شکوہ کیا۔ حسن نے کہا "میں تجھے منع نہیں کرتا تھا کہ نیکوکاروں کو نہ ستا، مگر افسوس تو نے نہیں سُنا" حجاج نے خفا ہوکر جواب دیا "میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ اس مصیبت کے دور ہونے کی دعا کر۔ میں تجھ سے یہ دعا چاہتا ہوں کہ خدا جلد میری روح قبض کرلے اور اب زیادہ عذاب نہ دے!"

اسی اثنا میں ابو منذر یعلی بن مخلد مزاج پرسی کو پہنچے۔ "حجاج! موت کے سکرات اور سختیوں میں تیرا کیا حال ہو؟" اُنھوں نے سوال کیا۔

"اے یعلی!" حجاج نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "کیا پوچھتے ہو؟ شدید مصیبت! سخت تکلیف! ناقابل بیان الم! ناقابل برداشت درد! سفر دراز! توشہ قلیل! آہ! میری ہلاکت! آہ! میری ہلاکت! اگر اُس جبار و قہار نے مجھ پر رحم نہ کھایا!"

ابو منذر کی بے لاگ تقریر

ابو منذر نے کہا "اے حجاج! خدا اپنے اُنھیں بندوں پر رحم کھاتا ہو جو رحم دل اور نیک نفس ہوتے ہیں۔ اُس کی مخلوق سے بھلائی کرتے ہیں، محبت کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو فرعون و ہامان کا ساتھی تھا۔ کیونکہ تیری سیرت بگڑی ہوئی تھی۔ تو نے اپنی

مطبوعات الہلال بك ايجنسی

معارف ابن تیمیہ و ابن قیم

دینی علوم کی بیش بہا جواہر ریزی

اس سلسلہ میں ہم نے اماموں کی ان نادر و اعلیٰ درجہ کی بلند پایہ عربي تصانیف کے اردو تراجم کا سلسلہ شروع کیا ہے ' جن کا مطالعہ اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر ہے - امید کہ یہ "سلسلۂ تراجم" بد نصیب ہندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

آسوۂ حسنہ — امام ابن قیم کي فن سیرت میں مشہور آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصہ کا اردو ترجمہ - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائي روپیہ -

کتاب الوسیلہ — لفظ "وسیلہ" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیہ نے اسلام کے [illegible] "توحید" کي مبسوط بحث کي ہے - بلا جلد اڑھائي روپیہ ' مجلد سوا تین روپیہ -

اصحاب صفہ — انکي تعداد ' ذریعہ معاش ' طریق عبادت اور [illegible] مفصل حالات بیان کیے ہیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیہ کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمہ - چار آنے

العروۃ الوثقیٰ — خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ کا فرق بدلائل بیان کیا ہے - چھ آنے -

سیرت امام ابن تیمیہ — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے ہیں نو آنے

نجد و حجاز — [illegible] رشید رضا مصري کي [illegible] کا اردو ترجمہ - سوا روپیہ -

آئمہ اسلام — ترجمہ رفع الملام عن ائمۃ الاعلام (زیر طبع)

خلاف الامہ — في العبادات (زیر طبع)

صبح سعادت — یہ ایک علمي ' اسلامي ' سہ ماہي رسالہ ہے جس کے خریدار ہم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اہم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا ہے اسکے علاوہ آئمہ و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف و افسانہ ' نظمیں اور ممالک اسلامیہ کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے ہوئے حالات درج کیے جاتے ہیں - في پرچہ ۸ آنہ سالانہ ۲ روپیہ پیشگي -

منیجر الہلال بك ايجنسی

(حلقہ نمبر ۲۴ شیرانوالہ دروازہ لاہور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB

السحر الحلال
في
مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

◆

اردو صحافت کي تاریخ میں الہلال ہي وہ رسالہ ہے جو اپني تمام ظاہري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھي -

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا ' لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاہتا تھا ' اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا - اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب ' مذہب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے - اور اسکا ہر باب اپني مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ ہوتا تھا - [illegible] ظاہري خوبیاں اردو صحافت میں [illegible] طباعت و [illegible] نہیں - اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا جس میں [illegible] کا التزام کیا گیا اور [illegible] کي وجہ سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا ہوئیں جو [illegible] ممکن نہیں - اس کي جلدیں جدید اردو علم ادب کا [illegible] سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین [illegible] ہیں - ان کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ [illegible] بعض شائقین علم و ادب نے اس کي تمام جلدوں کا [illegible] روپیہ [illegible] دیا - اور حال میں [illegible] کي پہلي جلد مکمل [illegible] حیدرآباد سے [illegible] ہے جن لوگوں کے [illegible] لئے ہیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بھي [illegible] نہیں پہنچتے تھے "البلاغ پریس" [illegible] میں [illegible] ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا [illegible] ہم نے کوشش کي کہ شائقین علم و ادب [illegible] جلدیں مرتب کي جاسکتي ہیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے -

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل ہوگئي ہیں - ہم اس اعلان کے ذریعہ شائقین علم و ادب کو آخري موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکہ جلدوں کي ایک بہت ہي محدود تعداد مرتب ہوسکي ہے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کي تعمیل ہوسکے گي جو سب سے پہلے پہنچیں گي - ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس بہ ترتیب حروف تہجي لگادي گئي ہے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " " چہارم ۱۰ روپیہ   " " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھي موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے - قیمت في پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے -

منیجر "البلاغ پریس"

ان تمام اصحاب کیلیي

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار' پراني قلمي اور مطبوعه کتابیں' پراني تصویریں' پرانے سکے اور نقوش' پرانے زیور' آرائش و تزیئن کا هر قسم کا سامان' اور هر طرح کے پرانے صنعتي عجائب و نوادر' اگر آپ کو مطلوب هیں' تو هم سے خط و کتابت کیجیے - کم ازکم هماري نمایش گاهوں اور ذخائر کي فهرستیں هي منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت' دونوں کیلیے همارا ذخیره قیمتي هے -

نوادر عالم کا یه ذخیره

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولي مصارف و مساعي کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدني مرکزوں مثلاً مصر' شام' فلسطین' هندوستان' ایران' ترکستان' چین' وغیره ممالک میں همارے ایجنٹ همیشه گردش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ' امریکه' اوز مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل' کتب خانے' اور عجائب خانے' هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهره کے نئے ایوان شاهي کے نوادر ابهي حال میں هم هي نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بهي پہلے هم هي سے خط و کتابت کیجیے - بهت ممکن هے که همارا سفري یا مقامي ایجنٹ آپسے مل سکے -

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رہنما:

ٹائمز اف لندن کا ادبي ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کي تمام کتابوں پر ہفتہ وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي موضوع پر بھي ہوتے ہیں جنکي اہمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضہ کیجئے کہ وہ ٹائمز لندن کا ہفتہ وار ادبي ضمیمہ آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاہیں تو

The Publisher

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے ہیں

دنیا کے ہر معلم اور ماہر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے کہ

ٹائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رہیں ' تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاہیے -

یہ ہر ہفتہ اس موضوع پر تمام اہم خبروں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماہرین فن اور مشاہیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ہوتے ہیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنہ

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے ہیں

کیا آپ تجارت کرني چاہتے ہیں ؟

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' ہندوستان سے خام پیداوار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایہ لیکر ایک نفع بخش کاروبار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاہئیں : اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاہئیں - ہندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکہ کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملات معلوم کرنے چاہئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ہوسکتے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یہ ساري باتیں با قاعدہ علمي اصول سے معلوم کرلیں ' تو آپکو چاہیے کہ ہم سے خط و کتابت کریں - ہم یہ کام بہ حیثیت ایک ماہر فن کے کرتے ہیں - خط و کتابت کے بعد ہي آپکو معلوم ہو جائیگا کہ آپکے مقصد کیلئے ہم کس درجہ مفید ہیں ؟

ہمارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے ہیں

M. R. MARSDEN & CO

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

ہر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میوؤں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري ہیں ' اس کارخانے میں تیار کي جاتي ہیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یہ بہترین کارخانہ ہے - مندرجۂ بالا پتہ پر خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میوؤں ' ترکاریوں ' اور ہر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانہ سے مل سکتي ہیں -

Printed and Published by

MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA

EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۰ کلکتہ : جمعہ ۲۰ - صفر ۱۳۴۶ ہجری جلد ۱

Calcutta : Friday, 19, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعۃ نہین رکھتی ۔ طباعۃ کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رہکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تک بن سکی ہین ، وہ ہین جن مین الہلال چھپتا ہی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ ہی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی ہین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاہین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی ہمین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اہم مسئلہ ہی ۔ ضروری ہی کہ اسکی تمام نقایص ایک بار دور کر دی جائین ۔

الہلال

قاریین الہلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تک ۵۸۳ مراسلات وصول ہوی ہین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل ہی :

عربی حروف کی حق مین	۶۰	اردو حروف کی حق مین	۱۹۰
موجودہ مشترک طباعۃ کی حق مین	۱۱۱	حروف کی حق مین بشرطیکہ	
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۱۷۹	نستعلیق ہون	۴۳

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاہر کیا ہی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم ہوا کہ اس باری مین بعض اہم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین ہی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت ہی ۔ آیندہ اس باری مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاہر کرینگی مگر ضرورت ہی کہ بقیہ حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الہلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت فی پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الهلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکهتے هوں آنکے لفافه پر "ایڈیٹر" کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکهیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکهیے جسکي اطلاع اپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نهیں کیا جائیگا - -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رہے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني ارڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکهدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر ، اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نهیں هے ٹکٹ ضرور بهیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

کسی موقعہ پر بھی اُنھوں نے میری زبان سے کوئی ایسا لفظ سنا جو اُس سے مختلف تھا، جسکا میں اپنی کتابوں میں اعلان و اشتہار کرتا رہا ہوں؟ وہ صاف صاف کہیں، اُنکی دلیلیں، اُنکی نکتہ چینیاں، اُنکا تمسخر، کبھی میرے عقیدے میں کوئی تزلزل پیدا کر سکا ہے؟ وہ بتائیں، کبھی، ایک لمحہ کیلیے، اُنھوں نے محسوس کیا کہ میں کوئی ایسا عقیدہ یا خیال رکھتا ہوں جو علی الاعلان دنیا کے سامنے ظاہر نہیں کرتا؟ ہاں، میں اپنے تمام دوستوں اور تمام دشمنوں کو ایک ساتھہ دعوت دیتا ہوں۔ دوستوں کو دوستی کا واسطہ دیتا ہوں۔ دشمنوں کو دشمنی کی قسم دیتا ہوں۔ بے رو رعایت، بے خوف و خطر، مردانہ وار میدان میں آئیں، اور جو کچھہ بھی میری نسبت کہہ سکتے ہوں، بے کھٹکے کہہ ڈالیں! میں اپنے دوستوں اور دشمنوں، دونوں کی شرافت و دیانت پر بغیر کسی پس و پیش کے بھروسہ کرتا ہوں۔ میں اپنی پوری شرافت اُنکے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ میں ہرگز کسی سے بحث اور حجت نہیں کرونگا۔ جو کچھہ بھی وہ کہہ دینگے، بے چون و چرا تسلیم کر لونگا!"

(انبیاء کرام کی عظمت)

" میں اُن تمام انسانوں کی عزت کرتا ہوں جنھوں نے مذاہب و ادیان قائم کیے ہیں۔ وہ سب عظیم کمال اور اعلی فضائل کے مالک تھے۔ اُنکی عظمت و فضیلت ہمیشہ محترم و مسلم رہے گی۔ سب کا دعوی تھا کہ وہ خدا کے پیغام بر ہیں۔ ممکن ہے وہ حقیقت میں پیغمبر ہوں یا نہ ہوں۔ سب لوگ کوئی ایک دعوی تسلیم نہیں کر لے سکتے۔ دلائل یکساں طور پر سب کی دسترس میں نہیں ہیں۔ لیکن اگر وہ فی الواقع پیغمبر نہ بھی ہوں، جب بھی اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کذاب اور دجال ہوں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ الٰہیات میں مسلسل تفکر اور فضائل کا غیر مقید عشق انسانی روح کو کس حد تک پہنچا دے سکتا ہے؟ منطق کو کیا حق ہے کہ مداخلت کرکے یہ معاملہ عامیانہ سطح پر لے آئے؟ غیر متناہی بلندی پر پہنچنے کے بعد ہمارا سر چکرا جاتا ہے، اور ہماری نظریں اشیاء کو اُنکی حقیقی شکل میں دیکھنے سے قاصر ہو جاتی ہیں "

(معجزات)

معجزات پر روسو نے لکھا تھا " یا للعجب! ہمیشہ آدمیوں ہی کی گواہیاں! آدمی، اپنے ہی جیسے آدمیوں سے سنتے ہیں اور دوسرے آدمیوں کو سناتے ہیں! میرے اور خدا کے درمیان آدمیوں کے کتنے اَن گنت واسطے قائم ہوگئے ہیں؟ "

اِس پر اُسقف نے اعتراض کیا تھا " اگر آدمیوں کی گواہی معتبر نہیں تو ہم پوچھتے ہیں۔ مؤلف نے اسپارٹا، ایتھنز، اور روم کو کیونکر جانا ... ؟ "

روسو جواب دیتا ہے :

" اگر معاملہ اِس درجہ اہم نہ ہوتا، یا میں اے آقا! آپکا اِس درجہ احترام نہ کرتا ہوتا، تو آپ دیکھتے، آپ کے اِس طریق استدلال نے میرے لیے اپنے ناظرین کو ہنسانے کی کیسی عمدہ فرصت مہیا کر دی تھی۔ لیکن حاشا و کلا! میں ہرگز اُس لہجہ سے دست بردار نہیں ہونگا جو اِس موضوع بحث کے لیے ضروری ہے، اور اُس شخص کے مرتبہ کے لائق ہے جس سے تخاطب کی عزت حاصل کرنے پر مجبور ہوگیا ہوں۔ میرے لیے اِس قدر کافی ہے کہ آپ کی غلطی ظاہر کر دوں "

" میں نہایت عاجزی سے جناب والا کو یاد دلاتا ہوں۔ بے شک، یہ بالکل معقول ہے کہ انسانی معاملات انسانی شہادتوں سے طے کیے جائیں، کیونکہ اُن کے ثابت ہونے کا اِس کے سوا کوئی طریقہ موجود نہیں۔ بلا شبہ میں نے اسپارٹا اور ایتھنز کو آدمیوں ہی کی شہادتوں سے جانا۔ لیکن میں بہ ادب دریافت کرتا ہوں کہ میرے اور خدا کے درمیان اِن واسطوں کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ضرور ہے کہ یہ واسطے مجھہ سے اتنے دور ہوں کہ خود اُن کے جاننے کے لیے، مجھے اور بہت سے انسانی واسطے تلاش کرنے پڑیں؟ کیا یہ معقول ہے کہ خدا، جان جاک روسو سے گفتگو کرنے کے لیے ہمیشہ ایک موسی (علیہ السلام) کو ڈھونڈھتا پھرے؟ "

" پھر یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اسپارٹا پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ اگر کوئی اُس پر ایمان نہ لائے تو لعنت کا مستحق نہیں ہو جائیگا۔ اسپارٹا کے وجود پر شک کرنے کی وجہ سے ہرگز کوئی دوزخ کا کندا نہیں بن جا سکتا۔ لیکن اگر ایک شخص دینی تعلیمات کی تصدیق نہیں کریگا تو اسکے لیے ابدی عذاب ہے۔ جس بات کے نہ ماننے کی اتنی بڑی سزا ہو، ضروری ہے کہ اسکے ماننے کے ذرائع و دلائل بھی اسی مناسبت سے قطعی اور واضح ہوں "

" کوئی بات بھی جو ہماری چشم دید نہیں ہے، بغیر معقول دلیل کے ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور ہر بڑی سے بڑی روایت بھی صدق و کذب کی محتمل ہے ...... "

" اگر معجزات خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوتے، جب بھی میں اِس غیر معقول طریق ایمان سے انکار کر دیتا۔ سحر کی تصدیق میرے لیے اِس سے کہیں آسان ہے کہ خدا کے کلمہ کی غیر معقول طریقہ پر تصدیق کروں "

(موجودہ مسیحیت)

اِسکے بعد روسو موجودہ مسیحی دین پر اظہار خیال کرتا ہے :

" اُسقفوں اور پادریوں نے مسیحیت کو اُسکی اصلی روح سے محروم کر دیا ہے۔ اب یہ سوال نہیں کیا جاتا کہ ایک مومن فرائض و واجبات کہاں تک انجام دیتا ہے؟ اور نیکی میں اُسکی دوڑ کہاں تک ہے؟ سوال صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ کس فرقہ کے خرافات (جنھیں غلط طور پر " عقائد " کا نام دیدیا گیا ہے) مانتا ہے؟ وہ کیتھولک ہے یا پروٹسٹنٹ؟ تم سے یہ کوئی نہیں پوچھیگا کہ خدا سے ڈرتے بھی ہو یا نہیں؟ لیکن ہر کوئی اِس بات پر تمہاری جان لینے کیلیے طیار ہو جائیگا کہ تم فلاں ولی کی کرامت کے قائل بھی ہو یا نہیں؟ دین اپنی اصلی شکل میں صاف، سادہ، ستھرا تھا۔ آج اِن جبہ پوشوں نے خرافات و خزعبلات اور غیر مفہوم قیل و قال کا غیر مرتب مجموعہ بنا دیا ہے۔ اگر تم اِس تمام کثافت سے جو آج کل دین کے نام سے موسوم ہے، از سر تا پا آلودہ ہو، تو بس، تم مومن کامل ہو۔ اب تمھیں کسی نیکی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ سیدھے آسمان کی بادشاہت (جنت) میں داخل ہو جاؤگے!"

" انسانی جماعت کو دین سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے، جبکہ دین اتنی پست سطح پر آجائے؟ اِس صورت میں دین کا مقصد کیا رہ جاتا ہے؟ صرف یہ کہ انسانوں میں بغض و عداوت کی تخم ریزی کرے، اور خونریز میدانوں کا سامان بہم پہنچائے! بلا شبہ جب دین اِس حالت میں آجائے تو اُسکے وجود سے اُسکا عدم کہیں زیادہ بہتر ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثہ

جان جاک روسو

اسقف کا جواب

(۳)

(وحدانیت یا تعدد ؟)

اسقف نے لکھا تھا " ... وحدانیت اسکے (روسو) خیال میں ایک حقیر مسئلہ ہے اور کسی طرح بھی اسکی عقل میں نہیں آسکتا - لیکن متعدد خداؤں کا تصور اسکی عقل کے نزدیک معقول ہے ... "

روسو جواب دیتا ہے :

" متعدد خداؤں کا کس نے ذکر کیا ؟ اے میرے آقا اسقف ! تجھہ پر میرا صبر پڑے ! میں نے یہ کب کہا ؟ بے شک تمہاری دلی آرزو یہی ہوگی کہ میں اس درجہ احمق ہوتا ' اور اس طرح کی احمقانہ گفتگو کرتا - لیکن اگر میں ایسا احمق ہوتا تو تمہیں میرے " عالمانہ رد " لکھنے کا یہ فخر بھی حاصل نہ ہوتا ! "

" بلا شبہ میں نہیں جانتا کائنات کیوں بنی ہے ' اور کیونکر بنی ہے ؟ میرے سوا جو لوگ معرفت کے مدعی ہیں ' وہ بھی اس باب میں مجھہ سے زیادہ علم نہیں رکھتے - لیکن میں صاف دیکھتا ہوں کہ اس تمام حرکت کا محرک ایک ہی وجود ہے - تمام کائنات ایک ہی رخ رکھتی ' اور ایک ہی قسم کے مقاصد پورے کر رہی ہے - یہ اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ کوئی ایک بلند تر ارادہ کارفرما ہے ' اور کوئی ایک ہی بالاتر قوت عمل پیرا ہے - اس ارادے اور اس قوت کو میں ایک ہی ذات سے منسوب کرتا ہوں ' کیونکہ وہ دونوں باہم متفق ہیں ' اور ان دونوں کو ایک ہی ذات کا خاصہ سمجھنا ' دو ذاتوں کی طرف منسوب کرنے سے زیادہ معقول ہے - تعدد ' صرف اسی وقت تسلیم کیا جاسکتا ہے جب اسکا کوئی ثبوت موجود ہو - لیکن کائنات میں کوئی اس قسم کا ثبوت موجود نہیں - یہ خیال سراسر وہم ہے کہ خیر کا خالق اور شر کا خالق ایک نہیں ہوسکتا - جس چیز کو ہم شر سمجھتے ہیں ' وہ علی الاطلاق شر ہی نہیں - شر مطلق سے مجھے انکار ہے - یہ اعتباری شر بھی خیر سے برسر پیکار نہیں ہے ' بلکہ نظام عالم کی تکمیل میں خیر کا ممد و معاون ہے "

(روسو کا عقیدہ)

اسکے بعد روسو اپنی کتاب اور اپنے شخصی عقیدے کی طرف متوجہ ہوتا ہے :

" اب میں وہ سبب بیان کرتا ہوں جس نے مجھے یہ کتاب شائع کرنے پر مجبور کیا - اس تمام شور و غوغا کے باوجود بھی میں اس کتاب کو اپنے عہد کی بہترین کتاب یقین کرتا ہوں - آگ کے شعلے ' حکومتوں کے فیصلے ' مذہبی پیشواؤں کے فتوے ' مجھے ہرگز مرعوب نہیں کرسکتے ؛ وہ میرے لب و لہجہ میں ہرگز کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرسکتے - نہ تو لاہوتی ' ایمان کی ریاکارانہ تلقین کرکے مجھے جھوٹا بناسکتے ہیں ' نہ فلاسفہ مجھے منافقت کا طعنہ دیکر الحاد پر آمادہ کرسکتے ہیں ... میں برابر اپنے دین کا اعلان کرونگا ' کیونکہ میں دین رکھتا ہوں - میں ببانگ دہل اسے شہرت دونگا ' کیونکہ مجھہ میں اعلان و اشتہار کی شجاعت موجود ہے - آہ ! میں نے کتنی تمنائیں کیں کہ سب لوگوں میں اتنی ہی شجاعت ہوتی ! اگر سب میں اتنی شجاعت ہوتی ' تو انسانیت کو کتنا نفع پہنچتا ؟

(" حضرت مسیح کا شاگرد ")

" اے میرے آقا ! میں مسیحی ہوں - میں اخلاص کے ساتھہ انجیلی مذہب کا مسیحی ہوں - ہاں میں مسیحی ہوں ' لیکن پادریوں کا شاگرد نہیں ہوں ' بلکہ خود مسیح (علیہ السلام) کا شاگرد ہوں - میرا استاد ' کتابوں کی عبارتوں پر بحث نہیں کرتا تھا ' لیکن عمل پر نظر رکھتا اور عمل ہی پر زور دیتا تھا - اس نے ہمیں جس ایمان کی تلقین کی ہے ' اس کے قواعد و اصول بہت زیادہ اور پیچ در پیچ نہیں ہیں - صرف گنتی کی چند موٹی موٹی باتیں ہیں - لیکن اس نے جس نیکی کی تعلیم دی ہے ' اس کی شاخیں بے شمار اور اسکی راہیں بے حساب ہیں - اسنے ہمارے ایمان میں موشگافیاں نہیں کی ہیں ' لیکن عمل صالح کی پوری شرح و بسط سے تفسیر کی ہے - اس نے ایمان کیلیے صرف دو تین موٹی موٹی باتیں ضروری ٹہرائی ہیں ' لیکن عمل کی نیکی کیلیے کوئی گنتی نہیں بتائی ہے ' کیونکہ عملی نیکیاں ان گنت ہیں - اس نے جہاں نہیں انبیاء کے نمونوں پر زور دیا ہے ' وہاں ایمان سے زیادہ ان کے اعمال بتائے ہیں - اس نے اپنی اور تمام نبیوں کی تعلیم کا لب لباب اس ایک جملہ میں بیان کر دیا " اپنے بھائی سے محبت کرنا ' پورا دین ہے ! "

(دوستوں اور دشمنوں کو دعوت)

اسکے بعد لکھتا ہے :

" مجھے ہمیشہ خلوت کی پر مسرت زندگی حاصل نہیں رہی - لوگوں سے ملنے جلنے پر بھی مجبور ہوتا رہا ہوں - میری ہر طبقہ کے لوگوں سے ملاقات ہے - میں نے مختلف سیاسی اور دینی جماعتوں کے لوگ دیکھے ہیں - میں مومنوں سے بھی ملا ہوں اور ملحدوں سے بھی - میں نے حکماء بھی دیکھے ہیں ' جہلاء بھی - متعصب بھی دیکھے ہیں ' غیر متعصب بھی - سنجیدہ بھی میری صحبت میں بیٹھے ہیں ' اور مسخرے بھی - میرے دوست بھی بہت ہیں اور دشمن بھی - میں دنیا میں تمام آدمیوں کو ' جنھوں نے مجھے کبھی دیکھا یا جانا ہے ' گلا پھاڑ پھاڑ کر پکارتا اور دعوت دیتا ہوں - وہ سامنے آئیں ' اور میرے عقیدے کی بابت جو کچھہ جانتے ہوں ' برملا کہہ ڈالیں ! وہ جرات سے بڑھیں ' اور بتائیں ' کبھی ' کسی حال میں بھی انہوں نے میرے عقیدے میں کوئی تبدیلی دیکھی یا محسوس کی ؟ قہوہ خانے کی صحبتوں ' کھانے کی میز کی نشستوں بے تکلفی کی ملاقاتوں ' سنجیدہ یا مذاق کی گفتگوؤں ' غرضکہ کبھی

لومبروزو (Lombroso) جو اٹلي کا مشہور ماہر طبیعیات ہے اور جس نے بلیسٹیرز کے بعد جرائیم کے علم کي تدوین کي ، نہ صرف اِس کا معترف ہوا بلکہ اس موضوع پر ایک رسالہ بھي لکھکر شائع کیا - کیمیل فلاماریاں (Camille Flammarian) آنیسویں صدي کے علماء فلکیات میں نہایت سر برآوردہ عالم تھا - غالباً چار پانچ سال پہلے اُس کا انتقال ہوا ہے - یہ نہ صرف اِسکا معترف تھا بلکہ نہایت پر جوش معتقد تھا - اُسکي آخري دو کتابیں اسي موضوع پر ہیں اور یورپ کي تمام زبانوں میں شائع ہو چکي ہیں - پروفیسر ہکسلي ، ڈاکٹر لوئس ، سر جان کاکس ، پروفیسر پارکس ، پروفسر ژولنر ، ڈاکٹر ویبر ، ولیم لیو پولڈ وغیرہم ، جو انیسویں صدي کے دائرۂ علم و نظر کے مسلم ارکان تھے ، کم و بیش اس کا اعتراف کرچکے ہیں -

سر کونن ڈائل

امریکہ کے مشاہیر علم و نظر میں چارلس نارٹن اور ولیم ڈاسن جو شکاگو یونیورسٹي (امریکہ) میں علم النفس (سائکولوجي) کے استاد تھے ، اسکي تصدیق و حمایت میں برابر مقالات و رسائل شائع کرتے رہے - انگلستان کے علم مشاہیر سیاست و ادب میں، مسٹر بالفور اور مسٹر اسٹیڈ (سابق محرر ریویو آف ریویوز) کا نام بھي اسکے معتقدین کي فہرست میں مشہور ہو چکا ہے - مسٹر اسٹیڈ نے تو روحاني سوال و جواب کا ایک باقاعدہ دفتر کھول دیا تھا - اُنکے عالم ارواح کے دوستوں میں سب سے زیادہ مشہور دوست اسکاٹ لینڈ کي " مارگریٹ " تھي - اُنکا بیان تھا کہ وہ مارگریٹ کے ذریعہ عالم ارواح کي تمام ضروري شخصیتوں سے نامہ و پیام کر لیا کرتے ہیں !

موجودہ عہد کے مشاہیر اہل علم میں چارلس الیٹ ، ولیم جیمس ، جیمس هیزلوپ ، اور سر آلیور لج Oliver Lodge خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہیں - چارلس الیٹ اور ولیم جیمس هارورڈ یونیورسٹي (امریکہ) میں علم النفس کے استاد ہیں ، جیمس هیزلوپ کولمبیا یونیورسٹي (امریکہ) میں علوم عقلیہ کے مستند ماہر تسلیم کیے جاتے ہیں ، اور سر آلیور لج کي علمي شہرت محتاج بیان نہیں - یہ تمام علماء اس مذہب پر علمي تیقن کے ساتھہ اعتقاد رکھتے ہیں اور اُسکي اشاعت و تبلیغ انکي تحریر و تقریر کا موضوع بحث ہے - سر آلیور لج کا لڑکا پچھلي عالمگیر جنگ میں قتل ہوگیا تھا - اُن کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد ہي اُس کي روح نے اِنہیں مخاطب کیا ، اور اب بھي وہ جب چاہیں ، اُسے بلا سکتے ہیں اور اس سے سوال و جواب کر سکتے ہیں !

(سر کونن ڈائل)

لیکن موجودہ زمانے کے مغربي روحانیین میں شاید ہي کسي اہل قلم نے اس تبلیغي جوش و سرگرمي کے ساتھہ اس مذہب کا اعتقاد ظاہر کیا ہوگا ، جیسا کہ کچھہ عرصہ سے انگلستان کے مشہور فسانہ نویس سر کونن ڈائل Conan Doyle کي شخصیت میں ظاہر ہوا ہے - عالمگیر جنگ یورپ کے بعد سے لیکر اِس وقت تک ، بمشکل کوئي مہینہ ایسا گزرا ہے ، جس میں سر ڈائل کي کوئي نہ کوئي تحریر و تقریر اس موضوع پر شائع نہ ہوئي ہو - حال میں انگلستان کي انجمن روحانیئین نے ایک نہایت دلچسپ مجموعہ بارہ مقالات کا شائع کیا ہے - اِن میں سے آٹھہ مقالات سر ڈائل کے لکھے ہوے ہیں - یہ کتاب پچھلي ڈاک سے ہمیں وصول ہوئي ہے اور اس موضوع پر افکار و تاثرات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے -

موجودہ انگریزي علم ادب میں سر کونن ڈائل کا نام اُن کے مخصوص مذہب افسانہ نویسي کي وجہ سے اس قدر مشہور ہوچکا ہے کہ شاید ہي کوئي افسانہ نویس اس قدر مشہور ہوا ہو - انھوں نے فن سراغ رساني کي افسانہ نویسي میں ایک نئے مذہب (اسکول) کي بنیاد ڈالي اور " شرلاک ہومز " کے نام سے اُس کے حیرت انگیز کار نامے قلمبند کیے - اُن کے قلم سے اگرچہ مختلف معاشرتي اور نفسیاتي مواضیع پر بہت سے افسانے نکل چکے ہیں ، لیکن انکي شہرت کي اصلي تاریخ شرلاک ہومز کے کارناموں ہي سے شروع ہوي - ان افسانوں کي مقبولیت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ شرلاک ہومز کا جو فرضي مکان نمبر ۱۰ - بیکر اسٹریٹ لنڈن میں دکھایا گیا تھا ، وہ ہزاروں لاکھوں انسانوں کے دماغ میں ایک حقیقي شے کي طرح موثر ہو چکا ہے ، اور جب کبھي سیاحان عالم پہلي مرتبہ لنڈن جاتے ہیں تو یہ جاننے پر بھي کہ " شرلاک ہومز " محض ایک فرضي سراغ رساں سیرۃ (کیرکٹر) ہے ، اپني طبیعت کو اس جذبہ سے نہیں روک سکتے کہ ایک مرتبہ بیکر اسٹریٹ جا کر کسي ایسے مکان کي زیارت کرلیں جسکا نمبر دس ہو !

احمد ریاض بے " عبد الحمید ثاني و دور سلطنتي " (یعني سلطان عبد الحمید ثاني اور اسکے عہد حکومت کي تاریخ) میں لکھتا ہے کہ سلطان موصوف شرلاک ہومز کے کارناموں کے اسقدر شائق تھے کہ حکم تھا ، جونہي کوئي نیا افسانہ شائع ہو ، فوراً ترکي میں ترجمہ کرکے پیش کردیا جاے - ایک خاص شخص ادیب بے اس کام پر مامور تھا - آخري زار روس کي نسبت بھي بیان کیا گیا ہے کہ وہ کہتا تھا " مجھے کتابوں کي قسم میں سے کوئي چیز بھي دل پسند نہیں ہے - الا شرلاک ہومز "

یہي شرلاک ہومز کا مصنف اب دنیا میں عالم ارواح کا سب سے زیادہ پرجوش و سرگرم نقیب اور داعي ہے !

(سرکونن ڈائل کے مقالات)

جس نئي کتاب کا ہم نے ابھي ذکر کیا ہے ، اسکے آٹھہ مقالات دراصل سر کونن ڈائل کے روحاني اعتقاد کي پیدایش و تکمیل کي مسلسل داستان ہیں - پہلے مقالہ میں اُس نے بتلایا ہے کہ کس

روح کا تمثل ایک سفید دھوئیں کي شکل میں
جیسا کہ اس مذہب کے معتقدین کا خیال ہے

مطبوعات جدیدہ

یہ دین کو اِس پستی سے نکالیں - انسانیت کے ہم پر حقوق ہیں - یہی حقوق ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ دین کو خرافات سے پاک کرکے اصلی صورت میں پیش کردیں - تمہاری یہ سزائیں ' دھمکیاں ' پھانسیاں ' اور آگ کے شعلے ہمیں ہرگز مرعوب نہیں کرسکتے "

(عہد جدید کی پیشین گوئی)

" جب لوگوں کی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھیگا اور حقیقت نظر آئیگی تو بلاشک و شبہ وہ موجودہ دین کو حقارت کے ساتھہ ٹھکرا دینگے - کیونکہ یہ حقیقی دین نہیں ہے - وہ سب سے پہلا کام یہ کرینگے کہ اِن خود غرض اور ریاکار پیشواؤں کے احترام سے انکار کردیں - وہ ان سے کہینگے : تم ہی نے ہمارا دین بگاڑا ' اور تم ہی ہماری شقاوت کا سبب ہو - جب وہ مبارک زمانہ آئیگا تو اُس کا سب سے زیادہ مبارک عمل یہی ہوگا "

(خاتمہ)

اپنا جواب روسو اس عبارت پر ختم کرتا ہے :

" اے اُسقف اعظم ! تم اور تمہارے گروہ کے لیے باتیں بنانا بہت آسان ہے - تم لوگ اپنے حقوق کے سوا دوسروں کے حقوق نہیں جانتے - تمہیں صرف وہی قانون معلوم ہیں جن سے غیروں کو جکڑتے ہو - خود اپنے نفس کے مقید کرنے والے قانون تمہاری کتاب میں نہیں لکھے گئے - تم صرف اتنے ہی پر قانع نہیں ہو کہ عدالت و انصاف سے بالاتر ہو ' بلکہ انسانی عواطف و جذبات کا بھی اپنے تئیں پابند نہیں سمجھتے - تم کمزور پر تکبر سے ظلم کرتے ہو ' اور تم سے کوئی باز پرس نہیں کرتا - لوگوں کی توہین تمہارے لیے ویسی ہی آسان ہے ' جیسی ان کے لئے تمہاری سنگ دلی سہل ہے - تم ہمیں اِس طرح روندتے ہو جس طرح خاک روندی جاتی ہے - تم کبھی ہمیں آگ میں جلاتے ہو ' کبھی سولی پر چڑھاتے ہو ' کبھی صرف توہین و تذلیل پر اکتفا کرلیتے ہو - تمہارے قہر و غضب کیلیے ضروری نہیں کہ ہم سے کوئی خطا بھی سرزد ہوئی ہو - اگر تمہاری مصلحت کا تقاضا یہی ہے تو پھر اتہامِ جرم کے لیے کسی بات کی ضرورت نہیں - اور ہمیں شکایت کرنے کی بھی اجازت نہیں - اگر ہم اِسکی جرأت کریں کہ اپنی براءت اور تمہاری غلطی ظاہر کریں ' تو ہم گستاخی کے مجرم قرار دیئے جاتے ہیں ؟

(اُسقف سے آخری خطاب)

" اے میرے آقا ! آپ نے مجھہ پر علانیہ طعن و تشنیع کی - بلکہ مجھے گالیاں تک دے ڈالیں - اگر میری طرح آپ بھی کوئی معمولی آدمی ہوتے اور میں اپنی کتاب کے ساتھہ آپ کو عدالت کے سامنے لے جا سکتا ' تو آپ دیکھہ لیتے کہ عدالت کا فیصلہ آپ کے حق میں اتنا ہی سخت ہوتا ' جتنا سخت یہ گناہ ہوا ہے - لیکن آپ ایک ایسی جماعت میں سے ہیں ' جو منصف و عادل ہونے سے ہمیشہ کے لیے مستثنیٰ کردی گئی ہے - رہا میں ' تو میں ایک مصنف ، بے حقیقت آدمی ہوں - مجھے اتنا اور کہنے کی اجازت دیجیے کہ آپ دینی پیشوا ہیں - انجیل کے عالم ہیں - آپ کا فرض ہے کہ مخلوق کو اُس کے فرائض کی تعلیم دیں - لیکن یہ تعلیم خود اپنے نفس سے شروع ہونی چاہیے - آپ کو ایک لمحہ کے لیے سوچنا تھا کہ میرے معاملہ میں آپ کا فرض کیا تھا ؟ اور کہاں تک تھا ؟ میں نے اپنا فرض ادا کردیا - اب کچھہ کہنے کو باقی نہیں رہا ' اِس لیے چپ ہوجاتا ہوں ! "

استحضار و مخاطبات ارواح

(عالم ارواح اور سر کونن ڈائل کے نئے مباحث)

قارئین الہلال اس سے بے خبر نہ ہونگے کہ اُنیسویں صدی کے وسط میں استحضار و مخاطبات ارواح (روحوں کے آنے اور مختلف مخصوص ذرائع سے سوال و جواب کرنے) کا جو مذہب امریکہ میں ظاہر ہوا تھا ' وہ برابر نشو و نما پاتا رہا ' اور اِس وقت یورپ اور امریکہ میں اُس کے معتقدوں کی ایک بہت بڑی جماعت موجود ہے - اس جماعت میں ہر درجہ اور ہر طبقہ کے آدمی پائے جاتے ہیں - فلسفۂ و حکمت کے ماہر ' علوم و فنون کے اساتذہ ' علمی و صناعی انکشافات و اختراعات کے مشاہیر ' ادب و کتابت کے مسلّم ارکان ' عام اہل قلم و نظر ' کوئی حلقہ ایسا نہیں ہے جہاں تک اس اعتقاد کے اثرات نہ پہونچ چکے ہوں - اسکے اصول و قواعد مدوّن ہوچکے ہیں ' بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں ' تحقیقات و تجارب کے با قاعدہ مجامع کام کر رہے ہیں ' پچاس سے زیادہ اخبارات و رسائل صرف اسی موضوع پر شائع ہورہے ہیں ' ایک مکمل مذہب علمی کی شکل میں قواعد و عبادیات مرتب ہوگئے ہیں ' اور معاملہ نے اس حد تک اہمیت حاصل کرلی ہے کہ وقت کے بعض اکابر اہل علم نے اپنے درس و نظر کے لیے صرف یہی موضوع منتخب کرلیا ہے !

اُنیسویں صدی کے اواخر کے علماء میں سے پروفیسر رسل ویلز نے جو ناموس نشو و ارتقا کے انکشاف میں ڈارون کا معاصر و شریک تھا ' صاف صاف لفظوں میں اسکا اعتراف کیا تھا ' اور اسے عصر حاضر کے خوارق سے تعبیر کیا تھا - پروفیسر ولیم کروکس نے جو انگلستان کا سب سے بڑا عالم کیمیا تسلیم کیا گیا ہے ' اور جس نے سب سے پہلے مادہ کے اشعاع کی حقیقت معلوم کی اور برق کے لیے وہ نیا آلہ ایجاد کیا جو اُسی کے نام سے مشہور ہے ' کئی ماہ کی تحقیقات و امتحان کے بعد یہ رائے قائم کی تھی کہ " مخاطبات ارواح کے مشاہدات نا قابل انکار ہیں " ڈاکٹر میرس (Muers) اور رچرڈ ہاڈسن کیمبرج یونیورسٹی میں علم النفس کے مسلّم اساتذہ تھے - ان دونوں نے بھی بغیر کسی جھجھک کے اپنے اعتراف کا اعلان کردیا تھا - پروفیسر

اردو طباعت کا مسئلہ اور افکار و آراء

(تصویر کا دوسرا رخ)

یہ اس تصویر کا ایک خاص رخ تھا جو سر کونن ڈائل اور ان کے ہم مشرب دیکھہ رہے ہیں ' لیکن اس کا دوسرا رخ بھی ہے ' اور اگر اس پر نظر ڈالي جاے تو یہ معاملہ اسقدر سہل و آسان نہیں رہتا کہ سر کونن ڈائل کي طرح کسي غیر آباد مکان میں بھوتوں اور روحوں کے " ہونٹي لٹھي سے میز ٹھونکنے " کا شور سنکر فیصلہ کر دیا جاے !

جہانتک اس مذہب کے مخالفین و منکرین کا تعلق ہے ' دور حاضر کی تین جماعتیں ہمارے سامنے آتي ہیں :

(۱) علم علماء مادیئین جنھوں نے اس معاملہ کو اس درجہ اہمیت ہي نہیں دي کہ اس پر توجہ کي جاے -

(۲) ایک بڑي تعداد ان علماء مادیئین کي جنھوں نے اسپر بحث کي ہے ' اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ علمي اصول پر " اثبات " کے حد تک یہ معاملہ نہیں پہنچا ہے -

(۳) - بعض اہل علم جنھوں نے خصوصیت کے ساتھہ اس مذہب کا مطالعہ کیا اور عرصہ تک تحقیقات میں مشغول رہے ' اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ استحضار ارواح کا معاملہ اس سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا کہ یا تو کمزور طبائع کا انفعالي تاثر ہے ' یا خوش اعتقادي کا ذہني فریب ' یا چند ایسے شعبدہ گروں کي شعبدہ گري جو جدید علم کیمیا اور فنون عجیبہ کي مدد سے زیادہ بہتر اور محفوظ قسم کا شعبدہ دکھلا سکتے ہیں -

صحیح راے قائم کرنے کیلیے ضروري ہے کہ معتقدین ' متوقفین ' اور منکرین ' تینوں کے مباحث و دلائل پر نظر ڈالي جاے - ہم آیندہ کسي موقع پر شرح و بسط کے ساتھہ اس موضوع پر اپنے مطالعۂ و نظر کے نتائج شائع کرینگے -

ضروری اطلاع

جو حضرات " الہلال وي - پي - پارسل کے ذریعہ طلب فرماتے ہیں ' انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وي - پي کا روپیہ مني آرڈر کي طرح وقت پر وصول نہیں ہوجاتا - اکثر دیر ہوجاتي ہے ' اور چونکہ روپیہ کي وصولي کے بعد ہي خریدار کا نام رجسٹر میں درج کیا جا سکتا ہے ' اسلیے اسوقت تک پرچہ جاري نہیں ہوتا جب تک روپیہ وصول نہ ہو جاے - اگر اس وجہ سے اجراء میں دیر ہوجاتي ہے تو اس میں دفتر کي مجبوري ظاہر ہے - اس کا علاج یہي ہے کہ قیمت بذریعہ مني آرڈر بھیج دي جاے -

منیجر

اردو ٹائپ

ایک مراسلة

آپ نے ۲۹ جولائي کے " الہلال " میں پہلے صفحہ پر اردو ٹائپ کے متعلق ایک اعلان شایع کیا ہے اور اس بارے میں رائیں طلب فرمائي ہیں - اپني راے آپ نے یہ دي ہے کہ جس ٹائپ میں الہلال چھپتا ہے یعني جو ٹائپ صفحہ ۳ سے استعمال کیا گیا ہے وہ اعلان مذکور کے ٹائپ سے بہتر ہے - مجھے بھي اس سے اتفاق ہے - لیکن اس ٹائپ میں بھي اصلاح اور ترمیم کي گنجایش اور ضرورت ہے - یہ مان کر کہ اردو کي لیے ٹائپ کي اشد ضرورت ہے اس بارے میں اپني راے عرض کرتا ہوں -

سب سے اول ایک اصول کي بات بتانا ضروري ہے - چونکہ اب یہ سوال اٹھایا گیا ہے اسلیے نہایت ضروري ہے کہ پنجاب اور یو - پي - کے تعلیمي محکموں سے سب سے پہلے استصواب کیا جائے - پنجاب کي نسبت مجھے زیادہ واقفیت ہے - یہاں تعلیمي اور سرکاري مطبوعات کي کتابت کے خاص قاعدے وضع کئے جاچکے ہیں جن پر برسوں سے عمل ہو رہا ہے -

بہتر تو یہ ہوتا کہ آپ اپنے اعلان کے ساتھہ تمام حروف تہجي اور علامات وغیرہ کي ساري شکلیں جو آپ کے مجوزہ ٹائپ میں ہیں دیدیتے تاکہ راے دینے والوں کو آساني ہوتي - خیر ' سردست جو کچھہ میري سمجھہ میں آیا عرض کیا جاتا ہے -

" مد " کي علامت آپ کے ٹائپ میں صرف خفیف سي فتحہ کي علامت کي شکل میں پائي جاتي ہے - جیسي صفحہ ۳ کالم اول کي اخیر سطر میں " آخر " پر موجود ہے - یہ علامت زیادہ واضح اور نستعلیق کے الف ممدودہ کي سي ہوني چاہیے - اعلان مذکور یعني صفحہ اول میں جو علامت " آج " پر لگائي گئي ہے کیوں نہ اسي کو اختیار کیا جائے ؟ وہ بہت صاف اور واضح ہے -

تشدید کي علامت اس ٹائپ میں نہیں پائي جاتي - یہ اضافہ ہوني چاہیے -

جزم کي علامت بھي اس ٹائپ میں نہیں پائي جاتي - یہ بھي اضافہ ہوني چاہیے -

شین معجمہ اس ٹائپ سے غائب معلوم ہوتا ہے - سین مہملہ پر نقطے لگا کر کام چلایا گیا ہے - اسے کیوں خارج کیا جائے ؟

آجکل کتابت اور املا کا مسلمہ قاعدہ یہ ہے کہ صرف ہائے مخلوط التلفظ دو چشمي لکھي جاتي ہے - مگر آپ کے ٹائپ میں اس کا لحاظ نہیں - اس کے بنانے والے ذوق کے " کتابت والے " کے ہم مشرب معلوم ہوتے ہیں جن سے شیخ مرحوم کو یہ شکایت تھي :

ہائے رے حسرت دیدار میري ہائے کو بھي
لکھتے ہیں ہائے دو چشمي سے کتابت والے

ہے کو کیوں ہے لکھا جائے ؟ یہ ضرور ہے کہ اس کلمہ کو ہائے ہوز سے لکھیں تو نیچے ایک شوشہ بڑھانا پڑیگا کیونکہ یہ حرف جب

طرح پہلے پہل آپ مذهب مخاطبات ارواح کي طرف توجه هوي ' اور کس طرح ایک جاحد منکر کي جگه وه مصدق معتقد بن گیا - دوسرے میں اپنے متعدد تجربے اور مشاهدے بیان کیے هیں - تیسرے اور چوتھے میں منکرین کے وجوه انکار پر بحث کي هے - پانچویں سے لیکر آٹھویں مقاله تک کا موضوع عالم مادي و روحي کے علائق هیں اور اس ضمن میں اُن امکانات کي نهایت دلنشیں تصویر کهینچي هے جو بیان کرده علائق کي ترقي سے دنیا کي معنوي زندگي میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دینگے !

(سرکونن ڈائل کا بیان)

پہلے مقاله کا خلاصه حسب ذیل هے :

" سنه ۱۸۸٦ - سے پہلے میں جنوبي افریقه میں طبابت کرتا تھا - اُس وقت میرے عقائد کا یه حال تھا که اُن لوگوں پر هنستا تھا جو روح کے مصطلحه وجود پر یقین رکھتے هیں - میں خیال کرتا تھا که اِس سے زیاده بے عقلي اور وهم پرستي کي اور کوئي بات نهیں هوسکتي -

میں بھي آج کل کے تمام جدید تربیت یافتوں کي طرح سائنس پر ایمان رکھتا تھا - میرا مذهب ' مذهب مادي تھا - میرا اعتقاد تھا که روح ' بجز اسکے کچھه نهیں که جسم کے وظائف و ترکیب هي کا ایک نتیجه هے ' اور عقل کا مرکز دماغ میں هے - میرا یقین تھا که دوائیں انساني طبیعت میں تبدیلي پیدا کر سکتي هیں - اور اُسے نیک اور بد بنادے سکتي هیں - اُس وقت کبھي میرے ذهن میں یه موٹي سي بات نهیں آئي که ایک ماهر موسیقي همیشه ماهر موسیقي هي رهیگا اگرچه اُسکي بانسري ٹوٹ جائے - زیاده سے زیاده یه هوگا که وه اپنا هنر ظاهر نه کر سکے گا ' لیکن اُسکا کمال اُس میں بدستور موجود رهیگا -

سب سے پہلے جس کتاب نے میرے خیالات میں تبدیلي پیدا کي اور مجهے العاد و مادیت سے نکالا ' وه " میرز " کي کتاب " شخصیت انساني " هے - یه کتاب اس لائق هے که اُن کتابوں میں سے شمار کي جائے جنهوں نے انساني افکار کا بهاؤ ایک طرف سے دوسري طرف پهیر دیا هے - مثلاً ڈارون کي کتاب اصلیت انواع اور بیکن کي کتاب منطق جدید -

اِس کتاب کے مطالعه کے بعد میں نے انتقال فکري کے تجربے شروع کیے - میرے ایک دوست مسٹر پال کو بھي اِس موضوع سے بڑي دلچسپي تھي - میں اُنکے پیچھے بیٹھه جاتا اور کاغذ پر بعض نقشے بناتا - مجهے هر مرتبه یه دیکھکر حیرت هو جاتي تھي که وه میرے بنائے هوئے نقشے بعینه اپنے کاغذ پر اتار لیتے تھے ' حالانکه وه میرا کاغذ نهیں دیکھتے تھے - پھر میں نے یه تجربه بھي کیا که وه دوسرے مکان میں بیٹھا کریں - لیکن پھر بھي میں نے دیکھا وه نقشوں کي بالکل صحیح نقل اتار لیتے تھے !

اُس وقت مجهے یقین هوا که عقل کو دماغ کا ویسا فعل سمجھنا صحیح نهیں هو سکتا جس طرح هم صفرو کو جگر کا فعل سمجھتے هیں -

اِسکے بعد میں نے تھیاسوفي کا مطالعه شروع کیا - میں نے دیکھا که اِس تحریک کي علم بردار اور رهنما مکم بلیوٹسکي ذهین مگر مکار عورت هے - لیکن اِس دروغ گو عورت کي موجودگي سے اِس تحریک پر حرف نهیں آسکتا - یه ایک صحیح تحریک هے - یه ضرور ترقي کریگي - مگر اُسي وقت ' جب اسکے ارکان وه چولا اتار دینگے جو اِس عورت نے اسے پہنا رکھا هے ' اور اِس تحریک کے حقیقي سرچشموں تک پہنچینگے جو مشرق کي سر زمین پر موجود هیں -

پھر میں نے وه تمام کتابیں پڑھیں جو علماء عقلیات نے مذهب کے خلاف لکھي هیں - لیکن مجهے کوئي تشفي نهیں هوئي - کیونکه وه کبھي ایجابي بات کہتے هي نهیں - اُنکے پاس جو کچھه هے ' سلبي اور انکاري هے -

مدت تک دنیا کي دوسري مشغولیتوں اور مسلسل سفر میں رهنے کے بعد پھر مجهے اِس اهم موضوع کے لیے مهلت ملي - بتدریج مجهه میں یه خیال پیدا هونے لگا که هماري اس زندگي کے علاوه کوئي اور مخفي زندگي بھي ضرور موجود هے ' اور وه شاید هماري زندگي سے زیاده لطیف اور خوشگوار هے -

سنه ۱۸۹۲ یا سنه ۹۳ میں انجمن علوم نفسیه نے مجهے اور ڈاکٹر اسکاٹ اور مسٹر بوٹمر کو ایک مکان کي تحقیقات کیلیے بھیجا - اِس مکان کے متعلق مشهور تھا که اُس میں روحیں رهتي هیں اور شور و هنگامه برپا کیا کرتي هیں -

هم دو رات اِس مکان میں رهے - پہلي رات کوئي واقعه نهیں هوا - دوسري رات ڈاکٹر اسکاٹ مایوس هوکر چلے گئے - صرف میں اور مسٹر بوٹمر رہ گئے - هم نے هر طرح کے دهوکے سے بچنے کا پورا انتظام کرلیا تھا ؛ زینه پر تار بچھا دیے تھے تاکه ادنیٰ سي حرکت کا بھي همیں علم هو جائے -

ٹھیک آدھي رات کو هم نے اچانک سخت شور سنا - ایسا معلوم هوا ' گویا کوئي میز کو موٹي لٹھي سے پیٹ رها هے - هم نے فوراً دروازه کھولا اور باورچي خانه کے طرف دوڑ پڑے جهاں سے آواز آرهي تھي - مگر همیں سخت حیرت هوئي - باورچي خانے کا دروازه اور کھڑکیاں بالکل بند تھیں - زینه پر بچھے هوے تار بھي اپني جگهه سے نهیں هٹے تھے !

اِسکے بعد رات بھر هم نے کوئي آواز نهیں سني -

اِس واقعه کے چند سال بعد یه مکان جل گیا - اُسکا باغ کھودا گیا تو زمین سے دس برس کے ایک لڑکے کي هڈیاں نکلیں - یه رات کا شور در حقیقت اِسي لڑکے کي روح کا شور تھا - وه اِسي گھر میں قتل هوا تھا اور اُسکي روح اس میں رهنے والوں کو پریشان کیا کرتي تھي -

اِس سلسله میں یه نظریه بهت سے لوگوں کے سامنے هے که اگر کسي جوان آدمي کي زندگي کسي غیر طبیعي اچانک حادثه سے تلف هو جائیے ' تو اُسکي روح کي حیثیت موت کے بعد بھي باقي رهتي هے اور عجیب عجیب صورتوں میں ظاهر هوتي هے "

کانن ڈائل نے آخر میں لکھا هے " اِس قسم کے بے شمار واقعات مشاهده کرنے کے بعد میں نے اِس علم کا وسیع مطالعه کیا - یهانتک که اب مجهے اِس پر پورا یقین هوگیا هے - میرا اعتقاد هے که روحوں سے گفتگو کي جاسکتي هے "

اس کے بعد کے مقالات میں وه تجربے اور مشاهدے به تفصیل بیان کیے هیں جو سالها سال تک وه " اپنے اذعان و تشفي کیلیے " جمع کرتا رها - پھر اُن اعتراضات اور شکوک کے جوابات دیے هیں جو اُن کے خیال میں منکرین مذهب استحضار کے " بنیادي " اعتراضات هیں -

آثار عتيقه

چهپائي اور سياهي وغيره مساله کا صرف لابدي طور پر کس ميں زياده هوتا هے ؟ ٹائپ ميں يا ليتهو ميں ؟ يه ياد رهے که اگر ٹائپ ميں طباعت کا صرف ليتهو سے بهت زياده هوا تو کاتب جو ٹائپ کي وجه سے بيکار هوگئے هونگے ، کتابت کي اُجرت کا نرخ گهٹا دينگے ، اور اس طرح ٹائپ کي ترويج عام ميں مزاحم هونگے ، کيونکه سب کاتب تو کمپوزيٹر بن جانے سے رهے -

آخر ميں يه عرض کرنا هے که ميں نهيں سمجها اعلان مذکور ميں آپ نے عربي کے ساتهه فارسي اور ترکي زبانوں کو بهي " سامي " کيسے قرار ديا ؟ يه تو کوئي بات نهيں که اگر ان دونوں زبانوں کا املا دهنے سے بائيں کو چلتا هے اور عربي کا بهي يهي حال هے جو حقيقت ميں سامي زبان هے ، تو يه دونوں زبانيں بهي سامي بتائي جائيں - غالباً آپ عجلت ميں فارسي اور ترکي زبانوں کو سامي کهه گئے -

آپ کا مخلص

برج موهن دتا تريه - کيفي دهلوي

الهلال :

يه اور بعض ديگر مراسلات جو اس باب ميں آئي هيں ، شائع کردي جاتي هيں - جناب کيفي نے اس معامله ميں جو دلچسپي لي هے اور اپنے خيالات تفصيل سے ظاهر کيے هيں ، اسکے ليے هم اُن کے شکر گذار هيں - ليکن اس تحرير سے معلوم هوتا هے که اردو ٹائپ کے اقسام ، اُس کي تاريخ ، اور اُس کي فني اور صناعي مشکلات اُن کے سامنے نهيں هيں - ضرورت هے که ايک مرتبه به تفصيل يه امور واضح کردیے جائيں - هم اِن مراسلات کي اشاعت کے بعد اس موضوع پر به تفصيل اپنے خيالات ظاهر کرينگے -

البته دو باتيں ايسي هيں جنهيں اسي وقت واضح کردينا ضروري هے - صاحب مراسلة لکهتے هيں " خود آپ نے اپني پسند اُس ٹائپ کي نسبت ظاهر کي هے جس ميں رساله کمپوز هوتا هے " حالانکه واقعه يه هے که اُس ٹائپ کي نسبت ظاهر کي هے جس ميں پهلے صفحه کا اعلان کمپوز هوا هے -

فارسي اور ترکي کے سامي نه هونے کي نسبت اِنهوں نے جو کچهه لکها هے صحيح هے ، اور اُن کے متنبه کرنے کے بعد عبارت پر نظر ڈالي گئي تو واقعي يه غلطي موجود هے - دراصل مقصود يه تها که فارسي اور ترکي بهي سامي رسم الخط ميں لکهي جاتي هيں - يه مطلب نه تها که يه زبانيں بهي سامي هيں -

* * *

سات عجائب عالم

جديد علم آثار و تنقيب کی روشني مين

ايک زمانے ميں دنيا کي سب سے زياده عجيب اور مشهور چيزيں سات " عجائب عالم " سمجهي جاتي تهيں - قديم دنيا کي کتب تواريخ ميں ، سياحت ناموں ميں ، نظر و فکر کے عام مباحث ميں ، بول چال کي ضرب المثلوں ميں ؛ هر جگه ان سات عجيب چيزوں کا ذکر برابر آتا هے :

(۱) اهرام مصر
(۲) بابل کے معلق باغ
(۳) اسکندريه کا ساحلي مناره
(۴) ڈائنا کا مندر
(۵) مسولوس کا مقبره
(۶) روڈس کا مجسمه
(۷) مشتري کا مجسمه

قديم يوناني اور عبراني مورخوں کي زباني ان عجائب کي تفصيل دنياے جديد کے تاريخي اوراق تک پهنچي هے - بعض قديم آثار کے کتبوں ميں بهي اِنکي طرف اشارات پائے گئے هيں - آخري عهد کے بعض حکماء يونان و اسکندريه نے مشتري کے مجسمه اور معبد کا ذکر ايسے موقعوں پر کيا هے ، جب اُنهيں عجائب و غرائب کيليے کسي قريبي اور معروف تمثيل کي ضرورت هوي هے - مثلاً ايک حکيم ، افلاطون کي تعريف کرتے هوئے لکهتا هے :

" وه انسان هونے پر بهي صرف ايک هي مرتبه پيدا هوسکا ، جس طرح مشتري کا مجسمه پتهر سے بنائے جانے پر بهي صرف ايک هي مرتبه بن سکا هے ! "

(عرب مورخين کي تصريحات)

عربي مورخين کے علم و نظر کي وسعت اُن کے پيش روؤں کے اِس مشهور خيال سے بے خبر نهيں رهسکتي تهي - اُنهوں نے بهي " سات عجائب عالم " کا جابجا ذکر کيا هے ، اور يوناني علم ادب کي طرح عربي ادب و محاضرات کي بهي يه ايک ضرب المثل هوگئي هے - مشهور عرب جغرافيه نويس ابو عبد الله ادريسي منارۀ اسکندريه کا ذکر کرتے هوئے لکهتا هے " يه اُن سات عجيب عمارتوں ميں سے ايک تهي جن کي تمام دنيا ميں شهرت رهچکي هے "

عربي ادبيات ميں غالباً کسي ايک کتاب ميں اِن کے حالات نهيں لکهے گئے - ابن النديم کئي کتابوں کا ذکر کرتا هے جو " عجائب دنيا " پر لکهي گئي تهيں - ليکن نهيں کها جاسکتا اُن

لفظ کے شروع میں آئے تو شوشہ لابد ہے۔ درمیان اور آخر میں نہیں - معلوم یہ ہوتا ہے کہ عربي کے املا میں چونکہ ہائے ہوز کا دوچشمي شکل میں استعمال بہت تہا بلکہ وہ ہمیشہ دوچشمي ہي لکھي جاتي ہے جبکہ وہ آخر کلمہ نہو' اسي کا اتباع اردو ٹائپ میں کیا گیا۔

اردو کے مروجہ قاعدۂ املا کے مطابق تو آپ کے جریدہ کا نام ہي غلط لکھا ہوا ہے - لوح کو تو جانے دیجیے کیونکہ وہاں "الہلال" خط نسخ میں ہے اور اس لیے ہائے دوچشمي ہے - لیکن ہر صفحہ پر جو جریدہ کا نام درج ہے وہ تو نسخ نہیں بلکہ اردو خط میں ہے - مگر یہاں بهي ہائے دوچشمي ہي استعمال کي گئي ہے- یہ قاعدہ مذکور کے مطابق غلط ہے- آپ کے ٹائپ میں ہائے ہوز جہاں دوچشمي نہیں وہاں عجیب مرورژ والي شکل اختیار کرتي ہے جیسے صفحہ ۳ کالم ۲ میں "چہرے" اور "نہیں" کا چہرہ بگاڑا گیا ہے- حالانکہ یہي ہائے ہوز اسي کالم میں مضمون "علم الآثار مصر" کي اول سطر میں "پہلے" کي شکل میں بہت خوب اور صحیح لکھي گئي ہے - متشابہ موقعوں پر ہائے ہوز کو اس "پہلے" کي شکل میں ہي کیوں نہ لکھا جائے ؟

نون غنہ جب لفظ کے آخر میں آیا ہے اوس میں نقطہ نہیں دیا گیا - یہ بالکل درست ہے- لیکن یہي نون غنہ جب کلمہ کے بیچ میں واقع ہو تو کسطرح لکھا جائیگا ؟ اس وقت کے املا میں اس پر الٹا جزم لگاتے ہیں - مگر جزم آپ کے یہاں ہے ہي نہیں۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ کسرۂ اضافت کا وجود آپ کے ٹائپ میں ہے کہ نہیں -

کشش اکثر قاعدۂ نستعلیق قدیم و املاے جدید کے خلاف پائي جاتي ہے - جیسے مضمون مذکور کي چوتهي اور پانچویں سطروں میں "رکھتے" اور "کردیتے" میں "ی" سے پہلے واقع ہوئي ہے -

املاے قدیم اور جدید دونوں کا مسلمہ اصول ہے کہ حروف کے امتزاج میں کوئي شوشہ فالتو نہیں ہوتا - مثلاً "بعنا" میں تین شوشے یا دندانے ہونگے - اگر آپ ایک اور دندانہ بڑھادیں تو املا کي غلطي کے علاوہ قاري کو زحمت ہوگي- اسي مضمون کي گیارہویں سطر میں "ایجاد" کا لفظ آیا ہے - اس میں "ی" اور جیم کے درمیان ایک دندانہ یا شوشہ ٹائپ میں پیدا کردیا ہے جو نہونا چاہیئے - اگر یہ کمپوزیٹر کا تصرف نہیں تو اسکي اصلاح ہوني چاہیے -

کوئي وجہ نہیں کہ ہاے ہوز آخر کلمہ' نسخ میں لکھي جائے' جیسي کہ "آثار عتیقہ" میں لکھي ہے- "نہ" کي شکل آپ کے ٹائپ میں "نہ" ہے جو نستعلیق نہیں - یہ کیوں ؟

"یا" آخر کلمہ کي تین صورتیں ہوتي ہیں: یاے معروف - یاے مجہول - یاے مفتوح - آپ کے ٹائپ میں صرف دو موجود ہیں - یاے معروف گول لکھي گئي ہے - یہ ٹھیک - لیکن یاے مجہول ومفتوح دونوں لمبي ہیں - یہ ٹھیک نہیں - جب یا کي ایک اور شکل ہمارے پاس موجود ہے - یعني نصف دایرہ یا کٹي ہوئي' تو کیوں نہ اسے بهي استعمال کیا جائے' تا کہ یاے مفتوح و یاے مجہول باہم متمیز ہو جائیں ؟

اردو ٹائپ چونکہ کہیں کہیں موجود ہے' اس لیے ہمکو یہ موقع میسر ہے کہ اس کي اصلاح و ترمیم کرکے اپنا ایک مکمل ہندوستاني قومي ٹائپ بنائیں جو لیتھو کي جگہ لے - اور کیا پبلک اور کیا سررشتۂ تعلیم' دونوں اسے قبول کرلیں- آپ کے ٹائپ میں "یا" آخر کلمہ کے نیچے بهي دو نقطے دیے جاتے ہیں - مگر آپ کے اخبار کے اسي نمبر کے اس حصہ میں جو کاتب کا لکھا ہوا ہے' ایسي "ی" کے نیچے نقطے نہیں دیے گئے - یہ دو عملي کیا معني ؟ ان دو نقطوں کي ضرورت کیا ہے ؟ کاتب کا وقت اور پریس کي سیاہي فضول کیوں خرچ ہو؟ جرمني کا اردو ٹائپ بهي اسي اسراف کا مرتکب ہے - دیوان غالب جو وہاں سے ٹائپ میں چھپ کر آیا ہے' اوس میں چند ایسي بد عنوانیاں نظر آئیں جو شاید آپ کے ٹائپ میں نہیں ہیں - اس کتاب کا صفحہ ۱۲۱ ملاحظہ فرمائیں - اس کے آخر میں ایک نا مکمل غزل ہے :

رہیے اب ایسي جگہ چل کر جہاں کوئي نہو:
زباں کوئي نہو

"کوئي" کا لفظ چار جگہ تو ردیف کا جز بنکر آیا ہے اور دو جگہ مصرعوں کے متن میں - پانچ جگہہ تو اس حرف کي شکل اور شان یکساں ہے' لیکن ایک جگہ اُن سے نرالي شان میں لکھا گیا ہے :

"پڑیئي" گر بیمار تو کوئي نہو بیمار دار

سمجھہ میں نہیں آتا کہ ایک ہي لفظ اور ایک ہي تحریر اور ایک ہي معني میں دو شکلیں کیونکر اختیار کر سکتا ہے ؟ یہ بد عنواني نہ ہوني چاہیے - اسي غزل کے مطلع کے دوسرے مصرع میں "ہم سخن" کا لفظ آیا ہے - لفظ "سخن" میں "س" اس انداز سے "خ" کے ساتھہ ملایا گیا ہے جس طرح حرف شناس بچے لکھا کرتے ہیں - حروف کي ملاوٹ کا یہ طریق پسندیدہ نہیں -

اردو ٹائپ کي وکالت کرتے ہوئے مطمع نظر صرف یہي نہ ہونا چاہیے کہ ارباب صحافت کو کاتبوں کي ناز برداري سے نجات ملے' اور اخبار و جراید جلد اور ایک ہي خط میں چھپ جائیں - بلکہ آپ کا فرض ہے کہ اسے ایک قسم کا قومي ادارہ تصور فرمائیں - اور آج کل کے مروجہ طرز املا پر کچھہ ترقي کریں - نہ یہ کہ اس کي ضروریات بهي پوري نہوں - مبتدیوں کے لیے اردو کا قاعدہ بهي چھپیگا اور علما کي تصانیف عالیہ بهي - اس لیے یہ ایسا ہونا چاہیے کہ انشا کي تمام ضروریات اس سے پوري ہو جائیں' اور یہ فن املا کا کماحقہ نمایندہ بنکر کتابت کا نعم البدل ثابت ہو -

اور مولانا! اس کا بهي خیال رکھیے کہ آج کل انساني مصروفیت کے ہر شق میں جمالیت کا بڑا زور اور رسوخ ہے - جو ٹائپ تجویز ہو' وہ خط نستعلیق کے برابر تو دیدہ زیب ہونا چاہیے - یہ کیا ہوا کہ بچوں کے لکھنے یا کیڑے مکوڑے کاغذ پر چھاپ کر پیش کردیے- میں کوئي وجہ نہیں دیکھتا کہ ٹائپ وضع کرتے وقت خوبصورتي کا خون کیا جائے - کیا وجہ ہے کہ نستعلیق کي نقل نہ کي جائے ؟ کیوں اسے اول جلول بنایا جائے ؟ آپ کے ٹائپ میں تمام دائرے بد نما اور چپٹے ہیں - کیوں نہ گول ہوں ؟ اخر اس میں کون سي دقت حایل ہے ؟

میں دیکھتا ہوں کہ آپکے ٹائپ میں بڑي سرخیاں نسخ میں ہیں- یعني اردو ٹائپ کے ساتھہ ایک مطبع کو نسخ کا ٹائپ بهي رکھنا پڑیگا- یہ دو عملي بد عملي کا حکم رکھتي ہے- خفي و جلي کے کئي درجے قائم کرکے تمام و کمال ٹائپ نستعلیق میں ہونا چاہیے -

میں پھر عرض کرونگا کہ سب سے پہلے آپ یہ کیجیے کہ ٹائپ رائٹر کے "کي بورڈ" کي طرح آپ کے ٹائپ میں جو جو چیزیں ہیں' اُن سب کا نمونہ ایک صفحہ پر چھپوا کر شایع فرمائیے تاکہ پتہ چلے اس میں کیا کچھہ ہے اور کیا نہیں ہے -

ٹائپ سے متعلق ایک اقتصادي پہلو بهي ہے جسے نظر انداز نہیں کر سکتے - یعني یہ بهي دیکھنا ہے کہ کاغذ اور اس کے ساتھہ

كي تعمير كس زمانه ميں هوئي تهي ؟ چهٹي صدي قبل مسيح ميں يه مندر پهر گر پڑا. اور يونانيوں نے عوام سے روپيه جمع كرکے تيسري مرتبه تعمير كيا -

پانچويں صدي قبل مسيح ميں يوناني مورخ هيرودوتس نے يه عمارت ديكهي تهي - وه لكهتا هے :

" پورا مندر سنگ مرمر كا هے ' اور اُن قديم مندروں سے ' جن كي بنيادوں پر قائم هوا هے ' چارگنا زياده وسيع هے - چاروں طرف سنگ مرمر کے ستونوں كي قطاريں هيں ' اور هر زاويه ميں آٹهه آٹهه مزيد ستون هيں - هر ستون كي بيٹهک يوناني تصويروں سے آراسته كي گئي هے "

سنه ۳۵۶ ق م ميں مشهور ظالم بادشاه هيروسٹراٹس كو خيال هوا كه كوئي ايسا كام كرجائے جس سے اُس كا نام تاريخ ميں يادگار رهے- اُس نے اس مندر كي عمارت يک قلم برباد كردي - كيونكه دنيا كي اِتني عجيب اور قيمتي عمارت كا برباد كرنے والا يقيناً تاريخ کے حافظه ميں فراموش نهيں هوسكتا - اُسي وقت سے يوناني زبان ميں يه ضرب المثل مشهور هوگئي هے " اگر شهرت کے ليے ڈائنا كا مندر بنا نهيں سكتے تو اسے برباد كرڈالو "

ليكن يونانيوں كو يه معبد اس درجه عزيز تها كه وه اس كي عدم موجودگي برداشت نهيں كر سكتے تهے - انهوں نے پهر از سر نو تعمير شروع كي اور قومي سرمايه سے مصارف كا انتظام كيا - بيان كيا گيا هے كه تمام ملک ميں اس كي تعمير كا جوش اس قدر پهيل گيا تها كه عورتوں نے اپنے زيور تک چندے ميں ديديے تهے - اُسي زمانه ميں سكندر اعظم كا اس شهر ميں گزر هوا - اُس نے خواهش كي كه اپنے جيب خاص سے پورا عبادت خانه بنوا كر ديوي كي نذر كردے - مگر شهر کے باشندوں نے يه ذلت گوارا نه كي ' اور سكندر كي ناراضي سے بچنے کے ليے يه حيله كرديا كه " آپ خود بهي ديوتا هيں ' اور ايک ديوتا کے ليے دوسرے ديوتا كو نذر دينا جائز نهيں "

خيال كيا جاتا هے كه سنه ۳۲۳ ق م ميں يه عمارت مكمل هوگئي تهي- يه ۴۲۵ فٹ لمبي تهي- سنگ مرمر کے ۱۲۷ - كهمبے تهے - اور هر كهمبا ۶۰ فٹ بلند تها - پورا عبادت خانه بڑي سليقه مندي سے آراسته كيا گيا تها- بڑے بڑے مصوروں نے تصويريں بنائي تهيں اور اس کے در و ديوار كي آرايش کے ليے بطور چڑهاوے کے پيش كي تهيں- ايک تصوير سكندر اعظم كي بهي تهي - وه اپنے گهوڑے پر سوار دكهايا گيا تها - كها جاتا هے كه سكندر نے جب يه تصوير ديكهي تو ناپسند كي- ليكن جب قريب پهنچا تو اُس كا گهوڑا هنهنا اُٹها - اِس پر مصور نے طعنه زني كي راه سے كها : " حضور كا گهوڑا اپنے سوار سے كهيں بهتر فن كي شناخت ركهتا هے " يه قول يوناني زبان ميں ضرب المثل هوگيا تها - يوناني سے يورپ كي زبانوں ميں منتقل هوگيا -

اِسکے بعد سنه ۲۶۰ ع ميں يه مندر پهر برباد هوگيا - اس مرتبه اِسے عيسائيوں نے ڈهايا تها اور اُس پر گرجا بناديا تها - مگر يه گرجا بهي زياده عرصه تک قائم نه ره سكا - تهوڑے هي عرصه کے بعد بے نام و نشان هوگيا -

ڈائنا ' ايشيائي ديوي ارٹميس كي مورت هے - اشوريوں نے اسے امومۃ يعني مامتا کے جذبات كا مظهر قرار ديا تها - يهي وجه هے كه اسکے سينه پر بهت سے پستان دكهائے گئے تهے ' ليكن جب يونانيوں نے اسكي عبادت شروع كي تو اُسكي شكل بدل دي- اُنهوں نے اِسے ايک نهين ' قوي ' اور جوان عورت كي صورت ميں طيار كيا تها -

(۲)

مقبرۂ موسولس

(The Tomb of Mausolus)

ايشيائے كوچک ميں بدرم نام ايک ساحلي شهر هے - يه عهد مسيحي سے پہلے ايران کے ماتحت تها - سمندر اور پهاڑ کے درميان واقع هونے كي وجه سے اُسكا جغرافيائي موقعه اِس قدر محكم هے كه باوجود ماتحت هونے کے بهي وه عرصه تک اپني اندروني خود مختاري برقرار ركهه سكا - چوتهي صدي قبل مسيح ميں يهاں ايک بادشاه حكمراں تها - اُسكا نام " موسولوس " تها - اُسنے اپنا پايۂ تخت يهي شهر بدرم قرار ديا تها - اِس شهر كا نام اُس وقت هيلي كارنيسس (Halicarnasous) تها -

سنه ۳۵۳ ق - م - ميں اِسنے وفات پائي - اسكي ملكه ارٹمي ميزيا (Artemisia) بهت غمگين هوئي اور كسي طرح بهي تسلي حاصل نه كرسكي- آخر اُس نے اِس طرح اپنا دل بهلانا چاها كه اپنے شوهر (بادشاه) كي قبر پر ايک ايسا مقبره طيار كرے جيسا دنيا ميں كهيں موجود نه هو- يه ايک بيوي کے طرف سے اپنے شوهر كيليے وه يادگار محبت تهي ' جو آگے چل كر ايک شوهر (شاهجهان اعظم) کے طرف سے اپني بيوي (تاج محل) كيليے قائم هونے والي تهي - دراصل يه مقبره " بيوي " كا " شوهر " پر ايک قرض محبت تها ' جسے سرزمين هند کے ايک وفا پرست " شوهر " شاهجهاں نے ادا كرديا !

چنانچه اُسنے ماهر يوناني معمار جمع كيے - اُنهيں بهت كچهه انعام و اكرام ديا ' اور مقبره بنوانا شروع كيا - ليكن ابهي دو برس بهي پورے نهيں گزرے تهے كه فرط غم سے ملكه كا بهي انتقال هوگيا -

مقبره ابهي طيار نهيں هوا تها - معماروں نے باهم مشوره كيا كه اب همیں كيا كرنا چاهيے ؟ بالآخر سب كي راے يهي قرار پائي كه اس ملكه نے هم پر بڑے بڑے احسان كيے هيں - هميں چاهيے اُن کے شكريه ميں اُس كا نا تمام كام پورا كرديں - چنانچه اُنهوں نے كام جاري ركها ' يهانتک كه تعمير ختم هوگئي ' اور ايک ايسا مقبره طيار هوگيا جيسا چشم فلک نے پہلے كبهي نهيں ديكها تها -

اب " موسولوس " يورپ كي تمام زبانوں ميں مقبره كيليے بولا جاتا هے- انگريزي لفظ " Mausoleum " اِسي " موسولوس " سے بنا هے-

مقبره ايک منزل كا تها - اِسي منزل ميں بادشاه كي قبر تهي - چهت پر سفيد سنگ مرمر کے ۳۶ سڈول ستون نصب كيے گئے تهے - اِن ستونوں پر مخروطي شكل كا باره منزلوں كا مناره تها - اِس پر بادشاه كي رتهه بنائي گئي تهي جسے چار اصيل گهوڑے كهينچ رهے تهے - عمارت كي پوري بلندي ۱۴۰ - فٹ تهي -

خود عمارت زياده بلند اور شاندار نه تهي - ليكن سبک اور نازک اِس قدر تهي كه حيرت هوتي تهي - مخروطي مناره كي بنياديں جن ستونوں پر قائم تهيں ' وه اِس قدر پتلے تهے كه دور سے بالكل نظر نهيں آتے تهے - شبه هوتا تها كه عمارت هوا ميں معلق كهڑي هے !

مورخين كا خيال هے كه يه مقبره بارهويں صدي عيسوي تک صحيح و سالم موجود تها - اِسي زمانے ميں صليبي فوجوں نے شهر بدرم پر قبضه كيا اور مقبره کے پتهر اكهاڑ كر اپنا قلعه بنانے لگے - پهر سنه ۱۵۲۲ ع ميں جب سلطان سليم نے اِس شهر پر حمله كيا ' تو صليبيوں نے مقبره کے باقي مانده ستون بهي اكهاڑ ليے -

میں إن عجائب کا بهي ذکر تها یا نهیں ؟ البته تاریخوں ، سفر ناموں ، اور تقویم بلدان کي کتابوں میں فرداً فرداً إن کا ذکر موجود هے - خصوصاً بابل کے معلق باغوں ، اسکندریه کے مناره ، اور مصر کے اهرام (مخروطي مناروں) کا تو نهایت مفصل تذکره موجود هے - ابن جریر طبري ، ابن حوقل ، ادریسي ، مسعودي ، ابوعبد الله البکري (صاحب المسالک و الممالک) ابوعبدالله غرناطي (صاحب نخبة الاعجاب) ابن جبیر ، ابوالفداء ، ابن اثیر ، بیروني ، عبداللطیف بغدادي ، یاقوت حموي ، قزویني ، مقریزي ؛ سب نے إن کا ذکر کیا هے - حموي ، بغدادي ، اور مقریزي کے مباحث اهرام مصر اور منارۂ اسکندریه کے متعلق اس درجه محققانه هیں ، که جن جن پهلوؤں پر انهوں نے روشني ڈال دي هے ، اُن پر موجوده زمانے کي اثري تحقیقات بهي کوئي اضافه نهیں کرسکتي - حالانکه مصري آثار کي جدید تحقیقات نے نئے نئے انکشافات کے انبار لگا دیے هیں -

دنیا کي تمام عجیب اور مشهور چیزوں کي طرح ان عمارتوں کي نسبت بهي عوام میں طرح طرح کے دور از عقل خرافات مشهور هوگئے تهے ، اور عهد قبل از اسلام کے بعض مورخوں اور سیاحوں نے بهي انهیں قبول کر لیا تها - لیکن محققین عرب نے پوري دقت نظر کے ساتهه اُن روایات پر نظر ڈالي ، اور بعض کي مشاهدات کي بنا پر اور بعض کي علمي قواعد کي بنا پر تغلیط کي - یاقوت حموي ، بیروني ، عبد اللطیف بغدادي ، اور مقریزي ؛ اگرچه تمام روایات نقل کردیتے هیں ، لیکن جابجا اُن کي تغلیط بهي کرتے جاتے هیں - حموي اور بغدادي نے منارۂ اسکندریه کا مشاهده اور تخطیط کرکے جو کچهه لکها هے ، اور جس طرح بے اصل روایتوں کي تکذیب کي هے ، اس سے زیاده تحقیق آج تک نهیں کي جا سکي -

یاقوت حموي اسکندریه کے مناره اور مصر کے عجائب کا ذکر کرتے هوئے لکهتا هے " وهذه أخبار نقلناها کما وجدناها في کتب العلماء وهي بعیدة المسافة من العقل ، لایؤمن بها إلا من غلب علیه الجهل " یعني یه تمام روایتیں هم نے جس طرح علماء کي کتابوں میں پائیں ، بجنسه نقل کردیں ، لیکن یه عقل سے نهایت هي بعید هیں ، اور انهیں کوئي نهیں مان سکتا ، الا وه شخص که اُس کي عقل پر جهل غالب آگیا هو " آگے چل کر ایک دوسرے موقعه پر لکهتا هے " اما خبرالمنارة فقد رووا لها اخباراً هائلة و ادعوا لها دعاوي عن الصدق عادلة " یعني مناره کے متعلق عجیب عجیب باتیں روایت کي گئي هیں اور طرح طرح کے دعوے کیے گئے هیں جو سچائي سے هٹے هوئے هیں - پهر جهاں اپنے معائنه کا ذکر کیا هے ، وهاں لکهتا هے " شاهدته في جماعة من العلماء و کل عاد منا متعجباً من تخرص الرواة " یعني میں نے علماء کي ایک جماعت کے ساتهه مناره کي سیر کي ، اور هم میں سے هر شخص جب مشاهده کے بعد لوٹا ، تو وه راویوں کے اوهام و ظنون پر متعجب تها (معجم البلدان - ۱ : ۲۴۲) عبد اللطیف بغدادي اور مقریزي کي تصریحات بهي ایسي هي هیں - حموي نے مناره کي تعمیري حالت دیکهکر جو اُس کے عهد تک باقي تهي ، اُس کي شکل و مساحت پر بهي غور کیا تها اور اس کا نقشه بنایا تها - حموي کے بعد کے مصنفین مثلاً قزویني وغیره نے اُسي سے مناره کا نقشه نقل کیا هے -

(جدید علم الآثار کي تحقیقات)

اب سے تقریباً ڈیڑهه سو برس پہلے قدیم آثار کي تحقیقات و تنقیب کا نیا دور شروع هوا ، اور اس سلسله میں ان سات عجائب عالم کي تحقیقات پر بهي انفرادي اور جمعیتي کوششیں مبذول هوئیں - روڈس ، اسکندریه ، اور اهرام کي تحقیقات اسقدر دشوار نه تهي - کیونکه مقامات معلوم تهے اور محل معین ؛ لیکن بقیه عمارتوں کي تحقیقات کا کام بهت دشوار تها - تاهم جستجو جاري رهي ، اور بالآخر تمام ضروري معلومات روشني میں آگئیں -

جهانتک همیں معلوم هے ، اُردو میں ان قدیم عجائب کي جدید اثري تحقیقات پر اِس وقت تک کچهه نهیں لکها گیا هے - هم چاهتے هیں ، مختصراً انکي تاریخ اور موجوده اثري تحقیقات ایک دو مقالوں میں بیان کر دیں - یورپ کے اهل قلم ان عجائب کي تاریخ لکهتے وقت عموماً عربي عهد کي تاریخي و علمي تحقیقات نظر انداز کر جاتے هیں - یا معلوم کرتے هیں تو اکثر حالتوں میں ناقص اور غیر محققانه هوتي هیں - اس سلسلۂ مقالات سے ایک مقصود یه بهي هے که جن جن عمارتوں کے متعلق عربي مورخین کي تصریحات موجود هیں ، وه اپنے اپنے موقعوں پر نمایاں هو جائیں -

(۱)

ڈائنا کا مندر

The Temple of Diana

ایک قدیم مورخ کا قول هے :

" میں نے بابل کے معلق باغ دیکهے - مشتري اور روڈس کے مجسمے دیکهے ، اهرام مصر اور موسولس کا عالیشان مقبره دیکها ، لیکن جب میں نے ڈائنا کا سر بفلک مندر دیکها تو تمام عجائب عالم میري نظر سے گر گئے "

قدیم مورخوں نے دنیا کي سات عجیب چیزوں میں سے کسي کے متعلق بهي اس قدر نهیں لکها هے ، جس قدر اِس مندر کے متعلق لکها هے - لیکن باوجود اِس کے یه کیسي عجیب بات هے که دنیا نے سب سے زیاده یهي چیز فراموش کردي ؟ حتی که یه بهي کسي کو یاد نه رها که یه عمارت واقع کس جگه تهي ؟

سب سے پہلے سنه ۱۸۶۵ع میں ایک انگریز ڈاکٹرووڈ نامي نے شهر افسس میں اس کا پته لگایا - اِس کے بعد سنه ۱۹۰۴ع میں برٹش میوزیم نے ایک اور شخص مسٹر هوگارث کو مزید تحقیقات کے لیے بهیجا - اس شخص نے عرصه تک تحقیقات جاري رکهي ، اور اس کے بعد اپني تحقیقات کے نتائج شایع کیے - اس کا بیان هے که یه مندر تین پرانے مندروں کے کهنڈروں پر تعمیر هوا تها - مندر کي دیواروں کے نیچے تقریباً تین هزار آثار پائے گئے - یه مشرقي طرز کے هیں ، اور اِس بات کي زنده شهادت هیں که یونان کي صنعتي ترقي دراصل مشرق هي کي تقلید سے شروع هوئي تهي -

قدیم یوناني شهر افسس جهاں یه مندر واقع تها ، اب بالکل برباد هوگیا هے - اُس کي جگه اِس وقت ایک ترکي شهر ایاسولوک نامي آباد هے اور ایشیاے کوچک میں واقع هے -

مندر کي تاریخ سنه ۷۰۰ قبل مسیح سے شروع هوتي هے - کیوں که اُس کي دیواروں میں بعض ایسي علامتیں موجود هیں که خیال کیا جاتا هے ، اُن کا تعلق اُسي زمانه سے هے -

سنه ۶۶۰ ق م میں یورپ کي ایک وحشي قوم نے اِس علاقه پر حمله کیا اور یه عمارت برباد کر ڈالي - اِس کے بعد پهر از سر نو تعمیر کیا گیا - مگر زیاده مدت تک قائم نه ره سکا - کیونکه مساله خراب لگایا گیا تها - یه اب تک تحقیق نهیں هوسکا که دوسري مرتبه

عالم شرق و اسلام

شامی جہاد وطنی کا التوا

◆

موجودہ عہد کی ایک قومی جد و جہد پر نظر تودیع !

شہر دمشق کا ایک عمومی منظر
جس کی دو تہائی تاریخی رونق و عظمت فرانسیسی توپوں کی گولہ باری اور فوجی حکام کے قتل و غارت گری سے ہمیشہ کیلیے برباد ہوگئی !

سلطان پاشا اطرش اور دروزی مجاہدین کا معسکر سویداء میں

فرانس اعلان کرتا ہے کہ " اب ملک میں امن قائم ہوگیا ہے " مگر یہ " امن " کیونکر قائم ہوا ؟ اس طرح قائم ہوا کہ دمشق کے چاروں طرف اور خود شہر کے اندر ، بری تباہ کن مہراب کی صفوں سے ناکہ بندیاں کی گئیں ، اور اس طرح " امن " کے لیے قتل عام کا اعلان کیا گیا !

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار ' پراني قلمي اور مطبوعه کتابیں ' پراني تصویریں ' پرانے سکے اور نقوش ' پرانے زیور ' آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان ' اور هر طرح کے پرانے صنعتي عجائب و نوادر ' اگر آپ کو مطلوب هیں ' تو هم سے خط و کتابت کیجیے - کم ازکم همارے نمایش گاهوں اور ذخائر کي فهرستیں هي منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت ' دونوں کیلیے همارا ذخیرہ قیمتي هے -

نوادر عالم کا یه ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولي مصارف و مساعي کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدني مرکزوں مثلاً مصر ' شام ' فلسطین ' هندوستان ' ایران ' ترکستان ' چین ' وغیرہ ممالک میں همارے ایجنٹ همیشه گردش کرتے رهتے هیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز عهد تک ارزاں هیں !

براعظم یورپ ' امریکه ' اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل ' کتب خانے ' اور عجائب خانے ' هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهرہ کے نئے ایران شاهي کے نوادر ابهي حال میں هم هي نے فراهم کیے هیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بهي پہلے هم هي سے خط و کتابت کیجیے - بهت ممکن هے که همارا سفري یا مقامي ایجنٹ آپسے مل سکے -

ادب عربی اور جدید مصری مباحث

لیلی مجنوں

ایک مصری اهل قلم کي نظری تحقیقات

بلاد اسلامیه کے ادبي و علمي مباحث و افکار کي صدائیں بہت کم هندوستان تک پہنچتي هیں - اول تو یہاں ایسے علمي مجامع کا وجود هي نہیں جو مشرقي و اسلامي ممالک کے علمي مجامع و محافل سے تعارف رکھتے هوں - ثانیاً ' عربي کے ادبي و علمي مباحث کے ذوق سے نه صرف نئي تعلیم یافته جماعتیں ' بلکه قدیم جماعتیں بهي تقریباً محروم هیں - اس لیے نه تو ان وادیوں کي انہیں خبر ہے - نه وهاں کي صداؤں کیلیے کوئي ذوق اور دلچسپي رکھتي هیں -

هم چاهتے هیں کاه گاه الہلال کے صفحات پر وهاں کے بعض اهم عصري مباحث کے نمونے شایع کرتے رهیں -

کچھه عرصه سے مصر میں ادب و شعر عربي کي دو متقابل جماعتیں پیدا هوگئي هیں ' اور ان میں بحث و مناظره کا معرکه گرم ہے - ایک جماعت متجددین مفرطین کي ہے جنهیں اردو اخبارات کي اصطلاح میں ادبي " انتہا پسند " (اکسٹریمسٹ یا ریڈیکل) کہنا چاهیے - دوسري جماعت ادبي محافظین کي ہے ' جنهیں سیاسي جماعتوں کي تقسیم میں قدامت پسند (کنسرویٹو) وغیره الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے - ادب و شعر کي ان دو انتہائي جانبوں نے افراط و تفریط کے عجیب عجیب زاویے پیدا کردیے هیں - ان دونوں انتہائي جماعتوں کے درمیان بعض اصحاب اقتصاد و اعتدال بهي هیں ' لیکن بہت کم - کیونکه جماعت کا ذهني مزاج فکر و عمل کے هر گوشے میں ' اعتدال سے مالوف نہیں هوتا - افراط و تفریط هي کي طرف مائل رهتا ہے -

سیاست کي طرح ادب و شعر میں بهي ان دو مذهبوں کا ظهور هر ملک کے علمي اور فکري عهد کے ذهني خواص میں سے ہے - انیسویں صدي کے اوائل میں جب یورپ کي ادبیات کا آخري انقلاب ظهور میں آیا ' تو اس وقت بهي طریق مدرسیه (Classic) اور طریق رومانیه (Romantic) کے متبعین میں کشمکش پیدا هوئي اور انتہائي اطراف نمایاں هوگئے - البته یورپ کي زبانوں اور عربي زبان کي نوعیت میں یه اصولي فرق ہے که اٹھارویں صدي میں جب رومانیه طریقه کے متجددین پیدا هوئے تھے ' تو اس وقت یورپ کا مدرسي علم ادب کوئي ایسي ترقي یافته حالت نہیں رکھتا تھا که هر گوشه میں ترقي و توسع کا محتاج نه هو - وه زیاده سے زیاده دو صدیوں کي ابتدائي ادبي ترقي کا نتیجه تھا جو حروب صلیبیه کے بعد سے یورپ میں شروع هوئي تھي - اور پھر جو کچھه بهي تھا ' صرف ادب کي ایک خاص شاخ میں محدود تھا یعني شعر قصصي اور قصص تمثیلیه میں - لیکن عربي علم ادب کي حالت اس سے بالکل مختلف ہے - اس پر نشو و ترقي کي تیره صدیاں گزر چکي هیں - وه تمدن و علوم کي تمام حالتیں ' اور اسالیب بیان و تعبیر افکار کے تمام دور طے کرچکي ہے - اس لیے اسکي عصري احتیاج بہت حد تک محدود ہے ' اور نئے نئے اسالیب و مذاهب کے اخذ و اختیار میں بہت زیاده احتیاط و توسط کي ضرورت ہے - مغربي اسالیب بیان کي کورانه تقلید اور ابداع و تجدد کے افراط و غلو کي جگه چاهیے که مجتهدانه نظر و اعتبار سے کام لیا جاے ' اور عربي ادب و شعر کي خصوصیات کمال و جمال کے تحفظ کے ساتھه قدیم راهوں میں نئي نئي راهوں کي داغ بیل ڈالي جاے -

بهر حال سیاست و معاشرت کي طرح ادب و شعر میں بهي دو متقابل جماعتیں پیدا هوگئي هیں - ادبي تجدد و انقلاب کي اس حرکت کا سب سے بڑا قائد ڈاکٹر طه حسین استاذ جامعهٔ مصریه ہے - ڈاکٹر موصوف کي شخصیت میں مصر کے موجوده عهد کي ایک غیر معمولي ذهانت نمایاں هوئي ہے - وه پیدایشي نابینا ہے - اس کا دماغ حواس خمسه میں سے ایک سب سے بڑے حاسهٔ علم سے محروم تھا - لیکن باوجود اسکے اس نے جامع ازهر میں علوم عربیه کي تحصیل کي ' اور یورپ کي متعدد زبانوں میں بهي درجهٔ رسوخ و نظر حاصل کرلیا - وه ابهي جامع ازهر میں مشغول تعلیم تھا که جامعهٔ مصریه اسکي حیرت انگیز ابوالعلائي ذهانت کي شهرت سے متاثر هوئي ' اور اپنے صرف سے پیرس اور روم بهجوادیا تاکه مغربي لغات و علوم کي تحصیل سے بهي فارغ هوجاے - کئي سال وهاں بسر کرنے کے بعد جب قاهره واپس آیا تو اسي جامعه میں استاذ (پروفیسر) مقرر هوگیا -

پچھلے دنوں ڈاکٹر موصوف نے عهد مولدین کے شعراء پر ایک سلسلهٔ مقالات شروع کیا تھا ' جس نے مصر کے ادبي حلقوں میں موافق و مخالف آراء کے پرجوش مباحثے پیدا کردیے - ان مقالات میں وه اوائل عهد بنو امیه کے بعض شعراء غزلیئین کے وجود سے انکار کرتا ہے ' اور انکے وجود کو محض قصصي اور شعري وجود قرار دیتا ہے جیسا که بعض مستشرقین یورپ کا بهي خیال ہے - هم آج ان مقالات کا ایک حصه ' حذف و اختصار کے بعد شائع کرتے هیں - اس کا تعلق " لیلی مجنوں " کے مشهور قصه سے ہے - یه سوال که کیا في الحقیقت قیس عامري اور لیلی کے معاشقه کا قصه حقیقي ہے ؟ پہلے بهي اٹھه چکا ہے - چنانچه ابوالفرج اصفهاني نے کتاب الاغاني میں ان لوگوں کي رائیں نقل کي هیں جنهیں ان شخصیتوں کي حقیقت میں شبه تھا ' لیکن هم خیال کرتے هیں اس ادعا اور وثوق کے ساتھه غالباً کبهي انکار نہیں کیا گیا جیسا انکار ڈاکٹر موصوف کو ہے -

هم بالفعل اس باب میں اپني راے ظاهر نہیں کرینگے کیونکه اسکے لیے شرح و تفصیل کي ضرورت ہے - صرف ڈاکٹر موصوف اور ان کے ناقدین کے مباحث کا خلاصه هدیهٔ قارئین کر دینگے - ڈاکٹر موصوف کي تحریر کا ترجمه حسب ذیل ہے :

اطراف دمشق کا ایک حصہ جو گولہ باری سے بالکل تباہ کردیا گیا - تباہی کے بعد فرانسیسی پہنچتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ مکانوں کے کھنڈروں اور مقتول لاشوں کے سوا کوئی زندہ چیز باقی نہیں ہے !

* * *

حتى المحاريب تبكي وهي جامدة
حتى المنابر ترثي وهي عيدان !

دمشق کی ایک قدیم مسجد جسے فرانسیسی حکام نے منہدم کردیا اور انہدام کے بعد اب اس سے کمین گاہ کا کام لے رہے ہیں !

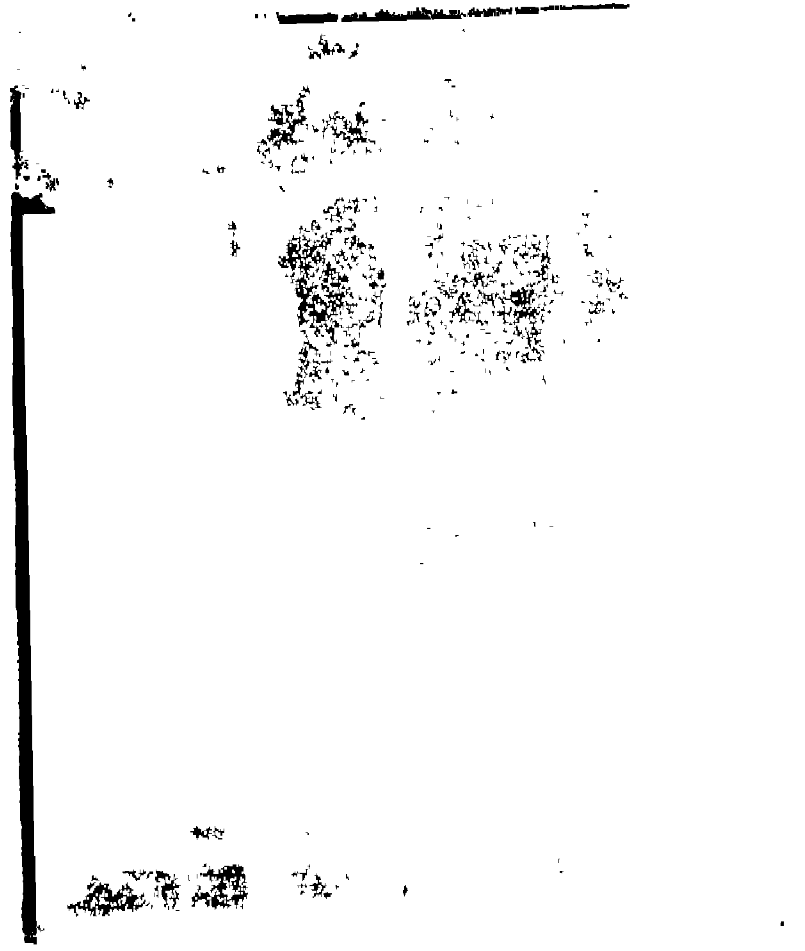

دمشق کی مشہور اور تاریخی مسجد "جامع التکیہ" کا داخلی منظر - جسے سلطان سلیم خاں نے تعمیر کیا تھا - فرانسیسیوں نے اس پر قبضہ کرکے اسے فوجی اصطبل بنا دیا - عین محراب و ممبر کے پاس گھوڑے باندھے گئے !

لیلی مجنون

از ڈاکٹر طہ حسین

اب سے پہلے میں بہت سے ادیبوں کو ناراض کرچکا ہوں - بشار بن مبرد پر اُنکي خلاف توقع میں نے نکتہ چیني کي تھی - افسوس ' آج پھر میں اُنھیں ناخوش کرنے پر مجبور ہوں میں سچ کہتا ہوں ' مجھے اُنکي ناخوشي میں کوئي لطف حاصل نہیں ہوتا - لیکن کیا کروں - بحث ونقد کي دیانت مجھے اِس پر مجبور کرتي ہے - جب سے میں نے عربي شاعري پر بحث شروع کي ہے ' اہل ادب کي ملامت کا نشانہ بن گیا ہوں - وہ ناخوش ہیں - کیونکہ میں نے ابونواس اور حسین بن الضحاک کو بشار بن مبرد پر ترجیح دي تھي - آج اُنکي ناراضی اور بھي زیادہ ہوجائیگي ' کیونکہ میں متعدد شعراء کے وجود سے انکار کرونگا ' یا اُنکي شخصیت کي اہمیت گھٹاؤنگا ، میں آج کہونگا کہ یہ شاعر یا تو سرے سے موجود ہي نہ تھے - یا تھے ' مگر اپنے زمانہ میں کوئي نمایاں شخصیت نہیں رکھتے تھے - بعد میں لوگوں نے اُنھیں بڑھا دیا - اُنکي طرف بہت سے ایسے اشعار منسوب کردیے جو اُنھوں نے کبھی نہیں کہے تھے -

میں جانتا ہوں ' بہت سے اہل ادب میرا طریق بحث پسند نہیں کرتے - وہ صرف اثبات اور ایجاب ہي کا ذوق رکھتے ہیں ' اور ہر وہ طریق بحث ناپسند کرتے ہیں جو انکار یا شک پر ختم ہو - اُنکے خیال میں وہ شخص محقق نہیں ہے جو "مجنوں" کے وجود سے انکار کرے ' یا اسمیں شک وشبہ کا اظہار کرے - جو کوئي ایسي جرأت کرے ' وہ اُنکے نزدیک مجرم ہے - کیونکہ اُنکے خیال میں وہ عربي علم ادب کي عظمت گھٹانے والا ہے - اُنکے نزدیک بڑا محقق وہ ہے جو ادبي قصص و محاضرات کے ہر وجود پر علمي ایمان رکھتا ہو ' اور ہر افسانۂ شعري ' حقیقت کے لباس میں دیکھتا ہو - کیونکہ اُنکے خیال میں ایسا کرنے سے عربي عظمت بڑھتي اور عربي ادب کي خدمت ہوتي ہے ' اور اسلیے ایسا کرنے میں حقیقت کي پروا کرنا ضروري نہیں - آنکھیں بند کر لیني چاہئیں ' اور جہل و اعتراف کي وادیوں میں بڑھے چلنا چاہیے !

وہ علم و ادب میں بھي وہي راہ اختیار کرني چاہتے ہیں جو سیاست میں اختیار کي جاتي ہے - صرف جذبات برانگیختہ کرو اور مرحبا کے نعرے سنو ! بلا شبہ اِس طرح تم اِن لوگوں کو خوش کردے سکتے ہو - لیکن افسوس ہے کہ اِس طریقہ میں اُن لوگوں کیلیے کوئي دعوت نہیں ہوسکتي جو قوم ' ملک ' اور جماعت کي رضامندي دیکھنے سے پہلے علم ' حقیقت ' اور دیانت کے چشم و ابرو پر نظر رکھتے ہیں !

(شعراء غزلیئین)

بد قسمتي یا خوش قسمتي سے میں نے علم اور ضمیر کي رضا مندي کو لوگوں کي تعریف و تحسین پر ترجیح دے رکھي ہے - یہي سبب ہے کہ آج میں بغیر کسي احتیاط اور پیش بندي کے اعلان کرتا ہوں کہ شعراء کي وہ جماعت ' جسے میں " اہل غزل " کے نام سے پکارتا ہوں ' عربي ادب کي تاریخ میں وہ درجہ نہیں رکھتي تھي جو آج لوگوں نے اُسے دے رکھا ہے -

یہ شعراء در اصل دو نمایاں قسموں میں بٹے ہوئے ہیں - دونوں کے متعلق میرے خاص خیالات ہیں - ایک قسم " خیالي شعراء " (" شعري سیرتوں ") کي ہے - اسمیں مجنوں ' قیس بن ذریح ' عروہ بن حزام ' جمیل بن معمر ' وغیرہ داخل ہیں - دوسري قسم " حقیقي شعراء " کي ہے - یہ وہ لوگ ہیں جو نہ تو خیالي محبت کے قائل تھے - نہ فکري [illegible] کے دلدادہ تھے - وہ ہر ارضي انسان کي طرح زندگي [illegible] آلودگیوں سے آلودہ ہوئے اور اپنے اشعار میں اُنکے راگ گاتے رہے - اِس جماعت کا سرگروہ " عمرو بن ابي ربیعہ " ہے -

ہاں ' مجھے عمرو بن ابي ربیعہ کے تاریخي وجود سے انکار نہیں - میں یہ بھي تسلیم کرتا ہوں کہ جتنے اشعار اُسکي طرف منسوب ہیں ' اکثر اُسي کے ہیں ' اور یہ کہ اُسکي شخصیت اُس زمانہ میں بھي تقریباً ویسي ہي تھي ' جیسي اس زمانہ میں ہم تصور کرتے ہیں - یہي حال کثیر اور عبیداللہ بن قیس الرقیات کا ہے -

(قیس مجنوں)

لیکن مجھے قیس بن ملوح (مجنوں) کے بارے میں پورا شک ہے - میں اُسے تاریخي شخص یقین نہیں کرتا - میں تسلیم نہیں کرتا کہ اس نام کا کوي شاعر موجود تھا اور لوگ اُسے جانتے اور اُسکے منہہ سے اشعار سنتے تھے - مجھے یہ بھي یقین نہیں کہ جو اشعار اُسکي طرف منسوب ہیں ' اُسي کے ہین - میں خیال کرتا ہوں کہ قیس بن ملوح (مجنوں) من جملہ اُن خیالي آدمیوں کے تھا جنھیں جماعتیں اپنا کوئي خاص تخیل یا زندگي کا کوئي خاص اسلوب ظاہر کرنے کے لیے فرض کر لیا کرتي ہیں (یعني افسانۂ و شعر کي ایک خیالي سیرۃ) میرے خیال میں قیس بن ملوح ایک خیالي شخص ہے - شعر کے راویوں اور داستاں سراؤں نے اُسے شعري و عشقي ضرورتوں سے ایجاد کیا تھا - تا کہ مجالس و محافل کي دلچسپیوں کا سامان کریں - یا وقت کي ایک ادبي و شعري ضرورت پوري کردیں -

یہاں پر میں اُن اصحاب کو مخاطب کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنھوں نے مجنوں کے سچے عشق اور رقیق جذبات کي ثنا خواني میں بے فائدہ کوشش کي ہے - اگر وہ اس کي جگہ یہ بات دکھاتے کہ مجنوں ' عہد اموي کے بعض خیالات و جذبات اور شعر و نثر کے خاص خاص اسلوبوں کا رمز و مظہر ہے ' تو اُنکي کوشش زیادہ مفید ہوتي ' اور اُموي دور کي ایک ایسي خصوصیت ظاہر ہو جاتي جسے عہد عباسي نے شروع ہوکر اپنے لہو و لعب اور جسماني عیش و عشرت کے سیلاب میں ہمیشہ کے لیے غرق کردیا -

مجنوں پر ایمان رکھنے والوں کو سمجھہ لینا چاہیے کہ یہ قصہ محض افسانہ ہے - صحیح تنقید ہرگز اِس کا وجود تسلیم نہیں کر سکتي - اُس شخص کے بارے میں تم کیا فیصلہ کروگے - جسکے نام ' نسب ' قبیلہ ' اور واقعات میں اتفاق کي جگہ سخت اختلاف ہو ؟ اِس سے بھي بڑھہ کر یہ کہ راوي خود اُس کے وجود پر متفق نہ ہوں - اور اُسکے حالات سخت مشتبہ لہجہ میں روایت کرتے ہوں ؟

ایسے شخص کے بارے میں تمھاري رائے کیا ہو سکتي ہے جس کے واقعات ابو الفرج اصفہاني صرف اس وجہ سے روایت کرنا چاہتا ہے کہ اس کا موضوع اُسے مجبور کرتا ہے ؟ پھر لطف یہ کہ روایات کي صحت کي ذمہ داري لینے سے اسے پوري طرح انکار ہے - وہ پورا بوجھہ اصلي راویوں کي گردن پر ڈال دیتا ہے اور خود الگ ہو جاتا ہے - راویوں کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہ ' بجز رواۃ حدیث کے ' زیادہ محتاط نہ تھے - اکثر مشتبہ واقعات بھي بیان کر جاتے تھے - لیکن باوجود اپني اس بے احتیاطي کے وہ مجنوں کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں اور اُسکے وجود سے انکار کرتے یا شک ظاہر کرتے ہیں - نیز اُسکا نام ' نسب ' حلیہ ' اور سوانح حیات بالاتفاق بیان نہیں کرسکتے - پس جب خود اصل راویوں کا یہ حال ہے ' تو کیا ہمارے لیے یہ سمجھنا نا مناسب ہوگا کہ مجنوں محض ایک افسانہ ہے ؟

دنیا میں

کتب فروشی کا عظیم مرکز

اگر آپ

علم و کتب کي وسعت اور دست طلب کي کوتاهي سے گهبرا گئے هیں' تو کیوں کسي ایسے مقام کي جستجو نہیں کرتے جہاں دنیا کي تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلي گئي هوں ؟

ایسا مقام موجود هے :

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جسے ملک معظم برطانیه اور انکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل هے !

انگریزي کا تمام ذخیرہ جز برطانیه اور برطاني نو آبادیوں اور ملحقه ممالک میں شایع هوتا هے

یورپ کي تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقي علوم و ادبیات پر انگریزي اور یورپین زبانونکي تمام کتابیں.

نئي اور پراني ' دونوں طرحکي کتابیں

تمام دنیا کے هر قسم اور هر درجه کے نقشے

هر قسم کي تعلیمي کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے هر قسم اور درجه کا ذخیرہ

قیمتي سے قیمتي اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ همارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے هیں

همارے یہاں سے

هر چهه ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کي مفصل فہرست شائع هوا کرتي هے :

ہے' تو اس کي بنياد غالباً اسي طرح اور اسي عہد ميں پڑي تھي -

اگر ايک طرف شاہي و تاجداري کي پيدايش اور اُس کي درجہ بہ درجہ ترقي سامنے رکھي جائے' اور دوسري طرف تصور الٰہي کي اس کڑي پر اور اُسکي تمام ارتقائي کڑيوں پر نظر ڈالي جائے؛ تو بہ يک نظر واضح ہوجايگا کہ دوسرا تصور' ٹھيک ٹھيک پہلے کا عکس ہے' اور دونوں نقشے ايک ہي ذہني مبدء سے نکلے ہيں - انسان نے ايک ہي زمانہ ميں اور ايک ہي طرح کے ذہن و خيال سے حکومت و کبريائي کے دو تخت بنائے - ايک زمين پر آراستہ کيا - دوسرا آسمانوں کي ملکوتي فضا ميں بچھا ديا - ايک پر وہ اپنے ابناء جنس کو بٹھا کر اُن کے سامنے اطاعت و غلامي کا سر جھکاتا - دوسرے پر اپنے خدا کا جاہ و جلال ديکھکر سر بسجود ہو جاتا -

يہ جو مختلف قوموں کے قديم الٰہي تصورات ميں ہم ديکھتے ہيں کہ چھوٹے اور بڑے خداؤں کي تقسيم کي گئي' ہر جگہ کيليے محلي (مقامي) خداؤں اور آسماني سرپرستوں کا تخيل پيدا ہوا - نذر' بھينٹ' اور قرباني' کي پيش کش ضروري سمجھي گئي' تقرب الٰہي کے ليے وسائط و وسائل کے عقيدہ نے رواج پايا' بڑے خدا تک پہنچنے کيليے چھوٹے خداؤں کي شفاعت ضروري تصور کي گئي' معبودوں کے غضب و انتقام سے بچنے کيليے طرح طرح کے مادي اعمال استعمال ميں لائے جانے لگے' خدا کي تمثيلي صورت کي نشست کيليے تخت يا تخت کے قسم کي کوئي چيز ضروري سمجھي گئي' اُس کے سر کي آراستگي کيليے "تاج" بھي وضع کيا گيا' اور اُس کي حکمراني کے انصرام اور مشوروں کيليے دربار اور دربار کے ارکان بھي پيدا ہوگئے؛ تو يہ تمام باتيں في الحقيقت دنيا کي شاہي و حکمراني ہي کا پرتو ہيں -

دنيا ميں جس وقت سے شاہي و حکمراني کي بنياد پڑي ہے يہ تمام باتيں اُس کے لوازم و خصائص ميں سے سمجھي جاتي ہيں اور مفہوم حکومت کے بنيادي اجزاء ہيں - طاقت اور اختيار کي سب سے بڑي بڑائي پادشاہ کيليے ہوتي ہے - ليکن پادشاہ بذات خود تمام کار و بار حکومت انجام نہيں دے سکتا اور نہ دينا پسند کرتا ہے - اُس کے ماتحت وزير و امير ہوتے ہيں' اور وہ احکام شاہي کے مطابق تمام کام انجام ديتے ہيں - اسي چيز نے تصور الٰہي ميں بڑے معبود اور چھوٹے معبودوں کا تخيل پيدا کيا - خيال کيا گيا کہ چھوٹے معبود بڑے معبود کے نيچے رہکر کائنات قدرت کے تمام کار و بار انجام ديتے ہيں -

يہيں سے تصور الٰہي ميں "تقسيم عمل" کا تخيل بھي ترقي پذير ہوا - حکومت اور انتظام کے ہر صيغہ کے ليے کوئي ايک امير اور وزير مقرر ہوتا اور ہر بستي اور شہر کے اوپر کوئي ايک حاکم با اختيار ہوتا - پادشاہ سب کے اوپر تھا' ليکن رعايا کا علاقہ اپنے اپنے حاکموں سے تھا - براہ راست پادشاہ سے نہ تھا - حاکموں اور وزيروں کو اختيار پادشاہ ہي سے ملتا ہے' ليکن جب مل جاتا ہے' تو وہ اپنے اپنے دائرۂ حکومت ميں خود مختار ہوتے ہيں - رعايا کا فرض ہوتا ہے کہ اُنھي کے کہے پر چلے اور اپني ساري داد فرياد اُنھي کي چوکھٹوں پر لے جائے - اسي تقسيم عمل اور حکومت بالوسائط کا نقشہ تصور الٰہي ميں بھي قائم ہوا - اور پہلے کارخانۂ کائنات کے ہر صيغہ کے ليے الگ الگ خداؤں کي' پھر زمين کے ہر حصے اور آبادي کے ليے محلي خداؤں اور کارسازوں کي تقسيم عمل ميں آئي - يہ بات کہ خدا تک براہ راست کوئي نہيں پہونچ سکتا - ہر انسان کي پہونچ صرف درمياني کے وسيلہ ہي تک ہوسکتي ہے' اور اُسي کے وسيلہ سے وہ معبود حقيقي تک پہونچ سکتا ہے' ٹھيک ٹھيک يہي بات تھي کہ کوئي آدمي براہ راست پادشاہ تک نہيں پہونچ سکتا - ہر شخص کي پہونچ صرف اپنے اپنے حاکموں اور وزيروں اميروں ہي تک ہوسکتي ہے - وہ چاہيں تو دربار شاہي تک بھي پہنچائيں -

پادشاہوں تک عوام کا براہ راست نہ پہنچ سکنا' شاہي عظمت و کبريائي کے تخيل کا نتيجہ تھا - بنياد اس خيال کي يہ تھي کہ جو شخصيت جس قدر بھي عوام کي رسائي سے بلند ہوگي' اُتني ہي عظيم اور مقدس ہوگي - جوں جوں يہ تخيل پادشاہوں کي شخصيت کے ساتھہ ترقي کرتا گيا' اور اُن تک پہنچنے کے ليے نئے نئے واسطے اور وسيلے بنتے گئے' خدا کے تصور ميں بھي ايک منظم سلسلۂ وسائل کا تخيل پيدا ہوتا گيا - اس تخيل کي انتہا يہ تھي کہ کوئي انسان معبود حقيقي سے واسطہ پيدا ہي نہيں کرسکتا - اُسکا علاقہ جو کچھہ بھي اور جيسا کچھہ بھي ہے' صرف وسائط سے ہے - يعني اُن کار فرما طاقتوں سے ہے جن کے سپرد تدبير عالم کا تمام کارخانہ کر ديا گيا ہے - اسي طرح نذرانہ' پيش کش' قرباني' بھي ٹھيک ٹھيک وہي بات ہے' جو ايک طرف انساني پادشاہي و سروري کے ليے وجود ميں آئي' دوسري طرف تصور الٰہي ميں بھي سرايت کر گئي -

علم مصريات Egyptiology سے مصر کے قديم الٰہي تصورات پر نہايت قيمتي روشني پڑتي ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصريوں کے سب سے زيادہ قديم معبود وہي تھے جنھيں محلي يا جماعتي معبود کہنا چاہيے - حضرت مسيح (عليہ السلام) سے تقريباً نو ہزار برس پہلے تمام سرزمين مصر محلي معبودوں ميں منقسم تھي - اِس عہد کے ايک ہزار برس بعد (يعني ۸۰۰۰ - قبل مسيح) ميں ايسے معبودوں کا تصور پيدا ہوا جو محلي نہ تھے - مثلاً "اوزيريس" اور اُس کے ثالوث کي پرستش شروع ہوئي جو انسانيت کا ديوتا تسليم کيا جاتا تھا - بعض کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کے بعد مشرق سے کواکب پرستي کا تخيل مصر پہنچا اور "رارب" (سورج کے ديوتا) کا عالمگير اقتدار تسليم کر ليا گيا - ہيرودوٹس اگرچہ اس عہد کے ہزاروں برس بعد مصر پہنچا ہے' ليکن اُس نے بھي يہ پراني روايتيں معلوم کي ہيں - وہ لکھتا ہے کہ "مصر کے قديم زمانے ميں ہر ہر بستي کيليے الگ الگ خدا تھا - جب ايک آدمي اپنے گانوں سے نکل کر کسي دوسرے گانوں ميں جاتا تھا' تو جب تک وہاں رہتا' اپنے گانوں کے خدا کي پرستش ترک کرديتا اور اُسي دوسرے گانوں کے خدا کي پوجا کرتا" کيونکہ وہ لوگ يقين کرتے تھے کہ ايک مقام کا خدا صرف اپني ہي حکومت ميں کارسازي کي قدرت رکھتا ہے - دوسرے مقام کے انتظامات ميں دست اندازي نہيں کرسکتا" !

مصر کي طرح ہندوستان بھي تاريخ تمدن کي سب سے بڑي قدامت رکھتا ہے - يہاں بھي محلي اور قبائلي معبودوں کا تصور' اقتدار الوہيت کي درجہ بدرجہ تقسيم' کارخانۂ کائنات کے نظم کيليے تقسيم عمل' اور اسي طرح کے تمام تخيلات' اسي عہد کے نشؤ و نما کا پتہ ديتے ہيں -

يونانيوں کے تصور نے تو کوہ المپس کے معبودوں کا ايک پورا دربار حکومت ترتيب ديديا تھا جسکا مرقع آج تک در و ديوار کي آرايش کا کام دے رہا ہے اور جسکے مناظر ہومر کي زندۂ جاويد اليڈ ميں بار بار

باب التفسیر

تفسیر سورہ فاتحه کا ایک صفحه

انسانی تصور الهی کی تکمیل
اور
اس کا سلسلۂ ارتقا

(۲)

(دور قهر و جلال)

گذشته نمبر میں اس دور کي شرح و تفصیل کا صرف ابتدائي حصه درج هوسکا - جس مقام پر پچهلا مقاله ختم هوا هے ، اسکے بعد مسوده میں مزید شرح و تفصیل هے - خلاصه اس کا یه هے که علم الآثار اور قدیم اصنامي و مذهبي روایات وقصص سے معلوم هوتا هے که اِس ابتدائي دور میں تصور انساني درجه بدرجه حسب ذیل منزلوں سے گزرا - یه گویا اس سلسلۂ ارتقا کي پہلي اصولي کڑي کي فرعي کڑیاں تهیں :

(۱) ایک مجهول خوف ودهشت کا تصور-
(۲) ابتدائي تشخص وتعین -
(۳) مظاهر فطرت کي مهلک اور سلبي قوتوں کا تصور-
(۴) خوفناک اور مهلک جانوروں میں ما فوق الطبیعة طاقتوں کا تخیل -
(۵) غیر مرئي دیوتاؤں کا تصور-
(۶) دیوتاؤں کے تصور میں ترتیب ونظم کا ظهور-
(۷) کائنات فطرت کے اعمال ومظاهر میں تقسیم عمل کا تصور- یعني اس تصور کي ابتدا که هر چیز کي تخلیق و نگراني کیلیے الگ الگ خدائي طاقتیں هیں - آگے چلکر یه تقسیم عام هوگئي - لیکن اس دور میں صرف فطرة کے سلبي اور تخریبي افعال میں هوئي تهي -

(صفات رحمت و جمال کي آمیزش)

ایک مدت تک ذهن انساني صرف صفات قهر و جلال هي کا تماشائي رها - خود اسکا ذهني مزاج بهي ابهي رقیق و لطیف صفات کے نشو و بلوغ سے محروم تها ، اسلیے وه خدا کے تصور میں بهي ان کا جلوه نهیں دیکهه سکتا تها - لیکن جب کچهه عرصه کے بعد انسان کي مدني زندگي نے چند قدم آگے بڑهائے اور اجتماعي معیشت میں ترقي هوي ، تو معیشت کے نظم ، روابط کے تهلم ، علائق کي وسعت ، زندگي کے امن ، اور عقل و ادراک کے منجهه جانے سے فکر و احساس کا دائره اتنا تنگ نهیں رها ، جس قدر پہلے تها - اس لیے قدرتي طور پر اسکے جذبات و امیال کي کیفیت میں بهي ترقي هوي ، اور ابتدائي زندگي کي سختي اور نا تراشیدگي کي جگه رقت و لطافت کے احساسات ابهرنے لگے - اس حالت کا لازمي نتیجه یه تها که تصور الهي کے دائره میں بهي ایک نئي وسعت پیدا هوگئي ، اور نئے نئے جذبات سے وه آشنا هونے لگا -

یه تصور الهي کي دوسري اصولي کڑي هے - اس منزل میں پہنچ کر انسان نے دیکها که خدا کا چهره اگرچه غضب و هیبت کے خال و خد سے هولناک هے ، لیکن کبهي کبهي اس پر رحمت و جمال کا تبسم بهي طاري هو جاتا هے - یه تبسم ابتدا میں بہت هلکا تها - جوں جوں انسان کے لطیف جذبات منجهتے گئے ، یه تبسم جمال بهي زیاده نمایاں اور دلاویز هوتا گیا - یہانتک که انسان کے تصور الهي مین قهر و جلال کے ساتهه ، رحمت و جمال کے تصور کا عنصر بهي شامل هوگیا -

یه رحمت و جمال کے دور کي ابتدا تهي - اس دور میں خدا کي ایجابي صفات کا تصور بالکل ابتدائي اور ناقص حالت میں شروع هوتا هے ، اور ایک خاص حد تک نشو و نما پاتا هے - ابتدائي درجه میں اسکا عنصر بہت خفیف هوتا هے - آگے چل کر زیاده نمایاں هوجاتا هے - تاهم مجموعي حیثیت سے غلبه قهر و جلال کي صفات هي کا رهتا هے -

(تجسم و تمثل کا دوسرا قدم)

اِس دوسرے دور میں تجسم و تمثل (یعني خدا کي صفات کو مخلوق کي صفات کي طرح تصور کرنے) نے بهي ایک بہت هي سست قدم آگے کي طرف بڑهایا - تنزیه کي منزل ذهن انساني کیلیے بڑي مشکل اور بڑي هي دور کي منزل تهي - اسلیے اس راه میں اسکے قدم تیز نهیں اٹهه سکتے تهے - تاهم اٹهتے تهے ، اور اهسته اهسته تمثل کي سطح بلند هوتي جاتي تهي -

پہلے تمثل سرتا سر ادنی قسم کے حیواني صفات کا تها - کیونکه خود انساني صفات بهي اسي درجه میں تهیں - پهر انسان کي معنوي ترقي کے ساتهه ساتهه تمثل کي نوعیت میں بهي ترقي هوتي گئي ، اور اونچے درجه کي حیواني صفات سے تصور آشنا هوگیا - پهر اس میں بهي ترقي هوئي - انساني اور کائناتي صفات و اعمال میں سے جو صفات و اعمال اونچے درجے کے انسان کي نظروں میں آ سکتے تهے ، ان سے خدا کا تصور آراسته کیا جانے لگا -

(الوهیت اور شاهیت)

مثلاً جب اجتماعي معیشت کي ترقي و وسعت سے حکومتوں اور حکمرانوں کا ظهور هوا ، اور طاقتور انسانوں نے کمزور افراد کو مسخر کرکے اپني شاهي و مالکي کي عظمت و سطوت پیدا کرلي ، تو ذهن انساني کے سامنے طاقت اور اقتدار کا ایک نیا پر شکوه نمونه آگیا - اسلیے قدرتي طور پر وه خدا کے تصور میں بهي ایک طرح کي شاهي و حکمراني کا جاه و جلال دیکهنے لگا ، اور ساز و سامان حکومت کے وه تمام اجزاء اس میں بهي پیدا هوگئے ، جو دنیا کے پادشاهوں اور انکے درباروں میں پیدا هوگئے تهے - یه جو آگے چلکر خدا کے عالمگیر تصور میں ایک شهنشاه اور اسکے دربار حکومت کے تمام لوازم کا تخیل سرایت کرگیا - حتی که آج خدا کا نام سنتے هي همارے تصور میں ایک بڑے پادشاه کے تخت عظمت و جلال کا نقشه پیدا هوجاتا

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم كے بيش بہا جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميين كي ان نادر و اعلى درجه كي بلند پايه عربي تصانيف كے اُردو تراجم كا سلسله شروع كيا هے ' جنكا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف كتاب و سنت كے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد كه يه "سلسلهٔ تراجم" بد نصيب هندوستان كي دماغي اصلاح كا كام دے :

أسوۂ حسنه —— امام ابن قيم كي فن سيرت ميں مشهور آفاق كتاب "زاد المعاد" كے خلاصه كا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ازهائي روپيه -

كتاب الوسيله —— لفظ "وسيله" كي بحث كے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام كے اصل الاصول "توحيد" كي مبسوط بحث كي هے - بلا جلد ازهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه —— انكي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انكے مفصل حالات بيان كيے هيں دس آنے -

تفسير سورۂ الكوثر —— امام ابن تيميه كے مخصوص انداز تفسير كا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقى —— خالق و مخلوق كے درميان واسطه كا فرق بدلائل بيان كيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه —— حضرت امام كے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان كيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز —— علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري كي تازه كتاب كا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام —— ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه —— فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت —— يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس كے خريدار كو هم نے كمال كوشش و كاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں كي تمام اهم اور اعلى مطبوعات كے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے كا اهتمام كيا هے - اسكے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين كے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه كے معتبر ذرائع سے حاصل كيے هوے حالات درج كيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايـــجنسى

(حلقه نمبر ۲۴ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے بازخوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت كي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليكن چونكه وه اردو صحافت كي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فكر كي نئي روح پيدا كرني چاهتا تها ' اس لئے اُس كا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق كا مجموعه تها - اُس كے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه كے هوتے تهے - اور اسكا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات كے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس كي ظاهري خوبياں اُردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب كا پهلا نمونه تهيں - اردو كا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير كے اندراج كا انتظام كيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے كي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوگئيں جو پتهر كي چهپائي ميں ممكن نہيں - اس كي جلديں جديد اُردو علم ادب كے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث كا بهترين مجموعه هيں - ان كي مقبوليت و قدر كا اندازه اس سے هوسكتا هے كه سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شائقين علم و ادب نے اس كي تمام جلدوں كا مكمل ست سات سو روپيه ميں خريد كيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اس كي پهلي جلد مكمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اس كے پرچے بحفاظت جمع كئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده كرنے كيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البلاغ پريس" كا جب تمام اسٹاک نئے مكان ميں منتقل كيا گيا تو ايک ذخيره الهلال كے پرچوں كا بهي محفوظ ملا ' هم نے كوشش كي كه شائقين علم و ادب كے لئے جس قدر مكمل جلديں مرتب كي جاسكتي هيں مرتب كرلي جائيں اور جن جلدوں كي تكميل ميں ايک دو پرچوں كي كمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جائے -

چنانچه الحمدلله يه كوشش ايک حد تک مشكور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں كے چند سالوں كي جلديں پوري مكمل هوگئي هيں - هم اس اعلان كے ذريعه شائقين علم و ادب كو آخري موقعه ديتے هيں كه اس قيمتي ذخيره كے حاصل كرنے ميں جلدي كريں ' چونكه جلدوں كي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسكي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں كي تعميل هوسكے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين كي انڈكس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مكمل جلد دوم ۱۰ روپيه الهلال مكمل جلد سوم ۱۰ روپيه
" " " چهارم ۱۰ روپيه " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اس نام سے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول كے هر جلد كے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين كے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيكنگ اس كے علاوه هے -

منيجر "البلاغ پريس"

ہمارے سامنے آتے ہیں - اس دربار میں زئس یا زیوس Zeus (مشتري) عصاء شاہي ہاتھہ میں لیکر تخت ریاست پر متمکن ہوتا - ہیرا اُسکي بیوي ملکہ کي طرح اُسکے بائیں جانب بیٹھتي - دونوں طرف تخت کے نیچے بقیہ معبود اور دیوتا بیٹھتے ' اور ہیبیا Hebe (زئس کي بیٹي اور شباب کي دیوي) ساقي گري کا فرض انجام دیتي - ہومر الیڈ کي چوتھي نظم شروع کرتے ہوے کہتا ہے : " دیوتاؤں نے زئس کے گرد مجلس شوریٰ آراستہ کي - سنہري ایوان میں سب جمع ہوگئے - ہیبیا نے عیش و نشاط کے جاموں کو گردش دي " الخ ا

ہندوستان اور یونان ' دونوں نے اپنے معبودوں کیلیے سر بفلک پہاڑ کي پراسرار چوٹیاں منتخب کي تھیں- ہندوستان میں ہمالہ کي برف آلود چوٹیاں دیوتاؤں کا مسکن اور دربار بنیں - یونانیوں کے پاس ہمالہ جیسا پہاڑ نہ تھا ' لیکن اِلمپس کي ابر آلود چوٹیاں کافي بلند تھیں - اُنھوں نے خیال کیا ' ابر کے پر اسرار اور ہیبت انگیز پردہ کے پیچھے اُن کے معبودوں کا دربار جاہ و جلال آراستہ ہے !

دیوتاؤں کیلیے طرح طرح کي سواریوں کا تخیل ' ہندوستان ' یونان ' اور مصر کے مقدس رتھہ ' آشور اور بابل کے تخت رواں ' ایران کا عجیب الخلقت مرکب ؛ سب اسي تخیل کے برگ و بار ہیں- ہندوستان ' مصر ' یونان ؛ تینوں نے معبودوں کي سواري کے جلوس اور تزک و احتشام کے سامان ویسے ہي آراستہ کیے تھے ' جیسے پادشاہوں کي سواریاں اُن وقتوں میں نکلا کرتي تھیں - علم و تاریخ کي خوش قسمتي سے اُن عہدوں کي شاہیت اور الوہیت ؛ دونوں کے نقشے ہمارے سامنے آگیے ہیں !

پادشاہت اور اُلوہیت کے اسي تماثل کا نتیجہ تھا کہ دونوں میں ایک عجیب طرح کا مخفي لزوم و علاقہ پیدا ہوگیا - یعني دونوں باہمدگر ایک دوسرے کے تخیل سے اِسطرح متاثر و منفعل ہونے لگے کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ' اور دوسرے کے اثر سے پہلا متاثر ہوتا - کیونکہ دو قریب قریب اور متماثل تخیل بہ یک وقت نشو و نما پانے لگے تھے - اگر ایک طرف شاہي و سروري کے اعتقاد نے خدا کے تخیل میں اپنا ساز و سامان حکومت پیدا کر دیا ' تو دوسري طرف خدا کے تصور کي شان الوہیت و تقدیس ' شاہي و سروري میں بھي پیدا ہوگئي ' اور اس طرح ذہن انساني کے لیے دو ہم شکل چیزوں میں حد امتیاز قائم کرنا دشوار ہوگیا -

یہیں سے انساني پادشاہت میں شان اُلوہیت و کبریائي کے اعتقاد کي بنیاد پڑي- ہندوستان ' مصر ' دو آبۂ دجلہ و فرات ' اور ایران ' قدیم تمدن کے چار بنیادي مقامات ہیں ' لیکن ان چاروں جگہوں کي تاریخ میں شاہي و سروري کے تاج کے گرد ' اُلوہیت و سماویت کا مقدس ہالہ نظر آ رہا ہے - ہندوستان اور مصر میں پادشاہ کا منصب ایک آسماني منصب تسلیم کیا گیا - اُن کے خاندان ' نسب ' پیدایش ' نشو و نما ' موت ' اور ہر طرح کے معاملات میں غیر انساني قسم کے اسرار و رموز کي تقدیس پیدا ہوگئي - وہ خود بھي ایک دیوتا ہوگئے ' خدا کا مظہر ' اوتار ' اور پھر زیادہ ہلکے لفظوں میں خدا کا سایہ تسلیم کیے گئے ' اور " مشبہ " اور " مشبہ بہ " کا امتیاز اس طرح اُٹھہ گیا کہ اب اس کا فیصلہ دشوار ہو گیا ہے کہ ان دونوں چیزوں میں " مشبہ " کون تھا اور " مشبہ بہ " کسے قرار دینا چاہیے ؟

یہ جو تمام قدیم قوموں میں اُنکي پادشاہتوں کي ابتدا دیوتاؤں سے تسلیم کي گئي ہے ' یا پادشاہوں کا سلسلۂ نسب اجرام سماویہ سے ملا دیا گیا ہے ' یا پادشاہت کي ابتدا آغاز خلقت کے کسي ایسے عہد سے ہوتي ہے جب دیوتاؤں اور آسماني طاقتوں کے ما وراء طبیعت کارنامے انجام پا رہے تھے ؛ تو یہ بھي اِسي صورت حال کا قدرتي نتیجہ ہے - قدیم مصریوں کا عام اعتقاد تھا کہ تخت مصر پر پہلا دور دیوتاؤں کي براہ راست حکومت کا گزرا ہے - دوسرا دور ایسے انسانوں کي حکومت کا تھا جن میں پوري نہیں آدھي دیوتائي تھي- بیس ہزار برس جب ان دونوں دوروں پر گزر چکے ' تب انسانوں کا دور حکومت شروع ہوا - ہندوستان میں بھي چندر بنسي اور سورج بنسي خاندانوں کا تخیل قائم ہوا ' جنکا سلسلۂ نسب چاند اور سورج پر جا کر ختم ہوتا ہے - آشوریوں اور بابلیوں کا بھي یہي خیال تھا - وہ کہتے تھے ' پادشاہت کا سب سے پہلا سلسلہ سورج دیوتا سے شروع ہوا ہے -

انساني پرستش کے تخیل نے بھي اسي دور میں نشو و نما پائي - تمام ایسے انسان جو عام سطح سے کوئي بلند طاقت حاصل کر لیتے تھے ' بہ آساني دیوتاؤں کا درجہ حاصل کر لیتے - عجب نہیں اِس کي ابتدا اِسي الوہیت اور پادشاہت کے تشابہ سے ہوئي ہو -

مظاہر فطرۃ کي پرستش کے سلسلہ میں اجرام سماوي کي پرستش بھي اسي دور میں شروع ہوئي ' اور انساني تخیل نے بہ تدریج اپنے ماحول سے متاثر ہوکر اُن کي جسماني شکل و شباہت وضع کرلي - غالباً کواکب کي مختلف جسماني صورتیں سب سے پہلے دو آبۂ دجلۂ و فرات میں پیدا ہوئي ہیں - اُس کے بعد مصر اور یونان میں کواکبي اصنام کي پرستش کا ظہور ہوا ' اور اُن کي اِلہي روایات نشو و نما پانے لگیں - پھر ایک مدت کے بعد جب علم ہئیۃ کي ابتدائي معلومات سے انسان آشنا ہوا ' تو کواکب پرستي کے تخیل میں زیادہ نظم و اسلوب پیدا ہوگیا ' اور ذہن و فکر کي رقت و لطافت ترقي کرنے لگي -

---

مختارات

شرم اور خاموشي ' عورت کا بہترین زیور ہے -- اریپڈس

تھوڑي فرقت محبت کو بڑھاتي ' اور زیادہ فرقت محبت کو قتل کر ڈالتي ہے — میرابو

عورت کے محبت بھرے دل سے زیادہ بڑي چیز دنیا میں کوئي نہیں — لوتھر

عورت اس لیے پیدا کي گئي ہے کہ مرد کو مانوس کرے — والٹیر

مرد کو خدا سے ہمیشہ دعا کرني چاہیے کہ عورت اُس کي حقیقت نہ جاننے پائے — تھیکرے

آدم سب سے زیادہ خوش نصیب انسان تھا - کیونکہ اُس کي ساس نہ تھي — پارفیہ

(اتفاق سے ایک شعري خطاب)

" اتفاق ' آہ تم کیا جانو اتفاق کیا ہے ؟ اتفاق ایک سفید کبوتر ہے جو اپني چونچ میں زیتون کي شاخ لیے ہوئے ' نااتفاقي کے طوفان سے نجات دینے کي خوش خبري سنا رہا ہے !

اتفاق چہچہاتي ہوئي ایک بلبل ہے اور اپنے شیریں راگوں سے غمزدہ دلوں میں طرب پیدا کر رہي ہے !

اتفاق ' خوبصورت عندلیب ہے - آسمان میں اڑتي چلي جاتي ہے ' اور وہاں سے نسیم جنت بن کر واپس آتي ہے !

اتفاق ' آسماني فرشتہ ہے جو اپنے نوراني پر بہادر روحوں پر پھیلا دیتا ہے ! "

الهلال

لصاحبيها اميل وشكري زيدان

[illegible]

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا علم طور پر اعتراف کیا گیا ہے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وہ ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعدہ علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رہے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میوؤں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه ہے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میوؤں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وہ ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتی هیں

Printed and Published by

Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta

Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۱ — کلکته : جمعه ۲۷ - صفر ۱۳۴۶ هجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 26, August 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعۃ نہین رکھتی ۔
طباعۃ کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔
پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وہ هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ هی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اهم مسئلہ هی ۔ ضروری هی کہ اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۶۵۷ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۸۴	اردو حروف کی حق مین	۲۱۰
موجودہ مشترك طباعۃ کی حق مین	۱۲۱	حروف کی حق مین بشرطیکہ نستعلیق هون	۵۶
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۱۸۶		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا کہ اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آیندہ اس باری مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی کہ بقیہ حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ١١ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے -

قیمت سالانه مع محصول	بارہ روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت ششماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(١) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(٢) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(٣) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(٤) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(٥) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(٦) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(٧) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(٨) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بهیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

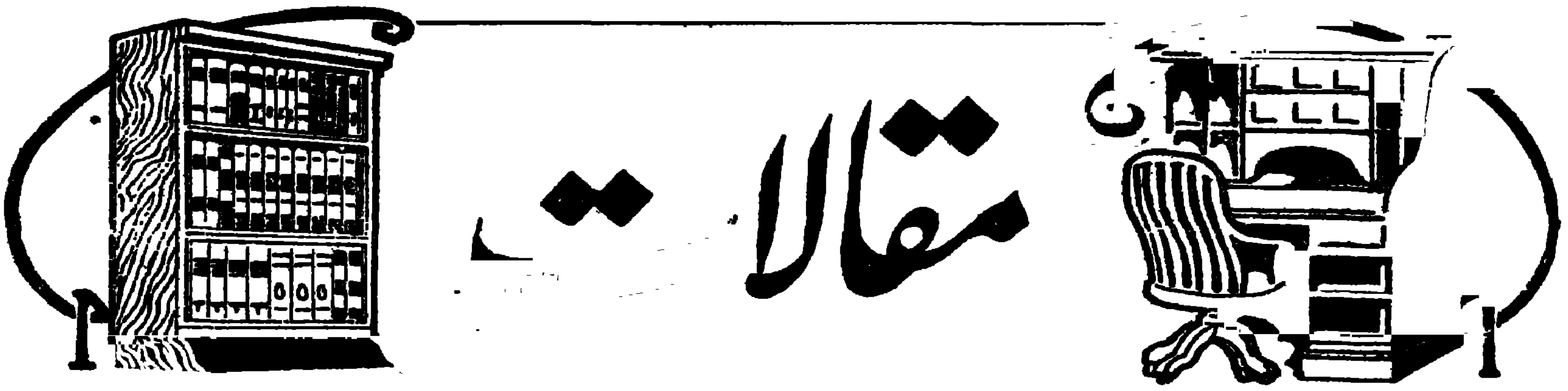

لیلی مجنون

از ڈاکٹر طاہٰ حسین

(۲)

قیس کے بارے میں عام راوي تو صرف اختلاف بیانؔ ھي پر قانع ہیں لیکن ثقہ راویوں کو انکار یا شک میں تامل نہیں ہے - میں تمام اقوال پیش کرکے تحریر کو طول دینا نہیں چاہتا - آغاني کي پہلي اور دوسري جلد میں کافي ذخیرہ موجود ہے ' اور بآساني دیکھا جا سکتا ہے -

بعض راویوں کا انکار تو اِس درجہ تک بڑھ گیا تھا کہ وہ کہتے تھے :

" بني عامر (مجنوں کے قبیلہ) کے دل اِس قدر ٹھوس ہیں کہ ان میں اِتني زیادہ محبت ہو ھي نہیں سکتي - ہاں بے عقل باشندگان یمن سے یہ بعید نہیں - لیکن بني نزار اِس سے کوسوں دور ہیں "

ایک اور راوي تصریح کرتا ہے :

" میں قبیلۂ عامر کے ایک ایک خاندان میں پھرا اور سب سے مجنوں کے متعلق سوال کیا - مگر کسي نے بھي اُس کي واقفیت کا اظہار نہیں کیا - بلکہ سخت انکار کیا "

ایک دوسرے راوي کا بیان ہے :

" میں نے بني عامر کے ایک بدوي سے مجنوں کا حال پوچھا - اُس نے بہت سے عامري مجنونوں کے نام بتائے اور اُن کے اشعار سنائے مگر قیس بن ملوح کے وجود سے برابر انکار کرتا رہا "

پھر اُن راویوں پر نظر ڈالو جو اس مجنوں کے واقعات کے راوي ہیں - وہ خود آپس میں سخت اختلاف رکھتے ہیں ' حتی کہ اُس کے نام تک پر متفق نہیں - کوئي قیس بتاتا ہے - کوئي مہدي کہتا ہے - کوئي اقرع قرار دیتا ہے - کوئي بحتري پر زور دیتا ہے - پھر اُس کے حسب و نسب کے بارے میں اختلاف شروع ہوجاتا ہے - پھر خود اُس کا جنون بھي سب تسلیم نہیں کرتے - کوئي کہتا ہے ' وہ بالکل دیوانہ تھا - کوئي اُسے عاقل گردانتا ہے - اصمعي کا قول ہے " وہ مجنون نہیں تھا - صرف ابو حیہ نمیري کي طرح تھوڑي سي سنک تھي " اِس کے بعد یہ بحث شروع ہوتي ہے' آخر وہ مجنوں کیسے مشہور ہوا ؟ بعض کہتے ہیں " وہ پہلے ھي سے دیوانہ تھا " بعض اِس کے خلاف ہیں اور یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ " اُس نے ایک شعر میں اپنے آپ کو مجنوں کہا تھا - اِس لیے اُس کا یہ لقب پڑگیا جیسا کہ بہت سے شعراء کا حال ہے - مثلاً نابغہ " اختلاف ابھي ختم نہیں ہوتا ' بلکہ جنون کے سبب تک پہنچتا ہے - کچھہ لوگ کہتے ہیں " محبت نے اُسے دیوانہ بنا دیا تھا " بعض کہتے ہیں " در اصل اُس نے اپنے ایک شعر میں خدا کي مشیئت پر اعتراض کیا تھا ' اس لیے خدا نے اُس پر اپنا قہر نازل کیا ' اور دیوانہ ہوگیا " وہ شعر یہ ہے : (اور کیا بے نظیر شعر ہے !)

قضاها لغیري و ابتلاني بحبها
فهلا بشيئ غیر لیلی ابتلانیا ؟

(خدا نے میري محبوبہ کو تو دوسرے کے لیے کردیا - لیکن مجھے اُس کي محبت میں مبتلا کردیا - کیا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ لیلی کے سوا مجھے کسي دوسري مصیبت میں مبتلا کر دیا جاتا ؟)

بعض راوي اِس کا رد کرتے ہیں - اُن کا بیان ہے کہ خدا کا قہر جنون کي شکل میں نہیں بلکہ برص کي شکل میں اُترا تھا - غرضکہ جتنے منہہ اُتني ھي باتیں ہیں - ایسي صورت میں کون یقین کرسکتا ہے کہ مجنوں جیسا کوئي مشہور شخص دنیا میں کبھي موجود تھا ؟

بلا شبہ یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر مجنوں موجود نہ تھا تو یہ پورا قصہ کہاں سے آگیا ؟ اس کا جواب خود ادب اور شعر کے راویوں نے دیدیا ہے - ابن کلبي لکھتا ہے :

" بني امیہ کا ایک نوجوان اپني چچیري بہن پر عاشق ہوگیا تھا - جوش عشق میں اُس نے اشعار کہے - پھر ڈرا ' مبادا راز کھل جائے اور طرفین کي رسوائي ہو - لہذا اُس نے اس راز داري کے لیے مجنوں کا نام اختراع کرلیا اور اپنے اشعار اُس کي طرف منسوب کردیے "

پھر ہم یہ بھي جانتے ہیں کہ اُس زمانہ میں شعر و ادب کے ایسے راوي موجود تھے جنکا کام محض لوگوں کا دل بہلانا اور گرمي صحبت کے لیے داستانسرائي کرني تھي - وہ اشعار و حکایات بناتے تھے اور بصرہ ' کوفہ ' بغداد وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں پھیلا دیتے تھے - جس طرح آج کل کے بعض اخبار نویس لنڈن اور پیرس میں طرح طرح کے افسانے مشہور کردیا کرتے ہیں - یہ معمولي لوگ نہ تھے - اِن میں ایسے لوگ بھي داخل تھے جنھیں آج کل ثقہ راوي یقین کیا جاتا ہے - اِنھوں نے اشعار و حوادث گڑھنے میں غیر معمولي مہارت حاصل کي تھي - وہ صاحب علم و فکر تھے - اس لیے اُس زمانہ میں بھي عوام اُنھیں صادق و معتبر سمجھتے تھے اور ان کي روایت بغیر شک وشبہ کے قبول کر لیتے تھے - اس طرح کے راویوں میں سے دو راویوں کے نام میں یہاں پیش کرونگا - " حماد راویہ " اور " خلف احمر " اِن دونوں شخصوں نے بے شمار مصنوعي واقعات و اشعار بنائے ہیں - یہ دونوں عربي زبان کے ماہر اور بدوي قبائل سے بھي بہتر عربیت کے اسرار و دقائق جاننے والے تھے - دونوں اپنے دین میں متہم اور لہو و لعب کے دلدادہ تھے - بعض ہم عصر شعراء انکے شریک حال ہوگئے تھے - اسلیے ان کے راز جانتے تھے اور انکي صداقت میں شبہ کرتے تھے -

یہ حال صرف رواۃ ادب و شعر ھي کا نہیں ہے - اہل علم جانتے ہیں کہ انساب ' سیر ' اور فتوح و غزوات کے بہت سے راوي بھي ایسے ھي تھے - سیرت ابن ہشام اُٹھاکر دیکھو - اس میں ایک بڑا ذخیرہ اشعار کا پاؤگے - لیکن خود ابن ہشام روایت کے بعد تصریح کرتا جاتا ہے " فن شعر کے اکثر عالم اس قصیدہ سے انکار کرتے ہیں "

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتے ھین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ھے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار ' پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں ' پرانی تصویریں ' پرانے سکے اور نقوش ' پرانے زیور ' آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان ' اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر ' اگر آپ کو مطلوب ہیں ' تو ہم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم ہماری نمایش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجیے - اہل علم اور اہل دولت ' دونوں کیلیے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے -

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے -

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر ' شام ' فلسطین ' ہندوستان ' ایران ' ترکستان ' چین ' وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز عہد تک ارزاں ہیں !

براعظم یورپ ' امریکہ ' اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل ' کتب خانے ' اور عجائب خانے ' ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں - قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کیے ہیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود ہوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بھی پہلے ہم ہی سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپسے مل سکے -

کے باپ نے قیس کو اپني لڑکي دینے سے انکار کردیا - سبب یه بتایا که قیس اُس کي لڑکي پر عاشق ہے اور عشق طشت از بام هوچکا ہے - بعینه یهي واقعه هم دوسرے عشقیه قصوں میں بهي پاتے هیں - یه گویا اُس عهد کے عشقیه قصوں کا ایک مقبول عام انداز بیان تها - راویوں کا بیان یه ہے که عربوں میں یه رسم تهي که وہ عاشق سے لڑکي کا بیاہ نهیں کرتے تهے - میں نهیں جانتا یه بیان صحیح ہے یا غلط ؟ عرب جاهلیة کا دستور تو اِس کے برعکس تها - گمان غالب یه ہے که راویوں نے یه دستور محض اپنے دل سے ایجاد کیا ہے تا که عشقیه قصوں میں عشاق کي محرومیوں کي ایک معقول وجه هاتهه آجاے -

یه واقعه بهي کچهه کم مضحکه انگیز نهیں که خلیفۂ وقت نے اعلان کردیا تها که اگر قیس، پردہ میں بیٹهنے کے بعد بهي لیلی سے تعرض کرے تو قتل کر ڈالا جاۓ - پہلے واقعه کي طرح یه واقعه بهي اکثر عشقیه قصوں میں دهرایا گیا ہے - هم بجا طور پر سوال کرسکتے هیں که کیا خلفاء کیلیے بجز اِسکے کوئي کام باقي نهیں رها تها که بدوي عاشقوں کے معاملات محبت میں حاکمانه مداخلت کرتے رهیں ؟ کبهي اُنکے قتل کا حکم دیں - کبهي اُنهیں معاف کردیں ؟ آخر وہ کون سي شرعي بنیاد تهي جس کي بنا پر وہ اِس قسم کے احکام صادر کرتے تهے ؟ کیا شریعت میں بے اختیارانه عشق اتنا بڑا جرم ہے که اُس کي تعزیر قتل ہے ؟

اِسي طرح یه واقعه بهي ایک پرلطف ایجاد ہے که قیس جنون عشق میں وحشي هوگیا تها - ایسا وحشي که اُس کا جنگل کے سوا کهیں جي نهیں لگتا تها - هرنوں سے موانست هوگئي تهي - اور شب و روز کا ساتهه تها - داستان گو کي مبالغه پسندي کے لیے اِتنا کافي نه تها - وہ ایک قدم اور آگے بڑهتا ہے، اور همیں بتلاتا ہے که ایک دن وہ (راوي) قیس کي جستجو میں اُس درخت تک پهنچ گیا جسکے نیچے قیس هرنوں کے ساتهه بسیرا لیتا تها - اور اِس طرح پهنچا که نه تو قیس کو اُسکي خبر هوئي، نه اُسکے رفیق و مونس هرنوں کو - پہلے یه سراغ رساں راوي چپکے سے درخت پر چڑه جاتا ہے، پهر اُترتا ہے اور قیس سے سوال و جواب شروع کردیتا ہے - هرن آواز سنتے هي بهاگ گئے - قریب تها که قیس بهي چل دے - مگر راوي نے فوراً لیلی کا نام لے لیا - علي بابا کے "سم سم" کي طرح "لیلي" کے لفظ نے فوراً اپنا طلسمي اثر دکهایا اور قیس کي وحشت دور هوگئي - اب وہ آدمیت سے باتیں کرنے لگا - لیکن پهر اچانک ایک نازک بدن هرني نظر آگئي اور اُس کا جوش جنوں از سرنو تازہ هوگیا !

یه سب راویوں کا تخیل و تصنع ہے - هم اِسے هرگز واقعه نهیں سمجهه سکتے - یه مبالغه کي ایک خاص قسم ہے - داستان گو جب معقول گفتگو کرنے سے عاجز هوجاتے هیں تو بے سروپا باتیں شروع کردیتے هیں - اکثر قدیم عشقیه قصوں میں یهي چیز نظر آتي ہے - دنیا کي سب سے پراني قصصي نظم الیڈ کا بهي یهي حال ہے - یوناني شعر و ادب کے مغربي نقادوں نے اِسي اسلوب پر الیڈ کي بهي تنقید کي ہے - اُسکے غیر معقول رکیک، اور مبالغه آمیز اشعار، کم زور شعراء کا الحاقي کلام قرار دیا ہے - اور معقول و دلچسپ اشعار کو ماهر شاعروں کا تخیل بتایا ہے - (یعنے اُن مغربي نقادوں نے جنهوں نے هومر کے حقیقي وجود سے انکار کیا ہے)

میرے خیال میں اِس تفصیل کے بعد اگر مجنوں کے ساتهه بهت رعایت کي جاۓ اور اُسے محض خیالي شخص نه قرار دیا جاۓ، جب بهي اُسکے مشکوک و مشتبه هونے میں تو کلام نهیں هوسکتا - بلا شبه بحث کا خاتمه شک و انکار پر ناپسندیدہ ہے - لیکن همیں علم و حقیقت کي خاطر کبهي کبهي اس پر مجبور هوجانا پڑتا ہے -

همارے سامنے متعدد عشقیه عربي قصے موجود هیں - یه قصے کئي باتوں میں باهم مشترک هیں اور کئي باتوں میں مختلف هیں - مثلاً یه چیز سب میں یکساں طور پر موجود ہے که ان تمام قصوں کے ابطال عشق (هیروز) بدوي هیں - سب کی محبت یکساں طور پر انتهائي قسم کي ہے - محبت نے سب کو یکساں طور پر بڑي بڑي تکلیفیں دیں - سب کي محبت پاک تهي - سب نے تقریباً ایک هي طرح اپنے جذبات کا اپنے اشعار میں اظهار کیا ہے - سب کے اشعار رقیق اور تقریباً ایک هي درجه کے هیں - سب کے واقعات، مصائب، طرز عمل، اور خلفاء و حکام کي مداخلت کي نوعیت بهي یکساں ہے - اختلاف صرف اُن کے ناموں میں ہے، اُن کے قبائل میں ہے، یا اُس ماحول میں جس میں انهوں نے پرورش پائي تهي -

قیس بن ملوح (مجنوں) کے انکار اور قیس بن ذریح (عاشق لبنی) میں شک کرنے کے بعد همیں اُن کي جگه دوسرے اشخاص یا دوسري چیزیں قائم کرني چاهئیں، ورنه بحث بے نتیجه هوگي - نفي و سلب کے بعد اثبات و ایجاب ناگزیر ہے - میري راۓ میں قیس بن ملوح، قیس بن ذریح، جمیل بن معمر، اور عروہ بن حزام کي جگه صحیح لفظوں میں صرف ایک چیز ثابت و موجود ہے - یعني عهد مولدین کے قصص عشقیه کا فن اور مذهب (اسکول) میرا یقین ہے که یه فن، عهد اموي میں ظاهر هوچکا تها، یا کم سے کم اُس کي نمایاں بنیادیں پڑچکي تهیں - آهسته آهسته اِس میں ترتیب و ترقي هوئي، یهاں تک که ایک مستقل فن بن کر موجودہ زمانه کي عشقیه قصه نویسي کے قریب قریب پهنچ گیا -

اس حقیقت کے انکشاف کے بعد مجهے اس کي کوئي پروا نهیں که قیس بن ملوح کي شخصیت تاریخي ہے یا غیر تاریخي ؟ میرے سامنے چند عشقیه قصے موجود هیں : قصۂ قیس بن ملوح، قصۂ قیس بن ذریح، قصۂ جمیل بن معمر ... وغیرہ - اب میري بحث کا موضوع یه قصے هیں جنهیں متمدن تخیل نے پیدا کیا ہے، نه که خود عشاق - مجهے وہ اشخاص تلاش کرنے چاهیئیں جنهوں نے یه قصے بناۓ - نه که وہ عشاق جن کے حالات یه قصے بیان کرتے هیں - مجهے قصه نویسوں کي اختراعي قابلیت اور نظم و نثر میں اُن کي مهارت فني سے بحث کرني ہے - مجهے اُس ادبي فن پر غور کرنا چاهیے جو ادب و علوم کي دوسري شاخوں کي طرح، اسلام سے پہلے عرب میں نا پید تها، اور اسلامي تمدن کے گهوارہ میں پیدا هوگیا -

بلا شبه میں جانتا هوں، اِس بحث کي راہ میں سخت موانع درپیش هیں - یهي ایک مانع کیا کم ہے که ان قصوں کے مصنفوں کے نام معلوم نهیں - تاهم همیں چاهیے که ادب عربي کي خصوصیات و کمالات کي تحقیق و کشف کے لیے اس دشوار گزار وادي میں قدم اُٹهائیں، اور اِن قصوں کا ادبي تجزیۂ و تحلیل کرکے اُن کا عیب و هنر الگ الگ دکهادیں - همیں چاهیے که عهد اموی کے اُن ادبي، اخلاقي، سیاسي، اجتماعي، اسباب کا سراغ لگائیں جنهوں نے ان قصوں کے لیے پہلے پہل زمین طیار کي، اور پهر ان اسباب کي بهي جستجو کریں جنسے عهد عباسي میں یه تمام عمارتیں منهدم هوگئیں -

اصل يه هے کہ عرب ، روم ، ايران ، اور يونان ؛ باهم بهت حد تک مشابه هيں - روميوں نے يونان پر جنگي فتح حاصل کي تهي مگر يونان نے روميوں پر ادبي فتح پا لي - يهي حال عربوں کا هوا - آنهوں نے ايران کو اپنے قومي جوش سے مسخر کيا ، مگر خود ايراني ادب و ذهنيت سے مغلوب هوگيے - اس ادبي فتح کے جلوے روم اور بغداد ميں يکساں طور پر نظر آتے هيں - يونان اور ايران ، دونوں نے يه کيا کہ روم اور عرب کے تمدن پر دست درازي کي اور قطع و بريد کرکے اسے مسخ کر ڈالا - يهي صورت حال انساب اور تاريخ و سير ميں بهي پيش آئي هے -

ان وجوه کي بنا پر هميں پورا حق هے کہ اپنے ثقه راويوں کي روايت پر بهي شبه کريں - اور جب وه مجنوں جيسے قصه ميں اس قدر باهم مختلف هوں تو اور بهي زياده شک و احتياط کريں -

همارے پاس بحث و تحقيق کا ايک طريقه اور بهي هے - ليکن وه محض ايک فني طريقه هے - تاريخ سے تعلق نهيں رکهتا - مجنوں کے اشعار ميں هم اس طريقه سے کام لے سکتے هيں - شعر هميں خود بتادے گا کہ يا تو وه بتکلف بنايا گيا هے ، اس ليے محبت کا سچا جذبه پيش نهيں کرتا - يا مختلف شاعروں کا کلام هے اور راويوں نے سهواً يا عمداً اسے مجنوں کي طرف منسوب کر ديا هے -

جاحظ نے بالکل ٹهيک کها هے :

" کوئي شعر نهيں جس ميں ليلى کا ذکر هو اور لوگوں نے قيس بن ملوح (مجنوں) کي طرف منسوب نه کر ديا هو - اور کوئي شعر نهيں جس ميں لبنى کا ذکر هو اور قيس بن ذريح کے سر تهوپ نه ديا گيا هو - يه واقعه هے کہ مجنوں کي طرف بهت سے شعر منسوب کر ديے گئے هيں ، حالانکه خود مجنوں کو آنسے کوئي تعلق نهيں - يه شعر آن شاعروں کے هيں جو نه تو مجنوں تهے ، اور نه محبت نے آنکا وه حال کر ديا تها جو مجنوں کا تها "

شاعر کي تحقيق کس طريقه پر کرني چاهيے ؟ خود شاعر کي شخصيت سب سے پهلي چيز هے - يه اس ليے کہ شاعر اپنے شعر ميں اپني شخصيت ضرور رکهتا هے - اگر شاعر ، کامل هے تو آسکا ديوان آسکي نفسيت اور جذبات کا آئينه اور آسکي پوري شخصيت کا مظهر هوتا هے - آس کي مختلف نظموں ميں ايک هي روح ، ايک هي نفسيت ، ايک هي قوت کارفرما نظر آئيگي - بلا شبه تمام اشعار يکساں نه هونگے - لطافت و رونق اور رقت و جودت ميں کمي بيشي هوگي - ليکن شاعر کي شخصيت سب ميں نماياں هوگي ، اور وحدت شعري اس درجه واضح هوگي کہ ذوق سليم فوراً فيصله کر ديگا کہ يه شعر فلاں کا هے يا يه شعر فلاں شاعر کے اسلوب پر هے - همارے خيال ميں يه طريق تحقيق نا قابل شک اور فنون ادب ميں يکساں طور پر قابل عمل هے - خصوصاً شعر غنائي (گانے کے اشعار) ميں آسکي اهميت غير معمولي هے - کيونکه شعر کي يه صنف ، نفس کا شفاف آئينه اور جذبات کا سچا مظهر هوتا هے -

اس اصول کي بنا پر کيا هم مجنوں کے اشعار ميں آس کي کوئي نماياں شخصيت ديکهه سکتے هيں ؟ ميرا دعوى هے کہ نهيں - اس دعوے کے ثبوت ميں بحث دراز کرني نهيں چاهتا - ميري تحقيقات کا خلاصه مختصر لفظوں ميں يه هے کہ مجنوں کي طرف جتنے اشعار منسوب کيے گئے هيں ، وه :

(۱) يا تو مشهور شعراء کے هيں اور راويوں نے غلطي سے مجنوں کي طرف منسوب کر ديے هيں -

(۲) يا مجهول شعراء کے هيں اور ليلى کا ذکر ديکهکر لوگوں نے مجنوں کے سمجهه ليے هيں -

(۳) يا خود راويوں نے جان بوجهه کر بنالئے هيں -

(۴) يا مغنيوں نے اپني گرم بازاري کے ليے گڑهے هيں اور مجنوں کے سر تهوپ ديے هيں -

ميں نے بڑي کوشش کي ، مگر ان اشعار ميں کسي مشترک شخصيت کي روح نه ديکهه سکا -

مجنوں کے بارے ميں اپني رائے ايک اور طريقه سے بهي هم ثابت کر سکتے هيں - وه يه کہ راوي آس تعلق کي نوعيت بيان کرنے ميں بهي بهت مختلف هيں جو قيس بن ملوح (مجنوں) اور ليلى کے درميان تها -

بعض کهتے هيں ليلى مجنوں ميں بچپنے هي سے تعارف هوگيا تها - دونوں بکرياں چرايا کرتے تهے - آهسته آهسته دل کو تعلق هوا - يهاں تک کہ بچپنے کے آنس نے جواني ميں عشق کي صورت اختيار کرلي - جوان هونے پر ليلى قيس سے چهپا دي گئي تهي - اس صدمه نے اسے مجنوں بنا ديا -

بعض يه قصه تسليم نهيں کرتے - آن کا دعوى هے کہ دونوں ميں بچپن سے تعارف نهيں هوا - بلکه اتفاق سے ايک سفر ميں ملاقات هوگئي - ايک سفر ميں قيس نے چند نازنينيں ديکهيں - سلام کيا - آنهوں نے جواب ديا اور بات چيت کے ليے بٹها ليا - قيس سواري سے آترا - امرء القيس کي طرح اپني اونٹني ذبح کرڈالي اور گوشت بهون بهون کر آنهيں کهلانے لگا - يهاں تک کہ شام هوگئي - شام کو ايک اور نوجوان وارد هوا - سب لڑکياں قيس کو چهوڑ کر آس کي هو رهيں - اس پر قيس خفا هوکر چلا گيا اور جوش ميں اشعار کهے - دوسرے دن صبح پهر آدهر گيا تو لڑکياں موجود نه تهيں - صرف ليلى موجود تهي - آس نے قيس کو بلايا - قيس نے کل کي طرح پهر اپني اونٹني ذبح کي اور محبت کا اظهار کيا - ابتدا ميں ليلى نے بے رخي دکهائي - قيس بهت غمگين هوا - ليکن پهر ليلى کو ترس آگيا - اپني محبت کا بهي اعتراف کرليا -

بعض اسے بهي تسليم نهيں کرتے - وه کهتے هيں " قيس عورتوں کے صحبت کا دلداده تها - ليلى ايک سرو قامت ، خوش اندام ، خوش رفتار ، نازک بدن دوشيزه تهي - قبيله کے نوجوان آس کے هاں بيٹهتے آٹهتے تهے - قيس نے سنا تو وه بهي آنے جانے لگا - آخر کار دام محبت ميں گرفتار هوگيا !

اسي قسم کي اور روايتيں بهي هيں - انسے صاف معلوم هوتا هے کہ ليلى کي شخصيت بهي قيس سے کچهه کم ما به النزاع نهيں هے - ايک روايت ميں اسے بکرياں چرانے والي لڑکي بنايا هے - دوسري ميں بدوي دوشيزه ، جو نوجوانوں کو روکتي اور آن سے گفتگو کرنا پسند کرتي هے - تيسري ميں آس وضع کي ايک مهذب اور نستعليق خاتون ، جيسي بڑے بڑے اسلامي شهروں ميں هوا کرتي تهيں - کيا صرف يهي ايک اختلاف ، ليلى کي شخصيت مشتبه کر دينے کے ليے کافي نهيں هے ، جيسا کہ پهلا اختلاف مجنوں کي شخصيت پوري طرح مشکوک کر ديتا هے ؟

مجنوں کے قصه ميں اور بهي اندروني شهادتيں ايسي موجود هيں جو ميري رائے کي تائيد کرتي هيں - مثلاً يه روايت کہ ليلي

صحبت اور معاشرت بھی اکتسابی تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، بلکہ بسا اوقات درس و تدریس کی باقاعدہ تعلیم سے بھی کہیں زیادہ مؤثر ہوتی ہے - لیکن جہاں تک اُسکی زندگی کے حالات روشنی میں آئے ہیں، کوئی قرینہ اِس کا موجود نہیں کہ اُسے مشرق و ایشیا کی عام مقلدانہ و رسمی سطح سے کوئی بلند درجہ کی صحبت ملی ہو -

سیر و سیاحت بھی ذہن کی نشو و ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے، لیکن اُس نے اپنی ابتدائی زندگی میں ہندوستان اور حجاز کے سوا اور کسی مقام کا سفر نہیں کیا تھا - ظاہر ہے کہ اِن دونوں مقامات میں کوئی سرچشمہ ایسا موجود نہ تھا جس سے ایک مجتہدانہ فکر و نظر کی پیدایش ہو سکے - انیسویں صدی کے اوائل میں اِن مقامات کا تعلیمی تنزل منتہاء کمال تک پہنچ چکا تھا -

سب سے زیادہ یہ کہ اُس نے جتنی بھی اور جیسی کچھ بھی تعلیم حاصل کی تھی، وہ وہی تعلیم تھی جو بجائے خود مسلمانوں کے ذہنی تنزل کی پیداوار ہے اور کئی صدیوں سے اسلامی دنیا کے دماغی تنزل کا سب سے بڑا سبب بن گئی ہے - اِس تعلیم سے ذہن و فکر کی تمام قوتیں پژمردہ ہو جا سکتی ہیں، لیکن آزادانہ نشو و نما نہیں پا سکتیں -

باایں ہمہ وہ سنہ ۱۸۷۰ - میں جب کہ اُس کی عمر بہ مشکل تیس برس کی ہوگی، یکایک قاہرہ میں نمایاں ہوتا ہے، اور صرف چالیس دن کے قیام سے اس عظیم مشرقی دار الحکومت کے تمام علمی حلقوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے - حتیٰ کہ اُس کی "عجیب اور نئی قسم کی علمی قابلیتوں" کی شہرت دار الخلافۃ قسطنطنیہ تک پہنچتی ہے، اور اس کی تمام اصلاحی اور انقلابی قوتیں نمایاں ہوجاتی ہیں!

وہ ادب عربی کا ایک عجمی متعلم تھا جس نے بعید ترین عجمی ممالک میں عجمی اساتذہ سے ناقص اور گمراہ قسم کی ادبی تعلیم حاصل کی تھی - لیکن وہ عربی زبان کے سب سے بڑے مرکز، قاہرہ میں سب سے پہلے صحیح و صالح فن عربیۃ کا درس دیتا ہے اور عربی کتابت و تحریر کا ایک نیا دور پیدا کر دیتا ہے - آج مصر و شام کے تمام مشاہیر اہل قلم اعتراف کرتے ہیں کہ "کتابت عربیہ میں ہم سب اسی عجمی کے عیال ہیں" موجودہ عہد میں عربی کا سب سے بہتر کاتب، شیخ محمد عبدہ تھا، اور وہ اسی کا شاگرد تھا!

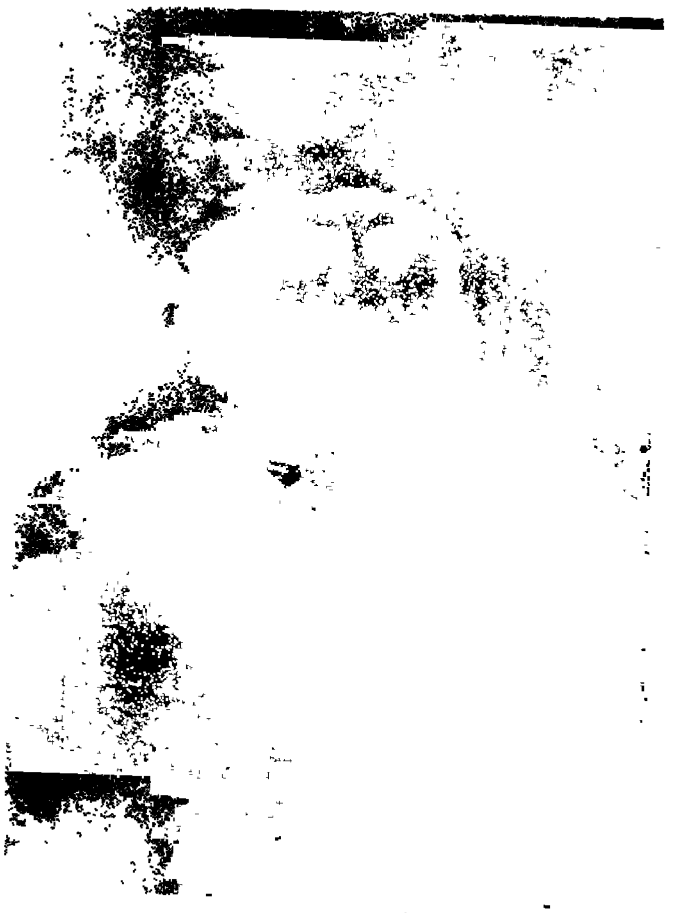
قسطنطنیہ میں بار دوم : سنہ ۱۸۹۲

ایران میں بار دوم : سنۃ ۱۸۹۰

اُس نے علوم حکمیہ کی جسقدر بھی تعلیم حاصل کی تھی، وہ وہی موجودہ مدارس عربیہ کے متون و شروح کی عقیم و کج اندیش تعلیم تھی، لیکن وہ ذہین و مستعد طلبا کی ایک جماعت منتخب کرکے علوم حکمیہ کا درس و املاء شروع کردیتا ہے، اور قدیم معقولات کی وہ تمام گمرہیاں ایک ایک کرکے واضح کرتا ہے جنکے اعتقاد و جمود نے صدیوں سے مشرقی دنیا کا ذہنی ارتقا معطل کردیا ہے!

مذہب اور علم، دونوں میں اُسکی مصلحانہ ذہنیت نمایاں ہوتی ہے، اور کسی گوشہ میں بھی اُسکے قدم وقت کی مقلدانہ سطح سے مس نہیں ہوتے - سیاست میں وہ سر تاپا انقلاب کی دعوت ہوتا ہے، اور جہاں کہیں جاتا ہے، چند دنوں کے اندر مستعد اور صالح طبیعتیں چن کر انقلاب و تجدد کی روح پھونک دیتا ہے - اُس نے بہ یک وقت مصر، ایران، اور عراق؛ تینوں مقامات میں اصلاح و انقلاب کی تخم ریزی کر دی!

وہ اپنے اولین قیام مصر سے تقریباً بارہ برس بعد پہلی مرتبہ یورپ کا سفر کرتا ہے، اور پیرس میں وقت کے سب سے بڑے فلسفی اور علم و دین کی نام نہاد نزاع میں سب سے بڑے حریف دین و مذہب، پروفیسر رینان سے ملتا ہے - وہ پہلی ہی ملاقات میں اِس "عجیب الاطوار مشرقی فیلسوف" سے اس درجہ متاثر ہوتا ہے کہ اخبار طان میں سید موصوف کے ایک مقالہ کا رد کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"میں نے اسکے شخصیت میں ابن سینا اور ابن رشد کی روح دیکھی" جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے - یاد رہے کہ انسان کی قابلیت کیسی ہی کیوں نہ ہو، لیکن مخاطب کے تاثر کے لیے وہ بہت کچھ قوت بیانیہ اور فصاحت تکلم کا محتاج ہوتا ہے - جس وقت سید جمال الدین رینان سے پیرس میں اور لارڈ سالسبری سے لنڈن میں ملا ہے، اُس وقت اِسکی فرانسیسی زبان کی تعلیم کی تاریخ صرف اتنی تھی کہ اثناء قیام مصر میں ایک شخص سے لاطینی الف بے قلمی لکھوا لی تھی، اور پھر کچھ عرصہ کے بعد ایک کتاب خرید لی تھی جو عربی میں فرانسیسی کی ابتدائی تعلیم کیلیے لکھی گئی تھی - کوئی ثبوت موجود نہیں کہ اُس نے کسی انسان سے باقاعدہ فرانسیسی زبان کی

قسطنطنیه میں : سنه ۱۸۷۰

پیرس میں : سنه ۱۸۸۳

مشرق کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں

قائدین فکر

سید جمال الدین اسد آبادی

" تقریباً دو ماه گزرے هیں که ایک شخص سید جمال الدین نامي سے میري ملاقات هوئي - اس شخص کي شخصیت کا میرے دماغ پر جو اثر پڑا ' وہ ایسا هے جو بہت کم شخصیتیں مجهه پر ڈال سکي هیں - یه اثر بہت قوي اور گہرا تها ' اور اسي کا نتیجه هے که مجهے خیال هوا ' سوربون یونیورسٹي کے خطبات کا موضوع یه قرار دوں که " اسلام اور اُس کا علم سے علاقه " سید جمال الدین کي ذهنیت ایک ایسي ذهنیت هے جو رسمي اسلام کے موثرات کي پوري طرح مقاومت کرسکتي هے - میں جب اِس شخص سے باتیں کر رها تها ' تو اُس کے افکار کي آزادي ' طبیعت کي فضیلت ' اور اظهار حقیقت کي جرأت دیکهکر مجهے خیال هوا ' میں اِس وقت اُن مشاهیر عالم میں سے کسي ایک کو مخاطب کر رها هوں جو دنیا کے گزشته علمي زمانوں میں گزر چکے هیں اور جن سے تاریخ کے ذریعه هم نے واقفیت حاصل کي هے - میں گویا ابن سینا ' ابن رشد ' یا اُن حکماء عظام میں سے کسي حکیم کو اپنے سامنے دیکهه رها تها جنهوں نے فکر انساني کو جهل و اوهام کے قیود سے نجات دلانے کیلیے تاریخ عالم کي پانچ صدیوں تک اپني شجاعانه جد و جهد جاري رکهي تهی " ! (فیلسوف رینان)

۳۰ - برس کي عمر میں مصر کا پہلا سفر : سنه ۱۸۶۹

(سید جمال الدین)

کلکته میں : سنه ۱۸۷۹

انیسویں صدي کي تاریخ مشرق نے اصلاح و تجدد کي جس قدر شخصیتیں پیدا کي هیں ' اُن میں کوئي شخصیت بهي وقت کي عام پیداوار سے اس قدر مختلف اور اپني طبعي ذهانت اور غیر اکتسابي قوتوں میں غیر معمولي نہیں هے ' جس قدر سید جمال الدین کي شخصیت هے - بغیر کسي تامل کے کہا جا سکتا هے که مشرق جدید کے رجال تاریخ اور قائدین فکر کي صف میں اُس کي شخصیت کئي اعتبار سے اپنا سهیم و شریک نہیں رکهتي !

وہ ایک گمنام اور مجهول ماحول میں پیدا هوا - ایسے مجهول ماحول میں که آج تک یه بات بهي قطعي طور پر معلوم نه هوسکي که وہ في الحقیقت باشندہ کہاں کا تها ؟ اسعدآباد کا جو هرات کے قریب اور افغانستان میں واقع هے ' یا اسدآباد کا جو همدان کے قریب اور ایران میں واقع هے ؟

اُس کے وطن کي طرح اُس کي ابتدائي زندگي کے حالات پر بهي ظن و تخمین کے پردے پڑے هوئے هیں تاهم یه قطعي هے که تعلیم و تربیت کا اسے کوئي موقع ایسا نہیں ملا تها جو کسي اعتبار سے بهي ممتاز اور قابل ذکر هو - انیسویں صدي کے کامل تنزل یافته افغانستان اور پنجاب کے علماء اپنے گهروں اور مسجدوں میں علوم رسمیه کي جیسي کچه تعلیم دیا کرتے تهے ' زیادہ سے زیادہ تعلیم جو اُس نے حاصل کي تهي ' وہ وهي تهي - جن اُستادوں سے اُس نے تعلیم حاصل کي ' وہ بهي یقیناً معمولي درجه کے تهے - اُن میں کوئي شخص ایسا نه تها جس کي علمي شخصیت قابل ذکر هو -

دنیا کے نئے تمدني انقلاب اور نئے علوم سے آشنا هونے کا بهي اُسے کوئي خاص موقع حاصل نہیں هوا تها - اُس کا ابتدائی زمانه زیادہ تر افغانستان میں بسر هوا ' یا ایک روایت کے مطابق ایران میں ' اور یه دونوں مقامات اُس وقت مغربي تمدن و علوم کي تعلیم و تعلم کا کوئي ساماں نہیں رکهتے تهے -

بصرة میں به لباس عربي سنه ۱۸۸۹

اِس منارہ کي تعمير سے غرض يه تهي که جهازوں کو کهاڑيوں اور چٹانوں سے هوشيار کيا جائے اور بندرگاہ کا سيدها راسته دکها ديا جائے - اِس وقت مختلف مقامات ميں کئي اور منارہ بهي موجود هيں - مثلاً "منارۂ اوسٹيا" ليکن اِن مناروں سے بعض خطرے بهي پيدا هوگيے هيں - کيونکه اُنکي روشني دور سے ستارہ کي طرح معلوم هوتي هے اور جهازوں کو راسته بهلا ديتي هے "

مورخ نے منارہ کا خرچ ۸۰۰ وزن بتايا هے - اِسکے معني يه هوئے که تقريباً ۱۵ - لاکهه روپے صرف هوئے تهے - منارہ کي عظمت کے مقابله ميں يه رقم بهت کم معلوم هوتي هے -

منارہ کا بنانے والا سوسٹراٹس سکندر اعظم کے مشهور معمار ڈيمکراٹيس کا بيٹا تها - اِسنے اپنا نام منارہ پر اِن لفظوں ميں کنده کيا تها :

" کنيڈوس کے باشندے سوسٹراٹس ولد ڈيمکراٹيس کي طرف سے نجات دينے والے ديوتاؤں کو هديه ' تاکه وہ سمندر ميں سفر کرنے والوں کو نجات بخشيں "

جن سياحوں اور جغرافيه نويسوں نے تيرهويں صدي عيسوي ميں يه منارہ ديکها تها ' اُنکا بيان هے که يه ۶۰۰ فٹ يعني سو قد آدم بلند تها - عمارت کي وضع بابلي تهي - کئي منزليں اوپر نيچے تهيں - هر منزل اپنے نيچے کي منزل سے چهوٹي اور اوپر کي منزل سے بڑي تهي - زيريں دو منزليں مربع تهيں اور اوپر کي دو مستدير تهيں - هر منزل ميں ايک بڑا روشن دان تها - بنياديں سنگلاخ تهيں اور چونے کي جگه سيسه کي جڑائي کي گئي تهي تا که سمندر کي موجيں نقصان نه پهنچا سکيں - پوري عمارت سنگ مرمر کي تهي - چوٹي پر ايک بهت بڑا تنور تها - اس ميں شب و روز آگ جلا کرتي تهي - رات کو اُس سے روشني حاصل هوتي اور دن کو دهواں نکلتا رهتا -

کها جاتا هے که منارہ کے اندر تين سو کمرے تهے اور انميں فوجي پهرا رهتا تها -

بعض قديم راويوں نے بيان کيا هے که مينار کي زمين پر شيشه جڑا تها اور چوٹي پر ايک عظيم الشان آئينه لگا تها جسے حرکت دے سکتے تهے اور اُسکے ذريعه آفتاب کي شعاعيں جمع کرکے سو ميل کي مسافت پر جهاز جلا ديے جاتے تهے - ليکن يه محض بے بنياد باتيں هيں - البته يه ممکن هے که معمار نے کوئي معدني آئينه اِس غرض سے لگا ديا هو که روشني ميں اضافه هو جائے -

فتح مصر کے بعد عربوں نے ايک مدت تک اِس منارہ کي حفاظت کي اور اُس سے کام ليتے رهے - ليکن وليد بن عبد الملک کے زمانه ميں شهنشاہ قسطنطنيه نے مسلمانوں کو نقصان پهنچانے کيليے ايک مکار آدمي دمشق بهيجا اور اُس نے يه کهکر خليفه کو دهوکا ديا که اِس منارہ کے نيچے بهت بڑا خزانه مدفون هے - خليفه نے لالچ ميں آکر کهودنے کا حکم ديديا - ليکن ابهي صرف آدهي عمارت منهدم هوي تهي که وليد متنبه هوگيا اور اُس نے خيال کيا ايسي قيمتي اور مفيد عمارت کا ڈهانا سخت غلطي هے - اس نے انهدام کے روکنے کا حکم ديا اور از سر نو تعمير کي کوشش کي - ليکن اب اگلي سي تعمير دشوار تهي - کئي باکمال معماروں نے کوشش کي ليکن کامياب نه هوئے - يهانتک که اُسکي چوٹي کا آئينه زمين پر گرگيا اور پاش پاش هوگيا - اِسکے بعد نصف عمارت باقي رهگئي تهي - باشندوں نے اسے مسجد بنا ليا تها - ليکن سنه ۱۳۷۵ ع ميں زلزله آيا اور بوڑها منارہ سمندر ميں جا گرا - کها جاتا هے که قلعه قائد بک کے قريب ابتک سمندر کي ته ميں منارہ کے پتهر چمکتے دکهائي ديتے هيں -

(٤)

مشتري کا مجسمه

The Statue of Jupiter

* * *

" جوپيٹر " رومانيوں کا مشهور ديوتا هے - بعينه يهي ديوتا " يونان ميں " زفس " (Zeus) کے نام سے پوجا جاتا تها - بلا استثنا تمام قديم مورخوں نے اِس بت کا ذکر کيا هے جسے ايتهنز ميں " فيڈياس " نے بنايا تها - سب اِسے بالاتفاق دنيا کے سات عجائب ميں شمار کرتے هيں - موجودہ دنيا اُس کے نام و نشان سے بالکل خالي هے - صرف چند سکے دستياب هوئے هيں جن پر اُسکي شکل کا ٹهپا هے ' اور شهر ايتهنز ميں اُسکي بنياديں اور بيٹهک کا نچلا حصه بر آمد هوا هے -

جرمن ماهرين آثار عتيقه کي تحقيقات کا نتيجه يه هے که " زفس " کا بت خانه مستطيل تها - اُسکے دونوں کناروں پر چهه چهه ستون اور دونوں پهلوؤں پر ۱۳ - ستون تهے - اندر کا ايوان ۹۵ فٹ لانبا اور ۴۳ فٹ چوڑا تها ' اور ستونوں کي دو قطاريں کهڑي کرکے تين حصوں ميں بانٹ ديا گيا تها - " زفس " کا بت درمياني حصه ميں ايک کنارے پر نصب تها - بت اصل ميں چوبي تها مگر اُس پر هاتهي دانت اور سونا جڑا هوا تها - هاتهي دانت جسم کو ظاهر کرتا تها اور سونا لباس کو -

قديم مورخ بوسينيا کي تصريح کے مطابق ' بت ايک تخت پر بيٹها تها - اُسکے سر پر زيتون کي پتے والي شاخ کا تاج تها - دهنے هاتهه ميں فتح کا نشان تها جو هاتهي دانت اور سونے سے بني هوي عورت کي شکل ميں تها - بائيں هاتهه ميں عصا تها ' جس پر مختلف قيمتي معدنيات کي پچے کاري تهي - عصا پر جهکا هوا ايک گدھ تها - بت کا جوتا اور تمام لباس ' سونے کا تها - تخت سونے ' آبنوس ' هاتهي دانت ' اور جواهرات سے بنايا گيا تها اور اُس پر بکثرت دلفريب تصويريں منقش تهيں !

ايک رومانی شهنشاہ هارڈين کے ايک سکے ميں اِس بت کي تصوير پائي گئي هے اور اُس سے مورخ موصوف کے قول کي پوري تصديق هوتي هے - فرق صرف اس قدر هے که عصا پر بيان کردہ گدھ موجود نهيں هے -

بت کي تعمير کے سلسله ميں يه بات مشهور هے که جب اُسکا سر بنانے کا وقت آيا تو لوگوں نے فيڈياس سے پوچها " سر کي وضع کيسي رکهوگے ؟ " اُس نے فوراً جواب ديا " ميں هومر کے اِس قول کي پيروي کرونگا : ابن قرونس گويا هوا - اپني سياہ ابروؤں والا سر عجب سے هلايا - بالوں کے گچهے اُسکے لازوال سر پر هل رهے تهے ! "

بت کي تصوير ايک اور سکه پر بهي ملي هے - اِسميں سر کے بال لانبے هيں ' اور گردن پر پڑے هيں - داڑهي بهي گهني اور لمبي هے اور اُس پر دونوں طرف سے مونچهيں پهيلي هوئي هيں -

خيال کيا جاتا هے که ايتهنز ميں اِس بت کي تعمير سنه ۴۵۰ ق م ميں هوئي تهي -

(عرب مورخين)

هم آئينده نمبر ميں بقيه عجائب کا ذکر کرکے بتلائينگے که عرب مورخين کي تصريحات کيا هيں ؟

آثار عتیقه

تعليم حاصل کي هو، ليکن يه واقعه هے که وه فرانسيسي زبان ميں بهتر سے بهتر تحرير و تقرير کر سکتا تها - ترکي ، روسي ، اور انگريزي بهي اسي طرح اُس نے سيکهه لي تهي -

مشهور هے که جب پيرس ميں روسي سفير نے اُس سے ملنا چاها ، تو آس نے ملاقات کي تاريخ ايسي مقرر کرائي جو دو هفته بعد آنے والي تهي - آس کے بعد وه ايک کتب فروش کے يهاں گيا اور اُس سے کها " مجهے فرانسيسي ميں روسي زبان سکهانے والي کتاب چاهيے - ميں خريد لونگا - بشرطيکه تم اس کا بهي انتظام کردو که آج سے ايک هفته بعد کوئي روسي زبان بولنے والا آدمي مجهه سے ملاقات کرسکے " کتب فروش نے کتاب بهي دي ، اور ايک ايسے شخص کا انتظام بهي کرديا جو اُسي کے يهاں ملازم تها - جمال الدين نے ايک هفته تک بطور خود کتاب ديکهي ، پهر آٹهويں دن سے چودهويں دن تک روز ايک گهنٹه روسي سے باتيں کرتا رها - اور پندرهويں دن وه طيار هوگيا تها که روسي سفير سے بغير کسي مترجم کي وساطت کے ملاقات کرے !

(سيد کے سوانح حيات)

اگر سيد جمال الدين کي زندگي ميں لوگ آس کے حالات سے واقف نه هوسکے تو يه چنداں عجيب بات نهيں هے - دنيا نے هميشه اپنے اکابر و اعاظم سے اُن کي زندگي ميں غفلت برتي هے ، اور جب تک وه دنيا سے رخصت نهيں هوگئے هيں ، اُن کے حقوق کا اعتراف نهيں کيا هے - خصوصاً مصلحين و مجددين اُمم کے ليے تو زندگي ميں تغافل اور موت کے بعد تعظيم و احترام ، اس دنيا کا ايک عام اور غير متغير قانون هے - ليکن يه صورت حال کس درجه عجيب اور تاسف انگيز هے که اُس کي وفات پر پورے تيس برس گزر چکے هيں ، اور وه تمام مشرقي ممالک بيدار هو چکے هيں جهاں اُس نے اصلاح و انقلاب کي ابتدائي تخم ريزي کي تهي ، تاهم اُس کي زندگي بدستور تاريخ کي روشني سے محروم هے ، اور اُس سے زياده مشرق کچهه نهيں جانتا ، جتنا يورپ کے بعض محب شرق اهل قلم نے بتلا ديا هے !

افسوس اس جهل و غفلت پر! هم صرف اپنے قدماء کي شناخت هي کے ليے يورپ کے محتاج نهيں هيں - بلکه اپنے عهد کے اهل فضل و کمال کيليے بهي اس کے محتاج هيں - جب تک وه انگلي سے اشاره کر کے نه بتلادے ، هم خود اپني قوم اور عهد کے بڑے بڑے انسانوں کو بهي نهيں پهچان سکتے !

هندوستان ميں تو الهلال کي اشاعت سے پہلے ، غالباً لوگ سيد جمال الدين کے نام سے بهي آشنا نه تهے - سنه ۱۸۷۹ع ميں جب وه حيدرآباد اور کلکته ميں مقيم تها ، تو هندوستاني مسلمانوں ميں سے صرف ايک شخص يعني مرحوم عبدالغفور شهباز تها ، جسے اسکے فضل و کمال کي تهوڑي سي شناخت نصيب هوي تهي ، اور اُس کے چند فارسي مقالات کا اُردو ترجمه شائع کيا تها !

حال ميں برلن سے ايک رساله سيد جمال الدين کے اعمال حيات پر شائع هوا هے - اُسکے مطالعه سے خيالات ميں بے اختيار جنبش پيدا هوگئي - خيال هوا که پورے شرح و تفصيل کے ساتهه مشرق جديد کے اس قائد فکر کے سوانح حيات پر نظر ڈالني چاهيے - متفرق لفظوں اور متعدد تصويروں کا يه مرقع جو آج شائع هو رها هے ، اسي سلسلۂ مضامين کي تمهيدي قسط هے -

سات عجائب عالم

(۳)

اسکندریہ کا منارہ

(THE PHAROS OF ALEXANDRIA)

سکندر اعظم نے مصر فتح کرنے کے بعد هي شهر اسکندريه آباد کيا تها - پچاس سال کے اندر اِس شهر نے پوري ترقي حاصل کرلي ، اور بحر متوسط کي سب سے بڑي بندرگاه بن گيا - سکندر کے بعد اُسکے جانشين مصر ميں علم دوست تهے - اُنهوں نے اسکندريه کو اَور رونق دي اور علم و حکمت کا مرکز بنا ديا - سنه ۲۸۵ ق م ميں بطليموس اول حاکم هوا - اُسنے شهر کي روز افزوں تجارتي ترقي ديکهکر خيال کيا که رات کے وقت جهاز راني کي سهولت کيليے ايک مناره تعمير کردينا چاهيے - چنانچه اسکندريه کے قريب جزيرۂ فيروس ميں يه مناره طيار کيا گيا اور فيروس کے نام سے مشهور هوگيا -

مورخين ميں اختلاف هے که اصل ميں يه نام جزيره کا تها يا مناره کا ؟ بهر حال يه واقعه هے که اِسکے بعد جهاز راني کيليے روشني کے جتنے بهي مناره تعمير هوئے ، اُنميں سے اکثر " فيروس " هي کے نام سے پکارے گئے - بلکه لاتيني ، إطالي ، اسپيني ، اور قديم انگريزي زبان ميں تو اِس لفظ کے معني هي مناره روشني کے هوگئے - فرانسيسي ميں ابتک اس معني ميں " فار " کا لفظ مستعمل هے -

خيال کيا جاتا هے که مصري ، روشني کے مناروں سے واقف تهے ، اور بهت سے مناره بنا چکے تهے - مگر بطليموس کا يه مناره اپني بلندي اور ساخت کي وجه سے بهت ممتاز اور مشهور هوگيا -

مشهور روماني مورخ پليني نے (جو سنه ۷۹ ع ميں آتش فشاں پهاڑ فيزوف کے پهٹنے سے هلاک هوا) اسکندريه کا شهر اور يه مناره ديکها تها - وه لکهتا هے :

"اسکندريه کي ايک شهرۂ آفاق عمارت ، وه برج هے جسے شاه مصر نے جزيرۂ فير ميں تعمير کيا هے - يه جزيره ، اسکندريه کے راسته ميں واقع هے - برج کي تعمير ميں ۸۰۰ وزن خرچ هوئے تهے - بطليموس کي عظمت اور فراخ دلي کي يه شهادت کافي هے که اُسنے برج کے معمار سوسٹراٹس کو اجازت ديدي تهي که اِس حيرت انگيز عمارت ميں اپنا نام کنده کرکے بقاء دوام حاصل کر لے !

خوار بچه چهوڑ گیا - جب بچه جوان هوا اور اپني ماں سے اپنے باپ کا حال سنا تو سخت غضب ناک هوا اور تمهارے ملک پر ٹوٹ پڑا - اُس نے بے حساب مخلوق قتل کي - جب غصه ٹهنڈا هوا تو اُس نے مغلوبوں کو اس وضع کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا جو آج کل تمهاري وضع ہے!" راوي کا اِس قصه سے مقصود یه تها که هماري وضع ذلت کي وضع ہے ' اور اُنهي کے ایک بادشاہ نے همیں اُس کے اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے! میں نے یه افسانه سن کر اُن کے بادشاہ کا شکریهٔ ادا کیا که معاملهٔ اِتنے هي پر ختم هوگیا اور اُس " فاتح " نے همیں هندو بننے اور هندو رسم و رواج اختیار کرنے پر مجبور نهیں کیا!

(۴) مسلمانوں کا حمله ـــ منافرت کي بڑي وجه ' هندوستان پر مسلمانوں کا حمله ہے یمین الدوله سلطان محمود غزنوي کي جنگوں نے اُنهیں بهت هي سخت نقصان پهنچایا - اُن کي آبادیاں برباد هوگیئں - اُنهیں منتشر و پراگنده کردیا گیا - اُن کي صرف سلطنت هي نهیں گئي ' بلکه مفتوحه علاقوں سے اُن کے علوم و فنون بهي مٹ گئے ' اور ایسے دور دراز خطوں میں جلا وطن هوگئے ' جهاں تک رسائي مشکل ہے - مثلاً کشمیر اور بانارسي (بنارس) وغیره - (بنارس کو دور اس لیے کها ہے که یه پنجاب اور وسط هند سے دور ' مشرق کي طرف هٹا هوا ہے)

یهي دیني اور سیاسي اسباب هیں جن کي بنا پر هندوؤں میں مسلمانوں اور تمام اجنبیوں سے سخت نفرت و عداوت پیدا هوگئي ہے -

(۵) پهر اُنکے اخلاق میں ایک اور بات بهي راسخ هوگئي ہے اور کسي طرح نکل نهیں سکتي - یه اُن کے انتهائي علمي و ذهني تنزل کا نتیجه ہے - وہ یقین کرتے هیں که دنیا صرف اُنهي کي دنیا ہے - انسان صرف اُنهي کي سرزمین پر موجود هیں - بادشاہ صرف اُنهي کے بادشاہ هیں - دین صرف اُنهي کا دین ہے - اور علم صرف اُنهي کا علم ہے - یهي وجه ہے که نهایت مغرور اور بر خود غلط هوگئے هیں - اگر اُنسے علماء عرب و عجم کا ذکر کیا جاتا ہے تو مخاطب کو جاهل خیال کرتے اور اُسکي تصدیق پر هرگز آماده نهیں هوتے هیں - حالانکه اگر وہ سیر و سیاحت کے عادي هوتے اور اپنے پهاڑي حدود طے کرکے غیر قوموں سے ملتے ' تو یه جاهلانه و طفلانه خیال اُنمیں پیدا نه هوتا -

لیکن یاد رہے که اُن کے پیش رؤں کا یه حال نه تها - اُنکا مشهور فاضل " براهمهر " برهمنوں کي تعظیم کے بیان میں کهتا ہے: " جب یونانیوں نے باوجود ناپاک هونے کے علوم و فنون میں کمال حاصل کیا اور سب پر بازي لے گئے ' تو اُنکي بهي تعظیم واجب هوگئي - اُن کا درجه بهي برهمن کا درجه هوگیا " !

خود میري حالت یه هوئي که مدت تک اُنکے منجموں کے سامنے زانوے شاگردي ته کرتا رها - کیونکه میں اُنکي زبان اور اُنکے طریقوں سے بے خبر تها - لیکن جب کچهه اُن کي زبان میں دخل پیدا هوگیا تو میں اُنهیں اپنے یهاں کے علوم کي بنا پر اشیاء کي علتوں اور حساب و ریاضي کے براهین سمجهانے لگا - اسپر وہ سخت متعجب هوئے اور استفاده میں باهم پیش قدمي کرنے لگے - بڑي حیرت سے پوچهتے تهے : " هندوستان کے کن کن علماء کو تم نے دیکها ہے؟ کن کن سے فائده اٹهایا ہے؟ " کیونکه اُنکے خیال میں علم ' هندوستان کے سوا کهیں ہے هي نهیں - جب میں نے اُن سے کها که میں پهلي مرتبه اُن سے ملا هوں اور جو کچهه کهه رها هوں ' یه دنیا کے دوسرے حصوں کے علوم هیں ' تو وہ اور زیاده متعجب هوے ' اور بعضوں نے تو مجهے جادوگر سمجهنا شروع کر دیا "

قدیم یونانی ادب کا ایک نمونه

(بلیٹس کا گیت)

(فرانسیسي ترجمے سے اردو میں منتقل کیا گیا)

(میري سهیلي کي شادي)

راستے میں ایک گلاب کے پهول بکهرے پڑے هیں - شمعیں بهي ٹمٹما رهي هیں ... ...

یه میري سهیلي " ملیسا " کي شادي کي رات کا واقعه ہے - میں اپني ماں کے ساتهه گهر لوٹي - اس وقت میرے سر میں خیالات کا هجوم تها :

" آج میري سهیلي کو جو بات نصیب هوئي ہے ' کل مجهے بهي نصیب هوگي " میں خیال کرنے لگي " میں بهي ایسے هي شاندار جلوس میں نکلوں گي - میري رتهه بهي پهولوں سے لدي هوگي ' زیتون کي شاخیں اُسپر سایه کیے هونگي ' بانسریاں بجتي هونگي ' اور میري سهیلیوں کي میٹهي آوازیں سریلي بانسریوں میں مل جائنگي - میں بهي ایک دن اپنے بر کے پهلو میں " ملیسا " کي طرح نگاهیں نیچي کیے بیٹهونگي - مجهپر وہ عجیب راز کهل جائینگے جو یه موقعه اپنے دامن میں چهپائے هوئے ہے ... اسکے بعد؟ ...... یه که میں اپنے بچوں کو اپني دوده بهري چهاتیوں سے لگاؤں گي -

(راز)

... دوسرے دن میں اپني سهیلي سے ملنے گئي - آنکهیں ملتے هي دونوں کے رخسار سرخ هوگئے - وہ مجهے اپنے کمرے میں لے گئي اب هم بالکل اکیلے تهے - مجهے اس سے بهت سي باتیں کهني تهیں - مگر اُسکي صورت دیکهتے هي کچهه یاد نه رها!

میري سهیلي جیسي همیشه سے تهي ' ویسي هي اب بهي ہے - کوئي فرق اس میں نظر نهیں آیا - لیکن یه عجیب بات ہے که میں اُس سے کچهه مرعوب سي تهي - میں اُس سے آنکهه نهیں ملا سکتي تهي -

اچانک میرا ڈر دور هوگیا - میں اُسکے زانو پر بیٹهه گئي - اُسکے کان میں سب باتیں کهدیں - اُس نے بهي اپنا سر میرے سر پر رکهدیا اور پورا راز کهه ڈالا!

(بانسري)

" لیکاسي " نے خوبصورت بانسري مجهے هدیه دي - وہ مجهے بانسري بجانا سکهانے لگا ......

تاریخ و عبر

هندوستان اور حکیم ابو ریحان بیرونی

نو سو برس پہلے هندوستان کي ذهني اور معاشرتی حالت

ایک عرب محقق و سیاح کے مشاهدات و تاثرات

مستشرقین یورپ کي کوششوں سے ابو الریحان محمد بن احمد البیروني کي شهرۂ آفاق کتاب "کتاب الهند" یا "تحقیق ما للهند من مقولة مقبولة في العقل او مرذولة" سنه ۱۸۸۷ میں شائع هوچکي هے - بیروني پانچویں صدي هجري کا مشهور حکیم اور محقق هے - گیارهویں صدي مسیحي کے اوائل یعني اب سے نو سو برس پہلے اس نے هندوستان کي سیاحت کي تهي - یه زمانه سلطان محمود غزنوي کي فتوحات کا تها - محمد بن القاسم کي فتح سنده کے بعد یه پہلا موقعه تها که مسلمان به حیثیت جماعت اندرون هند میں بڑهے - مسلمان ' یہاں کے باشندوں سے نا واقف تهے ' اور هندو ' مسلمانوں سے نا آشنا - بیروني ' هندوستان میں بطور سیاح کے داخل هوا - سنسکرت زبان حاصل کي - هندو علماء کي صحبت میں بیٹها - هندو علوم کي تحصیل کي - اُنکے حالات سے واقف هوا - اور پهر غزني میں بیٹهکر اپني یه جلیل القدر کتاب مرتب کي - اس کتاب کے متعلق بالاتفاق تمام محققین حال کا فیصله هے که اُس عهد کے هندوستان پر اس سے بهتر اور محققانه بیان کسي مصنف کا موجود نہیں - یه کتاب همارے سامنے نو صدي پہلے کا هندوستان پیش کرتي هے - اِس میں زیاده تر بحث هندو فلسفه ' الهیات ' نجوم ' ریاضي وغیره علوم سے کي هے - لیکن ضمناً اُس وقت کي معاشرتي حالت پر بهي بہت کچهه روشني پڑتي هے - ذیل میں هم اُسکے جسته جسته اقتباسات پیش کرتے هیں - اِن سے قارئین الهلال اندازه کر سکینگے که قدیم هندوستان کي معاشرتي ذهنیت کا کیا حال تها ' اور اس طویل مدت میں کتنا کم تغیر اُس میں واقع هوا هے ؟ غالباً کسي ملک کے ذهني اور معاشرتي جمود و تصلب کي اس سے بهتر مثال دنیا میں موجود نہیں -

(هندوستان کے سمجهنے میں دشواریاں)

بیروني نے اپني کتاب کے مقدمه میں وه دشواریاں بیان کي هیں جو غیر قوموں کو هندوستان کے سمجهنے میں پیش آتي تهیں - وه لکهتا هے :

" هندوستاني هم سے اُن تمام باتوں میں مختلف هیں جو قوموں میں اشتراک یا تعارف کا ذریعه هوا کرتي هیں - مثلاً :

(۱) زبان — اگرچه سب قوموں کي زبانیں الگ الگ اور مختلف هیں لیکن هندوستان کي زبان (سنسکرت) عربي کي طرح بہت هي وسیع و دقیق هے - اجنبي کے لیے اُسکي تحصیل ' عربي سے بدرجها زیاده دشوار هے - اِس زبان میں ایک هي چیز کے بہت سے نام اور ایک هي لفظ کے بہت سے معني پیدا هوتے هیں - اُنکا احاطه و ادراک اِس قدر مشکل هے که اسماء و مسمیات کي تمیز بجز خاص ذهانت و قابلیت رکهنے والوں کے ' عام لوگوں کے لیے تقریباً نا ممکن هے - هندو اپني زبان کي اِس پیچیدگي پر اُسي طرح ناز کرتے هیں جس طرح بعض دوسري قومیں کرتي هیں ' حالانکه یه درحقیقت زبان کا عیب هے - نه که خوبي -

هندوستان کي زبان کي دو قسمیں هیں : عامي اور فصیح — عامي ' عوام اور بازاریوں کے استعمال کے لیے هے - فصیح ' علم و ادب اور مجالس سلاطین و حکماء کے لیے - یه اپنے اشتقاق ' تصریف ' نحو کے دقائق ' اور بلاغت کي باریکیوں کي وجه سے اِس قدر مغلق هے ' که ماهر علماء کے سوا اس سے کوئي فائده نہیں اُٹها سکتا -

پهر یه زبان ایسے حروف سے مرکب هے جنمیں سے بعض حروف عربي اور فارسي حروف سے کوئي مشابهت نہیں رکهتے - بلکه یوں کہنا چاهئے که هماري زبانیں اور حلق اُنکے صحیح تلفظ کي قدرت هي نہیں رکهتے - یهي باعث هے که عربي خط میں انکي تحریر نا ممکن هے ' اگرچه نقطوں ' علامتوں ' اور اعراب سے انهیں کتنا هي مقید کردیا جائے -

پهر بعض حروف مستعمل هیں ' بعض متروک - ساتهه هي نقل و صحت کا بهي اُن کے هاں زیاده اهتمام نہیں هے - نتیجه یه هے که کتاب ایک دو نقلوں کے بعد برباد هو جاتي هے ' اور اُس کي زبان ایک نئي زبان بن جاتي هے - عوام کیا خواص بهي اُسے سمجهه نہیں سکتے - خود میرا تجربه هے که میں نے اُنهی کے منهه سے کوئي لفظ سنا ' پهر مزید تائید و تصحیح کے خیال سے اُن کے سامنے دهرایا ' تو میں نے دیکها ' خود اُن کے لیے اُس کا دوباره سمجهنا دشوار هو گیا تها !

ایک اور خصوصیت یه هے که بعض دوسري عجمي زبانوں کي طرح ان کي زبان میں بهي دو تین ساکن حرف ایک ساتهه جمع هو جاتے هیں ' اور اکثر الفاظ میں ابتدا به سکون هے - هماري زبانیں اِس قسم کے الفاظ بولنے کي عادي نہیں - یهي سبب هے که ان کے اکثر الفاظ هم آساني سے بول نہیں سکتے - -

(۲) دیني اختلاف — باشندگان هند هم سے دین میں بهي کلي اختلاف رکهتے هیں - نه اُن کا کوئي عقیده همارے لیے قابل تسلیم هے ' نه همارا کوئي عقیده اُن کے لیے قابل قبول - وه آپس میں بهي مذهبي اختلافات رکهتے هیں - مگر یه اختلافات فرعي هیں - دوسري قوموں سے اُن کا اختلاف اصولي هے - وه سب قوموں کو " ملیچ " (ملیچهه) یعني ناپاک کے لقب سے پکارتے هیں اور اُن سے ملنا جلنا ناجائز سمجهتے هیں - حتی که اُس پاني اور آگ کو بهي نا پاک سمجهتے هیں جو کسي غیر باشندۂ هند کے استعمال میں آگئي هو !

پهر اُن کے خیال میں یه نجاست اِس درجه شدید هے که پاني کي کوئي صورت بهي ممکن نہیں - یه کسي حال میں بهي جائز نہیں که غیر هندو ' اگرچه هندو مذهب کا کتنا هي قائل هوجائے ' اُن میں داخل هوسکے ' یا جو آدمي اُن کے دین سے ایک مرتبه نکل گیا هے ' وه پهر اُس میں لوٹ سکے - اِس صورت حال کا قدرتي نتیجه یه هے که وه تمام دنیا سے بالکل الگ هوگئے هیں - کوئي بندهن بهي همیں اور اُنهیں جوڑنے والا موجود نہیں -

(۳) رسوم و عادات — یه مغایرت اِس درجه شدید هے که وه اپنے بچوں کو هم سے ' همارے لباس سے ' هماري وضع قطع سے ڈرایا کرتے هیں - حتی که همیں شیطنت کي طرف منسوب کرتے هیں - هم سے نفرت اُن کے دلوں میں اِس قدر راسخ هے که خود میں نے اپنے کانوں سے اُنهیں کہتے سنا " تمهاری سر زمین کے ایک بادشاه نے آکر همارا ایک بادشاه مار ڈالا تها - مقتول اپنے پیچهے ایک شیر

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام مَوجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم وادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجے کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرے کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

ميرے دل ميں اُس وقت کوئي عجيب اور نا معلوم اثر پيدا هو رها تها - ليکاسي نے بانسري ميرے هاتهه سے نرمي کے ساتهه لے لي اور بهت هي دهيمي آواز ميں ايک راگ سنايا - ميرا دل زور سے دهڑکنے لگا - ......

همارے پاس کهنے کو کوئي بات نه تهي - هم باري باري بانسري بجا کر دل بهلاتے رہے -

هم بالکل بے خودي کے عالم ميں تهے - اچانک مينڈک چلانے لگے - اب هم چونکے - رات قريب آ پهنچي -

مجهے بهت دير هوگئي هے - ليکن ميں اپني ماں کو يقين دلانے کي کوشش کرونگي که ميں اِس وقت تک اپني کهوئي هوي پيٹي ڈهونڈه رهي تهي !

(جهونپڑا)

ميرا چهوٹا سا جهونپڑا ' جهاں همارا نرم بستر رکها هے ؛ مجهے سب سے زياده پسند هے - وه مجهے اس ليے پسند هے که هم نے اسي ميں اپني سب سے اچهي راتيں بسر کي هيں !

همارا بستر ' درختوں کے پتوں اور پهولوں سے بنا هے - وه بهي مجهے بهت محبوب هے ' کيونکه وه هم دونوں کو جمع کرتا هے !

ميں کبهي کبهي بهت غمگين هو جاتي هوں - يعني جب محبت کے پهلو ميں هوتي هوں ؛ تو اپنے آپ کو بهي بهول جاتي هوں - مجهپر ايک طرح کي غشي سي طاري هو جاتي هے -

(قسم)

" اُس " نے کها :

" جب دريا کا پاني اُبل کر برف آلود پهاڑوں کي چوٹياں چهپا دے "

" جب انسان ' سمندر کي موجوں پر گيهوں اور جو بوکر کاٹنے لگے "

" جب سورج کي روشني ' تاريکي هو جائے "

" جب چاند گر کر چور چور هو جائے "

" تو اُس وقت ميرے ليے بهي روا هوگا که تجهسے منهه موڑ لوں ' اور تجهے بهي حق هوگا که مجهے بالکل بهلا دے ! اے بليٹس ! اے ميري محبت ! "

(رات)

جب رات آجاتي هے اور اندهيرا پهيل جاتا هے ' تو ميں خاموشي کے ساتهه گهر سے نکل جاتي هوں - هرے بهرے ميدانوں ميں پهنچتي هوں - ميرا شوهر وهاں بے خبر پڑا سوتا هے -

کبهي ميں گهنٹوں کهڑي اُسے ديکهتي رهتي هوں - بالکل چپ ' سناٹے ميں ...... ميں اُسے اپنے قريب تنها ديکهکر خوش هوتي هوں - پهر ميں اپنا منه اُسکے منه سے قريب کرتي هوں - کيوں ؟ اسليے که اُسکي سانس کے بوسے لوں !

اُس وقت ستاروں کي چمکيلي آنکهوں کے سوا همیں کوئي نهيں ديکهتا !

صبح هو جاتي هے -

" اِتني جلدي روشني لوٹ آئي ! " ميں اپنے دل سے کهتي هوں کس جگه روشني نهيں پهنچ سکتي ؟ کس غار ميں سورج کي شعاع کبهي دکهائي نهيں ديتي ؟ مجهے اُسکي تلاش هے - تاکه همارا استغراق محبت کبهي ختم نه هو ... همشه کيليے ! سورج کي کرنيں هميں پريشان کرنے نه پائيں -

اقتباسات

ٹراٹزکي اور بد مستي

کون هے جس نے مشهور روسي رهنما اور لينن کے بعد سب سے زياده حيرت انگيز روسي انسان " ٹراٹزکي " کا نام نهيں سنا ؟ يه شخص جس نے اپني انتظامي اور جنگي قابليتوں کا لوها دشمن تک سے منوا ليا هے ' انقلاب روس سے پهلے امريکه ميں ايک معمولي درجه کا بے وقعت اخبار نويس تها اور شهر بوسٹن ميں غريبانه زندگي بسر کرتا تها - اُسي زمانه کا يه واقعه اب اخباروں ميں شايع هوا هے که ايک دن ٹراٹزکي کو شهر کے کوتوال نے اِس جرم ميں گرفتار کرليا که وه سڑکوں پر بدمست پهر رها تها - چنانچه ۲۴ گهنٹه قيد ميں رکها گيا -

اُس وقت کوتوال کو کيا معلوم تها که اُسکا يهي قيدي عنقريب دنيا کے مشهور انسانوں ميں شمار کيا جايگا ؟ (السياسه)

(هنسي)

مشهور فرانسيسي مصنف زيپلے کهتا هے :

" هنسي ' انسان کا ايک امتيازي وصف هے "

يه قول بالکل صحيح هے - بهت سے قديم فلاسفه بهي يهي کهه چکے هيں - هنسي اور مسکراهٹ ' دو الگ الگ چيزيں هيں - هنسي کي بهي کئي قسميں هيں : گونجنے والي هنسي ' خشک هنسي ' کهوکهلي هنسي ...

هنسي کا خاصه انسان ميں بے فائده نهيں هے - هنسي ميں بهت سے جسماني فوائد هيں - دل کهولکر هنسنے کے بعد انسان کو سانس لينے ميں بهت آرام محسوس هوتا هے - کيونکه جس طرح دوڑنے کے بعد پهيپهڑونکي هوا صاف هوجاتي هے ' اُسي طرح هنسنے کے بعد اسکي حالت هوتي هے - پهر هنسي کا اعضاء هضم يعني معده و جگر وغيره پر بهي بهت اچها اثر پڑتا هے - پيٹ بهرکے کهانے کے بعد هنسي غير معمولي سرعت سے کهانا هضم هونے ميں مدد ديتي هے - اسي لئے دسترخوان پر هنسنے هنسانے والي باتيں کرنا مستحسن هے ' اور اسي ليے تنها بيٹهه کر کهانا ناپسند کيا جاتا هے ' کيونکه اس کا نتيجه بسا اوقات يه هوتا هے که انسان ضعف معده يا دائمي قبض ميں مبتلا هوجاتا هے - لقمه منهه ميں ليکر هنسنا نهيں چاهيے ' ورنه آلات تنفس ميں لقمه کے اجزاء اٹک جانے کا انديشه هے - اگر کبهي ايسي صورت پيش آ جائے تو پيٹهه پر زور سے گهونسا نهيں مارنا چاهيے ' کيونکه يه سخت خطرناک هے -

هنسي پورے نظام عصبي کے ليے مفيد هے - جب انسان هر خوشي کے موقعه پر هنسنے کا عادي هو جاتا هے تو اُسے هر مرتبه هنسنے ميں خوشي حاصل هونے لگتي هے - البته بلا وجه هنسنا حماقت هے -

ليکن آخر هم هنستے کيوں هيں ؟ جو باتيں ايک شخص کو هنساتي هيں ' بسا اوقات دوسرے کو نهيں هنساتيں - اس کا جواب مشکل هے !

(سنڈے ريوير)

* * *

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سی قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا چاہئے!

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کیجا سکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟

سنہ ۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہی۔ ۱۲ر (مینیجر الہلال کلکتہ)

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصول ڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

عالی جم گلفن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم [illegible] جرمن میڈ
ننھے ننھے عورتوں کی خوشنما فینسی [illegible] قیمت [illegible] سات روپیہ [illegible] محصول ڈاک پیکنگ [illegible]	اصل سوئس کی خوبصورت مضبوط [illegible] قیمت [illegible] پانچ روپے [illegible] محصول ڈاک پیکنگ [illegible]	دیکھنے میں خوبصورت چال کا اچھا [illegible] مضبوط ٹائم کا سچا [illegible] قیمت دو روپے [illegible] محصول ڈاک پیکنگ [illegible]

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائینگی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہی اور یہ رعایت بھی وقت تک [illegible] جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں ہیں [illegible] کے بعد ہم نہیں دے سکینگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہو سکے

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدار کیلئے کوئی رعایت نہیں ہی۔ اُن سے گھڑی کی قیمت مندرجہ بالا لی جائیگی اور محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی اُن کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ امریکن واچ ہوس اسٹاکسٹ ولیسٹ اینڈ واچ کمپنی نمبر ۸۳ مقام دہلی

فدائیان اسلام پر مضامین کا ہجوم

کیوں ہی؟

اگر آپ کو قوم کے ظاہری و باطنی امراض اور انکے علاج کا علم حاصل کرنا ہے تو الجمعیۃ ملاحظہ فرمائیے

"الجمعیۃ" تمام ہندوستان میں ایک ہی اخبار ہی جو علما کی زبان کہلانے کا مستحق ہی اور جسکا اہم ترین مقصد ملت بیضا کی محافظت ہی۔ مقدس مذہب اسلام کے خلاف حملوں کا دندان شکن جواب دینا اور واقعات کی محققانہ تنقید اس کا مخصوص طریقہ ہی

اس زمانے میں اجتماعی اور تمدنی زندگی کے لئے اخبار بھی ایک ضروری چیز ہوگیا ہی اور ہر قوم کو اپنی تمدنی زندگی قائم رکھنے کے لئے اسکی حاجت ہی۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہی کہ وہ مذہب کی حفاظت کے فریضے کو تمام فرائض سے اہم سمجھیں اور اس اخبار کو جو مذہب کا محافظ ہی اور صلاح قوم کا علمبردار بھی اشاعت اور ترقی کے اعلی درجے پر پہنچا دیں حق کی آواز جسقدر کثرت سے لوگوں کے کان میں جائے اسیقدر کامیابی ہی

اخبار الجمعیۃ کی پانچ (۵) خصوصیات

(۱) تمام سیاسی و مذہبی مسائل پر عالمانہ و فاضلانہ بحث کرتا ہی۔

(۲) تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق مسلسل مضامین شائع کرکے مخالفین اسلام کو خاموش کرتا ہی۔

(۳) عربی، فارسی، اور انگریزی اخبارات کے تراجم پیش کرتا ہی۔

(۴) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کے فتاوے کی اشاعت کرتا ہی۔

(۵) ایک کالم تفریح کا بھی ہوتا ہی جس سے اسکی دلچسپی میں اندازاً اضافہ ہوتا ہی۔

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہی۔ چندہ سالانہ چھ روپیہ۔ (للعہ/)

ششماہی تین روپئے بارہ آنے (سے/۳)

مینیجر "الجمعیۃ" دہلی

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۱۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب و ملت ہر دلعزیزی و شہرت مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جس کو چشم بد (حاسدوں) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں ان سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدر دانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع بر اعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا ان سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اختلاج قلب، درد سر و دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایات کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہری طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اسکی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا امید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہے۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں، دو آنے (۲ر) فی روپیہ کمیشن دیا جائے گا۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا

آپ شربت خریدتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی سے ہی مل سکتا ہے۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو
یاد رکھئے
کہ آپ کو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام
شہروں، سوسائٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات
اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپ کو مطلع کرے نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات
حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے
ایسی مکمل گائڈ بک صرف ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
The Dunlop Guide to Great Britain
کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں
کے
بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپکو
دمہ
(ضیق النفس)
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہو تو
تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان
سے فوراً ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا منگوا کر
استعمال کیجئے

انگلستان	پر	۴۴۶	ملین (ایک ملین-۱۰ لاکھ)	ڈالر تقریباً ۳ روپیہ
فرانس	〃	۳۸۴۴	〃	〃
اٹلی	〃	۱۹۳۲	〃	〃
بلجیم	〃	۴۲۷	〃	〃
روس	〃	۲۳۲	〃	〃
پولینڈ	〃	۱۵۳	〃	〃
جوگوسلاویا	〃	۱۰۶	〃	〃

امریکہ میں الحاد کی مقبولیت

الحادی انجمنوں کی دعوت و تبلیغ

اسوقت آمریکہ میں سب سے زیادہ طاقتور اور مقبول دعوت الحاد اور ترک ادیان کی دعوت ہے۔ ملحدانہ خیالات دنیا میں قدیم زمانوں سے موجود ہیں اور دنیا کے نئے علمی دَور نے مذہبی عقائد کا قدیم رسوخ متزلزل کردیا ہے، تاہم اسوقت تک کسی ملک میں بھی الحاد عوام میں مقبولیت حاصل نہ کرسکا، اور عامۃ الناس کا میلان مذہب ہی کی طرف رہا مگر اب آمریکہ میں الحاد ایک عام پسند دعوت کی حیثیت اختیار کررہا ہے اور روز بروز اُس کی جماعتیں زیادہ قوت و رواج حاصل کررہی ہیں۔ آمریکہ کے کالج اور یونیورسٹیاں اس دعوت کی اشاعت و تبلیغ کا سب سے بڑا میدان ہیں۔ انھی میدانوں میں قوم کے دل و دماغ طیار ہوتے ہیں، اور اگر یہ الحاد کی اشاعت و تبلیغ کا مرکز بن گئے ہیں، تو ظاہر ہے کہ آمریکی دل و دماغ کا سانچا اب مذہب کا نہیں بلکہ الحاد کا سانچا ہے!

مشہور امریکی اخبار "ورلڈ" نے اس ملحدانہ تحریک کی تحقیقات کے لئے اپنا ایک خاص نمائندہ مقرر کیا تھا۔ اسنے ۱۰ مہینے دَورہ کرکے اپنا مفصل بیان شائع کردیا ہے۔ ہم اس بیان کے بعض اہم نقاط پر نظر ڈالیں گے۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دہریت عام کرنے کے لئے ایک نہایت طاقتور انجمن موجود ہے۔ یہ انجمن اسوقت تک ۲۰ کالجوں اور تین یونیورسٹیوں میں اپنی باقاعدہ شاخیں قائم کرچکی ہے۔ نیز آمریکی جنگی بیڑہ کے افسروں اور سپاہیوں میں بھی اُسنے بہت اثر پیدا کرلیا ہے۔ آمریکہ کے بیشمار اساتذہ انجمن کے ممبر ہیں اور اُس کے مقاصد پھیلا رہے ہیں۔

سب سے پہلے جس یونیورسٹی نے علانیہ الحاد کو اپنا مذہب قرار دیا، وہ صوبۂ نیویارک کی روچسٹر یونیورسٹی ہے۔ اسنے باضابطہ طور پر انجمن الحاد کی رکنیت قبول کرلی ہے اور اپنے دائرے میں اُس کی شاخ قائم کردی ہے۔ اس شاخ کا نام عجیب ہے "ملعون ارواح والوں کی انجمن" اس نام نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ اب تمام الحادی مدارس کے طالب علموں نے یہی نام اختیار کرلیا ہے۔ اسی قسم کے کئی اور نام بھی مختلف شاخوں نے تجویز کئے ہیں۔ مثلاً نیویارک کی ایک الحادی کمیٹی کا نام ہے "اُن لوگوں کی انجمن جن کا کوئی خدا نہیں ہے" فیلاڈلفیا کی ایک انجمن کا نام "سیاہ بھیڑوں کی انجمن" ہے۔ ایک اور شاخ "شیطان کے فرشتوں" کے نام سے مشہور ہے۔ ایک انجمن "دائرۂ کفار" کہلاتی ہے۔ ایک دوسری جماعت اپنے آپ کو "ملعون روحوں کی جماعت" کہتی ہے، اور اس کے صدر کا لقب "اعلیٰ حضرت شیطنت پناہ" ہے!

انجمن الحاد حسب ذیل اصول کی تبلیغ کرتی ہے:

۱۔ عقل کے سوا کوئی خدا نہیں۔
۲۔ آسمانی کتابوں میں جتنے قصے مذکور ہیں، محض بے بنیاد افسانے ہیں۔
۳۔ جنت، دوزخ کا کوئی وجود نہیں۔
۴۔ دین، طبیعت سے ما ورا امور کی پرستش کا نام ہے، اور ایسے امور کا کوئی وجود نہیں۔ اس لئے اُسے مٹا دینا چاہئے۔
۵۔ کلیسا کا نظام، دنیا کے لئے خطرہ ہے۔

حکومت سے اُس کے مطالبے حسب ذیل ہیں:

۱۔ تمام گرجوں پر بلا کسی امتیاز کے محصول مقرر کرنا چاہئے۔
۲۔ سرکاری عہدوں پر اور مجلس خواص اور مجلس عوام میں جتنے بھی پادری ہیں، سب نکال دئے جائیں۔
۳۔ مذہبی انجمنوں کو کوئی مالی مدد نہ دی جائے۔
۴۔ تمام مدارس میں دینی تعلیم ممنوع قرار دی جائے۔
۵۔ ہر قسم کے دینی رسوم اور تہوار موقوف کردئے جائیں۔
۶۔ توراۃ و انجیل کی قسم ناجائز قرار دی جائے۔
۷۔ اتوار کو مذہبی دن تسلیم نہ کیا جائے۔
۸۔ وہ تمام دینی فرائض و شعائر منسوخ کردئے جائیں جنھیں دینی فضائل و حسنات خیال کیا جاتا ہے۔ اُن کی جگہ صحیح آداب اور آزادی و مساوات کے اصول عام کئے جائیں۔
۹۔ امریکی سکے پر سے یہ عبارت محو کردی جائے "خدا پر ہمارا توکل ہے"

اخبار "ورلڈ" کے خاص نمائندے نے اپنی تحقیقات کے دوران میں ان لوگوں سے ملاقاتیں کیں جو اس دعوت کے رہنما ہیں۔ انجمن الحاد کے ناظم مسٹر ہوپ ووڈ نے اپنی گفتگو میں کہا:

"ہم جانتے ہیں کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں میں ایک بہت بڑی جماعت ہے جو الحاد قبول کرچکی ہے مگر خوف سے اعلان نہیں کرتی۔ خاموشی اور سکون سے اپنے دائرے میں اُس کی تبلیغ و اشاعت کررہی ہے"

ایک اور بڑے ملحد نے کہا

"خدا پر ایمان، اب ایک فرسودہ عقیدہ ہے اور موجودہ تمدن صحیح کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ جن کتابوں کو آسمانی کتابیں خیال کیا جاتا ہے خرافات و قصص سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اگر ہم ان کتابوں پر عمل کرینگے تو اپنے ہاتھوں اپنی قدر کھودیں گے اور اپنی خوشی سے پاگلوں کے زمرے میں داخل ہوجائینگے۔ مزید برآں، ان نام نہاد آسمانی کتابوں میں ایسے فحش قصے درج ہیں جنھیں کوئی با اخلاق آدمی پڑھنا گوارا نہیں کرسکتا (موجودہ توراۃ کے بعض مضامین کی طرف اشارہ ہے) موجودہ علم، دین کی بیخ کنی کررہا ہے۔ علماء وقت، جدید ترین علمی افکار کی اشاعت کرکے تحریک الحاد کی عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ انجمن الحاد نے حال میں چند سوالات شائع کئے تھے۔ انکے جوابوں سے معلوم ہوا کہ ۷۰ فیصدی علماء عصر، ملحد ہیں، یا کم از کم لا ادری ہیں۔ اُن کی تعلیم کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ خدا، روح، اور ابدیت کے اعتقاد سے انکار کیا جائے"

انڈیانا یونیورسٹی سے ایک رسالہ "واگا بونڈ" نام شائع ہوتا ہے یہ اس درسگاہ کے ملحد طالب علموں کا ترجمان افکار ہے۔ اسکے محرر نے پچھلی اشاعت میں اپنے دستخط سے ایک مضمون "میں ملحد کیوں ہوں؟" کی سرخی سے شائع کیا ہے۔ اسمیں وہ لکھتا ہے:

"خدا کا عقیدہ بھی فیشن کا حکم رکھتا ہے۔ آج ایک عقیدہ مقبول ہوتا ہے، کل دوسرا اُس کی جگہ لے لیتا ہے۔ ایک زمانہ میں زفس کا نام یونان میں آدمیوں کے دل ہلا دیتا تھا۔ یہ یونان کا سب سے بڑا معبود تھا۔ اسی طرح بیعوبیل (دمشقی) کے سامنے رومانیوں کے سر بیعت و اجلال سے خم ہوجاتے تھے۔ لیکن آج دنیا ان ناموں پر ہنستی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ تاریخ اپنا اعادہ کرتی رہتی ہے تو ہمیں یقین کرنا چاہئے کہ وہ زمانہ دُور نہیں جب "یہواہ" (عبرانی میں خدا کا نام) بھی اپنی تمام عظمت کھوکر مضحکہ بن جائے گا!"

یہ تحریک صرف مَردوں ہی میں نہیں بلکہ عورتوں میں بھی عام ہو رہی ہے۔ متعدد الحادی انجمنوں کی صدر، عورتیں ہیں چنانچہ مینیسوٹا کی انجمن کی صدر مس کرسٹن واکر ہے۔ اس کی عمر ۱۸ برس کی ہے تین سال پہلے بہت سخت مذہبی تھی، لیکن اب سرگرم ملحد ہے۔ اسی طرح مغربی صوبوں میں ایک سترہ برس کی دوشیزہ اس تحریک کی قائد ہے۔ اس کا نام کوئن رسکو ہے۔ اسی نام سے وہ ایک رسالہ بھی نکالتی ہے۔ یہ رسالہ الحاد کی تبلیغ میں بہت پیش پیش ہے۔ اس کا مقولہ ہے "جو شخص بھی خدا پر یقین رکھتا ہے، مزید ہے کہ اُس کے عقلی قوا میں خلل ہو!"

آمریکہ کے سیاسی مدبر اس الحادی طوفان سے سخت خائف ہیں اور اس کی مقاومت کی تدبیروں پر غور کررہے ہیں۔

ترکی قالین

ترکی کے قالین دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ پچھلے چند سال سے یونانی تاجروں نے یہ پروپیگنڈا جاری کر رکھا ہے کہ قالین بافی کی صنعت ٹرکی کے یونانیوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ جب جلا وطن کردئے گئے ہیں، یہ صنعت بھی ٹرکی سے یونان میں چلی گئی ہے۔ اس پروپیگنڈا نے بالآخر ترکی حکومت کی توجہ اپنی طرف منعطف کی۔ چنانچہ اُسنے اس بارے میں ایک بیان شائع کیا ہے۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ علاقۂ سمرنا میں (جو اس صنعت کا مرکز ہے) جنگ سے پہلے ۲۹۰۸ کارخانے قالین سازی کے تھے۔ اُن میں ۲۰۵۲۰ ترک، اور ۳۰۷۵ یونانی اور آرمنی کاریگر کام کرتے تھے۔ یعنی اُسوقت بھی ترک کاریگروں کی تعداد یونانیوں اور آرمنوں کی تعداد سے تقریباً سات گنی تھی۔

ان دونوں قوموں کے اخراج کے بعد اس صنعت کا کیا حال ہوا؟ کیا وہ باقی نہیں رہی جیسا کہ یونانی کہتے ہیں؟

نہیں۔ کیونکہ اس سرکاری بیان میں مذکور ہے کہ باوجود جنگ کی بربادیوں کے یہ صنعت برابر ترقی کرتی رہی ہے ۱۹۲۶ء میں ۱۱۳۰۵ کارخانے تھے جن میں اسوقت ۳۰۱۹۴ ترک کاریگر کام کررہے ہیں۔ جنگ سے پہلے ۹۹۰۶۸۰ ہاتھ مربع قالین ہر سال بنتے تھے لیکن ۱۹۲۶ء میں اُن کی مقدار ۹۲۴۴۸۱۱ ہاتھ مربع تک پہنچ گئی۔ اس سے ٹرکی کی صنعتی ترقی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

خدیو عباس کے مقدمہ کا فیصلہ

قسطنطنیہ میں کسی شخص کو بھی شبہ نہ تھا کہ خدیو عباس اپنے مقدمہ میں کامیاب ہونگے۔ لیکن افسوس ہے کہ عدالت کا فیصلہ اُنکے خلاف صادر ہوا: "موجودہ عدالت کو اس دعوے پر غور کرنے کا کوئی حق نہیں ہے" ججوں کا متفقہ فیصلہ یہ ہے۔ یعنی عدالت نے انگریزی وکیل کی منطق تسلیم کرلی، اور اپنے آپ کو ایسے مقدمات کے فیصلہ کا مختار نہیں سمجھا۔ عدالت نے مدعی سے مدعا علیہ کو ۵۰۰ ترکی پونڈ مصارف مقدمہ بھی دلائے ہیں!

اس فیصلہ پر ٹرکی کے اخبارات سخت برہم ہیں اور اسے صریح ناانصافی پر محمول کررہے ہیں۔ اس فیصلہ نے ایک نئی تحریک پیدا کردی ہے، اخبارات زور دے رہے ہیں کہ اس قسم کی مخلوط عدالتیں آئندہ قطعی موقوف کردیجائیں، کیونکہ وہ انصاف نہیں کرسکتیں۔ اُنھیں سیاسی مصالح سے دب جانا پڑتا ہے (مقتبس از جرائد عربیہ و ترکیہ)

برید فرنگ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ

بین الاقوامی سیاست سے علیحدگی

۲ر دسمبر ۱۸۲۳ء میں یعنی آج سے ایک سو چار برس پہلے ولایات متحدہ آمریکہ کے پانچویں صدر جیمس مونرو نے آمریکہ کی مجلس حکومت (سینٹ) کے سامنے ایک تقریر کی تھی۔ یہ تقریر بعد میں تاریخی تقریر بن گئی اور اس نے عظیم الشان سیاسی نتائج پیدا کئے۔ اس تقریر میں پریسیڈنٹ نے امریکہ کی خارجی حکمت عملی کے لئے ایک اصول پیش کیا تھا جو بعد میں "مذہب مونرو" کے نام سے مشہور ہوا۔ اس اصول کا منشا یہ تھا کہ "آمریکہ کو اپنے معاملات خود ہی طے کرنے چاہیئں اور کسی بیرونی سلطنت کو اُن میں مداخلت کا موقعہ نہیں دینا چاہئے"۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ براعظم امریکہ تمام دوسرے براعظموں سے الگ تھلگ رہ کر اپنے لئے ایک مخصوص اور مستقل سیاسی دنیا پیدا کرلے۔

چونکہ ولایات متحدہ آمریکہ اپنے براعظم میں سب سے زیادہ آباد، مالدار اور طاقتور جمہوریت ہے، اس لئے دوسرے براعظموں سے الگ تھلگ ہوجانے کی وجہ سے اُسے آمریکہ کے تمام دوسری جمہوریتوں پر ایک طرح کی فوقیت یا وصایت (منڈیٹ) حاصل ہوگئی ہے اور اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے متعدد موقعوں پر وہ دوسری جمہوریتوں کے معاملات میں مداخلت بھی کرچکی ہے۔ چنانچہ ۱۸۶۷ء میں جب فرانس اور میکسیکو میں نزاع ہوئی، اور پھر جب ۱۸۹۸ء میں اسپین اور کیوبا کا معاملہ پیش آیا، تو ولایات متحدہ نے اسی اصل کی بنا پر عملاً مداخلت کی۔ مونرو سے پہلے صدر واشنگٹن نے بھی اپنے ہم وطنوں کو یہی نصیحت کی تھی کہ یورپی سلطنتوں سے اس طرح کے معاہدات نہ کریں جن سے امریکہ کی بین الاقوامی سیاست سے علیحدگی کی حالت میں خلل پیدا ہونے کا امکان ہو۔

یہی وہ قاعدہ تھا جس کی بنا پر عالمگیر جنگ کے بعد مجلس صلح کے موقعہ پر آمریکہ میں سخت اختلاف آراء پیدا ہوگیا۔ ڈاکٹر ولسن اور اُنکے ہم خیالوں کی رائے تھی کہ اب آمریکہ کو گوشۂ تنہائی سے نکل کر دنیا کی بین الاقوامی سیاست میں حصہ لینا چاہئے۔ لیکن مذکورۂ بالا قاعدہ کے معتقد اس کے مخالف تھے۔ وہ کہتے تھے آمریکہ کو بدستور بین الاقوامی سیاست سے علیحدہ رہنا چاہئے۔ بالآخر دوسری جماعت ہی کو فتح حاصل ہوئی کیونکہ آمریکہ کی عام رائے اُنہی کے حق میں تھی۔ ڈاکٹر ولسن کو اپنی شکست کا اعتراف کرلینا پڑا۔

بلاشبہ اس اختلاف میں ڈاکٹر ولسن کو شکست ہوئی اور پرانا قاعدہ بدستور برقرار رہا۔ لیکن یہ سوال بہرحال ہمیشہ معرض بحث میں رہے گا کہ آخر آمریکہ کب تک دنیا کے سیاست سے علیحدہ رہ سکیگا؟ بلکہ یوں کہنا چاہئے حوادث کا سیلاب اُسے کب تک اُسکی جگہ پر چھوڑے رکھ سکیگا؟ ظاہر ہے، جنگ کے بعد دنیا کے سیاسی اور اقتصادی حالات میں انقلاب عظیم ہوگیا ہے، آمریکہ کی تجارت بھی بیحد وسیع ہوگئی ہے، ایسی حالت میں کیونکر ممکن ہے کہ مذہب مونرو کے حامی زیادہ عرصہ تک اپنی استقامت رائے قائم رکھ سکیں؟

امریکی صدر جمہوریت

ولایات متحدہ آمریکہ کا نظام حکومت، انگلستان اور فرانس وغیرہ ممالک کے نظام سے بہت مختلف ہے۔ دنیا میں کسی صدر جمہوریت کو اتنے اختیارات حاصل نہیں ہیں جتنے آمریکی صدر جمہوریت کو ہیں۔ شاہ انگلستان اور صدر جمہوریۂ فرانس قریب قریب جملہ اختیارات سے محروم ہیں۔ لیکن آمریکہ کے صدر کے ہاتھ میں وسیع اختیارات ہوتے ہیں خصوصاً جنگ یا دوسرے نازک موقعوں پر اُسے تقریباً مطلق العنان حاکم کی حیثیت از روئے قانون حاصل ہوجاتی ہے۔

دنیا کی دوسری حکومتوں کی طرح آمریکہ میں وزیر اعظم کا عہدہ نہیں ہے۔ صدر جمہوریت ہی اپنے مددگاروں کی مجلس کا رئیس ہوتا ہے لیکن ان مددگاروں کو مجلس حکومت (سینٹ) اور مجلس خواص میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ صدر آمریکہ اور صدر فرانس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ آخر الذکر کا انتخاب، عوام اور خواص کی دونوں مجلسیں یکجا ہوکر کرتی ہیں۔ لیکن امریکی صدر کا انتخاب اس طرح ہوتا ہے کہ ہر ریاست خاص اس غرض کے لئے اپنے نمائندے مقرر کردیتی ہے۔ یہ نمائندے اپنی اپنی ریاستوں کے صدر مقام میں جمع ہوتے ہیں اور صدر جمہوریت کے لئے کسی شخص کا انتخاب کرتے ہیں۔ تمام ولایتوں کے سربمہر اصوات (ووٹس) پایۂ تخت واشنگٹن بھیجدیئے جاتے ہیں۔ پھر واشنگٹن کی دونوں مجلسیں جمع ہوکر ان اصوات کا شمار کرتی ہیں اور ۴ سال کے لئے صدر جمہوریت کا اعلان کردیتی ہیں۔

صدر جمہوریت آمریکہ کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اُس کی عمر کم سے کم ۳۵ سال کی ہو، اُس نے کم سے کم ۱۴ برس آمریکہ میں گذارے ہوں، اور اس ملک کا مستقل باشندہ ہو۔ صدر جمہوریۂ فرانس کے برخلاف آمریکہ کے صدر کا ایک نائب بھی ہوتا ہے۔ اور اپنی مدت کے دوران میں صدر کے فوت ہوجانے، یا مستعفی ہوجانے یا اپنے فرائض نہ ادا کرسکنے کی حالت میں نائب صدر اُس کی جگہ کام کرتا ہے اور صدر کا نیا انتخاب نہیں ہوتا۔ صدر کی موجودگی میں نائب صدر کا کام صرف اس قدر ہوتا ہے کہ وہ مجلس خواص کی صدارت کرتا ہے۔

ولایات متحدہ

جمہوریہ آمریکہ ۴۸ ریاستوں سے مرکب ہے ہر ریاست میں دو مجلسیں ہیں اُنکا کام اندرون ریاست میں قانون بنانا اور حکومت کرنا ہے۔ لیکن تمام ریاستوں کے مشترک اور عام معاملات نیز خارجی سیاست، جمہوریت کے مرکزی مقام واشنگٹن کی دونوں مجلسوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ مجلس عوام کے ممبروں کی تعداد ۴۳۵ ہوتی ہے جو ہر دو برس میں ایک مرتبہ منتخب ہوتے ہیں۔ مجلس خواص میں ۹۶ ممبر ہوتے ہیں۔ یعنی ہر ریاست کی طرف سے عام اس سے کہ اُس کی آبادی کم ہو یا زیادہ، دو دو نمائندے ہوتے ہیں۔ ان کی مدت ۶ سال ہوتی ہے مگر ہر دو سال بعد ان میں سے ایک تہائی کا انتخاب از سر نو ہوا کرتا ہے اور اس طرح ۶ سال کے اندر نئی مجلس پیدا ہوجاتی ہے۔ مجلس خواص صدر جمہوریت کے ساتھ معاہدے منظور کرنے میں شریک ہوتی ہے۔ بغیر اُس کی منظوری کے کوئی معاہدہ جائز نہیں ہوسکتا۔

آمریکہ کے بیرونی مقبوضات

ایک طرف جمہوریۂ آمریکہ، دول یورپ کو آمریکہ کے معاملات میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ دوسری طرف خود بھی ملک گیری کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے اور براعظم امریکہ کے باہر بھی نوآبادیاں رکھتی ہے!

(۱) جزیرۂ کوبا کا شمار اگرچہ ماتحت ممالک میں نہیں ہے لیکن عملاً آمریکہ ہی کی اُس پر حکومت ہے۔ اس جزیرہ کی آبادی ۲۹،۰۰،۰۰۰ ہے۔

(۲) الاسکا ایک وسیع علاقہ ہے مگر آبادی ۵۵،۰۰۰ سے زیادہ نہیں ہے۔ اسمیں شکار کے جانور اور قیمتی کانیں بہت ہیں۔

(۳) پورٹوریکو۔ اس کی آبادی ۱۲،۳۰،۰۰۰ ہے۔ یہاں قہوہ، تمباکو اور شکر کی پیداوار بہت ہے۔

(۴) جزائر ہاوائی۔ آبادی ۲۵۵،۰۰۰۔ اکثر باشندے زرد رنگ کے ہیں، قہوہ، چاول، اور کیلا بہت پیدا ہوتا ہے۔

(۵) جزائر فلپائن وسیع علاقہ ہے۔ آبادی ایک کروڑ ہے۔

امریکہ اور باقی دنیا کا مقابلہ

ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا کہ کرۂ ارض میں مختلف حیثیتوں سے آمریکہ کا درجہ کیا ہے:

دنیا کے مجموعی رقبہ میں آمریکہ کا رقبہ

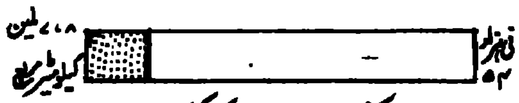

دنیا کی مجموعی آبادی میں آمریکہ کی آبادی

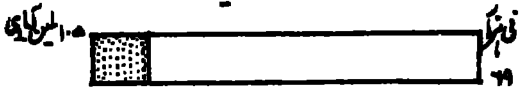

دنیا کی مجموعی پیداوار میں آمریکہ کی پیداوار

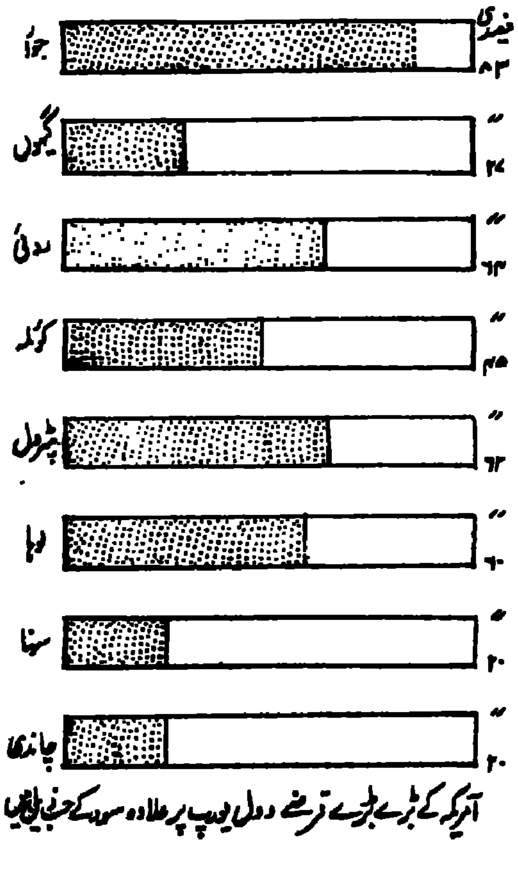

آمریکہ کے بڑے بڑے قرضے دول یورپ پر علاوہ سود کے حسب ذیل ہیں

اگر ہم مر جائینگے تو کیا کوئی بھی ہمیشہ زندہ رہیگا۔ کیا موت کسی کے لئے کوئی عیب ہو؟

(استیعاب)

وفات

عین وفات کے وقت یہ شعر پڑھے:

الا لیتنی لم أغن فی الملک ساعۃ   ولم اک فی اللذات أعشی النواظر
کاش میں نے کبھی سلطنت نہ کی ہوتی! کاش لذتیں حاصل کرنے میں میں اندھا نہ ہوتا!

وکنت کذی طمرین عاش ببلغۃ   لیالی حتی زار ضنک المقابر
کاش میں اُس فقیر کی طرح ہوتا جو تھوڑے پر زندہ رہتا ہو!

(عقد الفرید)

یزید کا مرثیہ

یزید نے مرثیہ کے یہ شعر کہے تھے:

جاء البرید بقرطاس یخب بہ   فاوجس القلب من قرطاسہ فزعا
قاصد خط لئے دوڑتا ہوا آیا، تو قلب خوف زدہ ہوگیا۔

قلنا لک الویل ماذا فی کتابکم   قالوا الخلیفۃ امسی مثبتا وجعا
ہم نے کہا تیری ہلاکت! خط میں کیا ہے؟ کہنے لگا خلیفہ سخت بیماری اور تکلیف میں ہے۔

فمادت الارض او کادت تمید بنا   کأن أغبر من ارکانہا انقلعا
قریب تھا زمین ہمیں لیکر جھک جائے۔ گویا اُس کا کوئی ستون اکھڑ گیا ہو

اودی ابن ہند واودی المجد یتبعہ   کانا جمیعا فظلا یسریان معا
ہند کا لڑکا (معاویہ) مرگیا اور عزت بھی مرگئی۔ دونوں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے اب بھی دونوں ساتھ چلے جارہے ہیں۔

لا یرفع الناس ما اوہی وان جہدوا   ان یرفعوہ ولا یوہون ما رفعا
جو گر رہا ہے اُسے آدمی لاکھ کوشش کریں اُٹھا نہیں سکتے اور جو اُٹھ رہا ہے اُسے لاکھ چاہیں گرا نہیں سکتے۔

اغر ابلج یستسقی الغمام بہ   لو قارع الناس عن احلامہم قرعا
مبارک و خوبصورت جس کے واسطے سے باران رحمت طلب کیا جاتا ہے۔ اگر لوگوں کی عقلوں کا امتحان ہو تو وہ سب پر بازی لے جائیگا۔

(استیعاب۔ طبری)

یزید کا خطبہ

تین دن یزید گھر سے نہیں نکلا۔ پھر مسجد میں آیا اور حسب ذیل خطبہ دیا:

"تمام ستائش اُس خدا کے لئے ہے جو اپنی مشیئت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے محروم کردیتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے، کسی کو ذلت دیتا ہے۔ لوگو! معاویہ، خدا کی رسیّوں میں سے ایک رسی تھا۔ جب تک خدا نے چاہا اُسے دراز کیا پھر اُسے اپنی مشیئت سے کاٹ ڈالا۔ معاویہ اپنے پیش رووں سے کمتر اور بعد والوں سے بہتر تھا۔ میں اُسے پاک ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرونگا۔ اب وہ اپنے رب کے پاس پہنچ گیا ہے اگر اُس سے درگزر کرے تو یہ اُس کی رحمت ہے اگر اُسے عذاب دے تو یہ اُس کے گناہ کا عذاب ہوگا۔ میں اُس کے بعد برسر حکومت آیا ہوں۔ نہ سرکش ہوں نہ کمزور ہوں۔ جلد بازی نہ کرو۔ اگر خدا کوئی بات ناپسند کرتا ہے، بدل ڈالتا ہے۔ اگر پسند کرتا ہے تو آسان کردیتا ہے"

برید شرق

مکتوب آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

ایشیائے کوچک اور یورپ کا اتصال۔ ٹرکی میں اشاعت اسلام۔ ۲۳ر جولائی کی عید۔ ترکی موسیقی یا مغربی موسیقی؟۔ غازی مصطفےٰ کمال کا سفر آدرنہ۔ درۂ دانیال کی قلعہ بندی

ایشیا اور یورپ کا اتصال

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا سفر آستانہ، محض تفریح کے لئے نہ تھا بلکہ وہ برابر اہم مسائل کے حل میں مصروف رہے۔ ایک ضروری مسئلہ یہ بھی تھا کہ یورپین ٹرکی کو ایشیائے کوچک سے متصل کردیا جائے۔

چنانچہ اس بارے میں دو تجویزیں زیر غور ہیں۔ ایک یہ کہ باسفورس پر ایک عظیم معلق پل تعمیر کیا جائے۔ یہ پل اُسی طرح کا ہوگا جیسا بروکلین کا پل ہے، جو اس جزیرے کو نیویارک سے متصل کرتا ہے۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ باسفورس کے نیچے سرنگ کھودی جائے اور اُس میں برقی ریلوے جاری ہو۔ مبصرین کا رجحان اسی آخری تجویز کی طرف ہے۔ ترکی میزانیہ میں اس غرض کے لئے ایک رقم موجود ہے۔ مگر وہ ناکافی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کسی جرمن کمپنی کو اس کا ٹھیکہ دیا جائے گا۔ جب یہ پل یا زمین دوز ریل جاری ہوجائے گی تو ایشیائے کوچک سے یورپین ٹرکی بالکل متصل ہوجائے گا اور نقل و حرکت میں بڑی سہولت ہوجائے گی۔

ٹرکی میں اشاعت اسلام

ادہر کچھ مدت سے اُن لوگوں کے لئے دقتیں پیش آرہی تھیں، جو دین اسلام قبول کرنا چاہتے تھے، کیونکہ جدید قانون مدنی کے اعلان کے بعد وہ قواعد منسوخ ہوگئے ہیں جو اس بارے میں پہلے جاری تھے۔ پہلے دستور یہ تھا کہ جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرنا چاہتا تھا تو حاکم کے سامنے درخواست پیش کرتا تھا۔ حاکم اُس کے اصلی دین کے پیشوا کو طلب کرتا، اور پیشوائے دین اپنے اس ہم مذہب کو جس قدر سمجھا سکتا تھا، سمجھاتا بجھاتا۔ اگر وہ اُس کی نصیحت قبول کرلیتا، تو اپنے سابق دین پر برقرار رہتا۔ ورنہ مسلمان قاضی کو بلایا جاتا اور وہ اُسے کلمۂ اسلام کی تلقین کرکے مسلمان بنالیتا۔

لیکن اب جدید قانون نے یہ سب رسمیں موقوف کردی ہیں۔ اب اسلام لانے کے لئے صرف اس قدر کرنا پڑتا ہے کہ مفتی کے سامنے اپنی درخواست پیش کردیتا ہے اور وہ اسلام کے اصول و تعلیمات واضح کرکے اُسے مسلمان بنالیتا ہے۔

یہاں کے اخبارات کا بیان ہے کہ نو مسلموں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

۲۳ر جولائی کی عید

تمام ترکی قوم نے ۲۳ر جولائی کو بڑے جوش و خروش سے عید منائی۔ یہ عید دراصل اُس تاریخی دن کی یادگار ہے جبکہ قوم نے عبدالحمید کی مطلق العنان حکومت کو "دستور" یا "مشروطیت" (کانسٹیٹیوشن) پر مجبور کیا تھا۔ یہ واقعہ ۲۳ر جولائی ۱۹۰۸ء میں پیش آیا تھا۔ اگرچہ اب اعلان جمہوریت کے بعد یہ دستور بھی منسوخ ہوگیا ہے، لیکن چونکہ یہ دن، دور جدید کا سنگ بنیاد ہے، اس لئے ترکی قوم اب تک اُسے ایک قومی، وطنی عید کی طرح مناتی ہے۔

ترکی موسیقی یا مغربی موسیقی؟

یہاں ایک مدت سے یہ بحث چھڑی ہوئی تھی کہ ترکی موسیقی باقی رہے یا اُس کی جگہ مغربی موسیقی قبول کرلی جائے؟ یورپین موسیقی کے حامی کہتے تھے کہ ترکی موسیقی، ناقص ہے۔ اتنی ناقص کہ دو آدمی بھی ایک ساتھ ہوکر کوئی راگ پوری طرح ادا نہیں کرسکتے۔ ترکی موسیقی کے حامی کہتے تھے کہ بلاشبہ ترکی موسیقی میں ترقی کی بہت گنجائش ہے مگر وہ ناقص نہیں ہے۔ اس بحث نے بالآخر مقابلہ کی صورت اختیار کرلی اور کل ترکی موسیقی کے ۱۲۰ ماہر اپنا فن دکھلانے کے لئے جمع ہوئے۔

آپکے قارئین غالباً اس واقعہ سے واقف ہونگے کہ ایک زمانہ میں ترکی موسیقی ترقی یافتہ موسیقی تھی۔ ترک اس فن کے اُستاد تسلیم کئے جاتے تھے۔ اُنھوں نے اس میں بہت سی ایجادیں کی تھیں اب تک اُن کی بعض ایجادیں مغربی موسیقی میں موجود ہیں۔ یہی باعث ہے کہ وہ اب تک اپنی موسیقی پر ناز کرتے اور اس سے دست بردار ہونے پر طیار نہیں ہیں (یورپ کے مورخین نے اعتراف کیا ہے کہ موجودہ قسم کا فوجی باجہ اور فوجی راگ سب سے پہلے ترکوں ہی نے ایجاد کیا۔ الہلال)

چنانچہ کل کے یادگار جلسے میں بے شمار مخلوق جمع تھی۔ جلسہ کا افتتاح، موسیقی کے مشہور پروفیسر رؤف یکتا بک نے اپنی تقریر سے کیا۔ اُنھوں نے کہا:

"ترکی موسیقی کو یورپین موسیقی پر نمایاں امتیاز حاصل ہے لیکن چونکہ ہمارے مخالف اس فن شریف سے بے بہرہ ہیں اس لئے میں فنی دلائل کی جگہ شہرۂ آفاق فرانسیسی ماہر فن، سن سانس کا قول پیش کرتا ہوں۔ اس استاد نے لکھا ہے "جس موسیقی کو ہم حقارت کے ساتھ مشرقی موسیقی کہتے ہیں، وہ مغربی موسیقی سے بہت بلند اور ممتاز ہے!"

اس کے بعد، ترکی استادوں نے اپنے اسلاف مثلاً بکر آغا، سید نوح، شیخ ذکائی وغیرہ کے راگ ایک ساتھ گائے، اور اس

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

امیر معاویہ بن ابی سفیان

امیر معاویہؓ بن ابی سفیان کی شخصیت تعارف سے بے نیاز ہے۔ عرب کا عزم، حزم، عقل، تدبر، پورے تناسب سے اس دماغ میں جمع ہو گیا تھا۔ عربی کتب ادب و تاریخ اُن کی تدبر و سیاست کے واقعات سے لبریز ہیں۔ تقریباً پوری زندگی امارت و حکومت میں بسر ہوئی۔ اور ہمیشہ اُن کی سیاست کامیاب رہی۔ وہ اُس عہد کے ایک بڑے سیاسی آدمی تھے۔

ایک عجیب عزم

جب مرض نے خطرناک صورت اختیار کرلی اور لوگوں میں اُن کی موت کے چرچے ہونے لگے، تو امیر معاویہؓ کو فتنہ و فساد کا اندیشہ پیدا ہوا۔ ولی عہد، یزید، (جسے جبراً بزور شمشیر ولی عہد منوایا گیا تھا) دار الخلافہ سے دور تھا اور ابتری پیدا ہو جانے کا قوی احتمال تھا۔ اُنھوں نے فوراً اپنے تیمارداروں سے کہا:

"میری آنکھوں میں خوب سرمہ لگاؤ۔ سر میں تیل ڈالو"

حکم کی تعمیل کی گئی، سرمہ اور روغن نے بیمار چہرے میں تازگی پیدا کر دی۔

پھر اُنھوں نے حکم دیا:

"میرا بچھونا اونچا کرو۔ مجھے بٹھا دو۔ میرے پیچھے تکئے لگا دو"

اس حکم کی بھی تعمیل کی گئی۔

پھر کہا:

"لوگوں کو حاضری کی اجازت دو۔ سب آئیں اور کھڑے کھڑے سلام کر کے رخصت ہو جائیں۔ کوئی بیٹھنے نہ پائے"

لوگ اندر آنا شروع ہوئے۔ جب وہ سلام کر کے باہر جاتے تو آپس میں کہتے: "کون کہتا ہے خلیفہ مر رہے ہیں؟ وہ تو نہایت تر و تازہ اور تندرست ہیں!"

جب سب لوگ چلے گئے تو امیر معاویہ نے یہ شعر پڑھا:

وتجلدی للشامتین اریھم   انی لریب الدھر لا اتضعضع

شماتت کرنے والوں کے سامنے اپنی کمزوری ظاہر ہونے نہیں دیتا میں انھیں ہمیشہ یہی دکھاتا ہوں کہ زمانہ کی مصائب مجھے مغلوب نہیں کرسکتیں۔ (طبری ج ۶)

دنیا کی بے ثباتی

مرض الموت میں قریش کی ایک جماعت، عیادت کو آئی۔ امیر معاویہ نے اس کے سامنے دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ ان لفظوں میں کھینچا: "دنیا؟ دنیا؟ اس کے سوا کچھ نہیں ہے ہم اچھی طرح چکھ چکے ہیں اور جس کا خوب تجربہ کر چکے ہیں۔ خدا کی قسم، ہم اپنی جوانی کے عالم میں دنیا کی بہار کی طرف دوڑے، اور اُس کے سب مزے لوٹے مگر ہم نے دیکھ لیا کہ دنیا نے جلد پلٹا کھایا۔ بالکل کایا پلٹ کر دی۔ ایک ایک کر کے تمام گرہیں کھول ڈالیں۔ پھر کیا ہوا؟ دنیا نے ہم سے بے وفائی کی۔ ہماری جوانی چھین لی۔ ہمیں بڈھا بنا دیا۔ آہ، یہ دنیا کتنی خراب جگہ ہے؟ یہ دنیا کیسا برا مقام ہے؟"

(احیاء علوم الدین جلد ۴)

آخری خطبہ

امیر معاویہ نے اپنی بیماری میں آخری خطبہ یہ دیا:

"اے لوگو! میں اُس کھیتی کی بالی ہوں جو کٹ چکی ہے۔ مجھے تم پر حکومت ملی تھی۔ میرے بعد جتنے حاکم آئیں گے، مجھ سے برے ہونگے ٹھیک اُسی طرح، جیسے اگلے حکام مجھ سے اچھے تھے۔

(احیاء ج ۴)

حسرت

جب وقت آخر ہوا تو کہا، مجھے بٹھا دو۔ چنانچہ بٹھا دئے گئے۔ دیر تک ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ پھر رونے لگے اور کہا:

"معاویہ! اپنے رب کو اب یاد کرتا ہے جبکہ بڑھاپے نے کسی کام کا نہیں رکھا اور جسم کی چولیں ڈھیلی ہوگئیں۔ اُس وقت کیوں نہ یہ خیال آیا جب شباب کی ڈالی تر و تازہ اور ہری بھری تھی؟

پھر چلا کر روئے اور دعا کی:

"اے رب! سخت دل، گنہگار بڈھے پر رحم کر! الٰہی! اُس کی ٹھوکریں معاف کر دے! اُس کے گناہ بخش دے! اپنے وسیع حلم کو اُس شخص کے شامل حال کر جس نے تیرے سوا کسی سے اُمید نہیں کی، تیرے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کیا!"

(احیاء ج ۴)

بیٹیوں سے خطاب

تیمارداری اُن کی دونوں لڑکیاں کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ جب وہ کروٹ بدلانے لگیں تو اُنھیں بغور دیکھ کر کہا: تم ایک ڈانواں ڈول وجود کو کروٹیں بدلوا رہی ہو۔ اُس نے دنیا بھر کے خزانے جمع کر لئے مگر کاش وہ دوزخ میں نہ ڈالا جائے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

لقد سعیت لکم من سعی ذی نصب   وقد کفیتکم التطواف والرحلا

میں نے تمہارے لئے بہت سخت محنت سے کوشش کی اور تمہیں دربدر ٹھوکریں کھانے سے بے پرواہ کر دیا۔ (طبری)

اپنی فیاضی کی یاد

وفات سے کچھ پہلے اشہب بن رمیلہ کے یہ شعر پڑھے جو اُس نے قباع کے غم میں کہے تھے:

اذا مت مات الجود وانقطع الندی   من الناس الا من قلیل مصرد

تیری موت کے ساتھ سخاوت اور فیاضی بھی مر جائیگی۔

وردت اکف السائلین وامسکوا   من الدین والدنیا بخلف مجدد

سائلوں کے ہاتھ لوٹا دئے جائینگے اور دین اور دنیا کی محرومیاں اُن کے انتظار میں ہوں گی۔

یہ سن کر اُن کی لڑکیاں چلا اُٹھیں ہرگز نہیں، امیر المؤمنین! خدا آپ کو سلامت رکھے!

اُنھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف یہ شعر پڑھ دیا:

واذا المنیۃ انشبت اظفارھا   الفیت کل تمیمۃ لا تنفع

جب موت اپنے ناخن گاڑ دیتی ہے تو کوئی تعویذ بھی نفع نہیں پہنچاتا!

نصیحت

پھر بیہوش ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد آنکھ کھولی اور اپنے عزیزوں کو پاس دیکھ کر کہا:

"اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا۔ کیونکہ جو ڈرتا ہے، خدا اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ اُس شخص کے لئے کوئی پناہ نہیں جو خدا سے بے خوف ہے"

(طبری)

یزید کی آمد

امیر معاویہؓ کی نازک حالت سے، قاصد کے ذریعہ، ولی عہد یزید کو مطلع کیا گیا۔ وہ فوراً روانہ ہوا۔ پہنچتے پہنچتے حالت اور بھی ابتر ہو چکی تھی۔ یزید جب پہونچا تو سکرات موت کی حالت شروع ہو چکی تھی اُس نے باپ کو پکارا مگر وہ بول نہ سکے۔ یزید رونے لگا اور یہ شعر پڑھے:

ولو عاش حی علی الدنیا لعاش اما   م الناس لا عاجز ولا وکل

اگر کوئی آدمی بھی دنیا میں ہمیشہ زندہ رہتا تو بلاشک آدمیوں کا امام زندہ رہتا، وہ نہ عاجز ہے، نہ کمزور ہے۔

الحول القلب والاریب ولن   یدفع وقت المنیۃ الحیل

وہ بڑا ہی عاقل و مدبر و فہیم ہے۔ لیکن موت کے وقت کوئی تدبیر بھی کام نہیں آتی۔

یزید سے خطاب

معاویہ نے یہ سنکر آنکھیں کھول دیں اور کہا:

"اے فرزند! مجھے جس بات پر خدا سے سب سے زیادہ خوف ہے، وہ تجھ سے میرا برتاؤ ہے۔ جان پدر! ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر میں تھا۔ جب آپ ضروریات سے فارغ ہوتے یا وضو کرتے تو میں دست مبارک پر پانی ڈالتا۔ آپنے میرا کرتا دیکھا تو مونڈھے پر سے پھٹ گیا تھا۔ فرمایا "معاویہ! تجھے کرتا پہنا دوں؟" میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان! ضرور۔ چنانچہ آپنے کرتا عنایت کیا۔ مگر میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا۔ وہ اب تک میرے پاس موجود ہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ترشوائے۔ میں نے تھوڑے سے بال اور کترے ہوئے ناخن اُٹھا لئے تھے۔ وہ بھی آجتک میرے پاس شیشی میں رکھے ہیں۔ دیکھ، جب مر جاؤں تو غسل کے بعد یہ بال اور ناخن میری آنکھوں کے حلقوں اور نتھنوں میں رکھ دینا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا بچھا کر مجھے اُس پر لٹانا اور کفن پہنانا۔ اگر مجھے کسی چیز سے نفع پہنچ سکتا ہے تو وہ یہی ہے"

(استیعاب۔ عقد الفرید)

سکرات موت

سکرات کے عالم میں یہ شعر زبان پر جاری تھا:

فہل من خالد اما ھلکنا   وھل بالموت یا للناس عار

ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ اُس کے ارکان کا انتخاب، تمام باشندوں کی طرف سے ہو۔ لیکن وقت کی تنگی اور باشندوں کے اشغال کی کثرت مانع آئی۔ مجبوراً ہمنے یہ کیا کہ ہر ہر محلے سے معزز آدمیوں کی ایک ایک جماعت طلب کی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ صرف یہی لوگ معزز اور نیک ہیں۔ کیونکہ تمام مسلمان جسم واحد کی مانند ہیں۔ ہمنے تمھیں اسی غرض سے طلب کیا ہو کہ جدید مجلس شوریٰ کے لئے ارکان کا انتخاب کرو۔ انسان پر فرض ہو کہ ایسے معاملات میں اپنے قلب کا فرمانبردار نہ بنے، کیونکہ قلب ہمیشہ ہوا و ہوس کی طرف مائل ہوجاتا ہو۔ تمھیں عقل و تدبر سے کام لینا چاہئے اور تجربہ کار اور قابل لوگوں کو منتخب کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ مجلس صحیح بنیادوں پر قائم ہوجائیگی تو ملک اُس سے بڑے بڑے فوائد حاصل کرسکے گا۔ تم وہی لوگ منتخب کرو جنھیں مخلص اور باشندوں کے حقوق کی حفاظت کرنے والا یقین کرتے ہو۔ یہ اس لئے کہ حکومت تو اپنے حقوق کسی نہ کسی طرح حاصل ہی کرلیتی ہو۔ لیکن باشندوں کے حقوق تلف ہوسکتے ہیں۔ لہذا ایسے لوگوں کا انتخاب ہونا چاہئے جو تمھارے حقوق کے تحفظ کی قابلیت و جرأت رکھتے ہوں۔ یہ لوگ تمھارے نمائندے اور وکیل ہونگے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سلطان کی دوسری تقریر

سلطان نے دوسری تقریر مجلس شوریٰ کے ارکان کے سامنے کی۔ اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہو:

"حضرات ارکان مجلس! میں آپ کو سلام کرتا اور اُس اعتماد پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں جس کا آپکے ابنائے ملک نے آپ کو اہل سمجھا اور آپ کو اس مجلس کے لئے منتخب کیا۔ مجلس شوریٰ درحقیقت اُن بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہو جن پر قانونی حکومتیں قائم ہوا کرتی ہیں۔ یہی وہ شوریٰ ہو جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں وارد ہو "وامرہم شوریٰ بینہم" میں یہ دیکھ کر نہایت مسرور ہوں کہ آپ اس مجلس میں شریک ہوکر ملک کی خدمت اور حدود شرعیہ کے قیام و حفاظت کی کوششوں میں حکومت کا ہاتھ بٹانے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری گردن پر ایک بھاری امانت رکھ دی ہو۔ ہم اس بوجھ کے اُٹھانے میں اپنے تئیں اہل فضل و حمیت کی امداد و اعانت کا محتاج پاتے ہیں۔ یہی سبب ہو کہ ہم نے شہر کے رؤسا و اکابر کو اس مجلس کے لئے دعوت دی اور اُنھوں نے آپ کو اپنے اعتماد کا اہل سمجھکر منتخب کرلیا۔ اب ہم نے اپنی ذمہ داری اُٹھا کر آپکے کاندھوں پر رکھ دی ہو۔ میں بصد عجز و زاری اللہ بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو ملک اور اہل ملک کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اپنے فرائض کی انجام دہی کے اثنا میں دیکھ لیں گے کہ حکومت اصلاحات کے جاری کرنے میں پوری طرح سنجیدہ اور مستعد ہو۔ یقیناً آپنے اس کا آغاز اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا ہوگا۔ ہمنے تفتیش و اصلاح کی ایک علحدہ مجلس بنا دی ہو جس کا کام یہ ہو کہ حکومت کے تمام محکموں کی جانچ کرے، اور اُن صورتوں پر غور کرے جن سے اُن کی اصلاح و درستگی ہوسکتی ہو۔ یہ کمیٹی اپنے عمل کا ایک مرحلہ طے کرچکی ہو، لیکن ابھی اُسے بہت کچھ کرنا باقی ہو۔

عنقریب آپکی مجلس میں بڑی بڑی تجویزیں پیش ہونگی۔ حکومت کے محکموں کے میزانیے بھی پیش ہونگے۔ آپ اُن پر غور کرینگے اور اپنے فیصلے صادر کریں گے۔ ملک کو سب سے زیادہ ضرورت پانی کی ہو۔ آپکے سامنے جدید قسم کے کنوئیں کھودنے کی تجویز آئے گی۔ اسی طرح اور بہت سے مفید کام آپ کو کرنا ہونگے۔ مثلاً جدہ اور مکہ کے مابین موٹر لاریوں کا اجرا، مکہ کی بعض سڑکوں کی توسیع، ڈاک اور تار کے محکموں کی اصلاح۔ اس محکمہ نے وہ تمام طیاریاں مکمل کرلی ہیں جو بین الاقوامی ڈاک خانوں کے ضمن میں شامل ہونے کے بعد اُسے عمل میں لانی ہیں۔

نیز تعلیم کی اشاعت کا مسئلہ بھی بہت اہم ہو۔ آپکو اس پر غور کرنا اور تمام ملک کے لئے ایک ہی تعلیمی لائحہ (پروگرام) بنانا ہو۔ حکومت چاہتی ہو تعلیم تمام ملک میں عام ہوجائے۔ کوئی قریہ بلکہ کوئی قبیلہ بھی اس سے محروم نہ رہنے پائے۔ نیز حفظان صحت، حجاج کے آرام و راحت، مطوفوں کی تنظیم، اور اسی طرح کے تمام اہم کام آپکے سامنے ہیں اور آپکی توجہ کے منتظر ہیں۔ آخر میں اس مجلس کے افتتاح کا اعلان کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ ہمارے تمام کاموں کو کامیاب کرے۔ والسلام علیکم۔"

مجلس شوریٰ کا نظام

مجلس شوریٰ کا نظام بالاختصار حسب ذیل ہو:

دفعہ (۱) یہ مجلس ۸ ارکان سے مرکب ہوگی۔

دفعہ (۲) مجلس شوریٰ کا صدر نائب السلطنت ہوگا۔

دفعہ (۳) ارکان مجلس کا انتخاب حسب ذیل اصول پر ہوگا:

(۱) ۴ رکن، اہل فضل و تجربہ کے مشورے سے منتخب ہونگے۔

(۲) باقی ۴ رکن حکومت اپنی رائے سے نامزد کریگی۔ ان میں دو رکن نجدی ہونگے۔

دفعہ (۴) مجلس شوریٰ کی رکنیت کی مدت دو سال ہوگی۔ لیکن نصف ارکان ہر سال بدلا کرینگے (عام اس سے کہ منتخب ہوں یا نامزد کئے ہوئے)۔ پرانے ارکان کا دوبارہ انتخاب بھی ہوسکتا ہو۔

دفعہ (۵) مجلس شوریٰ کے رکن بننے کے لئے حسب ذیل شرطیں ہیں:

(الف) اسکی عمر ۲۰ سال سے کم نہ ہو۔

(ب) تجربہ کار اور معاملات کا سمجھنے والا ہو۔

(ج) سزا یافتہ اور دیوالیہ نہ ہو۔

(د) نیک چلن ہو۔

دفعہ (۶) حسب ذیل امور مجلس شوریٰ کے سامنے حکومت کی جانب سے پیش ہونگے:

(۱) حکومت کے مختلف محکموں اور بلدیہ (میونسپلٹی) اور [illegible] کے میزانیہ (بجٹ)

(۲) اقتصادی و عمرانی لوائح پر عمل کرنے کی اجازت۔

(۳) تجارتی امتیازات اور اقتصادی و مالی تجاویز۔

(۴) نظارت نافعہ (پبلک ورکس) کے لئے کسی جائداد کی ضبطی۔

(۵) نئے قوانین اور انتظامات۔

(۶) میزانیہ میں اگر سال کے اندر مزید اضافہ کی ضرورت ہو۔

(۷) اگر کسی محکمہ کو ۱۰۰ پونڈ سے زیادہ کسی خرچ کی ضرورت پیش آجائے۔

(۸) اجنبی ملازموں کی تقرری۔

(۹) حکومت کے محکمے اگر کمپنیوں یا تاجروں سے دو سو پونڈ سے زیادہ کی خرید و فروخت کریں۔

دفعہ (۷) مجلس دو قسموں پر تقسیم ہوگی۔ ہر قسم اُن معاملات پر غور و بحث کرے گی جو اُس کا ناظم پیش کریگا۔ پھر دونوں ایک دوسرے کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرینگی اور اپنے کاغذات کا مبادلہ کریں گی تاکہ دونوں کو غور و بحث کا موقع ملے۔ اس کے بعد مجلس کے کسی عام جلسے میں ان کا فیصلہ منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔

دفعہ (۸) مجلس کا نصاب (کورم) چار ارکان اور صدر کی موجودگی سے پورا ہوجائے گا اور تجویزیں مجلس کی ۲ ثلث اصوات (دو ثلث) سے پاس ہوں گی۔

دفعہ (۹) مجلس ہر ہفتہ دو مرتبہ منعقد ہوگی۔ لیکن صدر کی دعوت پر اس سے زیادہ مرتبہ بھی جمع ہوسکتی ہو۔

دفعہ (۱۰) مجلس کو حق ہو کہ قوانین کی تطبیق میں اگر حکومت سے کوئی غلطی واقع ہوجائے، تو اُسے متنبہ کرئے۔

دفعہ (۱۱) اگر حکومت کوئی لائحہ پیش کرے اور مجلس اُسے نہ منظور کرے یا اُسمیں ترمیم ضروری سمجھے، اور حکومت مجلس کا فیصلہ منظور نہ کرے، تو ایسی صورت میں نائب السلطنت کو حق ہوگا کہ لائحہ کو مزید توضیح و تشریح کے ساتھ دوبارہ مجلس کے سامنے پیش کردے۔ اگر مجلس اب بھی اُسے منظور نہ کرے، تو پھر آخری فیصلہ خود سلطان المعظم کرینگے۔

مجلس کو حق ہو کہ اپنے صدر کے ذریعہ ہر اُس تجویز کے بارے میں سلطان سے رجوع کرے جسپر ایک ماہ گزر چکا ہو اور کوئی شاہی حکم جاری نہ ہوا ہو۔

مجلس کے ارکان

مجلس شوریٰ کے لئے حسب ذیل ارکان منتخب ہوئے ہیں:

(۱) شیخ یوسف قطان۔

(۲) شیخ احمد سبحی۔

(۳) شیخ صالح شطا۔

(۴) شیخ عبداللہ زواوی۔

(۵) شیخ محمد بن یحییٰ بن عقیل۔

(۶) شیخ عبداللہ ابراہیم جفالی۔

(۷) شیخ عبدالعزیز بن زید۔

(۸) شیخ عبدالوہاب عطار۔

ایک اُمید افزا واقعہ

کچھ مدت ہوئی، بعض اہل مکہ نے سلطان ابن سعود کے پاس بھیجنے کے لئے ایک محضر طیار کیا تھا اور اُس میں محکمۂ حفظان صحت کی شکایتیں لکھی تھیں۔ یہ محضر ایک شخص حسن سلیمان کو دیا گیا کہ سلطان تک پہنچادے۔ اُس زمانہ میں نائب السلطنت امیر فیصل مکہ میں موجود نہ تھے۔ اُن کی غیر موجودگی میں اُن کے مشیر خاص شریف حسین عدنان اور شیخ عبدالعزیز عتیقی، حکومت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس محضر کا حال ان دونوں کو معلوم ہوا تو انھوں نے شخص مذکور کو طلب کیا اور حکم دیا کہ محضر انکے حوالہ کردے۔ اُسنے انکار کیا۔ اسپر شریف حسن عدنان نے غصہ میں آکر اُسے دو گھنٹے کے لئے قید کردیا۔

شخص مذکور نے رہا ہوتے ہی حکومت کے ان دونوں بڑے عہدے داروں پر (جو گورنر کے قائم مقام تھے) مقدمہ دائر کردیا۔ نالش میں حسب ذیل الزام لگائے تھے:

(۱) اُنھوں نے سلطان المعظم کی توہین کی کیونکہ وہ محضر لے لینا چاہا جو سلطان کی خدمت میں پیش ہونے والا تھا۔

(۲) اُنھوں نے مدعی کو سلطان تک پہنچنے سے روکنا چاہا۔

(۳) اُنھوں نے بغیر کسی قانونی موجب کے مدعی کو قید کیا۔

(۴) اُنھوں نے سرکاری محکمہ کے خلاف شکایتوں کی تحقیقات نہیں کی۔

سلطان نے دعویٰ مع کاغذات مجلس تفتیش کے حوالے کردئے اور حسب ذیل دو سوالوں کے جواب طلب کئے:

(۱) کیا مدعا علیہما کو اس کارروائی کا حق تھا جو اُنھوں نے کی؟

(۲) کیا اُنھیں ایسی کارروائیاں کرنے کے لئے چھوڑ دینا چاہئیے؟

مجلس تفتیش نے پوری طرح تحقیقات کی، مدعی، مدعا علیہما اور گواہوں کے بیانات سنے، اور بالآخر سلطان کے سوالوں کے یہ جواب بھیجے:

(۱) اُنھیں اس کارروائی کا ہرگز حق نہ تھا۔

(۲) اُنھیں بغیر سزا کے نہیں چھوڑنا چاہئیے۔

نیز مجلس نے یہ قانون بھی بنایا کہ جو عہدہ دار بھی خلاف انصاف و قانون کام کرے گا، یا کسی کے حق پر دست درازی کرے گا، اُسے سرکاری خدمت سے بلا توقف الگ کردیا جائے گا۔

مجلس کا فیصلہ معلوم کرکے سلطان نے دونوں عہدے داروں کو فوراً برخاست کردیا اور آئندہ کے لئے بھی اُنھیں سرکاری خدمت سے محروم کردیا۔

خوبی سے ادا کئے کہ سب کو تسلیم کرلینا پڑا کہ ترکی موسیقی، عظیم صلاحیت رکھتی ہے۔

غازی مصطفےٰ کمال کا سفر ادرنہ

مشہور ترکی تاریخی شہر ادرنہ کے ایک وفد نے آکر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی۔ موصوف نے دعوت منظور کرلی۔ خیال کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں وہ تھریس کے اہم شہروں کا بھی معائنہ کریں گے۔

درۂ دانیال کی قلعہ بندی

اخبارات کا بیان ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے آستانہ میں پہنچ کر جنگی اور ملکی افسروں اور ماہروں کے ساتھ اُن تدابیر پر بھی غور کیا ہے جن سے مستقبل میں قسطنطنیہ کی حفاظت بھی ہوجائے اور وہ آزاد تجارتی بندرگاہ بھی باقی رہے۔ چنانچہ طے پایا ہے کہ امریکہ سے ایک قرض حاصل کیا جائے اور اس روپیہ سے درۂ دانیال، اور باسفورس کی پورے طور پر قلعہ بندی کردی جائے۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ معاہدۂ لوزان میں اس بارے میں بعض پابندیاں موجود ہیں۔ مگر اب بظاہر ترک اُن پابندیوں کی پرواہ کرنا نہیں چاہتے۔

* * *

اطلاع ضروری

الہلال میں لاہور کی "الہلال بک ایجنسی" کا اشتہار شائع ہو رہا ہے۔ اور اُس کا پتہ صاف درج ہے لیکن بعض حضرات صرف الہلال کا نام دیکھ کر درخواست الہلال کے دفتر میں بھیجدیتے ہیں اور بلا ضرورت خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔

اس "الہلال بک ایجنسی" سے رسالہ الہلال کلکتہ کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لاہور کی ایک بک ایجنسی ہے۔ اور اسی کا پورا پتہ اس کے اشتہار کے نیچے درج ہے۔

اگر
آپ تمام دنیا سے دو قدم آگے رہنا چاہیں تو
انتخاب لاجواب لاہور
کا مطالعہ کریں اس کے مستقل خریداروں کو چھ سو صفحوں کی انعامی کتابیں مفت دی جاتی ہیں انعامی کتابوں کی فہرست
اور نمونہ کا رسالہ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں
مینیجر انتخاب لاجواب لاہور

مکتوب حجاز

اصلاح و ترقی کا اعلان اور عالم امید و بیم!

ذیل میں ہم اپنے مقالہ نگار مقیم جدہ کا مکتوب ترجمہ و اختصار کے بعد درج کرتے ہیں۔ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ مسلسل مقالات بھیجتے رہیں گے۔ مقالہ نگار نے جس احتیاط اور اعتدال نظر کے ساتھ حالات حجاز پر نظر ڈالی ہے، ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں، مگر ہمیں خوف ہے کہ بحالت موجودہ اُنھوں نے حکومت کی بیان کردہ "اصلاحات" سے جو امیدیں قائم کی ہیں وہ قبل از وقت ثابت ہوں گی اس راہ میں سب سے پہلی چیز اہل، کارداں، اور مخلص کارکنوں کا وجود ہے، اور جہاں تک ہماری معلومات ہے، ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت حجاز اُن سے یکقلم تہی دست ہے۔ خود مقالہ نگار بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

امید و بیم

حجاز کی موجودہ حالت، ہر اعتبار سے، امید و بیم کے متضاد اثرات کی ایک مرکب تصویر ہے!

ایک طرف امید کی شعاعیں چمکنا شروع ہوگئی ہیں تاکہ صدیوں کی تاریکی کا مقابلہ کریں۔ دوسری طرف مایوسی کی ظلمت اتنی شدید و وسیع ہے کہ نہیں کہا جا سکتا مستقبل قریب میں ہمیں روشنی کی تابناکی کا انتظار کرنا چاہئے، یا ظلمت کے احاطۂ و رفع بندی کا؟

ایک طرف سلطان ابن سعود کی شخصیت اور اُس کی سطوت و طاقت کا ظہور ہے جس نے تھوڑے ہی عرصہ کے اندر ملک میں امن قائم کردیا، تمام سرکش جماعتیں قابو میں آگئیں نظم و اصلاح کے لئے زمین طیار ہوگئی، اور اگر حکومت کے مزاج میں صلاحیت اور اعضائے حکومت میں کاردانی ہو، تو بہت جلد سرزمین حجاز کا ایک نیا دور شروع ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دوسری طرف نظر اُٹھائیے تو حکومت کا مزاج غیر صالح، کارداں اشخاص تقریباً ناپید، اصحاب اغراض کا ہر طرف سے ہجوم، مخلص و مغرض میں امتیاز مسدود، اور اہل و غیر اہل کے لئے کوئی معیار نہیں ہے۔ سلطان صحرائے نجد سے نکلکر حجاز آگئے ہیں اور آتے ہی ایک منظم و متمدن حکومت کی از سر نو تخلیق کی مہم پیش آگئی ہے۔ ارادے پیدا ہوتے ہیں، مگر وجود میں نہیں آسکتے۔ ہمت اُٹھتی ہے، مگر قدم نہیں اُٹھا سکتی۔ کام اہم اور مشکلات سے لبریز ہے۔ ضرورت صلاحیت، صبر و استقامت، اور انتظار کی ہے، لیکن اوپر سے لیکر نیچے تک ہر وجود نفع عاجل کا شیفتہ ہے، اور اس لئے کوئی صحیح اور وسیع قدم اُٹھ نہیں سکتا۔

اصلاحات کا اعلان

لیکن حال میں مجلس شوریٰ کے قیام اور بعض ارکان حکومت کے تغیر و تبدل سے طلبگاران اصلاح کو جو نئی اُمیدیں دلائی گئی ہیں، ضرور قابل توجہ ہیں، اور ضروری ہے کہ اُن کا اعتراف کیا جائے۔ ممکن ہے کہ اُن کی موجودہ صورت و حالت آپکی نظروں میں زیادہ وقعت حاصل نہ کرسکے، لیکن اہل حجاز کے لئے جو صدیوں سے "اصلاح" اور "قانون و ادارہ" کے معانی سے ناآشنا ہوچکے ہیں، یہ یقیناً ایک اُمید افزا اقدام ہے۔

سلطان کی تقریر

مجلس شوریٰ کے افتتاح کے لئے جیادہ میں ایک شاندار جلسہ ہوا تھا۔ سلطان نے اس موقع پر دو تقریریں کیں: ایک عام حاضرین کو مخاطب کرکے۔ دوسری مجلس شوریٰ کے ممبروں کے سامنے۔ پہلی تقریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"میں مکہ کے باشندوں کو اس اجتماع کا مقصد بتانا چاہتا ہوں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ یہاں کے باشندے ہم سے (یعنے اہل نجد سے) زیادہ سے زیادہ اختلاط رکھیں اور زیادہ سے زیادہ میل جول بڑھائیں اس اختلاط کے فوائد بے شمار ہیں۔ یہی فائدہ کیا کم ہے کہ ہم میں باہم محبت و اخوت مستحکم ہوگی اور اُن سازشوں کی تمام کوششیں ایکاں جائیں گی جو ہمارے تعلقات خراب کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہیں۔

"راعی اور رعیت کی دوری اور بے تعلقی، خود غرضوں کے لئے میدان کشادہ کردیتی ہے۔ وہ بڑی آسانی سے حق کو باطل اور باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کا موقعہ پا جاتے ہیں۔ اگر راعی اور رعیت میں نزدیکی نہیں ہے تو ظاہر ہے، ہر خود غرض جب چاہے، حکام کو گمراہ کرسکتا ہے۔ حاکم ہرگز حقیقت حال سے واقف نہیں ہوسکتا اور بلا قصد رعایا کے لئے مصیبت پیدا کر دے سکتا ہے۔ لیکن اگر حاکم و محکوم میں تعارف و تقارب کے رشتے موجود ہوں، تو خود غرض لوگ حکام کو دھوکا دینے سے ڈرینگے۔ مبادا اُن کی بدنیتی اور دروغگوئی طشت از بام ہوجائے"

"آج کے اجتماع سے یہی غرض ہے کہ ہمارے اور باشندوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ قربت و اختلاط قائم ہوجائے۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے اور عام مخلوق کے درمیان ہرگز کوئی پردہ نہیں ہے۔ ہمارے محل کا دروازہ ہمیشہ ہر انسان کے لئے کھلا ہوا ہے۔ نیز ہم بحمد اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے تمام عہدہ داروں کو رعایا سے حسن سلوک کی وصیت کرتے رہتے ہیں"

"بلاشبہ، عام مخلوق سے دوری، نفس و جسم کے لئے آرام و راحت کا موجب ہے۔ لیکن دین اور شرافت کا تقاضہ اس سے منع کرتا ہے۔ دین، مخلوق سے دوری کی اجازت نہیں دیتا۔ شرافت، مخلوق سے بے پرواہی روا نہیں رکھتی۔ کیونکہ اختلاط اور تعارف میں ہزاروں مصلحتیں اور نیکیاں ہیں۔ یقین کرو ہم اپنی پوری قوت سے اصلاح حال کی کوشش کر رہے ہیں۔ سال رواں میں انشاء اللہ ہم بہت سی نئی اصلاحات بھی جاری کرینگے۔ ہماری نظر کے سامنے ہر لحظہ یہ فرمان ربانی موجود ہے "قل اعملوا فسیری اللہ عملکم" (عمل کرو، خدا تمھارا عمل دیکھے گا) ابن آدم اگر نیکی کرتا ہے، تو اپنے فرض سے سبکدوش ہوجاتا ہے۔ نتائج و ثمرات کی بخشش صرف اللہ ہی کے ہاتھ ہے!"

"یہ بالکل یقینی ہے کہ حکام کی درستگی، رعایا کی درستگی ہے۔ بنا بریں ہمارا فرض ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہمیشہ اُس خیر و صلاح کی جستجو میں لگے رہیں جس سے ایک طرف مسلمانوں کی درستگی ہو، دوسری طرف ہمیں خدا کی رضامندی حاصل ہو"

"ہم نے بعض عہدے دار معزول کردئے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ اُنھوں نے کوئی خطا کی تھی، بلکہ اس لئے کہ اُن سے بہتر آدمی مل گئے تھے۔ میں معزول عہدے داروں کا شکر گزار ہوں کہ اُنھوں نے اپنے فرائض ایمانداری سے انجام دئے تھے"

"ہم نے آپ ہی کے آدمیوں کی ایک مجلس بنادی ہے کہ حکومت کے مختلف انتظامی محکموں کی دیکھ بھال کریں، اُنکے نظام پر نظر ڈالیں ہم نے تمامتر ذمہ داری اس مجلس کے کاندھوں پر ڈال دی ہے کیونکہ اہل مکہ اپنے مصالح ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ یہ مجلس اپنے فرائض، بحسن خوبی انجام دیگی۔

"ہم نے مجلس شوریٰ کے معاملہ پر خوب غور کیا۔ چونکہ یہ مجلس از حد اہم اور باشندوں کے لئے غایت درجہ ضروری و مفید ہے

برابر موجود ہوتا تھا۔

ایک واقعہ

حاکم جوف امیر عبداللہ بن عقیل کی بابت مجھے ایک بات مزید کہدینی چاہئے۔ یہ حاکم، دوسرے عرب حکام کے برخلاف ذی علم اور وسیع المعلومات ہے۔ شریعت حقہ کے مطابق حکومت کرتا ہے۔ اس کے علاقے میں جرائم بالکل ناپید ہیں۔ مثال کے طور پر ایک چشم دید واقعہ لکھتا ہوں:

ایک دن میں امیر موصوف کی مجلس میں موجود تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا "میں حائل سے آرہا ہوں۔ جوف سے سو دن کے فاصلے پر ایک بھری ہوئی بوری میں نے پڑی دیکھی ہے۔" حاکم نے سوال کیا "اس بوری میں کیا ہے؟" شخص مذکور نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم۔ اس واقعہ کے دوسرے دن ایک اور شخص نے یہی خبر پہنچائی۔ حاکم نے اس سے بھی یہی سوال کیا۔ اس نے کہا "اس میں قہوہ ہے۔" حاکم نے پوچھا "تو نے کیوں کر جانا؟" اس نے کہا "اپنی لاٹھی سے دباکر۔" اس پر حاکم نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے ۵۰ بید لگا دو۔ مجھے اس سزا پر بہت تعجب ہوا اور امیر سے استفسار کیا۔ اس نے جواب دیا "بوری دیکھنا جرم نہیں ہے، لیکن اس نے یہ جستجو کیوں کی کہ اس میں کیا ہے؟ اس کا کوئی حق نہ تھا۔ کیونکہ بوری اس کی نہ تھی" اس کے بعد امیر نے مجھے بتایا کہ اہل نجد، عموماً نہایت دیانت دار اور پرہیزگار ہیں اگر راستے میں سونا بھی پڑا ہو تو کبھی ان کی نیت نہیں بدلے گی!

جوف کا دار الحکومت، ایک قلعہ نما عظیم محل میں واقع ہے۔ اس کا نام "قصر مارد" ہے۔ یہودیوں نے اپنے عروج کے زمانے میں تعمیر کیا تھا۔ باشندوں کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ۴۰۰ سال پہلے یہ بنا تھا۔

جوف کے باشندے باوجود غریب ہونے کے بڑے مہمان نواز ہیں۔ مہمان کی خدمت و خاطر فرض عین سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ خوب تندرست ہیں۔ میں نے کوئی شخص بھی کمزور، اور دبلا نہیں دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا، پوری آبادی میں ایک انسان بھی بیمار نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ یہاں کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے، پیداوار کافی ہے اور باشندے طبیعی اور سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

امیر عبداللہ نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ انگریز اور امریکن سیاحوں نے بار بار کوشش کی کہ علمی اور جغرافیائی تحقیقات کے بہانہ سے آگے بڑھیں۔ مگر سلطان ابن سعود نے اجازت نہیں دی۔ وہ جانتے ہیں کہ اسی قسم کے حیلوں سے انھوں نے مشرقی ملکوں میں اپنے قدم جمائے۔ ایک مرتبہ ایک انگریز مسٹر آپشر بہت سی موٹریں اور روپیہ لے کر آیا اور یہ ظاہر کیا کہ جوف کی مٹی بہت عمدہ ہے اس لئے وہ مٹی کے برتن بنانے کا کارخانہ قائم کرے گا۔ مگر سلطان نے قیام کی اجازت نہیں دی۔ ایک اور یورپین نے کہا کہ خود اپنے تحت یا مش میں پٹرول کے زمین دوز چشمے موجود ہیں۔ میں انھیں نکال سکتا ہوں۔ مگر سلطان نے اسے بھی منظور نہیں کیا۔ حالانکہ نجد کے باشندوں کو پٹرول کی بہت ضرورت ہے۔ سلطان کی دلی آرزو ہے کہ خالص اسلامی علمی جماعتیں نجد میں آئیں اور یہاں کی قیمتی کانیں نکالیں کہ وہ یورپین کمپنیوں، تاجروں، اور "علمی محققین" کی آمدورفت سے ڈرتے ہیں۔

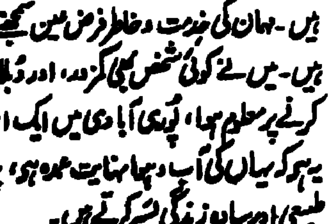

خواطر و سوانح

زندگی پر آخری نظر

ایک کروڑپتی نے خودکشی کرتے وقت کیا محسوس کیا؟

مسٹر جیمس وہائٹ، لندن کا مشہور کروڑپتی تھا لیکن ایک ناگہانی خسارے نے اسے دیوالیہ کر دیا۔ گزشتہ ماہ اس نے زندگی سے بیزار ہو کر خودکشی کرلی۔ لیکن مرنے سے پہلے ذیل کی تحریر لکھ کر اپنی میز پر رکھدی تھی:

"میں اسوقت ابدیت و خلود کے دروازہ پر کھڑا ہوں اور دنیا کے نام اپنا آخری پیام لکھ رہا ہوں۔ میں نے زندگی پر اس نقطۂ نظر سے نگاہ ڈالی ہے، جو ایک مرنے والے انسان ہی کا نقطۂ نگاہ ہو سکتا ہے!

* * *

"میرے فنا پذیر عقیدے میں دنیا کا قدیم عالمگیر تمدن ۴ راگست ۱۹۱۴ء (یعنی جنگ عمومی کے آغاز کی طرف اشارہ کرتا ہے) میں مرگیا۔ اس کے بعد سے ابتک جدید عالمگیر تمدن کی پیدائش نہیں ہوئی ہے۔

* * *

"میں نے پادشاہوں کی میزبانی کی، امیروں کو بے تکلفانہ انکے سادہ ناموں سے پکارا۔ میری ملکیت میں شاندار جہاز تھا جس پر میں نے پورے یوروپ کی سیر کی۔ میرے اصطبل میں اصیل گھوڑوں کی صفیں بندھی تھیں۔ میں تھیٹروں کا بھی مالک تھا۔ بڑی بڑی اخبار جاری کرنے والی کمپنیوں میں بھی میرے حصے تھے۔ میں نے عظیم الشان تجارتی کاروبار کئے۔ میرا رأس المال پندرہ کروڑ پونڈ (۲۲ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ) تک پہنچ گیا تھا۔ میں نے صرف ایک دن کے اندر ۱۵۰٬۰۰۰ پونڈ نفع کمایا تھا۔ ان حالات میں، میں امید کرتا ہوں کہ سب لوگ مجھ سے اتفاق کرینگے کہ مجھے زندگی کے بارے میں اظہار رائے کا حق حاصل ہے۔

* * *

"مجھ پر زندگی کے گرم اور سرد، ہر طرح کے موسم گزر چکے ہیں۔ میں نے فاقہ کشی کی مصیبت کا مزہ بھی چکھا ہے، اور میں نے دولت کی سرگرانی بھی محسوس کی ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تین دن تک بھوکے کا احساس کیا ہوتا ہے؟ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ دولت کی فراوانی دل و دماغ پر کیا اثر ڈالتی ہے؟ مجھ پر وہ وقت گزر چکا ہے جب میری کوئی آرزو بھی ایسی نہ تھی جو میری قدرت سے باہر ہو۔ میں نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جب ہزاروں انسان اپنے پیٹ کی روٹی کے لئے میرا ہاتھ تکتے تھے!

* * *

"گذشتہ سال کے ایک دن میں میں نے ...... ۱۰،۰۰۰ پونڈ جیتے تھے لیکن ایک وقت وہ بھی تھا جب تاش کی ایک بازی میں میری جیت صرف ایک شلنگ تھی! دولتمندی کے [illegible] اور غربت کا [illegible] کی جیت کے [illegible] میرے دل نے محسوس کئے۔ ایک مرتبہ [illegible] میں لندن سے [illegible] تک کی [illegible] مسافت میں نے [illegible] سے طے کی تھی، کیونکہ میرے پاس ریل کا کرایہ نہ تھا۔ پھر ایک وقت وہ بھی دیکھا جب پوری ٹرین صرف میرے لئے روانہ ہوتی تھی تاکہ مجھے مانچسٹر پہنچا دیا کرے!

* * *

"میری زندگی کے ان آخری لمحوں میں میرا حافظہ، زندگی کے تمام انقلابات ایک ایک کرکے میری آنکھوں کے سامنے سے گزار رہا ہے۔ اسوقت میں اس قابل ہوں کہ زندگی پر ایک منصفانہ فیصلہ کی نظر ڈال سکوں!

* * *

"زندگی کے متعلق میرا آخری اور قطعی فیصلہ یہ ہے کہ وہ ایک عظیم انسانی کڑاہی ہے جو طمع، شہوت، اور حماقت کے سبب آتشیں اندوں پر پک رہی ہے۔ تمام بلند، رقیق، شریف جذبات ناپید ہو چکے ہیں۔ ان کی جگہ خبیث، فاجرانہ، پرشور عناصر نے لی ہے۔ قوت اور مال کی خواہش اس قدر زبردست ہوگئی ہے کہ بالشویزم کے سوا کوئی دوسری قوت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

* * *

"زندگی کے تمام دن باہم مشابہ ہیں، اکتا ڈالنے والے ہیں، تھکا ڈالنے والے ہیں۔ ایک ہی قسم کے چہرے، ایک ہی قسم کے مزاج، ایک ہی قسم کے دل، ایک ہی قسم کی چیزیں! ہر نیا دن ویسا ہی برا جیسا پچھلا دن تھا! ہر نفس طمع و ہوس سے اسی طرح لبریز جس طرح دنیا کا ہر باشندہ! زیادہ مال کی مجنونانہ طلب! زیادہ عیش کی غرض پرستانہ خواہش! اگر کام بہت کم، نیکی اور بھی کم! انسانوں کی بھیڑ مال جمع کرنے پر ٹوٹ پڑی ہے۔ کسی کو خودداری کا خیال نہیں۔ کسی کو شرافت کی پروا نہیں۔ ایک حساس آدمی کے لئے یہ منظر موت سے کم نہیں!

* * *

"اس سٹیج پر دولت کا کوئی دیوتا نمودار ہوتا ہے۔ خوشامدیوں، چاپلوسوں، ابن الوقتوں کی بھیڑیں اس پر ٹوٹ پڑتی ہیں، وہ کھلاتا پلاتا ہے۔ جلسے کرتا ہے، لہو و لعب کے تمام سامان مہیا کرتا ہے۔ اس کی بڑی تعریفیں ہونے لگتی ہیں۔ اس کی دوستی کا لاکھوں دم بھرنے لگتے ہیں۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس زمین پر مجھ سے بڑا، مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی انسان نہیں۔ میں خدا کا پسندیدہ اور اس کی مخلوق کی آنکھ کا تارہ ہوں!

"لیکن ادھر اس کا سونا چاندی ختم ہوا، ادھر دنیا کی نظریں بھی پھر گئیں۔ اب نہ دوست و ذات ہیں نہ عزیز عزیز۔ حسرت اور تنہائی، صرف یہ دو کروہ رفیق زندگی بھر کی رفاقت کے لئے اسکے پہلو میں

سیر فی الارض

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

(۳۰ : ۸)

سیاحان عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح نجد میں

حال میں ایک مصری سیاح نے نجد کی سیاحت کی ہے۔ اُس کے مشاہدات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

صحرائی سفر کا آغاز

صحرا میں سفر کا یہ پہلا اتفاق تھا۔ میں وہاں کے راستوں، سواریوں اور باشندوں کے طرز معیشت سے بالکل ناواقف تھا۔ میرے اس سفر کا آغاز، شرق اردن کے پایۂ تخت، عمان سے ہوا۔ میں نے ایک موٹر کرایہ پر لی اور صحرا میں داخل ہوگیا۔ راستے میں کہیں درخت، گھانس، پانی، اور جاندار مخلوق نظر نہیں آئی۔ ہاں کبھی کبھی اونٹوں کے قافلے چلتے دکھائی دیتے تھے۔ اب سے پہلے یہ راستہ نہایت خطرناک تھا۔ بغیر کافی جنگی قوت کے کسی کا بھی جان و مال محفوظ نہ تھا۔ مگر اب بالکل امن و امان ہے۔ کامل ایک دن کے سفر کے بعد میں "قریات الملح" میں پہنچ گیا۔

قریات الملح

اسی مقام سے سلطان ابن سعود کی سلطنت شروع ہوتی ہے۔ میں نے پہنچتے ہی وہاں کے بعض شیوخ قبائل سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ پایۂ تخت نجد، ریاض، جانے کا عزم ہے۔ اُنھوں نے نہایت خوش اخلاقی سے میرا خیر مقدم کیا اور میرے لئے فوراً ۵ اونٹ مہیا کر دئیے۔ ایک میری سواری کے واسطے تھا اور ۴ میرے خدمتگاروں کے لئے۔ یہ خدمتگار بھی انہی شیوخ نے محض اپنی مہربانی سے میری خدمت کے لئے ساتھ کر دئیے تھے۔ اتفاق سے ۵۰ اونٹوں کا ایک قافلہ بھی ریاض جا رہا تھا۔ میں بھی اسی میں شامل ہوگیا۔

یہاں یہ سنکر میرے ہوش اُڑ گئے کہ مجھے بہت طول طویل سفر کرنا پڑے گا۔ یعنی قریات الملح سے جوف تک ۹ دن۔ جوف سے حائل تک ۱۰ دن۔ حائل سے بریدہ تک ۸ دن۔ بریدہ سے ریاض تک ۸ دن یعنی پایۂ تخت تک پہنچنے کے لئے مسلسل ۳۵ دن صحرا میں چلنا پڑے گا۔ پھر راستہ میں ۲۵ دن آرام کے لئے مزید چاہئیں۔ گویا پورے دو مہینے اس بیابانی دنیا میں بسر کرنے ہونگے!

"قریات الملح" جہاں سے ہمارا سفر اونٹ پر شروع ہوا، ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور نجد کو شرق اردن سے جدا کرتا ہے۔ یہ جبل الدروز سے ڈیڑھ دن کے فاصلہ پر ہے۔ اس کا حاکم اعلیٰ، ایک نجدی افسر ہے جو احکام شریعت کے بموجب حکومت کرتا ہے۔ اس کی آبادی ۵۰۰ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ یہاں کی معیشت، گیہوں کی زراعت، نخلستانوں اور اونٹوں اور مویشیوں کی پرورش ہے۔ یہاں نمک بھی بنتا ہے، اور صحرائی مسافروں کے ہاتھ اچھی قیمت پر بکتا ہے۔ محصول، زکوٰۃ کے نام سے وصول کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے کہ سالانہ ہر ۶ اونٹ پر، ۲ مجیدی، ہر ۱۰ اونٹنیوں پر ۱۱ قرش مصری (ایک قرش ۲؍ کا ہوتا ہے) ہر سو بکریوں پر دو بکریاں وصول کی جاتی ہیں۔ یہاں جرائم اور فواحش کا نام تک سننے میں نہیں آتا۔ حاکم کو "امیر" کہتے ہیں۔

امیر قریات الملح نے اپنے چبوترے پر (جو اس کی بیٹھک یا دربار عام کی جگہ ہے) میرا استقبال کیا۔ میرے لئے قہوہ حاضر کیا گیا۔ امیر نے بہت اصرار کیا کہ چند دن اُس کا مہمان رہوں۔ مگر مجھے سفر کی جلدی تھی۔ دوسرے دن وہ مجھے اپنے ہمراہ قبیلۂ بنی صخر میں لے گیا۔ یہ قبیلہ اس گاؤں سے ۱۵ کیلو میٹر کے فاصلہ پر پشمی خیموں کے اندر زندگی بسر کرتا ہے۔ اپنی شجاعت، جرأت، اور غارت گری میں اس قدر مشہور ہے کہ تمام عرب اُس کے نام سے تھراتا ہے۔

صحرا کی زندگی

آگے بڑھنے سے پہلے مجھے صحرا کی زندگی کے متعلق چند تمہیدی کلمے کہدینے چاہئیں۔ سفر شروع کرنے سے پہلے ہی مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ نجد میں سیاحت کے لئے ضروری ہے کہ چہرے پر داڑھی موجود ہو۔ چنانچہ میں نے اپنی داڑھی کی پرورش شروع کر دی تھی۔ نجد کی سرحد میں داخل ہوتے ہوتے میری داڑھی کافی حد تک دراز ہو چکی تھی۔ میں نے بدوی لباس بھی خرید لیا تھا۔ لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ سر بھی منڈانا پڑے گا۔ قریات الملح میں مجھے اس کی خبر ہوئی۔ میں نے اپنا سر نجدی استروں کے رحم پر چھوڑ دیا۔ چند لمحوں کے اندر کھوپڑی صاف تھی۔ میں نے آئینہ دیکھا تو اپنی صورت پہچان نہ سکا۔ لمبی داڑھی، مونچھیں صاف، سر گھٹا ہوا۔ ایک عجیب شکل نکل آئی!

مجھے پہلی ہی منزل میں معلوم ہوگیا کہ یہ سفر کس قدر تکلیف دہ ہوگا۔ شہری زندگی بسر کرنے والوں کے لئے اس سے بڑھ کر عذاب کیا ہوگا کہ وہ صابون تک نہ پائیں۔ صحرا میں صابون، نایاب ہے، بہت قیمت پر بکتا ہے۔ خود صحرائی عربوں کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ اپنے کپڑے کبھی نہیں دھوتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ بھی نہیں دھوتے۔ اُن کا عام مقولہ ہے: "عربوں کا صابون، اُن کی داڑھی ہے!" یہاں کی زندگی میں پہلی مرتبہ مجھے داڑھی کا فائدہ معلوم ہوا۔ یقیناً داڑھی، صحرا میں بہت مفید چیز ہے۔ رومال کی پوری قائم مقامی کرتی ہے۔ کھانے کے بعد ہاتھ منہ اسی مقدس رومال سے پونچھ لئے جاتے ہیں!

قریات الملح سے جوف تک ہمیں ۹ دن چلنا تھا۔ اس تمام راستے میں ہمیں صرف ۳ کنوئیں ملے۔ آگے کے لئے ہم نے پانی بھر لیا۔ میں نے عجیب بات یہ دیکھی کہ اونٹوں نے ۹ دن کی مدت میں صرف ایک مرتبہ پانی پیا۔ میرے ساتھی مسافروں نے بتایا کہ جاڑے میں اونٹ پندرہ پندرہ دن بغیر پانی پئے چلتے رہتے ہیں۔ میرے یہ ساتھی، صحرائی بدو تھے۔ میں نے اُنھیں نہایت خوش اخلاق پایا۔ اُن کے اخلاق کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اگرچہ اُنھیں مصر اور اُس کے بادشاہ سے کوئی طمع یا خوف نہیں، لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ میں مصری ہوں، اس لئے راستے بھر بلند آواز سے مصر اور اُس کے بادشاہ کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ اُنکے اس طرز عمل نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اسلام نے کتنی مختلف قوموں کو ایک رشتہ میں منسلک کر کے بھائی بھائی بنا دیا ہے!

یہ بدو اگرچہ اپنی فطری سادگی پر قائم ہیں، تاہم اُنکے اقوال اور حرکات و سکنات، اُن کی غیر معمولی ذہانت کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ لوگ فضول گوئی سے پرہیز کرتے ہیں۔ سیاسی اختلافات سے بھی گریز کرتے ہیں۔ راستہ بھر میں نے کبھی نہیں سنا کہ اُنھوں نے نجد یا حجاز کی سیاست پر ایک لفظ بھی کہا ہو۔ جب کبھی میں نے کوئی ذکر چھیڑا تو وہ یہ کہکر پہلو بچا لیجاتے تھے: "حکومت، خدا کی ہے اور پھر عبدالعزیز بن سعود کی۔" اُن کی گفتگو کا اصلی موضوع، عرب کی شجاعت، سخاوت اور دینی فضائل و مکارم تھا۔ عربی شعر اگرچہ صحرا ہی میں پیدا ہوا، مگر چونکہ نجدی ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، اس لئے شعر و شاعری کو زیادہ پسند نہیں کرتے۔ اُن کی دینی روح سمجھنے کے لئے یہ واقعہ کافی ہے کہ راستے میں ہمیں ایک مقام ملا۔ اس کا نام "حظوظہ" ہے۔ یہ دراصل وسط صحرا میں ریگ کی جگہ مٹی کا ٹیلہ ہے۔ اسکی مٹی اتنی چکنی ہے کہ اونٹ کا پاؤں اُس پر جم نہیں سکتا اور انسان کے لئے بھی اُس پر چڑھنا بہت مشکل ہے۔ بدوؤں میں عام طور پر مشہور ہے کہ اس ٹیلے کے نیچے سونے کا خزانہ مدفون ہے۔ لیکن چونکہ ساتھ ہی یہ بھی مشہور ہے کہ قوم لوط اسی مقام پر آباد تھی اور یہیں برباد ہوئی، اس لئے اُن کی دینی روح کسی طرح گوارا نہیں کرتی کہ یہ مقام جا کر دیکھیں جہاں عذاب الٰہی نازل ہو چکا ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ صدیوں سے اس ٹیلے کو کسی انسانی قدم نے نہیں چھوا!

آٹھویں دن ہم ایک مقام پر پہونچے جسے "فرجیہ" کہتے ہیں۔ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ اسکے گرد کے پہاڑ برف سے ڈھکے تھے اور نیچے ہر طرف سبزہ زار تھا۔ صحرا میں ایسا منظر میرے لئے بالکل خلاف توقع تھا۔ یہ جگہ سوئٹزرلینڈ کے مناظر پیش کرتی تھی۔ بلکہ اس کے منظر میں صحرا کی مہیب خاموشی نے ایک عجیب جلال و جمال کا مرکب منظر پیدا کر دیا تھا!

"جوف"

نویں دن ہم جوف پہنچ گئے۔ حاکم جوف عبداللہ محمد بن عقیل نے جوں ہی سنا، اپنے آدمی استقبال کے لئے بھیجدئے اور بذات خود بھی قصبہ کے پھاٹک پر آ کر خیر مقدم کیا۔

"جوف" ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ یہاں کی کھجور، عرب بھر میں مشہور ہے۔ گیہوں، جو، اور بعض ترکاریوں کی بھی کاشت ہوتی ہے۔ انگور، شفتالو، اخروٹ، نارنگی، لیموں، اور خربوزہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ باشندے تجارت پیشہ بھی ہیں اور دستکار بھی۔ کھالوں کی دباغت یہاں اچھی ہوتی ہے۔ اونی کپڑوں کی وجہ سے بھی اسے بہت شہرت حاصل ہے۔ نجد کی مشہور عبا "مجی الجوف" یہیں تیار ہوتی ہے۔ اونٹ اور بھیڑ بکری کی تجارت کی بھی یہ ایک بڑی منڈی ہے۔ اس کے صحرا میں شتر مرغ، ہرن، اور گورخر بکثرت موجود ہیں۔ شتر مرغ کا گوشت عرب بہت پسند کرتے ہیں۔ میری دعوتوں میں بھی [illegible]

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسي

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم كے بيش بها جواهر ريزے

اس سلسله ميں هم نے اماميں كي ان نادر و اعلى درجه كي بلند پايه عربي تصانيف كے اُردو تراجم كا سلسله شروع كيا هے ' جنكا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف كتاب و سنت كے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد كه يه "سلسلۂ تراجم" بد نصيب هندوستان كي دماغي اصلاح كا كام دے :

اُسوۂ حسنه ـــ امام ابن قيم كي فن سيرت ميں شهرۂ آفاق كتاب "زاد المعاد" كے خلاصه كا اُردو ترجمه - بلا جلد ٢ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

كتاب الوسيله ـــ لفظ "وسيله" كي بحث كے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام كے اصل الاصول "توحيد" كي مبسوط بحث كي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه ـــ انكي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انكے مفصل حالات بيان كيے هيں دس آنے -

تفسير سورۃ الكوثر ـــ امام ابن تيميه كے مخصوص انداز تفسير كا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقى ـــ خالق و مخلوق كے درميان واسطه كا فرق بدلائل بيان كيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه ـــ حضرت امام كے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان كيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز ـــ علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري كي تازه كتاب كا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام ـــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه ـــ فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ـــ يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس كے خريدار كو هم نے كمال كوشش و كاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں كي تمام اهم اور اعلى مطبوعات كے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے كا اهتمام كيا هے - اسكے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين كے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه كے معتبر ذرائع سے حاصل كيے هوے حالات درج كيے جاتے هيں - في پرچه ٨ آنه سالانه ٢ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايـجنسي

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"
24, LAHORE, PANJAB.

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهاے سینه را

اردو صحافت كي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهـــلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليكن چونكه وه اردو صحافت كي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فكر كي نئي روح پيدا كرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس كا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اوراق كا مجموعه تها - اُس كے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياسيات ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه كے هوتے تهے - اور اُسكا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات كے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس كي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب كا پهلا نمونه تهيں - اردو كا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير كے اندراج كا انتظام كيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے كي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر كي چهپائي ميں ممكن نهيں - اِس كي جلديں جديد اُردو علم ادب كے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث كا بهترين مجموعه هيں - اِن كي مقبوليت و قدر كا اندازه اِس سے هوسكتا هے كه سنه ١٩١٨ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس كي تمام جلدوں كا مكمل ست سات سو روپيه ميں خريد كيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس كي پهلي جلد مكمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اس كے پرچے بحفاظت جمع كئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده كرنے كيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البــلاغ پريس" كا جب تمام اسٹاک نئے مكان ميں منتقل كيا گيا تو ايک ذخيره الهلال كے پرچوں كا بهي محفوظ ملا ' هم نے كوشش كي كه شايقين علم و ادب كے لئے جس قدر مكمل جلديں مرتب كي جا سكتي هيں مرتب كرلي جائيں اور جن جلدوں كي تكميل ميں ايک دو پرچوں كي كمي هو اُنهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه كوشش ايک حد تک مشكور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں كے چند سالوں كي جلديں پوري مكمل هوئي هيں - هم اِس اعلان كے ذريعه شايقين علم و ادب كو آخري موقعه ديتے هيں - كه اِس قيمتي ذخيره كے حاصل كرنے ميں جلدي كريں ' چونكه جلدوں كي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسكي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں كي تعميل هوسكے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين كي انڈكس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مكمل جلد دوم ١٠ روپيه   الهلال مكمل جلد سوم ١٠ روپيه
" " " چهارم ١٠ روپيه   " " " پنجم ١٠ روپيه

جلد "البــلاغ" (جب دوسري مرتبه الهــلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ٨ روپيه

علاوه جلد اول كے هر جلد كے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين كے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ٨ - آنه - محصول ڈاک و پيكنگ اِس كے علاوه هے -

منيجر "البــلاغ پريس"

رہ جاتے ہیں!

⁂

"میرے خیال میں جو کوئی بھی زندگی کو اس نظر سے دیکھے گا اور اس معیار نظر سے وزن کرے گا، وہ ہرگز ہمیشہ کی نیند سو جانے پر غمگین نہیں ہو سکتا!

⁂

"لیکن، ٹھہرو! مجھے اپنی زندگی کے اس آخری لمحے میں ایک نظر اور پھر ڈال لینے دو۔ آہ! یہ دیواروں پر میری بیوی اور میرے تینوں بچوں کی تصویریں آویزاں ہیں۔ یہ دیکھو، میری بیوی کی محبت و اخلاص سے لبریز آنکھیں مجھے دیکھ رہی ہیں!

"آہ! یہ میرے لڑکے کے متبسم ہونٹ ہل رہے ہیں۔ مجھے آواز سنائی دے رہی ہے: "بابا! یہ تم ہو!"

"الٰہی! یہ میری دونوں لڑکیاں کھڑی ہیں۔ اپنی طویل پلکوں کے اندر سے مجھے دیکھتی اور پدرانہ شفقت کے بوسے کے لئے بڑھ رہی ہیں!

"ہاں، اب میں زندگی کی مسرت محسوس کرتا ہوں!...... لیکن ہم اس مسرت سے بھی کیوں نہ دست بردار ہو جائیں؟

⁂

"کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ انسان زندگی کی تمام مصائب و آلام اپنے محبوبوں کے روبرو پہنچکر بھول جاتا ہے؟

"لیکن یہ دیکھو، میرے محبوبوں کی تصویروں پر پردہ پڑ گیا۔ .... اب میرا سر چکرا رہا ہے۔ میرے سینے کے اندر شعلے سے بھڑک رہے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک دہکتے ہوئے تنور پر کھڑا ہوں.............. میں نے قمار میں اپنی پوری دنیا کھو دی۔ مجھے اس معصیت کا کفارہ ادا کرنا چاہئے!

......."

⁂

"میری بیوی، میرے عزیز بچو! میرے وہ تمام دوستو جو اسوقت بھی میرے دل میں موجود ہو! خدا تمھیں برکت دے! اور تمھارے ساتھ ہو! خدا کرے، تم دنیا اور دنیا کی زندگی کو اس سے زیادہ نہ سمجھو جتنی وہ فی الحقیقت ہے!..............................

......................................"

افسانہ

نپولین پر قاتلانہ حملے

نپولین بوناپارٹ کے اخلاق پر مورخین نے جس تفصیل سے نظر ڈالی ہے، شاید ہی دنیا کے کسی انسان کی شخصیت اس قدر زیر بحث نہ رہی ہو۔ نپولین نے یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں اُلٹ ڈالی تھیں۔ اخلاق کے قانون میں اس کی فاتحانہ اولوالعزمی، اخلاق کا سب سے بڑا جرم تھی۔ اسی وجہ سے مفتوح ملکوں میں اُس کی جان کے ہزاروں دشمن پیدا ہو گئے تھے، لیکن یہ واقعہ ہے کہ اُس کی پوری زندگی میں، اُس پر قاتلانہ حملے صرف دو ہی ہوئے۔ حملہ آوروں کے جذبات ہم سمجھ سکتے ہیں۔ اُن پر ظلم ہوا تھا۔ اُن کی آزادی چھین لی گئی تھی۔ وہ جوش اور ہیجان قوم پرستی میں سب کچھ کر سکتے تھے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ نپولین نے اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیا ایک مجرم کی وجہ سے سیکڑوں بے گناہ قتل کئے گئے؟ کیا خود مجرموں کو اُس ہولناک طریقہ پر سزا دی گئی جو عام طور پر آج بھی متمدن دنیا میں رائج ہے؟ تاریخ اس کا اعتراف کرتی ہے کہ اس فراخدل، بلند ہمت انسان نے پوری شرافت سے دونوں قاتلوں کو معاف کر دینا چاہا، اگرچہ اُن میں سے ایک نے معافی قبول نہیں کی اور موت کو ترجیح دی۔ یہ دونوں واقعے بہت دلچسپ اور عبرت انگیز ہیں۔

بویریا میں حملہ

شاہ بویریا (جرمنی) نے آسٹریا کے مقابلہ میں نپولین سے مدد طلب کی تھی۔ نپولین ۲۲ جولائی کو وہاں داخل ہوا۔ شاہ بویریا اُس کے پہلو بہ پہلو چل رہا تھا۔

اُسوقت بویریا کے باشندوں میں اپنے ملک کی سیاسی حالت کے متعلق سخت اختلاف رائے تھا۔ ایک گروہ فرانسیسی اثر پسند کرتا تھا اور دوسرا آسٹریا کو ترجیح دیتا تھا۔ نپولین کے آنے سے ایک دن پہلے اُس شہر کے دو آدمیوں میں تکرار ہو گئی۔ اُن میں سے ایک فرانس کا طرفدار تھا دوسرا آسٹریا کا۔ آخرالذکر کا نام "لوی وولف" تھا۔ اُس کی عمر ۲۵ برس کی تھی۔ فرانس اور نپولین سے سخت نفرت کرتا تھا۔ نفرت کی وجہ بالکل معقول تھی۔ اُس کا باپ اور بھائی فرانسیسیوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے اور ماں کو جاسوسی کے الزام میں اس قدر تکلیف دی گئی تھی کہ وہ جانبر نہ ہو سکی۔ اس سے بھی زیادہ اُس کی ناراضی کا سبب یہ تھا کہ جس جنگ میں لڑنے کے لئے نپولین کو بلایا گیا تھا، اُس کی وجہ سے اس شخص کی شادی ملتوی ہو گئی تھی۔ اُسے اپنی منگیتر سے غایت درجہ محبت تھی، وہ کسی طرح بھی شادی میں تاخیر گوارا نہیں کر سکتا تھا۔

غرضکہ ان اسباب کی وجہ سے شخص مذکور غصہ سے دیوانہ ہو رہا تھا۔ اُسنے اپنے ساتھی کو فرانس کی طرفداری کی وجہ سے لعنت ملامت کیا اور قسم کھائی کہ کل نپولین کو ضرور قتل کر ڈالے گا۔ اُسنے کہا: "اگر مادر وطن کے اس ظالم دشمن کے قتل کی کسی کو جرأت نہیں، تو میں یہ کام انجام دوں گا اور ملک کو اُس کے شریر دشمن سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دوں گا!"

چنانچہ وہ اس ارادہ سے فوراً روانہ ہو گیا، اُسے نپولین کی آمد کی تاریخ معلوم نہ تھی۔ بازار میں ایک بویرین سپاہی کے گرد بھیڑ لگی تھی۔ یہ ابھی ابھی میدان جنگ سے آیا تھا۔ لوگ لڑائی کی خبریں پوچھ رہے تھے، وہ بتا رہا تھا کہ فرانسیسی فوجوں نے کس طرح آسٹرین فوجوں کو پسپا کر دیا ہے۔ لوئی وولف نے آگے بڑھ کر سوال کیا:

"نپولین یہاں کب مشرف کرے گا؟"

سپاہی نے تعجب سے سر اٹھا کر کہا:

"سپہ سالار کی زبانی میں نے سنا ہے کہ نپولین آج رات یا کل صبح شہر میں داخل ہو گا۔ وہ ابھی میدان جنگ کا نقشہ مرتب کرنے میں مصروف ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم اُس کے سلام کے لئے بہت بے چین ہو۔"

"ہاں میں اُسے ایک بالکل انوکھے طریقہ سے سلام کروں گا!" وولف نے جواب دیا!

پھر یہ شخص اپنے مکان گیا، بندوق لی، اور شارع عام پر ایک خالی مکان میں چھپکر بیٹھ گیا۔ صبح وہ بڑی بے چینی سے کھڑکی میں بیٹھا نپولین کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ سورج کی کرنوں کی روشنی میں اُسے دور سواروں کی صفیں نظر آئیں۔ سب سے آگے ایک درمیانی قد کا سوار سر پر ممتاز ٹوپی پہنے آ رہا تھا۔ وولف نے سمجھ لیا کہ نپولین یہی ہے۔ بندوق درست کر کے چھتیائی لیکن اُس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ قریب تھا کہ بندوق گر جائے۔ مگر اُسنے اپنے تئیں سنبھالا۔ جب نپولین چند گز کے فاصلہ پر آ گیا تو فیر کرنا چاہا۔ لیکن عین اُسوقت اچانک، پیچھے سے ایک ہاتھ بڑھا اور اس زور سے اُسے کھینچا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔

نپولین کو اس واقعہ کی خبر بھی نہ ہوئی۔ وہ اپنی قیام گاہ میں پہونچا اور محکمہ جاسوسی کے افسر اعلیٰ کو بلا کر گفتگو کرنے لگا:

"فرانسیسی فوج کے خلاف کسی سازش کا تو پتہ نہیں چلا؟"

"ہاں حضور والا! ۳۰ سازشوں سے زیادہ کا حال اب تک معلوم ہو چکا ہے۔"

"سازش کے بانیوں کا بھی کچھ پتہ لگا؟"

"مجھ پر سب سے بڑا فرض شہنشاہ کی زندگی کی حفاظت کا ہے۔ میرے ایک افسر نے ابھی ابھی ایک ناعاقبت اندیش کو گرفتار کیا ہے جو حضور پر گولی چلانے والا تھا۔"

نپولین نے تعجب سے پوچھا:

"وہ پروشیا کا باشندہ ہے یا آسٹریا کا؟"

"بویرین ہے۔" افسر نے جواب دیا۔

نپولین یہ سنکر سخت متحیر ہوا:

"خوب! میں تو اس بدنصیب ملک کو آسٹریا کی غلامی سے بچانے کے لئے فرانسیسی فوج کا خون بہا رہا ہوں، اور اُس کا بدلہ مجھے یہ دیا جاتا ہے کہ دھوکے سے قتل!"

اُسنے مجرم کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ۲۰ منٹ کے بعد وہ موجود تھا۔ نپولین کھڑا تھا۔ مجرم اُسکے سامنے لا کر کھڑا کیا گیا۔ اُس کے دہنی طرف بویریا کا ولیعہد تھا۔ بائیں جانب جنرل برتھیہ۔ نپولین نے اپنی آنکھیں مجرم کے چہرہ پر جما دیں۔ اُن آنکھوں میں نہیں معلوم کیا طلسمی قوت تھی کہ مجرم تاب نہ لاسکا۔ منہ کے بل گر کر چلایا: "عفو! عفو!"

نپولین نے نرمی سے پوچھا: "وہ اسباب کیا تھے جنھوں نے تجھے اس جرم پر آمادہ کیا؟"

مجرم نے تمام واقعات صحیح صحیح بتا دئے۔ اسپر نپولین نے کہا:

"لیکن اس میں میرا قصور کیا ہے؟ اگر دول یورپ مجھے مٹانا چاہتی ہیں اور میں اپنی مدافعت کرتا ہوں تو میرا گناہ کیا ہے؟ تمھاری شادی روکنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ نہ میں اُس کے التوا کا اصلی سبب ہوں۔ لیکن اگر تم مجھی کو باعث سمجھتے ہو تو میں ابھی حکم دیتا ہوں کہ آج ہی تمھاری منگیتر سے تمھاری شادی ہو جائے۔ میں اپنی جیب خاص سے سو اشرفیاں اس تقریب میں پیش کرتا ہوں۔ برتھیہ! کل تم فوج کے ایک دستہ کے ساتھ اس شادی میں شریک ہونا، اور میری طرف سے دولھا دلہن کیساتھ جلوس میں چلنا!"

پھر نپولین مترجم کی طرف متوجہ ہوا:

"اس شخص سے کہدو کہ میں نے معاف کر دیا۔ میں تمھارے لئے خوشی و خرمی کا متمنی ہوں!"

وولف خلاف توقع یہ برتاؤ دیکھ کر مبہوت ہو گیا۔ ولی عہد بویریا نے*

---

* نپولین سے کہا "آپ کا اخلاق واقعی نہایت قابل عزت ہے!" نپولین نے سادگی سے جواب دیا: "عزیز شاہزادے! میں نے تو بادشاہی کا ایک محض معمولی فرض ادا کیا ہے۔ کبھی کبھی عفو و کرم بادشاہوں کا مقدس فرض ہو جاتا ہے!"

الہلال

جلد ۱

۱۲

البلاغ پریس کلکتہ

[illegible]

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

تائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور رفیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي خلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات رقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں' نفع بخش ایجنسیاں لیں' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وسیع کار و بار شروع کردیں' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نهیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجهٔ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں' ترکاریوں' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١٢ کلکتہ : جمعہ ٥ ـ ربیع الاول ١٣٤٦ ہجری جلد ١
Calcutta : Friday, 2, September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعة نہین رکھتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رہکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی ہین ، وہ ہین جن مین الہلال چھپتا ہی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ ہی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی ہین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاہین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی ہمین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اہم مسئلہ ہی ۔ ضروری ہی کہ اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔
الہلال

قاریین الہلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ٨٦١ مراسلات وصول ہوی ہین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل ہی :

عربی حروف کی حق مین	١١٣	اردو حروف کی حق مین	٢٧٠
موجودہ مشترك طباعة کی حق مین	١٩٦	حروف کی حق مین بشرطیکہ نستعلیق ہون	٦٨
پتھر کی چھپائی کی حق مین	٢١٤		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاہر کیا ہی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم ہوا کہ اس باری مین بعض اہم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین ہی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت ہی ۔ آیندہ اس باری مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاہر کرینگی مگر ضرورت ہی کہ بقیہ حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الہلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الہلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع اپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تلفیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) - اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ' مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

(٦)

بابل کے معلق باغ

The Hanging Gardens of Babylon

بابل ' قديم دنيا کا مشهور ترين شهر هے - بهت سي قوموں اور سلطنتوں نے اُسے باري باري فتح کيا اور اپني عظمت و شوکت کا مرکز قرار ديا - مشهور هے که اِس کا اولين بادشاه نمرود اور اُس کا خاندان تها - اِس کي اولاد ميں سب سے زياده شهرت " اُور " خامس کو حاصل هوئي - اِس کا نام اور بعض حالات اُن اينٹوں پر ميسماري خط ميں کنده ملے هيں ' جو حال ميں زمين سے نکالي گئي هيں -

خاندان نمرود کے بعد ايک دوسري سلطنت کا قبضه هوا - تاريخ ميں اِس کا نام ايراني سلطنت هے - دو سو پچيس سال اُس نے حکومت کي - اس کے بعد ۲۲۲۵ ق م ميں ايک اور سلطنت قائم هوئي - اِس کا نام " ايلامي " هے - اِسي کے ايک بادشاه " کودرلا اومر " سے حضرت ابراهيم عليه السلام نے مقابله کيا تها اور فتحياب هوئے تهے -

تقريباً سنه ۲۰۰۰ ق م ميں اِس پر کلدانيوں نے قبضه کيا اور ساڑهے چار صدي تک حکومت کرتے رهے - پهر اِس کے بعد مصريوں کا غلبه هوا اور سنه ۱۳۱۴ ق م تک حکمران رهے - اشوريوں نے مصريوں کو شکست دے کر اپني حکومت قائم کي - يهاں تک که سنه ۵۳۸ ق م ميں کورش شاه ايران نے اُن کي سلطنت کا خاتمه کر ديا اس وقت سے ايرانيوں کا دور شروع هوتا هے -

سات عجائب عالم ميں سے ڈائنا کے مندر کا بقايا

پهاڑ کے نيچے جو کهنڈر نظر آرها هے ' يهي اس مندر کا بقايا هے - اوپر ترکوں کا قلعه هے

بابل اور نينوى ميں هميشه رقابت چلي جاتي تهي - ايک دوسرے کي بربادي پر تلے رهتے تهے - سنه ۷۴۵ ق م ميں اهل نينوى نے بابل فتح کرليا تها - ليکن سنه ۶۰۶ ق م ميں بابليوں نے ايرانيوں کي مدد سے اُنهيں نکال باهر کيا - پهر خود نينوى پر حمله کيا اور اُسے اِس طرح مٹاديا که اُس کا نشان تک باقي نه رها - ابهي حال ميں بڑي تحقيقات کے بعد پته چلا هے که يه قديم شهر کس جگه واقع تها ' کيسا عظيم الشان تها ؟ اور کس بے دردي سے برباد کرديا گيا ؟

نينوى کي بربادي کے بعد هي بخت نصر ظاهر هوا - بابل کے معلق باغ اِسي نے بنائے تهے - اُن سے مقصود صرف يه تها که اپني بيوي کي خوش نودي اور تفريح کا سامان کرے -

يوناني مورخ هيرودوٹس نے لکها هے که بخت نصر نے اراده کيا ' بابل کو از سر نو اِس طرح بنائے که دنيا ' نينوى کي شان و شوکت بهول جائے - چنانچه نينوى کے قيديوں اور معماروں سے يه نيا شهر طيار کرايا گيا - خود هيرودوٹس نے اپني سياحت کے دوران ميں بابل کي بهي سير کي تهي ' چنانچه اُس کے حالات اپني تاريخ ميں لکهے هيں - اُس کے بيان سے معلوم هوتا هے که بابل ' زمين کے مربع ٹکڑے پر قائم تها - بيچ ميں دريائے فرات نے بهه کر اُس کے دو حصے کرديے تهے - هر حصه ۱۵ - ميل لانبا تها - يعني پورا شهر تيس ميل کے وسيع رقبه ميں پهيلا هوا تها - چاروں طرف شهر پناه تهي - ۳۵۰ فٹ بلند اور ۸۷ فٹ موٹي تهي - اِس ميں پيتل کے سو پهاٹک تهے - پهاٹکوں کے ستون اور چهتيں بهي پيتل کي تهيں -

شهر ميں سب سے زياده شاندار ' عجيب ' اور دلچسپ چيز يه " معلق باغ " تهے جو اُس وقت سے اب تک پوري دنيا کے ليے اعجوبه بنے هوئے هيں - يه باغ پتهر کي عمارتوں پر ايک ايسے علاقه ميں نصب کيے گئے تهے ' جهاں پتهر کمياب هونے کی وجه سے نادر اور قيمتي چيز سمجها جاتا تها - بادشاه عبادت خانوں ميں بطور نذرانه کے پتهر پيش کرتے تهے ' اور پرانے عبادت خانوں سے نئے عبادت خانوں ميں بڑے اهتمام سے منتقل کيے جاتے تهے - دجله اور فرات کي وادي ميں آج تک پتهر کي بڑي قلت هے -

ليکن کيا يه باغ واقعي معلق تهے ؟ اس بارے ميں ايک سخت غلط فهمي پهيلي هوئي هے - حال کے بعض مورخين بهي اس غلطي سے نه بچ سکے - در اصل انکا معلق هونا محض ايک نظري اور مجازي وصف تها - ورنه وه معلق نه تهے - قديم يوناني اور روماني مورخوں نے اِنکے ليے جو لفظ استعمال کيا هے اُسکے معني " معلق " نهيں بلکه منزل در منزل باغ کے هيں - يه باغ پتهر کے کئي منزله چبوتروں پر لگائے گئے تهے - هر اوپر کا چبوتره نيچے کے چبوتره سے عرض ميں چهوٹا تها - اِس طرح تمام چبوترے بلند هوتے هوتے ۳۵۰ فٹ تک پهنچ گئے تهے - هر چبوتره پر اِتني مٹي جمع کي گئي تهي جتني درختوں کي پرورش کيليے ضروري تهي - پاني اوپر چڑها کر بالائي منزل پر تالاب بنايا گيا تها ' نيچے سے اُس ميں جمع کر ديا جاتا تها - اور اُسي سے پورے باغ کي آب پاشي هوتي تهي - هر چبوتره کي زمين يا چهت بانس سے پاٹ دي گئي تهي ؛ اُسکے اوپر سيسه پگهلا کر پهيلا ديا تها - يه احتياط اِس ليے کي گئي تهي که ديواروں اور بنيادوں تک نمي نه پهنچ سکے اور باغ هميشه برقرار رهيں - هر طبقے يا چبوترے کے نيچے بڑے بڑے ايوان تهے اور بابل و نينوى کے بهترين سامان آرايش سے آراسته تهے - هر دو طبقوں کے ما بين وسيع زينے بنے هوئے تهے - جنسے بادشاه ' ملکه ' اور درباري ايک ساتهه اوپر نيچے آجا سکتے تهے -

باغوں ميں قسم قسم کے پهولوں ' پهلوں ' اور ميوؤں کے خوشنما درخت لگے تهے - موسم بهار ميں عجيب کيفيت هوتي تهي - هرے بهرے درختوں کے پتے پوري عمارت چهپا ليتے تهے - ايسا معلوم هوتا تها که واقعي باغ هوا ميں معلق کهڑے هيں - خوشبو اس قدر هوتي تهي که تمام شهر معطر هو جاتا تها - خيال هوتا تها که جنت آنکهوں کے سامنے پهيلي هوئي هے - بابل کي گرمي ديکهتے هوئے يه باغ

آثار عتیقہ

سات عجائب عالم

(۵)

روڈس کا عظیم بت

(The Colossus)

جزیرۂ روڈس (بحر متوسط) میں یہ عظیم الشان اور شہرۂ آفاق بت قائم تھا - لیکن اب اُسکا کوئي نشان باقي نہیں ہے - عہد مسیحي سے سو برس پہلے ہي وہ برباد ہوچکا تھا - مرکب دھات کا یہ بت ٹکڑے ٹکڑے کرکے اِس طرح بیچا گیا ' جس طرح پرانا لوہا بکتا ہے !

مشہور رومانی مورخ پلیني نے پہلي صدي عیسوي میں جزیرۂ روڈس کي سیر کي تھي - وہ لکھتا ہے :

" ہر چیز سے زیادہ حیرت انگیز آفتاب کا وہ عظیم الشان بت تھا جو اِس جزیرہ میں نصب تھا - اِسے کیرس لنڈسي نے بنایا تھا - یہ ستر گز (رومانی) بلند تھا - ۶۵ سال قائم رہنے کے بعد زلزلہ سے گرپڑا - وہ ابتک بدستور زمین پر پڑا ہے اور دیکھنے والوں کیلیے ایک منظر حیرت ہے ! کم آدمي ایسے نکلینگے جو بت کے ہاتھہ کا انگوٹھا اپنے دونوں ہاتھہ پھیلا کر بھي قبضہ میں لےسکیں - بت کي انگلیاں اتنی بڑي ہیں کہ شاید ہي اِتنے بڑے مجسمے کہیں موجود ہوں - پنڈلیاں اِتني موٹي ہیں کہ اُنکے اندر لمبي گہري سرنگیں معلوم ہوتي ہیں - پنڈلیوں کے اندر عظیم الشان سنگي ستون تھے تاکہ پاؤں بت کے جسم کا بوجھہ سنبھال سکیں "

یہ بت دراصل اپالو دیوتا کے اعزاز میں بنایا گیا تھا - یہ دیوتا اِس جزیرہ کا معبود اور محافظ سمجھا جاتا تھا - کیرس بت تراش نے بارہ برس کي محنت سے اِسے طیار کیا تھا - لیکن سنہ ۲۲۴ ق م میں زلزلہ نے اسے گرا دیا -

اِس بت کي عظمت و شہرت اِس قدر عام ہوگئي تھي کہ باہر کے لوگوں میں طرح طرح کے ما فوق العادۃ قصے مشہور ہوگئے تھے - عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ جزیرہ کي خلیج پر اِس طرح کھڑا ہے کہ اُسکا ایک پاؤں ایک کنارے پر ہے ' دوسرا دوسرے کنارے پر - لیکن یہ خلاف واقعہ ہے - در اصل یہ بت ایک برھنہ آدمي کي شکل پیش کرتا تھا اور وہ اپنے دونوں پاؤں جوڑے کھڑا تھا - رومن مورخ پلیني نے اُسکي بلندي کي نسبت جو کچھہ کہا ہے ' اُسکي کسي دوسرے مورخ نے تغلیط نہیں کي ہے - اُسکے حساب سے بت کي بلندي ۱۵۰ فٹ تھي !

پورا بت مرکب دھات کا تھا - ٹانگیں پتھر کي تھیں ' اور مرکب دھات کي چادروں سے ڈھکي ہوئي تھیں - پیروں سے سر تک ایک اندروني زینہ بنا تھا - بعض مورخین کا بیان ہے کہ اِس زینہ سے چڑہ کر روز رات کو بت کي آنکھوں میں آگ جلائي جاتي تھی تاکہ اُس کي روشني سے جہازوں کي رہنمائي ہو -

کہا جاتا ہے ' کیرس نے بت قائم کرنے کے بعد محسوس کیا کہ اُس سے ایک سخت فني غلطي ہوگئي ہے - اِس غلطي کي اصلاح نا ممکن تھي - لہذا اُس نے خودکشي کرلي - لیکن اُسکي غلطي بعد میں کسي کو بھي نظر نہیں آئي - یونان اور پوري دنیا بیک زبان اُس کي صناعي کا اعتراف کر رہي ہے -

روڈس باوجود اپني قدیم بدحالي کے اُس زمانہ میں بہت دولت مند ہوگیا تھا - معدني مصنوعات میں اس نے بڑي شہرت حاصل کي تھي - بابل اور مصر سے تجارت کا سلسلہ قائم تھا - یونانیوں نے اُس کي دولت مندي دیکھکر اُس پر قبضہ کرلیا اور وہاں ایک عظیم الشان بندرگاہ تعمیر کي - شہر کي رونق بھي اس درجہ بڑھگئي کہ ایتھنز کا مقابلہ کرتا تھا - بعد میں اسپارٹا والوں نے اسے فتح کیا - اُن کے بعد شاہ موسولوس نے غلبہ حاصل کیا - یہ وہي بادشاہ ہے جس کي قبر دنیا کے سات عجائب میں سے شمار ہوتي تھي اور ابھي ابھي ہم اُس کے تذکرہ سے فارغ ہولیے ہیں -

آگے چل کر ایرانیوں نے حملہ کیا - ایرانیوں سے سکندر اعظم نے چھینا - سکندر کي وفات کے بعد اُس نے پھر اپني آزادي حاصل کرلي اور خود مختار ہوگیا - یہي زمانہ اُس کا سنہري زمانہ سمجھا جاتا ہے - اُس وقت بحر متوسط میں تجارت کي اصلي منڈیاں دو ہي تھیں : اسکندریہ اور روڈس -

اِس بت کي تاریخ یہ ہے کہ مصر کے ایک بطلیموس پادشاہ نے (یعني اُس خاندان شاہي کے پادشاہ نے جو بطلیموس کے لقب سے ملقب تھے) اپنے بھائي سے جنگ کي تھي - روڈس کے باشندوں نے بطلیموس کي مدد کي اور فتح دلائي - اِس پر اُس کے بھائي نے جزیرہ سے انتقام لینا چاہا اور ایک فوج گران جہازوں میں لاکر محاصرہ کرلیا - فوج کي تعداد اِتني زیادہ تھي کہ جزیرہ کي پوري آبادي اُس سے کم تھي - اہل روڈس زبردست دشمن دیکھکر گھبرا گئے - مگر بہادر تھے - مقابلہ کیا - بطلیموس کو اُن کا احسان یاد تھا - اُس نے اِس مصیبت کا حال سنا تو فوراً مدد کے لیے اپني فوج بھیج دي - اس طرح روڈس اپني حفاظت میں کامیاب ہوگیا -

اسي نجات کي یادگار میں اہل روڈس نے یہ بت بنایا تھا ' اور اپنے دیوتا اپالو کو نذر دي تھي - بت کے بنانے میں جتنا کانسہ لگا ' وہ سب دشمن سے غنیمت میں حاصل کیا گیا تھا -

عربوں کي فتح کے زمانہ تک اِس بت کے کھنڈر موجود تھے - یونانی مورخوں کا بیان ہے کہ اُنھوں نے یہ کھنڈر ایک یہودي کے ہاتھہ فروخت کرڈالے - یہودي نے اس سے نو سو اونٹ کانسہ حاصل کیا -

باب التفسير

تفسير سورهٔ فاتحه کا ايک صفحه

تصور الهي کي تکميل
اور
اس کا سلسلۂ ارتقا

(۳)

(شاهيت اور الوهيت کے تشابه کے نتائج)

شاهيت اور الوهيت کے اس لزوم و تشابه نے انسان کے تصور الهي پر جوگهرہ اور دور رس اثر ڈالا هے ' اس کا اندازہ سرسري مطالعه سے نهيں هو سکتا - ضروري هے که تصور الهي کے ايک ايک جزء اور ايک ايک عنصر پر نظر ڈالي جاے ' اور اسکي امتزاجي اور خميري حالت کي تعليل کي جاے - اس سلسله ميں حسب ذيل نقاط خصوصيت کے ساتهه قابل غور هيں :

(۱) انسان کي معيشت کي تاريخ ميں نظم و حکومت کي ابتدا جمهوريت کے عنصر سے هوئي هے ' نه که شاهيت و مالکيت کے عنصر سے -

يهاں لفظ " جمهوريت " سے مقصود جمهوري نظام حکومت نهيں هے ' بلکه جمهوريت کي وہ ساده اور عنصري حالت مراد هے جب کسي ايک شخص کو مالکانه و حاکمانه اقتدار حاصل نه تها - ايک سے زياده آدمي مل جل کر اپنے معاملات کا انتظام کرليا کرتے تهے - يه بات که کسي خاص فرد کو مالکيت و فرماں روائي کا اختيار حاصل نهو که جو چاهے حکم دے اور جس طرح چاهے اپنے ماتحتوں کے معاملات معيشت کا فيصله کرے ' بلکه مساويانه طريقه پر لوگ مل جل کر اپني ضروريات نظم و اجتماع کا انتظام کريں ' جمهوريت کا اصلي عنصر هے ' اور يهي عنصري حالت يهاں مقصود هے -

شخصي مالکيت اور شاهيت انساني اجتماع کي ايک غير طبيعي حالت هے جو اس وقت پيدا هوي ' جب طاقتور افراد نے کمزور افراد کی کمزوري سے فائده اٹها کر انهيں اپنا مطيع و منقاد بنانا شروع کرديا اور رفته رفته يه بات تسليم کر لي گئي که زياده طاقتور فرد کو کم طاقتور افراد سے غلامي و چاکري کرانے کا حق حاصل هے - پهر جوں جوں تمدن و شهريت ميں ترقي هوتي گئي ' مالکانه قبضه و تصرف بهي زياده خوش اسلوب اور منظم هوتا گيا ' يهانتک که شاهيت و حکمراني کا نظام پيدا هوگيا -

يه بات که انساني اجتماع کي تاريخ ميں غير شخصيت و شاهيت ' شخصيت و شاهيت پر مقدم هے ' تاريخ کي روشني ميں صاف نظر آ جاتي هے - هم دنيا کے تمدني عهد سے جس قدر پيچهے هٹتے جائينگے ' شاهيت اور شخصيت کا نظام مفقود هوتا جايگا ' اور مشترک جماعتي نظم اپني ابتدائي اور ساده حالت ميں کارفرما نظر آيگا - دنيا کي جس قدر بهي غير متمدن اور وحشي قوميں تاريخ کے علم ميں آئي هيں ' ان ميں ايک قوم بهي ايسي نهيں هے جس ميں شخصي شاهيت کا نظام پايا گيا هو - امريکه ' افريقه ' اسٹريليا ' جزائر بحر شمال ' اور قبائل گرين لينڈ کي غير متمدن آباديان شخصي مالکيت و سروري سے اسي طرح نا آشنا پائي گئيں ' جس طرح سکه کے استعمال سے نا واقف تهيں - عرب جس وقت تک بدويانه زندگي ميں رها ' شخصي حاکميت سے آشنا نه هوسکا - تاريخ کي روشني ميں جو ترتيب نظام حکومت کي واضح هوتي هے ' وہ يه هے که انسان اپني صحرائي اور انفرادي معيشت ميں کسي نظم کا محتاج نه تها - جب قبائل کي زندگي شروع هوئي تو خود بخود ايک ايسا ساده اور بسيط نظم پيدا هو گيا ' جيسا آج کل بهي ديهاتي پنچايتوں ميں ديکها جاسکتا هے - بستي کے بڑے بوڑهے کسي درخت کے سايه ميں بيٹهه گئے اور تمام جهگڑے اور قصے چکا دیے - اس طريق کار سے رفته رفته قبائل کي سرداري کا منصب پيدا هوگيا - انهي سرداروں نے آگے چل کر اپنے دشمن قبائل کو زير کرنا اور غلام بنا کر رکهنا شروع کر ديا ' اور اسي سے شخصي مالکيت کي بنياد پڑگئي -

شخصي مالکيت اور شاهيت کي بنياد قاهرانه قوی کے استعمال اور جبر و تعدي کي هولناکيوں سے پڑي تهي - يه سرتاسر انسان کے سلبي اور تخريبي صفات تهے - ايجابي و تعميري نه تهے - البته آگے چل کر عفو و بخشش اور عطاؤ نوال کے اوصاف کي بهي گنجايش نکل آئي - ليکن چونکه شاهيت کا مايۂ خمير هيبت و قهر تها ' اس ليے غلبه هميشه اسي قسم کے صفات کا رها - رحم و بخشش کے اوصاف اس درجه بڑه نه سکے که شاهي قهر و جلال کي هيبت و سطوت ميں خلل انداز هوسکتے - نتيجه يه نکلا که اول دن سے شاهيت کا تصور سرتاسر هيبت و قهر کا تصور هو گيا - يه بات انسان کے تخيل ميں جم گئي که جس قدر ايک پادشاه زياده پر هيبت اور قهرمان هوگا ' اتني هي اس کي شاهيت زياده مقتدر اور مسلم هوگي !

ضروري تها که شاهيت کے اس تصور سے انسان کا تصور الهي بهي متاثر هوتا ' کيوں که دونوں ميں مماثلت کي نسبت پيدا هوچکي تهي - چنانچه هم ديکهتے هيں که اس دوسرے دور ميں يه مماثلت بهي صفات قهر و جلال کے استغراق کا ايک قوي باعث هوگئي اور انسان کا تصور رحمت و جمال کي طرف تيز قدم نه اٹها سکا - ٹهيک ٹهيک شاهيت و مالکيت کے تصور کي طرح ' خدا کے تصور ميں بهي تمام قاهرانه اور جابرانه اوصاف نماياں هيں ' اور جس طرح رحمت و جمال کا عنصر شاهيت کے تصور ميں مغلوب اور کمزور هے ' اسي طرح الوهيت کے تصور ميں بهي زياده نهيں ابهر سکتا - پهر جوں جوں شاهيت کے مزاج و اوصاف ميں رقيق و لطيف جذبات کا عنصر بڑهنے لگتا هے ' تصور الهي ميں بهي اس جانب ترقي هونے لگتي هے - شاهيت کا ابتدائي اور عالمگير تصور يه تها که وہ ايک ايسا وجود هے جس سے هميشه ڈرتے اور لرزتے رهنا چاهيے - اس کا غضب بے پناه ' اور اس کي هولناکي لا علاج هے - وہ ايک ادني سي لغزش پر قتل کرڈالتا اور ايک ذرا سي خطا پر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا هے - البته

فردوس بريں کا حکم رکهتے تهے - يهي باعث هے که اُن کا دنيا کے عجائبات ميں شمار هوا اور سارے جهان ميں شهرت هوا کي طرح پهيل گئي -

ليکن زمانه کے بے رحم هاتهوں نے يه دلفريب باغ بهي نه چهوڑے - بابل کي جنت برباد هوگئي اور شهر بهي ته و بالا هوگيا - صديوں تک لوگوں کو يه بهي معلوم نه تها که يه باغ واقع کهاں پر تهے ؟ سنه ۱۹۰۳ ع ميں زمين کهودنے پر پرانے آثار نکلے جو اُس عمارت کے خيال کيے جاتے هيں جس پر باغ نصب تهے - اِن باغوں کا باني بخت نصر (بنوکدنزر) وهي بخت نصر هے جس نے بيت المقدس برباد کر کے يهوديوں کو قيد کر ليا تها -

(۷)

اهرام مصر

(The Pyramids of Egypt).

دنيا کے سات عجائب ميں صرف اهرام مصري هيں جو ابتک قائم اور انقلابات زمانه کا مقابله کر رهے هيں - مصر ميں متعدد اهرام هيں - مگر اُن ميں سب سے زياده مشهور اور عجائب عالم ميں شمار هونے والا هرم "هرم کبير" کے نام سے مشهور هے - يه قاهره کي موجوده آبادي سے ۶۸ کيلو ميٹر فاصله پر جنوب ميں واقع هے - اس ميں ابتک کوئي اهم تغير نهيں هوا هے - صرف اوپر کا پلاستر اُتر گيا هے اور چوٹي پر سے کچهه حصه ٹوٹ گيا هے -

يه هرم اب سے چهه هزار سال پہلے تعمير هوا تها - مصر کي چوتهي سلطنت ميں ايک بادشاه نے اِسے بنايا - ساٹهه برس اِس نے حکومت کي تهي - مصري زبان ميں اِسکا نام "خوفو" تها - يوناني اُسے "خيوپس" کهتے تهے - قديم مصري هرم کو "ياخيت خوفو" کے نام سے پکارتے تهے - اِسکے معني هيں "خوفو کا مقبره" دراصل يه عمارت بادشاه نے اِسي غرض سے بنائي تهي که مرنے کے بعد اس ميں دفن هو - هرم کے مصري نام هي سے اسکا مقصد واضح هو جاتا هے - اِس سے بهي بڑه کر يه که خود هرم کے اندر تابوت بهي ملا هے اور اِس بات کي قطعي شهادت هے که اصل ميں يه مقبره هي تها -

هرم کا دروازه شمال کي طرف هے - اِس دروازه سے ايک طويل اور تنگ سرنگ نما راستے ميں داخل هوتے هيں - راسته ايک ته خانے تک ليجاتا هے - خيال کيا جاتا هے که يهي ته خانه ، قبر کيليے مخصوص کيا گيا تها - کيونکه اسي ميں تابوت رکها هے - مگر خود بادشاه کي لاش اُس ميں نهيں ملي - نهيں کها جاسکتا ، بادشاه اُس ميں کيوں دفن نهيں کيا گيا ؟ نيز ابتک يه بهي معلوم نهيں هوا که اُسکي اصلي قبر هے کهاں ؟ بعض مورخين کا خيال هے که بادشاه نے اِس مقبره کے بنانے ميں رعايا پر بهت ظلم کيا تها - اِس ليے ناراض هوکر مصريوں نے اُسکي لاش اس ميں دفن نه هونے دي - ليکن اِس کے ايک کمره مين بادشاه کا نام سرخ روشنائي سے لکها هوا پايا گيا هے - خيال کيا جاتا هے که مزدوروں نے پتهر پر اسکا نام تعمير سے پہلے هي لکهديا تها - اگر يه نام موجود نه هوتا تو دنيا هرگز نه جان سکتي که يه عمارت کس شخص نے بنائي تهي -

بادشاه کا تابوت سنگ سرخ کا هے - ساڑهے سات فٹ لانبا ، تين فٹ چار انچ چوڑا ، اور تين فٹ چار انچ اونچا هے -

بادشاه کے کمرے کے اوپر پانچ چهوٹے کمرے اور هيں - خيال کيا جاتا هے که يه اِس غرض سے بنائے گئے تهے که شاهي کمره پر سے عمارت کا بوجهه هلکا هو جائے - ملکه کا کمره بادشاه کے کمرے کے نيچے هے اور اصلي راسته سے ايک گلي اُسکي طرف جاتي هے -

قديم زمانوں سے يه بات مشهور چلي آتي تهي که هرم کے اندر ايک بهت بڑا خزانه موجود هے - مگر کبهي کسي کو اُسکے کهودنے کي جرأت نهيں هوئي - خليفه مامون الرشيد نے البته کهدوانا شروع کيا تها ، مگر بعد ميں معلوم هوگيا که خزانه کي افواهيں بے بنياد هيں -

يوناني سياح هيرودوتس نے هرم کي سير کي تهي اور اپني کتاب ميں اُس کا حال لکها هے -

شروع ميں هرم پر چکنا پلاستر لگا هوا تها - کوئي اُس پر چڑه نهيں سکتا تها - مگر اب يه پلاستر اُتر گيا هے اور اُسکي چوٹي پر پهنچنا ممکن هے -

اِس هرم کي بلندي ۴۸۱ فٹ هے - شمالي جانب سے ۶۱۲ اور باقي تين طرف سے ٹهيک ۷۵۵ فٹ ۷ انچ لانبا هے - يه اس بات کي شهادت هے که قديم مصريوں نے علم هندسه ميں بڑي ترقي حاصل کي تهي -

دنيا کے سات عجائب ميں اول درجه اسي هرم کو حاصل هے -

(اسکندريه کا شهرهٔ آفاق مناره)

يه تصوير اُن تصريحات کي بنا پر بنائي گئي هے - جو قديم سياحوں اور مورخوں کي زباني معلوم هوئي هيں -

(مورخين عرب کي تحقيقات)

سات عجائب عالم کا يه مختصر بيان تها جو ختم هوگيا - هم نے بابل ، مناره اسکندريه ، اور اهرام کے حالات ميں صرف وهي امور بيان کيے جو آخرين تحقيقات پر مبني هيں ، اور وه تمام تفصيلات ترک کرديں جو غالباً اردو کے کتب و رسائل ميں ترجمه کي جاچکي هيں - اب اس کے بعد هميں تفصيل کے ساتهه وه تحقيقات بيان کرني هے جو قديم عرب مورخين نے کي تهي ، خصوصاً بابل ، اسکندريه ، اور اهرام مصر کي نسبت اُن کي تصريحات تاريخ کا نهايت قيمتي اور قابل غور موضوع بحث هے -

* * *

مصریوں نے " تهوت " اور " هرمس " میں (اور هرمس Hermes یونانیوں کا بھي معبود تھا) علم و حکمت کے تمام ابتدائي سرچشمے دیکھے (۱) بابل نے جو علم هئیة کے کشف و ترقي کا سب سے پہلا سرچشمه ہے ' آسمان کے ارواح الوهیت میں سورج کا قہر اور مریخ کي خون آشام تلوار دیکھي تھي - اب زهرہ کي مسکراهت اور عطارد کي حکمت و دانائي کي سنجیدہ صورت کا بھي تماشائي هوگیا - یونان کي فکري لطافت اور وسعت تخیل نے اس میں اور زیادہ نظم و اسلوب پیدا کیا - عشق و محبت ' علم و حکمت ' صلح و امن ' زراعت و پیداوار ' مال و دولت ؛ سب کے آسماني کارساز الگ الگ جلوہ فرما هوگئے ' اور اُنکي چوکھٹیں صفات جمالیه کے حاجت مندوں کا قبلۂ عبادت بن گئیں - مصر ' هندوستان ' اور یونان میں بابل کي کواکب پرستي کي دعوت پہنچ چکي تھي ' اسلیے ان دیوتاؤں کا تخیل زیادہ تر اجرام سماویه هي کے تعبدانه مشاهدہ میں پیدا هوا -

ایران جو دنیائے قدیم کے ادیان و ملل میں اپني بعض خصوصیات کے لحاظ سے غیر معمولي امتیاز رکھتا ہے ' اور جس نے باوجود مظاهر پرستي کے انہماک کے ' اصنامي پرستش کے تخیل سے همیشه گریز کیا ؛ اس بارے میں ایک بالکل مختلف نوعیت کا تخیل قائم کرتا ہے ' اور ثنویت کے ذریعه صفات قہر و جلال اور رحمت و جمال کے تضاد کي مشکل حل کرتا ہے - یعني اس اعتقاد کا نقشه آراسته کرتا ہے که خالق حقیقي کے ماتحت دو کارساز قوتیں کارفرما هیں : قوت خیر اور قوت شر - یعني " یزداں " اور " اهرمن " تمام ایجابي اور جمالي صفات یزداں کے حصے میں آئي هیں ' اور تمام سلبي اور قہري صفات اهرمن کے حصے میں - یزداں کي تعمیري صفت بنانا چاهتي ہے - اهرمن کي تخریبي صفت بگاڑنا چاهتي ہے - گویا کون و فساد کي کشا کش اپني منتہاء ازلیت میں دو متضاد کارفرماؤں کي کشمکش پر ختم هوتي ہے -

غرضکه اس دور کے آخري عهد میں به حیثیت مجموعي ذهن انساني نے ایک ایسي مزاجي استعداد پیدا کرلي تھي که وہ صفات سلبیه کے ساتھه صفات ایجابیه کا بھي بالاستقلال تصور کر سکتا تھا - البته غلبه اب بھي صفات سلبیه هي کے تصور کا تھا - تصور الٰهي کے اس بنیادي نقطه میں که عبادت کي اصل خدا کے غضب و قہر سے بچنا ہے ' نه که اُسے چاهنا اور اُس سے نزدیک هونا ' کوي تبدیلي نہیں هوي تھي - پس گو اس عهد میں انسان خدا کي رحمت و جمال کا نظارہ کرنے لگا ' لیکن اسکے ذهن پر تسلط ' خدا کے قہر و غضب کے خوف هي کا تھا - جمال و رحمت کي شیفتگي کا نه تھا - اس منزل تک پہنچنے کیلیے آسے ابھي کئي ارتقائي منزلیں طے کرني تھیں -

مذهبي اعمال میں تمام تر دار و مدار قرباني اور اسکي بے شمار اقسام پر تھا - علم و حکمت اور رزق و بخشش هي کا دیوتا کیوں نہو ' لیکن بغیر قتل و هلاکت کي بھینٹ کے خوش نہیں هو سکتا تھا - مذهبي اور معبدي رسوم کي کارفرما جماعتیں (یعني مندروں کے پجاریوں ' معلموں ' رهنماؤں کی جماعتیں) صدیوں سے ایک طاقتور نظام کي شکل میں قائم هو چکي تھیں - انکے اقتدار و بالا دستي کا اعتقاد مذهبي عقائد کا سب سے زیادہ ضروري عنصر بن گیا تھا - ان معبدي اور اصنامي جماعتوں کے نظام کے قیام نے بھي انسان کے دیني عقائد کي تاریخ میں بہت بڑا حصه لیا - عوام پر ان کا اقتدار جن وسائل سے قائم رہ سکتا تھا ' ان میں سب سے زیادہ موثر چیز یہي مذهبي قسم کا خوف اور آسماني قسم کي دهشت انگیزي تھي - اس لیے یه جماعتیں قدرتي طور پر آسماني قہر و غضب کي دائمي مبلغ بن گئي تھیں ' اور انساني دماغ کو خوف و دهشت سے الگ هوکر ' خدا کے طرف نظر اٹھانے کي مہلت هي نہیں ملتي تھي - جن لوگوں نے مصر ' هندوستان ' اور یونان کي معبدي جماعتوں کے حالات کا مطالعه کیا ہے ' وہ اندازہ کر سکینگے که اُس عهد کے دهشت انگیز دیني موثرات میں یه چیز کس درجه قوي و فعال رهي ہے ؟

اس دور کے اِس آخري عهد میں پہنچکر همارے لیے ممکن هو جاتا ہے که سنین و ایام کے موجودہ حسابات سے اِس کا زمانه متعین کر سکیں - یه تقریباً سنه ۱۷۰۰ قبل مسیح (ع) کا زمانه ہے - اِس عهد کے کچھه عرصے بعد سامي دعوت کے قیام و اشاعت کا دور شروع هو جاتا ہے -

(سامي دعوت کا ظهور)

" سامي دعوت " سے مقصود تورات کي دعوت ہے - تورات کے ظهور کا زمانه تقریباً (تقریباً اس لیے که ایام و سنین کے صحیح تعین میں متعدد تاریخي اور هئیتي اختلافات حائل هیں) ۱۶۴۵ - قبل مسیح ہے - تورات کے عبراني سنین کي جو تقویم آجکل کے علماء فن نے مرتب کي ہے ' بعینه وهي ہے جو ابو ریحان بیروني وغیرہ عرب محققین زیچ و تقاویم نے مرتب کي تھي - اس سے ثابت هوتا ہے که بنو اسرائیل کا مصر سے خروج مندرجۂ صدر سنه میں هوا تھا - اسلیے تقریباً یہي زمانه حضرۃ موسی (علی نبینا و علیه الصلواۃ والسلام) کے ظهور اور تورات کے نزول و دعوت کا زمانه ہے -

---

(۱) هرمس کے بارے میں بعض مورخین کو سخت غلط فهمي هوئي ہے ' اور اُنکي تقلید سے زمانۂ حال کے بعض مستشرقین یورپ بھي غلط فهمي میں مبتلا هوگئے - چونکه یونان اور مصریوں کے عقیدے میں هرمس علم و حکمت کا دیوتا تھا ' اسلیے متاخرین حکماء نے اکثر علوم و فنون کي ابتدا اُسکي طرف منسوب کردي تھي ' اور بعض کتابوں میں علوم کا تذکرہ اس طرح شروع کیا گیا تھا ' گویا هرمس کا الہام رباني بیان کر رها ہے - جب اِن کتابوں کا عهد عباسیه میں ترجمه هوا تو بعض لوگوں کو یه غلط فهمي هوگئي که هرمس یونان و مصر کے حکما میں سے کوئي حکیم ہے - پھر کوشش کي گئي که اُس کا زمانه متعین کیا جاے - بعضوں نے اُسکا زمانه ایسا متعین کیا جو حضرت ادریس علیه السلام کا زمانه تھا - اس سے یه خیال پیدا هوا که هرمس اور ادریس ایک هي شخصیت کے دو نام هیں - بعضوں نے کہا که تورات میں جس " اخنوخ " کا ذکر آیا ہے ' وهي یونانیوں کے یہاں هرمس کے نام سے مشہور ہے - بعضوں نے دیکھا که هرمس کا تذکرہ مختلف زمانوں مین پایا جاتا ہے - اِس لیے انهوں نے تطبیق کي یه صورت نکالي که تین هرمس فرض کرلیے : کبیر ' درمیاني ' صغیر - حالانکه سرے سے هرمس نامي کسي انسان کا وجود هي ثابت نہیں - وہ محض ایک خیالي شخصیت ہے - جیسي شخصیت هندوستان مین نظم و حکمت کے لیے بیاس جي کي فرض کرلي گئي ہے - ابن الندیم نے فهرست میں (صفحه ۲۶۷ و ۳۱۳) جمال الدین قفطي نے تاریخ الحکماء میں (صفحه ۳۴۶) اور ابن ابی اُصیبعه نے عیون الانباء میں (جلد ۱ - صفحه ۱۶) هرمس کي نسبت جو کچھه لکھا ہے ' وہ اسي غلط فهمي کا نتیجه ہے - هرمس حکیم کے نام سے جو کتابیں عربي میں ترجمه هوئیں ' زیادہ تر قدیم فن کیمیا اور احکام نجوم کي کتابیں هیں - رمل کے ابتدائي خطوط بھي اُسي کے طرف منسوب هیں - البته بیروني اور حموي کي بعض تصریحات سے معلوم هوتا ہے که فن هئیة و زیچ میں بھي اس کے بعض رسائل ترجمه کیے گئے تھے - عجیب بات یه ہے که دنیا کي سات اقلیموں والي تقسیم جو ایران کے " هفت کشور " سے لي گئي تھي ' محمد بن ابراهیم فزاري نے اسي کے طرف منسوب کي ہے (معجم البلدان جلد ۱ - صفحه ۲۶)

گاه گاه ایسا بھي هوتا ہے که اس کي طبیعت رحم و کرم پر آجاتي ہے ' اور وہ بخشش بھي دیتا ہے اور مالا مال بھي کردیتا ہے - بعینه یہي تصور خدا کا بھي تھا - اور اسلیے خدا کي صفات رحمت و جمال کي نسبت جو کچھه بھي سمجھا جاتا تھا ' وہ اس سے زیادہ نه تھا ' جیسا ایک پر هیبت بادشاہ کي نسبت سمجھا جاسکتا ہے -

(۲) صفات الهي کے تصور کا ایک نازک اور دقیق پہلو یه ہے که خدا کے افعال کیلیے کوئي مقصد و غایت هوني چاهیے یا نہیں؟ اس لحاظ سے افعال الهي کي دو هي نوعیتیں هوسکتي هیں - ایک یه که اسکے تمام افعال بغیر کسي غایت اور حکمت کے هیں - ایک یه که اسکاهر فعل کسي مقصد اور حکمت پر مبني ہے - شاهیت اور الوهیت کے تشابه کا اثر تصور الهي کے اس گوشه پر بھي پڑا - انسان هزاروں برس تک خدا کے افعال بھي اسي رنگ روپ میں دیکھتا رها ' جسمیں اپنے چاندي سونے کے تخت پر بیٹھنے والوں کو دیکھتا تھا - وہ " قدرت " کے ساتھه " حکمت " جمع نہیں کرسکا - اسکا خیال یه تھا ده حکمت اور مقصد کي رعایت دلیل عجز ہے - یه علم انسانوں کیلیے ضروري ہے جو اپنے حاکموں اور پادشاهوں کے سامنے جوابدہ هیں ' لیکن ایک پادشاہ جو کسي کے سامنے جوابدہ نہیں ' حکمت و غایت کي رعایت سے ما وراء ہے - ایک پادشاہ جسقدر زیادہ طاقتور اور زیادہ اونچے قسم کا هوگا ' اُتنے هي اسکے اعمال زیادہ مطلق العنان ' زیادہ بے ترتیب ' زیادہ بے مصلحت ' زیادہ بے معني هونگے - وہ بغیر کسي سبب و موجب کے هزاروں آدمي قتل کر ڈالیگا - بغیر کسي مصلحت کے عمارتیں ڈھا دیگا ' بغیر کسي ضرورت کے نئي عمارتیں کھڑي کر دیگا - هوسکتا ہے که محض اتني سي بات دیکھنے کیلیے که رات کي تاریکي میں آتشزدگي کا تماشه کیسا هوتا ہے ؟ وہ ایک پورا آباد شہر جلا ڈالے !

یه جو هندوستان ' مصر ' یونان ' وغیرہ قدیم متمدن ممالک کي دیوباني کہانیوں میں هم دیکھتے هیں که دیوتاؤں کے جسقدر بھي اعمال دکھلائے هیں ' وہ سب اسي نوعیت کے هیں - ایسا معلوم هوتا ہے ' جیسے چند انسان هر طرح کي طاقت اور اختیار پاکر بے قابو هوگئے هیں اور طاقت اور اختیار سے کھیلنے لگتے هیں - محض اسلیے که وہ طاقت رکھتے هیں ' اپني اپني طاقتیں لہو و لعب کي طرح بلا ضرورت استعمال میں لاتے هیں ' اور انکي اس کھیل کود سے کائنات هستي کے هزاروں کارخانے بننے بگڑنے لگتے هیں ' تو اس چیز کے اندر وهي شاهي و مالکي مزاج کام کر رها ہے - پادشاهوں کي زندگي ایسي هي تھي ' اسلیے دیوتاؤں کے تصور میں بھي اُسي کا عکس نمایاں هوگیا -

تصور الهي کے اس دور کے بعد اگرچه تصور کے تمام اجزاء میں ترقي هوگئي تھي ' لیکن چونکه شاهیت اور الوهیت کا تشابه راسخ هوچکا تھا ' اسلیے ترقي کي هر منزل میں شاهیت هي کی قسم کا تصور قائم هوتا رها - اُس سے الگ نه هوسکا -

(۳) یه جو هم دیکھتے هیں که تمام قدیم اقوام کے الهي تصورات میں ' باوجودیکه وہ تمدن و شایستگي کے بڑے بڑے درجے طے کر چکي تھیں ؛ ادنی درجه کے حیواني اور بہیمي افعال کے تخیلات سے کسي طرح کا اجتناب نہیں پایا جاتا ' تو اس میں بھي بہت حد تک اسي تشابه کو دخل ہے - بلا شبه ان تخیلات کي بنیاد جمیعت بشریه کے عہد طفولیت میں پڑي تھي جبکه ذهن انساني بالکل ناتراشیدہ حالت میں تھا ' لیکن عہد تمدن مین کیوں یه تخیلات بالکل متروک نہیں هوگئے ؟ اس کي علت یہي ہے که شاهیت اور الوهیت کے تشابه نے یه اعتقاد پیدا کردیا تھا که شاهیت و خداوندیت کیلیے اس قسم کي زندگي نقائص کا موجب نہیں ہے ' برائي اور غیر مسئولیت کا نتیجه ہے - چونکه خدا کے تصور میں بھي شاهیت کي مماثلت کارگر هوچکي تھي ' اسلیے اس میں یہي یہي شان پیدا کردي گئي -

(۴) حکومت بالوسائط ' یعنے خالق حقیقي سے کائنات هستي کا تعلق براہ راست نہیں ہے - درمیان میں وسائل و وسائط هیں - خدا انهي کے ذریعه تمام کارخانۂ وجود چلا رها ہے ' اسي تشابه کا ایک نہایت گہرا اور دور رس نتیجه ہے -

(۵) تصور الهي کا یه قدیم اور راسخ اعتقاد که بخشش معاصي کیلیے جسم انساني کي تعذیب ضروري ہے ' بغیر اسکے خدا کي خوشنودي حاصل نہیں هوسکتي ' اسي تشابه کے برگ و بار میں سے ہے - غضب ناک اور مطلق العنان پادشاہ چھوٹے چھوٹے قصوروں پر سخت سخت سزائیں دیدیتے تھے ' اور جب تک سزا واقع نہیں هوجاتي تھي ' اُن کا غصه ٹھنڈا نہیں هوتا تھا - یہي بات خدا کے تصور میں بھي پیدا هوگئي - انسان نے دیکھا که اُسکي جسماني عقوبت ؛ اُسکے شاهي مالکوں کا غضب ٹھنڈا کر دیتي ہے ' اسلیے اُس نے خیال کیا که اُس کے آسماني خداوندوں کے اطفاء غضب کیلیے بھي ضروري ہے که طرح طرح کي جسماني عقوبتیں اور اذیتیں برداشت کرے - قرباني کي شکل میں یہي چیز قتل نفس تک پہنچ گئي - انسان اپنے هم جنس کو ' اپني اولاد کو ' خود اپنے آپ کو عفو قصور اور حصول رضاء الهي کیلیے قتل کرنے لگا -

(۶) خدا کے تصور کا ایک نہایت اهم پہلو اُس کي معبودیت کا اعتقاد ہے - یعني یه که اُس کي عبادت کرني چاهیے - لیکن عبادت کیوں کرني چاهیے ؟ اِس کا صحیح جواب ذهن انساني کي نا رسا استعداد معلوم نه کرسکي - خدا کا تصور کرتے هوئے اس نے صرف اُس کي صفات قہر و جلال هي کا نظارہ کیا تھا ' اس لیے عبادت کي بنیاد خوف و دهشت کے جذبات سے پڑي تھي ' نه که محبت و عبودیت سے - اُس نے خدا کو ایک خوفناک هستي کي شکل میں دیکھا تھا ' اس لیے اُس کے غضب سے بچنے کے لیے اُس کي خوشامد کرني چاهتا تھا - شاهیت و اُلوهیت کے تشابه سے یه تخیل اور زیادہ راسخ و محکم هوگیا - مطلق العنان اور قہرمان شاهیت بھي هر انسان سے غلامي و چاکري کراتي تھي ' اور لوگ اپنے دل کي خوشنودي سے نہیں بلکه سزا کے خوف سے اُن کي خدمت و اطاعت کرتے تھے - نیز اُن کے هیجان غضب سے بچنے کیلیے طرح طرح کے نذرانے اور تحفے پیش کرتے تھے - خدا کي معبودیت کي بھي ٹھیک یہي نوعیت تھي - جس طرح انسان اپنے تخت نشین حاکموں کي چاکري کرتا تھا ' تاکه اُن کے ظلم و قہر سے بچے ' اُسي طرح وہ اپنے آسمان نشین کارسازوں کي بھي بندگي کرتا ' تاکه اُن کے غضب و جلال کا نشانه نه بنے - جس طرح وہ اپنے پادشاهوں کو طرح طرح کے نذرانے پیش کرتا تھا تاکه وہ خوش هوکر مہربان هوجائیں ' اسي طرح وہ اپنے خداؤں کے لیے بھي طرح طرح کے نذرانے تجویز کرتا تاکه وہ مہربان هوکر اُس کي التجائیں سن لیں -

(دوسرے دور کا منتہاء بلوغ)

اس دور کي منتہاء ترقي یه تھي که به تدریج صفات رحمت و جمال کا عنصر ' جو ابتدا میں بہت هي دھیما تھا ' اس درجه اُبھر آیا که صفات سلبیه کي طرح صفات ایجابیه کا بھي بالاستقلال تصور قائم هوگیا - هندوستان اور مصر میں علم ' محبت ' دولت ' نسل ' اور رزق کے بھي دیوتا اُسي طرح پیدا هوگئے ' جس طرح هلاکت اور بربادي کے بے شمار دیوتا موجود تھے - هندوستان کي سرسوتي ' لکشمي ' اور درگا وغیرہ کي مورتیاں آج تک همارے سامنے سے گذرتي هیں '

مقرر یا سیاسی ؟

(سیاست سے پہلے تربیت)

(مقتبس از بعض رسائل مصر)

همارے هاں " سیاست " سب سے آسان تر کام هے ' کیونکه کسي اصول اور قاعده کا علم اس کیلیے ضروري نهیں - لوهاري ' نجاري ' جلد بندي ' نعل بندي ' حتی که حجامت بهي سیاست سے مشکل هے ' کیونکه یه تمام پیشے اپنے مقرره اصول اور قواعد رکھتے هیں ' جنکے جانے بغیر کوئي آدمي انهیں اختیار نهیں کر سکتا - لیکن " سیاست " کي حالت اس سے بالکل مختلف هے - جس لمحه چاهو " سیاسي " هونے کا اعلان کردے سکتے هو ' اور سیاست کے نام سے جو بکواس بهي چاهو بلا تامل کر سکتے هو - کوئي تم پر اعتراض کي جرات نهیں کرسکتا ' کیونکه همارے هاں سیاست کسي اصول اور قاعده پر مبني نهیں هے -

لیکن جو قومیں " سیاست " جانتی هیں ' آنکے نزدیک یه چیز بهت مشکل هے - آنکے یهاں اسکے لیے کچهه اصول و قواعد هیں ' جن میں کمال حاصل کیے بغیر کوئي آدمي سیاسي نهیں هو سکتا - آنکے نزدیک سیاست کي شرطوں میں سے اولین شرط ' اخلاق هے اور آخري شرط ' کلام یا تقریر هے - آنکے یهاں سیاسي ایک خاموش ' پر فکر ' اور کارکن هستي هے - آسکي آواز بازاروں هیں سني نهیں جاتي - مجلسیں آسکي لفاظي سے نا آشنا هوتي هیں - وہ خاموش دریا کی طرح ' بغیر کسي شور و غل کے کام کرتا هے - آنکے یهاں سیاسي زیاده بولنے والے ' کم کام کرنے والے ' اور اپني شهرت کا ڈنکا بجانے والے کو نهیں کهتے - بلا شبه اگر اپنے تدبر اور قوت عمل کے ساتهه سیاسي ' قوت خطابت کا بهي مالک هے ' تو سونے پر سهاگا سمجها جاتا هے - لیکن برک ' برایٹ ' اور گلیڈسٹون کي شهرت صرف آنکي خطابت کي وجه سے نه تهي - وہ پہلے سیاسي تهے - پهر خطیب اور مقرر -

بهت سے بڑے بڑے سیاسي ایسے گذرے هیں جنکي تقریریں مجلسوں میں نهیں گونجتي تهیں - لیکن آنکے خاموش کام دنیا کو هلا ڈالتے تهے - اِن سیاسیوں کي فصاحت کا یه حال تها که جب پارلیمنٹ میں تقریر کرنے کهڑے هوتے تهے ' تو بهت سے ارکان اٹهکر سگریٹ نوشي کیلیے چلے جاتے تهے - اور جو بیٹهے رهتے تهے ' انمیں سے بهي اکثر اونگهه کر خراٹے لینے لگتے تهے - لیکن با وجود اسکے آنکے عمل ابتک زنده هیں - دنیا کي تاریخ میں آنکے نام جلي حرفوں میں لکهے هیں - برخلاف اسکے بڑے بڑے مقرر جو بادلوں کي طرح گرجتے تهے ' مرتے هي گمنام هوگیے !

ڈیوک ولنگٹن مقرر نه تها ' بلکه اپني کم سخني کي وجه سے " خاموش " کے لقب سے مشهور هوگیا تها - تا هم " آهني " کهلاتا تها ' کیونکه آسنے جنگ میں نپولین جیسے فاتح کو تباه کیا اور حالت امن میں محض اپني اخلاقي قوت سے اپنے تمام مخالف زیر کر لیے - کوئي نهیں کهه سکتا که خاموش ولنگٹن کا مرتبه مقرر گلیڈسٹون سے کم تها -

هم قوت خطابت کي اهمیت گهٹاني نهیں چاهتے - هم تسلیم کرتے هیں که یه قوت خدا کي نعمتوں میں سے ایک بڑي نعمت اور قوموں کي اجتماعي زندگی میں ایک ضروري عامل هے - لیکن هم اپني قوم کا یه اعتقاد غلط ثابت کرنا چاهتے هیں که " تقریر هي سب کچهه هے " جس کي تقریر موثر هوتي هے ' آسے سب کچهه سمجها جاتا هے ' اور جس کي تقریر کمزور هوتي هے ' آسے کچهه نهیں سمجها جاتا - حالانکه ایک کم علم ' بهترین مقرر هوسکتا هے اور علامۂ دوراں ' تقریر کے میدان میں ایک قدم بهي نهیں چل سکتا -

تهوڑے دن هوئے ' مسٹر بالڈون موجوده وزیر اعظم انگلستان نے ایک کالج کے طالب علموں کے سامنے تقریر کي تهي - یه تقریر همارے موضوع سے متعلق هے ' اور اِس لائق هے که عوام آسے پڑهیں اور فائده اٹهائیں - آنهوں نے نهایت عمده طور پر ثابت کیا هے که افراد اور قوموں کي سیاسي زندگي میں تربیت کتني ضروري چیز هے ؟

وزیر اعظم نے کها " تربیت کا سب سے بڑا ثمره یه هے که وہ عقل کو تصنع اور ریا سے پاک کرتي اور حقائق اشیا دیکهنے کا موقعه بهم پهنچاتي هے - علم همیں بالکل صحیح طور پر فصاحت و بلاغت سے بد ظن کرتا هے - آزاد ملکوں میں اگر کسي شخص کو شک و شبه کي نظر سے دیکهنا ضروري هے ' تو وہ لچهے دار تقریریں کرنے والا شخص هے - یعني وہ شخص جو نیم تعلیم یافته بهیڑ کو اپني لساني سے مسحور کردیتا اور گمراهي کو خوشنما بنا کر عام کرتا هے - آزادي کے هر زمانه میں سب سے بڑا خطره ' یهي گمراه مقرر رهے هیں - اِس وقت بهي هیں ' اور آئنده بهي رهینگے - هماري موجوده آزادي مقدس هے - همیں یقین هے که آزادي همارے ملک کے لیے ایک نعمت عظمیٰ هے - هم کسي طرح بهي گوارا نهیں کرسکتے که ساقط اخلاق کے فصیح البیان مقرر اپني زبانوں کے زهر سے آسے مسموم کرڈالیں "

" بچپن میں خوشنما لفظوں اور بلیغ جملوں پر میں عاشق تها - لیکن اٹهاره برس کي عمر میں پهنچکر میں نے " مورلے " کا یه قول پڑها " فن خطابت (تقریر) علمي بدکاري هے " اُس دن سے میرا عشق ' نفرت سے بدل گیا اور فصاحت و بلاغت پر سے میرا بهروسه آٹهه گیا "

" وزیر اعظم هونے کے بعد میں نے سنا که جماعت کي ایک معزز خاتون نے ' جس سے مجهے تعارف کي عزت حاصل نهیں ' اپنے

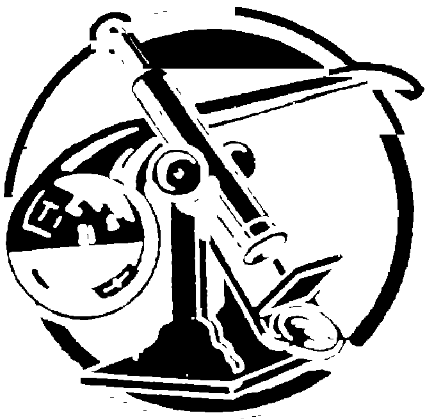

مذاکرہ علمیّہ

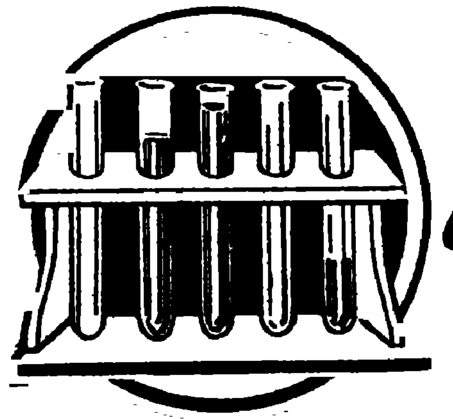

لاسلکی کا راز

لاسلكي (بے تار كي تار برقي) كی دنيا ميں بہت سے ايسے راز هيں جنهيں علم ابتک حل نہيں کر سكا ہے -

***

مثلاً يہ کہ لاسلكي لہريں ' روشنی سے زيادہ اندهيرے ميں تيز چلتي هيں - لاسلكي سے خفيف سي بهي واقفيت رکهنے والے جانتے هيں کہ دن سے زيادہ رات ميں اُس كي آواز بلند هوتي هے - غروب کے بعد لاسلكي لہروں كي رفتار تقريباً دوني هو جاتي هے -

علماء اِس مسئلہ کے قطعي حل سے ابتک عاجز هيں - بہترين توجيهہ جو كي گئي هے يہ هے کہ نور اور حرارت کا لاسلكي لہروں سے گہرا علاقہ هے - کيونکہ يہ دونوں چيزيں اُن موجوں سے پيدا هوتي هيں جو اثير (ايتهر) ميں نہايت هي غير معمولي سرعت سے بہتي هيں - اِن موجوں اور خود اثير كي موجوں ميں بڑا فرق يہ هے کہ اول الذكر ' آخر الذكر سے بہت چهوٹي هوتي هيں -

ظاهر هے کہ سطح زمين سے جو اثير محيط هے ' وہ دن ميں نور و حرارت كي اُن موجوں سے لبريز هوتا هے جو سورج سے منفصل هوتي هيں - يہ موجيں ' اثير كي موجوں ميں سخت اضطراب پيدا كر ديتي هيں - اِسكا نتيجہ يہ هوتا هے کہ آواز ميں بهي اضطراب پيدا هو جاتا هے - کيونکہ وہ اثير هي کے ذريعہ منتقل هوتي هيں -

يہ صرف دن هي ميں هوتا هے ' جبكہ نور و حرارت كي موجيں اثير ميں موجود هوتي هيں - رات كو چونکہ اثير اُنسے خالي هوتا هے ' اِس لئے اُسكي موجوں ميں اضطراب پيدا نہيں هوتا ' اور چونکہ اُسكي موجوں ميں اضطراب پيدا نہيں هوتا ' اس ليے آواز بهي صاف اور بلند سنائي ديتي هے -

***

لاسلكي کا يہ راز بهي عجيب هے کہ اُسكي موجيں هميشہ قوسي خط پر چلتي هيں - گويا زمين كي قوسي سطح کے مطابق اپنا راستہ بناتي هيں - ليكن نور و حرارت كي موجوں کا يہ حال نہيں هے - وہ خط مستقيم پر بہتي هيں - ثبوت يہ هے کہ مثلاً ايک منارہ تمهيں تيس ميل كي مسافت پر سے دكهائي نہيں ديتا - اسكي دو وجهيں هيں : ايک يہ کہ زمين گول هے اور اُسكي سطح قوسي شكل كي هے ' لہذا دور كي بلندياں افق ميں چهپ جاتي هيں - دوسري وجہ يہ هے کہ نور كي شعاعيں خط مستقيم پر پهيلتي هيں اور افق ميں چهپي هوئي بلندياں ظاهر نہيں كرسكتيں - برخلاف اسكے لاسلكي موجيں پورے نصف كرۂ ارضي تک پهيلائي جاسكتي هيں ' کيونکہ وہ زمين كي سطح کے مطابق چلتي هيں -

اِس كي تعليل علماء کے ايک گروہ نے يہ كي هے کہ لاسلكي لہروں كي رفتار ' اُس غبار کے ذرات يا اثيز كي وجہ سے قوسي هو جاتي هے جو كرۂ ارضي كي فضا ميں منتشر اور اُس سے محيط هے - اُنكا خيال هے کہ يہ لہريں جب لاسلكي آلۂ سے نكلتي هيں تو ايک عظيم قوت کے ساتهہ بلند هونا شروع هوتي هيں ' يہانتک کہ زمين سے محيط غباري طبقہ تک پہنچ جاتي هيں - پهر وهاں سے لوٹتي هيں اور اُسی طرح زمين پر منعكس هوتي هيں ' جس طرح آئينہ سے نور منعكس هوتا هے - يہ عمل برابر جاري رهتا هے - گويا يہ لہريں فضا ميں پراگندہ هونے کے ليے بهاگتي هيں مگر غباري ذرے اُنهيں واپس كرديتے هيں !

ليكن علماء کا ايک دوسرا گروہ اثير کے وجود هي سے منكر هے - اُسكا دعوىٰ يہ هے کہ جن لہروں كو هم لا سلكي كہتے هيں ' وہ فضا ميں نہيں بلند هوتيں - زمين هي پر بہتي هيں -

***

يہ لا سلكي راز بهي كچهہ كم حيرت انگيز نہيں کہ بعض علاقوں ميں قوي سے قوي لا سلكي آواز بهي ظاهر نہيں هوتي - يا بہت هي دهيمي سني جاتي هے - يہ علاقے اِس فن كي اصطلاح ميں " خاموش علاقے " يا " موت کے علاقے " كہلاتے هيں - ايک امريكي عالم لاسلكي کا بيان هے کہ وہ ايک مرتبہ لاسلكي آلہ ليكر شمال كي سمت روانہ هوا تا کہ اِس علم پر تقريريں كرے - ليكن وہ جوں جوں شمال كي طرف بڑهتا گيا ' اُسكا آلہ بهي كمزور پڑتا گيا - اُسے خيال هوا کہ شايد آلہ ميں كوئي خرابي پيدا هوگئي هے - چنانچہ نيا آلہ خريد ليا - مگر اُسكي آواز بهي دهيمي هوتي چلي گئي - يہانتک کہ ايک ايسے شہر ميں پہنچا ' جہاں آلہ سے مطلقاً كوئي آواز سنائي نہيں ديتي تهي - وہ سخت متعجب هوا اور كوئي سبب سمجهہ نہ سكا - مگر برابر سفر كرتا رها ' يہانتک کہ آلہ سے آواز پيدا هونا اور بڑهنا شروع هوگئي - بعد ميں اُسے معلوم هوا کہ آلہ ميں كوئي خرابي واقع نہيں هوئي تهي ' بلكہ " موت کے علاقے " نے اُسے معطل كر ديا تها -

***

يہ ' اور اِسي طرح کے بعض اور لاسلكي معمے هيں جنهيں علم ابتک پوری طرح حل نہيں كرسكا هے - ممكن هے کہ يہ معمے حل هو جائيں ' ليكن علم انساني کے معمے اور كائنات هستي کے راز كبهي حل نہ هوسكيں گے - انسان دس معمے سلجهاتا هے ' تو سو نئے معمے اُس کے اضطراب عجز کے ليے پيدا هو جاتے هيں - انسان کے ليے اب سے هزاروں برس پيشتر بهي علم کے معمے تهے ' اب بهي معمے هيں ' اور شايد آيندہ بهي هميشہ معمے باقي رهينگے :

وما اوتيتم من العلم الا قليلا -

تهے - چند ماه بعد جب خديو توفيق پاشا کي وطن فروشي اور سلطان عبد الحميد کي مذبذب اور متزلزل حکمت عملي کي کمزوري سے " تل الکبير" کے معرکه کے بعد انگريزي فوج مصر ميں داخل هوگئي ' تو عرابي پاشا اور محمود باردي پر مقدمه چلايا گيا ' اور شيخ محمد عبده بهي ان کے ساتهه گرفتار کرليے گئے - اِن کا جرم يه بتلايا گيا تها که انهوں نے وقائع مصريه ميں ايسے مقالات لکهے تهے جن ميں تحريک کي حمايت کي گئي تهي - غالباً سعد زغلول بهي اُن کے تعلق کي وجه سے مبتلاے محن هوے ليکن بعد کو رها کرديے گئے - کيونکه في الحقيقت شيخ کے تعلق و تلمذ کے سوا اِن کا تحريک ميں کوئي حصه نه تها -

اسي زمانه ميں اِنهيں نئي تعليم کا شوق هوا - پہلے فرانسيسي زبان کي تحصيل کي - پهر قانون کا مطالعه کيا - اور سنه ۱۸۸۹ ميں وکالت شروع کردي - اُن کي غير معمولي ذهانت اور طبعي استعداد کے ثبوت ميں يه واقعه بيان کيا گيا هے که جب انهوں نے مصر کي اعلى عدالتوں ميں وکالت کرني چاهي ' تو سرکاري محکمه نے اجازت دينے سے انکار کرديا - کيونکه نه تو انهوں نے باقاعده سرکاري مدارس ميں تعليم حاصل کي تهي ' نه يورپ کے مدارس قانون کي کوي سند رکهتے تهے - ليکن انهوں نے اپنے استحقاق و اهليت پر اصرار کيا ' اور کہا " اگر اس معامله کا دار و مدار استعداد اور اهليت پر هے نه که سند کے ايک پرزه پر ' تو قانون کا سخت سے سخت امتحان لے ليا جاے - اگر ميں يورپ کے سند يافته محاميوں سے (مصر ميں قانون کے بيرسٹر کو محامي کہتے هيں) بہتر ثابت هوں تو ميري درخواست منظور کي جاے " يه واقعه هے که امتحان ليا گيا ' اور اُن کي قانوني استعداد بہتر سے بہتر معيار پر بهي پوري اُتري !

فقدناه ، والامال ترجو حياته
وفى الليلة الظلماء يفتقد البدر !

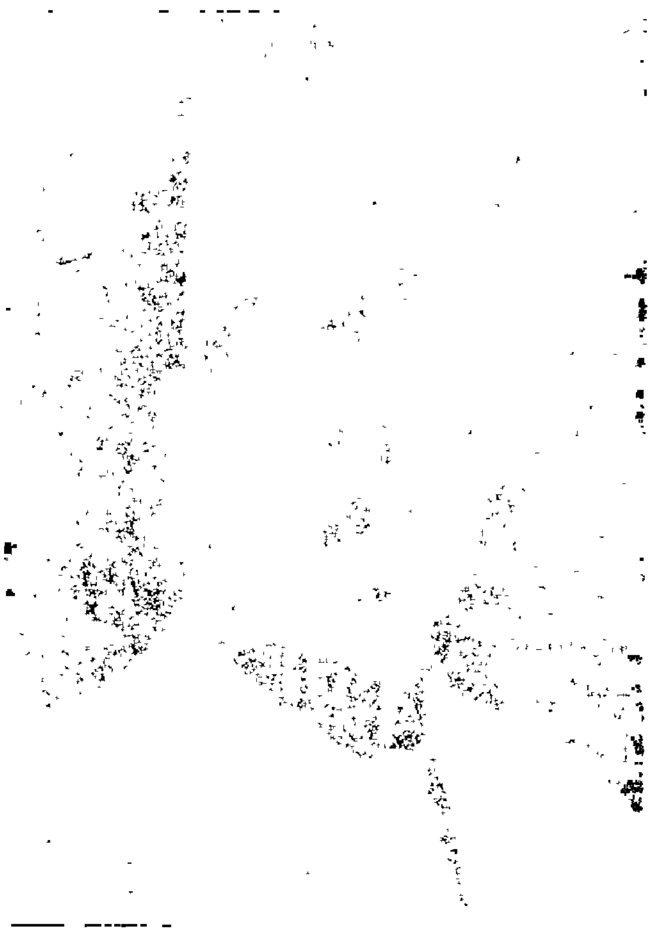

فقيد الشرق ' احمد سعد زغلول

انکي غير معمولي استعداد نے بہت جلد ترقي مناصب کي راه اُن پر کهول دي - پہلے بعض قانوني مناصب پر مامور هوے - پهر سنه ۱۹۰۶ ميں اس درجه شہرت حاصل کرلي که وزير تعليم هوگئے -

اسي زمانه ميں مصري مجلس تشريع (ليجس ليٹو اسمبلي) کے نظام ميں وسعت هوئي ' اور نئے نئے طريقه رائج هوے - يه هر موقعه پر سرکاري مناصب کيليے ايک اول درجه کے اميدوار تسليم کيے جاتے تهے - سنه ۱۹۱۱ ميں مجلس تشريع نے انهيں اپنا رئيس منتخب کيا ' جسپر وه (غالباً) سنه ۱۹۱۴ تک قائم رهے -

(سعد زغلول کا سياسي مسلک)

سعد زغلول کي تعليمي اور سياسي ' دونوں زندگيوں کي ابتدا شيخ محمد عبده کي تعليم و تاثير سے هوي تهي ' اسليے وه اپني زندگي کے آخري سالوں تک (يعنے سنه ۱۹۱۸ تک جبکه التواء جنگ کے بعد انهوں نے مصر کے کامل استقلال کا مطالبه کيا هے) اُسي مسلک پر گامزن رهے جو واقعهٔ عرابي کے بعد خود شيخ محمد عبده نے اختيار کر ليا تها - هميشه اُنکا شمار شيخ کي جماعت کے مخصوص افراد ميں رها - وه اُن تمام لوگوں ميں جنهيں شيخ کي فيض صحبت نے پيدا کيا تها ' نماياں اور ممتاز تهے -

شيخ محمد عبده مرحوم کا يه حال تها که وه فطرة کي بہترين دماغي بخششيں ليکر پيدا هوئے ' ليکن جامع ازهر کي تعليمي فضا سے کوئي بلند تر تعليمي فضا حاصل نه کرسکے - اسي اثنا ميں سيد جمال الدين مرحوم قاهره پہنچے ' اور اُن کے فيض صحبت سے شيخ کے تمام فطري جوهر اُبهر آئے -

سيد موصوف کي دعوت اگرچه تعليمي اور ديني اصلاح پر مشتمل تهي ' ليکن اُس کا محوري مرکز سياسي انقلاب تها ' کيونکه وه يقين کرتے تهے که اسلام کي ديني روح ' سياسي روح سے الگ نهيں هے - انهوں نے مصر ميں بهي انقلابي دعوت کي تخم ريزي کي - اُس وقت مصر اسماعيل پاشا کي مسرفانه اور عيش پرستانه زندگي سے تباه هورها تها - اغيار و اجانب کي مداخلتوں کے نئے نئے دروازے کهل رهے تهے ' طالبين اصلاح کي تمام اميديں ولي عهد مصر توفيق پاشا سے وابسته تهيں - سيد جمال الدين نے توفيق تک رسائي حاصل کرنے کے ليے يه طريقه اختيار کيا ' که پہلے خود قاهره کے فري ميسن لاج ميں داخل هوئے ' پهر کوشش کرکے توفيق کو بهي اس کا گرينڈ ماسٹر منتخب کرا ليا ' اور اس طرح فري ميسن کا مخفي اور محفوظ جماعتي دائره اپنے اور اُس کے گرد کهينچ ليا - توفيق پاشا سيد موصوف کے اصلاحي خيالات سے پوري طرح متاثر هوا ' اور عهد و اثق کيا که با اقتدار هوتے هي اصلاح و انقلاب حال کے ليے پوري طرح کوشش کريگا - ليکن جب کچهه عرصه کے بعد وه خديو مصر هوا ' اور سيد جمال الدين اُن عهود و مواثيق کے ايفا کے طالب هوئے ' تو پہلے تو ليت و لعل شروع کيا - پهر صاف انکار کرديا ' اور کوشش کي که جمال الدين مصر سے نکل جائيں -

سيد جمال الدين يه حالت ديکهکر نهايت متاثر هوے - اُن کا عقيده يه تها که جو افراد قوم اور ملک کي نجات کي راه ميں حائل هوں ' اُنهيں راه سے هٹا دينا جرم نهيں هے بلکه انسانيت کي خدمت هے - چنانچه اُنهوں نے توفيق پاشا کے قتل کي کوششيں شروع کر ديں - اور اس کام کے ليے قرعهٔ فال اُن کے نوجوان تلميذ محمد عبده کے نام نکلا - شيخ نے اس واقعه کے بيس برس بعد ايک خط ميں جو مسٹر بلنٹ کے نام لکها تها ' اقرار کيا هے که توفيق کو قتل کرديني کيليے وه طيار هوگئے تهے - توفيق پاشا قاهره سے اسکندريه جا رها تها ' يه پستول ليکر سڑک پر کهڑے هوگئے - مگر جب حمله کا وقت آيا تو

دوست سے سوال کیا " کیا تم جدید وزیر اعظم کو مهذب کهہ سکتے هو؟ مجهے شک هے ' یه خاتون " مهذب " کے معني پوري طرح سمجهتی هے - لیکن یه یقیني هے که اُس کے نزدیک تهذیب کوئي ایسي چیز ضرور هے جس سے انگلستان کے وزیر اعظم کو متصف هونا چاهیے - اور بلا شبه یه بهت عمده خیال هے "

" میرے نزدیک تهذیب ایک ایسا عمل هے جو کبهي ختم نهیں هوتا - مدرسه میں میرا چال چلن بے داغ تها ' لیکن میں تمهارے سامنے اعتراف کرتا هوں که میں نے طالب علمي کا زمانه بے کار ضایع کردیا - جس دن سے مجهے هوش آیا ' اُس دن سے میں برابر اپني کمي پوري کرنے میں کوشاں هوں - میں تم سے سچ کهتا هوں - دنیا میں کوئي مسرت بهي اُس مسرت کا مقابله نهیں کر سکتي جو علم حاصل کرنے میں حاصل هوتي هے - میں آج بهي طالب علم هوں ' اور سو برس کي عمر حاصل کرنے کے بعد بهي طالب علم رهونگا - اپنے موجوده منصب سے نکلنے کے بعد میرا اولین فرض یه هوگا که پوري مستعدي سے علم حاصل کرنا شروع کردوں "

" هم سب جانتے هیں که کوئي قوم بهي قدرت کي طرف سے متمدن بنا کر نهیں بهیجي گئي هے - تمام متمدن قوموں نے تمدن و تهذیب کوشش کرکے حاصل کي هے - تمدن کي راه مشکلات سے لبریز هے - تمدن ' تنزل کے خطره سے محفوظ نهیں هے - سینکڑوں قومیں جو کبهي متمدن تهیں ' اپني غفلت کي وجهه سے وحشي هوگئیں - همیں اپني موجوده تهذیب پر گهمنڈ نهیں کرنا چاهئے - یه تهذیب جو هم نے خون پاني ایک کرکے اور لگاتار محنتوں کے بعد حاصل کي هے ' ذرا سي غفلت اور غرور سے تنزل اور پستي سے بدل جا سکتي هے - محض مادي ترقي اور مادي علم ' تمدن نهیں هے - تمدن اِس سے بڑهکر کوئي اَور چیز هے - انسانیت کا سب سے زیاده خطرناک زمانه وه هے جبکه علم تیزي نے آگے بڑه رها هو ' اور اپنے ساتهه مادي ترقي ' مادي علم ' اور مادي سامان آسائش عام کر رها هو - لوگ بلا محنت کے کها رهے هوں ' بے خطر مادي لذتوں سے متمتع هو رهے هوں ' اور معنوي ترقي اور روحي اصلاح و تهذیب سے غافل هوں - میں ڈرتا هوں ' همارا موجوده زمانه وهي خطرناک زمانه نه هو ' اور هماري موجوده تهذیب کيّ کشتي مادي خواهشوں کي چٹانوں سے ٹکراکر غرق نه هوجائے "

" تعلیم و تربیت کي اس سے زیاده کوئي غرض نهیں که لوگوں کو اشیاء کي اصلي حقیقت معلوم هو - هر چیز کو ویسا هي دیکهیں ' جیسي وه هے ' اور اُسي درجه میں رکهیں جس درجه میں اُسے هونا چاهیے - یه غرض صرف اُنهیں معلموں کے ذریعه حاصل هوسکتي هے جو خود بے غرض هیں - حق کي تعلیم صرف اس لیے دیتے هیں که وه حق هے - حق کو پوري سچائي ' صفائي ' اور دیانت سے ظاهر کرتے هیں - خود غرض معلم ' سیاسي اغراض کے بندے ' حقیر دنیاوي مقاصد پر حق کو قربان کرنے والے لوگ ' هرگز حق کے معلم نهیں هو سکتے - ایسے معلم قوم کے لیے سب سے بڑا خطره هیں ' اور ان دجالوں سے قوم کے نوجوانوں کي حفاظت و حمایت هر محب وطن کا اولین فرض هے - همیں انکي جڑ کاٹ ڈالني چاهیے اور قوم کو اُن کے شر سے همیشه کے لیے نجات دیدیني چاهیے "

◆ ◆ ◆

عالم شرق و اسلام

مرحوم سعد باشا زغلول

مصر کي آخري حرکت استقلال کا قائد عظیم

الموت نقاد على كفه جواهر يختار منها الجياد !

سعد باشا زغلول کے انتقال سے عالم شرق و اسلام کي ایک ایسي شخصیت روپوش هوگئي جس مین قوم کي سیاسي قیادت و رهنمائي کي نهایت طاقتور روح نمایاں هوي تهي - اُس کي رهنمایانه زندگي کي تاریخ کوي طول طویل تاریخ نهیں هے - اُس نے اپني طویل زندگي کے صرف آخري چند سال قوم کي سیاسي رهنمائي میں صرف کیے ' لیکن اِس قلیل وقت کا یه استعمال ایسا بر وقت اور اس درجه صحیح و طاقتور تها ' که تاریخ نے فوراً اپنے دروازے کهول دیے ' اور مصر کے قومي رهنما کے لیے اکابر و مشاهیر عالم کي صف میں جگه طیار کردي - یقیناً وه ان لوگوں میں سے تها ' جنکے کارناموں کیلیے تاریخ کے اوراق همیشه منتظر رهتے هیں !

(مختصر سوانح حیات)

سعد باشا کا سنه ولادت ۱۸۶۰ع هے - ان کي طفولیت کے زمانے میں نئي تعلیم کے مدارس نے اس درجه فروغ نهیں پایا تها که لوگوں کو ان کي طرف توجه هوتي - اُن سب کے لیے جو تعلیم کا شوق رکهتے هوں ' صرف ایک هي جگه تهي ' اور وه جامع ازهر کي درس گاه تهي - چنانچه علوم عربیه و اسلامیه کي متوسط درجه تک تعلیم انهوں نے اور ان کے چهوٹے بهائي فتحي بے نے جامع ازهر هي میں حاصل کي -

ان کي عمر ابهي بیس برس کي بهي نهیں هوئي تهي که قاهره میں سید جمال الدین کي علمي مجالس کي شهرت پهیلي - یه سید موصوف کا مصر میں دوسرا ورود تها ' اور شیخ محمد عبده ان کے نهایت سرگرم شاگرد هوچکے تهے - سعد زغلول بهي انکي مجالس درس میں پهنچنے لگے ' اور شیخ محمد عبده سے اُن کا رشتۂ ارادت و تلمذ قائم هوگیا - اسي رشته نے ان کي اُس تعلیمي ذهنیت میں جو جامع ازهر کے تعلیمي جمود سے پیدا هوئي تهي ' ایک انقلابي حالت پیدا کردي ' اور نظر و فکر کي نئي نئي راهیں کهلنے لگیں - اُن کي وه غیر معمولي قوت خطابت و فصاحت جس کي وجه سے وه همیشه اپنے معاصرین میں ممتاز رهے ' دراصل شیخ محمد عبده هي کی صحبت و تلمذ کا نتیجه تهي -

عربي پاشا کي فوجي تحریک جو بهت حد تک سید جمال الدین کي سیاسي تخم ریزیوں کا قبل از وقت نتیجه تهي ' جب سنه ۱۸۸۲ میں نمودار هوئي ' تو شیخ محمد عبده حکومت مصر کے سرکاري گزٹ " الوقائع المصریه " کے محرر اور مطبوعات مصریه کے مدیر تهے ' اور غالباً سعد زغلول بهي انکے ساتهه اسي دفتر میں کام کرتے

تاریخ و عبر

تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ

محمد الامین اور عبداللہ المامون

حال میں ڈاکٹر احمد فرید رفاعی مصری نے "عصر المامون" کے نام سے ایک مفید اور دلچسپ کتاب شائع کی ہو۔ اور تاریخ اسلام کے اس اہم عہد کی ذہنی اور دماغی حالت پر مشرح بحث کی ہو۔ بحث کا ایک اہم موضوع امین اور مامون کی حریفانہ شخصیتیں ہیں۔ اور اُن کی اخلاقی اور نفسیاتی حالت کا موازنہ ہو۔ ذیل میں اُس کا ایک حصہ ترجمہ کے بعد درج کیا جاتا ہو:

محمد الامین

محمد الامین بن ہارون الرشید سنہ ۱۷۰ ہجری میں پیدا ہوا۔ یہی سال ہارون الرشید کی تخت نشینی کا ہو۔ امین اپنے سوتیلے بھائی، مامون سے عمر میں ۶ مہینے چھوٹا تھا۔

امین کی ماں زبیدہ بنت جعفر بن المنصور ہو۔ لہذا وہ ماں اور باپ دونوں طرف سے ہاشمی ہو۔ اس کے بعد یہ نسلی امتیاز کسی عباسی خلیفہ کو حاصل نہیں ہوا۔

امین کے ہاشمی ماموؤں کو سلطنت میں بڑا اثر و اقتدار حاصل تھا۔ جب اُنھوں نے محسوس کیا کہ خلافت کی طرف دوسرے عباسیوں کی گردنیں اُٹھ رہی ہیں، تو کوشش کی، کہ اُن کا بھانجا امین ہی رشید کا جانشین ہو۔ چنانچہ عیسیٰ بن جعفر بن المنصور نے (جو امین کا ماموں تھا) فضل بن یحییٰ کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ امین کے لئے ولیعہدی کی بیعت حاصل کرے۔ فضل بن یحییٰ برمکی کو خلافت میں جو رسوخ حاصل تھا، محتاج تشریح نہیں۔ ہارون الرشید نے اُسے ایک بڑی فوج دیکر خراسان کی بغاوت فرو کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ موقعہ اس تجویز کو کامیاب بنانے کے لئے بہترین موقعہ تھا۔ فضل نے خیال کیا، اگر امین اُس کی کوشش سے تخت خلافت پر بیٹھے گا، تو اُس کا رسوخ سب سے زیادہ ہوجائے گا۔ چنانچہ اُس نے اپنی تمام قوتیں اس کے لئے وقف کردیں، فوج کے تمام سپہ سالاروں کو بلالیا، اور محمد الامین کی ولی عہدی کا اعلان کردیا۔ بغیر کسی توقف کے اُس کی پوری فوج نے بیعت کرلی۔ اُس عہد کا شاعر سلم کہتا ہو:

قد بایع الثقلان فی مہد الہدیٰ لمحمد بن زبیدة ابنة جعفر

نمیری کہتا ہو:

بیعة لولی العہد احکمہا
بالنصح منہ وبالاشفاق والحدب
قد وکد الفضل عقداً لا انتقاض لہ
لمصطفیٰ من بنی العباس منتجب

خلیفہ ہارون الرشید کو جب واقعہ کی اطلاع ہوئی تو معاملہ اُس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اہل شرق بیعت کرچکے تھے۔ اب اس کے سوا چارہ کار نہ تھا کہ اسے منظور کرلے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور محمد الامین باضابطہ ولی عہد مقرر ہوگیا۔ ابان اللاحقی کہتا ہو:

عزت امیر المؤمنین علی الرشد برأی ہدی فالحمد لذی الحمدا

باوجودیکہ امین ہارون کا بڑا لڑکا نہ تھا، لیکن اس طرح بآسانی ولی عہد قرار پاگیا۔

امین کی نفسیاتی و اخلاقی تحلیل

مشاہیر عالم کے عہد طفولیت کی تاریخ بھی اُن کی عظمت کے آثار و علائم سے خالی نہیں ہوتی۔ اُن میں بعض قابلیتیں فطری ہوتی ہیں اور بعض تعلیم و تربیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے قدیم مورخین نے اپنی تاریخی شخصیتوں کے عہد طفولیت کی طرف سے عموماً بے اعتنائی برتی ہو۔ اس لئے اُن کی اخلاقی تحلیل اور نفسیاتی کیفیات کی بنیادیں متعین کرنا آج آسان نہیں، تاہم ہمیں بیہقی کا شکرگزار ہونا چاہئیے جس نے اپنی کتاب المحاسن و المساوی میں محمد الامین کے عہد طفولیت و تعلیم پر کسی قدر روشنی ڈالی ہو۔ اور اسی طرح زبیدہ کا ایک خواب بھی قابل ذکر ہے جسے مسعودی نے مروج الذہب میں روایت کیا ہو۔ ان نا مکمل روایتوں سے ہم معلوم کرسکتے ہیں کہ امین کو استخارہ کرنے کی خو کیسے پڑی؟ وہ کیوں فصیح، بلیغ، ادیب تھا؟ وہ کیوں لہو و لعب کا دلدادہ تھا؟ کیوں پُرسکون تھا اور خونریزی سے خائف رہتا تھا؟

⁂

تمہیں معلوم ہو کہ ہارون الرشید نے امین کو فضل بن یحییٰ کی گود میں دے دیا تھا اور مامون کو جعفر بن یحییٰ کی گود میں۔ فضل بن یحییٰ نے امین کے اتالیق ہیثم ابن بشیر الواسطی سے کہا تھا: "سب سے زیادہ اس بات کی کوشش کرنا کہ اسے خونریزی سے نفرت ہوجائے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں خلافت سفاک نہ بنائے"۔ اسی طرح ہارون الرشید نے امین کے معلم، احمر نحوی سے کہا تھا "اگر نرمی سے اس کی اصلاح نہ ہو تو سختی کرنا"۔ اب ہمیں سننا چاہئیے خود امین کا یہ معلم اپنے شاگرد کی بابت کیا کہتا ہو؟

احمر کی روایت ہو:

"میں اکثر بڑی سختی سے پیش آتا تھا۔ حتی کہ اُن اوقات میں بھی اُسے پابند رکھتا تھا جو کھیل کود کے لئے مقرر تھے۔ امین نے اپنی والدہ سے میری شکایت کردی۔ زبیدہ نے مجھے خط لکھا کہ بچہ کی تندرستی برقرار رہنے کے لئے اُسے چند گھنٹے کی مہلت ضرور دینی چاہئیے۔ اس پر میں نے کہا شاہزادہ کا درجہ بلند ہوچکا ہو۔ اُس کی شہرت عام ہوگئی ہو۔ امیر المؤمنین کی اُس سے محبت اور سلطنت کی ولیعہدی کا مقتضیٰ یہ ہو کہ اُس کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی نہ کی جائے۔ یہ سخت نامناسب ہوگا کہ وہ زبان کی فصاحت سے قاصر، قوانین شریعت سے جاہل، اور دقائق سیاست سے غافل ہوجائے کیونکہ حکومت کی بنیادیں یہی ہیں۔ اس پر خادمہ نے آکر مجھے جواب دیا کہ یہ سچ ہو مگر وہ ماں ہو اور ماں کا دل بچے کی تکلیف سے بے چین ہوجاتا ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس میں ایک در پردہ راز بھی ہو۔ اگر کہو تو بیان کردوں۔ میں نے کہا ضرور بیان کرو۔ اُس نے کہا میری آقا زبیدہ نے مجھ سے اپنا یہ خواب بیان کیا ہو کہ جس رات امین کا حمل محسوس کیا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ تین عورتیں آئی ہیں۔ ایک میرے دہنے طرف بیٹھی، دوسری بائیں طرف، تیسری نے میرے پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہنے لگی "بادشاہ، بڑی سخاوت والا، بڑا بوجھ اُٹھانے والا، جلد چلا جانے والا" دوسری نے کہا "بادشاہ، کم عمر، صاف دل، عیش پرستی میں پڑنے والا"، تیسری نے کہا "بادشاہ، بُرے چلن والا، بہت ضائع کرنے والا، کم جھگڑنے والا، کم انصاف کرنے والا" زبیدہ کہتی ہو میں خوف زدہ ہوکر بیدار ہوگئی۔ پھر حمل تک کوئی خواب نہیں دیکھا۔ لیکن جس رات ولادت ہوئی اُس رات وہی تینوں عورتیں مجھے سوتے میں نظر آئیں۔ وہ آئیں اور بچہ کے سرہانے بیٹھ گئیں۔ سب نے ایک ساتھ جھک کر اُس کا منہ دیکھا۔ ایک کہنے لگی "تر و تازہ پودا، نازک پھول، خوشنما چمن، شیریں چشمہ، کم باقی رہے گا۔ جلد فنا ہوجائے گا" دوسری نے کہا "بیوقوف، رُبا، تباہی کی طرف دوڑے گا، فساد پر جری ہوگا" تیسری بولی "اس کی قبر کھودو۔ اس کا کفن قریب لاؤ۔ اس کا جنازہ طیار کرو۔ موت اس کے لئے زندگی سے بہتر ہو" زبیدہ کہتی ہو۔ میں خوف سے سہم گئی۔ منجموں کو بلایا۔ سب نے درازی عمر کی بشارت دی۔ مگر میرا دل بار بار خوف سے کانپتا رہا ہو۔ یہ واقعہ بیان کرکے شاہی خادمہ کہنے لگی اے احمر کیا ہمارا خوف، اللہ کی تقدیر کو دور کرسکتا ہو؟ میں نے کہا نہیں"

احمر نحوی کے بعد ہارون نے مشہور امام فن قطرب نحوی کو امین کی تعلیم پر مقرر کیا۔ حماد عجرد، امین پر عاشق تھا اور برابر کوشاں تھا کہ کسی نہ کسی طرح اُس کا معلم مقرر ہوجائے۔ مگر ناکام رہا کیونکہ اُس کا فسق و فجور مشہور ہوگیا تھا۔ حماد کو اپنے حریف قطرب کی کامیابی پر بڑا غصہ آیا۔ اُس نے خیال کیا یہ منصب اسے اس لئے مل گیا کہ مجھ سے زیادہ ریاکار ہو اور اپنا تہتک چھپانے میں ہوشیار ہے۔ چنانچہ فوراً ایک کاغذ پر چند اشعار لکھے اور خلیفہ کے خادم کو رشوت دیکر آمادہ کرلیا کہ کاغذ، خلیفہ کے قلمدان میں رکھ دیا جائے۔ جب خلیفہ نے قلمدان منگایا تو کیا دیکھتا ہو کہ ایک کاغذ پر یہ اشعار مرقوم ہیں:

قل للامام: جزاک اللہ مغفرة
لا یجمع الدہر بین السخل والذیب
السخل غر وہم الذیب غفلتہ
والذیب یعلم ما بالسخل من طیب

ہارون رشید نے یہ منظوم رقعہ پڑھ کر کہا "دیکھو یہ معلم کیسا بدچلن ہو۔ اسے محل سے نکال دو"۔ چنانچہ قطرب نکال دیا گیا اور حماد اُس کا جانشین بنا۔ ستر یا اسی آدمی ہمیشہ اس کی نگرانی کرتے تھے۔

ہم ان تمام روایتوں سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ امین کی نشو و نما کیسی خراب ہوئی تھی۔ اور اُس کے مستقبل پر اُس نے کیسا خراب اثر ڈالا تھا! امین کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا یہ نقص بھی عظیم ہو کہ اُسے سیاسی تجربہ کاری حاصل کرنے کا موقعہ بھی نہیں ملا۔ حالانکہ

انهوں نے محسوس کیا که یه کام اس قدر آسان نهیں هے جس قدر انهوں نے ذمه داري لیتے هوئے خیال کیا تها - ان کا دل مضطرب هوکر رهگیا اور حمله نه کرسکے -

اس کے بعد جمال الدین مصر سے نکل جانے پر مجبور هوئے اور هندوستان چلے آئے -

عربي پاشا کے حادثه میں شیخ محمد عبده کو بهي جلا وطني کي سزا دي گئي تهي ' لیکن چهه سات سال کے بعد جب انهوں نے مصر آنا چاها تو حکومت نے اجازت دیدي ' اور واپسي کے تهوڑے هي عرصه بعد افتاء کے عهده پر مامور هوگئے - اسي عهد سے مصر میں ان کي دیني و تعلیمي اصلاحات کا اصلي دور شروع هوتا هے -

لیکن ابتدائي سیاسي زندگی کي نا کامیوں کا جو رد فعل آن کے اندر پیدا هوگیا تها ' ضروري تها که اس کے اثرات ان کے فکري مزاج میں بهي سرایت کرجاتے - چنانچه وه مدة العمر کے لیے سیاست سے یک قلم علحده هوگئے - اس سے بهي زیاده یه که مصر میں انگریزي قبضه کے فوائد کا اعتراف کرلیا ' اور پوري زندگي نام نهاد اعتدال سے بهي زیاده محتاط سیاسي عقائد میں بسر کردي - انهوں نے اپنے مشهور مقاله " الاسلام و النصرانیه " میں سیاست سے اور آن تمام باتوں سے جو سیاست سے ادنی تعلق بهي رکهتي هوں ' حتی که سیاست کے لغوي ماده سے بهي ' جو " تعوذ " کیا هے ' وه آن کي فکري حالت کا مظهر هے -

انهوں نے متعدد مرتبه اپنے اس مسلک کي تشریح بهي کي تهي - انکا خیال یه تها که انگریزي قبضه کي وجه سے اگرچه مصر کے سیاسي استقلال کو نقصان پهنچا هے ' لیکن ساتهه هي تجویز و تقریر کي آزادي اور تعلیمي و اقتصادي ترقي کے فوائد بهي حاصل هوے هیں - ملک کا فرض هے که پہلے اس مهلت سے فائده اٹهاکر اپني تعلیمي اور دیني حالت درست کرلے - پهر سیاسي استقلال کے لیے ساعي هو - انکا جو سیاسي لائحه مسٹر بلنٹ نے " مصر کي مخفي تاریخ " میں شائع کیا هے ' وه تعجب انگیز حد تک انکي سیاسي قناعت پسندي ظاهر کرتا هے - سنه ۱۹۰۱ء میں انکا خیال تها که مصر کے لیے بڑي سے بڑي چیز جو هوسکتي هے ' وه صرف یه هے که ایک اچهي قسم کي مجلس تشریع (لیجسلیٹیو اسمبلي) آے دیدي جاے جسکي ایک بڑي تعداد کے انتخاب کا حق ملک کو حاصل هو - وه اس لائحه میں انگریزي قبضه کے خلاف ایک لفظ نهیں کهتے -

بهر حال شیخ محمد عبده کا سیاسي مسلک اس نوعیت کا تها ' اور چونکه سعد زغلول بهي انهي کے تلمیذ اور صحبت یافته تهے ' اس لیے سیاسي عقائد میں اس سطح سے بلند نه هوسکے - سنه ۱۹۱۷ تک انکي تمام زندگي سرکاري مناصب میں گزري ' اور آزاد قومي تحریکات کے خلاف وه ویسے هي ایک سرگرم سرکاري عهده دار رهے ' جیسے مصر کے دفتري اقتدار کے تمام دیگر افراد تهے - سنه ۱۸۹۶ میں جب مرحوم مصطفی کامل پاشا نے حزب الوطني کي بنیاد ڈالي ' تو یه بهي اسکے ویسے هي مخالف تهے ' جیسے مصر کے سرکاري حلقه کے تمام افراد (به استثناء خدیو عباس ' کیونکه وه مخفي طور پر مصطفی کامل کا سرپرست تها) مخالف تهے - سنه ۱۹۰۵ میں جب سید علي یوسف مالک المؤید نے " حزب الامة " قائم کي ' تو اس کے اندر بهي سعد زغلول اور ان کے ساتهیوں هي کا هاتهه کام کررها تها - مقصود یه تها که حزب الوطني کو شکست هو - مصطفی کامل پاشا نے جب انتقال کیا اور آن کي جگه مرحوم فرید بے حزب الوطني کے رئیس منتخب هوے ' تو جن لوگوں نے ان کي مساعي کي تخریب میں سرکاري وسائل سے کام لیا ' آن میں ایک سرگرم اور طاقتور شخصیت سعد باشا کي بهي تهي - شیخ عبد العزیز شاویش نے جب اللوا کي جگه حزب الوطني کے لیے " العلم " جاري کیا ' تو جس شخص نے سب سے زیاده اپنے وسائل کار ان کي مخالفت میں خرچ کیے ' حتی که ان کي گرفتاري کے احکام بهي صادر هوگئے ' وه سعد باشا زغلول هي تهے !

اس سلسله میں سنه ۱۸۹۰ سے لیکر سنه ۱۹۱۸ تک جو واقعات پیش آئے ' وه بے شمار هیں ' اور ایک مقاله میں آن کا استقصاء ممکن نهیں - مصر کي سیاسي حالت نے ایک ایسي نوعیت پیدا کرلي تهي که آس میں دو مذهبوں کے سوا عملاً تیسرے مذهب کي گنجایش هي نه تهي - یا تو انگریزي قبضهٔ مصر سے مصر کو فوراً نجات ملني چاهیے ' یا اسے جاري رهنا چاهیے - یهي دو اصولي اعتقاد " حزب الوطني " اور " حزب الاحتلال " کي شکل میں ظاهر هوے - حزب الاحتلال کے داعي یعقوب صروف اور فارس نمر اصحاب " المقطم " تهے ' اور حزب الوطني کي صدائیں مصطفی کامل مرحوم کي زبان سے بلند هوئي تهیں - چونکه قبضهٔ مصر کي صریح موافقت مصري طبائع پر بالطبع گراں گزرتي تهي ' اسلیے ارباب مناصب و موالات اپنے آپکو حزب الاحتلال میں ظاهر کرنے سے جهجکتے تهے ' اور اس قسم کي پرده پوش توجیهیں کرنے لگتے تهے جیسي همیشه ان حالات میں ضعفاء همت اور بیچارگان عزم نے کي هیں - مثلاً " تدریجي اصلاحات " کا مغالطه ' " مصالح وقت " کا حیله ' " تعلیمي استعداد کي تقدیم " کا فریب خیال ' اور اسي طرح کے حیل و مغالطات ' لیکن حقیقت حال یه هے که ان تمام لوگوں کي ذهنیت حزب الاحتلال هي کي ذهنیت تهي ' کیونکه بیروني قبضه کي موجودگي میں صرف دو هي سیاسي عقیدے کسي ملک کے لیے هوسکتے هیں : یا تو قبضه رهنا چاهیے ' یا آسے فوراً ختم هو جانا چاهیے - ان دونوں کے درمیان تیسري راه ممکن نهیں !! و یریدون آن یتخذوا بین ذلک سبیلا !

(سنه ۱۹۱۸ میں انقلاب فکر)

بهر حال سعد پاشا کي پوري زندگي جس عالم میں بسر هوئي تهي ' آس سے قومي و وطني جهاد استقلال کا عالم متصل نه تها - فاصله پر تها - لیکن سنه ۱۹۱۸ میں جب مصر کو ایک رهنماے صادق کي ضرورت هوئي ' تو قدرت الهي نے اِس کا غیر متوقع سامان کردیا اور اچانک سعد پاشا کي طاقتور شخصیت نمایاں هوگئي - انهوں نے ایک هي جست میں وه پورا فاصله طے کرلیا جو آن کے پنجاه ساله دور حیات اور مصر کي تحریک حریت و استقلال کے درمیان حائل تها !

حقیقت یه هے که اگر زغلول پاشا جیسا شخص جس کي تمام زندگي حکومت کے بڑے بڑے ذمه دارانه مناصب میں گزر چکي تهي ' اور جس کے مداحوں میں لارڈ کرومر تک شریک هوچکے تهے ' اس موقعه پر مصر کا علم استقلال نه اٹهاتا ' تو یه تحریک اس قدر طاقت و اهمیت حاصل نه کرسکتي ' جو آس نے چند ماه کے اندر حاصل کرلي تهي !

* * *

افسانہ

ماں کی محبت

(مشہور روسی افسانہ نگار "ماکسم گورکی" کے ایک اخلاقی افسانہ کا ترجمہ)

امیر تیمور گورگانی، "دمہ" کا مغول" میں، جو گلاب و یاسمن کے سرخ و سفید پھولوں کے ایک حسین ابر پارے سے چھپا ہوا تھا، عیش و نشاط اور ناؤ نوش میں مشغول تھا ——— سمرقندی شاعروں نے اس دمہ کو "پروازِ گل" کے نام سے موسوم کیا تھا ——— اس بلند مقام سے شہر کے تمام آسماں شکوہ، مینار، اور مساجد و معابد کے سبز گنبد بخوبی نظر آتے تھے ——— دمہ کی لمبائی کے گرد، پندرہ ہزار رنگین قناتیں، بڑے بڑے پنکھوں کی طرح، زمین پر قائم تھیں، اور ان پر دیبا و پرنیاں کی رنگین جھنڈیاں ——— ایسا معلوم ہوتا تھا، جاندار پھول ہوا میں تیر رہے ہیں!

تیمور کا خیمہ، ان قناتوں اور جھولداریوں کے درمیان ایک خوبصورت ملکہ کی طرح نظر آتا تھا جو اپنی خواصوں کنیزوں کے حلقہ میں کھڑی ہو ——— اس کے خیمہ کی قنات، زمین کا مربع حصہ گھیرے ہوئے تھی جس کے چاروں حصے تقریباً سو قدم طویل اور تین نیزوں کے برابر بلند تھے۔ خیمہ بارہ طلائی ستونوں پر قائم تھا جو درمیانی حصے کے نیچے نصب تھے اور اس غرض سے کہ کہیں یہ رنگ و بو کا ارضی ابر آسمان کی طرف نہ اڑ جائے، پانسو سرخ ریشمین طنابوں کے ساتھ محکم کر دیا گیا تھا۔ خیمہ کے چاروں گوشوں میں ایک ایک چاندی کا بنا ہوا شاہین، جو صنعت کا نفیس ترین نمونہ تھا، بٹھایا گیا تھا ——— خیمہ کے بیچ میں پانچواں شاہین، خود تیمور تھا ——— وہ شہنشاہ جو نہیں جانتا تھا مغلوب ہونا کسے کہتے ہیں؟؟

تیمور کا لباس بہت کشادہ تھا، جو آبی رنگ کی دیبا سے تیار کیا گیا تھا، اسپر پانچ ہزار سے زیادہ مروارید کے دانے ٹکے تھے۔ سرپر سفید اور شکستہ کلاہ جس کے نیچے سے اس کے سپید سیاہ بال باہر نکل رہے تھے ——— اس کی آنکھوں سے، جو چاروں طرف نگراں تھیں، جوش کا خون ابل رہا تھا!

اس کی آنکھیں چھوٹی اور تنگ تھیں مگر ہر چیز دیکھ رہی تھیں، دیکھ سکتی تھیں ——— ان سے زہر کی سی سردی اور خشکی ٹپک رہی تھی۔!

شہنشاہ کے کانوں میں سراندیپ کے عقیق کے دو گوشوارے تھے، رنگ میں حسین و جمیل ہونٹوں سے ملتے جلتے!!

خیمہ میں نہایت نفیس اور قیمتی قالین بچھے تھے جن پر عیش و عشرت کا سامان مہیا تھا۔ ایک طرف........ مغنیوں اور سازندوں کا ہجوم تھا ——— تیمور کے قریب، اس کے فرزند اقربا، دیگر بادشاہ، خوانین، اور فوجی افسر بیٹھے تھے ——— سب سے زیادہ نزدیک، اس کے دربار کا شاعر "کرمانی" ——— اپنے کیف و سرور میں محو نظر آتا تھا!

یہ وہی کرمانی ہے جس سے ایک دن، تیمور کی اس طرح گفتگو ہوئی تھی:

"کرمانی! اگر مجھے فروخت کیا جائے تو تم کتنے میں خریدو گے؟" تیمور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پچیس سپاہیوں کے معاوضے میں!" کرمانی کا جواب تھا۔

"یہ تو صرف میرے زریں پٹکے کی قیمت ہے"! تیمور نے غضبناک ہو کر کہا۔

"میں نے بھی تو اسی پٹکے کی قیمت لگائی ہے ورنہ خود آپکی ذات کے لئے تو کوئی ایک روپیہ بھی نہ دے گا"!!

کرمانی نے بیباکی سے جواب دیا۔

کیسا زبردست اور جابر شہنشاہ! ——— کسقدر دہشت انگیز!! ——— کسقدر ہولناک!!! ——— اور کرمانی کی یہ بیخوف گفتگو!! کیا اس حق گو شاعر کی شہرت، تیمور کی شہرت سے زیادہ بلند ہونے کا حق نہیں رکھتی؟؟

یکایک ——— اس بزم نوشانوش کے ترنم اور خوشگوار ہنگاموں میں، ایک آواز ——— جس طرح بادلوں سے بجلی کڑ جاتی ہو ——— "یلدیرم بایزید" کے مغلوب کرنے والے کے کانوں میں آئی ———!

یہ آواز ——— ایک عورت کی آواز تھی، جو ایک غضبناک شیرنی کی آواز کی طرح سنائی دی!!

تیمور کے انتقام جُو اور زخمی دل کو، جو اس کے فرزند دلبند کے ضائع ہو جانے کے سبب سے تمام دنیا اور دنیا والوں کے خلاف، غیظ و غضب سے لبریز ہو گیا تھا ——— یہ آواز ایک آشنا سی آواز معلوم ہوئی! جام عشرت، اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اسکے لبوں پر ایک اضطراری لہر دوڑ گئی۔ یہ لہر کہہ رہی تھی" یہ دلخراش آواز کہاں سے آئی"؟

حکم کی تعمیل "بندگان دولت" کی گھبراہٹ نے کی جو چاروں طرف دوڑ گئے تھے ——— شہنشاہ کو جواب ملا "یہ ایک دیوانی عورت کی آواز ہے جو کسی طرح یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ شکل و صورت سے فقیرنی معلوم ہوتی ہے۔ عربی میں گفتگو کرتی ہے اور "فرمانروائے بحر و بر" کی آستاں بوسی کی خواہشمند ہے"!

"فوراً حاضر کی جائے"!!

تیمور نے حکم دیا اور ——— عورت خیمہ میں داخل ہوئی ——— برہنہ پا! پھٹے ہوئے کپڑے! سینہ چھپانے کے لئے اپنی زلفیں بکھیرے ہوئے! چہرہ کا رنگ اڑا ہوا ——— بغیر کسی کپکپاہٹ کے جو ایسے باجاہ و جلال اور ہیبتناک شہنشاہ کی موجودگی کا ادنیٰ خاصہ تھا ——— اسنے دونوں ہاتھ شہنشاہ کی طرف پھیلائے اور بیباکانہ ——— خود فراموشانہ لہجہ میں گویا ہوئی:

"کیا تو ہی وہ فرمانروا ہے جس نے سلطان بایزید کو مغلوب کیا؟"

"ہاں میں ہی ہوں ——— میں نے ہی بایزید کو اور بایزید ایسے کئی بادشاہوں کو مغلوب کیا ہے! بتا تو کیا چاہتی ہے"؟

تیمور نے جواب دیا۔

"سن لے امیر! تو جو کچھ بھی ہے اور جس حیثیت میں بھی ہے پھر بھی ایک آدمی ہے! لیکن میں ——— آہ، میں ایک ماں ہوں! تو موت اور ہلاکت کی خدمت کرتا ہے، میں زندگی اور سلامتی کی خدمت کرتی ہوں ——— تو انسان کو ہلاک کرتا ہے۔ میری گود میں انکی پرورش ہوتی ہے۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ تیرے عقیدے میں انصاف کرنا، توانائی میں داخل ہے، مگر مجھے یقین نہیں آتا، اور یقین نہ کرونگی، جب تک تو میری فریاد کو ——— میری داد کو نہیں پہونچیگا۔"

عورت نے کمال تمکین و وقار کے لہجہ میں کہا "اس لئے کہ میں ایک ماں ہوں! ایک دکھیاری ماں!!"

تیمور نے عورت کی بیخوفی اور بے پروائی کو حیرت سے دیکھا اسکو بیٹھنے کی اجازت دی "میں سن رہا ہوں تم اصل واقعہ سناؤ!"

عورت، شہنشاہ کے سامنے چار زانو ہو بیٹھی اور کہنے لگی "امیر! میں سالرمو کی رہنے والی ہوں ——— تو نے ہرگز اس جگہ کا نام نہ سنا ہوگا کیونکہ وہ دور ہے ——— بہاں سے بہت ہی دور!...... میرا باپ اور شوہر ماہی گیر تھے، ایک دن بحری قزاقوں نے چھاپا مارا اور" ——— اُسنے روتے ہوئے کہا "دونوں قتل کر ڈالے۔ میرے" ——— اس کی ہچکی بندھ گئی تھی ——— "میرے لخت جگر کو جو نہایت خوبصورت تھا ———"

تیمور کے منہ سے آہ نکل گئی۔ اسنے دل ہی دل میں کہا "خوبصورت!...... میرے لڑکے جہانگیر کی طرح! آہ"

عورت نے اپنا قصہ جاری رکھتے ہوئے اور آنکھوں سے سیلاب درد بہاتے ہوئے کہا "بے رحم قزاق میرا لڑکا پکڑ لے گئے، آج چار سال! ——— آہ، پورے چار سال گزرے کہ میں اس کی تلاش میں دیوانہ وار چاروں طرف پھرتی ہوں مگر کہیں پتہ نشان نہیں ملتا ——— امیر! میں سمجھتی ہوں میرا لڑکا تیرے پاس ہے، کیونکہ بایزید کے لشکر نے ان بحری قزاقوں کو گرفتار کر لیا تھا اور تو نے بایزید کو شکست دے کر اس کا سب کچھ چھین لیا ——— ضرور ہے کہ میرا لڑکا تیرے پاس ہوگا اور اس لئے میں چاہتی ہوں تو اُسے میرے سپرد کر دے!"

حاضرین دربار، عورت کی باتوں پر ہنس پڑے۔ "یہ دیوانی ہو گئی ہے"۔

شاعر کرمانی نے کہا "ہاں یہ دیوانی ہے مگر ایک ماں کی طرح!"

تیمور نے دریافت کیا "بڑھیا تو کس طرح اس قدر دور دراز راستوں سے اس جگہ آ پہنچی؟ تو نے ایسے ایسے پہاڑ اور جنگل کیونکر طے کئے؟ راستہ میں وحشی لٹیروں اور ڈاکوؤں کے ہاتھوں سے کس طرح بچی؟"

آہ، ماں کی محبت! ——— !! ماں کی ہمیں پرستش کرنی چاہئے! دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ماں کی محبت کے راستہ میں حائل اور مانع ہو سکے! انسان کے تمام کامل صفات و حسنات ——— سب ماں کے دودھ کی چھاؤں میں پرورش پاتے ہیں ——— !! پھول، آفتاب کے بغیر پیدا نہیں ہوتا! نیکبختی، محبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی! محبت، عورت کے بغیر ممکن

بادشاہوں کے لئے یہ چیز لازمی ہو۔ خصوصاً اُس عہد میں جبکہ بادشاہ بالکل مطلق العنان ہوتے تھے۔ اُن کی رہنمائی کے لئے بجز دین اور ذاتی تقویٰ کے کوئی ضابطہ اور قانون موجود نہ تھا۔ ہارون الرشید کو اپنی ولی عہدی کے زمانہ میں اِس کا پورا موقعہ ملا۔ خلیفہ ہادی نے اُسے جنگ روم کا سپہ سالار بنایا تھا۔ بڑے بڑے سپہ سالاروں اور سیاسی مدبروں کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ اسی طرح مامون کو بھی کافی تجربہ حاصل ہوا تھا۔ خراسان وغیرہ بلاد میں وہ برسر حکومت رہا تھا اور پختہ کار ہو گیا تھا۔ لیکن محمد الامین اِس تمام سیاسی اور عملی تعلیم و تربیت سے محروم رہا۔ زبیدہ کا لاڈ اور پیار، مصاحبوں کی چاپلوسی، ہاشمی ماموؤں کا دلار، امین کی ہلاکت کے ابتدائی اسباب تھے۔

چنانچہ تخت نشین ہونے کے بعد ہم اُسے ایک عیش پرست، مسرف، اور غافل حکمراں پاتے ہیں۔ تخت خلافت پر متمکن ہونے اور عبد اللہ المامون کی بیعت حاصل کر لینے کے بعد اُسنے اپنے تئیں لہو و لعب کے حوالے کر دیا۔ خوبصورت لڑکے اور خواجہ سرا محل میں جمع ہو گئے تھے۔ سارا وقت لہو و لعب اور عیش و عشرت میں صرف ہوتا تھا۔ اسی طرف، بعض ناموں کی تصریح کے ساتھ، ایک ہم عصر شاعر اشارہ کرتا ہے:

الایا مزمن المثوی بطوس   غریباً ما یفادی بالنفوس
لقد ابقیت للخصیان بعلا   تحمل منہم شوم البسوس
فاما "نوفل" فالشان فیہ   وفی "بدر" فیالک من جلیس!
وما العصمی "بشار" لدیہ   اذا ذکروا بذی سہم خسیس
وما حسن الصغیر اخس حالا   لدیہ عند مختزق الکؤوس
لہم من عمرہ شطر و شطر   یعاقر فیہ شرب الخندریس
وما للغانیات لدیہ حظ   سوی التقطیب بالوجہ العبوس
اذا کان الرئیس کذا سقیما   فکیف صلاحنا بعد الرئیس
فلو علم المقیم بدار طوس   لعز علی المقیم بدار طوس

عبد اللہ المامون

عبد اللہ المامون ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ ہجری میں پیدا ہوا۔ یہی خلیفہ ہارون الرشید کی تخت نشینی کا دن ہے۔ ہارون اِس مبارک ساعت میں بچہ کی پیدائش سے بہت خوش ہوا اور اُس کا نام "المامون" (مبارک) رکھا۔ اُس کی ماں "مراجل" ایک کنیز تھی۔ بعض مورخ کہتے ہیں اِس کا سلسلۂ نسب ایران کے ایک معزز خاندان سے ملتا ہے۔

مامون نے گہوارۂ خلافت میں پرورش پائی اور اعلیٰ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ شروع ہی سے آثار ذہانت و نجابت اُس پر نمایاں تھے۔ بلند ہمت اور اولوالعزم تھا۔ پست خیالات اور رکیک حرکات سے نفرت کرتا تھا۔

مامون میں یہ تمام صفات موجود تھیں۔ اپنے باپ خلیفہ کا بہت محبوب تھا۔ عمر میں بڑا تھا۔ مگر ایں ہمہ ولی عہد نہ ہو سکا۔ کیونکہ امین کی والدہ، زبیدہ کا اثر خلیفہ پر مامون کی ماں سے بہت زیادہ تھا پھر جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا، امین کے ہاشمی ماموؤں اور فضل بن یحییٰ برمکی کی سازش نے خلیفہ کو بے بس کر دیا تھا۔ اُسنے طوعاً و کرہاً امین کو ولی عہد تسلیم کر لیا۔

مورخین نے مامون کی نجابت کے بہت سے قصے لکھے ہیں خود اُسکا معلم ابو محمد یزیدی روایت کرتا ہے:

"میں مامون کا معلم تھا۔ ایک دن قصر خلافت میں گیا اور دیر تک منتظر رہا۔ بار بار آدمی بھیجکر اُسے طلب کیا مگر وہ نہ آیا۔ میں نے اُس کے اتالیق سعید الجوہری سے شکایت کی۔ سعید نے کہا ہاں، سست ہو گیا ہے۔ لیکن باوجود اسکے اپنی سستی کا الزام خادموں کو دیتا ہے۔ جب وہ ملے تو سختی سے پیش آنا۔ چنانچہ جب شاہزادہ روبرو پہنچا، تو میں نے ملامت کی۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ہاتھوں سے ملنے لگا اتنے میں خبر آئی کہ جعفر بن یحییٰ وزیر آرہا ہے۔ مامون نے جلدی سے رومال منگالا، آنکھیں پونچھیں، لباس درست کیا، فرش پر چار زانو ہو بیٹھا، اور پیش خدمت سے کہا "وزیر کو حاضر ہونے کی اجازت دو۔" میں مجلس سے خوفزدہ اُٹھ گیا۔ مجھے یقین تھا وہ وزیر سے ضرور شکایت کرے گا۔ مامون نے وزیر سے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو کی۔ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ ابھی رو چکا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں باتیں کرتے جاتے تھے اور خوب ہنستے تھے۔ جب وزیر رخصت ہونے لگا تو مامون نے غلاموں کو اُس کی سواری پیش کرنے کا حکم دیا۔ نیز اُس کے رکاب میں چلنے کو کہا۔ پھر مجھے طلب کیا اور فرمایا سبق پورا کر دو۔ میں نے دعا دیکر عرض کیا۔ "میں تو خوف سے کانپ رہا تھا کہ آپ وزیر سے میری شکایت کر دینگے" اُسنے فوراً جواب دیا "انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اے ابو محمد! میں خود ہارون الرشید پر بھی یہ کبھی ظاہر نہ کرتا کہ مجھے معلم نے سرزنش کی ہے۔ بھلا وزیر کیا چیز ہے! جو وہم تمھیں پریشان کر رہا تھا وہ کبھی واقع نہیں ہو سکتا اگرچہ سو مرتبہ بھی مجھے تنبیہ کرو۔ خدا تمھیں معاف کرے۔ اب آؤ، پڑھانا شروع کر دو!"

بچپن ہی میں مامون غیر معمولی طور پر عقلمند تھا۔ ثبوت کے لئے یہ مشہور قصہ کفایت کرتا ہے۔ ایک دن زبیدہ نے ہارون الرشید کو ملامت کی کہ امین سے زیادہ مامون کی کیوں تعریف کرتا ہے؟ خلیفہ نے کہا اِس کا سبب ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک مصاحب کو حکم دیا کہ جاکر دونوں سے خلوت میں پوچھے "خلیفہ ہو کر کیا کروگے؟" امین نے خوش ہو کر جواب دیا "تجھے مالا مال کر دوں گا۔" مامون کا جواب یہ تھا "بیوقوف! تو مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اُس دن کیا کروں گا جب امیر المومنین دنیا میں باقی نہیں رہیں گے؟ میری تمنا تو یہ ہے کہ ہم سب اُن پر قربان ہو جائیں!" یہ جواب سُنکر زبیدہ ندامت سے خاموش ہو گئی۔

بچپن ہی سے مامون کو پورا احساس تھا کہ وہ ایک جلیل القدر شاہزادہ ہے اور مستقبل میں تخت خلافت پر متمکن ہونے والا ہے چنانچہ شاہی آداب رسوم کا بڑا لحاظ رکھتا تھا۔ اِس کا یہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے کہ ایک دن اپنے ایک دوسرے معلم حسن اللؤلئی کے سامنے بیٹھا تھا کہ اونگھ گیا۔ معلم نے کہا "سو گئے؟" مامون نے غضبناک ہو کر آنکھیں کھول دیں اور کہا "قسم رب کعبہ کی میرا معلم محض بازاری آدمی ہے!" پھر غلاموں کو حکم دیا، اُسے محل سے نکال دیں۔ خلیفہ نے سُنا تو مسرت سے یہ شعر پڑھا:

وہل تنبت الخطی الا وشیجہ
وتغرس الا فی منابتہا النخل

انہی اعلیٰ صفات نے مامون کو خلیفہ کا محبوب بنا دیا تھا۔ انہی نے اپنے بھائی کے بعد اُس کے خلیفہ بننے کی سفارش کی۔ انہی نے اُس عہد کے تمام عقلاء و مشاہیر کو اُس سے وابستہ کر دیا تھا۔

شروع ہی سے ظاہر ہوتا تھا کہ مامون جماعت کا آدمی اور امت کا قائد ہے۔ ایسے آدمی کے لئے ایک بڑی شرط، قوت خطابت بھی ہے۔ قدرت نے مامون کو پوری فیاضی سے یہ قوت بخش دی تھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب مامون، سن شعور کو پہنچا تو خلیفہ نے بعض فصحاء کو حکم دیا کہ اُس کے لئے خطبے لکھیں۔ خطبہ طیار کیا گیا اور جمعہ کے دن مامون نے مسجد میں سُنایا۔ اُسنے یہ خطبہ ایسی دلیری، سلاست فصاحت، اور شان سے سُنایا تھا کہ تمام حاضرین رونے لگے اور کوئی شبہ نہ کر سکا کہ یہ خطبہ دوسروں نے طیار کیا ہے۔ ابو محمد یزیدی نے فوراً قصیدہ لکھا:

لقن امیر المومنین کرامۃ   علیہا لشکر الالہ وجوب
بان ولی العہد مامون ہاشم
بہ الفضل اذ قام وہو خطیب
ولما راہ الناس من کل جانب
بابصارہم والعود منہ صلیب
رماہم بقول: انصتوا اجبالہ
وفی دونہ للسامعین عجیب!

مامون کی یہی نجابت و ذہانت تھی جسنے ہارون کو خوف زدہ کر رکھا تھا۔ وہ امین کے لئے مامون سے خائف تھا، اور مامون کے لئے امین سے اندیشہ کرتا تھا۔ وہ دیکھتا تھا، امین کے ہاتھ میں سلطنت کی تمام قوتیں ہوں گی اور وہ اپنے اولوالعزم بھائی کے مٹانے میں کوئی کوشش اُٹھا نہ رکھے گا۔ دوسری طرف اُسے یہ بھی صاف نظر آرہا تھا کہ مامون، عقلمند، مدبر، بلند ہمت ہے، اور اپنے سادہ لوح بھائی کو آسانی سے تباہ کر ڈال سکتا ہے۔ پھر دونوں کے طرفداروں کی قوت بھی اُس سے پوشیدہ نہ تھی۔ امین کی پشت پر بنی ہاشم اور قریش تھے۔ مامون کی حمایت پر تمام ایرانی عنصر کمربستہ اور کافی طاقتور تھا۔

اِس خطرہ کے سدباب کے لئے اُسنے دونوں بھائیوں سے ایک عہد لکھوایا۔ سنہ ۱۸۶ ہجری میں اُنھیں اور اُنکے بڑے بڑے طرفداروں کو ساتھ لے کر حج کو گیا اور ہزاروں قسموں کے ساتھ یہ عہد، خانہ کعبہ میں آویزاں کیا گیا۔

تمام حالات پر نظر ڈالنے کے بعد صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہارون الرشید، مامون کو زیادہ چاہتا تھا۔ اِس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ طوس میں وفات کرتے وقت اُسنے اپنی تمام ذاتی فوج، ہتھیار، اور مال و دولت، مامون کے نام وصیت کر دی۔

پھر مامون کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ وہ آدمیوں کو پہچانتا تھا اور اُن کے انتخاب میں ہمیشہ خوش قسمت تھا۔ مامون کے آدمی بھی اگرچہ خود غرضیوں سے خالی نہ تھے، مگر وہ جانتے تھے کہ اُن کا ذاتی نفع اسی میں ہے کہ مامون کامیاب ہو اور خلیفہ بنے۔ اُن لوگوں کی وفاداری کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ اُن میں اکثر ایرانی النسل تھے۔ اور معلوم ہے کہ مامون کی ماں بھی ایرانی تھی۔ اِس لئے قدرتی طور پر اُن کی ہمدردی اُسے حاصل تھی۔

مامون کی خراسان سے غیر معمولی دلچسپی کا بھی یہی راز ہے۔ مامون، نمایاں طور پر خراسانیوں کا طرفدار تھا۔ اُس کی یہ طرفداری لوگوں کو صاف محسوس ہوتی تھی، اور عربی عنصر کی بددلی کا موجب بن گئی تھی۔ تاریخ میں یہ واقعہ ثبت ہے کہ ایک شخص نے مامون سے بار بار کہا "امیر المومنین! شام کے عربوں پر بھی ویسی ہی شفقت کیجئے جیسی خراسان کے عجمیوں پر کرتے ہیں" مامون نے جواب دیا "تم نے مجھے جواب پر مجبور کر دیا۔ سنو، قبیلۂ قیس کو میں اُس کے گھوڑوں پر سے اِس طرح اُتار سکا کہ میرے خزانے میں اب ایک پیسہ بھی باقی نہیں رہا (یعنی دولت دیکر اُنھیں اپنی مخالفت سے باز رکھا) رہا یمن، تو نہ میں نے کبھی اُس سے محبت کی اور نہ اُسنے کبھی مجھ سے محبت کی۔ رہا قضاعہ تو اُسکے سردار برابر سفیانی (یعنی ایک حدیث کے موعود بادشاہ) کا انتظار کر رہے ہیں کہ اُس کی پیروی کریں۔ رہا ربیعہ تو وہ اُس وقت سے اپنے خدا پر خفا ہے جب سے اُسنے اپنا نبی مضر میں پیدا کیا!"

مامون کا یہ جواب بڑی حد تک درست ہے۔ لیکن خراسان کی طرف اُس کے میلان کی اصلی وجہ وہی اُس کی فارسیت ہے جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اُس کی ماں بھی فارسی تھی اور اُس کی تعلیم و تربیت میں بھی فارسی اثر غالب رہا تھا۔ اسی بنا پر ہم سمجھ سکتے ہیں کہ بعض محققین نے مامون کو شیعہ کیوں قرار دیا ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ فارسی ماحول، شیعیت کے لئے زرخیز تھا

۲ اور مامون نے اُسی میں پرورش پائی تھی۔

عالم مطبوعات و صحائف

دُنیا کا جدید ترین شہر

آسٹریلیا کا نیا دار الحکومت

زمین کی آبادی، اور روح و دِل کی ویرانی!

ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ یہ خبر مشتہر ہو چکی ہے کہ آسٹریلیا کی حکومت مقام کین بیرا میں ایک نیا دار الحکومت تعمیر کر رہی ہے۔ اب ملبورن کے "السٹریٹڈ نیوز" نے اس نئے شہر کے مختلف حصوں کی نہایت دلچسپ تصویریں شائع کر دی ہیں اور ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تصویروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی ریوٹر ایجنسی کا یہ بیان مبالغہ سے خالی تھا کہ "یہ شہر دُنیا کا سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ مرتب و منظم شہر ہوگا"

ایک تصویر میں آبادی کا ایک مکمل قطعہ دکھلایا گیا ہے، جس طرح کے قطعات پر پوری آبادی مشتمل ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آبادی بے شمار قطعات میں منقسم کر دی گئی ہے۔ ہر قطعہ میں چاروں طرف چھوٹے چھوٹے چمن زار ہیں اور وسط میں مکانات۔ مکانات کا حصہ اور چاروں طرف کے چمن، سب کے سب مربع ہیں۔ مکانات کے ہر مربع قطعہ میں جتنے مکان ہیں، سب کے سب ایک قطع اور ایک درجہ کے ہیں اُن کی تعداد کسی حال میں بھی دس مکانوں سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اگر اس طرح کے ہر قطعے کو ایک محلہ سے تعبیر کیا جائے، تو کہنا چاہئے کہ اس شہر کے ہر محلہ میں چار حصے سے زائد رقبہ باغ و چمن کا ہوگا، اور صرف پانچواں حصہ آبادی کا!

دوسری تصویر میں باغ دکھلائے گئے ہیں۔ اِن کی سب سے زیادہ مؤثر خصوصیت یہ ہے کہ درختوں کی تعداد اور قطار ہر حصہ میں مساوی ہے۔ معلوم ہوتا ہے، سرو قدانِ چمن ایک ہی صورت، ایک ہی وضع اور ایک ہی تعداد میں ہر طرف صف آرا ہیں!

تیسری تصویر میں اُس مصنوعی نہر کا منظر دکھلایا ہے جو دار الحکومت کے مختلف حصوں میں پھیل کر چاروں طرف گردش کرے گی، اور پھر ایک جھیل کی شکل اختیار کر کے پانی اور بجلی کی طاقت کا ذخیرہ بہم پہونچائے گی۔ یہ نہر مصنوعی ہے، لیکن چونکہ انسانی صنعت کا کمال یہ ہوتا ہے کہ فطرت کی سادگیوں سے قریب تر ہو جائے، اس لئے کوشش کی گئی ہے کہ اس کے پیچ و خم اور نشیب و فراز میں قدرتی نہر کی سی شان پیدا کر دی جائے۔ اسمیں شک نہیں کہ تصویر دیکھ کر کوئی نگاہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ قدرتی نہر نہیں ہے!

باغوں کی روش میں جاپانی (اور فی الحقیقت اندلسی اور مغلی) طریقہ تزئین و آرائش زمین کا ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یعنے مختلف رنگ کے پتھروں اور سیمنٹ کے ذریعہ روشوں کے دامن اور حواشی بنائے گئے ہیں۔ ہر چمن زار کا حاشیہ سفید ہے۔ اُس کے بعد تھوڑی جگہ چھوڑ کر پھر ایک سفید جدول ڈوڑا دی گئی ہے۔ دور سے دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے، ایک نہایت خوشنما اور خوش اطراف قالین بچھا ہوا ہے!

اس شہر کے حسن و جمال کو زمین کے اُس حصہ کی قدرتی خوبیوں سے بھی بہت مدد ملی ہے جو اس کے لئے منتخب کی گئی ہے۔ یہ سطح سمندر سے دو ہزار فٹ بلند ہے، جو ہندوستان کے اکثر پہاڑی سطح والے مسطح کی بلندی ہے۔ اور اس لئے آب و ہوا کا نی خنک اور خوشگوار ہے۔ قطعۂ زمین کا پھیلاؤ رقبہ تقریباً ایک ہزار مربع میل ہوگا۔ اسکے چاروں طرف درختوں سے بھرے ہوئے پہاڑی سلسلے واقع ہیں۔ اور انھوں نے اس سطح کو نیو ساؤتھ ویلز کے صوبے سے الگ کر دیا ہے۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اس نئے شہر کا نقشہ جس امریکن ماہر فن ہندسہ نے طیار کیا ہے، اُسی سے ترکی حکومت نے بھی اپنے نئے دار الحکومت کا نقشہ طیار کرایا ہے جو انگورہ میں زیر تعمیر ہے۔ اس ماہر فن کا نام ڈبلیو بائے گریفن ہے، اور اسوقت فن ہندسۂ تعمیر میں بہترین شخص تسلیم کیا جاتا ہے

اس دار الحکومت کے لئے پارلیمنٹ کی جو عمارت تعمیر کی گئی ہے، وہ عارضی ہے۔ مستقل اور اصلی عمارت بہ تدریج سو برس کے اندر تعمیر ہوگی سو برس کی مُدت پر ہمارے قارئین کو تعجب ہوگا، لیکن اُنھیں خیال کرنا چاہئے کہ کسی قوم کے قومی کاموں کی عمر میں ایک صدی کا زمانہ اس سے زیادہ نہیں ہوتا جس قدر فرد کی عمر کے لئے ایک دن!

پچھلی ڈاک کے نیویارک ٹائمز نے بھی اس دار الحکومت کے حالات پر ایک مقالہ شائع کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے "پارلیمنٹ کی اصلی عمارت سو برس کے اندر مکمل ہوگی۔ ایک نہایت مختصر وقت جو کسی قوم کی زندگی کا ہو سکتا ہے! اس مدت کے اندر آسٹریلین قوم یقیناً ترقی کے اس درجہ تک پہنچ جائے گی، جب ضرورت اور خرچ کیں کوئی سمجھوتا نہیں ہو سکتا!"

امریکن اخبارات نے اس پر جو رائے زنی کی ہے، اُس میں رشک کی جھلک صاف نمایاں ہے۔ سائنٹفک امریکن کا مقالہ نگار لکھتا ہے "کین برا کا نقشہ اُن تمام غلطیوں سے محفوظ ہے جو واشنگٹن کی آبادی کی ترتیب میں ہو چکی ہیں۔ آسٹریلیا کو امریکہ کے مقابلہ میں یہ مزیت حاصل ہو گئی کہ وہ امریکی آبادی سے کئی نسل پیچھے وجود میں آیا اور اُن تمام تجربوں سے فائدہ اُٹھا سکا جو امریکہ کی آبادی سے حاصل ہو چکے ہیں۔ واشنگٹن نہ تو یکساں ہے، نہ مرتب، اور نہ مناسب قطعات میں منقسم۔ لیکن کین برا شہری آبادی کا ایک ایسا کامل جمال ہوگا جس میں تناسب کے خلاف کوئی بات نہ ہوگی"

پچھلے دِنوں اس شہر کا سرکاری افتتاح ہو چکا ہے، لیکن ابھی عام آبادی شروع نہیں ہوئی ہے۔ صرف عارضی سرکاری مکانات آباد ہوئے ہیں۔

لیکن جس وقت ہم انسان کی مادی سعی و جستجو کی یہ داستان شوکت و سطوت پڑھ رہے تھے، تو بے اختیار ہمارا خیال ایک دوسرے گوشۂ فکر کی طرف منتقل ہو گیا۔ افسوس انسانیت کی محرومی پر! زمین کی صورت جس قدر حسین ہوتی جاتی ہے، اُتنی ہی اُسکی روح و معنویت آرائش جمال سے محروم ہوتی جاتی ہے۔ اینٹ، پتھر، اور سبزہ و درخت کی صورت آرائیوں سے اُس کے خال و خط دلفریب بنائے جا سکتے ہیں لیکن اُسکے جمال روح کے لئے آرائش بہم نہیں ہو سکتی۔ اُس کی روح اور معنویت کیا ہے؟ مجمع انسانی کا حقیقی امن و سکون۔ اُسکی معنوی راحت و مسرت۔ اُس کے دِل کی راحت، اور روح کا قرار اور چین۔ کیا اس کے لئے بھی دُنیا اور دُنیا کی قوموں کے پاس کوئی سعی و اہتمام ہے؟ کیا اسکے لئے بھی کسی ماہر فن کا دماغ اور کسی نقاش کا قلم و پرکار ہے؟ دُنیا کی قومیں باہدگر رشک و حسد سے مضطرب ہو رہی ہیں۔ ہر قوم اینٹ پتھر کی سربلندی اور لکڑی اور لوہے کی سرفرازی میں دوسرے کو پیچھے ہٹانا اور خود آگے بڑھنا چاہتی ہے، لیکن روح و دل کی رفعت و سعادت کے لئے نہ تو کسی کے دِل میں رشک ہے، نہ کسی کے دماغ میں طلب! آسٹریلیا نے نئی کین برا کا، اور ترکی نے نئے انگورہ کا نقشہ بنا لیا، لیکن افسوس! کوئی نہیں جو انسانی سعادت کی ایک نئی بستی کا، اور روح و دل کے سکون و قرار کے ایک نئے دار الحکومت کا نقشہ بنائے! قرآن حکیم نے مادی زندگی کے استعمال و تصرف پر نہیں، مگر اُس کے اسی استغراق و پرستش پر بار بار ملامت کی ہے کہ: یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون! (۳۰: ۶)

(بقیہ مضمون صفحہ ۳۲۴)

کام لینے اور انھیں متأثر کرنے کا سب سے بہتر اور کامیاب طریقہ یہی ہے کہ جماعتی ذہنیت کو متأثر کیا جائے جس کے بعد سرکش سے سرکش افراد بھی متأثر و مغلوب ہو جائیں گے۔ جماعتی ذہنیت کے متأثر کرنے کے طریقوں اور ذریعوں ہی کا نام "پروپاگنڈا" ہے۔

کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ افراد، جو عموماً محب ذات اور خود غرض ہوتے ہیں، ہولناک جنگوں میں ہتھیلیوں پر سر رکھے گھس جاتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ جنگ سے اُن کی ذات کو ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچے گا، اپنے تئیں موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں؟

اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ پروپاگنڈے نے اُنکی انفرادی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے اور ایک ایسی جماعتی ذہنیت پیدا کر دی ہے جس کے دھارے پر پڑ کر چون و چرا جنگ کی طرف دَوڑے چلے جا رہے ہیں اسی جماعتی ذہنیت کا نام "عام رائے" ہے۔ اسی عام رائے کے طیار کرنے کی کوشش کو "پروپاگنڈا" کہتے ہیں۔

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ کسی تحریک کے کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اُس کے موافق جماعتی ذہنیت پیدا کی جائے تاکہ افراد اسی ذہنیت سے متأثر ہو کر اُس کے حامی اور طرفدار بن جائیں۔ جماعتی ذہنیت یا عام رائے بنانے کا ذریعہ تقریر، تحریر، اخبارات، رسائل، انجمنیں غرضکہ بہت سے طریقے ہیں۔ اِن تمام طریقوں کو "پروپگنڈا" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ موجودہ زمانہ میں ہر تحریک کی کامیابی کے لئے سب سے زیادہ کارگر ذریعہ "پروپاگنڈا" ہے۔

نہیں —— اور شاعر اور سپاہی —— کوئی بھی ماں کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا ——!

مظلوم عورت نے کہا۔ تیمور! میرا لڑکا مجھے ملادے!

شاعر کرمانی بولا - ماؤں کی ہمیں پرستش کرنی چاہئے اس لئے کہ وہ ہمارے لئے بڑے بڑے آدمی پیدا کرتی ہیں، اور آدمیوں کو بلند رتبہ پر پہنچاتی ہیں —— ارسطو، فردوسی، اور —— اسی طرح سعدی اپنی شہد آمیز شیریں زبانی کے ساتھ —— عمر خیام اپنی شراب کی سی زہر آلود رباعیوں کے ساتھ —— سکندر، ہومر اور بہرام گور —— یہ سب عورت کے، ایک ماں کے بچے ہیں؟

تیمور اُس عورت کی باتوں سے کسی گہری فکر میں چلا گیا۔ پھر سر اٹھا کر —— اُس نے حکم دیا کہ تین سو شہسوار فوراً اُس لڑکے کی تلاش میں روانہ ہوجائیں، جو شخص ڈھونڈھ کر لائے گا اُسے انعام دیا جائے گا —— پھر اُس نے آہ بھر کر کہا —— میں سمجھ گیا یہ عورت اس قدر بے پروا اور بے خوف کیوں ہے؟ —— چونکہ وہ ماں ہے! —— ایک محبت کرنے والی ماں!! اور کوئی ماں نہیں ہوتی جو محبت نہ کرتی ہو!! لڑکے کے کھو جانے سے اُس کے دل میں آگ سی بھڑک رہی ہے —— ایسی آگ! جو برسوں تک، قرنوں تک، شرارے چھڑک سکتی ہے"

تیمور کے حکم جاری کرنے پر کرمانی کی شاعرانہ اور درد آشنا رُوح وجد میں آگئی۔ اُس نے فی البدیہہ یہ اشعار موزوں کرلئے:

ماں

یہ کون نغمہ ہے ساری دنیا کے نغمہائے طرب سے شیریں؟
جو آسمان کے ستاروں، باغوں کے پھولوں کا عکس بن رہا ہے
کوئی بتائے بھلا وہ کیا ہے؟
زمانہ کے اہل ذوق میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوگا
کہ وہ محبت ہے جس سے یہ خاکدانِ تیرہ سنور رہا ہے!
حریم ہستی مہک رہا ہے!
وہ چیز جو آفتاب نصف النہار، اُردی بہشت سے بھی
ہزار درجہ زیادہ دلکش ہے، خوبصورت ہے، خوشنما ہے
کوئی بتائے بھلا وہ کیا ہے؟؟
فضائے شبگوں میں، میں نے دیکھے ہیں مسکراتے ہوئے ستارے
میں جانتا ہوں کہ چشم محبوب سارے پھولوں سے خوشنما ہے!
شراب گوں ہے شراب زا ہے!
میں جانتا ہوں کہ اُس کا اک ہلکا ہلکا سا نازنیں تبسم
دل شکستہ کے حق میں کس درجہ مہر انگیز و مہر زا ہے!
لب تکلم کا معجزہ ہے!
کرشمہ آرائی ہائے احساس حسن کے باوجود اب تک
نہ کہہ سکا کوئی شاعر آخر، وہ نغمۂ دل پذیر کیا ہے؟
جو سب سے بہتر ہے، دلربا ہے!!
مگر میں کہتا ہوں اب کہ وہ نغمہ —— آہ، وہ دلگداز نغمہ!
جو ساری دنیا کے سارے رنگیں ترانوں کا اصل مبتدا ہے
جو قلب فطرت کا آئینہ ہے!
وہ نغمہ —— وہ کائنات کا —— کائنات کا سحرکار دل ہے!!
وہ دل کہ جس کا جہان والوں نے پیارے سے نام ماں رکھا ہے!!
وہی محبت کی ابتدا ہے!!
وہی محبت کی انتہا ہے!!

مترجمہ اختر شیرانی - لاہور

اقتباس وتراجم

پروپاگنڈا

علم اجتماع نے ثابت کردیا ہے کہ نوع انسانی کی ترقی درحقیقت اُن تغیرات اور تدریجی انقلابات سے وابستہ ہے جو مختلف تمدنی موثرات کے ماتحت افراد، جماعات، اور اقوام کی زندگیوں میں واقع ہوتے ہیں۔ تمدن کی تاریخ دراصل اُن تدریجی تبدیلیوں کی تاریخ ہے جو تاریخ کے مسلسل زمانوں میں قوموں کی زندگی میں واقع ہوتی رہی ہیں۔

افراد چونکہ فطرۃً اپنے اسلاف کی تقلید کی طرف مائل ہوتے ہیں اور موروثی عقائد و عادات کے دلدادہ ہوتے ہیں، اس لئے وہ ہر اُس جدت کی مخالفت کرتے ہیں جو موروثی قدامت کو شکست کرنے والی یا اُس میں تبدیلی کرنے والی ہوتی ہے۔ افراد اگر "جدید" کو قبول بھی کرتے ہیں تو طویل جدوجہد اور اپنے قدیم عقائد و خیالات کے مطابق اُس میں بہت کچھ ترمیم اور تبدیلی کے بعد۔ یہ افراد کی جبلت و طبیعت ہے جس سے وہ مجبور ہیں۔ اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ افراد و جماعت کی زندگی میں تبدیلی بہت آہستہ سرایت کرتی ہے اور انسانی تاریخ میں انقلاب، چیونٹی کی چال چلکر بہت عرصہ بعد رونما ہوتا ہے۔

لیکن کبھی اس تدریجی اور آہستہ رفتار پر ایسے غیر معمولی حالات طاری ہوجاتے ہیں کہ افراد و جماعت کی ذہنیت اُن سے کلیتہً متاثر ہوجاتی ہے، طبیعتیں بے خود ہوجاتی ہیں۔ قدامت کا عشق دور ہوجاتا ہے اور جدت سے نفرت زائل ہوجاتی ہے۔ اس ناگہانی تغیر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جماعت تھوڑی ہی مدت میں جست کرکے وہ اُن مراحل کو طے کر ڈالتی ہیں جو عام حالات میں کہیں صدیوں کے سفر کے بعد طے کرتی۔

اُن غیر معمولی مؤثرات و عوامل میں، جو تمدن کی رفتار پر گہرا اثر ڈالتے اور اُسے سرعت بخشتے ہیں، ایک بڑا موثر سبب "جنگ" ہے۔ گزشتہ عالمگیر جنگ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ یہ جنگ اگر دنیا کی سب سے بڑی نہیں تو بہت ہی بڑی جنگوں میں سے ایک نہایت ہی ہولناک جنگ ضرور تھی۔ لیکن باوجود اُن تمام مصائب و آلام کے اثرات کے جو اس جنگ سے پیدا ہوئے، ہمیں اُس نہایت ہی تیز تبدیلی کو بھی تسلیم کرنا چاہئے جو اس جنگ نے معاشرت و اجتماع کی ہر شاخ میں اچانک پیدا کردی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے افراد و جماعت کی زندگی کے ہر شعبہ میں جو عظیم انقلابات طاری ہوئے ہیں اُنھیں بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ دس بارہ سال میں انسانیت نے ترقی کے جتنے مرحلے طے کئے ہیں، عام حالات میں وہ صدیوں کی جدوجہد سے بھی طے نہ ہوتے۔ ان تیز انقلابات و تغیرات نے افراد اور جماعتوں کی ذہنیت پر عظیم اثر ڈالا ہے اور اُسے ایک ایسے قالب میں ڈھال دیا ہے جو سراسر حیرت انگیز ہے۔ یہاں تک کہ چشم بینا دیکھ سکتی ہے کہ آخری چند سال کی زندگی کے بعد اب انسانیت اُس نقطہ پر پہنچ گئی ہے جس سے ماضی قریب کو کوئی علاقہ باقی نہیں رہا۔ انسانیت نے اپنے قریبی ماضی سے تمام رشتے تقریباً منقطع کرلئے ہیں۔ اب وہ اُسے مقدس و محترم نہیں سمجھتی اور اُس کی حفاظت میں کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کرتی۔ جنگ نے یہی نہیں کیا کہ انقلاب کا تنفر دُور کردیا ہو، بلکہ انسانیت کی ذہنیت بھی کچھ ایسی کردی ہے کہ وہ تبدیلی کی شیدا ہوگئی ہے، اُسے تلاش کرتی ہے، اُسے لینے کے لئے بیچین ہے۔ یہ نئی فکری روح تمام انسانی طبقوں میں کم و بیش عام ہے۔

اس نئی ترقی کے ساتھ ساتھ عمل کا ایک نیا طریقہ بھی عام ہوگیا ہے۔ اس طریقہ کو "پروپاگنڈا" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آج یہ لفظ ہر کہ و مہ کی زبان پر ہے۔ حالانکہ جنگ سے پہلے صرف ایک خاص گروہ میں مستعمل تھا۔ لوگ جب اسے کسی کی زبان سے سنتے یا کاغذ پر لکھا دیکھتے تھے تو اُن کے اندر ایک مبہم خوف سا پیدا ہوجاتا تھا۔ وہ اسے بھی فری میسن وغیرہ پراسرار لفظ کی طرح کوئی خطرناک لفظ سمجھتے تھے!

"پروپاگنڈا" لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں "بڑھتی، زیادتی، فراوانی" اور اصطلاح میں کسی تحریک کے پھیلانے اور عام کرنے کو کہتے ہیں۔ اس لفظ کی تاریخ یہ ہے کہ ۱۶۲۲ء میں روم کے پوپ گریگوریس پانزدہم نے ایک مذہبی انجمن قائم کی اور اُس کا نام یہی رکھا۔ اس انجمن کا مقصد یہ تھا کہ لاطینی قوموں میں مسیحیت پھیلائی جائے۔ کچھ مدت بعد یہ لفظ اُن تمام طریقوں کے لئے مستعمل ہونے لگا جو مختلف مذہبی اور سیاسی انجمنیں اپنے خیالات کی تبلیغ کے لئے کام میں لاتی تھیں۔ ایک طویل زمانہ تک یہ لفظ خواص ہی کے حلقہ میں گردش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ عوام میں بھی اس لفظ کو مقبولیت حاصل ہوگئی اور دوران جنگ میں تو بچہ بچہ نے اسے سنا اور اُس سے نہایت ہی کامیاب نتائج حاصل کئے گئے۔ اب تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ صنعت، حرفت، تجارت، سیاست، مذہب، غرضکہ ہر شعبہ میں یہ لفظ استعمال کیا جاتا اور اُس کے مفہوم سے کام لیا جاتا ہے۔ تاجر اپنی تجارت کے فروغ دینے اور قسم قسم کی تدبیروں سے پبلک میں اُسے مقبول بنانے کے لئے جو کچھ کرتے ہیں، اُسے بھی "پروپاگنڈا" ہی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مضر تحریکوں اور غلط اصولوں کی اشاعت و تبلیغ میں بھی یہی ہتیار کام میں لایا جاتا ہے۔

یہ محقق ہے کہ افراد اپنے انفرادی ماحول میں اجتماعی ماحول سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ جماعت کے ماحول میں جانے کے بعد افراد کی ذہنیت بڑی حد تک کمزور ہوجاتی ہے اور وہ ایسے افعال پسند کرنے لگتے ہیں جو اپنے انفرادی ماحول میں ناپسند کرتے۔ علم اجتماع نے صحیح طور پر ثابت کردیا ہے کہ جماعت کا دماغ، فرد کے دماغ سے کہیں زیادہ کمزور، پست، اور منفعل ہوتا ہے۔ پس فرد کے

وحشیانہ حرکات ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے سے ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہو، حتی کہ طاقتور جماعت محض اپنے زور سے دوسری جماعت کو کچل دیتی ہو۔ فرینک ٹرینٹ نے تاریخ انگلستان میں لکھا ہو" یہ لڑائی دو وحشی قوموں میں ہو رہی تھی۔ انھوں نے رحم و انصاف بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اگر انھیں کوئی خیال تھا تو صرف یہ تھا کہ کسی طرح انکے دشمن تباہ ہوجائیں۔ دونوں طرف سے سخت مظالم کئے گئے جن پر پردہ ڈالنا ہی مناسب ہو" انگریزی تواریخ نے اپنی حرکات پر تو واقعی پردہ ڈال دیا ہو لیکن ہندوستانیوں کے مظالم کا بہت بری طرح سے خاکہ کھینچا گیا۔ سیکڑوں فرضی قصے تواریخ میں درج کئے گئے تاکہ انگریزوں کو انکے پڑھنے سے جوش پیدا ہو۔ آج ہم اس تصویر کا دوسرا رخ بتاتے ہیں جو تقریباً ۷۰ سال سے لوگوں کی نظروں سے عمداً چھپا دیا گیا ہو۔

پشاور کا واقعہ

۱۵ر جون ۱۸۵۷ء کو پشاور میں ۱۲۰ سپاہی پکڑے گئے۔ ان میں سے کسی نے بھی اپنے افسروں کو قتل نہیں کیا تھا۔ بہت سے آدمی ایسے تھے جو بغیر کسی مجرمانہ ارادے کے بغاوت میں شامل ہوگئے تھے۔ نکلسن نے ایڈورڈز ڈپٹی کمشنر پشاور کو لکھا تھا کہ میں ۵۰ سکھ قیدیوں کی جاں بخشی کی سفارش کرتا ہوں کیونکہ مجھے انکے افسروں نے یقین دلایا ہو کہ ان لوگوں نے بغاوت میں مطلق حصہ نہیں لیا۔ باقی کو توپ کے ذریعہ اُڑا دیا جائے۔ سر لارنس نے جواب دیا کہ چونکہ وہ ہمارے دشمنوں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ اس لئے ان پر رحم نہیں کیا جاسکتا۔ پھر بھی میں تمام آدمیوں کو پھانسی دینا نہیں چاہتا۔ میرا مدعا صرف یہ ہو کہ ایسی عبرتناک سزائیں دی جائیں کہ عوام الناس ڈر جائیں، میری تجویز یہ ہو کہ ان میں سے صرف ایک تہائی کو سزائے موت دی جائے۔ اور تعداد ان سپاہیوں میں سے چنی جائے جو نہایت سرکش اور گستاخ ہوں۔ یا جن کے خلاف انکے افسر شکایت کریں اگر ان صفات کے آدمی اتنے نہ ملیں جن سے مجوزہ تعداد پوری ہوسکے تو پھر بوڑھے سپاہیوں کو شامل کرلینا چاہئے۔ باقی قیدیوں کو مختلف قسم کی سزائیں دی جائیں مگر کسی حالت میں بھی تین سال سے کم نہ ہو۔

لارڈ رابرٹ نے جو ان دنوں لفٹنٹ کے عہدے پر تھا، اپنی والدہ کو ایک خط میں اسی واقعہ کے متعلق لکھا ہو" ہم جہلم سے پشاور تک پیادہ پا آئے۔ راہ میں باغیوں کو قتل کرتے رہے اور فوجوں سے ہتھیار لیتے رہے۔ لوگوں پر سزائے موت کا جو توپ سے واقع ہو، بڑا اثر پڑتا ہو۔ یہ بڑا ہی خوفناک منظر ہو لیکن اس کے بغیر چارہ نہیں۔ ان مظالم کے ذریعہ ہم ان بدمعاش مسلمانوں کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ ہم خدا کی مدد سے ہندوستان پر قابض رہینگے"

پنجاب کے واقعات

ایک توپ میں بہت زیادہ بارود بھری ہوئی تھی۔ جب ایک شخص کو اس کے سامنے لاکر رکھا گیا اور توپ چل گئی، تو اس شخص کے سیکڑوں ٹکڑے ہوا میں اُڑ گئے۔ اس کا سر تماشائیوں میں سے ایک کو جا لگا اور کئی آدمیوں پر خون کے چھینٹے پڑے۔ جنرل نکلسن جسے ہم ایام طفولیت میں دیوتا کی طرح پوجتے تھے، ایڈورڈ کو ایک خط میں لکھتا ہو" ہمیں ایک قانون بنانا چاہئے جس کی رو سے ہم انگریز عورتوں اور بچوں کے قاتلوں کو زندہ جلا سکیں اور زندہ ہی ان کا چمڑہ اُتار سکیں۔ محض پھانسی دینے سے ہمارا جذبۂ انتقام ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں دنیا کے ایک ایسے کونے میں ہوں جہاں قانون کو اپنے ہاتھ میں لے سکوں۔ مشرقی ممالک کا قاعدہ ہو کہ جب تک لوگوں پر گورنمنٹ کا رُعب اور خوف طاری نہ ہوجائے تب تک اسکے فوائد کی قدر نہیں کیجاتی" کوپر جو امرتسر کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ لکھتا ہو کہ پنجاب کے تمام افسر ظلم کرنے میں ابتدا کرتے تھے تاکہ لوگ ڈر جائیں۔ اور انتقام لینے کی جرأت نہ کرسکیں۔

ٹامسن نے سر ہنری کاٹن کو چند مسلمان قیدیوں کے متعلق مندرجہ ذیل واقعہ سنایا تھا۔ شام کے وقت ایک سکھ اردلی آیا اور سلام کرکے کہا۔ میرے خیال میں حضور قیدیوں کو دیکھنا چاہتے ہونگے۔ میں فوراً حوالات چلا گیا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ قیدی زمین پر بندھے ہوئے پڑے ہیں۔ بالکل برہنہ اور آخری سانس لے رہے ہیں۔ انکے جسم کے ہر ایک حصے پر تانبا گرم کرکے نشان کئے گئے تھے۔ مجھے اُن کی حالت پر رحم آیا اور پستول سے قتل کردیا تاکہ جان کندنی کی تکلیف سے بچ جائیں" جب کاٹن نے یہ درد انگیز واقعہ سنا تو ان سے پوچھا پھر تم نے انکے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جنھوں نے یہ وحشیانہ حرکت کی تھی؟ ٹامسن نے جواب دیا۔ میں نے کچھ نہیں کیا!

وحشیانہ قتل و نہب

غدر کے دنوں میں ہر ہندوستانی سپاہی کے خلاف الزام تھا کہ اسنے انگریز بچوں اور عورتوں کے قتل میں مدد دی ہو۔ خواہ وہ کسی جگہ پر ہو اور کتنا ہی بے علاقہ ہو، اگر کوئی انگریز دہلی میں قتل کیا گیا ہو، تو لاہور اور پشاور کے ہندوستانی سپاہی بھی قابل گرفت تھے،

ایک چشم دید گواہ لفٹنٹ مجنڈی بیان کرتا ہو" ایک دفعہ سکھ اور انگریز ایک زخمی قیدی کو سنگینوں سے مار رہے تھے۔ لیکن کوئی ضرب مہلک ثابت نہ ہوئی۔ اسواسطے دو تین لکڑیاں جمع کرکے آگ جلائی گئی، اور اُسے اس آگ میں پھینکا گیا۔ سکھ اور انگریز یہ خوفناک منظر بڑے مزے لے کر دیکھ رہے تھے" رسل نے بھی جو ٹائمز لندن کا نامہ نگار تھا۔ اس واقعہ کی تصدیق کی ہو۔ بلکہ وہ کہتا ہو" میں نے اس قیدی کی جلی ہوئی ہڈیاں بھی اس جگہ دیکھی تھیں"

سب سے پہلے اسی رسل نے ان وحشیانہ حرکات اور مظالم پر صدائے احتجاج بلند کی۔ چنانچہ وہ اپنی ڈائری میں لکھتا ہو" یہ انتقامانہ سزائیں مثلاً مسلمانوں کو سؤر کے چمڑے میں ڈال کر سی دینا اور قتل کرنے سے پہلے انکے منہ میں سؤر کی چربی ڈالنا، اور ہندوؤں سے انکے خلاف مذہب حرکات کرانا، انسانیت کے خلاف اور تہذیب سے گری ہوئی حرکتیں ہیں۔ ان سزاؤں سے بڑے خوفناک نتائج پیدا ہونگے جو ہمارے واسطے مہلک ثابت ہونگے"

جب ان مظالم کی حد ہوگئی تو گورنر جنرل نے ۳۱ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ایک مفصل حکم جاری کیا جس کی رو سے دیہات کا جلانا اور نہتے آدمیوں کو بغیر کسی ثبوت کے سزا دینا ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ ان افسروں سے سزائے موت کے اختیارات بھی چھین لئے گئے جنھوں نے اندھا دھند یہ اختیارات برتے تھے، ۲۰ر اگست کو جان گرانٹ صوبجات وسطی میں گورنر بنا کر بھیجا گیا تاکہ الہ آباد اور دیگر مقامات میں بیشمار آدمیوں کی پھانسی کی سزا ملتوی کرے۔ انگریزوں نے کیننگ اور گرانٹ کے خلاف بہت شور مچایا کیونکہ انھوں نے بہت سے آدمیوں کو پھانسی سے بچایا تھا۔

ایک دفعہ اگست کے دنوں میں ایک انگریزی فوج دیہات جلا کر واپس آرہی تھی۔ راہ میں چند وفادار سپاہی مل گئے۔ مگر انھیں بھی سنگینوں سے اڑا دیا گیا۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ بہت سے سپاہی محض خوف کی وجہ سے بھاگ گئے اور پھر بغاوت پر مجبور ہوگئے۔ اگر ہم نے ابتدا میں مظالم نہ کئے ہوتے تو فساد دور تک نہ پھیلتا اور لوگ رحم و انصاف سے مایوس ہوکر باغی نہ ہوجاتے۔

ایک پادری کی بیوہ بڑے فخر سے لکھتی ہو" اُسنے بہت سے قیدیوں کو گرجا صاف کرنے پر مامور کیا۔ لیکن چونکہ یہ کام انکے مذہب کے خلاف تھا اس لئے سنگینوں کی نوک سے کرانا پڑتا تھا۔ بعض قیدیوں نے بڑی جلدی سے کام کرنا شروع کردیا۔ کیونکہ انھیں خیال تھا۔ کہ وہ اس طرح پھانسی سے بچ جائیں گے۔ لیکن اُن کی یہ غلط فہمی فوراً دور ہوگئی۔ کیونکہ بالآخر سب کو پھانسی دی گئی!"

مجنڈی ایک جگہ لکھتا ہو" میں نے وہ رات مسجد (یعنی جامع مسجد دہلی) کی ناکہ بندی میں گزاری اور رات کا بہت سا حصہ اُن قیدیوں کے قتل کرنے میں خرچ کیا۔ جو دن کے وقت پکڑے گئے تھے۔ بہت سے آدمیوں نے مرتے وقت ایسی شجاعت اور متانت دکھائی کہ ہم بھی داد دئے بغیر نہ رہ سکے"

ایک انگریزی افسر جو دہلی کے محاصرہ میں موجود تھا، لکھتا ہو" دشمن نے صلح کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انگریز صلح کے خواہشمند نہیں ہیں۔ وہ تو قتل عام سے خوش ہوتے ہیں"

جب میجر رینالڈ کانپور کے لئے کوچ کر رہا تھا، تو جنرل نیل نے اس کو مفصلہ ذیل ہدایات بھیجیں جو قابل غور ہیں" ان دیہات کو جنھوں نے بغاوت میں حصہ لیا ہو، تباہ کردیا جائے۔ جن محلوں میں پٹھان بود و باش رکھتے ہیں انھیں مسمار کردیا جائے اور باشندے قتل کردئے جائیں۔ باغی پلٹنوں کے تمام سپاہیوں کو پھانسی دیجائے چونکہ فتح پور نے بغاوت کی ہو: اس لئے اسپر بھی حملہ کیا جائے اور تباہ کردیا جائے۔ اگر ڈپٹی کلکٹر گرفتار ہوجائے تو اسے پھانسی دے دی جائے اور اس کا سر شہر کی کسی بلند عمارت پر لٹکا دیا جائے"

بیگم اودھ نے ۱۸۵۸ء کے ایک اعلان میں یہ فقرہ لکھا تھا کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھا کہ انگریز کوئی جرم معاف کرسکتے ہیں"

۵۰ ہزار جانوں کا قتل

آخر کار کیننگ اور جان لارنس نے بھی اس قتل عام کے روکنے کی کوشش کی۔ ڈزرائیلی (یعنی لارڈ بیکنس فیلڈ) نے تو ابتدا ہی سے اس کے خلاف آواز اُٹھائی تھی۔ جب انگریزوں کا غضب جوش پر تھا تو اسنے ایک تقریر کے دوران میں کہا تھا" مجھے یقین ہو کہ ہماری فوجیں ہندوستان کے لوگوں سے خوفناک انتقام لینگی۔ لیکن میں ان انگریز حاکموں کے اس طرز عمل سے بالکل متفق نہیں جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی باگ ہو۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ ہم غیر ممالک میں بجائے انصاف کے انتقام کے زور سے حکومت کریں۔ میں ظلم کے بدلے میں ظلم نہیں کرنا چاہتا"

لارڈ کیننگ نے ملکہ معظمہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا:" لوگ انتقام پر تلے ہوئے ہیں' اور وہ لوگ بھی جنھیں اپنے ماتحتوں کے روبرو بہتر مثال قائم کرنی چاہئے تھی، اس جوش سے خالی نہیں۔ میں جب اپنے لوگوں کی حرکات دیکھتا ہوں تو شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہوجاتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ ان لوگوں نے کس طرح چالیس پچاس ہزار آدمی قتل کردئے" ملکہ وکٹوریہ نے اس خط کا جواب یہ دیا تھا" لارڈ کیننگ کو یقین کرنا چاہئے کہ میں بھی انگریزوں کی ان وحشیانہ حرکات پر سخت نادم ہوں اور خاصکر انگلستان کی پبلک پر جسنے برطانوی فوجوں کی کارگزاری بنظر تحسین دیکھی ہو"

چونکہ لارڈ کیننگ نرم دل اور کمزور تھا اس لئے وہ وقت پر انگریزوں کا جوش ٹھنڈا نہ کرسکا۔ اس کے ماتحت اس کے اختیار سے باہر تھے۔

قتل و نہب کی مطلق العنانی

سر جارج کیمبل اپنی سوانحعمری میں لکھتا ہو" میں نے مارشل لا کے متعلق بہت دفعہ سنا ہو لیکن میں ابھی تک اس کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکا۔ ہندوستان میں ان دنوں اس کا جو مطلب سمجھا گیا تھا، وہ یہ تھا کہ ہر ایک فوجی کو کھلی اجازت تھی وہ جسے چاہے قتل کرے یا جس سے

مطبوعات جدیدہ

غدر ۱۸۵۷ء

اور "تصویر کا دوسرا رخ"

حال میں ایک کتاب امریکہ سے شائع ہوئی ہے جس کا نام The other side of medal ہے۔ یعنی تصویر کا دوسرا رخ ہے، اس کا مصنف ایک مشہور اہل قلم ایڈورڈ ٹامسن ہے۔ اُسنے یہ کتاب اس لئے لکھی ہے کہ غدر ۵۷ء کے اثنا میں برطانی حکام نے جو انتقامی تدابیر اختیار کی تھیں یا حکومت کے رعب و ہیبت کے مظاہرہ کے لئے جو خونریزیاں جائز رکھی گئی تھیں، اُن کے واقعات مستند تاریخی مصادر سے اخذ کرکے یکجا کردئے جائیں، اور اس ہندوستانی غدر کی ہولناک تصویر کا دوسرا رخ بھی دنیا کے سامنے آجائے۔

غدر ۵۷ء کی تصویر کا ایک رخ تو وہ تھا جو باغی فوج کے قتل و غارت اور لوٹ مار کی صورت میں دنیا دیکھ چکی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ وحشیانہ طرز عمل دہلی، لکھنؤ، اور کانپور میں بے گناہ انگریز عورتوں اور بچوں کا قتل تھا۔ قلعۂ دہلی میں ۴۰ انگریز مقید تھے۔ باوجود بدقسمت بہادر شاہ مرحوم کی پیہم مخالفانہ کوششوں کے باغی فوج نے اُنھیں قتل کرڈالا۔ غالباً [illegible] سے لے کر ۱۱ تک (کیونکہ روایات مختلف ہیں) اُن میں عورتیں بھی تھیں۔ لکھنؤ میں بھی غدر کے بعد ۲۵ انگریز قیدی تلنگوں کے ہاتھوں قتل ہوئے جن میں ایک تہائی تعداد عورتوں کی تھی۔ کانپور میں جان بخشی کا عہد کرلینے کے بعد جو حملہ انگریزوں کی کشتیوں پر کیا گیا جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے، وہ نانا راؤ کے حکم سے ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن یقیناً بدرجہ کا وحشیانہ فعل تھا۔ مختلف مقامات میں غیر مسلح اور بے پناہ انگریزوں پر اُنکے فوجی نوکروں نے جو حملے کئے اور عورتیں تک قتل کرڈالی گئیں، بلاشبہ انسانیت اُنکے لئے کوئی معذرت قبول نہیں کریگی۔

یہ ۵۷ء کی تصویر کا ایک رخ ہے، اور ایک سو سے زیادہ انگریز اہل قلم اُس کی وحشت و ہولناکی کے خال و خط نمایاں کرچکے ہیں!

لیکن تصویر کے دوسرے رخ کی شہادت کیا ہے؟ وہ اخلاق و انسانیت کا رخ ہے، یا وحشت و ہولناکی کا؟ پہلے رخ سے کم ہولناک ہے یا زیادہ؟ دنیا کی اُن حکمران اور قابو یافتہ قوموں میں جنھیں انتقام و غضب کے موقعہ پر اپنی اخلاقی سیرت (کرکٹر) کے مظاہرہ کا موقعہ ملا ہے، انگریزی قوم کس جگہ کی مستحق ہے؟ اُسنے خود ہندوستانیوں کی مدد سے فتحیاب ہوکر ہندوستان کے سب سے بڑے شہروں میں جو قتل عام کیا، اور جس طرح غیر مسلح، غیر محارب، اور یکقلم بے گناہ آبادی تہ و بالا کردی گئی، تاریخ کو اسکے لئے کیا فیصلہ کرنا چاہئے؟ یہ سوالات ہیں جو غدر ۵۷ء کی تاریخ سے قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ اب تک منصفانہ نظر و تحقیق کی روشنی اس گوشہ پر نہیں پڑی تھی۔ اس نئی کتاب میں مسٹر ٹامسن نے انہی سوالات پر روشنی ڈالی ہے، اور کوشش کی ہے کہ مستند اور بے لاگ تاریخی مصادر سے واقعات جمع کردئے جائیں۔ مصنف کے لئے مشکل تھا کہ وہ اپنے مقصد میں پوری کامیابی حاصل کرتا۔ اُنکے پاس حکومت ہند کے سرکاری افسروں اور انگلستان کے بعض نیم سرکاری مباحث کے سوا اور کوئی ذریعۂ علم نہ تھا، اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں ذرائع اس بارے میں غیر طرفدار نہیں قرار دئے جاسکتے۔ تاہم تاریخی شہادتوں کا جسقدر ذخیرہ بھی جمع ہوگیا ہے، اُس سے بہ حیثیت مجموعی "تصویر کا دوسرا رخ" نمایاں ہوجاتا ہے۔

اب ہندوستان اُس منزل سے گزرچکا ہے جب اس قسم کے واقعات محض سیاسی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی اصلی حیثیت سیاسی نہیں بلکہ تاریخی ہے۔ غدر ۵۷ء جیسا عظیم واقعہ جسنے ہندوستان کے تمام دور حیات کے ہر گوشے پر اثر ڈالا، ضروری ہے کہ تاریخ کے سامنے پیش کیا جائے، اور اُسے چھوڑ دیا جائے کہ اپنا فیصلہ ثبت کردے۔

ذیل میں ہم اس کتاب کے بعض ضروری حصوں کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ مولوی محمد علی صاحب وکیل ایبٹ آباد نے کیا ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ پوری کتاب کا ترجمہ اُردو میں مرتب کردیں۔ اُمید ہے یہ ترجمہ پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

"آکسفورڈ میں یہ مثل عام طور پر مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص ہندوستان کے متعلق کسی معمولی درجہ کے ایوان میں بھی لیکچر دے، تو تمام سامعین یک لخت ایوان خالی کردیں گے۔ ایک زمانہ تھا جب انگریز علماء ہندوستانی علوم و فنون میں دلچسپی لیا کرتے تھے۔ لیکن اب یہ حال ہے کہ ہندوستانی مسائل پر کوئی متوجہ نہیں ہوتا۔ اس تبدیلی کا سبب یہ ہے کہ ہمیں یقین ہوگیا ہے، ہندوستانی ہماری حکومت سے تنگ آگئے ہیں۔ انھوں نے ہمارے حسن انتظام کی قدر نہیں کی۔ ہم اگر اب بھی قربانی کرسکیں تو ہندوستان کو بزور شمشیر قابو میں رکھ سکتے ہیں۔

لیکن جو شور و غل جلیانوالہ باغ کے قتل عام پر ہوا تھا، اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد سے کہیں زیادہ رحمدل واقع ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہم ہندوستان میں دوسرا غدر پیدا کرنا نہیں چاہتے۔

اب ہمارے لائق اور ہونہار نوجوان ہندوستانی ملازمتوں سے گریز کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معمولی قابلیت کے آدمی ہندوستان جارہے ہیں۔

ہندوستان کے متعلق غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا یورپ میں پھیلایا جارہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کے باشندے محض وحشی اور صحرائی ہیں! ہندوستانی مورخ نہیں ہیں۔ انہیں واقعات کو سلسلہ وار ترتیب دینا نہیں آتا۔ وہ تحقیق کے نئے طریقوں سے ناآشنا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آجتک غدر ۵۷ء کے متعلق ہندوستان میں کوئی تاریخ صحیح شائع نہیں ہوئی۔ حالانکہ دوسری طرف انگریزوں نے اس واقعہ پر سیکڑوں کتابیں لکھ کر مشتہر کیں۔ یہ واقعہ ہے کہ انھوں نے تصویر کا صرف ایک رخ دکھلایا ہے۔

غدر کے اسباب

عام طور پر غدر کے دو سبب بیان کئے جاتے ہیں۔ اولاً یہ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان کے تمام صوبے یکے بعد دیگرے اپنی سلطنت میں ملالئے تھے۔ اسواسطے ہندوستانیوں کے دلوں میں کمپنی کے متعلق بہت شکوک پیدا ہوگئے۔ دوسرا سبب وہی چربی والے کارتوسوں کا قصہ ہے۔

اینسن (Ansen) جو ان دنوں کمانڈر انچیف تھا لکھتا ہے کہ "میں نے مشکوک کارتوس دیکھے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ سپاہیوں کے عذرات حق بجانب ہیں۔ مجھے یہ ہرگز خیال نہ تھا کہ ان کارتوسوں کے استعمال میں گائے اور سؤر کی چربی لگائی جائے گی۔ میرے خیال میں ہندوستانی سپاہیوں کے جذبات کی مطلق پرواہ نہیں کی گئی۔"

یہ کارتوس جو انہیں دنوں میں رائج کئے گئے تھے؛ سؤر اور گائے کی چربی سے آلودہ ہوتے تھے۔ اور پیشتر اس کے کہ انھیں بندوقوں میں ڈالا جائے، دانتوں سے کاٹنا پڑتا تھا۔ اس کارتوس کے چند حصے ایسے سخت ہوتے تھے کہ بغیر دانت کے استعمال کے چلائے نہیں جاسکتے تھے۔ ہندو مذہب میں گائے کا احترام کیا جاتا ہے، جب انھیں یہ کارتوس استعمال کرنا پڑے تو سخت رنج ہوا۔ یہی حال مسلمان سپاہیوں کا بھی تھا۔ چنانچہ تمام فوج میں ایک کھلبلی مچ گئی۔ رسالہ نمبر ۳ مقیم میرٹھ کے ۸۵ سپاہیوں نے ایسے کارتوسوں کے استعمال کرنے سے انکار کردیا۔ ان کا کورٹ مارشل کیا گیا۔ اور دس دس سال کی سزا دی گئی جس طریقے سے یہ حکم سنایا گیا تھا وہ تہذیب سے گرا ہوا تھا۔ مصنف موصوف نے اس خوفناک منظر کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

"۸۵ سپاہیوں کو گارد کی حراست میں فوجی عدالت کے روبرو پیش کیا گیا اور یہ سخت حکم سنایا گیا۔ اُن کی فوجی وردی اُنکے جسم سے اُتار دی گئی پھر اُسی وقت بیڑیاں پہنائی گئیں۔ یہ نہایت دردناک نظارہ تھا۔ اُن کے ساتھیوں کو اُن کی حالت زار پر ترس آرہا تھا۔ ان قیدیوں میں بہت سے ایسے سپاہی بھی تھے جنھوں نے انگریزوں کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کی تھیں۔ اور مختلف لڑائیوں میں عدیم المثال بہادری دکھائی تھی۔ تمام قیدیوں نے باواز بلند جرنیل کی منت و سماجت کی کہ اس بے عزتی سے بچایا جاوے۔ لیکن کسی نے پروا نہ کی۔ جب وہ مایوس ہوگئے تو انھوں نے اپنے ساتھیوں کو للکار کر کہا تمھیں شرم نہیں آتی کہ ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں اور تم خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے ہو؟ اس دردناک اپیل سے حاضرین کے دل پر گہرا اثر پڑا۔ ممکن تھا کہ وہ کچھ کرگذرتے۔ لیکن توپوں اور بندوقوں کی موجودگی میں وہ کیا کرسکتے تھے؟ ناچار انھیں صبر کرنا پڑا۔ لیکن اس واقعہ سے ہر ایک ہندوستانی انگریزوں کے خلاف ہوگیا۔ وہ لوگ جو ان کی خاطر اپنی جانیں لڑاتے تھے، یکلخت اُنکے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔"

لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے اس واقعہ کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے "یہ ایک ایسا احمقانہ حکم تھا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ بغاوت کا آغاز اسی حکم سے شروع ہوتا ہے"

دوسرے دن (یعنی ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء) ایک رسالہ اور دو پیادہ فوجوں نے جیلخانے کے دروازے زبردستی کھولکر اپنے ساتھیوں کو آزاد کردیا۔ پھر انگریز افسروں کے گھر جلادئے۔ جہاں کہیں کوئی فرنگی ملا قتل کردیا گیا، اور اس کے بعد سب کے سب دہلی روانہ ہوگئے جب باغی پلٹنیں دہلی پہنچیں۔ تو وہاں بھی انھوں نے انگریزوں کے قتل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جب ایک محکوم قوم اپنے حاکموں سے جنگ و جدل پر آمادہ ہوجاتی ہے تو دونوں طرف سے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

برِ اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر بھی حال ہی میں ہم نے فراہم کئے ہیں۔

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ [illegible] ہم سے خط و کتابت کیجئے
ممکن ہے کہ ہمارا مشورہ [illegible]

جو کچھ چاہے چھین لے۔ کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔"

لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ نے مہرجوں کو بعض صوبجات میں مارشل لا نافذ کیا تھا۔ گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ اس قانون کے استعمال کی کافی سے نگرانی کرے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہو کہ گورنمنٹ نے اس معاملہ میں سخت کمزوری دکھلائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ماتحت افسر بلا روک ٹوک مظالم برپا کرتے رہے۔ اور بغیر کسی تفتیش کے قتل عام جاری رہا۔

مسٹر رسل ٹائمز کا نامہ نگار ایک جگہ لکھتا ہو "اس شہر میں صرف سپاہیوں نے بغاوت کی تھی۔ اس لئے مناسب یہی تھا کہ صرف وہی لوگ قتل کئے جاتے جنھوں نے اس میں حصہ لیا تھا، لیکن اُن لوگوں کو قتل کرنا جن کی ان فوجوں سے محض ہمدردی تھی، ایک نہایت بزدلانہ فعل تھا۔ اگر کوئی باغی فوج کسی شہر میں مقیم ہوگئی تھی تو اسکے باشندوں کو محض اس بنا پر قتل کرنا، کہ کیوں انکے شہر میں باغیوں نے ڈیرا ڈالا ہو کتنا وحشیانہ فعل ہو؟ یہ مسلم ہو کہ شہر کے باشندوں نے ہمیشہ انگریزوں کے بچانے میں سعی کی تھی۔ لیکن پھر بھی انگریزی فوجوں نے ان کی قدر نہ کی، اگر انگریز صرف باغیوں کو قتل کرتے تو پھر حق بجانب ہوتے۔ لیکن بے شمار بے گناہ، لوگوں کو محض اس وجہ سے قتل کیا گیا، کہ وہ ہندوستانی تھے" (باقی آئندہ)

ادبیات

سعد پاشا زغلول کے اقوال

مرحوم احمد سعد پاشا زغلول کو مصر میں جو رسوخ و عظمت حاصل تھی، اُس میں اُن کی دوسری قابلیتوں کے علاوہ اُن کی قوت خطابت اور بلاغت تحریر کو بھی بڑا دخل تھا۔ ذیل میں اُن کے بعض اقوال کا ترجمہ دیا جاتا ہو جو ضرب الامثال کی طرح مشہور ہوگئے ہیں؛

کامل آزادی

مصر، کامل آزادی کا مطالبہ کرتا ہو، کیونکہ آزادی، قوموں کا پیدائشی حق ہو۔

ناامیدی

اس وقت ہماری حالت کیسی ہی ابتر ہو، مگر ہماری قوم جیسی کوئی بڑی قوم، کبھی اپنی قسمت کی طرف سے ناامید نہیں ہوسکتی!

حاکم و محکوم کی مصلحت

حاکم قوم کی مصلحت ہمیشہ اُس کی محکوم قوم کی مصلحت سے متضاد ہوا کرتی ہو۔

عہدے کی خواہش

اپنے آزاد وطن میں ایک حقیر فرد رعایا بن کر رہنا مجھے اس سے کہیں زیادہ پسند ہو کہ اجنبی حکومت کے ماتحت بڑے سے بڑے عہدے پر مقرر ہوں۔

مادی قوت

مادی قوت، قوم کے ارادے پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔

صحیح تحریک

ہر صحیح تحریک ضرور کامیاب ہوتی ہو۔

زمانے کے انقلابات

زمانے کے انقلابات دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست بنا دیتے ہیں۔

سیاسی اتفاق

مصر اور انگلستان کے درمیان اتفاق کے معنی صرف ایک ہیں۔ یعنی مصر کی کامل آزادی۔

انتہا پسندی

آزادی کے طلبگار، انتہا پسند نہیں ہوتے اس لئے کہ یہ تو ایک ابتدائی چیز ہو۔ غلامی پسند کرنے والے البتہ انتہا پسند ہیں، کیونکہ غلامی ذلت نفس کی انتہا ہو!

قومی روح

قوم کی روح نہ جنگی قوانین سے مغلوب ہوسکتی ہو، نہ ظلم سے، نہ دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت کی قوت سے۔

اصول نہ کہ اشخاص

اگر سعد، قومی اصول سے ہٹ جائے تو اسے گرا دو!

نکتہ چینی

میں اپنی ذات پر نکتہ چینی سنکر خوش ہوتا ہوں، اگرچہ وہ جھوٹی ہی ہو۔

ابنائے وطن کو نصیحت

ابنائے وطن! تم میں سے ہر شخص کا فرض ہو کہ میری نگرانی کرے [illegible] سعد ذمہ دار نہیں ہو، وطن کا ہر فرزند ذمہ دار ہو۔

قومیت

یہ دیکھ کر میری مسرت بے حساب ہوجاتی ہو کہ مصر میں صرف ایک ہی فرقہ موجود ہو، اور وہ مصری قوم ہو۔

قومی زندگی

یہ بچوں کا کھیل نہیں ہو۔ یہ جماعتوں کا سوال نہیں ہو۔ یہ قومی زندگی کا مسئلہ ہو!

میٹھے بول

انگریز، گفتگو میں بڑے ماہر ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ میٹھے بول ہمیں مسخر کرلیتے ہیں!

ہمارا مطالبہ

ہمارا مطالبہ کچھ بہت لمبا چوڑا نہیں ہو۔ ہمارا مطالبہ صرف ایک لفظ ہو "آزادی!"

سعد کی زندگی

سعد، مرکر بھی ہمیشہ زندہ رہیگا۔ کیونکہ ہر مصری، سعد ہو، بلکہ سعد سے بھی زیادہ!

مصری قوم

آج مصری قوم وہ نہیں ہو جو کل تھی۔ آج مسلم اور غیر مسلم الگ الگ نہیں ہیں۔ سب ایک قوم ہیں اور صرف ایک خواہش رکھتے ہیں۔ یعنی آزادی! اور وطن!

عداوت

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے دل میں کسی آدمی کی بھی عداوت پوشیدہ نہیں ہو۔ کیونکہ عداوت، کمزوروں کا اخلاق ہو۔

قومی عزت

میں کہہ چکا ہوں، کہتا ہوں، کہتا رہوں گا کہ جو عزت میری قوم نے مجھے دی ہو، وہ میرے لئے قابل فخر ہو۔

میرا دل

میرے دل میں نہ حسد ہو، نہ کینہ ہو۔ میرے دل میں قومی امانت نے کسی چیز کے لئے بھی جگہ خالی نہیں چھوڑی ہو۔

آزادی کا استحقاق

جو قوم اپنے فرزندوں کا خون اس لئے بہتے دیکھتی ہو کہ وہ آزادی چاہتے ہیں اور پھر خاموش رہتی ہو، وہ یقیناً آزادی کا استحقاق نہیں رکھتی!

وزارت

ہم وزارت کے دشمن نہیں ہیں۔ لیکن غیر قومی وزارت دیکھ نہیں سکتے۔

میرا اخلاق

میں چلّانے والا ہوں، سازشی نہیں ہوں۔

میری آرزو

آزادی، میری آرزو ہو۔ جو ہاتھ بھی آزادی لائے، میں سب سے پہلے اسکا بوسہ لوں گا، اگرچہ وہ میرے جانی دشمن ہی کا ہاتھ کیوں نہ ہو۔

خود اعتمادی

خود اعتمادی، خود اختیاری صفت نہیں ہو، بلکہ پیدائشی صفت ہو، خود اعتماد آدمی اگر یہ صفت ترک بھی کرنا چاہے تو وہ ترک نہیں کرسکے گا۔

میری دشمنی

میں نے اگر کسی سے دشمنی کی ہو تو صرف اپنی قوم کی مصلحت کی وجہ سے۔

رُو رعایت

قومی حقوق میں رُو رعایت دخل نہیں پاسکتی۔

ناکامی

شر پر قوت نے جو کچھ جمع کیا ہو، بکھر جائے گا۔ طمع نے جو کچھ جوڑا ہو، ٹوٹ جائے گا۔ جس کی بنیاد جھوٹ پر ہو، وہ یقیناً گر پڑیگا!

ناکامی کی علت

ناکامی کی اصلی علت، کارکنوں کی باہمی بے اعتمادی ہوتی ہو۔

صبر و برداشت

ہاں ہم پر مصائب جھیل رہے ہیں۔ لیکن وہی قوم زیادہ عظمت حاصل کرتی ہو جو زیادہ مصائب برداشت کرسکتی ہو۔

برطانیہ کی ضرورت

اگر برطانیہ کو مصر کی ضرورت ہو، تو مصر کو اُس سے کہیں زیادہ اپنی ضرورت ہو۔

قوت

اگر ہم طاقتور ہوتے تو کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی کہ مصر ہمارے قبضہ میں رہنا چاہیے!

منفعت

اگر ملکیت میں منفعت کا اصول تسلیم کرلیا جائے تو دنیا تہ و بالا ہو جائے۔ کیونکہ ہر شخص کی منفعت اسی میں ہو کہ ساری دنیا کا مالک بن جائے۔

عمل اور قربانی

کوئی عمل حق ضائع نہیں ہوتا۔ کوئی قربانی رائگاں نہیں جاتی۔

ضرورت اور قوت

کسی زمانہ میں بھی ضرورت، قانون نہ تھی۔ کسی وقت میں بھی قوت حق کا معیار نہ تھی!

ظلم

ہر ظلم اپنے دامن میں مظلوم کے لئے خوشخبری اور ظالم کے لئے سزا چھپائے ہوتا ہو!

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو
دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے
اور
جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے
یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں
ہمارے یہاں
ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

یاد رکھیے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو قریباً ۱۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم با مسمّیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دل عزیزی و شہرت مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ملک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں ان سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا ان سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان با تمیز و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اختلاج قلب، درد سر و دوران سر، خشکی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہر طلائی رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مد نظر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بے ساختہ تعریف فرمائیں گے ہندوستان کی صنعت کا امید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہے۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں ۲۰ فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہٰذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہے۔ فہرست دواخانہ مع جنتری ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی —— تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھیے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائیڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کر دے۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو

قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائیڈ بک صرف

ڈنلاپ گائیڈ ٹو گریٹ بریٹین

The Dunlop Guide to Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپکو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو تامل نہ کیجیے۔ اپنے قریب کے دوا فروش کی دوکان سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر استعمال کیجیے

مطبوعات الھلال بک ایجنسی

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

دیني علوم کے بیش بہا جواھر ریزي

اس سلسله میں ھم نے امامین کي ان نادر و اعلی درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کیا ھے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر ھے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب ھندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

أسوۂ حسنه — امام ابن قیم کي فن سیرت میں شہرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائي روپیه -

کتاب الوسیله — لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي ھے - بلا جلد اڑھائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے ھیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقی — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا ھے - چھ آنے -

سیرت امام ابن تیمیه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے ھیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازہ کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپیه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامه — في العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماھي رساله ھے جس کے خریدار کو ھم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اھم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اهتمام کیا ھے- اسکے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے ھوے حالات درج کیے جاتے ھیں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منیجر الھلال بک ایجنسی

(حلقه نمبر ۲٤ شیرانواله دروازہ لاھور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

السحر الحلال في مجلدات الھلال

گاہ گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کي تاریخ میں الھلال ھي وہ رساله ھے جو اپني تمام ظاھري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفرین دعوت تھي -

الھلال اگرچه ایک ھفته وار مصور رساله تھا ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاھتا تھا ' اِس لئے اُس کا ھر نمبر مختلف اقسام اور مختلف ادراق کا مجموعه تھا- اُس کے ھر نمبر میں مختلف ابواب ' مذھب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے ھوتے تھے - اور اسکا ھر باب اپني مجتہدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ ھوتا تھا - پھر اس کي ظاھري خوبیاں اردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پہلا نمونه تھیں- اردو کا وہ پہلا ھفته وار رساله تھا ' جس میں ھاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چھپنے کي وجه سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا ھولیں جو پتھر کي چھپائي میں ممکن نہیں- اِس کي جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمي ' مذھبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعه ھیں- اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے ھوسکتا ھے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پہلي جلد مکمل (جو دفتر میں بھي موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي ھے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ھیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بھي علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں- پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الھلال کے پرچوں کا بھي محفوظ ملا ' ھم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جا سکتي ھیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي ھو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جاے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور ھولي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل ھوگئي ھیں - ھم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے ھیں که اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بہت ھي محدود تعداد مرتب ھوسکي ھے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کي تعمیل ھوسکے کي جو سب سے پہلے پہونچیں کي- ھر جلد مجلد ھے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تہجي لگادي گئي ھے -

الھلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه — الھلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
" " " چہارم ۱۰ روپیه — " " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الھلال اِس نام سے شائع ھوا) قیمت ۸ روپیه

علاوہ جلد اول کے ھر جلد کے متفرق پرچے بھي موجود ھیں جن میں سے ھر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب ھے- قیمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ ھے -

منیجر "البلاغ پریس"

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہے؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

لینا چاہئے!

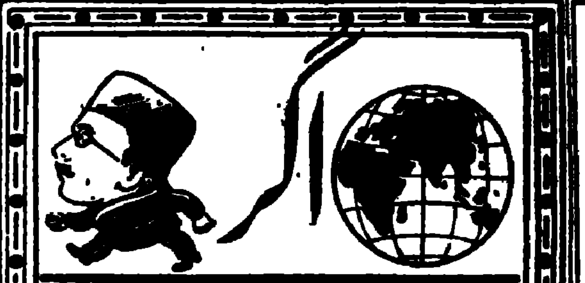

اگر

آپ تمام دنیا والوں سے دو قدم آگے رہنا چاہیں تو

انتخاب لاجواب لاہور

کا مطالعہ کریں اس کے مستقل خریداروں کو چھ سو صفحوں کی انعامی کتابیں مفت دی جاتی ہیں انعامی کتابوں کی فہرست اور نمونہ کا رسالہ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں

منیجر انتخاب لاجواب لاہور

حیرت انگیز رعایت

پچیس روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرے کے لئے + بیوی کے لئے

بگ گولڈن رسٹ واچ	بلیک رگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

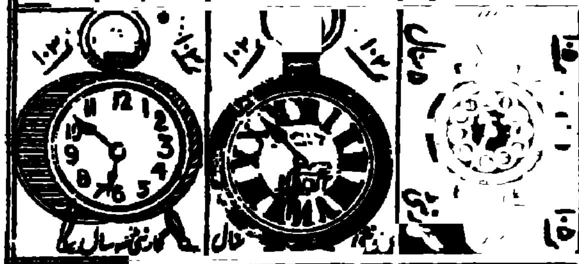

تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائینگی یہ رعایت محض [illegible] جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں [illegible] آپ فوراً ہی آرڈر [illegible] ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہوسکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدار کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے۔ ان سے پہلی قیمت مندرجہ [illegible] محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

پتہ ملنے کا امریکن واچ ہوس اینڈ ایسٹ ویسٹ واچ کمپنی نمبر ۸۳ مقام دہلی

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظربند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی منادی نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھولا ہے؟

قیمت بارہ آنے۔ (منیجر الہلال کلکتہ)

فدائیان اسلام پر مصائب کا ہجوم کیوں ہے؟

اگر آپ کو قوم کے ظاہری و باطنی امراض اور انکے علاج کا علم حاصل کرنا ہے تو الجمعیتہ ملاحظہ فرمائیے۔

"الجمعیتہ" تمام ہندوستان میں ایک ہی اخبار ہے جو علماء کی زبان کہلانے کا مستحق ہے اور جس کا اہم ترین مقصد ملت بیضا کی محافظت ہے۔ مقدس مذہب اسلام کے خلاف حملوں کا دنداں شکن جواب دینا اور واقعات کی محققانہ تنقید اسکا مخصوص طریقہ ہے

اس زمانے میں اجتماعی اور تمدنی زندگی کے لئے اخبار بھی ایک ضروری چیز ہوگیا ہے اور ہر قوم کو اپنی تمدنی زندگی قائم رکھنے کے لئے اسکی حاجت ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ مذہب کی حفاظت کے فریضے کو تمام فرائض سے اہم سمجھیں اور اس اخبار کو جو مذہب کا محافظ ہے اور اصلاح قوم کا علمبردار بھی اشاعت اور ترقی کے اعلی درجے پر پہنچائیں حق کی آواز جسقدر کثرت سے لوگوں کے کان میں جائیگی اسیقدر کامیابی ہے

اخبار الجمعیتہ کی پانچ (۵) خصوصیات

(۱) تمام سیاسی و مذہبی مسائل پر عالمانہ و فاضلانہ بحث کرتا ہے۔

(۲) تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق مسلسل مضامین شائع کرکے مخالفین اسلام کو خاموش کرتا ہے۔

(۳) عربی، فارسی، اردو، انگریزی اخبارات کے تراجم پیش کرتا ہے۔

(۴) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ علماء ہند کے فتاوے کی اشاعت کرتا ہے۔

(۵) ایک کالم تفریح کا بھی ہوتا ہے جس سے اس کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ چھ روپیہ (۶ے)
ششماہی تین روپئے چار آنے (۳ے۴)

منیجر الجمعیتہ دہلی

۱۹۲۷

جلد ۱

نمبر ۱۳

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت

۵ ـ آنہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

ٹالمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي نوائد پر مبني هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹالمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے که

ٹالمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رہے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه ہے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رساله

نمبر ١٣ کلکته : جمعه ١٢ . ربیع الاول ١٣٤٦ هجری جلد ١
Calcutta : Friday, 9. September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی . طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای . پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی .

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی . یاد رکهیی . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین . الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٠١٢ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	١٣٩	اردو حروف کی حق مین	٢٨٠
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٢٩٣	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	٨٦
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢١٤		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی .

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی . اور اسلیی شرح و بیان کی ضرورت هی . آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین . الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شايع هوتا ہے

قيمت سالانه مع محصول - - باره روپيه

هندوستان سے باهر کيليے - - سوله روپيه

قيمت شش ماهي - - - سات روپيه

قيمت في پرچه - - - پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مليجر الهلال " کے نام سے کي جاے ليکن جو خطوط مضامين سے تعلق رکهتے هوں انکے لفافه پر " ايڈيٹر " کا نام هونا چاهيے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنايت خط و کتابت ميں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکهيے -

(۴) خط و کتابت ميں نمبر خريداري لکهيے جسکي اطلاع اپکو وصول قيمت کي رسيد ميں ديدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاريخ اشاعت سے ايک هفته کے اندر اطلاع ديں - ورنه بصورت تاخير بغير قيمت کے روانه نهيں کيا جائيگا -

(۶) اگر آپ دو تين ماه کيلئے ايک جگه سے دوسري جگه جا رهے هيں تو اپنا پته تبديل نه کرايے ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع ديکر انتظام کر ليجيے - اگر اس سے زياده عرصه تک کے لئے تبديل مقام پيش آجاے تو ايک هفته پيشتر اطلاع ديکر پته تبديل کراليں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکهديں -

(۸) ايسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري مراسم (مثلاً رسيد زر و اطلاع اجراء اخبار وغيره) سے نهيں ہے ٹکٹ ضرور بهيجيے ورنه دفتر پر غير معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑيگا -

ایک بالکل سفید مرغي اور ایک بالکل سیاه مرغ لو ، اور اُن کي نسل کا تجربه کرو - اب ایسا هوگا که اِن دونوں کے اتحاد تناسلي سے جو بچے پیدا هونگے ، وه نه تو بالکل سیاه رنگ کے هونگے ، نه بالکل سفید رنگ کے - مخلوط قسم کے هونگے - یه اِس نسل کا پہلا طبقه هوا - اِس مخلوط رنگ کي مرغیوں کي نسل آگے بڑهنے دو - اِن سے جو دوسرا طبقه نسل کا پیدا هوگا ، اُس کي حالت یه هوگي که اُن میں ۲۵ - في صدي مرغیلں بالکل سیاه هونگي ، ۲۵ - في صدي بالکل سفید ، اور ۵۰ في صدي مخلوط رنگت کي - گویا دوسرے طبقه میں اُن کے مورث اعلیٰ کي کامل رنگت ۲۵ - في صدي میں نمایاں هوي ، مگر ۵۰ - في صدي میں مورث ثاني کے اقرب کا سا مخلوط رنگ قائم رها - اب اِس دوسرے طبقه سے تیسرا طبقه پیدا کرو - اِس تیسرے طبقه کا حال یه هوگا که سفید سے سفید بچے پیدا هونگے - سیاه سے سیاه پیدا هونگے - مگر مخلوط رنگت کے بچوں میں پهر وهي تناسب نمایاں هوجائیگا ، جو دوسرے طبقه میں تها - یعني اُسکي نسل میں ۲۵ - في صدي سیاه اور ۲۵ - في صدي سفید هونگے - باقي ۵۰ - في صدي اپنے ماں باپ جیسے مخلوط رنگ کے هونگے !

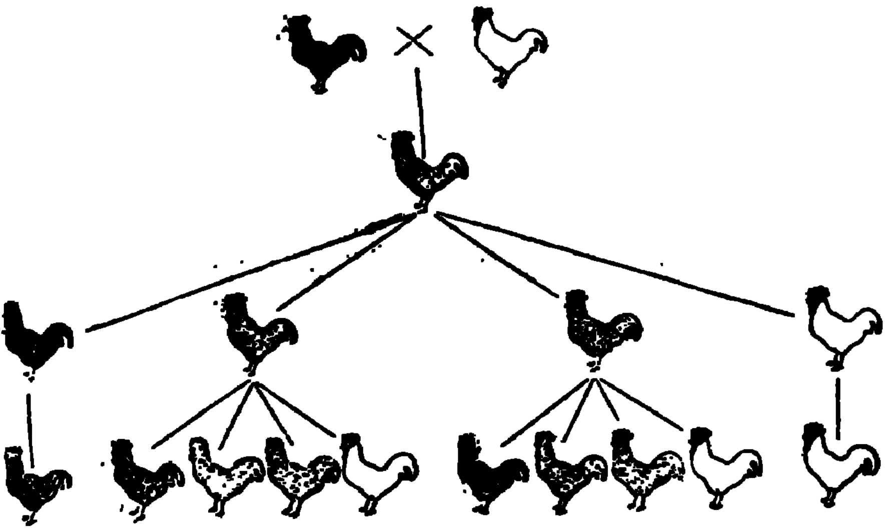
قانون توارث کا ایک عملي مشاهده

مرغیوں کي نسل کے تین طبقات ، جن میں مورث اعلیٰ کا سفید اور سیاه رنگ ایک خاص عددي تناسب کے ساتهه متوارث هوتا هے - مورث اعلیٰ سفید اور سیاه رنگ کے هیں - نسل کے پہلے طبقه مین مخلوط رنگ کا مرغ پیدا هوا هے - لیکن اُس سے جو دوسرا طبقه پیدا هوا هے ، اس میں ۲۵ - فیصدي سفید ، ۲۵ - في صدي سیاه ، اور ۵۰ - في صدي مخلوط رنگت کے هیں - پهر تیسرے طبقه میں سفید سے سفید اور سیاه سے سیاه پیدا هوتا هے ، مگر مخلوط کي نسل میں وهي عددي تناسب قائم هے -

پهر اِن ۵۰ - في صدي مخلوط رنگ والوں کي نسل جب اور آگے بڑهیگي ، تو اُس میں بهي یه تناسب برابر قائم رهیگا - یعني همیشه نصف تعداد مخلوط رنگت کي هوگي اور ۲۵ - في صدي سفید ، اور ۲۵ - في صدي سیاه هوگي -

لیکن تیسرے طبقه میں جن افراد کے اندر اُنکے مورث اعلیٰ کي کامل رنگت متوارث هوگئي تهي ، اُن کي نسل میں مستقلاً ایک رنگت قائم هو جائیگي - سفید سے همیشه سفید بچے پیدا هونگے ، اور سیاه سے همیشه سیاه -

اِس سے معلوم هوا که :

(۱) قانون توارث میں مورث اعلیٰ کے دو مختلف جسماني خواص ، پہلے طبقه میں ایک ایسا مزاج پیدا کرلیتے هیں جو ملا جلا مزاج هوتا هے - یعني اُن میں دونوں طرح کے خاصے اکهٹے هوکر مخلوط هوجاتے هیں -

(۲) اِس پہلے نسلي طبقه نے جو مخلوط مزاج کرلیا هے ، وه نسل کي آئینده افزائش میں ایک مستقل اور متوارث حیثیت اختیار کرلیتا هے ، اور اپني نسل میں برابر قائم رهتا هے ، لیکن ساتهه هي یه عجیب بات بهي هے که دوسرے طبقه میں نصف تعداد همیشه ایسے افراد کي پیدا هوتي هے ، جن میں اِس مخلوط و ممزوج حالت کي جگه مورث اعلیٰ کے انفرادي خواص الگ الگ نمایاں هوجاتے هیں - اِس نصف تعداد میں آدهي تعداد ایک قسم کے خاصه کي اور آدهي ایک قسم کے خاصه کي هوتي هے - اِس طرح دو مختلف جسماني خواص کے ماں باپ دوسرے طبقه کي نسل مین بالانفراد الگ الگ ، اپنے اپنے خواص نمایاں کردے سکتے هیں !

(۳) نسل کے تیسرے طبقه مین جن افراد کے اندر مورث اعلیٰ کے خواص انفرادي اور غیر مخلوط حالت میں نمایاں هوجاتے هیں ، ان کي نسل میں آینده اِن اجدادي خواص کا اختلاط و امتزاج نهیں هوتا ، بلکه اجدادي خواص کي جو ایک قسم اُن میں نمایاں هوئي هے ، وه مستقلاً قائم هو جاتي هے ، اور اپني نسل میں متوارث هونے لگتي هے -

(۴) لیکن دوسرے طبقه میں جو نصف تعداد ایسي پیدا هوتي هے ، جس میں اجدادي خواص مخلوط و ممزوج حالت میں نمایاں هوتے هیں ، اُن میں قانون توارث کا یه عددي تناسب برابر قائم رهتا اور آگے کي طرف بڑهتا هے - یعني اُن کي نسل میں وهي ۲۵ - ۲۵ - في صدي الگ الگ آبائي خواص ظاهر هوتے هیں ، اور ۵۰ - في صدي مخلوط و ممزوج رهتے هیں -

(۵) ماں باپ کے الگ الگ جسماني خواص سے مولود میں جو مخلوط و ممزوج حالت پیدا هو جاتي هے ، وه همیشه اپني نسل میں اِس طرح متوارث هوتي هے که نصف تعداد مخلوط قسم کي هوگي ، اور نصف مورث اعلیٰ کے الگ الگ خواص کي -

(انسان میں قانون توارث)

ٹهیک یهي حالت انساني وراثت میں بهي پیش آتي هے - اگر کوئي خالص سفید رنگ کا انسان حبشي عورت سے شادي کرلے تو اُسکي نسل ضرور سانولے رنگ کي هوگي - پهر اگر کسي طرح خود اُسکي اولاد میں باهم دگر تناسل و توالد شروع هو جائے ، تو مرغیوں کي طرح اِس نسل میں بهي ۲۵ - فیصدي اولاد خالص سفید رنگ کی هوگي ، ۲۵ فیصدي خالص سیاه رنگ کي ، اور ۵۰ فیصدي سانولي -

جسماني خواص کے توارث کي یه نوعیت ، معنوي خواص کے توارث کي طرف رهنمائي کرتي هے ، اور یه سوال پیدا هو جاتا هے که کیا اِسي طرح انسان کے ذهني و معنوي خواص و اوصاف میں بهي توارث کا سلسله قائم هے ؟ اور اگر قائم هے تو کیا اُس کا قانون بهي ایسا هي هے ، اور ایسا هي عددي تناسب رکهتا هے ، جیسا جسماني خواص کے توارث میں هے ؟ ان سوالات کا جواب بهت زیاده تفصیل و بحث کا محتاج هے - اِس لیے سردست هم اِنهیں نهیں چهیڑتے -

* * *

مذاکرہ علمیہ

قانون توارث جسمانی و معنوی

(منڈل کا ناموس وراثت)

مخلوقات كي جسماني و معنوي زندگي ميں قانون توارث كا مسئله ' آن اهم ترين مسائل ميں سے ہے جنهوں نے قديم زمانے سے علماء كو اپني طرف متوجه ركها ہے - طبيعي علوم كي ترقي كے بعد گزشته صدي ميں إس مسئله نے اور بهي زياده اهميت حاصل كرلي اور بے شمار علماء نے آس پر بحث كي - بہت سے نظريے قائم هوے - بہت سے مذاهب ترتيب ديے گئے - ليكن إس سلسله ميں سب سے زياده شهرت و اهميت آس نظريه كو حاصل ہے ' جو اپنے موجد ' ڈاکٹر منڈل كي طرف منسوب ہے اور " ناموس منڈل " كهلاتا ہے - ذيل ميں هم إس نظريه كي مختصر تشريح كرتے هيں -

(منڈل)

سنه ۱۸۲۲ ميں دو شخص ايسے پيدا هوئے ' جنهوں نے اپني پوري زندگي وراثت كے اثرات و نتائج كي بحث و تحقيق ميں صرف كردي : إن ميں سے ايک انگلستان ميں پيدا هوا - اسكا نام گلٹن ہے - اور اسكي كتاب " عظمت كي وراثت " بہت مشهور هو چكي ہے - دوسرا منڈل ہے - يه هنگرين نسل كا تها - سيليشيا ميں پيدا هوا - اسكي ابتدائي تربيت ديني تعليمات كي تهي - رهبانوں كي جماعت ميں داخل كر ديا گيا تها - ليكن ۲۹ سال كي عمر ميں رهبانيت ترک كردي اور وائنا كے دار العلوم ميں داخل هوكر طبيعي علوم كی تحصيل شروع كردي - تعليم ختم كرکے وه برون ميں آستاد مقرر هوگيا اور اپنے فرصت كے اوقات مسئلۂ وراثت ' كي تحقيق ميں صرف كرنے لگا - شروع شروع آسكے تجربے صرف نباتات ميں محصور تهے -

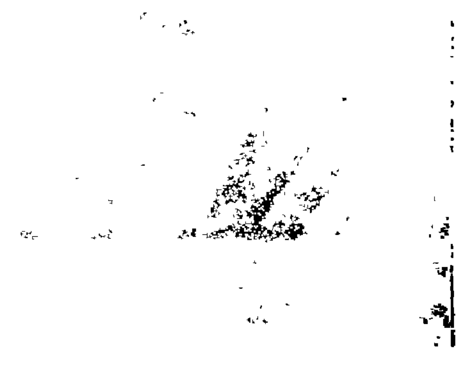

ڈاکٹر منڈل

اپني تحقيق كے دوران ميں بالاخر وه ايک عجيب معامله پر پهنچا - آسنے ديكها ' يه عجيب معامله ' وراثت ميں هميشه پيش آتا ہے ' اور كبهي آس ميں خلل نهيں پڑتا - يه وه وقت تها جب آس كے تجارب ' عالم حيوان تک وسيع هو چكے تهے - آس نے شهد كي مكهيوں كے بهي پچاس چهتے بنائے تهے - اور مختلف قسم كي مكهياں باهمديگر جمع كركے آنكي نسل كے جسماني اور معنوئي خواص كا تجربه كرتا تها ليكن مكهيوں كے متعلق آسكي تحقيقات كے جمله اوراق ضائع هو گيے - سنه ۱۸۶۶ ميں آس كا ايک چهوٹا سا رساله شايع هوا تها جس ميں يه نظريه پيش كيا گيا ہے - يه رساله بهي گم نام هوگيا - يهانتک كه سنه ۱۹۰۰ ميں علماء مغرب كي نظرين آس پر دو باره پڑيں ' اور وسيع پيمانه پر آسكي اشاعت كي گئي - آج حيوانات كي پرورش كرنے والوں ميں كوئي شخص بهي ايسا موجود نهيں جو منڈل اور آس كے نظريه سے ناواقف هو يا آس سے مستفيد نه هو رها هو -

(ناموس منڈل)

منڈل كا نظريه ' تين وراثتي اصلوں پر قائم ہے :

(۱) پهلي اصل كا خلاصه يه ہے كه فرد كي بعض صفات ' (عام إس سے كه وه فرد ' حيوان هو يا نبات) آسكي آينده نسلون مين مفقود نهيں هو جاتين بلكه برابر باقي رهتي هيں ' اور عرصه تک بغير كسي كمي كے ظاهر هوتي رهتي هيں - إسكي مثال يه ہے كه بعض انساني خاندانوں كے خال و خط خاص قسم كے هوتے هيں ' اور طويل زمانوں تک آن كي نسلوں ميں بدستور قائم رهتے هيں - چنانچه بعض خاندانوں ميں زائد انگلياں ' يا كٹا هوا هونٹهه ' يا چندهي آنكهيں ' يا سفيد بالوں كا گچها ' غرضكه مختلف قسم كي جسماني خصوصيتيں هميشه موجود رهتي هين اور آن كے افراد ميں وقتاً فوقتاً پوري طرح ظاهر هوتي رهتي هيں -

(۲) دوسري اصل كا خلاصه يه ہے كه بعض صفتيں ايسي هوتي هيں جنكا ظهور مسلسل نهيں هوتا - تهوڑے تهوڑے وقفه كے بعد ظاهر هوتي هيں ' مگر برابر ظاهر هوتي رهتي هيں - يعني پہلے ايک مدت تک نماياں رهتي هيں - پهر غائب هوجاتي هيں - پهر لوٹ آتي هيں - پهر غائب هوجاتي هيں - صرف تجربه هي سے معلوم هوسكتا ہے كه كون صفت پهلي قسم كي ہے ؟ كون صفت دوسري قسم كي ہے ؟ إسكي مثال يه ہے كه جب بے سينگ كے حيوانات كا سينگ والے حيوان ميں اتحاد تناسلي هوتا ہے ' تو آنكي نسل بے سينگ كی پيدا هوتي ہے - ليكن جب يهي نسل آگے بڑهتي ہے تو آسكي اولاد ميں ايک خاص تناسب سے بعض افراد سينگ والے پيدا هوتے هيں - بعض بے سينگ كے -

برخلاف إسكے جب كيس والے مرغ كا اتحاد بے كيس مرغي سے هوتا ہے تو نسل ' كيس والي پيدا هوتي ہے - ليكن پهر آگے چل كر بعض كے كيس هو جاتا ہے - بعض كے نهيں هوتا - مگر يه معامله هميشه ايک هي تناسب سے پيش آتا ہے -

(۳) تيسري اصل ' آس تناسب كا تعين اور انضباط ہے جو إس توارث و تناسل ميں كار فرما ہے - تشريح آسكي حسب ذيل ہے :

کردي - قوم نے اس نئي شهنشاهي کا اسي جوش و خروش سے استقبال کیا' جس جوش و خروش سے قدیم شهنشاهي کا خاتمه کیا تها اور حریت و آزادي کے علم بلند کیے تھے - ایک شخصیت کے خلاف عظیم الشان جهاد اس پر جاکے ختم هوگیا که دوسري شخصیت قائم هوگئي - کیا اس سے بھي زیاده غیر معقول نتیجه کسي تحریک کا نکل سکتا ہے؟ لیکن نہیں' یه نتیجه بالکل معقول تها - اجتماعي اصول و قوانین کے بالکل مطابق تها -

موسولیني' اٹلي کا ڈکٹیٹر

یه کیسے؟ یه اس طرح که انساني جماعتیں کتني هي شورش اور بیچیني کا اظهار کریں' نظام حکومت کي کتني هي مخالف نظر آئیں' مگر وه اپني اجتماعي افتاد طبع سے مجبور هوکر در پرده یهي خواهش رکهتي هیں که کوئي نه کوئي زبردست نظام قائم هو' جو هر قسم کي بیچیني کا قلع قمع کردے اور امن و امان هر طرف پهیلا دے - یهي سبب ہے که جوں هي کوئي نئي شخصیت نمودار هوتي ہے اور قوم محسوس کرتي ہے که وه شخصیت امن بحال کرسکتي ہے' تو بے اختیار اس کے سامنے سر جهکا دیتي ہے اور حریت و آزادي کي اپني تمام خواهشیں نا دانسته فراموش کر بیٹھتي ہے - دنیا کي تمام تاریخي شورشیں همیں یهي بتاتي هیں - فرانس کے عظیم الشان انقلاب نے بھي همیں یهي دکھایا ہے - ایک محقق نے کیا هي خوب بتایا ہے "فرانس کي "تیسري انقلابي کمیٹي" کے ممبروں میں سے عهد بونا پارٹي (نپولین) میں ایک نے بادشاهي قبول کرلي - پندره نے "کونٹ" کا لقب اختیار کیا - سات نے مجلس امراء کي شرکت منظور کي - اور چهه وزیر بن گئے" یهي وه لوگ تھے جو انقلاب کے سب سے بڑے رکن اور علم بردار تھے -

لینن' روس کا ڈکٹیٹر' جو اب مر چکا ہے

(جنگ کے بعد انقلاب)

اب هم تاریخ کي اس عالمگیر جنگ کے بعد والے موجوده انقلاب کو بخوبي سمجهه سکتے هیں - ایک مدت سے یورپ میں مختلف قسم کے خیالات اور نظریے پهیل رهے تھے - ان خیالات اور نظریوں نے بتدریج دماغوں میں هیجان پیدا کیا - اس هیجان نے اجتماعي' سیاسي' اور اقتصادي پیچیدگیاں پیدا کیں - ان پیچیدگیوں نے جنگ عمومي کي آگ بھڑکائي - اور جنگ نے مذکوره بالا اجتماعي کلیه کي بنا پر لینن اور موسولیني اور مصطفی کمال جیسي آهني شخصیتیں پیدا کردیں - پس جنگ کے بعد جو صورت نمودار هوئي ہے' وه هرگز تعجب انگیز نہیں بلکه مستحکم و مضبوط اجتماعي قوانین کا قدرتي نتیجه ہے - یهي هونا چاهیے تها جو هوا' یهي همیشه هوا کیا ہے اور شاید همیشه یهي هوا کرے گا -

(انقلابات کے باني)

یهاں یه سوال بھي قابل غور ہے که انقلابات کے باني کون هوتے هیں: افراد یا جماعتیں؟ کارلائل اور بهت سے محققین کي رائے ہے که زبردست شخصیتوں کے افراد هي انقلابات پیدا کراتے اور اجتماعي نظام کي کایا پلٹ کر دیتے هیں - لیکن علم اجتماع کے دوسرے بهت سے علماء' افراد کے بجائے جماعتوں کو اصل قرار دیتے هیں - وه کهتے هیں قوموں کے دماغ میں انقلاب کي مخفي لهریں پہلے پیدا هوتي هیں' پهر وهي چند افراد میں مجسم هوکر رونما هوتي هیں اور سوسائٹي پر انقلاب طاري هو جاتا ہے - پس افراد بذات خود انقلاب کا سبب نہیں هوتے' بلکه انقلابي لهروں کا مظهر هوتے هیں - زیاده صاف لفظوں میں یوں کهو که جماعتي اثرات' افراد کو طیار کرکے انقلاب کراتے هیں -

لیکن صحیح یه ہے که انقلاب کا موجب نه تنها جماعتیں هوتي هیں' نه صرف افراد - بلکه دونوں ایک دوسرے پر اثر ڈالتے اور ایک نئي فضا طیار کرنے میں مدد دیتے هیں - یه یقیني ہے که اگر خاص قسم کے اجتماعي حالات و موثرات موجود نه هوتے تو لینن' موسولیني' مصطفی کمال جیسے افراد ابهر نہیں سکتے تھے - کیونکه یه افراد مدت سے موجود تھے مگر اسي وقت رونما هوے جب حالات نے ان کي مساعدت کي - لیکن ساتهه هي یه بھي یقیني ہے که اگر یه افراد اپني غیر معمولي قوتیں کام میں نه لاتے تو ان کے مساعد حالات بھي پیدا نہیں هو سکتے تھے اور انقلابات بھي طاري نہیں هو سکتے تھے - اس سے ثابت هوتا ہے که انقلاب میں افراد اور جماعتیں دونوں برابر کی حصه دار هوتي هیں' تنها کوئي ایک سوسائٹي میں تبدیلي پیدا نہیں کرسکتا -

(انقلابي روح اور قومیں)

یه بھي ایک ثابت حقیقت ہے که تمام قومیں انقلاب کي یکساں صلاحیت نہیں رکهتیں - تاریخ بتاتي ہے که فرانس اور بحر متوسط کے کناروں پر رهنے والي اکثر قومیں انقلاب کي زیاده صلاحیت رکهتي هیں - آب و هوا اور دوسرے اسباب نے انہیں دوسري قوموں سے زیاده حساس' جلد متاثر هونیوالا' اور خیالي بنا دیا ہے - وه نئے نظرے جلد

پرائمو ڈي ریوا' اسپین کا ڈکٹیٹر

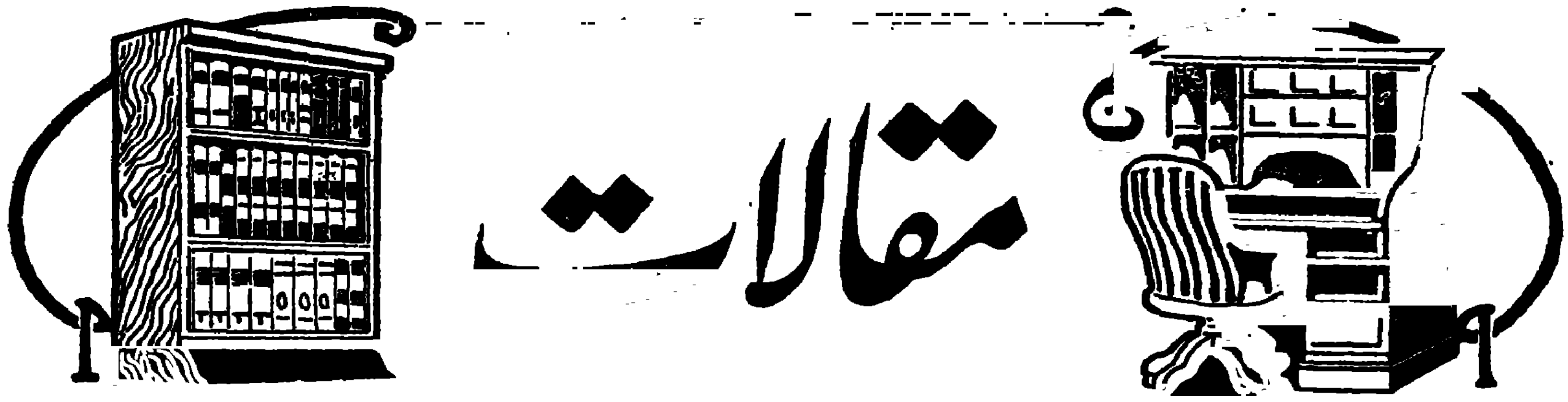

مقالات

عہد انقلاب اور شخصي استبداد

شخصي مطلق العناني

دنيا کي موجوده سياست پر ايک سرسري نظر

جنگ عظيم کے بعد پوري دنيا ‘ خاص کر يورپ اور بالخصوص اُن ممالک نے عجيب پلٹا کهايا هے جو ميدان جنگ ميں يه کهکر اُترے تهے که استبداد و ظلم مٹانا چاهتے هيں - پہلے اِن ممالک ميں جو بهي نظام حکومة قائم تها وه جنگ کے بعد قائم نه رها اور علانيه يا درپرده اُس ميں بڑي تبديلي هوگئي هے - لوگ سمجهتے تهے اِس جنگ کے بعد دنيا ميں جمهوريت اور کامل حريت کا دور دوره هو جائيگا اور آزادي کا ايک ايسا نظام جاري و ساري هو جائيگا جس کے عشق ميں إنسانيت هميشه سے سرگرداں هے

ليکن نتيجه بالکل بر عکس نکلا - جمهوريت و دستوريت کي جگهه شخصيت و استبداد نے لے لي - اِس وقت کرهٔ ارضي کے اکثر ممالک ميں شخصي حکومتيں قائم هوگئي هيں - فرق صرف اِس قدر هے که پہلے بادشاهوں کي شخصيتيں زريں تختوں پر جلوه گر نظر آتي تهيں اور اب عام افراد يا فوجي افسر حکومت کي کرسيوں پر نظر آتے هيں -

روس ميں خاندان رومانوف اور زار کي جگهه بالشويک ڈيکٹيٹروں (مطلق العنان حکام) نے لے لي هے - لينن نے جس طور پر حکومة کي ‘ وه بهي زار هي جيسي حکومت تهي - يعني شخصيت ‘ مطلق العناني اور استبداد - يه بات دوسري هے که زار کي شخصيت نے ملک کو تباه کيا اور لينن کي شخصيت نے اُسے زنده اور خوش حال کرديا - دنيا کی تاريخ ميں لينن جيسے مطلق العنان حاکم کي کوئي مثال نهيں ملتي جس نے اپنے غير متناهي اختيارات اِس طرح عوام اور مظلوموں کي بهلائي ميں صرف کيے هوں -

يهي حال اٹلي کا هے - اگرچه پارليمنٹ اور دستوري پادشاه (يعني محدود اختيارات رکهنے والا) بدستور موجود هے ليکن حکومة ايک فرد واحد ‘ موسوليني کے آهني هاتهوں ميں هے - يه شخص پہلے انقلاب پسند اور اشتراکيت کا حامي تها ‘ پهر جنگ کے بعد ظلم پسند بن کر اٹلي پر حاوي هوگيا اور مستبد سے مستبد بادشاهوں کي طرح استبداد و قهر کي حکومت قائم کردي - اِس نے صاف اعلان کرديا هے ” اِس وقت اٹلي کو ايک ايسے زبردست حاکم کي ضرورت هے جو هر بے چيني کو کچل کر فنا کرسکے “ يهي صورت اسپين ‘ ٹرکي ‘ يونان ‘ اور اب چين ميں پيش آرهی هے - اِن تمام ملکوں ميں شخصيتيں بر سر حکومت آ گئي هيں اور مفيد يا مضر نتائج پيدا کررهي هيں - يهي نهيں بلکه خود فرانس اور انگلستان ميں بهي شخصيت کي طرف ميلان بڑه رها هے - فرانس ميں تو ايک سال پہلے اخبارات تک ميں يه چرچا شروع هوگيا تها که موجوده اقتصادي اور سياسي گتهيوں کے سلجهانے ميں جمهوري نظام حکومة ناکامياب ثابت هوا هے - لهذا روس وغيره ممالک کي طرح يهاں بهی ” ڈيکٹيٹر شپ “ يعني شخصي استبداد قائم هو جانا چاهيے - انگلستان ميں گو اب تک اِس قسم کا خيال با ضابطه ظاهر نهيں کيا گيا ‘ ليکن عملاً ملک اِسي طرف جارها هے - موجوده کنسرويٹيو وزارت بهي درحقيقت ايک قسم کي ڈيکٹيٹر شپ هي هے اور اُس کے رجعی (قدامت پسند) هونے ميں تو کوئي کلام نهيں -

(تاريخ کا سبق)

آخر يه صورت کيوں پيش آئي ؟ اِس انقلاب کي علت کيا هے ؟ تاريخ همیں کيا سبق ديتي هے ؟ جواب ظاهر هے اور تاريخ عالم پر ايک سرسري نظر ڈالنے سے صاف معلوم هو جاتا هے - تاريخ شاهد هے که جب کبهي سوسائٹي کے نظام ميں برهمي پيدا هوتي هے اور دماغي بے ترتيبي اور اختلال ‘ عام هوکر شورشوں اور بغاوتوں کا دروازه کهول ديتا هے ‘ تو هميشه يهي نتيجه هوتا هے جو جنگ کے بعد آج هم دنيا ميں اپني آنکهوں سے ديکهه رهے هيں - يعني مضبوط ارادے کے افراد برسر اقتدار آکر اپني شخصيتيں نماياں کرتے هيں اور نظام حکومت اپني مرضي کے مطابق استوار کرديتے هيں -

غازي مصطفى کمال پاشا

انقلاب فرانس ‘ اِس دعوی کي سب سے بڑي اور صاف دليل هے - کيسے جوش و خروش سے قوم بغاوت کے ليے اُٹهي ؟ حريت ‘ مساوات ‘ اخوت کا راگ کيسي بلند آهنگي سے الاپا ؟ کيسے کيسے اصول و مبادي کا اعلان کيا گيا ؟ ليکن نتيجه کيا نکلا ؟ يهي نه که آندهي کي طرح حريت و مساوات کي هوائيں آئيں اور نکل گئيں پهر جو فضا ميں سکون پيدا هوا تو گرد و غبار کے اندر سے مستبد شخصيتيں حکومت کي بے نيام آبدار تلواريں لئے نمودار تهيں ! اِن شخصيتوں ميں سب سے آخري مگر سب سے زبردست شخصيت نپولين بونا پارٹ کي تهي - اس عجيب انسان نے يهي نهيں کيا که بغاوت اور انقلاب کا قلع قمع کرديا بلکه ساتهه ساتهه اپني شهنشاهي بهي قائم

اور علم میں ہوا ہے جو لاہوتی پیشواؤں کا مبتدع دین ہے اور ناقص و خام مدعیان علم کا کج اندیش علم ہے ' تو ہم بڑی آسانی سے نہ صرف پچھلی تاریخ کے تمام حوادث کی تعلیل کر سکینگے ' بلکہ مستقبل کے واقعات پر بھی روشنی ڈال سکینگے -

(۲)

انسانی جماعتیں شعور رکھتی ہیں مگر فکر نہیں رکھتیں - بلکہ کہا گیا ہے کہ جماعت کی شعوری ترقی کا پیمانہ ' اُسکا وہ فرد ہے جو سب سے زیادہ کمزور فکر ' سب سے زیادہ مضطرب شعور ' رکھتا ہے - جماعت جس طرح محض شعور رکھتی ہے ' اُسی طرح سراسر جمود سے بھی لبریز ہوتی ہے - اور یہ کہ اُسکا یہ جمود ترقی کے گوناگوں میدانوں میں اُسکے قدموں کے توازن کیلیے ضروری ہے -

سالہا سال سے علماء اجتماع یہی کہہ رہے ہیں جو گستاؤ لیباں کا نظریہ ہے - لیکن کبھی اُن کے ذہن میں یہ حقیقت نہیں آئی کہ جماعت ' ایک جامد مخلوق ہے - تغییر و تجدید بہت دیر میں میں قبول کرتی ہے - اِس بارے میں مجھے صرف ایک انگریز عالم کارل پیرسن کا قول ملا ہے - وہ کہتا ہے :

" ڈارون اور اسپنسر کی تصانیف میں بڑا فرق یہ ہے کہ اسپنسر کی کتابیں باوجود اپنی تمام قوت و تاثیر کے جلد مٹ جائینگی - برخلاف اس کے ڈارون کی کتابیں باقی رہینگی - کیونکہ اُن میں بے نظیر بصیرت اور قوت ادراک موجود ہے - اِن کتابوں نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے ایسے اصول و مبادی پیش کر دیے ' جنھوں نے دنیا کو قدیم افکار کے بدلنے پر مجبور کر دیا - نیز ہمارے اخلاقی مطمح نظر کو بھی اونچا کرنا اور ہمارے سامنے میدان زیادہ وسیع کرنا شروع کر دیا ہے - بلا شبہ اِن اصول و مبادی کا اثر بہت سست رفتار ہے ' لیکن یہ سست رفتاری ہمیں نا امید نہ کرے - سب سے قوی موثر ' جو ہمارے اجتماعی بقاء کی عمارت محفوظ رکھتا ہے ' وہ وہی صفت ہے جسے ہم سب سے زیادہ مکروہ رکھتے ہیں - یعنی قدامت اور جمود کی صفت - اِسی قدر نہیں بلکہ وہ دہشت ناک مخالفانہ صدائیں جو ہر جدید فکر کے خلاف جماعت کی طرف سے بلند ہوجاتی ہے ' ہماری اجتماعی زندگی کی حفاظت کے لیے قوی ترین موثر ہیں - جماعت کا یہ جمود اُس کے جسم کی محافظت کرتا ہے اور نئے نئے تجربوں کا تختۂ مشق بننے نہیں دیتا - نیز صالح کو غیر صالح اور اصلح کو غیر اصلح سے متمیز کر دیتا ہے "

عالم مادی اور جماعات انسانی کی تکوین میں بہت بڑی مشابہت موجود ہے - دونوں میں ایسے عناصر موجود ہیں جو اُن کے نظام و توازن کی حفاظت کرتے ہیں - چنانچہ جس طرح جوہر فرد (ایٹم) میں دو متضاد کہربائی لہریں : ایجابی اور سلبی جاری ہوتی ہیں ' یا جس طرح تمام مادی دقائق میں جذب و دفع کی دو مخالف قوتیں جمع ہوتی ہیں ' ٹھیک اُسی طرح اجتماع انسانی میں تقدم و جمود کے دو مخالف عناصر ہوتے ہیں - زندگی کے لیے موت لازمی ہوتی ہے اور موت کے لیے بعث (دوبارہ زندگی) ضروری ہوتا ہے - اِس طریقہ پر غور کرنے سے ہم سمجھہ سکتے ہیں کہ جماعت کی سلبی صفات جنھیں ہم نا پسند کرتے ہیں ' در حقیقت اُس کے بقاء کے لیے ناگزیر ہیں -

اِس حقیقت کو زیادہ وضاحت کے ساتھہ سمجھنے کے لیے کوئی نرم مادہ لے لو اور اُس پر دباؤ ڈالو ' تم دیکھوگے کہ دباؤ کے ساتھہ ہی اُس کی شکل بدل جائیگی - پھر دوبارہ اُسے دابو ' فوراً دوسری شکل اختیار کرلےگا - اس طرح ہر دباؤ پر وہ ایک نئی صورت میں تبدیل ہوتا جائیگا - پس اگر انسانی جماعت کی طبیعت بھی اِسی مادے کی طرح نرم ہوتی ' اور اُس میں جمود و قدامت پرستی کی ٹھوس صفتیں نہ ہوتیں ' تو ظاہر ہے ' کیسی طوائف الملوکی اور انتشار پیدا ہوجاتا ؟ روز روز اُس میں تبدیلیاں ہوتی رہتیں ' اور نظام انسانی تہہ و بالا ہوکر رہ جاتا -

تمام عملی فلسفے شمار کرو . سقراط کا مذہب دیکھو ' کلبی ' اِبی کوری ' رواقی ' مشائی ' وغیرہم کے مذاہب پر نظر ڈالو - اِس کے بعد غور کرو کہ اگر اجتماع انسانی کا مزاج نرم مادے کی طرح ہر وقت تبدیلی قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ' تو اِن بے شمار اور متضاد مذاہب کی موجودگی میں اُس کا کیا حال ہوجاتا ؟ یقیناً اُس کا سارا نظام علم و فکر زیر و زبر ہوجاتا اور کوئی وسطی و اصلح راہ پیدا نہ ہوتی -

یہی حال سیاست ' دین ' زبان اور اُن تمام امور کا ہے جن پر تمدن کے ستون قائم ہیں -

پس اب یہ واضح ہوگیا کہ تقدم و ارتقاء ایک ایجابی قوت ہے ' جسے باوجود مقاومت کرنے کے سلبی قوت یعنی جمود کی صفت مدد دیتی اور آگے بڑھاتی ہے - اگر اجتماع انسانی ایک مادی دقیقہ ہوتا تو اُسکے جواہر باہم جذب و دفع کے متضاد عملوں میں مصروف نظر آتے - کیونکہ یہ متضاد عمل ' اُس کی ہستی قائم رکھنے کیلیے ضروری ہے - ٹھیک اِسی طرح تقدم و جمود کی متضاد صفتیں بھی اجتماع انسانی کے بقاء و دوام اور نشوء و ارتقاء کیلیے لازمی ہیں -

بنابریں ہمیں قدامت پرست جامدوں کو یک قلم برا نہیں سمجھنا چاہیے - انکا جمود بھی بقاء و حیات کیلیے اسی طرح ضروری ہے ' جس طرح تجدد اور تقدم پر عمل کرنے والوں کا وجود ضروری ہے - جامدین ' اجتماع انسانی کیلیے ایک سلبی قوت ہیں ' جو جماعت کی رفتار میں اعتدال و توازن پیدا کرتے رہتے ہیں -

(۳)

ہربرٹ اسپنسر نے اپنی کتاب " مبادی معاشرت و اجتماع " ما بعد الالیات کے تطور کی بحث سے شروع کی ہے - وہ کہتا ہے تطور کی تین قسمیں ہیں : (۱) تطور غیر عضوی اور اسکا تعلق آسمان و زمین اور سیاروں کی بنا سے ہے - (۲) تطور عضوی اور اسکا تعلق طبیعی ظواہر سے ہے جنھیں ہم طبیعت حیہ اور مختلف درجوں کے نبات و حیوان کی ترکیب میں مشاہدہ کرتے ہیں - پھر وہ مظاہر ذہنی (سائیکالوجی) جو اُن صور حیہ کا خاصہ ہیں جو ترقی کی اُس حد کو پہنچ گئی ہیں جہاں طبیعت تطور نے انھیں اِن مظاہر کا اہل بنا دیا ہے - (۳) تطور ما بعد الالیات یا ما بعد العضویات - یہ فی الحقیقت حالت اجتماعی کا سن بلوغ اور جماعت کے افراد میں تقسیم عمل ہے -

اگر ہم اِس اصول کی تحلیل کریں اور اپنے موضوع سے تطبیق دیں ' تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ تطور مابعد الالیات ' نشوء کا وہ آخری درجہ ہے جس تک حیوانی جماعتوں کی ترقی پہنچی ہے - انسان بھی اِس سب میں حیوان کا شریک ہے بلکہ مابعد الالیات میں اُس زیادہ سے زیادہ ترقی تک پہنچ گیا ہے جہاں تک حیوان سے پہنچنا ممکن ہے - اگر یہی ہے تو پھر انسان کو باقی مخلوق پر کیا امتیاز حاصل ہے ؟ انسان کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنے مابعد العقلیت سے ایک ایسی قوت حاصل کرتا ہے جسکے ذریعہ اپنی عقل کو اپنے مجموع کی بھلائی میں لگاتا ہے !

قبول کر ليتيں اور اُن پر عمل کرنے ميں تيزي سے پيش قدمي کرتي هيں - لهذا وہ زيادہ انقلاب پسند هيں -

برخلاف اِنکے اِنگلو سکسن (انگريزي) قوميں' زيادہ عملي هيں - محض نظريوں سے متأثر نهيں هوتيں - اُن کے جذبات اور دماغي رجحان زيادہ پائدار هيں - وہ انقلاب کي طرف کم مائل هوتي هيں - جرمن قوموں کا بهي يهي حال هے' مگر ان ميں احساس کسي قدر زيادہ هے -

روس' روحاني و نظري خيالات کي طرف سب سے زيادہ مائل هيں - کمزور عقل اور کمزور ارادہ رکهتے هيں - اِسي ليے هر انقلابي دعوت کو لبيک کهنے کے ليے طيار رهتے هيں - اِس خصوصيت ميں اگر اُن پر کوئي سبقت لے گيا هے تو وہ يهودي هيں - يہ قوم باغيانہ دماغ رکهتي هے اور هر جگہ بغاوت کي تخم ريزي کرتي هے - ايک محقق نے بتلايا هے " اجتماعي نظامات پر سب سے زيادہ نکتہ چيں اور بغاوت کي سرگرم دعوت دينے والي کتابيں زيادہ تر يهوديوں هي کے قلم سے نکلي هيں - حتی کہ موجودہ سوشيلزم يا بالشويزم بهي ايک يهودي هي کي ايجاد هے - اِس کا نام کارل مارکس تها - اور اِس مذهب کے بڑے بڑے ارکان مثلاً لينن' ٹراسکي وغيرہ سب يهودي النسل هيں - يهوديوں کے اِس خاصے کے دو سبب هيں : اول يہ کہ وہ سامي نسل هيں - اور معلوم هے کہ سامي نسل فطرتاً خياليات و نظريات کي دلدادہ هوتي هے - دوسرے يہ کہ مخصوص اجتماعي حالات نے يهوديوں کا دماغ باغيانہ کر ديا هے - دنيا ميں شايد سب سے زيادہ مصيبتيں اِسي قوم نے برداشت کي هيں اور يہ اِسي کا نتيجہ هے کہ اُسميں بغاوت و انقلاب کي روح قائم هوگئي هے -

پهر يہ بات بهي خاص طور پر ياد رکهنے کي هے کہ جو قوميں جمود و تقليد کي زيادہ دلدادہ هوتي هيں اور حالات کي تدريجي تبديلي کے ساتهہ اپنے تئيں بدلتي نهيں رهتيں بلکہ اپنے جمود پر اڑي رهتي هيں' وہ اگرچہ دير ميں انقلابي روح سے متأثر هوتي هيں مگر جب ايک دفعہ هو جاتي هيں تو پهر اُنهي ميں سب سے بڑا انفجار بهي هوتا هے اور اچانک اُن کي سوسائٹي درهم برهم هوجاتي هے - اِس اصل کي بنا پر پيشين گوئي کي جاسکتي هے کہ هندوستان ميں جب کبهي انقلاب هوگا تو نهايت هي هولناک هوگا اور پوري موجودہ سوسائٹي کو درهم برهم کر ڈالے گا - کيونکہ يہ ملک سخت جمود کي حالت ميں رها هے اور تدريجي ترقي سے برابر انکار کرتا رها هے - هندوستان ميں جب انقلاب آئے گا تو دنيا بهر کے انقلابات سے زيادہ موثر ثابت هوگا اور شايد سوسائٹي کي موجودہ کوئي چيز بهي باقي نہ چهوڑے گا - عادات و اطوار' رسم و رواج' خيالات و افکار غرضکہ کوئي شے بهي اُس کي ضرب سے نہ بچے گي - اگر ايسے هولناک انقلاب سے بچنا هو تو اُسکي صرف يهي ايک تدبير هے کہ ابهي سے ملک کو تدريجي ترقي پر لگايا جائے - جوں جوں حالات بدليں' ملک ميں بهي تبديلي پيدا کي جائے - ورنہ موجودہ جمود اور ٹهراؤ' آيندہ قيامت کا پيش خيمہ بننے والا معلوم هوتا هے -

◆

علم اور دين

کيا في الحقيقت علم اور دين دو معارب فريق هيں ؟

وہ وہ کر شور اٹهتا هے کہ دين اور علم ميں نزاع قائم هے' اور يہ کہ علم اور دين' دونوں کي فطرت ميں اِس عداوت و تنافر کي بنياديں مخفي هيں - بلا شبہ يہ دعوی ايک مدت سے زباں زد خاص و عام هے - مزيد برآں تاريخ سے بهي اِسکي شهادت ملتي هے - صرف تاريخ هي نهيں' خود همارا مشاهدہ بهي اِسکي تائيد کرتا هے - ليکن بايں همہ ابتک کوئي قطعي ثبوت اِس دعوے کي صحت کا نهيں ملا - تاريخي واقعات اور همارے مشاهدے کتنے هي کثير هوں' تاهم يقيني طور پر ثابت نهيں کر سکتے کہ دين اور علم کے طبائع في الحقيقت باهم متضاد هيں -

موجودہ تمدني حالات پر ايک سر سري نظر' اس دعوے کے مشکوک کر دينے کے ليے کافي هے - موجودہ عهد ميں مادي علم کا دهارا اتني شدت و قوت سے بهہ رها هے' جس کي نظير کسي پچهلے زمانے ميں نهيں مل سکتي - ليکن با وجود اس کے ٹهيک علم کے پهلو بہ پهلو' هم ديني روح کو بهي پوري مضبوطي سے قائم پاتے هيں - کسي عهد ميں بهي ديني روح انساني قلوب ميں بہ حثيت عمومي اس سے زيادہ راسخ نهيں هوگي' جتني اِس وقت هے - بے شک هم تسليم کرتے هيں کہ دنيا پر ايسے تمدني دور گزرے هيں جن ميں وقتي طور دين کا دبدبہ گهٹ گيا اور ماديت کے غوغا پر اُسکا نعرہ غالب نہ آ سکا' ليکن ساتهہ هي همیں يہ بهي تسليم کرنا چاهيے کہ خارج ميں دين کي آواز کتني هي پست کيوں نہ هوگئي هو' روح کے اندر اُسکي بنياديں هميشہ يکساں طور پر استوار رهي هيں- انسانيت کي پوري تاريخ مين ايک لمحہ بهي ايسا بتايا نهيں جا سکتا' جس ميں ديني يقين و ايمان کے ستون متزلزل هوگئے هوں -

اگر واقعي دين اور علم ميں معرکہ برپا هوتا تو ابتک مدت کا فيصلہ بهي هو چکا هوتا - ۲۵ - صديوں سے يہ دونوں نام نهاد حريف پهلو بہ پهلو چل رهے هيں - مگر ابتک دنيا نے اُنکا کوئي فيصلہ کن معرکہ نهين ديکها - کيا يہ طويل و عريض مدت بهي فيصلہ کے ليے کافي نہ تهی ؟

ليکن فيصلہ هوتا کيونکر؟ دونوں ميں اگر في الحقيقت کوئي نزاع هوتي تو اُس کا فيصلہ بهي وقوع ميں آتا - يهاں سرے سے جنگ هي نهيں هے - حقيقت يہ هے کہ يہ دونوں اپنے ليے فکر انساني ميں بالکل الگ الگ ميدان رکهتے هيں - يهي سبب هے کہ دونوں اپني اپني جگهہ پر باقي و قائم هيں - دونوں کا کهيں بهي حقيقي تصادم نهيں هوتا - دونوں فکر انساني کے دو علحدہ علحدہ مظهر هيں -

ليکن اگر حقيقت يہ هے تو پهر اُس طويل اور خونيں تاريخ کي هم کيا توجيهہ کريں جبکہ ديني پيشواؤں نے علم کا گلا گهونٹنے کي کوششيں کيں ؟ نيز اُس موازرت طلبي کي کيا تاويل کريں جو اصحاب علم کي طرف سے اِس وقت تک دين کو دي جا رهي هے ؟

اِس کا جواب يہ هے کہ اگر هم يہ تسليم کر ليں کہ وہ دين جو طبيعت انساني کا ثمرہ هے' اور وہ علم جو عقل انساني کا نتيجہ هے' دونوں ميں کبهي تصادم نهيں هوا' جو تصادم هوا هے وہ سراسر اُس دين

" میرے خیال میں سرکاري وکیل کي منطق یه خواهش تو نه رکھتي هوگي (قہقه)

" إس مسئله کے صاف کردینے کے بعد اب میں اصلي موضوع پر متوجه هوتا هوں -

" جج اور جیوري ! اُس ضابطۂ قانون میں ' جسے هم " قدیم یوروپین ضابطۂ قانون " کہه سکتے هیں ' ایک ایسا قانون موجود ہے جس کي منسوخي پر گزشته سو برس سے تمام فلاسفه ' مفکرین ' اور حقیقي سیاست داں زور دے رهے هیں - سب کا یک زبان مطالبه رها ہے که " مقدس تعزیرات " سے یه قانون همیشه کے لیئے نکال دیا جائے -

" إس قانون کے متعلق بکاریا نے کہا تھا " یه بے دین قانون ہے " فرانکلین کہا کرتا تھا " یه خوفناک قانون ہے " لیکن همیں معلوم ہے اِن دونوں پر کبھي توهین قانون کا مقدمه نہیں چلایا گیا -

" اِسي قانون کے بارے میں لوئي فلپ نے (جس کا نام میں اُس احترام کے بغیر نہیں لے سکتا جو پیري اور بد نصیبي کے لیے اور هر اُس شخص کے لیے ضروري ہے جو إس قانون کي قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا هو) کہا تھا " زندگي بھر میں اس سے نفرت کرتا رها هوں " اِسي قانون پر مسیو جیزو اور مسیو دي بروگلي نے سختي سے نکته چیني کي تھي -

" یہي وہ قانون ہے جسے هماري پارلیمنٹ نے اب سے بیس برس پہلے تسلیم کیا ہے - یعني اکتوبر سنه ۱۸۳۰ ع میں - حالانکه ٹھیک اِسي زمانه میں ایک نیم وحشي امریکن پارلیمنٹ نے اپنے ملک کے ضابطۂ قوانین سے خارج کردیا تھا -

" یہي وہ قانون ہے جسے تین سال هوئے فرنکفورٹ کانگریس نے منسوخ کیا - اور اِسي کو چند سال هوئے انجمن جمہوریت روماں نے باطل کردیے جانے کا فیصله کیا ہے -

" یہي قانون ہے جسے هماري مقنن مجلس نے سنه ۱۸۴۸ ع میں بڑے پس و پیش کے بعد منظور کیا تھا - یہي وہ قانون ہے جو إس وقت جب که میں تقریر کر رها هوں اُن دو تجویزوں کے رحم پر زنده ہے جو اُس کے خلاف هماري مقنن مجلس میں پیش هیں -

" یہي وہ قانون ہے جسے ٹسکانیا اور روس ' دونوں ٹھکرا چکے هیں ' اور اب وقت آگیا ہے که فرانس بھي اُسے نفرت سے ٹھکرا دیے -

" یہي وہ قانون ہے جس کے سامنے سے انساني ضمیر نفرت و کراهت کے ساتھه بھاگتا ہے -

" وہ قانون کیا ہے ؟

" قتل !

" اور اے حضرات ! یہي وہ قانون ہے جس نے آج یه مقدمه پیدا کیا ہے - یہي همارا حقیقي دشمن ہے - ممکن ہے سرکاري وکیل کو غصه آجائے - لیکن میں یه کہے بغیر نہیں رہ سکتا که اُس کے پیچھے بھي یہي قانون چھپا کھڑا ہے (قہقه)

" مجھے اعتراف ہے که مسیو لیوں فوشو کي طرح گزشته بیس برس سے میں بھي یقین کرتا تھا که " اب گلوٹین ' عام میدانوں میں ظاهر نہیں هوگي - لیکن مجھے یه بھي یقین تھا که اب گلوٹین ' قانوني نقاب اوڑھتي جاتي ہے - اب اُس کي حیثیت پہلے سے بہتر هوگئي ہے - اب اُس نے میدان چھوڑ دیا ہے ' جہاں سورج چمکتا اور مخلوق جمع هوتي ہے - اب وہ سڑکوں کا هجوم پسند نہیں کرتي - اب اُس کا تماشه دل پسند نہیں رها - اب وہ تماشه تاریکي میں دکھاتي ہے - " سان جاک " کے قید خانے میں - خالي جگه میں - لوگوں کي نظروں سے دور - میں اِس پر مطمئن هوا - میں نے اُسے اپنا منهه چھپاتے دیکھا ' اور اِس شرم و حیا پر مبارک باد دي - لیکن اے حضرات ! یه میري غلطي تھي - کیوں که اُس نے بہت جلد اِس عارضي حیا کا پرده چاک کرڈالا اور انتہائي بے شرمي کے ساتھه باهر نکل آئی !

" سان جاک کا قید خانه یقیناً اِس ملکۂ قتل (یعني گلوٹین) کے لیے توهین آمیز ہے - لہذا اب همیں طیار هو جانا چاهیے که جلد اُسے پھر عام میدانوں میں سورج کے نیچے دیکھینگے - جلادوں کي قطاریں اُس کے سامنے کھڑي هونگي - مسلح پولیس اور فوج اُس کے اعزاز میں دست بسته هوگي - بہت ممکن ہے اُس کا تخت خونیں ' اُسي بلدیه (کارپوریشن) کے روشن دانوں کے نیچے بچھایا جائے ' جس کي کھڑکیوں میں کھڑے هوکر بعض نالائقوں نے ۲۴ فروري کو اُسے چلا چلا کر گالیاں دي تھیں -

" اب گلوٹین پھر طیاري کر رهي ہے - اُس نے سوچنا شروع کردیا ہے که مضطرب هیئت اجتماعیه کو اپنے استقرار کے لیے ' پھر تمام پچھلي روایات کي طرف لوٹ جانا چاهیے - چونکه وہ خود بھي ایک قدیم رسم ہے ' اس لیے اُسے بھي از سر نو آگے بڑھنا چاهیے - وہ تمام مصلحین کے خلاف احتجاج بلند کررهي ہے ' کیونکه انہوں نے انتہائي گستاخي کے ساتھه اعلان کیا تھا نه سر کاٹنے کا آله اُس مجمع کا نشان نہیں هوسکتا ' جس کي کتاب ' انجیل ہے !

" وہ اِن مصلحین پر سخت خفا ہے - کیونکه محسوس کرتي ہے که اِن خیالي آدمیوں کے سامنے ' جو نظام اطاعت نہیں جانتے ' وہ بے وقعت هوتي ہے (قہقه) وہ چاهتي ہے دنیا پھر اُسکي عظمت کا راگ گائے اور اُسکے سامنے تعظیم سے جھک جائے اگر ایسا نہیں ہے تو وہ خفا هو جائیگي ' اپني توهین پر شور مچائیگي ' عدالت میں دعوی کریگي ' اور معاوضه طلب کریگي " (قہقه)

جج --- مقرر کے بیان پر استحسان یا مذمت کا اظہار قطعي طور پر ممنوع ہے - إس موقعه پر قہقه نہایت نا مناسب ہے -

وکٹر هیگو (تقریر جاري رکھتے هوے) " یه ملکۂ معظمه (گلوٹین) خون کي مالک ہے - لیکن وہ اِسے کافي نہیں سمجھتي - وہ جرمانے اور قیدخانے کي بھي حاکم بننا چاهتي ہے -

" محترم عدالت ! جس دن میرے سامنے وہ پروانه پیش کیا گیا جو میرے لڑکے کے نام آیا تھا - یعني اِس مقدمه کا سمن ' (آج کل هم کتنے عجائبات دیکھه رهے هیں اور همیں عجائبات دیکھنے کا کس قدر عادي هونا چاهئے ؟) مجھے اعتراف کرنا چاهئے که وہ پروانه دیکھکر میري حیرت کي کوئي حد نه رهي - میں نے تعجب سے کہا - کیا ؟ ... تو کیا اب هم اِس حد تک پہنچ گئے هیں ؟ کیا اب هم اِس وجه سے مجرم قرار پائینگے که عقل ' ضمیر ' آزادي خیال ' اور قانون طبیعت کے حامي هیں ؟ کیا اب هم سے صرف مادي احترام کافي سمجھا نہیں جاتا (جس سے همیں کبھي انکار نہیں هوا ' جو هم پر واجب ہے ' اور جسے هم فعلاً پیش بھي کر رهے هیں) بلکه اب هم سے مطالبه کیا جا رها ہے که معنوي احترام بھي اِن سزاؤں کیلیے پیش کریں جو انساني ضمیر کو پاش پاش کر رهي هیں - جنھیں دیکھکر هر عقلمند کا رنگ فق هو جاتا ہے - جنسے دین نفرت کر رها ہے ؟ وہ سزائیں جو سنگ دلي سے بھي بڑھ کر ایک برائي هیں - جنکے نفاذ کے بعد اُنکي تلافي محال ہے - جو بالکل اندھي هیں - وہ سزائیں جو انساني خون سے تر بتر هیں - جو دین سے بالکل دور هیں - وہ جب مجرم کے سر پر نازل هوتي هیں تو شبه هوتا ہے که انسانیت اِس عالم میں موجود نہیں ہے - جب بے گناہ پر پڑتي هیں تو خود خدا کے وجود میں شک پیدا هو جاتا ہے ...

کیا قانون کی نکتہ چینی، قانون کی توہین ہے ؟

تاریخ قوانین مدینہ کا ایک صفحہ

وکٹر ہیگو کی تقریر اپنے لڑکے کی حمایت میں

(۱)

سنہ ۱۸۵۱ کا واقعہ ہے کہ فرانس میں ایک مجرم کو قتل کی سزا دی جا رہی تھی - مجرم نے گلوٹین (انقلاب فرانس کے آلۂ قتل) پر چڑھنے سے انکار کیا ' شور مچایا ' واویلا کیا ' نوحہ و بکا کیا ' سخت جسمانی مزاحمت کی ' مگر اُسکی کوئی سعی کارگر نہیں ہوئی - عدالت فیصلہ کر چکی تھی - جلادوں نے بے دست و پا کرکے اُسے گلوٹین پر چڑھایا اور قتل کردیا گیا -

فرانس کے مشہور شاعر و کاتب وکٹر ہیگو کے لڑکے چارلس ہیگو نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ' تو بے اختیار ہوگیا اور قتل کی سزا کے خلاف اخبار L, Evenement میں ایک مضمون شائع کیا - حکومت کی نظر سے یہ مضمون گزرا تو کاتب پر قانون کی توہین کا مقدمہ دائر کیا ' کیونکہ اِس مضمون میں براہ راست قانون کی اِس نوعیت پر حملہ کیا گیا تھا -

اِس واقعہ نے فرانس میں سخت ہلچل ڈال دی - بیک وقت دو بحثیں پیدا ہوگئیں : سزائے قتل کی اخلاقی حیثیت اور قانون کی " نکتہ چینی " اور قانون کی " توہین " میں فرق - اِنہی دونوں اہم بحثوں پر وکٹر ہیگو نے ۱۱ جون سنہ ۱۸۵۱ کو عدالت میں ایک بہت ہی بلیغ اور پُر زور تقریر کی - اِس موضوع پر یہ تقریر بے نظیر سمجھی جاتی ہے - اِس میں فرانس کے شاعر نے قوت واستدلال اور قوت خطابت دونوں کا بہترین مظاہرہ کیا ہے -

اِس تقریر کی قانونی اور ادبی ' دونوں حیثیتیں ایسی ہیں کہ ضروری ہے ' اردو علم ادب اس سے خالی نہ رہے - ہم نے حتی الوسع لفظی ترجمہ کیا ہے -

(وکٹر ہیگو کی تقریر)

" سرکاری وکیل کے ابتدائی الفاظ سننے کے بعد میں نے یقین کرلیا تھا کہ وہ الزام سے دست بردار ہو جائیگا - لیکن میرا یہ یقین ' محض بے بنیاد وہم ثابت ہوا اور بہت جلد دور ہوگیا - سرکاری وکیل نے متعدد کوششیں کیں (جو سب کی سب نا کام رہیں) کہ موضوع کو محدود و محصور کردے - لیکن موضوع کی طبیعت نے اُسے تفصیل پر مجبور کر دیا - نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پہلو روشنی میں آ گئے ' اور وکیل کی خلاف مرضی معاملہ نے اپنی پوری اہمیت حاصل کرلی - لیکن مجھے اِس نتیجہ پر کوئی شکایت نہیں ہے -

" میں اب بلا کسی تمہید کے فوراً الزام کا مقابلہ کرتا ہوں -

" لیکن سب سے پہلے ہمیں ایک بنیاد پر متفق ہو جانا چاہیے - کیونکہ مشہور مقولہ ہے " موضوع کی عمدہ تعریف " عمدہ بحث پیدا کرتی ہے " پس ہمیں سب سے پہلے یہ طے کر لینا چاہیے کہ " قانون کی حرمت " کے معنی کیا ہیں ؟ یہ اس لیے کہ آج کی بحث کی بنیاد یہی مسئلہ ہے -

" نا ممکن ہے اِس جملہ کے معنے یہ ہوں کہ قانون کی حرمت کے بہانے سے قانون پر نکتہ چینی روک دی جائے - اِس جملہ کے معنی اس سے زیادہ کچھہ نہیں ہو سکتے کہ قانون کی تنفیذ کا احترام کیا جائے اور بس - یہ جملہ ' نکتہ چینی کی پوری آزادی دیتا ہے ' سخت سے سخت نکتہ چینی کی بھی ' بلکہ مذمت کی بھی - صرف ایک قانون ہی کی نہیں بلکہ خود ملک کے دستور (کانسٹی ٹیوشن) کی بھی جو سب سے اعلی قانون ہوتا ہے -

" یہ جملہ ہمیں پوری آزادی دیتا ہے کہ تشریعی قوت (قانون ساز قوت) کو کسی " خطرناک " قانون کی منسوخی پر آمادہ کریں - اِسی قدر نہیں بلکہ یہ ہمیں اجازت دیتا ہے کہ قانون کی راہ میں ہر قسم کی اخلاقی اور معنوی دشواریاں حائل کریں - بلا شبہ وہ ہمیں مادی دشواریاں پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا -

" قانون نفذ ہونے دو ' اگرچہ کتنا ہی خراب ' کتنا ہی ظالمانہ ' کتنا ہی وحشیانہ ہو - اپنے دل و دماغ کے سامنے اُسکی شکایت کرو - مقنن سے شکوہ کرو - مگر خود قانون کو روکو نہیں - اُسے جاری ہونے دو - بیانگ دہل کہو کہ وہ خراب ہے - ظالمانہ ہے - وحشیانہ ہے - لیکن اُسکی راہ روک کر کھڑے نہ ہو -

" ہم نکتہ چینی کرینگے - مذمت کرینگے - مگر بغاوت نہیں کرینگے - یہی وہ حقیقی معنی ہیں ' یہی وہ وحید معنی ہیں " قانون کے احترام " کے ' اگر یہ نہیں تو اے حضرات ذرا غور تو کیجیے -

" قانون سازی کا مشکل عمل دو قسموں پر منقسم ہوتا ہے : مقنن اور اخبارات - اگر میری تشریح قبول نہ کی جائے تو اِسکا نتیجہ اسکے سوا کچھہ نہیں ہو سکتا کہ دوسری قسم معدوم ہو جائیگی - کیونکہ اخبارات کا فرض ہے کہ قوانین پر نکتہ چینی کرکے مقنن کو قانون سازی میں مدد دیں ' وہ مدد جس کے بغیر کوئی قانون مکمل نہیں ہو سکتا - جب یہ قسم معدوم ہوجائیگی تو قدرتی طور پر پہلی قسم ' یعنی مقنن کا وجود بھی بیکار ہو جائیگا - یعنی ہماری پارلیمنٹ معطل ہوکر رہ جائیگی اور اُس کے لیے اِس کے سوا کوئی کام باقی نہ رہے گا کہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے -

---

فرد اور جماعت کبھی متفق نہیں ہوتے - وہ ہمیشہ دو متضاد وجود ہیں - دونوں کی طبیعت ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے - دلیل یہ ہے کہ ایک ہی زمانہ میں رہنے والے افراد کی عظیم تعداد کبھی بھی جماعت کے تطور اور اُسکے مظاہر پر متنبہ نہیں ہوتی اور نہ اس تطور کو بھلائی اور امن کی طرف لانے کی کوشش کرتی ہے - فرد جماعت کے تطور سے خود بھی تطور حاصل کرتا ہے - لیکن اُسکے وقوع کی اُسے ہرگز کوئی خبر نہیں ہوتی - پھر خود جماعت بھی اپنے تطور کا کوئی احساس نہیں کرتی ' یہانتک کہ امتداد زمانہ ' جماعت کے تدریجی تطور کو نمایاں کر دیتا ہے اور آئندہ نسلیں اُسے محسوس کرتی اور دیکھتی ہیں -

فرد کا جماعت کے شعور کے ماتحت آجانا اُسے اپنی مستقل عقلیت سے دور کر دیتا ہے - جماعتی شعور کا دھارا اُسے جدھر چاہتا ہے ' بہا لیجاتا ہے : شر کی طرف یا خیر کی طرف - جماعتی شعور اور انفرادی عقلیت کی جنگ نے پوری انسانی تاریخ بنائی ہے - تمام جنگی حوادث ' اجتماعی انقلابات اور مختلف مدنیتوں کے قیام میں ہمیں ہر جگہہ یہی حقیقت نمایاں نظر آتی ہے - یہی روح ' انسانیت کی گردن پکڑے ہمیشہ کھینچتی ہوئی دکھائی دیتی ہے -

مگر اِن کوششوں کے باوجود بهي شهر عکاء صليبيوں کے قبضه ميں باقي رها ، اور اُن تمام نقصانوں کي تلافي کرتا رها جو اُنهيں اپنے مشرقي مقبوضات سے محرومي کي وجه سے پهنچے تهے - يه ديکهکر ملک اشرف بن قلاؤون نے چاها ، يه مقام بهي اُن سے واپس لے ليا جاے - چنانچه اُس نے حمله کيا اور سنه ۱۲۹۱ ع ميں کامياب هوگيا -

عکا کے واقعه کے بعد مشرق کي فتح کے دروازے ايک مرتبه پهر مغرب پر بند هوگئے - ليکن وه نا اميد نه هوا ، اور روم کے پاپا اور يورپ کے پادشاه برابر حمله کي طياريان کرتے رهے - چنانچه چارلس هشتم شاه فرانس نے عزم مصمم کرليا تها که اپنے جنگي بيڑوں کي قوت سے فلسطين اور مقامات مقدسه پر قبضه کرلے - ليکن تجارتي مفاد نے اُس وقت جنگي کارروائياں کرنے کي اجازت نهيں دي - اور مشرق و مغرب کا تصادم هوتے هوتے رک گيا -

عکا کي فتح کے بعد مشرقي تجارت کي باگيں مصر کے هاتهه آگئي - اب بحر متوسط کي تجارت پيشه قوموں کيليے اِسکے سوا کوئي چاره نه تها که اسکندريه ، دمياط ، اور بيروت کے بازاروں کا طواف کريں - چنانچه وينس اور جنيوا وغيره کے تاجر اِن بازاروں پر ٹوٹ پڑے - کيونکه مشرق کي مصنوعات او هندوستان کي پيداوار حاصل کرنے کا اور کوئي دوسرا راسته اُنکے سامنے موجود نه تها - اُس زمانے ميں هندوستان کے گرم مسالے يورپ ميں از حد مقبول تهے اور غذا کا لازمي جزء بن گئے تهے - يه مسالے بهي مصر هي کے راستے يورپ کو حاصل هوتے تهے -

اِس تجارتي مرکزيت نے مصر کو دولت و ثروت کا بهي مرکز بنا دیا - بادشاه اور باشندے مالا مال هوگئے تهے - تمام يورپ ميں قاهره " قاهرهٔ عظمیٰ " کے نام سے پکارا جاتا تها !

(راس اميد کي دريافت)

تقريباً دو سو برس تک يهي حالت رهي - يهانتک که سنه ۹۲۲ھ (۱۵۱۶ع) ميں مصر اپني آزادي سے محروم هوگيا - اُسکي تجارتي مرکزيت کو شايد اب بهي کوئي نقصان نه پهنچتا ليکن مصيبت يه هوئي که اُسي زمانے ميں پرتگاليوں نے " راس اميد " دريافت کرلي اور اس طرح مصر کي سياسي اور تجارتي ، دونوں اهميتيں ختم هوگئيں -

راس اميد ، اتفاقيه طور پر دريافت نهيں هوا بلکه ضرورت نے اُسکي طرف رهنمائي کي تهي - يوں کهنا چاهئے که هندوستان کي تجارت اُس کا باعث هوئي - حقيقت يه هے که قديم زمانے سے هندوستان ، دنيا کي سياست ميں زبردست موثر رها هے - اسکي فتح کے ليے دنيا ميں بے شمار انقلاب پيدا هوئے اور بے شمار ملکوں کي آزادياں پامال هوئيں - يهي نهيں بلکه نئي دنيا يعني امريکا کا اکتشاف بهي اِسي هندوستان کي طمع و شوق ميں هوا -

عکا سے محروم هوجانے کے بعد يورپ نے ديکها که مشرق اور هندوستان کي تجارت کيليے اب وه يک قلم مصر کے رحم پر هے ، اور بلا وجه مصر کو بے شمار محصول ادا کرتا هے - چنانچه عقلاء يورپ نے غور کرنا شروع کيا که هندوستان تک پهنچنے کي کوئي ايسي راه نکلے جسميں مصر کا توسط نه هو - اِس مشکل کے دو حل اُنکے سامنے آئے : ايک يه که بحر اٹلانٹک ميں مغرب کي طرف سيدهے چلے جائيں ، يهانتک که هندوستان کے ساحل پر پهنچ جائيں - دوسرے يه که افريقا کا چکر لگا کر هندوستان پهنچيں -

يه دونوں نظريے ، پهلے جنيوا ميں پهر لشبونه (پرتگال) ميں مشهور هوئے - لشبونه سے يه خيال اسپين پهنچا اور يه دونوں ملک اُس پر سنجيدگي سے غور کرنے لگے -

(کولمبس کي مهم)

پهلا نظريه يعني بحر اٹلانٹک ميں غرباً سفر ، سب سے پهلے جنيوا کے ايک باشندے کولمبس نے پيش کيا - ميں کهتا هوں " سب سے پهلے " حالانکه اِس سے ميري مراد " اهل يورپ ميں سب سے پهلے " هے - کيونکه يه ايک تاريخي حقيقت هے که کولمبس سے بهت پهلے اندلس اور مصر کے مسلمان اِس پر غور کرچکے تهے - صرف غور هي نهيں بلکه اُسے عمل ميں بهي لا چکے تهے ، اگرچه کامياب نه هوسکے -

ميرا فرض هے که يه تاريخي حقيقت ، جس پر انسان اور زمانے کي ناانصافيوں نے پردے ڈال رکهے هيں ، روشني ميں لے آوں -

علماء يورپ هميں بتاتے هيں که سب سے پهلے کولمبس کو خيال پيدا هوا که بحر اٹلانٹک ميں غرباً چلنے سے هندوستان تک پهنچ سکتے هيں - چنانچه يه خيال لے کر وه لشبونه گيا اور جان ثاني شاه پرتگال کے سامنے پيش کيا - ليکن يه بادشاه بد نصيب تها اُس نے کولمبس کي بات نه ماني بلکه اُسے مجنوں قرار ديا - کولمبس خفا هوکر اسپين چلا گيا اور فرڈيننڈ اور ملکهٔ ايزابلا کے سامنے اپنا نظريه پيش کيا - نتيجه يه نکلا که وه نئي دنيا تک پهنچ گيا جس کا نام اُس وقت لوگوں نے " مغربي هند " (Indes Occiden Tales) (۱) رکها تها کيونکه کولمبس کا اراده ، هندوستان پهنچنے کا تها - اِسي کي تلاش ميں امريکه نکل آيا - اِسي ليے اُسے هندوستان هي سے تعبير کيا گيا -

ليکن جب که کولمبس ، لشبونه ميں يه خيال ليے هوئے بحر اٹلانٹک کي متلاطم موجوں پر اميد کي نظريں ڈال رها تها ، تو کيا اُس کے دل ميں يه خيال بهي گزرا تها که اِسي لشبونه ميں کهڑے هوکر عرب ٹهيک اِسي مقصد بلکه اِس سے بهي بڑے مقصد سے سمندر پر نظريں ڈال چکے هيں ؟

کيا کولمبس کو يه خبر پهنچي تهي که اِنهي لشبونه کے مسلمانوں نے اُس سے بهت پهلے اراده کيا تها که بحر ظلمات ميں تحقيقات کے ليے در آئيں ؟

کولمبس کو شايد معلوم نه هوا هو ، ليکن يه واقعه تاريخ کے صفحات پر ثبت هے - لشبونه کے اُن مسلمانوں ميں سے جو " مغررين " کے لقب سے مشهور هيں ، آٹهه عم زاد بهائيوں نے کمر همت چست کي - جهاز طيار کيے - کئي مهينے کا کهانا پاني جمع کيا ، اور اُس هوا کے آغاز پر جو اُنهيں مغرب کے کناروں تک ليجا سکتي تهي ، بحر ظلمات ميں روانه هوگئے - اُن کے سفر کا حال شريف ادريسي نے اپني کتاب " نزهة المشتاق في اختراق الآفاق " ميں لکها هے - اهل لشبونه اپنے اِن " مجنونوں " کو بهولے نهيں بلکه اُن کي يادگار باقي رکهنے کے ليے اپنے شهر کے ايک محله کا نام " درب المغررين " رکهديا -

---

(۱) گيارهويں صدي هجري کے عرب مصنفين کي کتابوں ميں بهي امريکا کا نام (الهنود المغربية) لکها هے - ديکهو مقدمهٔ " کتاب العز و المنافع للمجاهدين بالبارود و المدافع " جو مصر کے سلطاني کتب خانے ميں محفوظ هے -

" ليكن نہيں ! نہيں ! هرگز نہيں ! هم ابهي إس حد تك نہيں پہنچے هيں . . . ميں نے كہا مجهے پروانه ديكهكر سخت حيرت هوئي (آپ عنقريب جان لينگے ميري حيرت كس درجه عظيم تهي) كيونكه ميں نے خيال كيا ' اگر إس " جرم " كا كوئي حقيقي مجرم هے ' تو وه ميرا بيٹا نہيں ' خود ميں هوں -

" ميں إس وقت عدالت كے سامنے پوري صفائي سے اعلان كرتا هوں كه إس جرم كا حقيقي مجرم مين هوں ' ميں ! كيونكه گزشته ۲۵ سال سے ميں هي إن سزاؤں كے خلاف هر ممكن ذريعه سے جنگ كر رها هوں -

" ميں تصريح كرتا هوں كه گزشته ۲۵ سال سے ميں نے هر طريقه سے " انساني زندگي كي حرمت " بچهانے كي كوشش كي هے - يعني وهي جرم كرتا رها هوں جو إس وقت ميرے لڑكے پر عائد كيا جا رها هے - ميں نے يه جرم اپنے لڑكے سے بهت پہلے شروع كيا تها ' اور إس سے كہيں زياده سخت طريقه پر اُسكا ارتكاب كرتا رها هوں - مهربان سركاري وكيل ! ديكهو ' ميں خود اپنے خلاف گواهي دے رها هوں - ميں اقبالي مجرم هوں - حلفيه اقبال كرتا هوں - ميں نے هر موقعه پر يه جرم كيا هے - بار بار كيا هے - اصرار كے ساتهه كيا هے - هميشه كرنے كا عزم ركها هے - يه عزم إس وقت بهي ميرے قلب ميں موجود - بلكه إس وقت بهي ميں اِس جرم سے آلوده هو رها هوں - خود عدالت كے سامنے آلوده هو رها هوں !

" هاں . . . ميں خود اپني زبان سے بغير كسي جبر و اكراه كے اپنے جرم كا اعلان كرتا هوں - ميں اعلان كرتا هوں كه ميں زندگي بهر اُن تمام قوانين كي بيخ كني كرتا رها هوں جو وحشيانه هيں - ميں هميشه إس بوڑهے قانون كا دشمن رها هوں جو كہتا هے " آنكهه كے بدلے آنكهه اور دانت كے بدلے دانت " محترم جج اور جيوري ! ميں آپكے سامنے قسم كها كر كہتا هوں كه آئنده بهي زندگي بهر ايسے تمام قوانين سے جنگ كرتا رهونگا - ميں ايك مصنف كي حيثيت سے عمر بهر اپنے قلم سے اُنكي مخالفت كرونگا ' اور ايك مقنن كي حيثيت سے اپني آواز هميشه اُنكے برخلاف بلند ركهونگا -

" اے حضرات ! ميں اعلان كرتا هوں (يه كهكر مقرر نے حضرت مسيح عليه السلام كي تصوير كے طرف اپنے دونوں هاتهه پهيلا ديے جو عدالت كے كمرے ميں آويزاں تهي) إس ذات كے سامنے جو إسي قانون قتل كي قربان گاه پر بهينٹ چڑهائي گئي ' جسكے سامنے إس وقت هم كهڑے هيں - يه مقدس تصوير هميں إس وقت ديكهه رهي هے - ميں إس مقدس " قرباني " كے سامنے قسم كے ساتهه يه اعلان كرتا هوں - يه وه هستي تهي جسنے انسانيت كي ابدي تعليم كي خاطر ' اپنے تئيں جلادوں كے حواله كر ديا - انساني قانون نے اُسے سولي پر لٹكايا ' حالانكه اُسكا وجود خود " قانون الهي " تها -

" هاں ميں إسي تصوير كے روبرو بار بار كہتا هوں كه ميرے لڑكے نے جو كچهه لكها ' وه صرف إس وجه سے لكها كه ميں نے بچپن هي سے اُسے إسكي تلقين كي تهي . . . كيونكه وه جب سے ميرا جسماني لڑكا هے ' اُسي وقت سے ميرا روحاني فرزند بهي هے - كيونكه وه كوشش كرتا هے كه اپنے باپ كي راه پر چلے - ليكن بيٹے كا باپ كے طريقے پر چلنا بهي ايك عظيم جرم هے - واقعي يه جرم ميرے ليے سخت حيرت انگيز هے !

" حضرات ! ميں اعتراف كرتا هوں كه يه الزام واقعي ميرے ليے شديد تعجب كا موجب هے . . . . . . "

تاريخ و عبر

هندوستان كی تجارت پر مشرق و مغرب كا تصادم

⁂

امريكا اور راس اميد كے اكتشافات

⁂

واسكو ڈي گاما نے ايك عرب كے ذريعه كاميابي حاصل كي

⁂

مشهور مصري كاتب و محقق احمد زكي پاشا نے اپنے ايك سلسلۂ مضامين ميں مندرجۂ بالا عنوانوں پر جو روشني ڈالي هے ' وه نهايت اهم اور دلچسپ هے - انكي بحث خلاصه حسب ذيل هے :

" صليبي جنگوں نے بهت سي مغربي قوموں كے مقبوضات ' شام ميں پيدا كر ديے تهے - ايشيا كے دروازوں پر إن مقبوضات سے يورپ كو بهت فوائد حاصل هوئے - تمام مشرق كي مصنوعات حاصل كرنے اور هندوستان سے تجارت بڑهانے كے بهترين موقع ميسر آگئے صليبيوں نے كبهي كبهي إتني قوت بهي پيدا كرلي تهي كه خود دمشق اور قاهره سے خراج وصول كيا كرتے تهے - (۱) انهوں نے كرك پر قبضه كر كے حجاز كے راسته پر تسلط حاصل كرليا تها - عقبه اور طور پر بهي قبضه جمانے كي كوشش ميں تهے ' اور قريب تها كه پورے بحر احمر پر چها جائيں - (۲)

ليكن مشرق قريب كے سلاطين ' عين وقت پر بيدار هوگئے - اُن ميں باهم سخت حسد و منافست تهي - تاهم مشترك خطرے كے سامنے متفق هوگئے ' اور اسدالدين ' نورالدين ' صلاح الدين ' نجم الدين ' ملكۂ شجرة الدر ' ملك الظاهر بيبرس ' منصور قلاؤوں ' كي يادگار كوششوں نے مصر اور شام كي سر زمينيں يورپين حمله آوروں سے پاك كرديں -

---

(۱) ديكهو ابن فضل الله كي مسالك الابصار

(۲) ابن فضل الله نے اپني كتاب " التعريف بالمصطلح الشريف " ميں لكها هے كه اهل فرنگ نے كرك ميں بحري بيڑے طيار كيے اور اُنهيں ليكر بحر قلزم ميں پہنچے ، تاكه حجاز پر حمله آور هوں اور اپنے دل كا بخار نكاليں - ليكن ايوبي اور عادلي همتوں نے اُنهيں پست كرڈالا - صلاح الدين ايوبي نے اُنكے بهت سے آدمي گرفتار كرليے اور منى بهيجديے تاكه جمرة العقبه پر اُسي طرح ذبح كرڈالے جائيں جس طرح قرباني كے جانور ذبح كيے جاتے هيں - چنانچه ايسا هي كيا گيا - (منه)

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم

(۳۰:۸)

سیاحان عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح نجد میں

(محمد شفیق مصری اخبار نویس کی سیاحت نجد کا یہ دوسرا حصہ ہے۔ الہلال)

"جوف" سے "حائل" تک اونٹ کی پیٹھ پر دس دن کی مسافت ہے۔ راستہ نہایت ہی اُجاڑ اور بیابانی ہے۔ ہم کبھی ریگ کی بلند پہاڑیوں پر چڑھتے تھے۔ کبھی نشیبی وادیوں میں ہو لیتے تھے۔ کبھی ایسی بلند پگڈنڈیوں پر چلتے جن کے نیچے ہولناک گہرائیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ راستہ ایسا دشوار گزار اور خطرناک ہے کہ اونٹ کا ذرا قدم ڈگمگا جائے تو ہلاکت یقینی ہے۔ عظیم بلندی پر سے انسان فوراً تحت الثریٰ میں جا پہنچے۔

اس سفر میں پہلے ۷ دن تک کہیں پانی نہیں ملا۔ اگر پانی ہمارے ساتھ مشکوں میں اور اونٹوں کے ساتھ اُنکے پیٹ میں نہ ہوتا تو موت یقینی تھی۔ اس تمام مدت میں غسل کرنا کیا معنی غسل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پانی کا ایک ایک قطرہ خود زندگی کی طرح قیمتی تھا۔

ساتویں دن علی الصباح ہمیں "جبہ" نام ایک آبادی ملی۔ یہاں کے تمام مکان ایسی سفید مٹی سے بنے ہیں کہ تعجب ہوتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ چند شیوخ مجھے پوچھتے ہوئے آئے اور مہمان بننے کی درخواست کی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ انھیں پہلے ہی خبر پہنچ گئی تھی کہ ایک مصری، شاہ نجد کی ملاقات کے لئے آرہا ہے۔ "لہذا،" انھوں نے کہا "ہمارا اخلاقی فرض تھا کہ تمھیں اپنا مہمان بناتے"

نویں دن ہم "قنا" میں پہونچ گئے۔ یہ بہت ہی چھوٹا گاؤں ہے۔ حتی کہ یہاں ہمیں کھانے کے لئے ایک بکری بھی مول نہ مل سکی۔ لیکن ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ کیونکہ تھوڑے فاصلہ پر تین گاؤں اور تھے۔ ان میں سب سے بڑا گاؤں "ام جلبان" ہے اور اس کی آبادی صرف ۴۰ گھر ہیں۔ مکانوں کے گرد خرمے کے چند درخت ہیں۔ یہاں کے باشندے حرف قاف کا تلفظ "گاف" کی طرح کرتے ہیں۔

حائل

دسویں دن "حائل" ہمارے سامنے تھا۔ سلطان ابن سعود کے عم زاد بھائی امیر عبد العزیز بن مساعد بن جلوی، حاکم حائل کا نائب ہمارے استقبال کے لئے شہر کے باہر موجود تھا۔

ہم نے اپنے تمام پچھلے صحرائی سفر میں حائل سے زیادہ آباد کوئی مقام نہیں دیکھا۔ یہ ایک حد تک شہر کا حکم رکھتا ہے۔ آبادی وسیع ہے۔ سڑکیں کشادہ اور منتظم ہیں۔ بازار بھی بہت بڑا ہے جس میں اونٹوں اور مویشیوں کی تجارت بڑے پیمانہ پر ہوتی ہے۔ حائل، مدینہ منورہ سے ۸ دن، شام سے ۱۰ دن، اور عراق سے بھی تقریباً ۱۰ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ تجارت کا ایک مرکزی مقام ہے۔ ہندوستان کے چاول کی یہاں بڑی منڈی ہے۔ اس علاقے کی اصلی غذا یہی چاول ہے۔ قسم قسم کی ترکاریاں، سبزیاں، اور میوے بھی بڑی مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ نخلستان بے شمار ہیں۔ لیکن کھجور بے مزہ اور گھٹیا قسم کی ہوتی ہے۔ میں نے عورتوں کو بازار میں روٹی، میوے، ترکاری، مرغی، انڈے، بیچتے دیکھا۔ وہ سیاہ کرتے پہنے تھیں۔ اوپر سے سفید چادریں اوڑھے تھیں۔ نہایت باوقار اور سنجیدہ تھیں۔ خریداروں سے ضرورت بھر بولتی تھیں، مگر اس قدر آہستہ کہ کوئی دوسرا آدمی اُن کی آواز نہیں سن سکتا!

یہاں یہ عجیب بات دیکھی کہ صرف فرانسیسی سکہ، جسے یہ لوگ "شوشی" کہتے ہیں، مستعمل ہے۔ انگریزی یا ترکی سکے نہیں چلتے۔

ایک دن میں حاکم حائل کے نائب کا مہمان رہا۔ دوسرے دن خود حاکم، امیر عبد العزیز بن مساعد نے مجھے اپنے دار الحکومت میں مدعو کیا اور غیر معمولی خاطر تواضع کی۔ پہلی نظر میں دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ امیر شاید متکبر و مغرور ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ نہایت ہی منکسر مزاج، خوش اخلاق، اور خوش صحبت ہے۔ وہ اپنے اس صوبے میں اور اس کے اطراف کے تمام شمالی علاقوں میں سلطان ابن سعود کے ماتحت مطلق العنان حاکم ہے، اُس کے احکام کے سامنے کوئی روک کھڑی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اُس کے احکام کتاب و سنت کے احکام کے ماتحت ہوتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ سے بال بھر تجاوز کرنا اس علاقے میں ایسا جرم ہے کہ اُس کے لئے کوئی معافی نہیں!

حاکم کے پاس دو موٹریں ہیں جن پر وہ اکثر سفر کیا کرتا ہے۔ موٹر چلانے والا ایک شامی عرب ہے۔ دوسرا نجدی ہے۔

حاکم کے ایک مصاحب کے ساتھ میں قیدخانہ دیکھنے گیا۔ مجھے یقین تھا، مجرموں کی بڑی بھیڑ دیکھوں گا۔ مگر قیدخانے میں پہنچکر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ وہاں ایک قیدی بھی موجود نہ تھا۔ صرف محافظ سپاہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے۔ میں نے تعجب سے پوچھا "قیدی کہاں ہیں؟" سپاہیوں نے جواب دیا "جب مجرم ہی نہیں ہیں تو قیدی کہاں سے آئیں!" اسوقت مجھے یقین ہوگیا کہ واقعی احکام شریعت، جرائم کی بیخ کنی کے لئے بہترین قانون ہیں۔ اور یہ کہ نجد سے زیادہ احکام شریعت کی پابندی کسی مسلمان قوم میں نہیں ہے۔ حائل جیسی وسیع آبادی کے قید خانے میں ایک قیدی کا بھی موجود نہ ہونا، یقیناً اس بیسویں صدی میں اعجوبہ کا حکم رکھتا ہے۔

حائل کی آب و ہوا نہایت معتدل ہے۔ یہاں میٹھے پانی کا ایک چشمہ موجود ہے اور اپنے طبی خواص میں "فیشی" کے معدنی چشمے کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس کا پانی ہر قسم کا نمک پگھلا دیتا ہے۔ گردے کے جملہ امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ خون صاف کرتا ہے اور حیرت انگیز سرعت سے غذا ہضم کر دیتا ہے۔ اس چشمے کا نام بار السلیع ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے چشمے ہیں اور سب شیریں اور عمدہ ہیں۔ آب و ہوا کی اسی خوبی کا نتیجہ ہے کہ یہاں کے باشندے خوب قوی و تندرست ہیں۔

اب سے پہلے حائل، ابن الرشید کی ریاست کا پایۂ تخت تھا۔ یہ ریاست ایک زمانہ میں ریاض کے خاندان سعود کے تابع تھی۔ پھر کچھ مدت خود مختار رہی۔ اب ایک مرتبہ پھر خاندان سعود کے زیر نگیں آگئی ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

حائل کے باشندے، در اصل قبیلۂ "شمر" کے افراد ہیں۔ یہ قبیلہ صحرا میں بود و باش رکھتا تھا۔ پھر اُس کا ایک بڑا حصہ کٹ کر شہری بن گیا، اور حائل میں آباد ہو گیا۔

حائل میں "اخوان" بکثرت نظر آتے ہیں۔ انھیں یہاں "جبان" کہتے ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ سفید ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔ چھوٹے عمامے باندھنے والے معمولی لوگ سمجھے جاتے ہیں۔ بڑے عمامے والے شیخ ہوتے ہیں۔ نجد میں اس گروہ کو سب سے زیادہ اہمیت و قوت حاصل ہے۔ حائل، احساء، اور حجاز کی فتوحات انہی کے ہاتھوں واقع ہوئی ہیں۔ تمام عرب میں ان کی شجاعت اور پامردی کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ بڑی بڑی فوجوں پر ان کا نام رعب و ہیبت طاری کر دیتا ہے۔ اب سے چند سال پہلے یہ سخت وحشی اور جاہل تھے۔ دین کا کوئی حکم بھی نہیں جانتے تھے۔ لیکن آج ان میں سے ہر شخص شریعت کے تمام عملی احکام کا عالم ہے۔ نجد و حجاز میں اتباع شریعت اور ترک بدع و نواہی کی مبلغ یہی جماعت ہے۔

قصیم

حائل میں ایک ہفتہ سلطان کی مہمانی میں رہ کر ہم نے پھر سفر شروع کر دیا۔ اب منزل مقصود، "بریدہ" تھی۔ بریدہ، حائل سے ۸ دن کے فاصلہ پر ہے۔ راستہ صاف اور میدانی ہے۔

راستہ میں سب سے پہلی آبادی "عددہ" کی ملی۔ اس گاؤں کا منظر نہایت دلفریب ہے۔ اس کے گرد کھیت ہیں، اور دور تک سر بفلک پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ پہاڑ بہت ہی دلچسپ منظر پیش کرتے ہیں۔ انکے نیچے میدانوں پر سنہری ریگ بچھی ہوئی ہے اور از حد نظر فریب ہے!

راستہ میں ایک قابل ذکر واقعہ پیش آیا۔ ہمارے قافلہ کے ایک مسافر کی اونٹنی رات کو کہیں بھاگ گئی۔ ہر چند تلاش ہوئی مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ عین ناامیدی کے وقت ایک بدو نظر آیا۔ اُس سے پوچھا گیا تو اُسنے کہا "میں نے اس شکل کی اونٹنی فلاں مقام پر دیکھی تھی میں اُسے لاسکتا تھا، مگر اس ڈر سے ہاتھ نہیں لگایا کہ چور نہ سمجھا جاؤں" اس واقعہ سے مجھے اہل نجد کی امانت و دیانت کا اور بھی زیادہ یقین ہوگیا۔ میں جتنی زیادہ جستجو کرتا گیا، مجھے معلوم ہوتا گیا کہ چوری اور قزاقی نجد میں بالکل نامعلوم ہے۔

راستہ میں چار گاؤں اور بھی ملے: کفتہ، جوآرہ، وتال، اور شقرہ۔

کولمبس کو بیشک یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ امریکا تک پہنچ گیا - لیکن کس طرح پہنچا ؟ کیا اُس کے وہم میں بھی یہ بات موجود تھی کہ بحر ظلمات کے دامن میں ایک اور دنیا بھی چھپی ہوئی ہے ؟ اِس کا کوئی ثبوت موجود نہیں - وہ تو ہندوستان کے ارادے سے نکلا تھا اور محض اتفاق سے امریکا پہنچ گیا - لیکن لشبونہ کے مسلمان تو اِسی دنیا کی تحقیق کے لیے نکلے تھے - اُنہیں ہندوستان کی فکر نہ تھی - نہ تجارت و دولت کی طمع تھی - اُن کے سامنے صرف جغرافیائی تحقیقات تھی - ظاہر ہے کہ کولمبس اور اُن کے نقطۂ نظر میں کتنا اختلاف تھا اور دونوں میں کون زیادہ تحسین علم کا مستحق ہے ؟

یہی نہیں بلکہ کولمبس سے ڈیڑھ سو برس پہلے ہی مسلمانوں نے امریکا کا تصور کرلیا تھا - ملک الناصر محمد بن قلاؤن کے عہد میں ایک عالم ' قاہرہ میں موجود تھے - اِن کا نام ابو الثناء محمود بن ابی القاسم الاصفہانی تھا - ابن فضل اللہ العمری اپنی کتاب " مسالک الابصار فی ممالک الامصار " (جلد ۱ صفحہ ۳۱) میں اِن کا یہ قول لکھتے ہیں :

" میں اِسے بعید نہیں سمجھتا کہ زمین کے اِس رخ پر پانی کے ہٹ جانے کی وجہ سے جو خشکی نمودار ہوگئی ہے ' ویسی ہی خشکی زمین کے دوسرے رخ پر بھی موجود ہو - چونکہ یہ مستبعد نہیں ہے ' اِس لیے یہ بھی مستبعد نہیں کہ اُس طرف کی خشکی پر بھی ویسے ہی حیوان و نباتات موجود ہوں ' جیسے ہماری اِس زمین میں موجود ہیں ' یا وہ کسی اور جنس و نوع کے ہوں "

(واسکو ڈی گاما اور راس امید)

ہندوستان تک پہنچنے کے پہلے نظریہ نے امریکا کو ظاہر کیا - اب دوسرا نظریہ ہمارے سامنے آتا ہے - اِس سے مقصود یہ تھا کہ بحر اٹلانٹک میں افریقہ کے گرد گھوم کر ہندوستان کی راہ نکالی جائے -

یہ خیال سب سے پہلے جنووا میں رہنے والے دو بھائیوں : اوگولینو Ogolino اور ویڈینو Vadino کو ہوا - وہ اس مہم پر روانہ بھی ہوگئے مگر کامیاب نہ ہوے اور غرق ہوگئے -

لیکن یہ خیال برابر زندہ رہا اور ہمتیں بڑھاتا رہا - اُس وقت پرتگال کے ملک میں بڑی تجارتی بیداری موجود تھی - پرتگالی ' ہمت و شجاعت میں تمام یورپین قوموں کے آگے تھے - پرتگال کی نازک اندام عورتوں کا بھی اِس حرکت میں بڑا حصہ تھا - اُنہوں نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ اُنہی لوگوں سے شادی کرینگی جو افریقا کے ساحلوں پر اپنی شجاعت و بسالت ثابت کر دینگے - نتیجہ یہ ہوا کہ پرتگالی نوجوان سواحل افریقا پر ٹوٹ پڑے ' اور بتدریج بہت سی بندرگاہوں کے مالک بن گئے - اِن مہموں میں عربوں اور یہودیوں نے اُنکی بڑی مدد کی - یہ لوگ افریقا سے اُس وقت سب سے زیادہ واقفیت رکھتے تھے - اِنہوں نے پرتگالی بادشاہوں خصوصاً شاہ ہنری کو (جو ملاح کے لقب سے مشہور تھا) اپنی قیمتی معلومات سے آگاہ کیا ' اور اِس طرح افریقا کی تحقیق و فتح میں پرتگالیوں کے رہنما بنے - یہی عرب اور یہودی تھے جنہوں نے پرتگال کو گینیا کی سونے کی کانوں سے آگاہ کیا تھا - غرضکہ سنہ ۱۴۱۳ سے سنہ ۱۴۸۹ تک پرتگالی اپنے مقبوضات ' سواحل افریقا پر پھیلاتے رہے ' یہانتک کہ سنہ ۱۴۸۶ میں پرتگالی امیر البحر جنوبی افریقا کے آخری نقطہ تک پہنچ گیا - یہی وہ مقام ہے جس کا ذکر قطب الدین نہروالی نے اپنی کتاب " البرق الیمانی فی الفتح العثمانیہ " میں اِس طرح کیا ہے " یہ جگہ ساحل کے قریب ایک آبنائے میں واقع ہے - اس کے ایک جانب پہاڑ ہے اور دوسری جانب بحر ظلمات ہے - یہاں سمندر سخت طوفانی حالت میں رہتا ہے - کشتیاں ٹک نہیں سکتیں - ٹوٹ جاتی ہیں "

پرتگالیوں نے اِس مقام کا نام " راس طوفان " رکھا تھا - لیکن جان ثانی شاہ پرتگال نے اس کا نام " راس امید " رکھدیا - کیونکہ اِس کی دریافت نے براہ راست ہندوستان تک پہنچنے کی امید پیدا کردی تھی -

لیکن یہ امید جان کی زندگی میں پوری نہیں ہوئی - اس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عمانوئیل ثانی تخت نشین ہوا - اِسنے واسکو ڈی گاما کو سنہ ۱۴۹۷ میں اِس مہم پر روانہ کیا تا کہ ہندوستان کی راہ دریافت کرے - اِس شخص نے سفر شروع کیا - راس امید عبور کرکے سواحل کفرہ میں پہنچا - پھر ممباسہ آیا ' پھر ملندہ میں وارد ہوا - یہیں اِسکی ملاقات حسب تصریح قطب الدین کے (جیسا کہ " برق یمانی " میں مذکور ہے) " ایک بحری آدمی سے ہوئی - اسکا نام احمد بن ماجد تھا - اِسی نے نشہ کی حالت میں واسکو ڈی گاما کو ہندوستان کا سیدھا راستہ بتا دیا - اور اس کے بعد بحر ہند میں پرتگالیوں کی کثرت ہو گئی " لیکن خود پرتگالی مورخ ' احمد بن ماجد کا کوئی ذکر نہیں کرتے - البتہ ایک ایسے آدمی کا وجود ضرور تسلیم کرتے ہیں جو واسکو ڈی گاما کا شریک سفر ہوگیا تھا - اور اُسکا نام وہ " معلم کنہ " Malem Cana بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہندوستان پہنچ کر گجرات میں فوت ہوگیا - بعضوں نے اُسکا نام Malem Canaque لکھا ہے -

بعض پرتگالی مورخ اسی ایسے شخص کا وجود تسلیم نہیں کرتے - اُنکا بیان ہے کہ سلطان ملندہ نے واسکو کے ساتھ اپنے ملک سے دو آدمی کر دیے تھے جو بحر ہند سے بخوبی واقف تھے -

بہرحال یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ راس امید کی دریافت میں عربوں کا بھی حصہ ہے اور راس امید سے ہندوستان تک پہنچنے میں تو سراسر عربوں ہی نے رہنمائی کی تھی -

---

مختارات

(اخبار نویسی)

سلطان عبدالحمید نے معزول ہونے کے بعد کہا " اگر میں یلدز (محل) میں لوٹ سکوں تو اخبار نویسوں کو ایک ہی قید خانہ میں بند کردونگا "

" اِس ملک میں ہر دس آدمیوں میں صرف ایک شخص کو انشا پرداز ہونا چاہیے " (روزولٹ - امریکا)

" اخبار نویس کی صورت دیکھ کر شیطانوں کا بادا ' ابلیس ' بھی کانپ جاتا ہے " (ولیم سٹیڈ)

" کیڑے مکوڑوں میں سے اخبار نویس بھی ہے " (ملکۂ اسپین)

" اے قلم تو نہایت خوبصورت ہے لیکن میری سلطنت میں تو شیطان سے بھی بدتر ثابت ہوا ہے " (آخری زار روس)

پرتگال کے معزول بادشاہ " مانوئیل " نے اخبار نویسوں سے کہا " تمھیں نے مجھے برباد کیا ہے "

جمہوریہ وینزولا (امریکا) کے صدر " کاسترو " کا قول ہے : " اگر جہنم کا پھاٹک بھی میں کھلا دیکھوں تو اُتنا نہ ڈرونگا جتنا اخبار نویس کے قلم سے ڈرتا ہوں "

عنوان شہرت ہوگا۔ بقایا تین پلٹنوں میں بھی کچھ گڑبڑ ہو۔ لیکن مجھے یقین ہو وہ بغاوت نہیں کریں گے۔ میری خواہش ہو، کہ وہ بھی منحرف ہوجائیں۔ تاکہ ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچے۔ منٹگمری"

منٹگمری عیسائیت کی تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا کرتا تھا۔ اس [illegible] کی [illegible] نرم مزاجی اور علم و بخشش کا سخت مداح تھا، لیکن اس نے بھی ایسے ظالمانہ فعل کی تائید کی۔ اس کے بعد اسنے ہاڈسن کو ایک چٹھی لکھی۔ یہ وہ شخص تھا۔ جسنے بہادرشاہ کے لڑکوں کو سخت بیرحمی سے قتل کیا تھا۔ انگریز مورخین میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جسنے ہاڈسن کے اس فعل کی مذمت نہ کی ہو۔ لیکن منٹگمری اسے لکھتا ہو:

"میرے پیارے ہاڈسن۔

میں تمھیں مبارکباد دیتا ہوں کہ تم نے بادشاہ کو گرفتار کرلیا اور اس کے بیٹوں کو قتل کردیا۔ میں امید کرتا ہوں تم اسی طرح اور شاہزادے بھی قتل کروگے۔ منٹگمری"

ایک آدمی اتنا مجروح تھا کہ وہ مقتل پر جانے کے قابل نہ تھا۔ منٹگمری کی ہدایت کے مطابق اسے سرکاری گواہ بنایا گیا۔ چنانچہ کوپر کو منصلۂ ذیل خط لکھا ہو "مجروح مذکور کو لاہور بھیجدیا جائے، تاکہ وہ خود اپنی زبان سے امرتسر کے واقعات بیان کرے۔ بغیر اس کے کوئی شخص اعتبار نہیں کرے گا، ۲۶ پلٹن کے بعض آدمی ایسے بھی ہونگے جو آوارہ پھر رہے ہونگے۔ ان سب کو گرفتار کرکے ہماری طرف بھیجدو۔ تم کافی تعداد میں قتل کرچکے ہو، اب ہمیں اپنی فوجوں کے لئے کچھ آدمی چاہئیں"

ایک کے بدلے ۵۰۰

اس مجروح قیدی اور ۱۴ آدمیوں کو لاہور بھیجدیا گیا۔ جہاں وہ بے دریغ قتل کردیئے گئے۔ کوپر خود اقبال کرتا ہو کہ کمان افسر کے قتل کے بعد دو دن کے اندر، اس کے بدلے ۵۰۰ آدمیوں کا خون بہایا گیا۔

کانپور میں ایک کنواں ہو۔ جہاں چند انگریزوں کو قتل کرکے پھینک دیا گیا تھا۔ لیکن اجنالہ میں بھی ایک کنواں ہو۔ جہاں سیکڑوں ہندوستانی قتل کرکے پھینک دیئے گئے۔

رسل اپنی ڈائری میں لکھتا ہو "ایک افسر نے جو رینالڈ کی فوج کے ساتھ مقرر تھا۔ مجھ سے ذکر کیا کہ ہندوستانیوں کو اندھا دھند قتل کیا جاتا تھا، دو دن کے عرصے میں ۴۲ آدمیوں کو سڑک کے کنارے پھانسی دی گئی۔ مقتولین میں وہ لوگ تھے جو پلٹن کو اُس کی راہ میں مل جاتے تھے ۱۲ آدمیوں کو محض اس وجہ سے پھانسی دی گئی کہ جب پلٹن کوچ کررہی تھی تو ان کے منہ سڑک کی طرف نہ تھے۔ دوسری طرف دیکھ رہے تھے! جو گاؤں راہ میں آتا تھا، جلا دیا جاتا تھا۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ یہ افسوسناک واقعات کانپور کے حادثہ سے بہت پہلے ہوئے تھے۔ اگر ہندوستانیوں کا یہ قتل عام کانپور کے واقعہ کے بعد ظہور پذیر ہوتا تو پھر بھی ہم لوگ شاید حق بجانب ہوتے۔ افسر مذکور نے ان مظالم کے روکنے کی کوشش کی اور رینالڈ سے کہا کہ اگر یہی حالت رہی تو لوگ دیہات خالی کرکے بھاگ جائیں گے اور فوج کے لئے خورد و نوش کا سامان پہنچنے میں سخت دقت واقع ہوگی۔ بالآخر یہی ہوا۔ جہاں کہیں فوج جاتی تھی دیہات بالکل ویران ہوجاتے تھے۔ لوگ غلہ دینے سے گھبراتے کیونکہ اُنھیں علم تھا کہ اگر انھوں نے یہ نیک کام کیا تو پھر بھی اُنھیں پھانسی ضرور دی جائے گی"

ایک پادری لکھتا ہو: "انگریز ہندوستانیوں سے اس قدر نفرت کرتے ہیں۔ کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ انکے ملازم بھی جو عام طور پر غدر کے زمانہ میں وفادار رہے تھے، ان کی بدسلوکی اور بے رحمی سے نہ بچ سکے۔ لیکن حیرانی کی بات یہ ہو کہ پھر بھی انکی وفاداری اور نمک حلالی میں فرق نہ آیا۔ بہت سے ڈولی بردار اور سائیس جو ہماری نوکری میں زخمی ہوئے تھے، زمین پر پڑے سسک رہے تھے مگر کسی نے علاج معالجے کی مطلق پرواہ نہ کی۔ وہ دن کے وقت دھوپ میں پڑے رہتے۔ رات کے وقت سردی میں۔ جب دہلی کے باشندوں کا قتل عام ہوا، تو ان میں بہت سے ایسے آدمی تھے جو ہماری کامیابی پر خوش تھے۔ اور ہماری فتح یابی کے لئے دعائیں مانگتے تھے لیکن اُن کی بھی دعائیں انکے واسطے مہلک ثابت ہوئیں۔ بعض نوجوان انگریز تو ہندوستانیوں کے خون کے پیاسے ہوگئے تھے۔ وہ علانیہ بکتے تھے "تمام خدمت گاروں اور پوربیوں کو جو کیمپ میں ہیں تہ تیغ کردیا جائے" یہ وہ ملازم تھے۔ جنھوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ہماری خدمت کی تھی"

ونسنٹ سمتھ نے بھی اپنی تاریخ ہند میں تسلیم کیا ہو کہ بہت سے ہندوستانیوں نے ہماری جان بچانے کی خاطر اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔

کے (Kaye) اپنی کتاب میں قتل عام سے پیشتر کے واقعات یوں لکھتا ہو:

"مارشل لا کو جاری ہوئے عرصہ ہوگیا ہو۔ وہ ظالمانہ قانون جو مئی اور جون میں مجلس مقننہ نے پاس کئے تھے، بڑی شدت سے اپنا کام کررہے تھے۔ فوجی اور سول افسر ہندوستانیوں کو بلاتمیز قتل کررہے تھے۔ گورنر جنرل نے جو خط و کتابت پارلیمنٹ سے اُن دنوں کی تھی، اس میں صحیح ہو کہ بے گناہ بوڑھوں، عورتوں، اور بچوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ دیہات جلائے جاتے تھے۔ ان کے باشندوں کو بھی آگ میں جلا دیا جاتا تھا۔ انگریز فخریہ طور پر کہا کرتے تھے "ہم نے کوئی آدمی بھی قتل کئے بغیر نہیں چھوڑا"!

واقعات قبل از حادثہ کانپور

ایک دفعہ چند چھوٹے لڑکے محض شرارتاً، باغیوں کا سا لباس پہنکر ڈھول بجانے لگے۔ اُنھیں گرفتار کرکے مقدمہ چلایا گیا اور فوجی عدالت نے سزائے موت کا حکم سنایا۔ ایک انگریز افسر جو کورٹ مارشل کا رکن تھا، روتا ہوا کمان افسر کے پاس گیا۔ اور ان کی جان بخشی کی سفارش کی لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی، اور ان معصوم بچوں کو پھانسی دے دی گئی۔

دیہات میں انگریزوں کی جماعتیں چکر لگاتی تھیں، جو کوئی ملتا تھا اُسے کسی درخت پر لٹکا کر پھانسی دے دی جاتی تھی۔

پٹنہ میں مسٹر ٹیلر کمشنر کا گواہ بنانے کا عجیب طریقہ تھا۔ اسنے ایک قیدی سے کہا اگر تم مجھے تین ایسے آدمیوں کے نام بتادو جو واجب القتل ہوں تو میں تمھاری جان بخش دوں گا۔ لیکن اسنے ایسے آدمیوں کے نام لئے جن کے نام سے وہ خود بھی واقف تھا، اس لئے قیدی قتل کیا گیا!

آگرہ اور سہارنپور میں بھی پھانسی کا رواج بڑے زوروں پر تھا دیہاتی لوگ گروہ در گروہ گرفتار کرکے لائے جاتے تھے۔ ان میں بہت تھوڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہوگی، جنھوں نے بغاوت میں حصہ لیا ہوگا لیکن تمام قیدی فی الفور بغیر کسی تحقیقات کے قتل کردیے جاتے تھے!

دہلی ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو فتح کی گئی۔ مسز کولینیڈ بیان کرتی ہو کہ ایک ہفتے کے اندر کمان افسر نے چار پانچسو آدمی بے دریغ کرڈالے۔ گورے سپاہی ان خوفناک مناظر میں نہایت دلچسپی لیتے تھے۔ نواب جھجر کو بھی انھی دنوں میں پھانسی دی گئی، لوگ کہتے ہیں کہ اسنے بڑی دیر کے بعد جان دی۔

ایک دفعہ ایک جوہری مسز گارسٹن کے پاس سامان بیچنے کے لئے آیا۔ مسز گارسٹن نے کہا تم بہت زیادہ قیمت مانگتے ہو میں ابھی تمھیں مٹکاف صاحب کے حوالے کردوں گی۔ وہ اس نام سے ایسا مرعوب ہوا کہ سامان وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا، اور پھر واپس نہ آیا۔ مٹکاف سے ہندوستانی سخت ڈرتے تھے۔ کیونکہ "جو کوئی اس کی گرفت میں آتا ہو، وہ اسے قتل کردیتا ہو"

کورٹ مارشل کسی پر رحم نہیں کرتی تھی۔ جو کوئی گرفتار ہوتا تھا ضرور ہی قتل کردیا جاتا تھا۔ شہر کے چوک میں ایک بڑی پھانسی کھڑی کی گئی تھی۔ ۵، ۶ آدمی ہر روز پھانسی دیئے جاتے تھے۔ انگریز [illegible] بڑی متانت سے پاس بیٹھ کر یہ مناظر دیکھا کرتے!

گورنر جنرل نے ۲۴ دسمبر ۱۸۵۷ء کو جولائی کے واقعات کے متعلق ایک مفصل رپورٹ لکھی تھی۔ ذیل میں اُسکا اقتباس دیا جاتا ہو:

"اس زمانہ میں لوگ بلا امتیاز پھانسی دیئے گئے۔ ان میں ایسے آدمی بھی تھے۔ جن کے برخلاف محض شک تھا۔ سیکڑوں دیہات لوٹے گئے، اور بعد ازاں جلادیئے گئے۔ ان خوفناک حرکات سے وہ قومیں بھی سخت ناراض ہوگئیں۔ جو حکومت کی وفادار تھیں۔ شمالی ہند میں قحط پڑگیا۔ کیونکہ ایسی اندھیر نگری میں باقاعدہ کاشت کاری کرنا ناممکن تھا، جو سپاہی رخصت پر گھر آئے تھے یا جو پلٹنوں کے ٹوٹ جانے کے بعد اپنے گھروں کو واپس جارہے تھے اور جنھوں نے بغاوت میں مطلقاً کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ بلکہ انگریزوں کی جان بچانے میں مدد کی تھی، ان سب کے ساتھ انگریزی فوجیں وہی سلوک کرتی تھیں جو باغیوں سے کیا جاتا تھا۔ گورنمنٹ کے ماتحت افسروں کی ان افسوسناک حرکات سے ملک میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ گورنمنٹ ہندوؤں اور مسلمانوں کی بیخ کنی پر اب تل گئی ہو"

محمدی لکھتا ہو "گورنمنٹ محض پھانسی اور قتل عام کی وجہ سے چل رہی تھی۔ جب لکھنؤ فتح کیا گیا تو بے شمار آدمی پھانسی پر چڑھا دیئے گئے۔ اُس وقت یہ تمیز نہیں کی جاتی تھی کہ آیا قیدی سپاہی ہو یا اودھ کا کسان ہو؟ صرف اتنی بات کافی تھی کہ چہرہ سیاہ ہو"

آرٹن نے بمبئی ٹیلیگراف میں ایک مراسلہ بھیجا تھا جس کا مضمون یہ ہو۔ "جب ہماری فوج دہلی میں داخل ہوئی۔ تو جو آدمی فصیل کے اندر ملا، اسی جگہ سنگینوں سے ماردیا گیا۔ مقتولین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ کیونکہ کئی گھروں میں سے ۴۰-۴۰-۵۰-۵۰ آدمی پکڑے گئے، یہ لوگ باغی نہیں تھے۔ شہر کے باشندے تھے۔ انہیں کامل اُمید تھی کہ اُنھیں معاف کردیا جائے گا، لیکن وہ سخت مایوس ہوئے"

ہومز اپنی تاریخ میں لکھتا ہو "بے گناہ آدمی مارے جاتے تھے وہ جان بخشی کے لئے ہاتھ جوڑتے تھے۔ بوڑھے آدمی جو خوف اور عمر کی وجہ سے کانپتے تھے، گاجر مولی کی طرح کاٹے جاتے تھے لیکن انگریزوں کو بھی کافی اشتعال دلایا گیا تھا۔ کیونکہ انکے چند آدمی شہر کی گلی کوچوں میں مارے گئے تھے"

یہی مصنف بیان کرتا ہو کہ جونہی ہم دہلی میں داخل ہوئے۔ لوٹ مار شروع ہوگئی۔ جو ہندوستانی ملتا تھا گولی سے مار دیا جاتا تھا۔ شراب خانے اور دیگر دکانیں لوٹ لی گئیں اور انگریزوں نے شراب پی کر جہاں کہیں ہندوستانیوں کا مجمع دیکھا، ان پر ٹوٹ پڑے۔ ایسی حالت میں بیچارے باشندے کیا کرتے؟ کیا وہ انگریز سپاہیوں کو پکڑکے کمان افسر کے پاس لے جاتے؟ لیکن وہاں تو یہ حال تھا کہ کمان افسر سے لیکر معمولی سپاہی تک، سب ہندوستانیوں کے خون کے پیاسے تھے"

مسٹر آرٹن جو ٹائمز کا نامہ نگار تھا، ۱۶ نومبر ۱۸۵۷ء کو لکھتا ہو "کل میں اور ایک افسر مع ۲۰ سپاہیوں کے شہر میں چکر لگا رہے تھے۔ ہم نے ۱۴ مقتول عورتیں دیکھیں۔ جن کے گلے انکے شوہروں نے کاٹ ڈالے تھے، اور انکے اوپر چادریں ڈھانپ دی تھیں۔ ہم نے ایک آدمی

آخرالذکر گاؤں میں نمک کا پہاڑ ہے اور خود باشندوں کی ملکیت ہے۔ وہ حکومت کو محصول ادا کئے بغیر نمک نکالتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں۔

بریدہ کے حاکم، مبارک بن مبیرک، کو ہماری آمد کی خبر مل گئی تھی۔ اُسنے آبادی سے باہر آکر سلطان کی طرف سے ہمارا خیر مقدم کیا اور مہمان بنایا۔ یہ حاکم بھی نہایت خوش اخلاق اور متدین ہے۔

بریدہ، ریگ کے میدان میں واقع ہے۔ حائل کی طرح یہاں بھی عمارتیں بکثرت ہیں۔ یہاں بھی زراعت اچھی ہوتی ہے۔ نخلستان بہت ہیں۔ اس کی کھجور اگرچہ چھوٹی ہے مگر پر مغز اور شیریں ہوتی ہے لیکن اُس میں یہ سخت عیب ہے کہ دیر ہضم ہوتی ہے۔ بریدہ، اس تمام علاقے کا، جسے قصیم کہتے ہیں، پایۂ تخت ہے۔ وسط نجد میں بریدہ سب سے زیادہ متمدن جگہ ہے۔ یہاں شہروں کی طرح سہ منزلہ عمارتیں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ یہاں کے باشندے نجد میں سب سے زیادہ متمدن، [illegible] مند، چست و چالاک، اور تجارت کے ماہر ہیں۔ یہ لوگ حجاز، شام، مصر بلکہ ہندوستان تک کے بازاروں سے بڑی بڑی تجارتیں کرتے ہیں۔ تجارت نے اُنکے تعلقات، متمدن دنیا سے پیدا کر دئے ہیں۔ وہ بہت ملنسار اور سلیقہ مند ہو گئے ہیں۔ اُن کی زبان بھی غیر نجدیوں کے لئے سہل ہے۔ مجھے اُن کے دسترخوان پر شبہ ہوتا تھا کہ یہ مصر یا شام کا دسترخوان ہے۔ کیونکہ الوان و اقسام کے شہری کھانے موجود ہوتے تھے۔ اسی قدر نہیں بلکہ ان میں مذہبی تعصب بھی بہت کم ہو گیا ہے حتی کہ میں نے انھیں خفیہ تمباکو بھی پیتے دیکھا ہے۔ تمباکو کا نام نجد میں "تیتن" ہے اور اُس کا رکھنا تک جرم ہے۔ سلطان ابن سعود کی حکومت میں بریدہ کے بہت سے تعلیم یافتہ نوجوان بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہیں۔

بریدہ میں تین دن قیام کرکے ہم نے "ریاض" کا رخ کیا۔ نجد کے پایۂ تخت تک پہنچنے کے لئے یہاں سے دو راستے ہیں: طریق وادی اور طریق مستوی۔ آخرالذکر زیادہ مختصر ہے۔ اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ فتح حجاز کے بعد سلطان عبدالعزیز پہلی مرتبہ نجد واپس آ رہے ہیں اور جلد ہی ریاض پہنچنے والے ہیں۔ لہٰذا ہم نے مختصر راستہ اختیار کیا تاکہ سلطان سے پہلے پہنچ جائیں اور اُن کا شاہی استقبال دیکھ سکیں۔

چار دن کے سفر کے بعد ہم ایک گاؤں "ابوشجرہ" میں پہنچے۔ یہاں ہمیں معلوم ہوا کہ سلطان ۲۶ موٹروں کے جلوس کے ساتھ آج ہی یہاں سے گزرے ہیں۔ راستے میں کوئی قابل ذکر مقام یا واقعہ پیش نہیں آیا۔ الّا یہ کہ یہاں کے باشندے ٹڈی کھانے کے بہت دلدادہ ہیں۔ اتنے دلدادہ کہ مجھے حیرت ہو گئی۔ دنیا ٹڈی سے پناہ مانگتی ہے۔ مگر یہ اُس کی آمد کی دعائیں مانگتے ہیں، اُسے بہت مبارک سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ ٹڈی کو خشک کرکے رکھ لیتے ہیں اور دور دراز ملکوں میں اپنے دوستوں کو بطور قیمتی تحفے کے بھیجتے ہیں۔ چنانچہ مصر میں نجدی تاجروں کے پاس ٹڈیوں کی تھیلیاں آتی رہتی ہیں اور بڑی عزت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں!

ریاض سے پہلے ہمیں کئی آبادیاں ملیں۔ مثلاً: تمیرہ، برہ، ودیم وغیرہ۔ درعیہ، نجد کا تاریخی شہر ہے۔ یہیں سے خاندان سعود نے ظہور کیا۔ یہی نجد کا قدیم پایۂ تخت ہے۔ یہی وہابیت کا اولین مرکز ہے۔ یہیں نجدیوں اور ابراہیم پاشا مصری کی فوجوں میں زبردست جنگ ہوئی تھی۔ شہر کے کھنڈروں میں اب تک مصری توپوں کے نشان موجود ہیں۔ درعیہ سے متصل ایک گاؤں "عیینہ" ہے۔ یہ بھی بہت تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہیں سے مسیلمہ کذاب نے خروج کیا تھا۔

آٹھویں دن ہم ریاض پہنچ گئے۔ شہر خوب آراستہ تھا۔ ہر طرف مسرت کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ تمام مجھے مبارکباد دینے کو م لئے دُفد کئے ہوئے تھے۔ کیونکر سلطان نجد، حجاز فتح کرکے واپس ہوئے تھے۔

سلطان کو ہماری آمد کی اطلاع پہلے سے ہو گئی تھی۔ اُنھوں نے اپنا خاص نمائندہ میرے استقبال کے لئے شہر کے پھاٹک پر بھیجا وہ مجھے اپنے ہمراہ قصر شاہی میں لے گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں سلطان کے حضور پہنچا۔ مگر اُنھوں نے اس طرح میرا خیر مقدم کیا گویا عمر بھر سے میرے دوست ہیں۔ جب اُنہیں میرے سفر کی غرض معلوم ہوئی تو بہت مسرور ہوئے اور جزیرۃ العرب کے حالات کی تحقیق میں میری ہر طرح امداد کا وعدہ فرمایا۔

سلطان نے نہایت فراخدلی سے میری تواضع کی۔ پورا ایک مکان میرے قیام کے لئے خالی کروا دیا۔ مجھے اجازت دی کہ جب چاہوں اُن کی*

* مجلس میں بے تکلف آ سکتا ہوں۔ نیز اپنے افسروں کو حکم دیا کہ معلومات کی جمع و ترتیب میں میری ہر طرح مدد کریں۔

مطبوعات جدیدہ

غدر ۱۸۵۷ء

اور "تصویر کا دوسرا رخ"

(۲)

بلیک ہول اور عید کی قربانی

کوپر جو ان دنوں امرتسر کا ڈپٹی کمشنر تھا، اپنی کتاب "فسادات پنجاب" میں لکھتا ہے۔ "۲۶ نمبر پلٹن نے ۳۰ جولائی کو لاہور میں بغاوت کرکے اپنے کمان افسر کو قتل کیا تھا۔ اس کی پاداش میں تمام سپاہی تہ تیغ کر دئے گئے"!

۱۳ مئی کو ۲۸۰۰ ہندستانی سپاہیوں سے احتیاطاً اسلحے لے لئے گئے تھے، تقریباً تین ماہ تک ان پر سکھ اور انگریز پہرا دیتے رہے۔ ۳۰ جولائی کو سخت طوفان باد آیا۔ اور قیدیوں میں غیر معمولی جوش و خروش پایا گیا۔ اس اثنا میں ایک سپاہی تلوار لے کر باہر آیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو للکار کر کہا۔ آؤ انگریزوں کو قتل کر دیں۔ چنانچہ اس نے جاتے ہی کمان افسر کو قتل کر دیا۔ اور تمام فوج طوفان کی اوٹ میں بھاگ نکلی۔ ان میں سے سیکڑوں سپاہی سکھوں اور انگریزوں کی گولہ باری سے مارے گئے تھے۔ باقی ماندہ سپاہیوں نے دریائے راوی عبور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن پولیس نے مزاحمت کی۔ کوپر امرتسر سے اُن کے تعاقب میں آیا۔ اُسنے اپنی کتاب میں ان سپاہیوں کی حالت بیان کی ہے، "دیہات کے لوگ دریا کے کنارے باغیوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ ان میں سے ایک سو ۵۰ آدمیوں کو انھوں نے قتل کر دیا اور سیکڑوں کو دریا میں دھکیل دیا۔ چونکہ وہ ۴۰ میل سفر کرکے آئے تھے۔ اس لئے سخت تھکے ہوئے تھے۔ اور دریا کے پانی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ ناچار ڈوب گئے۔ باغیوں کی ایک خاصی تعداد دریا عبور کرکے ایک جنگل میں چھپ گئی تھی۔ کوپر نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دریا کو کشتیوں کے ذریعے عبور کیا۔ باغیوں کو خیال ہوا، اُن کا کورٹ مارشل کیا جائے گا اور وہ بغیر کسی مزاحمت کے گرفتار کر لئے گئے۔ پھر انھیں پولیس اسٹیشن کے ایک کمرہ میں بند کیا گیا۔ دوسرے روز سکھ لے آئے۔ کوپر کے ہمراہیوں میں مسلمانوں کی بھی کچھ تعداد تھی۔ چونکہ اسے شک تھا کہ شاید وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کریں۔ اس لئے انھیں رخصت دے دی گئی تاکہ امرتسر جاکر عید الضحی منائیں۔ عید الضحی قربانی کا تہوار ہوتا ہے۔ کوپر بھی ایک خاص قسم کی قربانی کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ خوش قسمتی سے پولیس اسٹیشن کے قریب ہی ایک خشک کنواں مل گیا۔ دس دس قیدیوں کو اکٹھا باندھا گیا اور باری باری باہر لاکر گولیوں کی بوچھاڑ سے مار دیا گیا۔ جب ۱۵۰ آدمی اس طرح مارے گئے۔ تو فائر کرنے والوں میں سے ایک بوڑھا آدمی بے ہوش ہو گیا۔ اس لئے مارنے والی جماعت کو کچھ عرصہ کے لئے آرام دیا گیا۔ پھر دوبارہ اسی طریقے سے قیدی مارے گئے۔ حتی کہ مقتولین کی تعداد ۲۳۷ تک پہنچ گئی۔ اتنے میں افسر کو معلوم ہوا کہ بقیہ باغی اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلنا چاہتے۔ جب دروازہ کھولا گیا۔ تو اتفاقاً بلیک ہول والے حادثے کا نقشہ سامنے موجود تھا، ۴۵ آدمی خوف، گرمی اور سانس بند ہونے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر مر چکے تھے۔ ان تمام باغیوں کی لاشیں اسی کنوئیں میں پھینک دی گئیں اور اوپر سے مٹی ڈال دی گئی۔ اس حادثہ کی تمام تر ذمہ داری کوپر پر عائد ہوتی ہے۔ جسنے تن تنہا سکھ فوج کی مدد سے بے شمار مسلمانوں کو ظالمانہ طریقے سے تباہ کیا، اسمیں شک نہیں۔ کہ بعد میں اس کی حرکت پر بڑی لعن طعن کی گئی۔ لیکن محض زبانی لعن طعن سے کیا ہوتا ہے؟ لارنس نے جو پنجاب کا گورنر (چیف کمشنر) تھا ایک خط میں اُس کی بڑی تعریف کی ہے، وہ لکھتا ہے:

"میں تم کو تمھاری کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ تم نے اور تمھاری پولیس نے بڑی جانبازی دکھلائی۔ گورنمنٹ تمھاری بہت مشکور ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان باغیوں کا انجام دوسرے آدمیوں کے لئے کافی تنبیہ ہوگی۔ جو باغی ادھر اُدھر منڈلا رہے ہیں اُنھیں پکڑنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے"۔ لارنس ۲ اگست ۱۸۵۷ء لاہور۔

لارنس کے بعد منٹگمری[1] پنجاب کا لفٹنٹ گورنر مقرر ہوا۔ اُسنے بھی اسی واقعہ کے متعلق کوپر کو خط لکھا۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے "جو کچھ تم نے کیا۔ بہت اچھا کیا۔ اس نازک وقت میں کسی حیلۂ حجت کی ضرورت نہ تھی۔ جب تک تم زندہ رہو گے، یہ تمھارے واسطے

---

[1] یہ واقعہ اگر زیادہ تفصیل کے ساتھ دیکھنا ہو تو سرجان لارنس کی سوانح عمری جلد دوم میں دیکھا جائے (الہلال)

صاحبان نے جلسوں اور اخباروں میں ظاہر فرمائیں، میری بے ادبی معاف فرمائی جائے اگر میں عرض کروں کہ اسے دیکھ کر میرا جیسا غیر جانبدار آدمی بھی اسلام کے متعلق اپنے خیالات پر قائم نہیں رہ سکا۔ اور جن لوگوں کے دل و دماغ پہلے ہی سے شک اور شبہات سے بھرے ہوئے ہونگے اور ہزاروں لاکھوں غیر مسلم ایسے ہی ہیں، اُن کے خیالات جیسے کچھ ہوگئے ہونگے اُس کا آپ اندازہ فرما لیجئے۔ اگر فی الحقیقت اسلام کی تعلیم اپنے ماننے والوں کے لئے ایسی ہی ہے اور اس کے احکام کا یہی حال ہے تو پھر وہ تعلیمات شُبہ سے خالی نہیں ہیں جو آپ نے میرے دل پر نقش کی ہیں، اور اگر حقیقت حال ایسی نہیں ہے، تو یہ باور کرنا بہت مشکل ہے کہ ہزاروں لاکھوں آدمی ایک ہی طرح کی بے بُنیاد بات پر اکٹھے ہو جائیں اور زور شور سے اس کا اعلان کریں اور اس کا رد نہ کیا جائے۔

اس بیہودہ پمفلٹ "رنگیلا رسول" پر مدت سے کیس چل رہا تھا۔ جب یہ چھاپا گیا تھا تو میں نے بھی دیکھا تھا، اور میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اسے پڑھ کر میرے دل پر اس کے سوا کوئی اثر نہیں پڑا کہ اُس کا لکھنے والا سخت حقیر و ذلیل ہوگیا۔ دُنیا میں کوئی شریف اور شائستہ انسان خواہ کسی مذہب اور اعتقاد کا ہو لیکن کبھی یہ بات پسند نہیں کرے گا کہ دُنیا کے اُن بانیان مذاہب کا جن کی تعلیمات نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو خدا پرستی کی راہ پر لگایا ہے، گندہ لفظوں میں ذکر کیا جائے، یا اُن کی زندگی کی نامعقول طریق پر ہنسی اُڑائی جائے۔ البتہ ایسے نادان اور جاہل آدمی اس دنیا میں ہمیشہ رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ جب مسلمان اخبارات نے اس کے خلاف پروٹسٹ کیا، تو میں نے انہیں بالکل حق بجانب سمجھا مجھے میرے بعض دوستوں نے بتلایا کہ اگرچہ یہ پمفلٹ ہر حال میں قابل اعتراض ہے لیکن یہ خود مسلمانوں کے ایک ایسے ہی گندہ پمفلٹ کے جواب میں لکھا گیا ہے لیکن میں نے کہا اگر کسی مسلمان نے لکھا تھا تو ایک بُرائی کی تھی، اور کسی انسان کے بُرائی کرنے کی وجہ سے دوسرے انسانوں کے لئے بُری بات اچھی نہیں ہو جا سکتی۔

یہاں تک تو یہ بات بالکل ٹھیک تھی، لیکن پھر اس کے بعد جو طریقہ ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تمام مسلمانوں نے اختیار کیا اور ایک کے بعد ایک جو باتیں کہی گئیں وہ نہ صرف حق و انصاف کے خلاف تھیں بلکہ کچھ عجیب طرح کی مذہبی مینٹلٹی ظاہر کرتی ہیں جنھیں کسی طرح بھی کسی ٹھیک راستے پر لیجایا نہیں جا سکتا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام لیڈروں اور مولنا صاحبان نے اور جمعیت العلما نے جس میں پانچ سو مولوی صاحبان کا ہونا بتلایا گیا ہے، فتویٰ جاری کر دیا کہ رنگیلا رسول لکھنے والے اور چھاپنے والے کو قتل کرنا چاہئے۔ اور یہ کہ شریعت اسلام کا قانون یہی ہے کہ جو بھی کوئی غیر مسلمان حضرت بانیٔ اسلام کے خلاف کوئی بدزبانی کرے، اسے فوراً مار ڈالنا چاہئے۔ مجھے معاف رکھا جائے اگر میں عرض کروں کہ اس بات کے کہنے میں تو کوئی بڑائی کی بات نہیں ہے کہ جب کبھی ہماری بن آئی تھی تو ہم اپنے خلاف ہر زبان دراز آدمی کو مار ڈالتے تھے۔ اگر اسلام کو اس پر فخر ہے تو یہ ایسا فخر نہیں ہے جو صرف اُسی کے حصے میں آیا ہو۔ جس کسی کو دُنیا میں طاقت ملی ہے اُس نے لوگوں کو قتل کیا ہے اور تلوار کے زور سے اپنی ہیبت قائم کی ہے۔ اسلام کا فخر تو اس بات میں ہونا چاہئے تھا کہ اُسنے انسانوں کو سزا دینے کی جگہ بخشا ہے، اور قتل کرنے کی جگہ زندگی بخشی ہے۔ جناب نے مجھے پچھلے سال لکھا تھا کہ اسلام کی اصلی اسپرٹ انسانیت کی اسپرٹ ہے اور یہی فرق اُس میں اور تمام مذاہب میں ہے۔ اُس نے ہر گوشہ کو انسانیت کی نظر سے دیکھا ہے۔ ملک، جماعت، اور وطن کی نگاہ سے نہیں دیکھا ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی حالت میں کیونکر اسلام کا یہ قانون انسانیت کی اسپرٹ کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ جہاں کوئی نادان اور جاہل آدمی بانیٔ اسلام کے خلاف بدزبانی کرے فوراً اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئیے جائیں۔

آپ یقین فرمائے کہ یہ بات میری اس عقیدت کی جو میں اسلام سے رکھتا ہوں اتنی خلاف تھی کہ پہلے تو مجھے اس پر یقین نہیں ہوا لیکن اس کے بعد میں نے جب خود جمعیت العلما اور انجمن خدام دین اور مولنا محمد علی صاحب کے فتوے اپنی آنکھوں سے دیکھے تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا کہ اسے تسلیم کر لیتا۔

اچھا اگر یہ اسلام کا قانون بھی ہو جب بھی ہندوستان میں اسے رائج کرنے کا مطالبہ کرنا میں نہیں سمجھتا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر بانیٔ اسلام کے لئے مسلمان ایسا قانون چاہیں گے تو دوسرے مذاہب بھی مطالبہ کرینگے۔ پھر کیا مسلمان اس سے متفق ہونگے کہ جو مسلمان ہندؤں، پارسیوں، بدھسٹوں کے بزرگوں کے خلاف بدزبانی کرے، اُسے فوراً قتل کر ڈالنا چاہئے؟

جس قدر واقفیت مجھے اسلام کی کتابوں سے ہے، اسکے مطابق میں نے اس قانون کی تحقیق کرنی چاہی۔ مجھے اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ لیکن رسالہ ورتمان کیس میں جن مولوی صاحبان نے شہادت دی ہے، انھوں نے بتلایا ہے کہ کتاب سارم سلول (الصارم المسلول) میں ایسا ہی لکھا ہے۔ میں نے یہاں اپنے مسلمان دوستوں سے اس کتاب کے بارے میں پوچھا تو وہ کچھ نہیں بتلا سکے۔ بہرحال جمعیت العلما کے فتوے اور مولنا محمد علی صاحب کے اعلان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا حکم ایسا ہی ہے۔

علاوہ بریں اس معاملہ میں یہ طریق عمل بھی اسلام کے اخلاق کا کوئی اچھا اثر ہم لوگوں پر نہیں ڈال سکتا کہ جس شخص نے اسلام کے خلاف کچھ لکھا ہو اُسے بازاری گالیاں دی جائیں۔ اور ملعون، کُتا، اور ایسے ہی لفظ کہے جائیں جیسے مولنا محمد علی صاحب جیسے ذمہ دار لیڈر برابر اپنی تقریروں میں کہتے رہے۔ کیا اُس شخص کو گالی دینے سے اُس کی اس بدزبانی اور بے ادبی کا بدلہ لیا جا سکتا ہے جو اُس نے بانیٔ اسلام جیسے عظیم الشان انسان کی شان میں کی ہے؟ اگر نہیں تو اس طرح کی گالیاں دینے سے خود اپنا اخلاق خراب ہوتا ہے۔ اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آتی کہ محض ایک دو نادان اور بدزبان آدمیوں کے کچھ لکھ دینے پر اس قدر جوش و خروش دکھلایا جائے، گویا مسلمانوں کے لئے کوئی بڑی مصیبت کی بات پیش آگئی ہے حالانکہ خود مسلمان صاحبان تمام غیر مذاہب کے خلاف برابر ہر قسم کی اچھی بُری باتیں کہتے آئے ہیں اور ان کی وجہ سے کبھی نہ تو ہندوؤں نے اس طرح شور مچایا ہے نہ عیسائیوں نے۔ یقیناً اس طرح کی باتوں سے جو مینٹلٹی ثابت ہوتی ہے وہ قابل تحسین نہیں ہے۔

یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ ہندوؤں میں آریہ سماج کے قائم ہونے سے پہلے نہ تو کسی طرح کا تبلیغ کا خیال تھا، اور نہ وہ مذہبی بحث مباحثہ کرتے تھے۔ لیکن مسلمانوں کی جانب سے ہمیشہ کتابیں انکے خلاف لکھی جاتی تھیں۔ میں نے لاہور میں پانچ کتابیں ایسی دیکھی جو اب ایجی ٹیشن کی وجہ سے چند صاحبوں نے جمع کی ہیں، اور میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ ان میں ہندوؤں کے رشیوں اور اوتاروں کے خلاف جو بے ہودہ باتیں لکھی ہیں وہ اس بیہودگی سے بہت زیادہ ہے جو رنگیلا رسول لکھنے والے نے دکھلائی ہے۔ یہ کتابیں بیس بیس تیس تیس برس سے ہزاروں کی تعداد میں چھپکر فروخت ہوتی ہیں، لیکن کبھی ہندؤں نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ ان کے لکھنے والوں کے سر قلم کر دئیے جائیں۔ معلوم نہیں جناب والا کی نظر سے یہ کتابیں گزری ہیں یا نہیں۔ اگر ارشاد ہوگا تو میں بھجوا دوں گا۔ ایک کتاب تحفۂ آتھم ہے۔ جو مولوی عبداللہ صاحب نے لکھی ہے جو دہلی کے بڑے مولوی ہیں۔ اس میں ایک نظم ہے جس کا ٹیپ یہ ہے:

کہو یہ کون دھرم ہے؟

اس میں ہندؤں کے رشیوں اوتاروں کے خلاف اس قدر فحش اور گندہ طریقہ سے اظہار خیال کیا ہے کہ کوئی مہذب آدمی اسے پڑھ بھی نہیں سکتا۔ میری ناقص عقل اس بات سے عاجز ہے کہ جب خود مسلمانوں کا یہ طرز عمل دوسروں کے ساتھ ہے تو وہ خود اس قدر حد سے زیادہ شور و غل کیسے مچا سکتے ہیں؟

علاوہ بریں یہ بات بھی بڑی عجیب ہے کہ اسلام کے قانون میں اپنے مخالفوں کے لئے معافی کی کوئی جگہ نہیں۔ رنگیلا رسول کے پبلشر نے صاف لفظوں میں اظہار افسوس کر دیا تھا، لیکن مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا کہ نہیں اسے قتل کرنا چاہئے!

مجھے میرے دوستوں نے کہا ہے کہ اسوقت ملک کی جو حالت ہو رہی ہے اور مسلمانوں کے اندھا دھند جوش و خروش کا جو حال ہو رہا ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ مصلحت کے خلاف ہوگا کہ جناب کوئی بات بھی اپنے ہم مذہبوں کی عام رائے کے خلاف کہیں اسی لئے یہ سب کچھ آپ دیکھتے ہیں لیکن خاموش ہیں۔ اگر میرے دوستوں کا یہ خیال صحیح ہو تو اگرچہ یہ بات میرے لئے بڑے ہی رنج کی ہوگی لیکن میں ایسی گستاخی نہیں کر سکتا کہ اس بارے میں زبان کھولوں۔ کم از کم یہی کیجئے کہ اس بارے میں میرے دل کے شکوک دور کر دیجئے کیونکہ ان کی وجہ سے مجھے بہت ہی پریشانی ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ صاف صاف معلوم ہو جائے کہ اسلام کے احکام اور تعلیمات کیا ہیں۔

اگر جناب ترتیب کے ساتھ جواب عنایت کرینگے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ میں نمبروار عرض کر دیتا ہوں:

(۱) کیا واقعی یہ اسلام کا قانون ہے کہ جو شخص حضرت بانیٔ اسلام کے خلاف بدزبانی کرے، اسے فوراً قتل کر دینا چاہئے اور جس مسلمان کے سامنے ایسا کرے، اُس کا مذہبی فرض ہے کہ اُسی وقت اُس کا سر اُڑا دے؟

(۲) کیا اسلام کا یہ حکم ہے کہ اگر کسی قوم کا ایک آدمی حضرت پیغمبر اسلام کے خلاف بدزبانی کرے تو جب تک اس کے تمام ہم قوم (جنھوں نے شاید اُس بدزبانی کرنے والے کا نام بھی نہ سنا ہوگا) اسکو برا بھلا نہ کہیں۔ تمام قوم کا بائیکاٹ کر دینا چاہئے؟ اور اپنی بستی سے نکال دینا چاہئے۔

(۳) کیا اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر کوئی غیر مسلمان ایسا کرے تو اسے گلا گھونٹ کر مار ڈالنا چاہئے جیسا کہ مولنا محمد علی صاحب نے فرمایا ہے؟

(۴) آپکے خیال میں یہ مطالبہ ٹھیک ہے کہ ہندوستان میں ایسا قانون بنانا چاہئے کہ جو شخص ایسا کرے اسے قتل کر ڈالا جائے؟

(۵) کیا اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر ایسا شخص اپنی غلطی مان لے اور اس پر افسوس ظاہر کرے، تو وہ مسلمانوں کو قبول نہیں کرنا چاہئے اور اسے جسمانی سزا دلانے پر اڑ جانا چاہئے؟

(۶) جو کتابیں دیگر مذاہب کے خلاف خود مسلمان مولوی صاحبان لکھتے آئے ہیں اور اس میں رنگیلا رسول جیسی زبان استعمال کی گئی ہے، کیا وہ بھی اسی طرح سزا کی مستحق نہیں ہیں جیسی رنگیلا رسول اور رسالہ ورتمان ہیں؟

(۷) سو دو سو برس سے جو سیکڑوں عیسائی مشنری اسلام کے خلاف سخت سے سخت کتابیں لکھتے آئے ہیں اور اسوقت ہزاروں کی تعداد میں وہ موجود ہیں، کیوں انکے خلاف اس قدر جوش و خروش نہیں دکھلایا گیا جس قدر اس موقعہ پر دکھلایا گیا ہے؟

(دیکھو ۵ کالم اول)

سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اُسنے کہا انکے خاوندنے انھیں قتل کردیا ہے کہ مبادا یہ عورتیں انگریزوں کے قابو میں آجائیں۔ کیونکہ وہ یہ بے عزتی برداشت نہیں کرسکتے۔ پھر اُسی آدمی نے انکے شوہروں کی لاشیں دکھائیں۔ جنھوں نے اس فعل کے بعد اپنے آپ کو قتل کردیا تھا۔ اس شہر نے نادر شاہ کے قتل عام کے بعد ایسے خوفناک مناظر کبھی نہیں دیکھے تھے۔ جسدن دہلی فتح ہوئی، وہ لوگ جو ہمارے خلاف لڑرہے تھے، شہر سے نکلکر بھاگ گئے تھے۔ صرف وہ لوگ رہ گئے تھے جنھوں نے بغاوت میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ لیکن افسوس! وہ بلا امتیاز قتل کئے گئے۔

اکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا نے جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب سمجھی جاتی ہے، یہ واقعات قطعاً نظر انداز کردئے ہیں۔ اسنے صرف معمولی طور پر ایک مہذب فوج کے داخلۂ شہر کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہی تاریخ نادر شاہ کے قتل عام کی بڑی مہیب تصویر دکھلاتی ہے۔ حالانکہ نادر شاہ کا قتل عام اس غدر کے قتل عام کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ نادر شاہ کا قتل عام صرف چند گھنٹے رہا تھا، اور یہ کئی ہفتوں تک جاری رہا۔

حادثۂ کانپور

بعض انگریز مورخ کہتے ہیں کہ چونکہ باغیوں نے کانپور میں انگریزوں پر ظلم ڈھائے تھے، اس لئے وہ انتقام لینے میں حق بجانب تھے۔ میں ذیل میں کانپور کے حادثہ کے متعلق چند واقعات درج کرتا ہوں۔ آپ ناظرین خود اندازہ لگالیں گے کہ صورت حال کیا تھی۔

سر جارج فارسٹ نے اپنی کتاب "ہندوستانی بغاوت" میں لکھا ہے۔ "یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ ان سپاہیوں نے جو انگریز قیدیوں کی حراست پر مامور تھے، اُنھیں قتل کرنے سے انکار کردیا تھا، یہ ظالمانہ فعل نانا کے ۵ بدمعاش ہمراہیوں میں سے ایک کنجرے کی ایما سے سرزد ہوا تھا۔ اس فعل کی ذمہ داری کسی صورت میں بھی تمام ہندوستانی قوم پر عائد نہیں ہوسکتی۔ جب کوئی انگریز کسی تاریخ میں پڑھتا ہے کہ مسز جیمز یا مسز جینگز کو کسی ہندوستانی نے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ تو اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ لیکن دوسری طرف یہ امر بھی مسلمہ ہے۔ کہ سیکڑوں عورتیں اور بچے انگریزی فوجوں کی بدولت اس جہان فانی سے کوچ کرگئے۔ اگر ہمیں ایک انگریز لیڈی کے خوفناک انجام سے ہمدردی ہے، تو ہمیں یہ بھول نہ جانا چاہئے کہ ہندوستان کے باشندے بھی آخر انسان تھے۔ کانپور کے کنوئیں کا حادثہ کوئی آدمی پسند نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اسوقت ہیولاک باغیوں کو شکست دے کر کانپور کی طرف بڑھ رہا تھا، اور باغیوں نے جب ہمارے قتل و صلب کی شہرت سنی تو انھوں نے بھی اشتعال میں آکر قیدیوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جیسا کہ اُنکے بھائیوں اور بہنوں سے ہورہا تھا۔"

ان دنوں یہ عام افواہ ہمارے لوگوں نے مشہور کر رکھی تھی کہ ہندوستانیوں نے انگریز عورتوں کی عصمت دری کی اور پھر انھیں قتل کردیا، سر جارج کیمبل ان تمام روایات کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں اور تمام مشہور مورخ اُن کی تائید کرتے ہیں۔"

(ترجمہ محمد علی وکیل ایبٹ آباد)

مراسلات

ایک جواب طلب مراسلہ

دلآزار مذہبی تحریریں اور مسلمانوں کا پچھلا مظاہرہ

اسلام اور سزاءِ قتل

مندرجۂ ذیل مراسلت پنجاب کے ایک ہندو دوست کی ہے جو وہاں کی ایک مذہبی انجمن کے عہدہ دار بھی ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں اُنھوں نے مجھ سے خط و کتابت کی تھی اور اپنی طبیعت کی مذہبی بے اطمینانی اور جستجوئے حق و حقیقت کا شوق ظاہر کیا تھا۔ جب کبھی کوئی آدمی اس بارے میں مجھ سے مشورہ کرتا ہے، تو میں ہمیشہ اُسے تقلیدی بندشوں سے آزاد ہونے اور مذاہب کے آزادانہ مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں۔ یہی مشورہ میں نے انھیں بھی دیا۔ اس پر اُنھوں نے بہت سے سوالات لکھکر بھیجے جن میں سے بعض سوالات کا تعلق اُن شکوک سے تھا جو نفس مذہب اور اُس کی ضرورت سے تعلق رکھتے تھے، اور بعض کا تعلق مسیحیت اور اسلام سے تھا۔ چونکہ خط و کتابت کے ذریعہ اس طرح کے معاملات انجام نہیں پاسکتے، اس لئے میں نے اُنھیں لکھا کہ چند دنوں کے لئے کلکتہ آجائیں اور میرے پاس ٹھہریں۔ وہ آئے اور کچھ عرصہ تک یہاں مقیم رہے۔ میں نے محسوس کیا کہ بہت حد تک اُن کی طبیعت تقلیدی بندشوں سے آزاد ہوچکی ہے، اور آزادیٔ فکر کے ساتھ مسائل کے مطالعہ کی استعداد رکھتے ہیں۔ وہ جب واپس جانے لگے تو اُنھوں نے اعتراف کیا کہ اُن کی طبیعت کا وہ تمام اضطراب دُور ہوچکا ہے۔

اس کے بعد وقتاً فوقتاً وہ مجھ سے خط و کتابت کرتے رہے۔ گزشتہ دسمبر میں گوہاٹی کانگرس کے موقعہ پر پھر کلکتہ آئے اور مجھ سے ملے، اور میں نے اُن کی قلبی حالت سابق سے زیادہ ترقی یافتہ پائی۔

اس ہفتہ اُن کی یہ تحریر میرے نام آئی ہے۔ ضرورت نہ تھی کہ اسے الہلال میں درج کیا جاتا۔ میں حسب معمول اسکا جواب اُنھیں بھیج دیتا، لیکن تحریر کے آخر میں اُنھوں نے جو کچھ لکھا ہے، اور اس سے اُن کی طبیعت کے جن تأثرات کا پتہ چلتا ہے، اُن کے ازالہ کے لئے ضروری ہوگیا کہ یہ خط الہلال میں درج کردیا جائے، اور الہلال ہی کے ذریعہ جواب دیا جائے۔ اس ہفتہ یہ شائع کردیا جاتا ہے، لیکن جواب آئندہ ہفتہ لکھ سکوں گا، کیونکہ آج یکایک شملہ جانے کا ارادہ کرلینا پڑا۔ اس لئے تحریر کی مہلت نہیں ہے۔ (ابوالکلام)

میں نے ادھر مدت سے کوئی عریضہ آپ کی خدمت میں اس لئے نہیں بھیجا کہ میں ارادہ کرچکا تھا راولپنڈی کے معاملات نپٹا کر کلکتہ میں حاضری دوں گا۔ لیکن گھر کے جھگڑے ایسے نکل آئے کہ اب تک چھٹکارا نہ ہوسکا اور شاید کچھ دنوں اور اسی طرح نکل جائیں۔ میرا بھی یہ خیال تھا کہ جناب کے اوقات میں خلل نہیں ڈالتا اور ساری باتیں اپنی حاضری پر اٹھا رکھتا، لیکن اس طرف ایک معاملہ نے میرے خیالات میں نہایت پریشانی پیدا کردی ہے اور میں اسکو زیادہ دیر تک روک نہیں سکتا۔ مجھ کو یقین ہے کہ وہ معاملہ میرے ہی لئے نہیں بلکہ مجھ سے زیادہ ہزاروں انسانوں کے لئے بے دلی اور پریشانی کا سبب بن رہا ہوگا اس لئے مجبوراً یہ عریضہ لکھکر جناب کا تھوڑا سا وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ آپ اس عریضہ کا جواب، یا اسے چھوڑکر بطور خود اس معاملہ میں اپنی رائے اخبارات کے صفحوں پر شائع کردیتے یا الہلال ہی میں ارقام فرماتے لیکن اگر پبلک میں اس کی اشاعت خلاف مصلحت ہو تو کم سے کم میرے دل کا اضطراب تو دُور کردیں۔

جناب پر ایک مدت سے میرے دل کا حال پوری طرح روشن ہے میں ہر طرح کے مذہبی اور کمیونل تعصبات سے الگ ہوکر مذاہب عالم میں سچائی اور حقیقت کا متلاشی ہوں، اور مجھے آپکی ذات مبارک سے اس بارے میں وقتاً فوقتاً جو مدد ملی ہے، اس کے لئے مدة العمر میں آپ کا احسان مند رہوں گا۔ آپ نے میری آنکھوں پر سے کج فہمی کے بہت سے پردے ہٹادئے، اور میرے دل کو جو پرانے مذاہب کی حالت دیکھکر مذہب کی طرف ہی سے برگشتہ ہوگیا تھا، پھر مذہب کی صداقتوں کی راہ پر لگا دیا۔ خصوصاً مذہب اسلام اور اُس کے بانی کی تعلیم کی جو حقیقت آپنے مجھ پر روشن کردی وہ ایسی ہے کہ میرے خیال میں کوئی انسان بھی جو انصاف اور حق پرستی سے بالکل محروم نہ ہوگیا ہو اُس کی طرف بے اختیار کھنچے ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کم سے کم وہ اُس کی عزت اور احترام کرنے سے تو کبھی انکار نہیں کرے گا۔

……

آپ کو معلوم ہے کہ میں دو برس سے بالکل ایک دوسری ہی نگاہ سے مذہبی صداقت کا مطالعہ کررہا ہوں، لیکن مجھے معاف کیجئے گا۔ ایک بہت بڑی مشکل ہم لوگوں کی راہ میں یہ ہے کہ آپ جیسے بزرگ اسلام کی تعلیم اور اسپرٹ جو ظاہر کرتے ہیں، وہ جب دوسرے مسلمانوں کی تعلیم میں ڈھونڈھی جاتی ہے، تو صرف یہی نہیں کہ نہیں ملتی بلکہ برخلاف اس کے ایسی ایسی باتیں سامنے آجاتی ہیں کہ کوئی انصاف پسند دماغ شک و شبہ کے طوفان سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ابھی حال میں پمفلٹ "رنگیلا رسول" پر جو ایجی ٹیشن شروع کیا گیا اور جو باتیں بڑے بڑے مسلمان لیڈروں اور مولانا

کو ترکی کے خلاف اکساتے ہیں۔ یہ اخبار، اجنبیوں کے پروردہ ہیں اور اُنہی کے اشاروں پر ناچتے ہیں"

یہ اخبارات کی باہمی ٹکر ہے۔ لیکن اب تک دونوں حکومتیں بالکل خاموش ہیں۔ بلکہ دوستانہ تعلقات کی موجودگی کا یقین دلا رہی ہیں۔ چنانچہ ایرانی سفارت کے معتمد علم زندی خاں نے اخبارات کو حسب ذیل بیان دیا ہے:

"اخبار آزاد ہیں، جو چاہیں لکھیں۔ ایرانی اخبارات کی طرح ترکی جرائد بھی سخت لہجہ اختیار کر لیتے ہیں، اور اُن کا لب لہجہ ایران کی مخالفت پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کی باتیں ہرگز دو مشرقی اور اسلامی ملکوں کے تعلقات پر اثر نہیں ڈال سکتیں جن کی دوستی مشترک فوائد پر استوار ہے"

تقریباً یہی خیال خود ایرانی سفیر نے بھی ظاہر کیا ہے۔ اُس نے کہا "دونوں ملکوں کی دوستی پائدار اور دوامی ہے۔ دونوں حکومتیں پورے حزم و اخلاص سے تمام مسائل حل کرنے پر کمر بستہ ہیں۔ کوئی حادثہ بھی ہمارے تعلقات خراب نہیں کر سکتا"

اُمید کی جاتی ہے، جلد یہ معمولی نزاع ختم ہو جائے گی۔

ترکی پایۂ تخت

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے سفر آستانہ سے بعض حلقوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ترکی پایۂ تخت، جلد انگورہ سے قسطنطنیہ میں منتقل ہو جائے گا۔ مگر انگورہ کا نیم سرکاری اخبار "حاکمیت ملت" اس کی تردید کرتا ہے۔ اُس نے لکھا ہے:

"جب ہم نے ارادہ کیا کہ ترکی کی از سر نو تعمیر کریں تو اس میں یہ خیال ہرگز ہمارے سامنے نہ تھا کہ ساتھ ہی غیروں کی خوشی کا بھی ہمیں سامان کرنا چاہئے۔ ہم نے ضرورتاً انگورہ کو پایۂ تخت بنایا تھا۔ وہ ضرورت اب تک موجود ہے۔ جب تک ہم امن و امان کے سایہ میں چل کر اپنا مقصد حاصل نہ کر لیں، اُسوقت تک انگورہ ہی کو پائے تخت رہنا چاہئے لہٰذا۔ اس کی تبدیلی کا سوال، اسوقت پیدا ہی نہیں ہو سکتا"

مکتوب شام

(الہلال کے نامہ نگار مقیم دمشق کے قلم سے)

ہائی کمشنر کا بیان

ادہر دو تین ہفتے سے میں نے کوئی مکتوب آپکو نہیں لکھا۔ کیونکہ حالات میں کوئی قابل ذکر تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ ہائی کمشنر کے لبوں پر جو مہر سکوت شروع سے لگ گئی تھی، وہ اب تک باقی تھی۔ ہر طرف افواہوں کی گرم بازاری تھی، مگر حقیقت کا کہیں پتہ نہ تھا۔ حکومت جتنا زیادہ ابہام و اخفا برتتی تھی، افواہیں اُتنی ہی زیادہ پھیلتی تھیں۔ اکثر لوگوں کا رجحان یہ تھا کہ حکومت کچھ نہ کچھ کرنے والی ہے۔ اگر سب نہیں تو ملک کے مطالبات کا ایک بڑا حصہ ضرور قبول کر لے گی۔ خصوصاً اب جبکہ دروزی مجاہدین نے ہتیار ڈال دیئے ہیں، حکومت بھی نرم ہو جائے گی اور باشندوں کی ضرور اشک شوئی کر دے گی۔

لیکن اِن فریب خوردوں کو اگرچہ بہت زیادہ انتظار کرنا پڑا، تاہم وہ دن آ ہی گیا جب اُنھیں حقیقت عُریاں کے مشاہدے پر مجبور ہونا پڑا۔ مدت تک نقاب پوش رہنے کے بعد ہائی کمشنر نے اپنا مُنہ کھولا تو اُس میں کر و حیلے کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ دروزی جہاد ختم ہو جانے سے حکومت کی ہمت بلند ہو گئی۔ اب اُسے کوئی خوف بھی باقی نہ رہا۔ چنانچہ ہائی کمشنر نے اپنی پالیسی اور حکمبردار سلطنت فرانس کی سیاست جو دہ شام کے بارے میں طے کر چکی ہے، ظاہر کر دی۔ ہائی کمشنر کا بیان یقیناً تمام مشرق کے لئے عبرت و موعظت کا ایک سبق ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہے:

"ہائی کمشنر کو اپنے قیام پیرس کے دوران میں بارہا موقع ملا کہ فرانسیسی حکومت اور فرانسیسی پارلیمنٹ کی معاملات خارجیہ کی کمیٹی کے روبرو شامی صورت حال کے متعلق اپنی تحقیقات پیش کر دیں خصوصاً باشندوں کی وہ اُمیدیں صفائی کے ساتھ ظاہر کر دیں جو شام کے مختلف حصوں میں دورہ کرنے کے بعد اُنھیں معلوم ہوئی تھیں۔

ہائی کمشنر نے شام میں اپنی واپسی کے بعد مختلف حکومتوں کے ذمہ داروں سے بھی بار بار تبادلۂ خیال کیا۔ حکمبردار حکومت کے خیالات و مقاصد اُن پر ظاہر کئے اور وہ بنیادیں پوری وضاحت سے پیش کر دیں جن پر وہ اپنی سیاست کی بنا رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ بنیادیں حسب ذیل ہیں:

(۱) معاہدۂ حکمبرداری کی دفعہ ایک کی رُو سے چونکہ فرانس نے اپنے سر یہ ذمہ داری لے لی ہے کہ "شام اور لبنان کے لئے وہ راستہ ہموار کرے گا جس پر چل کر وہ بتدریج خود مختار بن سکیں گے" اور یہ کہ وہ اُن کی امداد خود مختاری کی ظروف و حالات کے مطابق ہمت افزائی کرے گا۔ اس لئے فرانس مجلس اقوام سے حاصل کی ہوئی اپنی یہ ذمہ داری برابر پوری کرتا رہے گا۔ یہاں پر اس ذمہ داری سے دست بردار ہو جانے کا ہرگز کوئی سوال پیش نہیں ہو سکتا۔

(۲) اس ذمہ داری کی حیثیت:

معاہدۂ ورسیلز کی دفعہ ۲۲ کی تطبیق، مشرق میں بہت ہی زیادہ مشکل معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہاں کی بعض جماعتیں مدت دراز سے ترقی کے اُس درجہ تک پہنچ گئی ہیں جس نے اُنھیں مشرق قریب کی ترقی پذیر قوموں کی صف اول میں پہونچا دیا ہے۔ حکمبردار سلطنت نے امن و امان برقرار رکھتے ہوئے، جو ترقی کی اصلی بنیاد ہے، اِن جماعتوں کی اُمیدیں پوری کرنے میں کبھی غفلت نہیں برتی۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ان اُمیدوں کی تطبیق میں اب تک بکثرت رکاوٹیں حائل ہوتی رہی ہیں اور یہ صرف اسوجہ سے کہ اُن میں باہم بہت زیادہ تناقض موجود ہے۔

اِن جماعتوں کی اُمیدیں بر لانا، شام میں فرانسیسی سیاست کی ایک بڑی بنیاد ہے۔ حکمبردار سلطنت اب تک اپنی اس سیاست پر قائم ہے اور عزم بالجزم کئے ہوئے ہے کہ ہمیشہ یہ اُمیدیں پوری کرتی رہے گی جب تک وہ دائرۂ نظام اور امن و امان میں رہیں اور جب تک اقلیات کے حقوق، جن کی معاہدوں نے ضمانت کر دی ہے، اور ملک کے عام مصالح کے خلاف نہ ہوں۔

(۳) فرانسیسی سیاست کا دوام اور قانون اساسی۔

یہ سیاست، جسے مسیو دی جوونل پوری وضاحت سے معین کر چکے ہیں اور جسے حکومت فرانس اور مجلس اقوام نے منظور کر لیا ہے، ضرور ہے کہ ملک کے قانون اساسی میں قائم رکھی جائے۔ ہائی کمشنر پوری مضبوطی سے اس سیاست کو برقرار رکھیں گے۔

لیکن یاد رہے کہ قانون اساسی، صرف وہی لوگ بنائیں گے جو اُسے ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ وہی حکومتیں اسکے بنانے میں شریک ہوں گی جو موجودہ نظام کے ماتحت ملک میں قائم ہیں۔ اِنہی حکومتوں کو حق ہے کہ ملک کے مصالح پر غور کریں، اپنے باہمی اختلافات مٹانے کی سعی کریں، اور مشترک مصالح کے لئے باہم معاہدے طے کریں۔ حکمبردار سلطنت، انہیں ہر ممکن مدد دے گی اور انکے مابین حَکَم کی حیثیت سے کام کرے گی۔

اگر جدید نظام پر پورے ملک کی رضامندی ضروری سمجھی گئی تو اس مقصد کے لئے بھی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اگر رضامندی کا حاصل کرنا ممکن نہ ہوا تو حکمبردار سلطنت، امن و امان کی حفاظت اور مستقبل کی درستگی کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرے گی۔

(۴) امن و امان

اب ملک میں ایک مرتبہ پھر امن و امان پوری طرح عام ہو گیا ہے۔ حکمبردار سلطنت نے اس راہ میں عظیم کوششیں اور بہت بڑی قربانیاں کی ہیں۔ اس سے یہ صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ فرانس اُس دوستی کے برقرار رکھنے کا غیر متزلزل ارادہ رکھتا ہے جو اُسے ملک شام و لبنان سے ہے۔

ملک کی ترقی کے لئے امن و امان کی موجودگی ضروری ہے۔ بدامنی سے ہرگز کوئی فائدہ پہنچ نہیں سکتا۔ بلکہ اُلٹے نقصان یقینی ہے۔"

یہ ہائی کمشنر کے بیان کا ضروری حصہ ہے۔ ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ بیان کس درجہ مضطرب اور بے معنی ہے؟ اُس کے اگر کچھ معنی ہیں تو صرف یہ ہیں کہ فرانس، شام کے مطالبات منظور نہیں کرے گا بلکہ اپنی جنگی قوت سے اُسے بدستور محکوم و مقہور رکھے گا۔

فرانس کی بدنیتی

شام میں فرانس کی بدنیتی کا ایک ثبوت، مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ، یہ ہے کہ اُس نے شکست خوردہ دروزی مجاہدین کی بیچارگی سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ چنانچہ گزشتہ ہفتے حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جبل دروز کے باشندوں نے ملک شام سے اپنی کامل علحدگی کا مطالبہ کیا ہے۔ نیز وہ چاہتے ہیں کہ اُنکے علاقے پر حاکم، فرانسیسی ہوا کرے۔

ملک کی عام رائے اس منحوس خبر سے بہت پریشان ہوئی، کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ شام کی سیاسی وحدت اب تک جس قدر پراگندہ ہو چکی ہے، فرانس کی نظر میں وہ کافی نہیں ہے۔ فرانس ابھی اس بدنصیب ملک کے اور بھی بہت سے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے۔ جبل دروز کی علحدگی کے بعد شام، صرف دمشق اور مضافات کے علاقے کا نام رہ جائے گا۔

سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ جن دروز سرداروں کی طرف یہ مطالبہ منسوب کیا جا رہا ہے، وہ ملک میں نہایت ہر دل عزیز تھے۔ مثلاً عبد الغفار پاشا اطرش، امیر حسن، نجم پاشا حلبی، شیخ محمد الہجری، حمزہ درویش وغیرہم۔ حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اس سے پہلے ملک کی سیاسی تقسیم و تجزی کے سخت مخالف تھے۔ بلکہ اُنکے خونیں جہاد کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ موجودہ تقسیم منسوخ کر دی جائے، اور ملک میں ایک ہی وحدت سیاسی قائم ہو۔

لیکن بہت جلد حقیقت آشکارا ہو گئی۔ عام رائے نے معلوم کر لیا کہ یہ چیز بھی فرانس کی بدنیتی نے پیدا کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پچھلے ہفتے ہائی کمشنر، دمشق آئے۔ اُن کے ساتھ اُن کا نفس ناطقہ کرنل کیٹرو بھی تھا۔ یہ شخص اپنی ظلم پسندی اور ملک شام سے دشمنی میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ دمشق سے یہ جبل دروز گیا اور وہاں دروزی سرداروں سے مذکورۂ بالا محضر پر دستخط کرنے کو کہا۔ اُنھوں نے انکار کیا مگر اِسنے اُنھیں اپنی قوت کی زور سے مجبور کر دیا۔

اس واقعہ نے باشندوں کو فرانس سے اور بھی زیادہ بدظن کر دیا ہے۔

ایک اور مصیبت

یہ مصائب کیا کم تھیں کہ ملک پر ایک تازہ مصیبت، خود ایک ملکی کے ہاتھوں نازل ہو رہی ہے۔ داماد احمد نامی بک، دمشق کی عارضی حکومت کا صدر ہے۔ اسکے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ شام کے تخت شاہی پر عنقریب متمکن ہوگا۔ اس طمع میں یہ بالکل فرانس کا غلام بن گیا ہے اور بُری طرح خادمان قوم کو ستا رہا ہے۔ حال کا واقعہ یہ ہے کہ اسنے اخبار الجرائب کے ایڈیٹر شدیاق آفندی کو دمشق سے نکل

[illegible]

بریدِ شرق

مکتوب آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

شاہ مصر کا سفر انگلستان۔ ترکی قرضے کا تصفیہ۔ ٹرکی اور ایران۔ ترکی پائے تخت

شاہ مصر کا سفر انگلستان

ترکی اخبارات، شاہ مصر کے سفر انگلستان کو بہت اہمیت دے رہے ہیں اور اسے نہ صرف مصر بلکہ تمام مشرقی ممالک کے لئے اخلاقی حیثیت سے مفید سمجھتے ہیں۔ چنانچہ موقر اخبار "وقت" یوں اظہار خیال کرتا ہو:

"شاہ مصر کی یہ سیاحت ایک نہایت پیچیدہ سیاسی مسئلہ کے حل کے لئے آخری قدم ہو۔ اب سے پہلے مصر کے سب سے بڑے ماہرین سیاست مثلاً سعد پاشا زغلول اور عدلی پاشا یکن نے سر توڑ کوششیں کیں، مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اب خود شاہ مصر اپنے وزیر اعظم کے ساتھ انگلستان روانہ ہوئے ہیں تاکہ مسئلہ مصر، جو ۴۵ برس سے لاینحل ہو رہا ہو، قطعی طور پر حل ہو جائے۔ اب یہ دیکھنا باقی ہو کہ اس آخری کوشش کا نتیجہ کیا نکلتا ہو؟ اگر اب بھی یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو سمجھ لینا چاہئے، وہ آئندہ کبھی مفاہمت سے حل نہ ہوگا، اُس کا فیصلہ صرف قوت و تشدد ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہو"

"۱۸۸۲ء میں انگریزوں نے صریح جبر و ظلم سے مصر پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان بچانے کے لئے برطانیہ کو مصر کی ضرورت تھی، جیسا کہ اسی مقصد کے لئے اُسے دنیا کے ہر ملک پر قبضہ کی ضرورت ہو۔ برطانیہ کا عزم صمیم تھا کہ مصر کو بالکل ہضم کر جائے۔ چنانچہ جنگ عمومی کے موقعہ پر اُس کے الحاق کا اعلان بھی کر دیا۔ مگر اُسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یہ زہریلا لقمہ کسی طرح بھی ہضم نہیں کیا جا سکتا۔ مصر، اکال الامم ہو۔ بہت سی قوموں نے اُسے ہضم کرنا چاہا، مگر جس نے بھی اُسے نگلنے کی جرأت کی، خود فنا ہو گیا۔ چنانچہ چند ہی سال بعد انگلستان بھی یہ لقمہ اگلنے پر مجبور ہوا اور مصر کے الحاق سے دست بردار ہو جانا پڑا"

"شاہ مصر کی سیاحت نے یورپ کے سامنے صرف یہی ثبوت پیش نہیں کیا کہ مصر، اپنی آزادی پر مصر ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت کر دیا کہ پورے مشرق میں استقلال و حریت کی ایک ناقابل مقاومت تحریک عام ہو گئی ہو۔ شاہ مصر نے صاف طور پر بتا دیا کہ اب مشرق، وہ مشرق نہیں ہو جو کبھی غفلت و قناعت اور تن پروری کا مرکز تھا۔ اب وہ بیدار ہو گیا ہو، اور غاصب یورپ سے اپنے حقوق واپس لینے پر تلا ہوا ہے"

ترکی قرضے کا تصفیہ

مرحوم سلطنت عثمانیہ نے یورپ سے بہت سے قرضے لے رکھے تھے۔ انہی قرضوں نے بالآخر اُس کے دروازے یورپین مداخلت کے لئے کھول دئے۔ جنگ عظیم کے خاتمہ پر سلطنت عثمانیہ اپنے اکثر مقبوضات سے محروم ہو گئی۔ اب یہ مشکل پیش آئی کہ یہ قرضے اُس سے کیونکر وصول کئے جائیں؟ اکثر قرضوں میں انہی مقبوضات کی آمدنی رہن تھی۔ یورپ چاہتا تھا کہ باوجود اپنے ممالک سے محروم ہو جانے کے، یہ تمام قرضے اسی دیوالیہ سلطنت سے وصول کرے۔ مگر یہ عملاً ناممکن تھا۔ کیونکہ اُس کی آمدنی یہ بار گراں اُٹھا نہیں سکتی تھی۔ اسی زمانے میں قومی حکومت نے اناطولیہ میں ظہور کیا اور یورپ کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ اسی کا نتیجہ معاہدۂ سیورے کے بعد معاہدۂ لوزان ہوا۔ مگر قرضے کی گتھی اس معاہدے سے بھی سلجھ نہ سکی۔ اب گزشتہ مہینے سالہا سال کی رد و قدح کے بعد ایک فیصلہ ہوا ہو اور سب نے اسے تسلیم کر لیا ہو۔ اس فیصلہ کی دو دفعیں بہت اہم ہیں: ایک یہ کہ ٹرکی اپنے قرضہ کی نصف مقدار سونے کے سکے کی شکل میں ادا کرے، اور باقی نصف کاغذ کے سکے کی صورت میں۔ دوسری یہ کہ ٹرکی کا تمام قدیم قرضہ اُن تمام ممالک پر تقسیم کر دیا جائے جو قرضہ لیتے وقت اُس کے قبضہ میں تھے۔ صرف ایک حصہ ٹرکی کے ذمے باقی رہے۔

یہ فیصلہ یقیناً منصفانہ ہو۔ جنگ کے اختتام پر ٹرکی کے ذمہ یورپ کا قرضہ ۱۲،۶۱،۸۴،۶۹۲ لیرہ (ترکی پونڈ) تھا۔ اب جدید فیصلہ کی رُو سے اس کی تقسیم اس طرح عمل میں آئی ہو:

ٹرکی —	۸،۴۵،۹۷،۴۹۵	لیرہ
یونان —	۱،۱۰،۵۴،۷۵۳	〃
شام —	۱،۰۸،۸۸،۴۵۹	〃
نجد —	۵۴،۳۵،۵۶۹	〃
عراق —	۵،۲۰،۶۱،۷۸۹	〃
فلسطین —	۳۲،۸۴،۴۲۹	〃
بلغاریہ —	۱۴،۷۶،۳۵۴	〃
البانیہ —	۱۶،۲۳،۲۳۳	〃
حجاز —	۱۳،۹۹،۵۱۸	〃
یمن —	۱۱،۸۲،۰۴	〃
شرق الاردن —	۷،۴۳،۶۱۰	〃
اٹلی —	۲۰،۴۳،۲۰۰	〃
نجد —	۱،۲۹،۱۵۰	لیرہ
عسیر —	۲۶،۱۳۸	〃
موصل —	۱۵،۰۰،۳۵۳	〃
معان —	۱،۲۸،۷۲۸	〃

اوپر ہم نے لکھا ہو کہ یہ فیصلہ سب نے تسلیم کر لیا ہو۔ لیکن اس میں صرف دو حکومتیں مستثنیٰ ہیں: سرویا اور یمن۔ سرویا کی حکومت نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔ امام یحییٰ بھی اس سے انکار کر رہے ہیں۔ لیکن ان دونوں کے انکار سے فیصلہ پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔

ٹرکی اور ایران

حال کا ایک اہم واقعہ، ٹرکی اور ایران کی کشیدگی ہو۔ وجہ یہ ہو کہ ترکی ایرانی سرحدوں پر بعض حوادث ایسے پیش آگئے، جنھوں نے طرفین میں سوء ظن کی حالت پیدا کر دی۔

تفصیل یہ ہو کہ ترکی ایرانی سرحدوں پر بعض جرائم پیشہ خانہ بدوش قبائل موجود ہیں۔ وہ ہمیشہ قتل و غارت کے موقعے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے ان قبائل میں ایک بہت ہی خطرناک شخص "اسماعیل سمیقو" نامی ظاہر ہوا ہو اور سرحدی آبادیوں کی زندگی تلخ کئے ہوئے ہو۔ اسنے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہو کہ موقعہ پا کر لوٹ مار مچا دیتا ہو اور پہاڑوں میں بھاگ جاتا ہو۔ ترکی حکومت بہت دن سے اس کی تاک میں تھی۔ مگر حال میں مجرموں کی عام معافی کا اعلان کیا گیا، تو اُس سے فائدہ اُٹھا کر اسنے حکومت کو اطلاع دی کہ اب اُسنے اپنے قدیم جرائم سے توبہ کر لی ہو اور آئندہ پُرامن زندگی بسر کرنی چاہتا ہو۔ حکومت نے اُس کی بات پر یقین کیا اور معافی دیدی۔ چنانچہ وہ آزادی سے ترکی حدود میں زندگی بسر کرنے لگا۔

لیکن گزشتہ مہینوں میں اُسنے پھر پلٹا کھایا، اور اپنی قدیم مجرمانہ زندگی اختیار کر لی۔ وہ ایرانی سرزمین میں داخل ہو گیا اور قریب کی آبادیوں میں غارت گری شروع کر دی۔

اصلی واقعہ صرف اسی قدر ہو۔ لیکن ایرانی اخبارات نے اسے دوسری نظر سے دیکھا اور اس قزاق کی حرکتوں کا ذمہ دار ٹرکی کو قرار دیا۔ چنانچہ طہران کا نیم سرکاری اخبار "ایران" اس واقعہ پر اس طرح خامہ فرسائی کرتا ہو:

"سرحدی قبائل کی کون ہمت افزائی کر رہا ہو؟ انھیں کون ہتیار تقسیم کرتا ہو؟ اُنکے ذریعہ ایران میں کون بد امنی پھیلا رہا ہو؟ ایرانی ان سوالوں کا صاف جواب چاہتے ہیں۔ وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ٹرکی اس بارے میں کیا تدابیر اختیار کرنے والی ہو؟ ایران اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت اپنے خون سے بھی کرنے پر کمر بستہ ہو"

اخبار "شفق سرخ" لکھتا ہو

"سرحد کے ترک افسر ایرانی علاقوں میں خلاف توقع سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خلافت کی منسوخی، جمہوریت کا اعلان، سرخ ٹوپی کی ہیٹ سے تبدیلی، یہ باتیں ظاہر میں کتنی ہی روشن خیالی کی باتیں نظر آئیں، مگر حقیقت یہ ہو کہ وہ قوموں کی ذہنیت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتیں۔ نوجوان ترکی بڈھیا ترکی ہی کی لڑکی ہو۔ بڈھیا ٹرکی ہمیشہ ایران سے بے فائدہ دست بگریباں رہی۔ اب نوجوان ٹرکی بھی اپنی اسی موروثی سیاست پر واپس آرہی ہو اور ایران سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ہو"

اسی لب و لہجہ میں تقریباً تمام ایرانی اخبارات نے اظہار خیال کیا ہو۔ اس کے مقابلہ میں ترکی اخبارات کا لہجہ بھی کچھ کم تلخ نہیں ہو۔ چنانچہ اخبار "جمہوریت" لکھتا ہو:

"ہم جانتے ہیں ایران میں وسیع اخبار موجود نہیں ہیں۔ اُن کی آواز کوئی قوت و وزن نہیں رکھتی۔ مزید برآں یہی انگلیاں ان اخبا

بقیہ مضمون ص۱۱

کیا میں امید کروں کہ آپ تھوڑا سا وقت نکال کر اُسی انداز میں جیسا تفصیل و بحث کے ساتھ ہمیشہ آپنے لکھا ہو ان امور پر روشنی ڈالیں گے اور مجھ پر احسان فرمائیں گے ....

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

غرب و شرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجیے کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور دوکانوں کی فہرستیں ہی منگوا لیجیے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کیے ہیں۔

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم ہی سے خط و کتابت کیجیے بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

برید فرنگ

مکتوب امریکہ

(الہلال کے معاون خصوصی مقیم واشنگٹن کے قلم سے)

ایک نئی تحریک! امریکہ کی دولت۔

ایک نئی تحریک

اپنے دو پچھلے مکتوبوں میں آمریکہ کی نسوانی زندگی اور تحریک الحاد کی مقبولیت پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ انہی دونوں موضوعوں سے متعلق آج ایک تیسری بحث پیش کرتا ہوں۔ اس بحث نے پورے شمالی آمریکہ کو اپنی طرف سراسر متوجہ کر لیا ہے۔ فی الحال اس بحث سے زیادہ اہم اور مقبول عام و خاص کوئی دوسری بحث یہاں نہیں ہے۔ ہر طرف اسی کا چرچا ہے اور ہر جگہ اسی پر گرم تقریریں ہو رہی ہیں۔

بحث یہ ہے کہ امریکہ میں شادی کا موجودہ طریقہ مضر ہے۔ مرد اور عورت دونوں کی خانگی زندگی کمدر کرنے والا ہے۔ لہذا اسے بدل ڈالنا چاہیئے۔

آمریکہ میں بھی شادی کا طریقہ وہی ہے جو دنیا کے تمام متمدن ملکوں میں رائج ہے۔ یعنی مرد و عورت، عقد کر کے زندگی بھر ساتھ رہنے کے پابند ہو جاتے ہیں۔ نئی تحریک اسی پابندی کے خلاف شروع ہوئی ہے۔ اُس کی منشا یہ ہے کہ شادی کے دو درجے کر دیئے جائیں: ایک تجربی۔ دوسرا دائمی۔ تجربی سے مقصود یہ ہے کہ مرد اور عورت اگرچہ باضابطہ عقد کریں گے، مگر یہ عقد، معلق و مشروط ہوگا۔ اگر ساتھ رہ کر اُنھیں تجربہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ عقد، اُن کی زندگی کو پُر مسرت نہیں بنا سکتا تو اُنھیں حق ہوگا کہ فوراً جدا ہو جائیں۔ لیکن اگر تجربے سے ثابت ہو کہ وہ ساتھ خوش رہ سکتے ہیں تو اپنے دائمی عقد کا اعلان کر دیں۔

اس تحریک کا سرگروہ، مسٹر لنڈسی ہے۔ یہ ایک عدالت کا جج ہے اور نکاح و طلاق کے مقدمے فیصل کیا کرتا ہے۔ اسنے اپنی تحریک کا نام "عقد رفاقت" رکھا ہے۔ خود اُس کے اپنے لفظوں میں تحریک کی غرض یہ ہے کہ "مرد اور عورت باہم ساتھ رہنے کا سمجھوتہ کریں، مگر اس عہد کے ساتھ کہ ایک سال تک نسل نہ پیدا ہونے دیں گے۔ بارہ مہینے یکجا رہنے کے بعد اگر وہ دیکھیں کہ اُن کی طبیعتیں باہم متفق ہو سکتی ہیں تو اپنے اس تجربی عقد کو دائمی عقد کی صورت میں تبدیل کر دیں ورنہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں"

مسٹر لنڈسی نے ایک اخبار کے نمائندے سے بیان کیا:

"بیس برس سے میں عدالت کی کرسی پر بیٹھتا ہوں۔ اس طویل تجربے نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ نکاح کا موجودہ نظام، ناقص اور سخت مضرتوں کا موجب ہے۔ لہذا میں نے تجربی نکاح کی تجویز سوچی۔ میرے خیال میں اگر دنیا اس تجویز پر عمل کرے تو اُن تمام مصائب سے نجات پا جائے گی جو عقد کے موجودہ طریقے سے ہمیشہ پیدا ہوتی ہیں۔ تجربی نکاح یقیناً دنیا کو مسرت و سعادت بخشے گا اور انسان کی خانگی زندگی، قابل رشک بنا دے گا"

تجربی عقد کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ مرد اور عورت سال کے خاتمہ پر اگر دائمی عقد کے طالب ہوں تو اُنھیں حکومت کے سامنے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ باہم محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اُن کا طبی معائنہ ہوگا اگر اس معائنہ میں بھی وہ کامیاب ہو گئے تو اُن کی درخواست منظور کر لی جائے گی، ورنہ اُنھیں جبراً جدا کر دیا جائے گا۔

یہ ہے تحریک کا خلاصہ۔ لیکن اسنے تمام ملک میں ایک ہلچل ڈال دی ہے۔ روشن خیال طبقہ عام طور پر تحریک کی حمایت کر رہا ہے۔ مگر مذہبی پیشوا اور اُنکے متبعین اس کے سخت خلاف ہیں۔ اسے کفر و الحاد قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر یہ تحریک مقبول ہو جائے گی تو مسیحیت اور کنیسا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مسیحی ہیئت اجتماعیہ درہم برہم ہو جائے گی۔ فسق و فجور کے بند (؟) دروازے کھل جائیں گے۔ غرضکہ وہ اسے شیطانی تحریک قرار دے رہے ہیں۔ دیکھنا چاہیئے اس نظری جنگ میں کون فریق فتح یاب ہوتا ہے؟

آمریکہ کی دولت

ولایات متحدہ آمریکہ کی دولت و ثروت کے افسانے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ واقعی جس قدر خزانے اس ملک میں موجود ہیں، اتنے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہیں۔ اسوقت میرے سامنے ایک امریکن رسالہ کھلا رکھا ہے۔ اسنے اسی معاملہ پر بحث کی ہے۔

وہ لکھتا ہے:

"جس کے پاس تین چار کروڑ ڈالر جمع ہیں، وہ اسوقت آمریکہ میں "دولتمند" خیال نہیں کیا جاتا۔ کروڑپتی، اب آمریکہ میں کسی شمار قطار میں نہیں ہیں۔ اب شمار صرف "قارونوں" کا ہوتا ہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں پہلی مرتبہ حکومت نے امریکی قوم کی انفرادی دولت کے اعداد شمار شایع کئے۔ اس رپورٹ سے ثابت ہوتا ہے کہ آمریکہ میں ایک سے بہت زیادہ آدمی ایسے موجود ہیں جن کی دولت ایک ہزار ملین ڈالر یعنی ۲۰ کروڑ پونڈ سے بھی زیادہ ہے۔

اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۵ء میں جن آدمیوں کی دولت ایک ملین ڈالر سے زیادہ تھی، اُن کی تعداد ۲۰۷ ہے۔ لیکن گمان غالب ہے کہ یہ شمار ناقص ہے۔ لوگ، آمدنی کے محصول سے بچنے کے لئے اپنی اصلی آمدنی چھپاتے ہیں۔ ثبوت یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۶ء ہی میں ایسے دولتمندوں کی تعداد ۲۰۶ تھی۔ کسی طرح خیال نہیں کیا جا سکتا کہ ۹ سال کی طویل مدت میں، جبکہ دولت کے دروازے ہر طرف سے آمریکہ پر کھل گئے تھے، ایسے دولتمندوں کی تعداد میں صرف ایک کا اضافہ ہوا ہو۔

ذیل کے نقشہ سے آمریکہ کی دولت مندی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا:

ڈیڑھ ملین تک سالانہ آمدنی کے مالک	۱۰۴
دو ملین تک سالانہ آمدنی کے مالک	۴۳
تین ملین تک " "	۲۹
۴ ملین تک " " "	۱۵
۵ ملین تک " " "	۹
۵ ملین سے زیادہ " " "	۷
	۲۰۷

لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا یہ نقشہ ناقص ہے۔ تاہم ۵ ملین ڈالر سے زیادہ آمدنی کے مالکوں میں بعض ایسے بھی ہیں جن کی آمدنی ایک کروڑ پونڈ سالانہ سے بھی زیادہ ہے۔ سرکاری روداد میں اِن کے نام شائع ہوئے ہیں۔ انہی میں مسٹر فورڈ اور اُن کا بیٹا، مسٹر ملن آمریکی وزیر مال، اُن کا بھائی، مسٹر ہوٹنی، مسٹر وینڈربلٹ، مسٹر بیکر وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ امریکہ میں، دوسرے ملکوں کے برخلاف یہ صورت حال نہیں ہے کہ امیروں کی دولت برابر بڑھتی جائے اور غریبوں کی غربت روز بروز زیادہ ہوتی جائے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ امیروں کی دولت بہت آہستہ آہستہ بڑھتی ہے، لیکن غریب جلد از جلد امیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مذکورۂ بالا روداد سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی آمدنی رکھنے والے (یعنی جو لوگ آمدنی کا محصول ادا کرتے ہیں) سالانہ ۵ ہزار ڈالر سے زیادہ کما لیتے ہیں۔

روداد کے ایک دوسرے نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۵ء میں حکومت نے حسب ذیل محصول وصول کئے:

اُجرت اور تنخواہ پانے والوں سے: ۴،۴۴۰،۰۰،۰۰۰ ڈالر
تجارتی کمپنیوں سے: ۹۶۰،۰۰،۰۰۰ "
حقوق طباعت خریدنے والی کمپنیوں سے: ۱۸۵۰،۰۰،۰۰۰ "
سود خوار مہاجنوں سے: ۴۸۵۰،۰۰،۰۰۰ "

آمریکہ کی دولتمندی کے راگ گانے والوں کے بالمقابل علمائے اقتصادیات کا ایک گروہ ایسا بھی موجود ہے جو اس دولت کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اُس کی رائے میں آمریکہ کی دولت کسی پائیدار بُنیاد پر قائم نہیں ہے۔ وہ اپنی دلیل میں پچھلے دس گیارہ سال کے اعداد و شمار سے پیش کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آمریکہ میں دولتمندوں کی تعداد نہایت غیر متناسب تعداد میں گھٹتی بڑھتی رہی ہے۔ یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ ملک کی دولت کوئی مستحکم بنیاد نہیں رکھتی۔ وہ اعداد شمار حسب ذیل ہیں:

سنہ	ایک ملین ڈالر سے زیادہ سالانہ آمدنی رکھنے والے
۱۹۱۴	۶۰
۱۹۱۶	۲۰۶
۱۹۲۰	۲۱
۱۹۲۴	۷۵
۱۹۲۵	۲۰۷

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو
دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی
اور
جسے ملکِ معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

سے
ہمارے یہاں
ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہی

یاد رکھیے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۱۹۱۳ء (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۹ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہردلعزیزی و فرط مقبولیت حاصل کرکے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کرچکا ہے اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرالیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو احباب اس کا استعمال کرچکے ہیں ان سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا ان سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کیجاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کرسکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، سنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اختلاج قلب، دوران سر، تشنگی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہرا طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اسکی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کرکے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا امید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہی ہے۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک۔ حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں دو آنہ فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا۔

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا آپ شربت خریدتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہے۔ فہرست دواخانہ مع جنتری سنہ ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھیے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کردے نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی جاسکیں جن کی ایک سیاح کو

قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop Guide to Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپکو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہو تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر استعمال کیجئے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بیش بہا جواهر ریزي

اس سلسله میں هم نے امامین کي ان نادر و اعلیٰ درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه — امام ابن قیم کي فن سیرت میں شهرۂ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ازهائي روپیه -

کتاب الوسیله — لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوه امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد ازهائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقیٰ — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا هے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے* هیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپیه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازه معلومات بہم پہنچانے کا اهتمام کیا هے - اسکے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - فی پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منیجر الهـــلال بك ايـجنسى

(حلقه نمبر ۲۴ شیرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

السحر الحلال فی مجلدات الهلال

گاه گاهے بازخوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه ما

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اُسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اُردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نہیں - اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعه هیں - اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نہیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي هے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وه بڑي سے بڑي قیمت پر بهي علحده کرنے کیلیے تیار نہیں - پچهلے دنوں "البـلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جاسکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو انهیں دوباره چهپوا لیا جاے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگئي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیره کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بہت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پہلے پہونچیں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تہجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه ' الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه

" " چهارم ۱۰ روپیه ' " " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قیمت فی پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوه هے -

منیجر "البـلاغ پریس"

کلمات مرحوم سعد پاشا زغلول

جلا وطنی میں قوم سے خطاب

اُنھوں نے ہمیں ملک سے نکالا، مگر تم نے ہمیں اپنے دلوں میں جگہ دی!

اُنھوں نے ہمیں گمنام کر دینا چاہا، مگر تم نے ہمارا نام اپنے صفحۂ قلب پہ نقش کرلیا!

اُنھوں نے اپنی قوت سے تمھیں پراگندہ کر دینا چاہا، مگر تم اور بھی زیادہ باہم جڑ گئے!

اُنھوں نے تشدد سے تمھیں ذلیل کرنا چاہا، مگر تم اور زیادہ معزز بن گئے!

اُنھوں نے طرح طرح کے حیلوں سے تمھیں گمراہ کرنا چاہا، مگر تم گمراہ نہ ہوئے۔ اُن کے فریب نے تمھیں اور زیادہ راہ ہدایت دکھادی!

اس طرح خدا نے اُنھیں رسوا کیا، اور تمھیں سرخروئی بخشی!

امن عالم

امن عالم اگر چاہتے ہو، تو دوسروں کا حق نہ چھینو۔

آزادی

آزادی، میرا پیدائشی حق ہو، عطیہ کے طور پر میں اُسے قبول نہیں کر سکتا۔ آزادی، میری اپنی پشتینی ملکیت ہو، کسی کو حق نہیں کہ میری ہی ملکیت مجھے عطیہ کے طور پر دے۔

عورتوں کی تربیت

قومی ترقی کے لئے عورتوں کی تربیت، اولین شرط ہو۔

حق

حق کی طرف لوٹنا کبھی معیوب نہیں۔

حق، قوت، قوم، حکومت

حق، قوت سے بالا ہو۔ قوم، حکومت سے برتر ہو۔

فساد

ہم پر حملہ کرتے ہیں، مگر جب ہم مدافعت کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو کہتے ہیں "تم فساد کرتے ہو"!

علم، اخلاق

ہمیں زیادہ علم کی ضرورت نہیں، زیادہ اخلاق کی ضرورت ہے۔

بداخلاقی کا قانون

جس قانون کی بنا، بداخلاقی پر ہو، وہ باطل قانون ہو۔

آزادی کا استعمال

ہم آزادی سے محبت رکھتے ہیں، مگر اس سے بھی زیادہ ہم اُس کے صحیح استعمال سے محبت کرتے ہیں۔

"ڈپلوماء"

ہمیں اپنی زندگی کے اعمال پر فخر کرنا چاہئے، نہ کہ اپنے ہاتھ کے "ڈپلوماء" پر!

مقصد کی کامیابی

مقصد کی کامیابی کے لئے ضروری ہو کہ ہم جد و جہد کریں، اور اگر ضرورت ہو تو مر بھی سکیں!

خوف یا محبت؟

میں چاہتا ہوں، لوگ مجھ سے محبت کریں، نہ کہ مجھ سے ڈریں۔

جامعُ الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہو؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوعِ انسانی پر کھول دیا ہو؟

سنہ ۱۹۱۹ء میں جس قدر نسخے چھپے تھے مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دیئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہو۔

قیمت بارہ آنے۔ مینجر الہلال کلکتہ

اگر
آپ تمام دنیا دو سے قدم آگے رہنا چاہیں تو
انتخاب لاجواب لاہور
کا مطالعہ کریں اس کے مستقل خریداروں کو چھ سو صفحوں کی انعامی کتابیں مفت دی جاتی ہیں انعامی کتابوں کی فہرست اور نمونہ کا پرچہ ۲ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں
مینجر انتخاب لاجواب لاہور

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سُرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں
کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سی قلم لیں تو آپکو "شیفر" کا "لائف ٹائم" لینا چاہئی!

۱۹۲۷

نمبر ۱۴

جلد ۱

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت

۵ ـ آنہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کي تمام کتابوں پر ہفتہ وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي ہوتے ہیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضہ کیجئے کہ وہ ٹائمز لنڈن کا هفتہ وار ادبي ضمیمہ آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher:

Printing House Square
London, E. C 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے ہیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے کہ

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاهتے هیں کہ فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رهیں ' تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاهیے -

یہ هر هفتہ اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ہوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنہ

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں کہ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں هندوستان سے خام پیداوار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایہ لیکر ایک وقیع کاروبار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرلیني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکہ کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملات معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں کہ بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یہ ساري باتیں با قاعدہ علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے کہ هم سے خط و کتابت کریں - هم یہ کام بہ حیثیت ایک ماهر فن کے کررہے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هوجائیگا کہ آپکے مقصد کیلئے هم کس درجہ مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 706.
Olive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin–W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یہ بہترین کارخانہ ہے - مندرجۂ بالا پتہ سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جو " ڈی سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے - اس " ڈی سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانہ سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abul-Kalam Azad.

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱٤ کلکتہ : جمعہ ۱۹ - ربیع الاول ۱۳٤٦ ہجری جلد ۱
Calcutta : Friday, 16, September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعة نہین رکھتی ۔
طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔
پتھر کی چھپائی مین محدود رھکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی ہین ، وہ ہین جن مین الہلال چھپتا ہی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ ہی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی ہین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاہین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی ہمین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اہم مسئلہ ہی ۔ ضروری ہی کہ اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الہلال

قارئین الہلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۱۲۰ مراسلات وصول ہوی ہین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل ہی :

عربی حروف کی حق مین	۱۹۷	اردو حروف کی حق مین	۲۹۹
موجودہ مشترك طباعة کی حق مین	۳۰٤	حروف کی حق مین بشرطیکہ	
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۲۱۵	نستعلیق ہون	۱۰۵

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی أحباب کو بھی متفق ظاہر کیا ہی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم ہوا کہ اس باری مین بعض اہم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین ہی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت ہی ۔ آیندہ اس باری مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاہر کرینگی مگر ضرورت ہی کہ بقیہ حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الہلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بلی گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہی	سات روپیہ
قیمت فی پرچہ	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الہلال" کے نام سے کی جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداری لکھیے جسکی اطلاع آپکو وصول قیمت کی رسید میں دیدی گئی ہے -

(۵) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ور نہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ' مقامی ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) منی آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتری فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

یه بات نهیں هے که انکلستان کي نیش زني کے مقابله میں فرانس خالي بیٹھا شکوے شکایت هي کر رها هو - اِس سیاسي جنگ میں وہ بھي اپني تمام قوت و قابلیت صرف کر رها هے - بلاشبه اِس وقت یورپ میں اُسے بڑي حد تک شکست اٹھاني پڑي هے - لیکن اُسنے اِس شکست کا بدله انکلستان سے مشرق قریب ز بنتیند میں لے لیا هے - ترکي کي طرفداري کرکے اُس نے برطانیا کو سخت نقصان پهنچایا هے - اور اب چین میں بھي برطانیا سے مختلف روش اختیار کرکے اُسے ایسي زک دي هے که مدتوں نه بھولے کا -

مسیو بریاں وزیر خارجیه نے حال هي میں مسئلۂ چین پر ایک طویل تقریر کي هے - اُن کے یه الفاظ خاص طور پر قابل غور هیں :

" چین کا مسئله اِس وقت دنیا کا سب سے زیادہ پیچیدہ مسئله هے اور اُس نے " بعض " سلطنتوں کو بري طرح بد حواس کر دیا هے - مگر اِس بارے میں فرانس نے ایک بالکل صاف اور ٹھوس مسلک قرار دے لیا هے - وہ مسلک یه هے که هم چیني انقلاب کي راہ میں کوئي رکاوٹ پیدا نهیں کرینگے - چیني قوم پرست اچھي طرح دیکھه چکے هیں که فرانس اُن کا کیسا قدردان اور مداح هے - یهي وجه هے که فرانس کے جمله حقوق چین میں بالکل محفوظ هیں - حالانکه " بعض " دوسري سلطنتوں کو اپنے حقوق بچانے کے لیے فوجیں بھیجنا پڑي هیں - هم چین کو یقین دلاتے هیں که هماري طرف سے اُس کے لیے نه تو جنگ کا خطرہ هے ' نه هم اُس کي راہ میں کوئي روڑا اٹکانا چاهتے هیں "

(فرانس میں شاهي)

اِس وقت فرانس میں سخت اندروني خلفشار موجود هے - قوم تین بڑے گروهوں مین بٹ گئي هے - ایک جماعت موجودہ جمهوري نظام کي حامي هے اور یهي سب سے بڑي جماعت هے - دوسري جماعت اشتراکیوں کي هے - وہ چاهتي هے که اشتراکي نظام قائم هو جائے - تیسري شاہ پسند هے اور شاهي کا اُلٹا هوا تخت پھر از سرنو بچھانا چاهتي هے -

یه تاریخي حقیقت هے که انقلاب کے بعد سے اِس وقت تک کوئي زمانه بھي فرانس پر ایسا نهیں گذرا که شاہ پسند جماعت موجود نه رهي هو - ڈیوک دي اورلیاں کا خاندان برابر تخت شاهي کا دعوے دار رها - آجکل شاہ پسندوں میں پھر حرکت پیدا هوئي هے اور اُنهوں نے بڑي سرگرمي سے اپني دعایۃ شروع کردي هے - گزشته هفته کونٹ کني بلوا نے اخبارات میں ایک پر زور مضمون شایع کیا هے اور اُس میں یه ثابت کرنے کي کوشش کي هے که بالشویک خطرے کے استیصال اور یورپ کي تمام مشکلات کے حل کي حقیقي صورت یهي هے که فرانس کي موجودہ جمهوریت توڑ دي جائے اور شاهي حکومت قائم هو - کونٹ نے تخت شاهي کیلیے ڈیوک دي گیز کا نام بھي پیش کیا هے جو قدیم خاندان شاهي کا ایک بڑا رکن اور ولي العهد بادشاهي کا دعویدار هے -

(عورتوں کي فوجي بھرتي)

فرانسیسي حکومت بهت بڑے پیمانه پر جنگي طیاریاں کر رهي هے - حال میں اُسنے ایک مسودہ قانون پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا هے - اِس سے مقصود فرانسیسي عورتوں کو فوجي خدمت پر مجبور کرنا هے - اِس تجویز نے تمام ملک میں بیچیني پیدا کر دي هے - عورتوں میں ناراضي عام هے اور مردوں کي بھي بهت سي انجمنیں بیچیني کا اظهار کر رهي هیں -

عورتوں کي انجمن نے اِس تجویز پر دو اهم اعتراض کیے هیں : ایک یه که اِس معامله پر غور کرتے وقت عورتوں سے رائے نهیں لي گئي - دوسرے یه که فرانسیسي عورت ابتک اپنے سیاسي حقوق سے محروم هے - چنانچه اُسے مجلس حکومت ' بلدیه ' اور مجلس ضلع وغیرہ نمائینده مجلسوں میں انتخاب کا حق نهیں دیا گیا هے -

عورتوں کي مشهور زعیم میڈم میزم نے اخبارات میں احتجاجي مضمون شایع کیا هے - وہ لکھتي هے :

فرانسیسي عورت ' وطن مقدس کي خدمت سے جي نهیں چراتي - لیکن جبکه اُسے مردوں کے برابر حقوق دینے سے انکار کیا جاتا هے تو اُس پر مردوں سے زیادہ بوجهه ڈالنا کیوں کر جائز هو سکتا هے ؟ فرانسیسي عورت اگر اور کوئي خدمت انجام نه بھي دے ' جب بھي اُسکي یه خدمت کیا کم هے که وہ وطن کے لیے مجاهد پیدا کرتي هے ؟ اُسکي یهي ایک خدمت اور اِس خدمت کي شدید تکلیفیں اُسے مردوں کے هم پله کر دیتي هیں - پھر فوجي خدمت کا ایک نیا بوجهه اُسکے سر پر ڈال کر اُسکے مصائب میں کیوں اضافه کیا جاتا هے ؟"

نیز یهي خاتون لکھتي هے :

" عورتوں سے فوجي خدمت لیکر حکومت فرانس ' ملک کو ساري دنیا میں بدنام کرنا چاهتي هے - اِس وقت جبکه تمام سلطنتیں جنگي طیاریاں کم کرنے پر غور کر رهي هیں ' هماري حکومت ایک نئي طیاري کا اضافه کرنے پر تلي هوئي هے - حکومت کي یه تجویز لندن اور هیگ کے معاهدوں کے بالکل خلاف هے - هم هرگز قبول نهیں کر سکتے که همارا ملک فوجي چھاؤني بن جائے "

(عورتوں کے سیاسي حقوق)

حکومت فرانس کي اِس تجویز نے عورتوں میں اپنے حقوق حاصل کرنے کا ایک نیا ولوله پیدا کردیا هے - اُنهوں نے باضابطه کوشش شروع کردي هے - تمام سیاسي پارٹیوں سے اُنهوں نے درخواست کي هے که حق انتخاب همیں بھي دیا جائے ' ورنه هم تمام ملک میں شورش برپا کر دینگے -

فرانس کي عورتوں کا سب سے بڑا استدلال دوسرے ملکوں کي حالت سے هے - وہ کهتي هیں ' دنیا کے تمام متمدن ملکوں میں عورتوں کو حق انتخاب حاصل هو گیا هے - پھر ایک اکیلے فرانس کي عورتیں اُس سے کیوں محروم هیں ؟ حالانکه سب سے پہلے فرانس هي نے جمهوریت کا علم بلند کیا تھا -

عورتوں کي یه حجت قوي هے - کیونکه واقعي اکثر متمدن ملکوں میں عورتوں کو انتخاب میں شرکت کا حق حاصل هو گیا هے - چنانچه ڈنمارک میں یه حق سنه ۱۹۱۵ع میں حاصل هوا - روس میں سنه ۱۹۱۷ - میں - پولینڈ ' یوکرین ' استھونیا ' لتھونیا ' آئرلینڈ اور برطانیا میں سنه ۱۹۱۸ - میں - برطانوي قانون کے الفاظ یه هیں " تمام سیاسي حقوق هر اُس عورت کو حاصل هیں جو تیس سال کي عمر رکھتي هے ' شادي شدہ هے ' یا اپنے نام سے کرایۂ مکان ادا کرتي هے ' یا یونیورسٹي کي سند رکھتي هے " سویڈن ' ناروے ' آسٹریا ' زیکوسلوویا ' هنگري ' اور جرمني کي عورتوں کو یه حق سنه ۱۹۱۹ - میں حاصل هوا - اهل بلجیم ' ٹرنسوال ' آسٹریلیا ' نیوزي لینڈ ' اور ولایات متحدہ امریکا کو سنه ۱۹۲۰ع میں -

ظاهر هے اِس صورت میں فرانس کي عورتیں اپني محرومي پر کیونکر صبر کر سکتي هیں ؟

بريد فرنگ

مکتوب فرانس

انگلستان اور فرانس کي کشمکش - فرانس میں شاهي دعاية - عورتوں کیلیے جبري فوجي خدمت - عورتوں کے سیاسي حقوق

(الهلال کے مقاله نگار مقیم پیرس کے قلم سے)

إدهر چند سال سے فرانس اور انگلستان کے تعلقات برابر خراب هوتے چلے جا رهے هیں - انگلستان دیکهتا هے که جرمني کي تباهي کے بعد أسکے اصلي اور زبردست دشمن دو هیں : روس اور فرانس - روس أسکي ملک گیري کا دشمن هے ' اور فرانس دنیا کے هر خطه میں أسکي ملک گیري کا شریک بننا چاهتا هے - یهي وجه هے که انگلستان نے بیک وقت دو سیاسي میدان جنگ قائم کر دیے هیں - ایک میں روس سے نبرد آزمائي کر رها هے - دوسرے میں فرانس سے -

فرانس کو زک دینے کے لیے انگلستان نے یه تدبیر کي هے که أسے یورپ میں أسکے تمام دوستوں اور حامیوں سے محروم کر دیا هے - إس وقت فرانس بالکل بے یار و مددگار هے - انگلستان کي یه قدیم حکمت عملي هے که وه حریف کے مقابله میں بذات خود بهت کم آتا هے - دور سے دوسروں کو شه دیتا اور نئے نئے دشمن اپنے حریف کے سامنے کهڑے کرتا رهتا هے - إس وقت بهي أسکا یهي طرز عمل هے - مدت تک فرانس کا سامنا جرمني سے رکها - اب أس کي تباهي کے بعد اٹلي کو کهڑا کر دیا هے - فیشیسزم نے اٹلي کو دیوانه بنا دیا هے اور وه ناعاقبت اندیشانه انگلستان کا چیلا بن گیا هے -

اٹلي پر افسوں پهونک چکنے کے بعد انگلستان نے هنگري ' رومالیا ' بلغاریا ' یونان ' اسپین ' لیتهونیا ' استهونیا ' اور فنلینڈ کو بهي ملا لیا - صرف پولینڈ ابتک فرانس کے زیر اثر تها مگر آج کل سر آسٹن چمبرلین أسے بهي مسحور کر رهے هیں ' اور با خبر لوگوں کو یقین هے که امروز فردا میں پولینڈ بهي انگریزي جال میں پهنس جائیگا -

إس صورت حال نے فرانس کو سخت بد حواس کر ڈالا هے - فرانسیسي مدبر اور اخبار بري طرح انگلستان کو گالیاں دے رهے هیں - أنهیں صاف نظر آ رها هے که بحر متوسط میں انگلستان اُن کي قوت کس طرح مفلوج کر رها هے اور اٹلي کو آگے بڑها کر أنکي قومي هستي کے لیے سخت خطرے پیدا کر دیے هیں -

اخبار " طان " نے إس هفته ایک افتتاحیه شایع کیا هے اور اس میں انگلستان پر بهت لے دے کي هے - وه لکهتا هے :

" برطانیا یقین کرتا هے که إس وقت دنیا کے امن اور جنگ ' دونوں کي کنجیاں أسي اکیلے کے هاتهه میں هیں - أس نے خفیه معاهدوں کي قدیم سنت پهر زنده کي هے اور پورے یورپ میں سازشوں کا جال پهیلا دیا هے - إس وقت فرانس کو پس پشت ڈال کر أسکا اعتقاد اٹلي پر هے - اٹلي کي رضامندي وه هر قیمت پر خرید رها هے - لیکن یه قیمت وه اپني جیب سے ادا نهیں کرتا ' بلکه دوسروں کي جیب پر سودا کرتا هے - سان ریمو کانفرنس سے پہلے هي انگلستان نے اٹلي کو ایشیاۓ کوچک کا ایک وسیع علاقه رشوت میں پیش کیا تها - لیکن ترکي کي قوت نے اٹلي کے حوصلے پست کر دیے - پهر جنیوا کانفرنس سے پہلے أس نے اٹلي کو فرانس کے برابر بحري قوت رکهنے کا حق دے دیا - پهر لندن کانفرنس سے پہلے اٹلي کو ٹیرول کا معاوضه اور تجارتي مراعات دیکر اپنا کر لیا تها - سنه ۱۹۲۴ - کے ختم هونے سے پہلے هي گوبلینڈ کا علاقه اٹلي کو دیدیا گیا - اکتوبر سنه ۱۹۲۵ - میں لوکارنو کا معاهده هوا - إس میں اٹلي کو فرانس سے بالا تر جگهه دي گئي - ۵ دسمبر سنه ۲۵ - کو اٹالین طرابلس میں کفره اور جغبوب ' سنوسیوں کے متبرک شهر بهي شامل کر دیے گئے - ابهي پورا مهینه بهي گزرنے نه پایا تها که ۲۹ دسمبر کو افریقا اور ایشیا میں اٹالین مطالبات پر " دوستانه غور " کیا گیا - إس کے ایک مهینه بعد ۲۷ - جنوري سنه ۲۶ کو اٹلي کے جنگي قرضه میں سے ایک بهت بڑي رقم معاف کر دي گئي - ۱۶ اپریل سنه ۲۶ کو اٹالین علاقه اریٹرا اور بهي زیاده وسیع کر دیا گیا اور حبش کي بانٹ میں اٹلي کا ساجها بهي تسلیم کر لیا گیا - پهر ۷ - اگست میں اٹلي اور اسپین کے ما بین معاهده کرایا گیا اور انگریزي مدبروں نے اعلان کیا که یه معاهده بحر متوسط میں سیاسي توازن کي بهترین ضمانت اور فرانس کي گردن دبانے کا عمده ذریعه هے - پهر ۲۰ دسمبر سنه ۲۶ کو جب که اٹلي اور فرانس کے تعلقات نهایت کشیده تهے ' جرمني اور اٹلي میں معاهده پر دستخط ثبت کرا دیے گئے - یه معاهده در حقیقت هجومي دفاعي معاهده هے اور إس نے فرانس کي سلامتي کے لیے شدید خطره پیدا کر دیا هے - إسکے ایک مهینه بعد ۲۰ - جنوري سنه ۲۷ - کو بحر احمر کے عربي سواحل کي تقسیم هوئي اور اٹلي نے جو کچهه مانگا ' انگلستان نے بخوشي دیدیا "

" اٹلي کي یه خوشامد ' محض موسولیني کي سیاه آنکهوں کے لیے نهیں هے - در اصل انگلستان أسے فرانس کے سر پر أسي طرح سوار کرنے کي فکر میں هے ' جس طرح اب سے پہلے جرمني کو مدتوں سوار رکهه چکا هے - انگلستان نے یورپ کي تقریباً تمام چهوٹي بڑي سلطنتوں کو پهسلا کر اپنے هاتهه میں لے لیا فرانس کو چهوت بنا کر الگ کر دیا هے ... "

إس ایک اقتباس هي سے فرانس اور انگلستان کے تعلقات کي موجوده نوعیت معلوم کر لي جا سکتي هے اور اندازه هو سکتا هے که إس وقت یورپ کي سیاست کس طرف جا رهي هے ؟

"یہ تمام مقنن' یہ تمام فلاسفہ' یہ تمام مجرّفلو' جنہوں نے اس طرح کی باتیں کہیں' کیا قانون کی توہین کرنے والے تھے؟ وہ قانون جو ہمیشہ وقتی اور مقامی ہوتا ہے؟ میں نہیں جانتا' سرکاری وکیل کا جواب کیا ہوگا؟ ممکن ہے وہ کہے "ہاں توہین کرنے والے تھے" لیکن میں؟ تو میں یہی کہونگا کہ یہ لوگ' بازگشت تھے اُس قانون کی' جس سے بڑا کوئی قانون کبھی موجود نہیں ہوا' یعنی "انسانی ضمیر" کی بازگشت۔ کیا ان لوگوں نے اپنے وقت کی عدالت کو بے حرمت کیا' وہ عدالت جو تغیر پذیر اور غیر معصوم ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ تو ابدی عدالت کے طلبگار تھے!

"حضرات! قانون کی نکتہ چینی کا حق' حکومت پر سخت نکتہ چینی کا حق' خصوصاً تعزیری قوانین کی نکتہ چینی کا حق' وہ قوانین جو ہمارے اخلاق میں وحشت کی تخم ریزی کرتے ہیں' ہمارا مقدس فرض ہے۔ اصلاح کے فرض کے پہلو میں یہ فرض ایک نور ہے جو ہمیں صراط مستقیم دکھاتا ہے۔ یہ حق جس طرح مقنن کو حاصل ہے' اُسی طرح انشاء پرداز کو بھی حاصل ہے۔ یہ حق ازلی اور ابدی ہے۔ آپ اس کا ضرور اعتراف کرینگے اور ملزموں کو یقیناً بری کر دینگے۔

"لیکن سرکاری وکیل کہتا ہے (اور یہ اُسکی موہومی دلیل ہے) کہ اخبار کی نکتہ چینی' ضرورت سے زیادہ تھی۔ سخت تھی۔ لیکن اے حضرات! ذرا قریب سے معاملے پر نظر ڈالیے۔ ذرا اس نام نہاد جرم کو غور سے دیکھیے! اخبار کا یہ ہولناک گناہ روز روشن میں دیکھیے!

"کیا؟ ... ایک شخص ... اُسے موت کا فتویٰ سنا دیا گیا ... بدنصیب آدمی! ... ایک دن نور کے تڑکے اُسے میدان عام میں کھینچ لے گئے ... گلوٹین ... مہیب گلوٹین' اُسنے اپنی آنکھوں سے قائم دیکھی ... پھر؟ ... اُس کے خون نے جوش مارا ... اُس نے مقاومت کرنی چاہی ... اُس نے مرنے سے انکار کیا ... آہ! یا الٰہی! میں خوب جانتا ہوں۔ مجھسے فوراً کہا جائیگا "وہ قاتل تھا" لیکن ٹھہرو ... سنو' سنو ... اُسے دو جلادوں نے اُٹھالیا۔ اُس کے دونوں ہاتھ بندھے تھے۔ اُس کے دونوں پاؤں بھی بندھے تھے۔ لیکن اُس نے جد و جہد کی۔ اُس نے اپنے دونوں بندھے ہوئے پاؤں' گلوٹین میں ڈال دیے۔ پھنسا دیے۔ اُسنے گلوٹین کے خلاف' خود گلوٹین کو استعمال کیا۔ جد و جہد جاری رہی۔ قوم نے یہ منظر مشاہدہ کیا تو اُس پر خوف چھا گیا۔ جلادوں نے سخت محنت کی۔ ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا۔ اُنکی جد و جہد وحشیانہ تھی' سنگ دلانہ تھی۔ اُن کی پیشانی عرق آلود اور شرم سے تاریک ہو رہی تھی۔ اُن کا رنگ فق ہو رہا تھا۔ وہ تھکن سے ہانپ رہے تھے۔ مایوس تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا' کس خوفناک خیال نے اُنہیں مایوس کر دیا تھا؟

بے شک قوت قانون کے ہاتھ رہنی چاہیے۔ یہ مسلم ہے۔ یہ اصل الاصول ہے۔ لیکن؟ لیکن یہ کہ بد نصیب قیدی' گلوٹین سے لپٹ گیا تھا۔ رو رو کر معافی کی التجائیں کر رہا تھا۔ مگر؟ مگر یہ کہ اُس کے کپڑے اتار ڈالے گئے۔ اُس کا جسم ننگا کر دیا گیا۔ اُس کے شانوں پر سے خون کے فوارے اڑنے لگے ... مگر اُس کی جد و جہد جاری رہی۔ آخر پون گھنٹے کے بعد۔ ہاں پون گھنٹے کے بعد (یہاں پر سرکاری وکیل نے ہاتھ کے اشارے سے وقت کی تصدیق کو غلط بتایا۔ وکٹر ہیگو نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا:) سرکاری وکیل ہم سے لمحوں کا حساب مانگتا ہے۔ پون گھنٹہ نہ سہی ۳۵ منٹ۔ جناب۔ ۳۵ منٹ۔ اب تو آپ کو کوئی شکایت باقی نہیں؟ ہاں' ۳۵ منٹ کی خوفناک کشمکش کے بعد ... اُس منظر سے' جس کا کوئی نام نہیں ... اُس عذاب سے — تمام آدمیوں کا عذاب — آپ اچھی طرح سنتے ہیں؟ ... پوری قوم کے عذاب سے۔ گلوٹین کے عذاب سے۔ اِس وحشیانہ عذاب سے' جس کی مدت' پوری ایک صدی سے بھی زیادہ طویل ہوگئی تھی' بد قسمت قیدی کو رہائی دی گئی اور وہ قید خانے پہنچا دیا گیا۔ اُس وقت قوم نے اطمینان کی سانس لی۔ اُس وقت قوم نے — اُس قوم نے جس کے پاس اب تک انسانیت کا کچھ بقایا ہے — اُس قوم نے جو رحم دل ہے' کیونکہ وہ محسوس کرتی ہے کہ وہ خود مختار اور حاکم ہے — ہاں اُس قوم نے خیال کیا کہ قیدی کی گلو خلاصی ہوگئی۔

"لیکن نہیں۔ "گلو خلاصی؟" ہرگز نہیں! بلا شبہ گلوٹین کو اُس وقت شکست ہوئی۔ لیکن وہ بدستور سر بلند کھڑی رہی!

اُسی وقت نہیں' وہ ہر روز سر بلند کھڑی ہے۔ تمام انسانوں کی آنکھوں کے سامنے' اُن کی مرضی کے خلاف' کھڑی ہے!

"پھر کیا ہوا؟ شام کو جلاد' قیدی پر ٹوٹ پڑے۔ اُسے رسیوں اور زنجیروں سے اس طرح باندھا کہ ایک بے حس و حرکت لاش بن گیا۔ اندھیرے میں اُسے میدان میں لوٹا لائے۔ وہ اب بھی چلاتا تھا۔ روتا تھا۔ خدا کو پکارتا تھا۔ اپنے ماں باپ کو پکارتا تھا۔ زندگی کی دعائیں مانگتا تھا۔ مگر؟ مگر اُس کا منہ بند کر دیا گیا۔ اُسے گلوٹین پر چڑھا دیا گیا۔ آہ ... اس کے بعد؟ ایک خونچکاں سر' زمین پر پڑا تھا! اُس وقت انسانیت' فرط تاثر سے تھرا اٹھی۔ قوم کے بدن میں رعشہ پڑ گیا۔ کیونکہ قانون کے نام پر کبھی کوئی قتل' اس قتل سے زیادہ مکروہ اور کمینہ نہیں ہوا تھا۔ اُس وقت ہر انسان نے عمیق تاثر کے ساتھ محسوس کیا کہ وحشت و بربریت نے انسانیت کی پوری توہین اور نیکی کی پوری تذلیل کی ہے!

"عین اُس وقت ایک مرد خدا' ایک نوجوان' اپنے دل کی گہرائیوں سے چلا اٹھا۔ یہ چیخ اُس کی روح کی چیخ تھی۔ شفقت کی چیخ' رنج و الم کی چیخ' رعب و ہیبت کی چیخ۔ وہ چیخ جو انسانیت نے بے چین ہوکر بلند کی تھی۔ لیکن یہ چیخ تمہاری نظر میں جرم ہے' اور تم اُس پر سزا دینے کی طیاریاں کر رہے ہو!

"یہ تمام واقعات سنکر' یہ تمام جاں گسل تفصیلات سن کر اے حضرات! آپ بادب گلوٹین سے کہینگے "تو حق پر ہے" اور تیوری چڑھا کر رحم سے' مقدس رحم سے کہینگے "تو مجرم ہے"!

"لیکن نہیں اے حضرات! یہ نا ممکن ہے۔ میں کہتا ہوں نا ممکن ہے۔

"محترم سرکاری وکیل! میں بغیر کسی تلخی کے کہتا ہوں کہ تم کسی حق کی مدافعت نہیں کر رہے ہو۔ تم غلطی پر ہو۔ تم مدنیت کی روح سے برسر پیکار ہو۔ تم ترقی کے اخلاق سے دست بگریباں ہو۔ قلب انسانی تمہارا دشمن ہے۔ ضمیر انسانی تمہارا حریف ہے۔ وہ تمام اصول و مبادی تمہارے مقابلے میں صف بستہ ہیں جن کے سایہ میں ساٹھ برس سے فرانس ترقی کر رہا ہے۔ جنہوں نے دنیا کو وحشت سے نکال کر متمدن دنیا بنا دیا ہے۔ اِن تمام اصول و مبادی کا لب لباب اور نچوڑ یہ ہے کہ: انسانی زندگی کی حرمت غیر تعلیم یافتہ طبقہ پر برادرانہ شفقت۔ مذہب

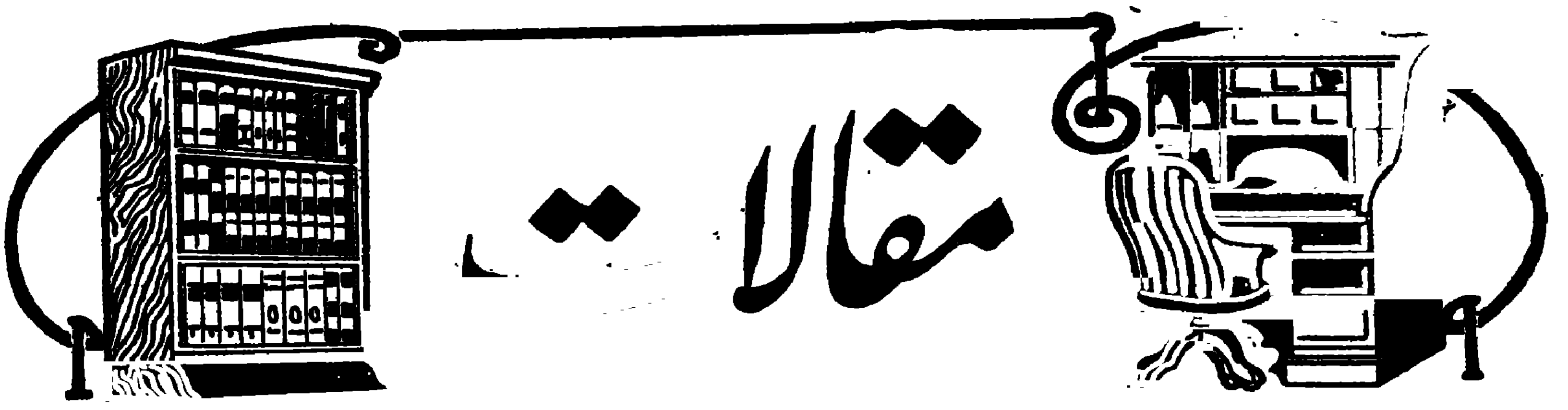

مقالات

قانون کی تنقید اور قانون کی توهین

تاریخ قوانین مدنیۃ کا ایک صفحہ

وکٹر هیگو کي تقریر اپنے لڑکے کي حمایت میں

(۲)

" یہ ایک منحوس قانون هے یہ قانون ' دنیا کے سامنے ایسے مناظر پیش کرتا هے جو ادب و حیا سے بالکل خالي هیں - انسانیت ' شرم و ندامت سے اپنا منهہ چهپا لیتي هے - خطرناک مناظر ! وحشیانہ مناظر ! یہ قانون ' انسانیت کو وحشت کي طرف واپس لے جانا چاهتا هے - اُس کي قربانیاں کتني هي کم هوں ' مگر حد سے زیادہ خوفناک هوتي هیں ! اُس کے نتائج کتنے هي هولناک هوں ' مگر وہ انسانوں کو نکتہ چیني کي اجازت دینا نہیں چاهتا - اگر کوئي حساس ضمیر رکهنے والا نکتہ چیني کي جرأت کرتا هے ' تو اُس کي جرأت " قانون کي توهین " خیال کي جاتي هے - اور وہ عدالت کے اندر مجرموں کے کٹهرے میں کهڑا کیا جاتا هے !

" پهر اِس کے بعد ؟ جرمانہ ! اِس کے بعد ؟ قید خانہ !

" اگر یهي هے تو آئیے ' هم پارلیمنٹ بند کردیں - مدرسے بند کردیں - اب ترقي و تمدن کے لیے کوئي گنجائش باقي نہیں رهي - آئیے ' اب هم اپنے آپ کو " تاتار " اور " تبتي " کہیں - اب هم متمدن قوم باقي نہیں رهے .

" هاں اب همارے لیے یهي اولیٰ هے کہ اپنے آپ کو نیم وحشي یا خالص وحشي قوم کہیں - اگر دنیا میں کبهي فرانس نامي کوئي ملک موجود تها ' تو اب وہ موجود نہیں رها - تم نے فرانس کو بدل ڈالا هے - بلا شبہ فرانس ' شاہ پسند نہیں هے - لیکن میں دعوے سے کہتا هوں کہ وہ جمہوري بهي نہیں هے - اب وہ اِن هڈوں کے سوا کچهہ اور هوگیا هے ! (قہقہہ)

جج — میں دوبارہ تنبیہ پر مجبور هوں - میں خاموشي کي درخواست کرتا هوں ' ورنہ ایوان کے خالي کردینے کا حکم دوں گا -

وکٹر هیگو — (تقریر جاري رکهتے هوئے) آئیے هم واقعات پر غور کریں - الزام کو حقائق پر منطبق کریں -

" محترم جج اور جیوري ! ایک وقت اسپین میں محاکم تفتیش تهے ' اور وهي " قانون " تهے ... بہت خوب - لیکن مجهے یہ کہنے دیجیے کہ جو هولناک سزائیں یہ محاکم تفتیش دیا کرتے تهے ' اُن سزاؤں کا احترام ' قانون کا احترام نہیں تها - ایک زمانہ میں هاتهہ کاٹنا قانون تها ' لیکن هاتهہ کٹنے کي کبهي تعظیم نہیں کي گئي - ایک زمانہ میں آگ سے داغنا ' قانون تها ' مگر اِس فعل کي تقدیس کبهي قانون نہ تهي - اب ج همارے زمانے میں گلوٹین ' قانون هے ... بہت خوب ... میں دعوے سے اِس حقیقت کا اعلان کرتا هوں کہ اگرچہ آج گلوٹین قانون هے ' مگر خود گلوٹین کي کبهي تعظیم نہیں کي گئي اور نہ اس وقت کي جا رهي هے - میرے آقا ' سرکاري وکیل ! یہ کیونکر ؟ میں ابهي آپ کو اِس سوال کا جواب دیے دیتا هوں -

" میں کہتا هوں اس ملک کے باشندے گلوٹین کو بهي نفرت و کراهیت کے اُسي گڑهے میں پهینک دینا چاهتے هیں ' جس میں اب سے پہلے ' ساري جہان کي تحسین و آفرین کے غلغلہ کے ساتهہ ' آگ سے داغنے ' هاتهہ کاٹنے ' اور محاکم تفتیش کي سزاؤں کو ابد الآباد تک کے لیے پهینک چکے هیں -

" باشندے چاهتے هیں ' عدالت کے بلند اور مقدس چبوترے پر سے اِس سڑے هوئے منحوس قانون کي لاش اٹها پهینکیں - کیونکہ یہ عدل و انصاف کے نوراني چہرے کو اپني تعفن اور ظلمت سے بگاڑ رها هے .... آہ ... جلاد کا منحوس چہرہ .... !

" چونکہ هم یہ انساني فرض ادا کرنا چاهتے هیں اِس لیے هم پر شورش پهیلانے کا الزام لگایا جاتا هے -

" هاں بے شک هم نہایت خطرناک لوگ هیں - حد سے زیادہ خوفناک لوگ ! کیوں ؟ اس لیے کہ هم گلوٹین کي منسوخي چاهتے هیں ... ! اس سے بهي بڑهہ کر کوئي جرم دنیا میں موجود هے ؟

اخبار .... اِل کے محرر پر الزام هے کہ اُسنے قانون کا احترام نہیں کیا - حضرات ! تهوڑي دیر کے لیے هم اِس قانون کي عبارت میں ' بحث سے الگ هو جائیں ' اور پورے خشوع و خضوع کے ساتهہ اُس قانون کے سامنے کهڑے هوں جو هر قانون کي بنیاد هے - انساني ضمیر کے سامنے ' جو هر سینے میں محفوظ هے !

جب " سروں " نے ' جو اپنے عہد میں سرکاري وکیل تها ' یہ کہا تها کہ " همارے تعزیري قوانین ' الزام کے دروازے کهولتے مگر ملزم کیلیے بند کرتے هیں " تو کیا اُس نے یہ کہہ کر قانون کي توهین کي تهي ؟

" جب والٹیر نے اپنے زمانے کے ججوں کي نسبت کہا تها " ... اِن ججوں کا ذکر نہ کرو - اِن میں سے آدهے بندر هیں اور آدهے چیتے " (قہقہہ) تو کیا اُس نے قانون کي توهین کي تهي ؟

" جب " روبر کولر " نے ایک قانون کے متعلق خود پارلیمنٹ میں کلا پهاڑ کر کہا تها " اگر تم یہ قانون بناتے هو تو میں قسم کها کر کہتا هوں کہ میں اسے توڑ دونگا " تو کیا یہ کہہ کر اُس نے قانون کي توهین کي تهي ؟

پوري کرنے میں کامل آزادي حاصل هوني چاهیے - کسي کو بھي اسکي راه میں رکاوت ڈالنے کا حق نہیں هے - یه آزادي در حقیقت مذهب استقلال فردي یا مذهب عقد اجتماعي (سوشل کنٹریکٹ) کے ماننے والوں کي ازادي هے - ان لوگوں کا دعوی هے که حکومت کے وجود سے پہلے افراد کو کامل آزادي میسر تھي - پھر اُنھوں نے حاکم اعلی کو اپني آزادي کا کچھه حصه اِس شرط پر دیدیا که وه اِس کے معاوضه میں اُنکے حقوق کي حفاظت و حمایت کرے - یه خیال در اصل سترھویں اور اٹھارویں صدي کے بادشاهوں کے قهر و استبداد کي وجه سے پیدا هوا - سیاست اُس زمانه کے علماء نے کہا " حاکم کي قوت و اختیار ' ذاتي و طبیعي نہیں هے بلکه رعایا کي بخشي هوئي هے "

غور و بحث کے بعد ظاهر هوجاتا هے که یه آزادي صرف اُسي شخص کو حاصل هوسکتي هے جس کے متعلق فرض کرلیا جائے که اُسے ایسي غیر محدود قوت و قدرت حاصل هوگئي هے جس کے ذریعه وه اپني هر خواهش بے روک ٹوک پوري کرسکتا هے - اِس آزادي کے دلداده کہتے هیں که هر فرد کو حق هے که اپني تمام خواهشیں جس وقت اور جس طرح چاهے پوري کرلے - اِس آزادي کا تصور ایسي حالت میں هرگز نہیں هوسکتا جب که ایک هي غرض کے حصول کے لیے متعدد افراد کھڑے هوں - هر شخص اُسے صرف اپنے هي لئے لینا چاهے - ظاهر هے ' ایسي صورت میں یه خیالي آزادي قائم نہیں رہ سکتي - ضرور تصادم هوگا - زیاده طاقتور غالب آئیگا - کمزور مغلوب و محروم رهینگے ' اور اُن کي آزادي سلب هوجائیگي -

(مشروط آزادي)

فرد کو زیاده سے زیاده اِتني آزادي مل سکتي هے که وه اپنے تمام افعال میں آزاد هو جب تک که دوسروں کي آزادي اُس کي آزادي کي وجه سے خطرے میں نه پڑے - فرانس کے انقلابیوں نے بھي اپنے سنه ١٨٧٩ ع کے اعلان میں آزادي کي یہي تعریف کي تھي : " آزادي ایک قوت هے جس سے انسان اپني هر خواهش پوري کرسکتا هے بشرطیکه اُس کي خواهش دوسروں کے لیے نقصان ده نه هو " هربرٹ اسپنسر نے بھي آزادي کي تعریف یه کی هے " هر شخص آزاد هے ' جو چاهے کرے ' بشرطیکه اپنے فعل سے دوسروں کي آزادي پر دست درازي نه کرے "

یه جائز آزادي هے اور حکومت کے ساتھه جمع هوسکتي هے - بلکه بغیر حکومت کے اُسکا وجود مشکل هے - یه آزادي اُسي وقت ممکن هے جب که اُس کي پشت پناهي پر ایک حاکمانه نظام موجود هو - اِس آزادي کي اولین شرط یه هے که دوسروں کي آزادي اور حقوق پر دست درازي نه هونے پائے - لہذا ایک بالا تر قوت کا وجود لازمي هے جو هر فرد کے حقوق معین کردے ' اُن کي حفاظت و حمایت کي ذمه دار بن جائے ' اور هر قسم کي زیادتي روک سکے - پس جائز شخصي آزادي ' نظام حکومت هي کے ذریعه پائي جا سکتي هے - اِس آزادي کو سیاسی اصطلاح میں " شہري آزادي " کے نام سے پکارتے هیں -

اِس تفصیل سے ظاهر هو جاتا هے که حکومت کا اهم ترین فرض ' شخصي آزادي کي ضمانت هے - لیکن اِس بارے میں بھي علماء سیاست کا اختلاف هے - ایک گروه کا خیال هے که حکومت کا فرض صرف اِسي قدر هے که افراد کي شخصي آزادي کي دور سے حفاظت کرے مگر خود اُس میں دخل نه دے - چنانچه وه حکومت کے لیے جائز نہیں سمجھتے که افراد کے ذاتي معاملات میں کسي قسم کي بھي مداخلت کرے - اُنکے خیال میں افراد کو اپنے بچوں کي تعلیم پر مجبور کرنا ' زراعت کے خاص طریقے جاري کرنے ' کارخانوں کے لیے قواعد قرار دینا ' مزدوري کي شرح مقرر کرنا ' یه ' اور اِس قسم کے دوسرے کام ' حکومت کے لیے ناروا هیں - وه کہتے هیں حکومت کو صرف وه کام کرنے چاهئیں جن سے افراد کي شخصي آزادي محفوظ رهے - مثلاً اُسے فوج مرتب کرنا ' قلعے بنانا ' اور جنگي بیڑے طیار کرنے چاهئیں ' تاکه دوسري قومیں ملک کي آزادي پر حمله نه کرسکیں - اِسي طرح پولیس اور دیواني اور فوجداري عدالتیں وغیره رکھنا بھي جائز هے تاکه افراد کے حقوق محفوظ رهیں - اِس کے مقابله میں ایک دوسرا گروه حکومت پر کوئي پابندي عاید نہیں کرتا - اُس کے خیال میں حکومت کو وه تمام کام کرنے چاهئیں جنسے افراد یا جماعت کي بھلائي متصور هو -

(وطني اور آئیني آزادي)

علم سیاست میں " استقلال فردي " اور " مشروط آزادي " کے علاوه ایک قسم " وطني آزادي " کي بھي هے - اِس سے مقصود قوم کي خود مختاري هے - جب کوئي قوم اپني خود مختاري حاصل کرلیتي هے تو کہا جاتا هے ' اُسنے " وطني آزادي " پالي -

آزادي کي ایک چوتھي قسم بھي هے اور اُسے سیاست کي اصطلاح میں " دستوري آزادي " کہتے هیں - اِس سے مقصود یه هے که قوم پر ایک ایسي حکومت قائم هو جسے خود قوم هي نے منتخب کیا هو ' اور وه قوم کے سامنے ذمه دار اور جوابده هو ' جیسي که ولایات متحده امریکا ' فرانس ' اور انگلستان وغیره کي حکومتیں هیں -

(سلطنت اور حکومت)

یہاں یه جاننا بھي مناسب هے که سلطنت (اسٹیٹ) اور حکومت (گورنمنٹ) میں کیا فرق هے ؟ سلطنت سے مقصود یه هے که کسي محدود خطه میں انساني افراد کي کوئي جماعت آباد هو اور اُس پر کوئي حکمراں قوت موجود هو ' عام اِس سے که حکمراں قوت اکثریت کے هاتھه میں هو ' یا اقلیت کے هاتھه میں ' یا فرد واحد کے هاتھه میں - یه قوت باقي تمام لوگوں پر غالب و حاوي هو - لہذا سلطنت کے موجود هونے کے لیے دو چیزیں ضروري هیں : حکم اور اطاعت - جہاں کہیں حکم کرنے والي قوت اور اطاعت کرنے والي جماعت موجود هو ' کہا جائیگا که سلطنت موجود هے - یا یوں سمجھو که سلطنت ' حاکم اور محکوم کے مجموعه کا نام هے - رهي حکومت تو وه اُس شخص یا جماعت کا نام هے جسکے هاتھه میں حکمراں قوت هوتي هے -

اِس تفصیل سے واضح هوگیا که " مشروط آزادي " (اور یہي شہري آزادي هے) کي حفاظت کا ذمه حکومت کے سر هے - لیکن اگر حکومت کسي مستبد اور ظالم شخص کے هاتھه میں هوگي تو وه اپني مرضي کے مطابق افراد کي آزادي اور حقوق پر دست درازي کر سکتا هے - دستوري حکومتوں میں استبداد کا اِتنا خطره نہیں هے - لیکن اُن میں بھي شخصي آزادي کي ضمانت یکساں نہیں هوتي - اِس ضمانت کا تعلق براه راست ' دستور حکومت سے هوتا هے - جن ملکوں کا دستور حکومت زیاده مستحکم هوتا اور مشکل سے بدلا جا سکتا هے ' وهاں شخصي آزادي سب سے زیاده محفوظ رهتي هے - یه اِس لیے که اگر دستور حکومت آساني سے بدلا جاسکتا هے تو شخصي آزادي پر بھي آساني کے ساتھه دست درازي کي جا سکتي هے -

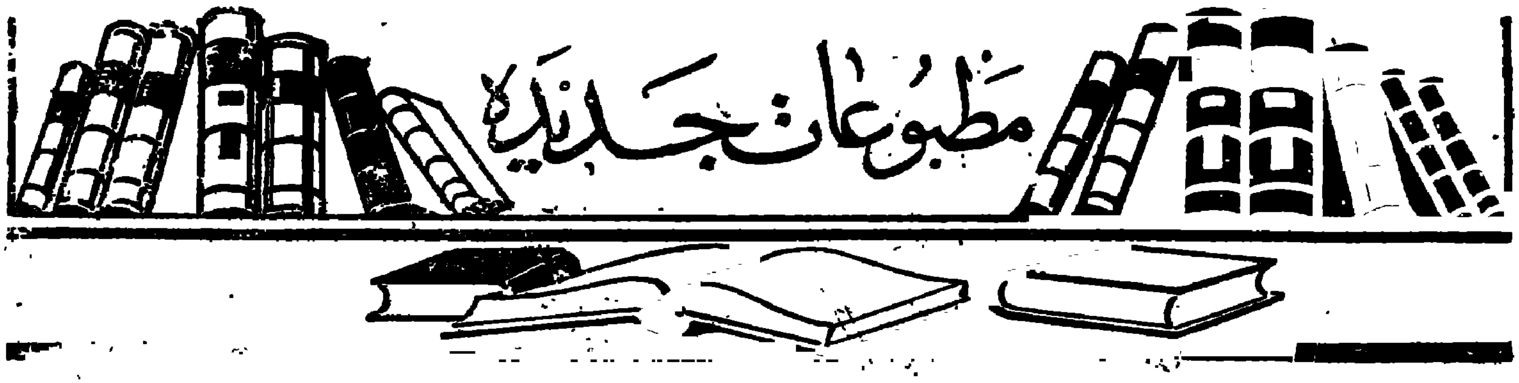

شخصی آزادی

[illegible] مختلفہ سیاسي مذاهب كي نظر میں

حال میں مندرجہ صدر موضوع " الحرية الشخصية " پر ایک نہایت مفید اور دلچسپ مجموعۂ مقالات مصر میں شائع ہوا ہے جس کے مقالہ نگاروں نے کوشش کي ہے کہ اس باب میں جس قدر مختلف نقطہ ہاے نظر اور سیاسي مذاهب موجود هیں ' انهیں صحت بیان کے ساتھہ واضح کر دیا جاے - " شخصي آزادي " کے باب میں اگرچہ بے شمار افکار و آراء موجود هیں ' لیکن اهم اور اصولي مذاهب تین هیں :

(۱) " مذهب تقئید علی الاطلاق " یعني وہ مذهب جو کامل شاهیت اور شاهي استبداد کے اعتراف کا نتیجہ ہے ' اور جو کہتا ہے کہ کسي فرد واحد کو اپنے مالکوں اور آقاؤں کے خلاف مطالبۂ ازادي کا حق هي نہیں ہے -

(۲) " مذهب استقلال مقید و مشروط " جو اسوقت عملاً تمام اُن ممالک کي هئیت اجتماعیہ کا مذهب ہے ' جو دستوري یا جمہوري حکومت کے طریقوں پر عامل هوچکے هیں - اس مذهب کے معتقدین شخصي آزادي کا مطالبہ هر فرد کا فطري حق قرار دیتے هیں ' مگر ساتھہ هي جماعت ' قوم ' اور نظم کے مشترک مقاصد کي بالا تري بهي تسلیم کرتے هیں - ان کے اعتقاد میں هر فرد کو آزاد هونا چاهیے ' لیکن اسي حد تک ' جس حد تک جماعت ' قوم ' اور حاکمانہ نظلم کا مزاج موافقت کرے -

(۳) " مذهب استقلال فردي علي الاطلاق " جو فرد کے حقوق آزادي کو اصل قرار دیکر هیئت اجتماعیہ کا تمام نظام اُس کے مطابق رکھنا چاهتا ہے - اس کے معتقدین اُن تمام قیود اور شرائط کے اعتراف سے انکار کرتے هیں جو کسي حال میں بهي فرد کي انفرادي آزادي کے خلاف هوں -

پہلا مذهب یکقلم متروک و مہجور سمجھا جاتا تها ' لیکن اٹلي کے فیشي سیزم نے پهر اُسے زندہ کر دیا ہے -

هم اس مجموعہ سے پہلے ایک مقالہ دوسرے مذهب کي تائید میں (جو وقت کا مُسلم اور معمول بہ مذهب ہے) حذف و اضافہ کے بعد نقل کرتے هیں - اُس کے بعد تیسرے مذهب کے مزید افکار و مباحث نقل کرینگے تاکہ قارئین الهلال اس اهم موضوع کے تمام اطراف پر نظر ڈال سکیں -

---

شخصي آزادي کے معنے کیا هیں ؟ لوگوں کو اس کے شرح و بیان میں سخت ٹهوکریں لگي هیں - شخصي آزادي کا مفہوم عام طور پر یہ سمجھہ لیا گیا ہے کہ هر فرد اپني هر طلب بے روک ٹوک پوري کرسکے - اِس غلط فہمي کا بڑا سبب ' حکام کا طرز عمل ہے : مطلق العناني اور ذاتي مفاد کے مقابلے میں رعایا کے فوائد سے بے پروائي ! اُنهوں نے اپنا شعار بنا لیا - اِس غلو کا نتیجہ یہ نکلا کہ محکوموں میں بهي غلو پیدا هوگیا - انتہائي استبداد کے مقابلے میں انتہائي آزادي کا مطالبہ شروع هوا - اور اِس طرح شخصي آزادي کا صحیح مفہوم بدل گیا -

اِس غلو نے بالآخر یہ اصول پیدا کیا کہ " حکومت اور آزادي یک جا جمع نہیں هو سکتي " اِس اصول کے ماننے والوں کا استدلال یہ ہے کہ حکومت سے مقصود ملک میں ایسے حاکم اعلی کا وجود ہے ' جسکي اطاعت تمام افراد کے لیے ضروري هو - وہ قانون بنائے ' قانون کي پابندي پر مجبور کرے ' مخالفوں کو سزائیں دے ' محصول لگائے ' رعایا کي مرضي کے خلاف اعلان جنگ کردے ' اور قتل و خونریزي کا بازار گرم هوجائے - وہ کہتے هیں ' اِس صورت میں کسي فرد کي بهي شخصي آزادي محفوظ نہیں رہ سکتي -

(مذهب استقلال فردي)

اِس اصول کے قائل هر قسم کي حکومت کے خلاف هیں - اُنکے خیال میں حکومت کي موجودگي افراد کو اُنکي کامل آزادي سے محروم کر دیتي ہے - وہ کہتے هیں ' هر فرد کو اپني خواهشیں

اصلاح جو مذهب انتقام کي جگہ قائم هوگیا ہے - تمهاري دشمن هر وہ چیز ہے جو عقل کو روشني بخشتي ہے - هر وہ چیز جو روح کو ابهارتي ہے : یعني دین اور فلسفہ - ایک طرف سے (حضرت) مسیح (علیہ السلام) اور دوسري طرف سے والٹیر !

" حضرات ! اب میں اپنا بیان ختم کرنا چاهتا هوں - اے میرے فرزند ! میري آنکھہ کے نور ! میرے جگر کے ٹکڑے ! هاں اے میري جان ! میں تجهي کو مخاطب کرتا هوں - تجهي کو جو مجرموں کے کٹہرے میں کهڑا ہے ! آج تو شرافت و عزت کي ایک عظیم منزل طے کر رہا ہے - خدا نے تجهے محبت کي نظر سے دیکها اور اِس لائق بنایا کہ تو حق کیلیے جنگ کرے - مقدس حق کے لیے غم کهائے - تو آج اُس منزل میں قدم رکهہ رہا ہے ' جو همارے زمانے میں حقیقي مردانگي کي منزل ہے - یعني عدل و انصاف کیلیے جنگ - حقیقت کیلیے جنگ - عظیم بن جا ! بلند هوجا ! تو کیا ہے ؟ عقل انساني اور حقیقي جمہوریت کا ایک معمولي سپاهي ! تو آج اُس جگہ بیٹها ہے جس پر تجهسے پہلے " برانجیہ " بیٹهہ چکا ہے - تو " لامونیہ " کي کرسي پر بیٹها ہے - اپنے عقائد میں کمزور نہ هو - یہ تجهسے میرے آخري لفظ هیں - یہ میري وصیت ہے ' بشرطیکہ تجهے وصیت کي ضرورت هو - غور کر ' تو اِس وقت " لزوارک " کي جگہ بیٹها ہے - آہ میري مسرت ! میرے لڑکے کو کیسي عزت ملي ہے ! ...

" میں کہہ چکا ... "

* * *

آثار علمیہ

صحیح بخاری کا ایک تاریخی نسخہ

(مجدالدین فیروزآبادی اور ملا وجیہ)

انسان کی طرح کتابوں کی بھی زندگی ہے - جس طرح انسان پر پیدائش و موت ' اقامت و سفر ' غربت و ہجرۃ ' اور عروج و زوال کے حوادث و ایام گزرتے ہیں ' ٹھیک اسی طرح کے حوادث و ایام سے فکر انسانی کی ان کاغذی مخلوقات کی تاریخ بھی مرتب ہوتی ہے - ایک شخص دنیا کے کسی خاص حصے میں پیدا ہوتا ہے ' لیکن سیلاب حوادث اچانک اُسے دنیا کے ایک دور دراز گوشے میں پہنچا دیتے ہیں جسکا اُسے کبھی وہم و گمان بھی نہ ہوا ہوگا - یہی حال دنیا کی مشہور و معروف کتابوں اور اُن کے تاریخی نسخوں کا بھی ہے - سینکڑوں ہزاروں کتابیں اور اُن کے نسخے آج دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں - اگر اُن کی تاریخی حیات پر نظر ڈالی جائے تو انقلاب و حوادث عالم کی ایک عجیب و غریب داستان نمایاں ہوجائیگی - نہیں معلوم انتقال اور تغیر کی کیسی کیسی منزلوں سے گزرنے کے بعد ' وہ اپنے مولد و منشاء کی جگہ ' ان مقامات میں آج پناہ گزین ہوگئے ہیں - بہت ممکن ہے کہ ایک کتاب اب سے ایک ہزار برس پہلے دنیا کے کسی ایک گوشہ میں پیدا ہوئی ہو ' اور آج دس صدیوں کے اُن انقلابات و تغیرات کے بعد جن سے بے شمار ملکوں اور قوموں کی موت و حیات اور عروج و زوال کی داستانیں وابستہ ہیں ' دنیا کے ایک دوسرے انتہائی گوشہ میں پہنچ گئی ہو !

(ایک نسخہ کی سوانح حیات)

شیخ ابو اسماعیل الاذنی نے دوسری صدی ہجری کے وسط میں فتوح الشام کی روایات جمع کیں - صاحب ابن عباد نے چوتھی صدی ہجری میں اپنے خزانۂ کتب کے لیے اُس کا نسخہ ابن فارس امام لغۃ و عربیۃ کی زیر نگرانی و تصحیح لکھوایا - پانچویں صدی میں یہ نسخہ نہیں معلوم حوادث و تغیرات کی کتنی منزلیں طے کرکے غزنی پہنچا ' اور سلاطین غزنویہ کی مہریں اُس پر ثبت ہوگئیں - پھر غزنی سے نکل کر دشت غربت و مہاجرت کی نئی نئی منزلیں طے کیں ' اور تمام بلاد ایران و عراق طے کرکے مصر جا پہنچا ' چنانچہ ساتویں صدی کے اواخر میں شیخ ابو یعلیٰ مصری کا دستخط اُس پر ثبت ہوا ' اور نصف صدی تک اسی سرزمین میں مقیم رہا - پھر اُس کے بعد یہی نسخہ یمن پہنچتا ہے ' اور کتب خانۂ شاہی کی مہر اس پر ثبت ہوتی ہے - نیز بعض سلاطین یمن اسی نسخے پر اسکی قرات و درس کی اجازت اپنے شیوخ سے لیتے ہیں - پھر یمن سے یہ نسخہ نکلتا ہے ' اور کالی کٹ (ملا بار) پہنچتا ہے ' مگر وہاں کی آب و ہوا راس نہیں آتی ' اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دکن پہنچکر سلاطین عادل شاہی کا مہمان ہوتا ہے - یہاں عرصہ تک مقیم رہتا ہے ' لیکن اُس کے بعد پھر طرح طرح کے تغیرات و حوادث پیش آتے ہیں - یہانتک کہ بالآخر یہ نسخہ سنہ ۱۷۹۹ - میں ایک فرانسیسی کے ہاتھ لگتا ہے اور اب پیرس کے قومی کتب خانے میں محفوظ ہے !

کتاب عراق میں پیدا ہوئی ' رے میں لکھی گئی ' غزنی میں مقیم ہوئی ' غزنی سے مصر پہنچی ' مصر سے یمن ' یمن سے ملا بار ' ملا بار سے بیجا پور ' بیجا پور سے پانڈی چری ' پانڈی چری سے ایشیا اور یورپ کے تمام بری اور بحری فاصلے طے کرکے پیرس دار الحکومت فرانس میں !

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؟

(ہندوستان کا گذشتہ دور علم)

اِس سلسلہ میں ہندوستان کا پچھلا دور علم خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے - یہ ملک عربی و اسلامی تمدن کے تمام بڑے بڑے مرکزوں سے بعید و مہجور تھا - دمشق ' بغداد ' قاہرہ ' اندلس ' خوارزم ' شیراز ' رے ' اصفہان ' یمن ' وغیرہ ممالک ' عربی و اسلامی تمدن کے وقتاً فوقتاً مرکز رہے ' لیکن ہندوستان ان میں سے کسی ملک سے بھی متصل اور قریب نہ تھا - تاہم ہندوستان میں وقتاً فوقتاً علوم عربیۃ و اسلامیہ کے جیسے جیسے عظیم الشان ذخیرے جمع ہوے ' اور عربی علوم کے اصلی نسخوں اور امہات نقل و کتابت کا جیسا قیمتی سرمایہ فراہم ہوا ' وہ کسی طرح بھی اسلامی تمدن کے مرکزی مقامات سے کمتر قرار نہیں دیا جاسکتا ' اور ہندوستان کے امراء و علماء کی علمی قدردانیوں اور علمی مساعی کی حیرت انگیز شہادت بہم پہنچاتا ہے - گذشتہ نو صدیوں کے اندر بے شمار ملکی انقلابات پیش آے - ہر انقلاب میں علم و تمدن کا پچھلا ذخیرہ برباد ہوا ' اور نئے ذخیروں کی از سر نو بنیادیں پڑیں - خصوصاً سترھویں صدی کے اوائل سے لیکر غدر سنہ ۵۷ ع کی انقلابی بربادیوں تک کا زمانہ تو علمی ذخائر کی تباہیوں کا ایک مسلسل دور تھا - بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ جونپور ' مالوہ ' دکن ' دہلی ' آگرہ ' لکھنو ' اور مرشدآباد میں نو سو برس کے اسلامی تمدن نے جس قدر ذخائر علم جمع کیے تھے ' اُن کا دو تہائی حصہ یکقلم برباد ہوگیا ' اور ایک تہائی حصہ جو باقی رہا ' اُس کا بھی بڑا حصہ منتشر ہوکر یا تو یورپ پہنچ گیا ' یا گمنام اور مجہول گوشوں میں نا پید ہوگیا - با ایں ہمہ آج بھی ہندوستان کی فراہم شدہ کتابوں کا جس قدر سراغ خود ملک کے اندر یا ملک سے باہر لگ سکتا ہے ' اُس سے ہم اسکی عظمت و کثرت کا وثوق کے ساتھ اندازہ لگا سکتے ہیں - عربی و اسلامی علوم و فنون کی کوئی شاخ بھی ایسی نہیں ہے جس کی امہات کتب کے اصلی نسخے (یعنی وہ نسخے جو یا تو مصنف کے ہاتھ کے لکھے ہوے تھے ' یا آئمۂ فن کے درس و مطالعہ میں رہ چکے تھے اور اسلیے نقل لینے کے لیے زیادہ مستند سمجھے جاتے تھے ' یا اسی طرح کی کوئی اور اہمیت رکھتے تھے) ہندوستان نہ پہنچے ہوں ' اور نہ صرف سلاطین و امراء کے کتب خانوں میں ' بلکہ ایک ایک قصبہ اور قریہ کے اندر اُن کی بڑی تعداد موجود نہ ہو - قرآن مجید ' صحاح ستہ ' معاجم و مسانید ' تفاسیر و شروح ' امہات اصول و فقہ ' تاریخ و علوم کے وہ نسخے جو سلسلۂ علم کے آئمہ و اکابر نے حجاز ' عراق ' مصر '

سب سے زیادہ مشکل تبدیلي امریکا کے دستور حکومت کي ہے - اِس تبدیلي کے لیے ضروري ہے کہ ملک کي دو ثلث آبادي کي منظوري لي جائے - یعني مجلس حکومت کے دو ثلث ممبروں کي رضامندي ضروري ہے - لیکن دوسرے ممالک مثلاً انگلستان میں دستور کي تبدیلي اِتني مشکل نہیں ہے - وہاں پارلیمینٹ کو اختیار ہے‘ جب چاہے‘ تھوڑي سي اکثریت پیدا کرکے بدل ڈالے -

بنا بریں امریکا کا نظام حکومت دنیا کے تمام ملکوں کے موجود نظام حکومت سے زیادہ بہتر اور شخصي آزادي کے لیے زیادہ ضمانت رکھنے والا سمجھا جاتا ہے - یہي وجہ ہے کہ اُس ملک میں جتني شہري آزادي موجود ہے‘ اُتني روئے زمین پر کسي دوسرے ملک میں موجود نہیں - البتہ روس کا نیا انقلاب اس سے مستثنے ہے -

(حکومت اور افراد)

حکومت کو افراد پر کس قسم کا اقتدار حاصل ہونا چاہیے ؟ اِس کے سمجھنے کے لیے یہ معلوم کر لینا ضروري ہے کہ فرد اور سلطنت یا قوم کے درمیان کیا تعلق ہے ؟

" مذہب استقلال فردي " کے ماننے والوں کا خیال ہے کہ سلطنت یا قوم میں فرد‘ مستقل مرکزي حیثیت رکھتا ہے‘ اور یہ کہ تمام افراد نے باہم معاہدہ کرکے اپنے تئیں اِس شرط پر حاکم کے حوالہ کردیا ہے کہ وہ اُن کي شخصي آزادي کي حفاظت کرے اور دوسرے افراد کي دست درازیاں روکے - لہذا حکومت کا اقتدار و اختیار صرف اِسي دائرے میں محدود ہے - یعني زیادتي کا روکنا - اٹھارویں صدي کے علماء سیاست میں اِس مذہب نے بہت مقبولیت حاصل کي تھي‘ مگر بعد میں عملاً متروک ہوگیا -

علماء سیاست کا ایک دوسرا گروہ کہتا ہے کہ فرد اور سلطنت کا باہمي تعلق ایک مضبوط طبیعي تعلق ہے - یہ تعلق ویسا ہي ہے‘ جیسا مختلف اعضاء کا جسم سے ہوتا ہے - جس طرح ہاتھ جسم سے کٹ کر باقي نہیں رہ سکتا‘ اُسي طرح فرد‘ سلطنت یا قوم سے علحدہ ہوکر زندہ نہیں رہ سکتا - اِس گروہ کا خیال ہے کہ سلطنت اُس وقت سے موجود ہے‘ جب سے انسان کي جماعتي زندگي کا آغاز ہوا ہے - شروع میں جب انسان ابتدائي وحشت کي حالت میں تھا‘ تو اُس وقت سلطنت بھي بالکل ابتدائي حالت میں تھي - اُس زمانہ میں قبیلہ ہي سلطنت تھي - کیونکہ سلطنت کي یہ تعریف کہ " حاکم اور محکوم موجود ہیں " قبیلے پر بھي صادق آتي تھي غرضکہ اِس گروہ کا مذہب یہ ہے کہ فرد اور سلطنت میں ہرگز تفریق نہیں ہو سکتي - اِس مذہب کا نام " مذہب عضوي " ہے - اِس مذہب کے بموجب سلطنت میں زندہ جسم کي طرح لگا تار نمو ہوتا رہتا ہے - یہي دائمي نمو‘ نظام اجتماعي کي ترقي کا باعث ہوتي ہے -

اِس تمثیل سے مقصود یہ نہیں ہے کہ سلطنت ہر اعتبار سے زندہ جسم کے مشابہ ہے - کیونکہ سلطنت کا نمو‘ اضطراري اور غیر اختیاري نہیں ہے - یعني اُس کي ترقي میں افراد کے ارادے کو دخل ہے - افراد ہي اپنے ارادے سے اُسے ترقي دیتے اور آگے بڑھاتے ہیں - برخلاف اِس کے حیواني و نباتي اجسام کے نمو میں اختیار و ارادہ دخل نہیں رکھتا - وہ اضطراري و طبعي طور پر موجود ہوتا اور برابر جاري رہتا ہے -

اِس مذہب نے مذہب " استقلال فردي " کو کافي نقصان پہنچایا ہے - کیونکہ آخر الذکر‘ فرد کو سلطنت سے الگ حیثیت دیتا اور حکومت کا اقتدار و اختیار محدود کرکے سلطنت کي ترقي و تقدم روکتا ہے - برخلاف اِس کے دوسرا مذہب‘ افراد اور سلطنت کو ایک ہي جسم قرار دیتا ہے اور اِس طرح اُسے نفع پہنچاتا ہے - اِس مذہب کي رو سے فرد کو جماعت یا قوم کے فائدے کے لیے شخصي نقصان گوارا کر لینا چاہئے - جیسا کہ ہاتھ‘ سر یا دل کي حفاظت کے لئے اپنا وجود خطرہ میں ڈال دیتا ہے -

اگر افراد اِس مذہب پر ایمان لے آئیں‘ تو حاکم کے اُن تمام قوانین کي بخوشي اطاعت کرینگے‘ جن سے اگرچہ شخصي طور پر انھیں نقصان پہنچ سکتا ہے مگر وہ جماعت کے لئے مفید ہیں - کیونکہ وہ سمجھینگے کہ قانون‘ عام فائدہ کے لئے ہے‘ نہ کہ شخصي فائدہ کے لئے‘ اور یہ کہ عام مصلحت کے مقابلے میں شخصي مصلحت فنا ہو جاني چاہئے -

لیکن اگر مذہب " استقلال فردي " تسلیم کرلیا جائے، تو اِس کا لازمي نتیجہ یہ ہوگا کہ حاکمانہ قوت کا احترام جاتا رہے گا اور سلطنت کي ترقي رک جائیگي - پھر جب سلطنت کمزور ہو جائیگي تو لازمي طور پر فرد بھي کمزور ہو جائیگا - کمزور سلطنتوں کي یہي حالت دنیا مشاہدہ کر رہي ہے - وہ نہ تو خود خوش نصیب ہیں‘ نہ اُن میں افراد ہي کو خوش نصیبي میسر ہے - موجودہ علماء سیاست کا خیال ہے کہ تاریخ کے تجربے اور روز مرہ کے مشاہدے ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ " مذہب عضوي " قبول کریں اور دنیا میں اُس کي اشاعت کریں -

یہ نا ممکن ہے کہ دنیا میں کوئي جماعت ایسي موجود ہو سکے جسکي بنیاد مذہب استقلال فردي پر ہو - جماعتوں کي کامیابي و ترقي کے لیے لازمي ہے کہ اُسکے تمام افراد‘ مذہب عضوي کے ماننے والے ہوں‘ مجموع میں جذب ہو جائیں‘ اور عموم کي مصلحت کے سامنے اپني شخصیت بھول جائیں - یہي ایک طریقہ ہے جس سے انساني جماعتیں (سیاسي ہوں یا اجتماعي) ترقي کر سکتي ہیں - کوئي انساني جماعت‘ انانیت کو اپنا اصول قرار دے کر زندہ نہیں رہ سکتي - کیونکہ یہ نا ممکن ہے کہ تمام افراد کے اغراض اور خواہشیں بالکل متفق و متحد ہو جائیں - یہي باعث ہے کہ جن ملکوں میں حکومت سے بے اعتمادي‘ مذہب انانیت یا استقلال فردي کے طرف میلان پیدا کر رہي ہے‘ وہاں کوئي بھي مشترک عمل کامیاب نہیں ہوتا - کتني ہي انجمنیں قائم ہوتي ہیں‘ شروع شروع میں بڑا جوش و خروش دکھایا جاتا ہے‘ لیکن پھر بہت جلد کارکنوں میں پھوٹ پڑ جاتي ہے اور پوري تحریک ختم ہو جاتي ہے -

مشرق اِس بیماري کا بري طرح شکار ہوا ہے - اُسکي وطنیت و قومیت فنا ہو گئي ہے‘ عام مصالح ضائع ہو گئے ہیں‘ اور جماعتي تحریکوں کي کامیابي کي بہت کم مثالیں نظر آتي ہیں - مشرق کو یہ مہلک مرض در حقیقت مستبد بادشاہوں کي وجہ سے لاحق ہوا - یہ بادشاہ صدیوں تک مشرقي قوموں پر مسلط رہے ہیں‘ اور اپنے ذاتي اغراض کے لیے جماعتي مصالح برباد کرتے آئے ہیں - نتیجہ یہ ہوا کہ نسلوں کے تجربہ و مشاہدہ کے بعد مشرقي اقوام کے دلوں میں یہ بات جم گئي کہ قومي وحدت بیکار ہے‘ اور مصلحت عام کے لیے سعي لا حاصل ہے - ہوتے ہوتے اب اُنکي حالت یہ ہو گئي ہے کہ وطنیت‘ قومیت‘ عام مصلحت‘ جماعت‘ وغیرہ الفاظ کے لیے اُن کے دلوں میں کوئي کشش پیدا ہي نہیں ہوتي -

* * *

(يمن کے سلاطين رسولي)

يمن کے خاندان رسولي کا تذکرة علم تاريخوں ميں بہت کم ملتا هے ' اس ليے لوگ اُن کے ناموں سے آشنا نہيں - اس نسخه کي تاريخ حيات کي توضيح کے ليے ضروري هے که مختصراً اس کا ذکر کر ديا جاے -

يمن ميں ساتويں صدي هجري کے اوائل سے ليکر تقريباً نويں صدي کے درمياني عهد تک ايک خاص خاندان کے افراد کي حکومت رهي هے جو " رسولي " کے لقب سے مشہور تها - يه لوگ اصلاً ترکمان تهے ' اور ترکمانوں کے قبيله " ميجک " سے تعلق رکهتے تهے ' ليکن جب اتفاقات وقت نے يمن جيسے خالص عربي ملک کا حکمراں بنا ديا ' تو ضرورت هوئي که کسي نه کسي طرح اپنا سلسلۂ نسب عرب سلاطين و امراء سے ملاديں - چنانچه ظاهر کيا گيا که اُن کے مورث اعلى جبله بن ايهم غساني کي نسل سے هيں جو حضرة عمرؓ (رضي الله عنه) کے زمانے ميں مسلمان هوکر پهر مسيحي هو گيا تها ' اور قسطنطنيه چلا گيا تها - الحاق نسب کي صورت يه اختيار کي گئي که جبله عرصه تک روم ميں مقيم رها - اُس نے اگرچه مسيحي مذهب اختيار کرليا تها ' ليکن اس کا قلب مطمئن نه تها - مرتے وقت اُس نے اپني اولاد کو وصيت کي که بلاد روم سے نکل کر اسلامي ممالک ميں جائيں اور مسلمان هوکر زندگي بسر کريں - وه ترکمانوں کے قبائل ميں آکر مقيم هوگئے - اور اس طرح ان کي عربيت ' ترکمانيت سے مبدل هوگئي !

اس خاندان کا پهلا فرد جو تاريخ ميں نماياں هوتا هے ' محمد بن هارون بن يوحي رستم هے - خلفاء عباسيه کے زمانے ميں يه عراق آيا اور تهوڑے عرصه کے اندر عزت و قبوليت حاصل کرلي - اُس زمانے ميں حکومت بغداد کو ايک سفير و رسول کي ضرورت تهي جو مصر و شام ميں احکام خلافت کا مبلغ هو - خليفه نے محمد بن هارون کا اس غرض سے انتخاب کيا ' اور اس طرح يه خاندان پهلے عراق سے شام ميں ' اور پهر شام سے مصر ميں منتقل هوگيا - بغداد کي سفارت و رسالت کي بنا پر محمد بن هارون " رسول " کے لقب سے پکارا جاتا تها - يه تلقب اس قدر مشهور هوا که آگے چل کر پورا خاندان " رسول " کي نسبت سے پکارا جانے لگا -

مصر ميں جب ايوبيوں کي حکومت قائم هوئي ' تو يمن اُس وقت مصر کے زير اثر تها - انهوں نے وهاں کي ولايت کيليے توران شاه بن ايوب کو بهيجا ' اور اسکے ساتهه خاندان رسولي کو بهي روانه کر ديا ' کيونکه مصر ميں انکي موجودگي سياسي مصالح کے خلاف تهي - عرصه تک يه خاندان يمن ميں امراء و اشراف کي زندگي بسر کرتا رها - ليکن ساتويں صدي کے اوائل ميں جب ملک ظاهر بيبرس مصر ميں حکمراں هوا ' تو يمن ميں ايسے تغيرات و حوادث پيش آئے که اس خاندان کو امارت سے نکل کر رياست و فرمانروائي کي تخت نشيني کا موقعه ملگيا ' اور کچهه عرصه کي کشمکش و تنازع کے بعد حکومت مصر نے بهي اس کا استقلال تسليم کرليا - اس خاندان کا پهلا حکمراں ملک المنصور نور الدين عمر بن علي بن رسول تها - يه سنه ۶۲۸ - ميں مسند نشين هوا ' اور سنه ۶۴۷ ه ميں اپنے غلاموں کے هاتهوں قتل هوا - يمن کے علاوه حجاز و حرمين کي حراست و خدمت بهي مصر سے نکل کر اسي حکمراں خاندان کے قبضه ميں آگئي تهي -

(ملک الاشرف)

اسي سلسلۂ حکومت کا ساتواں فرمانروا ملک الاشرف اسماعيل بن عباس بن علي بن داؤد رسولي تها ' جسکا اس نسخه کي تحرير ميں ذکر هے ' اور جس کے کتب خانه سے يه نسخه نکل کر کسي طرح هندوستان پهنچ گيا هے -

ملک الاشرف ۲۱ - شعبان سنه ۷۷۸ - ه ميں مسند نشين هوا ' اور سنه ۸۰۳ - ه ميں انتقال کيا - شيخ شرف الدين بن ابي بکر المقري نے مرثيه لکها تها ' جسکے اشعار حافظ ابن حجر نے نقل کيے هيں :

هو الدهر کرت بالخطوب کتائبه
وغصت بانياب حداد نوائبه

تمام مورخين بالاتفاق شهادت ديتے هيں که اس خاندان کے تمام سلاطين اهل علم و فضل تهے ' اور علم و فضل کي قدر شناسي ميں اپنا عديل نهيں رکهتے تهے - اس خاندان کا پهلا فرمانروا جس نے حکومت مصر کي نيابت سے ترقي کرکے استقلال و فرمانروائي کي حيثيت حاصل کرلي ' سلطان نور الدين تها - الخزرجي صاحب عقود اللؤلؤيه (جس کا ذکر آگے آتا هے) لکهتا هے که اُس کي زندگي کي سب سے بڑي مشغوليت يه تهي که اطراف عالم سے اهل علم و فضل کو يمن و حجاز ميں جمع کرے ' اور مدارس و مساجد سے اپني مملکت معمور کردے - مکه معظمه ' تعز ' عدن ' زبيد ' وادي سهام ' اور تهامه کے ايک ايک قصبه ميں اُس نے مدرسے اور مسجديں تعمير کيں - مکه معظمه کا مدرسه اُس عهد کے تمام مدارس حجاز پر فوقيت رکهتا تها - زبيد ميں تين مدرسے الگ الگ تعمير کيے - مدرسۂ شافعيه ' مدرسۂ حنفيه ' اور دار الحديث - ان سب کے ليے اوقاف و معاصل تهے جن سے مدرسين و طلباء کو وظائف ديے جاتے تهے - (جلد اول : ۸۴) ملک المظفر جو اس سلسله کا دوسرا فرمانروا هے ' وه نه صرف علوم کا قدر شناس اور مدارس و جوامع کا باني تها ' بلکه خود بهي صاحب علم و فضل تها - تفسير ' حديث ' اور طب ميں اُس کي مصنفات کا حافظ ابن حجر عسقلاني اور قاضي شوکاني نے ذکر کيا هے - الخزرجي لکهتا هے که حديث کي تمام امهات کتب اس نے اپنے قلم سے لکهي تهيں - ان کي تعداد و ضخامت ديکهکر تعجب هوتا هے که حکومت کي الجهنوں کے ساتهه علم و کتابت کے ليے اتنا وقت کيونکر نکل سکا ؟ اُس کے علمي شوق کا يه حال تها که امام فخر الدين رازي کي تفسير کبير جب اُس کي نظر سے گزري تو بعض حصے ناقص اور تشنه محسوس هوے - اُس وقت قاهره ميں تاج الدين بن بنت الاعز قاضي القضاة تهے - اُنهيں لکها که تفسير کے مصححه نسخے بهيج ديں - اُنهوں نے چار نسخے بهيجے - ليکن ان سب کا بهي وهي حال تها - اس پر خيال هوا که خود مصنف کے قلم کا لکها هوا مسوده ديکهنا چاهيے - چنانچه ايک سفارت يمن سے هرات بهيجي گئي - اُس نے امام موصوف کے قلم سے لکها هوا اصلي نسخه بصرف کثير حاصل کيا - خود سلطان موصوف کي يه عبارت خزرجي نے نقل کي هے " ميں نے جب يه اصلي نسخه ديکها تو ميري کاوش دور هوگئي ' کيونکه اس ميں وه تمام مقامات سادہ چهوڑ ديے گئے تهے ' اس سے معلوم هوتا هے که مصنف کا اراده نظر ثاني کا تها جو پورا نه هوسکا " (جلد ۱ : ۲۲۸) جن اهل نظر نے تفسير کا بالاستيعاب مطالعه کيا هے ' وه سلطان موصوف کي صحت نظر و رائے کي تصديق کرينگے -

خوارزم، بلاد فارس، اور مغرب و اندلس میں لکھے تھے یا انکی تصحیح کی تھی، نہ صرف دھلی و آگرہ کے شاهی کتب خانوں میں بلکہ جونپور اور اودھ کے قریوں تک میں موجود تھے - یاقوت مستعصمی کے لکھے ھوے مصاحف، رے اور شیراز کے مجمع قراء و حفاظ کے مصححہ قرآن، حفاظ حدیث کے لکھے ھوے یا املاء شدہ مجامیع حدیث، حافظ ابن صلاح اور نو وي جیسے اکابر حدیث کے دستخطي صحیحین، حافظ ابو الحجاج مزي اور امام ذھبي کي مصححہ صحاح ستہ، حافظ ابن حجر اور انکے معاصرین کي خود نوشتہ مصنفات، آگرہ اور دھلي میں اسي طرح ملتی تھیں، جس طرح بغداد اور قاھرہ میں مل سکتي تھیں!

(پانچ نسخے)

ھندوستان کے مختلف گوشوں میں اب بھي اس پچھلے دور علم کے نشان قدم باقي ھیں - حیرت ھوتي ھے کہ علم و فن کے اُن ذخائر کي کثرت و عظمت کا کیا حال ھوگا، جو اتني بربادیوں کے بعد بھي بے نام و نشان نہ ھو سکے؟

ھم چاھتے ھیں، اس سلسلہ میں بعض تاریخي نسخوں کا ذکر کریں - بالفعل پانچ نسخوں کي تاریخ پیش نظر ھے - یہ وہ نسخے ھیں جن میں سے کسي کي زندگي پانچ صدیوں سے کم نہیں ھے اور جن پر انقلاب و حوادث ایام کے بڑے بڑے دور گزر چکے ھیں:

(۱) جامع صحیح بخاري کا نسخۂ رسولي مصححۂ و درسیۂ شیخ مجدد الدین فیروزآبادي صاحب قاموس و سفر السعادة -

(۲) صحیح مسلم کا نصف اخیر مصححۂ حافظ ابن الصلاح صاحب مقدمہ - و درسیۂ حفاظ مدرسۂ اشرفیۂ قاھرہ -

(۳) کتاب زاد الرفاق صلاح الدین الابیوردي (المتوفي سنہ ۵۵۷ ھ) مصححۂ مصنف جس پر قاضي الفاضل یعنے قاضي عبدالرحیم بن علي وزیر سلطان صلاح الدین ایوبي کا دستخط ثبت ھے -

(۴) تاریخ مکہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علي الجوزي - مصححۂ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزي -

(۵) مقامات حریري کا نسخہ غرناطہ جو امیر ناصر الدین عسقلاني (المتوفي سنہ ۷۴۳ ھ) کے کتب خانہ میں داخل ھوا - پھر سنہ ۹۷۰ میں دکن پہنچا، اور دکن سے ایک شائق علم شیخ محمد یوسف نامي نے حاصل کیا -

(جامع صحیح بخاري نسخۂ رسولي)

آج ھم صحیح بخاري کے نسخۂ رسولي کے آخري صفحہ کا عکس مع مختصر تشریحات کے شائع کرتے ھیں - یہ نسخہ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب رئیس دھلي کے کتب خانہ میں موجود ھے - اس نسخہ کي تاریخي نوعیت حسب ذیل ھے:

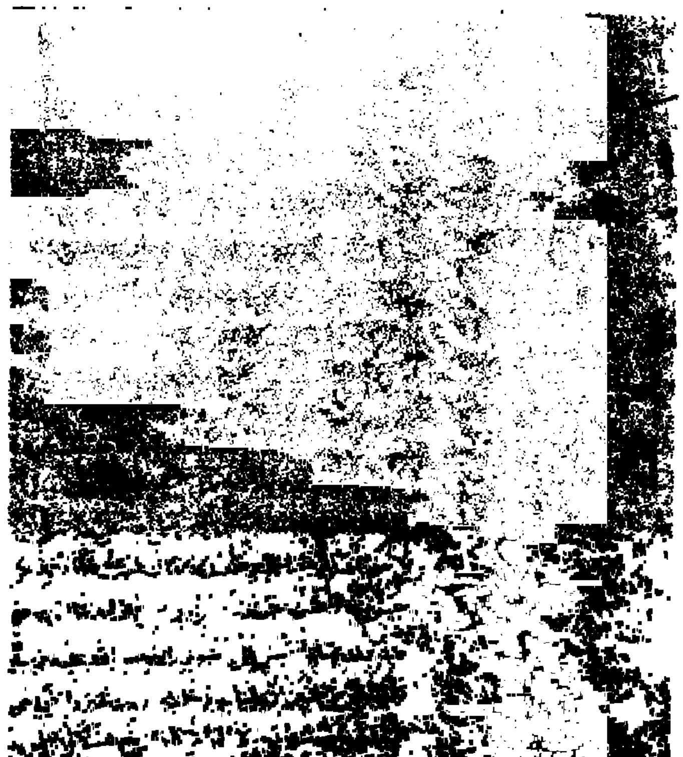

(۱) اصل نسخہ بغداد میں لکھا گیا ھے اور وھاں درس و املاء میں رہ چکا ھے -

(۲) بغداد سے شام پہنچا، اور متعدد علماء و حفاظ حدیث نے املاء و درس کے وقت اسکي تصحیح کي اور جابجا بین السطور اور حواشي میں اختلاف رواۃ و نسخ کي نسبت فوائد و منہیات کا اضافہ کیا -

(۳) شام سے یہ نسخہ غالباً مصر پہنچا، اور خاندان رسولي کے امراء مقیمین قاھرہ کے ھاتھہ لگا - جب وہ یمن پر قابض ھوے تو اُن کے ساتھہ یمن پہنچکر شاھي کتب خانہ میں داخل ھوا -

(۴) جب شیخ مجدد الدین فیروزآبادي صاحب قاموس، یمن پہنچے، اور سلطان ملک الاشرف رسولي نے اُن سے صحیح بخاري کي اجازت حاصل کرني چاھي، تو اسي نسخہ پر درس و املاء کا سلسلہ جاري ھوا، اور اتمام درس کے بعد شیخ موصوف نے اپنے قلم سے ملک الاشرف کے لیے سند و اجازت کي سطور تحریر کردیں -

چنانچہ کتاب کے آخر میں شیخ مجدد الدین کے قلم سے حسب ذیل عبارت مرقوم ھے:

"...... سماعاً علي لجمیع الصحیح مولانا و مولینا و خلیفۃ اللہ في عصرنا، السلطان بن السلطان بن السلطان، المالک الملک الاشرف، ممھد الدنیا و الدین، اسماعیل بن العباس بن علي بن داؤد، خلد اللہ سلطانہ، و شید بعدلہ قواعد الدین و ارکانہ؛ في بضع و ثلثین مجلساً من شھر رمضان، سوي المجلسین الاخرین في شوال، من عام تسعۃ و تسعین و سبعمائۃ، و اجزت روایتہ و روایۃ سائر ما یجوز لي و عني روایتہ بشرطہ - قالہ و کتبہ الملتجي الی حرم اللہ تعالی محمد بن ابي محمد بن محمد بن ابراھیم الفیروزابادي، تجاوز اللہ عنہ، و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و سلم"

تاریخ و عبر

تاریخ اسلام کا نفسیاتی مطالعہ

عہد امویہ کا خاتمہ اور عباسیہ کی تاسیس

تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد کے سیاسی و داعی محرکات

کچھ عرصہ ہوا مرحوم شیخ محمد خضری نے جامعۂ مصریہ میں تاریخ اسلام پر چند سال تک درس دیا تھا جس کا مجموعہ "تاریخ الامم الاسلامیہ" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اب اس کا ایک نیا ایڈیشن جامعہ نے شائع کیا ہے، جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے نظرثانی کرکے کتاب کے متعدد اہم مقامات زیادہ مبسوط اور جامع کر دیئے ہیں، اور نیز بحث بھی پہلے سے زیادہ موزوں اور مسلسل ہے۔ بلاشبہ تاریخ اسلام کے مباحث کی سطح اس سے بہت زیادہ بلند ہونی چاہیے جس قدر اس کتاب میں نظر آرہی ہے۔ تاہم کتاب کی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ نئے ایڈیشن کے اضافات میں سب سے زیادہ اہم مقام عہد امویہ کے اختتام اور عباسیہ کی تاسیس کے ذہنی و داعی محرکات ہیں۔ ہم اس کا خلاصہ چند نمبروں میں شائع کر دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے تاریخ اسلام کے مطالعہ میں مزید کاوش اور نظر کی راہ باز ہوتی ہے۔

عباس بن عبدالمطلب

عباس بن عبدالمطلب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ یہ بنی ہاشم کے ایک معزز سردار اور مشہور تاجر تھے۔ جاہلیت میں ابوسفیان صخر بن حرب سے ان کی دوستی بہت گہری تھی۔ ظہور اسلام کے بعد رسول اللہ صلعم سے ان کا اخلاص آخری حد تک پہنچ گیا تھا، اگرچہ باقاعدہ مسلمان ایک مدت کے بعد ہوئے۔ رسول اللہ صلعم بھی ان سے بڑی عزت و محبت کا سلوک کرتے تھے۔ یہ خلافت عثمانیہ میں (۳۲ھ) ۸۸ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن عباس

عبداللہ بن عباس، اپنے والد کے منجھلے لڑکے تھے۔ ہجرت سے دو برس پہلے پیدا ہوئے، رسول اللہ کو ان سے بھی بہت محبت تھی۔ آپ نے ان کے لئے تفقہ فی القرآن کی دعا کی تھی۔ حضرت عمر، اُن کی علمیت، عقل، فصاحت کی وجہ سے اُنھیں اپنی مشورت کی خاص مجلسوں میں شریک کرتے، اور باوجود کم سنی کے اُن سے فتویٰ لیتے تھے۔ حضرت عثمان نے اُنھیں ۳۵ھ کے حج کا امیر مقرر کیا۔ حضرت علی کی خلافت میں وہ اُنکے دست راست اور قوت بازو تھے۔ بصرہ کے صوبے کی ولایت (گورنری) بھی اُنھیں ملی تھی۔ امیر معاویہ کی خلافت میں وہ سیاسیات سے الگ ہوکر طائف میں مقیم ہوگئے اور وہیں ۶۸ھ میں انتقال کیا۔

علی بن عبداللہ بن عباس

حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سب سے زیادہ اہمیت، اُنکے سب سے چھوٹے بیٹے، علی، کو حاصل ہے۔ یہ عین اُس دن پیدا ہوئے جس دن امیرالمومنین علی علیہ السلام پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اسی مناسبت سے اُن کا نام، علی رکھا گیا۔ یہ نہایت باوقار، وجیہ، فصیح و بلیغ، اور عالی حوصلہ تھے۔ کہا جاتا ہے، اُس وقت ان سے زیادہ خوبصورت کوئی قریشی موجود نہ تھا۔ اُن کا زہد و عبادت بھی بہت مشہور ہے۔ بنی امیہ نے انھیں مدینہ اور دمشق کے راستہ پر ایک گاؤں حمیمہ جاگیر میں دے دیا تھا۔ یہ وہیں رہے اور اُن کی تمام اولاد بھی وہیں پیدا ہوئی۔ ۱۱۸ھ میں انھوں نے انتقال کیا۔

محمد بن علی

علی بن عبداللہ کے بیٹوں میں "محمد" نے بہت شہرت حاصل کی۔ کیونکہ وہ ابراہیم، ابوالعباس السفاح، اور ابوجعفر منصور کے والد تھے جن سے خلافت عباسی کا آغاز ہوا۔ اسی قدر نہیں بلکہ انھی نے یہ نئی دعوت شروع کی اور اپنے باپ علی بن عبداللہ کی زندگی میں شروع کی لیکن خود علی کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔

عباسی خلافت کا تخیل

اس جلیل القدر خاندان کے تعارف کے بعد اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ عباسیوں میں خلافت حاصل کرنے کا خیال کیونکر پیدا ہوا اور اموی خلافت برباد کرکے انھوں نے اپنی شہنشاہی کس طرح قائم کرلی؟

آنحضرت (صلعم) کے وفات کے بعد معاملۂ خلافت میں جو اختلاف برپا ہوا، اُس کی تفصیلات معلوم و مشہور ہیں۔ بالآخر جمہور صحابہ نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اس طرح اس خطرناک اختلاف کا بظاہر خاتمہ ہوگیا۔

لیکن معلوم ہے کہ ایک جماعت ابتدا سے موجود تھی جو خلافت کا حق بنوہاشم یعنی خاندان نبوت میں محصور دیکھتی تھی۔ اسی جماعت میں حضرت عباس بھی تھے۔ یہ اگرچہ بنوہاشم میں سب سے زیادہ مسن تھے مگر کوئی شخص بھی انھیں حضرت علی پر ترجیح نہیں دیتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام اپنے تئیں خلافت کا سب سے زیادہ مستحق سمجھتے تھے۔ خود حضرت فاطمہ علیہا السلام کا بھی یہی خیال تھا۔

لیکن بالآخر حضرت علی، حضرت عباس، اور اُن کی تمام جماعت نے جمہور کے فیصلہ پر عمل کیا۔ عہد صدیقی اور عہد فاروقی دونوں گزر گئے۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں خلافت کی بحث نے ازسرنو سر اٹھایا، حضرت علی خیال کرتے تھے کہ مجلس شوریٰ کے اکثر ارکان نے حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کرکے اُنکے ساتھ ناانصافی کی ہے۔

حضرت عثمان کے آخری عہد میں حضرت عباس کا انتقال ہوا۔ اُنھوں نے کثیر اولاد چھوڑی، مگر یہ ثابت نہیں کہ اُن میں سے کوئی ایک بھی خلافت حاصل کرنے کا متمنی ہوا ہو۔

حضرت عثمان کی خلافت کے چھٹے سال ایک جماعت میں خیال پیدا ہوا کہ خلافت، حضرت عثمان سے حضرت علی کو منتقل کردی جائے۔ اس تحریک کے چند داعی، بڑے بڑے اسلامی مرکزوں: کوفہ، بصرہ اور فسطاط (مصر) میں ظاہر ہوئے۔ تحریک کا آغاز اس طرح ہوا کہ حضرت عثمان کے عمال و حکام کی مذمت شروع کی گئی۔ اُن کی برائیاں مشہور کی جانے لگیں۔ ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں کو یہ باتیں لکھتے اور پھر سب اپنی جماعت کے لوگوں کو مدینہ میں ان حالات سے مطلع کرتے۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد تمام اسلامی ملکوں میں حضرت عثمان کے ولاۃ و حکام بدنام ہوگئے اور عام شکایات پیدا ہوگئیں۔ اس کامیابی کے بعد ان لوگوں نے خود خلیفہ کی مذمت شروع کی اور حضرت عثمان پر بہت سے الزام لگائے جن میں سے بعض صحیح تھے اور بعض بالکل بے بنیاد تھے۔ حضرت عثمان کی نرم طبیعت اور فتنہ و فساد سے حد درجہ احتیاط نے اس صورت حال کے لیے ہمت افزا فضا پیدا کر دی تھی۔ انھوں نے تینوں اسلامی مرکزوں یعنی کوفہ، بصرہ، اور فسطاط کے شورش پسند جمع کئے، اور فریادی بن کر دارالخلافہ، مدینہ پر چڑھ دوڑے۔ حضرت عثمان نے غایت درجہ نرمی دکھائی۔ اُن کی تمام شکایتیں تسلیم کرلیں، اور مطالبات منظور کرلئے۔ اسپر بظاہر یہ رضامندی اور اطمینان کا اظہار کیا اور اپنے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہوگئے۔

مگر چند دن بعد صورت حال نے ایک نیا پہلو بدلا۔ مصری وفد جوش و غضب کی حالت میں راستے سے واپس لوٹا۔ اُس کے پاس ایک خط تھا جس پر حضرت عثمان کی مہر تھی اور اس کا مضمون یہ تھا کہ "مصری وفد قتل کر ڈالا جائے"۔ بیان کیا گیا کہ یہ خط حضرت عثمان نے اپنے غلام کے ہاتھ بھیجا تھا۔ لیکن جب یہ خط پیش ہوا تو حضرت عثمان نے قسم کھا کر کہا کہ نہ تو انھوں نے یہ خط لکھا ہے اور نہ اس کے لکھنے کا حکم دیا ہے۔ بلوائیوں نے یقین کرلیا، مگر ساتھ ہی اسے مروان بن الحکم کی شرارت قرار دیا اور اُس کے حوالے کر دینے کا مطالبہ کیا۔ حضرت عثمان نے مروان کے حوالے کرنے سے انکار کیا۔ اسپر انھوں نے اُن کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور بالآخر اُس فعل کے مرتکب ہوئے جس سے تاریخ اسلام کی طبیعت آج تک [illegible] حضرت عثمان قتل کر ڈالے گئے۔ یہ پہلی اجتماعی معصیت تھی جو مسلمانوں سے دنیا میں سرزد ہوئی!

اب خلافت، حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی۔ آپ نے پس و پیش کے بعد قبول کرلیا۔ لیکن آپ کو ایک دن بھی چین نصیب نہ ہوا۔ نظم و ملت بگڑ چکا تھا۔ سرکشی و طغیان کا مادہ سر اٹھا چکا تھا۔ نزاع و شقاق نے مسلمانوں کا گھر دیکھ لیا تھا۔ مدعیوں سے برابر جنگیں جاری رہیں۔ یہاں تک کہ رمضان ۴۰ھ میں شہید ہوگئے۔

آپ کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کو اہل کوفہ نے خلیفہ بنایا مگر انھوں نے انتہائی دانش مندی اور بے نظیر ایثار سے کام لیکر جس کی کوئی دوسری نظیر تاریخ عالم میں موجود نہیں ہے، مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگیوں کا خاتمہ کر دینا چاہا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اہل عراق بھروسہ کے قابل نہیں ہیں اور ان کے عظیم تر بہ والد کے لئے ہمیشہ پریشانیوں کا موجب رہے ہیں۔ انھوں نے امیر معاویہ سے صلح کرلی، اور خلافت سے دست بردار ہوگئے۔ ۵۰ھ میں آپ نے انتقال کیا۔ امیر معاویہ نے خلافت اپنے لڑکے یزید کے

اسي خاندان کا تیسرا حکمران الملک المؤید تھا جس کي نسبت خزرجي نے تصریح کي ہے کہ اسکي تصنیف مختصر کتاب الجمهرہ علماء عصر میں مقبول و مشہور ہے -

ملک اشرف کے باپ ملک الافضل کا ترجمہ حافظ ابن حجر عسقلاني نے درر کامنہ میں درج کیا ہے - وہ لکھتے ہیں علم و فضل کا قدر شناس تھا اور خود بھي تمام علوم عربیہ و دینیہ میں درجۂ رسوخ و نظر رکھتا تھا - اسکي مصنفات میں سے یمن کي دو تاریخیں ' تاریخ ابن خلکان کا مختصر ' اور فن انساب میں بغیۃ ذوي الهمم اس درجہ کي کتابیں تھیں ' جنکي اهمیت کا تمام اکابر مصر و شام نے اعتراف کیا تھا -

خود ملک الشرف کا (جسکے کتب خانہ کا یہ نسخہ ہے اور جس نے اِس پر فیروز آبادي سے سند حدیث لي) یہ حال تھا کہ مصر ' حجاز ' شام ' عراق ' اور بلاد فارس تک کے علماء کو اُسکي قدر شناسیوں نے کھینچ بلایا تھا - اس نے بھي اپنے پیشروں کي طرح بلاد یمن و حجاز میں متعدد عظیم الشان عمارتیں درس و ترویج علم کیلیے تعمیر کیں اور بڑے بڑے محاصل انکے مخارج کیلیے وقف کر دیے - وہ خود بھي صاحب علم و فضل تھا اور علوم لغۃ و ادب اور فقہ و حدیث کا همیشہ اشتغال رکھتا تھا - اُس کي علمي قدر دانیوں کا اندازہ کرنے کے لیے صرف وهي معاملات کفایت کرتے هیں جو اس میں اور فیروز آبادي میں پیش آتے رہے - عربي لغۃ کي سب سے زیادہ مقبول و متداول کتاب القاموس اُسي کي قدر دانیوں نے فیروز آبادي سے لکھوائي تھي - چنانچہ قاموس کے دیباچہ میں مصنف اِس خاندان کے مدح کرتے ہوئے لکھتا ہے :

متولي ملوک الارض ' من في وجهه
مقبلس نور ' ایما مقبلس

(مجدد الدین فیروز آبادي)

مجدد الدین فیروز آبادي اُن اکابر علم میں سے تھے جنھیں سلاطین وقت کي فیاضیوں نے صف علم کي طرح صف اِمارت میں بھي ممتاز کردیا تھا - اُن کا سنہ ولادت ۷۲۹ ھ - ہے اور تاریخ وفات ۲۰ شوال سنہ ۸۱۷ - ھ کازرون میں پیدا ہوے ' شیراز میں ابتدائي تعلیم حاصل کي - اور عراق اور مصر و شام کے آئمۂ علوم سے تکمیل کي - اُن کے اساتذہ میں وقت کے تمام آئمۂ علوم مثلاً شیخ تقي الدین سبکي ' ابن مظفر النابلسي ' حافظ علائي ' ابن نباتہ ' عزالدین ابن جماعۃ وغیرهم کے نام نظر آتے هیں - امام ابن قیم بھي اُن کے اساتذہ میں هیں - یہ اُنھي کے فیض تلمذ کا نتیجہ تھا کہ اگرچہ اُن کي ابتدائي نشو و نما فقہاء شافعیہ کے زیر اثر ہوئي ' لیکن تقلید کي بندشوں سے آزاد ہوگئے ' اور اصحاب تحقیق و اجتہاد کا ذوق و مشرب پیدا ہوگیا - چنانچہ ان کي کتاب سفر السعادۃ اور الاسعاد في رتبۃ الاجتہاد میں اِس ذوق کي جھلک صاف نمایاں ہے - اُس عہد کے سلاطین میں کوئي پادشاہ ایسا نہیں ہے جس نے اُن کي قدر داني نہ کي ہو - شاہ منصور بن شجاع صاحب تبریز ' ملک الشرف صاحب یمن ' بایزید یلدرم ' تیمور صاحب قران ' احمد بن اویس صاحب بغداد ' ناصر الدین محمد شاہ دهلي ؛ اِن سب کے درباروں میں وہ پہنچے اور انعام و اکرام سے مالا مال ہوے - سنہ ۷۹۶ ھ میں هندوستان سے واپس جاتے ہوے سواحل یمن میں اُترے اور ملک الشرف سلطان یمن سے ملاقات ہوئي - وہ ان کے فضل و کمال کا غلغلہ پہلے هي سن چکا تھا - یہ موقعہ غنیمت تصور کیا ' اور انہیں کي اقامت پر اصرار کیا - اُس زمانے میں یمن کے قاضي القضاۃ جمال الدین الریمي شارح التنبیہ کا انتقال ہوگیا تھا اور منصب خالي تھا یہ اس منصب پر مامور ہوے اور بیس سال تک یمن کے قاضي القضاۃ رہے -

(نسخہ کي تاریخي توثیق)

خوش قسمتي سے یمن کے خاندان رسولي کي ایک مستقل تاریخ شائع ہوگئي ہے - یہ شیخ علي بن الحسن الخزرجي کي العقود اللؤلؤیہ في تاریخ الدولۃ الرسولیہ ہے جسے دو دو جلدوں میں گب میموریل فنڈ کے امینوں نے قاہرہ میں چھپوا کر شائع کیا ہے - اس کا اصلي نسخہ یمن سے عہد عالمگیري میں ' هندوستان آیا تھا ' اور معتمد خاں عالمگیري کے کتب خانے میں داخل ہوا تھا - وہاں سے نکلا اور محمد شاہ کے عہد میں اسکے وزیر قمر الدین خاں مرحوم کے قبضہ میں آیا - قمر الدین خاں کے کتب خانے سے نکل کر وارن هستنگز کے پاس پہنچا - اُس نے انڈیا آفس کے کتب خانے کي نذر کردیا -

اس تاریخ میں سلاطین رسولیہ کے عہد کے واقعات روزنامچہ کي طرح تاریخ وار درج هیں - میں نے اس خیال سے ملک اشرف کے زمانے کے واقعات پر نظر ڈالي ، کہ شاید اس نسخہ کے درس و املاء کي طرف کوئي اشارہ مل جاے - میرا قیاس صحیح نکلا - فیروز آبادي نے صحیح بخاري کے درس و املاء کي جن مجالس کا اپني عبارت میں ذکر کیا ہے ' ٹھیک اُنھي تاریخوں میں اُسکا ذکر خزرجي نے بھي کیا ہے -

سنۃ ۷۹۹ کے واقعات میں لکھتا ہے :

" ۲۴ رمضان کو یمن میں امام فقیہ علامۃ القاضي الجلد مجد الدین محمد بن یعقوب الشیرازي پہنچے - سلطان نے انکا بڑا اعزاز و اکرام کیا - چار ہزار درہم بطور رقم ضیافت کے پہلے هي سے مرحمت فرمایے - اس سے پہلے چار ہزار درہم عدن بھیجے گئے تھے تاکہ عدن سے زبید تک کے مصارف سفر میں مدد دیں - شیخ موصوف علوم حدیث ' نحو ' لغۃ ' تاریخ ' اور فقہ میں درجۂ مشیخت رکھتے هیں - انکي مصنفات میں سے بخاري کي شرح ہے جو نہایت منشرح اور مفید ہے " (جلد ۲ : ۲۶۵)

پھر سنہ ۷۹۷ ھ - کے وقائع میں لکھتا ہے کہ ۹ - ذي الحجہ کو شیخ مجد الدین قاضي القضاۃ مقرر کیے گئے اور سلطان کا فرمان اس بارے میں شائع ہوا - (صفحہ ۲۷۸)

سنہ ۷۹۹ - ھ کے وقائع میں لکھتا ہے :

" و في شهر رمضان من هذہ السنۃ سمع السلطان صحیح البخاري من حدیث رسول اللہ صلعم علی القاضي مجد الدین یومئذ و کان ذا سند عال من طرق شتی " (صفحہ ۲۸۶)

اس تصریح سے عبارت مندرجۂ نسخہ کي پوري توثیق ہوگئي - معلوم ہوگیا کہ سلطان ملک الشرف نے فیروز آبادي سے صحیح بخاري کي سند و اجازت حاصل کي تھي ' اور رمضان میں املاء و سماع کا سلسلہ جاري رہا تھا - جو نسخہ زیر درس و املاء رہا ' اور جس پر سند دي گئي ' وہ یہي نسخہ ہے - نہیں معلوم اس نسخہ پر ایام و حوادث کے کیلیے کیسے تغیرات گزر چکے هیں ؟

◆

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم
(۳۰: ۸)

سیاحان عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح نجد میں

(محمد شفیق مصری اخبار نویس کی سیاحت نجد کی یہ تیسری قسط ہے۔ الہلال)

ریاض

ریاض، پایۂ تخت ہونے کی وجہ سے نجد کا سب سے بڑا اور سب سے اہم شہر ہے۔ اُس میں بکثرت بلند عمارتیں موجود ہیں، مگر سب قدیم طرز کی ہیں۔ شاہی خاندان کے محل اپنی وسعت اور خوشنمائی میں ریاض کی تمام عمارتوں سے ممتاز ہیں۔ شہر کے گرد عظیم الشان شہر پناہ ہے۔ پرانے مشرقی وضع کے پھاٹک لگے ہیں اور ضرورت کے وقت مقفل کر دیئے جاتے ہیں۔ ریاض کے چاروں طرف نخلستان پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک مزرعہ خاص خاندان شاہی کا ہے۔ اِس میں دو چیزیں دیکھ کر مجھے تعجب ہوا: ایک گلاب اور دوسری کپاس۔ معلوم ہوتا ہے سلطان ابن سعود نے روئی کے یہ چند درخت اتفاقیہ طور پر نصب نہیں کر رکھے ہیں بلکہ نجد میں روئی کی کاشت جاری کرنی چاہتے ہیں جیسا کہ مجھ سے بعض ارکان حکومت نے اشارۃً بیان کیا تھا۔ اگر سلطان نے یہ کیا تو یقیناً ملک کو بہت فائدہ حاصل ہوگا۔ باشندے مالا مال ہو جائیں گے۔

مدرسے

ریاض میں چند دینی مدرسے موجود ہیں۔ مگر ان کی حیثیت، قدیم مسجدی مکتبوں سے زیادہ نہیں۔ اِن میں بچوں کو ضرورت بھر لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ نیز پورا قرآن بھی حفظ کرا دیتے ہیں۔ علوم دینیہ کی تکمیل میں لوگ اپنا زیادہ وقت صرف نہیں کرتے۔ بہت تھوڑے آدمی ایسا کرتے ہیں۔ باقی ضرورت بھر تعلیم حاصل کر کے دنیاوی کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قرآنی احکام کی رُو سے ضروری نہیں کہ تمام لوگ علوم دینیہ حاصل کریں۔ یہ کافی ہے کہ ایک منتخب جماعت اِن میں مشغول رہے۔

مسجدیں

ریاض میں کل ۱۰ مسجدیں ہیں۔ اِن میں کوئی زینت و آرائش نہیں ہوتی۔ فرش بھی نہیں ہوتا۔ گنبد بھی نہیں ہیں۔ اکثر میں چھت بھی نہیں ہے۔ جمعہ کی نماز صرف ایک مسجد میں ہوتی ہے۔ خطبہ سننے کا اہتمام اِس درجہ شدید ہے کہ بعض لوگ صبح ہی سے آ کر منبر کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ مسجدوں میں روشنی بھی زیادہ نہیں کی جاتی۔ ایک دو شمعوں سے کام لیا جاتا ہے۔ نماز فجر کے بعد روز صبح کو مؤذن، نمازیوں کی حاضری لیتا ہے۔ پہلے دن کی غیر حاضری پر ٹوپی چھین لی جاتی ہے۔ دوسرے دن کی غیر حاضری پر جبہ ضبط کر لیا جاتا ہے۔ تیسرے دن کی غیر حاضری پر جسمانی سزا دی جاتی ہے!

نماز جمعہ کے بعد بادشاہ یا اُس کا نائب، محل شاہی کے ایوان میں نمازیوں سے ملاقات کے لئے بیٹھتا ہے۔ اُس وقت تمام حاضرین کو پہلے چاء اور نجدی قہوہ پلایا جاتا ہے۔ آخر میں بخور دانیاں پھرائی جاتی ہیں جن میں مشک و عنبر سلگتا ہے۔

قصر شاہی

قصر شاہی بالکل عربی طرز کا ہے۔ اُس میں اینٹ چونے کے بڑے بڑے خوبصورت ستون کھڑے ہیں، جن کے نقش و نگار نہایت نظر فریب ہیں۔ دو منزلہ عمارت ہے۔ نچلی منزل میں دعوت کا وسیع ایوان ہے۔ اسمیں بیک وقت سیکڑوں مہمان بیٹھ سکتے ہیں۔ اطراف میں ملازم لوگوں کے لئے کھانے کے کمرے ہیں۔ نیچے کی منزل، گویا دعوت خانہ ہے۔ بالائی منزل میں وسیع ایوان ہیں۔ ایک ایوان میں خود سلطان کا کتب خانہ اور دفتر خاص ہے۔ ایک اور ایوان، ولی عہد امیر سعود کے لئے مخصوص ہے۔ باقی حصوں میں بڑے بڑے افسر اور شاہی طبیب کا قیام ہے۔ اسی محل کے متصل ایک اور محل ہے، اور اس میں سلطانہ اور شاہی بیگمیں رہتی ہیں۔ زنانہ خدم و حشم کی تعداد ۴۰۰ ہے۔

سلطان ابن سعود

سلطان عبدالعزیز بن سعود، دراز قامت ہیں۔ جسم بھرا ہوا اور ٹھوس ہے۔ رنگ، گندمی ہے۔ آنکھیں چمکیلی ہیں۔ پیشانی، کشادہ ہے۔ عینک استعمال کرتے ہیں۔ غیر معمولی ذہانت، قوت ارادی، عزم و حزم، خوش مزاجی، تدبر، یہ وہ اوصاف ہیں جو سلطان کی صورت دیکھتے ہی آدمی محسوس کر لیتا ہے۔ عمر ۵۰ کے قریب ہے۔ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے میں گولی لگی تھی۔ اُس کا نشان اب تک نمایاں ہے۔ وہ ہمیشہ سر جھکا کر چلتے ہیں۔ نجدی وضع کا زرکش جبہ پہنتے ہیں اور اُس کا ایک دامن ہمیشہ، بغل میں دبائے رہتے ہیں تاکہ تیز چل سکیں۔ پوری قوم اُن سے محبت کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنھیں اپنی زندگی کا کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ وہ بغیر کسی محافظ کو ساتھ لئے بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔

پہلی ملاقات

پہلی ملاقات ہی میں سلطان مجھ سے بالکل بے تکلف تھے۔ انھوں نے گفتگو میری مزاج پرسی سے شروع کی: "راستہ میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟" "میرے عہدے داروں نے کیسا سلوک کیا؟" "کسی بدّو نے کوئی شرارت تو نہیں کی؟" اسی قسم کے بہت سے سوال شروع کر دیئے۔ میں نے اپنے سفر کی تمام روداد سنا دی۔ جس قدر میری خاطر تواضع ہوئی تھی، شکریہ کے ساتھ اُس کا بھی ذکر کیا۔ جو کچھ امن و امان میں نے مشاہدہ کیا تھا، اُس کی طرف بھی اشارہ کیا۔ چوری، قزاقی، اور جرائم کی عدم موجودگی پر تعجب کا اظہار کیا۔

سلطان کی گفتگو

میری خاموشی کے بعد سلطان نے کہا:

"الحمد للہ ہمارے ملک میں ایک ہی دین اور ایک ہی مذہب ہے۔ تمام نجدی ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ بلاشبہ فقہ اسلامی میں ۴ مذہب مشہور ہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں امام احمد بن حنبل کا مذہب، سنت رسول اللہ سے زیادہ قریب ہے۔ ہمارے عقیدے میں تمام مسلمان، باہم بھائی بھائی ہیں۔ نجد میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے "السلام علیکم" کہہ دینے کے معنی یہ ہیں کہ دونوں خدا کے امان و سلام میں ہو گئے۔ تمام مسلمان، کلمۂ توحید پر جمع ہیں۔ تمام حبل المتین کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اسی بنیاد پر ہماری سلطنت قائم ہے۔ ہم سلطنت کے بھوکے نہیں ہیں اور نہ فخر و غرور اور تن پروری کے لئے حکومت کرتے ہیں۔ زمین اللہ کی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ نے اپنی یہ امانت ہمارے سپرد کی ہے۔ لہذا ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ایمانداری کے ساتھ یہ امانت ادا کر دیں۔ ہمیں شرک سے نفرت ہے۔ اگر ہمیں تمام مشرک ملکوں کی فرمانروائی بھی پیش کی جائے تو ہم اسے ہرگز منظور نہ کریں۔ ہم کسی سے بھی لڑائی پسند نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ کفار سے بھی نہیں۔ البتہ اُن کے لئے ہماری یہ دعا ضرور ہے کہ خدا اُنھیں صراط مستقیم دکھائے۔ جب تک وہ ہم سے تعرض نہیں کرتے، ہم بھی اُنھیں نہیں چھیڑیں گے۔ ہم اُن سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ ہم اُن سے تشبہ بھی پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ حتیٰ کہ اُن کا لباس بھی پسند نہیں کرتے۔ حقیقی مسلم وہ ہے جو اپنے دین کے اصول کی پیروی کرتا ہے۔ جو کوئی کفار کی تقلید کرتا ہے، وہ نہ اپنے دین میں کوئی بھلائی حاصل کر سکتا ہے نہ دنیا میں"

یہ گفتگو، اِس جلیل القدر صحرائی بادشاہ کی ذہنیت پوری صفائی سے ظاہر کرتی ہے۔ صحراء عرب کے باشندے صدیوں سے قتل و غارت گری اور جرم و گناہ کے عادی تھے۔ صرف صحرا ہی کے نہیں بلکہ حجاز کے باشندے بھی۔ وہ کسی نظام و حکومت کی اطاعت کے عادی نہ تھے۔ لیکن یہ اِسی سلطان کا تدبر و دبدبہ تھا جس نے انہیں اپنے آہنی ہاتھوں سے مطیع کیا اور امن و نظام قائم کر دیا۔

طرز حکومت

نجد کی حکومت، قدیم وضع کی ہے۔ وہاں حکومت، علوم و نظم و ضبط پر منتظم نہیں ہے۔ نہ مجلس حکومت ہے، نہ وزارت ہے۔ پوری حکومت، خود سلطان کی ذات ہے، اور اُن کا قانون، کتاب و سنت ہے۔ لیکن کیا مجال کہ کسی قسم کی بدنظمی پیدا ہو جائے۔ آمد و خرچ کے تمام حسابات مرتب رہتے ہیں، خود سلطان اُن کی نگرانی کرتے ہیں۔ ایک پیسہ کا بھی غبن نہیں ہو سکتا۔ برخلاف اِس کے اسی صحرائی

سپرد کی۔ یہ ولی عہدی کی پہلی بدعت ہے جو بزور شمشیر منوائی گئی۔ یزید کے زمانے میں پھر ابتری پیدا ہوئی۔ اہل مدینہ نے یزید کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ لیکن بُری طرح کچل ڈالے گئے۔ کوفہ نے حضرت حسین علیہ السلام کو دعوت دی۔ مگر عین وقت پہ بے وفائی بھی کی اور کربلا کا وہ فاجعہ کبریٰ پیش آیا جس پر آج تک مؤرخ کا قلم ماتم کر رہا ہے۔ اسی اثنا میں عبداللہ بن الزبیر نے اپنی خلافت کا علم بلند کیا، اور مکہ معظمہ میں متمکن ہو گئے۔

یزید کی وفات نے عبداللہ ابن الزبیر کی قوت بہت بڑھا دی، حجاز، مصر، اور عراق زیر نگیں ہو گئے۔ لیکن بنو ہاشم نے اُن کی بیعت سے انکار کیا۔ چنانچہ محمد بن علی (ابن الحنفیہ) اور عبداللہ بن عباس وغیرہ اُن سے برابر برگشتہ رہے۔

اُسی زمانہ میں ایک خود غرض اور چالاک آدمی، مختار بن ابی عبید الثقفی، عراق میں ظاہر ہوا۔ اہل بیت کی حمایت کا دعویٰ کیا اور امام مہدی، یعنی محمد بن الحنفیہ کے لئے دعوت شروع کی۔ یہ وہ وقت تھا جب خاندان علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) میں سب سے زیادہ معمر محمد بن الحنفیہ ہی تھے۔ لیکن مختار کو زیادہ عروج حاصل نہ ہو سکا۔ عبداللہ بن الزبیر نے اپنے بھائی مصعب کی قیادت میں ایک فوج جرار اُس کے مقابلہ پر بھیجی اور اُسے قتل کر ڈالا۔ مختار مغلوب ہو گیا مگر عراق میں شیعیت (یعنی طرفداران خاندان علی کی جماعت) برابر قائم رہی۔

محمد بن الحنفیہ نے بالآخر عبدالملک بن مروان کی خلافت تسلیم کر لی لیکن شیعیان محمد بن حنفیہ اس کے بعد بھی اُنہی کو خلافت کا مستحق یقین کرتے رہے اور اُن کی بیعت کو مجبوری کی بیعت قرار دیا حتیٰ کہ اُن کے انتقال پر ایک گروہ نے اس حد تک غلو کیا کہ اُنکی موت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ کہا گیا کہ وہ غائب ہو گئے ہیں اور عنقریب واپس آئیں گے۔ چنانچہ اُن کا شاعر السید الحمیری کہتا ہے:

وسبط لا یذوق الموت حتیٰ   یقود الخیل یقدمها اللوا

محمد بن الحنفیہ کی وفات کے بعد اُن کی جماعت میں اختلاف پیدا ہوا۔ ایک گروہ اُنھیں زندہ بتا کر اُنہی کی حمایت پر قائم رہا۔ ایک گروہ نے اُن کے بیٹے ابو ہاشم کی امامت کا اعلان کیا۔ یہ دونوں جماعتیں "کیسانی" کہلاتی ہیں۔ کیسان، مختار بن ابی عبید کا لقب تھا، اور یہ دونوں اُسی کی طرف منسوب ہیں۔

لیکن ایک تیسری جماعت نے حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اُنکے صاحبزادے زین العابدین علی بن الحسین کی حمایت شروع کی لیکن خود امام زین العابدین کی نسبت ثابت نہیں کہ اُنھوں نے کبھی اپنی خلافت کا دعویٰ کیا ہو۔

اس جماعت کا اعتقاد یہ تھا کہ خلافت حضرت علی کے بعد اُن کی فاطمی اولاد میں محصور ہے۔ اس لئے حضرت حسین کے بعد امام زین العابدین کو حق خلافت پہنچتا ہے، کیونکہ واقعہ کربلا کے بعد اپنے بھائیوں میں صرف یہی ایک زندہ بچے تھے۔ یہی جماعت ہے جو آگے چلکر "امامیہ" کے لقب سے مشہور ہوئی۔ کیونکہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کی وصیت کی تھی۔ اُنکے بعد امامت حضرت حسن کی طرف منتقل ہوئی۔ پھر حضرت حسین کی طرف، پھر علی بن الحسین کی طرف اسی طرح ہر زمانہ میں اُمت کے لئے ایک منصوص امام کی موجودگی ضروری ہے اور وہ بنی فاطمہ کی ایک معین شخصیت ہے۔

اُس وقت خاندان عباس میں سب سے بڑے علی بن عبداللہ بن عباس تھے۔ اِنہی سے عباسیوں نے ظہور کیا۔ یہ حجاز چھوڑ کر حمیمہ نامی مقام میں مقیم ہو گئے تھے۔ اِنہی کے وقت سے عباسیوں میں خلافت حاصل کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو ہاشم بن محمد بن علی (ابن الحنفیہ) اپنی عمر کے آخری دنوں میں علی بن عبداللہ کے یہاں حمیمہ میں مقیم تھے۔ وفات کے وقت اُنھوں نے خلافت کا حق علی بن عبداللہ اور اُن کی اولاد کو بخش دیا اور اپنے حامیوں کو اُن کی نصرت و حمایت کی وصیت کی۔ چنانچہ اُسوقت سے شیعوں کا کیسانی گروہ علی بن عبداللہ بن عباس کا حامی بن گیا۔

لیکن بنی فاطمہ کے طرفدار شیعوں نے اسے تسلیم نہیں کیا، کیونکہ وہ محمد بن الحنفیہ کی امامت کے قائل نہ تھے۔ حضرت امام زین العابدین کی وفات کے بعد ان میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اُنکے ایک گروہ نے محمد الباقر بن زین العابدین (علیہما السلام) کی امامت پر زور دیا۔ باقی لوگوں نے خلافت کو ہر فاطمی کا حق قرار دیا۔ چنانچہ انہی کی ایک جماعت زید بن علی بن الحسین کی طرفدار ہو گئی اور "زیدی" کہلائی جو آج تک موجود ہے۔

خلافت کے لئے عملی جد و جہد شیعوں کی صرف دو جماعتوں نے کی تھی: کیسانی اور زیدی۔ اول الذکر علی بن عبداللہ بن عباس کے طرفدار ہو گئے تھے، اور آخر الذکر زید بن علی بن حسین اور اُنکے بیٹے یحییٰ کے۔

علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد الباقر بن علی بن حسین، دونوں کی وفات تقریباً ایک ہی وقت میں ہوئی۔ اول الذکر کے حامی کیسانی شیعہ اُنکے بیٹے محمد بن علی کے مددگار بن گئے، اور آخر الذکر کے حامی امامیہ شیعوں نے اُن کے بیٹے جعفر الصادق (علیہ السلام) کو امام تسلیم کر لیا۔ مگر آخری جماعت نے کوئی عملی اقدام نہیں کیا تھا۔

داعی اوّل

اب خاندان عباس بن عبدالمطلب کے سرگروہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھے۔ یہ بڑے عاقل اور دُور اندیش تھے۔ انھوں نے خیال کیا کہ سلطنت، ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں ایکایک منتقل نہیں کی جا سکتی۔ اس کے لئے عام رائے میں تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انھوں نے جلد بازی سے پرہیز کیا، اور سکون و صبر سے دعوت پھیلانے کا سامان مہیا کرنا شروع کیا۔ انھوں نے اپنے حامیوں کو حکم دیا کہ اہل بیت کے لئے خلافت کی دعوت عام کریں مگر اہل بیت میں سے کسی خاص آدمی کا نام نہ لیں، کیونکہ اوّل تو جس شخص کا نام لیا جاتا، اُس کی جان خطرہ میں پڑ جاتی۔ ثانیاً اہل بیت کا نام شیعیان اہل بیت کی تمام جماعتوں کو متحد کر دیتا تھا، مگر خاندان و شخص کے تعین سے اختلاف و نزاع شروع ہو جاتا۔

انھوں نے انتہائی سیاسی دانش مندی سے اپنی دعوت کے لئے خراسان منتخب کیا۔ کوفہ چونکہ قدیم سے شیعان اہل بیت کا صدر مقام تھا لہذا اُسے مرکز قرار دیا۔

خراسان میں اس دعوت کی کامیابی کے دو سبب ہو سکتے تھے:

ایک یہ کہ عجمی مسلمان، شیعی تخیل کو بآسانی سمجھ سکتا تھا، کیونکہ شیعی تخیل یہ ہے کہ خلافت، رسول اللہ صلعم کے اہل بیت میں منتقل ہو جائے عجمی مسلمان چونکہ عربی عصبیت اور قرشی قبائل کی منافست سے متاثر نہ تھا، اس لئے اُس کی عقل میں مسئلہ خلافت کا بہترین حل یہی ہو سکتا تھا کہ پیغمبر کی خلافت، پیغمبر کے خاندان ہی میں ہو جیسا کہ تمام عجمی شاہی خاندانوں کا دستور تھا کہ بادشاہ کے بعد اُس کا وارث اُس کا بیٹا ہوا کرتا تھا۔

دوسرے یہ کہ ایران ایک قدیم تمدن اور شاندار تاریخ کا مالک تھا۔ بنی اُمیہ نے اس ملک سے غلاموں کا سا برتاؤ کیا تھا۔ ایرانی عنصر، عربی عنصر کے سامنے بالکل حقیر کر دیا گیا تھا۔ لہذا ایرانیوں کو قدرتی طور پر یہ خواہش تھی کہ موجودہ خلافت ختم ہو، اور اُن کی امداد و اعانت سے نئی سلطنت قائم ہو، تاکہ اُنھیں قومی عزت و عروج حاصل کرنے کا نیا موقعہ مل سکے۔

ابن الفقیہ نے "کتاب البلدان" میں لکھا ہے کہ جب محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اپنے دعاۃ بھیجنے لگے تو اُن سے کہا:

"کوفہ، علی (علیہ السلام) اور اُن کی اولاد کی محبت میں سرشار ہے۔ بصرہ، عثمانی ہے اور امساک امان کا قائل ہے۔ وہ کہتا ہے قاتل نہ بنو، مقتول بن جاؤ۔ جزیرہ، گمراہ حروری (خارجی) ہے، وحشی بدوؤں اور نصاریٰ کے سے اخلاق والے مسلمانوں سے لبریز ہے۔ شام، آل ابی سفیان کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ بنی مروان کی اطاعت، شدید جہالت، سخت کینہ اُس کے خمیر میں ہے۔ رہا مکہ اور مدینہ تو اُن پر ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کا غلبہ ہے۔ لیکن ہاں خراسان کے دروازے تمھارے سامنے کھلے ہیں۔ وہاں عظیم آبادیاں ہیں، وہاں شجاعت ہے۔ سلیم سینے ہیں۔ خالی دل ہیں، خواہشوں نے اُنھیں ٹکڑے نہیں کیا ہے، مناقشوں نے اُنھیں بگاڑا نہیں ہے۔ وہ ایسی فوج ہیں جو توانا اور تنومند ہے، بھاری جسم، چوڑے شانے، اونچے قد، بڑے سر، داڑھیاں اور مونچھیں، ہولناک نعرے، شاندار زبانیں۔ میں مشرق سے نیک فال رکھتا ہوں، جہاں سے دنیا کی شمع طلوع ہوتی اور مخلوق کا نور ظاہر ہوتا ہے"

خفیہ انجمن کا قیام

یہ خفیہ انجمن، علی بن عبداللہ بن عباس ہی کی زندگی میں قائم ہوئی۔ یہ زمانہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا زمانہ تھا۔ اس کے دو مرکز قرار دئے گئے: کوفہ اور خراسان۔ کوفہ میں علی بن عبداللہ کا غلام میسرہ مقرر کیا گیا اور خراسان میں محمد بن خنیس اور ابو عکرمہ سراج بھیجے گئے۔ نیز بارہ داعی یا نقیب منتخب ہوئے۔ اُن کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) سلیمان بن کثیر الخزاعی
(۲) مالک بن الہیثم الخزاعی
(۳) طلحہ بن زریق الخزاعی
(۴) عمرو بن اعین الخزاعی
(۵) عیسیٰ بن اعین الخزاعی
(۶) قحطبہ بن شبیب الطائی
(۷) لاہز بن قریظ التمیمی
(۸) موسیٰ بن کعب التمیمی
(۹) القاسم بن مجاشع التمیمی
(۱۰) ابو داؤد خالد بن ابراہیم الشیبانی
(۱۱) ابو علی الہروی شبل بن طہمان الحنفی
(۱۲) عمران بن اسمٰعیل المعیطی

ان کے علاوہ ۷۰ آدمی اور مقرر کئے گئے۔ ان کا کام یہ تھا کہ ان بارہ نقیبوں کے حکم پر عمل کریں۔ محمد بن علی نے ان سب کے لئے ایک تحریر لکھ دی جو بمنزلہ وصیت اور دستور العمل کے تھی۔

دوسری صدی ہجری کے آغاز سے دعوت شروع ہوئی اور ۱۳۲ھ تک جاری رہی۔ یہی وہ سال ہے جس میں عباسیوں نے کامیابی حاصل کی اور ابو العباس السفاح کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی۔

بریدشرق

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

فقید الشرق احمد سعد زغلول پاشا مرحوم

ذیل کی مراسلت معمول سے زیادہ طویل ہے۔ ہم نے بڑا حصہ حذف کردیا ہے۔ اسپر بھی ہمیں خوف ہے کہ یہ آجکی اشاعت کا بڑا حصہ روک لے گا۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ حادثہ کی غیر معمولی اہمیت اور شخص موضوع کی عظمت دیکھتے ہوئے ضروری ہے کہ اس کے لئے خصوصیت کے ساتھ جگہ نکالی جائے۔

مصر میں اس ہفتہ اہم ترین واقعہ، احمد سعد پاشا زغلول کی بالکل غیر متوقع وفات ہے۔ عین اسوقت جبکہ میں اُن کی بحالی صحت، اور شاہ مصر کی سیاحت انگلستان، کے نتائج پر بحث کرنا چاہتا تھا، اچانک یہ حادثۂ جانکاہ پیش آگیا۔ حیران ہوں اپنا یہ مکتوب کس طرح شروع کروں؟ مرحوم کی سوانح عمری بیان کروں؟ اُن نقصانات کا ذکر کروں جو اس واقعہ سے مصر کو پہنچ سکتے ہیں؟ اُن کے جنازہ کے شاندار جلوس کا ذکر کروں؟ اُنکی جلیل القدر حرم کا ماتم لکھوں؟ وہ نوحۂ و بکا بیان کروں جو اسوقت تمام ملک میں برپا ہے، جس کا شور میں ان سطور کی تحریر کے وقت بھی سن رہا ہوں، اور جس کا بیان یقیناً میری قدرت سے باہر ہے۔ میں شارع درب الجامیز میں مقیم ہوں۔ میرے پڑوس میں جتنے مکان ہیں، ماتمی آثار و علائم سے غمناک ہیں۔ عورتوں اور بچوں تک کے چہرے انکے دلی حزن و ملال کی شہادت دے رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا قاہرہ کے ہر گھر میں اس کے کسی قریبی عزیز کا ماتم پیش آگیا ہے۔

آغاز مرض

۱۶ر اگست کو مرحوم کے کان میں خفیف سا التہاب ظاہر ہوا اور بالآخر یہی شکایت مہلک ثابت ہوئی۔ وہ اپنے دیہاتی مقام "مسجد وصیف" میں مقیم تھے۔ مرض کی نوعیت دیکھکر ڈاکٹروں نے رائے دی کہ فوراً قاہرہ واپس آجائیں۔ چنانچہ قاہرہ لائے گئے اور یہاں کے اطباء سے معائنہ کرایا گیا۔

قاہرہ پہنچکر طبیعت بحال ہوگئی تھی۔ لیکن گزشتہ دوشنبہ کو مرض نے از سر نو حملہ کیا۔ ۸ بجے رات کو دائیں پہلو میں درد محسوس ہوا۔ منگل کے دن حرارت برابر بڑھتی رہی۔ صبح ۸ بجے مرحوم نے اپنی حرم سے اچانک کہا "میں ختم ہوگیا!" یہ کہتے ہی زبان بند ہوگئی، اور اسی دن یعنی ۲۳ر اگست کی رات کو ۱۰ بجے طائر روح پرواز کرگیا!

انا للہ وانا الیہ راجعون!

خبر کیونکر مشہور ہوئی؟

وفات کے دن صبح ہی سے مرحوم کے مکان میں لوگوں کا ہجوم تھا۔ وفات کے وقت ڈاکٹروں کے علاوہ مرحوم کے وفادار مرید اور بھانجے فتح اللہ پاشا برکات بھی بستر مرگ کے پاس موجود تھے۔ وفات کے بعد ہی وہ نیچے کی منزل میں اُتر کر آئے۔ حاضرین نے دوڑ کر حالت دریافت کی۔ مگر وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ سب حیرت میں تھے اور طرح طرح کے قیاسات لگا رہے تھے۔ اسی اثناء میں اوپر سے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اسپر حاضرین دوبارہ فتح اللہ پاشا کی طرف دوڑے۔ وہ اب بھی چپ تھے۔ لیکن انھوں نے زور سے اپنے دونوں گھٹنوں پر ہاتھ مارے۔ یہ اشارہ کافی تھا۔ ایک لمحہ کے لئے سب پر سناٹا چھا گیا۔ پھر بیک وقت سب کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ یہ حادثہ ایسا دل ہلا ڈالنے والا تھا کہ رونے پر کسی کو ملامت نہیں کی جاسکتی تھی۔ کہرام مچ گیا تھا۔ عین اُسوقت ڈاکٹر شفیق اوپر سے اُتر کر آئے اور مضبوط آواز میں چلائے "سوگوار بیوہ پر رحم کرو! تمھارا رونا اُسے ہلاک کر ڈالے گا۔ سعد مرگئے، لیکن اگر تم چاہو تو انھیں اپنے دلوں میں ہمیشہ زندہ رکھ سکتے ہو"

مگر یہ وقت نصیحت سننے کا نہ تھا۔ نالہ و بکا برابر بلند رہا۔ قرب جوار کے لوگوں نے سنا تو اُن پر بھی یہی حالت طاری ہوگئی۔ چشم زدن میں یہ مشئوم خبر تمام شہر میں پھیل گئی۔ اب کوئی نہ تھا جو اس حادثۂ قوم و ملت پر ماتمی نہ ہوا!

اُسی وقت تار کے ذریعہ تمام دنیا میں خبر پھیل گئی۔

سعد پاشا کی بیوہ

سعد پاشا کی وفات پر اُن کی بیوی کا جو حال ہوگا، ظاہر ہے۔ مصر میں ان دونوں کی محبت ضرب المثل اور تمام مردوں اور عورتوں کے لئے نمونہ تھی۔ سعد پاشا کو اُن سے اس درجہ محبت تھی کہ اگرچہ اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی مگر انھوں نے کبھی دوسری شادی کا خیال نہیں کیا۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ مرحوم نے اپنی تمام دولت اور جائداد بھی اپنی بیوی کو باضابطہ ہبہ کردی تھی۔ ظاہر ہے، ایسے وفادار شوہر کی موت اور پھر اُس شوہر کی موت جس کی عظمت ساری دنیا تسلیم کرتی تھی، اُس کی بیوی کے لئے کیسی عظیم مصیبت ہوگی؟ ادہر کئی سال سے یہ معزز خاتون بیمار ہے۔ ڈاکٹروں نے سختی سے ممانعت کر دی تھی کہ مریض کی خدمت میں حصہ نہ لے۔ مگر اُسنے صاف انکار کردیا۔ وہ اس قدر ناتواں تھی کہ بمشکل چل سکتی تھی۔ اسپر بھی تیمارداری میں ہمہ تن مشغول رہتی تھی!

اخبارات نے وہ مؤثر مناجات شائع کردی ہے جو بیوہ نے اپنے متوفی شوہر کی نعش کو مخاطب کرکے کی تھی۔

مجلس وزراء

اطلاع پاتے ہی مجلس وزراء کا ایک فوری جلسہ منعقد ہوا اور اُسنے قوم کے نام حسب ذیل اعلان شائع کیا:

"وزارت، انتہائی رنج و الم کے ساتھ مصری قوم کو اُس کے عظیم رہنما، سعد پاشا زغلول کی وفات کی جانکاہ خبر پہنچاتی ہے۔ مختصر بیماری کے بعد موت کے بے پناہ ہاتھ نے قوم کے رہنما، اُس کی اُمیدوں کے مرکز، اُس کی بیداری کے قائد، اُس کی حمایت کے علم بردار کو ذرا بھی مہلت دئے بغیر چھین لیا۔ خدا مرحوم پر اپنی رحمت نازل کرے اور قوم کو صبر جمیل عطا فرمائے"

جنازہ

رات بھر مرحوم کے مکان میں زائرین کا ہجوم رہا۔ دوسرے دن صبح ۹ بجے تمام وزراء اور سفراء دول بھی پہنچ گئے۔ بارہ بجے دن کو نعش بالائی منزل سے نیچے لائی گئی۔ اُسپر صرف کفنی تھی۔ کوئی قیمتی چادر نہ تھی۔ نیچے آتے ہی پھولوں کی بارش شروع ہوگئی بے شمار ٹوکرے پھولوں سے بھرے ہوئے، لوگ اپنے ساتھ لائے تھے نعش دیکھکر ایک مرتبہ پھر گریہ و بکا برپا ہوگیا!

اب مصری فوج بھی پہنچ چکی تھی۔ جنازہ سرکاری طور پر اٹھنا طے پایا تھا۔ تمام سرکاری عہدے دار، امراء، وزراء، سفراء، پارلیمنٹ کے ممبر، مسلمان، قبطی، رومی، ارمن، یہودی فرقوں کے علماء، کاہن، ربی، اور احبار اپنے اپنے خاص لباس میں جمع تھے۔

جب تمام طیاریاں مکمل ہوگئیں تو سعد پاشا کی بیگم سیاہ نقاب منہ پر ڈالے برآمد ہوئیں۔ وہ ضعف سے چل نہیں سکتی تھیں۔ کئی عورتوں کے سہارے وہ اپنی موٹر تک پہنچیں، مگر بیٹھنے سے پہلے ہی بیہوش ہوگئیں۔ فوراً منعش دوائیں دے کر انھیں ہوش میں لایا گیا۔ اب وزراء اور فوجی افسروں نے نعش اپنے کاندھوں پر اٹھائی اور توپ کی گاڑی پر رکھی۔ اسوقت کا منظر ناقابل بیان ہے۔ معلوم ہوتا تھا، مصر کا آسمان و زمین ماتم کر رہا ہے۔ رونے والی عورتوں اور مردوں کی چیخیں باہم مل گئی تھیں۔ کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ نہیں معلوم رونے والوں میں کتنی قوت پیدا ہوگئی تھی، اور اُن کی آنکھوں میں آنسوؤں کے کتنے دریا سما گئے تھے کہ نوحہ و بکا کا سلسلہ کسی طرح بھی رکنے پر نہیں آتا تھا!

مصری علم

اسوقت محبت و عقیدت کا ایک جھگڑا پیش آگیا۔ فوج کے افسروں نے نعش اٹھانے سے پہلے کہا "جنگی روایات کی رو سے ضروری ہے کہ مرحوم کی نعش پر مصر کا فوجی پرچم ڈالا جائے"، ساتھ ہی انھوں نے اپنا پرچم پیش بھی کردیا۔ مگر مرحوم کی بیوہ نے اس سے انکار کیا۔ انھوں نے ایک ریشمی علم پہلے سے طیار کرلیا تھا۔ انھوں نے اصرار کیا کہ نعش اسی میں لپیٹی جائے۔ مجبوراً افسروں کو اپنی ضد سے باز رہنا پڑا۔

اس کے بعد ملکی افسروں نے کہا "مرحوم کے تمام تمغے اُن کی نعش پر رکھے جائیں، کیونکہ وہ ہماری جماعت کے آدمی تھے" مگر بیگم زغلول نے اس سے بھی انکار کیا۔ انھوں نے کہا "سب سے بڑا تمغہ مصری علم ہے۔ اس تمغہ پر کوئی دوسرا تمغہ نہیں رکھا جا سکتا"

جوں ہی نعش توپ پر رکھی گئی، منادی نہایت ہی بلند آواز سے چلایا "لا الٰہ الا اللہ — البقاء للہ" ہر طرف سے نعرے بلند ہوئے "رحمک یا سعد!" عورتیں چلائیں "فلتحی ذکری سعد!"

پادشاہ نے حجاز میں آکر حکومت کی وضع دوسری کردی ہو۔ حجاز کی حکومت دفتری نظم کی حکومت ہو۔ وہاں کے لئے نجد کی سی حکومت موزوں نہ تھی۔

سلطان کی فیاضی

ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ مسلسل تین سال کی غیر حاضری کے بعد سلطان اپنے دارالسلطنت میں واپس گئے تھے۔ وہ ہم سے ۲ دن پہلے ریاض پہنچ چکے تھے۔ تاہم ہم نے اپنی آمد پر دیکھا کہ شہر مسرت و انبساط کے موثر نظاروں سے لبریز ہو۔ بے شمار وفد، نجد کے گوشہ گوشے سے آئے ہوئے تھے اور عقیدت و خلوص کا اظہار کر رہے تھے۔ دوسری طرف سلطان کی فیاضیوں کا دروازہ کھلا تھا۔ کوئی نہ تھا جسے وہ اُس کی توقع سے زیادہ نہ دے رہے ہوں۔ اُن کی سخاوت دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا "یقیناً یہ ایک ایسا آدمی ہو جو نہ دولت سے محبت کرتا ہو نہ فقر و فاقہ سے ڈرتا ہو"

ملوکیت نجد کا اعلان

خوش قسمتی سے میں اُس تاریخی جلسہ میں بھی شریک ہو سکا جو سلطان ابن سعود کو "ملک نجد" بنانے کے لئے منعقد ہوا تھا۔ نجدیوں نے یہ دیکھ کر کہ سلطان ابن سعود اب ملک الحجاز ہوگئے ہیں۔ پسند کیا کہ اپنے ملک کے لئے بھی اُن کا یہی لقب قرار پا جائے۔

سلطان کی لڑکی کا عقد

اسی طرح ایک اور جلسہ میں بھی مجھے شرکت کا موقعہ ملا۔ یہ سلطان کی بیٹی شاہزادی "سارہ" کی شادی کا جلسہ تھا۔ امیر فیصل ابن سعد سلطان کے بھتیجے سے اُن کا عقد ہوا ہو۔ مجھے دیکھ کر تعجب ہوا کہ نجد میں شادیاں کس قدر سادہ ہوتی ہیں۔ یہ خود سلطان کی لڑکی کی شادی تھی۔ مگر اس میں نہ کوئی اسراف تھا نہ دھوم دھام تھی از حد سادہ تقریب تھی۔ قصر شاہی کے ایوان میں فرش بچھا دیا گیا تھا۔ کھانے چنے گئے۔ دعوت ولیمہ کے بعد سلطان کے حکم سے ۵۰۰ بکریاں ذبح کی گئیں اور عام دعوت شروع ہوگئی۔ اس میں امیر غریب کی کوئی تمیز نہ تھی۔ ہر کس و ناکس مدعو تھا۔

تجارت و زراعت

ریاض کے باشندے عام طور پر تجارت پیشہ ہیں۔ احساء، کویت اور بحرین سے مال لاتے اور فروخت کرتے ہیں۔ نجد کی ایک بڑی تجارت، موتی کی تجارت ہو۔ غواصی میں نجدیوں نے خاص شہرت حاصل کرلی ہو اور کافی دولت حاصل کرتے ہیں۔ ریاض کے اطراف میں زراعت کم ہو۔ اس لئے کہا جا سکتا ہو کہ یہ تجارتی شہر ہو نہ کہ زرعی۔

سلطان کے معمولات

سلطان کے معمولات یہ ہیں کہ کچھ رات رہے سے بیدار ہوجاتے ہیں۔ لیکن اپنے کسی خدمتگار کو بھی اتنے سویرے اپنی خدمت کے لئے نہیں بلاتے خود ہی پانی لیتے ہیں۔ وضو کرتے ہیں۔ تلاوت کرتے ہیں۔ فجر کی اذان سن کر مسجد جاتے ہیں۔ نماز کے بعد محل واپس آتے ہیں۔ اپنے خاندان کے ساتھ ناشتہ تناول کرتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے دفتر میں آ بیٹھتے ہیں خطوط پڑھتے ہیں۔ سرکاری کاغذات ملاحظہ کرتے ہیں۔ احکام لکھتے ہیں طلوع آفتاب کے ایک گھڑی بعد تک یہی مشغولیت رہتی ہو۔ پھر ایوان عام میں تشریف لاتے ہیں۔ یہاں خاص لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں پھر "اخوان" کے وفد حاضر ہوتے ہیں۔ اُن سے بڑی ہی بے تکلفی سے باتیں شروع ہوتی ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی آزاد مزاج ہیں۔ اپنے بادشاہ کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں، گویا اپنے کسی بھائی کے سامنے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ وہ بالکل وحشی ہیں۔ میں نے انھیں وحشی نہیں پایا بلکہ میرے خیال میں ان کا یہ طرز خطاب اس لئے ہو کہ وہ اسے اتباع سلف صالح سمجھتے ہیں۔ وہ بڑی بے تکلفی سے "یا عبدالعزیز!" کہہ رہے تھے۔ ایک شخص نے میرا تعجب محسوس کرکے میرے کان میں کہا "یہ طریقہ خود سلطان ہی نے مقرر کیا ہو۔ وہ خطاب کے دوسرے طریقے قبول نہیں کرتا"

چاشت کے وقت ایک دوسرے ایوان میں جاتے ہیں۔ یہ جگہ "مجلس کبیر" کہلاتی ہو۔ یہاں نجد کے بڑے بڑے شیوخ اور خاندان رشید اور خاندان عاید کے امراء سے ملاقات ہوتی ہو۔ اول الذکر خاندان حائل کا فرمانروا تھا۔ آخر الذکر ابہا کا۔ اب یہ دونوں ریاستیں، نجد کے ماتحت ہیں اور اُن کے شاہی خاندان، ریاض میں قید ہیں لیکن یہ قید ایسی ہو کہ اُن پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہو۔ وہ شہر کے اندر اپنی نقل و حرکت میں بالکل آزاد ہیں اور نہایت عزت و احترام کا اُن سے برتاؤ کیا جاتا ہو۔

اس مجلس میں سلطان کی گفتگو عام معاملات پر ہوتی ہو۔ دین تاریخ، ادب، سیاست، ہر موضوع پر باتیں کرتے ہیں اور نہایت آزادی اور صفائی سے۔ اُن کی صاف گوئی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہو کہ ایک دن سلطان نے ایک شامی اخبار مجھے دیا۔ اسمیں یہ خبر درج تھی کہ "سید عبداللہ بن عاید مکہ سے بھاگ گئے ہیں اور ایک بڑی فوج کے ساتھ ابن سعود پر یورش کر رہے ہیں"

سلطان نے کہا "اخبار نے یہ خبر لکھی ہو، حالانکہ سید عبداللہ یہاں، اس مجلس میں، موجود ہیں۔ ہم اور سید عبداللہ اور خاندان رشید، سب بھائی ہیں۔ ہم میں کوئی نزاع نہیں ہو"

سلطان کے قول کی تمام مجلس نے تصدیق کی۔ خصوصاً سید عبداللہ بن عاید نے۔

اس مجلس سے اُٹھ کر سلطان اپنے والد "عبدالرحمن بن سعود" سے ملاقات کو جاتے ہیں۔ اِن کی عمر اب نوّے سال کے قریب ہو مگر اب تک ہوش حواس بالکل درست اور قویٰ مضبوط ہیں۔ نہایت خوش اخلاق، خوش صحبت، خوش گفتار ہیں۔ والد سے رخصت ہوکر اپنی بڑی بہن شاہزادی "نورہ" سے ملنے جاتے ہیں۔ نجد میں بڑی بہن کی عزت بہت زیادہ کی جاتی ہو۔ سلطان حد سے زیادہ اُن کا احترام کرتے ہیں۔ یہ نجدی شاہزادی بھی اپنے عربی اخلاق میں غیر معمولی ہو۔ اس کی شرافت و سخاوت دُور دُور مشہور ہو۔ خود مجھ سے اس کا برتاؤ نہایت ہی شفقت کا تھا۔ روز میری خیریت دریافت کرتی تھی۔ میرے لئے اچھے اچھے کھانے بھیجا کرتی تھی۔

عشاء کے بعد سلطان کئی گھنٹے اپنے عہدے داروں سے ملاقات میں صرف کرتے ہیں۔ ہر عہدے دار کے دفتر میں خود جاتے ہیں۔ دن بھر کے کاموں کا جائزہ لیتے ہیں اور ضروری مشورے اور ہدایتیں دیتے ہیں۔

یہ اُن کے روزمرہ کے معمولات ہیں۔ لیکن کبھی کبھی صحرا میں شکار کے لئے بھی جاتے ہیں۔ یہ سفر آجکل موٹروں پر ہوتا ہو۔

شیوخ نجد کا سلطان سے اختلاف

پچھلے دنوں مصری اخبارات نے یہ خبر مشہور کردی تھی کہ نجد کے سب سے بڑے شیوخ مثلاً فیصل الدرویش شیخ قبیلۂ مطیر اور سلطان بن بجاد شیخ قبیلۂ عتیبہ، سلطان ابن سعود کے مخالف ہوگئے ہیں ریاض میں اپنی موجودگی کے وقت میں نے بھی اس قسم کی خبریں سُنی تھیں فیصل الدرویش کی مخالفت کی وجہ یہ بتائی گئی کہ پچھلے سال موسم حج میں محمل مصری کی فوج سے نجدیوں کا تصادم ہوگیا تھا، اُسمیں فیصل الدرویش کی رائے ہو کہ سلطان نے مصریوں کی طرفداری کی اور نجدیوں کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیا۔ لیکن یہ خبر غلط تھی۔ خود میں نے اپنی آنکھوں سے فیصل کو سلطان کی خدمت میں دیکھا ہو۔ وہ زیادہ سے زیادہ عقیدت و اطاعت کا اظہار کر رہا تھا۔

بلاشبہ سلطان بن بجاد کو کچھ شکایت ہوگئی تھی۔ یہ شکایت بعض شرعی احکام کی تطبیق کے بارے میں تھی۔ لیکن بہت جلد غلط فہمی دُور ہوگئی اور وہ بھی سلطان کی خدمت میں پہنچ گیا۔

نجدیوں کا ایمان

تمام نجدیوں۔ بدوؤں اور شہریوں۔ کا پختہ ایمان ہو کہ آدمی صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہو کہ اللہ کی عبادت کرے اور اُس کی شریعت کی پابندی میں سرگرم رہے۔ ہر آدمی کی قسمت پہلے سے لکھدی گئی ہو موت کا ایک وقت مقرر ہو۔ ہرگز اُس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی لہذا اُسے موت سے بے خوف ہوکر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں کوشش کرنی چاہئے۔ ہر آدمی کو اُس کے عمل کی جزا و سزا ملے گی۔ نیکی کا ثواب حاصل ہوگا۔ بدی پر عذاب پائے گا۔ یہی باعث ہو کہ وہ ہر قسم کے گناہوں اور جرموں سے، خفیہ اور علانیہ، پرہیز کرتے ہیں۔

شوق جہاد

جنگ کو وہ عبادت سمجھتے ہیں۔ دین الٰہی کے دشمن کا قتل عظیم ترین ثواب خیال کرتے ہیں۔ دین کی راہ میں خود قتل ہوجانا، شہادت عظمیٰ تصور کرتے ہیں۔ اس بات پر اُنھیں اس درجہ یقین ہو کہ بڑے ہی شوق سے جنگ پر جاتے ہیں۔ ہر بدو اپنا کفن اپنے ساتھ لے جاتا ہو۔ نہایت بے پروائی سے اپنے تئیں موت کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ جب اُن کا کوئی ساتھی لڑائی میں گرتا ہو، تو بے اختیار نعرہ مارتے ہیں "واخلیلاہ! لقد سبقتنی الی الجنۃ!" (اے دوست! مجھ سے پہلے ہی جنت میں داخل ہوگیا!) جب دشمن کو بھگا دیتے ہیں تو چلاتے ہیں "یا اہل التوحید! یا اہل التوحید! ایاک نعبد و ایاک نستعین" (ہاں اے اہل توحید! خدایا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں!)

وہ گولیوں کی باڑھ کو "ریح الجنۃ" (جنت کی ہوا) کہتے ہیں اور انتہائی شوق و رغبت سے سینے تانے دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں وہ اس موت کو موت نہیں، زندگی خیال کرتے ہیں۔ اگر اُن کے کسی آدمی کی پیٹھ پر گولی لگتی ہو تو اُسے بزدل کہتے اور سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں اُن کا قول ہو "ہمیشہ سینے پر زخم کھاؤ۔ پشت کبھی نہ دکھاؤ۔ موت اٹل ہو، اُس سے کہاں بھاگ سکتے ہو؟ شہادت کی موت مرکر سرمدی زندگی حاصل کرو!" میدان سے بھاگنا اُنکے خیال میں ایسا عیب ہو کہ ایسے شخص کو دفن تک نہیں کرتے یہی باعث ہو کہ وہ مرجاتے ہیں مگر بھاگتے نہیں۔ اُن کی یہ ثابت قدمی بالآخر اُن کے دشمن کے حوصلے پست کر دیتی ہو اور وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہو۔

نجدیوں کی یہ شجاعت و بسالت، عرب میں اس قدر مشہور ہو گئی ہو کہ لوگ اُن کے نام ہی سے ڈر جاتے ہیں۔ چند نجدی سوار سیکڑوں آدمی بھگا دیتے ہیں۔ حجاز کی جنگ، اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہو۔ حجازی فوج اس قدر مرعوب ہوگئی تھی کہ بے لڑے ہتھیار ڈال دیتی تھی۔ حائل، احساء اور قطیف وغیرہ ممالک کی فتح بھی زیادہ تر اسی رعب کی وجہ سے ہوئی تھی۔

موت کے بعد

نجدی، سنت نبوی کی اتباع میں بہت ہی سخت ہیں۔ اپنے مقتولوں اور مُردوں کا ماتم نہیں کرتے۔ قبروں پر گنبد اور عمارتیں نہیں بناتے۔ اُن کا عقیدہ ہو کہ موت کے بعد جس طرح آدمی کی دنیاوی زندگی ختم ہوجاتی ہو، اُسی طرح اُس کا عمل بھی منقطع ہوجاتا ہو۔ کہتے ہیں مُردوں کو ہماری ظاہری تکریم و تنظیم کی کوئی ضرورت نہیں وہ ہم سے بے نیاز ہوگئے ہیں۔ آخرت میں انھیں جو درجہ ملے گا وہی اصلی درجہ ہو۔ ہمیں اُنکے لئے اسی کی دعا کرنی چاہئے۔

جائے۔ اُس کا نام بدستور یہی رہے گا۔ مرحوم کی بیوہ کو زندگی بھر اُس میں رہنے کا حق ہوگا۔

یہ مکان مرحوم نے ۱۹۰۱ء میں تعمیر کیا تھا۔ اور اپنی حرم محترم پر وقف کر دیا تھا۔ وزارت نے طے کیا ہے کہ مکان کا وہ تمام سامان اُسی ترتیب سے باقی رکھا جائے گا، جس طرح مرحوم کی وفات کے وقت تھا۔ حتیٰ کہ مرحوم کے کپڑے بھی محفوظ رکھے جائیں گے۔ ان کپڑوں میں ایک شیخ جبہ بھی ہے جو وہ اپنے دیسی لباس کے اوپر پہنا کرتے تھے۔ لکھنے پڑھنے کا بھی تمام سامان علیٰ حالہ رکھا رہے گا۔ گھر کی ہر چیز پر لکھا جائے گا کہ کب خریدی گئی؟ کیوں خریدی گئی؟ اور مرحوم اُس سے کیا کام لیتے تھے؟

(۳) بیت الامہ ہی میں مرحوم کی نعش دفن کی جائے گی۔ اُن کی موجودہ قبر عارضی ہے۔ اس نئے انتظام کی تکمیل اور جدید شاندار مقبرے کی تعمیر کے بعد نعش یہاں منتقل کر دی جائے گی۔

(۴) سعد پاشا "ابیانہ" گاؤں کے جس مکان میں پیدا ہوئے تھے، وہ بھی خرید لیا جائے اور اُس میں شفاخانہ یا مدرسہ جاری کیا جائے۔

(۵) پایۂ تخت میں ایک عظیم الشان شفاخانہ یا یتیم خانہ قائم کیا جائے اور مرحوم کے نام پر اُس کا نام رکھا جائے۔

تعزیت کے پیغام

بیگم زغلول کے نام دنیا بھر سے تعزیت کے پیغام آ رہے ہیں۔ بڑے بڑے آدمیوں اور بادشاہوں نے تار بھیجے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلا پیغام سلطان ابن سعود اور اُن کے بیٹے امیر فیصل کا تھا۔ ان دونوں نے نہایت رنج و ملال کا اظہار کیا ہے اور اس حادثہ کو تمام مشرق کے لئے عظیم خسارہ بتایا ہے۔ اگر میں ان تمام پیغاموں کا ذکر کروں تو چٹھی بہت طویل ہو جائے گی۔

یورپین اخبارات کے افکار

یہ معلوم کرنا نہایت اہم ہے کہ زغلول پاشا کی وفات کو یورپ کے اخبارات نے کس نظر سے دیکھا ہے؟ خصوصاً برطانی اخباروں نے کس طرح اظہار خیال کیا ہے؟

ٹائمس آف لنڈن لکھتا ہے:

"زغلول پاشا نے معاملات مصر میں جو حصہ لیا، اُس کے متعلق تاریخ کا فیصلہ کچھ ہی ہو، لیکن یہ یقینی ہے کہ تاریخ اُنھیں مصر جدید کا سب سے بڑا آدمی شمار کرے گی۔ وہ اپنے اندر ایک حیرت انگیز روح رکھتے تھے، اگرچہ زیادہ مضبوط جسم کے مالک نہ تھے۔ وہ اپنی جسمانی بناوٹ اور شکل و صورت میں مصری "فلاح" (کسان) کا مکمل نمونہ تھے۔ زبردست شخصیت اور اخلاق رکھتے تھے۔ خارق عادت شجاعت اور شدید صراحت، اُن کی نمایاں صفت تھی۔ بڑی قوت استدلال، مسکت حجت، حاضر جوابی، خوش گفتاری، اور حیرت انگیز خطابت نے اُنھیں نہایت ممتاز کر دیا تھا۔ محمد علی پاشا اول خدیو مصر کے عہد سے آج تک کسی نے بھی فرعون کی سرزمین میں اتنی مقبولیت، اخلاقی اقتدار، اور عام محبوبیت حاصل نہیں کی جتنی زغلول پاشا نے حاصل کی۔ اسی قدر نہیں بلکہ مصر جدید کی تاریخ میں وہ پہلے سیاسی رہنما ہیں جنھوں نے قوم کے دل و دماغ، دونوں پر یکساں اثر ڈالا اور ملک کی سیاسی تربیت کی۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مشرقی رہنما مغربی رہنماؤں کے مقابلے میں جلد بوڑھے ہو کر معطل ہو جاتے ہیں لیکن سعد زغلول، اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک چست و چالاک رہے اور سخت سے سخت دماغی محنت انجام دیتے رہے۔ تاریخ میں بہت کم انتہا پسند انقلابیوں کے نام ملتے ہیں۔ جو ۷۰ سال کی عمر کے بعد بھی اپنا سیاسی اقتدار اور مقبولیت برقرار رکھ سکے ہوں۔ لیکن زغلول پاشا اپنے آخری وقت تک محبوب و مقبول رہے۔ اُن کی عمر جتنی زیادہ ہوتی گئی، اُسی قدر زیادہ اُن میں سیاسی جوش اور انقلابی روح بیدار ہوتی گئی ... برطانیہ نے زغلول کو جلاوطن کیا تھا۔ لیکن اس عظیم انسان کے دل میں اس وجہ سے کوئی بغض پیدا نہیں ہوا۔ برطانیہ نے دیکھ لیا تھا کہ یہ اُس کا ایک ایسا دشمن ہے جو خندہ پیشانی سے ہر طرح کی ضربیں برداشت کر سکتا اور پوری قوت سے اُن کا جواب دے سکتا ہے۔ کوئی شخص بھی اس "فلاح" کی شجاعت پر حیرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جس نے بے شمار مخالف قوتوں سے مقابلہ کیا اور سب کو بالآخر اپنے ارادے کے سامنے جھکا لیا ....!"

ڈیلی نیوز لکھتا ہے:

"زغلول، سالہا سال سے مصر کا معبود تھا۔ سیاسی جنگ میں اُس کی شجاعت و ثبات بے نظیر تھی۔ وہ اپنی قوم کو کامل خود مختاری کی طرف لے جا رہا تھا۔ لارڈ کرزن نے ایک مرتبہ کہا تھا "زغلول، شورش کا غیر مسئول علم بردار ہے!" لیکن کچھ ہو، وہ اپنے ملک کی آزادی چاہتا اور انگریزوں کو وہاں سے نکال باہر کرنا چاہتا تھا۔ مصریوں کے دل میں اُس کی عزت بے حساب تھی۔ وہ ہمارا شریف اور بہادر دشمن تھا"

منچسٹر گارڈین لکھتا ہے:

"زغلول پاشا، تمام مصریوں میں ایک آدمی تھا۔ اُس کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُسے ۳ مرتبہ جلاوطن ہونا پڑا۔ انگریزوں نے بہت کوشش کی کہ اُسے جاہ و منصب کا لالچ دے کر ملا لیں، مگر اُس نے ہمیشہ انکار کیا، اور کامل خود مختاری کے سوا کبھی کچھ قبول کرنے پر رضامند نہ ہوا۔ سعد پاشا کی ذہانت، اخلاق، خوش مزاجی، ایسی تھی جس کی نظیر مغلوب قوموں کے رہنماؤں میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔"

یہ انگلستان کے متعصب سے متعصب اخبارات کے خیالات ہیں۔ لیبر پارٹی کے اخبارات نے تو اس سے بہت زیادہ لکھا ہے۔ اختصار کے خیال سے ہم ان کا ذکر نہیں کر سکتے۔ یہ تمام رائٹر تار کے ذریعہ قاہرہ کے اخبارات میں پہنچی ہیں اور ابھی ان کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

اسی طرح فرانسیسی اخبارات نے بھی طویل و عریض مضمون شائع کئے ہیں اور مرحوم کی بہت تعریف کی ہے۔

نیم سرکاری اخبار "طان" لکھتا ہے: سعد پاشا، مصر کے اس وقت سب سے بڑے آدمی تھے۔ اُن کی زندگی کا اکثر حصہ اپنے ملک کے لئے آزادی حاصل کرنے کی جد و جہد میں گزرا۔ وہ دنیا بھر کی نظروں میں معزز و محترم تھے ...."

"ایکو ڈی پاری" لکھتا ہے "زغلول، مصر کا عظیم آدمی تھا۔ آزادی کا علم بردار تھا۔ مصر میں اُس سے بڑا کوئی آدمی موجود نہ تھا..."

اخبار "دیبا" لکھتا ہے "سعد کی موت نے مصر کو اپنے سب سے بڑے رہنما سے محروم کر دیا۔ اُس کی شخصیت، بہت ہی عظیم تھی..."

مکتوب بہت دراز ہوگیا ہے۔ آئندہ ہفتے انشاء اللہ میں بتلاؤں گا کہ سعد پاشا کی موت کا اثر مصر کی سیاست پر کیا پڑ سکتا ہے؟ اور انگریز اُس سے فائدہ اُٹھانے کی ابھی سے کیسی طیاریاں کرنے لگے ہیں؟ لیکن قلم روکنے سے پہلے میں بہت ہی اختصار کے ساتھ مرحوم کی سیاسی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈال لینا مناسب سمجھتا ہوں۔ تاکہ آپ کے قارئین اندازہ کر سکیں کہ یہ عظیم زندگی کیونکر شروع ہوئی اور کس طرح موجودہ بلندی تک پہنچی؟

سعد پاشا کی زندگی پر ایک نظر

وہ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔

"۵ر اکتوبر ۱۸۸۰ء کو شیخ سعد زغلول ازہری طالب علم کی سرکاری اخبار الوقائع المصریہ کے ادارۂ تحریر میں تقرری ہوئی۔ ۸۰۰ قرش (ایک قرش [illegible] کا ہوتا ہے) ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی تھی۔ یہ طالب علم خوش اطوار ہے۔ شیخ محمد عبدہ نے اُس کے چال چلن کی تصدیق کی ہے"

یہ عبارت ایک سرکاری فرمان سے اخذ کی گئی ہے۔ اُس وقت مرحوم، ازہر کے طالب علم تھے اور "شیخ سعد زغلول" کہلاتے تھے۔

یکم فروری ۱۸۸۲ء کو اُن کی تنخواہ ۹۳۳ قرش ہوگئی۔

۳ر مئی ۱۸۸۲ء کو "سعد آفندی زغلول" کا تبادلہ وزارت داخلیہ کے محکمہ میں ہوگیا اور تنخواہ ۱۵ پونڈ مقرر ہوئی۔

۱ر ستمبر ۱۸۸۲ء کو "جیزہ" کی کمشنری میں محافظ دفتر کا نائب سرکاری مقرر ہوئے۔

۲۷ر جون ۱۸۹۲ء میں ۴۵ پونڈ تنخواہ پر درجہ دوم کے مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔

یکم فروری ۱۸۹۴ء میں تنخواہ ۵۵ پونڈ ہوگئی۔

یکم جنوری ۱۸۹۶ء میں تنخواہ ۶۰ پونڈ قرار پائی۔

۸ر اپریل ۱۸۹۹ء میں اُنھیں پہلا سرکاری تمغہ دیا گیا۔

۲ر جنوری ۱۹۰۳ء میں اُنھیں تیسرا نشان مجیدی عنایت ہوا۔

یکم جنوری ۱۹۰۵ء میں اُن کی سالانہ تنخواہ ایک ہزار پونڈ ہوگئی۔

۲۸ر اکتوبر ۱۹۰۶ء میں "سعد زغلول بک" وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔

۲ر نومبر ۱۹۰۶ء میں "پاشا" کا خطاب ملا۔

۱۸ر جنوری ۱۹۰۸ء میں "مجیدی اول" کا تمغہ ملا۔

۲۳ر فروری ۱۹۱۰ء میں محکمۂ عدالت کے وزیر مقرر ہوئے۔

۲۷ر جنوری ۱۹۲۴ء میں وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

۲۳ر مارچ ۱۹۲۵ء میں پہلی مرتبہ پارلیمنٹ کے صدر مقرر ہوئے۔

۱۰ر جون ۱۹۲۶ء میں دوسری مرتبہ پارلیمنٹ کے صدر منتخب ہوئے۔

۲۳ر اگست ۱۹۲۷ء میں فوت ہوگئے۔

اطلاع ضروری

(۱)

بارش کی وجہ سے مطبع الہلال کے مشین روم کے بعض حصے کئی ہفتہ سے کمزور ہوگئے تھے، خصوصاً وہ ستون جن کے ذریعہ مشین موٹر سے ملحق کی گئی ہیں۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کام کے روکے بغیر درستگی کی جا سکے لیکن کوئی صورت نہ نکل سکی۔ مجبوراً اس ہفتہ کا کام ختم کرکے ان کی ازسرِنو تعمیر شروع کر دی جاتی ہے۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ آئندہ نمبر کسی نہ کسی طرح نکل جائے، لیکن اگر کامیابی نہ ہوئی تو اس صورت میں آئندہ جمعہ کا پرچہ جاری نہ ہو سکے گا، اور اُس کے بعد کے جمعہ کو نکلے گا۔ خریداران الہلال کو اگر پیر تک پرچہ نہ ملے، تو وہ سمجھ لیں کہ پرچہ شائع نہیں ہو سکا ہے۔ یہ ہفتہ خریداروں کی سالانہ قیمت میں محسوب نہ ہوگا۔ "منیجر"

(۲)

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اس وقت تک مولانا ابوالکلام کے اُن مضامین کی اشاعت شروع نہیں ہوئی ہے جس کا اُن کے احباب کو انتظار تھا۔ بجز باب التفسیر کے اور وہ بھی ہر نمبر میں مسلسل نہیں ہے۔ اُن حضرات کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ الہلال جاری کرتے ہوئے اُنھوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ جب تک مقدمہ اور تفسیر کی ابتدائی جلدوں کی ازسرِنو تحریر سے وہ فارغ نہیں ہونگے، الہلال کے لئے پورا وقت نہیں نکال سکیں گے۔ اب وہ ایک حد تک فارغ ہو چکے ہیں۔ اور اُنھوں نے ارادہ کر لیا ہے کہ سفر شملہ سے واپسی کے بعد اس کے لئے کافی وقت نکال لیں گے۔

منیجر

ایک عجیب قیامت برپا ہوگئی۔ اگر فوج اور پولیس کا انتظام غیر معمولی نہ ہوتا تو یقیناً بے شمار جانیں ضائع جاتیں۔ کیونکہ نعش کے بلند ہوتے ہی ہزاروں آدمیوں نے بیک وقت آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ ہر شخص کی یہی خواہش تھی کہ سعد کی نعش کا بوسہ لے، یا کم سے کم اُسے چھو ہی لے۔ مگر فوج اور پولیس نے پُرجوش مجمع کو روک دیا اور ٹھیک ۸ بجے جنازہ روانہ ہوگیا۔

جلوس میں سب سے آگے فوج کا ایک بڑا دستہ اپنا جنگی باجا بجا رہا تھا۔ اُس کے بعد مزدوری پیشہ طبقہ کی مختلف جماعتیں تھیں۔ ریلوے کے ور، کارخانوں کے مزدور، گاڑی بان، لوہار، حجام، غرضکہ مختلف شہ وروں کی علحدہ علحدہ صفیں تھیں۔ انکے پیچھے پھر فوج اپنے باجے کے ھ تھی۔ اس کے پیچھے مختلف تجارتی کمپنیوں کے مزدور اور کارکن تھے۔ خانوں کے مزدوروں کی صفیں، انکے بعد تھیں۔ پھر.....

مگر میرے لئے یہ تمام تفصیل بیان کرنا ناممکن ہے۔ صرف اس قدر کہدینا کافی ہے کہ قاہرہ میں جتنی جماعتیں اور فرقے موجود ہیں جتنے ادارے قائم ہیں، جتنی انجمنیں، ...... بلکہ اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ جتنی بھی مخلوق موجود ہے، اُس کا بڑا حصہ جنازے کے ساتھ ماتم کناں موجود تھا!

اس جلوس میں ایک قابل ذکر بات یہ تھی کہ اُس میں ہر طرف ہلال اور صلیب، دونوں کے علم بلند تھے۔ دونوں ہوا میں ہلتے تھے اور باہم آغوش ہوجاتے تھے۔ یہ نظارہ نہایت ہی پُراثر تھا۔ یہ اس حقیقت کا ثبوت پیش کر رہا تھا کہ مصر میں اب ایک ہی عنصر باقی ہے، اور وہ آزاد مصری قوم ہے۔ اور یہ کہ سعد زغلول کسی ایک فرقہ کا رہنما نہ تھا، بلکہ مصر کے تمام فرقوں کا یکساں طور پر رہنما تھا۔ وہ جس طرح مسلمانوں کا محبوب تھا، اُسی طرح مسیحی مصریوں کا بھی محبوب تھا!

نماز جنازہ

ٹھیک ۱۰ بجے جنازہ، مسجد قیسون میں پہونچا۔ یہاں لاکھوں مخلوق نے نماز جنازہ ادا کی۔ صفوں میں سیکڑوں قبطی عیسائی، اور مصری یہودی بھی مسلمان نمازیوں کے دوش بدوش کھڑے تھے، اور اپنے سردار کی مغفرت کے لئے رب العالمین سے الحاح وزاری کر رہے تھے!

قبر پر!

نماز کے بعد جنازہ پھر آگے بڑھا اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ قبر کے قریب پہنچکر جلوس رکا۔ ۷ آدمیوں نے گاڑی پر سے نعش اُتاری۔ ان میں دو قبطی عیسائی بھی شامل تھے۔ قبر میں نعش اُتارنے والے بھی یہی لوگ تھے۔ اس وقت کا ماتم ناقابل بیان ہے۔ دنیا کا کوئی قلم بھی اُسے نہیں لکھ سکتا۔ ایسا ماتم تھا کہ دل پھٹے جاتے تھے۔ ۶ معزز آدمی بیہوش ہوکر گر پڑے!

اس تمام دوران میں قلعہ سے توپیں دغتی رہی تھیں۔ مسیحی گرجوں کے گھنٹے بج رہے تھے۔ تکبیروں کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ قاہرہ، پورے معنی میں نشانِ غم بن گیا تھا۔

مٹی دینے سے پہلے فتح اللہ باشا برکات قبر میں اُترے اور مرحوم کو آخری سلام کرکے نکل آئے۔

وزیر داخلیہ کی تقریر

اس مؤثر موقعہ پر جعفر والی باشا وزیر داخلیہ کھڑے ہوئے اور کہا: "سعد مر گیا۔ اُف، کیسی سخت مصیبت در پیش ہے! ایسی مصیبت ہے جس کا غم کبھی دور نہیں ہوگا۔ سعد پاشا نے جن اعلیٰ اصول پر اپنی زندگی قربان کی، الحمد للہ اب وہ اصول تمام مصری قوم کے دلوں میں راسخ ہو چکے ہیں۔ اگر یہ جلیل القدر وجود اپنے جسم سے دور ہو گیا ہے، تو کوئی مضائقہ نہیں، اُس کی روح ہمارے اندر برابر زندہ رہیگی۔ ہم سب ایک ایک کرکے اسی طرح مرجائیں گے، مگر قوم اس شخص کی پیدا کی ہوئی روح سے ہمیشہ زندہ رہیگی!"

پارلیمنٹ کی تعزیت

وفات کے دوسرے دن پارلیمنٹ کے تمام ممبر بیت الامہ (یعنی قوم کا گھر۔ یہ اُس مکان کا نام ہوگیا ہے جس میں سعد پاشا رہتے تھے) میں جمع ہوئے، اور بیگم زغلول کے سامنے حسب ذیل تقریر کی:

"مرحوم و مغفور رہنما کی حرم محترم!

"یہ موقعہ ہمارے لئے نہایت ہی دردناک ہے کہ بیت الامہ میں جبکہ وہ سعد سے خالی ہوچکا ہے، اُس کی رفیق حیات کی تعزیت کو حاضر ہوں۔

"معزز خاتون! مصری قومیت کی تعمیر میں سعد نے پہلی اینٹ رکھی۔ اُسنے پوری سرزمین مصر کو ایک قوم بنا دیا اور اُس کا ایک ہی نعرہ قرار دیدیا: وہ نعرہ، کامل آزادی کا نعرہ ہے۔ اُسنے پوری قوم کی ایک صف بنا دی۔ خود آگے کھڑا ہوا، اور منزل مقصود کی طرف روانہ ہوگیا۔ اُسنے آزادی کی صفیں آگے بڑھائیں۔ عزت و عظمت کی راہوں میں داخل ہوا۔ تمام مشکلیں حل کر ڈالیں۔ رکاوٹیں دور کردیں اپنی بے نظیر قربانیوں سے منزل مقصود قریب کردی۔ اپنی بے مثل شجاعت سے ناممکن کو ممکن بنا دیا!

"سعد، دستوری حکومت کا باپ تھا، محافظ تھا، سپہ سالار تھا سپاہی تھا۔ پارلیمنٹ کا سب سے پہلے کھولنے والا تھا۔ منبر خطابت کو سب سے پہلے ہلا ڈالنے والا تھا۔ حکومت کے ایوان میں سب سے پہلے اُسی کی حق گو آواز گونجی تھی!

"سعد ہی نے پارلیمنٹ کے اصول مقرر کئے۔ ضوابط بنائے۔ دستور العمل مرتب کیا۔ اُس کی عزت بڑھائی۔ اُس میں عظمت پیدا کی اُسے قوت بخشی۔ اپنے جاہ و جلال کا ایک عظیم پرتو اُس پر ڈالا، اور وہ پُرجاہ اور پُرجلال بن گئی۔.........

"سعد اپنی صدارت کی کرسی پر حق و باطل کی سچی میزان تھا۔ دور اور نزدیک کے لئے روشنی کا ستون تھا۔ فصاحت میں صادق البیان تھا۔ پیری میں شباب عزم تھا۔ فیصلہ کی عظمت تھا۔ لفظ میں بلاغت تھا۔ حجت بالغہ تھا۔ آیۃ اللہ تھا۔ ہدایت کا نور تھا عقل کا ستون تھا۔ خطابت کا امام تھا....

"محترم خاتون! اس وقت جبکہ حزن و ملال نے آپ کو اپنی موجوں میں لے لیا ہے، اور جبکہ سعد پر رب کریم کی نظر عنایت پڑ رہی ہے، ہم اپنے زخمی دلوں کے ساتھ تعزیت پیش کرکے اور قسم کھاتے ہیں کہ جب تک زندگی باقی ہے کامل آزادی کے حصول کی جدوجہد جاری رکھیں گے اور پورے اتحاد و اتفاق کے ساتھ دستور حکومت کی حفاظت کریں گے۔

"محترم خاتون! سعد نہ آپ کا تھا نہ ہمارا تھا۔ وہ خدا کا تھا اور وطن کا تھا۔ اُسنے اپنی تمام جرأت و ہمت، عظیم قربانیاں، عزم راسخ، غرضکہ جتنی بھی مافوق العادت قوتیں اُسے ملی تھیں، سب کی سب اپنے وطن کی خدمت پر وقف کردی تھیں، یہاں تک کہ موت آگئی، اور اُسے شہادت نصیب ہوئی۔ سعد، شہید وطن ہے!

"سعد اپنی قبر میں آرام سے سوئے، کیونکہ وہ اپنے پیچھے ایک ایسی قوم چھوڑ گیا ہے جو اُسے کبھی فراموش نہیں کرے گی۔ پس سعد پر اُس کی زندگی میں سلام ہو اور موت کے بعد قبر میں بھی......"

تقریر یہاں تک پہنچی تھی کہ فتح اللہ باشا نے بالائی کمرے سے چلا کر کہا: "حضرات! سعد باشا کی حرم محترم آپ سے درخواست کرتی ہیں کہ خاموش ہوجائیے۔ وہ کہتی ہیں آپ کی تقریر سے میرا دل پھٹا جاتا ہے۔ آپکی ہمدردی کی از حد شکر گذار ہوں۔ میری زبان اُس کے اظہار سے قطعاً عاجز ہے۔ خدا سے میری دعا ہے کہ آپ سب کو سلامت رکھے۔ زندہ باد مصر!"

سعد پاشا کی حرم کا بیان

صفیہ خانم زوجۂ محترمہ سعد پاشا مرحوم نے قوم کے نام حسب ذیل بیان شایع کیا ہے:

"میرے فرزندو!

"اگر سعد، جو اب جوارِ خداوندی میں پہنچ چکا ہے، مجھ اکیلی کا سعد ہوتا، تو اُس کی موت پر تمہاری تعزیتوں کا شکریہ ادا کرتی لیکن وہ پورے مصر کا سعد تھا۔ وہ مصر کا سپہ سالار تھا۔ امین تھا۔ اُسکی موت کی مصیبت، خود تمہاری مصیبت ہے۔ اُس کا ماتم خود تمہارا ماتم ہے۔ اگر مجھے شکریہ ادا کرنے کا کوئی حق پہنچ سکتا ہے تو وہ صرف اسی لحاظ سے کہ اُس کی محبت مجھے حاصل تھی۔ اُس کی نیکی مجھ پر دائمی تھی اُس کے نام کی عزت مجھے نصیب ہوئی تھی۔ اُس کی وجہ سے تمہاری محبت اور قومی حکومت کی شفقت مجھے میسر آئی۔ اگر اتنا حق میرے لئے منظور کرو تو میرا شکریہ قبول کرلو۔ ایسا شکریہ، جس کے اخفا کی قدرت میرے دل میں نہیں ہے اور جس کے اظہار سے میری زبان قاصر ہے!

"میرے بچو! سعد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک اعلیٰ مطمح نظر تھا۔ سعد مرگیا، مگر الحمد للہ یہ مطمح نظر ہنوز باقی ہے۔ اُس کی محبوب شکل ہم سے اوجھل ہوگئی، مگر اُس کی قیمتی یاد ہمارے دلوں میں زندہ رہیگی، والذکریٰ تنفع المؤمنین!

"اگرچہ اُس کی جدائی کے غم نے ہمارے دل توڑ ڈالے ہیں لیکن آؤ، اس غم کو غیرت و شجاعت کا ذریعہ بنائیں۔ یہ غم ہماری ہمتیں بلند کرنے والا اور ہم میں ایک بالکل نیا جوش پیدا کرنے والا ہو کیونکہ شریف غم ایک ایسی قوت پیدا کردیتا ہے جو بے روک ہوتی ہے، ایسی ہمت لاتا ہے جو لاتناہی ہوتی ہے۔ اگر سعد کا ہم پر کوئی حق ہے تو وہ حق یہی ہے کہ ہم امید کو نہ چھوڑیں، کیونکہ یہ پودا اُسی کا لگایا ہوا ہے۔ ہم اُس کے حسن ظن کے مطابق ثابت ہوں۔ اُس کا کام پورا کریں۔ اُس کی رکھی ہوئی بنیاد پر اپنی عمارت کھڑی کردیں۔ مصر کو یاد رکھیں مصر کے سوا سب کچھ بھول جائیں۔ مصر ہی ہمارا مبتدا و منتہا ہے۔ اُسی سے پیدا ہوئے ہیں اور اُسی کی خاک میں مل جانے والے ہیں۔ اگر ہم ایسا کرینگے تو یقین کرو، سعد کو اپنی صفوں میں پائیں گے۔ بلکہ ہر خادم وطن، ہر مجاہد وطن، سعد کو اپنے دل کے اندر دیکھے گا۔ یہ اس لئے کہ سعد، جس سے ہم محبت کرتے اور جسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہتے ہیں، دراصل ہمارا وہ مطالبۂ حق ہے جس کے لئے ہم کوشاں ہیں۔ یعنی آزادی، یعنی خود مختاری۔ اسی پر ہم جینگے اور اسی پر مرینگے!

"میرے عزیزو! آج مصر تمہاری طرف دیکھ رہا ہے، تم بھی اُسے دیکھو۔ وہ تمھیں پکار رہا ہے، تم بھی اُس کی آواز سنو۔ تم نے کبھی اُس کی پکار سے کان بند نہیں کئے۔ آج پھر اُس کی طرف دوڑو، بے شک سعد مر گیا، مگر مصر زندہ ہے! بے شک قوم کا رہنما مرگیا، مگر قوم زندہ ہے! قومی آرزوؤں کا نشان مٹ گیا مگر قومی آرزوئیں زندہ ہیں۔ آؤ ہم بڑھ کر سعد کا جھنڈا اپنے کاندھوں پر اٹھا لیں۔ وہی اللہ جس نے مصر کے لئے ظلمت غفلت کے بعد نور بیداری کی راہ باز کردی تھی، ہمیں آیندہ بھی راہِ راست دکھائے گا، اور قوم کے لئے سعد کا نعم البدل پیدا کرے گا........"

سعد پاشا کی یادگار

مجلس وزارت نے سعد پاشا کی یادگار قائم کرنے کے لئے حسب ذیل تجویزیں منظور کی ہیں:

(۱) مرحوم کا ایک بلند مجسمہ قاہرہ میں اور ایک اسکندریہ میں قائم کیا جائے۔ یہ دونوں مجسمے مرحوم کو بحالت خطابت میں ظاہر کرینگے۔

(۲) "بیت الامہ" (سعد پاشا کا مکان) خرید کر قومی عمارت بنادی

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان تاجر

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہیں

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور
نقش، پرانے زیور، آرائش و زینت کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب
نوادر اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجیے۔ کیونکہ ہماری نمائش گاہ ہمیشہ
[illegible]۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان،
چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ تفتیش کرتے رہتے ہیں۔

باایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

برِ اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے ہم سے نوادر حاصل کرتے
رہتے ہیں۔ ترکی کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی سے لئے گئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

انہیں فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجیے۔
بہت ممکن ہے کہ آپ کو [illegible] مل جائے

ادبیات

اِنَّ مِنَ البیانِ لَسِحراً!

مرحوم سعد باشا زغلول کی بلیغ تقریریں

مرحوم احمد سعد باشا زغلول کی فصاحت و بلاغت اور قوت خطابت، مشہور عالم ہے۔ اُن کی مقبولیت اور سیاسی زعامت کی کامیابی میں ایک بڑا راز اُن کی یہی ساحرانہ خطابت ہے۔ ہم چاہتے ہیں اُن کی بعض مشہور تقریروں کے اقتباسات وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہیں۔ ادبی خوبیوں کے علاوہ اِن سے مرحوم کا سیاسی مذہب اور فکری رجحان بھی معلوم ہوگا۔

شہیدانِ وطن کی یاد

"ہمہ تن خشوع ہو کر اُن پاک روحوں کی طرف، بہادروں کی روحوں کی طرف، متوجہ ہوتا ہوں، جنھوں نے حق کا اعلان کیا، حالانکہ حق کا اعلان، مصر میں سب سے بڑا جرم تھا!

"وہ حق کا ڈنکا بجاتے آگے بڑھے۔ اُن کی بے لاگ شجاعت نے ہمیں سرخ رو کردیا۔ سب کو وطن کے احترام پر مجبور کردیا۔ وہ اپنا فرض انجام دے چکے۔ اب وہ آرام سے اپنی قبروں میں سوئیں۔ آزادی کی سہانی صبح اُن کے خون سے نہائی ہوئی، غلامی کی ظلمت چاک کر کے نکل آئی۔ اللہ اُن کی قبریں روشن کرے۔ فردوس بریں میں اُنھیں آرام دے اور ہمارے عمل سے اُن روحوں کو خوش کرے"

نوجوان

"میری قوم کی جوانی پر خدا کا سایہ! نوجوانوں نے جوانی کے اُن تمام خزانوں کے منہ کھول دیئے جو اُن کے سینوں میں بند تھے۔ پورے ملک کو جوش اور خودداری سے لبریز کردیا۔ دلوں میں عظمت پیدا کی، سروں میں حکمت اتاری، جسموں میں نظام قائم کردیا۔ نوجوان ہی ہماری تحریک کا اصلی ستون ہیں۔ مصر کے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ مستقبل انھیں کے ہاتھ میں ہے۔ اور نوجوان ہاتھوں کی قوت معلوم ہے"

علماء دین

"میں علماء اسلام اور مسیحی قسیسوں کا شکر گزار ہوں۔ اُنھوں نے متحد ہو کر دشمن کی سب سے بڑی حجت باطل کردی۔ تمام اختلافات دور کر دیئے، اور ثابت کردیا کہ سب دین اپنی غرض میں ایک ہیں۔ سب وطن کی مدافعت فرض قرار دیتے ہیں، سب کا تعلق، خالق ارض و سماء کی عبادت سے ہے۔ سب وطنی مصلحت میں مخلوق کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں"

اصول نہ کہ اشخاص

"سعد اور اُس کے رفیق، انبیاء نہیں ہیں جنھوں نے معجزے دکھائے۔ اولیاء نہیں ہیں جنھوں نے کرامتیں دکھائی ہیں۔ وہ تمہارے افراد ہیں۔ تمہارے اصول کے خدمتگذار ہیں۔ تمہارے ہی آدمی ہیں، تمہارے شعور کا اُنھوں نے احساس کیا اور تمہارے اصول سے لبریز ہوگئے۔ چنانچہ وہ اُن کی خدمت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پس ہمارے لئے کوئی فخر نہیں۔ اور اگر ہے تو وہ تم سب کا فخر ہے۔

"بلاشبہ میں نے کچھ خدمت کی ہے۔ لیکن میں نے کوئی قربانی نہیں کی، کیونکہ میں بے روزگار تھا۔ البتہ میرے ساتھیوں نے قربانیاں کی ہیں۔ اُنھوں نے اپنے منصب اور عہدے چھوڑے، حتیٰ کہ اپنی اولاد تک کی جدائی گوارا کی، اور آپ جانتے ہیں کہ میرے کوئی اولاد بھی نہیں (اس پر حاضرین پکارے "ہم سب آپ کی اولاد ہیں") بلاشبہ تم سب میری اولاد ہو۔ لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تمام افراط اشخاص کے لئے نہیں، اصول کے لئے ہے۔ وہ اصول، سعد اور سعد کے رفقاء سے کہیں بلند ہے"

اتحاد

"میری نظر میں سب سے بڑی اور محبوب چیز مسلمانوں اور قبطیوں کا اتحاد ہے۔ یہ عَلَم جو اِس مبارک اتحاد کا نشان ہے، مجھے دنیا اور دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہے۔ یہ عَلَم میرے ہاتھ میں لئے ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی پوری قوت سے اُس کی حفاظت کروں گا اور زندگی کے آخری لمحے تک اُسے بلند رکھوں گا۔ "مسلمان" اور "عیسائی"! لیکن میں مسلمان اور عیسائی نہیں چاہتا۔ مصر میں صرف ایک قوم ہونا چاہئے اور وہ مصری قوم ہے"

وکالت

وکلاء کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے مرحوم نے کہا،

"میری خدمتوں کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میرے لئے اِن خدمتوں پر فخر کرنا روا نہیں ہے لیکن میں آپ کی اجازت سے صرف اِس بات پر فخر کرنا چاہتا ہوں کہ میں وکالت کے پیشے میں داخل ہوا اور اُس کی خدمت کی۔

"ہاں، میں اِس خدمت پر بہت زیادہ فخر کرتا ہوں۔ مجھے کوئی انانیت کا الزام نہ دے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں اُس زمانے میں اِس پیشہ کا کیا حال تھا؟

"میں نے وکالت کا پیشہ اُس وقت اختیار کیا جب یہ پیشہ معزز نہ تھا، جیسا اِس وقت ہے۔ بلکہ وہ حقیر سمجھا جاتا تھا اور اُس کے آدمی بھی حقیر سمجھے جاتے تھے۔ یہ پیشہ اصل میں جس قدر شریف تھا، ہمارے ملک میں اُسی قدر ذلیل ہوگیا تھا۔ وکیل اور دغاباز، یہ دونوں لفظ ہم معنی سمجھے جاتے تھے۔ اونچے خاندان کا کوئی رکن بھی اُس میں داخل نہیں ہوتا تھا۔ اور سچ یہ ہے کہ اُس وقت خود وکلاء کو بھی اپنی عزت نفس کا کوئی خیال نہ تھا۔

"لیکن یہ سب جانتے ہوئے بھی میں اِس پیشہ میں در آیا۔ بلاشبہ یہ ایک بڑی اخلاقی شجاعت کا کام تھا۔ میں سنا کرتا تھا کہ لوگ وکیل اِس لئے بنتے ہیں کہ مکر و فریب کی راہوں سے دولت کمائیں۔ میں نے کہا لیکن میں اِس لئے وکیل بنوں گا کہ حق و عدالت کی خدمت کرسکوں

"یہ اُس وقت کی بات ہے جب وکیل، حاکم عدالت کے رحم پر ہوتا تھا۔ اُس کی ذراسی ناراضی بھی، وکیل کو اپنی کمائی سے محروم کردیتی تھی۔

"ایک دن ایسا ہوا کہ میں ایک مقدمہ پر بحث کر رہا تھا۔ مخالف وکیل نے کہا آج پیشی بڑھا دی جائے۔ میں نے اعتراض کیا، پیشی کا التوا ناروا ہے، کیونکہ ملزموں کو قید خانے میں بلاسبب رکھنا ہے۔ حاکم خفا ہوگیا "فوراً اپنے الفاظ واپس لو" حاکم نے کہا "عدالت کے لئے کوئی بات بھی ناروا اور ناجائز نہیں" لیکن میں نے الفاظ واپس لینے سے انکار کیا اور سخت صورت حال کا مقابلہ کیا۔

"اِسی طرح کے بہت سے واقعات پیش آتے رہے، یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا جب یہ پیشہ معزز ہوگیا اور حکام، وکلاء کی دوستی پر فخر کرنے لگے"

قومی نگرانی کے حدود

"ہم قوم کے نمائندے ہیں۔ قوم کو ہماری نگرانی کا حق ہے۔ قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنا مطالبہ ہمیں بتلائے۔ اُسنے یہ مطالبہ ہمیں بتایا ہے کہ "کامل آزادی" اب ہم کوشش کرتے ہیں۔ قوم کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوشش کی راہیں بھی ہمارے لئے مقرر کرے۔ قدم قدم پر ہم سے بازپرس کرے۔ اگر ہم کسی سے گفتگو کریں تو ہم سے روداد طلب کرے۔ اگر ہم کہیں جائیں تو ہم سے وجہ دریافت کرے۔ قوم کو چاہئے کہ خاموشی سے ہماری کوششیں دیکھے۔ جب ہم اُس کے سامنے اپنی کوشش کے نتائج پیش کریں تو بلاشبہ اُسے حق ہے کہ ہماری تجویزیں خوب جانچے۔ اگر اُس کی پسند کے مطابق نہ ہوں تو ٹھکرا دے۔ ہمیں ہرگز کوئی شکایت نہیں ہوگی"

آزادی کی نعمت

"ہم دنیا کی ہر نعمت سے محروم ہوجانے پر طیار ہیں۔ سب آرام ہم سے چھین لو، ہمارا مال و دولت بھی ضبط کرلو۔ ہم اِس سب پر صبر کرلیں گے، مگر اے ہمیں غلام بنانے والو! یاد رکھو، ہم آزادی سے ہرگز دست بردار نہ ہونگے۔ آزادی، خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اُس سے محرومی خود زندگی سے محرومی ہے"

قومی وحدت

"قوم اِسکے سوا کچھ نہیں کہ انسانوں کا ایک مجموعہ ہے، وہ مجموعہ جس کی مصلحت ایک ہے، جس کا شعور ایک ہے، جس کی آرزو ایک ہے۔ ہماری قوم کی اِس وقت آرزو کیا ہے؟ کامل خود مختاری!

"ہماری قومی وحدت مضبوط بنیاد پر قائم ہے: اُس میں نہ فرقے ہیں نہ درجے ہیں۔

"وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ "باشاؤں" (امیروں) کا گروہ پوری قوم پر حاوی ہونا چاہتا ہے۔ ہمارے ملک میں نہ "باشاؤں" کا کوئی خاص گروہ ہے نہ "فلاحین" (کسانوں) کا۔ ہم سب "باشا" بھی ہوسکتے ہیں اور "فلاح" بھی ہوسکتے ہیں۔ میرے اپنے خاندان کے اکثر افراد فلاح ہیں لیکن میں سعد زغلول باشا ہوں۔

"وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے اندر دینی فرقے موجود ہیں۔ ممکن ہے پہلے کبھی ہوں، لیکن اب کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ہے تو وہ ایک ہی فرقہ ہے۔ یعنے مصری قوم، جب سے جدید بیداری کا سورج طلوع ہوا ہے ہلال اور صلیب نے ہمیشہ کے لئے معانقہ کرلیا ہے۔ یہ معانقہ صرف مسلمان اور قبطی کا معانقہ نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کا دنیا بھر کی قوموں اور مذہبوں سے اتحاد کا نشان ہے۔ ہم متعصب نہیں ہیں۔

ہم شیطان کے پجاری نہیں ہیں جو انسانوں میں پھوٹ ڈالتا ہے۔ ہم خدا کے پرستار ہیں جو انسانوں میں محبت کا رشتہ پیدا کرتا ہے"

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُنکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

یاد رکھئے

صرف ہمدرد دواخانہ دہلی کا

موسم گرما کا نایاب تحفہ

شربت روح افزا ۲۹۱۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمیٰ ہوکر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شہرت مقبولیت حاصل کرکے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کرچکا ہے اور جس کو چشم بد (حریفوں) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرالیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کرچکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع براعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کرسکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سے اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اختلاج قلب، درد سر، دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہری خوش رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اخبار کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کرکے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہے۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں رکھنے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ۱) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں فی [illegible]

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور سر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد، دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہے۔ فہرست دواخانہ مع جنتری سنہ ۱۹۱۳ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کردے نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو

قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop guide to great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپکو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہو تو

تأمل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان

سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگا کر

استعمال کیجئے

مطبوعات الہلال بک ایجنسی

معارف، ابن تیمیہ و ابن قیم

دینی علوم کے بیش بہا جواہر ریزے

اس سلسلہ میں ہم نے اماموں کی ان نادر و اعلیٰ درجہ کی بلند پایہ عربی تصانیف کے اردو تراجم کا سلسلہ شروع کیا ہے، جنکا مطالعہ اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروری و ناگزیر ہے - امید کہ یہ "سلسلۂ تراجم" بد قسمت ہندوستان کی دماغی اصلاح کا کام دے :

اسوۂ حسنہ — امام ابن قیم کی فن سیرت میں شہرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصہ کا اردو ترجمہ - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائی روپیہ -

کتاب الوسیلہ — لفظ "وسیلہ" کی بحث کے علاوہ امام ابن تیمیہ نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کی مبسوط بحث کی ہے - بلا جلد ڈھائی روپیہ، مجلد سوا تین روپیہ -

اصحاب صفہ — انکی تعداد، ذریعہ معاش، طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے ہیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیہ کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمہ - چار آنے -

العروۃ الوثقیٰ — خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ کا فرق بدلائل بیان کیا ہے - چھ آنے -

سیرت امام ابن تیمیہ — حضرت امام کے ضروری حالات زندگی نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیے ہیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامہ سید محمد رشید رضاء مصری کی تازہ کتاب کا اردو ترجمہ - سوا روپیہ -

آئمہ اسلام — ترجمہ رفع الملام عن ائمۃ الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامہ — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یہ ایک علمی، اسلامی، سہ ماہی رسالہ ہے جس کے خریدار کو ہم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو، عربی، فارسی، انگریزی، اور دوسری زبانوں کی تمام اہم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا ہے- اسکے علاوہ آئمہ و اسلام و بزرگان دین کے حالات، لطائف افسانہ، نظمیں اور ممالک اسلامیہ کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے ہوئے حالات درج کیے جاتے ہیں - فی پرچہ ۸ آنہ سالانہ ۲ روپیہ پیشگی -

منیجر الہلال بک ایجنسی

(حلقہ نمبر ۲۴ شیرانوالہ دروازہ لاہور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پتہ صاف لکھیں
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی -

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اوراق کا مجموعہ تھا- اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے- اور اسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا- پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں- اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں- اس کی جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی، اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں- ان کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اس کی تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیہ میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں- پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جا سکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے-

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل ہوگئی ہیں - ہم اس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں" چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی- ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ

" " " چہارم ۱۰ روپیہ   " " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے- قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے-

منیجر "البلاغ پریس"

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسہ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ ۱۲ / (دفتر الہلال کلکتہ)

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصول ڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

[illegible]	ریلوے رگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم [illegible] جرمن میڈ

[illegible]	اس کی خوبصورتی [illegible]	دیکھنے میں خوبصورت [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاؤنٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہے؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا چاہئے!

١٩٢٧

الهلال

نمبر ١٥١ جلد ١

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ٥ ـ آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے :

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هوجائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۀ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

• میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by

Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta

Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک هفته وار مصور رساله

نمبر ۱۵ — کلکته : جمعه ۳ ۔ ربیع الثانی ۱۳٤٦ هجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 30, September 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔
الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۲۱۰ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۱۹۷	اردو حروف کی حق مین	۳٤۹
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	۳۲٤	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	۱۱۷
پتهر کی چهپائی کی حق مین	۲۲۳		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔ الهلال

الہلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو روسول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

ايک اخبار کے نمايندہ سے اُس نے گفتگو کرتے هوئے کہا :

" ميري عمر اِس وقت ساٹهه برس کي هے - ليکن ميں ايسا محسوس کرتا هوں ' گويا عالم شباب ميں هوں - دس برس پہلے ميں بالکل بوڑها هو گيا تها اور يقين کرتا تها کہ زندگي ختم هو گئي - اُس وقت ميں پيدل چل نہيں سکتا تها - ميري شرائين سوکهہ کر سخت هو گئي تهيں ' اور تمام جسم کمزور هو چکا تها - ليکن اب ميں آساني سے دوڑ سکتا هوں - تمام ورزشي کهيل اِس طرح کهيلتا هوں ' گويا تيس برس برس کا جوان هوں - ميں روز چودہ پندرہ گهنٹے کام کرتا هوں ' مگر ذرا نہيں تهکتا - مجهه ميں اِتني بدني قوت هے کہ بڑے بڑے پہلوانوں اور گهونسہ بازوں سے مقابلہ کر سکتا هوں - ميرے خيال ميں دنيا بهر ميں کوئي ايک آدمي بهي ايسا موجود نہيں جو مجهه سے زيادہ زندگي کي مسرتيں لوٹتا يا اُن مسرتوں کا لطف محسوس کر سکتا هو - ميري يہ قابل رشک حالت ' صرف اُس طريق علاج کا نتيجہ هے جو ميں نے ايجاد کيا هے - مجهے از حد خوشي هے کہ ميرا تجربہ پورے طور پر کامياب هوا - چونکہ اِس طريقہ ميں تمام عالم انسانيت کے ليے بهلائي هے ' اس ليے ميں اُس کا ايک حصہ ظاهر کر دونگا - ليکن دوسرا حصہ بدستور مخفي رکهونگا ' يہانتک کہ اُس کے ظهور کے ليے مناسب وقت آجائے - مجهے ديکهو - کيا ميري قوت ' چستي ' تندرستي ' ايسي نہيں هے جس پر نوجوان رشک کريں ؟ "

" اپنے طريق علاج کا جو حصہ ميں دنيا پر ظاهر کر دينا چاهتا هوں ' وہ درحقيقت بالکل صاف ' سادہ ' اور معمولي هے - اُس کا تعلق سراسر غذا سے هے - چاليس سال کي عمر تک جو چاهو کهاؤ پيو ' بلکہ اِس سن تک جس طرح چاهو زندگي بسر کرو - ليکن جونهي چاليسويں سالگرہ شروع هو ' گوشت ' شراب ' اور تمباکو سے قطعي اجتناب کرلو - اِس عمر والے کے ليے گوشت يقيناً سم قاتل کا حکم رکهتا هے - اس کي جگہ پر هفتہ ميں ايک دو مرتبہ مچهلي استعمال کي جا سکتي هے - مچهلي حقيقي معني ميں گوشت نہيں هے (اگرچہ علماء تشريح اِس کے خلاف کچهہ هي کہيں) مچهلي ميں کبريتي مادہ بہت بڑي مقدار ميں موجود هوتا هے - اور معلوم هے ' يہ مادہ دماغ اور اُس کي تندرستي کے ليے اصلي جوهر هے - جسم کي خلايا يا تهيليان هميشہ تبديل هوتي رهتي هيں - پراني خلايا غائب هوجاتي هيں ' نئي خلايا اُن کي جگہ لے ليتي هيں - چاليس سال کي عمر تک يہ عمل جاري رهتا هے - اِس کے بعد خلايا کا انحلال تو جاري رهتا هے ' مگر نئي خلايا کي تکوين نہيں هوتي - درحقيقت هم چاليس برس کي عمر سے مرنا شروع کر ديتے هيں ' کيونکہ اُس قوت سے محروم هو جاتے هيں جو خلايا کي تکوين کي علت هے - بلا شبہ هم اِس عمر کے بعد بهي زندہ رهتے هيں ' ليکن همارے قوي برابر گرتے اور مٹتے جاتے هيں - يہ بهي ظاهر هے کہ گوشت ' شراب ' اور تمباکو جن عناصر سے مرکب هے ' وہ زندہ خلايا کو قتل کرتے اور مٹاتے رهتے هيں - پس اگر هم زيادہ زندہ رهنے کے متمني هيں تو هميں اِس تدريجي خود کشي سے اجتناب کرنا چاهيے - يعني هميں اِن قاتل عناصر کے استعمال سے قطعي پرهيز کرنا چاهيے "

" گلٹي کے ذريعہ شباب واپس لانے کا طريقہ بے فائدہ هے - اُس کا اثر بہت هي محدود اور عارضي هوتا هے - کيونکہ بوڑهے آدمي مين جوان بندر کي گلٹي اُسي وقت تک قوت پيدا کر سکتي هے جب تک صحيح و سالم موجود هے - ليکن جونهي اُس ميں ضعف پيدا هوگا ' بڑهاپا پہلے سے بهي زيادہ شدت سے واپس آجائيگا اور ڈاکٹر کي کوئي کوشش بهي اُسے سنبهال نہ سکے گي - واقعہ يہ هے کہ زندگي کا جوهر ' گلٹي ميں نہيں بلکہ جسم کي خلايا ميں هوتا هے - هر خليہ اپنے اندر جرثوم حيات پوشيدہ رکهتي هے - اِس جرثوم کو هم زندگي کا ميکروب کہہ سکتے هيں - يهي ميکروب ' خليہ کو حرکت ديتا اور زندہ رکهتا هے - اِس ميکروب کا قتل خود خليہ کا قتل هے - اور خليہ کا قتل زندگي کا خاتم کرنا هے - لہذا اِن جراثيم حيات کے بقاء و دوام کي کوشش کرني چاهيے - اِس کوشش کي کاميابي يقيناً زندگي کو دراز کر دے گي - ميں نے ايک ايسا کيمياوي مرکب طيار کر ليا هے جو اِن جراثيم کے ليے اکسير کا حکم رکهتا هے - ليکن اِس مرکب کو ميں ابهي ظاهر کرنا نہيں چاهتا ' يہانتک کہ اُس کے مزيد تجربے ختم کرلوں "

" هر شخص جانتا هے کہ چاليس سال کي عمر کے بعد جسم ميں جو مادہ کم هو جاتا هے ' وہ کلورائيڈ کا ايک مرکب هے - يہ مرکب ميں نے معلوم کر ليا هے اور اُسے ابهي تک راز بنائے هوے هوں - اگر يهي مرکب بوڑهے جسم ميں انجيکشن کے ذريعہ پہنچا ديا جاے تو انسان ضرور جوان هو جائيگا ... اُس کي حيرت انگيز تاثير تم اِس وقت بهي ميرے جسم ميں ديکهہ سکتے هو "

احساس الم کا ازاله

تکليف کے احساس کا سبب کيا هے ؟

تکليف کا احساس اِس لئے هوتا هے کہ جسم ميں اعصاب (پٹهے) موجود هيں - يہ اعصاب اِس احساس کو اُس کے مرکز — دماغ — تک پہنچاتے هيں اور انسان تکليف محسوس کرتا هے - علم کي ترقي کے بعد بہت سے مخدرات ايجاد هو گئے هيں - يہ اِس احساس کو زايل کر ديتے هيں مگر اُن کا اثر عارضي هوتا هے - پهر بہت سے بيماروں پر اِن مخدر دواؤں کا استعمال بهي نہيں کيا جاسکتا ' کيونکہ اُن کا دل کمزور هوتا هے اور وہ اُن کے متحمل نہيں هوسکتے -

يہ ' اور اِسي قسم کي دوسري مشکلات ديکهہ کر مذکور الصدر ڈاکٹر کن آب نے ايک ايسا طريقہ ايجاد کرنے کي کوشش شروع کر دي هے جو سرے سے تکليف کا احساس هي زايل کردے اور مخدر دواؤں کي ضرورت باقي نہ رهے -

ڈاکٹر کو يقين هے کہ اِس مقصد ميں اُسے ضرور کاميابي هوگي - اِس کاميابي کا نتيجہ يہ هوگا کہ انسان هميشہ کے لئے تمام آلام و تکاليف سے نجات پا جائيگا - اُس وقت جراح مخدرات کي مدد کے بغير عمل جراحي کر سکينگے - مريض هرگز کوئي تکليف محسوس نہيں کريگا - ڈاکٹر کا دعوی هے کہ کتوں پر اُس کا تجربہ بالکل پورا اترا هے - لہذا کوئي وجہ نہيں کہ انسان پر بهي کامياب نہ رهے -

اِس طريق علاج کا خلاصہ يہ هے کہ " نخاع مستطيل " (بصلة النخاع) پر عمل جراحي کيا جائے تاکہ احساس کا مرکز هميشہ کے ليے شل اور سن هوجائے - ظاهر هے ' جب اصلي مرکز سن هوجائيگا تو تکليف کا احساس بهي قطعاً باقي نہيں رهے گا - واقعي اگر يہ تجربہ کامياب ثابت هوگيا ' تو همارے تمام جسماني آلام هميشہ کے ليے ختم هوجا سکتے هيں -

ليکن ابهي کاميابي دور نظر آتي هے - کيونکہ اِس عمل جراحي ميں ايک بڑا خطرہ يہ هے کہ دماغ ميں جملہ احساسات کے مرکز هي کہيں شل نہ هوجائيں اور انسان ميں کوئي حس هي باقي نہ رهے - هاں اگر وہ خاص عصب (پٹها) دريافت هوجائے جو تکليف کا احساس دماغ تک پہنچاتا هے ' تو بلا شبہ يہ اکتشاف ' انسانيت کے ليے نعمت عظمی بن جاسکتا هے -

مذاکرہ علمیہ

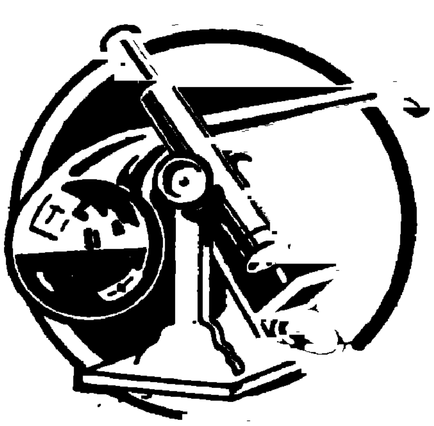

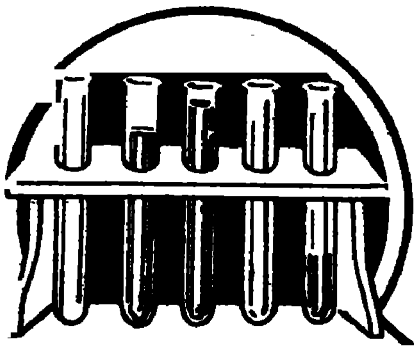

برتر انسان

(Super man)

(ایک جدید علمي تجربہ)

قارئین الہلال ڈاکٹر وورنوف کے نام سے واقف ہوچکے ہیں - اس ڈاکٹر نے شباب کي واپسي کے لیے جو طریقہ ایجاد کیا ہے ، اُس کا مفصل بیان کسي پچھلي اشاعت میں درج ہوچکا ہے - آج ہم اُس کا ایک اَور تجربہ - یا زیادہ صحیح لفظوں میں نظریہ - پیش کرتے ہیں - یہ نظریہ بلاشبہ عجیب ہے - اتنا عجیب کہ بمشکل یقین کیا جا سکتا ہے - لیکن ڈاکٹر مذکور اُس پر مضبوطي سے مصر ہے ، اور ثبوت میں اپنے بعض تجربوں کا حوالہ دیتا ہے -

جدید نظریہ یہ ہے کہ صرف بڑھے ہي جوان نہیں بنا دیے جاسکتے بلکہ ایک نئي انساني نسل بھي پیدا کي جا سکتي ہے جو موجودہ نسل سے اپنے جسمي و دماغي قوی میں کہیں زیادہ برتر ہوگي - ڈاکٹر وورنوف اِس ایندہ نسل کو " سوپر مین " یا برتر انسان کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے - یہ دراصل مشہور جرمن حکیم نیٹشے کي اصطلاح ہے - اُس کا دعوی ہے کہ اِس نسل کا ہر فرد اپنے جسم و دماغ میں ایک نمونہ ہوگا ، بہت طویل العمر ہوگا ، کم سے کم ۱۵۰ برس ضرور زندہ رہے گا !

اعادۂ شباب کا معاملہ ، اب نظریے کي حد سے نکل کر علمي حقائق کي صف میں جگہ پا چکا ہے - علم ، اُس کي راہ میں بہت سي مسافتیں طے کرچکا ہے - شکوک و شبہات کے تقریباً تمام پردے اُس پر سے اٹھ چکے ہیں - عنقریب انساني تاریخ پر اِس کا بہت گہرا اثر پڑنے والا ہے -

لیکن " برتر نسل " کي تخلیق ابھي تک ایک نظریہ ہي ہے ، اگرچہ ڈاکٹر وورنوف کو اُس پر پورا یقین ہے - اپنے اِس نظریہ کي تکمیل میں بھي وہ بندر کي گلٹیوں سے کام لینا چاہتا ہے -

تفصیل یہ ہے کہ ڈاکٹر وورنوف کا اعتقاد ہے ، اگر ممتاز جسمي و عقلي قوی کے آدمیوں میں ایک تیسري گلٹي کا اضافہ کر دیا جائے ، تو اُن کي نسل ضرور برتر ہوگي - اب تک وہ مینڈھوں پر متعدد کامیاب تجربے کرچکا ہے - لیکن حال میں آٹھ برس کے ایک لڑکے پر تجربہ شروع کیا ہے - اُس کا خیال ہے ، اِس لڑکے کي اولاد حیرت انگیز عقلي و جسمي قوی کي مالک ہوگي -

اِس موضوع پر ایک اخبار کے نامہ نگار سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف نے کہا :

" میں مستقبل پر نظر ڈالتا ہوں تو اُس کے دھندلے میں " سوپر مین " (برتر انسان) صاف دکھائي دیتا ہے - یہي انسان اور اُس کي نسل ابد الآباد تک دنیا پر حکومت کرے گي - یہ نسل ایک ایسي قہرمان عقل و جسم کي مالک ہوگي کہ تمام مخلوقات اُس کي قوت قاہرہ کے سامنے جھک جائینگي ... میں ابتک بڑھوں کو جوان بناتا تھا - لیکن یہ کچھ زیادہ نتیجہ خیز عمل نہ تھا - اِس سے انساني عمر میں تھوڑا سا اضافہ ہوتا ہے - لیکن اب جن نئے تجربوں کا میں نے عزم کیا ہے ، وہ تمام پچھلے تجربوں سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور نتیجہ خیز ہونگے - یہ تجربے صرف بڑھوں ہي پر نہیں ہونگے - اب میري توجہ کا مرکز کم عمر بچے ہونگے - وہ بچے جنکي عمر آٹھ اور دس برس کي ہے - بندر کي گلٹي ہي یہ حیرت انگیز انقلاب پیدا کرے گي ، اور انہیں ایک نیا آدمي بنا دے گي - میں ایسے بچوں کو اپنے تجربے کے لیے منتخب کرونگا جو غیر معمولي ذہانت اور جسماني قوت رکھتے ہیں - یہ بچے اور ان کي نسل ، مستقبل میں یقیناً نہایت عظیم ہوگي - اِس مقصد میں سب سے بڑي مشکل یہ درپیش ہے کہ ترقي یافتہ بندروں (شمپانزي اور اورنگ اوٹنگ) کي کافي تعداد موجود نہیں ہے - اگر ہر آدمي کے لیے ایک ایک بندر مل جائے تو نہایت قلیل مدت میں نسل انساني کي کایا پلٹ جائے - لیکن یہ مشکل نا قابل حل نہیں ہے - یورپ اور امریکا کے گرم علاقوں میں بندروں کي افزائش کا انتظام کیا جا سکتا ہے "

جراثیم حیات

(ایک اور جدید نظریہ)

ہندوستان میں کم لوگوں نے ڈاکٹر کن آب کا نام سنا ہوگا - حالانکہ وہ فرانس کا ایک مشہور ڈاکٹر اور عالم ہے - اُس جیسي وسیع معلومات رکھنے والے آدمي دنیا میں بہت کم ہیں - وہ ۸۰ - علوم و فنون اور صناعتوں کا ماہر ہے - چنانچہ سائنس داں ، طبیب ، فیلسوف ، کیمیائي ، موجد ، موسیقي داں ، شاعر ، ریاضي ، فلکي ، سب ہي کچھ ہے - غیر معمولي دماغي قابلیت کے علاوہ نہایت عظیم جسماني قوت بھي رکھتا ہے - پورا پہلوان ہے -

یہ عجیب ڈاکٹر ، وورنوف اور اُسکے تمام ہم مشرب ڈاکٹروں کے بارے میں سخت سوءظن رکھتا ہے - اُس کے خیال میں وہ دغاباز ہیں - جواني واپس لانے کا جو طریقہ اُنہوں نے ایجاد کیا ہے ، غلط ہے - اُس کا اثر ، عارضي ہے ، اور اُس کا رد عمل نہایت مضر ہوتا ہے - لیکن خود اپنے متعلق اُس کا دعوی ہے کہ وہ بڑھوں کو بغیر کسي گلٹي کے استعمال کے جوان بنا دیتا ہے اور انسان کي عمر دو سو برس تک طویل کرسکتا ہے - اس کے علاج میں سب سے پہلے اُن شرطوں کي پابندي ضروري ہے جو اُس کے خیال میں درازي عمر کي ضروري شرطیں ہیں - پھر انجکشن کے ذریعہ وہ ایک مادہ جسم میں داخل کر دیتا ہے - یہ مادہ خود اُس نے ایجاد کیا ہے - دنیا کو ابتک اُس کا کوئي علم و تجربہ حاصل نہیں ہوا -

وفات کا پتہ چل گیا - وہ شاہی محل میں گھس پڑی اور بایزید کے لڑکے کو بایزید کی آمد تک تخت پر بٹھا دیا - سلطان محمد فاتح نے اپنے دونوں لڑکوں کے بیٹے بطور ضمانت کے اپنے پاس رکھہ چھوڑے تھے تاکہ وہ وفادار اور اطاعت شعار رہیں - معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوگیا بلکہ فوج سازش سے بھی واقف ہوگئی اور وزیر اعظم کو قتل کر ڈالا -

(۴)

اب جم کی زندگی کے ہولناک تاریک دن شروع ہوتے ہیں - قاصد ہوا کی طرح اڑ کر بایزید کے پاس پہنچا - ولی عہد گویا پہلے ہی سے طیار بیٹھا تھا - فوراً روانہ ہوگیا اور نہایت سرعت سے پایۂ تخت میں داخل ہوا - لیکن قصر شاہی میں فوج نے داخل ہونے نہیں دیا اور اپنا انعام طلب کیا - گویا اپنی وفاداری کی قیمت لینی چاہی - بایزید ڈرپوک تھا - فوراً خزانے کا منہ کھول دیا اور سب کو خوش کردیا - بعد میں یہی بخشش فوج کا مطالبہ اور قرضہ بن گئی اور سلطنت کے لیے بہت مضر ثابت ہوئی -

بایزید تخت نشین ہوگیا اور اپنے بھائی جم پر قابو حاصل کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا - جم اب تک اس انقلاب سے بے خبر تھا - باپ کی وفات اُس وقت معلوم ہوئی جب صدر اعظم قتل ہو اور بایزید تخت نشین ہوچکا تھا !

سخت متحیر ہوا کہ کیا کرے ؟ یہ ظاہر تھا کہ صدر اعظم کے بعد پایۂ تخت میں اُس کے حامیوں کی کوئی جماعت باقی نہیں رہی ہے - علماء اُس کے سخت خلاف ہیں اور عام رائے اُنہی کے زیر اثر ہے - اب اُسے اپنے سامنے دو ہی راہیں نظر آتی تھیں : بھائی کی اطاعت ' یا جنگ - پہلی صورت کی طرف اُس کا رجحان تھا ' مگر دو باتوں سے ڈرتا تھا : ایک یہ کہ کلیشیا کی حکومت اُس کے ہاتھہ سے چھین لی جائیگی - دوسرے یہ کہ بایزید اُسے قتل کی کوشش کریگا - کیونکہ ترک سلاطین کا یہ عام دستور تھا کہ اپنے بھائیوں کو قتل کرڈالا کرتے تھے - اگرچہ وہ کتنے ہی مطیع و وفادار ہوں -

مجبوراً اُس نے جنگ کا عزم کیا - اُسے اپنی کامیابی کی قوی امید تھی - کلیشیا کے باشندے جنگجو اور وفادار تھے - اُس نے خیال کیا ' بایزید بزدل اور پست ہمت ہے - ہرگز مقابلہ نہ کر سکے گا -

(۵)

چنانچہ وہ فوراً کمر بستہ ہوگیا اور ایک جرار فوج لے کر بروسہ کی طرف بڑھا - بروسہ ' قسطنطنیہ کی کنجی ہے - اُسے یقین تھا ' بایزید کی طیاری سے پہلے ہی وہ بروسہ پر قابض ہوجائے گا - مگر بایزید بھی غافل نہ تھا - مقابلہ کی طیاری کرچکا تھا - جم کے متحرک ہوتے ہی اُس نے بھی ایاز پاشا کی قیادت میں ایک فوج روانہ کردی ' اور خود بھی ایشیائی ساحل پر جنگی کارروائی کرنے کے لیے آموجود ہوا -

دونوں فوجیں بیک وقت بروسہ کے سامنے پہنچیں - شہر والوں نے اپنی بربادی کے خوف سے دونوں پر شہر کے دروازے بند کر دیے - بالآخر ہی باہر فیصلہ کر لینے پر مجبور کیا - میدان جنگ گرم ہوا اور پہلے ہی معرکہ میں بایزید کی فوج بھاگ نکلی - جم ' مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور اپنی سابق عیاشی پھر شروع کردی - اب اُسے کامل یقین تھا کہ پایۂ تخت کا مالک ہوجائے گا -

لیکن یہ اُس کی سخت غلط تھی - بایزید نے ایک اور فوج گرلی سنان پاشا کی سپہ سالاری میں بھیجی - مگنیا سے ایک دوسری فوج اُس کی کمک پر چل دی ' اور دونوں نے مل کر جم پر حملہ کردیا - عیش پسند شاہزادے کے سپہ سالار ' نصوح نے دشمن کی قوت دیکھی تو دوا ازواد کی طرف پسپا ہوگیا - خود جم کو بھی بروسہ خالی کرنا پڑا - صرف سترہ دن کی حکومت اُس کی قسمت میں لکھی تھی !

بایزید نے صرف اپنی جنگی قوت ہی پر بھروسہ نہیں سازش کا جال بھی پھیلا دیا - بڑی بڑی رشوتیں دے کر جم کے بہت سے آدمی ملا لیے - حتی کہ اُس کا وزیر یعقوب بھی خیانت پر آمادہ ہوگیا - یعقوب نے اپنے آقا کو ینی شہر چلنے کا مشورہ دیا - یہاں بایزید کی ایک بڑی فوج موجود تھی - فوراً جم پر ٹوٹ پڑی - اب بھی پلہ شاہزادے ہی کا بھاری تھا - مگر عین میدان جنگ میں اُس کے سپہ سالار نصوح نے دغا کی اور فوج کا ایک بڑا حصہ لے کر دشمن سے جا ملا - اب جم کے لیے راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہا تھا -

لیکن ابھی ایک امید باقی تھی - سلجوق خاتون ' سلطان محمد فاتح کی پھوپی ' دونوں بھائیوں میں صلح کی کوشش کر رہی تھی - خود جم نے اُسے بروسہ سے بھیجا تھا - تجویز یہ تھی کہ سلطنت تقسیم ہوجائے - یورپین علاقوں پر بایزید حکومت کرے اور ایشیاء جم کے حوالے کر دے - نیک دل سلجوق خاتون نے سلطان کو بہت کچھہ سمجھایا - بھائی کے حقوق یاد دلائے ' مگر کامیابی نہ ہوئی - بایزید نے صاف کہدیا " بادشاہی میں رشتہ نہیں ہوتا "

سلطان محمد فاتح
جبکہ وہ قسطنطنیہ کے سقوط کے بعد شہر میں
داخل ہوا

جم ' شکست کھا کر بھاگا - راستہ میں خود اُسی کے سپاہیوں نے اُسے لوٹ لیا اور سخت زخمی کیا - محمد فاتح کا اولو العزم فرزند دوسرے دن آق شہر میں اِس طرح پہنچا کہ تن پر ایک کپڑا بھی نہ تھا اور سردی سے اُس کا تمام بدن کانپ رہا تھا - اگر ایک شخص رحم کھا کے اُسے اپنا گرم کوٹ نہ دے دیتا تو یقیناً ٹھٹھر کر مرجاتا !

شکست کے ایک ہفتہ بعد وہ قونیہ پہنچا - یہاں اپنی ماں اور بیوی سے ملاقات ہوئی - اِنہیں لے کر شام روانہ ہوا ' اور شام سے ۲۸ جون سنہ ۱۴۸۲ع کو مصر پہنچا - مصر میں اُس کا بڑا شاندار استقبال کیا گیا - خود سلطان قایتبائی نے شہر کے باہر آکر خیر مقدم کیا اور معزز مہمان کو اپنے محل میں اتارا - چار مہینے آرام

افسانہ

ترکی تاریخ کا ایک مجہول صفحہ

(شاهزاده چم کا افسوس ناک انجام)

کم لوگوں نے شاهزاده " چم " کا نام سنا هوگا - عام طور پر مورخوں نے بهي اِس کا ذکر نہیں کیا هے - نتیجه یه هے که یه نام بالکل اجنبي معلوم هوتا هے - حالانکه اِس کا واقعه ترکي تاریخ میں ایک نہایت هي غم ناک فاجعه (ٹریجدي) هے - اور اس وقت بهي مشرقي دنیا کے لیے عبرت و موعظت کا ایک درس هے - آج هم قارئین الهلال سے اِس تاریخي شخصیت کا تعارف کراتے هیں -

(۱)

چم — یا یورپین تلفظ کے مطابق " زیزم " — ایک بد نصیب مشرقي شاهزاده هے - مصائب و آلام نے اُس سے محبت کي - زمانے نے بے وفائي کي - حسرت و غم نے اُسکا پیچها کیا -

سلطان محمد ' فاتح قسطنطنیه کا یه منجهلا لڑکا تها - اُس میں جسماني قوت ' ذهانت ' حسن ' خوش مزاجي ' رقیق احساس ' شجاعت ' جمله اوصاف جمع هوگئے تهے - پیدائشي شاعر تها - ترکي شعر و ادب میں ابتک اُس کے آثار موجود هیں ' اور اُس کي ذهني بلندي اور شاعرانه تخیل کا بہترین ثبوت هیں -

اُس کا آغاز نہایت امید افزا تها - کُملن هوتا تها که قدرت اُس پر پوري طرح مہربان هے - ابهي اُس کي عمر دس برس هي کي تهي که اولوالعزم باپ ' محمد فاتح ' اُس کي قابلیت کا معترف هوگیا اور صوبهٔ قسطموني کا حاکم مقرر کردیا - یہاں شعراء و ادباء کي ایک بڑي جماعت موجود تهي - کم سن شاهزادے نے انهیں باریاب کیا ' تعلقات بڑهائے ' اور خداداد قابلیت کے ساتهه شعر و ادب کا با قاعده مطالعه کیا - تهوڑي هي مدت میں اپنے استادوں سے بهي بازي لے گیا - اُسي زمانے میں ایک فارسي قصے " خورشید و جمشید " کا ترکي شعر میں ترجمه کیا اور اپنے والد کے نام هدیه کیا - محمد فاتح بہت خوش هوا - پہلے سے زیاده مہربان هوگیا اور صوبهٔ کلیشیا کي حکومت سپرد کردي - اُس وقت چم کي عمر صرف اٹهاره سال کي تهي ' مگر وه پخته کار حکمران بن چکا تها -

کلیشیا میں اُس نے اپني انتظامي قابلیت کے بڑے بڑے ثبوت پیش کیے - یه صوبه پہلے سلجوقیوں کي ایک ریاست تها - آل عثمان نے اُسے فتح تو کرلیا تها ' مگر پوري طرح قابو نہیں پاسکے تهے - همیشه بدامني اور شورش برپا رهتي تهي - سابق سلجوقي حکمران بغاوتوں پر بغاوتیں کرتے رهتے تهے - مصر کے چرکس بادشاه اور ایران کے شہنشاه اُن کي امداد کرتے تهے - اُس وقت ترکي سلطنت میں اِس صوبے سے زیاده مشکل حکومت کسي صوبے کي نه تهي - والیوں پر والي آتے تهے اور ناکام لوٹ جاتے تهے -

لیکن چم نے آتے هي اپني بے نظیر همت و شجاعت سے کام لے کر تمام شورش پسند عناصر کا خاتمه کردیا - هولناک معرکوں میں بے خوف و خطر گهس جاتا تها - دست بدست لڑائیاں لڑتا تها - بڑے بڑے شه زوروں سے نبرد آزما هوتا اور همیشه غالب رهتا - تهوڑے هي دنوں میں اُس کا رعب دلوں پر چها گیا - چم کا نام دل دهلا دیتا تها - باشندے ڈر سے اُس کا نام نہیں لیتے تهے - " رستم دوراں " کے لقب سے یاد کرنے لگے تهے !

(۲)

پانچ برس تک نہایت بیدار مغزي سے حکومت کرتا رها - هر طرف امن و امان قائم هوچکا تها - کوئي پیچیدگي بهي باقي نہیں رهي تهي - اب اُس نے اپنے تئیں معطل پایا - اِس تعطل نے اُس کے مزاج میں تبدیلي پیدا کي ' اور اِسي تبدیلي سے اُس کي بد نصیبي کا آغاز هوا -

حکومت کي ذمه داریوں سے غافل هوگیا - عیش و عشرت کي بساط بچها دي - نفس پرستي کا دروازه کهول دیا - اُس کا محل بوالهوسي کا مرکز اور عیش پرستوں کا کعبه بن گیا -

اب تک وه پوري قوم کا محبوب تها - کوئي نه تها جو اُسے محمد فاتح کا سچا جانشین نه خیال کرتا هو - ملک بهر کي یهي رائے تهي که آئنده سلطان وهي هوگا - لیکن اِس نئي تبدیلي نے اُس کي شہرت و مقبولیت کو سخت نقصان پہنچایا - دو جماعتیں قائم هوگئیں : ایک اب بهي اُس کي مؤید تهي - پورے یورپ کے مقابلے کي قوت اُسي میں دیکهتي تهي - یه جماعت وزیر اعظم محمد نشاني باشا کي تهي - دوسري جماعت فسق و فجور کي وجه سے اُس کي سخت مخالفت تهي - دین و امت کے لیے اُسے خطرناک سمجهتي تهي - اِس جماعت کا سرگروه ' شیخ الاسلام تها -

چم کا حریف ' بایزید تها - یه اُس کا بڑا بهائي اور ترکي دستور حکومت کي رو سے اپنے باپ کا وارث تها - سلطان محمد کي زندگي میں دونوں حریف دور دور رهے - لیکن اُس کي وفات کے بعد تصادم ضروري تها -

چم ' عقلمند ' بہادر ' اولوالعزم ' مگر عیاشي کي وجه سے غفلت کا شکار هوگیا تها - بایزید ' بے وقوف ' بزدل ' پست همت ' مگر سلطنت حاصل کرنے کے لیے بے قرار تها - بایزید اپنے بهائي کي قابلیتوں سے واقف تها ' اِس لیے بہت بیدار رهتا تها -

(۳)

اپنے باپ کي وفات کے وقت دونوں بهائي پایهٔ تخت ' قسطنطنیه سے دور تهے - چم کلیشیا میں تها اور بایزید آماسیا کا حاکم تها - وزیر اعظم محمد نشاني باشا چونکه چم کا طرفدار تها ' اس لیئے اُس نے سلطان کي موت فوج سے مخفي رکهي - کیونکه فوج تمام تر ترکي علماء کے زیر اثر تهي - اُس نے پہلے ایک خفیه قاصد چم کے پاس بهیجا که فوراً پایهٔ تخت پہنچو اور سلطنت پر قابض هو جاؤ - نیز وه تدبیریں بهي لکهدیں جن سے بایزید زیر کیا جا سکتا تها - کئي دن بعد دوسرا قاصد بایزید کے پاس بهیجا اور تخت نشیني کي دعوت دي -

دونو قاصد روانه هوگئے - مگر چم بد قسمت تها - اُس کا قاصد پہنچ نه سکا - کوتاهیه کا حاکم سنان باشا ' بایزید کا طرفدار تها - وه حقیقت سے واقف هوگیا اور قاصد کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا - دوسري مصیبت یه پڑي که پایهٔ تخت کي فوج کو سلطان کي

کا غم کہا رہی ہیں - مگر پوپ نے منظور نہیں کیا - اُس نے کہا "یورپ کے بادشاہ ترکی پر چڑھائی کرنے کی طیاری کر رہے ہیں تاکہ تمہیں تخت نشین کردیں" ساتھ ہی اُس نے بہت اصرار کیا کہ مسیحی دین اختیار کرلے تاکہ "دنیا کے ساتھ آخرت کی عزت بھی حاصل ہوجائے"

جم، پکا مسلمان تھا - پوپ کی یہ دعوت حقارت سے رد کردی - اُس نے سختی سے کہا "اگر تمام دنیا کی بادشاہی مل جائے، تو بھی میں اپنا دین فروخت نہیں کرونگا" اتنا ہی نہیں بلکہ غیور شہزادے نے پوپ کے روبرو سر جھکانے یا اُس کے ہاتھ کو بوسہ دینے سے بھی انکار کردیا، جیسا کہ شاہان یورپ کا دستور تھا - اُس نے کہا "میں مسلمان ہوں - پوپ کے سامنے نہ تو جھک سکتا ہوں، نہ اُس کا ہاتھ چوم سکتا ہوں!"

پوپ نے اُسے ویٹیکان میں نظر بند کردیا اور دول یورپ کو ترکی پر حملہ کی ترغیب دینے لگا - مگر اُس وقت بھی یورپ میں باہم دگر سخت منافست تھی - آپس میں کوئی سمجھوتا نہ ہوسکا - اسی اثناء میں پوپ نے انتقال کیا اور مشہور ظالم کاردینل، اسکندر اُس کا جانشین ہوا - اِس نے اُس عظیم رقم پر قناعت نہیں کی جو جم کو قید میں رکھنے کے صلہ میں بایزید سے سالانہ وصول کیا کرتا تھا - بلکہ ایک بہت بڑی رشوت لے کر اُس کے قتل پر آمادہ ہوگیا۔

(۱۱)

اسی زمانہ میں (ستمبر سنہ ۱۴۹۴ع) چارلس ہشتم شاہ فرانس نے روم کا محاصرہ کرلیا، اور صلح کی ایک شرط یہ بھی قرار دی کہ جم اُس کے حوالہ کردیا جائے - پوپ نے دونوں طرف سے فائدہ اٹھانا چاہا - اُس زمانے میں یورپ کے روحانی رہنما آلات و وسائل قتل کے بھی سب سے بڑے ماہر تھے - پوپ کے پاس ایک ایسا زہر موجود تھا جو اگر ایک تندرست آدمی کو کھلا دیا جائے، تو ایک خاص مدت تک اُس کی تندرستی پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا - لیکن اُس مدت کے بعد آہستہ آہستہ اُسکی تاثیر کام کرنے لگتی تھی، اور بہ تدریج مریض کا خاتمہ کردیتی تھی - پوپ نے یہی زہر جم کو کھلا دیا، اور اِسکی اطلاع بایزید کو دیکر اُس سے مطلوبہ رقم حاصل کرلی - پھر زندہ و سالم جم، چارلس کے حوالہ کردیا، اور اُس سے بھی صلح کرلی!

جم، شاہ فرانس کے قبضہ میں آگیا - چارلس نے اُسے ترکی پر فوج کشی کے لیے آمادہ کرنا شروع کیا - مگر اب وہ سمجھ چکا تھا کہ یورپ اُس کی طرفداری نہیں کر رہا ہے - اُس کی آڑ میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت تباہ کرنی چاہتا ہے - چنانچہ اُس نے قطعی طور پر انکار کردیا - بادشاہ نے ناراض ہوکر قید کردیا - مگر اب اُس کی دائمی رہائی کا وقت بھی آ پہنچا تھا - پولس رسول کے جانشین پوپ کا زہر اُس کے جسم میں سرایت کرچکا تھا - وہ ابھی ناپولی ہی میں تھا کہ ۲۴ - فروری سنہ ۱۴۹۵ع میں انتہائی حسرت و یاس کے ساتھ اِس دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگیا!

اُسکے آخری الفاظ یہ تھے:

"خدایا! اگر دشمنان دین مجھے مسلمانوں کے خلاف کام لینا چاہتے ہیں، تو مجھے جلد موت دیدے، اور ان کا مقصد پورا نہ ہونے دے!"

* * *

مختارات

حب ذات کس میں زیادہ ہے: مرد میں یا عورت میں؟

(ایک مصری خاتون کے قلم سے)

سب سے پہلے مجھے یہ ظاہر کردینا چاہیے کہ دنیا کی ترقی کے لیے جس طرح ایثار کرنے والے ضروری ہیں، اُسی طرح حب ذات رکھنے والے بھی ضروری ہیں - اگر ایک آدمی بھی حب ذات رکھنے والا باقی نہ رہے، تو ایثار کرنے والے لوگ کس کی خدمت کرینگے؟ وہ ضرور دل میں گھٹ گھٹ کر مرجائینگے - کیونکہ اُن کے لیے ایثار کی نیکی پر عمل کرنے کا کوئی موقعہ موجود نہ ہوگا - لیکن چونکہ یہ دونوں خصلتیں رکھنے والے دنیا میں تقریباً مساوی تعداد میں موجود ہیں، اور ہمیشہ موجود رہینگے، اِس لیے اِس صورت حال کے پیش آنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے -

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حب ذات کس میں زیادہ ہے: مرد میں یا عورت میں؟ میرے خیال میں جواب صرف ایک ہی ہوسکتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مجموعی طور پر جنس نسوانی میں یہ خصلت زیادہ پائی جاتی ہے - عورتیں علی العموم حب ذات کی بیماری میں مبتلا ہیں - ہر عورت اپنی طبیعت پر تھوڑا سا غور کرکے یہ حقیقت معلوم کرلے سکتی ہے - برخلاف اِسکے مردوں میں ایثار کا مادہ بہت ہوتا ہے - عورتیں خود غور کریں کہ اُنکے آرام و آسائش کے لیے مرد کتنی تکلیفیں اٹھاتے ہیں؟ ہمارے لیے دروازے کھولتے ہیں - ہماری گری ہوئی چیزیں اٹھا دیتے ہیں - ریل اور ٹرام وغیرہ سواریوں میں ہمارے لیے اپنی جگہ خالی کر دیتے ہیں - ہمارے سر پر چھتری لگا کے چلتے ہیں - غرضکہ اٹھنے بیٹھنے، کھانے، پینے، ہر چیز میں ہمارے لیے ایثار کرتے ہیں - خود تکلیف اٹھاتے ہیں اور ہمیں آرام دیتے ہیں!

حقیقت یہ ہے کہ عورت، مرد کی اِس خصلت سے بہت خوش ہوتی ہے - اِسے اُسکی مردانگی کی علامت سمجھتی ہے - اسی طرح مرد بھی عورت کی حب ذات پسند کرتا ہے - بلکہ اگر ہم عورتوں میں حب ذات نہ ہوتی، تو مرد ہم سے سخت نفرت کرنے لگتے - یہی حب ذات، بناوٹی کمزوری، مصنوعی نزاکت! وہ ادائیں ہیں جو ہمیں مرد کی نظر میں معزز و محبوب بنائے ہوئے ہیں -

* * *

لینے کے بعد حج کے لیے مکہ معظمہ روانہ ہوا - وہاں یورپ کے ترک سرداروں سے ملاقات ہوئی - یہ لوگ بایزید کے خلاف تھے - اُنھوں نے شاہزادے کو از سر نو قسمت آزمائی کا مشورہ دیا اور اپنی عقیدت و خدمت پیش کی - اِنھی میں قاسم بک حاکم کلیشیا بھی تھا -

(٦)

جم نے پھر کمر ہمت چست کی - حلب پہنچا - وہاں بایزید کے کئی باغی سپہ سالار اُس کے انتظار میں تھے - اُنھیں ساتھہ لے کر کلیشیا گیا اور وعدہ کیا کہ سلطان بننے کے بعد کلیشیا کو خود مختاری بخش دے گا -

جم نے ایک بڑی فوج جمع کرلی اور قونیہ کی طرف بڑھا - بایزید نے سنا تو ایک لشکر گراں کے ساتھہ روانہ ہوا - اُس کی فوج کا سپہ سالار اپنے زمانے کا سب سے بڑا جنگی آدمی تھا - کدیک احمد باشا فاتح اٹرنٹو مشرق و مغرب، دونوں دنیاؤں میں مشہور تھا - اُس نے آتے ہی جم کی فوج تہ بالا کر ڈالی -

جم، پھر بھاگا اور کلیشیا کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوگیا - بایزید نے ایک وفد بھیج کر خواہش کی کہ جنگ سے باز آجائے اور پر امن زندگی اختیار کرے - اُس نے منظور کرلیا مگر اِس شرط پر کہ اُسے چند صوبوں کی حکومت بخش دی جائے - بایزید نے انکار کیا "ایک سلطنت میں دو سلطان جمع نہیں ہوسکتے" اُس کا صاف جواب تھا -

بایزید نے صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ حریف کا پہاڑوں میں تعاقب بھی شروع کردیا - جم کے لیے اب وسیع دنیا تنگ ہوگئی - اُس نے ارادہ کیا کہ مصر یا ایران میں جاکر پناہ ڈھونڈھے، مگر قاسم بک نے مشورہ دیا کہ یورپ جائے اور وہاں کے بادشاہوں کی مدد سے اپنا ملک فتح کرے -

(٧)

شاہزادے نے بڑے پس و پیش کے بعد یہ تجویز قبول کرلی - قسطنطنیہ کی فتح کا واقعہ ابھی تازہ ہی تھا - یورپ کے تمام بادشاہ ترکوں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے - قوی امید تھی کہ وہ سلطنت عثمانیہ کی تباہی کے خیال سے اِس باہمی خانہ جنگی میں شرکت منظور کر لینگے، اور اِس طرح مداخلت و استیلاء کا موقعہ بہم پہنچالینگے -

جم نے جزیرۂ روڈس میں اپنا ایک وفد بھیجا - اُس وقت یہ جزیرہ مشہور صلیبی مجاہدین "سینٹ جان کے سواروں" کے قبضہ میں تھا - جزیرے کے حاکم اعلیٰ نے اپنے ارکان حکومت کے مشورے سے شاہزادے کی حمایت قبول کرلی - آنے کی دعوت دی اور اپنا جنگی بیڑہ اُس کے لیے بھیج دیا -

۲۳ - جولائی سنہ ۱۴۸۲ - کو جم کا روڈس میں شاہانہ استقبال کیا گیا - اور نہایت عزت و احترام سے اُسکی ضیافتیں شروع ہوئیں - بایزید کو معلوم ہوا تو اُس نے جزیرہ کی حکومت کو دائمی صلح کے معاہدہ کا پیغام بھیجا - ساتھہ ہی بہت سے امتیازات بھی پیش کیے - اِن مراعات کے صلے میں جم کی حوالگی کی درخواست کی - جزیرہ کی حکومت بہت خوش ہوئی - اُس نے شاہانہ مراعات قبول کرلیں - مگر جم کے حوالہ کرنے سے اِس بنا پر انکار کیا کہ وہ مہمان ہے - البتہ وعدہ کیا کہ اُسے جزیرے سے نکال دیا جائیگا -

جزیرے کی حکومت نے ایک طرف بایزید سے معاملہ طے کرلیا - دوسری طرف جم سے وعدہ لے لیا کہ سلطنت پر قابض ہونے کے بعد اُسے عظیم الشان مراعات دے گا - باضابطہ عہدنامہ لکھوا لینے کے بعد شاہزادے سے کہا کہ یہاں اُس کی زندگی خطرے میں ہے - بایزید نے اسے زہر دینے کے لیے اپنے جاسوس بھیج دیے ہیں - لہذا مصلحت یہی ہے کہ فرانس چلا جائے -

(٨)

بد نصیب شاہزادہ راضی ہوگیا - اور اگست سنہ ۱۴۸۲ ع میں جزیرے سے روانہ ہوا - اُسے یقین تھا کہ فرانس جا رہا ہے - وہاں آزاد شاہانہ زندگی بسر کریگا - مگر جہاز میں بیٹھتے ہی اُس نے محسوس کیا کہ حکام جزیرہ کی حراست و قید میں ہے اور وہ اُسے آزاد کرنا نہیں چاہتے - مگر اب مجبور تھا - صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا -

شاہزادہ، شہر نیس میں پہنچایا گیا - یہ مقام اُسے بہت پسند آیا - اُس کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا - یہیں اقامت اختیار کرنی چاہتا تھا مگر تخت شاہی کے لیے بے چین تھا - چنانچہ یہاں سے شاہ فرانس کے پاس قاصد بھیجا اور امداد کی درخواست کی - لیکن حکومت روڈس کے آدمیوں نے قاصد کو راستہ میں روک لیا اور شاہزادے کو فروری سنہ ۱۴۸۳ ع میں نیس سے دوسری جگہ لے گئے - اب اُسے کہیں جمنے نہیں دیتے تھے - شہروں شہروں لئے پھرتے تھے اور سختی سے نگرانی کرتے تھے -

جم کو یقین ہوگیا کہ اُسے دھوکا دیا گیا ہے - یہ لوگ اُس کے ذریعہ بایزید سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں - چنانچہ اُس نے پھر دو قاصد روانہ کیے - ایک فرانس کو، دوسرا ہنگری کو - مگر اُس کے میزبان روڈس کے حاکموں کو خبر مل گئی اور اُسے قلعہ ساسناگ میں تن تنہا قید کردیا -

(٩)

اب جم کی زندگی میں پھر ایک نیا انقلاب ہوتا ہے - قلعہ ساسناگ کا مالک ایک تیک تھا - اُس کی لڑکی ولینیا ہیلانا حسن و جمال میں یکتا تھی - شاہزادے نے اُسے دیکھا تو عاشق ہوگیا - دوشیزہ کو بھی اُس سے محبت ہوگئی - محبت نے مرد میدان جم کی طبیعت بالکل بدل ڈالی - جنگ و جدل سے نفرت ہوگئی - حکومت کا شوق زائل ہوگیا - خاموش زندگی کی طلب پیدا ہوی - اُس نے بایزید کو پے در پے خطوط بھیجے اور رحم و کرم کی درخواست کی - مگر سنگ دل بھائی کو رحم نہ آیا - دشمن کو جھکتے دیکھہ کر اُس کی ہمت اور بھی بڑھ گئی - اُس نے شاہ فرانس سے مطالبہ کیا کہ جم کو فوراً اپنی حدود سے خارج کردے -

جزیرۂ روڈس کے حکام نے دیکھا کہ شکار ہاتھہ سے جاتا ہے - فوراً ایک نئے سودے پر آمادہ ہوگئے - پوپ اینوسین ہشتم سے ایک بہت بڑی قیمت لے کر، ۱۳ - مارچ سنہ ۱۴۸۹ - کو شہزادہ اُس کے حوالہ کردیا -

(١٠)

جم، روم کو روانہ کیا گیا - پوپ سے ملاقات ہوئی - جم نے اپنی مصیبتیں نہایت مؤثر پیرایہ میں بیان کیں اور درخواست کی کہ اُسے مصر جانے دیا جائے جہاں اُسکی ماں اور بیوی مدتوں سے جدائی

کر دیا ہے - اس تصویر میں علامۂ موصوف جس لباس میں دکھائے گئے هیں ' ساتویں اور آٹھویں صدي هجري میں مسلمانان مغرب (مراکش و تیونس) کا عام لباس تھا - اور مصر و شام میں بھي اسي وضع کا عمامه استعمال کیا جاتا تھا - علامۂ موصوف کا آخري عهد مصر میں بسر هوا ہے - بهت ممکن ہے ' یه تصویر اصلي اور مستند هو -

---

(علم الاجتماع)

پہلے یه علم ' علماء و مفکرین کے ایک نهایت تنگ دائرے میں محصور تھا ' مگر اب وہ ایک ضروري موضوع بن گیا ہے اور سب کے لیے اس کي تحصیل لازمي هوگئي ہے -

(فرد اور جماعت)

فرد اور جماعت میں ایسا مضبوط رشته ہے که عملاً لازم و ملزوم بن گئے هیں - ناممکن ہے که ان میں سے ایک مفقود هو اور دوسرا موجود هو سکے - روز بروز ثابت هوتا جاتا ہے که عام اجتماع اور علم افراد ' دونوں باهم دگر وابسته هیں - ان میں تفریق ناممکن ہے ' اور یه ' که تمام فلسفي اور اخلاقي مسائل ؛ اجتماعي مسائل میں داخل هیں -

فرد اپني صفتیں اور خصلتیں ' اپني قوم و جنس سے ورثه میں پاتا ہے - یهي معني هیں " جماعت " کے - علم جماعت (یا اجتماع) مادي اور معنوي حیات کے علم سنن و نوامیس سے بحث کرتا ہے - نیز اس کا تعلق علم الحیاۃ سے بھي گهرا ہے - کیونکه کها جا سکتا ہے که جمله کائنات اپنے آغاز کے وقت ایک هي عظیم جماعت تھیں - یه اس لیے که وہ شروع میں غیر مرئي جوهر فرد (ایٹم) کے بے حساب ذروں کا مجموعه تھیں - بنا بریں علم اجتماع ' جمله علوم کا مجموعه اور خلاصه ہے -

(قوم کا نظام اسکي استعداد و ضرورت کے مطابق هوتا ہے)

اس علم کے اساتذہ کي رائے ہے که هر قوم کا سیاسي و اجتماعي نظام دوسري قوموں سے نمایاں طور پر مختلف هوتا ہے - هر قوم کا نظام ' اس کي ذهني و تمدني حالت کا ترجمان هوتا ہے - اس نظام کي اهمیت اور خوبي همیشه اعتباري هوتي ہے - جماعتوں کے نشو و ارتقاء میں سیاسي نظامات ' سبب و عامل هونے سے کهیں زیادہ خود مقصد و عمل هوتے هیں -

قوم کي مخصوص سیاسي تنظیم ' صرف اس کي موجودہ زندگي هي کي میزان نهیں هوتي ' بلکه ان تمام انتظامي دوروں کا بھي پته دیتي ہے جو اس پر گزشته زمانوں میں گزر چکے هیں - کسي انسان کو بھي یه قدرت حاصل نهیں که ملک میں کوئي ایسا نظام جاري کردے جو نظري طور پر سب سے بهتر اور ترقي یافته معلوم هو - تاریخ بتاتي ہے که غیر فاني قوانین قائم کرنے والے مقننوں نے صرف اس لیے کامیابي حاصل کي تھي که انهوں نے پہلے قوم کي ضروریات معلوم کرلي تھیں ' پھر ان ضروریات کے مطابق قانون بنائے تھے - سولن نے کیا هي خوب کها ہے " میں نے ایتھنز کے باشندوں کے لیے ایسا قانون طیار نهیں کیا ہے جو عقلاً سب سے افضل ہے - بلکه ایسا قانون بنایا ہے جو ان کي استعداد اور ضرورت کے موافق ہے "

تمدن کي تاریخ یه حقیقت پوري طرح ثابت کر رهي ہے که هر قوم کا نظام ' اس کي ضرورت کا مظهر هوتا ہے - هم دیکھتے هیں که ان قوموں کے نظام تقریباً یکساں هوتے هیں جو ترقي کي مساوي سطح پر پهنچ گئي هیں - پوري تاریخ میں کوئي ایک مثال بھي ایسي موجود نهیں که کسي قوم کا نظام ' قوت اور تشدد کے ذریعه بدلا جاسکا هو - بلا شبه یه صورت کبھي فتوحات اور انقلابات کے بعد پیدا هو جاتي ہے - مگر تبدیلی محض ظاهري اور لفظي هوتي ہے - حقیقت و واقعه پر اس کا کوئي اثر نهیں پڑتا - اس کي بهت سي مثالیں موجود هیں - جزیرۂ کارسیکا مدت سے فرانس جیسي متمدن حکومت کے ماتحت ہے ' مگر آج تک اس جزیرہ کي وحشت دور نه کي جا سکي - یهي حال آئرلینڈ کا ہے - صدیوں تک ساتھ رهنے پر بھي وہ انگلستان سے منزلوں دور ہے - حقیقت یهي ہے که قوموں کي طبیعت و فطرت کو ان کے نظاموں پر پورا اقتدار حاصل هوتا ہے - نظام کي تبدیلي اسي وقت ممکن ہے جب قوم کے دماغ میں بھي تبدیلي پیدا هو جائے -

(اچانک ترقي ناممکن ہے)

مقننوں کي قدرت سے باهر ہے که اپنے دل سے کوئی ضابطۂ قانون ایجاد کرکے قوم کو اس پر چلادیں - بڑي بڑي بغاوتوں اور عظیم فاتحوں نے اگر اس طرح کي جرأت کبھي کي ' تو یه زبردستي زیادہ مدت تک قائم نه رہ سکي اور قدیم حالت پھر لوٹ آئي - اس کي مثال یه ہے که اگر حیوان کو کسي ایسي بات پر مجبور کیا جائے جو اس کے مزاج کے خلاف ہے ' تو وہ اسي وقت تک اسے کرتا رهیگا ' جب تک دباؤ موجود ہے - لیکن دباؤ هٹتے هي فوراً اسے چھوڑ دے گا - اس سے ثابت هوتا ہے که قوموں کے نظام ' انکي ضرورت کے ترجمان اور ان کے شعور کا مظهر هوتے هیں - اور یه که ان کي تبدیلي ' قوم کي ذهنیت کي تبدیلي کے بعد هي ممکن ہے - قوموں کي ذهنیت ' فوراً تبدیل نهیں هو سکتي - به تدریج اور آهستگي سے بدلتي ہے -

سیاسي و اجتماعي نظام کے نشو و تکوین کا باعث وهي هوتا ہے جو خود کائنات کي تکوین کا باعث ہے - یهي وجه ہے که اچانک تبدیلي محال ہے - یه ایک اٹل اجتماعي قانون ہے که نمایاں تبدیلي ' ان بهت سي مخفي تبدیلیوں کا نتیجه هوتي ہے جو صدیوں تک جاري رهتي هیں - هم تبدیلي کا احساس اس وقت کرتے هیں جب وضعي قوانین آکر همیں بتانے لگتے هیں - هم خیال کرتے هیں تبدیلي انهي قوانین کا نتیجه ہے - حالانکه یه تبدیلي ایک طویل و مسلسل حرکت و عمل کا نتیجه هوتي ہے -

حقیقي مقننوں کا فرض صرف یه ہے که قوم کي راسخ عادتوں اور خصلتوں کي تائید کریں ' مگر صرف انهي کي جو مفید هوں - مضر کي مضرت کم کرنے اور بتدریج دفع کرنے کي کوشش کرتے رهیں -

بسا اوقات قوم کے سمجھنے کے لیے اسکي تاریخ سے کهیں زیادہ اس کے ضابطۂ قانون کا مطالعه ضروري هوتا ہے - کیونکه ضابطۂ قانون همیں بالکل صحیح طور پر بتا دیتا ہے که قوم کي اجتماعي حالت اور ضروریات مختلف زمانوں میں کیا کیا تھیں ' اور ان میں بتدریج کیا کیا تبدیلیاں هوئي هیں ؟

افراد ' اقوام ' نظامات ' عقائد ؛ کا ارتقاء همیشه تدریجي هي هوتا ہے - جب تاریخ همیں کسي قوم کي بابت بتلائے که وہ ترقي یافته تمدن کي مالک تھي ' تو همیں فوراً سمجھ لینا چاهیے که اس کا یه تمدن ' ایک طویل ماضي کا نتیجه ہے - اگرچه یه ماضي همارے لیے کتنا هي مجهول کیوں نه هو - کیونکه یه بالکل ظاهر ہے که زبان اور ادب (لٹریچر) کا وجود اچانک نهیں هوجاسکتا - خود ان کا وجود هي اس بات کي قطعي دلیل ہے که وہ ایک قدیم ماضی رکھتے هیں - موجودہ مغربي تهذیب کي مثال اس حقیقت کے فهم کے لیے بالکل کافي ہے - یورپ اپني موجودہ تمدني سطح تک بے شمار انقلابات سے گزرکر هي

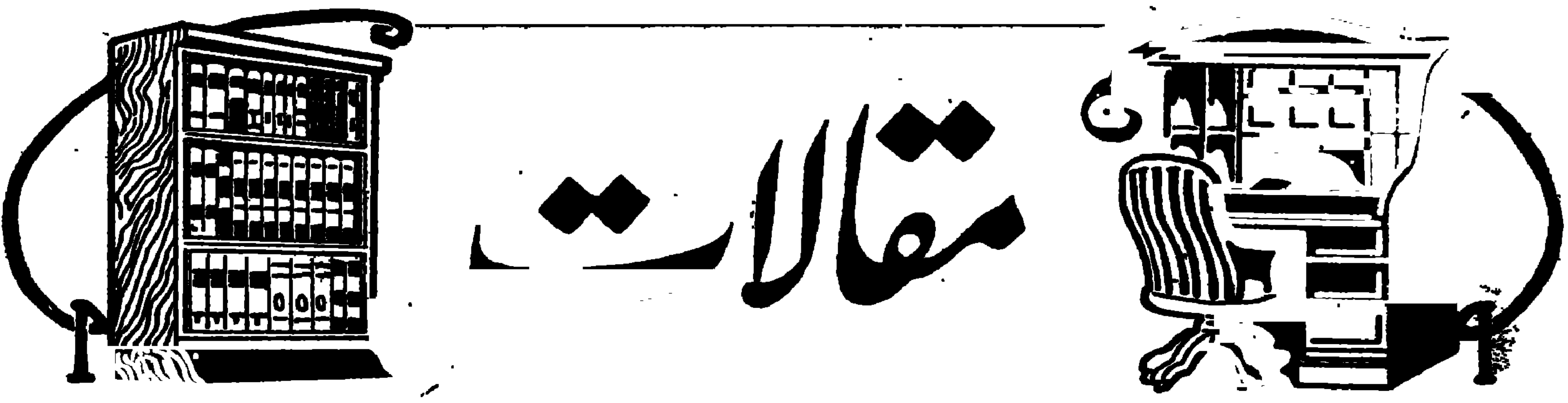

مقالات

علم الاجتمـــاع

(۱)

" علم الاجتماع " سے مقصود وہ علم ہے جس کا موضوع بحث انسان کي اجتماعي زندگي ہے - انسان کي اجتماعي زندگي کي پیدایش ' اُس کي نشو و نما ' اُس کے طبعي احوال و تاثرات ' اُس کي مزاجي کیفییات ' اور اُس کے نتائج و ثمرات کا بطریق استقراء اس طرح استقصا کرنا : کہ اس بارے میں اصول و کلیات مرتب ہوجائیں : علم الاجتماع کا دائرۂ نظر و بحث ہے - تاریخ علوم میں سب سے پہلے جس شخص نے اس علم کے مباحث بطور ایک مدون علم کے ترتیب دیے ' وہ علامۂ ابن خلدون ہیں - اُن کا مقدمۂ تاریخ اس علم کي عدیم النظیر کتاب ہے -

علامۂ ابن خلدون کے بعد صدیوں تک اِس علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا - گذشتہ صدي میں جب موسیو کاترمیر نے مقدمہ کا فرانسیسي ترجمہ شائع کیا تو علماء مغرب کو اِس طرف توجہ ہوئي - رفتہ رفتہ یہ مبحث وقت کا سب سے زیادہ اہم اور دقیق موضوع نظر بن گیا - بلاشبہ فرانسیسي ترجمۂ ابن خلدون سے پہلے علماء مغرب فلسفۂ تاریخ کي طرف متوجہ ہو چکے تھے ' اور تاریخ کي نئي فلسفیانۂ ترتیب کي بنیادیں پڑ چکي تھیں - نیز اصول قوانین و نظامات حکومت پر بھي مونٹسکیو اور بنتھم جیسے مفکرین کي کتابیں شائع ہوچکي تھیں - لیکن اِن مباحث کو " علم الاجتماع " کا کامل مواد نہیں کہا جا سکتا - یہ واقعہ ہے کہ ترجمۂ ابن خلدون کي اشاعت سے پہلے یہ علم بہ حیثیت ایک مستقل علم کے ' یورپ میں زیر بحث نہ تھا - جس قدر کتابیں بھي اس علم پر لکھي گئي ہیں ' سب کي سب گذشتہ صدي کے اواخر میں مرتب ہوئي ہیں ' اور یقیناً اُن کا اولین سرچشمہ مقدمۂ ابن خلدون ہي ہے - موجودہ زمانہ میں ڈاکٹر لیبان کي مصنفات سب سے زیادہ وقیع سمجھي گئي ہیں - اُس نے نہ صرف اس موضوع پر ہي کتابیں لکھیں ' بلکہ وہ کام بھي انجام دیا جسکا ارادہ ابن خلدون نے کیا تھا مگر پورا نہ کرسکا - یعني متعدد اقوام کي تاریخیں بھي اسي علم کے اصول و کلیات کے ماتحت ترتیب دیدیں -

عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون - المتوفي ۸۰۸ ھ
جس نے سب سے پہلے علم الاجتماع مدون کیا

ذیل میں ہم ایک مختصر مگر وقیع رسالہ کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو ترکي میں ڈاکٹر احمد شعیب بک نے سنہ ۱۹۱۰ ع میں انقلاب عثماني کے بعد لکھا تھا ' اور بلاد اسلامیہ کے اہل علم میں نہایت مقبول ہوا تھا - ڈاکٹر موصوف قسطنطنیہ کے مدرسہ حقوق (قانون) میں استاذ تھے ' اور اُن گنتي کے اصحاب علم و نظر میں سے تھے ' جنھیں ترکي کے نئے عہد تعلیم و ترقي کا ماحصل سمجھنا چاہئے - سنہ ۱۹۰۸ ع میں جب دستوري انقلاب ہوا ' تو انھوں نے مرحوم جاوید بے اور احمد رضا بے کے ساتھہ شریک ہوکر ایک نہایت وقیع ماہوار رسالہ " مجلۂ علوم اقتصادیہ و اجتماعیہ " جاري کیا تھا - ترکي کے تمام مشاہیر اہل قلم کي رائے ہے کہ اس سے بہتر علمي رسالہ ترکي زبان میں شائع نہیں ہوا - یہ رسالہ اسي مجلہ میں بہ دفعات شائع ہوا تھا - پھر مطبع ثروت فنون نے کتاب کي شکل میں مرتب کرکے چھاپ دیا -

اِس موضوع میں یہ مقالہ مختصر ہے ' مگر رسوخ نظر و فکر کے ساتھہ لکھا گیا ہے - ہم اِس کا ترجمہ شائع کر دیتے ہیں تاکہ اُردو میں ایک ترک مفکر کي بہترین کتاب منتقل ہوجاے - البتہ یہ ظاہر کر دینا ضروري ہے کہ مصنف نے مقالہ کي تمہید میں فطرۃ انساني کے خیر و شر پر جو اظہار راے کیا ہے ' اور اِسے روسو کا مذہب قرار دیکر اسکي یک قلم تغلیط کردي ہے ' ہم اسے مصنف کي لغزش نظر سمجھتے ہیں اور اس سے متفق نہیں ہیں - مقالہ کا ترجمہ مکمل ہوجاے تو بطور استدراک و تعلیق اس مسئلہ پر مختصراً اپني راے ظاہر کر دینگے - اس مقام کے علاوہ بعض دیگر مقامات بھي مزید نظر و کاوش کے مستحق ہیں ' اور انکي طرف بھي خاتمہ میں اشارہ کر دیا جایگا -

اِس مقالہ کے ساتھہ علامۂ ابن خلدون کي تصویر بھي شائع کر دیتے ہیں - یہ ایک قدیم قلمي مرقع کا عکس ہے جو دمشق کے ایک قدیم کتب خانہ میں محفوظ تھا اور اب وہاں کے مجمع علمي (عربي اکاڈیمي) نے اپنے عجائب خانہ کے آثار عتیقہ میں داخل

عالم مطبوعات و صحائف

Sketches of the Sects of Palestine & Syria.

By Harry Charles Luke.

(شام و فلسطین کے فرقے ' مصنفه هرے چارلس لیوک)

اخبار ٹائمس لندن نے اپنے هفته وار ادبي ضمیمه میں مندرجه بالا کتاب پر ان الفاظ میں تنقید کي ہے :

" اگرچه فلسطین کي آبادي ساٹھه لاکهه سے زیاده ہے ' اور ۴۰ - مختلف زبانیں بولنے والے ' ٦٥ - فرقوں کے اشخاص موجود هیں ' پهر بهي مسٹر لیوک مصنف کتاب کو ایک اسماعیلي بهي وهاں نظر نهیں آیا ' اور اسکے لیے انهیں شام جانا پڑا - یه وهي فرقه ہے جو جنگ صلیبي کے زمانه میں بهت مشهور هوگیا تها - مصنف نے اس کے بعض اسلاف کے حالات نهایت دلچسپ طریقه سے بیان کئے هیں - شاید اس حقیقت سے بهت کم لوگ واقف هونگے که یه وفادار قاتل اپنے آقا کے حکم کي کس طرح اطاعت کرتے تهے ' اور کس طرح اسکے کهنے پر هر قسم کے کام انجام دینے کیلیے آماده هو جاتے تهے - حتی که دوسروں کا قتل یا خود کشي بهي ان کے لیے کوئي اهمیت نهیں رکهتي تهي -

اِس اسماعیلی فرقه نے اگرچه اپني تمام رسمیں ترک کر دي هیں - پهر بهي ایک حسین نوجوان خاتون کو سیاه لباس میں ملبوس کرنے اور سر پر پهولوں کے تاج رکهنے کي رسم اب تک رائج ہے - مسٹر لیوک نے اپني کتاب میں اِس فرقه کے نهایت دلچسپ حالات لکهے هیں - باخبر مصنف همکو ایک اور فرقه کا بهي پته دیتا ہے جو سمرتین کهلاتے هیں - اُن کا خاندانی مذهبي پیشوا نابلس میں رهتا ہے اور سالانه کوه گرزم پر اپني قدیم ترین قرباني ادا کرتا ہے جو کتاب الخروج میں درج ہے - اِس کتاب میں اُن معصوم حبشیوں کا بهي تذکره ہے ' جنکا کام قیمتي چهتریاں لیجانا اور دوسروں کي چهتوں پر ناچنا یا عبادت کرنا ہے - اِسکے علاوه یهاں کے مختلف فرقوں میں حق وراثت کے متعلق جو اختلافات هیں ' اور جنکي وجه سے اکثر خانه جنگیاں رونما هوتي رهتي هیں ' نهایت وضاحت سے بیان کیے گئے هیں "

" اگرچه فرقوں کے اعتبار سے مسیحي فرقوں کي تعداد اِسلامي فرقوں سے جن میں مسلم ملحد بهي شریک هیں ' کهیں زیاده ہے ' لیکن آبادي کے لحاظ سے مسلمان ایک کے مقابله میں تین هیں - اسي طرح تعداد میں وہ یهودیوں سے بهي زیاده هیں - مصنف نے اِن قوموں کے حالات کے ساتهه ترکوں کے اوس برتاؤ کي بهي مثالیں دي هیں ' جو وہ اپنے عیسائي اور یهودي رعایا کے ساتهه کرتے تهے - چنانچه اُس نے اُن احکام کي نقلیں درج کي هیں جنکے ذریعه ارمنیوں ' پادریوں ' اور یهودي ربیوں کو اپنے مردے دفن کرنے کي اجازت ملتي تهي - حکمناموں کي نقلوں کے بعد مصنف نے موجوده طریقۂ حکومت کا ترکوں کے طرز حکومت سے موازنه کرکے اول الذکر کو ترجیح دي ہے -

هم اس پر اتنا اضافه کرنا چاهتے هیں که مصنف کتاب اور ٹائمس کے نقد نگار نے شام کے جس فرقه کو " اسماعیلي " کے لقب سے پکارا ہے ' وہ اگرچه اسماعیلیه هي کي ایک شاخ ہے ' لیکن ایک مدت سے " دروز " کے نام سے موسوم کي جاتي ہے اور اس کے عقائد اصل اسماعیلي فرقه سے بهت کچهه مختلف هیں -

بیگم فهمي کا عجیب مطالبه

(قاتله کا مقتول شوهر کي جائداد پر دعوی !)

قارئین الهلال کو یاد هوگا که اب سے تقریباً دو سال پہلے لندن کے ایک هوٹل میں بیگم فهمي نے (جو ایک فرانسیسي عورت ہے) اپنے شوهر فهمي بے مصري کو گولي کا نشانه بنایا تها - لندن میں اوس پر مقدمه چلایا گیا ' لیکن وہ چهوٹ گئي ' اور اب وهي قاتله اپنے مقتول شوهر کي جائداد پر حق زوجیت کا دعوی کرنے والي ہے !

اور اُس کي هلاکت پر تلي هوئي تهي - یهي سبب ہے که همارے اجداد کو پهلي فکر یهي هوئي که حیوان و انسان کي دست درازیوں سے مدافعت کیونکر کریں - چنانچه وہ اِس کا سامان مهیا کرنے میں مشغول هوگئے -

هر اشتراک عمل کا نظام اُن ضرورتوں کے مطابق هوتا ہے جو اُسکے وجود کا باعث هوتي هیں - انساني اجتماع کي ابتدائي ضرورت دو قسم کي تهی :

(۱) داخلي خطروں کا سد باب ۔

(۲) خارجي حملوں سے مدافعت ۔

اِسي ضرورت نے انساني جماعت کو حکومت کي تکوین پر مجبور کیا - شروع شروع میں مقصود یه تها که حکومت ' جماعت کے افراد کي قوت اِس طور پر منظم کرے اور اُسے اِس طرح استعمال میں لائے ' که جماعت ' داخلي و خارجي خطروں سے محفوظ رہ سکے - لیکن اس کے معني یه نهیں هیں ' جیسا که روسو کهتا ہے ' که جماعت کے افراد کسي مقام پر جمع هوے اور بحث و مباحثه کے بعد باهم عهد و پیمان کر لیا ' بلکه صورت یه هوئي هوگي که جماعت کے سب سے زیاده عقلمند اور طاقتور فرد نے اِس ضرورت کا احساس کیا هوگا اور اپني زبردست قوت سے تمام افراد کو مغلوب کرکے حاکم بن بیٹها هوگا - پهر وقتي ضروریات نے حکومت کا نظام قائم کرنے اور وقتي قوانین بنانے میں اُس کي رهنمائي کي هوگي -

انانیت اور حب ذات انسان کي فطرت میں داخل ہے - دو آدمیوں کي مصلحتوں میں ادنی تصادم بهي عداوت و فساد کا موجب بن جاتا ہے - مدتوں انسان نے اِنهي حالات میں انفرادي زندگي بسر کي - لیکن بالاخر طویل تجربوں نے اُسے بتا دیا که قتل ' خونریزي ' نهب و سلب ' جماعت اور افراد ؛ دونوں کے لئے مضر هیں - انسان مجبور هوا که اپنے سابق طرز زندگي میں تبدیلي پیدا کرے اور ایک نئي مگر زیاده پر امن اور آرام ده زندگي اختیار کرے -

یهي تجربه یا ضرورت ' حکومت اور تمام قوانین اجتماع کي اصلي اور ابتدائي بنیاد ہے -

پہنچا ہے - یہ سراسر جنون ہے کہ کوئي قوم ترقي کے بلند درجہ تک اچانک پہنچ جانے کا خیال کرے -

(سلطنت کي تکوین اور روسو کا نظریہ)

جوزیف دومسٹر اور بونلڈ نے سلطنت (اسٹیٹ) کي تکوین کا جو نظریہ قائم کیا تھا، وہ اب اِس حد تک شکست ہوچکا ہے کہ اس کے بطلان کے لیے کسي بحث کي ضرورت باقي نہیں رہي - اِسي طرح " اصحاب جمہوریۃ " (جن کا سر گروہ روسو ہے) کے نظریے بھي غلط ثابت ہوچکے ہیں -

مذہب جمہوریۃ، سولہویں صدي کے اواخر میں اپنے پورے عروج کو پہنچ گیا تھا - ہنري سوم کے قتل کے بعد پروٹسٹنٹ فرقہ نے اِس مذہب سے ہٹنا شروع کیا - سترہویں صدي میں ہوبس اور گروبیو نے ظاہر ہوکر اِس مذہب کي از سر نو حمایت شروع کي - لیکن وہ اِس نتیجہ کي کوئي توجیہ نہ کرسکے کہ اِس مذہب کے تسلیم کرلینے کے بعد یا تو فرد کا استبداد لازم آجاتا ہے، یا جماعت کا -

آخر میں روسو نے آکر یہ تمام نظریے اپني کتاب " عقد اجتماعي " میں جمع کردیے - روسو کي رائے ہے کہ انساني افراد اپني طبیعي خود مختاري سے اس بنا پر دست بردار ہوے ہیں کہ اُنہیں اِس کے معاوضہ میں امن و اطمینان ملے - چنانچہ اُنہوں نے باہم معاہدہ کرلیا کہ انفرادي زندگي کے بجاے جماعتي زندگي بسر کرینگے - اِس معاہدے نے اُن میں اجتماعي اخلاق کي ایک خاص طبیعت پیدا کردي -

روسو کا خیال ہے کہ فرد فطرتاً نیک ہوتا ہے - رذالت و شر، جماعت سے پیدا ہوتا ہے - افراد فطري طور پر عدل و انصاف کے دلدادہ، خیر اور نیکي کے پرستار، اور نظام کي اطاعت کي طرف راغب ہوتے ہیں - وہ ہمیشہ نیک اور خوش نصیب ہوتے، اگر جماعت کي برائیاں اُنہیں لگ نہ جاتیں -

حریت، مساوات، اور قوم کا اقتدار؛ یہ " عقد اجتماعي " کي بنیادي دفعات ہیں - روسو نے اِن کا ذکر اپنے بیان " حقوق انساني " میں بھي کیا ہے -

روسو کے زمانہ میں یہ نظریہ بہت مقبول تھا کہ انسان فطرتاً نیک اور عاقل ہے - اُس کا ہر عمل حتی کہ ہر حرکت کسي نہ کسي معقول سبب پر مبني ہوتي ہے - اُس وقت کے اکثر ادباء و فلاسفہ یہي خیال رکھتے تھے - حتی کہ ارکان سلطنت کا بھي اِسي پر ایمان تھا - چنانچہ تورگو نے تربیت پر ایک رسالہ لکھکر بادشاہ کو دیا اور دعوي کیا کہ " اِس پر عمل کرکے فرانس کي حالت ایسي ہوجائیگي کہ ابھي یقین نہیں کي جا سکتي " نیز کہا کرتا تھا " انساني اخلاق کي فضیلت پر ایمان رکھنا فرض ہے "

جرمني میں بھي کانت اور ویغتي نے اِس مذہب کا علم بلند کیا تھا - لیکن اُن کے رد کے لیے بڑے بڑے فلاسفہ اُٹھہ کھڑے ہوئے - ہیگل، اسٹراوس، اسٹوارٹ مل، اسپنسر، آگسٹ کونٹ، تین، رینان وغیرہم نے اپني اپني جگہ اُس کي دھجیاں اڑادیں -

خود اشتراکیوں نے بھي یہ مذہب قبول نہیں کیا اور اِسے منطقي مغالطہ قرار دیا - زومر مالن کہتا ہے " عقد اجتماعي کا نظریہ، محض ایک وہم ہے "

اقتدار قومي کا نظریہ بھي اب تک محض ایک دعوي ہي دعوي ہے - عمل میں آج تک اُس کا کبھي ظہور نہیں ہوا - تاریخ نے بھي اُس کي کوئي مثال پیش نہیں کي - بنابریں اُسے بھي ایک خیالي و وہمي نظریہ ہي کہہ سکتے ہیں -

(فطرۃ انساني)

پھر یہ بھي واقعہ ہے کہ عقل و حکمت انسان کي فطري صفت نہیں ہے، بلکہ سخت جد و جہد کے بعد کسب کي جاتي ہے - یہ صفت، اگر اِسے صفت کہنا صحیح ہو، اب تک غیر دائمي حالت توازن میں ہے - علم وظائف الاعضاء (فیزیولوجي) اور علم النفس (سائیکولوجي) بتاتے ہیں کہ " انسان فطري طور پر اُتنا ہي مریض ہے، جتنا مجنون ہے - ہمارے اعضاء کي سلامتي اور عقل کي درستگي، سرا سر اتفاقات کا نتیجہ ہے - دماغ کا عمل بھي ہمیشہ مضطرب ہوتا ہے - منطقي قیاسات اور اعلی خیالات، صرف ایک محدود روشن خیال جماعت سے مخصوص ہوتے ہیں - انسان کے ارادے پر اصلي حکمراني، اُس کے عقل و دماغ کو نہیں بلکہ جسماني ترکیب، مادي ضرورت، حیواني طبیعت، قوت خیال، حرص و طمع، اور شخصي اغراض وغیرہ خصلتوں کو حاصل ہے "

ہمارا یہ خیال کہ انسان فطرتاً نیکي، خیر، حلم، اور اجتماعي مصلحت کو؛ بدي، شر، غصہ، اور شخصي مصلحت پر ترجیح دینے کي طبیعت رکھتا ہے، درحقیقت اپنے آپ کو سخت دھوکا دینا ہے - کیونکہ وحشت وظلم کي جو صفات ہم نے اپنے اجداد سے ورثہ میں پائي ہیں، اب تک ہمارے ذہن و دماغ میں پوري طرح راسخ ہیں - انساني دماغ کي ساخت ہي کچھہ اِس وضع کي ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے خیالات واوہام کا بندہ رہے - شدید ہیجان، شک و شبہ، جذبات، سادہ لوحي، خود غرضي، یہ انسان کي امتیازي خصوصیات و صفات ہوگئي ہیں -

یہ حقائق پیش نظر رکھنے کے بعد، ہم بآساني فیصلہ کرسکتے ہیں کہ انساني فطرۃ کے متعلق روسو کا نظریہ سرا سر وہم و خیال ہے - اور اُس کے ہم مشربوں کو حقیقت سے کوئي تعلق نہیں -

(سلطنت کي تکوین میں اقلیم کا اثر)

سلطنت کي تکوین میں اقلیم کے اثرات کو بہت دخل ہوتا ہے - سیاسي و اجتماعي نظامات، اقلیم کي تبدیلي سے بدل جایا کرتے ہیں - اِس کي مثال یہ ہے کہ جو قومیں میدانوں اور سبزہ زاروں میں بود و باش رکھتي ہیں، اُن کي اقلیم کا اقتضاء ہي یہ ہوتا ہے کہ بدوي زندگي بسر کریں - ان کي مرکزي حکومت میں ابوي اقتدار کا رنگ غالب ہوتا ہے اور استبداد کمزور ہوتا ہے - یہ قومیں ہمیشہ فتوحات و حکمراني کي دلدادہ ہوتي ہیں - برخلاف اِن کے وہ قومیں جو جنگلوں میں شکار پر زندگي بسر کرتي ہیں، اپني مرکزي حکومت میں استبداد غالب رکھتي ہیں اور ابوي شفقت کمزور ہوجاتي ہے - اِن میں جہالت نمایاں ہوتي ہے - وسعت نظر مفقود ہوتي ہے، اولوالعزمي اور بلند ہمتي ناپید نظر آتي ہے، فتح و استیلاء کا جذبہ مردہ ہوجاتا ہے، ہمیشہ تنگ دائرے ہي میں زندگي بسر کرتي رہتي ہیں -

(جماعتوں اور سلطنتوں کے وجود کا سبب)

قدیم ترین حکومتوں کے ظہور کي تاریخ ہمیں بتاتي ہے کہ انسانوں کا اجتماع اور باہمي اشتراک عمل، صرف ضرورت ہي کي وجہ سے پیدا ہوا تھا - وہ ابتدائي ضرورت، دشمنوں کے حملوں سے مدافعت تھي - اُن مجہول زمانوں میں ہر چیز انسان کے لیے خطرناک تھي،

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم

(۳۰: ۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

ایک مصری سیاح نجد میں

(محمد شفیق، مصری اخبار نویس کی سیاحت نجد کی آخری قسط)

نجد کی غذا

نجد خصوصاً صحرا کی اصلی غذا چاول ہے۔ روٹی بہت کم کھاتے ہیں۔ لیکن چاول چمچ سے نہیں کھاتے۔ بلکہ اُس کا استعمال بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ اُن کے چمچے اُن کے ہاتھ اور انگلیاں ہیں۔ بے تکلف برتن میں ڈال دیتے ہیں اور نگلنے لگتے شروع کر دیتے ہیں۔ تمام کھانوں میں ہلدی ضرور ملاتے ہیں اور بہت زیادہ مقدار میں۔ ہلدی کا نام اُن کی اصطلاح میں "بزارہ" ہے۔

"دودھ" اُن کے یہاں بہت افراط سے ہے، مگر اُس کا پنیر بنانا نہیں جانتے لیکن نمک ڈال کر کھویا بناتے ہیں اور بڑی رغبت سے کھاتے ہیں کبھی پیاز قطعاً نہیں کھاتے۔ اُس کا کھانا حرام سمجھتے ہیں۔ دلیل یہ بتاتے ہیں کہ اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اُن کے تمام کھانے حد درجہ سادہ ہیں۔ اچھے کھانوں کی طرف رغبت نہیں رکھتے کیونکہ سلف صالح اچھی غذائیں پسند نہیں کرتے تھے۔

تندرستی

پورے نجد میں صرف ایک ڈاکٹر ہے اور وہ بھی صرف سلطان کا شاہی طبیب۔ یہ عجیب بات ہے کہ باوجود تنہا ہونے کے ڈاکٹر کے لئے مشغولیت بہت ہی کم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لوگ عام طور پر بیمار ہی نہیں ہوتے۔ سادہ معیشت نے بیماریوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ تعداد اموات بہت محدود ہے۔ ۴۰، ۵۰ برس کی عمر میں شاذ و نادر ہی کوئی مرتا ہے۔ نجدی عام طور پر میدانِ جنگ میں قتل ہو جاتے ہیں، بیمار ہو کر بستر پر مرنا نہیں جانتے۔

ریاض میں میری موجودگی کے دوران میں ایک بدو، شاہی طبیب کے پاس آیا اور اپنی بیوی کے لئے دوا مانگی۔ عورت، ریاض سے بہت دور، وسط صحرا میں بیمار پڑی تھی۔ طبیب نے مریض کے دیکھے بغیر دوا تجویز کرنے سے انکار کر دیا۔ بدو پہلے تو خفا ہوا۔ پھر طبیب کی جہالت پر ہنسا اور کہنے لگا۔ "اپنی دوا اپنے ہی پاس رہنے دو۔ میری داہنی تک وہ اچھی ہو جائے گی!"

اسی طرح ایک اور بدو آیا۔ اُس کے شانے میں بندوق کی گولی لگی تھی اور جسم میں پیوست ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی وجہ سے اُس کا داہنا ہاتھ بالکل بے کار ہو گیا تھا۔ شاہی طبیب نے کہا گولی نکالنے سے پہلے جسم کے اس حصے کو دواؤں سے سُن کر ڈالنا، پھر اُس پر عمل جراحی کرنا ضروری ہے۔ اس پر بدو ہنسنے لگا۔ "واللہ" اُس نے کہا "میں جنت کی ہوا (یعنی بندوق کی گولی) ہی سے مروں گا۔ طبیب کے نشتر پر اپنی جان نہیں دوں گا!"

حیرت انگیز حواس

یقیناً ناظرین یہ سُن کر تعجب کریں گے کہ نجدی بدو بغیر کسی ستارہ کی رہنمائی میں صحرا کی عظیم مسافتیں طے کرتے ہیں، بلکہ حیرت کی بات یہ ہے کہ آدھے دن کی مسافت پر سے آدمیوں کے باتوں کی آواز بھی سُن لیتے ہیں۔ درحقیقت اُن کی قوت سامعہ اور قوت باصرہ بہت ہی قوی ہے۔ صحرا کی پاک صاف زندگی نے اُن کے قویٰ کمزور ہونے نہیں دئیے ہیں۔ نہایت ہی ذکی الحس ہیں۔ بہت دور کی آواز سنتے اور بہت دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں۔

تاریخ و سنین کا حساب

تاریخ کا حساب سرکاری کاغذات اور تجارت میں سنہ ہجری سے ہوتا ہے۔ لیکن عام لوگ خصوصاً صحرا کے باشندے، قدیم عربوں کی طرح مشہور تاریخی واقعات سے حساب کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں فلاں واقعہ سنہ احسار کے دو برس بعد یا سنہ حجاز کے ایک برس بعد ہوا۔ سنہ احسار یا سنہ حجاز سے مقصود، ان دونوں ملکوں کی فتح کا سال ہے اسی طرح دوسرے اہم واقعات سے تاریخ کا شمار شروع کر دیتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ حساب ہمیشہ صحیح ہوتا ہے، صحیح طور پر سمجھا جاتا ہے۔ کبھی غلط فہمی واقع نہیں ہوتی۔ ہر شخص اہم واقعات اور اُن کے زمانوں سے واقف ہوتا ہے۔

زبان

نجد کی بولی، مصر اور شام کی بولیوں سے بہت کچھ مختلف ہے۔ اُن کا عربی لہجہ دوسرے ملکوں سے نمایاں اختلاف رکھتا ہے۔ یہ لوگ کاف کو ہمیشہ تلفظ مشدد سے بدل دیتے ہیں۔ "س، م" یہ دو حرف ایسے ہیں کہ بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں اور بہت سے جملوں کے قائم مقام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جب بسم اللہ کہنا ہوتا ہو تو کہتے ہیں "سم" کسی حکم پر اطاعت کا اظہار کرنا ہوتا ہو تو کہتے ہیں "سم" اگر کسی کو پکارو تو فوراً جواب دے گا "سم" یعنی میں نے سُن لیا۔

داڑھی

داڑھی کو نجد میں جو عزت حاصل ہے وہ کسی چیز کو بھی نہیں ہے۔ داڑھی منڈانے والے کو قریب قریب کافر سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ کُرد، داڑھی کو یہودیت کی علامت سمجھتے ہیں اور نجدی، اسلام کی، دو اسلامی قوموں کا یہ اختلاف ذوق یقیناً حیرت انگیز ہے۔

قبائل بنی صخر

نجد کے تمام قبائل، سعودی حکومت سے پہلے نہایت وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اسلام کی تعلیمات سے بالکل ہٹ گئے تھے اور ان دین تک سے جاہل ہو گئے تھے۔ کلمۂ شہادت کے سوا دین کی کوئی بات بھی نہیں جانتے تھے۔ لیکن سعودی فرمانرواؤں نے انھیں دین کی تعلیم دی اور شریعت حقہ کے اتباع پر مجبور کر دیا۔ آج نجد ہی دنیا میں ایسا ملک ہے جہاں اسلامی احکام پر سب سے زیادہ عمل ہوتا ہے۔ لیکن اس کلیہ سے قبائل بنی صخر مستثنیٰ ہیں۔ یہ قبائل، شرق اردن سے ملحق نجدی سرحدوں میں آباد ہیں۔ یہ چونکہ حال ہی میں نجدی حکومت کے مطیع ہوئے ہیں، اس لئے ان کی تعلیم و تربیت ابھی تک کچھ بھی نہیں ہو سکی ہے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ یہ بالکل وحشی ہیں اور شاذ و نادر ہی اُن کا کوئی فرد، صحیح طور پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اُن کی عادتیں، رسم و رواج اور طریق بود و باش بالکل وحشیانہ ہے۔ میں نے ان کی ایک شادی بھی دیکھی۔ نکاح کا طریقہ اِن کے یہاں یہ ہے کہ ایک لمبی موٹی لکڑی لا کر مجلس میں رکھی جاتی ہے۔ اُس کا ایک سرا شوہر پکڑتا ہے اور دوسرا سرا لڑکی کے باپ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ لڑکی کا باپ چلا کر کہتا ہے "وحیاۃ العود، والرب المعبود جوزت(؟) ابنتی" (قسم اس لکڑی کی زندگی اور رب معبود کی کہ میں نے اپنی لڑکی بیاہ دی) اس کے جواب میں شوہر کہتا ہے "تجوزت (؟) ابنتک" (میں نے تیری لڑکی سے شادی کر لی) بس نکاح ہو گیا!

سلطان ابن سعود سے آخری گفتگو

ریاض سے روانگی سے پہلے میں نے چاہا کہ سلطان عبدالعزیز بن سعود سے بعض اہم معاملات پر گفتگو کر لوں۔ سلطان نے انتہائی مہربانی سے میری درخواست منظور کر لی۔ بے تکلف ہو بیٹھے اور حسب ذیل بیان دیا:

"شاید صحرا کے باشندوں کی خشک طبیعت، بدوی معیشت، اور دینی تصلب سے آپ کو کچھ تکلیف ہوئی ہوگی لیکن اس میں اُن کا کوئی قصور نہیں ہے۔ صحرا کی زندگی نے اُنھیں ایسا ہی بنا دیا ہے وہ اپنی فطرت پر قائم ہیں۔ اور جان بوجھ کر کوئی شرارت نہیں کرتے۔ برخلاف اُن کے آپ نے مجھے اور میرے ارکان سلطنت کو بھی دیکھ لیا ہے کہ ہم لوگ ہرگز متعصب نہیں ہیں۔ مسلمان تو ہمارے بھائی ہیں ہم غیر مسلموں سے بھی رواداری کا سلوک کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ سفرا دول سے طویل سیاسی گفت و شنید کرتے ہیں۔ بسا اوقات اُن کی بعض باتیں ہمارے خلاف مزاج ہوتی ہیں۔ مگر ہم کبھی غصہ کا اظہار نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت ملائمت اور معاملہ فہمی سے گفتگو جاری رکھتے ہیں۔

"میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس ذات برتر نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک ایسی قوم کو، جیسی یہ نجدی قوم ہے، اپنے بادشاہ کا حد سے زیادہ وفادار، جاں نثار اور محب بنا دیا ہے۔ یہ قوم مصیبت کے وقت اپنے بادشاہ کے گرد جمع ہو جاتی ہے۔ خطرے میں اُس کی حفاظت کرتی ہے۔ اُس پر قربان ہوتی ہے بلکہ پر قناعت کر لیتی ہے۔ شریفوں سے جنگ کے دوران میں ہماری قوم نے اپنے بادشاہ

اس سلسله میں اخبار پیپل لندن کے نامه نگار نے اوس سے ملاقات کي تهي - اس ملاقات کے حالات یه هیں - نامه نگار لکهتا هے :

" یه کوئي تعجب کی بات نه تهي که وه مجهے نه پهچان سکي - اور واقعة تو یه هے که میں خود بهي مشکل سے اس بات پر یقین کرنے کیلیے تیار تها که حسین لباس میں یه ملبوس حسینه وهي پریشان سفید روح هے ، جسے میں نے اب سے دو سال پہلے عدالت میں دیکها تها - آج اوس کے رنگین ، روشن ، ترو تازه چهره ، اور باوقار حرکات میں کہیں بهی ان خطروں اور اندیشوں کا پته نه تها جنهوں نے اسے اپنے شهزاده شوهر کے قتل پر مجبور کردیا تها "

" تمام دنیا کي طرح میں نے بهي سنا تها که مرحوم فهمي بے کي جائداد جو دو سے پانچ ملین فرانک کے درمیان هے ، اوسکي دو بهنوں اور چچا کو مل گئي هے - اسکا یه فیصله که اب وه خود قاهره جاکر یه دعوی ازسر نو پیش کریگي ، میرے لیے ایک حیرت انگیز خبر تهي "

" میں نے دریافت کیا " آخرکس چیز نے اپ کو اس بات پر آماده کیا هے ؟ "

" اوس نے جواب دیا " وه کهتے هیں ، جب تک میں بذات خود دعوی پیش نه کروں ، سماعت نهیں هو سکتي - اسلیے میرے پاس قاهره جانے کے سوا اور چاره کار کیا هے ؟ "

" لیکن مجهے یاد تها که اس سے پہلے تین مرتبه بیگم فهمي نے قاهره جانے سے انکار کردیا تها ، اور اسکے وجوه میں ایک وجه یه بهي بتلائي گئي تهي که وه خائف هے - میں نے اس کي طرف اشاره کیا تو وه هنسي اور پهر مسکراتے هوے جواب دیا " میں اور خوف ! میں مصر میں کسي سے نهیں ڈرتي - مصري میرے دوست هیں - شریف هیں " اس نے اپنے بازو پر سے کپڑا هٹا کر بتایا که اس کا هاتهه زخمي تها ، اس لیے وه قاهره جانے کے قابل نه تهي - اس نے یقین دلایا که اب وه پہلے اسپین جائیگي ، وهاں سے سیدها مصر پهنچیگي - یه کهتے هوے اس نے ایک خاص انداز سے اپنا هاتهه اٹهایا ، اور اس کي آنکهوں میں ایک عجیب روشني پیدا هوگئي - قاهره کا مصري انصاف اس کے لیے کوئي خوفناک چیز نهیں هے - جو قاضي ان آنکهوں سے متاثر هوے بغیر رهیگا ، اس کے متعلق سمجهه لینا چاهئے که اس کے سینه میں دل کي جگه یقیناً پتهر کا ٹکڑا هوگا - اس رعنائي کے باوجود بیگم فهمي تین شادیاں کرچکي هے ، اور اس کي ایک هفده ساله لڑکي بهي موجود هے ! "

" بیگم فهمي کو اس بات کا یقین هے که وه قاهره میں اپنا مقدمه جیت لے گي - اس نے مجهے بتایا که حال هي میں اس نے ایک مقدمه جیتا هے - وه مقدمه ایک ڈریس کیس (صندوق آرائش) کے متعلق تها جس کي قیمت ۴ هزار پونڈ هے - یه بکس ان دو بکسوں میں سے تها جو شادي سے کچهه دن قبل شهزاده فهمي بے کے لیے بنائے گئے تهے - ایک سیاه کچهوے کي کهال کا اس کے لیے ، دوسرا زرد رنگ کا اس کي منسوبه کے لیے - حادثۀ قتل کے بعد فهمي بے کي بهن نے اس بکس کے لیے مقدمه دائر کیا - بیگم فهمي اس کے لیے لڑي اور بالاخر کامیاب هوگئي - اس نے کها " یه مقدمه اِس لیے نه تها که وه بکس بهت قیمتي تها ، بلکه یه اصول کا سوال تها - اس نے یه بکس مجهے دیا تها - اور میرے لیے ضروري تها که میں اسے حاصل کروں " آپ کو یه سن کر متعجب نه هونا چاهئیے که بیگم فهمي نے اپني چوتهي شادي کا خیال ترک نهیں کیا هے ، اگرچه اس میں عجلت نهیں هے "

ڈاک کي تاریخ

یورپ کے ڈاکخانوں کي بین الاقوامي مجلس کا ایک اجلاس حال میں به مقام هالینڈ منعقد هوا تها - اس سلسله میں ڈاک کے موجوده طریقه کي تاریخ بهي بیان کي گئي جس کا خلاصه حسب ذیل هے :

" قدیم زمانه میں خطوط کي آمد و رفت کے مختلف طریقے تهے - ڈاک کا محکمه زیاده تر بادشاهوں کي خدمت کیلیے تها - بادشاه اپنے خطوط ، فرمان ، اور احکام اپنے عهده داروں اور دوستوں کو بهیجا کرتے تهے - محکمۀ ڈاک یه تها که کچهه لوگ خطوط لیکر گهوڑوں اور اونٹوں وغیره سواریوں پر سفر کیا کرتے تهے -

مصریوں نے اپني ترقي کے زمانه میں ڈاک کا باقاعده انتظام کیا - مصریوں سے یه چیز رومانیوں نے لي - شهنشاه اگسٹس کے زمانه میں سلطنت روم میں ڈاک کا آغاز هوا -

ساتویں صدي عیسوي میں فرانس میں ڈاک کو رواج دیا گیا - لیکن چونکه یه زمانه فرانس میں سخت بد امني کا زمانه تها ، اس لیے یه انتظام کامیاب نه هوا اور جلد موقوف هوگیا - چارلس اول نے بعد میں ڈاک کا محکمه ازسرنو قائم کیا تاکه اسکي وسیع سلطنت میں مواصلات کي آساني هو - مگر زیاده عرصه وه بهي قایم نه ره سکا -

آخر سنه ۱۴۶۴ع میں لوي چاردهم نے اسکا پهر آغاز کیا اور ڈاک کا انتظام پوري هوشیاري اور مضبوطي سے قائم کر دیا - سولهویں صدي میں فرانس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈاکخانوں کا جال پهیل گیا تها ، اور هر شخص کو حق حاصل هوگیا تها که جب چاهے ، اپنے خطوط ڈاک کے ذریعه بهیج دے - سنه ۱۶۲۷ع میں خط نویسي کے قواعد اور شروط مقرر کیے گئے - سنه ۱۶۲۹ - سے مني آرڈر بهي ڈاکخانوں میں لیے جانے لگے -

ڈاک کے ٹکٹ سب سے پہلے سنه ۱۶۵۳ع میں فرانس میں ایجاد هوئے - لیکن تهوڑي مدت بعد انکا استعمال ترک کر دیا گیا اور لوگ انهیں بهول گئے - سنه ۱۸۲۳ع میں ڈنمارک کے سرکاري اخبار میں ایک مضمون شائع کرکے حکومت کو توجه دلائي گئي که ڈاک کے ٹکٹ استعمال کیے جائیں - مگر اس پر توجه نهیں کي گئي - سنه ۱۸۳۹ع میں انگریزوں نے اسکي ضرورت محسوس کي - اسکے بعد باقي سلطنتوں نے بهي انکي تقلید کي - ذیل کے نقشه سے معلوم هوگا که دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کب سے ڈاک کے ٹکٹ جاري هوئے هیں :

انگلستان		—	سنه ۱۸۳۹
بلجیم	۳	نومبر	سنه ۱۸۴۷
فرانس	۱	جنوري	سنه ۱۸۴۸
اسپین	۲	مارچ	سنه ۱۸۴۸
سوئٹزر لینڈ	۱۴	اپریل	سنه ۱۸۴۹
پروشیا	۱	جنوري	سنه ۱۸٥۰
آسٹریا	۱	ایضاً	ایضاً
ڈنمارک	۱٥	ایضاً	ایضاً
اٹلی	۱	ایضاً	سنه ۱۸٥۱
هالینڈ	۱	ایضاً	سنه ۱۸٥۲
ناروے	۱	ایضاً	سنه ۱۸٥٥
یونان	—	اکتوبر	سنه ۱۸۶۱
ٹرکي	۳	مئی	سنه ۱۸۶۶
مصر	۱٥	دسمبر	سنه ۱۸۶۶

لکھا۔ محمد کا جواب حسب ذیل تھا:

"اُس خدا کا ہزار ہزار شکر جسنے تمھیں اور تمھاری دعوت کو عزت بخشی! ابھی تمھارے بہت آدمی قتل ہونا باقی ہیں!"

اسد بن عبداللہ، شیعوں پر بہت سخت تھا۔ اپنی پہلی حکومت میں وہ جس قدر تشدد اُن پر کر سکا، کیا۔ معزول ہونے کے بعد جب دوبارہ والی گورنر ہوا تو اور بھی زیادہ ظلم و جور کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۸ ہجری میں اُسنے خراسان کے تقریباً تمام داعی گرفتار کر لئے۔ بہتوں کو قتل کیا۔ بہت سے قید کر دیئے۔

شیعی دعوت کے نقبا و دعاۃ: سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم، موسیٰ بن کعب، لاہز بن قریظ، خالد بن ابراہیم، طلحہ بن زریق وغیرہم جب اُس کے سامنے پیش کئے گئے تو بہت غضبناک ہو کر چلایا:

"اے فساق! کیا خدا نے فرمایا نہیں ہے کہ "گزشتہ کو اللہ نے معاف کیا۔ البتہ جو کوئی بدی کی طرف دوبارہ لوٹے گا، خدا اُس سے سخت انتقام لے گا"؟

سلیمان بن کثیر نے کہا "میں بولوں یا خاموش رہوں؟"

کہنے لگا "بول"

سلیمان نے کہا "واللہ ہماری مثال بالکل یہ ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

لو بغیر الماء حلقی شرق   کنت کالغصان بالماء اعتصاری

پھر اُسنے کہا:

"اے امیر! آپ ہمارا قصہ جانتے ہیں؟ واللہ آپ بچھوؤں کو شکار کھلوا رہے ہیں۔ ہم آپ ہی کی قوم (یمن) کے آدمی ہیں۔ مضری ہمارے دشمن ہیں، کیونکہ ہم اُنکے ہم قوم قتیبہ بن مسلم (والی خراسان) کے سخت مخالف تھے۔ محض انتقام کے خیال سے اُنھوں نے ہم پر یہ تہمت لگائی ہے"

حاکم نے اِن کا جواب معقول سمجھا اور انھیں رہا کر دیا۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اُسوقت قبائل کی عصبیت کس حد تک پہنچ چکی تھی؟ سنہ ۱۲۰ھ میں اسد بن عبداللہ نے انتقال کیا اور شیعوں نے اطمینان کی سانس لی۔

اِس کے بعد عالم اسلامی میں دو ایسے انقلاب پیدا ہوئے جنھوں نے شیعوں کے لئے کامیابی کی راہ باز کر دی اور اُن کے دشمن کی تباہی کا سبب بنے۔ اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) خاندان بنی اُمیہ میں ایسی پھوٹ پڑی کہ کسی طرح دور نہ کی جا سکی۔ باہمی خانہ جنگی کا دروازہ یزید بن الولید بن عبدالملک بن مروان نے کھولا۔ یزید نے اپنے عم زادے ولید بن یزید بن عبدالملک کے خلاف سر اُٹھایا، اُسے فسق و فجور اور کفر و الحاد سے متہم کیا۔ ایک گروہ نے اُس کا ساتھ دیا اور وہ کامیاب ہو گیا۔

اُس کی کامیابی دیکھ کر دوسرے طامعوں کے حوصلے بھی بڑھ گئے چنانچہ مروان بن محمد بن مروان مسند خلافت کی طرف بڑھا اور اُس پر متمکن ہونے کی جد و جہد شروع کر دی۔ مروان، جزیرہ اور ارمینیہ کا حاکم تھا۔ ایک بڑی فوج اُس کے ہاتھ میں تھی۔ مقتول ولید کے خون کا اُسنے دعویٰ کیا اور اپنی جنگی قوت سے خلافت پر قابض ہو گیا۔ مگر اُس کی کامیابی نے فتنہ و فساد کا استیصال نہیں کیا۔ بلکہ مزید فتنوں کے دروازے کھل گئے۔ یہ بات نہ تھی کہ بنی امیہ اِس خانہ جنگی کے مہلک نتائج سے بالکل غافل تھے۔ اُن کے عقلا خوب سمجھتے تھے کہ یہ بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ چنانچہ اُن کا ایک شاعر کہتا ہے:

انی اعیذکم باللہ من فتن   مثل الجبال تسامی ثم تندفع
لا تبقرن بایدیکم بطونکم   فثم لا حسرۃ تغنی ولا الندم

مگر جب ایک مرتبہ فتنہ و فساد پھیل جاتا ہے تو آسانی سے دور نہیں ہوتا۔

(۲) خراسان میں قومی عصبیت کا ظہور اور عرب قبائل کی باہمی منافرت میں ترقی۔ معلوم ہے عرب دو بڑی قسموں پر بٹے ہوئے ہیں: قحطان اور نزار۔ عرب کی قدیم ریاست و سیادت، یمن یا قحطان کے ہاتھ میں تھی لیکن اسلام نے آکر نزار کو بلند کر دیا اور عربی زعامت اُن کے قبضہ میں آگئی۔ ایک مدت تک جاہلی عصبیت مفقود رہی۔ اسلام نے تمام عربوں کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ لیکن جب فتنہ و فساد کی آندھیاں چلیں تو سیاسی اغراض سے امرا و حکام نے یہ عصبیت از سر نو زندہ کرنا شروع کی، اور وہ خراسان میں پوری قوت سے زندہ ہو گئی۔

چنانچہ پہلے قحطانیوں اور نزاریوں میں پھوٹ پڑی۔ اول الذکر کا سرگروہ جدیع بن شبیب تھا اور آخر الذکر کا نصر بن سیار، والی خراسان۔ پھر خود نزاریوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ ربیعہ اور مضر کی الگ الگ جماعتیں بن گئیں۔ ربیعہ کی اکثریت شیبان بن سلمہ حروری کے ساتھ تھی اور وہ خلافت سے باغی تھا۔

یہ اختلاف صرف، افکار و آرا کا اختلاف نہ تھا۔ اس نے جنگ کی صورت اختیار کی۔ نزاریوں کو شکست ہوئی۔ قحطان غالب آئے۔ قحطانیوں نے نصر بن سیار کو ملک سے نکال دیا اور قبائل مضر کے گھر گرا دیئے۔ اسی پر ایک مضری عورت کہتی ہے:

لا بارک اللہ فی انثی و عذبہا   تزوجت مضریا آخر الدہر

اسی زمانہ میں محمد بن علی، امام شیعہ نے انتقال کیا۔ وفات سے پہلے اُنھوں نے اپنا جانشین اپنے بیٹے ابراہیم کو قرار دیا اور شیعوں کو اس کی اطلاع دیدی۔ چنانچہ اب ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لئے دعوت شروع ہوئی۔

ابو مسلم خراسانی

ابراہیم بن محمد زیادہ خوش نصیب تھا۔ اُس کے بر سر دعوت آتے ہی ایک اولو العزم اور بہادر نوجوان اُس کے زیر علم آگیا۔ اس کا نام ابو مسلم خراسانی تھا۔ اصل میں یہ شخص عیسیٰ بن معقل عجلی کا غلام تھا۔ بکیر بن ماہان، کوفہ کے شیعی داعی اکبر نے اُسے خرید لیا اور شیعی تعلیم و تربیت پر اُس کی نشو و نما ہوئی۔ یہ سب سے پہلے سنہ ۱۲۴ھ میں محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اب ابراہیم بن محمد سے پوری طرح وابستہ ہو گیا۔

اس کے بشرے ہی سے عزم و حزم اور غیر معمولی ذہانت و شجاعت کے آثار ظاہر تھے۔ خراسان کے شیعوں کو ٹھیک ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی۔ کیونکہ عمل کے لئے زمین تیار ہو چکی تھی۔ بنی امیہ میں خانہ جنگی شروع تھی۔ خراسان میں عربی قبائل باہم کٹے مرتے تھے۔

ابراہیم بن محمد، بڑا ہی دانشمند تھا۔ اُس کی دوربین نظریں ابو مسلم پر پڑیں۔ فوراً معلوم کر لیا کہ اِس عجمی غلام میں کیسی محیر العقول قوتیں پنہاں ہیں۔ چنانچہ اُسے خراسان روانہ کر دیا، اور وہاں کے شیعوں کو حکم بھیجا کہ ابو مسلم کی پوری پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ میں نے اُسے خراسان کا حاکم مقرر کیا ہے۔

ابراہیم بن محمد نے ابو مسلم کو رخصت کرتے ہوئے حسب ذیل وصیت کی تھی:

"اے عبدالرحمٰن! تو ہم اہل بیت ہی میں سے ایک آدمی ہے۔ لہٰذا میری وصیت پر عمل کر۔ دیکھ قبائل یمن کی عزت کرنا۔ اُنھی میں آ رہنا۔ اُنھی پر بھروسہ کرنا۔ کیونکہ یہ معاملہ اُنھی کے ہاتھوں انجام پائیگا۔ قبائل ربیعہ سے بہت ہوشیار رہنا۔ یہ دغا باز لوگ ہیں۔ قبائل مضر، آستین کے سانپ ہیں۔ ادنیٰ سے شبہ پر بھی اُنھیں قتل کر ڈالنا۔ ہرگز کوئی نرمی اُن کے ساتھ نہ کرنا۔ اگر تجھ سے یہ ممکن ہو کہ خراسان میں ایک زبان بھی عربی باقی نہ رہے تو ایک بھی باقی نہ رکھ۔ ۵ بالشت کے بچے پر بھی اگر تجھے شبہ ہو جائے تو فوراً قتل کر ڈالنا۔ سلیمان بن کثیر (خراسان کے داعی اکبر) سے ہمیشہ مشورہ لینا اُس کی نافرمانی نہ کرنا۔ اگر کوئی مشکل آ پڑے تو اُسی کی رائے پر عمل کرنا"

ابو مسلم سنہ ۱۲۸ھ میں خراسان پہونچا۔ یہاں عربوں کی حالت ازحد زبوں ہو رہی تھی۔ اُسنے پوری عقل و دانش سے کام شروع کیا۔ ایک سال کے بعد وہ شیعوں کی ایک بڑی جماعت لے کر امام (ابراہیم بن محمد) کی ملاقات کو روانہ ہوا۔ لیکن راستہ ہی میں امام کا قاصد ملا "واپس جاؤ اور کام شروع کر دو"۔ نیز امام نے ایک علم بھی بھیجا۔ اِس کا نام "رایۃ النصر" (فتح کا جھنڈا) تھا۔

دورِ عمل

ابو مسلم لوٹا اور مرو کے ایک گاؤں "سفیذنج" میں اُترا۔ یہاں اُسنے اپنے داعی ہر طرف پھیلا دئے کہ شیعوں کو جمع کریں۔ چنانچہ ہر طرف سے لوگ جوق جوق آنا شروع ہو گئے۔ یہ رمضان ۱۲۹ھ کا واقعہ ہے۔

۲۵ رمضان کو اُسنے امام کا بھیجا ہوا "رایۃ النصر" بلند کیا۔ یہ چودہ گز بلند تھا۔ اُسوقت ابو مسلم یہ آیت تلاوت کر رہا تھا "اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا، و ان اللہ علی نصرہم لقدیر"! اُسنے اور اُس کے ساتھیوں نے سیاہ لباس پہن لیا جو بعد میں عباسیوں کا سرکاری لباس قرار پایا۔

پہلا کام اُسنے یہ کیا کہ گاؤں کے قلعہ کی مرمت کی اور اُسمیں مقیم ہو گیا۔ رمضان کے بعد عید الفطر آئی۔ ابو مسلم نے اپنے لشکر میں نماز قائم کی۔ سلیمان بن کثیر کو امام بنایا اور حکم دیا کہ نماز بغیر اذان و اقامت کے خطبہ سے پہلے شروع کرے۔ بنو امیہ کا عمل اس کے خلاف تھا۔ وہ خطبہ و اذان سے شروع کرتے تھے اور نماز کے لئے اقامت بھی کہی جاتی تھی۔ نیز یہ حکم دیا کہ نماز میں مسلسل ۹ تکبیریں کہی جائیں، برخلاف بنی امیہ کے جو پہلی رکعت میں ۴ تکبیریں کہتے تھے اور دوسری میں تین تکبیریں۔ نماز کے بعد ابو مسلم نے اپنی فوج کو پُر تکلف دعوت کھلائی۔

اس کے بعد ابو مسلم نے نصر بن سیار خراسان کے اموی والی کو خط لکھا۔ یہ خط، ابو مسلم کی ذہانت، بلاغت، اور اولو العزمی کا بہترین ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اُس میں ابو مسلم نے خود کچھ بھی نہیں لکھا تھا۔ صرف قرآن کی یہ آیت لکھدی تھی۔ مگر اِس آیت نے وہ اثر پیدا کیا، جو بڑی سے بڑی تحریر بھی پیدا نہیں کر سکتی تھی:

ابو مسلم کا خط یہ تھا:

"اما بعد، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک قوم کی مذمت میں فرمایا ہے: "واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءہم نذیر لیکونن اہدی من احدی الامم، فلما جاءہم نذیر ما زادہم الا نفورا، استکبارا فی الارض و مکر السیئ! ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ، فہل ینظرون الا سنۃ الاولین؟ فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا"

نصر بن سیار سے اِس کے سوا کوئی جواب نہ بن پڑا کہ اپنے غلام یزید کی قیادت میں ایک بڑی فوج بھیجدی۔ ابو مسلم نے مالک بن الہیثم خزاعی کو مقابلہ پر روانہ کیا۔ مقام "آلین" میں پہلی جنگ برپا ہوئی مگر شیعہ فتح یاب ہوئے۔ دشمن کا سپہ سالار یزید زخمی ہو کر قید ہو گیا۔ ابو مسلم نے اُس کا علاج کرایا۔ تندرست ہو جانے پر اُس سے کہا "یا تو ہماری دعوت میں شریک ہو جاؤ۔ یا اپنے آقا کے پاس لوٹ جاؤ۔ مگر اِس قسم کے ساتھ کہ ہم سے آئندہ نہ لڑو گے اور ہماری نسبت دروغ بیانی نہ کروگے۔ بلکہ ہماری حالت ہمیشہ وہی بیان کروگے جو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو"

یزید نے واپسی پسند کی۔ نصر نے اُسے دیکھا تو بہت خفا ہوا۔

کا جس ہمت و بسالت اور جانبازی سے بول بالا کیا، وہ میرے قول کا بالکل تازہ ثبوت ہے"

"حجاز سے جنگ کا سبب کیا ہوا؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں" سلطان نے فوراً جواب دیا "میں بقسم کہتا ہوں کہ میں حجاز سے ہرگز جنگ کرنے کا خواہش مند نہ تھا۔ لیکن خود شریف حسین نے مجھے جنگ پر مجبور کر دیا۔ اُسنے صرف یہی نہیں کیا کہ نجدی حاجیوں کے لئے مصیبت پیدا کر دی، بلکہ دنیائے اسلام کے تمام حاجیوں کی زندگی خطرے میں ڈال دی تھی۔ ہم مدتوں یہ صورت حال صبر جمیل کے ساتھ برداشت کرتے رہے اور اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا۔ مگر شریف حجاز کی سرکشی اور جرأت برابر بڑھتی ہی چلی گئی۔ ہمنے بارہا نتائج بد سے ڈرایا! مگر اُنھیں ذرا بھی نصیحت نہ ہوئی۔ بلکہ اُلٹے اُن کا جبر و تکبر برابر زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔ نہایت ہی تحقیر اور بے رحمی سے ہمیں ستانا شروع کر دیا۔ آخر ہمارا بھی پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور ہم نے اپنی فوج حجاز کی طرف بڑھائی۔ آپ جب کبھی میری زبان سے لفظ "فوج" سنیں تو اُس سے یہی بہادر بدّو قوم سمجھئے جو آپ اپنے گرد یہاں دیکھ رہے ہیں۔

"ہم نے فوج کشی تو کر دی مگر ہمیں پورا یقین تھا کہ ہماری غرض صرف حجاز کی ظالموں سے تطہیر، حجاج کے لئے قیام امن اور مسلمانوں کے جان و مال کی حمایت ہے۔ ہمیں ہرگز خیال نہ تھا کہ ہم حجاز فتح کرتے اور اپنی سلطنت و قوت بڑھانے جا رہے ہیں۔

"ہم خوب جانتے تھے کہ اہل حجاز کی روایات اور عقائد ہماری روایات اور عقائد سے مختلف ہیں۔ اُس ملک میں قتل و سلب و نہب کے ایسے قوی جتھے موجود ہیں کہ اُن کا قلع قمع بہت مشکل ہے۔ وہاں کے باشندوں میں ویسی تبدیلی، جیسی ہم نے نجدیوں میں کر دی ہے، ناممکن سی نظر آتی تھی۔

"مزید برآں ہم سمجھتے تھے کہ حجاز کا قبضہ ہمارے لئے بے شمار مشکلات پیدا کر دے سکتا ہے۔ بعض یورپین سلطنتوں کو ہمارے معاملات میں مداخلت کا موقعہ مل سکتا ہے۔ لیکن ان تمام اندیشوں کے باوجود ہم نے حریف کی مبارزت طلبی کا جواب دیا اور میدان میں کود پڑے۔ چونکہ ہماری غرض اور نیت بالکل نیک تھی، اس لئے ہم نے کسی اندیشے کی بھی پروا نہ کی اور وہ کرنے پر آمادہ ہو گئے جسے ہم دیانتاً اپنا فرض سمجھتے تھے۔

"مجھے یقین ہے کہ اسی نیک نیتی نے ہمیں کامیاب کیا۔ یہ جنگ کچھ زیادہ دیر پا نہیں ہوئی۔ ایک ہی یلغار میں دشمن کا خاتمہ ہو گیا۔ شریف کی حکومت اچھی نہ تھی۔ تمام حجاز اُس سے نالاں تھا۔ یہی سبب ہے کہ باشندوں نے اُس کی ذرا بھی مدد نہیں کی۔ اسی قدر نہیں بلکہ ہر جگہ ہمارا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ اکثر جنگی نقطے ہمیں بغیر جنگ کے مل گئے۔

"ہم نے ابھی شریف اور شریفیوں کو بھگایا ہی تھا، اور باشندوں کو اپنے مقاصد سے آگاہ ہی کرنے پائے تھے کہ اُن کے اہل الحل والعقد نے جمع ہو کر ہم سے اُن کی بیعت قبول کرنے کا مطالبہ کیا۔ ہم نے بھی دیکھا کہ حجاز اور حرم بیت اللہ کی مصلحت اسی میں ہے کہ ہم بیعت قبول کر لیں اور حجاز پر دین الٰہی اور سنت نبوی کی حکومت قائم کر دیں۔ چنانچہ ہم نے پورے غور و فکر کے بعد حجاز کی بادشاہت منظور کر لی"

"حجاز کے نظام حکومت میں اعلیٰ حضرت نے کیا تبدیلی کی ہے؟" میں نے دریافت کیا۔

"حکومت حجاز کا بنیادی نظام، علیٰ حالہٖ قائم ہے" سلطان نے جواب دیا "ہم نے اُس میں کوئی تبدیلی نہیں کی حتیٰ کہ ہم نے بہ مطابق عہدے دار بھی باقی رکھے ہیں جن میں دیانت و اخلاص کی صفات نظر آئیں۔ ہم نے جو کچھ تبدیلی کی ہے وہ صرف یہ ہے کہ شریف حسین کے من گھڑت قوانین اُٹھا دئے ہیں اور اُن کی جگہ احکام شریعت م[...] قائم کر دئے ہیں۔ تمام باشندوں نے یہ تبدیلی بڑی ہی مسرت سے قبول کی ہے، رہی یہ بحث کہ یہ تبدیلی مفید ہوئی یا مضر؟ تو خود اپنی آنکھوں سے آپ حجاز میں اس کا جواب دیکھ لیں گے۔ اسوقت سرزمین حجاز میں پورا پورا امن قائم ہو چکا ہے اور ہر طرح کی بدامنی اور شورش کا قطعی انسداد کر دیا گیا ہے"

"اعلیٰ حضرت نے ابھی فرمایا کہ فتح حجاز سے بعض یورپین سلطنتوں کی مداخلت کا احتمال تھا۔ "بعض سلطنتوں" سے آپکی مراد کون سلطنتیں ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

سلطان نے جواب دیا:

"آپ جانتے ہیں کہ اکثر دول یورپ، خصوصاً انگلستان، اسلامی قوموں پر حکومت کر رہی ہیں۔ یہ اپنے حجاج کی حمایت کے بہانے سے مداخلت کے موقعے نکال سکتی تھیں۔ لیکن میں مسرت کے ساتھ اس واقعہ کا اظہار کرتا ہوں کہ اب تک کسی یورپین سلطنت نے اس طرح کی جرأت نہیں کی ہے۔ میں برطانیہ کی خاص طور پر تعریف کروں گا کہ اُسنے معاملہ فہمی سے کام لیا اور کسی قسم کی مداخلت کا ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ دوستانہ تعلقات اُسی وقت تک قائم رہ سکتے ہیں جب تک باہمی احترام اور حقوق کی رعایت موجود ہے"

"خلافت کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی کیا رائے ہے؟ کیا اس منصب کے لئے سعی مناسب نہیں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"میں اس اہم مسئلہ میں اظہار خیال مناسب نہیں سمجھتا" سلطان نے مسکرا کر کہا "بہت سے اسباب ایسے موجود ہیں کہ میں اس بارے میں گفتگو بہتر خیال نہیں کرتا۔ میری قوم کے سامنے کچھ شرعی امور و اعتبارات بھی موجود ہیں۔ آداب مجلس کا اقتضاء یہ ہے کہ میں آپکے سامنے*

---

* کوئی اظہار خیال نہ کروں۔ مسئلۂ خلافت، تمام عالم اسلامی کا مسئلہ ہے۔ تمام مسلمانوں ہی کو حق ہے کہ اس پر غور کریں۔ مجھ کو اس منصب کی ہرگز کوئی طلب نہیں ہے"

تاریخ و عبر

تاریخ اسلام کا نفسیاتی مطالعہ

عہد اُمیّہ کا خاتمہ اور عباسیہ کی تاسیس

تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد کے سیاسی و داعی محرکات

◆

(۲)

ہاشمی خلافت کی دعوت دو ممتاز دَوروں پر منقسم ہے:

پہلا دَور پُرامن دعوت کا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب اموی خاندان باہم متحد تھا، ابو مسلم خراسانی، ہاشمی دعوت میں شریک نہیں ہوا تھا اور خراسانی فوج میں قومی عصبیت نے ظہور نہیں کیا تھا۔ ۲۷ سال تک یہ دَور قائم رہا۔ دوسرا دَور، قوت و تشدد کے ساتھ دعوت کا دَور ہے۔ اسے دَور عمل کہہ سکتے ہیں۔ دونوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

دَور اوّل

(سنہ ۱۰۰ھ سے سنہ ۱۲۷ ہجری تک)

اس زمانے میں مبلغ و داعی، خراسان کے علاقوں میں سوداگر بن کر دَورہ کرتے اور خفیہ دعوت پھیلاتے تھے۔ اُن کا مرکز کوفہ میں تھا۔ اپنی کارگزاریوں کی روداد وہاں بھیجتے تھے۔ کوفہ سے خبریں حمیمہ پہنچتی تھیں جہاں سرگروہ دعوت، محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس مقیم تھے۔

خراسان میں سب سے پہلے اُن کا راز سنہ ۱۰۲ھ میں کھلا، قبیلۂ تمیم کا ایک شخص والی خراسان سعید بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور کہا "یہاں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو بری باتیں کرتے ہیں"

سعید نے اُنھیں فوراً طلب کیا:

"تم کون؟" اُسنے سوال کیا۔

"سوداگر" اُنھوں نے جواب دیا۔

"یہ تمھاری نسبت کیسی شکایت ہے؟" حاکم نے کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم" اُن کا صاف جواب تھا۔

"تم کوئی دعوت لے کر آئے ہو؟" والی نے پوچھا۔

"ہمیں اپنی تجارت کی فکروں ہی سے چھٹی نہیں۔ دعوت کیا پھیلائینگے؟" اُنھوں نے سادہ لوحی سے جواب دیا۔

حاکم نے ضمانت طلب کی۔ ربیعہ اور یمن کے لوگوں نے آکر ضمانت کر لی۔

"ہم انھیں خوب جانتے ہیں" اُنھوں نے کہا "ہم ان کی نیک چلنی کے ضامن ہوتے ہیں"

حاکم نے مطمئن ہو کر اُنھیں چھوڑ دیا۔

سنہ ۱۰۵ھ میں اس خفیہ انجمن کو ایک نئی قوت حاصل ہوئی۔ بکیر بن ماہان نامی ایک امیر کبیر اُس میں شامل ہو گیا اور اپنی تمام دولت اس پر وقف کر دی۔ اُسی اثنا میں کوفہ کا داعی اوّل میسرہ فوت ہو گیا۔ محمد بن علی نے نہایت دُور اندیشی سے اس مرکز کے لئے ابن ماہان کو منتخب کیا اور اُس کے ذریعہ بہت فائدہ حاصل کیا۔

شیعان بنی ہاشم پر پہلی مصیبت، اسد بن عبداللہ القسری کے ہاتھوں نازل ہوئی۔ یہ بنی امیہ کا خراسان میں والی تھا سخت بے رحم اور سفاک تھا۔ جاسوسوں نے اُسے اس گروہ کی خبر دی چند آدمی گرفتار ہوئے اور ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد اُنھیں سولی پر چڑھا دیا۔ انہی میں ایک عمار العبادی بھی تھا۔ مگر وہ کسی طرح بچ نکلا اور کوفہ میں آکر بکیر بن ماہان کو یہ منحوس خبر سنائی۔ بکیر نے محمد بن علی کو

بریدِ شرق

مکتوبِ مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

سعد پاشا زغلول کی زندگی پر ایک نظر

مصر میں اسوقت مرحوم زغلول پاشا کے ذکر کے سوا کوئی ذکر اہمیت نہیں رکھتا۔ قوم اب تک ماتم کر رہی ہے اور نہیں معلوم کب تک کرتی رہے گی۔ پچھلے ہفتہ ایک مفصل مکتوب، اُن کی وفات پر ارسال کر چکا ہوں۔ لیکن یہ عظیم شرقی رہنما ایک مکتوب سے زیادہ ہماری توجہ کا مستحق ہے۔ میں چاہتا ہوں آج مرحوم کی سیاسی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالوں۔

زندگی کی پہلی مہم

سعد پاشا کی پوری زندگی، غیر معمولی شجاعت و جرأت کے کارناموں سے لبریز ہے۔ اُنھوں نے ابتدائی تعلیم و تربیت، جامع ازہر میں پائی۔ ازہر اُن کے زمانے میں۔ اور اب تک۔ مصر کی سب سے بڑی اور سب سے قدیم تعلیم گاہ ہے۔ اُس کی حالت اگرچہ مدت سے زبوں ہے، مگر کم آدمی تنقید کی جرأت کر سکتے ہیں۔ سعد نے یہی نہیں کیا کہ آغازِ عمر ہی میں ازہر کی علی الاعلان مذمت کی، بلکہ انتہائی شجاعت سے، اس تعلیم گاہ کو اُس کی جملہ خصوصیات سے علیحدہ ہوگئے۔ اُنھوں نے ازہر کا لباس ترک کر دیا اور جدید وضع کا لباس اختیار کرکے ازہر کی جماعت سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہوگئے۔ یہ اُن کی زندگی کی پہلی مہم تھی اور بہت سخت تھی۔

عجیب جرأت

سرکاری ملازمت کے زمانے میں اُنھوں نے کبھی حکام کی خوشامد نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ اُن سے ایک طرح کی مخاصمت جاری رہی۔ وہ اطاعت اور خوشامد چاہتے تھے۔ اِن کی غیور طبیعت اس کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ حتیٰ کہ وزارت کے عہدے پر پہنچنے کے بعد ایک مرتبہ خود عباس حلمی پاشا، خدیوِ مصر سے سخت تکرار ہوگئی۔ انھوں نے ایک لائحۂ عمل طیار کیا تھا۔ خدیو نے اُسے پسند نہیں کیا۔ دونوں میں بحث شروع ہوگئی۔ خدیو نے خفا ہوکر غصہ سے میز پر ہاتھ مارا۔ سعد کا بلا پس و پیش جواب یہ تھا کہ اُنھوں نے بھی میز پر گھونسہ مار دیا، اور اتنی آواز بلند ہوئی کہ مصر کے فرمانروا کے گھونسے سے بھی بلند نہ ہوئی تھی۔

وکالت کا پیشہ

وکالت کا پیشہ بھی اُنھوں نے اسی طرح اختیار کیا۔ وہ باضابطہ وکیل نہ تھے۔ تاہم اُنھوں نے اپنی شجاعت و جرأت سے کام لیا اور اِس پیشہ میں خلافِ قاعدہ داخل ہوگئے۔ حکومت نے مخالفت کی مگر وہ سب مخالفتوں پر غالب آئے اور وکیل بن بیٹھے۔ اِس کے بعد ان کی قانونی قابلیت کی وہ دھوم ہوئی کہ عدالتِ عالیہ کے جج مقرر ہوئے پھر محکمۂ عدالت کے وزیر بنائے گئے۔

لارڈ کرومر کی پیشین گوئی

اُن کی یہی جرأت و شجاعت دیکھ کر لارڈ کرومر نے پیشین گوئی کی تھی: "آیندہ، سعد زغلول، مصر کے سب سے بڑے آدمی اور سیاسی رہنما بنیں گے" واقعات نے یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت کر دی۔

سیاسی زندگی کا آغاز

سعد پاشا کی زعیمانہ سیاسی زندگی، درحقیقت، نومبر ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب جنگِ عمومی کی ہولناکیوں نے برطانیہ کو شیر ببر کی کمال اژدہا ذی بنا دی تھی۔ وہ ہیبت و دبدبہ تھا کہ کسی کو نظر اُٹھانے کی بھی جرأت نہ رہی تھی۔ خصوصاً مصر میں جہاں جنگی قانون نافذ تھا اور برطانیہ نے غاصبانہ ملک کا الحاق کر لیا تھا۔ مگر سعد زغلول نے منبر عام پر کھڑے ہوکر انتہائی شجاعت سے بانگِ دہل انگریزی قبضہ کے خلاف آواز بلند کی، اور مصر کی موجودہ سیاسی بیداری کا سنگِ بنیاد رکھ دیا۔

مرحوم نے اپنی اِس پہلی سیاسی تقریر میں کہا تھا:

"ہمارا ملک خودمختار ہے۔ ۱۸۴۰ء کے معاہدۂ لندن میں اُس کا اعتراف کیا جا چکا ہے۔ جنگ کے زمانے میں جو سیاسی تبدیلی کی گئی ہے، اِس کا ذکر بالکل بے کار ہے۔ کیونکہ تمام علمائے قانون کا متفقہ فیصلہ ہے کہ "حمایۃ" (پروٹیکٹریٹ) کا وجود اُسی وقت ہو سکتا ہے جب ایک قوم دوسری قوم سے اُس کی حمایت میں رہنے کی خواہش کرے لہٰذا وہ ایک سمجھوتہ یا معاہدہ ہے جس میں ایجاب و قبول، ضروری شرط ہے۔ لیکن مصر میں اِس طرح کی کوئی بات کبھی پیش نہیں آئی اور قیامت تک کبھی پیش آ سکتی ہے۔ ۱۹۱۴ء میں برطانیہ نے خود "حمایۃ" کا اعلان کر دیا۔ لیکن مصر نے اُسے قبول نہیں کیا۔ لہٰذا یہ حمایۃ، سراسر باطل ہے۔ ہرگز برقرار نہیں رہ سکتی۔"

اِس تصریح نے ایک طرف برطانوی حلقوں کو سخت برہم کیا۔ دوسری طرف مصری قوم میں حق طلبی کی نئی روح پیدا ہوگئی۔ چنانچہ سیاسی جد و جہد کا آغاز ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے ایک عظیم تحریک بن گئی۔

برطانیہ کی تخویف

پہلے تو برطانیہ، تخویف و تہدید کو کافی سمجھتا رہا۔ لیکن جب اُسے یقین ہوگیا کہ سعد پاشا ڈرنے والے نہیں ہیں، تو اُس کے ظلم و قہر کی قوتوں میں حرکت ہوئی اور آخری کارروائی کرنی پڑی گئی۔

چنانچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۱ء کو جنرل کلائیٹن نے فیلڈ مارشل جنرل الینبائی، برطانوی سپہ سالارِ اعظم کا حسب ذیل حکم سعد پاشا کو تحریراً پہنچایا:

"جنگی قانون کے بموجب اِس حکم کے ذریعہ سعد پاشا زغلول کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ عام تقریروں سے پرہیز کریں۔ عام جلسوں میں شریک نہ ہوں۔ مصری وفود سے ملاقات نہ کریں۔ اخبارات میں مضامین نہ لکھیں۔ کوئی سیاسی کام نہ کریں۔ اُنھیں حکم دیا جاتا ہے کہ فوراً قاہرہ سے چلے جائیں اور اپنے دیہات کے مکان میں قیام کریں۔ اُس علاقہ کا سرکاری افسر اُن کی نگرانی کرے گا۔"

سعد پاشا کا جواب

زغلول پاشا کا جواب قابلِ دید ہے۔ اُنھوں نے لکھا:

"فیلڈ مارشل الینبائی کا حکم مجھے پہونچا۔ مگر یہ حکم سخت ظالمانہ ہے۔ اُس کی کوئی توجیہ نہیں کی جا سکتی۔ میں اپنی پوری قوت سے اُس پر صدائے احتجاج بلند کرتا ہوں۔

"چونکہ قوم نے مجھے اپنا وکیل بنایا ہے تاکہ اُس کی خودمختاری کی کوشش کروں، اِس لئے اُس کی قوت کے سوا کسی دوسری قوت کو کوئی حق نہیں کہ اِس مقدس فرض سے دست بردار ہونے پر مجھے مجبور کرے۔

"لہٰذا میں بدستور اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے موجود رہوں گا۔ ظالمانہ قوت جو کچھ بھی کر سکتی ہے، کر گزرے۔ ہم مضبوط دل اور ٹھنڈے ضمیر کے ساتھ اُس کے مقابلہ کے لئے طیار بیٹھے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں ہماری جائز کوششوں کے خلاف جتنا بھی تشدد کیا جائے گا وہ ملک کو اُس کی منزلِ مقصود سے اور بھی زیادہ قریب کر دے گا۔ ملک کی منزلِ مقصود بجز کامل آزادی کے کچھ نہیں ہے۔"

گرفتاری اور جلاوطنی

اِس جواب کے پہنچتے ہی برطانوی حکام نے مرحوم کو اور اُن کی جماعت کے دس ممبر اور دس آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔

اِس تاریخی واقعہ کا ذکر خود مرحوم نے جلاوطنی سے واپس آکر ۲۳ دسمبر ۱۹۲۳ء کی تقریر میں کیا ہے۔ بہتر ہے ہم اُنھی کی زبان سے

بقیہ مضمون صفحہ ۱۶

بن محمد حاکم تھا۔ لیکن عبداللہ اُس کے تعاقب میں تھا۔ جیش بن محمد بن معدان کو وہاں سے بھی بھاگنا پڑا۔ ابان نے عبداللہ کی اطاعت قبول کر لی اور بغیر کسی جنگ کے یہ علاقہ عباسیوں کو مل گیا۔

مروان، قنسرین پہونچا۔ عبداللہ نے وہاں بھی پیچھا کیا قنسرین سے حمص، حمص سے دمشق آیا۔ مگر عبداللہ نے پیچھا نہ چھوڑا۔ دمشق میں ایک مختصر سی لڑائی ہوئی اور دارالخلافہ بھی عباسیوں کے قبضہ میں آگیا۔

دمشق سے مروان علاقہ اردن گیا۔ پھر فلسطین میں پناہ ڈھونڈھی مگر نہ ملی۔ آخر فسطاط (مصر) کا رخ کیا۔ فسطاط سے ایک دور افتادہ گاؤں "بوصیر" میں جا کر چھپ گیا۔

عبداللہ اب بھی تعاقب پر سرگرم تھا۔ مگر ابو العباس کا حکم پہونچا کہ صالح بن علی کو اس مہم پر روانہ کرے اور خود آگے نہ بڑھے چنانچہ صالح بن علی، مصر پہونچا اور پتہ لگا کر بوصیر میں مروان کو قتل کر ڈالا مروان کے قتل نے مشرق میں اموی خلافت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا اور بنی عباس کی خلافت قائم ہوگئی۔ تاریخ اسلام کا یہ اہم واقعہ، ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲ہجری میں پیش آیا تھا۔

یزید نے کہا: "انھوں نے مجھ سے قسم لے لی ہے کہ اُن کی بابت کوئی بات جھوٹ نہیں کہوں گا۔ واللہ میں نے اُنھیں اس حال میں دیکھا کہ پابندی اوقات کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اذان دیتے ہیں۔ اقامت کہتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی میں معروف رہتے ہیں رسول اللہ صلعم کی محبت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ عنقریب کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر آپ میرے آقا نہ ہوتے اور آزاد کرکے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو واللہ میں اُنہی کے ساتھ رہتا اور ہرگز یہاں لوٹ کر نہ آتا!"

اس واقعہ کے بعد ابو مسلم کو بہت طاقت حاصل ہو گئی۔ اُس کی فوج اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ سفیذنج میں گنجائش باقی نہ رہی۔ مجبوراً وہاں سے ماخوان میں منتقل ہو گیا۔ اُس کی قلعہ بندی کی اور خندقیں کھود کر بیٹھ گیا۔ اسوقت اس کے پاس ۷ ہزار کی جمعیت تھی۔

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اُس زمانے میں خراسان کے عربوں میں تین عصبیتیں یا جماعتیں قائم ہو گئی تھیں: یمنی، مضر، ربیعہ۔ ابو مسلم نے اس باہمی پھوٹ سے خوب فائدہ اُٹھایا۔ اُسنے ان سب کو لڑا دیا۔ آہستہ آہستہ اُسے قوت حاصل ہو گئی۔ حتی کہ ۱۳۰ھ میں مرو پر بھی قبضہ کر لیا۔ وہ شہر میں اُسوقت داخل ہوا جبکہ علی بن جدیع کرمانی اور نصر بن سیار دونوں سڑکوں پر لڑ رہے تھے۔ یہ آیت اُس کی زبان پر تھی: ودخل المدینة علی حین غفلة من اهلها فوجد فیها رجلین یقتتلان، هذا من شیعته وهذا من عدوه!"

مرو پر قبضہ کرنے کے بعد ابو مسلم نے خراسان کے تمام علاقوں پر حملہ شروع کر دیا۔ اُس کے مشہور سپہ سالار قحطبہ بن شبیب نے رے فتح کیا۔ رے کے بعد ہمدان، نہاوند، شہر زور، اور موصل فتح ہوئے۔ اب عراق کی باری آئی۔ قحطبہ سرزمین عراق میں داخل ہو گیا۔ ابن ہبیرہ والی عراق نے اُس کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ اسی اثنا میں قحطبہ شیعی سپہ سالار کا انتقال ہو گیا۔ اُس کا بیٹا حسن، جانشین ہوا اور یلغار کرتا ہوا محرم ۱۳۲ھ میں کوفہ پر قابض ہو گیا۔

اموی سپہ سالار ابن ہبیرہ نے واسط میں پناہ لی۔ حسن بن قحطبہ اُس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ دوسرے شیعی سپہ سالار بھی اپنی اپنی فوجیں لے کر بیک وقت مختلف علاقوں پر ٹوٹ پڑے۔ چنانچہ حمید بن قحطبہ، مدائن گیا۔ مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک، دیر قنا کی طرف روانہ ہوئے۔ مہلبی اور شراحیل نے عین التمر پر حملہ کیا۔ بسام بن ابراہیم نے اہواز پر یورش کی۔ اور خود کوفہ کے داعی اکبر ابو سلمۃ الخلال نے اپنا لشکر حمام اعین کے سامنے اُتار دیا۔

افشائے راز

خراسان و عراق میں یہ ہلچل پڑی ہوئی تھی۔ مگر بنی امیہ بالکل غافل تھے۔ اپنی خانہ جنگی میں مشغول تھے۔ اُنھیں ابتک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ شیعہ کس شخص کی طرف دعوت دے رہے ہیں!

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن علی نے اپنے داعیوں کو حکم دیا تھا کہ کسی خاص آدمی کا نام دعوت میں نہ لیں، بلکہ تمام اہل بیت نبوی کی حمایت و نصرت کی طرف مخلوق کو بلائیں۔ چنانچہ بڑے بڑے رازداروں کے سوا کوئی شخص بھی اصلی راز سے واقف نہ تھا۔

دفعتاً اس طرح ظاہر ہوا کہ مروان بن محمد اموی خلیفہ کو ابراہیم بن محمد (امام شیعہ) کا وہ خط حاصل ہو گیا جو اُسنے ابو مسلم خراسانی کے کسی خط کے جواب میں لکھا تھا۔ اب خلیفہ خواب غفلت سے جاگا اور حاکم بلقا کو حکم دیا کہ حمیمہ پر حملہ کرکے ابراہیم بن محمد کو گرفتار کرلے اور دار الخلافہ بھیجدے۔ ابراہیم نے گرفتار ہوتے وقت اپنے بھائی ابو العباس کے حق میں امامت کی وصیت کر دی اور اُسے پورے خاندان کے ساتھ کوفہ چلے جانے کا حکم دیا۔

ابراہیم، حرّان کے قید خانہ میں بند کیا گیا۔ اور وہیں فوت ہو گیا۔ مورخین میں اختلاف ہے کہ ابراہیم کو زہر دیا گیا تھا، یا اُس پر گھر کی چھت گرادی گئی تھی؟ بہرحال یقینی ہے کہ وہ قتل کیا گیا۔

ابراہیم کا خاندان، ماہ صفر ۱۳۲ھ میں کوفہ پہونچا۔ اُسوقت شیعی تحریک کا سرگروہ ابو سلمہ خلال تھا اور "وزیر آل محمد" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اُسنے ابراہیم کے خاندان کو کوفہ کے ایک محلے میں چھپا دیا اور ۴۰ دن تک کسی شخص کو بھی اُن کی خبر نہ دی۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ ابو سلمہ نے عباسیوں کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ارادہ کر لیا تھا کہ اُن سے کٹ کر علویوں سے مل جائے۔ چنانچہ اُسنے خاندان علیؑ کے تین سرداروں: حضرت جعفر صادق بن محمد الباقر، عبداللہ المحض بن حسن بن حسن، اور عمر الاشرف بن زین العابدین (علیہم السلام) کے پاس خطوط بھیجے۔ قاصد سے کہا پہلے حضرت جعفر صادق کے پاس جائے۔ اگر وہ دعوت قبول کرلیں تو باقی دونوں خط ضایع کردے۔ اگر انکار کریں تو عبداللہ المحض کے پاس جائے۔ اگر وہ بھی نہ مانیں تو آخر میں عمر الاشرف سے ملے۔

جعفر صادق نے قاصد کو دیکھ کر کہا:

"مجھے ابو سلمہ سے کیا سروکار؟ وہ تو کسی اور کا حامی ہے"

"آپ خط تو پڑھیے" قاصد نے کہا۔

"چراغ قریب لاؤ" امام جعفر نے اپنے خادم سے کہا۔

چراغ لایا گیا اور حضرت جعفر صادق نے خط اُس سے لگا کر جلا دیا۔

"آپ کچھ جواب دیں گے؟" قاصد نے کہا۔

"جواب تو تم نے دیکھ لیا" اُن کا صاف جواب تھا۔

قاصد مایوس ہو کر حضرت عبداللہ المحض کے پاس گیا۔ اُنھوں نے خط لے لیا اور فوراً حضرت جعفر صادق کے پاس دوڑے آئے:

"یہ ابو سلمہ کا خط ہے" عبداللہ المحض نے کہا "مجھے خلافت قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ ہمارے خراسانی طرفداروں کی یہی خواہش ہے"

"خراسانی، تمھارے کب سے طرفدار بنے ہیں؟" حضرت جعفر صادق نے کہا "کیا تم ہی نے ابو مسلم کو وہاں بھیجا تھا؟ اُن میں سے کسی ایک آدمی کا نام بھی تمھیں معلوم ہے؟ کسی ایک کی بھی صورت دیکھی ہے؟ وہ کیسے تمھارے طرفدار ہو سکتے ہیں، حالانکہ نہ وہ تمھیں جانتے ہیں، نہ تم اُنھیں جانتے ہو؟"

"یہ گفتگو شاید کسی خاص وجہ سے آپ کر رہے ہیں؟" عبداللہ نے سوال کیا۔

"خدا جانتا ہے کہ میں ہر مسلمان کی خیرخواہی اپنے اوپر فرض سمجھتا ہوں پھر تم سے نصیحت میں کیونکر بخل کروں گا؟" حضرت جعفر صادق نے جواب دیا "یہ خیال خام چھوڑ دو۔ یہ سلطنت کسی اور ہی کو ملے گی تم سے پہلے اسی مضمون کا خط مجھے بھی پہنچ چکا ہے"

اس گفتگو کے بعد عبداللہ المحض نے بھی انکار کر دیا۔

آخر میں قاصد عمر بن زین العابدین کے پاس پہنچا۔ اُنھوں نے سُنتے ہی جواب دیا:

"میں خط والے کو نہیں جانتا، جواب کیسے دوں؟"

اس اثنا میں ابو سلمہ کے سپہ سالاروں کو اُس کی نیت پر شبہ ہوا ساتھ ہی ابراہیم بن محمد کے خاندان کی کوفہ میں موجودگی کا بھی پتہ چل گیا۔ چنانچہ وہ لشکر سے نکل کر کوفہ پہنچے۔ ابو العباس کو ابو سلمہ کی نظر بندی سے نکالا اور بیعت خلافت اُس کے ہاتھ پر کی۔ مجبوراً ابو سلمہ کو بھی بیعت کرنی پڑی۔ مگر ابو العباس اُس سے کبیدہ ہو گیا تھا

ابو العباس کا خطبہ

۱۲ ربیع الاول روز جمعہ کو ابو العباس نے جامع مسجد میں نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔ خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ صلعم کی قرابت پر فخر کیا۔ خلفاء راشدین کی تعریف کی۔ بنی حرب اور بنی مروان (بنی امیہ) کے ظلم و جور کی مذمت کی۔ اور کہا:

"اے اہل کوفہ! میں امید کرتا ہوں کہ جس راہ سے تمھیں بھلائی پہنچ چکی ہے، اُس سے تم پر کبھی بُرائی نہ آئے گی (یعنی اہل بیت نبوی) اور جس راہ سے بُرائی آچکی ہے، اُس راہ سے کبھی بھلائی نہ آئے گی (یعنی بنی امیہ) ہم اہل بیت کا والی و حامی، اللہ بزرگ و برتر ہی ہے۔ تم اے اہل کوفہ! ہماری محبت کے مورد ہو۔ ہماری دوستی کے اہل ہو۔ تم وہ ہو جو ہماری محبت سے کبھی برگشتہ نہیں ہوئے۔ ظالموں کا ظلم تمھارے دل ہم سے نہ بدل سکا۔ یہاں تک کہ تم نے ہمارا زمانہ دیکھ لیا اور خدا ہماری سلطنت تمھارے لئے لے آیا۔ پس ہمارے حسن سلوک کے تم سب سے زیادہ مستحق ہو۔ میں نے تمھارے وظیفوں میں سو سو درہم کا اضافہ کر دیا ہے۔ تم طیار ہو جاؤ، کیونکہ میں "سفاح" ہوں ..."

ابو العباس، "سفاح" کے لقب سے اسی خطبہ کے بعد مشہور ہوا۔ کیونکہ اُس نے خود اپنے مُنہ سے اپنے کو "سفاح" کہا تھا۔

اُس زمانے میں ابو العباس کو کھانسی کی شکایت تھی۔ خطبہ ختم ہونے سے پہلے ہی اُسے کھانسی آنے لگی اور تقریر نہ کر سکا۔ فوراً اُس کا چچا داؤد بن علی منبر پر چڑھ گیا۔ وہ عباسیوں میں سب سے زیادہ فصیح تھا۔ اُسنے کہا:

"واللہ ہم اس لئے نہیں اُٹھے ہیں کہ مال و دولت جمع کریں، محل بنائیں، عیش و عشرت کریں۔ ہم صرف اس وجہ سے اُٹھے ہیں کہ ہمارا حق سلب ہو گیا تھا۔ ہمارے عم زادوں پر ظلم ہوتا تھا۔ تمھاری حالت جور و ستم نے زبوں کر دی تھی۔ ہم اپنے بستروں پر ہوتے تھے مگر تمھاری مصیبتیں یاد کرکے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ہماری پیٹھ کے نیچے انگارے بچھے ہیں۔ بنی امیہ نے تمھیں ہلاک کر ڈالا۔ غلاموں سے بھی بدتر سلوک کیا۔ تمھارے صدقے، تمھاری خیراتیں، مال غنیمت میں تمھارے حصے سب ضبط کر لئے۔ ہم نے بہت برداشت کیا۔ مگر بالآخر مجبور ہو گئے اور تمھاری حمایت و حفاظت پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم تم سے اللہ کے نام پر، رسول کے نام پر، اور عباس کے نام پر عہد کرتے ہیں کہ کتاب اللہ کے بموجب حکومت کرینگے۔ سنت رسول اللہ کے مطابق سلوک کرینگے۔۔

.... اے اہل کوفہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمھارے اس منبر پر دو ہی خلیفہ کھڑے ہوئے ہیں: ایک امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ دوسرا امیر المؤمنین عبداللہ بن محمد (یہ کہکر ابو العباس کی طرف اشارہ کیا) یقین کرو یہ معاملہ (خلافت) برابر ہمارے ہی ہاتھ میں رہے گا، یہاں تک کہ اُسے عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ کے حوالہ کر دیں!"

نماز کے بعد سفاح نے لوگوں سے بیعت لی۔ رات تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔

بیعت لے کر خود سفاح، لشکر میں چلا گیا اور کوفہ کی حکومت اپنے چچا داؤد بن علی کے سپرد کی۔

آخری مقابلہ

اب فیصلہ کُن کارروائی کا وقت آگیا تھا۔ خود خلیفہ مروان بن محمد کی مرکزی قوت پر غالب آنا تھا۔

اُدھر مروان بھی غافل نہ تھا۔ وہ ایک فوج گراں لے کر حرّان سے موصل پہنچ گیا۔ ابو العباس نے اپنی فوج کی قیادت اپنے چچا عبداللہ بن علی کے سپرد کی۔ دونوں فوجوں میں دریائے زاب پر بہت سخت جنگ ہوئی۔ لیکن مروان کو شکست ہو گئی۔ حالانکہ اُس کے ساتھ ایک لاکھ ۲۰ ہزار شام کی منتخب فوج تھی۔ عبداللہ نے اُس کا پورا لشکر تباہ کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲ھ کا ہے۔

مروان بھاگ کر حرّان میں پہونچا۔ یہاں اُس کا بھتیجا ابان بن یزید

بصائر و حکم

ماہ ربیع الاول کا اختتام

اور واقعۂ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ!

تاریخ نوع عالم کی عظیم ہستیاں، اور داعی لا الٰہ الا اللہ کی عظمت!

(مقتبس)

دنیا، قدیم سے عظیم انسانوں کی عظمت پر ایمان لائے ہوئے ہے۔ اپنے خیال کے مطابق مظاہر عظمت کی گوناگوں عبادتیں کرتی ہے لیکن مظاہر عظمت کا تخیل صد درجہ متباین ہے۔ ایک تخیل دوسرے تخیل سے مشابہت نہیں رکھتا۔ ہر فرد اور ہر گروہ اپنا اپنا ذوق اور اپنی اپنی نظر رکھتا ہے۔ وکل حزب بما لدیہم فرحون!

حکمرانی و فرمانروائی میں عظمت ہے۔ بادشاہ و حکام اُس پر ایمان لائے ہیں۔ حریص اور طامع اُس کی عبادت کرتے ہیں!

مال و دولت میں عظمت ہے۔ دولتمند اُس پر ایمان رکھتے ہیں، دل و دماغ کے ساتھ اُس کی پرستش کرتے ہیں!

اہل علم و حکمت کی بھی ایک عظمت ہے، اور اُس کے پجاری بھی موجود ہیں!

حسن میں بھی عظمت ہے اور اُس کے پرستاروں کی بھی کمی نہیں!

طاقت جسمانی میں بھی عظمت ہے۔ عظیم قد و قامت کے پہلوانوں کے آگے ہمیشہ انسانوں کا سر جھک گیا ہے!

اسی طرح ہر فن اور ہر صنعت میں عظمت ہے اور وہ اپنے معتقد اور پرستار رکھتی ہے۔

شاید کوئی بھی اس مبہم اور مضطرب مفہوم کی تحدید نہیں کر سکتا جس کا نام لوگوں نے "عظمت" رکھ چھوڑا ہے۔ لیکن باایں ہمہ وہ قدیم سے دنیا کے لئے ایک بڑا فتنہ رہا ہے۔ ہر شخص اُسے غرض و غایت قرار دیتا ہے۔ اُس کے لئے جد و جہد کرتا ہے۔ اُسے انسانوں کے مراتب تولنے کی میزان سمجھتا ہے۔

اگر عظمت کا فتنہ اور عظماء کی عبادت موجود نہ ہوتی تو انبیاء کرام کے ذکر پر کسی کے لئے روا نہ ہوتا کہ اُنہیں عظیم قرار دینے کی بحث کرے اس لئے کہ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ انسانی عظمت کی عام صفوں میں ان کی جگہ ڈھونڈی جائے۔ یہ صفیں جسمانی کبریائی کے دھوکوں اور مادی بڑائیوں کی غلط اندیشیوں سے اس درجہ پست ہو چکی ہیں کہ انسانیت اعلیٰ کے مظاہر علو و رفعت کے لئے ان کی طرف نظر بھی نہیں اُٹھائی جا سکتی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام رفعت اور بھی بلند ہے۔ اس ذات اعظم و اکمل نے اس کے سوا کچھ قبول ہی نہیں کیا کہ تمام انسان کنگھی کے دانتوں کی طرح بالکل برابر ہو جائیں۔ نہ عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی امتیاز ہے۔ آپ نے کہہ دیا، سب آدمی ہم رتبہ ہیں، سب آدم کی اولاد ہیں، اور آدم مٹی کا پتلا تھا۔ آپ نے قبول نہیں کیا کہ انسان میں دو قسمیں ہوں: عظیم اور غیر عظیم۔ آپ کی نظر میں خوش حال اور بدحال، فقیر اور بادشاہ، سب برابر درجے کے آدمی تھے۔

*

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس ارضی عظمت پر [illegible] کے فتنے نے دنیا کو مفتون بنا رکھا ہے [illegible] کے لئے ذلت اور رب العالمین کی جناب [illegible] وہ عظمت کی پرستش کرنے نہیں آئے تھے اگرچہ ساری دنیا نے ان کی پوجا کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی ساخت کی یہ عظمت کبھی انسان کے لئے بھی تسلیم نہیں کی اور نہ اپنی ذات ہی کے لئے پسند کی حالانکہ وہ اُن کے اختیار میں تھی۔ یہ عظمت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ سرنگوں سامنے آئی۔ اُن کے قدموں پر لوٹی، مگر آپ نے اُس سے منہ پھیر لیا، اور اُس میں ذرا بھی رغبت ظاہر نہ کی۔ خدا نے اختیار دیا کہ عبدیت کے ساتھ نبی ہوں، یا بادشاہت کے ساتھ نبوت لیں۔ زمین کے خزانوں کی کنجیاں سامنے ڈال دی گئیں۔ تاج و تخت کی ساری شوکتیں جمع کر دی گئیں۔ مگر آپ نے عبدیت پسند کی، غربت اختیار کی۔ اُن کی روح مقدس و مطہر کی خوشی اسی میں تھی کہ فقیری میں زندہ رہیں، فقیری میں دنیا سے جائیں، فقیروں ہی کے زمرے میں اُٹھائے جائیں:

وراودتہ الجبال الشم من ذہب عن نفسہ فاراہا ایما شمم!

جو لوگ بادشاہت اور اقتدار کی عظمت کے پجاری ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بادشاہ تھے، نہ آپ نے بادشاہ ہونا گوارا کیا۔ اگر بالفرض آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بادشاہ بھی قرار دیا جائے تو اُن کی بادشاہت کیا تھی؟ زیادہ سے زیادہ ایک سنگلاخ جزیرہ "جزیرۃ العرب"! قیصر کی قیصریت اور کسریٰ کی کسرویت کے مقابلے میں اس جزیرے کی بادشاہی کوئی بڑی بادشاہی نہیں ہو سکتی۔

جو لوگ مال و دولت و ثروت کی عظمت کے آگے سرنگوں ہیں، وہ دیکھ لے سکتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مال و دولت سے تہی دست تھے۔ اُن کی دولتوں کا خزانہ صرف اُن کا فقر و فاقہ تھا!

جو لوگ دنیا کے عظیم جنگ آزماؤں اور فاتحوں کے جاہ و جلال کے آگے نگاہ ادب اور دل عظمت سرنگوں رکھتے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی جنگی مہم مکہ کی فتح تھی جو اُس عہد میں بھی دنیا کا ایک گمنام اور حقیر قریہ تھا!

جو لوگ دنیا کے فلاسفہ و حکما اور مصنفین کی عظمتوں سے آشنا اور اُن کی رفعتوں کے پرستار ہیں، اُن کے لئے یہ خبر نئی خبر نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے۔ دنیا کا معمولی لکھنا پڑھنا نہ انہوں نے سیکھا تھا اور نہ کسی نے انہیں سکھانے کی جرأت کی تھی۔

کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بھی مادی یادگار چھوڑی جو مصر کے اہرام کی سی عظمت رکھتی ہو؟ کوئی شہر بنایا جس کی عظمت قسطنطنیہ کے برابر ہو؟ تم نے اُن کی تعریفیں [illegible] دیکھیں؟ کوئی ایک شہر بھی اُن کے نام پر آباد کیا گیا؟ کوئی ایک سڑک بھی اُن کے نام پر بنائی گئی؟ اسکندر کے نام پر اسکندریہ اور قسطنطین کے نام سے قسطنطنیہ آباد ہوا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک بالشت زمین بھی پکاری نہیں گئی!

*

ہرگز نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خیالی اور فانی عظمتیں رکھنے والوں میں سے نہ تھے۔ اُن کی تاریخ لکھنے والوں کو اُن کی عظمت ان حقیر مظاہر عظمت میں تلاش نہیں کرنی چاہیے، اگرچہ دنیا ابھی مظاہر پر مری جاتی ہو۔

جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا جویا ہو، اُسے اُن کی عظمت صرف ایک کلمہ میں مل سکتی ہے جو وہ لائے تھے۔ اسی کلمہ میں اُن کی پوری عظمت قائم ہے۔ اسی کلمہ کے دس بارہ حرفوں سے اُن کی عظمت باقی [illegible]

وہ کلمہ کیا تھا؟

لا الٰہ الا اللہ [illegible]

[illegible]

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۸)

منہمک ہو جاتے تھے۔ دس بجے دفتر میں آکر بیٹھتے تھے اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ ایک یا دو بجے دوپہر کا کھانا کھاتے تھے۔ کبھی تنہا نہیں کھاتے تھے۔ دسترخوان پر ہمیشہ دوستوں کا مجمع رہتا تھا۔ کھانے کے بعد ایک گھنٹہ باتیں کرتے تھے۔ پھر ۵ بجے شام تک آرام کرتے تھے۔ پھر دفتر آتے تھے اور ایک گھنٹہ کام کر کے تفریح کو نکلتے تھے۔ تفریح میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت صرف نہیں کرتے تھے۔ واپسی پر پھر مطالعہ کرتے تھے۔ ۸-۹ بجے رات کا کھانا کھاتے تھے۔ کھانے کے بعد پھر باتیں شروع ہو جاتی تھیں۔ لیکن یہ مجلس ایک گھنٹے سے زیادہ دراز نہیں ہوتی تھی۔ دس بجے کے قریب چارپائی پر چلے جاتے تھے اور مطالعہ کرتے کرتے سو جاتے تھے۔ عموماً ۴ گھنٹے سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔

سکیں۔ اُنھوں نے کہا،

"دو سال پہلے ٹھیک اسی تاریخ میں اندھی قوت نے حق پرستی کی جانب ایسی دست درازی کی۔ ہر طرف سے مسلح فوج نے گھیر لیا۔ تمام مکان کو [illegible] سنگینیں اٹھائے سپاہی گھس پڑے۔ [illegible] کھڑکیوں پر پہرے قائم کر دئے۔ پھر [illegible] فوجی افسر [illegible] میرے کمرے میں آ گئے۔ میں اپنے بستر پر [illegible] مجھے [illegible] کے ساتھ جگایا گیا اور لباس پہننے سے پہلے [illegible] میں نے انکار کیا اور [illegible] مجھے [illegible] بندوقوں اور سنگینوں کا [illegible] مجھے بتایا جاتا تھی [illegible] ایک بڑی موٹر گاڑی پر مجھے بٹھایا گیا۔ [illegible] ایک [illegible] میرے ساتھ چلے [illegible] موٹریں [illegible] تھیں۔ ہر طرف سے [illegible] تھیں۔ [illegible] استعمال کرنے کے لئے [illegible] آدمی آ [illegible] یہ تمام [illegible] بالکل اچانک ہوئی۔ مجھے پہلے سے کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ کسی قانون کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ کوئی تحریری حکم پیش نہیں کیا گیا۔ قوت نے اپنی سرکشی اور جبروت کا پورا پورا مظاہرہ کرنا چاہا اور کر دیا۔"

ہندوستان کو شرم آنی چاہئے

مرحوم کو گرفتار کر کے کہاں لے گئے؟ یہ تمھارے لئے نہایت [illegible] وہ ہی۔ [illegible] تمام [illegible] قارئین [illegible] خیال کیجئے۔ مصر کا یہ جلیل القدر رہنما گرفتار کر کے سوئیس کی ہندوستانی چھاؤنی میں بھیجا گیا تھا۔ ہندوستانی خیموں میں رکھا گیا تھا۔ ہندوستانی سپاہیوں کی حراست میں بند کیا گیا تھا!

لیکن اس کے باوجود مرحوم نے کبھی ہندوستان کو برا نہیں کہا۔ بلکہ ہمیشہ ہندوستان کی تحریک آزادی سے ہمدردی ظاہر کی۔ ہندوستانی لشکر میں پہنچنے کا حال مرحوم نے یوں بیان کیا:

"مجھے سوئیس لے گئے۔ مگر ایک ایسے مقام سے جو بالکل خراب تھا۔ حتیٰ کہ پینے کا پانی تک دستیاب نہ ہوتا تھا۔ میں بہت بھوکا تھا۔ کھانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ ساتھ لینے کی اجازت نہ تھی۔ خوش قسمتی سے ایک ہندوستانی افسر کو ترس آیا اور اُس نے ایک روٹی اور پنیر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا مجھے دیا۔ دن بھر کی میری غذا بس یہی تھی!

"دو بجے شام کو میں ہندوستانی لشکر میں پہنچایا گیا۔ یہاں فوجی افسر نے مجھے اپنی حراست میں لے لیا اور ایک پھٹے ہوئے خیمے میں رکھا۔ رات بھر گرم ہوائیں خیمے کے سوراخوں سے اندر پہنچتی تھیں اور جھلسا دیتی تھیں۔ میں اُس رات مجبور ہوا کہ اپنے دن ہی کے لباس میں سو جاؤں کیونکہ کوئی دوسرا کپڑا ساتھ نہ تھا۔

"لیکن الحمد للہ مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ میں متواتر دو پہر ایک گھنٹہ موٹر کی سیر سے تھک جایا کرتا تھا۔ مگر اُس وقت میں بالکل نہیں تھکا۔ اللہ نے میری مدد کی اور ایک ایسی قوت بخشی کہ یہ تمام سختیاں برداشت کر گیا۔

"دوسرے دن میرے پانچوں رفقاء مصیبت بھی پہنچ گئے۔ مجھے بہت مسرت ہوئی، کیونکہ وہ سب مطمئن تھے اور برطانیہ کی اس طفلانہ حرکت پر ہنستے تھے۔ ۲۹ر دسمبر تک ہم ہندوستانی لشکر ہی میں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ اسی دن عشاء کے وقت ہمیں حکم ملا کہ نصف گھنٹے کے اندر سفر کے لئے طیار ہو جاؤ۔ ہمیں طیاری ہی کیا کرنی تھی؟ ہر وقت طیار تھے۔ ہمارا طیار ہونا، صرف اٹھ کھڑا ہونا تھا۔

"ہم قیدیوں کی بند گاڑیوں میں سوار کئے گئے۔ ساحل پر پہنچے۔ ایک کشتی ہمارے انتظار میں تھی۔ اُس پر سوار ہوئے اور جہاز میں پہنچے تو جہاز ہندوستانی سپاہیوں سے لبریز تھا۔ یہاں ہمیں معلوم ہوا کہ عدن جا رہے ہیں۔ ۴ر جنوری کو عدن پہنچے۔ ۲۸ر فروری کو سیشل پہنچائے گئے۔ پھر مجھے جبل طارق بھیج دیا گیا جہاں ۴ر ستمبر سے ۳۰ر اپریل ۱۹۲۳ء تک برابر قید رہا۔

"ہم نے یہ تمام مدت، قید خانوں اور قلعوں میں گزاری۔ دنیا بھر سے الگ کر دئے گئے تھے۔ کسی کو بھی ہمارے قریب آنے کی اجازت نہ تھی۔ حتیٰ کہ ورزش اور چہل قدمی کے لئے بھی اجازت لینی پڑتی تھی۔ ہماری تمام خط و کتابت دیکھی جاتی تھی اور شاذ و نادر ہی منزل مقصود تک پہونچائی جاتی تھی . . . . لیکن یہ تمام بندشیں اور سختیاں بالکل بے کار تھیں۔ کیونکہ ہمارے دلوں میں کوئی کمزوری پیدا نہیں کی۔ ہم اپنی ناقابل برداشت مصیبتوں پر خوش ہوتے رہے۔ ہر مصیبت ہمیں یاد دلا دیتی تھی کہ ہمارا مقصد کیا شریف اور ہماری جنگ کیسی نبیل ہے!"

سعد پاشا کے خطوط اپنی حرم کے نام

ذیل میں سعد پاشا کے دو خط ملاحظہ ہوں۔ یہ خط انھوں نے جلا وطنی سے اپنی حرم محترم کو بھیجے تھے:

"ہندوستانی لشکر (سوئیس)

"۲۸ر دسمبر ۱۹۲۱ء

"عزیزتی!

"تمھارا ۲۴ر دسمبر کا خط پہونچا۔ اگرچہ یہ فراق مجھ پر بہت شاق ہے اور ملاقات کی بے حد تمنا ہے۔ لیکن میں نے بہ دل تمھارے سفر کے التوا کو پسند کیا۔ مجھے اُس وطنی شعور پر فخر ہے جس نے یہ مصیبت تم پر آسان کر دی، حالانکہ میں جانتا ہوں یہ تمھارے لئے بالکل ناقابل برداشت تھی۔ میرے ابنائے وطن تمھاری اس قربانی کے ہر طرح مستحق تھے۔ ہمارا یہ فراق کتنا ہی المناک ہو مگر ہمیں پوری ثابت قدمی اور صبر و شکر کے ساتھ اسے برداشت کرنا چاہئے۔ نتیجہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

"عبد اللہ خادم بھی پہنچ گیا۔ مہذب مخلص نوجوان ہے۔ انگریزی جانتا ہے۔ میرے خوش رکھنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اُس کی بیوی کا ہر طرح خیال رکھنا۔

"میری تندرستی، اچھی ہے۔ کئی خط تمھیں بھیج چکا ہوں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے تم تک پہنچنے نہیں دئے گئے۔ اگر یہی بات ہے تو اس سے مقصود ظلم میں زیادتی ہے۔ حالانکہ اس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ بہر حال میں تمھاری تندرستی اور خوشی کا متمنی ہوں۔"

دوسرا خط

"عدن۔ ۲۵ جنوری ۱۹۲۲ء

"عزیزتی!

"دعا ہے کہ تم اور ہمارا پورا خاندان بخیر و عافیت ہو۔ الحمد للہ ہم بھی ہیں۔ صرف یہی ایک غم ہے کہ تمھارے خطوط نہیں پہنچے۔ میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ تم لکھتی نہیں۔ تم ضرور لکھتی ہو، کیونکہ بغیر لکھے رہ نہیں سکتیں لیکن یہ قوت تمھارے خط روک لیتی ہے۔ اس سے ہمیں تکلیف ضرور ہے مگر خود اس قوت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ یقین کرو، میں بھی ہر ہفتہ دو خط لکھتا ہوں۔ اگر تمھیں کوئی خط نہ پہونچا ہو تو سمجھ لو یہ میری خطا نہیں، اسی قوت کی شرارت ہے۔

"ہمیں عربی اخبار نہیں ملتے۔ کبھی کبھی فرانسیسی اور انگریزی اخبار دئے جاتے ہیں، مگر بہت پرانے۔ ایک اخبار میں مصری قوم سے تمھاری یہ درخواست نظر سے گزری کہ میری تندرستی کے لئے دعا کی جائے۔ میں اس پر بہت خوش ہوا کہ مصر میں تمھارے جیسے بلند ہمت لوگ موجود ہیں اور ایسے اعلیٰ خیالات رکھتے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ ہماری امیدیں بر لائے اور ہماری حالت درست کر دے۔ والسلام"

مرحوم کی شخصیت

مرحوم کی شخصیت، نہایت طاقتور تھی۔ نج کی صحبتوں میں بھی شخصیت آدمی کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔ معمولی گفتگو کے بعد ہی فوراً یقین ہو جاتا تھا کہ یہ شخص، اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ عقل کا مالک ہے۔ ایک عجیب عظمت اُن پر سایہ فگن رہتی تھی۔ کوئی شخص بھی مرعوب ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔

ابوی شفقت

قدرت نے سعد کو کوئی اولاد نہیں دی۔ مگر اُن میں ابوی شفقت اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود تھی۔ تمام کم عمروں کے ساتھ اُن کا برتاؤ بالکل ایسا تھا، جیسا باپ کا اپنے بچوں سے ہوتا ہے۔ اُن کا یہ قول بہت مشہور ہے جو اُنھوں نے اپنی بیوی سے کہا تھا: "اولاد نہ ہونے پر غم نہ کرو، کیونکہ خدا نے ہمیں ۱۴ ملین بچے عنایت کئے ہیں!"

روشن خیالی

سعد ہمیشہ روشن خیال رہے۔ جمود و تقلید کا اُن پر کبھی بھی قبضہ نہیں ہوا۔ وہ اپنے زمانے سے برابر آگے رہے۔ سید جمال الدین افغانی نے مصر میں جو اجتماعی و سیاسی حرکت پیدا کر دی تھی، اُس میں یہ فوراً داخل ہو گئے، حالانکہ کم عمر تھے۔ قاسم امین نے حقوق نسواں کے لئے آواز بلند کی۔ یہ اس جد و جہد میں بھی پیش پیش تھے۔ وکالت سے لیکر وزارت تک جملہ منصبوں اور عہدوں میں ان کی اصلاح پسندی اور روشن خیالی کی یادگاریں اب تک موجود ہیں۔

قدرت الٰہی پر یقین

سعد پاشا کی پوری زندگی ایسی مثالوں سے لبریز ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قدرت الٰہی پر غیر معمولی یقین و ایمان رکھتے تھے۔ سخت سے سخت مصیبتیں پڑیں، مگر وہ کبھی نا امید نہ ہوئے اور ہمیشہ خدا کی ذات پر بھروسہ کئے رہے۔ اُن کی تقریریں ایسے جملوں سے کبھی خالی نہیں ہوتی تھیں جن میں یہ یقین و ایمان ظاہر نہ کیا گیا ہو۔ اُن کی ایک تقریر کے چند جملے مجھے یاد ہیں۔ اُنھوں نے کہا:

"ہمیں بشارت ہو کہ ہم حق پر ہیں، حق کے لئے کوشاں ہیں، حق کی راہ پر چلتے ہیں۔ اور معلوم ہو کہ خدا حق پرستوں کا عمل رائیگاں نہیں کرتا۔"

"خدا نے ہمیں یہ دیکھنے کا عادی بنا دیا ہے کہ وہ ہمیشہ ہماری مدد کرتا ہے، مصیبتوں میں ہماری دست گیری کرتا ہے۔ مصیبت جتنی زیادہ سخت ہوتی ہے اُتنا ہی زیادہ منزل مقصود سے قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنے حقوق پر مضبوطی سے جمے رہیں اور ثابت قدمی سے مصائب برداشت کرتے رہیں۔ خدا صابروں کے ساتھ ہے!"

مطالعہ اور گفتگو

مرحوم کو کتابوں کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ کبھی اُن کا ہاتھ کتاب سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ عربی تقریر و تحریر میں وہ اپنی نظیر ہی نہ رکھتے تھے۔ لیکن عربی زبان کا دائرہ، اُن کی وسیع عقل و دماغ کے لئے ناکافی تھا۔ لہٰذا اُنھوں نے ۴۰ سال کی عمر میں فرانسیسی زبان پڑھی اور اس طرح پڑھی کہ اس کے ماہر بن گئے۔ پھر ۶۰ برس کی عمر میں جرمن اور انگریزی زبانیں سیکھیں۔

گفتگو کے بھی وہ بڑے دلدادہ تھے۔ بلکہ اس فن میں عجیب ملکہ رکھتے تھے۔ ایسی دلچسپ گفتگو ہوتی تھی کہ کبھی جی گھبرا نہیں سکتا تھا۔ ظرافت و بذلہ سنجی گویا خمیر میں داخل تھی۔ بہت صاف گفتگو کرتے تھے۔ ایک ایک لفظ الگ الگ بولتے تھے۔ اس طرح بولتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زبان سے نہیں دل سے بول رہے ہیں۔

معمولات

اُن کی زندگی بہت منضبط تھی۔ ہر کام وقت پر ہوتا تھا۔ صبح ۶ بجے بیدار ہوتے تھے۔ غسل کرتے تھے۔ ناشتہ تناول کرتے تھے اور مطالعہ میں

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظرثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ منیجر الہلال کلکتہ

حیرت انگیز رعایت
پچہتر روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصول ڈاک اور پیکنگ بھی معاف
آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

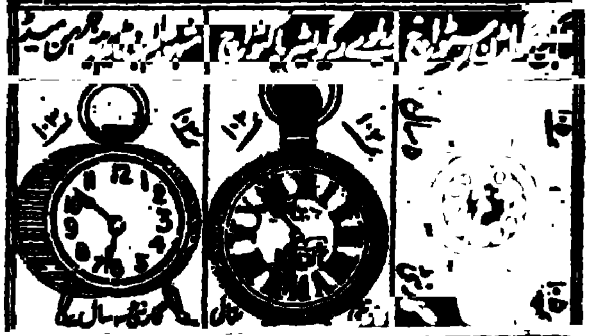

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت
دُنیا کا بہترین فاؤنٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سُرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم ازکم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دوکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا "لائف ٹائم" لینا چاہیئے!

مال و دولت کی عظمت، جاہ و عزت کی عظمت، حکومت و سلطنت کی عظمت، علوم و فنون کی عظمت، ہر طرح اور ہر نوع کی دنیاوی اعزاز کی عظمت، ان میں سے کوئی عظمت بھی، بلکہ یہ تمام عظمتیں مل کر بھی، اُس عظمت کو نہیں پہنچ سکتیں، جو لا الٰہ الا اللہ میں پنہاں ہے!

دنیا کے تمام قارون، تمام سکندر، تمام ارسطو، دنیا کے تمام بادشاہ، تمام فلاسفہ، کیا وقعت رکھتے ہیں، جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کیا جائے؟

یہ ایک کلمہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں، جملہ عظمتوں سے بڑھ کر عظیم تھا۔ اُس کی عظمت کے آگے دنیا اور دنیا کے تمام زخرفات و تسخات ہیچ تھے!

* * *

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِس دنیا میں آئے اور یہ کلمہ اُس کے سامنے پیش کیا۔ مگر دنیا اُس کی قدر جان نہ سکی۔ صرف ایک کلمہ تھا۔ لیکن وہ ایک ہی کلمہ، دنیا سے ٹکرایا، اور اُس میں زلزلہ پیدا کردیا۔ اُس وقت کے انسانی آداب و عادات اُس کے متحمل نہ ہوئے۔ لہذا آداب و عادات کے پرستار اُس سے لڑنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اوہام و خرافات نے اُسے قبول نہ کیا۔ لہذا اوہام و خرافات کے پجاری اُس سے دست بگریباں ہوگئے۔ ظلم و استبداد کی طبیعت نے اُس سے کراہت کی لہذا ظلم و استبداد کے طاغوت اپنی جملہ قوتیں لے کر اُس پر ٹوٹ پڑے!

صرف یہی ایک کلمہ تھا جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی۔ اِسی کی قوت سے بادشاہوں کے جتھوں، دولتمندوں کے جتھوں، عوام و خواص کے جتھوں — تمام انسانوں کے جتھوں سے جنگ کی!

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے۔ لیکن اُن کا کلمہ دنیا میں باقی رہ گیا اور دنیا میں اپنی ناممکن التسخیر قوت قاہرہ سے اپنا راستہ بناتا رہا! وہ اب بھی باقی ہے۔ اب بھی گامزن ہے۔ اب بھی مستعد مقابلہ ہے۔ اب بھی جنگ سے منہ موڑنے والا نہیں۔ مگر کیسی جنگ؟ ایسی جنگ، جس میں اُسے آج تک کبھی شکست نہیں ہوئی! جسم و آلات کی جنگ نہیں حقیقت و معنی کی جنگ! خون کی آرزو مند جنگ نہیں زندگی کی کارفرما جنگ!

* * *

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا کلمۂ لا الٰہ الا اللہ، دو حالتوں سے خالی نہیں: یا تو اُن کا یہ کلمہ حق ہوگا یا باطل ہوگا۔

اگر یہ کلمہ باطل ہے — حالانکہ وہ باطل نہیں ہے — تو عالم وجود سے اُسی طرح محو ہوجائے گا جس طرح تمام باطل کلمے اور غلط نظریئے محو ہوگئے۔ علم حق اور عقل صادق کی روشنیوں کے سامنے سے اُسی طرح غائب ہوجائے گا جس طرح طلوع آفتاب کے ساتھ ہی ظلمت شب کافور ہوجاتی ہے۔

لیکن اگر وہ حق ہے — حالانکہ وہ حق ہے — تو علم و عقل حق کے انوار اُس کے لئے اِس دنیا میں اور بھی زیادہ کشادہ راستے کھول دیں گے۔ تاکہ وہ تمام جہان پر چھا جائے۔ مشرق و مغرب پر قبضہ کرلے۔ تمام دلوں میں اُتر جائے۔ کالے، گورے، عرب، عجم، عالم، جاہل، امراء، فقراء سب اُس کے سامنے سرنگوں ہوجائیں!

وہ دن عنقریب آنے والا ہے جب صرف علم حق ہی کی سلطنت ہوگی۔ جاہلوں کی جہالت، متعصبوں کا تعصب، وہم پرستوں کے اوہام، مدعیانِ علم باطل کے ظنون، سب نیست و نابود ہوجائیں گے۔ وہ دن عنقریب آنے والا ہے جب ایک عقل صادق و حقیقت اندیش ہی کی حکومت ہوگی۔ عقل انسانی تمام بندشوں سے آزاد ہوجائے گی۔ اُس کا پرجلال تخت، علم حق کی روشنی میں بچھے گا۔ اُس دن حق باطل سے الگ ہوجائے گا۔ طیب اور خبیث میں اشتباہ باقی نہیں رہیگا۔ صرف وہی تعلیم انسانیت کے سامنے آنے کی جرأت کرسکے گی جو ہو بہو فطرۃ کی حقیقی اور بے میل تعلیم ہوگی!

حق و باطل کا فیصلہ نہ صلیبیوں کی تلواریں کرسکیں نہ مجاہدین کی شمشیریں۔ حق و باطل کا فیصلہ نہ پادریوں کے کارخانوں سے ہوسکتا ہے، نہ پیشوایانِ دین کے خود ساختہ دعووں اور مرعوب کُن دلیلوں سے۔ نام نہاد علم و دانش کی روشن خیالیاں، اور مقدس جمود تقلید کی راسخ الاعتقادیاں، یہ تمام چیزیں۔ گھر کے گھروندے سے زیادہ نہیں ہیں جو علم حق کے نور کے دیکھتے ہی فنا ہوجائے گا۔ محض ایک غوغا ہے۔ علم حق کا مہیب نعرہ بلند ہوتے ہی، سکون موت میں تبدیل ہوجائے گا۔ اُس وقت عقل صادق کا سلطانِ عظیم، نورانی تاج علم سر پر رکھ کر حریت کے پرچم اُڑاتا، جلال ربانی کے ساتھ نمودار ہوگا، اور جہل و ظلمت کے تمام بت سرنگوں ہوجائیں گے!

کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کی کامل فتحمندی میں صرف اتنی ہی دیر باقی ہے کہ علم و عقل حق کے بندھن ٹوٹیں، اور یہ دونوں جبروتی قوتیں جہل و غرور کی چٹانیں پاش پاش کرکے پھینک دیں۔

ہاں، صرف اتنی ہی دیر باقی ہے۔ کیونکہ دنیا کی آنکھوں پر اب تک جہل و وہم کے کثیف پردے پڑے ہیں۔

ہاں: وہ مبارک دن عنقریب آنے والا ہے جب تنہا علم و عقل حق کی فرمانروائی ہوجائے گی۔ علم و عقل حق کی آواز کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دے گی۔ اُس دن، صرف اُسی دن، خدا حق و باطل میں فیصلہ کرے گا۔ طیب کو خبیث سے الگ کردے گا۔ سچائی کا بول بالا ہوگا۔ منکروں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اُس دن کلمۂ لا الٰہ الا اللہ زمین کی خشکیوں اور تریوں پر سربلند چلے گا۔ فتح کا نشان اُس کے آگے ہوگا۔ ایک طرف سے اُس کا عرش علم کے کاندھے پر ہوگا، دوسری طرف سے عقل دوش بردار ہوگی۔ اُس دن سارا جہان بیانگ دہل نعرہ دے گا "لا الٰہ الا اللہ"۔

ہر عظمت زائل ہوجانے والی ہے۔ ہر عظیم، ہلاکت کی تاریکیوں میں گم ہوجانے والا ہے۔ مگر کلمۂ لا الٰہ الا اللہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ وہی اِس جہان فانی کی تنہا ابدیت ہے۔ وہ نہ تو کبھی زائل ہوگا نہ کبھی ہلاک ہوگا۔ وہ ایک ایسی عظمت ہے جس کی بنیاد حق ہے، لہذا اُس میں حق کی قوت اور ثبات ہے۔ وہ ایک ایسی عظمت ہے جس کا ستون الوہیت ہے، لہذا اُسے الوہیت کا خلود و ابدیت حاصل ہے۔ زمین بدل جائے گی۔ آسمان بدل جائے گا۔ نظام کون بدل جائے گا۔ تمام ایجادیں فراموش ہوجائیں گی۔ تمام قوتیں نابود ہوجائیں گی۔ تمام فلسفے مٹ جائیں گے۔ تمام دانائیاں غائب ہوجائیں گی۔ صرف ایک ربّ ذوالجلال والاکرام باقی رہ جائے گا۔ اُس کی ابدیت باقی رہ جائے گی۔ اور اِس لئے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ بھی باقی رہ جائے گا!

اُس دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پہچانا جائے گا۔ تمام مخلوق صدق دل سے گواہی دے گی۔ "اشہد ان محمداً رسول اللہ"۔

سعد پاشا زغلول کے اقوال

"حمایت"

"انگریز کہتے ہیں 'تم ہماری غلامی میں نہیں، ہماری حمایت (پروٹیکٹوریٹ) میں ہو۔' یہ الفاظ وہ اِس لئے بولتے ہیں کہ اُن کے خیال میں مصری الفاظ سے خوش ہوتے ہیں اور معانی پر غور نہیں کرتے۔ لیکن یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ اب ہم معانی دیکھتے ہیں، الفاظ کی پروا نہیں کرتے۔ ہم آزادی اور کامل آزادی چاہتے ہیں، اگرچہ تم اُس کا نام غلامی ہی رکھ دو۔ ہم الفاظ کے پجاری نہیں ہیں۔ ہم معانی کے طلبگار ہیں۔ ہمیں صرف آزادی، کامل آزادی مطلوب ہے"

ٹائمس کا نامہ نگار

"حضرات! آپ لندن ٹائمز کو جانتے ہیں؟ انگریزی حکومت کی زبان۔ گمراہی پھیلانے کا آلہ۔ لندن ٹائمز کا نامہ نگار میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

"آخر یہ تمام شور و غل کیوں ہے؟ آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"کچھ نہیں صرف آزادی" میرا جواب تھا۔

"لیکن مصر تو آزاد ہی ہے" نامہ نگار نے کہا۔

"کیا انگلستان اِسی قسم کی آزادی اپنے لئے پسند کریگا؟" میں نے سوال کیا۔

"آپ لارڈ کرزن سے کیوں گفت و شنید منظور نہیں کرتے؟" اُس نے پوچھا۔

"ہم شیطان سے بھی گفت و شنید کرنے پر آمادہ ہیں" میں نے کہا: "بشرطیکہ وہ ہماری آزادی تسلیم کرکے گفتگو کرے"

یہ سن کر نامہ نگار نے رخصت کی اجازت چاہی!"

طالب علموں سے خطاب

"عزیزانِ من! میں پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اُن پاک روحوں کا سلام قبول کرتا ہوں جنھوں نے اپنے خون سے مستقبل تحریر کردیا ہے۔

"میں پورے سرور و انبساط سے زندوں کا سلام قبول کرتا ہوں اپنے اُن فرزندوں کا جو موجودہ تحریک کا ستون ہیں۔ وہ کون ہیں؟ عزیزو! وہ تم ہو، تم جو نوجوان ہو، ملک کی زندہ روح ہو، تحریک کی نبض ہو۔

"میں پورے سکون سے یہ عزت قبول کرتا ہوں کہ ایک ایسی قوم کا سردار ہوں جو چوپایوں کی زندگی بسر کرنے سے انکار کرتی ہے۔ اصول و مبادی پر زندہ ہے۔ اشخاص کی پجاری نہیں ہے۔

"مجھے فخر ہے کہ ایک ایسی قوم کا سردار ہوں جو زندہ، حساس اور پُرامید ہے۔ جس کی امیدوں کا مرکز، آزادی، کامل آزادی ہے۔

"میں تم سے عہد کرتا ہوں، ایسا عہد جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا، کہ اپنی پوری زندگی تمھارے لئے کامل آزادی کی کوشش میں صرف کردونگا۔ اگر کامیاب ہوا، تو سبحان اللہ، ورنہ تم میرا نا تمام کام پورا کرنا۔ یہ میری وصیت ہے۔

"تمھاری جیسی فوج کے سپہ سالار کے لئے روا نہیں کہ کمزور دل، ضعیف الارادہ ہو۔ یہ بددیانتی ہے۔ ہم پر حرام ہے کہ ایسی بات قبول کریں جس میں تمھاری ذلت ہے۔ ہمارے لئے جرم ہے کہ ایسی بات منظور کریں جو کامل آزادی سے کم درجہ ہے"

جلاوطنی

"زغلول جلاوطن کردیا گیا، حالانکہ زغلول مصری قوم کا محض ایک فرزند ہے۔ مصر میں لاکھوں زغلول موجود ہیں، اور زغلول کی طرح آزادی کی راہ میں مصائب برداشت کرسکتے ہیں۔ مصر کی تحریک آزادی کچلنے کے لئے ایک زغلول کو نہیں، تمام مصریوں کو جلاوطن کردینا چاہیئے"

معنوی آزادی

"کہتے ہیں یہ معاہدہ، مصر کی کامل آزادی کا معاہدہ ہے۔ اگر میں بھی اِس معاہدہ کو کامل آزادی کا معاہدہ کہنے لگوں، تو ابھی برطانیہ کی نظر میں محبوب بن جاؤں اور برطانوی اخبار کل ہی سے نعرے لگانا شروع کردیں "زندہ باد سعد!" لیکن میں غلامی کو آزادی نہیں کہہ سکتا۔ یا تو میں مجنون ہوں کہ آزادی کو غلامی کہتا ہوں، یا وہ مجنون ہیں کہ غلامی کو آزادی کہتے ہیں۔ لیکن میں مجنون نہیں ہوں، کیونکہ تم کہتے ہو میں تمھارا سردار ہوں!" (ناتمام)

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُن کے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۶ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم بامسمّی ہو کر بلا تفریق مذہب عام ہر دلعزیزی و شرف مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم شائقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع براعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا فکر مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ اختلاج قلب، دردِ سر، دوران سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے لئے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہراً طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مدنظر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہے۔ خوش ہونگے اور باوجود اس قدر خوبیاں ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ، تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں [illegible] کمیشن دیا جائے گا۔

نوٹ! اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا

آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی سے ہی مل سکتا ہے۔ فہرست دواخانہ مع جنتری ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائیڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کرے۔ نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جنکی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائیڈ بک صرف

ڈنلاپ گائیڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop guide to great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے جو ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپ کو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے

تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سب سے قریب دوا فروش کی دکان

سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر

استعمال کیجئے

مطبوعات الهلال بك ايجنسى

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

دینی علوم کے بیش بہا جواهر ریزے

اس سلسله میں هم نے امامین کی ان نادر و اعلیٰ درجه کی بلند پایه عربی تصانیف کے آردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے، جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروری و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کی دماغی اصلاح کا کام دے :

اسوۂ حسنه — امام ابن قیم کی فن سیرت میں شهرۂ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا آردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ارهائی روپیه -

کتاب الوسیله — لفظ "وسیله" کی بحث کے علاوه امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کی مبسوط بحث کی هے - بلا جلد ارهائی روپیه، مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه — انکی تعداد، ذریعه معاش، طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا آردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقیٰ — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا هے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه — حضرت امام کے ضروری حالات زندگی نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیے هیں - نو آنے.

نجد و حجاز — علامه سید محمد رشید رضاء مصری کی تازه کتاب کا آردو ترجمه - سوا روپیه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یه ایک علمی، اسلامی، سه ماهی رساله هے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے آردو، عربی، فارسی، انگریزی، اور دوسری زبانوں کی تمام اهم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازه معلومات بهم پہنچانے کا اهتمام کیا هے- اسکے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات، لطائف افسانه، نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - فی پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگی -

منیجر الهلال بك ايجنسى

(حلقه نمبر ۲۴ شیرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکهین
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین

التحفه الجلال
فی
مجلدات الهلال

گاهگاهے باز خواں ایں دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه را

اردو صحافت کی تاریخ میں الهلال هی وه رساله هے جو اپنی تمام ظاهری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهی -

الهلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها، لیکن چونکه وه اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاهتا تها، اس لئے اس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها- اس کے هر نمبر میں مختلف ابواب، مذهب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامه کے هوتے تهے- اور اسکا هر باب اپنی مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ هوتا تها- پهر اس کی ظاهری خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں- اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها، جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چهپنے کی وجه سے بهت سی ایسی خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کی چهپائی میں ممکن نهیں- اس کی جلدیں جدید اردو عام ادب کے علمی، مذهبی، سیاسی، اور اجتماعی مواد و مباحث کا بهترین مجموعه هیں- ان کی مقبولیت و قدر کا اندازه اس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اس کی تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اس کی پهلی جلد مکمل (جو دفتر میں بهی موجود نهیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدی هے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وه بڑی سے بڑی قیمت پر بهی علحده کرنے کیلیے تیار نهیں- پچهلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیره الهلال کے پرچوں کا بهی محفوظ ملا، هم نے کوشش کی که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جا سکتی هیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی هو انهیں دوباره چهپوا لیا جاے-

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئی اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل هوگئی هیں - هم اس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخری موقعه دیتے هیں که اس قیمتی ذخیره کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکه جلدوں کی ایک بهت هی محدود تعداد مرتب هوسکی هے اس لئے صرف انهیں درخواستوں کی تعمیل هوسکے گی جو سب سے پهلے پهونچیں گی- هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس به ترتیب حروف تهجی لگادی گئی هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه — الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
" " چهارم ۱۰ روپیه — " " پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبه الهلال اس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهی موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے- قیمت فی پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوه هے -

منیجر "البلاغ پریس"

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

113, BROMPTON ROAL, KENSINGTON, LONDON, S W. 3.

ہے

مغرب یا مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں۔ پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپکو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہیں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اصحاب دولت دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپکے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے ملکر۔

۱۹۲۷

الہلال

نمبر ۱۶
جلد ۱

[illegible]

قیمت ۵ ـ آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهئیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں' نفع بخش ایجنسیاں لیں' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کمپنیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نهیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه هے - مندرجۀ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں' ترکاریوں' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه هے جو "نئے سسٹم" کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس "نئے سسٹم" کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١٦ کلکتہ : جمعہ ١٠ ۔ ربیع الثانی ١٣٤٦ ہجری جلد ١
Calcutta : Friday, 7. October 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعۃ نہین رکھتی ۔ طباعۃ کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رہکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تک بن سکی ہین ، وہ ہین جن مین الہلال چھپتا ہی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ ہی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی ہین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاہین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی ہمین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اہم مسئلہ ہی ۔ ضروری ہی کہ اسکی تمام نقایص ایک بار دور کر دی جائین ۔

الہلال

قارئین الہلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تک ١٣٠١ مراسلات وصول ہوی ہین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل ہی

عربی حروف کی حق مین	١٩٧	اردو حروف کی حق مین	٣٧٥
موجودہ مشترک طباعۃ کی حق مین	٣٧٤	حروف کی حق مین بشرطیکہ نستعلیق ہون	١٢٧
پتھر کی چھپائی کی حق مین	٢٢٨		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاہر کیا ہی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم ہوا کہ اس باری مین بعض اہم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین ہی ۔ اور اسلیی شرح و بیان کی ضرورت ہی ۔ آیندہ اس باری مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاہر کرینگی مگر ضرورت ہی کہ بقیہ حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ **الہلال**

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

جتني اقتدار رکھنے والے بادشاهوں پر رعایا کي کوئي نگراني نہیں هوتي - لیکن تجارتي حکومتوں میں تجار و اعیان ' حاکم کي نگراني کرتے هیں ' اور حاکم ' تجار و اعیان کي نگراني کرتا هے ' کیونکه پوري قوم اِس ممتاز طبقه کے مظالم کا نشانه بن سکتي هے -

(حکومتوں کي تشکیل میں مذهبي پیشواؤں کا دخل)

ایک تیسري قوت بھي هے جو حکومتوں کي تشکیل میں بڑا دخل رکھتي هے - وہ قوت کاهنوں اور مذهبي پیشواؤں کي هے - قدیم زمانے میں دیني پیشواؤں کو غیر معمولي اهمیت و طاقت حاصل تھي - مصریوں اور یہودیوں میں اِن کا اقتدار بے روک تھا - یه اِنھي کاهنوں کي قوت تھي جس نے مطلق سے فرعون کي پرستش کرائي اور رومولس اور ریموس (۱) کو جنگ کے دیوتا کي اولاد تسلیم کرا دیا - جاپان کے شہنشاهوں کے متعلق بھي ایسا هي اعتقاد تھا - سیلم کے بادشاه تو آج تک اِسي قسم کے القاب سے یاد کیے جاتے هیں -

غرضکه سیاسي قوت ' اجتماعي ارتقاء کا نتیجه هوتي هے - کمزور همیشه طاقتوروں کا لقمه هوتے هیں - قوت صرف مادي هي نہیں هوتي - دیني ' اخلاقي ' اور فکري بھي هوتي هے - بلکه کبھي کبھي اقتصادي بھي هوتي هے - مارکس کا قول هے که اقتصادي قوت هي سیاسي قوت میں اصل و بنیاد کا حکم رکھتي هے - اُس کي یه راے هر حال میں صحیح نہیں هے ' اگرچه اقتصادي قوت ' سیاسي نظامات کي تاریخ میں بہت مؤثر رهي هے -

(سیاسي حکومت ' اور باهمي تعاون کي تاثیر اُمت کي تکوین میں)

سیاسي حکومت کا ظہور ' ایک اجتماعي حادثه هے - یه حادثه همیشه ایک هي قسم کا هوتا هے - جماعتیں اپني قلت و کثرت میں کتني هي متباین هوں ' مگر اِس سے اُن کے طبائع میں کوئي تباین پیدا نہیں هوتا -

انسان ' باهم اجتماعي تعاون کے رشتوں سے جڑ گئے هیں - صرف اِسي تعاون کے ذریعه هم اپني ضرورتیں پوري کرسکتے هیں - انسانوں کي ضرورتیں اور قابلیتیں مختلف اور متفاوت هیں - اِسي صورت حال نے اُنھیں مجبور کر دیا هے که تقسیم عمل کے اصول پر باهمي تعاون سے کام لیں -

همارے اجداد کي اجتماعي روش ' ناموس نشر و ارتقاء کے ماتحت فوراً بدل گئي جب اُنھوں نے دور توحش سے دور بداوت میں قدم رکھا - جغرافیائي اور جنگي ضرورتوں سے مجبور هوکر بہت سے قبیلے متحد هوگئے - اُن کے اتحاد نے ایک نیا مجموعه پیدا کردیا - اِسي مجموعه کا نام بعد کو " اُمت " یا " قوم " هوا - پھر جب زرعي غلامي اور سرداري کا طریقه رائج هوا ' تو غلاموں کے قتل کرڈالنے کا دستور منسوخ هوگیا اور غلام کاشتکاري کي خدمت پر مامور کر دیے گئے - پھر صنعت و حرفت کے وسیع پیمانے پر ظہور نے سرے سے یه غلامي بھي موقوف کردي -

اِسي تدریجي ارتقاء نے قومیتیں پیدا کیں ' اور قبائلي سرداروں کو شاهي تختوں پر بٹھا دیا - پہلے زمانے میں پادشاه کا اولین کام یه تھا که فوج کي سپه سالاري کرے - مصریوں ' اشوریوں ' اور یورپین قوموں کي تاریخ ایسي مثالوں سے لبریز هے -

(جماعت کي زندگي اور تعاون کے دو اصول)

بعض علماء اجتماع کي راے میں جماعت ' ایک حقیقي زندگي رکھتي هے - اُن کا خیال هے که جماعتي ذهن و وجدان ' فردي ذهن و وجدان سے علحده وجود رکھتا هے - قدیم زمانے میں افلاطون اور ارسطو کا بھي نظریه یهي تھا که جماعت ' ایک عظیم زنده وجود هے - گویا وہ سینکڑوں سروں کا حیوان هے - همارے زمانے میں بھي متعدد علماء نے یهي کہا هے - چنانچه ورمس وغیرہ کہتے هیں که جماعتیں ' اپني مستقل زندگی رکھتي هیں - وہ جسم حي کي مثال پیش کرتے هیں - وہ کہتے هیں علماء فیزیولوجي (علم وظائف اعضاء) کا متفقه فیصله هے که اجسام حیه کي اساسي طبیعت یه هے که هر عضو اپني جگه پر ایک خاص عمل انجام دیتا هے جس سے مجموعي جسم کي زندگي برقرار رهتي هے - مثلاً نبات ' جڑوں ' پتوں ' اور پھولوں وغیرہ سے مرکب هوتا هے - اِن میں سے هر چیز اپني جگه پر پورے درخت کي سلامتي و بقاء کے لیے کام کرتي هے -

اعضاء کا یه تعاون ' دو اصلوں پر مبني قرار دیا جا سکتا هے :

(۱) مختلف اعضاء میں وظائف کي تقسیم و تحدید -

(۲) وہ غرض و غایت ' جس کے لیے بطریق تعاون تمام اعضاء کوشش کرتے هیں -

یه دونوں اصلیں ' تمام انساني و حیواني جماعتوں میں پائي جاتي هیں - یه اِس لیے که اگر اعضاء جسم میں وظائف کي تقسیم نه هو ' تو اُس جسم میں سرے سے وصف عضویت هي موجود نہیں هو سکتا - مثلاً اگر هم ایک ریگ کا ٹیله دیکھیں جس کے تمام اجزاء و اقسام متشابه هوں ' اور سب ایک هي عمل انجام دے رهے هوں ' تو همیں فیصله کر دینا پڑیگا که اِس ٹیلے کے اجزاء میں وظائف کي تقسیم نہیں هے - یعني اُس میں خود عضویت کا وجود هي نہیں هے - یهی حال انساني جماعت کا هے - جس انساني گروہ کا هر فرد اپني علحده زندگي بسر کرتا اور جماعت کے لیے کوئي کام نہیں کرتا هے ' همیں کہنا چاهیے که وہ گروہ سرے سے جماعت هي نہیں هے ' بلکه دور وحشت میں پڑا هوا هے -

(وظائف کي تقسیم)

جسم میں عضویت کا آغاز اُسي وقت سے هوتا هے جب اُس کے اجزاء میں وظائف کي تقسیم هو جاتي هے - یهي حال انسانوں کا هے جب اُن میں تقسیم عمل نافذ هو جاتي هے - بعض کھیتي پر لگ جاتے هیں - بعض کپڑا بننے لگتے هیں - بعض مکان بنانے لگتے هیں ...... اِس حالت میں انسانوں کے اِس گروہ کا نام " جماعت " هو جاتا هے -

میلن کي راے هے که عالم اقتصاد میں تقسیم عمل ' عالم فیزیولوجي (وظائف الاعضاء) میں تقسیم وظائف (فرائض) کے بالکل مشابه هے - یه تقسیم هي جسم حي کي خصوصیت پیدا کرتي هے - اور یهي تقسیم " جماعت " کو موجود کرتي هے -

اِس کي مثال یه هے که زنده جسم میں معدہ ' نه تو دل کا فرض انجام دیتا هے ' نه دل معدے کا - گزشته تفصیل سے واضح هوچکا هے که زندگي پیدا کرنے میں تقسیم وظائف ' تعاون هي کي بنیاد پر قائم هوتي هے - مثلاً دماغ اپني غذا حاصل کرنے کے لیے خود عمل نہیں کرتا ' بلکه اُس کي غذا معدہ مہیا کرتا هے ' اور قلب یه غذا اُس تک پہنچاتا هے - یهي حال جماعت کا هے -

---

(۱) رومولس اور ریموس ' مندر وستا کي راهبه " ریا سیلویا " کے توأم لڑکے تھے ' اور زنا سے پیدا هوئے تھے - مگر راهبه نے دعوی کیا که وہ جنگ کے دیوتا مریخ کي اولاد هیں - رومولس ' روم کا باني هے -

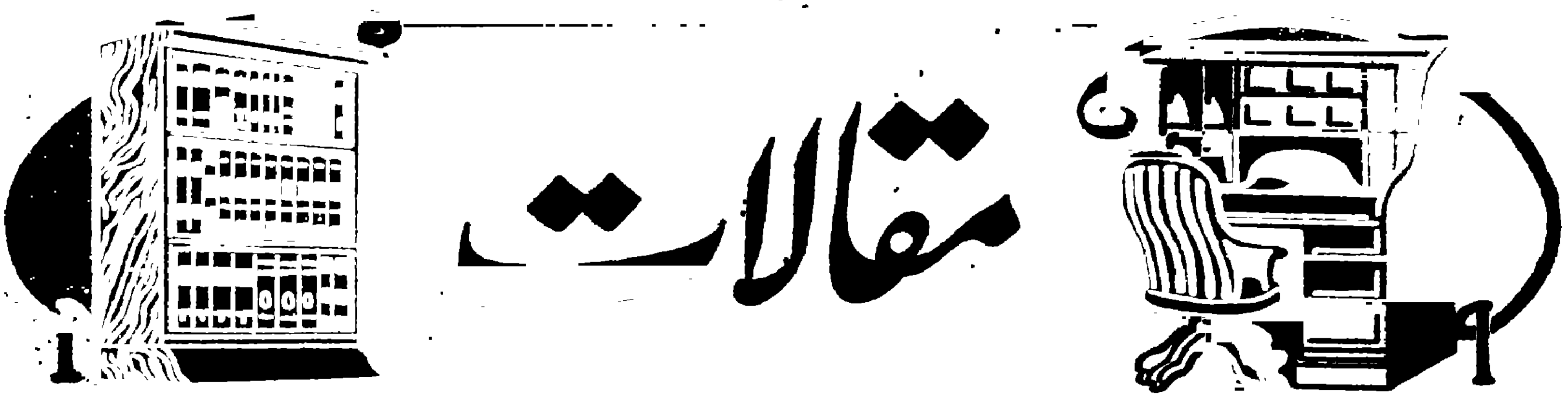

مقالات

علم الاجتماع

(۲)

(فرد کا اقتدار جماعت پر)

جماعت نے طویل تجربے سے معلوم کر لیا تھا کہ شکار اور جنگ میں وہی شخص اُس کا سردار ہونا چاہیے' جو اسلحہ کے استعمال میں مشاق اور جسمانی قوت میں اصلح ہو - یہ حال صرف انسانی جماعتوں ہی کا نہیں ہے - چڑیاں بھی جب ایک اقلیم سے دوسری اقلیم کو جاتی ہیں' تو اپنی سرداری اور پیش قدمی کے لیے اپنا سب سے زیادہ قوی اور تیز نظر فرد منتخب کرتی ہیں - ہمیشہ دیکھا جاتا ہے کہ چڑیوں کے غول اپنے سردار کے پیچھے اڑتے ہوئے جاتے ہیں !

اپنی تکوین کے آغاز میں سلطنت کی بھی یہی صورت ہوئی - افریقہ' اسٹریلیا' اور نیوزی لینڈ میں ابتک ایسے قبائل موجود ہیں جو یہ اجتماعی نظام پیش کر رہے ہیں - بعض قبائل ایسے بھی ہیں جن کا سردار دائمی نہیں ہوتا' عارضی طور پر منتخب کر لیا جاتا ہے - چنانچہ قبائل تُسمان کا یہی حال ہے - اُن کا جب کوئی خاندان سفر یا جنگ کو جانے لگتا ہے تو اپنا سردار منتخب کر لیتا ہے - لیکن اِس ضرورت کے ختم ہوتے ہی سردار کی سرداری بھی ختم ہو جاتی ہے' اور وہ باقی افراد کی طرح ایک فرد علم ہو جاتا ہے -

جو جماعتیں جنگ و جدل سے دور ہیں' اُن میں فرد کا کوئی اقتدار نہیں ہوتا - چنانچہ قبائل دوجی میں کوئی بھی سردار نہیں ہے - تمام افراد بالکل مساویانہ زندگی بسر کرتے ہیں -

یہی حال قبائل اسکیمو کا ہے - اِن کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ ہے' مگر آج تک اُن میں کوئی سردار نہیں ہے - شروع شروع جب اُن کے سواحل پر یورپین جہاز پہنچے' تو اُنہیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ بحری سپاہی اپنے افسروں کے اشاروں پر حرکت کرتے ہیں !

(حکومتوں کی تشکیل میں جنگ کا دخل)

ابتدائی حکومتوں کے وجود کا باعث صرف جنگ ہی نہ تھی - لیکن جو حکومتیں جنگی ضرورت سے قائم ہوتی ہیں' وہ فرد ہی کے ماتحت ہوتی ہیں - ابتدائی جنگوں کے تجارب نے انسانی جماعتوں کو یقین دلا دیا کہ نظام و ترتیب کی قوت' کثرت تعداد کی قوت سے کہیں زیادہ مؤثر ہوتی ہے - بہت سی جماعتیں محض اِس لیے برباد ہو گئیں کہ اُن میں کوئی نظام موجود نہ تھا - انتشار و فوضویت عام تھی - چنانچہ بتدریج انسانوں نے نظام کے فوائد معلوم کیے اور منتظم زندگی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے -

جملہ مستبد حکومتوں کی پیدائش' جنگ ہی سے ہوئی ہے - شخصی حکمرانی کا باعث' جنگ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی - چنانچہ قرون اولی میں جب روم کے لیے ایک بڑا جنگی خطرہ پیش آیا' تو قہری حکومت (ڈیکٹیٹرشپ) قائم ہو گئی - لیکن اُس کے دفع ہوتے ہی مینسناٹس' جو اِس حکومت کا حاکم تھا' اپنے کھیت میں ہل چلانے واپس چلا گیا - تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ زیادہ سے زیادہ حریت پسند قوموں میں بھی جنگوں نے ایسے آدمی پیدا کر دیے' جو شروع میں حامی حریت معلوم ہوتے تھے مگر جنگی ضرورتوں نے اُنہیں مستبد حاکم بنا دیا -

جنگی قومیں — اپنے جغرافیائی موقعہ کے لحاظ سے — استبدادی طرز حکومت ہی پر برقرار رہیں - اسی طرح تمام وسیع ممالک' جن پر دشمنوں کے حملے ہوتے رہے یا جن میں اندرونی شورشیں زیادہ برپا ہوتی رہیں' اُن کی حکومتیں لازمی طور پر استبدادی رہی ہیں - برخلاف اِن کے چھوٹے چھوٹے اور چہار طرف پہاڑوں سے محفوظ ملکوں کی حکومتیں جمہوری ہوا کرتی ہیں - چنانچہ قدیم زمانے میں یونان اور موجودہ زمانے میں سوئٹزرلینڈ اُن ممالک کی مثال ہیں جو استبداد سے یک قلم نا آشنا ہیں - لیکن قوم ترکمان — بدویت کی حالت میں — شخصی استبداد کی طرف مائل رہی ہے -

(حکومتوں کی تشکیل میں صناعت کا دخل)

صناعت' اگرچہ براہ راست حکومتوں کی تکوین کا باعث نہیں ہے' لیکن جنگ کے بعد وہ بھی اُن کی تشکیل میں بڑا دخل رکھتی ہے - کیونکہ صناعت' دولتمندی کا اولین سبب ہے اور اس لیے باشندوں میں فرق مراتب کا موجب ہے -

ابتدائی انسان نے جوں ہی آلات کو ترقی دی' مختلف قسم کی صنعتیں ظاہر ہونے لگیں - صناعوں اور کاشتکاروں نے غیر معمولی محنت کے ذریعہ اِتنی پیداوار مہیا کر لی جو اُن کی ضرورت سے زیادہ تھی - چنانچہ اُس کی فروخت اور مبادلہ سے اُنہیں کافی دولت حاصل ہو گئی - اِس دولت سے اُنہوں نے دوسروں سے زیادہ رسوخ حاصل کر لیا اور اپنے لیے خاص خاص صنعتیں اور پیشے خاص کر لیے -

اِن مالداروں کو بہت جلد ضرورت محسوس ہوئی کہ حریص و طماع غریبوں سے اپنی دولت محفوظ رکھنے کی تدابیر اختیار کریں - چنانچہ اُنہوں نے اِس مقصد کے لیے قانون و نظام بنائے - یا دوسرے لفظوں میں ملک کے لیے حکومت کی بنیاد رکھی اور اُسکی خاص شکل تجویز کی -

اِس قسم کی حکومتیں' جو صناعوں اور تاجروں کے ہاتھوں ظاہر ہوئیں' قدرتی طور پر اُن حکومتوں سے مختلف مزاج رکھتی تھیں' جنہیں جنگوں نے پیدا کیا تھا - کیونکہ اول الذکر میں کامل شخصی اقتدار قائم نہیں ہو سکتا تھا - صناعوں اور تاجروں کی جماعت کو بھی رسوخ حاصل تھا - اِس قسم کی حکومتوں کی مثال قدیم زمانے میں وینس اور ولندیز کی حکومتیں تھیں - یہ حکومتیں جنگی حکومتوں سے بہت سی باتوں میں مختلف ہوتی ہیں -

ايك قديم مرقع

خليفه هارون الرشيد اور فرانسيسي سفارت

عرصه هوا' زمانهٔ حال كے مشهور مصري مصنف جرجي زيدان مرسس الهلال قاهره نے اپني سياحت يورپ كي ياد داشتيں شائع كرتے هوے لكها تها " سوربن يونيورسٹي ميں ایک قديم مرقع ميري نظر سے گزرا - اس ميں اس فرانسيسي سفارت كا خليفه هارون الرشيد كے دربار ميں ورود دكهلايا گيا هے جو شارليمين اول نے بغداد بهيجي تهي' اور جس كے جواب ميں هارون الرشيد نے وه عجيب و غريب گهڑي ارسال كي تهي جس كا تمام يورپ ميں عرصه تك شهره رها "

جرجي زيدان نے اس مرقع كا عكس شائع كر ديا تها - اس مرقع ميں هارون الرشيد ایک بلند مسند پر جو تو بر تو گديلوں سے بنائي گئي هے' بيٹها هے - سر پر خود كي وضع كي قلنسوه هے اور اس پر عمامه بندها هے - حبشي غلام عقب ميں كهڑے هيں' اور فرانسيسي سفارت كے اركان زمين بوس هو رهے هيں -

مجهے اس مرقع سے بهت دلچسپي هوئي ليكن اسكي تاريخ قدامت كي كوئي تصريح نهيں كي گئي تهي - ميں نے خيال كيا' بهت ممكن هے زمانهٔ حال كے كسي مصور نے واقعهٔ سفارت كے تخيل كو مرقع كي صورت ديدي هو' يا كسي تاريخي كتاب كي تزئين كے ليے طيار كيا گيا هو - ميں چاهتا تها' اس بارے ميں مزيد معلومات حاصل كيے جائيں - كيونكه مجهے اپني ایک زير تحرير كتاب كے ليے اس طرح كے تمام مرقعوں كي ضرورت تهي -

گذشته سال ایک تقريب سے مجهے موقع ملا كه موسيو بلوشر سے خط و كتابت كروں - يه فرانس كے مشهور فارسي داں مستشرق هيں اور كچهه عرصه سے پيرس كے قومي كتب خانه كے فارسي حصه كي از سر نو تحقيقات كر رهے هيں - ميں نے اس مرقع كي نسبت ان سے دريافت كيا - ان كا جواب حسب ذيل تها :

" جس مرقع كا آپ نے ذكر كيا هے (يعني سوربن يونيورسٹي كا) وه اصل نهيں هے - اصلي مرقع كي نقل هے - اصلي مرقع اس كتب خانه ميں (نيشنل لائبريري پيرس) ميں محفوظ هے - يه مشكل هے كه اس كي صحيح تاريخ معين كي جا سكے' ليكن اس ميں كوئي شك نهيں كه سولهويں صدي ميں يه مرقع موجود تها - كيونكه سنه ۱۵۸۹ - ميں جب هينرخ **Heinrich** نے اپنا مجموعهٔ تاريخ عرب نيپلز ميں شائع كيا هے' تو اس ميں يه مرقع بهي درج كيا گيا تها - مرقع كے نيچے يه عبارت لكهي گئي تهي " بغداد كے خليفه كے دربار ميں شارليمين كي سفارت — اس مرقع كي نسبت خيال كيا جاتا هے كه يه شارليمين كے حكم سے طيار كيا گيا تها " مرقع كا جو نسخه بطور اصل كے اسوقت محفوظ هے' غالباً وه بهي اصل نهيں هے - كسي دوسرے نسخه كي نقل هے - كيونكه اس ميں بعض خاص طرح كے رنگ استعمال كيے گئے هيں' اور ان رنگوں كا استعمال سولهويں صدي كے بعد شروع هوا هے — * * * * * * * * سولهويں اور سترهويں صدي ميں يه مرقع منجمله ان تصاوير كے تها' جن سے فرانس كے شاهي قصر آراسته كيے جاتے تهے - قصر تويلري كے ليے يه مرقع ايوان استقبال كي ان تصويروں كي قد و قامت كے مطابق طيار كيا گيا تها' جو اسكي دهني اور بائيں ديواروں پر قدم آدم جتني ترتيب دي گئي تهيں - ميں اگرچه يه كهنے كے ليے كافي تاريخي تصريحات نهيں پاتا كه يه مرقع اصلي هے' تاهم اس كي تاريخي قدر و قيمت سے انكار نهيں كيا جا سكتا - كم از كم يه بات بالكل صاف هے كه خود شارليمين كے عهد كا هو يا نه هو' ليكن سولهويں صدي سے پيشتر كا رائج و مشهور مرقع ضرور هے * * * ایک دوسرے واقعه سے بهي اس مرقع كي تاريخي حيثيت كي تصديق هوتي هے - هارون الرشيد نے اس سفارت كے جواب ميں فرانسيسي سفيروں كے ساتهه اپنے خاص سفراء بهي بهيجے تهے' اور ان كے ذريعه بيت المقدس كي طلائي كنجياں اور بهت سے قيمتي تحائف روانه كيے تهے - انهي تحائف ميں وه اپنے عهد كي عجيب و غريب گهڑي بهي تهي جس كا ذكر اس عهد كے مورخ اے جي نارٹ **Eginhart** نے

ضروري ہے کہ اُس میں بھي بعض افراد ' قوم کي مدافعت کي ذمہ داري لیں ' بعض عام مصالح انجام دیں ... اِس تقسیم عمل اور تعاون کي غایت یہ ہوتي ہے کہ مجموع یعني جماعت ' قائم و محفوظ رہے - ہر عضو ' دوسرے اعضاء کے مقابلے میں بیک وقت ' واسطہ اور غایت ہوتا ہے - چنانچہ مثلاً کاشتکار حاکم کا خدمت گزار ہوتا ہے ' اور حاکم ' کاشتکار کا خادم ہوتا ہے - اِسي طرح جماعت کا ہر فرد ' دوسرے افراد کا معاون و مدد کار ہوجاتا ہے -

یہ اعمال اپني مجموعي حیثیت سے دائرۂ حیات میں متعدد حلقوں کا حکم رکھتے ہیں - تمام اقوام اور قبائل ' انساني مجموعہ میں ایسے ہي دائرے بناتے چلے جاتے ہیں -

(سلطنت میں نظام حیات).

اسپنسر نے کائنات حیہ کي بحث میں بتایا ہے کہ جسم حي میں تین بڑے نظام ' تین بڑے وظائف انجام دیتے ہیں :

نظام ہضمي ' مجموعہ عصبي ' نظام تنفس -

یہي حال سلطنت کا ہے - ایک فریق مجموع کے لیے اُس کي غذا مہیا کرتا ہے - دوسرا فریق سلطنت کا انتظام سنبھالتا ہے - تیسرا فریق — اور وہ درمیاني فریق ہے — زمین کي پیداوار تقسیم کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے تاکہ باقي جماعت اُسے اپنے کام میں لائے -

یہ عمل ' جسم انساني میں دوران خون کے نظام سے بہت مشابہ ہے - سلطنت میں زراعت ' حکومت ' تجارت ' تین اعضاء ہیں اور اُن اعضاء ثلاثہ کے قائم مقام ہیں جو حیاۃ حیواني قائم رکھتے ہیں -

یہاں پر ایک سوال قابل لحاظ ہے - ہمیں اُسے نظر انداز نہیں کرنا چاہئے - " کیا سلطنت اِن اعضاء کے وجود کے بعد ہي موجود ہوجاتي ہے ؟ — گھڑي کا آلہ یا جہاز کا آلہ ' کائنات حیہ کے مشابہ ہے - چنانچہ وہ بھي دوسرے اجسام حیہ کی طرح مختلف اعضاء سے مرکب ہے - اِس کے اعضاء میں بھي تقسیم عمل ہے اور اپنے اعمال کي انجام دہي میں تعاون رکھتے ہیں - یہ آلات ' زندہ اجسام سے اِس قدر مشابہ ہیں کہ وحشي انسان اُنہیں سچ مچ زندہ وجود ہي سمجھ لیتے ہیں - اگر یہي بات ہے تو پھر جاندار آلے اور بے جان آلے میں کیا فرق باقي رہ جاتا ہے ؟ "

اِس سوال کا جواب لاینتس نے یہ دیا ہے کہ " لکڑي یا لوہے کا مصنوع آلہ ' في نفسہ کوئي عضویت نہیں رکھتا - برخلاف اِس کے ہر زندہ وجود عضویت اور مستقل زندگي رکھتا ہے - ہر عالم حی ' ہزاروں زندہ عوالم کا مجموعہ ہے "

ویرخوف اور کلوڈ برناڈ نے ثابت کیا ہے کہ ہر حیوان اپنے سے بہت زیادہ چھوٹے اور پست بے شمار حیوانات سے مرکب ہوتا ہے - ہمارے جسموں کے اندر بہت سي ذي روح کائنات موجود ہیں - اِن میں سے ہر ایک مستقل زندگي رکھتي ہے - اِن کائنات کي زندگي ہمارے ہي خون سے ہے - یہ کائنات ' مختلف قابلیتیں ' خواہشیں ' امراض ' اور حرکات رکھتي ہیں - اگر ہم کسي کیڑے کے دو ٹکڑے کردیں تو بھي اُس کا ہر ٹکڑا زندہ رہے گا - بلاشبہ ترقي یافتہ حیوانوں کي یہ حالت نہیں ہے - لیکن ان حیوانات کے بھي بعض اجزاء — مثلاً ناخن اور بال — جسم کي موت کے بعد زندہ رہتے ہیں - مرنے کے بعد انسان کے ناخن اور بالوں کا بڑھنا اِس بات کي دلیل ہے کہ اِن میں زندگي موجود رہتي ہے - اِسي طرح یہ بھي واقعہ ہے کہ کئي چوہوں کي دمیں اگر ایک چوہے کے جسم میں لگا دي جائیں ' تو اِن تمام دموں میں بھي زندگي پیدا ہو جائیگي -

مختارات

عورت کی طاقت

عورت ' ہیئت اجتماعیہ کي بنانے والي ہے - پوري ہیئت اجتماعیہ ' عورت کے قبضۂ اختیار میں ہے - سب کچھ اُسي کي مدد سے اور اُسي کیلیے ہوتا ہے - عورت ' مرد کي سب سے بڑي مربي و معلم ہے - وہ عورت ہي ہے جو مرد کو اعلی اخلاق ' پسندیدہ آداب ' اور رقیق احساس سکھاتي ہے - عورت بعض مردوں کو لطف معاشرت کي تعلیم دیتي اور سب کو سخت مزاجي سے باز رکھتي ہے - عورت ہي کے ذریعہ مرد کو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکي اجتماعي زندگي کیسے نازک اور پر پیچ عناصر و اجزاء سے مرکب ہے - عورت کے قریب ہونے ہي سے ہم محسوس کرتے ہیں کہ جذبات کا طوفان اور ایمان کا دھارا اِتنا زبردست ہے کہ اُسے روکا نہیں جا سکتا ' اور یہ ' کہ انسان اپني عقل کے بل بوتے پر نہیں چل رہا ہے -

(اناتول فرانس)

علماء کی خوش مزاجی

عام طور پر مشہور ہے کہ علماء و فضلاء خشک مزاج ہوتے ہیں - شب و روز خشک مباحث میں غور و فکر کرنے کي وجہ سے خشک دماغ ہو جاتے ہیں - یہ چیز اِس قدر مشہور ہوئي کہ علم اور خوش مزاجي کو بڑي حد تک متضاد خیال کیا جانے لگا - بہت سے مدعیان علم مصنوعي خشک مزاجي کي عادت ڈال کر دنیا کو اپني علمیت منوانے لگے - حالانکہ علم اور بشاشت میں ہرگز کوئي تضاد نہیں ہے - زیادہ سے زیادہ ہنس مکھ آدمي بھي بڑے سے بڑا عالم ہوسکتا ہے - اِس کي سب سے زیادہ نمایاں مثال جاپان میں موجود ہے - یہاں کے علماء فن عموماً بڑے خوش مزاج ہوتے ہیں - حال میں مشہور جاپاني عالم ' ڈاکٹر " میورا " امریکا گیا تھا - وہاں کے لوگ اُس کي ہنسي اور خوش طبعي دیکھکر متعجب ہوئے -

بادشاھون کو ھدیه

بادشاہوں کے لیے ایک مصیبت ہدیے بھي ہیں جو اُنہیں بہت بڑي مقدار میں ہمیشہ پہنچتے رہتے ہیں ایڈورڈ ہفتم کے پاس سیکڑوں صندوق سیگرٹ ' نک ٹائي ' دستانوں ' جوتوں ' اور چھتریوں سے لبریز بطور ہدیہ کے آیا کرتے تھے - وہ ہدیے بہت کم قبول کرتے اور اکثر واپس کردیا کرتے - تاہم بعض نادر چیزیں لے بھي لیتے تھے - چنانچہ ایک شخص نے امریکا سے پاؤ بھر وزن کا ایک آلو بھیجا تھا - اُسے بادشاہ نے قبول کرلیا - اِسي طرح ایک قدیم مصري شاہزادي کا ممي کیا ہوا ہاتھ بھي منظور کرلیا تھا ' اور اُس سے میز پر کاغذ دبانے کا کام لیا کرتے تھے !

یہي حال سابق قیصر جرمني کا تھا - ایک شخص نے افریقا کے سب سے بلند پہاڑ " کیلیما نگارو " کي چوٹي پر سے ایک پتھر کاٹ کر ہدیہ بھیجا تھا - اسے قبول کر لیا - نیز ایک بڑھیا کا سو مارک کا نوٹ بھي منظور کرلیا تھا - اِس عورت نے دربان کے ہاتھ شہنشاہ کو ایک لفافہ بھیجا جس میں اس بنک نوٹ کے علاوہ ایک خط تھا :

" کل میں نے آپ کو فوج کي قواعد ملاحظہ کرتے وقت سردي سے کانپتے دیکھا - یہ سو مارک کا نوٹ قبول کیجیے اور اِس سے اوني بنیائن خرید لیجیے "

ہوتا، تو بہت ممکن تھا کہ اصلاح و تجدید کی راہیں باز ہوجاتیں؟ لیکن عبدالعزیز کے مجنونانہ استبداد نے جسکے ساتھ شخصی حکمرانی کے تمام عیش پرستانہ عناصر فساد بھی جمع ہوگئے تھے، اصلاح حال کے تمام دروازے مسدود کر دیے۔ خزانہ بالکل خالی تھا۔ یورپ سے قرضوں پر قرض لیتے جا رہے تھے۔ مالیات کے بہترین وسائل معطل ہوگئے تھے۔ روس نے پیٹرسبرگ سے سرائے دولمہ بغچہ تک اپنی مخفی سازشوں کا جال بچھا دیا تھا۔ روسی سفیر جنرل اگناتیف کا اقتدار روز بروز بڑھتا تھا، اور سلطان اپنے تمام معاملات میں اسی کے مشوروں پر کار بند تھا۔ سلطان کا تمام وقت محل کی عیش پرستیوں میں صرف ہوتا۔ بسا اوقات ایک ایک مہینے تک وزراء حکومت کو بار پانے کا موقعہ نہیں ملتا۔ شخصی حکومتوں کا قدرتی مزاج ہی شخصی انانیت اور مستبدانہ قہر و جبر رہا ہے۔ پھر اگر خصوصیت کے ساتھ اسکا کوئی حکمران "مستبد" ہو جائے، تو ظاہر ہے، اسکا استبداد کس درجہ لا علاج اور بے پناہ ہوگا؟ تمام ترک اہل قلم متفق ہیں کہ عبدالعزیز اپنے تمام پچھلے مستبد حکمرانوں سے بھی زیادہ مستبد تھا کوئی بات بھی اسے اسدرجہ طیش و غضب میں نہیں لاتی تھی جس قدر اس بات کا تصور، کہ دنیا کی کوئی مخلوق اسے "مشورہ" دینا چاہتی ہے، یا نصیحت کرنے کی جرأت رکھتی ہے۔ ابتدا میں جو لوگ بھولے سے کوئی ایسی جرأت کر بیٹھے، انہیں فوراً اسکی سزا بھگتنی پڑی۔ اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ کارخانۂ سلطنت روز بروز درہم برہم ہو رہا تھا اور آنے والے خطرے کے آثار قریب سے قریب تر ہونے لگے تھے یہ حالت جاری تھی، مگر ہر طرف غفلت و اعراض کا سناٹا چھایا تھا۔ کوئی صدا نہ تھی جو کلمۂ حق و اصلاح سے آشنا ہوتی!

لیکن غفلت و افساد کے اس سکون میں بالآخر جنبش ہوئی، اور دولۃ عثمانیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دعوت الی الحق کی بے خوف صدا بلند ہوئی۔ یہ مصطفیٰ فاضل کی صدا تھی۔ وہ صدائے حق، جسے نہ تو سلطان عبدالعزیز کی سطوت و جبروت روک سکی، نہ امارت و وزارت کے مطامع مانع آسکے!

تاریخ میں یہ صدائے اصلاح "اللائحۃ اصلاحیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دراصل ایک مکتوب ہے جو سلطان عبد العزیز کے نام لکھا گیا تھا۔ مصطفیٰ فاضل نے یہ مکتوب سنہ ۱۸۶۷ میں لکھا، اور بذات خاص سلطان کے حوالہ کیا۔ لوگوں کو جب اس جسارت کا حال معلوم ہوا تو شدت تحیر سے انگشت بدندان رہگئے۔ دولۃ عثمانیہ کی تاریخ میں یہ بالکل ایک نئی قسم کی جسارت تھی۔ ایسی جسارت جسکی مصطفیٰ رشید، فواد پاشا، اور عالی پاشا جیسے مصلحین بھی جرأت نہیں کرسکتے تھے!

سلطان عبدالعزیز نے یہ لائحہ پڑھا، اور وہی نتیجہ نکلا جو متوقع تھا۔ مصطفیٰ فاضل کو قسطنطنیہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ وہ پیرس آیا اور ایک مدت تک کیلیے یہاں مقیم ہوگیا۔ مصطفیٰ فاضل کے اسی قیام پیرس سے نوجوان ترک جماعت کی سب سے پہلی بنیاد پڑی۔ قسطنطنیہ کے متعدد نوجوان بتدریج پیرس چلے آئے، اور مصطفیٰ فاضل کی امداد و سرپرستی میں [illegible] زندگی بسر کرنے لگے۔ اس عہد کے وہ تمام اصلاح پسند افراد جنہوں نے نہ صرف دولۃ عثمانیہ کیلیے سیاسی انقلاب کی تخم ریزی کی، بلکہ ترکی علم، ادب و کتابت میں بھی دور جدید کی بنیاد ڈالی، اسی عہد کی پیداوار ہیں۔ نامق کمال بے، ضیا پاشا ادیب، سعد اللہ پاشا، ابوالضیا توفیق، وغیرہم کی نشو و نما اسی دور میں ہوئی۔

مصطفیٰ فاضل کو اس جسارت کا صلہ صرف مہاجرت ہی کی صورت میں نہیں ملا، بلکہ اسکی تمام ترکی جائداد بھی ضبط کرلی گئی۔ اگر فرانسیسی حکومت درمیان نہ پڑتی، تو شاید مصری جائداد سے بھی محروم ہو جاتا۔

مصطفیٰ فاضل کا لائحہ تاریخ شرق جدید کا ایک اہم واقعہ ہے۔ جس جرأت و صراحت کے ساتھ وقت کے ایک مستبد سلطان کو مخاطب کیا گیا ہے، اور استبداد و شخصیت کی جگہ آزادی و شوریٰ کی دعوت دی گئی ہے، اس کی کوئی دوسری نظیر اس عہد میں نہیں مل سکتی۔ ہم چاہتے ہیں یہ پورا لائحہ اردو میں منتقل ہو جائے، کیونکہ یہ تاریخ شرق جدید کی ایک قیمتی دستاویز ہے۔

(مسئلہ اصلاح اور ایک اصل مہم)

یہ موقعہ تفصیل کا نہیں لیکن اشارہ ناگزیر ہے۔ دولۃ عثمانیہ میں سلطان مصلح کے عہد سے لیکر سلطان عبد الحمید خاں تک اصلاح و تجدید کی جس قدر حرکتیں ظہور میں آئیں، وہ اگرچہ اس اعتبار سے قابل احترام ہیں کہ استبداد و فساد کے مقابلہ میں حریت و اصلاح کی طلبگار تھیں، لیکن ساتھ ہی یہ واقعہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انکی بنیاد میں یورپ کی عامیانہ تقلید و نقالی کے سوا کوئی مجتہدانہ بصیرت موجود نہ تھی۔

صدیوں سے اسلام کی حقیقی دینی روح مفقود ہو چکی تھی۔ اسلام کے حقیقی سرچشمۂ شرع و تعلیم کی جگہ طرح طرح کے انسانی ساخت کے نئے سر چشمے پھوٹ نکلے تھے، اور اجتہاد و نظر کی جگہ تقلید و جمود کی بنیادیں استوار ہوگئی تھیں۔ ضرورت تھی کہ ایسے اصحاب نظر و بصیرت پیدا ہوتے، جو سب سے پہلے امت کے دینی مزاج کی درستگی کی کوشش کرتے جس کے بغیر حکومتوں کا حاکمانہ مزاج بھی درست نہیں ہوسکتا تھا۔ اس اصلاح کے بعد یورپ کے علمی و صناعی فوائد کے اخذ و اختیار کی راہ خود بخود کھل جاتی۔ البتہ بصیرت و اعتبار کے ساتھ کھلتی۔ تقلید و کورچشمی کے ساتھ نہ کھلتی۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ دولۃ عثمانیہ میں ایسے علماء ناپید تھے اور ہمیشہ ناپید رہے جو صاحب نظر و بصیرت ہوں۔ امراء و حکام جہل و اوہام کی تاریکی میں گم تھے۔ اتفاقات نے چند شخصیتیں پیدا کردیں جنہیں یورپ کے علوم و لغات سے آشنا ہونے کا موقعہ مل گیا۔ یہ اپنی کسی بصیرت و روشنی کی بنا پر نہیں بلکہ محض تقلید کی راہ سے استبداد و جہل کی مضرتوں پر مطلع ہوئے، اور اصلاح و انقلاب کی سعی شروع کردی۔ سعی صحیح تھی، بروقت تھی، لیکن ساعی بصیرت و نظر سے محروم تھے۔ مرض کا احساس غلط نہ تھا، لیکن نہ تو تشخیص کامل تھی، نہ علاج ہی صحیح تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس راہ میں جس قدر قدم بھی اٹھے، وہ اگرچہ اکثر حالتوں میں اصلاً غلط نہ تھے، لیکن مجتہدانہ بصیرت و نظر کے فقدان سے کوئی صحیح انقلاب صورت حال میں پیدا نہ کرسکے، اور شرح اس اجمال کی بہت طولانی ہے۔

بہر حال بحث و نظر کا یہ مقام دوسرا ہے۔ اس کے فہم و ذوق کے لیے دوسری قسم کی صحبتیں مطلوب ہیں۔ یہاں جو حقیقت قلم بند کرنی ہے یہ ہے، کہ گذشتہ صدی کے مشرقی مصلحین کی تاریخ میں مصطفیٰ فاضل پاشا کو اصلاح و انقلاب ترکیہ کے بانی و داعی ہونے کا شرف حاصل ہے، اور اسکا یادگار کارنامہ "اللائحۃ اصلاحیہ" ہے:

مشرق کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں

مصطفی فاضل پاشا

اور لائحۂ اصلاحیه

(اعلان حق اور امر بالمعروف کا ایک شاندار کارنامه)

انیسویں صدي کے وسط میں دولة عثمانیه کي سیاسي و اجتماعي اصلاحات کي جو حرکت شروع هوئي تهي ' عام طور پر اسکي ابتدائي تخم ریزي مرحوم مدحت پاشا کي طرف منسوب کي گئي هے - لیکن واقعه یه هے که مدحت پاشا اس روح تجدید کا داعي اول نه تها - اسے منظم و وسیع کرنے والا تها - ترکي اصلاح و تجدید کي اصلي تاریخ مصطفی فاضل پاشا سے شروع هوتي هے - في الحقیقت نوجوان ترکوں کي اجتماعي حرکت کا حقیقي موسس وهي تها -

(اصلاح کي ابتدائي فضا)

عثماني دارالخلافة میں جس شخص نے یورپ کے تمدني انقلاب کا پہلے پہل مطالعه کیا ' وه مصطفی رشید پاشا تها - امراء دولة میں بهي پہلا شخص هے جسنے یورپ کي زبانوں سے واقفیت حاصل کي - اسکي نشونما سلطان محمود مصلح کے عهد میں هوئي تهي - سنه ۱۸۳۹ع میں جب سلطان موصوف کا انتقال هوا اور سلطان عبدالمجید تخت نشین هوا ' تو یه لندن میں عثماني سفیر تها - سلطان عبدالمجید نے اس منصب سے ترقي دي اور وزارت خارجیه پر مامور کردیا - یه اسي شخص کي سعي کا نتیجه تها که اسي سال کے ماه جون میں دولة عثمانیه کي تنظیم و اصلاح کا وه تاریخي فرمان صادر هوا جو "خط گل خانه" کے نام سے مشهور هے - اسکا نام "گل خانه" اسلیے هوا که سراے "توپ قپو" کے چمنستان (گل خانه) میں اس کا اعلان هوا تها - اس اعلان میں دولة کے ترقي اور منظم هونے کا یقین دلایا گیا تها - نیز مسلم اور ذمي کے حقوق کے مساوي هونے کا اور هر طرح کے غیر قانوني امتیازات کے منسوخ کر دینے کا اعلان تها۔

مصطفی رشید پاشا نے اپنے عهد وزارت میں تعلیمي و معاشرتي اصلاحات کي جو روح پیدا کي تهي ' اس کا نتیجه یه تها که ایک قلیل جماعت نئے تعلیم یافته افراد کي پیدا هوگئي - ان میں سب سے زیاده نامور شخص دو هوے : عالي پاشا اور فواد پاشا - دونوں نے صدارت و نظارت کے مناصب تک ترقي کي ' اور اپنے عهد کے مشاهیر مدبرین میں شمار کیے گئے - سلطان عبدالمجید کے عهد کے تمام اجراات اصلاحیه کي باعث و کارفرما شخصیتیں یهي تهیں - معاهدۂ پیرس (۳۰- مارچ سنه ۱۸۴۶) میں دولة عثمانیه کو جو کامیابي هوئي ' اور انگلستان ' فرانس ' اور اٹلي نے روس کے برخلاف ساتهه دیا ' وه بہت کچهه انهي دونوں کي مساعي کا نتیجه تها - معاهدۂ پیرس کے بعد هي تاریخ اصلاح عثماني کا دوسرا فرمان شائع هوا تها جو "خط شریف" کے نام سے پکارا جاتا هے - اس میں "خط گل خانه" کي موکد تائید کي گئي تهي ' اور تمام رعایا کي آزادي حقوق کے احترام کا یقین دلایا گیا تها - یه بهي تمام تر فواد اور عالي هي کي مساعي کا نتیجه تها -

(مصطفی فاضل)

مصطفی رشید ' فواد ' اور عالي پاشا نے اصلاح و تغیر کیلیے فضا پیدا کردي ' مگر جماعت پیدا کرنے کا کام بعد کو هونے والا تها - یه مصطفی فاضل پاشا کي شخصیت تهي ' جس نے اس نئي فضا کو نشونما دي ' اور "نوجوان" ترکوں کي جمعیت کا اولین سنگ بنیاد رکهدیا - مدحت پاشا بعد کو آیا تا که اپنے عظیم اعمال اور عظیم قرباني سے اس سنگ بنیاد پر ایک نئي عمارت چن دے !

مصطفی فاضل پاشا محمد علي باني خاندان خدیوۂ مصر کا پوتا اور ابراهیم پاشا فاتح حجاز و شام کا بیٹا تها - سنه ۱۸۳۰ع میں پیدا هوا اور مصر میں تعلیم و تربیت حاصل کي - مصر میں محمد علي کے زمانے سے مغربي علوم و السنه کي اهمیت کا احساس عام هو چلا تها ' اور خاندان خدیوي کے تمام افراد فرانسیسي زبان کي تعلیم حاصل کرنے لگے تهے - مصطفی فاضل کو بهي اسکا موقعه ملا - اس طرح مغربي علوم و تمدن کے فهم و مطالعه کا دروازه اس پر کهل گیا - ابهي سلطان عبدالمجید هي کا زمانه تها که وه قسطنطنیه آیا ' اور چند سالوں کے بعد جب سلطان عبدالعزیز تخت نشین هوا ' تو نظارة معارف (تعلیم) کا ناظر مقرر هوگیا - پهر کچهه دنوں کے بعد جب مالیات کي وزارت کي جگه خالي هوئي ' تو حکومت کي نظر انتخاب اسي پر پڑي -

(لائحه اصلاحیه)

یه وه وقت تها ' جبکه دولة عثمانیه کي زوال پذیر هستي کي حفاظت کیلیے اصلاح و علاج کي آخري مهلت درپیش تهي ' اور قریب تها که همیشه کیلیے اسکي شش صد ساله عظمت و جلال کي دیواریں سرنگوں هوجائیں - سلطان محمود مصلح نے نئي اصلاحات کي بنیاد رکهي - سلطان عبدالمجید نے اسے بلند کرنا چاها - اگر سلطان عبدالعزیز کا وجود بهي اس سلسلۂ اصلاح کي تیسري کڑي

گیا هے - اس عرب سفارت کے ورود و استقبال کا ایک ایسا هي مرقع فرانس میں موجود هے جیسا یه زیر بحث مرقع هے - اس مرقع میں شارلیمین کو اس کے دربار میں دکهلایا گیا هے اور عرب سفیر اس حالت میں نمایاں هیں که اپنے تحائف پیش کر رهے هیں - اس سے صاف طور پر یه بات واضح هو جاتي هے که واقعۂ سفارت کے دونوں درباروں کي تصویریں به یک وقت طیار کي گئي تهیں - اور عجب نهیں خود شارلیمین کے حکم سے طیار کي گئي هوں - یه دوسرا مرقع پیرس کي مشهور عمارت پنتهیون Pantheon کي دیواروں پر اس وقت تک موجود هے - یہاں شارلیمین کے عهد کے مختلف مرقع دکهلائے گئے هیں ' من جمله ان کے عربي سفارت کا استقبال بهي هے "

اس مرقع کي نقل هدیۂ قارئین هے -

بلاشبہ ، مضبوط اخلاق هي اِس وجود میں تنہا ایک قوت نہیں ہے - کیونکہ یہاں جرائم کي بھي جڑیں گہري هیں ، اور گناهوں کے تخت بھي بچھے هیں - لیکن یہ یقیني ہے کہ مضبوط اخلاق ، ایک مستحکم و راسخ بنیاد ضرور ہے - اُس کے بغیر کوئي سلطنت قائم نہیں هوسکتي - جب وہ کسي قوم کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے ، تو اُس قوم کي اجتماعي عمارت بھي گر پڑتي ہے - اُس کا یہ خاصہ عجیب ہے کہ جوں جوں اُس کي فتوحات میں وسعت هوتي ہے ، اُس کا دائرہ بھي وسیع و عظیم هوتا جاتا ہے - برخلاف دوسري قوموں کے جو استداد زمانہ سے کمزور هو جاتیں اور کامیابي کے بعد فنا هونے لگتي هیں -

اعلی حضرت کي عظمت اور وطن کي عزت کے تمام خیر خواہ ، انتہائي رنج و ملال سے دیکھ رہے هیں کہ قوم کي شہامت ، زائل هو رهي ہے اور اُسکي شرافت و خودداري ختم هوتي جاتي ہے - یہ اعلي صفات ، قوم میں کیونکر باقي رہ سکتي هیں ، اگرچہ کتني هي راسخ هوں ، جبکہ مسیحي رعایا کے ساتھ مسلمان بھي گونا گوں ذلتوں کا نشانہ بنے هوئے هیں اور هر قسم کي دنائت کے گھونٹ اُنھیں زبردستي پلائے جارہے هیں ؟ مسلمان اور عیسائي ، حضور والا کي تمام رعایا ، حکام کے ظلم و جور سے چیخ رهي ہے - یہ حکام وہ هیں جو حضور کے برائے نام فرمانبردار هیں - اعلي حضرت کو کیا معلوم کہ وہ شاهي احکام قوم میں جاري کرتے هیں یا اپني هوا و هوس سے کام لیتے هیں !

آپ کي سلطنت ، عام رائے سے خالي ہے - نتیجہ یہ ہے کہ آپ کے عمال ، رعایا کے سامنے جواب دہ نہیں هیں - اِس کے معنے یہ هیں کہ خود حضور کے عرش معلی کے روبرو بھي ذمہ دار اور جواب دہ نہیں هیں ، کیونکہ کوئي شخص بھي اُن کي شکایت عتبات عالیہ تک پہنچانے کي قدرت نہیں رکھتا ، اور چونکہ اُن کے جرائم ذات شاهانہ کے علم میں نہیں آسکتے ، اِس لیے اُن سے باز پرس بھي نہیں هوسکتي - لہذا وہ بالکل نڈر هوگئے هیں - رعیت پر دست درازي میں بے باک هیں - هر قسم کي برائیاں کھلے بندھوں کر رہے هیں - باشندے دو گروهوں پر منقسم هوگئے هیں : ظالم حاکم ، کوئي نہیں جو اُن کا هاتھ پکڑے - مظلوم رعایا ، کوئي نہیں جو اُس پر ترس کھائے - حاکم ، جس کا دعوی ہے کہ اُس کي قوت ، خود سلطان کي قوت ہے ، لہذا بے روک اور بے قید ہے - وہ اِس قوت کي گھمنڈ میں جملہ معائب و نقائص سے آلودہ هوتا ہے - محکوم ، جس کا کام یہ رہ گیا ہے کہ ذلت کے تاریک غار میں برابر گرتا چلا جائے - حکام ، جنھوں نے رعایا کے لبوں پر قفل چڑھا دیے هیں - اگر کبھي کسي کے منہ سے فریاد کي چیخ بلند هو جاتي ہے تو یہ حکام اُسے بغاوت قرار دے دیتے هیں - لہذا تمام رعایا ، نا امیدي میں پڑ گئي ہے - بے حساب ظلم و جور کے نیچے دبي ہے ، مگر خوف سے چپ ہے - ظلم کے هاتھ اُس کا گلا دبائے هوئے هیں ، اور اعلي حضرت سے مخفي نہیں کہ ظلم دلوں میں فساد پیدا کر دیتا اور عقلوں میں فتور ڈال دیتا ہے -

ترکوں کي رگوں میں پاک اور بے میل خون موجزن ہے - یقیناً هم وطن سے بے حد محبت کرتے هیں - حب الوطني ، هماري همتیں بلند کرتي ہے ، بڑي سے بڑي قربانیاں بھي هم پر آسان کر دیتي ہے - هم بہادر سپاهي هیں ، موت سے نہیں ڈرتے - هم میں وقار ہے اور همارے اسلاف سے همیں میراث میں ملا ہے - همارا امتیازي وصف ، صمیم اخلاص ہے - یہي اخلاص همیں آمادہ کرتا ہے کہ مصلحات کو جملہ محاسن پر ترجیح دیں - لیکن کیا یہ صفات حمیدہ هم میں زیادہ مدت تک باقي رهینگي ؟ کیا هم خیر و شر کے اِس تصادم کا همیشہ یونہي مقابلہ کرتے رهینگے ؟

میرے آقا ! جس دن یہ اخلاق هم سے رخصت هوجائینگے ، اُسي دن هماري موت بھي نازل هوجائیگي - هم کسي کو بھي اپنا حامي و مددگار نہ پائینگے -

کاش هماري مصیبت ، صرف همارے معنوي انحطاط هي پر ختم هو جاتي اور اِس جہل عمیم اور فساد عظیم تک نہ پہنچتي جو همارے تمام عقلي قوی تباہ کر رہا ہے -

میرے آقا ! جب همارے اسلاف یورپ میں آئے ، تو اُن کے پاس علم کي کوئي روشني بھي نہ تھي - لیکن وہ ذوق سلیم رکھتے تھے - یہ ذوق اُن میں قوت و جرات پیدا کرتا تھا ، جیسا کہ تمام پاک اور بلند نفسوں کا خاصہ ہے - وہ علم نہیں رکھتے تھے ، مگر عقل کے مالک تھے - وہ عقل جو حرکت پسند کرتي ، جمود سے نفرت کرتي ، اور رذالت سے کراهت رکھتي ہے - وہ اُن لوگوں سے بالکل مختلف تھے جو همارے هراول دیکھتے هي بھاگ کھڑے هوئے تھے - وائے افسوس ! عقلیں ، اُس حکومت کے زیر سایہ مفلوج هوجاتي هیں ، جس میں انفرادي همت کے لیے کوئي گنجائش نہیں هوتي !

میرے آقا ! آپ کي رعایا میں ترک سب سے زیادہ استبداد سے متاثر هوئے هیں - کیونکہ یہ استبداد اُن کي فطري استقامت نفس اور خود داري سے میل نہیں کھاتا - هم ترکوں میں وہ شرمناک قابلیت ذرا بھي موجود نہیں جو بیزنطیني عیاشوں میں تھي - اُن کي حالت یہ تھي کہ عقل و فطنت رکھتے تھے مگر نہ ذلت سے گریز کرتے تھے نہ مطلق العنان حکومت سے نفرت رکھتے تھے - هم بالکل سادہ دل پیدا هوئے تھے - همارے خیالات کي سادگي پر دنیا کو حیرت تھي - لیکن جب همارے خیالات هم سے چھین لیے گئے تو هم مخبوط الحواس هوگئے - عقل کي نعمت سے محروم هوگئے - اگر یہي حالت جاري رهي تو ایک دن آئیگا جب هم میں حکمراني کي صلاحیت باقي نہ رہے گي - کوئي ایک آدمي بھي ایسا نہ ملیگا جو انتظام سنبھال سکے -

حضور والا ! هم اب ایک ایسے زمانے میں هیں جس میں عزت اُسي کو مل سکتي ہے ، جس کی عقل بڑي اور علم زیادہ هو - یہي باعث ہے کہ تمام یورپ میں علم کا غلغلہ بلند ہے اور تمام قوتیں اُس پر صرف هو رهي هیں - کوئي حکومت بھي اِس کے فکر و اهتمام سے خالي نہیں ہے - سوئٹزرلینڈ میں ایک آدمي بھي اَن پڑھ دکھائي نہیں دیتا - انگلستان میں (جس پر مٹھي بھر امرا حکومت کرتے تھے مگر اب اپنے امتیازات سے دست بردار هوتے جاتے هیں) ۴۵ - برس سے اشاعت تعلیم کي عظیم الشان کوششیں هو رهي هیں - مجھے یقین ہے کہ پروشیا نے آسٹریا پر صرف اِس سبب سے فتح پائي ہے کہ وہ مغلوب سے علم میں زیادہ تھي - کیا همارے لیے روا ہے کہ اپنے عقلي انحطاط پر قائم رهیں ، حالانکہ همارے گرد یورپ ، عقلي ارتقاء کے لیے اَن تھک کوششیں کر رہا ہے ؟

میں اِس خیال سے پناہ مانگتا هوں کہ اعلی حضرت اشاعت تعلیم کے لیے صرف مدارس کي کثرت کافي تصور فرمائیں - وہ محل کس کام کے جنھیں مکین نہ ملیں ؟ اُن مدارس سے کیا فائدہ جن میں ذلت و خواري کي اولاد تربیت پائے ؟

(مصطفی فاضل کا نامہ)

اعلیٰ حضرت!

کلمۂ حق بادشاہوں اور حکمرانوں تک پہنچنا بہت مشکل ہے - درباری اُس پر پردہ ڈالتے اور اُسے چھپاتے ہیں - بادشاہ فرمانروائی کے نشہ میں مخمور اور سلطنت کی لذتوں میں غرق، راہ صواب سے غافل ہو جاتے ہیں -

وہ خیال کرتے ہیں کہ قومیں اپنے ہی کرتوت سے پریشانی میں پڑتی ہیں - اور اپنی ہی غفلت سے پستی میں گرتی ہیں - سلطنتیں جب برباد ہوتی ہیں، تو قضاء و قدر کے بے روک ہاتھوں ہی سے برباد ہوتی ہیں -

واقعات کو رو در رو دیکھنے اور اوہام کو اوہام سمجھنے کے لیے انسان کو بڑے ہی اخلاص اور بڑی ہی جرأت کی ضرورت ہے - بادشاہ تک بے کم و کاست حقیقت پہنچانے کے لیے اور بھی زیادہ اخلاص و جرأت کی ضرورت ہے -

میرے آقا! یہ اخلاص کبھی میرے دل سے جدا نہیں ہوا - خود اعلیٰ حضرت سلطان اس کے شاہد ہیں - وہ لوگ بھی اس سے ناواقف نہیں جو میری جلا وطنی کا سبب ہوئے ہیں - بلاشبہ زمانے نے مجھے موقعہ نہیں دیا کہ روشن کارناموں سے اعلیٰ حضرت کی ذات شاہانہ سے اپنی عقیدت ثابت کرتا اور اپنی قوم کی فلاح و بہبود — اگر یہ نہ کہوں کہ اُس کے احیا — کے ارادے پورے کرسکتا - لیکن میں پہلا آدمی ہوں جس نے اعلیٰ حضرت کے سامنے شاہی حکومت کے عیوب بے پردہ کرنے اور وطن عزیز کے مصائب پیش کرنے کی جرأت کی ہے - یہ اس لیے کہ میرا دماغ اعلیٰ حضرت اور سلطنت عثمانیہ کی خدمت کے لیے سراسر وقف ہے - مجھے اعلیٰ حضرت کے عرش سے جو عقیدت و وابستگی ہے، اور وطن محبوب سے جو محبت و وارفتگی ہے، اُسی نے مجھ میں یہ قوت پیدا کردی ہے کہ بے خوف و خطر اُن مصائب و آلام پر نظر ڈالوں جو ہمیں رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں پیش آ رہے ہیں - حضور کے اخلاق عالیہ پر میرا یقین مجھے ہمت دلاتا ہے کہ اُن مصائب کی تشریح کروں - کوئی ایک بھی مخفی نہ رکھوں - سب کو صاف صاف ظاہر کردوں - پھر وہ علاج عرض کروں جو ہمیں شفا بخش سکتا ہے، بشرطیکہ اُس کے استعمال سے پہلے وقت نکل نہ جائے -

میرے آقا! آپ کی مسیحی رعایا کی جانب سے جس سرکشی کا برابر اظہار ہوتا رہتا ہے، وہ یقیناً، ہمارے اجنبی دشمنوں کی شرارت کا نتیجہ ہے - لیکن وہ اس امر کی بھی دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت کی حکومت کا برتاؤ اپنی تمام رعایا کے ساتھ کوئی عمدہ برتاؤ نہیں ہے - اس برتاؤ میں اگر حکومت پہلے معذور تھی تو یقیناً اب اُسے برقرار رکھنے میں اُس کے لیے کوئی عذر نہیں ہوسکتا - کیونکہ اس مسلک کا ثمرہ، ظلم کے سوا کچھ نہیں ہے - جہل، اُس سے پھیلتا ہے، فقر و فاقہ اور شر و فساد بھی اُس سے پیدائش ہوتی ہے -

یورپ خیال کرتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ میں صرف مسیحی رعایا ہی ظلم و تذلیل کے لیے منتخب کرلی گئی ہے حالانکہ یہ سخت غلطی ہے - مسلمان، جن کی حمایت پر کوئی یورپین سلطنت نہیں، مسیحیوں سے زیادہ ظلم اٹھا رہے ہیں - اُن کے مصائب و آلام کہیں زیادہ ہیں - وہ ایک مدت سے اس لیے صبر کیے بیٹھے ہیں کہ قضاء و قدر پر اُن کا پختہ ایمان ہے - صبر و سکون کے عادی ہیں - نفس بلند رکھتے ہیں - اُن کی یہ صفات، یورپین تخیل سے بہت بلند ہیں - اس لیے یورپ والے انہیں سمجھ نہیں سکتے - پھر یہ مسلمان، اُن شریف اور اولو العزم اسلاف کی نسل ہیں جو فرمانروائی کے تخت پر جلوہ گر ہوچکے ہیں - سلطنت سے اُنکا اخلاص، قرآن پر اُن کے ایمان سے مل کر ایسا راسخ ہوگیا ہے کہ ابتک اُس میں تزلزل پیدا نہیں ہوا - لیکن اعلیٰ حضرت اپنے مخلص ترین خادم کو یہ عرض کرنے کی اجازت دیں کہ اب مسلمانوں کا بھی پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا ہے - مصیبت آخری حد تک پہنچ چکی ہے - آلام نے اُن کا جسم کھا ڈالا ہے - اپنا غم و غصہ چھپانے کی اب اُن میں قدرت باقی نہیں رہی - یقیناً حضور والا کے خاندان اور قوم کے لیے یہ سخت خطرہ ہے کہ رعایا، یاس و نا اُمیدی کا شکار ہوجائے -

مخلوق پر ظلم بہت سخت ہوگیا ہے - آپ یقیناً اُس سے متنفر ہیں، اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کی اُمت کے عظماء و اکابر بھی اُس سے بیزار ہیں - لیکن وہ مجموعی حکومت کا ایک لازمی نتیجہ ہے - حتیٰ کہ خود اعلیٰ حضرت بھی، جنکی قوت معلوم اور سطوت مشہور ہے، شاید اُسے روکنے کی قدرت نہیں رکھتے - کیونکہ اُس کی خبر سمع مبارک تک پہنچتی ہی نہیں - حالانکہ وہ اِس اُمت کی مردانگی تباہ کر رہا ہے - اُس کی شخصیت گرا رہا ہے، اُس کے فضائل برباد کر رہا ہے -

میرے آقا! آپ کی رعایا میں ایسے مخلص افراد موجود ہیں جن کے دل یہ دیکھکر حسرت سے پگھلے جاتے ہیں کہ یہ اُمت — جو ہماری عزت و فخر ہے — کس طرح نسل کی کمی اور ہجرت کی زیادتی کی وجہ سے کمزور و کم تعداد ہوتی چلی جا رہی ہے - لیکن میں اس سے خائف نہیں ہوں - ممکن ہے اِس میں ہمارے فوجی نظام کو بھی کچھ دخل ہو - لیکن جس چیز سے میں ڈرتا ہوں اور جسے روز بروز قریب آتے دیکھتا ہوں، وہ یہ ہے کہ ہم مغلوب قوموں کے مشابہ ہوتے جاتے ہیں - روز بروز ہماری معنویت کمزور ہو رہی ہے اور یہ مرض قوم کے تمام طبقوں میں عام ہوتا جاتا ہے -

میرے آقا! ہمارے اسلاف نے چار صدی پہلے مشرق کی روشن شہنشاہت تہ و بالا کر ڈالی، عروس البلاد اور ملکۂ جہاں، قسطنطنیہ میں اپنے قدم گاڑ دیے، اور وہ فتح عظیم حاصل کی جو تاریخ میں ایک عظیم ترین کارنامہ شمار کی جاتی ہے - لیکن اِس حیرت انگیز کامیابی کا راز کیا تھا؟ صرف دین کا اعتقاد اور جنگ میں شجاعت ہی نہ تھی - اُن کی وہ اولو العزمی اور بہادری، درحقیقت، اُن کی معنویت ہی کا ایک جلوہ تھا - وہ اپنے سرداروں کی اطاعت، خوش دلی سے کرتے تھے، نہ کہ خوف اور مجبوری سے - یہی وجہ تھی کہ ذلیل اُن پر قابو نہ پاسکی - عقل پر اندھی تابعداری غالب نہ آسکی - اُنکی خود داری برابر باقی رہی - استقلال ذاتی نے اُن کا ساتھ نہ چھوڑا - اطاعت نظام (ڈسپلن) کی روح، عزت نفس کی روح سے مل گئی تھی - دونوں روحیں، مضبوط اخلاق کی بنیادوں پر قائم تھیں - فضیلت نے اُنمیں گھر کرلیا تھا - اس لیے اُنھوں نے وہ عظیم سلطنت اُلٹ ڈالی جسے استبداد کی ذلیلتیں گھن کی طرح لگ گئی تھیں، اور ظلم و جور نے اُس کی تمام جڑیں ہلا ڈالی تھیں -

ملین ڈالر بھي جمع کر سکوں گا - اُس وقت میرے پیش نظر صرف یہ خیال تھا کہ کسي طرح دنیا کا ایک کامیاب آدمي بن جاؤں۔

میرے پیش نظر کامیابي کیا تھي؟ اُس کا معیار کیا تھا؟ میں بتا نہیں سکتا - کیونکہ کوئي مفصل خیال ذہن میں موجود نہ تھا - کامیابي کا محض ایک مبہم سا تصور تھا - میں نے یہي تصور اپنا مطمح نظر قرار دے لیا اور کوشش شروع کردي - مجھے خوب تعجب ہوا کہ تھوڑي ہي مدت بعد دولت اپنے آپ جمع ہونے لگي تھي اور ابتک جمع ہوتي چلي جاتي ہے !

مجھے آج تک اپني غربت اور تنگ دستي یاد ہے۔ میں بہت کم عمر تھا - طرح طرح کے ولولے اور امنگیں دل کو گدگداتي تھیں ، مگر میں اپني کوئي خواہش بھي پوري نہیں کر سکتا تھا - مجھے پیٹ بھر کر روٹي بھي نہیں ملتي تھي - میں ہر پھر کام تلاش کرتا پھرتا ، اور کہیں بھي کام نہیں ملتا - سخت جد وجہد کے بعد بالآخر ایک کام ملا - ایک بصري حوض میں نوکري مل گئي ، ہفتہ وار سولہ شلنگ تنخواہ مقرر ہوئي ، میں بہت خوش ہوا - مگر فوراً ہي میري خوشي رنج سے بدل گئي - کیونکہ اِس کمپني کے منیجر مسٹر کوبس نے مجھے بلاکر نہایت خشکي سے کہا " یہ تنخواہ تمھیں ملے گي ، البتہ تم اِس کے کسي طرح بھي اہل نہیں ہو!"

میں نے کوئي جواب نہیں دیا - میرے دل میں شدید غم و غصہ تھا - میں نے عزم کرلیا کہ کچھ ہي ہو جائے ، میں اپني حالت ضرور درست کرکے چھوڑونگا - چنانچہ میں نے کوشش شروع کردي ، اور چند ہي سال بعد یہي مسٹر کوبس مجبور ہوئے کہ مجھے اپني عظیم کمپني کا شریک بنا لیں !

مجھ سے لوگ پوچھا کرتے ہیں " آدمي کیونکر دولتمند بن جاسکتا ہے؟ " میرا جواب ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ دولت جمع کرنے کا کوئي خاص قاعدہ نہیں ہے - اِس کا مدار صرف دو باتوں پر ہے : ذہانت اور قسمت - اگر انسان کو ان دونوں میں سے کافي حصہ ملا ہے ، تو بلا شبہ وہ بہت زیادہ دولت جمع کرلے سکتا ہے -

بہت سے معمولي ذہانت کے لوگ ہمیشہ " زمانہ " کو ملامت کیا کرتے ہیں کہ اُن کا ساتھ نہیں دیتا - وہ کہتے ہیں " اگر ہمیں ایک موقعہ بھي میسر آجائے تو ہم فوراً دولتمند بن جائیں " لیکن یہ اُن کي غلطي ہے - قصور زمانے کا نہیں خود اُن کا ہے - اُن کي ذہانت و قابلیت کا ہے - اعلی ذہانت کے لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر موقعہ کا انتظار نہیں کیا کرتے - وہ خود موقعہ پیدا کرتے ہیں اور اُس سے فائدہ اٹھاتے ہیں -

میں نوجوانوں کو ہمیشہ نصیحت کرتا رہتا ہوں کہ اپني تمام قوتیں اور کوششیں ایک ہي طرف متوجہ رکھیں - کیونکہ بغیر اِس کے دولت حاصل نہیں ہو سکتي - مختلف کام شروع کرکے کوششیں پراگندہ کردینے سے اکثر ناکامي کي مصیبت پیش آجایا کرتي ہے - ہمیشہ ایک مرکز بنانا چاہیے ، اور اُسي پر تمام قوتیں صرف کردیني چاہییں - بلا شبہ میں بھي اُن لوگوں میں ہوں جو بیک وقت بہت سي تجارتیں چلاتے ہوئے ہیں - لیکن یہ میں نے اب کیا ہے جبکہ ایک بڑے سرمایہ کا مالک بن چکا ہوں - شروع شروع میں نے کبھي یہ جرأت نہیں کي کہ بہت سے کام لے کر بیٹھ جاؤں -

محنت اور چستي کو بھي کامیابي میں بہت بڑا دخل ہے - شروع میں میرا دستور یہ تھا کہ صبح سات بجے سے اپنے کام پر پہنچ جاتا تھا اور گیارہ بجے رات سے پہلے واپس نہیں آتا تھا - میں جانتا ہوں کہ آج کل کے نوجوان اِتني محنت نہیں کرسکینگے - لیکن اگر وہ اتني محنت بھي کریں ، جتني وہ آساني سے کرسکتے ہیں ، تو کوئي وجہ نہیں کہ کامیاب نہ ہو جائیں -

میرے خیال میں منضبط محنت سے زیادہ لذیذ کوئي چیز بھي نہیں ہے - میں دنیا کے ایک بہترین جہاز کا مالک ہوں - بہترین بادباني کشتي بھي میرے پاس ہے - میں نے شکار بھي بہت کھیلا ہے - عیش و آرام کے جملہ سامانوں سے بھي متمتع ہوا ہوں - مگر میں سچ کہتا ہوں - مجھے کسي بات میں بھي اتني لذت حاصل نہیں ہوئي ، جتني اپني روز کي محنت میں حاصل ہوتي ہے - میں سمجھتا ہوں ، میري کامیابي کا سب سے بڑا راز میري اِسي محنت میں ہے -

بريد شرق

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازي مصطفی کمال پاشا کا پیغام - مجلس وطني کا انتخاب - وزارۃ آستانہ میں - غازي کے خلاف سازش -

(غازي مصطفی کمال کا پیغام)

مجلس وطني کے انتخاب کے سلسلہ میں غازي مصطفی کمال پاشا نے ترکي قوم کے نام ایک پیغام شایع کیا ہے - یہ تحریر خود موصوف نے اپنے قلم سے لکھي ہے - اس لیے نہایت پر زور اور بلیغ ہے - اِس میں انھوں نے جنگ آزادي کے بعد پہلي مجلس وطني اور اپني جماعت " خلق فرقہ سي " کي کارگزاریاں یاد دلائي ہیں اور پھر قوم سے اپني جماعت کے انتخاب کي درخواست کي ہے - وہ لکھتے ہیں :

" آج موقعہ ہے کہ ہم گزشتہ چارسال کے اندر اپنے عظیم اصلاحي و تعمیري جہاد پر نظر ڈالیں اور اطمینان کے ساتھ وہ کامیابیاں دیکھیں جو ہم نے حاصل کي ہیں - ہمارا ملک ایک ایسي مہیب جنگ سے جس کي نظیر تاریخ میں نہیں ملتي ، فتحمند نکلا تھا - اُسے اُن مساعي و اعمال کي سخت ضرورت تھي جن سے قومیں زندہ رہتي ہیں - یہ پہلا موقعہ نہ تھا کہ ترکي قوم نے فتح و نصرت دیکھي تھي - ترکي قوم کي پوري تاریخ فتوحات سے لبریز ہے - لیکن چونکہ پہلے ترکي قوم میدان جنگ سے باہر کوئي کوشش نہیں کرتي تھي ، اس لیے اپني فتح سے کوئي فائدہ بھي نہیں اٹھا سکتي تھي - بلکہ بتدریج اُسکي فتح ، شکست بن جاتي تھي - جو فتحمندي برقرار نہیں رکھي جاتي ، اُس کے نتائج بسا اوقات ،

بریدِ فرنگ

آزادی، قوموں کے لیے اولین منزل ہے۔ آزادی ہی تمام دوسری منزلوں کو پیدا کرتی ہے۔ کوئی منزل بھی آزادی کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ کوئی منزل بھی آزادی کا عمل انجام نہیں دے سکتا۔ غلام قومیں علم کی تحقیر کرتی ہیں، کیونکہ علم انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ قومیں اُسی وقت علم کی طرف راغب ہوتی ہیں، جب انہیں اپنے حقوق کی جانب سے اطمینان ہوجاتا ہے۔ وہ علم اسی لیے حاصل کرتی ہیں کہ اپنے حقوق سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور بہتر سے بہتر اور زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ ہر جاہل اور غلام قوم، بزدل ہوتی ہے یا خائن۔

اعلیٰ حضرت! اِس وقت ہماری مصیبت صرف یہی نہیں ہے کہ ہم معنوی کمزوری اور عقلی فساد میں مبتلا ہیں۔ ہماری مصیبت اس سے بھی بڑی ہے۔ ہم ہر جگہ ایک جبار و قہار دشمن کو اپنے سامنے پاتے ہیں۔ وہ بے رحم دشمن، ہمارا افلاس ہے۔ حضور نے کتنی مرتبہ اپنے خزانے خالی دیکھے؟ کتنی مرتبہ تنخواہیں تقسیم کرنے کے لیے روپیہ موجود نہ پا کر رنجیدہ ہوئے؟ آپ کا رحیم قلب یہ سونچ کر ہمیشہ کس قدر اداس ہوتا رہا ہے کہ عمال سلطنت کی تنخواہیں بہت حقیر ہیں؟ یہ اس لیے کہ حضور بخوبی جانتے ہیں، مشرقی عہدہ دار جب تنخواہ کافی نہیں پاتے، تو رشوت خوار ہو جاتے ہیں۔ رعایا میں لوٹ کھسوٹ شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن سلطنت کے خزانے خالی ہونے پر ہمیں اتنا افسوس نہیں جتنا رعایا کی غربت کا افسوس ہے۔ کیونکہ سرکاری خزانہ محض اس لیے خالی رہتا ہے کہ رعایا غریب ہے۔ رعایا کا افلاس، ایک عظیم ترین خطرہ ہے۔

دنیا کی حکومتوں میں صرف اعلیٰ حضرت ہی کی حکومت ایسی ہے جو اتنے قلیل خراج پر زندہ ہے۔ حضور کی سلطنت نہایت عظیم، وسیع، اور آباد ہے۔ تعجب ہے کہ رعایا اتنا قلیل خراج بھی ادا نہیں کرسکتی! لیکن ہمارا یہ تعجب باقی نہیں رہتا جب ہم دیکھتے ہیں کہ خراج جمع کرنے کا طریقہ، ایک بد ترین طریقہ ہے۔ ہماری قوم، بہت ہی کم کام کرتی ہے۔ وہ ہر ہنر سے جاہل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہے اور حکومت کا خراج ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتی۔ حالانکہ دوسرے ملکوں کی رعایا ہم سے بہت زیادہ خراج بخوشی ادا کر دیتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی سلطنت میں ہر چیز کو زوال آگیا ہے: زراعت تجارت، صنعت، کوئی چیز بھی تباہی سے نہ بچی۔ ہم پیدا کرنے کے طریقے بالکل بھول گئے ہیں اور اپنے فقر و فاقہ کے مشاہدہ پر قانع ہیں۔ فقر کی ہیبتناک صورت ہمارے سامنے ہے۔ ہم اس کی دہشت سے ہمت و جرأت کا کوئی کام کر ہی نہیں سکتے۔

◆

بد نصیب کروڑ پتی

(کیا دولت، مسرت کا سبب ہے؟)

(دولت جمع کرنے کے لیے ہے یا خرچ کیلیے؟)

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ دولت مند، خوش نصیب ہیں۔ اور فقر و فاقہ میں مبتلا انسان بد نصیب۔ لیکن یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ کیونکہ بہت سے کروڑ پتی، انتہا درجہ بد نصیبی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور بہت سے نان شبینہ کے محتاج ہیں جنہیں مسرت و سعادت کی زندگی حاصل ہے!

حال میں مسٹر چارلس ولمت نے جو ایک مشہور امریکی کروڑ پتی ہیں، اِس موضوع پر ایک مضمون شائع کیا ہے۔ وہ اِس لائق ہے کہ مفلس اور امیر، دونوں اسے غور سے پڑھیں۔

وہ لکھتے ہیں:

دولت مسرت و سعادت کے لیے کوئی لازمی شرط نہیں ہے۔ کیونکہ مسرت، درحقیقت خود اُس شخص پر موقوف ہوتی ہے جو اُس کا متمنی ہوتا ہے۔ میں بہت سے کروڑ پتیوں سے واقف ہوں۔ یہ دنیا کے سب سے زیادہ بد نصیب انسان ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے مفلس انسانوں کو بھی جانتا ہوں جو نہایت پر مسرت زندگی بسر کر رہے ہیں!

مجرد دولت سے اُسی شخص کو مسرت حاصل ہو سکتی ہے جو حد سے زیادہ طماع اور صرف مال کا حریص ہو۔ ورنہ محض دولت کے جمع ہوجانے سے ہرگز لازم نہیں آتا کہ مسرت بھی جمع ہو جائے۔

دولت سے وہی شخص مسرت حاصل کر سکتا ہے جو صرف اُس کا جمع کرنا ہی نہیں جانتا، بلکہ خرچ کرنا بھی جانتا ہے۔ میرے خیال میں وہی دولت مند، مسرت و سعادت محسوس کرتے ہیں جو اپنی دولت بہتر طریقوں پر خرچ کرنا جانتے ہیں۔

میں بہت سے آدمیوں کو جانتا ہوں جو کہا کرتے ہیں "اگر ہمیں ایک ملین ڈالر مل جائے تو ہم مطمئن ہو جائیں اور خوش و خرم زندگی بسر کریں" لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اِتنی دولت جمع ہوجانے کے بعد بھی وہ خوشی محسوس نہیں کرینگے، اِلا یہ کہ وہ یہ بھی سیکھ لیں کہ اپنی دولت کس طرح خرچ کرنی چاہیے؟

جب میں نے دولت جمع کرنی شروع کی، تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھے یہ خیال نہیں گزرا تھا کہ میں عنقریب کروڑ پتی بن جاؤنگا۔ میرے خواب میں بھی یہ بات کبھی نہیں آئی تھی، کہ ایک

افسانہ

غضبناک محبوبہ

ادل
۱۷

L'ARRABIATA

پال ہیس کے قلم سے

پال ہیس Paul Heyse، جرمنی کا مشہور و معروف شاعر اور فسانہ نگار ہے۔ ۱۹۱۰ء میں اُسنے انتقال کیا۔ اُس کے دیوان اور اُس کے افسانے اس قدر مقبول ہوئے ہیں کہ اُسکا نام غیر فانی ہوگیا ہے۔ ذیل میں اس کے ایک مقبول عام افسانہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ غالباً یہ دو نمبروں تک مسلسل شائع ہوتا رہیگا۔

پو پھٹ رہی تھی۔ آتش فشاں ویزو دیس کی چوٹی، سیاہ بادل میں چھپی تھی۔ اُس کے دامن شہر نابلی تک پھیلے ہوئے تھے۔ قرب و جوار کے گاؤں ابھی اندھیرے میں تھے۔ سمندر خاموش اور صاف تھا۔ خلیج سورنتو کے کناروں پر ماہی گیر اور اُن کی عورتیں اپنے روزمرہ کے کام شروع کر چکی تھیں۔ کوئی ہاتھ بھی خالی نہ تھا۔ بوڑھے اور بچے تک محنت کر رہے تھے۔

"رفیلا!" ایک بڑھیا نے اپنی پوتی سے کہا "لے، پادری اُتر کر آگیا۔ انٹونیو، اُسے اپنی کشتی میں جزیرہ کاپری لے جائے گا۔ مگر ملاح کی آنکھیں نیند کے خمار سے اب تک بھاری ہو رہی ہیں"

سب لوگ، پادری کی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس کا چہرہ نورانی تھا۔ دائیں بائیں، سر کے اشارے سے، مسکراتے ہوئے، سب کا سلام قبول کیا اور اپنے کپڑے احتیاط سے سمیٹ کر کشتی میں بیٹھ گیا۔

"ہمارا پادری جزیرے میں کیوں جا رہا ہے؟" چھوٹی لڑکی نے اپنی دادی سے سوال کیا "کیا وہاں کوئی پادری نہیں ہے؟"

"تم ٹھیک کہتی ہو" دادی نے اپنا پوپلا منہ ہلا کر کہا "جزیرے میں بہت سے پادری ہیں۔ وہاں کے سے خوبصورت کنیسے دنیا بھر میں کہیں موجود نہیں۔ لیکن وہاں ایک امیر عورت بیمار ہے۔ ایک زمانے میں وہ یہاں رہتی تھی۔ اُس وقت بھی بیمار ہوئی تھی اور ہمارے اسی پادری کی دعا سے اچھی ہوئی تھی۔ اس خوشی میں اُسنے پادری کو، اُسکے کنیسے کو، اور یہاں کے فقیروں کو بہت کچھ دیا تھا۔ اب پھر اُس نے پادری بلایا ہے تاکہ دنیا چھوڑنے سے پہلے اِس مقدس آدمی کے سامنے اعتراف گناہ کرلے۔ سچ یہ ہو کہ ہمارے پادری جیسا اچھا اسوقت کوئی پادری بھی نہیں ہے!"

یہ کہہ کر بڑھیا نے ایک مرتبہ پھر پادری کو سلام کیا، کیونکہ اُس کی کشتی اب روانہ ہونے کو تھی۔

"موسم کیسا ہے؟" پادری نے تابلی کی طرف نظر اُٹھا کر نوجوان ملاح سے کہا۔

"باپ! ابھی سورج نہیں نکلا" ملاح نے جواب دیا "یہ تمام بادل سورج نکلتے ہی چھنٹ جائے گا"

"تو [illegible] تاکہ [illegible] سے پہلے ہم [illegible] جائیں" پادری نے کہا۔ نوجوان انٹونیو نے [illegible] اُٹھایا۔ مگر [illegible] اپنا [illegible] کی طرف [illegible]

کی سڑک غور سے دیکھنے لگا۔ سڑک پر کوئی آدمی تیزی سے بڑھا چلا آتا تھا اور ہاتھ ہلا کر اشارے کر رہا تھا۔

یہ دراصل ایک لڑکی تھی۔ اُس کی بغل میں ایک گٹھڑی دبی تھی۔ معمولی لباس پہنے تھی۔ ظاہری وضع، فقر و غربت کا پتہ دیتی تھی۔ اُس کے کالے بالوں کی لٹیں ہوا میں اُڑ رہی تھیں۔ انٹونیو نے اُسے پہچان لیا۔

"انتظار کیا ہے؟" پادری نے سوال کیا۔

"ایک اور شخص بھی جزیرے جانا چاہتا ہے، بشرطیکہ آپ اجازت دیں" ملاح نے بہت کہا "ذرا بھی دیر نہ ہوگی۔ وہ ایک لڑکی ہے۔ ابھی پورے ۱۸ برس کی بھی نہیں ہے"

اب لڑکی سامنے تھی۔

"موریلا!" پادری نے کہا "اُسے جزیرے میں کیا کام ہے؟"

انٹونیو نے جواب میں اپنے شانے ہلا دیئے۔ لڑکی برابر تیزی سے بڑھی چلی آتی تھی۔ اُس کی نظریں کشتی پر لگی تھیں۔

"اخاہ! غصہ ور پری! سلام!" بعض ماہی گیر اور ملاح چلائے۔

دوشیزہ نے حقارت کے ساتھ آنکھیں پھیرا۔ کسی کو کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس کی تیوری پر بل پڑے تھے۔ غصہ سے منہ تمتا رہا تھا۔ اگر وہاں پادری موجود نہ ہوتا تو ملاح اُسے ضرور چھیڑتے۔

"صبح بخیر! موریلا!" پادری نے کہا "کیسی ہو؟ ہمارے ساتھ جزیرے چلتی ہو؟"

"اگر مقدس باپ کی اجازت ہو" موریلا نے ادب سے جواب دیا۔

"انٹونیو سے اجازت لو" پادری نے کہا "کشتی اُسی کی ہے۔ ہر آدمی اپنا مالک ہے، اور خدا سب آدمیوں کا مالک ہے"

"یہ میرے پاس چار پیسے موجود ہیں، اگر کرایہ کو کافی ہوں تو" موریلا نے انٹونیو کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"تمہاری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے" انٹونیو نے جواب دیا اور نارنگیوں کی ٹوکریاں ہٹا کر جگہ بنانے لگا۔ نوجوان ملاح جزیرے میں نارنگی لے جا کر بیچا کرتا تھا۔ کیونکہ صرف کشتی کے کرایہ سے گذر نہیں ہو سکتی تھی۔

"لیکن میں مفت نہیں جاؤں گی" موریلا نے خفگی سے کہا۔ اب اُس کے چہرے اور بالخصوص آنکھوں میں غصہ کی علامت نمایاں تھی۔

"بیٹی! چلی آ" پادری نے دوشیزہ سے شفقت کے لہجہ میں کہا "انٹونیو اچھا لڑکا ہے۔ وہ تیرے تھوڑے سے پیسے لینا نہیں چاہتا (پادری نے لڑکی کی طرف سہارا دینے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا) دیکھ اُسنے تیرے لئے اپنی چادر بچھا دی ہے۔ سب جوان ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک لڑکی کے لئے اتنا کرتے ہیں جتنا اپنے دس پادریوں کے لئے بھی نہیں کرتے۔ حالانکہ ہمیں 'مقدس باپ' بھی کہتے ہیں! نہیں نہیں، انٹونیو! معذرت کی ضرورت نہیں۔ میں تم سے ناخوش نہیں ہوں۔ خدا کی مشیت یہی ہے کہ ہر کوئی اپنے ہم جنس کی طرف جھکے!"

اب موریلا کشتی میں آ چکی تھی۔ وہ پادری کے قریب بیٹھ گئی۔ لیکن انٹونیو کی چادر دور ہٹا کے۔ انٹونیو اس حرکت پر کچھ بڑبڑایا اور کشتی روانہ ہوئی۔

"اِس گٹھڑی میں کیا ہے؟" پادری نے دوشیزہ سے پوچھا۔

اب سورج نمودار ہو رہا تھا۔ اُس کی روپہلی کرنیں اِن مسافروں پر پڑ رہی تھیں۔

"ریشم، زربفت، اور روٹی" لڑکی نے جواب دیا "ریشم اور زربفت جزیرے میں بک جائے گا۔ روٹی میں کھاؤں گی"

"مجھے یاد پڑتا ہے تم نے کپڑا بننا بھی سیکھا تھا؟" پادری نے پھر سوال کیا۔

"ہاں۔ لیکن میری ماں کی بیماری مجھے گھر سے نکلنے نہیں دیتی کہ اِس ہنر کی اچھی طرح مشق کروں۔ خود میرے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ گھر میں بننے کا سامان جمع کروں" لڑکی نے حسرت سے جواب دیا۔

"اب اُس کا کیا حال ہے؟" پادری نے گہری ہمدردی سے کہا "آہ! بیچاری نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ پچھلی دفعہ جب میں نے دیکھا تھا تو ذرا اچھی تھی"

"یہ موسم ہمیشہ اُسے تکلیف دیتا ہے" لڑکی نے ناامیدی کے لہجہ میں جواب دیا۔

"دعا کر! بیٹی، دعا کر!" پادری نے زور دے کر کہا "کبھی نماز سے غافل نہ ہو۔ دعا سے باز نہ آ۔ شاید خدا سُن لے۔ نیک بن! نیک! تاکہ تیری دعائیں قبول ہوں"

موریلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحہ کی خاموشی کے بعد پادری نے پھر کہا:

"موریلا! میں نے ابھی سنا کہ ملاح تجھے 'غضبناک' کے لقب سے پکارتے تھے۔ یہ کیوں؟ یہ لقب تو سچی دوشیزہ کے لئے کچھ اچھا لقب نہیں۔ تجھے حلیم اور خوش مزاج ہونا چاہیئے"

دوشیزہ کے کندنی چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے۔ اُس کی آنکھیں تیزی سے چمکنے لگیں:

"وہ اسی طرح مجھے چڑھاتے ہیں" لڑکی نے خفگی سے کہا "وہ مجھے روز چھیڑتے ہیں کیونکہ میں اور لڑکیوں کی طرح گاتی، ناچتی، اور اُن سے ہنسی مذاق نہیں کرتی ہوں۔ وہ میرے پیچھے کیوں پڑے ہیں؟ میں نے اُن کا کیا بگاڑا ہے؟"

"سچ ہے" پادری نے سنجیدہ ہو کر کہا "لیکن تمھیں بہرحال خندہ رو ہونا چاہیئے۔ لوگوں کو ناچنے گانے دو، ورنہ زندگی ناقابل برداشت ہو جائے گی۔ میٹھی زبان میں بہت بھلائی ہے"

دوشیزہ نے اپنی لمبی کالی پلکیں جھکا دیں، گویا اپنی آنکھوں کا راز ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتی۔

پھر خاموشی چھا گئی۔ اب [illegible] افق میں سورج طلوع ہو چکا تھا۔ پہاڑوں کی چوٹیاں چمک اُٹھیں۔ سورنتو کی خلیج کے چھوٹے چھوٹے سفید مکان، نارنگی کے باغوں میں صاف نظر آ رہے تھے۔ [illegible] [illegible] کے کنارے [illegible] کے چھوٹے چھوٹے [illegible] تھے۔

شکست سے بھي زيادہ بد تر ثابت هوئے هيں - ليکن إس مرتبه هم نے إس قديم سنت پر عمل نہيں کيا - هم فوراً اصلاحي اور تعميري کوششوں ميں لگ گئے - حالت امن ميں همارے مساعي ' حالت جنگ کي مساعي سے بھي کہيں زيادہ عظيم تھيں - هم نے عزم بالجزم کر ليا تھا که إس فتح مبين سے فائدہ اٹھائينگے اور اسے ترکي قوميت کي تجديد کا سنگ بنياد بنا دينگے - چنانچه هم نے ايسا هي کيا ! "

إس کے بعد غازي نے اپني جماعت کي کارگزارياں بيان کي هيں :

" جنگ آزادي سے ملک ايک عظيم اصول لے کر باهر نکلا - وہ اصول يه تھا " سيادت بلا کسي قيد و شرط کے صرف قوم هي کي هے " إسي اصول کي بنا پر جمہوريت کا اعلان کيا گيا - إسي اصول کي بنا پر منصب خلافت موقوف کيا گيا جو صديوں سے ترکي قوم کے سر پر ناقابل برداشت بار تھا -: هماري جمہوري جماعت کي رائے هے که هر اجنبي مداخلت سے جمہوريت کي حفاظت کرنا ترکي قوميت کے مستقبل کے ليے نا گزير هے - يہي سب سے بڑا وطني فرض هے - يہي قوم کي زندگي کي اصلي ضمانت هے "

إس کے بعد موصوف نے اُن حيرت انگيز ترقيوں کا ذکر کيا هے جو إس قليل مدت ميں اُن کي جماعت کے هاتھوں ظاهر هوئي هيں - بالآخر پيغام إس عبارت پر ختم هوتا هے :

" إس زندگي ميں ميرا سب سے بڑا بھروسه اور ميري سب سے بڑي قوت يه هے که قوم مجھپر اعتماد کرتي هے - يہي سبب هے که ميري زندگي کا سب سے بڑا مقصد بھي يہي رها هے که إس امانت کو زيادہ سے زيادہ مقدس سمجھوں اور بہتر سے بہتر طريقه پر ادا کرنے کي کوشش کروں - اگر تم همارے نام زد کردہ اشخاص کو اپني مجلس وطني ميں بھيجوگے ' تو هم دو بارہ تمھاري خدمت کا موقعه حاصل کر سکينگے - مجھے پورا يقين هے که مستقبل ميں ترکي جمہوريت اور ترکي قوم کي آور بھي زيادہ شاندار خدمتيں ميں انجام دے سکتا هوں - عنقريب ترکي کا مستقبل بہت هي عظيم هوگا ' کيونکه اُس کے افراد پوري همت سے مستقبل کي تعمير ميں مصروف هيں "

(مجلس وطني کا انتخاب)

مجلس وطني کے انتخابات ختم هوگئے هيں - هر طرف سے خبريں آ رهي هے که جمہوري يا کمالي جماعت کامياب هو رهي هے - ليکن يه کاميابي کوئي ايسي کاميابي نہيں هے جسے انتخاب اور مقابله کي کاميابي سے تعبير کيا جائے - کيونکه إس جماعت کے سوا کوئي دوسري جماعت ملک ميں موجود هي نہيں هے - اور اگر هے تو انتخاب ميں شريک نہيں هوئي هے -

غازي مصطفى کمال کي جمہوري جماعت کي طرف سے ۳۱۶ - اميدوار کھڑے کيے گئے هيں - اُن کي تفصيل حسب ذيل هے :

۴۹ - انتظامي آدمي هيں - ۴۶ - کاشتکار هيں - ۴۰ فوجي افسر هيں - ۳۴ وکالت پيشه هيں - ۲۵ علمي آدمي هيں - ۲۵ تاجر هيں - ۲۳ اخبار نويس هيں - ۲۳ ڈاکٹر هيں - ۲۳ ماهر اقتصاديات هيں - ۹ سياسي هيں - ۷ انجينير هيں - ۳ محکمۂ تار اور ڈاک کے آدمي هيں - ۳ آلات سازي کے ماهر هيں - ايک دوا ساز هے -

إس مرتبه مخالفين سے ميں کسي ايک شخص کو بھي إس جماعت نے نامزد نہيں کيا - چنانچه علي فؤاد پاشا ' طيار پاشا ' کاظم قرا بکير پاشا وغيرہ ميں سے کوئي بھي انتخاب ميں شريک نہيں هے -

(تمام وزراء آستانه ميں)

إس وقت تمام وزير آستانه هي ميں موجود هيں - پرسوں غازي کي صدارت ميں مجلس وزارت با ضابطه منعقد هوئي - جمہوري حکومت کي يه پہلي مجلس سلاطين آل عثمان کے تاريخي محل ' طولمه باغچه ميں جمع هوئي اور مختلف مسائل پر غور کيا -

إس واقعه سے پھر لوگوں ميں يه افواہ پھيل رهي هے که اگر پايۂ تخت انگورہ سے پوري طرح منتقل نه هوا ' تو بھي قسطنطنيه گرمائي پايۂ تخت ضرور بنا ديا جايگا -

(غازي کے خلاف سازش)

إس هفته کا اهم واقعه غازي مصطفى کمال پاشا کے قتل کي سازش هے - إس سازش ميں چار آدمي گرفتار هوئے هيں - تين ارمني هيں - ايک ترک بتايا جاتا هے - سازشيوں نے پوليس سے مقابله بھي کيا - ايک قتل هوگيا - تين پکڑ ليے گئے - پوليس کا بھي ايک سپاهي قتل هوا هے -

مجرموں نے اقرار کيا هے که حکومت يونان کے اشارے سے اُنھوں نے يه إرادہ کيا تھا - تجويز يه تھي که غازي موصوف جب انگورہ واپس جانے لگيں تو راستے ميں اُنکي ريل ڈائنامیٹ سے اڑا دي جائے -

إس خبر نے يہاں کي عام رائے ميں سخت هيجان پيدا کر ديا هے - کيونکه ترکي قوم ارمنيوں اور يونانيوں کي سازشوں سے بہت نقصان اٹھاچکي هے - سعيد حليم پاشا وزير اعظم ' غازي انور پاشا ' جمال پاشا ' طلعت پاشا ' کاظم بک وغيرہ ' ترکی کے ايسے فرزند تھے ' جنميں سے هر شخص اپني جگه دنيا کا بڑا آدمي شمار هوتا تھا - مگر شقي ارمنيوں نے سب کو ايک ايک کرکے دھوکے سے قتل کر ڈالا ' اور ترکي کے دل پر ايسے زخم لگائے ' جو مدتوں مندمل نه هونگے -

اب إن بد بختوں کي نظر غازي مصطفى کمال پاشا پر هے جو إس وقت ترکي قوم کي روح رواں هيں -

الهلال کی تصاویر

افسوس هے که دسہرہ کي تعطيل کے وجه سے (جو کلکته ميں پوجا کي تعطيل کہي جاتي هے) وہ تصاوير طيار نه هوسکيں جنھيں الهلال کے صفحات ميں درج کرنا تھا - اب اس کے سوا چارہ نہيں که اس کي تلافي آئندہ اشاعت ميں کي جائے -

"تمھارے یہاں سیاح بہت آتے ہیں؟" شراب خانے کی مالکہ نے اُس سے سوال کیا۔

"اِس سال فصل بہت خراب تھی۔ اب آنا شروع ہوئے ہیں" انٹونیو نے جواب دیا۔

"ابھی موسم بہار بھی دیر میں آئے گا" شراب خانے کی مالکہ نے کہا "تمھارے یہاں آدمی اِس جزیرے سے زیادہ ہیں؟"

"پیٹ بھر روٹی بھی نہ ملتی، اگر یہ کشتی میرے پاس نہ ہوتی" انٹونیو نے خشکی سے جواب دیا "لیکن میرا چچا، نارنگی کے کئی باغوں کا مالک ہے وہ کہا کرتا ہے جب تک میں زندہ ہوں، تجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی مگر وقت بھی تجھے نہیں بھولوں گا!"

"اِس مالدار چچا کے اولاد بھی ہے؟" عورت نے سوال کیا۔

"نہیں" انٹونیو نے کہا "اُس نے شادی ہی نہیں کی۔ بدیکر ملکوں میں رہکر بہت دولت جمع کر لی۔ وہ عنقریب ایک شکار خانہ بنانے والا ہے اُس کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے گا"

"انٹونیو! تم بڑے جواں مرد ہو" عورت نے خوشامد سے کہا۔

"زندگی سب کے لئے کٹھن ہے" نوجوان ملاح نے شانے ہلا کر کہا اور باہر نکل کے پھر تمام راستے اور آسمان دیکھنے لگا۔ حالانکہ خوب جانتا تھا، موسم معلوم کرنے کے لئے ہر طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں!

"میں ایک اور بوتل لاتی ہوں" شراب فروش عورت نے کہا "تمھارا چچا تو دام ادا ہی کرے گا"

"نہیں" انٹونیو نے انکار کیا "پہلی ہی بوتل نے سر چکرا دیا ہے"

وہ یہ کہنے ہی پایا تھا کہ کسی کی چاپ سنائی دی۔ نوجوان ملاح فوراً پہچان گیا۔ پاؤں کی اسی آواز کے لئے وہ دن بھر ہمہ تن گوش بنا رہا تھا — موریلا سامنے کھڑی تھی۔

انٹونیو تیزی سے کھڑا ہو گیا:

"مجھے فوراً جانا ہے" اُس نے شراب خانے کی مالکہ سے کہا۔

چشم زدن میں وہ اپنی کشتی پر تھا۔ موریلا، بدستور کھڑی تھی۔ کچھ متردد سی تھی۔ بالآخر اُس نے بھی شراب فروش عورت کو سلام کیا اور گھاٹ پر پہنچ گئی۔ وہ اب بھی چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ شاید کسی اور مسافر کو ساتھ لینے کا خیال کر رہی تھی۔ لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ سمندر ٹھنڈا تھا۔ ماہی گیر سو رہے تھے یا اپنے جال درست کرنے میں ایسے مصروف تھے کہ کسی نے توجہ نہ دی۔

انٹونیو، ایک لمحہ چپ کھڑا رہا۔ اُس کی آنکھیں غیر معمولی طور پر چمک رہی تھیں۔ آخر وہ کشتی سے کنارے آیا اور کچھ کہے بغیر موریلا کو اِس طرح گود میں اٹھا لیا گویا ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔

موریلا، کشتی کے بالکل آخر میں جا کر بیٹھی۔ اُس نے اپنا سر اِس قدر جھکا لیا کہ صرف آدھا چہرہ دکھائی دیتا تھا۔ اُس کے بال ہوا میں اُڑ رہے تھے اور چشم و ابرو کو چھپا لیتے تھے۔ خوبصورت ناک کھڑی دکھائی دیتی تھی۔

وہ گویا غضب سے لبریز تھی!

سمندر میں کچھ دور چلنے کے بعد ڈوبتے ہوئے سورج کی تپش آگے محسوس ہوئی۔ اُس نے کٹھری کھولی اور رومال نکال کر سر پر باندھ لیا۔ پھر روٹی کھانے لگی کیونکہ صبح سے بالکل بھوکی تھی۔

اب تک دونوں بالکل خاموش تھے۔ انٹونیو نے موریلا کو روکھی روٹی کھاتے دیکھ کر ٹوکری سے دو نارنگیاں نکال کر بڑھا دیں۔

"موریلا!" ملاح نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا "روٹی اِن کے ساتھ کھاؤ۔ یہ نہ سمجھنا میں نے یہ نارنگیاں تمھارے لئے بچا رکھی تھیں یہ ٹوکری سے گر گئی تھیں۔ ٹوٹنے پر نکالی ہیں"

انٹونیو، اِس وقت جھوٹ بول رہا تھا!

"تم ہی کھاؤ" لڑکی نے غصے سے کہا "میرے لئے روٹی کافی ہے"

"اِس گرمی میں نارنگی اچھی ہوتی ہے، تم بہت چل کر آئی ہو" انٹونیو نے کہا۔

"میں پانی پی چکی ہوں" غصہ ور لڑکی نے خشکی سے جواب دیا۔

"خیر" ملاح نے کہا اور پھر خاموشی چھا گئی۔

اس وقت سمندر بالکل خاموش اور آئینہ کی طرح شفاف تھا۔ ہر طرف سناٹا تھا، حتیٰ کہ ساحل پر اڑنے والی چڑیاں بھی اِس پُر جلال منظر کے سامنے ساکت تھیں۔ صرف کشتی سے موجوں کے ٹکرانے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

"تم اپنی ماں کے لئے نارنگیاں لے جا سکتی ہو" انٹونیو نے نگاہیں نیچی کر کے کہا۔

"گھر میں نارنگیاں رکھی ہیں" لڑکی نے پھر خشکی سے جواب دیا "جب ختم ہو جائیں گی تو میں اور خرید سکتی ہوں"

"ٹھیک ہے" ملاح نے شرمندہ ہو کر کہا "لیکن یہ نارنگیاں میری طرف سے اپنی ماں کو دینا۔ میرا سلام کہہ دینا"

"وہ تمھیں نہیں جانتی" موریلا نے جھنجھلا کر کہا۔

"تم میرا تعارف کرا دینا" انٹونیو نے پھر کہا۔

"میں بھی تمھیں نہیں جانتی" لڑکی کا صاف جواب تھا۔

یہ پہلا موقعہ نہ تھا کہ موریلا نے ملاح سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اِس سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک اتوار کو موریلا کا عاشق (مصور) جب گاؤں میں آیا اور پہلی مرتبہ اِس لڑکی کو دیکھا، تو مبہوت ہو کر اُس کے حسن و جمال کا نظارہ کرنے لگا۔ عین اُسی وقت انٹونیو اپنے دوستوں کے ساتھ فٹ بال کھیل رہا تھا۔ موریلا اپنے خیالات میں محو تھی کہ انٹونیو نے جان بوجھ کر گیند ایسا مارا کہ غریب کے سر پر زور سے لگا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُس مظلوم سے لڑنے کے لئے بھی آمادہ ہو گیا۔

کئی ہفتے بعد جب موریلا نے شادی کی درخواست نامنظور کر دی تو مصور نے چلتے وقت کہا "میں جانتا ہوں، اُس نوجوان کی وجہ سے تم مجھے سوکھا جواب دے رہی ہو" مگر موریلا نے اُس وقت بھی یہی کہا:

"ہرگز نہیں، میں اُسے پہچانتی تک نہیں"

حالانکہ وہ گیند کے واقعہ سے واقف ہو چکی تھی اور انٹونیو کو پوری طرح جانتی تھی۔

آج اِس وقت دونوں کشتی میں ہیں۔ تنہا ہیں — اِس طرح بیٹھے ہیں گویا حریف ہیں۔ حالانکہ دونوں کے دل بری طرح دھڑک رہے ہیں!

انٹونیو، وہ ہمیشہ کا ہنس مکھ نوجوان، اِس وقت، فرط تاثر سے سرخ ہو رہا ہے۔ بڑی ہی قوت سے کشتی کھے رہا تھا۔ پانی کے قطرے اُڑ کر موریلا پر گرتے تھے ساتھ ہی کچھ غصے میں بڑبڑا بھی رہا تھا۔

موریلا اِس طرح بیٹھی تھی گویا اُسے دیکھ ہی نہیں رہی ہے۔ بڑی بے پروائی سے کشتی کا کنارہ دیکھ رہی تھی اور ہاتھ نیچا کئے پانی سے کھیلتی جاتی تھی۔ پھر اُس نے اپنے سر کا رومال کھول ڈالا۔ ایک ہاتھ سے بال درست کرنے اور دوسرے سے رومال پانی سے تر کرنے لگی وہ اِس انداز سے بیٹھی تھی، گویا کوئی دوسرا وہاں موجود ہی نہیں ہے۔

کشتی کھلے سمندر میں پہنچی۔ جزیرہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ سمندر کا کنارہ بھی دور ہے۔ قرب و جوار میں کوئی اور کشتی بھی دکھائی نہیں دیتی۔

انٹونیو نے چاروں طرف دیکھا۔ اُس کے تیور ایسے ہو گئے گویا کوئی عزم صمیم کر چکا ہے۔ اُس کے رخسار کی سرخی غائب ہو گئی۔ زردی چھا گئی۔ اُس نے یکایک ڈانڈے سے ہاتھ اٹھا لئے۔

موریلا نے اُسے دیکھا۔ بغیر کسی خوف، مگر ہوشیاری سے۔

"اب فیصلہ ہو جانا چاہئے" انٹونیو یکایک چلایا "یہ کھیل بہت ہو چکا تعجب ہے میں اب تک زندہ کیسے ہوں؟ تم کہتی ہو مجھے نہیں جانتی! حالانکہ اِس تمام زمانے میں مجھے دیکھتی رہی ہو کہ پاگلوں کی طرح تمھارے پیچھے پھرتا ہوں۔ میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ اپنا دکھ کہنا چاہتا ہوں، مگر تم حقارت سے ہمیشہ بے پروائی دکھاتی ہو۔ گویا میں کوئی ہستی ہی نہیں رکھتا!"

"کیا؟" لڑکی نے پیشانی پر بل ڈال کر کہا "مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ ہاں میں دیکھتی تھی تم مجھ سے تعارف چاہتے ہو۔ لیکن میں بلا سبب لوگوں کی چہ میگوئیوں کا نشانہ بننا نہیں چاہتی تھی۔ خصوصاً جبکہ میں تمھیں اپنا شوہر بنانا نہیں چاہتی — نہ تمھیں، نہ کسی اور انسان کو"

"نہ کسی انسان کو!" انٹونیو نے دانت پیس کر کہا "تم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتیں، صرف اِسی وقت کہہ رہی ہو، کیونکہ اُس مصور سے شادی پسند نہیں کی۔ لیکن تم ناسمجھ ہو۔ آج نہیں تو مستقبل میں تمھیں شادی کرنی ہی پڑے گی۔ مصور نہ سہی، کسی اور کو شوہر بناؤ گی"

"کون جانتا ہے؟" موریلا نے سنجیدگی سے کہا "مستقبل کو کوئی نہیں جان سکتا۔ ممکن ہے میں اپنا خیال بدل دوں۔ لیکن تمھیں اِس کی فکر کیوں ہے؟"

"مجھے فکر کیوں ہے؟" انٹونیو چلایا۔ بیچ کشتی میں کھڑا ہو گیا۔ کشتی دائیں بائیں جھکنے لگی "مجھے فکر کیوں ہے؟ یہ تم کہتی ہو؟ خوب جانتی ہو! قسم کھا کر کہتا ہوں، جس شخص کو بھی مجھ پر ترجیح دو گی، اُس کی جان میرے ہاتھ سے جائے گی! میں برداشت نہیں کر سکتا! برداشت نہیں کر سکتا!"

"کیا؟" موریلا نے پیشانی پر بل ڈال کر کہا "کیا میں تم سے کوئی وعدہ کر چکی ہوں؟ اگر تم پاگل ہو جاؤ تو میرا کیا قصور ہے؟ تمھیں مجھ پر کیا حق حاصل ہے؟"

"آہ! حق!" ملاح نے جوش سے چلانا چاہا مگر اُسے رونا آ گیا۔ آواز رک گئی "بے شک میرا حق کہیں لکھا ہوا نہیں ہے۔ کسی حاکم نے مانا نہیں ہے۔ کسی وکیل نے ثابت نہیں کیا ہے۔ کسی انسان نے جانا بھی نہیں ہے۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں، میں جانتا ہوں کہ تم پر میں حق رکھتا ہوں، ٹھیک اُسی طرح جس طرح آسمان (جنت) میں میرا حق ہے اگر میں مسیحیت پر مر جاؤں۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ میں تمھیں کسی دوسرے شخص کے ساتھ گرجے میں جاتے دیکھوں گا اور خاموش رہوں گا؟ کیا میں برداشت کر سکتا ہوں کہ گاؤں کی لڑکیاں شانے ہلا کر میرا مذاق اڑائیں؟"

"جو جی چاہو کرو" لڑکی نے سکون سے جواب دیا "میں تمھاری دھمکیوں سے ڈر نہیں سکتی۔ میں آزاد ہوں، جو میرے جی میں آئے گا، کروں گی"

انٹونیو غصے سے دیوانہ ہو گیا۔ اُس کا تمام بدن کانپنے لگا۔

"پھر کبھی نہ کہنا" ملاح چلایا "میں وہ نہیں ہوں کہ تیری جیسی ایک لڑکی میری زندگی برباد کر ڈالے۔ تو اِس وقت میرے بس میں ہے۔ اچھی طرح سمجھ لے۔ میرا حکم ماننا ہو گا!"

موریلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن اُس کی آنکھیں غصے سے لال ہو گئیں۔ اُس نے ملاح کو جرأت سے دیکھا:

"ہمت ہو تو مار ڈالو" اُس نے پورے سکون سے کہا۔

"جو کہتا ہوں، وہی کرتا ہوں" انٹونیو نے زور سے کہا، مگر اُس کی آواز بھرا گئی "یہاں سمندر کی تہ میں ہم دونوں کی جگہ ہے۔ معزز خاتون! میں اِس سے باز نہیں رہ سکتا"

اُس نے یہ لفظ بڑی حسرت و تکلیف سے کہے۔ اُس کا چہرہ بالکل دیوانوں کا سا ہو گیا تھا:

"لیکن" اُس نے پھر کہا "ہمیں ساتھ ہی چلنا چاہئے۔ ابھی چلنا چاہئے۔ فوراً چلنا چاہئے" یہ کہہ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور

"موریلا!" پادری نے پھر گفتگو شروع کی۔ "نوبل آل سمتو کی بھی کچھ خبر ہو؟"

موریلا نے اپنے نازک ہونٹھ ہلا کر انکار کیا۔

"تمھاری تصویر اُتارنا چاہتا تھا، تم نے انکار کیوں کیا؟" پادری نے پھر سوال کیا۔

"میری تصویر کیوں؟" دوشیزہ نے جھنجھلا کر جواب دیا "کیا مجھ سے زیادہ خوبصورت عورتیں موجود نہیں؟ کون جانتا ہو میری تصویر لیکر کیا کرتا؟ شاید جادو کر دیتا۔ مجھے تکلیف دیتا۔ قتل کر ڈالتا۔ میری ماں یہی کہتی تھی"

"ہش!" پادری نے نفرت سے کہا "فضول نہ بک۔ کیا تم خدا کی امان میں نہیں ہو؟ کیا خدا کے حکم بغیر ایک ذرہ بھی ہل سکتا ہو؟ کوئی انسان بھی تیرا ذرہ برابر برا نہیں کر سکتا۔ پھر وہ تو تجھ پر عاشق تھا، ورنہ شادی کی درخواست کیوں کرتا؟"

لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تم نے شادی کیوں نامنظور کی؟" نیک دل پادری نے سوال کیا۔ "لوگ کہتے ہیں شریف و معقول آدمی تھا۔ تیری اور تیری ماں کی خبرگیری کرتا۔ ریشم بیچنے سے کہیں زیادہ تم فائدے میں رہتیں"

"ہم بالکل فقیر ہیں" لڑکی نے بڑے تاثر سے جواب دیا "میری ماں مدت سے بیمار ہو۔ ہم اُس پر بوجھ ہوتے۔ پھر میں عزت والی خاتون بننے کے لائق نہیں ہوں۔ اپنے دوستوں کے سامنے وہ مجھے دیکھ کر مزید شرمندہ ہوتا"

"کیا کہتی ہو؟" پادری نے خیر خواہی سے کہا "میں کہتا ہوں وہ بہت اچھا آدمی تھا۔ شاید تمھارے ساتھ سو میں بھی میں ڈھونڈتا۔ ایسا شوہر ملنا مشکل ہو"

"میں شوہر نہیں چاہتی" موریلا نے بہت آہستہ سے مگر فیصلہ کن لہجہ میں کہا "میں کبھی شادی نہیں کروں گی!"

"کیا رہبانیت اختیار کرنے کا ارادہ ہو؟" پادری نے تعجب سے سوال کیا۔

دوشیزہ نے سر کے اشارے سے انکار کیا۔

"لوگ ٹھیک کہتے ہیں کہ تو ضدی ہو" پادری نے جوش سے کہا "تیری ہٹ بہت سخت ہو۔ ایک لمحہ کے لئے سوچ، تیری یہ ضد کتنی خطرناک ہو؟ یہ تیری مصیبت میں اضافہ کرنے والی ہو۔ تیری ماں کی بدنصیبی بڑھانے والی ہو۔ کیا تیرے پاس کوئی ایک وجہ بھی ہو کہ ایسے شریف آدمی کو رد کر دیتی ہو؟ جواب دے"

"میرے پاس وجہ ہو" موریلا نے دبی زبان سے کہا "مگر میں بیان نہیں کروں گی"

"بیان نہیں کروں گی!" پادری نے خفا ہو کر اُس کا جملہ دہرایا "مجھ سے بیان نہیں کرو گی؟ میں جو تیرا پادری ہوں۔ تو خوب جانتی ہو میں تیرا خیر خواہ ہوں۔ کیا یہ صحیح نہیں؟"

موریلا نے سر ہلا کر اقرار کیا۔

"تو اپنا راز مجھ پر ظاہر کر" پادری نے شفقت سے کہا "اگر وجہ ٹھیک ہوگی تو میں سب سے پہلے تائید کروں گا۔ تم ابھی بہت کم عمر ہو، اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو۔ ایک زمانہ آئے گا جب یہ نقد کھو دینے پر افسوس کرو گی۔ معلوم ہوتا ہو، خدا نے رحم کھا کر اس شخص کو تمھارے گھر پر بھیجا تھا"

موریلا نے شرمائی ہوئی نظریں اٹھائیں اور کشتی کے سرے پر پہنچ گئی جہاں انتونیو کی نگاہیں دُور افق پر جمی تھیں اور اپنے خیالات میں غرق تھا۔ پادری نے دوشیزہ کو بغور دیکھا۔ اپنا کان اُس کے قریب کر دیا۔ "تم میرے باپ کو نہیں جانتے" لڑکی نے نہایت آہستہ سے پادری کے کان میں کہا۔

"تیرا باپ؟" پادری چلا اٹھا "کیوں نہیں؟ تو ابھی دودھ پیتی ہی تھی کہ خدا نے اُسے بلا لیا۔ آسمان کی بادشاہت میں اُسے جگہ ملے! اپنی اس ضد میں اُس کا ذکر کیوں کرتی ہو؟"

"آپ نہیں جانتے" لڑکی نے زور دیکر کہا "آپ کو نہیں معلوم میری ماں کی تمام بیماری کا وہی اکیلا سبب ہو"

"کیونکر؟" پادری نے تعجب سے سوال کیا۔

"اپنی بے رحمی سے" موریلا نے فوراً جواب دیا "آخری وقت تک میری ماں کو مارتا رہا۔ مجھے وہ راتیں اب تک یاد ہیں۔ وہ ایک عجیب جنون کی حالت میں گھر آتا تھا۔ میری ماں ایک لفظ بھی نہیں کہتی تھی۔ مگر وہ مارنا شروع کر دیتا تھا۔ آہ! میرا دل اب بھی رنجیدہ ہوتا ہو۔ میں اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیتی تھی اور ڈرتی رہتی تھی لیکن اندھیری اندر دیکھتی تھی۔ وہ میری ماں کو مارتے مارتے تھک جاتا۔ قریب بیہوش ہو کر گر پڑتی تھی۔ وہ اُسے دیر تک غور سے دیکھتا رہتا۔ نہیں معلوم اُس کے دل میں کیا خیال پیدا ہوتا کہ دوڑ کر اُسے اٹھاتا اور سینے سے لگا کر پیار کرنے لگتا۔ اتنے زور سے دابتا تھا کہ اُس کے منہ سے چیخ نکل جاتی تھی۔ لیکن اس تمام ظلم پر بھی میری ماں کبھی خفا نہیں ہوتی۔ بلکہ مجھے بھی منع کرتی رہتی تھی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کروں۔ میری ماں کو اُس سے بلا کی محبت تھی۔ اس سختی پر بھی وہ اُسی کا کلمہ پڑھتی تھی۔ جب سے وہ مرا ہو، یہ بھی بیمار ہو گئی ہو۔ اُسے غم کھائے جاتا ہو۔ اگر مر گئی ۔ خدانخواستہ ۔ تو میں جانتی ہوں اُس کا قاتل کون ہو؟"

پادری سناٹے میں آ گیا۔ تعجب سے سر ہلانے لگا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا، اس عجیب لڑکی کو کیونکر قائل کرے۔

"اپنے باپ کو معاف کر دو!" بالآخر پادری نے کہا "اُسی طرح معاف کر دو، جس طرح تمھاری ماں نے معاف کر دیا ہو۔ پرانی باتوں کی تکلیف دہ یاد دور کر دو۔ مستقبل میں تمھارے اچھے دن آئیں گے اور تمام مصیبتیں بھلا دیں گے"

"نہیں، نہیں!" موریلا نے جوش سے کہا "میں کبھی نہیں بھول سکتی، یہی وجہ ہو کہ میں نے عمر بھر کنواری رہنے کا ارادہ کر لیا ہو۔ ہرگز کسی مرد کی کنیز نہیں بنوں گی۔ یہ مرد پہلے مارتے پیٹتے ہیں، پھر پیار کرتے ہیں۔ لیکن میرے ساتھ کوئی یہ حرکت نہیں کر سکتا۔ مجھ سے جو مرد بھی محبت کی درخواست کرے گا، اُس کا منہ توڑ دوں گی۔ لیکن میری ماں بالکل بے بس تھی۔ وہ نہ مار کا مقابلہ کر سکتی تھی، نہ پیار کا۔ وہ اُس سے محبت کرتی تھی۔ میں ہرگز کسی مرد سے محبت نہیں کروں گی"

"تم بالکل بچہ ہو!" پادری نے مسکرا کر کہا "دنیا کو کچھ بھی نہیں جانتی۔ ابھی بچوں کی سی باتیں کرتی ہو۔ کیا سب مرد تمھارے باپ ہی کے سے ہیں؟ کیا تم نے کبھی کوئی اچھا آدمی نہیں دیکھا؟ کیا دنیا میں ایسی خوش نصیب بیویاں نہیں ہیں جو اپنے شوہروں کے ساتھ عیش و آرام سے رہتی ہیں؟"

"کچھ ہو" موریلا نے زور دے کر کہا "میرے ماں باپ کا حال کوئی نہیں جانتا۔ میری ماں مر جانا پسند کرتی تھی مگر اس کی شکایت پسند نہیں کرتی تھی۔ یہ صرف محبت کی وجہ سے۔ اگر محبت یہی ہو، اگر محبت بے زبان کو گونگی کر ڈالتی ہو، اگر محبت ایسی سخت مصیبت ڈالتی ہو تو میں ہرگز ہرگز کبھی مرد سے محبت نہیں کروں گی"

"میں نے کہا، تم ایک بچے سے کچھ زیادہ نہیں" پادری نے کہا "تم بے سمجھی باتیں کر رہی ہو۔ جب وقت آ جائے گا، تمھاری رائے اور پسند نہیں پوچھی جائے گی۔ تم محبت کی زنجیر میں اپنی مرضی کے خلاف بھی جکڑ دی جاؤ گی"

موریلا خاموش رہی۔

"کیا تمھارے خیال میں یہ مصور بھی سنگدل تھا؟" پادری نے پھر سوال کیا۔

"اُس کی نظریں بالکل ویسی ہی تھیں جیسی میرے باپ کی ہو جایا کرتی تھیں جب وہ میری ماں کی خوشامد کرتا تھا۔ میں وہ نظریں خوب پہچانتی ہوں۔ ایک مرد اس طرح کی نظروں سے دیکھتا بھی ہو، اور پھر عین اسی وقت اپنی بے خطا بیوی کو مار کے ادھ موا بھی کر دے سکتا ہو۔ مجھے ایسی نظروں سے بڑا ہی ڈر لگتا ہو"

موریلا اب بالکل چپ ہو گئی۔ پادری نے بھی اُسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ اُس کے ذہن میں اب بہت سی معقول دلیلیں آ گئی تھیں، مگر وہ چپ ہی رہا کیونکہ نوجوان ملاح کا چہرہ یہ گفتگو سن کر غصہ سے لال ہو رہا تھا۔

دو گھنٹے کے سفر کے بعد کشتی جزیرے کے گھاٹ پر پہنچ گئی۔ انتونیو نے پادری کو گود میں اٹھا لیا اور گھٹنوں گھٹنوں پانی میں چل کر اُسے خشکی پر اُتار دیا۔ لیکن موریلا نے اُس کا انتظار نہیں کیا۔ اُس نے ایک ہاتھ میں اپنی کھڑاؤں لی۔ دوسرے میں نفیس قبائی اور گھٹنوں تک کپڑے اٹھا، ساحل پر پہنچ گئی۔

"میں یہاں کچھ مدت ٹھہروں گا" پادری انتونیو سے کہہ رہا تھا "انتظار کی ضرورت نہیں۔ شاید میں کل سے پہلے لوٹ نہ سکوں گا۔ موریلا! (دوشیزہ کی طرف مخاطب ہو کر) گھر لوٹ کر اپنی ماں کو سلام کہہ دینا۔ اسی ہفتہ میں ملاقات کو آؤں گا۔ کیا رات سے پہلے واپس جاؤ گی؟"

"اگر ممکن ہوا" لڑکی نے اپنے کپڑے ٹھیک کرتے ہوئے مختصر جواب دیا۔

اب انتونیو بولا:

"لیکن مجھے لوٹنا ضرور ہو" اُس نے مضطرب آواز سے کہا "تاہم میں شام تک انتظار کروں گا۔ اگر آپ نہ آئے ــ میرے لئے برابر ہو"

"موریلا!" پادری نے کہا "تم ضرور واپس جانا۔ رات بھر ماں کو اکیلا چھوڑنا مناسب نہیں"

موریلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ آگے بڑھی۔ پادری کا ہاتھ چوما اور اس طرح سلام کیا کہ ملاح بھی اُس کا مخاطب تھا لیکن انتونیو نے اُس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ٹوپی اٹھا کر صرف پادری کو تعظیم دی۔ دونوں دو مختلف راستوں پر روانہ ہو گئے۔ انتونیو تھوڑی دیر تک پادری کو دیکھتا رہا۔ پھر موریلا پر نظر جما دی، جو دھوپ سے بچنے کے لئے آنکھوں پر ہاتھ رکھے چلی جا رہی تھی۔ راستہ کی موڑ پر پہنچ کے موریلا ٹھہری اور بلندی پر سے گھوم کر پیچھے دیکھنے لگی۔ اُس کے سامنے خاموش سمندر نیلگوں فرش بچھائے پھیلا ہوا تھا۔ صبح کے سورج کی دلفریب شعاعیں اُس کی سطح پر لوٹ رہی تھیں۔ آسمان صاف شفاف تھا۔ واقعی منظر شاعرانہ اور جذبات انگیز تھا۔ لیکن قسمت کا کرشمہ دیکھو۔ موریلا کی نظریں اٹھتے ہی انتونیو کی چمکیلی نظروں سے جا لڑیں۔ دونوں گھبرا گئے۔ یک لخت دونوں میں ایک ایسی جنبش ہوئی گویا انھوں نے کوئی غلطی کی ہو اور اُسے چھپانا چاہتے ہیں!

موریلا تیزی سے مڑی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

(۲)

انتونیو کو پادری گیروں کے شراب خانے میں بیٹھے کئی گھنٹے ہو گئے۔ وہ از حد مشغول معلوم ہوتا تھا۔ بار بار اٹھتا تھا اور تمام راستوں پر نظر ڈال کے لوٹ آتا تھا۔

موسم میں تبدیلی شروع ہو گئی۔ وہ خیال کرنے لگا کہ اگر رات سے پہلے موسم بدل گیا تو وہ جلد واپسی پر مجبور ہوگا۔

جمیل (مشہور شاعر عرب)

جمیل کا عشق بُثینہ سے مشہور عام ہے۔ ابوسہل ساعدی عیادت کو گیا۔ نزع کی حالت تھی۔ جمیل نے کہا "ابوسہل! ایسے آدمی کی بابت کیا کہتے ہو جو خدا سے اس حال میں ملتا ہے کہ اُسنے کسی کا خون نہیں بہایا، شراب نہیں پی، کبھی بدکاری نہیں کی۔ کیا اس کے لئے جنت کی امید ہے؟"

ساعدی نے کہا "بخدا ہاں، مگر وہ کون ہے؟"

"مجھے امید ہے کہ میں ہوں" جمیل نے جواب دیا۔

ساعدی نے بُثینہ کا ذکر کیا۔

"دیکھو" جمیل نے آہ سرد بھر کر کہا "یہ دنیا میں میرا آخری دن ہے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت سے محروم ہو جاؤں اگر کبھی بُثینہ کی طرف میں نے بدی سے نظر کی ہو"

جب وفات بالکل قریب پہونچی تو جمیل نے اپنے ایک دوست کو بلا کر یہ وصیت کی:

جب میں مرجاؤں، تو گھر کا تمام سامان تمھارا ہے۔ صرف حمیری کپڑوں کا ایک جوڑا اس سے الگ ہے۔ تم میری اونٹنی پر سوار ہو کر بُثینہ کے قبیلہ میں جانا اور بلند جگہ پر کھڑے ہو کر میرے کُرتے کا گریبان پھاڑ ڈالنا پھر چلا کر یہ شعر پڑھ دینا:

صدع النعی وما کنی بجمیل   وثوی بمصر ثواء غیر قفول

موت بے دھڑک آ پہونچی، جمیل سے کوئی رعایت نہ کی۔ وہ اب اس طرح مقیم ہو گیا کہ کبھی واپسی نہ ہوگی۔

ولقد اجر الذیل فی وادی القری   نشوان بین مزارع ونخیل

میں وادی قری میں کھیتوں اور نخلستانوں میں خوشی خوشی پھرا کرتا تھا۔

قومی بثینۃ فاندبی بعویل   وابکی خلیلک دون کل خلیل

بُثینہ! اٹھ اور نوحہ کر۔ اپنے سب سے بڑے دوست کے لئے!

دوست نے وصیت پوری کر دی۔ جمیل نے سنہ ۸۲ھ (سنہ ۷۰۱ء) میں انتقال کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ

وفات کے وقت اپنے تمام لڑکوں کو جمع کیا۔ پھر ترکش منگایا اور کہا "کیا تم یہ تمام ایک ساتھ بندھے ہوئے تیر توڑ سکتے ہو؟" اُنھوں نے کہا "نہیں" مہلب نے کہا "اگر الگ الگ ہوں؟" اُنھوں نے جواب دیا "ایک ایک تیر کا توڑنا بالکل آسان ہے" مہلب نے کہا "یہی مثال اتفاق و اتحاد اور جماعت کی ہے۔ ملے رہوگے تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ الگ الگ ہو جاؤگے تو بہ آسانی ہلاک کر دیئے جاؤگے"

سنہ ۸۳ھ (سنہ ۷۰۲ء) میں فوت ہوئے

عبدالملک بن مروان

موت کے وقت اپنے بیٹے ولید سے کہا:

"دیکھو میری موت پر بیوقوف عورتوں کی طرح بیٹھ کر آنسو نہ بہانا۔ بلکہ کمر باندھنا، آستین چڑھانا، چیتے کی کھال پہن لینا۔ مجھے میرے گڑھے میں ڈال کر چھوڑ دینا۔ میں اپنا معاملہ خود چکا لوں گا۔ لیکن تم اپنے معاملہ کی فکر کرنا۔ لوگوں کو بیعت کے لئے بلانا۔ جو اپنے سر سے یوں کرے (یعنی انکار کرے) تو تم بھی اپنی تلوار سے یوں کرنا" (یعنی اُس کی گردن اُڑا دینا)

پھر یزید بن معاویہ کے دونوں لڑکوں: محمد اور خالد کو طلب کیا۔ ان سے پوچھا "کیا ولید کی بیعت پر نادم ہو؟" اُنھوں نے جواب دیا "ہم ولید سے زیادہ کسی کو بھی خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے" عبدالملک نے کہا "واللہ اگر تم کچھ اور جواب دیتے تو فوراً تمھارا سر اُڑا دیتا!" پھر اپنے بچھونے کا کنارا اُٹھا کر دکھایا۔ نیچے شمشیر برہنہ رکھی تھی!

یہ اُس وقت کی گفتگو ہے جب سکرات موت طاری تھی۔ عبدالملک نے کہنا شروع کیا "وہ خدا کتنا بڑا ہے جو چھوٹے بڑے سب کی بے پروائی سے موت دیتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

اسی لفظ پر روح پرواز کر گئی۔

اصمعی کہا کرتا تھا "میں عبدالملک پر حسد کرتا ہوں۔ کیونکہ اُس نے مرتے وقت کہا تھا "خدایا! میرے گناہ اگرچہ بے شمار ہیں اور بے حد بڑے ہیں، لیکن تیرے عفو کے سامنے بہت کم اور بہت چھوٹے ہیں لہٰذا مجھے معاف کر دے!"

کہتے ہیں، عبدالملک نے وفات کے وقت اپنے محل کی کھڑکی سے ایک دھوبی کو کپڑے دھوتے دیکھا تھا۔ اُسنے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگا "کاش میں اس دھوبی کی طرح ہوتا کہ اپنی روز کی کمائی سے پیٹ پالتا! کاش میں خلیفہ نہ بنا ہوتا!" پھر یہ شعر پڑھا:

لیتنی کنت قبل ما قد بدا لی   فی رؤوس الجبال ارعی الوعولا

ابوحازم نے یہ قول سُنا تو کہنے لگے "الحمد للہ۔ یہ لوگ موت کے وقت اُس بات کی تمنا کرتے ہیں جو ہمیں حاصل ہے۔ لیکن ہم موت کے وقت اُن کی حالت کی آرزو نہیں کرتے!"

سنہ ۸۶ھ (سنہ ۷۰۵ء) میں وفات پائی۔

ابن القریہ

مشہور عرب خطیب ابن القریہ کو قتل کرنے کا حجاج بن یوسف نے حکم دیا۔ جلاد تلوار لے کر آیا۔ ابن القریہ نے کہا "خدا حاکم کی درستگی کرے! میں مرنے سے پہلے تین لفظ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں جو میرے بعد ضرب المثل ہو کر ہمیشہ زندہ رہیں گے"

حجاج نے کہا "کہہ، کیا کہتا ہے؟"

ابن القریہ نے کہا "ہر اصیل گھوڑا ٹھوکر کھاتا ہے۔ ہر تلوار کند ہو جاتی ہے۔ ہر دانا سے غلطی ہوتی ہے"

حجاج نے کہا "یہ وقت، مذاح کا نہیں ہے۔ جلاد! اپنا کام کر!"

جلاد کا ہاتھ چلا اور ابن القریہ کا سر زمین پر تھا۔

سنہ ۸۴ھ (سنہ ۷۰۳ء) کا یہ واقعہ ہے۔

اخطل

مشہور شاعر اخطل سے موت کے وقت پوچھا گیا "کوئی وصیت؟" کہا "ہاں" پھر اپنے دوست فرزدق کو یہ وصیت کی:

اوصی الفرزدق عند الممات   بام جریر واعیارہا

(میں موت کے وقت فرزدق کو وصیت کرتا ہوں کہ جریر کی ماں اور اُس کی سوکنوں کا خیال رکھے)

سنہ ۹۲ھ (سنہ ۷۱۰ء) میں فوت ہوا

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ امام کوفہ

موت کے وقت سخت خوفزدہ ہوئے۔ لوگوں نے اعتراض کیا۔ کہنے لگے "اس حالت سے زیادہ خطرناک حالت اور کیا ہو سکتی ہے؟ ہر لحہ دھڑکا لگا ہے کہ پروردگار کا قاصد پہونچا اور جنت یا دوزخ کی خبر دے۔ قسم خدا کی، میری تمنا ہے کہ قیامت تک میری روح یوں ہی حلق میں کھنچی رہے!"

سنہ ۹۶ھ (سنہ ۷۱۴ء) میں انتقال کیا

مروان بن محمد

بنی اُمیہ کا آخری خلیفہ مروان بن محمد جب عباسیوں کے ہاتھ قتل ہونے لگا تو یہ شعر کہے:

الدہر یاتی: فلا من بعدہا مدرہ   والعیش شران: فاصفو والکدرہ

زمانہ؛ دو ہی دن ہیں: ایک من کا اور ایک اندیشہ کا۔ زندگی کیا ہے؟ آدھی میں خوشی، آدھی میں رنج۔

وکم علی الارض من خضر ویابسۃ   ولیس یرجم الا ما لہ ثمر

زمین پر بے شمار خشک و تر چیزیں ہیں، مگر پتھر اُسی درخت پر مارے جاتے ہیں جو پھل رکھتا ہے۔

قل للذی بصروف الدہر عیرنا   ہل عاند الدہر الا من لہ خطر

زمانے کے انقلاب پر طعنہ دینے والوں سے کہہ دو کہ زمانہ اُسی کو کھٹکتا ہے جو بلند رتبہ ہوتا ہے۔

سنہ ۱۳۲ھ (سنہ ۷۵۰ء) میں قتل ہوا

اما تری البحر تعلو فوقہ جیف   وتستقر باقصی قعرہ الدرر

تم دیکھتے نہیں دریا ہی کی سطح پر مُردے تیرتے ہیں لیکن موتی اُس کی تہ میں بیٹھے رہتے ہیں۔

وان تکن عبثت ایدی الزمان بنا   ونالنا من تجنی بؤسہ ضرر

اگر زمانے کے ہاتھوں نے ہمیں ستایا اور اُسکی سختیاں ہم پر پڑی ہیں،

ففی السماء نجوم لا عداد لہا   ولیس یکسف الا الشمس والقمر

تو کوئی تعجب نہیں۔ آسمان میں بے شمار تارے موجود ہیں مگر گہن صرف چاند اور سورج ہی کو لگتا ہے۔

سنہ ۱۳۲ھ (سنہ ۷۵۰ء) میں قتل ہوا

ابوجعفر منصور

عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے سفر حج میں مقام "بیر میمون" پر پہونچ کر جب اپنی وفات قریب دیکھی، تو اپنے ولی عہد، مہدی کو طلب کیا۔ اُس وقت ابوجعفر کے سامنے ایک بڑا تھیلا رکھا تھا۔ اس میں کتابیں اور حساب کے کاغذات رہتے تھے۔ کبھی کسی شخص کو اُسے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

ولی عہد کو دیکھ کر خلیفہ نے کہا:

"فرزند! یہ تھیلا دیکھ۔ اس کی حفاظت کرنا، کیونکہ اس میں تیرے بزرگوں کا علم محفوظ ہے۔ اس شہر (بغداد) کا خیال رکھنا۔ کسی اور شہر کو اپنا پایۂ تخت نہ بنانا۔ کیونکہ یہ شہر تیرا اپنا ہے اور اس میں تیری عزت ہے۔ میں نے اس میں تیرے لئے اتنے خزانے جمع کر دیئے ہیں جتنے کبھی کسی خلیفہ نے جمع نہیں کئے تھے۔ حتیٰ کہ اگر دس برس بھی تجھے سلطنت کا خراج نہ ملے تو بھی یہ خزانے جملہ مصارف کے لئے کافی سے زیادہ ہونگے۔ ان کی حفاظت کرنا، کیونکہ اُن کی موجودگی میں تجھے ہمیشہ قوت حاصل رہے گی۔ تیرا گھر آباد رہے گا۔ لیکن میں جانتا ہوں تو اُن کی حفاظت نہیں کرے گا۔

"اپنے خاندان سے نیک سلوک کرنا۔ اُنھیں عزت بخشنا۔ اُن پہ احسان کرنا۔ ان کے لئے منبر نصب کرنا۔ اُن کی چوکھٹوں پر لوگوں کو جھکانا۔ کیونکہ اُن کی عزت، تیری عزت ہے۔

"اپنے غلاموں سے نیکی کرنا۔ اپنے قریب رکھنا۔ اُن کی تعداد میں اضافہ کرنا۔ کیونکہ مصیبت کے وقت وہ تیری سپر ہونگے۔

"خراسانیوں کے بارے میں میری نیک وصیت یاد رہے۔ وہ تیرے حامی و مددگار ہیں۔ اُنھوں نے اپنی جان مال سے تیری مدد کی ہے۔ اُن سے اچھا برتاؤ کرنا۔ اُن کی خطائیں معاف کرنا۔ اُن کے یتیموں اور بیواؤں کی خبر لینا۔

"خبردار! کوئی نیا شہر آباد نہ کرنا۔ کیونکہ تو اُسے پورا نہ کر سکے گا۔ خبردار! عورتوں کو اپنے مشورے میں داخل نہ کرنا۔ یہ میری آخری وصیت ہے"

جب دم لبوں پر آیا تو کہا "پادشاہ وہ ہے جو نہ مرے!"

سنہ ۱۵۸ھ (سنہ ۷۷۵ء) میں انتقال کیا

امام سفیان ثوری رح

موت کے وقت نہایت مضطرب تھے۔ کہا گیا "ابوعبداللہ یہ اضطراب کیوں؟ کیا آپ اُس ذات کے پاس نہیں جا رہے ہیں جس کی آپنے ہمیشہ عبادت کی اور ہمیشہ اُسی کی طرف بھاگتے رہے؟"

کہنے لگے "تمھارا بھلا ہو! میں ایک ایسے راستہ میں سفر شروع کرنے والا ہوں، جسے میں نہیں جانتا اور اُس پروردگار کے روبرو پہنچنے والا ہوں، جسے میں نے دیکھا نہیں ہے!"

سنہ ۱۶۱ھ (سنہ ۷۷۸ء) میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز

موت کے وقت کہنے لگے "خدا کی نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر پہلی

بصائر و حکم

عالم انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں!

اکابر تاریخ اسلام کے مختصر وفیات

ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

وفات کے قریب آپنے اپنی وصیت لکھوائی اور حضرت عثمان اور ایک انصاری کے ہاتھ مسجد میں بھیج دی تاکہ مسلمانوں کو سُنا دی جائے۔ وصیت حسب ذیل تھی:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ابوبکر بن ابی قحافہ کی وصیت ہے جبکہ وہ دنیا سے رخصت ہو رہا تھا اور آخرت میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ ایسے وقت کی وصیت ہے جبکہ منکر ایمان لے آتا، فاجر بدبختی میں پڑتا، اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے۔ میں نے تم پر عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا ہے۔ اگر وہ عدل کرے اور تقویٰ برتے، تو اُس کی بابت میرا یہی گمان اور یہی امید ہے۔ لیکن اگر وہ بدل جائے، تو میں نے تو صحیح بھلائی چاہی ہے۔ غیب کا علم، خدا کے سوا کسی کو نہیں"

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے "میرے والد مرض موت کے آخری دنوں میں بے ہوش ہو گئے۔ میری زبان سے بے اختیار نکل گیا" افسوس، میرے باپ کو سخت بیماری لاحق ہو گئی ہے" اتنے میں ان کی آنکھ کھل گئی تو فرمایا "نہیں، یہ بیماری نہیں ہے، وہ چیز ہے جس کی نسبت خدا نے فرمایا ہے وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید۔ پھر پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا؟ میں نے عرض کیا، تین کپڑوں میں! پھر پوچھا، انھوں نے کس دن وفات پائی تھی؟ عرض کیا۔ پیر کے دن۔ پوچھا، آج کونسا دن ہے؟ میں نے کہا۔ پیر کا دن ہے۔ فرمایا: میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ آج رات اور دن کے درمیان میری موت واقع ہو جائے۔ پھر اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا اور کہا: دو فربہ کپڑے ملا کر انہی میں مجھے کفنا دینا۔ میں نے کہا۔ یہ تو پرانا ہے۔ فرمایا: الحی احوج الی الجدید من المیت انما ہو للمہنۃ والصدید۔ زندہ انسان بمقابلہ مردہ کے نئے کپڑے کا زیادہ حاجت مند ہے۔ اور کفن تو ریم اور خون کے لئے ہے!

جب وفات ہوئی تو یہ دعا آپکی زبان پر تھی: توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین! خدایا! اس حالت میں موت دے کہ مسلم ہوں، یعنی تیرا فرمانبردار ہوں، اور ایسا کر کہ صالح انسانوں کے ساتھ میرا شمول ہو!

تاریخ وفات ۱۳ھ (۶۳۴ء)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

وفات کے وقت اپنے صاحبزادے عبد اللہ سے فرمایا:

"میرا چہرہ زمین پر رکھدے، شاید خدا مجھ پر مہربان ہو جائے اور رحم کرے!"

آخری کلمۂ وصیت اہل ذمہ یعنے غیر مسلم رعایا کی نسبت تھا:

"میں اپنے جانشین کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ غیر مسلم رعایا کے لئے اللہ اور اُس کے رسول کی ذمہ داری یاد رکھے۔ اُن سے جو اقرار کئے گئے ہیں، ہمیشہ پورے کئے جائیں، اُن کی اُن کے دشمنوں سے حفاظت کی جائے، اُن پر کبھی سختی نہ کی جائے"

تاریخ وفات ۲۳ھ (۶۴۴ء)

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

جب قتل کا یقین ہو گیا تو حضرت علی کو خط لکھا:

"سیلاب چوٹی تک پہنچ گیا۔ معاملہ حد سے تجاوز کر گیا۔ خط دیکھتے ہی میرے پاس آؤ۔ موافقت میں یا مخالفت میں"

خط کے آخر میں یہ شعر لکھا:

فان کنت ماکولا فکن خیر آکل والا فادرکنی ولما امزق

(اگر میرے لیے یہی صورت رہ گئی ہے کہ میں کسی کا نوالہ بنوں تو سب سے بہتر کھانے والے تم ہو۔ ورنہ میرے ٹکڑے اُڑنے سے پہلے مجھے آ کر بچالو)

۳۵ھ (۶۵۶ء) میں شہید ہوئے

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

وفات کے وقت بہت حسرت ظاہر کرنے لگے۔ لوگوں نے کہا "اے ابو عبد اللہ! آپ کو کس چیز پر افسوس ہے؟" جواب دیا "میں دنیا پر افسوس نہیں کرتا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک وصیت کی تھی۔ فرمایا تھا "تمھارے پاس مسافر کے زاد راہ بھر سامان ہونا چاہیئے" میں ڈرتا ہوں، ہم نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا۔ کیونکہ میرے گرد یہ چیزیں جمع ہیں"

یہ کہہ کر گھر کے سامان کی طرف اشارہ کیا۔ دیکھا گیا تو گھر میں کل سامان، ایک تلوار، ایک طشت، ایک پیالہ تھا!

۳۶ھ (۶۵۶ء) میں انتقال ہوا

امام حسن علیہ السلام

وفات کے وقت بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا شروع کیا۔ آپکے صاحبزادے نے عرض کیا "آپ بھی دنیا پر افسوس کرتے ہیں؟" فرمایا "فرزند! دنیا پر نہیں، خود اپنے نفس پر افسوس کرتا ہوں، کیونکہ اس جیسی کوئی چیز مجھے کبھی نہیں ملی!"

۵۰ھ (۶۷۰ء) میں انتقال کیا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

وفات کے وقت رونے لگے۔ سبب پوچھا گیا۔ کہا:

"اس لئے روتا ہوں کہ سفر بہت دراز ہے، زاد راہ بہت کم ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ نہیں معلوم جنت میں مقام ہوگا یا دوزخ میں؟"

۵۹ھ (۶۷۸ء) میں فوت ہوئے

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ

وفات کے وقت اپنی اولاد سے کہا "میری وصیت کون قبول کرے گا؟" بڑے نے کہا "میں" کہنے لگے "میرا قرضہ ادا کرنا ہوگا" پوچھا "کتنا ہے؟" کہا "۸۰ ہزار دینار!" پوچھا "کیوں لیا تھا؟" جواب دیا:

"دو قسم کے آدمیوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں: شریف النفس غریبوں کی۔ اور حیا سے سوال نہ کر سکنے والوں کی۔ یہ مجبور ہو کر آتے تھے۔ مگر شرم سے مانگ نہ سکتے تھے۔ فرط حیا سے چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ میں سوال سے پہلے ہی اُنھیں دے دیتا تھا"

۵۹ھ (۶۷۸ء) میں فوت ہوئے۔

سعید بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

بڑے خود دار اور بلند ہمت تھے۔ مرض الموت میں مشورہ دیا گیا "بیمار، کراہنے سے راحت پاتا اور طبیب سے اپنی حالت بیان کرنے سے مطمئن ہوتا ہے"

کہنے لگے "کراہنا، بزدلی ہے، عیب ہے۔ خدا ہرگز میرا کراہنا نہیں سُنے گا تاکہ اُس کے حضور بزدل نہ ٹھہروں۔ رہا طبیب، تو واللہ! خدا کے سوا کسی کو بھی اپنے اختیار نہیں دوں گا۔ خدا چاہے تو مجھے رکھے، چاہے اُٹھا لے!"

ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ

فالج میں مبتلا ہوئے۔ کہا گیا "دوا کیوں نہیں کرتے؟" جواب دیا "میں دوا کا فائدہ جانتا ہوں، مگر نہ مریض زندہ رہے گا نہ طبیب پھر دوا کیوں کروں؟"

[illegible] میں وفات پائی

معاویہ بن یزید بن معاویہ

وفات کے وقت مشورہ دیا گیا "اپنے خاندان میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کر جائیے"

جواب دیا "میں نے خلافت سے زندگی میں فائدہ نہیں اُٹھایا، تو مرنے کے بعد اس کا بوجھ کیوں اٹھاؤں؟ یہ نہیں ہو سکتا کہ بنی امیہ اس کی شیرینی لیں اور میرے حصے میں تلخی آئے"

[illegible] میں وفات پائی

(بقیہ مضمون صفحہ [illegible])

کو تھام لینا چاہا۔ مگر فوراً ہی اُسی تیزی سے اپنا داہنا ہاتھ نکالے پیچھے ہٹ گیا۔ اُس کے ہاتھ سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ ثوریا نے اُسے پوری قوت سے کاٹ کھایا تھا۔

"ہا! ہا!" ثوریا قہقہہ مار کر ہنسی:

"مجھے تیرا حکم ماننا پڑے گا؟" وہ جوش سے چلائی "میں تیری لونڈی ہوں؟"

یہ کہہ کر وہ خود سمندر میں پھاند پڑی۔ ملاح کی نظروں سے ایک بار ہی غائب ہو گئی پھر نمودار ہوئی۔ اُس کے کپڑے جسم سے چمٹ گئے تھے۔ بال کھل گئے تھے۔ بڑی طاقت و چابکدستی سے تیر رہی تھی۔ آہستہ آہستہ نقطہ بن کر کشتی سے دور ہونے لگی۔ ساحل کی طرف جانے لگی۔

مقلون تک پہنچی۔

قرأت ختم ہونے پر اُن میں سے ایک نے اور بھی زیادہ خوش الحانی کر عجیت کے ساتھ ایک دعا مانگی۔ اسمیں سلطان محمد فاتح کا ذکر تھا جو اس مسجد کا گویا بانی ہو۔ نیز ایک اور سلطان کا بھی نام لیا گر ہم سمجھ نہ سکے۔

ترک خطیب

اب خطیب منبر پر کھڑا ہوا خطبہ دیا۔ یہ خطبہ عربی زبان میں تھا مگر اس کا لہجہ ہم عربوں کے لئے ناقابل فہم تھا۔ ہم خطبہ کا صرف پہلا جملہ سمجھ سکے جو یہ تھا: "الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ الذی انعم علی المؤمنین بختم القرآن"

خطیب نے خطبے کے آخر میں "جیوش المسلمین وعساکر الموحدین" کے لئے دعا کی اور ترکی جمہوریت کے بقاء و دوام کی التجا پر خطبہ ختم کیا۔

ترک نمازی

ترک نمازیوں کے آداب دیکھ کر میں بہت متأثر ہوا۔ نہایت ہی عقیدت و احترام کے ساتھ صفوں میں بیٹھے تھے۔ از حد خشوع و خضوع، اُن پر طاری تھا، حالانکہ وہ خطبہ و تلاوت میں سے ایک لفظ بھی نہیں سمجھتے تھے۔ مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ یہ بہادر قوم، اپنے ایمان میں نہایت راسخ ہو۔ لباس اور وضع قطع میں کتنی ہی تبدیلی ہو جائے، مگر اُس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہیں ہو سکتا۔ درحقیقت یہ قوم، تمام مسلمانوں کے لئے قابل فخر ہو۔

نمازی عورتیں

مسجد کے آخری حصہ میں عورتوں کے لئے ایک جگہ خاص کر دی گئی ہو یہ جگہ بھی بھری ہوئی تھی۔ ظاہر ہو کہ بوڑھی عورتیں ہی نماز کی طرف زیادہ راغب ہوتی ہیں۔ چنانچہ اِن میں اکثر عورتیں بوڑھی تھیں۔ شاید ایا صوفیہ ایسی ہی نمازی عورتیں اپنے معبد میں دیکھنا پسند کرتی ہو!

مسجد میں عربی تحریریں

اوپر کہہ چکا ہوں کہ مسیحی نقوش کی جگہ جابجا قرآنی آیتیں اور عربی عبارتیں لکھ دی گئی ہیں۔ چنانچہ درمیانی قبہ کے مرکز کے گرد یہ آیت خط ثلث میں کندہ ہو۔ "اللہ نور السموات والارض، مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح، المصباح فی زجاجۃ، الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ"

محراب میں یہ آیت لکھی ہو۔ "فاسجدوا للہ واعبدوا"

دیواروں پر "یا اللہ" اللہ، محمد، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے اسماء گرامی مرتسم ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی تختیاں آویزاں ہیں، اور اُن میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور بہت سی عربی نصیحتیں لکھی ہیں۔

یہ تمام کتبے، فن خطاطی کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ شاید ہی کہیں اُن کی نظیر مل سکے۔

ایک عجیب وصف

ایا صوفیہ کی عمارت میں یہ عجیب ہندسی وصف موجود ہو کہ اس میں کوئی آواز کتنی ہی آہستہ بلند ہو، اُس کی بازگشت خوب بلند اور بالکل صاف ہوتی ہو۔ چنانچہ امام کے پورے خطبے کی بازگشت در و دیوار سے صاف سنائی دیتی تھی۔ یہ وصف ہم نے کبھی دوسری عمارت میں نہیں دیکھا۔

ایا صوفیہ کو کنیسہ بنانے کی برطانی کوشش

ایا صوفیہ کو دوبارہ کنیسا بنا دینے کی کوشش ایک مدت سے کی جا رہی ہو مگر سب سے زیادہ خطرناک اور آخری کوشش اُس وقت کی گئی تھی جب جنگ عمومی کے بعد اتحادیوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ مسجد کے بالکل قریب اب تک دو چوبی فوجی بارکیں موجود ہیں۔ خالی اور اجاڑ پڑی ہیں، دمشق سے برطانی فوجوں کی معلوم ہوتی ہیں۔ انھیں دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مکان اس غرض سے بنائے گئے تھے کہ اِن میں انگریز سپاہی رہیں گے، تاکہ مسجد میں نمازیوں کو داخل ہونے سے باز رکھیں۔ اُس وقت اتحادیوں نے یہ مجنونانہ فیصلہ کر لیا تھا اور اسے منظر عام میں اُس کا اعلان کرنا چاہتے تھے۔ مگر یہ وقت ترکوں کو خبر لگ گئی۔ اُن کے کئی ہزار آدمی مسجد میں جمع ہو گئے اور طے کر لیا کہ مرنے سے پہلے ایا صوفیہ کو گرجا بننے نہیں دیں گے۔ اُنکے ارادے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور عام شورش کا سامان ہونے لگا۔ اتحادی ڈر گئے اور اپنا فیصلہ کسی دوسرے مناسب وقت کے لئے ملتوی کر دیا۔ انھیں یقین تھا، سال دو سال بعد پوری طرح قابو حاصل کر کے یہ کاروائی کر سکیں گے۔ مگر مشیت الٰہی اس کے خلاف تھی۔ اتحادیوں کو نامراد قسطنطنیہ خالی کر دینا پڑا۔ ایا صوفیہ آج تک مسجد ہو اور انشاء اللہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی۔

* * *

دلازار مذہبی تحریریں اور مسلمانوں کا پچھلا مظاہرہ

اسلام اور سزاء قتل

ایک خط کے جواب میں

الہلال نمبر ۱۲ میں۔ ایک عزیز طالب حق کی جو مراسلت درج کی گئی تھی، افسوس ہو کہ پے در پے سفر اور علالت طبع کی وجہ سے اُس کی طرف متوجہ ہونے کی مہلت نہیں ملی۔ اب اس کے لئے وقت نکال سکا ہوں۔

مذہب اور پیروان مذہب

میرا خطاب عزیز موصوف سے ہو۔

افسوس ہو، اس خط میں آپ نے اپنے جو تأثرات ظاہر کئے ہیں وہ اُسی اصولی غلطی کا نتیجہ ہیں جس سے پرہیز کرنے کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب آپ پہلے پہل مجھ سے ملے، اور اپنے دل کے شکوک و اضطراب مجھ پر ظاہر کئے، تو میں نے بعض مقدمات آپکے ذہن نشین کرنے چاہے تھے۔ میں نے کہا تھا کہ یہ وہ بنیادی مقدمات ہیں جن کے بغیر آج طلب حقیقت کی راہ میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ منجملہ اُن مقدمات کے ایک مقدمہ یہ تھا کہ مذہب اور پیروان مذہب کا امتیاز ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ ایک چیز نہیں ہو۔ مذہب کے بارے میں ہماری دو تہائی مایوسیاں صرف اسی غلطی کا نتیجہ ہوتی ہیں کہ ہم بسا اوقات اِن دونوں کا صدی امتیاز بھول جاتے ہیں۔ میں سب سے پہلی بات جو آپکے علم میں لانی چاہتا ہوں یہ ہو کہ آپنے جستجوئے حقیقت میں ایک بنیادی صداقت معلوم کی تھی اور اب اُس کا سر رشتہ آپکے ہاتھ سے چھوٹا جا رہا ہو اور افسوس ہو کہ آپ متنبہ نہیں ہیں۔

آپ لکھتے ہیں "ایک بڑی مشکل ہم لوگوں کی راہ میں یہ ہو کہ آپ جیسے بزرگ اسلام کی تعلیم اور اسپرٹ جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، وہ جب اکثر مسلمانوں کی تعلیم میں ڈھونڈی جاتی ہو تو نہ صرف یہ کہ نہیں ملتی بلکہ ایسی باتیں سامنے آتی ہیں کہ کوئی انصاف پسند دماغ شک و شبہ کے طوفان سے محفوظ نہیں رہ سکتا" سوال یہ ہو کہ اسلام کی جو تعلیم آپکے علم میں آئی ہو، اگر فی الحقیقت آپ مطمئن ہو گئے ہیں کہ وہ اسلام کی تعلیم ہو، تو پھر آپ دوسرے "مسلمانوں" کی تعلیم میں اُسے ڈھونڈھنا کیوں چاہتے ہیں؟ آپ کو "اسلام" کی تعلیم کی تلاش ہو، یا "مسلمانوں" کی تعلیم کی؟ یقیناً یہ دونوں چیزیں ایک نہیں ہو سکتیں۔ ایک چیز تعلیم بحیثیت تعلیم کے ہو اور ایک چیز اُسکے پیروؤں کا فہم و عمل ہو۔

اگر آپ کو اسلام کی تعلیم کی جستجو ہو، تو وہ دنیا کی ہر تعلیمی حقیقت کی طرح صرف اپنے حقیقی سرچشمہ ہی میں ڈھونڈھی جا سکتی ہو، نہ کہ انسانوں کی تعلیم میں اگرچہ وہ انسان اپنے اعتقاد میں مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر آپکی اُس سرچشمہ تک رسائی ہو گئی ہو (اور گو ابتک میرا تأثر آپ کی نسبت یہی تھا کہ آپ کو اس کا اعتراف نہیں ہو) تو اسکے یہ معنی ہیں کہ آپ اسلام کی تعلیم معلوم کرنے کے لئے خود اسلام تک پہنچ گئے ہیں، اور اس صورت میں آپکے لئے صرف یہی رہ جاتا ہو کہ خود اسلام سے اسلام معلوم کریں، اور جب معلوم ہو گیا تو جہاں تک اسلامی تعلیم کا تعلق ہو، آپکی جستجو ختم ہو جائے۔ بلاشبہ آپ کے لئے یہ بات باقی رہ جاتی ہو کہ مسلمانوں کی موجودہ زندگی میں اُس کا عمل تلاش کریں۔ لیکن "عمل" تلاش کریں۔ یہ نہیں کہ مسلمانوں کے عمل کو "اسلام" کی تعلیم قرار دے دیں۔ اگر مسلمانوں کی زندگی میں آپ کو اُس کا عمل نظر آئے، تو آپ کو یہ رائے قائم کرنی چاہئے کہ اسلام کی تعلیم پر دنیا کی مسلمان نامی جماعت عمل کر رہی ہو۔ نہ نظر آئے تو افسوس کرنا چاہئے اور سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا کی عالمگیر گمراہیوں میں سے ایک حقیقت یہ بھی ہو کہ مسلمان نامی جماعت بھی اسلام کی تعلیمات پر عامل نہیں۔ میں نہیں سمجھتا یہ قدرتی اور سچا طریقہ چھوڑ کر آپنے غلط بینی اور کج اندیشی کی راہ کیوں اختیار کی؟ جہاں آپکو "عمل" دیکھنا چاہئے، وہاں آپ "تعلیم" ڈھونڈھتے ہیں، اور جہاں سے "تعلیم" کی حقیقت کا سراغ مل سکتا ہو، اسے اپنے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں؟

عزیز من! میری وہ بات یاد کیجئے جو میں نے بار بار آپکے ذہن نشین کرنی چاہی تھی: دنیا کی کوئی تعلیمی صداقت بھی ایسی نہیں ہو جسکے پیروؤں کا فہم و عمل حجت قرار دے کر ہم حقیقت کی طرف قدم بڑھا سکتے ہوں۔ مذہب کو چھوڑ دیئے۔ دنیوی اور مادی علم و صنائع کا کوئی محدود سے محدود گوشہ لے لیجئے۔ کیا اس طریقہ سے ہم ان گوشوں میں بھی حقیقت کی طرف قدم اُٹھا سکتے ہیں؟ جب دنیا کے ایک معمولی مصنف یا مؤلف کی کتاب کے لئے لاکھوں کروڑوں انسانوں کا فہم و ادعا کچھ مفید نہیں ہو سکتا، اگر کوئی ایسی بات بیان کی جائے جو خود اُس کتاب میں موجود نہ ہو، تو مذاہب عالم کے لئے جن پر انسانی فہم و استعداد کے تغیرات و حوادث کی صدیاں گزر چکی ہیں اور لاکھوں کروڑوں افراد کے احوال و ظروف جو مثلاً بعد نسل اُن کے تعلیمی حقائق متأثر ہو چکے ہیں، کیونکر کسی فرد یا جماعت کا فہم و عمل حجت ہو سکتا ہو؟

سیر فی الارض

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم

(۳۰: ۸)

سیاحانِ عالم کے مشاہدات و تاثرات

قدیم قسطنطنیہ پر ایک جدید نظر!

(مصری اہلِ قلم استاذ مرسی محمود کے قلم سے)

مسجد ایا صوفیہ

سیاحانِ عالم نے ہمیشہ اعتراف کیا ہے کہ ایا صوفیہ کے مشاہدے سے جو تحیر، معنوی جلال و جمال کی جو عظمت انسان کے دل و دماغ کو مسخر کر لیتی ہے، وہ دنیا کی کسی موجودہ عمارت میں نہیں پائی جاتی۔ لندن کے ویسٹ منسٹر، پیرس کے پانتھیون، وینس کے کنیسے، ایتھنز کے کرول، اقصر کے معبد کرنک اور [illegible] کے محل، کوئی بھی اس نوعیت کی تاثیر نہیں رکھتا، جو ایا صوفیہ کے گنبدوں میں ہے۔ میں نے جلیل القدر توتاخن آمن کی لاش اس کے پُر شوکت مقبرے میں دیکھی ہے، وہ مقبرہ جس کے انکشاف نے دنیا بھر کے اعصاب ہلا دیئے ہیں۔ لیکن میرے دل پر وہ اثر نہیں پڑا جو کل ایا صوفیہ کے مشاہدے سے محسوس ہوا تھا اور جو شاید زندگی بھر محسوس ہوتا رہے گا!

کنیسۂ ایا صوفیہ، اب مسجد ایا صوفیہ بن گیا ہے۔ یہی بہتر اور مناسب بھی تھا۔ کیونکہ قدیسہ صوفیہ جس کے نام پر یہ عمارت بنائی گئی ہے، عرف و عادت کے اعتبار سے ایک مستقل معبد بننے کی مستحق نہیں ہے۔

یہ عظیم کنیسا، جسے کوسٹنیان نے شہیدۂ قدیسہ صوفیہ کی یادگار بنانے کے لئے تعمیر کیا تھا، اور جسے عظیم اسلامی بادشاہ محمد ثانی نے مسجد بنا دیا، صدیاں پر صدیاں گزر جانے کے بعد بھی اپنے مسیحی مظاہر و خصوصیات برقرار رکھے ہوئے ہے۔ ابتک یہ پورا کنیسا ہے۔ اس کی صلیبی شکل بدستور قائم ہے۔ اس کے مختلف حصے، جن کی ترتیب و تنسیق میں صلیبی شکل مدِ نظر رکھی گئی ہے، ابتک اپنی صلیبیت ہی پر باقی ہیں۔ اس کے ستون ابتک کوسٹنیان اور اس کی ملکہ کے نشان وفاداری کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اس کے اندر دونوں پہلوؤں میں بپتسمہ دینے کے حوض اب تک موجود ہیں۔ یہ سنگِ مرمر کے ہیں۔ ان کی شکل مرتبانی ہے۔ ان میں اب نمازی حضرات وضو کرتے ہیں۔ اس کی دیواروں پر مقدس نقوش بھی ابتک نظر آتے ہیں، اگرچہ ترکوں نے انہیں محو کرنے کی کوشش کی تھی۔ حضرت مریم (علیہا السلام) کی تصویر آج بھی اپنی موثر آنکھوں سے نمازیوں کی صفیں دیکھنے کے لئے موجود ہے۔ ترکوں نے اس کا مصورانہ نقشہ مٹانے کی کوشش کی کیونکہ اسلام کی عبادت گاہ اس نشانِ شرک کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی، مگر پوری طرح نہ مٹ سکا شاید یہ اس کا معجزہ ہے کہ وہ ایک ایسے تاریک حصے میں ہے جہاں سے وہ سب کو دیکھتی ہے، مگر اسے سب دیکھ نہیں سکتے!

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کی محراب ـ حالانکہ وہ کنیسا تھی ـ بغیر کسی ترمیم کے مسجد کی محراب بن گئی۔ کیونکہ ٹھیک قبلہ کی سمت میں واقع تھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ نماز میں تم اپنے آپ کو ایسے رنگین شیشوں کے سامنے پاؤ گے جو صرف کنیسوں ہی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ تمہاری نگاہ جدھر اٹھے گی، آیاتِ قرآنی اور مرقع عبارتیں نظر آئیں گی، مگر تم یہی محسوس کرو گے کہ مسجد میں نہیں، کسی کنیسے میں ہو۔ کیونکہ ایا صوفیہ کی مجموعی کیفیت ابتک بالکل کنیسے ہی کی ہے۔

اس محراب کے قریب، جو قبلہ کا رخ پیش کرتی ہے، سنگِ مرمر کا وہ منبر ابتک قائم ہے جس پر مسیحی خطیب کھڑا ہوتا تھا۔ اسی کے بالمقابل ایک اور منبر بنا لیا گیا ہے۔ اس پر اسلامی خطیب کھڑا ہوتا ہے۔ یہ دونوں منبر گویا تاریخ کے دو اہم صفحے ہیں اور کبھی محو ہونے والے نہیں!

مسجد کے ساتوں فولادی پھاٹک بلاشبہ عظیم الشان ہیں کہ محکم قلعوں کے پھاٹک معلوم ہوتے ہیں۔ ہر پھاٹک کی فولادی چادر پر صلیب بنی ہے۔ ترک فاتحوں نے اس کا افقی خط مٹا دیا ہے۔ لیکن طولی خط آج تک ویسا ہی موجود ہے جیسا قدیم عہد میں تھا۔

میں زیادہ تفصیل کرنی نہیں چاہتا۔ کیونکہ بے فائدہ ہے کتنی ہی کوشش کروں، قارئین، اصلیت کا عشرِ عشیر بھی تصور نہ کر سکیں گے مختصر یہ ہے کہ سابق کا یہ کنیسا اور حال کی مسجد، ایک ایسی عمارت ہے جس سے زیادہ عجیب و غریب اور شاندار عمارت، انسانی آنکھ اس وقت سطحِ زمین پر کہیں نہیں دیکھ سکتی!

بازلیک

ایا صوفیہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کا ہم نے ارادہ کیا۔ لیکن مسجد میں جانے سے پہلے بازلیک میں داخل ہوئے۔ بازلیک، ایا صوفیہ کے قریب واقع ہے۔ یہ در اصل زمین کے نیچے ایک بہت بڑا حوض یا دوامی حوض کا تالاب ہے۔ تقریباً ۳۳۶ ستونوں پر قائم ہے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ دشمن کے محاصرے کے وقت اس میں پانی محفوظ رکھا جائے، تاکہ شہر پیاس سے ہلاک نہ ہو جائے۔ یہ تالاب، ایک سرنگ کے ذریعہ آیا صوفیہ سے ملا دیا گیا ہے اور آسانی سے آمد و رفت ممکن ہے۔

ایا صوفیہ میں نماز جمعہ

بازلیک کی سیر سے فارغ ہو کر ہم نماز جمعہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمیں یہ دیکھنے کا از حد شوق تھا کہ ترکی کے موجودہ اجتماعی انقلاب کے بعد ہیٹ پوش ترک نماز پڑھتے ہیں یا نہیں؟ اگر پڑھتے ہیں تو ہیٹ کے ساتھ کیونکر پڑھتے ہیں؟

لیکن مسجد میں داخل ہوتے ہی ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی ہم نے دیکھا، مسجد نمازیوں سے لبریز ہے۔ جب کبھی ایا صوفیہ کی بابت کہا جائے کہ لبریز ہے، تو سمجھ لینا چاہئے کہ ہزارہا آدمی اس میں موجود ہیں۔ ممکن ہے ۱۰ ہزار ہوں۔ ممکن ہے بیس ہزار ہوں۔ ممکن ہے ۵۰ ہزار ہوں۔ تعداد کا صحیح اندازہ کون کر سکتا ہے؟

یہ دیکھ کر ہمیں اور بھی تعجب ہوا کہ سب ہیٹ پہنے ہیں۔ اس وقت پتا معلوم ہوا کہ ترکوں نے جو ہیٹ پہنی ہے، وہ یورپین ہیٹ نہیں ہے۔ ترکوں نے اسے بھی ایا صوفیہ کی طرح مسلمان کر لیا ہے۔ یہ ہیٹ، مسجد میں بھی ان کے سروں پر موجود تھی۔ اور اللہ کی عبادت سے روک نہیں سکتی تھی!

ابھی ہماری حیرت بدستور باقی تھی۔ ہم سوچتے تھے، اس ہیٹ کے ساتھ لوگ نماز کیسے پڑھیں گے؟ لیکن ہم نے دیکھا، جو آدمی نماز کے لئے اٹھتا ہے، ہیٹ اپنے سامنے رکھ لیتا ہے اور جیب سے معمولی کپڑے کی ٹوپی نکال کر پہن لیتا ہے۔ بہت سے ایسے بھی تھے جن کے پاس خاص ٹوپیاں نہ تھیں۔ وہ رومال سر پر باندھ لیتے تھے۔ خود ہم نے بھی اسی طرح نماز پڑھی۔ بعض ایسے بھی تھے جو نرم ہیٹ پہنے تھے۔ انہوں نے نماز کے وقت اپنی ٹوپیاں گھما دیں۔ بلند کنارا پیچھے کر دیا اور پست کنارا سامنے، تاکہ رب العالمین کے حضور اپنا ماتھا زمین پر رکھ سکیں!

ترک قاری

ہم اسلامی اور مسیحی دونوں منبروں کے مابین بیٹھے۔ ہم سے کچھ فاصلہ پر سنگِ مرمر کے ۴ بلند پایوں پر ایک وسیع بیٹھک تھی۔ اس پر چار ترک قاری بیٹھے خوش الحانی سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ ہر قاری ایک ایک گوشہ میں تھا۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں تلاوت کرتے تھے۔ ترتیب یہ تھی کہ پہلے ایک قاری پڑھتا۔ پھر اسی کا اعادہ باری باری باقی تینوں قاری کرتے تھے۔ آخر میں سب ملکر کہتے: سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر۔

میں نے اپنے عرب رفقاء کا امتحان لینا چاہا۔ اُن سے پوچھا یہ لوگ کون سورتیں پڑھ رہے ہیں؟ مگر وہ جواب نہ دے سکے۔ لیکن ہمیں بالآخر معلوم ہو گیا کہ وہ سورۂ الم نشرح اور اس کے بعد کی سورتیں پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہوں نے سورۂ فاتحہ تلاوت کی۔ پھر سورۂ بقرہ

(بقیہ مضمون ص۱۱)

دنیا میرے قدموں کے نیچے آجائے تو بھی میں اُسے لینے والا نہیں کیونکہ میں ہمیشہ اسی دن سے ڈرتا رہا ہوں جو آج درپیش ہے۔

[illegible] میں انتقال کیا

سیبویہ امام نحو

مشہور نحوی سیبویہ نے وفات کے وقت یہ شعر پڑھا:

یؤمل دنیا لتبقی لہ — فمات المؤمل قبل الامل

آرزو کرنے والے نے آرزو کی کہ دنیا ہمیشہ باقی رہے۔ لیکن آرزو سے پہلے ہی آرزو کرنے والا مر گیا۔

یہ کہہ کر بیہوش ہو گئے۔ سر بھائی کے زانو پر تھا وہ رونے لگے۔ انہوں نے آنکھ کھول دی۔ اُن کے آنسو دیکھ کر کہا:

وکنا جمیعا فرق الدہر بیننا — الی الامد الاقصی فمن یامن الدہرا

ہم سب ساتھ تھے، زمانے نے ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا۔ پس زمانے پر کون بھروسہ کر سکتا ہے؟

سنہ ۱۸۰ھ (سنہ ۷۹۶ء) میں وفات پائی۔

اشتہار
کے
لئے

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟

۱۹۱۹ء میں جتنے نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہوگئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہی۔ -۱۲ (منیجر الہلال کلکتہ)

حیرت انگیز رعایت

پچھتر روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے لڑکے کے لئے + بیوی کے لئے

[illegible] گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم جرمن ٹائم پیس
[illegible]	[illegible]	[illegible]

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ [illegible] صرف دس روپے میں بھیجی جائیں گی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے [illegible] جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک [illegible] اسٹاک ختم ہوجائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہوسکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدنے کو کوئی رعایت نہیں ہر ایک کی قیمت [illegible] محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ: امریکن واچ ہوس اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی [illegible]

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت
دنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کا رخانہ شیفر
کا
"لائف ٹائم" قلم ہی؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کے زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں
تو
آپ کو "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئے!

طریق جدل اور طریق ہدایت

معلوم نہیں آپکو وہ بات کبھی یاد رہی یا نہیں جو میں نے گذشتہ سال آپکے ذہن نشین کرنی چاہی تھی۔ اس راہ میں بحث و جستجو کے ہمیشہ سے دو طریقے رہے ہیں۔ ایک طریقہ وہ ہے جسے قرآن نے اپنی زبان میں "جدل" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ دوسرا طریقہ وہ ہے جسے "ہدایت" کے لفظ سے پکارا ہے۔ "جدل" کے معنی لڑنے جھگڑنے کے۔ "ہدایت" کے معنی سیدھی اور سچی راہ اختیار کرنے کے۔

وہ تمام لوگ جو حقیقت و صداقت کے متلاشی نہیں ہوتے بلکہ کسی خاص خیال اور جذبہ سے اپنی کوئی بات منوانی اور دوسرے کی کوئی بات گرادینی چاہتے ہیں، طریق جدل پر عامل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپکو کتنا ہی حق کا طالب و مطیع ظاہر کریں، لیکن فی الحقیقت وہ حق کے نہیں اپنی ہوا و نفس کے مطیع ہوتے ہیں۔ وہ سچائی کے متلاشی نہیں ہوتے کہ ہر موقعہ پر اُس کے ظہور و علم کے منتظر رہیں۔ وہ محض اپنے کسی ٹھہرائے ہوئے خیال اور اعتقاد کے پُجاری ہوتے ہیں، اور اس لئے ہمیشہ اسی ڈھونڈھ میں لگے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنی بات منوا دیں۔ مذاہب عالم کے پُرجوش حامیوں، مذہبی مجالس کے زبان دراز مناظروں اور مذہبی بحث و نظر کے بنائے ہوئے نام نہاد علوم میں دسترس رکھنے والوں کا غالب حصہ اسی طریق جدل کی پیداوار ہے۔

لیکن دوسرا طریقہ "طریق ہدایت" ہے۔ یہ اُن لوگوں کی راہ ہے جو سچ مچ کو سچائی اور حقیقت کے متلاشی ہوتے ہیں، اور منوانے کے لئے نہیں، بلکہ مان لینے کے لئے قدم اُٹھاتے ہیں۔ وہ نہ تو کوئی خاص فریقانہ جذبہ رکھتے ہیں، نہ کوئی خاص فریقانہ دعوی۔ نہ تو اُنھیں کسی خیال اور رائے کی برتری ثابت کردینے کی تڑپ ہوتی ہے، نہ کسی خاص خیال اور رائے کو زک دینے کا جوش۔ اُن کی طلب، اُن کی جستجو، اُن کا اعتقاد، اُن کا مشرب، اُن کا حلقہ، اُن کی تمام کد و کاوش کی غرض و غایت، صرف یہی ہوتی ہے کہ حق کی تلاش کی جائے، اور جب مل جائے تو اُسے پہچان لیا جائے۔ اس طریقہ کے رہرو کی ہر بات پچھلے طریقہ سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ مقصد اور نظر و فکر کی روح میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ طریق جدل پر چلنے والے سچائی کے نہیں بلکہ سچائی کے نام پر جھگڑنے کے شائق ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن کی ہر بات میں ایک جھگڑالو اور کج بحث دماغ کی روح پائی جاتی ہے۔ لیکن طریق ہدایت کا پیرو کسی حال میں بھی جھگڑالو اور کج بحث نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُس کی روح طلب حق کی روح ہوتی ہے، اور حق کی طلب اور اُس کی معرفت کا عشق کبھی بحث و نزاع کی نفس پرستیوں کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ فی الحقیقت ان دونوں طریقوں میں نہ صرف اختلاف ہے بلکہ صریح تضاد ہے۔ پہلے کا نتیجہ یہ ہے کہ حق کی طلب و معرفت کی استعداد ہی طبیعت انسانی میں باقی نہیں رہتی۔ دوسرے کا نتیجہ یہ ہے کہ صرف حق ہی کی طلب و معرفت کا استغراق باقی رہ جاتا ہے۔ نفس و ہوس کی تمام غفلتیں اور خود پرستیاں معدوم ہوجاتی ہیں۔

جدل یا ہدایت؟

میں نے پہلے بھی کہا تھا، اور اب پھر آپکو توجہ دلاتا ہوں کہ اگر سفر کا عزم ہے تو کیوں پہلے ہی سے اپنی گمرہی کا بھی فیصلہ کرلیں؟ کیوں نہ قدم اُٹھانے سے پہلے سوچ سمجھ لیں کہ ہمیں کونسی راہ اختیار کرنی ہے؟ راہیں یہاں دو ہی ہیں۔ ایک وہ جسے قرآن نے اپنی بولی میں "جدل" کہا ہے۔ دوسری وہ جسے "ہدایت" سے تعبیر کیا ہے۔ اگر "جدل" کا شوق ہے، تو واقعہ یہ ہے کہ آج دنیا کے پرستاران مذاہب میں ننانوے فی صدی انسان اسی راہ پر گامزن ہیں۔ آپ بھی اس بھیڑ میں شامل ہوجائیے۔ لیکن اگر حق کی طلب اور سچائی کی لگن ہے، تو پھر ضروری ہے کہ دوسری راہ اختیار کی جائے۔ لیکن دوسری راہ اختیار کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ زبان سے اس کا دعوی کیا جائے۔ جہاں تک دعوے کا تعلق ہے، کوئی سخت سے سخت مجادل (جھگڑالو) انسان بھی اس دعوے سے دست بردار ہونا پسند نہیں کرے گا۔ چاہئے کہ سچ مچ کو جدل و نزاع کی جگہ سچائی کی ایک سچی اور بے نفس متلاشی کی روح آپکے اندر پیدا ہوجائے۔ اس صورت میں آپکے بحث و مطالعہ کا انداز ہی دوسرا ہوجائے گا۔ جو چیزیں بقول آپکے آج "شک و شبہ کا طوفان" آپکے اندر پیدا کر دیتی ہیں، اُس حالت میں آپکے لئے مزید یقین کا پیغام اور معرفت حق کا وسیلہ بن جائیں گی!

مذاہب عالم بہ اعتبار حفظ و عمل

اگر ایک شخص "مجادل" نہیں بلکہ طریق "ہدایت" پر عامل ہے، تو وہ بغیر کسی بحث و اختلاف کے تسلیم کرے گا کہ آج جس قدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں، تعلیمی مصادر کے لحاظ سے اُنھیں تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) وہ نہایت قدیم مذاہب جن پر امتداد زمانہ سے انقلاب حالت کے ایسے دور گزر چکے ہیں کہ اب اُنھیں اُن کی حقیقی صورت و حالت میں معلوم کرنا نہایت دشوار ہوگیا ہے۔ اُن کی تعلیم کے مصادر محفوظ نہیں ہیں، اُنکی حقیقی تعلیمی روح یکقلم منقلب ہوگئی ہے، اُنکے پیرؤں کی عملی زندگی میں حقیقت کا اب کوئی سراغ نہیں لگایا جا سکتا۔

کسی چیز کی اصلیت و حقیقت معلوم کرنے کے لئے دو طرح کی شہادتیں مل سکتی ہیں: اندرونی اور بیرونی۔ دونوں کا مطلب واضح و معلوم ہے۔ حاجت تشریح نہیں۔ اس قسم کے مذاہب کی حقیقی تعلیم معلوم کرنے کے لئے ہم اُن کی اندرونی شہادتوں پر قناعت نہیں کرسکتے، کیونکہ انقلاب حالت کی وجہ سے اُن کے پیرؤں کی علمی و عملی زندگی اس درجہ بدل چکی ہے کہ اُس سے حقیقت کی شہادت ملنا متوقع نہیں۔ طالب حقیقت کے لئے ضروری ہے کہ وہ بیرونی شہادتوں کی جستجو کرے۔ اگر کوئی ایسی شہادت مل جائے تو اُس کی روشنی میں اُن کی اندرونی حالت پر نظر ڈالے۔

(۲) دوسری قسم اُن مذاہب کی نظر آئے گی جن کی عمر پہلی قسم کے مذاہب سے کم ہے، اور جنھیں نسبتاً اپنی تعلیم کی اشاعت و توسیع کے لئے بہتر زمانہ حاصل ہوا تھا۔ اس لئے اگرچہ اُن پر بھی انقلاب حالت کے وہ تمام دَور گزر چکے ہیں جو اصلیت کو محرّف اور مبدّل کردیتے ہیں اور عملی روح یکقلم مفقود ہوجاتی ہے، تاہم اُن کی تعلیم کے بنیادی سرچشمے اس حد تک ضرور موجود ہیں کہ ایک طالب حق اُن سے اندرونی شہادت حاصل کرسکتا ہے، اور تغیر و تحریف کے بے شمار پردے پڑ جانے پر بھی اصلیت کی جھلک نظر آجاتی ہے۔

البتہ یہ اندرونی شہادت اس درجہ واضح اور قطعی نہیں ہے کہ بیرونی شہادتوں کی ضرورت نہ ہو۔ ضروری ہے کہ کوئی مضبوط شہادت باہر سے بھی حاصل کی جاسکے، ورنہ حقیقت کا قابل یقین فیصلہ نہیں ہوسکے گا۔

(۳) اگر ہم نے صحت نظر کے ساتھ ان دونوں قسموں پر نظر ڈال لی ہے، تو ضروری ہے کہ ایک تیسری اور آخری قسم بھی سامنے آجائے۔ یہ وہ قسم ہے جس کا ظہور دنیا کے تمدن و علوم کی اشاعت و تنظیم کے زمانے میں ہوا، اور اس لئے ایسے وسائل اُسکے لئے بہم ہوگئے کہ تعلیمی مصادر کے تلف ہونے یا کمی بیشی سے محرّف ہوجانے کا کوئی کھٹکا باقی نہیں رہا۔ جس طرح اُس زمانے میں جبکہ اُس کا نیا نیا ظہور ہوا تھا، اُس کی تعلیم اپنی حقیقی صورت و حالت میں دیکھی جاسکتی تھی، ٹھیک اُسی طرح آج بھی ہر آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ البتہ انقلاب حالت کے وہ تمام دور جو جمعیت بشری کی مادی و عملی زندگی پر گزرا کرتے ہیں، اُس پر بھی گزرے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کے علم و عمل کی شمع [illegible] پڑتی گئی۔ یہاں تک کہ اُس کی حقیقی تعلیم کے مقابلہ میں، اُسکے پیرؤں کی عملی ذہنیت نے بہ حیثیت مجموعی ایک شے [illegible] پیدا کرلی۔ تاہم ایک جویائے حقیقت کے لئے اضطراب و تشویش خاطر کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اُسکے تمام تعلیمی مصادر اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں، اور وہ اس قدر واضح، اس قدر مختصر، اسقدر سہل الحصول ہیں کہ ہر طالب حقیقت طلب و معرفت کا ایک قدم بڑھا کر اُن تک پہنچ جا سکتا ہے، اور جیسی کچھ بھی اصلیت ہے، اُس کے سامنے روشن ہوجا سکتی ہے۔

چونکہ اس آخری قسم کے تمام تعلیمی مصادر محفوظ، مدوّن، اور ہر انسان کے دسترس میں ہیں، اس لئے اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں۔ یہ صرف اپنی اندرونی شہادت ہی سے پہچانی جا سکتی اور پرکھی جا سکتی ہے۔

بلاشبہ اُس کی عملی روح امتداد زمانہ کے موثرات و عوامل سے متاثر ہوچکی ہے، اور اس لئے "تعلیم" اور "عمل" دو مختلف چیزیں ہوگئی ہیں تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُسکی عملیت کی بنیادیں پچھلی دو قسموں کی طرح منہدم ہوگئیں۔ ایک جویائے حقیقت معلوم کرلے سکتا ہے کہ امتداد زمانہ کے یہ تمام تغیرات سطح سے نیچے نہیں اُتر سکے ہیں۔ بنیادیں بدستور قائم ہیں۔

مذاہب عالم میں ہندوستان اور ایران کے قدیم مذاہب پہلی قسم میں داخل ہیں۔ یہودی اور مسیحی مذاہب دوسری قسم میں۔ تیسری قسم سے مقصود اسلام ہے۔

جویائے حقیقت کا فرض

اگر ایک شخص کی راہ وہ راہ نہیں ہے جسے "جدل" سے تعبیر کیا گیا ہے، تو وہ مذاہب عالم کی اس صورت حال کے اعتراف میں ہرگز تأمل نہیں کریگا، اور اس لئے "تعلیم" اور "عمل" کا اختلاف، یا حقیقی تعلیم اور غیر حقیقی تعلیم کی موجودگی کبھی اُس کے لئے "شک شبہ کا طوفان" پیدا نہیں کرسکے گی۔ وہ دُنیا کی زیادہ سے زیادہ واضح حقیقتوں کی طرح دیکھے گا کہ پیروان مذاہب کا موجودہ عمل و فہم اُن مذاہب کی حقیقی تعلیم کے لئے حجت نہیں ہوسکتا اور یہ ناگزیر ہے کہ جماعت، عمل، اور شخصی ترجمانی سے بے اثر ہو کر صرف مذہب اور اُس کی "تعلیم" پر اعتماد کریں۔ ورنہ یا تو ہمیں یکقلم مذاہب کے برخلاف فیصلہ کرنا پڑے گا، یا فریقانہ تعصب و انکار میں مبتلا ہوجائیں گے، اور اس طرح فہم حقیقت و اعتدال رائے کی راہیں ہم پر بند ہوجائیں گی۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، شاید ہی دُنیا میں کسی تعلیم کی حقیقت و اصلیت کا ادراک اسقدر آسان اور سہل ہو، جسقدر اسلام کا ہے۔ اوّل یہ کہ اُس کی تعلیمی اصل اس طرح محفوظ اور مرتب دنیا کے ہر انسان کے دسترس میں ہے، کہ بغیر کسی علمی تحقیق و کاوش کے ہر شخص حاصل کرلے سکتا ہے اور اُس کے مطالب سے واقف ہوجا سکتا ہے۔ ثانیاً اُس کے تمام مصادر اس طرح مسلّم اور طے شدہ ہیں کہ اس بارے میں کسی اشتباہ کی گنجائش نہیں۔ ثالثاً تعلیمی مصادر کی جتنی بھی مقدار ہے، بہت مختصر ہے۔ اتنی مختصر ہے کہ اگر ایک معمولی درجہ کا تعلیم یافتہ انسان چاہے تو ایک دن کے اندر معلوم کرلے سکتا ہے کہ اسلام کے تعلیمی مصادر کے مطالب کیا کیا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب ایک تعلیم اس درجہ واضح اور سہل ہمارے سامنے موجود ہو، تو کیا کسی انصاف پسند "غیر مجادل" انسان کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اُس کے فہم کے لئے خود اُس پر اعتماد نہ کرے، اور اگر اُس کی تعلیم میں اور بعض انسانوں کے فہم میں اختلاف واقع ہوجائے، تو اپنے آپ کو "شک و شبہ کے طوفان" کے حوالے کردے؟

یہاں تک میں نے صرف اصولی بحث کی ہے۔ اب مجھے آپکے بعض تأثرات اور پیش کردہ سوالات کا جواب دینا چاہئے۔

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے ملک معظم برطانیہ اور اُن کے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ، جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پُرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچّوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

یاد رکھئے

موسم گرما کا نایاب تحفہ

صرف ہمدرد دواخانہ سے ملیگا

شربت روح افزا ۲۹۳ (رجسٹرڈ)

جو تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اسم با مسمّیٰ ہو کر بلا تفریق مذہب و ملت ہر دلعزیزی و شہرت مقبولیت حاصل کر کے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر تک شہرت حاصل کر چکا ہے اور جس کو چشم بد (حریص) سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے واسطے رجسٹرڈ بھی کرا لیا گیا ہے۔

محترم ناظرین! آپ میں جو اصحاب اس کا استعمال کر چکے ہیں اُن سے تو اس کے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپکی مسلسل و پیہم مشتاقانہ خریداری اس کی پسندیدگی و قدردانی کی خود دلیل ہے لیکن ہندوستان جیسے وسیع بر اعظم میں جن لوگوں کو اس کے استعمال کا اب تک اتفاق نہیں ہوا اُن سے اس کی بے شمار خوبیوں میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس شربت کا استعمال کسی مذہب کے خلاف نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر تندرست انسان بلا قید عمر و مزاج موسم گرما میں خوش ذائقہ و فرحت بخش چیز کی حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔

ناظرین! یہ شربت کیا ہے؟ اعلیٰ قسم کے فواکہات مثل انگور، سیب، رنگترہ وغیرہ اور بہت سی اعلیٰ ادویہ کا مرکب ہے جو خاص ترکیب اور جانفشانی سے تیار کیا جاتا ہے۔ مفرح قلب ہے۔ خوش ذائقہ ہے۔ تشنگی اور اکثر امراض کو مفقود کرتا ہے۔ اختلاج قلب، دردِ سر، دورانِ سر، متلی وغیرہ کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔ سوداوی امراض کے واسطے عموماً اور گرم مزاج والے اصحاب کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہے۔

معنوی خوبیوں کے علاوہ جو استعمال سے تعلق رکھتی ہیں ظاہراً طور پر رنگ دلفریب اور پیکنگ کی صفائی دیدہ زیب ہے اس کی اشاعت سے محض ذاتی نفع مقصود نہیں بلکہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق پبلک کی خدمت کرنا اور ہندوستانی اشیاء کی ترویج کو ترقی دینا مد نظر ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ بوتل دیکھ کر اور استعمال کر کے جو بیدار شدہ نوخیز ہندوستان کی صنعت کا اُمید افزا نمونہ ہے اور جس کی ہر چیز دیسی ہے۔ خوش ہونگے اور باوجود قیمتی ہونے کے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر حیثیت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) حکیموں اور عطاروں کے علاوہ تاجران شربت کو بشرطیکہ وہ ایک درجن یا اس سے زیادہ خریدیں [illegible] کمیشن دیا جائیگا

نوٹ: اس شربت کی عام مقبولیت کو دیکھ کر بہت سے ہمارے ہم پیشہ حضرات ناجائز فائدہ اُٹھانے کی مختلف ترکیبیں نکالتے ہیں مثلاً کوئی اس شربت کا ملتا جلتا نام رکھ لیا ہے۔ لہذا آپ شربت خرید کرتے وقت دھوکا نہ کھائیں بلکہ بوتل پر ہمدرد دواخانہ کا خوشنما لیبل اور اس پر لفظ رجسٹرڈ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ یہ شربت ہمدرد دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اور اصلی صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی سے مل سکتا ہے۔ فہرست دواخانہ مع جنتری سنہ ۱۹۲۷ء کارڈ آنے پر مفت ارسال ہوگی۔

پتہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی

تار کا کافی پتہ ہمدرد، دہلی

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما گائڈ بک کی ضرورت ہے جو انگلستان کے تمام شہروں، سوسائٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں، قابل دید مقامات اور آثار قدیمہ وغیرہ سے آپکو مطلع کر دے نیز جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop Guide to Great Bretain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے جو ہندوستان کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

اگر آپ کو

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے تو

تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگوا کر

استعمال کیجئے

مطبوعات الهــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بہا جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اسلامين کي ان نادر و اعلی درجه کي بلند پايه عربي تصانيف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد که يه "سلسلهٔ تراجم" بد نصيب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوهٔ حسنه ـــ امام ابن قيم کي فن سيرت ميں شهرهٔ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ڈھائي روپيه -

کتاب الوسيله ـــ لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد ڈھائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه ـــ انکي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الکوثر ـــ امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى ـــ خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه ـــ حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز ـــ علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

أئمه اسلام ـــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه ـــ في العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ـــ يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خريدارکو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلى مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين کے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهــلال بك ايــجنسى

(حلقه نمبر ۲٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکهين

اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان اين دفتر پارينه را

تازه خواهی داشتن گر داغهائے سينه را

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها ' اس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف انواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اُسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبياں اُردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے کي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں - اس کي جلديں جديد اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - ان کي مقبوليت و قدر کا اندازه اس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑھے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البـلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شايقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جاسکتي هيں مرتب کرلي جائيں نيز جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جائے -

چنانچه الحمدلله يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اس اعلان کے ذريعه شايقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں ' چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف انهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپيه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپيه

" " " چهارم ۱۰ روپيه " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اس نام سے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اس کے علاوه هے -

منيجر "البـلاغ پريس"

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے اور منقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہمارے نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و تگاپو کے بعد حاصل کیا گیا ہے
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکز، مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ و امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں۔

اگر آپکے پاس نوادر موجود ہیں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے۔

۱۹۲۷

نمبر ۱۷ جلد ۱

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما :

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور رقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات رقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

. Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک رقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

◆

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

◆

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

◆

Berlin-W 35

◆

Post No. 24.

◆

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

نمبر ۱۷ — کلکته : جمعه ۱۷ . ربیع الثانی ۱۳۴۶ هجری — جلد ۱
Calcutta : Friday, 14. October 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیے موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعۃ نہین رکھتی ۔

طباعۃ کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکے ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وہ هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ هی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اهم مسئلہ هی ۔ ضروری هی کہ اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس بارى مین اس وقت تك ۱۴۰۱ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۲۰۷	اردو حروف کی حق مین	۳۹۰
موجوده مشترك طباعۃ کی حق مین	۴۲۴	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	۱۴۰
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۲۴۰		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا کہ اس بارى مین بعض اهم تفصیلات جو لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس بارى مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی کہ جو حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الهلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالی گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول - - بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے - - سولہ روپیہ
قیمت شش ماہی - - - سات روپیہ
قیمت فی پرچہ - - - پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "مینیجر الہلال" کے نام سے کی جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر "ایڈیٹر" کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداری لکھیے جسکی اطلاع آپکو وصول قیمت کی رسید میں دیدی گئی ہے -

(۵) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے، مقامی ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دے پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) منی آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتری فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

جو سورج کو جس طرف سے چاہے نکالے " لیکن سورج کا ایک سمت کی جگہ کسی دوسری سمت سے نکلنا کوئی دنیا کا محسوس واقعہ نہ تھا جو لوگوں کے علم میں ہوتا اور حضرت ابراہیم اُسے اپنے پروردگار کا فعل قرار دے سکتے - نمرود کہہ سکتا تھا کہ اچھا اگر یہی دلیل ہے تو تمہارا پروردگار پورب کی جگہ پچھم سے ایک مرتبہ نکال دکھائے - اِس پر حضرت ابراہیم کیا جواب دیتے ؟ کیا وہ اپنے پروردگار سے چاہتے کہ نظام شمسی کا پورا کارخانہ درہم برہم کرکے سورج دوسری سمت سے نکلتا ہوا دکھا دے ؟

(۵) علاوہ بریں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلی دلیل سے رجوع کرکے دوسری دلیل پیش کی ، تو ضروری تھا کہ یہ پہلے سے زیادہ واضح و اقطع ہوتی - اُن کی پہلی دلیل یہ تھی کہ موت و حیات کی باگ اللہ ہی کے ہاتھ ہے - دوسری یہ کہ اجرام سماوی اُسی کے حکم و مشیت سے کام کرتے ہیں - ظاہر ہے کہ دوسری دلیل پہلی سے زیادہ وزنی نہیں کہی جا سکتی - اگر موت و حیات جیسا واضح اور بدیہی معاملہ خصم کو ساکت نہ کرسکا ، تو اجرام سماوی کا معاملہ کیا مفید اثبات ہو سکتا ہے ؟

میں نے بڑے ہی شوق سے حضرت امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر دیکھی تھی - کیونکہ وہ قرآن مجید کے مقامات کو عقلی مباحث سے صاف کرنا چاہتے ہیں - مگر میں عرض نہیں کر سکتا کہ مجھے کس قدر مایوسی ہوئی ؟ لطف یہ ہے کہ انہوں نے پوری تفصیل کے ساتھ یہ تمام شبہات خود ہی لکھے ہیں ، لیکن جواب کا جو کچھ حال ہے ، اس کا اندازہ اِس سے کرلیجیے کہ اُس کے پڑھنے کے بعد اپنے دل کو اور زیادہ شکوک و شبہات میں مبتلا پاتا ہوں -

پہلے شبہ پر انہوں نے بالکل توجہ نہیں کی ہے - دوسرے شبہ کے دو جواب دیے ہیں - ایک یہ کہ ایک دلیل چھوڑ کر دوسری دلیل کا اختیار کرنا مستدل کے لیے جائز ہے - اس میں کوئی حرج نہیں ، کیونکہ دوسری دلیل پہلی دلیل سے اوضح ہے - اِسے علم مفسرین کی طرف منسوب کرتے ہیں - دوسرا جواب " محققین " کا جواب قرار دیا ہے - وہ یہ ہے کہ " یہ ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری دلیل کا اختیار کرنا نہ تھا - بلکہ ایک ہی دلیل کی مزید وضاحت کرنی تھی : وهو انا نری حدوث اشیاء لا یقدر الخلق علی احداثها ، له امثلة ، منها الاحیاء والاماتة ، ومنها السحاب والرعد والبرق ، ومنها حرکات الافلاک والکواکب ، والمستدل لا یجوز له ان ینتقل من دلیل علی دلیل آخر ، لکن اذا ذکر لایضاح کلام مثالا ، فله ان ینتقل من ذلک المثال الی مثال آخر ، فکان ما فعله ابراهیم من باب ما یکون الدلیل واحداً ، الا انه یقع الانتقال عند ایضاحه من مثال الی مثال آخر - وهذ الوجه احسن والیق بکلام اهل التحقیق " اُس کے بعد آگے چل کر لکھتے ہیں : " لما احتج ابراهیم بالاحیاء والاماتة ، اورد الخصم علیه سوالا لا یلیق بالعقلاء ، وهو انک اذا دعیت الاحیاء والاماتة لا بواسطة ، فذلک لا تجد الی اثباته سبیلا ، وان دعیت حصولها بواسطة حرکات الافلاک ، فنظیره او ما یقرب منه حاصل للبشر - فاجاب ابراهیم بان الاحیاء والاماتة وان حصلا بواسطة حرکات الافلاک ، لکن تلک الحرکات حصلت من الله تعالی وذلک لا یقدح فی کون الاحیاء والاماتة من الله ، بخلاف الخلق فانه لا قدرة لهم علی تحریکات الافلاک " خلاصہ اِس تقریر کا یہ ہے کہ پہلی دلیل پر جو نمرود نے اعتراض کیا تو اِس کا مطلب یہ تھا کہ اُس نے کہا ، خدا کی صفت جلانے اور مارنے کی کیسی ہے ؟ وہ بلا واسطہ جلاتا اور مارتا ہے ، یا افلاک کی حرکت اور اس کے اثرات کے ذریعہ ؟ اگر پہلی بات ہے تو اُس کا اثبات ممکن نہیں - اور اگر دوسری بات ہے تو یہ انسان کو بھی حاصل ہے - یعنی وسائط کے ذریعہ موت و حیات وجود میں آسکتی ہے - مثلاً مرد اور عورت کے ملنے کے واسطہ سے زندہ انسان پیدا ہو سکتا ہے ، اور قتل کے ذریعہ ہلاک کیا جا سکتا ہے - اس کے جواب میں حضرت ابراہیم نے اپنی دلیل کی مزید وضاحت کی اور فرمایا کہ احیاء اور اماتت اگرچہ افلاک کی حرکات کے واسطہ سے ظہور میں آتی ہے ، لیکن افلاک کی حرکت بھی تو خدا ہی کے حکم و مشیت سے ہے - اُس کے سوا کون ہے جو انہیں حرکت میں لا سکے ؟ اور جب اُس کے سوا کوئی دوسرا افلاک کو متحرک نہیں کر سکتا ، تو ثابت ہو گیا کہ احیاء اور اماتت بھی نہیں کر سکتا -

میں حیران ہوں کہ اس امام جلیل القدر کی اس تقریر کی نسبت کیا عرض کروں ؟ ان کے جواب سے شبہ دور ہوا ہے یا اور زیادہ مضبوط ہوگیا ہے ؟ اول تو یہ فرض کرنا کہ نمرود کا مطلب اعتراض سے واسطہ اور بغیر واسطہ کا جھگڑا تھا ، کہاں سے ثابت ہوتا ہے ؟ قرآن مجید میں تو صرف اتنا ہی ہے کہ " انا احی و امیت " پھر یہ کہنا کہ یہ دوسری دلیل کی مزید توضیح ہے ، نئی دلیل نہیں ہے ، کسی طرح بھی سمجھ میں نہیں آتا - افلاک کی حرکت کو بھلا موت و حیات سے کیا تعلق ؟ کیونکر یہ استدلال پہلی دلیل کے ساتھ مربوط ہو سکتا ہے ؟ پہلی دلیل کا تعلق جلانے اور مارنے کی صفت سے تھا - دوسری میں سورج کے طلوع و غروب کی جہت سے - اس میں اور موت و حیات کی طاقت و تصرف میں کوئی علاقہ نہیں - تعجب ہے کہ کیونکر امام موصوف ایسی کمزور اور بے ربط بات کو محققین کا مذہب قرار دیتے ہیں اور وثوق کے ساتھ قرار دیتے ہیں -

پھر مفسرین کا یہ عام مذہب بھی کہ دوسری دلیل پہلی سے اوضح ہے ، تشفی پیدا کرنے سے قاصر ہے - صاف بات تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ پہلی دلیل ہی زیادہ واضح اور قطعی تھی -

تیسرے شبہ کا جواب امام موصوف نے یہ دیا ہے کہ نمرود دوسری دلیل کا معارضہ نہیں کرسکا - اسلیے کہ ہوسکتا ہے ، خدا نے اُس وقت اُس کے حواس مختل کردیے ہوں - وہ اس قابل ہی نہ رہا ہو کہ اعتراض کرے - سوال یہ ہے کہ اگر معترض اور مشکک کو اسی طرح حواس باختہ کرکے چپ کرادینا تھا ، تو پھر اس مناظرہ کی ضرورت ہی کیا تھی ؟ پہلے ہی سے مخبوط الحواس بنا دیا ہوتا تاکہ وہ اعتراض ہی نہ کرسکتا - علاوہ بریں اگر خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ جو معترضین انبیاء کرام سے معارضہ کرتے ہیں ، ان کے حواس سلب کرلیا کرتا ہے ، تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ انبیاء کرام کے پاس مسکت اور قاطع جواب نہیں ہوتے ، اس لیے غریب معترضین مخبوط الحواس کرکے چپ کرا دیے جاتے ہیں - کیا ایسے جوابوں سے قرآن مجید کے معارف روشنی میں آسکتے ہیں ؟ خصوصاً اِس زمانے میں ؟

خود امام صاحب بار بار اس پر زور دیتے ہیں کہ " جب ایک دلیل یا مثال خصم کے مقابلہ میں پیش کی جائے ، اور اُس پر وہ نافہمی سے اعتراض کردے ، تو مستدل کا فرض ہے کہ اُس کے اعتراض کی خامی ظاہر کردے اور بغیر اس کے آگے نہ بڑھے ، اور جب ایک معمولی مناظر کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے ، تو ظاہر ہے کہ ایک نبی اولوالعزم کے لیے کیوں ضروری نہ ہو جس کا مناظرہ تمام دنیا کے سامنے بطور ایک بنیادی صداقت کے پیش کیا جا رہا ہے ؟ " تاہم وہ اس قوت کے ساتھ اعتراض وارد کرکے ، اس کا کوئی کمزور سے کمزور جواب بھی نہیں دیتے ، اور صرف یہ کہہ کر چپ ہو جاتے ہیں کہ " محققین کی تفسیر پر شبہات وارد

باب التفسیر

حضرت ابراهیم اور ایک بادشاه کا مکالمه

کریمه " الم تر الی الذی حاج ابراهیم " کی تفسیر

ایک استفسار

(از جناب مولوي محمد عبدالحق صاحب سکندرابادي)

جیسا که جناب کو معلوم هے ' میں گذشته سال سے ایک سلسلهٔ رسائل کي ترتیب میں مشغول هوں جن کا مقصد یه هے که قرآن مجید کے مطالب حکیمانه ایک ایسے نئے اسلوب سے بیان کیے جائیں که آج کل کي مذهب سے برگشته طبیعتیں اُن سے تشفي حاصل کرسکیں - ایک همدرد ملت رئیس دکن نے اُنکے انگریزي زبان میں ساتهه ساتهه ترجمه کرانے کا بهي انتظام کر دیا هے ' اور اُمید هے که چند ماه کے اندر اُنکي اشاعت کا سلسله شروع هو جایگا * * * * اِس سلسله میں قرآن مجید کے متعدد مقامات هیں جو ایک عرصه سے میرے سامنے هیں - لیکن حقیقت حال یه هے که جیسا تشفي بخش حل اُنکا هونا چاهیے ' اِس وقت تک نہیں هوسکا هے ' اور جب تک خود اپني طبیعت مطمئن نه هوجائے ' دوسروں کے سامنے قدم اُٹهانا دیانت تحریر کے خلاف سمجهتا هوں - یه عرض کرنا ضروري نہیں که قرآن مجید کے فهم و مطالعه کا جسقدر بهي خاکسار ذوق پیدا کرسکا هے ' وه سب جناب هي کے طفیل هے ' اور جناب هي کي تحریرات کے شغف کا نتیجه هے - اِسلیے اِن مشکلات میں بهي جناب هي سے دستگیري کي اُمید هے - گو یه وه مقامات ایک سے زیاده هیں ' مگر سر دست میں جرأت نہیں کرسکتا که جناب کا زیاده وقت لوں - صرف ایک مقام کي نسبت اپنا اطمینان چاهتا هوں جسکے خاطر خواه حل نه هونے کي وجه سے خاکسار کي زیر ترتیب کتاب کا کام رک گیا هے -

سورهٔ بقره میں حضرت ابراهیم علیه السلام اور ایک بادشاه کے مناظره کا ذکر هے جسکي نسبت همارے مفسرین کا بیان هے که وه نمرود تها : الم تر الی الذي حاج ابراهیم في ربه ان اتاه الله الملک ' اذ قال ابراهیم ربي الذي یحیي و یمیت ' قال انا احیي و امیت ' قال ابراهیم فان الله یاتي بالشمس من المشرق فات بها من المغرب ' فبهت الذي کفر ' و الله لا یهدي القوم الظالمین - مضمون اِس آیت کا یه هے که حضرت ابراهیم سے نمرود نے خدا کے باب میں حجت کي - اسپر اُنهوں نے فرمایا که میرا پروردگار وه هے جو جلاتا هے اور مارتا هے - یعني زندگي اور موت اُسي کے قبضهٔ و تصرف میں هے - اگر کوئي دوسري هستي خدائي کي مدعي هے ' تو اُسے چاهیے که یه قوت و تصرف اپنے اندر ثابت کرے - نمرود نے اِسکے جواب میں کہا - اگر یہي وصف خدائي کا هے تو یه مجهه میں بهي هے - میں بهي جلاتا هوں اور مارتا هوں - حضرت ابراهیم نے یه سنکر فرمایا که خدا پورب سے سورج نکالتا هے - تو پچهم سے نکال دے - اِس پر نمرود مبهوت هوکر رهگیا -

یه دراصل حضرت ابراهیم علیه السلام اور نمرود کا مناظره هے جسمیں نمرود کي حیثیت خدائي کے مدعي کي هے اور حضرت ابراهیم اسکے زعم باطل کا بطلان ثابت کرنا چاهتے هیں - اب اس آیة کي تفسیر میں چند در چند مشکلات حائل هیں :

(۱) اول یه که جب نمرود خدا هونے کا مدعي تها ' تو ظاهر هے که دلیل پیش کرنا اسکے ذمه تها - نه که حضرت ابراهیم کے ذمے جنکي حیثیت منکر کي تهي - لیکن یہاں حضرت ابراهیم اس سے کوئي دلیل نہیں مانگتے - بلکه خود اپنے پروردگار کي پروردگاري کي دلیل پیش کردیتے هیں که " الذي یحیي و یمیت " اور وه اس سے معارضه کرنے لگتا هے -

(۲) پهر جب اُنهوں نے ایک ایسي دلیل بیان فرمائي تهي جس سے بڑهکر واضح اور قاطع دلیل نہیں هوسکتي ' تو چاهیے تها که نمرود کے جاهلانه اور طفلانه معارضه کي قلعي کهول دیتے - کیونکه وه اپنے جهل و بلادت سے زندگي بخشنے اور موت دینے کا وه مطلب سمجهه هي نه سکا تها جو موٹي سے موٹي انساني عقل کو بهي سمجهه لینا چاهیے - وه بول اُٹها که یه بات تو مجهے بهي حاصل هے - ضروري تها که حضرت ابراهیم فرماتے ' موت اور حیات بخشنے سے مطلب یه هے که جس طرح وه اَن دیکهي ذات تمام جانداروں کو نیستي سے هستي بخشتي هے ' اور پهر ایک خاص وقت پر فنا کردیتي هے ' اسي طرح تو بهي ایک چهوٹا سے چهوٹا کیڑا بنا دیکهه - لیکن آپ یه نہیں کہتے ' بلکه فوراً اس دلیل کو چهوڑ کر ایک دوسري دلیل پیش کردیتے هیں - یعني سورج کو اسکي معمولي سمت کي جگه دوسري سمت سے نکالدینے کي فرمایش کرتے هیں - اس سے لازم آتا هے که گویا آپنے اپني پہلي دلیل کي کمزوري مان لي - اور (نعوذ بالله) نمرود کے معارضه سے لاچار هوگئے ! اسلیے اسے چهوڑ کر نئي دلیل کا سہارا لیا - ایک معمولي مناظر کیلیے بهي یه بات دلیل عجز هے ' چه جائیکه ایک جلیل القدر پیغمبر کیلیے -

(۳) پهر دوسري دلیل جو پیش کي گئي ' اُس پر بهي شبهات وارد هوتے هیں - قرآن مجید ناطق هے که پہلي دلیل سے نہیں مگر دوسري دلیل سے نمرود لا جواب هو کر رهگیا - مگر اعتراض هوسکتا هے که جس شخص کي شوخ چشمي کا یه حال تها که موت و حیات کے وصف الہي تک کا بیان اُسے چپ نه کرا سکا ' وه اِس دوسري دلیل سے کس طرح لاجواب هوگیا ؟ اگر کہا جائے ' اس لیے که وه پچهم کي طرف سے سورج نکالنے پر قادر نه تها ' تو جواب یه هے که وه موت و حیات بخشنے پر بهي تو قادر نه تها ؟ جس طرح اس بات کا ایک غلط مطلب ٹهیرا کر اُس نے معارضه کر دیا تها اور حضرت ابراهیم ترک دلیل پر مجبور هوگئے تهے ' اسي طرح اِس کا بهي کردے سکتا تها - کہدیتا میں بهي ایسا کرسکتا هوں -

(۴) علاوه بریں دلیل کے معنے یه هیں که وه ایسي بات هوتي هے که اس کے اثبات سے مدعا کا ثبوت متحقق هو جاتا هے - لیکن حضرت ابراهیم کي دوسري دلیل ایسی معلوم نہیں هوتي - اُس کا اثبات اس مقدمه کے اثبات پر موقوف هے که " خدا وهي هوسکتا هے

یه اجتماعي قانون نهایت عجیب ہے - کیونکه بظاهر ایک قسم کا تناقض رکهتا ہے - ایک طرف کہتا ہے ' تغیر و تبدل ضروري ہے - نئي چیزلو اور پراني چیزیں چهوڑ دو - دوسري طرف یه بهي کہے جاتا ہے که پراني چیزیں یک لخت فنا نه هونے دو - اپنے پچهلے مقومات و خصوصیات باقي رکهو - اپني قومي خصوصیات مٹا کر کوئي قوم ' قوم نہیں رہ سکتي - لیکن في نفسه اِس میں تناقض نہیں ہے - دونوں باتیں اپني جگه ٹهیک هیں - نئي چیزوں کے اختیار کرنے کا مطلب یه ہے که وہ تمام نئي چیزیں اختیار کرلي جائیں جو قومي مزاج و مصالح کے موافق هوں - خصوصیات کے باقي رکهنے سے مقصود یه ہے که وہ تمام بنیادي چیزیں قائم رکهي جائیں جو قومي مزاج کا استقلال و اختصاص قائم رکهنے کیلیے ضروري هیں - یعني رد و قبول اور اخذ و ترک میں اعتدال کا سر رشته هاتهه سے نه دیا جاے -

بلا شبه اِس قانون کي تطبیق میں اعتدال قائم رکهنا بہت مشکل ہے - چند هي قومیں اصلاح میں اپنا دماغي توازن قائم رکهه سکي هیں - یا تو یه هوا ہے که اپني تمام قدیم عادات و روایات پر اڑ گئیں' اور ایک قدم بهي آگے بڑهنے سے انکار کردیا - یا یه هوا که فوراً تبدیل و انقلاب پر اتر آئیں ' اور اپني کوئي بهي قدیم خصوصیت باقي نه رکهي - پہلي صورت تفریط کي ہے - دوسري صورت افراط کي ہے - اور نجات و ترقي توسط و اقتصاد میں ہے -

(قدیم قوموں کا جمود و تقلید)

تبدل کي قابلیت کے معني اس کے سوا کچهه نہیں هیں که عالم خارجي کي اطاعت کي جائے - قدیم زمانے میں هر جگه لوگوں کا طرز معیشت تقریباً یکساں تها - اسي لیے تبدل کی ضرورت بهي کمزور تهي - اُس کي قابلیت آهسته آهسته پیدا هوتي تهي - حتی که بعض قدیم قومیں صدیوں تک ایک هي حالت پر قائم رهیں اور تبدیلي کي ضرورت محسوس نه کي - اُن کا تعلق همیشه ایسي قوموں سے رها ' جو اُنهي کي طرح وحشي یا نیم وحشي تهیں - اُن کے سامنے کوئي بہتر نمونه تہذیب و تمدن کا موجود نه تها - اس لیے ترقي کي رغبت بهي پیدا نه هوئي ' اور جمود و تقلید کي طبیعت برابر باقي رهي -

قدیم قوموں کے جمود و تقلید کا راز یه ہے که وہ اپني فطرت کي طرف سے مجبور کي جاتي هیں که اپني زندگي اور زندگي کي بنیادیں محفوظ رکهیں - یهي باعث ہے که اُن قوموں میں فرد کا معامله چنداں اهمیت نہیں رکهتا تها - بلکه اُس زمانے میں فرد کے لیے جائز هي نه تها که مستقل زندگي بسر کرے - وہ قومیں اسے بالکل قدرتي بات خیال کرتي تهیں که عام مصلحت کے لیے افراد اپني هستي قربان کر دیں - اُس وقت شخصي آزادي کسي کے واهمه میں بهي نه تهي -

بعض نظري آدمیوں نے آزادي کي اعلی مثال یوناني جمہوریتوں میں بتلائي ہے - حالانکه اُن جمہوریتوں میں افراد کو مطلق آزادي حاصل نه تهي - وہ ایسے نظامات کي پابندیوں میں جکڑے هوے تهے جنهیں آج متمدن دنیا میں کوئي آدمي بهي برداشت نہیں کر سکتا - اُن جمہوریتوں میں افراد کو اِتني آزادي بهي حاصل نه تهي که اپني مرضي سے کوئي دیني عقیده رکهیں' یا اپني اولاد کي بطور خود تعلیم و تربیت کرسکیں - اسپارٹا میں یه حالت تهي که افراد کو اپنے گهر میں کهانا پکانے اور کهانے کي بهي اجازت نه تهي - وہ مجبور تهے که عام دستر خوانوں هي پر بیٹهه کر کهانا کهالیں - یونان میں اصلاح و تجدید کے داعي مجرم سمجهے جاتے تهے - چنانچه پوري قوم سقراط کے خلاف کهڑي هوگئي ' اور اُس وقت تک چین نه لیا ' جب تک اُس مصلح کي جان نه لے لي !

بلا شبه اِس قسم کے سخت نظامات اُن ملکوں کے لیے ضروري هیں ' جو همیشه دشمن کے حملوں کا نشانه بنے رهتے هیں -

قدیم زمانے میں رومانیوں نے معلوم کرلیا تها که اصلاح و انقلاب میں نقطۂ توازن کیا ہے - ایک طرف وہ تجدد و اصلاح کے حامي تهے ' دوسري طرف اپني خصوصیات کي حفاظت بهي کرتے تهے - یه وصف اُن میں اِس وجه سے پیدا هوا تها که فتوحات نے اُن کے تعلقات دوسري قوموں سے قائم کردیے تهے - یه تعلقات نئے نئے حالات پیدا کر دیتے تهے ' اور وہ نظامات کي تبدیلي پر مجبور هوجاتے تهے - رومانیوں کا سنہرا زمانه وهي تها جب وہ اِس مرکز توازن پر قائم تهے - لیکن جب سے اُنهوں نے افراط و تفریط شروع کي ' روز بروز گرنے اور تباہ هونے لگے -

(انگریزوں کي کامیابي کا راز)

موجوده زمانے میں علمی اکتشافات ' جدید صنائع کے ظهور ' اور مواصلات کي سهولت و کثرت نے مختلف تمدنوں میں ایک ایسا تصادم و احتکاک پیدا کر دیا ہے ' که هر لمحه عظیم تغیرات و انقلابات کے موقعے پیدا هوتے رهتے هیں - اس صورت حال کا قدرتي نتیجه یه ہے که مرکز توازن تقریباً مجهول هو گیا ہے ' اور اُس کي تلاش ازحد مشکل هوگئي ہے - یهي سبب ہے که موجوده دنیا میں هر طرف شورشیں اور انقلابات برپا هو رہے هیں - کوئي نظام بهي پائداري حاصل کرنے نہیں پاتا -

لیکن صرف انگریزوں هي کي قوم یورپ کي ایک ایسي قوم ہے جس نے رومانیوں کي طرح مرکز توازن معلوم کر لیا ہے - وہ ایک طرف اصلاح و تجدد کي حامي ہے - دوسري طرف اپنے قومي مقومات بهي برقرار رکهے هوئے ہے - اُن میں جمود و تقلید نہیں ہے - برابر اصلاح و تجدید میں مشغول هیں ' مگر پوري تدریج اور دانشمندي کے ساتهه قدم بڑهاتے هیں - انگلستان کي آزادي نه تو کرامویل کے هاتهوں قائم هوئي ہے ' نه جمهوریت پسندوں کي لائي هوئي ہے - وہ انگریزي تاریخ کي پیداوار ہے (۱) - یه تمام عظمت و قوت جس پر آج انگلستان فخر کر رها ہے ' درحقیقت اِسي توازن فکر و عمل کا نتیجه ہے -

---

(۱) جب خاندان اسٹوارٹ کے پادشاہ چارلس اول کا استبداد بہت بڑه گیا ' تو انگریز امریکا کي طرف هجرت کرنے لگے - حتی که انگلستان کے بعض علاقے بالکل خالي هوگئے - ظالم بادشاہ یه دیکهه کر گهبرایا اور هجرت کي ممانعت کردي - جس دن ممانعت کا اعلان هوا ' دریاے ٹیمس میں مهاجرین کے کئي جهاز روانگي کے لیے طیار تهے - اُنهي میں کرامویل بهي تها - اب باشندوں نے دیکها که ظلم سے نجات حاصل کرنے کي راہ بغاوت کے سوا کوئي نہیں هوسکتي - چنانچه بغاوت شروع هوگئي - کرامویل اِس باغي فوج کا سپه سالار مقرر هوا - بغاوت کامیاب هوئي - جمهوریت کا اعلان کیا گیا - کرامویل جمهوریت کا صدر منتخب هوا - اُس وقت اُس کا لقب " لارڈ پروٹیکٹر " تها - مگر بعد میں خود یه بهي مستبد هوگیا - آخر سنه ۱۶۳۹ع میں قوم نے اُس کي حکومت کا بهي خاتمه کر دیا -

مقالات

نہیں ہوسکتے " حالانکہ وہ پہلے کہہ چکے ہیں کہ خواہ نئی دلیل بیان کی جائے ' خواہ نئی مثال ' ضروری ہے کہ انتقال سے پہلے متعارض کی خامی واضح کردی جائے - پس جس طرح شبہ عام مفسرین کی تفسیر پر وارد ہوتا ہے ' اسی طرح اس تفسیر پر بھی وارد ہوتا ہے جسے امام موصوف " محققین " کی تفسیر قرار دیتے ہیں -

مجھے جب اس طرف سے مایوسی ہوگئی تو خیال ہوا کہ موجودہ زمانے کے محققین نے اس پر ضرور نئی روشنی ڈالی ہوگی - چنانچہ میں نے بمبئی سے استاد امام شیخ محمد عبدہ مصری کی تفسیر منگوا کر دیکھی ' لیکن افسوس ہے کہ اس میں بھی وہی امام رازی والی تفسیر بجنسہ پائی - ان شبہات کا کوئی جواب نہیں ملا - تفسیر نیشا پوری ' تفسیر ابن کثیر ' تفسیر علامۂ ابن سعود ' تفسیر روح المعانی شیخ آلوسیؒ بھی خاکسار کے پیش نظر ہیں ' مگر ان سب میں بھی یا تو وہی تفسیر کبیر والا جواب نقل کردیا ہے ' یا وہ باتیں لکھدی ہیں جنہیں امام رازی نے عام مفسرین کا جواب قرار دیا ہے - یا پھر سرے سے کسی طرح کی کاوش ہی نہیں کی گئی ہے -

جب پچھلوں میں حضرت امام رازی جیسے محقق نے اور حال کے محققین میں شیخ محمد عبدہ مصری جیسے امام و مفسر نے مجھے صاف جواب دیدیا ' تو پھر میرے لیے صرف جناب ہی کی چوکھٹ باقی رہگئی - لاریب صرف جناب ہی کی ایک ذات والا صفات ہے جو موجودہ زمانے میں حقائق قرآن کی وہ تمام مشکلات حل کردے سکتی ہے جن تک دوسروں کی نظر و تحقیق نہیں پہنچ سکی ہے - اب خاکسار ہر طرف سے مایوس ہوکر آپ سے دستگیری کا طالب ہے - اور امید قوی رکھتا ہے کہ مایوس نہ ہوگا -

مجھ سے میرے حیدرآباد کے ایک دوست نے ذکر کیا تھا کہ جمعیت العلماء ہند نے عید کے موقع پر اخبار الجمعیت کا ایک خاص نمبر " خلیل نمبر " کے نام سے نکالا ہے اور اس میں صدر جمعیت مولانا کفایت اللہ صاحب نے اس مقام کی تفسیر شرح و بسط سے تحریر فرمائی ہے - میں نے بڑے ہی شوق سے خلیل نمبر منگوایا اور دیکھا - واقعی اس میں مولانا صاحب موصوف کا مضمون " مناظرۂ خلیل و نمرود " کے عنوان سے تین بڑے صفحوں میں نکلا ہے ' لیکن مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں تمام تر وہی تفسیر کبیر کی پوری بحث اردو میں نقل کردی گئی ہے - اس سے زیادہ ایک حرف نہیں ہے -

الہلال :

آپ نے استفسار میں اس قدر تشریح و تفصیل کی ہے کہ اسی نے آج کی اشاعت کا بڑا حصہ روک لیا - اب جواب کے لیے آیندہ اشاعت کا انتظار کیجیے -

---

علم الاجتماع

بقلم نواب

(۳)

(ناموس اجتماع اور محافظت و تجدید)

افراد کے وجدان سے علحدہ ' جماعتی وجدان کے متعلق ہم نے جتنے اقوال نقل کیے ہیں ' دلائل نے ابتک اُن کی تصدیق نہیں کی ہے - نیز ابتک یہ بھی ثابت نہیں ہوا ہے کہ جماعت کی صفت عضویۃ ' افراد کی عضویت سے الگ وجود رکھتی ہے - یہ اقوال نظریوں اور آراء کا حکم بھی نہیں رکھتے - زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تشبیہات و استعارات ہیں -

لیکن ساتھہ ہی یہ یقینی ہے کہ تمام طبیعی کائنات کی طرح عالم اجتماع کے بھی خاص نوامیس و قوانین ہیں ' اور وہ غیر متبدل اور اٹل ہیں -

اجتماع کا ایک قانون یہ ہے کہ جن اجزاء سے سلطنت اور امت مرکب ہوتی ہے ' وہ تمام اجزاء باہم دگر اس درجہ وابستہ و مربوط ہوتے ہیں کہ ایک جزء کے متاثر ہوتے ہی باقی تمام اجزاء بھی فوراً متاثر ہو جاتے ہیں -

اِس اجتماعی قانون کی بنا پر مقننین اور مصلحین کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ماہر طبیبوں کی طرح اصلاح و تشریع میں بہت زیادہ ہوشیار و محتاط ہوں - ایسا نہ ہو کہ ایک عضو کی بیماری کے علاج میں باقی اعضاء سے غافل ہو جائیں ' اور پہلی بیماری سے بھی بدتر بیماریوں کی پیدایش کا سبب بن جائیں -

علم اجتماع کے دو رخ ہیں : ایک طرف وہ جدید اصلاحات اور جدید اصول و مبادی کا حامی ہوتا ہے تا کہ مستقبل ' ماضی و حال سے بہتر ہو جاے - دوسری طرف وہ ماضی و قدیم کی بھی حفاظت چاہتا ہے - وہ قوموں کو بتاتا ہے کہ اپنا ماضی ' اپنے مقومات ' اور اپنی خصوصیات بالکل فنا نہ ہوجانے دیں ' اُنہیں بچالیں ' اور باقی رکھیں - ورنہ اُن کی قومیت درہم برہم ہو جائیگی ' اور اصلاح ' فساد کا ذریعہ بن جائیگا -

تاریخ بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے - مشاہدہ کی بھی یہی هدایت ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ قوموں کی ترقی کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ تبدیل و تغیر قبول کریں - یعنی وہ نئے اوصاف اختیار کریں ' مگر تدریج اور نظر و حزم کے ساتھہ -

قوموں کی حالت پر غور و فکر کرنے کے بعد ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ترقی کے اصلی ستون دو ہیں :

(۱) تغیر و تبدل کی قابلیت کا موجود ہونا -

(۲) تدریج و تطور کے ساتھہ تغیر قبول کرنا -

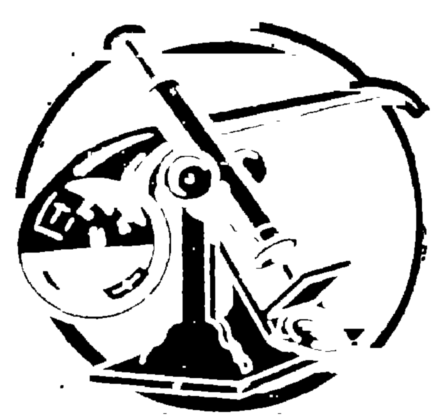

مذاکرہ علمیہ

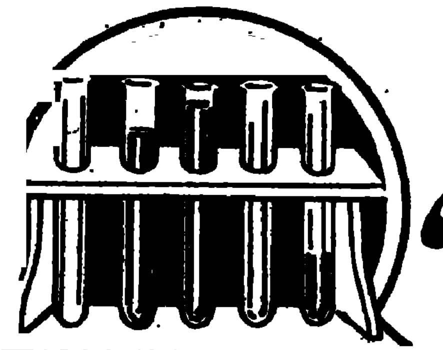

جب حکومت کی شکل حالات، ماحول، اور قومی آرزوں کے خلاف ہوتی ہے، اور اُس کی تبدیلی کے لیے قوم کے سامنے کوئی قانونی راہ باز نہیں ہوتی، تو یہ وقت انقلاب و بغاوت کے ظہور کا وقت ہوتا ہے - لہذا ضروری ہے کہ ضرورت کے وقت فوراً اصلاح شروع کردی جائے، ورنہ قوم کو یہ حق حاصل ہو جائیگا کہ فوری تبدیلی کے لیے اپنا قدرتی حق استعمال کرے اور بغاوت پیدا ہو جائے -

اسپین میں باشندگان ہالینڈ کی بغاوت (سنہ ۱۵۶۶ ھ) خاندان اسٹورٹ پر انگریزوں کا خروج، نپولین بونا پارٹ پر جرمنی کی بغاوت، آسٹریا پر اٹالین قوموں کی بغاوت - یہ تمام بغاوتیں تاریخ کی نظر میں، صحیح، جائز، اور قانونی بغاوتیں تھیں -

(انقلاب کی طبیعت اور حکومت کے فرائض) کی سرخی

بغاوت عموماً آتش فشاں پہاڑ کے انفجار یا آندھی کے طوفان کے مشابہ ہوتی ہے - شروع شروع میں اُس کا خیال چند افراد کے اندر پیدا ہوتا ہے - پھر آہستہ آہستہ تمام قوم میں پھیل جاتا ہے - بغاوت کا خیال تبدیلی کے احساس سے پیدا ہوتا ہے - جب تبدیلی ظاہر نہیں ہوتی تو حکومت کی طرف سے عام بددلی پیدا ہو جاتی ہے - یہ بددلی مخفی غصہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے - جب حالت اِس درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو قوم ہر لمحہ مشتعل ہو جانے کے لیے طیار ہو جاتی ہے - اُس وقت معمولی سے معمولی بات بھی عام بغاوت کا سبب بن جاسکتی ہے -

لہذا حکام کا فرض ہے کہ ایسی حالت پیدا ہونے سے پہلے ہی اصلاح نافذ کردیں - لیکن اگر بر وقت نہ کر سکیں، تو پھر اُن کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اِس بغاوت و انقلاب میں شامل ہو جائیں، یعنی اُسے اپنے ہاتھ میں لے لیں، تاکہ اُس کی مضرتیں کم سے کم ہو جائیں -

اعتذار

افسوس ہے کہ شہر کی عام تعطیل کی وجہ سے اس ہفتہ بھی مطلوبہ تصاویر طیار نہ ہو سکیں اور ہمیں تصویر کے بغیر پرچہ شائع کرنا پڑا - تصاویر کے نہ مل سکنے کی اطلاع ملنے پر وہ تمام مضامین بھی ترک کردینے پڑے جن کا تعلق تصاویر سے تھا - اس صورت حال کا صحیح علاج یہی ہے کہ جلد از جلد تصاویر کی طیاری کا مستقل انتظام کرلیا جائے - آیندہ پرچوں میں ہم اس کمی کی پوری تلافی کردینگے -

منیجر

عالم سماوی

کیا ستارے زندگی سے محروم ہیں؟

ہم تاروں بھری رات میں نظر اُٹھاتے ہیں تو آسمان پر بے شمار ستارے نظر آتے ہیں - یہ ستارے درحقیقت ویسے ہی کرے ہیں، جیسا ایک کرہ خود ہماری زمین ہے - اِن ستاروں میں بہت سے ستارے ہماری زمین سے بھی بہت زیادہ بڑے اور بہت زیادہ عمر کے ہیں - بعض ہماری زمین سے چھوٹے اور اُس سے کم عمر رکھتے ہیں - یہ تمام ستارے بھی ویسے ہی ایک نظام سے وابستہ ہیں، جیسا ہمارا نظام شمسی ہے - اِن میں بھی آفتاب ہیں اور اپنے گرد بہت سے کواکب اور سیارے رکھتے ہیں -

مدت سے علماء فلک میں سخت اختلاف ہے کہ یہ ستارے بھی ہماری زمین کی طرح زندہ موجودات سے آباد ہیں یا نہیں؟ ایک گروہ پہلی رائے کا قائل ہے - دوسرا دوسری رائے کا :

پہلے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ زندگی کے لیے جن شرطوں کی ضرورت ہے، وہ زمین کے علاوہ اِن ستاروں میں موجود نہیں ہیں - لیکن اُس کا یہ دعوی کئی وجوہ سے نا قابل تسلیم ہے - پہلی بات تو یہ ہے کہ اِن شرطوں کی عدم موجودگی کا ثبوت کیا ہے؟ کون دعوی کر سکتا ہے کہ ہوا، پانی، نور، حرارت، وغیرہ لوازم زندگی سے یہ ستارے بالکل خالی ہیں؟ بلا شبہ اب تک اِن کے وجود کی بھی کوئی دلیل ہمارے علم میں نہیں آئی - لیکن بہت ممکن ہے کہ یہ چیزیں وہاں موجود ہوں اور ہماری تحقیقات میں ابھی نہ آئی ہوں - حال ہی میں انسانی علم نے معلوم کر لیا ہے کہ بعض ستاروں میں آکسیجن موجود ہے، جو زندگی قائم رکھنے والی ہوا کا اصلی جزو ہے -

پھر یہ دعوی بھی بالکل بے دلیل ہے کہ زندگی کی جو شرطیں ہمیں معلوم ہیں، اُن کے بغیر زندگی کا وجود ممکن نہیں - بلا شبہ ہماری زمین پر زندگی اِن شرطوں کے بغیر نا ممکن ہے - لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ دوسرے ستاروں کی طبیعت بھی بالکل ویسی ہی ہو جیسی ہماری زمین کی ہے؟ یہ بھی ضروری نہیں کہ زندگی کا ظہور اُن ستاروں میں بھی ویسا ہی ہو، جیسا اِس زمین میں ہے - بہت ممکن ہے اُن ستاروں میں زندگی کی شکلیں بالکل مختلف ہوں - اجسام کی ساخت جدا ہو، اعضاء و عضلات دوسری وضع کے ہوں - زندگی کے لوازم مختلف ہوں - ستاروں کی کائنات پر ایک ہی اعتبار سے قیاس کرنا اور اُن پر یکساں حکم لگانا، صحیح نہیں ہو سکتا -

اِس تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر قوم کے اخلاق و عادات ایسے ہونے چاہئیں کہ آساني سے بدل نہ سکیں - لیکن ساتھ ہی اُن میں اِتني لچک بھي لازمي ہے کہ بتدریج تبدیلي قبول کر سکیں - تاریخ کا قبرستان ایسي قوموں کي نعشوں سے لبریز ہے جو یہ راز معلوم نہ کر سکنے کي وجہ سے ہلاک ہو گئیں ÷

(ترقي انقلاب سے بہتر ہے)

اجتماع کا یہ ناموس بھي ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ تدریجي ترقي کي راہ ، اچانک انقلاب سے بہتر اور محفوظ ہوتي ہے - لیکن کبھي کبھي ایسے حالات بھي پیدا ہو جاتے ہیں کہ انقلاب ضروري ہو جاتا ہے - اس کي مثال یہ ہے کہ بعض جسماني امراض کا بہترین علاج یہي ہوتا ہے کہ فوراً سخت بخار چڑھ آئے - بخار کي شدت ، وہ امراض دور کر دیتي ہے - قومیں بھي کبھي کبھي ایسے ہي امراض میں مبتلا ہو جاتي ہیں ، اور اُن کا علاج یہي ہوتا ہے کہ فوراً انقلاب برپا کر دیا جائے - کیونکہ ایسي حالت میں اگر تدریجي اصلاح کا انتظار کیا جائے گا ، تو مرض امتداد زمانہ سے تمام قومي جسم پر حاوي ہو جائیگا ، اور پھر اُس کا علاج مشکل ہو جائیگا - چنانچہ جہاں تک کسي ایسي قوم کي ترقي کا تعلق ہے ، جو کسي دوسري غاصب قوم کے ماتحت آ گئي ہو ، انقلاب کے بغیر چارہ نہیں - کیونکہ اس صورت میں کسي قدرتي حالت کي اصلاح و ترقي کا سوال در پیش نہیں ہوتا ، بلکہ ایک غیر قدرتي اور ناجائز قبضہ و غصب کا خاتمہ مطلوب ہوتا ہے -

بہر حال ماہرین سیاست کا فرض ہے کہ زمانے کي روح ، اُس کے پھیلنے سے پہلے ہي معلوم کر لیں ، اور حکومت کي شکل میں ایسي تبدیلیاں کرتے رہیں جن پر عام رائے مطمئن ہو سکے - ورنہ نتیجہ نہایت ہي مہلک ہوگا -

(نوجوان اور بوڑھے)

اِس سلسلہ میں یہ حقیقت بھي قابل ذکر ہے کہ سن رسیدہ افراد نوجوانوں کے مقابلے میں اصلاح و تجدد کے کم حامي ہوتے ہیں - اِس میں اُن کا کوئي قصور نہیں ہے کہ قابل ملامت ہوں - علم وظائف اعضاء سے ثابت ہو چکا ہے کہ بڑھے اجسام میں اعصاب کمزور پڑ جاتے ہیں ، اسلیے عادات کي مقاومت کي قوت باقي نہیں رہتي - برخلاف اس کے نوجوانوں کے اعصاب مضبوط ہوتے ہیں اور اسلیے عادات کي مخالفت آساني سے کر سکتے ہیں -

(خیالات کا عروج و ہبوط)

زمانے کي روح ہمیشہ موجود رہتي ہے - ہر زمانے میں بدلتي رہتي ہے - تاریخ کے بڑے بڑے دور اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ زمانے کي مختلف روحوں کے مظہر ہیں - جدید خیالات و افکار کي مثال بالکل ستاروں کي سي ہے - وہ کبھي افق پر بلند ہوتے ہیں ، کبھي بالکل چھپ جاتے ہیں - اسي طرح کبھي ایک قسم کے خیالات کو عروج ہوتا ہے ، کبھي دوسرے قسم کے خیالات کو - آج جو خیالات مقبول عام و خاص ہیں ، بہت ممکن ہے کہ کل مکروہ و متروک ہو جائیں - صلیبي جنگوں کے زمانے میں جن افکار نے تمام یورپ میں ہلچل ڈال دي تھي ، آج دنیا اُن سے نفرت کرتي اور اُن پر حقارت سے مسکراتي ہے :

زمانہ بہت سي قوتوں کو پراگندہ کر کے فنا کر ڈالتا ہے ، اور بہت سي نئي قوتیں پیدا کر دیتا ہے جو کسي کے نظم و نسق میں بھي نہیں ہوتیں - دنیا کي بہت سي پراني آرزوئیں آج مٹ چکي ہیں اور اُن کي جگہ بالکل نئي امنگوں نے لے لي ہے -

(زمانہ کي روح)

زمانے کي روح کبھي ایک نقطہ و مرکز پر قائم نہیں رہتي - وہ بحر زخار کي موجوں کي طرح ہر طرف پھیلتي اور ظاہر ہوتي رہتي ہے - وہ ہوا کي طرح ہر مقام پر پہنچتي اور دلوں اور دماغوں کو جنبش میں لاتي رہتي ہے -

زمانے کي روح ہي بر حقیقت قوموں میں زندگي اور حرکت پیدا کرتي ہے - زمانے کي روح ایک پر اسرار اَن دیکھي مخلوق ہے - کوئي اُسے دیکھ نہیں سکتا ، مگر وہ سب میں داخل ہوتي اور اپنا عمل انجام دیتي رہتي ہے !

زمانے کي روح خاص طور پر بڑي بڑي انساني جماعتوں میں جنبش پیدا کر دیتي ہے - بڑے بڑے شہروں میں قوت سے ظاہر ہوتي ہے - قصبوں اور دیہاتوں میں اُس کا اثر کمزور ہوا کرتا ہے -

حکام و ارباب سیاست کا فرض ہے کہ سب سے پہلے زمانے کي روح اور اُس کے مقتضیات معلوم کریں - اِس کے مطابق اپنے اندر تبدیلي کریں - ایسے نظام جاري کریں جو اِس روح کے مطابق ہوں - ورنہ نتیجہ ، ناکامي و ہلاکت کے سوا کچھ نہ ہوگا -

حکام وقت کا فرض ہے کہ اپنے زمانے کي روح سے غفلت نہ برتیں - یہ روح کوئي خیالي بات نہیں ہے ، بلکہ حقیقي وجود رکھتي ہے - قوموں کے حکام اور رہنماؤں کي ذمہ داري بہت ہي عظیم ہوتي ہے - اُن کا کام بالکل جہاز کے ناخدا کا سا ہے ، جو ایک لمحہ کے لیے بھي ہوا اور موسم کي طرف سے غافل نہیں ہو سکتا - اُس کي نظریں ، جہاز کے چپہ چپہ پر ہوتي ہیں - کیونکہ ایک ننھا سا سوراخ بھي پورے جہاز کي غرقابي کا باعث ہو جا سکتا ہے -

اِس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانے اور حالات کي تبدیلي کے ساتھ ساتھ اجتماعي و سیاسي نظامات میں بھي تبدیلي لازمي ہے - ایسا کرنے سے ترقي و سعادت کي راہیں کھلتي ہیں - اور اِس کي مخالفت سے تباہي و بربادي نازل ہوتي ہے -

(مسلح انقلاب)

بغاوت یا مسلح انقلاب اُسي وقت جائز ہوتا ہے ، جب عام رائے اور قوم کي امیدوں کے موافق ہو - ایسے انقلاب میں پوري قوم کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں - انقلاب — کسي قسم کا بھي ہو — بنیادي تبدیلي کا ثبوت ہوتا ہے -

اصلاح کے عمل میں حقوق کا دائرہ طبیعي طور پر وسیع ہوتا ہے - برخلاف اس کے انقلاب میں تبدیلي اچانک واقع ہوتي ہے - انقلاب درحقیقت ، اجتماعي انتقام ہے - ایک غیر طبیعي حرکت ہے - خونریزي اور مصائب و آلام اُس سے پیدا ہوتے ہیں -

انقلاب ، ایک مصیبت ہے - ملک پر یہ مصیبت اُسي وقت نازل ہوتي ہے جب ضرورت کے مطابق ، اصلاح موجود نہیں ہوتي - فساد اجتماعي جسم میں پھیل جاتا ہے ، اور قومي مزاج بالکل بگاڑ ڈالتا ہے - اصلاح کي تاخیر کا ایک سبب یہ بھي ہوتا ہے کہ اُس کي راہ میں کوئي رکاوٹ پڑ جاتي ہے - وہ اپني طبیعي حد کو پہنچنے نہیں پاتي - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دبي ہوئي اجتماعي روح اچانک اُبل پڑتي ہے ، اور تمام موانع کو قوت کے ساتھ اُٹھا پھینکتي ہے - پس انقلاب ، کوئي اجتماعي قانون نہیں ہے - ہاں اُسے اجتماعي حادثہ کہہ سکتے ہیں -

تاریخ و عبر

مسیحیت اور بت پرستی

آٹھویں اور نویں صدی میں مسیحیت کو خیالات کی ایک بڑی خانہ جنگی کا سامنا کرنا پڑا تھا - اِس خانہ جنگی کی وجہ ' بت پرستی تھی - بیزنطینی شہنشاہیت میں یہ نزاع آخری حد تک پہنچ گئی تھی -

ابتدائی عہد کے عیسائی بتوں ' تصویروں ' اور نقش و نگار کی تعظیم و عبادت سے نفرت رکھتے تھے - کیونکہ یہ بت پرستی تھی - وہ یہودیت سے نکلے تھے ' اور یہودیت خدا کا تجسم نا جائز قرار دیتی ہے - انھیں یورپ میں یونانیوں سے مقابلہ کرنا پڑا تھا ' یونانی بت پرستی کے سب سے بڑے شائق تھے - اس لیے قدرتی طور پر وہ اپنے حریفوں سے اپنے آپ کو علحدہ رکھنا چاہتے تھے -

اُس زمانے میں مسیحی دعاۃ اِن بت پرستوں پر ہنستے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ لوگ خود اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو سجدہ کرتے ہیں - لیکن بت پرستی سے یہ بیزاری تثلیث اور تجسم کو روک نہ سکی - بلکہ اس نے بحث و جدال ہی نے درحقیقت بت پرستی اور تصویر پرستی مسیحی کنیسا میں پیدا کردی !

(بت پرستی کی ابتدا)

یہ چیز مسیحیت میں سب سے پہلے جن نو مذہب عیسائیوں کے ذریعہ آئی تھی ' وہ بھی حضرت مسیح کے بت یا تصویر کی پرستش نہیں کرتے تھے - لیکن چونکہ بت پرستی سے نئے نئے مسیحیت میں آئے تھے ' اس لیے اُنھوں نے حضرت مسیح کی تصویروں کی تعظیم و تکریم شروع کردی - ٹھیک اُسی طرح ' جس طرح ارسطو اور فیساغورس وغیرہ کی تصویروں کی یونانی عزت کیا کرتے تھے - اِن کے نئے نئے ایمان کے خیال سے مسیحی علماء نے تساہل برتا ' اور یہ خیال کرکے کہ یہ لوگ اِن چیزوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ صرف تعظیم کرتے ہیں ' ان پر کوئی تشدد نہیں کیا - اس طرح یہ تعظیم بغیر کسی روک کے جاری ہوگئی -

بتدریج اِس تعظیم نے عبادت کی صورت اختیار کرلی - یہانتک کہ تیسری صدی میں قسطنطین نے مسیحی کلیسے میں با ضابطہ طور پر یہ نئی مسیحی عبادت داخل کردی - مسیحی علماء نے اُس وقت بھی کوئی مخالفت نہیں کی - اُنھوں نے خیال کیا ' بت پرستی کی اب جڑیں تک اُکھڑ چکی ہیں ' اُس کے از سر نو احیا کا کوئی اندیشہ نہیں ہے -

چنانچہ نئی پرستش کا آغاز ہوگیا - سب سے پہلے صلیب اور مقدس آثار کی تعظیم سے شروع ہوئی - پھر شہیدوں اور ولیوں کی قبور کی تعظیم و تکریم شروع ہوگئی - پھر اُن سے منتیں مرادیں مانگی جانے لگیں - بالآخر ان کی مورتیں ظاہر ہوئیں - لوگوں نے خیال کیا ' اگر صلیب اور مقدس آثار و قبور میں بزرگی ہے ' تو کوئی وجہ نہیں کہ مورتوں میں اور بھی زیادہ بزرگی اور برکت نہ ہو ؟ بادشاہوں اور بڑے آدمیوں کے بت بنائے جاتے ہیں ' کیوں نہ خدا کے برگزیدہ بندوں کے بھی بت بنائے جائیں ' اور ان سے برکت و سعادت حاصل کی جاے ' حالانکہ وہ بادشاہوں سے کہیں زیادہ اجلال و تکریم کے مستحق ہیں ؟

اِس طرح بتدریج بت پرستی مسیحی کنیسے میں داخل ہوگئی - شروع شروع میں کنیسا کی دیواروں پر تصویریں اور مورتیں اس غرض سے آویزاں کی گئی تھیں کہ " ان کے معائنہ سے عبرت و موعظت حاصل ہوگی " لیکن آگے چلکر ان کی حیثیت ایک نا گزیر دینی شعار اور ربانی عبادت کی ہوگئی - مخلص عیسائی بتوں اور تصویروں کے لیے اُسی طرح نماز پڑھنے لگے ' جس طرح وہ خدا کے لیے نماز پڑھتے تھے !

اِس بدعت کے ساتھ اور بھی کئی مشرکانہ رسمیں مسیحی کنیسا میں داخل ہوگئیں - چنانچہ چراغاں ' بخور ' رکوع و سجود ' وغیرہ رسمیں ' سب بت پرستوں ہی سے لی گئی ہیں -

سچے عیسائیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو اعتراض کیا - مگر اُن کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی - اِن مقدس تصویروں اور مورتوں کے ہزاروں معجزے مشہور ہو چکے تھے - لوگ اُن سے دست بردار ہونے کے لیے طیار نہ تھے -

شروع شروع میں روح القدس کی تصویریں بہت مبہم اور مضطرب بنائی جاتی تھیں - لیکن حضرت مسیح اور مریم (علیہما السلام) اور فرشتوں کی تصویریں بالکل صاف اور خالص انسانی قالب میں ہوا کرتی تھیں -

(چھٹی صدی مسیحی)

ابھی چھٹی صدی ختم نہیں ہوئی تھی ' کہ یہ مشرکانہ عبادت کنیسا کی ایک شرعی عبادت بن چکی تھی - تمام کنیسے تصویروں اور بتوں سے آراستہ تھے ' حتی کہ خود ویٹیکان (محل اعظم پوپ) بھی اُن سے لبریز ہو چکا تھا - اب یہ حالت تھی کہ مسیحی مؤمنین ' تصویروں اور بتوں کے حد سے زیادہ دلدادہ تھے - انھیں عبادت و برکت کے لیے ضروری سمجھنے لگے تھے - وہ تقوی و بزرگی کے نشان خیال کیے جاتے تھے -

آٹھویں صدی کے اوائل میں تصویر پرستی اور بت پرستی ' مسیحی عبادت خانوں میں پورے عروج تک پہنچ چکی تھی - اِسی زمانے میں بعض یونانی علماء ظاہر ہوئے ' اور اِسے کنیسا کی بت پرستی قرار دیا - اِن لوگوں نے کہا " مشرک قومیں بھی اپنے بتوں کو خدا نہیں کہتی تھیں ' بلکہ بعینہ وہی معانی اُن کے پیش نظر تھے ' جو اِن تصویروں اور مورتوں کے بارے میں تمہارے پیش نظر ہیں - لیکن اِس پر بھی خدا کی شریعت نے اُنھیں مشرک قرار دیا - تم میں اور اُن میں کوئی فرق نہیں : صرف الفاظ اور اسماء کا اختلاف ہے " -

(اسلام کا ظہور)

صدیوں کی غفلت کے بعد مسیحی علماء میں یہ بیداری صرف اِس وجہ سے پیدا ہوئی تھی کہ دین اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر اب مصر ' شام ' فلسطین پر چھا گیا تھا اور خود بیزنطینی کنیسے کے مرکز پر اُسکی تیز نظریں پڑ رہی تھیں - اسلام کی تعلیمات اِس بارے میں معلوم و مشہور ہیں - ابتدائی تصادم کے زمانے ہی میں مسیحیوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ مسلمان اُنھیں بت پرست اور مشرک کہتے ہیں - اُنھوں نے اسلامی مسجدیں بھی دیکھی تھیں جو ہر قسم کی تصویروں اور مورتوں سے خالی تھیں -

مسیحیوں کی ایک جماعت اسلامی اثرات سے متاثر ہوگئی اور توراۃ کی تعلیم کی طرف از سر نو دعوت دینے لگی جو تصویر پرستی اور بت پرستی کی تمام شکلوں کو حرام قرار دیتی ہے -

دوسرے گروه كا بيان بڑي حد تك مقبول هے - وه كهتا هے هماري زمين كيا هے ؟ اِس لا متناهي فضا ميں بهنے والے لكهو كها كروں ميں سے ايك چهوٹا سا كره هے - زمين كو ظاهري اعتبار سے دوسرے كروں پر كوئي امتياز حاصل نهيں - نه تو اُس كا حجم هي سب سے بڑا هے ' نه عمر هي سب سے زياده هے - پهر كيا وجه هے كه اُس ميں زندگي موجود هو ' اور باقي تمام كرے ' جو اُس سے كهيں زياده بڑے اور قديم هيں ' زندگي سے بالكل خالي سمجهے جائيں ؟

هم مشاهده كرتے هيں كه يه تمام ستارے بهي ويسے هي ايك دقيق نظام سے وابسته هيں ' جيسا نظام هماري زمين كو اپنے دامن ميں ليے هوئے هے - وه بهي نهايت انتظام كے ساتهه اپنے افلاك ميں گردش كرتے هيں - اُن كي رفتار ميں بهي ادنى سے ادنى خلل يا بد نظمي كبهي پيدا نهيں هوتي - پهر كيسے تصور كيا جا سكتا هے كه يه ستارے جن پر قدرت اپني اِس قدر توجه صرف كر رهي هے ' بغير كسي زندگي كے موجود هوں ' اور اِس كے سوا كوئي غرض و غايت نه ركهتے هوں كه هماري دلچسپي اور نظر فريبي كا سامان مهيا كريں ؟ اِس ميں قدرت كي كيا حكمت هو سكتي هے كه يه ننها سا ذره ' يعني زمين ' تو آباد هو ' اور باقي تمام عظيم الشان عوالم چٹيل ميدان سے بهي بدتر هوں ؟ حالانكه وه بهي زمين هي كي طرح ايك پورے حكيمانه نظام كے ماتحت قائم هيں -

بے شمار علمي قرائن اِس نظريے كي تائيد كر رهے هيں كه همارے تمام نظام شمسي كے كواكب كي اصليت ايك هي هے - اور وه سديم هے - اِن سب كي تكوين ' سديم هي كے ماده سے هوئي هے - وه بتدريج سديمي كره سے جدا هو كر مستقل وجود بنے هيں - اِسي طرح تمام كيمياوي و فلكي دلائل كا رجحان بهي اِسي نظريے كي طرف هے كه نه صرف خاندان شمسي بلكه جمله عوالم فلكي ' اِسي سديم سے بنے هيں - زمين اور جمله ستاروں كا خمير ايك هي هے - سب ايك هي مادے كي مختلف شكليں هيں - سب كا ماده كيمياوي ذروں سے مركب هے - ان ميں هر ذره اپنے اندر دو كهربائي لهريں ايجابي اور سلبي ركهتا هے -

پس جب جمله كائنات اور هماري زمين ' ايك هي اصل ركهتي هيں ' تو كوئي وجه نهيں كه صرف ايك همارے كرے هي ميں زندگي هو اور باقي تمام كرے ' مرده اور بے جان فرض كر ليے جائيں - اگر يه تسليم بهي كر ليا جائے كه زمين كے سوا كسي دوسرے ستارے ميں زندگي نهيں هے ' تو يه سوال قابل غور هے كه بقول علماء فلك كے سورج اپني حرارت برابر كهو رها هے ' اور كروڑوں برس كے بعد ايك وقت آجائيگا جب وه بالكل بے نور اور بے حرارت هو كر ره جائيگا - اُس وقت زمين يقيناً زندگي سے محروم هو جائيگي - ايسي حالت ميں يه كروڑوں ستارے كيا هونگے ؟ كيا يه بهي همارے نظام شمسي كے ساتهه تباه هو جائينگے ؟ حالانكه معلوم هے كه گنتي كے چند كواكب كے سوا باقي تمام ستارے همارے نظام شمسي سے باهر هيں اور همارے آفتاب كي موت و حيات كا اُن پر كوئي اثر نهيں پڑ سكتا - اگر يه تباه نهيں هونگے ' تو اِن كے وجود سے فائده كيا هے جب كه وه بالكل اُجاڑ ' سنسان ' اور بے جان هيں ؟

تمام عقلي و نقلي علوم اور ديني روايات بهي ثابت كر رهي هيں كه جمله كائنات ' ايك هي اصل سے ظاهر هوئي هيں اور ايك هي قسم كے طبيعي ناموس كے ماتحت برقرار هيں - اگر يه صحيح هے تو زمين كو كوئي خاص امتياز حاصل نهيں هے كه صرف اُسي پر زندگي هو اور باقي تمام عوالم بے نور اور زندگي سے محروم هوں - زمين پر زندگي كے جو لوازم هيں ' ضروري نهيں كه دوسرے ستاروں ميں بهي لوازم هوں - ناموس انتخاب طبيعي بتاتا هے كه زنده كائنات اپنے ماحول اور زمان و مكان كے اختلاف سے مختلف صورتيں اختيار كر ليتي هيں - اُن كي شكل بهي بدل جاتي هے - مزاج بهي مختلف هو جاتا هے - پهلے يقين كيا جاتا تها كه سنٹي گريڈ كے سو درجه حرارت ميں كوئي ذي روح زنده نهيں ره سكتا - ليكن اب معلوم هوا هے كه بعض جراثيم كهولتے هوئے پاني ميں بهي زنده رهجاتے هيں - اِسي طرح بعض جراثيم برف ميں بهي مدتوں نهيں مرتے - اگر يه صحيح هے تو يه باور كرنے كي كوئي وجه نهيں كه دوسرے ستاروں كے جاندار بهي اُس ماحول ميں زنده نهيں ره سكتے ' جو ماحول هماري زندگي كے منافي هے -

ممكن هے ستاروں ميں زندگي كا قوام هماري زمين كي زندگي كے قوام سے مختلف هو - مثلاً آكسيجن همارے ليے ضروري هے ' مگر دوسرے ستاروں كي مخلوقات كے ليے ضروري نه هو - ظاهر هے كه ستاروں كے جاندار هم سے مختلف هونگے ' كيونكه اُن كا ماحول هم سے بالكل مختلف هے - همارے اُن كے درميان مابه الاشتراك صرف روح هي هو سكتي هے - اور معلوم هے كه روح نه تو كوئي شكل ركهتي هے ' نه مادے كے تابع هے - خود اپني اِسي زمين پر هم ديكهتے هيں كه لاكهوں مخلوقات اپني جسماني تركيب اور ضروريات زندگي ميں ايك دوسرے سے پورا اختلاف ركهتي هيں - تاهم سب زنده هيں ' اور سب ميں ايك هي روح كار فرما هے - جب خود زمين پر مخلوقات كا اختلاف اِس درجه زياده هے ' تو ظاهر هے ' دوسرے ستاروں كي مخلوق هم سے كيوں مختلف نه هو ؟

چونكه هماري زمين ' سب سے زياده قديم نهيں هے ' اس ليے ممكن هے ' دوسرے ستاروں ميں زندگي زياده قديم اور بهت ترقي يافته هو - بهت ممكن هے كه بعض ستاروں كي مخلوق اِس درجه ترقي كر گئي هو كه هم سے بهت زياده علم و حكمت ركهتي هو - هم سے بهت زياده اسرار وجود سے واقف هو - هم سے كهيں زياده اُس كي ايجاديں محير العقول هوں - ممكن هے اُس كے پاس ايسے ذرايع موجود هوں كه قريب كے دوسروں ستاروں تك بهي پهنچ سكتے هوں اور روح و ماده كے راز معلوم كر چكي هوں - ممكن هے اُن كے جسم همارے هي جيسے هوں - ممكن هے هم سے بالكل مختلف هوں - بهت ممكن هے وه هم سے زياده حواس ركهتے هوں -

يه هے خلاصه دوسرے گروه كے خيالات كا - اور پهلے گروه كے خيالات سے زياده معقول معلوم هوتا هے -

اطلاع

اكثر حضرات الهلال كے ابتدائي نمبروں كا شوق ظاهر كرتے هيں ' اور خريدار هوتے هوے لكهتے هيں كه تمام پچهلے پرچے بهيج ديے جائيں - ليكن افسوس هے كه ابتدائي نمبر اب دفتر ميں موجود نهيں هيں اور اس ليے دفتر تعميل سے مجبور هے -

منيجر

ترکی حکومت

اور اس کے اجتماعي و سياسي تغيرات

شروع سے ابتک

(۱)

دور اول

سنه ۶۹۹ ھ (۱۳۰۰ع) سے سنه ۱۲۲۳ ھ (۱۸۰۸ع) تک

آل عثمان کی سلطنت اُس زمانه میں ظاهر هوئي ، جب صليبي جنگوں کي خونريزي سے مشرق قريب کي سرزمين سرخ هو رهي تهي اور مسيحي تعصبات سے وقت کا مطلع غبار آلود تها - اس وقت کي آب و هوا کا يه قدرتي اثر تها که سلطان عثمان اور ان کي اولو العزم اولاد ميں ديني جهاد کا جذبه پيدا هوا ، اور وه مسيحي ممالک کي فتوحات پر کمر بسته هوگئے - يه يورپ کے صليبي حمله کا قدرتي رد فعل تها -

اُس وقت ايشياے کوچک کے اطراف و جوانب بروسه ، ازميد ، ازنيق ، طرابزون ميں بيزنطيني سلطنت (قسطنطنيه) کے باج گزار امراء حکمران تهے - آل عثمان نے اپنے جهاد اور ملک گيري کا آغاز انهي سے کيا ، اور يکے بعد ديگرے مطيع يا مغلوب کرتے گئے - ان سے فارغ هوکر در دانيال کے آگے بڑهے ، اور بلغاريا ، سرويا ، اور بيزنطيني سلطنت کو زير و زبر کرنے کے بعد مسيحيت کي راجدهاني " روم " کو گهورنے لگے - يه صليبي لڑائيوں کے جوابي حمله هي کا جذبه تها ، جس نے سلاطين آل عثمان کو يک قلم يورپ کي طرف متوجه کر ديا تها ، اور ايشيا سے بڑي حد تک غافل رهے تهے - صرف سلطان سليم ياوز (خونريز) نے ايشيا کي طرف توجه کي ، مگر اس کي ايشيائي فتوحات ميں ايک اور هي جذبه کار فرما تها - وه عرش خلافت پر جلوه گر هونے کا متمني تها ، جس ميں اُسے پوري طرح کاميابي هوگئي -

يورپ صليبي جنگوں سے بالکل خسته هوچکا تها - مسلسل شکستوں نے اُس کي شجاعت و همت پر کاري ضربيں لگائي تهيں - فرقه وارانه حسد و منافست نے اُس کے تمام قوى معطل کر ديے تهے - ان حالات کا لازمي نتيجه تها که دول يورپ نے ترکي سيلاب کے مقابله کا کوئي خيال نهيں کيا ، اور قسطنطنيه اور مشرقي يورپ کي مسيحي رياستوں اور قوموں کو مغلوب هوجانے ديا - ليکن جب ترکوں نے بلقان سے بهي قدم آگے بڑهايا ، اور هنگري پر ترکتازياں شروع کرديں ، تو يورپ کي آنکهيں کهليں - مذهب کے نام پر متعدد محاذ قائم کيے گئے ، اور ترکوں کے روکنے کي کوشش شروع هوئي - مگر کاميابي حاصل نه کرسکے -

يهانتک که سلطان سليمان قانوني کي وفات کے بعد خود ترکوں ميں کمزوري پيدا هوگئي - سلطان مراد ثالث کے عهد ميں يه کمزوري ظاهر هوئي ، سلطان احمد اول کے زمانه ميں اس نے ترقي پائي ، اور سلطان محمد رابع کے دور ميں بلوغ و کمال تک پهنچ گئي - ترک جس قدر کمزور هوتے گئے ، يورپ کا مسيحي اتحاد بهي اسي قدر ترقي کرتا گيا - يهانتک که صرف روس اور آسٹريا ترکوں کے مقابله ميں ره گئے ، اور انهيں يورپ سے نکالنے کي کوشش کرتے رهے -

اس طرح ترکي شهنشاهيت نے اپني عمر کا اکثر حصه پے درپے جنگوں ميں گزار ديا - ابتدائي جنگيں حمله آورانه تهيں ، بعد ميں مدافعانه هوگئيں - ليکن اس تمام مدت ميں ترکي سلطنت ايک مذهبي سلطنت رهي - اس کا تمام داخلي نظام شريعت کے احکام پر مبني تها - علماء و فقهاء کو غير معمولي اقتدار حاصل تها - مفتيوں کے فتوے عزل و نصب اور نظم و نسق کے ليے جاري هوتے رهتے - چونکه عثماني حکومت کي نشو و نما هي اس وقت هوئي تهي ، جب که اسلام کے ديني علم و عمل کي روح پژمرده هونا شروع هوگئي تهي ، اور ديني نظر و بصيرت اور اجتهاد فکر کي جگه تقليد و جمود کي بنياديں قائم هوچکي تهيں ، اس ليے مذهبي احکام و نظام کي کوئي بهتر روح پيدا نه هوسکي - جن علماء کے هاتهه ميں نظم و نسق کے احکام تهے ، ان کا علم تمام تر فقه حنفي کي چند متداول متون و شروح تک جو متاخرين کي ترتيب دي هوئي تهيں ، محدود تها ، ان سے باهر نه تو کوئي نظر رکهتے تهے ، اور نه ايسي فضاء تهي که بلند نظري پيدا هوسکتي -

اس صورت حال کا لازمي نتيجه يه نکلا که اسلام کي پچهلي حکومتوں کي طرح ، عثماني حکومت ميں نظم و اداره کي کوئي موافق روح پيدا نه هوسکي - دائرۀ حکومت تمام براعظم يورپ اور مشرق ميں پهيل گيا تها - مختلف مذاهب ، مختلف نسليں ، مختلف تمدن ، اور مختلف جماعتي مزاج رقبۀ حکومت ميں جمع هوگئے تهے ، حکومت کے ليے اتنے مختلف عناصر پر کامياب حکومت قائم رکهني آسان نه تها - ترک هميشه سے ايک جنگي قوم تهے - اب ان کے زير نگيں يورپ اور مشرق کي تمام متمدن آباديان آگئي تهيں - ضرورت تهي که انتظام حکومت کي ايک طاقتور روح پيدا کي جاتي - يه روح ضرور پيدا هوتي ، اگر علوم دينيه کي حقيقي روح باقي رهتي ، اور تقليد و تنگ نظري نے فقهاء کے دماغ عقيم نه کرديے هوتے - ليکن افسوس که حالت دوسري تهي - نتيجه يه نکلا که روز بروز حکومت کا انتظامي مزاج مختل هونے لگا - حتى که يورپ کے مورخين کو يه کهنے کا موقع مل گيا که " اسلام کے احکام کي روح هي حاکمانه انتظام (اڈمنسٹريشن) کے خلاف هے " حالانکه اسلام کي روح مخالف نهيں هے - مسلمانوں کا دماغي تنزل مخالف هے -

(دور اصلاح)

سنه ۱۲۲۳ ھ (۱۸۰۸ع) سے سنه ۱۲۹۳ ھ (۱۸۷۶ع) تک

ادهر ترکي مدافعانه جنگوں ميں مصروف تهي - روس اور آسٹريا کے حملوں کا مقابله کر رهي تهي - ادهر يورپ ميں ايک نئي تهذيب پهيل رهي تهي ، جديد تمدن زندگي اور ترقي کے نئے نئے دروازے کهول رها تها ، اور اقوام يورپ تيزي سے آگے بڑه رهي تهيں - ايک طرف کامل وقفه تها ، دوسري طرف پوري حرکت و سرعت تهي - نتيجه يه نکلا که يورپ بهت آگے بڑه گيا ، اور ترکي جهاں تهي ، وهيں کي وهيں ره گئي ، بلکه مسلسل دفاعي جنگوں نے اسکي چوليں هلا ڈاليں -

اس کے بعد پهر بت پرستي کے خلاف کوئي با ضابطه مسيحي دعوت پيدا نهيں هوئي - يهانتک که صليبي لڑائيوں کے بعد اسلامي توحيد کي تعليم يورپ کے قلب تک پهنچي ، اور مشهور مسيحي مصلح لوتهر کا ظهور هوا -

(لیون کي اصلاح)

اسي زمانے میں لیون سوم قسطنطنیه کے تخت پر بیٹھا - اس شہنشاہ نے اشور کے پہاڑوں میں نشو و نما پائي تھي - ہر قسم کي تعلیم و تربیت سے محروم تھا - تاہم عقل سلیم رکھتا تھا - یہودیوں اور عربوں کي صحبت میں بیٹھ چکا تھا ' اور اُن کے اثر سے تصویروں اور بتوں کي تعظیم و عبادت سے متنفر تھا -

یه تخت نشین ہوا ' اور نہایت تدبر سے اپنے ارادے مخفي رکھے - یہانتک که جب پوري طرح اقتدار حاصل ہوگیا تو دیني اصلاح کي طرف قدم اٹھایا - اس نے پہلا کام یه کیا که علماء کي ایک مجلس منعقد کي اور یه فتوی صادر کرایا که کنیسوں اور مقدس ہیکلوں سے تصویریں اور مورتیں ہٹا کر کسي ایسي بلند جگه منتقل کردي جائیں جہاں مشرکانه رسمیں انجام نه دي جا سکیں -

چند سال بعد اُس نے دوسرا قدم اٹھایا اور مورتیوں کي پرستش ' اُنکي تعظیم ' اور کنیسوں میں موجودگي ' سب ناجائز قرار دیدي - اُس نے صرف اتنے هي پر اکتفا نہیں کیا ' بلکه قسطنطنیه کے تمام کنیسوں کو تصویروں اور مورتوں سے خالي بھي کر دیا - چنانچه حضرت مسیح اور حضرت مریم بتول (علیہما السلام) کے تمام بت توڑ کر پھینک دیے گیے - اور تمام تصویریں محو کردي گئیں -

اُس کے بیٹے قسطنطین پنجم نے اِس بارے میں اور بھي زیادہ سختي برتي - سنه ۷۵۴ ع میں اُس نے ایک دیني مجلس منعقد کي - اِس میں ۳۳۸ پیشوا جمع ہوئے - اِس لحاظ سے یه مجلس بہت هي بڑي مجلس تھي - مگر اس میں صرف بیزنطیني کنیسے هي کے علماء شریک ہوئے تھے - روم ' اسکندریه ' بیت المقدس ' اور انطاکیه کے نمائندے شامل نہیں تھے - پادشاہ نے اِس مجلس کے سامنے تصویر پرستي کا مسئله پیش کیا - متفقه فیصله ہوا که یه عبادت ' مسیحي تعلیمات کي رو سے قطعاً حرام ہے - اور پرستش کي تصویریں ' مجسمے ' اور آثار مسیحي عبادت گاہوں سے خارج کردینے چاہئیں - اس مجلس نے صلیب کو بھي اپنے فتوے میں مستثنی نہیں کیا ' اُسے بھي تجسم کا رمز قرار دیکر ممنوع ٹھہرایا - مزید برآں خود فن مصوري کو بھي نا جائز بتایا - اِس نے یه حکم بھي نافذ کیا که جو شخص صلیب بنائے ' یا مقدس تصویریں اور نقوش اتارے ' اُسے فوراً کنیسے سے خارج کردیا جائے ' اگرچه وہ خود علماء کي جماعت هي میں سے کیوں نه ہو -

سنه ۷۶۶ ع میں اِس فیصله کو اور بھي زیادہ تشدد کے ساتھ جاري کیا گیا - صلیب رکھنا ' ولیوں کے لیے نماز پڑھنا ' تصویروں کي تعظیم کرنا ' یه سب باتیں جرم قرار پائیں ' اور مخالفوں کے لیے تازیانه کي سزا سے لیکر آنکھیں پھوڑنے ' زبان کاٹنے ' اور سولي پر چڑھانے تک کي سزائیں تجویز کي گئیں -

(بت پرستي کا دوسرا دور)

لیکن ملکۂ ایریني کے عہد میں پھر انقلاب ہوا - یه ملکه بت پرستي کي حامي تھي ' کیونکه وہ نسلاً یوناني تھي اور عورت تھي - یه اِس حیثیت سے تخت نشین ہوئي تھي که اپنے نا بالغ لڑکے قسطنطین ششم کي ولي اور سرپرست رہیگي - اِس نے برسر اقتدار آتے هي ایقوني کنیسا (یعني بت پرستي کو حرام سمجھنے والے کنیسا) کے علماء کو ستانا شروع کردیا - ستمبر سنه ۷۸۷ع میں به مقام نیس ایک دیني مجلس منعقد کي - اِس میں ۸۶۷ پادري جمع ہوئے تھے - پوپ کے نمائندے بھي شریک تھے - بالاتفاق یه فتوی صادر کیا گیا که مقدس تصویروں اور بتوں کي عبادت مسیحیت میں جائز ہے - اتنا هي نہیں بلکه شرعاً مستحسن ہے - دلیل میں اسلاف کي بہت سي جھوٹي روایتیں پیش کي گئي تھیں - مزید برآں قسطنطنیه کي سابق دیني مجلس کي تکفیر بھي کي گئي تھي - اُس کے فیصله پر عمل کرنے والوں کو بھي کافر و مرتد قرار دیا گیا !

(دوسري اصلاح)

ایک مدت تک اِس نئے فیصله پر عمل ہوتا رہا - یہاں تک که تھیوفلس بیزنطینه کا بادشاہ ہوا - یه بت پرستي کا دشمن تھا - سنه ۸۳۳ ع میں اِس نے پھر علماء مسیحیت سے ایک نیا فتوی حاصل کیا اور بت پرستي حرام قرار پائي - اِس نے صرف تصویریں اور بت هي نہیں مٹائے ' بلکه کنیسوں میں مسیحي بزرگوں کے ناموں کے ساتھ " مقدس " کا لفظ بھي مٹا ڈالا - مصوروں اور بت سازوں کو شدید سزائیں دي گئیں - بہت سے خلاف ورزي کرنے والے پادریوں کي پیشانیاں آگ سے داغ دي گئیں - غرضکه اِس رسم کے خلاف سخت جہاد جاري ہوگیا -

اُسي زمانے میں ایک مسیحي عالم جان (جسے عربوں نے یوحنا نحوي کے نام سے پکارا ہے) مشرقي رومن سلطنت کے کنیسے کا بطریق اعظم مقرر ہوا - یه شہنشاہ کا استاد تھا اور بت پرستي کا سخت مخالف ' مگر اسکي طبیعت بہت کمزور تھي - اِس نے شاہي احکام کي تنفیذ میں تساہل کیا - نتیجه یه ہوا که مخالفوں کے حوصلے بڑھگئے اور وہ علانیه احکام شاہي کي خلاف ورزي پر آمادہ ہوگئے - شہنشاہ نے یه حالت دیکھي تو سخت برہم ہوا - پہلے سے بھي زیادہ تشدد پر اُتر آیا اور مقدس تصویروں اور بتوں کے معتقدین کو سخت سزائیں دینے لگا -

(بت پرستي کا تیسرا دور)

شہنشاہ کے انتقال پر اُس کي ملکه تخت نشین ہوئي - یه اپنے شوہر کے خلاف عقیدہ رکھتي تھي - اس نے بت پرستي پھر رائج کرني چاہي مگر اُس کي راہ میں سب سے بڑي روک یہي یوحنا نحوي تھا - یه شخص دونوں جماعتوں کي نظر میں مغرور تھا - بت پرستي کے مخالف ' اسے بزدل اور منافق سمجھتے تھے - حامي دشمن خیال کرتے تھے - اس سے بھي بڑھ کر یه که یه طبیعي علوم اور فلسفه کا عالم تھا - یه چیز اُس زمانے میں تمام دیندار مسیحیوں کي نظر میں کفر و الحاد تھي - اِس صورت حال نے یوحنا کو بالکل بے یار و مددگار کر دیا - چنانچه اُسے معزول کرنے کي کوششیں شروع ہوئیں - اُس پر یه تہمت لگائي گئي که جادوگر ہے - یه تہمت اُس کي معزولي کے لیے کافي تھي - چنانچه اُسے ذلت کے ساتھ نکالا گیا اور ایک گم نام خانقاہ میں جلا وطن کر دیا گیا - مگر مخالفوں کو اِس سے سیري نہیں ہوئي - تھوڑے هي دنوں کے بعد اُس پر یه الزام لگایا گیا که اُس نے ایک ولي کي تصویر کي آنکھیں پھوڑ ڈالي ہیں - اِس الزام پر اُسے سخت سزا ملي اور توراۃ کے قانون " دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ " کے بموجب اُس کي آنکھیں پھوڑ ڈالي گئیں !

اب ملکه کے لیے میدان صاف تھا - اُس نے سنه ۸۴۲ع میں ایک اور دیني مجلس قسطنطنیه میں منعقد کي اور از سر نو بت پرستي کا فتوی صادر کرادیا - تمام مخالف ' کافر قرار دیے گئے ' اور بت پرستي مسیحیت کي بنیادي عبادت تسلیم کرلي گئي - ۱۹ فروري سنه ۸۴۲ ع میں کنیسۂ ایا صوفیا میں پھر تصویریں اور مورتیں واپس آگئیں - یوناني کنیسا اب تک یه دن ایک عظیم دیني تہوار کے طور پر مناتا ہے -

مشرق کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیت

مصطفی پاشا الفاضل

اور لائحہ اصلاحیہ

(۲)

میرے آقا! اہل یورپ کہتے ہیں کہ ہماری کمزوری اور انحطاط ہماری قومیت اور ہمارے دین کی وجہ سے ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ ہم فوجی زندگی بسر کرنے کے علاوہ اور کسی بات کے لئے موزوں ہی نہیں۔ حالانکہ ان کا یہ خیال حقیقت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ ہماری امت دنیا کی دوسری امتوں سے کوئی مستثنےٰ صورت حال نہیں رکھتی۔ جس طرح دنیا کی مختلف قومیں ابتدا میں جنگی قوت سے نمایاں ہوئیں تاکہ اپنی ہستی کے لئے استقلال پیدا کریں، اور پھر علوم و صنائع اور تمام اعمال ترقی کے لئے مستعد ہو گئیں، اسی طرح ہم بھی اپنی جنگی شجاعت سے دنیا میں نمایاں ہوئے، اور کوئی وجہ نہیں کہ ترقی و سعادت کے تمام اعمال کی طرف قدم نہ بڑھائیں۔ قوم کی ابتدائی حرکت لڑائی میں ظاہر ہوئی ہو یا صنائع میں، مصدر دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے اور وہ حرکت کی استعداد ہے۔ جس میں یہ استعداد ہے، اس کی راہ کبھی رک نہیں سکتی۔ خود یورپ کی مختلف قوموں کا آغاز ہماری ہی طرح جنگ و عسکریت سے ہوا ہے، اور اب وہ تمدن و صنائع کے میدان میں سب سے پیش پیش ہیں۔

اسی طرح ہمارے دین پر بھی الزام صحیح نہیں۔ اس دین کی طرح دنیا کے تمام دینوں کی بھی تعلیم یہی ہے کہ جملہ کائنات، مشیت الٰہی کے ماتحت ہے۔ مسیحیوں کے عقیدے اس بارے میں ہمارے عقیدوں سے کہیں زیادہ سخت ہیں۔ وہ مذہب جبر پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ انکے پولس رسول کی تعلیم ہے کہ انسان، پروردگار کے ہاتھ میں ایسا ہے، جیسے گندھی ہوئی مٹی کمہار کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اے میرے آقا! انھیں بھلائی اور بہتری حاصل کرنے سے کوئی چیز روک نہ سکی۔

حق کا اظہار ضروری ہے۔ ہمیں جس چیز نے اُن کی طرح عملی قوم ہونے سے روک دیا ہے، وہ ہمارا طرز حکومت ہے۔ جس حکومت میں یہ امر روا ہو کہ ایک انسان دوسرے انسان کی محنت سے بغیر استحقاق کے نفع اٹھائے، وہاں نہ عقل ترقی پا سکتی ہے، نہ خوشحالی، عام ہو سکتی ہے۔ جس ملک میں بھی ظلم پھیل جاتا ہے، مخلوق عمل سے کنارہ کش ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اُسے اپنی محنت سے متمتع ہونے کا یقین نہیں ہوتا۔

فرانس ہی کی حالت ہمارے سامنے ہے۔ یہ خوبصورت ملک جس کی طرح اعلیٰ حضرت بھی ہیں ۱۷۸۹ء سے پہلے سخت غفلت و فلاکت میں پڑا تھا۔ لائق سے لائق وزیر برسر حکومت آئے، اور بڑی بڑی کوششیں کیں کہ صنعت و حرفت اور تجارت و زراعت کو رواج دیں، ملک میں حرکت و زندگی پیدا کریں، مگر ناکام رہے۔ ملک نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا۔ اُس وقت حالت یہ تھی کہ ظلم و استبداد ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ رعایا اپنی محنت سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتی تھی۔ کسان جنگلوں میں مارے مارے پھرتے تھے۔ فقر و فاقہ نے انھیں حیوانوں کی سی مخلوق بنا دیا تھا۔ کوئی بھی محنت و مشقت کی طرف رغبت ظاہر نہیں کرتا تھا۔

لیکن صرف تیس برس کی مدت کے بعد اب فرانس، فرانس ہو گیا ہے۔ تمدن و تہذیب کا مرکز ہے، علوم و صنائع سے مالا مال ہے۔ میرے آقا! یہ حیرت انگیز تبدیلی، صرف نظام حکومت کی تبدیلی کا نتیجہ تھی۔ مستبد حکومت نے ملک کو ویران کر ڈالا تھا۔ آزاد حکومت نے آتے ہی اُس میں روح پھونک دی۔ ایسی روح جس نے اُسے زندہ، جوان، طاقتور، اور خوشحال بنا دیا۔ درحقیقت فرانس پر آزادی کا بہت ہی عظیم احسان ہے۔

میرے آقا! آزادی، قوموں کو زندہ کر دیتی ہے۔ صرف معنوی زندگی ہی نہیں، مادی زندگی بھی بخشتی ہے۔ جب انسان اپنے حقوق سے محروم ہو جاتا ہے، تو ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اُس کے تمام جسمانی و معنوی قوی معطل ہو جاتے ہیں۔

میرے آقا! جب قوم کی وہ حالت ہو جائے، جو اوپر عرض کر چکا ہوں۔ زمانہ، اُس کے اخلاق پر دست درازی کرے، غفلت، آہستہ آہستہ اُس کی عقل پر حاوی ہوتی جائے، فقر و فاقہ اُس کا خون چوسنے لگے، اور سلطنت کے خزانے خالی ہو جائیں، تو ایسی حالت میں ہر محب وطن اور مخلص قوم کا فرض ہو جاتا ہے کہ صرف اصلاح کے مطالبہ ہی پر قانع نہ ہو جائے بلکہ عمل کا فوری قدم بھی اُٹھائے۔ اصلاح ایک بے معنی لفظ ہے اگر اُس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ کتنے قوانین کا ہم سے وعدہ کیا گیا؟ کتنے نظام شائع کئے گئے؟ مگر کبھی عمل ہمارے سامنے نہیں آیا۔ لہٰذا اب ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ایک قدم آگے بڑھیں اور یہ اہم معروضہ عرش عظمت کے روبرو انتہائی تعظیم و احترام کے ساتھ پیش کر دیں۔

میرے آقا! آپ اس سلطنت کا ہاتھ پکڑیئے اور اُس کا شباب تازہ کر دیجئے۔ دستور (یعنی دستوری نظام حکومت) کا ہاتھ بڑھائیے اور اُسے اختلال و بد نظمی سے سنبھال لیجئے۔ امت کو ایسا دستور بخشئے جس کا جسم تندرست ہو، سینہ کشادہ ہو، نیت نیک ہو۔ پھر اُسے اپنی امان میں لے لیجئے، ایسا انتظام قائم کیجئے کہ وہ اخلاص سے جاری ہو، امانت سے اُس پر عمل کیا جائے، اور ہمیشہ کے لئے دست درازیوں سے محفوظ ہو جائے۔ ایسا دستور جس کے سامنے مسلم اور غیر مسلم، دونوں اپنے حقوق و واجبات میں برابر ہوں، تاکہ قومی اتحاد پیدا ہو۔ سب کو سلامتی اپنے سایہ میں لے لے، اور مغربیوں کا یہ کلیہ ٹوٹ جائے کہ "غالب اور مغلوب میں اتحاد، محال ہے"

آہ میرے آقا! میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے اہل حل و عقد میں منافق اور جاہل، لفظ دستور تک سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اعلیٰ حضرت سے کہتے ہیں کہ دستور بادشاہ کو ایک بے جان کٹھ پتلی بنا دیتا ہے۔ اُس کا اختیار چھین لیتا ہے۔ اُس کی عظمت سلب کر لیتا ہے۔ دوسری طرف قوم سے کہتے ہیں: دستور تمھیں تمھاری عزیز ترین خصوصیتوں: دین، لباس، رسم و رواج سب سے محروم کر دے گا۔ لیکن یہ لوگ یا تو دغا باز ہیں، یا جہالت نے اُن کی عقل پر پردے ڈال دئے ہیں۔

میرے آقا! ان لوگوں کے مشورے پر کان نہ دھریئے۔ اے میری امت! ان کی گمراہی کی پروا نہ کر۔ دستور، صرف خود غرضی کو روکتا ہے۔ بادشاہ کی صرف اتنی ہی آزادی سلب کرتا ہے کہ وہ رعیت کے معاملہ میں غلطی نہ کرے۔ اتنا ہی اختیار چھینتا ہے، جتنے غیر معتدل اختیار سے شر پیدا ہوتا ہے۔ وہ قوم پر کوئی ایسا حکم نہیں لگاتا جو اُس کی فرحت کے خلاف یا اُس کی سعادت کے منافی ہو۔ وہ دین کی حفاظت کرتا ہے۔ سلطنت کا نگہبان ہوتا ہے۔ حقوق کی ضمانت کرتا ہے۔ دلوں میں اطمینان اُتارتا ہے۔ ہر انسان کو آزاد اور شریف بنا دیتا ہے!

دستور ہمارے لئے یہ موقعہ بہم پہنچائے گا کہ تمام سلطنتوں سے اپنے تعلقات اور زیادہ بہتر بنا دیں۔ یہاں، اس ملک میں، وہاں، یورپ میں، کون نہیں جانتا کہ ہمارے معاملات میں سفراء دول کی مداخلت نے کتنا نقصان پہنچایا ہے؟ یہ لوگ برابر اصلاح، اصلاح چلاتے ہیں مگر سب کو معلوم ہے کہ اس مطالبہ سے اُن کا مقصد ایک قوم کو دوسری قوم پر ترجیح دینا ہے، یا اس سے اُن کی غرض بعض افراد کی خدمت ہے، یہ اور بھی زیادہ بُرا اور نقصان دہ ہے۔ لیکن دستور، ہماری حکومت ایسی مستحکم بنیادوں پر قائم کر دے گا کہ کسی اجنبی کو مداخلت کی جرأت باقی نہ رہے گی۔ تمام رعایا اپنی حکومت کے ظل حمایت میں ہوگی۔ سب کو عدل و انصاف کے سایہ میں یکساں امن ملے گا۔ دستور کے سامنے سب آدمی برابر برابر ہو جائیں گے۔

میرے آقا! وقت آ گیا ہے کہ اسلام کی سلطنت کو آپ بچا لیں۔ اس کی راہ میں ہمارے خون اور ہمارے آنسوؤں کی قربانیاں عظیم تھیں۔ اس کا ماضی، شاندار تھا، اُس کا حاضر، حسرت ناک ہے۔ آہ! یہ حاضر خود اعلیٰ حضرت کے رحیم قلب کے لئے کیسا کس درجہ تکلیف دہ ہے؟ ہمارے گرد ہر چیز ہمیں ہمکا رہی ہے۔ ہمارے ہاتھ کی ہر چیز گرتی اور ٹوٹتی جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی دور بین نظریں یہ سارے خطرے دیکھ رہی ہیں۔ معاملہ، سنجیدہ اور واقعی ہے۔ خیالی توہم کی اس میں گنجائش نہیں۔ آپکے پاس اتنی فوج موجود ہے کہ اجنبی ایندھن سے بھڑکنے والی ہر فساد کی آگ، بجھا دے سکتی ہے۔ لیکن اس فوج کے پاس نہ تو کھانا ہے کہ مفتوحوں کا پیٹ پال سکے، نہ حکمت ہے کہ مغلوبوں کے دلوں میں اُتر سکے، اور نہ ہی امان ہے کہ خوف زدوں کو اپنے دائرہ حفاظت میں لے لے اور ظالموں کا ظلم روک سکے۔ آپ طامعوں کو اپنے ملک میں نئے نئے امتیازات دے دے کر فیصلہ کا دن دور کر سکتے ہیں، لیکن آپ کی اس بخشش میں ہمارا کیا ہے؟ بہت ممکن ہے فیصلہ کے ہولناک دن میں ہم اسی بخشش کی بدولت اور بھی زیادہ کمزور، بے کس، اور فقیر ثابت ہوں۔

میرے آقا! ہر سال جو گزرتا ہے، ہمارے بیرونی مددگاروں کی تعداد کم کرتا اور ہماری داخلی زندگی کا ایک چراغ بجھا دیتا ہے۔ یہ انگلستان ہمارے سامنے موجود ہے۔ اب وہ ہماری امداد کا ویسا خواہشمند نہیں جیسا بارہ برس پہلے تھا۔ یہ آسٹریا، جرمنی سے شکست کھانے کے بعد مغربی ہونے سے زیادہ مشرقی سلطنت بن گیا ہے۔ اب وہ سلاوی قوموں سے تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے جو ہماری سرزمین میں مقیم ہیں۔ اس سے بھی زیادہ اندیشہ کی بات یہ ہے کہ یورپ کی عام رائے ہمارے خلاف ہو گئی ہے۔ ۱۸۵۴ء میں وہ ہماری طرفدار تھی، مگر روز بروز ہم سے متنفر ہوتی

سلطان محمود ثاني تک ترک اپني عظمت و سرگراني کي وجه سے علم و فن کي هر نئي بات کو نفرت کي نظر سے ديکھتے تھے: صرف توپ خانه اور طباعت کي چند اصلاحات منظور کي گئي تھيں - باقي تمام علمي و صناعي انکشافات سے غفلت و اعراض تھا - مشهور ترکي مورخ جودت پاشا نے اپني تاريخ ميں ترکوں کا ذهني جمود دکھايا هے - وه لکھتا هے که " رسمي احمد آفندي نے سلطان مصطفى ثالث کے زمانه ميں يورپ کي سياحت کي تھي - واپس آکر سلطان کے ايک مقرب خاص يوسف آفندي سے بيان کيا که دول يورپ اپنے ملکوں کے حفظان صحت پر بهت متوجه هيں - جا بجا قرنطينے قائم کيے گئے هيں - سلطنت عثمانيه کو بھي يهي کرنا چاهيے - لائق مصاحب نے يه سنکر پيشاني پر بل ڈال ليے اور کها " ميں تمهيں ابتک عقلمند سمجھتا تھا ؟ مگر تم سخت احمق نکلے ، تم اتنا بھي نهيں سمجھ سکتے که يورپ کے لوگ همارے ملک ميں صرف بيماريوں کے ڈر سے نهيں آتے - اگر هم حفظان صحت کا انتظام کر دينگے تو ظاهر هے ، يه روک اٹھ جائيگي ، اور يوروپين هماري سرزمين پر چيونٹي کي طرح پھيل جائينگے - پھر هم انهيں کيسے قابو ميں رکھ سکينگے ؟ "

يه بات نهيں هے که ترکي ميں کسي کو بھي اصلاح کا خيال نه تھا - خود سلطان مصطفى ثالث اور سليم ثالث اصلاح کے بڑے حامي تھے - مگر بالکل مجبور تھے - اصلاح کي سب سے بڑي مخالفت فوج اور عامة الناس کي طرف سے هوتي تھي - ينگ چري فوجوں کو حد سے زياده اقتدار حاصل هوگيا تھا ، سلطان انکے هاتھ ميں کھلونا تھا - يه فوجيں سخت جاهل اور گنوار تھيں : کسي طرح کي اصلاح ديکھنا نهيں چاهتي تھيں - عام رعايا سرکاري علماء کے هاتھوں ميں تھي ، اور معلوم هے که علماء دولت هر زمانه ميں اصلاح کے سب سے بڑے مخالف هوتے هيں - اصلاح کي هر صدا ان علماء سوء کے مذهب ميں کفر و الحاد کي صدا تھي - وه ايک لمحه کيليے بھي گوارا نهيں کرسکتے تھے که علم کي ايک شعاع باهر ترکي کے آسمان پر چمکے -

سب سے پهلے سلطان محمود ثاني کو اصلاح کي توفيق ملي - يه سلطان بڑا هي اولوالعزم تھا - اس نے ينگ چري فوجوں کا قتل عام کرکے خاتمه کرديا - اس کا اثر يه هوا که اس کي هيبت دلوں پر چھا گئي ، اور علماء دولت بھي باوجود اپني تمام سرکشيوں کے لرزنے لگے - اس سلطان نے اصلاح کے لئے اپني سلطنت کے دروازے کھول ديے اور فوج کا نظام بالکل جديد کرديا - عام ترکي لباس بھي ترک کرديا گيا - اور خود سلطان نے نيا فوجي لباس پهنکر اس کي ابتدا کردي - مگر افسوس هے که اب بهت دير هوچکي تھي - يورپ ترو تازه هوکر از سر نو ترکي کي تباهي پر تل گيا تھا ، اور هرگز نهيں چاهتا تھا که يه پرانا حريف از سر نو طاقت حاصل کرلے - چنانچه ترکي کي ماتحت عيسائي اقوام سے بغاوت کرائي گئي ، ان کي حمايت و حفاظت کے ليے مداخلت کا مطالبه کيا گيا ، اور بين الاقوامي سياست ميں " مسئلهٔ مشرق " کے نام سے ايک جديد لفظ کا اضافه هوگيا ، جس سے مقصود صرف يه تھا که ترکي کا خاتمه کرديا جائے -

يه تاريخي واقعه هے که سلطان محمود اور ان کے بعد سلطان عبد المجيد نے اصلاحات عام کرنے کي سر توڑ کوششيں کيں ، شيخ الاسلام احمد عارف آفندي نے تمام قلمرو ميں دوره کرکے مسلمانوں کو سمجھانا شروع کيا که اصلاحات شريعت کے خلاف نهيں هيں ، اور انهيں نفرت و وحشت کي نظر سے نهيں ديکھنا چاهئے - اس طرح تمدني اصلاحات کي راه ميں کوئي بھي اندروني رکاوٹ باقي نهيں رهي تھي - ليکن خود يورپ ، جو هميشه اصلاحات کے ليے غل مچايا کرتا تھا ، سد راه هوا - لا متناهي جنگوں کا سلسله شروع کراديا گيا ، اور ترکي کے مدبرين اور خزانه کو اصلاح کي ذرا بھي مهلت نهيں دي گئي - اس طرح ۶۸ سال کا زمانه نکل گيا -

---

زنجي تحريک حريت

کچھ عرصه سے افريقا کے زنجيوں ميں آزادي کي تحريک پھيل رهي هے - اس کا مرکز جمهوريه " ليبيري " ميں هے - مرقص گاروي صدر انجمن " آزادي جنس زنجي " نے اعلان کيا هے که نصف صدي کے اندر اندر افريقا کے سياه آدمي اس قابل هو جائيں گے که اپنے اوپر خود حکومت کرنے لگيں اور پورے افريقا کي متحده جمهوريت قائم کرليں - صدر نے کام کي موجوده مشکلات کا اعتراف کرتے هوئے کها هے : هم في الحال تقرير و تحرير کے ذريعه پروپگنڈا نهيں کرسکتے - کيونکه باشندوں ميں تعليم مفقود هے - ليکن همارے پاس ايک معقول ذريعه موجود هے ، اور وه " ڈھول " هے - هم ڈھول پر اپني دعوت ايک قبيله سے دوسرے قبيله تک پهنچاديتے هيں اور باشندے اسے قبول کرتے جاتے هيں -

(پارليمنٹري گالياں)

سب پارليمنٹوں ميں هميشه تعليم يافته آدمي بيٹھتے هيں - با ايں همه ان کي گاليوں کا ايک نمونه ملاحظه هو:

سرويا کي پارليمنٹ کے ايک ممبر نے ايک مقرر کو مخاطب کرکے کها : " چرس پينے والے ! مرده کھوپڑيوں کے سوداگر ! حريت کے قاتل ! " جرمن پارليمنٹ ميں ايک ممبر نے دوسرے سے کها : " تو سڑا هوا سور هے ! تو کيڑے پڑا هوا جسم هے ! تو ديوانوں کا بادشاه هے ! "

" تو برلر يهودي هے ! تو قانون کا تاجر هے ! تو آئرلينڈي شکاري کي رسي هے ! تو کرامول کے زمانه کا سڑا هوا چيتھڑا هے ! " يه انگريزي پارليمنٹ ميں ايک ممبر کا بيان تھا !

WANTED.

Urdu Trained Mistresses for the Karachi Municipal Urdu Girls Schools on the following salary :

	Pay	Allowance	Total
1st Year (Junior)	Rs. 50/-	Rs. 10/-	Rs. 60/-
2nd Year	„ 55/-	„ 10/-	„ 65/-
3rd Year (Senior)	„ 65/-	„ 10/-	„ 75/-

The above posts are pensionable and governed by the Municipal Pension & Provident Fund Rules. The appointments will be on 2 years' contract in the first instance. Apply with full details; also age, nationality with copies of testimonials, if any. Applications should reach the Undersigned on or before 1-11-1927. Those already in service, should apply through their authorities under whom they are employed.

Sd. V. G. PRADHAN,
Administrative Officer.
SCHOOL BOARD,
KARACHI MUNICIPALITY, (I.H)

بریدِ شرق

مکتوبِ آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

قصرِ یلدیز کے ہوٹل کی بندش۔ مجلس کے انتخابات۔ ایک نئی سازش۔ ترک اور افغان۔ ٹرکی اور ایران

قصرِ یلدیز کے ملعب کی بندش

آپ کے قارئین، قصرِ یلدیز کے نام سے ناآشنا نہ ہونگے۔ یہی وہ محل بلکہ قلعہ ہے جس میں بیٹھ کر سلطان عبدالحمید ثانی نے کامل ۳۳ سال تک ایسے استبداد و قہر کی حکومت کی، جو موجودہ دنیا کی تاریخ میں کوئی دوسری مثال نہیں رکھتی!

یلدیز، باسفورس کے یورپی ساحل پر واقع ہے۔ اُس کا پہلا پھاٹک، بالکل لبِ سمندر ہے۔ یہاں سے صنوبر کے گھنے اور خوبصورت جنگل شروع ہوجاتے ہیں۔ انہیں طے کرکے محل تک پہنچنے کے لئے تیز موٹر کار میں بھی کم سے کم پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں۔ بہت بلندی پر محل، مستحکم قلعہ کی طرح کھڑا ہے۔ پہلے اُس کے گرد میلوں تک، مورچے اور قلعہ بندیاں تھیں۔

اُس زمانے میں یلدیز کا نام ترکوں کے دل لرزا دیتا تھا۔ یلدیز کا نام لینا، یلدیز کا ذکر کرنا، یلدیز کا لفظ تحریر میں لانا، یلدیز کی طرف نظر اُٹھانا، یہ سب باتیں انسان کو حکومت کی نظر میں مشتبہ کردینے کے لئے کافی تھیں۔ اُسوقت بڑے بڑے حکام کے سوا، کسی ترک کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ اندر سے یلدیز کی کبھی جھلک دیکھ سکتا ہے!

۳۳ سال کے بعد یلدیز کا یہ طلسم ٹوٹا۔ سلطان محمد خامس مرحوم کے زمانے میں اُس کی وہ ہیبت باقی نہیں رہی۔ لیکن عوام کے لئے اُس کا داخلہ اب بھی ناممکن تھا۔

وحید الدین محمد سادس، آخری عثمانی سلطان کے زمانے میں پھر یلدیز نے اپنا رعب واپس لینا شروع کردیا تھا۔ یہ سلطان، اپنے بھائی عبدالحمید کی سی طبیعت رکھتا تھا، اور اُسی جبروت سے حکومت کرنی چاہتا تھا۔ مگر زمانے کے انقلابات نے اُسے مہلت نہ دی اُسے تختِ سلطنت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوجانا پڑا۔

آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید کے مختصر عہد میں یلدیز کی تمام ہیبت زائل ہوگئی جمہوریت نے آتے ہی اُس کے دروازے عام مخلوق کے لئے کھولدئے۔

جمہوری حکومت نے یہ محل آستانہ کی بلدیہ (میونسپلٹی) کو دیدیا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ اِس طرح استعمال میں لایا جائے کہ شہر کے باشندوں کی خوشحالی میں ترقی ہو۔ اور اُس کے قیام و مصارف کا بار خزینۂ حکومت پر نہ پڑے۔ اُسی زمانے میں ایک اٹالین سرمایہ دار ما آبوسیرا نامی نے درخواست پیش کی کہ یہ محل اُسے کرایہ پر دیدیا جائے۔ وہ اِس میں ہوٹل اور ملعب (تفریح کی جگہ) قائم کریگا، اور ایک معقول رقم حکومت کو دیا کریگا۔ ترکی حکومت نے یہ تجویز اِس شرط پر منظور کرلی کہ ترک باشندوں کو اُس میں شریک ہونے کی اجازت نہ دی جائے اور اُس کے قیام کا اعلان دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں کردیا جائے۔ حکومت کا خیال تھا کہ اِس طرح ترک، اسراف سے بچ جائیں گے اور دوسرے ملکوں کے دولت مند یہاں آکر اپنی دولت بہائیں گے۔ اور اِس طرح شہر کو وہ عظیم مالی فوائد حاصل ہوں گے جو اِسوقت تک صرف یورپ کے بڑے بڑے شہروں کو حاصل ہورہے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ارکانِ حکومت کی بہت بڑی غلطی تھی۔ اُنھوں نے معاملہ کا صرف ایک ہی پہلو دیکھا، اور تمام پہلو نظر انداز کردئے۔

بہر حال اٹالین نے شرائط منظور کرلیں؛ اور افسوس ہے کہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ترکی سلاطین کے پایۂ تخت میں لہو و لعب کا یہ عظیم الشان مرکز قائم ہوگیا!

ٹھیکہ کی باقی شرطیں یہ تھیں کہ ماہوار کرایہ کے علاوہ بلدیہ کو ہوٹل کی آمدنی سے بھی فی صدی ایک معقول رقم دیجائے گی۔ چنانچہ بلدیہ نے پہلی قسط ۱۱،۳۵،۰۰۰ (ترکی پونڈ) کی ہوٹل کی آمدنی سے وصول کئے۔ اِس کے مقابلہ میں سرمایہ دار کو ۱۰ لاکھ ترکی پونڈ نفع ہوا۔

تقریباً ۱۸ مہینے یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر اِس تمام مدت میں بلدیہ برابر شکایت رہی کہ کرایہ دار معاہدہ کی شرطیں پوری نہیں کر رہا ہے۔ ترکی اخبارات میں روز مضامین شایع ہوتے تھے اور اعداد و شمار سے لکھا جاتا تھا کہ اِس لعب سے ترکی قوم کی کتنی دولت ضائع ہورہی ہے، بجائے اِس کے کہ یورپ کے سرمایہ دار یہاں آکر اپنی دولت صرف کریں، خود ترکوں کی دولت برباد کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ ہوٹل میں علانیہ قمار کھیلا جاتا تھا، اور اِس کا شوق ترکوں میں بھی پھیلنے لگا تھا۔ دُنیا کی یہ شریف ترین قوم اب تک قمار کے مہلک مرض سے محفوظ تھی، لیکن اِس اٹالین سرمایہ دار کی زر پرستی اور ارکانِ حکومت کی ناعاقبت اندیشی نے اِس سے ترکوں کو بھی آشنا کردیا!

ایک طرف یہ بربادی پھیلی ہوئی تھی، دوسری طرف یورپ کے دولتمندوں نے گویا اِس کا مقاطعہ کر رکھا تھا۔ اول تو کرایہ دار نے اِس مرکز کا یورپ کے مراکزِ تفریح میں اعلان ہی نہیں کیا، کیونکہ اُس نے دیکھا، مقامی آبادی ہی اُس کی مطلب براری کے لئے کافی ہے پھر یہ بھی ہوا کہ قومی تعصب کی وجہ سے دوسری قوموں کے دولتمند، لندن، پیرس، برلن کو چھوڑ کر اپنی دولت ترکوں میں خرچ کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

الحمد للہ کہ ۱۸ ماہ کی غفلت کے بعد اب حکومت متنبہ ہوئی اور اُس نے فیصلہ کرلیا کہ اِس عظیم خطرے کا سدباب کردے۔ چنانچہ کل رات کو کمشنر نظیف بک پولیس کی ایک بڑی جمعیت لے کر محل یلدیز میں گھس پہنچے۔ قمارخانے میں داخل ہوئے۔ وہاں بازیاں لگ رہی تھیں۔ حاضرین میں ایک اچھی تعداد ترکوں کی موجود تھی۔ ایک ترک طالبِ علم بھی موجود تھا۔ لوگ اسے آسمانی بلا سمجھ کر بھاگنے لگے۔ مگر کمشنر نے ڈپٹ کر کہا:

"کھیل ختم ہوگیا۔ کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے!"

چنانچہ سب مبہوت کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ فوراً اُن کے نام لکھے گئے۔ بازی کی رقمیں جمع کی گئیں۔ کل ۳۲،۰۰۰ پونڈ تھے۔ پھر قمار خانے کا صندوق ضبط کیا گیا۔ اُس میں ۴۱،۰۰۰ پونڈ تھے۔ ایک شخص اتنی ہی رقم لئے بھاگ رہا تھا، اُسے بھی گرفتار کرلیا گیا۔ پھر محل کے تمام دروازے مقفل کردئے گئے اور محافظ پھاٹکوں پر کھڑے ہوگئے۔

اِس واقعہ کے بعد کمشنر نے حسبِ ذیل بیان شایع کیا:

"حکومت نے صرف اِس بات کی اجازت دی تھی کہ اجنبی لوگ یلدیز میں اپنا ملعب قائم کریں تاکہ اِس سے شہر کو مالی منفعت حاصل ہو لیکن ما آبوسیرا نے معاہدے کی پابندی نہیں کی اور اُسے شہر کے لئے ایک نہایت خطرناک قمارخانہ بنا دیا جسے کسی حال میں بھی حکومت گوارا نہیں کرسکتی۔ مجبوراً حکومت نے فیصلہ کرلیا کہ معاہدہ منسوخ کردے اور قوم کو اِس مصیبت سے نجات دلائے"

اِس طرح ترکوں کو یلدیز کی مصیبت سے دوبارہ نجات مل گئی۔

مجلس کے انتخابات

مجلس (پارلیمنٹ) کے انتخابات ختم ہوگئے۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی پوری جماعت انتخابات میں کامیاب ہوگئی۔ کسی دوسری جماعت کا ایک آدمی بھی نئی مجلس میں نہ ہوگا۔ تمام کرسیاں "خلق فرقہ سی" کے آدمیوں ہی کے قبضہ میں رہیں گی۔

اِس کامیابی پر غازی موصوف نے قوم کے نام ایک اعلان شایع کیا ہے۔ اُس میں لکھتے ہیں:

"میرے عزیز برادرانِ وطن نے اپنی متفقہ رائے سے ثابت کردیا کہ وہ ہماری سیاسی جماعت پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اُس کی گزشتہ خدمات بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں، اور اُس کے آئندہ مسلک کو مفید یقین کرتے ہیں۔ یقیناً اُن کا یہ اعتماد، ہمارے لئے بہت ہمت افزا ہے۔ اُس نے ہمیں مستقبل کی تعمیر کے لئے پہلے سے بھی زیادہ قوت بخشی ہے"

بلاشبہ یہ کامیابی ہے۔ لیکن اِس میں ایک پہلو ایسا بھی موجود ہے جو ہر شخص کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے جیسا کہ پچھلے مکتوب میں لکھ چکا ہوں کہ موجودہ انتخابات میں اِس جمہوری جماعت کے سوا کوئی دوسری جماعت شریک ہی نہیں ہوئی تھی۔ لہذا ہر حال میں یہی نتیجہ نکلتا تھا کہ اِس جماعت کے امیدوار منتخب ہوجائیں اسے کوئی ایسی کامیابی نہیں کہہ سکتے جو مقابلہ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

یہ اہم پہلو، خود انگورہ کے نیم سرکاری اخبار "حاکمیت ملیہ" کو بھی زیرِ بحث لانا پڑا۔ وہ اپنے مقالۂ افتتاحیہ میں لکھتا ہے:

"دوسرے ملکوں میں انتخابات، مختلف ذہنی مذاہب (اسکول) یا مختلف طبقوں کے ذاتی منافع کی بنا پر ہوا کرتے ہیں۔ انہیں وجوہ سببوں سے مختلف سیاسی جماعتیں قائم ہوجاتی ہیں۔ اور ان میں ہر جماعت برسرِ اقتدار آنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن ٹرکی میں یہ صورت حال نہیں ہے۔ یہاں اب تک ایسے طبقے موجود نہیں ہیں جن کے مفاد مختلف ہوں۔ ٹرکی میں سرمایہ داروں، مزدوروں، اور متوسط الحال لوگوں کی جماعتیں موجود نہیں ہیں۔ یہاں صرف ایک ہی قوم ہے، اور تمام باشندے مشترک مفاد و اغراض رکھتے ہیں۔"

"بلاشبہ حالتِ امن میں یہاں بھی دو فکری رجحان پیدا ہوجاتے ہیں: ایک گروہ کا فکری رجحان یہ ہوتا ہے کہ ملک کی نجات و سلامتی ماضی میں ہے: ماضی کی تقلید میں، اور قدیم رسم و رواج کی پابندی میں ہے۔ دوسرے گروہ کی رائے میں کامیابی تمام تر اصلاح و تجدید میں ہے۔ پہلے گروہ میں عامۃ الناس اور غیر تعلیم یافتہ اشخاص داخل ہیں دوسرا

جاتی ہو۔ اگر اعلیٰ حضرت، مہربانی فرماکر پیرس، لندن، اور روم کے اخبارات پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوجائے گا کہ جو قومیں اپنی مصلحت سے ہماری مدد کیا کرتی تھیں، اب وہ ہماری تباہی کا یقین کرنے لگی ہیں۔ انگلستان، فرانس، اور اٹلی کے بہت سے مدبر ہمارے حکام کی حرکتیں دیکھ کر اور رعایا پر ظلم و ستم مشاہدہ کرکے اپنی تحریروں اور تقریروں میں اعلان کرنے لگے ہیں "یہ حکومت ہرگز اپنی اصلاح نہیں کرسکتی۔ اُس کا زوال یقینی ہے، ہم بھی اُسے چھوڑ دیں۔ اُس کی موت جلد واقع ہوجانے دیں!"

میرے آقا! ہمیں ان پیشین گوئیوں کی تکذیب کردینی چاہئے لیکن یہ اُسی وقت ممکن ہو کہ اپنی حکومت میں تبدیلی کریں۔ یہ تبدیلی ضرور بہتر ہوگی، کیونکہ اعلیٰ حضرت کے ارادے اور حکم سے ہوگی۔ ہم فرانس، انگلستان اور اٹلی پر ثابت کردیں کہ نہ ہماری قومیت نے ہمیں اس کمزوری اور فساد میں گرا رکھا ہے، نہ یہ ہمارے مقدس دین ہی کا اقتضا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم مرچکے ہیں! ہم زندوں کی طرح عمل کرکے دکھادیں کہ نہیں مرے نہیں ہیں، زندہ ہیں!

میرے آقا! ہم پہلی قوم نہیں ہیں جس پر زمانے نے یورش کی ہو۔ جنکی ہر خوبی بگاڑ ڈالی ہو، اور اُس کے تمام قوی کمزور کرڈالے ہیں۔ ہم آخری قوم بھی نہیں ہونگے جس کی ایسی زبوں حالت ہوئی ہو۔ یورپ میں بھی بہت سی ایسی قومیں ہیں جن پر زمانہ اپنی تمام مصیبتوں کے ساتھ ٹوٹ پڑا ہے، اور اُن کا حال بھی بالکل ہمارے جیسا ہوگیا ہے۔ میں اعلیٰحضرت کے روبرو عرض کرچکا ہوں کہ گزشتہ صدی میں فرانسیسی قوم کس قدر تباہ ہوگئی تھی۔ کس طرح اُس کی صنعت و حرفت برباد ہوگئی تھی۔ کس قدر اُس کی ثروت کمزور ہوگئی تھی کہ ہر دس سال کے بعد دیوالیہ ہوجایا کرتی تھی۔ کس طرح اُس کے تمام طبقوں پر ظلم ہو رہا تھا، حتی کہ اُسوقت کے ایک مدبر نے لوئی یازدہم سے کہدیا تھا "آپ کی سلطنت میں کوئی نہیں جو اپنی عزت پر فخر کرے اور وزیر کے انتقام سے بچ جائے۔ کوئی نہیں جو اپنی بدحالی پر صبر شکر کرے اور ایک حقیر چپراسی کے غصہ سے بھی بچ نکلے!" اُس ملک میں حکومت کا کوئی رعب داب باقی نہ رہا تھا۔ اُس کے سامنے عمل کی تمام راہیں بند ہوگئی تھیں۔ حواس گم ہوگئے تھے۔ ہر روز ایک نئی روش اختیار کرتی اور بدلتی تھی۔ جنگ ہفت سالہ کے بعد تو فرانس گر کر تیسرے درجے کی دُوَل کے زمرے میں شمار ہونے لگا تھا۔ لیکن اُسنے پھر بہت جلد اپنی اصلی جگہ حاصل کرلی۔ چند ہی سال میں اُس کی تمام برباد قوتیں واپس آگئیں۔ حتیٰ کہ اُس کی فوجوں نے پورے یورپ کی متحدہ یلغار روک دی۔

یہ حیرت انگیز کامیابی فرانس نے کیونکر حاصل کی؟ صرف اسوجہ سے کہ اُسنے حکومت کے بوسیدہ نظام کی جگہ ایک نیا صحیح پر نظام قائم کردیا تھا۔ بلاشبہ یہ شاندار تبدیلی مصائب سے خالی نہ تھی۔ بہت سا خون بہا، بہت سے آنسو گرے۔ مگر یہ مصائب کچھ اس تبدیلی کا لازمی نتیجہ نہ تھیں۔ ان مصائب کی اصلی وجہ یہ تھی کہ تبدیلی اُسوقت واقع ہوئی جب اُس کے لئے ذرا بھی وقت باقی نہ رہا تھا۔ بالکل آخری لمحہ تھا، وہ لمحہ جس میں اگر قومیں اٹھ پڑتی ہیں، تو اُن کا اٹھنا بڑا ہی ہولناک ہوتا ہے۔

میرے آقا! ایک فرانسیسی قوم ہی ایسی نہیں ہو جو اپنے مصائب سے صحیح سالم نکل آئی ہو۔ فرانس کے علاوہ اور بھی ایسی قومیں موجود ہیں۔ ریاست پیمونٹ (اٹلی) کے نواب نے آرزو کی کہ عظیم الشان اطالین قوم کا بادشاہ ہوجائے۔ وہ بادشاہ ہوگیا! کیونکر؟ اُسنے کوئی فوج جمع نہیں کی، کوئی سامان طیار نہیں کیا۔ اُسنے صرف یہ کیا کہ قوم کو ایک آزاد دستور حکومت بخش دیا۔ اس بخشش کے ساتھ ہی اُس کی فتوحات شروع ہوگئیں۔ زمین کی فتوحات نہیں جن پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، بلکہ دلوں کی فتوحات جو دنیا کی حقیقی فتوحات ہیں۔ وہ پورے اٹلی کے دلوں اور عقلوں پر قابض ہوگیا۔ مرتے وقت اُسنے جسم بیوں سے پیشین گوئی کی تھی "میرے بیٹے وکٹر عمانوئیل کی سلطنت کا رقبہ میری ریاست کے رقبہ سے تین گنا زیادہ ہوگا" دُنیا نے دیکھ لیا کہ بوڑھے نواب کی پیشین گوئی بالکل حق تھی، یہ کیوں ہوا؟ صرف اسوجہ سے کہ دانشمند حکمران نے ٹھیک وقت پر آزادی کا لفظ اپنی زبان سے کہا تھا، وہ لفظ جو اپنے تین حرفوں میں دنیا کی تمام سعادتیں اور کامرانیاں پوشیدہ رکھتا ہے!

میرے پاس اس سے بھی زیادہ روشن اور صاف مثالیں موجود ہیں اور اس کی مستحق ہیں کہ اعلیٰ حضرت اُن پر نظر غائر ڈالیں۔ لیکن میں اس عریضہ میں اُن سب کا ذکر نہیں کرسکتا۔ میں آسٹریا کا ذکر کروں جو اپنی دستوری آزادی کے سہارے وقت کے عظیم خطروں سے محفوظ گزر رہی ہے؟ پروشیا کا ذکر کروں جو ابھی کل کی بات ہے کہ اپنی تہذیب کی بدولت میدان جنگ سے فتحمند نکلی ہے؟ لیکن مجھے زیادہ بیان کی ضرورت نہیں۔ میں جس قدر عرض کرچکا ہوں، اعلیٰ حضرت کو مطمئن کردینے کے لئے کافی ہے۔

اعلیٰ حضرت! قوموں کی آزادی اُن کا حق ہے۔ اُن کی امانت ہے۔ اُن کا ورثہ ہے۔ اور حکومتوں کا فرض ہے کہ اس امانت کے سپرد کردینے میں تساہل نہ کریں۔ یہ سپردگی ان کی قوت بڑھاتی ہے اور انھیں ہر طرح کے خطروں سے محفوظ کردیتی ہے۔ آج دنیا کی تمام حکومتیں اس امانت کی سپردگی پر مجبور ہوگئی ہیں۔ کونسی وجہ ہے کہ عثمانی حکومت اس عام اجتماعی حالت سے مستثنیٰ تصور کرلیا جائے؟ کیا ترکی قوم زمرۂ اقوام میں شامل نہیں ہے؟

پھر ایسا کیوں ہو؟ کیا اس لئے کہ ہمارا دین ہمیں ترقی و سعادت سے محروم رکھتا اور تمدن و شائستگی سے دُور رکھنا چاہتا ہے؟ میرا جلیل القدر آقا مجھ سے زیادہ واقف ہے کہ ایک لمحہ کے لئے یہ گمان صحیح نہیں ہوسکتا۔

میرے آقا! اس دنیا میں دو سیاستیں نہیں ہیں: اسلامی اور مسیحی۔ عدل ایک ہی ہے، اور سیاست اُس عدل کے سوا کچھ نہیں جو حاکم کے ہاتھ سے صادر ہوتا ہے۔

یہ ہمارا دین نہیں ہے بلکہ ہمارا قدیم نظام ہے جو ہمیں فنا کررہا ہے۔ اُس نے ہمارے مدبروں کی طبیعت بگاڑدی اور اُن کی خودداری زائل کردی پھر ان مدبروں نے سلطنت کی طبیعت بگاڑدی اور اُس کی عزت تلف ہوگئی۔ پس ہمیں یہ نظام ترک کردینا چاہئے اور اُس کی طرف کبھی لوٹنا نہیں چاہئے۔ اس نظام کے بوجھ کے نیچے اُمت پڑی سسک رہی ہے۔ یہ نظام حملہ آور دشمن سے ہمیں کبھی پناہ نہیں دے سکتا۔ ہمیں وہ نظام اختیار کرنا چاہئے جو عدل و مساوات اور حریت صادقہ کا نظام ہے، اور جسکا خاصہ یہ ہے کہ جہاں کہیں قائم ہوجاتا ہے وہاں قوموں کو ہاتھ پکڑکر اٹھا دیتا ہے اور عظمت کے محل طیار کردیتا ہے۔

کیا ہمارے لئے یہ زیبا ہے کہ وہ صوبے جو ابھی حال ہی میں ہم سے جدا ہوئے ہیں اور جنھیں اپنے خون یا دین کے لحاظ سے ہم پر کوئی ترجیح حاصل نہیں، آزاد نظام حکومت کا خیر مقدم کریں، اور ہم پس و پیش میں پڑے رہیں؟ کیا آپکی سلطنت میں ایسے سچے اور مخلص محب وطن موجود نہیں ہیں جیسے مصر، ٹیونس، مولڈاویا، رومانیہ، اور سرویہ میں ہیں؟ کیوں نہیں؟ ضرور ہیں۔ اُنھیں بلائیے، وہ سر کے بل دوڑ کر آئیں گے۔ ہر شہر میں رعایا کی پسند سے ایک گروہ منتخب کیجئے، وہ آپکے سامنے رعیت کے معاملات بے نقاب کردے گا، اور پھر وہ راہ عمل باز ہوجائے گی جس کی جانب حضور کی ابوی شفقت کا رجحان ہے۔ اس کے بعد اپنے شاہانہ ارادے سے رعایا کے نمائندوں کو اپنی سلطنت کے مرکز میں جمع کیجئے۔ وہ عرش اعظم کے تدبر و رعیت کی مزید قوتیں پیش کرینگے اور عتبۂ عالیہ تک اُس کی آمدنیاں پہونچائیں گے۔

ایک طبیب کہا کرتا تھا "مجھے ایک گز کپڑا دو، میں تمھیں ایک شریف آدمی بنادوں گا" اے میرے آقا! آپ بھی اپنی سرپرستی میں حقوق عطا کرکے اپنی رعایا کو محنتی، اولوالعزم، اور زندہ بناسکتے ہیں۔ وہ آزادی کی بخشش پر حضور کی شکرگزار ہوگی؛ ظلم اُٹھ جانے پر دعائیں دے گی۔ آپ کی خدمت کے لئے اپنی جانیں قربان کرے گی۔ آپ کی، اپنی اور سلطنت کی بھلائی کے لئے کوشش کرے گی۔ اُس کی عقل درست ہوجائے گی۔ اُس کا نفس پاک ہوجائے گا، اور اس طرح وہ اسلاف کی فضیلتیں دوبارہ حاصل کرلے گی۔ جب خطرے کا بگل بجے گا، تو وہ ہتیلیوں پر سر لے کر دوڑے گی، عرش معظم کے گرد جمع ہوجائے گی، اور اعلیٰ حضرت کی نصرت میں خوش و خرم موت کا خیر مقدم بجالائے گی کیونکہ وہ سمجھے گی، اُس کی تمام سعادتوں کا ضامن سرچشمہ یہی عرش مبارک ہے۔

میں یہاں اس دستوری نظام حکومت کی تشریح کرنی نہیں چاہتا جسے میں ملک کی قابلیت، اخلاق، اور روایات کے مطابق دیکھنے کا متمنی ہوں۔ میں عنقریب یہ دستور اعلیٰ حضرت کے حضور میں پیش کردوں گا۔ اسے میں نے اور میرے رفقاء نے ترتیب دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے علم میں یہ حقیقت پہلے سے موجود ہے کہ میں صاحب غرض نہیں ہوں۔ مجھے نہ کسی منصب کی طلب ہے نہ کسی عطیے اور بخشش کی آرزو۔ میری غرض صرف اس قدر ہے، اور میں بلند آہنگی سے اُس کا اعلان کرتا ہوں، کہ اعلیٰ حضرت کے روبرو سلطنت کی عظیم اکثریت یعنی مسلمانوں اور مسیحیوں کی آرزو رکھ دوں۔ یقیناً جلا وطنی کی تمام تلخیاں مجھ پر آسان ہوجائیں گی اگر ذات شاہانہ کے سامنے حقیقت عریاں پیش کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

اعلیٰ حضرت سلطان معظم! سب سے پہلے خود اپنے ضمیر طاہر کی طرف رجوع کیجئے کہ وہ اس زمانے میں آپ کا کیا فرض بتاتا ہے، جبکہ آپ کی رعیت حیرت میں پڑگئی ہے اور پورے معنی میں تباہ ہو رہی ہے؟ یہ ایک جلیل القدر عمل ہے۔ اسے وہی انجام دے سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عزم شہامت کا دست عطا فرمادیا ہے۔ جو کوئی بھی یہ عمل عظیم انجام دے گا، تاریخ اُس کا نام ہمیشہ یاد رکھے گی اور تمام مخلوق اُس کا نام عزت و شکر گزاری کے ساتھ لیتی رہے گی!

میرے آقا! اگر زمانے نے حضور والا کو وہ شرف نہیں بخشا جو آپکے اجداد کے حصے میں آیا تھا، یعنی آپ کے ہاتھوں اس عظیم سلطنت کی بنیاد نہیں پڑی، تو زمانے نے یہ شرف آپکے لئے محفوظ رکھ چھوڑا تھا کہ اس سلطنت کی عظمت رفتہ دوبارہ واپس لانے کا کام آپ ہی کے دست مبارک سے انجام پائے۔ تمام صادق محبان وطن بلکہ آپ کی کروڑوں مسلمان اور مسیحی رعایا کی آوازیں اس عرض میں میری شریک ہیں کہ حضور اس عمل عظیم و اشرف کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت ہی اسکے اہل ہیں۔ یہ شرف حضور کے اسم گرامی کو اُن عظمائے تاریخ کے بلند پایوں کی صف میں لکھ دے گا جن کی تمام مخلوق تعظیم کرتی اور جن کی عظمت کے راگ تمام قومیں گا رہی ہیں"

مصطفیٰ فاضل۔ ۱۸۶۶ء

خط و کتابت

میں

اپنا نمبر ضرور لکھا کیجئے جو ہر ہفتہ رسالہ کی چٹ پر

آپکے نام کے ساتھ درج ہوتا ہے۔

منیجر

دلآزار مذہبی تحریریں اور مسلمانوں کا پچھلا مظاہرہ

اسلام اور سزائے قتل

ایک جویائے حق کے خط کے جواب میں

(۲)

یہاں تک میں نے جو کچھ لکھا، وہ اس باب میں ایک اصولی بحث تھی۔ میں نے ابھی اس طرف توجہ ہی نہیں کی ہو کہ جن باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہو اُن کی اصلیت کیا ہو اور وہ فی الحقیقت اسلام کے احکام ہیں یا نہیں؟ میں صرف یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ صورت حال کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن آپ کا طریق نظر صحیح نہیں ہو۔ آپ اسلام کی حقیقی تعلیم معلوم کرنے کے بعد محض اس وجہ سے اپنے آپ کو "شک و شبہ" کے حوالے کر دیتے ہیں کہ "دیگر مسلمانوں" کا فہم و عمل اس کے خلاف نظر آتا ہو۔ "دوسرے مسلمانوں" کا یہ بیان کردہ فہم و عمل فی الحقیقت خلاف ہو یا نہیں؟ اس سے بھی ابھی کوئی بحث نہیں۔ سوال یہ ہو کہ ایک جویائے حقیقت انسان جس کا مقصد جنگ و نزاع نہیں بلکہ سچائی کی طلب و تحقیق ہو، کیوں راہ تحقیق میں اصل تعلیم چھوڑ کر لوگوں کے فہم و عمل سے متاثر ہو، اور اس کی وجہ سے "شکوک و شبہات" میں مبتلا ہو جائے!

بحیثیت ایک طالب حق و صداقت کے یہ بات پیشتر سے آپ کے علم میں ہونی چاہئے کہ مذاہب کی تعلیم اور پیروانِ مذاہب کا فہم و عمل دو مختلف چیزیں ہو گئی ہیں۔ ایک چیز نہیں ہیں، اور اس لئے اگر اس طرح کا کوئی اختلاف آپکے علم میں آ گیا ہو، تو یہ کوئی نیا انکشاف نہیں ہو جس سے آپ حیران و سراسیمہ ہو جائیں، بلکہ پیشتر کی سمجھی بوجھی ہوئی بات کا ایک مزید معائنہ اور تجربہ ہو۔ تجربہ شک شبہ کا باعث کیوں ہو؟ اس سے تو آپکے علم یقین میں اور زیادہ اضافہ ہونا چاہئے؟

دعوتِ قرآنی کی بنیادی اصل

یہ موقعہ زیادہ تفصیل و بحث کا نہیں ہو ورنہ میں آپ کو بتلاتا کہ جستجوئے حقیقت اور معرفت صداقت کی یہی وہ بنیادی اصل ہو، جس کی اب تک تیرہ برس پہلے قرآن حکیم نے نوع انسانی کو دعوت دی تھی۔ دراصل قرآن کی ساری تعلیم اسی اصل کی شرح ہو۔ قرآن جس وقت نازل ہوا، اُس وقت دُنیا میں مذاہب کے پیرؤں کی کمی نہ تھی، لیکن مذاہب کی حقیقت گم ہو چکی تھی۔ اُسی طرح گم تھی جس طرح آج بھی گم ہو۔ مذاہب کے پیرؤں کی بے شمار جماعتیں قائم تھیں، اور ہر جماعت صرف اپنے ہی کو سچائی کی وارث اور ہر دوسری جماعت کو سچائی سے محروم یقین کرتی تھی۔ سچائی کی راہ ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قرآن کے لئے بہ ظاہر دو ہی طریقے ہو سکتے تھے: یا تو تمام پیروانِ مذہب کی تصدیق کرے یا سب کی تکذیب کرے۔ سب کی تصدیق کی نہیں جا سکتی تھی کیونکہ ہر ایک کا دعویٰ دوسرے سے متضاد تھا۔ ہر جماعت نہ صرف اپنی صداقت کی مدعی تھی، بلکہ دوسرے کے بطلان کی بھی مدعی تھی۔ اس لئے سب کی تصدیق کے معنی یہ تھے کہ سب کو بہ یک وقت حق اور باطل، دونوں تسلیم کر لیا جائے۔ اسی طرح سب کی تکذیب بھی صداقت کے خلاف تھی۔ کیونکہ اس صورت میں دُنیا کا مذہبی صداقت سے خالی ہونا لازم آتا تھا، اور انسان کی روحانی ہدایت و تربیت کی تمام بنیادیں منہدم ہو جاتی تھیں۔ پس اُس نے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی اختیار نہیں کیا۔ ایک تیسری راہ اختیار کی۔ اُس نے کہا، دُنیا کے تمام مذاہب حق ہیں، لیکن دنیا کے تمام پیروانِ مذاہب حق سے منحرف ہو گئے ہیں۔ جس قدر بھی گمراہی ہو، جس قدر بھی اختلاف ہو، جسقدر بھی دعوؤں کی لڑائی اور جماعت بندیوں کا تصادم ہو، پیروانِ مذہب کے فہم و عمل میں ہو۔ مذاہب کی تعلیم میں نہیں ہو۔ اگر پیروانِ مذہب کا یہ انحراف دور ہو جائے جو حق نہیں ہو، تو ہر جماعت کے پاس وہ چیز باقی رہ جائے گی جو صرف حق ہو، اور چونکہ وہ حق ہو، اس لئے نہ تو اُس میں ایک راہ سے زیادہ کی گنجائش ہو۔ نہ کسی طرح کے اختلاف و نزاع کا امکان۔ یہی مذہب عالم کا "مشترک حق" وہ دنیا کی عالمگیر روحانی صداقت ہو، اور اسی کو قرآن نے اپنی زبان میں "اسلام" اور "صراط مستقیم" سے تعبیر کیا ہو:

قولوا آمنا باللہ وما انزل	سچائی کی راہ یہ ہو کہ کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے
الینا، وما انزل الی ابراہیم	ہیں اور اُس سچائی پر ایمان لے آئے ہیں جو
واسماعیل ویعقوب والاسباط،	ہمارے سامنے پیش کی گئی ہو۔ نیز اُن تمام ہدایتوں کی
وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ، وما	صداقت پر ایمان رکھتے ہیں جو ابراہیم پر نازل
اوتی النبیون من ربھم، لا	ہوئی تھیں، اور جن کی اسماعیل ویعقوب اور ان
نفرق بین احد منھم ونحن	کی نسل کے رہنماؤں نے دعوت دی، اور پھر
لہ مسلمون، فان آمنوا بمثل	وہ تعلیم جو موسیٰ کو دی گئی، اور وہ تعلیم جو عیسیٰ
ما آمنتم بہ فقد اھتدوا، و	کا پیغام حق تھا۔ غرضکہ دنیا کے تمام نبیوں
ان تولوا فانما ھم فی شقاق	اور مذہبی صداقتوں کے ساتھ [illegible]
فسیکفیکھم اللہ، وھو السمیع العلیم! (۱۳۷:۲)	خدا کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو کچھ ملا ہو، اُس سب پر ہمارا ایمان ہے۔

ہم اُن سب کو ایک ہی طرح کے یقین اور احترام کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ ہم اُن میں کسی طرح کی تفریق نہیں کرتے کہ ایک کی تصدیق کریں اور دوسرے کو جھٹلائیں۔ ہم خدا کے فرماں بردار ہیں۔ اُس کی سچائی جہاں کہیں اور جب کبھی آئی ہو، ہمارے لئے سچائی ہو اور ہم اُسے قبول کرتے ہیں!

اس طرح قرآن نے جو طریقہ اختیار کیا، وہ یہ تھا کہ تمام مذاہب کی تصدیق کی، مگر تمام پیروانِ مذاہب کی تکذیب کی، اور اس تصدیق و تکذیب کے اجتماع سے اُس بنیادی صداقت کی راہ نوع انسانی پر کھول دی، جس پر چلے بغیر کوئی انسان مذہبی حقیقت کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ آج بھی ہر اُس انسان کے لئے جو مذہب کی روحانی صداقت کی طلب رکھتا ہو، اس راہ کے سوا دوسری کوئی راہ موجود نہیں ہو۔ وہ وقت اب دُور نہیں ہو جب عالم انسانیت مذاہب عالم کے اختلافات سے اُکتا کر مجبور ہو جائے گا کہ یا تو یک قلم مذہب ترک کر دے یا تمام مذہبی صداقتوں کو جمع کر دے۔ میرا یقین ہو کہ جمعیت انسانی مذہب ترک نہیں کر سکتی۔ اس لئے ناگزیر ہو کہ دوسرا طریقہ اختیار کرے۔ اور جب وہ دوسرا طریقہ اختیار کرے گی، تو فی الحقیقت وہ یہی طریقہ ہوگا جس کی طرف تیرہ سو برس پہلے قرآن نے دعوت دی تھی: یعنی انسانوں کے فہم و عمل کی تکذیب اور اصل مذاہب کی تصدیق۔ اُس وقت دُنیا کے تمام پیروانِ مذاہب یک زبان ہو کر اعلان کریں گے:

کان الناس امۃ واحدۃ،	ابتدا میں انسانی جمعیت کی ابتدا اختلاف
فبعث اللہ النبیین مبشرین و	سے نہیں بلکہ وحدت و یگانگت سے ہوئی
منذرین، وانزل معھم	ہو۔ سب ایک ہی قوم تھے اور سب فطری صداقت
الکتاب بالحق لیحکم بین الناس	کے ایک ہی طریق پر چلنے والے تھے پھر
فی ما اختلفوا فیہ، وما اختلف	ایسا ہوا کہ ان میں پھوٹ پڑ گئی اور گمراہی
فیہ الا الذین اوتوہ من بعد	و فساد کی بے شمار راہوں میں بکھر گئے۔
ما جاءتھم البینات بغیاً بینھم،	تب خدا نے اُن کی ہدایت کے لئے نبیوں
فھدی اللہ الذین آمنوا لما	کو مبعوث کیا جو نیک کرداری کے پھل
اختلفوا فیہ من الحق باذنہ،	کی بشارت دیتے تھے اور بدکرداری کے
واللہ یھدی من یشاء الی	نتائج سے ڈراتے تھے۔ اُنکے ساتھ تعلیم
صراط مستقیم! (۲۰۹:۲)	حق کی کتابیں تھیں۔ یہ اس لئے نازل

کی گئی تھیں تاکہ جن جن باتوں میں نادانی و گمراہی سے اختلاف اور جھگڑا پیدا کر دیا گیا ہو، اُن سب کا فیصلہ ہو جائے اور سب اُس حقیقی دین پر متفق ہو جائیں جس سے منحرف ہو کر ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے ہیں! افسوس ہو کہ نسل انسانی اس پر بھی اختلاف و فساد سے باز نہ آئی۔ جن جن باتوں کے فیصلہ کے لئے یہ کتابیں نازل کی گئی تھیں، اُنھی میں پھر اختلاف پیدا کر دیا گیا، اور دین حق کی حقیقت اور وحدت گم ہو گئی۔ جب ایسا ہوا تو ضروری تھا کہ ایک مرتبہ ان تمام اختلافوں اور گمراہیوں کے خلاف، دین حق کی حقیقت کا عام اعلان کر دیا جائے، اور تمام جماعتوں اور مدعیوں کو ایک نقطہ پر جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ اللہ نے اپنے فضل و رحمت سے اس کا دروازہ اہل ایمان پر کھول دیا، اور وہ جسکو چاہتا ہو، سیدھی راہ دکھا دیتا ہو!

مسلمانوں کا پچھلا مظاہرہ

اب میں اُس خاص معاملہ پر متوجہ ہوتا ہوں جس کا آپ نے ذکر کیا ہو۔ میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں آپ نے جس قدر تاثرات قبول کئے ہیں، وہ زیادہ تر اسی اصولی غلطی کا نتیجہ ہیں۔

اس بارے میں آپ نے جو کچھ لکھا ہو، اُس کا خلاصہ یہ ہو کہ آپ تسلیم کرتے ہیں، یہ رسالہ فی الحقیقت نہایت بیہودہ اور دلآزار تھا اور اس پر اعتراض کرنے میں مسلمان حق بجانب تھے۔ لیکن آپ کہتے

(بقیہ مضمون صفحہ [illegible])

"لیکن حاشا و کلا، قوم اور اُس کے زعیم کا مقام اس سے بلند ہو۔ تم نے مر کر لازوال زندگی حاصل کر لی۔ تمہاری آرزوئیں جو اُس کے دل میں مجسم تھیں، اب اُس کی غیر فانی روح کے ساتھ، ابدی و سرمدی ہو گئیں۔ اب فنا کا ہاتھ کسی طرح بھی اُن تک نہیں پہنچ سکتا۔"

"ابنائے وطن! وفد، جو تمہاری بیداری کا پہلا مظہر تھا، اب بھی باقی ہو، اور آئندہ بھی باقی رہے گا۔ وہ تمہاری قوت کی میزان، تمہارے جہاد کا عنوان، تمہاری وحدت کی بنیاد، تمہاری آرزوؤں کی جان، اور تمہارے آلام کا ترجمان ہو!"

"وہ اُس وقت تک میدان نہیں چھوڑے گا جبتک کامل خود مختاری اور صحیح آزادی کے ذریعہ وطن کی عزت بے داغ نہ کر دے"

گروہ، تعلیم یافتہ اشخاص کا ہے"

" یہ دونوں فکری رجحان، ٹرکی میں ۲۰ برس سے متصادم ہو رہے ہیں۔ سیاست، فوج، ادب، علم، کوئی میدان نہیں جس میں یہ دونوں نقطہ ہائے فکر باہم دست بگریباں نہ ہوں"

"لہذا یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگرچہ بہت سی جماعتیں نہیں تو کم سے کم دو جماعتیں ملک میں ضرور موجود ہیں اور برسر اقتدار آنے کے لئے منظم ہو سکتی ہیں۔ لیکن اسوقت عملاً صرف ایک ہی سیاسی جماعت موجود ہے، اور وہ حامیان اصلاح و تجدد کی ہے"

"اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ حامیان اصلاح اپنے مقاصد کا بیانگ دہل اعلان کرتے ہیں اور مقرر و منضبط لائحہ عمل رکھتے ہیں۔ برخلاف انکے حامیان جمود و تقلید میں اپنے مقاصد کے اعلان کی جرأت نہیں۔ درحقیقت وہ کوئی معین راہ عمل رکھتے ہی نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان میں باہم کوئی فکری رابطہ بھی موجود نہیں ہے جو ایک باقاعدہ جماعتی شکل پیدا کر سکے۔ ہر کوئی اپنی ایک علحدہ مضطرب اور مبہم رائے رکھتا ہے اور دوسرے کے ساتھ ملنے پر آمادہ نہیں ہے"

"یہی سبب ہے کہ عملی طور پر یہ جماعت مرگئی ہے۔ کسی طرح بھی اپنے حریف کے مقابلے میں کھڑی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اُس کی اس عملی موت نے اُس میں یہ خطرناک مرض بھی پیدا کر دیا ہے کہ وہ پس پردہ سازشوں اور خیانتوں کے جال بناتی اور ملک میں پھیلانے کی کوشش کرتی ہے"

یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ حاکمیت ملیہ کی یہ رائے افراط و تفریط سے خالی نہیں ہے۔

ایک نئی سازش

اس ہفتے ایک نئی سازش پر سے پردہ اٹھا ہے۔ آپکے قارئین کو یاد ہوگا کہ معاہدۂ لوزان کے بعد ہی ترکی حکومت نے اپنی سرحدوں سے ۱۵۰ آدمیوں کو ہمیشہ کے لئے جلا وطن کر دیا تھا۔ کیونکہ ان کی پچھلی زندگی، سازشوں اور خیانتوں سے لبریز تھی۔

یہ لوگ ٹرکی سے نکلکر یونان، مصر، شام وغیرہ ملکوں میں پھیل گئے اور ترکی حکومت سے انتقام لینے کی فکریں کرنے لگے۔ یونان میں پناہ گزین خائنوں کی روش بہت مشتبہ تھی۔ ترکی خفیہ پولیس برابر ان کی نگرانی کرتی رہتی تھی۔

انھوں نے کئی سال مطمئن زندگی بسر کرنے کے بعد خیال کیا کہ ترکی حکومت اُن سے بالکل غافل ہوگئی ہے۔ چنانچہ حکومت یونان کے بھروسے پر ایک سازش بنائی اور عمل کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سازش کا سرغنہ، حاجی سامی ہے۔ یہ چرکسی قوم کا آدمی ہے اور اپنے وقت کا مشہور جرائم پیشہ اور خونریز رہ چکا ہے۔ انجمن اتحاد و ترقی کی حکومت کے زمانے میں اسنے سیکڑوں خون کئے تھے۔ مرحوم انور پاشا جب ترکستان گئے تو یہ بھی وہاں پہونچا اور جنگ میں شریک ہو گیا۔ اُن کی شہادت کے بعد پھر ٹرکی واپس آیا اور اپنا پرانا مشغلہ جاری کر دیا۔ معاہدۂ لوزان کے بعد حکومت نے اسے بھی جلا وطن کر دیا تھا۔

پچھلے ہفتے ترکی پولیس کو معلوم ہوا کہ یہ یونان سے اپنا سلح جرگا جہاز کر سمرنا پہونچا ہے، اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی جان لینے کی فکر میں ہے۔ چنانچہ فوراً اُسے گرفتار کرنا چاہا۔ مگر اُسنے مقابلہ کیا تھا جس میں وہ خود مارا گیا، مگر اُس کی پوری ٹولی قید ہوگئی۔

اس ٹولی میں تمام چرکسی لوگ شامل ہیں۔ بعض کے نام یہ ہیں، حمید کوجیک، مجید کلاں، حقی قاتل، بکی برادر حاجی سامی۔ ان لوگوں نے اپنی سازش کا اعتراف کر لیا ہے۔ ان کی تجویز یہ تھی کہ انگورہ کے قریب مقام "تغلو خان" میں جا کر قیام کرینگے۔ یہاں تک کہ جب غازی موصوف اواخر اگست کے دو چار ایام کے وسط میں انگورہ روانہ ہونگے تو مذکورہ بالا گاؤں میں اُن کی ریل ڈائنا میٹ کے ذریعہ اڑا دینگے۔

تلاشی لینے پر ان لوگوں کے پاس سے سادے کاغذ کی ایک کتاب دستیاب ہوئی۔ پولیس کو شبہ ہوا تو اُس کی کیمیاوی تحقیقات کرائی گئی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس میں غیر مرئی روشنائی سے اُن کے باقی ہم خیالوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس طرح حکومت کو اس پورے جتھے کا علم ہوگیا۔ اس سلسلہ میں ایک پنشن یافتہ فوجی افسر ماکف بک کی گرفتاری بھی عمل میں آئی ہے۔

ترک اور افغان

حال میں حکومت افغانستان نے فوجی تربیت و تعلیم کے لئے اپنے متعدد افسر، ٹرکی بھیجے ہیں۔ انہیں باہر شادی کرنے کی سخت ممانعت تھی تاہم صوبہ دار محمد اکرم خاں نے ایک ترکی خاتون سے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اسنے اس بارے میں افغانی سفیر کو درخواست دی سفیر نے درخواست، کابل بھیجدی۔ کابل سے خود امیر امان اللہ خاں کا حکم آیا کہ شادی اجازت دیدی جائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ تمام افغانی افسروں کو بھی اب ترک خاتونوں سے شادی کی آزادی دیدی جائے۔ ساتھ ہی شاہ افغانستان نے یہ بھی لکھا کہ یہ شادی، ترکی قانون مدنی کے موافق عمل میں آئے۔ فرمان عالی میں یہ بھی تھا کہ "میں نہایت خوش ہونگا اگر افغان افسر اپنی ترک بیویوں کے ساتھ کابل پہنچیں۔ ترکی اجتماعی زندگی کے اصول سیکھ کر آئیں اور اپنے ملک میں انھیں رائج کریں"

ٹرکی اور ایران

پچھلے دنوں بعض سرحدی حوادث کی وجہ سے ٹرکی اور ایران میں کشیدگی کے آثار پیدا ہوگئے تھے، جیسا کہ میں بروقت آپ کو مطلع کر چکا ہوں لیکن اب دونوں حکومتوں کے تدبر سے جلد غلط فہمیاں دور ہوگئی ہیں۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ اسی ہفتے ایرانی سفارتخانے میں ترکی وزیر خارجہ توفیق رشدی بک اور ترکی سفیر متعینۂ طہران ممدوح شوکت بک کو نہایت پرتکلف دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں ایرانی سفیر نے تقریر کرتے ہوئے بہت زوردار الفاظ میں کہا کہ دونوں حکومتوں کے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں، اور ہمیشہ دوستانہ ہی رہیں گے۔

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

نئے رہنما کا انتخاب

سعد پاشا زغلول کی وفات کے بعد اُن کے جانشین کے انتخاب کا معاملہ بہت اہم اور مشکل تھا۔ ظاہر ہے اسوقت مصر کی توجہات کا مرکز، اس مسئلہ کے سوا، کوئی دوسرا مسئلہ نہیں ہو سکتا تھا لیکن انگلستان میں بھی اسکی وجہ سے بے چینی کچھ کم نہ تھی۔ مصر میں انگلستان کی تمام امیدیں اسی مسئلہ سے وابستہ تھیں اور وہ انتہائی اضطراب سے فیصلہ کا انتظار کر رہا تھا۔

حسب عادت انگریزی اخبارات نے مصر کی متفقہ صفوں میں پھوٹ ڈالنے کی پوری کوشش کی۔ ایک طرف احمد زیور پاشا کی پیٹھ ٹھونکنا شروع کی کہ اب موقعہ ہے بہت کرو اور برسر اقتدار آجاؤ۔ دوسری طرف اعتدال پسندوں یعنی عدلی پاشا اور ثروت پاشا کی جماعت کو اُکسایا کہ وفد کی جماعت، مصر کی پوری سیاست پر حاوی ہو رہی ہے۔ اب وقت ہے اُسے گرا دو!

تیسری طرف خود وفد کی جماعت میں بھی نا اتفاقی ڈالنی چاہی۔ اس غرض کے لئے فتح اللہ باشا برکات سے بہتر کوئی شخص نہیں مل سکتا تھا۔ موصوف، مرحوم زغلول پاشا کے بھانجے ہیں اور اُنکے ساتھ جہاد ملی میں بے شمار مصائب برداشت کر چکے ہیں۔ ان اخبارات نے خیال کیا کہ تعریفیں کر کے انہیں وفد کی صدارت کے لئے کھڑا کر دینا چاہئے۔ وفد کی جماعت، بعض موانع کی بنا پر ان کی سرداری قبول نہیں کرنا چاہتی۔ اس طرح آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی اور ملک کی سب سے بڑی سیاسی قوت درہم برہم ہو جائے گی۔

مگر مقام مسرت ہے کہ یہ تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ زیور پاشا نے کان ہلائے، مگر عام رائے سے مرعوب ہو کر خاموش ہو گئے۔ اعتدال پسندوں نے بھی قابل تعریف رویہ اختیار کیا، اور وفد کی جماعت سے لڑنا نامنظور کر دیا۔

خود وفد نے بھی نہایت دانش مندی سے کام لیا اور مرحوم رہنما کی جانشینی کا مسئلہ بڑی ہی خوش اسلوبی سے حل کر دیا۔ فتح اللہ باشا برکات نے جنھیں انگریزی اخبارات، برات کا دولہا بنانا چاہتے تھے، صاف لفظوں میں اعلان کر دیا کہ مجھے سرداری کی طلب نہیں ہے۔ میں وفد کے فیصلے کے سامنے ہر وقت بلا کسی قید و شرط کے سرخم کرنے کو طیار ہوں۔

وفد نے اپنا فیصلہ ۲۶ ستمبر کو سنا دیا۔ یہ جلسہ نہایت عظیم الشان تھا تقریباً تمام ارکان جمع تھے۔ جلسہ کی کارروائی، محمد نجیب الغرابلی باشا کی تقریر سے شروع ہوئی۔ یہ تقریر پورے وفد کی جانب سے تھی۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"جو کوئی سعد کی ذات خاص کا مددگار تھا، تو سعد مر گئے۔ لیکن جو سعد کے اصول کا حامی تھا، تو سعد کے اصول باقی ہیں، کبھی مٹنے والے نہیں۔

"بلاشبہ سعد مر گئے۔ بہت سے دل، جو اُن کی ہیبت سے خائف تھے مسرت سے اچھلنے لگے۔ بہت سے سر جو اُنکے رعب سے خم تھے، بلند ہونے لگے فتنہ کا سر اپنی دونوں آنکھیں تم میں ہر طرف پھرانے لگا کہ کوئی شگاف دیکھ اور در آئے۔ لیکن قدیر و حکیم خدا نے تمھیں اُس کی نظر بد سے بچا لیا۔ تم نے خدا کی توفیق سے فتنہ کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ اپنا اتحاد بچا کر شیطان کو مایوس کر دیا، وہ تمھارے متحدہ علم دیکھ کر اُلٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔

"وفد نے اپنے قانون کے بموجب اپنی صدارت کے معاملے پر غور کیا۔ پورے غور و خوض کے بعد اُس کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ یہ جلیل القدر منصب ایک ایسے شخص کے سپرد کرے، جسے تم سب جانتے ہو اور حق کی حمایت میں اُس کا حصہ دیکھ چکے ہو۔ وہ مصائب میں ہمیشہ ثابت قدم رہا۔ تکلیفوں میں اُس کی پیشانی پر کبھی بل نہ آیا۔۔ ایمان میں اُسنے ہمیشہ سبقت کی آزادی کے لئے اُسنے اپنی زندگی وقف کر دی۔

"وہ شخص کون ہے؟ وہ مصطفیٰ نحاس ہے!......"

اس تقریر کے بعد اور بہت سی تقریریں ہوئیں اور مصطفےٰ نحاس باشا بالاتفاق، وفد کے صدر، اور پارلیمنٹ کی دونوں مجلسوں میں جماعت وفد کے رئیس منتخب ہو گئے۔

وفد کا پیغام

مصری وفد نے قوم کے نام حسب ذیل پیغام شائع کیا ہے:

"ابناء وطن! عظیم القدرت خدائے بزرگ و برتر کی مشیت پوری ہوئی اور سعد زغلول کا انتقال ہو گیا۔ تم اُس کے فراق پر رنج سے بیٹھے لیکن رحمت الہی نے اس کے سوا کچھ منظور نہ کیا کہ تمھارے سردار کو ویسی ہی شریف موت دے، جیسی شریف زندگی اُسے بخشی تھی۔ چنانچہ جس طرح وہ مجاہد زندہ رہا تھا، اُسی طرح مجاہد ہی مرا۔ دنیا و آخرت، دونوں میں اُس کے لئے مجاہدین کا ثواب جزیل موجود تھا!

"سعد مر گیا، اس سے تمھارے دل ٹوٹ گئے۔ بعض لوگوں نے تمھارا رنج و الم دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ اُس بڑے سینے میں جو بڑی بڑی امیدیں پنہاں تھیں، اُس کی موت ہی کے ساتھ وہ بھی مر گئیں۔

بصائر و حکم

عالم انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

اکابر تاریخ اسلام کی مختصر وفیات

ابراہیم موصلی

اپنے زمانے کا سب سے بڑا ماہر فن موسیقی، ابراہیم موصلی، قولنج کی بیماری میں مبتلا ہوا اور خلیفہ کے محل میں آنے جانے سے معذور ہو گیا۔ جب تکلیف بہت بڑھی تو یہ شعر اس کی زبان پر جاری ہو گئے:

مَلَّ واللہ طبیبی   من مقاساۃ الذی بی
واللہ طبیب میرے مرض کی تشخیص سے اکتا گیا ہے
سوف انعی من قریب   لعدو و حبیب!
عنقریب دوست و دشمن سب کو میری موت کی خبر سنا دی جائے گی!

ایک دن خلیفہ ہارون الرشید عیادت کو گیا اور پوچھا:

"ابراہیم کیا حال ہے؟"

ابراہیم نے جواب میں یہ شعر پڑھ دیا:

سقیم مل منہ اقربوہ   واسلمہ المداوی والحمیم
بیمار، جس سے اس کے رشتہ دار اکتا گئے ہیں۔ طبیب اور دوست اسے چھوڑ چکے ہیں۔

۱۸۸ھ (۸۰۴ء) میں انتقال کیا

عباس بن الاحنف

اصمعی نے بیان کیا ایک دن میں بصرہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک حسین نوجوان میرے پیچھے کھڑا ہے۔

"میرا آقا آپ کو یاد کرتا ہے" خوبصورت لڑکے نے کہا۔

میں اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ صحرا میں ایک خیمہ کھڑا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو گئی کہ عباس بن الاحنف اس میں پڑے دم توڑ رہے ہیں۔ اس وقت ان کی زبان پر یہ شعر تھے:

یا بعید الدار عن وطنہ   مفرداً یبکی علی شجنہ
اے اپنے وطن سے بہت دور! تنہا اپنی حسرت پر رو رہا ہے!
کلما جد النحیب بہ   زادت الاسقام فی بدنہ
جوں جوں اس کا گریہ بڑھتا ہے، اس کے جسم میں بیماریاں بھی بڑھتی جاتی ہیں!

پھر وہ بیہوش ہو گئے۔ درخت پر ایک چڑیا بولی۔ عباس نے اس کی آواز پر آنکھ کھول دی اور یہ شعر پڑھنے لگے:

ولقد زاد الفؤاد شجیً   ہاتف یبکی علی فننہ
دل کا رنج اور بھی زیادہ کر دیا، اپنی ڈالی پر سے پکارنے والے نے۔
شاقنی ما شاقہ فبکی   کلنا یبکی علی سکنہ
جس کا شوق مجھے ہے، اسی کا اسے بھی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے حبیب کے لئے روتا ہے۔

وہ پھر بیہوش ہو گئے۔ میں نے خیال کیا پہلی سی غشی ہے۔ مگر انہوں نے ایک لمبی سانس لی اور سرد ہو گئے تھے!

۱۹۲ھ (مطابق ۸۰۸ء) میں فوت ہوئے۔

خلیفہ ہارون الرشید

جب بیماری بہت سخت ہو گئی تو طبیب بلائے گئے۔ مگر کسی علاج سے بھی فائدہ نہ ہوا۔ ہارون مایوس ہو گیا اور یہ شعر پڑھے:

ان الطبیب بطبہ ودوائہ   لا یستطیع دفاع مکروہ اتی
طبیب اپنی طب اور دوا سے کسی مصیبت کو اس کے آ جانے کے بعد دور نہیں کر سکتا۔
ما للطبیب یموت بالداء الذی   قد کان یبرئ مثلہ فیما مضی؟
یہ کیا ہے کہ طبیب اسی بیماری سے مرتا ہے جسے ہمیشہ اپنے علاج سے اچھا کیا کرتا تھا؟
ہلک المداوی والمداوی والذی   جلب الدواء وباعہ ومن اشتری
معالج، مریض، دوا لانے والا، دوا بیچنے والا، دوا خریدنے والا سب مر جائیں گے!

جب موت کا یقین ہو گیا تو بنی ہاشم کو طلب کیا، اور کہا:

"ہر مخلوق مرنے والی ہے۔ آج میں بھی موت کے گھاٹ اترنے والا ہوں۔ میں تمہیں تین وصیتیں کرتا ہوں: اپنی امانت کی حفاظت کرنا۔ اپنے سرداروں کی خیر خواہی کرنا۔ اپنا اتحاد برقرار رکھنا۔ میرے دونوں لڑکوں محمد (امین) اور عبداللہ (مامون) کو دیکھنا۔ ان میں سے جو بھی اپنے بھائی پر سرکشی کرے، اسے گمراہی سے روک دینا اور اس کا عہد توڑ دینا"

۱۹۳ھ (۸۰۹ء) میں وفات پائی۔

ابو نواس

ہارون رشید کے مشہور مصاحب اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے راوی شعر اور شاعر، ابو نواس نے مرتے وقت یہ شعر کہے:

دب فیّ الفناء سفلاً وعلواً   واراني اموت عضواً فعضوا
اوپر نیچے ہر طرف سے فنا مجھ میں دوڑ رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جوڑ جوڑ سے مر رہا ہوں۔
ذہبت شرتی بجدۃ نفسی   وتذکرت طاعۃ اللہ نضوا
میری تمام تیزی چلی گئی۔ اپنے سوکھ جانے پر مجھے طاعت الٰہی کا خیال آیا!
لیس من ساعۃ مضت لی الا   نقصتنی بمرہا بی جزءا
ہر گھڑی جو مجھ پر گذر رہی ہے۔ کوئی نہ کوئی حصہ کم کرتی جاتی ہے!
لہف نفسی علی لیال وایام   تملیتہن لعباً ولہوا
ان دنوں اور راتوں پر میرا افسوس، جنہیں میں نے لہو و لعب میں گزار دیا!
قد اسأنا کل الاساءۃ فاللہم   صفحاً عنا وغفراً وعفوا
ہم نے سراسر برائی ہی کی ہے لیکن خدایا! ہم تیری عفو و بخشش چاہتے ہیں!

محمد امین

ہارون رشید کے جانشین محمد امین کو گرفتار کرنے کے لئے جب مامون کے آدمی آدھی رات کے وقت محل میں گھسے، تو چلا اٹھا:

"انا للہ وانا الیہ راجعون! واللہ میری جان، خدا کی راہ میں چلی گئی۔ آہ، کوئی تدبیر نہیں۔ کوئی حمایتی نہیں۔"

گرفتار ہو جانے پر اس نے اپنی اولاد اور عزیزوں سے کہا:

"یہ تمہارا آخری دیدار ہے۔ خدا تمہارا نگہبان ہو!"

قتل کے وقت جلادوں سے کہا:

"تمہارا برا ہو! جانتے نہیں میں رسول اللہ کے چچا کا پوتا، ہارون الرشید کا بیٹا، اور مامون کا بھائی ہوں؟ میرا خون کرنے میں خدا سے ڈرو!"

۱۹۸ھ (۸۱۳ء) میں قتل ہوا

حضرت معروف الکرخی رح

مشہور صوفی و زاہد معروف کرخی سے حالت نزع میں کہا گیا "وصیت کیجئے" کہنے لگے:

"جب میں مر جاؤں تو میرا یہ کرتا بھی صدقہ کر دینا۔ میں چاہتا ہوں دنیا سے اسی طرح جاؤں، جیسا آیا تھا"

۲۰۰ھ (۸۱۶ء) میں وفات پائی۔

حضرت بشر بن المنصور رح

وفات کے وقت بہت خوش تھے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا "آپ موت پر خوش ہوتے ہیں؟"

کہنے لگے۔ "کیا تمہارے خیال میں خالق کے حضور جانا، جس سے مجھے بڑی ہی امید ہے، مخلوق میں رہنے کے برابر ہے؟ وہ مخلوق جس سے میں ڈرتا ہوں؟" یہ کہتے ہی روح پرواز کر گئی۔

(۲۰۹ھ - ۸۲۵ء)

بقیہ مضمون صفحہ ۳

ہیں تو اس کی بالکل کوشش نہیں کرتے کہ احتیاط اور انصاف کے ساتھ قدم اٹھائیں۔ ہندوستان میں تقریباً ۵۰ برس سے ہندو مسلمانوں کی موجودہ کشمکش شروع ہوئی ہے۔ اگر ان ۵۰ برسوں کے وہ تمام بیانات اور مباحث جمع کر لئے جائیں جو ایک فریق نے دوسرے کے اقوال و اعمال کی نسبت بیان کئے ہیں، اور پھر ان پر انصاف اور صداقت شعاری کے ساتھ نظر ڈالی جائے، تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ نصف سے زیادہ مقدار ان باتوں کی نکلے گی جو کبھی فتنہ و فساد کی صورت نہ اختیار کرتیں اگر واقعات کے مطالعہ و بیان میں انصاف و دیانت کا تھوڑا سا بھی لحاظ رکھا جاتا۔

کہ معاملہ اس حد تک پہنچکر ختم نہیں ہوگیا۔ بلکہ آپکے لفظوں میں:

"جو طریقہ مسلمانوں نے ملک کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اختیار کیا، اور جو جو باتیں کہی گئیں، وہ نہ صرف حق و انصاف کے خلاف تھیں بلکہ عجیب طرح کی مذہبی ذہنیت ظاہر کرتی تھیں جنھیں کسی طرح بھی ٹھیک راستہ پر نہیں لے جایا جا سکتا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام لیڈروں اور "مولنا صاحبان" نے اور جمعیت العلماء نے فتویٰ جاری کردیا کہ رنگیلا رسول لکھنے والے اور چھاپنے والے کو قتل کرنا چاہئے۔ اور یہ کہ اسلام کا قانون یہی ہے کہ جونہی کوئی غیر مسلمان حضرت بانیٔ اسلام کے خلاف بدزبانی کرے، اُسے فوراً مارڈالنا چاہئے"

میں آپکی طبیعت کی صداقت اندیشی اور حق جوئی کا معترف تھا اور اس موقعہ پر بھی معترف ہوں۔ آپنے اس رسالہ کے متعلق جو رائے قائم کی، اور جس طرح بے لاگ اور قطعی لفظوں میں اپنا خیال ظاہر کردیا، فی الحقیقت ایک راستی پسند انسان کا یہی شیوہ ہونا چاہئے لیکن جن واقعات کا آپنے ذکر کیا ہے، افسوس ہے کہ نہ تو اُن کی تعبیر صحیح ہے، اور نہ وہ تاثر صحیح ہے جو آپ نے قبول کیا ہے۔ آخری چیز میں وہی اصولی غلطی کام کررہی ہے جس پر پچھلی سطور میں بحث کرچکا ہوں

تعبیر میں آپنے جو غلطی کی ہے، وہ غلطی عام ہے۔ اور اُس نا واقفیت کا نتیجہ ہے جو ایک ہزار سال کی یکجائی کے باوجود ہندوؤں کو اسلام اور مسلمانوں کی نسبت ہے۔ میں نے بارہا خیال کیا ہے کہ اگر کسی ذریعہ سے ہم یہ باہمی ناآشنائی دور کردے سکیں، تو باہمی مخالفت اور توحش کی کتنی بڑی تعداد خود بخود دور ہوجا سکتی ہے؟ مگر افسوس ہے کہ اس کا کوئی سامان نہیں ہوتا۔ آپنے غالباً بعض اخباروں کے مضامین دیکھ کر یہ رائے قائم کرلی کہ "مسلمان لیڈروں اور جمعیت العلماء نے فتویٰ دیدیا" لیکن اگر آپ کو مسلمانوں کی اصطلاح "فتویٰ" کی حقیقت معلوم ہوتی جو بہت ہی معمولی اور عام ہے، تو کبھی یہ بات آپکے قلم سے نہیں نکلتی۔ آپ "لیڈروں" کے ساتھ "فتویٰ" کا لفظ نہیں نکالتے۔ آپ سے یہ غلطی بھی نہیں ہوتی کہ اُن تمام باتوں کو جو کسی "لیڈر" یا عالم نے عام مجالس کے ایک مقرر ہونے کی حیثیت سے کہی ہیں، یا اپنے اپنے انداز طبیعت کے مطابق نرم و گرم خیالات ظاہر کئے ہیں، "فتویٰ" قرار دیدیتے۔ بلاشبہ آپ ان تمام باتوں پر اس حیثیت سے نظر ڈال سکتے تھے کہ کہاں تک موزوں ہیں یا غیر موزوں ہیں، لیکن انھیں "فتویٰ" کے لفظ سے تعبیر نہ کرتے۔ کیونکہ فی الحقیقت وہ "فتویٰ" نہیں ہیں۔

غالباً آپ کا خیال یہ ہے کہ جب کبھی کسی معاملہ پر ایک مسلمان، مذہبی قسم کی کوئی بات کہے، تو وہ "فتویٰ" ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اس طرح تو وہ ساری باتیں جو مسلمان جلسوں میں کہتے ہیں یا اخباروں میں لکھتے ہیں، "فتویٰ" ہوجائیں گی۔ "فتویٰ" مسلمانوں کے دینی علوم کی ایک اصطلاح ہے، اور اس کا اطلاق صرف اُس بیان پر ہوتا ہے جو ایک مستند عالم دین اس حیثیت سے دیتا ہے کہ فلاں مسئلہ میں اُس کے نزدیک شریعت کا حکم یہ ہے۔ جب تک ایک عالم شرع اس حیثیت سے ایک بیان نہ دے، وہ فتویٰ نہیں ہے، اور کوئی مسلمان بھی اُسے فتویٰ نہیں سمجھیگا۔ اب آپ غور کیجئے کہ لیڈروں کی طرف "فتویٰ" منسوب کردینا کیسی افسوسناک غلطی ہے؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ علماء بھی "لیڈر" ہیں۔ یہ ٹھیک ہے لیکن یقیناً یہاں لیڈر سے [illegible] علماء نہیں ہیں، مسلمان جماعتوں کے عام سربرآوردہ اشخاص [illegible] رہنما ہیں، اور یہ نہ تو وہ "فتویٰ" دیتے ہیں، نہ مسلمانوں [illegible] اُنکے بیانات کو فتویٰ کی حیثیت سے قبول کرتا ہے۔

البتہ جمعیت العلماء مذہبی حیثیت سے "فتویٰ" دے سکتی ہے، لیکن یہ خیال صریح غلط ہے کہ جمعیت العلماء نے "رنگیلا رسول" کے لکھنے والے یا چھاپنے والے کی نسبت کوئی "فتویٰ" جاری کیا۔ یہاں پھر وہی باہمی ناواقفیت اور ناآشنائی کی بلا آگئی ہے جو ہندو مسلمانوں کے تمام معاملات پر چھائی ہوئی ہے۔ چونکہ مسلمانوں کی مذہبی اصطلاح "فتویٰ" کی حیثیت اور نوعیت پر آپ کی نظر نہیں، اس لئے طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ غور کیجئے، اس ایک معاملہ میں کے بعد دیگرے کتنی غلطیاں پیدا ہوگئی ہیں:

اولاً مسلمانوں میں شرعی حیثیت سے فتویٰ اسی وقت دیا جاتا ہے جب کسی خاص معاملہ میں شرعی حکم واضح کردینا ہو تاکہ مسلمانوں کا کوئی فرد یا جماعت اُس پر عمل کرے۔ موجودہ صورت میں "فتویٰ" کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ ہندوستان میں ایک شخص نے اسلام کے خلاف دلآزار کتاب لکھی تھی اور شائع کی تھی۔ یہاں نہ تو مسلمانوں کی حکومت ہے، نہ شرعی قوانین نافذ ہیں، نہ مسلمانوں کے مذہبی گروہ کو کسی طرح کا دخل سیاست و تعزیر میں ہے۔ جو کچھ بھی اس بارے میں کرسکتی ہے حکومت کرسکتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں مداخلت کریگا مجرم ہوگا۔ پس ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں مسلمانوں کے فتویٰ لینے یا دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ کوئی شخص اس درجہ مجنون یا احمق ہوجائے کہ وہ خیال کرے، ہندوستان میں اُسے تعزیر و سیاست کے احکام جاری کرنے کی قدرت حاصل ہوگئی ہے اور اس لئے فتویٰ دینا شروع کردے کہ فلاں آدمی کو قتل کرڈالنا چاہئے، اور فلاں آدمی کو قید میں ڈال دینا چاہئے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔

ثانیاً جمعیت العلماء کی نسبت یہ سمجھ لینا کہ چونکہ وہ علماء کی انجمن ہے، اس لئے اُس کی جانب سے جو کچھ بھی کہا جاتا ہے "فتویٰ" ہے، کس درجہ ناواقفیت کی بات ہے؟ وہ ایک انجمن ہے، اور اس حیثیت سے وہ تمام طریقے اظہار رائے کے عمل میں لاتی ہے جو دنیا کی تمام انجمنیں عمل میں لایا کرتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجاتا ہے جس پر وہ کارروائی کرنا ضروری سمجھتی ہے، تو تجویز کی شکل میں کوئی بات ترتیب دیتی ہے اور اُسے منظور کرکے شائع کردیتی ہے۔ اس معاملہ پر بھی اُس نے ایک تجویز منظور کی اور غالباً لاہور میں اپنی جمعیۃ عاملہ (ورکنگ کمیٹی) کا ایک جلسہ کرکے اُس کا اعلان کردیا۔ وہ جمعیت العلماء کی ایک تجویز ہے۔ یقیناً لوگوں نے اُسے اُس درجہ اہمیت دی ہوگی، جس درجہ اہمیت وہ جمعیت العلماء کی تجاویز کو دیا کرتے ہیں، لیکن وہ "فتویٰ" نہیں ہے۔ کیونکہ "فتویٰ" دینے کی اس معاملہ میں گنجائش ہی نہ تھی۔ آپ جمعیت کی ایک تجویز کو "فتویٰ" کہہ رہے ہیں۔

ثالثاً جمعیت العلماء کی اس تجویز کا مضمون بھی آپنے صحیح طور پر معلوم نہیں کیا ہے، اور جو کچھ لکھا ہے، وہ اصلیت سے اس درجہ ہٹا ہوا ہے کہ اگر میں آپ کو ملامت کروں تو آپ کو ناخوش نہیں ہونا چاہئے۔ کم از کم آپ جیسی طبیعت کے آدمی کو ایک واقعہ کے نقل کرنے میں اس درجہ بے احتیاط نہیں ہونا تھا۔ جمعیت العلماء کی تجویز تمام اخباروں میں شائع ہوگئی تھی۔ میری نظر سے بھی گزری تھی۔ اگر آپ چاہیں تو اُس وقت کا کوئی اردو اخبار حاصل کرکے دیکھ لے سکتے ہیں۔ اُس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ "رنگیلا رسول لکھنے والے اور چھاپنے والے کو قتل کردینا چاہئے" جیسا کہ آپنے لکھا ہے۔ کم سے کم اتنی بات تو ہر شخص کی سمجھ میں آجانی چاہئے کہ برٹش انڈیا میں کوئی شخص یا جماعت اپنے آپ کو گرفتار کرائے بغیر کسی انسان کے قتل کی علانیہ ترغیب نہیں دے سکتی۔ اگر جمعیت نے یا کسی انجمن نے ایسا اعلان کیا ہوتا تو یہ صریح ایک انسان کے قتل کا اقدام تھا۔ دراصل وہ تجویز مسلمانوں کو مخاطب کرکے لکھی ہی نہیں گئی تھی کہ اس طرح کی قاتلانہ ترغیب کی اس میں گنجائش ہوتی۔ اُس کا تمام تر خطاب حکومت سے تھا۔ حکومت سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس طرح کے دلآزار حملوں کا سدباب کردے، اور اگر موجودہ قوانین اسکے لئے کافی نہیں ہیں تو نیا قانون نافذ کردے۔ البتہ اُس تجویز میں اس بات کا حوالہ ضرور تھا کہ اسلامی قوانین میں (یا بصورت اسلامی حکومت ہونے کے۔ مجھے اصلی الفاظ یاد نہیں ہیں) ایسے شخص کی سزا قتل ہے جو پیغمبر اسلام کی عمداً توہین و تذلیل کرے۔ یہ حوالہ جس طریقہ سے دیا گیا تھا، اُس کا صاف منشا یہ تھا کہ معاملہ کی اہمیت حکومت پر واضح ہوجائے۔ یعنی یہ بات اُس کے علم میں آجائے کہ مسلمانوں کے دینی احساسات اس بارے میں کیا ہیں، اور اُن کے نقطۂ خیال سے یہ معاملہ کس درجہ اہم اور ضروری ہے؟ بلاشبہ اس پر بحث کی جا سکتی ہے کہ اس موقعہ پر اس قانون کا حوالہ دینا یا ذکر کرنا کہاں تک صحیح تھا؟ اور فی الحقیقت اسلام کا قانون کیا ہے؟ اس بارے میں میری رائے اور اسلامی قوانین کی حقیقت کی بحث آگے آئے گی اور آپ معلوم کرلینگے کہ میرا خیال اور علم کیا ہے لیکن بہ حیثیت ایک صداقت اندیش انسان کے آپ کو اور اُن تمام لوگوں کو جو اس بارے میں طرح طرح کے تاثرات قبول کررہے ہیں، یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ واقعہ کی نوعیت وہ نہیں ہے جو اُنھوں نے سمجھ رکھی ہے۔ ہم ایک معاملہ کی نسبت موافق رائے رکھتے ہوں یا مخالف، ہر حال میں ہمارا فرض ہے کہ معاملہ کو اُس کی صحیح اور حقیقی صورت میں دیکھیں، اور جیسا کچھ بھی وہ ہے، اُسے تسلیم کرکے، رائے قائم کریں۔ انصاف کیجئے، کہاں یہ بات کہ جمعیت العلماء نے ایک تجویز منظور کرکے حکومت کو صورت حال پر توجہ دلائی اور اسمیں اس بات کا حوالہ دیا کہ اسلامی قانون اس بارے میں یہ تھا، اور کہاں اُس کی یہ تعبیر کہ "جمعیت نے فتویٰ دیدیا کہ قتل کردینا چاہئے"؟ اسوقت دنیا کے کسی مذہب کے ماننے والے بھی ایسے نہیں ہیں جنھوں نے گذشتہ زمانے میں اپنے اپنے وقت کے مصالح کے مطابق قتل و تعزیر کے احکام نافذ نہ کئے ہوں اور وہ ان کی کتابوں میں ثبت نہ ہوں۔ مختلف موقعوں پر بے محل یا با محل اُن کا ذکر بھی کردیا جاتا ہے، لیکن کوئی شخص اُس کا مطلب یہ نہیں سمجھتا کہ بحالت موجودہ انھیں نافذ کرنا مقصود ہے۔

رابعاً آپنے جن لفظوں میں جمعیت کے بیان کردہ اسلامی قانون کی تعبیر کی ہے، وہ بھی صحیح نہیں ہیں۔ آپ لکھتے ہیں "اسلام کا یہ قانون ہے کہ جونہی کوئی غیر مسلمان حضرت بانی (داعی) اسلام کے خلاف کوئی بدزبانی کرے، فوراً اُسے مارڈالنا چاہئے" لیکن آپ یقین کیجئے کہ نہ تو جمعیت العلماء کی تجویز میں اس قانون کی یہ تعبیر تھی، اور نہ میری معلومات میں کسی مسلمان نے بھی یہ تعبیر کی ہے۔ جمعیت نے یا کسی دوسری جماعت نے اگر یہ کہا ہے کہ اسلامی حکومتوں کا یہ قانون تھا، تو اس کا صاف مطلب وہی ہوسکتا ہے جو حکومتوں کے قوانین کا عام طور پر ہوتا ہے۔ یعنے اُنکے قوانین کی رُو سے یہ ایک ایسا جرم تھا جو اگر عدالتی تحقیقات کے بعد ثابت ہوجائے، تو اس کے لئے قتل تک کی سزا دی جا سکتی تھی۔ اس کا یہ مطلب کہاں سے نکالا گیا کہ "جو مسلمان کسی کو بدزبانی کرتے دیکھے، اُسے فوراً قتل کرڈالے"؟ اسلام کے شرعی نظم کی رُو سے تو کسی جرم کے لئے بھی ایسی آنارکی جائز نہیں ہوسکتی۔ تعزیر اور سیاست کے تمام احکام کا تعلق قضا سے ہے۔ یعنی آجکل کی بول چال میں عدالتی کارروائی سے۔ کسی فرد کو بھی اپنی جگہ اختیار نہیں کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اور جس کسی کو اپنے نزدیک مجرم سمجھے سزا دیدے۔ یہ کام صرف حکومت اور عدالت کا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا، تو وہ اسلامی قوانین کی رُو سے اُسی طرح سزا کا مستحق ہوگا، جس طرح ایک قانون کی خلاف ورزی کرنے والا مجرم ہوسکتا ہے۔

میں نے اس حصۂ بیان میں ضرورت سے زیادہ تفصیل اس لئے کی ہے کہ میں چاہتا ہوں، یہ بات آپ پر واضح ہوجائے کہ واقعات کے مطالعہ و بیان میں وقت کی کوتاہیوں اور کج اندیشیوں کا کیا حال ہے؟ کس طرح ایک بات بغیر کسی اشتباہ اور پیچیدگی کے محض اس لئے کچھ سے کچھ ہوجاتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھنے اور بے لاگ طریقہ سے معاملات پر نظر ڈالنے کی استعداد کھوچکے ہیں، اور جب کبھی کسی معاملہ پر بحث کرنے

"مجھے ایسا برتاؤ نہ کرنا تھا۔ تمھیں غصہ دلا کر میں نے سخت غلطی کی۔ اور یہ زخم ...."

مودیلا، انطونیو کے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے چپ ہو گئی۔

"تم نے کچھ نہیں کیا" انطونیو نے کہا "تم نے صرف اپنا بچاؤ کیا تھا۔ یہی کرنا بھی چاہیے تھا۔ میری دیوانگی کے مقابلے میں اسی کی ضرورت تھی۔ تمھاری ذرا بھی خطا نہیں ہے۔ ہرگز معافی کا ذکر نہ کرو۔ تم نے تو مجھ پر بڑا ہی احسان کیا ہے۔ میں تمھارا دل سے شکر گزار ہوں۔ اچھا، اپنا رومال لیتی جاؤ"

انطونیو نے رومال آگے بڑھایا۔ لیکن مودیلا خاموش تھی۔ اُس کے اندر خیالات میں سخت تصادم تھا:

"میری غلطی سے تمھاری چادر بھی چلی گئی۔ نارنگی کی تمام قیمت بھی اُسی میں بندھی تھی۔ مجھے بہت دیر بعد اس کا خیال آیا۔ میں اِس وقت اُس کی تلافی نہیں کر سکتی — ہمارے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ اگر ہے تو میری ماں کا ہے — لیکن یہ چاندی کی صلیب، میری ہے۔ مصوّر جاتے وقت چھوڑ گیا تھا۔ میں نے آج تک اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ صندوق میں بھی نہیں رکھا تھا۔ اگر اسے بیچو گے تو کچھ نہ کچھ وصول ہو جائے گا۔ میری ماں کا یہی خیال ہے — نقصان کا تھوڑا سا بدلہ ہو جائے گا۔ باقی میں اپنی ماں کے سو جانے کے بعد روز رات کو سوت کات کات کر ادا کر دوں گی"

"نہیں نہیں۔ میں ہرگز نہیں لوں گا" یہ کہہ کر انطونیو نے چمکیلی صلیب لوٹا دی۔ "نہیں" مودیلا نے کہا "تم نہیں جانتے، تمھارا ہاتھ کتنے دن کام نہیں کر سکے گا۔ یہ صلیب رکھ لو"

"مجھے تکلیف نہ دو" انطونیو نے نقاہت سے کہا۔

"میں کہتی ہوں لے لو" مودیلا نے اصرار سے کہا۔

"سمندر میں پھینک دو" انطونیو جھنجھلا گیا۔

"میں ہدیہ پیش نہیں کر رہی ہوں۔ اپنا کچھ بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہوں" مودیلا نے پھر کہا۔

"تم پر میرا کوئی قرضہ نہیں ہے" انطونیو نے جوش سے کہا "اگر تم میرا کچھ اپنے ذمہ سمجھتی ہو تو میری ایک درخواست منظور کر لو۔ تم پورے بار سے ہلکی ہو جاؤ گی۔ میری درخواست یہ ہے کہ جب میں کہیں دکھائی دوں تو میری طرف نظر نہ اٹھانا۔ تاکہ مجھے اپنی اس دیوانگی پر ہمیشہ ندامت ہوا کرے۔ خدا حافظ! جاؤ۔ یہ ہماری آخری باتیں ہیں"

مودیلا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے اُسنے اپنا رومال اٹھا کر ٹوکری میں ڈالا، صلیب بھی اسی میں گرا دی۔ پھر ٹوکری کا ڈھکنا بند کیا۔ انطونیو نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آنسو اُس کے نازک رخساروں پر بہہ رہے تھے!

"الٰہی!" انطونیو چلّایا "مودیلا! کیا ہوا؟ کچھ بیمار ہو گئیں؟ یہ سر سے پاؤں تک کانپتی کیوں ہو؟"

"کچھ نہیں۔ مجھے گھر لوٹنا چاہیے"

یہ کہہ کر مودیلا لڑکھڑاتے پاؤں سے دروازے کی طرف چلی۔ مگر باہر نہیں گئی۔ دیوار پر سر رکھ کے رونے لگی۔ دیر سے بھری ہوئی تھی اب بے قابو ہو گئی۔ انطونیو نے اُس کی سسکیاں سنیں۔ مگر قبل اس کے کہ وہ اٹھ کر پاس پہنچے، وہ خود دوڑ کر آئی اور اُس پر گر پڑی:

"اب میں برداشت نہیں کر سکتی" اُسنے آنسوؤں کے ساتھ ملاح کو زور سے پکڑ کر کہا "میں برداشت نہیں کر سکتی! میں تمھیں چھوڑ کر جا نہیں سکتی۔ آہ! تم مجھ سے اتنی محبت کے ساتھ بولتے ہو! مجھے مارو۔ میری جان لے لو۔ مجھے لعنت ملامت کرو۔ لیکن مجھے اپنے سے دور نہ کرو......."

روتی ہوئی لڑکی کو انطونیو نے فوراً اٹھا لیا۔ وہ بھی چپ تھا۔ مگر آنسو اُس کی آنکھوں سے بھی جاری تھے!

انطونیو نے لمبی سانس لے کر کہا "خدایا یہ میں کیا سنتا ہوں؟ اگر میرا خون زخم سے بہ گیا ہے تو میرا دل اس طرح کیوں دھڑک رہا ہے؟ کیوں سینے سے نکلا پڑتا ہے؟ مودیلا! اگر یہ تم صرف تسلی دینے کے لئے کہتی ہو، تو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن کیا تم پر میرا کوئی حق نہیں ہے؟ کیا میں نے تمھارے پیچھے بہت دکھ نہیں سہا ہے؟"

"ہرگز نہیں!" مودیلا نے مضبوط آواز میں کہا "کوئی حق نہیں! کیونکہ میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں! اب مجھے کہنے دو۔ میں تم سے، اسی محبت کے ڈر سے بھاگا کرتی تھی۔ لیکن اب نہیں بھاگوں گی"

(۷)

مودیلا، گھر کے باہر تاریکی میں غائب ہو گئی۔ انطونیو، کھڑکی کے سامنے مبہوت بیٹھا تھا۔ خاموش سمندر اُس کے آگے پھیلا تھا۔ اُفق میں ہر طرف تاریکی اور خاموشی تھی۔ جھلملاتے تارے آسمان پر سے منہ نکالے دیکھ رہے تھے!

(۸)

اعتراف کی کرسی پر پادری بیٹھا مسکرا رہا ہے۔ مودیلا ابھی ایک بہت لمبا اعتراف کر کے رخصت ہوئی ہے۔

"کون خیال کر سکتا تھا؟" پادری نے اپنے آپ سے کہا "واقعی کون خیال کر سکتا تھا کہ خدا اِس گمراہ دل کو ہدایت بخشے گا؟ ہماری نظریں بہت کوتاہ ہیں۔ آسمان کے راز دیکھ نہیں سکتیں۔ خدا مودیلا کو، انطونیو کو، دونوں کی اولاد کو برکت دے!"

(۹)

کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ عورت کے دل کے سمجھنے کے لئے اِس دنیا میں ہمارا کوئی قانون اور قاعدہ بھی کام نہیں دے سکتا۔ وہ جب بہت زیادہ غضب ناک ہوتی ہے تو بہت زیادہ محبت کرتی ہے، اور جب بہت ملتفت ہوتی ہے تو فوراً محبت سے دست بردار ہو جاتی ہے۔ تاہم ایک قاعدہ ضرور ہماری رہنمائی کر سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایثار اور خود فروشی کے مقابلہ میں کبھی غصہ کی نفرت اور خودداری کی بے پروائی قائم نہیں رہ سکتی۔ سخت سے سخت جنگ آزما روح بھی ایثار اور خود فروشی کے مقابلہ میں سپر ڈال دے گی اور ہار مان لے گی!

رہنمایان ملک و ملت کا متفقہ اعلان

اخبار الجمعیۃ کی خدمات کا اعتراف

آج ہر شخص پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی ہے کہ قوموں کی مذہبی۔ تمدنی۔ اخلاقی و اقتصادی ترقی میں قومی اخبارات کی رہنمائی کو بڑا دخل ہے۔ جو لوگ دنیا کے روزانہ انقلاب اور قوموں کے عروج و انحطاط کے حالات سے بے خبر ہیں وہ زندگی کے کسی شعبہ میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح قومی اخباروں میں سے جو اخبار کہ قوم کی فلاح و بہبود کی بجائے اپنے مالی فائدے کو مد نظر رکھتے ہیں وہ بجائے قوم کی اصلاح کرنے کے اس کی تباہی و بربادی کے باعث بنجاتے ہیں۔

اخبار الجمعیۃ دہلی جو تین سال سے جمعیۃ علماء ہند دہلی کی سرپرستی میں جاری ہے ان بہترین اور حقیقت شناس راست باز اخباروں میں سے ہے جنھوں نے حقیقی طور پر مذہب و وطن کی سچی خدمت کی ہے اور ہر موقع پر نہایت دیانت اور جرأت کے ساتھ حق رہنمائی ادا کیا ہے۔ اپنے مالی فائدے اور نقصان سے قطع نظر کر کے قوم کے خالص فائدے کا خیال رکھا اور طرفۃ العین کے لئے بھی جادۂ حق سے انحراف نہیں کیا۔ الجمعیۃ بجا طور پر اس کا مستحق تھا کہ قوم کا کوئی فرد اس کی رہنمائی سے بے بہرہ نہ رہتا اور مسلمانوں کے گھر گھر میں یہ اخبار پڑھا جاتا۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اسکی کما حقہ قدر نکی اور اس ۳ سال کے عرصہ میں اس کی اتنی اشاعت بھی نہیں ہوئی کہ وہ اپنے مصارف سے ہی بے فکر ہو جاتا۔ ہم تمام مسلمانوں سے مذہب و وطن کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس معتبر و موقر اخبار کے بہترین مضامین سے فائدہ اٹھائیں اور کوشش کریں کہ پڑھے لکھے مسلمانوں کا کوئی گھر اس اخبار سے خالی نہ رہے۔ بالخصوص معاونین جمعیۃ سے پوری امید رکھتے ہیں کہ ہر خریدار کم از کم دو جدید خریدار مہیا کر دینے کی کوشش کر کے اپنے مذہبی اور وطنی فریضہ کو ادا کرے گا۔ اخبار الجمعیۃ کی امداد در حقیقت مذہب وطن اور قوم کی امداد ہے اور ہر معاون تمام مسلمانوں اور مذہب و وطن کی طرف سے شکریہ کا مستحق ہے۔

(حضرت مولانا مفتی) محمد کفایت اللہ (صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند) (سیٹھ حاجی) عبداللہ ہارون (ایم ایل اے صدر جمعیۃ مرکزیہ خلافت) (مولانا) حبیب الرحمن (صاحب صدر خلافت کمیٹی لدھیانہ) (مولانا ظفر علی خاں (صاحب۔ ایڈیٹر زمیندار لاہور) (مولانا احمد سعید (صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند) (جناب) قریشی (صاحب ایڈیٹر تنظیم۔ آنریری اسسٹنٹ سکریٹری آل انڈیا تنظیم کمیٹی امرتسر) (مولانا سید سلیمان (صاحب ندوی۔ ایڈیٹر معارف اعظم گڈھ) (مولانا ابوالمعالی) محمد عرفان (صاحب ناظم مالیات جمعیۃ علماء ہند و ناظم جمعیۃ مرکزیہ خلافت) (مولوی سر ابراہیم بخش (صاحب سابق وزیر اعظم ریاست بہاولپور کے سی آئی ای۔ ایم ایل سی) (مولانا سید) عطاء اللہ شاہ (صاحب بخاری) (مولانا ثناء اللہ (صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر) (مولانا) عبدالماجد (صاحب دریابادی ایڈیٹر سچ و صدر خلافت کمیٹی لکھنؤ) (ڈاکٹر) سیف الدین (صاحب کچلو امرتسر) (مولانا سید غلام بھیک (صاحب نیرنگ معتمد عمومی جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ) (مولانا غلام رسول مہر صاحب ایڈیٹر انقلاب لاہور) (سید) جالب (صاحب دہلوی ایڈیٹر ہمدم لکھنؤ) (ڈاکٹر سر) محمد اقبال (صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور) بدرالحسن (صاحب جلالی ایڈیٹر مدینہ بجنور) (حضرت مولانا) حسین احمد (صاحب جانشین حضرت شیخ الہند) (مولانا) شبیر احمد (صاحب عثمانی دیوبند) (مولانا حبیب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا) عبدالعلیم (صدیقی لکھنؤ) (مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد (صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار) (مولانا) مرتضیٰ حسن (صاحب دیوبند) (سر صاحبزادہ) عبدالقیوم (ایم ایل اے) (دیوان سید) آل رسول (صاحب سجادہ نشین درگاہ اجمیر شریف) (مولانا پیر) محمد ضیاء الدین (صاحب سجادہ نشین سیال شریف پنجاب) (مولانا سید) مناظر احسن (صاحب گیلانی پروفیسر کلیہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن) (مسٹر) شعیب قریشی۔

(اخبار الجمعیۃ کے لئے تمام درخواستیں منیجر الجمعیۃ۔ دہلی کے پتہ پر آنی چاہئیں۔ قیمت سالانہ [illegible] ششماہی [illegible] ممالک غیر سے [illegible]۔ نمونہ مفت)

افسانہ

غضب ناک محبوبہ

L'ARRABIATA

(پال ہیس کے قلم سے)

(۲)

انٹونیو، لڑکی کے غرق ہونے کے خوف سے سناٹے میں آگیا۔ وہ بت بنا کھڑا تھا۔ اُس کے دماغ میں کوئی خیال بھی باقی نہیں رہا تھا۔ آسمان پر نظر جمائے اس طرح کھڑا تھا، گویا کسی معجزے کا انتظار کر رہا ہے!

آخر کار اُس کے حواس درست ہوئے۔ اُس نے ڈانڈ اُٹھائی اور پوری قوت سے کشتی، لڑکی کی طرف لے چلا۔ اُس کی آنکھیں لڑکی پر جمی تھیں۔ اُسے بالکل خیال نہ رہا کہ اُس کے ہاتھ سے خون کا فوارہ بہ رہا ہے۔

موریلا بڑی تیزی سے پیرتی چلی جاتی تھی۔ مگر کشتی اُس کے قریب پہنچ ہی گئی۔

"خدا کے لئے کشتی پر آجاؤ!" انٹونیو چلایا "میں دیوانہ ہوگیا تھا۔ خدا جانے میری عقل پر کیسے پتھر پڑگئے تھے۔ گویا مجھ پر بجلی گرگئی تھی۔ میرے سینے میں آگ کا تنور جل اُٹھا تھا۔ موریلا! میں معافی تک کی درخواست نہیں کرسکتا۔ میں معافی کا بھی مستحق نہیں ہوں۔ بس میری التجا صرف اتنی ہے کہ کشتی پر چلی آؤ۔ ہلاک مت ہو!"

موریلا برابر پیرتی رہی۔ گویا اُس نے سُنا ہی نہیں۔

"ساحل تک پہنچنا محال ہے" انٹونیو نے پھر کہا "ابھی پورے دو میل باقی ہیں۔ اپنی بیمار ماں کا خیال کرو۔ اُس کا کیا حال ہوجائے گا؟ اگر تمہیں نقصان پہنچا تو میں بھی جان دے دوں گا"

موریلا نے سامنے نظر کرکے فاصلہ دیکھا۔ پھر بغیر کوئی جواب دئے کشتی کی طرف آنے لگی۔ کشتی کا کنارہ پکڑ لیا اور اوپر چڑھنے لگی۔ انٹونیو، سہارا دینے کے لئے اُٹھا۔ کشتی ایک طرف جھک پڑی۔ ملاح کی چادر کنارے رکھی تھی۔ پانی میں گر پڑی۔ لڑکی نے سہارا لینے سے انکار کیا۔ پھرتی سے اوپر آگئی اور اپنی پہلی جگہ پر خاموش جا بیٹھی۔

(۴)

انٹونیو نے اُسے مطمئن دیکھ کر پھر کشتی کھینا شروع کردی۔ موریلا اپنے بال ہاتھوں میں لے کر نچوڑنے لگی۔

یکایک موریلا کی نظر کشتی کی زمین پر پڑی۔ وہ خون سے رنگین تھی اُس نے سیدھا انٹونیو کے ہاتھ کی طرف نظر اُٹھائی۔ ہاتھ سخت زخمی تھا۔ مگر وہ پوری قوت سے کام کر رہا تھا۔

"یہ لو" موریلا نے کہا اور اپنے رومال کی طرف اشارہ کیا انٹونیو نے موریلا کو دیکھے بغیر سر کے اشارے سے انکار کردیا۔ اور کشتی چلاتا رہا تھوڑی دیر بعد موریلا اپنی جگہ سے اُٹھی۔ آگے بڑھی۔ ملاح کے سامنے بیٹھ گئی، اور اپنے رومال سے اُس کا ہاتھ باندھنے لگی۔ انٹونیو نے بہت بہت انکار کیا مگر دوشیزہ نے اُس کے زخمی ہاتھ سے ڈانڈ لے لی اور خود چلانے لگی۔ وہ ملاح کو نہیں دیکھتی تھی، لیکن ڈانڈ پر اُس کے ہاتھ کے خون کے جو قطرے لگ گئے تھے، اُن پر نظریں گڑ گئی تھیں۔

دونوں چپ تھے۔ چہرے اُترے ہوئے تھے۔ جب ساحل کے قریب پہنچے تو ماہی گیر صاحب سلامت کرنے لگے بعض بعض نے آنکھوں ہی آنکھوں میں باہم کچھ اشارات بھی کئے۔ لیکن وہ دونوں بالکل خاموش رہے۔ اُن میں ذرا بھی جنبش نہ ہوئی۔

شفق ابھی تک باقی تھا۔ کنارا آگیا۔ موریلا نے اپنے کپڑے درست کئے اور اُتر پڑی۔

صبح والی بڑھیا اپنی پوتی کے ساتھ وہیں بیٹھی چرخا کات رہی تھی۔

"انٹونیو!" ملاح کو دیکھ کر چلائی "تیرے ہاتھ میں کیا ہوا؟ خدا خیر کرے! تیری کشتی بھی خون سے رنگین ہے!"

"کچھ نہیں" انٹونیو نے افسردگی سے جواب دیا "کشتی میں ایک کیل نکل آئی تھی۔ اُس سے زخم لگ گیا۔ صبح تک اچھا ہوجائے گا۔ یہی زیادہ خون تو میرے لئے مصیبت تھا۔ زخم کی راہ نکل گیا"

"یہاں آؤ، میں پٹی باندھ دوں" نیک دل بڑھیا نے کہا "ذرا ٹھہرو، میں ابھی کوئی جڑی بوٹی لاتی ہوں"

"شکریہ" انٹونیو نے کہا "زحمت نہ کرو۔ زخم بھر گیا ہے۔ صبح تک بالکل ٹھیک ہوجائے گا۔ میری تندرستی اچھی ہے۔ معمولی تکلیف کا کوئی اثر نہیں ہوتا"

"خدا حافظ!" موریلا نے کہا جو ابتک کھڑی بڑھیا کی باتیں سُن رہی تھی۔

"خدا حافظ!" انٹونیو نے اُس کی طرف نظر اُٹھائے بغیر جواب دیا۔

موریلا اپنے گھر روانہ ہوگئی۔ انٹونیو نے بھی بے دلی کے ساتھ اپنی قاتلہ اور ٹوکریاں اُٹھائیں اور جھونپڑے کی راہ لی۔

(۵)

انٹونیو اپنے چھوٹے سے جھونپڑے میں اکیلا ہے۔ بہت پریشان ہے۔ کسی پہلو چین نہیں۔ اُٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ہوا ٹھنڈی تھی اور بے شیشہ کی کھڑکیوں سے اندر آرہی تھی۔ تنہائی اس کے لئے ایک حد تک آرام دہ تھی۔ دیوار پر مقدس کنواری (مریم علیہا السلام) کی تصویر لٹک رہی تھی۔ وہ تصویر کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ کنواری کے سر پر ستاروں کی آرائش دیکھی۔ لیکن نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہا۔ وہ نماز کیوں پڑھے؟ ابھی ابھی وہ اپنی زندگی کی تمام آرزوؤں سے محروم ہوچکا ہے!

اُس نے خیال کیا "آج دن ختم نہ ہوگا۔ بے صبری سے رات کا انتظار کرنے لگا۔ تھکا ہوا تھا۔ خون بہ جانے کی وجہ سے بھی طبیعت کمزور ہو رہی تھی۔ ہاتھ کے زخم کا درد بڑھنے لگا۔ وہ لکڑی کی ایک چھوٹی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہاتھ کی پٹی کھولی تو پھر خون بہنے لگا۔ پورا ہاتھ ورم کر آیا تھا۔ بڑی محنت سے اُس نے ہاتھ دھویا۔ موریلا کے دانتوں کے نشان صاف نظر آتے تھے!

"اُس کی کیا خطا ہے؟" اپنے آپ سے کہنے لگا "میں وحشی ہوگیا تھا۔ مجھے یہی سزا ملنی چاہئے تھی۔ کل بڑھیا کے ہاتھ اُس کا رومال بھجا کردوں گا۔ اور اب کبھی اُس کا سامنا نہ کروں گا!"

زخم دوبارہ دھویا۔ دانتوں کی مدد سے پٹی باندھی۔ بچھونے پر دراز ہوگیا۔ اور آنکھیں بند کرلیں۔

وہ سمجھ نہ سکا، سویا تھا یا رات بھر جاگتا رہا۔ لیکن اُسے چاند کی دھندلی روشنی میں جب ہوش آیا تو ہاتھ میں سخت درد ہو رہا تھا۔

(۶)

یکایک دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

موریلا اُس کے سامنے کھڑی تھی!!

وہ بغیر اجازت کے اندر چلی آئی۔ بالکل خاموش تھی۔ سر کا رومال کھولا، ہاتھ کی ٹوکری، سامنے چھوٹے سے میز پر رکھدی۔

"اپنا رومال لینے آئی ہو؟" انٹونیو نے پوچھا "ناحق تکلیف اُٹھائی۔ میں خود کل صبح بھیجدینے والا تھا"

"رومال نہیں" موریلا نے ہانپتے ہوئے جواب دیا "میں پہاڑ پر سے پہاڑی جڑی بوٹی ڈھونڈھ رہی تھی۔ لو، یہ لائی ہوں"

"تم نے بڑی تکلیف کی" ملاح نے جوش مسرت کے احساس سے مضطرب ہوکر کہا "افسوس، تم بہت پریشان ہوئیں۔ مجھے تو اب آرام ہے۔ لیکن اگر تکلیف بھی ہو، تو اس کا مستحق ہوں۔ تم ایسے وقت کیوں آئیں؟ اگر کوئی دیکھ لے؟ تم لوگوں کی عادت جانتی ہو۔ انہیں ہر وقت کچھ نہ کچھ کہنا ہی چاہئے"

"میں کسی کی بھی بکواس کی پرواہ نہیں کرتی" موریلا نے غصہ اور ہمدردی کے ملے جلے لہجہ میں کہا "میں تمہارا ہاتھ دیکھنے اور دوا لگانے آئی ہوں۔ تم اپنے بائیں ہاتھ سے دوا نہیں لگا سکتے"

"میں دوا کا مستحق نہیں ہوں۔ سچ کہتا ہوں" انٹونیو نے تاثر کے ساتھ کہا۔

"اچھا مجھے ہاتھ دیکھنے دو۔ اچھا ہوگا تو دوا نہ لگاؤں گی"

یہ کہہ کر موریلا نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اب انکار اُس کی قدرت سے باہر تھا۔ پٹی کھولتے ہی دوشیزہ چلائی "آہ، یہ!"

"نہیں معمولی سا ورم ہے۔ کل تک اُتر جائے گا" انٹونیو نے بے پروائی سے کہا۔

موریلا نے سر ہلایا:

"تم ایک ہفتے سے پہلے سمندر میں لوٹ نہیں سکتے"

"اونہہ، ایک ہفتہ، دو ہفتے، دس ہفتے" ملاح نے رنج سے کہا۔

موریلا اُس کا زخم بڑی توجہ سے دھونے لگی۔ وہ چھوٹے بچے کی طرح کراہتا تھا۔ موریلا نے زخم پر دوا تھوپ دی۔ پٹی باندھ دی۔ درد میں کمی ہوگئی۔

"موریلا! شکریہ!" انٹونیو نے آرام پاکر کہا "اگر مجھ پر ایک اور احسان کرنا چاہو، تو وہ یہ ہو کہ میرا دن والا قصور معاف کردو۔ میری سب باتیں بھول جاؤ۔ نہیں معلوم ایسا کیوں ہوا؟ ہرگز نہیں تمہاری کوئی خطا نہیں تھی۔ اب میری زبان سے کبھی کوئی ناگوار بات نہیں سنوگی......"

"نہیں نہیں، مجھے معافی مانگنی چاہئے" موریلا نے جلدی سے کہا

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلیگئی ہیں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو
دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی
اور
جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شائع ہوتا ہی
یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم وادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے
ہر چھ ماہ کے
بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہی

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ شیفر

کا

"لائف ٹائم" قلم ہے؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو شیفر

کا

"لائف ٹائم"

لینا چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،
قابل دید مقامات،
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کر دے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں
جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹن

The Dunlop Guide to Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہے

ہندوستان

کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے
بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتا ہے

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز و مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

قیمت ۱۲ر (منیجر الہلال کلکتہ)

* * *

اگر آپکو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت
ہے، تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب
دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی مشہور عالم دوا کا منگوا کر

استعمال کیجئے

مطبوعات الھـــلال بك ایجنسی

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

دیني علوم کے بیش بہا جواهر ریزے

اس سلسله میں هم نے امامین کي ان نادر و اعلی درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کیا ہے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر ہے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه ـــ امام ابن قیم کي فن سیرت میں شہرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ازهائي روپیه -

کتاب الوسیله ـــ لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي ہے - بلا جلد ازهائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه ـــ انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر ـــ امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقی ـــ خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا ہے - چھه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه ـــ حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

نجد و حجاز ـــ علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازہ کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپیه -

آئمه اسلام ـــ ترجمه رفع الملام عن ائمۃ الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامه ـــ فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ـــ یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله ہے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اهتمام کیا ہے- اسکے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منیجر الھـــلال بك ایـــجنسی

(حلقه نمبر ٢٤ شیرانواله دروازہ لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"
24, LAHORE, PANJAB.

السحر الحلال فی مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خوان ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وہ رساله ہے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھي -

الھلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تھا ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تھا ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اوراق کا مجموعه تھا- اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تھے- اور اسکا هر باب اپني مجتہدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تھا- پھر اس کي ظاهري خوبیاں اردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پہلا نمونه تھیں- اردو کا وہ پہلا هفته وار رساله تھا ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چھپنے کي وجه سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا هوگئیں جو پتھر کي چھپائي میں ممکن نہیں- اِس کي جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعه هیں- اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے هوسکتا ہے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پہلي جلد مکمل (جو دفتر میں بھي موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي ہے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بھي علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں- پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الهلال کے پرچوں کا بھي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جاسکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جاے-

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگئي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بہت هي محدود تعداد مرتب هوسکي ہے اس لئے صرف اُنہیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے کي جو سب سے پہلے پہونچیں کي- هر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تہجي لگادي گئي ہے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
" " " چہارم ۱۰ روپیه " " " پنجم ۱۰ روپیه

۱ جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوہ جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بھي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب ہے- قیمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ ہے -

منیجر "البلاغ پریس"

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے - کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے - اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کیے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

جلد ۱

نمبر ۱۸

الهلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ آنہ

دنيا كي بهترين كتابوں كيلئے بهترين رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضميمه

يه ضميمه دنيا كي تمام كتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقيع تبصره كرتا هے -

اسكا معتدل نقد علمي حلقوں ميں مسلم هے -

اس ميں چند صفحات وقت كے جاري اور زير بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هيں جنكي اهميت كا عام طور پر اعتراف كيا گيا هے -

اپنے يہاں كے ايجنٹ سے تقاضه كيجئے كه وه ٹائمز لنڈن كا هفته وار ادبي ضميمه آپكے لئے مهيا كرے - ليكن اگر آپ چاهيں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C 4.

سے براہ راست طلب كر سكتے هيں

كيا آپ تجارت كرني چاهتے هيں ؟

اگر آپ چاهتے هيں كه يورپ اور امريكه كے تمام بڑے بڑے كارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم كريں ' نفع بخش ايجنسياں ليں ' هندوستان سے خام پيدا وار بهيجيں ' نئي نئي ايجادات سے اپنے ملک كو آشنا كريں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمايه ليكر ايک وقيع كار و بار شروع كرديں ' تو آپ كو ابتدا ميں بهت سي باتيں معلوم كرني چاهئيں - اس طرح كي تجارت كے گر اور بهيد سيكهنے چاهئيں - هندوستان كے تمام حلقوں اور يورپ و امريكه كے تمام كارخانوں اور كوٹهيوں كے حالات اور اصول معاملات معلوم كرنے چاهئيں - بغير اس كے آپ كامياب نهيں هوسكتے -

اگر آپ چاهتے هيں كه بهت تهوڑا سا وقت خرچ كركے يه ساري باتيں با قاعده علمي اصول پر معلوم كرليں ' تو آپكو چاهيے كه هم سے خط و كتابت كريں - هم يه كام به حيثيت ايک ماهر فن كے كر رهے هيں - خط و كتابت كے بعد هي آپكو معلوم هو جائيگا كه آپكے مقصد كيلئے هم كس درجه مفيد هيں ؟

همارے تعلقات دنيا كے تمام تجارتي حلقوں سے هيں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

دنيا كے هر معلم اور ماهر فن تعليم كيلئے

ضروري هے كه

ٹائمز اف لنڈن كا تعليمي ضميمه مطالعه كرے

اگر آپ چاهتے هيں كه فن تعليم كے تمام نظري اور عملي تغيرات و ترقيات سے بے خبر نه رهيں ' تو آپكو يه ضميمه بلا ناغه مطالعه ميں ركهنا چاهيے -

يه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبريں اور مباحث جمع كرديتا هے - ماهرين فن اور مشاهير تعليم كے قلم سے اسكے صفحات مرتب هوتے هيں -

اپنے يہاں كے ايجنٹ سے طلب كيجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب كرسكتے هيں

برونو مولر اينڈ كو - برلن

پوسٹ بكس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح كي مشينيں جو گرم ملكوں كے ميووں كو خشک كرنے اور پهلوں كو محفوظ ركهنے كيلئے ضروري هيں ' اس كارخانے ميں طيار كي جاتي هيں - تمام دنيا ميں اس قسم كي مشينوں كا يه بهترين كارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و كتابت كيجيے -

ياد ركهيے

• ميووں ' تركاريوں ' اور هر طرح كے زرعي مواد كو خشک كرنے كا بهترين طريقه وه هے جو " نئے سسٹم " كے نام سے متمدن ممالک ميں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " كے مطابق كام كرنے والي مشينيں صرف اسي كارخانه سے مل سكتي هيں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١٨ | کلکته : جمعه ٢٤ ـ ربیع الثانی ١٣٤٦ هجری | جلد ١

Calcutta : Friday, 21, October 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکھتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٤٩٢ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢١٧	اردو حروف کی حق مین	٤١٠
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٤٦٤	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٥١
پتھر کی چھپائی کی حق مین	٢٥٠		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اصلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الهلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول - -	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے - -	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي - - -	سات روپیہ
قیمت في پرچہ - - -	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مینیجر الہلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں آنکے لفافہ پر " ایڈیٹر " کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوشخط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ، مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

صرف لوتهر اور میلن هي نے اِس علمي تحقیق کي مخالفت نہیں کي ، بلکه پروٹسٹنٹ کنیسا کے اور بہت سے اقطاب بهي سخت مخالف رهے - چنانچه کالون نے اپني کتاب " حواشي بر سفر تکوین " میں کوپر نیکوس اور اس کے هم خیالوں پر بڑي سختي سے حمله کیا هے اور اُن سب کو کافر اور ملحد قرار دیا هے جو زمین کو نظام کائنات کا مرکز تسلیم نہیں کرتے - وہ زبور کي آیتیں پیش کرنے کے بعد سوال کرتا هے " وہ کون هے جو کوپر نیکوس کو روح القدس کي سي عظمت رکهنے والا سمجهنے کي جرأت کر سکتا هے ؟ "

کالون کے جانشین ، ٹریٹن کي بهي یهي رائے تهي - کپلر اور نیوٹن نے جب کوپر نیکوس اور گلیلیو کے نظریے پوري طرح ثابت کر دیے ، اور ان کے لیے غیر متزلزل قواعد مقرر کر دیے ، تب بهي ٹریٹن اپني لاهوتي کتاب شایع کرنے سے باز نہیں رها ، اور کتاب مقدس کے نصوص سے ثابت کرنا چاها که آسمان ، سورج ، اور چاند زمین کے گرد گهومتے هیں ، اور خود زمین نظام کائنات کے مرکز میں قائم و ثابت هے !

تاریخ انگلستان میں بهي اِس لاهوتي جد و جهد کي بہت مثالیں ملتي هیں - هچنسن نے اپني کتاب " اصول موسوی " میں ، ڈاکٹر سموئیل بیک نے " مقدس فلسفه " میں ، هورن ، اسقف هورسلے ، اور وریس وغیرهم نے اپني اپني تفسیروں میں نیوٹن کے نظریے کي بڑي سرگرمي کے ساتهه مقاومت کي هے - کتاب مقدس کي آیتوں سے مسلح هوکر اُس پر ٹوٹ پڑے هیں - یهي حال ڈاکٹر جان اوین کا هے ، جو پیوریٹین مذهب کا ایک بڑا قطب مانا جاتا هے - اُس نے انتهائي دیده دلیري سے اعلان کردیا که " کوپر نیکوس کا نظریه ، سراسر وهم و خیال هے - کیونکه نصوص وحي کے برخلاف هے " مشهور جان ویسلے بهي اِس گروه سے باهر نہیں هے - اُس کا صاف اعلان تها " جدید فلکي نظریے کفر و الحاد کي طرف لیجانے والے هیں "

سولهویں صدي کے وسط میں شهر ویٹنبرگ میں (جو پروٹسٹنٹ مذهب کا مرکز تها) دو عالم ریٹي کوس اور رینالڈ رهتے تهے - اُنهوں نے کوپرنیکوس کے مذهب کي تحقیقات کي تهي ، اور اُسے حق سمجهتے تهے - لیکن انهیں اجازت نہیں دي گئي که اپنے طالب علموں پر اپنا یه اعتقاد ظاهر کریں - ریٹي کوس نے تو تنگ آکر یونیورسٹي سے استعفا دیدیا ، تاکه آزادي کے ساتهه اعلان حق کرسکے - لیکن رینالڈ یه نه کرسکا - اُسے مجبور هونا پڑا که قدیم مذهب کي حمایت کرتا رهے - اُسے حکم دیا گیا تها که اپنے درس میں کوپرنیکوس کے مذهب کا کوئي ذکر نه کرے - اگر کبهي اِشاره کرنا پڑے تو پهر اُس پر بطلیموسي نظام کو ترجیح دے - اُس نے اِس حکم پر عمل کیا - لیکن اِس پر بهي تکفیر سے محفوظ نه رہ سکا ، اور بالاخر ذلت کے ساتهه یونیورسٹي سے نکال دیا گیا - اُس کي جگه ایک نیا استاد مقرر هوا تها - اِس معلم نے اپني پهلي تقریر اِس جملے سے شروع کي تهي : " کوپرنیکوس کا نظریه ، بدیهي طور پر غلط هے - خلاف عقل هے - هرگز علمي مرکزوں میں اُسکا ذکر نہیں کرنا چاهیے ! "

پروٹسٹنٹ لاهوتیوں نے صرف اِتنے هي پر اکتفا نہیں کیا ، بلکه تعلیم گاهوں میں بهي ایسي کتابیں داخل کر دیں ، جو قدیم خرافات کا مجموعه تهیں - چنانچه کاهن هنسل نے مدارس کے لیے ایک مختصر کتاب " اصل کائنات اور نظام موسوي کا اتباع " لکهي تهي اور ثابت کیا تها که کوپرنیکوس کے فلکي نظریے کتاب مقدس کے بالکل خلاف هیں " خواه ریاضي کے قواعد اور دور بین کے مشاهدات کا کتنا هي دعوی کیوں نه کیا جائے ، لیکن ایک ایماندار مسیحي کو کبهي تسلیم نہیں کرنا چاهیے " !

یه علم دشمني صرف قرون مظلمه هي کا خاصه نه تهي - جدید پروٹسٹنیت کو بهي وراثت میں ملي تهي - چنانچه اُنیسویں صدي کے آخري برسوں میں مشن کالجوں کے بہت سے استاذ اِس جرم پر خارج کر دیے گئے تهے ، که وہ جدید علم هیئیت پر اعتقاد رکهتے تهے اور اسلیے ملحد تهے !

(کلیسائي علم و استدلال)

لاهوتي عدالت میں گلیلیو کي سزا یابي کے بعد رومن کیتهولک کلیسا کي هدایت سے کئي کتابیں لکهي گئي تهیں ، تاکه کوپر نیکوس کي " گمراهي " مسیحي دلوں سے دور کي جائے - چنانچه سیبیومونٹي اپني کتاب میں زمین کو ساکن ثابت کرتے هوے لکهتا هے :

" جو حیوانات حرکت کرتے هیں ، اُن کے اعضاء اور عضلات هوتے هیں - لیکن چونکه زمین نه تو اعضاء رکهتي هے ، نه عضلات ، اس لیے وہ حرکت نہیں کرسکتي - وہ فرشتے هیں ، جو زحل ، مریخ ، آفتاب وغیره کو حرکت دیتے رهتے هیں - اگر بفرض محال تسلیم بهي کرلیا جائے که زمین متحرک هے ، تو اُسے حرکت میں لانے کے لیے ضروري هوگا که اُس کے مرکز میں ایک فرشته هو - حالانکه معلوم هے که فرشتے زمین کے اندر نہیں رهتے - وهاں تو صرف شیطان کا بسیرا هے - اگر کها جائے که شیطان زمین کو متحرک رکهتا هے ، تو یه نا قابل تسلیم هے - کیونکه شیطان کے ایسے اعمال کتاب مقدس سے ثابت نہیں " !

کاش اس مسیحي علامه کو معلوم هوتا که اگر ستاروں کي حرکت کیلیے فرشتوں کي تلاش هے ، تو وہ فرشته موجود هے - اس کا نام " قوت جذب و دفع " هے !

پولاک اپني کتاب " کوپر نیکوس کے رد " میں اِس طرح گهر افشاني کرتا هے :

" کتاب مقدس کي تصریح موجود هے که زمین ساکن هے اور سورج چاند گردش میں هیں - اگر کبهي هم دیکهیں که سورج چاند متحرک نہیں هیں ، تو کتاب مقدس کي رو سے همیں ماننا پڑیگا که یه تبدیلي کسي عظیم معجزے کي بنا پر پیدا هوئي هے - اس کے خلاف جتنے خیالات هیں ، اُن کي اشاعت پوري سختي سے روک دیني چاهیے ، کیونکه اُنمیں زمین کے متعلق ایک ایسي رائے پیش کي جاتي هے جو کتاب مقدس کے صریح خلاف هے "

پهر عقلي دلائل اور مشاهدے سے بهي استدلال کرتا هے :

" اگر تسلیم کر لیا جائے که زمین حرکت کرتي هے تو پهر مشاهدات کي توجیه کیا کي جاسکتي هے ؟ اگر ایک تیر آسمان کي طرف پهینکا جائے ، تو وہ اپني جگه واپس آجایگا - حالانکه تیر بہت دور جاکر گرنا چاهیے - کیونکه نئے نظریے کے بموجب زمین از حد سرعت سے مشرق کي طرف جا رهي هے - اگر في الواقع زمین متحرک هوتي تو زمین کا پورا کارخانه درهم برهم هو جاتا "

اسکے بعد لکهتا هے :

" کوپرنیکوس کے نظریے کے بموجب زمین کا متحرک هونا ، خود زمین کي طبیعت کے بهي خلاف هے - کیونکه زمین صرف ٹهوس

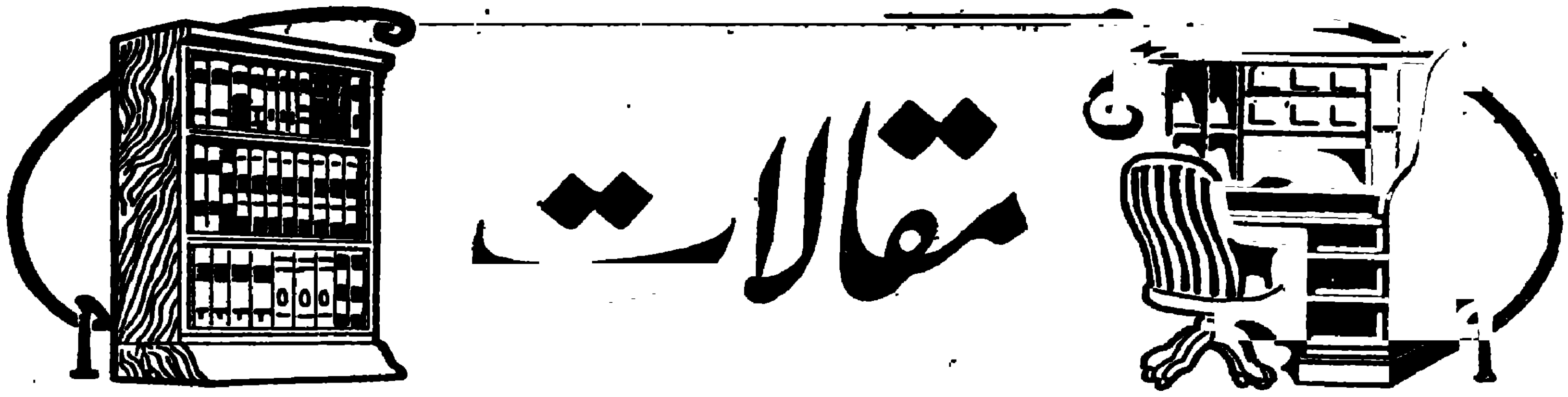

علم اور کلیسا کا معرکہ

کلیسائي جہل و جمود کے بعض تاریخي حقائق

گزشتہ تین صدیوں سے دین اور علم کي معرکہ آرائي کا غلغلہ بلند ہے - لیکن في الحقیقت یہ معرکہ دین اور علم میں نہیں ہے - دیني جماعتوں اور علم کے مدعیوں میں ہے - اگر یہ دونوں صف آرا جماعتیں میدان سے ہٹ جائیں ' تو پھر صرف علم اور دین باقي رہجائینگے ' اور دنیا دیکھہ لیگي کہ ان میں کوئي نزاع نہیں ہے !

یورپ میں جب نئي علمي ترقیات نے نشو و نما پائي ' تو دین ' مسیحي کلیسا کي شکل میں موجود تھا - علمي حلقوں کا تصادم کلیسا کے جمود و تعصب سے ہوا ' اور اس نے معرکۂ علم و دین کي صورت اختیار کرلي :-

امریکا میں ڈریپر نے اور یورپ میں لیکي نے اس معرکہ آرائي کي داستانیں لکھیں ' اور " علم " کي فتح مندیوں اور " دین " کي ہزیمتوں کا غلغلہ ہر طرف بلند ہوگیا - حالانکہ اس فرضي معرکہ آرائي میں اُنھوں نے جس فریق کو " دین " کے نام سے پکارا ہے ' وہ دین نہ تھا ' دیني جماعتوں کا ایک خاص نظام تھا جو کلیسا کے نام سے قائم ہوگیا ہے - اگر وہ " دین " کي جگہ " کلیسا " کا لفظ اختیار کر لیتے ' تو یہ پورا رزم نامہ اپني جگہ صحیح ہوجاتا ' اور ہمیں علم کي فتح مندیوں اور کلیسا کي ہزیمتوں کے اعتراف میں ذرا بھي تامل نہ ہوتا - جان ڈکنسن اور پروفیسر وھائٹ نے ڈریپر اور لیکي کي یہ غلط اندیشي دور کرني چاھي ' لیکن اُن کي صدائیں زیادہ بلند اور مقبول نہ ہوسکیں -

(پروٹسٹنٹ کلیسا اور علم)

انیسویں صدي کے آخر میں اکثر مصنفوں نے اِس نزاع کي ذمہ داري رومن کیتھولک کنیسے پر ڈالدي ہے اور اُسي کو علم کي دشمني اور علماء کي تعذیب کا مجرم قرار دیا ہے - گویا اِس کنیسے کے سوا کسي دوسرے مسیحي کنیسے نے علم کي کوئي مقاومت نہیں کي - لیکن یہ صحیح نہیں ہے - یہ تاریخي حقیقت ہے کہ روشن خیالي اور تسامح علمي میں سب سے زیادہ مشہور کلیسا ' پروٹسٹنٹ بھي عقلي تنگ نظري اور علم دشمني میں رومن کنیسے سے پیچھے نہیں رہا - لوتھر کے جانشینوں نے بھي علم دشمني میں ویسي ہي مجاہدانہ روح پیدا کرلي تھي ' جیسي صدیوں سے قدیم کلیسا میں موجود تھي -

گلیلیو نے جب کوپر نیکوس کے نظریے کي حقانیت ثابت کردي ' اور دور بین کے ذریعہ چاند میں پہاڑ ' سورج میں دھبے ' اور عطارد کے اقمار دکھا دیے ' تو رومن کنیسا غیظ و غضب سے مجنون ہوگیا - دیني عدالت کو حکم دیا گیا کہ اِس " ملحد " کو گمراھي سے روکا جائے اور کنیسا کي اطاعت پر مجبور کیا جائے - دلیل و برھان سے نہیں — جس سے کنیسا تہي دست تھا — لوہے اور آگ سے ' جس کي کنیسے کے پاس کوئي کمي نہ تھي !

لیکن کیا لوتھر اور اُس کے پیرو اِس " الحاد " کے کم دشمن تھے ؟ کیا اُنھوں نے عقل کے قید کرنے اور گمراھي کے پھیلانے میں کوئي کمي کي ؟ اِس کا جواب ہم خود لوتھر کي زبان سے سن سکتے ہیں - کوپر نیکوس کا رد کرتے ہوئے وہ کہتا ہے :

" لوگ ایک مجنون نجومي کي بکواس پر کان دھرتے ہیں - حالانکہ وہ ثابت کرنا چاھتا ہے کہ زمین گردش کرتي ہے ' نہ کہ آسمان - واقعہ یہ ہے کہ لیاقت اور دانائي میں شہرت حاصل کرنے کا ہر خواہش مند انسان کوئي نہ کوئي نیا نظریہ پھیلانے کي کوشش کرتا ہے - وہ مدعي ہوتا ہے کہ اُس کا نظریہ سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ یقیني ہے - یہ آسیب زدہ انسان آج اٹھا ہے کہ علم ہئیت کے تمام قواعد و اصول تہہ و بالا کرڈالے - حالانکہ کتاب مقدس میں صاف لکھا ہے کہ یوشع نبي نے سورج سے کہا ' ٹھہر جا - لیکن زمین کو ایسا حکم نہیں دیا گیا ' کیونکہ وہ خود ہي ٹھہري ہوئي ہے "

ایک دوسرے پروٹسٹنٹ مصلح میلان کا لہجہ اِس " الحاد " کے مقابلے میں لوتھر سے نرم ہے - لیکن وہ بھي اپني کتاب میں (جو کوپر نیکوس کي وفات کے چھہ برس بعد شایع ہوئي ہے) لکھتا ہے :

" ہماري آنکھیں مشاہدہ کرتي ہیں کہ آسمان ہر چوبیس گھنٹے میں گھوم جاتے ہیں - لیکن بعض جدت پسندوں نے مشہور کرنا شروع کردیا ہے کہ زمین حرکت کرتي ہے نہ کہ فلک ثاني اور آفتاب - اِس قسم کے خیالات کي علانیہ اشاعت اور اُن کے ذریعہ مخلوق کي تضلیل ' بلند ہمتي اور دیانت داري کے قطعي خلاف ہے - کیونکہ یہ لوگوں کے لیے مکروہ نتائج پیدا کرنے والا نمونہ بن جائیگا - جو کوئي بھي نیکي کا طالب ہے ' اُسے حق سے روگرداني نہیں کرني چاھئے - وہ حق ' جو خداوند خدا نے اپني کتاب میں نازل فرمایا ہے ' اور جسکے سوا سب کچھہ باطل ہے "

اس کے بعد یہي مسیحي مصلح مزامیر داود اور دیگر مقدس صحیفوں کا حوالہ دے کر دعوی کرتا ہے " ان سے پوري وضاحت کے ساتھہ ثابت ہو جاتا ہے کہ زمین ٹھہري ہوئي ہے اور سورج اُس کے گرد گھومتا ہے " اِتنا ھي نہیں بلکہ اپنے بیان کے اثبات میں وہ عقلي دلائل بھي پیش کرتا ہے ' اور پھر یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ " زمین اُسي حالت میں ایک جگہ قائم رہسکتي ہے جبکہ وہ اِس کائنات کے وسط میں ہو " پھر اُسے غصہ آجاتا ہے - وہ غضب ناک ہوکر کہتا ہے " اُن لوگوں کو سخت عبرت انگیز سزائیں دیني چاھئیں جو کوپر نیکوس کي تعلیم کي اشاعت کرتے ہیں " !

سمجھتے - میں نے خیال کیا' اپنے گاؤں کے لیے کوئي ایسي زبان ایجاد کرني چاهئے' جو سب کے لیے آسان اور قابل فہم هو- اسپرنٹو' اِسي خیال کا نتیجه هے "

یه کام آسان نه تها - ڈاکٹر مذکور کو یورپ کي تقریباً تمام زبانیں سیکھني پڑیں - سب کي صرف و نحو میں مہارت حاصل کي' اور ایک بالکل نئي زبان اور نیا قاعده بنانا پڑا - سنه ۱۸۸۵ ع میں اُس نے اپني تعلیم ختم کي تهي اور طبابت کا پیشه اختیار کرلیا تها - تاهم اُس کي تمام تر توجه اِس نئي زبان کي تکمیل و اشاعت هي پر صرف هوتي رهي - سنه ۱۸۸۷ ع میں اُس نے اِس زبان کي پہلي کتاب شائع کي - اُس کا نام " عالمگیر زبان " تها -

شروع شروع میں اُسے سخت ناکامیابي هوئي - سب لوگ اُسے مجنون قرار دیتے تهے - کوئي اُس کي مدد پر کهڑا نہیں هوتا تها - لیکن بتدریج یورپ میں اُس کا خیال مقبولیت حاصل کرنے لگا' اور اِس زبان کي ترقي کے لیے پیرس میں ایک انجمن " Esperantistes Pacifiques De Paris " کے نام سے قائم هوگئي -

سب سے پہلے سنه ۱۸۷۸ میں دنیا نے یه نئي زبان سني - ڈاکٹر موصوف نے ایک جلسه میں اس زبان کي ایک نظم سنائي - اس کے ابتدائي بند مع ترجمه حسب ذیل هیں:

En La mondo vanis nova sento

دنیا میں ایک نیا شعور آیا -

Fra La:mondo iras ferta voko

دنیا میں ایک طاقتور دعوت پهیلنے لگا

Per de flugiloj de facila vento

هلکي هوا کے بازؤں پر

Nun de loko flugu gi al loko

اُسے ایک جگه سے دوسري جگه اڑنے دو!

اسپرانٹو' اِس قدر آسان زبان هے که اُس کے تمام قواعد ایک گهنٹه کے اندر معلوم کرلیے جاسکتے هیں - اُس کے الفاظ کي تعداد صرف دو هزار هے - چند هفتے کي مزاولت کے بعد گفتگو اور تحریر بخوبي کي جا سکتي هے - اُس کے تمام الفاظ یوناني' لاطیني' جرمن' روسي' فرانسیسي' اور انگریزي زبانوں سے ماخوذ هیں - اُس میں صرف ۲۳ حرف هیں - c, g, h, j, s, u دو حرفوں کے قائم مقام هوتے هیں - کوئي ساکن حرف نہیں هے - جو حرف لکها جاتا هے' تلفظ بهي کیا جاتا هے - شاذ افعال بهي نہیں هیں - معرفه کا صرف ایک حرف هے اور وه La هے -

الفاظ کي قسمیں اُن کے اواخر سے پہچاني جاتي هیں - مثلاً Patro (باپ) میں o اسم کي علامت هے - Patra (ابوي) میں a نعت یا نسبت کي علامت هے - Patre میں e ظرف کي علامت هے - Patri میں i فعل کي علامت هے -

حروف علت' a, e, u, o, جب اصل لفظ سے ملا دیے جاتے هیں' تو وه لفظ یا تو صفت هوجاتا هے یا ظرف' فعل' اور اسم -

فعل کي تصریف یوں هوتي هے:

(مصدر)	Ami (محبت)
میں محبت کرتا هوں	mi Amas
میں نے محبت کي	mi Amis
میں محبت کرونگا	mi Amos
شاید میں محبت کروں	mi Amus
محبت کرو	Amu
محبت کرنے والا	Aman ta
محبت کرتا تها	Amin to
عنقریب محبت کریگا	Amon te

اسپرانٹو زبان میں مسیحي نماز کي دعا کا ترجمه یه هے:

Patro nia Kiu estas en la cielo,

اے همارے باپ تو جو آسمان میں هے!

sankta estu Via nomo Venuregeco Via.

تیرا نام پاک مانا جائے' تیري بادشاهي آئے!

Estu rolo Via Kiel en la cielotiel ankau, sur la tero.

تیري مرضي جیسي آسمان پر پوري هوتي هے' زمین پر بهي هو!

Panon mian ciu tagan donu almi hodiau.

هماري روز کي روٹي آج همیں دے!

Kaj pardona al ni suldojon niaju.

همارے قرض همیں بخش دے!

Kiel ni ankau pardonas al niajsuldantoj.

جس طرح هم نے اپنے قرضداروں کو بخش دیا هے!

Ni Konduku nin en tenton.

همیں آزمائش میں نه پڑنے دے!

Sed lilerigu nin de la mallona.

بلکه برائي سے بچا!

Amen!

آمین!

الهلال کی ابتدائی نمبر

الهلال سلسلهٔ جدید کے ابتدائي نمبر' یعني نمبر ۱ - سے ۴ - تک بعض حضرات کو مطلوب هیں' وه دوگني قیمت پر خریدنے کے لیے طیار هیں - دفتر کو اطلاع دي جائے -

منیجر

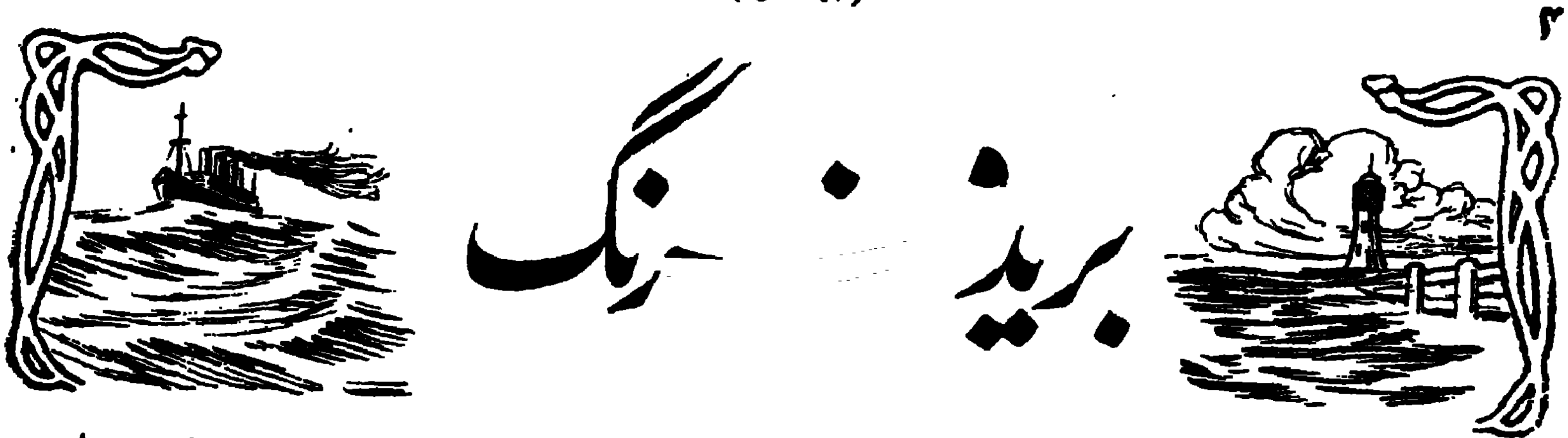

بریدِ فرنگ

اور سرد هي نهین هے ' بلکه اپنے عناصر میں برودت کے خواص بهي رکهتي هے - معلوم هے که برودت حرکت کو روکتي هے - بلکه اُسے فنا کر ڈالتي هے - هم حیوانات میں دیکهتے هیں که ٹهنڈے پڑ جانے کے ساتهه هي اُن کي حرکت بهي موقوف هو جاتي هے - لهذا زمین کا متحرک هونا قطعاً محال هے "

" کتاب مقدس کي صریح نصوص سے ثابت هے که آسمان زمین کے اوپر حرکت کر رهے هیں ' اور چونکه مدور حرکت کے لیے ضروري هے که اُسکا کوئي مرکز قائم هو ' لهذا تسلیم کر لینا پڑیگا که زمین نظام کائنات کے وسط میں ثابت و قائم هے "

یه کیتهولک کلیسا کے خیالات تهے - مگر پروٹسٹنٹ کلیسا بهي اس سے کچهه کم عقل مند نه تها - لوتهر کے پیرو بهي کتاب مقدس کي تفسیروں اور لوتهر کے اقوال کے اندهے مقلد تهے - کالولیس باوجود اپنے وسیع علم و نظر کے ' لوتهر کا اس درجه مقلد تها که اُس نے بهي اِس علمي حقیقت کے تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا - زمین کي حرکت کے خلاف اُس کي سب سے بڑي دلیل یه تهي :

" کتاب مقدس میں لکها هے - خدا نے خرقیا نبي سے کہا " دیکهه میں آفتاب کے ڈهلے هوئے سایه کے درجوں میں سے جو دهوپ گهڑي میں معلوم کیے جاتے هیں ' دس درجے پهرا کے چڑها لاؤنگا " چنانچه آفتاب جن درجوں میں ڈهل گیا تها ' اُن سے دس درجے پهر چڑه گیا (اشعیاء - باب ۳۸) "

انگلستان کے مشهور لاهوتي عالمِ ڈاکٹر اسمتهه نے اعلان کر دیا تها :

" شاهي علمي انجمن ' ملحدوں کي انجمن هے اور دین کے خلاف کوشش کر رهي هے "

جان اوین کا اعلان هے :

" نیوٹن کا نظریه کبهي صحیح علمي بنیاد پر قائم نهیں هوا - وه سراسر اوهام و خرافات هے - اور کتاب مقدس کي صریح نصوص کے مخالف هونے کي وجه سے ناقابل اعتنا هے "

جان ویزلي کا مقوله مشهور هے :

" اگر سحر و ساحري بے اصل چیز هے ' تو انجیل کي کوئي بات بهي صحیح نهیں هے "

یه تهي مسیحي کلیسا کي ذهنیت جس نے علم کے مقابله کا اعلان کیا تها ' اور یقیناً اُس کے لیے اس میدان مبارزت میں دائمي اور هلاکت انگیز شکست کے سوا کچهه نه تها - کسي انسان کو بهي جو حقیقت اور صداقت کا احساس رکهتا هے ' اس شکست پر متاسف نهیں هونا چاهئے -

* * *

دنیا کی مشترک اور عام زبان

کیا تمام دنیا میں ایک مشترک زبان رائج هو سکتي هے ؟

اسپرنٹو

گذشته مهینے میلان (اٹلي) میں یورپ کي نئي مشترک زبان " اسپرنٹو " کے حامیوں کا سالانه اجتماع منعقد هوا تها جو کئي سال سے هر سال منعقد هوا کرتا هے - تازه ڈاک میں اس اجتماع کي بعض دلچسپ تفصیلات آئي هیں - چونکه هندوستان میں اس وقت تک اس نئي زبان کي نسبت بهت کم لکها گیا هے ' اس لیے هم بعض مضامین کا خلاصه درج کر دیتے هیں :

موجوده علمي ترقیوں ' تمدني ضرورتوں ' ذرائع مواصلات کي سهولت نے دنیا کے تمام براعظموں کو باهم دگر ملا دیا هے - اِس زمانے میں کوئي قوم ' دوسري قوموں سے قطع تعلق کرکے زنده نهیں ره سکتي -

لیکن اِتنے قرب و مواصلت پر بهي دنیا کی قومیں اِس وقت تک ایک دوسرے سے دور هي هیں - اُن میں باهمي تعارف کے ذرائع بهت کم پیدا هوے هیں - اِس صورت حال کي بڑي ذمه داري قوموں کي علحده علحده زبانوں پر هے - هر قوم اپني مخصوص زبان رکهتي هے - دوسري قوم کي زبان سے نا واقف هے - اگر واقف هونا بهي چاهے تو بهت مشکل هے که بهت سي زبانیں هر شخص سیکهه سکے - اِس لیے عالمگیر تعارف و اجتماع کي کوئي صورت نکل نهیں سکتي -

یه حالت دیکهکر مدت سے بعض عقلاء مغرب کا خیال هے که دنیا بهر کے لیے کوئي سهل اور مختصر زبان پیدا کي جاے - " اسپرنٹو " ایک ایسي هي نو ساخته زبان کا نام هے جو پچهلي صدي کے اواخر میں ایجاد کي گئي هے -

اسپرنٹو کا موجد ایک روسي ڈاکٹر زمینهوف نامي هے - یه صوبهٔ گروڈنو کے ایک چهوٹے سے گاؤں بیسلٹوک کا رهنے والا هے -

اِس زبان کي ایجاد کا خیال اُسے اُس وقت پیدا هوا ' جبکه اُس کي عمر صرف دس باره برس کي تهي - اُس نے یه سرگذشت خود اپني زبان سے اِس طرح بیان کي هے :

" میرے گاؤں میں روسیوں ' یهودیوں ' پولشوں ' جرمنوں کي مخلوط آبادي تهي - میں روز سڑکوں پر لڑائي جهگڑے کے واقعات دیکها کرتا تها - تحقیقات سے معلوم هوا که یه جهگڑے زیاده تر اِس لیے پیدا هو جاتے هیں که باشندے ایک دوسرے کي زبان نهیں

ميں داعي بهيجے گئے - حجاز ريلوے بنائي گئي - غرض که ايک ايسي فضا پيدا کردي گئي ، جس نے مسلمانان عالم ميں " خليفۂ اسلام " کي شهرت عام کردي - اس صورت حال نے سلطان کے هاتهه ميں بظاهر ايک ايسي قوت ديدي تهي ، جس سے وه دول يورپ کو اپنے عالمگير اسلامي اثر کا يقين دلانا چاهتا تها -

سلطان عبد العزيز

اس ميں شک نهيں که سلطان عبد الحميد کي اس حکمت عملي نے ايک سطحي شان و شوکت اور نام و نمود ضرور پيدا کردي تهي - دنيا کي سطح بين نگاهيں ديکهتي تهيں که سلطنت عثماني کي بين الاسلامي مقبوليت کا دائره وسيع هو رها هے - ليکن في الحقيقت يه جو کچهه بهي تها ، محض ايک بالائي نمايش تهي - ته ميں کوئي صحيح اور حقيقي عملي روح نه تهي - جهاں تک خلافت آل عثمان کي بين الاسلامي مقبوليت کا تعلق هے ، تيس برس کے پورے حميدي دور ميں کوئي کوشش ايسي نهيں کي گئي جس کا منشا يه هو که دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے صحيح بنياد پر روابط قائم کيے جائيں ، اور ان ميں اور مرکز خلافت ميں معنوي اور اخلاقي معاونت کا رشته پيدا هو - ايسے دماغ قصر سلطاني ميں موجود هي نه تهے جو ان مهمات کے فهم و عمل کي استعداد رکهتے هوں - اس باب ميں جو کچهه بهي هوا ، وه اس سے يادہ نه تها که دو چار خود غرض اور خداع عرب ، صوفيت اور تقدس کے بهيس ميں قصر سلطاني تک پهنچ گئے ، اور سلطان کي توهم رستي سے فائده اٹها کر اس پر حاوي هو گئے - شيخ ابو الهدى رفاعي ، شيخ ظافر مدني ، فضل الله مالا باري وغيرهم ، اسي قسم کي شخصيتيں تهيں - وه نه تو اسلامي ممالک ميں کوئي اثر و رسوخ رکهتي تهيں ، نه اس طرح کے کاموں کے هم و عمل کي ان ميں صلاحيت هي - اگر انهوں نے اس قسم کا وئي کام انجام ديا بهي ، تو وه صرف ه تها که عراق اور شام ميں ايسے لوگوں ي ايک جماعت پيدا کردي ، جو بش قرار وظائف ليکر سلطان کي ح و ثنا ميں سرگرم رها کرتے تهے ، ہوڑے تهوڑے عرصه کے بعد سلطان ي اطاعت و انقياد کے وجوب پر رئي کتاب شائع هو جايا کرتي تهي - سب سے بڑا کام اس جماعت کا ر اس کے هم مشربوں کا يه تها ، جاسوسي اور مخفي خبر رساني کا ک بالا تر محکمه بن گئے تهے - شب و روز فرضي خطروں کے گڑهنے اور پهر ان کے انسداد کے ليے بڑي بڑي رقموں کے وصول کرنے ميں سر گرم رهتے - اسلامي خلافت ، بين الاسلامي مرکزيت ، ديني شوکت و جبروت ، اور روحاني پيشوائي و سلطاني کا يه تمام طلسم ، صرف ان بنيادوں پر قائم تها ، که قصر يلدز کي داخلي حکومت ترک افسروں کي جگه حبشي اور حجازي خواجه سراؤں کے هاتهه ميں چلي گئي تهي ، سلطان کا خاص باڈي گارڈ عرب سواروں کا تها ، افريقه اور هندوستان کے بعض سياحوں کو جو گاه گاه قسطنطنيه آجاتے تهے ، " نشان مجيدي " کے تمغے مل جاتے تهے ، تعليم و ترقي کي تمام راهيں يه کهکر بند کردي گئي تهيں که " اسلامي مقاصد " کے خلاف هيں ، اصلاح نظام حکومت کو الحاد اور زندقه سے تعبير کيا جاتا تها ، تمام اصلاح طلب مسلمانوں کا شمار " مرتدين " ميں تها ، اور سب سے بڑهکر يه که هر هفته شيخ ابو الهدى وغيره مشائخ يلدز کے خواب ميں دنيا کے تمام پيغمبر اور اوليا آکر سلطان عبد الحميد کے ليے الهي برکتوں اور غيبي نصرتوں کي بشارتيں پهنچا ديا کرتے تهے !

مصطفى فاضل پاشا
جس نے سلطان عبد العزيز کے نام لائحۂ اصلاحيه بهيجا تها -

سلطان عبد الحميد نے اگر صرف وه قوت هي منظم کردي هوتي جو خلافت اسلامي کي بين الاسلامي مقبوليت سے پيدا هو رهي تهي ، تو في الحقيقت يه اسکے تمام جبر و استبداد کا کفاره هوتا ، اور دولة عثمانيه کے ليے مغربي طاقتوں کے غلبۂ و تسلط کا خطره همشه کے ليے دور هو جاتا ، ليکن وه تو اسلام اور اسلامي خلافت کو محض اپنے شخصي استبداد کے حفظ و بقا کا آله بنانا چاهتا تها - اوهام و خرافات کے سوا کوئي حقيقي عمل اس کے سامنے نهيں تها - چين کے پانچ کروڑ مسلمانوں نے بار بار منتيں کيں اور وفود پر وفود بهيجے که انکي ديني هدايت و تعليم کا انتظام کيا جاے ، ليکن کچهه نهيں کيا گيا - افريقه کے مسلمانوں کے وفود چار سال تک قسطنطنيه ميں پڑے رهے تا نه انهيں مرکز خلافت اپني اخلاقي سر پرستي ميں ليلے ، ليکن کوئي شنوائي نهيں هوئي - مصر اور مراکش کي سرپرستي خود اپنے هاتهوں ضائع کر ڈالي - يمن اور نجد کے قبائل محض اس ليے سرکش و مخالف رهے ، که ترک واليوں کے مظالم سے انهيں کبهي نجات نهيں ملتي تهي -

تاریخ و عبر

حکومت ترکیه

اور اُس کے اجتماعي و سیاسي تغیرات

شروع سے ابتک

(۲)

(بین الا سلامي ترکي)

سنه ۱۲۳۹ ه (۱۸۷۶ ع) سے سنه ۱۳۲۶ ه (۱۹۰۸ ع) تک

صورت حال یه تهي که سلطان عبدالحمید ثاني ترک مصلحین کي سعي و تدبیر سے تخت نشین هوئے - مدحت پاشا اور اُس کے ساتهي اصلاح پسند وزراء نے سلطان مراد کي جگه عبد الحمید کو اس لیے تخت نشین کیا تھا ' که وه محسوس کرتے تهے ' سلطنت اور قوم کي سب سے بڑي ضرورت اصلاح اور دستور هے ' اور اُس کے لیے اِس نوجوان شهزاده کا سلطان هونا مفید هوگا -

سلطان محمود مصلح

متوفي سنه ۱۸۳۹

عبد الحمید تخت نشین هوا - اصلاحات کا مزید اعلان کیا گیا - عثماني سلطنت " شخصي " کي جگه " دستوري " قرار پا گئي ' اور عثماني پارلیمنٹ کے قیام کا فرمان نافذ هوگیا -

اگر یه صورت حال جاري رهتي ' تو با وجود دول یورپ کي پے هم مقاومتوں اور جنگ پلیونا کے شدید نقصانات کے ' دولة عثمانیه کي نئي نشو و نما شروع هو جاتي - لیکن افسوس هے که بهت جلد سلطان کے مزاج نے پلٹا کهایا ' اصلاح پسند عنصر کي جگه قدامت پرست اور خود غرض پاشاؤں کا اقتدار قائم هوگیا ' اور اصلاح و تغیر کي تمام امیدیں جو سلطان محمود مصلح کے زمانے سے نشو و نما پانے لگي تهیں ' سنه ۱۸۸۰ میں ختم هوگئیں !

جس سال سلطان عبد الحمید تخت نشین هوا اور عثماني دستور کا اعلان کیا گیا ' اُسي سال جاپان کے نظام حکومت میں بهي اصلاح هوئي تهي اور دستوري حکومت کا اعلان کیا گیا تها - جاپان تیس سال کے اندر مشرق کي سب سے بڑي طاقتور حکومت بن گیا ' لیکن عثماني حکومت نے اُسي تیس سال کے اندر اپني رهي سهي طاقت بهي فنا کردي - جاپان نے دستوري حکومت قائم رکهي تهي ' سلطان عبد الحمید نے چهه ماه کے بعد اس کا خاتمه کر دیا تها !

سلطان عبد المجید

جسنے اصلاحات کو مزید رونق اور ترقي دي

اصلاحات کا خاتمه کر دینے کے بعد سلطان نے ایک نئي حکمت عملي ایجاد کي - یه حکمت عملي ترکي اور ترکي سے باهر " بین الاسلامي حکمت عملي " یا " اتحاد اسلامي " کے نام سے پکاري جاتي تهي - اس کا منشا یه بیان کیا گیا تها که " یه تمام مسلمانان عالم کي معنوي اور اخلاقي اعانت مرکز خلافت کے ساتهه وابسته کر دیگي "

چنانچه مدتوں کا لپٹا هوا علم خلافت از سر نو بلند کیا گیا - علماء و مشائخ کا ایک بڑا گروه دارالخلافة میں جمع هوگیا - ابو الهدی رفاعي اور شیخ ظافر وغیره مشائخ نمایاں هوے ' عربي عنصر سے از سر نو رشتهٔ ارتباط قائم کیا گیا - عزت پاشا عابد وغیره سر بر آورده عرب مقرب بنائے گئے - عرب سپاهي بڑي بڑي تنخواهوں پر باڈي گارڈ میں داخل کیے گئے ' عربي ممالک

قدیم ترکي فوج کا ایک منظر

ینگ چیري سپاهي جو اصلاح کي راه میں سب سے بڑي روک تهے

اُنهوں نے تاریخ کا سبق بهلا دیا ' اور سادہ لوحي سے یقین کر لیا کہ اِن نئے اصول پر چلنے سے یورپ اور سلطنت کے مسیحي عناصر مطمئن هو جائینگے ' اور اُنکا ملک خوشحال اور ترقي یافته هوجائیگا - یهي حسن ظن ' اُنکي سب سے بڑي غلطي تهي - چنانچه فوراً داخلي اور خارجي مشکلات نمودار هوگئیں - آسٹریا نے بوسینیا هرزي گونیا پر قبضه کر لیا - یونان کریت پر قابض هوگیا - اٹلي نے طرابلس الغرب پر هاتهه صاف کیا - البانیا کت کر الگ هوگیا ' بلقاني ریاستوں نے یورپ کے اکثر ترکي مقبوضات هضم کر لیے - ملک کے اندر غیر ترکي عناصر نے سر کشي شروع کردي - صرف غیر مسلم جماعتوں هي میں نهیں ' بلکه مسلمانوں میں بهي نئي نئي انجمنیں قائم هوگئیں - خود دارالخلافة میں مسلمانوں کي متعدد مخالفانه انجمنیں بن گئي تهیں - مثلاً انجمن " إخاء عربي " " عربي کلب " ' " چرکس انجمن " " کردي انجمن " " الباني انجمن " وغیرہ وغیرہ - اِن انجمنوں کے ظهور کا لازمي نتیجه یه تها که اِن اسلامي عناصر اور ترکي عنصر میں نفرت و عداوت پیدا هوگئي - یه صورت حال دیکهکر خود ترکوں میں سلطنت کي حکمت عملي کے متعلق اختلاف رونما هوگیا - ایک گروہ نے از سر نو حمیدي سیاست زندہ کرني چاهي - ایک گروہ نے " تورانیت " کا نعرہ بلند کیا - آخري گروہ کا تعصب یهانتک بڑہ گیا تها که اُسکے ترجمان اخبار " اقدام " نے تجویز پیش کردي که ترکي زبان سے تمام عربي الفاظ خارج کر دینے چاهییں !

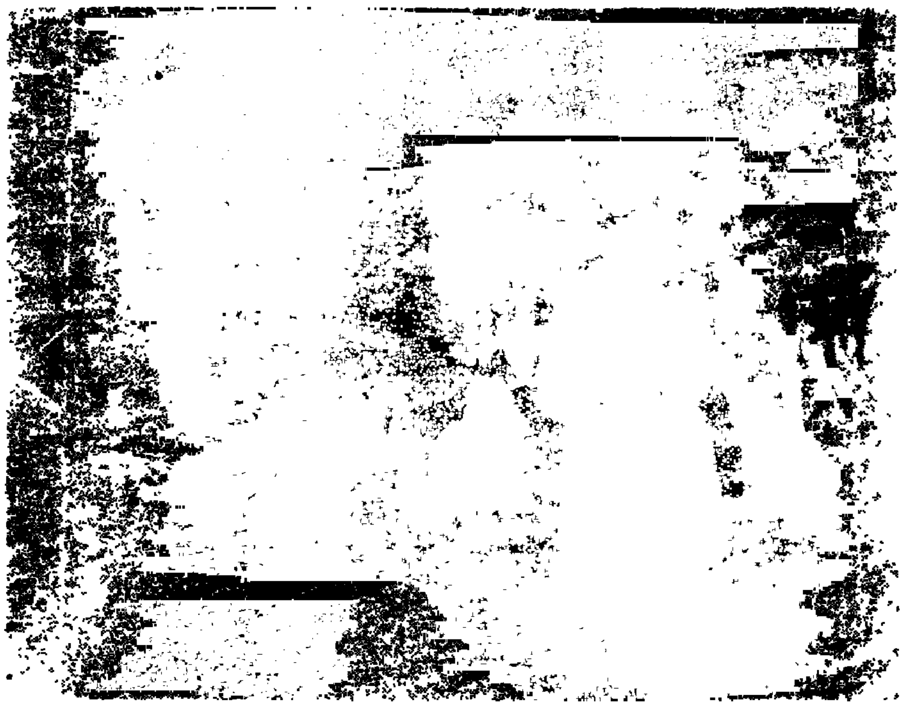

عرض عبودیت !

سلطان عبد الحمید کے سامنے وزراء حکومت سجدہ کر رهے هیں !

لیکن پیهم مصائب نے زمام حکومت معتدل گروہ کے هاتهه میں دیدي - " انجمن ائتلاف " نے حکومت سنبهال لي - سلطان عبد الحمید کا شاگرد کامل پاشا وزیر اعظم هوا ' کامل پاشا ایک طرف یورپ کو مطمئن کرنے لگا ' دوسري طرف ترکي کے مختلف عناصر کے سر پر بهي هاتهه پهیرنے لگا - اب چونکه " بلقاني مسئله " کے بعد " عربي مسئله " کے نام سے ایک نئي الجهن پیدا هوگئي تهي ' اور فرانس اُس سے فائدہ اٹهانا چاهتا تها ' اس لیے کامل پاشا نے پیش بندي کرکے ۱۳۲۹ ع میں والي بیروت ادهم بک کو حکم دیدیا که صوبۂ شام کي کونسل سے مطلوبه اصلاحات: کے بارے میں گفتگو کرکے رپورٹ طیار کرے -: اِس پیش بندي نے ترکي کو بهت فائدہ پهنچایا - کیونکه جب فرانس نے سرکاري طور پر شام میں اصلاحات جاري کرنے کا مطالبه کیا ' تو کامل پاشا نے اِس جواب سے اُسکا منه بند کر دیا " هم پهلے هي سے اِس فکر میں هیں "

اِدهر یه سیاسي بازي گرمي هو رهي تهي ' اُدهر انجمن اتحاد و ترقي گهات لگائے بیٹهي تهي - چنانچه موقعه پاتے هي اُسنے وزارت الٹ دي ' اور محمود شوکت پاشا وزیر اعظم قرار پائے - انهوں نے آتے هي شامي کونسل کو غیر قانوني قرار دیدیا ' اور والي کو خفیه اشارہ کردیا که تحریک کو اُبهرنے نه دے - والي نے پوري سختي ظاهر کي ' حتی که جنگي قانون بهي جاري کردیا ' مگر اِس پر بهي شامي انجمن نے اپنا سالانه جلسه کرهي دیا - اِس جلسه میں ۸۴ نمائندے شریک هوئے تهے - اُنهوں نے اصلاحات کا لائحه منظور کر لیا - جب حکومت نے اور بهي زیادہ تشدد کیا ' تو شامیوں نے اپني موتمر پیرس میں منعقد کي - اب انجمن اتحاد و ترقي پریشان هوئي - کیونکه ایک طرف اُسکي حریف " انجمن ائتلاف و ترقي " بر سر مخالفت تهي ' دوسري طرف عربي مسئله بین الاقوامي شکل اختیار کرتا جاتا تها - ایک عجیب اتفاق یه هوا که عربي موتمر' محمود شوکت پاشا کے قتل کے تیسرے دن منعقد هوئي ' جس سے حکومت اور بهي زیادہ متاثر هوئي ' اور پرنس سعید حلیم پاشا وزیر اعظم صلح و آشتي کي حکمت عملي اختیار کرنے پر مجبور هوگئے - چنانچه اُنهوں نے اپنا ایک نمائندہ پیرس بهیجا ' اور عرب رهنماؤں سے گفت و شنید کے بعد مطلوبه اصلاحي لائحه کا بڑا حصه منظور کر لیا -

شامیوں کي کامیابي دیکهکر عراقیوں کے خون میں بهي گرمي پیدا هوئي ' اور طالب بک نقیب کي سر براهي میں عراق نے اصلاحات کا مطالبه شروع کر دیا - لیکن اب نوجوان ترک سنبهل گئے تهے - اُنهوں نے جاوید پاشا کو

سلطان عبد الحمید کے دور حکومت کا خاتمه

یه اُس موقعه کا مرقع هے جب قوم کا وفد پیام عزل پهنچا رها هے !

اصل یہ ہے کہ سلطان عبدالحمید مرحوم نے اتحاد اسلامي اور خلافت ديني کا مظاہرہ اس لیے نہیں کیا تھا کہ في الحقیقت اس باب میں کوئي روشني اس کے سامنے موجود تھي، اور وہ کسي تعمیري جذبہ سے اِس طرف قدم بڑھانا چاہتا تھا، بلکہ یہ تمام باتیں محض ایک طرح کے منفي اور تخریبي جذبہ سے پیدا ہوئي تھیں - مقصود یہ تھا کہ اِس کے ذریعہ اصلاح طلب تحریک کي نشو و نما کا خاتمہ کردیا جائے، اور اُس کي طرف سے عثماني رعایا کے قلوب غافل ہوجائیں - یہي وجہ ہے کہ یہ باتیں صرف اِسي حد تک کام میں لائي جاتي تھیں، جس حد تک ترکي مصلحین کي مخالفت میں سود مند ہوسکتي تھیں - حقیقت اور عملیت کي کوئي روح موجود نہ تھي - اگر سلطان عبد الحمید اتحاد اسلامي اور مرکزیت خلافت کي تقویت کا واقعي طلب گار ہوتا، تو سید جمال الدین اسدآبادي اور شیخ محمد عبدہ سے بڑھکر اِس کے لیے کون داعي اور عامل ہوسکتے تھے؟ ان دونوں نے بیس برس تک اپني تمام طاقتیں عبدالحمید کے ہاتھوں میں دیدیني چاہیں، لیکن ان کے ساتھ جو سلوک ہوا، دنیا کو معلوم ہے - پہلے کو موت کا زہر آلودہ جام پینا پڑا - دوسرے کو قصر سلطاني کي چوکھٹ تک باریابي نصیب ہي نہ ہوئي !

مدحت پاشا
شہید راہ حریت و دستور!

بہر حال سلطان عبدالحمید کا دور، دولۃ عثمانیہ کے زوال طاقت کا آخري عہد تھا - سلطان کو مدحت پاشا کي جماعت نے اس لیے تخت نشین کیا تھا، کہ وہ سلطان مصلح کي اصلاح کي تکمیل کریگا، اور دولۃ عثمانیہ کو استبدادي حکومت کے مفاسد سے نجات مل جائیگي - سلطان نے ابتدا میں اصلاح پسند جماعت کا ساتھ دیا - ترکي پارلیمنٹ قائم کردي گئي - لیکن پھر بتدریج رجعت پسند عناصر برسر اقتدار آ گئے - پارلیمنٹ معطل کردي گئي - مدحت پاشا اور اُس کے ساتھیوں کو فرضي الزامات عائد کرکے گرفتار کر لیا گیا، اور قلعۂ طائف کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا - اس کے بعد تمام نظم حکومت تہہ و بالا ہوگیا - وزراء اور دفاتر حکومت کي جگہ "مابین ہمایوني" یعني قصر سلطاني نے براہ راست حکومت شروع ہوگئي - اس حکومت کا نہ تو کوئي اصول تھا، نہ قاعدہ - نہ بجٹ بنتا تھا، نہ مالیات کا کوئي تخمینہ تھا - خواجہ سراؤں کے افسر "بہرام آغا" کے ہاتھہ میں سب کچھہ تھا - وہ سلطان کے احکام باب عالي کے وزراء تک پہنچا دیا کرتا - بیس برس کے اندر جتنے انسان محض اس بنا پر ہلاک کر دیے گئے، کہ اُن پر اصلاح پسندي و انقلاب کا شبہ تھا، کوئي ذریعہ نہیں کہ انکي صحیح تعداد معلوم کي جا سکے - یلدز کے بعض کاغذات سے معلوم ہوا تھا کہ صرف چھہ ماہ کے اندر یعني مارچ سنہ ۱۸۹۸ سے ستمبر سنہ ۱۸۹۸ تک تین سو اسي آدمي گرفتار کئے گیے تھے !

لیکن نہ تو سلطان عبدالحمید دنیا کے پچھلے جبار و مستبد حکمرانوں سے زیادہ طاقتور تھا، نہ اس کي خاطر خدا کے قوانین حق و عدالت معطل ہو جا سکتے تھے - بالآخر نوجوان ترکوں کي پنجاہ سالہ مساعي بار آور ہوئیں، اور عین اُس وقت جب کہ سلطان کے وہم و گمان میں بھي کسي طرح کا خدشہ نہ تھا، مناستر اور سلانیک میں انقلاب کا نا ممکن التسخیر علم بلند کردیا گیا - سلطان نے بہت کوشش کي کہ کسي طرح اس ناگہاني طاقت کا مقابلہ کرسکے مگر نہ کرسکا - اور عثماني دستور کے قیام کا اعلان کرنا پڑا -

یہ دستور سلطان کي ذات خاص کا مخالف نہ تھا - لیکن سلطان کي مستبد روح اُس سے موافق نہ ہو سکي - بالآخر نو ماہ کے بعد تصادم ہوا، اور محمود شوکت پاشا مرحوم نے اپني مشہور عالم تیس ہزار فوج کے ساتھہ قسطنطنیہ پہنچکر قصر یلدز کا محاصرہ کر لیا - تین دن کے محاصرہ کے بعد عثماني پارلیمنٹ کے نمایندے قصر یلدز میں داخل ہوے، اور قوم کا پیغام پہنچا دیا کہ "آپ معزول کیے گئے، اور شہزادہ محمد رشاد تخت نشین ہو رہے ہیں" قصر یلدز کے اس مشہور قہرمان نے اُسوقت لرزتے ہوے یہ التجا کي تھي "میں اپني زندگي کیلیے تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں" ! یہ اب اپني زندگي کیلیے انسانوں کو خدا کا واسطہ دیتا تھا - اُن انسانوں کو، جنھوں نے اپني مظلوم اور بیکس زندگي کیلیے سیکڑوں مرتبہ اُسے خدا کے واسطے دیے تھے، لیکن ایک لمحہ کیلیے بھي اُسکے دل میں خدا کے خوف نے جگہ نہیں پاي تھي !

تاریخ مشرق کا یہ عبرت انگیز انقلاب جولائي سنہ ۱۹۰۸ ع میں واقع ہوا تھا -

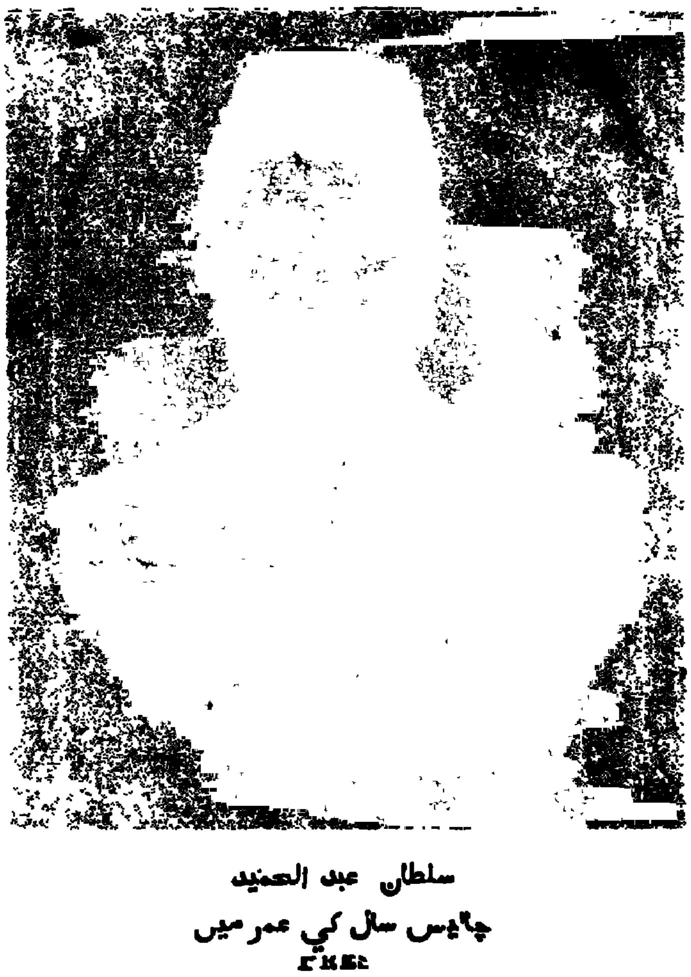

سلطان عبد الحمید
چالیس سال کي عمر میں

(اتحادي ترکي)

جمعیۃ اتحاد و ترقي کا دور

سنہ ۱۳۲۶ھ (۱۹۰۸ع) سے سنہ ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ع) تک

انجمن اتحاد و ترقي نے برسر اقتدار آتے ہي "وطنیت" "حریت" "اخوت" اور "مساوات" کي بنیادوں پر عثماني سلطنت کو استوار کرنا چاہا - نوجوان ترک، بڑے ہي ذہین، چست، اور مخلص تھے - لیکن مدبر اور تجربہ کار نہ تھے -

آثار عتیقہ

شہر رقیم کا انکشاف

ام حسبتم ان اصحاب الکہف و الرقیم کانوا من ایا تنا عجبا

(۱)

صدیوں کے خواب گراں کے بعد اب شہر رقیم یا پیٹرا پھر بیدار ہو رہا ہے ۔ قدس اور لندن کي آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حال میں اس قدیم شہر کے کھنڈروں میں قیمتي پتھروں اور پرانے طلائي زیورات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بدوي عربوں کے ھاتھہ لگا ہے ۔

پیٹرا عرب قدیم کا ایک گم شدہ شہر ہے ۔ سالہا سال سے غیر آباد پڑا تھا ۔ کبھي کبھي صحرا گرد بدوي جاکر شاداب نخلستانوں اور سر سبز چرا گاھوں کي تلاش اِدھر اُدھر آوارہ رکھتي ہے ' تمدن قدیم کي اس یادگار کو آدمي کي صورت دکھا دیتے تھے !

(الف لیلہ کا طلسم)

ایک مرتبہ ایک صحرا نشین عرب پیٹرا کے کھنڈروں میں گھوم رہا تھا ۔ ناگاہ اوسکا پانوں ایک پتھر پر پڑ گیا ۔ قبل اسکے کہ وہ اس بات کا اندازہ کر سکے کہ کیا ہونے والا ہے ' پتھر نیچے کو کھسکا ' زمین دھنسي ' اور اب عرب ایک عجیب و غریب غار میں پڑا تھا ۔ پتھر بدستور اپني جگہ پر آگیا ' اور راہ بند ہوگئي !

اب بدوي نے خود کو ایک زمین دوز محراب میں پایا ' لیکن باھر آنے کا کوي راستہ نظر نہیں آتا تھا ۔

غریب عرب ایک عرصہ تک ادھر اُدھر ٹٹولتا رہا ۔ تاریکي بلا کي تھي ۔ محض اس خوف سے کہ کہیں کسي دوسري نامعلوم مصیبت سے دو چار نہ ہونا پڑے ' اوسنے ھاتھوں اور پیروں کے بل رینگنا شروع کیا ۔ اس جد و جہد میں ایک وسیع ایوان مل گیا ۔ اس ایوان کي تاریکي کو ایک پہاڑي سوراخ سے نکلنے والي دھندلي روشني ایک حد تک کم کر رہي تھي ۔ روشني کا سہارا پا کر اس محصور بلا نے ادھر اُدھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا ۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گوشے میں قیمتي جواھرات اور طلائي اشیا کا ڈھیر پڑا ہے ۔ یہ خزانہ غالباً طائر اور صیدان کے بحري قزاقوں نے ازمنہ مظلمہ میں جمع کیا ہوگا ۔ عرب حیرت کے دریا میں ڈوبا ہوا ' اس تمام ماحول کو عالم رؤیا سمجھہ رہا تھا ۔ بالاخر اوسنے چند جواھر ریزے اپنے عمامہ میں رکھہ لیے ' اور باھر نکلنے کي راہ تلاش کرنے لگا ۔ اس نے غور کیا کہ روشني جس سوراخ سے آ رہي ہے ' اس سے باھر نکل سکتا ہے یا نہیں ؟ اس کا خیال ٹھیک تھا ۔ روشني کے نیچے ایک سنگي زینہ موجود تھا ۔ بہ مشکل سوراخ تک پہنچ سکا ۔ وہاں پتھر کے کئي ٹکڑے ایک دوسرے پر پڑے تھے ۔ زور کرنے سے ایک پتھر ھٹ گیا اور یہ باھر نکل آیا ۔

یہ جواھرات بیت المقدس کے بازاروں میں بکتے ۔ ماھرین آثار انہیں توراۃ سے بھي زیادہ پرانا بتاتے ہیں ۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پیٹرا کا یہ کنز مخفي لارڈ کارناروان کے دریافت کردہ وادي الملوک (مصر) کے خزائن سے بھي کہیں زیادہ بیش قیمت ہے ۔ عجائب خانہ لندن کا ایک وفد اس گم شدہ شہر کي تحقیقات کیلیے جا رہا ہے ۔

(جغرافیائي محل)

یہ مقام ساحل بحر قلزم سے زیادہ فاصلہ پر نہیں ہے ۔ نقشہ کے دیکھنے سے بحر قلزم کا بالائي حصہ دو ٹکڑوں میں منقسم معلوم ہوگا ۔ اس کے شمال میں جزیرہ نماء سینا ہے جسکي شکل مثلث نما ہے ۔ سینا کا جنوبي نوکدار کنارہ بحر قلزم کو دو شاخوں میں جدا کر دیتا ہے ۔ سینا کے غرب میں بحر قلزم کي وہ شاخ ہے جو خلیج سوئز کے نام سے موسوم ہے ۔ آج کل یہ تجارت عالم کي شاھراہ عظیم ہے ۔ سینا کے شرق میں بحر قلزم کا وہ حصہ ہے جو خلیج عقبہ کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ یہ جگہ اب متروک ہوگئي ہے ۔ جہاز بہت کم آتے جاتے ہیں ۔ ایک طرف سینا کي ننگي پہاڑیاں ہیں ۔ دوسري طرف خلیج عقبہ کے پہاڑوں اور صحراء عرب کا نا پیدا کنار سلسلہ ہے ۔ اس خلیج کے ساحل پر کوئي بندر گاہ نہیں ہے ۔ قصبہ عقبہ کے چند بے ترتیب مکانات کے سوا باقي تمام حصہ غیر آباد اور پتھریلا ہے ۔ بحر شمالي و بحر جنوبي کے دور دراز سواحل کو چھوڑ کر جہاں بمشکل ذي روح وجود کا پتہ چلتا ہے ' دنیا کا کوئي ساحل اس قدر ساکت اور سنسان نہیں ہے !

لیکن پرانے زمانہ میں خلیج عقبہ کي اھمیت ہمارے زمانہ کے خلیج سوئز سے کہیں زیادہ تھي ۔ تین ہزار سال قبل یہاں حضرت سلیمان کے بحري مراکب ھندوستان کي اشیاء تجارت بار کیے ہوئے ہر وقت لنگر انداز رہتے تھے ۔ جب تک ھندي و ایراني تجارتي قافلے اس راستے سے آمد و رفت کرتے رہے ' یہ ملک تمدن عالم کا مرکز رہا ۔ جب شاھراہ تجارت یہاں سے دوسري جانب منتقل ہوگئي ' اور بحر روم اور خلیج سوئز کا راستہ دریافت کر لیا گیا ' تو یہ ساحل رفتہ رفتہ غیر آباد ہوگیا ۔ صلیبي لڑائیوں کے زمانہ میں مسیحي مجاھدین نے اس نواح میں کچھہ بیداري پیدا کردي تھي ' مگر سلطان صلاح الدین کي تیغ جہاد نے یہ حصۂ عالم بھي صلیبیوں پر تنگ کردیا ' اور اس کے بعد سے پیٹرا کے اطراف انساني آبادي سے ہمیشہ خالي رہے ۔

جنگ عظیم کے زمانہ میں شریف حسین اور اس کے بیٹے امیر فیصل نے اس نواح کو اپني افواج کا عقبي مستقر بنایا تھا ۔ ہر ہفتہ انگریزي جنگي جہاز اور دخاني کشتیاں سامان حرب سے لدي ہوئي ساحل پر آتي تھیں ۔ سنہ ۱۹۱۷ ع اور سنہ ۱۹۱۸ ع میں اس آمد و رفت کا تسلسل نہایت پابندي سے قائم رہا ' اور ایک

بهرام آغا خواجه سرا
جو تمام وزرا پر حکومت کرتا تها

عراق کا گورنر بنا کر بهیج دیا - اس نے آتے هي عراقي تحریک کا خاتمه کردیا - ساتهه هي بکر سامي بک کو بیروت کي گورنري پر مقرر کیا ' جو اپنے تدبر اور سخت گیري میں بہت شہرت رکهتا تها ' اِس نے کچهه ایسے پیترے بدلے ' که شامي تحریک بهي سرد پڑگئي ' اور پیرس کي موتمر میں جو کچهه طے پایا تها ' اُسکا اکثر حصه کالعدم هوگیا !

اب جنگ عمومي کي خوفناک گهٹائیں فضا مین پهیل رهي تهیں - وہ مصیبت سر پر آگئي تهي جسکا تصور بهي کبهي انساني دماغ نے نہیں کیا تها -

---

جنگ عمومي کے بعد

سنه ۱۳۳۲ ھ (۱۹۱۴) ء سے سنه ۱۳۳۳ ھ (۱۹۱۵) تک

دستوري نظام حکومت کے کامیاب بنانے اور سلطنت کے مختلف عناصر کو مشترک وطنیت و قومیت کے نام پر متحد کرنے میں انجمن اتحاد و ترقي کو ناکامي هوئي - اِس تلخ تجربه کے بعد اِس انجمن کے ارکان میں آینده طرز عمل کے متعلق اختلاف پیدا هوا - اکثریت " تورانی تحریک " پهیلانے کے حق میں تهی ' اور اقلیت " اتحاد اسلامي " کے فکر کو عملي جامه پہنانا چاهتي تهی - یه اختلاف ابهي ختم نہیں هوا تها که عالم گیر جنگ کا طبل بج گیا ' اور اکثریت کو اقلیت کي رائے کے سامنے جهک جانا پڑا - اب بجز اِس کے کوئي چارۂ کار نه تها که تمام اسلامي عناصر ' خصوصاً عربوں کي تائید اسلام کے نام پر حاصل کي جائے -

چنانچه انور پاشا نے عبد الرحمن بک الیوسف اور شیخ اسعد شقیر وغیرہ کو شام بهیجا که عربوں کے اسلامي جذبات بیدار کریں - پهر جمال پاشا نے جو شام کے جنگی حاکم تهے ' عربوں کي مدارات شروع کي اور عربي تحریک سے اپني گهري دل چسپي اور همدردي کا اظهار کیا - فرانسیسي قنصل خانه سے جو کاغذات دستیاب هوئے تهے ' اُن سے اُنهیں صاف معلوم هوگیا تها که بہت سے سر بر آورده شامي ' ترکي کے خلاف فرانس سے ساز باز کرچکے هیں - مگر اُنهوں نے خیانت کے تمام مجرموں سے چشم پوشي کي - البته عیسائیوں سے پوري باز پرس کي گئي -

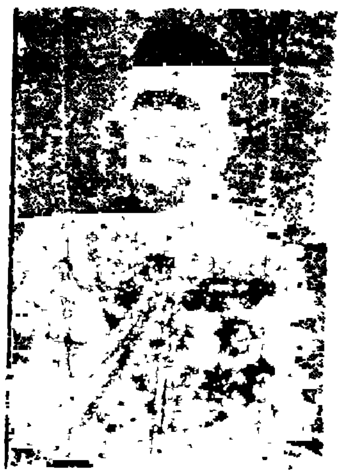

حسین رامي پاشا
محکمهٔ جاسوسي کا سرغنه

جمال پاشا نے صرف شام هي میں نہیں بلکه تمام جزیرۃ العرب میں دیني جہاد کا غلغله بلند کر دیا - کربلا ' نجف ' بغداد کے علماء کي دیني حمیت جوش میں آگئي - شریف مکه ' سلطان ابن سعود ' ابن رشید ' امام یمن ' تمام اُمراء عرب کو جہاد کي دعوت دي گئي -

لیکن نوجوان ترکوں نے بہت جلد دیکهه لیا که مسلمانوں اور عربوں میں اُن کي دعوت کوئي گرم جوشي پیدا نه کرسکي - بلکه جنسي و نسلي اور مقامي مصالح کا تعصب اس کڑے وقت میں بهي اُن پر غالب رها - وہ سلطنت عثمانیه اور خلافۃ اسلامیه کي حمایت و نصرت پر آماده نه هو سکے - هندوستان اور مراکش کے مسلمان انگریزي اور فرانسیسي جهنڈے کے تلے جمع هوکر آئے ' اور ان کے سینوں پر بے دریغ گولیاں چلائیں !

اِس نامرادي کا نتیجه یه هوا که تورانی تحریک کے حمایتیوں کو پهر زور حاصل هوگیا - نا چار انجمن اتحاد و ترقي کو ان کے نظام عمل پر چلنا پڑا -

غازي مصطفی کمال پاشا

عربوں کي ناعاقبت اندشي نے اور زیاده ترکوں کو مایوس کردیا تها - شام کے چند خود غرض اور برخود غلط افراد طیار هوگئے که اس نازک وقت سے فائده اٹهائیں اور دول متحده کا ساتهه دیکر " عربي امارت " کي بنیادیں قائم کردیں - بہت ممکن تها که اِن لوگوں کے انقلابي افکار عامۃ الناس میں مقبول نه هوتے ' لیکن اُسي موقعه پر حجاز میں برطاني سازشیں کامیاب هوگئیں اور شریف نے علم بغاوت بلند کردیا - جس وقت جمال پاشا مصر پر حمله کي طیاریاں کررها تها ' اور تمام ساز و سامان مکمل هو چکا تها ' اچانک اُس نے دیکها که شریف حسین اور اُس کے لڑکوں کي بغاوت نے اس کي تمام امیدوں کا خاتمه کردیا هے !

◆

افسانہ

روحانیات کی مجلس

ہولناک رات

(مترجم)

ایوان پٹروویچ نے اپنے دوستوں کو مضطرب آواز اور زرد چہرے کے ساتھ ذیل کا واقعہ سُنایا:

"۱۸۸۳ء کے کرسمس کی رات، بہت ہی اندھیری تھی۔ میں اپنے ایک دوست کے یہاں دیر تک ایک روحانی جلسے میں بیٹھا رہا۔ مجھے تاریکی میں اپنے گھر لوٹنا تھا۔

اُس زمانے میں ماسکو کی ایک ایسی گلی میں میرا قیام تھا، جو شہر میں سب سے زیادہ دہشت ناک اور تاریک گلی تھی۔ جب جب میں اُس پر گزرتا، ڈراؤنے خیالات میرا دماغ پریشان کر دیا کرتے تھے۔

روحانی جلسے میں آخری جملہ جو میں نے سُنا تھا، وہ خاص میری ذات کے متعلق تھا۔ مشہور فیلسوف سپینوزا کی روح کی نسبت ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ جلسہ میں شریک ہے۔ اُسنے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:

"تیری موت قریب آگئی، جلد خدا کے سامنے توبہ کر!"

میں ڈر گیا۔ پھر سوال کیا۔ مزید تشریح چاہی۔

"تیری زندگی ختم ہو گئی۔ آج ہی توبہ کر لے!" یہ میرے سوال کا دوبارہ جواب تھا۔

میں علم الارواح (اسپریچولیزم) کا قائل نہیں ہوں۔ تاہم موت کا خیال ہمیشہ مجھے خوفزدہ کر دیا کرتا تھا۔ ایک عجیب طرح کی اداسی مجھ پر چھا جاتی تھی۔

میں بدحواس جلسہ گاہ سے بھاگا۔ اور اپنے گھر کی راہ لی۔ اوپر کی منزل پر پہنچ کے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اُسوقت بھی میرا خوف سے بُرا حال تھا۔ معلوم ہوتا تھا گرا پڑتا ہوں۔

(۲)

کمرہ تاریک تھا۔ باہر تیز ہوا چل رہی تھی۔ کھڑکی کے شیشوں سے جھونکے ٹکرا رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عناصر بھی خوف و دہشت کی حالت میں مضطرب ہو رہے ہیں!

"اگر سپینوزا کی پیشین گوئی ٹھیک ہے" میں نے لرز کر رقت بھری آواز میں آہستہ آہستہ کہا "اگر اس سنگ دل فیلسوف کی روح نے سچ کہا ہو تو بس آج ہی رات میرا خاتمہ ہے! یہ واویلا کرنے والی ہوائیں میرا نوحہ کریں گی، یہ کالی بدلیاں ماتم کی صفیں بچھائیں گی! افسوس میری زندگی ......"

میں نے دیا سلائی جلائی۔

"ہیں!" میں چلّا پڑا اور بے خودی سے چلّایا اور دروازے کی طرف بھاگا۔ سر سے پاؤں تک تمام بدن کانپ رہا تھا۔ شاید ظلم گردش میں پہنچ کر میں نے خوف سے آنکھیں بند کر لی تھیں!

میں نے کمرہ میں کیا دیکھا؟ دیکھو اسوقت بھی میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ دل دھڑک رہا ہے۔

میں کمرے کے وسط میں مُردے کا تابوت رکھا تھا! اُس پر ارغوانی غلاف چڑھا تھا۔ سنہری صلیب لگی تھی۔ میں نے صرف ایک ہی جھلک دیکھی تھی۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مجھے اُس کا ہر حصہ نظر آ گیا۔ آجتک اُس کا پورا نقشہ میرے ذہن میں محفوظ ہے!

یہ ایک لڑکی کا تابوت تھا۔ کیونکہ بہت چھوٹا تھا۔ اور رنگ اور آرایش ویسی ہی تھی، جیسی لڑکیوں کے تابوتوں پر کی جاتی ہے۔

(۳)

میں تیر کی طرح زینے پر پہونچا اور سیلاب کی تیزی سے اُترنے لگا۔ بلکہ کہنا چاہئے گرنے لگا۔ ایک نہایت ہی خوفناک رعب اپنی پوری قوت سے مجھے دھکیل رہا تھا!

سڑک پر میں نے جلدی سے روشنی کا ایک کھمبا دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیا۔ کھمبا، مینھ سے بھیگا ہوا تھا۔ برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ جسم نے سردی محسوس کی تو میرے ہوش و حواس واپس آنے لگے۔

"اگر کمرے میں آگ لگی ہوتی" میں خیال کرنے لگا۔ "بلکہ اُس میں چور دکھائی دیتا، شیر ٹہلتا ہوتا، دیوانہ کتا بیٹھا ہوتا، اگر اُس کی چھت بھی اچانک گر پڑتی، تو بھی مجھے تعجب نہ ہوتا۔ میں اسے ایک معمولی بات سمجھتا۔ مگر لاش! ایک کل تابوت! اس کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میرے مکان میں تابوت کیونکر آیا؟ کون لایا؟ ایک امیر لڑکی کا کا بدار تابوت! سونے چاندی کے کام سے آراستہ! ایک معمولی نوکر کے حقیر کمرے میں اُسے کون لایا؟ کیوں لایا؟ معلوم نہیں، وہ خالی ہے یا اندر لاش رکھی ہے؟ ...."

اچانک مجھے خیال آیا۔ "اگر یہ معجزہ نہیں تو کوئی ہولناک جرم ہے"۔ لاکھ لاکھ سوچا کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔

"دروازے پر تو قفل چڑھا تھا" میں پھر سوچنے لگا "کنجی ایسی مخفی جگہ رکھی تھی کہ میرے خاص دوستوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ناممکن ہے کہ کسی دوست نے یہ موت کا تحفہ میرے لئے مہیا کیا ہو۔ شاید کوئی مزدور غلطی سے لے آیا۔ لیکن مزدور لاتا تو مزدوری لئے بغیر چلا کیوں جاتا؟ اور میرے یہاں فرود تابوت کیوں لے گئے؟ ......"

پھر میرے پراگندہ دماغ میں ایک اور خیال آیا:

"ممکن ہے یہ کارروائی اُسی روح کی ہو، جسنے آج رات میری موت کی خبر دی ہے۔ شاید یہ تابوت میری لاش کے لئے لایا گیا ہو۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔ تابوت میرے قد سے بہت چھوٹا ہے"

(۴)

اب بارش پھر شروع ہو گئی۔ گویا میرے قتل کے لئے آسمان کی یورش ہو رہی ہے۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ میرا اُوورکوٹ اُڑا جاتا تھا۔ میں بھیگ کر شرابور ہو گیا۔

"مجھے کہیں پناہ لینی چاہئے" میں نے دل سے کہا "لیکن کہاں؟ کمرے میں، جہاں تابوت رکھا ہے؟ ناممکن ہے۔ اگر میں وہاں گیا تو یقیناً دیوانہ ہو جاؤں گا"

مگر اس پانی اور سردی میں سڑک پر کھڑا رہنا بھی مشکل تھا۔ میں نے فوراً اپنے ایک دوست روستوف نامی کے گھر کی راہ لی۔ وہ بھی ایک تنگ تاریک گلی میں ایک کمرہ کے اندر رہتا تھا۔

دروازہ کھٹکھٹایا۔ کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے ایک طاق میں ہاتھ مارا تو کنجی مل گئی۔ قفل کھولکر اندر چلا گیا۔

میرا کوٹ بھیگ گیا تھا۔ میں نے اُسے اُتار کر کمرے کی زمین پر ڈال دیا۔ اندھیرے میں پاؤں نے ایک کرسی سے ٹھوکر کھائی۔ میں اُسی پر بیٹھ گیا۔ تاریکی سخت تھی۔ کچھ سوجھائی نہیں دیتا تھا۔ ہوا تیز تھی۔ کھڑکیاں ہل رہی تھیں۔ باہر کنیسوں کے گھنٹے کرسمس کی خوشی میں بج رہے تھے۔

میں نے جیب سے ڈبیا نکالکر دیا سلائی جلائی۔

"اُف، یہاں بھی!" بے اختیار میرے منہ سے چیخ نکل گئی میں دیوانہ وار بھاگ کر کمرے کے باہر گرا۔

یہاں بھی تابوت رکھا تھا! لیکن میرے کمرے کے تابوت سے بڑا تھا۔ اور سیاہ غلاف نے ڈھکا تھا۔ سیاہ غلاف نے اُسے اور بھی زیادہ ہیبت ناک بنا دیا تھا!

"یہاں بھی یہی تابوت!" میں سوچنے لگا "معلوم ہوتا ہے یہ میرا وہم و خیال ہے۔ میری نگاہ دھوکا کھا رہی ہے۔ ناممکن ہے کہ میں جہاں جاؤں، میرے استقبال کے لئے ایک خوفناک تابوت پہلے سے مہیا ہو جائے۔ ضرور آج میرے اعصاب میں خلل آ گیا ہے۔ جہاں جاتا ہوں تابوت ہی نظر آتا ہے ... میں ضرور پاگل ہو گیا ہوں۔ جنون کا سبب صاف ظاہر ہے۔ اسی منحوس روحانی جلسے اور سپینوزا کی شیطان روح نے میرا دماغ خراب کر ڈالا!"

میں تھک کر زمین پر بیٹھ گیا۔ دونوں کنپٹیاں زور سے ہاتھوں میں دبا لیں۔

"الٰہی! کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ آہ میں پاگل ہو گیا!" یہ کہتے ہوئے بے اختیار میرے آنسو نکل آئے۔

قریب تھا میرا سر پھٹ جائے۔ میرے پیروں میں سکت باقی نہیں رہی تھی۔ مینہ کا وہ زور تھا کہ خدا کی پناہ۔ میرا تمام بدن سردی سے کانپنے لگا۔ نہ سر پر ٹوپی تھی نہ جسم پر کوٹ۔ میں اُنھیں لینے کمرے میں جا بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہاں .... آہ، بہت ہی ہولناک منظر، ناقابل برداشت ہولناکی موجود تھی!

(۵)

میرے سر کے تیر کی طرح سیدھے بال کھڑے ہو گئے۔ ٹھنڈا پسینہ پیشانی سے بہنے لگا۔ حالانکہ اب مجھے کامل یقین ہو چکا تھا کہ جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے، وہ محض ایک طرح کے اعصابی مرض کا نتیجہ اور وہم و خیال ہے۔ حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔

"اب کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟" بار بار یہی سوال دُہراتا تھا۔

یکایک مجھے ایک دوسرا دوست، گورڈساروف یاد آ گیا۔ اس نے

عارضي چہل پہل پیدا هوگئي - لیکن جنگ کے خاتمه کے بعد یه سرگرمي بهي ختم هوگئي ، اور یه حصه پهر شهر خموشاں بن گیا -

خلیج عقبه کے دهانه سے ایک پہاڑي اور ریگستاني سلسله شروع هوتا هے جو اندرون ملک میں دور تک چلا جاتا هے - پیٹرا کے کهنڈر عقبه سے ۹۰ - میل کي مسافت پر واقع هیں - پہاڑوں کے درمیان اس شهر کا محل وقوع هے - بدو رهنما کے بغیر ان آثار تک سیاح کي پهونچ مشکل هے - پیٹرا سے شمال کو ۲۰ میل کے فاصله پر وادي بحر میت هے - سیدهے هاتهه یعني شرق کي طرف شمالي عرب کا عریض ریگستان هے - سامنے ارض ادوم یا ادومیا کے پہاڑونکا وه سلسله هے ، جو باب الرقیم یا پیٹرا کا پهاٹک کہلاتا هے - اس سلسله کو قطع کیے بغیر پیٹرا تک پہونچنا محال هے - دوسري جانب پہاڑي مگر ڈهالو راسته هے - اس پر سے هوکر نیچے اُترتے هیں - چند گهنٹے کے پہاڑي اور پیچ در پیچ راسته کے بعد وادي ادوم کا خاتمه هو جاتا هے - سفید ریت کے ٹیلونکے ختم هونیکے بعد ایک تنگ دره ملتا هے - یه بلند پہاڑي دیوار کا دروازه هے - یہاں پر وادي کي وسعت ۱۲ - میل سے کم هوکر صرف ، ۱۲ - فیٹ رهجاتي هے - دره کي دیواریں هزارها فیٹ اونچي هیں - عرب اس راسته کو "شق" کے نام سے پکارتے هیں - اس شق کي راه سے [illegible] کے گهوڑے اور بار برداري کے اونٹ اُفتاں و خیزاں راه طے کیا کرتے هیں - پتهرونپر چاروں طرف چهپکلیاں لپٹي هوئي هیں - هر هر قدم پر تنگناے زیاده وحشتناک هوتي جاتي هے - راسته میں ایک پہاڑي شگاف ملتا هے جس سے شفاف پاني کا چشمه موجزن هے - عرب کہتے هیں ، یهي وه جگه هے جہاں حضرت موسی علیه السلام نے عصا مار کر اپنے پیاسے همراهیونکے لئے پاني کے چشمے جاري کر دیئے تهے - یه وادي وادي موسی کے نام سے موسوم هے - وادي اسقدر تنگ هے که اونٹ پر سے دونوں طرف کي دیواریں بخوبي چهوي جاسکتي هیں - اکثر جگه اِرد گرد کي پہاڑیاں بلند هوکر چهت کا کام دیتي هیں - اس جگه آسمان بالکل دکهائي نہیں دیتا - سورج کي شعاع بهي یهانتک نہیں پہونچتي -

(یوناني مندر)

ایک گهنٹه کي مسافت کے بعد سیاح ایک تیز گهماؤ سے گذرتا هے - اب نظر کے سامنے ایسا دلفریب اور حیرت خیز منظر آجاتا هے جو ایک عرصه تک کیلیے از خود رفتگي کي کیفیت طاري کر دیتا هے - یوناني طرز کا ایک نفیس اور خوشرنگ مندر سامنے نظر آتا هے - اوسکا دلفریب حسن اور دلکشا طرز ، حد درجه متاثر کرنیوالا هے - عهد کهن کے صناعوں نے پہاڑوں سے کاٹ کاٹ کر یه خوبصورت عمارت تعمیر کي تهي -

ادومي پہاڑونسے یه عمارت تراشتے هوے ، دندانه دار آلات سے کام لیا گیا هوگا - اس مندر کي بالائي سطح مختلف رنگونسے مزین هے ، اور ریشمي کپڑے کي طرح جهلک رکهتي هے -

دنیا کا کوئي اور پهاٹک ، دنیاء قدیم کے اس خاموش شهر کے دروازے سے زیاده اثر ڈالنے والا نہیں هے - هندوستان کا سرخ شهر ، فتح پور سیکري بهي اسکا مقابله نہیں کرسکتا - روماني و یوناني مخلوط فن تعمیر کے طرز پر یه مندر کم از کم دو هزار سال قبل اس پہاڑي سے طیار کیا گیا تها - اسکا عهد تعمیر روماني شهنشاه هیڈرین کي فوج کشي کے زمانه سے تعلق رکهتا هے - اهل عرب میں اس مندر کا نام الخزینه مشهور هے - لمبے لمبے ستونوں کے اوپر ایک دیو پیکر صراحي نما ظرف هے - عرب کہتے هیں که یه ظرف فراعنه کے جواهرات اور طلائي سرمایه کا مخزن هے - شروع سے اِسے توڑنے کي کوششیں کي گئیں مگر کامیابي نہیں هوئي - کرنیل لارنس کے ساتهیوں نے بهي هزاروں گولیاں چلائیں - بعض بعض دفعه پتهر کے چهوٹے چهوٹے ٹکڑے ٹوٹ کر گر پڑے - مگر کچهه زیاده اثر نه هوا - نہیں معلوم کس دیوي یا دیوتا کي یہاں پوجا هوتي تهي ؟ کرنیل لارنس کي راے میں مصري دیوي " ایسیس " کي پرستش هوتي هوگي - کیونکه هیڈرین کي فوج کشي کے وقت تمام سواحل بحر روم اِسي دیوي کے سامنے سر بسجود تهے -

یهانسے چند گز کے فاصله پر اصل شهر بیضاوي نشیب میں واقع هے - سطح سمندر سے ۹ - هزار فیٹ اونچے محدب حصه سے شروع هوتا هے - وادي کي بلندي صرف ایک هزار فیٹ رهجاتي هے - اِس نشیب میں اسوقت تک شهر کي سڑکوں اور عمارتوں کے آثار باقي هیں - یه تمام عمارتیں پہاڑ کاٹ کر بنائي گئي تهیں !

پیٹرا کے رنگ برنگ آثار هر اُس سیاح کو جو مشرقي دیوار عبور کرنیکي جرأت کرتا هے ، اپني جانب مائل کرلیتي هیں - سورج کي کرنیں ارد گرد کي پہاڑیوں کو قوس قزح بنا دیتي هیں - اُنکي چمک بلوچستان کي اِرغواني پہاڑیوں سے بهي کهیں زیاده دلکش هے - پہاڑیونکي سطح سے زعفراني ، نارنجي ، ارغواني ، بنفشي رنگ کي لہریں نکلتي رهتي هیں - غروب آفتاب کے وقت رات کي تاریکي چها جانے سے پہلے ، ایسا معلوم هوتا هے ، گویا طرح طرح کے رنگوں کے کي موجیں اُمنڈ رهي هیں !

محمد یحیی - ایم - اے - ایل - ایل - بي
وکیل بدایوں

WANTED.

Urdu Trained Mistresses for the Karachi Municipal Urdu Girls Schools on the following salary :

	Pay	Allowance	Total
1st Year (Junior)	Rs. 50/-	Rs. 10/-	Rs. 60/-
2nd Year	,, 55/-	,, 10/-	,, 65/-
3rd Year (Senior)	,, 65/-	,, 10/-	,, 75/-

The above posts are pensionable and governed by the Municipal Pension & Provident Fund Rules. The appointments will be on 2 years' contract in the first instance. Apply with full details; also age, nationality with copies of testimonials, if any. Applications should reach the Undersigned on or before 1-11-1927. Those already in service, should apply through their authorities under whom they are employed.

Sd. V. G. PRADHAN,
Administrative Officer.
SCHOOL BOARD,
KARACHI MUNICIPALITY, (I H.)

لئے ہز مجسٹی برطانیہ نے سر گلبرٹ فلکنگہم کلائٹن کو اپنا مختار قرار دے کر معین کیا، اور ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا نے ہز رائل ہائنس امیر فیصل اپنے فرزند اور نائب کو اپنا مختار قرار دیا۔

".. مذکورۂ بالا تمہید کی بنا پر، دونوں نمائندوں کی مختار ناموں کی صحت سے مطمئن ہو کر، ہز رائل ہائنس امیر فیصل بن عبد العزیز اور سر گلبرٹ فلکنگہم کلائٹن نے حسب ذیل شرطوں پر اتفاق کیا ہے:

شرط اول۔ ہز مجسٹی برطانیہ، ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا کی کامل اور بے قید خود مختاری کا اقرار کرتے ہیں۔

شرط دوم۔ ہز مجسٹی برطانیہ اور ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا کے مابین امن و امان اور دوستی برقرار ہوگی۔ طرفین عہد کرتے ہیں کہ باہمی تعلقات برقرار رکھنے کی کوشش کریں گے، اور اپنے جملہ وسائل سے کوشاں رہینگے کہ اپنے ملک کو ایسے غیر قانونی اعمال کے لئے مستعمل ہونے نہ دینگے جو دوسرے فریق کے ملک میں امن و امان اور سکون کے مخالف ہوں۔

شرط سوم۔ ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا وعدہ کرتے ہیں کہ برطانیہ کی جملہ مسلمان رعایا یا اُس کے زیر حمایت مسلمان باشندوں کے لئے فرض حج کی ادائیگی میں سہولت پیدا کریں گے، جیسا کہ باقی تمام حجاج کے لئے کرتے ہیں۔ نیز ہز مجسٹی وعدہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی جان و مال کو ان کے قیام حجاز کے دوران میں ہر طرح امنیت حاصل ہوگی۔

شرط چہارم۔ ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا وعدہ کرتے ہیں کہ مذکورۂ بالا حاجیوں میں سے جو لوگ اُن کی سرحدوں میں فوت ہو جائینگے اور جن کے شرعی وارث ہز مجسٹی کے ملک میں موجود نہ ہونگے، اُن کا ترکہ جدہ میں برطانوی نمائندے یا اُس کے نائب کے حوالہ کر دیا جائے گا، تاکہ متوفی کے مستحق وارثوں تک پہنچا دیا جائے لیکن یہ حوالگی اس شرط کے ساتھ عمل میں آئیگی کہ پہلے ہز مجسٹی سلطان کی خاص عدالتوں کے سامنے یہ معاملہ پیش ہو جائے اور حجازی قوانین کے مطابق لازمی محصول وصول کر لیا جائے۔

شرط پنجم۔ ہز مجسٹی شہنشاہ برطانیہ، ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا کی جملہ رعایا کے لئے حجازی اور نجدی جنسیت کا اقرار کرتے ہیں جبکہ وہ ہز مجسٹی برطانیہ کے مقبوضات اور زیر حمایت ملکوں میں پائے جائیں اسی طرح ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا بھی برطانیہ کی رعایا اور اُس کے زیر حمایت باشندوں کے لئے برطانوی جنسیت کا اقرار کرتے ہیں جبکہ وہ حجاز و نجد و ملحقاتہا کے ممالک میں پائے جائیں گے۔ اس بارے میں اُن بین الاقوامی قوانین کا لحاظ کیا جائے گا جو خود مختار حکومتوں کے مابین نافذ ہیں۔

شرط ششم۔ ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا عہد کرتے ہیں کہ کویت، بحرین، اور ساحل عمان کے مشائخ کے حسن جوار کو ملحوظ رکھیں گے جن سے برطانیہ کے خاص معاہدات ہو چکے ہیں۔

شرط ہفتم۔ ہز مجسٹی شاہ حجاز و نجد و ملحقاتہا عہد کرتے ہیں کہ اپنے تمام وسائل سے غلامی کے سد باب میں برطانیہ کی مدد کرینگے۔

شرط ہشتم۔ معاہدہ کرنے والے فریقین پر لازم ہوگا کہ جلد سے جلد یہ معاہدہ نافذ کریں اور منظوری کے کاغذات ایک دوسرے کے حوالہ کر دیں۔ معاہدہ اُس دن سے نافذ ہوگا جب منظوری کے کاغذات کا باہم مبادلہ عمل میں آ جائے گا۔ معاہدہ اس تاریخ سے ۷ برس تک نافذ رہے گا۔ لیکن اگر طرفین میں سے کوئی فریق بھی ۷ سال گزرنے کے بعد ۶ مہینے پہلے سے اعلان نہ کریگا کہ وہ معاہدہ باطل کرنا چاہتا ہے، تو اس صورت میں معاہدہ برابر نافذ رہے گا۔ معاہدہ اُسی وقت باطل ہوگا جبکہ ۶ مہینے پہلے اُس کے ابطال کا کوئی فریق باضابطہ اعلان کر دے۔

شرط نہم۔ ہز مجسٹی شاہ برطانیہ اور ہز مجسٹی سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا کے درمیان جو معاہدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء کو ہوا تھا، جبکہ ہز مجسٹی صرف نجد کے حاکم تھے، اب وہ اس نئے معاہدے کے بعد کالعدم ہو گیا۔

شرط دہم۔ یہ معاہدہ دو زبانوں: عربی اور انگریزی میں قلم بند کیا گیا ہے۔ دونوں دستاویزوں کا درجہ بالکل مساوی ہے۔ لیکن اگر کسی عبارت کی تفسیر میں اختلاف پیدا ہو تو انگریزی دستاویز کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

شرط یازدہم۔ یہ معاہدہ، معاہدۂ جدہ کے نام سے موسوم ہوگا۔ یہ معاہدہ جدہ میں بروز جمعہ تاریخ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۴۵ ہجری مطابق ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء میں طے پایا۔"

معاہدۂ جدہ پر بحث غیر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ آپکے قارئین خود دیکھ سکتے ہیں کہ یہ معاہدہ بالکل ویسا ہے جیسے معاہدے دنیا کی تمام ہم رتبہ خود مختار سلطنتوں کے درمیان ہوا کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ سلطنت نجد و حجاز کامل طور پر خود مختار تسلیم کر لی گئی، بلکہ شرط پنجم کی رُو سے اُسے تمام بین الاقوامی حقوق بھی حاصل ہو گئے۔ نجد و حجاز کی جدید تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اُن کے باشندوں کی مستقل حیثیت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ دونوں ملکوں کے تعلقات برطانیہ سے بین الاقوامی قوانین کی بنیاد پر قائم ہو گئے، جیسا کہ اسی شرط کے آخر میں بالتصریح مذکور ہے۔ اب برطانیہ کے وہ امتیازات بھی باقی نہیں رہے جو مرحوم سلطنت عثمانیہ نے اپنے ملکوں میں اُسے بخش رکھے تھے، اور جو اب تک حجاز میں اور کسی حد تک نجد میں بھی برقرار تھے۔

اس معاہدے میں جا بجا "سلطان حجاز و نجد و ملحقاتہا" کے لفظ آئے ہیں۔ ملحقاتہا سے مقصود وہ تمام علاقے ہیں جن پر سلطان ابن سعود کا قبضہ یا حمایت ہے۔ مثلاً ملک عسیر جو حال ہی میں اپنی رضا و رغبت سے حضرت شیخ سنوسی کے مشورہ پر، اُن کی حمایت میں آگیا ہے۔

مسئلہ اسلحہ

معاہدے کے ساتھ چند ضمیمے بھی ہیں۔ یہ بھی شائع ہو گئے ہیں۔ ایک ضمیمہ میں برطانیہ نے وعدہ کیا ہے کہ بحر احمر کو اُس بین الاقوامی قانون سے مستثنیٰ کرانے کی کوشش کرے گا، جو ہتھیاروں کی فروخت کے متعلق ہے۔ آپکے قارئین واقف ہونگے کہ یورپ کی دول عظمیٰ نے مشرقی قوموں کو کمزور رکھنے کے لئے ایک قانون بنا رکھا ہے، جس کی رُو سے بہت سے مشرقی ممالک جن میں ایران اور ممالک عرب بھی داخل ہیں، سمندر کی راہ سے اسلحہ خریدنے کے حق سے محروم کر دئے گئے ہیں۔ یقیناً سلطان ابن سعود کا تمام مشرقی دنیا خصوصاً عربی ممالک پر بہت بڑا احسان ہوگا اگر اُن کی کوشش سے بحر احمر اس جابرانہ قانون سے مستثنیٰ ہو جائے۔ اگر اس کوشش میں کامیابی ہو گئی تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ عربی ممالک کی جنگی قوت بہت بہتر ہو جائے گی۔ ایک قریبی فائدہ یہ بھی ہوگا کہ یمن، اٹلی کی حرص و طمع سے محفوظ ہو جائے گا جو اُس پر بہت جلد ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔

عقبہ و معان

ایک دوسرے ضمیمہ میں عقبہ و معان کے مسئلہ پر بھی بحث کی گئی ہے۔ یہ دونوں علاقے شریف علی نے اپنی مختصر حکومت کے زمانے میں برطانیہ کے حوالے کر دئے تھے۔ سلطان ابن سعود کو اس کاروائی پر اعتراض تھا۔ اُن کا اعتراض یہ تھا کہ یہ فعل ایک ایسے فرد واحد کا ہے جس کی حکومت کی بنیادیں ایک دن کے لئے بھی استوار نہیں ہوئی تھیں، اور جو عملاً ایک شہر (جدہ) سے زیادہ کا بھی اقتدار حاصل نہیں رکھتا تھا۔ مگر برطانیہ کو اس اعتراض کی حقیقت سے انکار تھا، مگر اب اُسنے اصل اعتراض تسلیم کر لیا ہے۔ اور بحث کسی دوسرے موقع کے لئے ملتوی کر دی ہے۔ بالجملہ اس وقت عقبہ و معان کا مسئلہ حل نہیں ہوا، لیکن اُس کے حل کے لئے راستہ کھل گیا ہے۔ میرا یقین ہے کہ سلطان ابن سعود جلد یہ دونوں علاقے برطانیہ سے واپس لے لیں گے، کیونکہ یہ حجاز کی حفاظت کے لئے ازحد ضروری ہیں۔ اور حدود حجاز میں داخل ہیں۔

معاہدہ کی کامیابی کے اسباب

قلم روکنے سے پہلے چند الفاظ اُن اسباب کے بیان میں بھی ضروری ہیں جو اس معاہدہ کا موجب ہوئے ہیں۔ یہ حقیقت تمام دنیا پر روشن ہے کہ برطانیہ مدت سے کوشاں ہے کہ کسی طرح پورے عرب خصوصاً حجاز پر قابو حاصل کر لے۔ شریف حسین کے ساتھ اُس کے معاہدے اور اٹلی کے ساتھ سمجھوتہ اس حقیقت کا تازہ ثبوت ہے۔ تاہم وہ ایک مرتبہ پھر مجبور ہو گیا کہ ایسا ایک معاہدہ منظور کر لے جو اُس کی پرانی آرزوؤں کے صریح خلاف ہے۔

اس کے تین اہم سبب ہیں:

(۱) سلطان ابن سعود نے پچھلے چند سالوں کے اندر غیر معمولی قوت حاصل کر لی ہے۔ فتح حجاز کے بعد عسیر کی حمایت نے اُنہیں عرب کا ایسا طاقتور حکمراں بنا دیا ہے کہ برطانیہ آسانی سے مغلوب نہیں کر سکتا۔ عرب کی سرزمین پر اچانک اتنی بڑی قوت کے ظہور نے برطانیہ کو مجبور کر دیا کہ یا تو عرب کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرے، یا مدت تک کے لئے عرب میں اپنے تجارتی و سیاسی مفاد سے ہاتھ دھو لے۔ سلطان ابن سعود کو ناخوش کرنے کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ ایک طرف وہ عراق کی طرف بڑھیں، دوسری طرف شرق اردن پر نظر ڈالیں اور تیسری طرف خلیج فارس کے نیم برطانوی علاقوں پر حملہ آور ہو جائیں۔ عرب کے حالات سے واقفیت رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ عراق، شرق اردن، اور خلیج فارس کے اکثر عرب علاقوں میں تمام بدوی آبادیاں سلطان ابن سعود کے زیر اثر ہیں [illegible] قریب، نجدی دعوت قبول کر چکی ہیں۔ سلطان کا ایک اشارہ اُن ممالک میں قیامت برپا کر دے سکتا ہے۔ برطانیہ کی قوت کتنی ہی عظیم ہو، مگر وہ اتنا نادان نہیں ہے کہ بیٹھے بٹھلائے یہ تمام بلائیں اپنے سر نازل کر لے لہٰذا اُس کی مصلحت یہی تھی کہ سلطان ابن سعود سے تعلقات خوشگوار رکھے اور ان کی کامل خود مختاری کے خلاف کوئی جذبہ ظاہر نہ ہونے دے۔

(۲) شام کی حکمرداری نے عربی ممالک میں فرانس کو برطانیہ کا رقیب بنا دیا ہے۔ یہ معلوم ہے کہ یورپ میں برطانوی سیاست نے فرانس کو سخت شکست دی ہے۔ اور اُسے اُس کے تمام دوستوں سے محروم کر کے لاچار کر دیا ہے۔ فرانس اس سبب سے برطانیہ پر دانت پیس رہا ہے اور مشرق میں اُس سے انتقام لینے پر تل گیا ہے۔ چنانچہ وہ ایک طرف چین میں برطانیہ کی مخالفت کر رہا ہے، دوسری طرف عرب میں سلطان ابن سعود سے راہ و رسم پیدا کر رہا ہے۔ برطانیہ نے محسوس کر لیا تھا کہ اگر اُسنے اس موقع پر ذرا سی بھی غفلت کی تو بہت ممکن ہے، فرانس اُس پر بازی لے جائے۔

(۳) بالشویک روس نے پچھلے دنوں عرب سے بہت دلچسپی ظاہر کی تھی۔ اُن کا خیال تھا کہ بالشویک دعوت کا ایک مرکز حجاز میں بھی قائم کر دیں، تاکہ یہاں سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں اُس کی اشاعت ہو سکے۔ برطانیہ اسوقت روس سے ازحد خائف ہے۔ اُس کا ارادہ معلوم کر کے بالکل بدحواس ہو گیا، اور بے تحاشا کوشش شروع کر دی کہ دوستانہ معاہدہ منعقد ہو جائے۔ معاہدہ کی دوسری شرط کا تعلق غالباً اسی چیز سے ہے۔

غالباً اس تفصیل کے بعد معاہدۂ جدہ پوری روشنی میں آ جائیگا اور اس کے فہم میں کسی کو غلط فہمی نہ ہوگی۔ آئندہ مکتوب میں اُن اصلاحات پر بحث کروں گا جن کا اسوقت حجاز میں اجراء در پیش ہے۔

حال ہی میں ڈاکٹری کی سند حاصل کی تھی، اور میرے قریب رہتا تھا وہ بھی میرے ساتھ روحانی جلسے میں شریک تھا۔

میں بے تحاشا اُس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اُس کا کمرہ مکان کی سب سے اونچی منزل پر واقع تھا۔

لیکن میں ابھی زینے ہی پر تھا کہ اوپر سے خوفناک شور سنائی دیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی آدمی بدحواسی سے اِدھر اُدھر دوڑ رہا ہو۔ اور زور زور پاؤں زمین پر مار رہا ہے۔

فوراً ہی ایک دہشت ناک آواز میرے کانوں میں آئی:

"مدد! مدد! دوڑو! دوڑو!"

اور اس کے ساتھ ہی ایک شخص اوپر سے بے تحاشا گرتا ہوا مجھ کو ٹکرایا۔

"سارجنٹ! سارجنٹ! دوست! تم ہو؟ کیا ہوا؟" میں بے اختیار چلا اُٹھا۔ کیونکہ یہ شخص میرا دوست سارجنٹ ہی تھا۔

زینے پر دھندلی روشنی تھی۔ سارجنٹ نے آتے ہی دیوانہ وار میرے مونڈھے پکڑ لئے۔ وہ تمام بدن سے کانپ رہا تھا۔ چہرہ زرد تھا۔ آنکھیں عجیب قسم کی دہشت ظاہر کر رہی تھیں!

"سارجنٹ!" میں پھر چلایا۔

"ریکیوت!" اُس کی لرزتی ہوئی آواز بلند ہوئی "ریکیوت! تم ہو تم؟ کیا واقعی تم ہی ہو؟"

اُسنے مجھے بغور دیکھا اور لمبی سانس لی۔

"یہ تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ مُردے کی طرح پیلے پڑ گئے ہو۔ اُف، تمھاری صورت کیسی ڈراؤنی ہو رہی ہے؟ خدارا بتلاؤ کیا ہوا؟" اُسنے مجھے بغور دیکھ کر کہا۔

"اور یہ تمھاری حالت کیا ہو رہی ہے؟ بالکل مُردہ معلوم ہوتے ہو!" میرا جواب تھا۔

"ٹھہرو" اُسنے جلدی سے کہا "ذرا دم لینے دو۔ آہ میں اس وقت تم سے مل کر کتنا خوش ہوا ہوں؟ جان جاتے جاتے بچی۔ محاضرۂ ارواح کے جلسوں پر خدا کی لعنت! علم الارواح پر ہزار لعنت! اِس جلسے نے نہیں معلوم میرے لئے کیسی کیسی ہولناک چیزیں پیدا کر دی ہیں؟ کیا تم یقین کرو گے کہ جونہی میں اپنے کمرے میں داخل ہوا.... اُف کیسا ڈراؤنا منظر! میں نے دیکھا، کمرے کے عین وسط میں ایک تابوت رکھا ہوا ہے!"

مجھے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ یہ تو بعینہٖ خود میری سرگذشت تھی۔ میں نے چیخ کر پوچھا:

"تابوت! کیا کہتے ہو؟ تابوت؟"

اُسنے صاف لفظوں میں کہا "تابوت! ایک حقیقی تابوت! میں بُزدل نہیں ہوں۔ لیکن اس منظر سے تو شیطان بھی بے ہوش ہو جاتا"

میں پھر خوف سے کانپنے لگا۔ میں نے بمشکل اپنے دونوں مشاہدے اُس سے بیان کر دئے۔ میں نے کہا "خدایا! عجیب طرح کی ہولناکی! میں نے اپنے کمرے میں تابوت دیکھا۔ اپنے دوست کے کمرے میں تابوت دیکھا۔ اور اب تم کہتے ہو کہ تم نے بھی اپنے کمرے میں تابوت دیکھا ہے......"

(۶)

ہم دونوں مکان کی چوکھٹ پر کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ہم دونوں مبہوت تھے۔ ہمیں خیال ہوا، شاید ہم سو رہے ہیں؟ یہ شبہ بیک وقت دونوں کے دماغ میں گزرا، اس لئے ایک دوسرے کو ٹہوکے مارنے لگے تاکہ معلوم کر لیں، ہم واقعی جاگ رہے ہیں یا عالم خواب میں ہیں!

"نہیں، ہم خواب میں نہیں ہیں" سارجنٹ نے کہا "ہم ٹہوکے کی چوٹ محسوس کرتے ہیں۔ ضرور جاگ رہے ہیں۔ ہم نے جو تابوت دیکھے ہیں یقیناً وہ تابوت ہی ہیں۔ ہمارا وہم و خیال نہیں ہے۔ اب بتلاؤ کیا کریں؟"

ہم اب مکان کی سیڑھی پر آ کے کھڑے ہو گئے، اور دیر تک سوچتے رہے، کیا کرنا چاہئے؟ آخر طے ہوا کہ ہمت کر کے اوپر چلیں، اور نوکر کو جگا کر کمرے میں جائیں۔

(۷)

نوکر ہاتھ میں شمع لئے اندر گیا۔ ہم پیچھے پیچھے چلے۔ واقعی کمرے کے عین وسط میں ایک تابوت رکھا تھا۔ اُس پر سفید پشمین چادر پڑی تھی کناروں پر سونے کے تاروں کا کام تھا۔ جابجا چاندی کے پھول کڑھے تھے!

تابوت دیکھ کر نوکر نے اپنے سینہ پر صلیب کا نشان بنایا۔

"اب ہم حقیقت معلوم کر سکتے ہیں" میرے دوست نے رک رک کر کہا، کیونکہ وہ پورے جسم سے کانپ رہا تھا۔ "دیکھنا چاہئے معلوم کیا ہے؟ تابوت خالی ہے یا اُس میں کوئی لاش بھی ہے؟"

بڑے پیش و پس کے بعد سارجنٹ نے ہمت کی۔ چند قدم آگے بڑھا، اور تابوت کا ڈھکنا اُلٹ کر پیچھے ہٹ گیا۔

ہم نے جھک کر دیکھا۔ تابوت بالکل خالی تھا۔ نعش کی جگہ ایک لفافہ پڑا تھا!

(۸)

میرے دوست نے لفافہ اُٹھا لیا، اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کھولا۔ اُس کے اندر حسب ذیل سطریں مرقوم تھیں:

"میرے پیارے دوست سارجنٹ!

"تمھیں معلوم ہے ہماری مالی حالت کس درجہ بگڑ چکی ہے مختصر لفظوں میں واقعہ یہ ہے کہ میرا بھائی دیوالیہ ہو گیا ہے۔ کل اُس کا تمام سامان نیلام ہو جائے گا۔ تم جانتے ہو، اُس کی دکان میں تابوتوں کے سوا کچھ نہیں ہے (کیونکہ شہر کے لئے وہی تابوت مہیا کرتا ہے) اب ہمارے لئے فقر و فاقہ کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ ہمارے خاندان نے مشورے کے بعد طے کیا ہے کہ جتنے تابوت بھی راتوں رات نکالے جا سکتے ہیں نکال دئے جائیں تاکہ وہ نیلام سے بچ جائیں۔ چنانچہ اپنے تمام دوستوں کے یہاں ایک ایک تابوت بھیج دیا ہے۔ ایک تابوت تمھارے یہاں بھی رکھوا دیتے ہیں۔ تم مطمئن رہو، ایک ہفتے سے زیادہ تمھیں اس کی حفاظت نہیں کرنی پڑے گی، اور ہم اسکے لئے تمھارے اور تمام دوستوں کے نہایت شکر گزار ہوں گے۔"

تمھارا مخلص "ایوآن گودین"

(۹)

اس واقعہ کے بعد تین مہینے تک میں اپنے اعصاب کا علاج کرتا رہا۔ اب تک یہ حالت ہے کہ جب کبھی شام کو گھر لوٹتا ہوں، تو دروازے پر خوف سے ٹھٹک جاتا ہوں۔ کمرے میں تابوت کا منظر یاد آ جایا کرتا ہے۔

بریدِ شرق

مکتوبِ حجاز

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم جدہ کے قلم سے)

معاہدۂ جدہ

قارئین الہلال واقف ہوں گے کہ نجد اور برطانیہ کے مابین ۱۹۱۵ء میں ایک معاہدہ منعقد ہوا تھا۔ اس معاہدے میں بعض دفعات ایسی تھیں جن سے نجد کی خود مختاری پر پابندیاں عائد ہوتی تھیں۔ مثلاً اسمیں ایک شرط یہ تھی کہ حکومت نجد، برطانیہ کے سوا کسی دوسری سلطنت سے سیاسی گفت و شنید نہیں کرے گی اور نہ تجارتی و اقتصادی تعلقات قائم کر سکے گی۔ یا یہ کہ سلطان نجد، حجاز کی طرف پیشقدمی نہیں کرینگے اس کے معاوضہ میں برطانیہ نے وعدہ کیا تھا کہ خارجی حملوں سے انکے مقبوضات کی حفاظت کرے گا۔

اگرچہ سلطان ابن سعود نے کبھی برطانیہ کو اپنے ملک میں مداخلت کا موقع نہیں دیا، تاہم بیرونی دنیا میں حالات سے بے خبر لوگوں کو معاہدے کی شرطیں دیکھ کر شبہ ہوتا تھا کہ نجد، برطانیہ کی حمایت اور سرپرستی میں ہے۔

دراصل ۱۹۱۵ء کا معاہدہ جنگ عظیم کے خاص حالات کا نتیجہ تھا سلطان کو برطانیہ اور اُس کے اتحادیوں، خصوصاً شریف حسین کی طرف سے سخت خطرے درپیش تھے۔ جرمنی اور ٹرکی سے کوئی مدد نہیں مل سکتی تھی۔ اس لئے مجبور ہو کر انھوں نے یہ معاہدہ منظور کر لیا تھا لیکن جنگ کے چند ہی سال بعد وہ اس سے بے پروا ہو گئے، اور فرانس سے تجارتی تعلقات قائم کر لئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ حجاز پر بھی یورش کر دی، اور برطانیہ کے پروردۂ اقتدار شریف حسین اور اس کے خاندان کو خارج کر دیا!

اب گویا عملاً کوئی معاہدہ بھی نجد اور برطانیہ کے درمیان موجود نہ تھا۔ حالات میں انقلاب عظیم واقع ہو چکا تھا، اور اس لئے جدید معاہدے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس کے لئے گذشتہ ماہ مئی ۲۷ء گفت و شنید شروع ہو گئی اور اب ۲۲ر ستمبر سنہ رواں کو تکمیل کے بعد اعلان ہو گیا ہے۔

اصلی معاہدے کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے:

"ہز مجسٹی شاہ برطانیہ، آئرلینڈ، برطانی مقبوضات ماوراء البحر اور شہنشاہ ہندوستان نے ایک جانب سے، اور ہز مجسٹی شاہ حجاز نجد و ملحقاتہا نے دوسری جانب سے، اپنے باہمی دوستانہ تعلقات کے استحکام اور اپنے مصالح کی حفاظت کے خیال سے عزم کیا ہے کہ باہم دوستی اور حسن تفاہم کا ایک معاہدہ منعقد کریں۔ چنانچہ اس غرض کے

سینہ میں چھپا لے، اور وقت مناسب کی منتظر رہے۔ علی حیدر بے کو خود نوشتہ سوانح عمری کا جو مسودہ اپنی والدہ سے ملا تھا، وہ ناتمام تھا، اور کچھ پتہ نہیں چلا تھا کہ اصل میں ناتمام تھا، یا اس کے بقیہ اوراق ضائع ہو گئے تھے۔ اعلان دستور کے بعد یکایک یہ خبر ترکی اخبارات میں چھپی کہ "وصفی آفندی مدیر اوراق (ریکارڈ کیپر) طائف نے مدتوں کے بعد، طائف کے ایک باغ بیرون شہر سے وہ آہنی صندوق نکالا ہے، جس میں مدحت پاشا کی خود نوشتہ کتاب محفوظ تھی۔ وصفی آفندی نے مدحت پاشا کے قتل کے بعد ۱۵۔ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۱ھ کو زمین میں دفن کر دیا تھا۔"

وصفی آفندی نے یہ صندوق علی حیدر بے کے حوالہ کر دیا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مدحت پاشا نے اپنی کتاب مکمل کر لی تھی، اور احتیاطاً اس کی دو نقلیں بھی، اپنے رفیق حبس شیخ خیر اللہ آفندی (سابق شیخ الاسلام) سے کرائی تھیں تاکہ اگر اصل نسخہ محفوظ نہ رہ سکے تو اس کی نقل موجود رہے۔ اصل نسخہ کا ابتدائی حصہ بدفعات سمرنا بھیجدیا گیا، بقیہ اجزاء ابھی نہیں بھیجے گئے تھے کہ ۱۱ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری کی وہ ہولناک رات آ گئی جو مرحوم اور اُس کے ساتھی محمود پاشا داماد کے قتل کی رات تھی۔ اس طرح مرحوم کو بقیہ اوراق بھیجنے کا موقعہ نہیں ملا۔ یہ اوراق قتل کے بعد قید خانہ کے حکام کو مل گئے تھے اور قسطنطنیہ بھیجدیئے گئے تھے۔ لیکن اُن کی دو نقلیں خیر اللہ آفندی کے پاس رہ گئی تھیں۔ خیر اللہ آفندی نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ دونوں نسخے کسی محفوظ مقام پر پہنچ جائیں۔ اُسنے ایک نسخہ اپنے معتمد دوست کمال آفندی شیخ تکیہ آستانہ تک پہنچانے کے لئے ایک شخص مصطفٰے آفندی نامی کے سپرد کیا، اور دوسرا طائف کے ڈاکٹر فوزی بے کو دے دیا۔ پہلا نسخہ کمال آفندی تک نہ پہنچ سکا اور مصطفٰے آفندی کا انتقال ہو گیا۔ لیکن دوسرا نسخہ ڈاکٹر فوزی نے وصفی آفندی مدیر اوراق طائف کے سپرد کر دیا۔ وصفی آفندی مدحت پاشا کی جماعت سے ہمدردی رکھتا تھا اور دل سے اصلاح پسند تھا۔ اُسنے اس امانت کی قدر کی، اور ایک آہنی صندوق میں بند کر کے شہر کے باہر دفن کر دیا۔

مدحت پاشا کی خود نوشتہ سوانح عمری

علی حیدر بے انقلاب کے بعد قسطنطنیہ آ گیا تھا۔ اُسنے اس نسخہ کا پچھلے مسودہ سے مقابلہ کیا، اور ترکی میں ایک نئی کتاب مرتب کر کے سنہ ۱۹۰۸ء میں شایع کر دی۔ یہ مدحت پاشا کی سرگزشت حیات کا مکمل مجموعہ ہے۔ اس میں اس کی خود نوشتہ سوانح عمری ہے، قید خانۂ طائف کے تمام خطوط ہیں، اصلاح نظام حکومت کی تمام یادداشتیں ہیں، اور آخر میں چند ضمیمے ہیں جن سے کتاب کے بعض تفصیل طلب مقامات کی مزید تشریح ہو جاتی ہے۔

علی حیدر بک اس مجموعہ کے دیباچہ میں لکھتا ہے:

"ایک ایسے موقعہ پر جبکہ میری قوم قیام دستور کی یادگار منا رہی ہے (جولائی سنہ ۱۹۰۸ء) میں اپنے والد مرحوم کی خود نوشتہ سوانح حیات کا ہدیہ اُس کے سامنے پیش کرتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ یہ عبرت و موعظت کا ذریعہ ہوگا!

"جب ہمارا وطن عزیز اپنی صدہا سالہ عظمت و شوکت کی بلندیوں سے تنزل کے قعر ذلت میں گر رہا تھا، اور عدل و نظام کے فقدان نے امید و مراد کے تمام دروازے بند کر دئیے تھے، تو اُسوقت اِن اوراق کا مصنف ملک ملت کی خدمت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی زندگی کے کامل ۴۰ سال اس راہ میں بسر کر دئیے۔ یہاں تک کہ اسی کی راہ میں اپنی جان عزیز بھی قربان کر ڈالی!

"میرے والد نے یہ اوراق قلعۂ طائف کے قید خانہ میں اُسوقت لکھے تھے جبکہ وہ خونی مجرموں کی طرح ایک تنگ کوٹھڑی میں مقید تھا اور شقی و جانی پاسبانوں کی نگاہیں ہر وقت اُس پر لگی رہتی تھیں۔ مسودہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا اکثر حصہ ایک ایک دو دو سطر کر کے، مختلف اوقات میں لکھا گیا ہے، اور بہت سے مقامات میں ناتمام جملوں اور فقروں پر قلم کی کشش رُک گئی ہے۔ وہ قلم اور کاغذ فرش کے نیچے چھپا کر رکھ دیا کرتے تھے، اور جب کبھی پاسبانوں کی نگاہوں سے مہلت ملتی تھی، لکھنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ پوری دو سطریں بھی نہیں لکھنے پاتے تھے کہ کسی آدمی کی آہٹ سنائی دیتی، یا باہر سے باتوں کی آواز آنے لگتی، اور وہ قلم کاغذ چھپا دینے پر مجبور ہو جاتے!

"عین اُس حالت میں بھی جبکہ موت سامنے تھی، زندگی و راحت کے تمام وسائل مفقود ہو چکے تھے، ضعف پیری اور امراض کے آلام سے قویٰ معطل ہو رہے تھے، اور ایک جابر و مستبد پادشاہ اور اُس کے رذیل اور جرائم پیشہ حکام ہر آن اُس کے انفاس حیات کم کرنے کے درپے ہو رہے تھے، وہ اپنی قوم اور ملت کی خدمت سے بے فکر نہیں ہوا، اور محض اس امید موہوم سے کہ شاید اُس کے لکھے ہوئے اوراق کسی وقت قوم کی نظروں تک پہنچ جائیں، اُسنے اپنی زندگی کے تمام تجارب و افکار قلمبند کر دئیے۔ عین اُسوقت جبکہ عبد الحمید اُس کی موت کے وسائل پر غور کر رہا تھا، وہ قید خانہ کی کوٹھڑی کے اندر اُن مسائل کے قلمبند کرنے میں مشغول تھا جن کے ذریعہ عبد الحمید کا عرش مملکت موت کے خطرات سے نجات پا سکتا تھا!

"میرے والد نے یہ کتاب قید خانہ میں لکھی، اور اس کا ایک حصہ سمرنا میں اپنے اہل و عیال کے پاس بھجوا دیا۔ یہ ابتدائی حصہ اور بعض خطوط مجھے اپنی والدہ مرحومہ سے ملے تھے، اور میں نے انھیں ایک مقدس تذکار سمجھ کر محفوظ رکھا تھا۔ چند سال پیشتر میں نے یورپ میں جو کتاب مرحوم کے وقائع حیات پر شائع کی تھی، وہ انہی اوراق سے مرتب کی گئی تھی۔

"یہ اُس شخص کا اثر ہے جسے ۱۱۔ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو رات کے ۹ بجے (یعنے انگریزی گھڑی کے حساب سے بارہ بجے) عبد الحمید کے حکم سے قید خانۂ طائف میں گلا گھونٹ کر ہلاک کر ڈالا گیا۔ اس لئے ہلاک کر ڈالا گیا، کہ وہ ظلم و استبداد کا مخالف تھا، اور عدل و دستور کا داعی تھا۔ آج جبکہ تمام مملکت عثمانیہ قیام دستور کے یادگار کی خوشیاں منا رہی ہے، بیجا نہیں اگر میں یہ اُمید کروں کہ دستور عثمانی کے اس شہید کی یاد ہر فرد قوم کے دل میں تازہ ہو جائے!"

سوانح حیات

مدحت پاشا کی اسی خود نوشتہ سوانح عمری سے ہم مختصراً اس کے حالات نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد اُن خطوط کا ترجمہ درج کریں گے جو قلعۂ طائف سے بھیجے گئے تھے۔

ابتدائی تعلیم

مدحت پاشا ابن قاضی حاجی حافظ محمد اشرف

صفر سنہ ۱۲۳۸ھ میں بمقام قسطنطنیہ پیدا ہوا۔ والدین نے احمد شفیق نام رکھا تھا۔ دس برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور حافظ شفیق کہلانے لگا۔

سنہ ۱۲۴۹ھ میں اس کے والد علاقۂ ودین کے قاضی مقرر ہو گئے۔ یہاں اسنے لکھنا سیکھا، اور ایک برس بعد جب وہ واپس ہوا، تو عاکف پاشا وزیر خارجیہ کے حکم سے دیوان ہمایونی میں داخل کر لیا گیا۔ یہاں اُسنے اُس رسم الخط کی مشق کی جو اس محکمہ کے لئے خاص ہے۔ اس محکمہ کی تعلیم گاہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ اپنے تمام فارغ التحصیل طلباء کو ایک علحدہ نام یا لقب دے دیا کرتی تھی۔ چنانچہ اُسنے حافظ شفیق کے لئے بھی ایک نیا نام تجویز کیا۔ یہ "مدحت" تھا، اُس دن سے "شفیق" کی جگہ "مدحت" کے نام سے پکارا جانے لگا۔

سنہ ۱۲۵۱ھ میں اس کے والد علاقۂ لوفچہ کے قاضی مقرر ہو گئے۔ مدحت بھی ساتھ گیا اور تعلیم حاصل کرتا رہا۔ اُس کے والد چونکہ فارغ التحصیل عالم تھے، اس لئے شروع ہی سے اسے فارسی، عربی، اور دینی علوم کی تعلیم دی گئی۔ لوفچہ سے واپس آنے کے بعد اُس نے آستانہ کی تاریخی مسجد "جامع فاتح" میں دینی علوم کی تکمیل کی اور فارسی زبان میں بھی کامل مہارت حاصل کر لی۔

جب سنہ ۱۲۵۴ھ میں حکومت نے "مدرسۂ عرفانیہ" جاری کیا اور منتخب ہونہار طالب علم اُس میں داخل کئے گئے، تو اُن میں ایک مدحت آفندی بھی تھا۔ لیکن اُس نے جلد دیکھ لیا کہ اس مدرسہ کے طالب علم اُس کے برابر قابلیت نہیں رکھتے، اور تعلیم بھی بہت معمولی درجہ کی ہے، اس لئے برداشتہ خاطر ہو کر چھوڑ دیا۔

عملی زندگی

سنہ ۱۲۵۵ھ میں اُسنے اپنی تعلیم ختم کر لی۔ مگر اُس کی عملی زندگی، اِس سے بہت پہلے سے شروع ہو چکی تھی۔ وہ کم عمری ہی سے سرکاری دفتر میں ملازم ہو گیا تھا۔ دفتر کا کام بھی انجام دیتا اور تعلیم بھی جاری رکھتا۔

لیکن سنہ ۱۲۵۸ھ میں اُسنے خالص عملی زندگی میں قدم رکھا۔ ۲۵۰ قرش تنخواہ پر اُسے ایک مستقل جگہ مل گئی۔ یہ ولایت شام میں سرکاری کاغذات کی تحریر کی جگہ تھی۔ دو تین برس تک اسی جگہ پر مامور رہا۔ پھر سنہ ۱۲۶۱ھ میں سامی پاشا والی قونیہ کے دفتر میں لے لیا گیا۔ سنہ ۱۲۶۳ھ میں اسی والی کے ساتھ صوبۂ قسطمونی میں گیا۔ سنہ ۱۲۶۴ھ میں قسطنطنیہ واپس آیا اور اسی زمانہ میں اُس کی شادی ہوئی۔ اس کے بعد اُسے وزیر اعظم کے دفتر میں انشاء و کتابت کی معزز جگہ مل گئی۔ اس جگہ کے ملجانے سے اُس پر اعلیٰ اور مرکزی مناصب کا دروازہ کھل گیا۔ اور وہ حکومت کے ممتاز اور ذمہ دارانہ مناصب پر مامور ہونے لگا۔

تفتیش (انسپکشن)

سنہ ۱۲۶۷ھ میں حلب شام کے جنگی خانے میں سخت بد نظمی پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ خزانۂ حکومت کے ۴۰ تھیلے غائب ہو گئے۔ اس معاملہ کی تفتیش کے لئے مدحت آفندی بھیجا گیا۔ اُسے خفیہ طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ عربی ممالک کے سپہ سالار اعظم محمد پاشا قبرصلی کے طرز عمل کی بھی تحقیقات کرے۔ ۶ مہینے کی محنت کے بعد اُسنے ثابت کر دیا کہ نقدی کے ۴۰ تھیلے نہیں، بلکہ ۵ ہزار تھیلے چوری ہو گئے ہیں۔ چور کا بھی پتہ چلا لیا، اور اُس سے ایک ہزار ۴۰۰ تھیلے وصول کر لئے۔ نیز ناقابل رد دلائل سے ثابت کر دیا کہ سپہ سالار نے قوم دروز کے معاملے میں سخت غلطیاں کی ہیں۔

مجلس والا کی صدارت

وزیر اعظم رشید پاشا نے مدحت آفندی کی اس خدمت کی بہت تعریف کی۔ عرب کا سپہ سالار معزول کر دیا گیا۔ اور مدحت کو سنہ ۱۲۶۹ھ میں مجلس والا کا صدر مقرر کیا گیا۔ یہ منصب اُس کی فطری اور غیر معمولی انتظامی قابلیت کے ظہور کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اس کی قابلیتوں کے ایسے نمایاں ثبوت ملے کہ وہ رشید پاشا، عالی پاشا، رشدی پاشا وغیرہ ارکان سلطنت کا معتمد علیہ بن گیا۔ چنانچہ جب مسئلہ کریمیا کے حل کرنے کے لئے روسی پرنس منچیکوف قسطنطنیہ آیا، تو معاہدوں کی تحریر اسی کے سپرد کر دی گئی جو بہت بڑی ذمہ داری کا کام تھا۔

ارکان حکومت سے مخالفت

اب ترقی کرتے کرتے، مدحت آفندی اناطول میں کاتب ثانی کے عہدے پر پہنچ گیا تھا۔ سنہ ۱۲۷۰ھ میں محمد پاشا قبرصلی، وزیر اعظم مقرر ہوا

تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریت و دستور

(۱)

ترکی اصلاح و تجدد کی تحریک سلطان محمود مصلح کے زمانے میں شروع ہوئی، اور سلطان عبد العزیز کے عہد میں مصطفےٰ فاضل پاشا کے ہاتھوں اُس کی پہلی جماعت کی بنیاد پڑی۔ تاہم یہ محض ابتدا تھی۔ تحریک کے قیام و ترقی کے لئے ضرورت تھی کہ کوئی ایسی اولوالعزم شخصیت نمودار ہو، جو اپنی قربانی کے خون سے اس نئی تخم ریزی کی آبیاری کر سکے۔ اصلاح و تغیر کی تحریک، اس آبیاری کے بغیر کبھی نشو و نما نہیں پا سکتی۔

ترکی اصلاح کا پہلا فکری عنصر مصطفےٰ رشید کی شخصیت میں نمایاں ہوا تھا، لیکن اُسے سلطان محمود اور سلطان عبد المجید جیسے اصلاح پسند فرمانروا ملے، اور اس لئے اُس کی اصلاح پسندی آزمائش کی جگہ مزید قبولیت کا باعث ہوئی۔ فواد پاشا اور عالی پاشا بھی مصلحانہ افکار رکھتے تھے، لیکن وہ کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکے۔ اس لئے اُنکے لئے کوئی آزمائش پیدا نہ ہو سکی۔ مصطفےٰ فاضل پاشا نے بلا شبہ نیا قدم اٹھایا، اور لائحۂ اصلاحیہ پیش کر کے اپنے لئے خطرات پیدا کر دیئے، تاہم معاملہ اس سے آگے نہ بڑھا کہ جلا وطن ہو گیا۔ یا مصر کی حکومت و خدیویت سے محروم ہو جانا پڑا۔ پس جہاں تک تحریک کی ابتدائی نشو و نما کا تعلق ہے، اب تک کوئی شخصیت ایسی نمایاں نہیں ہوئی تھی جسے اس راہ میں جانفروشی و قربانی کی منزل سے گزرنا پڑا ہو۔ یہ منزل ایک اولوالعزم شخصیت کے ظہور کی منتظر تھی۔ یہ اولوالعزمی مدحت پاشا کی شخصیت میں ظاہر ہو گئی۔ مدحت پاشا اس راہ کا پہلا قتیل و شہید ہے۔ اُس کے خون نے وہ آبیاری بہم پہنچا دی، جس کے بغیر یہ تخم انقلاب بارآور نہیں ہو سکتا تھا!

مدحت پاشا اور عبد الحمید

سلطان عبد الحمید کی پُر فریب حکمت عملیوں نے واقعات و حقائق پر ایسے پردے ڈال دیئے تھے کہ مدتوں تک دُنیا کی نگاہیں دھوکا کھاتی رہیں۔ اور مدحت پاشا کی شخصیت نمایاں نہ ہو سکی۔ مدحت پاشا اور اُسکے ساتھیوں کے خلاف جب مقدمہ قائم کیا گیا، اور اُسے سلطان عبد العزیز کے قتل کی سازش کے انکشاف سے تعبیر کیا گیا، تو دُنیا نے بغیر کسی شک کے قبول کر لیا۔ کیونکہ نہ تو مدحت پاشا کی مصلحانہ حیثیت اور اعمال کی دنیا کو خبر تھی اور نہ ترکی میں کوئی ایسی قومی طاقت پیدا ہوئی تھی جو اصلیت کا اظہار کر سکتی۔ سر ہنری ایلیٹ انگریزی سفیر متعینۂ قسطنطنیہ نے سنہ ۱۸۸۸ء میں جب اپنی یادداشت شائع کی، اور مدحت پاشا کو بے قصور ظاہر کیا، تو خود انگلستان میں بہت کم لوگوں نے اسے باور کیا۔ عام طور پر خیال کیا گیا کہ سر ہنری اپنی ذاتی دوستی کا جو اُس میں اور مدحت پاشا میں تھی، حق ادا کر رہا ہے۔ جہاں تک مشرقی اور اسلامی ممالک کا تعلق ہے، اُسوقت نہ تو لوگوں میں اس قسم کے معاملات سمجھنے کی استعداد پیدا ہوئی تھی اور نہ عام طور پر دلچسپی لی جاتی تھی۔ ہندوستان میں اُس وقت جس قدر اُردو اخبار نکلتے تھے، سب نے مدحت پاشا کے مقدمہ کو "باغیوں" کے مقدمہ سے تعبیر کیا تھا۔ اُس زمانے کے بعض اخبارات کے فائل ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ کلکتہ کے "اُردو گائیڈ" اور لاہور کے "انجمن پنجاب" نے "باغی مدحت پاشا" کی سزایابی کی خبریں شائع کی تھیں!

مقدمہ کے بعد مدحت پاشا طائف کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ اور کچھ دنوں بعد گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا۔ اُسوقت دُنیا اس مظلوم کو بالکل بھلا چکی تھی۔ اصلاح پسند ترکوں کے سوا جو یورپ میں منتشر ہو چکے تھے، کوئی جماعت ایسی نہ تھی جسے حقیقت حال کا علم ہو، یا اس کی شخصیت میں دلچسپی رکھتی ہو۔

یلدز کی دعایتہ

برسوں پر برس گزر گئے، اور اس قتیل ظلم و استبداد کی ہولناک موت کی حقیقت دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہی۔ قسطنطنیہ میں عہد حمیدی کے تمام مستبدانہ اعمال اپنی پوری سرگرمی کے ساتھ شروع ہو چکے تھے۔ مدحت پاشا اور اسکے رفقا کا نام لینا ایسا ہی ناقابل معافی جرم تھا جیسا "اصلاح" اور "دستور" یا "پارلیمنٹ" کا نام لینا۔ کئی کتابوں کی اشاعت محض اس بنا پر صیغۂ احتساب نے (جو "نظارۂ معارف" کے نام سے قائم کیا گیا تھا) روک دی کہ اُنکے مصنفین کا نام بھی مدحت تھا۔

مدحت پاشا کے اعمال حیات کو دُنیا کی نظروں میں مذموم ثابت کرنے کے لئے ترکی اور ترکی سے باہر بے شمار اہل قلم کی خدمات خریدلی گئی تھیں اور وہ تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد کوئی نہ کوئی ایسی تحریر شائع کرتے رہتے تھے جن کے ذریعہ مدحت اور اس کی جماعت کو ملک و سلطنت کا دشمن ثابت کیا جاتا تھا، اور سلطان عبد الحمید کے قاتلانہ اعمال کی مدح سرائی کی جاتی تھی۔ قسطنطنیہ میں احمد فارس شدیاق کا عربی اخبار "الجوائب" اس کام میں سب سے زیادہ پُرجوش اور سرگرم تھا۔ اُسنے بار بار اپنے قارئین کو یقین دلانا چاہا کہ "مدحت اور اسکی جماعت کا اصلی مقصود دین مقدس اسلام کی بیخ کنی کرنی تھی!" یورپ اور ہندوستان میں بھی قصر یلدز کے ایجنٹ بے دریغ روپیہ خرچ کر رہے تھے۔ بہت سے اخبار اور اخبار نویس تھے، جنھوں نے اپنی خدمات یلدز کے حوالہ کر دی تھیں۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں ایک انگریزی کتاب "دوازدہ سالہ عہد حکومت سلطان عبد الحمید" کے نام سے انگلستان میں شائع ہوئی تھی۔ اُس کے دیباچہ میں ظاہر کیا گیا تھا کہ "یہ انگلستان کی ایک شہزادی کی ذاتی تحقیقات کا نتیجہ ہے" یہ کتاب بھی حمیدی دعایتہ (پروپیگنڈا) کا نتیجہ تھی، اور اس لئے شائع کرائی گئی تھی تاکہ سر ہنری ایلیٹ کے اُن مضامین کا جواب دیدیا جائے جو اُسنے مدحت پاشا اور اُس کی مصلحانہ مساعی کی حمایت میں لکھے تھے۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔

انکشاف حقیقت

ایک عرصہ کے بعد جب مدحت پاشا کا لڑکا علی حیدر بے جوان ہوا، تو اُس کی ماں نعیمہ خانم نے اُس کے باپ کی آخری امانت اُس کے سپرد کر دی۔ یہ امانت کیا تھی؟ یہ ایک نامکمل خود نوشتہ سوانح حیات تھی، جو اس شہید حریت نے طائف کے قید خانہ میں لکھی تھی۔ اور چند خطوط تھے، جو اُسنے اور اُس کے ساتھیوں نے طائف سے بھیجے تھے۔ ان خطوط میں اُن تمام ہولناک واقعات کی تفصیل درج تھی جو طائف کے محبس میں پیش آئے تھے۔

یہ خطوط طائف کے قید خانے سے کیونکر بھیجے گئے اور کس ذریعہ سے مرحوم کے خاندان تک پہنچے؟ اس کی تفصیل ان اوراق میں درج تھی۔ اُس زمانے میں مصر کے خاندان خدیوی کی ایک امیرزادی، بیگم صفوت پاشا نے مکہ معظمہ میں قیام اختیار کر لیا تھا، اور اپنی دولت کی وجہ سے شریف اور گورنر حجاز پر بہت رسوخ رکھتی تھی۔ یہ بیگم مدحت پاشا اور اس کے مصلحانہ اعمال سے واقف تھی۔ جب معلوم ہوا کہ وہ مع اپنے رفیقوں کے طائف میں قید کیا گیا ہے، تو آمادہ ہو گئی کہ اپنی موجودگی سے ان کی مصیبت کم کرنے کی کوشش کرے۔ اور تو کچھ نہ کر سکی، لیکن اس کی وجہ سے خط و کتابت کا ایک محفوظ ذریعہ پیدا ہو گیا۔ طائف کا ایک فوجی ڈاکٹر فخری بے اُس کے زیر اثر تھا اُسے قیدیوں کے دیکھنے کی اجازت تھی۔ وہ اُن سے پوشیدہ خطوط لے لیتا اور مکہ معظمہ پہونچا دیتا۔ مکہ سے خطوط مصر بھیجدیئے جاتے۔ مصر سے سمرنا کی ایک فرانسیسی کمپنی کے دفتر میں پہنچ جاتے جہاں مدحت پاشا کا خاندان مقیم تھا۔ کمپنی کے دفتر کا منتظم مدحت پاشا کی بیوی اور بہن تک پہونچا دیتا۔

البتہ مدحت پاشا کی خود نوشتہ سوانح عمری ناتمام تھی۔ سا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یا تو تکمیل کا موقعہ نہیں ملا، یا بقیہ مسودہ ضائع ہو گیا تھا۔ علی حیدر بے نے ان اوراق کی مدد سے مدحت پاشا کے اعمال حیات پر ایک کتاب مرتب کی، اور سنہ ۱۹۰۶ء میں پیرس سے شائع کی پہلے فرانسیسی زبان میں شائع ہوئی تھی۔ پھر اُس کا انگریزی اڈیشن بھی شائع ہو گیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ دُنیا کو حقیقت حال سے واقف ہونے کا موقعہ ملا، اور کذب و افترا کے وہ تمام پردے چاک ہو گئے جو عبد الحمید اور اُس کے حامیوں نے اس راست باز مصلح کی زندگی پر ڈال دیئے تھے۔ قصر یلدز کے کارپردازوں نے بہت کوششیں کیں کہ کسی طرح اس کتاب کی قطعی شہادتیں کمزور ثابت کر دیں لیکن اب ۲۰ سال کی مستور حقیقت عالم آشکارا ہو چکی تھی، اور حقیقت جب ایک مرتبہ آشکارا ہو جائے، تو پھر دُنیا کی کوئی طاقت اُسے مستور نہیں کر سکتی!

طائف کا مدفون صندوق

سنہ ۱۹۰۸ء کے انقلاب دستور کے بعد اس سلسلہ میں ایک نیا انکشاف ہوا۔ معلوم ہوتا ہے، اس شہید ظلم کی مقدس امانت صرف اُس کے خاندان ہی میں محفوظ نہ تھی، بلکہ طائف کی زمین نے بھی اپنا آغوش صیانت کھول دیا تھا، تاکہ اُس کی آخری امانت اپنے

برید فرنگ

مکتوب جرمنی

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم برلن کے قلم سے)

قیصر کی جرمنی میں واپسی۔ قیصر کے موجودہ خیالات۔

قیصر کی واپسی

اپنے کسی پچھلے مکتوب میں قیصر ولیم کی جرمنی میں واپسی پر مفصل بحث کر چکا ہوں۔ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ گزشتہ ماہ جولائی میں قیصر جرمنی واپس آجائے گا۔ لیکن جولائی پر دو ماہ اور گزر گئے، اور قیصر کی جلا وطنی ختم نہ ہوئی۔ حکومت جرمنی نے قیصر کی جلا وطنی والے قانون کی مدت میں دو سال کا مزید اضافہ کر دیا ہے۔ لوگ حیرت و تعجب سے اس کا سبب دریافت کر رہے ہیں؟

یہ واقعہ ہے کہ گزشتہ ماہ جولائی میں قیصر واپس آنے والا تھا جولائی کی قید اس لئے تھی کہ قیصر کی جلا وطنی والے قانون کی مدت اسی مہینے میں ختم ہو جاتی تھی۔ لیکن مدت ختم ہونے سے تین چار دن پہلے حکومت نے اس میں دو سال کی مزید توسیع کر دی۔ یہ کارروائی خود قیصر کے اشارے سے ہوئی تھی۔ اصلی وجہ یہ تھی کہ اب تک فرانسیسی فوجوں نے جرمنی کی سرزمین خالی نہیں کی ہے۔ اس وقت وہ دریائے رین پر قلعے بنا رہی ہیں جب تک یہ قلعے طیار نہیں ہو جائیں گے، وہ جرمنی خالی نہیں کریں گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۹ء کے موسم سرما میں تعمیر مکمل ہو جائے گی اور پھر جرمنی آزاد ہو جائے گا۔

در اصل قیصر ولیم نے اُس وقت تک کے لئے جرمنی میں قدم رکھنے سے انکار کر دیا جب تک اُس کی سرزمین پر ایک اجنبی سپاہی بھی موجود ہے۔ یہی سبب ہوا کہ کچھ عرصہ کے لئے قیصر کی واپسی پھر ملتوی ہو گئی۔

قیصر نے انکار کیوں کیا؟ کیا سرحد پر فرانس کی مختصر فوجوں کی موجودگی اُس کے لئے خطرناک تھی؟

یہاں خطرے کا سوال نہ تھا۔ خودداری کا سوال تھا قیصر کی عزت نفس نے گوارا نہ کیا کہ اپنے وطن اس حال میں واپس ہو جبکہ اُس کی سرزمین پر اجنبی سپاہی موجود ہیں۔

اپنے کسی پچھلے مکتوب میں اُس نزاع پر روشنی ڈال چکا ہوں جو قیصر کی نئی بیوی اور سابق ولی عہد کی بیوی میں جاری ہے۔ میں نے لکھا تھا کہ قیصر کی بیوی جرمنی میں آکر مقیم ہو گئی ہے تاکہ اپنے شوہر کی تخت نشینی کے لئے میدان صاف کرے۔ دوسری طرف ولی عہد کی بیوی اپنے بڑے لڑکے کو جرمنی کا بادشاہ بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اب یہ نزاع کلیۃً دور ہو چکی ہے۔ تمام شاہ پسند متحد و متفق ہو گئے ہیں اور صرف قیصر کی حمایت کر رہے ہیں۔

چند اہم تبدیلیاں

پچھلے چند ماہ میں اہم تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ پہلے شاہ پسندوں کا زعیم مارشل لوڈنڈارف تھا۔ اب قیصر نے اُسے معزول کر دیا ہے۔ اب ہنڈنبرگ جمہوری حکومت کی صدارت کے ساتھ، شاہ پسندوں کا بھی سرگروہ بن گیا ہے۔ مارشل لوڈنڈارف نے کئی سال بے کار گزار دئے اور شاہی تحریک کو کوئی ترقی نہیں دی۔ لیکن مارشل ہنڈنبرگ نے غیر معمولی تدبر سے کام لے کر پوری کامیابی حاصل کر لی ہے۔ قیصر کے مخالفوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ ایک نہایت نازک زمانے میں قیصر اپنا ملک چھوڑ کر ہالینڈ بھاگ گیا۔ لیکن ہنڈنبرگ نے اب یہ اعتراض دور کر دیا ہے۔ اُسنے قیصر کی اس حرکت کی تمام ذمہ داری خود اپنے سر لے لی ہے۔ اُسنے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا:

”میں نے ہی قیصر کو اس فعل پر مجبور کیا تھا۔ حالانکہ وہ راضی نہ تھا درحقیقت قیصر نے ملک چھوڑ کر ملک کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اُس نے خود ذلت اُٹھانا گوارا کر لیا تاکہ ملک کی عزت برقرار رہے۔ اگر قیصر فوراً ہالینڈ چلا نہ جاتا تو ایک طرف جرمنی کی تمام فوجیں تباہ ہو جاتیں کیونکہ اُس کی غیرت ہرگز ہتھیار رکھ دینا قبول نہ کرتی۔ دوسری طرف اتحادی سلطنتیں ملک کے شہنشاہ کو گرفتار کر کے مجرموں کی طرح سزا دینے کی کوشش کرتیں۔ انہی وجوہ کی بنا پر میں نے قیصر کو جلا وطنی پر مجبور کر دیا تھا۔“

ہنڈنبرگ کے اس اعلان نے جرمنی کے اکثر باشندوں کو مطمئن کر دیا ہے۔ اب وہ قیصر کے بھاگنے کو اُس کا عیب و نقص نہیں، بلکہ ایک ملکی خدمت اور عظیم قربانی سمجھنے لگے ہیں۔

قیصر پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اُسنے اپنی ملکہ کے فوت ہوتے ہی نہایت بے عقلی کے ساتھ دوسری شادی کرنے میں جلدی کی۔ ہنڈنبرگ نے یہ اعتراض بھی دور کر دیا اور اس کی ذمہ داری بھی خود اپنے اوپر لی ہے۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اُسنے ایک طرف سابق ولی عہد کو راضی کر لیا کہ اپنے باپ کے خلاف کوئی کوشش نہ کرے، دوسری طرف ولی عہد کی بیوی اور قیصر کی نئی بیوی میں بھی صلح کرا دی۔ غرضکہ اُسنے تمام شاہ پسندوں کو ایک خیال پر جمع کر دیا۔ اب سب صرف قیصر کی تخت نشینی چاہتے ہیں۔

ہنڈنبرگ نے یہ صورت حال صرف پروشیا ہی میں پیدا نہیں کر دی بلکہ جرمنی کے تمام صوبوں اور ریاستوں کو بھی قیصر کی حمایت پر آمادہ کر دیا ہے۔ اب جب قیصر واپس ہوگا تو یقین کیا جاتا ہے کہ صرف پروشیا ہی کا نہیں بلکہ ریاست سکسنی کو چھوڑ کر تمام جرمنی کا شہنشاہ ہو گا۔ کیونکہ سکسنی میں بالشویک خیالات مقبول ہو گئے ہیں اور وہاں عنقریب پنچایتی حکومت قائم ہو جانے والی ہے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ امید کی جاتی ہے کہ آسٹریا بھی اُس کے زیر نگیں آجائے گا۔ کیونکہ اس وقت وہاں جرمنی سے الحاق کا خیال بہت عام ہو رہا ہے۔

شاہ پسندوں کی انجمنیں

اس وقت جرمنی میں شاہ پسندوں کی بارہ انجمنیں قائم ہیں۔ یہ انجمنیں نہایت سرگرمی سے مصروف عمل ہیں۔ تقسیم عمل کے اصول پر ہر انجمن نے تحریک کے مختلف کام بانٹ لئے ہیں۔

مثلاً ایک انجمن کا کام یہ ہے کہ وہ دنیا بھر میں قیصر کو مقبول بنانے کی دعوت پھیلا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں اُس کی تمام تر کوشش یہ ہے کہ جنگ عمومی کی ذمہ داری سے قیصر کو بری ثابت کرے اور سفاکی و خونریزی کے وہ تمام الزام دور کر دے جو اتحادی سلطنتوں نے قیصر پر لگا رکھے ہیں۔ اس انجمن نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ دنیا کی عام رائے اب قیصر کی اُتنی مخالف نہیں رہی جتنی پہلے تھی۔

ایک دوسری انجمن کا نام ”شعبۂ خارجیہ“ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام سلطنتوں اور قوموں کے خیالات قیصر کے متعلق معلوم کرتی رہتی ہے۔ اس کی تازہ روداد سے ثابت ہوتا ہے کہ اب یورپ میں صرف ایک فرانس ہی ایسی دولت ہے جو اب تک قیصر کی دشمنی پر قائم ہے۔ باقی سلطنتوں کو زیادہ پرخاش باقی نہیں رہی۔ روداد میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اٹلی اور امریکہ، قیصر کی واپسی کی کوئی مخالفت نہیں کریں گے۔ انگلستان کی مخالفت کا بھی اندیشہ نہیں ہے، اِلّا یہ کہ مسٹر لائیڈ جارج پھر برسر حکومت آجائے اور اس کی اب کوئی امید نہیں۔

تیسری انجمن کا نام ”انجمن مظاہرات“ ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ پورے جرمنی میں قیصر کی حمایت کے مظاہرے کیا کرتی ہے۔ چنانچہ کوئی مہینہ خالی نہیں جاتا جس میں بڑے بڑے شہروں کی سڑکوں پر عام مظاہرے نہ نکلتے ہوں۔ یہ انجمن قیصر کی تصویریں اور مورتیں مفت تقسیم کرتی ہے۔ نیز ایسے عام جلسوں کا اہتمام کرتی ہے جن میں تمام شاہی رسمیں برتی جاتی ہیں۔

چوتھی انجمن کا کام یہ ہے کہ تحریر کے ذریعہ قیصر کی حمایت کے افکار پھیلاتی رہے۔ چنانچہ اس کی سرپرستی میں بکثرت اخبار نکل رہے ہیں اور سیکڑوں لائق انشا پرداز مضامین اور کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔

پانچویں انجمن بحری و بری فوجوں اور پولیس میں اپنے مقاصد کی اشاعت کر رہی ہے اور پوری کامیابی حاصل کر چکی ہے۔ اس وقت جرمن فوج اور پولیس میں مشکل سے کوئی آدمی ایسا نکلے گا جو قیصر کا حامی نہ ہو۔ حتی کہ خفیہ پولیس کے آدمی بھی اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں مختصر یہ کہ پورا جرمنی قیصر کے لئے چشم براہ ہے۔ عام باشندے ہی نہیں بلکہ جمہوری حکومت اور اُس کے اکثر ارکان بھی اسی خیال کے ہو گئے ہیں۔ ہنڈنبرگ تو اپنی شاہ پسندی میں پوری طرح مشہور ہو چکا ہے لیکن موجودہ وزیر اعظم ہر سٹریسمان بھی کچھ کم شاہ پسند نہیں ہے۔ کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طرح فرانسیسی فوجیں جلد سے جلد جرمنی کی سرحد خالی کر دیں تاکہ قیصر مرنے سے پہلے واپس آجائے۔

قیصر کے خیالات

یقیناً یہ معلوم کرنا نہایت دلچسپی کا موجب ہے کہ اس وقت جبکہ قیصر کی

(بقیہ مضمون صفحہ [illegible])

وطن کر دیں۔ یہ روسی اثرات کا مخالف اور ایک دیانت دار شخص تھا سلطان نے اُسے صوبہ بروسہ کا حاکم مقرر کر کے حکم دیا کہ پایۂ تخت سے روانہ ہو جائے حسین عونی بیمار تھا۔ مگر سلطان نے اُسے جبراً بھجوا دیا۔ اسی قسم کا برتاؤ اور بہت سے مخلص اشخاص کے ساتھ بھی کیا گیا۔

کچھ دنوں بعد حسین عونی پاشا بروسہ سے لوٹ آیا اور دیکھا کہ عام طور پر لوگ سلطان کے معزول کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپ نے اس بارے میں بعض سربرآوردہ آدمیوں سے مشورہ کیا۔ سب نے بالاتفاق اس تجویز کی حمایت کی۔

یہ مدحت آفندی کا سخت دشمن تھا۔ کیونکہ اسی نے اُسے عرب کی سپہ سالاری سے معزول کرایا تھا۔ اب اُسنے انتقام لینا اور سرکاری ملازمت سے خارج کرادینا چاہا۔ اُسنے بہت کوشش کی مگر کوئی بات قابل گرفت نہیں ملی۔ آخر اُس نے خیال کیا، اسے صوبہ جات روئیلی کا حاکم بناکر بھیج دیا جائے، اور چونکہ سخت ہنگامے برپا تھے، اور بہت سے والی امن امان قائم کرنے میں ناکام رہ چکے تھے، اس لئے مدحت آفندی بھی ناکام رہے گا، اور اس طرح اُسے نالائق قرار دینے کا بہتر موقعہ نکل آئے گا۔ چنانچہ اُسنے احکام صادر کردیئے۔

اب مدحت آفندی کے لئے سخت مشکل پیش آئی۔ وہ وزیر اعظم کی بدنیتی سے واقف ہوچکا تھا، اگر نہیں جاتا تھا تو عدول حکمی ہوتی تھی۔ جاتا تھا، تو ناکامی کا اندیشہ تھا۔ بہر حال اُسنے جانے کا فیصلہ کر لیا، اور سنہ ۱۲۷۰ھ میں ایک فوجی مہم ساتھ لے کر روانہ ہوگیا۔

یہاں مدحت آفندی نے حیرت انگیز قابلیت کا ثبوت دیا۔ صرف ۶ مہینے کی قلیل مدت میں ۲۰۰ باغی سرغناؤں کو گرفتار کرلیا۔ ۴۰ کو حکومت کی بلا اجازت پھانسی دے دی۔ ۸۰ کو آستانہ کے قیدخانے میں بھیجدیا۔ باقی کو قانون کے مطابق سخت سخت سزائیں دیں۔

باغی صوبوں نے نئے حاکم کی یہ غیر معمولی مستعدی دیکھی تو اطاعت کے لئے فوراً سر جھکا دیئے۔ یورپ کی زبان بالکل بند ہوگئی جو بلقان کی اس پیچیدگی کو اپنی مداخلت کا ذریعہ بنا رہا تھا۔ خوش قسمتی سے محمد پاشا بھی معزول ہوچکا تھا۔ رشید پاشا اُن کی جگہ وزیر اعظم تھا۔ اُسنے مدحت آفندی کی شاندار خدمات کا اعتراف کیا اور آستانہ واپس بلالیا۔ مدحت آفندی نے روئیلی کے حالات کی مفصل روداد پیش کی اور اصلاحات کا ایک مسودہ بھی طیار کیا، حکومت نے اسے شکریے کے ساتھ قبول کیا۔ مگر بعض حالات اور تبدیلیاں ایسی پیش آگئیں کہ اصلاحات کی تجاویز پر کوئی عملی کارروائی نہ ہوسکی۔ دراصل حکومت کا مزاج صدیوں سے ایسا ہوگیا تھا کہ بغیر کسی بنیادی تغیر کے اصلاحات کی تجاویز سود مند نہیں ہوسکتی تھیں۔

وزیر اعظم نے مدحت آفندی کو مجلس والا میں دوبارہ داخل کیا۔ مگر ابھی چند ماہ بھی اس منصب بحالی پر نہیں گزرے تھے کہ رشید پاشا پھر معزول ہوگیا اور مصر چلا گیا۔ اسکی جگہ عالی پاشا کو ملی، مگر اُسے بھی یورپ کا سفر پیش آگیا اور دارالحکومت سے غیر حاضر ہوگیا۔ اُسکی نیابت محمد پاشا قبرصلی کو مل گئی۔ اسی محمد پاشا کو جو مدحت کا جانی دشمن تھا، اپنے برسر اقتدار آتے ہی پھر انتقامی تدابیر کا عمل میں لانا شروع کردیا۔

اس مرتبہ مدحت پر یہ تہمت لگائی گئی کہ اُسنے حکومت کے بعض محاصل پر قبضہ کرلیا ہے۔ چنانچہ باضابطہ مقدمہ قائم ہوگیا۔ مگر پہلی ہی پیشی میں ثابت ہوگیا کہ الزام کی کوئی اصلیت نہیں۔ محض اتہام ہے۔ ایک گواہ نے تو علانیہ عدالت کے سامنے اقرار کرلیا کہ "مجھے جھوٹ بولنے پر مجبور کیا گیا ہے، اور مدحت کے خلاف اُسنے جو کچھ کہا ہے، سراسر باطل ہے۔"

مدحت آفندی عزت کے ساتھ بری ہوگیا، اور نائب وزیر اعظم کو سخت شرمندگی اُٹھانی پڑی۔

بلغاریہ اور سرویہ میں

اُس زمانے میں بلغاریہ کی حالت خراب ہونے لگی۔ حکام کے ظلم نے باشندوں کو پریشان کرڈالا۔ مدحت آفندی تحقیقات کے لئے بھیجا گیا۔ اسنے اپنی روداد باب عالی میں پیش کردی اور ثابت کیا کہ باشندوں کی شکایتیں برحق ہیں۔ گورنر سعید پاشا اور اُس کے کارندوں نے سخت فساد مچا رکھا ہے۔ باب عالی نے اس کی رپورٹ تسلیم کرلی اور گورنر اور اُسکے عہدہ داروں کو معزول کردیا۔

بلغاریہ سے فارغ ہوکر مدحت آفندی سرویہ گیا۔ وہاں بھی سخت ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ حتی کہ بعض علاقوں کے باشندوں نے ترکی حکام کو بالکل خارج کردیا تھا۔ اور طوائف الملوکی قائم ہوگئی تھی۔ مدحت آفندی نے اس صوبے کی بھی اصلاح کی اور باغی علاقوں میں از سر نو حکومت قائم کردی۔

یورپ کا سفر

مدحت آفندی، قسطنطنیہ واپس آگیا۔ اُسے یقین تھا کہ حکومت اُسکی خدمات کا اعتراف کرے گی۔ مگر یہاں سلطان عبدالمجید پر معزول گورنر سعید پاشا اور اُس کے دوستوں کا جادو چل چکا تھا۔ انھوں نے سلطان کو مدحت آفندی سے ناراض کرادیا۔

اسی اثنا میں رشید پاشا کا بھی انتقال ہوگیا۔ جو مدحت کا سرپرست تھا۔ مدحت آفندی، سلطان کی ناراضی سے افسردہ خاطر ہوچکا تھا۔ اپنے مربی کی وفات سے اور بھی زیادہ بے دل ہوا، اور سرکاری مناصب ترک کردینے کا ارادہ کرلیا۔ ساتھ ہی اُسے خیال ہوا کہ ممالک یورپ کی سیر و سیاحت کرے جن کی علمی و تمدنی ترقیات کے افسانے اس کے گوش گزار ہوچکے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۲۷۴ھ میں یورپ روانہ ہوگیا۔ ۶ مہینے وہاں قیام کیا۔ پیرس، لندن، وائنا، بلجیم وغیرہ کی سیر کی اور یورپ کی ترقی کے اسباب و وسائل معلوم کئے۔

فرانسیسی زبان

مدحت آفندی کی طالب علمی کے زمانے میں فرانسیسی زبان کو ترکی میں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ اس لئے اُسنے بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں ہوئی۔ لیکن اب حالات میں عظیم تبدیلی واقع ہوچکی تھی، اور ہر سیاسی مدبر کے لئے اس زبان سے واقفیت لازمی ہوگئی تھی۔ مدحت آفندی نے اپنے اندر یہ کمی محسوس کی، اور اس زبان کی تحصیل پر کمر بستہ ہوگیا۔ وہ اپنی فرصت کے اوقات میں بطور خود مطالعہ کرتا رہتا یہاں تک کہ یورپ کا سفر پیش آیا اور اس زبان میں اُسنے پوری مہارت حاصل کرلی۔

رتبۂ وزارت اور صوبہ کی ولایت

سنہ ۱۲۷۶ھ میں مدحت آفندی یورپ سے واپس آیا اور دوبارہ مجلس والا کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ اسی اثنا میں محمد پاشا قبرصلی پرانا دشمن وزیر اعظم ہوچکا تھا۔ مدحت آفندی کو خوف تھا کہ پھر اُسکی عداوت کا نشانہ بنے گا، مگر یہ دیکھ کر اُسے تعجب ہوا کہ اب مخالفت کی جگہ اس کی طرف سے موافقت کے اظہارات شروع ہوگئے تھے۔ اُسنے مدحت آفندی کو طلب کیا۔ گزشتہ معاملات کی معافی چاہی اور سلطان عبدالمجید سے بھی سفارش کی کہ اس کی پچھلی خدمات کے اعتراف میں وزارت کا افزائی رتبہ بخشا جائے، اور صوبۂ نیش کی حکومت سپرد کردی جائے۔ چنانچہ سنہ ۱۲۷۷ھ میں مدحت آفندی اس صوبہ کا والی مقرر ہوگیا۔ اور سلطان عبدالمجید کی وفات تک اسی منصب پر مامور رہا۔

سلطان عبدالعزیز

سلطان عبدالعزیز کے آخری عہد میں سلطنت عثمانیہ کی حالت ابتر اور زبوں ہوگئی۔ ہر طرف داخلی شورشیں برپا ہوگئیں، اور یورپ نے متحد ہوکر اُسپر دباؤ ڈالنا شروع کردیا۔

بدقسمتی سے سلطان، اپنے وزیر اعظم محمود ندیم پاشا کے قبضہ میں تھے۔ ندیم پاشا، روسی سفیر جنرل اگناتیف کے اشاروں پر حرکت کر رہا تھا۔ ترکی قوم اس حقیقت سے واقف ہوگئی تھی اور ندیم پاشا کی معزولی کا مطالبہ کر رہی تھی۔ مگر سلطان نے [illegible] ڈال لیا تھا نہ کسی کی نصیحت سنتا تھا نہ کسی فریاد پر کان دھرتا تھا۔

اسی زمانے میں خبر مشہور ہوئی کہ سلطان، ۴۰ لاکھ پونڈ کا ایک نیا قرضہ لینے والے ہیں۔ عام رائے اس خبر سے نہایت برہم ہوئی۔ کیونکہ سلطان کے اسراف نے سلطنت کا تمام خزانہ خالی کردیا تھا اور قرضوں کا ناقابل برداشت بوجھ پہلے ہی سے ملک کی گردن توڑ رہا تھا۔

اسی اثنا میں صوبۂ ہرزی گوینا کا مسئلہ پیش آیا۔ یہ محض حکومت کی غفلت کا نتیجہ تھا۔ عام رائے اب اور بھی زیادہ برہم ہوگئی۔ چند دن بعد خبریں آنا شروع ہوئیں کہ بلقان میں بغاوت پھوٹ پڑی ہے اور اُسکے شعلے، ادرنہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ آستانہ میں بلقان کے مسلمان طالب علموں کے پاس خطوط پہنچے کہ باغیوں نے تمہارے گھر لوٹ لئے۔ اور عزیز و اقارب قتل کر ڈالے۔ طالب علموں نے یہ دہشت ناک خبریں سنیں تو جوش میں آگئے۔ اُن کے جوش نے شہر کی تمام مسلمان آبادی میں بھی ہیجان پیدا کردیا۔ لوگوں کو پہلے سے یقین تھا کہ حکومت، بلقان کے معاملات سے غفلت برت رہی ہے، اور ندیم پاشا روس کے اشارے سے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ روس کا مقصد یہ تھا کہ اس بہانے سے اُسے مداخلت کا موقع ملے۔

بلقانی طالب علموں کے ساتھ ہزاروں مخلوق باب عالی کی طرف روانہ ہوئی اور وزیر اعظم سے ملاقات کا مطالبہ کیا۔ وزیر اعظم نے یہ حالت دیکھی تو ڈر گیا، اور سلطان کو مشورہ دیا کہ نئی وزارت کا اعلان کرکے عوام الناس کا جوش ٹھنڈا کردیں۔ چنانچہ محمود ندیم پاشا اور حسن آفندی شیخ الاسلام، دونوں معزول کردیئے گئے۔ رشدی پاشا وزیر اعظم مقرر ہوئے اور خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام بنائے گئے۔ نیز مدحت پاشا بھی رتبۂ وزارت کے ساتھ مجلس اعلی کا رکن مقرر ہوگیا۔

لیکن وزارت کی تبدیلی سے حالات میں کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ ندیم پاشا اگرچہ معزول کردیا گیا تھا، لیکن محض ایک سطحی تبدیلی تھی۔ سلطان بدستور ندیم پاشا کے ہاتھوں میں تھا۔ ندیم پاشا روسی سفارت خانہ سے احکام حاصل کرتا، اور انکے مطابق سلطان کو مخفی مشورے دیتا رہتا۔

عام رائے نے جلد معلوم کرلیا کہ ندیم پاشا امروز فردا ہی میں پھر برسر حکومت آجائے گا۔ اُس کی معزولی محض ایک دکھاوے کی کارروائی ہے۔ اسی اثنا میں روسی سفیر جنرل اگناتیف نے ہر طرف مشہور کردیا کہ دارالسلطنت میں عنقریب بغاوت ہونے والی ہے۔ مسلمان عیسائیوں کے قتل کی عام طیاریاں کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی اُسنے یہ بھی کیا کہ اپنے جنگی جہازوں سے مسلح نوجوان بلائے اور اپنی سفارت کی حفاظت کے لئے مقرر کردیئے۔ اس کارروائی نے تمام شہر میں تشویش پیدا کردی۔ قسطنطنیہ کی مسیحی آبادی نے کاروبار بند کردیا، اور شہر چھوڑ دینا چاہا۔ ان کارروائیوں سے روسی سفیر کا مدعا یہ تھا کہ محمود پاشا کی دوبارہ وزارت کے لئے میدان صاف کرے۔ وہ یہ دکھلانا چاہتا تھا کہ نئی وزارت امن و امان قائم نہیں رکھ سکتی، اور مسیحی رعایا کے لئے خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

ترکوں نے یہ حالت دیکھی، تو وہ مرعوب نہیں ہوئے، اُنھوں نے خود سلطان کے معزول کردینے کا ارادہ کرلیا۔ کیونکہ اب وہ سمجھ گئے تھے کہ اس شخص کی موجودگی میں کسی قسم کی اصلاح ممکن نہیں۔

یہ خبر ہوا کی طرح بازاروں میں پھیل گئی۔ وہاں سے قصر شاہی میں پہنچی۔ سلطان بہت پریشان ہوئے۔ والدہ سلطان نے مدحت پاشا کے پاس اپنا معتمد علیہ خواجہ سرا جوہر آغا بھیجا اور دریافت کیا کہ قوم کی ناراضی دور کرنے کے لئے کونسا طریقہ مفید ہوسکتا ہے؟

مدحت پاشا نے فوراً اصلاحات کا ایک مسودہ طیار کیا اور سلطان کی خدمت میں یہ کہکر پیش کیا کہ اسے جاری کردینے سے عام رائے مطمئن ہوجائے گی۔ مگر سلطان کی نخوت نے اُسے منظور نہ کیا۔

اس تمام مدت میں سلطان، محمود ندیم پاشا کے مشورے پر عمل کرتا رہا اور محمود ندیم، جیسا کہ بیان ہوچکا ہے، روسی سفیر کی انگلیوں پر ناچ رہا تھا۔ محمود ندیم نے سلطان کو ترغیب دی کہ حسین عونی پاشا کو علا

بصائر و حکم

عالم انسانیت موت کے دروازہ پر

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

اکابر تاریخ اسلام کی مختصر وفیات

حضرت امام شافعیؒ

امام مزنی کہتے ہیں، جس دن حضرت امام شافعی رح نے انتقال کیا اُس کی صبح کو میں عیادت کے لیے حاضر ہوا تھا۔

"مزاج کیسا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

اُنھوں نے ٹھنڈی سانس لی:

"دُنیا سے جا رہا ہوں، دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں، مَوت کا پیالہ مُنہ سے لگا ہے۔ نہیں معلوم میری روح جنت میں جائے گی کہ اُسے مبارکباد دوں، یا دوزخ میں جائے گی کہ اُسے تعزیت پیش کروں؟"

پھر یہ شعر پڑھے:

ولما قسا قلبی وضاقت مذاہبی جعلت الرجا منی لعفوک سلما

اپنے دل کی سختی اور اپنی بیچارگی کے بعد میں نے تیری عفو پر اپنی امید کو سہارا بنالیا ہے۔

تعاظمنی ذنبی فلما قرنتہ بعفوک ربی کان عفوک اعظما

میرا گناہ، میری نظر میں بہت ہی بڑا تھا، مگر جب تیرے عفو کے مقابلے میں اُسے رکھا، تو اے رب، تیرا عفو زیادہ بڑا نکلا۔

سنہ ۲۰۴ھ (سنہ ۸۲۰ء) میں وفات پائی۔

مامون الرشید

نزع کے وقت جاحظ عیادت کو حاضر ہوا۔ کسی جانور کی کھال کا بچھونا بچھا تھا۔ بچھونے پر ریت پڑی تھی، اور خلیفہ ریت پر لوٹ رہا تھا۔ یہ الفاظ زبان پر تھے:

"اے وہ جس کی پادشاہی کبھی زائل نہ ہوگی، اُس پر رحم فرما جس کی پادشاہی جا رہی ہے! اے وہ جو کبھی نہیں مرے گا، اُس پر رحم کر جو مر رہا ہے!"

جاحظ نے کہا "خدا امیر المومنین کا ثواب زیادہ کرے اور تندرستی بخشے!"

"میری تندرستی کی دعا نہ کرو" مامون نے فوراً کہا "بلکہ میرے لیے مغفرت کی دعا کرو"

پھر کہا "خدایا! تو نے ہمیں حکم دیے اور ہم نے نافرمانی کی۔ تو مجھے بخش دے کیونکہ تو بڑا ہی رحیم ہے" اسی پر روح پرواز کر گئی۔

سنہ ۲۱۸ھ (سنہ ۸۳۳ء) میں وفات پائی۔

حکیم ابو العتاہیہ

مشہور زاہد و حکیم شاعر ابوالعتاہیہ سے مَوت کے وقت پوچھا گیا۔

"کوئی خواہش باقی ہے؟"

کہا "ہاں، میری خواہش یہ ہے کہ مغنی "مخارق" آئے اور میرے سرہانے میرے یہ شعر گائے:

اذا ما انقضت منی من الدہر مدتی فان عزاء الباکیات قلیل!

جبکہ دنیا میں میری زندگی کی مدت ختم ہوچکی ہو تو رونے والیوں کی تعزیت بھی بہت کم ہے۔

سیعرض عن ذکری وتنسی مودتی ویحدث بعدی للخلیل خلیل!

سب میرے خیال سے منہ پھیر لیں گے، میری محبت بھلا جائیں گے۔ میرے بعد بھی دوست اپنے دوستوں سے باتیں کرینگے۔

سنہ ۲۱۱ھ (سنہ ۸۲۶ء) میں انتقال کیا۔

خلیفہ واثق باللہ

خلیفہ واثق باللہ نے مرتے وقت یہ شعر پڑھے:

الموت فیہ جمیع الناس تشترک لا سوقۃ منہم یبقی ولا ملک

مَوت میں سب برابر کے شریک ہیں۔ نہ بازاری لوگ بچیں گے نہ بادشاہ ہی زندہ رہیں گے۔

ما ضر اہل قلیل فی مفاقرہم ولیس یغنی عن الملاک ما ملکوا

غریبوں کو اُن کی قبر میں غربت نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ امیروں کو اُن کی امیری بھی کوئی نفع نہ پہنچا سکے گی۔

پھر حکم دیا، فرش اُٹھا دیا جائے۔ فوراً تعمیل کی گئی۔ خلیفہ نے اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا اور چلایا:

"اے وہ جس کی پادشاہی لازوال ہے، اُس پر رحم کر جس کی پادشاہی ختم ہوگئی!"

یہ کہتے ہی انتقال ہوگیا (سنہ ۲۳۲ھ سنہ ۸۴۷ء)

خلیفہ منتصر باللہ

خلیفہ منتصر باللہ ایک دن دیبا کے فرش پر بیٹھا تھا۔ اتفاق سے اُس کی نظر ایک فارسی عبارت پر پڑ گئی جو فرش پر کندہ تھی۔ خلیفہ نے اُسے پڑھوایا تو لکھا تھا:

"یہ شیرویہ بن کسریٰ نے اپنے باپ کو قتل کیا، لیکن اُس کے بعد پادشاہی سے کوئی تمتع حاصل نہ کرسکا"

خلیفہ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ فوراً ہی مجلس سے اُٹھ گیا۔ چند ہی روز بعد بیمار پڑا اور زندگی سے مایوس ہوگیا۔ اس حالت کو آئی تو خلیفہ نے کہا "دنیا اور آخرت دونوں میرے ہاتھ سے نکل گئیں۔ میں نے اپنے باپ کی موت میں جلدی کی، لہٰذا میری موت میں بھی جلدی کی گئی۔"

پھر یہ شعر پڑھا:

فما فرحت نفسی بدنیا اصبتہا ولکن الی اللہ الکریم اصیر

دنیا کے حاصل ہوجانے سے میری روح کو کوئی خوشی نصیب نہ ہوئی اب میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔

سنہ ۲۴۸ھ - سنہ ۸۶۲ء میں وفات ہوئی۔

امام جاحظ

ادب عربی کا مشہور امام، جاحظ کا جب وقت آخر ہوا تو ابوالعباس المبرد عیادت کو گیا۔

مزاج پرسی کے جواب میں جاحظ نے کہا:

"وہ شخص کیسا ہوگا جس کا آدھا دھڑ سُن ہوگیا ہو حتی کہ اگر آرے سے بھی چیر دیا جائے تو اُسے پتہ نہ چلے؟ اور آدھا دھڑ اتنا حسّاس ہوگیا ہو کہ اگر مکھی بھی اُس کے قریب اُڑے تو درد ہونے لگے؟"

پھر یہ شعر پڑھے:

اترجو ان تکون وانت شیخ کما قد کنت ایام الشباب؟

کیا تو آرزو کرتا ہے کہ اب بڑھاپے میں بھی ویسا ہی ہوجائے جیسا جوانی کے دنوں میں تھا؟

لقد کذبتک نفسک لیس ثوب دریس کالجدید من الثیاب؟

تیرا نفس جھوٹا ہے۔ پرانا کپڑا نئے کپڑے کی طرح کیونکر ہوسکتا ہے؟

سنہ ۲۵۵ھ (سنہ ۸۶۹ء) میں انتقال کیا۔

خلیفہ معتضد باللہ

سولہواں عباسی خلیفہ، معتضد باللہ سخت ظالم و مستبد تھا۔ وفات کے وقت اپنا مرثیہ اُس نے یوں پڑھا:

تمتع من الدنیا فانک لا تبقی وخذ صفوہا ان صفت ودع الرنقا

دنیا سے لطف اُٹھالے کیونکہ تو باقی نہیں رہے گا۔ اُس کی بھلائی لے لے اور بُرائی چھوڑ دے!

ولا تأمنن الدہر انی امنتہ فلم یبق لی حالا ولم یرع لی حقا

اُس دُنیا پر ہرگز بھروسہ نہ کرنا جس پر میں نے بھروسہ کیا تھا، دیکھ اُس نے مجھ سے بیوفائی کی اور کسی حق کا بھی خیال نہ کیا۔

قتلت صنادید الرجال ولم ادع عدوا ولم امہل علی طغیہ خلقا

میں نے بڑے بڑے بہادر مارے۔ کوئی دشمن نہ چھوڑا۔ کسی کو بھی اُس کی سرکشی پر باقی نہ رہنے دیا۔

واخلیت دار الملک من کل نازع فشردتہم غربا ومزقتہم شرقا

میں نے پایۂ تخت تمام مخالفوں سے خالی کردیا، اُنھیں پراگندہ کرکے مشرق و مغرب میں پھیلا دیا۔

فلما بلغت النجم عزا ورفعۃ ودانت رقاب الخلق اجمع لی رقا

لیکن جب میں اپنی عزت و رفعت میں ستاروں تک پہنچ گیا اور تمام مخلوق کی گردنوں میں میری غلامی کا طوق پڑ گیا،

رمانی الردی سہما فاخمد جمرتی فہا انا ذا فی حفرتی عاجلا القی!

تو ایسا ہوا کہ مَوت نے مجھ پر ایک تیر چلایا اور میری آگ بجھا دی۔ دیکھ، اب میں عنقریب ہی اپنے گڑھے میں ڈالا جانے والا ہوں۔

ولم یغن عنی ما جمعت ولم اجد لذی ملک حیا ولا راغب رفقا

میرے جمع کئے ہوئے خزانے میرے کام نہ آئے۔ [illegible] بیزار ہونے والے اور دولت کے لالچی، کسی نے بھی ہمدردی نہ کی!

فیالیت شعری بعد موتی ما القی الی نعم الرحمن ام نارہ القی؟

آہ کاش! میں جانوں، مَوت کے بعد اُس کی نعمتیں پاؤں گا، یا دوزخ میں جھونک دیا جاؤں گا؟ سنہ ۲۸۹ھ (سنہ ۹۰۲ء) میں انتقال کیا۔

واپسی کے لئے جرمنی میں میدان طیار ہو چکا ہو؟ خود قیصر کی ذہنیت کیا ہو؟ یہاں کے اخباروں نے حال ہی میں قیصر کی ایک گفتگو شایع کی ہو۔ اُسنے یہ گفتگو ایک انگریز ممبر پارلیمنٹ سے کی تھی۔ اسکا خلاصہ حسب ذیل ہو،

دُنیا کی آیندہ جنگ

"دش برس گزرنے سے پہلے،" قیصر نے کہا، "دنیا کو ایک اور عظیم جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس جنگ میں یورپ کی تمام سلطنتیں شریک ہوں گی۔ کوئی بھی اُس سے علحدہ نہ رہ سکے گی۔ میں یہاں اپنی جلاوطنی کی جگہ سے بیٹھا دیکھ رہا ہوں کہ مغرب کے افق سے ایک ہولناک جنگ کی گھٹائیں اُٹھ رہی ہیں۔ یہ ایسی سخت جنگ ہوگی جس کے سامنے پچھلی جنگ ہیچ ہو جائے گی۔ تمام دنیا خون میں غرق ہو جائے گی۔ بہت سے ملک ویران ہو جائینگے۔ بہت سی سلطنتیں ناپید ہو جائیں گی۔ دُنیا کی تمام قومیں اُس کی مصیبت سے چیخ اُٹھیں گی۔ ایسی مصیبتیں جن سے عالم انسانیت اب تک ناواقف ہو۔ یقیناً یہ جنگ نہایت ہیبت ناک ہوگی کیونکہ اُس کے ظہور کے وقت دُنیا کی تمام قومیں پُورے طور پر نئے اسلحہ سے آراستہ ہوں گی"

"ہاں، میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام قومیں جنگ کی طیاریاں کر رہی ہیں۔ مجلس اقوام کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ محض سیاسی تفریح کا ایک نیا سامان ہو۔ اُس کے امن کے وعظوں پر قومیں ہنستی ہیں... تمام سلطنتیں جنگی جہاز، آبدوز کشتیاں، اور ہوائی بیڑے طیار کر رہی ہیں۔ مختلف قسم کے جدید گیس ایجاد کئے گئے ہیں جو اب تک غیر معلوم تھے۔ قومیں نہایت اخفار کے ساتھ ان جہنمی مواد کے تجربے کر رہی ہیں۔ ہر سلطنت نے ہلاک ہتیاروں اور گیسوں کے بکثرت ذخیرے جمع کرلئے ہیں تاکہ جب جنگ کا بگل بجے تو پُوری طرح طیار ثابت ہوں" یہ تمام طیاریاں کیوں ہیں؟ جواب دیا جاتا ہو مدافعت کے لئے! مگر جنگ کا کس طرف سے اندیشہ ہو جبکہ ہر سلطنت مدافعت ہی کی طیاری کر رہی ہو؟"

"تھوڑے دن ہوئے، ایک معزز انگریز میری ملاقات کے لئے یہاں آیا۔ دوران گفتگو میں میں نے پوچھا، آخر یہ ہر طرف جنگی طیاریاں کیوں ہو رہی ہیں؟ اُس نے جواب دیا "اصلی خطرہ مشرق میں ہو۔ جنگ عمومی کے بعد مشرقی قومیں بیدار ہو گئی ہیں اور مغربی حکومتوں کے خلاف طیار ہو رہی ہیں۔ اُن کی ہولناک بغاوت کے خوف سے یورپ جنگی طیاری پر مجبور ہو گیا ہو!"

"میں اس جواب پر ہنس پڑا۔ میں نے کہا مغربی قومیں، مشرقی قوموں سے ہرگز خائف نہیں ہیں۔ دراصل وہ آپس ہی میں ایک دوسرے سے ڈرتی ہیں۔ مغربی قوموں میں باہم سخت حسد اور منافست ہو۔ سیاسی مدبر ایک دوسرے سے چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں۔ مگر حکومتوں کے وزیر اور فوجوں کے سپہ سالار آئندہ جنگی میدانوں کے نقشے بنانے میں مصروف ہیں۔ ایک طرف سنزار ودل کھڑے زیتون کی شاخ ہلا رہے ہیں (یعنی امن پسندی کا اظہار کر رہے ہیں) دوسری طرف بحری سپہ سالار جدید ترین آبدوزوں اور جہنمی مادوں کے تجربے کر رہے ہیں۔ اُن کی کوشش ہو کہ کسی طرح زہریلی گیس سمندر کی موجوں پر پھیلانے میں بھی کامیابی حاصل کرلیں!"

"ہوا بازوں نے محیط اٹلانٹک کے عبور کی کوشش شروع کر دی ہو۔ ہر ہفتے ہم ایک نئی کوشش کی خبر سنتے ہیں۔ کرنل لنڈبرگ نے اپنی حیرت انگیز جرأت سے ثابت کر دیا ہو کہ محیط اٹلانٹک، پسیفک، یا محیط ہندی کا ہوائی جہاز سے عبور کرنا ناممکن نہیں ہو۔ آئندہ جنگ ایسے ہوا باز پیدا کرے گی جو سمندر کی موجوں پر رہیں گے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں گے کہ سمندر پار کی کوئی قوم جنگ کی ہولناکیوں سے محفوظ نہیں رہ سکتی"

"میرے عہد حکومت میں کونٹ زیپلن نے ایک دن مجھ سے کہا اگر جرمنی کے پاس زیپلن وضع کے ۵۰۰ ہوائی جہازوں کا بیڑا ہو جائے، تو تمام دُنیا پر جرمنی کی برتری قائم ہو سکتی ہو۔ اگر اعلیٰحضرت کی حکومت ضروری مصارف مہیا کردے تو میں ایک سال کی مدت میں پانسو جہاز طیار کرسکتا ہوں۔ ایک سال اور ایک ہفتہ کے بعد جرمنی تمام دُنیا پر حکومت کرے گا! لیکن مجلس حکومت نے یہ تجویز منظور نہیں کی"

"اگر میرے لئے پیشین گوئی کرنا جائز ہو، تو میں تمہیں اُن قوموں کے نام بھی بتلا سکتا ہوں جو آیندہ جنگ میں حملہ آورانہ یا مدافعانہ شرکت کریں گی۔ لیکن ایک جلا وطن بادشاہ کے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ اُنگلی اُٹھا کر اُن قوموں کی طرف اشارہ کرے جو جنگ کا تنور سلگا رہی ہیں!"

"آیندہ جنگ کئی سال تک جاری نہیں رہیگی جیسی کہ پچھلی جنگ تھی۔ آیندہ جنگ میں ہر کام بجلی کی سی تیزی سے ہوگا۔ جنگ کا صور پھنکتے ہی تار برقی اور بے تار برقی کے آلات میں حرکت ہوگی، اور چشم زدن میں تمام جنگجو قومیں اُٹھ کھڑی ہوں گی۔ غیر مرئی آبدوزیں اپنی جگہوں سے نکل پڑیں گی۔ ہولناک ہوائی بیڑے آسمان کی سطح پر چھا جائیں گے۔ قتل و ہلاکت کے سامان حیرت انگیز سرعت سے منتقل ہونے لگیں گے، اور چند گھنٹوں کے اندر خشکی اور تری کی تمام زندگیاں موت سے بدل جائیں گی۔ پچھلی جنگ میں ایک جہاز کے غرق ہونے میں جتنی دیر لگتی تھی، اُس سے سو گنا جلد غرقابی عمل میں آئے گی۔ اس جنگ وہی قوم کامیاب ہوگی، جو سب سے پہلے اپنی آبدوزیں اور ہوائی بیڑے میدان میں پہنچا سکے گی، تاکہ سب سے پہلے اپنی جہنمی فرائض ادا کرسکے!"

"مستقبل کی جنگ میں فوجیں، عقابوں کی طرح اچانک ٹوٹ پڑیں گی۔ اگر تمام سلطنتیں سرعت عمل میں برابر نہ ہوں گی، تو کامیابی پیشقدمی کرنے والی سلطنت کو حاصل ہوگی۔ بہت ممکن ہو، اس جنگ میں بڑی بڑی سلطنتوں کی پُوری قوت صرف ۴۸ گھنٹے میں برباد ہو جائے!"

"یہ اس لئے کہ مستقبل جنگ کے طریقے بہت ہی سریع اور ہولناک ہونگے۔ اس جنگ میں سب سے زیادہ ضروری اور مفید عنصر جاسوسی کا ہوگا۔ یہ عنصر اب تک بھی ہر سلطنت کے یہاں بہت بڑی وسعت کے ساتھ موجود ہو۔ ہر سلطنت دوسری سلطنت کی طیاریاں اپنے جاسوسوں کے ذریعے معلوم کر رہی ہو۔ جس سلطنت کی اطلاع زیادہ وسیع اور صحیح ہوگی، وہی اُس جنگ میں فتحیاب ہوگی۔ جنگ عمومی سے پہلے اور اُس کے دوران میں جرمنی کا محکمۂ جاسوسی بہت مکمل تھا۔ ہمارے جاسوس دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس محکمہ کی نگرانی خود میں نے اپنے ذمے لے رکھی تھی۔ میں تمام بڑے بڑے جاسوسوں سے براہ راست ملتا اور نہایت غور اور محنت سے اُن کی خفیہ رُودادیں مطالعہ کیا کرتا۔ دُنیا میں ہر لمحے جو کچھ بھی ہوتا تھا، اُس کا علم مجھے حیرت انگیز سرعت سے ہو جایا کرتا تھا"

"میں خوب جانتا ہوں کہ اسوقت دُنیا میں جاسوسی، پہلے سے کہیں زیادہ موجود ہو۔ خاص طور پر روس کا محکمۂ جاسوسی سب سے زیادہ منظم ہو۔ میں اُن تمام سلطنتوں کے نام گنا سکتا ہوں جن کے جاسوس دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حتی کہ یہاں خود میرے گرد بھی اُن کے جاسوسوں کا ہجوم ہو۔ وہ خیال کرتی ہیں، میرا وجود اُن کی سلامتی کے لئے خطرہ ہو۔ حالانکہ اگر ان سلطنتوں کو عقل ہوتی تو وہ جان لیتی کہ اس بڑھاپے میں میری سب سے بڑی آرزو یہ ہو کہ اپنی حکومت پر واپس جاؤں اور دُنیا کو ایک نیا سبق دوں۔ حرب و ضرب کا نہیں، صلح و آشتی کا!"

"جنگ، دُنیا میں ہمیشہ باقی رہیگی کیونکہ انسان کی فطرت میں طمع و حرص کے جذبات راسخ ہیں۔ جنگ کو معدوم کرنے کی کوشش بالکل بے کار ہیں۔ ہاں جنگ کو کم کرنے کی کوشش مفید ہو سکتی ہیں۔ اگر میں اپنے قدیم تخت پر ہوتا، تو دُنیا کو امن سلامتی کا ایک نیا راستہ دکھا سکتا تھا۔ لیکن میں دُنیا سے الگ کر دیا گیا ہوں۔ سلطنتیں میری ہلاکت کی کوشش کر رہی ہیں، حالانکہ اس سے اُنھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اگر وہ مجھ سے مشورہ کریں اور مجھے جرمنی واپس جانے دیں، تو میں اُنھیں بہت کچھ نفع پہونچا سکتا ہوں"

برلن ۲۰ ستمبر ۱۹۲۷ء

معاہدۂ حجاز و برطانیہ

"بریدِ شرق" میں ہم ایک مراسلت درج کر چکے ہیں جس میں معاہدۂ حجاز و برطانیہ کی تمام تفصیلات درج ہیں۔ مراسلہ نگار نے لکھا ہو کہ بعض مسائل جو اس معاہدہ میں طے نہ ہو سکے، ضمیمہ میں اُنکے بحث طلب ہونے کا اعتراف کیا گیا ہو، اور کسی آیندہ مناسب موقعہ کے لئے ملتوی کر دئے گئے ہیں۔

اب تازہ ڈاک سے حجاز کا سرکاری جریدہ "ام القریٰ" مورخہ ۳۰ ستمبر ۲۷ء موصول ہوا ہو۔ اسمیں معاہدہ کی وہ عربی نقل بجنسہ چھپی ہو جو مراسلہ نگار نے ہمارے پاس بھیجی تھی۔ ساتھ ہی وہ خط و کتابت بھی شایع کر دی ہو جو بعض مختلف فیہ مسائل کی نسبت فریقین میں ہوئی تھی۔ اس خط و کتابت کا تعلق انہی مسائل سے ہو جنھیں مراسلہ نگار نے "بحث طلب" اور "ملتوی شدہ" قرار دیا ہو۔

پہلا خط سرگلبرٹ کلیٹن کا (مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۲۷ء) ہو جسمیں وہ لکھتا ہو: "آپکی تجویز ہو کہ معاہدہ میں ایک دفعہ اس مضمون کی بڑھا دی جائے کہ حکومت برطانیہ کی جانب سے وہ تمام رکاوٹیں دور کر دی جائیں گی جو اسلحہ اور جنگی مواد کے خریدنے اور منگوانے میں حائل ہو سکتی ہیں۔ میں آپکو حکومت برطانیہ کی جانب سے یہ اطلاع دینے کی عزت حاصل کرتا ہوں کہ اس بارے میں کسی دفعہ کے بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ اور مجھے اجازت دی گئی ہو کہ میں آپ کو اطمینان دلا دوں کہ جزیرۃ العرب کو جنگی مواد بھیجنے کی ممانعت اب اُٹھا دی گئی ہو، اور اگر آپکی حکومت چاہے تو وہ انگلستان کے کارخانوں سے ہر طرح کا سامان جنگ منگوا سکتی ہو۔ برطانی حکومت کی جانب سے کوئی رکاوٹ اسمیں ڈالی جائے گی"

اس کے جواب میں حکومت حجاز کی جانب سے ۱۹ مئی کو لکھا گیا، "آپکے اس اطلاع کے جواب میں کہ "جزیرۃ العرب میں اسلحۂ جنگ کی خرید اور انکا ورود آپکی حکومت کی جانب سے ممنوع نہیں ہو" شکریہ ادا کیا جاتا ہو"

دوسرے خط میں حجاز کے حدود کا ذکر ہو۔ حکومت حجاز مصر تھی کہ عقبہ اور معان حجاز کے حدود میں داخل ہیں۔ برطانیہ حجاز اور شرق الاردن کی حدود طول بلد ۳۸ شرقی اور عرض بلد ۲۵، ۲۹ شمالی قرار دیتا تھا جس سے یہ مقامات نکل جاتے تھے۔ اپریل ۱۸۔ ذی قعدہ کو حکومت حجاز کی جانب سے لکھا گیا۔

"آپکے خط سے معلوم ہوا کہ حکومت برطانیہ اپنی رائے پر مصر ہو چونکہ بحالت موجودہ اس نزاع کا آخری فیصلہ مشکل ہو، اس لئے ہم اسکے لئے طیار ہیں کہ یہ مسئلہ بالفعل ملتوی کر دیا جائے، اور آئندہ کبھی مناسب موقعہ پر اس کا آخری فیصلہ عمل میں آئے گا"

اس خط و کتابت سے معلوم ہوا کہ جہاں تک مسئلہ اصولی کا تعلق

* تھا۔ برطانی حکومت اسپر آمادہ نہ ہوئی کہ معاہدہ میں صاف صاف اپنا موقف ظاہر کردے۔ البتہ جہاں تک عقبہ و معان کا تعلق ہو، موجودہ صورت حال جاری رہیگی۔ برطانیہ نے اس بارے میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہا ہو جس سے ثابت ہو کہ وہ اس مسئلہ کو کم از کم زیر بحث تسلیم کرتا ہو۔ البتہ حکومت حجاز *

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو
دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے
اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع
ہوتا ہے
یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم وادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجے کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں
ہمارے یہاں ہر مہینے
مال کے جدید ذخیروں کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON LONDON S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم سامان، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجیے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجیے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لیے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام عجائب گھر، کتب خانے، اور عجائب خانے ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر بھی حال میں ہم ہی نے فراہم کیے۔

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

انہیں فروخت کرنے کے لیے پہلے ہم ہی سے خط و کتابت کیجیے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مستقل ایجنٹ آپ تک پہنچ سکے۔

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

دبني علوم ے بيش بها جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے اماميں كي ان نادر و اعلى درجه كي بلند پايه عربي تصانيف ے اُردو تراجم كا سلسله شروع كيا هے ' جنكا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف كتاب و سنت ے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد كه يه "سلسلۂ تراجم" بد نصيب هندوستان كي دماغي اصلاح كا كام دے :

اُسوۂ حسنه — امام ابن قيم كي فن سيرت ميں شهرۂ آفاق كتاب "زاد المعاد" ے خلاصه كا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

كتاب الوسيله — لفظ "وسيله" كي بحث ے علاوه امام ابن تيميه ے اسلام ے اصل الاصول "توحيد" كي مبسوط بحث كي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه — انكي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انكے مفصل حالات بيان كيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر — امام ابن تيميه ے مخصوص انداز تفسير كا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى — خالق و مخلوق ے درميان واسطه كا فرق بدلائل بيان كيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه — حضرت امام ے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي ے بيان كيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري كي تازه كتاب كا اُردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس ے خريدار كو هم نے كمال كوشش و كاوش ے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں كي تمام اهم اور اعلى مطبوعات ے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے كا اهتمام كيا هے - اسكے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين ے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالك اسلاميه ے معتبر ذرائع ے حاصل كيے هوے حالات درج كيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايــجنسى

(حلقه نمبر ۲٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و كتابت كى وقت اپنا نام اور پته صاف لكهين
اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال فى مجلدات الهلال

گاه گاهے بازخوان اين دفتر پارينه را
تازه خواهى داشتن گر داغهائے سينه ما

اردو صحافت كي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهــلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليكن چونكه وه اردو صحافت كي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فكر كي نئي روح پيدا كرني چاهتا تها ' إس لئے اُس كا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق كا مجموعه تها - اُس ے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه ے هوتے تے - اور اسكا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات ے لحاظ ے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس كي ظاهري خوبياں اُردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب كا پهلا نمونه تهيں - اردو كا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير ے اندراج كا انتظام كيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے كي وجه ے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر كي چهپائي ميں ممكن نهيں - إس كي جلديں جديد اُردو علم ادب ے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث كا بهترين مجموعه هيں - إن كي مقبوليت و قدر كا اندازه إس ے هوسكتا هے كه سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شائقين علم و ادب نے إس كي تمام جلدوں كا مكمل ست سات سو روپيه ميں خريد كيا - اور حال ميں ايک صاحب نے إس كي پهلي جلد مكمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد ے خريدي هے - جن لوگوں ے إس ے پرچے بحفاظت جمع كئے تهيں وه بڑي ے بڑي قيمت پر بهي علحده كرنے كيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البــلاغ پريس" كا جب تمام اسٹاک نئے مكان ميں منتقل كيا گيا تو ايک ذخيره الهلال ے پرچوں كا بهي محفوظ ملا ' هم نے كوشش كي كه شايقين علم و ادب ے لئے جس قدر مكمل جلديں مرتب كي جا سكتي هيں مرتب كرلي جائيں اور جن جلدوں كي تكميل ميں ايک دو پرچوں كي كمي هو اُنهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه كوشش ايک حد تک مشكور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں ے چند سالوں كي جلديں پوري مكمل هوگئي هيں - هم إس اعلان ے ذريعه شايقين علم و ادب كو آخري موقعه ديتے هيں كه إس قيمتي ذخيره ے حاصل كرنے ميں جلدي كريں ' چونكه جلدوں كي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسكي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں كي تعميل هوسكے گي جو سب ے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين كي انڈكس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مكمل جلد دوم ۱۰ روپيه   الهلال مكمل جلد سوم ۱۰ روپيه
" " " چهارم ۱۰ روپيه   " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البــلاغ" (جب دوسري مرتبه الهــلال إس نام ے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول ے هر جلد ے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں ے هر پرچه اپنے مضامين ے لحاظ ے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيكنگ إس ے علاوه هے -

منيجر "البــلاغ پريس"

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہی؟

(۱) اپنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اپنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اپنا خوبصورت، سبز، سُرخ اور سُنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اپنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

لینا

چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مُستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہی

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹوں

ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی جا سکیں جن

کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی،

ایسی

مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن

The Dunlop guide
to great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہی

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے. موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز و مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟

قیمت ۱۲/ (منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپکو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہی

تو تأمل نہ کیجئے. اپنے سے قریب دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگواکر

استعمال کیجئے

۱۹۲۷

جلد ۱

نمبر ۱۹

الهلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ - آنہ

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایه لیکر ایک وسیع کاروبار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 14, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
FOR MAULANA ABUL-KALAM AZAD.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۹ | کلکته : جمعه ۱ ۔ جمادی الاول ۱۳٤٦ هجری | جلد ۱

Calcutta : Friday, 28, October 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکھتی۔
طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چھپائی اختیار کی جای۔
پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نهین کر سکتی۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چھپتا هی۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی۔ یاد رکھیی۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین۔
الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٥٨٠ مراسلات وصول هوی هین۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٢٥	اردو حروف کی حق مین	٤٢٠
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٥١٤	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٥١٠
پتھر کی چھپائی کی حق مین	٢٦١		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که [illegible] حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین۔ الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول - - بارہ روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے - - سوله روپیه
قیمت شش ماهي - - - سات روپیه
قیمت في پرچه - - - پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

(جدید ترکي)

سنه ۱۳۴۲ ھ (۱۹۲۳ع) سے ابتک

مصطفى کمال پاشا نے نئي قومي حرکت کا علم بلند کیا ' اور عثماني شہنشاهي کے کهنڈروں پر جدید ترکي سلطنت کي بنیادیں تعمیر کردیں !

ترکوں کو خاص اپنے آبائي وطن پر یونان کي غاصبانه حکومت سے سخت اذیت هوئي تهي - وہ کسي طرح بهي یه ذلت برداشت نہیں کرسکتے تهے - وہ منتظر تهے که کوئي مرد میدان اُٹهے ' اور یه اُسکے زیر علم قومي جہاد شروع کردیں - ضرورت نے مصطفى کمال پاشا کو پیدا کردیا ' اور ترکي قوم نے پوري خود فروشي کے ساتهه اُس کا ساتهه دیا -

اُس وقت قسطنطنیه پر دول اِتحاد کا قبضه تها - سلطان اُنکے هاتهه میں کٹهه پتلي سے زیادہ وقعت نہیں رکهتا تها - جوں هي دول متحدہ نے اناطولیه میں بیچیني دیکهي ' سلطان سے ایک فرمان شائع کرا دیا جس میں مصطفى کمال اور اُسکے تمام ساتهي باغي اور مستحق قتل قرار دیے گئے تهے - یه پہلا موقعه تها که ترکوں کو آل عثمان کے خلاف بغاوت کا خیال پیدا هوا ' اور اُنهوں نے اِس خاندان سے همیشه کیلیے پیچها چهڑا لینے کا عزم کرلیا -

سنه ۱۹۲۰ - میں اناطولیه کي مجلس قومي نے منظم فوج طیار کرنے کا فیصله کیا - اُس وقت تک لوگ کمالیوں کي مجاهدانه جرأت پر هنستے تهے - یہانتک که سنه ۱۹۲۱ - میں " آوبس نو " کے معرکه میں عصمت پاشا نے عظیم الشان فتح حاصل کي - اب دنیا کي نظریں مجلس قومي کي طرف اُٹهه گئیں - اُسے عزت کي نگاهوں سے دیکها جانے لگا - وہ ترکي قوم کي نمائندہ تسلیم کرلي گئي !

شروع میں مصطفى کمال پاشا شخصي ترقع و ظہور سے تنفر ظاهر کرتے رهے - وہ کہا کرتے تهے " میں یه مہم ختم کرکے کسي دیہات میں چلا جاؤنگا اور خاموش زندگي بسر کرونگا - لیکن جوں جوں کامیابي یقیني هوتي گئي ' اُن کے خیالات میں بهي نمایاں تغیرات هوتے گئے - یہانتک که صاف کہنا شروع کردیا " مجلس قومي کي حکومت ' سلطنت آل عثمان کے کهنڈروں پر قائم کي گئي هے " اِس [illegible] سے اُنهوں نے اپني نیت کا [illegible] اظہار کردیا تها که اب وہ آل عثمان کي حکومت نہیں چاهتے - پهر فروري سنه ۱۹۲۳ع میں سمرنا کي اقتصادي مؤتمر میں اِس سے بهي زیادہ صاف الفاظ اختیار کیے گئے " اِن سلاطین نے ملک کي تمام دولت اپني عیاشیوں میں برباد کرڈالي - قوم کو فقیر اور قلاش کرکے چهوڑ دیا ! "

اُنهوں نے یہي نہیں کیا که انگورہ کو حکومت کا مرکز قرار دیا اور خود مجلس کے صدر منتخب هو گئے ' بلکه مجلس میں اپني هي جماعت کو اکثریت بهي دلائي - اب اُنکے اختیارات بے روک تهے - اُنهوں نے فوراً آل عثمان کي حکومت ختم کرکے جمہوریت کا آخري اعلان کر دیا ' اور خود جمہوریت کے پہلے صدر منتخب هوگئے !

کمالي اصلاح کي راہ میں " خلافت " ایک روک سمجهي جاتي تهي - چنانچه اُسے بهي انهوں نے هٹا دیا - پهر قوانین سلطنت کي بهي ترمیم و تنسیخ کي - ملک کي اجتماعي زندگي کي هر شاخ میں بهي انقلاب عظیم پیدا کردیا - اب وہ ایک ایسے راسته پر چل رهے هیں جو اُنکے نزدیک بہترین راسته هے - مستقبل فیصله کریگا که یه راسته صحیح هے یا غلط ؟ لیکن اس میں شک نہیں که جہانتک ملک کے اجتماعي اور معاشرتي انقلاب اور یورپ کي مقلدانه روح کا تعلق هے ' اِن کي راہ اعتدال و صواب کي راہ نہیں هے -

سنه ۱۹۰۸ سے ۱۹۳۴ تک!

(۱) محمود شوکت پاشا مرحوم جو اتحاد و ترقي کي دستوري حرکت کے فوجي مظہر تهے - جنهوں نے سنه ۱۹۰۸ میں بغیر کسي کشت و خون کے سلطان عبد الحمید مرحوم کو معزول کردیا -

(۲) غازي مصطفى کمال پاشا جو ترکوں کي جمہوري تحریک کے باني و زعیم هیں - انهوں نے سنه ۲۴ - میں نه صرف عثماني خلیفه بلکه عثماني خلافت کا منصب هي ختم کردیا -

تاریخ و عبر

حکومت ترکیه

اور اُس کے اجتماعي و سیاسي تغیرات

شروع سے ابتک

(۳)

تورانی دور

سنه ۱۳۳۳ ھ (۱۹۱۵ء) سے سنه ۱۳۳۷ ھ (۱۹۱۸) تک

" تورانیت " کا برق پھونکا گیا - ترکي قوم نے اُسے سنا - مگر زیادہ مانوس نه هوئي - کیونکه اِس برق کے پھونکنے والے اگرچه نسلاً ترک تھے ' مگر تمام تر بیروني ممالک کے باشندے تھے ' اور اِن پر ترکوں کو پورا بھروسه نه تھا - وہ بارہا دھوکے کھا چکے تھے - تورانیت کے اولین علم بردار روسي تاتاري نو جوان تھے جو عهد حمیدي کے بعد ترکي میں آ بسے تھے ' اور تمام ترکي اقوام کو توراني قومیت کے نام پر جمع کرنے کے خواب دیکھه رہے تھے - اِن میں سب سے زیادہ سر بر آوردہ شخص اوغلي یوسف اور احمد اغاییف بک تھے -

طلعت بے

اتحاد و ترقي کا سر بر آوردہ رکن

لیکن چونکه یه نئي دعوت دنیا کي موجودہ قوم پرست ذهنیت کے بالکل موافق تھي ' اس لیے بہت جلد توحش دور هوگیا ' اور جوق جوق ترک اُسکے جھنڈے تلے جمع هونے لگے - وزارت داخلیه ' مشیخة اسلامیه ' اور وزارت اوقاف نے اپنے اپنے خزانوں کے منهه اُسکي تقویت و تبلیغ کیلیے کھول دیے - یهي نہیں بلکه تمام سر بر آوردہ اخبارات مثلاً " اقدام " ' " ترجمان حقیقت " اور " جون ترک " وغیرہ کے صفحات اُسکے لیے وقف هوگئے - بڑي بڑي انجمنیں مثلاً " ترک یوردو " اور " ترک اُجاغي " وغیرہ قائم کي گئیں - اندرون ملک اور بیرون ملک میں ترکي قوموں کو جگانے کیلیے مبلغین اور دعاة بھیجے گئے - غرضکه ایک نئي حرکت پیدا هوگئي - جرمني نے بھي جو اُس وقت تک جنگ میں فتحمند تھي ' اِس تحریک کا خیر مقدم کیا ' اور اُسکے خوشنما اور موثر بنانے میں ساعي هوگئي -

جاوید بے

اتحاد و ترقي کا سر بر آوردہ رکن جسے گذشته سال انگورہ میں پھانسي دي گئی -

تھوڑي هي مدت بعد بظاهر کامیابي کے آثار نظر آنے لگے - اُسي زمانه میں روس کا انقلاب ظهور میں آیا اور بالشویک حکومت قائم هوگئي - روس کي تمام ترکي اقوام نے بھي اِس توراني دعوت کو بڑي گرم جوشي سے لبیک کہا - چنانچه سنه ۱۹۱۷ کي توراني موتمر میں ۸۰۰ - نمائندے مختلف ترکي منگولي اقوام کے یکجا هوئے ' اور بڑے جوش و خروش سے " اتحاد توراني " کے راگ گائے گئے -

مگر بدقسمتي سے ترکي کو جنگ میں شکست اُتھاني پڑي - ایسي شکست ' که قریب تھا ' ترکي حکومت کا همیشه کیلیے خاتمه هو جائے - سنه ۱۹۱۹ - میں دول اتحاد دارالخلافه پر قابض هوگئیں ' اور وہ وقت آگیا که یا تو کوئي عجیب اور غیر معمولي قوت پیدا هوکر ترکي حکومت کیلیے نیا سامان حیات بہم پہنچا دے ؟ یا چھه سو برس کي یه تاریخ عظمت و جلال همیشه کیلیے ختم هو جائے !

جمال پاشا

جو ایام جنگ میں والي شام تھا

کچھہ عرصہ کے بعد بنو اسرائیل کا زوال شروع ہوگیا - اہل اسیریا نے رفتہ رفتہ ان کے ممالک - چھین لیے - ادومیا بھی باجگزار بن گیا - اہل اسیریا کو جب میڈیا والوں کے ہاتھوں شکست ملی ' تو ان کے ضعف نے نبطیوں کو پیٹرا پر قابض کرادیا - حضرت اسمٰعیل کے ۱۲ - لڑکے تھے - " نابت " سب سے بڑے تھے - ان سب بھائیوں کی اولاد عرب کے مختلف حصوں میں پھیل گئیں - بنو نابت کو نبطی یا بنو نبایوط بھی کہتے ہیں - نبطیوں نے نہایت ترقی کی - ابتداء ان کا پیشہ بحری قزاقی تھا - بعد کو ایک طاقتور اور متمدن قوم بن گئے - ان کے مکانات عالیشان اور سنگین تھے - تجارت ' صناعت ' سنگ تراشی ' شیشہ سازی ' ظروف سازی ' پارچہ بافی ' میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا -

انباط کی سلطنت بہت وسیع تھی - اس کے حدود شمال میں دمشق تک ' غرب میں فلسطین تک ' اور جنوب میں وسط عرب تک پھیلے ہوئے تھے - پیٹرا یا راقیم ان کا دارالسلطنت تھا - ادومی و نبطی عہد میں پیٹرا تجارت عالم کا مرکز بن گیا تھا - پیٹرا کے عروج کے وقت وادی موسیٰ دنیا کی مشہور ترین شاہراہ تھی - کاروانوں کے گھنٹوں کی غیر منقطع جھنکار اور پے درپے قافلوں کے شور و ہنگاموں نے اہل روما کو بھی متحیر کردیا تھا - انباط کا آخری بادشاہ حارث رابع تھا - یہ بادشاہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) کا ہم عصر تھا - اس نے یہودیوں کے بادشاہ ہیرودتوس قاتل حضرت یحییٰ پر فوج کشی کی ' اور میدان جنگ میں ہزیمت دی - پولوس حواری اسی حارث کے یہاں قید تھا ' اور جیل خانہ سے کسی نہ کسی طرح فرار ہوگیا تھا - حارث کے بعد کوئی طاقتور حکمران پیدا نہیں ہوا - دولت انباط اہل روما کی نا قابل تسخیر قوت کی تاب مقاومت نہ لا سکی ' اور ہمیشہ کے لیے اپنی آزادی کھو بیٹھی -

عہد نامہ عتیق میں " سلع " کے نام سے اس شہر کا تذکرہ ہے - عبرانی زبان میں سلع کے معنی پہاڑی کے ہیں - جب فراعنۂ مصر کے مظالم نے بنو اسرائیل پر سرزمین مصر تنگ کردی تھی ' تو یہ شہر بہت زمانہ سے آباد تھا ' اور پرانا شہر کہلاتا تھا - بعض روایات میں آیا ہے کہ بنو اسرائیل نے صحرا نوردی سے تنگ آکر اہل پیٹرا سے پناہ کی درخواست کی تھی ' لیکن انہوں نے اپنے دروازہ ان بد نصیبوں پر بند کردیے - اسی لیے انبیاء بنی اسرائیل نے اہل پیٹرا کے حق میں سخت بد دعائیں کی تھیں -

پیٹرا عرصۂ دراز تک مصری تمدن کے زیر نگین رہا - مصریوں سے اہل پیٹرا کے تجارتی تعلقات جاری رہتے تھے - ادوم کے بادشاہان قدیم کی شادیاں فراعنۂ مصر کے خاندانوں میں ہوتی تھیں - فن سنگ تراشی میں پیٹرا نے مصر سے بہت کچھہ سیکھا تھا - پیٹرا کے نوجوان اور متمول طلباء علم و فن کی تکمیل کے لیے مصر کا سفر کرتے تھے - دنیا کے شہروں میں پیٹرا مضبوط ترین شہر سمجھا جاتا تھا - سکندر اعظم نے بھی اس کے فتح کے لیے ایک جرار فوج بھیجی تھی ' لیکن پہاڑی دیوار عبور نہ کرسکی - اگرچہ یونانی تلوار پیٹرا کو فتح نہ کرسکی ' لیکن یونانی تمدن نے اسے مفتوح کرلیا - یونانی علوم و فنون یہاں رواج پاگئے - پیٹرا کے وسیع تماشہ گاہوں ' عریض معابدوں ' دلکش باغوں ' اور تجارت سے حاصل کی ہوئی عیش و عشرت نے ' اسے سیاحان وقت کا کعبہ سفر بنا دیا تھا - یورپ کے لیے روما اور ایشیائے کوچک کے لیے پیٹرا ' یکساں منزلت رکھتے تھے - تجارتی لحاظ سے یہ نبطی شہر دنیاء قدیم کا قرطاجنہ تھا - یا وسطی یورپ کا برلن -

حریص اہل روما پر پیٹرا کی شہرت نہایت شاق گزرتی تھی - بالآخر انہوں نے ایک طاقتور بحری بیڑے کی مدد سے سنہ ۱۰۵ ع میں پیٹرا اور اس کے حوالی فتح کرلیے - اب یہ حصۂ ملک " اربیبا پیٹرا " کے نام سے رومانی سلاطین کا ایک صوبہ بن گیا تھا - رومانی عہد حکومت میں بھی پیٹرا عرصہ دراز تک عرب ' فارس ' ہند ' فلسطین ' مصر ' اور شام کی کاروانی تجارت کا مرکز رہا - لیکن بعد کو شاہراہ تجارت کی تبدیلی اور روما کے زوال نے پیٹرا کے انحطاط کے دور کا آغاز کر دیا -

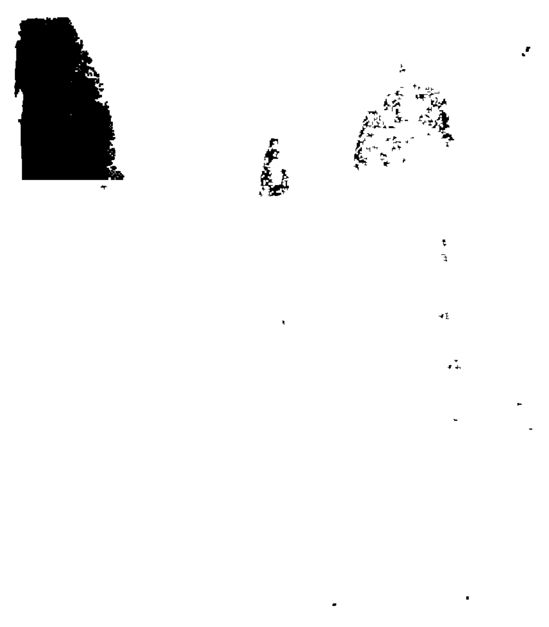
" الدیر "

(استدراک)

مندرجۂ صدر مقالہ مولوی محمد یحییٰ صاحب وکیل بدایوں نے بعض انگریزی رسائل سے اخذ کر کے لکھا ہے ' جو بعض جزئی ترمیمات کے بعد درج کر دیا گیا - اس سلسلہ میں چند امور کی وضاحت ضروری ہے :

(۱) پیٹرا کے یہ آثار مقامی عربوں میں " رقیم " کے نام سے مشہور ہیں - گذشتہ صدی کے اواخر کے اور حال کے تمام سیاحوں نے اسی نام سے اسکی تحقیقات کی ہے - سنہ ۱۹۰٦ - میں جب مقام " طابہ " کی نسبت حکومت مصر اور دولۃ عثمانیہ میں نزاع ہوئی تھی ' اور ایک مشترک ترکی مصری کمشین تحقیقات کے لیے متعین ہوا تھا ' تو اسوقت بھی " الرقیم " کے ذکر سے دنیا کے کان آشنا ہوے تھے -

(۲) توراۃ میں بھی " رقیم " کا ذکر موجود ہے -

(۳) قرآن حکیم نے سورۂ کہف میں جہاں " اصحاب کہف " کا ذکر کیا ہے ' وہاں " الرقیم " کا لفظ بھی آیا ہے : ام حسبتم ان اصحاب الکہف و الرقیم کانوا من آیاتنا عجبا ؟ (۱۸ : ۸) کہف کے لفظ کے معنی واضح تھے کہ غار کے ہیں ' مگر " الرقیم " کے مفہوم کے تعین میں اختلاف ہوا - عربی میں رقیم کے معنی ایسی چیز کے ہیں جو لکھی ہوئی ہو - اس لیے بعض مفسرین نے خیال کیا کہ رقیم سے مقصود یہ ہے کہ اصحاب کہف کے حالات قلمبند کرلیے گئے تھے - یا اس غار پر جس میں اصحاب کہف کی نعشیں تھیں ' کوئی کتبہ لکھکر لگا دیا ہوگا - چنانچہ امام بخاری نے حضرت عبد اللہ ابن عباس کا ایک قول بہ روایت سعید بن جبیر نقل کیا ہے کہ اصحاب کہف کا حال ایک پتھر پر کھود کر نصب کر دیا گیا تھا - اسی لیے " رقیم " کے لقب سے مشہور ہوگئے -

(۳) عجب نہیں اس خیال کا باعث وہ عام شہرت ہو جو ایشیائے کوچک اور شام کے عیسائیوں میں ایک ایسے ہی واقعہ کی نسبت موجود تھی - قدیم لاطینی تحریرات میں ایک ایسی تحریر

آثار عتيقه

شهر رقيم کا انکشاف

ام حسبتم ان اصحاب الکهف و الرقيم کانوا من اياتنا عجبا

(۲)

(قربان گاه)

پهاڑوں سے تراشي هوئي سيڑهياں جن ميں سے بعض بعض کا طول ايک ميل هے ' پيٹرا کي چوٹيوں تک پهونچا ديتي هيں - انميں سے اکثر سيڑهياں عهد عتيق کي ان مرتفع قربانگاهوں سے گزرتي هيں جهاں هزارها سال پهلے اهل پيٹرا اپنے مراسم مذهبي بجا لاتے تهے - ان ميں سے بعض آثار تقريباً ايک هزار فيٹ کي بلندي پر واقع هيں - ايک زينه اس مندر تک پهنچتا هے جو اسوقت تک " الدير " کے نام سے موسوم هے - اسکي ڈيڑه سو فيٹ اونچي گلابي روکار ايک پهاڑ سے تراش کر بنائي گئي هے - اسکي چوٹي پر بهي ايک صراحي نما ظرف هے - عرب اسے بهي جواهرات کا مخزن کهتے هيں - دوسرا زينه جبل قرباني کا راسته هے - يه پهاڑي بالکل علحده هے - اس پر سے پوري وادي کا منظر نظر آجاتا هے - اسکے بالائي حصه ميں دو قربان گاهيں هيں - ايک آگ جمع کرنے کيليے تهي - دوسري ميں ان جانوروںکا خون جمع هوتا تها جو قربان کيے جاتے تهے - قربان گاه کے قريب قديم وضع کے دو طويل مربع مينار هيں - پهاڑ کے عقب ميں ايک دوسري مرتفع چوٹي هے جسپر ايک صليبي نائٹ کے قلعه کے بعض آثار نظر آتے هيں - مگر اس نائٹ کا نام معلوم نهيں -

قربان گاه

(مدفن حضرت هارون)

يهاں سے کچهه فاصله پر ايک سياه پهاڑ کا عکس سا معلوم هوتا هے - اسکي چوٹي پر ايک سفيد گنبد نمودار هے ' ريگستاني سورج کي کرنيں اسے اور زياده چمکدار بناديتي هيں - اهل عرب کا قول هے که يهي جگه حضرت هارون (عليه السلام) کا مولد و مدفن هے - اس سفيد گنبد ميں ايک چهوٹي سي مسجد اور چهوٹا سا مقبره بهي هے - يه پهاڑي جبل حور کے نام سے پکاري جاتي هے - اس وادي خاموش ميں هر جگه مندروں اور محلوں کي کثرت هے -

(اثري تحقيقات)

ايک صدي کا عرصه هوا ' اسکاٹ لينڈ کے مشهور سياح عرب ' جان برکاٹ نے اس شهر کا معائنه کيا تها - سنه ۱۸۴۲ ميں هلينا مارٹينا نامي ايک سياح عورت نے بهي يه کهنڈر ديکهے تهے - دو يا تين سال هوئے ' دو جرمن ماهرين آثار نے بهي چند مساحت دانوں کي معيت ميں اس وادي کي تحقيقات کي تهي ' اور متعدد نقشے اور خاکے طيار کيے تهے -

(تاريخي حالات)

اگر توراة کے موجوده نسخے پر اعتماد کيا جاے ' تو " رقيم " کي ابتدائي تاريخ حسب ذيل هے :

قطورا حضرت ابراهيم کي تيسري بيوي تهيں - ان کے بطن سے مدين پيدا هوا - مدين کي اولاد پهلي پهولي ' اور اتني بڑهي ' که بالاخر ايک قوم بن گئي - بنو مدين ' سنه ۱۷۰۰ قبل مسيح ميں پانچ قبائلي شيوخ يا ملوک کے زير نگيں تهے - ايک بادشاه کا نام رقيم تها - پهلي صدي قبل مسيح کا اسرائيلي مورخ يوسيفس لکهتا هے که اسي مدياني بادشاه نے رقيم آباد کيا تها - اسکا دوسرا نام پيٹرا يونانيوں نے رکها تها - يوناني زبان ميں پيٹرا پتهر کو کهتے هيں - غالباً اس شهر کا سنگستاني ماحول اس نام کيليے محرک هوا هوگا -

مدياني قوت کے اضمحلال کے بعد بنو ادوم مسلط هوگئے - حضرت ابراهيم کي زوجه اولى ساره کے بطن سے حضرت اسحاق پيدا هوئے تهے - حضرت اسحاق کے دو لڑکے هوئے - يعقوب اور عيص يا ادوم - بنو ادوم انهي ادوم کي نسل سے تهے -

سلاطين ادوم نے ايک عرصه تک رقيم پر حکمراني کي - آخري ادومي بادشاه هدار کے زمانه ميں ادوميوں اور اسرائيليوں ميں سخت معرکه آرائياں هوئيں - شاول (طالوت) اور حضرت داؤد نے بنو ادوم کو پے در پے هزيمتيں ديں - بالاخر نويں صدي قبل مسيح ميں اموصيا بادشاه يهوده نے رقيم فتح کرليا - [illegible]

میں زور سے چلا اٹھي " نہیں ! نہیں ' میں مرد ہونا نہیں چاہتي ! "

" اب یہ زنانہ کپڑے اتار دو " ایک ڈاکٹر نے میرے کندھے پر ہاتھہ رکھکر کہا " اب ہمارا جیسا کوٹ پتلون پہن لو ۔ آج کے بعد یہ ریشمین جرابیں اور اونچي ایڑي کا جوتا نہ پہننا ! اب تم ہماري طرح مرد ہوگئي ہو " !

میري مصیبت ابھي ختم نہیں ہوئي تھي - مجھے اپنے منگیتر کو یہ ہولناک خبر سنانا ابھي باقي تھا !

" خدایا ! میں کیا کروں ؟ " راستے میں میں خیال کرنے لگي " اپنے منگیتر سے کیونکر کہوں ــــ ؟ اُف ! یہ منحوس خبر اُسے کیسے سناؤں ؟ "

" میرے دوست " میں نے انتہائي حسرت و یاس سے لڑکھڑاتي آواز میں اپنے عاشق کو مخاطب کیا " اب میں عورت نہیں رہي ــــ ہماري شادي ناممکن ہے ! ــــ "

اُس نے قہقہہ مارا اور مجھے ہاتھہ پکڑ کر اپني طرف کھینچ لیا - لیکن میں نے سنجیدگي سے تمام واقعہ سنا دیا -

" کیا ؟ " وہ غصہ سے چلایا " کس شیطان نے تم سے یہ کہہ دیا ہے ؟ " میں نے جیب سے طبي سندیں نکال کر اُسکے سامنے ڈالدیں - وہ حیرت زدہ رہ گیا ۔ ہم دیر تک حسرت و یاس سے بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے - بار بار اُس پر ایک غشي کي سي حالت طاري ہو جاتي تھي - ہم دونوں اپني پچھلي محبت پر غور کرتے تھے ' اپنے وعدے یاد کرتے تھے ' مستقبل کا خیال کرتے تھے ' اور یہ سب کچھہ ایک خواب سا معلوم ہوتا تھا - ایسي غمناکي (ٹریجڈي) دنیا میں کبھي واقع نہیں ہوئي ہوگي !

میں اگرچہ اب مرد ہو چکي تھي ' لیکن اپنے منگیتر کي محبت میرے دل میں بالکل اُتني ہي اور ویسي ہي تھي ' جتني اور جیسي عورت ہونے کي حالت میں ہو سکتي ہے - میري حسرت بے حساب تھي - میں خیال کر رہي تھي کہ میرا عاشق اگر چاہے تو کسي دوسري عورت کو اپني بیوي بنا لے سکتا ہے ' لیکن میں کتنا ہي چاہوں ' اب کسي مرد کو اپنا شوہر نہیں بنا سکتي !

" کچھہ پروا نہیں ! " میرا عاشق جوش سے چلا کر کھڑا ہو گیا ۔ " اگر تم مرد ہو گئي ہو تو کوئي پروا نہیں - میں تم سے اب بھي محبت کرونگا ۔ اگر تم میري بیوي نہیں بن سکتي ' تو دوست تو بن سکتي ہو ؟ میں تم سے ایسي محبت کرونگا ' جیسي محبت اِس آسمان کے نیچے کسي نے بھي اپنے دوست سے نہیں کي ہوگي ! میں زندگي بھر تمہارے نام پر کنوارا رہونگا ! "

پھر ہم دونوں نے نہایت جوش سے مصافحہ کیا ۔ لیکن کیسا مصافحہ ؟ مردانہ مصافحہ !

جب میں نے پہلي مرتبہ خوبصورت زنانے کپڑے اتار کر مردانے کپڑے پہنے ' تو بے اختیار دل بھر آیا ' اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگي - آئینہ میں جب میں نے اپني صورت دیکھي ' تو رنج و غم کي شدت سے میرا دل قریب تھا کہ پھٹ جائے ۔ آج میں بازاروں میں اپني سہیلیوں کو زنانہ لباس میں چلتے دیکھکر رشک و حسد سے جل جاتي ہوں - ہر عورت کے نسواني وجود کا منظر میري آنکھوں کے لیے غم ناک ہے - میرا دل بے اختیار رونے لگتا ہے !

یہ عجیب بات ہے کہ نوجوان مرد جو پہلے مجھہ سے اظہار محبت کرتے تھے اور مجھے اپنے ساتھہ فخر و مباہات سے تھیٹر لیجاتے تھے ' اب مجھہ سے کہتے ہیں ' آؤ ہمارے ساتھہ مل کر نوجوان لڑکیوں سے ملاقاتیں کرو - کیونکہ تم بھي ہماري ہي طرح مرد ہوگئے ہو ! مگر وہ بالکل نہیں جانتے کہ اگرچہ میں مرد ہوچکي ہوں ' مگر اب تک میرے جذبات نسواني ہي ہیں - میں ہر خوبصورت لڑکي کو دیکھکر آتش رشک میں جلنے لگتي ہوں - وہ مجھے اپني رقیب معلوم ہوتي ہے !

میں اب مرد ہونے کے بعد زندگي پر نظر ڈالتي ہوں تو پہلے سے مختلف پاتي ہوں - اب زندگي میرے لیے ویسي رحیم و شفیق نہیں رہي جیسي پہلے تھي - اب خود مجھے دوسروں کي حمایت کرنے کے فرائض ادا کرنا پڑتے ہیں - حالانکہ پہلے دوسرے لوگ میري حمایت کرنے کي فکر میں رہتے تھے - مجھے اپني تزئین و آرائش کے سوا کوئي فکر نہ تھي ۔ اب مجھے اپنے ساتھہ تھیٹر جانے والي عورتوں کے مصارف اپني جیب سے ادا کرنا پڑتے ہیں ' حالانکہ پہلے میرے مصارف دوسروں کے ذمے ہوا کرتے تھے - لیکن ساتھہ ہي مجھے اعتراف کرنا چاہئے کہ اب میري آزادي پہلے سے بہت زیادہ ہوگئي ہے - اب میں اپني زندگي کي مالک ہوں - آزادي سے جہاں چاہوں جا سکتي ہوں ' اور جتني دیر چاہوں ' گھر سے باہر رہ سکتي ہوں -

شروع میں خیال تھا کہ نوجوان مرد اور نوجوان عورتیں ' دونوں مجھہ سے نفرت کرینگے - میري یہ جنسي تبدیلي کسي کو بھي پسند نہیں آئے گي - مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ میرا خیال غلط تھا - دونوں گروہ مجھے پسند کرتے ہیں - مرد اس لیے کہ مرد ہوگئي ہوں اور اُن کي صحبتوں اور گفتگوؤں میں مرد کي طرح حصہ لینے لگي ہوں - عورتیں اس لیے کہ پہلے میں اُنھي کي طرح عورت تھي میري طرف زیادہ رغبت کا اظہار کرنے لگي ہیں اور مجھہ سے محبت کي طالب ہیں - لیکن عورتوں کي یہ حرکت مجھے بالکل نہیں بھاتي - کیونکہ اگرچہ طبیبوں نے میرے مرد ہو جانے کا فیصلہ کردیا ہے - مگر میرا احساس ہنوز یہي ہے کہ میں عورت ہوں !

جونہي اخبارات نے میري اِس " بد نصیبي " کي خبر شائع کي ' یورپ کے مختلف شہروں سے تقریباً پچاس درخواستیں عورتوں نے میرے پاس بھیج دیں - جن میں لکھا تھا کہ وہ مجھہ سے شادي کرنے کے لیے طیار ہیں - مجھے بہت تعجب ہوا کہ وہ مجھہ سے شادي کیوں چاہتي ہیں ؟ سب نے بالاتفاق لکھا تھا " ہم تم سے اس لیے شادي پسند کرتے ہیں کہ تم پہلے عورت تھیں ' اس لیے عورتوں کے احساسات و جذبات سے بخوبي واقف ہو - تم دنیا کے تمام مردوں سے زیادہ بہتر شوہر بن سکتي ہو "

لیکن میں کسي عورت سے بھي شادي کرنا نہیں چاہتي ۔ میں نے قسم کھا لي ہے کہ اپنے منگیتر سے محروم ہو جانے کے بعد اُسي کي طرح میں بھي عمر بھر بغیر شادي کے رہوں گي !

تمام طبیبوں کا بیان ہے کہ میري یہ تبدیلي نہایت ہي حیرت انگیز ہے - جرمني کي ایک یونیورسٹي مجھے ایک ہزار پونڈ اِس شرط پر دے رہي ہے کہ موت کے بعد اپني نعش اُس کے حوالہ کر دوں اور وہ میري جسماني ساخت کا معائنہ کرسکے - ہر طرف سے لوگ مجھے لکھہ رہے ہیں کہ اگر میں دنیا کا دورہ کروں تو بڑي دولت جمع کرلونگي - ایک سینما کمپني کي بھي درخواست آئي ہے - [illegible] تصویریں لیکر تماشا گاہوں میں دکھانا چاہتي ہے - لیکن میں اِس قسم کي کوئي بات بھي منظور نہیں کرونگي - میں اپنے جسم کو مال جمع کرنے کا آلہ بنانا نہیں چاہتي ! "

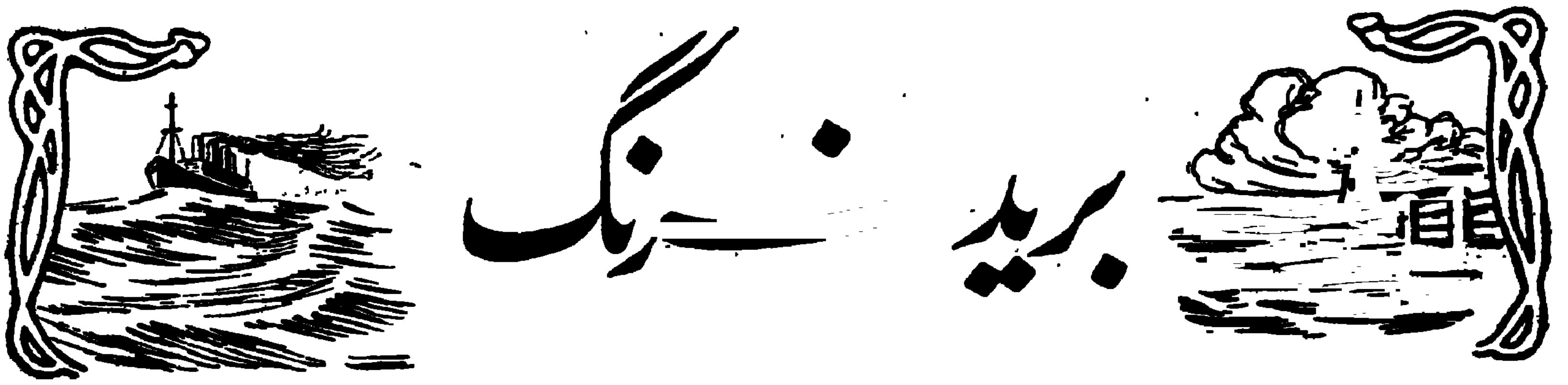

برید فرنگ

اس وقت تک موجود ہے - خیال کیا جاتا ہے کہ پانچویں صدي مسیحي میں انطاکیہ کے ایک بطریق نے یہ تحریر لکھي تھي - اس میں سات آدمیوں اور اُن کے ایک وفادار کتے کرائیمري نامي کا (جسے عربي میں قطمیر کرلیا گیا ہے) قصہ بیان کیا گیا ہے -

(۴) لیکن اگر " رقیم " سے مقصود وهي شہر ہے ' جس کا ذکر عہد عتیق اور یوسیفس کي تاریخ میں ہے ' تو " رقیم " عبراني لفظ ہے نہ کہ عربي ' اور اس لیے عربي مادہ کي اس کے لیے جستجو سود مند نہیں - عبراني میں یہ لفظ " راقیم " تھا - عربي میں " رقیم " هوگیا -

(۵) عرب شعراء جاهلیۃ کے کلام میں جس طرح کہف کا ذکر پایا جاتا ہے ' رقیم کا بھي ذکر موجود ہے - امیہ بن ابي الصلت کہتا ہے :

ولیس بہا الا الرقیم مجاوراً
وصیدهم ' والقوم في الکہف همد

اس سے معلوم هوتا ہے کہ اسلام سے پہلے عرب جاهلیت کے لوگ " الرقیم " سے واقف تھے ' اور اصحاب کہف کے قصہ کي بھي شہرت تھي - البتہ تمام پرانے واقعات کي طرح یہ واقعہ بھي بہت کچھہ محرف هوگیا تھا ' اور طرح طرح کي کہانیاں مشہور هوگئي تھیں - قران حکیم نے اصلي واقعہ آشکارا کردیا -

(۶) بلاشبہ اغلب یہي ہے کہ " الرقیم " سے مقصود یہي شہر هو - الرقیم عرب میں یا عرب سے بالکل متصل واقع تھا - قرب کي وجہ سے وهاں کے حالات قدرتي طور پر اهل عرب کے علم میں آتے رهتے تھے - اگر علم مفسرین اور مورخین کا یہ خیال تسلیم کرلیا جائے ' کہ اس واقعہ کا تعلق ایشیائے کوچک کے رومي شہر ایفي سس (افسوس) سے تھا ' تو قدرتي طور پر یہ اعتراض وارد هوتا ہے کہ عرب جاهلیت میں ایک رومي شہر کا واقعہ جو یوناني زبان میں لکھا گیا تھا ' کیونکر مشہور هوگیا ؟

(۷) مفسرین میں بھي ایک جماعت اسي طرف گئي ہے - چنانچہ امام ابن جریر اور ابوالفداء نے ان کے اقوال نقل کیے هیں -

(۸) مضمون میں ایک پہاڑي چشمہ کا ذکر ہے جسکي نسبت عربوں میں مشہور ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام والا چشمہ ہے - یہ شہرت بے اصل نہیں معلوم هوتي -

حضرت موسی علیہ السلام جب بنو اسرائیل کے قبائل ساتھہ لیکر مصر سے نکلے ' تو فلسطین تک پہنچتے پہنچتے دو واقعات پہاڑي چشموں کے بہنے کے پیش آئے - پہلا واقعہ وادي سینا میں پیش آیا تھا ' جس کا ذکر سفر خروج کي فصل ۱۷ - میں ہے - دوسرا واقعہ وہ ہے جو ادومیوں کے ملک کے قریب ایک ایسے موقعہ پر پیش آیا تھا جہاں سے " جبل هور " قریب تھا - اِس کا ذکر سفر اعداد کے اصحاح ۲۰ - میں ہے - یقیناً یہ دوسرا واقعہ شہر رقیم هي سے تعلق رکھتا ہے ' اور اسي لیئے اسکا نام وادي موسي مشہور هو گیا ہے -

(۹) تورات میں جس پہاڑ کا ذکر " جبل هور " کے نام سے کیا گیا ہے (جو عبراني لفظ ہے) وهي آج کل " جبل حور " کے نام سے عربوں میں مشہور هوگیا ہے - یہ خیال کہ یہاں حضرت هارون علیہ السلام دفن هوے تھے ' غلط نہیں ہے - تورات سے پوري طرح اِس کي تصدیق هوتي ہے - سفر اعداد اصحاح ۲۰ - میں حضرت هارون کي وفات کا ذکر موجود ہے - اُس سے معلوم هوتا ہے کہ ٹھیک اسي جغرافیائي محل میں' جبل هور کي بلندیوں پر' حضرت هارون نے وفات پائي تھي - اسلامي عہد میں بھي یہ مقام اس حیثیت سے مشہور تھا - چنانچہ غالباً عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں وهاں ایک مسجد تعمیر کي گئي تھي - مسجد اسوقت تک موجود ہے -

اب مین مرد هون !

◆

ایک عورت کے خیالات مرد هو جانے کے بعد !

اِٹلي میں رینا ٹیگرا زیانا نامي ایک اٹھارہ سال کي دوشیزہ لڑکي تھي - اچانک اُس کے اعضاء میں تبدیلي شروع هوئي - اب وہ پورے معني میں مرد هوگئي ہے - چنانچہ ڈاکٹروں نے اُسے مرد هونے کي سند دیدي ہے !

پچھلے دنوں رائٹر ایجنسي نے یہ خبر تمام دنیا میں مشتہر کردي تھي - اب اسکي مزید تفصیلات اِنگلستان کے اخبارات میں آگئي هیں :

یہ حیرت انگیز واقعہ گزشتہ ماہ اگست میں پیش آیا - اِس سابق دوشیزہ اور حال کے نوجوان مرد نے اخبارات میں ایک مضمون شایع کیا ہے - اِس مضمون میں وہ مرد هوجانے کے بعد اپنے تاثرات بیان کرتا ہے - چونکہ وہ ابتک اپنے جذبات میں نسوانیت کا تاثر ظاهر کرتا ہے ' اسلیے بہتر ہے کہ هم بھي اُس کا ذکر ضمیر مونث کے ساتھہ کریں - وہ لکھتي ہے :

" بچپن هي سے میرے دل میں یہ تمنا موجود تھي کہ کاش میں مرد هوتي ' تاکہ مردوں کي سي آزاد زندگي بسر کرسکتي - لیکن اب جبکہ قدرت نے میرے لڑکپن کي یہ طفلانہ آرزو پوري کر کے دنیا کا سب سے بڑا عجیب واقعہ دکھا دیا ہے ' میري خواهش بالکل برعکس هوگئي ہے - کاش میں دوبارہ عورت هو جاتي !

مسلسل تین هفتے اطباء کي ایک بڑي مجلس ' میرا طبي معائنہ کرتي رهي - بالاخر متفقہ طور پر اُس نے فیصلہ صادر کردیا کہ میں عورت نہیں رهي - مرد هوگئي هوں - قارئین اندازہ کرسکتے هیں کہ یہ عجیب فتوی سن کر میري حیرت کا کیا حال هوا هوگا ؟ میں مبہوت هوکر رہ گئي - پھر میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگي - میں نے اپنا منہہ دونوں هاتھوں سے چھپا لیا - میري هچکي بندہ گئي -

مذاکرہ علمیّہ

کے بالائي حصه پر پہنچتا اور اُس ایوان میں داخل هوتا جس میں بادشاه، ولي عهد، اور ارکان سلطنت بڑے جاه و جلال سے بیٹھے هوتے تھے - شاهي استقبال کے بعد سفیر اپني تحریر اسناد سناتا تها اسکے بعد اپنے کاغذات پیش کرتا - پهر بادشاه کے حضور اپنے ساتهیوں اور مصاحبوں کو ایک ایک کرکے پیش کرتا - استقبال کا یه جلسه بہت دیر تک رهتا تها - پهر سب کهانے کے کمرے میں جاتے تھے اور دعوت شروع هو جاتي تهي - بعض سفیر اِس قدر بهڑکیلي اور بهاري وردیاں پہنے هوتے تھے که اُنکے بوجهه سے کهانا نہیں کها سکتے تھے - مجبور هوتے تھے که دستر خوان پر بیٹهنے سے پہلے دوسرے کمرے میں جاکر اپنا لباس بدل آئیں - دعوت کے بعد سفیر پهر اپني سرکاري وردي پہن لیتا اور ولي عهد اور وزراء وغیره سے ملاقات کرتا - یه ملاقاتیں بهي اتني لمبي هوتي تهیں که سفیر تهک جاتا تها، اور کهانے کے کمرے میں دوباره جاکر کچهه کها پي لیتا تها -

لیکن اب یه طریقے موقوف هوگئے هیں - آج کل یورپ میں یه دستور هے که نئے سفیر کے پہنچنے کے بعد دو بجے حاجب سفارت خانه جاتا هے - سفیر اور اُس کا عمله سرکاري وردیاں پہنے اُس کا استقبال کرتے هیں - چند منٹ بعد سرکاري گاڑیاں اور باڈي گارڈ پہنچ جاتا هے، اور سفیر صدر جمهوریت یا پادشاه کي ملاقات کے لیے محل کو روانه هو جاتا هے - سفیر کے پہنچنے پر جنگي موسیقي کے ذریعه اُسے سلامي دي جاتي هے - جس ملک کا سفیر هوتا هے، پہلے اُسي ملک کا گانا گایا جاتا هے - پهر قومي گیت بجایا جاتا هے - موسیقي سے فارغ هوکر سفیر اور اُس کے ساتهي گاڑیوں پر سے اترتے هیں - زیریں سیڑهي پر دو فوجي افسر استقبال کرتے هیں اور سفیر کو مع اُس کے همراهیوں کے استقبال کے کمرے میں بٹهاتے هیں -

استقبال کے کمرے میں ایک طرف صدر جمهوریت یا پادشاه و ارکان حکومت هوتے هیں، دوسري طرف سفیر اور اُس کے ساتهي - دونوں کے بیچ میں حاجب اور مترجم کهڑے هو جاتے هیں - حاجب سفیر کا نام اور لقب بیان کرکے اُس کا تعارف کراتا هے - پهر سفیر اپنے کاغذات پیش کرتا اور لکهي هوئي تقریر پڑه کر سنادیتا هے - صدر جمهوریت یا پادشاه جوابي تقریر کرتا هے - پهر رسمي گفتگو هوتي هے - طرفین کے آدمیوں کا ایک دوسرے سے تعارف کرایا جاتا هے اور مصافحه پر تقریب ختم هوجاتي هے -

◆

علوم مادیه کی ترقی

از

علماء کے حوصلے

عقل انساني کس حد تک ترقي کرتي چلي جائیگي؟ مادي علم کي تگ و دو کہاں پر جاکے رکے گي؟ علماء کے حوصلے کیا هیں؟

علم کي موجوده حیرت انگیز ترقیاں دیکهکر یه سوال هر شخص کے ذهن میں پیدا هوجاتا هے - لیکن جواب بہت مشکل هے - اجمالي طور پر یه کہا جاسکتا هے که علم، کائنات فطرت کے جمله مادي و روحاني راز معلوم کرلینا چاهتا هے - اگرچه وه اِس وقت تک صرف چند گوشوں هي پر سے پرده اُٹها سکا هے - في الحال علماء کے سامنے اهم ترین مسائل حسب ذیل هیں:

(۱) شباب کي تجدید
(۲) زندگي کي زیاده سے زیاده تطویل
(۳) حسب مرضي نسل کي تولید
(۴) زندگي کي تخلیق
(۵) موت کے بعد زندگي کا اعاده

علم اور علماء کے یه حوصلے، کچهه نئے نہیں هیں - قدیم ترین زمانوں سے یه مسائل زیر بحث هیں - البته پہلے دنیا اِن مسائل کے اشتغال کو جنون سمجهتي تهي اور اُن پر هنستي تهي - لیکن اب نه کوئي هنستا هے، نه جنون سمجهتا هے - بلکه سب حیرت کے ساتهه زیاده سے زیاده حیرت انگیز علمي انکشاف دیکهنے کے منتظر رهتے هیں - کیونکه گزشته ۱۵ برس میں علم نے زیاده سے زیاده ناممکن باتیں ممکن کر دکهائي هیں -

ڈاکٹر وورو نوف نے اب بکثرت عملي تجارب سے ثابت کردیا هے که شباب کي کامل تجدید، وهم و خیال نہیں هے جیسا که پہلے سمجها جاتا تها، بلکه واقعه و مشاهده هے - اِس ڈاکٹر نے از کار رفته بوڑهوں کو بالکل جوان بنا دیا هے - وه اب تک زنده هیں اور صحیح معنوں میں جوان هوگئے هیں -

حال هي میں یه علمي انکشاف بهي هوا هے که ایک مرے هوئے کچهوے کا دل اطباء نے کاٹ لیا اور نمک پوٹاس، اور سوڈے کے اجزاء سے ممزوج عرق میں ڈال دیا - چند هي لمحے بعد، دل میں زندگي کے آثار ظاهر هوگئے - وه زنده دل کی طرح حرکت کرنے لگا - کئي گهنٹے تک زنده رها - حالانکه کچهوا دیر سے مرا پڑا تها!

قلب کو زنده کردینے کا یه پہلا تجربه نہیں هے - اس قسم کے بے شمار تجربے هوچکے هیں - یه عمل مدت سے جاري هے که موت

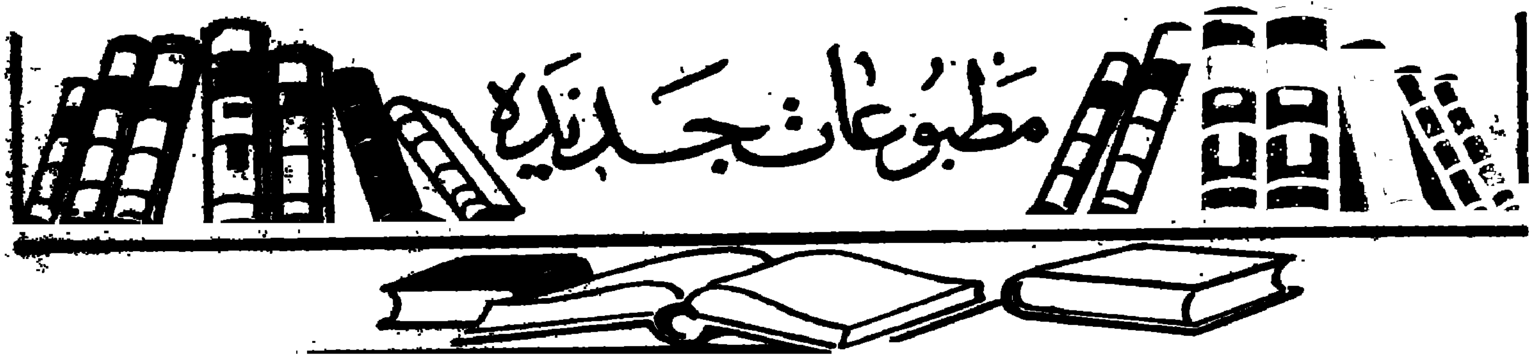

سفیرون کا استقبال

حال میں ایک دلچسپ کتاب جرمني میں شایع هوي هے : " ازمنۂ وسطی کے شاهي مراسم " اسکے بعض حصوں کا ترجمه مصري معاصر المقتطف نے شائع کیا هے - ذیل کا ٹکرہ اُسي سے ماخوذ هے :

قدیم زمانه میں سفراء کے استقبال و ملاقات کے لئے دربار بڑي شان و شوکت سے سجائے جاتے تھے - بادشا اِس بارے میں بہت زیادہ اهتمام کا اظہار کرتے تھے - موجودہ زمانه میں اگرچه وہ پراني شان و شوکت باقي نہیں رهي ' تاهم سفراء کي ملاقات و استقبال کے معین اصول و قواعد موجود هیں ' جن کي پابندي ضروري سمجھي جاتي هے - اِن اصول و قواعد کو بین الاقوامي زبان میں " پروٹوکول " کے نام سے موسوم کیا جاتا هے -

(عربي سفرا)

عربي عہد حکومت میں سفراء کو غیر معمولي اهمیت حاصل تھي - موجودہ زمانه کي طرح اُس وقت بھي سفیر دو قسم کے هوتے تھے : عارضي اور دائمي - عارضي سفیروں کا کام کسي خاص پیغام کا پہنچانا یا کوئي خاص مہم انجام دینا هوتا تھا - دائمي سفیروں کو دوسري سلطنتوں میں همیشه حاضر رهنا پڑتا تھا -

صاحب نہایۃ الارب کي تصریح کے مطابق عربوں نے سفیر کے لیے یه شرطیں قرار دي تھیں : " خوبصورت هو - اُس کا نام خوشگوار هو - متدین اور پارسا هو - مخلص ' امین ' اور نیک طینت هو - حاضر جواب هو - معامله فہم هو - خوشامد کا عادي نه هو - رشوت قبول نه کرے - ڈرپوک نه هو ... "

عرب خلفاء بیروني سفیروں کي بڑي خاطر مدارات کرتے تھے - فاطمي عہد حکومت میں سفیروں کے قیام کے لیے ایک نہایت هي شاندار محل مخصوص تھا ' اور خلفاء کا حکم تھا که اُن کي زیادہ سے زیادہ عزت کي جائے -

استقبال کا طریقه یه تھا که اگر سفیر سپه سالار کي قسم سے هوتا ' تو اُس کے پہنچتے هي خلیفه ملاقات کرتا اور پیغام سنتا تھا ... اگر فوجي آدمي نه هوتا ' تو ملاقات سے پہلے تین دن تک مہمان خانه میں رکھا جاتا تھا - اِس اثنا میں کوئي شخص بھي اُس سے نہیں مل سکتا تھا - چوتھے دن خلیفه کا دربار آراسته کیا جاتا - جنگي افسر رعب و داب سے صفیں باندھ کر کھڑے هو جاتے - بادشاہ اپني پوري شان و شوکت سے تخت سلطنت پر جلوہ گر هوتا - ارکان حکومت اپنے اپنے رتبه کے مطابق بیٹھتے - جب سب انتظام مکمل هو جاتا ' تو صاحب اعظم ' سفیر کو لیے دربار میں داخل هوتا - جوں هي خلیفه کا چہرہ دکھائي دیتا ' سفیر فرش زمین کو بوسه دیتا - پھر ادب کے ساتھ آهسته آهسته وسط دربار میں پہنچتا ' اور وهاں سے مجرا ادا کرنے کے بعد اُس مقام پر پہنچایا جاتا ' جہاں خلیفه سے هم کلامي کرسکتا تھا - اُس مقام پر پہنچکر سفیر کھڑا رهتا - اس کے گرد شاهي حاجب اور مترجم دست بسته کھڑے هوتے - خلیفه جب گفتگو کي اجازت دیتا ' تو سفیر مجرا ادا کرکے اپنے بادشاہ کا سلام پہنچاتا - خلیفه اُس بادشاہ کے درجه کے مطابق سلام کا جواب دیتا - پھر سفیر اپني جیب سے بادشاہ کا خط نکال کر اپني آنکھوں اور سر پر رکھتا اور خلیفه کے حضور پیش کردیتا - اگر خلیفه کو اُس بادشاہ کي عزت افزائي منظور هوتي ' تو کھڑے هو کر اُس کا خط اٹھاتا تھا - پھر وزیروں کو خط کے کھولنے اور پڑھنے کا حکم دیتا تھا - تھوڑي دیر معمولي سلام کلام کے بعد سفیر کو بیٹھنے کي اجازت ملتي - وہ آداب بجا لاکر اپني جگه بیٹھ جاتا - دربار کے بعد سفیر مہمان خانه بھیج دیا جاتا تھا - نج کي ملاقاتیں بعد میں هوتي تھیں -

(فرانس کے شاهي رسوم)

فرانس میں جب شاهي قائم تھي ' تو سفیروں سے ملاقات کا طریقه یه تھا که پیرس میں چند روز قیام کرنے کے بعد وہ وزیر تشریفات سے ملاقات کرتا تھا - وزیر اُسے بتاتا تھا که بادشاہ کس دن ملاقات کریگا - ملاقات سے تین دن پہلے شاندار شاهي گاڑیاں سفیر کي قیام گاہ پر پہنچتي تھیں ' اور اُسے مع اُس کے مصاحبوں کے سفیروں کي مہماني کے خاص محل میں لیجاتي تھیں - یہاں وہ بادشاہ کا مہمان هوتا تھا - یه محل نہایت آراسته هوتا تھا اور مہمان کي تواضع میں غیر معمولي فیاضي سے کام لیا جاتا تھا - روزانه دعوتیں هوتي تھیں ' اور سفیر کے خوش کرنے کي پوري کوشش کي جاتي تھي -

سفیر جتنے زیادہ دور ملک کا هوتا تھا ' اُتني هي زیادہ اُس کي خاطر مدارات کي جاتي تھي - مورخین کا بیان هے که ترکی سفیر کے صرف کھانے پر شاہ فرانس روزانه ۵۰۰ اشرفي خرچ کرتا تھا - سنه ۱۶۹۹ع میں جب سلطنت مراکش کا سفیر آیا ' تو بریسق کے قیام کے دوران میں ۹۰۰۰ پونڈ ' اور پیرس کے قیام میں ۳۱۷۰۰ پونڈ صرف کیے گیے - شہر بریست سے پایۂ تخت تک سفر میں ۳۸۰۰ پونڈ صرف هوے تھے - یعني کل ۴۴۵۰۰ پونڈ یا ۶۶۷۵۰۰ روپیه خرچ کیے گیے تھے !

اُس زمانه میں دستور تھا که سفیر کے دستر خوان کے تماشه کیلیے پیرس کے عمائدین بلائے جاتے تھے - اُنکي موجودگي میں سفیر کو کھانا کھلایا جاتا تھا - بادشاہ سے ملاقات کے دن سفیر ایک دوسرے محل میں منتقل کیا جاتا - یہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد شاهي سواریاں اُسے لینے آتي تھیں ' اور اُسکا جلوس دیکھنے کیلیے پیرس کي سڑکوں پر تماشائیوں کا هجوم هو جاتا تھا -

ورسلز کے شاهي محل تک پہنچنے میں کامل تین گھنٹے لگتے تھے - محل کے پھاٹک اور بیروني میدان میں سفیر کو صف بسته فوجیں نظر آتي تھیں - اِنسے گزر کر وہ سیڑھیوں پر چڑھتا هوا محل

اُس وقت سردي نا قابل برداشت هوگي - سردي کا تعلق سورج سے زیاده هواؤں سے هوجائے گا - جب قطبي هوائیں چلینگي تو سردي بڑھ جائیگي - جب خط استوا کي هوائیں چلینگي تو گرمي هو جائیگي -

ظاهر هے که فضا کي حرارت هي آبي بخار پیدا کرتي هے - یه بخار پاني برساتا هے اور انسان پینے کے لیے پاني پاتا هے - لیکن جب سورج کي حرارت کم هوجائیگي ' تو بخار بننا بهي موقوف هو جائیگا - یعني بارش بهي نہیں هوگي - جتنا پاني پہلے کا جمع هوگا ' وه بهي بگڑ جائے گا ' اور بے شمار نئے نئے امراض پیدا هو جائینگے -

غرضکه اُس وقت زمین پر زنده رهنا مشکل هوجائے گا - یہانتک که جب سورج کي آخري شعاعیں بهي ختم هوجائینگي تو زندگي بالکل ختم هوجائیگي -

(قلب کے متعلق ایک نیا نظریه)

ڈاکٹر منڈلسن جرمني کا مشہور محقق هے اور برلن کي یونیورسٹي میں قلبي امراض کا اُستاذ هے - اِس نے حال میں قلب کے متعلق ایک نیا نظریه پیش کیا هے -

وه کہتا هے که قلب ' زندگي بر قرار رکھنے کا اصلي آله نہیں هے بلکه دوسرے درجه کي چیز هے - زندگي کي اصلي بنیاد ' قلب پر نہیں ' بلکه جسم کي اُن خلایا پر هے جو خون جذب کرتي هیں - اِس کا ثبوت یه هے که بہت سے کمزور دل کے آدمي مدتوں تک زنده رهتے هیں - حالانکه اُن کا قلب ' جسم کے مختلف اجزاء میں پوري طرح خون پہنچا نہیں سکتا - نیز ایک ثبوت یه بهي هے که بہت سے آدمي قلب کي حرکت بند هوتے هي ' مرده سمجهه کر دفن کردیے جاتے هیں ' حالانکه وه دراصل زنده هوتے هیں - ایسے واقعات بکثرت پیش آتے رهتے هیں - اگر قلب هي پر زندگي کا مدار هوتا ' تو اُس کي حرکت بند هونے کے بعد هي زندگي بهي ختم هوجاتي ' حالانکه ایسا نہیں هوتا -

(ایک عجیب مخلوق)

آسٹرین اخباروں نے یه عجیب خبر شایع کي هے که ابواني نام ایک گاؤں میں اب سے ۱۹ - برس پہلے ایک عورت کے لڑکا پیدا هوا - یه بندر سے بہت مشابه تها - والدین نے اُس کا نام الکزنڈر رکھا - لیکن جوں جوں اُس کي عمر بڑھتي گئي ' بندر سے مشابہت بهي بڑھتي گئي - حتی که اب جوان هونے پر وه بالکل بندر هوگیا هے - صرف صورت و شکل هي میں نہیں ' حرکات و سکنات و طبیعت میں بهي بندر هے - وه آدمیوں کي طرح رهنا پسند نہیں کرتا - بول بهي نہیں سکتا - بندر کي طرح چلاتا اور اچھلتا کودتا هے - پچھلے دنوں اُس کے والدین نے اُسے ایک آهني قفس میں قید کردیا تها - کیونکه آدمیوں کو تکلیف پہنچانے لگا تها - ایک دن اتفاق سے چھوٹ گیا اور سڑک پر پہنچ گیا - لوگ اُسے گوریلا سمجهه کر ڈر گئے اور بهاگے - بڑي مشکل سے اُسے قید کیا گیا - اب ایک هنگرین عورت اُسے اپنے ساتهه بوڈاپسٹ لے گئي هے - ڈاکٹر متعجب هیں که کیا رائے قائم کریں ؟ وه آدمي نہیں هے - مگر آدمي کے پیٹ سے بندر کیسے پیدا هوسکتا هے ؟ یہاں قانون وراثت سے بهي کوئي بحث نہیں کي جاسکتي - کیونکه ڈارون کے متبعین بهي یه نہیں کہتے که انسان بندر سے پیدا هوا هے - بلکه یه کہتے هیں که بندر اور انسان ایک هي مورث اعلی کي اولاد هیں -

(کیا کھانے کي ضرورت باقي نہیں رهے گي ؟)

علماء کي رائے هے که وٹامین Vitamine هي دراصل هماري تمام غذا کا حقیقي جوهر هے اِسي پر زندگي کا دار و مدار هے - وٹامین کي بہت سي قسمیں قرار دي گئي هیں ' اور هر قسم کا حروف ابجد پر الگ الگ نام رکھدیا گیا هے - بعض جرمن علمي رسائل کا بیان هے که ایک جرمن کیمیائي کو وٹامین (الف) کي ایجاد میں کامیابي حاصل هوگئي هے -

سر الفرید مونڈ نے حال میں اِس جرمن عالم کي تحقیقات کا معاینه کیا ' اور اپنے خیالات اِس بارے میں شائع کیے هیں - وه لکھتا هے :

" اگر اِس جرمن عالم کا دعوی صحیح هے که اُس نے وٹامین کیمیاوي طریق پر طیار کر لي هے ' تو اس کے معني یه هیں که هم عنقریب جمله میووں ' سبزیوں ' ترکاریوں ' اور مچھلي کے تیل وغیره غذاؤں سے مستغني هو جائینگے - هماري اقتصادي زندگي میں عظیم انقلاب هو جائیگا - کوئي ملک اپني غذا میں دوسرے ملک کا محتاج نہیں رهے گا - انسان کي غذا ' وٹامین کي ٹکیاں هونگي ' اور بہتر سے بہتر خوراک کا کام دینگي -

" اتنا هي نہیں بلکه پورے عالم تمدن پر اِس کا اثر پڑے گا - جسم انساني کي موجوده ترکیب میں بهي تبدیلي هو جائیگي - اِس جدید غذا کے لیے معدے کي ضرورت باقي نہیں رهیگي - ایک زمانه ایسا آجائیگا جب انسان کے جسم سے معده بالکل غائب هو جائیگا "

اطلاع

مولانا ابو الکلام کي علالت

۲۴ ستمبر سے مولانا ابو الکلام کي طبیعت برابر علیل هے - پہلے بیري بیري مرض کے اشتداد سے دوران سر کي تکلیف شروع هوئي - پھر سرخ بخار (ڈینگو فیور) لاحق هوگیا - جس کي آج کل کلکته میں عام شکایت هے - اب اگرچه بخار اُتر چکا هے ' مگر اُس کي وجه سے بیحد طبیعت کمزور هوگئي هے - یہي وجه هے که آل انڈیا کانگرس کمیٹي کے جلسوں میں بهي وه حصه نه لے سکے ' بجز ورکنگ کمیٹي کے جلسوں کے جو اُن کي علالت کے خیال سے اُنهي کے مکان میں منعقد هورهے هیں -

جن حضرات کے خطوط اس دو هفته کے اندر ان کے نام آچکے هیں ' وه جواب نه ملنے کي وجه سے پریشان خاطر هونگے - براه عنایت چند دن اور انتظار کریں تاکه مولانا کي طبیعت بحال هوجائے ' اور وه به اطمینان خطوط کا جواب لکھوا سکیں -

منیجر

طاري هونے کے بعد سینه چیر ڈالتے هیں اور خاص طریقوں سے دل کو ملنا شروع کر دیتے هیں - تهوڑي دیر میں دوران خون شروع هوجاتا هے - دل هلنے لگتا هے ، اور دل کي حرکت کے ساتهه هي تمام جسم میں زندگي واپس آجاتي هے - حال هي کا واقعه هے که لندن کے شفاخانهٔ سینٹ تهامس میں ایک عورت مسز اڈیلڈ ایک خطرناک عمل جراحي میں فوت هوگئي - ڈاکٹر نے فوراً اُس کا سینه چاک کر ڈالا اور دل کي مالش شروع کردي - پندرہ منٹ بعد عورت بالکل زنده هوگئي تهي - البته وہ بیهوش رهي ، اور تیس گهنٹے بعد ضعف قلب کي وجه سے پهر مر گئي -

اِس سے بهي زیاده عجیب تجربه علماء نے یه کر دکهایا هے که جانداروں کے سر کاٹ کر ایک دوسرے کے جسم میں لگا دیے هیں اور وہ زنده رهے هیں ! چنانچه پچهلے دنوں لندن میں علماء کے ایک جم غفیر کے سامنے ایک ڈاکٹر نے بہت سے جهینگروں کے سر کاٹ دیے - پهر ایک کا سر دوسرے میں جوڑ دیا - حاضرین یه دیکهه کر حیرت زده رہ گئے که چند لمحے بعد تمام جهینگر اپنے نئے سروں کے ساتهه کودنے لگے تهے ! تجربه یہیں پر ختم نهیں هوگیا بلکه کچهه مدت بعد جهینگروں میں جنسي تبدیلي بهي ظاهر هوئي - یعنے جن میں ماده کے سر لگائے گئے تهے ، وہ ماده هوگئے ، اور نر سر والے نر بن گئے !

یه شعبده نه تها - ایک علمي تجربه تها - علماء کي نظر میں اِس تجربے کي بہت اهمیت هے - کیونکه اُن کے خیال میں یه تجربه حسب مرضي نسل پیدا کرنے کا دروازہ کهول دے گا - انسان اپني پسند کے مطابق نر یا ماده اولاد پیدا کر سکے گا -

اِسي سلسله میں یه علمي تحقیق بهي قابل ذکر هے که علماء نے تجربے سے معلوم کر لیا هے که اگر مچهر کي پرورش سرد مقام میں کي جائے اور غذا کم دي جائے ، تو اُس کي نسل عموماً نر پیدا هوتي هے - برخلاف اس کے گرم جگه میں رکهنے اور زیاده خوراک دینے سے اولاد زیاده تر ماده پیدا هوتي هے - اِس تجربے کي بنا پر انساني مردم شماري کي تحقیقات کي گئي ، تو معلوم هوا علم مصائب خصوصاً جنگ کے زمانوں میں مرد زیاده پیدا هوتے هیں ، اور امن و راحت کے دوران میں عورتیں زیاده هو جاتي هیں -

آج کل علم وراثت کے ماهر نهایت کوشش کر رهے هیں که مادي و دماغي ، هر اعتبار سے انسان کي آئنده نسلیں زیاده ترقي یافته پیدا کریں - ڈاکٹر شٹناخ اور وورو نوف وغیره علماء کي کوششوں سے یه امید پیدا هوگئي هے که اِس مقصد میں ضرور کامیاب هو جائینگے - اِن ڈاکٹروں کا دعویٰ هے که اِس صدي کے ختم هونے سے پہلے هي انساني عمر کا اوسط ، سو برس هو جائیگا - اور پهر بهت جلد یه صورت پیدا هو جائیگي که انسان ڈیڑه سو بلکه دو سو برس تک کي عمر حاصل کر سکے گا -

لیکن اِن تمام حیرت انگیز کامیابیوں کے باوجود علم معترف هے که وہ ابهي تک اپنے عهد طفولیت هي میں هے ، اور قدرت الهي انسان کو جسقدر دولت علم بخشنا چاهتي هے ، ابهي اُس کا سوواں حصه بهي انسان نے حاصل نهیں کیا هے !

(جب سورج بجهه جائیگا ؟)

بالاتفاق تمام علماء فلک کا فیصله هے که سورج کا حجم کم هو رها هے ، کیونکه اُس کي حرارت میں لگا تار کمي واقع هو رهي هے - ایک دن ایسا آنے والا هے جب اُس کي حرارت بالکل ختم هوجائیگي - وہ بجهه جائیگا ، بالکل ٹهنڈا پڑجائیگا - اُس وقت همارا یه کرۂ زمین اور نظام شمسي کے جمله کواکب ، بالکل تاریک هوجائینگے - غذائي مادے کم هوکر بالکل ناپید هوجائینگے - مهلک وبائیں پهیل جائینگي - انسان ، حیوان ، نباتات ، کوئي ذي روح ، بهي باقي نهیں رهیگا - کیونکه زمین ، زندگي پیدا کرنے اور قائم رکهنے کي صلاحیت سے قطعي طور پر محروم هو جائیگي !

علماء کے خیال میں یه نتیجه لازمي هے - دنیا کي بربادي اِسي طور پر واقع هوگي - لیکن یه بربادي کب هوگي ؟ کیا هم یا هماري قریبي نسلیں یه هولناک نتیجه دیکهه سکیں گی ؟

نهیں - علماء نے آفتاب کي حرارت اور روشني کا حساب لگا کر بتایا هے که ابهي آفتاب میں اِتني قوت موجود هے ، که وہ کم سے کم ۰۰۰،۰۰،۰۰،۰۰،۱۰ سال تک نظام شمسي کو زنده رکهه سکتي هے !

لیکن آفتاب اچانک نهیں بجهه جائیگا - بتدریج بجهے گا - کیونکه وہ بتدریج اپني قوت و حرارت کهو رها هے - اِس وقت آفتاب کي حرارت ، دهرنهیت کے مقیاس کے حساب سے دس هزار درجه هے - علماء کا خیال هے که جب یه حرارت نو هزار درجے پر آ جائے گي ، تو کرۂ ارضي کے خط استوا پر حرارت ، صفر کے نیچے گر جائیگي - ظاهر هے که اِس صورت میں کوئي انسان بهي خط عرضي کے درجه ۶۰ سے اوپر زنده نهیں رہ سکے گا ، (بجز سکنڈناویا کے جهاں سمندر کا وہ دهارا موجود هے جسے "خلیج کا دهارا" کهتے هیں اور جو اِتني حرارت باقي رکهے گا که زندگي برقرار رهے) الا یه که جنوب سے غذا مهیا کرنے کا اُس کے پاس سامان موجود هو -

علماء کا خیال هے که جب آفتاب کي حرارت نو هزار درجے پر آجائیگي ، تو تمام انسان سمٹ کر خط استواء کے گرد جمع هو جائینگے -

اُنهیں سب سے بڑي فکر غذا حاصل کرنے کي هوگي - اُس وقت سخت جنگیں برپا هونگي - کیونکه آدمي زیاده هونگے ، اور غذا کم هوگي - طاقتور ، کمزوروں کو هلاک کر ڈالینگے - تنازع للبقاء اور بقاء اصلح کا قانون پوري بے دردي سے نافذ رهے گا - طاقتوروں کو بهي اطمینان نصیب نه هوگا - کیونکه سورج برابر ٹهنڈا هوتا رهے گا - غذا کم هوتي جائیگي ، اور زندگي کے لیے انسانوں میں برابر جنگ جاري رهے گي !

حرارت کے ساتهه آفتاب کي روشني بهي لازمي طور کم هوتي جائے گي - بتدریج آسمان کا نیلا رنگ بدل کر تیز زرد هوجائے گا - ابر کا رنگ بهي زرد هو جائے گا - آفتاب کي شعاعیں حسب ذیل ترتیب سے زائل هو جائینگي :

(۱) ماوراء بنفشي شعاعیں
(۲) بنفشي شعاعیں
(۳) نیلي شعاعیں
(۴) اودي شعاعیں
(۵) سبز شعاعیں
(۶) زرد شعاعیں
(۷) نارنجي شعاعیں
(۸) سرخ شعاعیں

جب آفتاب کا نور بهت کم هوجائے گا ، تو اُس کي شعاعیں سراسر سرخ هوجائینگي - پهاڑوں پر جمي هوئي تمام برف اُس وقت سرخ یا زرد دکهائي دے گي !

عالم مطبوعات و صحائف

روح

ساتھ اطباء عصر کے مباحث

حال میں آمریکہ کے ایک علمی رسالے نے دو سوال شائع کئے تھے:

(۱) کیا روح کے وجود پر کوئی علمی دلیل موجود ہے؟

(۲) کیا علمی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ موت کے بعد روح باقی رہتی ہے؟

۱۰ مشہور طبیبوں نے ان دونوں سوالوں کے جوابات دئے ہیں۔ سب نے بالاتفاق تقریباً ایک ہی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ذیل میں ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

ڈاکٹر فرانک والک نے دعویٰ کیا ہے کہ بعض مرنے والوں میں اُسنے ایسی علامتیں دیکھی ہیں، جن سے موت کے بعد روح کے بقار کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن رسالے نے وہ علامتیں شائع نہیں کیں۔ البتہ اتنا لکھا ہے کہ بعض علامتیں، مادی ہیں، بعض اثیری (یعنی ایتھر کی قسم کی)

ڈاکٹر ہنٹ اور اُنکے رفقار علم کا فیصلہ ہے

"کوئی علمی دلیل موت کے بعد، روح کے بقار پر موجود نہیں۔ روح کے بقار کا عقیدہ ایک خالص دینی عقیدہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ عقیدہ، نفس انسانی کی اس آرزو کا مظہر ہے کہ وہ ہمیشہ باقی رہنا چاہتا ہے اور فنا ہو جانے سے ڈرتا ہے۔ اس مسئلہ پر ہمیشہ دینی پہلو ہی سے گفتگو کرنی چاہئے نہ کہ علمی پہلو سے، کیونکہ علم میں اُس کا کوئی ثبوت موجود نہیں"۔

ڈاکٹر ہنٹ نے اپنے مضمون کے آخر میں لکھا ہے

"لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ میں روح کے وجود یا اُسکے بقار کا منکر ہوں۔ بلکہ میں ان سب باتوں پر پختہ ایمان رکھتا ہوں مگر میرا یہ ایمان، علمی حقائق و براہین پر مبنی نہیں ہے، بلکہ سراسر ضمیر و وجدان کے رجحان پر قائم ہے"۔

ڈاکٹر کین لکھتا ہے

"اگر ہم موت سے پہلے اور موت کے بعد انسانی جسم ناپیں یا تولیں، تو دونوں حالتوں میں ہرگز کوئی فرق نہیں پائیں گے تاہم یہ واقعہ ہے کہ موت کے بعد جسم انسانی میں کوئی چیز کم ضرور ہو جاتی ہے اس کمی کو ہم روح کا نکل جانا کہتے ہیں۔ کسی انسان نے بھی روح نکلتے نہیں دیکھی، مگر کسی کو بھی اُس کے نکلنے میں شک و شبہ نہیں ہوتا۔ درحقیقت روح، اس کائنات میں سب سے بڑا راز بلکہ سب سے زیادہ پیچیدہ طلسم ہے۔ علم اُس کے ثابت کرنے سے قطعاً عاجز ہے، لیکن دین اُسے ثابت کرتا ہے بلکہ اُسی پر اپنی تعلیم کی بنیاد رکھتا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ ہر وہ چیز جو ہمارے حواس کے دائرے میں آتی ہے، فانی ہے۔ روح، ہمارے حواس سے پرے ہے۔ اس لئے ہم اُس کے فانی ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ روسی مفکر سیسیرو کا یہ قول مجھے از حد پسند ہے کہ ایک بار اُسنے کہا تھا "اگر میں گمراہ ہوں تو بھی افلاطون کے ساتھ ہونے کو ترجیح دوں گا، بجائے اس کے کہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں جو بقار روح کے منکر ہیں" صدیوں سے علمار کوشش کر رہے ہیں کہ عالم غیب اور قبر کے بعد کی دنیا کو معلوم کریں، مگر اُن کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ یہ اس لئے کہ علم، انسان کا ساتھ صرف اُس کی زندگی بھر دیتا ہے۔ موت کے طاری ہوتے ہی علم کی رفاقت چھوٹ جاتی ہے۔ البتہ اُس وقت دین، ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اگر نظریۂ نشو و ارتقار، علم ہیئت، اور دوسرے فامعلوم علوم و فنون پر ہم یقین رکھتے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ روح اور اُس کے بقار پر بھی ایمان نہ رکھیں۔ کائنات کے بے شمار راز اب تک ہماری عقل سے باہر ہیں، مگر اُن کی حقیقت سے جاہل ہونے پر بھی ہم انھیں تسلیم کرتے ہیں۔ کیوں نہ روح کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا جائے؟"

ایک اور مضمون نگار، جسنے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، لکھتا ہے:

"موت کے بعد روح کے بقار کا عقیدہ، سراسر دینی عقیدہ ہے۔ اُس میں بحث کی گنجائش موجود ہے، کیونکہ مرنے کے بعد کوئی آدمی کبھی اس دنیا میں واپس نہیں آیا کہ ہمیں اصلی حقیقت سے آگاہ کرتا۔ علم اس کے ثبوت سے قاصر ہے۔ ہماری عقل یہ تصور نہیں کر سکتی کہ جسم کے فنا ہو جانے کے بعد روح باقی رہے۔ لیکن ہماری عقل نے ابتک کتنے حقائق سمجھ لئے ہیں؟"

ڈاکٹر رچرڈ کاپٹ نے لکھا ہے:

"میں بقار روح پر کامل ایمان رکھتا ہوں، اس لئے نہیں کہ علمی دلائل اُسے ثابت کرتے ہیں، بلکہ اس لئے کہ میرا وجدان مجھے اس یقین پر مجبور کرتا ہے۔ میرا یہ عقیدہ سراسر دینی عقیدہ ہے۔ اگر علم بقار روح ثابت نہیں کر سکتا، تو یہ بھی واقعہ ہے کہ وہ اُسے باطل بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ بہرحال میں بقار روح کا قائل ہوں میرا پختہ ایمان ہے کہ موت کے بعد ہم دائمی زندگی حاصل کر لیتے ہیں"

ایک اور ڈاکٹر نے (جسے علمی رسالے نے آمریکہ کا مشہور ترین محقق قرار دیا ہے) کہا ہے:

"جن قرائن کی بنا پر بقار روح ثابت کی جاتی ہے، وہ ہر اعتبار سے لائق غور ہیں۔ میرے ذہن میں ڈاروِن کا یہ قول برابر موجود رہتا ہے "عقل کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ یہ کائنات محض اتفاق سے ظاہر ہو پڑی ہے۔ وہ حیرت انگیز دقیق نظام جس پر کائنات قائم ہے، ناممکن ہے کہ اُس بے معنی لفظ کا نتیجہ ہو جسے عوام "اتفاق" کہتے ہیں" نظریۂ نشو و ارتقار، جو جملہ زندہ کائنات پر منطبق ہوتا ہے، صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس مرئی و مادی عالم سے پرے ایک ایسی غیر مرئی قوت موجود ہے جو ناموس طبیعت پر کامل سلطنت و نفوذ رکھتی ہے۔ وہی کائنات کی مالک ہے اور وہی اُسے انتہائی دانش مندی سے چلا رہی ہے۔ یہ غیر مرئی قوت، لازمی طور پر ازلی و ابدی ہی ہو سکتی ہے"

اپنا مضمون ختم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"طویل تجربوں کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بقار روح کا عقیدہ محض وہم و خیال نہیں ہے۔ بلکہ ایک حقیقت پر مبنی ہے۔ انسان نے بلا سبب یہ عقیدہ پیدا نہیں کیا۔ درحقیقت یہ عقیدہ، قدرت کے ایک الہام سے پیدا ہوا ہے۔ انسانی عقل ہرگز تسلیم نہیں کر سکتی کہ موت کے ساتھ ہی فنا طاری ہو جاتا ہے۔ عقل انسانی کا یہ رجحان مادی نہیں ہے۔ روحانی ہے۔ اور ہرگز باطل نہیں ہو سکتا۔ میں یہ اعلان کسی دینی جذبہ کی بنا پر نہیں کر رہا ہوں، بلکہ ایک عالم ہونے کی حیثیت سے بھی میرا یہی اعتقاد ہے"

ڈاکٹر ٹانزنڈ نے یوں اظہار رائے کیا ہے:

"انسانی زندگی میں کوئی ثبوت ابھی روح کے وجود کا موجود نہیں۔ نیز کسی علمی دلیل سے موت کے بعد بقار روح کا نظریہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے، علم ہرگز اس طرح کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن ہمارا کسی بات کے ثابت کرنے سے قاصر رہ جانا اُس کے بطلان کی دلیل نہیں ہے"

ڈاکٹر سکالوج لکھتا ہے:

"طویل تجربوں کے بعد بھی مجھے کوئی مادی ثبوت، موت کے بعد بقار روح کا نہیں مل سکا۔ میرا علم زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ جب دماغ کا عمل رُک جاتا ہے تو عقل غائب ہو جاتی ہے۔ تاہم مجھے حق الیقین ہے کہ اس مادی عالم کے پرے ایک غیر مرئی لامتناہی عقل موجود ہے"

ڈاکٹر آگسٹ کائل کا خیال ہے:

"میں نے آجتک باوجود کوشش کے کوئی ثبوت اس امر کا نہیں پایا کہ موت کے بعد روح باقی رہتی ہے۔ دراصل ہماری مادی زندگی بہت ہی تھوڑی ہے۔ لیکن اُس کا امتیاز کمیت میں نہیں ہے کیفیت میں ہے۔ میرے خیال میں انسان کی تربیت اس طرح ہونی چاہئے کہ وہ علم اور دین کو علحدہ علحدہ رکھے اور سمجھے۔ روح کا علمی دلائل سے ثابت نہ ہونا، اُس کے بطلان کی دلیل نہیں ہے۔ دین نے انسانیت کو بہت نفع پہونچایا ہے۔ انسانیت کو ہمیشہ دین کی ضرورت باقی رہیگی"

ڈاکٹر کولینڈ لکھتا ہے:

"میرے شخصی تجربے نے مجھے پورے طور پر مطمئن کر دیا ہے کہ ہماری زندگی کا تعلق ایک ایسی چیز سے قائم ہے جو کبھی فنا ہونے والا نہیں۔ کاش میں اتنی فصاحت رکھتا کہ دوسروں میں بھی یہ اعتقاد پیدا کر دے سکتا۔ وہ چیز وہی ہے جسے "روح" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ میں اگرچہ اُسے ثابت نہیں کر سکتا مگر مجھے اُس پر کامل یقین ہے۔ روح، مادی و کیمیاوی قوانین کے تابع نہیں ہے، لہذا اُسے مادیات پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ ابھی علم نے اتنی ترقی نہیں کی کہ یہ طلسم کھول سکے"

ایك فراموش شده عظمت

جو تذکرہ و یاد آوري کي مستحق ہے

امیر محمد بن عبد الکریم

جنکي نسبت یورپ کي تازہ ڈاک میں بعض نئي تفصیلات آئي ھیں - معلوم ھوا ہے کہ فرانس کے ایک دارالاشاعت نے انسے فرمایش کي تھي کہ وہ خود اپنے قلم سے اپني سوانح عمري قلمبند کردیں - شیخ نے یہ درخواست منظور کرلي اور اب وہ بہ یک وقت فرانسیسي اور عربي ' دونوں زبانوں میں اپنے حالات قلمبند کر رہے ھیں -

....

پیرس کي مسجد اور عربي چمنستان کا مصور نمونہ ' جسکي تکمیل کیلیے اس ھفتہ سلطان مصر نے ایک لاکھ فرانک دیا ہے

ناگزیر تھی۔ اب قانون کے بموجب عبدالحمید آفندی ولی عہد تھے، وہی تخت نشین ہو سکتے تھے۔ دستور اساسی کا جو مسودہ میں نے طیار کیا تھا، ولی عہد نے ملاحظہ کر لیا تھا اور اس سے بالکل متفق تھا۔ اُسنے بڑے ہی جوش سے کہا تھا کہ سلطنت کی نجات صرف ایسے ہی نظام حکومت سے ممکن ہے۔ اُسنے پورے یقین کے ساتھ اپنے اس عزم کا بھی یقین دلایا تھا کہ تخت نشین ہوتے ہی اُسکا اعلان کریگا۔ ہم خدام سلطنت کی مسرت بے حساب تھی۔ ہم برسوں سے احیاء دولت کا جو خواب خوشگوار دیکھ رہے تھے، اب اُس کی تعبیر ہمارے سامنے تھی۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ نوجوان شہزادہ سلطنت و امت کا نجات دہندہ ثابت ہوگا۔ چنانچہ ۱۱۔ شعبان سنہ ۱۲۹۳ھ کو عبدالحمید کی تخت نشینی کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

سفراء دول کی مؤتمر

بلقان کا مسئلہ، درحقیقت روس کا اُٹھایا ہوا تھا، لیکن جب ہماری فوجوں نے بلقانی باغیوں کے چھکے چھڑا دئے، تو روس نے چند نئے حیلے تراشنا شروع کئے، اور دول یورپ کو ایک مؤتمر منعقد کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ آستانہ میں دول عظمیٰ کے سفیروں کا اجتماع ہوا۔ اُنھوں نے پہلی تجویز یہ طے کی کہ بلغاریہ کو اندرونی خود مختاری دیدی جائے۔

مدحت پاشا کی وزارت

ظاہر ہے، ہم اس قسم کی تجویزیں منظور نہیں کر سکتے تھے۔ ان تجویزوں کا مان لینا، بلقان سے ہاتھ دھونا تھا۔ مگر دول یورپ نے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ رشدی پاشا وزیر اعظم بہت خائف تھے۔ اس صورت حال نے مجھے مجبور کر دیا کہ وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ میں حالات کی ابتری سے بخوبی واقف تھا۔ تاہم میں نے اصلاح کی کوشش شروع کر دی۔

ہماری مصیبت صرف یورپ ہی کی جانب سے نہ تھی بلکہ اس سے بھی بڑھکر مصیبت یہ تھی کہ ہمارا خزانہ بالکل خالی تھا۔ سلطان عبدالعزیز کے مہلک اسراف نے ایک کوڑی باقی نہیں رکھی تھی۔ میں نے غیر معمولی محنت کرکے نئے بنک نوٹ جاری کر دئے۔

دستور اساسی کا اعلان

سلطان عبدالحمید نے تخت نشین ہوتے ہی دستور اساسی کا مسودہ ایک مجلس کے سپرد کر دیا تھا کہ اُس کی جانچ پڑتال کرے۔ مجلس نے اُسپر پوری بحث کی، اور منظور کرکے سلطان کی خدمت میں بھیجا۔ سلطان نے بھی اُس پر پسندیدگی کا اظہار کیا، اور ۷ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۳ھ میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اُسکا اعلان ہو گیا۔ تمام مملکت نے اس اعلان کا پُرجوش استقبال کیا۔ پوری سلطنت میں جشن منایا جانے لگا۔

اس اثناء میں ہم نے دول یورپ کی مؤتمر کو صاف اور قطعی لفظوں میں اطلاع دیدی کہ ہم اُس کی کوئی تجویز بھی منظور نہیں کرینگے۔ ہماری یہ جرأت نہایت خطرناک تھی۔ ہم نے گویا پورے یورپ کو دعوت جنگ دے دی تھی۔ مگر ہم مجبور تھے۔ ہماری مجلس وزراء نے طے کر لیا تھا کہ خاموشی سے تباہ نہیں ہونگے۔ اگر مٹنا ہی ہو تو عزت کے ساتھ مٹیں گے۔ دول یورپ ہمارا انکار سن کر بہت برہم ہوئیں، اور اپنے سفراء واپس بلا لئے۔ اس کا سیدھا سادا مطلب یہ تھا کہ ہمارے باہمی سیاسی تعلقات منقطع ہو گئے۔ مگر ہم نے اس کی کوئی پروا نہیں کی۔

دوسری طرف میں نے یہ کیا کہ بلقانی ریاستوں سے براہ راست گفت و شنید شروع کر دی۔ اُنھیں نرم شرطوں پر صلح کے لئے راضی کر لیا۔ ساتھ ہی دستور اساسی کے اعلان کے بعد ہم نے پہلی عثمانی مجلس (پارلیمنٹ) کے انتخابات شروع کر دئے۔

ہم یہ سب کچھ کر رہے تھے، مگر چونکہ روس کی طرف سے اعلان جنگ کا قوی احتمال تھا اس لئے جنگی تیاریوں سے بھی غافل نہیں تھے۔ فوجوں کی ترتیب اور نقل و حرکت تمام مملکت میں شروع ہو گئی تھی۔

مدحت پاشا کی جلاوطنی

سلطنت ان داخلی اور خارجی مشکلات میں پھنسی ہوئی تھی۔ میں اصلاح حال کی شب و روز کوشش کر رہا تھا، کہ اچانک ایک دن قصر طولمہ باغچہ میں سلطان نے مجھے طلب کیا۔ جوں ہی میں پہونچا، مجھ سے قلمدان وزارت لے لیا گیا، اور کہا گیا کہ میں جہاز عزالدین میں فوراً سوار ہو جاؤں۔ کیونکہ میں سلطان کے حکم سے جلاوطن کر دیا گیا ہوں، مجھے یورپ چلا جانا چاہئے!

سلطان مراد کی تخت نشینی کے دن سے میں نے اس قدر محنت کی تھی کہ مجھے یقین ہے کوئی دوسرا انسان نہیں کر سکتا۔ میں نے لگاتار جد و جہد سے اب ایسی صورت حال پیدا کر دی تھی کہ سلطنت تمام خطروں سے صحیح و سالم نکل جاتی۔ لیکن اب اچانک یہ معاملہ پیش آگیا۔ پہلے مجھے خوشی ہوئی کہ اب آرام کر سکوں گا۔ مگر فوراً اس خیال سے دل و جگر مجروح ہو گیا کہ میری زندگی، میری نہیں بلکہ قوم و ملک کی ہے، اور اس کے لئے سخت خطرات درپیش ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ سلطان کی یہ حرکت، سلطنت کے لئے نہایت مہلک ثابت ہوگی۔ اور اصلاح کی تمام امیدیں ضائع ہو جائیں گی۔

میں نے اپنا قصور دریافت کیا۔ سعید پاشا، سلطان کے پاس گئے، اور واپس آکر کہا کہ دستور اساسی کی دفعہ ۱۱۳ کی رو سے سلطان کو حق پہنچتا ہے کہ ہر اُس شخص کو جلاوطن کر دیں، جسے پولیس کا افسر اعلیٰ سلطنت کے لئے خطرناک ظاہر کرے۔ ساتھ ہی اُنھوں نے کچھ سرکاری کاغذ بھی دکھلائے۔ ایک میں لکھا تھا کہ پولیس نے ایک فوجی افسر کو بازار میں کہتے سنا "مدحت پاشا عنقریب ترکی جمہوریت کا صدر منتخب ہو گا"

میں جلاوطنی کی اس وجہ پر اپنی بے اختیارانہ ہنسی ضبط نہ کر سکا۔ سعید پاشا نے کہا "سلطان معظم، سلام کے بعد فرماتے ہیں کہ عنقریب تمہیں واپس بلا لیا جائے گا"

میں نے کہا "سلطان کے سلام کا شکریہ! مگر سلطان کو میرا یہ پیغام پہونچا دو کہ اپنی واپسی پر میں ان محلوں میں سلطان کو نہیں پاؤں گا اور نہ سلطنت کی یہ عظمت و شان نظر آئے گی۔ اُسوقت میں بھی روک نہ سکوں گا!" میں نے یہ کہا اور روانہ ہو گیا۔

میری ناگہانی جلاوطنی سے پایۂ تخت اور صوبوں میں سخت بے چینی پیدا ہوئی۔ لوگ ڈرے کہ اب دستور اساسی بھی باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ میں نے ہی اُسے مرتب کیا تھا، اور سب سے زیادہ میں ہی اُس پر زور دے رہا تھا۔ یہ بے چینی دیکھ کر سلطان مجبور ہوئے کہ نئی نئی تہمتیں تراشی جائیں۔ چنانچہ قسطنطنیہ کے اخبارات میں شائع کیا گیا کہ میرے کاغذات میں ایسی چیزیں ملی ہیں جن سے میری خیانت ثابت ہوتی ہے، اسی لئے سلطان نے مجھے معزول کرکے جلاوطن کر دیا ہے!

اُس وقت تک ترک اس قدر نیک دل تھے کہ سرکاری افترا پردازیاں سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اس لئے اکثر لوگ میرے مخالف ہو گئے۔ مگر یورپ کے اخبارات حقیقت حال سے واقف تھے۔ اُنھوں نے صحیح خبر شائع کر دی کہ چونکہ مدحت پاشا نے سلطان کی غلامی منظور نہیں کی، اس لئے اُن پر عتاب شاہی نازل ہوا ہے۔ ترکوں نے یہ سنا تو سلطان پر نہایت برہم ہوئے۔ اب قصر شاہی مجبور ہوا کہ میرے خلاف ایک پوری سازش طیار کرے۔ چنانچہ آستانہ کے اخبارات اور ساقط مقرروں اور شاعروں کو رشوت دیکر آمادہ کیا گیا کہ مجھ پر حملے شروع کر دیں۔ میں نے ترکی اخبارات دیکھے تو ہنسنے لگا۔ یہاں تک یہ میرے تدبر و دیانت کے راگ گاتے تھے۔ آج مجھ کو شیطان قرار دینے لگے! اُسوقت بے اختیار میری زبان پر یہ آیت جاری ہوئی: واذا اراد اللہ بقوم سوءًا فلا مرد لہ وما لہم من دونہ من وال۔

روس کا اعلان جنگ

میری جلاوطنی کی خبر پیٹرز برگ (دار الحکومت روس) پہنچی تو حکومت روس کی مسرت سے اُچھل پڑی۔ اب اُسنے باب عالی پر زور دینا شروع کیا کہ بلقان کے متعلق اُس کے مطالبات منظور کر لے۔ لیکن ترکی حکومت نے انکار کیا۔ اسپر روس نے اعلان جنگ کر دیا، اور دریائے طونہ کی طرف سے روسی فوج حملہ آور ہو گئی۔

اب سخت پریشانی پیدا ہو گئی۔ ہمارا خزانہ بالکل خالی پڑا تھا۔ میرے جاری کئے ہوئے بنک نوٹ، سلطان نے بے پروائی سے خرچ کر ڈالے تھے۔ نئے نوٹوں کا شائع کرنا سر دست ناممکن تھا۔ اعلان جنگ نے سابق نوٹوں کی قیمت بھی کم کر دی تھی۔ حکومت کے لئے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ رعایا سے زبردستی روپیہ وصول کیا جائے۔ چنانچہ یہی کیا گیا۔

اس سے بھی بڑی مصیبت، سلطان کی ناتجربہ کاری تھی۔ جنگ شروع ہوتے ہی سلطان نے عبدی پاشا اور رؤف پاشا کو معزول کر دیا۔ یہ دونوں سپہ سالار روسی سرحدوں سے واقف تھے اور اس جنگ کے لئے پہلے ہی سے نقشے مرتب کر چکے تھے۔ ان کی معزولی نے میدان جنگ میں سخت ابتری پیدا کر دی۔ اُسوقت ہماری جنگی قوت کافی تھی۔ ۵ لاکھ نظامی فوج نہایت عمدہ طور پر مسلح موجود تھی۔ رضاکاروں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ مگر سلطان کی شخصی مداخلت نے معاملہ خراب کر دیا۔ رضاکار فوجیں منتشر کر دی گئیں۔ نظامی فوجوں میں بدنظمی پیدا ہو گئی۔ اسپر بھی سلیمان پاشا اور عثمان پاشا نے دشمن کی یلغار روک دی، اور امید بندھی کہ یہ دونوں سپہ سالار سلطنت کو خطرہ سے بچا لیں گے۔ مگر کوئی جنگی مرکز موجود نہ تھا۔ مختلف مقامات سے احکام صادر ہوتے تھے۔ ہر مقام میں سلطان کی ضد موجود تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلیمان پاشا کی فوجیں بھاگ نکلیں اور عثمان پاشا، پلیونہ میں قید ہو گئے۔ پلیونہ میں روس کی پوری قوت موجود تھی۔ خود زار روس فوج کی قیادت کر رہا تھا۔

روس کو کامل فتح حاصل ہو گئی اور اُس کی مظفر و منصور فوجیں سین اسٹفانو (مضافات قسطنطنیہ) تک پہنچ گئیں۔ دوسری طرف سے انگریزی حکومت کا جنگی بیڑہ، باسفورس میں آگیا اور قصر شاہی کے سامنے توپیں سیدھی کرکے کھڑا ہو گیا۔

میں اُسوقت یورپ میں اپنی جلاوطنی کے دن گزار رہا تھا۔ مجھ کو سلطنت کے معاملات میں مداخلت یا دُول یورپ سے گفت و شنید کا کوئی حق نہ تھا۔ تاہم میرا دل یہ تباہی دیکھ کر بے چین ہو گیا اور میں نے جد و جہد شروع کر دی۔ لندن، پیرس، ویانا، برلن، تمام مراکز میں پھرا۔ اس سعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ سین اسٹفانو کا ذلیل معاہدہ منسوخ ہو گیا اور سلطنت ایک مرتبہ پھر بچ گئی۔ مجھے وزراء سلطنت اور خود سلطان کی غفلت پر ازحد افسوس ہے۔ عین اُسوقت جبکہ روس پلیونہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا، میں نے آسٹریا کو راضی کر لیا تھا کہ روس پر حملہ آور ہو جائے۔ آسٹریا کے حملے کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہ ہوتا کہ روسی فوجوں پر واپسی کا راستہ مسدود ہو جاتا اور سب کی سب یا تو قید ہو جاتیں، یا برباد ہو جاتیں۔ میں نے فوراً سلطان کو مفصل تار دیا۔ مگر بیس دن گزر گئے اور کوئی جواب نہ آیا۔ اس اثنا میں روس کو کامل فتح حاصل ہو گئی!

میری خدمات کا اثر سلطان پر پڑا۔ اُنھوں نے مجھ بے گناہ کو انتہائی "رحم و کرم" سے معاف کر دیا۔ اور [illegible] کا خلیفہ

تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریت و دستور

(۲)

سلطان کی معزولی

حسین عونی پاشا، رشدی پاشا، مدحت پاشا، اور خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام نے باہم مل کر طے کیا کہ ۶ جمادی الاولیٰ کو سلطان معزول اور مراد آفندی کو تخت نشین کر دیا جائے۔ لیکن اس تاریخ سے دو دن پہلے ہی سلطان عبد العزیز کو کسی طرح اس معاملہ کی خبر پہنچ گئی، اور انھوں نے عونی پاشا کو ملاقات کے لئے اپنے محل میں طلب کیا۔ مگر عونی پاشا نہیں گئے۔ کیونکہ انھیں افشاء راز کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ چونکہ اب مزید تاخیر میں خطرہ تھا، اس لئے یہی طے پایا کہ فوراً نئی تخت نشینی عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ حسین عونی پاشا نے اسی رات اپنے شرکاء کی مجلس منعقد کی، اور سلطان کی معزولی کے لئے بڑی تعداد میں فوج بھی جمع کر لی گئی۔

مدحت پاشا اپنی خود نوشتہ سوانح عمری میں لکھتے ہیں:

"ہم نے مناسب سمجھا کہ ولی عہد مراد آفندی کی تخت نشینی کا اعلان، وزارت جنگ کی عمارت میں ہو۔ چنانچہ میں (مدحت پاشا) اور رشدی پاشا صبح تڑکے وزارت جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ حسین پاشا، احمد پاشا، ردیف پاشا، حسن پاشا، طولمہ باغچہ (قصر شاہی) میں گئے تاکہ وہاں فوج کو ضروری احکام دیں۔

"یہ تمام کارروائی پوری طرح مخفی رکھی گئی تھی۔ ہمیں یقین تھا کہ ہمارے رفقاء کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن جب ہم وزارت جنگ میں پہنچے، تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ وہاں لاکھوں آدمی جمع ہیں اور نئے سلطان کے ورود کا انتظار کر رہے ہیں۔ آج تک مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ خبر تمام شہر میں راتوں رات کس طرح مشتہر ہو گئی؟"

"مجمع، از حد جوش و خروش میں تھا۔ بڑی ہی بے چینی سے مراد آفندی کا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک ولی عہد کی سواری نمودار ہوئی۔ حسین عونی پاشا اُن کے ساتھ بیٹھے تھے۔ تمام مجمع نے نئے سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُن کی تخت نشینی کا اعلان ہو گیا۔ اُسی وقت سلطنت کے تمام صوبوں اور یورپ کی تمام حکومتوں کو تار کے ذریعہ اس عزل و تخت نشینی کی اطلاع بھیج دی گئی۔ دارالخلافہ میں جشن شروع ہو گیا۔ ہر طرف جھنڈے بلند ہو گئے۔ اجنبی جہازوں نے بھی اپنے علم اونچے کر دئیے۔ لیکن روسی سفارت خانہ نے مظاہر جشن میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور دیر تک عالم تذبذب میں رہا۔

"روس کو محمود ندیم پاشا کی معزولی سے سخت رنج ہوا تھا۔ اب تو سلطان کی معزولی نے اُسے اور بھی برہم کر دیا۔ چنانچہ نلدوف نے ترکی وزارت خارجیہ کے نام تار بھیجا کہ "انھیں اس بات پر سخت افسوس ہے کہ ایک معمولی سپہ سالار کی جرأت نے سلطان کو تاج و تخت سے محروم کر دیا ہے!"

"سلطان عبد العزیز معزول کر دئیے گئے، لیکن اُن کی ذات اور عزت کو کوئی صدمہ نہیں پہنچایا گیا۔ پہلے دستور تھا کہ معزول سلاطین قید کر دئیے جاتے تھے، ہم بھی سلطنت کے مصالح کے لئے ایسا کر سکتے تھے، مگر ہم نے نہیں کیا۔ ہم جانتے تھے کہ ملک میں کوئی جماعت بھی سلطان کی طرفدار نہیں ہے۔ لہٰذا اُنھیں قید کرنا قطعاً غیر ضروری تھا۔ علاوہ بریں ہم دستوری نظام حکومت قائم کرنا چاہتے تھے، اور دستوری حکومت میں کسی شخص کو بھی بغیر جرم کے قید کرنا جائز نہیں ہوتا، اگرچہ وہ معزول پادشاہ ہی کیوں نہ ہو"

"معزول ہونے کے بعد سلطان عبد العزیز نے سلطان مراد کو دست خاص سے مبارکباد کا خط لکھا، اور محل طوب قپو سرائے میں منتقل کر دئیے جانے کی درخواست کی۔ درخواست منظور کر لی گئی اور معزول سلطان نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنی تین سو بیویوں اور کنیزوں کے ساتھ نئے محل میں منتقل ہو گئے۔

عبد العزیز کی خودکشی

ہم ابھی نئے سلطان کی تاج پوشی کے جلسوں سے پوری طرح فارغ بھی نہ ہوئے تھے، کہ سلطان عبد العزیز نے اپنی نخوت و غرور کے جنون سے بے خود ہو کر خودکشی کر لی۔

یہ واقعہ معزولی سے ۶ دن بعد پیش آیا۔ اتوار کے دن انھوں نے اپنے ایک ملازم سے قینچی طلب کی اور اپنے بازو کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ اُن کی موت خودکشی سے ہوئی۔ یہ بالکل یقینی بات تھی۔ تاہم مزید احتیاط کے خیال سے ہم نے اس کی باقاعدہ تحقیقات بھی کرائی۔ تمام شاہی طبیبوں اور اجنبی سفارت خانوں کے ڈاکٹروں کو بلا کر معائنہ کرایا گیا۔ ان ڈاکٹروں کی تعداد ۱۹ کے قریب تھی۔ انھوں نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ سلطان نے خودکشی کی ہے۔

سلطان مراد کی بیماری

سلطان مراد کی تخت نشینی ایک عظیم الشان مجمع کے سامنے عمل میں آئی تھی۔ اتنا بڑا مجمع اُنھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مجمع از حد جوش و خروش میں تھا اور پوری قوت سے نعرے بلند کرتا تھا۔ نئے سلطان کے اعصاب پر اس منظر نے بہت بُرا اثر کیا، اور وہ عصبی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ اس واقعہ کے چھٹے دن جب انھوں نے معزول سلطان عبد العزیز کی خودکشی کا حال سُنا، تو مرض نے اور بھی زیادہ شدت اختیار کی۔ دوسرے ہی دن اُن میں جنون کی علامتیں ظاہر ہو گئیں۔ ہم نے یہ واقعہ احتیاطاً مخفی رکھا اور علاج کرتے رہے، لیکن ۲۰ دن کے بعد ایک روز سلطان، باغ کی کھڑکی میں پھاند پڑے اور محل کے خدام کو اُن کے جنون کا حال معلوم ہو گیا۔ اب اخفا ناممکن تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں تمام شہر حقیقت حال سے واقف ہو گیا تھا!

سلطان کی بیماری نے سلطنت کو سخت نقصان پہنچایا۔ ہم نے دستور اساسی طیار کر لیا تھا، مگر اسی بیماری کی وجہ سے اعلان ملتوی کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ حکومت کے تمام کام معطل ہو گئے۔ حتی کہ سفراء دول کے کاغذات تک کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ اگرچہ وزارت و حکومت موجود تھی، مگر قانون کے مطابق ہر حکم کے لئے سلطان کی منظوری لازمی تھی۔ اور سلطان اس قابل نہ تھے کہ معاملات سلطنت کی سماعت کر سکتے۔

ایک نئی مصیبت

اس صورت حال نے ہمیں سخت پریشان کر دیا تھا۔ ہم سلطنت کے معاملات پر غور کرنے کے لئے رات رات بھر بیٹھے رہتے۔ ایک دن میرے مکان پر شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی اور وزراء سلطنت جمع تھے کہ ایک شخص حسن چرکسی نامی آیا۔ یہ فوج میں افسر تھا، اور سلطان عبد العزیز کے لڑکے شہزادہ یوسف عز الدین کا اے ڈی کانگ رہ چکا تھا۔ اُس نے وزیر جنگ سے ایک بہت ضروری معاملہ کے لئے ملاقات کی درخواست کی۔ جوں ہی وہ اندر داخل ہوا حسین عونی پاشا پر پستول نکال کر حملہ کر دیا۔ حسین عونی کے سینہ پر گولی لگی اور اُن کا کام تمام ہو گیا۔ چونکہ ہمارے پاس ہتیار نہیں تھے، بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ مگر قیصرلی احمد پاشا وزیر بحر نے قاتل کو گرفتار کرنا چاہا۔ قاتل نے اُنھیں بھی سخت زخمی کیا۔ وہ بھاگے۔ اُس نے تعاقب کیا۔ میرا خادم احمد آغا اُس سے لپٹ گیا۔ مگر قاتل نے اُسے بھی قتل کر ڈالا۔ وزراء کے محافظ سپاہی دوڑے مگر قاتل کی جیب میں ۵ پستول تھے۔ اُس نے ۵ آدمی اور قتل کر دئیے۔ اب کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اُس کے قریب جائے۔ قاتل اب ایک دوسرے کمرے میں گھسا، وہاں راشد پاشا بیہوش پڑے تھے۔ اُس نے اُنھیں بھی قتل کر دیا۔ بالآخر جب کافی تعداد میں مسلح پولیس کے سپاہی پہنچے تو وہ گرفتار کیا گیا۔

اس حادثہ نے سلطنت کو بہت نقصان پہنچایا۔ حسین عونی پاشا، فنون جنگ میں بے نظیر تھے۔ راشد پاشا، خارجی معاملات کے فہم میں مشہور تھے۔ ہمارے دشمن ان دونوں کی موت سے بہت خوش ہوئے۔

بلقان اور جزیرہ کریٹ کی شورش

ہم ان مصائب میں گرفتار تھے کہ مانتی نگرو، سرویا، بلغاریا، اور کریٹ میں شورشیں برپا ہو گئیں۔ ہمارے عزم و استقلال کے لئے یہ بڑا ہی نازک وقت تھا۔ بایں ہمہ ہم نے بروقت کارروائیوں میں ذرا بھی کوتاہی نہ کی۔ فوراً ہر طرف فوجیں روانہ کر دی گئیں۔ ہماری فوجوں نے غیر معمولی شجاعت و ہمت دکھائی، اور تمام شورشوں کا خاتمہ کر دیا۔

سلطان عبد الحمید کی تخت نشینی

لیکن سلطنت کی حفاظت کے لئے مجنون سلطان کی معزولی

(۵) مکہ، مدینہ، طائف، جدہ، ینبوع کے مابین سڑکیں بنائی جائیں۔

(۶) حرم کعبہ میں نیا اضافہ کیا جائے۔ اُس کے انتظام میں خرابیاں ہیں۔ اصلاح کی جائے۔

(۷) چاہ زمزم سے پانی نکالنے کا موجودہ طریقہ اچھا نہیں۔ اُصول حفظان صحت کے خلاف ہے۔

(۸) نہر زبیدہ کی موجودہ صورت حال خراب ہے۔ جابجا سے کھلی ہوئی ہے۔ قسم قسم کی گندگیاں اُس میں گر جاتی ہیں۔ لوگ کپڑے بھی اُس میں دھولیتے ہیں۔ حاجی اور باشندے یہی پانی پیتے ہیں اور نقصان اُٹھاتے ہیں۔

(۹) نہر زبیدہ ناکافی ہے۔ جدید کنوئیں کھودنے چاہئیں۔

(۱۰) منیٰ، عرفات، اور بحرہ میں پانی اور سایہ کا انتظام نہیں ہے۔

یہ مجلس تفتیش و اصلاح کے مسودۂ اصلاحات کی چند سفارشیں ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے اِن پر کہاں تک عمل ہوا ہے؟

تعلیم

نئے مدرسے جاری کئے جا رہے ہیں۔ مدارس کے لئے نصاب تعلیم اور دستور العمل بنایا جا رہا ہے۔ مصر و شام سے لائق مدرس طلب کئے جا رہے ہیں۔ صرف حجاز کے بڑے بڑے شہروں ہی میں نہیں بلکہ بدوی قبائل میں بھی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بدوی باشندے باضابطہ مدارس سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ لہذا اُن کے لئے مخصوص معلم بنائے گئے ہیں جو خود بھی بدوی ہیں اور بدوی عادات و طبائع سے واقف ہیں۔ اب تک ۳۰ قبیلوں میں تعلیم کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ مگر ظاہر ہے تعلیمی اصلاحات کا نتیجہ ایک مدت کے بعد ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ تعلیمی لائحہ ایک فرمان کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اور بالاختصار یہ ہے:

دفعہ اول۔ کسی شخص کو حق نہیں کہ مجلس معارف کے لائحہ سے ہٹ کر بطور خود تعلیم دے۔

دفعہ دوم۔ جن علوم کی تعلیم دی جائے گی، وہ وہی ہونگے جنھیں مجلس معارف نے مقرر کر دیا ہے۔

دفعہ سوم۔ حجاز کی تعلیم گاہیں، مجلس معارف کے ماتحت ہونگی۔

دفعہ چہارم۔ گھروں میں تعلیم نہیں دی جا سکے گی الا یہ کہ مجلس معارف سے اجازت حاصل کر لی گئی ہو۔

دفعہ پنجم۔ تعلیمی نصاب اور دستور العمل عنقریب مرتب کیا جائے گا۔ سلطان نے اس کے لئے ایک مجلس کی تشکیل کا حکم دیدیا ہے۔

دفعہ ششم۔ تعلیمی لائحہ اور دستور العمل حسب ذیل اصول پر مبنی ہوگا۔

(۱) تعلیم کی غرض ایک ہو۔

(۲) حجاز میں تعلیمی بدنظمی دور کر دی جائے۔ تمام تعلیم ایک ہی نظام کے ماتحت رہے۔ ابتدائی تعلیم، بتدریج اجباری کر دی جائے اور غریبوں کے لئے مفت ہو۔

(۳) حجاز میں تعلیم کے چار درجے قرار دئے جائیں: مکتبی، ابتدائی، ثانوی، اعلیٰ۔

(۴) مسجد حرام میں جو تعلیم جاری ہے، اُس کے لئے ایک ضابطہ مقرر ہو۔

(۵) مدرسوں کی قابلیت کے لئے معیار مقرر کر دیا جائے۔

دفعہ ہفتم۔ مدارس اور تعلیم کی جانچ کے لئے مفتش مقرر کئے جائینگے وہ پوری تعلیم کی نگرانی کرینگے اور اپنی روداد میں مجلس معارف کے سامنے پیش کیا کرینگے۔

عدالتی نظام

عدالتوں کے لئے ایک نیا دستور العمل سلطان نے شائع کیا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

دفعہ اول: مکہ معظمہ میں حسب ذیل عدالتیں قائم ہونگی:

(۱) عدالت خفیفہ۔ اس کا مرکز قلعہ حمیدیہ میں ہوگا۔ یہ اُن تمام دیوانی و فوجداری مقدمات کا فوراً فیصلہ کرے گی جن میں ۲۰ گنی سے کم کا دعویٰ پیش ہوگا۔ اور جن میں مجرم کے لئے سنگین سزا نہیں ہے۔ اس کے فیصلے کی اپیل نہیں ہو سکتی۔ الا یہ کہ ظاہر شرع کے صریح خلاف ہو۔

(۲) اسی قسم کی ایک اور عدالت بھی قائم ہوگی۔ یہ صرف بدوی قبائل کے مقدمات کا فیصلہ کرے گی۔

(۳) شرعی عدالت عالیہ۔ یہ اُن تمام مقدموں پر غور کرے گی جو عدالت خفیفہ کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ اس کے فیصلے اُس کے قاضیوں کے اتفاق آرا یا اکثریت سے صادر ہونگے۔

دفعہ دوم۔ جدہ اور مدینہ میں بھی اسی قسم کی تینوں عدالتیں قائم کی جائیں۔

دفعہ سوم۔ مکہ کی عدالتوں میں قاضیوں کی تعداد حسب ذیل ہوگی:

(۱) عدالتہائے خفیفہ میں ایک ایک قاضی۔

(۲) عدالت عالیہ میں تین۔

دفعہ چہارم۔ عدالتی نگرانی کے لئے ایک مجلس قائم ہے۔ اس کا فرض یہ ہوگا کہ وقتاً فوقتاً مقدمات کی رفتار اور فیصلوں کی جانچ کرتی رہے۔ اگر کبھی غلطی دیکھے، تو فوراً بازپرس کرے۔

دفعہ پنجم۔ یہ مجلس ایک صدر، ایک کاتب (سکرٹیری) اور تین ارکان سے مرکب ہوگی۔ خود سلطان ان لوگوں کو منتخب کرینگے۔

دفعہ ششم۔ اس مجلس کے وظائف حسب ذیل ہونگے:

(۱) تمام حدود شرعیہ پر نظر رکھنی۔

(۲) مالی مقدمات پر نظر ثانی کرنی بشرطیکہ کوئی فریق اس کی درخواست کرے۔

(۳) کم عمر بچوں کے حقوق اور اوقاف کے اموال کی حفاظت۔

(۴) امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔

(۵) اُن مسائل میں فتویٰ صادر کرنا جن کا تعلق شرعی عدالتوں سے نہیں ہے۔

(۶) اگر عدالتوں کے قاضی کسی معاملے میں مختلف ہوں اور فیصلہ نہ کر سکیں، تو اُنھیں مشورہ دینا۔

دفعہ ہفتم۔ فیصلہ کے صادر ہونے کے بعد اُس کے نفاذ میں ۵ دن سے زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔

دفعہ ہشتم۔ قاضیوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ عدالت کے اوقات میں لوگوں سے نجی ملاقاتیں کریں۔

دفعہ نہم۔ اپیل کی انتہائی مدت بیس دن ہے۔

یہ عدالتی نظام نامے کے چند دفعات کا خلاصہ ہے۔ اس نظام نامے کے ساتھ ہی دو شاہی فرمان بھی شائع ہوئے ہیں۔ ایک میں مکہ معظمہ کی تینوں عدالتوں کے لئے قاضیوں (ججوں) کی تقرری منظور ہوئی۔ دوسرے میں عدالتی نگرانی کی مجلس کے ارکان کے نام بتلائے گئے ہیں۔

عدالت عالیہ کے لئے تین قاضی مقرر ہوئے ہیں: شیخ محمد المرزوقی ابو حسین (صدر)، بہجت البیطار (رکن)، امین فودہ (رکن)، باقی دونوں عدالتوں کے لئے بالترتیب شیخ محمد التویجری اور شیخ حسین عبد الغنی مقرر کئے گئے ہیں۔

عدالتی نگرانی والی مجلس کے ارکان حسب ذیل ہیں:

(۱) شیخ عبد اللہ بن حسن	(صدر)
(۲) شیخ محمد علی الترکی	(کاتب)
(۳) شیخ علی المالکی	(رکن)
(۴) شیخ محمد الباقر	(〃)
(۵) شیخ سعید ابو الخیر	(〃)

مجلس امر بالمعروف

عدالتی نظام نامے کے ساتھ ایک فرمان میں مجلس امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے قیام کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ اس کی دفعات حسب ذیل ہیں:

(۱) اس مجلس کا مرکز، مکہ میں ہوگا۔ شاخیں، جدہ، مدینہ، طائف، ینبوع وغیرہ ملحقات میں ہونگی۔

(۲) ہر مقام کی مجلس میں حسب ضرورت ارکان کی تعداد رہے گی۔

(۳) ارکان کے لئے لازمی شرط یہ ہے کہ شریعت کے عالم، خوش اخلاق، اور خوش اطوار ہوں۔

(۴) ہر مجلس کے ماتحت، مسلح فوج ہوگی، اور اُس کے احکام نافذ کرے گی۔

(۵) ہر ہفتہ دو مرتبہ یہ مجلسیں جمع ہونگی۔

(۶) ان مجلسوں کے فرائض حسب ذیل ہیں:

(۱) باشندوں کو اوقات نماز میں متنبہ کرنا اور بے نمازیوں کو خوش اسلوبی سے نماز کی طرف راغب کرنا۔

(۲) جن مقامات میں خلاف شرع کام ہونے کا شبہ ہو، اُن کی نگرانی۔

(۳) باشندوں کو نرمی کے ساتھ معاصی و منکرات کے ترک کی ترغیب دینا۔

(۴) شادی غمی میں خلاف شرع رسموں سے باز رکھنا۔

(۵) عوام کو فحش کلامی سے روکنا۔

(۶) کمزوروں کی مدد، بیواؤں سے حسن سلوک، لاچاروں کی دستگیری۔

(۷) حیوانات پر رحم۔

(۸) یہ مجلسیں ہر اُس بات کا حکم دیں گی اور ہر اُس بات سے منع کریں گی جس پر امت کا اجماع ہے۔ مختلف فیہ امور میں عدالتی نگرانی والی مجلس سے، رجوع کریں گی۔ کیونکہ امر بالمعروف، معروف میں ہے نہ کہ امور اجتہادیہ میں۔

تنبیہ۔ ان مجالس کے ماتحت فوجوں کو سختی سے ممانعت کی جاتی ہے کہ احکام کے نفاذ میں ہرگز تشدد سے کام نہ لیں۔

مکہ معظمہ کی مرکزی مجلس کے ارکان حسب ذیل ہیں:

(۱) شیخ عبد الرحمن قشاقی	(صدر)
(۲) 〃 عمر فقیہ	(رکن)
(۳) 〃 محمد نور کتبی	(〃)
(۴) 〃 محمد شروانی	(〃)
(۵) 〃 اسعد شفیع	(〃)
(۶) 〃 عبد اللہ بن عمار	(〃)
(۷) 〃 عبید اللہ بن طلق	(〃)
(۸) 〃 سلیمان الصنیع	(〃)
(۹) 〃 محمد الخضری	(〃)
(۱۰) 〃 محمد عبد الرحمن البقل	(〃)

مجلۃ الاحکام الشرعیہ

عدالتی اصلاحات کے سلسلہ میں سب سے بڑی اصلاح، جو سلطان ابن سعود کے پیش نظر ہے، وہ "مجلۃ الاحکام شرعیہ" ہے۔ آپ کے قارئین سے مخفی نہیں کہ فقہ اسلامی کے مذاہب اربعہ کی تفریق سے شریعت کے قیام میں کس قدر دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ خصوصاً اُن ممالک میں جہاں چاروں مذاہب کے متبعین موجود ہیں۔ بلکہ خود ہر مذہب کی کتب میں اس قدر اختلافات ہیں کہ شرعی عدالتوں کا کام نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ اب سے پہلے ملک میں جب شرعی عدالتیں قائم

مقرر کیا۔ ایک ہزار پونڈ" انعام" دیا۔ ۵۰۰ پونڈ میرے بیوی بچوں کو مرحمت کئے۔ اور مجھے اجازت دی کہ اپنے خاندان کے ساتھ جزیرۂ کریٹ میں رہوں۔ چنانچہ یکم شوال ۹۵ھ میں میرا خاندان کریٹ پہنچ گیا۔

شام کی گورنری

لیکن دو ہی مہینے بعد مجھے فرمان شاہی ملا کہ تم شام کے گورنر مقرر کئے گئے۔ میں معاملہ کی تہ تک پہنچا ہوا تھا۔ دراصل سلطان مجھے پایۂ تخت سے دُور رکھنا چاہتے تھے۔ میں نے معذرت کی۔ بڑھاپے کا عذر پیش کیا مگر مسموع نہ ہوا اور شام جانا پڑا۔ مجھے اس منصب سے خوشی ہوئی۔ اس لئے نہیں کہ مناصب کی طلب تھی۔ اب میں مناصب سے اُکتا سا گیا تھا۔ اس لئے کہ شام میں میں اپنا جنون اصلاح پورا کر سکوں گا۔ میرا جنون، میری اصلاح پسندی ہے۔ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

شام میں آتے ہی میں نے محسوس کیا کہ مسلمان باشندوں میں تعلیم بالکل مفقود ہے۔ چنانچہ میں نے تعلیم کی اشاعت، تمام اصلاحات پر مقدم رکھی، اور سیکڑوں مدرسے جاری کر دئے۔ میں نے ایک قانون بنایا کہ ۷ برس کی عمر کے بعد جو کوئی اپنے لڑکے کو مدرسے میں داخل نہیں کرے گا اُسے سزا دی جائے گی۔ ان مساعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت جلد تعلیم کی طرف باشندوں کو رغبت پیدا ہوگئی۔ اور ہزاروں بچے پڑھنے لکھنے لگے۔ حالانکہ مجھ سے پہلے اس صوبے میں صرف گنتی کے چند مکتب قائم تھے اور اُن میں بھی صرف قرآن پڑھایا جاتا تھا۔

از سرِ نو سازشوں کا ظہور

تعلیم کے بعد میں نے دوسری اصلاحات شروع کیں۔ مگر اچانک دارالخلافہ میں میرے خلاف از سرِ نو سازشوں کا ظہور ہوا۔ سلطان نے داماد محمود پاشا اور رشدی پاشا وغیرہ کو جلاوطن کر دیا جو سعی اصلاح میں میرے ہم خیال تھے۔ اور محمود ندیم پاشا اور جودت پاشا کو اپنا مشیر بنا لیا جو اصلاح اور اصلاح پسند جماعت کے سخت دشمن تھے۔ پارلیمنٹ بند کر دی۔ دستور اساسی منسوخ کر دیا۔ پھر خود میرے متعلق، آستانہ کے اخبارات نے لکھنا شروع کیا کہ میں شام میں بغاوت کی طیاری کر رہا ہوں۔ عنقریب اپنی بادشاہی کا اعلان کر دوں گا۔ میں اس کی بھی پروا نہ کرتا، لیکن شام میں میری اصلاحات کی مخالفت پایۂ تخت سے ہونے لگی۔ اب میں نے دیکھا کہ استعفا پیش کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ اپنی پیری اور ضعیفی کی بنا پر استعفیٰ دے دیا۔ بڑی حجتوں کے بعد سلطان نے اُسے منظور کیا۔ لیکن حکومت کی خدمت سے مجھے علحدہ ہونے نہیں دیا۔ شام سے سمرنا کی گورنری پر بھیجا۔

سمرنا میں اصلاحات و ترقی

اُس وقت صوبۂ سمرنا کی حالت نہایت ابتر تھی۔ کوئی انتظام نہ تھا۔ ہر طرف لوٹ مار اور بے امنی پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے از سرِ نو حکومت قائم کی۔ مدرسے جاری کئے۔ سڑکیں بنائیں۔ ٹریم جاری کی۔ مگر دارالخلافہ میں میرے خلاف برابر سازشیں جاری تھیں۔ محمود ندیم پاشا برسرِ اقتدار تھا اور روس کے اشاروں پر کام کر رہا تھا۔

اب سلطان عبدالحمید بالکل کھُل کھیلنا چاہتے تھے۔ جن جن لوگوں سے اُنھیں مخالفت کا ذرا بھی اندیشہ تھا، سب کو پایۂ تخت سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ مگر اس پر بھی وہ مطمئن نہ تھے۔ اس اثنا میں معزول سلطان مراد کا جنون دور ہو چکا تھا۔ سلطان عبدالحمید کو اندیشہ پیدا ہوا، مبادا اُنھیں دوبارہ تخت نشین کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ چنانچہ اُنھوں نے تمام اصلاح پسندوں کا خاتمہ کر دینا چاہا۔

❋ مدحت پاشا کے خلاف مقدمہ

اس مقصد کے لئے سلطان عبدالحمید نے مرحوم عبدالعزیز کی خودکشی کو آلۂ کار بنایا۔ عبدالعزیز کی وفات، ایک سازش اور قتل کا نتیجہ قرار دی گئی۔ ایک برس تک خفیہ طیاریاں ہوتی رہیں۔ پھر اچانک داماد محمود جلال الدین پاشا، رشدی پاشا، سردار عبدی پاشا، ردیف پاشا، اور شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی جلاوطن کر دئے گئے۔ وجہ یہ بتائی گئی کہ تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ انہی لوگوں نے سلطان عبدالعزیز کو قتل کیا ہے۔ مگر وہ تحقیقات آج تک شائع نہیں کی گئی۔

اس اثنا میں میرے بعض دوست مجھے لکھ رہے تھے کہ عنقریب تم بھی گرفتار ہونے والے ہو۔ فوراً بھاگ جاؤ۔ نیز میرے ایک یورپین دوست نے آکر کہا "میں ایک جہاز خاص تمھارے لئے لایا ہوں۔ فوراً یورپ چلے جاؤ۔ ورنہ گرفتار ہو جاؤ گے" مگر میں نے قطعی انکار کر دیا۔ میں نے کہا سلطان عبدالعزیز نے خودکشی کی ہے۔ نہ میں نے اور نہ کسی اور نے اُنھیں قتل کیا ہے۔ جب میں مجرم ہی نہیں ہوں تو کیوں بھاگوں اور دشمنوں کو تہمت لگانے کا موقعہ دوں؟ میں نے ۴۰ برس سلطنت کی خدمت کی ہے۔ اب آخری وقت میں اُسے چھوڑ نہیں سکتا! میں نے یہ کہا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ سلطان میرے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں اور جلد سے جلد میرا فیصلہ کر دینا چاہتے ہیں۔ مجھے ہر روز اپنی گرفتاری کا انتظار رہتا تھا۔ چنانچہ ۱۴ مارچ کو جبکہ میں سمرنا کے دارالحکومت میں اپنے خاندان کے ساتھ سو رہا تھا، آدھی رات کے وقت سپاہیوں نے محاصرہ کر لیا، اور مجھے قید کر کے آستانہ بھیج دیا گیا۔

بریدِ شرق

مکتوبِ حجاز

(الہلال کے مقالہ نگار حجاز کے قلم سے)

جدید اصلاحات

گزشتہ ہفتہ معاہدۂ جدہ پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ اس ہفتہ اُن جدید اصلاحات پر مفصل بحث کرنے کا ارادہ تھا جو حجاز میں شروع ہو چکی ہیں۔ مگر جب لکھنے بیٹھا تو معلوم ہوا ایک مضمون میں بحث نہیں ہو سکتی، کیونکہ اصلاحات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ مجبوراً نہایت مختصر اشاروں پر اکتفا کروں گا۔

آپکے قارئین واقف ہیں کہ پچھلے دنوں سلطان ابن سعود بعض انتظامات کی تکمیل کے لئے نجد گئے تھے۔ اُن کی عدم موجودگی میں بعض بدنظمیاں حجاز میں رونما ہوگئی تھیں۔ یہ بدنظمی ایک حد تک قدرتی کہی جا سکتی ہے۔ کیونکہ موجودہ حکومت کی عمر ابھی بہت کم ہے اور صدیوں کے اختلال و فساد کے بعد حجاز میں بہت ہی زیادہ متنبہ اور بیدار حکومت کی ضرورت ہے۔ باشندوں کے مزاج بگڑے ہوئے ہیں۔ ذرا سی غفلت میں بے لگام ہو جاتے ہیں۔

مجلس تفتیش

سلطان نے یہ صورت حال دیکھی تو فوراً اُس کے سدباب پر کمربستہ ہو گئے۔ اُنھوں نے ایک مجلس "لجنۃ التفتیش والاصلاح" کے نام سے قائم کر دی۔ اس مجلس کی طرف میں اپنے کسی پچھلے مکتوب میں اشارہ کر چکا ہوں۔ اس مجلس کا کام یہ ہے کہ حکومت کے تمام شعبوں کی جانچ پڑتال کر کے اصلاح کی تجویزیں سلطان کے سامنے پیش کرے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اُن تمام تدبیروں پر بھی غور کرے جو حجاز کی ترقی و خوشحالی کا موجب بن سکتی ہیں۔ سلطان نے اس مجلس کو کافی اختیارات دئے ہیں۔ یہ مجلس جو کچھ طے کر دیتی ہے، سلطان اُسے منظور کر لیتے ہیں۔

درحقیقت تمام جدید اصلاحات کا مسودہ اسی مجلس نے بنایا ہے۔ ذیل میں بعض اہم اصلاحات کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) تعلیم۔ مجلس نے فیصلہ کیا ہے کہ دنیا کے دوسرے ملکوں کی طرح حجاز میں بھی تعلیم تین درجوں پر تقسیم کر دی جائے: ابتدائی، ثانوی، اعلیٰ۔ تمام تعلیم گاہوں کے لئے عام اس سے کہ سرکاری ہوں یا غیر سرکاری، ایک ہی نصاب اور دستور العمل بنایا جائے۔ نئی کتابیں تصنیف یا ترجمہ کی جائیں اور ان میں ملک کی استعداد کا لحاظ رکھا جائے۔ ۲۲ ارکان پر مشتمل ایک مجلس "مجلس معارف" کے نام سے قائم کی جائے اور پورا محکمۂ تعلیم اُس کے سپرد کر دیا جائے۔

(۲) مجلس تفتیش نے فیصلہ کیا کہ عدالتوں کا موجودہ نظام، فاسد ہے اس میں تبدیلی کی جائے۔ اسوقت صورت یہ تھی کہ مقدمات کا فیصلہ مدتوں تک نہیں ہو سکتا تھا۔ دادخواہوں کو سخت پریشانیاں اٹھانی پڑتی تھیں۔ نتیجہ یہ تھا کہ باشندے اپنا نقصان گوارا کر لیتے، مگر عدالتوں کے تباہ کن پنجوں میں پھنسنا نہیں چاہتے۔ مجلس نے طے کیا کہ عدالتوں کا نظام بہت سادہ کر دیا جائے۔ مقدمات کے فیصلے میں تاخیر نہ ہونے پائے۔ شرعی احکام کے مطابق فوراً فیصلہ صادر ہو جائے۔ عدالت کے حکام کے غیر محدود اختیارات مقید کر دئے جائیں۔ اُن پر باضابطہ نگرانی قائم کی جائے، تاکہ مقدمہ والوں کو اُن کی دیانت پر شبہ باقی نہ رہے۔ چھوٹی چھوٹی عدالتیں جابجا قائم کی جائیں۔ اِن کا کام یہ ہو کہ معمولی مقدمات کا تصفیہ فوراً کر دیا کریں۔

(۳) ملک میں حفظان صحت کا انتظام مکمل نہیں ہے۔ نئے شفاخانے کھولے جائیں۔ نئے طبی آلات مہیا کئے جائیں۔ لائق طبیبوں کی خدمات حاصل کی جائیں۔

(۴) ڈاک اور پولیس کے محکموں میں اصلاحات جاری کی جائیں۔

لاتنہ عن خلق وتاتی مثلہ   عار علیک اذا فعلت عظیم

"حکومت کے عہدہ داروں کا سب سے پہلا فرض یہی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کریں۔ حق کے معاملے میں کسی کی بھی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔ کسی کے بھی شبہ سے نہ ڈریں۔ کیونکہ ملامت اور شبہ، دنیا کے حالات میں سے ہے۔ دین میں سے نہیں ہے۔ منکروں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شبہ کیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کے شکوک باطل کر دئے۔ اپنا دین غالب کر دیا۔ منکروں کو خسران کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہ دارین کی سعادت کا ایک ذریعہ ہے کہ اشرار ہمیشہ اخیار کے دشمن ہوتے ہیں۔

"ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا رب، اللہ ہے۔ ہمارا دین، اسلام ہے۔ ہماری کتاب قرآن ہے۔ ہمارے نبی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن محض زبان کے دعوے سے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا عمل چاہتا ہے: قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ" بت پرست بھی، خدا پرستی کے مدعی تھے، مگر خدا نے اُنھیں قبول نہ کیا۔ منافق بھی ہم مسلمانوں ہی کے سے دعوے کرتے تھے! مگر خدا نے فرمایا "ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار"

"یہاں شرعی عدالتیں موجود ہیں۔ امر بالمعروف کی مجلسیں قائم کر دی گئی ہیں۔ یہ سب کیوں ہیں؟ صرف اظہار حق کے لئے۔ تم اے عہدہ داران حکومت! اس دین کے امین ہو۔ اس بلد امین کے امین ہو۔ تم اس کے ذمہ دار ہو۔ تم اس کے خادم ہو۔ پس جو احکام، شہر کے لئے جاری کئے جاتے ہیں، اُن کے سب سے پہلے مخاطب تم ہو۔ وہ تم پر سب سے پہلے نافذ ہونگے۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا کہ کچھ لوگوں پر احکام جاری ہوں اور کچھ لوگ مستثنیٰ رہیں، اگرچہ مستثنیٰ رہنے والا خود ابن سعود اور اُس کا بیٹا فیصل ہی کیوں نہ ہو!

"ہم اس شہر میں آئے ہیں کیونکہ اُس سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔ اُس کے باشندوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اُن کے لئے بھلائی کی کوشش کرتے رہیں۔

"ہم اخیار سے محبت رکھتے ہیں۔ اشرار سے نفرت کرتے ہیں۔ الحمد للہ دین و وطن کی برکت سے ہمیں بعض اعمال نافعہ کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔ ہم نے جماعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر قائم کر دی ہے۔ اُس کے احکام سب کے لئے یکساں طور پر واجب العمل ہیں۔ تم اے عہدہ دارو! سب سے زیادہ اُن احکام کے مخاطب ہو۔ کیونکہ تم ہی اُنھیں نافذ کرنے والے ہو۔ اگر تم خود اُن پر عامل نہ ہوگے، تو دوسرے بھی اُن پر عمل نہ کرینگے۔"

"ہم تم سے تین باتیں چاہتے ہیں:

(۱) اپنے اوقات میں نماز۔ ہرگز نماز جماعت سے تخلف جائز نہیں۔ الا یہ کہ عذر شرعی ہو۔

(۲) جملہ محرمات شرعیہ سے اجتناب، اشرار کی صحبت سے پرہیز۔

(۳) شرعی آداب کے مخالف امور میں غیر مسلموں کی تقلید سے احتراز۔

"مختصر یہ کہ تم پر حکومت کے احکام کی اطاعت اور پیروی لازم ہے بشرطیکہ وہ احکام خلاف شرع نہ ہوں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے تمھاری حکومت کوئی خلاف شرع حکم صادر نہیں کرتی۔

"یقین کرو میں خود سب کی تفتیش کروں گا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اچانک تم پر ٹوٹ پڑوں گا۔ جس کسی کو صراط مستقیم سے ہٹا ہوا دیکھوں گا اور اُس کی غلطی ثابت ہو جائے گی، پہلے اُس کے افسر کو قانون کے مطابق سزا دوں گا۔ پھر اُس شخص سے باز پرس کروں گا۔ یقین کرو سزا ہمیشہ سخت سے سخت اور بے رو رعایت ہوگی۔ پس ہوشیار ہو جاؤ۔ میری سنو، کیونکہ میں تمھیں خوف الٰہی کی وصیت کرتا ہوں!

"تمام عہدہ داروں پر فرض ہے کہ احکام حکومت پر عمل کریں۔ حکومت ہمیشہ امر الٰہی کا حکم دیتی اور نہی سے منع کرتی ہے۔ اگر ہم اللہ اور اُس کے رسول کے حکموں پر عامل ہوں، تو ہماری سنو اور اطاعت کرو۔ اگر خدا نخواستہ ایسے نہ ہوں تو نہ ہماری سنو نہ اطاعت کرو!"

افسانہ

نپولین پر دوسرا حملہ

یکم مئی ۱۸۰۹ء میں نپولین، آسٹریا میں جنگ کر رہا تھا۔ ۱۳ اکتوبر کو جبکہ وہ اپنی فتحمند فوجوں کا معائنہ کر رہا تھا، یکایک میدان کے ایک گوشے سے ایک خوبصورت نوجوان نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ نپولین کی طرف بڑھنے لگا۔ مارشل برتیہ کی نظر اُس پر پڑی اور اُسے روک کر کہا:

"اگر شہنشاہ کو کوئی درخواست دینی چاہتے ہو تو مجھے دیدو، میں پیش کر دوں گا" نوجوان نے جواب دیا "میں خود نپولین سے زبانی گفتگو کرنی چاہتا ہوں"

یہ کہکر نوجوان پیچھے ہٹا۔ مارشل نے خیال کیا وہ واپس جا رہا ہے۔ مگر اس کے مڑتے ہی نوجوان نے پھر آگے بڑھنا شروع کیا۔ مارشل کو شک ہوا، اور اُسنے ایک افسر کو حکم دیا کہ اُسے گرفتار کرکے لیجائے۔ یہ واقعہ کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ سب فوج کی قواعد کے تماشہ میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر بعد افسر نے واپس آکر مارشل کو خبر دی کہ نوجوان کی جیب میں خنجر نکلا ہے جو ایک سفید کاغذ میں لپٹا ہوا تھا۔ جنگی قواعد ختم ہونے کے بعد مارشل نوجوان کو دیکھنے گیا۔ دیکھا کہ وہ چارپائی پر پڑا ہے۔ اُس کے سامنے ایک عورت کی تصویر، نوٹ بک، اور چند سکے رکھے ہیں۔

مارشل نے سوال کیا:

"تمھارا کیا نام ہے؟"

"صرف نپولین کو بتایا جائیگا"

"تم اس خنجر سے کیا کرنا چاہتے تھے؟"

"نپولین کو بتاؤں گا"

"شہنشاہ کی جان لینا چاہتے تھے؟"

"ہاں!"

"کیوں؟"

"نپولین کو جواب دوں گا"

چند منٹ بعد نپولین کو اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی۔ اُسنے نوجوان کو اپنے سامنے طلب کیا۔ نوجوان کی مشکیں کسی تھیں۔ نپولین کے سامنے پہونچکر وہ ذرا بھی مرعوب نہیں ہوا۔

نپولین: "تم فرنچ جانتے ہو؟"

نوجوان: "بہت کم"

"نام؟"

"فرڈرک سٹابس"

"وطن؟"

"جرمنی"

"باپ کا پیشہ؟"

"پروٹسٹنٹ پادری"

"تمھاری عمر؟"

"اٹھارہ برس"

"خنجر سے کیا کرنا چاہتے تھے؟"

"آپکو قتل!"

"تو دیوانہ ہے؟"

"ہرگز نہیں"

"بیمار ہے؟"

"نہایت تندرست ہوں"

"مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے تھے؟"

"کیونکہ تم نے میرے وطن کو بدبخت بنا دیا ہے!"

"کیا میں نے تیرے ساتھ بھی کچھ برائی کی ہے؟"

"ہاں میرے ساتھ بھی اور ہر جرمن کے ساتھ بھی"

"تجھے اس جرم کے لئے کس نے بھیجا ہے؟"

"کسی نے بھی نہیں۔ میں خود اپنے اس اعتقاد سے آیا ہوں کہ تمھیں قتل کرکے اپنے وطن اور تمام یورپ کو تمھارے شر سے نجات دیدونگا!"

"آج سے پہلے بھی تو نے مجھے دیکھا تھا؟"

"ہاں، ارفورٹ میں"

"اُسوقت بھی میرے قتل کا ارادہ تھا؟"

"ہرگز نہیں، میں سمجھتا تھا تم پھر کبھی جرمنی پر اعلان جنگ نہ کروگے، اُسوقت میں تم سے محبت کرتا تھا"

"یہاں وائنا میں کتنے دن سے ہو؟"

"دس دن سے"

"اتنے دن کیوں خاموش رہے؟"

"آج سے پہلے کوئی مناسب موقع نہیں ملا"

"میں پھر پوچھتا ہوں دیوانہ ہو یا بیمار؟"

"دونوں میں سے کوئی بھی نہیں"

"میں کورویزار کو بلواتا ہوں"

"یہ کون شخص ہے؟"

"ڈاکٹر"

"لیکن مجھے ڈاکٹر کی مطلق ضرورت نہیں"

تمام حاضرین پر خاموشی طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر آیا اور نبض دیکھی۔ نوجوان نے کہا:

"کیوں ڈاکٹر! میں بالکل تندرست نہیں ہوں؟"

ڈاکٹر نے نپولین سے عرض کیا:

"یہ بالکل تندرست ہے" نوجوان نے خوش ہوکر نپولین سے کہا:

"میں نے پہلے ہی عرض کر دیا تھا!" نپولین کو لڑکے کی جرأت پر از حد تعجب ہوا۔ تاہم اُسنے پھر گفتگو شروع کی: "تم سخت نا سمجھ اور نا عاقبت اندیش ہو۔ اپنے اور اپنے خاندان کے دشمن ہو۔ تاہم میں جان بخشی کرنے کو طیار ہوں بشرطیکہ ندامت ظاہر کرو اور معافی چاہو" "ندامت! معافی! ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! البتہ مجھے اپنی ناکامی پر افسوس ضرور ہے!" "عجب!" *

تھیں اور فقہ حنفی پر فیصلہ صادر کرتی تھیں تو اُنھیں سخت دشواریاں پیش آتی تھیں۔ یہی دشواریاں دیکھ کر ترکوں نے ایک مجلہ یا قانون نامہ، فقہ حنفی سے مرتب کیا تھا اور ترکی عدالتیں اُسپر عمل کرتی تھیں۔

حجاز میں چاروں مذاہب کے پیرو موجود ہیں۔ مالکیوں اور شافعیوں کی اکثریت ہے۔ موسم حج میں تو تین چار مہینے کے لئے ہر مذہب کے مسلمان لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوجاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حجاز میں کسی ایک فقہی مذہب کو معتبر قرار دینا اور باقی کو پس پشت ڈال دینا، صریح ناانصافی ہوتی۔ لہذا سلطان ابن سعود نے یہی مناسب سمجھا کہ حجاز کی شرعی عدالتیں کسی ایک مذہب کی مقید نہ ہوں بلکہ بیک وقت چاروں مذاہب پر حسب حالت فریقین عمل کریں۔ چونکہ تمام اہل سنت و جماعت مسلمان، چاروں مذاہب فقہ کی بنیاد یکساں حق تسلیم کرتے ہیں، اس لئے سلطان نے طے کیا کہ مذاہب اربعہ کے زیادہ سے زیادہ مستند اور ضروریات زمانہ کے مطابق احکام لے لئے جائیں اور آسانی کی بنا پر عدالتیں فیصلہ کریں۔

مگر موجودہ زمانہ میں ایسے علماء و قضاۃ کا ملنا مشکل ہے جو بیک وقت چاروں مذاہب کے ماہر ہوں، لہذا سلطان نے طے کیا کہ ایک مجلہ یا قانون نامہ مرتب کیا جائے اور اُس میں مذاہب اربعہ کے متفق علیہ احکام اور زیادہ سے زیادہ مستند اور وقت کے مناسب احکام جمع کر دئیے جائیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے سلطان عنقریب مذاہب اربعہ کے مشہور علماء کی ایک مجلس مرتب کرنے والے ہیں۔ یہی مجلس یہ مجلہ طیار کرے گی۔

حفظان صحت

سلطان نے حفظان صحت کے انتظامات بھی شروع کر دئیے ہیں۔ متعدد مصری و شامی ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔ جدہ میں ایک طبی مرکز قائم کرنے کی منظوری صادر کرلی ہے۔ یہ طبی مرکز جدید ترین صحی اسلوب پر قائم ہوگا۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ متعدد حجازی نوجوان یورپ بھیجے گئے ہیں تاکہ طبی علوم کی تکمیل کریں۔ حجاز کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ اُس کے نوجوان تعلیم کے لئے باہر بھیجے جا رہے ہیں۔

جدید سڑکیں

جدہ اور مکہ کے درمیان پرانی سڑک کی مرمت ہو رہی ہے۔ اس راستے میں جابجا دُور دُور تک ریت پھیلی ہوئی تھی اور حاجیوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ سلطان نے اُس کی مرمت جاری کر دی ہے۔ پوری سڑک پر پتھر کوٹا جا رہا ہے۔ آئندہ موسم حج میں حاجی یہ سڑک بالکل طیار پائیں گے اور بہت آرام حاصل کرینگے۔

مکہ اور طائف کے مابین بھی ایک سڑک بنائی گئی ہے۔ اس پر موٹر چلنے لگے ہیں۔ طائف، مکہ کے لئے روح کا حکم رکھتا ہے۔ سبزیاں، ترکاریاں، میوے، مکہ میں طائف ہی سے آتے ہیں۔ اب سے پہلے دونوں شہروں کے مابین سفر ۲ دن میں ختم ہوتا تھا۔ اب صرف ۴ گھنٹے میں طے کیا جاتا ہے۔ طائف کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے۔ مناظر ایسے ہیں کہ حجاز کا سوئٹزرلینڈ معلوم ہوتا ہے۔ مگر اب تک اُس کی آبادی و ترقی کا کوئی سامان نہ تھا۔ سلطان اُسے آباد کرنا چاہتے ہیں۔ طائف، حجاز کا قدرتی طور پر گرمائی پایۂ تخت ہے۔ سلطان نے اپنا خاندان طائف بھیجدیا ہے، تاکہ مکہ کے دوسرے باشندوں کو بھی ترغیب ہو اور وہ گرمی میں وہاں جا کر رہا کریں۔

ینبع اور مدینہ کے مابین بھی سڑک بن رہی ہے۔

حرم میں اصلاحات

حرم کعبہ میں دو قسم کی اصلاحات شروع ہو گئی ہیں: تعمیری اصلاحات اور انتظامی اصلاحات۔

تعمیری اصلاحات کے سلسلہ میں تین امر اہم ہیں:

(۱) حرم کا موجودہ رقبہ، حجاج بیت اللہ کے لئے ناکافی ہے۔ لہذا اطراف حرم کے بعض مکان، حکومت نے خرید لئے ہیں تاکہ مسجد زیادہ وسیع کر دی جائے۔ یہ توسیع "باب زیادہ" کی طرف سے عمل میں آئیگی۔

(۲) حرم کے گرد مکانوں کا ایسا سلسلہ قائم ہے کہ بیت اللہ کی رونق و عظمت پوری طرح ظاہر نہیں ہوتی۔ لہذا حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بتدریج اطراف کے مکان خرید کرکے منہدم کر دئیے جائیں۔

(۳) مسجد حرام کے صحن پر کوئی چھت نہیں ہے صرف اطراف کے دالان ہیں، لیکن وہ بھی دھوپ کی مداخلت سے محفوظ نہیں ہیں۔ اس سے حاجیوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ دھوپ کی شدت سے بہت آدمی بیمار ہو جاتے تھے۔ اب سلطان نے فیصلہ کیا ہے کہ چاروں طرف دالانوں کے سامنے پتلے پتلے آہنی ستون کھڑے کئے جائیں اور اُن پر ۵۰ میٹر لمبا شامیانہ نصب کر دیا جائے۔ یہ شامیانہ دن میں تان دیا جائے گا اور رات کو اُٹھا دیا جائے گا تاکہ ہوا بند نہ ہو۔ اس تبدیلی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کم سے کم ۲۵ ہزار آدمی بیک وقت سایہ میں بیٹھ سکینگے!

(۴) حرم کے صحن میں سنگ ریزوں کا فرش ہے۔ اس سے حرم میں گرمی زیادہ رہتی ہے اور پوری طرح صفائی بھی نہیں ہوسکتی۔ سلطان نے فیصلہ کیا ہے کہ سنگ ریزے اُٹھا دئیے جائیں اور تمام فرش پر سیمنٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ سیمنٹ بچھانے کی مشین آگئی ہے۔

انتظامی اصلاحات بھی بہت ہیں۔ صرف بعض کا ذکر کرتا ہوں:

(۱) اب تک کعبہ کے اندر داخل ہونے کے لئے حاجیوں کو روپیہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ اب یہ ناجائز قرار دیا گیا۔ تمام حاجی ایک پیسہ بھی ادا کئے بغیر بیت اللہ میں داخل ہونگے۔

(۲) موجودہ اغوات کی (خواجہ سرا جو حرم کعبہ کی خدمت پر مامور ہیں) تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں کمی کر دی جائے گی۔

(۳) حرم میں نماز کے لئے ۱۰ امام کافی ہیں۔ باقی موقوف کر دئیے جائیں گے۔

(۴) علماء سے فتویٰ طلب کیا جائے گا کہ امامت کی اُجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) حرم میں صفائی کا انتظام ناکافی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فراشوں کی تنخواہ بہت کم ہے۔ اُن کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے گا۔

(۶) مکبرین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اُن میں کمی کی جائے گی۔

(۷) حرم میں کل ۲۰ دروازے ہیں۔ ۴ دروازے، اطراف کے مکان والوں کے ہیں۔ ان لوگوں کو تنبیہ کیا جاتا ہے کہ اپنے دروازوں پر دربان مقرر کریں تاکہ یہ دروازے عام گزرگاہ نہ بن جائیں کیونکہ حرم بیت اللہ، عبادت کا مقام ہے نہ کہ شارع عام۔ باقی ۲۴ دروازوں میں سے ہر ایک کے واسطے دو دو دربان مقرر کئے جائیں گے تاکہ انتظام قائم رکھیں۔

(۸) شرعاً مسجد میں سونا جائز نہیں، الا اُن پردیسیوں کے جو کوئی جائے پناہ نہیں رکھتے۔ لیکن مکہ میں ہر آنے والا یہی عذر پیش کر سکتا ہے۔ لہذا حرم میں سونا قطعی طور پر ممنوع قرار دیا گیا۔ صرف اعتکاف کرنے والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(۹) حرم کی نگرانی کے لئے ۵ مفتش مقرر کئے گئے۔ یہ لوگ حرم کے جملہ انتظامات کی نگرانی کرینگے۔

(۱۰) ایک مجلس "مجلس ادارۃ الحرم" کے نام سے قائم ہوگی جو حرم کے انتظامات کی ذمہ دار ہوگی۔

چاہ زمزم

چاہ زمزم کی موجودہ صورت یہ ہے کہ کھلا ہوا ہے۔ ڈول سے پانی نکالا جاتا ہے۔ پانی نکالنے والوں اور پینے والوں کی دھوون اُسی میں گرتی رہتی ہے۔ پھر سب حاجیوں کو حسب مرضی پانی بھی نہیں ملتا۔ عام طور پر اُنھیں پانی کے لئے اُجرت دینا پڑتی ہے۔ ان تمام خرابیوں کے سدباب کے لئے سلطان نے طے کیا کہ کنواں اوپر سے ڈھک دیا جائے۔ زمزم کی پیمائش سے معلوم ہوا کہ اُس کا کل عمق ۴۲ میٹر ہے۔ ۳۲ میٹر میں پانی ہے، باقی دس میٹر اُس کی دیوار ہے۔ ہندسی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ اگر پانی نکالنے کا معقول انتظام کیا جائے تو اس سے کئی گنا زیادہ پانی کنواں دے سکتا ہے، حتیٰ کہ پورا شہر اس سے سیراب ہو سکتا ہے۔ لہذا طے پایا کہ پانی نکالنے کی جدید ترین مشین نصب کی جائے۔ حرم کے چاروں طرف نل پھیلا دئیے جائیں اور اُن میں پانی جاری کر دیا جائے۔ اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حاجی بغیر کسی زحمت کے جس وقت چاہیں گے زمزم کا پانی پی سکیں گے۔

جدید کنوئیں

مکہ، منیٰ، عرفات، بحرہ وغیرہ میں جدید قسم کے کنوئیں کھودے جا رہے ہیں۔ وادی نعمان، شہداء، اور منیٰ میں کام شروع بھی ہو چکا ہے۔ لیکن صرف ان کنووں سے پانی کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ بڑے بڑے حوضوں کی بھی ضرورت ہے۔ چنانچہ طے کیا گیا ہے کہ برسات اور پہاڑی سیلاب کا پانی محفوظ کر دینے کے لئے حوض بھی بنائے جائیں۔

نہر زبیدہ

چونکہ نہر زبیدہ مکہ معظمہ میں میٹھے پانی کا تنہا منبع ہے۔ لہذا اُس کی حفاظت و ترقی کے لئے سلطان نے خاص توجہ کی ہے۔ یہ نہر جابجا سے کھلی ہوئی ہے، حتیٰ کہ بعض مقامات میں ۲۰۰ سے ۳۰۰ میٹر تک کھلی ہے۔ اس کا بند کرنا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ باشندے پیاس سے مر جائیں گے۔ مگر اس کے کھلے رہنے سے یہ شدید نقصان ہے کہ لوگ اُس میں میلے کپڑے دھوتے اور نہاتے ہیں۔ اُن کی نگرانی ناممکن ہے۔ لہذا طے پایا کہ عرفات میں ایک بہت بڑا تالاب بنایا جائے۔ نہر کا تمام پانی جدید ترین صحی اصول پر اُس میں صاف کیا جائے، اور صاف ہونے کے بعد آگے بڑھے۔ اس تدبیر کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مکہ کے باشندوں اور حاجیوں کو آدھی بیماریوں سے نجات مل جائے گی جو سراسر اسی نہر کا پانی پینے سے پیدا ہوا کرتی تھیں۔

سایہ کا انتظام

طے پایا کہ منیٰ، عرفات، مزدلفہ، مکہ، اور جدہ کے مابین جابجا حاجیوں کے واسطے بڑے بڑے ایوان تعمیر کئے جائیں تاکہ وہ اُنکے نیچے دھوپ سے پناہ حاصل کر سکیں۔ ہر موسم حج میں دیکھا جاتا ہے کہ سیکڑوں حاجی دھوپ کی تپش سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس انتظام سے یہ مصیبت بڑی حد تک دُور ہو جائے گی۔

سلطان کی ایک تقریر

گزشتہ ہفتے سلطان نے اپنی حکومت کے تمام عہدہ داروں کو جمع کیا اور اُن کے سامنے ایک طویل تقریر کی۔ اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"آپ جانتے ہیں سب سے افضل عمل، کلمۂ حق کا اعلان ہے۔ سب سے بدترین عمل، حق کا اخفا ہے۔ ہماری مجلسیں ہمیشہ کلمۂ حق کے اظہار، حکام و رعایا کی نصیحت و ہدایت کے لئے ہونی چاہئیں۔

"ہم آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مضبوط قدموں سے۔ ترقی میں ہمارے خیالات، ہمارے معتقدات، ہماری آرزوئیں ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالح کی پیروی کے تابع ہونی چاہئیں۔ دُنیا کا جو کام ہمارے دین کے مطابق ہوگا، اُسے کریں گے، جو مخالف ہوگا، اُس سے باز رہیں گے۔

"حکومت کے عہدہ داروں کا فرض ہے کہ یہ حقائق بیان کریں لیکن صرف قول و بیان کافی نہیں ہے۔ عمل بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم" [illegible]

احرار اسلام

اوائل عہدِ اموی کی اسلامی ذہنیت

ایک بڑھیا خلیفہ کے دربار میں

سودہ بنت عمارہ

سودہ بنت عمارہ حضرت علی علیہ السلام کے جاں نثاروں میں تھی جنگ صفین میں اُس کے پُر جوش خطبوں اور رجزیہ شعروں نے شامیوں پر عرصۂ کارزار تنگ کردیا تھا۔ اُس کے بھائی نے نہایت پامردی سے شامی شجاعوں کو شکست دی تھی۔

جب امیر معاویہؓ تخت سلطنت پر متمکن ہوگئے، تو ایک دن یہ اپنے قبیلہ کی شکایت لے کر دربار میں پہنچی۔ جو گفتگو اس میں اور امیر معاویہ میں ہوئی، تاریخ اسلام کے اوراق نے محفوظ کرلی ہے۔ یہ وہ وقت تھا کہ خلافت راشدہ کا دورِ حریت ختم ہوچکا تھا، اور امیر معاویہؓ قیصری و ایرانی شہنشاہیت کے جاہ و جلال سے تخت خلافت کو روشناس کر چکے تھے۔ پھر بھی اسلام کی پیدا کی ہوئی روحِ حریت کا یہ حال تھا کہ قبائل کی ایک معمولی بڑھیا عورت دربار شاہی میں آتی تھی، اور بغیر کسی جھجک کے سخت سے سخت مخالفانہ خیالات ظاہر کردیتی تھی!

امیر کی نظر جب سودہ پر پڑی، تو بے اختیار بول اُٹھے "کیا تم ہی وہ سودہ ہو جو صفین کی لڑائی میں میری جماعت کے خلاف نہایت جوش و خروش سے یہ اشعار سنا رہی تھیں؟"

شمر کفعل ابیک یا ابن عمارۃ　　یوم الطعان وملتقی الاقران

اے فرزند عمارہ! نبرد آزمائی اور جنگ جوئی میں اپنے باپ کے سے کارنامے کر دکھا!

وانصر علیاً والحسین ورہطہ　　واقصد لہند وابنہا بہوان

علی کی، حسین کی، اور اُنکے خاندان کی حمایت کر۔ ہند اور اُس کے بیٹے کو خوار کردے۔

ان الامام اخو النبی محمد　　علم الہدیٰ ومنارۃ الایمان!

امام (یعنی حضرت علی) محمد صلعم کے بھائی ہیں، ہدایت کا نشان اور ایمان کا منارہ ہیں!

فقہ الحتوف وسر امام لوائہ　　قدماً بابیض صارم وسنان!

اُسے خطروں سے بچا۔ اُس کے جھنڈے کے آگے شمشیر براں اور نیزہ لے کر پیشقدمی کر!

"ہاں قسم خدا کی" سودہ نے فوراً جواب دیا "میرا جیسا آدمی نہ حق سے منہ پھیر سکتا ہے نہ جھوٹ بول کر معذرت کرسکتا ہے۔ وہ میں ہی تھی۔"

"تم نے یہ حرکت کیوں کی تھی؟" امیر معاویہ نے سوال کیا۔

"علی علیہ السلام کی محبت اور اتباعِ حق کی وجہ سے۔" سودہ کا جواب تھا!

"لیکن علیؓ نے تمھیں کیا بدلہ دیا؟" امیر نے پھر سوال کیا۔

"پچھلی باتوں کے تذکرہ سے کیا فائدہ؟" سودہ نے جواب دیا۔

"ہیہات!" امیر معاویہ نے کہا "تمھارے بھائی کا معاملہ بھلایا نہیں جاسکتا۔ مجھے کسی سے بھی اتنی تکلیف نہیں پہنچی جتنی تمھارے بھائی اور تمھاری قوم سے پہنچی ہے"

"سچ ہے" سودہ نے جرأت سے کہا "میرا بھائی حقیر آدمی نہ تھا کہ بھلا دیا جاسکے۔ واللہ وہ ویسا تھا جیسا خنساء نے اپنے بھائی صخر کے بارے میں کہا ہے:

وان صخراً لتأتم الہداۃ بہ　　کانہ علم فی راسہ نار

صخر وہ ہے جس کی پیروی رہبر کرتے ہیں۔ گویا پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ روشن ہے!

"سچ ہے۔ تیرا بھائی ایسا ہی تھا" امیر نے تصدیق کی "اچھا کہو میرے پاس کیوں آئیں؟"

"تم اب آدمیوں کے سردار اور اُن کے معاملات انجام دینے والے بن گئے ہو" سودہ نے کہا "خدا تم سے ہماری بابت اور ہمارے حقوق کی بابت سوال کرے گا۔ تمھاری طرف سے ہمارے یہاں ایسے حکام آتے رہتے ہیں، جو تمھاری شوکت پر گھمنڈ کرتے، اور تمھاری قوت پر جبّاری کرتے ہیں۔ یہ ہمیں اس طرح کاٹ رہے ہیں، جس طرح کھیتی کاٹی جاتی ہے، یہ ہمیں ذلیل کرتے ہیں۔ ہم سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ تمھارا ملازم بسر بن ارطاۃ تمھاری طرف سے آیا اور میرے آدمی مار ڈالے، میرا مال چھین لیا، اور مجھے ایک ایسی بات کہنے پر مجبور کرنا چاہا جو میرے منہ سے نکلنا ناممکن ہے (یعنی حضرت علی علیہ السلام سے اظہار بیزاری) اگر اطاعت واجب ہوتی تو ہمارے اندر بھی قوت و استعداد تھی۔ بہر حال اُسے معزول کردو اور ہمارے شکریہ کے مستحق بنو، ورنہ پھر ہم تمھیں دکھا دینگے"

"تو مجھے دھمکاتی ہے!" امیر نے کہا "میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ تجھے سرکش اونٹ پر بٹھا کر بسر بن ارطاۃ کے پاس بھیجدوں تاکہ جو سزا چاہے، دے دے"

سودہ نے سر جھکالیا۔ پھر سر اٹھایا اور یہ شعر پڑھے:

صلی الالٰہ علی جسم تضمنہ　　قبر فاصبح فیہ العدل مدفونا!

خدا کی رحمت اُس جسم پر، جسے قبر نے چھپا لیا ہے، اور عدل اُسمیں مدفون پڑا ہے۔

قد حالف الحق لا یبغی بہ بدلا　　فصار بالحق والایمان مقرونا

وہ ہمیشہ حق کے ساتھ تھا، اُسے کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔ اُس کا نام حق و ایمان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جُڑ گیا ہے!

"یہ کون ہے؟" امیر نے انجان بن کر سوال کیا۔

"علی بن ابی طالب علیہ السلام" سودہ کا برجستہ جواب تھا۔

"اُس نے تیرے ساتھ کیا کیا کہ تیری نظر میں ایسا بن گیا؟" امیر نے پوچھا۔

"اُنھوں نے ہم سے صدقہ وصول کرنے کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا تھا" سودہ نے کہا "میرے اور اِس شخص کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ میں اُس کی شکایت لے کر امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ اُسوقت نماز کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی نماز چھوڑ دی، اور بڑے ہی لطف اور نرمی سے میرا حال پوچھا۔ میں نے تمام واقعہ بیان کردیا۔ آپ سنتے ہی رونے لگے۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر فرمایا "خدایا! تو مجھ پر اور میرے عمال پر گواہ ہے۔ میں نے اُنھیں تیری مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا" اس کے بعد اپنی جیب سے ایک کھال کا ٹکڑا نکالا اور اُس پر لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قد جاءتکم بینۃ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءہم، ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین، وما انا علیکم بحفیظ۔ اذا قرأت کتابی فاحتفظ بما فی یدیک من عملنا حتیٰ یقدم علیک من یقبضہ منک، والسلام"

(تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس روشنی آچکی ہے۔ لہذا ناپ تول ٹھیک ٹھیک کرو۔ لوگوں کا حق نہ مارو۔ زمین میں فتنہ برپا نہ کرو۔ اللہ کا بقیہ تمھارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں تم پر محافظ نہیں ہوں۔ میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہمارا کام ہو، اُسکو محفوظ رکھ۔ یہاں تک کہ وہ شخص پہنچ جائے جو تجھ سے وہ سب وصول کرلے۔ یعنی اُس حاکم کو معزول کردیا۔)

"میں نے امیر المؤمنین کے ہاتھ سے خط لے لیا۔ واللہ اُس پر اُنھوں نے نہ تو کوئی مُہر لگائی، نہ اُسے بند ہی کیا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُسے حرف حرف پڑھ لیا"

"ابن ابی طالب نے تمھیں حکام پر جری بنا دیا ہے" امیر معاویہ نے کہا "بہت دیر میں یہ جرأت تم سے دُور ہوگی"

پھر حکم دیا کہ سودہ کا مال واپس کردیا جائے اور اُس سے اچھا برتاؤ کیا جائے۔

"یہ حکم میرے لئے خاص ہے یا میری پوری قوم کے لئے؟" سودہ نے سوال کیا۔

"تجھے دوسروں سے کیا سروکار؟" امیر معاویہ نے کہا۔

"تو واللہ یہ کمینگی اور بدکاری ہے" سودہ نے کہا "اگر عدل عام نہیں تو میں اُسے نہیں قبول کرتی"

مجبوراً امیر معاویہ نے حکم دیا کہ اُس کے پورے قبیلے کی بابت فرمان لکھ دیا جائے۔ (عقد الفرید و بلاغات النساء)

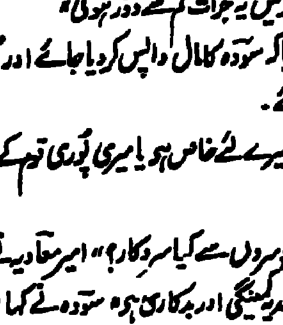

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم با مسمّیٰ ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سوغاتی تحفہ

تار کا کافی پتہ — ہمدرد دہلی

ماء اللحم دو آتشہ

بتحفہ خاص

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہو وہ ظاہر ہو۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہو کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہو۔ تندرستی ہزار نعمت ہو۔ تندرستی ہو تو سب کچھ ہو۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہو اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر مسلم ہو کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہو، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اسکی خاصیت ہو۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہو اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہو۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہو بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہو جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہو۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرماکر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہو مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہو۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کردینا ہمارا شیوہ نہیں ہو۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچائی کے اظہار کا کوئی موقع ہی نہیں ملتا ہو تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہو۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہو اور یہی زمانہ ہو منگائیے اور آزمائیے!! تجربہ بتاوے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعوی میں سچا ہو مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہو۔ علاوہ اس کے چند قسم کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست ۱۹۱۳ء مع جنتری تیار ہو۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں
صرف دس روپے میں
محصولڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

شہرۂ عالم ٹائم پیس	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	جاپانی گولڈن رسٹ واچ

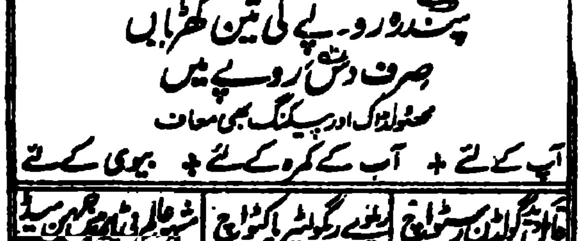

[illegible]	[illegible]	[illegible]
دیکھنے میں خوبصورت چال کا اچھا پائیدار کا مضبوط ... [illegible] ... محصولڈاک پیکنگ معاف	اصل ملٹری کیس خوبصورت مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانیوالا قیمت صرف تین پانچ روپے آٹھ آنے ... [illegible] ... محصولڈاک پیکنگ معاف	نئے نئے فیشن کی خوشنما نفیس ... [illegible] ... محصولڈاک پیکنگ معاف

یہ تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپے میں بھیجی جائینگی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے ہو اور یہ رعایت اسی وقت تک رہیگی جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں رہینگی اسکے بعد جتنیں کے نرخ ہونگے آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہوجائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہوسکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریداروں کیلئے کوئی رعایت نہیں ہو اُن سے پوری قیمت لی جائیگی۔ محصولڈاک وپیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

ملنے کا پتہ امریکن واچ ہوس اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی بمقام دہلی

قَالَ الحَوَارِیُّونَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ

علمائے دیوبند کا واحد ترجمان

اخبار

الانصار

ہفتہوار
سائز ۲۰×۳۰/۸
مقام اشاعت دار العلوم دیوبند

عنقریب ایک حقیقی اسلامی دعوت کا

پیغام

لیکر دار العلوم دیوبند سے یکم نومبر ۱۹۱۳ء کو شایع ہوگا۔ اُمید ہو کہ متوسلین دار العلوم اور مسلمانان ہند پوری گرمجوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرینگے۔ سالانہ قیمت ہیر ششماہی قیمت ع، ممالک غیر سے سالانہ صہ ششماہی ہیر

مہذب اشتہارات رعایتی اُجرت کے ساتھ لئے جائیں گے اور ایجنٹوں کو معقول کمیشن دیا جائیگا۔

خط و کتابت و ترسیل زر بنام ناظم الانصار دار العلوم دیوبند ہونی چاہیئے۔

المعلن۔ احقر حبیب الرحمن ناظم دار العلوم دیوبند (یو پی)

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو
دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی
اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع
ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ
ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہی

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON LONDON S. W. 3.

ہی

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور مخازن کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر بھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی، پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الہلال بک ایجنسی

معارف ابن تیمیہ و ابن قیم

دینی علوم کے بیش بہا جواہر ریزے

اس سلسلہ میں ہم نے امامین کی ان نادر و اعلیٰ درجہ کی بلند پایہ عربی تصانیف کے اردو تراجم کا سلسلہ شروع کیا ہے، جنکا مطالعہ اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروری و ناگزیر ہے - امید کہ یہ "سلسلۂ تراجم" بد نصیب ہندوستان کی دینی اصلاح کا کام دے :

اسوۂ حسنہ — امام ابن قیم کی فن سیرت میں شہرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصہ کا اردو ترجمہ - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائی روپیہ -

کتاب الوسیلہ — لفظ "وسیلہ" کی بحث کے علاوہ امام ابن تیمیہ نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کی مبسوط بحث کی ہے - بلا جلد اڑھائی روپیہ، مجلد سوا تین روپیہ -

اصحاب صفہ — انکی تعداد، ذریعہ معاش، طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے ہیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیہ کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمہ - چار آنے -

العروۃ الوثقیٰ — خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ کا فرق بدلائل بیان کیا ہے - چھ آنے -

سیرت امام ابن تیمیہ — حضرت امام کے ضروری حالات زندگی نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیے ہیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامہ سید محمد رشید رضاء مصری کی تازہ کتاب کا اردو ترجمہ - سوا روپیہ -

ائمہ اسلام — ترجمہ رفع الملام عن ائمۃ الاعلام - بارہ آنے

اختلاف الامہ — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یہ ایک علمی، اسلامی، سہ ماہی رسالہ ہے جس کے خریدار کو ہم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو، عربی، فارسی، انگریزی، اور دوسری زبانوں کی تمام اہم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا ہے- اسکے علاوہ ائمہ و اسلام و بزرگان دین کے حالات، لطائف افسانہ، نظمیں اور ممالک اسلامیہ کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے ہوے حالات درج کیے جاتے ہیں - فی پرچہ ۸ آنہ سالانہ ۲ روپیہ پیشگی -

منیجر الہلال بک ایجنسی

(حلقہ نمبر ۲٤ شیرانوالہ دروازہ لاہور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پتہ صاف لکھین اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین

السحر الحلال فی مجلات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی -

الہلال، اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا- اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے- اور اسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا- پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں- اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں- اس کی جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی، اور اجتماعی مواد و مباحث، کا بہترین مجموعہ ہیں- ان کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اس کی تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیہ میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں- پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جاسکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جاے -

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل ہوگئی ہیں - ہم اس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی- ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " چہارم ۱۰ روپیہ " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے- قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے-

منیجر "البلاغ پریس"

کیا آپکو معلوم نہیں
کہ
اسوقت
دنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم"
قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں
کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو شیفر کا
"لائف ٹائم"
لینا
چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو
یاد رکھئے
کہ
آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما
گائڈ بک
کی ضرورت ہے
جو
انگلستان کے تمام شہروں، سوسائٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،
قابل دید مقامات
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کردے
نیز
جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کی جا سکیں جن
کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے۔
ایسی
مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن
The Dunlop guide to great Britain
کا دوسرا ایڈیشن ہے
ہندوستان کے
تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے
بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

جامع الشواہد
طبع ثانی
مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی تھی جب رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز و مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟
قیمت ۸؍ (منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپکو
دمہ
ضیق النفس
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت
ہے
تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سب سے قریب
دوا فروش کی دکان سے
فوراً
ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا
منگوا کر
استعمال کیجئے

۱۹۲۷

الہلال

جلد ۱۰

نمبر ۲۰

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي مواد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هوجائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں ۔

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۰ کلکتہ : جمعہ ۸ . جمادی الاولی ۱۳٤٦ ہجری جلد ۱

Calcutta : Friday, 4, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعة نہین رکھتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف اکی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وہ هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ هی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ، طباعة کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اهم مسئلہ هی ۔ ضروری هی کہ اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس بارہ مین اس وقت تك ۱۵۵۰ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۲۳۵	اردو حروف کی حق مین	٤۲۸
موجودہ مشترك طباعة کی حق مین	۵۵٤	حروف کی حق مین بشرطیکہ نستعلیق هون	۱۵۰
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۲۷۳		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا کہ اس بارہ مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آیندہ اس بارہ مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی کہ بقیہ حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ **الهلال**

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا ہے

قیمت سالانه مع محصول	بارہ روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(۱) تمام خط وکتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں انکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط وکتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط وکتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه ، نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ، ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رہے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

اُس نے مذهبي انبساط ' بهادرانه جوش ' اور متوسط طبقے کي بلند خيالي ' خود بيں تخمينۂ و شمار کے آب سرد ميں غرق کرتي - اسنے ذاتي جوهر کو مول تول اور لين دين کي ايک جنس بنا ديا - اور تمام بيش قيمت آزاديوں کو پس پشت ڈالکر " آزاد تجارت " کی صرف ايک نامعقول آزادي قائم کر دي !

الغرض اُسنے کمزوروں کے اُس قديم خود غرضانه استعمال کي جگه جسپر مذهب و سياست کي دلفريبيوں کا نقاب پڑا هوا تها ' ايک نيا برهنه ' وحشيانه ' بے شرم ' اور کهرا خود غرضانه استعمال ايجاد کر ديا -

سرمايه دار طبقے نے اُن تمام پيشوں کي خوبياں مليامیٹ کرديں جو پہلے عزت کي نظر سے ديکهے جاتے تهے - اُسنے ڈاکٹر' وکيل' پروهت ' شاعر ' فلسفي ' غرضکه سب کو محض ايک اجرتي مزدور بنا کے چهوڑ ديا !

سرمايه دار طبقه نے خانداني رشتے سے محبت و جذبات کے تمام عناصر بهي نکال پهينکے ' اور اُنکي جگه ايک خالص مالي لين دين کا رشته قائم کر ديا !

سرمايه دار طبقه نے بتا ديا که وحشيانه اظهار طاقت ' جسے قرون وسطی کے رجعت پسند اِس قدر سراهتے تهے ' کامل سهولت کے ساتهه انکے عهد ميں کس درجه کاميابي حاصل کر سکتا هے -

يه طبقه ' سب سے پهلا طبقه تها جسنے ثابت کر دکهايا که انسان کي سر گرمي کيا کچهه کر سکتي هے - اسنے مصري اهرام ' رومن نهروں ' اور گوتهک خانقاهوں سے بالکل مختلف قسم کے عجائبات پيدا کئے ' اور قديم هجرتوں اور مذهبی جهادوں سے بالکل مختلف قسم کي مهميں جاري کيں -

تمام سابق صنعتي طبقوں کے وجود کي اولين شرط يه تهي که پيداوار کے اگلے طريقے برقرار رهيں - ليکن سرمايه دار طبقه کي زندگي ناممکن هے جب تک که آلات پيداوار' طريق پيداوار' اور تمام اجتماعي رشتوں ميں برابر انقلاب نه هوتا رهے - چنانچه طريق پيداوار کا مسلسل انقلاب ' اجتماعي نظام کي پيهم برهمي ' دائمي بے چيني ' اور کبهي نه ختم هونے والي بے اطميناني ' يهي وه چيزيں هيں جو سرمايه دار عهد کو تمام ديگر زمانوں سے امتيار ديتي هيں -

تمام جچے تلے اور مضبوط معاشرتي رشتے مع اپنے هم آهنگ مقرر و محترم عقائد و خيالات کے فنا کرديے گئے هيں اور ان کي جگه جو رشتے اور خيالات رائج کئے گيے هيں قبل اس کے که چمکيں ' پرانے هوچکے هيں - جو کچهه بهي ٹهوس اور مقبول تها ' مٹ چکا هے - جو کچهه بهي مقدس تها ' ناپاک کرديا گيا هے - اور اب انجام کار انسان مجبور هوگيا هے که اپنے حالات زندگي اور حقيقي معاشرتي تعلقات ' کهلي آنکهوں سے ديکهے .

تمام کرۂ ارضي کے سرمايه داروں کو اپني پيداوار کے ليے ايک برابر بڑهتے رهنے والے بازار کي ضرورت ' ديوانه کيے هوئے هے - انهيں هر جگه اپنا آشيانه بنانا ' هر مقام پر ڈيره ڈالنا ' چپه چپه سے ناتا جوڑنا ضروري هے -

سرمايه دار طبقه نے عالمگير بازار غصب کرکے تمام ممالک کي درآمد و برآمد قومي اور ملکي قيود سے آزاد کردي هے - رجعت پسندوں کي اميدوں کے برخلاف صنعت و حرفت کے نيچے سے اُس کي بنيادیں نکال کر پهينک دي هيں - قديم اور مروج صنعتيں برباد کي جا چکي هيں' اور جو باقي هيں برابر برباد کي جارهي هيں - ان کي جگه نئي صنعتيں رائج کي جارهي هيں که جن کا رواج تمام مهذب اقوام کے ليے ايک نهايت هي اهم اور قابل غور مسئله هے ' کيونکه اِن صنعتوں کي حالت يه هے که صرف يه اپنے هي ملک کي خام پيداوار استعمال ميں نهيں لاتيں ' بلکه دور دراز علاقوں کي بهي خام پيداوار چاهتي هيں ' نيز انکي کثرت کي وجه سے اُن کي کهپت صرف انکے هي علاقے ميں نهيں بلکه دنيا کے گوشه گوشه ميں هوني چاهيے -

پراني ضروريات کي جگه جو ملکي پيداوار سے رفع هوجاتي تهيں نئي ضروريات پيدا هوگئي هيں جو اپنے رفع هونے کے ليے دور دراز ممالک کی پيداوار کا بهي مطالبه کرتي هيں -

يه حال صرف مادي پيداوار هي کا نهيں ' بلکه ذهني پيداوار کا بهي هے - ايک قوم کي دماغی پيداوار' تمام قوموں کي عام ملکيت بن گئي هے - محدود تخيل اور بے تعلقي روز بروز ناممکن هوتي جاتي هے ' اور قومي و مقامي ادبيات سے ايک عالمگير ارضي علم ادب پيدا هو رها هے -

سرمايه دار طبقه ' آلات پيداوار کي تيز ترقي اور مواصلات کي مسلسل آسانيوں کے ذريعه وحشي سے وحشي اقوام کو بهي تهذيب کي طرف کهينچ رها هے - سامان تجارت کي ارزاني هي وه بهاري توپ هے جس کے زور سے نهايت سرکش قوموں کو بهي اطاعت پر مجبور کرديا گيا هے - تمام اقوام کو موت کي دهمکي دي جارهي هے که سرمايه دارانه طريق پيداوار اختيار کرليں ' اور نام نهاد تهذيب قبول کرکے مهذب بن جائيں -

سرمايه دار طبقه نے ديهات کو شهر کا تابع بنا ديا هے - بکثرت نئے شهر پيدا کرديے هيں - ديهات کے مقابله ميں قصبات کي آبادي ميں حيرت انگيز اضافه هوگيا هے - اور اس طرح دنيا کي بهت بڑي آبادي کو ديهاتي زندگي کي سادگيوں سے محروم کرديا هے -

اُس نے جس طرح ديهات کو شهر کا محتاج بنايا هے ' ٹهيک اُسي طرح وحشي اور نيم وحشي ممالک کو مهذب ممالک کا دست نگر بهي بنا ديا هے - کاشتکار قوموں کو سرمايه داروں کا اور مشرق کو مغرب کا محتاج بنا ديا هے -

سرمايه دار طبقه ذرائع پيدوار ' ملکيت ' اور آبادي کي وسعت پر برابر قابو حاصل کرتا جاتا هے - اُس نے آبادي گنجان کردي هے - ذرائع پيداوار ميں مرکزيت پيدا کردي هے - اور ملکيت کو سميٹ کر صرف چند هاتهوں کے اندر محدود کرديا هے -

اِس صورت حال کا لازمي نتيجه ' سياسي مرکزيت تهي جو سرمايه دار طبقه کے هاتهوں وجود ميں آچکي هے ' آزاد اور نيم آزاد اقوام جن کے مصالح ' قوانين ' حکومت ' اور رسم و رواج جدا جدا تهے ' کهينچ تان کے ايک قوم بنا دي گئي هيں ' ايسي قوم جس کي حکومت ' ضابطۂ قانون ' اجتماعي مصالح ' اور رسم و رواج ' سب ايک هيں -

سرمايه دار طبقه نے اپنے صد ساله جماعتي عهد حکومت ميں ايسي عظيم الشان بار آور قوتيں پيدا کردي هيں جنهيں تمام پچهلي نسليں بهي پيدا نه کرسکي تهيں - اُسنے قدرت کي طاقتوں پر قبضه کيا ' علم آلات اور کيميا کا صنعت و زراعت ميں استعمال کيا ' دخاني جهاز' ريلوے ' اور تار برقي کے سلسلے جاري کيے ' زراعت کے ليے تمام براعظموں کي صفائي کي ' درياؤں کي نهر بندي کي ' اور زمين کے تمام خزانے اُلٹ ڈالے - بهلا کسي

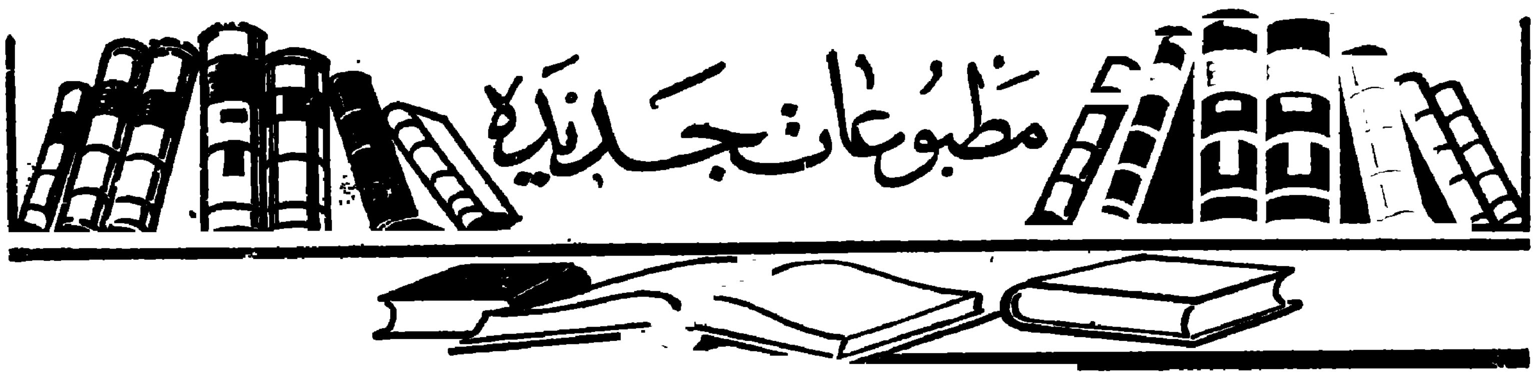

"کمیونیزم" اور اُسکے مقاصد

جرمني کے کمیونسٹ مرکز اشاعت نے حال میں ایک نیا سلسلۂ مطبوعات "کمیونیزم" کے اصول و مبادیات پر شائع کرنا شروع کیا ہے جسکي دو جلدیں اِس وقت تک شائع ہوچکي ہیں - پہلي جلد میں زیادہ تر مشہور کمیونسٹ رہنما ' کارل مارکس کے منتخب مضامین ہیں ' اور ابتدا میں آسکي مفصل سوانح حیات بھي شامل کر دي ہے -

روس کے آخري انقلاب کے بعد سے کمیونیزم دنیا کي ایک زندہ اور عامل حقیقت ہو گئي ہے ' اور ہر ملک کیلیے ضروري ہو گیا ہے کہ نہ صرف سیاسي حیثیت سے ' بلکہ علمي حیثیت سے بھي اسکے اصول و مبادیات کا مطالعہ کرے ' اور نقد و بصیرت کے ساتھہ صحیح راے قائم کرے - جہانتک ہمیں معلوم ہے ' اِس وقت تک اردو میں کوئي کتاب ایسي شائع نہیں ہوئي ہے جس میں صحت کے ساتھہ اس انقلاب انگیز سیاسي و اجتماعي مذہب کي حقیقت واضح کي گئي ہو - یہ نیا مجموعہ دیکھکر ہمیں خیال ہوا کہ کارل مارکس کے بعض مختصر مقالات اس غرض کیلیے نہایت مفید اور جامع ہیں - ہم ان مقالات میں سے ایک مقالہ الہلال میں شائع کرنے کے لیے منتخب کرتے ہیں - اس کے مطالعہ سے نہ صرف اس مذہب کے اصول و عقائد بلکہ اسکے ظہور و اشاعت کي ابتدائي تاریخ بھي واضح ہوجائیگي -

یہ واضح رہے کہ اس مقالہ اور اسي طرح کے دیگر مقالات کے تراجم سے مقصود صرف یہ ہے کہ وقت کي ضروري معلومات اردو خواں طبقہ کے لیے مہیا ہوجائے - یہ مقصود نہیں ہے کہ یہ خیالات اس حیثیت سے پیش کیے جائیں کہ وہ یک قلم مقبول اور پسندیدہ خیالات ہیں - ہمارے خیال میں "کمیونیزم" موجودہ تمدن کي سرمایہ دارانہ بے اعتدالي کا قدرتي رد فعل ہے ' اور جس طرح موجودہ تمدن کي سرمایہ داري افراط کے ایک انتہائي نقطہ تک پہنچ چکي ہے ' اُسي طرح کمیونیزم بھي تفریط کے دوسرے نقطہ کا ظہور ہے - حق و صواب کي راہ افراط و تفریط کي راہ نہیں ہوسکتي ' وہ ہمیشہ درمیان کي راہ ہوتي ہے !

---

(۱)

(سرمایہ دار اور مزدور)

آجتک کي تمام سوسائٹیوں کي تاریخ ' جماعتي کشمکش کي ایک مسلسل تاریخ ہے -

آزاد اور غلام ' شریف اور رذیل ' آقا اور خدمتگار ' تجارتي مکھیے اور بیوپاری ' مختصر یہ کہ ظالم اور مظلوم ' ہمیشہ ایک دوسرے کے مقابل کھڑے رہے ' اور ایک ایسي مسلسل جنگ میں مشغول رہے جو کبھي علانیہ تھي اور کبھي خفیہ ' مگر جسکا خاتمہ ہمیشہ یا تو سوسائٹي کي ایک انقلابي کایا پلٹ کي صورت میں ہوا ' یا تمام حریف جماعتوں کي عام بربادي کي شکل میں !

قدیم ترین تاریخي عہد میں بھي تقریباً ہر جگہ سوسائٹي مختلف درجوں اور گروہوں میں بٹي ہوئي اور ایک مکمل معاشرتي نظام میں سمٹي ہوئي نظر آتي ہے - قدیم روم میں ہم شریفوں ' نوابوں ' گنواروں ' اور غلاموں کي تقسیم پاتے ہیں - قرون وسطی میں جاگیردار ' اسامي ' تجارتي مکھیے ' شاگرد پیشہ ' اور خدمتگار دکھائي دیتے ہیں - صرف یہي نہیں بلکہ اِنمیں سے ہر جماعت بھي کئي کئي جماعتوں میں منقسم ملتي ہے -

موجودہ سرمایہ دار سوسائٹي نے ' جسکي تعمیر جاگیردار سوسائٹي کے کھنڈروں پر ہوئي ہے ' جماعتي جھگڑے اور رقابتیں موقوف نہین کیں ' بلکہ پہلے سے زیادہ نئے نئے فرقے ' ظلم کے نئے نئے طریقے ' اور لڑائي کے نئے نئے ڈھنگ نکال لیے ہیں -

البتہ ہمارے موجودہ سرمایہ دار عہد نے یہ امتیاز ضرور حاصل کیا ہے کہ اُس نے جماعتي اختلاف محدود کر دیے ہیں ' اور تمام سوسائٹي سمیت کے دو بڑي حریف جماعتوں : "سرمایہ دار" اور "مزدور" میں تقسیم کردي ہے -

قرون وسطی کے کاشت کاروں سے دیہاتي نمائندوں کي ابتدا ہوئي ' اور اِنھیں اسامیوں نے سرمایہ دار طبقہ کي بھي آب و گل مہیا کي -

امریکہ کي دریافت اور زمین کے گرد دورے نے اٹھتے ہوئے سرمایہ دار طبقے کے سامنے عمل کا ایک نیا میدان کھول دیا - ایسٹ انڈین اور چیني بازاروں ' امریکہ کے استعمار ' مستعمرانہ تجارت ' نیز ذرائع تبادلہ اور ذرائع پیداوار کي وسعت نے تجارت ' جہاز راني ' اور صنعت و حرفت میں ایک نئي روح پھونک دي ' اور انحطاط پذیر جاگیر دار سوسائٹي کے انقلابي عناصر کو تیزي سے اُبھار دیا -

صنعت و حرفت کا سابق جاگیردارانہ نظام وہ بڑھتي ہوئي ضرورتیں پوري نہیں کر سکتا تھا جو نئے بازاروں کے ساتھہ پیدا ہوگئي تھیں - نتیجہ یہ ہوا کہ دست کاري کے نظام نے اُسکي جگہ لے لي ' تجارتي مکھیے معزول ہوگئے ' متوسط صنعتي طبقہ اُنکا قائم مقام بن گیا - مختلف سندي مکھیوں کے مابین محنت کي تقسیم ' عام کارخانوں میں محنت کي تقسیم کے آگے معدوم ہوگئي -

سرمایہ دار طبقہ نے جہاں بھي طاقت حاصل کي ' تمام جاگیر دارانہ ' بزرگانہ ' مذہبي ' اور معذري رشتے توڑ پھوڑ ڈالے - اُسنے بڑي بے رحمي سے وہ تمام بوقلموں بندھن توڑ کے رکھدیے جو انسان کو اُسکے "فطري سرداروں" سے باندھتے چلے آتے تھے اور اُس ایک رشتہ کے سوا کوئي رشتہ باھمي روابط کا باقي نہ چھوڑا جسے برہنہ خود غرضي اور کھري نقد ادائیگي کا رشتہ کہتے ہیں -

ادنى اور متوسط طبقه ، چهوٹے دوکاندار ، سوداگر ، زراعت پيشه ، زميندار ، دستكار ، سب كے سب مزدوري پيشه طبقه ميں جذب هو رهے هيں - كچهه تو اس وجه سے كه أنكا معمولي سرمايه موجوده صنائع كيليے ناكافي هے اور بڑے بڑے سرمايه داروں كے مقابله ميں بيكار هوجاتا هے ، اور كچهه اس وجه سے كه أنكے خاص پيشوں كو پيداوار كے نئے ذرائع نے ظاهر هوكر بے قدر كر ديا هے - اس طرح مزدوروں كا يه طبقه صرف مزدوروں هي سے نهيں بلكه آبادي كے هر حصه سے مركب هے -

(۲)

مزدوري پيشه طبقه مختلف تدريجي مرحلوں سے گزر كر إس درجه تک پهنچا هے - سرمايه دار كے برخلاف أسكي جد و جهد أسكي پيدائش كے وقت هي سے شروع هوگئي هے -

سب سے پہلے يه جد و جهد ايک فرد واحد مزدور كي جد و جهد كي حيثيت سے شروع هوئي ، پهر كسي ايک كارخانه كے مزدوروں كي جد و جهد بني ، پهر كسي مخاص نواح كے تمام هم پيشه مزدوروں كي جد و جهد كي صورت ميں تبديل هوگئي ، جسكا مقصد سرمايه داروں سے جنگ كرنا تها جو ان سب كو براه راست تباه كر رها تها -

إس منزل ميں مزدور ، سرمايه دارانه طريق پيداوار پر نهيں بلكه خود آلت پيداوار پر حمله كرتے تهے - بيروني مال برباد كر ڈالتے تهے ، مشينيں توڑ پهوڑ ڈالتے تهے ، كارخانوں ميں آگ لگا ديتے تهے ، اور كوشش كرتے تهے كه طاقت كے زور سے اپني وه حيثيت پهر قائم كرديں جو قرون وسطى ميں ضائع هوچكي تهي - ليكن باوجود متحده مقصد ركهنے كے ، إس منزل ميں ، مزدور ايک غير متحد بهيڑ كي شكل ركهتے تهے جو تمام دنيا ميں پهيلي هوئي تهي ، اور جسكے اندر باهمي مقابله كے جذبه نے پهوٹ ڈال دي تهي -

إس دور ميں مزدور جب منظم هونے كيليے متحد هوئے ، تو يه أنكے اپنے اتحاد كا نهيں ، بلكه سرمايه دار طبقه كے اتحاد كا نتيجه تها - وه اپنے سياسي مقاصد كے حصول كيليے مجبور هو جاتا تها كه مزدوروں ميں ايک نئي حركت پيدا كردے -

إس منزل ميں مزدور براه راست اپنے دشمنوں سے نهيں لڑتے تهے ، بلكه ان كي جنگ اپنے دشمن كے دشمنوں سے هوتي تهي ، يعني مطلق العنان شاهي سے ، زميندارں سے ، غير صنعتي اور چهوٹے سرمايه داروں سے -

اس طرح مزدوروں كي يه پوري تاريخي تحريک ، سرمايه دار طبقه هي كے هاتهوں ميں رهي هے ، اور تمام كاميابياں جو آج حاصل هوئي هيں ، سرمايه داروں هي كي كاميابياں هيں -

صنعت كي ترقي كے ساتهه ساتهه مزدوري پيشه طبقه كي كميت ميں صرف افراد هي كا اضافه نهيں هوا ، بلكه بڑي بڑي جماعتيں بهي اس ميں شامل هوتي گئيں اور ابتک هو رهي هيں -

اس كي طاقت روز بروز بڑه رهي هے اور وه اپني طاقت كي افزوني برابر محسوس كر رها هے -

جوں جوں مشينري ، صنعت كے امتيازات مٹاتي جاتي هے اور أجرت هر جگه كم سے كم كرتي جاتي هے ، اسي قدر مزدوروں كے فوائد اور حالات زندگي ميں بهي يكسانيت پيدا هو رهي هے -

سرمايه دار طبقه ميں مقابله كي روح جس قدر ترقي كرتي جاتي هے اور تجارتي مشكلات جسقدر بڑهتي جاتي هيں ، اسي قدر مزدوروں كي اجرت ميں اتار چڑهاؤ زياده هوتا جاتا هے - مشينري كي مسلسل اور تيز ترقي مزدوروں كي روزي كو برابر غير محفوظ بنا رهي هے ، اور انفرادي مزدور اور انفرادي سرمايه دار كا شخصي تصادم ، جماعتي تصادم كي صورت اختيار كرتا جاتا هے - ايک طرف مزدور ، سرمايه داروں كے خلاف متحد هو رهے هيں - دوسري طرف سرمايه دار شرح اجرت برقرار ركهنے كے ليے مزدوروں كے برخلاف جتها بندي كر رهے هيں - انهوں نے اپنے تئيں مستقل انجمنوں كي صورت ميں منظم كرليا هے ، تاكه اچانک تصادم كے ليے پہلے سے طيار رهيں - كهيں كهيں يه باهمي لڑائي بغاوت كي صورت ميں بهي پهوٹ چكي هے -

كبهي كبهي مزدوروں كو فتح حاصل هوجاتي هے ، مگر محض تهوڑي مدت كے ليے - اس سے هميں گهبرانا نهيں چاهيے - كيونكه ان كي جد و جهد كا اصلي ثمره فوري كاميابي نهيں بلكه أن كے بڑهتے هوئے اتحاد ميں هے - إس اتحاد كو موجوده ذرائع آمد و رفت سے جو موجوده صنعت كي ايجاد هيں ، بهت مدد مل رهي هے - مختلف ممالک كے مزدور باهم دگر مل رهے هيں ، اور إس طرح وه كام انجام پا رها هے جس كي ازحد ضرورت تهي - وه اتحاد جس كے حصول ميں قرون وسطى كے شهريوں كو اپني خراب سڑكوں كي وجه سے صدياں لگ جاتيں ، موجوده مزدوروں كو ريلوے كے ذريعه چند سالوں كے اندر حاصل هوگيا هے -

مزدوروں كي جماعتي اور سياسي تنظيم خود اُن كے باهمي مقابله كي وجه سے هميشه رک رک جايا كي هے ، ليكن هر مرتبه زياده قوت ، زياده استقلال ، اور زياده استحكام كے ساتهه أبهري هے - سرمايه داروں كي باهمي پهوٹ سے آسے كافي فائده پهنچا هے ، اور وه هر موقعه پر مزدوروں كے حقوق و مفاد كے قانوني اعتراف پر مجبور هوگئے هيں -

قديم سوسائٹي ميں جماعتوں كا باهمي تصادم ، مختلف طريقوں سے مزدوري پيشه طبقه كو بڑها رها هے - خود سرمايه دار بهي مجبوراً اسكي ترقي كا باعث هوئے هيں - وه اپنے تئيں ايک مسلسل حالت جنگ ميں پاتے هيں - ايک طرف خانداني إمارت هے ، دوسري طرف خود سرمايه داروں كي وه جماعتيں هيں جنكے مفاد صنعتي ترقي كے منافي هيں - تيسري طرف بيروني ممالک كے سرمايه دار هيں جو هر وقت ٹوٹ پڑنے كيليے طيار هيں - غرضكه سرمايه داروں كو هر طرف لڑنا اور هر ايک سے نبرد آزمائي كرني پڑتي هے - ظاهر هے ، وه تن تنها اتنے دشمنوں كا مقابله نهيں كر سكتے ، اور مجبور هوتے هيں كه مزدوروں سے اعانت كي اپيل كريں - إس طرح وه خود هي مزدوروں كو سياسي اكهاڑه ميں كهينچ لاتے هيں ، اور آن كيليے اجتماعي تعليم كے عناصر مهيا كرديتے هيں - وه خود هي مزدوروں كے هاتهه ميں وه هتيار ديديتے هيں جو خود آن كے خلاف استعمال كيے جائينگے !

صرف يهي نهيں بلكه صنعت كي ترقي نے حكمراں طبقه كے تمام حصوں كو بهي عجلت اور گهبراهٹ كے ساتهه مزدوري پيشه طبقه كي طرف دهكيلنا شروع كر ديا هے ، يا كم از كم انكي زندگي خطره ميں ڈالدي هے - يهي وجه هے كه يه حكمراں جماعت مزدوري پيشه طبقه كيليے ترقي كے بے شمار پرزے مهيا كر رهي هے

پچهلي نسل کو يه وهم بهي گزرا تها که اجتماعي محنت کي گود ميں ايسي بار آور قوتيں پڑي سو رهي هيں ؟

گزشته بيان ميں هم واضح کر چکے هيں که ذرائع پيداوار اور تبادله جن کي بنيادوں پر سرمايه دار طبقه نے اپني عمارت کهڑي کي هے ، اگرچه جاگيرداري کے عهد ميں پيدا هوئے تهے ، مگر خود جاگير اُسے کوئي فائده نه اُٹها سکي بلکه اُلٹے اُنکے گرداب ميں پڑکر تباه هوگئي ، کيونکه يه ذرائع پيداوار اور تبادله جب اپني ترقي کي ايک خاص منزل پر پهنچ گئے ، تو وه حالات جنکے ماتحت جاگيردار سوسائٹي پيدا کرتے اور تبادله کرتے تهے ، يعني کاشتکاري و دستکاري کا جاگير دارانه نظام ، ترقي يافته قوتوں کے سامنے ٹهر نه سکے - وه پيداوار کو سهارا دينے کے بجائے اُسکے حق ميں روک اور بوجهل بيڑياں بن گئے ، جن کا توڑ کرنا ضروري تها - چنانچه اُنکي جگه آزاد مقابلے اور سرمايه دار طبقه کي اقتصادي و سياسي حکومت نے لے لي -

ليکن اب تاريخ نے اپنا اعاده پهر شروع کيا هے ، جو کچهه جاگير داروں پر گزرا هے ، وهي اب سرمايه داروں کو در پيش هے -

سرمايه دارانه حالات ، پيداوار ، تبادله ، سرمايه دارانه املاکي رشتے ، غرضکه پوري موجوده سرمايه دار سوسائٹي جسنے ايسے عظيم الشان ذرائع ايجاد کيے هيں ، سخت مصائب ميں مبتلا هے - اسکي مثال اُس جادوگر کي سي هے جو خبيث طاقتوں کو جگا تو ديتا هے مگر انپر قابو نهيں رکهه سکتا -

بهت زمانه تک صنعت و تجارت کي تاريخ ، جديد بار آور قوتوں کي موجوده حالات کے خلاف ، ايک بغاوت کي عام تاريخ رهي هے - اس سلسله ميں اُن تجارتي مشکلات کي طرف اشاره کر دينا کافي هوگا جو وقتاً فوقتاً پوري سرمايه دار سوسائٹي کے ليے موت و حيات کا سوال پيدا کر ديا کرتي هيں -

ليکن باوجود اِن هولناک خطروں کے ايک عام اجتماعي وبا پهيلي هوئي هے جسکا نام " زائد پيداوار " هے اور جو پچهلے زمانوں ميں يقيناً ايک حماقت معلوم هوتي -

اِس صورت حال کا نتيجه يه هے که سوسائٹي اپنے تئيں اچانک ايک عارضي وحشيانه حالت ميں مبتلا پاتي هے - قحط اور بربادي کي ايک عالمگير جنگ برپا هو جاتي هے - معلوم هوتا هے که صنعت و تجارت اور زندگي کے تمام ذرائع تباه هو جائينگے - کيوں ؟ اس ليے که تهذيب بهت زياده هوگئي هے ، ذرائع زندگي بهت زياده هوگئے هيں ، صنعت بهت زياده هوگئي هے ، تجارت بهت زياده هوگئي هے !

اِن خطرات کا مقابله سرمايه دار کيونکر کرتے هيں ؟ اِس طرح که ايک طرف تو بهت سي بار آور قوتيں بجبر برباد کر ڈالتے هيں ، دوسري طرف نئے بازاروں کو فتح کرتے اور پرانے بازاروں کو مزيد رونق ديتے چلے جاتے هيں - اِسکے معني يه هيں که وه اور بهي زياده وسيع اور زياده برباد کن مشکلات کيليے راسته هموار کر رهے هيں اور ساتهه ساتهه وه ذرائع بهي مٹاتے جاتے هيں جنسے يه مشکلات رفع کي جاسکتي تهيں -

غرضکه وه هتيار جنسے سرمايه داروں نے جاگيرداري پر فتح حاصل کي تهي ، اب خود انهيں پر اُلٹ پڑے هيں -

ليکن سرمايه داروں نے صرف يه مهلک هتيار هي نهيں ڈهالے هيں ، بلکه وه لوگ بهي پيدا کر ديے هيں جو يه هتيار استعمال کرينگے - وه کون هيں ؟ موجوده مزدور !

جس تناسب سے سرمايه اور سرمايه داروں نے ترقي کي هے ، اِسي تناسب سے مزدوروں نے بهي ترقي کي هے - اِس طبقه کي زندگي اُسي وقت تک هے جبتک اُسے کام ملتا رهے ، اور کام اُسي وقت تک ملتا هے جبتک وه سرمايه کو بڑهاتا رهے - يه مزدور جو اپنے تئيں فرداً فرداً بيچ ڈالنے پر مجبور کر ديے گئے هيں ، تجارت کي دوسري چيزوں کي طرح ايک جنس هوگئے هيں اور مقابله کے هير پهير اور نرخ کے چڑهاؤ اُتار سے هميشه مصيبت جهيلتے رهتے هيں -

مزدور کا کام ، کلوں کے کثرت استعمال اور محنت کي تقسيم کے باعث اپني انفرادي شخصيت سے محروم هوگيا هے اور اب مزدور کيليے اپنے اندر کوئي خاص کشش نهيں رکهتا - مزدور مشين کا محض ايک ضميمه بنا ديا گيا هے ، جس سے نهايت آسان کام کي خواهش کي جاتي هے - جسکا نتيجه يه هے که اب اُسکي قيمت گهٹ کر بس اِتني هي ره گئي هے که مزدور بمشکل اُس سے اپني قوت لايموت کا سامان کرسکتا هے -

اب ايک مصنوعي برتن اور مزدور ، دونوں هم درجه چيزيں هوگئي هيں جنکي قيمت اُنکي لاگت کے حساب سے هوتي هے - يهي سبب هے که جوں جوں محنت سستي هوتي جاتي هے ، مزدوري بهي گهٹ رهي هے - پهر تماشه يه هے که جسقدر کام کي تقسيم اور کلوں کا استعمال بڑهتا جاتا هے ، اِسي قدر کام کا بوجهه بهي بڑه رها هے ، يا تو کام کے گهنٹے بڑها ديے جاتے هيں ، يا زياده کام ايک خاص وقت ميں ليا جاتا هے ، يا مشين کي رفتار ميں اضافه کر ديا جاتا هے ، (وغيره وغيره)

موجوده صنعت نے نيک آقا کي چهوٹي سي دکان کو صنعتي سرمايه دار کے بڑے کارخانه کي صورت ميں بدل ديا هے - مزدوروں کے غول کے غول کارخانوں ميں بهرے هوئے هيں جن کي تنظيم سپاهيوں کي طرح کي جاتي هے ، اور جو سپاهيوں هي کي طرح چهوٹے بڑے افسروں کي ايک مطلق العنان حکومت کے شکنجه ميں جکڑ ديے گئے هيں - وه نه صرف سرمايه دار طبقے اور سرمايه دار حکومت کے غلام هوتے هيں ، بلکه انهيں شب و روز هر سرمايه دار صناع کي بهي غلامي کرني پڑتي هے -

جسقدر کهلے الفاظ ميں يه خود سر حکومت اعلان کرتي جاتي هے که خود غرضي اور منفعت شخصي اس کا مقصد هے ، اُسي قدر وه حقير ، نفرت انگيز ، اور تکليف ده هوتي جاتي هے !

دستي مشقت ميں قوت اور چستي کي ضرورت جتني کم هوتي جاتي هے ، يعني موجوده صنعت جس قدر زياده ترقي کرتي جاتي هے ، اُسي قدر مردانه محنت کي جگه زنانه محنت کو دي جارهي هے - مزدوري پيشه طبقه کے ليے اب عمر اور جنس کا اختلاف کوئي معاشرتي اهميت نهيں رکهتا - مزدور مرد اور عورتيں سب کے سب محنت کے پرزے هوگئے هيں جن کي قيمت عمر اور جنس کے لحاظ سے گهٹتي بڑهتي رهتي هے -

جوں هي مزدور کو اپنے سرمايه دار آقا سے مزدوري ملتي هے ، فوراً دوسري سرمايه دار جماعتيں اُس پر ٹوٹ پڑتي هيں : مکان دار ، دکان دار ، ساهوکار ، غرضکه سب کے سب اُس کے لوٹنے کهسوٹنے کو آ موجود هوتے هيں -

عظمت کا باب اسی وقت سے شروع ہوتا ہے - اسی سفر میں اس کی دماغی قابلیت ' محققانہ روح ' اور عزم و ہمت کی قوت ظاہر ہوتی ہے - اسی سفر میں اسے فارسی اور ترکی زبانیں بھی سیکھنی پڑتی ہیں - فارسی زبان سے سیاح کو بہت مدد ملی ' خصوصاً ہندوستان میں ٹھیک اسی طرح جس طرح اس کے پیشرو ' مارکو پولو کو تاتاری زبان سے مدد ملی تھی !

غرضکہ ابن بطوطہ اپنے مشرقی سفر پر روانہ ہوگیا - نجد اور صحراء عرب کو طے کرکے عراق پہنچا راستے کے جملہ حالات و آثار مفصل قلم بند کیے - پھر دجلہ و فرات کو عبور کرکے عراق عجم میں داخل ہوا ' اور شیراز و اصفہان وغیرہ کی سیر کی - لیکن وہ آگے نہیں بڑھا بلکہ لوٹ کر پھر دجلہ و فرات عبور کیا اور عراق عرب میں سفر شروع کردیا - اس وقت بغداد کی حالت نہایت زبوں تھی - تاتاریوں کی تخریب کے بعد ' عباسی دار الخلافہ ویران ہوگیا تھا ۔ ابن بطوطہ یہاں بہت متأثر نظر آتا ہے اور ایک سچے مسلمان کی طرح رنج و غم کا اظہار کرتا ہے -

بغداد سے سیاح ' موصل پہنچا - موصل سے نصیبین اور سنجار آیا - اس سر زمین کے تمام امراء و سلاطین سے ملاقات کی - یہاں پر اس کی سیاحت اچانک منقطع ہوجاتی ہے - نہیں معلوم کیوں ' وہ پھر بغداد اور بغداد سے مکہ پہنچ جاتا ہے - وہ ہم سے صرف اس قدر کہتا ہے کہ دوسری مرتبہ مکہ معظمہ اس حال میں پہنچا کہ سخت بیمار تھا - چنانچہ کامل ایک سال جوار بیت اللہ میں مقیم رہتا ہے - اس طویل اقامت کے بعد پھر اس میں نیا جوش پیدا ہوتا ہے اور پہلے سے بھی زیادہ طویل سفر پر روانہ ہوجاتا ہے -

-- چنانچہ وہ یمن پہنچتا ہے - پھر سومال جاتا ہے - پھر ساحل بحر عرب کے تمام ممالک کی سیر کرتا ہوا عمان اور بحرین میں جا نکلتا ہے - بحرین میں موتی نکالنے والوں سے ملتا ہے - مگر ٹھہرتا نہیں اور صحراء طے کرکے دوبارہ مکہ معظمہ میں وارد ہوتا ہے - یہاں ملک الناصر شاہ مصر سے اس کی ملاقات ہوتی ہے

حج کے بعد پھر سفر شروع کرتا ہے اور اس مرتبہ بحر احمر عبور کرکے سوڈان ' بلاد نوبہ ' صعید مصر کی سیاحت کرتا ہوا قاہرہ پہنچتا ہے - لیکن قیام نہیں کرتا بلکہ شام چلا جاتا ہے اور ساحل لاذقیہ سے جہاز پر بیٹھ کے سنہ ۷۳۳ ھ (سنہ ۱۳۳۳ع) میں ساحل اناطولیہ پر قدم رکھتا ہے -

(اناطولیہ)

اس وقت اناطولیہ میں سلجوقی امراء و سلاطین کا دور پورا تھا - لیکن آل عثمان کا ابتداء عروج حاصل کررہا تھا - آہستہ آہستہ سلجوقی امراء اس کے سامنے ہتھیار رکھتے جاتے تھے - سلطنت عثمانیہ کے بانی اول عثمان نے بیزنطینی شہنشاہی میں بھی دور تک ہاتھ پاؤں پھیلا دیے تھے - اس وقت عثمانی ریاست کا پایۂ تخت بورسہ تھا - ابن بطوطہ کے زمانے میں سلطان ارخان بن عثمان کی حکومت تھی -

ارخان کے علاوہ سلجوقی امراء میں سب سے زیادہ طاقتور محمد ازبک خاں شاہ شمال تھا - یہ شہنشاہ قسطنطنیہ کا داماد بھی تھا - ابن بطوطہ یہ ملک دیکھ کر بہت متعجب ہوا - کیونکہ اگرچہ یہاں اسلام کو غلبہ حاصل ہوچکا تھا مگر نومسلموں کے عادات و اطوار عجیب طرح کے تھے - ابن بطوطہ نے پورے ملک کی سیاحت کی ہے اور بڑی تفصیل سے جملہ حالات بیان کیے ہیں - یہ عجیب بات ہے کہ ہر ملک میں وہ قصر شاہی تک رسائی حاصل کرلیا کرتا تھا - یہاں کے بھی تمام امراء و سلاطین سے اسنے ملاقاتیں کیں

(قسطنطنیہ)

اناطولیہ سے وہ قسطنطنیہ کو چلا - خوش قسمتی سے اس زمانے میں سلطان محمد آزبک خاں کی ملکہ " خاتون بیلون " بھی اپنے باپ شہنشاہ قسطنطنیہ کی ملاقات کو جا رہی تھی - ابن بطوطہ اسی شاہی قافلہ میں داخل ہوگیا اور سنہ ۷۳۳ ھ - سنہ ۱۳۳۳ع میں نہایت تزک و احتشام سے بیزنطینی پایۂ تخت میں داخل ہوا -

سیاح خود اپنی زبان سے یہ واقعہ اس طرح بیان کرتا ہے :

" ہم زوال کے وقت قسطنطنیۂ عظمی میں داخل ہوئے - پورے شہر میں ناقوس اس زور سے بج رہے تھے کہ در و دیوار تک گونج اٹھے تھے - ہم قصر شاہی کے پہلے پھاٹک پر پہنچے - وہاں سو سنتری اپنے سپہ سالار کے ساتھ کھڑے تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے " سراکنو ' سراکنو " جس کے معنی ہیں " مسلمان " (یونانی زبان میں Sarrazino عرب مسلمانوں کا نام ہے - شاید ابن بطوطہ نے یہی لفظ سنا ہوگا)

پھر وہ شہنشاہ سے اپنی ملاقات کا حال لکھتا ہے :

" چوتھے دن خاتون نے اپنا غلام سنبل ہندی میرے پاس بھیجا - وہ مجھے قصر شاہی میں لے گیا - ہم چار پھاٹکوں سے گزرے - ہر پھاٹک میں مسلح سپاہی موجود تھے - پانچویں پھاٹک پر غلام مجھے چھوڑ کر چلا گیا - پھر چار رومی نوجوانوں کو لے کر لوٹا - انہوں نے میری تلاشی لی کہ کوئی چھری تو چھپی ہوئی نہیں ہے - افسر نے بتایا کہ یہاں کا دستور ایسا ہی ہے - جو شخص بھی بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے ' اس کی تلاشی ضرور لی جاتی ہے - پھر پھاٹک کھولا گیا - میں اندر داخل ہوا - چار آدمیوں نے مجھے گھیر لیا - دو مجھے آگے سے پکڑے تھے ' دو پیچھے تھے - میں ایک بڑے ایوان میں داخل کیا گیا - اس کی دیواریں بہت آراستہ تھیں - قسم قسم کے حیوانات و نباتات کی تصویریں بنی تھیں - بیچ میں فوارہ تھا - دونوں جانب سپاہی صف بستہ کھڑے تھے اور بالکل خاموش تھے - وسط میں تین اور آدمی کھڑے تھے - انہوں نے مجھے میرے محافظوں سے لے لیا اور اسی طرح پکڑ کر لے چلے - انمیں ایک یہودی تھا - یہودی نے مجھ سے عربی میں کہا " ڈرو نہیں ' میں ترجمان ہوں " پھر میں ایک عظیم گنبد میں داخل کیا گیا - شہنشاہ مع اپنی ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ افروز تھا - داہنی طرف چھ آدمی کھڑے تھے بائیں طرف چار آدمی تھے - سب ہتیار بند تھے - بادشاہ کے قریب پہنچنے سے پہلے مجھ سے کہا گیا کہ تھوڑی دیر بیٹھ کر حواس درست کرلو - پھر میں تخت شاہی کے سامنے پہنچایا گیا - میں نے سلام کیا - بادشاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا - مگر میں بیٹھا نہیں - بادشاہ نے مجھ سے بہت سے سوال کیے - بیت المقدس کی بابت پوچھا - مقدس چٹان ' مرقد مسیح ' بیت لحم ' شہر خلیل ' کا حال دریافت کیا - پھر دمشق ' مصر عراق ' اور رومی ممالک کے حالات پوچھے - میں نے ہر سوال کا جواب دیا - یہودی ترجمہ کرتا جاتا تھا - شاید شہنشاہ کو میری گفتگو پسند آئی - چنانچہ اس نے اپنے لڑکوں سے کہا اس شخص کی عزت کرو اور امن و امان میں رکھو - پھر میرے لیے خلعت کا حکم دیا - نیز ایک آراستہ گھوڑا اور چھتر بھی عنایت کیا ' جو شاہی امان کی علامت ہے "

اس شہنشاہ کا نام ابن بطوطہ نے تکفور اور اس کے باپ کا نام جرجیس لکھا ہے - ممکن ہے یہ ان کے مسیحی نام ہوں - ورنہ

جس طرح پچھلے زمانہ میں شرفاء کا ایک حصہ سرمایہ داروں میں آ ملا تھا ' اسي طرح اب سرمایہ داروں کا ایک حصہ مزدوروں میں آ رہا هے ' خصوصاً وہ مفکر حصہ جسے اِس تاریخي تحریک کا نظري علم حاصل هوگیا هے -

تمام جماعتیں جو في الحال سرمایہ دار طبقہ سے برسر جنگ هیں ' انمیں صرف مزدوري پیشہ جماعت هي ایک حقیقي انقلابي جماعت هے - باقي تمام دوسري جماعتیں موجودہ صنعت کے سامنے سڑتي اور گلتي چلي جاتي هیں - اور یہ کچھہ عجیب نہیں ' کیونکہ مزدوري پیشہ طبقہ هي صنعت و حرفت کي خاص اور براہ راست پیداوار هے -

رها ادنی اور متوسط طبقہ ' چھوٹے چھوٹے دستکار ' معمولي دکاندار ' زراعت پیشہ زمیندار ' تو یہ سب سرمایہ دار طبقہ سے اس لئے جنگ کر رهے هیں کہ متوسط طبقہ کے رکن هونے کے لحاظ سے اپني حیثیت برقرار رکھیں - یہ جماعتیں انقلابي نہیں بلکہ قدامت پسند هیں - قدامت پسند هي نہیں بلکہ رجعت پسند بھي هیں - وہ تاریخ کا چکر لوٹا کر الٹا چلانے کي کوشش کر رهي هیں - اگر وہ کبھي انقلابي هو بھي گئیں ' تو صرف اس خوف سے هونگي کہ مبادا مزدوري پیشہ طبقہ میں جبراً دھکیل نہ دي جائیں -

گزشتہ سوسائٹي کے معاشرتي حالات اب مزدوروں کے معاشرتي حالات میں مدغم هو چکے هیں - مزدوري پیشہ طبقہ بغیر کسي ملکیت کے هے ' اسکے اپنے بیوي بچوں سے رشتے سرمایہ دارانہ خانداني رشتوں سے بالکل مختلف هیں - موجود صنعتي محنت اور سرمایہ داري نے انگلینڈ ' فرانس ' امریکہ ' اور جرمني میں مزدوروں کے تمام قومي اخلاق خراب کر ڈالے هیں - مزدوروں کے حق میں قانون ' اخلاق ' مذهب ' ٹٹیاں هیں جنکے پیچھے بیٹھکر سرمایہ دار اُنھیں شکار کیا کرتے هیں -

تمام گزشتہ جماعتوں نے طاقت پا کر همیشہ یهي کوشش کي هے کہ اپني حیثیت مضبوط کرنے کیلیے تمام سوسائٹي کو اپنے هي طریق عمل کا پابند کردیں - مزدوروں کو بھي اسي اصول پر عمل کرنا چاهئے - وہ سوسائٹي کي بار آور قوتوں پر قابو حاصل نہیں کر سکتے جبتک کہ سے تمام پرانے دستوروں کو منسوخ نہ کردیں - خود مزدوروں کے پاس کوئي ایسي چیز نہیں جسکي انھیں حفاظت کرني ضروري هو - انھیں شخصي ملکیت کي تمام سابق پابندیاں اور ضمانتیں منسوخ کردیني چاهئیں -

تمام پچھلي تاریخي تحریکیں یا تو آبادي کي اقلیت کي تحریکیں تھیں یا انکے مفاد کیلیے تھیں - لیکن مزدوروں کي تحریک بالکل دوسري هي نوعیت کي هے - وہ عظیم الشان اکثریت کي ایک حساس تحریک هے اور عظیم الشان اکثریت کے مفاد کیلیے هے -

مزدوري پیشہ طبقہ ' موجودہ سوسائٹي کي سب سے نچلي پرت هے - وہ اس وقت تک نہیں اُٹھہ سکتا هے ' جبتک کہ اوپر کے وہ تمام پرت جنسے حاکمانہ سوسائٹي مرکب هے ' پرزے پرزے کر کے اڑا نہ دیے جائیں -

اگرچہ مزدوروں کا قیام قومي بنیادوں پر نہیں هے ' لیکن سرمایہ داروں کے برخلاف انکي جد و جهد ضرور قومي هے - هر ملک کے مزدوروں کو قدرتي طور پر سب سے پہلے اپنے یہاں کے سرمایہ داروں سے نمٹ لینا چاهئے

* * *

ابن بطوط کی سیاحت

(ایشیائي تاریخ میں اُس کا مرتبه)

(عبد اللہ عنان ایک مصري اهل قلم کے قلم سے)

عین اُس زمانے میں جبکہ مارکو پولو نے اپني ایشیائي سیاحت ختم کي ' طنجہ (مراکش) میں ایک مسلمان سیاح پیدا هوا (۷۰۳ ھ - سنہ ۱۳۰۴ ع) اِس کا نام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ تھا - بعد میں دنیا نے اُسے ابن بطوطہ کے نام سے جانا - آٹھویں صدي هجري کي چند ممتاز شخصیتوں میں سے ایک شخصیت اس کي بھي هے :

ابن بطوطہ کي طفولیت اور ابتدائي تعلیم و تربیت سے هم ناواقف هیں - لیکن اُس کے سفر نامے سے معلوم هوتا هے کہ اُس نے دیني علوم میں پوري طرح مهارت حاصل کرلي تھي - هم اُن اسباب سے بھي ناواقف هیں جنھوں نے اِس طویل سیاحت پر آمادہ کیا - زیادہ سے زیادہ هم یہ جانتے هیں کہ ۲۲ سال کي عمر میں اُسے حج اور بیت اللہ کي زیارت کا شوق پیدا هوا اور اِسي ارادے سے وہ وطن سے نکلا - معلوم هوتا هے اِس سفر کے لیے اُس کي مادي طیاري کافي نہ تھي - تاهم وہ جرأت کرکے چل پڑا اور مغرب اقصیٰ کے بڑے بڑے شہر : تلمسان ' الجزائر ' بجایہ ' قسطنطنیہ سے گزرتا هوا تیونس پہنچا اِس وقت سیاح کا آغاز شباب تھا - غریب الوطني کے مصائب سے ناآشنا تھا - خود بیان کرتا هے کہ جب تیونس میں اُسے کسي نے اجنبیت کي وجہ سے سلام نہ کیا " تو اُس کا دل بے اختیار هوگیا - آنسو جاري هوگئے - اور سخت رنج و الم محسوس هوا ! "

حاجیوں کے قافلہ کے ساتھہ وہ پہلے طرابلس پھر اسکندریہ پہنچا - یہ اُس کے سفر کا دسواں مهینہ تھا - اسکندریہ اُسے بہت پسند آیا اور اُس نے گوارا نہ کیا کہ سر سري طور پر دیکھہ کر آگے بڑھ جائے - چنانچہ وہ ٹھہر گیا اور ایک محقق سیاح کي طرح شہر اور اُس کے آثار کي تحقیقات شروع کردي - یہاں سے فارغ هو کر قاهرہ پہنچا پایۂ تخت کي عمارتیں ' مسجدیں ' هرام دیکھے - پھر پورے ملک کي ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیاحت کي - اِسي قدر نہیں بلکہ وہ مصر کے علماء ' امراء ' حتی کہ بادشاہ تک سے ملا - یہ زمانہ ملک ناصر بن قلاوون کا تھا -

مصر سے صحراء سینا کي راہ فلسطین پہنچا اور وهاں کے اسلامي اور مسیحي مقامات مقدسہ کي سیر کي - پھر شام گیا اور تمام بڑے بڑے شہر اور آثار دیکھے - شام سے صحراء کو عبور کرکے حجاز پہنچا اور حج سے مشرف هوا -

هم کہہ چکے هیں کہ اُس نے حج کي نیت سے سفر شروع کیا تھا - مگر اِس میں کامیاب هونے کے بعد وہ وطن واپس نہیں هوا - معلوم هوتا هے اِسي زمانے میں اُسے مشرقي دنیا کي سیاحت کا خیال پیدا هوا - چنانچہ وہ عراق کے ارادے سے چل پڑا اب اُسے صحراء عرب سے گزرنا تھا - یہ مرحلہ بہت هي سخت تھا - اب تک اُسے کوئي ایسا خطرناک سفر پیش نہیں آیا تھا - تاهم وہ بے خوف و خطر روانہ هوجاتا هے - درحقیقت ابن بطوطہ کي سیاحت اور

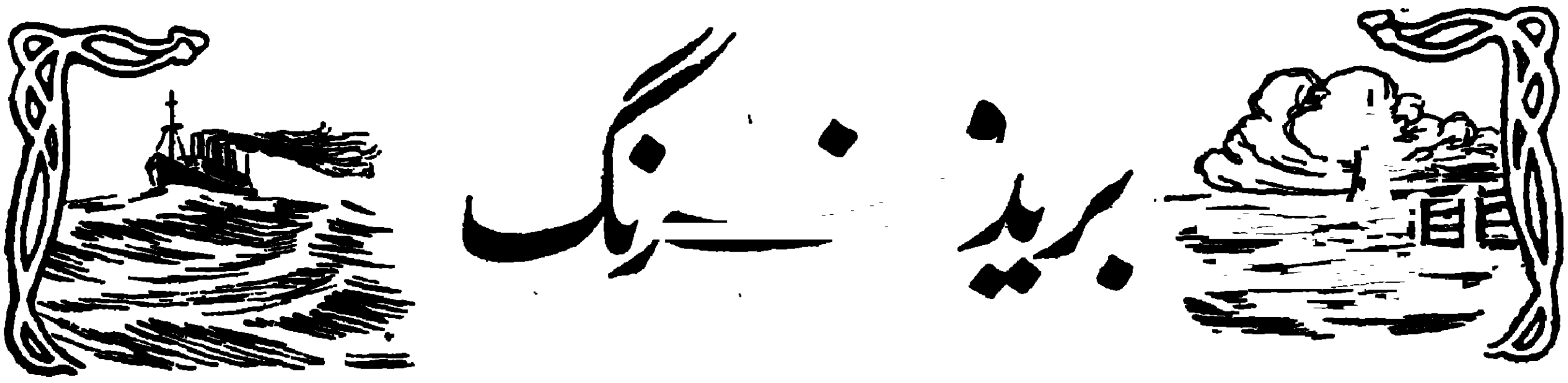

برید فرنگ

ہوائی سفر کا ایک نیا تجربہ !

سائنٹفک امریکن کی آخری اشاعت نے امریکہ کے ایک نئے فضائی تجربہ کی روداد شایع کی ہے - معمولی اتفاقات کس طرح علمی تجارب کے نئے نئے دروازے کھول دیتے ہیں ؟ یہ واقعہ اس حقیقت کی ایک تازہ مثال ہے !

واشنگٹن کے قریب ایک بحری تنگ نائے پر بجلی کے تاروں کا سلسلہ قائم ہے - یہ تار معمولی کھمبوں پر نصب ہیں - جس طرح کے کھمبے ہر جگہ تار کا سلسلہ قائم کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں - پچھلے دنوں بجلی کے کارخانہ کے بعض افسروں نے ارادہ کیا کہ اگر تار کا تمام سلسلہ رنگ دیا جائے تو حفاظت اور پائداری کے لیے بہتر ہوگا - لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ موجودہ نصب و قائم حالت میں رنگنے کا انتظام کیونکر ہو ؟ تار کا بڑا حصہ تنگ نائے کے اوپر سے گزرا ہے ' اور نہایت بلندی پر واقع ہے - کوئی کشتی ' کوئی جہاز ' کوئی سواری ' اس غرض کے لیے کام نہیں دے سکتی تھی - بالآخر انھوں نے غور کرنا شروع کیا کہ خاص اس غرض کے لیے کوئی نیا ذریعہ پیدا کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ایک نیا مگر عجیب قسم کا ذریعہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئے - نوعیت کے اعتبار سے یہ نہایت سہل اور سادہ قسم کی چیز ہے - لیکن محل استعمال کے لحاظ سے ایک عظیم فضائی تجربہ کا دروازہ کھول رہی ہے - اس تجربہ سے ثابت ہوگیا کہ اگر ضرورت پیش آجائے ' تو ایسی فضائی سواری استعمال کی جا سکتی ہے جو تار کے معمولی سلسلوں پر ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک بغیر کسی خطرے کے سوار کو پہنچا دے !

تصویر میں یہ سواری تار پر چلتی ہوئی نظر آرہی ہے - دوسری تصویر میں وہ ابتدائی نقطہ دکھلایا گیا ہے جہاں سے روانگی شروع ہوئی ہے ' اور پہلی میں درمیانی حالت دکھلائی ہے - یہ ایک پتلا سا تختہ ہے جس میں ہاتھ سے چلانے کی چرخی لگی ہے ' اور چھوٹے چھوٹے پہیوں سے تار پر دوڑ رہا ہے - سائنٹفک امریکن کا نامہ نگار کہتا ہے " دو آدمی اس آلہ پر سوار ہوے اور بغیر کسی حادثہ کے تار پر سفر کرتے ہوے چلے گئے " اس اتفاقی تجربے سے ثابت ہوگیا کہ تار پر معلق چلنے والی ٹرینوں کی تجویز پوری طرح کامیاب ہو سکتی ہے - نیز اگر ضرورت پیش آجائے ' تو دنیا کی بڑی بڑی آبنائیں معلق سواریوں کے ذریعہ بہ آسانی زمین سے ملا دی جا سکتی ہیں -

معلوم هے كه أس عهد كے قيصر كا نام انڈرو نيكوس ثالث تها اور أسكا باپ انڈرونيكو ثاني تها -

أس زمانے ميں قسطنطنيه اپني سابق عظمت سے بهت كچهه محروم هوچكا تها - ستر برس پہلے صليبي مجاهدوں نے أسے فتح كيا اور بهت كچهه برباد كركے چلے گئے - تاهم اب بهي وه عروس البلاد تها - إبن بطوطه نے پوري تدقيق سے أس كا حال لكها هے - ايک جگه كهتا هے :

" يه شهر بهت هي عظيم الشان هے - دو حصوں ميں منقسم هے - وسط ميں ايک بهت زياده مد و جزر ركهنے والا دريا موجزن هے - (يعني قرن الذهب) إس دريا كا نام " ابسمي " هے - شهر كے ايک حصے كا نام " اصطنبول " هے اور دريا كے مشرقي كنارے پر آباد هے - إسي ميں قصر شاهي اور امراء كے محل هيں - يه حصه بهت آباد هے - بازار پر رونق هيں - سڑكيں كشاده اور پخته هيں - شهر ايک پهاڑ پر آباد هے جو نو ميل تک سمندر مين پهيلتا چلا گيا هے - أس كي چوٹي پر ايک چهوٹا سا قلعه اور شاهي محل هے - ايک ديوار إس پهاڑ كو گهيرے هوئے هے اور سمندر كي طرف سے أسے مسخر كرنا نا ممكن هے - إسي حصے كے وسط ميں كليسا ايا صوفيا هے - شهر كے دوسرے حصے كا نام " غلطه " هے - وه دريا كے مغربي كنارے پر هے - إس حصے ميں فرنگي نصارى رهتے هيں - چنانچه جنيوا ' وينس ' روم ' فرانس ... كے باشندے موجود هيں "

عرب سياح نے بڑي تفصيل سے قسطنطنيه كے گرجوں اور خانقاهوں كا حال لكها هے - خاص شاهي اذن سے أس نے ترجمان كے ساتهه إن تمام مقامات كي سير كي تهي -

قسطنطنيه ميں چند هفتے مقيم رها - يوناني تمدن كا أس كے دل و دماغ پر گهرا اثر پڑا - پهر وه دو باره اناطوليا طے كركے تركستان كي طرف بڑها اور خوارزم ميں اترا - أس وقت يه صوبه مذكور الصدر سلطان محمد ازبک كے زير نگيں تها - يهاں سے بخارا پهنچا - شهر تاتاري حمله سے برباد هو چكا تها - عرب سياح نے حضرت امام بخاري جامع حديث كي قبر كي زيارت كي - پهر بلوچستان هوتا هوا هندوستان ميں داخل هوا ' اور سنه ۷۳۴ ھ ميں پنجاب پهنچ گيا -

ابن بطوطه كا سفر هندوستان بهت طويل تها - أس نے اس براعظم كو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک طے كيا - حتى كه سيلون تک پهنچا - هندوستان كے مسلمان بادشاهوں سے ملاقاتيں كيں - سلطان محمد شاه سے بهت تقرب حاصل هوگيا تها - يهاں وه كئي سال رها اور منصب قضاء پر مامور هوگيا - نيز كئي سياسي سفارتوں پر بهي گيا ' اور بادشاه كي بهت سي خدمات بجا لايا -

هندوستان كے حالات ابن بطوطه نے بهت تفصيل سے بيان كيے هيں - هندوؤں كے رسم و رواج ' عبادات ' عادات پر بحث كي هے - هندوستان ميں ايک مرتبه أسے ڈاكوؤں نے لوٹ ليا تها - أس كے كاغذات بهي لے گئے تهے - سياح اپنے كاغذات كے نقصان پر بهت متأسف هے - كيونكه أن ميں أس كے سفر كي ياد داشتيں بهي تهيں -

هندوستان سے وه جاوا اور سماٹرا گيا - پهر شمال كي طرف روانه هوا - وه هم سے كهتا هے كه يه سفر چين كا تها - مگر تفصيل سے معلوم هوتا هے كه وه چيني هندوستان اور جنوبي چين سے آگے نهيں بڑها - شمال ميں أس كا سفر بهت هي محدود تها - چين سے پهر جاوه كے طرف لوٹا - جاوه سے هندوستان آيا - پهر فارس ' عراق ' شام ' مصر هوتا هوا تيونس پهنچا - تيونس سے جهاز پر بيٹها ' اور سنه ۷۵۳ ھ ميں فاس پهنچ گيا - يعني كامل ۲۵ - سال سفر كے بعد وطن واپس هوا !

ليكن اپنے وطن طنجه ميں أس كا قدم زياده دن تک نهيں جما - اندلس كي سياحت پر روانه هوگيا - أس وقت يه اسلامي سلطنت سمٹ كر غرناطه كے علاقه ميں محصور هوگئي تهي - سلطان ابو الحجاج يوسف بن الوليد النصري كا زمانه تها - ابن بطوطه نے وهاں كے علماء و فقهاء سے ملاقاتيں كيں ' قديم آثار ديكهے ' پهر مراكش واپس آ گيا -

مگر يه واپسي بهي عارضي تهي - تهوڑے هي عرصه بعد صحراء اعظم كي راه سے سوڈان كے سفر پر روانه هوگيا - ليكن يه أس كا آخري سفر تها - سلطان ابو عنان شاه مراكش مزيد سفر سے مانع هوا اور اپني مصاحبت پر اصرار كيا - يه واقعه سنه ۷۵۵ ھ كا هے - ابن بطوطه نے مسلسل ۳۰ برس تک سياحت كي - ۲۲ برس كي عمر ميں سياحت شروع كي اور ۵۵ - برس كي عمر ميں ختم كي -

ابن بطوطه سلطان مراكش كا درباري بن گيا - سلطان أس كے حالات سفر سن كر بهت مسرور هوتا تها - بعض لوگ ابن بطوطه كي صداقت ميں أسي طرح شبه كرتے تهے ' جس طرح إس كے پيشرو ماركو پولو كو أس كے هم عصروں نے غلط بيان قرار ديديا تها - ابن بطوطه كو ابناء زمانه كي إس بے قدري پر بهت افسوس تها - ايک جگه وه نهايت رنجيده هوكر لكهتا هے " خدا جانتا هے ميرے بيانات صحيح هيں - خدا كي گواهي ميرے ليے كافي هے "

علامۂ ابن خلدون نے جب اپني تاريخ كبير مدون كرنا شروع كي ' تو ابن بطوطه اور أس كي سياحت كا قصۂ تازه تها - وه اپنے مقدمه ميں لكهتے هيں :

" سلطان ابو عنان كے عهد ميں طنجه كا ايک شخص ابن بطوطه نام مراكش ميں آيا - يه مشرق ميں سياحت كرچكا تها - عراق ' يمن هندوستان وغيره ممالک ميں پهرا تها - شاه هند كے پايۂ تخت دهلي ميں بهي گيا تها ' اور سلطان محمد شاه كا مقرب هوگيا تها ' حتى كه عهده قضا پر بهي مامور هوگيا - سفر سے واپسي كے بعد أسنے سلطان ابو عنان كے دربار ميں رسوخ حاصل كيا - وه اپنے عجيب عجيب مشاهدے بيان كيا كرتا تها - حتى كه بهت سے لوگ أسے جهوٹا سمجهنے لگے تهے - ايک دن ميں نے سلطان كے وزير فارس بن وردار سے إس بارے ميں گفتگو كي اور بتايا كه لوگ كس طرح أس كي تكذيب كر رهے هيں - وزير نے مجهے جواب ديا " تمهيں أن سلطنتوں كے حالات كا انكار نهيں كرنا چاهيے جن سے ناواقف هو "

إبن بطوطه كو ماركو پولو پر كئي حيثيتوں سے امتياز حاصل هے - آخر الذكر نے براعظم ايشيا كا صرف وسطي حصه ديكها تها - ليكن إبن بطوطه كي سياحت بهت طويل تهي - ايشيا كے علاوه افريقه كے بهت سے حصے اور يورپ ميں قسطنطنيه اور أندلس كي بهي أس نے سير كي تهي - پهر أس كے مشاهدات بهت زياده محققانه تهے - أس كا سفرنامه أس عهد كے ايشيا اور افريقه كي تاريخ اور جغرافيه ميں بهت زياده اهميت ركهتا هے - أس كا إسلوب بيان بهي زياده شگفته ' مكمل ' اور علمي هے -

صلیب اور خون

(بیوریا میں ایک پر اسرار عورت !)

یورپ کي عقل پرستي اور مشرق کي توهم پرستي کا غلغله صدیوں سے بلند هے - مشرقي ممالک میں عام طور پر یه خیال پیدا کردیا گیا هے که هر طرح کي توهم پرستي اور غیر معقول خوش اعتقادي صرف مشرقي اقوام هي میں پائي جاتي هے - باشندگان یورپ کے عقل و دماغ ان تمام امراض سے محفوظ هیں ! لیکن واقعه یه هے که سنه ۱۹۲۷ کے یورپ میں بهي هزاروں لاکهوں انسان ایسے موجود هیں ' جنکي مذهبي توهم پرستیاں کسي طرح بهي مشرقي اقوام کي خوش اعتقادیوں سے کم نهیں هیں !

یورپ کي پچهلي ڈاک کے اخبارات سے معلوم هوتا هے که بیوریا کے ایک کاشتکار خاندان کي لڑکي تهریسا نیومین نامي کي نسبت هزاروں لاکهوں انسانوں کا اعتقاد هے که وه ایک مسیحي معجزه کے اعلان کے لیے بهیجي گئي هے - دور دور سے لوگ اس کي زیارت کے لیے آتے هیں ' اور یقین کرتے هیں که اس کي زیارت سے اور اس کا دامن چهو لینے سے هر طرح کي بیماریوں سے نجات مل جاتي هے !

یه " مسیحي معجزه " کیا هے ؟

تهریسا بے هوشي کي حالت میں

بیان کیا جاتا هے که تهوڑے تهوڑے وقفه کے بعد یه لڑکي بے هوش هو جایا کرتي هے - اور بے هوشي کي حالت میں اسکے تمام جسم پر صلیب کے سے نشان پڑ جاتے هیں - نیز پیر کے تلووں سے خون بهي جاري هو جاتا هے - جب هوش میں واپس آتي هے ' تو صلیبي نشان معدوم هو جاتے هیں ' اور خون کا بهنا بهي بند هو جاتا هے - اخبارات کا بیان هے که نه صرف علاقه کے پادریوں نے بلکه سرکاري افسروں نے بهي بے هوشي کي حالت میں اس لڑکي کا معائنه کیا هے ' اور سب متفقه طور پر تصدیق کرتے هیں که صلیب کے نشان جسم پر نمایاں هو جاتے هیں - عجب نهیں یه لڑکي هسٹریا یعني اختناق الرحم کي کسي غیر معروف قسم میں مبتلا هو -

بائیں جانب تهریسا هے - دهني جانب ایک راهبه هے
جو اسے گرجا لے جا رهي هے !

بالشويك روس کی عدالت

جو نو جاسوسوں کے قتل کا فیصله لکهه رهي هے !

ابهي تهوڑا عرصه هوا ' خبر آئي تهي که حکومت روس نے ۲۶ آدميوں کو جاسوسي کے جرم پر گرفتار کيا هے جن ميں سے ۹ ملزموں کو قتل کي سزا دي گئي - يه مرقع اسي مقدمه سے تعلق رکهتا هے - اور گرافک لندن کے نامه نگار نے موسکو سے بهيجا هے -

روسي تبليغ و اشاعت

حال ميں روسيوں نے ايک قومي ميله کي تقريب پر ايک نهايت دلچسپ مجسمه " سرمايه داري " کا طيار کيا تها جو ايک موٹر کار پر نصب تها اور تمام قصبوں اور قريوں ميں اسکي نمايش کي گئي تهي - يه مجسمه کره کا ايک ڈهانچا هے ' جسکے اوپر ايک انسان بيٹها هوا هے - کره سے مقصود تمام دنيا هے ' اور انسان سے مقصود " سرمايه داري " کي طاقت هے - گويا سرمايه داري نے تمام کرهٔ ارضي اپنے قبضه ميں کر رکها هے !

" سرمايه داري " کي همه گيري و عالم افگني کي مجسم تمثيل !

لاسلکی عکاسی

يه دو تصويريں " لا سلکي عکاسي " کے تجارب کا آخري تجربه پيش کرتي هيں - " لا سلکي عکاسي " سے مقصود وه نيا انکشاف هے جس کے ذريعه دور دراز مقامات سے بغير رويت و حضور کے تصوير ليلي جا سکتي هے - امريکه ميں اس کا تجربه نهايت تيزي سے ترقي کر رها هے - ستمبر کے اواخر ميں متعدد تصويريں کاميابي کے ساتهه لي گئيں - تصوير نمبر ۱ ايک عورت کي تصوير هے جو تصوير لينے کے مقام سے کئي ميل کے فاصله پر تهي - تصوير نمبر ۲ بهي ايک ايسي هي تصوير هے ليکن اس ميں نمبر ۱ سے زياده کاميابي هوئي هے - يه تجربه جب پوري طرح کامياب هو جايگا ' تو جس طرح ريڈيو مراکز کے ذريعه دنيا کے هر حصه کي صدائيں سن لي جا سکتي هيں ' اسي طرح هر منظر اور وجود کي تصوير بهي به آساني کهينچ لي جائيگي !

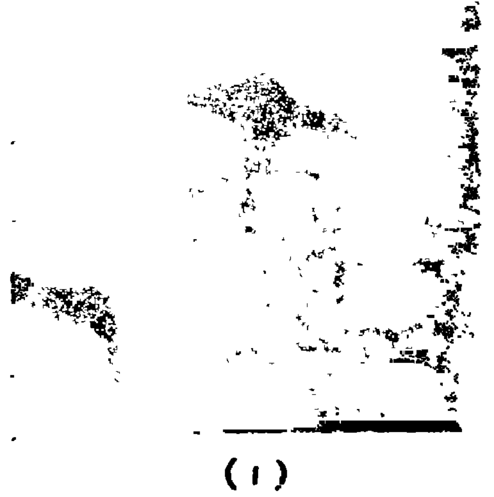

(۱)

(۲)

تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریت و دستور

مدحت پاشا کے وہ خطوط جو اُس نے قید خانہ طائف سے اپنے عزیزوں کے نام بھیجے تھے

(۱)

- آج بچوں کی تصویریں پہنچیں۔ میں نے تمہارے خطوں کے جواب بھیجے تھے۔ معلوم ہوتا ہے نہیں ملے۔ کیونکہ تم نے اُن کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔

سمرنا سے مجھے استامبول لے گئے۔ وہاں قصر یلدز میں مجھ کو اور محمود پاشا اور نوری پاشا کو علیحدہ علیحدہ حجروں میں قید کر دیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے، سلطان عبد العزیز نے خود کشی نہیں کی ہے۔ بلکہ سلطان مراد اور اُن کی والدہ کے اشارے سے محمود پاشا اور نوری پاشا نے اُنھیں قتل کرایا ہے۔ اور میں نے، خیر اللہ آفندی، اور رشدی پاشا بھی اس قاتلانہ سازش میں شریک تھے۔ پھر کہا گیا کہ مصطفےٰ پہلوان، حاجی محمد، مصطفےٰ جزائری، سلطان عبد العزیز کے تینوں خادم اصلی قاتل ہیں۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے کیونکہ یہ تینوں شخص، عبد العزیز کی وفات کے وقت نظر بند تھے۔ اگر بفرض محال عبد العزیز کو کسی نے قتل ہی کیا ہو تو کسی حال میں بھی میرے یا رشدی پاشا کے خلاف شبہ کرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ سلطان کی وفات کے وقت اُن کی والدہ اور تین سو بیویاں اور کنیزیں محل میں موجود تھیں۔ پانچ برس گزر گئے، مگر آجتک اُنھوں نے کبھی اشارۃً کنایۃً بھی نہیں کہا کہ سلطان قتل کیے گئے ہیں۔

میں نے محل شاہی میں نام نہاد عدالت کے سامنے پوری تفصیل سے تمام واقعات بیان کیے۔ تمام ججوں کو مجبوراً تسلیم کر لینا پڑا کہ واقعی کوئی ثبوت قتل کا موجود نہیں، بلکہ یہ سر اسر بہتان ہے۔ مگر چونکہ سلطان عبد الحمید "خطرناک" لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنے پر مُصر تھے۔ اس لیے عدالت نے ۱۱۔ آدمیوں کو زبردستی مجرم قرار دے کر بے رحمانہ سزائیں دے دیں۔ عدالت کے بعض ایماندار ارکان نے آخر وقت تک اس فیصلہ میں شرکت سے انکار کیا۔ سلطان نے اُن کی ایمانداری کی بھی پوری قدر دانی کی اور ہماری طرح وہ بھی قید خانے بھیج دیے گئے!

سلطان سے میری کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ بعض مصاحب ہر تیسرے دن میرے پاس سلطانی پیغام لے کر آتے تھے اور تسلی دے جاتے تھے۔ ایک دن یہ پیغام پہنچا کہ سلطان کو میری اس مصیبت کا نہایت قلق ہے۔ میری جلا وطنی پر وہ انتہائی افسوس کے ساتھ مجبور ہو گئے ہیں۔ لیکن پوری ہمدردی سے مجھے اجازت دی ہے کہ اپنا خاندان اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں!" نیز مجھے اذن شاہی حاصل ہوا کہ اپنے عزیزوں کو اگر چاہوں، خط لکھ دوں۔ میں نے خطوط لکھ کر دے دیے، مگر افسوس ہے کہ وہ تم لوگوں تک نہیں پہنچائے گئے۔

مجھے یقین تھا کہ وہ مجھ کو جلا وطن کر رہے ہیں اور میں جلا وطن ہو رہا ہوں۔ میرے خادم عارف کی قسمت نے جہاز کے ایک کمرے میں قید کر دیا۔ میرے پاس پہننے کا ایک کپڑا بھی نہیں تھا حتیٰ کہ رات کا لباس بھی موجود نہ تھا۔ جو کپڑے میرے بدن پر تھے، وہی پہنے رہا۔ اتفاق سے ایک دن میں نے خادم کو دیکھ لیا۔ اُس کے پاس میرے رات کے پہننے کا کرتا موجود تھا۔ وہ میں نے پہن لیا اور بدن کے کپڑے اُتار کر خود اپنے ہاتھ سے دھوئے اور اُس وقت تک کمرے میں چھپا بیٹھا رہا جب تک کپڑے سوکھ نہ گئے۔ اب دنیا سے مجھے نفرت ہو گئی ہے اور چاہتا ہوں جلد اپنے پروردگار کے سامنے پہنچ جاؤں!

ہم تمام رفقائے مصیبت جہاز "عز الدین" پر سوار کر دیئے گئے۔ کچھ نہیں معلوم تھا کہاں جا رہے ہیں؟ محمود پاشا کو ایک نہایت غلیظ کمرے میں رکھا گیا۔ نوری پاشا اور میں بھی ایسے ہی کمروں میں اُتار گئے۔ پھر دروازوں پر قفل چڑھا دیئے گئے۔

ہم جدہ پہنچے۔ بحر احمر کی گرمی بہت ہی سخت ہوتی ہے۔ ہماری تندرستی کو بہت نقصان پہونچا۔ ہمارے کمرے پاخانوں کے قریب تھے۔ بدبو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ نوری پاشا تو جہاز ہی میں پاگل ہو گئے تھے۔ اب تک اُن کا دماغ درست نہیں ہوا۔

جدہ پہنچتے ہی ہم سمجھ گئے کہ طائف میں قید ہونا ہے۔ مگر ہم باہم کوئی گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک کے ساتھ آٹھ آٹھ مسلح سپاہی تھے اور بولنے کی سخت ممانعت تھی۔ ہم سے ازحد ذلت کا برتاؤ کیا گیا۔ کشاں کشاں مکہ معظمہ پہنچے۔ اور حرم شریف کے قریب بعض کمروں میں قید کر دیئے گئے۔ ہم خاص مسجد کعبہ میں موجود تھے۔ مگر ایک مرتبہ بھی ہمیں زیارت کی اجازت نہیں دی گئی!

ہم طائف پہنچے اور قلعہ کے قید خانہ میں علیحدہ علیحدہ کوٹھڑیوں کے اندر قید کر دیئے گئے۔ ہر کمرے کے سامنے ننگی تلواریں لیے سپاہی کھڑے رہتے ہیں۔ باہم گفتگو کی سخت ممانعت تھی، مگر اب اُٹھ گئی ہے کیونکہ پاسبانوں نے دیکھا، اس پابندی کی تعمیل ممکن نہیں۔

سلطان کا فرمان، شریف مکہ کو پہونچا کہ یہ لوگ (یعنی ہم جلا وطن ہیں۔ اندیشہ ہے بھاگ جائیں گے۔ پوری سختی سے نگرانی ہونی چاہیئے۔ یہ حکم پاتے ہی شریف نے کمروں کے روشن دانوں کو بھی بند کرا دیا اور ہمارے پیروں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال دیں۔ مگر اب بیڑیاں کاٹ دی گئی ہیں۔ کیونکہ بیماری نے ہمیں اس قابل ہی نہیں رکھا کہ یہ بوجھ برداشت کر سکیں۔

خوش قسمتی سے ایک شریف آدمی کی ہمدردی حاصل ہو گئی ہے۔ یہ ہمارے خطوط تم تک پہنچایا کرے گا۔ پچھلے خطوط، جو تمھیں ملے، اسی کے ذریعے بھیجے گئے تھے۔ جب میں نے اپنے رفیقوں کو اطلاع دی کہ میرے اور اُنکے خطوط، منزل مقصود پر پہنچ گئے، تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ کیونکہ ہر ایک کے بچے ہیں اور اُن کی ملاقات کی تمنا رکھتے ہیں۔ اگر ہم نے جرم کیا ہوتا تو اس خیال سے دل کو تسکین دے سکتے کہ یہ ہمارے جرم کی سزا ہے، لیکن ہم نے تو کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ بجز اس کے کہ سلطنت اور امت کی اصلاح و ترقی چاہی ہے۔ اگر یہی جرم ہے، تو افسوس اُس ملک پر جہاں اصلاح و ترقی جرم سمجھی جائے!

میرے رفقا، انتہائی غم و الم میں ہیں۔ یہ بالکل قدرتی بات ہے لیکن میری حالت اُن سے بہتر ہے۔ میں اب ۶۰ برس سے تجاوز کر چکا ہوں۔ اس عمر کا آدمی کتنے برس اور جی سکتا ہے؟ تمھیں یاد ہوگا کہ گزشتہ سال ہی سے میرا عزم تھا کہ خلوت کی زندگی اختیار کر لوں۔ سفر آخرت کی طیاری میں باقی دن گزار دوں۔ معلوم ہوتا ہے خدا نے یہ اُسی کا سامان کر دیا ہے!

مدت سے تمنا تھی کہ ذہن کو تلاوت قرآن میں مشغول کر دوں مگر فرصت نہیں ملتی تھی۔ اب الحمد للہ پوری مہلت مل گئی اور میں نے "قد سمع" سے "الناس" تک قرآن مجید از سر نو حفظ کر لیا ہے۔ میں نماز کی بھی پوری پابندی کرتا ہوں۔ شب و روز یاد خداوندی میں مصروف رہتا ہوں۔ آیت "ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ و من یؤمن باللہ یھد قلبہ" ہر لمحہ میرے پیش نظر رہتی ہے۔ مجھے اس سے بڑی ہی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اپنے رب پر متوکل ہو گیا ہوں۔ اپنے تئیں اُس کے حوالے کر دیا ہے۔ تم بھی یہی کرو۔ اُس پر توکل کرو اور اُس کے سپرد ہو جاؤ!

اگر مجھے کوئی رنج ہے، تو وہ تمھاری اور بچوں کی جدائی کا ہے۔ خداوند جل و علا سے دعا ہے ہم سب کو پھر جمع کر دے۔ میرے مصنوعی دانت ٹوٹ گئے۔ یہاں اُن کی مرمت کرنے والا کوئی نہیں۔ کھانے میں اب مجھے ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن کتابوں کو طلب کیا تھا ابھی تک نہیں پہنچیں۔ نیز لکھا تھا کہ تفسیر بیضاوی، تفسیر روح البیان، اور وہ نپولین کی فرانسیسی کتاب بھیج دو جسے میں اکثر پڑھا کرتا تھا۔ یہ سب کتابیں، سمرنا میں موجود ہیں۔ اگر بھیج سکو، تو روانگی میں دیر نہ کرنا۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ بچوں کی تعلیم پر پوری توجہ صرف کر رہی ہو۔ علی حیدر، وسیمہ، صابرہ کو بہت بہت پیار کرو۔ دریہ خانم کو اور تمام ملازموں کو سلام۔

سمرنا میں دو صندوق، ساحلی کمپنی کے منیجر کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ ان میں میرے نسخے اور اعزازی سندیں ہیں۔ تاکید کر دی تھی کہ تمھیں دے دے۔ معلوم نہیں ان کا کیا حشر ہوا؟ اگر صندوق ابھی تک اسی خائن کے پاس ہیں، تو مجھے لکھو تاکہ اُسے یاد دہانی کراؤ

هندوستان اور مجموعه عالم

تمام دنیا میں جغرافیائي ' عمراني ' اور اقتصادي لحاظ سے هندوستان کي موجوده حیثیت کیا هے ؟

(۱)

(هندوستان کا رقبه)

ملک	رقبه ایکڑ کے حساب سے
هندوستان	۱،۱۶،۲۹،۱۹،۰۰۰
برطانوي هندوستان	۶۲،۰۷،۲۵،۰۰۰
یورپ	۲،۴۰،۰۰،۰۰،۰۰۰
جزائر برطانیا	۷،۷۱،۵۲،۰۰۰
ولایات متحدهٔ امریکا	۱،۹۰،۳۲،۶۹،۰۰۰
اسٹریلیا	۱،۹۰،۳۶،۶۴،۰۰۰
کینڈا	۲،۳۹،۷۰،۸۲،۰۰۰
جرمني	۱۳،۳۵،۹۴،۰۰۰
فرانس	۱۳،۰۸،۵۴،۰۰۰
چین	۲،۵۰،۴۷،۲۸،۰۰۰
جاپان	۱۶،۶۸،۷۲،۰۰۰

هندوستان ' جرمن شهنشاهي سے ۷ - گنا زیاده بڑا هے -

هندوستان ' جاپاني سلطنت سے ۱۱ - گنا زیاده بڑا هے -

هندوستان ' جزائر برطانیا سے ۱۵ - گنا زیاده بڑا هے -

هندوستان ' بر اعظم یورپ کے برابر هے - باستثناء روس -

هندوستان میں ۷،۰۰،۰۰۰ دیهات هیں -

هندوستان میں ۶۷۷ دیسي ریاستیں هیں -

برطانوي هندوستان ' ۱۴ صوبوں پر منقسم هے - هر صوبه ' ضلعوں پر منقسم هے - هر ضلع ' تعلقوں یا تحصیلوں پر منقسم هے - هر تعلقه ' تهانوں پر منقسم هے - هر ضلع کا اوسط رقبه ۴،۵۰۰ مربع میل هے -

هندوستان کي دس میں نو حصه آبادي دیهاتوں میں رهتي هے -

هندوستان میں ۷ لاکهه دیهات هیں - اس کے معنے یه هے که اگر کوئي آدمي هر قریه میں صرف ایک دن ٹهرے ' تو پورے هندوستان کے دورے کے لیے ۱،۹۲۷ سال درکار هونگے -

هندوستان میں ایک لاکهه سے زیاده آبادي رکهنے والے ۳۱ شهر هیں -

(هندوستان کي آبادي)

کل دنیا	۱،۶۹،۶۵،۰۸،۰۰۰
کل هندوستان	۳۱،۹۳،۶۱،۰۰۰
برطانوي هندوستان	۲۴،۷۰،۰۰،۰۰۰
جزائر برطانیا	۴،۲۹،۱۹،۷۰۰
جاپان	۶،۶۰،۸۱،۹۵۴
جرمني	۵،۱۸،۷۰،۷۴۲
فرانس	۳،۹۲،۰۹،۵۱۸
اٹلي	۴،۲۱،۱۵،۶۰۶
سوویٹ روس	۱۳،۲۰،۰۰،۴۱۳
چین	۴۳،۶۰،۹۴،۹۵۳
ولایات متحدهٔ امریکه	۱۱،۴۷،۸۶،۰۰۰

هندوستان کي آبادي ' دنیا کي مجموعي آبادي کا پانچواں حصه هے -

هندوستان کي آبادي ولایات متحده کي آبادي سے ۳ گني زیاده هے -

هندوستان کي آبادي فرانس کي آبادي سے ۸ گنا زیاده هے -

صرف مدراس اور میسور کي آبادي ' جاپان کے برابر هے -

صرف بمبئي کي آبادي ' اسپین اور پرتگال کي مجموعي آبادي سے زیاده هے -

هندوستان میں هر مربع میل کي اوسط آبادي ۱۷۷ هے -

اگر هر منٹ میں ۲۵ آدمي پر نظر ڈالي جائے ' تو پورے هندوستان کي آبادي دیکهنے کے لیے ۳۰ برس کا زمانه درکار هوگا !

(دنیا کي آبادي رنگ کے اعتبار سے)

(کل دنیا کي آبادي : ۱،۶۹،۶۵،۰۸،۰۰۰)

سفید فام	۹۳،۶۰،۰۰،۰۰۰
زرد فام	۵۱،۷۴،۸۸،۰۰۰
سیاه فام	۲۴،۳۰،۶۰،۰۰۰

(سفید فام)

هندوستاني	۲۴،۵۰،۰۰،۰۰۰
ٹیوٹانک	۴۶،۶۷،۰۰،۰۰۰
سلاوي	۱۷،۶۰،۰۰،۰۰۰
لاطیني	۱۷،۲۰،۵۰،۰۰۰
یوناني	۹۵،۰۰،۰۰۰
باسکس	۴،۰۰،۰۰۰
افغان	۷۵،۰۰،۰۰۰
ایراني	۱،۰۰،۰۰،۰۰۰
عرب اور بربر	۲،۴۰،۰۰،۰۰۰
یهودي	۲،۵۰،۰۰،۰۰۰
قبطي	۸،۵۰،۰۰۰
دیگر اقوام	۹۰،۰۰،۰۰۰

(زرد فام)

چیني	۳۲،۳۰،۰۰،۰۰۰
جاپاني	۵،۶۵،۰۰،۰۰۰
کورین	۱،۷۰،۰۰،۰۰۰
ترک	۱،۲۰،۰۰،۰۰۰
امریکن دیسي ' اهل ملایا ' اور فلیپائن	۴،۰۰،۰۰،۰۰۰
منگولي	۳۰،۰۰،۰۰۰
کرغیز وغیره	۱،۰۰،۰۰،۰۰۰
ماگیار	۹۵،۰۰،۰۰۰
فنس	۳۵،۰۰،۰۰۰
اسکیمو اور سائبیرین	۱۰،۰۵،۰۰۰
سیامي	۸۵،۰۰،۰۰۰
برمي	۷۸،۹۰،۰۰۰
تبتي	۶۵،۰۰،۰۰۰

گیا ہوں۔ اخبارات کو یہ خبر شائع کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ قونیہ کے اخبار "طنین" تک کو گمراہی میں ڈال دیا گیا اور اُسنے بذریعۂ تار [illegible] کے اخباروں سے دریافت کیا۔ اس سے پہلے یہ افواہ مشہور کی گئی تھی کہ میں مجنون ہوگیا ہوں۔ معلوم نہیں اس کذب و دروغ سے حکومت کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

طائف۔ ۲۳ صفر ۱۳۴۰ھ

(۷)

اپنے مرشد سلیمان آفندی کے نام

"۔۔۔ قسمت میں یہی تھا کہ ہم اپنے اہل و عیال اور مال و متاع سے جیتے جی دور اور اپنی آزادی سے محروم ہوجائیں۔ ہم جس مصیبت میں گرفتار ہیں، اُس کا تصور بھی کوئی نہیں کرسکتا۔ صرف ذات الٰہی باقی رہے گی۔ کوئی مخلوق بھی دائمی زندگی نہیں پائے گی۔ سب کے لئے زوال مقدر ہے:

لا یغرن امرأ عیشہ   کل حی صائر للزوال!

یہ چند روزہ زندگی، ایک کھیل ہے۔ بلکہ ایک پل ہے جس پر سے انسان گزر جاتا ہے۔ زندگی کی حرص و طمع، لاحاصل ہے۔ ان مصائب پر اللہ تعالیٰ بندوں کا ثواب زیادہ کردیتا ہے۔ ہمارے لئے انبیاء و اولیاء کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ ان میں اکثر قیدخانوں ہی میں مرے۔ امام ابوحنیفہ اور امام موسیٰ کاظم کی مثال ہر وقت میرے پیش نظر رہتی ہے۔

میری حالت اسوقت یہ ہے کہ ہر لمحہ یہ مقولہ زبان پر رہتا ہے۔ "کن فی الدنیا کانک غریب" (دنیا میں اس طرح رہو گویا پردیسی ہو) زندگی کے آخری مرحلے تک پہنچ چکا ہوں۔ عمر ۷۰ سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اب مجھے ہر لحظہ حیات غنیمت سمجھنا چاہیے اور آخرت کی طیاری کرنی چاہیے۔ میرے پاس بعض کتابیں موجود ہیں۔ اُن میں آپ کا مجموعہ رسائل بھی ہے۔ اس کتاب سے مجھے عبادت الٰہی میں بہت مدد ملتی ہے۔ لیکن انسان تنہا اپنی رائے سے ہر قسم کی ریاضت نہیں کرسکتا، لہذا اے شیخ جلیل! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اُس راستہ کی طرف رہنمائی کیجئے جو خدا تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ میں یہاں دور سے بھی آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں۔ کیونکہ معنوی علاقہ، جسمانی اتصال کا محتاج نہیں۔ آپ مجھے تحریر کے ذریعۂ ہدایت دیجئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو خود تشریف لائیے اور زبانی رہنمائی کیجئے۔ میں بے صبری سے آپکے تحریری یا زبانی جواب کا منتظر رہوں گا"

قیدخانۂ طائف۔ ۱۹ شوال ۱۳۳۹ھ

(۸)

نفیسہ خانم کے نام

"گزشتہ ماہ ایک خط سعید بک کے فرضی دستخط سے بھیج چکا ہوں اس کے ایک ہفتہ بعد، دو پھوڑے نکل آئے۔ ایک پیٹھ میں، دوسرا پہلو میں۔ یہاں صرف ایک ڈاکٹر ہے اور وہ بھی نومشق ہے۔ دوستوں کو میری بیماری سے سخت تشویش ہوئی۔ اُنھوں نے میری لاعلمی میں والی مکہ کو تجربہ کار طبیب بھیجنے کے لئے لکھا۔ مگر والی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں صاحب فراش تھا اور قصر سلطانی سے برابر احکام آرہے تھے کہ مجھے اور میرے رفقاء کو قتل کر ڈالا جائے۔ چنانچہ ہمارا خاص کھانا موقوف کردیا اور ہمارے نوکر بھی علحدہ کردیئے گئے۔ میں بستر مرگ پر پڑا تھا کہ ایک افسر نے آکر حکم پہونچایا "تمھیں بھی وہی کھانا ملے گا جو دوسرے تمام قیدیوں کو دیا جاتا ہے۔ لہذا بازار سے کوئی چیز نہ خریدو۔ تمھارے خاص برتن بھی لے لئے گئے۔ قید خانہ کے برتنوں میں کھاؤ پیو۔ کپڑے بھی اپنے ہاتھ سے دھونا پڑینگے"! پھر اُسنے ہم سے کاغذ، قلم، دوات وغیرہ لکھنے پڑھنے کا تمام سامان بھی لے لیا اور چلا گیا۔ الحمدللہ میں نے تمھارے تمام خطوط پہلے ہی سے جلا دیئے تھے، ورنہ انھیں ایک اور بہانہ ستانے کا مل جاتا۔ خیراللہ آفندی کی بیوی اور دو برس کی عمر کا بچہ قلعہ کے قریب ایک مکان میں تھے۔ انھیں بھی نکال دیا گیا۔ اسوقت یہ لوگ مکہ میں مقیم ہیں۔

اس سختی سے حکومت کی غرض یہ ہے کہ ہم جلد سے جلد مرجائیں کیونکہ ہم لوگ اچھے کھانوں کے عادی ہیں۔ قیدیوں کا کھانا کھا کر مزید ہلاک ہوجائیں گے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ ہمیں ہر ممکن تکلیف بھی دی جاتی ہے کیونکہ حکومت کو شبہ ہے کہ یہ لوگ قیدیوں کا کھانا کھانے پر بھی زیادہ دن زندہ رہیں گے۔ جب میرے رفقاء نے یہ حکم سنا ہے، نہایت پریشان ہیں اور شب و روز اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہیں۔

اس مہلک بیماری میں مجھے آرام کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ مگر میرے خادم کو بھی لے گئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ طبیب کی آمد و رفت بھی روک دی۔ اس سے بھی بڑھ کر افسر کی گستاخانہ گفتگو نے مجھے اذیت دی۔ میری بیماری بہت زیادہ ہوگئی۔ موت کا قطعی یقین تھا۔ دنیا سے سفر پر مجھے از حد خوشی تھی۔ لیکن افسوس، موت قسمت میں نہ تھی۔ زندگی کا معاملہ، صرف خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ میری طلب پر بھی موت نہ آئی۔ میرے رفقاء نے ایک مرہم خود بنا کر پھوڑوں پر لگا دیا تھا۔ وہ اُس سے پھوٹ گئے۔ ۱۵ دن میں زخم بھر گئے۔ اب میں پھر زندہ ہوگیا ہوں۔

افسر نے میرے خادم کو جدہ بھیجا تھا تاکہ آستانہ پہونچا دیا جائے مگر قصر شاہی سے حکم آیا کہ اُسے وطن آنے نہ دیا جائے، بلکہ قید کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ غریب بھی قید ہے۔ اس حادثہ سے مجھے بہت رنج پہونچا۔ میں خوش تھا کہ مسکین کو اب مصیبت سے نجات ملی مگر میری خوشی، صرف چند روزہ تھی۔ اب مجھے اپنی مصیبت کے ساتھ اُس کی مصیبت پر بھی غم کھانا ہے۔

روپیہ، کپڑے، ماکولات، کوئی چیز بھی نہ بھیجنا کیونکہ مجھے کچھ بھی پہنچ نہیں سکتا، اور اگر پہنچے بھی، تو بے کار ہے۔ روپیہ اس لئے بیکار ہے کہ ہم کوئی چیز خرید نہیں سکتے۔ کپڑے اس لئے بیکار ہیں کہ کپڑے دھلوانے کی ہمیں اجازت نہیں۔ خود اپنے ہاتھوں سے دھو کر پہننا ہیں۔ اس حالت میں پرانے اور نئے کپڑے یکساں ہیں۔ لہذا کوئی چیز بھی نہ بھیجو۔

ہمارے لئے جو کھانا مقرر ہوا ہے وہ صرف شوربا ہے۔ ایک ظرف میں ۱۰ آدمیوں کے لئے شوربا آتا ہے اور ہرگز کافی نہیں ہوتا۔ شام کو مولی کے پتوں کا شوربا ہوتا ہے۔ ہم لوگ یہ کھانا بالکل کھا نہیں سکتے۔ بھوکوں مر رہے ہیں۔ بہت ناتوان ہوگئے ہیں۔ ہر لحظہ موت کا انتظار ہے۔ دیکھنا چاہیے ہم میں کون پہلے قبر میں جاتا ہے؟"

بچوں کو پیار۔ سب کو سلام

۸ رجمادی الاخریٰ ۱۳۴۰ھ

(۹)

نفیسہ خانم اور فرزند عزیز علی حیدر کے نام

"یہ غالباً میرا آخری خط ہے۔ کیونکہ ہمارا کھانا بند ہوچکا ہے اور سخت تکلیفیں دی جارہی ہیں، جیسا کہ پچھلے خط میں لکھ چکا ہوں۔

اب وہ ہمیں زہر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ کئی مرتبہ دے بھی چکے ہیں لیکن میرے خادم عارف (جو اب میرے ہی ساتھ قید ہے) کی وفاداری اور بیداری کی وجہ سے ابتک اُنھیں کامیابی نہ ہو سکی۔ ایک دن عارف نے ایک افسر کے ذریعہ دودھ خریدا۔ افسر نے اُس میں زہر ملا دیا تھا۔ عارف پہچان گیا اور دودھ پھینک دیا۔ ۲ دن بعد عارف نے گوشت خرید کر میرے لئے پکایا۔ مگر ہم کھانے بیٹھے تھے اُس میں زہر ڈال دیا گیا۔ چند دن بعد ہمارے پانی کی صراحی میں زہر ملا دیا گیا۔ ہمارے محافظ بکر آفندی چرکسی نے اعتراف کرلیا ہے کہ قصر شاہی سے روز تاکیدی حکم آرہے ہیں کہ ہمیں فوراً مار ڈالا جائے۔ چنانچہ عثمان پاشا والی مکہ نے محمد بک چرکسی کو مکہ معظمہ سے خاص اسی غرض سے یہاں بھیجا ہے اور وہ قتل کی طیاریوں میں لگا ہوا ہے۔ ظاہر ہے ہم ان تمام قوتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ موت یقینی ہے۔ شاید اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی تمھیں میری موت کی خبر پہنچے۔ لیکن تم رنجیدہ نہ ہونا۔ کیونکہ مجھے امید ہے یہ موت، میرے تمام گناہوں کا کفارہ ہوگی۔ میں اپنے وطن اور امت کی راہ میں مر رہا ہوں۔ میری وصیت یہ ہے کہ حکومت کوشش کرے گی تمھیں آستانہ لے جائے اور تمھارا وظیفہ مقرر کرے۔ مگر تم اسے منظور نہ کرنا۔ اپنے گھر ہی میں رہنا۔ میری بہن صدیقہ خانم کو اپنے ساتھ رکھنا اور ترکہ میں سے اُنھیں بھی حصہ دینا۔ میں نے تمھیں خدا کے سپرد کیا۔

۱۰ رجب ۱۳۴۰ھ

آخری خط

شہادت سے ایک دن پہلے لکھا گیا

علی وصفی آفندی کے نام

میں تمھیں پہلے بھی خط لکھ چکا ہوں۔ اپنی سوانح عمری کا ایک جزو ختم کر کے تمھیں بھیج چکا ہوں۔ پڑھنے کے بعد سمرنا بھیج دینا۔ اب زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ کیونکہ یہ لوگ زہر دینے میں کامیاب رہے۔ اب کوئی دوسری تدبیر کرینگے۔ میں ہر لحظہ خداوند تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ اگر میں مرجاؤں تو فقراء پر ۱۰ پونڈ خیرات کردینا جو تمھارے پاس امانت ہیں۔ اگر اس سے زیادہ خرچ کرنا ہو تو سمرنا سے روپیہ طلب کرلینا۔ فوراً آجائے گا۔ میرے مرشد شیخ سلیمان کی دست بوسی کرو اور میرے حق میں دعا کی درخواست کرو۔ درویش صلاح الدین پر بھروسہ نہ کرنا کیونکہ اُس کی طبیعت کا حال معلوم ہے۔ بلاضرورت مجھے نہ لکھنا۔ آئندہ شاید میں بھی کچھ لکھ نہیں سکوں گا۔ کیونکہ حالت بہت خطرناک ہوگئی ہے۔ والسلام

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر یعنی نمبر
۱ سے ۵ تک
بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی
قیمت پر
خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع
دیجائے
منیجر

(۲)

...رمضان کے بعد تمہارا کوئی خط نہیں ملا۔ تمہارا اور بچوں کا حال نہ معلوم ہونے سے سخت تشویش اور ملال ہے۔ تم نے ضرور روپیہ اور کھانے کی چیزیں بھیجی ہوں گی۔ مگر مجھے کچھ نہیں پہنچا۔ مجھے روپیہ کی ازحد ضرورت ہے۔ کیونکہ پچھلے سال جو دس پونڈ بھیجے تھے، اور جو رقم قسطنطنیہ سے آئی تھی، اب اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے حکومت نے ہمارے کھانے پینے کا ذمہ خود لے رکھا تھا مگر اب وہ کسی کو کچھ نہیں دیتی۔ ہمیں اپنی روٹی خریدنا پڑتی ہے۔ ہمارے ساتھ بعض ایسے قیدی بھی ہیں جن کے پاس ایک پیسہ نہیں۔ میں اور محمود پاشا اُن کی کفالت کر رہے ہیں۔ اُنھیں کپڑے بھی بنانے ہیں ہمیں قید خانے کے نوکروں کا بھی خیال کرنا پڑتا ہے۔ یہ لوگ محض ہماری وجہ سے یہاں رکھے گئے ہیں۔ ان حالات کی بنا پر ہمیں روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔

ہمارے رفقا میں فوج کے بعض بڑے بڑے افسر بھی ہیں انھوں نے ہم سے کچھ روپیہ قرض لے کر کپڑا خریدا ہے۔ بیچارے خود اپنے ہاتھ سے سی رہے ہیں۔ اُن کی مصیبت اسی پر ختم نہیں ہو جاتی انکے لئے ایک خشک روٹی کا بھی انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ بعض مجبوراً روزہ رکھتے ہیں ہم پر فرض ہے کہ ان کی ضروریات زندگی کا حتی الوسع خیال رکھیں۔ ہر ملک میں دولت مند ہم وطنوں کی دست گیری کرتے ہیں لیکن یہاں ان مسکینوں کے لئے اس قسم کا کوئی موقعہ موجود نہیں ہے۔ انسانیت کا تقاضا ہے کہ ہم ہی انکی خبر لیں۔ لہٰذا فوراً ہم پچاس پونڈ حکومت کے توسط سے بھیجو۔ اگر فوراً روپیہ نہ آیا تو میں اپنا پانی کا برتن اور گھڑی بیچنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔ اس صورت میں لوگ بہت قیل و قال کریں گے اور ہمارے ذہن کو تشویش ہو گی۔

بچوں کو بہت بہت پیار

مدحت

قلعہ طائف کا قیدخانہ

۲۰ رمضان [illegible]

(۳)

... پرسوں یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ شریف مکہ [illegible] حسب عادت آجکل طائف میں موجود تھے۔ منگل کی رات کو وہ اپنے گھر میں مطمئن سو رہے تھے کہ اچانک آدھی رات کو تین فوجوں نے آکر ان کا محل گھیر لیا۔ فوج کے ساتھ دو توپیں بھی تھیں۔ صبح ہم کیا دیکھتے ہیں کہ شریف اپنے رات کے کپڑوں میں ہمارے قیدخانے میں قیدی بنے چلے آ رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے شریف کا جرم یہ ہے کہ اُس نے انگریزوں سے سازش کرنی چاہی تھی۔ اس شخص نے ہمیں محض سلطان کو خوش کرنے کے لئے بہت تکلیف پہنچائی تھی۔ خدا نے اس کا بدلہ لے لیا۔ وہی آفت اُس پر ڈال دی جس میں ہم پھنسے ہیں۔ اس میں ہر عاقل کے لئے عبرت ہے۔ لیکن مجھے اس شخص پر بہت ترس آتا ہے۔ سو برس کا بڈھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں سے ہے۔ یہ واقعہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا ہمیں سمرنا میں پیش آیا تھا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ وہاں توپوں کی تعداد زیادہ تھی۔

مدحت

(۴)

... گزشتہ رمضان سے تمہاری اور بچوں کی کوئی خبر نہیں ملی۔ میں نے بھی تمہیں اپنے مفصل حالات نہیں لکھے کیونکہ نہایت ہی سخت تکلیف میں ہوں۔ پانچ مہینے ہوتے ہیں کہ ہمارے خدمت گار ہم سے علیحدہ کر دئے گئے ہیں۔ حال ہی میں [illegible] عمر پاشا نام ایک شخص خاص اس غرض سے بھیجا گیا ہے کہ اگر ہماری ایذا رسانی میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو پوری کر دے۔ اس شخص کی عمر زیادہ ہے، مگر عقل کم ہے۔ اس کے افعال ایسے ہیں جو کسی شریف الطبع آدمی کے نہیں ہو سکتے۔ یہ ہماری جان لینے پر تلا ہوا ہے، کیونکہ شاید اُسے یہی حکم ملا ہے یا مزید مقبولیت اس ذریعے سے حاصل کرنی چاہتا ہے۔ اُس کا خیال ہے کہ بھوکا رکھنے سے ہم جلد نہیں مریں گے بلکہ ہماری زندگی بڑھ جائے گی۔ لہٰذا کوئی ایسی تدبیر نکالنی چاہتا ہے جس سے میری، محمود پاشا کی اور خیر الدین آفندی کی زندگی جلد سے جلد ختم ہو جائے۔ وہ نوکروں سے کہتا ہے "تم لوگ وطن واپس جانے کے لئے بے قرار ہو گے۔ لیکن جب تک یہ تمھارے آقا زندہ ہیں، تم واپس نہیں جا سکتے۔ ان کے قتل میں میری مدد کرو تاکہ آزادی حاصل کر سکو۔" چنانچہ اسنے نوری پاشا کے خادم بکر آغا کو بلا کر کہا: "تم نوکروں کی قید اُسی وقت ختم ہو گی جب یہ لوگ مریں گے۔ نوری پاشا تو مجنون ہیں۔ کئی دفعہ کمرے کی کھڑکی سے پھاندنا بھی چاہا۔ تم اُن کی اس میں مدد کیوں نہیں کرتے؟ مجھ سے رسّی لو اور کھڑکی کی سلاخ ریت ڈالو۔ تاکہ نوری پاشا پھاند کر ہلاک ہو جائیں۔"

غرضکہ اسنے تمام نوکروں کو بھڑکانا شروع کر دیا ہے۔ نوکروں نے اُس کی سازش میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ اس پر انھیں سخت تکلیفیں دی جا رہی ہیں۔ یہ خبریں سن کر ہم سخت پریشان ہیں ہمیں زہر دینے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک طرف دنیاوی منفعت حاصل کرنے کے لئے یہ شخص ہمیں مارنا چاہتا ہے، دوسری طرف اخروی ثواب کے لئے حج کرنے بھی گیا ہے۔ یہ سمجھتا ہے اس طرح دین اور دنیا، دونوں اُسے حاصل ہو جائیں گی!

[illegible] کا چہرہ تک دیکھ نہ سکے۔ عزیز ترین لوگوں نے بھی ملاقات کی اجازت نہیں لی۔ ہمارے پاس ایک اجنبی باورچی تھا۔ ڈرا دھمکا کر اُسے بھی رخصت کر دیا گیا۔ یہ حالات دیکھ کر ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ہمیں جلد اس دنیا سے کوچ کرنا ہو گا۔

اگر ہمارے ستانے اور اس طرح قفس میں بند رکھنے سے مقصود یہ ہے کہ [illegible] کی سازش پر پردہ ڈالا جائے، تو یہ کوشش بے سود ہے۔ سب خبریں اور اصلی حقیقت مشہور ہو چکی ہے، اخبارات کے صفحوں پر چھپ چکی ہے۔ لیکن اگر ہمیں تکلیف دے کر سلطان اور اُنکے مصاحب خوش ہوتے ہیں تو ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ احکم الحاکمین سے فریاد کریں اور دعا مانگیں کہ وہ اپنا فیصلہ جلد صادر کر دے۔ اگر تمہیں کوئی منصف مزاج ملے تو ہماری ناقابل بیان مصیبت کی یہ داستان سنا دینا۔

قیدخانۂ طائف ۵ محرم [illegible]

(۵)

والیٔ حجاز عثمان پاشا کے نام

... آپ نے رسالہ دار محمد بیگ کے نام جو خط لکھا ہے اُس میں شکایت کی ہے کہ میں نے عمر پاشا کے افعال کی اطلاع انگریزی قونصل کو دی ہے۔ حالانکہ میں نے قونصل مذکور کو ہرگز کوئی خط نہیں لکھا۔ بلکہ اس قسم کا کبھی وہم بھی پیدا نہیں ہوا کہ اُسے اطلاع بھیجوں۔

عمر پاشا کی حرکتیں ایسی نہیں ہیں کہ زیادہ دنوں تک مخفی رہ سکیں طائف اور مکہ میں بچہ بچہ اُن سے واقف ہے۔ اگر انگریزی قونصل کو علم ہوا ہے تو تاجروں اور عام باشندوں کے ذریعہ ہوا ہو گا۔

لیکن آپ نے دوسرے خط میں پھر مجھے اس معاملہ میں ملامت کی ہے۔ [illegible] آپ کو یقین ہو گا اس میں میرا ہاتھ نہیں ہے۔ لہٰذا ایسا [illegible] حقیقت ظاہر کر دوں۔

عمر پاشا علی الاعلان کہتے رہے ہیں کہ اُنکے آنے کی غرض ہم قیدیوں کو زہر دے کر قتل کرنا ہے۔ صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ عمل سے بھی وہ اسے ثابت کرتے رہے ہیں۔ اُنھوں نے کھلے بندوں نوکروں کو مشورہ دیا کہ اپنے آقاؤں کو دن دہاڑے مار ڈالیں۔ نوکروں نے ایسا نہیں کیا تو اُنھیں قید کر دیا گیا اور سخت تکلیفیں دی گئیں۔

اجانب کو اگر یہ شرمناک حالات معلوم ہو گئے ہیں تو یہ کچھ عجیب نہیں ہے۔ انگریزی قونصلوں کا کام ہی یہ ہے کہ خبریں معلوم کر کے اپنی حکومت کو مطلع کرتے رہیں۔ باہر ہمارا کوئی ایسا معتمد علیہ موجود نہیں جس پر ہم اس طرح کے معاملات میں بھروسہ کر سکیں۔ پھر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ ہم نے انگریزی قونصل کو اطلاع پہنچائی ہو گی؟ ہمارے نوکر بھی آزاد نہیں ہیں کہ اِدھر اُدھر جا سکیں۔ وہ ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ قلعہ سے نکلتے ہیں تاکہ ضروری اشیا بازار سے خرید لیں اور اُسوقت بھی مسلح افسروں کی حراست میں رہتے ہیں۔

نہیں معلوم تمھارے ضمیر نے یہ کیونکر گوارا کیا کہ ہمیں ملامت کرو۔ تمھارے خیال میں اُن لوگوں کا کیا حال ہو گا جو اپنی آزادی، اولاد، احباب، مال و متاع سب سے جیتے جی محروم کر دئے گئے ہیں، اور ایک قفس میں جانوروں کی طرح محبوس ہیں۔ وہ اپنے عزیزوں کی صحت بھی معلوم نہیں کر سکتے؟ یقیناً یہ ایسا برتاؤ ہے جسے دنیا کا کوئی قانون، کوئی شریعت، کوئی انصاف پسند انسان جائز قرار نہیں دے سکتا!

اگر یہ نئی تہمت تراشنے سے مقصود یہ ہے کہ ہماری عزیزوں سے خط و کتابت بھی موقوف کر دی جائے تو وہ ہماری اس قید کی وجہ سے پہلے ہی سخت بدبختی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ مرے کو مارنا کہاں کا انصاف ہے؟

تم نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ سمرنا میں میں نے فرانسیسی قونصل سے پناہ چاہی تھی۔ یہ حقیقت سے تمھاری جہالت کی دلیل ہے۔ میں صوبۂ سمرنا جیسے ایک بڑے صوبے کا حاکم تھا۔ اچانک ایک رات میرے گھر کا فوجوں نے محاصرہ کر لیا مجھے قید کرنے کے لئے۔ میں اپنی عورتوں اور بچوں کا گریہ و بکا اپنے کانوں سے سنتا تھا، مگر اُنھیں تسلی تک نہیں دے سکتا تھا۔ اُسوقت میرے دل کی کیا حالت ہو گی؟ اس کا جواب میں خود تمھارے ضمیر سے چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھے اس لئے ملامت کرتے ہو کہ حکومت کی حرکتوں کو حق بجانب قرار دو، تو یہ کوشش بے فائدہ ہے۔ میں دو مرتبہ وزیر اعظم رہ چکا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی مجھ سے یہ ذلت آمیز برتاؤ کیا گیا اور بغیر کسی جرم کے قید میں ڈال دیا گیا۔

تم نے لکھا ہے تم ایسی باتوں کی اجازت دے نہیں سکتے اور اب تم ہماری زبانیں بند کر دو گے۔ ہماری زبانیں اب بھی بند ہیں۔ معمولی افسروں اور سپاہیوں کی ہم پر حکومت ہے۔ ہم زبان ہلا نہیں سکتے۔ تم اس وقت اختیار رکھتے ہو۔ ہم بے اختیار ہیں۔ جو تمھارے دل میں آئے شوق سے کرو۔ ہمیں اعتراض کا بھی حق نہیں ہے۔ تم ہمیں "مجرم" کہتے ہو۔ ہم اس پر بھی معترض نہیں ہو سکتے لیکن میں تمہیں وہ گفتگو یاد دلاتا ہوں جو تم نے دار الحکومت میں مجھ سے کی تھی تم نے انسانیت، مروت، شرافت کا ذکر کیا تھا۔ کیا یہ موجودہ برتاؤ اُن صفات کے مطابق ہے؟

قیدخانہ طائف، [illegible] صفر [illegible]

(۶)

نفیسہ ہانم کے نام

"... پچھلے دنوں مشہور کر دیا گیا کہ میں ہندوستان یا یورپ بھاگ گیا

سراسر بنگال اور کلکتہ کے عظیم الشان [illegible] جنگ پلاسی سے پہلے ہمارے ملک (انگلستان) کی صنعت نہایت پست تھی

(ڈگبی)

تین کروڑ انسانوں کو لوٹ کر کلکتہ میں عظیم الشان دولت بہت جلد جمع کر لی گئی تھی... قدیم زمانوں میں معمولی مظالم پر ہندوستانی اپنے حاکموں کو برطرف کر دیا کرتے تھے۔ مگر انگریزی حکومت ہٹنے والی نہ تھی یہ حکومت سنگ دل سے سنگ دل وحشی اور مستبد حکومتوں کی طرح ظالم اور سخت تھی۔ مزید براں تمام تمدنی طاقتور ہتیاروں سے مسلح تھی۔

(لارڈ کلائیو پر میکالے کا مضمون)

یہ مالامال خزانے، کروڑوں آدمیوں کی صدیوں کی کمائی، انگریزوں نے ہتیا کر لندن اسی طرح بھیجی، جس طرح رومن نے یونان اور پونٹس کے خزانے اٹلی بھیجے تھے، ہندوستانی خزانے کتنے قیمتی تھے؟ کوئی انسان بھی اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ ضرور کروڑوں اشرفیاں ہونگی۔ اتنی دولت اُسوقت کی مجموعی یورپین دولت سے بھی بہت زیادہ تھی۔

(بروک آدم)

جب میں ۱۷۵۰ء میں انگلستان آیا تو یہاں بڑے بڑے شہروں کے علاوہ ملک بھر میں بارہ بینک بھی موجود نہ تھے۔ بنگال کی چاندی نے انگلستان پہنچکر نہ صرف دولت میں بے شمار اضافہ کیا بلکہ اس کی رفتار بھی بہت تیز کر دی (برک)

ہمارے خیال میں یہ بڑی دولت جو ہم نے ہندوستانی تجارت سے حاصل کی ہے ایک نہایت ہی ظالمانہ اور جابرانہ دستور العمل سے پیدا ہوئی ہے ایسا دستور العمل جس کی نظیر نہ کسی ملک میں ملتی ہے نہ کسی زمانہ میں۔ (ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹروں کی یادداشت [illegible])

سرسری اندازہ کے ساتھ، بڑی آسانی سے دعوی کیا جا سکتا ہے کہ جنگ پلاسی اور جنگ واٹرلو کے درمیانی زمانہ میں ہندوستان سے انگلستان کو پندرہ ارب روپیہ جا چکا تھا۔ (میجر ونگیٹ)

ہندوستان، انیسویں صدی میں انگلستان کو کم سے کم ایک ارب ۵۰ کروڑ روپیہ دے چکا ہے۔ ہمارے ہم وطنوں (انگریزوں) کا ۳۰ کروڑ روپیہ ہندوستانی تجارت میں لگا ہے۔ اس طرح ہندوستان کی تجارت ہمارے لئے دنیا کے تمام ملکوں کی تجارت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ ہندوستان میں ہمارے حوصلہ مند نوجوانوں اور بے شمار فقیروں کو روٹی مل رہی ہے۔ دنیا کے ہر گوشہ میں ہمارے ملک کو ہندوستان کا قبضہ بہت زیادہ طاقتور، باعزت، اور بااثر بنا رہا ہے۔ تمام اعلیٰ خیالات، سچی حکمرانی اور تہذیب کے فرائض سے قطع نظر کر کے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہندوستان کو ہمیشہ اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے۔ انگریز بھاری سے بھاری قربانیاں کرنے کو طیار ہیں مگر یہ سونے کی چڑیا کسی حال میں بھی اپنے ہاتھ سے اڑنے نہیں دیں گے!

(میجر ونگیٹ [illegible])

ہندوستان نے ہمارے لئے سب کچھ کیا ہے۔ کرۂ زمین پر ہمیں ایسا ہی عظیم الشان جزیرہ بنا دیا ہے جیسا جاپان۔ کہ اسی کے جزیرے نے ہم اتنی بڑی سلطنت ہو گئے جتنی دنیا نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس احسان پر ہمیں ہندوستان کا ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہئے۔

سرمایۂ ہندوستان

ہندوستان کا ہمیشہ خون چوستے رہنا چاہئے۔

(لارڈ سالسبری [illegible])

میں پوری متانت سے اعلان کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے مظالم سے لاکھوں کی مخلوق فنا ہو گئی اور ملک برباد کر ڈالا گیا۔ موجودہ گورنمنٹ نے ملک اور اُس کے باشندوں کو مفلس اور ذلیل کر ڈالا ہے۔

(فرانسس براؤن، سلیکٹ کمیٹی رپورٹ [illegible])

ہندوستان کا نظارہ، دماغ پر افلاس اور افسردگی کا اثر قائم کر دیتا ہے۔ ملک سے زیادہ اُس کے عام باشندے اُداس ہیں۔ وہ کمزور اور خستہ نظر آتے ہیں۔ اُنکے کپڑے میلے کچیلے پھٹے پرانے ہیں۔ وہ سب غریب معلوم ہوتے ہیں اور محض ایک ٹکڑا روٹی پانے کے لئے جان توڑ محنت کرتے ہیں، وہ لاغر اور مرجھائے ہوئے ہیں۔

(سر فریڈرک ٹریویس [illegible])

برطانوی ہند کی دیہاتی آبادی کی حالت کیا ہے؟ اب وہ اُس مطمئن اور خوش و خرم قوم کی نمائندگی نہیں کرتی جس کا حال ہم قدیم تاریخوں میں پڑھتے ہیں۔ شکستہ بدن، پست اخلاق، [illegible] غریب رعیت کی ایک یہی آرزو رہ گئی ہے کہ آئندہ فصل پکنے تک وہ بھوکوں نہ مر جائے۔ (دی تھری پریسیڈنسیز آف انڈیا)

آج ہندوستان کی عام آبادی اس قدر قلاش ہو رہی ہے کہ اس کے پاس بمشکل قوت لایموت باقی ہے۔ عیش و عشرت تو درکنار، ہندوستانی بمشکل اپنے بال بچوں کی شکم پری کر سکتا ہے۔

(لارڈ لارنس [illegible])

برطانوی صنعت چمکانے کے لئے ہندوستانی دستکاری کا گلا گھونٹنا، بڑے فخر کے ساتھ انگریزی تدبر قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ برطانوی قساوت کا ایک بہت ہی بڑا ثبوت ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے ملک کی ترقی کے لئے انگریزوں نے کس طرح چنگی اور محصول لگا کر ہندوستان کی صنعتی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ (مسٹر شور)

---

۱۸ سے ۳۰ سال کی عمر والی ہندوستانی عورتیں بہترین سوت کاتتی ہیں۔ روپیہ بھر وزن کی روئی سے ۲۴ میل سے بھی زیادہ لمبا سوت کیا کر سکتی ہیں۔ (جیمس ٹیلر)

وہ انگریزی حملہ ہی تھا جسنے چرخہ ہلاک کر دیا۔ انگلستان نے خود ہندوستان کے بازاروں سے ہندوستانی کپڑا بے دخل کر دیا۔ اُسنے اس ملک میں اپنا سوت بھیجنا شروع کیا، یہاں تک کہ دیسی سوت غائب ہو گیا۔ یہ ملک جولاہوں کا مرکز تھا، بدیشی سوت کا [illegible] ہو گیا۔ [illegible] سے [illegible] تک ہندوستان میں انگریزی سوت کی درآمد ایک سے شروع ہو کر ۵۲۰۰ گنا ہو گئی! (کارل مارکس، برٹش رول ان انڈیا)

ہمارا تعلق ہندوستان سے بہت گہرا ہے۔ دنیا میں یہ ملک سب سے بڑا [illegible] ہے، ہم وہاں بحیثیت تاجر کے گئے ہیں: باوجود موجودہ تمام نقائص کے ہماری ہندوستانی حکومت ایک [illegible] قائم ہے جسے ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ "ہم تمہاری [illegible] کریں، تم ہمارا مال خریدو۔ اگر ہم ہندوستان چھوڑ دیں تو اس سے نہ صرف ہندوستانیوں ہی کو نقصان پہونچیگا بلکہ لنکا شائر کے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ آدمی بھوکوں مر جائیں گے اور ہماری تمام صنعتی زندگی ختم ہو جائے گی۔ تمام باتوں کا ہمارے پاس صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ "کچھ ہی ہو ہماری قوم کو زندہ رہنا ہے"! بغیر ہندوستان کی تجارت اور دستکاری پر قبضہ رکھے یہ قوم اس تنگ جزیرہ میں کسی طرح بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ (مسٹر وہائٹ [illegible])

موافق موسم میں سال بھر خرچ کرنے کے بعد [illegible] من غلہ ہندوستان میں بچ رہا تھا۔ (قحط کے کمیشن کی رپورٹ [illegible])

[illegible] میں بنگال دنیا کا سب سے زیادہ مالدار، آباد اور زرعی ملک تھا۔ (بنگال کی تحقیقات [illegible])

گورنمنٹ نے کسانوں پر اتنا زیادہ لگان لگا دیا ہے کہ اُنکے اور اُنکے بال بچوں کی سال بھر کی خوراک بھی اکثر نہیں بچتی۔

(سر ڈبلو۔ ہنٹر [illegible])

جنگل کٹ جانے کی وجہ سے ہندوستان کے باشندوں پر دو نئی مصیبتیں اور بڑھ گئیں۔ ایندھن کا فقدان اور بارش کی کمی۔

(بیرون ان بورڈ)

انگریزی سلطنت کے آغاز ہی میں ہندوستان کے جنگل تیزی سے برباد کر ڈالے گئے۔ (پروڈکشن ان انڈیا)

جنگل، قومی دولت کا ایک بہت اہم سرچشمہ ہیں جنگل، اوس پیدا کرتے ہیں اور موسم کا اتار چڑھاؤ روک کر اعتدال قائم کرتے ہیں۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں گرمی اور بارش بہت ہوتی ہے جنگل کی اہمیت کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ (〃)

اکبر کے عہد میں نہروں کا ایک ایسا بڑا سلسلہ قائم کیا گیا تھا جیسا پہلے کبھی نہ تھا۔ (کیپر صفحہ ۲۵۳)

فیروز شاہ نے اپنے عہد میں دریاؤں پر تیس بند قائم کئے تھے پانی محفوظ رکھنے کے لئے ۴۰ عظیم الشان حوض بنائے تھے اور ایک اتنی بڑی نہر کھدوائی تھی جو اپنے وقت میں سب سے بڑی نہر تھی۔

(〃 〃)

دہلی کی نہر، جسے شہنشاہ شاہجہاں نے بنوایا تھا، نہایت ہی وسیع اور مضبوط تھی۔ (〃)

پورے جنوبی ہندوستان میں گنجام سے راس کماری تک ایسے عظیم الشان اور غیر معمولی تالابوں کے نشان ابتک موجود ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (فرانسس براؤن)

ہندوستان کے نام نہاد "وحشی" ہندو راجے اپنی رعایا کی منفعت کے کاموں پر اتنی دولت خرچ کرتے تھے جس سے اُس زمانہ میں پوری یورپین جنگی قوت قائم ہو سکتی تھی۔ (دی تھری پریسیڈنسیز آف انڈیا)

تاریخ و عبر

ہندوستان

انگریزی حکومت سے پہلے اور انگریزی حکومت کے بعد

خود انگریز مدبّروں اور مصنّفوں کی نظر میں

اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مدبّروں کی شہادت

"بنگال اپنی پیداوار اور ہر چیز کی فراوانی میں، دنیا کے ہر شہر سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ یہ علاقہ اس قدر زرخیز تھا کہ انسانی ضروریات اور عیش و عشرت کا جملہ سامان بآسانی مہیا کرتا تھا۔ کیونکہ یہاں ہر قسم کے مویشی، بارہ ماسی پھل، بکثرت غلہ، ہر قسم کا کپڑا خصوصاً نفیس ریشم اس قدر زیادہ موجود تھا کہ دنیا کے کسی علاقہ میں بھی نہ ہوگا۔ سنہ ۱۸۰۴ء" (الفنسٹن جلد ۲)

"باشندے عام طور پر نہایت تہذیب اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی جان و مال کی طرف سے بالکل مطمئن تھے، کیونکہ بادشاہ اپنی رعایا کو نہ تو جھوٹے الزاموں پر ماخوذ کرتا تھا، نہ اس کی مال و دولت اور شاندار زندگی پر حسد کر کے اسے اس سے محروم کرتا تھا۔"

(پائٹر ولڈویل سنہ ۱۶۲۳ء)

"بادشاہ کے ذاتی کمرے اور شاہی دربار اپنی چمک دمک میں نگار خانۂ چین ہو رہے تھے، محل کی ہر ہر چیز اس سلیقہ اور ہنرمندی کی زندہ شہادت تھی جو اسمیں صرف کی گئی تھی۔ عظیم تخت شاہی، جو "کوہ نور" ہیرے کے ساتھ کئی صدی پہلے ایران سے لایا گیا تھا، ٹھوس سونے کا تھا، اور دو عظیم الشان طاؤسوں پر قائم تھا، جن کی پھیلی ہوئی دُمیں بیش بہا جواہرات سے مرصع تھیں… اس طرح شہنشاہی عظمت قلعہ دہلی کے اس کتبہ کو صحیح ثابت کر رہی تھی کہ

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است!

(قدیم و جدید دہلی مصنفہ ایل گیبی)

"تمام زمانوں میں سونا خصوصاً چاندی کی برآمد ہندوستان کی بہت پر منفعت تجارت تھی۔ روئے زمین پر کوئی ملک بھی اپنی ضروریات اور کمالیات میں بیرونی ممالک سے اتنا مستغنی نہ تھا جتنا یہ ملک تھا۔ مناسب آب و ہوا، زرخیز سرزمین، اور خود باشندوں کی ذہانت نے سب کچھ مہیا کر دیا تھا جس کی انہیں ضرورت تھی۔" (ڈاکٹر رابرٹسن)

"بنگال اپنے لاانتہا خزانوں سے اپنے آقاؤں کو دنیا کا سب سے زیادہ دولتمند بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔" (کلایو کے خطوط سنہ ۱۷۵۷ء)

"نواب شائستہ خاں کے عہد (۹۳–۱۶۸۰) میں ایک روپیہ میں ۸ سیر چاول فروخت ہوتے تھے۔" (جے ٹیلر)

"شہر ڈھاکہ میں ۴۰ بازار اور ۲۰۰ سڑکیں تھیں" (ایضاً)

شہر مرشد آباد اس قدر دلچسپ اور دولتمند ہے جس قدر خود شہر لندن۔ فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں لوگوں کی ذاتی جائدادیں آخر الذکر سے بہت زیادہ ہیں۔ اس کی آبادی کئی لاکھ ہوگی۔ اور اگر وہ یورپین باشندوں کو فنا کرنے کا ارادہ کریں تو صرف لاٹھیوں اور پتھروں سے کر سکتے ہیں۔"

(پارلیمنٹری کمیٹی کے سامنے کلایو کی شہادت سنہ ۱۷۶۶ء)

"بنگال کی سلطنت، چھ سو میل لمبی، تین سو میل چوڑی اور دنیا کی ایک نہایت ہی وسیع اور زرخیز میدانی سرزمین کی مالک ہے۔ جہاز رانی کی صلاحیت رکھنے والے متعدد دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے، اپنے دامنوں میں ڈیڑھ کروڑ جفاکش انسانی آبادی رکھتی ہے، یہی نہیں بلکہ اس سے دوچند آبادی کے لئے پیداوار کی قابلیت رکھتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے خاص اپنے ہاتھوں سے اسے دنیا بھر سے زیادہ زراعت کے لائق بنایا ہے۔" (ڈاؤ سنہ ۱۷۶۸ء)

"سراج الدولہ کی وفات کے بعد بنگال کے سیاح تفصیل کرتے ہیں کہ یہ دنیا کی سب سے زیادہ مالدار، آباد، اور زرخیز سلطنت تھی۔ تجار اور امراء دولت و ثروت اور عیش و آرام میں غرق تھے۔ دستکار اور صناع، اطمینان اور فراغت کی زندگی بسر کرتے تھے۔" (سنہ ۱۷۵۷ء)

"پبلک کو ہر طرح پریشان کر کے ملک ویران کر دیا گیا تھا۔ چھ سال کے قلیل زمانہ میں دولتمند قلمرو کے نصف سے بڑے بڑے شہروں کو بالکل اجاڑ دیا گیا تھا۔ دنیا کی سب سے زیادہ زرخیز زمین تباہ کر ڈالی گئی تھی اور ۵۰ لاکھ بے ضرر اور محنتی انسانوں کو جلا وطن یا برباد کر دیا گیا تھا۔"

(ایسٹ انڈین کمپنی کے عہد میں بنگال سنہ ۱۷۷۲ء)

"جتنی رقمیں بھی دہلی پہلے بھیجی گئی ہوں، وہ سب کی سب بنگال کی وسیع تجارت کے منافع سے وصول ہو جاتی تھیں۔ بنگال کی تجارت پورے ہندوستان کی دولت کا مرکز تھی… اس صورت حال سے موجودہ زمانہ کے حالات کس قدر مختلف ہیں؟ جب سے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی نظامت ہمارے (انگریزوں) ہاتھ میں آئی ہے، یہ صوبے اپنی خوشحال آبادیوں اور دستکاریوں کی قدیم اہمیت سے کس قدر محروم ہو گئے ہیں؟" (ریو آف بنگال)

"ہندوستان کبھی مغلوب نہ ہوتا اگر خود اس کے فرزندوں کی مدد نہ ہوتی۔" (سر جان میکم)

"ہندوستان ایک ایسی فوج سے فتح ہوا ہے جس میں تین حصے خود ہندوستانی سپاہی تھے اور صرف ایک حصہ انگریز تھے۔

……

جبکہ ہم یہاں ہندوستان میں ایک اتنی بڑی آبادی کے فتح کرنے میں مصروف تھے، جو پورے یورپ کی آبادی کے برابر تھی، تو اس وقت انگلستان میں انگریزوں کو اس مقصد کے لئے نہ تو ٹیکس دینا پڑا، نہ قرضہ لینا پڑا، نہ کسی الجھن کا سامنا ہوا، اور نہ ہی کوئی جنگی بھرتی کی ضرورت پڑی۔

……

جو کچھ میں نے کہا اس کا مقصود یہ ہے کہ ہندوستان کی فتح صحیح معنی میں ہرگز فتح نہیں ہے، کیونکہ یہ انگلینڈ کی حکومت، فوج، اور روپیہ سے عمل میں نہیں آئی۔ انگلینڈ نے صحیح معنی میں ہندوستان کو فتح ہی نہیں کیا…" (ایکسپینشن آف انگلینڈ۔ پروفیسر سیلی)

"اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ بھی پیدا ہو جائے اور اس میں اجنبیوں کے نکالنے کی کوئی عملی توقع نہ بھی ہو، بلکہ صرف اس قدر احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحاد عمل ہندوستانیوں کے لئے شرمناک ہے، تو اسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور اسپر فاتحانہ حکمرانی نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس طرح کی حکومت کرنی بھی چاہیں گے تو اقتصادی طور پر قطعاً برباد ہو جائیں گے۔" (ایضاً)

"جنگ پلاسی کے بعد ہی بنگال کی لوٹ، انگلستان پہنچنے لگی اور اس کا اثر فوراً نمودار ہوا۔ تمام مورخ متفق ہیں کہ انگلستان میں جس صنعتی انقلاب نے انیسویں صدی کو تمام پچھلے زمانوں سے ممتاز کر دیا اس کی بنیاد اسی جنگ کے بعد یعنی سنہ ۱۷۶۰ء میں پڑی تھی۔"

(مسٹر بروک آدم)

اکثر موجودہ یورپین قوموں کی خوشحالی، قدیم تہذیب کی نمائندہ شرقی قوموں کی لوٹ پر قائم ہوئی ہے۔ انگلستان کی صنعتی برتری

احرارِ اسلام

عہد اموی کی اسلامی ذہنیت

اروی بنت الحارث ابن عبدالمطلب

ایک موسم حج میں ضعیف العمر اروی بنت الحارث بن عبدالمطلب امیر معاویہ بن ابی سفیان کے دربار خلافت میں حاضر ہوئی۔

"میرے بھتیجے! تو کیسا ہے؟" اروی نے کہا۔ "تو نے خدا کی نعمت سے کفران کیا۔ اپنے بھائی (یعنی امیرالمومنین علی علیہ السلام) کے حق کا لحاظ نہ کیا۔ اپنے نام کے سوا ایک نیا لقب اختیار کیا (یعنی امیرالمومنین کا لقب) دوسرے کے حق پر قابض ہوگیا (یعنی خلافت پر) حالانکہ اسلام میں نہ تو خود تو نے کوئی خدمت کی، نہ تیرے آبا و اسلاف نے۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے حق سے اعراض و انکار کیا تھا پس خدا نے تمھاری قسمتیں بگاڑ دیں۔ تمھیں ذلیل و خوار کیا۔ حق، حق والوں تک پہنچ گیا۔ اللہ کا بول بالا رہا۔ اگرچہ مشرکوں پر یہ ظفرمندی بہت شاق تھی۔ اس دین میں ہم اہل بیت کا درجہ اور حصہ سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں فوت ہوئے کہ مغفور و مرحوم تھے، خدا کے حضور میں معزز و پسندیدہ تھے۔ آپ کے بعد ہم اہل بیت کے ساتھ تم نے وہ برتاؤ کیا جو قوم موسیٰ کے ساتھ خاندان فرعون نے کیا تھا کہ اُن کے مردوں کو قتل کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمارا شیرازہ بندھ نہ سکا۔ ہم پر کوئی سختی بھی آسان نہ ہوئی۔ ہماری انتہا، جنت ہے۔ تمھاری انتہا دوزخ ہے!"

"گمراہ بڑھیا!" عمرو بن العاص جو دربار میں موجود تھے، بے اختیار پکار اٹھے "اپنی زبان روک، شرم سے آنکھ نیچی کر۔"

"تو کون ہے؟ تیری ماں مرے!" اروی نے خفگی سے کہا۔

"عمرو بن العاص" لوگوں نے جواب دیا۔

اروی نے کہا "تو مجھ سے بولنے کی جرأت کرتا ہے! اپنے عیب چھپے رہنے دے۔ اپنی خیریت منا۔ واللہ تو قریش میں نہ تو خالص حسب نسب رکھتا ہے نہ اچھی اصلیت کا مالک ہے۔"

"بیوقوف بڑھیا!" مروان بن الحکم نے کہا "تیری بینائی بھی تیری عقل کے ساتھ جا چکی ہے۔ تیری شہادت معتبر نہیں۔"

"صاحبزادے تم بھی بولے!" اروی نے کہا "واللہ حکم سے زیادہ تو سفیان بن الحارث بن کلدہ سے زیادہ مشابہ ہے۔"

پھر وہ معاویہ کی طرف مخاطب ہوئیں:

"واللہ ان لوگوں کو تو نے ہی مجھ پر جرأت دلائی ہے، حالانکہ تیری ماں اُحد کی لڑائی میں حمزہ کے قتل کے بعد کہتی تھی:

نحن جزیناکم بیوم بدر   والحرب یوم الحرب ذات سعر

ہم نے تم سے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا۔ لڑائی، لڑائی کے دن آگ کی طرح شعلے رکھتی ہے۔

ما کان عن عتبۃ لی من صبر   ابی و عمی و اخی و صہری

عتبہ (ہند کا باپ تھا) پر مجھے صبر نہیں ہو سکتا تھا۔ میرا باپ، چچا، بھائی، خسر، انھیں میں بھول نہیں سکتی تھی (یہ سب جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے)

شفیت وحشی غلیل صدری   شفیت نفسی و قضیت نذری

اے وحشی (قاتل حمزہ) تو نے میرا دل ٹھنڈا کیا۔ میری منت پوری کر دی۔

فشکر وحشی علیّ عمری   حتی تغیب اعظمی فی قبری

"وحشی کا شکریہ عمر بھر مجھ پر واجب ہے، یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں غائب ہو جائیں۔

تیری ماں کے جواب میں میں نے کہا تھا:

یا بنت رقاع عظیم الکفر   خزیت فی بدر و غیر بدر

اے بیوقوف بڑے کافر کی بیٹی! بدر میں اور ہر دن میں تجھے رسوائی ملے۔

صبحک اللہ قبیل الفجر   بالہاشمیین الطوال الزہر

خدا تجھ پر صبح سے پہلے، دراز قد، خوبصورت ہاشمیوں کی غارت گری نازل کرے۔

بکل قطاع حسام یفری   حمزۃ لیثی و علی صقری

تیغ براں سے تجھے کاٹے۔ حمزہ، میرا شیر ہو اور علی میرا باز ہو۔

ہتک وحشی حجاب الستر   البغایا بعدہا من فخر

وحشی نے بے آبروئی کر ڈالی۔ اب فاحشہ عورتوں کے لئے تیرے بعد کوئی فخر باقی نہیں رہا۔

"تمھارا برا ہو!" امیر معاویہ نے عمرو بن العاص اور مروان بن الحکم سے کہا۔ "تمھیں نے اس خاتون کو مجھ پر خفا کر دیا اور یہ باتیں سنوائیں۔"

پھر اروی سے مخاطب ہوئے:

"پھوپھی! اپنی ضرورت بیان کرو۔ عورتوں کی یہ بکواس بند کرو۔"

"مجھے دو ہزار، دو ہزار، دو ہزار، پورے ۶ ہزار دینار دو" اروی نے مطالبہ کیا۔

"پہلے دو ہزار کس لئے؟" امیر نے سوال کیا۔

"میں حارث بن عبدالمطلب کے خاندان کے لئے کھیتی کی زمین میں کنواں خریدوں گی" اروی نے جواب دیا۔

"تم نے بہت خوب سوچا!" امیر نے کہا "اور دوسرے دو ہزار؟"

"خاندان عبدالمطلب کے نوجوانوں کی شادی کر دوں گی۔"

"بہت خوب! اور تیسرے دو ہزار؟"

"مدینہ کی گرانی اور زیارت بیت اللہ کے خرچ کے لئے۔"

"بہت خوب خیال ہے۔ میں نے منظور کیا۔ تمھاری خاطر ہمیشہ منظور ہے" امیر نے خوشامد سے کہا۔

تھوڑی دیر چپ رہ کر امیر نے پھر سوال کیا:

"بھلا اگر علی موجود ہوتے تو یہ رقم ہرگز منظور کرتے؟"

"سچ کہتے ہو" اروی نے فوراً جواب دیا۔ "علی امانت ادا کیا کرتا تھا خدا کے حکموں پر چلتا تھا۔ مگر تو نے اپنی امانت ضائع کر دی۔ خدا کے مال میں خیانت کی۔ خدا کا مال غیر مستحقوں کو دے ڈالا۔ خدا نے اپنی کتاب میں حقداروں کے حق مقرر کر کے بیان کر دئیے ہیں۔ مگر تو نے خدا کے حکموں پر عمل نہیں کیا۔ لیکن علی نے ہمیں اپنے حق لے لینے کے لئے برابر بلایا جو خدا نے ہمارے لئے مقرر کر دئیے ہیں۔ مگر افسوس تمھاری لڑائی نے انھیں پورا انتظام قائم کرنے کی مہلت ہی نہ دی۔ میں نے تیرا مال نہیں مانگا کہ احسان جتاتا ہے۔ میں تو صرف اپنا حق مانگتی ہوں۔ ہم دوسروں کا حق لینا جائز نہیں سمجھتے۔ آہ! تیرے وا[illegible] اور تیری مصیبت سخت ہو جائے تو اپنی زبان پر علی کا [illegible] ہو!"

پھر وہ رونے لگیں۔ یہ شعر انکی زبان پر تھا:

الا یا عین ویحک اسعدینا   الا وابکی امیر المومنینا

ہاں اے آنکھ تیرا بھلا ہو ہمارا ساتھ دے۔ ہاں امیر المومنین پر خوب آنسو بہا!

رزینا خیر من رکب المطایا   وفارسہا ومن رکب السفینا

ہم نے اُس سب سے اچھے کو کھو دیا جو کبھی گھوڑوں پر یا کشتیوں پر سوار ہوئے۔

ومن لبس النعال او احتذاہا   ومن قرأ المثانی والمئینا

اور جنھوں نے زمین پر قدم رکھا اور جنھوں نے قرآن پڑھا۔

اذا استقبلت وجہ ابی حسین   رأیت البدر راع الناظرینا

حسین کے باپ کا چہرہ دیکھنا، بدر کامل کا دیکھنا ہے جو سب دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

ولا واللہ لا انسیٰ علیا   وحسن صلاتہ فی الراکعینا

نہیں! واللہ، علی مجھے بھول نہیں سکتا، نہ رکوع کرنے والوں میں اُس کا اچھی نماز پڑھنا بھول سکتی ہوں۔

أفی الشہر الحرام فجعتمونا   بخیر الناس طرا اجمعینا

تم نے ماہ حرام میں سب آدمیوں سے اچھے آدمی کو مار کر ہمیں مصیبت میں ڈال دیا!

معاویہ نے انھیں ۶ ہزار دینار دیدئے اور کہا:

"پھوپھی! اسے جس طرح چاہو خرچ کرو۔ پھر جب کبھی ضرورت پڑے اپنے بھتیجے کو لکھنا، وہ ہر طرح تمھاری مدد کریگا۔"

ہندوستان کے موجودہ حکمرانوں (انگریزوں) نے پرانے ہندوستانی بادشاہوں کی بعض برائیوں کی خوب نقل اتاری ہے۔ یہ بھی کبھی کبھی نہریں کھودتے ہیں مگر اپنی تنگ نظری کی وجہ سے مستقبل کو دیکھنے کے بجائے اپنی فوری منفعت پر نظر رکھتے ہیں۔ مگر اس نقالی میں وہ ہنود پیش رو، تاتاری، حکمرانوں کی فیاضی کی تقلید نہیں کرتے۔ (بلویک)

انگریزوں نے ہندوستان کے لئے ارزاں ذرائع نقل و حرکت اور آب پاشی کی ضرورت تو محسوس کی۔ مگر یہ محسوس نہ کیا کہ ہندوستان میں تیز ذرائع نقل و حرکت سے بھی زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ خشک سالی کے زمانہ میں غلہ فراہم کیا جائے۔ اُنھوں نے فوراً ریلیں جاری کردیں مگر وہ جہازرانی کے لائق دریا بنانے کی ہمت نہ کرسکے۔ کیونکہ ایسے دریا، ریلوے کے مقابل ہوجاتے اور وہ منافع کم کردیتے جو ریلوں سے حاصل ہوتا ہے اور جس سے انگریز فائدہ اُٹھاتے ہیں، قدرت نے ہندوستان کو بڑے بڑے دریا عطا کئے ہیں جو قدیم زمانہ میں تجارت کے راستے تھے۔ اور ان دریاؤں سے نکلی ہوئی نہریں باشندوں کے لئے نہایت ہی مفید ہوسکتی تھیں۔ وہ سستے طرق مواصلات اور نقل و حرکت کا کام بھی دے سکتی تھیں اور پیداوار کو ترقی دیکر فصلوں کی محافظ اور قحطوں کی سد راہ بن سکتی تھیں مگر انگریزوں نے سخت جغرافی غلطی کی۔ چونکہ خود اُنکے اپنے ملک میں نہروں کی بہت کم ضرورت تھی اس لئے اُنھوں نے ہندوستان میں بھی نہریں طیار کرنے میں غفلت کی۔ (سر آرتھر کاٹن: بلویک)

اگر بنگال میں آب پاشی کا کافی انتظام ہو تو وہ تنہا پورے ہندوستان کا پیٹ بھر سکتا ہے۔ (ڈاکٹر ڈیٹلی کی شہادت زرعی کمیشن کے سامنے)

چارے کا سوال پورے ہندوستان کے لئے حد درجہ اہمیت حاصل کرتا جاتا ہے۔ ظاہر ہوچلا ہے جس قدر کم ہوگا مویشی اُسی قدر کمزور ہونگے اسمیں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ اگر حالات میں فوری خوشگوار تبدیلی نہ ہوئی تو بنگال اور آسام کی زراعت کو نہایت سخت نقصان پہنچیگا (سر چارلس الیٹ)

دنیا کا کون ملک بغیر اپنے مویشیوں کے سرسبز ہوسکتا ہے؟ ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم ہندوستان کے محافظ ہیں۔ مگر ہم نے ہندوستانی مویشیوں کی بقاء کے لئے کیا کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں کیا۔ مجھے شرم کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ترقی کے بجائے ہم نے مویشی فنا کرنے میں مدد دی ہے! میں بغیر قوم کے مویشیوں کا تصور کرسکتا ہوں مگر بغیر مویشیوں کے قوم کا تصور نہیں کرسکتا۔ (سر ولیم ویڈربرن)

ہر منٹ میں ہندوستان سے ایک گائے باہر جاتی ہے۔ (بلویک سنہ ۱۸۸۱ء)

سنہ ۱۸۸۰ء میں تمام بیرونی دنیا سے انگلستان کو ۲،۰۶،۵۸،۲۹۴ من گیہوں گیا۔ برخلاف اس کے صرف ہندوستان سے ۱،۰۴،۱۲،۱۱۱ من گیہوں گیا۔ (رائل اگریکلچر سوسائٹی سنہ ۱۸۸۱ء)

ہر منٹ میں غلہ کی حسب ذیل مقدار ہندوستان سے باہر جاتی ہے:

چاول:	ہر منٹ میں	۱۱۸ من
گیہوں:	" "	۶۰ "
دال ماش:	" "	۵۵ "
دال اُرہر:	ہر منٹ میں	۵۰ من
مونگ پھلی:	" "	۵۵ "

(سرکاری اعداد و شمار کی چوتھی اشاعت)

سیالکوٹ وغیرہ علاقوں میں دل ہلا ڈالنے والی بے شمار موتوں کی وجہ میرے خیال میں صرف یہ ہے کہ افسوسناک قزاقی کے ساتھ غریبوں کی خوراک چھین کر باہر بھیجدی جاتی ہے۔ اس سے ملک کی کسان آبادی دائمی قحط کا شکار رہتی ہے۔

(ایچ، ڈبلیو، بیلو سنیٹری کمشنر پنجاب کا خط سنہ ۱۸۷۱ء)

خراب غذا سے صرف اموات کی زیادتی ہی نہیں ہوگئی ہے بلکہ زندہ نسل کی جسمانی قوت بھی تباہ ہوگئی ہے۔ (" ")

کلکتہ میں فی روپیہ اناج کا نرخ

زمانہ	چاول	(گیہوں)	سرسوں کا تیل
۱۷۲۹ء	۲ من ۳۰ سیر	۲ من ۲۰ سیر	۱۲ سیر
۱۷۵۰ء	۳ من ۱۰ سیر	۲ من ۱۰ سیر	۱۰ سیر
۱۷۵۸ء	۱ من ۳۰ سیر	۱ من ۲۵ سیر	۸½ سیر
۱۷۸۲ء	۱ من ۵ سیر	۱ من ۵ سیر	۷ سیر
۱۸۲۵ء	۳۰ سیر	۳۲ سیر	۶ سیر
۱۸۵۵ء	۱۵ سیر	۱۸ سیر	۵ سیر
۱۸۸۰ء	۱۲ سیر	۱۱ سیر	۴½ سیر

(ایسٹ انڈین کمپنی کا غیر مطبوعہ ریکارڈ۔ برٹش میوزیم میں)

ہندوستان میں بیماریوں کی کثرت کی اصلی وجہ خراب غذا ہے اس غذا نے ہندوستانیوں کا جسم کمزور کرکے بیماری کے لئے مستعد کردیا ہے (لفٹنٹ میکارین: اگریکلچر کمیشن)

ہندوستان کی ایک تہائی آبادی کو ناکافی کھانا ملتا ہے۔ ۲ کروڑ آدمی تو صرف ایک ہی وقت کھانا پکاتے ہیں۔ دس کروڑ آدمیوں کو کسی قسم کی طبی مدد نہیں پہونچتی۔ (")

گزشتہ ۵۵ سال میں ۲۶ بڑے بڑے قحط پڑے جن میں ۲ کروڑ سے بھی زیادہ آدمی بھوک سے مرگئے۔ (")

دنیا کے تمام دوسرے ملکوں کے مقابلہ ہندوستان میں قحط کیوں زیادہ پڑتے ہیں؟ اس کی وجہ بارش یا اس کی کمی نہیں۔ کیونکہ خراب سے خراب موسم میں بھی بکثرت بارش ہوتی اور زراعت کو بڑھاتی ہے۔ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان روز بروز غریب ہوتا جارہا ہے۔ (ڈبلیو، ایس لیلی: انڈیا اینڈ اٹس پروبلم)

نصف ایکڑ زمین پر گزارہ کرنے کے لئے کروڑہا ہندوستانی کسان جد و جہد کررہے ہیں۔ اُن کی ساری زندگی ہمیشہ قحط سے دست بدست لڑائی میں گزرتی اور اکثر شکست پر ختم ہوتی ہے۔ اُن کی کوششیں اس لئے نہیں ہیں کہ غریبانہ زندگی بسر کرسکیں۔ یہ تو بہت بڑی چیز ہے وہ بیچارے محض زندہ رہنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ چند علاقوں کے علاوہ تمام ہندوستان، دائمی قحط کی بلا میں مبتلا رہتا ہے۔ (مسٹر جیکسن)

ہندوستان میں شرح اموات بحساب فی منٹ

ہر منٹ میں	۲۳	جوان
" "	۴	بچے
" "	۲	دق میں
" "	۰	ملیریا میں

بنگال میں روزانہ تعداد اموات

۲۰۰	جوان	ملیریا سے
۸۱۲	بچے	" "
۲۰۰	مائیں	" "

(سرکاری اعداد و شمار کی چھٹی اشاعت)

صحت خریدی جاسکتی ہے، تعلیم خریدی جاسکتی ہے، طبی امداد خریدی جاسکتی ہے لیکن ہندوستانیوں کے پاس خریدنے کی قوت کہاں ہے؟ یہاں تو ہر ہندوستانی کی آمدنی صرف ایک آنہ ہے۔ (ڈاکٹر مین لی پیج)

شرح آمدنی

آمریکہ	(فی کس)	۱۴ روپیہ ۹ آنہ
فرانس	"	۷ روپیہ ۴ آنہ
انگلینڈ	"	۶ " ۶ "
جاپان	"	۴ " ۱۱ "
ہندوستان	"	ایک آنہ ۹ پائی

(بین الاقوامی اشاعت سنہ ۱۹۲۹ء)

اگر کبھی انگریزوں کو ہندوستان اُسی طرح چھوڑنا پڑا، جس طرح رومن نے انگلستان چھوڑا تھا تو وہ ایک ایسا ملک چھوڑ جائینگے جس میں نہ تعلیم ہوگی، نہ حفظان صحت کا سامان ہوگا، اور نہ ہی دولت ہوگی۔ (سر ڈی، ہلٹن)

"لڑاؤ اور حکومت کرو" کا رومن مقولہ، ہماری ہندوستانی حکومت کا اصل اصول ہونا چاہئے۔ عام اس سے کہ وہ سیاست، تمدن، یا فوج کسی سے بھی متعلق ہو۔

(ایک انگریز افسر کا بیان رسالہ "ایشیاٹک جنرل" سنہ ۱۸۲۱ء)

تعلیم کا اثر یہ ہوگا کہ فرقہ وارانہ اور مذہبی تعصب دور ہوجائے گا۔ حالانکہ اسی تعصب کی بدولت ہم اب تک ملک پر قابض ہیں۔ اسی کے ذریعہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے لڑاتے ہیں۔ تعلیم کا اثر یہ ہوگا کہ اُنکے دماغ روشن اور وسیع ہوجائیں گے اور وہ اپنی عظیم قوت کا احساس کرلیں گے۔ (سر آلی، اسپیچ سنہ ۱۹۳۱ء)

میرے پاس اس خیال کی ہر وجہ موجود ہے کہ سومناتھ کا پھاٹک ہندوستان واپس لانے سے تمام ہندو ہم سے مطمئن اور خوش ہوگئے ہیں۔ میرے خیال میں اسی کی وجہ سے مسلمان بھی ناراض نہیں ہوئے۔ لیکن میں اس حقیقت سے اپنی آنکھیں بند نہیں کرسکتا کہ یہ قوم (مسلمان) بنیادی طور پر ہماری دشمن ہے۔ بنابریں ہمارے لئے بہترین پالیسی یہ ہوگی کہ ہندوؤں کو خوش رکھیں۔ (لارڈ ایلنبرو سنہ ۱۸۴۳ء)

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ نسخہ [illegible]

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے وہ ظاہر ہے لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر آپکو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی اعلیٰ ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزا سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتلا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعوے میں سچا ہے مشک آمیز کر خوشبودار۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے۔ علاوہ اس کے چند قسم کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست [illegible] تیار ہے۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ۔ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

حیرت انگیز رعایت

پچیس روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصول ڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

قابل فخر گولڈن رسٹ واچ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	مشہور عالم ٹائم پیس [illegible]

نئے نئے ڈیزائن کی خوشنما [illegible] [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک پیکنگ [illegible] | اعلیٰ [illegible] خوبصورت مضبوط [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک پیکنگ بھی [illegible] | دیکھنے میں خوبصورت چال کی اچھا [illegible] مضبوط [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک پیکنگ [illegible]

[illegible] اگر آپ [illegible] صرف دس روپے میں بھیجی جائیں گی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے [illegible] اور یہ رعایت اسی وقت تک ہے جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں [illegible] [illegible] کے نقصان ہونگے آپ [illegible] آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہو سکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدار کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے ان سے [illegible] قیمت [illegible] بھیجنا پڑے گی [illegible] محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

پتہ:- [illegible] اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی ۸۳ مقام دہلی

رنگ دیکھ لو — ڈیڑھ روپے تولہ سونا — گھس کر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ ان کے اندر رنگین چوڑیاں آ جاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑ دئیے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و روپ میں فرق نہیں آتا اور وہ سیاہی دیتی ہے۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں کیا [illegible] کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ آٹھ چوڑیاں قیمت ڈھائی روپیہ۔ جن کا وزن تقریباً [illegible] تولہ ہوگا۔ چوبیس چوڑیوں کے دام صرف سات روپے (۷) {منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس نمبر ۱ لاہور

مذاکرۂ علمیہ

نظریۂ نشو و ارتقا کی موجودہ منزل

حال میں سر آرتھر کیتھ نے برطانی اکاڈیمی کی صدارت کرتے ہوئے نظریۂ نشو و ارتقا پر ایک نہایت مبسوط تقریر کی تھی، جس نے از سر نو اس بحث پر موافقانہ و مخالفانہ خیالات کو جنبش دیدی۔ اسوقت تک تقریباً تیس چالیس علمائے فن اس کی موافقت یا مخالفت میں اظہار خیال کر چکے ہیں، اور بحث و نظر کا سلسلہ جاری ہے۔

برطانی اکاڈیمی کے سالانہ اجلاس اور سر آرتھر کی تقریر کا مختصر تذکرہ اردو اخبارات میں آچکا ہے۔ ہم چاہتے ہیں سر آرتھر کی تقریر کے بعض اہم حصے اور انکے مخالفین کے ضروری مباحث الہلال کے صفحات پر درج کر دیں۔ بہ حیثیت مجموعی یہ موافق و مخالف خیالات کا ایک ایسا مجموعہ ہوگا، جس کے مطالعہ سے بیک نظر معلوم ہو جائیگا کہ بحالات موجودہ ڈارون کا نظریہ کس منزل میں ہے اور موافق و مخالف دلائل کا وزن کیا ہے۔

ہم پہلے سر آرتھر کی تقریر کا ضروری خلاصہ درج کر دیتے ہیں۔ پھر مخالف مباحث کا خلاصہ درج کرینگے:-

سر آرتھر کا خطبہ

"۵۵ برس ہوئے کہ نشوء انسانی کی تاریخ، عالم وجود میں آئی۔ آج میرا موضوع بحث بھی یہی ہے۔ اس بحث کے لئے اس شہر لیڈس سے زیادہ موزوں کوئی مقام نہیں: کیونکہ ڈارون نے توراۃ کے حامیوں پر اپنا پہلا گولہ یہیں پھینکا تھا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ ڈارون کا یہ گولہ کیسا خوفناک تھا اور کس طرح اس فاتح نے تمام مخالفوں سے ہتیار رکھوائے۔ تقریباً ۶۹ برس ہوتے ہیں کہ اسی شہر میں اپنے عہد کے مشہور ترین عالم سر رچرڈ اوین نے ایک طولانی خطبہ دیا تھا اور انسان کی اصلیت پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا تھا کہ توراۃ نے انسان کی جو عمر قرار دی ہے، وہ اُس سے کہیں زیادہ پرانا ہے لیکن ساتھ ہی اس فیلسوف نے اس نظریہ کا مضحکہ بھی اڑایا تھا کہ انسان ادنیٰ مخلوقات سے ترقی کر کے اپنے موجودہ درجے تک پہنچا ہو۔ اُس نے دعویٰ کیا تھا کہ انسان اور بندر میں بہت ہی عظیم فرق ہے۔ اتنا فرق کہ دونوں میں کوئی مشترک علاقہ موجود نہیں، دونوں، دو بالکل علیحدہ علیحدہ جنسیں ہیں۔

اوین اور ہکسلے

سر رچرڈ اپنے زمانے میں اس اکاڈیمی کا صدر تھا۔ اُس کے سامعین میں ایک علامۂ عصر ٹامس ہنری ہکسلے، سر رچرڈ کا خوفناک حریف بھی تھا۔ ہکسلے اسوقت جوان تھا۔ اُسے سر رچرڈ سے شدید مخاصمت تھی کہ وہ اسی تقریر میں مباحثہ پیش آجانے کی امید کرتا تھا مگر اتفاق سے یہ معرکہ پیش نہیں آیا۔

اس واقعہ کے دو سال بعد ہماری انجمن کا سالانہ جلسہ آکسفورڈ میں ہوا۔ یہاں سر رچرڈ نے پھر نظریۂ نشو و ارتقا کا مضحکہ اڑاتے ہوئے دعویٰ کیا کہ انسان دوسرے حیوانات سے بالکل علحدہ ہے۔ اور یہ کہ انسان کے دماغ میں بعض خصوصیتیں ایسی موجود ہیں جو انتھروپوئیڈ (وہ بندر جو انسان سے بہت زیادہ مشابہ ہیں) کے دماغ میں پائی نہیں جاتیں۔

ہکسلے نے اسپر اعتراض کیا اور وہ تاریخی مباحثہ پیش آیا جس نے علمی فتوحات کے لئے میدان صاف کر دیا۔ یہ معرکہ دو اہل علم اور دو قبیلوں کے درمیان واقع ہوا تھا۔ تمام حامیان توراۃ، جن کی قیادت آکسفورڈ کا لارڈ بشپ کر رہا تھا، سر رچرڈ کی پشت پناہی پر تھے۔ ہکسلے تنہا تھا لیکن دنیا نے تسلیم کر لیا کہ فتح ہکسلے ہی کو حاصل ہوئی!

اس واقعہ کے تین سال بعد ۱۸۶۳ء میں ہکسلے نے اپنی مشہور کتاب "کائنات میں انسان کی مرکزیت پر دلائل" شائع کی۔ یہ کتاب بالکل اسی موضوع سے متعلق ہے۔ اس میں مصنف نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ انسان، چھاتی رکھنے والے حیوانات ہی کا فرد ہے، اور اُس سے قریب تر مخلوق وہ بندر ہے جس کا نام "انتھروپوئیڈ" ہے۔

اصل انسان

یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اُس عہد کی عقل انسانی یہ نظریہ (نظریۂ نشو) قبول کرنے کے لئے مستعد نہ تھی۔ مدتوں سے یہ اعتقاد راسخ تھا کہ انسان ایک مستقل مخلوق ہے۔ لیکن آج حالت بدل چکی ہے۔ اسوقت جو لوگ ڈارون کے نظریہ پر یقین نہیں رکھتے، وہ بھی اس کے لئے مستعد ہیں کہ جب یہ نظریہ قطعی دلائل کے ساتھ سامنے آجائے تو تعصب اختیار نہیں کرینگے۔

نظریۂ نشوء انسانی، انیسویں صدی کی ایک حیرت انگیز پیداوار ہے۔ چارلس ڈارون کا دنیا پر بہت بڑا احسان ہے کہ اُسی کے غیر معمولی دماغ نے یہ نظریہ ظاہر کیا۔ جس وقت سر رچرڈ اپنا مذکورۂ بالا خطبہ لیڈس میں سنا رہے تھے، ڈارون اپنی کتاب "اصل انواع" تصنیف کر رہا تھا۔ ۱۸۵۹ء میں یہ کتاب ظاہر ہوئی۔ مگر اُس کا ظہور کوئی معمولی حادثہ نہ تھا۔ اُس نے اچانک ایک عظیم فکری انقلاب پیدا کر دیا۔ ڈارون نے قدیم افکار و معتقدات سے یہ بغاوت بیٹھے بیٹھے نہیں کر دی تھی۔ کامل ۲۰ برس اُس کے لئے طیاری کی تھی۔ اُس کی یہ کتاب درحقیقت اعلان جنگ تھا۔ اُس کا دوسرا خوفناک حملہ، ایک دوسری کتاب کی صورت میں ہوا۔ اس کا نام "حیوانات پر ماحول کی تاثیر" تھا۔ یہ کتاب ابتک علم الحیات کے حقائق کا ایک بے نظیر مجموعہ ہے لیکن ابھی فیصلہ باقی تھا۔ دشمن ہنوز میدان میں اٹا ہوا تھا۔ ڈارون نے ۱۸۷۱ء میں اپنی تیسری کتاب "تسلسل انسان" شائع کی۔ یہ جنگ کا فیصلہ کن حملہ تھا۔ دشمن سراسیمہ ہو کر بھاگا اور آجتک پھر کبھی مقابلہ میں نہ آسکا!

اُسوقت سے ڈارون کے قدم ایسے گڑے کہ پھر کبھی اُکھڑ نہ سکے۔ آج ۵۶ برس گزر چکے ہیں۔ بہت سے نئے حقائق ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈارون اپنی جگہ پر پہاڑ کی طرح قائم ہے۔ یہ تمام حقائق اُس کے نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔ بلاشبہ بعض تبدیلیاں بھی واقع ہوئی ہیں لیکن نظریہ بحیثیت مجموعی ثابت و واضح ہے۔ اور ہمیشہ یوں ہی سربلند رہے گا۔

حفریات

میں نے کہا یہ نظریہ ہمیشہ یوں ہی سربلند رہیگا۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ڈارون کے بعد علماء نے اُس کا نظریہ چھوڑ نہیں دیا بلکہ کسوٹی پر رکھ کر برابر جانچتے رہے۔ اُنھوں نے قدیم انسان کے آثار کی تلاش شروع کی۔ زمین کھود کر وہ اوزار اور ظروف نکالے جنھیں انسان اپنے اولین عہد میں استعمال کرتا تھا۔ یعنی اُس عہد میں جس کا نام اصطلاح میں عہد بلیسٹوسینی ہے (یہی وہ زمانہ ہے جس میں سطح زمین کا تیسرا طبقہ بنا تھا) یہ عہد اب سے دو لاکھ برس یا ۶ لاکھ برس پہلے تھا۔ اسی قدر نہیں بلکہ علماء کی تحقیقات عہد بلیسٹوسینی تک پہنچ چکی ہے۔ یعنی اُس زمانے تک جبکہ زمین کا دوسرا چھلکا بنا ہے۔

ڈارون کی وفات سے دس برس بعد ڈاکٹر اوجین ڈیبوا کو اولین انسان کی ہڈیاں ملیں۔ اُس نے اس کا نام پتھکانتروپس یعنی بندر انسان رکھا۔ نیز اُسی زمانے میں ڈاکٹر ریڈ مویر نے مشرقی انگلیا میں زمین کے دوسرے طبقے میں حجری ظروف اور اوزار پائے۔ ان تمام حفریات و آثار سے نشوء انسانی پر ڈارون کے نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

تسلسل انسان

بندر سے مشابہ مخلوق سے انسان کا ظاہر ہونا ایسے قطعی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ بحث کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ لیکن یہ نشو و ارتقاء اُس سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور غیر منضبط تھا جتنا خود ڈارون سمجھتا تھا۔ پہلے علماء خیال کرتے تھے کہ ارتقاء، کامل طور پر ہوا ہے یعنی جسم انسانی کے ہر عضو نے یکساں طور پر تدریجی ترقی کی ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ ارتقاء، نہایت غیر منتظم طور پر مختلف مؤثرات کے تحت واقع ہوا ہے۔ قدیم انسان میں ارتقاء کی یہ بے نظمی موجودہ انسان سے کہیں زیادہ واضح تھی۔ دقیق مباحث سے اب ثابت ہو چکا ہے کہ ہر عضو نے تدریجی ترقی نہیں کی۔ یعنی یہ نہیں ہوا کہ کھوپڑی، دماغ، جبڑا، دانت، جلد، بازو، پاؤں وغیرہ وغیرہ اعضاء میں سے ہر عضو بتدریج بندر کی شکل سے ترقی کر کے انسان کی عضویت بنتا گیا، بلکہ یہ ہوا کہ بعض اعضاء ترقی کرتے تھے، بعض ترقی نہیں کرتے تھے، بعض بالکل غائب ہو جاتے تھے۔ ذیل کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہو جائیگی:

ڈارون کی وفات سے ۳۰ برس بعد یعنی ۱۹۱۲ء میں مسٹر چارلس ڈوسن کو انگلستان کے ایک مقام پلٹڈاؤن (یعنی ڈارون کی قیامگاہ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر) ایک پرانی ہوئی کھوپڑی اور جبڑا ملا۔ سر آرتھر وڈ وارڈ نے دونوں کی جانچ کی اور فیصلہ کیا کہ یہ دونوں عضو ایک ہی جسم کے ہیں اور یہ مخلوق اب سے ۵ یا ۶ لاکھ برس پہلے زمین پر موجود تھا۔ ان آثار میں کھوپڑی، موٹی دیواروں کی تھی اور موجودہ انسان کی کھوپڑی سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی تھی لیکن نیچے کا جبڑا، بندر کے جبڑے کی طرح تھا۔ بعض علماء کے لئے یہ اختلاف، سخت حیرت کا موجب ہوا اور اُن سے اس کے سوا کچھ کہتے نہ بن پڑا کہ یہ دونوں چیزیں، دو مختلف جسموں کی ہیں۔ حالانکہ اگر وہ علم تشریح کے ماہر ہوتے، تو اس غلطی کا شکار نہ ہوتے۔ انھیں معلوم ہو جاتا کہ جسم کے بعض اعضاء جلد ترقی کر لیتے ہیں اور بعض بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ارتقاء کی یہ بے ضابطگی بندر نما انسان میں زیادہ واضح پائی جاتی ہے۔ مثلاً اس کی ران کی ہڈی بالکل آدمی کی سی ہوتی ہے مگر کھوپڑی، بندر سے مشابہ ہوتی ہے۔ مذکورۂ بالا انکشاف

۲ – یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس قدیم ترین عہد میں انگلستان کی سرزمین پر ایک ایسی مخلوق آباد تھی جو انسان اور بندر کے بیچ میں تھی۔

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور وسعت طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

یہ

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے
اور جسے ملک معظم برطانیہ اور اُن کے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شائع

ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مکمل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجے کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں
ہمارے یہاں سے ہر ماہ
ملک کے نئے ذخیروں کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی آثار کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکّے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں شلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

باایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

دیني علوم کے بیش بہا جواهر ریزي

اس سلسله میں هم نے اماميں کي ان نادر و اعلی درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کیا ہے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر ہے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اسوۂ حسنه — امام ابن قیم کي فن سیرت میں شهرۂ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ٢ روپے مجلد اڑهائي روپیه -

کتاب الوسیله — لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي ہے - بلا جلد اڑهائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه — انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں - دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقی — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا ہے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپیه -

ائمه اسلام — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله ہے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بہترین تازه معلومات بهم پہنچانے کا اهتمام کیا ہے - اسکے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - فی پرچه ٨ آنه سالانه ٢ روپیه پیشگي -

منيجر الهلال بك ايجنسى

(حلقه نمبر ٢٤ شیرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"
24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکهین
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین

السحر الحلال
فی
مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه را

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وہ رساله ہے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاسي ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اُردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں - اردو کا وہ پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نہیں - اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعه هیں - اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے هو سکتا ہے که سنه ١٩١٨ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نہیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي ہے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وہ بڑي سے بڑي قیمت ' پر بهي علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں - پچهلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جا سکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو انهیں دوبارہ چهپوا لیا جائے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوئي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بہت هي محدود تعداد مرتب هوسکي ہے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پهلے پہونچیں گي - هر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تہجي لگادي گئي ہے -

الهلال مکمل جلد دوم ١٠ روپیه   الهلال مکمل جلد سوم ١٠ روپیه
" " " چهارم ١٠ روپیه   " " " پنجم ١٠ روپیه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ٨ روپیه

علاوہ جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب ہے - قیمت في پرچه ٨ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ ہے -

منیجر "البلاغ پریس"

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونیکی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجیے

یاد رکھیے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو

"شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا

چاہیے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں

تو

یاد رکھیے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں

ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کر دے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن

The Dunlop Guide
To Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟ قیمت بارہ آنے (۱۲)

(منیجر الہلال کلکتہ

اگر آپ کو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت

ہے

تو تامل نہ کیجیے۔ اپنے سے قریب تر

دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگوا کر

استعمال کیجیے

۱۹۲۷

الهلال

۲۱ جلد

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ــ آنہ

دنيا كي بهترين كتابوں كيلئے بهترين رهنما:

ٹائمز اف لنڈن كا ادبي ضميمہ

يہ ضميمہ دنيا كي تمام كتابوں پر هفتہ وار دلچسپ اور رفيع تبصرہ كرتا هے -

اسكا معتدل نقد علمي حلقوں ميں مسلم هے -

اس ميں چند صفحات وقت كے جاري اور زير بحث ادبي مواد پر بهي هوتے هيں جنكي اهميت كا عام طور پر اعتراف كيا گيا هے -

اپنے يہاں كے ايجنٹ سے تقاضہ كيجئے كہ وہ ٹائمز لنڈن كا هفتہ وار ادبي ضميمہ آپكے لئے مہيا كرے - ليكن اگر آپ چاهيں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براہ راست طلب كر سكتے هيں

دنيا كے هر معلم اور ماهر فن تعليم كيلئے

ضروري هے كہ

ٹائمز اف لنڈن كا تعليمي ضميمہ مطالعہ كرے

اگر آپ چاهتے هيں كہ فن تعليم كے تمام نظري اور عملي تغيرات و ترقيات سے بے خبر نہ رهيں ' تو آپكو يہ ضميمہ بلا ناغہ مطالعہ ميں ركهنا چاهيے -

يہ هر هفتہ اس موضوع پر تمام اهم خبريں اور مباحث جمع كرديتا هے - ماهرين فن اور مشاهير تعليم كے قلم سے اسكے صفحات مرتب هوتے هيں

اپنے يہاں كے ايجنٹ سے طلب كيجئے -

ورنہ

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب كرسكتے هيں -

كيا آپ تجارت كرني چاهتے هيں ؟

اگر آپ چاهتے هيں كہ يورپ اور امريكہ كے تمام بڑے بڑے كارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم كريں ' نفع بخش ايجنسياں ليں ' هندوستان سے خام پيدا وار بهيجيں ' نئي نئي ايجادات سے اپنے ملك كو آشنا كريں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمايہ ليكر ايك وسيع كار و بار شروع كرديں ' تو آپ كو ابتدا ميں بہت سي باتيں معلوم كرني چاهئيں - اس طرح كي تجارت كے گر اور بهيد سيكهنے چاهئيں - هندوستان كے تمام حلقوں اور يورپ و امريكہ كے تمام كارخانوں اور كوٹهيوں كے حالات اور اصول معاملت معلوم كرنے چاهئيں - بغير اس كے آپ كامياب نہيں هوسكتے -

اگر آپ چاهتے هيں كہ بہت تهوڑا سا وقت خرچ كركے يہ ساري باتيں باقاعدہ علمي اصول پر معلوم كرليں ' تو آپكو چاهيے كہ هم سے خط و كتابت كريں - هم يہ كام بہ حيثيت ايك ماهر فن كے كر رهے هيں - خط و كتابت كے بعد هي آپكو معلوم هو جائيگا كہ آپكے مقصد كيلئے هم كس درجہ مفيد هيں ؟

همارے تعلقات دنيا كے تمام تجارتي حلقوں سے هيں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street. Calcutta.

برونو مولر اينڈ كو - برلن

پوسٹ بكس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح كي مشينيں جو گوشت اور ميووں كو خشك كرنے اور پهلوں كو محفوظ ركهنے كيلئے ضروري هيں ' اس كارخانہ ميں طيار كي جاتي هيں - تمام دنيا ميں اس قسم كي مشينوں كا يہ بهترين كارخانہ هے - مندرجۂ بالا پتہ سے خط و كتابت كيجئے

ياد ركهيے

ميووں ' تركاريوں ' اور هر طرح كے زرعي مواد كو خشك كرنے كا بهترين طريقہ وہ هے جو " نئے سسٹم " كے نام سے متمدن ممالك ميں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " كے مطابق كام كرنے والي مشينيں صرف اسي كارخانہ سے مل سكتي هيں

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنين
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٢١ ‏ کلکته : جمعه ١٥ ۔ جمادی الاولی ١٣٤٦ هجری ‏ جلد ١
Calcutta : Friday, 11, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکھتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔ پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین 'الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٥٩٨ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٤٠	اردو حروف کی حق مین	٤٣٠
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٥٩٥	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٥٠
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٧٣		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔ **الهلال**

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	پانچ آنہ

(۱) تمام خط وکتابت اور ارسال زر " منیجر الہلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں آنکے لفافہ پر " ایڈیٹر " کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط وکتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط وکتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ور نہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(٦) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ' مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط وکتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

(هندو)

هندو عورتوں کي مجموعي تعداد : ۱۰۵۸۲۱۸۲۵

هندو بیواؤں کي مجموعي تعداد : ۲۰۲۵۰۰۷۵

(مسلمان)

مسلمان عورتوں کي مجموعي تعداد : ۳۲۴۸۹۸۴۸

مسلمان بیواؤں کي مجموعي تعداد : ۴۷۱۲۵۹۳

(صوبوں میں بیوائیں)

مدراس	۴۰۴۹۸۱۲
بمبئي	۱۶۸۱۸۴۹
بنگال	۳۴۴۴۰۵۰
یو٘ پي	۳۷۴۹۵۲۳
پنجاب	۱۲۳۷۷۰۵
برما	۷۳۱۷۳۹
بہار اوڑیسا	۳۲۱۱۳۱۰
صوبۂ متوسط	۱۱۵۵۸۹۲
آسام	۵۷۳۳۰۱
کل برطاني هند	۴۱۰۳۰۵۰۰

هندوستان میں اپاهجوں کي تعداد (سنه ۱۹۲۱ ع) میں

صوبه	دیوانے مرد	دیوانے عورتیں	بہرے گونگے مرد	بہرے گونگے عورتیں	اندھے مرد	اندھے عورتیں	کوڑھي مرد	کوڑھي عورتیں
مدراس	۵۰۳۵	۳۵۰۴	۱۱۹۴۷	۹۳۳۷	۱۸۲۳۰	۱۸۲۶۷	۱۱۶۰۹	۳۹۸۹
بمبئي	۵۸۰۲	۳۲۵۸	۶۵۰۲	۴۲۳۰	۱۶۹۶۹	۱۸۰۸۹	۵۵۳۵	۲۴۲۸
بنگال	۱۱۱۰۲	۷۷۹۱	۱۸۹۳۹	۱۲۳۲۵	۱۸۷۰۲	۱۴۷۶۶	۱۱۳۴۸	۴۰۰۳
یو٘ پي	۴۸۳۷	۲۳۳۸	۱۴۳۱۱	۸۳۶۷	۵۰۷۷۹	۵۴۲۹۳	۱۰۱۰۶	۲۱۹۰
پنجاب	۴۱۱۱	۱۸۵۹	۱۱۷۹۳	۹۵۲۱	۲۹۱۶۶	۲۴۴۹	۱۱۸۸	۳۳۹
برما	۹۲۸۵	۵۲۸۸	۹۳۴۷	۵۴۳۰	۱۱۳۲۵	۱۳۱۹۸	۶۵۸۹	۳۱۷۶
بہار اوڑیسه	۲۳۳۴	۱۲۰۳	۱۱۴۲۳	۷۲۲۴	۱۳۸۵۲	۱۳۳۱۴	۷۸۴۲	۲۷۵۴
سي٘ پي	۲۰۸۵	۱۲۱۸	۷۶۰۵	۵۲۰۲	۱۵۰۱۴	۲۲۴۸۲	۴۴۵۰	۲۷۶۶
آسام	۲۱۸۷	۱۵۶۵	۳۱۱۵	۲۲۵۵	۲۷۴۷	۲۴۵۹	۳۲۰۸	۱۱۰۲
کل برطاني هندوستان میں	۴۴۶۷۳	۲۸۲۳۴	۹۳۶۴۳	۶۱۷۸۳	۱۸۰۹۵۹	۱۸۶۱۷۶	۹۲۱۸۰	۲۲۹۴۲

(بیواؤں کي تعداد عمر کے اعتبار سے)

۵ برس کي				۱۵۱۳۹
۵	برس سے	۱۰	برس تک کي	۱۰۲۲۹۳
۱۰	"	۱۵	"	۲۷۹۱۲۴
۱۵	"	۲۰	"	۵۱۷۸۹۸
۲۰	"	۲۵	"	۹۶۶۹۱۷
۲۵	"	۳۰	"	۱۵۱۶۰۴۷
۳۰	"	۳۵	"	۲۳۵۴۱۲۲
۳۵	"	۴۰	"	۲۲۳۲۵۶۹

(دنیا کے مختلف ملکوں میں شرح اموات هر هزار انسانوں میں)

آبادي		سنه ۱۹۲۱ میں	سنه ۱۹۲۵ میں
امریکا	۱۰۰۰۰۰۰۰۰	۱۲٫۹	[illegible]
انگلینڈ	۴۵۴۰۰۰۰۰	۱۴٫۶	[illegible]
فرانس	۳۹۲۰۹۵۱۸	۱۳٫۷	۱۱٫۵
جرمني	۹۰۰۰۰۰۰۰	۱۶٫۴	۱۳٫۲
جاپان	۹۱۰۸۱۹۵۴	۱۶٫۲	۱۴٫۵
هندوستان	۳۱۹۳۶۱۰۰۰	۲۴٫۲	۳۰٫۲
ناروے	۲۶۰۰۰۰۰	۱۳٫۲	۱۱٫۸
نیوزیلینڈ	۱۲۰۰۰۰۰	۹٫۵	۹٫۲
سوڈن	۹۰۰۰۰۰۰	۱۳٫۸	۱۱٫۷

(شرح پیدائش سنه ۱۹۲۱ع میں)

امریکا	۱۹٫۵
انگلینڈ	۲۲٫۴
فرانس	۱۸٫۵
جرمني	۲۳٫۵
جاپان	۲۴
هندوستان	۳۱٫۸۳
نیوزیلینڈ	۲۱٫۹۴

(دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں اوسط عمر سنه ۱۹۲۵ع)

(سال)

انگلینڈ اور ویلس	۵۱٫۵
ولایات متحدہ امریکا	۵۵٫۵
نیوزیلینڈ	۶۰٫۰
فرانس	۴۸٫۵
جرمني	۴۷٫۴
اٹلي	۴۷٫۰
جاپان	۴۴٫۳
هندوستان	۲۳٫۷

(دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں بچوں کي شرح اموات في هزار)

انگلینڈ اور ویلس	۵۷
فرانس	۸۵
بلجیم	۱۰۷
جرمني	۱۰۸
اسپین	۱۴۵
اٹلي	۱۶۱
جاپان	۱۶۶
هندوستان	۱۹۴
نیوزیلینڈ	۴۵

هندوستان اور مجموعه عالم

تمام دنیا میں جغرافیائي ' عمراني ' اور اقتصادي لحاظ سے هندوستان کي موجوده حیثیت کیا ہے ؟

(۲)

(برطاني شهنشاهي کي قومیں)

(مجموعي آبادي ۴۴۹۲۳۳۰۰۰)

هندوستاني	۲۴۴۳۰۳۰۰۰
عرب	۵۷۵۳۰۰۰
افغان	۱۵۵۰۰۰۰
پارسي	۱۰۰۰۰۰
یهودي	۱۰۸۴۰۰۰
دوسري قومیں	۳۱۵۰۰۰۰

(یوروپین)

برطاني ' فرانسیسي ' کنیڈین ' بوئر ' وغیره	۶۴۲۷۶۰۰۰

(سیاه فام)

نیگرو	۴۶۱۶۶۰۰۰
هندوستاني	۶۱۵۰۰۰۰۰
پاپوئنس	۹۶۷۰۰۰
آسٹریلیا کے دیسي	۶۰۰۰۰

(زرد فام)

ملایو وغیره	۹۵۵۶۰۰۰
برمي	۷۸۹۰۰۰۰
ترک	۶۱۰۰۰
چیني	۲۳۰۸۰۰۰
تبتي	۳۰۰۰۰۰
مولر	۵۳۰۰۰
دیسي امریکن	۱۵۶۰۰۰

(دنیا کي آبادي هر مربع میل کے حساب سے)

انگلینڈ	۳۷۵
جرمني	۳۱۰
جاپان	۲۵۵
فرانس	۱۸۹
هندوستان	۱۷۷
چین	۱۰۵
روس	۶۴
ولایات متحدہ امریکا	۳۱

(هندوستان کي آبادي مذهب کے اعتبار سے)

	سنه ۱۹۰۱ میں	سنه ۱۹۱۱ میں	سنه ۱۹۲۱ میں
برهمن	۲۰۷۰۵۰۵۵۷	۲۱۷۳۳۷۹۴۳	۲۱۶۲۶۰۶۲۰
آریا سماج	۹۲۴۱۹	۲۴۳۴۴۵	۴۶۷۵۷۸
برهمو	۴۰۵۰	۵۵۰۴	۶۳۸۸
سکهه	۲۱۹۵۳۳۹	۳۰۱۴۴۶۶	۳۲۳۸۸۰۳
جین	۱۳۳۴۱۴۸	۱۲۴۸۱۸۲	۱۱۷۸۵۹۶
بودهه	۹۴۷۶۷۵۹	۱۰۷۲۱۴۵۳	۱۱۵۷۱۲۶۸ -
پارسي	۹۴۱۹۰	۱۰۰۰۹۶	۱۰۱۷۷۸
مسلمان	۶۲۴۵۸۰۷۷	۶۶۶۴۷۲۹۹	۶۸۷۳۵۲۴۳
عیسائي	۲۹۲۳۲۴۱	۳۸۷۶۲۰۳	۴۷۵۴۰۶۴
یهودي	۱۸۲۲۸	۲۰۹۸۰	۲۱۷۷۸
دوسرے مذاهب	۸۷۱۴۰۴۸	۱۰۳۳۶۲۲۹	۹۷۹۲۶۱۵

(هندوستان کي آبادي جنس کے اعتبار سے)

	مرد	عورت
کل هندوستاني صوبوں کي آبادي	۱۶۳۹۹۵۵۵۴	۱۵۴۹۴۶۹۲۶
مدراس	۲۰۸۷۰۷۴۹	۲۱۴۴۸۲۳۶
بمبئي	۱۰۱۷۶۹۶۹	۹۱۷۷۲۵۰
بنگال	۲۴۱۵۶۲۲۲	۲۲۵۴۴۳۱۴
یوپي	۲۳۷۸۷۷۴۵	۲۱۵۸۸۰۴۲
پنجاب	۱۱۳۰۶۲۶۵	۹۳۷۸۷۵۹
برما	۶۷۵۶۹۶۹	۶۴۵۵۲۲۳
بهار اوڑیسه	۱۶۷۶۳۸۶۶	۱۷۲۲۳۸۲۳
صوبهٔ متوسط	۶۹۵۱۳۹۹	۶۹۶۱۳۶۱
آسام	۳۹۶۱۱۰۹	۳۶۴۵۱۲۱
صوبه سرحدي	۱۲۲۹۳۱۶	۱۰۲۲۰۲۴

(هندوستان کي آبادي زبانوں کے اعتبار سے)

هندوستاني	۹۶۷۱۴۳۶۹
بنگالي	۴۹۲۹۴۰۰۹
تیلگو	۲۳۶۰۱۴۹۲
مرهٹي	۱۸۷۹۷۸۳۱
تامل	۱۸۷۷۹۵۷۷
پنجابي	۱۶۲۳۳۵۹۶
راجستاني	۱۲۶۸۰۵۶۲
کناري	۱۰۳۷۴۲۰۴
اوڑیا	۱۰۱۴۳۱۶۵
گجراتي	۹۵۵۱۹۹۲
برمي	۸۴۲۳۲۵۶

هندوستان میں ۱۴۷ - زبانیں بولي جاتی هیں - ۲۳ - زبانیں دس لاکهه آدمیوں سے زیاده کے استعمال میں هیں -

(هندوستان میں بیوائیں سنه ۱۹۲۱ میں)

عورتوں کي مجموعي تعداد : ۱۵۴۹۴۶۹۲۶

بیواؤں کي مجموعي تعداد : ۲۶۸۳۴۸۳۸

هو سکتي جبتک که مبلغ مشرقي زبانوں خصوصاً عربي میں مهارت حاصل نه کریں - چنانچه سنه ۱۳۱۱ع میں پوپ اکلمنٹس پنجم کي زیر صدارت وائنا میں کانفرنس منعقد هوئي ' اور اُس نے فیصله کیا که فرانس ' انگلستان ' اٹلي ' اور اسپین کے علمي مرکزوں میں ' عربي ' عبراني ' اور سریاني ' زبانوں کي باضابطه تعلیم جاري کي جائے -

(فرانس کا مدرسهٔ طب)

اِس سے پہلے مونبلیه (فرانس) میں ایک طبي مدرسه سنه ۱۲۲۰ع میں قائم هوچکا تها - اُس میں تعلیم کا تمام دار و مدار اندلسي علماء پر تها - عربي زبان کي باقاعده تعلیم هوتي تهي تاکه طبي و عقلي علوم کي تحصیل کامل طور پر هو سکے - سنه ۱۳۶۱ع میں وسطی یورپ کي پہلي یونیورسٹي کراکو (پولینڈ) میں قائم هوئي - اِس کے چارسال بعد وائنا کي یونیورسٹي وجود میں آئي -

سلوسٹر دي ساسي
جس نے جدید مشرقیات کي بنیاد رکهي

(اسلامي فلسفه اور مسیحي کلیسا)

اِس کے بعد جب یورپ میں تعلیم گاهوں کي کثرت هوگئي تو سامي زبانوں ' خصوصاً عربي کي تعلیم بهت عام هوگئي - مگر اب پادریوں کي جماعت عربي سے خوف کهانے لگي تهي - ابن رشد ' ابن سینا ' رازي ' ابن زهر ' وغیره حکماء اسلام کي تصانیف ' اُن کے خیال میں کفر و الحاد کا منبع تهیں - اِس لیے وہ طالب علموں کو بڑي سختي سے اِن تصانیف کے درس و مطالعه سے روکتے تهے -

(اٹلي میں عربي زبان کي مقبولیت)

لیکن پادریوں کي یه مخالفت زیاده کار آمد نهیں هوئي - عربي زبان اور کتابوں کا شوق برابر ترقي هي کرتا گیا - چنانچه اُسي زمانے میں اٹلي کے بعض امراء ' عربي زبان کے اِس قدر دلداده هوگئے تهے که اُسے اپني تحریر و تقریر کي زبان قرار دیدینا چاهتے تهے - اُن کے محلوں میں عربي زبان کے سوا کوئي دوسري زبان سني نهیں جاتي تهي - اُن کے درباروں میں عرب علماء کا هجوم رهتا تها -

(شاہ سسلي اور شریف ادریسي)

اِن امراء میں رچرڈ دوم شاہ سسلي بهت زیاده مشهور هے - یهي وہ پادشاہ هے جسے شریف ادریسي نے چاندي کا کرہ نذر کیا تها - اِس میں زمین کے پہاڑ ' سمندر ' اور اقلیمیں صاف صاف دکهائي گئي تهیں - نیز اِسي کے نام پر ادریسي نے اپني مشهور کتاب " نزهة المشتاق في اختراق الآفاق " تصنیف کي تهي - ادریسي نے اِس پادشاہ کي بهت تعریف لکهي هے ' اور اُسے روم کے بادشاہ سے زیاده عادل اور نیک بتایا هے -

صفدي نے " الوافي بالوفیات " میں لکها هے که " پادشاہ نے ادریسي کو طلب کرکے کها تها - میں زمین کے چشم دید حالات معلوم کرنا چاهتا هوں نه که صرف کتابوں میں لکهے هوئے حالات - چنانچه ادریسي کے مشورہ سے بادشاہ نے عقلمند آدمي دنیا کے مختلف ممالک کے مشاهدے کے لیے بهیجے - هر ایک کے ساتهه ایک مصور بهي کردیا تها ' تا که هر جگه کي تصویریں اور نقشے طیار کرتے جائیں - یه تمام معلومات ' تصویریں ' اور نقشے ' ادریسي کے پاس جمع هوتے رهے ' یهاں تک که بادشاہ کي آرزو پوري هوگئي " نیز صفدي نے لکها هے که بادشاہ ' ادریسي کي ازحد تعظیم و تکریم کرتا تها - حتي که اُسے اجازت دے رکهي تهي که وہ اپني سواري هي پر دربار تک چلا آیا کرے اور خود پادشاہ کے ساتهه تخت پر بیٹهے !

(سب سے پہلا مطبوعه قرآن)

اِسي طرح اٹلي کے دوسرے امراء و سلاطین کو بهي عربي زبان سے بهت محبت تهي - فرڈریک دوم (جو چهٹي صلیبي کا سپه سالار تها) عربي میں پوري طرح ماهر تها - اِسي قدر نهیں بلکه مطبع کي ایجاد کے بعد هي اٹلي کے کئي علم دوست امرائي خاندانوں نے مشرقي اور عربي کتابوں کي طباعت بهي شروع کردي - بحر ادریاٹک پر پہلا مطبع شهر وانو میں قائم هوا (سنه ۱۹۲۴) یه مطبع خاندان منڈیسیس نے قائم کیا تها - اِس میں قران مجید اور عربي زبان کي متعدد طبي و علمي کتابیں چهاپي گئي تهیں -

(عربي کتابوں کے ترجمے)

اٹلي کي تقریباً تمام بڑي بڑي تعلیم گاهوں میں اُس وقت عرب اساتذہ درس دیتے تهے - واقعه یه هے که یورپ میں سب سے پہلے اٹلي هي نے عربي زبان کي قدر کي ' اور اُس سے فائده اُٹهایا - لاطیني زبان میں بهت سي عربي کتابوں کے ترجمے کیے گئے - بقراط اور ارسطو وغیره کے عربي ترجمے اور شرحیں ترجمه هوئیں - گرڈو کریمونا نامي ایک اٹالین نے ستر سے زیاده علمي کتابیں عربي سے لاطیني میں منتقل کي تهیں - اصل عربي کتابیں اب مفقود هیں - مگر یه ترجمے موجود هیں -

(پادریوں کا مدرسه)

سنه ۱۵۸۴ع میں پوپ گیریگوري سیزدهم نے روم میں پادریوں کے لیے ایک مدرسه قائم کیا - اِس مدرسه نے عربي زبان کي بهت خدمت کي - اِس کے تعلیم یافته لوگوں میں جبل لبنان کے تین نوجوان ' جبرائیل صیهوني ' ابراهیم حلاقاني ' سمعان سمعاني بهي تهے - اُنهوں نے بهت سي عربي کتابیں ' لاطیني میں ترجمه کیں -

(اسپین اور پرتگال)

یه عجیب بات هے که اسپین اور پرتگال نے عربي زبان سے بهت کم دلچسپي لي - حالانکه اسپین میں کامل آٹهه سو برس تک عربي تمدن قائم رهچکا تها - عربي عهد میں اندلس کي سرکاري اور ملکي زبان عربي تهي - خود اسپیني امراء بهي عربي سیکهنے اور بولنے کو باعث فخر سمجهتے تهے - مگر پهر بهي اسپینیوں کو کوئي خاص شغف عربي سے نهیں هوا - مسیحي اسپین میں پہلا عربي مدرسه طلیطله میں قائم هوا - یه گیارهویں صدي مسیحي کے

ایٹین کاترمیر
جسنے مقدمه ابن خلدون شائع کیا

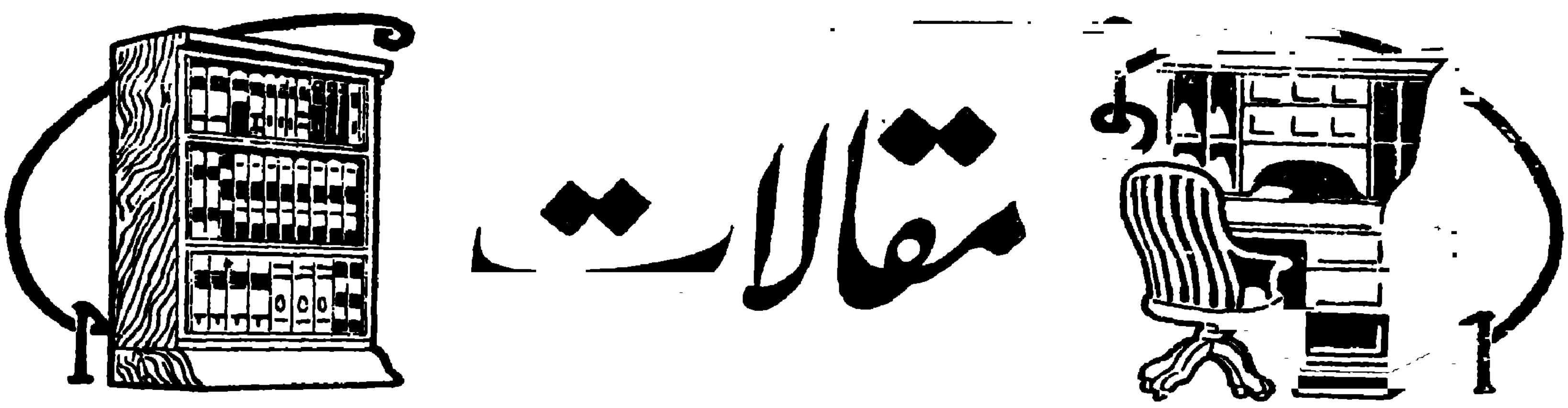

(برطاني هندوستان میں شرح پیدائش و موت سنه ۱۹۲۳ ع)

صوبه	آبادي	تناسب پیدائش	مجموعي تعداد پیدائش	تناسب اموات	بچوں کا تناسب اموات	مجموعي تعداد اموات	بخار سے	هیضه سے	چیچک سے	تنفس کي بیماریوں سے
مدراس	۴۱۰۰۲۶۰۶	۳۴٫۶۹	۱۴،۳۰،۸۵۸	۲۴٫۵	۱۷۹٫۰۲	۱۰،۰۶،۰۴۳	۳،۲۴،۲۵۶	۵۱،۹۷۱	۱۸،۸۱۰	۶۴،۷۸۲
بمبئي	۱۹۱۵۵۶۱۴	۳۵٫۶۹	۹،۷۹،۳۲۱	۲۷٫۹۳	۱۹۰٫۳۶	۵،۲۹،۵۷۶	۲،۱۴،۵۶۳	۸،۲۲۶	۱۱،۱۵۲	۲۸،۹۲۶
بنگال	۴۶۵۲۲۲۹۳	۲۹٫۵	۱۳،۷۰،۱۱۴	۲۵٫۹	۱۸۳٫۹	۱۲،۰۳،۲۴۱	۹،۱۲،۴۰۳	۴۸،۵۱۴	۵،۵۶۷	۲۶،۶۴۹
یو' پي	۴۵۳۷۵۷۸۷	۳۴٫۷۲	۱۵،۷۳،۸۱۰	۲۸٫۲۹	۱۹۱٫۶۰	۱۲،۸۳،۸۷۲	۹،۴۷،۸۰۷	۶۷،۰۰۰	۲،۷۲۴	۲۷،۴۱۲
پنجاب	۲۰۵۱۷۶۰۶	۴۰٫۱	۸،۲۱،۶۸۵	۴۳٫۴۳	۲۱۲٫۴۹	۸،۹۱،۰۲۶	۴،۵۲،۱۸۷	۳،۳۵۱	۴،۰۴۰	۵۴،۴۸۸
برما	۱۰۸۲۲۶۱۸	۲۷٫۴۰	۲،۹۳،۵۸۵	۲۱٫۵۱	۱۹۷٫۵۲	۲،۳۳،۱۶۴	۷۵،۲۸۸	۸،۰۸۳	۲،۵۰۱	۱۱،۰۹۸
بهار اڑیسه	۳۴۰۰۲۱۹۸	۳۵٫۷	۱۲،۱۴،۱۴۶	۲۹٫۱	۱۵۸٫۲۰	۹،۸۹،۷۶۳	۱،۱۰،۶۳۵	۷۷،۴۸۰	۶،۹۳۲	۶،۹۰۶
سي' پي	۱۳۹۱۲۷۶۰	۴۴٫۱۸	۳،۱۴،۶۶۸	۳۲٫۵۹	۲۳۴٫۵۰	۴،۵۳،۳۶۲	۲،۴۰،۹۴۴	۹،۷۰۴	۹۷۸	۳۷،۱۳۶
آسام	۶۸۵۲۲۴۲	۳۱٫۰۴	۲،۱۲،۷۵۵	۲۷٫۳۰	۱۸۴٫۳۲	۱،۸۷،۱۲۷	۱،۱۳،۱۹۸	۱۹،۱۸۲	۱،۶۴۷	۶،۷۰۸
کل برطاني هند	۲۴۱۳۶۹۰۲۶	۳۱٫۴۴	۸۳،۱۷،۴۰۳	۲۸٫۴۹	۱۸۸٫۳۳	۶۸،۷۹،۲۸۶	۴۰،۰۷،۶۶۲	۲،۹۳،۷۰۷	۵۵،۳۸۰	۳،۳۳،۶۳۶

مستشرقین اور استشراق

(عربوں اور اهل یورپ کے علائق)

عربوں کا اهل یورپ سے تصادم اور اتصال اُس وقت سے شروع هوتا هے ' جب عربوں نے شام و مصر اور دوسرے رومي مقبوضات پر فاتحانه اقدام کیا تھا - اسپین اور پرتگال کي فتح نے عربوں کو خود یورپ میں پہنچا دیا - پھر جب دوسري ' تیسري ' اور چوتھي صدي هجري میں بنو امیه نے اپني خلافت اندلس میں قائم کرلي ' تو یورپ سے تعلقات اور بھي زیاده هوگیے - تیسري صدي میں جزیرۂ سسلي کي فتح اور جنوبي اٹلي میں عربي اثر نے یه تعلقات اور زیاده وسیع کر دیے -

اِس کے بعد صلیبي جنگوں کے زمانے میں تصادم و اتصال نهایت سخت هوگیا - اهل یورپ مشرق کا تمدن ' اخلاق ' اور علوم دیکھه کر دنگ هوگئے - مال و جان کے بے شمار نقصان کے ساتھه ' تمدني ' علمي ' اخلاقي فوائد بھي بے شمار حاصل کیے - بہت سے صلیبي مجاهدین نے عربي زبان کي باقاعده تحصیل کي - اُن کے متعدد امراء اور سپه سالار عربي زبان اور عربي تمدن کے دل سے حامي هوگئے -

(یورپ پر عربوں کا علمي اثر)

یورپ میں عربي زبان اور تمدن کي مقبولیت کا آغاز اِس سے پہلے هوچکا تھا - یورپ کے مختلف ممالک سے طالب علم اسلامي اسپین میں آتے تھے اور مسلمان اساتذه سے تعلیم حاصل کرتے تھے - خود پوپ سلوسٹر دوم ' جو سنه ۹۹۹ ع میں پاپائیت کے منصب پر پہنچا ' عربوں کا شاگرد تھا - اِس نے قرطبه اور اشبیلیه میں مسلمان علماء سے ریاضي ' هیئت ' اور جغرافیه کي تعلیم حاصل کي تھي - اِسي طرح شاه لیون اور اسٹوریا نے بھي قرطبه میں علم طب حاصل کیا تھا -

والٹیر کا بیان هے که قدیم زمانے میں تمام یورپین پادشاه ' عرب اور اُن کے شاگرد یهودي اطباء اپنے درباروں میں رکھتے تھے - اور اسپین اور اُس کے پڑوسي ممالک کے بکثرت مسیحي باشندے بھي عربي زبان کي تحصیل کرتے تھے ' تا که عربي سلطنت میں ملازمت حاصل کر سکیں یا عربي ممالک میں تجارت کریں -

(مسیحي تبلیغ اور عربي زبان)

چودھویں صدي کے اوائل میں عربي زبان کے لیے یورپ میں ایک خاص سرگرمي پیدا هوگئي - روم کے پوپ نے قرون وسطی میں رهبانیت کا ایک نیا نظام جاري کیا تا که ایشیا ' افریقا ' اسپین اور سسلي کے غیر مسیحي باشندوں میں مسیحیت کي تبلیغ کي جائے - لیکن تجربے سے معلوم هوگیا که اِس مقصد میں کامیابي نهیں

"كميونيزم" اور أسكے مقاصد

(۳)

(مزدور اور كميونسٹ)

تمام پچهلي سوسائٹيوں كي تعمير ' جيسا كه بيان هوا ' ظالم اور مظلوم جماعتوں كي باهمي دشمني كي بنيادوں پر هوئي تهي - ليكن كسي جماعت پر ظلم جاري ركهنے كيليے كم سے كم يه ضروري هے كه أسے أن حالات كي ضمانت ديدي جائے ' جو اسكا غلامانه وجود برقرار ركهه سكيں - قديم سوسائٹي ميں يه بات حاصل تهي ' چنانچه لگاني اساميوں نے جاگيرداري كے عهد هي ميں نيابي مجالس كي ممبري كا حق حاصل كر ليا تها - ليكن موجوده سرمايه دار عهد ميں مزدوروں كا معامله اس سے بالكل مختلف هے - وه صنعت كي ترقي كے ساتهه ساتهه بڑهنے اور اونچا هونے كي جگه اپنے معاشرتي حالات كے بهنور ميں اور بهي زياده غرق هوتے چلے جاتے هيں - حتیٰ نان شبينه تک كو محتاج هوگئے هيں - انكي محتاجي كهيں ختم نهيں هوتي ' بلكه آبادي اور دولت كي ترقي سے بهي زياده تيزي كے ساتهه بڑه رهي هے !

پس يه بات صاف هے كه اب سرمايه دار نه تو سوسائٹي كے اندر اپني حكمراں حيثيت برقرار ركهنے كي اهليت ركهتے هيں ' اور نه اپنے جماعتي معاشرتي نظام كو بطور ايک برتر قانون كے اسپر عائد كرسكتے هيں - اب وه حكومت كرنے كے قابل هي نه رهے :- وه اپنے غلاموں كو انكے غلامانه وجود كي بهي ضمانت نهيں دے سكتے - اب سوسائٹي هرگز سرمايه دار طبقه كے ماتحت نهيں ره سكتي - كيونكه اسكا وجود سوسائٹي كيليے مفيد نهيں رها -

سرمايه دار طبقه اور سرمايه دار حكومت كي بنياد أجرتي محنت پر هے ' اور أجرتي محنت كا دار و مدار مزدوروں كے باهمي مقابله پر هے - صنعت كي ترقي ' جسكا خود ساخته اور نا قابل مقابله ايجنٹ سرمايه دار هے ' مزدوروں كي باهمي پهوٹ كو ايک انقلابي اتحاد سے بدل رهي هے ' اور وه انجمنوں كي صورت ميں ظهور پذير هو رها هے -

لهذا موجوده صنعت كی ترقي كے ساتهه ساتهه سرمايه دار طبقه كي بنياد بهي كٹ كٹ كر اسكے پيروں كے نيچے سے نكل رهي هے جسپر اسكي پيداوار اور تصرف كا نظام قائم هے - وه اسكي پيداوار هي هے جو اب سب سے زياده اسكي دشمني پر تل گئي هے اور اسكي لاش كيليے قبر كهود رهي هے - سرمايه داروں كا زوال اور مزدوروں كي فتح برابر درجه كي اٹل چيزيں هوگئي هيں -

(٤)

جب جب معاشرتي حالات ميں كوئي تاريخي تبديلي هوئي هے ' تو تمام املاكي رشتوں ميں بهي مسلسل تاريخي تبديلياں رونما هوئي هيں - مثلاً انقلاب فرانس نے سرمايه دارانه ملكيت كي مقابله ميں جاگير دارانه ملكيت منسوخ كردي تهي -

كميونزم كی امتيازي خصوصيت عام ملكيت كي منسوخي نهيں هے ' بلكه صرف سرمايه دارانه ملكيت كي منسوخي هے - موجوده سرمايه دارانه ملكيت ايک انتهائي اور كامل ظهور هے پيداوار اور اسكے استعمال كے أس نظام كا ' جو سراسر جماعتي دشمني اور باهمي تخريب پر مبني هے -

كميونسٹ اپنے نظريه كو صرف ايک جمله ميں بيان كرسكتے هيں - " سرمايه دارانه قسم كي ملكيت كي منسوخي "

هم كميونسٹوں كو ملامت كي جاتي هے كه هم شخصي ملكيت منسوخ كرديني چاهتے هيں جو محنت سے حاصل كي گئي هے " اور جسكے متعلق دعوى كيا جاتا هے كه شخصي آزادي " جماعتي جد و جهد ' اور قومي خود مختاري كي بنياد هے -

" بڑي دشواري سے حاصل كي هوئي ' خود كمائي هوئي ' خود جمع كي هوئي ملكيت ! " كيا اس قول سے تمهارا مقصود چهوٹے چهوٹے سوداگروں اور كسانوں كي ملكيت هے جو سرمايه دارانه ملكيت كا هيولى پيش كرتي هے ؟ همين اسكے منسوخ كرنے كي كوئي ضرورت نهيں - صنعت كي ترقي نے خود هي أسے منسوخ كرديا هے اور برابر كر رهي هے -

يا تمهارا مقصود موجوده سرمايه دارانه ملكيت هے ؟

كيا اجرتي محنت ' يعني مزدور كي محنت خود مزدور كيليے كوئي ملكيت پيدا كرتي هے ؟ هرگز نهيں - وه تو صرف " سرمايه " پيدا كرتي هے - يعني " ملكيت " پيدا كرتي هے جو اجرتي محنت سے فائده اٹهاتي هے ' اور صرف اسي حالت ميں بڑه سكتي هے جبكه اجرتي محنت كي نئي نكاس برابر هوتي رهے - ملكيت اپني موجوده شكل ميں سرمايه اور اجرتي محنت كي باهمي نزاع پر قائم هے - آؤ هم اس نزاع كے دونوں پهلوؤں كي جانچ كرليں !

سرمايه داري في نفسه كوئي شخصي پيداوار نهيں هے ' بلكه سرتاسر اجتماعي حيثيت ركهتي هے - كيونكه سوسائٹي كے بے شمار اركان كے متحده عمل سے وجود ميں آتي هے -

اسي طرح سرمايه بهي شخصي نهيں هے ' بلكه ايک اجتماعي طاقت كا نام هے -

لهذا جب سرمايه ' عام ملكيت كي صورت ميں بدل ديا جاتا هے ' يعني سوسائٹي كے تمام اركان كي ملک بنا ديا جاتا هے ' تو يه كهنا صحيح نهيں كه شخصي ملكيت عام ملكيت بنا دي گئي - كيونكه يهاں شخصي ملكيت كا وجود هي نهيں تها - البته جو چيز بدلي جاتي هے ' وه ملكيت كي صرف معاشرتي حيثيت هے - يعني ملكيت سوسائٹي ميں اپني انفرادي طاقت كهو ديتي هے -

اب هم اجرتي محنت كا مسئله ليتے هيں :

اجرتي محنت كي اوسط شرح كم سے كم هے - يعني مزدور كو اتني رقم ملتي هے ' جس سے وه بمشكل اپني زندگي قائم ركهه سكتا هے - پس اس طرح مزدور اپني محنت سے جتني اجرت حاصل كرتا هے ' وه اتني كم هوتي هے ' جس سے اسكي نهايت ساده زندگي كي ضمانت هو سكتي هے - هم كسي طرح بهي محنت كي پيداوار كا يه شخصي استعمال منسوخ كرنا نهيں چاهتے - ايسا استعمال جو انساني زندگي كے بقاء اور دوام نسل كيليے نا گزير هے - البته هم اس استعمال كي وه افسوسناک حيثيت ضرور مٹا ديني چاهتے هيں جسكي وجه سے مزدور صرف سرمايه بڑهانے كيليے زنده رهتے هيں ' اور صرف اتنے عرصه تک زنده رهتے هيں ' جبتک حكمران طبقه كے مفاد كو انكي ضرورت رهتي هے -

سرمايه دارانه سوسائٹي ميں هميشه ماضي ' حال پر حكومت كرتا هے - ليكن كميونسٹ سوسائٹي ميں حال ' ماضي پر حكمراں هوتا هے - سرمايه دارانه سوسائٹي ميں سرمايه ' آزاد اور مستقل

اوائل کا واقعہ ہے - پھر سنہ ١٢٥٤ ع میں اشبیلیہ میں ایک عربي لاطیني تعلیم گاہ بھي جاري ہوگئي ' مگر کوئي خاص ترقي نہ ہو سکي -

(عربي کتابیں یورپ نے کب سے جمع کرنا شروع کیں ؟)

پندرھویں صدي یا چودھویں صدي سے یورپین قوموں نے عربي کتابیں مشرقي ملکوں سے خریدنا شروع کیں - لوئیس نہم شاہ فرانس نے سب سے پہلے عربي کتب خانے قائم کرنے کي رسم جاري کي - یہ خیال اُسے اِس طرح پیدا ہوا کہ صلیبي جنگوں کے زمانے میں بعض یورپین نے دیکھا تھا کہ مسلمان بادشاہوں کے پاس بڑے بڑے کتب خانے ہیں ' جن میں بیٹھکر وہ بہ اوقات فرصت کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے ہیں - لوئیس نہم نے یہ سنا تو اُس نے خود بھي اپنے لیے ایک کتب خانہ قائم کیا - یہ واقعہ تیرھویں صدي کا ہے - اِس کے بعد لوئیس چہاردھم نے ایک آستران عالم کو مشرقي ممالک میں خاص اِس غرض سے بھیجا کہ اُس کے لیے کتابیں خریدے -

دوزي
جسنے قاموس کا تکملہ مرتب کیا

اِس طرح انیسویں صدي کے وسط ھي میں یورپ میں عربي کتابوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا تھا - کم سے کم دو لاکھ پچاس ہزار قلمي کتابیں کتب خانوں میں داخل ہوگئي تھیں -

(یورپ میں عربي کتب خانے)

یورپ اور امریکا میں عربي کے بڑے بڑے کتب خانے بہت سے شہروں میں موجود ہیں - ذیل میں صرف چند کے نام ذکر کیے جاتے ہیں :

لینن گراڈ ' برلن ' پیرس ' لندن ' لیپزیک ' مونیخ ' وائنا ' لیڈن ' آکسفورڈ ' ایڈنبرا ' ڈبلن ' کیمبرج ' نیویارک ' شیکاگو ' کلیفورنیا وغیرہ -

ہر کتب خانے میں مرتب و منضبط فہرستیں موجود ہیں - ہر کتاب پر مفصل تقریظ لکھي گئي ہے - بعض فہرستیں عام ہیں اور اُن سے ایک نظر میں معلوم ہو جاتا ہے کہ کون کون کتاب کس کس کتب خانے میں موجود ہے ؟ یہ کتب خانے برابر ترقي کر رہے ہیں - نادر سے نادر کتابیں غیر معمولي جد و جہد اور صرف کثیر سے جمع کي جاتي ہیں -

(عربي کي باقاعدہ تدریس)

یورپ کو دیني تعصبات سے جب نجات ملي اور اُس کي جگہ ملک گیري کي ہوس نے لیلي ' تو عربوں اور دوسري مشرقي قوموں کے علوم و آداب سے واقفیت پیدا کرنے کي عام طور پر ضرورت محسوس ہونے لگي - چنانچہ اٹھارھویں صدي کے اواخر میں علم المشرقیات نے ایک منظم علم کي صورت اختیار کرلي ' اور اُسکي باقاعدہ تعلیم و تدریس ہونے لگي -

سب سے پہلے سنہ ١٧٥٣ ع میں آسٹریا نے مشرقي زبانوں کا ایک مدرسہ قائم کیا - اِس میں حکومت کے سفراء اور ملک کے تاجروں کو تعلیم دي جاتي تھي - سنہ ١٧٩٥ ع میں فرانس نے اِسي مقصد سے ایک تعلیم گاہ جاري کي - سنہ ١٨٠٧ ع میں جرمني نے اِس کي تقلید کي - اس کے بعد روس ' انگلستان ' اور اٹلي نے بھي ادھر توجہ کي - لیکن یہ واقعہ ہے کہ سولھویں صدي سے یورپ کي ہر یونیورسٹي میں ' خصوصاً انگلستان ' جرمني ' اور ھالینڈ کي درس گاہوں میں عربي زبان داخل نصاب ہوچکي تھي -

ھرٹویگ ڈیرنبرگ
جسنے پچاس کتابیں عربي ادب و تاریخ کي شائع کیں

(ائمۂ مستشرقین)

یورپ کو مشرقي زبانوں سے جو شغف رہا ہے ' اُس کا ایک نمایاں ثبوت اُن مستشرقین کا وجود ہے ' جنھوں نے اپني پوري زندگي ان علوم کے لیے وقف کردي ہے - بہت سے مستشرق متعدد مشرقي زبانوں کے عالم تھے - مثلاً جرمن لوتلف مشرق و مغرب کي ٢٥ زبانوں کا عالم تھا - سلوسترد ي سلسي فرنچ مستشرق بیس زبانوں میں ماہر تھا - یہي حال ، سوئٹزرلینڈ کے ولي برسمي اور جرمن محدق ہرمل کا تھا - ڈچ عالم ڈوزي سات زبانوں میں اِس طرح انشا پردازي کرتا تھا ' گویا اُس کي مادري زبانیں ہیں - یہي حال ہنگرین پروفیسر ویمبري کا تھا - وہ ہنگرین ' ترکي ' عبراني ' اور لاطیني زبانوں کا مستند عالم تھا -

یورپ نے صرف عربي کے مدارس قائم کرنے ھي پر اکتفا نہیں کیا ' بلکہ مشرقي زبانوں کي بحث و تحقیق کے لیے علمي انجمنیں بھي قائم کیں - سب سے پہلے سنہ ١٧٧٨ ع میں ھالینڈ نے بٹاویا (جاوہ) میں اِس قسم کي انجمن قائم کي تھي - پھر سنہ ١٧٨٤ ع میں ایشیاٹک سوسائٹي کلکتہ میں قائم ہوئي - سنہ ١٨٠٥ میں ایک ایسي ھي انجمن بمبئي میں بنائي گئي - پیرس کي انجمن سب سے زیادہ اہم ہے - یہ سنہ ١٨٢٢ ع میں قائم ہوئي - اِس کے بانیوں میں یورپ کا مشہور ترین مستشرق اور عربي زبان کا فاضل ' سلوستر دي سلسي تھا - اسي سے جرمن ' ڈچ ' سوائڈش ' اور اٹالین مستشرقین نے استفادہ کیا - درحقیقت انیسویں صدي میں عربي زبان کا یورپ میں سب سے بڑا علم بردار یہي شخص تھا اس نے عربي کي تحصیل علماء یورپ کے لیے نہایت آسان کردي -

◆

جي - براؤن
مشہور انگریز مستشرق

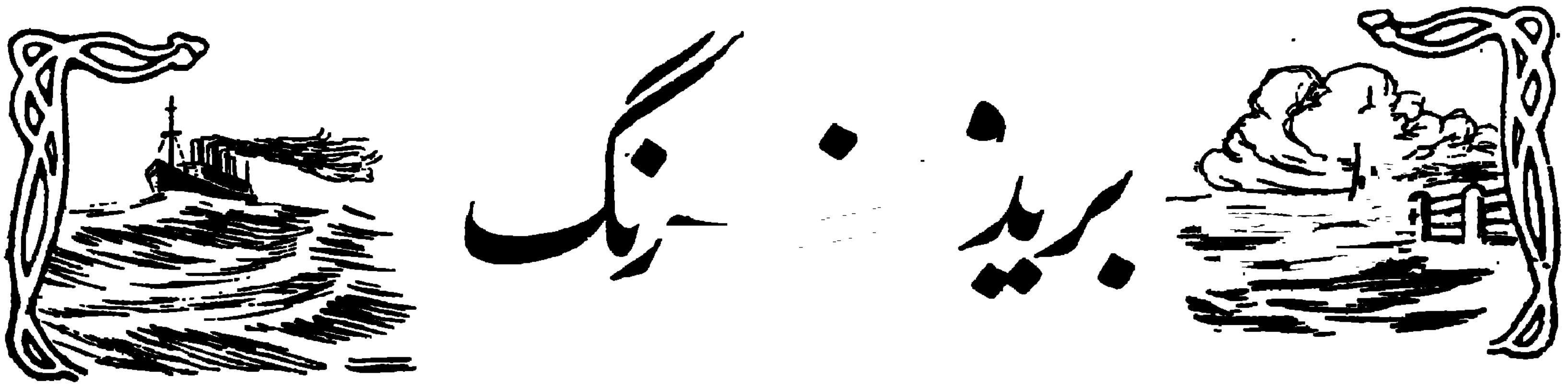

يورپ ميں ايک مشرقي درويش

علماء و اطباء کي حيراني

طاہر بے جو زمين ميں زندہ مدفون ہوجاتا ہے !

قارئين الہلال کو ياد ہوگا کہ گزشتہ سال روئٹر ايجنسي نے پيرس سے يہ خبر شائع کي تھي کہ " طاہر بے نامي ايک مشرقي درويش کے اعمال نے تمام پيرس ميں دلچسپي پيدا کردي ہے - بڑے بڑے ڈاکٹروں کي ايک جماعت نے اس کے اعمال کا مطالعہ کيا ہے ، اور ان کے بے لاگ ہونے کي شہادت دي ہے "

آج کل يہ شخص انگلستان ميں ہے - گريفک کے مقالہ نگار نے ايک مبسوط مقالہ لکھ کر اس کي شخصيت سے دنيا کا تعارف کرايا ہے اور اس کے مختلف اعمال و غرائب کي تصويريں بھي شائع کي ہيں - مقالہ نگار لکھتا ہے :

" پيرس ميں گزشتہ دو سال سے وقتاً فوقتاً ايک پر اسرار شخصيت ديکھنے ميں آئي ہے - يہ ميانہ قد آدمي جسکے بدن کا رنگ زيتون کا سا اور ڈاڑھي سياہ ہے ، يورپي مغربي نفاست کے ساتھ ملبوس رہتا ہے - اس کے مطمئن چہرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جوان نے بہت دنوں سے اپنے دل کي صفائي کا راز جان ليا ہے - يہ پر اسرار شخص مشہور درويش طاہر بے ہے " جس نے گذشتہ ڈھائي سال سے يورپ کو اپنے کمالات سے حيرت ميں ڈال ديا ہے -

يہ سنہ ۱۸۹۷ع ميں طنطہ ميں پيدا ہوا - اسکي پيدائش کے وقت ہي اسکي ماں کا انتقال ہوگيا تھا - اسليے تعليم و تربيت کے لئے قديم دستور کے مطابق فقراء کے گروہ ميں رکھديا گيا ، اور اس طرح ابتدا ہي سے فقيري کي آب و ہوا ميں نشو و نما پائي - سنہ ۱۹۰۵ - ميں قسطنطنيہ آيا اور ترکي لڑکوں کي طرح معمولي تعليم حاصل کي - اسکے بعد اس نے علم طب پڑھکر طبيب کي سند حاصل کرلي -

اسکي زندگي خاموش مطالعہ اور غور و فکر ميں گزري ہے ، اور جبتک اس نے اپنے آبا و اجداد کا پر اسرار علم حاصل نہيں کر ليا ، لوگوں کو اُس کے کمالات کي کوئي خبر نہيں ہوئي - سنہ ۱۹۱۹ع ميں اس نے ايک جمعيت قائم کي جسکا مقصد يہ تھا کہ دنيا کے تمام ڈاکٹروں اور فلسفيوں کے سامنے روحانيت کے مسائل اور تجارب پيش کرے -

يورپ ، جنوبي امريکہ ، اور انگلينڈ کے بڑے بڑے شہروں ميں طاہر بے نے صرف ڈاکٹروں ہي کو نہيں بلکہ عامۃ الناس کو بھي عجيب عجيب اعمال دکھلائے ہيں جنکي کوئي علمي توجيہ ابتک نہيں کي جا سکي -

پہلے پہل جولائي سنہ ۱۹۲۵ ميں يہ پيرس ميں وارد ہوا - وہ چند ماہ اٹلي ميں بھي گزار چکا تھا - روم ، نيپلس ، پيلرمو ، فلورنس ، اور بولونا ميں اس نے اپنے تجربے علم کے بڑے بڑے ماہرين کو دکھلائے تھے - کئي ہفتوں تک اطالوي اخبارات اس کے کار ناموں سے لبريز رہے - روم ميں ارکان حکومت اور سفارتي عمائد کے سامنے اس نے اپنے فن کے مظاہرے کيے - خود مسوليني نے بھي چند بار چيکي معمل ميں اس کا استقبال کيا تھا - شاہ وکٹر ايمينوئل نے بھي اپنے حضور ميں بلايا - شاہ جارج پنجم نے بھي جو اُن دنوں پيلرمو ميں مقيم تھے ، اس کے اعمال ديکھنے کي خواہش ظاہر کي -

طاہر بے

پيرس ميں پہلے علماء نے ايک خاص جلسہ ميں اسکے کمالات کا مشاہدہ کيا تھا جہاں پيرس کے مشہور اخبارات کے نمايندے بھي بلائے گئے تھے - يہ واقعہ ہے کہ فرانسيسي علماء اس کے اعمال ديکھکر حيرت زدہ ہوگئے اور متفقہ طور پر يہ رائے قائم کي کہ " اسکے اعمال شعبدہ بازي سے پاک ہيں " لندن کے ايک بڑے تھيٹر ميں بھي جہاں کي ايک کرسي بھي خالي نہيں رہي تھي ، اسکے کمالات ديکھے گئے - چونکہ تقريباً تيس آدمي بيہوش ہوگئے تھے ، اسليے اسکا عام مظاہرہ بند کرديا گيا ؟

خود طاہر بے کا بيان يہ ہے کہ " ميرے کام ميں کوئي شعبدہ نہيں ہے - ميں اپنے اسرار ظاہر کر دينے کے ليے راضي ہوں ، مگر ميرا دعوى ہے کہ سوائے خاص خاص فقراء کے اور کوئي شخص يہ کمالات حاصل نہيں کر سکتا "

وہ کہتا ہے " فقيروں کي روحاني قوت بہت مضبوط ہوا کرتي ہے - اُنکي تعليم تين مہينے کي عمر ہي سے شروع ہو جاتي ہے "

شخصیت رکھتا ہے - لیکن زندہ انسان محکوم ہوتے ہیں اور اپنی شخصیت سے محروم رہتے ہیں -

سرمایہ دار اِس صورت حال کی منسوخی کو انفرادی شخصیت اور آزادی کی منسوخی بتاتے ہیں ' بلاشبہ اِس سے انکی مراد سرمایہ دارانہ شخصیت ' سرمایہ دارانہ خود مختاری ' اور سرمایہ دارانہ آزادی کی منسوخی ہے !

موجودہ سرمایہ دارانہ حالات پیداوار کے ماتحت آزادی کے معنی " آزاد تجارت " اور " آزاد خرید و فروخت " کے ہیں -

لیکن اگر خود تجارت ہی مٹ جائے ' تو آزاد تجارت کہاں باقی رہتی ہے ؟ ہمارے سرمایہ دار جس طرح دوسری آزادیوں کے متعلق بے معنی ڈینگ مارا کرتے ہیں ' اسی طرح آزاد تجارت کے متعلق بھی انکی ڈینگ بالکل بے معنی ہے - بلا شبہ جب مقید تجارت کے ساتھہ یا قرون وسطی کے مقید شہریوں کے ساتھہ اسکا موازانہ کیا جاتا ہے ' تو اسکے کچھہ معنی ہوتے ہیں ' لیکن جب سرمایہ دارانہ حالات پیداوار اور خود سرمایہ داری کے ساتھہ اسکا مقابلہ کیا جاتا ہے ' تو وہ ایک بالکل بے معنی چیز ہو جاتی ہے -

تم خوف زدہ ہو رہے ہو کہ ہم شخصی ملکیت منسوخ کردینگے - مگر یہ تو سوچو ' تمہاری موجودہ سوسائٹی میں ۹/۱۰ حصہ آبادی کی ملکیت پہلے ہی سے منسوخ ہوچکی ہے ' اور اب سوسائٹی کی بقاء کے لیے ناگزیر ہے کہ یہ باقی ایک حصہ کی ملکیت بھی جلد سے جلد ختم ہوجائے - تم ہمیں ملکیت کے اس طرز کی منسوخی پر ملامت کرتے ہو ' جس کے وجود کی اولین شرط ہی یہ ہے کہ سوسائٹی کی بہت بڑی اکثریت بلا کسی ملکیت کے باقی رہے ؟

سچ یہ ہے کہ تم ہمیں اس لیے ملامت کر رہے ہو کہ ہم تمہاری سرمایہ دارانہ ملکیت منسوخ کردینی چاہتے ہیں - بے شک ہمارا یہی ارادہ ہے !

جس لمحہ سے محنت کی تبدیلی ' سرمایہ ' نقد روپیہ ' اور لگان کی صورت میں نہ ہوسکے ' جس لمحہ سے محنت ایک ایسی اجتماعی طاقت کی صورت میں بدلی نہ جاسکے جو اجارہ داری کے لائق ہو ' جس لمحہ سے شخصی ملکیت کا سرمایہ دارانہ ملکیت میں تبدیل کیا جانا نا ممکن ہوجائے ! اسی لمحہ سے تمہیں واویلا کرنے کا حق ہے کہ کمیونسٹ " فرد " کو مٹا دینا چاہتے ہیں - لیکن اگر ایسا نہیں ہے ' تو پھر تم گویا اعتراف کرتے ہو کہ " فرد " سے تمہاری مراد صرف " سرمایہ دار " ہے - یعنی صاحب جائداد - حالانکہ اس قسم کے فرد کو بلا شک مٹا دینا چاہئے !

کمیونزم کسی کو بھی اس کی اجتماعی پیداوار میں تصرف کی طاقت سے محروم نہیں کرتا - البتہ وہ سب کو اس طاقت سے ضرور محروم کر دینا چاہتا ہے جس کے ذریعہ وہ دوسروں کی محنت پر قابو حاصل کرتے ہیں -

کمیونزم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ شخصی ملکیت کی منسوخی کے ساتھہ ہی ہر قسم کی جد و جہد بھی موقوف ہوجائیگی ' اور سوسائٹی پر ایک عام اداسی اور کاہلی چھا جائیگی -

لیکن اگر حقیقت حال ایسی ہوتی تو سرمایہ دار سوسائٹی سستی کی وجہ سے ابتک کب کی برباد ہوچکی ہوتی - کیونکہ جو لوگ اس کے لیے محنت کرتے ہیں ' وہ کچھہ بھی نہیں پاتے ' اور جو لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں ' وہ کچھہ بھی محنت نہیں کرتے -

دراصل تمام اعتراضات کا لب لباب یہ ہے کہ جب سرمایہ باقی نہ رہے گا تو اجرتی محنت بھی موقوف ہو جائیگی ' اور اس طرح سرمایہ داری کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائگا -

جو اعتراض کمیونسٹ طریق پیداوار اور اس کے طریق تصرف پر کیے گئے ہیں ' وہی اس کی دماغی پیداوار اور اس کے استعمال پر بھی کیے گئے ہیں - سرمایہ دار کے نزدیک جس طرح اس کے فرقہ کی ملکیت کا معدوم ہو جانا ' خود پیداوار کی معدومی ہے ' اسی طرح سرمایہ دارانہ تہذیب کی بربادی پوری تہذیب کی بربادی ہے !

وہ تمدن جس کے زوال پر سرمایہ دار یہ کچھہ ماتم کر رہے ہیں ' کیا ہے ؟ وہ انسانوں کی بہت بڑی اکثریت کے حق میں ایک ایسا تمدن ہے ' جو بے جان مشین کی طرح محنت کرنے کی طرف لے جاتا ہے !

تمہیں اس وقت تک ہم سے بحث کرنے کا حق نہیں ہے جبتک تم اپنی سرمایہ دارانہ ملکیت کی منسوخی کے خلاف اپنے خود ساختہ سرمایہ دارانہ اصول کی بنا پر اعتراض کرتے ہو - کیونکہ تمہارے یہ اصول بھی محض سرمایہ دارانہ حالات پیداوار اور سرمایہ دارانہ ملکیت ہی کے انڈے بچے ہیں - عدل کیا ہے ؟ صرف تمہاری جماعت کی خواہش کا نام ہے جسے قانون بنا دیا گیا ہے ' اور جسے تمہاری جماعتی زندگی کے مادی حالات نے گڑھلیا ہے -

گزشتہ حکمراں طبقوں کی طرح تم بھی اِس خود غرضانہ خیال خام میں پڑے ہوے ہو کہ اپنے معاشرتی اصولوں کو فطرت و عقل کے اٹل قوانین کی صورت میں قائم کردو - تم اپنے معاملہ میں کوئی نکتہ چینی سننے کو طیار نہیں - تم جو کچھہ قدیم ملکیت کے بارے میں سمجھتے ہو ' اس کے تسلیم کرنے کی جرأت سرمایہ دارانہ ملکیت کے معاملہ میں نہیں کر سکتے -

" خاندان کی منسوخی ! " زیادہ سے زیادہ جمہوریت پسند بھی کمیونسٹوں کی اِس عجیب تجویز سے چراغ پا ہو جاتے ہیں -

لیکن یہ تو غور کرو کہ موجودہ خاندان ' یعنی سرمایہ دارانہ خاندان کی بنیاد کس چیز پر ہے ؟ سرمایہ پر اور شخصی ملکیت پر - کیا یہ صحیح نہیں کہ اپنی پوری ترقی یافتہ شکل میں بھی خاندان کا وجود صرف سرمایہ داروں ہی کے لیے ہے ؟ اور کیا یہ بھی صحیح نہیں کہ اپنی ترقی و تکمیل کے لیے اسے مزدوروں کی خاندانی زندگی کی عام بربادی کی ضرورت ہے ؟

تم ہمیں ملامت کرتے ہو کہ ہم اولاد کا خود غرضانہ استعمال روکنا چاہتے ہیں - ہم اس جرم کا اقبال کرتے ہیں !

تم کہتے ہو کہ ہم خانگی تعلیم کی جگہ معاشرتی تعلیم عام کرکے نہایت ہی پاک خاندانی رشتے بھی برباد کر ڈالنا چاہتے ہیں - لیکن کیا تم خود اِس الزام سے بری ہو؟ کیا تمہاری تعلیم کو بھی تمہاری سوسائٹی نے مقید نہیں کر رکھا ہے ؟ کیا موجودہ تعلیمی نظام میں سوسائٹی بالواسطہ یا بلا واسطہ مداخلت نہیں کر رہی ہے ؟ کیا اسکولوں اور کالجوں کے احاطوں میں تعلیم مقید نہیں ہوچکی ہے ؟ تعلیم میں سوسائٹی کی مداخلت کچھہ کمیونسٹوں ہی کی ایجاد نہیں ہے - وہ تو پہلے سے ہی موجود ہے - کمیونسٹ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اِس مداخلت کی نوعیت بدل دیں ' اور تعلیم کو حکمراں طبقہ کے اثر سے آزاد کردیں -

باب التفسیر

حجة ابراهیمی

آية كريمه " الم تر الي الذي حاج ابراهيم " کي تفسير

قرآن حکيم کا اسلوب بيان اور طريق استدلال

تفسير کا قرآني اور غير قرآني طريق

(از مولانا ابو الکلام)

الهلال نمبر (۱۵) ميں جناب مولوي عبد الحق صاحب کا جو استفسار آية مندرجهٔ عنوان کي نسبت شائع هوا تها ' اس کا جواب حسب ذيل هے :

(۱) قرآن حکيم کے مطالعهٔ و تدبر ميں آپ کو جو مشکلات پيش آ رهي هيں ' وه اس تک پيش آتي رهينگي ' جب تک که اس بارے ميں چند بنيادي اصول واضح نهيں هوجائينگے - يه موقعه تفصيل و اطناب کا نهيں هے - مختصراً يوں سمجهيے که صدر اول کے بعد سے قرآن حکيم کے فهم و تدبر کي راهيں دو هوگئي هيں - ايک " قرآني " هے - دوسري " غير قرآني " قرآن کے فهم و تدبر کے ليے غير قرآني طريقه کيونکر هو سکتا هے ؟ ممکن هے اس پر آپ کو تعجب هو - اس ميں شک نهيں يه معامله فکر انساني کے عجائب تصرفات ميں سے هے - مگر ايسے تصرفات اس کثرت سے هوچکے هيں که انهيں عجيب سمجهتے هوئے بهي هميں متعجب نهيں هونا چاهيے -

" قرآني " طريقه سے مقصود قرآن کے مطالعهٔ و فهم کا وه طريقه هے جو تمام تر قرآن پر مبني تها - قرآن سے باهر کے اثرات کو اس ميں دخل نه تها - عربي لغة کے صاف اور معروف معاني ' عربي بول چال کے بے تکلف اور ساده محاورات ' صدر اول کا بے لاگ ذوق و فهم ' اور انبياء کرام کا فطري اور غير صناعي اسلوب بيان ' اس طريقه کي خصوصيات تهيں - سلف امت کا طريق تفسير يهي تها -

" غير قرآني " طريقه سے مقصود وه تمام طريقے هيں جو قرآن سے نهيں بلکه مفسرين قرآن کے ذوق و فکر سے پيدا هوے - يه علوم وضعيه کي اشاعت ' ايراني ' رومي ' اور هندي تمدن کے اقتباس اور عجمي اقوام کے اختلاط کا قدرتي نتيجه تها - مفسرين کے هر گروه نے قرآن کے مطالب اسي شکل و نوعيت ميں ديکهے ' جيسي شکل و نوعيت کي فکري حالت ان کے اندر پيدا هوگئي تهي - رفته رفته يه حالت هوگئي که قرآن کے الفاظ ' تراکيب ' اسلوب بيان ' دلائل و براهين ' مواعظ و حکم ' سب نے ايک دوسري هي طرح کي نوعيت پيدا کرلي - قرآن کي تعليم و بيان کي تمام تر بنياد فطرية اور فطرية کي سادگي پر تهي - علوم و فنون کي تمام تر بنياد وضعية اور وضعية کے تعمق اور کاوش پر هے - نتيجه يه نکلا که جوں جوں وضعية کا انهماک بڑهتا گيا ' فطرية کے فهم و ذوق کي استعداد کم هوتي گئي - يهانتک که وه زمانه آ گيا ' جب لوگوں کے دماغ اسدرجه وضعية اور وضعي طريق بحث کے عادي هوگئے ' که کسي اهم اور عظيم بات کو اس کي ساده اور سهل صورت ميں ديکهه هي نهيں سکتے تهے - ذهن کي کاوش پسندي جو علوم وضعيه کے اشتغال کا لازمي نتيجه هے ' آسان اور سهل مطالب کي طرف متوجه هي نهيں هوتي تهي - يه صورت حال صرف قرآن هي کو پيش نهيں آئي ' بلکه مختلف صورتوں اور حالتوں ميں تمام صحف سماوي کو پيش آچکي هے ' اور منجمله ان اسباب کے هے جو هميشه کتب و اديان کي تحريف کا باعث هوتے رهے هيں - يهي وجه هے که داعي قرآن (صلعم) نے اسے " تعمق " اور " تنطع " سے تعبير کيا ' اور فرمايا که هلاکت کي راهوں ميں سے ايک راه يه بهي هے - جيسا که متعدد موقوفات ميں وارد هے - يه موقعه تشريح کا نهيں - اگر آپ دقت نظر سے کام لينگے تو ان چند جملوں کے اندر اصول تفسير کي ايک اصل عظيم آپ کے سامنے آ جائيگي - يه اصل عظيم نه صرف تفسير قرآن ميں ' بلکه علم و نظر کے بے شمار گوشوں ميں آپکي رهنمائي کر سکتي هے - ذهن انساني " وضعية " ميں جس قدر کاوش پسند هوتا گيا هے ' اتنا هي " فطرية " سے دور هوتا گيا هے -

بهر حال يه دوسرا " غير قرآني " طريقه ان تمام طريقوں پر مشتمل هے جو صدر اول کے بعد پيدا هوے - متکلمين مفسرين کا طريق تفسير کم و بيش يهي هے - کوئي اس طريقه ميں ايک خاص حد تک گيا هے ' کوئي بهت زياده دور تک - امام فخر الدين رازي رحمة الله عليه بهي اسي راه کے شهسوار هيں - ان کے بعد اکثر مفسرين نے دانسته يا نا دانسته انهي کا نقش قدم اختيار کرليا - قاضي ابن رشد کي کشف الادله اور فصل المقال اور شيخ الرئيس کي بعض مختصر تفسيريں امام رازي اور مفسرين متکلمين سے پہلے لکهي گئي هيں - ان کے مطالعه سے هم معلوم کر لے سکتے هيں که متکلمين اشاعره ' فلاسفهٔ اسلام اور معتزله سے کتنا هي انکار کرتے هوں ' ليکن وه خود بهي اسي طريقه کي پيداوار تهے - بهتر قسم کي نهيں - ناقص اور کمزور قسم کي پيداوار -

ايک سخت بنيادي غلطي جو اس طريقه کي مقبوليت کا باعث هوئي ' متاخرين کا يه خيال تها که وقت کي علمي ضرورتوں کيليے سلف کا طريقه سود مند نهيں هے - يه بات ضرب المثل کي طرح ان کي زبانوں پر جاري هوگئي تهي که " سلف کا طريقه ايمان کيليے بهتر هے مگر استدلال کيليے مفيد نهيں " حالانکه اگر ايمان کو جهل سے نهيں بلکه علم و بصيرت سے پيدا هونا چاهيے ' تو جو طريقه ايمان و يقين کے ليے سود مند هوگا ' وه استدلال و برهان کيليے کيوں غير مفيد هو ؟ جهانتک نام نهاد علمي ضروريات کا تعلق هے ' واقعه يه هے که متاخرين کے طريقه سے بڑهکر کمزور اور نا مراد طريقه کوئي نهيں هو سکتا - وه " استدلال " کو فنون وضعيه کے " منطقي استدلال " سے باهر نهيں ديکهه سکے ' اور وجدان و طبيعت کي حقيقي شهادتوں سے آنکهيں بند کرليں - آپنے اپنے استفسار ميں جا بجا لکها هے که " امام رازي رحمة الله عليه کا طريقه موجوده زمانے ميں سود مند نهيں " ليکن ميں کهتا هوں اس تقييد کي کيا ضرورت هے ؟ يه طريقه تو کسي زمانے ميں بهي سود مند نه تها - کيا يه طريقه اس زمانه ميں سود مند تها جب امام صاحب نے تفسير لکهي هے ؟ اس کا حال خود انهي

آسکا دعویٰ ہے کہ أنہیں زخم یا ضرب شدید کا احساس نہیں ہوتا ، یہ اپنے آپ پر کامل سکتہ کي سي حالت طاري کردے سکتے ہیں - سانس روک لیتے ہیں - زندہ دفن کر دیے جاسکتے ہیں - اپني زندگي اور اپنے خیالات پر قابو رکھتے ہیں ، اور نیک و بد ارواح کو بلا سکتے ہیں "

" زندگي کا ابدي معما حل کرنے کے لیے فقراء موت کي عمیق غار میں اترتے ہیں - جس طرح غواص سمندر کي تہ تک پہنچ جاتا ہے - ان کي جسماني موت ، غفلت اور نسیان کي نیند کو ایک ایسي حد تک پہونچا دیتي ہے ، جہاں سے جسم کے مرکب حصوں کي تفریق شروع ہوجاتي ہے ، اور جہاں روح جسم سے الگ ہونا چاہتي ہے "

طاہر بے اپنے ابتدائي اعمال کي نمائش کے بعد اپنے آپ کو زندہ مدفون کرا دیتا ہے جس میں تماشائیوں کي خواہش کے مطابق دس منٹ سے لیکر نصف گھنٹے تک کا وقفہ ہوتا ہے - اس پر ایک سکتہ کي سي حالت طاري ہو جاتي ہے - اس کے کان ، ناک ، اور منہ روئي سے بند کردیے جاتے ہیں - اس کے بعد ایک تابوت میں لٹا کر اسے بالو سے بھر دیا جاتا ہے ، اور تابوت زمین کے اندر دفن کردیا جاتا ہے - جب وقت پورا ہوجاتا ہے تو تابوت نکالا جاتا ہے ، اور چند سکنڈ کے بعد طاہر بے کا سکتہ ختم ہوجاتا ہے - تابوت سے نکالے جانے کے وقت وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہوسکتا اور جسم کا رنگ دھندلا مٹیالا ہو جاتا ہے - طاہر بے کے بیان کے مطابق رنگ کي یہ تبدیلي اس لیے واقع ہوتي ہے کہ جتني دیر تک وہ تابوت کے اندر رہتا ہے ، دوران خون بند ہوجاتا ہے - اس کا قول ہے کہ اگر اپنے آپ پر سکتہ کي حالت طاري نہ کروں تو ہوا کے بغیر دس منٹ کے اندر مرجاؤں - بہت دن گزرے ، دفن کا یہ طریقہ مصر میں بھي مروج تھا - ساحروں نے مجرموں کي سزا کے لیے یہ چیز ایجاد کي تھي - کیونکہ زندگي کي قدر و منزلت جو دیني طور پر ضروري سمجھي گئي تھي ، کسي انسان کیلیے سزائے موت جائز نہیں رکھتي تھي - مجرم صرف عارضي طور پر دفن کرکے پھر باہر نکال دیے جاتے تھے - تجربہ سے اندازہ کیا گیا تھا کہ اگر ایسي سزا متواتر دي جائے اور مجموعي سزا کا وقفہ ایک سال ہوجائے ، تو مجرم کي عمر طبیعي دو سال گھٹ جاتي تھي ، کیونکہ اس طویل جمود و سکوت کي حالت میں جسم کے رگ اور پٹھے تھک جاتے تھے ، اور ان کي قوت کم ہوجاتي تھي - '

لیکن انہیں ساحروں کا یہ مقولہ بھي ہے کہ اگر یہ ذرا چھوٹي چھوٹي خوراکوں میں دیجائے تو بہت سے امراض کیلیے مفید ہوتي ہے -

ایک مزید انکشاف طاہر بے کے تجربوں کیلیے باقي ہے - وہ یہ کہ جسم جب مٹي کے اندر مدفون ہوجاتا ہے تو دماغ کي نشوونما تیزي سے بڑھنا شروع ہو جاتي ہے - یہ خیال پیش نظر رکھکر وہ اب مصر جانے والا ہے - وہاں وہ بڑے بڑے وقفوں کیلیے مدفون رہیگا جنکا مجموعي وقفہ تین سال تک کا ہوگا - وہ کہتا ہے کہ اس عمل سے جسم آہستہ آہستہ متغیر ہو جایگا مگر دماغ سو گنا زیادہ ترقي کر جائے گا !

طاہر کي عمر تیس سال کي ہے مگر علمي تجربوں کیلیے وہ اپني زندگي کے پورے تین سال وقف کردیگا - وہ کہتا ہے کہ اگر دس پانچ برس اور نکل گئے ، تو اس تجربہ کا موقعہ باقي نہیں رہیگا - جواني گذر جانے کے بعد انسان اس طویل جسماني سکون و جمود کي حالت برداشت نہیں کر سکتا -

طاہر بے کے اعمال موجودہ انساني فہم و ادراک سے بالاتر ہیں - وہ ایک ایسي راہ کا سالک ہے جسکا مغربي دماغ ادراک نہیں کر سکتا - وہ اپنے چہرے ، گردن ، بازو ، اور پیروں کو لوہے کي سلاخوں یا چھریوں سے چھید دیتا ہے - جب اسکے سینے سے خنجر باہر نکالا جاتا ہے تو نہایت تیزي سے خون کي دھار بہنے لگتي ہے - اور جب تماشائي یقین کر چکتے ہیں کہ واقعي خون ہي ہے ، تو وہ یکایک خون کا بہنا روک لیتا ہے - وہ اپني نبض کي رفتار تیز اور سست کر سکتا ہے - وہ ایک ایسے تختہ پر جس پر لوہے کي نوکدار کیلیں جڑي ہوئي ہوتي ہیں ، لیٹ جاتا ہے ، اور ایک سو پچھتر پاونڈ کا پتھر اسکے پیٹ پر رکھکر لوہے کے بھاري ہتوڑے سے چور چور کردیا جاتا ہے - پھر وہ اٹھا کر کھڑا کردیا جاتا ہے ، اور ایک سکنڈ کے اندر اپني اصلي حالت میں واپس آ جاتا ہے !

کیا پتھر کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا کوئي نظر کا دھوکا یا شعبدہ ہے ؟ بعض اشخاص کا خیال ہے کہ اس عمل کے دوران میں سب لوگ مسمریزمي عمل سے مسحور کر دیے جاتے ہیں ، اور انہیں وہي نظر آتا ہے جو عامل چاہتا ہے !

طاہر بے تابوت سے نکالا گیا ہے اور ایک ڈاکٹر اسے کھڑا کر رہا ہے

گذشتہ سال لندن تھیئٹر کے منیجر مسٹر شوبرٹ طاہر بے سے ملنے پیرس گئے تھے تا کہ امریکہ جانے کے معاملہ پر اس سے گفتگو کریں - لیکن اسکے سینے سے خون بہتا دیکھکر انہیں غش آگیا - وہ بہ مشکل اس لائق ہوئے کہ واپس آکر اسکے مدفون کر دینے کا عمل دیکھہ سکیں - انہیں یقین ہوگیا ہے کہ یہ فقیر ایک ساحر ہے "

اگر یورپ کے علماء ، مشرق کے قدیم نفسیاتي علوم سے واقف ہوتے ، اور انہیں معلوم ہوتا کہ حبس نفس کي مشق علم وظائف اعضا (فزیا لوجي) کے قوانین پر کیسا عجیب اثر ڈال سکتي ہے ، تو وہ طاہر بے کے ان اعمال پر متعجب نہ ہوتے - اب سے تقریباً چار سو برس پہلے شیخ عبد الوہاب شعراني نے قاہرہ میں خود اپني آنکھوں سے یہ تمام اعمال دیکھے تھے ، اگرچہ وہ انکي صحیح تعلیل نہ کر سکے -

* * *

تاریخ مشرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریت و دستور

مدحت پاشا کا قتل

مدحت پاشا کے رفیق محبس شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی نے (جو خود بھی قیدخانۂ طائف میں فوت ہوئے) مدحت پاشا اور داماد محمود پاشا کے ہولناک قتل کا حال اس طرح لکھا ہے:

"مدحت پاشا اور اُن کے رفقاء، طائف کے قلعہ میں تین سال قید رہے۔ تیسرے سال کے آخر میں مدحت پاشا کے ایک پھوڑا نکل آیا تھا۔ فوجی ڈاکٹر کی رائے تھی کہ چاک کر دیا جائے، مگر بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے وہ عمل جراحی پر رضامند نہ ہوئے۔ پھر یہ سبب بھی تھا کہ موصوف کو ڈاکٹر کی مہارت پر یقین نہیں تھا۔ داماد محمود پاشا نے والی حجاز کو مدحت پاشا کی لاعلمی میں تحریر کیا کہ کسی ماہر طبیب کا انتظام کیا جائے۔ اُس کے مصارف وہ خود ادا کریں گے۔ مگر والی نے اُن کی درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔

مدحت پاشا نے اپنا علاج خود کیا اور زخم اچھا ہو گیا۔ سرکاری طبیب روز معائنہ کرتا تھا اور والی کو اطلاع دیتا تھا۔ والی تار برقی کے ذریعہ روزانہ سلطان کو خبر بھیجتا تھا۔ کیونکہ سلطان کو مدحت پاشا کی موت کی جلدی تھی۔

ایک دن صوبہ دار ابراہیم آغا کے ساتھ ڈاکٹر مدحت پاشا کے کمرے میں گیا اور بغیر کسی مناسبت کے کہنے لگا "اب یورپ میں سیاسی مدبروں کو علانیہ قتل نہیں کیا جاتا۔ جلادوں کے بجائے یہ کام ڈاکٹر انجام دیتے ہیں۔ مجرم کی ناک پر کلوروفارم رکھ دیتے ہیں۔ جب سو جاتا ہے تو گلا گھونٹ دیا جاتا ہے!" لوگوں نے طبیب کے منہ سے یہ بات سنی، مگر کوئی اُس کا مطلب سمجھ نہ سکا۔

تیسری پلٹن کا کمانڈر بکر آفندی چرکسی، قلعہ کے سیاسی قیدیوں کا محافظ تھا۔ چند مہینے سے وہ موجود نہ تھا۔ کہ مکہ معظمہ میں مقیم تھا۔ مگر اچانک واپس آگیا اور سیدھا مدحت پاشا کے کمرے میں چلا گیا۔ اُس کے ساتھ ڈاکٹر ابراہیم آغا بھی تھے۔ لوگوں نے اُس سے اس اچانک واپسی کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگا۔ طائف کی فوج مرتب کرنے اور قریہ کے باشندوں سے سرکاری محصول وصول کرنے آیا ہوں کیونکہ کئی سال سے اُنھوں نے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا۔"

بکر آفندی کی واپسی کے پچھلے دن قیدی پاشاؤں کے خادم، حضرت عبداللہ بن عباس کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے گئے حسب عادت اُن کے ساتھ جاتا تھا۔ مدحت پاشا کا خادم عارف آفندی نماز کو جا نہیں سکا۔ کیونکہ اُس کے آقا کی طبیعت ناساز تھی۔

نماز کے بعد بکر آفندی کمانڈر نے تمام خادموں کو روک لیا قلعہ میں واپس جانے نہیں دیا۔ نیز ایک آدمی بھیجکر عارف آغا کو بھی طلب کیا۔ مگر اُسنے اپنے آقا کے پاس سے ہٹنا منظور نہیں کیا۔ کمانڈر نے پھر آدمی بھیجا کہ عارف کو فوراً لے آؤ۔ اس مرتبہ مدحت پاشا نے قاصد سے کہا کہ کمانڈر سے کہو وہ خود قلعہ میں آئے اور عارف سے جو کچھ کہنا ہو کہہ جائے۔

کمانڈر فوراً آیا اور خیر اللہ آفندی کے کمرہ میں گیا۔ اُسنے خیر اللہ آفندی سے کہا:

"دارالخلافہ سے حکم آیا ہے کہ تمام نوکر چاکر سیاسی قیدیوں سے علیحدہ کر دئیے جائیں۔ اب اُنھیں حکومت کی طرف سے کوئی رقم بھی نہیں دی جائے گی۔ عام قیدیوں کا کھانا کھلایا جائے گا۔ بازار سے بھی خریدنے کی ممانعت ہے۔ قلم، دوات، کاغذ بھی رکھنے کی اجازت نہیں۔ خیر اللہ آفندی کی بیوی بچی (جو طائف میں مقیم ہیں) نکال دی جائیں گی۔"

اس خبر نے تمام قیدیوں کو سخت پریشان کیا۔ محمود پاشا غصہ ور آدمی تھے۔ اُنھوں نے کمانڈر کو بہت سخت سست کہا۔ مگر بے فائدہ تھا۔ سلطانی حکم پر عمل کیا گیا۔ تمام خادم، قلعہ کے باہر ایک گھر میں قید کر دئیے گئے۔ کمانڈر نے چلتے وقت کہا وہ طائف سے باہر جا رہا ہے مگر گیا نہیں۔ رات بھر قلعہ ہی میں رہا۔

مدحت پاشا، دو مرتبہ وزیر اعظم بن چکے تھے اور قوم کی عظیم الشان خدمات انجام دی تھیں۔ مگر ظالموں نے نہ اُن کی خدمات کا کوئی لحاظ کیا، نہ بڑھاپے ہی پر ترس کھایا۔ اُنھیں بستر مرض پر اکیلا چھوڑ دیا۔ اُن کا خادم زبردستی لے گئے۔ اس وفادار خادم کے عوض ایک جنگلی سپاہی اُن کی تیمارداری کے لئے مقرر کر دیا۔ لیکن مدحت پاشا کے رفقاء معیت نے اُن کی خدمتگاروں کی طرح خدمت کی۔ رات کو بھی انہیں تنہا نہیں چھوڑتے تھے۔ علی بک اُن کے ساتھ سوتے تھے!

مدحت پاشا، اپنی شجاعت اور ثابت قدمی میں مشہور ہیں۔ ان حالات نے اُن کے حوصلے کم نہیں کئے۔ وہ اب بھی خوش تھے۔ پابندی سے نماز پڑھتے تھے۔ وظائف کا ورد رکھتے تھے۔ تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ تفسیر بیضاوی اور کتاب الشفاء، اُن کے مطالعہ میں رہتی تھی۔

وہ کہا کرتے تھے "جو کچھ یہ لوگ کر سکتے ہیں، کر گزریں۔ ہم بحمد اللہ مقدس سرزمین میں موجود ہیں۔ تمام گزندوں سے منزہ ہو چکے ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ قتل کر سکتے ہیں! اور قتل ہمارے لئے دنیا و آخرت میں برکت و سعادت کا ذریعہ ہوگا!" وہ حیرت انگیز طور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کیا کرتے تھے۔

ایک دن کمانڈر بکر آفندی نے کہا وہ مکہ معظمہ جائے گا تاکہ خیر اللہ آفندی کی بیوی اور قیدیوں کے نوکروں کو پہنچا آئے۔ وہ مدحت پاشا کے پاس بھی گیا۔ وجہ یہ بیان کی کہ رخصت ہونے آیا ہے مگر مقصود یہ تھا کہ اُن کی زبان سے کچھ سنے اور چغلی کھا کر ظالموں میں مقبولیت حاصل کرے۔ مدحت پاشا نے کہا "میری تقریر سنو حرف بحرف والی حجاز سے کہہ دینا:

"کہنا عبدالحمید نے تمھیں بڑا منصب بخشا ہے۔ مدحت پاشا کی خدمات، آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ آج اُس کی جو حالت ہے دیکھ رہے ہو۔ یہ سلطان، اسی طرح اپنے خیرخواہوں کی خدمات پر انعام دیا کرتا ہے۔ مدحت پاشا کو معلوم ہے کہ سلطان اُس کے قتل پر تلا ہوا ہے۔ تمھیں اس کام پر مقرر کیا ہے۔ اسوقت تمھاری جتنی خاطر مدارات ہے، صرف اسی مطلب سے ہے۔ اس کے بعد تمھارا جو حال ہوگا، وہ دوسروں کی حالت سے معلوم کر سکتے ہو۔ سرودی آفندی نے یہی تحریر دی تھی۔ اسپر سلطان نے خوش ہو کر اُسے "قاضی عسکر" کا عہدہ دیا مگر اب سرودی آفندی کی کیا حالت ہے؟ اسوقت وہ مدینہ میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا ہے! جودت پاشا ہمارے گرانے میں سلطان کا دست و بازو تھا۔ مگر آج اُس کی حالت کیا ہے؟ اسوقت وہ خود اپنے گھر میں قید ہے اور ذلت کی زندگی بسر کر رہا ہے! ان معاملات پر غور کرو۔ کیونکہ اس سلطان کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ تم مسلمان ہو، قرآن پڑھے ہو۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤه جہنم خالداً فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذاباً عظیماً" (جو کوئی جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے، اُس کی سزا، جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اُسپر خدا کا غضب ہوگا۔ خدا کی لعنت ہوگی۔ اور اُس کے لئے بہت بڑا عذاب طیار ہے)

اس کے بعد مدحت پاشا نے اس آیت کی تفسیر بیان کی اور کہا:

"دیکھو حضرت حسن بن علی علیہ السلام بھی بعض بادشاہوں کے اشارے سے قتل کئے گئے تھے۔ قیامت تک دنیا اُن کے قاتلوں پر لعنت کرتی رہے گی۔ خدا اُنھیں دوزخ میں ڈالے گا۔ تم والی سے میری تقریر حرف بحرف کہہ دینا"

اسپر بکر آفندی نے کہا:

"جناب عالی! میں بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوا ہوں مگر میدان جنگ کے سوا ہرگز ایک مرغی بھی اپنے ہاتھ سے نہیں ماری۔ میں ہرگز کوئی جرم نہیں کر سکوں گا!"

سات دن بعد بکر آفندی واپس آیا۔ اُس کے ساتھ قیدیوں کے نوکر بھی تھے۔ اُسنے مدحت پاشا سے کہا "سلطان کا حکم آیا ہے کہ نوکر قیدیوں کے پاس واپس کر دئیے جائیں۔ اُنھیں ہر طرح آرام دیا جائے۔ والی حجاز نے سلام کے بعد معذرت کی ہے کہ میرا کوئی قصور نہیں۔ میں نوکر ہوں آقا کے حکم کی اطاعت کرتا ہوں"

اس درمیان میں مدحت پاشا کی صحت اچھی ہو گئی۔ تقریباً شفا حاصل ہو گئی تھی۔

ایک دن مدحت نے ایک سپاہی سے دودھ منگایا۔ ایک افسر نوری آفندی تلوار لے کر اُس کے ساتھ ہو گیا!... طبیب مشتری سے دودھ لے آیا۔ لوگوں کو اس نئی بات پر بہت تعجب ہوا۔ یہ شخص کبھی قیدیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتا تھا۔ آج کیوں اس قدر مہربان ہو گیا؟ سید بک، مدحت پاشا کے کھانے کی روز جانچ کر لیا کرتے تھے۔ اُنھوں نے پیالی کھولی تو دودھ کا رنگ اچھا نہ تھا۔ ایک چمچ لے کر اُنھوں نے اپنی زبان پر رکھا، تمام منہ کڑوا ہو گیا۔ دوسرے قیدیوں کو چکھایا، سب نے یہی محسوس کیا۔ جنھوں نے ایک دو قطرے بھی نگل لئے تھے وہ بیہوش ہو گئے اور کئی ہفتے بیمار پڑے رہے۔

سے پوچھہ لینا چاهیے - اُن سے بہتر اُن کی نا رسائیوں کیلیے کوئي شاهد نہیں هو سکتا - تفسیر اور اساس التقدیس وغیرہ اُنکے ابتدائي اور درمیاني عہد کي کوہ کندنیوں میں سے هیں - آخري عہد کي مصنفات میں سے ایک رسالہ مباحث ذات و صفات میں هے - اس کے دیباچہ میں مشکلات مباحث کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے هیں :

" لقد تأملت الطرق الكلامیه و المناهج الفلسفیه ' فما رأیتها تشفی غلیلاً ' و لا تروی غلیلاً ' و رأیت اقرب الطرق ' طریقة القرآن - أقرأ فی الاثبات : الرحمن علی العرش استوی ' و أقرأ فی النفی : لیس کمثله شیء - و من جرب مثل تجربتی ' عرف مثل معرفتي "
یعنی میں نے علم کلام اور فلسفه کے تمام طریقوں پر غور کیا ' لیکن معلوم هوا که مشکلات راہ کیلیے کچھہ سودمند نہیں هیں - سب سے بہتر طریقه قرآن هي کا طریقه هے !

فن المحبت ما ادق بیانه
متحیر فیه امام الرازی !

إمام صاحب کا یه اعتراف بعینه وهي اعتراف هے جو موجوده اور قدیم عہد کے تمام حکماء کي زبانوں پر بھي طاري هوچکا هے - یه مذهبي مباحث کي راہ سے اِس کوچه میں آئے تھے ' اسلیے الٰهیات کي اصطلاحوں میں اعتراف عجز کر رهے هیں - لیکن لامارک ' هیگل ' اور اسپنسر براہ راست حقائق کائنات کي جستجو میں نکلے تھے ' اسلیے وہ اِن مصطلحات کي جگه دوسري طرح کے الفاظ استعمال کرتے هیں ' لیکن اعتراف عجز کي ایک هي طرح کي روح دونوں کے اندر بول رهي هے - لامارک کے اس قول میں که " همارا سارا علم اس سے زیاده نہیں هے که جهل کا اقرار کریں " یا اسپنسر کے اس اعتراف میں که " اصلیت اور حقیقت کے اِن تمام سوالوں کے جواب میں هم اِسکے سوا کچھه نہیں کہه سکتے که هم کچھه نہیں جانتے " اور اِمام رازي کے اس اعتراف میں کیا فرق هے که :

نهایـــة إقدام العقـــول عقال
و اکثر سعی العالمیـــن ضـــلال
و لم نستفد من بحثنا طول عمرنا
سوی أن جمعنا فیه قیل و قالوا !

بهر حال جب تک قرآن حکیم کي تفسیر خالص قرآني طریقه پر نہیں کي جائیگي ' مشکلات راہ حل نہیں هوسکتیں -

(۲) ایک اهم اور بنیادي کام اِس باب میں یه هے که قرآن حکیم کے الفاظ ' تراکیب ' اور اُسلوب بیان کو تمام وضعي اور خارجي عوارض سے پاک کر کے اُنکي اصلي صورت و نوعیت میں نمایاں کر دیا جاے - جونهي یه اصلیت نمایاں هوگئي ' تمام اشکال خود بخود دور هو جائینگے -

قرآن حکیم عربي زبان میں نازل هوا - اُسکے الفاظ عربي زبان کے الفاظ تھے - وہ اُنهي معاني کیلیے استعمال کیے گیے تھے ' جن معاني کیلیے عربي لغت میں مستعمل تھے - قرآن نے خود جابجا اپنے عربي زبان میں هونے ' نہایت کھلے اور دلنشین هونے ' اور مطالب کے سهل اور زود فہم هونے کا ذکر کیا هے - مثلاً سورۂ مریم میں کہا که " فانما یسرناه بلسانک لتبشر به المتقین " هم نے قرآن تمهاري زبان میں سهل کردیا تا که متقي طبیعتوں کیلیے اس میں هدایت کي بشارت هو - ظاهر هے که قرآن کا یه عظیم اور ابتدائي وصف باقي نہیں رهتا ' اگر ایک لمحه کیلیے بھي یه فرض کر لیا جاے که اسکے الفاظ اُن عام اور معروف معاني کے علاوہ کوئي دوسرا مفهوم بھي رکھتے تھے جو عرب جاهلیت کي لغت میں نہیں سمجھے جاتے تھے - صدر اول میں چونکه مسلمانوں کا ذوق خارجي اثرات سے متاثر نہیں هوا تھا ' اسلیے قرآن کے تمام الفاظ اپنے لغوي معاني میں قائم رهے - بلاشبه اُس عهد میں بھي هر انسان جو قرآن کا علم رکھتا تھا ' الفاظ قرآني کے مجازات سے واقف تھا - لیکن یه زبان اور بول چال کے ویسے هي صاف اور ساده مجازات تھے ' جو دنیا کي هر زبان میں هوتے هیں ' اور جنکے معلوم کرنے کیلیے کبھي کسي اهل زبان کو کسي فلسفیانه فن بلاغت و بیان کي ضرورت نہیں هوتي - حضرت عبد الله ابن عباس اور ابن کعب جب " بل یداه مبسوطان " اور " الیه یصعد الکلم الطیب " پڑھتے تھے ' تو بغیر اسکے که فلسفیانه دقیقه سنجیوں سے آشنا هوں اور ید و علو کے نفي و اثبات کي بحثوں میں اُلجھیں ' اسکا وہ سیدھا سادھا مطلب سمجھه لیتے تھے جو هر غیر متکلف عربي داں سمجھه لیگا -

لیکن آگے چلکر جب علوم دخیله کي (یعنی اُن علوم و فنون کي جو باهر سے عربي زبان میں منتقل هوے) اشاعت هوئي ' اور وضعي علوم کي اصطلاحات اور نظري مباحث کي منطقي تعریفات و حدود کا لوگوں میں مذاق پیدا هوگیا ' تو ایک بڑي جماعت اُن لوگوں کي پیدا هوگئي جنهوں نے قرآن کو اهسته اهسته منطقي و فلسفي جامه پهنانا شروع کر دیا ' اور بہ تدریج اسکے الفاظ عربي لغت سے هٹ کر منطقي تعریفات و حدود کي نوعیت اختیار کرنے لگے - یهانتک که کچھه عرصے کے بعد اُن الفاظ کیلیے وهي معاني سمجھے جانے لگے ' جو علوم وضعیه میں انکے لیے قرار پا چکے تھے -

(۳) یه تبدیلي الفاظ اور مطالب ' دونوں میں هوئی - مطالب میں بنیادي چیز قرآن کا اُسلوب بیان و استدلال هے - ایک عظیم اور اصولي غلطي متاخرین سے یه هوئي که وہ قرآن کے فطري اور وجداني اُسلوب بیان کي اهمیت معلوم نه کرسکے - یوناني فلسفه کے اشتغال نے اُن میں منطقي استدلال کا ذوق پیدا کردیا تھا - انهوں نے کوشش کي که جهاں کہیں قرآن حکیم میں استدلال اور اثبات مدعا کے قسم کا کوئي بیان هے ' اُسے کھینچ تان کر منطقي استدلال کي شکل دیدیں -

حالانکه انبیاء کرام کے علوم کي راہ وضعي و منطقی طریق استدلال کي راہ سے بالکل مختلف هے - انبیاء کرام کا خطاب علوم سے نہیں بلکه قلوب سے هوتا هے - وہ علماء کے لیے بحث و نظر کا سامان پیدا کرنے نہیں آتے - بلکه عامة الناس کے لیے هدایت و سعادت کي راهیں کھول دینے کے لیے آتے هیں - اُن کا مقصود یه نہیں هوتا که اشیاء کي حقیقت کا سراغ لگالیں - وہ اس لیے آتے هیں که اعمال اور ان کے نتائج کي حقیقت دنیا پر واضح کردیں - پس وہ اپني تعلیم و هدایت میں کوئي ایسا طریقه اختیار نہیں کرتے ' جسے کسي طرح کي بھي مشابهت منطقي طریق بحث و استدلال سے هو - اُن کا طریقه سیدھا سادھا فطري طریقه هوتا هے ' جسکے لیے نه تو انسان کے بنائے هوئے علوم و فنون کي تحصیل ضروري هوتي هے ' نه پیچیده اور دقیق مقدمات ترتیب دینے پڑتے هیں ' اور نه کسي طرح کي ذهني کاوش اور نظري سلوک کی قید هوتي هے - هر انسان اپنے وجدان کي قدرتي استعداد اور طبعیت بشري کے فطري طلب و داعیه سے اُسے سنتے هي قبول کر لے سکتا هے ' اور ایک فلسفي و حکیم سے لیکر ایک بادیه نشیں دهقان تک ' هر درجه ' هر طبقه ' اور هر زمانے کا انسان یکساں طور پر اُس سے یقین و ایمان حاصل کر لیتا هے !

برید شرق

مکتوب آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفٰے کمال پاشا کا خطبہ - عید آستانہ - ترکی طبی کانفرنس - ٹرکی اور ایران

غازی مصطفٰے کمال کا خطبہ

اس ہفتہ سب سے اہم واقعہ، انگورہ میں خلق فرقہ سی یا جمہوری جماعت کی موتمر ہے۔ موتمر میں سب سے زیادہ اہم کاروائی، غازی مصطفٰے کمال پاشا کا وہ تاریخی خطبہ ہے جو کامل ایک ہفتہ تک جاری رہے گا۔ موصوف نے یہ خطبہ، کئی ماہ کی محنت سے طیار کیا ہے۔ اس میں وہ تمام تاریخی اور سیاسی حقائق جمع کرتے ہیں جو معاہدہ التوائے جنگ کے بعد سے ابتک ٹرکی میں واقع ہوئے ہیں۔

غازی نے اپنا خطبہ "انجمن طیارات" کو دے دیا تھا۔ اسی نے چھاپا ہے اور وہی ٹرکی کے طول و عرض میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ تقسیم کرے گی۔ ہر روز جتنا خطبہ غازی سنائیں گے، انجمن، آستانہ کے اخبارات کو تقسیم کرے گی۔ ایک جرمنی کمپنی نے دنیا کے اخباروں میں اس کا خلاصہ بھیجنے اور مختلف زبانوں میں اُس کا ترجمہ شایع کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ ابتک متعدد زبانوں میں ترجمہ طیار ہو چکا ہے جو عنقریب بازار میں آجائے گا۔

"عید آستانہ"

آپکے قارئین نے یہ لفظ شاید پہلے نہیں سنا ہوگا۔ حالانکہ یہ لفظ ترکوں میں ایک عجیب جوش پیدا کر دیا کرتا ہے۔ "عید آستانہ" یا آستانہ کی عید ہر سال ۶ اکتوبر کو بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ پچھلے ہفتے ہم نے چوتھی مرتبہ یہ عید دیکھی تھی۔ تمام پچھلی عیدوں سے زیادہ شاندار تھی۔

یہ عید اتحادی فوجوں سے آستانے کی آزادی کی یادگار ہے۔ جنگ عمومی کے خاتمہ پر دول اتحاد نے ٹرکی سے التوائے جنگ کا معاہدہ طے کیا۔ اس معاہدہ کی رُو سے ترکوں نے ہتیار رکھ دیئے۔ ہتیار رکھتے ہی اتحادی فوجیں پایۂ تخت میں گھس پڑیں۔ انگریزوں نے "پیرا" پر قبضہ کر لیا۔ فرانسیسیوں نے استنبول پر، اٹلی نے باسفورس کے ایشیائی ساحلوں پر۔ ان سلطنتوں کے جنگی بیڑے بحر مرمرہ اور باسفورس میں داخل ہو کر لنگر انداز ہو گئے اور اپنی توپیں شہر کی طرف سیدھی کر دیں۔ پھر ان کی بری فوجیں اُتریں اور شہر کی وہ حالت کر دی جو خونخوار فاتح، مفتوحوں کی کیا کرتے ہیں۔ ایسا ظلم و ستم شروع کیا جس کا تصور بھی کبھی ترکوں نے نہیں کیا تھا۔ مسلح سپاہی اور مسلح جاسوس ہر طرف پھرتے تھے اور جسے چاہتے تھے، بدبختی میں مبتلا کر دیتے تھے۔ بہت سے مارے گئے۔ بہت سے قید کیے گئے۔ بہت سے جلاوطن کیے گئے۔ کوئی مخلص ترک بھی اتحادیوں کے انتقام سے بچ نہ سکا۔

اس ظلم و جور کے مقابلے میں آستانہ کے ترکوں نے کیا کیا؟ انھوں نے کوئی بغاوت کی؟ نہیں۔ کوئی مظاہرہ کیا؟ نہیں۔ وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ اتحادی قوتیں سمجھیں ہم نے مرعوب کر لیا۔ دنیا کی یہ سب سے زیادہ جبار قوم ہماری غلامی پر قانع ہو گئی۔ [illegible] اُن کی غلطی تھی۔ ترکی قوم کی طبیعت سے جہالت تھی۔ ترکی قوم کا خاصہ ہے کہ جب وہ جلال میں آتی ہے تو خاموش ہو جاتی ہے۔ جب ترک کو چُپ سنّاٹے میں دیکھو تو اُس سے بھاگو۔ کیونکہ وہ غضبناک ہو گیا ہے۔ قہر و جلال کی قوتیں اُس کے دل و دماغ میں جمع ہو رہی ہیں۔ آستانہ کے ترک بھی اتحادیوں کے مظالم کے مقابلے میں خاموش ہو گئے۔ مگر اُن کی روح بول رہی تھی۔ اتحادیوں کے لئے وہ اندر ہی اندر اناطولیہ میں بارود بچھا رہے تھے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ اناطولیہ میں قومی تحریک کا قیام، زیادہ تر آستانہ کے باشندوں ہی کی سعی و ہمت سے ہوا۔ اتحادیوں کا پہرہ چوکی بہت ہی سخت تھا، مگر آستانہ سے برابر سامان جنگ، توپیں، آدمی اور روپیہ اناطولیہ پہنچ رہا تھا۔ کس راہ سے جاتا تھا؟ کون لے جاتا تھا؟ کس وقت جاتا تھا؟ ان سوالوں کا جواب ابتک تاریخ کے پاس موجود نہیں ہے۔ مگر جاتا تھا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے۔

آستانہ کے ترکوں کی خاموشی نے آخر ۴ سال بعد رنگ دکھایا۔ اتحادیوں کے پروردہ یونان کو اناطولیہ میں ایسی شکست ہوئی کہ عبرت سے بدتر تھی۔ دیکھتے دیکھتے فتح مند ترکی فوجیں باسفورس کے سامنے پہنچ گئیں۔ یہ وہ وقت تھا جب انگلستان، فرانس اور اٹلی کی تقریباً تمام بحری قوتیں، باسفورس اور مرمرہ میں جمع تھیں۔ اتحادی خیال کرتے تھے یہ قوت دیکھ کر اناطولیہ کے ترک ڈر کر الٹے پاؤں بھاگ جائیں گے۔ مگر وہ ڈرے نہیں۔ خود اتحادیوں ہی کو ڈرنا پڑا۔ مدانیہ کا ذلت آمیز معاہدہ قبول کرنا پڑا۔

اس کے بعد ہم نے اپنی آنکھوں سے کیا دیکھا؟ ہم نے وہ دیکھا جسے دیکھ کر ہم اپنی آنکھوں کی صحت پر شبہ کرنے لگے۔ مگر وہ واقعہ تھا۔ ہم نے یہ دیکھا کہ اتحادی بیڑے، جو ابتک سلطان کو قید کئے ہوئے تھے، اچانک اُن کے جھنڈے، سربلند ترکی جھنڈے کے سامنے جھک پڑے۔ جس وقت ترکی جھنڈا، وزارت جنگ کے بلند مینار پر اُڑایا گیا، تمام اتحادی قوتوں نے اُسے ذلت کے ساتھ جنگی سلام کیا۔

پھر ہم نے کیا دیکھا؟ یہ دیکھا کہ وہی اتحادی فوجیں، جو آستانہ کی سڑکوں پر فاتحانہ مظاہرے کرتی پھرتی تھیں اور ترکوں کو شریفانہ برتاؤ کی مستحق نہیں سمجھتی تھیں، خوف و دہشت سے اپنا اسباب باندھ کر اور بھاگتی نظر آئیں۔ ایک طرف سے یہ فوجیں بھاگ رہی تھیں، دوسری طرف مظفر و منصور ترکی فوجیں آ رہی تھیں۔ بیچ سمندر میں دونوں کا سامنا ہوا۔ اول الذکر نے آخر الذکر کو فوجی سلامی دی!

"عید آستانہ" اسی واقعہ کی یادگار ہے جو ۶ اکتوبر کو پیش آیا تھا۔

ترکی طبی کانفرنس

انگورہ میں ترکی طبی کانفرنس منعقد ہوئی۔ عصمت پاشا نے اس کا افتتاح کیا۔ کانفرنس میں بہت سے اہم طبی مسائل پر بحث ہوئی۔ نیازی بک کی رُوداد سے معلوم ہوا کہ آنکھوں کا مرض ترکوں میں بھی عام ہے۔ اس وقت ۵ لاکھ ترک اسمیں مبتلا ہیں۔ یہ بیماری زیادہ تر حصن منصور، دیار بکر، اور اورفا کے علاقوں میں پائی جاتی ہے۔

رشاد رضا بک اور موسیٰ کاظم بک نے مرض سل پر بحث کی اور بتایا کہ گذشتہ ۲۰ سال کے عرصہ میں صرف قسطنطنیہ میں اس بیماری سے ۹۹،۰۰۰ آدمی مر چکے ہیں۔ پورے ٹرکی میں سالانہ ۲۳،۰۰۰ آدمی اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ یعنی ہر دس ہزار ترکوں میں ۲۰ آدمی اسی بیماری میں مرتے ہیں۔

ٹرکی اور ایران

ادہر کچھ مدت سے ٹرکی اور ایران کے مابین کشیدگی پیدا ہو گئی ہے، جیسا کہ پچھلے مکاتیب میں لکھ چکا ہوں۔ اس ہفتہ میرزا فرنگا خاں سابق وزیر جنگ ایران، آستانہ پہنچے ہیں اور انگورہ جا رہے ہیں۔ ان کا سفر اسی نزاع کے دُور کرنے کے لئے ہے۔ موصوف نے اخبارات کے نمائندوں کو حسب ذیل بیان دیا ہے:

"سرکش کرد، ترکی حدود پر تاخت و تاراج کرتے ہیں۔ ترکی حکومت خیال کرتی ہے کہ یہ مجرم، ایرانی سرزمین میں پناہ لیتے ہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ یہ لوگ بعض ترکی افسروں کو بھی پکڑ لے گئے ہیں۔ مجھے بالکل نہیں معلوم کہ یہ کرد، ایرانی سرزمین میں پناہ لیتے ہیں۔ اگر واقعہ یہی ہے تو ہم انھیں ہرگز پناہ نہیں لینے دینگے اور ترکی حکومت کو ہر طرح مطمئن کر دیں گے۔"

تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ترکی افسر یہ مجرم پکڑ لے گئے تھے، اب رہا ہو گئے ہیں اور اپنی سرحد میں واپس آ گئے ہیں۔

* * *

شمالی افریقہ

مراکش، ٹیونس، اور الجزائر فرانسیسی استعمار کے بعد

(الہلال کے مقالہ نگار مصر کے قلم سے)

مراکش کی آبادی

۴ مارچ ۱۹۲۶ء کی مردم شماری سے ثابت ہوتا ہے کہ فرانس کے زیر حمایت مراکش کا رقبہ ۴۱۵،۰۰۰ کیلومیٹر مربع میل ہے، اور آبادی ۴،۲۳۰،۰۰۰ ہے۔ اسمیں ۴،۱۱۶،۰۰۰ مسلمان ہیں۔ ۱۰۸،۰۰۰ اندلسی یہودی ہیں۔ ۴۶ ہزار فرانسیسی ہیں۔ ۴۰ ہزار دوسرے یورپین ہیں۔

اس سے پہلے ۱۹۲۱ء میں مردم شماری ہوئی تھی۔ اُس کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ۵ برس کے قلیل عرصہ میں فرانسیسیوں کی تعداد میں ۲۹ ہزار کا اضافہ ہو گیا ہے۔

مراکش کی دولت

مراکش کے باشندے زراعت پیشہ ہیں۔ زیادہ تر غلہ کی کاشت ہوتی ہے۔ ابتک کوئی قیمتی کان دریافت نہیں ہوئی۔ صرف فاسفیٹ

مدحت پاشا کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے محمد آغا کو بلا کر انجان بن کے کہا:

"دودھ والے نے ہمیں بھی دودھ بھیجا تھا جس میں سے [illegible] کو دیا کرتا ہوں۔ لیکن جیسے ہی دودھ کا ایک قطرہ زبان پر رکھا، اُس کا حلق جل گیا۔ معلوم ہوتا ہے زہر، تانبے کے کسائو سے پیدا ہو گیا ہے۔ تم ابھی جا کر کماندار کو خبر کر دو۔ ایسا نہ ہو انھیں کوئی نقصان پہنچ جائے"

محمد آغا نے واپس آ کر کہا کماندار ابھی دودھ والے کے برتنوں کا معائنہ کرینگے۔ اُسے مارینگے۔ قید کرینگے۔ پوری تحقیقات کرینگے۔ قیدیوں نے یہ سُنا تو مُسکرانے لگے۔ کیونکہ سُن چکے تھے کہ کماندار اپنے ساتھیوں سے پوچھتا تھا۔ ان لوگوں نے دودھ تو کھا لیا ہوگا؟ کیا مر گئے؟ کیا زہر کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے؟"

مدحت پاشا کے بعض رفقاء نے مسموم دودھ کماندار کے پاس بھیجا کہ اس کی کیمیاوی تحلیل کی جائے لیکن اُسنے ہنس کر دودھ واپس کر دیا اور کہا۔ "یہاں تحلیل کرنے کے آلات موجود نہیں!"

اس واقعہ کے بعد پانی منگانا [illegible] بند کر دیا جاتا تھا کیونکہ پینے کے برتنوں پر مہریں لگا دی جاتی تھیں۔ لیکن مدحت کے بھیجا [illegible] دیں۔ عارف آغا نے جوں ہی دروازہ کھولا دیکھا پیتل پر سے مہریں ہٹی ہوئی تھیں۔ پانی کھانے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ بعد میں مش آغا اسعدی آفندی نے اقرار کیا کہ انھوں نے زہر ملایا تھا!

اسی اثنا میں محمود پاشا، دست و قے میں مبتلا ہو گئے۔ پتہ چلا قہوہ میں کوئی تیز مادہ ملا ہوا ہے۔ انھوں نے قہوہ پینا چھوڑ دیا اور اچھے ہو گئے۔

ایک دن پانی کا رنگ اور مزہ بدلا ہوا تھا۔ اس میں بھی زہر ملا دیا گیا تھا۔ فوراً صراحی توڑ ڈالی گئی۔

بعد میں معلوم ہوا کہ زہر مصر سے مہیا کیا جاتا تھا۔ لانے والا ایک شخص اسمٰعیل آغا تھا۔ والی حجاز کو اس پر بہت اعتماد تھا اور اسی کے ذریعہ دشمنوں کو قتل کرایا تھا۔ یہ ایک مدت سے یہاں آیا ہوا تھا مگر تنہا اس خطرناک جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ۲۱ مارچ [illegible] کو رسالدار محمد لطفی معہ جنرل فوج اور توپ خانے کے مکہ معظمہ سے آیا اور قلعہ کے محافظوں میں اپنے سپاہی داخل کر دیئے۔

محمد لطفی نے آتے ہی مدحت پاشا کے غلام عارف آغا کو طلب کر کے کہا۔ میں تمہیں [illegible] اگر تم مدحت پاشا کو ہلاک کر دو تو تمہیں ایک [illegible] [illegible] ایک دوسرا شخص محمود پاشا کو [illegible] اُسے [illegible] انعام دیا جائیگا۔

عارف آغا وفادار نوکر تھا۔ اُسنے بظاہر یہ پیشکش قبول کر لی اور وعدہ کیا کہ اپنے آقا کو قتل کر ڈالیگا۔ مگر قلعہ میں واپس آ کر مدحت پاشا کو پورا قصہ سنا دیا۔ انھوں نے باقی رفقاء کو مطلع کیا۔ سب نہایت پریشانی میں پڑ گئے۔

محمد لطفی، خاص قتل کے ارادے سے آیا تھا۔ تمام قیدی اس حقیقت سے واقف ہو چکے تھے۔ آخر آنے کے ایک ہفتہ بعد اُسنے ارتکاب جرم کی پھر کوشش کی۔ پہلے قلعے میں فوج لا کر [illegible] محاصرہ کر لیا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ مدحت پاشا کے غلام عارف آغا نے بڑی ہی وفاداری سے کام لیا تھا اور راز فاش کر دیا تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ [illegible] عارف آغا کو کئی دوسرے افسروں کی موجودگی میں بلا کر کہا۔

"میری رات مدحت پاشا کا خاتمہ کر دینا چاہتے ہیں۔ [illegible] تم زہر دے کر [illegible] مگر ابتک کچھ بھی نہیں کیا۔ لہٰذا اب [illegible] کرو کیونکہ تم مدحت پاشا کے ساتھ سوتے ہو۔ رات کو کمرے کا دروازہ کھلا چھوڑ دینا۔ دیکھو اگر دروازہ بند کر کے سو گئے تو ہم سے بُرا کوئی نہ ہوگا"

یہاں قلعہ میں سیاسی قیدی نماز عشاء کے بعد اپنے کمروں میں جانے کے لئے رخصت ہو رہے تھے کہ عارف آغا نے آ کر کہا:

"آپ لوگ جدا نہ ہوں، کیونکہ آج رات میرے آقا کو قتل کرنا چاہتے ہیں!"

تمام رفقاء گھبرا گئے اور انھوں نے طے کر لیا کہ مدحت پاشا کو تنہا نہیں چھوڑینگے۔ ایک افسر نے عارف آغا کی گفتگو سُن لی تھی۔ اُس نے محمد لطفی کو خبر پہونچائی۔ محمد لطفی نے فوراً عارف آغا کی گرفتاری اور قیدیوں کے منتشر کرنے کا حکم دے دیا۔ مش آغا ایک افسر نے آ کر کہا "میرالائی محمد لطفی سلام کے بعد کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کا یکجا جمع ہونا ممنوع ہے۔ فوراً اپنے اپنے کمروں میں چلے جائیے"

مدحت پاشا اور محمود پاشا نے جواب دیا "ہم ہرگز یہاں سے نہ جائینگے۔ تم تلوار کے زور سے ہمیں نکال دو!"

پھر فوراً بکر آفندی کماندار نے آ کر کہا "عارف، ایک شریر آدمی ہے۔ وہ ایک ایسا جھوٹ بولا ہے جسے پورے سمندر کا پانی [illegible] نہیں دھو سکتا"

مدحت پاشا نے پوچھا "ہمارے گرد یہ تمام سپاہی کیسے ہیں؟"

بکر آفندی نے جواب دیا "ہمیں ابتک کوئی خاص حکم نہیں ملا، لیکن ہم ہر حکم کی اطاعت منظور کرینگے"

پھر اُسنے قسم کھائی کہ ابتک جتنی خبریں مشہور ہوئی ہیں بالکل جھوٹ ہیں اور قلعہ سے باہر چلا گیا۔

جرم کی رات

۱۷ رجب ۱۳۰۱ھ کو رات کے پچھلے پہر میں مدحت پاشا اور محمود پاشا قتل کر ڈالے گئے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

اس رات میرالائی محمد لطفی اور بکر آفندی کماندار قلعہ کے پھاٹک میں بیٹھے۔ قلعہ کے اندر بہت سی فوج جمع کر دی گئی۔ سپاہیوں کو کافی مقدار میں کارتوس تقسیم کر دیئے گئے۔ آدھی رات کے بعد محمود پاشا کے خادم حاجی شکری کو نکال کر [illegible] گئے۔ پھر ہر قیدی کے کمرے کے سامنے دو دو مسلح سپاہی کھڑے کر دیئے گئے۔ مدحت پاشا کا خادم عارف آغا پہلے ہی سے قید کر دیا گیا تھا۔ مگر وہ صرف تنہا نہ تھے۔ حقی پاشا کے لڑکے علی بک اُن کے ساتھ سوتے تھے۔

اچانک مدحت پاشا کے کمرے کا دروازہ توڑ ڈالا گیا۔ علی بک کو اُٹھا لے گئے اور مدحت پاشا کو قتل کرنا چاہا۔ اُنھوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ [illegible] کے خوف سے [illegible] اور نصیحت کی۔ اُنھوں نے کہا "دیکھو، سپاہی کا کام وطن کی حفاظت ہے۔ [illegible]" لیکن اُن کا گلا گھونٹ ڈالا اور وہ ہلاک ہو گئے!

اسی طرح قاتلوں نے محمود پاشا کا دروازہ بھی توڑ دیا۔ وہ جاگ پڑے اور [illegible] دیر تک مقابلہ کرتے رہے۔ آخر تھک گئے تو [illegible] آغا، ایک افسر نے اُن کے گلے میں رسی کا پھندا ڈال دیا۔ وہ زور سے چلائے۔ "ہائے [illegible]" اس آواز پر سب لوگ جاگ پڑے۔ خیر اللہ آفندی، پاس کے کمرے میں تھے۔ وہ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سپاہیوں نے کہا "ڈرئیے نہیں۔ آپکے لئے کوئی اندیشہ نہیں ہے" مگر وہ اس قدر مرعوب ہو گئے تھے کہ بیہوش ہو کر گر پڑے اور صبح تک یہی حالت رہی!

محمود پاشا کو قتل سے پہلے بہت تکلیف دی گئی، پھر گلا گھونٹ ڈالا گیا۔ مگر یہ ناکافی سمجھا گیا اور قاتلوں نے اُن کا ہاتھ توڑ ڈالا گیا!

قتل کے بعد دونوں شہیدوں کو غسل خانے اُٹھا لے گئے۔ رات ہی کو علی بک ہندوستانی کی دکان توڑ کر کفن کے لئے کپڑا اُٹھا لایا گیا اور فوج کے امام یونس آفندی کو شہیدوں کے نہلانے کا حکم دیا گیا۔ مگر انھوں نے انکار کیا۔ اس پر دونوں کو بغیر غسل اور کفن کے دفن کر دیا گیا۔

دونوں قبروں پر دو پتھر لگا دیئے گئے۔ ایک پر لکھا تھا۔ "مدحت پاشا ۸ مارچ کو فوت ہوئے" دوسرے پر تھا "محمود پاشا ۸ مئی کو فوت ہوئے"

حالانکہ یہ بالکل جھوٹ تھا۔ کیونکہ دونوں کو ایک ہی دن قتل کیا گیا تھا۔

مدحت پاشا اپنے قتل کے بہت دن سے منتظر تھے۔ واقعہ سے دو تین دن پہلے ایک مرتبہ نماز کے بعد سر جھکائے دیر تک بیٹھے رہے۔ ساتھیوں نے فکر کی وجہ دریافت کی۔ کہنے لگے:

"میں موت کے بارے میں غور کر رہا ہوں جس کی تکلیف ۵ منٹ سے بھی کم میں ختم ہو جاتی ہے۔ سوچتا ہوں کون سی موت سب سے کم تکلیف دہ ہوتی ہے: گلا گھونٹنے کی موت یا گولی کی موت یا بیماری کی موت؟ اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں موت کو زندگی پر ترجیح دیتا، مگر یہ معاملہ انسان کے اپنے بس کا نہیں ہے۔ دیکھو میں [illegible] ہوا۔ موت سے قریب ہو کر پھر زندہ ہو گیا۔ ہماری وجہ سے کئی مسلمان قید میں ہیں۔ شاید ہماری موت اُن کی رہائی کا سبب ہوگی"

وفات سے پہلے مدحت پاشا نے خیر اللہ آفندی کو ۵۰ پونڈ دیئے اور کہا "یہ میرے کفن دفن کے لئے ہیں" مگر خیر اللہ آفندی کو اس خدمت کا موقعہ نہیں ملا۔ اس لئے انھوں نے یہ رقم حکومت کے خزانے کے حوالے کر دی۔

مدحت پاشا اور محمود پاشا، گلا گھونٹ کر قتل کئے گئے۔ مگر حکومت نے یہی مشہور کیا کہ وہ بیمار ہوئے تھے اور اپنی قضا سے مر گئے لیکن دنیا نے یہ جھوٹ تسلیم نہیں کیا اور بہت جلد حقیقت مشہور ہو گئی۔

سلطان عبدالحمید ان دونوں شہیدان وطن سے اس قدر خائف تھا کہ بہت دن تک اُن کی موت کا اُسے یقین نہیں ہوا۔ چنانچہ دو مرتبہ اُسنے اپنے خاص آدمی حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے طائف بھیجے اور اُنھوں نے پوری تحقیقات کی مگر سلطان کو برابر یہی شک رہا کہ دونوں کہیں بھاگ گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آخر میں سلطان نے حکم دیا کہ مدحت پاشا کا سر کاٹ کے اُس کے پاس بھیجا جائے۔ چنانچہ قبر کھودی گئی، سر کاٹا گیا، اور ایک صندوق میں بند کر کے روانہ کر دیا گیا۔ مگر چونکہ بیچ میں نہر سویز پڑتی تھی اور وہاں کا چنگی خانہ بہت سختی سے تلاشی لیتا ہے اس لئے صندوق پر یہ عبارت لکھ دی گئی۔ "خاص جلالۃ السلطان کے ہاتھی دانت کی مصنوعات!"

مدحت پاشا اور محمود پاشا کی قبریں کچھ عرصہ موجود رہیں۔ مگر احمد راتب پاشا نے اپنی حکومت کے زمانے میں اُن پر سے پتھر اکھڑوا ڈالے اور قبریں زمین سے برابر کر دیں۔

عجیب بات ہے کہ اس واقعہ قتل کے ایک ہفتہ بعد والی حجاز مرض فالج میں مبتلا ہو گیا تھا۔ یہ گویا خدا کا دنیا ہی میں انتقام تھا!

لئے ایک طریقہ دریافت کیا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ کیمیاوی انفعال کے لحاظ سے خون کی جانچ کی جاتی ہے۔ خون کی جانچ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کیمیاوی تعامل کے لحاظ سے انسان اور بندر نما انسان کا خون بالکل ایک ہی طرح کا ہے۔ دونوں کا خون یکساں طور پر یکساں امراض قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور دونوں خون اپنی کیمیاوی ترکیب میں بھی ایک ہی ہیں۔ پھر اپنی ترکیب میں دونوں کے دماغ بھی یکساں ہیں۔ رحم مادر میں جس طرح انسان کا بچہ نشو و نما پاتا ہے، ٹھیک اُسی طرح اس بندر کا بچہ بھی نشو و نما حاصل کرتا ہے۔ رحم میں دونوں بالکل یکساں حالات سے گزرتے ہیں۔ دونوں کے جسم میں ایک ہی قسم کے اثری اعضاء بھی موجود ہیں اور نظریہ نشو و ارتقا کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ پھر جس طرح عورت اپنے بچے سے محبت کرتی اور پالتی پوستی ہے، بالکل اُسی طرح اور ویسے ہی جذبات کے ساتھ اس قسم کا بندر بھی اپنے بچے کو پالتا ہے۔

یہ تمام حقائق، اُن کثیر دلائل میں سے صرف چند ہیں جن سے انسان اور اس بندر نما انسان میں کامل مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ اگر یہ دونوں مخلوق ایک ہی اصل سے پیدا نہیں ہوئے، تو اس مشابہت کی کیا توجیہہ کی جا سکتی ہے؟

دماغ انسانی کا نشوء

بندر کے دماغ میں کوئی جزو ایسا موجود نہیں جس سے مشابہ جزو انسان کے دماغ میں موجود نہ ہو۔ اسی طرح انسان کے دماغ میں جو اجزاء اور ساخت کی ترکیب موجود ہے، بعینہ وہی گوریلا کے دماغوں میں بھی موجود ہے۔ انسان کا دماغ بندر نما انسان کے دماغ سے ذرا بھی مختلف نہیں۔ فرق صرف کمیت کا ہے۔ انسان کا دماغ کمیت میں زیادہ ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہ فرق، معمولی فرق نہیں ہے۔ انسان کے دماغ کے کمیت اور معین اجزاء میں اُس کی تقسیم ہی نے انسان کو شعور و ادراک، عمل و کلام، اور تعلیم و تربیت کی قوت بخشی ہے۔

ڈاروین نے انسان اور بندر نما انسان کے دماغوں کی تحقیق کی۔ ثابت ہوا کہ فرق صرف کمیت میں ہے نہ کہ نوعیت میں۔ ڈاروین کے بعد دوسرے بہت سے علماء نے بھی تحقیق کی اور اس رائے کی تائید کی۔ علم وظائف الاعضاء، علم النفس، علم التشریح، اور علم الجنین وغیرہ علوم کے مباحث سے ثابت ہو گیا ہے کہ انسان کے دماغ نے بندر نما انسان کے دماغ سے ترقی کی ہے، اور اس ترقی کے دوران میں کسی نئی ترکیب کا اُس میں اضافہ نہیں ہوا ہے۔

پیچیدہ مشکلات

ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہماری تحقیقات بالکل مکمل ہو چکی ہیں۔ درحقیقت ہم ابھی پہلی ہی منزل میں ہیں۔ ہمارے سامنے بہت سی ایسی پیچیدہ مشکلات ہیں جنہیں ہم حل نہیں کر سکے ہیں۔

ہم اُس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب ہم یقین کے ساتھ انسانی دماغ کی ترقی اور گوریلا کے دماغ کی پستی کا سبب بیان کر سکیں گے، ہم ناموس وراثت کی معقول تحلیل کر سکیں گے اور بتا سکیں گے کہ کیوں ایک خاندان زیادہ طاقتور ہوتا ہے اور دوسرا کمزور؟

پھر یہ عجیب بات ہے کہ عہد میوسینی میں صرف انسان کے مورث اعلیٰ کے دماغ ہی نے ترقی نہیں کی، بلکہ دوسرے بہت سے حیوانات کے دماغوں نے بھی ترقی کی ہے۔ شروع میں تمام بندروں کا دماغ بہت ہی چھوٹا تھا۔ پھر اُس میں زیادتی ہوتی رہی یہاں تک کہ انسانی دماغ کا ظہور ہوا۔ یہ کیونکر ہوا؟ وہ کیا مؤثرات تھے جنہوں نے اس دماغ کے لئے ترقی کی راہ بنائی؟ بسردست اِن سوالوں کا ہمارے پاس کافی جواب موجود نہیں۰

افسانہ

فرانس کا آخری مقبول ڈراما

مضحک اور غمناک عناصر کا مجموعہ

ایلین کا شوہر!

ذیل میں اُس ڈرامے کا خلاصہ ایک نقاد و تماشائی کی نظر سے قلمبند کیا گیا ہے، جو گزشتہ موسم بہار میں پیرس کا سب سے زیادہ مقبول اور دلچسپ ڈراما تسلیم کیا گیا تھا۔ اس کا مطالعہ کرتے ہوئے چند امور پیش نظر رکھنے چاہئیں:

(۱) "کامیڈی" اور "ٹریجیڈی" کی دو قدیم قسمیں معلوم ہیں، لیکن ایک تیسری قسم وہ ہے جس میں دونوں طرح کے جذبات جمع کر دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یعنے وہ واقعات و احساسات کا ایک ایسا ملا جلا مجموعہ ہوتا ہے، کہ اُسے ایک اعتبار سے مضحک کہہ سکتے ہیں، ایک اعتبار سے غم انگیز۔ اس اشتراک سے مقصود یہ نہیں ہے کہ سلسلۂ واقعات میں بعض حصے غم انگیز آ جائیں اور بعض مضحک، جیسا کہ شکسپیر نے ہملٹ جیسی غمناکی میں ایک منظر ہملٹ اور قبر کھودنے والوں کے مضحک مکالمہ کا دکھا دیا ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ نفس القصہ اور اُس کے واردات و احساسات کی نوعیت ہی ایسی ہو کہ اُسے ایک پہلو سے مضحک اور ایک پہلو سے غم انگیز قرار دے سکیں۔ یہ قسم آجکل فرانس میں سب سے زیادہ مقبول ہے، اور مندرجہ ذیل ڈراما اسی قسم کا ایک آخرین نمونہ ہے۔

(۲) سب سے زیادہ قابل غور یورپ کی موجودہ اخلاقی ذہنیت کی نمائش ہے جو اس ڈرامے میں ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ ایلین اور اُسکے شوہر کی قصصی سیرت یورپ کے اعلیٰ اور متوسط طبقات کے نوے فی صدی مرد و عورت کی حقیقی سیرت ہے۔ حیات زوجیت کی اخلاقی اور معاشرتی روح فنا ہو چکی ہے۔ محض ایک طرح کا قانونی معاہدہ رہ گیا ہے جس کی پابندی معاشرتی ضروریات کی بنا پر کی جا رہی ہے، بہت ممکن ہے کہ کچھ عرصہ بعد یہ پابندی بھی ضروری نہ رہے۔ موجودہ تمدن کا انتہائے عروج، اخلاق اور اخلاقی حدود کا خاتمہ ہے!

---

(۱)

میں ہنسنا چاہتا تھا جب یہ ڈراما دیکھنے کے لئے جانے لگا۔ مجھے یقین تھا کہ ہنسوں گا، کیونکہ قصہ کا نام ہی مضحک تھا۔ پھر یہ پہلی مرتبہ اسٹیج پر آیا تھا اور نکتہ چینوں کی نظریں ابتک اس پر نہیں پڑی تھیں۔ جو ایکٹر اس میں حصہ لینے والے تھے، سب فن ظرافت میں مشہور تھے۔ پیرس کے مخلوق کی عادت ہے کہ پہلے ہی سے لطف اُٹھانے لگتی ہے۔ میں نے بھی پیشگی ہنسنا شروع کر دیا تھا۔

ہنستے ہوئے تھیٹر پہنچے۔ پردہ اُٹھا تھا کہ مارے ہنسی کے پیٹ میں بل پڑ گئے لیکن چند ہی لمحے کے بعد ہنسی غائب ہو گئی۔ اپنے اندر میں نے ایک عجیب طرح کا احساس پایا۔ الفاظ شاید اسے بیان نہیں کر سکتے کیونکہ وہ احساس نہ تو خالص مسرت تھی نہ خالص رنج۔ یا یوں کہو کہ وہ چیز خالص رنج سے بھی زیادہ قلب کو متاثر کر رہی تھی لیکن ساتھ ہی تبسم پر بھی مجبور کرتی تھی۔ بلکہ شاید ہنسی پر۔ شاید قہقہوں پر! افسردگی میں مسکرانا! رنج میں کھلکھلا کر ہنسنا!

کیوں؟ اس لئے کہ ایکٹر تمہارے سامنے انسان کی ایسی مخلوق پیش کر رہا ہے جن کا ظاہر ہنسانے والا ہے، ہنسنا چاہو یا نہ چاہو، باطن رُلانے والا ہے، رونا چاہو یا نہ چاہو۔

(۲)

پردہ اُٹھتے ہی ایک ادھیڑ عورت تمہارے سامنے موجود ہے۔ ادھیڑ سے بھی زیادہ بوڑھی معلوم ہوتی ہے۔ اُس کا لباس اُس کے سن و سال اور مرتبہ کے مناسب ہے۔ اُسکی گفتگو سنتے ہی تم جان جاتے ہو کہ وہ پیرس کی مخلوق نہیں، اطراف ملک سے آئی ہے۔ اور یہ کہ اُس مبہم طبقہ سے تعلق رکھتی ہے جو متوسط طبقہ تو نہیں ہے مگر اس سے اُتر کر رہنا بھی گوارا نہیں کرتا۔

عورت، بیوہ ہے۔ شوہر کی یادگار ایک لڑکی ایلین موجود ہے۔ یہ نہایت حسین اور خوش اندام ہے۔ ماں بیٹی زمانہ کے جور سے تنگ آ کر پیرس میں پناہ ڈھونڈھتی ہیں۔ فن موسیقی کے ایک ماہر سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ خود بھی اپنے ہنر میں بدقسمت ہے مگر قصباتی دوشیزہ پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ دونوں کو اپنے شکستہ گھر میں جگہ دیتا ہے۔ پھر بیک وقت اس رشکِ ماہ کا اُستاد، مربی، اور عاشق بنجاتا ہے۔

لڑکی، رقص و سرود میں کامل ہو جاتی ہے۔ پیرس کی ایک تھیٹر کی کمپنی اُس کی خدمات قبول کر لیتی ہے۔ آج کی رات وہ پہلی مرتبہ اسٹیج پر آنے والی ہے۔ ماں اُسے بڑے ہی تأثر، اضطراب، مسرت، اور کسی قدر خوف کی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ لیکن کامیابی کی امید بھی رکھتی ہے اس لئے خوشی بھی منانا چاہتی ہے۔ چنانچہ اُسنے دعوت کا اہتمام کیا ہے۔ میز پر ہر قسم کے کھانے چنے ہیں جو دولتمندوں کے لئے معمولی مگر غریبوں کے لئے بہت قیمتی ہیں۔ وہ اپنے دل کی تمام باتیں اپنی کم سن پھرتیلی خادمہ کو سناتی ہے۔ اُس کا لہجہ بالکل ویسا ہی

کی ایک کان ملی ہے۔ البتہ خیال کیا جاتا ہے کہ ملک میں سیسے، رانگے، تانبے کی بھی کانیں موجود ہیں، مگر زیادہ بڑی نہیں سمجھی جاتیں۔

مراکش کی تجارت

سنہ ۱۹۱۲ سے ابتک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مراکش میں برآمد پیداوار کا مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ذیل کے نقشے سے اس کا اندازہ ہوگا:

سنہ	ملین فرنک کے حساب سے زیادتی
۱۹۱۲ء	۱۴۲
۱۹۲۲	۵۱۴
۱۹۲۳	۵۰۸
۱۹۲۴	۳۰۳
۱۹۲۵	۹۲۶
۱۹۲۶	۹۸۰

مراکش کی تجارت میں فرانس کا حصہ بہت بڑا ہے۔ ذیل کے نقشے سے اس کا اندازہ ہوگا۔

سنہ	مجموعی تجارت	فرانس کا حصہ
۱۹۱۳ء	۲۲۲	۱۵۲
۱۹۲۱	۱۲۱۹	۷۵۳
۱۹۲۵	۱۷۵۴	۹۵۳
۱۹۲۶	۲۲۰۳	۱۳۷۶

برآمد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں مراکش کی کل پیداوار ۴۰۱ ملین فرنک تھی۔ سنہ ۱۹۲۶ میں ۱۲۰۷ ملین تک پہنچ گئی۔ لیکن درآمد کے مقابلے میں یہ ترقی بہت معمولی ہے۔ کیونکہ برآمد میں فاسفیٹ بھی داخل ہے جو سراسر فرانسیسی کمپنی کی ملکیت ہے۔ اس کی قیمت سنہ ۱۹۲۶ء میں ۱۰،۱۲۵،۰۰۰،۰۰۰ فرنک تھی۔ اسی طرح دوسری کانوں کی آمدنی جو فرانسیسی کمپنیوں کے ہاتھ میں ہیں، ۶ ملین فرنک تھی۔

اسوقت تک مراکش کی ۶ لاکھ ہکٹار قابل کاشت زمین، ۳۱ ہزار فرانسیسیوں کی ملکیت میں جا چکی ہے۔ یہ لوگ اپنی پیداوار فرانس بھیجتے ہیں اور بے شمار نفع حاصل کر رہے ہیں۔

مراکش کا قرضہ

فرانسیسی حمایہ سے پہلے مراکش پر ۱۶۴ ملین قرضہ تھا لیکن سنہ ۱۹۱۴ میں ایک نیا قرضہ اس کے سر منڈھ دیا۔ اب اس کی تعداد ۸۴۴ ملین فرنک ہوگئی ہے۔ حکومت مراکش کے سالانہ میزانیہ میں قرض اور سود کی ادائی کے لئے بھی ایک مد ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۲۲ میں حکومت کی آمدنی ۴۴۰،۳۳۴،۷۶،۲۶ فرنک تھی اور قرض کی قسط ۱،۰۰۰،۰۰۰،۳،۶۹۹ فرنک تھی۔ سنہ ۱۹۲۶ میں آمدنی ۷۷۲،۱۵،۶۹۹،۴۰ فرنک تھی اور قرض کی قسط ۱۸۴،۰۰۰،۰۰۰۔

ریلوے

اسوقت مراکش میں ۱۲۵۵ کیلومیٹر ریلوے لائن بچھی ہوئی ہے۔ لائن دو قسم کی ہے: چھوٹی اور بڑی۔ چھوٹی لائن، فوجی نقل و حرکت کے لئے ہے اور حسب ذیل مقامات کو متصل کرتی ہے:

خط	درازی
دار بیضا سے مراکش تک	۲۰۴ کیلومیٹر
جدہ سے فاس تک	۴۰۱ "
قنیطرہ سے وزان تک	۱۶۵ "

آخر الذکر دونوں خطوں سے جنگ ریف کے زمانے میں فرانس نے بہت فوائد حاصل کئے۔ ان پر مسافر بھی سفر کرتے ہیں، مگر کم۔

بڑی لائن کی دو شاخیں ہیں:

طنجہ۔ فاس لائن۔ یہ ایک فرانسیسی اسپینی کمپنی کی ملکیت ہے۔ اس کی درازی ۳۰۴ کیلومیٹر ہے۔

قنیطرہ۔ رباط لائن۔ یہ دار بیضا اور مراکش ہوتی ہوئی طنجہ۔ فاس ریلوے سے ملجاتی ہے۔ یہ سراسر فرانسیسی کمپنی کی ملکیت ہے۔

مراکش میں فرانس کے جنگی مصارف

ذیل کے نقشے سے معلوم ہوگا کہ فرانس کو اب تک مراکش کے محکوم کرنے کے لئے کتنے مصارف برداشت کرنا پڑے:

سنہ	ملین فرنک
۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۲ء	۱۲۶
۱۹۱۳ سے ۱۹۱۴	۵۹۸
۱۹۱۵ سے ۱۹۱۸	۱۳۱۰
۱۹۱۹	۳۹۰۸
۱۹۲۰	۴۷۰۳
۱۹۲۱	۴۳۹۱
۱۹۲۲	۲۹۳۵
۱۹۲۳	۲۲۳۸
۱۹۲۴	۹۰۴۲
۱۹۲۵	۱۲۰۵۶

صحرا میں ریل

شمالی افریقہ کے فرانسیسی حکام و نظم و نسق کی سرکاری کانفرنس ہر سال منعقد ہوا کرتی ہے۔ حال میں اس کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس نے متعدد نئی تجاویز منظور کی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم تجویز یہ ہے کہ صحرا میں ریلوے لائن تعمیر کر کے شمالی افریقہ وسطی افریقہ سے ملا دیا جائے۔ اگر یہ ریلوے لائن تعمیر ہوگئی تو افریقہ کی عمرانی اور تجارتی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ صحرا کا تمام غیر آباد حصہ آباد ہو جائے گا، اور مغرب سے مراکش تک ایک نیا اقتصادی دور شروع ہو جائے گا۔

مذاکرۂ علمیہ

نظریۂ نشو و ارتقا کی موجودہ منزل

(۲)

مشکلات

نظریۂ ارتقا کے تحقق کی راہ میں ابتک متعدد مشکلات حائل ہیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ طبقات الارضی تاثیرات کے باعث ارتقائی سلسلے کی بعض کڑیاں گم ہیں۔ ان کڑیوں کا پتہ لگانا ضروری ہے۔

حفریات کی مدد سے ہم نے عہد پلیوسینی (یعنی وہ عہد جس میں زمین کی سطح کا دوسرا طبقہ طیار ہونا شروع ہوا) کے اواخر تک کی تحقیق کرلی ہے۔ مگر خود اس عہد کی تحقیق پوری طرح مکمل اور یقینی نہیں ہے۔ بلاشبہ ہمیں پلیوسینی طبقات میں پتھرائے ہوئے دانت ملے ہیں لیکن ممکن ہے یہ بندر نما انسان، یا انسان نما بندر کے دانت ہوں۔ لیکن ان کی مخلوقیت کی تعیین کے لئے مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔

عہد پلیوسینی کم سے کم ڈھائی لاکھ برس دراز تھا۔ اس سے پہلے کا زمانہ، عہد میوسینی کہلاتا ہے اور کم سے کم چھ سات لاکھ سال دراز تھا۔ اسی عہد میں بندر نما انسان ظاہر ہوا تھا۔ ڈاکٹر پلگرم کو (جو ہندوستان کے شعبۂ طبقات الارض میں کام کرتے ہیں) ایسے پتھرائے ہوئے آثار دستیاب ہوئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بندر نما انسانوں کی بارہ قسمیں موجود تھیں اور عہد میوسینی کے اواسط و اواخر میں ہمالیہ کے جنگلوں کے اندر زندگی بسر کرتی تھیں۔ پھر آج ہم بندر نما انسانوں کی کم از کم تین ایسی قسموں سے بھی واقف ہیں جو اسی عہد میں یورپ کے جنگلوں کے اندر موجود تھیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کے جسم کے صرف وہی اجزا مل سکے ہیں جو زیادہ پائدار تھے۔ یعنی دانت اور جبڑے۔ ان دانتوں کو اگر قدیم انسان کے دانتوں کے سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو کوئی شخص بھی اس کا انکار نہ کرسکے گا کہ عہد میوسینی کے بندر نما انسان کے دانت موجودہ انسانی دانتوں کی اصل ہیں۔

انسان کب ظاہر ہوا؟

یہ غیر ضروری ہے کہ عہد میوسینی سے پہلے انسان کے ظہور کی تحقیقات کی جائے۔ کیونکہ اس عہد سے پہلے کے ارضی طبقات میں صرف بندر نما انسان ہی کے آثار ملتے ہیں۔ اسوقت جتنے بھی دلائل ہمارے پاس موجود ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ انسان نے ایک ایسے بندر سے ظہور کیا ہے جو بندر نما انسان قسم کا تھا۔ یہ قسم چمپانزی قسم کے بندر سے زیادہ ترقی یافتہ نہ تھی۔ اور یہ کہ انسان کی نسل انتھروپوئیڈ سے عہد میوسینی میں جدا ہوئی ہے۔ بنا بریں انسان کی عمر دس لاکھ برس کی ہے۔

انسان کے تسلسل پر دلائل

طبقات الارضی مباحث سے ابتک قطعی طور پر ثابت نہیں ہوا کہ انسان کی اصل، بندر نما انسان ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ انسان اپنے ظہور کے کسی عہد میں بندر نما انسان قسم کی ایک مخلوق تھا؟ حالانکہ یہ معلوم ہے کہ انسان اور بندر میں مختلف حیثیتوں سے بہت فرق ہے۔

میں مختصر جواب دیتا ہوں۔ موجودہ صدی کے اوائل میں پروفیسر نٹل نے ہر جنس حیوانی کا تعلق اس کے افراد سے معلوم کرنے کے

شرمیتا ہے، جس میں تحلیل ہوجاتی ہو۔ فاسق عاشق اس کے سر پر لذت انتقام کی نظر سے دیکھتا ہو جس کی رگوں میں گرم خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہ ہو؛ اور جو اس بات پر راضی ہوجاتا ہو کہ اس کی بیوی، اُس میں اور بیوی کے آشنا میں مشترک رہے!

عاشق رخصت ہوتا ہے۔ الیس مسکراتی ہوئی اپنے شوہر کے پاس آتی ہے، گنگنا رہی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ شوہر بیوی سے بیچ ہی میں کہہ دیتا ہے کہ: "میں سب کچھ جانتا ہوں!" وہ ششدر رہ جاتی ہے۔ خوف سے کانپنے لگتی ہے مگر وہ سنجیدگی سے کہتا ہے: "کوئی حرج نہیں۔ مجھے یہ صورت منظور ہے!" بیوی بے حد حقارت سے بے غیرت شوہر کو دیکھتی ہے۔ واقعی اُس کا دل سخت مجروح ہوا ہے۔ وہ چاہتی تھی، شوہر اُس سے محبت کرتا، اور اس لئے اُس کی خیانت پر غضبناک ہوتا۔ مگر اب دیکھتی ہے کہ شوہر کو اُس کی ذرا بھی قدر نہیں۔ آہ، وہ اپنی حیثیت کوڑا کرکٹ سے زیادہ نہیں پاتی!

اس بے غیرتی پر شوہر کو سخت شرم آنے لگتی ہے۔ آخر شوہر کا جام صبر بھی لبریز ہوجاتا ہے۔ جذبات بہت دبائے، اب بے قابو ہوا جاتا ہے۔ وہ دیکھو، آتش فشاں پھٹا۔ غیظ و غضب نے دیوانگی کی شکل اختیار کرلی۔ محبت اپنی پوری قوت سے ظاہر ہوئی۔ غیرت ہولناک درجہ تک پہنچ گئی۔ اب وہ رک نہیں سکتا۔ خائن بیوی کو اُس کے غضب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اچانک چلاتا ہے: "میری ڈائری دیکھ لی!" عورت لرزہ براندام ہے۔ بید کی طرح تھرتھراتی ہے۔ مگر دل کی گہرائی میں مسرت و سعادت محسوس کر رہی ہے۔ اب اُسنے دیکھ لیا کہ شوہر محبت سے خالی نہیں۔ ابتک آتش عشق میں جل رہا ہے۔ غیرت سے انتقام پر تلا ہوا ہے۔ وہ اُس کے قدموں پر گرنا چاہتی ہے۔ معافی کا ارادہ کرتی ہے۔ توبہ کے لئے آمادہ ہو رہی ہے۔ شوہر غصہ کی دیوانگی میں اس پر ٹوٹ پڑنے کو ہے۔ لیکن افسوس، یہ کیا ہوا؟ شوہر اچانک سنبھل جاتا ہے، رک کر کھوکھلی آواز میں کہتا ہے: "موٹر آتی ہوگی۔ اپنے آشنا کے ساتھ چلی جا!" پھر فوراً بھاگ کر گھر سے نکل جاتا ہے۔ عورت رونا دھونا واویلا کرنا شروع کر دیتی ہے!

(۸)

بے غیرت شوہر نے کہا تھا "موٹر آتی ہوگی۔ آ سپر چلی جاؤ" مگر اب موٹر کہاں؟ الیس کے آشنا نے محسوس کیا تھا کہ اس کے دل میں شوہر کی دیوثی پر نفرت و حقارت پیدا ہوگئی ہے، حالانکہ اس نفرت و حقارت کی تہ میں ایک دوسری نفرت بھی پوشیدہ تھی؟ کونسی نفرت؟ الیس کی نفرت! اُس عورت سے نفرت جس کی اب کوئی قیمت عشق باقی نہیں رہی تھی، جو اب کسی شوہر کی محبوبہ نہ تھی، بلکہ خود شوہر کی طرف سے فسق و ہوس کی پیشکش تھی!

الیس اپنے شوہر اور اپنے آشنا دونوں سے محروم ہوگئی۔ یہ اُس کے شوہر کا انتقام تھا۔

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر یعنی نمبر ۱ سے ۵ تک

بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی قیمت پر خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دیجئے۔ منیجر

تاریخ و عبر

آزادی کی راہ میں

تاریخ قرطاجنہ کا ایک عبرت انگیز صفحہ

فینیقیا کے باشندوں نے اپنے بادشاہ بجلیین کے عہد میں شہر قرطاجنہ آباد کیا۔ قرطاجنہ کے معنی ہیں نیا شہر۔ یہ آبادی، شمالی افریقہ کے ساحل پر ٹیونس کے قریب قائم ہوئی تھی۔ فینیقیا کی کمزوری کے بعد قرطاجنہ نے عروج حاصل کیا اور بتدریج بحر ابیض کی تجارت کا مالک بن بیٹھا۔ اُس کا جنگی بیڑہ، روم کے بیڑے سے کہیں زیادہ طاقتور تھا۔ سسلی سے جبل طارق تک اُن کا اقتدار قائم تھا۔ مراکش، الجزائر اور ٹیونس کے اکثر حصے اُن کے قبضے میں آگئے تھے۔ اسپین، سسلی، سرڈانیا، کارسیکا مفتوح یا زیر اثر تھے۔ تجارت نے بہت وسعت اختیار کرلی تھی۔ پوری قوم، دولت سے مالامال ہو رہی تھی۔ لیکن روم کو اس سے سخت حسد تھا اور بار بار جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ ان میں تین جنگیں سب سے زیادہ اہم ہیں۔

پہلی جنگ

یہ جنگ ۲۶۴ سے ۲۴۱ ق م میں ہوئی۔ روم نے اسے شروع کیا تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ روم نے سسلی میں شہر مسینی پر قبضہ کرلیا۔ یہ شہر قرطاجنہ کے تابع تھا۔ قرطاجنہ کے بحری اسطول نے روم کو سخت نقصان پہنچایا۔ یہ دیکھ کر روم نے بھی فوراً جنگی بیڑہ طیار کیا اور بحری جنگ شروع ہوگئی۔ لیکن جزائر ایجیت کے قریب قرطاجنہ والوں کو شکست ہوئی اور پورا سسلی، روم کے قبضہ میں آگیا۔

دوسری جنگ

اس شکست کے بعد قرطاجنہ کی تنخواہ دار فوج نے سرکشی شروع کی اور طوائف الملوکی پھیل گئی۔ لیکن اُسی زمانے میں ایک عظیم القدر ہملکار ظاہر ہوا، تمام فتنوں کا سر کچل ڈالا، اور اسپین میں ایک عظیم الشان فوج، روم سے لڑنے کے لئے مرتب کی۔ کیونکہ اب روم سرڈینیا اور کارسیکا پر بھی قابض ہوچکا تھا۔

یہ جنگ، تاریخ میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اسی میں ہنیبال نے ظہور کیا تھا جو دنیا کا مشہور ترین سپہ سالار تسلیم کیا گیا ہے۔ ہنیبال نے بچپن ہی میں اپنے باپ سے قسم کھائی تھی کہ عمر بھر روم کا دشمن رہے گا۔ اُس کی قسم سچی ثابت ہوئی۔ پوری زندگی، روم سے جنگ میں گزار دی۔

رومانیوں کو یقین تھا کہ جنگ، اسپین میں ہوگی۔ اسی لئے انہوں نے اسپینی سرحدوں پر جنگی طیاریاں کی تھیں۔ لیکن ہنیبال، کوہ پیرینیز کو عبور کرکے فرانس پہونچا اور فوراً ہی سلسلۂ الپس کے برفانی پہاڑوں کو عبور کرکے اچانک اٹلی کے میدانوں پر جا دھمکا۔ روم والے سخت متعجب ہوئے۔ انھیں ہرگز خیال نہیں گزرا تھا کہ اس طرح کوئی فوج حملہ آور ہوگی۔

ہنیبال نے روم کو سخت شکستیں دیں۔ ترازیمین کا معرکہ، جو ۲۱۷ ق م میں واقع ہوا، بہت ہولناک تھا۔ اس کے ایک برس بعد "کانی" میں روم کو اور بھی زیادہ سخت شکست ہوئی۔ پوری فوج کٹ گئی۔ ہنیبال، اٹلی میں ۱۵ برس تک جنگ کرتا رہا۔ روم کے بالکل قریب تھا مگر سخت کوشش کے باوجود بھی اُسے کسی طرح فتح نہ کرسکا۔

مسلسل جنگوں نے خود ہنیبال کو بھی بہت کمزور کردیا تھا۔ اُس نے قرطاجنہ، کمک کے لئے لکھا۔ فوراً اُس کا بھائی ہزدروبال ایک فوج لے کر روانہ ہوا۔ مگر دریائے متوروس پر رومانیوں نے اُسے روک لیا۔ جنگ کی۔ اُسے قتل کر ڈالا، اور پوری فوج برباد ہوگئی۔

اس اثناء میں رومانیوں نے ہنیبال کو چھوڑ کر خود قرطاجنہ پر چڑھائی کردی۔ قرطاجنہ والوں نے ہنیبال کو مدد کے لئے بلایا وہ فوراً چلا۔ مگر ۲۰۲ ق م میں قرطاجنہ کے قریب ہی اُسے رومی سپہ سالار شیپیو نے سخت شکست دیدی۔

اب قرطاجنہ کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ صلح کی درخواست کرے۔ روم نے صلح کی شرطیں یہ پیش کیں کہ قرطاجنہ اپنا پورا جنگی بیڑا اور بحر احمر میں اپنے تمام جزیرے اور اسپین میں تمام مقبوضات، روم کے حوالے کردے۔ نیز کبھی کسی سے جنگ نہ کرے۔ قرطاجنہ یہ ذلت قبول کرنے پر مجبور تھا۔ لیکن ہنیبال نے انکار کردیا۔ وہ ملک بدر ہوگیا۔ سیریا اور مقدونیا کے بادشاہوں کو روم کے خلاف جاکر کھڑا کردیا۔ اُن کی فوجوں میں لڑتا رہا۔ لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی آخر اُس نے ۱۸۳ ق م میں زہر کھا کر خودکشی کرلی۔

تیسری جنگ

(۱۴۹ سے ۱۴۶ ق م)

یہ قرطاجنہ اور روم کی آخری لڑائی تھی۔ مگر تاریخ میں اول درجے کی لڑائی سمجھی جاتی ہے، کیونکہ اس میں مغلوبوں نے ہمت و شجاعت کے ایسے جوہر دکھائے جو آج تک تمام محبان آزادی کے لئے نمونہ بنے ہوئے ہیں۔

اس جنگ کی وجہ عجیب تھی۔ ظلم و حرص کی آخری حد تھی۔ واقعہ یہ ہوا کہ روم کے ایک شریف کاتو نے قرطاجنہ میں سیاحت کی اور دیکھ کر جل گیا کہ مسلسل جنگوں اور شکستوں کے بعد بھی قرطاجنہ بہت خوشحال اور آباد ہے۔ اس کی تجارت و ثروت روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ وہ روم واپس آیا اور رومانی مجلس شیوخ کے سامنے حسب ذیل تقریر کی۔

"دیوتاؤں کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ ہمیں ایسی سرسبز اور دولتمند سرزمینوں کا مالک بنایا ہے۔ ہمارے ملک کا موقعہ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ

ہو جیسا دادی کا اپنی پوتی کے مقابلہ میں ہوتا ہو۔ گفتگو کچھ اس طرح کی ہو کہ وہ دونوں اُس میں سنجیدگی سے مصروف ہیں مگر ہم سننے والے ہنسی سے لوٹے جاتے ہیں!

اچانک موسیقی کا اُستاد آتا ہو۔ بہت خوش ہو۔ مگر خوشی نے کچھ اضطراب بھی پیدا کر رکھا ہو۔ وہ تاثر سے بے اختیار رونے لگتا ہو۔ ایسا رونا جو تماشائیوں کو ہنسانے والا ہو۔ ماں کو اُس کی بیٹی کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہو۔ پھر اس کامیابی کی نقل اُتار کر دکھاتا ہو اور وہ نغمے سُناتا ہو جن سے لڑکی نے سامعین کا خراج تحسین وصول کیا تھا۔

ماں خوش ہو۔ لیکن ساتھ ہی غیر مطمئن بھی ہو۔ کیونکہ تھیٹروں کی آب و ہوا نا پسند کرتی ہو اور دل سے چاہتی ہو کہ لڑکی کسی اور کام میں لگے۔ اُستاد موسیقی بھی خوش ہو۔ لیکن ساتھ ہی خوفزدہ بھی ہو۔ کیونکہ ڈرتا ہو، مبادا ایلین دولتمند مداحوں کے دام میں پھنس کر اُن کی ہو رہے۔

(۳)

ماں اپنی لڑکی کے عاشق کا خوف محسوس کرتی ہو۔ ساتھ ہی اُس کی اخفاء راز کی کوشش کو بھی محسوس کرتی ہو۔ دونوں گو مگو حالت میں ہوتے ہیں کہ لڑکی اٹھکیلیاں کرتی، ہنستی کھیلتی، جوش میں بھری دوڑتی آتی ہو۔ ماں کو پیار کرتی ہو۔ عاشق کے سامنے آتی ہو اور شکریہ ادا کرتی ہو۔

لیکن اِن کی قسمت میں دعوت کا لطف تنہا اُٹھانا نہ تھا۔ تھیٹر کا منیجر ایک دولتمند رئیس کے ساتھ آ موجود ہوتا ہو۔ دونوں لڑکی کو اُس کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں اور کھیل کود کے ایک بڑے چائے خانہ میں گھڑی بھر ساتھ بیٹھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اُن کی گفتگو کے اثنا سے پتہ چلتا ہو کہ اِس نے پہلے ہی دعوت قبول کر لی تھی۔ مگر اب پس و پیش کرتی ہو اور عاشق کو ساتھ نہ لے جانا خلاف مروت خیال کرتی ہو۔ آنے والے اِسے محسوس کرتے ہیں اور فوراً عاشق کو بھی مدعو کرتے ہیں۔ وہ انکار کرتا ہو۔ یہ اصرار کرتے ہیں۔ لڑکی بھی ضد کرتی ہو۔ مجبوراً اقرار کر لیتا ہو۔ آنے والے جلد موٹر بھیجنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔

عاشق معشوق کمرے میں تنہا ہیں۔ اب وہ منظر سامنے آتا ہو جو ہنساتا بھی ہو اور رنج بھی دیتا ہو۔ عاشق، دعوت کا لباس پہنتا ہو۔ مگر کوئی کپڑا بھی درست نہیں۔ سب اتنے پھٹے پرانے ہیں کہ شرم سے عرق عرق ہو جاتا اور دلی رنج محسوس کرتا ہو۔ لیکن بناوٹی خوشی کا اظہار بھی کرتا ہو۔ تکمے جا بجا سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ ایک تکمہ بنا ہو تو دوسرے کا پتہ نہیں۔ ایلین بھی اپنی آرائش میں مصروف ہو۔ تھیٹر کے منیجر نے رقص کا لباس عاریۃً دیدیا ہو۔ اُسی کو پہنتی ہو اور حسن کی دیوی معلوم ہوتی ہو۔ مگر اُس کی بھی زینت کا تمام سامان موجود نہیں۔ وہ جھنجھلاتی ہو لیکن اپنے عاشق کی اندرونی تکلیف محسوس کر کے مصنوعی تبسم دکھاتی ہو اور تسلی دیتی ہو۔ عاشق وعدہ کرتا ہو کہ آئندہ دونی محنت کرے گا اور اُس کی ضرورت کی تمام چیزیں جلد مہیا کر دے گا۔

موٹر آ گئی۔ ماں کو دیکھو کیسی خوش ہو؟ بیٹی کے حسن پر قربان ہوئی جاتی ہو۔ لو، اُس کے پیچھے چلی جاتی ہو۔ لٹکے ہوئے دامن اُٹھائے ہو کہ لڑکی کا لباس سیڑھی کے غبار سے میلا نہ ہو جائے۔ کمسن خادمہ شوق خدمت میں موم بتی لئے آگے آگے چل رہی ہو۔ عاشق کو دیکھو، چہرہ اُترا ہوا ہو مگر خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔ دل رو رہا ہو مگر لبوں پر مصنوعی تبسم نمایاں ہو!

(۴)

دوسرے وقفہ کے بعد انقلاب حال شروع ہو جاتا ہو۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اب ایسے لوگ ہیں جنہیں بمشکل پہچان سکتے ہو۔ دولت و عشرت نے اُنکے اطوار اور انداز بدل دئے ہیں۔ اب غربت کی شکل کہیں نظر نہیں آتی۔ ایلین کے کمال نے بڑی شہرت حاصل کی ہو۔ ہر جگہ مقبول ہو۔ دنیا اُس کے قدموں سے لپٹ گئی ہو۔ شب و روز ہُن برس رہا ہو، کسی کو بھی افلاس کی شکایت باقی نہ رہی۔ اب نازنین کی ماں وہ بڑھیا ادھیڑ عورت نہیں ہو جسے ہم نے پہلی فصل میں دیکھا تھا۔ اب اُس کے چہرہ پر شباب کی رونق لوٹ آئی ہو۔ نئے فیشن میں ملبوس ہو۔ گفتگو کی طرز بھی بدل گئی۔ اب وہ پیرس کی خاتون ہو۔ آواز میں بھی بڑا تغیر ہو گیا۔ اب وہ خوش گلو ہو۔ حرکات و سکنات بھی پہلے سے نہیں ہو۔ اب پھرتیلی اور چست و چالاک ہو۔ اُستاد موسیقی بھی اب وہ پہلے کا خستہ حال، پژمردہ، گویا نہیں رہا۔ اب وہ ایک خوش حال رئیس ہو، بھاری بھرکم، سنجیدہ، باوقار! سب سے بڑھ کر یہ کہ اب اپنی محبوبہ ایلین کا شوہر ہو۔ صرف یہی لوگ نہیں، بلکہ ان کی غریب خادمہ بھی بالکل بدل گئی ہو۔ ایک نئے نوکر کا بھی اضافہ ہوا ہو۔ پیرس کا وہ حقیر گھر بھی نہیں رہا جو موم بتی سے روشن کیا جاتا تھا اور جس کی زمین دامن میلے کر ڈالتی تھی۔ اب وہ سمندر کے خوش منظر ساحل پر ایک شاندار عمارت میں ہیں۔ ہر موسم گرما میں ایلین کے دوستوں اور قدردانوں کا یہاں ہجوم رہتا ہو۔ تمام چوٹی کے آدمی جمع ہوتے ہیں۔

ہم تھیٹر کے منیجر اور اُس کے مالدار ساتھی کو چند اور دوستوں کے ہمراہ ایلین کے گھر بار بار آتے جاتے دیکھتے ہیں۔ وہ بیٹھتے ہیں کھیلتے ہیں، مذاق کرتے ہیں، قہقہے لگاتے ہیں۔ ایلین کا شوہر مطمئن اور خوش ہو۔ اپنے دوست سے شکرگزاری کے لہجہ میں کہتا ہو "خدا کی مشیت یہی تھی کہ میں مالدار ہو جاؤں۔ میں عنقریب ایک موسیقی آمیز قصہ لکھنے والا ہوں جو ضرور مقبول ہوگا۔ میرا تعلق ایک بڑے اخبار سے بھی ہو گیا ہو جس میں موسیقی پر نقد کیا کروں گا۔"

گفتگو جاری تھی کہ ایلین کے دوست آ گئے۔ اُستاد موسیقی اپنے دوست کے ساتھ کسی کام سے باہر چلا گیا۔ ایلین اپنے دولتمند قدردان کے ساتھ تنہا کمرہ میں ہو۔ باقی احباب ملاقات کے ایوان میں بیٹھے ہیں۔ گھر کے مالک کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایلین اور اُس کے دوست میں گفتگو چھڑتی ہے۔ عجیب صورت حال! دونوں عاشق ہیں! عورت اپنے شوہر سے خیانت کر رہی ہو۔ اب معلوم ہوا اِس تمام دولت کا سرچشمہ یہی خیانت ہو!

اسوقت ہمیں یہ بھی معلوم ہو جاتا ہو کہ ایلین کا آشنا اُس کے غبی شوہر سے تنگ آ گیا ہو۔ اِس لئے تنگ ہو کہ اپنی آشنا سے دل کھول کر متمتع ہونا چاہتا ہو۔ مگر یہ غبی شوہر بیچ میں سدِراہ ہو جاتا ہو!

یہ شوہر واقعی غبی ہو، یا غباوت ظاہر کرتا ہو؟ یہ مصنوعی غباوت اِس لئے تو نہیں کہ دولت سے فائدہ اُٹھائے؟

مالدار عاشق کا یہی خیال ہو۔ مگر ایلین اِسے ماننے سے انکار کرتی ہو۔

(۵)

دونوں تخلیہ میں ہنسی خوشی کر رہے تھے کہ باہر دوستوں کی آواز بلند ہوئی "حضرت آ گئے! حضرت آ گئے!"

دونوں ہوشیار ہو گئے۔ شوہر گھر میں داخل ہوا۔ احباب رخصت ہوئے۔ اب میاں بیوی تنہا ہیں۔ دونوں میں باتیں ہوتی ہیں۔ شوہر کی اُداسی نمایاں ہو۔ بیوی وجہ پوچھتی ہو وہ پس و پیش کرتا ہو پھر بتاتا ہو کہ لوگ اُسے "ایلین کا شوہر کہتے ہیں" - اُس کا نام نہیں لیتے یہی نہیں بلکہ اُسے دیکھ کر مسکراتے ہیں، آنکھیں مارتے ہیں۔ اشارے کرتے ہیں۔ لہذا اُسے کچھ شک ہو۔ بیوی اپنے تمام چلتر اور حسن کی دلفریبیاں کام میں لاتی ہو۔ شوہر کے شکوک دُور کرنا چاہتی ہو۔

اب دیکھو، شوہر تنہا ہو۔ بیوی کا بٹوا کھول رہا ہو۔ اُسمیں ایک بڑی رقم موجود ہو۔ اُس کا شبہ اور زیادہ ہو جاتا ہو، وہ سوچتا ہو کل ایلین جوئے میں بہت روپیہ ہار گئی لیکن اسے خبر تک نہ دی! شبہ اور بھی قوی [illegible] ہو۔ دیکھو اُس نے میز کا خانہ کھولا۔ قیمتی جواہرات کا کنٹھا ہاتھ میں لیا۔ یہ کہاں سے آیا؟ بیوی نے اِس کا ذکر تک نہ کیا! شک اب یقین کی صورت اختیار کر لیتا ہو!

لیکن ایلین چالاک ہو۔ شوہر احمق ہو۔ آسانی سے دھوکا دے سکتی ہو۔ چند میٹھی میٹھی باتیں تمام شکوک رفع کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ شوہر اپنے نوکر اور خادمہ سے بھی زیادہ غبی ہو۔ یہ دونوں سب کچھ جانتے ہیں۔

(۶)

تیسرے وقفہ کے بعد ہم ایلین کے شوہر کو اپنے دوست سے گفتگو میں مصروف پاتے ہیں۔ اب اُسے کامل یقین ہو گیا ہو۔ بیوی کی خیانت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

اُسے یہ یقین اِس طرح حاصل ہوا کہ ایلین اور اُس کے احباب نے تفریح کے لئے جانا چاہا۔ شوہر نے عذر کیا اور کسی بہانے سے گھر ہی میں رہ گیا۔ اُن کی روانگی کے بعد خود بھی تعاقب میں پوشیدہ چلا۔ اُس نے احباب کے ساتھ ایلین اور اُس کے مالدار آشنا کو نہیں پایا۔ دونوں دن بھر کہیں غائب رہے۔

بدنصیب شوہر سخت اُداس ہو۔ لیکن اپنے کو سنبھالے ہوئے ہو۔ دوست سے کہتا ہو "موجودہ شرمناک صورت حال ناقابل برداشت ہو۔ میں اِس زندگی سے بیزار ہوں۔ اپنی سابق غریبانہ مگر شریفانہ زندگی کی طرف لوٹ جانا چاہتا ہوں۔ لیکن واپسی سے پہلے ایک کھیل کھیلنا چاہتا ہوں۔ بہت ہی دردناک کھیل!"

احباب، سیر سے واپس آ گئے۔ ایلین اور اُس کا آشنا بھی ہمراہ ہو۔ سب اپنے اپنے مشاہدے بیان کر رہے ہیں۔ شوہر دل میں کٹا جاتا ہو، مگر ظاہر میں دلچسپی کا اظہار کر رہا ہو۔ ہنسی خوشی سب کی سُنتا ہو۔ سب اُسے بیوقوف بنا رہے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ کچھ نہیں سمجھتا!

(۷)

رخصت کا وقت آ گیا۔ سب اِس قرارداد کے ساتھ جانے لگے کہ ہوٹل میں رات کے کھانے پر جمع ہونگے۔ لیکن ایلین کے شوہر نے اپنی بیوی کے آشنا سے چند لمحہ ٹھہرنے کی درخواست کی۔ کمرہ میں صرف تین شخص رہ گئے؛ میاں، بیوی، اور اُس کا آشنا۔ اِس وقت وہ مؤثر منظر آنکھوں کے سامنے آتا ہو جو شوہر سے گہری ہمدردی، بیوی سے شدید نفرت، اور آشنا پر سخت غصہ کے جذبات پیدا کر دیتا ہو۔

غضبناک مایوس شوہر کو دیکھو! وہ اپنا اور اپنی شرافت کا انتقام لینا چاہتا ہو۔ لیکن بالکل نئے قسم کا انتقام! وہ کسی طرح کا تشدد کرنا پسند نہیں کرتا۔ انتقام میں بھی نرم اور بردبار رہنا چاہتا ہو۔

دیکھو، بیوی اُٹھ کر دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ اب دونوں رقیب رُو در رُو بیٹھے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی کے عاشق سے گفتگو کرتا ہو۔ بغیر کسی تمہید کے ظاہر کر دیتا ہو کہ "میں سب کچھ جانتا ہوں!" عاشق مبہوت ہو کر رہ جاتا ہو۔ حواس بجا کر کے ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہو "تو کیا ارادہ ہو؟" اُسے یقین تھا، جواب میں "مبارزت!" سنے گا۔ مگر یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا ہو کہ شوہر کچھ نہیں چاہتا موجودہ صورت حال پر رضامندی کا اظہار کرتا ہو۔ حیرت فزا

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ «ہمدرد، دہلی»

ماء اللحم دو آتشہ

بہ تحفہ مثل

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے، وہ ظاہر ہے۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا بانہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی اعصاب ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزا سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے مگر معتد بہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے علاوہ اسکے چند اقسام کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست مع ۱۳ء جنتری تیار ہے مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"۔

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

رنگ دیکھ لو

ڈور ولے تولہ سونا

گھس کر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ انکے اندر نگیں چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی دیتی ہے۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپیہ میں پانسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ ۸ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس چوڑیوں کے دام مبلغ سات روپے (عہ)

منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس ۱۹۲ لاہور

برص سفید داغ ۲۱ یوم میں جڑ سے غائب

ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھا لیں اکیس خوراک معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو پورے ۲۱ روز کافی ہوگی قیمت [illegible]

دفتر معالج برص نمبر ۵ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک اور قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر ۲۲ء دربھنگہ سے نہایت پابندی کے ساتھ شائع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (عہ) طلبہ سے دو روپیہ (عہ) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (عہ)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

اشتہار کے لئے

ہم بڑی تجارتی قوم ہیں اور وہ تمام ممالک جہاں ہم تجارت کرتے ہیں ہمارا زیر اثر رہیں تاکہ ہمارا مال محفوظ رہ سکے۔ ہم نے دیوتاؤں کی مرضی پوری کی اور اپنے اقتصادی و جنگی اقتدار کا دائرہ وسیع کرنے لگے۔ لیکن وہاں دور افق میں ایک ملک قرطاجنہ موجود ہے۔ اس کے پاس بڑی دولت، بڑی فوج، بڑا بیڑہ ہے۔ اُسنے ہر طرف تجارت پر قبضہ کر رکھا ہے اور ہر جگہ ہماری راہ روک رہا ہے۔ لہذا دیوتاؤں کی مشیت کامل طور پر پوری کرنے کے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ ہم اس قوم کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں۔ ہم نے عملاً دو مرتبہ اُس پر سخت ضربیں لگائیں، لیکن میں ابھی ابھی وہاں سے آرہا ہوں۔ اپنی ان دونوں آنکھوں سے اُس کی حالت دیکھ چکا ہوں۔ وہ اب بھی بہت مالدار، باحوصلہ، طاقتور، اور ہمارے لئے دائمی خطرہ بنی ہوئی ہے۔ لازمی ہے کہ قرطاجنہ کو بالکل پامال کر دیا جائے!“

مجلس نے مقرر کی تجویز بڑی خوشی سے منظور کرلی اور کسی جائز سبب کی جستجو شروع کردی۔

اتفاق سے اُسی زمانے میں ایک بربر بادشاہ سے قرطاجنہ کو جنگ کرنا پڑی۔ روم نے یہ جنگ خلاف معاہدہ قرار دی اور قرطاجنہ پر حملہ کردیا۔ شکست کے بعد قرطاجنہ نے اپنے معززین کے تین سو لڑکے، تمام جہاز، اور تمام ہتیار، روم کے حوالے کردئے۔ کیونکہ صلح کی یہی شرط تھی مگر روم کا ارادہ دوسرا ہی تھا۔ اُسنے دیکھا اب قرطاجنہ بالکل بے بس ہوگیا ہے۔ چنانچہ مطالبہ کیا کہ فوراً شہر خالی کر دیا جائے اور باشندے سمندر سے ۱۰ میل دور ہٹ کر ایک نیا شہر بنا کے رہیں۔

یہ شرط قرطاجنہ والوں نے منظور نہیں کی اور از سر نو جنگ پر تل گئے۔ اُنھوں نے شہر کے دروازے بند کرلئے اور طیاریاں کرنے لگے۔ ایک مقرر نے بازار میں کھڑے ہوکر تقریر کی:

”دیوتا ہماری قوم پر ہمیشہ مہربان رہے اور ہمیں سرخرو، سربلند اور مالامال رکھا۔ لیکن روم کے ذلیل النفس اور سنگدل کمینے ہم پر حسد کرتے ہیں اور مدت سے ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ہمنے خونریزی ختم کرنے کے لئے ایسی شرطیں منظور کرلی تھیں، جنھیں کوئی شریف قوم منظور نہیں کرسکتی۔ لیکن اب وہ ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنا وطن بھی اُن کے حوالے کردیں۔ یہ ناممکن ہے۔ ہم مرجائینگے مگر یہ مقدس زمین دشمن کے حوالے نہیں کرینگے!“

قرطاجنہ میں سخت جوش پھیل گیا تھا، مگر ہتیار موجود نہ تھے۔ باشندے سخت متفکر تھے کہ مقابلہ کا کیا سامان کریں؟ اتنے میں ایک طرف سے شور و غل بلند ہوا۔ اُنھوں نے خیال کیا دشمن گھس آیا مگر وہ دشمن کا شور نہ تھا، خود قوم کے نوجوان، ہتیار بنانے کے لئے لوہا جمع کرتے پھرتے تھے۔ انہیں دیکھ کر اور لوگ بھی ساتھ ہوگئے اور عبادت خانوں، عمارتوں، مکانوں میں جتنا لوہا بھی مل سکتا تھا جمع کرلیا، حتی کہ دروازوں سے کیلیں تک نکال لیں۔ پھر فوراً تمام لوہا پگھلا کر تلواریں بنائی گئیں۔ عورتوں نے اپنی چوٹیاں کاٹ دیں تاکہ کمانوں کے لئے کام آئیں۔ لاچار اور بوڑھے عبادت خانوں میں بتوں کے سامنے گر پڑے اور فتح و نصرت کی دعائیں کرنے لگے۔

نئے ہتیار لے کر قرطاجنہ کے باشندے میدان میں نکلے اور رومیوں سے لڑائی شروع کردی۔ لیکن سخت جدوجہد کے باوجود بھی کامیاب نہ ہوسکے۔ شکست کھائی اور واپس ہوکر شہر کے دروازے بند کرلئے۔ روم والوں نے اب خود شہر پر حملہ شروع کیا اور ایک خونی معرکے کے بعد اندر گھس پڑے۔ مگر شہر اب بھی مفتوح نہیں ہوا کیونکہ باشندے ہر سڑک پر مورچے لگائے کھڑے تھے۔ جب روم والوں نے یہ مورچے بھی چھین لئے تو اب گھروں میں لڑائی شروع ہوئی۔ ایک ایک گھر پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے روم والوں کو خون بہانا پڑا لیکن قرطاجنہ والوں کی شجاعت اور ثابت قدمی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ وہ بالکل مغلوب ہوگئے۔ مغلوب ہی نہیں، سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔ تھوڑے ہی آدمی زندہ بچے مگر وہ قید ہوگئے۔

فتح حاصل کرنے کے بعد روم والوں نے قرطاجنہ میں آگ لگادی۔ کامل سترہ دن تک شہر جلتا رہا۔ اٹھارویں دن، شہر نہ تھا۔ راکھ کے انبار پڑے تھے اور ہوا میں اڑ رہی تھی۔

قرطاجنہ کی یہ شکست، تاریخ میں ابتک فتح شمار کی جاتی ہے کیونکہ اُسنے آزادی کی راہ میں موت پسند کی۔ غلامی کی زندگی گوارا نہیں کی۔

زرقاء بنت عدی دربار خلافت میں

ایک دن امیر معاویہؓ نے اپنے دربار میں زرقاء بنت عدی کا ذکر کیا۔ یہ جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کی طرف تھی، اور فوج کو جنگ کی ترغیب دے رہی تھی۔

”زرقاء کی تقریر کسے یاد ہے؟“ امیر نے اپنے درباریوں سے سوال کیا۔

”ہم سب کو یاد ہے“ درباریوں نے جواب دیا۔

”اُس کے بارے میں تمھارا کیا مشورہ ہے؟“ امیر نے پوچھا۔

”اُسے قتل کر ڈالئے“ سب نے کہا۔

”بدترین مشورہ ہے“ امیر نے کہا ”کیا میرے جیسے شخص کے لئے روا ہے کہ حاکم ہوچکنے کے بعد لوگ کہیں اُسنے ایک عورت قتل کرڈالی؟“

پھر اپنے کاتب کو بلا کر حکم دیا کہ عامل کوفہ کو لکھ بھیجے۔ زرقاء کو پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ میرے پاس روانہ کردو۔

چنانچہ زرقاء دربار میں حاضر ہوگئی۔

”اہلاً و مرحباً!“ امیر نے زرقاء کو دیکھ کر کہا ”خوب آئیں! خالہ کیسا مزاج ہے؟“

”اچھی ہوں۔ راہ میں بڑا آرام ملا“ زرقاء نے جواب دیا۔

”جانتی ہو میں نے تمھیں کیوں بلایا ہے؟“

”میں دلوں کا حال کیونکر جان سکتی ہوں؟ وہ خدا ہی ہے جو غیب کا علم رکھتا ہے“

”میں نے تمھیں صرف یہ دریافت کرنے کے لئے بلایا ہے کہ تم جنگ صفین میں سرخ اونٹ پر سوار تھیں اور دونوں صفوں کے درمیان پکار پکار کر بہادروں کو جوش دلاتی پھرتی تھیں۔ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟“

”اے امیر المومنین! سر گیا۔ دم کٹ چکی۔ زمانہ بدل گیا! آنکھ والوں کے لئے عبرتیں ہیں۔ آج کے بعد کل ہے۔ دن کے بعد رات ہے“ زرقاء نے جواب دیا۔

”سچ ہے“ امیر نے کہا ”مگر تمھیں اپنی صفین والی تقریر یاد ہے؟“

”نہیں“

”لیکن مجھے یاد ہے“ امیر نے کہا ”واللہ میں نے سنا تم کہہ رہی تھیں:

”اے لوگو! تم ایک ایسے فتنے میں پڑگئے ہو جس میں ظلم کی چادریں تم پر پھیل گئی ہیں اور صراط مستقیم سے تمھیں ہٹا دیا ہے۔ یہ ایک اندھا گونگا فتنہ ہے جس میں نہ کوئی کسی کی سنتا ہے نہ کسی کو دیکھتا ہے۔ اے لوگو! چراغ، سورج کے سامنے روشنی نہیں دیتا۔ ستارہ، چاند کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتا، خچر، اصیل گھوڑے پر سبقت نہیں کرسکتا۔ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ جو ہدایت کا طالب ہے، ہم سے ہدایت لے۔ جو یقین چاہتا ہے ہم سے یقین لے۔ حق گم ہوچکا تھا، مگر اب مل گیا ہے۔ پس اے مہاجرین و انصار ثابت قدم رہو۔ شگاف بھر گئے ہیں، ٹوٹا، جڑ گیا ہے۔ کلمۂ عدل قائم ہوچکا ہے۔ حق، باطل پر غالب ہے۔ کوئی جلدبازی کرکے یہ نہ کہنے لگے کہ کیسے؟ اور کیونکر؟ خدا کی مشیت ضرور پوری ہوکر رہے گی۔ عورتوں کا رنگ، مہندی ہے، مردوں کا رنگ، خون ہے، صبر و ثابت قدمی کا نتیجہ ہمیشہ محمود ہوتا ہے۔ ہاں بڑھو! جنگ کی طرف بڑھو! سینے تان کر بڑھو! پیچھے قدم نہ ہٹے! آج کے بعد کوئی دن نہیں!“

”اے زرقاء!“ امیر نے تقریر ختم کرکے کہا ”تم ہر خون میں علی کی شریک بن چکی ہو“

”اللہ امیر المومنین کی بشارت صحیح ثابت کرے“ زرقاء نے کہا۔

”تو کیا یہ بات تمھیں پسند آئی؟“ معاویہ نے سوال کیا۔

”ہاں مجھے بہت پسند آئی۔ خدا میرے عمل سے اُس کی تصدیق کردے“

”واللہ علی کی موت کے بعد تمھاری اُس سے یہ محبت، زندگی میں اُس کی محبت سے کہیں زیادہ مجھے پسند ہے“ امیر معاویہ نے کہا ”اپنی حاجت بیان کرو“

”میں نے قسم کھائی ہے کہ کبھی کسی امیر سے کوئی خواہش نہیں کروں گی“ زرقاء نے کہا۔

معاویہ نے ایک زمین، جاگیر میں دیدی۔ زرقاء کو پہلے ہی سال اُس سے دس ہزار درہم آمدنی ہوئی۔

(بلاغات النساء و عقد الفرید وغیرہ)

خواجہ حسن نظامی
کا
ہفتہ وار انگریزی اخبار
ینگ مسلم دہلی
تبلیغ کا حامی، مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا
معاون اور تمام اسلامی مطالبات کو گورنمنٹ
کے سامنے پیش کرنے والا۔ سالانہ قیمت پانچ روپے
طالب علموں سے چار روپے۔ ہر تعلیم یافتہ مسلمان
کو پڑھنا چاہئے،
مینیجر ینگ مسلم دہلی

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں

شائع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ

کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی آثار کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجیے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجیے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہو دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر و شام، فلسطین، ہندوستان، ایشیا ترکستان، چین، وغیرہ ملکوں میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے اور عجائب خانے ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں تمام تر ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجیے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الہلال بك ایجنسی

معارف ابن تیمیه و ابن قیم

دیني علوم کے بیش بہا جواهر ریزے

اس سلسله میں هم نے اماميين کي ان نادر و اعلیٰ درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نهایت ضروري و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه —— امام ابن قیم کي فن سیرت میں شهرهٔ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپیه -

کتاب الوسیله —— لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

اصحاب صفه —— انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

تفسیر سورۂ الکوثر—— امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقی —— خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا هے - چهه آنے -

سیرت امام ابن تیمیه —— حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

نجد و حجاز—— علامه سید محمد رشید رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه - سوا روپیه -

آئمه اسلام —— ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه —— فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت —— یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خریدارکو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بهترین تازه معلومات بهم پہنچانے کا اهتمام کیا هے- اسکے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

منیجر الہلال بك ایجنسی

(حلقه نمبر ٢٤ شیرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکهین
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین

السحر الحلال
فی
مجلدات الہلال

گاه گاہے باز خوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه را

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها- اُس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تے- اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها- پهر اس کي ظاهري خوبیاں اُردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پهلا نمونه تهیں- اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بهت سي ایسي خوبیاں پیدا هوئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نهیں- اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترین مجموعه هیں- اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پہلي جلد مکمل (جو دفتر میں بهي موجود نهیں) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وه بڑي سے بڑي قیمت پر بهي علحده کرنے کیلیے تیار نهیں- پچهلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جا سکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو انهیں دوباره چهپوا لیا جاے-

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگئي هیں - هم اِس اعلان کے ذریعه شایقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اِس قیمتي ذخیره کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پہلے پهونچیں گي- هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه   الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه
„ „ „ چهارم ۱۰ روپیه   „ „ „ پنجم ۱۰ روپیه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اِس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے- قیمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوه هے -

منیجر "البلاغ پریس "

کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ
اسوقت
دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر" کا
"لائف ٹائم"
قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونیکی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا "لائف ٹائم" لینا چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتی ہیں
تو
یاد رکھئے
کہ
آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما
گائڈ بک
کی ضرورت ہی
جو
انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،
قابل دید مقامات،
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کردے
نیز
جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی! ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ بریٹن
The Dunlop guide
To Great Britain
کا
دوسرا ایڈیشن ہی
ہندوستان کے
تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

جامع الشواہد
طبع ثانی
مولانا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی جب رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)
(منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپ کو
دمہ
ضیق النفس
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہی
تو تأمل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب تر دوا فروش کی دکان سے
فوراً
ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا
منگوا کر
استعمال کیجئے

۱۹۲۷

الہلال

جلد ۱

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ آنہ

۵۸۴

دنيا كي بهترين كتابوں كيلئے بهترين رهنما:

ٹائمز اف لنڈن كا ادبي ضميمه

يه ضميمه دنيا كي تمام كتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقيع تبصره كرتا هے -

اسكا معتدل نقد علمي حلقوں ميں مسلم هے -

اس ميں چند صفحات وقت كے جاري اور زير بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هيں جنكي اهميت كا عام طور پر اعتراف كيا گيا هے -

اپنے يہاں كے ايجنٹ سے تقاضه كيجئے كه وه ٹائمز لنڈن كا هفته وار ادبي ضميمه آپكے لئے مهيا كرے - ليكن اگر آپ چاهيں تو

The Publisher;

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب كر سكتے هيں

دنيا كے هر معلم اور ماهر فن تعليم كيلئے

ضروري هے كه

ٹائمز اف لنڈن كا تعليمي ضميمه مطالعه كرے

اگر آپ چاهتے هيں كه فن تعليم كے تمام نظري اور عملي تغيرات و ترقيات سے بے خبر نه رهيں ' تو آپكو يه ضميمه بلا ناغه مطالعه ميں ركهنا چاهيے -

يه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبريں اور مباحث جمع كرديتا هے - ماهرين فن اور مشاهير تعليم كے قلم سے اسكے صفحات مرتب هوتے هيں -

اپنے يہاں كے ايجنٹ سے طلب كيجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب كرسكتے هيں -

كيا آپ تجارت كرني چاهتے هيں ؟

اگر آپ چاهتے هيں كه يورپ اور امريكه كے تمام بڑے بڑے كارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم كريں ' نفع بخش ايجنسياں ليں ' هندوستان سے خام پيدا وار بهيجيں ' نئي نئي ايجادات سے اپنے ملك كو آشنا كريں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمايه ليكر ايك وقيع كار و بار شروع كرديں ' تو آپ كو ابتدا ميں بهت سي باتيں معلوم كرني چاهئيں - اس طرح كي تجارت كے گر اور بهيد سيكهنے چاهئيں - هندوستان كے تمام حلقوں اور يورپ و امريكه كے تمام كارخانوں اور كوٹهيوں كے حالات اور اصول معاملت معلوم كرنے چاهئيں - بغير اس كے آپ كامياب نهيں هوسكتے -

اگر آپ چاهتے هيں كه بهت تهوڑا سا وقت خرچ كركے يه ساري باتيں با قاعده علمي اصول پر معلوم كرليں ' تو آپكو چاهيے كه هم سے خط و كتابت كريں - هم يه كام به حيثيت ايك ماهر فن كے كر رهے هيں - خط و كتابت كے بعد هي آپكو معلوم هو جائيگا كه آپكے مقصد كيلئے هم كس درجه مفيد هيں ؟

همارے تعلقات دنيا كے تمام تجارتي حلقوں سے هيں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اينڈ كو - برلن

◆

پوسٹ بكس نمبر ۲۴

◆

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

◆

Berlin-W 35

◆

Post No. 24.

◆

هر طرح كي مشينيں جو گرم ملكوں كے ميووں كو خشك كرنے اور پهلوں كو محفوظ ركهنے كيلئے ضروري هيں ' اس كارخانے ميں طيار كي جاتي هيں - تمام دنيا ميں اس قسم كي مشينوں كا يه بهترين كارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و كتابت كيجيے -

ياد ركهيے

ميووں ' تركاريوں ' اور هر طرح كے زرعي مواد كو خشك كرنے كا بهترين طريقه وه هے جو " نئے سسٹم " كے نام سے متمدن ممالك ميں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " كے مطابق كام كرنے والي مشينيں صرف اسي كارخانه سے مل سكتي هيں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۲ — کلکتہ : جمعہ ۲۲ . جمادی الاولی ۱۳۴۶ ھجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 18. November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعۃ نہین رکھتی . طباعۃ کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای . پتھر کی چھپائی مین محدود رہکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہین کر سکتی .

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وہ هین جن مین الهلال چھپتا هی . اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ هی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی . یاد رکھیی . طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اهم مسئلہ هی . ضروری هی کہ اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین . الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۶۵۰ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۲۴۲	اردو حروف کی حق مین	۴۴۰
موجودہ مشترك طباعۃ کی حق مین	۶۳۰	حروف کی حق مین بشرطیکہ	
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۲۷۸	نستعلیق هون	۱۵۰

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاہر کیا هی .

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا کہ اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی . اور اسلیی شرح و بیان کی ضرورت هی . آیندہ اس باری مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاہر کرینگی مگر ضرورت هی کہ بقیہ حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین . الهلال

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	-	-	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	-	-	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہي	-	-	سات روپیہ
قیمت في پرچہ	-	-	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الہلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر " ایڈیٹر " کا نام ہونا چاہیے -

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع اپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسري جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے ، مقامي ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

متعلق کہا تها "أس وقت دنیا میں کوئي دو شخص ایسے خوش نصیب نه تهے جیسے هم دونوں تهے - هم ایک ایسي پاک محبت کے مزے لوٹ رهے تهے ' جیسي خواب میں بهي کسي انسان نے نه دیکهي هوگي ... اکثر هم دونوں باغوں میں چلے جاتے اور درختوں پر چڑهتے اترتے - بارها هم دن دن بهر مخلوق کي نظروں اور شهر کے شور و غل سے دور بیٹهے باتیں کیا کرتے تهے !"

لیکن استقداد زمانه نے نپولین کے دل سے اِس دو شیزہ کي یاد محو کردي اور أسے اپني ایک هم وطن لڑکي سے عشق هوگیا - نپولین شروع هي سے مستبد تها - أس نے اپني محبوبه کو سختي سے حکم دیدیا که أس کے سوا کسي کو بهي مسکرا کر نه دیکهے - لڑکي کے دل میں اِس جابرانه حکم سے نفرت پیدا هوگئي " اور أس کے پنجه سے نکلنے کے لیے أس نے ایک دن شراب میں زهر ملا دیا - اور نپولین مرتے مرتے بچا !

(ادهیڑ عورت سے عشق)

اِس واقعه سے کچهه عرصه بعد نپولین کو ایک ادهیڑ عورت "میڈیم پرمون" سے محبت هوگئي ' اور اِس قدر بڑهي که ایک لمحه بهي أس کي جدائي گوارا نه تهي - ایک دن نپولین نے أس سے باضابطه شادي کرلینے کي درخواست کي - عورت نے اِس خواهش پر زور سے قہقهه لگایا "تم بیوقوف هوگئے هو ! مضحکه بننا چاهتے هو ! بهلا لوگ کیا کہینگے ؟ بیوي هونے کے بجائے میں تمهاري ماں بننے کے زیاده قابل هوں ! " نپولین پر یه بات بہت ناگوار گزري اور قطع تعلق کر لیا -

(نپولین کا طریق محبت)

ایک مورخ کا بیان هے که نپولین نے بے شمار عورتوں کا دل توڑا هے - أس کي عادت تهي که تعلقات بڑهائے جاتا تها ' اور جب عورت أس کے دام محبت میں پهنس جاتي تهي ' تو بے اعتنائي سے بالکل چهوڑ دیتا تها - چنانچه "میڈیم ولسکا" پولینڈ کي ایک حسینه کا واقعه اِس بات کا کافي ثبوت هے - نپولین نے اِس عورت کو دیکها اور لبهانا چاها - مگر أس نے سخت نفرت کا اظهار کیا - نپولین نے أسے قبضه میں لانے کي بہت کوشش کي ' مگر وہ برابر بیزار رهي - آخر ایک دن غضبناک هوکر چلایا "تو دیکهه لیگي - میں تجهے کس طرح زیر کرتا هوں ! تجهے میرے اراده کے سامنے جهکنا پڑیگا ! دیکهه ' یه میرے هاتهه میں گهڑي هے ' جس طرح میں یه گهڑي چور چور کیے ڈالتا هوں ' أسي طرح پولینڈ کا ملک بهي پاش پاش کرکے پهینک دونگا ! " أس نے یه کہا اور گهڑي زور سے دیوار پر مار دي - اِس حرکت کا عورت پر اِتنا شدید اثر هوا که وہ بے هوش هوکر نپولین کے قدموں پر گر پڑي -

لیکن چند دنوں کے بعد هي نپولین نے أسے اُکتا کر چهوڑ دیا !

(محبت میں استبداد)

عشق و محبت کے میدان میں بهي اِس شخص کے ظلم و استبداد کے قصے مشهور هیں - چنانچه کہا جاتا هے که غربت کے زمانه میں جب نپولین اور أس کا بهائي مارسیلز کے بازاروں میں پهرا کرتے تهے ' اتفاق سے ریشم کے ایک سوداگر "فرانسوا کلاري" کے خاندان سے اُن کا تعارف هوگیا - اِس تاجر کي دو لڑکیاں تهیں - بڑي کا نام "جولیا" تها - چهوٹي کا "ڈیزیرا" - نپولین نے شروع میں جولیا کو پسند کیا اور أس کے بهائي نے ڈیزیرا کو - تهوڑے دن بعد نپولین اپني محبوبه سے سیر هوگیا ' اور بهائي کي محبوبه پر قبضه جمانا چاها - چنانچه ایک موقعه پر جب یه چاروں عاشق و معشوق جمع تهے ' نپولین نے تحکمانه انداز میں کہا "جوزف ! تم اور تمهاري محبوبه دونوں غیر مستقل مزاج هیں - لیکن مجهه میں اور میري محبوبه میں استقلال هے - بہتر یه هے که هم تم مبادله کر لیں تا که تمهارا نقص جولیا پورا کر دے ' اور میں ڈیزیرا کي کمي پوري کردوں " یه عجیب و غریب فلسفه بیان کرکے أس نے اپنے بهائي کي محبوبه کو اپنے پہلو میں بٹها لیا اور کسي کو بهي مخالفت کي جرات نه هوئي !

لیکن تهوڑے هي زمانه کے بعد نپولین نے محسوس کیا که عزت و عظمت کي راهیں أس کے سامنے کهلي هوئي هیں - لهذا ڈیزیرا کو یک قلم چهوڑ دیا ' اور أس کي منتوں اور آنسوؤں کا ذرا بهي خیال نه کیا -

(جوزیفائن سے عشق)

أس کي طبیعت کچهه ایسي بیچین واقع هوئي تهي که ایک هي حالت پر چلے جانا أسے پسند نه تها - سابق محبت سے سیر هونے کے تهوڑے هي دنوں بعد وہ جوزیفائن پر فریفته هوگیا ! - واقعه یه هے که اکتوبر ۱۷۹۵ - میں جب نپولین بلم عزت کي ابتدائي سیڑهیوں پر تها ' أس کے پاس ایک کم عمر لڑکا آیا ' اور اپنے باپ کي تلوار واپس مانگي - یه لڑکا فرانس کے مشهور سپه سالار وائکونٹ الکزنڈر کا بیٹا تها جسے فرانسیسي انقلاب کے زمانه میں پهانسي دیدي گئي تهي - نپولین بچه کي جرات و فصاحت سے بہت خوش هوا اور أس کي درخواست منظور کرلی - دوسرے دن أس کي ماں شکریه ادا کرنے آئي - یہي جوزیفائن تهي - نپولین پهلي هي نظر میں اس پر عاشق هوگیا -

مورخین کا بیان هے که دوسرے دن خود نپولین جوزیفائن کے چهوٹے سے مکان پر گیا - جوزیفائن واقعي بہت خوبصورت تهي ' ساتهه هي عقلمند بهي تهي - أس نے محسوس کرلیا که نپولین أس کي چشم و ابرو کا شکار هوگیا هے - چونکه اسراف کي وجه سے سابق شوهر کي تمام دولت خرچ کرکے مقروض هوچکي تهي ' اِس لیے اس نے بهي اس نئي دعوت عشق کا پوري سرگرمي سے استقبال کیا اور تعلقات بڑهانا شروع کردیے - چند ماہ کي آمد و رفت کا نتیجه یه هوا که مارچ سنه ۱۷۹۶ - میں جنرل بونا پارٹ اور جوزیفائن کي شادي هوگئي - دلهن کي عمر دولها سے سات سال زیاده تهي ' مگر نکاحنامه میں أس کي عمر ۲۹ - برس لکهي گئي اور نپولین کي ۲۶ برس !

شادي کے دو دن بعد نپولین کو اٹلي کے حمله پر جانا پڑا - سخت مصروفیت تهي ' مگر جوزیفائن کي یاد هر وقت تازہ رهتي تهي - هر منزل پر سے خط کے ساتهه قاصد بهیجتا ' اور اپني حالت سے أسے آگاہ کرتا رهتا تها - پهلے خط میں لکها تها "جب جب اپنے دل پر هاتهه رکهتا هوں ' تم أس میں موجود ملتي هو جس سے مجهے بڑي تسکین هوتي هے - اِس دنیا میں اگر کوئي غم هے تو صرف تمهاري فرقت کا"

جوزیفائن کي تصویر هر وقت أس کے پاس رهتي تهي - جب کہیں پڑاؤ ڈالتا تها ' تصویر نکال کر سامنے رکهه لیتا تها - جب کوچ کرتا تها تصویر جیب میں رکهه لیتا تها - بیان کیا جاتا هے که نیس میں أس کے هاتهه سے تصویر کا آئینه چهوٹ کر ٹوٹ گیا - اِسے أس نے فال بد سمجها - قریب تها که جوزیفائن کي طرف سے

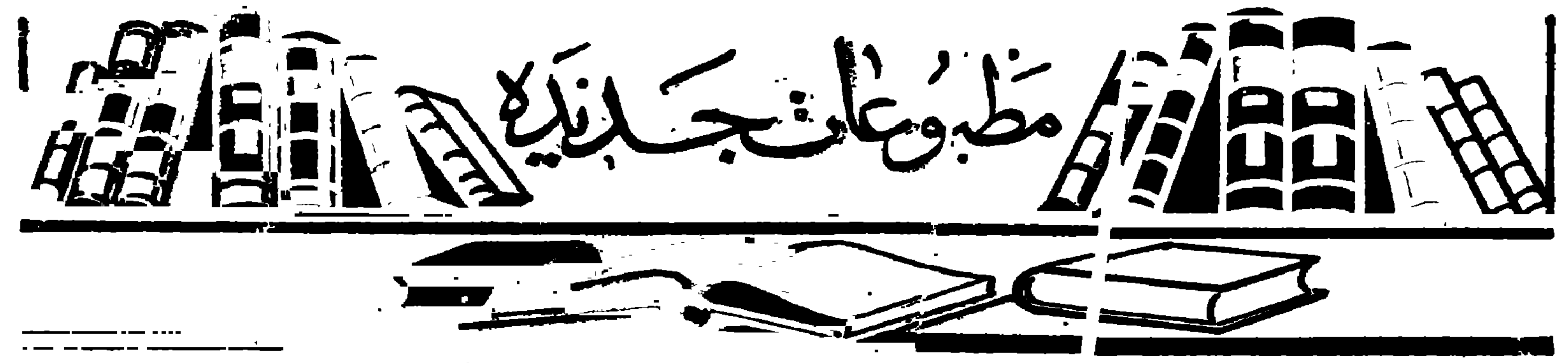

نپولین اور اسکی اخلاقی زندگی

(انسانی عظمت اور اخلاقی نامرادی)

میدان جنگ اور حجلۂ ہوس !

انسان ذہن و جسم کی کتنی ہی عظمتیں حاصل کرلے ، لیکن روح اور اخلاق کی ادنی سے ادنی پاکیزگی بھی حاصل نہیں کرسکتا ، اگر اُس کا اعتقاد اور عمل روحانی ہدایت کی روشنی سے محروم ہے !

انسان کے لیے یہ سہل ہے کہ تمام دنیا فتح کرلے - سکندر نے دنیا کی تمام سلطنتیں تہ و بالا کرڈالی تھیں - انسان کے لیے یہ بھی دشوار نہیں کہ ذہن و فکر کی ایسی بلندیوں تک پہنچ جائے جہاں تک دوسروں کے قدم نہ پہنچ سکے ہوں - ارسطو ، اقلیدس ، سولن ، اور سنیکا جیسے فاتحین علم کی فتح مندیاں لازوال ہوچکی ہیں ، اور دنیا منطق ، ریاضی ، قانون ، اور فلسفۂ اخلاق میں آج تک ان کی پس رو ہے - انسان کی اولو العزمی ان بلندیوں پر بھی نہیں رکتی - کچھ مشکل نہیں اگر وہ آگ کے شعلوں میں کود پڑے ، سمندر کی موجوں کی ہنسی اڑالے ، پہاڑوں کی صفیں چیر ڈالے - لیکن ہاں ! یہ مشکل ہے ، بہت ہی مشکل ہے ، کہ وہ اخلاق اور روحانی پاکیزگی کی راہ میں اپنی کسی ایک خواہش نفس کا بھی مقابلہ کرسکے - اس کی ساری اولو العزمی اور کوہ ہمتی جو دنیا کی ساری رکاوٹوں کا تن تنہا مقابلہ کرسکتی ہے ، ہوائے نفس کی ایک ادنی سی رکاوٹ بھی اپنی راہ سے ہٹا دینے پر قادر نہیں ہوتی - سکندر تمام دنیا کی تسخیر کی محنت سے نہیں تھکا ، لیکن بابل کی ایک عورت جب اس کے سامنے آئی ، تو اپنی خواہش نفس کے اضطراب سے بے بس ہوکر گر گیا - سنیکا نے تمام نوع انسانی کو اخلاق اور اخلاقی سعادت کی دعوت دی ، لیکن خود اپنے آپ کو ایک دوسرے انسان کی منکوحہ عورت سے باز نہ رکھ سکا - ارسطو کے دامن علم کے دھبے بھی دنیا گن چکی ہے ، اور یونان کی ایک قدیم ضرب المثل ہمیں بتلاتی ہے "بڑا انسان بنو - اگر نیک انسان نہیں بن سکتے" !

فی الحقیقت انسانی زندگی کی یہی اخلاقی اور عملی نامرادی ہے ، جو الہامی ہدایت کی کسی بالاتر قوت کی ضرورت تسلیم کرنے پر مجبور کردیتی ہے - انسان اپنے ذہن و جسم کی قوتوں سے سب کچھ کرلے سکتا ہے ، لیکن تکلف اور بناوٹ سے بھی اپنے آپ کو نیک نہیں بنا سکتا - اگر انسانی زندگی کی سعادت کیلیے اُس عملی صداقت کی کچھ بھی ضرورت ہے جسے نیکی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے ، تو ناگزیر ہے کہ علم انسانی سطح سے کوئی بلند تر ذریعہ ارشاد و ہدایت کا ہو - مذہب اور الہام اسی ذریعہ ہدایت کا نام ہے -

(نپولین اعظم)

انیسویں صدی میں نپولین بونا پارٹ کا ظہور بھی انسانی اولو العزمی کا ایک عظیم ظہور تھا - شاید ہی یورپ کے کسی انسان کی نسبت دنیا نے اسقدر کہا اور سنا ہو ، جسقدر اِس غیر معمولی انسان کی عجیب و غریب دماغی قوتوں کی نسبت کہہ سن چکی ہے - تاہم انسانی عظمت کی اخلاقی نامرادی کا یہ کیسا عبرت انگیز منظر ہے کہ یہی نپولین جب میدان جنگ سے باہر اپنے گھر کی محفوظ زندگی میں دیکھا جاتا ہے ، تو اِس میں اتنی قدرت بھی نظر نہیں آتی کہ نہایت ادنی درجے کی اخلاقی کمزوریوں سے اپنے آپکو باز رکھے !

حال میں جرمنی کے ایک اہل قلم گیرٹروڈ ارٹیز Gertrude Aretez نے ایک کتاب " نپولین اور اُسکی دوست عورتیں " لکھی ہے ، اور اُس میں مستند تاریخی ذرائع سے وہ تمام شہادتیں جمع کردی ہیں جو نپولین کی عاشقانہ بوالہوسیوں سے تعلق رکھتی ہیں - اِس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوگیا ہے ، اور دو تین ہفتہ سے انگلستان اور یورپ کے اکثر اخبارات و رسائل کا موضوع بحث ہے - ہم اُس کی بعض تاریخی داستانیں قارئین الہلال کی عبرت و بصیرت کیلیے درج کرتے ہیں -

(سولہ برس کی عمر میں عشق)

محبت کے باب میں نپولین کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ "محبت کاہل آدمی کا دل بہلاوا ہے" ممکن ہے ، نپولین نے یہ اُس وقت کہا ہو ، جب وہ پاک دامن تھا - لیکن بعد میں — اگر مخالف مورخین کی روایت تسلیم کرلی جائے تو — اُس نے اِس قول کی بنا پر حسن و ہوس کی زندگی سے اجتناب نہیں کیا ، وہ ہمیشہ کسی نہ کسی حسینہ سے وابستہ رہا -

آغاز شباب میں نپولین مارسیلز اور پیرس کی سڑکوں پر پھٹے پرانے کپڑے پہنے پھرا کرتا تھا - نہ تو اُس کی ہیئت سے کسی کو دولتمندی کا شبہ ہوسکتا تھا ، نہ اُس میں ظاہری حسن و جمال ہی کچھ ایسا غیر معمولی تھا کہ کسی کو اپنی طرف متوجہ کرلے - تاہم یہ واقعہ ہے کہ اُس زمانہ میں بھی بکثرت عورتیں اُس پر عاشق ہوگئی تھیں - کیونکہ فی الواقع اُس میں کوئی ایسی نامعلوم کشش موجود تھی ، جو دلوں کو لبھا لیتی تھی - ممکن ہے ، اُس کا شرمگیں انداز اور اُسکے پر غرور چہرہ کی عجیب اداسی اُس کے دیکھنے والوں کے دلوں میں محبت پیدا کردیتی ہو -

کہا جاتا ہے کہ نپولین سولہ برس کی عمر میں جب والنسا میں رہتا تھا ، تو وہاں کی بہت سی حسین عورتیں اُس پر فریفتہ ہو گئی تھیں - مگر خود اُسے بجز ایک کے کسی سے دلچسپی نہیں ہوئی - اس دوشیزہ کا نام " کارولین کولمبیا " تھا - وہ نہایت نازک اندام اور خوبصورت تھی - ایک مرتبہ خود نپولین نے اِس لڑکی کے

باب التفسير

حجة ابراهيمي

ایۂ کریمه " الم تر الي الذي حاج ابراهيم " کي تفسير

قرآن حکیم کا اسلوب بیان اور طرق استدلال

تفسير کا قرآني اور غير قرآني طريقه

(از مولانا ابو الکلام)

(۲)

(۴) انبیاء کرام (علیهم السلام) حکماء کے وضعي طریق استدلال کي جگه فطري طریق تلقین کیوں اختیار کرتے هیں ؟ میں اسکی تشریح یہاں نہیں کرونگا ' کیونکه اول تو یه تحریر تشریح کي متحمل نہیں ' ثانیاً ایۂ زیر بحث میں بھي اسي حقیقت کي طرف اشاره کیا گیا هے اور اسکي تشریح آگے آئیگي - البته ترتیب بیان کیلیے مختصر لفظوں میں یوں سمجھیے که :

اولاً ' انبیاء کرام کي تعلیم کا مقصود بحث و نظر نہیں هوتا ' ایمان و یقین هوتا هے - ایمان و یقین کیلیے وضعي علوم کا طریق استدلال کسي حال میں بھي سود مند نہیں - انبیاء کرام کے تمام احکام کا دارومدار ما وراء محسوسات حقائق پر هے جسے قرآن حکیم نے عالم " غیب " سے تعبیر کیا هے - عالم " غیب " کے معاملات خلاف عقل نہیں هیں مگر ما وراء عقل ضرور هیں ' اسلیے انکا علم نظري استدلال کے ذریعه نہیں بلکه صرف وجداني شہادت کے ذریعه حاصل هوسکتا هے - وه وجداني شہادت جو فطرة انساني میں ودیعت کردي گئي هے اور جسکا اذعان قدرتي طور پر هر انسان کے اندر موجود هے - پس انبیاء کرام کا طریق ارشاد یه هوتا هے که وه انسان کے وجدان سے خطاب کرتے هیں ' نه که مجرد ذهن و ادراک سے -

ثانیاً ' ایک اصل عظیم اس باب میں یه هے که انبیاء کرام کا طریق تعلیم " مقدمات " کا طریقه نہیں هوتا - " براه راست " تلقین کا طریقه هوتا هے -

عام بول چال میں اس کا مطلب یوں سمجھنا چاهیے که کسی بات کے ثابت کرنے اور منوا دینے کے طریقے دو هیں : ایک طریقه یه هے که پہلے مخاطب سے چند ایسے باتیں منوالي جائیں جو گو اصل مدعا نہیں هیں ' لیکن انکے تسلیم کرلینے کے بعد مدعا کا تسلیم کر لینا ضروري هوجایگا - یه طریقه " مقدمات " کا طریقه هے - دوسرا طریقه یه هے که جو بات مخاطب کے دل میں اتارني هو ' وه ایسي شکل و نوعیت میں بیان کر دي جاے ' که بغیر کسي دوسري بات کے سہارے کے ' خود بخود دل نشیں هوجاے - اس بات کے سمجھنے ' مان لینے ' اور شک و انکار سے محفوظ هوجانے کیلیے کسي دوسري بات کے سونچنے سمجھنے کي ضرورت هي نه هو - یه طریقه " براه راست " تلقین کا هے - کیونکه اس طریقه میں اثبات مدعا کیلیے جو کچھه کہا جاتا هے ' مقدمات کا محتاج نہیں هوتا - پہلا طریقه علوم وضیعه اور نظار کا هے - دوسرا طریقه طریق فطري اور انبیاء کرام کا هے -

انبیاء کرام اگر اپني تعلیم میں مقدمات کا طریقه اختیار کرتے ' تو ظاهر هے که ان کا خطاب عام نوع بشر سے نہیں هوسکتا تھا - کیونکه بجز چند افراد کے جنہوں نے علوم وضیعه کے طریقه پر مقدمات کے بحث و نظر کي استعداد پیدا کرلي هو ' عامة الناس نه تو ان کي تعلیم سمجھه سکتے ' نه ایمان کے لیے مکلف هوسکتے - انبیاء کے لیے ضروري هوتا که وه ایمان کي براه راست دعوت دینے کي جگه پہلے مدرسوں میں وضعي علوم کي تعلیم دیتے پھرتے ' پھر تعلیم کے بعد مقدمات ترتیب دیکر اثبات مدعا کي شکلیں بناتے ' پھر ان مقدمات میں سے ایک ایک مقدمه پر لڑتے جھگڑتے - پھر جب مخاطب ان مقدمات کے جال میں الجھه جاتا ' تو اسے بے بس کرکے اقرار کرا لیتے - یه طریقه حکماء کي بحث و نظر کا هے - " دعوت " کا نہیں هے - اور انبیاء کرام " داعي " هوتے هیں - " مناظر " اور " نظار " نہیں هوتے !

ثالثاً ' مقدمات کا طریقه جیسا کچھه بھي هو ' یقین نہیں پیدا کر سکتا ' عجز پیدا کر دیتا هے ' اور دونوں میں فرق هے - انبیاء اپنے مخاطبین میں یقین پیدا کرنا چاهتے هیں - بحث میں عاجز کرکے چپ کرا دینا نہیں چاهتے - مقدمات کا طریقه پیچ در پیچ اور چند در چند نظري مسلمات پر مبني هوتا هے - اگر مخاطب اس پیچ و خم کا شاطر نہیں هے ' تو بہت جلد لاجواب هوکر چپ هوجائیگا - یه " چپ هو جانا " نه که " مطمئن هوجانا " طریق مقدمات میں مناظر کي فتح سمجھي جاتي هے - لیکن انبیاء کرام زبان نہیں ' دل جیتنا چاهتے هیں ' اور زبان کے بے بس هو جانے سے دل میں یقین نہیں پیدا هو جاتا - تم ایک تیز زبان آدمي سے گفتگو میں بازي نہیں لیجا سکتے ' اس لیے هار مان لیتے هو ' مگر اس سے دل کا اعتقاد تو نہیں پیدا هو جائیگا ؟

رابعاً ' مقدمات کے طریقه کا تمام تر دار و مدار وضعي علوم کے نظري مسلمات پر هوتا هے ' اور یه مسلمات نه تو هر حال میں حقیقي هیں ' نه هر زمانے کي علمي استعداد یکساں طور پر ان کا اعتراف کرسکتي هے - بہت ممکن هے که کل تک جو بات مسلم طور پر مني جاتي تھي ' آج اتني کمزور هوجائے که لوگ اس کي

بیوي کے پاس لیجائے - لیکن جب ڈاکٹر ملکه کے پاس پہنچا ' تو اسے ایک کالے عہده دار سے تعشق کرتے پایا - ملکه نے نپولین کا پیغام سن کر کہا " میں نے اسکي محبت کبھي اپنے دل میں محسوس نہیں کي - اگرچه میں یه همیشه یاد رکھنے پر مجبور هوں که وه میرے لڑکے کا باپ هے "

مذکورۂ بالا عورتوں کے علاوه اور بھي بہت سي عورتوں سے نپولین کو محبت هوئي یا انهوں نے اس سے محبت کي - انمیں سب سے اهم اور قابل ذکر تین عورتیں هیں - میڈیم پولین ' میڈیم ڈي اسٹایل ' اور مسز اوبل - هم انکے واقعات بالاختصار بیان کرینگے -

بالکل نا امید ہو جاتا - مگر اُس نے فوراً خط لکھا " کاش تمہارے پر ہوتے ' اور تم اُڑ کر میرے پاس آ جاتیں ! "

لیکن جوزیفائن اپنی رنگ رلیوں میں مصروف تھی - نپولین کی اُسے ذرا بھی پروا نہ تھی - اب اُسے پایۂ تخت میں بڑی عزت حاصل ہوگئی تھی - اچھے اچھے لوگ اُس کی خوشامد میں لگے تھے - چند ہفتہ کے اندر نپولین نے اٹلی میں عظیم الشان فتوحات حاصل کرلیں اور اطمینان پاکر جوزیفائن کو بلا لینا چاہا - لیکن وہ برابر حیلے حوالے کرتی رہی - آخر نپولین نے سختی سے لکھا کہ فوراً چلی آؤ - اِس مرتبہ اُس نے ایک نیا عذر پیش کیا - اُس نے لکھا کہ میں سفر نہیں کر سکتی کیونکہ حمل سے ہوں - نپولین کو اس جھوٹی خبر سے بڑی ہی خوشی ہوئی - اُس نے فوراً خط لکھا " جوزیفائن ! میں نے سخت غلطی کی - کس طرح اپنے گناہ کا کفارہ کروں ؟ میں نے نا حق شک کیا - حالانکہ تم بیمار تھیں - سچ ہے ' محبت انسان کو اندھا کر دیتی ہے ... کاش ایک ہی دن کیلیے میں تمہارے پہلو میں ہوتا ! "

نیز اپنے بھائی کو لکھا " جوزیفائن کی علالت نے میرے ہوش اڑا دیے ہیں - کاش میں اُسے لکھہ سکتا - اُس کی محبت جنون کے درجہ تک پہنچ گئی ہے - میں، اُس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا - خدا نخواستہ اگر وہ مرگئی تو زندگی میں میرے لیے کوئی لطف باقی نہیں رہے گا ! "

لیکن چند ہی دن بعد نپولین کو معلوم ہوگیا کہ جوزیفائن نے دھوکا دیا تھا - وہ بالکل اچھی ہے ' اور پیرس میں ضیافتیں دے رہی ہے - اب اُسکے غصہ کی کوئی حد نہ تھی - اُسنے فوراً تلخ لہجہ میں خط لکھا ' اور حکم دیا کہ بلا کسی عذر کے روانہ ہوجائے - جوزیفائن بادل ناخواستہ روانہ ہوگئی - میلان میں، نپولین نے بڑی مسرت سے استقبال کیا - مگر چند ہی دن بعد اُسے پھر میدان جنگ میں جانا پڑا - کیونکہ فوج ایک خطرہ میں پھنس گئی تھی - خطرہ دور کرکے اُسنے پھر اُسے طلب کیا - خط میں لکھا تھا " جدائی کے وقت تمہارے آنسوؤں نے میرے دل کو سخت مایوس کر دیا تھا - میری عقل جاتی رہی تھی - اب پیارے میرے پاس آجاؤ ' تاکہ مرنے سے پہلے ہم کہہ سکیں کہ ہم نے بھی چند دن خوشی کے دیکھے ہیں " مورخ میسن کا بیان ہے کہ نپولین ' جوزیفائن کے سامنے اِس طرح کھڑا ہوتا تھا ' گویا کسی مقدس دیوی کے حضور میں کھڑا ہے !

(نپولین کا رقیب)

جوزیفائن اپنے شوہر کے حسب الحکم جنگی پڑاؤ میں آگئی - یہاں چارلس نام فوج میں ایک کم رتبہ افسر تھا - کم عمر اور خوبصورت تھا - حتیٰ کہ کہا جاتا ہے ' نپولین کی فوج میں اُس سے زیادہ حسین آدمی کوئی نہ تھا - جوزیفائن دیکھتے ہی فریفتہ ہوگئی - یا تو فوج میں رہنے سے بیزار تھی ' یا اب فوج سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتی تھی - دونوں میں شناسائی ہوئی ' تعلقات بڑھے ' اور اتنے بڑھے ' کہ خود نپولین نے محسوس کر لیا - وہ نہایت غصہ ہوا مگر ضبط سے کام لیا - البتہ اِتنا ضرور کیا کہ اپنے رقیب کو فوج سے نکال کر پیرس بھیجدیا اور حکم دیا کہ آئندہ احکام کا منتظر رہے - اپنے شوہر کی اِس کارروائی سے جوزیفائن کو سخت صدمہ ہوا - مگر مجبور تھی - کچھہ کر نہیں سکتی تھی - وہ اپنی پھوپھی کو ایک خط میں لکھتی ہے " زندگی سے اُکتاگئی ہوں - موت کی تمنائیں کر رہی ہوں ! "

جنگ اِٹلی سے فارغ ہوکر دونوں میاں بیوی بڑی شان و شوکت سے پیرس لوٹے - لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد نپولین کو پھر جوزیفائن سے علحدہ ہونا پڑا - وہ مصر کی مہم پر روانہ ہوگیا ' اور بیوی سے وعدہ لے لیا کہ جنگ ختم ہوتے ہی مصر چلی آئیگی - مگر ابھی وہ مالٹا ہی پہنچا تھا کہ اِس عیش پسند عورت نے خاوند کو یک قلم بھلا دیا ' اور جلسے شروع کر دیے - نپولین اب فرانس میں اِس قدر ہردلعزیز ہوگیا تھا کہ اُسکی بیوی کی آزادیوں پر تمام پیرس ملامت کر رہا تھا - مگر خود اُسے کچھہ پروا نہ تھی - بہت جلد نپولین کو تمام روداد معلوم ہوگئی - کہا جاتا ہے کہ، اِسی زمانہ میں اُسے سب سے پہلے جوزیفائن کو طلاق دینے کا خیال پیدا ہوا تھا -

جوزیفائن سمجھتی تھی کہ نپولین شاید کبھی واپس نہ آئیگا ' یا بہت مدت کے بعد آئیگا - اِسی لیے بالکل بیباک ہوگئی تھی - مگر اچانک اُسے خبر ملی کہ اُسکا شوہر مصر سے آگیا ہے ' اور عنقریب پیرس پہنچنے والا ہے - بہت خوفزدہ اور پریشان ہوئی - ایک طرف، اپنی بے اعتدالیوں کا خوف تھا - دوسری طرف سخت مقروض بھی ہوگئی تھی - حیران تھی شوہر کو کیا جواب دے گی ؟ مگر تھی چالاک - فوراً پیرس سے استقبال کیلیے روانہ ہوگئی - نپولین کو بھی اُسکی روانگی کی خبر مل گئی تھی - اُسنے بالکل مختلف راستہ اختیار کیا ' اور محل میں آکر تمام دروازے بند کر لیے - جوزیفائن اپنی تدبیر میں ناکام ہوکر سرعت سے لوٹی ' اور سیدھی محل کی طرف روانہ ہوگئی - مورخ میسن کا بیان ہے " جوزیفائن محل کے دروازہ پر کھڑی دستکیں دیتی رہی - مگر نپولین نے کوئی شنوائی نہیں کی - پھر اُسنے اپنے گھٹنوں پر جھک کر پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کیا ' مگر اِس پر بھی سپہ سالار نے مطلقاً پروا نہ کی - اِس حالت پر پورا دن گزر گیا ' مگر دروازہ نہیں کھلنا تھا نہیں کھلا - اب جوزیفائن بالکل تھک گئی - نا اُمید ہوکر واپس جانے والی تھی کہ اُسکی ایک سہیلی اُسکے دونوں بچوں ارجین اور ہورٹانس کو لے آئی - اُنھوں نے رکوع کرکے اپنے سوتیلے باپ کو پکارنا اور اپنی ماں کیلیے رو رو کر سفارشیں کرنا شروع کیا - معصوم بچوں کی آواز سنکر نپولین کا دل نرم پڑگیا اور دروازہ کھول دیا - پھر جوزیفائن کو اُٹھایا ' آنسو پونچھے ' معاف کیا ' اور اُسکا بیس لاکھہ فرنک قرضہ بھی ادا کردیا "

(جوزیفائن کو طلاق)

اِسکے بعد جوزیفائن نپولین کے ساتھہ رہی - جب وہ تخت نشین ہوا ' تو اُسنے ملکۂ فرانس کا تاج پہنا اور شہنشاہی کی عزت و عظمت کے ساتھہ زندگی بسر کرتی رہی - یہانتک کہ نپولین کو اپنے بعد اپنے جانشین کی فکر ہوئی - اِس خیال نے دوسرے سیاسی مصالح کے ساتھہ ملکر اُسے جوزیفائن کی طلاق پر مجبور کر دیا - چنانچہ طلاق دیدی گئی ' اور نپولین نے شہنشاہ آسٹریا کی لڑکی میری سے شادی کرلی -

مشہور ہے کہ آسٹرین بیوی کو اپنے شوہر سے ذرا بھی محبت نہ تھی - بلکہ سخت نفرت کرتی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا - نپولین نے جزیرۂ سینٹ ہیلانا میں بستر مرگ پر اپنے ڈاکٹر کو وصیت کی تھی کہ موت کے بعد اُسکا دل شیشہ میں رکھکر اُسکی

فانما يسرناه بلسانك لعلهم يتذكرون (۴۴ : ۵۸) هو الذي ينزل على عبده آيات بينات ليخرجكم من الظلمات الى النور (۵۷ : ۹) قرانا عربيا غير ذي عوج (۳۹ : ۲۸) فانما يسرناه بلسانك لتبشر به المتقين (۱۹ : ۹۷) و انه لتنزيل رب العالمين - نزل به روح الامين - على قلبك لتكون من المنذرين - بلسان عربي مبين ! (۲۶ : ۱۹۱) انه لقول فصل و ما هو بالهزل (۸۶ : ۱۴) يعني قرآن صاف اور واضح عربي زبان ميں نازل هوا هے - اُسكي تعليم بالكل كھلي هوئي اور اسكا طريق بيان تمام تر سهل اور دل ميں اُتر جانے والا هے - سچائي اس ميں كھول دي گئي هے - حقيقت كے ليے اُس ميں كوئي نقاب نهيں - اُس كا بيان يكقلم سيدھا سادھا هے - كسي طرح كي ٹيڑھ اور پيچيدگي اُس ميں راه نهيں پا سكتي - اُسكے سمجھنے بوجھنے كيليے صرف اس بات كي ضرورت هے كه دل لگنے والا اور كان سننے والا هو - اُسے صرف سن لينا هي اُسے پا لينا هے ، اور اُسے ديكھ لينے سے انكار نه كرنا ، اسكي شيفتگي اور عشق كا اقرار هے !

علاوه بريں قرآن نے جابجا اپنے نام گنائے هيں - وه كهتا هے ميں " موعظة " هوں ، " ذي الذكر " هوں ، " تبياناً لكل شي " هوں ، " تذكره " هوں ، " هدى و رحمه " هوں ؟ اور يه ظاهر هے كه جو بات وعظ هو ، تذكير هو ، نصيحت هو ، هدايت هو ، روح و دل كے روگوں كي شفا هو ، وه منطقي شكلوں كا اُلجھاؤ اور مقدمات در مقدمات طلسموں كا كارخانه نهيں هو سكتي !

(۷) ضرورت هے كه مختصراً اس معامله كي ، توضيح كے ليے ايک دو مثاليں بھي ديدي جائيں :

متكلمين نے جو طريقه الٰهيات ميں اثبات مدعا كا اختيار كيا تھا ، اُس ميں سب سے زياده اُن كا اعتماد حدوث عالم كے اثبات پر تھا - يعني عالم قديم (مصطلحۂ فلسفه) نهيں هے - پيدا شده هے - حدوث عالم كے ليے سب سے زياده قوي استدلال حركت اور تغير كا استدلال سمجھا جاتا تھا - بچپنے ميں هم نے يه شكل رٹي تھي : " العالم متغير ، و كل متغير حادث - فالعالم حادث " (عالم متغير هے ، اور هر چيز جو متغير هے ، حادث هے - پس عالم حادث هے) چونكه متكلمين كے دماغ ميں اثبات مدعا كي يهي شكليں بسي هوئي تھيں ، اسليے اُنھوں نے قرآن كے استدلالات كو بھي كھينچ تان كر يهي جامه پهنا دينا چاها - قرآن حكيم نے جس طرح آيت زير تدبر ميں حضرت ابراهيم (على نبينا و عليه الصلوة و السلام) كي ايک " حجة " كا ذكر كيا هے ، اُسي طرح سورۂ انعام ميں ايک دوسري " حجة " كا بھي ذكر كيا هے : و تلك حجتنا آتيناها ابراهيم على قومه ، نرفع درجات من نشاء ، ان ربك حكيم عليم (۶ : ۸۳) يه " حجة " كيا تھي ؟ يه " حجة " وه تھي جس ميں حضرت ابراهيم كے مشاهدۂ " ملكوت السماوات و الارض " كے واردات كا ذكر هے : فلما جن عليه الليل ، رأى كوكبا ، قال هذا ربي ، فلما افل ، قال لا احب الافلين ! (۶ : ۷۶) يعني حضرت ابراهيم نے ستاره ، چاند ، اور سورج ديكھا ، اور جب اُن ميں سے هر كوكب ڈوب گيا ، تو فرمايا " اني لا احب الافلين " چونكه اس معامله كو قرآن نے " حجة " كے لفظ سے تعبير كيا تھا ، اور جيسا كه آگے چل كر معلوم هوگا ، متكلمين نے " حجة " مستعملۂ قرآن كو وهي حجة قرار دے ليا تھا جو اُن كي مصطلحۂ منطق " حجة " تھي ، اسليے انھوں نے اس آيت كي تفسير كرتے هوے اپنے منطقي استدلال كي شكل يهاں بھي چپكا دي - مطلب يه قرار ديا كه حضرت ابراهيم نے حدوث عالم پر حركت و تغير سے استدلال كيا هے - يعني اُن كي حجة بھي يهي تھي كه " العالم متغير و كل متغير حادث " انھوں نے كواكب كے صانع عالم نه هونے پر اس بات سے استدلال كيا هے كه اُن ميں حركت هے - حركت تغير كو كهتے هيں ، اور جس ميں تغير هو وه محدث هے ، اور جو محدث هے ، وه قديم نهيں ، اور جو قديم نهيں ، وه صانع عالم نهيں هو سكتا ! اس تفسير پر همارے متكلمين كو اس درجه وثوق بلكه فخر هے كه حضرت امام رازي تغير سے استدلال حدوث كو " طريق ابراهيمي " قرار ديتے هيں ، اور فرماتے هيں " پهلا حكيم رباني جس نے اس حكمت سے مخلوق كو آشنا كيا ، وه حضرت ابراهيم خليل هيں " !

ابھي اِس سے قطع نظر كيجئے كه اِس استدلال كي كمزوريوں كا كيا حال هے ، اور اسكا صغرى اور كبرى هي كونسا قطعي اور مسلم هے كه نتيجه قطعي الثبوت هو - اِس پر بھي بحث نه كيجئے كه اِس طرح كا استدلال انبياء كرام كي طرف منسوب كرنا طريق دعوت نبوت سے كس درجه نا آشنائي اور حقيقت فراموشي هے - صرف اِس بات پر غور كيجئے كه لغت و عربيت كے لحاظ سے اِس تفسير كا كيا حال هے ؟ آيت كريمه ميں كوكب ، چاند ، اور سورج كا ذكر هے ، اور تينوں كيليے " افل " كا لفظ آيا هے - متكلمين كي يه تفسير " افول " كے معني حركت و تغير قرار ديتي هے ، اور جب تک يه معني قرار نه ديے جائيں ، اُن كے گڑھے هوے استدلال كي ديوار كھڑي نهيں هو سكتي ، ليكن جزم و قطع كے ساتھ كها جاسكتا هے كه عربي لغت ميں كسي ايسے " افول " كا وجود هي نهيں جو حركت و تغير كے معني ميں بولا جاتا هو - جو " افول " عربي زبان ميں مستعمل هے ، اُسكے معني تو كسي چيز كے چھپ جانے اور غائب هو جانے كے هيں - قد أفلت الشمس تأفل و تأفل افولا - اي غابت و احتجبت - اس كے سوا كوئي معني اس لفظ كے مفهوم ميں داخل نهيں - آيت كا صاف مطلب يه هے كه جب چاند ڈوب گيا ، سورج غروب هوگيا ، تو حضرت ابراهيم نے كها " اني لا احب الافلين " ميں چھپ جانے والوں كو دوست نهيں ركھتا - يهاں حركت و تغير كي مصيبت كهاں سے آگئي ؟

پھر قيامت پر قيامت يه هے كه " حركت " سے بھي انكا مقصود حركت لغوي نهيں هے - بلكه حركت مصطلحۂ فلسفه هے - يعني وه حركت جو ايک حالت سے دوسري حالت ميں انتقال كو كهتے هيں ، خواه مكان ميں هو يا زمان ميں ، اور كم ميں هو يا كيفيت ميں - مثلاً درخت كا نمو بھي حركت هے ، اور يه حركت في الكم هے ، اور كسي رنگ كا تغير بھي حركت هے - اور يه حركت في الكيف هے - ظاهر هے كه اگر " افول " كے مفهوم ميں كسي نه طرح كھينچ تان كر حركت كي دلالة پيدا بھي كرلي جائے ، تو لغت اور قرآن پر يه كيسا صريح اتهام هوگا كه حركت كا يه فلسفيانه مفهوم اُن كے سر تھوپا جائے ؟

علاوه بريں متكلمين اپنے ذوق تفلسف ميں يه حقيقت بھي بھول گئے كه حضرت ابراهيم عليه السلام كا خطاب جن لوگوں سے تھا ، وه كواكب كو صانع كائنات نهيں سمجھتے تھے كه اُنكے ليے اِس مزعومه استدلال كي ضرورت هوتي - اُن لوگوں كا اعتقاد اجرام سماويه خصوصاً چاند سورج كي نسبت وهي تھا ، جو دنيا كي تمام مشرك عقول كا اپنے اپنے ديوتاؤں كي نسبت رهچكا هے اور اب تک هے - يعني يه ايسي روحاني اور ملكوتي هستياں هيں جنھيں دنيا كي تدبير و

هنسي اڑائیں - ایمان کي بنیاد ایسي متغیر اور متلوں بنیاد پر نہیں هوسکتي - وہ تو هر فرد ' هر جماعت ' هر طبقه ' اور هر زمانه کے لیے ایک یکساں حقیقت ہے - یه محل تفصیل کا نہیں ' ورنه مثالوں سے یه بات بالکل واضح هو جاتي - همارے حکماء اور متکلمین نے حدوث عالم اور اثبات صانع کے کتنے هي استدلال ترتیب دیے تھے ' جن کی بنیاد اُس وقت کے مذاهب فلسفه کے نظري مسلمات پر رکھي گئي تھي ' لیکن آج هم کسي پڑھے لکھے آدمي کے سامنے اُنہیں دهرانے کي جرأت نہیں کرسکتے !

(۵) صرف یهي نہیں که قرآن کا یه طریقه نہیں ہے ' بلکه اُس نے واضح طور پر اس طریقه کي مذمت کي ہے ' اور اسے بھي اُنهي طریقوں میں سے قرار دیا ہے جو اُس کے نزدیک " جدل " کے طریقے هیں ' اور جو طریق " دعوت " و " هدایت " کے ساتھه جمع نہیں هو سکتے - یه طریقه جھگڑنے اور لفظوں اور باتوں کے پیچ میں مخاطب کو کس دینے کے لیے ضرور مفید ہے - مگر اذعان و یقین کیلیے که طریق دعوت و هدایت کا مقصد وحید ہے ' کچھه مفید نہیں - بلاشبه اس طریق کا عامل ایک علمي قسم کا جھگڑالو آدمي بن جاتا ہے ' لیکن مرشد اور هادي نہیں بن سکتا - اس کي طبیعت کبھي اِس طرف نہیں جاتي که سچائي اور حق معلوم کرے - وہ اس کا عادي هو جاتا ہے که اپنے بنائے هوے قاعدوں ' گڑھے هوے مقدموں ' اور منوائي هوي اصطلاحوں سے کسي نه کسي طرح مخاطب کو لاجواب کردے - رفته رفته خود اُسکا قلب بھي حقیقت سے نا آشنا اور اُسي قسم کي باتوں پر قانع هو جاتا ہے جسے انگریزي میں " ٹکنیکل " قسم کي باتیں کہتے هیں (لفظ صناعی اسکا پورا مفہوم ادا کرنے کیلیے کافي نہیں ' الا یه که اختیار کرلیا جاے) اگر وہ ایک مخاطب کو جو حق کي جستجو اور یقین کي راہ میں اُس سے نزاع کر رہا ہے ' صرف ایک لفظ کي غلطي ' یا کسي اصطلاحي قاعدہ کي نا آشنائي ' یا ترتیب مقدمات کے پیچ و خم کے اُلجھاؤ سے شرمندہ کردے سکے اور لا جواب بنا دے ' تو وہ اسے اپني بڑي سے بڑي فتح مندي سمجھے گا ہے ' اور اسے " مناظرہ میں هرا دینے " سے تعبیر کریگا - لیکن ایک لمحه کیلیے بھي یه نہیں سونچے گا که اِس نام نہاد فتح و شکست سے حقیقت اور سچائي کا فیصله کیونکر هوگیا ؟ یه زیادہ سے زیادہ مناظرہ کي جیت ہے - لیکن حقیقت کا فیصله تو نہیں ہے ؟ اگر وہ اِس مناظرانه کج اندیشي کی مدهوشي سے افاقه پائے ' اور خود اپنے دل کي گہرائیوں کا حساب لے ' تو اُسے معلوم هو جائے که جس بات کے منوانے کیلیے وہ ایک عالم کو چپ کراتا پھرتا ہے ' خود اُسي کے دل کو اُسپر قرار نہیں ہے - قرآن و سنت پر تدبر کرنے سے معلوم هوتا ہے که یه ' اور اِس طرح کے تمام طریقے ' نه صرف حصول مقصد کیلیے سود مند نہیں هیں ' بلکه هدایت و یقین کي راهوں سے دور کر دینے والے هیں - قرآن اِن تمام طریقوں کو " خصومت " اور " جدل " یعنے لڑنے جھگڑنے کي راہ قرار دیتا ہے - اُس نے جا بجا اِس نوعیت کے اعتراضات اور تشکیکات نقل کي هیں - پھر بتلایا ہے که یه حق و هدایت کي راہ نہیں ہے ' خصومت اور جھگڑنے کي روش ہے - سورۂ یاسین میں منکرین کا یه استفهام تشکیکي نقل کرنے کے بعد که " و یقولون متی هذ الوعد ان کنتم صادقین ؟ " فرمایا " ما ینظرون الا صیحة واحدة ' تاخذهم و هم یخصمون ! " " خصومت " کا لفظ یہاں اِسي حقیقت کي طرف اِشارہ ہے - سورۂ زخرف میں منکرین کا یه انداز سخن نقل کیا ہے که " و لما ضرب ابن مریم مثلاً ' اذا قومک منه یصدون - و قالوا : الهتنا خیر اُم هو ؟ " اِسکے بعد کہا " ما ضربوا لک الا جدلا ' بل هم قوم خصمون ! " یعنے منکروں کي یه فکري حالت که وہ بات کي حقیقت پر غور کرنے کي جگه فرضي اور تخمیني صورتیں پیدا کرکے کج بحثي کرني چاهتے هیں ' راستي و حق پرستي کا طریقه نہیں ہے - " جدل " کا ڈھنگ ہے -

چنانچه یهي وجه ہے که قرآن حکیم نے دعوت الي الحق کا طریقه واضح کرتے هوے کہا : ادع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنه ' و جادلهم بالتی هی احسن (۱۶ : ۱۲۶) اِس آیت میں بالترتیب تین طریقوں کا ذکر کیا ہے : حکمت - موعظۂ حسنه - اور جدل - لیکن جدل کو " بالتی هي احسن " کے ساتھه مقید کر دیا ہے - یعنے ایسا جدل جو اچھے طریقه پر کیا جاے - اِس سے معلوم هوا که قرآن کے نزدیک " جدل " حکمت و موعظت کي طرح محمود و مطلوب نہیں ہے ' الا یه که " بالتی هی احسن " هو -

جس آیت کي نسبت آپنے استفسار کیا ہے ' دراصل وہ اسي حقیقت کا ایک بہترین نمونه پیش کرتي ہے - وہ واضح کرتي ہے که انبیاء کا طریق دعوت و هدایت کا ہے - جدل کا نہیں ہے - اور تشریح اسکي آگے آئیگي -

(۶) لیکن افسوس ہے که متکلمین کا منطقي ذوق طریق قرآني کي اهمیت و حقیقت معلوم نه کرسکا - اُنہوں نے قرآن کو بھي وهي منطقي جامه پہنا دینا چاها ' جو خود انہوں نے علم و نظر کے هر گوشے میں پہن لیا تھا - چونکه یه طریقه قرآن کیلیے ایک مصنوعي طریقه تھا ' اسلیے قدم قدم پر طرح طرح کي مشکلات پیش آئیں - لغت ساتھه نہیں دیتي تھي ' عربي اُسلوب بیان قطعاً مخالف تھا - سباق و سیاق کا مقتضا کچھه اور هي کہتا تھا - سب سے بڑھکر یه که قرآن کا عام نظم بیان اس طریق کے ساتھه چل نہیں سکتا تھا - تاهم وہ اپني موشگافیوں اور کوہ کندنیوں میں برابر بڑھتے هي گئے ' اور کسي نه کسي طرح کھینچ تان کر ایک نیا کارخانۂ استدلال گڑھکر کھڑا کر دیا - اب دنیا کہتي ہے که قرآن کي مشکلات حل نہیں هوتیں - لیکن کوئي نہیں جو اس حقیقت پر سے پردہ اُٹھائے که مشکلیں قرآن کي مشکلیں نہیں هیں - مفسرین کي پیدا کي هوئي مشکلیں هیں - اگر ایک بات کو اُس کی زبان ' اُس کے اُسلوب ' اور اُس کے قدرتي معانی سے هٹا کر ایک دوسري طرح کي شکل دیدي جائیگي ' تو یقیناً وہ صاف نہیں رهیگي ' مشکلات کا ایک معما هي بن جائیگي !

یاد رکھنا چاهیے که قرآن کے ساتھه هم دو هي طرح کا سلوک کرسکتے هیں - یا تو اس کي سچائي تسلیم کریں - یا انکار کردیں - اگر هم اس کی سچائي تسلیم کرتے هیں تو ضروري ہے که وہ تمام اوصاف بھي تسلیم کرلیں جو اُس نے اپني نسبت بار بار بیان کیے هیں - اِن اوصاف میں سب سے پہلا اور بنیادي وصف یه ہے که وہ هر اعتبار سے سہل ہے - کسي اعتبار سے بھي مشکل نہیں - پس قرآن سب کچھه هو سکتا ہے مگر مشکل اور پیچیدہ نہیں هوسکتا - کوئي تفسیر ' کوئي تاویل ' کوئي ایسي بات جس سے اُس کي کوئي ایک سورت ' کوئي ایک رکوع ' کوئي ایک آیت ' بلکه اُس کا کوئي ایک لفظ بھي مشکل اور مقدمات طلب بن جائے ' قرآن کے لیے سچي تفسیر اور سچي بات نہیں هو سکتي - یقیناً وہ سچي نہیں هوسکتي - اس لیے که قرآن جسے سچ هونا چاهیے ' بار بار کہتا ہے : و لقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر (۵۴ : ۱۷)

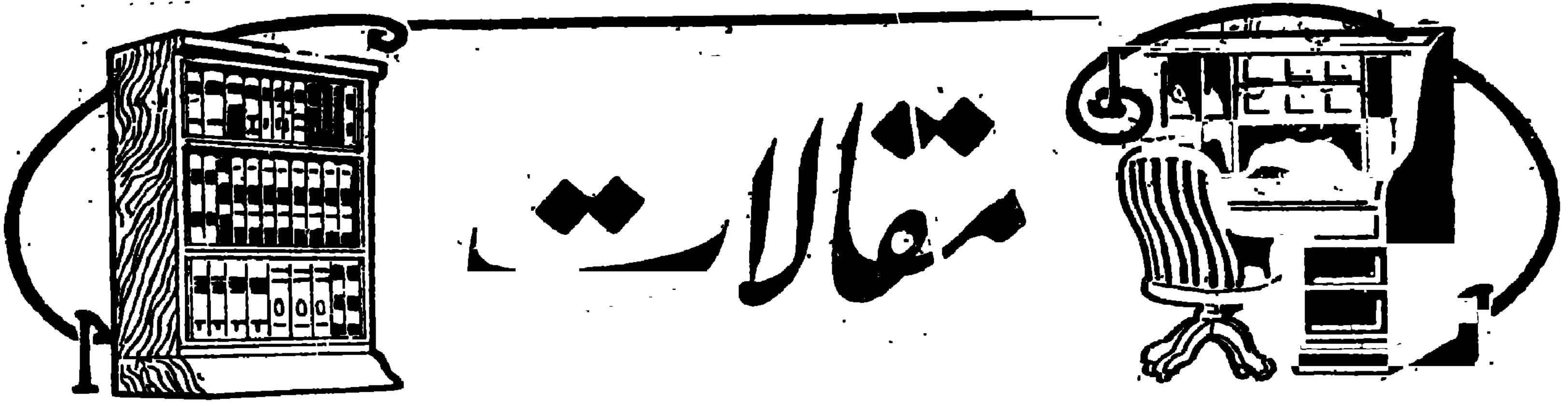

مقالات

"کمیونیزم" اور اُسکے مقاصد

(کارل مارکس کے مباحث)

(۳)

"لیکن تم کمیونسٹ، سرمایہ دار عورتوں کی عمومیت بھی رواج دوگے"

ایک ھی طرح کے سرمیں تمام سرمایہ دار یہ راگ آلاپ رہے ھیں!

چونکہ سرمایہ دار اپنی بیوی کو بھی پیداوار کا ایک آلہ تصور کرتا ھے، اس لیے جب کبھی سنتا ھے کہ آلات پیداوار عام ملکیت ھوجانے والے ھیں، تو قدرتی طور پر خیال کرتا ھے کہ عورتوں پر بھی اس کا اثر پڑے گا!

اُسے کبھی یہ خیال نہیں گزرتا کہ کمیونسٹوں کا مقصود تو صرف اس قدر ھے کہ عورت پیداوار کا محض ایک آلہ نہ سمجھی جائے - وہ عورتوں کی موجودہ حیثیت بدل دینی چاھتے ھیں -

ھمارے سرمایہ داروں کے اس عیارانہ خوف سے زیادہ کوئی چیز مضحکہ انگیز نہیں جس کی وہ اس باطل دعوی میں نمائش کر رہے ھیں - کمیونسٹوں کو عورتوں کے عام بنانے کی کیا ضرورت ھے جب کہ ان کی یہ صورت حال تقریباً ھمیشہ موجود رھی ھے اور آج بھی موجود ھے!

ھمارے سرمایہ دار بزرگ کیا کر رہے ھیں؟ اپنے مزدوروں کی عورتوں اور لڑکیوں کو اپنے قبضۂ و تصرف میں رکھنے سے سیر نہ ھوکر نیز باضابطہ عصمت فروشی پر بھی قانع نہ ھوکر، وہ اب آپس میں ایک دوسرے کی بیویوں سے علانیہ تعلقات پیدا کر رہے ھیں، اور یہ تعلقات سرمایہ دار سوسائٹی کی بہترین معاشرتی دلچسپی ھیں!

خود سرمایہ دارانہ شادی بھی درحقیقت عورتوں کی عمومیت ھی ھے - کمیونسٹوں کو زیادہ سے زیادہ الزام یہ دیا جاسکتا ھے کہ وہ عورتوں کی موجودہ ریاکارانہ اور خفیہ عمومیت ختم کر دینی چاھتے ھیں - ظاھر ھے کہ پیداوار کے موجودہ نظام کی منسوخی کے ساتھہ اُس کا نتیجہ یعنی عورتوں کی عمومیت بھی معدوم ھو جائیگی، اور اُس وقت عام عصمت فروشی کا بازار بھی گرم نہیں ھو سکیگا -

کمیونسٹوں پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ھے کہ وہ وطنی و قومی روح فنا کردینی چاھتے ھیں -

مزدوروں کی نہ تو کوئی قوم ھے نہ وطن - پس جو چیز اُنہیں ملی ھی نہیں، چھینی بھی نہیں جاسکتی! -

مزدوروں کو پہلے سیاسی طاقت حاصل کرنی چاھیے پھر اپنے تئیں بطور ایک قوم کے قائم کردینا چاھیے - یہ کام بذات خود ایک قومی کام ھے، اگرچہ سرمایہ دار اُسے کچھہ نہ سمجھیں -

جوں جوں سرمایہ دار ترقی کرتے جاتے ھیں، آزاد تجارت پھیلتی جاتی ھے، عالمگیر بازار کھلتے جاتے ھیں، صنعتی پیداوار میں اضافہ ھوتا جاتا ھے، قومی اختلافات بھی کم ھوتے جاتے ھیں، اور حالات زندگی میں ھمرنگی و یکسانیت بڑھتی جاتی ھے -

مزدوروں کی فتحمندی ان اختلافات کو اور زیادہ کم کردیگی، کیونکہ ان کی تجارت کے لیے تمام دنیا اور کم سے کم مہذب ممالک کا متحدہ عمل اولین شرط ھے -

افراد کے باھمی خود غرضانہ استعمال میں جس قدر کمی ھوتی جائیگی، اسی قدر قوموں کا باھمی خود غرضانہ استعمال بھی کم ھوتا جائیگا -

جوں جوں فرقہ بندیاں معدوم ھوتی جائینگی، قوموں کی باھمی دشمنی بھی مٹتی جائیگی -

رہے باقی الزام جو کمیونزم پر مذھبی، فلسفی، اور نظری نقطۂ نظر سے لگائے گئے ھیں، تو وہ اس قدر پوچ ھیں کہ کسی سنجیدہ بحث کے محتاج نہیں -

کیا اِس حقیقت کے سمجھنے کے لیے کسی گہری بصیرت کی ضرورت ھے کہ مادی حالات زندگی اور اجتماعی نظام کی تبدیلی کے ساتھہ انسان کے خیالات، نظریے، تصورات، حتیٰ کہ ضمیر و وجدان تک بدل جاتا ھے؟

خیالات کی تاریخ بجز اس کے اور کیا ثابت کرتی ھے کہ دماغی پیداوار، مادی پیداوار کے ساتھہ ھمیشہ بدل جاتی ھے؟ ھر عہد کے حکمراں خیالات ھمیشہ وھی رہے ھیں، جو اس کے حکمراں طبقہ کے تھے -

جب لوگ اُن خیالات پر بحث کرتے ھیں جو سوسائٹی میں انقلاب پیدا کردیا کرتے ھیں، تو یہ حقیقت صاف ظاھر ھو جاتی ھے کہ پرانی سوسائٹی کے اندر ھی نئی سوسائٹی کے عناصر کی تکوین پوشیدہ تھی، اور یہ کہ قدیم خیالات کے انحلال کے ساتھہ ھی قدیم اجتماعی رشتے بھی پراگندہ ھوجاتے ھیں -

جب قدیم دنیا اپنے زوال کی آخری گھڑیوں سے گزر رھی تھی، تو قدیم مذاھب بھی ایڑیاں رگڑ رہے تھے - یہاں تک کہ مسیحیت نے ظاھر ھوکر انہیں نگل لیا - اسی طرح جب اٹھارھویں صدی میں مسیحی خیالات کی جگہ عقلیت نے لے لی، تو جاگیردار سوسائٹی نے اُس وقت کے انقلابی سرمایہ داروں سے فیصلہ کن لڑائی لڑی - پھر مذھبی آزادی اور وجدانی آزادی کے خیالات نے علم کی عملداری اور آزاد مقابلہ کا اصول ظاھر کر دیا -

تصرف میں دخل ہے ' اور اسلیے اِنکي پرستش ضروري ہے - پس جب وہ کواکب کو صانع کائنات سمجھتے هي نه تھے ' تو اُنکے محدث و مخلوق هونے کے دلائل پر حضرت ابراهیم کیوں زور دیتے ' اور کیوں قرآن اسے " تلک حجة اٰتینا ها ابراهیم علی قومه " سے تعبیر کرتا ؟ اُنکے علم میں تو کوئي ایسي بات آئي تھي ' جس سے کواکب کے تدبیر و تصرف عالم میں دخیل هونے کا بطلان ثابت هوتا ' کیونکه اُنکے هم وطنوں کي اصلي گمراهي یہي تھي -

یه محل مزید تشریح و اطناب کا متحمل نہیں ' ورنه یہي ایک تفسیر اِس حقیقت کي توضیح کیلیے کافي تھي که متکلمین کے طریقه نے قرآن حکیم کے معارف و حقائق پر کیسے تو بر تو پردے ڈالدیے هیں' اور اُنکي ذهنیت معارف قرآنیه کي روح سے کس درجه مختلف بلکه متضاد ہے - في الحقیقت قرآن حکیم کا یه مقام من جمله اهم ترین دلائل قرآنیه کے ہے ' لیکن متکلمین نے ایک دور از کار اور تقریباً بے معني منطقي استدلال کا جامه پہنا کر اُس کي ساري دلاویزي اور خوبي غارت کردي ہے' جو کسي طرح بھي اُس پر راست نہیں آتا - لطف یه ہے که یه استدلال حضرت ابراهیم کي طرف اِس جوش و سرگرمي کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے ' گویا اُنکے لیے ابراهیم خلیل کي جگه اِمام الحرمین یا اِمام رازي بن جانا کوئي بڑي هي فضیلت کي بات ہے !

میں نے یہاں ارسطو کي جگه اِمام الحرمین اور اِمام رازي اسلیے کہا که جو بات حضرت ابراهیم کي طرف منسوب کي گئي ہے ' وہ اِتنا وزن بھی نہیں رکھتي ' جسقدر عامهٔ حکماء کي عقلیات کا تسلیم کرنا پڑتا ہے - شیخ الاسلام اِبن تیمیه نے سچ کہا ہے که " متکلمین نے طریق قرآني اسلیے ترک کیا ' تاکه فلاسفهٔ و عقلیین کے ساتھ چل سکیں ' مگر افسوس که یه بھي نه کرسکے - اِنکي خام خیالیوں سے تو پھر حکماء کي باتیں غنیمت هیں "

یا مثلاً ' قرآن حکیم نے الله تعالی کے صفات کا ذکر کرتے هوے " احد " اور " واحد " کا لفظ استعمال کیا ہے - " احد " اور " واحد " کے معني اُس زبان میں جسمیں قرآن نازل هوا ہے ' اسکے سوا کچھ نہیں هیں که یه صفت ' تعدد کي نفي کرتي ہے - یعني وہ ایک ہے ' اکیلا ہے ' اسکا کوئي شریک نہیں - کوئي عرب یا عربي داں انسان " احد " کا لفظ سنکر اس سے زائد کسي مفہوم کا تخیل هي نہیں کرسکتا ' لیکن متکلمین نے اسکے لیے فلسفیانه معاني اور التزامات پیدا کرلیے ' اور بلا تکلف اُنهی معاني میں استعمال کرنے لگے - مثلاً وہ کہتے هیں ' خدا نے اپنا وصف احد قرار دیا ہے - احد وہ ہے جو منقسم نه هوسکے ' پس معلوم هوا که وہ جسم نہیں ہے ' کیونکه اجسام قابل انقسام هیں - همیں بھي اِسکا شوق نہیں که خدا کي جسمیت ثابت کي جاے ' لیکن یه قطعي ہے که قرآن نے عربي کا لفظ " احد " اس مصطلحهٔ متکلمین مفہوم میں استعمال نہیں کیا ہے ' اور نه اس انقسام و عدم انقسام کي دقیقه سنجیوں سے اسے کوئي تعلق ہے -

یا مثلاً ' عربي کا ایک لفظ " مثل " ہے - " مثول " کے اصلي معني کسي چیز کے نصب هونے کے تھے - مصور صورت بنا دیتا ہے ' اس لیے اُسے ممثل کہنے لگے - مثل الشي - اي انتصب و تصور - سورۂ مریم میں ہے " فتمثل لها بشراً سویا " یعني آدمي کي شکل میں نمایاں هوا - پھر اسی نسبت سے اِسکا استعمال مشابہت کے معنوں میں بھي هونے لگا - فلاں چیز فلاں چیز کے مثل ہے - یعني اُس جیسي ہے - تاج محل کے مثل کوئي عمارت نہیں - یعني اُس جیسي کوئي عمارت نہیں - قرآن نے بھي جا بجا مثل کا لفظ انهي معنوں میں استعمال کیا ہے -

لیکن جب فلسفیانه مصطلحات رائج هوگئیں ' تو " تمثیل " کا استعمال ایک خاص تعریف و حدود کے ساتھ هونے لگا - مثلاً مماثلت کے مفہوم میں منطقي اطلاق پیدا کرکے اُسے مماثلة فی الجوهر' مماثلة فی الکیفیة ' مماثلة فی الکمیة ' مماثلة فی القدر و المساحة ؛ وغیرہ میں لے گئے ' اور اسکے بعد " مثل " مستعملهٔ قرآن سے بھي وهي استدلال کرنے لگے - مثلاً " لیس کمثله شي " میں " مثل " کو وهي " مثل " مصطلحه قرار دیتے هیں ' اور اسپر اپني تمام فلسفه آرائیوں کي عمارت اُستوار کرتے هیں - وہ کہتے هیں - تمام اجسام متماثل هیں ' اور جسم وہ ہے جو جواهر فرد سے مرکب هو ' یا جسکي طرف اِشارہ کیا جاسکے ' اور جسکي مقدار هو ' پس جب خدا نے فرمایا " لیس کمثله شی " تو اِس سے اُن تمام جسمي (مصطلحه فلسفه) مماثلتوں کي نفي هوگئي جو جواهر میں یا اعراض میں هو سکتي هیں - فلو کان جسماً لکان له مثل ' و اذا لم یکن جسماً ' لزم نفي ملزومات الجسم - یقیناً خدا کے مثل کوئي شے نہیں' لیکن سوال یه ہے که " لیس کمثله شي " میں قرآن نے عربي کا جو لفظ استعمال کیا ہے ' اور اسکا جو مطلب دو سو برس تک تمام عرب مخاطبین سمجھتے رہے' وہ کیا تھا ؟ کیا وہ یہي مثلیت مصطلحهٔ فلسفه تھي ؟ حاشا و کلا - عربي میں مثل کا لفظ ٹھیک اُنهي سیدھے سادھے معنوں میں بولا جاتا ہے ' جن معنوں میں هم آجکل اُردو میں بولا کرتے هیں - مثلاً ایک شخص کہتا ہے " تاج محل آگرہ کے مثل کوئي عمارت موجود نہیں " تو اِس سے اُسکا یه مطلب نہیں هوتا که وہ مماثلة في الجوهر یا مماثلة فی الکمیة ' یا مماثلة فی الکیفیة ' یا مماثلة فی القدر و المساحة ' یا مماثلة فی اي معني اصطلاحي فلسفي کي نفي کر رها ہے - بلکه یه مطلب هوتا ہے که ایسي خوشنمائي رکھنے والي کوئي دوسري عمارت موجود نہیں - قرآن نے بھي ٹھیک اِسي سادہ اور لغوي معني میں " مثل " کا لفظ استعمال کیا ہے - یه فلسفیانه دقیقه سنجیاں یہاں کہاں سے آگئیں ؟

یا مثلاً ' عربي کا ایک لفظ " خلد " اور " خلود " ہے جسکے معني لغت اور زبان میں طول عہد کے هیں ' اور اِسي نسبت سے وہ همیشگي کے معنوں میں بھي بولا جاتا ہے - لیکن یه همیشگي ایسي هي هوتي ہے جیسے بول چال میں هم کہتے هیں " یه آدمي همیشه کلکته هي میں رهیگا " اس سے یه مقصود نہیں هوتا که وہ ابد تک رهیگا اور مستقبل میں کوئي وقت ایسا نہیں آیگا جب وہ کلکته میں موجود نہو' بلکه یه مطلب هوتا ہے که وہ یہیں ٹھہرا هوا ہے اور عرصه تک یہیں ٹھہریگا - قرآن نے بھي جا بجا اسي معني میں یه لفظ استعمال کیا ہے ' لیکن بعد کو جب فلسفیانه بحثیں پیدا هوگئیں ' تو " خلود " کے معني ایسي همیشگي کے هوگئے جسکي کوئي نہایت نه هو -

یا مثلاً ' عربي میں لفظ " قدیم " کے وهي معني هیں ' جو اردو میں " پرانے " کے هیں " یه مکان بہت قدیم ہے " یعني بہت مدت سے ہے - لیکن متکلمین نے فلسفیانه مباحث میں " قدم " و " حدوث " کي خاص مصطلحات اختیار کیں' اور اسلیے " قدیم " کي بھي ایک خاص منطقي تعریف بن گئي - اب کتاب و سنة کا مستعمله " قدیم " بھي اسي معني میں لیا جانے لگا !

بريد فرنگ

مصر اور ترکی کی نسوانی تحریکات

پیرس کے مصور رسالہ نے ایک سلسلۂ مقالات بلاد اسلامیہ کي جدید نسواني تحریکات پر شائع کرنا شروع کیا ہے - مقالہ نگار حال میں قسطنطنیہ اور قاہرہ کے سفر سے واپس آیا ہے - وہ لکھتا ہے :

" سنہ ۱۹۲۷ کي جو فکري لہر قاہرہ اور قسطنطنیہ کي عورتوں کے دماغوں میں دوڑ رہي ہے ' آسے میں لفظوں میں منتقل کر دینا چاہتا ہوں "

مقالہ نگار کے تاثرات کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

(۱) ترک اور مصري عورتوں میں نئے خیالات کي نشؤ و نما اگرچہ گذشتہ صدي کے اواخر سے شروع ہوگئي تھي ' مگر وہ ایک خاص حد سے آگے نہ بڑھسکي - سنہ ۱۹۰۰ تک قسطنطیہ اور قاہرہ میں نئي قسم کي خواتین کا مطلب صرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ فرانسیسي زبان سے واقف ہیں ' مغربي روش کا لباس مشرقي اصلاحات کے ساتھہ پسند کرتي ہیں ' اور اُن میں اہل قلم عورتوں کي بھي ایک محدود تعداد پیدا ہوگئي ہے -

(۲) لیکن موجودہ صدي کے اوائل سے صورت حال میں نئي نئي تبدیلیاں رو نما ہوئیں - اِن تبدیلیوں میں سب سے زیادہ اہم تبدیلیاں دو تھیں - ترک اور مصري خواتین کا یورپ میں آزادانہ سفر و قیام - اور ترک نقاب - چنانچہ سنہ ۱۹۰۵ سے لیکر سنہ ۱۹۰۸ تک ترکي اور مصر کي پچاس سے زیادہ خواتین یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں دیکھي گئیں - ان میں بڑي تعداد اُن کم عمر خواتین کي تھي جو تعلیم کي غرض سے یورپ آئي تھیں - ان متعلمات میں مصر کے خاندانی خطیبوں کي بیٹي بعض خواتین تھیں -

جدید مصري خاتون

بیگم زغلول اپنے معمولی لباس میں

مصري خواتین کا نقاب جو اب رخصت ہو رہا ہے !

(۳) سنہ ۱۹۰۸ع میں جب ترکي میں انقلاب دستوري ہوا ' تو حالات نے یکایک ایک دوسري ہي صورت اختیار کرلي ' اور ترکي کے خواتین کي معاشرتي زندگي میں انقلاب عظیم ہوگیا - اُس وقت تک دار الخلافہ میں خال خال مسلمان عورتوں کے کلب تھے ' اور جتنے بھي تھے ' زیادہ تر امریکن مشنیري جماعتوں کے قائم کیے ہوئے تھے - لیکن اب یکایک زنانہ کلبوں کي تعداد میں عظیم اضافہ ہوگیا - سب سے پہلے انجمن اتحاد و ترقي نے زنانہ کلب قائم کیے - پھر علم تحریک شروع ہوگئي ' اور ایسے ایسے عظیم الشان کلب قائم ہوگئے ' جن کے ارکان کي تعداد سیکڑوں سے بھي متجاوز تھي - اُسي وقت سے ترک خواتین نے ملک کي سیاسي و معاشرتي تحریکات میں بھي علانیہ حصہ لینا شروع کردیا - ایک کثیر تعداد مقرروں اور ادیبوں کي بھي پیدا ہوگئي جن میں ایک کافي تعداد ترکي زبان کے اچھے خطیبوں - اور اہل قلم کي تھي - چہرہ کا نقاب بھي تمام تعلیم یافتہ خواتین نے تقریباً ترک کردیا - البتہ باہر نکلنے کے لیے ایک خاص طرح کا جسم پوش لباس پہن لیا جاتا تھا جس سے نہ صرف تمام جسم اور لباس کي آرائش چھپ جاتي تھي ' بلکہ سر کے بال بھي پوشیدہ رہتے تھے - صرف نصف پیشاني سے لیکر ٹھوڑي تک چہرہ کھلا رہتا تھا -

بلاشبه اعتراض کيا جاليگا که مذهبي ' اخلاقي ' فلسفي ' سياسي ' اور قانوني خيالات تاريخي ترقي کے دوران ميں تبديل هوتے رهے هيں ' مگر ان تبديليوں کے با وجود بهي مذهب ' اخلاق ' فلسفه ' سياست ' اور قانون کي حقيقت کبهي نهيں بدلي ' بلکه يه چيزيں بدستور باقي رهيں - مزيد براں کچهه اٹل سچائياں بهي هيں ؟ جو تمام اجتماعي نظاموں ميں هميشه قائم رهي هيں اور اُن ميں کبهي تبديلي نهيں هوئي - ليکن کميونزم يه تمام سچائياں نئي بنيادوں پر قائم کرنے کي جگه اُنهيں سرے سے مٹا دينا چاهتا هے ' اور يه ايک ايسي بات هے جو تمام تاريخي ترقيوں کے بالکل مخالف هے -

ليکن هم کهتے هيں که تمام پچهلي سوسائٹيوں کي تاريخ ' جماعتي نزاع کي تاريخ هے جس نے مختلف زمانوں ميں مختلف شکليں اختيار کيں - جماعتي نزاع نے کوئي شکل بهي اختيار کي هو ' ليکن يه ايک ناقابل انکار حقيقت هے که هر زمانه ميں سوسائٹي کا ايک حصه دوسرے حصوں کو خود غرضانه استعمال ميں لاتا رها هے - لهذا کچهه عجب نهيں ' اگر اِن تمام زمانوں کا اجتماعي ضمير هميشه تقريباً ايک هي قسم کے خيالات کا پابند رها هو - ظاهر هے که اِس اجتماعي ضمير کي تبديلي اسي وقت ممکن هے جب جماعتي نزاع کا پورے طور پر خاتمه کر ديا جائے -

کميونيزم کيا هے ؟ ملکيت کا انقلاب اور اسکے روايتي رشتوں کا ايک براه راست طبعي انفجار ! لهذا کچهه عجيب نهيں ' اگر وه اپنے دوران ترقي ميں تمام روايتي نظريوں سے آزادانه قطع تعلق کرلے اور ايک نيا نظام قائم کردے !

ليکن هميں سرمايه داروں کے اعتراضات کي پروا نهيں کرني چاهئے - اپنے کام ميں بدستور منهمک رهنا چاهئے -

هم ابهي بيان کر چکے هيں که مزدوري پيشه طبقه کے انقلاب کا پهلا قدم يه هے که وه حکمراں طبقه کي حيثيت حاصل کرلے - يعني حقيقي جمهوريت کو کامل فتح حاصل هو جائے -

مزدور ' سرمايه داروں سے تمام سرمايه بتدريج چهين لينے اور پيداوار کے تمام آلات حکومت کے هاتهوں مين جمع کردينے کيليے اپني سياسي طاقت استعمال کرينگے ' يعني پيداوار کے تمام ذرائع وه خود اپنے هاتهوں ميں لے لينگے - کيونکه وهي حکمراں طبقه هونگے ' اور کوشش کرينگے که جلد سے جلد بار آور طاقتوں کي مجموعي مقدار بڑها ديں -

يه مقصد ظاهر هے که پورا نهيں هوسکتا ' جبتک که حقوق ملکيت اور سرمايه دارانه حالات پيداوار پر علانيه سخت حملے نه کيے جائيں - يه حملے اُن ذرائع سے کيے جائينگے جو گو ابهي اقتصادي حيثيت سے ناقابل حصول معلوم هوتے هيں ' مگر بتدريج بڑهينگے اور ضروري هو جائينگے - اِس سے مقصود وهي ذرائع هيں ' جو پيداوار کے تمام طريقوں ميں انقلاب پيدا کر ديں -

يه ذرائع مختلف ممالک ميں قدرتي طور پر مختلف هونگے - تاهم ترقي يافته ممالک ميں حسب ذيل ذرائع سے بهتر کام ليا جاسکتا هے :

(۱) زمين کي ملکيت کي منسوخي اور زمين کے لگان پر حکومت کا قبضه -

(۲) بهاري اور برابر بڑهنے والا انکم ٹيکس -

(۳) سرمايه دارانه وراثت کي منسوخي -

(۴) باغيوں اور جلاوطنوں کے إملاک کي ضبطي -

(۵) حکومت کے هاتهوں ميں قرض کي مرکزيت ' اور يه اِس طرح که ايک قومي بنک قائم کيا جائے جس ميں صرف حکومت کا سرمايه هو ' اور جسے بلا شرکت غيرے اجاره داري کا حق حاصل هو -

(۶) ذرائع مواصلات اور برآمد کي حکومت کے هاتهوں ميں مرکزيت -

(۷) قومي کارخانوں اور آلات پيداوار کي توسيع ' اور بنجر زمينوں کي ايک عام اجتماعي خاکه کے مطابق اصلاح -

(۸) سب کو محنت کيليے مجبور کرنا ' اور صنعتي فوجوں کي تنظيم ' خصوصاً زراعت کيليے -

(۹) زرعي اور صنعتي محنت کي آميزش ' تا که شهر اور ديهات کي باهمي تفريق مٹ جائے -

(۱۰) تمام بچوں کيليے عام مفت تعليم -

جب دوران ترقي ميں جماعتي إمتيازات معدوم هو جائينگے ' اور تمام پيداوار قوم کي بڑي اکثريت کے هاتهوں ميں سمٹ آئيگي ' تو عام اجتماعي طاقت اپني سياسي حيثيت کهو ديگي - سياسي طاقت درحقيقت ايک منظم طاقت هے تا که دوسري جماعتوں پر مسلسل ظلم کيا جاسکے -

اگر مزدور انقلاب کے ذريعه بر سر اقتدار آجائيں ' اور طاقت کے زور سے پرانے حالات پيداوار برباد کر ڈاليں ' تو اِن حالات کے ساتهه قدرتي طور پر وه موجوده جماعتي نزاعات اور خود جماعتوں کو بهي برباد کر ڈالينگے ' بلکه ساتهه ساتهه خود اپني جماعتي حکمراني کي حيثيت بهي مٹا دينگے -

الهــلال کو

اشاعت کي کمي کي شکايت نه هوتي ' اگر مصارف کي زيادتي پيش نه آتي - سنه ۱۹۱۴ع ميں الهلال کي يهي قيمت تهي - يعني باره روپيه سالانه ' مگر تمام طباعتي اشياء کي قيمت موجوده قيمتوں سے آدهي تهي - اِس وقت اگرچه الهلال کا حلقهٔ اشاعت اردو کے تمام رسالوں سے زياده هے ' ليکن مصارف کي زيادتي کي وجه سے اب تک آمدني اور خرچ برابر نهيں هوسکے هيں - کيا آپ اس معامله پر توجه ضروري نهيں سمجهتے ؟ اگر ضروري سمجهتے هيں تو توسيع اشاعت کے ليے کوشش کيجيے -

(منيجر الهلال)

تاریخ و عبر

ہندوستان

انگریزی حکومت سے پہلے اور انگریزی حکومت کے بعد

خود انگریز مدبّروں اور مصنّفوں کی نظر میں!

اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مدبّروں کی شہادت

(۲)

ہندوستان کی صنعت پارچہ بافی

ہندوستان نے پارچہ بافی کو ہر زمانہ میں بے نظیر کمال اور ناقابل تقلید ہنرمندی کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ اُن کے بعض کپڑے تو ایسی حیرت انگیز نفاست سے طیار ہوتے ہیں کہ پرستان کے بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کمال دراصل، ہندوستانیوں کے بہترین ذوق، نفاست پسندی، اور سلیقہ کا نتیجہ ہے۔ (برنس سنہ ۱۸۳۳ء میں)

ہندوستان کے جنگلی درختوں میں پھلوں کی جگہ اون (سن) پیدا ہوتی ہے جو اپنی نفاست اور خوبصورتی میں بھیڑ کے اون کو بھی مات کرتی ہے۔ ہندوستانی اسی سے اون کے کپڑے بناتے ہیں۔

(ہیروڈوٹس سنہ ۴۴۵ قبل مسیح)

اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ ہندوستان اور بابل کے مابین ۳۰۰۰ قبل مسیح میں تجارتی تعلقات قائم تھے۔ سنہ ۲۰۰۰ قبل مسیح کی مصری حنوط کی ہوئی لاشیں ہندوستانی ململ میں لپٹی ہوئی دستیاب ہوئی ہیں۔ روم میں ہندوستانی پارچہ جات کی بہت بڑی کھپت تھی۔ یہ واقعہ اس طرح محقق ہوتا ہے کہ "ایلڈر پلینی" نے شکایت کی ہے کہ روم کی بہت بڑی رقم ہر سال ہندوستانی کپڑے پر خرچ ہوتی ہے۔ ڈھاکہ کی ململ یونان میں "گنجی ٹیکا" کے نام سے مشہور تھی۔ (پروفیسر ٹریبی)

ہم جانتے ہیں کہ یہودیوں نے اپنی قومیت کے ابتدائی دور (یعنی قبل مسیح ۲۰۰۰ سال) میں ہندوستان کا کپڑا استعمال کیا ہے۔

(ڈیمپیر صفحہ ۲۰۶)

فینی مسیح سے ۲۰۰ سال پہلے مصر اور عرب کی دیبا کے تذکرہ میں بنگال کی ململ کا ذکر کرتا ہے۔ (ڈیمپیر)

افریقہ سے لیکر منگولیا تک، ہر بندرگاہ میں ہندوستان کا بنا ہوا ہر طرح کا کپڑا بکثرت دستیاب ہوتا تھا۔ (مارکوپولو سنہ ۱۲۹۰ء)

سنہ ۱۷۰۰ء کے بدنام قانون کی رو سے انگلستان میں ۲۹ ستمبر سنہ ۱۷۰۱ء سے چین، ایران، ہندوستان کے ہر قسم کے کپڑوں کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ اس تاریخ سے جتنا بھی کپڑا آئیگا وہ یا تو ضبط کر لیا جائے گا، یا واپس کر دیا جائے گا۔

(سر جارج برڈوڈ)

[illegible] انگلینڈ میں یہ سخت جرم تھا کہ کوئی عورت ہندوستانی چھینٹ استعمال کرے۔ بسنہ ۱۷۶۶ء میں لندن میں ایک انگریز خاتون کو دو ہزار پونڈ جرمانہ اس لیے ادا کرنا پڑا کہ اس کا رومال ہندوستانی کپڑے کا تھا۔ (پروفیسر لیکی)

سترہویں صدی کے آخر میں نفیس اور عمدہ ہندوستانی چھینٹ اور ململ بہت بڑی مقدار میں انگلینڈ بھیجی گئی اور وہاں اس قدر مقبول ہوئی کہ مقامی اونی و ریشمی کپڑے کی تجارت سخت خطرہ میں پڑ گئی۔ چنانچہ اس کی روک تھام کے لیے سنہ ۱۷۰۰ء اور سنہ ۱۷۲۱ء میں پارلیمنٹ نے ایسے قانون پاس کیے جن کی رو سے انگلینڈ میں ہندوستانی کپڑے کا استعمال قطعاً ممنوع قرار پا گیا۔ (پروفیسر لیکی)

نفیس کپڑا بننے، رنگوں کے بنانے، دھات پر نقش و نگار بنانے، جواہرات کے گڑھنے، عطر کے طیار کرنے، اور ہر قسم کی دقیق و لطیف صنعتوں میں ہندوستانیوں کا کمال قدیم زمانہ سے شہرۂ آفاق ہے۔

(پروفیسر ویبر)

سنہ ۱۷۸۰ء سے سنہ ۱۸۳۰ء تک کا زمانہ انگلستان کی پارچہ بافی کا سنہرا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ یعنی اُس وقت جبکہ انگریزی کپڑے کی پارچہ بافی جہازوں کی طلسمی تیز رفتاری اور میکانیکی ایجادات کی محیر العقول تاثیر کے ماتحت روز افزوں ترقی کر رہی تھی، ہندوستانی کپڑے پر ۵۰ فیصدی چنگی لگا دی گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈھاکہ کا نفیس کپڑا اس زبردست چنگی کی وجہ سے انگلستان جانا موقوف ہو گیا اور بالآخر یہ کپڑا بازار سے مفقود ہو گیا۔ (پروفیسر ٹیبر)

سنہ ۱۸۱۳ء تک ہندوستان کا سوتی اور ریشمی کپڑا انگلستان کے بازاروں میں معقول نفع کے ساتھ خود انگریزی کپڑے سے ۵۰ اور ۶۰ فیصدی کم قیمت پر بکتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی کپڑے کو بچانے کے لئے ہندوستانی کپڑے پر ۷۰ اور ۸۰ فیصدی چنگی لگا دی گئی۔ اگر یہ ظالمانہ چنگی نہ لگائی جاتی اور ممانعت کے قانون نافذ نہ کئے جاتے، تو "پیسلی" اور "مانچسٹر" کے تمام کارخانے شروع ہی میں بند ہو جاتے اور باوجود مشینوں کی قوت سے مسلح ہونے کے ہرگز نہ چل سکتے۔ درحقیقت یہ کارخانے، ہندوستانی کپڑے کی لاش پر کھڑے کئے گئے ہیں۔ اگر ہندوستان خودمختار ہوتا تو وہ اس بات کا ترکی بہ ترکی جواب دیتا۔ وہ بھی انگریزی مصنوعات پر بھاری چنگی لگا دیتا اور اس طرح اپنی تجارت کو فنا ہونے سے بچا لیتا۔ مدافعت کا حق ہندوستان کو نہیں دیا گیا۔ وہ بے دم بدیشیوں کے زیر پا تھا۔ انگریزی مصنوعات بغیر چنگی ادا کئے جبراً اس ملک میں رائج کی گئیں۔ بدیشی تاجروں نے غیر منصفانہ سیاسی حربہ استعمال کر کے اپنے اس حریف کا گلا گھونٹ ڈالا جس سے وہ کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ (ہسٹری آف انڈیا از مل)

سنہ ۱۷۸۷ء میں مسٹر حسن نامی ایک شخص نے صرف ۸ گھنٹے کے اندر ڈھاکہ میں ۲۱، تھان ململ کے خریدے۔ (ڈاکٹر ٹیلر)

اسوقت انگلستان میں ایک شخص موجود ہے جسنے نواب کے زمانہ میں ایک صبح اپنے ہی مکان پر ۸۰۰ تھان ململ کے خریدے تھے جنھیں خود کاریگر لائے تھے۔ پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے گماشتوں کا ظلم و جور بے روک ٹوک تھا۔ لیکن سراج الدولہ کے عہد سے شروع ہوا۔ خود مذکورۂ بالا شخص کا عینی مشاہدہ ہے کہ جنگل بارٹی کے سات سو جولاہوں نے اپنا پیشہ اور گھر بار محض انہی ظلموں کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا حالانکہ اسوقت یہ ظلم صرف شروع ہوا تھا۔

(بولٹس کے خیالات صفحہ ۹۸-۱۹۱)

نساجان جب کمپنی کے سخت اور جابرانہ معاہدے منظور کرنے سے انکار کر دیتے تھے تو کمپنی کے ایجنٹ اُن کا سامان نیلام کر کے قیمت ضبط کر لیتے۔ کچے ریشم کاتنے والوں پر بھی یہی ظلم کیا جاتا تھا۔ ایسی بکثرت مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں کے انگوٹھے محض اس لئے کاٹ ڈالے گئے کہ وہ مہین تاگا نہ بنا سکیں! (ولیم بولٹس)

جب کمپنی کا گماشتہ کسی بستی یا شہر میں پہنچتا تو اپنے لئے ایک جگہ کوئی گھر منتخب کر لیتا۔ گماشتہ کا گھر "کچہری" کہلاتا تھا۔ یہاں وہ اپنے ہرکاروں کے ذریعہ سے پیکاروں اور دلالوں کو اور بافندوں کو جمع کرنے کا حکم دیتا۔ پھر انہیں کچھ پیشگی دیکر معاہدہ پر دستخط کرا لیتا جس کی رو سے انہیں معین وقت میں خاص قیمت پر مال مہیا کرنا پڑتا۔ [illegible] کے لئے فریقین کی رضامندی ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی

سنہ ۱۹۲۱ میں قسطنطنیہ کی مسلمان عورتوں کا مظاہرہ

سب سے زیادہ اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ مسلمان خواتین نے سرکاری دفاتر میں کام کرنا شروع کردیا جس کی کوئی سابق مثال موجود نہ تھی - ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کے اکثر مراکز میں عورتیں ہی عورتیں نظر آنے لگیں - دفاتر میں ٹائپسٹ عورتیں بھی پیدا ہوگئیں - اس صورت حال نے مشرقی ممالک میں بھی اس اسلوب حیات سے عورت کو آشنا کردیا ' جو اس وقت تک صرف یورپ اور امریکہ ہی کی مضطرب آبادیوں میں محدود تھا -

(۴) ترکی کی اس تبدیلی نے قاہرہ پر بھی اثر ڈالا جہاں مغربیت کہیں زیادہ قوت و وسعت کے ساتھہ نشو و نما پا رہی تھی - سنہ ۱۹۰۱ - میں جب قاسم امین بک نے مسلمان عورتوں کی معاشرتی زندگی میں اصلاح کی ضرورت محسوس کی تھی ' اور پردہ کے خلاف اپنی مشہور کتابیں شائع کی تھیں ' تو اس وقت مصر کے اندر بمشکل پچیس مسلمان عورتیں ایسی نکل سکتی تھیں جو بغیر نقاب کے گھر سے باہر نکلنا گوارہ کرتیں ' لیکن اب ایک بڑی تعداد ایسی عورتوں کی پیدا ہوگئی ' جو بغیر کسی جھجھک کے کھلے منہ باہر نکلنے لگی تھیں ' اور انہوں نے پوری طرح مغربی لباس اختیار کرلیا تھا - سنہ ۱۹۱۲ء میں جب میں قاہرہ گیا تھا ' تو مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا تھا کہ نئے تعلیم یافتہ طبقہ کی عورتیں تمام قدیم رسوم و عوائد ترک کرچکی ہیں ' اور بجز خال خال گھرانوں کے قدیم مصری زندگی کا نظارہ کہیں دکھائی نہیں دیتا - بعض گھرانوں کی خواتین سڑکوں پر بالکل کھلے ڈلے نکلنے سے پرہیز کرتی تھیں ' لیکن اپنے گھر میں انہیں اس سے انکار نہ تھا کہ ایک یوروپین خاتون کی طرح مہمانوں کی پذیرائی کریں ' اور ان کی صحبتوں میں اپنے شوہروں اور عزیزوں کے ساتھہ شریک ہوں -

(۵) جنگ کے بعد دنیا میں جو تعجب انگیز تغیرات ہوے ہیں ' شاید ان میں کوئی چیز بھی اس درجہ موثر اور قابل غور نہیں ہے ' جسقدر مشرقی عورت کی کامل مغربیت ہے - اب ہمیں وہ تمام پر اسرار اور قصہ نما تذکرے بھلا دینے چاہئیں ' جو کسی زمانے میں مشرقی عورتوں اور مشرقی حرمسراؤں کی داستانوں میں ہماری تعجب آمیز دلچسپی کا ذریعہ ہوا کرتے تھے ' اور ہر مغربی سیاح جو مشرق کا قصد کرتا تھا ' سمجھتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو الف لیلہ کی شاہراہوں میں سرگرداں پائیگا - اب مشرق کی ساری چیزوں کی طرح مشرق کی عورت بھی تقریباً ناپید ہوگئی ہے - وہ وقت دور نہیں ہے جب اس کا سراغ ڈھونڈھنے کیلیے مورخین کو کتابوں کے سیکڑوں اوراق الٹنے پڑینگے - اب انگورہ ' قسطنطنیہ ' اور قاہرہ ہی میں نہیں ' بلکہ بغداد اور شام میں بھی "مشرقی عورت" بغیر ڈھونڈھے نہیں مل سکتی - گذشتہ سال میں نے بیروت میں بہت کوشش کی کہ کسی ایسے امیر گھرانے کا سراغ لگاؤں جہاں مجھے کامل مشرقی زندگی نظر آے - کچھہ عرصہ کے بعد ایک دوست نے رہنمائی کی ' اور میں ایک گھرانے میں مدعو کیا گیا - یہ گھرانا بیروت کے ایک قدیم امیر خاندان کا گھرانا تھا - اسکے ارکان مغربیت کے دلدادوں میں " قدامت پرستی " کیلیے بدنام ہیں - یہ مخالفانہ شہرت سنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی - میں نے خیال کیا تھا کہ بیسویں صدی میں کم از کم ایک مرتبہ " الف لیلہ " کے عالم میں واپس جا سکونگا - لیکن آپ میری مایوسی کا اندازہ کرسکتے ہیں ' جو اس وقت مجھپر طاری ہوئی ' جب میں نے اس " قدامت پرست " گھرانے میں اپنے آپکو ایک کامل قسم کے فرانسیسی ایوان ملاقات کے صوفے پر پایا ' اور صاحب مکان نے یہ کہکر اپنی دوازدہ سالہ لڑکی کی تقریب کی کہ " یہ میڈ مزوزیل ...... ہیں ! "

یہ بیروت کا قدامت پرست گھرانا ہے ! بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ اس گھرانے کی ساری قدامت پرستی اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اس کی مسن عورتیں مغربی لباس نہیں پہنتیں ' اگرچہ اپنی لڑکیوں کے لیے اسی کو پسند کرتی ہیں !

مقالہ نگار نے آخر میں افسوس کیا ہے کہ مشرق نے مغرب کی تقلید کے شوق میں اسکی بالکل پروا نہ کی کہ مغربی معاشرت کی بے اعتدالیوں سے اپنی نگہداشت کرے - وہ کہتا ہے " بلا شبہ مشرقی عورت کو مغرب سے بہت کچھہ حاصل کرنا تھا ' لیکن ساتھہ ہی اپنی قدیم زندگی کی بہت سی قیمتی چیزیں محفوظ بھی رکھنی تھیں جن کے نقدان پر آج مغرب افسوس کر رہا ہے "

قسطنطنیہ میں خواتین کے ایک خیراتی بازار کا افتتاح

(ب) ہندوستانی ہمارے بڑے آدمیوں پر ہماری ہی طرح فخر کرنے لگیں گے۔

(ج) ہماری ہی طرح تعلیم حاصل کرنے، ہماری ہی طرح ایک خاص مقصد سے دلچسپی لینے، ہماری ہی طرح ایک خاص نتیجہ کے لئے کوشاں ہونے سے، وہ ہندوستانی ہونے کے بجائے انگریز ہو جائیں گے۔ ٹھیک اسی طرح، جس طرح رومیوں کی ماتحت قومیں رومن ہو گئی تھیں!

(د) اس طرح وہ قدیم ہندوستانی بنیادوں پر آزادی حاصل کرنے کی خواہش سے دست بردار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کوئی فوری تبدیلی ناممکن ہوگی۔ ہمارا قبضہ مدت دراز تک بے خطر برقرار رہ سکے گا

(ھ) تعلیم یافتہ طبقہ یہ سمجھ کر کہ اس کے ملک کی بھلائی ہماری ہی سرپرستی میں ہو سکتی ہے، قدرتی طور پر ہم سے وابستہ رہے گا۔

(سرکاری مراسلہ سنہ ۱۸۵۳ء)

زمین کی فتح کے بعد ہندوستان کا دماغ بھی فتح کر لیا گیا۔

(ہنٹر)

دماغ ہی سلطنتیں برباد کرتے اور قائم کرتے ہیں، دماغ پر قبضہ کر لو، قوم پر بھی حکومت کر سکو گے۔ (لواٹ ڈوسینین)

بغیر دماغی انقلاب کے سیاسی انقلاب ناممکن ہے۔ پوری ایک فوج کی یلغار با آسانی روکی جا سکتی ہے، لیکن دماغی حملہ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا!

(میزنی)

کوئی بھی ہندوستانی ذہانت اور زیرکی پر شبہ نہیں کر سکتا۔ مگر یہ حیرت ہے کہ مغربی طریق تعلیم نے اسے کس طرح اپنا شکار کر لیا ہے اور ہندوستان کی روایتی ذہانت کی مشتعل قوت بالکل افسردہ ہو کر رہ گئی ہے!

(〃)

ہم نے بنگالیوں کو جو تعلیم دی ہے وہ صنعت و حرفت کی طرف راغب کرنے کے بجائے صرف ادبیت سکھاتی ہے۔

(سر ای، سی، بک)

جہاں باشندے خوشحال ہوتے ہیں، وہاں تعلیمی ترقی خطرناک نہیں ہوتی۔ مگر جہاں افلاس اور تعلیم کا ساتھ ہوتا ہے، وہاں آگ لگا دیتی ہے۔ یہ ایک سچی حقیقت ہے، لیکن کتنے آدمی ہیں جو جانتے ہیں کہ یہ حقیقت ہندوستان میں کتنی سچی ہے! (ڈبلو۔ ایس۔ بلنٹ)

شروع میں گورنمنٹ کا تعلیمی دستور العمل یہ تھا کہ ملک کے انتظام کے لئے آدمی فراہم کئے جائیں۔ نیز علمی تعلیم کے بجائے صرف ادبی تعلیم کی ہمت افزائی کی جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں ادبی تعلیم یافتوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی، اور علمی تعلیم تقریباً مفقود رہی۔ (سیڈلر کمیشن)

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدیدہ کے ابتدائی نمبر یعنی نمبر ا سے ۵ تک بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی قیمت پر خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دی جائے۔ - منیجر

بریدِ شرق

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا تاریخی خطبہ

بعد از جنگ حوادث و اعمال کی مستند روداد

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

کامل ایک ہفتہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا جمہوری مؤتمر میں اپنا تاریخی خطبہ سناتے رہے۔ خطبہ بہت ہی طویل ہے۔ تلخیص کے سوا چارہ نہیں۔

سنہ ۱۹۱۹ء میں التوار جنگ

موصوف نے بیان کیا:

۱۹ر مئی سنہ ۱۹۱۹ء میں وہ بحر اسود کے ساحل سمسون پہنچے۔ یہ وہ وقت تھا جب ٹرکی کی داخلی حالت از حد ابتر ہو چکی تھی۔ سلطان وحید الدین اور ان کے وزیر اعظم داماد فرید پاشا، ملک کو اس تعر ذلت سے نکالنے کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہے تھے جس میں وہ التوار جنگ کے بعد گر پڑا تھا۔ اتحادی سلطنتیں، معاہدۂ التوار کی کسی شرط کی بھی پابند نہ تھیں۔ برطانی، فرانسیسی، اور اطالی فوجیں، ٹرکی کی بہت سی سرزمینوں پر قابض ہو گئی تھیں۔ پھر انہی اتحادیوں کے اشارے سے ۱۵ر مئی سنہ ۱۹۱۹ء میں یونانی فوجیں سمرنا پر قابض ہو گئی تھیں۔ اسی قدر نہیں، بلکہ ٹرکی سے مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ تھریس سے دست بردار ہو جائے تاکہ وہاں جمہوری حکومت قائم کر دی جائے۔ کردستان کو خود مختاری دیدے۔ علاقۂ پونٹوس کو آزاد کر دے اور اس میں بھی ایک خود مختار حکومت بن جائے، جس کا پایۂ تخت، طرابزون ہو۔

"انجمن محبان انگریز"

استانبول، تمام سازشوں کا مرکز تھا۔ "انجمن محبان انگریز" سب سے زیادہ خطرناک سازشی مرکز تھا۔ یہ انجمن خود سلطان کی سرپرستی میں تھی۔ وزیر اعظم اور دوسرے ارکان سلطنت، اس کے ممبر تھے۔ اس انجمن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ترکی قومی تحریک کو کچل ڈالے۔ فوج کی ابتری، آخری حد سے بھی تجاوز کر چکی تھی، لیکن وہ بدستور سلطان سے وفادار تھی۔ ملک میں یہ تحریک بھی پھیل رہی تھی کہ ٹرکی اب خود کچھ نہیں کر سکتا، لہٰذا کسی بڑی سلطنت سے امداد حاصل کرنا چاہئے۔ اس غرض کے لئے تین ذریعے لوگوں کے پیش نظر تھے: "انگلستان کی سرپرستی قبول کر لی جائے۔ یا امریکہ کی حمایت منظور کر لی جائے۔ یا خود اندرون ملک میں متعدد حکومتیں قائم کر دی جائیں"

غازی کی ابتدائی مساعی

اس کے بعد غازی نے اپنی ذاتی کوششوں کی طرف اشارہ کیا: "میرے دشمنوں نے مجھے آستانہ سے نکلوانے کی کوشش کی تھی۔ میرے ماتحت پہلے تین فوجیں تھیں۔ نیز انگورہ اور دیار بکر کی فوجوں پر بھی مجھے نگرانی کا حق حاصل تھا۔ میں یہ کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ وطن مقدس، کسی اجنبی حکومت کی غلامی میں پڑے۔ اس حالت پر میں موت کو ترجیح دیتا تھا۔ میں نے فوراً یونان سے مقابلہ کی طیاری شروع کر دی۔ جون اور جولائی (سنہ ۱۹۱۹ء) کے مہینوں میں اناطولیا اور ارض روم کے شہروں میں میں نے کانفرنسیں منعقد کیں۔ لیکن میری سرگرمیاں دیکھ کر استنبول کے حکام سخت برہم ہوئے۔ علی کمال بک وزیر داخلیہ نے مجھے طلب کر کے کہا کہ باب عالی میری تجویز کا مخالف ہے۔

۳ر جولائی کو میں نے اپنے دوستوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور صاف لفظوں میں ان تمام خطروں سے آگاہ کر دیا جو میرے ساتھ قومی تحریک میں شرکت سے انھیں پیش آنے والے تھے لیکن انھوں نے نہایت بہادری سے سرگرم عمل رہنے پر اصرار کیا اور اخلاص و رفاقت کی قسمیں کھائیں۔

تب میں اپنے فوجی منصب سے مستعفی ہو گیا تاکہ آزادی سے جدوجہد جاری رکھ سکوں۔ لیکن ارض روم میں میرے دوستوں میں باہم ناچاقی پیدا ہو گئی۔ میں نے ان سے صاف کہدیا کہ "تاریخ ثابت کر چکی ہے کہ کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی جبتک ایک قابل، مستقل مزاج، اور چست سردار کی اطاعت نہ کی جائے۔ ایسے نازک وقت میں اختلاف سے ہرگز کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا"

قومی حرکت کا دوسرا قدم

قومی تحریک نے دوسرا قدم، سیواس کانفرنس سے اٹھایا۔ اس کانفرنس میں تمام ترکی علاقوں کے نمائندے شریک ہوئے تھے یہیں صاف طور پر یہ بات طے پا گئی کہ اتحادیوں، خصوصاً یونان کی مقاومت کی جائے اور ہر ممکن تدبیر سے ترکی سرزمین، اجنبی فوجوں سے پاک کی جائے۔

اس موقع پر ایک فرانسیسی افسر نے سیواس میں آ کر کہا کہ فرانس عنقریب اس وطنی تحریک کا سر کچل ڈالے گا! میں نے اسے جواب دیا "سیواس پر تم ہرگز قبضہ نہیں کر سکتے۔ فرانس یا کوئی اور طاقت اگر ہماری تحریک کچلنا چاہتی ہے تو اسے ایک طویل ہولناک جنگ کے لئے طیار ہو جانا چاہئے"

اسی کانفرنس میں یہ مسئلہ پیش ہوا تھا کہ امریکہ کی حمایت میں ٹرکی کو چلا جانا چاہئے۔ کپتان رؤف بک، جنرل، آفندی پاشا، خالدہ ادیب خانم (زوجۂ عدنان بک) وغیرہ اس تجویز کے سرگرم حامی تھے مگر میں نے ارکان مجلس سے درخواست کی کہ سردست یہ مسئلہ ملتوی کر دیا جائے۔ میری درخواست منظور کر لی گئی۔

گماشتے جو شرطیں بھی چاہتے، زبردستی منوا لیتے تھے۔ اگر کاریگر کمپنی کا روپیہ قبول کرنے سے انکار کرتا تھا تو اُسے کوڑے لگا کر اُس کے لینے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ (ولیم بولٹس)

کاریگروں کو کمپنی کے لئے کام کرنے پر زبردستی مجبور کیا جاتا تھا۔ اُن سے ایسے معاہدے لئے جاتے تھے جو اُن کے حق میں سراسر نقصان دہ ہوتے تھے۔ اُن کی فریادوں کی کوئی شنوائی نہیں تھی، اور اُنھیں اپنے ذاتی مفاد اور ضمیر کے خلاف کام کرنے پر بڑی سختی سے مجبور کیا جاتا تھا۔ بارہا ایسا ہوتا تھا کہ کاریگروں کو بھاری بھاری جرمانے کام سے انکار کرنے کی وجہ سے ادا کرنے پڑتے.... نوربافوں کو ہولناک اور عبرت انگیز سزائیں دی جاتی تھیں.... جبر و تشدد کی حد یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ کاریگروں کو مجبوراً اپنا پیشہ ترک کر دینا پڑا تھا۔ (۱۸۱۲ء اور ۱۸۱۳ء کی کمرشل بورڈ کی ڈائری)

غریب ہندوستانی دستکاروں اور کاریگروں پر ایسے ایسے ظلم توڑے گئے ہیں جن کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ غریب کمپنی کے گویا غلام بنا دیئے گئے تھے۔ جرمانے، قید، جبری معاہدے، اور بید کی مار نے نوربافوں کی نسل معدوم کر دی! (بولٹس صفحہ ۷۳)

صنعت و حرفت اور تجارت کے تنزل کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ شہر (ڈھاکہ) کی آبادی تقریباً برباد ہو گئی۔ ۱۸۰۱ء میں اس کی آبادی ۲۰ لاکھ تھی، مگر اب صرف ۶۸۰۳۸ رہ گئی ہے جیسا کہ ۱۸۳۸ء کی مردم شماری سے ثابت ہوتا ہے... جتنی تیزی سے آبادی گھٹی ہے، اُس سے کہیں زیادہ سرعت سے افلاس بڑھ گیا ہے!

(جیمس ٹیلر)

مسٹر بروکل ہرسٹ کا سوال:

"انگلستان یا ہندوستان، دونوں میں سے کسی ایک کی صنعت و حرفت کا قربان کرنا دوسرے کی ترقی کے لئے لازمی ہے۔ بنابریں ہندوستانی صنعت و حرفت کی قربانی کر دی گئی۔ کیا تم ہندوستان کو دوبارہ خوشحال کرنے کے لئے انگلستان کو تباہ کرنا چاہتے ہو؟"

مسٹر مارٹن کا جواب:

"میں ہرگز ہندوستان کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے نہیں کہتا۔ لیکن میں ہندوستان کو مسلسل نقصان پہنچانے کے خلاف ہوں۔ پھر یہ بھی لازمی نہیں کہ ہندوستانی نوربافوں کی ترقی سے انگلستان برباد ہو جائے گا۔ کیونکہ ہندوستان کے پاس نہ گلاسگو اور مانچسٹر کی طرح مشینیں ہیں نہ تجارتی بازار ہیں نہ سرمایہ ہے"

مسٹر بروکل ہرسٹ:

آپ سے جو سوال کیا گیا ہے اُس کا تعلق اُس نفیس سُوت سے ہے جو مشین میں طیار نہیں ہو سکتا۔ پس سوال یہ ہے کہ کیا اس نفیس سُوت کی صنعت اس ملک (انگلستان) میں باقی رکھی جائے یا ہمیشہ کے لئے اُٹھا دی جائے؟"

مسٹر مارٹن:

"اگر انگلستان میں اس صنعت کا بقا ہندوستان سے ناانصافی ہی پر موقوف ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ انگلستان کو انصاف سے کام لینا چاہئے۔ خواہ اُس کا نتیجہ کچھ ہو۔ کیونکہ انگریزوں کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ محض اپنے ذاتی مفاد کے لئے اُس ملک کے باشندوں کو تباہ کر ڈالیں جسے اُنھوں نے فتح کیا ہے"

مسٹر بروکل ہرسٹ:

۱۸۳۳ء میں جب کمپنی نے ہندوستان کو تاج کے حوالے کیا تو اُس سے پہلے ہی ہندوستان کی صنعت تباہ ہو چکی تھی۔ لہٰذا اسوقت بحالی کا سوال درپیش نہیں ہے جو واقع ہو چکی ہے۔ نیز ہمارے پاس شہادت موجود ہے کہ ہندوستان صنعتی ملک ہونے کے بجائے زرعی ملک ہے۔ اور وہ جماعتیں جو پہلے دستکاری میں مصروف تھیں، اب زراعت میں مشغول ہو گئی ہیں"

مسٹر مارٹن:

"میں اسے ہرگز تسلیم نہیں کرتا کہ ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے۔ ہندوستان جس طرح زراعتی ملک ہے اُسی طرح صنعتی ملک بھی ہے۔ اُس کی مصنوعات ہر زمانہ میں نہایت کامیاب رہی ہیں اور کوئی قوم بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکی ہے۔ اب ہندوستان کو محض زراعتی ملک بنا دینا، اُس کے لئے سخت ناانصافی اور ظلم ہے"

(۱۸۴۰ء کی پارلیمنٹری سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ)

ہندوستان سے انگلستان کو اور انگلستان سے ہندوستان کو جو کپڑا بھیجا گیا اُس کی تفصیل یہ ہے:

سنہ	ہندوستان سے	انگلستان کو
۱۸۱۴ء	۱۲۶۶۶۰۸ تھان	۸۱۸۲۰۸ گز
۱۸۲۱ء	۵۳۴۴۹۵ "	۱۰۱۳۸۷۲۶ "
۱۸۲۸ء	۴۲۲۵۰۴ "	۴۲۸۸۲۲۰۷۷ "
۱۸۳۵ء	۳۰۶۰۸۶ "	۶۱۷۷۷۲۷۷ "

(مسٹر لارپنٹ)

ہندوستان کا سُوت

ہندوستان میں انگریزی سُوت سب سے پہلے ۱۸۲۱ء میں آیا اس کے بعد اُس کی مقدار بڑھتی گئی۔ چنانچہ

۱۸۲۴ء	میں	۱۲۰۰۰۰ گز
۱۸۲۵ء	"	۸۰۰۰۰۰ "
۱۸۳۰ء	"	۴۰۵۰۰۰۰ "

(ایسٹ انڈین کمپنی کے حالات ضمیمہ)

ڈاکٹر تور نے ۱۸۳۶ء میں لکھا ہے کہ "ڈھاکہ میں جیسا سُوت کتتا ہے اور ململ طیار ہوتی ہے اُس کا مقابلہ انگریزی ذہانت اور صنعت کسی طرح بھی نہیں کر سکتی" (براؤن)

ضلع (ڈھاکہ) میں قدیم زمانہ سے ہر گھر کا مشغلہ سوت طیار کرنا تھا۔ لیکن اب ارزاں انگریزی سُوت کی وجہ سے یہ کام بالکل موقوف ہو گیا ہے۔ اس طرح کاتنے اور بُننے کی صنعت، جس سے مدتوں لاکھوں محنتی مخلوق پیٹ پالتی تھی، ۶۰ برس کے قلیل زمانہ میں اجنبی ہاتھوں میں چلی گئی۔ (")

سب سے پہلے ۱۸۲۱ء میں انگریزی سُوت ہندوستان آیا۔ ۱۸۲۷ء میں اُس کی مقدار ۳۸۷۹۴ من تک پہنچ گئی۔ ۱۸۳۱ء میں ۸۲۸۱۰ من ہو گئی۔ اور ۱۸۳۵ء کے بعد سے تو اُس نے ہندوستانی سُوت کو بالکل بے دخل کر کے ملک بھر میں اُس کی جگہ لے لی۔

(جیمس ٹیلر)

تعلیم

جب کبھی میں ہندوستان کی بے شمار مخلوق کی جہالت کا خیال کرتا ہوں، تو مجھے کارلائل کا پُرحسرت مقولہ یاد آ جاتا ہے "علم کی صلاحیت رکھنے والے انسان کا جاہل رہنا میرے نزدیک ایک اندوہناک مصیبت ہے۔" (ڈاکٹر سنی ہال)

یہ بالکل یقینی ہے کہ ہندوستان ایک بہت بڑا علمی مرکز تھا جہاں سے یورپ کی قدیم مہذب ترین قوموں نے اپنا علم، صنعت اور ادب حاصل کیا تھا۔ (اے ایف ٹلر)

جب کبھی کوئی ملک یا قوم کسی زبردست طاقت سے مفتوح ہوتی ہے تو یقین کر لینا چاہئے کہ حکمران طاقت سب سے پہلا کام یہی کرے گی کہ مفتوح قوم کی تعلیم تباہ کر ڈالے گی یا سختی کے ساتھ اُسے اپنے ہاتھ میں لے لیگی تاکہ اُس سے فائدہ اُٹھا سکے۔ کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ علم اور غلامی پہلو بہ پہلو نہیں رہ سکتے۔ (اے سیڈی)

۱۷۹۳ء میں تعلیمی کمیٹی کے ایک ڈائرکٹر نے کہا تھا "ہم نے امریکہ محض اپنی حماقت سے اس لئے کھو دیا کہ وہاں اسکول اور کالج قائم کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ اب ہمیں ہندوستان میں اس حماقت کا اعادہ نہیں کرنا چاہئے۔ (ایجوکیشن کمیٹی ۱۷۹۳ء)

ہمارے مشرقی مقبوضات میں مشنری بھیجنے کی تجویز ایک نہایت ہی ناعاقبت اندیشانہ، اور مسرفانہ تجویز ہے۔ یہ تجویز نہایت ہی مہلک، مہمل، جاہلانہ، بے فائدہ، مضرت رساں، خطرناک، اور متعصبانہ ہے۔ یہ ہر طرح کے تدبر اور صحیح سیاست کے خلاف ہے۔ یہ ہمارے مقبوضات کی سلامتی اور دوام کو خطرہ میں ڈالنے والی ہے۔

(ہندوستان میں کیری کی آمد پر ایسٹ انڈین کمپنی کے ڈائرکٹروں کا رزولیوشن ۱۷۹۳ء)

۱۷۹۳ء میں کمپنی کے ڈائرکٹر کہتے ہیں "تم (انگریز) ہندوستانیوں کو تعلیم دینا کیوں چاہتے ہو؟ تعلیم دیکر تم اُنھیں اپنی بے انصافیوں سے آگاہ کر دوگے۔ تم نے اُن کا ملک لُوٹ لیا ہے۔ تم نے اُنکے صوبوں کو برباد اور ذلیل کر دیا ہے۔ تم نے اُنکے بادشاہوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ لہٰذا تمھاری سلامتی اسی میں ہے کہ تم اُنھیں اسی طرح فریب خوردہ خود فراموش، اور جاہل رہنے دو!

(سر تھامس ٹریٹن ۱۲ر مارچ ۱۸۱۳ء)

ہمیں صرف اُسی حد تک ہندوستانیوں کو تعلیم و تربیت دینی چاہئے جس حد تک ہم اُن سے اپنی تجارت اور حکومت چلانے میں فائدہ اُٹھا سکیں۔ (کلکتہ جرنل ۱۸۱۹ء)

ہمیں ہندوستانیوں کی ایک ایسی جماعت طیار کرنی چاہئے جو رنگ اور خون میں ہندوستانی ہوں، مگر ذوق، خیال، اور ذہنیت انگریزوں کی رکھیں۔ (میکالے)

ہمیں ہندوستان میں ہندوستانی مدبروں، سپہ سالاروں اور مقننوں کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہمیں محنتی کسان مطلوب ہیں! (تھیکرے)

ہندوستان میں انگریزوں کے اندرونی تعلیمی مقاصد حسب ذیل ہیں:

(الف) انگریزی تعلیم کی رُوح ہمارے قبضہ کے لئے مفید ہوگی۔

گئے۔ ترکی میں جو اعلان شائع کیا تھا، وہ اس عبارت سے شروع ہوتا تھا: "آزادی کی اس مقدس جنگ میں خدا ہمارے ساتھ ہو!"

اسی زمانے میں عسکی شہر اور افیون قرہ حصار سے ہم اتحادی فوجیں نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ ریلوے بھی کئی جگہ سے توڑ ڈالی گئی۔ نئی مجلس وطنی بھی منعقد ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۳ر اپریل ۱۹۲۰ء کا ہے۔

اس کے بعد غازی نے رأفت پاشا کا پھر ذکر کیا۔ اُنھوں نے کہا "میں نے اُنھیں ترکا کے میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ مگر اُنھوں نے تعمیل نہیں کی۔ اسی قدر نہیں بلکہ ایک فرانسیسی آب دوز پر خفیہ آستانہ چلے گئے۔ آج تک معلوم نہ ہوسکا اس سفر کی غرض کیا تھی؟"

اس کے بعد کاظم قرابکر پاشا کی مذمت کرتے ہوئے غازی نے کہا:

"یہ مجلس وطنی کے سیواس سے انگورہ آنے پر معترض تھے۔ پھر جب آستانہ میں پارلیمنٹ منعقد ہوئی تو انھوں نے زور دیا کہ مجلس وطنی توڑ دی جائے۔ لیکن میں نے اُن کے مشورہ کی کوئی پرواہ نہیں کی۔"

اس کے بعد غازی نے وہ رُودادیں پڑھیں جو مشہور خائن سعید ملاء انگریز راہب فرو کو بھیجا کرتا تھا۔ پھر بتایا کہ نور الدین بک قسطنطنیہ کا پولیس کمشنر انگریز جاسوسوں کو پناہ دیتا تھا۔

اس کے بعد غازی نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی کہ مجلس وطنی کی تاسیس کے بعد موجودہ سیاسی مسلک کیونکر اختیار کیا گیا؟ اُنھوں نے کہا:

"اُس وقت تین سیاسی رجحان ملک میں موجود تھے: پان اسلامزم، پان تورانیزم، ترکی قومیت۔ میری رائے اسی آخری رجحان کی طرف تھی۔ یہ اس لئے کہ جملہ ترکی قوموں کا ایک عَلم کے نیچے جمع ہو جانا ناممکن ہے۔ اسی طرح تورانی تحریک یا اسلامی تحریک پر بھروسہ کرنا ایک وہم اور جنون تھا۔ لہٰذا ہمارے لئے اس کے سوا کوئی راہ باز نہ تھی کہ اپنی خالص قومی تحریک پر تکیہ کریں۔ ہمارے لئے ایک قومی سیاست ضروری تھی۔ قومی سیاست سے مقصود، وہ زندگی ہے جو سب سے پہلے قوم کی قوت پر قائم ہو۔ پھر تمام متمدن دنیا کی ہمدردی حاصل کرسکے۔"

جب میں نے مجلس وطنی کے سامنے اپنا یہ نقطۂ نظر پیش کیا تو یہ بحث شروع ہوئی کہ آخر حکومت کی شکل کیا ہونی چاہئے۔ اُسوقت سلطان اور خلیفہ آستانہ میں موجود تھا۔ بہت سے لوگ اُسے معذور اور بے گناہ سمجھتے تھے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ کوئی ایسی تجویز بنائی جائے جو حالات کے مناسب ہو۔ چنانچہ یہ تجویز منظور کی گئی:

"مجلس وطنی سے بالا کوئی قوت تسلیم نہ کی جائے۔ مجلس وطنی میں تشریعی اور تنفیذی دونوں قوتیں جمع ہیں۔ جب سلطان اور خلیفہ، قید سے آزاد ہوگا اُسوقت اُس کی وہ حیثیت ہو جائے گی جو مجلس وطنی طے کرے گی۔"

فرید پاشا کی وزارت

پھر مجلس وطنی کے انتخابات پیش کئے اور میں اُس کا صدر منتخب کیا گیا۔ عین اُسی زمانے میں سلطان وحید الدین نے ہمارے دشمن فرید پاشا کو دوبارہ وزیر اعظم بنا دیا۔ ہماری قومی حکومت کے خلاف فتوے شائع کئے گئے اور دشمن کے جاسوس چاروں طرف ملک میں تقسیم کئے گئے۔ اب ہر طرف شورش پیدا ہوئی۔ خفیہ اور علانیہ قومی حکومت پر یورش شروع ہوئی۔ بولو، ادا بازار، مشرقی انگورہ، توقاد، ینگاد، اسغر، سیورک، اشفین، قونیہ، غرضکہ تمام علاقوں میں مسلح بغاوت برپا ہوگئی۔ پھر قونیا [illegible] میں جیش خلافت نے قبضہ کیا اور قومی حکومت مجبور ہوئی کہ اپنے تمام دشمنوں سے بیک وقت جنگ کرے۔ چنانچہ خیانت وطنی کا قانون بنایا گیا اور محکمۂ استقلال مرتب کر دیئے گئے۔

ساتھ ہی یونانی سیلاب کے روکنے کے لئے ترکیا میں اور فرانسیسیوں کی سرکوبی کے لئے اطنہ میں میدان جنگ قائم کئے گئے۔ ہماری کوششیں جلد بار آور ہوئیں۔ اطنہ، طرطوس، اور مرسین میں ہم نے فرانسیسیوں کا محاصرہ کرلیا اور فرانس کو ہماری تمام سرزمین خالی کر دینی پڑیں۔

ساتھ ہی مجلس وطنی نے اپنا ایک وفد روس بھی بھیجا۔ پورے ایک برس تک گفت و شنید جاری رہی۔ یہاں تک کہ مارچ ۱۹۲۱ء میں ماسکو سے ہمارے دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے۔

جون ۱۹۲۰ء میں یونانیوں نے حملہ شروع کیا۔ قومی فوج مجبور ہوئی کہ پیچھے ہٹ جائے۔ اُسوقت میں خود میدان جنگ گیا۔ علی فواد پاشا کی زیر قیادت عسکی شہر اور افیون قرہ حصار کے خط پر از سر نو مورچے قائم ہوگئے۔

دو نئی مشکلیں

اسی اثنا میں دو نئی مشکلات پیدا ہوئیں: ایک مشکل "سبز فوج" کی تھی۔ یہ ایک خفیہ انجمن تھی اور ادہم چرکسی کے ماتحت تھی۔ دوسرا معاملہ جلال الدین عارف بک کا تھا۔ انھوں نے چاہا کہ مشرقی صوبوں میں اپنے لئے ایک خاص حیثیت پیدا کرلیں۔ مگر ہم ان دونوں مشکلوں پر بھی غالب آگئے۔

ارمنی فتنہ

اُسی دوران میں اتحادیوں کے اشارے سے ارمن قوم نے سر اٹھایا اور مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیا۔ اب ہمیں اس نئی مصیبت کا بھی مقابلہ کرنا تھا۔ چنانچہ ہماری فوجیں متحرک ہوئیں۔ ارمنوں کی اچھی طرح گوشمالی کی اور قارص پر قبضہ کرلیا۔ پھر ارمنوں کو مجبور کیا کہ صلح کی درخواست کریں۔ اس کا نتیجہ معاہدۂ کومری کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس معاہدہ کی رُو سے ترکی سرحدیں وہی ہوگئیں جو ۱۸۷۸ء میں تھیں۔ اس طرح ارمنی خطرہ بالکل زائل ہوگیا۔ روس نے بھی یہ معاہدہ قبول کرلیا بشرطیکہ باطوم اُس کے حوالہ کردیا جائے۔ اس تدبیر سے ہم مشرق کی طرف سے کلیۃً مطمئن ہوگئے۔

قونیہ کی بغاوت

اس کے بعد قونیہ میں پھر بغاوت ظاہر ہوئی۔ ہم مجبور ہوئے کہ از سر نو ایک فوج مرتب کریں۔ ادہم چرکسی نے اس امر کی مخالفت کی اور جب ہم نے اُس کی پروا نہیں کی تو وہ یونان سے مل گیا۔ اب ایک مرتبہ پھر قومی فوج پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگئی۔ ہم نے فوراً علی فواد پاشا کو میدان جنگ سے واپس کرکے ماسکو کی سفارت پر بھیجا اور عصمت پاشا اور رأفت پاشا کو سپہ سالار مقرر کیا۔

عین اسی زمانہ میں داماد فرید پاشا پھر معزول ہوگئے اور توفیق پاشا، صالح پاشا کے ساتھ برسر حکومت آئے۔ اُنھوں نے اناطولیہ مفاہمت کے لئے ایک وفد بھیجا۔ یہ وفد اُس وقت پہونچا جب عصمت پاشا این آونی میں یونان کو شکست دے چکے تھے۔ یہ قومی حکومت کی پہلی فتح تھی۔ لیکن اس فتح کے بعد ہی یونانیوں نے علی ادہم چرکسی کی اعانت سے کوتاہیہ پر حملہ کردیا اور ہماری فوجوں کو پھر پیچھے ہٹنا پڑا۔ یہ صورت صرف اس لئے پیدا ہوئی تھی کہ رأفت پاشا بروقت دشمن کے محاصرہ کے لئے میدان جنگ میں نہیں پہنچے تھے۔

لندن کانفرنس

اس کے بعد لندن کانفرنس منعقد ہوئی اور اُس میں حکومت انگورہ بھی مدعو کی گئی۔ کرزن نے وزیر اعظم توفیق پاشا سے مطالبہ کیا کہ وہ دول اتحادیہ سے کہہ دیں کہ براہ راست حکومت انگورہ کانفرنس میں بلائی جائے، کیونکہ ترکی میں تنہا وہی حکومت موجود ہے۔ ساتھ ہی وزیر اعظم کو مجلس وطنی کی حسب ذیل دو تجویزوں سے مطلع کردیا:

(۱) مجلس وطنی، سلطان کی ذات شاہانہ کو تسلیم کرتی ہے۔

(۲) سلطان کا قیام، آستانہ میں رہے، لیکن حکومت اور پارلیمنٹ کا مرکز، انگورہ میں رہے گا۔

لیکن توفیق پاشا اور سلطان نے یہ تجویزیں منظور نہیں کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے لندن میں اپنا علحدہ وفد بھیجا اور کانفرنس کی شرطیں نامنظور کردیں۔

اسی اثنا میں یونانیوں نے دوبارہ حملہ شروع کیا۔ لیکن پھر عصمت پاشا کے ہاتھوں شکست کھائی۔ گردولو بینا میں رأفت پاشا سے سخت مقابلہ جاری رہا۔ آخر ہم نے رأفت پاشا کو واپس بلالیا اور عصمت پاشا پورے میدان کے سپہ سالار مقرر ہوگئے۔

جعفر طیار اور رأفت پاشا

غازی نے جعفر طیار پاشا کا ذکر کیا جو مشرقی تھریس میں قومی تحریک کے علمبردار تھے:

"اُنھوں نے کوئی قابلیت بھی ظاہر نہیں کی۔ اُس علاقہ میں تحریک کی ناکامی کے سراسر ذمہ دار وہی ہیں۔ تاریخ اُنھیں ہرگز معاف نہیں کرے گی۔ کیونکہ وہ بغیر کسی مقابلہ کے دشمن کے ہاتھ میں قید ہوگئے!"

اس کے بعد مقرر نے رأفت پاشا کا پھر ذکر کیا:

"رأفت پاشا نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ فوزی پاشا، وزیر جنگ بنائے جائیں۔ عصمت پاشا، میدان جنگ کے سپہ سالار ہوں اور خود (یعنی رأفت پاشا) جنگی اسٹاف کے صدر مقرر کئے جائیں۔"

میں نے اُنھیں حسب ذیل جواب دیا:

"آپ جنگی اسٹاف کے صدر بننا چاہتے ہیں؟ جنگی اسٹاف کی صدارت کے معنی یہ ہیں کہ عملی طور پر پورے میدان جنگ کی سپہ سالاری۔ لیکن آپ میں اس کی ہرگز قابلیت نہیں ہے!"

اس کے بعد رأفت پاشا گوشہ نشین ہوگئے اور پھر کچھ بھی نہیں کیا۔

کامل فتح

تین مہینے سکون کے بعد ۱۰ر جولائی ۱۹۲۱ء کو یونانیوں نے بہت بڑے پیمانہ پر عشاق اور بروسہ کی طرف حملہ شروع کیا۔ ۱۴ دن سخت معرکہ جاری رہا۔ آخر ترکی فوجیں پیچھے ہٹنے لگیں اور دریائے سقاریا کے اس پار آکر رکیں۔

مجلس وطنی، ترکی فوجوں کی واپسی سے سخت پریشان ہوئی اور مجھے حکم دیا کہ خود اپنے ہاتھ میں سپہ سالاری لے لوں۔ میں نے اس شرط پر یہ منصب قبول کرلیا کہ مجلس مجھے وہ تمام اختیارات بھی بخش دے جو اُسے فوج پر حاصل ہیں۔ مجلس نے یہ شرط منظور کرلی اور تین مہینے کے لئے اپنے اختیارات مجھے عطا کر دیئے۔

میں نے کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور سقاریا کا وہ معرکہ پیش آیا، جسنے حملہ آور یونانیوں کی کمر توڑ ڈالی۔ تب مجلس وطنی نے مجھے "مارشل" کا خطاب دیا۔ ساتھ ہی "غازی" کا لقب بخشا۔ اس فتحمندی کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ فرانس نے ۲۰ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ہم سے معاہدہ کرلیا۔ ترکی کی کامل خود مختاری تسلیم کرلی اور اُن تمام علاقوں سے دست بردار ہوگیا جو جنوبی اناطولیہ میں اُس کے قبضہ میں تھے۔

اُنہی دنوں میں یونانیوں نے بحر اسود پر ترکی علاقے میں اپنی جمہوریت قائم کرنا چاہی۔ بعض یورپین سلطنتیں اُن کی ہمت افزائی کر رہی تھیں۔ ۲۵ ہزار فوج یونانیوں کی تائید پر تھی۔ مگر ہم نے اس فتنہ کا بھی سر کچل ڈالا۔

۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں خود مجلس وطنی کے اندر مخالفت نے زور پکڑا۔ مخالفت کے سرگروہ رؤف بک اور قرہ واصف بک تھے۔ رأفت پاشا کا میلان بھی اسی جماعت کی طرف تھا جو [illegible]

حکومت آستانہ اور سیواس کانفرنس

حکومت آستانہ، سیواس کانفرنس دیکھ کر گھبرا گئی اور قومی تحریک کا گلا گھونٹ دینے پر کمربستہ ہو گئی۔ اِس مقصد کے لئے اُسنے صوبۂ معمورۃ العزیز کے حاکم علی غالب کو منتخب کیا۔ اُسے حکم دیا کہ مشرقی صوبوں کے تمام کردوں کو قومی تحریک کے خلاف کھڑا کر دے۔ نیز ایک اجنبی افسر اُس کی مدد کے لئے مقرر کیا۔

علی غالب بک کو یقین تھا کہ وہ سیواس تک پہنچ سکتا ہے اور حکومت پر قابض ہو کے قومی تحریک کا خاتمہ کر دے سکتا ہے۔ لیکن ہم قومی کارکن پُورے طور پر بیدار تھے۔ ہم نے بروقت ضروری تدابیر اختیار کیں۔ مجرموں کا تعاقب شروع کر دیا۔ جلد ہی اِن کی ہمتیں پست ہو گئیں اور اجنبی حمایت میں بھاگ کر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ نیز میں نے عام حکم صادر کر دیا کہ کردستان میں اجنبی افسروں کی موجودگی قطعاً ممنوع ہے۔ الا یہ کہ اُن کے پاس ہماری خاص اجازت موجود ہو۔

پھر میں نے سلطان کو ایک طویل برقی پیغام بھیجا۔ اس میں انتہائی تعظیم و تکریم کے الفاظ استعمال کئے اور درخواست کی کہ موجودہ خائن وزارت کو توڑ دیں اور ایک ایسی وزارت مرتب فرمائیں جو قومی آرزوں کی موید ہو۔

فرید پاشا یہ پیغام دیکھ کر بہت چراغ پا ہوئے۔ اُنھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قومی کارکنوں کو بہت ڈرایا دھمکایا اور بالآخر آستانہ اور اناطولیہ کے مابین گفتگو کا سلسلہ ہی منقطع ہو گیا۔

سیواس کانفرنس کے بعد ہم نے پارلیمنٹ منعقد کرنے کی کوشش شروع کی۔ لیکن آستانہ کی حکومت اسے جمع ہونے دینا نہیں چاہتی تھی تاکہ قوم کی مرضی کے خلاف صلح حاصل کر سکے۔ یہ دیکھ کر ہم نے اپنے تمام عہدہ داروں کو حکم دے دیا کہ پُوری مستعدی سے انتخابات کی طیاریاں شروع کر دیں۔ نیز سیواس کانفرنس کی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کمربستہ ہو گئے کہ اندرون ملک میں ایک نمائندہ جماعت، مجلس قومی کے نام سے قائم ہو اور جملہ معاملات وہی انجام دے، یہاں تک کہ ملک میں ایسی حکومت قائم ہو جائے جس پر قوم کو اعتماد ہو۔

اس جدوجہد میں ہمیں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اختلافات، سوء ظن، رشک و حسد کی کوئی حد نہ تھی۔ ساتھ ہی دشمنوں کی علانیہ عداوت اور خفیہ سازشوں نے اب اور بھی زیادہ زور کیا۔ ضروری تھا کہ اِن تمام مشکلات کا مقابلہ کیا جائے اور سب کا سر کچل ڈالا جائے۔ ہم نے یہی کیا۔

اسی دوران میں ہر طرف سے سلطان پر تار برقیوں کی بارش ہوئی کہ فوراً اِس خائن وزارت کو توڑ دیں۔ اسی دوران میں علی فواد پاشا مغربی میدان جنگ کے سپہ سالار اور انگریزوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ میں نے مداخلت کی اور پُرامن طریقہ پر تصفیہ ہو گیا۔ اِس فیصلہ کی بنا پر انگریزی فوجیں، مرزیفون اور سامسون سے ہٹ گئیں۔

اب حکومت آستانہ کو یقین ہو گیا کہ اناطولیہ کی قومی تحریک کا مٹانا ناممکن ہے۔ اُس کے خلاف جتنی کوشش کی جاتی ہے، وہ اتنی ہی زیادہ مضبوط ہوتی جاتی ہے، لہذا اُسنے یہی مناسب سمجھا کہ سختی کے بجائے، نرم تدبیروں سے اُس کا خاتمہ کرے۔ چنانچہ مرحوم عبد الکریم پاشا کو مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے منتخب کیا۔ ۲۷ اور ۲۸ ستمبر کی درمیانی رات کو ہم دونوں تار برقی کے آلہ پر گھنٹے بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ مگر کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ اب داماد فرید پاشا کے لئے اسکے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا تھا کہ وزارت کی کرسی خالی کر دیں۔ چنانچہ تین دن بعد وہ مستعفی ہو گئے۔

اُسی زمانے میں طرابزون کے بعض لوگ ایک وفد مرتب کر کے بطور خود سمجھوتہ کے لئے آستانہ جانے لگے۔ مگر اُنھیں روک دیا گیا اور طرابزون کے صوبہ دار کو قید کر دیا گیا۔

اِس کا جواب حکومت آستانہ نے یہ دیا کہ پھوٹ ڈالنے کے لئے بعض منافق اناطولیہ میں بھیجے۔ مگر اسمیں اُسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ بلکہ اناطولیہ کی قومی مجلس نے آستانہ کے باشندوں کی اور زیادہ حمایت حاصل کر لی اور سلطانی حکومت کے شر سے انھیں باخبر کر دیا۔ ہم نے یہی نہیں کیا بلکہ اُن پُرجوش ناعاقبت اندیش وطن پرستوں کی ناک میں بھی نکیل ڈال دی جو قسطنطینیہ پر حملہ کر دینے اور تلوار کے زور سے فیصلہ حاصل کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ ہم نے ہر جگہ اپنی دعوت پھیلا دی حتی کہ دول اتحاد کے اہل الحل والعقد کو بھی، جو آستانہ میں موجود تھے، متأثر کر دیا۔

علی رضا کی وزارت

اِن کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان نے ۲ر اکتوبر ۱۹۱۹ء کو علی رضا پاشا کی وزارت قائم کر دی۔ علی رضا پاشا کا مسلک، فرید پاشا سے بالکل مختلف تھا۔ نئی وزارت، مفاہمت چاہتی تھی۔ مگر وہ بھی اِس مفاہمت میں مخلص نہ تھی۔ وہ چاہتی تھی نرمی سے گلا گھونٹ دے۔

علی رضا پاشا نے مجھے مفاہمت کی دعوت دی۔ میں نے گفتگو کے لئے ۵ شرطیں پیش کیں:

(۱) اگر جدید وزارت، قومی آرزوں کی موید ہو گی، تو قومی مجلس بھی اُس کی تائید کرے گی۔

(۲) جدید وزارت، ملک کی قسمت کا کوئی فیصلہ اُس وقت تک نہ کرے، جب تک پارلیمنٹ منعقد نہ ہو اور حکومت پر اُس کی کامل اور آزاد نگرانی قائم نہ ہو جائے۔

(۳) صلح کانفرنس میں جو نمائندے جائیں، وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جن پر قوم اعتماد کرتی ہے۔

(۴) جدید وزارت، پُوری صفائی سے اپنا مسلک ظاہر کر دے۔

(۵) وہ تمام عہدہ دار، سپہ سالار برطرف کر دئے جائیں جو قومی تحریک کے مخالف ہیں۔ اُن کی جگہ وطن پرور آدمی مقرر کئے جائیں۔

کئی دن تک گفت و شنید جاری رہی۔ علی رضا پاشا صرف زبان سے وعدہ کرتے تھے کہ ہماری شرطیں منظور کرتے ہیں۔ وہ ہمیں یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہمارے طرفدار ہیں۔ جمال پاشا مرسینی کو وزارت میں اسی لئے داخل کیا تھا کہ قوم کو غلط فہمی میں ڈال سکیں۔ کیونکہ جمال پاشا مرسینی، قومی آدمی خیال کئے جاتے تھے۔

لیکن ہم دھوکا نہیں کھا سکتے تھے۔ جب ہم نے دیکھ لیا کہ گفتگو سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو ہماری قومی مجلس بدستور قائم رہی۔ اس کی بیداری اور مستعدی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد پُورے اناطولیہ پر اُس کی حکومت قائم ہو گئی۔ ساتھ ہی ہماری خفیہ انجمنیں ہر طرف پھیل گئیں۔ خود آستانہ اور سمرنا میں بھی ہم متعدد طاقتور انجمنیں قائم کر سکے۔ اِن کوششوں کا اصلی مقصد یہ تھا کہ ہم انتخابات میں کامیابی حاصل کر لیں۔ ہم چاہتے تھے پارلیمنٹ، آستانہ کے بجائے اناطولیہ کی سرزمین میں منعقد ہو۔

اُسی زمانے میں امریکن جنرل ہاربرڈ اناطولیہ میں سیاحت کر رہا تھا۔ اُسنے مجھ سے سیواس میں ملاقات کی اور سوال کیا:

"اگر تمام قربانیوں کے بعد بھی قوم کوئی نتیجہ حاصل نہ کر سکی تو کیا کرو گے؟"

میں نے جواب دیا:

"اگر قوم تمام قربانیاں کرے گی تو ضرور کامیاب ہو جائے گی۔ لیکن اگر اسپر بھی کامیاب نہ ہو تو معنی یہ ہونگے کہ قوم مر گئی!"

اِس کے بعد غازی نے رأفت پاشا کی مذمت کی۔ کہا:

"میں نے اُنھیں حکم دیا کہ صوبۂ قونیہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ مگر اُنھوں نے مجھ سے منصب کی ترقی کا مطالبہ کیا۔ پھر میں نے اُنھیں برلو کے باغیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجنا چاہا، مگر اُنھوں نے دوبارہ منصب کا مطالبہ کیا۔ حالانکہ یہ وہ وقت تھا جب میں خود تمام مناصب سے برخواست کر دیا گیا تھا اور مجھے پھانسی کی سزا کا حکم مل چکا تھا!"

علی رضا پاشا نے ایک چال اور چلنا چاہی۔ صالح پاشا کو مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے آماسیا بھیجا۔ مگر عین اُسی وقت سیواس میں شورش بھی پیدا کر دی۔ یہ شورش انجمن محبان انگریز کی کوششوں سے برپا ہوئی تھی۔ اِس علاقے میں انجمن کا روح رواں ایک انگریز راہب "فروہ" نام تھا۔ سیواس کی طرح اداپازار، بروسہ میں بھی شورش نے ظہور کیا۔ مگر ہم نے بروقت سب کا خاتمہ کر دیا۔

میں اِس بات پر مصر تھا کہ پارلیمنٹ، اناطولیہ میں منعقد ہو لیکن احمد عزت پاشا، جمال پاشا مرسینی، احمد عبوق پاشا اسکے خلاف تھے۔ صالح پاشا کی مجھ سے گفتگو اِس سمجھوتہ پر ختم ہوئی کہ طرفین نے اناطولیہ، اطنہ، سمرنا اور آدرنہ کو ترکی قومی وطن تسلیم کر لیا۔ اُس کی تقسیم و تجزی کو ناجائز قرار دیا۔ سلطنت و خلافت کے برقرار رہنے پر اتفاق کر لیا۔ نیز یہ طے پا گیا کہ پارلیمنٹ کے انتخابات پُوری آزادی کے ساتھ جاری ہوں۔

ہم نے علی رضا پاشا کی حکومت سے یہ بھی منوا لیا کہ فرانسیسیوں سے جنگ کی جائے جنھوں نے انگریزوں کے بعد اطنہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اجنبی جاسوسوں کو قطعی طور پر شرارت پھیلانے سے روک دیا جائے۔ اِس سے بھی زیادہ یہ کہ کوئی ایسی صلح قبول نہیں کی جائے جسے مجلس، قومی نامنظور کرے۔ اِس کے مقابلے میں ہم نے مان لیا کہ پارلیمنٹ آستانہ ہی میں منعقد ہو۔

قومی مجلس انگورہ

۲۷ر دسمبر ۱۹۱۹ء میں ہماری قومی مجلس سیواس سے انگورہ میں منتقل ہو گئی کیونکہ اب ضرورت تھی کہ ہم یونانی میدان جنگ سے قریب ہیں۔

پارلیمنٹ، آستانہ میں منعقد ہوئی، مگر اتحادیوں نے اُسے جبراً بند کر دیا۔ میں نے پارلیمنٹ کو انگورہ میں جمع ہونے کی دعوت دی۔ مجھے پہلے سے معلوم ہو گیا تھا کہ اتحادی، پارلیمنٹ کے ممبروں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے ممبروں کو متنبہ کر دیا اور فوراً انگورہ چلے آنے پر زور دیا۔ مگر اُنھوں نے میری نصیحت قبول نہیں کی اور قید ہو گئے۔

اُسی زمانے میں جمال پاشا مرسینی نے کوشش کی کہ اناطولیہ کی قومی تحریک پر قابض ہو جائیں۔ قومی فوج پر اپنے طرفدار افسر مقرر کر دیں۔ مگر اُنھیں کامیابی نہ ہو سکی۔ پھر اُنھوں نے اتحادیوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر چاہا کہ ترکی فوج، یونانیوں کے مقابلے سے ہٹ جائے۔ مگر اُن کی یہ کوشش بھی رائیگاں گئی۔

جب پارلیمنٹ کے ممبر انگورہ پہنچے تو میں نے اُنھیں باہمی اتحاد کی نصیحت کی۔ میں چاہتا تھا پارلیمنٹ کا صدر مجھے منتخب کیا جائے، تاکہ میں جب چاہوں، اُسے اناطولیہ میں طلب کر سکوں۔ مگر اُسوقت ارکان مجلس، اتحادیوں کے خوف سے اس کی جرأت نہ کر سکے۔

اب بہت سی نئی مشکلات پیدا ہو گئی تھیں۔ جن میں سب پر غالب آنا تھا۔ میں نے ترکی میں اور تمام اسلامی ممالک میں اعلان شائع

عالم مطبوعات وصحائف

تاریخ کا سب سے بڑا سوانگ

نام نہاد "مجلس اقوام" اور چھوٹی قومیں

حال میں امریکن اخبارات کا ایک سربرآوردہ نمائندہ مجلس اقوام کی کارروائیوں کا مطالعہ کرنے جنیوا گیا تھا۔ واپسی کے بعد اسنے امریکن اخبارات میں حسب ذیل تاثرات شایع کئے ہیں:

"یہ انجمن، صرف دول عظمیٰ نے اپنی دلچسپی اور خودغرضی کے لئے بنائی ہے۔ تمام چھوٹی سلطنتیں ان کے جور و استبداد سے فریاد کررہی ہیں، مظلوم قوموں کو یہاں ذبح کیا جاتا ہے اور اُن کی کھال کھینچکر تسمے کھینچے جاتے ہیں۔ کمزور قوموں کی فریادیں، ردی کی ٹوکری میں ڈال دیجاتی ہیں اور وہ مجلس اقوام کو لعنت کرتی، روتی پیٹتی نامراد لوٹ جاتی ہیں۔

"یہ انجمن کچھ مفید ہوسکتی تھی اگر دول عظمیٰ اپنی سازشی طبیعت بدل ڈالتیں۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ سازش اُنکے خمیر میں داخل ہوچکی ہے۔ انجمن کی تمام رکن سلطنتیں اس امر سے بخوبی واقف ہیں اور اب چھوٹی سلطنتیں بغاوت پر طیار ہوگئی ہیں۔ چنانچہ انجمن کے آٹھویں سالانہ جلسہ میں انھوں نے اپنے غصے اور نفرت کا علانیہ مظاہرہ کردیا۔ سویڈن، ہالینڈ، پولینڈ، فنلینڈ، لیتھونیا، استھونیا وغیرہ نے بلکہ بڑی لے دے کی۔ انھوں نے صاف لفظوں میں کہدیا۔ دول عظمیٰ نے امن و امان کی کشتی، جان بوجھکر غرق کردی ہے۔ وہ تمام اضطراب اور بےچینی واپس لے آئی ہیں جو گزشتہ جنگ کا سبب تھی۔ وہ باہم سازشیں کرتی ہیں۔ خفیہ معاہدے طیار کرتی ہیں اور وہ تمام خطرناک کام کررہی ہیں جو مجلس اقوام کے مقاصد سے قطعی مخالفت رکھتے ہیں"

"چھوٹی قوموں کی بغاوت کا علم ہالینڈ بلند کیا۔ اسنے مطالبہ کیا کہ ۱۹۲۶ء والا جنیوا کا پروٹوکول زندہ کیا جائے جس کی رو سے جبری تحکیم ہتیاروں کی تقلیل اور چھوٹی سلطنتوں کی زبردست سلطنتوں سے حمایت ضروری ہے۔ ہالینڈ کی اس تجویز کی سویڈن نے تائید کی اور اُس کے نمائندے نے تصریح کی کہ اسوقت بعینہ وہی مسلک، دول عظمیٰ نے اختیار کرلیا ہے جو گزشتہ جنگ کا سبب ہوا تھا اور آئندہ بھی ایک بہت زیادہ ہولناک جنگ کا موجب بنے گا۔

"پولینڈ نے اس کی تائید کرتے ہوئے تجویز کی کہ مجلس اقوام، جنگ کی حرمت کا قطعی فیصلہ صادر کرے۔ لیتھونیا اور فنلینڈ نے تجویز کی کہ تمام سلطنتیں اس بات کا عہد کریں کہ ہر مظلوم سلطنت کو مالی مدد بھی دیں گی تاکہ وہ اپنی مدافعت پوری طرح کرسکے۔ فنلینڈ کے وزیر خارجیہ نے بیان کیا کہ گزشتہ سال یورپ نے اپنے جنگی سامان پر ۲،۹۰۰،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ خرچ کئے ہیں۔ یہ بعینہ اتنی ہی رقم ہے جتنی ۱۹۱۳ء میں اسنے خرچ کی تھی، جس سے جنگ عمومی کا ظہور ہوا۔ یورپ کی اسوقت مجموعی جنگی قوت، ۳۰،۱۴۰،۵۰۰ سپاہی ہیں۔ یعنی ۱۹۱۴ء میں یورپ کے پاس جتنی فوج تھی، اُس سے اسوقت تھوڑی ہی کم ہے۔ حالانکہ معلوم ہے جنگ عمومی میں جن سلطنتوں نے شکست کھائی تھی، اُن کے ہتیار چھین لئے گئے ہیں اور اُن کے پاس کوئی فوج بھی نہیں ہے۔

"خود مجلس اقوام کے صدر سینور ازیک ولگز کو اعتراف کرنا پڑا کہ تین دول عظمیٰ: برطانیہ، امریکہ، اور جاپان اپنے جنگی جہازوں کے محدود کرنے پر متفق نہیں ہوئیں، لہذا کوئی امید نہیں کہ باقی سلطنتیں باہم کوئی سمجھوتہ کرسکیں گی!"

غرضکہ اب "مجلس اقوام" کی حقیقت کھل گئی ہے اور یورپ میں اب کوئی اُسپر اعتماد نہیں رکھتا۔

جنون کے بارے میں ایک نیا نظریہ

ڈاکٹر کارل ویکلنڈ، امریکہ کا ایک مشہور ڈاکٹر ہے اور عقلی امراض میں خاص شہرت رکھتا ہے۔ حال میں اسنے جنون کے متعلق ایک نیا نظریہ پیش کیا ہے۔ اس نظریہ کو بہت سے علماء، خود ڈاکٹر کا جنون بتاتے ہیں، مگر وہ اسپر از حد مصر ہے، اس قدر مصر کہ اسے "نظریہ" نہیں کہتا۔ ایک مسلّم حقیقت بتاتا ہے!

نظریہ یہ ہے کہ "موت جس سے تمام لوگ اس قدر ڈرتے ہیں، محض ایک معمولی حادثہ ہے۔ موت کے معنی یہ ہیں کہ رُوح ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوجاتی ہے۔ اس سے زیادہ، موت کی کوئی حقیقت نہیں۔ خود روح کو بھی اس انتقال کی خبر نہیں ہوتی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بھٹکتے بھٹکتے روح پھر عالم مادہ کی طرف لوٹ آتی ہے اور کسی زندہ آدمی کے جسم میں حلول کرجاتی ہے۔ جب ایسی صورت پیش آتی ہے تو آدمی مجنون ہوجاتا ہے۔ پس جنون کی علت یہ ہے کہ کوئی گم گشتہ راہ روح، جسم میں حلول کرگئی ہو۔

ڈاکٹر اپنے مضمون میں لکھتا ہے:

"۳۰ برس کی تحقیقات کے بعد مجھے ثابت ہوگیا ہے کہ موت کے بعد بھی روح باقی اور زندہ رہتی ہے۔ ہمارے گرد بے شمار روحیں پھرتی ہیں اور ہم سے مخاطب ہونا چاہتی ہیں۔ لیکن ہم نہ اُنھیں دیکھتے ہیں نہ کسی اور طرح محسوس کرتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ خود یہ روحیں بھی جاہل ہوتی ہیں۔ نہ اپنی حالت پوری طرح جانتی ہیں نہ ہمارے سکوت ہی کے سبب سے واقف ہوتی ہیں۔ یہی جہالت اُنھیں ایک تاریک عالم میں لیجاتی ہے اور وہ اسمیں سرگرداں رہتی ہیں۔ لیکن بہت سی روحیں بھٹککر اس دنیا میں واپس آجاتی ہیں اور بعض جسموں میں داخل ہوکر اُنھیں مجنون بنادیتی ہیں۔

"ہر انسان کے جسم سے ایک مقناطیسی سیال مادہ نکلتا رہتا ہے یہی مادہ روحوں کو جسم کی طرف کھینچتا ہے بعض جسموں سے اِس مادہ کا خروج زیادہ ہوتا ہے، بعض سے کم۔ اول الذکر اجسام میں کبھی کبھی بیک وقت کئی کئی روحیں حلول کرجاتی ہیں اور وہ صد درجہ جنون میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔"

آگے چلکر ڈاکٹر نے روحوں سے اپنی کئی گفتگوئیں بھی نقل کی ہیں۔ چنانچہ شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات کے دن اُسنے ایک انگریز ایکٹرس "لیلیان" کی روح سے گفتگو کی۔ وہ لکھتا ہے میں نے سوال کیا:

"کاش تم مجھے بتادیتیں کہ موت کے بعد کیا ہوتا ہے!"

رُوح نے یوں جواب دیا۔

"بہت سے لوگ تمھاری دنیا سے یہاں آتے رہتے ہیں لیکن میں اُن سے نہیں ملتی۔ حالانکہ وہ ملاقات کے لئے بہت اصرار کرتے ہیں۔ یہ دیکھو ایک شخص مجھے پکار رہا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ عالم فنا میں شاہ ایڈورڈ کے نام سے مشہور تھا اور اُس کی ماں بہت بڑی ملکہ تھی۔ لیکن اب یہاں وہ خود اور اُس کی ماں، محض دو روحیں ہیں اور باقی روحوں سے کوئی امتیاز نہیں رکھتیں۔ ہم یہاں اُسوقت تک ٹھہرے ہیں جبتک ہم پر اس عالم اور وجود و فنا کے تمام راز نہ کھل جائیں!"

حیوانات کی عمر

تحقیقات سے ثابت ہوگیا ہے کہ بڑی حیوانات اپنی طبیعی موت سے کم مرتے ہیں۔ زیادہ تر قبل از وقت موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ سردی، گرمی، بھوک پیاس، قتل اور دوسرے بہت سے حادثے اُن کی زندگی ختم کردیتے ہیں۔

حال میں ایک جرمن ڈاکٹر ٹمین نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ علماء نے ابتک حیوانات کی عمر کے متعلق جتنے نظرئے قائم کئے ہیں، اکثر غلط ہیں۔ اور یہ کہ عمر کی درازی جسم کے قد و قامت پر موقوف نہیں ہے، بلکہ دوسرے اسباب سے تعلق رکھتی ہے۔ ہوئیل مچھلی کو مستثنیٰ کرکے، جس کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے بعض دوسرے حیوانوں کی عمریں اس ڈاکٹر کی رائے میں حسب ذیل ہیں:

کچھوا	۳۰۰	برس
طوطا	۳۰۰	"
کوّا	۳۰۰	"
بط	۳۰۰	"
ہاتھی	۲۰۰	"
شکرا	۱۶۲	"
گدھ	۱۰۴	"
شترمرغ	۷۰	"
بوم	۷۰	"
بگلا	۶۰	"
اونٹ، گھوڑا، گدھا،	۵۰	"
ریچھ، گرگدن، دریائی گھوڑا،	۵۰	"
گرمچھ اور مینڈک،	۴۰	"
جنگلی سور،	۳۰	"
شیر، چیتا، دریائی گائے،	۲۵	"
گیدڑ	۲۰	"
ہرن	۱۹	"
کتا اور بھیڑیا،	۱۵	"
لومڑی	۱۰	"
چوہا	۳	"

اسی ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ چیونٹی اور مکڑی کی بعض قسمیں ۱۵ برس تک زندہ رہتی ہیں۔ بعض شہد کی مکھیاں ۵ برس جیتی ہیں۔ بعض کی کل عمر ۶ ہفتہ ہوتی ہے۔

اور فتح سے ناامید تھی۔ [illegible] ستمبر ۱۹۲۲ء جولائی ابھی آیا بھی نہ تھا کہ ترکی فوج فیصلہ کن معرکہ کے لئے کمربستہ ہوگئی اور دشمن کے مقابلہ پر ۲ فوجوں نے حرکت کی۔ اب ہماری جنگی طاقت، دشمن کے برابر تھی۔ لیکن ہوائی جہاز اور توپیں اُسکے پاس ہم سے زیادہ تھیں۔ مغربی میدان جنگ کے ۲ حصے کر دئے گئے ایک حصہ نورالدین پاشا کی قیادت میں تھا اور دوسرا یعقوب پاشا کے سپرد کیا گیا۔ عصمت پاشا، سپہ سالار عام تھے۔

چند ہی آدمیوں کو اصلی حالات کا علم تھا۔ عام طور پر مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ مگر ہم بالکل مطمئن تھے، کیونکہ اپنی قوت سے واقف تھے۔ اچانک ۲۶ر اگست کو ہم نے حملہ شروع کیا اور صرف ۵ دن کے اندر دشمن کا قلع قمع کر ڈالا! تمام دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔ اب ہماری مظفر و منصور فوجوں نے تھریس اور استنبول کی طرف پیشقدمی شروع کی، دول اتحاد ہماری مقاومت پر اُٹھیں۔ ہم نے کہا اگر یونان، تھریس اور اڈرنہ سے دست بردار ہو جائے تو ہماری فوجوں کو آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح تھریس اور آستانہ بھی آزاد ہو گیا!

دو عملی کا خاتمہ

پھر لوزان کانفرنس منعقد ہوئی لیکن اتحادیوں نے قومی حکومت پر پھر ایک ضرب لگانا چاہی۔ اُنھوں نے صلح کانفرنس میں حکومت آستانہ کو بھی دعوت دی۔ اب میں مجبور ہوا کہ اس دو عملی کا خاتمہ کر دوں چنانچہ میں نے مجلس ملی میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"سیادت، دی نہیں جاتی، لی جاتی ہے۔ آل عثمان نے یہ سیادت، غصب کر لی تھی۔ لیکن اب قوم نے واپس لے لی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اب ہمیں اس کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ مجھے یقین ہے یہاں جتنے آدمی جمع ہیں، سب یہ اعتراف کر رہے ہیں۔ لیکن اگر وہ اعتراف نہ بھی کریں تو حقیقت بہر حال عنقریب روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی"

اس تقریر کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس ملی نے سلطنت کو خلافت سے الگ کر دیا۔ شخصی فرمانروائی کا خاتمہ کر دیا۔ آخری سلطان نے یہ دیکھا تو بدحواس ہو کر اجنبی حمایت میں پناہ لی اور ٹرکی سے بھاگ گیا۔

اس طرح وحید الدین، منصب خلافت سے ہٹا دیا گیا اور اُس کی جگہ عبد المجید آفندی کا انتخاب ۱۸ر نومبر ۱۹۲۲ء کو عمل میں آیا پھر لوزان میں صلح کانفرنس شروع ہوئی۔

اس اثنا میں میں نے تمام اناطولیہ کا دَورہ شروع کیا۔ علم باشندوں سے طویل گفتگو کی اور تمام داخلی اور خارجی معاملات، کاشتکاروں پر واضح کرنا شروع کئے۔

"شاہ پسندوں کی تحریک"

عین اُسی وقت شاہ پسندوں نے بھی اپنی تحریک پھیلانا شروع کی۔ وہ کہتے تھے خلیفہ، دنیا بھر کے مسلمانوں کا سلطان ہے۔ ترکی قوم خدا کی تلوار ہے جسے خلیفہ، خلافت کے مقاصد میں استعمال کرتا ہے لیکن میں اس خیال کا مخالف تھا۔ میں کہتا تھا یہ محض اوہام ہیں۔ اگر خلیفہ، دنیا بھر کے مسلمانوں کا سلطان ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ صرف ایک ترکی ہی قوم، اُس کی تلوار بنے۔ پھر ترکی قوم اپنا خون، پوری فیاضی سے صدیوں بہا چکی ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے بقاء و حیات کی فکر کرے اور اوہام سے باز آجائے۔ یہی مختلف دعاوی، منصب خلافت کی منسوخی کا سبب بنیں"

موجودہ دَورِ حکمرانی

اس کے بعد مقرر نے موجودہ ترکی حکمرانی کی اس طرح تشریح کی۔ "۲۰ اپریل ۱۹۲۴ء کے قانون اساسی میں لکھا گیا ہے کہ ترکی سلطنت کا سرکاری دین، اسلام ہے لیکن اب یہ جملہ حذف کر دینا ہو گیا۔ کیونکہ ہماری جدید جماعت کے قانون میں خلافت کی منسوخی، جمہوریت کا اعلان، شرعی اُمور کی وزارت، دینی مدارس کی بندش، خانقاہوں کی منسوخی، اور ترکی ٹوپی کی موقوفی، یہ تمام باتیں داخل ہیں۔ شروع شروع اس کا اعلان اس لئے نہیں کیا گیا کہ ہم قول سے پہلے عمل کو پسند کرتے ہیں!

جب عصمت پاشا لوزان سے پہلی مرتبہ واپس آئے تو مخالفین نے اُن پر بڑی سختی سے حملہ شروع کیا۔ لہذا میں نے از سر نو انتخابات کا فیصلہ کر دیا۔

ایک دن رات کو رؤف بک میرے پاس آئے اور مجھے اپنے ساتھ رافت پاشا کے مکان پر لے گئے۔ وہاں علی فواد پاشا بھی موجود تھے۔ رؤف بک نے مجھ سے کہا:

"میں آل عثمان اور سلاطین آل عثمان سے وابستہ ہوں۔ میں اُنہی کا پروردہ ہوں۔ سلطنت اور خلافت، وہ درجے ہیں جن تک ہر آدمی پہنچ نہیں سکتا۔ اگر یہ منصب منسوخ کر دئے جائیں گے تو ملک ہولناک مصائب میں مبتلا ہو جائے گا!"

رافت پاشا نے اُن کی تائید کرتے ہوئے کہا "ہم شاہی فرمانروا کے بغیر اس سرزمین پر زندہ ہی نہیں رہ سکتے!" علی فواد پاشا نے کہا "میں نے اب تک اس معاملے میں کوئی غور نہیں کیا ہے"

میں نے اِن لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اور کہا ابھی یہ مسئلہ معرض بحث میں نہیں آیا ہے۔ لہذا یہ گفتگو قبل از وقت ہے لیکن جب وہ وقت آیا تو بلا کسی مشکل کے سلطنت اور خلافت میں تفریق کر دی گئی۔ خلیفہ عبد المجید سے ہم نے مطالبہ کیا کہ اپنے نام سے ایک اعلان شایع کریں اور اپنے خائن پیشرو کے اعمال کی مذمت کریں مگر اُنھوں نے اس سے قطعی انکار کیا۔ اسی قدر نہیں بلکہ اپنے دستخط اِن لفظوں میں کرنے پر اصرار کیا "خلیفہ رسول اللہ عبد المجید بن عبد العزیز خان" اُسی زمانہ میں رافت پاشا نے خلیفہ عبد المجید کو ایک گھوڑا ہدیۃً پیش کیا۔ اُنھوں نے اُسے قبول کر لیا تو رافت پاشا نے اسے "لطف الٰہی" قرار دیا!"

سابق خلیفہ عبد المجید کی فرانسیسی شادی

جنیوا کی خبروں سے معلوم ہوا کہ سابق خلیفہ عبد المجید آفندی عنقریب پیرس کی ایک حسین دوشیزہ سے شادی کرنے والے ہیں۔ اس عورت کا نام "جولیٹ لیبان" ہے۔ ایک فرانسیسی سرمایہ دار کی لڑکی ہے جو سوئٹزرلینڈ میں مقیم ہے۔ عبد المجید کی عمر ادھیڑ سے زیادہ ختم ہو چکی ہے۔ بڑھاپا آگیا ہے۔ مگر دوشیزہ کی عمر صرف ۲۲ برس ہے۔

خلیفہ کے محل میں ۵۰۰ عورتیں تھیں۔ مگر شریعت اسلامیہ کے بموجب اِن میں سے صرف چار اُن کی شرعی بیویاں تھیں۔ ان چار میں سے دو مر چکی ہیں۔ ایک نے پیرس میں خودکشی کر لی۔ دوسری اٹلی میں ایک ریل کے حادثہ میں مر گئی۔

سلطان عبد المجید اس وقت جنیوا کے مضافات میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں بالکل گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کے مصاحبوں میں سے صرف گیارہ آدمی ساتھ ہیں۔ اُن کا سالانہ وظیفہ جو ترکی حکومت نے دینا منظور کیا ہے صرف اٹھارہ ہزار پونڈ ہے۔ لیکن اُن کی جائداد کی آمدنی اس سے کئی گنی زیادہ ہے۔ اس لئے وہ اپنی جلا وطنی میں بھی آرام کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

پیرس کی دوشیزہ نے ایک اخبار کے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

"میں نے اور سلطان نے پوری کوشش کی کہ ہماری منگنی مخفی رہے لیکن یہ راز کسی طرح فاش ہو گیا۔ مجھے یقین ہے ہم دونوں نہایت پُرمسرت زندگی بسر کر سکیں گے۔ بلاشبہ سلطان کی عمر زیادہ ہے، حتی کہ وہ میرے دادا معلوم ہوتے ہیں، لیکن اس سے میرے دل کے تعلق پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ سلطان نے وعدہ کیا ہے کہ ہنی مون" دویرا کے ساحلوں پر گذار کے پیرس میں ساتھ رہیں گے"

"تمھیں معلوم ہے کہ اب سے پہلے سلطان کے پاس ۵۰۰ عورتیں تھیں؟" نامہ نگار نے سوال کیا۔

"ہاں میں جانتی ہوں" نازنین نے جواب دیا "لیکن مجھے اس سے کیا سروکار؟ عقلمند عورت کبھی اپنے شوہر کے پُرانے حالات نہیں کریدتی۔ یہ عقل اور ادب، دونوں کے خلاف ہے!"

تھوڑے وقفہ کے بعد اُس نے اتنا اور اضافہ کیا:

"جس مرد کے پاس اب سے پہلے ۵۰۰ عورتیں رہ چکی ہیں، وہ ضرور جانتا ہوگا کہ ایک عورت کو کس طرح خوش رکھ سکے؟"

عبد المجید آفندی اس شادی کے لئے وسیع پیمانے پر طیاری کر رہے ہیں۔ لیکن اب تک اُس کی تاریخ اور شادی کا مقام کسی کو معلوم نہیں ہے۔

عظیم الشان توام ستارہ

پچھلے دنوں امریکن ڈاکٹر جی۔ ایس۔ پلاسکٹ نے ایک عجب کوکب دریافت کیا ہے۔ یہ ستارہ توام ہے۔ یعنی جڑواں ہے۔ ۲ ستارے ایک ساتھ ہیں۔ ملتہب گیس سے مرکب ہیں۔ اس گیس کی حرارت پگھلے ہوئے لوہے کی حرارت سے بارہ گنی زیادہ ہے۔ ایک ستارہ بڑا ہے۔ دوسرا چھوٹا ہے۔ چھوٹے کی روشنی آفتاب کی روشنی سے ۱۲،۵۰۰ گنی زیادہ ہے۔ اور قطر، زمین کے قطر سے ۲،۰۰۰ گنا زیادہ ہے۔ دونوں کا حجم، زمین کے حجم سے ۸،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ گنا زیادہ ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے گرد حرکت کرتے ہیں۔ حرکت کا دائرہ، بیضاوی شکل کا ہے اور دائرہ ۱۷،۳۰۰،۰۰۰،۰۰۰ میل طویل ہے۔ ایک ہفتہ میں وہ یہ مسافت طے کر لیتے ہیں۔ رفتار کی شرح ہر منٹ میں ۱۰۵۳،۱۲۸ میل ہے۔

خواجہ حسن نظامی
کا
ہفتہ وار انگریزی اخبار
ینگ مسلم دہلی
تبلیغ کا حامی۔ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا معاون اور تمام اسلامی مطالبات کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنے والا۔ سالانہ قیمت پانچ روپے۔ طالب العلموں سے چار روپے
ہر تعلیم یافتہ مسلمان کو پڑھنا چاہئے
منیجر ینگ مسلم دہلی

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم با مسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ تحقیق

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی باطل بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی اور مصلح ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ بوڑھوں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ تازہ اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر [illegible] کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے منگائیے! اور آزمائیے! تجربہ بتا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعوے میں سچا ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ تعلق ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے علاوہ اس کے چند اقسام کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست سنہ ۲۸ء مع جنتری تیار ہے مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

رنگت دیکھ لو **دو روپے تولہ سونا** گھس کر آزمالو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خاص قسم کی دھات سے بنایا گیا ہے۔ انکے اندر نگینے چوڑیاں [illegible] ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی آتی ہے۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تا کہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ ۸ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس چوڑیوں کے دام صرف سات روپے (۷)

منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس لاہور

دیکھو! [illegible] **بیطر بوٹیاں** جن کے استعمال سے صرف کمال آسانی سے [illegible] کے لیے بغیر کسی گولیاں کافی ہو سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد عمر اینڈ سنز۔ موگا ضلع فیروزپور پنجاب۔

برص سفید داغ ایک یوم میں جڑ سے غائب

ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھا لیں اکیس خوراک معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو پورے ۲۱ روز کافی ہوگی قیمت [illegible]

دفتر معالج برص نمبر ۱۵ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک اور قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر ۱۹۲۷ء سے دربھنگہ سے نہایت پابندی کے ساتھ شائع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (۳) طلبہ سے دو روپیہ (۲) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (۵)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

مطبوعات جامعہ

تاریخ فلسفۂ اسلام۔ [illegible] دی بوئر کی تصنیف کا براہ راست جرمن زبان سے ترجمہ از ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی (برلن) استاذ فلسفہ و تعلیم و ناظم اردو اکادمی جامعہ ملیہ قیمت (عہ)

برہان۔ تفسیر سورۂ نور مصنفہ خواجہ عبد الحی صاحب فاروقی۔ خواجہ صاحب کا سلسلہ تفسیر الفرقان فی معارف القرآن کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ کتاب بھی اسی مفید سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مصنف کی دیگر تفاسیر بھی ہم سے مل سکتی ہیں۔ ہدیہ مجلد عہ (ایک روپیہ)

مبادی معاشیات۔ ایڈون کینن کی مشہور و معروف تصنیف کا سلیس اردو میں ترجمہ از ڈاکٹر ذاکر حسین خاں۔ ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی شیخ الجامعہ

تاریخ الامت۔ تاریخ اسلام کا وہ سلسلہ جو صحیح تاریخی اصول اور تحقیق و تنقید کے ساتھ مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری نے اردو خوان پبلک اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے تالیف فرمایا ہے۔ طرز تحریر نہایت سادہ اور زبان بہت سلیس اور عام فہم جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور محکمہ تعلیم صوبہ متوسط و برار نے اس کو اپنے مدارس کے لئے پسند کیا ہے۔

(۱) حصہ اول سیرۃ الرسول عمر (۲) حصہ دوم خلافت راشدہ عمر (۳) حصہ سوم خلافت بنی امیہ عمر (۴) حصہ چہارم خلافت عباسیہ عمر (۵) حصہ پنجم خلافت عباسیہ جلد دوم عمر

دیوان غالب اردو (طبع ثانی) مطبوعہ برلن جرمنی۔ ہندوستان کے مایۂ ناز شاعر و ادیب مرزا غالب کے کلام کا مجموعہ بڑی لطافت و نفاست کے ساتھ طبع کرایا ہے۔ پاکٹ سائز۔ ملائم جلد۔ سنہرے نقش و نگار، طلائی اوراق اور غالب کی لاثانی عکسی رنگین تصویر جرمن ہنرمندی کا اعلیٰ نمونہ ہے دیوان مکمل ہے جس میں مرزا مرحوم کا خود نوشتہ مقدمہ، غزلیات، قصائد، اور رباعیات ہیں۔ آخر میں بیاض کے لئے حاشیہ دار سادہ اوراق شامل کئے ہیں۔ جلد کا رنگ سرخ۔ نیلا یا سبز۔ قیمت صرف چار روپے (للعہ)

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ دہلی

ہندوستان اور مجموعۂ عالم

تمام دنیا میں جغرافیائی، عمرانی، اور اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہے؟

(۳)

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کی آبادی مع شرح پیدائش و اموات

نام شہر	آبادی سنہ ۱۹۲۱ء	سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۹۰۱ء	شرح پیدائش و اموات فی ہزار پیدائش	موت
کلکتہ	۹۰۷۸۵۱	۸۹۶۰۶۷	۸۴۷۷۹۶	۱۸٫۹	۳۲٫۷
بمبئی	۱۱۷۵۹۳	۹۷۹۴۴۵	۷۷۶۰۰۶	۱۷٫۰	۲۷٫۰
مدراس	۵۲۶۹۱۱	۵۱۸۶۶۰	۵۰۹۳۴۶	۴۳٫۶	۴۷٫۳
ہورہ	۱۹۵۳۰۱	۱۷۹۳۸۹	۱۵۷۵۹۴	۲۴٫۶	۳۳٫۸
ڈھاکہ	۱۱۹۴۵۰	۱۰۸۵۵۱	۷۹۷۳۳	۳۳٫۶	۲۷٫۲
پٹنہ	۱۱۹۹۷۶	۱۳۶۱۵۳	۱۳۴۷۸۳	۲۱٫۵	۱۳٫۷
بنارس	۱۹۵۳۷۳	۲۰۸۱۲۱	۲۰۹۳۳۱	۵۰٫۱۵	۴۶٫۱۵
الہ آباد	۱۴۵۹۰۵	۱۵۹۷۰۱	۱۷۲۶۳۲	۴۲٫۰۱	۲۷٫۴۷
آگرہ	۱۸۲۷۵۰	۱۸۲۶۱۹	۱۸۸۰۲۲	۹۰٫۴۷	۳۹٫۰۴
کانپور	۱۹۵۰۸۵	۱۵۷۰۴۰	۱۹۷۱۴۰	۳۶٫۲۱	۴۳٫۷
لکھنؤ	۲۱۷۱۹۷	۲۶۰۶۲۱	۲۶۴۰۴۹	۴۶٫۱۲	۳۶٫۷۵
دہلی	۲۴۶۹۸۷	۲۲۵۴۷۱	۲۰۸۵۷۵	۳۶٫۲۳	۲۹٫۳۷
لاہور	۲۵۷۲۹۵	۲۱۰۲۷۱	۲۰۲۹۰۴	۴۳٫۲۷	۳۷٫۸۴
کراچی	۲۰۶۱۹۱	۱۵۹۲۷۰	۱۱۶۶۶۸	۴۶٫۶۰	۳۶٫۹۴
بڑودہ	۹۱۸۸۰	۹۹۳۷۶	۱۰۳۷۹۰	۳۸٫۱	۳۴٫۰۱
جے پور	۱۲۰۱۹۶	۱۳۶۱۹۹	۱۶۰۵۰۷	۲۲٫۹۷	۳۴٫۹۰
ناگپور	۱۱۲۴۵۳	۱۰۶۴۳۲	۱۲۷۷۳۴	۹۰٫۰۳	۴۷٫۳۶
رنگون	۳۴۵۵۰۵	۲۹۳۳۱۶	۲۳۴۸۸۱	۱۸٫۷۶	۳۵٫۸۱

برطانی ہندوستان میں محنتی آبادی کی بربادی (۱۹۲۴ء)

عمر ۲۰—۴۰

صوبہ	مرد	عورتیں	مجموعی تعداد
مدراس	۶۹۷۹۰	۶۹۸۶۴	۱۳۹۶۵۴
بمبئی	۱۴۱۳۷۳	۴۲۴۴۳	۱۸۳۸۱۶
بنگال	۱۳۹۳۴۷	۱۳۳۳۳۰	۲۷۲۳۸۶
یوپی	۱۰۷۲۲۲	۱۰۷۰۲۳	۲۱۴۲۴۵
پنجاب	۷۲۳۳۲	۷۲۱۳۵	۱۴۵۰۸۷
برما	۲۲۴۹۷	۲۲۴۵۶	۴۴۷۵۳
بہار	۸۳۳۴۹	۸۵۵۲۷	۱۷۴۸۷۶
سی پی	۲۸۳۶۴	۲۹۷۷۳	۵۸۱۳۷
آسام	۲۹۲۴۷	۲۳۱۵۲	۴۳۳۹۹
کل برطانی ہند	۶۰۰۸۹۳	۶۰۶۹۲۸	۱۲۰۷۵۲۱

دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں ہر آدمی کی سالانہ آمدنی

(سنہ ۱۹۲۶ء میں)

امریکہ	۳۳۲۸	روپیہ
برطانیہ	۱۴۵۶	”
فرانس	۱۲۹۲	”
اٹلی	۵۴۰	”
جاپان	۱۱۸۰	”
ہندوستان	۳۰	”

فی کس روزانہ آمدنی

آمریکہ	[illegible]
برطانیہ	[illegible]
فرانس	[illegible]
اٹلی	[illegible]
جاپان	[illegible]
ہندوستان	ار

ٹیکس کی فی آدمی شرح بحساب روپیہ آنہ

سال	برطانیہ	فرانس	جرمنی	اٹلی	امریکہ	ہندوستان
سنہ ۱۴-۱۹۱۳ء	۵۲-۸-۰	۲۸-۳-۰	۲۲-۰-۰	۱۸-۰-۰	۲۱-۰-۰	۲-۱۲-۰
سنہ ۲۱-۱۹۲۰	۲۳۰-۸-۰	۱۳۱-۰-۰	؟	۸۳-۰-۰	۱۲۵-۰-۰	۳-۸-۰
سنہ ۲۳-۱۹۲۲	۲۶۱-۰-۰	۱۵۶-۰-۰	؟	۱۰۹-۰-۰	۸۴-۰-۰	۵-۶-۰
سنہ ۲۵-۱۹۲۴	۲۳۰-۶-۰	۲۲۵-۰-۰	۹۳-۰-۰	۱۲۰-۰-۰	۸۱-۰-۰	۵-۱-۰

ہندوستان اور جزائر برطانیہ میں پیشوں کے اعتبار سے آبادی کا تناسب

ہندوستان		جزائر برطانیہ
مجموعی آبادی	...۳۱۹۳۶۱۰۰۰	مجموعی آبادی ...۴۷۲۰۷۰۰۰
زراعت پیشہ	۷۱٫۸	۱۱٫۶
صنعت پیشہ	۱۱٫۳	۵۱٫۲
تجارت پیشہ	۷٫۳	۱۳٫۲
آزاد پیشہ	۲٫۶	۵٫۶
نیچ کی نوکریاں	۱٫۵	۱۲٫۸
دوسرے پیشے	۵٫۵	...
کان کن	۱٫۱۷	۶٫۵

دنیا کی مزدوری پیشہ آبادی

ملک	مجموعی آبادی	مزدوری
امریکہ	۱۰۵۷۱۰۰۰۰	۴۷۶۷۷۰۰۰
برطانیہ	۴۷۲۰۷۰۰۰	۲۵۷۳۳۰۰۰
فرانس	۳۹۲۰۹۰۰۰	۲۰۹۳۱۰۰۰
جرمنی	۵۹۸۵۸۰۰۰	۳۰۲۳۲۰۰۰
اٹلی	۳۸۸۳۶۰۰۰	۱۸۷۱۸۰۰۰
ہندوستان	۳۱۹۳۶۱۰۰۰	۹۸۸۹۴۰۰۰
کینیڈا	۸۷۸۸۰۰۰	۳۲۲۱۰۰۰
آسٹریلیا	۵۵۱۰۰۰۰	۲۳۹۷۰۰۰
جنوبی افریقہ	۱۴۲۲۰۰۰	۴۷۴۰۰
نیوزی لینڈ	۱۲۸۴۰۰۰	۵۱۵۰۰۰

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو۔
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں

شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے درسی سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ

کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن وصنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب ومشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرایش وتزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب ونوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط وکتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف ومساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے

باایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط وکتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسي

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بها جواهر ريزے

اس سلسله ميں هم نے اماميں کي ان نادر و اعلى درجه کي بلند پايه عربي تصانيف کے اُردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد که يه "سلسلۂ تراجم" بد نصيب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنه —— امام ابن قيم کي فن سيرت ميں شهرهٔ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اُردو ترجمه - بلا جلد ٢ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

کتاب الوسيله —— لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه —— انکي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الکوثر —— امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اُردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى —— خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے چهه آنے

سيرت امام ابن تيميه —— حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز —— علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري کي تازه کتاب کا اُردو ترجمه سوا روپيه

أئمه اسلام —— ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه —— في العبادات پانچ آنے

صبح سعادت —— يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خريدار کو هم نے بکمال کوشش و کاوش سے اُردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلى مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه أئمه و اسلام و بزرگان دين کے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ٨ آنه سالانه ٢ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايـــجنسي

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکھیں
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان ایں دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه را

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهـلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها ' اِس لئے اُس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اُس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبياں اُردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے کي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں - اِس کي جلديں جديد اُردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - اِن کي مقبوليت و قدر کا اندازه اِس سے هوسکتا هے که سنه ١٩١٨ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اِس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البـلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شايقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جا سکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اِس اعلان کے ذريعه شايقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اِس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں ' چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف اُنهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ١٠ روپيه الهلال مکمل جلد سوم ١٠ روپيه
" " " چهارم ١٠ روپيه " " " پنجم ١٠ روپيه

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبه الهـلال اِس نام سے شائع هوا) قيمت ٨ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ٨ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اِس کے علاوه هے -

منيجر "البـلاغ پريس"

کیا آپکو معلوم نہیں
کہ
اسوقت
دُنیا کا بہترین فاونٹین قلم
امریکن کارخانہ "شیفر"
کا
"لائف ٹائم"
قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ
ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا
(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام
دے سکتا ہے
(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں
سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں
کوئی نہیں
کم از کم تجربہ کیجئے
یاد رکھئے
جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو
"شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا
چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے
ہیں تو
یاد رکھئے
کہ
آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما
گائڈ بک
کی ضرورت ہے
جو
انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں
قابل دید مقامات،
اور
آثار قدیمہ وغیرہ سے
آپکو مطلع کردے
نیز
جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن
کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے!
ایسی
مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین
The Dunlop Guide
To Great Britain
کا دوسرا ایڈیشن ہے
ہندوستان کے
تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے
ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

جامع الشواہد
طبع ثانی
مولانا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟ قیمت بارہ آنے (۱۲/)
(منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپکو
دمہ
ضیق النفس
یا
کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت
ہے
تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب
دوا فروش کی دکان سے
فوراً
ایک ٹین
HIMROD
کی
مشہور عالم دوا کا
منگوا کر
استعمال کیجئے

۱۹۲۷

الہلال

نمبر ۲۳ جلد ۱

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ ـ انه

دنيا كي بهترين كتابوں كيلئے بهترين رهنما :

ٹائمز اف لندن كا ادبي ضميمه

يه ضميمه دنيا كي تمام كتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقيع تبصره كرتا هے -

اسكا معتدل نقد علمي حلقوں ميں مسلم هے -

اس ميں چند صفحات وقت كے جاري اور زير بحث ادبي فوائد پر مبني هوتے هيں جنكي اهميت كا عام طور پر اعتراف كيا گيا هے -

اپنے يهاں كے ايجنٹ سے تقاضه كيجئے كه وه ٹائمز لندن كا هفته وار ادبي ضميمه آپكے لئے منگا ديا كرے - ليكن اگر آپ چاهيں تو

The Publisher :

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے براه راست طلب كر سكتے هيں ،

دنيا كے هر معلم اور ماهر فن تعليم كيلئے

ضروري هے كه

ٹائمز اف لندن كا تعليمي ضميمه مطالعه كرے

اگر آپ چاهتے هيں كه فن تعليم كے تمام نظري اور عملي تغيرات و ترقيات سے بے خبر نه رهيں ' تو آپكو يه ضميمه بلا ناغه مطالعه ميں ركهنا چاهيے -

يه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبريں اور مباحث جمع كرديتا هے - ماهرين فن اور مشاهير تعليم كے قلم سے اسكے صفحات مرتب هوتے هيں -

اپنے يهاں كے ايجنٹ سے طلب كيجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب كرسكتے هيں

كيا آپ تجارت كرني چاهتے هيں ؟

اگر آپ چاهتے هيں كه يورپ اور امريكه كے تمام بڑے بڑے كارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم كريں ' نفع بخش ايجنسياں ليں هندوستان سے خام پيدا وار بهيجيں ' نئي ، نئي ايجادات سے اپنے ملك كو آشنا كريں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمايه ليكر ايك وسيع كار و بار شروع كرديں ' تو آپ كو ابتدا ميں بهت سي باتيں معلوم كرني چاهئيں - اس طرح كي تجارت كے گر اور بهيد سيكهنے چاهئيں - هندوستان كے تمام حلقوں اور يورپ و امريكه كے تمام كارخانوں اور كوٹهيوں كے حالات اور اصول معامله ملت معلوم كرنے چاهئيں - بغير اس كے آپ كامياب نهيں هوسكتے -

اگر آپ چاهتے هيں كه بهت تهوڑا سا وقت خرچ كركے يه ساري باتيں با قاعده علمي اصول پر معلوم كرليں ' تو آپكو چاهيے كه هم سے خط وكتابت كريں - هم يه كام به حيثيت ايك ماهر فن كے كر رهے هيں - خط وكتابت كے بعد هي آپكو معلوم هو جائيگا كه آپكے مقصد كيلئے هم كس درجه مفيد هيں ؟

همارے تعلقات دنيا كے تمام تجارتي حلقوں سے هيں -

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اينڈ كو - برلن

پوسٹ بكس نمبر ٢٤

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح كي مشينيں جو گرم ملكوں كے ميووں كو خشك كرنے اور پهلوں كو محفوظ ركهنے كيلئے ضروري هيں ' اس كارخانے ميں طيار كي جاتي هيں - تمام دنيا ميں اس قسم كي مشينوں كا يه بهترين كارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و كتابت كيجيے -

ياد ركهيے

ميووں ' تركاريوں ' اور هر طرح كے زرعي مواد كو خشك كرنے كا بهترين طريقه وه هے جو " نئے سسٹم " كے نام سے متمدن ممالك ميں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " كے مطابق كام كرنے والي مشينيں صرف اسي كارخانه سے مل سكتي هيں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الكريم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۳ کلکته : جمعه ٢٩ ـ جمادی الاولی ١٣٤٦ هجری جلد ١
Calcutta : Friday, 25, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی ۔
طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای ۔
پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی ۔ اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکهیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٧٤٢ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٥٠	اردو حروف کی حق مین	٤٥٢
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٦٨٠	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٦٠
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٩٠		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین ۔ الهلال

الہلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول - - باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے - - سوله روپیه
قیمت شش ماهي - - - سات روپیه
قیمت فی پرچه - - - پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے، لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے۔

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جارهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایۓ، مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

عکا کے یہاں قیام کرے - رستم نے لکھا ہے کہ احمد باشا نے اپنی دوستی کا حق اِس طرح ادا کیا کہ مصری امیر کو زہر دے کر مار ڈالا !

(نپولین تک رسائی)

رستم نے اب اپنے سامنے ایک نئی مصیبت دیکھی - مجبوراً مصر بھاگ گیا - مصر میں ایک دوست نے اُسے مشہور خاندان بکری کے سجادہ نشین شیخ السادات کی خدمت میں پیش کر دیا - شیخ اُسے دیکھہ کر بہت خوش ہوا اور اپنے غلاموں کا افسر بنا دیا -

شام کے حملے سے واپسی پر نپولین کے استقبال کیلیے مصر کے تمام اُمراء شہر کے باہر کھڑے تھے - سید بکری بھی موجود تھے - وہ نپولین کی سواری کے لیے ایک گھوڑا بھی لے گئے تھے - گھوڑے کی لگام ' رستم کے ہاتھہ میں تھی - نپولین نے گھوڑا شکریہ کے ساتھہ قبول کر لیا - چند دن بعد دو غلاموں کی فرمائش کی - سید بکری نے دو غلام حاضر کر دیے - انہی غلاموں میں ایک رستم تھا - نپولین نے اپنی خدمت میں لیتے وقت رستم کو ایک مرصع تلوار اور طلائی دستے کے دو طپنچے عطا کیے -

(فرانس میں داخلہ)

فرانس کی واپسی میں رستم بھی نپولین کے ساتھہ تھا - راستے میں کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا - البتہ ایک دن نپولین کے ساتھیوں نے ستانے کیلیے کہدیا کہ " جنرل تمھیں اِس لیے ساتھہ لیے جاتا ہے ' تاکہ پیرس کے جلسے میں تمھاری بھینٹ چڑھائے " سادہ لوح غلام ڈر گیا ' اور واویلا مچانا شروع کر دیا - نپولین نے سنا تو بہت ہنسا - اور وہ تمام رقم اُسے بخش دی ' جو دوران سفر میں اپنے ساتھیوں سے جوئے میں جیتی تھی !

نپولین نے رستم کو مارسیلز میں چھوڑ دیا - ہر طرف لوگوں کی نظریں اُس پر پڑتی تھیں - عورتیں تو اسپر ٹوٹ پڑیں - اسکے عجیب مشرقی اطوار اور چرکسی چشم و ابرو اُنکے لیے نئی قسم کی چیز تھی - چند دن بعد نپولین کا اسباب لیکر وہ پیرس روانہ ہوا - راستے میں ڈاکو مل گئے ' اور تمام اسباب لوٹ لیا - رستم کی مرصع تلوار اور چھہ ہزار فرنک کی تھیلی بھی چھین لی -

جوزیفائن ' نپولین کی بیوی ' رستم کو دیکھہ کر بہت خوش ہوئی اور اپنی خدمت میں قبول کر لیا - بعد میں لوگوں نے اِس پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں کیں - کہا گیا کہ جوزیفائن غلام پر عاشق ہے - اِسی قدر نہیں بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ نپولین رستم کو محض اِسی نیت سے لایا تھا ' تاکہ جوزیفائن کیلیے دلچسپی کا سامان مہیا کر دے ' اور خود اُس کی نگرانی اور رشک سے آزاد ہو جائے -

(رستم اور پیرس)

کچھہ ہی سبب ہو ' لیکن پیرس میں رستم کے ظہور نے نپولین کی عظمت میں غیر معمولی اضافہ کردیا تھا - رستم اپنے پیش قیمت لباس میں " قنصل " (نپولین) کے ساتھہ ساتھہ پھرا کرتا تھا اور پیرس کی مخلوق اُسے دیکھہ کر متحیر رہجاتی تھی !

قنصل مقرر ہونے کے بعد نپولین اُس محل میں اٹھہ گیا ' جو حکومت نے اُسے دیا تھا - رات کو اُس کے خاص کمرے کی نگہبانی رستم ہی کے ذمے تھی - وہ رات بھر دروازے پر پڑا رہتا تھا ' اور کسی کو اندر جانے نہیں دیتا تھا -

ایک دن جوزیفائن کو معلوم ہوا کہ نپولین کے ساتھہ ایک عورت موجود ہے - وہ غصے میں بھری ہوئی اٹھی اور کمرے میں گھس پڑنا چاہا - مگر رستم دروازے پر سو رہا تھا - اُس کے خراٹے اِتنے بلند اور خوفناک تھے کہ جوزیفائن ڈر گئی - شمع ہاتھہ سے گر پڑی ' اور بدحواس اُلٹے پاؤں بھاگی !

دن کے وقت رستم کے فرائض یہ تھے کہ صبح اپنے آقا کو حجامت میں مدد دیتا تھا - نپولین نہایت تنک مزاج تھا - بار بار چلا اٹھتا تھا " گدھے ! آئینہ سیدھا کر - خوش قسمتی سے تیرا آقا مصری نہیں ہے ورنہ گردن اڑا دیتا ! " حجامت کے بعد اپنے آقا کو نہلاتا تھا - پھر اُس کے ساتھہ دفتر جاتا تھا - اور ایک لمحہ کیلیے بھی جدا نہیں ہوتا تھا -

شیخ خلیل بکری نقیب السادات مصر
جس کے ذریعہ نپولین کو رستم ملا

ڈلیبر کہتا ہے :

" نپولین نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی - لیکن وہ اپنی فیاضی سے دوسروں کی محبت خرید لیا کرتا تھا - ہمیشہ جوئے میں اپنی تمام جیت ' رستم کو دیدیا کرتا - ایک مرتبہ پانچ دن کے اندر تین ہزار فرنک رستم کو مل گئے - اِس تقرب کی وجہ سے تمام خادم رستم پر حسد کرنے لگے تھے - صرف خادم ہی نہیں ' بہت سے بڑے بڑے آدمی بھی جلتے تھے - اُن کا خیال تھا - رستم کی یہ تمام قدردانی صرف اِس لیے ہے کہ وہ اُس کے دشمنوں کو خفیہ قتل کر ڈالتا ہے -

رستم نپولین کے ساتھہ سایہ کی طرح لگا رہتا تھا - حتی کہ فوج کی قواعد کے وقت بھی آقا کے گھوڑے کے پہلو میں اُس کا عربی گھوڑا نمایاں نظر آتا تھا - گھوڑے پر چیتے کی کھال کا زین ہوتا تھا - زین پر سونے کا کام تھا - خود رستم کا لباس ' ریشم کا کامدانی ہوتا - دور دور تک اُس کی چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی - وہ اِس قدر شاندار ہوتا تھا کہ رستم ' عرب پادشاہ معلوم ہوتا تھا ' اور نپولین اُس کا فرنگی سپہ سالار - تھیٹر میں بھی وہ نپولین کے پہلو میں بیٹھتا تھا - تمام نظریں غلام کی شان و شوکت کے تماشہ میں محو ہوجاتی تھیں ! "

جب کبھی وہ راستے میں تنہا ہوتا ' مخلوق ہجوم کرکے ساتھہ ہوجاتی - مسرت کے نعرے بلند ہونے لگتے - اپنے فاتح آقا کی طرح یہ غلام بھی اپنی عظمت و غرور میں مدہوش رہتا تھا - وہ بالکل پروا نہ کرتا کہ لوگ اُس کی تعریف میں نعرے لگا رہے ہیں ' یا تضحیک کر رہے ہیں !

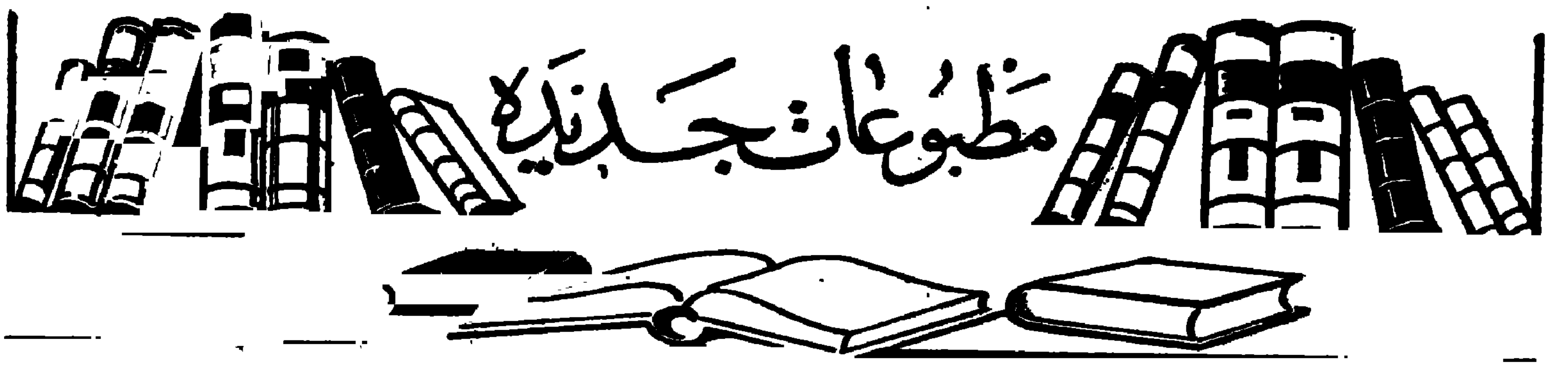

مطبوعات جدیدہ

رستم بن رضا

(نپولین کا چرکسي غلام اور معتمد)

الہلال کے گذشته نمبر میں هم نے ایک جرمن اهل قلم کي جدید کتاب کا ذکر کیا تها جس میں اُس نے نپولین کے بعض غیر مشہور گوشه هاے حیات پر روشني ڈالنے کي کوشش کي ہے - ابهي اس کتاب کي بہت سي دلچسپ اور عبرت انگیز داستانیں باقي هیں ، لیکن هم چاهتے هیں ، مجلس کے تبدیل ذائقه کیلیے اُسکے ایک دوسرے حصه پر قارئین الہلال کو توجه دلائیں - یه حصه بهي تاریخي دلچسپي کے لحاظ سے پچهلي داستانوں سے کمتر نہیں ہے - اِس میں نپولین کي درباري زندگي کي ایک عجیب و غریب تاریخي شخصیت سے آنکي تقریب هوگي - یه شخصیت دس برس تک نپولین کے تمام عجائبات زندگي کي طرح یورپ کي ایک عجیب و غریب هستي کا درجه رکهتي تهي - حالانکه اُسکي ابتدائي زندگي اس طرح شروع هوئي تهي که وه مصر کا ایک چرکسي غلام تها !

یورپ کے تمام مورخین نے اس کا قلم رستم بن رضا لکها ہے - فرانس کے قیام کے بعد اُس نے فرانسیسي زبان میں اسقدر قابلیت حاصل کرلي تهي که آخري عمر میں اپني یاد داشت حیات قلمبند کي - اس یاد داشت میں اُس نے خود اپنے قلم سے اپنے ابتدائي حالات لکہے هیں - جرمن مصنف همیں بتلاتا ہے که یه کتاب اسکے پیش نظر ہے -

(مہیب آقا اور عجیب غلام !)

گزشته صدي کے اوائل میں روئے زمین پر ایک طوفاني آندهي آئي - اُس نے بادشاهوں کے تخت اُلٹ دیے ، تاجداروں کے تاج گرا دیے - یه ایک مہیب جبار تها جس کے سامنے تمام یورپ سربسجود هوگیا تها - اِس مہیب آقا کے ساته همیشه ایک عجیب و غریب غلام بهي دیکها جاتا تها - مہیب آقا نپولین تها ، اور عجیب الهیئت غلام رستم تها !

رستم بن رضا

رستم بن رضا کرفان سنه ۱۷۸۲ع میں تفلیس (قوقاز) میں پیدا هوا - اُس کا بچپن کوه قاف کے مرغزاروں میں بسر هوا تها لیکن زمانے کے انقلابات نے اُس کے دل و دماغ پر اُس سرزمین کے حسن و جمال طبیعت کا کوئي اثر باقي نہیں چهوڑا - وه نه تو شاعر هوا ، نه مصور - اُس کي قسمت میں ایک عجیب انسان کا عجیب غلام بننا تها !

نپولین کے سکریٹري میڈول نے اپنے روز نامچے میں لکها ہے :

> " رستم کا باپ طبیب تها - بعض مورخین نے اُسے تاجر بهي بتایا ہے - اُس کے چار اولاد تهي - انمیں ایک رستم تها - سنه ۱۷۹۵ - تک وه اپنے والدین کے ساته رها "

خود رستم نے اپني یاد داشتوں میں لکها ہے که وه اپني ماں سے از حد محبت رکهتا تها - یہي محبت اُس کي تمام مصائب کا سبب هوئي - باپ نے اُسے گهر سے نکال دیا اور وه آوره گردوں کي طرح گاؤں گاؤں پهرنے لگا - اتفاق سے اُسي زمانے میں وهاں کے اُمراء میں خانه جنگي شروع هوگئي - رستم اس جنگ میں قید هوگیا ، اور بہت دنوں تک ایک قلعه میں بند رها - پهر وهاں سے بهاگا تا که اپني ماں کي کفالت کرے - اب وه اپنے شوهر سے علحده هوگئي تهي اور چهوٹے چهوٹے بچے ساته لے کر کسي طرف چلي گئي تهي - بہت تلاش کے بعد رستم نے ماں کا پته لگالیا اور اُس کے ساته رهنے لگا - کچهه عرصه کے بعد اُس نے اراده کیا که کسي شهر میں جاکر آباد هو جاے اور اپنے خاندان کي پرورش کا انتظام کرے - وه سب کو ساته لے کر چل دیا ، مگر راستے میں برده فروش قزاقوں نے گهیر لیا ، اور پورا قافله گرفتار هوگیا - برده فروشوں سے ایک مالدار عورت نے رستم کو خرید لیا اور اپنا لڑکا بنا کر گهر میں رکها - لیکن اُس کے شوهر کو گهر میں اِس خوبصورت نوجوان کي موجودگي ناگوار هوئي - اُس نے مصر کے ایک امیر کے هاته بیچ ڈالا -

مصري امیر رستم کو مصر لایا - پهر اپنے ساته مکۂ معظمه لے گیا - حج کے بعد دونوں شام کے راستے واپس هوئے - مگر ابهي راه هي میں تهے که معلوم هوا ، نپولین نے مصر پر قبضه کرلیا ہے - امیر نے فیصله کیا که مصر نه جائے اور اپنے دوست احمد پاشا جزار والي

اُس نے کہا " تمہارا فرض ہے کہ اِس نازک وقت میں اپنے مہربان آقا کا ساتھہ نہ چھوڑو " نپولین کو امید نہیں تھي کہ رستم لوٹے گا - مگر دوسرے دن دیکھا تو وہ موجود تھا - اُس نے اپنے بلا اجازت چلے جانے پر افسوس و ندامت کا اظہار کیا اور نپولین کا دل اُسکي طرف سے صاف ہوگیا -

اِسي اثنا میں نپولین نے اپني ناکامیوں سے مضطرب ہوکر زہر کہا لیا ' مگر ڈاکٹروں نے اُسکي جان بچالي - ایک دن اُس نے رستم سے پستول طلب کیا - رستم نے مارشل برتیه سے مشورہ کیا - مارشل نے کہا جو جي میں آئے کرو - میں کوئي مشورہ نہیں دونگا - لیکن بعض دوستوں نے کہا - اگر شہنشاہ خود کشي کرلیگا تو دنیا تمھیں کو الزام دے گي - کہا جائیگا ' تم نے دشمنوں سے رشوت لیکر پستول نپولین کے حوالہ کر دیا - تاکہ وہ خود کشي کرلے -

اِس واقعہ کو رستم نے حیلہ بنایا ' اور نپولین سے ہمیشہ کے لیے علحدہ ہوگیا - جلا وطن ہوتے وقت شہنشاہ نے اپنے غلام کي بابت سوال کیا - اور جب اُس کي بے وفائي کا حال سنا تو قدرتي طور پر بہت رنجیدہ ہوا -

رستم کي بے وفائي اِسي پر ختم نہیں ہوگئي ' بلکہ وہ دو مرتبہ انگلستان بھي گیا - وہاں نپولین کے دشمنوں کے سامنے اپنا شاہي خلعت پہنکر جایا کرتا تھا - انگریزوں کے ہاتھہ اُس نے اپنے آقا کي بہت سي یادگاریں بھي بیچ ڈالیں - اِنھي میں سونے کا ایک ٹکڑہ بھي تھا - اِس پر لکھا تھا " نپولین کي یادگار اپنے وفادار غلام رستم کے لیے "

۷ - دسمبر سنه ۱۸۴۵ع کو اُس کا انتقال ہوا - اُس کي قبر ابتک پیرس میں موجود ہے ' اور اُس پر یہ عبارت کندہ ہے :
" یہاں شہنشاہ نپولین کا غلام رستم رضا سو رہا ہے "

اُس کي زندگي ہي میں اُس کے دونوں لڑکے مر چکے تھے - صرف بیوہ اور ایک لڑکي باقي رہي - لڑکي کي شادي ایک فرانسیسي تاجر سے ہوگئي تھي -

الهـلال کو

اشاعت کي کمي کي شکایت نہ ہوتي ' اگر مصارف کي زیادتي پیش نہ آتي - سنه ۱۹۱۴ع میں الهلال کي یہي قیمت تھي - یعنے بارہ روپیه سالانہ ' مگر تمام طباعتي اشیاء کي قیمت موجودہ قیمتوں سے آدھي تھي - اِس وقت اگرچہ الهلال کا حلقۂ اشاعت اردو کے تمام رسالوں سے زیادہ ہے ' لیکن مصارف کي زیادتي کي وجہ سے اب تک آمدني اور خرچ برابر نہیں ہوسکے ہیں - کیا آپ اس معاملہ پر توجہ ضروري نہیں سمجھتے ؟ اگر ضروري سمجھتے ہیں تو توسیع اشاعت کے لیے کوشش کیجیے -

(منیجر الهلال)

بابُ التفسیر

حجة ابراهيمى

ایۂ کریمہ " الم تر الي الذي حاج ابراهیم " کي تفسیر

قرآن حکیم کا اُسلوب بیان اور طریق استدلال

تفسیر کا قرآني اور غیر قرآني طریقہ

(از مولانا ابو الکلام)

(۳)

افسوس ہے کہ محل اِس کا متحمل نہیں کہ مثالوں کے بیان میں اطناب سے کام لیا جائے - ورنہ آپ دیکھتے کہ تفسیر قرآن کا کوئي گوشہ بھي ایسا نہیں ہے جو اس غیر قرآني طریق تفسیر سے متاثر نہ ہو چکا ہو ' اور اصلیت پر بے شمار پردے نہ پڑ گئے ہوں - اگر آپ صرف امام راغب اصفہاني کي مفردات ہي اُٹھا کر دیکھہ لیں جو آج کل کے نئے محققین قرآن میں سے اکثر کا توشۂ عام ہے ' تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ نہ صرف قرآن کے مطالب و دلائل کي صورت بدل دي گئي ہے ' بلکہ اُسکے تمام الفاظ کے لیے بھي ایک نیا فلسفیانہ قاموس ترتیب دیدیا گیا ہے ' اور وہ چیز جسے اپنے " عربي مبین " ہونے پر ناز تھا ' اب ایک مشکل ترین عجمي چیستاں بنکے رہگئي ہے !

(آیۃ زیر تدبر)

اب جب کہ یہ تمہیدي مطالب ایک حد تک واضح ہوگئے ہیں ' آیۂ زیر تدبر کي تفسیر نہایت سہل ہے - چند سطروں کے اندر تمام مشکلات دور ہو جائینگي - البتہ تفسیر سے پہلے چند مبادیات کي مختصراً تشریح اب بھي ضروري ہے :

(۱) اس آیت میں قرآن حکیم نے حضرت ابراهیم علیه السلام اور اُن کے عہد کے ایک انسان کا مکالمہ نقل کیا ہے - سب سے پہلي اور بنیادي غلطي جس کي وجہ سے تمام مشکلیں پیدا ہوگئي ہیں ' یہ ہے کہ مکالمہ کي نوعیت ہی غلط سمجھہ لي گئي ہے - آیت میں " حاج " کا لفظ آیا ہے : الم تر الي الذي حاج ابراهیم في ربه - یعنے کیا تمھیں اُس آدمي کا حال معلوم نہیں جس نے ابراهیم سے پروردگار عالم کے بارے میں حجت کي تھی ؟ چونکہ مفسرین متکلمین کے دماغ میں منطقي طریق مناظرہ و حجت بسا ہوا تھا ' اور انبیاء کرام کے حجج و براهین فطریه کو بھي وہي جامہ پہنانا چاہتے تھے ' اس لیے انھوں نے اس مکالمہ کو " مناظرہ " مصطلحۂ منطق قرار دیدیا ' اور پھر لگے فن مناظرہ کے تمام اصول و اداب اُس پر

(رستمي فيشن)

پيرس كي نازنينوں کے ليے رستم ايک متحرک فتنه بن گيا تها - وہ اُن کی نظر ميں مشرقي حسن و جمال کا ايک پر اسرار پيكر تها - يہاں تک كہ اُس کے لباس كي بهي نقل اتاري جانے لگي - پيرس کا سب سے زيادہ مقبول فيشن " رستمي فيشن " هوگيا - خود جوزيفائن اِس لباس پر فخر كرتي تهي - فرانس سے نكل كر يه فيشن جرمني پہنچا ' اور لويزا ملكۂ پروشيا تک نے اختيار كرليا - عورتوں كي طرح مرد بهي اس كي تقليد كرنے لگے تهے - يه بيماري ايسي عام هوئي كه خود نپولين بهي مبتلا هوگيا - اُس نے بهي رستم کا سا لباس اپنے ليے بنوايا تها اور بڑے بڑے جلسوں ميں پہن کر جاتا تها !

اُس عہد کے ماهر مصوروں نے رستم كي تصويريں اُتاريں - اخبارات و رسائل نے خاص اهتمام سے شائع كيں - پورے يورپ ميں اُس كي شہرت عام هوگئي -

جب نپولين كي تاج پوشي قريب آئي ' تو اُس نے درباري درزي کو حكم ديا كه رستم کے ليے بيش قيمت خلعت طيار کرے - يه خلعت اس قدر گرانقدر تها كه صرف كوٹ پر سات هزار تين سو فرنک خرچ هوے تهے - جوتے كي قيمت ايک سو بيس فرنک تهي - يه رقم اُس زمانے ميں ايک شاهي لباس هي پر خرچ هوسكتي تهي !

تاج پوشي کے جلوس ميں رستم اپنے خاص لباس ميں ملبوس شہنشاہ کے پہلو بہ پہلو چل رہا تها - وہ خود بهي اپنے گهوڑے پر ايک شہنشاہ معلوم هوتا تها - هر طرف اُس کے اعزاز ميں تاليوں کا شور بلند تها !

(منتہاء عروج)

رستم نے اپني زندگي کے بہترين ايام شہنشاہ نپولين کے زير سايه بسر كيے - دربار ميں اُسے اتنا عروج حاصل تها كه خاص و عام سب حسد كرتے تهے - نپولين جب كوئي شہر فتح كرتا تها تو شاهي گاڑي ميں فاتح کے پيچهے رستم هي بيٹهتا تها - نا واقف اُسے سلطنت کا رُکن اعظم خيال كرتے تهے - بہت سے لوگ اُس كي خوشامديں كرتے ' تا كه اس کے ذريعه نپولين كي خوشنودي حاصل كرليں !

جب نپولين پيرس ميں هوتا تو رستم کو دو گهنٹے تفريح كي اجازت ملتي - وہ اپنے اُن دوستوں سے ملنے جايا كرتا جن کے يہاں خوبصورت عورتيں هوتيں - ليكن ميدان جنگ ميں اُسے ايک لمحه كي بهي فرصت نہيں ملتي تهي - كيونكه اُس کے فرائض هر لمحه اُسے شہنشاہ کے ساتهه رهنے پر مجبور كرتے تهے - وهي اس کے ليے كهانے کا بهي انتظام كرتا تها -

نپولين کے كهانے کا كوئي وقت مقرر نه تها - بسا اوقات وہ كهائے بغير هي سو جاتا - ايک مرتبه ايسا هوا كه نپولين آدهي رات کو اپنے بستر پر گيا اور كهانا طلب نه كيا - رستم نے خيال كيا ' اب وہ كهانا نہيں كهائيگا - اُس نے بهني هوئي مرغي خوشي خوشي كهانا شروع كردي - ليكن ابهي آدهي مرغي بهي كهانے نہيں پايا تها كه نپولين نے كهانا مانگا - رستم بہت گهبرايا ' مگر اب کر هي كيا سكتا تها ؟ وهي بچي هوئي مرغي ليكر حاضر هوگيا - نپولين دير تک مرغي ديكهتا رها - پهر غلام پر غضبناک نظريں ڈاليں اور كہا " ميں نہيں جانتا تها كه بعض مرغيوں کا صرف ايک هي بازو اور ايک هي ٹانگ هوتي هے - مجهے كبهي اِس بات کا وهم بهي نہيں گزرا تها كه دوسروں کا جهوٹا كهانا پڑيگا ! "

رستم ڈر گيا - رنگ فق هوگيا - كانپتي هوئي آواز ميں كہنے لگا " مہربان آقا ! ميں بہت بهوكا تها - پہلے اراده صرف ران كهانے کا تها - مگر افسوس - بازو بهي ميں نے كها ليا ! " نپولين چپ هوگيا ' اور مرغي كهالي ' صبح اُس نے ايک سپه سالار کو بعض احكام دينے كيليے طلب كيا - رستم بهي سامنے كهڑا تها - نپولين نے سپه سالار سے كہا " تم نے كچهه سنا ؟ كل رات ميرے اقائے رستم کا پس مانده كهايا تها ! ملعون ! ادهر آ - ميں تيرے كان ملونگا - خبردار ' پهر كبهي ايسي حركت نه كرنا ! " يه كہكر نپولين زور سے هنس پڑا -

(شادي)

رستم ' اپنے آقا کو روز پيرس كي عورتوں سے اپنے عشقيه معركوں كي داستانيں سنايا كرتا تها - نپولين کو ان واقعات سے بڑي دلچسپي هوتي تهي اور وہ غلام كي همت افزائي كيا كرتا تها - آخر رستم کا يه شوق رنگ لايا - اور وہ ايک عورت پر عاشق هوگيا - اُس نے شہنشاہ سے شادي كي درخواست كي - نپولين نے پوچها " وہ كچهه مالدار بهي هے ؟ " رستم نے جواب ديا " جب تک حضور کے قدموں سے لگا هوں ' مجهے مال كي كيوں فكر هو ؟ " نپولين کو يه جواب پسند آيا اور شادي كي اجازت ديدي -

يكم فروري سنه ۱۸۰۶ع ميں الكزنڈرائن دوريل سے رستم كي شادي هوگئي - خود شہنشاہ جلسه ميں شريک هوا ' اور تمام خرچ اپني جيب خاص سے ادا كيا - شادي کے ايک برس بعد لڑكا پيدا هوا - رستم نے اُس کا نام ايشيل ركها - نپولين کو يه بچه بہت پيارا تها - اكثر بلا كر اُس سے كهيلا كرتا تها - جب وہ لوٹتا تها ' تو اُس كي دونوں مٹهيوں ميں اشرفياں هوتي تهيں !

نپولين کو رستم اِس قدر عزيز تها كه سفر اٹلي کے موقعه پر جب وہ بيمار هوگيا تو نپولين نے چلتے وقت اُس سے كہا " رنج نه كرنا - ميں جلد واپس آؤنگا - ميري بيوي تمهاري خبر ليگي - "

خود رستم نے اپني ياد داشت ميں لكها هے كه شہنشاہ اُس پر بے حد مہربان تها - شروع ميں نپولين نے اُس كی كوئي تنخواہ مقرر نہيں كي تهي - ايک دن اتفاق سے ياد آگيا تو فوراً ۱۲۰۰ فرنک مقرر كر ديے - تهوڑي هي مدت بعد يه رقم دوگني كردي گئي - يعني ۲۴۰۰ فرنک ملنے لگے - نيز ۲۴۰۰ فرنک شكار ميں بادشاہ كي بندوق اٹهانے كيليے ' اور ۹۰۰ فرنک دائمي انعام کے طور پر بهي ملتے تهے - اسكے علاوہ كهيل ميں جسقدر روپيه نپولين جيتتا تها ' سب اسے ديديتا تها - عيدوں اور جشنوں کے موقعه پر بهي بہت كچهه ديتا تها - چنانچه ۲۰۰۰ فرنک سنه ۱۸۰۸ع ميں ديے - ۳۰۰۰ سنه ۱۸۱۰ ميں ديے - ۴۰۰۰ سنه ۱۸۱۱ع ميں ديے - ۶۰۰۰ سنه ۱۸۱۳ع ميں ديے - ۶۰۰۰ سنه ۱۸۱۴ع ميں ديے - پهر معزولي سے پہلے ايک مرتبه يكمشت ۵۰۰۰۰ فرنک عطا كيے !

(رستم کا خاتمه)

ليكن افسوس هے كه مصيبت کے وقت رستم بے وفا ثابت هوا - آقا کے تمام احسانات بهول کر اُس سے رخ پهير ليا !

۶- اپريل سنه ۱۸۱۴ ميں نپولين کو تخت سے دست بردار هونا پڑا تها - وہ جب جزيرۂ البا كي طرف روانه هونے لگا ' تو رستم بلا اجازت اپني بيوي سے مشورہ كرنے چلا گيا - بيوي شريف تهي -

مجیب کے فرائض هیں - جو مدعي هو' اسے دلیل پیش کرني چاهیے - جو منکر هو' اسے توڑ کرنا چاهیے - چونکه مقصود اس تمام کارخانه سے اسکات خصم هے - یعنے مخاطب کو چپ کرا دینا ' اس لیے تمام اصول و آداب اسي محور کے گرد حرکت کرتے هیں - امام رازي نے جب اسے مناظره قرار دیا ' تو ضروري هوا که پوري بات اسي سانچے میں ڈھال کر دکھا دي جائے - بات اس سانچے میں ڈھلتي نهیں - بس ساري مشکلیں اسي سے پیدا هوگئي هیں -

آپ خود اپنے استفسار میں لکھتے هیں :

" یه در اصل حضرت ابراهیم علیه السلام اور نمرود کا مناظره هے ' جس میں نمرود کي حیثیت خدائي کے مدعي کي هے اور حضرت ابراهیم اس کے زعم باطل کا بطلان ثابت کرنا چاهتے هیں "

یه جو آپ نے " در اصل مناظره هے " کهدیا' بس یهي تمام فساد کي جڑ هے - " مناظره هے ' تو حضرت ابراهیم کي حیثیت ایک مناظر کي هے - اگر وه مناظر هیں ' تو چاهئے که اُن قواعد کلام سے سرمو تجاوز نه کریں جو فن مناظره کے ساخته پرداخته هیں - یا مثلاً رشیدیه میں درج هیں - اور چاهیے که بد بخت نمرود بھي اُنهي مقدمات اور مبادیات کے مطابق سرگرم ضلالت و شقاوت هو' جو هم شرح مواقف وغیره میں پڑه چکے هیں ! "

امام رازي اور متکلمین کے اصول تفسیر یهي هیں ' اور آپ بھي اُنهي کے قدم بقدم چلنا چاهتے هیں - سوال یه هے که حضرت ابراهیم " مناظر " مصطلحهٔ قوم کیوں هوں ؟ اور اگر وه مناظر هوں ' تو کیوں اُن تمام گڑھے هوئے قاعدوں کے پابند هوں جو علوم وضیعه کي تدوین کے بعد هم نے اپنے اوپر لازم کر رکھے هیں ؟ کونسي عقل کي قطعیت اور وحي کي تنزیل موجود هے که حضرت ابراهیم کو بھي اُن قواعد کلام کي پابندي کرني چاهیے جو مناظره رشیدیه میں هم رٹ چکے هیں ' یا جنهیں بحر العلوم نے اپنے حواشي میں لکھا هے ؟ " مناظر کے لیے یه جائز نهیں " اور " مستدل کے لیے یه ضروري هے " سوال یه هے که کیوں جائز نهیں ؟ کیوں ضروري هے ؟ اور کیوں ان اصول موضوعه اور قواعد مصنوعه " ما انزل الله بها من سلطان " کے انبیاؤ رسل پابند هوں ؟ کیوں ان کے لیے جائز نه هو که سرمو ان سے تجاوز کریں ؟ کیا مصیبت هے که قرآن عربي زبان میں اُترتا هے - تمام فصحاء قریش اس کي فصاحت کے آگے سربسجود هو جاتے هیں ' لیکن چار سو برس کے بعد همارے مفسرین بحث کرتے هیں که سیبویه اور کسائي کے بنائے هوئے قواعد کے مطابق وه ٹھیک هے یا نهیں ؟ چار هزار برس پہلے ایک داعي الی الحق فطرت الهي اور وجدان انساني کے مطابق رشد و هدایت کا دروازه کھولتا هے ' اور ایک منکر حق کو شک و انکار کي جگه یقین و ایمان کي راه دکھادیتا هے' لیکن پانچویں صدي هجري میں امام رازي آ کر بحث کرتے هیں که منطقي طریق مناظره کے مطابق یه مکالمه صحیح هے یا نهیں ؟ اور پھر چودھویں صدي میں آپ آتے هیں اور کہتے هیں که مشکلات حل نهیں هوتیں - مشکلات حل هوں تو کیسے هوں جب صدیوں سے مشکلات هي کو بلوا دے دے کر سمیٹا گیا هے ' اور اصلیت کي سادگي وضعیت اور صناعت کي کج اندیشیوں اور پیچیدگیوں کے اندر گم هوگئي هے ؟

(۳) ایک دوسري بنیادي غلطي جو یهاں اُلجھاؤ پیدا کررهي هے ' حضرت ابراهیم کے مخاطب کي اعتقادي حیثیت هے - مفسرین سے ایک تلغت تسامح قرآن حکیم کے اُن مقامات کي تفسیر میں هوا هے ' جهاں بابل کے اس پادشاه کا (جسے نمرود کهتے هیں) اور مصر کے فرعون کا (جو کچھه بھي اس کا نام هو) ذکر کیا گیا هے - قرآن حکیم نے اُن کا ذکر ایسے لفظوں میں کیا هے ' جن سے معلوم هوتا هے که وه اُس خدا کے اقرار سے منکر تھے جسکي دعوت حضرت ابراهیم اور حضرت موسیٰ علیهما السلام نے اُنکے سامنے پیش کي تھي ' اور خود اپني خداوندي اور خداوندي کي طاقتوں کا دعویٰ رکھتے تھے - چونکه مفسرین کے پیش نظر صحیح تاریخي معلومات نه تھیں ' اسلیے وه صحت کے ساتھه اس انکار اور ادعا کي نوعیت متعین نه کرسکے - یه خیال پیدا هوگیا که یه دونوں پادشاه اپني خدائي کے اس معني میں مدعي تھے که وهي صانع کائنات هیں - چنانچه دونوں مقامات کے تمام مکالمات و مخاطبات میں فریق ثاني کي یهي اعتقادي حیثیت قرار دي گئي هے اور اسلیے حضرت ابراهیم اور حضرت موسیٰ (علیهما السلام) کے تمام دلائل و ارشادات اسي پہلو سے دیکھے جاتے هیں - چونکه یه بات حقیقت حال کے خلاف هے ' اسلیے اس کي وجه سے طرح طرح کے نئے اُلجھاؤ پیدا هوگئے هیں - واقعه یه هے که نه صرف دنیا کي تاریخي معلومات کي بنا پر ' بلکه خود قرآن حکیم کي تصریحات کي بنا پر کها جاسکتا هے که دنیا میں آج تک کسي انسان نے بھي اس معني میں خدا هونے کا دعویٰ نهیں کیا هے که وهي صانع کائنات هے - ایسا دعویٰ کرنا ' بلکه ایسے ادعا کا تخیل کرنا فطرت انساني کے اسدرجه خلاف هے که کوئي انساني هستي اِسکي جرأت هي نهیں کرسکتي -

تحریر اندازه سے زیاده بڑھتي چلي جاتي هے ' اسلیے اس مقام کے دلائل و مباحث درج نهیں کیے جا سکتے - حقیقت حال سمجھنے کیلیے حسب ذیل اشارات کافي هونگے :

اولاً ' نوع انساني نے خدا کي صفات کے تصور میں جو ٹھوکریں کھائي هیں ' من جمله اُن کے ایک عالمگیر گمراهي شاهیت و الوهیت کا تشابه هے - یعنے شاهیت کے اختیارات نے بھي ما فوق الفطرت اختیارات کي حیثیت اختیار کرلي تھي - جب کبھي کوئي انسان اپني غیر معمولي جسماني قوتوں سے مخالفوں کو زیر کرکے پادشاه بن جاتا ' لوگ خیال کرتے ' وه دیوتاؤں کا انساني مظهر هے ' بلکه خود بھي دیوتا هے - پھر جب شاهیت نے نسل و خاندان کے سلسله کي صورت اختیار کرلي' تو کسي انسان کا شاهي نسل سے هونا ' اس کے دیوتائي رشتوں کي دلیل سمجھا جانے لگا - رفته رفته اس خیال نے پوري طرح ایک عام عقیده کي نوعیت پیدا کرلي که پادشاه انسان نهیں هے - انسانیت سے بلند تر هستي هے - اُسکي طاقت بھي الٰهي طاقت ' اور اُسکا حکم بھي حکم خداوندي هے -

قرآن حکیم نے بابل اور مصر کے جن دو پادشاهوں کا حال بیان کیا هے ' اُنکي اور اُن کے قوم کي گمراهي یهي تھي - وه اپني قوم میں ایک دیوتا کي طرح مانے جاتے تھے - اس لیے نهیں که اِن دو انسانوں نے خصوصیت سے اسکا دعویٰ کیا تھا ' بلکه اس لیے که وه پادشاه تھے ' اور پادشاه کیلیے ایسا هي اعتقاد پیدا هو گیا تھا -

ثانیاً ' اس سے یه بات بھي واضح هوگئي که مفسرین کا یه سمجھنا که فرعون اور نمرود نامي دو انسان خدائي کے مدعي تھے ' صحیح نهیں هے - جس طرح کي خدائي کے یه مدعي تھے ' اُس طرح کي خدائي کا اعتقاد اُس عهد کے بے شمار پادشاهوں اور پادشاهي کے سلسلوں کیلیے رہ چکا هے - هندوستان میں بھي پادشاه کے لیے ایسا هي اعتقاد موجود تھا - حتیٰ که اُن کا سلسلهٔ نسب چاند سورج سے ملا دیا گیا تھا - تاتاریوں کي ابتدائي تاریخ بھي

منطبق کرنے ' اور جب منطبق نه هوسکے تو لا يعني اور دور از کار توجيهيں کرنے لگے - حضرت امام رازي رحمة الله عليه اس آيت کي تفسير ميں سب سے پہلي بات جو کہتے هيں ' يهي هے که " و القصة الاولى مناظرة ابراهيم صلى الله عليه و سلم مع ملک زمانه " (جلد ٢ : ٣١٧) جونهي انهوں نے اس معامله کو " مناظره " کے لفظ سے تعبير کيا ' حقيقت سے الگ هوگئے ' اور پهلا قدم هي الٹا پڑگيا - اب جس قدر آگے بڑھتے جاتے هيں ' حقيقت سے زياده دور هوتے جاتے هيں ' اور يکے بعد ديگرے الجهاؤ پر الجهاؤ پڑتے جاتے هيں - انهوں نے اپني عادت کے مطابق " المسئلة الاولى " اور " المسئلة الثانيه " اور " الاشکال الاول " اور " الاشکال الثاني " کا سلسله يہاں بهي پوري قوت اور وضاحت کے ساتهه جاري رکها هے ' ليکن جب جواب کا موقعه آيا هے ' تو پانچ پانچ اور چهه چهه وجوه اشکال بيان کرنے کے بعد ايک شافي جواب بهي نهيں دے سکتے ' اور ايک ايسے طريقه سے جو پڑھنے والے کو حيرت و ارتياب ميں غرق کرديتا هے ' رخصت هو جاتے هيں !

امام رازي کے بعد جس قدر مفسرين پيدا هوئے ' سب نے اس مکالمه پر اسي حيثيت سے نظر ڈالي - البته حافظ عماد الدين ابن کثير جو شيخ الاسلام ابن تيميه کے تلامذه ميں سے هيں ' اس سے مستثنى هيں - وه سلف کے طريق تفسير سے آشنا هوچکے تهے ' اس ليے ان موشگافيوں ميں نهيں پڑے - بلکه صاف صاف کهديا " وهذا التنزيل علي هذا المعني احسن مما ذکره کثير من المنطقيين " (حاشيه فتح البيان جلد ٢ : ١٥٦) يعنے يه مطلب اس سے کهيں زياده بهتر هے جو بهت سے منطقيوں نے قرار ديا هے - ليکن افسوس هے که منطقيوں کے طريقه سے الگ رهکر بهي وه پوري طرح ان کي لغزشوں سے محفوظ نه رهسکے - يعني اس الجهاؤ سے وه بهي نه نکل سکے جو حضرت ابراهيم کے ايک دليل چهوڑ کر دوسري دليل اختيار کرنے کے معامله ميں پڑگيا تها -

يه بات معلوم کرنے کيليے که متاخرين کي پيدا کي هوي مشکلات سے متقدمين کس طرح محفوظ تهے ' امام ابن جرير طبري کي تفسير پر نظر ڈاليے جو محدثين کے صاف اور ساده طريق پر روايات جمع کر ديتے هيں - انهوں نے سرے سے يه فتنه انگيز لفظ " مناظره " استعمال هي نهيں کيا هے - وه " حاج ابراهيم في ربه " کا ترجمه " الذي خاصم ابراهيم في ربه " کرتے هيں ' جو في الحقيقت اس محل کيليے خود قرآن کا بتلايا هوا لفظ هے ' اور پهر سيدها سادها مطلب بيان کرکے خاموش هو جاتے هيں -

يه واضح رهے که هميں يهاں مناظره کے لغوي اطلاق سے اختلاف نهيں هے ' بلکه اصطلاحي اور وضعي اطلاق سے اختلاف هے - وضعي علوم کي اصطلاح ميں " مناظره " ايک خاص فن هے جسميں مباحثه کے اصول و آداب وضع کيے گيے هيں ' اور اس کا مقصود إسکات خصم هے - يعنے : جهگڑنے والے کو چپ کرا دينا - نه يه که اسکے شکوک دور کرديا - نه صرف يه که انبياء کرام کا طريق بيان يه نهيں هوتا ' بلکه قرآن بتلاتا هے که کسي طالب حق کا بهي طريقه يه نهيں هونا چاهيے - کيونکه يه طلب حق اور علم حقيقت کي راه نهيں هے - " جدل " اور " خصومت " کي راه هے - اب غور کيجيے - يه کيسي مصيبت هے که جس طريق بحث و کلام کو قرآن مذموم ٹهراتا هے - اسي کو همارے مفسرين متفلسفين محمود و مطلوب قرار ديتے هيں ' اور قرآن کے تمام دلائل اور انبياء کرام کے تمام مکالمات و مخاطبات کو اسي شکل و صورت ميں آراسته کرنا چاهتے هيں ' اور پهر ذهن کي اس کجي اور فکر کے اس مرض کو علم و معرفت کي ايک ايسي عظمت سمجهتے هيں ' جيسے ابراهيم خليل عليه الصلوة و السلام کے منه سے نکلوا دينا ' انکي بزرگي کي بڑي هي دليل اور انکے مرتبهٔ نبوت و خلت کي بڑي هي خوبروئي هے !

اس سے بهي بڑھکر اعجب العجائب معامله يه هے که قرآن حکيم اس مقام پر جس حقيقت کا اعلان کر رها هے ' وه يهي هے که انبياء کرام کا طريق دعوت ' " هدايت " کا طريقه هوتا هے - " جدل " و " خصومت " کا نهيں هوتا - چنانچه حضرت خليل نے با وجود اسکے که ايک الد الخصام کج بحثي کرنے لگا تها ' سر رشتهٔ هدايت هاتهه سے نه چهوڑا ' اور مجادلانه نزاع کي جگه طريق هدايت نے اسے اعتراف حق پر مجبور کر ديا - ليکن متکلمين هيں که عين اسي مقام کو مجادلانه انداز استدلال کی شکل دے رهے هيں ' اور بڑي کوه کندنيوں اور کاه براوردنيوں کے بعد ثابت کر دينا چاهتے هيں که اصل حقيقت يه نهيں هے - بالکل اس سے الٹي هے - يعني طريق ' طريق جدل اور مناظره هے - نه که ارشاد الى الحق اور هدايت الى المقصود !

تفسير کبير کا يه پورا مقام پڑه جاييے - معلوم هوتا هے ' حضرت خليل اور نمرود کا مکالمه منطقيوں کي ايک اچهي خاصي مجلس مناظره هے - ايک طرف نمرود بيٹها هے ' اور ايک پخته کار فلسفي کي طرح شفا اور اشارات کے تمام مباحث رٹ چکا هے - دوسري طرف حضرت ابراهيم هيں ' اور امام رازي اور قاضی عضد کے علم کلام کا ايک ايک لفظ نوک زبان رکهتے هيں - نمرود ايک سوال کرتا هے - يه اس کا جواب ديتے هيں - وه اِن کے جواب کا توڑ کرتا هے ' اور نئے مقدموں ميں الجهانا چاهتا هے - يه ايک شاطر مناظر کي طرح فوراً پيترا بدلتے هيں ' اور انهي مقدمات کے داؤ سے اسے گرا دينا چاهتے هيں - وه سبب اور واسطه کے طرف رخ کرتا هے - يه حرکت افلاک کا پيچ کس ديتے هيں - سبحان الله ! حضرت ابراهيم عليه السلام کي دعوت نبوت نه هوئي - مير زاهد اور سيالکوٹي کا مباحثه هوگيا ! حاشا و کلا که انبياء کرام جو تلاوت آيات اور تعليم کتاب و حکمت کے ليے آتے هيں ' يه مجادلانه انداز سخن اور مخاصمانه طريق مخاطبت رکهتے هوں - اگر ايک لمحه کے ليے بهي يه طريق تفسير تسليم کر ليا جاے تو ساتهه هي يه بهي تسليم کر لينا پڑيگا که دنيا کے سارے نبيوں اور رسولوں کی سب سے بڑي بڑائي يه تهي که وه منطقي اور متکلم هوں - ليکن اگر يهی معيار نبوت هے - تو دنيا کا سب سے بڑا نبي ارسطو تها جس نے سب سے پہلے منطق کے اصول و قواعد سے دنيا کو آشنا کيا ' نه که ابراهيم خليل اور محمد بن عبد الله عليهما الصلوة و السلام ' جن کا لکهنے پڑھنے کے طريقے سے آشنا هونا بهي ثابت نهيں !

(٢) اب غور کيجيے - اس مکالمه کو " مناظره " قرار ديکر کس طرح انهوں نے اپنے آپکو مشکلات کے حواله کر ديا هے ؟ اگر يه " مناظره " هے ' اور حضرت ابراهيم کي بڑي فضيلت يهي هے که مناظرين کي طرح مخاطب کو سخن پروري ميں هرا ديں ' تو ضروري هے که مناظره کے جو اصول و آداب وضع کيے گئے هيں ' انهيں کسي نه کسي طرح اس مکالمه پر منطبق کيا جاے - مصيبت يه هے وه منطبق نهيں هوتے - کيونکه سرے سے يه مناظرهٔ مصطلحهٔ قوم تها هي نهيں - نتيجه يه هے که مشکلات کا کوئي تشفي بخش حل نظر نهيں آتا - فن مناظرهٔ وضعيه کے لحاظ سے پهلي چيز فريقين کي حيثيت کا تعين هے - يعنے ان ميں سے کون مدعي هے کون منکر - کون مثبت هے ' کون منفي - پهر مستدل کے واجبات هيں ' اور

آثار عتیقه

علم الاثار مصر کا جدید ذخیره

فراعنۂ مصر کے عظیم هیکل

ريمسيس ثاني اور اُسکي لڑکي کا مجسمه ' جسکے محل میں
حضرت موسیٰ علیه السلام پیدا هوے تھے !

گذشته دس سال کے اندر علم الاثار مصر میں جدید انکشافات کا جو اضافه هوا هے ' وه نهایت قیمتي هے ' اور علماء آثار کا خیال هے ' اس سے مصري اثریات میں تحقیق و نظر کا ایک نیا دور شروع هوجایگا هے - وادي الملوک اور الاقصر کے دو مقبروں کا حال نهایت تفصیل کے ساتھه دنیا کے علم میں آچکا هے ' لیکن ان مقبروں کے علاوه اور بھي بے شمار نئي نئي چیزیں هیں جو تاریخ مصر کے بعض اهم زمانوں سے تعلق رکھتي هیں ' اور اسلیے علماء آثار اُن کے درس و مطالعه میں مشغول هیں -

آج هم قارئین الهلال کي دلچسپي کے لیے ان میں سے بعض اهم آثار کا مرقع شائع کرتے هیں -

سب سے پہلے آپ کي نظر دو چھوٹي چھوٹي تصویروں پر پڑیگي ' جن میں سے ایک پر منقش تصویریں هیں - دوسري میں ایک شکسته مجسمه نظر آ رها هے - پهلي تصویر ابیڈس مندر کي ایک دیوار کا مرقع هے جس میں فرعون " ستي " اول اپنے معبود کے سامنے کھڑا هے ' اور آسے نذر پیش کر رها هے - مرقع میں فرعون کي صورت اور وضع اتني نزاکت اور خوبی کے ساتھه کنده کي گئي هے که مصر کے تمام حجري مرقعوں میں صرف چند تصویریں هي اس کا مقابله کرسکتي هیں - اس مرقع میں همارے سامنے چار هزار برس پہلے کا ایک انسان اپني اصلي صورت و وضع مین کھڑا هے !

دوسرا مرقع مصري دیوتا " ممنن " کا بت هے - اس کي نسبت یقین کیا جاتا تھا که هر روز طلوع آفتاب کے وقت اس میں سے الهي نغموں کے ترانے بلند هوتے تھے - اب یه بالکل ٹوٹي پھوٹي حالت میں برامد هوا هے - لیکن علم کي خوش قسمتي سے اس کے کتبے محفوظ هیں ' اور پوري طرح پڑھے جا سکتے هیں -

ان کے بعد آپ دو بڑي تصویریں اوپر تلے دیکھه رهے هیں - پهلي تصویر ابیڈیس مندر کي ایک دیوار پر کنده هے - اس میں مصریوں کے دو دیوتا دکھائے گئے هیں - هورس اور اوسائرس - هورس هر طرح کي اچھائیوں کا معبود تھا - اوسائرس سورج دیوتا تھا - مصري یقین کرتے تھے که سورج دیوتا کي بهن اور لڑکي " آئي سس " نے اپنے مقدس آنسوؤں کے چند قطرے ملا کر همیشه کیلیے دریاے نیل کو شیریں اور مقدس بنا دیا هے !

دوسرا مرقع ایک عظیم مجسمه کا نهایت قیمتي ٹکڑا هے جو الاقصر سے برآمد هوا هے - نقوش کے پڑھنے سے معلوم هوتا هے که یه دراصل فرعون ریمسس دوم کا مجسمه تھا - تصویر میں صرف کمر سے لیکر پاؤں تک کا حصه نمایاں هے - پاؤں کے پیچھے ایک عورت کا چھوٹا سا مجسمه هے جو کھڑي هے - یه ریمسس کي لڑکي هے - ریمسس دوم وهي فرعون هے ' جس کے محل میں حضرت موسیٰ علیه السلام کي پیدایش هوئي تھي - خیال کیا جاتا هے که یهي لڑکي محل شاهي کي وه عورت هے ' جس نے دریا سے حضرت موسیٰ کو نکالا تھا !

اسكي شهادت ديتي هے - بنو اسرائيل نے جب فلسطين اور شام پر قبضه كيا تو جو قوميں وهاں آباد تهيں ' أن كا بهي اپنے پادشاهوں كي نسبت ايسا هي خيال تها - خود قرآن اور تورات نے حضرت موسیٰ عليه السلام كي مصري زندگي كے جو واقعات بيان كيے هيں ' أن كا تعلق بهي ايک پادشاه سے نهيں هے - دو پادشاهوں سے هے جو يكے بعد ديگرے تخت نشين هوئے تهے - ايک فرعون وه هے جس كے محل ميں حضرت موسیٰ پيدا هوئے - دوسرا وه هے جو أن كا تعاقب كرتا هوا خليج سوئز ميں غرق هوا - اگر فرعون كے ادعاء الوهيت سے مقصود يه هوتا كه وه كسي ايک انسان كا شخصي ادعا تها' تو ظاهر هے' بغير كسي امتياز كے دونوں كي نسبت ايک هي طرح كي ادعائي ذهنيت قرآن كيوں ظاهر كرتا ؟ دراصل قرآن نے اسي ليے أن كے ناموں كي جگه أن كا عام لقب " فرعون" استعمال كيا - كيوں كه كسي ايک پادشاه كا تمرد و طغيان دكهلانا مقصود نهيں تها - تمام فراعنه كا طغيان دكهلانا مقصود تها -

بهر حال قرآن حكيم نے إن دونوں پادشاهوں كا ذكر اس ليے كيا هے كه انساني گمراهي كي ايک خاص حالت كا نمونه دكهلا دے - اس نوع كي گمراهي كے ليے يه كامل قسم كے نمونے تهے - اس ليے انهي كو بطور مثال كے چن ليا گيا -

باقي رهے فرعونوں كے وه متكبرانه اور مدعيانه اقوال جو قرآن حكيم نے نقل كيے هيں ' تو أن ميں ايک جمله بهي ايسا نهيں هے جس كا مطلب يه هو كه وه اپنے آپ كو خدا بمعني صانع كائنات سمجهتے تهے - چونكه مفسرين نے يهي مطلب ٹهرا ليا تها ' اس ليے ان كي نظر آيات كے صاف صاف مطلب كے طرف نهيں گئي - دوسري واديوں ميں پهنچ گئے - ليكن يه محل تفصيل كا نهيں هے -

ثالثاً ' آيت زير تدبر ميں جس پادشاه كا ذكر كيا گيا هے ' أس كي شخصيت بهي صحيح طور پر متعين نهيں كي گئي - عام طور پر مشهور هے كه وه نمرود تها - ليكن بابل اور ننيوا كے آثار قديمه سے جس قدر معلومات فراهم هوچكي هيں ' أن سے اس خيال كي تصديق نهيں هوتي - " نمرود" سے مقصود وه پادشاه هے' جس كے خاندان نے سب سے پہلے بابل پر حكمراني كي تهي - اس خاندان كا سب سے زياده مشهور شخص " اُور" پنجم تها جس كے سوانح حيات كي منقش اينٹيں جرمن وفد كي كوششوں سے سنه ١٩٠٤ع ميں برامد هوئي هيں - إن اينٹوں كي عبارت سے جو خط مسماري ميں كنده هيں' معلوم هوتا هے كه نمرود اور أسكے خاندان كا زمانه دو هزار سات سو برس قبل مسيح تها - اگر تورات كے سنين تسليم كرليے جائيں' تو حضرت ابراهيم عليه السلام كا زمانه دو هزار تين سو برس قبل مسيح كا زمانه هے - ظاهر هے كه إس حساب سے حضرت ابراهيم كا ظهور نمرود سے كئي سو برس بعد هوا هے - أن كے زمانه ميں نه صرف نمرود كي ' بلكه أس كے خاندان كي بهي حكومت باقي نهيں رهي تهي -

خاندان نمرود كے دو سو برس بعد بابل ميں ايک نيا سلسلۂ شاهي قائم هوا جسے " ايلامي " خاندان سے تعبير كيا جاتا هے - اس خاندان كا ايک پادشاه دو هزار تين سو برس قبل مسيح بابل ميں حكمراں تها جس كا نام " كادولا اومر" تها - غالباً يهي بادشاه حضرت ابراهيم كا معاصر تها ' اور اسي سے أن كا يه مكالمه هوا هے - بابل كے آثار ميں اس پادشاه كي تصويريں اور بعض فرامين كي اينٹيں بهي ملي هيں - إن كتبوں سے معلوم هوتا هے كه وه نهايت خود سر اور جبار تها - أس كي نسبت يقين كيا جاتا تها كه آسماني ديوتاؤں كا قهر و جبروت أس كے اندر مجسم هوگيا هے - يه اوصاف ٹهيک أس متكبرانه انداز سخن كے مطابق هيں ' جو اس مكالمه سے ظاهر هوتا هے -

ايسا معلوم هوتا هے كه جس طرح عربوں ميں شاهان روم ' قيصر ' شاهان ايران كسریٰ ' اور شاهان مصر فرعون كهے جاتے تهے ' اسي طرح بابل كے پادشاهوں كے ليے " نمرود " كا لفظ بطور لقب كے مشهور هوگيا تها - يه تلقب بے اصل بهي نه تها ' كيونكه جس طرح روم ميں سيزر اور ايران ميں خسرو پادشاهوں كا نام رهچكا تها ' أسي طرح بابل كے پہلے فرمانروا كا نام نمرود تها - پس ابتدا ميں جب لوگوں نے يه كها هوگا كه مكالمه نمرود سے هوا ' تو أن كا مقصد يه هوگا كه بابل كے ايک پادشاه سے هوا - يه مطلب نه هوگا كه نمرود نامي انسان سے هوا تها -

رابعاً ' يوناني مورخوں كے بيانات اور علم الآثار كي تحقيقات سے معلوم هوتا هے كه اهل بابل كواكب پرست تهے - اسي كواكب پرستي نے أنهيں علم هئيت كے علمي مباديات سے آشنا كيا تها - أن كا اعتقاد تها كه اجرام سماويه كائنات كي ايسي ملكوتي هستياں هيں' جنهيں تدبير و تصرف عالم كي تمام قوتيں حاصل هيں - دنيا ميں جو كچهه هوتا هے' أنهي كے عمل و تصرف سے هوتا هے - إن ميں سات ستارے بڑے ديوتا هيں ' اور سورج ان سب ميں بڑا هے - آج كل علم نجوم كے نام سے جو خرافات دنيا ميں پهيلے هوئے هيں' يه هندوستان اور بابل هي كي كواكب پرستي كا بقايا هيں - اپنے پادشاهوں كي نسبت أن كا بهي وهي اعتقاد تها ' جو أس عهد كي تمام قوموں كا رهچكا هے - يعنے وه سورج ديوتا كے زنده مظهر سمجهے جاتے تهے - ان كي تقديس بهي أسي طرح كي جاتي تهي ' جيسي تمام ديوتاؤں كي كي جاتي تهي -

(٣) مكالمه كے آخر ميں هے : " فبهت الذي كفر" يعني جب حضرت ابراهيم نے دوسري دليل پيش كي تو مجادل كچهه نه كهه سكا - هكا بكا هوكر رهگيا - مفسرين نے اس مكالمه كو منطقي مناظره بنا ديا تها - مناظره اور جدل كا ما حصل يه هے كه مخاطب كو لا جواب كر ديا جاے - اس ليے انهوں نے " فبهت الذي كفر" كا مطلب يه قرار ديا كه حضرت ابراهيم كي دوسري دليل كے جواب ميں وه كوئي بات نه بنا سكا - اس ليے مبهوت هو كر رهگيا - اس ميں كوئي شبه نهيں كه حضرت ابراهيم كي بات كا وه كوئي جواب نهيں دے سكا تها - اور شوخ چشمي اور كج بحثي كي جگه أس پر حيرانگي كي حالت طاري هوگئي تهي ' ليكن يه حيراني محض اس بات كا نتيجه نه تهي كه وه سخن پروري ميں لا جواب هو گيا تها - كيونكه ابهي تفصيل كے ساتهه آپ سن چكے هيں كه انبياء كرام كي مخاطبت بات ميں لا جواب كر دينے كے ليے نهيں هوتي - يقين و ايمان كے ليے هوتي هے - پس أس كے مبهوت هو جانے كا سبب يه تها كه حضرت ابراهيم كي دوسري بات أس كے دل ميں اُتر گئي - پهلي بات پر تو أس نے مجادلانه كج بحثي كركے جواب ديديا تها - كيونكه اپنے جهل و ضلالت كي وجه سے أسكي حقيقت سمجهه نه سكا تها - ليكن دوسري بات أسكي فكري اور اعتقادي استعداد كے مطابق كچهه ايسي دل كو لگتي هوئي تهي ' كه سنتے هي متاثر هوگيا ' اور تير نشانه پر لگ گيا - نتيجه يه نكلا كه مبهوت هو كر رهگيا - يعنے وه سچائي جسے اپني كور چشمي كي وجه سے ابتک نهيں ديكهه سكا تها ' اب يكايک أس كے سامنے چمک اٹهي ' اور با وجود كمال تمرد اور ضلالت كے أس ميں جهٹلانے اور شوخ چشمي سے كج بحثي كرنے كي جرأت باقي نه رهي !

علم اور مسیحی کلیسا

کتاب پیدائش اور تخلیق کائنات

برمنگهم کے بشپ کا کفر اور زندقه !

تهوڑا عرصه گزرا هے ' لندن سے ریوٹر ایجنسي نے یه خبر تمام دنیا میں مشهور کردي تهي که برمنگهم کے لارڈ بشپ نے ویسٹ منسٹر میں تقریر کرتے هوئے ایسے خیالات کا اظهار کیا هے ' جس نے یورپ کے تمام کلیسائي حلقوں میں هلچل ڈالدي هے - اُس نے صاف صاف لفظوں میں اعتراف کرلیا هے که پیدایش کائنات کا قدیم مسیحي اعتقاد (یعني توراۃ کي کتاب پیدایش کا بیان) قابل ترمیم هے ' اور اب وقت آگیا هے که هم علمي تحقیقات کي مخالفت کرنے یا غلط مذهبي تاویلوں کے ذریعه تطبیق دینے کي ناکام کوششوں سے باز آجائیں - یعني تسلیم کرلیں که توراۃ کي کتاب پیدایش کا بیان ایک کهاني سے زیاده نهیں هے !

اس کے بعد ایک دوسرے واقعه کي خبر مشتهر هوئي - یهي بشپ جب سینٹ پال چرچ میں وعظ کررها تها تو اچانک ایک واقعه نے تمام مجلس میں اضطراب پهیلا دیا - ایک طرف سے تیز صدا اٹهي "یه بدعت و زندقه کا معلم هے " لوگوں نے جب اُس طرف نظر اٹهائي ' تو معلوم هوا ' پادري کینن ویبسٹر غیظ و غضب کي شدت سے بے قابو هوکر کهڑا هوگیا هے ' اور واعظ کے کفر و زندقه کا اعلان کر رها هے - اس پر غضب طریقه سے مجلس کو اپني طرف متوجه کرکے اُس نے بشپ پر لعن و طعن کي بوچهاڑ شروع کردي ' اور پهر یه کهکر که " ایسے زندیق کا وعظ سننا جائز نهیں " اپني جماعت کے ساتهه گرجے سے رخصت هوگیا !

اب انگلستان کے اخبارات و رسائل میں اس معامله کي تمام تفصیلات آگئي هیں - در اصل یه معامله بهي اُسي سلسلۂ بحث کي ایک کڑي هے جو سر آرتهر کیتهه کي تقریر (مندرجۂ الهلال) سے تمام یورپ اور امریکه میں چهڑ گیا هے - بشپ اف برمنگهم کا نام ڈاکٹر بارنس هے - اُس نے اسي تقریر کا حواله دیکر اپنے خیالات ظاهر کیے تهے - معامله کا اهم اور دلچسپ پهلو یه هے که یه اعتراف برطانوي کلیسا کے ایک بهت بڑے ذمه دار شخص کي زبان سے هوا هے - اُس نے بڑي دلیري کے ساتهه وه خیال علانیه ظاهر کردیا ' جو آج هزاروں لاکهوں عیسائیوں کے دلوں پر ثبت هے !

یقیناً ناظرین الهلال خواهشمند هونگے که بشپ کي تقریر سے واقفیت حاصل کریں - هم اختصار کے ساتهه اُس کا خلاصه درج کردیتے هیں -

پادري کینن ویبسٹر بشپ کے زندقه کا اعلان کرکے سینٹ پال سے واپس جا رها هے !

بشپ نے تقریر کرتے هوئے کها :

" اِس عهد کے انسانوں سے میں کیا کهوں ؟ کیا یه کهوں که قدیم عقیده هي پر اُستوار رهو ؟ هرگز نهیں - میں اُن سے جو کچهه کهه سکتا هوں ' وه اِس کے سوا کچهه نهیں هے که حق کي تلاش کرو - خوش هو ' کیونکه تم ایک ایسي صدي کي مخلوق هو ' جو اپني علمي ترقیوں کي وجه سے تاریخ کي سب سے زیاده عظیم الشان صدي هے - میں اُن سے کهتا هوں ' جدید انکشافات کا خیر مقدم بجا لاؤ - علماء عصر کي تعظیم کرو - لیکن ساتهه هي یه بهي یاد رکهو که اِس تمام علمي ترقي کے پیچهے هم برابر ایک کثیف پرده پڑا دیکهتے هیں - یه پرده ' زندگي کے تمام بنیادي مسائل کو اپنے اندر چهپائے هوئے هے ' اور هماري نظروں کو اُن کي حقیقت معلوم کرنے سے روک رها هے - تم پر فرض هے که اِن مسائل سے قریب تر هو - تمهارا قلب ایمان سے لبریز هو جائے - تمهاري رهبر ' عقل هو ' نه که خوش اعتقادي - اگر تم ایسا کروگے ' تو تمهارا ایمان اُن دونوں جماعتوں سے مختلف هوگا جن میں سے ایک نے مغرورانه انکار کي اور دوسري نے جاهلانه خوش اعتقادي کي غلطي کي هے ! "

" سر آرتهر کیتهه کے خطبه کے بارے میں همیں کیا کرنا چاهیے ؟ مذهب نشوء و ارتقاء کے مقابله میں همارا مسلک کیا هونا چاهیے ؟ کیا هم حقیقت کو جدل کے موٹے پردوں میں چهپا دیں ؟ میں تم سے آج یه کهنا چاهتا هوں که تم اِس روشن زمانے کي مخلوق هو کر حقائق سے تجاهل نهیں برت سکتے ! "

" کیا همارے لیے یه جائز هے که لوگوں کي عقلوں میں شک پیدا کردیں ' حالانکه یهاں شک کا کوئي موقعه هي نهیں ؟ کیا یه مناسب هے که مسیحي عقائد کي تاریخ محض اس لیے بدل دي جائے که ڈاروین کا مذهب نیا نهیں هے ' پرانا مذهب هے ؟ یا یه مناسب هے که جدید حقائق تسلیم کرتے هوے حقیقت کا صاف صاف اعتراف کرلیں ' اور تسلیم کرلیں که مسیحي عقائد کي بعض تقلیدي آراء قابل تبدیل هیں ؟ "

" میرے خیال میں آخري تجویز بهتر اور مناسب هے - آؤ ' هم بے خوف و خطر حقائق کا ویسا هي خیر مقدم کریں ' جیسا که وه علمي حلقوں میں اپنا خیر مقدم دیکهه رهے هیں - تمام اهل علم متفق هیں که انسان نے بندر کي ایک قسم سے ترقي کي هے ممکن هے ' انسان کی یه ترقي دس لاکهه برس پہلے شروع هوئي هو - تمام حیواني اصلوں نے مختلف سمتوں میں ترقي کي هے ' لیکن انسان کي حقیقي ترقي اُس کے دماغ اور فکري مرکزوں میں واقع هوئي هے - اسي لیے وه اپنے هم جنس حیوانوں پر بازي لیگیا - بندر کي دوسري قسموں نے اَور قسم کي ترقي کي - چنانچه

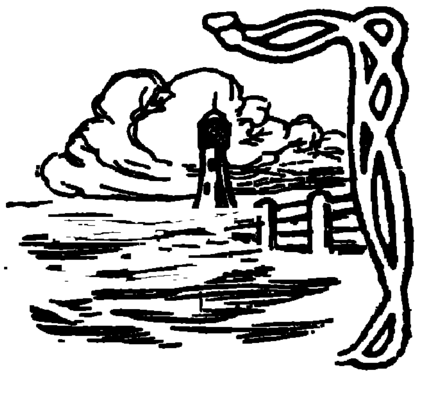

بريد فرنگ

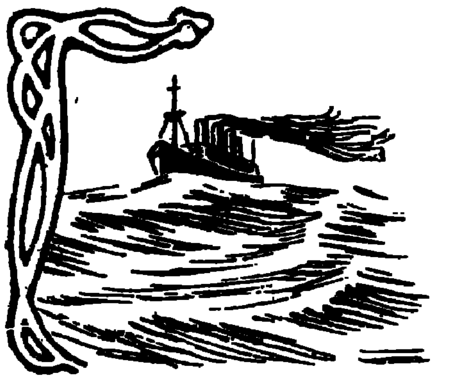

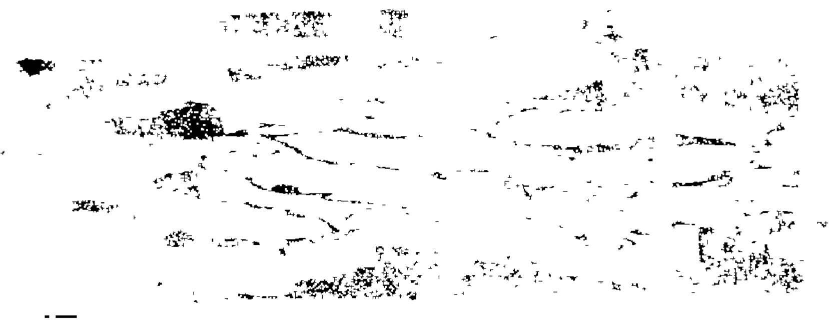

يورپ کا ايک نيا نقشه

تجارت کي حفاظت اور آزادي کا حصار

مطالب کے بيان و تفهيم کا ايک موثر ذريعه

بحث طلب مطالب پر تقرير کرتے هوئے مقرر اور مدرس عموماً شمار و اعداد کي جدولوں يا تناسب کے رنگوں اور نقشوں سے کام ليا کرتے تھے - پھر ميجک لينٹرن استعمال کيا جانے لگا - ايسے مطالب جن کے فهم ميں تصاوير کا معائنه مدد ديتا تھا ' فانوس کي تصويروں کے ذريعه ذهن نشين کيے جاتے تھے - حال ميں سينما کي ايجاد نے بھي ايک زياده موثر اور اصليت نما ذريعه بهم پهنچا ديا هے - امريکه ميں بحث و تقرير کے بے شمار کلب ' سينما کا اسي طرح استعمال کرتے هيں ' جس طرح عام طور پر ميجک لنٹرن استعمال کيا جاتا هے -

ليکن جو طريقه حال ميں سر آرتھر کلايو ماريسن نے مجلس اقوام کے سامنے تقرير کرتے هوئے تمثيل مطالب کے ليے اختيار کيا تھا ' وه ان تمام طريقوں سے جدا گانه قسم کا هے ' اور چونکه نهايت آسان اور ساده قسم کا هے ' اس ليے نهايت درجه پسند کيا گيا هے - اُن کي تقرير کا موضوع يه تھا که تجارت کي آزادي اور بندش کے لحاظ سے اِس وقت يورپ کي مختلف قوموں کا حال کيا هے ؟ اور کس طرح يهي چيز آينده ايک بين الاقوامي جنگ کا دروازه کھول دينے والي هے ؟ اس حقيقت کي وضاحت کے ليے انھوں نے يورپ کا ايک نقشه اس طرح کا طيار کرايا ' که سرحد کے خطوط کي جگه حصار کي ديواريں کھڑي کر دي گئيں ' اور تمام يورپ ٹيڑھي سيدھي چار ديواريوں کا مجموعه بن گيا - نقشه کے بننے کے بعد جب اُس پر نظر ڈالي گئي ' تو معلوم هوا ' جو حقيقت ايک بهت بڑي کتاب لکھکر بھي واضح نهيں کي جاسکتي تھي ' اب وه صرف اس نقشه پر ايک نگاه ڈال لينے سے سامنے آجاتي هے - جنيوا کے پچھلے اجلاس کے موقعه پر يه نقشه حاضرين کے معائنه کے ليے ايک نماياں موقعه پر رکھديا گيا تھا -

اِس نقشه کا عکس آپکے سامنے هے - اگر يورپ کا نقشه آپکے کمرے ميں آويزاں هے ' تو پهلے اُس پر ايک نظر ڈال ليجيے - پھر اسے ديکھيے - يه ٹھيک وهي نقشه هے - فرق صرف اسقدر هے که اُس ميں حدود کي وضاحت کيليے لکيريں کھينچ دي گئي هيں : اِس ميں لکيروں کي جگه ديواريں کھڑي هيں - يه ديواريں کيا هيں ؟ تجارت کي حفاظت کي ديواريں هيں جنھوں نے هر قوم کو دوسري قوم کا دائمي رقيب بنا ديا هے - فوجي اور ملکي حفاظت کے اعتبار سے بھي ديکھا جاے ' تو يهي ديواريں متقابل دشمنوں اور حريصوں کو ايک دوسرے کے کچل ڈالنے سے روک رهي هيں - يه ديواريں کب تک قائم رهينگي ؟ سر آرتھر کهتے هيں " انھيں توڑ دو " ليکن اگر انسان اِسکے ليے آماده نه هوا ' تو عجب نهيں ' قدرت کي خانه بر اندازياں خود هي انھيں توڑ کر تمام يورپ کو ايک کھلي زمين کي شکل ميں منقلب کر ديں !

خريداران الهـلال

ترجـه فـرمائيں

جن جن حضرات سے چھه ماه کي قيمت وصول هوئي تھي ' اُن کا حساب الهـلال نمبر (۲۴) پر ختم هو جايگا - يعنے آئينده نمبر سے بعد کے نمبر پر - اگر وه آئينده بھي الهـلال کا مطالعه جاري رکھنا چاهتے هيں ' تو دفتـر نهايت شکرگزار هوگا اگر وي - پي کي درخواست کي جگه وه بذريعه مني آرڈر قيمت روانه کر ديں - وي - پي کي رقم وصول هونے ميں بهت تاخير هوتي هے ' اور اسليے پرچه کے مسلسل اجراء ميں خلل واقع هو جاتا هے - اگر وه ايک هفته کے اندر قيمت بذريعه مني آرڈر بھيج ديں تو رجسٹر ميں نمبر ۲۴ کے بعد سے اُنکي جديد خريداري کا اندراج هو جائے ' اور پرچه کي ترسيل بغير کسي انقطاع کے جاري رهے -

يه کهنا ضروري نهيں که نئي شش ماهي جلد سے الهلال کا نيا دور حيات شروع هوگا ' اور وه اس حالت سے بالکل مختلف هوگا ' جس حالت ميں اس وقت تک نکلتا رها هے -

منيجر

تاریخ و عبر

تاریخ جنگ صلیبی کا ایک صفحہ

عربوں کے آتش بار اسلحہ

لوئی نہم کے مورخ کا چشم دید بیان

صلیبی جنگوں میں سب سے بڑی جنگ ساتویں جنگ تھی۔ یہ معلوم ہو کہ ان جنگوں میں مصر پیش پیش تھا، بلکہ اسی پر پورا بار تھا۔ لہذا صلیبی مجاہدوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے خود مصر پر حملہ کر دینا چاہئے۔ چنانچہ لوئی نہم شاہ فرانس کی زیر قیادت ایک عظیم فوج یورپ سے روانہ ہوئی اور ساحل دمیاط پر اتار دی گئی جہاں دریائے نیل سمندر میں گرتا ہے۔

اس جنگ کی ایک مستند تاریخ انوِیل کی یادداشتوں میں ملتی ہے۔ یہ شخص لوئی نہم کا مصاحب اور اس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ دمیاط کی جنگ میں یہ ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ رہا۔ اس کے بیانات چشم دید ہیں۔ بادشاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے لوئی دہم کا بھی مصاحب تھا۔ اسنے بیوہ ملکہ کے حکم سے یہ کتاب لکھی تھی جیسا کہ دیباچہ میں ظاہر کیا ہے۔

یہ کتاب اس عہد کی تاریخ کے لئے ایک نہایت قیمتی دستاویز ہے۔ تاریخ کی خوش قسمتی سے یہ ضائع نہیں ہوئی، اور شاہی کتبخانہ میں محفوظ رہی۔

انوِیل کے بیان میں سب سے اہم واقعہ، مصری فوجوں کی جنگی استعداد اور آتشی مادوں کی صلیبیوں پر بارش ہے۔ ان آتشی مادوں کو مورخ "یونانی آگ" سے تعبیر کرتا ہے۔ اس تعبیر کی بنیاد یہ ہے کہ یہ آگ فی الحقیقت یونانیوں ہی کی ایجاد ہے۔ قسطنطنیہ کی بیزنطینی سلطنت سب سے پہلے اس سے واقف ہوئی، اور صدیوں تک بطور ایک راز کے محفوظ رکھا۔ یہی وہ بے پناہ اسلحہ تھا جس کے ذریعہ اسنے ۶۷۳ء اور ۷۱۸ء میں عربوں کو شکست دی تھی جنھوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔

بیزنطینیوں کو اس آتشی مادے کا پتہ قسطنطین چہارم کے عہد میں لگا۔ یعنی ساتویں صدی عیسوی میں۔ اور تقریباً ۴۰۰ برس تک تنہا وہی استعمال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گیارہویں صدی کے اواخر میں عربوں نے کسی ذریعہ سے اس کی حقیقت معلوم کر لی اور اپنی جنگوں میں استعمال کرنے لگے۔ جس طرح اس آگ نے بیزنطینیوں کے مقابلے میں عربوں کو نقصان پہنچایا تھا، اسی طرح عربوں کے مقابلے میں صلیبیوں کے لئے مہلک ثابت ہوئی۔ عربوں نے اس اسلحہ کو قدیم یونانی طریقہ سے زیادہ مکمل اور مؤثر بنا دیا تھا۔

۱۲۴۹ء (۶۴۷ھ) میں صلیبی، دمیاط کی سرزمین پر اترے یہ زمانہ، ملک صالح بن کامل کی حکومت کا تھا۔ بادشاہ اسوقت بیمار تھا۔ لوئی نہم نے اسے سخت تہدید آمیز خط لکھا، اور مسیحی قوموں کے نام پر مطالبہ کیا کہ مصر اس کے حوالہ کر دے۔ مصری بادشاہ نے قاضی بہاء الدین زہیر سے جواب لکھوایا۔ یہ تاریخی جواب تاریخ کے صفحات میں اب تک محفوظ ہے!

ملک صالح کی بیماری کی وجہ سے دمیاط کی مدافعت نہیں کیجا سکی اور صلیبیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اسلامی لشکر، مقام منصورہ میں جمع ہوا، اور بادشاہ کی وفات کے بعد ہی حملہ شروع کر دیا۔ اس حملہ میں سب سے زیادہ خوفناک حربہ یہی "یونانی آگ" تھی، جس کی ہولناکی کا حال ہم اس مورخ کی زبانی نقل کرتے ہیں۔

وہ لکھتا ہے:

"ایک رات جبکہ ہم اپنے برجوں کی حفاظت میں سرگرم تھے مسلمان میدان جنگ میں ایک ایسا آلہ لائے، جسے اب تک انھوں نے استعمال نہیں کیا تھا۔ پھر اس آلہ کے ذریعہ یونانی آگ برسانا شروع کر دیا۔ آقائے نامدار والٹر دو کیری نے، جو میرے قریب ہی کھڑے تھے، یہ دیکھ کر کہا:

"بھائیو! اسوقت ہم ایک ایسے خطرے کے سامنے ہیں، جیسا ہمیں کبھی پیش نہیں آیا۔ اگر مسلمان ہمارے برجوں میں آگ لگا دینگے تو بڑی ہی مشکل پیش آئے گی۔ اگر ہم یہاں کھڑے رہیں گے تو جلکر خاک سیاہ ہو جائیں گے۔ اگر ہٹ جائیں گے تو قلعے دشمن کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے اور ابدالآباد تک ہماری ذلت و رسوائی ہو جائے گی۔ لہذا اب اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اپنے مہربان خدا کو پکاریں، اور اس سے عزت و سلامتی کی دعائیں کریں۔ صرف وہی ہمیں بچا سکتا ہے"

چنانچہ ہم نے اس دانشمندانہ رائے پر عمل کیا۔ جب ہم پر آگ کی پہلی بارش ہوئی اور برج میں ہمارے سامنے آ گری، تو ہم نے خداوند کے حضور سجدہ کیا اور نالہ و زاری کرنے لگے۔ آگ بجھانے والے پاس کھڑے تھے، اور بڑی مستعدی سے اپنا کام کر رہے تھے۔

یونانی آگ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ایک عظیم مرتبان کی صورت میں سیدھی نکلتی ہے۔ لمبے نیزے کی طرح ایک بڑی سی دم اس کے پیچھے ہوتی ہے۔ اس کی آواز، بجلی کی کڑک کی طرح ہولناک ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی جناتی درندہ ہوا میں اڑا چلا آتا ہے۔ روشنی اتنی تیز ہوتی ہے کہ رات کی تاریکی میں دن نکل آتا ہے۔ مسلمانوں نے پھر یہ آگ اس رات تین مرتبہ بڑے بڑے آلوں سے پھینکی اور چار مرتبہ چھوٹے آلوں سے۔

ہمارا مقدس بادشاہ جب سنتا کہ یونانی آگ آ رہی ہے تو اپنے فرش سے اتر کر زمین پر کھڑا ہو جاتا اور ہمارے نجات دہندہ خداوند یسوع کی طرف ہاتھ اٹھا کر چلاتا: "اے آقا! معبود عظیم! اپنے خادموں کو بچا لے!" مجھے یقین ہے کہ بادشاہ کی دعاؤں سے ہمیں بہت فائدہ پہونچا۔ جب جب آگ آکر گرتی تھی، یہ مقدس بادشاہ فوراً آدمی بھیجکر معلوم کراتا تھا کہ آگ نے کیا کیا اور ہماری حالت کیا ہے؟

ایک رات ایسا ہوا کہ آگ اس برج کے قریب آ گری جس کی حفاظت ایک افسر دی کورتنی نامی کے ذمہ تھی۔ فوراً ایک سوار دوڑ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا "اگر آپ فوراً مدد پر نہیں آئیں گے تو ہم سب جل کر راکھ ہو جائینگے۔ کیونکہ مسلمانوں نے بہت بڑی مقدار میں آگ پھینکنا شروع کر دی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں آگ کا دریا ہم پر امڈا چلا آتا ہے!"

میں دوڑ کر گیا۔ واقعی سوار کا بیان بالکل درست تھا۔ ہم نے فوراً آگ بجھا دی۔ لیکن ابھی ہم فارغ ہی ہوئے تھے کہ مسلمانوں نے پھر بڑی شدت سے آتش باری شروع کر دی۔

بادشاہ کے بھائی، دن کے وقت برجوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ وہ برجوں پر چڑھ گئے تاکہ مسلمانوں پر تیر برسائیں۔ بادشاہ نے یہی طے کیا تھا کہ رات کو برجوں کی حفاظت ہم لوگ کریں اور دن کو شاہ سسلی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ شاہ سسلی پہرے پر تھا۔ اچانک مسلمانوں نے اپنی منجنیقوں سے بہت سخت حملہ کر دیا اور تمام برج تقریباً توڑ ڈالے۔ انھوں نے یہی نہیں کیا، بلکہ دن دوپہر کو یونانی آگ کے آلے بھی نصب کر دیئے۔ حالانکہ اب سے پہلے ہمیشہ رات ہی کو ان سے کام لیتے تھے۔ اب آگ برسنے لگی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ پل کے قریب بھی منجنیقیں لگا دیں۔ پل، مزدور بنا رہے تھے۔ اب یہ حالت ہو گئی کہ کوئی آدمی نہ پل کے قریب جا سکتا تھا، نہ برجوں کے قریب پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ ایک طرف بہت بڑے بڑے پتھر برس رہے تھے۔ دوسری طرف آگ کا طوفان برپا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برج جل گئے۔ شاہ سسلی غصہ سے کانپنے لگا۔ آگ بجھانے کے لئے وہ خود آگ کے اندر کودنا چاہتا تھا مگر اسے پکڑ لیا گیا!

بادشاہ نے جب یہ حالت دیکھی، تو تمام سرداروں سے درخواست کی کہ تھوڑی تھوڑی لکڑی اپنے اپنے جہازوں سے منگا دیں، تاکہ ایک نیا برج طیار کیا جائے اور نہر کو عبور کیا جا سکے۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ برج اسوقت چلایا جائے جب شاہ سسلی کی باری ہو، تاکہ پچھلی شکست کا غم اس سے دور ہو جائے۔ چنانچہ یہی کیا گیا، اور برج اس مقام پر پہنچایا گیا جہاں دوسرے برج جل گئے تھے۔

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر اپنی ۱۶ منجنیقیں نصب کر دیں اور بیک وقت سب کے دہانے کھول دیئے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہمارے آدمی خوف زدہ ہو گئے ہیں تو فوراً یونانی آگ برسانا شروع کر دی اور نیا برج بھی جل کر راکھ ہو گیا!!"

اسی طرح یہ مورخ بڑی تفصیل سے دوسرے تمام معرکوں میں بھی اس "یونانی آگ" کا ذکر کرتا ہے۔ حتی کہ اس کے بیان کے مطابق ایک مرتبہ یہ آگ پورے مسیحی لشکر پر پھیل گئی تھی اور خود بادشاہ کا خیمہ بھی جلا ڈالا تھا!

مشرق میں بیزنطینیوں کے بعد سب سے پہلے مصر اور شام کے مسلمانوں نے اسکا استعمال کیا۔ پھر دوسری اسلامی سلطنتوں نے بھی اسے معلوم کر لیا۔ چنانچہ ٹیونس اور مراکش میں بھی یورپین حملہ آوروں کے مقابلے میں [illegible] سے استعمال کیا تھا۔ اسپین میں بھی مسلمان اسے لے گئے اور چودھویں صدی کی جنگوں میں برابر مشہور رہی۔

بتدریج شمپانزي ' گوریلا ' اورانگ ' اور اوتان کي قسموں نے ظہور کیا - یه تمام بندر انسان کے قریبي عم زاد هیں - علماء اِس ترقي کي جزلیات میں کتنا هي مختلف هوں ' لیکن کوئي دو مستند عالـم بهي اِس معامله میں اختلاف نہیں رکھتے که انسان نے بندر هي سے ترقي کي هے - اور یه ' که یه ترقي ایک مسلم و ثابت حقیقت هے - ڈارون کا مذهب پچاس برس سے موجود هے اور پوري طرح صحیح ثابت هو چکا هے ... "

" علم الحیات کے مباحث سے ثابت هو چکا هے که شر اور برائي کا میلان انسان کي طبیعت میں فطري هے ' اور یه اُس نے اپنے اسلاف سے ورثه میں پایا هے - یه بالکل یقیني هے که انسان ' ایک حیوان هي هو ' اور اپنے اعضاء اور روح میں بتدریج ترقي کرکے خالص حیوانیت سے اِس درجه تک پہنچ گیا هو - وہ کوئي دیوتا نه تها ' جو طهارت و تقوي کے لباس میں ملبوس ' آسمان سے زمین پر اتر پڑا هو - انسان کي روحي ترقي هي نے اُسے باقي تمام حیوانات سے ممتاز کر دیا هے "

" همیں همیشه حق کي جستجو میں لگے رهنا چاهیے - جب کبهي کسي حقیقت پر سے پرده اٹهے ' تو قدیم سے قدیم تقلیدي خیال کے بهي ترک کر دینے میں همارے اندر کوئي پس و پیش نہیں هونا چاهیے ' اور نه اس تبدیلي پر کسي طرح کا رنج محسوس کرنا چاهیے "

جب کبهي کوئي حقیقت ظاهر هوتي هے ' تو ایک خاص قسم کے لوگ چلا اٹهتے هیں : " ایمان خطرے میں پڑ گیا هے ! "

" لیکن میرا تاریخي مطالعه مجهے بتاتا هے که ایمان صرف اُس وقت خطرے میں هوتا هے ' جب عقل قید کر دي جاتي هے ' اور دماغ پر مہر لگا دي جاتي هے - بعض لوگ کہتے هیں " همیں مسیحي حقائق کو اُسي طرح محفوظ رکهنا چاهیے ' جس طرح همارے عقائد چلے آتے هیں " لیکن میں من گهڑت حقائق کے وجود سے اپني لا علمي کا صریح اعلان کرتا هوں - بعض لوگ کہتے هیں " جدید خیالات کفر و الحاد هیں " لیکن میں کہتا هوں " آج کا کفر ممکن هے ' کل کا ایک راسخ دیني عقیده بن جائے ! "

" تمام وہ مسیحي جو تقلیدي بندشوں سے آزاد هیں ' جانتے هیں که مذهب نشو و ارتقاء اور حقیقي مسیحي تعلیم میں کوئي نزاع نہیں هے - کیونکه خدا اپني قدرت تدریجي ترقي میں بهي اُسي طرح ظاهر کر سکتا هے ' جس طرح فوري تخلیق میں "

یه پہلا موقعه نہیں هے که اِس موضوع پر اِس بشپ نے اظہار خیال کیا هے - اب سے دو سال پہلے بهي اِسي قسم کے خیالات ظاهر کیے تهے - اُس زمانے میں امریکا کے پروفیسر سکوبس پر اس لیے مقدمه چلایا گیا تها ' که اُس نے ایک سرکاري مدرسه میں اپنے شاگردوں کے سامنے ڈارون کا مذهب پیش کر دیا تها - اِس مناسبت سے رسالۂ " نیچر " نے بشپ مذکور سے اِس مسئله کي نسبت استفتا کیا تها - بشپ کا جواب حسب ذیل تها :

" یه جاهلانه تعصب جس نے مذهب نشو و ارتقاء کي تعلیم کو امریکا کے سرکاري مدارس میں ممنوع قرار دیدیا هے ' ایک سخت مذموم تعصب هے - میں آزادي خیال کا حامي هونے کي حیثیت سے نہایت نا پسند کرتا هوں که ایک انگلو سکسن جماعت قانون کے زور سے علم کي اشاعت روکے - میں ایک مسیحي هونے کي حیثیت سے هر ایسي تحریک کو انتهائي رنج و غم سے دیکهتا هوں ' جو مسیحي دین کو معقول بنیادوں پر استوار کرنے سے روکتي هے "

" بے شمار دلائل سے ثابت هو چکا هے ' اور متمدن دنیا میں هر مستند عالم اس کا اعتراف کر رها هے ' که انسان نے ایک ایسي مخلوق سے ترقي کي جو بندر سے مشابه تهي ' انگلستان میں هر روشن خیال مسیحي کا اعتقاد یہي هے - یہاں کے تمام مشاهیر لاهوتي علماء بهي اس رائے کو خیال صحیح سمجهتے هیں - یه اعتراف مسیحیت کو اور بهي زیاده مستحکم کر دے گا - کیونکه یه اُس روحاني اساس کو جو هم مسیح سے اخذ کرتے هیں ' اس درجه معقول بنا دیتا هے که کوئي بهي اُس سے انکار نہیں کر سکتا "

" هم کتنا هي انکار و مغالطه کام میں لائیں ' مگر مسیح کي تعلیمات سے جو عهد جدید میں موجود هیں ' هرگز ثابت نہیں کر سکتے که عهد قدیم کي کتاب پیدائش حرف بحرف صحیح هے - لوگ یه بهول گئے که کتاب مقدس روحي حقائق کا خزانه هے ' نه که تعلیم و تدریس کي کوئي علمي کتاب هے - لوگ یه مسیحي عقیده بهي بالکل بهول گئے که " روح القدس برابر لوگوں کي عقلیں وسیع کرتي رهیگي تاکه وہ حق تک پہنچ سکیں " یه لوگ حق کے جاننے سے ڈرتے هیں ' کیونکه سمجهتے هیں ' حق کے اعتراف سے مسیحي عقیده کمزور هو جائے گا - مگر یه اُن کي غلطي هے - علم کي اِس مقاومت کا نتیجه اِس کے سوا اور کچهه نہیں هو سکتا که هزارها طالب علم ' مسیحیت کے دائرے سے یه یقین کرتے هوے نکل جائیں که مسیحیت کي بنیاد سراسر جهل و خرافات پر هے ! "

کمیونزم یا اشتراکیت

کمیونیزم کے مداحوں کے بعض اقوال

اشتراکیت کا مطمح نظر ' خیر مشترک هے (نارمن انجل)

اشتراکیت کي سب سے بہتر مجمل تعریف یه هے که وہ سوسائٹي کے مادي اقتصادي قوی کو منظم کرکے انساني قوی کے ماتحت کر دینا چاهتي هے (رامسے میکڈانلڈ)

اشتراکیت کي غرض بجز اسکے کچهه نہیں هے که انسان کیلیے ایک نیا عالمگیر ضمیر پیدا کر دے (ولز)

اشتراکیت ' تعلیمات مسیح کي عملي صورت هے - (چارلس امرن)

عملي اشتراکیت ' حد سے زیاده ساده چیز هے - یعني عالمگیر انساني تعاون کا نظام ایک حکومت کے ماتحت (رابرٹ)

اشتراکیت ' ایک ایسي مثل اعلی هے جسے ابتک دنیا کي آنکهوں نے نہیں دیکها (هاڈجس)

اشتراکیت ' عنقریب محنت کو اس طور پر منظم کر دیگي ' که هر آدمي محسوس کرنے لگے گا ' وہ اپنے عمل سے پوري نوع انساني کي خدمت کر رها هے (ووٹن) !

اشتراکیت کا مقصود یه هے که اعلي نظام جمہوری کے ساتهه زمین اور سرمایه کو قوم کي ملکیت بنا دے (برٹرنڈ رسل)

	درآمد
مجموعی درآمد:	〃

تفصیل

ریلوے کا سامان	۱۸۹۱۰۶۰۰۰
ظروف	۹۵۲۹۳۰۰۰
سوت	۷۱۳۴۲۷۰۰۰
ریشم	۳۲۱۵۴۰۰۰
خام ریشم	۱۵۷۸۸۰۰۰
شکر	۲۷۵۰۲۸۰۰۰
غلہ اور آٹا	۵۶۳۲۰۰۰
کیمیاوی اجزاء، رنگ اور سمیات وغیرہ	۶۲۰۸۸۰۰۰
روغن، سبزی اور مویشی	۹۳۵۱۱۰۰۰
کاغذ	۳۰۳۴۷۰۰۰
شیشہ اور مٹی کا سامان	۵۱۲۷۰۰۰
صابن	۱۳۲۴۸۰۰۰
تمباکو	۲۲۹۱۸۰۰۰
دیاسلائی	۲۳۶۱۸۰۰۰
شراب	۳۵۴۸۷۰۰۰

مجموعی برآمد: برآمد ۲۹۹۱۶۱۹۰۰۰ روپیہ

تفصیل

روئی	۷۱۰۹۹۱۰۰۰
جوٹ	۶۳۱۲۴۰۰۰
سوت	۱۳۱۵۹۳۰۰۰
اون خام	۲۴۱۴۳۰۰۰
غلہ اور آٹا	۵۳۰۰۰۰۰۰
چائے	۲۲۰۴۰۰۰۰۰
خام چمڑا	۵۷۰۶۰۰۰۰
مدبوغ چمڑا	۵۰۵۷۱۰۰۰
بیج	۲۷۳۵۳۸۰۰۰
لیس	۱۰۲۶۵۲۰۰۰
روغن، سبزی وغیرہ	۳۱۹۰۸۱۰۰۰
کیمیاوی اجزاء، سمیات اور دوائیں	۳۵۱۳۰۰۰
ابرک وغیرہ	۵۸۶۴۰۰۰۰

دُنیا کے بڑے بڑے تجارتی ملکوں کی تجارت کا تناسب

سنہ ۱۹۲۲ء میں

(بحساب ملین پونڈ۔ ایک ملین، دس لاکھ کا ہوتا ہے)

ملک	برآمد	درآمد	میزان
جنوبی افریقہ	۶۰٫۳	۱۵٫۶	~~۱۱۱٫۹~~ ۷۵٫۹
کیوبا	۷۳٫۱	۴۰٫۷	۱۱۳٫۸
برازیل	۶۸٫۶	۴۸٫۶	۱۱۷٫۲
ڈنمارک	۵۸٫۷	۱۷٫۱	~~۱۱۹٫۸~~ ۷۵٫۸
سوئیڈن	۶۸٫۰	۶۸٫۷	۱۳۶٫۷
آسٹریا	۴۳٫۶	۶۶٫۳	۱۰۹٫۹
زیکوسلاویا	۹۱٫۶	۶۴٫۷	۱۵۶٫۳
اسپین	۵۰٫۸	۱۰۶٫۲	۱۵۷
سوٹزرلینڈ	۶۹٫۲	۸۹٫۸	۱۵۹
میکسیکو	۹۷٫۰	۴۷٫۶	۱۴۴٫۶
اسٹریٹ سٹلمنٹس	۹۹٫۳	۶۵٫۸	۱۶۵٫۱
آسٹریلیا	۱۲۷٫۸	۱۰۳٫۱	۲۳۰٫۹
روس	۸٫۶	۲۹٫۳	۳۷٫۹
بلجیم	۱۰۵٫۰	۱۵۷٫۲	۲۶۲٫۲
ارجنٹائن	۱۲۴٫۷	۱۳۹٫۴	۲۶۴٫۱
اٹلی	۱۰۳٫۸	۱۷۰٫۶	۲۷۴٫۴
ہالینڈ	۱۰۵٫۴	۱۷۶٫۲	۲۸۱٫۶
چین	۱۲۲٫۸	۱۷۷٫۲	۳۰۰٫۰
کنیڈا	۱۹۸٫۲	۱۷۰٫۸	۳۶۹٫۰
جاپان	۱۷۹٫۵	۲۰۷٫۳	۳۸۶٫۸
جرمنی	۱۹۴٫۳	۳۰۳٫۵	۴۹۷٫۸
فرانس	۳۷۷٫۹	۴۷۳٫۵	~~[illegible]~~ ۸۵۱٫۴
ولایات متحدہ امریکہ	۸۶۶٫۰	۸۲۸٫۰	۱۶۹۴٫۰
برطانیہ	۸۲۳٫۲	۱۰۰۳٫۱	۱۸۲۶٫۳
ہندوستان	۱۸۰٫۹	۱۵۷٫۴	۳۳۸٫۳

چاول

دنیا میں چاول کی پیداوار (سنہ ۱۹۲۳ء)

ملک	رقبہ بحساب ایکڑ
ہندوستان	۸۰۷۸۷۰۰۰
بلغاریہ	۱۰۰۰۰
مصر	۲۳۱۰۰۰
فارموسا	۱۳۱۰۰۰۰
اٹلی	۳۴۰۰۰۰
انڈو چائنا	۱۱۷۸۲۰۰۰
جاپان	۷۶۹۹۰۰۰
اسپین	۱۱۶۰۰۰
ولایات متحدہ امریکہ	۸۹۲۰۰۰

برطانی ہندوستان میں چاول کی پیداوار (سنہ ۱۹۲۴ء)

صوبہ	رقبہ بحساب ایکڑ	پیداوار بحساب ٹن
بنگال	۲۰۸۹۶۸۷۰	۴۹۰۸۰۰۰
مدراس	۱۰۸۷۰۲۴۰	۴۹۰۸۰۰۰
بمبئی	۳۰۶۲۵۷۷	۱۳۹۶۰۰۰
یوپی	۷۱۰۵۴۱۷	۲۲۷۵۰۰۰
پنجاب	۷۷۹۶۲۷	۳۳۷۰۰۰
بہار اڑیسہ	۱۳۵۴۲۰۰۰	۴۰۳۳۰۰۰
برما	۱۲۱۱۲۳۹۶	۵۰۹۷۰۰۰
سی پی اور برار	۵۱۷۱۳۰۸	۱۱۶۴۰۰۰
آسام	۴۶۸۲۲۱۷	۱۵۰۷۰۰۰

ہندوستان میں چاول کے کارخانے

برما	۳۱۹	کارخانے
مدراس	۱۳۰	〃
بنگال	۶۴	〃

چاول کی برآمد

ہندوستان سے سالانہ تقریباً ۲ کروڑ من چاول باہر چلا جاتا ہے۔

ہندوستان اور مجموعہ عالم

تمام دنیا میں جغرافیائی، عمرانی
اور
اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہے؟

---

(۴)

برطانی ہندوستان کی سرکاری آمدنی اور خرچ سنہ ۲۴ و ۲۵ء میں

مد	مجموعی آمدنی	مجموعی خرچ
چنگی	۴۵۷۵۳۱۵۱۶	۷۷۱۲۲۹۰
انکم ٹیکس	۱۶۰۱۴۸۲۵۳	۶۰۳۷۵۳۱
نمک	۷۳۹۰۴۸۶۰	۱۲۰۲۰۷۲۰
افیون	۳۷۹۷۶۱۷۷	۲۳۵۵۷۱۲۷
لگان	۳۷۸۰۷۴۸	۱۱۳۶۶۹۵
شراب	۴۱۹۹۲۳۹	۲۲۸۲۰۶
اسٹیمپ	۲۶۸۹۶۸۹	۱۱۹۷۸۷
جنگل	۱۹۱۴۶۹۸	۳۱۱۶۱۶۶
رجسٹریشن	۱۴۳۳۹۲	۲۹۰۵۳
ہندوستانی ریاستوں کا خراج	۸۲۴۴۳۸۴	.....
ریلوے	۳۶۹۲۶۸۷۱۰	۳۰۲۴۵۳۰۱۵
آب پاشی	۱۰۹۱۲۵	۲۱۳۲۷۵۱
ڈاک اور تار	۱۱۳۵۰۸۷	۳۷۷۲۱۸۰
سود	۳۴۱۰۰۲۹۵	۱۰۹۸۲۲۸۵۷
شہری انتظام	۷۳۹۷۵۳۳	۱۰۱۲۵۹۱۰۳
تحصیل اور شرح مطبا	۳۹۹۳۲۸۹۴	۷۱۴۱۰۷۹
رفاہ عام	۱۳۲۱۱۴۹۳	۱۷۷۷۱۸۷۵
متفرقات	۴۵۸۹۶۷۱	۴۳۵۳۱۸۰۹۱
فوج	۴۰۳۱۱۳۵۹	۵۹۶۶۵۱۸۷۷
صوبوں کا خراج	۸۷۴۴۶۸۱۳	......
میزان کل	۱۳۷۵۳۱۸۱۱۹	۱۳۱۸۴۹۱۴۳۱

صوبوں کی سرکاری آمدنی اور خرچ سنہ ۲۴ و ۲۵ء میں

صوبہ	آمدنی	خرچ
مدراس	۱۲۷۹۰۳۱۵۸	۱۳۰۸۵۰۴۷۲
بمبئی	۱۳۹۹۱۷۶۷۱	۱۴۷۲۵۰۶۷۹۱
بنگال	۱۰۳۴۲۳۷۱۰	۹۷۶۰۱۷۳۸
یوپی	۹۹۹۵۳۱۱۵	۱۰۳۲۴۹۰۷۸
پنجاب	۹۷۷۷۱۸۴۰	۷۹۷۳۴۷۹
برما	۹۸۵۷۶۴۳۹	۹۸۹۷۲۵۵۵
بہار و اڑیسہ	۵۳۶۵۳۳۹۷	۵۱۳۱۲۳۹۴
سی پی	۵۲۵۳۴۲۱۰	۴۸۲۵۵۵۴
آسام	۲۳۰۴۸۶۶۱	۲۰۲۸۷۵۳

ہندوستانی صوبوں کی شراب اور منشی اشیاء میں سرکاری آمدنی، سنہ ۱۹۲۵ء

صوبہ	شراب کی دوکانیں	دیگر منشی اشیاء کی دوکانیں	آمدنی شراب	آمدنی منشیات
صوبہ سرحدی	۷۴	۱۰۴	۲۲۷۵۳۱۵	۳۰۶۹۴
مدراس	۱۹۸۷۸	۱۰۲۸	۴۴۵۸۳۰۹۱	۴۱۰۶۸۷۶
بمبئی	۹۴۱۰	۱۶۰۹	۳۵۰۶۵۷۷۴	۵۹۸۰۴۶۰
بنگال	۲۵۵۸	۲۳۸۹	۱۳۴۴۵۹۴۴	۸۰۵۷۲۴۳
یوپی	۴۳۴۹	۲۹۴۶	۷۵۲۷۵۲۹	۵۶۴۶۲۳۳
پنجاب	۱۰۲۵	۱۱۷۸	۷۴۷۸۸۲۹	۴۴۵۴۲۳
برما	۱۲۵۶	۱۲۳	۷۶۹۹۸۶۸	۳۶۸۱۷۳۹
بہار و اڑیسہ	۷۹۳۹	۲۳۰۷	۱۱۷۳۶۳۲۵	۵۸۸۹۲۶۰
سی پی اور برار	۳۳۵۴	۲۰۱۹	۱۰۰۵۵۸۹۰۷	۴۲۸۱۳۷۱
آسام	۳۰۸	۵۵۵	۱۸۹۸۱۵۴	۴۷۳۳۹۰۱
دہلی	۲۲	۱۹	۱۳۵۰۳۰	۲۵۲۵۰۸
کورگ	۸۱	۱۰	۲۷۲۸۶۱	۱۶۴۲۴

برطانی ہندوستان میں نمک کی سرکاری آمدنی

صوبہ	سنہ ۲۱و۲۲	سنہ ۲۲و۲۳	سنہ ۲۳و۲۴	سنہ ۲۴و۲۵
شمالی ہندوستان	۱۰۴۷۶۷۵۷۲	۱۳۹۴۸۸۲	۳۱۸۰۶۸۶۶	۱۰۷۰۵۳۶۸
بلوچستان	۱۸۵	۱۲۰	۳۱۰	۳۶۲
مدراس	۱۳۹۰۱۷۶۴	۱۵۱۷۵۹۷۵	۲۱۳۶۲۹۹۶	۱۸۹۹۱۷۲۷
بمبئی	۱۲۱۳۵۵۹۶	۱۲۲۲۰۷۴۲	۲۲۹۷۹۷۰۷	۱۷۲۳۳۹۰۲
بنگال	۱۵۵۷۷۵۹۹	۱۸۴۱۰۸۹۲	۱۸۱۶۱۵۲۳	۲۳۵۹۰۸۹۷
برما	۳۳۴۵۷۳۳	۳۰۴۳۰۱۳	۶۱۳۹۱۸۷	۳۲۸۱۰۰۰
بہار اڑیسہ	۲۲۹	۴۸۸	۲۷۸	۴۵۰
آسام	...	...	...	۱۱۸۴
میزان	۶۳۳۳۷۸۴۸	۶۸۲۴۶۱۱۲	۱۰۰۱۵۰۸۷۰	۷۳۹۰۴۸۶۰

ہندوستان کا قرضہ سنہ ۱۹۲۴ و ۲۵ء میں

مرکزی حکومت

اندرونی قرضہ:	۳۱۲۶۰۰۵۱۶۵ - روپیہ
انگلستان سے لیا گیا:	—۳۴۱۰۴۰۴۳۰ - پاؤنڈ
میزان کل:	۸۲۵۱۹۱۴۶۲۴ - روپیہ

صوبوں پر

۱۲۱۹۲۵۵۲۱۰ - روپیہ

ہندوستان کی تجارت سنہ ۱۹۲۲ میں

درآمد

مجموعی درآمد: ۲۶۶۲۴۶۳۰۰۰ روپیہ

تفصیل

لوہا اور آہنی مصنوعات	×	۲۱۱۳۳۸۰۰۰
دوسری دھاتیں اور انکی مد		۵۳۷۵۰۰۰
کوئلہ		۲۲۲۴۷۰۰۰
مشین اور بجلی کے آلات		۲۳۳۹۱۱۰۰۰

سخت تکلیف پہنچے گی، جن کا ذکر مخالفانہ طریقہ پر کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک صرف تین ہی آوازیں مخالفت کی بلند ہوئی ہیں: ایک، اندرون ملک سے۔ دو باہر سے۔ اندرون ملک میں محمود پاشا جو دولت آسوری کی آواز ہیں۔ بیرون ملک سے خالدہ ادیب خانم نے اعتراض کیا ہے اور اخبار لنڈن ٹائمس نے شکایت کی ہے جو گویا برطانیہ کی آواز ہے۔

محمود پاشا کی نسبت غازی نے اپنے خطبہ میں کہا تھا کہ اُنھوں نے ۱۹۱۹ء میں اخبار "باسفورس" کے نمائندے سے کہا "ترکی اپنی سرحدوں میں ایسی تبدیلی کر دینے پر راضی ہے، جس سے آرمنی خوش ہو جائیں"

محمود پاشا نے اس سے انکار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "میں نے ۷ مارچ ۱۹۱۹ء کو اخبار "استقلال" کے نمائندہ سے بیان کیا تھا کہ ترکی قوم اپنی سرزمین کا ایک بالشت بھی چھوڑنے کے لئے طیار نہیں ہے"

محمود پاشا کے جواب میں "خلق فرقہ سی" کے سکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ عنقریب وہ تمام دستاویزیں شایع کر دی جائیں گی، جو غازی کے خطبہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اُس وقت محمود پاشا کو معلوم ہوگا کہ غازی نے اپنے خطبہ میں اُن کی کس قدر رعایت کی ہے۔ ساتھ ہی ترکی اخبارات نے محمود پاشا کا اصلی بیان بھی شایع کر دیا ہے، جو بعینہ وہی ہے جس کا حوالہ غازی نے اپنے خطبہ میں دیا ہے۔ اسی قدر نہیں بلکہ غازی کا وہ برقی پیغام بھی نقل کیا گیا ہے جو اُنھوں نے ۷ر نومبر ۱۹۱۹ء کو محمود پاشا کو بھیجا تھا۔ اسمیں لکھا ہے "آپ کی تصریح سے مشرقی صوبوں کے باشندے سخت ناراض ہیں۔ ترکی قوم ہرگز آرمنوں کو اپنی ایک انچ زمین بھی نہیں دے گی، بلکہ اس کے برعکس اپنے خون سے اسکی حفاظت کرے گی!"

خالدہ ادیب خانم نے اخبار ٹائمس میں اپنی برأت ظاہر کرتے ہوئے غازی کے رد میں لکھا ہے "میں ہرگز امریکن حمایہ کی مؤید نہیں تھی، جیسا کہ غازی نے بیان کیا ہے۔ البتہ میں انجمن لسن کی ایک رکن ضرور تھی۔ اس انجمن کا مقصد یہ تھا کہ ٹرکی کے لئے امریکہ سے مالی اور اقتصادی امداد حاصل کی جائے۔ خود غازی اس انجمن سے اور اس کے مقاصد سے واقف تھے۔ اُنھوں نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا"۔۔

لیکن خالدہ ادیب کا یہ جواب صحیح نہیں ہے۔ دراصل اُنھوں نے غازی کا پورا خطبہ پڑھنے سے پہلے ہی جواب لکھ مارا۔ خطبہ میں وہ تمام خطوط بھی غازی نے نقل کئے ہیں جو موصوفہ نے بکر سامی بک اور خود غازی کو لکھے تھے۔ ان خطوط سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ امریکن حکمرداری کو ٹرکی کے لئے ضروری خیال کرتی تھیں۔

برطانیہ بھی غازی کی راست گوئی سے شاکی ہے۔ لنڈن ٹائمز شکایت سے پہلے اعتراف پر مجبور ہوا کہ "یہ خطبہ، غازی کی عظمت میں چار چاند لگا دیگا، کیونکہ اُنھوں نے اپنی ذرا بھی تعریف نہیں کی۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے، ٹرکی میں جو کچھ ہوا ہے، محض اُنہی کی ہمت و تدبیر سے ہوا ہے!" لیکن ساتھ ہی ان لفظوں میں شکایت بھی کرتا ہے:

"غازی نے اپنے خطبہ میں بار بار برطانیہ کا ذکر کیا ہے۔ ٹرکی کے ساتھ جو طرز عمل یورپ نے اختیار کیا تھا، وہ اُس کی ذمہ داری تمام اتحادیوں پر نہیں ڈالتے، بلکہ سراسر الزام برطانیہ ہی کو دیتے ہیں۔ گویا دوسرے اتحادیوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ ترکی دماغ میں اب تک برطانیہ کے خلاف زہریلے افکار موجود ہیں!"

ان تین اعتراضوں کے علاوہ کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کیونکہ غازی نے جو کچھ کہا، مدلل کہا ہے۔ تمام ملک میں اُن کے خطبے کے بعد ایک نیا جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہر طرف اُن کے پاس پیغام آ رہے ہیں کہ ترکی قوم، قیامت تک اپنی جمہوریت برقرار رکھے گی۔

جمہوری ترکی کا مسلک

غازی کے خطبہ کے بعد "خلق فرقہ سی" کے لئے ضروری تھا کہ اپنے مسلک کا اعلان عام کر دے۔ چنانچہ وزیر اعظم عصمت پاشا اور انجمن کے صدر دوم نے ٹرکی کا آئندہ مسلک، مفصل طور پر شایع کر دیا ہے۔ ذیل میں اُس کا خلاصہ دیا جاتا ہے:

"خلق فرقہ سی" کیا ہے؟

عصمت پاشا نے اپنا بیان، خلق فرقہ سی کی حقیقت کی تشریح سے شروع کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ انجمن جمہوری ہے۔ کسی خاص مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ وہ یقین کرتی ہے کہ قوم کی کامیابی کا راز، اُس کی اقتصادی حالت کی درستگی میں ہے۔ یہی باعث ہے کہ اُس کا پورا مسلک، اسی اصل پر مبنی ہے اور اُس کے جملہ قوانین میں اسی کی رعایت کی جاتی ہے"

داخلی امن

"ملک میں امن و امان برقرار رکھنا ہمارا اولین فرض ہے تاکہ قوم کا ہر فرد اپنی سعی و ہمت کا ثمرہ بلا کسی اندیشہ کے حاصل کر سکے"

عدالتی مسلک

"مدنی قوانین کا اجرا اور ان قوانین کی جمہوری روح کی تعمیم، اُس کا عدالتی مسلک ہے۔ وہ چاہتی ہے جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ آسان طریقہ پر عدل و انصاف ہر انسان کے دسترس میں آ جائے"

خارجی مسلک

"ترکی جمہوریت کی عزت کی حفاظت، ترکی قوم کے حقوق کی حمایت وہ حقوق جو قوم نے طویل جہاد کے بعد حاصل کئے ہیں۔ تمام قوموں کے ساتھ مساوات کے دائرے میں دوستانہ تعلقات! اُس کا خارجی مسلک ہے"

تعلیمی مسلک

"ہمارا تعلیمی مسلک یہ ہے کہ تعلیم قومی ہو اور مذہب اس سے الگ رکھا جائے۔ نظام تعلیم ایک ہو۔ نئی نسلوں کی ایسی تربیت کی جائے جس سے ہماری مدنی و اجتماعی برتری قائم ہو اور اقتصادی زندگی مستحکم ہو جائے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ قوم ابتدائی مفت تعلیم سے پوری طرح مستفید ہو۔ غیر تعلیم یافتہ افراد کو شبینہ مدارس کے ذریعہ تعلیم دی جائے ترکی جامعہ کو مزید تقویت دی جائے اور زیادہ سے زیادہ جدید تعلیم گاہیں جاری کی جائیں۔ ہم فنون جمیلہ کے بھی پرجوش حامی ہیں۔ ترکی زبان کی ترقی و تہذیب کا ہمیں از حد اہتمام ہے۔ ترکی حروف کا مسئلہ بہت مشکل ہے۔ اور ہم اس پر بھی غور کر رہے ہیں"

مردم شماری

ٹرکی کی تاریخ میں اب پہلی مرتبہ مردم شماری ہوئی ہے۔ اس سے پہلے ایک مرتبہ مرحوم حکومت عثمانیہ نے اس کی کوشش کی تھی، مگر تنگ نظر علماء نے اس کی سخت مخالفت کی، اور اسے دین کے خلاف قرار دیا۔ چنانچہ البانیہ اور بعض دوسرے علاقوں میں بغاوت شروع ہو گئی مجبوراً حکومت کو اس "خلاف شرع" فعل سے باز رہنا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کو بھی ملک کی صحیح آبادی معلوم نہ تھی۔ خود ترکی حکومت بھی اپنی آبادی کی قوت سے ناواقف تھی۔ اور اس وجہ سے بے شمار سیاسی، اقتصادی، اور جنگی مضرتیں ملک کو پہنچا کرتی تھیں۔

اب ترکی جمہوریت نے یہ اہم مسئلہ قطعی طور پر حل کر دیا۔ چنانچہ ۲۸ر اکتوبر کی تاریخ مردم شماری کے لئے مقرر کی گئی۔ حکم تھا، کوئی شخص بھی اپنے گھر سے نہ نکلے، یہاں تک کہ توپ داغی جائے۔ اس حکم پر اجنبی باشندوں نے یہ اعتراض کیا کہ دن بھر وہ اپنے کام معطل نہیں رکھ سکتے۔ مگر حکومت نے کوئی اعتراض نہیں سنا اور مردم شماری پوری ہو گئی۔

ان سطور کی تحریر کے بعد معلوم ہوا کہ مردم شماری سے ثابت ہوا ہے کہ ٹرکی کی موجودہ آبادی ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ہے، قسطنطنیہ کی آبادی ۹ لاکھ ۰۰ ہزار ہے۔

میں ایک شمالی کی طرح نقل و روایت کا فرض انجام دیتا ہوں نقد و بحث میرا کام نہیں ہے۔ میں نے غازی کے خطبہ کا خلاصہ اور "خلق فرقہ سی" کا مسلک پیش کر دیا۔ البتہ مجھے یہ کہنے میں تأمل نہیں کہ جماعت خلق کی موجودہ اجتماعی ذہنیت سے اکثر مسلمانان عالم کو اتفاق نہیں ہوگا۔ وہ اپنی جدید اجتماعی زندگی کے عناصر میں مذہب کو کوئی نمایاں جگہ نہیں دینی چاہتے۔ خود ترکوں کی اکثریت اسوقت تک اس سے متفق نہیں ہے۔ بیرونی دنیا کی عام اسلامی رائے تو یقیناً مخالف ہوگی۔ میں اپنے حدود صحافت سے ایک دو قدم آگے بڑھ کر، آئندہ تفصیل کیساتھ اس موضوع پر لکھنے کی کوشش کروں گا۔

* * *

عالم مطبوعات و صحائف

روسی راہب راسپوٹین کا قتل

پرنس یوسوپوف کا اعتراف

قارئین الہلال روس کے پُر اسرار راہب راسپوٹین کے نام اور حالات سے اچھی طرح واقف ہیں: الہلال نمبر (۹) میں اس کی پوری سرگزشت ان کی نظروں سے گزر چکی ہے۔ جو حیرت انگیز اقتدار اور تسلط اسے زار اور ملکۂ روس پر حاصل ہو گیا تھا، اُسکی کوئی دوسری نظیر بیسویں صدی کی تاریخ میں موجود نہیں۔ یہ اُن کا مذہبی رہنما تھا۔ پھر روحانی معلّم اور مرشد کی طرح مانا جانے لگا، پھر مشیر اور وزیر سب کچھ بن گیا۔ زار اور زارینہ بیجان آلہ کی طرح اس کی انگلیوں میں تھے۔ جس طرح چاہتا تھا، اُنھیں استعمال کرتا تھا۔ ملک میں تھوڑی بہت سیاسی اصلاحات جو ڈوما (روسی پارلیمنٹ) کی شکل میں جاری ہو گئی تھیں، اسی کے اشارے سے غارت ہوئیں، روشن خیال اور اصلاح پسند امرا کو اُسی نے قتل اور جلاوطن کرایا، زار کے بہترین دوست اور مدة العمر کے وفادار خادم اسی کے حکم سے سائبیریا بھیجے گئے۔ پھر جب عالمگیر جنگ عالم شروع ہوئی۔ تو جرمن نے بے شمار روپیہ خرچ کر کے اس کی خدمات حاصل کر لیں۔ یہ جرمن جاسوس تھا، لیکن روس کے تمام اسرار جنگ اسی کے قبضہ میں تھے۔ ایک طرف یہ زار کو یقین دلاتا کہ میری روحانی برکتوں اور دعاؤں سے جرمن فوجیں اور روس کے تمام حریت پسند ہلاک ہو جائیں گے۔ دوسری طرف جرمن مُقر جنگ کو فوجی نقل و حرکت کی بروقت خبریں بھیج دیتا تاکہ تمام روسی فوج کا خاتمہ کر دیں!

زار پر یہ حیرت انگیز اقتدار اُسے کیسے حاصل ہوا تھا؟ ملکہ کے ذریعہ۔ ملکہ کیوں اُس کے احکام سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتی تھی؟ خود راسپوٹین کی لڑکی صوفیا نے اپنی دہشت انگیز یادداشتیں شائع کر کے دنیا کو بتلایا ہے کہ "اُس میں اور ملکہ میں ناجائز تعلق تھا راسپوٹین سے اُسے عقیدت ہی نہیں تھی، بلکہ ہوس پرستی کا عشق بھی تھا"

صوفیا کے علاوہ ایک اور شخص بھی یورپ میں موجود ہے، جو روس کے شاہی خاندان سے قریبی تعلق رکھتا ہے، اور اس روسی راہب کی تمام سرگزشت حیات سے واقف ہے۔ یہ پرنس یوسوپوف ہے۔ اسکا

برید شرق

مکتوب قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی کے تاریخی خطبہ کا بقیہ حصہ۔ مسئلۂ خلافت۔ خطبہ کا عام اثر۔ جمہوری ترکی کا آئندہ مسلک۔ ترکی کی نئی مردم شماری۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے تاریخی اور ہفت روزہ خطبہ کا بڑا حصہ گذشتہ چٹھی میں بھیج چکا ہوں۔ اب خطبہ کے صرف دو ضروری حصے باقی ہیں۔ "مسئلہ خلافت" اور "خاتمۂ کلام"۔

مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں غازی نے جو کچھ بیان کیا، وہ اُن کی تقریر کا نہایت اہم حصہ ہے۔ کیونکہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ موجودہ ترکی حکومت کے سب سے بڑے آدمی نے صاف صاف لفظوں میں بیان کردیا کہ کون کون لوگ موقوفی خلافت کے مخالف تھے اور کون موافق تھے۔ پہلے خیال کیا گیا تھا کہ مخالفین موقوفی میں سب سے زیادہ نامور شخصیت رؤف بے کی تھی۔ اب خود غازی کی زبان سے بھی اسکی تصدیق ہوگئی۔

مسئلہ خلافت کے بعد اُنھوں نے اُن رقوم کے داخل و مصارف کی تفصیلاً بیان کیں جو وطنی تحریک کے شروع ہونے کے بعد سے لیکر اُن کے رئیس جمہوریت منتخب ہونے تک اُن کے اور آنکے ساتھیوں کے تصرف میں آئی تھیں۔ ممکن ہے، آپکے قارئین خیال کریں کہ ایک عظیم الشان رئیس جمہوریت کے لئے یہ بہت ہی ناموزوں بات تھی کہ کسی سکریٹری اور خزانچی کی طرح ایک ایک پیسہ کا حساب پیش کرے، لیکن یہاں ترکی رائے عامہ نے اسے دوسرے ہی نقطۂ خیال سے دیکھا ہے۔ تمام اخبارات نے بالاتفاق اسے خطبہ کا ایک وسیع اور موثر حصہ قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں، اس طرز عمل کے ذریعہ غازی مصطفےٰ کمال نے ہمیں یہ سبق سکھلا دیا ہے کہ قوم کا رہنما قوم کا امین ہے، اور ہر حال میں اس کا فرض ہے کہ قومی امانت کا حساب، پیسہ پیسہ اور پائی پائی قوم کے سامنے پیش کردے۔ اس بات سے کہ قوم نے اپنے رہنما کو اپنی حکومت کا بڑا سے بڑا منصب پیش کردیا ہے، امین قوم ہونے کی ذمہ داریاں معدوم نہیں ہوجاتیں، بلکہ اور زیادہ بڑھجاتی ہیں!

خاتمۂ کلام میں انھوں نے ایک اور حقیقت بھی آشکارا کردی انھوں نے کہا کہ ان کی رہنمائی اور ریاست کے زمانے میں قوم نے انھیں جسقدر بھی مکانات اور آراضی دی ہیں، یا جس قدر جائداد اُنھوں نے اپنے جیب خاص سے خریدی ہے، وہ سب کی سب اُنھوں نے "قومی جماعت" کے نام منتقل کردی ہے، اور اب اُنکے پاس قوم کی خدمت اور محبت کے سوا، کوئی جائداد اور ملکیت باقی نہیں!

خلافت کی موقوفی

مسئلہ خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا:

"لوزان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ابھی عصمت پاشا انگورہ پہنچے بھی نہ تھے کہ رؤف بک وزارت سے مستعفی ہوگئے تاکہ عصمت پاشا کو مبارکباد دینے سے بچ جائیں۔ استعفا دینے کے بعد وہ خاموش نہیں رہے بلکہ خلیفہ کا اقتدار بڑھانے کی کوششیں کرنے لگے، حالانکہ ملک میں عام رجحان، جمہوریت کی طرف پیدا ہوچکا تھا۔ رؤف بک کی جگہ فتحی بک وزیراعظم ہوئے اور طویل مباحثہ کے بعد طے پایا کہ پایۂ تخت انگورہ ہی رہے۔ مگر مخالف جماعت مصر تھی کہ آستانہ واپس جانا چاہئے۔

لہذا اب ضروری ہوگیا کہ اس تمام جھگڑے کا ایک مرتبہ فیصلہ کردیا جائے۔ چنانچہ میں نے ۲۸ر اکتوبر کو اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی کہ اعلان جمہوریت کے لئے تمام تدابیر مکمل ہوگئی ہیں۔ دوسرے دن جمہوریت کا اعلان ہوگیا، اور آدھی رات کو تمام ملک میں خبر مشتہر کردی گئی۔ عصمت پاشا پہلی جمہوری وزارت کے صدر مقرر ہوئے، اور فتحی بک مجلس وطنی کے رئیس قرار پائے۔

پوری ترکی قوم نے اعلان جمہوریت، انتہائی مسرت کے ساتھ سنا مگر مخالف جماعت سخت برہم ہوئی، اور اخبارات میں اپنی دعایت وسیع پیمانہ پر شروع کردی۔ اس جماعت کے سرگروہ، رؤف بک، رفعت پاشا، ڈاکٹر عدنان بک، کاظم قرہ بکر پاشا، اور علی فواد پاشا تھے۔ یہ لوگ شب و روز مخالف کوششوں میں سرگرم تھے۔ یہ مشہور کرتے تھے کہ خلافت وہ رفیع مقام ہے، جس کا تمام جہان کے مسلمان احترام کرتے ہیں۔ وہ ترکی قوم کا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے، لہذا اُسکے اقتدار میں کسی قسم کی کمی نہیں کرنی چاہئے، نیز انھوں نے یہ بھی کہنا شروع کیا کہ ترکستان میں انور پاشا، خلیفہ ہی کے نام پر جنگ کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی کوشش یہ تھی کہ ملک میں پھر شاہی دستوری حکومت کی طرف لوٹا دیا جائے۔

ذاتی طور پر رؤف بک کی رائے یہ تھی کہ اقتدار قوم ہی کے ہاتھ میں رہے مگر حکومت کے سر پر آل عثمان کا کوئی فرد ضرور رہنا چاہئے لطف یہ ہے کہ باوجود اس خیال کے وہ ہماری جماعت کے ایک رکن ہونے کے بھی مدعی تھے۔ یقیناً اُن کی نیت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ ہم میں رہکر ہم میں پھوٹ ڈال سکیں۔

اب یہ واضح ہوگیا تھا کہ آستانہ میں خلافت کا باقی رہنا مشکلات کا موجب ہوگا، لہذا میں سمجھ گیا اور یقین کرلیا کہ منصب خلافت کی منسوخی کا وقت آگیا ہے۔ پھر میں نے عصمت پاشا، فوزی پاشا، اور کاظم پاشا سے مشورہ کیا۔ یہی رائے قرار پائی کہ منصب خلافت منسوخ کردیا جائے۔ چنانچہ یکم مارچ ۱۹۲۴ء کو مجلس وطنی میں حسب ذیل تجویز پیش ہوئی:

(۱) منصب خلافت منسوخ کیا جائے اور خاندان عثمانی کو ترکی سے باہر قیام کرنے کا حکم دیا جائے۔

(۲) امور شرعیہ اور اوقاف کی وزارتیں توڑ دی جائیں۔

(۳) ملک بھر میں تعلیم کا ایک ہی نظام جاری کیا جائے۔

یہ تجویز، مباحثہ کے بعد منظور ہوگئی۔ لیکن اُسی وقت مجھ سے درخواست کی گئی کہ منصب خلافت میں اپنے لئے قبول کرلوں مگر میں نے ان لفظوں میں انکار کردیا:

"دوستو! جو لوگ مسلمانوں کو خلیفہ اور خلافت کے نام سے دھوکا دینا چاہتے ہیں، وہ اسلام اور مسلمانوں کے عام طور پر، اور ترکی قوم کے خاص طور پر سخت دشمن ہیں۔ اب خلافت کا کوئی عملی اور حقیقی وجود باقی نہیں رہا ہے۔ ان اوہام پر یقین، سراسر غفلت و ضلالت ہے!"

اس طرح مخالف جماعت کو پوری شکست نصیب ہوئی۔ اُنھوں نے بڑی بڑی کوششیں کیں۔ کئی علاقوں میں شورشیں بھی برپا کرادیں۔ مگر ہم نے سب کا سدباب کردیا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ اُن پر تمام دروازے بند ہوچکے ہیں، تو پھر میرے قتل کی سازش شروع کردی یہ کہنا ضروری نہیں کہ ان سازشوں میں بھی یکے بعد دیگرے ناکام ہوئے۔

خاتمۂ سخن

غازی نے اپنی تقریر ان الفاظ پر ختم کی:

"نوجوان ترکی! تیرا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ترکی استقلال کی حفاظت کر اور ابدالآباد تک جمہوریت برقرار رکھ!"

یہ کہتے ہوئے غازی کی آواز غمناک ہوگئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ پھر اُنھوں نے کہا:

"یہی میری زندگی کا اصل الاصول ہے۔ یہی میرے مستقبل کا نصب العین ہے۔ اے نوجوان قوم! یہی تیرا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے۔ ایسے لوگ پیدا ہوسکتے ہیں جو مستقبل میں اس خزانہ کی طرف ہاتھ بڑھائیں، تاکہ تجھے اُس سے محروم کردیں۔ اگر ایسی صورت کبھی پیش آئے اور تو اپنی آزادی اور جمہوریت کی حفاظت پر مجبور ہوگا تو ایک لمحہ کے لئے بھی پس و پیش نہ کرنا۔ ممکن ہے، حالات ازحد نازک ہوں، ممکن ہو دشمن دنیا کی بے نظیر فتحمندی حاصل کرچکا ہو، ممکن ہے تیرے تمام قلعے دشمن کے ہاتھوں میں جاچکے ہوں، ممکن ہو تیری تمام فوجیں پراگندہ ہوچکی ہوں، ممکن ہو تیری تمام زمین چھن گئی ہوں، بلکہ میں کہتا ہوں، ممکن ہو اس سے بھی زیادہ کوئی بڑی مصیبت تیرے سامنے آکھڑی ہو۔ لیکن ان تمام مصائب پر بھی تیرا فرض یہی ہوگا کہ ترکی استقلال اور ترکی جمہوریت کی حفاظت میں لگاتار جان دیتی رہے۔ تجھے جس قوت کی ضرورت ہے، وہ کہیں باہر نہیں ہے، خود تیرے خون میں موجود ہے۔ وہ خون جو اے حضرات! آپ سب کی رگوں میں دوڑ رہا ہے!"

اس کے بعد غازی نے اُس تمام روپیہ کا حساب پیش کیا جو اُنکے ہاتھ میں شروع سے ابتک آیا ہے۔ پھر اس عبارت پر تقریر ختم کردی:

"اس رقم کے علاوہ میرے پاس وہ مکان ہے جو انگورہ کے باشندوں نے مجھے ہدیۃً دیا تھا۔ نیز بروسہ، طرابزون، ارض روم، انطاکیہ، قونیہ، اور سمرنا میں بھی ایک ایک مکان وہاں کے باشندوں نے مجھے دیا ہے۔ نیز وہ زمین بھی ہے جو میں نے انگورہ کے مضافات میں خریدی ہے مگر یہ تمام جائداد، میری نہیں ہے۔ میں اسے "خلق فرقہ سی" (جمہوری پارٹی) کو دے چکا ہوں!"

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے خطبہ کا اثر

بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ اس خطبہ سے اُن تمام لوگوں کو

برطانی شہنشاہیت کا تنزل

ایک برطانی مدبر ڈیلی ٹیلی گراف کے ہفتہ وار رسالہ میں لکھتا ہے:

"قوموں کے اُٹھنے اور گرنے کے اسباب زمانے کے ظروف و حالات کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ تاریخ میں کوئی ایک قوم بھی ایسی موجود نہیں جو بام ترقی تک پہنچکر پھر گر نہ پڑی ہو۔

اسوقت برطانی قوم ترقی کے سب سے بلند درجہ پر پہنچگئی ہے لیکن واقعہ ہو کہ اس عالم ترقی میں ہی تنزل اور کمزوری کے آثار بھی پیدا ہو گئے ہیں اور اگر افراد کے قوانین حیات کی طرح جماعتوں کے قوانین حیات بھی قطعی اور اٹل ہیں، تو وہ وقت دُور نہیں جب دنیا کو تاریخ عالم کی ایک عدیم النظیر قومی عظمت کے زوال کا تماشائی بننا پڑیگا!

فی الحال برطانیہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ، آبادی کے مسئلہ میں پنہاں ہے۔ برطانی شہنشاہی، مجموعی دُنیا کی ایک چوتھائی پر پھیلی ہوئی ہے اور آبادی بھی دنیا کی تقریباً ایک چوتھائی آبادی ہے۔ آخری مردم شماری ظاہر کرتی ہو کہ برطانی شہنشاہیت میں ۴۹۰،۰۰۰،۰۰۰ سے بھی زیادہ آدمی آباد ہیں۔ لیکن اس جم غفیر میں خود خالص انگریزی قوم کی تعداد ۶۰،۰۰۰،۰۰۰ سے زیادہ نہیں۔ یعنی پوری شہنشاہی صرف اُتنی آبادی کی قوت پر قائم ہے، جو جرمنی کی آبادی سے کچھ ہی زیادہ ہے!

خود انگریزی قوم ایک تنگ سرزمین، یعنی جزائر برطانیہ میں محصور ہے۔ حالانکہ اُس کی شہنشاہی کی باقی تمام آبادیاں، دُور دُور تک وسیع سرزمینوں میں منتشر ہیں۔ اس صورت حال نے برطانی مدبروں کو پریشان کر رکھا ہے۔ وہ آبادی کی مناسب تقسیم اور ہجرت کے کلی نظام پر غور کر رہے ہیں، وہ چاہتے ہیں آبادی اس طرح تقسیم کر دی جائے کہ نہ کہیں زیادہ اژدحام ہو، نہ کہیں زمینیں خالی پڑی رہیں۔ بظاہر یہ کام زیادہ مشکل نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن درحقیقت بہت مشکل ہے۔ عام طور پر مبصرین کا خیال ہو کہ برطانی مدبروں کو اسمیں کامیابی نہ ہوگی، اور یہی ناکامی اُن کی شہنشاہی تہ و بالا کر ڈالے گی!

یہ کس طرح ہوگا؟

اس کا جواب حسب ذیل ہے:

برطانی جزائر، جو خالص انگریزی قوم سے لبریز ہو چکے ہیں یکسر صنعتی ملک ہیں، زراعت کا حصہ بہت ہی کم ہے، حالانکہ برطانی شہنشاہی کے باقی ممالک یکسر زراعتی ملک ہیں۔ آخری اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہو کہ جزائر برطانیہ کی تمام دیہاتی آبادی، شہروں میں اُمنڈ آئی ہے۔ نتیجہ یہ ہو کہ ایک طرف دیہات خالی ہو گئے ہیں، دوسری طرف نسل کی افزائش بھی رُک گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہو کہ جلد وہ زمانہ آجانے والا ہے، جب برطانی دیہات اسباب رزق سے بڑی حد تک محروم ہو جائیں گے، اور باشندوں کے لئے وہاں کی واپسی میں کوئی ترغیب باقی نہیں رہے گی۔

پھر جنگ کے بعد شہروں میں صنعت و حرفت کی ترقی پر بھی زیادہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ترقی عارضی ہے، اور مستقبل قریب میں اپنی طبعی حالت پر آجانے والی ہے۔ لہذا شہری آبادی کے لئے بھی اسباب معیشت، محدود ہو جائینگے اور جزائر برطانیہ کے دیہات اور شہر دونوں کی طاقت سے باہر ہو جائے گا کہ اتنی بڑی آبادی کا بوجھ برداشت کر سکیں۔ یہ واقعہ ہو کہ جنگ کے بعد سے اسوقت تک برطانیہ میں بے روزگاروں کی تعداد ۱۰ لاکھ سے کم نہیں ہو سکی۔ صنعت و حرفت کی ترقی پر جب یہ حالت ہے، تو اُس وقت کیا حالت ہوگی جب جنگ کے پیدا کئے ہوئے حالات دُور ہو جائیں گے اور صنعتی ترقی رُک جائے گی؟

انگریز جو دوسرے ممالک کی ملک گیری میں سب سے زیادہ چست و چالاک ثابت ہوئے ہیں، خود اپنے ملک سے منفعت حاصل کرنے میں عاجز ہو رہے ہیں۔ اسوقت بھی جزائر برطانیہ میں وسیع علاقے خالی پڑے ہیں کیونکہ وہ زراعتی علاقے ہیں، مگر زراعت پیشہ آبادی ہجرت کر کے شہروں میں پہنچ گئی ہے اور صنعت پیشہ بن گئی ہے۔

صرف جزائر برطانیہ ہی میں نہیں بلکہ آسٹریلیا کا بھی یہی حال ہے۔ آبادی شہروں میں جمع ہو گئی ہے۔ چنانچہ صرف دو شہروں، یعنی ملبورن اور سڈنی میں اتنی آبادی ہے، جو پورے ملک کی آدھی آبادی کے برابر ہے حالانکہ معلوم ہے، آسٹریلیا میں قابل زراعت زمین کا رقبہ، روس کو چھوڑ کر باقی تمام یورپ کے رقبے سے بھی زیادہ ہے۔

پس یہ سوال نہایت اہم ہے کہ برطانیہ اتنے آدمی کہاں سے لائیگا جو اِن وسیع اُفتادہ زمینوں کو آباد کریں؟ اس سوال کا جواب برطانیہ کے پاس سردست کوئی نہیں ہے!

یہ سوال انگریزوں کو بہت پریشان کئے بیٹھا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ اُن کی شہنشاہی، سب سے پہلے برطانی ہونی چاہئے۔ یعنی اُس میں برطانی عنصر سب سے زیادہ نمایاں اور غالب رہنا چاہئے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ تاریخ کی دوسری شہنشاہیوں کی طرح درہم برہم ہو جائے گی۔

آخری برٹش امپیریل کانفرنس میں آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے اس ناقابل حل سوال کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اور کہا تھا "میرے خیال میں کوئی شخص بھی برطانی شہنشاہیت کے مستقبل کو اُمید افزا نظروں سے نہیں دیکھ سکتا۔ ہمارے سامنے ایسی مشکلات درپیش ہیں، جن کا حل مستقبل پر کسی طرح بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اِن مشکلات میں سب سے زیادہ پیچیدہ مشکل، آبادی کی تقسیم اور اُفتادہ زمینوں کی زراعت ہے"

یہاں پر یہ امر بھی قابل غور ہو کہ جزائر برطانیہ میں پیدائش کی شرح بہت گھٹ گئی ہے۔ نسل روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ ظاہر ہو کہ برطانی شہنشاہی میں اصلی عنصر کی یہ روز افزوں کمی، نہایت خطرناک اور بدترین نتائج پیدا کرنے والی ثابت ہوگی۔ برطانیہ کی موجودہ صنعتی ترقی کے ساتھ اگر نسل کی افزونی بھی ہوتی رہتی تو حالت اتنی خطرناک نہ ہوتی۔

انگریز اس صورت حال میں اپنے آپ کو یہ کہکر تسلی دے رہے ہیں کہ "اگر شرح پیدائش کم ہو گئی ہے، تو شرح اموات بھی گھٹ گئی ہے۔ لہذا ہماری نسل کا عام توازن قائم ہے۔ یہ بہتر ہو کہ ہماری قوم کم تعداد میں ہو، مگر توانا و تندرست ہو"

اُن کا یہ خیال ایک حد تک صحیح ہو لیکن مغالطہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ کسی قوم کی عظمت، صرف تندرستی پر قائم نہیں رہ سکتی۔ قوم کو تندرستی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بھی ہونا چاہئے۔ ورنہ ظاہر ہے کم تعداد تندرست افراد کسی طرح بھی ایک وسیع سلطنت برقرار نہیں رکھ سکتے۔

یہ حقیقت اب قریب قریب تسلیم کر لی گئی ہو کہ برطانی سلطنت سخت خطرے میں مبتلا ہے، اور اُس کی سلامتی زیادہ تر اسی بات پر موقوف ہو کہ خود جزائر برطانیہ کی آبادی میں اضافہ ہو جائے، اور زائد افراد سلطنت کے دوسرے حصّوں میں مناسب طور پر تقسیم کر دئے جائیں۔ آبادی کی افزونی، سلطنت کی بنیاد ہے، اور اُس کی تعمیم، تعمیر کا حکم رکھتی ہے۔ موجودہ صورت حال کا اقتضاء یہ ہو کہ بیک وقت دونوں کام کئے جائیں مگر ظاہری حالات بتا رہے ہیں کہ برطانی مدبر اس کی قدرت نہیں رکھتے۔

اب یہ امر بہت محتمل معلوم ہوتا ہو کہ برطانی شہنشاہیت کا توازن عنقریب متزلزل ہو جانے والا ہے۔ کیونکہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ محیط اٹلانٹک کی طرح محیط پیسفک بھی صنعت و حرفت کا مرکز بنجائے گی۔ اُس وقت قومیں مجبور ہوں گی کہ صنعتی مرکز سے قریب تر ہونے کے لئے محیط پیسفک کے ساحلوں اور ملکوں میں ہجرت کر جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ خام پیداوار حاصل کر سکیں اور بڑے بڑے بازاروں میں اپنی صنعت آسانی سے پہونچا سکیں۔

بلکہ یہ واقعہ اس وقت بھی پیش آ رہا ہے۔ اجنبی عناصر تیزی سے برطانی شہنشاہی کے مختلف ملکوں میں داخل ہو رہے ہیں، اور اصلی باشندوں کو مغلوب کرتے چلے جاتے ہیں اگر فوراً تدارک نہ کیا گیا تو اُن کے قدم مضبوط ہو جائیں گے اور برطانیہ کو یہ ملک اُن کے لئے خالی کر دینے پڑیں گے۔

بعض انگریز مدبر اپنی موجودہ عظمت کے نشہ میں اس قدر مخمور ہیں کہ یہ حقیقت تسلیم کرنے پر بھی اطمینان ظاہر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں "برطانی تجارت روز بروز زیادہ وسیع ہوتی جاتی ہے، اور دُنیا کی کوئی تجارت بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حالانکہ یہ سراسر غلط و غرور ہے۔ یہ لوگ، دوسری قوموں کی تجارت کی ترقی پر نظر نہیں ڈالتے خصوصاً امریکہ کی تجارت نہیں دیکھتے جو دُنیا کے تمام بازاروں پر چھا گئی ہے، اور قریب ہے کہ برطانی تجارت کو مغلوب کر ڈالے۔

اِن حالات کی روشنی میں گمان غالب ہو کہ برطانی شہنشاہی، خود بخود تہ و بالا ہو جائے گی۔ اس کا توازن، متزلزل ہو چکا ہے۔ قوی امکان ہو کہ اگر کوئی خارجی خطرہ نہ بھی پیش آیا، جب بھی برطانیہ کا اندرونی اختلال اور شہنشاہیت کا عدم توازن ہی اُسے برباد کر ڈالے گا، ٹھیک اُسی طرح، جس طرح تاریخ کی بہت سی دوسری عظیم سلطنتیں برباد ہو گئی ہیں"

جاپان میں اخبارات کی حیرت انگیز ترقی

امریکن رسالہ "ایشیا" میں ایک جاپانی اخبار نویس نے ذیل کا مضمون شایع کیا ہے۔ ہندوستان کی عبرت کے لئے ہم اسے شایع کرتے ہیں۔ اخبار نویس لکھتا ہے:

"میرے لئے یہ نہایت مشکل تھا کہ اپنے امریکن دوستوں کو اس واقعہ کا یقین دلاؤں کہ ہمارے ملک میں بھی ترقی یافتہ اخبار موجود ہیں اور بعض اُن میں روزانہ ۲۰ لاکھ کی تعداد میں چھپتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں، بلکہ مجھے یہ بھی کہنا تھا کہ بعض جاپانی اخبارات امریکن اخبارات پر کئی اعتبار سے فوقیت بھی رکھتے ہیں۔ مثلاً مضامین کی نوعیت کے اعتبار سے جاپانی اخباروں میں صرف سنجیدہ اور مہذب مضامین ہی شایع ہوتے ہیں۔ علمی، اخلاقی، اقتصادی، سیاسی، ادبی ... مباحث کے سوا اُن میں کبھی مجرمانہ قصے اور طلاق کی خبریں شایع نہیں ہوتیں۔ حالانکہ امریکہ اور یورپ کے اخباروں کی رونق و مقبولیت، زیادہ تر ایسی مخرب اخلاق خبروں اور قصوں پر مبنی ہے میرے دوست یہ سُنکر نہایت متعجب ہوتے تھے کہ ایک جاپانی اخبار کی سالانہ آمدنی، ۲۷۵،۰۰۰،۰۰۰ روپیہ ہے، اور اس کا دسواں حصہ خالص بچت ہے!

میرے دوستوں کا تعجب اس لئے تھا کہ جاپان کا رقبہ امریکہ کی صرف ایک ریاست، کیلیفورنیا سے زیادہ نہیں ہے۔ آبادی بھی ساڑھے ۶ کروڑ سے زیادہ نہیں۔ حالانکہ ولایات متحدہ امریکہ کی آبادی تقریباً بارہ کروڑ ہے۔ وہ کہتے تھے، ایک ایسے چھوٹے سے ملک میں اخباروں کی اتنی عظیم ترقی کیونکر ممکن ہے؟ لیکن واقعہ ایسا ہی ہے۔ اسوقت جاپان میں ۱۱۲۷ روزانہ اخبار ہیں اور ۲۸۰۵ ہفتہ وار اور ماہوار اخبار و رسائل موجود ہیں۔ اِن کی روزانہ اشاعت کی تعداد، ایک کروڑ ہے یعنی ہر چھ باشندوں کے لئے اخبار کا ایک نسخہ شائع ہوتا ہے!

اس ترقی کا اصلی راز یہ ہو کہ جاپان میں تعلیم عام ہو گئی ہے۔ اعلیٰ

نے سب سے پہلے اس راہب کی کارستانیوں سے دنیا کو واقف کیا تھا۔ اسی نے ملکۂ روس کے وہ تمام خطوط شائع کئے، جن سے راسپوٹین سے اُس کی حیرت انگیز عقیدت و عبودیت پر روشنی پڑتی تھی۔

لیکن پرنس یوسوپوف نے اس وقت تک دُنیا کو اس راز سے واقف نہیں کیا تھا کہ راسپوٹین کا خاتمہ کیونکر ہوا؟ اُسنے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ "وہ قتل کر دیا گیا" کچھ دنوں کے بعد جب صوفیا کی یادداشت شائع ہوئی، تو اس سے بھی صرف اتنی بات معلوم ہوئی کہ "راسپوٹین قتل کر دیا گیا، اور اُس کی لڑکی (صوفیا) کسی نہ کسی طرح جان بچا کر نکل بھاگی" عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ راسپوٹین بھی انقلاب روس کے قتل عام میں قتل ہوا ہے۔

لیکن اب اس سلسلہ میں ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ یعنی پرنس یوسوپوف نے اپنی کتاب کا ایک تتمہ اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ اسمیں وہ اعتراف کرتا ہے کہ "راسپوٹین کو خود میں نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا!"

پرنس لکھتا ہے:

"میں نے اور میرے دوستوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اس شیطان کے اقتدار سے روس کو نجات دلائیں، مگر ہر کوشش ناکام رہی۔ ملکۂ روس کچھ اس طرح اُس کے جال میں پھنس گئی تھی کہ کوئی بات اُس کے خلاف سننا گوارا نہیں کرتی تھی، اور زار اپنی ملکہ کا غلام تھا مجبور ہو کر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس شیطان کو قتل کر ڈالا جائے۔ اس کے سوا خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ چونکہ اس مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی، جب تک اُس سے بظاہر دوستی پیدا کر کے دام میں نہ لایا جائے۔ اس لئے میں نے کئی ماہ بیہودگر تعلقات بڑھانے میں صرف کر ڈالے۔ یہاں تک کہ اُسے پوری طرح مجھ پر بھروسہ ہو گیا، اور ایک دن میں نے اُس سے وعدہ لے لیا کہ وہ یکم دسمبر ۱۹۱۶ء کو میرے محل میں آکر ضیافت میں شریک ہوگا"

اس کے بعد پرنس، قتل کا واقعہ اس طرح بیان کرتا ہے:

"گیارہ بجے رات کو سپر کی (یعنی نصف شب کے کھانے کی) تمام طیاریاں مکمل ہو گئیں۔ دعوت کی میز پر بہت بڑی بڑی قابیں رکھی گئیں۔ ان میں مختلف قسم کے گوشت، جو راسپوٹین کو خاص طور پر مرغوب تھے، طیار کرا کے رکھے گئے تھے۔ اور روغنی ٹکیاں اور نفیس کیک بھی موجود تھے۔ نیز ہر قسم کی شرابیں اور نظر فریب جام مہیا کئے گئے تھے..."

"میں نے الماری سے ایک صندوق نکالا۔ اس میں کئی قسم کے قاتل زہر مخفی تھے۔ پھر میں نے میز پر سے ایک قاب اُٹھائی۔ اسمیں ۶ کیک تھے۔ ڈاکٹر لازوورٹ نے ربڑ کے دستانے پہن لئے پھر ایک خاص زہر "سیانڈ پوٹاس" لے کر کیکوں پر چھڑک دیا۔ پھر بعض دوسرے قسم کے زہر بھی شراب میں ملا دئے۔ ڈاکٹر نے مجھے یقین دلایا تھا کہ زہر اتنی زیادہ مقدار میں ڈال دیا گیا ہے کہ شراب کا ایک گھونٹ کئی آدمیوں کے قتل کے لئے کافی ہے۔ اس ڈاکٹر کی خدمات میں نے خاص اسی غرض سے حاصل کر لی تھیں"

"جب راسپوٹین آیا تو میں اسے کھانے کے کمرے میں لے گیا۔ اُسنے اپنی پسند کا گوشت سیر ہو کر کھایا۔ پھر میں نے روغنی روٹی کی پلیٹ آگے بڑھائی جس میں زہر نہ تھا۔ نہیں معلوم میں نے ایسا کیوں کیا؟ لیکن یہ واقعہ ہے کہ بلا قصد مجھ سے ایسا ہی ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے زہریلے کیک سامنے کئے۔ اُسنے پہلی قاب سے روغنی ٹکیا لے لی، لیکن زہر آلود کیک سے انکار کر دیا۔ اس انکار نے مجھ پر سخت رعب طاری کر دیا۔ میں ڈرا، شاید یہ شخص ولی اللہ ہے، اور زہر سے واقف ہو گیا ہے۔ میں نگاہیں خوف سے نیچی کئے تھا، اور دل دھڑک رہا تھا۔ اچانک اُس کے ہاتھوں کو جنبش ہوئی اور یہ کہہ کر اُسنے ایک کیک اُٹھالیا۔ "تمھاری خاطر سے!" اور بلا تامل منہ میں رکھ لیا۔ پھر دوسرا لیا اور کھالیا۔ میں بالکل خاموش تھا۔ ایک سکتہ کا سا عالم مجھ پر طاری تھا۔ مجھے یقین تھا، اب فوراً زہر کا اثر اُس پر ظاہر ہو جائے گا۔ مگر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی، جب میں نے دیکھا، کہ وہ پوری طرح تندرست ہے۔ کوئی اثر بھی اُس پر ظاہر نہیں ہوا۔ مجھ سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے!"

"پھر اُسنے مسموم شراب جام میں انڈیلی۔ میں فرط اضطراب سے کھڑا ہو گیا۔ اب مجھے یقین تھا کہ وہ فوراً مر جائے گا۔ مگر وہ بڑے اطمینان سے مزہ لے لے کر پیتا رہا۔ کئی جام خالی کر دئے۔ پھر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ برابر باتیں کئے جاتا تھا۔ اب رات کے تین بج چکے تھے۔ مگر اُس پر زہر کا کوئی اثر نہ تھا!"

"ٹہلتے ٹہلتے اُسنے یہ کہہ کر مجھے مبہوت کر دیا "باقی رات، جلسۂ رقص میں گذارنی چاہئے!" اب میں جیب سے پستول نکال چکا تھا کیونکہ جب زہر کی اتنی بڑی مقدار کارگر نہ ہوئی، تو بجز پستول کی گولی کے اور کونسا ذریعۂ قتل کام دے سکتا تھا۔ اُس کے جلسۂ رقص کے جواب میں میں بے اختیار چیخ اُٹھا "خبیث بھوت! کیا یہ بہتر ہوگا کہ جلسۂ رقص کی جگہ صلیب دیکھے اور نماز پڑھ لے، کیونکہ ایک لحظہ بعد تو مُردہ پڑا ہوگا!"

اُس کی آنکھوں میں ایک ہولناک چمک پیدا ہوئی۔ پھر فوراً ہی ایک قسم کا خشوع و خضوع طاری ہو گیا۔ وہ جلدی سے میرے قریب آیا۔ اپنی چمکیلی آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ دیں۔ میں نے آہستہ سے اپنا پستول والا ہاتھ پیچھے سے سامنے کر دیا"

"پستول دیکھ کر راسپوٹین بھاگا نہیں۔ نہ مقابلہ کی کوشش کی۔ اُسنے اپنی نظریں میرے چہرے سے ہٹا لیں اور صلیب پر جما دیں جو اُس کے گلے میں پڑی تھی۔ وہ اب بھی بالکل خاموش تھا۔ میں نے پستول کی لبلبی دبائی اور گولی اُس کے سینے پر لگی۔ اُسنے بڑے زور سے چیخ ماری اور چت گر پڑا۔ میں نے دوڑ کر زخم کا معائنہ کیا۔ گولی، دل چیر کر نکل گئی تھی۔ یہ بالکل یقینی تھا۔ راسپوٹین مر گیا!"

"میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُس کے قریب کھڑا صلیب کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ قریب تھا، میں بیہوش ہو کر گر پڑتا۔ راسپوٹین، بجلی کی سی تیزی سے اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا! بڑے زور سے چلایا۔ تمام مکان اُس کی چیخ سے گونج اُٹھا۔ پھر اُسنے اپنی فولاد سے بھی زیادہ مضبوط انگلیوں سے میرا بازو پکڑ لیا۔ مجھے یقین تھا، میری ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اب اُسنے میری گردن پکڑنے کی کوشش کی۔ میں اپنی دہشت و خوف کے بیان سے قطعاً قاصر ہوں۔ میں نے خیال کیا، یہ بھوت مجھے اب مار ڈالے گا۔ مگر فوراً میرے جسم میں بھی ایک عظیم قوت پیدا ہو گئی۔ میں نے زور لگا کے اپنے آپ کو چھڑا لیا! اور بھاگنے لگا"

"راسپوٹین بھی میرے تعاقب میں دوڑا۔ وہ برابر چلائے جاتا تھا اور قتل کی دھمکی دیتا تھا۔ میں زینے پر جا کر رُکا۔ اُسوقت اُس کی صورت بالکل بھوت کی سی ہو گئی تھی۔ تمام لباس خون سے رنگین تھا، اور سینہ سے خون کا فوارہ بہ رہا تھا!"

"وہ زینہ کے سامنے پہنچ کر رُکا۔ پھر تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ کر صحن میں پہنچ گیا۔ صحن میں تاریکی تھی۔ میرے نوکروں نے مسلسل تین گولیاں اُس پر چلائیں۔ اب وہ لڑکھڑایا، اور برف کے ایک ڈھیر کے سامنے پہنچ کر گر پڑا"

"اب واقعی راسپوٹین، روس کا مہیب بھوت، مر چکا تھا!"

زہر آلود غذا کے عدم تاثر کی نسبت پرنس نے جو کچھ لکھا ہے، یہ راسپوٹین کا کوئی اعجاز نہ تھا، بلکہ خود پرنس کی ایک ایسی غلطی تھی جس کا ذہنی اضطراب کی وجہ سے اُسے احساس نہیں ہوا۔ اس طرح کی صورت حال میں ایسی غلطی اکثر ہو جایا کرتی ہے۔ دراصل خوف و دہشت اور اعتقادی کمزوری کی وجہ سے اُسوقت پرنس کی دماغی حالت مختل ہو چکی تھی۔ اُسنے یکے بعد دیگرے جسقدر قاب اُٹھا کر پیش کئے، اُن میں سے کوئی قاب بھی زہر آلود نہ تھا۔ ذہنی پریشانی کی وجہ سے اُسنے جسے زہر آلود سمجھ کر اُٹھایا، وہ زہر آلود نہ تھا، اور جنھیں غیر زہر آلود سمجھ کر چھوڑ دیا، وہی زہر آلود تھے۔ اس طرح کی غلطی ذہنی اضطراب کی حالت میں ہر انسان سے ہو جایا کرتی ہے

فلسطین میں آثار قدیمہ

(ہتیاروں کا قدیم سانچہ)

اخبار السیاسہ راوی ہے کہ جرمن محقق ڈاکٹر رسلین کو بلاد فلسطین کے کھنڈروں میں مٹی کا ایک سانچہ ملا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے، یہ سانچہ ہتیار ڈھالنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

پتھر کی تپائیاں

اب سے پہلے یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ شہر نابلس میں پتھر کی قدیم تپائیاں پائی گئی ہیں۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا یہ کسی قدیم تماشہ گاہ کا بقایا ہیں لیکن اب علماء آثار قدیمہ نے معلوم کر لیا ہے کہ یہ دیوتا ارتمیس کے مندر کے آثار ہیں۔ یہ مندر، رومن شہنشاہ سپٹیم سویرس نے تعمیر کیا تھا۔ (السیاسہ)

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر یعنی نمبر
۱ سے ۵ تک بعض حضرات کو مطلوب ہیں
وہ
دوگنی
قیمت پر
خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دیجئے
منیجر

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمّیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ

"ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

[illegible]

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے [illegible] ظاہر ہے کہ صحت و تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی بڑی نعمت ہے۔ تندرستی ہو تو سب کچھ ہے۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اسے پی کر [illegible] شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی اور دلح ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیر فرتوت کو جوان اور جوانی کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ [illegible] اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب مسیح الملک [illegible] آپ ہیں اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے فائدہ تو [illegible] مسلم ہے مگر معتد بہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع [illegible] تو مجبوراً [illegible] پڑتا ہے۔ ماء اللحم کے استعمال کا یہی [illegible] منگائیے! اور آزمائیے! تجربہ بتا دے گا کہ ہم کہاں تک اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بنظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے علاوہ اسکے چند [illegible] قسم کے [illegible] مقوی [illegible] نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست منگائیے [illegible] مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

رنگ دیکھ لو ڈیڑھ روپے تولہ سونا گھس کر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ انکے اندر رنگین چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اسے دیکھ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زر جدا در یاقوت کے نگینے جڑے ہوئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی آتی ہے۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ سٹاک ختم نہ ہو جائے۔ ۴ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس چوڑیوں کے مع محصول سات روپئے (ے؏)

منیجر گولڈن سٹور۔ پوسٹ بکس [illegible] لاہور

برص سفید داغ ۱۲ یوم میں جڑ سے غائب

ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھا لیں اکسیر خوراک معجون مسیحا اور الکشفی روغن مسیحا جو پورے ۱۲ روز کافی ہوگی قیمت معہ خرچ [illegible] روپیہ [illegible]

دفتر معالج برص نمبر ۵ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک اور قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر [illegible] دربھنگہ سے نہایت پابندی کے ساتھ شایع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (عہ) طلبہ سے دو روپیہ (عمہ) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (صہ)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

افیم چھڑانے کی بے نظیر گولیاں جن کے استعمال سے صدہا علی آسانی سے افیم چھوڑ چکے ہیں ایک روپیہ ماہوار کے [illegible] کسی عمر کی گولیاں کافی ہو سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد عمر [illegible] موگا ضلع فیروزپور پنجاب

اشتہار

کے لئے

و شمار سے ثابت ہوتا ہو کہ ابتدائی مدارس کے طالب علموں میں سے ۹۱ فیصدی طالب العلم ثانوی مدارس میں اپنی تعلیم جاری رکھتے ہیں۔ جاپان میں اس وقت ابتدائی ثانوی، اور اعلیٰ تعلیم گاہوں کی تعداد ۴۳ ہزار ہو۔ ان میں طلبہ کی سالانہ تعداد ایک کروڑ ۵۰ لاکھ سے زیادہ رہتی ہو۔

پھر جاپانیوں کو مطالعہ کا بھی از حد شوق ہو۔ میرے علم میں کوئی قوم اس بارے میں اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ۱۹۲۵ء کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہو کہ جاپان میں مختلف علوم و فنون پر ۲۰۰۰۰ کتابیں شائع ہوئیں۔ علاوہ بریں انگلستان، فرانس، امریکہ، جرمنی اور چین سے ۵۰ لاکھ روپیہ کی کتابیں آئیں، اور فروخت ہوگئیں۔ جاپان کے تمام اخبار نویس جانتے ہیں کہ اخباروں میں سب سے زیادہ اعلان کتابوں ہی کے شائع ہوتے ہیں، اور اُنھی سے زیادہ اُجرت حاصل ہوتی ہو۔

ٹوکیو اور اوساکا کے دس اخباروں کی روزانہ مجموعی اشاعت ۵۰ لاکھ ہو۔ ان میں سب سے بڑے اخبار دو ہیں: "اوساکا مائنچی" اور "ٹوکیو نچی نچی" دونوں "اوساکا مائنچی" کمپنی کی ملکیت ہیں۔ اول الذکر کی روزانہ اشاعت ۱۲ لاکھ ہو اور آخر الذکر کی ۱۰ لاکھ۔ انکے بعد "اوساکا اساہی" کمپنی کے دو اخبار ہیں: "اوساکا اساہی" اور "ٹوکیو اساہی"۔ دونوں کی مجموعی اشاعت ۲۰ لاکھ ہو۔ میرے خیال میں دُنیا بھر میں کوئی اخبار بھی "اوساکا مائنچی" کے برابر اشاعت نہیں رکھتا۔ ہاں صرف لندن کا ڈیلی میل، اور پیرس کے "جرنل" اور "پتی پاریزان" اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان چار اخباروں کے علاوہ ۱۶ اور اخبار ایسے ہیں جن کی روزانہ اشاعت ۵ لاکھ سے ۱۰ لاکھ تک ہو!

جاپان میں کئی انگریزی اخبار بھی نکلتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا اخبار "اوساکا مائنچی" کمپنی کی ملکیت ہو، اور ۸ بڑے صفحوں میں چھپتا ہو۔

جاپان کی صحافتی ترقی کے سلسلہ میں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہو کہ اخباروں میں باہم سخت رقابت ہو۔ بلکہ کہنا چاہئے ایک پُر امن جنگ جاری ہو۔ اس رقابت سے باشندوں کو بہت نفع حاصل ہوتا ہو۔ ذیل میں چند واقعات ملاحظہ ہوں:

۱۹۲۴ء میں اخبار "مائنچی" نے اپنا بحری طیارہ جزائر جاپان کے گرد دورہ لگانے کے لئے روانہ کیا۔ اس کا جواب اخبار "اوساکا اساہی" نے یہ دیا کہ فوراً ایک دوسرا طیارہ خرید کر ٹوکیو سے پیرس تک کے سفر پر روانہ کر دیا!

اس کے بعد اول الذکر اخبار نے یہ جدت کی کہ ۵ ہوائی جہاز اس غرض سے خریدے کہ اپنے ٹوکیو اور اوساکا کے مرکزی دفتروں کے مابین اتصال پیدا کرے، اور جلد سے جلد کتابیں، اخبارات، نقشے، تصویریں، ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں پہنچ جائیں۔ اس پر اخبار "اوساکا اساہی" نے بھی فوراً کئی جہاز خرید لئے اور اوساکا ٹوکیو اور سندائی ٹوکیو کے مابین حکومت کے لئے مفت ہوائی ڈاک کا سلسلہ جاری کر دیا!

اس رقابت نے اب یہ صورت اختیار کر لی ہو کہ تمام بڑے بڑے اخبار ہر روز کئی کئی ضمیمے شائع کرتے رہتے ہیں اور اپنے خریداروں میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً اخبار "مائنچی" روزانہ ۱۳ ضمیمے شائع کرتا ہو۔ یہ ضمیمے عموماً قصبوں اور دیہاتوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مگر اہتمام کیا جاتا ہو کہ ہر علاقے کے ضمیمے میں ایسی ہی خبریں ہوں، جو وہاں کے باشندوں کے لیے ضروری ہیں۔

اس رقابت کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہو کہ اخبار، خبریں جمع کرنے میں زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ "اوساکا مائنچی" کمپنی نے ۱۹۲۳ء کے جاپانی زلزلے کی خبریں حاصل کرنے پر ۴۴ ہزار پونڈ خرچ کئے تھے۔ اسی طرح ۱۹۲۶ء میں جب مشہور ہوا کہ شہنشاہ جاپان، حالت نزع میں ہو، تو اخباروں کی رقابت آخری حد تک پہنچ گئی۔ دونوں اخباری کمپنیوں نے شاہی محل کے قریب ہی دو مکان کرایہ پر لے لئے، اور اپنے اپنے دفتر کھول دئیے۔ ان دونوں میں ہر وقت خبریں لانے والوں اور کام کرنے والوں کا اتنا ہجوم رہتا تھا کہ وہ فوجی بارکیں معلوم ہوتی تھیں۔ ہر کمپنی کی کوشش تھی کہ شہنشاہ کے متعلق سب سے پہلے وہی خبریں معلوم کرکے شائع کرے!

جاپان کے اخباروں کا ایک امتیاز یہ بھی ہو کہ وہ خبریں جمع کرنے میں صرف، ریل، تار، اور ہوائی جہازوں ہی پر بھروسہ نہیں کرتے کیونکہ ان میں سے ہر چیز ٹوٹ سکتی ہو، بلکہ قدیم طریق خبر رسانی یعنی پیغامبر کبوتروں کی ڈاک کا بھی انتظام کر رکھا ہو۔ بڑے بڑے نامہ نگاروں کے ساتھ ہمیشہ کبوتر جاتے ہیں، تاکہ اگر کبھی ریل، یا تار، یا ہوائی جہاز بے کار ہو جائے، تو ان کبوتروں کے ذریعہ خبریں وقت پر پہنچا دی جائیں۔

ہنسی

ایک علمی اور نفسیاتی بحث

تازہ ڈاک کے ایک علمی رسالہ میں ہنسی کی حقیقت پر دلچسپ بحث کی ہو:

"ہنسی کیا ہو؟

موجودہ علم کی روشنی میں ہنسی، ایک عصبی تشنجی حالت ہو جو انسان کے مختلف اعضاء پر طاری ہوتی ہو۔ یہ حالت اس طرح شروع ہوتی ہو کہ پہلے آنکھیں کسی قدر بند ہوتی ہیں، پھر منہ کے بعض عضلات اوپر چڑھ جاتے ہیں، اور بعض نیچے لٹک جاتے ہیں۔ پھر وہ کھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ دانت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پھر نبض اور تنفس پر اثر پڑتا ہو۔ اُن میں بھاری پن پیدا ہو جاتا ہو۔ ساتھ ہی آواز بھی پیدا ہوتی ہو، اور یہی آواز اپنے آخری درجہ میں قہقہہ کہلاتی ہو۔ پھر تشنجی حالت، جسم کے دوسرے اعضاء تک پہنچتی ہو۔ انسان بے خود ہو کر ہاتھ پاؤں ہلانے لگتا ہو، یا اپنے زانوؤں پر ہاتھ مارتا ہو۔ کبھی آدمی تالیاں بھی بجانے لگتا ہو۔ مگر یہ تمام حرکات، ہنسی کے اصلی اجزاء نہیں ہیں۔ اگرچہ اکثر حالتوں میں طاری ہوتے ہیں۔

پس ہنسی جسم انسانی کا ایک اندرونی عمل ہو، لیکن اگر انسان اپنی قوت ارادہ مضبوط کرلے، اور ہنسی روکنا چاہے، تو بڑی حد تک روک بھی سکتا ہو۔

ہنسی، عموماً مسرت انگیز موثرات کا نتیجہ ہوتی ہو۔ ٹھیک گریہ کی طرح جو رنج والم سے پیدا ہوتا ہو۔ یا چہرہ اور جسم کی بعض عضلی حرکات کی طرح جو غصہ یا خوف سے واقع ہوتی ہیں۔

کبھی ہنسی، اندرونی عوامل کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ صناعی طور پر پیدا کر دی جاتی ہو۔ مثلاً ہم گدگدا کر آدمی کو ہنسا دیتے ہیں۔ جسم میں گدگدی کا اثر اس امر کی علامت ہو کہ جسم، زندہ اور حساس ہو۔ لیکن کبھی جسم پر ایسے عوارض بھی طاری ہو جاتے ہیں کہ گدگدی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

غیر حقیقی ہنسی کی ایک قسم وہ بھی ہو جو محض محاکات سے ظاہر ہوتی ہو۔ ہم لوگوں کو ہنستے دیکھتے ہیں، اور خود بھی ہنسنے لگتے ہیں، حالانکہ ہمیں اُن کی ہنسی کا سبب بھی معلوم نہیں ہوتا۔ یہ محاکاتی ہنسی انسان کی اجتماعی طبیعت کی ایک علامت ہو۔ اس میں وراثت کو بھی دخل ہو۔ علمی تحقیقات سے ثابت ہوا ہو کہ ہنسی صرف انسان ہی کا خاصہ نہیں ہو، جیسا کہ قدماء خیال کرتے تھے، بلکہ بہت سے حیوان بھی اس میں شریک ہیں۔ اپنی ابتدائی حیوانی حالت میں بھی انسان ہنسا کرتا تھا۔ اُس وقت اس میں کلام کی قوت نہ تھی، اس لئے ہنس کر اپنی خوشی ظاہر کرتا تھا۔ ہنسی در حقیقت چہرہ، آنکھوں اور کانوں کی طرف سے احساس مسرت میں شرکت کی ایک صورت ہو!

ٹھیک انسان کی طرح بہت سے بندر بھی ہنستے یا مسکراتے ہیں۔ وہ خاص حالات میں اپنا منہ اور دانت کھول دیتے ہیں اور ایسی آوازیں نکالتے ہیں، جو بالکل انسان کی ہنسی سے مشابہ ہوتی ہیں۔

پروفیسر جارج بولانگیر موجودہ زمانہ کا ماہر علم الحیوانات ہو۔ اُسکا بیان ہو کہ لندن کے زندہ عجائب خانے میں اُسنے متعدد شمپانزی بندروں کو ہنستے ہوئے دیکھا ہو۔ یہ ہنسی بالکل آدمی کی ہنسی کی طرح ہوتی ہو۔ بندر پروفیسر موصوف سے جان پہچان کئے تھے۔ وہ لوگوں کے ہجوم میں بھی اُسے دیکھ کر ہنسنے یا مسکرانے لگتے تھے۔ اسی قدر نہیں بلکہ پروفیسر مذکور کا بیان ہو کہ اُسنے بہت سے بندروں کی بغل میں اسی طرح گدگدایا، جس طرح آدمی آدمی کو گدگداتا ہو۔ اُن کا وہی اثر ہوا، جو آدمی پر ہوتا ہو۔ یعنی وہ ہنسنے لگے اور بعض تو ہنستے ہنستے لوٹ گئے!

بعض علماء کا خیال ہو کہ کتے بھی ہنستے ہیں۔ لیکن کتوں کی ہنسی میں آواز نہیں ہوتی۔ صرف منہ کھلتا ہو اور دانت نکل آتے ہیں۔

مدبرین انگلستان کے بعض اقوال

ہندوستان کی نسبت

اس کے بغیر چارہ نہیں کہ اسلام کو مغلوب کر دیا جائے۔

(لارڈ ڈلہوزی ۱۸۴۸ء)

"ڈوائڈ اور حکومت کرو" قدیم رومن مقولہ ہو اور یہی ہندوستان میں ہمارا بھی اصول ہونا چاہئے ... مجھے یقین ہو کہ ہماری ہندوستانی سلطنت بالکل محفوظ ہو جائے گی اگر ہم اسی اصول پر ایک ہندوستانی فوج مرتب رکھیں۔ اسی مقصد کے لئے میں مختلف فرقوں اور زبانوں کی پھوٹ سے فائدہ اُٹھاؤں گا۔ ممکن ہو میں اس باب میں اپنا عقیدہ پوری قوت سے بیان نہ کرتا اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ ڈیوک آف ونگٹن اس خیال میں مجھ سے بالکل متفق ہیں۔

(لارڈ الفنسٹن گورنر بمبئی ۱۸۵۹ء)

ہماری بہترین حکمت عملی یہ ہوگی کہ ایک قوم کو دوسری قوم سے اور ایک فرقہ کو دوسرے فرقے سے ہمیشہ دست بگریباں رکھیں!

(ویسٹ منسٹر ریویو ۱۸۵۸ء)

ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہندوستان کے مذہبی اور فرقہ وار اختلافات پوری قوت سے برقرار رکھیں اور کبھی باہم اتحاد قائم نہ ہونے دیں۔ "ڈوائڈ اور حکومت کرو" ہماری حکومت کا اصول لازمی ہونا چاہئے۔ (کرنل جان کوک ۱۸۵۹ء)

ہندوستانی مسلمانوں کا مفاد، ہندو جذبات پر قربان کر دیا گیا۔

(ہنٹر ۱۸۶۹ء)

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دست طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں
شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ
کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی آثار کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہی

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرایش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں شلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، جاپان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الہـــلال بک ایجنسی

معارف ابن تیمیہ و ابن قیم

دیني علوم کے بیش بہا جواہر ریزي

اس سلسلہ میں ہم نے اماميں کي ان نادر و اعلی درجہ کي بلند پایہ عربي تصانیف کے اردو تراجم کا سلسلہ شروع کیا ہے، جنکا مطالعہ اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر ہے - امید کہ یہ "سلسلۂ تراجم" بد نصیب ہندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اسوۂ حسنہ — امام ابن قیم کي فن سیرت میں شہرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصہ کا اردو ترجمہ - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائي روپیہ -

کتاب الوسیلہ — لفظ "وسیلہ" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیہ نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي ہے - بلا جلد اڑھائي روپیہ، مجلد سوا تین روپیہ -

اصحاب صفہ — انکي تعداد، ذریعہ معاش، طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے ہیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیہ کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمہ - چار آنے -

العروۃ الوثقی — خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ کا فرق بدلائل بیان کیا ہے - چھہ آنے -

سیرت امام ابن تیمیہ — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے ہیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامہ سید محمد رشید رضا مصري کي تازہ کتاب کا اردو ترجمہ - سوا روپیہ -

ائمہ اسلام — ترجمہ رفع الملام عن ائمۃ الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامہ — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یہ ایک علمي، اسلامي، سہ ماہي رسالہ ہے جس کے خریدار کو ہم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو، عربي، فارسي، انگریزي اور دوسري زبانوں کي تمام اہم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا ہے - اسکے علاوہ ائمہ و اسلام و بزرگان دین کے حالات، لطائف افسانہ، نظمیں اور ممالک اسلامیہ کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے ہوے حالات درج کیے جاتے ہیں - في پرچہ ۸ آنہ سالانہ ۲ روپیہ پیشگي -

منیجر الہـــلال بک ایـجنسی

(حلقہ نمبر ۲۴ شیرانوالہ دروازہ لاہور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پتہ صاف لکھین
اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین

السحر الحلال في مجلدات الہلال

گاہ گاہے بازخوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کي تاریخ میں الہلال ہي وہ رسالہ ہے جو اپني تمام ظاہري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھي -

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا - اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے - اور اسکا ہر باب اپني مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ ہوتا تھا - پھر اس کي ظاہري خوبیاں اردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں - اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کي وجہ سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کي چھپائي میں ممکن نہیں - اس کي جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمي، مذہبي، سیاسي، اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں - ان کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیہ میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اس کي پہلي جلد مکمل (جو دفتر میں بھي موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدي ہے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بھي علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں - پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھي محفوظ ملا، ہم نے کوشش کي کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جا سکتي ہیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جاے -

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل ہوگئي ہیں - ہم اس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخري موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں، چونکہ جلدوں کي ایک بہت ہي محدود تعداد مرتب ہوسکي ہے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کي تعمیل ہوسکے گي جو سب سے پہلے پہونچیں گي - ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس بہ ترتیب حروف تہجي لگادي گئي ہے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ   الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " چہارم ۱۰ روپیہ   " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھي موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے - قیمت في پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ کے علاوہ ہے -

منیجر "البلاغ پریس"

صرف ایکدن رعایتی اعلان
صرف ایکدن کیلئے رعایت

یہ رعایت صرف ایکدن کیلئے ہی ہے ۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء کو اپنی درخواست ڈاکخانہ میں ضرور ڈال دیں ۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء کے بعد کسی درخواست کنندہ کو رعایت نہ دیجائیگی عہ روپے کے رعایتی خریدار کو محصولڈاک معاف ہوگا [illegible] روپے کے رعایتی قیمت اور [illegible] روپے کے اصلی قیمت کے خریدار کو رسالہ انتخاب لاجواب جسکی قیمت سالانہ چھ روپے ہے مفت دیا جائیگا۔ عہ روپے کے رعایتی خریدار کو رسالہ انتخاب لاجواب [illegible] کیلئے مفت [illegible] روپے کے رعایتی خریدار کو ایک روپیہ کی اصل قیمت کی کوئی کتاب جو وہ چاہیں مفت دیجائیگی۔ یا ایک [illegible] کا بنا ہوا دیا جائیگا۔ مینیجر

دنیا میں کامیاب اور دولتمند بنانیوالی کتابیں

سبیل دولت۔ یہ کتاب ان تجارتی تجربوں [illegible] جو سالہا سال تک بڑی بڑی تجارتی کارخانوں دوکانوں اور دفتروں کا [illegible] ترجمہ قیمت ۸ر

طریق دولت۔ [illegible] مطلب [illegible] کامیابی [illegible] درج ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ر

شاہراہ دولت۔ امریکہ کے مشہور [illegible] کی کتاب [illegible] کا ترجمہ [illegible] کی پیروی سے [illegible]

امریکہ کے کامیاب لوگ۔ [illegible] دنیا میں سب سے زیادہ کامیاب اور دولتمند لوگ امریکہ نے پیدا کئے ہیں۔ اس میں امریکہ کے تمام چوٹی کے کامیاب لوگوں کا حال اور ان کی کامیابی کے وسائل وضاحت سے درج کئے گئے ہیں۔ [illegible]

دنیا کا روشن [illegible] آہنی ارادہ [illegible] قوت ارادی [illegible]

صنعت و حرفت کی نایاب کتابیں

ذخیرۂ صنعت۔ صنعت کامل کرانا مقصود ہیں [illegible] مطالعہ سے آپ بے انتہا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ہندوستان کے افلاس کا سبب [illegible] صنعت و حرفت ہے۔ امریکہ جاپان جرمنی انگلستان فرانس [illegible] صنعت و حرفت کا لب لباب ان [illegible] جمع کر دیا گیا ہے۔ [illegible] کی پسندیدگی کا ثبوت ہے [illegible] حصہ اول [illegible] حصہ دوم [illegible] حصہ سوم [illegible] حصہ چہارم [illegible]

کمل رنگسازی۔ [illegible] یہ کتاب [illegible] رنگ [illegible] قیمت ۸ر

آتشبازی۔ انگریزی اور دیسی آتشبازی [illegible] ۱۲ر

کلید صنعت۔ [illegible] ۸ر

[illegible] رنگائی چھپائی [illegible] جلد سازی [illegible] بسکٹ کا کارخانہ [illegible] گھر کا دوازی [illegible] الماس [illegible] رسالہ [illegible] [illegible] سیمنٹ [illegible] مٹی کے برتن [illegible] کارخانہ [illegible] حالات [illegible] علاج الموسیقی [illegible] مکمل [illegible]

باورچی خانہ کے متعلق بہترین کتابیں

ہدایت نامہ باورچیاں۔ ہر قسم کے انگریزی اور دیسی کھانے پکانے کے عمل طریقے۔ قیمت عہ

کھانے حلوے اچار چٹنیاں۔ مزیدار اور لذیذ مربے۔ خوشنما اور خوشذائقہ اچار خوش [illegible] حلوے اور چٹپٹی چٹنیاں بنانے کا بیان غریب نسخے درج ہیں۔ ۸ر

خوان یغما۔ مسلمانوں کے انواع و اقسام کے صدہا لذیذ کھانے۔ پلاؤ۔ زردہ۔ قورمہ۔ گوشت۔ کوفتے وغیرہ بنانے کے دوران مصالح ڈالنے اور پکانے کی پوری ترکیب اس میں درج ہیں۔ ۸ر

بہوچن پرکاش۔ اس میں لذیذ اور پرمزہ نمکین اور شیریں کھانوں انواع و اقسام کی مٹھائیوں۔ حلوے۔ پوریاں۔ کچوریاں وغیرہ درج ہیں۔ ۸ر

ڈیکم بریک [illegible] کاغذ سازی [illegible] خدا کی حقیقت [illegible] چھریاں [illegible] عملی صابون سازی [illegible] روشنائی بنانا [illegible] [illegible]

زراعت و باغبانی کے متعلق مفید کتابیں

کتاب الاثمار۔ مصنفہ جناب شمس العلماء [illegible] میوہ جات کی یہ مشہور کتاب [illegible] اس میں تمام میوہ جات کی کاشت اور [illegible] کی ترکیبیں [illegible] بیان کی گئی ہیں [illegible] درختوں کو [illegible] ان کی عام بیماریاں [illegible] نقصان ہونے کا اندیشہ ہو تمام حالات مفصل درج ہیں۔ [illegible] اس فن پر اس سے بہتر کتاب اور کوئی موجود نہیں ہے۔ [illegible]

میوہ جات۔ اس کتاب میں تمام میوہ درختوں کے حالات [illegible]

پھلواڑی۔ یہ تیسری کتاب پھول [illegible] اس میں صد ہا قسم کے ہندوستانی اور ولایتی پھولدار پودوں کا ذکر ہے۔ باغوں کے شوقین اس کی مدد سے اچھا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت [illegible]

زراعت کی پہلی کتاب باتصویر [illegible]

سبزی ترکاریاں باتصویر [illegible]

کیمیائے زراعت [illegible] کاشت آلو ۲ر

۳۰ نومبر ۱۹۲۷ء کو درخواست بھیجنے والے رعایت سے محروم رہ جائیں یہ رعایت صرف ایکدن ہی کیلئے ہے

اسلامی کتابیں

مذاہب اسلام
شرح عقائد نسفی
آئینہ اسلام
وسیلۃ الغفران
فیض الرحمٰن فی [illegible]
تسہیل القرآن
علم الکلام امام غزالی
پنج بنائے اسلام
شریعت اسلامیہ
حفظان صحت
روایات اسلام
مسلمانوں کے بیٹے
حکمت کے سبق
مصلح قادیانیہ
[illegible]
اسلام کی پہلی کتاب
" " دوسری "
" " تیسری "
" " چوتھی
فلسفہ عبادات
تقسیم میراث
ہدایت الحج
[illegible]

حفظ صحت و علم طب کی کتابیں

مجربات [illegible] ہزاروں قیمتی اور مجرب نسخے درج ہیں جو چالیس سال کی کوشش سے [illegible] ہر مرض کے متعلق کوئی نہ کوئی مجرب نسخہ اس میں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ ایک آدمی اس کے مطالعہ سے کامل حکیم بن سکتا ہے۔ قیمت [illegible]

رہنمائے فن عطاری ۱۰ر
ذخیرۃ الاطبا
قوت ساعت اور کان ۱۰ر
[illegible] ۸ر
[illegible]
کشتہ جات
[illegible]
[illegible]

سوانح عمریاں

[illegible]
حیات النعیم
ذکر نبی کریم
پیغمبر اسلام
الفاروق شبلی
ابوبکر صدیق
علی ابن ابی طالب ۱۲ر
خالد بن ولید
حالات سعدی
سلطان علاؤالدین خلجی
سلطان صلاح الدین
ابوریحان البیرونی
سلطان فاتح
سلطان [illegible]
[illegible]

حسن صحت [illegible] ۸ر
رسالہ [illegible] ۸ر
[illegible]
صحت الابدان ۱۲ر
[illegible]
طاعون اور اس کا علاج
بازاری ادویات

بول چال و لغات کی کتابیں

اردو بول چال
لغات الخواتین
عربی بول چال
انگریزی بول چال
فارسی بول چال
ترکی بول چال
قواعد ترکی
[illegible]
مفتاح البلاغت
اردو زبان [illegible]
[illegible]
[illegible]

حیات زیب النساء ۶ر
نپولین بونا پارٹ
جنرل گارفیلڈ ۸ر
[illegible]
نواب وقار الملک

سفر نامے اور تاریخ
سفر نامہ بغداد
[illegible]
تاریخ [illegible]
ہندوستان [illegible]

تاریخ مراکش
تاریخ سیالکوٹ
قوانین عثمانی
تاریخ جنگ [illegible]
اقوام [illegible]
حالات ایران [illegible]
[illegible]
کارنامہ راجپوتان
نامۂ خسروان
[illegible]
تاریخ دربار امرتسر

متفرق کتابیں

محبوب الاخلاق
[illegible]
[illegible]
دنیا کی [illegible]
[illegible]
جادو کی [illegible] دوسری
نوشتہ تقدیر ۱۰ر
خط و تقدیر ۱۲ر
رہنمائے پولیس
[illegible]
علم [illegible]
زنانہ [illegible]
[illegible]
علم [illegible]

لطائف و ظرائف [illegible] ہر ایک حصہ میں پانچسو لطیفے درج ہیں اور ہر ایک حصہ کی قیمت ۱۲ر

چمنستان [illegible] ۶ر

ناول ڈرامے اور افسانے

قصر دریا
تماشا گاہ عالم
[illegible]
داستان [illegible]
[illegible]
[illegible] کے
ناول [illegible]
[illegible]
فلسفۂ محبت
قدیم لندن کے اسرار [illegible]
دو حصوں میں
[illegible]
محبوبہ [illegible]
دو حرایف [illegible]
بد انجام
فریبی عورت
سندھ [illegible]
[illegible]
امریکہ کی نازنین
قدرتی [illegible]
[illegible]
زن فرید ۶ر

پرستان بغداد ۸ر
تخم بدی
چار چمن
[illegible] جزیرہ
شمع شبستان ۹ر
آلات [illegible]
نیلگون [illegible]
[illegible]
اسرار [illegible] ۱۲ر
[illegible]
مطلوب حسینان ۸ر
سلسلہ مقبول
[illegible] فیلسوف
[illegible]
[illegible]
منزل مقصود
انقلاب یورپ

ناول مصنفہ عبدالحلیم شرر

درگیش نندنی
فردوس بریں
حسن بن صباح
[illegible]
ملک العزیز ورجنا
حسن انجلینا
[illegible]
منصور موہنا
[illegible]

متفرق و دلچسپ ناول

معشوقہ فرانس
مشیر الشباب
خضر شباب
خوبصورت ناگن
فیروز [illegible]
[illegible]
عصمت کا [illegible]
ذبیح فاطمہ ۱۰ر
[illegible] ۸ر
ظالم عشاق ۸ر
سلیمہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
حمیدہ [illegible]
بوالہوس نواب ۱۰ر
معشوقہ [illegible] ۸ر
[illegible]
[illegible]
اسمٰعیل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر انتخاب لاجواب لاہور

١٩٢٧

نمبر ٢٤ جلد ١

الہلال

قیمت ٥ ـ آنہ

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :
Printing House Square
London, E. C. 4. .

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,
Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیداوار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کاروبار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں ۔

M. R. MARSDEN & CO.
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35.

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں ۔

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٢٤ کلکته : جمعه ٦ ـ جمادی الثانی ١٣٤٦ هجری . جلد ١

Calcutta : Friday, 2. December 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکهتی .
طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای .
پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نہین کر سکتی .

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بہترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی . یاد رکهیی . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین .
الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٨٤٠ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٥٠	اردو حروف کی حق مین	٥٠٢
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٧٢٠	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٩٠	نستعلیق هون	١٦٨

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی .

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی . اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی . آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین . الهلال

الهلال

هر جمعه کو نمبر ١١ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	سات روپیه
قیمت في پرچه	پانچ آنه

(١) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مینیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(٢) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(٣) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے

(٤) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع ایکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(٥) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نهیں کیا جائیگا -

(٦) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رہے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرا لیں -

(٧) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(٨) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نهیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

اب غریب فوریس کے لیے بجز اطاعت کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ وہ ۱۸ - دسمبر سنہ ۱۷۹۸ - کو اسکندریہ پہنچا اور فرانسیسی جہاز "شانسور" نامی پر سوار ہوگیا - اِس جہاز کا کپتان لارنس تھا -

لیکن فوریس، یہ دیکھکر نہایت متعجب تھا کہ اُس کا جہاز سیدھا راستہ اختیار کرنے کی جگہ کچھہ عجیب پیچ و خم کے ساتھہ جا رہا ہے - اُس نے کپتان سے پوچھا، تو اُس نے کہا "انگریزی بیڑہ ہر طرف منڈلا رہا ہے - اُس سے بچ کر چلنا ضروری ہے"

کپتان دراصل سکھایا پڑھایا ہوا تھا - اُس سے کہدیا گیا تھا کہ جہاز انگریزوں کے ہاتھہ قصداً گرفتار کرا دیا جائے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - چند دنوں کے بعد فوریس انگریزی بیڑہ میں قید تھا - انگریزی جنگی جہاز "لیون" نے فرانسیسی جہاز دیکھہ لیا تھا اور گرفتار کر لیا تھا!

(۵)

یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اِس حادثہ سے غریب فوریس کو کس درجہ صدمہ ہوا؟ ایک طرف اپنی رفیق حیات کی جدائی کا صدمہ مارے ڈالتا تھا - دوسری طرف اپنی سرکاری مہم کی ناکامی کا داغ تھا - وہ انگریزی جہاز "لیون" کے ایک کمرے میں مقید تھا، اور رہ رہکر کپتان لارنس کو کوس رہا تھا - اگر اِس نے سمندر میں غلط راستہ اختیار نہ کیا ہوتا تو یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا - بڑی مصیبت یہ تھی کہ اب ایک بڑی مدت تک کے لیے وہ آزادی سے محروم ہوگیا تھا - کیونکہ وہ جنگی قیدی تھا - اسلیے، اِس کی رہائی صرف دو ہی صورتوں میں ہوسکتی تھی - یا تو دونوں حکومتوں میں صلح ہوجائے، یا باہمدگر جنگی قیدیوں کا مبادلہ کیا جائے - لیکن یہ دونوں صورتیں قریب الوقوع نہ تھیں!

فوریس اپنے غم انگیز خیالات میں مصروف تھا - یکایک اُس کی کوٹھری کا دروازہ کھلا، اور ایک انگریز داخل ہوا - یہ اُس عہد کا مشہور انگریز جاسوس جان بارنٹ تھا، جسے نپولین نلسن سے کم خطرناک نہیں سمجھتا تھا -

فوریس نے اُس کی صورت دیکھتے ہی خیال کیا کہ غالباً یہ اِس مہم اور اس کے مقاصد کے نسبت سوالات کریگا - جو سرکاری مراسلت لیکر فوریس فرانس جا رہا تھا، وہ گرفتاری کے وقت ہی اُس سے لیلی گئی تھی - سب سے زیادہ مضطرب اُسے اسی مراسلت کے دشمنوں کے ہاتھہ پڑجانے کا تھا - وہ اپنے دل میں کہنے لگا "نہیں معلوم اِس مراسلت میں کیسے کیسے اہم راز ہونگے جو افسوس کہ دشمنوں کے علم میں آگئے - بہرحال خواہ کچھہ ہی کیوں نہ ہو، میں اِن کم بختوں کے سوالات کا کوئی جواب نہیں دونگا"

لیکن شدت حیرت سے وہ مبہوت ہوگیا، جب اُس نے دیکھا کہ جان بارنٹ نے وہی مراسلت جیب سے نکالی، اور فوریس کو دیتے ہوئے کہا:

"میرے دوست! یہ تمہارا سربہ مہر لفافہ موجود ہے - دیکھہ لو! ہم نے کھولنے کی بالکل کوشش نہیں کی - اِس کی تمام مہریں اپنی اصلی حالت میں قائم ہیں - ہمیں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اِس کے مضامین سے واقف ہوں - یہ مراسلت تمہیں واپس دیدی جاتی ہے - اِسے لیلو - شاہی حکم کی رو سے اب تم آزاد ہو - تمہیں عنقریب مصر کے ساحل پر پہنچا کر رخصت کر دیا جائیگا"

یہ بات صورت حال کے اِس درجہ خلاف تھی، کہ کئی لمحہ تک فوریس باور نہ کرسکا - آخر اُس نے کہا:

"کیا آپ کا واقعی یہی مطلب ہے کہ یہ مراسلت میں لیلوں، اور مجھے مصر کے ساحل پر اُتار دیا جایگا؟"

"یقیناً" انگریز جاسوس نے مسکراتے ہوئے کہا "اس لیے کہ میرے دوست! جب تم قاہرہ واپس جاؤگے، تو دیکھہ لوگے کہ تمہاری بیوی بوناپارٹ کی آغوش میں ہے!"

(۶)

اصل واقعہ یہ ہے کہ نپولین اور میڈم فوریس کے تعلقات کی پوری سرگزشت انگریزی جاسوس نے معلوم کرلی تھی - اسکندریہ اور دمیاط میں اُن کے آدمی موجود تھے، اور الفی بک مملوک کی اعانت سے تمام مصر کی خبریں معلوم کرتے رہتے تھے - جب جان بارنٹ کو معلوم ہوا کہ نپولین نے فوریس کو اس لیے روانہ کردیا ہے تاکہ مصر سے دور ہوجائے اور وہ خود اُس کی بیوی کے ساتھہ بے غل و غش عیش کرے، تو اُس نے انگریزی بیڑہ کے افسروں کو اِس کی اطلاع دیدی - جب فرانسیسی جہاز کی گرفتاری کے بعد فوریس کا نام معلوم ہوا تو فوراً پہچان لیا گیا کہ میڈم فوریس کا شوہر یہی ہے - وہ اُسے گرفتار رکھنا نہیں چاہتے تھے - کیونکہ اِس طرح وہ نپولین کے دلی مقصد کی تکمیل کر دیتے - اُنھوں نے فیصلہ کرلیا کہ جہانتک جلد ممکن ہو، اُسے مصر واپس کردیا جائے، تاکہ نپولین کے سر پر مسلط ہو جائے - انگریزوں کو یقین تھا کہ فوریس جوش انتقام میں اپنے رقیب کو قتل کر ڈالیگا، اور اِس طرح اِس بلا سے اُنھیں نجات مل جائیگی -

(۷)

اُدھر مصر میں یہ ہوا کہ فوریس کے روانہ ہوتے ہی اُس کی بیوی نپولین کے قبضہ میں آگئی اور شب و روز ساتھہ رہنے لگی - نپولین کا اب اُس سے تعلق بالکل علانیہ تھا - چند دن بعد تمام فوج میں یہ خبر پھیل گئی، اور سپاہی میڈم کو "ہماری مشرق کی ملکہ" کہکر پکارنے لگے!

لیکن ابھی چند ہفتے بھی اِس حالت پر نہیں گزرے تھے کہ اچانک فوریس قاہرہ پہنچ گیا - انگریزی جہاز نے نہ صرف اُسے مصر پہنچا دیا، بلکہ اسکندریہ میں ایک انگریزی جاسوس نے تمام ضروری معلومات بھی بہم پہنچا دیں - اُسے معلوم ہوگیا کہ نپولین نے قاہرہ میں ایک خاص مکان اُسکی بیوی کیلیے مخصوص کر دیا ہے، اور وہ بڑے امیرانہ ٹھاٹھہ سے وہیں رہتی ہے -

وہ سیدھا اُس مکان کی طرف چلا - واقعی اُسکی بیوی قیمتی لباس میں ملبوس موجود تھی - شوہر کو اِس طرح اچانک دیکھہ کر ڈرگئی، اور صاف صاف نپولین کے تعلقات کا اقرار کرلیا - اب فوریس کیلیے غیظ و غضب ضبط کرنا ناممکن تھا - اُس نے بے تحاشا مارنا شروع کردیا - یہانتک کہ مارتے مارتے تھک گیا - اور عورت بے دم ہوکر گر پڑی -

اسکے بعد کیا واقعات پیش آئے؟ اُنکی تفصیلات تاریخ تک نہیں پہنچ سکیں - لیکن دو باتوں کا نپولین کے وقائع نگاروں نے ذکر کیا ہے - ایک یہ کہ فوریس نے طلاق کی درخواست پیش کرکے اپنی بیوی سے علحدگی کرلی تھی - دوسری یہ کہ فوریس مصر سے فرانس واپس آ کر عرصہ تک زندہ رہا تھا -

جان بارنٹ کا خیال تھا کہ فوریس نپولین کو قتل کر ڈالیگا، لیکن نپولین ایسی ہستی نہ تھی جو اِس آسانی سے قتل کر ڈالی جاتی - ابھی اُسے زندہ رہنا تھا اور تمام یورپ کو منقلب کر دینا تھا!

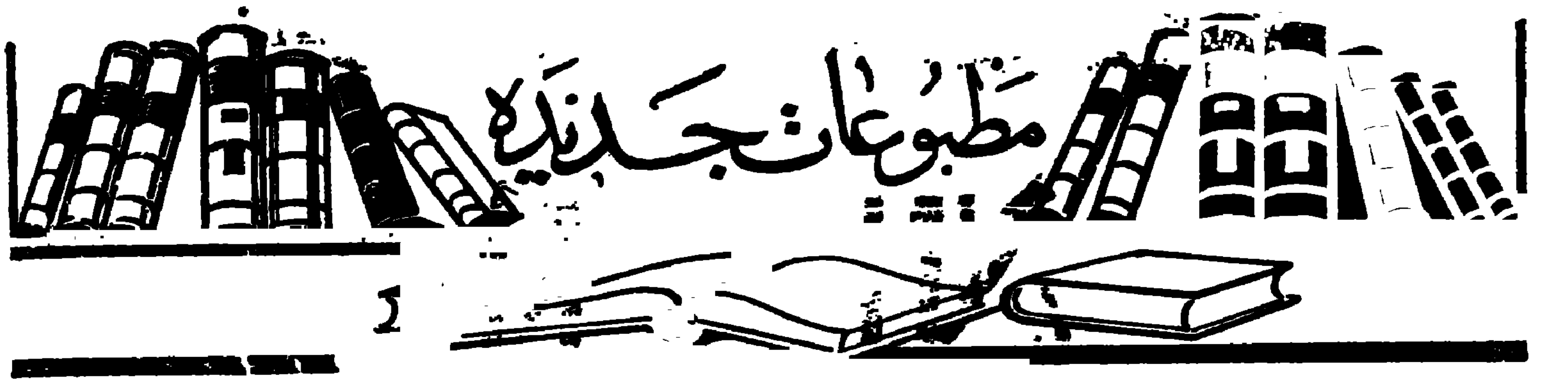

مطبوعات جدیدہ

نپولین اور اسکی اخلاقی زندگی

(انسانی عظمت اور اخلاقی نامرادی)

میدان جنگ اور حجلۂ عروس !

(میڈم پولین سے محبت)

اس عورت سے نپولین کو مصر میں عشق ہوا تھا -

گیرٹرڈ ارٹیز Gertrüde Aretez جسکی جدید الشیوع کتاب کا ذکر ان صفحات پر ہو چکا ہے ' میڈم پولین کی نسبت لکھتا ہے :

اس معاملہ کی تفصیل یہ ہے کہ ۹ - مئی ۱۷۹۸ ع کو نپولین مصر کی فتح کیلیے روانہ ہوا - وہ اپنے دو دشمنوں سے بہت زیادہ خائف تھا ' اور انکی آنکھ بچا کر نکل جانا چاہتا تھا - یعنی انگریزی امیر البحر نلسن ' اور انگریزی جاسوس جان بارنٹ -

اس سفر میں نپولین نے چند خاص عورتوں کے سوا عورتوں کی رفاقت ممنوع قرار دیدی تھی - جن عورتوں کو چلنے اجازت دی گئی تھی ' ان میں خود اسکی داشتہ میڈم وردیا بھی تھی جسے وہ اٹلی سے اپنے ساتھ لے لایا تھا -

(۲)

اس فوج میں لیو فوریس نامی ایک فوجی افسر تھا - اسنے حال ہی میں شادی کی تھی - اسکا دل اپنی بیوی کی جدائی پر کسی طرح راضی نہیں ہوتا تھا - مگر مشکل یہ تھی کہ عورتوں کو ساتھ لیجانے کی ممانعت تھی - آخر اسنے یہ ترکیب نکالی کہ بیوی کو سپاہی کی وردی پہنا کر اپنے ساتھ لے لیا . تا کہ دونوں بے روک ٹوک ساتھ رہ سکیں !

اس وقت کے اکثر مورخین کا بیان ہے کہ ماہ اگست میں نپولین نے قاہرہ کے باہر ایک جلسہ کیا تھا ' جس میں اسکا پورا جنگی اسٹاف اور تمام عورتیں شامل تھیں - اسی جلسہ کے موقعہ پر نپولین نے میدان میں اپنی فوج کا ایک دستہ گھوڑوں پر سوار دیکھا - سپاہیوں میں ایک شخص غایت درجہ خوش آواز ' خوبصورت ' اور دلربا تھا - نپولین نے جنرل برتیہ کو حکم دیا کہ اس شخص کا پتہ لگا لے - اسی دن شام کو جنرل نے یہ عجیب خبر سنائی کہ " وہ سپاہی مرد نہیں ہے - عورت ہے - اور بالخصوص رسالہ کے ایک افسر کی بیوی ہے "

دوسرے دن نپولین نے جنرل کو ایک دعوت منعقد کرنے کا حکم دیا - اس میں بڑے بڑے جنرل ' افسر ' اور انکی عورتیں مدعو کی گئی تھیں - خصوصاً میڈم فوریس بھی خصوصیت کے ساتھ بلائی گئی تھی !

(۳)

چنانچہ دعوت کا جلسہ منعقد ہوا - میڈم بغیر اپنے شوہر کے بلائی گئی تھی - اس کے شوہر نے شروع میں تو جانے سے منع کیا - لیکن پھر ڈرا ' اور اجازت دیدی - چنانچہ تمام مہمان جمع ہوگئے - حسب معمول نپولین برامد ہوا - سب تعظیماً کھڑے ہوگئے - وہ لوگوں سے ہنستا بولتا جنرل تک پہنچا ' جسکے پاس میڈم فوریس اور متعدد ممتاز سپہ سالار کھڑے تھے - جنرل قائد اعظم کا خیر مقدم بجا لایا ' تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا ' اور ایک پیالی چاے نوش کرلینے کی درخواست کی - درخواست منظور ہوئی ' اور نپولین بیٹھ گیا - میڈم بالکل اسکے مقابل کھڑی تھی -

میڈم فوریس نے دیکھا ' سپہ سالار اسے پر معنی نظروں سے دیکھ رہا ہے - وہ بہت کم عمر تھی - شرما گئی - نپولین اسکی حالت کا بغور مطالعہ کرتا رہا - مگر بالکل خاموش رہا - چاے جلدی سے پی گئی ' اور بغیر ایک لفظ کہے جلسہ سے اٹھ گیا -

مہمانوں نے رات کا کھانا کھایا ' اور کافی پینے لگے - میڈم فوریس جس میز پر تھی ' اس کے ایک طرف جنرل دی بوی بیٹھا تھا - دوسری طرف جنرل جونو - آخر الذکر نے کافی کی بھری ہوئی پیالی جان بوجھ کر اس طرح میڈم فوریس پر گرا دی ' کہ سب نے اسے اتفاقی حادثہ سمجھا - لوگ لپکے اور خاتون کا لباس صاف کرنے لگے - جنرل جونو نے اپنی غفلت پر بڑی فصاحت سے ندامت کا اظہار کیا - فوراً کافی کا دھبہ پانی سے دھلوایا گیا جس سے میڈم کا لباس اور زیادہ بھیگ گیا - اس پر جنرل نے کہا " آپ کپڑا خشک کرنے کے لیے مکان کی بالائی منزل پر چلی جائیے " میڈم چلی گئی - وہاں نپولین منتظر بیٹھا تھا !

(٤)

دعوت کے تیسرے دن میڈم کے شوہر فوریس کو حکم ملا کہ جنرل برتیہ سے ملاقات کرے - جنرل نے بڑی بشاشت سے افسر کا خیر مقدم کیا ' اور کہا " دوست ! تم بڑے ہی خوش نصیب ہو - کیونکہ فرانس جا رہے ہو - سپہ سالار تمہیں ایک خفیہ مہم پر پیرس بھیج رہا ہے - ایک گھنٹہ کے اندر روانہ ہو جاؤ - یہ لو اسکندریہ کے سپہ سالار کے نام حکم ہے کہ تمہارے سفر کیلیے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچا دے "

فوریس بد حواس ہوگیا - حیران تھا ' کیا جواب دے ؟ آخر کار افسردگی سے جنرل کا شکریہ ادا کیا اور کہا " اگر مجھے فوراً ہی روانہ ہو جانا ہے تو میں اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے جاؤنگا "

جنرل نے غصہ سے کہا " بیوی ! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ایک ایسے نازک کام میں اپنے ساتھ اپنی بیوی کو لیجا سکتے ہو ؟ خصوصاً جب کہ راستہ میں انگریزی بیڑہ موجود ہے اور تمہیں قید کر لے سکتا ہے ؟ "

چراغ [illegible] ليكن آنهيں معلوم نهيں؛ انبياء كرام كا طريق دعوت تو يه هے كه اگر نو سو ننانوے باتيں كهكر چهوڑ دينی پڑيں؛ اور هزارويں بات سے مخاطب كے اندر فهم و بصيرت پيدا هو سكے ' تو آنهيں ايسا كرنے ميں بهي كبهي تامل نه هوگا - وه ايك كے بعد ايك ' سينكڑوں باتيں چهوڑتے چلے جائينگے - يهانتك كه مخاطب كے دل كا دروازه كهل جاے اور حقيقت اور سچائي كي جهلك ديكهه لے !

(طبيب اور داعي)

افسوس' قرآن كهاں ليجانا چاهتا تها ' اور دنيا نے آسے سر پر ركهكر كدهر كا رخ كيا ! همارے مفسرين متكلمين ارسطو كي منطق اور يونانيوں كي دانش فروشيوں ميں ايسے گم هو گئے كه آنهيں دوسري راهوں كي خبر هي نه رهي - حالانكه دنيا ميں صرف مناظر اور منطقي هي نهيں هوتے - طبيب اور معالج بهي هوتے هيں - طبيب كا فرض كيا هوتا هے ؟ كيا يه هوتا هے كه مريض سے آس كي جهالت اور نا داني كي ايك ايك بات پر لڑے اور مناظره كرے ؟ نهيں ' هزار بار نهيں - اگر طبيب ' طبيب صادق هے ' تو اس كي ساري قابليت صرف اسي ايك نقطه ميں مركوز رهيگي كه كسي طرح مريض كو شفا حاصل هو جاے ' اور كسي طرح موت كي جگه زندگي كا دروازه آس پر كهل جاے - بسا اوقات ايسا هوگا كه وه مريض كے ليے ايك غذا تجويز كريگا - اصول طب كے لحاظ سے غذا بهترين غذا هوگي - ليكن طبيب بهتر نسخه اور بهتر غذا تجويز كر سكتا هے - بهتر معده خلق نهيں كردے سكتا - بهت ممكن هے ' مريض كا معده اتنا قوي نه هو' كه اس درجه كي مقوي غذا كا متحمل هوسكے - جونهي طبيب كو معلوم هوگا كه ميري تجويز كي هوئي غذا آسے پچ نهيں سكتي ' وه فوراً آسے ترك كر ديگا ' اور دوسري غذا تجويز كر ديگا - اگر دوسري غذا بهي مريض هضم نه كرسكا ' تو عجب نهيں تيسري غذا تجويز كردے - بلكه هوسكتا هے ' چوتهي اور پانچويں تك نوبت پهنچے - جب تك مريض غذا هضم نه هوسكنے كي شكايت كرتا رهيگا ' طبيب غذا بدلتا رهيگا - وه كبهي يه نهيں كريگا كه ايك هي غذا تجويز كركے آس پر آڑ جاے ' اور خواه بدبخت مريض هضم كرسكے يا نه كرسكے ؛ يه رهي لقمے آسكے حلق ميں ٹهونستا رهے - اگر ايسا كريگا ' تو يقيناً وه طبيب نه هوگا ' نوع انساني كا سب سے زياده جاهل فرد اور سب سے بڑا قاتل هوگا !

انبياء كرام كے اعمال دعوت كے ليے اگر انسانوں كے كسي عمل سے مشابهت پيدا كي جا سكتي هے ' تو وه حكماء كي حكمت اور مناظرين كا مناظره نهيں هے - اطباء كا معالجه هے - طبيب جسم كا علاج كرنا چاهتا هے - انبياء روح و دل كے روگ دور كرنا چاهتے هيں - آن كا سلوك بهي اپنے مريضوں كے ساتهه هميشه ويسا هي هوتا هے - جيسا ايك طبيب كا هونا چاهيے - وه مريض سے مناظره كرنا نهيں چاهتے - اسے تندرست كرنا چاهتے هيں - وه بسا اوقات علم و يقين كي ايك دماغي غذا مريض كے سامنے ركهتے هيں - غذا هر طرح مفيد اور بهتر سے بهتر هوتي هے - ليكن آنهيں معلوم هوجاتا هے كه جهل و ضلالت نے مريض كي فكري حالت اس درجه خراب كردي هے ' كه يه غذا اس كا دماغ هضم نهيں كرسكتا - يعني آس كي سمجهه كي كجي اور دل كي گمراهي ساتهه نهيں ديتي - جونهي آنهيں اس حالت كا احساس هوتا هے' ايك طبيب حاذق كي طرح فوراً غذا بدل ديتے هيں' اور كوئي دوسري غذا جو اس كا معدهٔ فكر هضم كرسكے' سامنے ركهديتے هيں - آنهيں اس بات كي بالكل پروا نهيں هوتي كه پهلي غذا كيوں بدلني پڑي ؟ اس ليے كه مقصود كسي خاص غذا كا كهلادينا نهيں هے ' بلكه ايسي غذا كا كهلانا هے جو مريض ٹهيك طور پر هضم كرسكے - هضم كي استعداد كے لحاظ سے هر مريض كي حالت يكساں نهيں هوتي - ايك مريض كے ليے دودهه سے زياده زود هضم غذا كوئي نه هوگي - ليكن يهي دودهه دوسرے مريض كے ليے ناقابل هضم هوگا - جو حال جسم كے ليے معده كا هے - وهي حال دماغ كے ليے فكر كا هے - ذهن و فكر كا ايك بيمار ايسا هوگا جو ايك خاص طرح كي دانائي قبول كرلے سكتا هے ' ليكن ايك دوسرے بيمار دل كے ليے وهي بات ناقل فهم و تاثر هوگي - انبياء كرام علم و يقين كي بهتر سے بهتر دانائي ركهتے هيں ' ليكن دماغ و فكر پيدا نهيں كردے سكتے - دودهه كے بهتر غذا هونے پر كون حرف لا سكتا هے ؟ ليكن اس كا كيا علاج كه بد نصيب مريض نے اپنا معده كهو ديا هے كه دودهه جيسي سادہ اور زود هضم غذا بهي هضم نهيں كرسكتا؟

يهي معني هيں اس آيت كريمه كه : انك لا تهدى من احببت ، و لكن الله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم ! (۲۸ : ۵۶) حالانكه انبياء كرام كے هادي هونے پر خود قرآن بار بار شهادت دے چكا هے كه : و انك لتهدى الى صراط مستقيم ! (۴۲ : ۵۲) تو مطلب يهي هے كه پهلي قسم كي آيات ميں استعداد اور قابليت خلق كرنے كي نفي هے ' اور دوسري ميں استعداد ركهنے والوں پر سچائي كي راه كهولدينے كا اثبات هے -

(بابل كا طبيب حق)

كئي هزار برس گزرے ' اس بيمارستان هستي ميں ايك طبيب حق ابراهيم خليل بهي تهے - آن كا سابقه بابل كے ايك مريض سے پڑا - يه پادشاهي كے گهمنڈ كا روگي ' اور جهل و طغيان كي بيماريوں سے بد حال تها - انهوں نے آس كے سامنے علم و بصيرت كي ايك غذا ركهي : " ربى الذي يحيى و يميت " ميرا تو آس پروردگار پر ايمان هے جس كے قبضهٔ و تصرف ميں هماري موت و حيات هے - يه بهتر سے بهتر غذا تهي جو شك اور انكار كے كسي مريض كے ليے هوسكتي هے - ليكن مريض اپنے معده كي صلاحيت بالكل كهو چكا تها - وه اتني هلكي اور ساده غذا بهي هضم نه كرسكا - جهل و طغيان كے هيجان ميں بول اٹها " انا احي و اميت " اگر تمهارے پروردگار كي يهي صفت هے تو يه بات تو مجهے بهي حاصل هے - لاكهوں انسانوں كي جان ميرے قبضهٔ اختيار ميں هے - جسے چاهوں هلاك كر ڈالوں - جسے چاهوں ' زندگي بخش دوں - يه جواب سن كر حضرت ابراهيم كو معلوم هوگيا كه غذا گو بهتر تهي ' ليكن مريض كے معدے ميں اتني بهي صلاحيت نهيں كه اسے هضم كر سكے - آنهوں نے فوراً پهلي قاب هٹالي ' اور ايك دوسري غذا پيش كردي : " فان الله يأتي بالشمس من المشرق ' فأت بها من المغرب ! " اچها ' اگر ايسا هي هے ' تو ديكهو ' يه سورج همارے سروں پر چمك رها هے -: يه هر روز پورب سے نكلتا هے اور پچهم كي طرف ڈوب جاتا هے - تم اسے ايك مرتبه پچهم سے نكال دكهاؤ ! يه غذا ٹهيك آسكے معده كي استعداد كے مطابق تهي - حلق سے آتري ' اور هضم هوگئي : " فبهت الذي كفر " اب آس ميں كچهه بحث كا دم خم نه رها - دم بخود هوكر رهگيا !

خدا را غور كيجيے - بات كتني صاف اور دلآويز تهي ' اور مفسرين نے آسے كس طرح مشكلوں اور پيچيدگيوں كا گوركهه دهندا بنا ديا هے ؟ اگر حضرت ابراهيم كا طريق بيان مجادلانه هوتا - هدايت كا نه هوتا - تو وه اپني پهلي بات هي پر مخاصم سے آلجهه پڑتے '

باب التفسیر

حجۃ ابراہیمی

آیۂ کریمہ "الم تر الی الذی حاج ابراہیم" کی تفسیر

قرآن حکیم کا اسلوب بیان اور طریق استدلال

تفسیر کا قرآنی اور غیر قرآنی طریقہ

(از مولانا ابو الکلام)

(٤)

(آیۂ زیر تدبر کی تفسیر)

اب آیت زیر تدبر پر غور کیجیے:-

الم تر الی الذی حاج ابراہیم فی ربہ أن اتاہ اللہ الملک ، اذ قال ابراہیم : ربی الذی یحیي و یمیت ۔ قال : انا احی و امیت ۔ قال ابراہیم : فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فأت بہا من المغرب ! فبہت الذی کفر ، و اللہ لا یہدی القوم الظالمین ! (۲ : ۲٦۰)

اے پیغمبر ! کیا تمہیں اس شخص کا حال نہیں معلوم جس نے محض اس وجہ سے کہ خدا نے اسے بادشاہت دے رکھی تھی، جہل و غرور میں سرشار ہوکر ابراہیم سے اس کے پروردگار کے بارے میں حجت کی؟ جب ابراہیم نے کہا: میرا پروردگار وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے - تو اس نے کہا، یہ تو میں بھی کرسکتا ہوں - میں جسے چاہوں، ماردوں - جسے چاہوں زندگی بخش دوں -

اس پر ابراہیم نے کہا: اچھا، اگر ایسا ہی ہے تو خدا ہمیشہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے - تم مغرب سے نکال دکھاؤ ! یہ سنکر وہ ہکا بکا رہگیا - اور اللہ کا قانون یہ ہے کہ ظلم کرنے والوں پر ہدایت کی راہ کبھی نہیں کھلتی !

(۱) سب سے بڑا الجھاؤ جو اس آیت کی تفسیر میں پڑگیا ہے، وہ حضرت ابراہیم کا انداز سخن ہے - جب مخاطب نے ایک ایسی بات کے جواب میں جو اثبات مدعا کیلیے قطعی اور نہایت درجہ واضح تھی، جہل و غرور سے ایک نہایت لغو بات کہدی، تو حضرت ابراہیم نے نہ تو اپنی بات کی مزید تشریح کی، نہ مخاطب کو اس کے جہل و نا فہمی پر متنبہ کیا، بلکہ فوراً پہلی بات چھوڑ کر ایک دوسری بات کہدی - "فان اللہ یاتی بالشمس - الخ" مفسرین نے طرح طرح کی توجیہیں کی ہیں، مگر سر رشتۂ تفسیر میں کچھ ایسی گرہ پڑگئی ہے کہ کوئی ناخن تاویل بھی اسے نہیں کھول سکتا - بڑی تحقیق کی بات جو حضرت امام رازی نے ڈھونڈھ نکالی ہے، یہ ہے کہ یہ دو مختلف دلیلیں نہیں تھیں - ایک ہی دلیل کی مختلف مثالیں تھیں - لیکن اول تو دونوں دلیلوں میں ربط و مناسبت پیدا کرنے کے لیے سبب و واسطہ اور حرکت افلاک کی بحثیں پیدا کی گئی ہیں، اور وہ اس قدر دور ازکار اور بے معنی ہیں کہ انہیں تسلیم کرلینا قرآن کو قرآن کی جگہ کوئی دوسری چیز بنا دینا ہے - ثانیاً خود امام صاحب چار سطر پہلے معترض کی زبانی ہمیں سنا چکے ہیں کہ رجوع خواہ دلیل سے کیا جائے خواہ مثال سے، لیکن مستدل کے لیے ضروری ہے کہ معارض کے جواب کی غلطی ظاہر کردے، ورنہ اس کا عجز ثابت ہوجایگا - پس اگر دلیل کو مثال بنانے کی یہ ساری مصیبت گوارا بھی کرلی جائے، جب بھی بات بنتی نہیں - اعتراض جوں کا توں باقی رہجاتا ہے -

اصل یہ ہے کہ یہ ساری مصیبت اسی لیے پیش آئی ہے کہ اس مکالمہ کو منطقی "مناظرہ" قرار دیدیا گیا ہے - مناظرہ کا مقصود انکشاف حق نہیں ہوتا - اسکات خصم ہوتا ہے - اس لیے مناظر کا فرض ہوتا ہے کہ ایک بات پیش کرکے اس پر اس طرح جم جائے، کہ خواہ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں، لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے - اگر مخاطب کی سمجھ ساتھ نہیں دیتی، تو ہزار مرتبہ نہ دے - اس کی بلا سے - وہ اس کا جہل ثابت کردیگا، اور مخاطب کا جہل ثابت کرکے اسے ذلیل اور لا جواب بنا دینا ہی اس کی بڑی سے بڑی جیت ہے - باقی رہی یہ بات کہ جو بات مخاطب کے ذہن نشین کرنی تھی، وہ اس کے دل میں اتر سکی یا نہیں؟ تو مناظر کو نہ تو اس کی پروا ہوتی ہے، نہ فن مناظرہ کا یہ مقصود ہے - مناظر صرف یہ چاہتا ہے کہ مخاطب کو میدان سخن میں ہرا دے - یہ مقصود جس طرح بھی حاصل ہوجائے، اس کی جیت ہے - ہمارے متکلمین کی نظر میں چونکہ انبیاء کرام کی بھی سب سے بڑی فضیلت یہی تھی کہ وہ مناظر اور منطقی ہوں، اس لیے اسی اعتبار سے اس مکالمہ پر بھی نظر ڈالتے ہیں، اور قدرتی طور پر چاہتے ہیں کہ ایک شاطر مناظر کی طرح حضرت ابراہیم بھی اپنی بات پر اڑ جاتے، اور خواہ ان کا مخاطب سمجھ سکتا یا نہ سمجھ سکتا، یہ اسی پر لڑتے جھگڑتے رہتے - اگر اس نے جہل و غرور سے ایک لغو بات کہدی تھی، تو چاہیے تھا کہ یہ اس کی لغویت اور جہالت پر ایک لمبی چوڑی تقریر فرماتے - پھر اگر وہ اس کے جواب میں بھی کوئی بکواس کر دیتا - تو یہ اس کے جواب الجواب میں آستنیں چڑھا لیتے - یہاں تک کہ صرف اپنی دلیل کی شرح و توضیح اور رد و جواب ہی میں شام کر دیتے !

لیکن ہمارے مفسرین بھول گئے - انہیں یاد نہیں رہا کہ ابراہیم خلیل، داعی حق تھے - مناظر و مجادل نہ تھے - اور اسی ایک بنیادی فرق نے انکی راہ مناظرہ و مجادلہ کی ساری راہوں سے الگ کردی تھی - انکا کام یہ نہ تھا کہ کسی خاص دلیل پر اڑ جائیں، یا مخاطب کے اظہار جہل و عجز کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ دیں - ان کا کام یہ تھا کہ برگشتہ دلوں کو سچائی کی راہ دکھلا دیں - وہ دلیلوں کے تحفظ کیلیے بلکہ حق اور ایمان کی حفاظت کیلیے لڑتے تھے - اس مکالمہ میں تو حضرت ابراہیم نے صرف اتنا ہی کیا کہ ایک بات چھوڑ کر دوسری بات کہدی، اور اسی پر ہمارے مفسرین

ہدایت یہی ہے کہ جن لوگوں نے ظلم و طغیان کی راہ اختیار کرلی ہے ' اُن پر ہدایت و سعادت کی راہ نہیں کھلتی !

(منطقی شبہات)

(۴) ہمارے مفسرین کو صرف اسی کی فکر نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم کو منطقی اور مناظر ثابت کر دکھائیں ' بلکہ وہ نمرود کے لیے بھی بہت متفکر ہیں - اُن کی کوشش یہ ہے کہ اُس کی کوئی بات بھی فلسفیانہ دقیقہ سنجی سے خالی نہ جائے - چنانچہ اُس کے اس قول کی توجیہ میں کہ " انا احی و امیت " حضرت امام رازی نے بڑی بڑی کاوشیں کی ہیں ' اور بالاخر اسے واسطہ اور سبب کے جھگڑوں میں لے گئے ہیں - لیکن اب آپ سمجھہ گئے ہونگے کہ یہ تمام کاوشیں قطعاً دور از کار اور بے معنی ہیں : قرآن حکیم اس جاہل متمرد کا جہل و غرور دکھلا رہا ہے - ہمارے متکلمین کی طرح اُسے فیلسوف ثابت کرنا نہیں چاہتا - یہ تمام توجیہیں بھی کہ اُس نے ایک واجب القتل قیدی کو چھوڑ دیا تھا اور ایک کو قتل کردیا تھا ' قطعاً غیر ضروری اور مکالمہ کی حقیقت سے دور لیجانے والی ہیں - " انا احی و امیت " کا صاف مطلب وہی ہے جو ایک مغرور اور بر خود غلط بادشاہ کا ہمیشہ ایسے متکبرانہ دعووں سے ہوا کرتا ہے -

(۵) اب آپ نے سمجھہ لیا ہوگا کہ جس قدر شبہات پیدا ہوئے تھے ' فی الحقیقت اُن میں سے کسی شبہ کی بھی یہاں گنجایش نہیں - بڑے شبہات امام صاحب کے اور آپ کے پیدا کیے ہوئے یہ تھے کہ نمرود اگر مدعی تھا تو دلیل اُسے پیش کرنی تھی ' نہ کہ حضرت خلیل کو ' اور جب حضرت خلیل نے ایک دلیل پیش کردی تو اُس سے رجوع کیوں کیا ؟ لیکن یہ تمام شبہات غیر متعلق ہوجاتے ہیں جب واضح ہوجاتا ہے کہ نہ تو یہ مناظرہ مصطلحۂ فن تھا ' نہ مخاصم کی حیثیت مدعی کی تھی ' اور نہ انبیاء کرام مناظرانہ طریقہ سے رد و کد کرتے ہیں - باقی رہا یہ شبہ کہ جب مخاصم نے پہلی بات کے جواب میں ایک جاہلانہ دعوی کردیا تھا ' تو دوسری بات کے جواب میں بھی کوئی نہ کوئی بات کہہ سکتا تھا ' تو اس شبہ کی بھی اب کوئی گنجایش نہیں رہی - یہ شبہ اس لیے پیدا ہوا تھا کہ " فبہت الذی کفر " کے معنی مناظرہ میں لا جواب ہوجانے کے سمجھے گئے تھے - لیکن جب واضح ہوگیا کہ " بہت " سے یہاں مقصود بات بنانے میں لا جواب ہوجانا نہیں ہے ' بلکہ ایک سچی بات سے متاثر ہوکر ہکا بکا رہجانا ہے ' تو ظاہر ہے ' یہ شبہ کیوں وارد ہو ؟ جب ایک حقیقت جس کے جھٹلانے اور نہ دیکھنے کی وہ کوشش کر رہا تھا ' اس کے سامنے بے نقاب ہوگئی ' تو اُس میں کج بحثی کا دم خم باقی نہ رہا - لاچار اور دم بخود ہوکر رہگیا -

◆

جدید مذہب روحی

تاریخ ظہور ' موافقین و مخالفین ' اور نقد و تبصرہ

تقریباً تین ماہ گزرے ' مطبوعات جدیدہ کے سلسلہ میں ایک کتاب کا ذکر ان صفحات پر کیا گیا تھا ' جس میں سر کونن ڈائیل کے بعض مضامین یورپ کے جدید مذہب روحی کی تائید میں شائع ہوئے تھے - اس تحریر کے آخر میں ہم نے وعدہ کیا تھا کہ آیندہ اس موضوع پر تفصیل کے ساتھہ نظر ڈالینگے -

اس تحریر کی اشاعت کے بعد ' قارئین الہلال میں سے متعدد حضرات نے اس موضوع سے اپنی غیر معمولی دلچسپی ظاہر کی ' اور بار بار اصرار کیا کہ اس بارے میں تفصیل کے ساتھہ بحث کی جاے - آج ہم چاہتے ہیں ' ایک سلسلۂ مقالات اس موضوع پر شروع کریں - اس سلسلہ میں حسب ذیل امور یکے بعد دیگرے بحث و بیان میں آئینگے :

(۱) جدید مذہب روحی کے ظہور و اشاعت کی مختصر تاریخ

(۲) موافق اور مخالف علماء کے آراء

(۳) بعض مشہور اور علمی نوعیت کے تجارب اور عملیات

(۴) موافقین و مخالفین کی رائیوں کا موازنہ اور تبصرہ

(ظہور و اشاعت کی تاریخ)

سنہ ۱۸۵۹ - میں نیو یارک امریکہ کے ایک گاؤں ہیڈس ویل نامی میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا - جان فاکس نامی ایک شخص کا خاندان ہر روز اپنے گھر میں ایک خاص قسم کی کھٹ کھٹ سنا کرتا تھا - ایک دن مسز فاکس نے جرات کرکے اس آواز کو مخاطب کیا :

" کیا تم کوئی روح ہو ؟ "

پھر اُس سے طے کیا کہ جواب میں اثبات کی علامت ایک خاص طرح کا کھٹکا ہے ' اور نفی کی علامت ایک خاص طرح کا - چنانچہ سوال و جواب ہوتے رہے ' اور عورت کو معلوم ہوگیا کہ آواز واقعی ایک روح کی ہے جو اسی گھر میں رہتی ہے - پڑوسیوں نے ایک آدمی اِس مکان میں قتل کرکے دفن کردیا تھا اور اُس کا مال لوٹ لیا تھا - یہ اُسی کی روح ہے -

عورت نے فوراً پولیس کو خبر پہنچائی - حکام نے آکر اُسی طریقے پر روح کا بیان اپنے کانوں سے سنا - پھر وہ مقام کھودا گیا جہاں روح نے لاش مدفون بتائی تھی - لاش مل گئی ' اور بالاخر قاتلوں کا پتہ بھی چل گیا !

وہ کہتے : میرا مطلب جلانے مارنے سے یه نہیں هے جو تم سمجھے هو - نتیجه یه نکلتا که اصل مدعا کي جگه ایک خاص دلیل اور اس کے مفہوم کي بحث چھڑ جاتي ' اور مخاصم کے لیے حقیقت کے فہم و بصیرت کا موقعه هي نہیں آتا - لیکن اُن کي راہ هدایت و دعوت کي راہ تھي - اُنھوں نے ایک دقیقه کے لیے بھي اپني نظر اصل مدعا سے نہیں هٹائي - جونہي معلوم هوا که پہلي بات اپنے جہل و غرور کي وجه سے وہ نہیں سمجھه سکا هے ' تو بغیر کسي تامل کے اُسے چھوڑدیا - ایک دوسري بات پیش کر دي - یه بات اس کي فکري استعداد کے ٹھیک مطابق تھي - نتیجه یه نکلا که تیر نشانه پر لگ گیا - اگر حضرت ابراهیم کو ایک بات چھوڑنے کي جگه ایک هزار باتیں چھوڑني پڑتیں ' جب بھي انھیں اس میں تامل نه هوتا !

(مکالمه کي تفسیر)

(۳) میں نے سب سے پہلے مکالمه کے اسي پہلو پر نظر ڈالي ' کیونکه بغیر اسکے اُس کي حقیقي نوعیت واضح نہیں هو سکتي تھي - اب آیات کي ترتیب بیان کے مطابق پورے مکالمه کي تفسیر سمجھه لیجیے

" اَن اتاہ اللہ الملک " کي تفسیر اور اس کي ضمیر کے مرجع کے تعین میں مفسرین نے بیکار دماغ سوزي کي هے - حالانکه مطلب بالکل صاف تھا - یه قرآن حکیم کا معجزانه ایجاز بلاغت هے که صرف ایک جمله کہکر معامله کي پوري نوعیت آشکارا کر دي - جس انسان نے حضرت ابراهیم سے اُن کے رب کے بارے میں کج بحثي کي تھي ' قرآن واضح کر دینا چاهتا هے که اُس نے ایسا کیوں کیا تھا ؟ کونسي چیز تھي جس نے اُسکے اندر گمراهي کا ایسا طغیان اور سرکشي کا ایسا هیجان پیدا کر دیا که پروردگار عالم کا نام سنکر بھي اپنے تکبر اور خود پرستي کے دعوں سے باز نہیں آیا ؟ " اَن اتاہ اللہ الملک " ! - یه سب کچھه اسلیے تھا که وہ پادشاہ تھا - یعني یه تاج و تخت کي بڑائي اور حکومت کے فاني اختیارات کا گھمنڈ تھا ' جس نے اُسے اس درجه مغرور اور برخود غلط بنا دیا تھا - اس تصریح سے یه حقیقت واضح هو گئي که قرآن حکیم کا مطلب یه نہیں هے که وہ شخص شخصاً خدائي کا مدعي تھا - کیونکه اگر ایسا هوتا تو کیوں کہا جاتا که " ان اتاہ اللہ الملک " پس معلوم هوا ' یه پادشاهت کا گھمنڈ تھا ' اور پادشاهت کے گھمنڈ سے گمراهي کي ایسي هي فکري حالت پیدا هو جایا کرتي هے -

" حاج ابراهیم في ربه " سے معلوم هوا که حضرت ابراهیم نے جب اُس پادشاہ کو ظلم و استبداد اور فساد و طغیان پر سرزنش کي ' اور پروردگار عالم کے احکام سے سرکشي کرنے کے نتائج سے ڈرایا ' تو وہ حضرت ابراهیم سے کج بحثي کرنے لگا - یعني اُس خدا کے بارے میں کج بحثي کرنے لگا جس کي مدد و نصرت کے بھروسه پر وہ تن تنہا ایک جابر و قاهر پادشاہ کا مقابله کر رهے تھے ' اور ڈرنے کي جگه ڈرا رهے تھے ! چونکه وہ اپنے دیوتاؤں کي پرستش کرنے کے سوا اور کسي طریق عبادت سے آشنا نه تھا ' اس لیے اُس نے کہا : وہ تمھارا خدا کون هے اور کہاں هے جس کي مدد کے بھروسے پر میرے سامنے آ کھڑے هوئے هو ' اور مجھه جیسے طاقتور پادشاہ کو بے باکانه سرزنش کرنے کي جرات کرتے هو ؟ حضرت ابراهیم نے اس کے جواب میں کہا : " ربي الذي یحیي و یمیت " - تمھارے دیوتاؤں کي طرح میرا کوئي خاص دیوتا نہیں هے - میرا ایمان تو اُس پروردگار عالم پر هے جس کے قبضه و تصرف میں تمام مخلوقات کي موت و حیات هے -

حضرت ابراهیم کا یه ارشاد کوئي فلسفیانه استدلال نه تھا - اُنھوں نے ایک ایسي سیدھي سادي بات کہدي تھي ' جس کا فطري طور پر هر انسان کے دماغ میں اذعان موجود هے - بشرطیکه اُس نے اپني خلقي بصیرت بالکل ضائع نه کر دي هو - هر انسان وجداني طور پر محسوس کرتا هے که موت و حیات ایک ایسي چیز هے ' جس کا اختیار صرف اُسي ذات کے هاتھه میں هے جو اِس تمام کارخانۂ هستي کي خالق هے - اُس کے سوا کوئي نہیں جو زندگي کا بخشنے والا اور پھر زندگي پر موت طاري کر دینے والا هو - بات بالکل صاف اور واضح تھي - لیکن بابل کا متکبر پادشاہ جو اپني پادشاهي کي طاقتوں کے نشه میں چور تھا ' حضرت ابراهیم کو زک دینے کے لیے اور ان کي دعوت ایماني کي تحقیر کے لیے بول اُٹھا " انا احي و امیت " واہ ' یه تمھارے خدا کي کونسي بڑي طاقت هوئي که مارتا هے اور جلاتا هے - یه بات تو مجھے بھي حاصل هے - هزاروں لاکھوں انسانوں کي جان میرے قبضۂ و تصرف میں هے - میں پادشاہ هوں - جسے چاهوں قتل کر ڈالوں ' جسے چاهوں بخشدوں -

بلا شبه یه جواب انتہا درجه جہل و ضلالت کا جواب تھا - حضرت ابراهیم نے کیا بات کہي تھي ' اور اس مغرور نے اُس کا مطلب کیا سمجھا - لیکن چونکه حضرت ابراهیم کا طریق مخاطبت " هدایت " کا طریقه تھا - " جدل " کا نه تھا ' اسلیے اُسکي جاهلانه بات پر بالکل متوجه نه هوے - وہ سمجھه گئے - غذا اگرچه نہایت عمدہ غذا تھي ' لیکن اس بیمار کا معدہ هضم نه کر سکا - اسے دوسري غذا دیني چاهیے - چنانچه انھوں نے فوراً دوسري بات فرما دي " فان اللہ یاتي بالشمس الخ " یه بات سنکر اس متمرد کي ساري کج بحثي ختم هو گئي ' اور اچانک حقیقت کي جھلک سامنے آ گئي - موت اور حیات والي بات اگرچه ایک حق پسند انسان کیلیے نہایت واضح بات تھي ' لیکن اس مغرور و جاهل کي فکري حالت شدت طغیان و غفلت سے اس قدر مسخ هو چکي تھي ' که کج بحثي کي ایک راہ نکال هي لي - لیکن یه دوسري بات اُس کي فکري حالت کے مطابق اس درجه اوقع في النفس تھي ' که حقیقت کي طرف سے آنکھه بند کر لینے کا کوئي موقعه باقي نه رها - سورج سر پر چمک رها تھا - اور وہ هر روز کي طرح آج بھي مشرق هي سے نکلتا هوا دکھائي دیا تھا ' اور مغرب هي کي طرف غروب هونے کیلیے ڈھل رها تھا - صدیوں سے ' هزاروں برس سے ' همیشه سے ' ایسا هي هوتا چلا آیا هے - کبھي ایسا نہیں هوا هے که اُسکي مقررہ رفتار میں یا طلوع و غروب کي جہتوں میں فرق پڑا هو - پھر کیا دنیا کا کوئي حکمران ' دنیا کا کوئي شہنشاہ ' دنیا کي کوئي بڑي سے بڑي طاقت بھي ایسي هے جو ایک دن کیلیے اُس کا رخ بدل دے ؟ ایک دن کے لیے نہیں ' ایک گھنٹه کیلیے ' ایک دقیقه کیلیے ' اُسکي رفتار میں اپنی مرضي سے فرق ڈال دے ؟ یه حقیقت تھي جو اُس جاهل و مغرور کے سامنے نمایاں هو گئي - اگرچه اُس کي غفلت و شقاوت اس درجه تک پہنچ چکي تھي که وہ اب بھي سر جھکانے کیلیے طیار نہیں تھا ' لیکن حقیقت کے سامنے آ جانے کے بعد شوخ چشمي سے کج بحثي کرنے کا دم خم بھي نہیں رها تھا : " فبهت الذي کفر " - اور چونکه باوجود حقیقت کے نمایاں هو جانے کے وہ اعتراف حق پر آمادہ نہیں هوا ' اسلیے فرمایا " و اللہ لا یهدي القوم الظالمین " خدا کا قانون

پهر جب يهي عالم رائل سوسائٹي کا صدر منتخب هوا ' تو اس نے اپني صدارتي تقرير ميں اِس مذهب کي طرف اشاره کرتے هوے کها :

" ميں نے مسلسل ۳۵ - سال اِس مذهب کي تحقيق کي هے - بهت سي نئي معلومات بهي حاصل کي هيں - ميں عنقريب ايک نئي کتاب شايع کرنے والا هوں "

اِس مذهب کے ابتدائي ماننے والوں ميں ايک جليل القدر نام الفرڈ رسل ويلس کا بهي هے - يهي وه مشهور عالم هے جس نے ٹهيک اُسي زمانه ميں مذهب نشؤ و ارتقاء کا اکتشاف کيا تها ' جبکه ڈاروين کو اُس کا سراغ ملا تها - اِس نے اِس مذهب کے بارے ميں دو مستند کتابيں " دور جديد کے معجزات " اور " مذهب روحي کي مدافعت " کے نام سے شايع کيں - اول الذکر کتاب ميں لکهتا هے :

" ميں سراسر ملحد تها - اپنے مادي مذهب کے سوا کسي بات پر بهي يقين نهيں رکهتا تها - ميں تصور بهي نهيں کر سکتا تها که اِس عالم ميں ماده اور اس کي قوت کے سوا کوئي روحاني زندگي بهي موجود هے - ليکن ميں نے بے شمار تجربوں اور مشاهدوں کے بعد اپنے آپ کو مجبور پايا که اِس جديد مذهب کي تصديق کروں - ...... يه اُس وقت کي بات هے جب ميں روح کے وجود کا قائل نه تها - بهت مدت کے بعد مجهے مان لينا پڑا که يه امور واقعي روح هي کے ذريعه واقع هوتے هيں ' کيونکه اُن کي کوئي دوسري تعليل ممکن هي نهيں هے "

مشاهير علماء ميں ايک اٹالين عالم لومبروزو **Lombroso** هے - يه علم الجرائيم کا باني هے - پهلے يه اِس مذهب کا سخت مخالف تها اور اس کے ماننے والوں کو مجنون قرار ديتا تها - ليکن تحقيقات اور ذاتي تجربه کے بعد اُس کا پرجوش حامي بن گيا - اُس نے مشهور فرنچ عالم فلکيات فلا مريون **Camille Flammarean** اور فرنچ اکاڈيمي کے پروفيسر چارلس ريشيے کے ساتهه ملکر اِس مذهب کا طويل مطالعه کيا اور اپني تحقيقات کے نتائج ايک کتاب کي صورت ميں شائع کيے - اس کتاب کے مقدمه ميں وه لکهتا هے :

" اپني خاص علمي تربيت اور نفسي ميلان کي بنا پر ميں مذهب روحي کا سب سے بڑا دشمن تها - مجهے يه بات بالکل بديهي معلوم هوتي تهي که هر قوت ماده هي کا ايک خاصه هے ' اور هر فکر ' دماغ هي کا ايک فعل هے - اس کے سوا ميں کچهه تصور هي نهيں کر سکتا تها - ميں اِس مذهب کے ماننے والوں کا مضحکه اڑايا کرتا تها - ليکن حق و حقيقت پر ميري فريفتگي بالاخر ميرے ميلان نفس پر غالب آگئي - مسلسل تجربوں اور مشاهدوں کے بعد اب مجهے اس پر پورا يقين هے "

ان کے بعد پروفيسر هاڈسن ' پروفيسر ميرس (کيمبرج) سٹڈون موزس (آکسفورڈ) سر جان کاکس ' پروفيسر پارکس ' مسٹر گلاڈسٹون ' مسٹر بالفور وغيره انگريز علماء اور مدبروں نے بهي اِس کي تحقيقات کي ' اور اعتراف پر مجبور هو گئے -

اِسي طرح فرانسيسي علماء ميں قابل ذکر چارلس ريشيے کيميل فلا مريون ' ڈاکٹر مکسويل ' پيير کانيه ' پير دورو ' پاراترک وغيره هيں - جرمني اور امريکا کے بهت سے اقطاب علم بهي اِس کے معتقد هو چکے هيں - اُن کے نام اور مباحث آينده اپنے محل ميں آئينگے -

مشهور فرانسيسي عالم فلسفه ' جان وينو نے سنه ۱۸۹۵ع ميں کها تها :

" يه فرض نهيں کيا جاسکتا که يه تمام علماء فريب اور تدليس کے ذريعه ' اوهام و خرافات کي برباد شده حکمراني پهر قائم کر ديني چاهتے هيں - اِس خيال کي بهي گنجائش نهيں که يه لوگ بالکل ساده لوح هيں ' اور اپني حماقت کي وجه سے اِن امور پر يقين لے آئے هيں ' کيونکه علمي تجارب ميں ان اکابر علم کي دقت نظر معلوم و مسلم هے "

علم نفسيات کا مشهور ماهر پير جاني اپني کتاب ميں جو اِسي موضوع پر هے ' لکهتا هے :

" مذهب روحي ' هر اعتبار سے دقيق مطالعه اور اصولي بحث کا مستحق هے - اِس ميں شک اور تضحيک کي بالکل گنجائش نهيں هے - هميشه فريب ' فريب ' پکارتے رهنا بهي صحيح نهيں هے - کيونکه يه تحريک جس نے يورپ مين اپنے بے شمار مراکز قائم کر ليے هيں اور عقلاء و علماء کا ايک جم غفير اُس کا علم بردار بن گيا هے ' سراسر دهوکا اور فريب نهيں هوسکتي - ضرورت هے که منکرين ايمانداري کے ساتهه اُس کا مطالعه کريں "

پروفيسر چارلس ريشيے (رکن فرانسيسي اکاڈيمي اور مدرس طبي يونيورسٹي) اپنے ايک مقاله ميں جو اُسکے مقالات کے مجموعه مطبوعۂ سنه ۱۸۹۳ ميں شايع هوا هے ' لکهتا هے :

" يه ناممکن هے که انگلستان ' امريکا ' فرانس ' جرمني ' اٹلي کے يه تمام علماء و فلاسفه فريب خورده هوں - منکرين ' روحي مذهب پر جتنے بهي اعتراض کرتے هيں ' سب کے سب اِن علماء کے پيش نظر تهے - فريب سے بچنے کے ليے بهي وه پوري احتياط برتتے تهے - ميں هرگز تسليم نهيں کر سکتا که يه تمام عقلاء سراسر وهم و مکر کا شکار هوگئے هوں "

مشهور فرانسيسي عالم گبريل ڈولي اپني کتاب ميں جو معاضرات ارواح پر لکهي هے ' لکهتا هے :

" جب رابرٹ هير ' موابس ' اور اڈمون کے درجه کے لوگ امريکا ميں ' اور کروکس ' ولاس ' لواج ' انگلستان ميں ' اکزاکوف ' بٹرولوف ' روس ميں ' فيشنر ' زولنر ' جرمني ميں ' کسي بات کي صحت پر زور ديں ' تو هم يه تسليم کر لينے پر مجبور هو جائينگے که يه بات ضرور کوئي علمي حقيقت هے ' اور هر لحاظ سے بحث و نظر کي مستحق هے - مذهب روحي کا بهي يهي حال هے - يه علماء اُس کے معتقد هيں - لهذا اُسے سراسر خرافات قرار دينا ' عقلمندي سے بعيد هے "

يه عجيب بات هے که اِس مذهب کے تقريباً تمام ماننے والے مشاهير علماء ' شروع شروع ميں اس کے سخت مخالف تهے ' اور اس کي تحقيق پر محض اِس ليے مستعد هوئے تهے که روحانيات کا فريب طلسم توڑ کر ضعيف الاعتقاد انسانوں کو نجات دلائيں ' مگر تحقيقات کے بعد اُن کي رائے بدل گئي ' اور خود معترف و مصدق هوگئے !

* * *

روح کا ابتدائی ظہور

جیسا کہ استحضار ارواح کے معتقدوں کا خیال ہے

اِس واقعہ کے بعد روح کی بے قراری دور ہوگئی ' لیکن مسٹر جان فاکس کی دونوں لڑکیوں کے پاس وہ برابر آتی جاتی رہی - یہاں تک کہ یہ لڑکیاں اُس سے از حد مانوس ہوگئیں - پھر اُس کے ساتھہ کئی دوسری روحیں بھی آنے لگیں ' اور بات چیت کا طریقہ بھی زیادہ صاف اور معین ہوگیا - صورت یہ ہوئی کہ ایک بہن حروف ابجد ایک ایک کرکے پڑھتی جاتی تھی ' اور ہر حرف پر روح ایک یا دو مرتبہ کھٹکھٹا دیتی تھی - اِس طرح تمام حروف کی علامتیں طے پاگئیں ' اور گفتگو آسانی سے سمجھی جانے لگی -

ایک دن روح نے آکر دونوں بہنوں سے درخواست کی کہ وہ ایک اعلان عام کے ذریعہ نیویارک کے کسی بڑے ایوان میں لوگوں کو جمع کریں اور روح کے وجود و بقا کا ثبوت پیش کر دیں - مگر بہنوں نے اِس سے انکار کیا - وہ ڈرتی تھیں ' لوگ اُنھیں جادوگر خیال کرینگے - لیکن روح نے اصرار کیا " میں انسانوں کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ روح کبھی فنا نہیں ہوتی - محض اِسی غرض سے میں نے تم سے تعلقات قائم کرنے کی یہ سخت تکلیف برداشت کی ہے - اب اگر تم میری درخواست منظور نہیں کروگی ' تو تم سے قطع تعلق کر لونگی " بہنوں نے اب بھی انکار کیا - اِس پر روح نے اپنی آمد و رفت موقوف کردی !

دونوں بہنیں روح کی ناراضگی سے نہایت غمگیں ہوئیں - کیونکہ وہ اُس سے حد درجہ مانوس ہوچکی تھیں - مجبوراً اُنھیں روح کا کہنا ماننا پڑا ' مگر اِس شرط پر کہ پہلے وہ تھوڑے آدمیوں کے روبرو یہ بات پیش کرینگی - پھر بتدریج عام مجمعوں کے سامنے ظاہر ہونگی - روح نے یہ شرط منظور کرلی ' اور دونوں بہنوں نے نیم کے مکانوں میں خاص خاص علماء کے سامنے یہ حیرت انگیز امور ظاہر کرنا شروع کردیے - پھر بتدریج جرأت پاکر عام اجتماعوں میں بھی تقریریں کیں - لوگوں نے یہ تمام امور دیکھے ' اور ہر طرح کی احتیاطیں کی گئیں ' مگر کسی فریب کا پتہ نہ لگا سکے - تھوڑی ہی مدت میں یہ خبریں تمام ملک میں مشہور ہوگئیں ' اور ہر جگہ اُن کا چرچا ہونے لگا -

سب سے پہلے مسٹر اڈمونڈس امریکن مجلس خواص کے صدر کو اِس معاملہ کی تحقیقات کا خیال پیدا ہوا - اُس نے علمی طور پر ہر پہلو سے جانچ کی - لیکن بالآخر اُس کی صحت پر ایمان لے آیا ' اور اپنی تحقیقات کے نتائج اخبارات میں شائع کردیے - اس تحریر کے شایع ہوتے ہی تمام امریکہ میں ہلچل پڑگئی - اخبارات نے بری طرح اُس پر لے دے شروع کردی - بالآخر وہ مجبور ہوا کہ اپنے عہدے سے دست بردار ہوجائے اور آزادی کے ساتھہ اِس حقیقت کی مزید تحقیق و تجربہ میں مشغول ہوجائے - چنانچہ اُس کی سعی و ہمت سے اِس نئے مذہب کو بہت شہرت حاصل ہوگئی -

اُس کے بعد پروفیسر مابس ' جو امریکن اکاڈیمی میں علم کیمیا کے ماہر تھے ' اِس جانب متوجہ ہوئے - اُنھوں نے بھی اس کی تصدیق کی ' اور اپنے نتائج بحث پوری جرأت سے شایع کردیے -

اِن کے بعد پروفیسر روبرٹ ہیر اِس میدان میں آئے - طویل بحث و نظر کے بعد یہ بھی اس کے قائل ہوگئے - اور ایک نفیس کتاب " نفسی ظواہر پر مباحث " کے نام سے شایع کی -

اِن تحریروں کا نتیجہ یہ ہوا کہ عام بحث شروع ہوگئی - امریکا میں کوئی عالم بھی ایسا نہ تھا جس نے موافقت یا مخالفت میں کچھہ نہ کچھہ نہ لکھا ہو -

امریکا سے یہ مذہب انگلستان پہنچا - یہاں سب سے پہلے مشہور کیمیاوی ولیم کروکس نے اُس پر نظر ڈالی - بعض انگریز وسیطوں کے ذریعہ خود بھی تجربے کیے بالآخر اس کی صداقت کا معترف ہوگیا ' اور ایک کتاب بھی اسکی تائید میں لکھکر شایع کی - اِس کتاب کا نام بھی " نفسی ظواہر پر مباحث " تھا - اِس میں وہ ایک مقام پر لکھتا ہے :

" چونکہ میں اِن واقعات کی پوری طرح تحقیق کرچکا ہوں ' اِس لیے یہ میری سخت اخلاقی بزدلی ہوگی اگر اپنی شہادت محض اِس خوف سے مخفی رکھوں ' کہ لوگ اُس کا مضحکہ اڑائیں گے - یہ وہ لوگ ہیں جو اِس بارے میں کوئی علم نہیں رکھتے - اُن کے پاس کوئی یقین اور برہان نہیں ہے - لیکن میں نے اِس معاملے کی پوری طرح تحقیق کرلی ہے ' اور اُس کی حقانیت پر پختہ یقین رکھتا ہوں "

روح کا تمثل اور تشکل

جیسا کہ اِس مذہب کے معتقدین کا خیال ہے

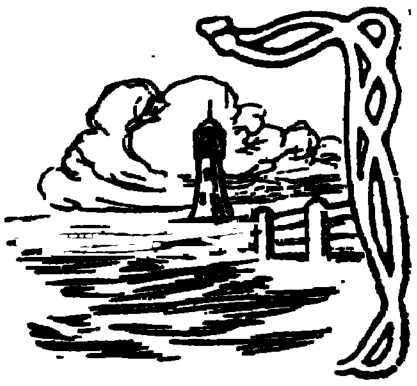

بریدِ فرنگ

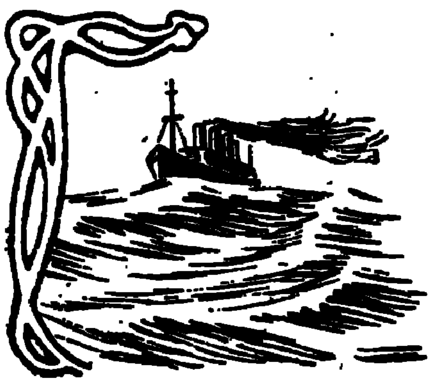

حجاز اور سمرقند!

به بین تفاوت ره از کجاست تا بکجا ؟

پچھلي ڈاک کے انگریزي رسائل کے بعض مصور مضامین نہایت دلچسپ ہیں ۔ ممکن ہے ' بعض نگاہوں کیلیے عبرتِ انگیز بھي ہوں !

ایک مصور رسالہ نے دو تصویریں بالمقابل شائع کي ہیں ' اور اُن کے لیے یہ سرخي تجویز کي ہے : " حجاز سے سمرقند تک ! "

ایک طرف سلطان عبدالعزیز ابن سعود کي تصویر ہے - اُس کے نیچے حکومت حجاز کے نئے احکام درج کیے ہیں جن میں احکام شرع کے اتباع و عمل پر زور دیا گیا ہے ' اور وہ تمام باتیں قانوناً لائق تعزیر قرار دي ہیں جو اخلاق و آداب شرع کے خلاف ہوں - حتی کہ باشندگان حجاز کے لیے ڈاڑھي منڈانا بھي حکماً روک دیا ہے -

دوسري طرف ترکستان کے مشہور تاریخي شہر سمرقند کے ایک اجتماع کا مرقع ہے - یہ اجتماع مردوں کا نہ تھا - خانہ نشین عورتوں کا تھا ' اور ایک جلوس کي صورت میں اس لیے " بازار سراے " میں جمع ہوا تھا ' تاکہ " آیندہ کے لیے نقاب اور برقع کے استعمال سے عورتیں انکار کردیں !

به بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؟

اِس واقعہ کي اِطلاع خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعہ دنیا میں مشتہر ہوچکي ہے ' لیکن اب تفصیلات بھي یورپ کے اخبارات میں آگئي ہیں -

قارئین الہـلال کي دلچسپي کیلیے دونوں تصویریں نقل کردي جاتي ہیں - پہلي تصویر میں دراز قد صورت سلطان ابن سعود کي ہے - دوسرے مرقع میں سمرقند کي خواتین کا ہجوم نمایاں ہے ' جو ایک جلوس کي صورت میں بازاروں سے گزر رہا ہے -

میـڈونا کیلیــے
ہنـدوستاني نمـونہ

" بسنیتا اور " انور "

انگلستان کا اِمریکن نژاد سنگ تراش جیکب ایپسٹین Jacob Epstein کچھہ عرصہ سے " میڈونا " کا ایک نیا مجسمہ طیار کرنے میں مشغول تھا جسکي شہرت نے نہ صرف بر اعظم یورپ کي بلکہ امریکہ کے ماہرین فن کي بھی توجہ اور دلچسپي حاصل کرلي تھي -

رفتہ رفتہ یہ شہرت یہاں تک بڑھي کہ ابھي صناع اپنے کام سے فارغ بھي نہیں ہوا تھا کہ امریکہ کے قدر شناسان فن نے مجسمہ اپني سر زمین کے لیے حاصل کرلیا - اب مسٹر جیکب مجسمہ لیکر نیو یارک جا رہے ہیں ' تاکہ وہاں پہلي مرتبہ اس کي نمایش کریں - تازہ ڈاک کے اخبارات و رسائل میں کوئي پرچہ ایسا نہیں ہے جس نے اس معاملہ سے اپني دلچسپي ظاہر نہ کي ہو -

معاملہ کا نہایت دلچسپ پہلو یہ ہے کہ صناع نے " میڈونا " اور اسکے بچے کیلیے ایک ہندوستاني خاتون اور اس کے نو سالہ بچے کا چہرہ بطور نمونہ کے استعمال کیا ہے - خیال کیا جاتا ہے کہ اس یوناني دیوي اور مسیحیت کي " مقدس کنواري " کا یہ پہلا مجسمہ ہے ' جسکے خال و خط میں ہندوستاني چشم و ابرو کا عنصر آمیز کیا گیا ہے - یہ آمیزش فن کے لحاظ سے کہاں تک قابل تحسین ہے ؟ اِس پر انگلستان اور امریکہ کے ماہرین فن نے ایک طول طویل سلسلۂ نزاع جاري کردیا ہے - اُمید کي جاتي ہے کہ نیو یارک کي نمایش کے بعد یہ نزاع اور زیادہ وسعت اور اہمیت پیدا کرلیگي !

فرانس کی نئی اثری دریافت

عہد حجري کي عجیب و غریب اشیاء

حال میں فرانس کي ایک جدید اثري دریافت نے علماء آثار کي غیر معمولي توجه حاصل کرلي ہے -

فرانس کے وسطي حصه میں ایک غیر معروف قریه گلوزل Glozel نامي واقع ہے - یہاں ایک کاشتکار اپني زمین کا ایک حصه کسي ضرورت سے کھدوا رہا تھا - یکایک اس طرح کي علامتیں نمایاں ہوئیں ، جیسے یہاں کبھي پتھر کي دیواریں رہ چکي ہوں - زیاده کھودنے سے ایک ایسي راه پیدا ہوگئي ، جو کسي مصنوعي غار کے دہانے سے مشابه تھي !

جب یه خبر مشہور ہوئي تو حکام نے موقعه پر پہنچکر تحقیقات کي - کھدائي کا کام جاري رکھا گیا ، اور غار میں اُتر کر اُس کي اندروني ساخت اور حالت کا پته لگایا گیا - مختصر یه که معلوم ہوگیا ، یه حصه کسي قدیم زمانه کي انساني یادگاروں کا ذخیره ہے جسے انقلابات زمانه نے زیر زمین دفن کردیا - یہاں نه صرف پتھر کي دیواروں کے آثار ملے ، بلکه تاریخي اشیاء کا ایک عجیب و غریب مجموعه بھي برآمد ہوا - یه پتھر کي بني ہوئي بےشمار چیزیں ہیں جن میں سے کچھه تو اوزار ہیں جن کي نوعیت اچھي طرح سمجھه میں آجاتي ہے ، لیکن بڑي تعداد اس قسم کي چیزوں کي ہے ، جن کي وضع و شکل سے ان کي اصلیت کا پته لگانا دشوار ہے - بعض مدور ہیں - بعض مربع ہیں - بعض پر اس طرح کے نقوش ہیں که معلوم ہوتا ہے ، شاید اِن کے ذریعه کسي عجیب الهیئت انسان یا حیوان کے سر کا نقشه دکھلانا مقصود تھا - بعض پتھر کے ٹکڑے ایسے ہیں جنھیں کسي خاص وضع و ہیئت کي شکل نہیں دي گئي ہے ، مگر اُن پر مختلف قسم کے خطوط کنده ہیں -

یه تمام چیزیں بعض محققین علم الآثار کے سامنے پیش ہوئیں اور انھوں نے علمي نظر سے ان کا مطالعه شروع کردیا -

علماء آثار میں سے ایک گروه کي رائے میں یه چیزیں قبل از تاریخ عہد کي ہیں - یعني دس سے تیره ہزار برس پیشتر تک کي پراني ہیں - وه اسے نیولیتھک (Neolithic) عہد کا بقایا قرار دیتے ہیں - یعني ابتدائي انسان کے حجري عہد کا ، جب که وه اپني ضروریات زندگي کے لیے صرف پتھر ہي استعمال کرنا جانتا تھا -

لیکن ایک دوسرا گروه انھیں اس قدر اہمیت نہیں دیتا - وه کہتا ہے ، یه زیاده سے زیاده سوله سترہ سو برس کي پراني چیزیں ہیں جب سرزمین گال پر رومیوں کا قبضه ہوا تھا - وه اپني اس رائے کے ثبوت میں دو چیزوں سے استدلال کرتا ہے - پتھر کي بني ہوئي عجیب الهیئت صورتوں سے - اور پتھروں کے حروف و نقوش سے - اٹلي اور ایشائے کوچک سے بکثرت رومي عہد کي ایسي ہي عجیب الهیئت صورتیں نکل چکي ہیں ، اور ان کي نسبت طے پاچکا ہے که یه رومي ساحروں کے آلات سحر تھے - وه ان صورتوں کے ذریعه اپنے سحري عملیات انجام دیا کرتے تھے - حروف جو ان پتھروں پر کنده ہیں ، فینیقي خط کے ہیں ، اور ظاہر ہے که یه خطوط صرف رومیوں ہي کے ذریعه فرانس پہنچ سکتے تھے - ان اشیاء میں مچھلي کے شکار کي ایک بنسي بھي نکلي ہے جو ہرن کي ہڈي کي بني ہوئي ہے - اس سے بھي دوسرے گروه کے خیال کي تصدیق ہوتي ہے -

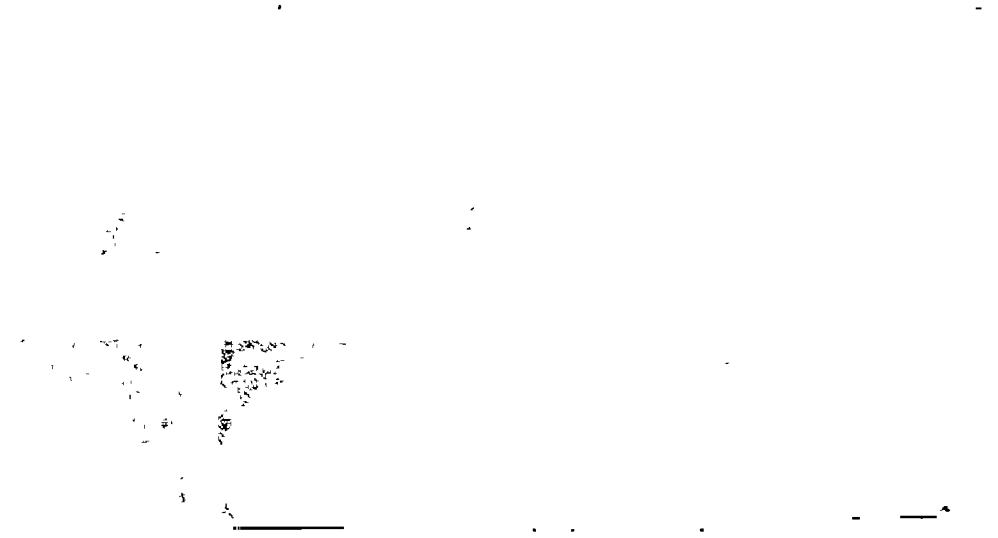

گلوزل کے آثار کا ایک حصه ، جسمیں منقش پتھر دکھلائے گئے ہیں -

لیکن پہلے گروه کا استدلال پتھر کے اُن بے شمار آلات سے ہے ، جن کي نوعیت اُن کے حجري عہد سے تعلق رکھنے کا پوري طرح یقین دلاتي ہے -

حال میں ایک مشہور اور مستند اثري محقق ڈاکٹر کیمیلے جولیاں نے ان آثار کي نسبت اپني تحقیقات کا خلاصه شائع کیا ہے - یه تحقیقات ایک حد تک دونوں جماعتوں کے لیے تشفي بخش ہوسکتي ہے - ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے که دونوں رائیں اپني اپني جگه صحیح ہیں - اس لیے که دونوں کا استدلال برآمد شده اشیاء ہي پر مبني ہے - پہلا گروه حجري آلات و اسلحه کي نوعیت اور قدامت سے استدلال کرتا ہے - دوسرا اُن مورتوں اور نقوش سے جو بلا شبه رومي ساحروں کے آلات سحر ہیں - لیکن کیا یه ممکن نہیں که قدیم زمانے کے کسي حادثه نے یه دونوں قسم کي چیزیں اس منزل میں یک جا کردي ہوں ؟ حجري آلات و اسلحه عہد حجري ہي کا بقایا ہوں ، اور مورتیاں اور نقوش رومي عہد کي ہوں ؟

تاریخ و عبر

عرب خلفاء و سلاطین کے مختصر جواب

عرب خلفاء و سلاطین کی فصاحت و بلاغت مشہور ہے۔ یہ بلاغت سب سے زیادہ اُن کے مختصر جوابات میں ظاہر ہوا کرتی تھی جو وہ درخواستوں پر لکھ دیا کرتے تھے۔ ذیل میں چند نمونے ملاحظہ ہوں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عمرو بن العاص کے جواب میں لکھا:

"اپنی رعیت کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو، جیسا سلوک امیرالمومنین اپنے ساتھ چاہتے ہو"

مصر کے بعض لوگوں نے مروان بن الحکم کی شکایت لکھ بھیجی۔ آپ نے جواب میں یہ آیت لکھ دی،

"فان عصوک فقل انی بریٔ مما تعملون" (اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو کہدے، میں تمھارے عمل سے بری ہوں)

حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنے لئے گھر بنانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے جواب دیا۔

"ایسا گھر بنالے جو تجھے بادِ سموم اور مینہ سے چھپا سکے"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

ایک شخص نے اپنی مالی مشکلات کی شکایت بھیجی۔ آپ نے جواب دیا:

"ضرورت بھر کا حکم میں نے دے دیا ہے۔ اللہ کے مال میں اسراف کی گنجایش نہیں"

حضرت علی علیہ السلام

حصین بن المنذر نے لکھا کہ قبائل ربیعہ کے بہت سے آدمی قتل ہو چکے ہیں۔ آپ نے جواب دیا:

"بقیۃ السیف میں زیادہ فراوانی ہوتی ہے"

اشتر نخعی نے ایک شخص کی شکایت کی۔ آپ نے جواب لکھا۔

"کامل مکمل آدمی اس دنیا میں کہاں ہے؟"

امیر معاویہ بن ابی سفیان

جریر ربعی نے لکھا کہ "میں بصرہ میں گھر بنانا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے بارہ ہزار تنے دیکر میری مدد کیجیے"

امیر معاویہ نے جواب لکھا:

"تمھارا گھر بصرہ میں ہوگا، یا بصرہ تمھارے گھر میں ہوگا؟"

عبدالملک بن مروان

حجاج بن یوسف والی عراق نے عراقیوں کی شکایت لکھی۔ عبدالملک نے رقعہ کی پشت پر لکھ دیا:

"نرمی کر، کیونکہ نرمی میں بھلائی ہے، سختی میں برائی ہے"

ایک مرتبہ حجاج نے اجازت طلب کی کہ عراقی سرداروں کو قتل کروا دے۔ عبدالملک نے لکھا:

"مبارک حاکم وہ ہے جس سے مخالفوں کو بھی اُنس ہو جائے، منحوس حاکم وہ ہے جس سے موافق بھی بدل ہو جائیں"

ابن الاشعث کے خط کی پشت پر یہ شعر جواب میں لکھا:

فمابال من اسعیٰ لاجبر عظمہ حفاظاً و ینوی من سفاہتہ کسری

(اس شخص کو کیا ہو گیا ہے جو حماقت سے مجھے توڑنے کی کوشش کرتا ہے، حالانکہ میں اُس کی ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑنے کی فکر میں ہوں؟)

عمر بن عبدالعزیز

حاکم عراق نے عراقیوں کی شکایت لکھی۔ آپ نے جواب دیا:

"جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، وہی اُن کے لئے پسند کرو۔ پھر انھیں جرم پر سزا دو"

ایک مظلوم نے فریاد لکھی۔ آپ نے جواب دیا:

"انصاف تیرے سامنے ہے"

ایک قیدی نے درخواست بھیجی۔ جواب لکھا:

"توبہ کر، رہا ہو جا"

ایک شخص نے اپنی بیوی کی شکایت لکھی۔ جواب دیا:

"تم دونوں حق میں یکساں ہو"

ایک عورت نے اپنے شوہر کے قید کی شکایت کی۔ جواب دیا:

"قید، حق پر ہونی چاہیے"

ایک شخص نے اپنے بیٹے کی فریاد لکھی۔ جواب دیا:

"اگر میں نے تیری فریاد نہ سنی تو ظالم ہوں"

حاکم حمص نے لکھا کہ شہر کو ایک قلعہ کی ضرورت ہے۔ جواب دیا:

"عدل اور سلامتی کا قلعہ اسمیں تعمیر کر دے"

سفاح (اول خلیفۂ عباسی)

اپنے ایک گورنر کو لکھا:

"میں گمراہوں کو اپنا مددگار بنا نہیں سکتا"

اہل انبار نے شکایت کی کہ حکومت کی عمارت میں اُن کی زمین لے لی گئی ہے اور قیمت ادا نہیں کی گئی۔ جواب دیا:

"یہ عمارت تقویٰ پر قائم نہیں ہوئی"

پھر زمین کی قیمت ادا کر دینے کا حکم دیدیا۔

ابو جعفر منصور

ایک شخص نے اپنا وظیفہ بند ہو جانے کی شکایت لکھی۔ جواب دیا:

"خدا کی رحمت کو کوئی روک نہیں سکتا"

حاکم مصر نے لکھا کہ اس سال دریائے نیل میں طغیانی نہیں آئی۔ جواب لکھا:

"اپنی فوج کو پاک کر۔ نیل میں برکت آ جائے گی"

حاکم حمص نے خط لکھا۔ اسمیں عبارت غلط تھی۔ اس لئے جواب دیا:

"اپنی تحریر بدل، ورنہ میں تجھے بدل دوں گا"

سندھ کے حاکم نے لکھا کہ فوج نے شورش کر دی ہے اور بیت المال کے قفل توڑ ڈالے ہیں۔ خلیفہ نے جواب لکھا:

"اگر تو نے انصاف کیا ہوتا تو شورش نہ ہوتی۔ اگر حقوق ادا کئے ہوتے تو قفل نہ ٹوٹتے"

ہارون الرشید

حاکم خراسان کو لکھا:

"اپنے گھاؤ کا علاج کر، ورنہ بڑھ جائے گا"

خزیمہ بن حازم نے لکھا کہ میں نے ارمینیا میں داخل ہو کر قتل عام کر دیا۔ خلیفہ نے لکھا:

"تیرا برا ہو، بے گناہوں کو کیوں..."

شاہ روم نے لکھا:

"میں اپنی سلطنت کی ہر صلیب اور ہر بہادر کو لے کر تیرے مقابلے پر آتا ہوں"

خلیفہ نے جواب دیا:

"عنقریب جان لے گا کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے؟"

ایک دوسرے خط میں لکھا:

"خط کے پیچھے میں آتا ہوں۔ فتح، خدا پر ہے"

ایک اور خط کے جواب میں لکھا:

"جواب، پڑھے گا نہیں، آنکھ سے دیکھ لے گا"

مامون الرشید

ایک شخص نے علی بن ہشام کی شکایت کی۔ مامون نے علی کو لکھا:

"شریف کی علامت یہ ہے کہ بالا دستوں پر ظلم کرتا ہے اور زیر دستوں کا ظلم سہتا ہے"

ایک دوسرے خط کے جواب میں لکھا۔

"میں تجھے اُس وقت تک اپنے قریب آنے نہیں دوں گا، جب تک تیرا فریادی میرے دروازہ پر ہے"

رستی کی شکایت آئی۔ اسپر لکھا،

"یہ مردانگی کے خلاف ہے کہ تیرے برتن سونے چاندی کے ہوں، اور تیرا قرضخواہ تہی دست اور پڑوسی، فاقہ مست ہو"

عمرو بن مسعدہ کی شکایت کے جواب میں لکھا۔

"اے عمرو! اپنی خوشحالی کی عمارت، عدل سے قائم رکھ، کیونکہ ظلم اسے گرا دے گا"

اپنے بھائی ابو عیسیٰ کی شکایت سُنکر یہ آیت لکھ بھیجی۔

"فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ" (جب صور پھونک دیا جائے گا تو رشتے ناتے باقی نہیں رہیں گے)

ابراہیم بن مہدی نے لکھا۔

"اگر آپ معاف کر دیں تو یہ آپ کا احسان ہوگا، اگر سزا دیں تو آپ کو اس کا حق ہے"

خلیفہ نے جواب لکھا۔

"انتقام کی قدرت، کینہ کو دور کر دیتی ہے۔ خدا کا عفو سب سے بڑھ کر ہے"

ایک مرتبہ کسانوں نے شکایت کی کہ ٹڈی نے کھیت کھا لئے۔ مامون نے لکھا:

"کسانوں سے زیادہ ٹڈیوں کی مہمان نوازی ہم پر واجب ہے۔ آدھا محصول معاف کر دیا جائے"

بهر حال همارے لیے فنون لطیفه کي اس سنجیده نزاع میں توکوئي دلچسپي نہیں ہے ' البته یه سوال یقیناً دلچسپي سے خالي نہیں که " مقدس کنواري " کے اس نئے مجسمه کے لیے جس هندوستاني خاتون کا چهره بطور نمونه کے استعمال کیا گیا ہے ' وه کون ہے ؟ رساله اسفیر ایک مرقع شائع کرتے هوئے همیں بتلاتا ہے که یه ایک هندو خاتون مقیم انگلستان ہے جس کا نام سنیتا Sunita ہے ' اور اُس کے دہ ساله لڑکے کا نام " انور " ہے - اگر اسفیر نے ناموں کے نقل کرنے میں کوئي غلطي نہیں کي ہے تو " سنیتا " کے ساتهه " انور " کا نام بجائے خود ایک دلچسپ واقعه ہے ' اور یقیناً قارئین الهلال کے لیے یه کوئي ناپسندیگي کي بات نه هوگي ' اگر وه اِن دونوں صورتوں کا نظاره کر سکیں - هم اسفیر کا مرقع بجنسه نقل کر دیتے هیں - یه اُس مرقع کي تصویر ہے جب صناع امریکه کے لیے روانه هورها ہے ' اور اسفیر کے لفظوں میں " هندوستاني لیڈي اور اُس کا لڑکا انور " اس کے ساتهه کهڑے هیں -

جیکب اپسٹین ' سنیتا ' اور انور

دوسرا طوفان نوح

اور

کشتي جس کا نام " بیت داؤد " ہے !

مرجوده زمانه میں یه بات کس درجه عجیب سمجهي جائیگي که انسانوں کي ایک جماعت کرهٔ ارضي کي تمام خشکیوں سے الگ هوکر دریا میں آباد هوجانا چاهتي ہے - کیونکه " قدیم طوفان نوح کي طرح ایک دوسرا طوفان . تمام دنیا کي بربادي کے لیے عنقریب ظهور میں آنے والا ہے ! "

بات کتني هي عجیب سمجهي جائے ' لیکن واقعه یه ہے که یورپ میں ایک جماعت ایسي موجود ہے ' اور وه نہایت خوف واضطراب کے ساتهه اس دوسرے عالمگیر طوفان کا انتظار کر رهي ہے !

یه یهودیوں کا ایک فرقه ہے - اِس نے اپنا یه هولناک اعتقاد عهد عتیق کي بعض پیشین گوئیوں سے اخذ کیا ہے - انگلستان میں اس فرقه کي کافي تعداد موجود ہے - اس فرقه کے سردار نے حال میں ایک نئي کشتي بهي طیار کرائي ہے جس کا نام " هاؤس اف ڈیوڈ " یعنے " بیت داؤد " ہے - یه کشتي آجکل دریاے ٹیمس میں موجود ہے - یه فرقه یقین کرتا ہے که آنے والے طوفان میں محفوظ رهنے کے لیے نئي دنیا کے ترقي یافته جهاز اس قدر مفید ثابت نہیں هونگے ' جسقدر قدیم وضع کي یه کشتي مفید هوگي - کیونکه یه " اُن تفصیلات کے ٹهیک ٹهیک مطابق طیار کي گئي ہے ' جو حضرت نوح علیه السلام کي کشتي کي نسبت عهد عتیق میں موجود هیں ! "

جو مرقع آپ کے سامنے ہے ' اس میں آپ اس محتاط اور دور اندیش فرقه کے سردار اور اسکے رفقاء کو مشغول اهتمام دیکهه رہے هیں !

ایک اسرائیلي فرقه کا رهنما جو ایک عالمگیر طوفان کے ظهور کا انتظار کر رها ہے !

* * *

الهلال

نمبر ۱ - سے نمبر ۵ - تک

جو حضرات فروخت کرنا چاهیں دفتر الهلال کو اطلاع دیں -

مینیجر

دنیا میں روئی کی پیداوار بحساب ہنڈرویٹ

مجموعی پیداوار: ۶۶۶۰۰۰۰۰ ہنڈرویٹ

تفصیل

ملک	سنہ ۱۹۱۳ء میں		سنہ ۱۹۲۲ء میں	
ہندوستان	۲۱۴۰۰۰۰۰	ہنڈرویٹ	۱۵۶۰۰۰۰۰	ہنڈرویٹ
برازیل	۱۲۰۰۰۰۰	"	۲۹۰۰۰۰۰	"
مصر	۶۸۰۰۰۰۰	"	۳۲۰۰۰۰۰	"
ولایات متحدہ امریکہ	۹۱۴۰۰۰۰۰	"	۴۱۹۰۰۰۰۰	"
دوسرے ممالک	۴۶۰۰۰۰۰	"	۵۱۰۰۰۰۰	"
میکسیکو	۹۰۰۰۰۰	"	۱۵۰۰۰۰۰	"

برطانی ہندوستان میں روئی کی پیداوار سنہ ۱۹۲۲ء میں

صوبہ	ایکڑ	ہر ایکڑ میں پیداوار بحساب پونڈ
مدراس	۲۶۲۷۸۹۰	۷۸
بمبئی	۴۸۸۸۹۹۱	۱۰۲
بنگال	۵۵۰۰۰	۱۵۵
سی پی اور برار	۴۹۳۲۸۷۷	۸۶
یوپی	۹۳۸۹۹۸	۱۷۰
پنجاب	۱۷۴۹۳۲۸	۱۲۸
آسام	۳۹۲۹۹	۱۵۳
برما	۳۰۰۷۹۰	۹۰

ہندوستان میں روئی کے کارخانے

	روئی دھنے اور دبانے والے کارخانے	کاتنے اور بننے والے کارخانے
بمبئی	۵۲۱	۱۸۴
سی پی اور برار	۴۲۶	۱۴
یوپی	۱۵۶	۱۸
مدراس	۱۴۹	۳۱
بنگال	...	۱۲
پنجاب	۱۲۰	...
سنٹرل انڈیا	۱۰۷	...
حیدرآباد	۱۴۷	...
بڑودہ	۸۳	...

ہندوستان میں روئی کی درآمد و برآمد

درآمد

سوت	۹۶۶۳۱۰۰۰	روپیہ
سوتی کپڑے	۷۲۶۶۲۰۰۰۰	"

برآمد

خام روئی	۹۱۴۷۰۳۰۰۰	روپیہ
سوت	۳۷۰۱۱۰۰۰	"
سوتی کپڑے	۷۵۷۳۹۰۰۰	"

دنیا کی ۱/۵ روئی صرف ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے۔

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر یعنی نمبر ۱ سے ۵ تک بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی قیمت پر خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دیجئے (منیجر)

افسانہ

خط استوا کے افریقی قبائل

ملک نم نم

ایک افسانہ نما تاریخی سرگذشت

اسمٰعیل پاشا خدیو مصر کے زمانے میں مصری فوجیں، فتح کرتی ہوئی خط استوا تک پہنچ گئی تھیں۔ یہ سرزمین ایسی تھی کہ مصریوں سے پہلے وہاں کوئی متمدن انسان بھی نہیں پہونچا تھا۔ صرف بعض بُردہ فروش کبھی کبھی اُس کی سرحدوں تک پہنچ جاتے اور غلامی کے لئے آدمی پکڑ لاتے۔

اس سرزمین کی تمام قومیں اُس وقت (اور اب بھی) از حد وحشی تھیں۔ فاتح فوجوں کو ناقابل بیان مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک طرف موسم اور آب ہوا برداشت سے باہر تھی۔ شب و روز پانی برستا رہتا تھا۔ ہر طرف کیچڑ اور دلدلیں تھیں۔ دوسری طرف بَری و بحری درندے حملے کرتے تھے۔ مچھروں کی مصیبت بھی کچھ کم نہ تھی۔ ایسے قاتل مچھر شاید ہی دنیا کے کسی حصہ میں ہوتے ہوں جیسے کہ اس دلدلی زمین میں تھے۔ اس سے بھی بڑھ کر خود وہاں کے باشندوں کا خطرناک وجود تھا۔ وہ کسی نظام جنگ سے واقف نہ تھے منظم فوجیں، با قاعدہ لڑائیوں کی عادی تھیں۔ مگر وہاں کے باشندے بے قاعدہ لڑائی میں ماہر تھے۔ تیر انداز ایسے تھے کہ بندوقوں اور توپوں سے مسلح فوجوں کو بھگا دیتے تھے۔ اگر قیدی اُن کے ہاتھ پڑ جاتے تھے، تو اُن سے نہایت وحشیانہ سلوک کرتے تھے۔ ایسا وحشیانہ سلوک جس کا متمدن دُنیا تصور بھی نہیں کر سکتی!

(۲)

کامل ۱۰ ماہ کی ہولناک جد و جہد اور خونریز جنگوں کے بعد مصری فوجیں خط استوا کے ایک بڑے علاقے میں پہنچیں۔ اُنھوں نے باشندوں کو اپنے مقابلے کے لئے مستعد پایا۔ فوجوں نے فوراً کانٹے جمع کر کے مورچے بنائے اور رات بسر کرنا چاہی۔ مگر آدھی رات کو وحشی باشندوں نے حملہ کر دیا، تمام مورچے جلا دئے، اور پوری تین پلٹنیں کاٹ کر ڈال دیں۔ بقیۃ السیف قید کر لئے گئے۔

تمام قیدی راستے ہی میں مر گئے تھے۔ صرف تیس آدمی نیم جان حالت میں اُنکے لشکرگاہ تک پہنچ سکے۔ ان میں سے دو شخصوں کا حال ہم لکھنا چاہتے ہیں۔

(۳)

ایک قیدی، مصری تھا۔ اُس کا نام "شعبان عددی" تھا۔ دوسرا سوڈانی تھا۔ اُس کا نام "بخیت کوکو" تھا۔ ان دونوں میں ایسی محبت اور دوستی تھی کہ اس کی نظیریں دنیا میں کم ملیں گی۔ دوستی اس طرح شروع ہوئی کہ ایک مرتبہ بخیت کوکو خرطوم میں تھا اور دریائے نیل میں نہا رہا تھا۔ اچانک دریا کی موجوں نے اُسے کھینچ لیا اور غرق ہونے لگا۔ فوج کے بہت سے آدمی موقع پر موجود تھے مگر کسی کو مدد کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن شعبان عددی فوراً کود پڑا، اور اپنی جان خطرے میں ڈالکر ڈوبتے ہوئے سوڈانی کو بچا لیا۔ اس خدمت کے صلے میں بخیت کوکو نے قسم کھائی کہ عمر بھر اُس کا دوست رہے گا۔ اور ہمیشہ اُسی کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔ بخیت کوکو کا کوئی عزیز یا قریب مصر میں موجود نہ تھا۔ وہ دراصل ایک غلام تھا اور حکومت نے اُسے آزاد کر دیا تھا۔ اُس کا خاندان خط استوا ہی کے ایک علاقے میں موجود تھا۔ مگر وہ وہاں واپس جانا نہیں چاہتا تھا۔

اس واقعہ کے بعد پھر کبھی کسی نے ان دونوں دوستوں کو جدا ہوتے نہیں دیکھا۔ ہمیشہ ساتھ ہی رہتے تھے۔ حتیٰ کہ رات کو بھی ساتھ ہی سوتے تھے۔ اتفاق سے وہ دونوں ساتھ ہی قید بھی

ہندوستان اور مجموعۂ عالم

تمام دنیا میں جغرافیائی، عمرانی،
اور
اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہے؟

(۵)

گیہوں

دنیا کے مختلف ملکوں میں گیہوں کی پیداوار ایکڑ کے حساب سے ۱۹۲۳ء میں

ملک	ایکڑ
ہندوستان	۳۰۳۰۴۰۰۰
ارجنٹائن	۱۷۷۸۵۰۰۰
کینیڈا	۲۲۰۴۶۰۰۰
مصر	۱۴۱۵۰۰۰
فرانس	۱۳۶۱۴۰۰۰
اٹلی	۱۱۲۷۹۰۰۰
جرمنی	۳۶۲۲۰۰۰
جاپان	۱۱۴۹۰۰۰
رومانیہ	۷۸۳۵۰۰۰
برطانیہ	۱۵۹۹۰۰۰
ولایات متحدہ امریکہ	۵۴۴۸۶۰۰۰
الجزائر	۳۴۹۱۰۰۰

ہندوستان میں گیہوں کی پیداوار ۱۹۲۳ء میں

صوبہ	رقبہ بحساب ایکڑ	پیداوار بحساب ٹن
مدراس	۳۷۹۲	.....
بمبئی	۴۸۷۱۶۲	۳۷۸۰۰۰
بنگال	۱۲۹۰۸	۱۵۰۰۰
یوپی	۲۹۱۹۱۲۲	۲۴۱۹۰۰۰
پنجاب	۴۷۲۸۱۵۴	۵۸۱۰۰۰
بہار و اڑیسہ	۲۶۰۹۲۳	۴۷۳۰۰۰
سی پی	۳۶۴۳۶۰	۱۰۶۸۰۰۰
صوبہ سرحد	۲۱۹۱۱۵	۱۹۵۰۰۰

دنیا میں جوار کی پیداوار

ملک	ایکڑ	پیداوار بحساب ٹن
ہندوستان	۷۸۵۰۰۰۰۰	۲۲۰۷۱۰۰
الجزائر	۲۴۰۰۰	....
ارجنٹائن	۹۱۵۲۰۰	۳۶۱۰۰۰۰
آسٹریا	۱۴۷۰۰	....
بلغاریہ	۱۴۶۴۰۰۰	۹۹۱۰۰۰
کینیڈا	۲۹۵۰۰۰	....
فرانس	۸۴۵۰۰۰	۳۴۱۰۰۰
اٹلی	۳۸۰۵۰۰۰	۲۰۶۹۰۰۰
ہنگری	۲۴۷۸۰۰۰	.....
پولینڈ	۱۹۰۰۰۰	.....
رومانیہ	۸۹۴۵۰۰۰	۲۳۱۸۰۰۰
اسپین	۱۱۶۲۰۰۰	۶۷۶۰۰۰
سوئٹزرلینڈ	۴۰۰۰	....
ٹیونس	۴۱۰۰۰	....
ولایات متحدہ امریکہ	۱۰۳۹۶۸۰۰۰	۷۱۸۵۹۰۰۰
جاوا	۴۷۸۴۰۰۰	۲۹۳۰۰۰۰
مصر	۱۹۳۰۰۰۰	۱۹۵۸۰۰۰
جنوبی افریقہ	۳۳۵۰۰۰۰	۹۴۱۰۰۰

ہندوستان میں جوار کی پیداوار ۱۹۲۳ء میں

صوبہ	ایکڑ	پیداوار	ہر ایکڑ میں بحساب پونڈ
مدراس	۱۰۳۸۵۱۶	۴۵۰۰۰	۶۳۶
بمبئی	۲۰۷۹۳۷	۷۶۰۰۰	....
بنگال	۸۱۹۰۰	۲۷۰۰۰	۸۲۰
یوپی	۱۸۳۸۲۲۴	۸۸۶۰۰۰	۱۱۰۰
پنجاب	۱۰۵۰۲۸۴	۴۰۲۰۰۰	۹۶۲
بہار و اڑیسہ	۱۷۶۹۸۰۰	۵۳۹۰۰۰	۸۲۰
سی پی اور برار	۱۵۴۶۹۷	.....	...
برما	۱۸۸۴۱۲	۴۸۰۰۰	۷۰۰
صوبہ سرحد	۴۳۸۴۴۴	۱۶۰۰۰	۱۱۱۰

ہندوستان میں شکر کی پیداوار ۱۹۲۳ء

صوبہ	ایکڑ	پیداوار بحساب ٹن	ہر ایکڑ کی پیداوار بحساب پونڈ
مدراس	۱۱۱۳۹۸	۲۲۲۳۰۰	۶۴۲۰
بمبئی	۷۳۰۴۹	۲۴۸۱۰۰	۶۹۵۰
بنگال	۲۰۷۹۰۰	۲۴۵۷۰۰	۳۰۰۴
یوپی	۱۵۴۳۹۰۲	۱۲۲۰۳۰۰	۲۶۰۰
پنجاب	۴۸۳۱۶۱	۳۱۳۰۰۰	۲۱۹۱
بہار و اڑیسہ	۳۰۷۳۰۰	۲۹۰۷۰۰	۲۴۶۰

ہندوستان میں شکر کی درآمد و برآمد

برآمد		درآمد	
مقدار	قیمت	مقدار	قیمت
[illegible]۵ ٹن	۱۶۱۱۳۰۰۰ روپیہ	۵۱۰۰۸۹ ٹن	۱۵۳۱۹۸۰۰۰ روپیہ
[illegible] ۲۱۴۴	〃 ۵۲۴۷۰۰۰	〃 ۷۲۹۰۰۸	〃 ۲۰۹۰۲۴۰۰۰

ہندوستان میں چائے کی درآمد و برآمد

	برآمد		درآمد	
	مقدار بحساب پونڈ	قیمت بحساب روپیہ	مقدار	قیمت
سنہ [illegible]	۳۵۹۱۰۹۲۴۴	۱۷۶۷۳۶۰۰۰	۹۳۲۶۰۱۵	۶۰۸۳۰۰۰
سنہ [illegible]	۳۳۰۱۰۹۹۳۵	۳۲۲۹۴۴۰۰۰	۷۸۸۵۰۹	۳۴۸۳۰۰۰

دنیا میں دھان کی پیداوار سنہ ۱۹۲۳ء میں بحساب ایکڑ

ملک	ایکڑ
ہندوستان	۲۲۰۹۴۰۰۰
برازیل	۱۵۷۳۰۰۰
مصر	۱۸۵۵۰۰۰
ولایات متحدہ امریکہ	۴۱۲۴۳۰۰۰

غدر ۱۸۵۷ء

تصویر کا دوسرا رخ

کئی ہفتے گزرے، الہلال میں ایک امریکن مصنف کی جدید الشیوع کتاب کے بعض حصوں کا ترجمہ شائع کیا گیا تھا جو غدر ۱۸۵۷ء کے حوادث پر تاریخی حیثیت سے لکھی گئی ہے۔ یہ ترجمہ چودھری محمد علی صاحب وکیل ایبٹ آباد کے قلم سے نکلا تھا۔ اب اُنھوں نے کتاب کے بعض دیگر حصص کا ترجمہ بھی بغرض اشاعت بھیجا ہے۔ آج ہم پھر یہ سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ پہلی قسط درج ذیل ہے۔

جن دنوں یہ وحشیانہ مظالم ظہور پذیر ہو رہے تھے، بعض نیک انگریزوں نے انکے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ہم آجتک اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ اس قلیل جماعت نے اکثریت کی وحشیانہ حرکات کے خلاف نفرت کا اظہار کیا تھا۔ لارڈ کیننگ وائسرائے ہند نے ۳۱ر جولائی ۱۸۵۷ء کو دیہاتوں کا جلانا ممنوع قرار دیدیا اور نہتے آدمیوں کو سزا دینے سے بھی حکماً روک دیا گیا۔ جن افسروں نے عوام الناس سے وحشیانہ سلوک کیا تھا، اُن سے اختیارات چھین لئے گئے۔ ۲۰ر اگست ۱۸۵۷ء کو گرانٹ صوبجات متحدہ میں بطور لفٹنٹ گورنر مقرر کیا گیا تاکہ وہ الہ آباد اور دیگر مقامات میں ان لوگوں کو بچائے، جو بلا تمیز پھانسی دئے جا رہے تھے۔ مگر کیننگ اور گرانٹ ایسے نرم دل واقع ہوئے تھے کہ ماتحت افسران کے احکام کی مطلق پروا نہیں کرتے تھے۔ بایں ہمہ انگریزوں نے انکے خلاف بڑا شور مچایا۔ اور وائسرائے کو تو وہ نرم دل کیننگ کہا کرتے تھے!

ماہ اگست میں جب انگریزی فوج کا ایک دستہ کسی گاؤں کو جلا کر واپس آ رہا تھا، راہ میں وفادار سپاہیوں کی ایک تعداد مل گئی۔ وہ بیچارے انکی سنگینوں کا شکار ہو گئے۔ جرنیل اوٹرم اس واقعہ جانکاہ کو "سفاکانہ قتل" سے تعبیر کیا کرتا تھا۔ لندن ٹائمز نے بھی ایسے بزدلانہ جرائم کے خلاف بہت کچھ لکھا تھا۔

یہ امر مسلم ہے کہ بہت سے ہندوستانی سپاہی ہمارے مظالم سے ڈر گئے اور اپنی پلٹنیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بعد ازاں وہ بغاوت کرنے پر مجبور ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے جان توڑ کر ہمارا مقابلہ کیا جس سے ہمیں سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ انہیں یقین تھا کہ جو کوئی بھی انگریزوں کے ہاتھ آ گیا اس کی جان سلامت نہیں رہیگی۔

لفٹنٹ رابرٹس جو بعد میں فیلڈ مارشل کے عہدے پر ممتاز ہوا اپنی ہمشیر کو ایک خط میں لکھتا ہے۔

"میری پیاری ہیریٹ تم کو ہرگز یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ جو سپاہی ہمارے خلاف بغاوت کر رہے ہیں، میں ان پر ترس کھاتا ہوں۔ میں ایسا سنگدل ہو گیا ہوں کہ مجھے ان کی بیکسی پر مطلق رحم نہیں آتا جب کوئی قیدی گرفتار کرکے پیش کیا جاتا ہے، تو سب سے پہلے میں ہی چلا کر کہتا ہوں" فی الفور پھانسی پر لٹکایا جائے"

دہلی کے محاصرے کے دوران میں ایک افسر لکھتا ہے:

" دشمن نے صلح کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انگریز بغیر قتل کئے اور کسی شرط پر راضی نہیں ہونگے اور ان کا خیال بالکل درست ہے"

گریٹ ہیڈ ایک خط میں اس افسر کے بیان کی تائید کرتا ہے۔ سر جان کیمبل اپنی سوانح عمری میں اس بات پر زور دیتا ہے کہ سپاہیوں نے درحقیقت بغاوت کرکے سخت نمک حرامی کا ثبوت دیا۔ لیکن جب ان میں برہمگی پھیل گئی تھی۔ تو ہمیں ان کی وفاداری پر قطعاً امید نہیں کرنی چاہئے تھی۔ کیونکہ وہ ہمارے ہم وطن نہ تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہماری طاقت معدوم ہو چکی ہے تو پھر انکا باغیوں سے جا ملنا اتنا سنگین جرم نہ تھا، جتنا ہم سمجھتے ہیں۔ بایں ہمہ ہمیں حیرت ہے کہ بہت تھوڑی فوجوں نے بغاوت میں حصہ لیا۔ جہاں کہیں کوئی فوج بغاوت کرتی تھی، وہ عموماً اپنے انگریز افسروں کو قتل کر دیتی تھی۔ لیکن برعکس اسکے عوام الناس نے اکثر ہماری امداد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ کئی دفعہ ہندوستانیوں نے انگریزوں کی جان بچا کر اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا۔ لیکن ہم نے ان لوگوں کی قربانیوں اور انسانیت کا بدلہ یوں دیا کہ باغی سپاہیوں کے ہمراہ انھیں بھی بلا تمیز قتل کرتے رہے!

ملکہ وکٹوریا اپنے خطوط میں (جو حال ہی میں کتاب کی شکل میں شائع ہوئے ہیں) غدر کے واقعات کے متعلق یوں لکھتی ہے:

"ہماری فوجوں نے باغیوں سے سخت انتقام لیا۔ جس کی وجہ سے وہ سخت بدنام ہوئیں۔ کیونکہ انھوں نے سخت بے رحمی سے بدلہ لیا تھا مگر لارڈ کیننگ کو بھی اس کی نرم مزاجی کی وجہ سے بیجا طعن کیا جاتا ہے۔ عوام الناس کی رائے ہے کہ فوج اور سول کے افسروں نے غدر کو کچل دینے کے لئے جو جو اقدامات کئے تھے۔ وہ بالکل ضروری تھے اور اگر سپاہ سختی سے کام نہ لیتے۔ تو بغاوت اتنی جلد فرو نہ ہوتی۔"

رسل نے اپنی ڈائری میں یہ سوال یوں حل کیا ہے۔

"آیا تو یہ محض ایک فوجی بغاوت تھی۔ یا عام بغاوت تھی۔ چونکہ یہ بغاوت محض فوجوں تک محدود تھی، اس لئے دیہات اور شہر کے باشندوں کو محض اس بنا پر موت کی سزائیں دینا کہ انھوں نے سپاہیوں کی بغاوت فرو کرنے میں انگریزوں کا ساتھ نہ دیا، کسی قدر تہذیب سے گرا ہوا فعل تھا۔ ہم لوگوں کے ہمدردانہ جذبات کو جرم نہیں قرار دے سکتے۔ ہمیں چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے دشمنوں کو جنگ کے میدان میں تباہ کریں۔ لیکن تمام علاقے کو محض اس بنا پر سزا دینا کہ اسمیں کچھ جرائم واقع ہوئے تھے، یا باغی سپاہیوں نے اسمیں ڈیرا ڈالا تھا۔ ایک ایسا شنیع فعل ہے کہ کوئی سمجھدار آدمی اس سے نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا

اس بغاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو قوموں کے درمیان ایسی سخت نفرت قائم ہو گئی ہے کہ اس کے دور کرنے کے واسطے بہت عرصہ چاہئے۔ باہمی اعتبار بالکل زائل ہو گیا ہے۔ اور امید نہیں کہ وہ پھر عود کر سکے۔"

ہوڈسن ایک جگہ لکھتا ہے:

"دہلی کے باشندوں نے باغیوں کے جرائم کا کفارہ کئی گنا دیا۔ ہزارہا مرد اور عورتیں شہر کے مضافات میں آوارہ پھر رہے تھے۔ نہ انکے پاس سامان خورد و نوش تھا۔ نہ ہی انکے قیام کے لئے کوئی مکان تھا جو کچھ ان کا اثاث البیت تھا، وہ انگریزی سپاہیوں نے لوٹ لیا تھا۔ انھوں نے دہلی کی فتح کے بعد ہر ایک مکان کی تلاشی لی تھی اور جو کچھ وہاں ملا تھا، لوٹ لے گئے تھے۔ عورتوں کی بڑی تعداد نے اپنے آپکو ہمارے رحم پر چھوڑ دیا تھا۔ ہم نے انہیں ایک محفوظ جگہ پر پہونچا دیا تھا۔ ہمیں ان دنوں ایسی شریف زادیوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوتا تھا، جو بڑی مشکل سے اپنے بچوں کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے رستوں پر ڈگمگاتی پھرتی تھیں کیونکہ وہ اپنے گھر کی چار دیواری سے باہر چلنے کی عادی نہ تھیں!"

رومیش دت ہندوستان کی تاریخ کے صفحہ ۲۲۴ پر لکھتا ہے:

"ہر ایک سمجھدار انگریز اور ہندوستانی اس بات کا خواہاں ہے کہ بغاوت کے افسوسناک حوادث کو مدارس کی تعلیمی کتابوں سے حذف کر دیا جائے تاکہ بچوں کے دماغ میں یہ زہر سرایت نہ کر سکے۔ جب سے انگریزوں نے ہندوستان پر تسلط جمانا شروع کیا، ان کی راجوں اور نوابوں سے ہمیشہ لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ ماننا پڑتا ہے کہ ان لڑائیوں میں فریقین نے اس قدر ظلم نہیں کئے تھے، جیسے کہ غدر کے دنوں میں ہوئے۔ باغیوں نے اس خیال سے بغاوت کا علم بلند کیا تھا کہ وہ اپنے مذہب اور قومیت کی خاطر لڑ رہے تھے۔ لیکن انھوں نے بے گناہ عورتوں اور بچوں کو قتل کرکے اپنی قوم اور مذہب کی سخت توہین کی۔ دوسری طرف سے انگریزی فوجوں نے بھی سیکڑوں میلوں کے محاذ میں بے شمار گاؤں جلا ڈالے اور بے شمار بے گناہوں کا خون بہایا۔ انھوں نے دہلی کے باشندوں کا قتل عام کیا۔ حالانکہ باغی سپاہ (جو واجب القتل تھی) شہر چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔ اسی طرح انگریزی کمشنروں نے شمالی ہند میں ہزاروں بے گناہ آدمیوں کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ جنھوں نے غدر میں مطلقاً حصہ نہیں لیا تھا۔"

جن واقعات کا میں نے ذکر کیا ہے، انھیں کسی خاص خصوصیت کی بنا پر منتخب نہیں کیا گیا۔ بہت سے حوادث غدر ان سے بھی زیادہ ہولناک قسم کے میرے علم میں آئے ہیں جن کا ذکر میں پسند نہیں کرتا بعض لوگ یقین نہیں کرینگے۔ مجھے اس افسوسناک معاملے کی یاد تازہ کرنی تھی لیکن [illegible] اس لئے یہ داستان غم از سر نو چھیڑی ہے تاکہ ایک معاملہ کا فیصلہ ہو سکے۔ ایک طرف انگریز ہیں۔ جو ابتک ہندوستانی مظالم فراموش کرنا نہیں چاہتے اور یکے بعد دیگرے ایسی تاریخیں لکھی جا رہی ہیں جن میں صرف تصویر کا ایک ہی رخ نمایاں کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہندوستانی ہیں۔ اور وہ بجا طور پر محسوس کرتے ہیں کہ آجتک انکے خیالات و احساسات کی بالکل شنوائی نہیں ہوئی۔ ایک مورخ نے بھی اس کی ضرورت نہ سمجھی کہ تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کی بھی کوشش کرے۔ میری رائے میں انصاف اور دیانت داری کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو دونوں فریق یہ معاملہ یکقلم بھلا دیں۔ یا پھر دونوں کو اپنا اپنا نقطہ خیال ظاہر کرنے کا موقعہ دیا جائے۔

لارڈ رابرٹس کے وہ خطوط جو غدر ۱۸۵۷ء میں انھوں نے لکھے تھے، اب ۱۹۲۴ء میں چھاپ کر شائع کئے گئے ہیں۔ اگر برطانیہ کو ہندوستان سے ذرا بھی ہمدردی ہوتی تو یہ کتاب اب ہرگز شائع نہیں کی جاتی ہندوستانیوں کے خلاف سخت زہر اگلا ہے۔ میں نے جان بوجھکر نیل (Neill) کی سفاکانہ حرکات کا (جو کانپور کے حادثہ سے بھی دہشتناک تھی) ذکر نہیں کیا ہے۔ نہ ہی میں نے ہاڈسن کے شنیع افعال کو (جسنے ہمایوں کے مقبرے کے قریب دو مغل شاہزادوں کو بلا وجہ قتل کیا تھا) اس کتاب میں درج کرنا مناسب سمجھا ہے۔ میں نے

ہوئے، اور ایک ہی رسی میں باندھ دیئے گئے۔ وحشی فاتح جب اُنھیں اپنے لشکر میں لئے جا رہے تھے، تو بخیت کوکو نے اپنے دوست شعبان عدوی سے کہا "میں ان قبیلوں کی زبان اور عادات سے بخوبی واقف ہوں۔ یہ لوگ قیدیوں کو سخت تکلیف دینے کے بعد زندہ جلا دیتے ہیں۔ اگر تم منظور کرو تو ان سے میں درخواست کروں کہ ہم دونوں کو ساتھ ہی جلائیں۔ لیکن میں کوشش کروں گا، کسی تدبیر سے انھیں رہا کر دیدوں" مصری از حد خائف تھا۔ تقریباً مجنون ہو چکا تھا اُسنے اپنے دوست کی تائید کی۔

(۴)

وحشی فاتحوں نے اپنے لشکر میں پہنچکر جشن شروع کیا۔ تقریب کا آغاز اس طرح ہوا کہ دو قیدی افسروں کو برہنہ کرکے ایک درخت کے تنہ سے باندھ دیا گیا اور نوجوانوں نے اُن پر تیر اندازی شروع کی۔ بر تیر پر مظلوم قیدیوں کی فریاد بلند ہوتی تھی، اور وحشی فاتحوں کے پُر مسرت نعرے ہوا میں گونج اُٹھتے تھے۔ ایک قیدی تو فوراً مر گیا مگر دوسرا دو دن تک زندہ رہا۔ روز صبح سے شام تک اُس کے زندہ جسم پر تیر افگنی کی مشق کی جاتی تھی!

اس تماشہ کے بعد جتنے قیدی خوف و دہشت سے مر نہیں چکے تھے، زندہ جلا دئے گئے۔ پھر ان دونوں دوستوں یعنی شعبان عدوی اور بخیت کوکو کی باری آئی۔ بخیت نے قبیلے کے سردار سے اُس کی زبان میں کہا "ہم دونوں ترک نہیں ہیں جیسا کہ تم خیال کرتے ہو ہم ملک کرکورڈ[1] کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں ترک پکڑ لے گئے تھے اور زبردستی تم سے لڑنے پر مجبور کیا۔ مگر ہم نے کوئی ہتیار نہیں چلایا اور قید ہو گئے تاکہ تمھارے ساتھ ملکر ترکوں سے لڑیں۔ اگر تم ہمیں مار دوگے نہیں تو ہمارے قبیلے بھی تمھاری مدد پر آجائیں گے"

بڑی حجت و تکرار کے بعد سردار نے دونوں قیدیوں کو زندہ رکھنا منظور کر لیا۔ زیادہ تر اس خیال سے کہ ان سے بطور ترجمان کے کام لیا جائے گا۔

(۵)

اس کے بعد دونوں قیدی وحشیوں کے ساتھ رہنے اور اُن کی وحشیانہ رسموں میں شریک ہونے لگے۔ اسپر ایک مدت گزر گئی۔ اب شعبان عدوی اُداس رہنے لگا، کیونکہ نجات سے نا امید ہو گیا تھا۔ بخیت کوکو ایک دن کسی ضرورت سے جدا ہوا۔ شعبان نے یہ موقع غنیمت سمجھا۔ درخت میں رسی باندھی اور اپنے گلے میں پھندا لگا کر لٹک گیا۔ درخت پر بلبلیں اور غوغائیاں چہچہا رہی تھیں۔ اچانک چلا اُٹھیں۔ اتفاق سے بخیت کوکو بھی اب پہنچ چکا تھا۔ چڑیوں کا شور سنکر نظر اُٹھائی تو اپنے دوست کو لٹکتے دیکھا۔ حیرت انگیز پھرتی سے وہ درخت پر چڑھ گیا، اور اپنے تیز خنجر سے پھانسی کی رسی کاٹ دی شعبان نیچے گرا۔ بخیت بھی ساتھ ہی پھاندا اور دوست کی لاش پر نوحہ کرنے لگا!

بخیت کوکو ابھی نوحہ و فغاں کر ہی رہا تھا کہ شعبان نے آنکھ کھول دی۔ وہ مرا نہیں تھا۔ صرف بے ہوش ہو گیا تھا۔ بخیت بہت خوش ہوا اور بتایا کہ "میں نے قبیلے کے سردار کو راضی کر لیا ہے کہ ہم دونوں، وحشیوں کو بندوق چلانا سکھا دیں۔ جب ہتیار ہمارے ہاتھ آجائیں گے تو میں تمھیں لے کر ملک نم نم کی طرف بھاگ جاؤں گا۔ وہ یہاں سے صرف ۲۰ دن کے فاصلے پر ہے۔ مجھے راستہ اچھی طرح معلوم ہے"

"میں نم نم میں نہیں جاؤں گا کیونکہ وہاں آدمیوں کا گوشت کھایا جاتا ہے!" شعبان نے خوف زدہ ہو کر کہا۔

"دوست! یہ تم سے کس نے کہدیا؟" بخیت کوکو نے کہا "یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نم نم میں صرف دو قبیلے، آدمی کھاتے ہیں۔ اور وہ بھی ہر طرح کا آدمی نہیں۔ صرف بیمار آدمیوں کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ اُن میں کسی ایک قبیلے میں جب کوئی بیمار ہو جاتا ہے اور اچھا نہیں ہوتا، تو اُسے دوسرے قبیلے میں بھیجدیتے ہیں تاکہ اُسے بھون کر کھالیں۔ کیونکہ وہ آدمی کو دفن کرنا یا جلانا، انسانیت کے خلاف سمجھتے ہیں!"

(۶)

یہ سنکر شعبان بھاگنے پر راضی ہو گیا۔ کچھ مدت بعد لوٹ کی بندوقیں اور کارتوس آگئے۔ ایک رات جبکہ وحشی ناچ گانے میں مصروف تھے، دونوں دوستوں نے بندوقیں اُٹھائیں، کارتوس کی پیٹیاں کمر میں باندھیں، اور اندھیرے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔

رات بھر چلنے کے بعد وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچے جہاں ہر طرف دلدلیں تھیں۔ پورا ایک دن انہی دلدلوں کے عبور کرنے میں لگ گیا۔ اب وہ بہت تھک گئے تھے اور بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ جوں ہی ایک خشک زمین پر پہنچکر اُنھوں نے چاہا کہ ستا لیں، بخیت کوکو چلایا "فوراً درخت پر چڑھ جاؤ!" شعبان، بد حواس ہو گیا۔ مگر بخیت دوڑ کر اُس کے پاس آیا اور اُسے گود میں اُٹھا کر درخت پر چڑھا دیا؛ اور خود بھی اوپر پہنچ گیا۔ فوراً ہی اُنھوں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان کرگدن، تیر کی طرح دوڑتا ہوا چلا آرہا ہے۔ آتے ہی اُسنے قریب کے ایک درخت پر حملہ کیا اور پورا درخت اکھاڑ کر پھینک دیا۔ دونوں دوستوں کے پاس بندوقیں موجود تھیں۔ اُنھوں نے فیر کیا اور سہ گولیوں میں حیوان کو گرا دیا۔ اب وہ خوش خوش اُترے اور اُس کا گوشت بھون بھون کر کھانے لگے۔

مسلسل کئی دن تک اُنھوں نے جنگلی کیلے اور آم کے جنگلوں میں سفر کیا۔ راستے میں بہت سے دریا ملے۔ دونوں دوست درخت کاٹ کر کشتی بنا لیتے تھے، اور دریا عبور کر جاتے تھے۔

کئی ہفتے کے سخت ہولناک سفر کے بعد وہ ملک نم نم کی سرحد پر پہنچ گئے۔ رات اُنھوں نے ایک اونچے پیڑ کی شاخوں پر گذاری۔ وہ مشورہ کرتے رہے کہ یہاں کے بادشاہ کو کیا ہدیہ پیش کرنا چاہئے؟ کیونکہ بادشاہ اگرچہ انصاف پسند تھا مگر کسی اجنبی کو بلا سبب ملک میں داخل ہونے نہیں دیتا تھا۔ آخر اُنھوں نے طے کیا کہ اپنے ہتیار اُس کے سامنے پیش کرینگے۔

صبح وہ چلے جا رہے تھے کہ ناگاہ اُنھیں زمین پر ایک آدمی کی لاش نظر آئی۔ پاس ہی ایک گٹھری بھی رکھی تھی۔ قریب کے درخت سے گدھا بندھا تھا۔ انھوں نے خیال کیا، کوئی مسافر تھا۔ گدھا باندھ کر اور گٹھری سر کے نیچے رکھ کر آرام کے لئے لیٹا ہوگا، مگر کسی درندے نے اُسے مار ڈالا۔ پھر اُنھوں نے گٹھری کھولی تو اُسمیں ریشمی اور کلابتونی کپڑے رکھے تھے۔ وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے "بادشاہ کے لئے یہ اچھا تحفہ ہے۔ گدھا دیکھ کر وہ بہت خوش ہوگا۔ کیونکہ اس ملک میں گدھا نا پید ہے"

اب اُنھوں نے چاہا یہ مال غنیمت لے کر آگے بڑھیں، مگر فوراً ہی پاس کی جھاڑی سے ایک شیر ببر مہیب آواز سے چلاتا باہر نکلا۔ مگر وہ ڈرے نہیں۔ فوراً بندوق چلائی اور شیر کو مار ڈالا۔

(۷)

شاہ نم نم کا پائے تخت سامنے تھا۔ بندوق کی آواز وحشی باشندوں کے لئے بالکل نئی تھی۔ بہت سے آدمی گاؤں سے نکل آئے اور آواز کی طرف دوڑے۔ خود بادشاہ، سب سے آگے تھا۔ بخیت کوکو نے بادشاہ کو دیکھا تو شاہانہ آداب و کورنش بجالایا، اور اپنا اپنے دوست کا پورا قصہ کہہ سنایا۔ پھر اُسنے کہا:

"میرا یہ دوست، اپنے وقت کا رستم ہے۔ خود اعلیٰ حضرت ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اسنے کس آسانی سے شیر مار ڈالا، اور اس عجیب مخلوق (یعنی گدھے) کو اپنی سواری بننے پر مجبور کر دیا!"

بادشاہ بہت متحیر ہوا۔ گدھے کی صورت دیکھ کر اُس کی تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔

پھر بخیت کوکو نے بادشاہ سے کہا "گدھا اصل میں میرے اس دوست کے بھائی کی سواری ہے۔ وہ اسپر سوار ہو کر تمام دنیا میں سفر کرتا رہا۔ وہ اپنے اس گم شدہ بھائی کو تلاش کر رہا تھا جسے وحشی لوگوں نے قید کر لیا تھا۔ وہ اپنے ساتھ اعلیٰ حضرت کے لئے یہ کپڑے بھی لایا تھا۔ مگر افسوس کہ درندے نے اُسے سوتے میں مار ڈالا۔ اب میرا دوست اعلیٰ حضرت کی خدمت میں یہ کپڑے نیز یہ جھنڈا جس سے اُسنے چشم زدن میں شیر کو مار ڈالا، ہدیۃً پیش کرتا ہے!"

بادشاہ از حد مسرور ہوا اور ہدیئے قبول کر لئے۔ پھر بخیت نے بادشاہ کی اجازت سے شعبان کو حکم دیا کہ گدھے پر سوار ہو کر بادشاہ کے روبرو اُسے دوڑائے۔ شعبان گدھے پر سوار ہو گیا مگر سوء اتفاق سے گدھا چلانے لگا۔ اُس کی عجیب آواز سنکر وحشی باشندے اور خود بادشاہ پر سخت دہشت طاری ہوئی۔ وہ بے تحاشا بھاگ کھڑے ہوئے۔ بخیت کوکو نے دوڑ کر بادشاہ کو روکا، اور عرض کیا "یہ حیوان، سفر میں رہنے کی وجہ سے بدتمیز ہو گیا ہے! چند دن آرام کرنے کے بعد ٹھیک ہو جائے گا!"

بادشاہ نے اپنے کاہن سے مشورہ کیا۔ کاہن نے کہا "یہ مخلوق، اصل میں انسان ہی ہے اور جادو کے زور سے جانور بنا دیا گیا ہے"

تب بادشاہ کی آنکھوں میں غضب ظاہر ہوا۔ بخیت کوکو سمجھ گیا۔ اُسنے بندوق اُٹھائی، اور گولی مار کر گدھے کا خاتمہ کر دیا۔

اب بادشاہ کے ہوش حواس درست ہوئے۔ اُس کا غصہ فرو ہو گیا۔ دونوں مہمانوں کو اپنے قصر شاہی میں اُتارا؛ جو بانس کا ایک جھونپڑا تھا۔ پھر اُن کے اعزاز میں پُر تکلف دعوت کی۔ دس سب سے زیادہ موٹے کتے ذبح کرائے اور اُن کے کباب مہمانوں کو کھلائے!

شاہی مہمان عزت و احترام سے رہنے لگے۔ اُنھیں ہر جگہ پھرنے کی اجازت تھی۔ اُنھوں نے دیکھا، یہاں مرد بالکل برہنہ رہتے ہیں۔ عورتیں، صرف سبز پتے باندھ کر ستر پوشی کرتی ہیں۔ جب پتے خشک ہو جاتے ہیں تو اُنھیں پھینک کر نئے پتے باندھ لیتی ہیں۔ تعدد ازدواج کی عادت عام ہے۔ خود بادشاہ کے محل میں ۵۰۰ بیویاں تھیں۔ باشندے بہت مطمئن زندگی بسر کرتے ہیں۔ غذا وافر ہے۔ ہر گھر میں شہد با فراط موجود ہے۔

(۸)

چند ماہ قیام کے بعد دونوں دوست بادشاہ کی اجازت سے خرطوم روانہ ہوئے۔ وہاں سے مصر پہنچے۔ شعبان عدوی نے اپنے چچا کی لڑکی سے شادی کر لی اور اپنے دوست بخیت کوکو سے اپنی بہن بیاہ دی۔

* * *

---

[1] کرکورڈ یا قورقرہ خط استوا پر بحر غزال کے ممالک کا ایک جزو ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہاں کے باشندے بہت سُرخ سفید ہوتے ہیں۔ اُن کے بال بھورے اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ بالکل یورپین معلوم ہوتے ہیں۔

بریدِ شرق

مکتوبِ حجاز

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم حجاز کے قلم سے)

لجنۂ تفتیش مدینۂ منورہ میں

قارئین الہلال لجنۂ تفتیش کے نام اور مقاصد سے واقف ہو چکے ہیں کہ مکہ معظمہ اور جدہ کے انتظامات و اصلاحات سے فارغ ہو کر اب یہ مجلس گزشتہ ہفتہ مدینۂ منورہ گئی ہے۔ شیخ حافظ وہبہ اس کے صدر ہیں۔ مجلس نے مدینۂ طیبہ میں پہنچتے ہی علماء و فضلاء اور شہر کے سربرآوردہ آدمیوں کو جمع کیا اور صدر مجلس نے اُن کے روبرو حسب ذیل تقریر کی:

"میں تمہیں جلالۃ الملک کا سلام پہنچاتا ہوں۔ سلطان تمہارے لئے اور تمہارے پاک شہر کے لئے اپنے دل میں بہترین آرزوئیں رکھتے ہیں۔ سلطان نے ہمیں یہاں اس لئے بھیجا ہے کہ رعایا کے حالات اور حکومت کے معاملات کی تفتیش کریں۔ جتنی اچھائیاں ہمیں نظر آئیں گی، برقرار رکھیں گے۔ جتنی برائیاں دکھائی دیں گی، معدوم کر دیں گے۔ تم جانتے ہو آدمی اپنی انفرادی حالت میں کمزور ہے، لیکن جماعت کے ساتھ طاقتور ہے۔ پس ہم چاہتے ہیں تم اس مجلس میں شریک ہو۔ اس کی مدد کرو۔ اس کے سامنے اپنی شکایتیں پیش کرو۔ اپنے مشوروں سے اس کی رہنمائی کرو۔ ہم ہر معقول بات سننے اور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ہر ظالم کو گرا دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ تم ہرگز کسی کا خوف اپنے دلمیں نہ رکھو۔ بڑے سے بڑے حاکم نے بھی اگر زیادتی کی ہے، تو صاف صاف کہدو۔ ہم فوراً اس کا تدارک کریں گے۔ ہماری غرض اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس مقدس شہر کو ترقی اور اس کے باشندوں کو خوشحالی حاصل ہو۔ اس پیغام کے بعد سلطان کی ذمہ داری ختم ہو گئی ہے۔ اگر تم اب بھی خاموش رہو گے اور اپنی شکایتیں پیش نہیں کرو گے تو اس کی ذمہ داری سراسر تمہارے ہی سر ہوگی۔ پھر حکومت کو ملامت نہ کرنا، خود اپنی بزدلی اور غفلت پہ تاسف کرنا۔"

اس کے بعد مجلس نے حکومت کے تمام شعبوں اور دفتروں کی جانچ کی۔ پھر اپنی تحقیقات قلمبند کر کے خفیہ طور پر سلطان کو بھیج دی۔ سلطان نے فوراً مدینۂ منورہ کے حاکم اور سپہ سالار کو طلب فرمایا اور انہیں معزول کر کے اپنے تیسرے بیٹے شاہزادہ محمد کو حاکم اعلیٰ، شیخ عبد العزیز ابراہیم کو اُن کا نائب، اور شیخ یاسین رواف کو مساعد مقرر کر دیا۔ نئے حاکم نے آتے ہی باشندوں کو جمع کیا اور سلطان کا حسب ذیل فرمان سنایا:

"اے اہل مدینہ! تم اور تمہارے حاکم باہم نیکی اور تقویٰ میں مددگار بنائیں۔ ہوا و ہوس اور گمراہیوں سے پرہیز کریں۔ باہم اتحاد رکھیں نفاق سے بچیں۔ قیل و قال چھوڑ دیں۔ خدا ہماری اور تمہاری اصلاح کرے، اور سب کو نیکی کی توفیق بخشے۔"

پھر سلطان کا وصیت نامہ پڑھا گیا جو انھوں نے حاکم مدینہ کے لئے لکھا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے:

"امن و امان قائم کرنے میں پوری کوشش کرنا۔ تمام لوگوں سے یکساں برتاؤ کرنا، کیونکہ سب آدمی برابر ہیں۔ نہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت ہے، نہ عجمی کو عربی پر کوئی امتیاز۔ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کا پتلا تھا۔ ہاں، اگر کوئی امتیاز ہے تو وہ صرف تقویٰ کا امتیاز ہے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ تمام رعایا تجھ سے خوش رہے۔ شہری باشندے بھی خوش رہیں، بدوی باشندے بھی خوش رہیں۔ کوئی معاملہ بھی اپنی رائے سے انجام نہ دینا۔ ہمیشہ شرعی حاکم سے مشورہ کرو۔ کیونکہ اس میں اللہ کی اطاعت زیادہ ہے اور مخلوق کی رضامندی بھی اسی ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اپنے بارے میں لوگوں کا خیال بدل دو۔ تمھیں سب سخت گیر کہتے ہیں۔ نرم دل بنجاؤ۔ میری سب سے بڑی وصیت یہ ہے کہ شعائر دین قائم کرو، اوامر الٰہی جاری کرو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قائم ہو جاؤ۔ شریعت کے نفاذ میں لومۃ لائم کی پروا نہ کرو۔ اپنے ماتحت عہدہ داروں کی نیکی میں مدد کرو۔ اگر اُن کی کوئی قابل اعتراض بات نظر آئے تو عوام و خواص میں اُن کی مذمت شروع نہ کرو، بلکہ انھیں اپنے پاس بلا کر نصیحت کرو۔ اگر اس پر بھی اُن کی اصلاح نہ ہو تو مجھے یا میرے نائب عام کو اطلاع دو۔ عہدہ داروں کو اپنا جاسوس نہ بنانا۔ سب کو دُور سے اپنا دوست بنائے رکھو۔"

سلطان کا سفر نجد

سلطان اپنے نجدی پایۂ تخت ریاض کو روانہ ہو گئے ہیں۔ سفر سے پہلے حرم میں نماز پڑھی اور طواف الوداع کیا۔ یہ سفر نجد میں بعض انتظامات کی تکمیل کے لئے ہے۔

عسیر کے لئے طبی وفد

عسیر کا علاقہ جس وقت سے سلطان ابن سعود کے زیر حکومت آیا ہے، سلطان اصلاح و ترقی کی کوششوں میں سرگرم ہیں۔ اس علاقہ میں اسوقت تک نہ کوئی باقاعدہ معالج تھا۔ نہ شفاخانہ۔ اب سلطان کے حکم سے ایک طبی وفد بھیجا جا رہا ہے تاکہ وہاں ایک شفاخانہ قائم کرے۔ ڈاکٹر [illegible] اس وفد کے رئیس ہیں جو کہ مکہ معظمہ کے محکمۂ حفظان صحت کے مہتمم تھے۔

عدل و امان

اس ہفتہ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جو اگرچہ حجاز میں اب کوئی غرابت نہیں رکھتا، لیکن بیرونی دنیا کے لئے وہ ضرور قابل ذکر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مکہ کا ایک مطوف جدہ سے آ رہا تھا۔ گھر پہنچ کر اُسنے دیکھا کہ پندرہ ہزار روپیہ کی تھیلیاں اسباب سے غائب ہیں! وہ سخت پریشان ہوا دوستوں نے مشورہ دیا کہ پولیس کو خبر کرے۔ مگر اُسنے انکار کر دیا۔ کیونکہ اُسے معلوم نہیں تھا، یہ رقم کہاں ضائع ہوگئی؟ اچانک اُس کے بچہ

عالمِ مطبوعات و صحائف

کیا چاند تک پہنچنا ممکن ہے؟

امریکہ سے یورپ تک دو گھنٹے میں!

امریکہ اور یورپ میں اب تک مشہور فضائی سیاح لنڈبرگ کا چرچا ہو رہا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جو نیو یارک سے پیرس تک بغیر کہیں رُکنے کے اُڑنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

لیکن اب یورپ اور امریکہ کے ہوائی سفر کے ماہرین اس کامیابی پر متعجب نہیں ہیں۔ اُن کا خیال ہے، بہت جلد یہ بات ممکن ہو جائیگی کہ امریکہ سے یورپ تک کی مسافت صرف دو گھنٹے میں طے کر لی جائے!

اسوقت جرمنی میں تین شخص ایسے موجود ہیں جو چاند تک پہنچنے کے لئے عملی جدوجہد شروع کر چکے ہیں۔ یہ سب کے سب علوم کے بھی استاد ہیں اور اُن تدابیر پر علمی طریقے سے غور کر چکے ہیں جن کے ذریعہ ہوائی جہاز کا چاند تک پہنچ جانا ممکن ہے۔

حال میں پروفیسر ماکس ویلیر نے (جو ان تین میں سے ایک ہے) ایک بیان بعض علمی رسائل میں شائع کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"انسان اب اپنی ایجادات کے زور سے مسافت کی دُوری پر غالب آ گیا ہے۔ مثلاً سو میل کی مسافت پہلے ۴ دن میں طے کیجاتی تھی۔ بائسکل نے اسے ایک دن کی مسافت کر دیا۔ ریل نے اسے ایک گھنٹہ کا سفر بنا دیا۔ اور اب ہوائی جہاز کے لئے یہ صرف چند منٹوں کی بات ہے۔ پھر اگر توپ کے گولہ کی رفتار پر نظر ڈالی جائے، تو وہ سو میل کی مسافت ۳ منٹ میں طے کر لیتا ہے۔"

"بلا شبہ موجودہ ہوائی جہاز توپ کے گولہ کی سی رفتار نہیں پیدا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جہاز جوں جوں فضا میں بلند ہوتا جاتا ہے، ہوا لطیف ہوتی جاتی ہے، اور جہاز کی قوت میں کمی آتی جاتی ہے۔ لیکن اس سے ہماری کوششوں میں فرق نہیں آ سکتا۔ ہمیں اپنی سعی برابر جاری رکھنی چاہیے۔ ہم ضرور کوئی ایسا طریقہ پیدا کر لیں گے کہ توپ کے گولہ کی طرح ہوائی جہاز بھی فضا میں بغیر کسی رکاوٹ کے بلند ہو سکے۔"

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ہوائی جہازوں میں ایسے محرک (موٹر) لگائے جائیں جو بلندی پر جا کے ہوا میں کثافت پیدا کر سکیں تو یہ مشکل حل ہو جائے گی لیکن میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہے۔ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ ۱۵ میل تک جہاز پہنچ سکے گا۔ اس کے بعد محرک بیکار ہو جائے گا۔"

"یہ مشکل صرف اس طرح حل کی جا سکتی ہے کہ محرک، خود جہاز میں نہیں بلکہ اُس کے باہر ہو۔ یعنی ایسے آلات ایجاد کئے جائیں جو جہاز کو بلندی پر اُسی طرح پہنچا دیں، جس طرح توپ اپنا گولہ اُڑا دیتی ہے۔ اس صورت میں ہوا کی لطافت کا اُس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔"

ایک اور پروفیسر رتسویل کا خیال ہے۔

"اگر ہوائی جہاز، ۱۵ میل کی بلندی پر پہنچ سکے۔ اور اُس کا محرک ۵۰ ٹن وزن کا ہو، اور خود جہاز کا وزن ½۹ ٹن سے زیادہ نہ ہو تو وہ برلن سے نیویارک کا فاصلہ ۲۰ گھنٹے میں طے کر سکتا ہے۔ لیکن اگر جرمن پروفیسر کے نظریہ کے مطابق یہ جہاز، توپ کے گولے کی طرح، ۸۰ درجہ کے زاویہ پر، ہوا میں پھینکا جائے تو یہ اسکے

کئی چشم دید گواہوں کے بیانات بھی حذف کر دئے ہیں، جن کا بیان ہو کہ سیکڑوں دیہات جلا دیئے گئے اور ان میں بوڑھے مرد اور پردہ نشین عورتیں بھی جلکر راکھ ہو گئیں۔

غدر کے تاثرات جنوبی ہند اور بنگال تک نہیں پھیلے لیکن بہار سے لے کر شمال مغربی سرحد تک غدر کی یاد ابتک تازہ ہو۔ اس علاقہ کے ہندوستانیوں اور انگریزوں دونوں نے ابھی تک فراموش نہیں کیا ہو۔ اس لئے اس کی یاد ان دونو قوموں کے باہمی تعلقات میں رخنہ اندازی کرتی رہتی ہو۔ جب کبھی کہیں ذرا سا فساد ہوتا ہو تو ہندوستان کے انگریز باشندے چلا اٹھتے ہیں "مارشل لا فی الفور نافذ کیا جائے" کیونکہ انہیں ہر وقت اپنی جانوں کا خطرہ رہتا ہو اگر غدر کے افسانے انگریزی تواریخ میں ایسے خوفناک طریقہ سے درج نہ کئے جاتے تو انگریزوں کے دلوں میں اس قسم کا ہیجان ہرگز پیدا نہ ہوتا۔ جب کبھی انگریز یہ جھوٹے قصے پڑھتے ہیں۔ تو ان کے دلوں میں ہندوستانیوں کے خلاف ایک عالمگیر نفرت پیدا ہو جاتی ہو۔ اور خواہ مخواہ کوئی بہانہ پیدا کرکے انتقام لینے پر تل جاتے ہیں

میں ذیل میں تین ایسے واقعات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے عہد غدر کے بعد خیالات کا اندازہ لگ سکتا ہو:

تین واقعات

کوکوں کی بغاوت

(۱) "۱۳ جنوری ۱۸۷۲ء کو تقریباً ایک سو انتہا پسند سکھوں نے (جنھیں پنجابی زبان میں کوکے بھی کہتے ہیں) مالیر کوٹلہ کے شہر پر دھاوا مار دیا۔ فریقین کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ اور دونو طرف سے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ سکھوں کی طرف سے ۸۰ آدمی (جن میں ۲۲ مجروح بھی تھے) بھاگ کر ریاست پٹیالہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ لیکن دوسرے ہی دن انھوں نے انگریزوں کے سامنے ہتیار ڈال دئے اور انھیں شیرپور کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ کووَن نے جو لدھیانہ کا ڈپٹی کمشنر تھا، ان قیدیوں کو کوٹلہ میں بلوایا (جہاں وہ خود ۱۶ تاریخ کو پہنچ گیا تھا) اسنے اپنے کمشنر کو اسی وقت اطلاع بھیجی کہ اب امن و امان ہو گیا ہو اور کل صبح قیدیوں کو توپ کے ذریعے اڑا دیا جائے گا۔ ۱۷ جنوری کو کمشنر نے کووَن کو حکم دیا کہ قیدی فی الحال شیرپور کے قلعہ ہی میں رکھے جائیں، لیکن کووَن نے تعمیل حکم سے گریز کیا اور اسی روز بغیر کسی تحقیقات کے ۴۹ قیدی توپ سے اڑا دئے گئے۔ شام کے ۷ بجے کمشنر کا ایک اور حکم ملا۔ اسوقت ۶ قیدی توپ کے سامنے بندھے ہوئے تھے۔ کمشنر نے لکھا تھا کہ تمام قیدی بلا تاخیر اس کے پاس بھیجدئے جائیں تاکہ وہ انکے مقدمہ کی سماعت کرے۔ لیکن کووَن نے اس حکم کی بھی مطلق پروا نہ کی۔ اور اس گروہ کو بھی توپ سے اڑا دیا۔ جب گورنمنٹ نے اس کی نافرمانی کے متعلق باز پرس کی۔ تو اسنے جواب دیا "جب مجھے کمشنر کا حکم ملا تھا تو میں نے سوچا، اگر اسوقت ان ۶ آدمیوں کو (جو توپ کے سامنے بندھے ہوئے ہیں) قتل نہ کیا گیا تو حاضرین پر برا اثر پڑیگا۔ اور اس تاخیر سے ہماری کمزوری ثابت ہوگی۔ اس لئے میں نے انہیں قتل کرا دیا" ایک قیدی اپنے محافظوں سے بھاگ نکلا تھا اسنے آتے ہی کووَن پر حملہ کرکے اس کی داڑھی پکڑ لی۔ لیکن ہندوستانی افسروں نے اسے تلواروں سے ڈھیر کر دیا۔ فارسِتھ (کمشنر) نے کووَن کو کئی دفعہ حکم دیا تھا کہ قانون کے مطابق کارروائی کرنی چاہئے گر اسنے نافرمانی کی! علاوہ ازیں کمشنر نے گورنمنٹ کو تار بھی دیا تھا کہ میں موقع پر موجود ہوں۔ اور میں ان قیدیوں کے مقدمات کا بغیر کسی تاخیر کے فیصلہ کر سکتا ہوں۔ مجھے اسوقت کسی فوری کارروائی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ ممکن ہو اس سے جوش زیادہ پھیل جائے۔ لیکن جب ڈپٹی کمشنر نے اسے اطلاع دی کہ اسنے بہت سے قیدی قتل کرا دئے ہیں۔ تو کمشنر نے اس کا جواب یوں دیا۔

"میرے پیارے کووَن۔ جو کچھ آپنے کیا ہو۔ بہت اچھا کیا ہو۔ میں نے آپ کا طرز عمل نہایت پسند کیا۔ میں بھی آپکی تقلید کروں گا"

چنانچہ جب بقیہ قیدی اس کے پاس بھیجے گئے تو اسنے بھی انہیں سزائے موت دے دی۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کو ان واقعات کا علم ہوا تو اسنے ایک بڑا لمبا چوڑا حکم لکھا۔ اور کووَن کے فعل کی سخت مذمت کی۔ اور اسے وحشیانہ حرکت سے منسوب کیا۔ بالآخر کووَن برخاست کیا گیا۔ کمشنر کو بھی سخت ملامت کی گئی اور اسے ایک دوسرے صوبے میں اسی عہدے پر تبدیل کر دیا گیا۔ جب لارڈ نارتھ بروک وائسرائے ہوئے تو فارسِتھ نے اس حکم کے خلاف اپیل کی۔ وائسرائے نے اسے کاشغر ایک سیاسی وفد کا سرکردہ بنا کر بھیجدیا جہاں اسے سیاسی خدمات کے عوض سر کا خطاب دیا گیا۔

اُسوقت تمام انگریز افسروں اور اخباروں نے کووَن اور فارسِتھ سے ہمدردی ظاہر کی تھی۔ میں نے اپنی تمام زندگی میں ایسا وحشتناک واقعہ نہیں دیکھا ہو۔ میری رائے میں گورنمنٹ نے ان دو افسروں کو برائے نام سزا دی۔ حالانکہ وہ سنگین سزا کے مستحق تھے"

میں نے یہ تمام واقعہ حرف بحرف کاٹن کی کتاب "یاد ایام" (Indian & Home memories) سے اخذ کیا ہو۔ کیونکہ میں اس سے بہتر اس واقعہ کی تفصیل نہیں لکھ سکتا تھا!

فارسِتھ اپنی سوانح عمری میں اسی واقعہ کی متعلق یوں لکھتا ہو،

"چونکہ میں کمشنر تھا اس لئے مجھے قتل کرنے کے کلی اختیارات تھے لیکن کووَن کو اس قسم کا کوئی اختیار نہ تھا۔ میں نے اسے لدھیانہ سے لکھ دیا تھا کہ وہ ان باغیوں کے مقدمہ کی سماعت کرے لیکن جب تک میں اس کے پاس نہ پہنچ جاؤں، وہ کسی صورت میں ان قیدیوں کو سزا نہ دے۔ لیکن اسنے میرے اختیارات چھین کر قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور بغیر میرے حکم کے قتل کرا دیا۔ ناچار اسکے فعل کی ذمہ داری مجھے اپنے سر لینی پڑی۔ اور اس سے متفق الرائے ہونا پڑا۔ کیونکہ میں اسے غلطی کے نتائج سے بچانا چاہتا تھا۔ جب اسے ملازمت سے برطرف کیا گیا۔ تو میں نے اس کی ہر طرح سے امداد کی اور اسکے واسطے ہندوستان میں ہی ایک نہایت معزز ملازمت مہیا کر دی"

جنگ افغانستان

(۲) دوسرا واقعہ افغانستان کی دوسری جنگ سے تعلق رکھتا ہو میں اسوقت اس جنگ کے واقعات دہرانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ بڑی لمبی چوڑی داستان ہو۔ جب افغانستان اور برطانیہ کی آپس میں صلح ہو گئی۔ تو کیوگنری کو برطانیہ کی طرف سے بطور سفیر کابل میں متعین کیا گیا۔ چند دنوں کے بعد کیوگنری مع اسٹاف کے خود پٹھانوں کے ہاتھوں مقتول ہوا۔ جنرل رابرٹ نے کابل پر چڑھائی کی۔ اور بڑی بہادری دکھا کر اکتوبر ۱۸۷۹ء میں فتح کر لیا۔ بعد ازاں انتقامانہ کارروائیاں شروع ہو گئیں۔ کیونکہ پٹھانوں نے ہمارے سفیر کو قتل کرکے ہمارے جھنڈے کی بڑی توہین کی تھی۔ کاٹن اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۲ میں لکھتا ہو کہ مارشل لا (جنگی قانون) فوراً نافذ کیا گیا۔ لوگوں کو گروہ در گروہ پھانسی دی جاتی تھی۔ امیر یعقوب خاں کو جلاوطن کرکے ہندوستان بھیجا گیا۔ گرد و نواح کے علاقے سامان خورد و نوش کی خاطر تباہ کئے جاتے تھے۔ دیہاتوں کا جلانا تو ایک روزمرہ کی کارروائی تھی!

سر چارلس میگریگر جو لارڈ رابرٹ کا چیف آف سٹاف تھا اپنی سوانح عمری کے صفحہ ۱۳۶ میں مندرجۂ ذیل فقرات لکھتا ہو۔

"جب تک مجھے افغان قیدیوں کے جرم کا یقین نہ ہو جائے تب تک میں انہیں بے فائدہ سزا نہیں دوں گا۔ دفتر امور خارجہ کی رائے ہو کہ ایسی سزائیں دی جائیں جو عبرتناک اور جارحانہ ہوں لیکن میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہر ایک مقدمہ میں پوری تفتیش کرنی چاہئے۔ میں بے گناہ لوگوں کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس سے بُرے نتائج نکلتے ہیں"

یہی جرنیل اپنے روزنامچہ میں ۲۲ اکتوبر کا یہ واقعہ لکھتا ہو۔

"میں نے آج ۵ آدمیوں کی زندگی بچائی ہو۔ یعنی اگر میں ان کے مقدمات میں پوری طرح غور و خوض نہ کرتا۔ تو انہیں یقیناً پھانسی دی جاتی۔ ان ملزموں میں سے ایک کا نام ابوبکر تھا۔ جو سوداگر تھا۔ اسکے خلاف مقدمہ صریحاً بناوٹی تھا۔ کیونکہ اس کے جانی دشمن نے اسکے خلاف جھوٹی شہادت دی تھی"

ہاورڈ ہنسن جو اخبار پانیر الہ آباد کا اس جنگ میں نامہ نگار تھا ایک جگہ کابل کا نقشہ یوں کھینچتا ہو۔

"کابل شہر خموشاں بنا ہوا ہو۔ وہ بازار اور کوچے جہاں ہر وقت خونریزی اور فساد کا بازار گرم رہتا تھا اب قبرستان کی مانند چپ چاپ ہیں۔ شہر کے باشندوں نے پہلے پہل ہماری نرمی سے فائدہ اٹھایا تھا۔ لیکن جب سے ہم نے انتقام لینا شروع کیا ہو، انھیں ہماری وحشیانہ طاقت کا پوری طرح احساس ہو گیا ہو"

جب ہماری فوجوں کی ظالمانہ حرکات کی اطلاع انگلستان پہنچی۔ تو عوام الناس نے بڑا شور مچایا۔ افغانستان میں ابتک ہمارے وحشیانہ افعال کی یاد تازہ ہو۔ یہی وجہ ہو کہ وہ ہمارا حقیقی دشمن چلا آتا ہو۔

خریداران الہلال

توجہ فرمائیں

جن جن حضرات سے ۱۰ماہ کی قیمت وصول ہوئی تھی، اُن کا حساب الہلال نمبر (۲۳) پر ختم ہو جائے گا یعنی آئندہ نمبر سے بعد کے نمبر پر۔ اگر وہ آئندہ بھی الہلال کا مطالعہ جاری رکھنا چاہتے ہیں، تو دفتر نہایت شکر گذار ہوگا اگر وی۔ پی کی درخواست کی جگہ وہ بذریعہ منی آرڈر قیمت روانہ کر دیں۔ وی۔ پی کی رقم وصول ہونے میں بہت تاخیر ہوتی ہو، اور اس لئے پرچہ کے مسلسل اجرا میں خلل واقع ہو جاتا ہو۔ اگر وہ ایک ہفتہ کے اندر قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں تو رجسٹر میں نمبر ۲۳ کے بعد سے اُن کی جدید خریداری کا اندراج ہو جائے، اور پرچہ کی ترسیل بغیر کسی انقطاع کے جاری رہے۔

یہ کہنا ضروری نہیں کہ نئی شش ماہی جلد سے الہلال کا نیا دور حیات شروع ہوگا، اور وہ اس حالت سے بالکل مختلف ہوگا، جس حالت میں اسوقت تک نکلتا رہا ہو۔ (مینجر)

دہلی کے نامی اور نامور مشہور معتبر مقبول خاص و عام اسم با مسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ ترمیم

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے، وہ ظاہر ہے۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ناز کشید کیا ہمارا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی اعلیٰ ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو بنا کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا تماشا کیجئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی ہمدردی کے اظہار کا موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعوے میں سچا ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے علاوہ چند اقسام کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست سنہ ۲۷ء مع جنتری تیار ہے۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ۔ منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی۔

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

رنگ دیکھ لو - گھس کر آزما لو

ڈور والے تولہ سونا

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک تولے کی مقدار میں بنایا گیا ہے۔ انکے اندر نگین چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑ دئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی آتی دست نازک کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوا لیجئے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس چوڑیوں کے انعامات سات روپئے (عہ)

منیجر گولڈن اسٹور پوسٹ بکس ۱۲ لاہور

افیم چھڑانے کی بے نظیر گولیاں

جن کے استعمال سے صدہا عملی آسانی سے افیم چھوڑ چکے ہیں۔ ایک روپیہ ہوا کے عمل کے لئے چار کی گولیاں کافی ہو سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد عمر اینڈ سنز موگا ضلع فیروز پور پنجاب

برص سفید داغ ۲۱ یوم میں جڑ سے غائب

ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھا لیں اکسیر خوراک معجون مسیحا اور ایکسیر بیرونی روغن مسیحا جو پورے ۲۱ روز کافی ہوگی قیمت مع خرچ [illegible] روپیہ ہوگا

دفتر معالج برص نمبر ۱۵ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک اور قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر ۲۶ء سے دربھنگہ سے نہایت پابندی کے ساتھ شایع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (للعہ) طلبہ سے دو روپیہ (عہ) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (ہے)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

جمعیۃ علمائے ہند کے اخبار الجمعیۃ

کا

حبیب نمبر

رجب میں شایع ہوگا

مشتہرین اور ایجنٹوں کے لئے نادر موقع

تین اخباروں میں علیحدہ علیحدہ بیش بیش اشتہار دینا اور

کے

حبیب نمبر

میں ایک دفعہ ایک اشتہار دے دینا برابر ہے۔ تمام مشتہر
شروع دسمبر میں وصول ہو جانے چاہئیں۔ ایجنٹوں کو چاہئے
دفتر سے فوراً خط و کتابت شروع کر دیں۔

خط و کتابت کے لئے پتہ

منیجر "الجمعیۃ" دہلی

بعد وہ تین ہزار میٹر کی بلندی پر پہنچ جائیگا۔ اُس کی تیزی ہر سکنڈ میں ۴۰۰ میٹر ہو جائے گی۔ ۲۵ سکنڈ کے بعد وہ ۲۰ ہزار میٹر بلندی پر ہوگا اور اس کی تیزی ہر سکنڈ میں ۸۰۰ میٹر زیادہ ہوتی جائے گی۔ پھر ۴۵ سکنڈ کے بعد ۵۰ ہزار میٹر کی افقی بلندی پر پہنچ جائے گا۔ اور اُسکی افقی سرعت، ہر سکنڈ میں دو ہزار میٹر ہو جائے گی۔ اس صورت میں یہ جہاز برلن سے نیویارک صرف ۱½ گھنٹہ میں پہنچ جائے گا!"

ایک دوسرے جرمن پروفیسر اوبرٹ کا خیال ہے۔

" دس پندرہ برس کی مدت میں ایسے ہوائی جہاز بنجائیں گے، جو ہر سکنڈ میں ۱۲۸۰۰ میٹر مسافت طے کرلیں گے۔ اُس وقت یہ ممکن ہوگا کہ انسان چاند اور دوسرے کواکب تک پہنچ سکے"

لیکن بہت سے علمار یہ نظریہ تسلیم نہیں کرتے۔ اُن کے دو بڑے اعتراض ہیں جن کا اب تک کوئی شافی جواب نہیں ملا ہے۔ ایک یہ کہ جو جہاز اس قوت سے توپ کے گولے کی طرح فضا میں پھینکا جائیگا، وہ ایک معین حد پر پہنچکر ضرور مشتعل ہو جائے گا یعنی جل جائے گا دوسرے یہ کہ اگر کوئی تدبیر ایسی کرلی جائے کہ جہاز مشتعل نہ ہو، جب بھی اُس کے اُترنے کی صورت کیا ہوگی؟ یقیناً وہ اُسی تیزی سے نیچے گرے گا، جس تیزی سے اوپر پھینکا گیا ہو!

جرمن ہوا باز یہ اعتراض تسلیم کرتے ہیں، مگر ساتھ ہی اُمید کرتے ہیں کہ ہم جلد ان مشکلات پر غالب آجائیں گے۔

صناعی آنکھ جو رات کی تاریکی میں دیکھتی ہے!

Noctovision

جب آفتاب کا نور کسی منشور شیشے میں سے ہو کر گزرتا ہے، تو رنگ کا ظاہر ہوتا ہے۔ سب رنگ علحدہ علحدہ اوپر نیچے صفوں کی صورت میں ہوتے ہیں۔ سُرخ رنگ سب سے نیچے ہوتا ہے۔ اُس کے اوپر نارنجی، پھر زرد، پھر سبز، پھر اودا، پھر نیلا، پھر بنفشی یعنی بنفشی سب سے اوپر ہوتا ہے۔ سُرخ سب سے نیچے۔ توس قزح میں بھی یہی ساتوں رنگ دکھائی دیتے ہیں۔

لیکن تحقیقات سے ثابت ہوا کہ آفتاب کا نور، صرف ان سات رنگوں ہی میں تحلیل نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی بہت سے رنگ اختیار کرتا ہے مگر وہ رنگ غیر مسلح آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے۔ ان غیر مرئی رنگوں میں بعض رنگ سرخ رنگ کے نیچے ہوتے ہیں اور بعض بنفشی کے اوپر۔

سرخ شعاعوں کے نیچے جو شعاعیں ہیں، وہ گرم ہوتی ہیں۔ اگرچہ آنکھ سے دکھائی نہیں دیتیں لیکن جلد پر محسوس ہوتی ہیں۔ یہ شعاعیں تاریک شعاعیں کہلاتی ہیں۔ آفتاب کی جو قوت ہم تک پہنچتی ہے، اسکے اجزار میں غالب حصہ انہی تاریک شعاعوں کا ہوتا ہے۔

بنفشی شعاعوں کے اوپر جو شعاعیں ہیں، اُنکی موجیں بہت ہی چھوٹی ہوتی ہیں۔ یہ بھی دکھائی نہیں دیتیں۔ البتہ فوٹوگراف کی تختی پر ان کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ ان کا نام ہے "شعاع ماورار بنفشی" یا "شعاع کیمیاوی"۔

انسان کی آنکھ آفتاب کی اُنھی شعاعوں سے متاثر ہوتی ہے جو سُرخ اور بنفشی رنگوں کے درمیان ہیں۔ جب یہ تمام شعاعیں یا ان میں سے کوئی ایک شعاع کسی جسم سے منعکس ہوتی ہے، تو آنکھ متاثر ہوتی ہے، اور دیکھنے لگتی ہے۔ لیکن اگر ان ساتوں رنگوں کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کی شعاع جسم سے منعکس ہوتی ہے، تو آنکھ اُس سے متاثر نہیں ہوتی، اس لئے وہ دیکھ بھی نہیں سکتی۔

لیکن اب انسان کی یہ مجبوری دُور ہو جائے گی۔ کیونکہ انگلستان میں جان پارڈ نامی ایک عالم نے ایک ایسی کہربائی آنکھ ایجاد کرلی ہے، جو تاریکی میں بھی بخوبی ہر چیز دیکھ سکتی ہے۔ یہ صناعی آنکھ اس قدر حدید البصر ہے کہ تاریک شعاعیں، یعنی وہ شعاعیں جو سُرخ رنگ کے نیچے ہیں۔ اُسے متاثر کر دیتی ہیں۔ اس آنکھ کے فعل کا نام Noctovision (یعنی رات میں دیکھنا) تجویز کیا گیا ہے

قارئین الہلال شاید واقف ہونگے کہ یہ موجد وہی نوجوان ہے جو پچھلے دنوں ایک نہایت مفید ایجاد کے سلسلہ میں مشہور ہو چکا ہے۔ اُسنے ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا تھا جس سے دُور کی چیزیں بھی ویسی ہی دکھائی دیتی ہیں، جس طرح قریب کی چیزیں انسان دیکھ لیتا ہے

لیکن یہ جدید ایجاد پہلی ایجاد سے زیادہ حیرت انگیز اور مفید ہے۔ یہ آلہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ اس میں سرخ رنگ کے نیچے کی شعاعیں جمع ہو جاتی ہیں، اور اُسی طرح خارج ہوتی ہیں، جس طرح چور لیمپ سے روشنی نکلتی ہے۔ پھر سُرخ شعاعیں اتنی زیادہ مقدار میں تاریک جسم پر منعطف آتی ہیں کہ کہربائی آنکھ فوراً متاثر ہو جاتی ہے، اور ایک خاص لوح پر صورتیں اسی طرح منعکس کرنے لگتی ہے جس طرح سینما کے پردے پر صورتیں ظاہر ہوتی ہیں!

برطانی حکومت نے سرکاری طور پر اس ایجاد کا امتحان کیا تھا۔ ایجاد کامل ثابت ہوئی۔ اور حکومت نے موجد سے اسکے حقوق تمتع حاصل کرلئے۔

زلزلے سے پہلے اُس کا اعلان

تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ سمندر کے مدّوجزر کی طرح زلزلے میں بھی مدّوجزر ہوتا ہے۔ حالت مدّ میں زلزلے بکثرت واقع ہوتے ہیں۔ حالت جزر میں تقریباً مفقود ہوتے ہیں۔ ان دونوں حالتوں کی علحدہ علحدہ مدت علمار نے ۷ سال، یا ۱۱ سال قرار دی ہے۔

بعض ملکوں میں زلزلے زیادہ آیا کرتے ہیں۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ زلزلے اور آتش فشاں پہاڑوں میں باہم گہرا قوی علاقہ ہے جن ملکوں میں یہ پہاڑ زیادہ تعداد میں موجود ہیں وہاں زلزلے بھی زیادہ آتے ہیں مگر اب تک آتش فشانوں اور زلزلے کا باہمی علاقہ علمی طور پر ثابت نہیں ہوا ہے۔ اس لئے علمار یہ علاقہ تسلیم نہیں کرتے۔

حال میں علمار طبقات الارض کی ایک جماعت نے اعلان کیا ہے کہ وہ عنقریب ایک ایسا طریقہ ایجاد کرسکینگے جس سے زلزلے کا علم اُسکے وقوع سے بہت پہلے ہو جایا کرے گا۔ اگر اس کوشش میں کامیابی ہوگئی، تو ایسے ملکوں کے لئے جیسا کہ جاپان ہے، یہ ایک عظیم انکشاف ہوگا۔

چنانچہ انگریزی کے مشہور علمی رسالہ "نیچر" میں ایک مقالہ نگار لکھتا ہے:

"بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زلزلے سے پہلے زمین کی سطح میں کجی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کجی بتدریج زیادہ ہوتی رہتی ہے، یہاں تک کہ زلزلے پر پہنچکر ختم ہو جاتی ہے۔ کجی، آنکھ سے بھی مشاہدہ کی جاسکتی ہے، کیونکہ زمین کی ہموار سطح، نمایاں طور پر خم ہو جایا کرتی ہے۔ اگر یہ نظریہ صحیح ثابت ہو جائے، تو باسانی ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جاسکتا ہے جو زمین کی خفیف سے خفیف کجی بھی محسوس کرلے اور ایک گھنٹی کے ذریعہ خطرہ کا اعلان ہو جائے"!

گزشتہ ماہ شہر برگ میں علم مساحت ارض کے ماہرین کی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اسمیں جاپان کا ایک مشہور ماہر طبقات الارض ڈاکٹر اِماموا بھی شریک تھا۔ "نیچر" کے مقالہ نگار نے اُس سے ملاقات کی اور اپنا نظریہ پیش کیا۔ جاپانی ڈاکٹر نے اس کی تائید کی اور بتلایا کہ ۷ر مارچ ۱۹۲۷ء میں ٹانگو کے مہیب زلزلے سے ڈھائی گھنٹے پہلے زمین کی سطح میٹو اور سونا کاٹا نامی دو مقاموں میں بلند اور خمیدہ ہوگئی تھی۔ بلندی ایک میٹر سے بھی زیادہ دیکھی گئی تھی۔

نیز ڈاکٹر نے بیان کیا کہ اُسنے ۱۷۹۳ء سے ۱۹۲۷ء تک کے ۵ ہولناک جاپانی زلزلوں کی تفصیلات جمع کرلی ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر زلزلے سے پہلے زمین کی سطح بلند اور خمیدہ ہوگئی تھی۔ بلندی ایک میٹر سے دو میٹر تک نمایاں تھی۔ بعض حالتوں میں یہ حالت زلزلے سے ۵ گھنٹے پیشتر پیدا ہوگئی تھی۔ بعض حالتوں میں ایک دو گھنٹے پیشتر۔

ایک دوسرے جاپانی پروفیسر اکچیمو نے ایک آلہ ایجاد کرلیا ہے اس کا نام "کلینوگراف" ہے۔ یہ وہی آلہ ہے، جس کا ذکر "نیچر" کے مقالہ نگار نے کیا ہے۔ اس آلہ سے سطح زمین کی ہر بلندی اور کجی معلوم ہو جاتی ہے۔

صناعی آفتاب

یہی رسالہ ناقل ہے کہ امریکہ میں ایک ایسا کہربائی فانوس ایجاد کیا گیا ہے جس میں ۱۳۸۵۰۰۰۰۰ بتیوں کی قوت موجود ہے۔ اس کی حرارت دس ہزار درجہ تک کی ہے اور اُس کی روشنی، فضار آسمانی میں ایک ہزار میل تک پہنچتی ہے۔ یہ اندھیری رات کو ٹھیک اُسی طرح روشن کر دیتا ہے، جیسے دن کے وقت سورج کی دھوپ روشنی پھیلا دیتی ہے!

یہ عظیم الشان فانوس، شہر چارلس ویل میں نصب کیا گیا ہے۔ اس کے ایجاد سے مقصود یہ ہے کہ نور کے خواص پورے طور پر تحقیق کئے جائیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ زندگی اور آفتاب کے درمیان کیا علاقہ ہے؟ نیز ماورار بنفشی شعاعوں اور کہربائی اجزار کی ترکیب کی بھی جانچ کیجائے۔

ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ اس لیمپ کی حرارت، دس ہزار درجہ ہے۔ یہ حرارت کا وہ درجہ ہے، جسے علمی اصطلاح میں "سفید حرارت" کہتے ہیں۔ یہ اتنی سخت حرارت ہوتی ہے کہ دھات کو پگھلا کر سفید رنگ کی آگ بنا دیتی ہے۔ چونکہ اس فانوس کی حرارت اس درجہ سے بھی زیادہ کام دے سکتی ہے اس لئے اس کا نام "نیلگوں حرارت" رکھا گیا ہے۔ اس سے زیادہ تیز حرارت کا آج تک تصور نہیں کیا جاسکا۔

حجاز کی علمی سرگرمی

مدت سے سلطان کا ارادہ تھا کہ نجد و حجاز کے نوجوانوں کو علوم و فنون کی تحصیل کے لئے یورپ بھیجیں لیکن حالات نے ایسی نوعیت نہیں اختیار کی تھی کہ اس قسم کے کام شروع کئے جاسکیں۔ اب سلطان نے نجد کے سفر سے پہلے ارکان حکومت سے اس بارے میں مشورہ کیا، اور بالاتفاق طے پایا کہ ایک کافی التعداد طلبہ کی اس غرض سے منتخب کرنی چاہیے۔ چنانچہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، اور جدہ سے ایک جماعت بالفعل شام بھیجی جا رہی ہے، تاکہ کچھ عرصہ وہاں تعلیم حاصل کرکے اس قابل ہو جائے کہ یورپ کی مشہور درسگاہوں میں داخل ہو سکے۔ اُمید ہے، اب یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا۔

اگر آپ

علم وکتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے
اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!
انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں

شائع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ
مشرقی علوم وادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں
نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں
تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے
ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کی مسلسل سلسلے
بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ
قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن
آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ
کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شائع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتی ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

براعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں تمام تر ہمی نے فراہم کئے

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم كے بيش بها جواهر ريزي

اس سلسله ميں هم نے امامين كي ان نادر و اعلى درجه كي بلند پايه عربي تصانيف كے اردو تراجم كا سلسله شروع كيا هے ' جنكا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف كتاب و سنت كے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد كه يه "سلسلۂ تراجم" بد نصيب هندوستان كي دماغي اصلاح كا كام دے :

اسوۂ حسنه ــــ امام ابن قيم كي فن سيرت ميں شهرۂ آفاق كتاب "زاد المعاد" كے خلاصه كا اردو ترجمه - بلا جلد ٢ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

كتاب الوسيله ــــ لفظ "وسيله" كي بحث كے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام كے اصل الاصول "توحيد" كي مبسوط بحث كي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه ــــ انكي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انكے مفصل حالات بيان كيے هيں دس آنے -

تفسير سورة الكوثر ــــ امام ابن تيميه كے مخصوص انداز تفسير كا اردو ترجمه - چار آنے -

العروة الوثقى ــــ خالق و مخلوق كے درميان واسطه كا فرق بدلائل بيان كيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه ــــ حضرت امام كے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان كيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز ــــ علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري كي تازه كتاب كا اردو ترجمه - سوا روپيه -

آئمه اسلام ــــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الامه ــــ في العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ــــ يه ايك علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس كے خريدار كو هم نے كمال كوشش و كاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں كي تمام اهم اور اعلى مطبوعات كے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے كا اهتمام كيا هے - اسكے علاوه آئمه و اسلام و بزرگان دين كے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالك اسلاميه كے معتبر ذرائع سے حاصل كيے هوے حالات درج كيے جاتے هيں - في پرچه ٨ آنه سالانه ٢ روپيه پيشگي -

◆

منيجر الهـــلال بك ايـجنسى

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

◆

خط و كتابت كى وقت اپنا نام اور پته صاف لكهين

اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال
في
مجلدات الهلال

گاه گاهے باز خوان این دفتر پارینه را
تازه خواهی داشتن گر داغهائے سینه را

◆

اردو صحافت كي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايك انقلاب آفريں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ايك هفته وار مصور رساله تها ' ليكن چونكه وه اردو صحافت كي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فكر كي نئي روح پيدا كرني چاهتا تها ' اس لئے اس كا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق كا مجموعه تها - اس كے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه كے هوتے تهے - اور اسكا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات كے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس كي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب كا پهلا نمونه تهيں - اردو كا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير كے اندراج كا انتظام كيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے كي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر كي چهپائي ميں ممكن نهيں - اس كي جلديں جديد اردو علم ادب كے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث كا بهترين مجموعه هيں - ان كي مقبوليت و قدر كا اندازه اس سے هوسكتا هے كه سنه ١٩١٨ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اس كي تمام جلدوں كا مكمل ست سات سو روپيه ميں خريد كيا - اور حال ميں ايك صاحب نے اس كي پهلي جلد مكمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چار سو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اس كے پرچے بحفاظت جمع كئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده كرنے كيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البلاغ پريس" كا جب تمام اسٹاك نئے مكان ميں منتقل كيا گيا تو ايك ذخيره الهلال كے پرچوں كا بهي محفوظ ملا ' هم نے كوشش كي كه شايقين علم و ادب كے لئے جس قدر مكمل جلديں مرتب كي جا سكتي هيں مرتب كرلي جائيں اور جن جلدوں كي تكميل ميں ايك دو پرچوں كي كمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جائے -

چنانچه الحمدلله يه كوشش ايك حد تك مشكور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں كے چند سالوں كي جلديں پوري مكمل هوگئي هيں - هم اس اعلان كے ذريعه شايقين علم و ادب كو آخري موقعه ديتے هيں كه اس قيمتي ذخيره كے حاصل كرنے ميں جلدي كريں ' چونكه جلدوں كي ايك بهت هي محدود تعداد مرتب هوسكي هے اس لئے صرف انهيں درخواستوں كي تعميل هوسكے گي جو سب سے پہلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين كي انڈكس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مكمل جلد دوم ١٠ روپيه الهلال مكمل جلد سوم ١٠ روپيه
" " چهارم ١٠ روپيه " " پنجم ١٠ روپيه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اس نام سے شائع هوا) قيمت ٨ روپيه

علاوه جلد اول كے هر جلد كے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين كے لحاظ سے ايك مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ٨ - آنه - محصول ڈاك و پيكنگ اس كے علاوه هے -

منيجر "البلاغ پريس"

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہے؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونیکی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا "لائف ٹائم" لینا چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں

تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین قسم کا

گائیڈ بک

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائٹیوں، ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، مفصل پتوں

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے! ایسی مکمل گائیڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop guide
T. Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولانا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر سنہ ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی تھی جب رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟ قیمت بلدہ آنے (۱۲)

(منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپ کو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہے

تو تأمل نہ کیجئے۔ اپنے قریب تر دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگوا کر

استعمال کیجئے

١٩٢٧

الهلال

نمبر ٢٥ جلد ١

[illegible]

قیمت ٥ ـ انه

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه ٹائمز لنڈن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٢٥ — کلکته : جمعه ١٣ . جمادی الثانیه ١٣٤٦ هجری . — جلد ١

Calcutta : Friday, 9, December 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی . طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای . پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی .

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی . یاد رکهیی . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین .

الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ٢٠٢١ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٥٥	اردو حروف کی حق مین	٥٣٥
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٨٠٢	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٩٠
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٣٢٠		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی .

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی . اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی . آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که جمیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین .

الهلال

الہلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

قیمت سالانه مع محصول - - باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے - - سوله روپیه
قیمت شش ماهي - - - سات روپیه
قیمت في پرچه - - - پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الهلال " کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع اپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں هے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

بحکومت ہند
۶۷۲

لا متناهي اور سراسر مجهول عالم پر سرسري نظر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے "

سر اولیور لج اپني کتاب " روح انساني کي ابدیت " میں لکھتا ہے :

" بہت سے عجیب و غریب حوادث کي صحت ثابت ہوچکي ہے - یہ حوادث ہر قوم اور ہر زمانے میں پیش آتے رہے ہیں - ممکن ہے ان کا بڑا حصہ اوہام و خواطر پر محمول کرکے رد کر دیا جائے - مگر اُن سب کا رد کر دینا ناممکن ہے - موجودہ علمي ترقي کي روشني میں کوئي دعوی نہیں کر سکتا کہ انساني روح کے تمام اعمال و خواص سے ہم واقف ہوچکے ہیں ' یا انساني روح کا علم ہم نے اِس درجہ منضبط اور آسان کر دیا ہے کہ ہرکس و ناکس اُسے سمجھہ لے - لیکن عجیب بات یہ ہے کہ : بعض لوگ ایسا ہي یقین رکھتے ہیں - وہ ہر روز بغیر کسي اظہار حیرت کے علم الحیات ' کیمیا ' اور علم الآلات کے زیادہ سے زیادہ محیر العقول اکتشافات پر ایمان لاتے رہتے ہیں ' اور کبھي یہ نہیں کہتے کہ ہم قدرت کے تمام رازوں سے واقف ہو گئے اور اب کوئي نیا اکتشاف قبول نہیں کرینگے - لیکن مذہب روحي کا نام آتے ہي ان میں انکار اور تعدي کا جوش پیدا ہوجاتا ہے - وہ بغیر کسي تامل کے مدعیانہ انکار کو پہنچتے ہیں - یہ یقیناً ایک سادہ لوح ایمان ہے - یہ اِس بات کي دلیل ہے کہ لوگ بلا دلیل عقیدہ قائم کرنے کي کتني زیادہ استعداد رکھتے ہیں ؟ لیکن یاد رہے ' اُن کا یہ دعوی ' سراسر اساس علم کے خلاف ہے - وہ صرف اُسي حال میں کیا جا سکتا ہے جبکہ اپنے مخالف دلائل و براہین سے بلا کسي بحث کے اعراض کر لیا جائے "

پروفیسر سڈگوک صدر " انجمن مباحث نفسیہ " اپنے سنہ ۱۸۸۲ کے خطبۂ صدارت میں کہتا ہے :

" اب یہ سخت فضیحت کي بات ہوگي کہ اِن روحي حوادث کي صحت میں جھگڑا کیا جائے جن کي تصدیق بڑے بڑے مسلم علماء کرچکے ہیں - یہ شرم کي بات ہے کہ مذہب روحي کے خلاف علمي دنیا اپنے احمقانہ انکار پر مصر رہے ... اب سے تیس برس پہلے لوگ خیال کرتے تھے کہ مسمریزم اور متحرک میزوں کا اعتقاد ' عملي تہذیب کے نقص و فقدان کا کافي ثبوت ہے - لیکن جب مشہور حکماء نے یکے بعد دیگرے اپنے تجارب و مشاہدات کي بنا پر اِن امور کي تصدیق کردي ' تو منکروں نے اپنا انکار جاري رکھنے کیلیے نئے وجوہ کي تلاش میں مضحکہ انگیز مہارت کا ثبوت پیش کیا - اِنہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ علماء ' علماء نہیں ہیں ' بلکہ دجال ہیں - یا صرف علم کي بعض شاخوں میں دخل رکھتے ہیں - لہذا اُن کي شہادت معتبر نہیں - پھر جب اسکے بعد ایسا ہوا کہ ایسے لوگوں نے شہادت دي ' جن کي فضیلت عالمگیر طور پر مسلم ہے ' تو اِن لوگوں نے رنج و الم کا اظہار شروع کردیا ' اور اِسے ایک افسوسناک واقعہ قرار دیا ! "

اِس مجمل بیان سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مذہب روحي نے اِس قلیل مدت میں کتني ترقي حاصل کرلي ہے - پروفیسر رسل ویلس اپني کتاب " عصر جدید کے معجزات " میں کہتے ہیں کہ اِس مذہب کے معتقد صرف یورپ میں اِس وقت دو کرور سے بھي زیادہ آدمي ہیں !

* * *

آخری مملوك سلطان مصر

ساڑھے چار سو برس پہلے ایک مغربي سیاح مشرق میں

ایک سیاح کي چشم دید شہادت اور اہم تاریخي فوائد

یورپ میں چھاپہ خانے کي صنعت کا رواج چودھویں صدي مسیحي سے شروع ہوا ہے - چودھویں صدي سے لیکر سترھویں صدي کے وسط تک مطبوعات کي رفتار بہت سست رہي - تاہم اِس ابتدائي زمانے میں بھي ایک کافي تعداد ایسي کتابوں کي شائع ہوتي رہي ہے ' جو علمي اور تاریخي حیثیت سے موجودہ زمانے میں بھي اپني قدر و قیمت رکھتي ہیں -

جنیوا کي ایک علمي انجمن کچھہ عرصہ سے اس قسم کي قدیم اور ناپید مطبوعات کا سراغ لگا رہي ہے - اِس سلسلہ میں کئي نادر اور قیمتي چیزیں گوشۂ گمنامي سے نکل چکي ہیں - ازانجملہ مشرقي ممالک کے سفر نامے ہیں جو چودھویں اور پندرھویں صدي مسیحي میں لکھے گئے تھے ' اور جن میں مشرقي ممالک کے امراء و سلاطین اور وہاں کے آداب و رسوم کے متعلق بعض ایسي چشم دید تفصیلات موجود ہیں ' جو کسي دوسرے ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتیں - آج ہم ان میں سے ایک خاص سفر نامہ کا مختصراً ذکر کرنا چاہتے ہیں -

یہ سفرنامہ کئي اعتبار سے مخصوص تاریخي اہمیت رکھتا ہے - سنہ ۱۵۱۱ ع میں وینس کي جمہوري حکومت نے (جو اُس وقت یورپ کي ایک طاقتور حکومت تھي) ایک سفارتي وفد مصر بھیجا تھا جس کا رئیس اُس عہد کا مشہور مدبر ڈومینکو ٹریویزان تھا - یہ سفارت مصر پہنچي ' سلطان مصر کے دربار میں باریاب ہوئي ' اور ایک کافي عرصہ کے قیام کے بعد وینس واپس گئي - سفارت کا سکریٹري وینس کا ایک امیر جاکو باکاني نامي تھا - اِس شخص نے واپسي کے بعد اپنے سفر کي یاد داشتیں سفرنامہ کي صورت میں مرتب کرلیں ' اور وہ تمام قلمي تصاویر بھي شامل کردیں جو سلاطین و امراء مصر کي اُس نے طیار کي تھیں - سفر نامہ کچھہ عرصہ تک وینس کے سرکاري کتب خانہ میں محفوظ رہا - پھر سنہ ۱۵۳۵ ع میں سفارت کے سفر سے تقریبا بائیس برس بعد ' حکومت نے اُسے سرکاري مطبع میں چھپوا کر شائع کردیا - اس مطبوعہ نسخہ کے ساتھہ وہ تمام تصاویر بھي چھاپي گئي تھیں جو اصل نسخہ میں محفوظ تھیں -

(سفرنامہ کي اہمیت)

یہ سفر نامہ في الحقیقت ایک نہایت قیمتي تاریخي شہادت ہے - یہ اب سے ساڑھے چار سو برس پیشتر کي ایک اسلامي حکومت کے اُن چشم دید حالات کا ذخیرہ ہے جن کا علم کسي دوسرے ذریعہ سے حاصل نہیں کیا جا سکتا - مورخ اور سیاح میں یہي فرق ہے ' اور اسي لیے مورخ کي کتاب سے کہیں زیادہ ایک مستند سفرنامہ کا بیان قیمتي ہوتا ہے - مورخ کي نظر جزئیات پر نہیں جاتي - وہ صرف علمي ترتیب بیان کے ساتھہ بڑے بڑے واقعات جمع کردیتا ہے - لیکن سیاح زیر سیاحت شہر کے ایک ایک کوچہ کي سیر کرتا ہے ' اور ایک ایک جزئي معاملہ میں دلچسپي لیتا ہے - وہ بسا اوقات بہت سي ایسي جزئیات بیان کردیتا ہے ' جن سے

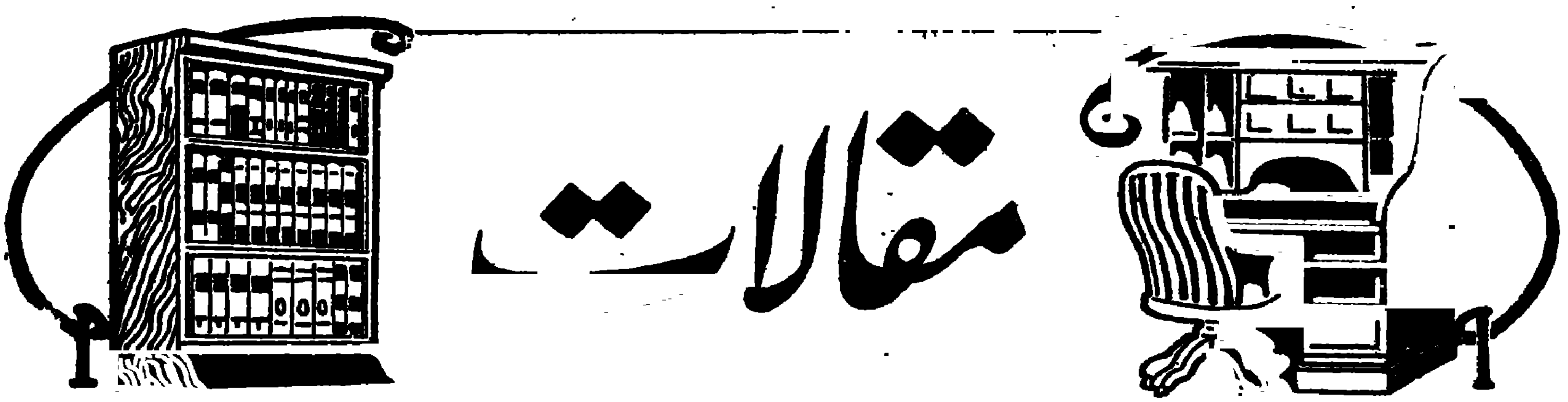

مقالات

جديد مذهب روحي

تاريخ ظهور - موافقين و مخالفين - اور نقد و تبصره

(۲)

جب انگلستان ميں پہلے پہل يه دعوت پہنچي ' تو علماء ميں سخت بيچيني پيدا هوگئي - وه ڈرے که صديوں کے جهاد علم کے بعد خرافات و اوهام کي جس سلطنت کا اُنهوں نے خاتمه کرديا تها ' وه اب پهر نئے هتياروں سے مسلح هوکر علم کے مقابلے ميں آرهي هے - لهذا اُنهوں نے چاها ' قدم جمنے سے پہلے هي اِس کا خاتمه کرديں - چنانچه بے شمار علماء نے رائل سوسائٹي سے درخواست کي که اِس مذهب کے متعلق اپني رائے ظاهر کرے - انجمن نے درخواست منظور کرلي ' اور تحقيقات کے ليے تيس علماء کي ايک منتخب مجلس قائم کردي - اِس مجلس ميں رسل ويلس ' وليم کروکس ' ٹنڈل ' لارڈ اوبري ' اور هکسلے جيسے ائمۂ علم و حکمت بهي شامل تهے - مسلسل اٹهاره مهينے تک يه مجلس تحقيقات کرتي رهي - چاليس جلسے منعقد کيے ' اور ايک ضخيم کتاب ميں اُنکي روداد شايع کي - يه روداد دنيا کي اکثر زبانوں ميں ترجمه هوچکي هے - اِس کي ذيل کي عبارت قابل غور هے :

" مجلس نے اپنے جلسے ارکان کے خاص مکانوں ميں منعقد کيے تاکه مخفي آلات کے ذريعه فريب کهانے کا احتمال باقي نه رهے - نيز اُن وسيطوں سے بهي کام نهيں ليا جو پيشه ور وسيط سمجهے جاتے هيں - خود ارکان هي ميں سے ايک شخص وسيط بنايا تها گيا - يه شخص سوسائٹي ميں بهت عزت و احترام رکهتا هے - اپني ايمانداري اور اخلاق ميں غير مشتبه هے - مال و دولت کي بهي اسے کوئي طمع نهيں - کيونکه خود مالدار هے - هم نے وه تمام احتياطيں بهي برتليں ' جو همارے خيال ميں فريب سے بچنے کے ليے ضروري تهيں - بار بار تجربے اور مشاهدے کيے - اِس روداد ميں هم نے صرف اُنهيں مشاهدات کا ذکر کيا هے جو حواس کے ذريعه واقع هوئے ' اور جن کي صحت پر هميں کامل يقين هے "

" مجلس کے بهت سے ارکان نے خود تجربے کيے - يه سب کے سب اِس مذهب کے سخت مخالف تهے ' اور کامل يقين رکهتے تهے که يه عجيب امور يا تو تدليس کا نتيجه هيں يا وهم کا ' اور يا پهر عضلات و اعصاب جسم ميں کسي غير معمولي حرکت پيدا هو جانے کي وجه سے اس طرح کي حرکات ظهور ميں آجاتي هيں - يه حد سے زياده منکر اُس وقت تک قائل نه هوئے ' جبتک که بکثرت مشاهدات اُنهوں نے اِس طرح نه ديکهه لیے ' که کسي قسم کا شک و شبه واقع نهيں هو سکتا تها - بالاخر اُنهيں تسليم کرلينا پڑا که جو کچهه اُنهوں نے بار بار ديکها هے ' وه حقيقت هے ' اور اُس کي صحت ميں کلام کي گنجائش نهيں ... "

اِسي قدر نهيں بلکه سنه ۱۸۸۲ - ميں ايک انجمن لندن ميں قائم هوئي - اِس کا نام " انجمن مباحث نفسيه " رکها گيا - اِس کا مقصد يه تها که مذهب روحي کو رسمي علم سے قريب تر کيا جائے اور علمي اصول پر اُسے اس طرح مرتب کرديا جائے که لوگوں کے ليے زياده قابل قبول بن جائے - اِس انجمن ميں انگلستان ' امريکا ' اور فرانس کے مشاهير علماء و فلاسفه داخل هيں - اِس وقت تک وه بے شمار ضخيم جلديں شايع کرچکي هے -

نمونه کے طور پر اِس انجمن کے بعض ارکان کي چند تحريروں کا ترجمه ديا جاتا هے - اِس سے معلوم هوگا که اُن کا طريق بحث کيا هے :

پروفيسر ميرس (پروفيسر کيمبرج يونيورسٹي) جو اس انجمن کا ممتاز رکن هے ' لکهتا هے :

" سنه ۱۸۷۳ع ميں جبکه مذهب مادي همارے ملک کي عقلوں پر پوري طرح حاوي هوچکا تها ' کيمبرج ميں احباب کي ايک مجلس منعقد هوئي ' اور طے کيا گيا که مذهب روحي ' جس پر اِس قدر بحث و نزاع جاري هے ' هماري توجه و تدقيق کا مستحق هے - ميري رائے تهي که اِس مذهب کي بحث ميں نه تو اساطير اولين کي ورق گرداني مفيد هوسکتي هے ' نه معتقدين کي روايات کي تحقيق ' اور نه منکرين کي تضحيک و انکار هي کار آمد هے - اس کي بحث و تحقيق کي صرف يهي صورت هے که هم خود تجربے کريں ' اور اپني آنکهوں کے مشاهدات پر بهروسه رکهيں - اگر عالم روحاني واقعي کوئي اصليت رکهتا هے ' تو تمام دوسري حقيقتوں کي طرح اُس کا ثبوت بهي تجربۂ و مشاهده پر مبني هونا چاهيے - چنانچه اِسي اصول پر هماري اِس انجمن نے اپني بحث و تحقيق کا سلسله جاري کر ديا "

اِس کے بعد مصنف منکرين کو مخاطب کرکے کهتا هے :

" ميں اِس عقيدے کو کيوں صحيح نهيں سمجهتا ؟ يه سوال هے جو هر علمي بحث کے وقت هر ايمان دار آدمي کے سامنے هونا چاهئے - مذهب روحي کي بحث ميں اِس کي اور بهي زياده ضرورت هے - مجهے اعتراف کرنا چاهئے که ميرا علم اور ميري معلومات جو يقيني نهيں هيں ' بلکه مرجح يا غير مرجح هيں ' کائنات کے رموز و اسرار کے فهم سے قاصر هيں - اُن ميں کوئي بهي علمي يا منطقي دليل موجود نهيں هے جس کي بنا پر ميں اپنے مشاهدات کي ترديد کردوں - خصوصاً ايسي حالت ميں جب که ديکهتا هوں ' يه تمام مشاهدات دوسرے يقيني مشاهدات و اصول سے کوئي تناقض نهيں رکهتے - علمي دلائل و براهين کا دائره کتنا هي وسيع اور يقيني هو ' مگر پهر بهي تمام مستند علماء کے اعتراف کے مطابق ' وه ناموس قدرت کے

Le Grand Caire ' جیسا کہ خود اس سفر نامہ میں جا بجا یہی نام استعمال کیا گیا ہے -

مصر اور یورپ کے تعلقات کی یہ ابتدائی تاریخ بیان کر دینے کے بعد ہم اُن واقعات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو اس سفر نامہ کے مصنف نے بیان کیے ہیں -

سنہ ۱۵۰۰ - ع میں کئی سال کی پادشاہ گردی کے بعد سلطان ابو النصر ملک الاشرف قانصو غوری تخت نشین ہوا - اِس پادشاہ کے زمانے میں یکے بعد دیگرے ایسے حوادث پیش آئے ' کہ یورپ اور مصر کے تعلقات پھر منقطع ہوگئے -

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جاچکا ہے ' اُس زمانے میں مصر ' ہندوستان اور یورپ کی تجارت کی درمیانی کڑی تھا - سواحل عرب اور مصر کے عرب جہازران ہندوستانی مصنوعات مصر لے جاتے تھے - وہاں سے وینس ' جنیوا ' اور فرانس کے تاجر بیش قرار قیمتیں دیکر اپنے اپنے ملکوں کیلیے حاصل کرلیتے تھے - خود مصری حکومت کے بھی بے شمار جہاز تھے - یہ سوئز سے لیکر کالی کٹ اور چٹاگاؤں تک سفر کرتے رہتے - سنہ ۱۵۰۳ ع میں ایسا ہوا کہ واسکو ڈی گاما کا بیڑہ بحر ہند میں پہنچ چکا تھا - مصری جہازوں سے اس کی مڈ بھیڑ ہوگئی - یہ جہاز ہندوستان سے مال تجارت سوئز لیجا رہے تھے - پرتگالی بیڑہ نے ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ' آدمی گرفتار کرلیے ' اور جہاز ڈبو دیے -

یہ خبر جب سلطان غوری کو پہنچی تو قدرتی طور پر نہایت برہم ہوا - اُس نے ارادہ کیا کہ تمام یورپین تاجروں کو مصر و شام سے نکال دے - لیکن اس سفر نامہ کا مصنف لکھتا ہے کہ " اُس غیر معمولی عقل و بصیرت سے کام لیکر جو مشرق کے اس عظیم الشان پادشاہ کے حصے میں آئی ہے ' اُس نے اس کار روائی میں جلدی نہیں کی ' اور خیال کیا کہ پہلے اصلاح حال کی کوشش کرلی جاے " چنانچہ اس نے ایک سفیر یورپ روانہ کیا تا کہ اٹلی ' فرانس ' اور جنیوا ' جائے ' اور ان ملکوں کی حکومتوں کو حکومت پرتگال کی ان - زیادتیوں پر توجہ دلائے - یہ مصری سفیر بیت المقدس کی مسیحی خانقاہوں کا رئیس اعظم تھا - سفیر پہلے وینیس گیا - حکومت وینیس نے اس کے استقبال کے لیے ایسے انتظامات کیے ' جیسے پادشاہوں کے استقبال کے کیے جاتے ہیں - پھر جمہوریت کے ممبر جمع ہوئے ' اور سفیر کے پیام پر غور کیا - سفیر کا پیام یہ تھا کہ " اگر حکومت پرتگال نے اس طرز عمل کی تلافی نہ کی اور آئندہ مصری جہازوں کو کسی طرح کا نقصان پہنچا ' تو سلطان مصر نے ارادہ کرلیا ہے کہ بیت المقدس کا کنیسہ بند کردیگا ' اور تمام یورپین تاجروں کو اپنی مملکت سے نکال دیگا " حکومت جمہوریہ نے مصر کی شکایات کے حق بجانب ہونے کا اعتراف کیا ' لیکن چونکہ اُسے پرتگال پر کوئی اقتدار حاصل نہ تھا ' اس لیے سفیر کو پوپ جولیس دوم کے پاس جانے کا مشورہ دیا ' اور اپنے سفرا بھی ساتھ کر دیے - پوپ نے سفیر سے مل کر جب تمام حالات معلوم کیے ' تو بہت خائف ہوا - وہ سلطان مصر کی ناراضی کے نتائج سے بے خبر نہ تھا - اس نے حکومت پرتگال کے نام ایک تہدیدی مراسلت روانہ کی - اسکے بعد مصر کا سفیر اسپین اور فرانس ہوتا ہوا مصر واپس آگیا -

لیکن ابھی مصری سفارت یورپ سے واپس پہنچی ہی تھی کہ اچانک بعض حوادث ایسے پیش آگئے ' جنکی وجہ سے سلطان کا غیظ و غضب پھر یورپ کے برخلاف بھڑک اٹھا ' اور اصلاح حال کی وہ تمام کوششیں ضائع گئیں ' جو مصری سفارت کے ذریعہ انجام پائی تھیں - اِن حوادث میں سب سے زیادہ اہم حوادث چار ہیں ' جنہیں اس سفر نامہ کے مصنف نے بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے :

سب سے پہلا حادثہ پرتگالیوں کی دوبارہ تعدی تھی جو مصری جہازوں پر کی گئی - یہ جہاز کالی کٹ سے سوئز واپس جا رہے تھے -

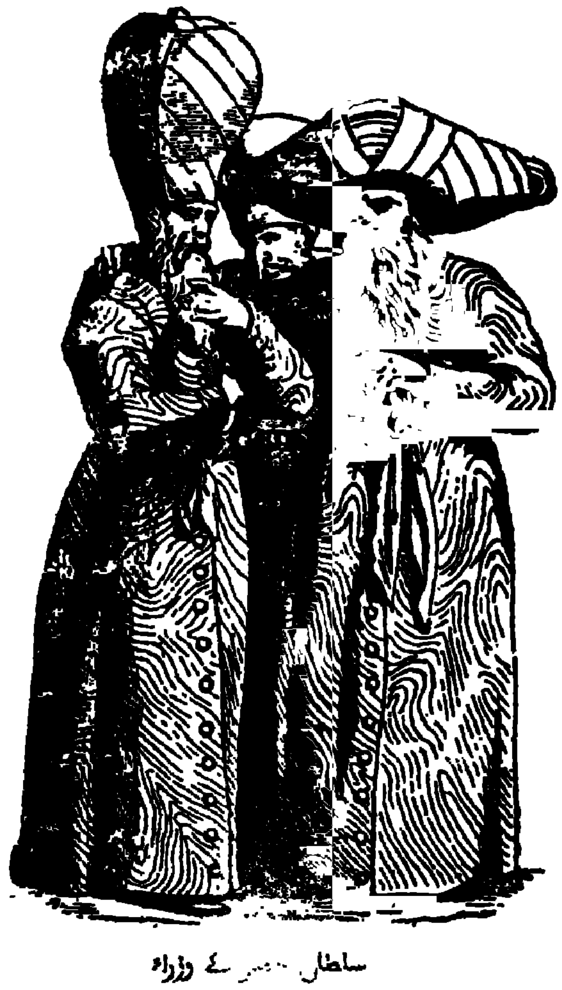

سلطان مصر کے وزراء

دوسرا حادثہ یہ پیش آیا کہ جزیرۂ روڈس کے نائٹوں کا ایک بیڑہ اسکندریہ کے قریب پہنچ گیا - اُنہوں نے سلطان مصر کے اُن جہازوں پر حملہ کر دیا جو مراکش کے حاجی واپس لیجا رہے تھے -

اِسی اثنا میں ایک تیسرا واقعہ بھی پیش آگیا - مصر اور ترکوں میں مخالفت جاری تھی - سلطان مصر کو معلوم ہوا کہ کمال پاشا فوجی سامان و اسلحہ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اناضول سے قسطنطنیہ لے جانے والا ہے - اس نے اپنے تیس جہاز گیلی پولی کی طرف روانہ کر دیے ' تاکہ اِس ذخیرہ پر قبضہ کرلیں - اتفاق سے روڈس کے بحری نائٹوں کے ایک بیڑہ سے اُنکا مقابلہ ہوگیا - مقابلہ میں مصری جہازوں کو شکست ہوئی ' اور کئی جہاز بالکل تباہ ہوگئے -

چوتھے حادثہ کی نوعیت ان تمام حوادث سے مختلف قسم کی تھی ' لیکن سلطان کی طبیعت پر اُس کا سب سے زیادہ اثر ہوا - عراق کے بعض سرحدی اضلاع میں مصری حاکم نے ایک یونانی کو مشتبہ حالات میں دیکھا اور گرفتار کرلیا - گرفتاری کے بعد تلاشی لی گئی ' تو اس کے کپڑوں میں سے ایک مخفی کاغذ نکلا - یہ شاہ اسماعیل صفوی کا خط تھا ' جو قاضی کونٹرین قنصل وینیس متعینۂ اسکندریہ کے نام لکھا گیا تھا - حاکم نے یونانی قاصد مع خط کے قاہرہ بھیجوا دیا - جب سلطان نے یہ خط پڑھا ' تو اسے معلوم ہوگیا کہ حکومت ایران ' یورپ کی حکومتوں سے مل کر اُس کے خلاف سازش کر رہی ہے ' اور وینیس میں اور ایران میں عرصہ سے سلسلۂ مراسلت جاری ہے -

ان تمام واقعات نے سلطان کو یورپین حکومتوں کے برخلاف اس درجہ غضب ناک کردیا ' کہ اُس نے حکم دیا - بیت المقدس کا کنیسہ بند کردیا جائے ' تمام یورپین قنصل اور تاجر گرفتار کرلیے جائیں ' اور آئندہ کوئی فرنگی حدود مملکت میں قدم نہ رکھے - اُس نے بیت المقدس اور شام کی مسیحی خانقاہوں کے تمام راہبوں کی گرفتاری کا بھی

تاریخی مسائل کی عظیم کلیات طیار کرلی جاسکتی ہیں: ہندوستان کے عہد تغلق کی متعدد تاریخیں خود اُسی عہد میں یا اس کے بعد لکھی گئی ہیں ' لیکن ابن بطوطہ کی زبانی ہمیں جیسی چلتی پھرتی تصویر اُس عہد کی نظر آجاتی ہے ' وہ برنی اور فرشتہ کے صفحات پر نظر نہیں آسکتی !

(سفرنامہ کا عہد)

اِس کے علاوہ اُس عہد کی مخصوص اہمیت نے بھی اس سفر نامہ کی قدر و قیمت بڑھا دی ہے - یہ وہ وقت تھا ' جب فی الحقیقت دنیا آنے والے انقلاب کے لیے پہلی کروٹ بدل رہی تھی - مشرق کا دور اقبال رو بہ تنزل تھا ' اور یورپ کا عہد عروج طلوع ہو رہا تھا - اسپین میں اسلامی عہد تمدن کا آخری نقش قدم بھی مٹ چکا تھا ' اور غرناطہ میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا - یورپ اور مشرق بعید کی راہ تجارت بھی ایک نئے انقلاب کی طیاریاں کر رہی تھی ' اور پرتگالیوں کے بیڑے ہندوستان کی بحری راہ دریافت کرنے کے لیے ایک کے بعد ایک روانہ ہو رہے تھے - ٹھیک ٹھیک یہی زمانہ تاریخ تجارت عالم کا وہ عظیم الاثر زمانہ ہے ' جب واسکو ڈی گاما نے ایک عرب معلم کے ذریعہ راس امید عبور کرکے سواحل مالابار کا رخ کیا تھا ' اور اس ایک واقعہ نے تمام دنیا کی سیاسی اور اقتصادی عظمت کی تاریخ پلٹ دی تھی !

(سفارت کا مقصد)

مصنف نے اِس سفارت کے مقاصد شرح و بسط سے بیان کیے ہیں - مختصر لفظوں میں اُن کی توضیح ہمارے لیے بھی ضروری ہے - کیونکہ اس سے وقت کے بعض اہم تاریخی حالات پر روشنی پڑیگی -

لیکن قبل اسکے کہ مصنف کے بیان کردہ اسباب پر متوجہ ہوں ' اُس عہد کے اُن سیاسی و تجارتی تعلقات کی مختصر تاریخ بیان کردینا ضروری ہے جو یورپ اور مصر میں قائم تھے -

صلیبی لڑائیوں کا سلسلہ تیرھویں صدی مسیحی تک جاری رہا - یورپ کا آخری صلیبی حملہ وہ تھا ' جو فرانس کے لوئس نہم نے مصر پر کیا تھا - اس کا خاتمہ منصورہ کی لڑائی پر ہوا جس میں توران شاہ نے لوئس کو گرفتار کرلیا - اسکے بعد سلطان بیبرس ' سلطان منصور قلاؤن ' اور ملک اشرف خلیل ' یکے بعد دیگرے تخت مصر کے فرمانروا ہوے ' اور پے در پے جنگوں کے بعد سنہ ۱۲۹۰ میں تمام بلاد شام سے صلیبی خارج کر دیے گئے - آخری جائے پناہ جو انکے ہاتھہ باقی رہگئی تھی ' عکا کا ساحلی شہر تھا - اسی کو انھوں نے اپنی مشرقی تجارت کا برزخی محل قرار دیا تھا - لیکن یہ بھی سنہ مذکور میں انکے ہاتھہ سے نکل گیا - اسکے بعد کچھہ عرصہ تک تخت مصر اپنے اندرونی مناقشات میں مشغول رہا - لیکن سنہ ۱۳۴۰ - میں جب ملک الناصر کی حکومت استوار ہوئی ' تو اُس نے محسوس کیا کہ یورپ کے صلیبی ولولے اس وقت تک فرو نہیں ہو گئے ہیں - وہ رہکر اس طرح کے واقعات ظہور میں آتے رہتے ہیں جن سے اُنکی معاندانہ سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے - چنانچہ اس نے حکم دیا کہ شام اور مصر سے تمام یورپین تاجر اور یورپین حکومتوں کے وکلاء چلے جائیں - اس سال کے بعد سے یورپ اور مصر کے تمام علائق منقطع ہو گئے -

یہی وہ صورت حال ہے جس نے یورپ کے دو مختلف تجارتی حلقوں میں یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ قدیم عرب جغرافیہ نویسوں اور ملاحوں کے اشارات کے مطابق مشرق بعید کا براہ راست بحری راستہ ڈھونڈھ نکالیں اور مصر کے محتاج نہ رہیں - چنانچہ کولمبس نے بحر اطلانٹک میں غرب رویہ جاکر ' مشرق کی جہت سے ہندوستان پہنچنا چاہا ' اور پرتگالی بیڑوں نے افریقہ کے گرد طواف کرتے ہوے بحر ہند کا نقطۂ اتصال دریافت کرنا چاہا - کولمبس ہندوستان کی جگہ امریکہ پہنچ گیا - لیکن بر تلم دیاز نے سنہ ۱۴۸۶ - میں راس امید کا سراغ پا لیا - پھر سنہ ۱۴۹۷ - میں واسکو ڈی گاما اسے عبور کرکے مالا بار پہنچ گیا !

بہر حال تقریباً نصف صدی تک مصر اور یورپ کے علائق (بلکہ کہنا چاہیے مشرق اور یورپ کے علائق کیونکہ تمام مشرق اور یورپ کے تجارتی علائق مصر ہی کے ذریعہ تھے) منقطع رہے - یہ صورت حال یورپ کیلیے ناقابل برداشت تھی - اُسکے تمام بازار بے رونق ہو گئے - بڑی بڑی منڈیاں بند ہو گئیں - یورپ اُس وقت تجارت اور مصنوعات میں مشرق کا اسی طرح محتاج تھا - جس طرح آج مشرق یورپ کا محتاج ہے - بے شمار روز مرہ کی ضرورتوں کی مصنوعات تھیں ' جو مشرق ہی سے جاتی تھیں اور یورپ کے ہر امیر و غریب گھر میں برتی جاتی تھیں - اب انقطاع تجارت سے ایک عالمگیر تجارتی قحط کی مصیبت پیدا ہو گئی - یہ صورت حال دیکھکر یورپ کی تمام بڑی بڑی حکومتیں مجبور ہوئیں کہ کسی نہ کسی طرح مصر کا بند دروازہ پھر کھلوایا جائے - ان حکومتوں میں سب سے پیش پیش وینس کی جمہوریت تھی - یہ اُسوقت یورپ کی بحری تجارت کا سب سے بڑا طاقتور مرکز تھی - حکومت وینس نے پے در پے سفارتیں بھجوائیں - عثمانی اور صفوی حکومتوں کو درمیان ڈالا ' قیمتی تحائف سے لبریز جہاز پر جہاز بھیجے ' پوپ کی طرف سے بھی پیام امن و صلح بھجوایا گیا - یورپ کی تجارت کے کھل جانے میں مصر و شام کے وطنی تاجروں کا بھی عظیم الشان نفع تھا ' اسلیے اُنھوں نے بھی کوششیں کیں - غرضکہ ایک مدت کی سعی اور تدبیر کے بعد مصر اور یورپ کے تجارتی اور دوستانہ تعلقات پھر از سر نو قائم ہو گئے -

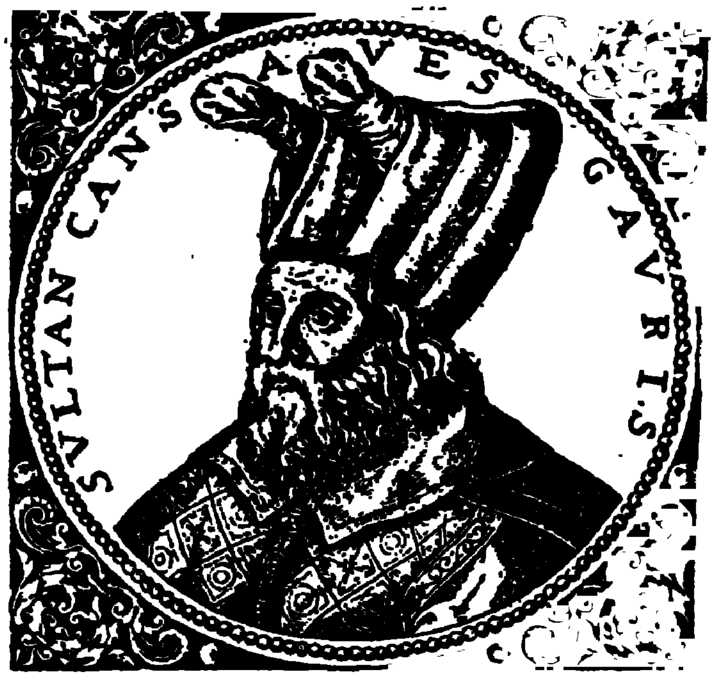

سلطان ملک الاشرف قانصوہ غوری
(آخری مملوک سلطان مصر)

یہی زمانہ ہے جب مصر دنیا کا سب سے بڑا تجارتی مرکز بن گیا تھا - ہندوستان اور یورپ کی تجارتی کڑی یہیں آکر ملتی تھی - اُس کے باشندوں کی خوشحالی اور تاجروں کی شاہانہ دولت کے افسانے جنیوا اور وینس کے بازاروں میں قصوں کی طرح سنائے جاتے تھے - یورپ میں عام طور پر قاہرہ کا نام " قاہرہ عظیم " تھا - یعنی

سلطان نے تمام حالات معلوم کیے - لیکن اسکے بعد کیا ہوا ؟ اس کی کوئي تفصیل تاریخ میں نہیں ملتي - قدرتي طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مصر کا جو سلطان اپنے جہازوں کي حفاظت اور اپنے تجارتي مال و متاع کے فوائد کا اس درجہ خیال رکھتا تھا ' کہ جب کبھي یورپ کي کوئي قوم شرارت کرتي تھي ' تو بیت المقدس کا کنیسہ بند کر دینے اور یورپین تاجروں کو نکال باہر کر دینے کي دھمکي دیکر فوراً راہ راست پر لے آتا تھا ' اس نے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کیلیے جو آٹھ سو برس کی حکومت کے بعد مسیحیوں کے مجنونانہ تعصبات کا شکار ہوگئے تھے اور زندہ جلائے جارہے تھے ' کیا کارروائي کي ؟

اِس موقعہ پر یہ بات بھی یاد رہے کہ ابو البقاء صالح بن شریف الرندي کا وہ زہرہ گداز تاریخي مرثیہ جو در اصل مسلمانان عالم کے نام مسلمانان اندلس کا ایک مایوس استغاثہ تھا ' اِسي زمانہ میں لکھا گیا تھا جیسا کہ مقري نے تصریح کي ہے ' اور خود یورپ کے مورخین ہمیں بتلاتے ہیں کہ سلطان مراکش نے اسکي نقلیں تمام مسلمان سلاطین عالم کے نام بھیج دي تھیں :

لکل شئی اذا ما تم نقصان
فلا یغر بطیب العیش انسان
اصابها العین فی الاسلام فارتزأت
حتی خلت منه أقطار و بلدان
علی دیار من الاسلام خالیة
قد اقفرت و لها بالکفر عمران
حیث المساجد قد صارت کنائس ما
فیهن الا نواقیس و صلبان
بالامس کانوا ملوکا فی منازلهم
والیوم فی بلاد الکفر عبدان
فلو تراهم حیاری لا دلیل لهم
علیهم فی ثیاب الذل ألوان
لمثل هذا یذوب القلب من کمد
ان کان فی القلب اسلام و ایمان !

قصیدہ کے آخر میں یہ اشعار في الحقیقت مسلمانان عالم کے نام مظلوموں کا پیام الغیاث تھا :

یا راکبین عتاق الخیل ضامرة
کانها فی مجال السبق عقبان
و حاملین سیوف الهند مرهقة
کأنها فی ظلام النقع نیران
و راتعین وراء البحر فی دعة
لهم باوطانهم عز و سلطان
أعندکم نبأ من اهل اندلس ؟
فقد سری بحدیث القوم رکبان
کم یستغیث بنا المستضعفون و هم
قتلی و أسری فما یهتز انسان

ما ذا التقاطع فی الاسلام بینکم
و انتم یا عباد الله اخوان
الا نفوس أبیات لها همم ؟
أما علی الخیر أنصار و أعوان ؟

لیکن اس پیام کا جواب اُن مسلمان قوموں اور فرماں رواؤں نے کیا دیا جو بقول ابو البقاء کے " خوبصورت گھوڑوں پر سوار تھے ' ہندي تلواروں کي چمک دمک سے اُنکے ہاتھ شعلہ بار رہتے تھے ' اور اپنے آزاد وطنوں میں عزت و فرمانروائي کي پر عیش زندگي بسر کر رہے تھے " ؟ تاریخ کے اوراق ہمیشہ اس واقعہ پر ماتم کرینگے کہ تمام عالم اسلامي میں ایک صدا بھي انکي حمایت میں بلند نہ ہوئي !

بہر حال جہانتک مصري حکومت کا تعلق ہے ' اس سفر نامہ سے بعض ایسي تفصیلات روشني میں آجاتي ہیں ' جو اس وقت تک تاریکي میں تھیں - بلاشبہ یہ ایک قیمتي فائدہ ہے جو اس کتاب سے حاصل کیا جاسکتا ہے - سفر نامہ کا مصنف اُن حالات کي تفصیل کرتا ہوا جو سلطان غوري کے تخت نشین ہونے کے بعد پیش آئے تھے ' لکھتا ہے :

" یہ وہ وقت تھا کہ اسپین نے تمام موروں (مسلمانوں) اور یہودیوں کو ملک سے نکال دیا تھا ' اور سیکڑوں برس کے بعد پھر یہ سرزمین صرف مسیحیوں ہي کیلیے مخصوص ہوگئي تھي - یہ حالت دیکھکر مراکش ' تیونس ' اور الجزائر کے مسلمان امیروں نے سلطان مصر کي خدمت میں وفود بھیجے ' تاکہ اسپین کے مقابلہ میں اُنکي مدد کي جاے ' اور اُنھیں اس قابل کر دیا جاے کہ یہ ملک دوبارہ مسلمانوں کیلیے حاصل کر لیں - جب یہ وفود قاہرہ پہنچے تو سلطان غوري نے اُن کا بہت اچھي طرح استقبال کیا اور اس معاملہ میں پوري دلچسپي ظاہر کي - پہلے اُس نے ارادہ کیا کہ اسپین سے انتقام لینے کیلیے اور تمام شاہان یورپ پر اثر ڈالنے کیلیے بیت المقدس کا کنیسہ بند کر دے ' اور یورپ کے تاجروں کو اپني مملکت سے نکال دے - لیکن پھر جب اس کارروائي کے نتائج پر نظر ڈالي ' تو اُس پر ظاہر ہوگیا کہ ایسا کرنا دانشمندي کے خلاف ہوگا - اسي اثنا میں ایسا ہوا کہ حکومت اسپین بھي امراء مراکش کي کوششوں پر مطلع ہوگئي - شاہ فرڈنینڈ اور ملکہ ازابیلا کو خبر ملگئي کہ اُمراء مراکش مصر کو اپني اعانت پر اُبھارنا چاہتے ہیں - انھوں نے بھي فوراً ایک سفیر مصر بھیج دیا تاکہ سلطان سے ملکر اسے مسلمانان اندلس کي اعانت سے باز رکھے - اس سفیر کا نام کونٹ پیٹر ڈینکر تھا - یہ اسکندریہ پہنچا ' اور فلپ دي پیریٹز کے یہاں اُترا جو اُس وقت مصر میں فرانس اور اسپین کا مشترک قنصل تھا - قنصل نے سفیر کي آمد کي باقاعدہ اطلاع سلطان کو بھیج دي ' اور درخواست کي کہ اسکے لیے قاہرہ جانے کا پروانۂ راہداري مرحمت ہو "

" سلطان کو جب اس معاملہ کي اطلاع ملي ' تو اُس نے امراؤ علماء سے مشورہ کیا - علماء چونکہ مراکشي وفد کے ذریعہ مسلمانان اسپین کے مصائب کے واقعات معلوم کرچکے تھے ' اسلیے قدرتي طور پر اسپین کے خلاف اُنکے جذبات مشتعل ہو رہے تھے - انھوں نے بالاتفاق یہ راے دي کہ سلطان کا اس سفارت سے ملاقات کرنا بہتر نہیں - اسے واپس کر دیا جاے - سلطان نے بھي اس مشورہ سے اتفاق کیا ' اور سفیر کیلیے پروانۂ راہداري نہیں بھیجا -

حکم دیدیا تھا ' لیکن سفر نامہ کا مصنف لکھتا ہے کہ " انھوں نے خزائن بیت المقدس کي بڑي مقدار دیکر اپني جانیں بچا لیں "

اس واقعہ نے تمام یورپ میں اضطراب پیدا کردیا - واسکو ڈي گاما نے اگرچہ ھندوستان کا براہ راست بحري راستہ معلوم کرلیا تھا ' لیکن ابھي اس راہ سے ھندوستاني مال کي آمد و رفت شروع نہیں ھوئي تھي ' اور یورپ کي مشرقي تجارت کا دار و مدار بدستور مصر پر تھا - جونہي مصر کا دروازہ بند ھوا ' یورپ نے محسوس کیا کہ تمام مشرق کا دروازہ اُس پر بند ھوگیا ہے - ایک سال کے اندر وینیس اور جنیوا کي تمام تجارتي منڈیاں بند ھوگئیں ' اور یورپ میں مشرقي مصنوعات کا پھر قحط شروع ھوگیا -

یہ حالت دیکھکر وینیس اور فرانس کي حکومتیں مجبور ھوئیں کہ کسي نہ کسي طرح حکومت مصر سے از سر نو دوستانہ تعلقات پیدا کریں - وینیس کی یہ سفارت (جس کي سیاحت مصر کي روداد اس سفر نامہ میں قلمبند کي گئي ہے) اسي مقصد سے روانہ کي گئي تھي - قریب قریب اسي زمانے میں فرانس کي سفارت بھي روانہ ھوئي - سفر نامہ میں جا بجا فرانسیسي سفارت کے معاملات کا بھي ذکر کیا گیا ہے ' اگرچہ انداز بیان مبالغانہ جذبات سے خالي نہیں ہے - فرانسیسي سفارت شویلیر کونٹ انکري کي زیر ریاست بھیجي گئي تھي -

وینیس کي یہ سفارت ۲۳ - جنوري سنہ ۱۵۱۲ع - کو وینیس سے روانہ ھوئي ' اور بے شمار مقامات میں ٹھہرتي ھوئي ' ۲۰ - مئي سنہ مذکور کو اسکندریہ پہنچي -

(سفرنامہ کے تاریخي فوائد)

سفر نامہ اُس عہد کي ملکي اور معاشرتي حالات کے بے شمار فوائد و معلومات سے مملو ہے - ان کا استقصاء ایک تحریر میں ممکن نہیں - ھم مختصراً بعض اھم فوائد کا ذکر کرینگے -

(سلطان غوري اور وزراء کي تصاویر)

مصنف نے جا بجا لکھا ہے کہ اُسے مصوري میں کافي دخل تھا - اس کا ثبوت اُن تصاویر سے ملتا ہے جو اُس نے سفر نامہ کے ساتھہ شامل کي ھیں - ھم ان میں سے دو تصویروں کي نقل اس تحریر کے ساتھہ شائع کرتے ھین - پہلي تصویر سلطان قانصوہ غوري کي ہے - دوسري اس کے وزراء کي ہے - مصنف لکھتا ہے " میں نے سلطان سے اُس کي اور اُس کے درباریوں کي تصویر کھینچنے کي اجازت حاصل کرلي تھي "

ان تصاویر میں سلطان اور وزراء مصر کي جو وضع و ھئیت نظر آرھي ہے ' یہ اُس عہد کے تمام ترک اور چرکس امراء کي عام وضع تھي - سلاطین و امراء عثمانیہ کا لباس اور عمامہ بھي تقریباً ویسا ھي تھا - یہ عمامہ جو اسقدر بلند اور عریض ھوتا تھا ' ایسے باریک کپڑے اور ھلکے مواد سے طیار کیا جاتا تھا ' کہ کوئي غیر معمولي وزن سر پر محسوس نہیں ھوتا تھا - ھندوستان میں یہ بات دلچسپي کے ساتھہ معلوم کي جائیگي کہ اکثر حالتوں میں یہ کپڑا ھندوستاني ساخت کا ھوتا تھا !

سلطان ملک الاشرف قانصوہ غوري جسکي تصویر آپکے سامنے ہے ' دراصل مصر کے چرکسي مملوکوں کا آخري فرمانروا ہے - سنہ ۹۲۲- ھجري مطابق ۱۵۱۶- ع میں جب سلطان سلیم اول نے مصر و شام پر حملہ کیا ' تو تخت مصر پر یہي سلطان متمکن تھا - یہ " مرج دابق " کے معرکہ میں پوري شجاعت اور پامردي کے ساتھہ لڑا ' لیکن بالاخر شکست کھائي ' اور میدان جنگ میں گھوڑے سے گرکر مارا گیا - اسکے بعد ملک اشرف طومان بالي نے کچھہ عرصہ تک لڑائي جاري رکھي ' لیکن مصر کي آخري لڑائي میں اس نے بھي شکست کھائي ' اور ھمیشہ کیلیے چرکسي مملوکوں کا سلسلۂ حکومت ختم ھوگیا -

سلطان غوري سنہ ۹۰۶- ھجري مطابق ۱۵۰۱- ع میں تخت نشین ھوا تھا - اس حساب سے تقریباً پندرہ برس تک حکمراں رھا

سفرنامہ کے مصنف نے اس سلطان کے غیر معمولي اوصاف شاھانہ کي بہت تعریف کي ہے ' اور اسے " حزم رائے اور دقت نظر " میں اپنے عہد کا بہترین فرمانروا قرار دیا ہے - مصر کے عام مورخین بھي اُس کے بعض اوصاف کا اعتراف کرتے ھیں -

(سقوط غرناطہ اور مصر)

من جملہ تاریخي فوائد کے ایک نہایت اھم اور عبرت انگیز واقعہ اُس سفارت کا ہے ' جو غرناطہ اور مراکش کے امراء نے مصر بھیجي تھي ' اور جسکي تفصیلات سے مصر کي تمام تاریخیں خاموش ھیں -

اسپین سے مسلمانوں کا آخري اخراج سنہ ۱۴۹۱- ع میں ھوا ہے - یہي سنہ ہے جب تمام اسلامي حکومتوں کي اعانت سے مایوس ھوکر ابو عبد اللہ نے غرناطہ فرڈنینڈ کے حوالہ کردیا - اسکے بعد پچاس برس تک مسلمانوں پر ایسے ایسے وحشیانہ مظالم ھوتے رھے ' جنکي کوئي دوسري نظیر تاریخ عالم میں موجود نہیں - غرناطہ کے بقیۃ السیف مسلمانوں کے خلاف محکمۂ انکویزیشن Inquisition نے قتل و احراق کا آخري حکم سنہ ۱۵۰۹ - میں صادر کیا تھا ' اور کارڈنیل فرانسسکو زي مینس اور فرڈینینڈ ڈي ٹالویرا نے سرزمین اسپین میں اسلامي تمدن و آبادي کا آخري نقش بھي مٹا دیا تھا - یہ زمانہ ٹھیک ٹھیک وھي زمانہ ہے ' جب مصر میں سلطان محمد بن قاتیبائي کے بعد پادشاہ گردي شروع ھوگئي ہے ' اور کئي سال کي طوائف الملوکي کے بعد اعیان سلطنت نے سلطان قانصوہ غوري کو تخت نشین کیا ہے -

تاریخ میں دو واقعات کا اجمالي ذکر ھم پڑھچکے تھے - ایک یہ کہ جب سلطان ابو عبد اللہ ' فرڈیننڈ کے مقابلہ سے عاجز ھوگیا ' تو اُس نے دو سال کیلیے عارضي صلح کرلي ' اور تمام مسلمان سلاطین عالم کي طرف سفارتیں روانہ کیں تاکہ انھیں مسلمانان اندلس کي نصرت و حمایت پر آمادہ کیا جاے - مسلمانان اندلس کو خصوصیت کے ساتھہ سلطان عثماني اور سلطان مصر سے اعانت کي توقع تھي - لیکن دو سال کي مدت گزر گئي ' اور کسي نے بھي انکي خبر نہیں لي - دوسرا واقعہ سقوط غرناطہ کے بعد کا ہے - جب ابو عبد اللہ کي جلا وطني کے بعد اسپین کي حکومت نے وہ تمام عہد و پیمان بھلا دیے ' جو مسلمانوں کي آزادي و حفاظت کیلیے کیے گئے تھے ' اور انکا قتل عام شروع ھوگیا ' تو یہ حالت دیکھکر مراکش اور ٹیونس کے سلاطین مضطرب ھوگئے - انھوں نے تمام مسلمان سلاطین عالم کے پاس وفود بھیجے ' اور انھیں مسلمانان اندلس کي بے بسي اور مظلومیت پر توجہ دلائي - ایک خاص سفارت جو مراکش کے بعض اکابر علماء و امراء سے مرکب تھي ' قاھرہ بھیجي گئي تھي - یہ سلطان قانصوہ غوري ھي کا زمانہ تھا - تاریخ کے صفحات ھمیں بتلاتے ھیں کہ سفارت قاھرہ پہنچي ' اور

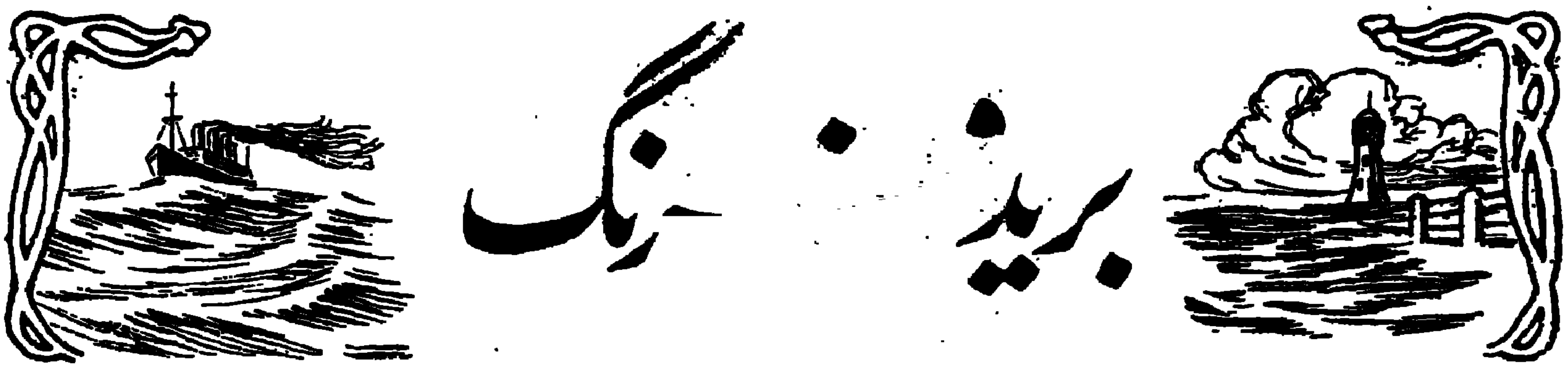

برید فرنگ

روسی انقلاب کی جوبلی

(دسویں سالگرہ کا جشن)

قارئین الہلال کو اخبارات کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے کہ گذشتہ اکتوبر میں روس کی سوویٹ حکومت نے آخری انقلاب روس کی دسویں سالگرہ منائی تھی، اور اس تقریب کو "کمیونیزم کی دہ سالہ جوبلی" سے تعبیر کیا تھا - اس تقریب میں شرکت کیلیے بعض ہندوستانی رہنماؤں کو بھی دعوت دی گئی تھی، لیکن ان میں سے کوئی شخص بھی نہ جا سکا - وقت کی کمی، حالات کی ناموافقت، اور زیادہ تر ہندوستانی حکومت کے پروانۂ راہداری دینے کے اشتباہ سے کسی شخص نے قصد ہی نہیں کیا -

اب یورپ کی پچھلی ڈاک کے اخبارات میں اس تقریب کی نہایت دلچسپ اور موثر تفصیلات آ گئی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ موسکو کا یہ اجتماع دنیا کے عظیم الشان اجتماعات میں سے تھا - نہ صرف تمام روسی صوبوں سے، بلکہ دنیا کے دور دراز حصوں سے بھی نمایندوں کی بے شمار تعداد شریک ہوئی تھی - وسط ایشیا کی تمام حکومتوں اور قوموں کے وکلاء موجود تھے - قفقاز اور ارمینیا نے علاوہ اسمیں حصہ لیا تھا - ایران سے بھی ایک وفد گیا تھا - چین اور جاپان کے بھی نمایندے موجود تھے -

تقریب کے رسوم و اعمال نہایت طول طویل تھے جو کئی دن تک متصل جاری ہے - سب سے زیادہ اہم اور عظیم اجتماع بین القوامی جلوس کا تھا جس سے جوبلی کی تقریب کا افتتاح ہوا - اس جلوس کی عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ اسکے شرکاء کی تعداد دس لاکھ آدمیوں سے بھی زیادہ تھی، اور بیس گھنٹہ سے زیادہ وقت اسکے گذرنے میں لگ گیا تھا - جو لوگ جلوس نکلتے وقت شریک ہوے تھے، انہوں نے پورا ایک دن اور ایک رات سڑکوں پر بسر کر دی - جلوس کا ایک سرا شہر کے ایک کنارہ سے شروع ہوا تھا، اور دوسرا سرا کئی چکر کھا کر دوسرے سرے پر ختم ہوا تھا !

اس موقعہ پر یہ بات یاد رہے کہ موسکو کی آبادی عرض کی جگہ زیادہ تر طول ہی میں واقع ہوئی ہے - وہ دنیا کے ان شہروں میں سے ایک ہے جو سب سے زیادہ لمبے واقع ہوئے ہیں -

جلوس کے بعد سوویٹ کی بین الاقوامی مرکزی

ليکن ساتھہ هي صاف لفظوں ميں انکار بھي نہيں کيا - جب کبھي قنصل کي جانب سے عرضداشت پہنچي ' اسي نہ کسي طرح ٹالديا گيا " ۔

" ليکن کچھہ عرصہ کے بعد سلطان نے محسوس کيا کہ علماء و امراء کا مشورہ مصالح حکومت کے مطابق نہيں ہے - يہ مصلحت کے خلاف ہوگا کہ حالات نے جو موقعہ يورپين حکومتوں سے مطلب براري کا پيدا کرديا ہے ' اُسے ضائع کرديا جائے - چنانچہ اُس نے اسپينش سفير کے ليے پروانۂ راهداري بھيجوا ديا - وہ اسکندريہ سے چل کر ۱۲ - جنوري سنہ ۱۵۰۲ ع - کو قاهرہ پہنچا - قاهرہ ميں سرکاري ترجمان اُس کے استقبال کے ليے موجود تھا - حسب معمول شاهي مہمانسرائے ميں اُتارا گيا - اور ايک هفتہ کے بعد دربار شاهي ميں پيش ہوا "

" اس موقعہ پر اس عظيم الشان مشرقي فرمانروا نے جو طرز عمل اختيار کيا : وہ اُس کي سياسي مہارت اور شاهانہ حکمت عملي کا بہترين نمونہ ہے - وہ علماء و اعيان سلطنت کو اپنا مخالف بنا لينا پسند نہيں کرتا تھا ' جو قدرتي طور پر مسلمانان اسپين سے همدردي رکھتے تھے اور اُن کي حمايت و اعانت کے دل سے خواهشمند تھے - دوسري طرف اس کے ليے بھي طيار نہ تھا کہ ايک دور دراز ملک کے مسلمانوں کے ليے خواہ مخواہ جنگ و خونريزي کے خطرات ميں مبتلا ہو ' اور اپنے مصالح و فوائد کو نقصان پہنچائے - پس اُس نے ايسا طريقہ اختيار کيا ' جس سے ايک طرف علماء و امراء سلطنت کو بھي شکايت کا موقعہ نہيں ملا - دوسري طرف يورپ سے بھي اچھے تعلقات قائم ہوگئے - اُس نے اسپيني سفير کو پہلي مرتبہ بر سر دربار بلوايا - اس موقعہ پر تمام امراء و علماء سلطنت موجود تھے - جب اُس نے اپنے پادشاہ کا سلام عرض کيا ' تو سلطان نے نہايت غضب ناک لہجہ ميں اُس کا سلام قبول کرنے سے انکار کرديا ' اور کہا " ميں ايسے پادشاہ کا سلام نہيں سن سکتا جس نے مسلمانوں کے ساتھہ ظالمانہ سلوک کيا ہے اور جس کي حکومت ميں اس وقت تک مسلمانوں کا خون بہايا جا رہا ہے - ليکن پھر دو دن بعد پوشيدہ محل ميں بلا کر دوبارہ ملاقات کي ' اور اس ملاقات ميں نہ صرف پادشاہ اسپين کا سلام پوري بشاشت و مرحمت کے ساتھہ قبول کرليا ' بلکہ اُس کے جواب ميں اپني جانب سے بھي دوستانہ تعلقات کا پوري طرح يقين دلايا - اس کے بعد سفير اور سلطان ميں اور بھي کئي پوشيدہ ملاقاتيں ہوئيں - بالآخر اس سفارت کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگيا - يعنے سلطان نے اسپين سے دوستانہ معاهدہ کرليا ' اور کچھہ عرصہ کے بعد تمام يورپ سے بھي از سر نو معاهدات کي تجديد ہوگئي - مراکش کا وفد کئي سال تک قاهرہ ميں پڑا رہا - آخر مايوس ہوکر واپس چلا گيا "

اس بيان پر کسي اظہار رائے اور بحث کي ضرورت نہيں ہے - جو معاهدہ اسپين اور سلطان غوري ميں اس سفارت کے ذريعہ ہوا تھا ' اور سفارت نے جو تحرير سرکاري طور پر سلطان کے سامنے پيش کي تھي ' اس کا اصلي نسخہ اس وقت تک اسپين کے شاهي کتب خانہ واقع اسکوريال ميں موجود ہے -

* * *

مذاکرۂ علميہ

قدماء کی مفقود صنعتیں

يہ مسلم ہے کہ قديم قوميں بہت سي ايسي صنعتوں سے واقف تھيں جو اب مفقود ہو چکي هيں - حال ميں امريکہ کے ايک محقق علوم قديمہ نے ايک مقالہ ميں اُن پر نہايت دلچسپ بحث کي ہے - وہ لکھتا ہے :

بعض قديم مصري قبروں ميں قرمزي رنگ کا نہايت شفاف شيشہ پايا گيا ہے - علماء عصر حيران تھے کہ يہ کيونکر بنايا جاتا تھا ؟ بيان کيا جاتا ہے کہ پندرهويں صدي ميں چينيوں کو اِس صنعت کا طريقہ معلوم تھا - خوش قسمتي سے اب سر هربرٹ جيکسن نے اِسے معلوم کرليا ہے ' اور لندن کي رائل سوسائٹي کے سامنے پيش کرکے اُس کي تصديق بھي حاصل کرلي ہے -

يوناني اب سے دو هزار برس پہلے بھيڑ کي اون سے ايک خاص قسم کا تيل بناتے تھے - يونان کي بربادي کے بعد يہ صنعت مفقود ہوگئي - يہاں تک کہ انيسويں صدي کے علماء اس کا کچھہ پتہ نہ لگا سکے - يہ روغن " لانولين " کے نام سے مشہور ہے -

روم کے معمار ايک ايسا روغن جانتے تھے ' جو ديوار پر لگاتے هي فوراً خشک ہوجاتا تھا - صديوں تک مفقود رهنے کے بعد يہ راز سنہ ۱۹۰۸ ع ميں ايک انگريز رنگساز نے از سر نو معلوم کرليا -

روم کے صناع ايک ايسا شيشہ بھي بناتے تھے جو لچکدار ہوتا تھا - سنہ ۱۹۱۲ ع ميں فلورنس کے ايک باشندے نے اِس شيشے کا ذکر کيا ہے - وہ لکھتا ہے " شہنشاہ تيبرس کے عہد ميں روم والوں نے ايک لچکدار شيشہ ايجاد کيا تھا - مگر اب يہ راز گم ہوچکا ہے - اگر يہ هميں معلوم ہوجائے ' تو شيشہ کي قيمت ' چاندي سونے سے بھي زيادہ ہو جائيگي "

ليکن عين اُسي زمانے ميں جبکہ فلورنس کا باشندہ يہ سطور لکھہ رہا تھا ' ايران ميں يہ صنعت موجود تھي - چنانچہ سنہ ۱۶۱۰ ع ميں شاہ ايران نے فليپ سوم شاہ اسپين کو لچکدار شيشے کے چھہ جام بھيجے تھے - يہ جام کسي طرح بھي ٹوٹ نہيں سکتے تھے !

يہ راز صنعت بالآخر گم ہوگيا - يہانتک کہ کئي صدي کے بعد اب پچھلے سال ايک آسٹرين عالم نے اسے دوبارہ معلوم کر ليا ہے - اِس شيشے کا خاصہ يہ ہے کہ شيشے کي طرح شفاف ہوتا ہے ' مگر لچک اِتني زيادہ ہوتي ہے کہ ايک پورا قاب انگلي پر رکھہ کر تہہ کرلے سکتے هيں ! قاب تہہ کر لينے کے بعد گيند کي طرح گول ہو جاتا ہے - يہ گيند اگر زمين پر زور سے مارا جائے تو ٹوٹتا نہيں ' بلکہ اس طرح اچھلتا ہے ' جيسے ربڑ کا گيند اچھلتا ہے -

خيال کيا جاتا ہے کہ موجودہ دنيا اس صنعت سے بہت فائدہ اٹھائيگي - اس سے موٹريں بنائي جائينگي ' اور اُنکے ٹوٹ جانے کا خطرہ دور ہو جائے گا -

اسي طرح قديم زمانے ميں تانبے کے اُسترے بنائے جاتے تھے جو لوہے کے اُستروں سے زيادہ اچھا کام ديتے تھے - مدتوں کے بعد اب معلوم ہوا ہے کہ امريکا کے ايک قيدي نے يہ صنعت زندہ کرلي ہے - اُسے قيد سے رہا کر ديا گيا ہے تاکہ اسے مکمل کر لے -

سنه ۱۹۱۳ میں ترک خواتین کي ایک انجمن کا اجلاس

سنه ۱۹۰۸ع میں جب دستوري انقلاب هوا ' تو تمام قسطنطنیه میں ایک مسلمان عورت بهي ایسي نهیں تهي جسے قسطنطنیه کي سڑکوں پر بغیر یشمک (هلکے نقاب) کے نکلنے کي جرأت هو - لیکن پانچ سال کے اندر هي اندر یه حالت هوگئي که في صدي پچهتر نوجوان لڑکیاں ایسي تهیں جنهوں نے یشمک کي جگه ایک ایسا بالائي لباس اختیار کرلیا تها جو اُن کے چهره کے کناروں کو ڈهانپ لیتا تها ' اور درمیاني حصه بالکل کهلا رهتا تها - چند سالوں تک یه وضع نهایت مقبول رهي - بڑے بڑے پاشاؤں کے گهرانے میں بهي اسي وضع کا لباس ڈرائنگ روم کي ملاقاتوں کے لیے پهنا جاتا تها - لیکن سنه ۱۹۱۴ع میں جب عالمگیر جنگ شروع هوئي ' تو بهت سي نوجوان ترک عورتیں اس پوشش سے اکتا چکي تهیں - ایک بڑي تعداد ایسي لڑکیوں کي موجود تهي جس نے اسے ترک کردیا تها - وه اپنے سروں کو ایک خاص طریقه سے اچهي طرح ڈهانپ لیتیں ' لیکن چهره ٹهڈي کے پاس پوشیده نهیں کیا جاتا - وه پوري طرح کهلا رهتا تها "

" جهاں تک عام لباس کا تعلق هے ' ترکي کي شهري عورتیں ' خصوصاً دارالحکومت کي عورتیں ایک عرصه سے یورپین لباس کے غالب اجزاء اختیار کرچکي تهیں - لیکن سنه ۱۹۰۸ع تک ایسي عورتیں زیاده نه تهیں ' جنهوں نے کامل طور پر یورپین لباس اختیار کر لیا هو - عموماً اس طرح کا لباس پهنا جاتا تها ' جو یورپین لباس هونے پر بهي بعض مشرقي قسم کي خصوصیات رکهتا تها - سنه ۱۹۰۸ع کے انقلاب کے بعد یه خصوصیات رخصت هونے لگیں - یهاں تک که سنه ۱۹۱۴ع میں دارالحکومت کے تمام گهرانوں میں نئي نسل کي لڑکیوں نے کامل فرانسیسي لباس اختیار کرلیا - ترکي زبان میں بهي لباس اور فیشن کے ترکي رسائل اسي طرح نکلنے لگے ' جس طرح فرانس اور انگلستان میں نکلتے هیں - دارالحکومت سے باهر بهي تمام بڑے بڑے شهروں میں کامل قسم کا یورپین لباس رائج هوگیا - گذشته سال مجهے ایک دوست نے جو عرصه سے سمرنا میں مقیم هے ' بتلایا تها که سمرنا کے ترک گهرانوں میں پیرس کے تازه ترین زنانه فیشن سے ویسي هي دلچسپي لي جاتي تهي ' جیسي دلچسپي یورپ کے کسي شهر میں لي جاسکتي هے - فرق صرف اتنا تها که پیرس کا جو فیشن ایک هفته کے اندر لندن اور برلن کے درزیوں کے یهاں پهنچ جاتا تها ' اسے سمرنا تک پهنچتے پهنچتے کئي هفتے لگ جاتے تهے ! "

" تاهم یه ساري تبدیلیاں گهر کي چار دیواري کے اندر هي هوتي رهیں - یه ممکن نه تها که کوئي ترک عورت گهر سے باهر بهي اسي لباس میں نکل سکے ' جس لباس کے اندر وه گهر میں اپنے دوستوں کا استقبال کرتي تهي - باهر نکلنے کیلیے ایک خاص وضع کا بهت عریض فرغل استعمال کیا جاتا تها ' جسے کمر کے پاس پیٹي سے کس لیا جاتا تها ' اور وه همارے ملک کے پادریوں کے گاؤن کي سي هیئت پیدا کرلیتا تها - فرغل پهن لینے کے بعد نه صرف جسم هي کامل طور پر چهپ جاتا تها ' بلکه لباس کي تمام آرائش بهي پوشیده هوجاتي تهي - امیر هو یا غریب ' جوان هو یا بوڑهي ' تعلیم یافته هو یا غیر تعلیم یافته ' لیکن گهر سے باهر هر ترک عورت ایک هي طرح کے لباس میں نظر آئیگي - سنه ۱۹۱۴ - میں جب نوجوان

غازي مصطفی کمال پاشا اور آنکي سابق بیوي لطیفه هانم

مجلس کا اجلاس شروع ہوا - ممکن نہ تھا کہ کوئي عمارت اتنے بڑے اجتماع کي گنجایش رکھتي - اس لیے ایک کھلے میدان میں منعقد ہوا - اجتماع کئي ٹکڑوں میں تقسیم کردیا گیا تھا ' اور ہر ٹکڑے کے وسط میں لینین کا ایک مجسمہ رکھا گیا تھا - لینین کا ایک بہت بڑا مجسمہ میدان کے دروازہ پر بھي نصب کیا گیا تھا ' جو روس کے ایک بہت بڑے صناع نے سنہ ۱۹۲۴ میں بنایا تھا - یہ ایک بہت بڑے قطر کا کرۂ ارضي ہے ' اور اُس کے قطبي حصہ پر لینین کھڑا ہے - مجسمہ کي یہ صورت اس رمز کي طرف اشارہ کرتي ہے کہ کمیونزم کي دعوت تمام کرۂ ارضي کي سرمایہ پرستي پر غالب آگئي ہے !

ہم نے صفحات الہلال کے لیے دو مرقعوں کا انتخاب کیا ہے - پہلا مرقع اُس موقعہ کا ہے جب سوویت کے اعلی حکام جلوس میں شریک ہونے کي طیاري کر رہے ہیں - بائیں جانب سیاہ استر خاني ٹوپي اوڑھے ہوئے صدر سوویت کھڑا ہے جسے آج کل تمام یورپ "کمیونزم کے زار" سے تعبیر کرتا ہے - اس کے ساتھہ جدید کمیونسٹ فوج کي وردي پہنے ہوئے ' سوویت ارکان حکومت ہیں -

دوسرا مرقع جلوس کا ایک خاص حصہ ہے - اِس میں زیادہ تر یورپ اور انگلستان کے نمایندے ہیں - اگر آپ بائیں جانب غور سے دیکھیں تو مسٹر سکلت والا کا چہرہ صاف دکھائي دے رہا ہے -

ترکی کی نسوانی تحریکات

الہلال نمر (۲۳) میں عنوان مندرجۂ صدر سے ہم ایک فرانسیسي اہل قلم کے مقالات کا خلاصہ درج کرچکے ہیں - اب اس سلسلۂ مقالات کي تیسري قسط بھي شائع ہوگئي ہے - اِس میں زیادہ تر ترکي کي موجودہ نسواني تحریکات اور اُنکے مقاصد پر نظر ڈالي ہے -

بلاد اسلامیہ کے جدید معاشرتي تغیرات کے متعلق وقتاً فوقتاً جو مضامین مشرق و مغرب کے اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں ' اکثر حالتوں میں صورت حال کي معتدل اور حقیقي نوعیت پیش کرنے سے قاصر رہتے ہیں - عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مضمون نگار کوئي خاص نقطۂ خیال رکھتا ہے ' اور اسي کے مطابق صورت حال کا نقشہ کھینچنا چاہتا ہے - مثلاً جب کبھي موجودہ عہد کا کوئي یورپین سیاح ترکي اور مصر کي سیر کریگا ' اور وہاں کي جدید معاشرتي تحریکات پر نظر ڈالیگا ' تو چونکہ پیشتر سے اس بارے میں ایک خاص نقطۂ خیال قائم کر چکا ہے ' اسلیے تغیر و اصلاح کي ہر حرکت کو اُسي روشني میں دیکھیگا ' اور مجموعي حیثیت سے ایک ایسي تصویر طیار کر دیگا ' گویا ترکي اور مصر کي جدید جماعتوں نے بہ یک دفعہ ارادہ کرلیا ہے کہ مشرقیت اور اسلامیت کے تمام عقائد و افکار سے دست بردار ہو جائیں !

دوسري طرف بعض مسلمان اہل قلم ہیں ' جو ہندوستان کے قدامت پسند مسلمانوں کے افکار و جذبات کي رعایت کرني چاہتے ہیں - اسلیے پسند نہیں کرتے کہ نئي تحریکات کي حد سے بڑھي ہوئي آزادانہ صورت اُنکے سامنے عریاں ہو - وہ ہمیشہ ان تحریکات کے متعلق ایسي مبہم اور گول مول باتیں کہہ جاتے ہیں ' جن سے صورت حال مشتبہ ہو جاتي ہے ' اور لوگ خیال کرنے لگتے ہیں کہ ترکي اور مصر کي جدید تحریکات کي نسبت جو کچھہ کہا جاتا ہے ' صداقت سے یک قلم خالي ہے -

جدید ترکي نسبت کئي سال سے ایسا ہي ہو رہا ہے - ایک طرف وہ بیانات ہیں جو دنیا کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ جدید ترکي اپنے آپکو مسلمان کہنے کے لیے بھي طیار نہیں - دوسري طرف وہ خوش عقیدہ مسلمان ہیں جو اردو اخباروں کے مضامین پڑھکر خیال کرنے لگتے ہیں کہ ترکي کے نئي معاشرتي انقلاب کي نسبت جو کچھہ کہا جاتا ہے ' محض یورپین نامہ نگاروں کا سیاسي پروپگنڈا ہے - حقیقت سے اسے کوئي لگاؤ نہیں -

اس فرانسیسي مقالہ نگار کي یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ اِس نے اپنے تاثرات کو کافي حد تک اس طرح کي بے اعتدالیوں سے محفوظ رکھا ہے ' اور کوشش کي ہے کہ بلاد اسلامیہ کي موجودہ انقلابي ذہنیت کا صحت نظر و تشخیص کے ساتھہ مطالعہ کیا جاے -

ہم اس مقالہ کا مختصر خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں ' تاکہ مسلمانان ہند جدید ترکی کے فکري تغیرات صحت کے ساتھہ معلوم کرسکیں -

مقالہ نگار لکھتا ہے :

"گذشتہ دس سال کے اندر ترکي کي معاشرتي زندگي میں جو انقلاب رونما ہوا ہے ' اُس کا اندازہ کرنے کے لیے ہمیں نوجوان ترک عورت کي نئي تاریخ حیات پر نظر ڈالني چاہئے '

جدید ترکي خواتین
سنہ ۱۹۱۲ - سے ۱۹۲۵ - تک !

تاریخ وعبر

غدر ۱۸۵۷ء

تصویر کا دوسرا رخ

(۲)

تین واقعات میں سے تیسرا واقعہ

جلیانوالہ باغ کا قتل عام

(۳) تیسرا واقعہ جلیانوالہ باغ کا قتل عام ہے۔ جو غدر سے ڈرے ہوئے حاکموں کے طفیل عالم وجود میں آیا تھا۔ یہ حادثہ جانگداز اپریل ۱۹۱۹ء میں واقع ہوا۔ ہندوستانی اسے اسوقت تک فراموش نہیں کرسکے ہیں۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ جرنیل ڈائر کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا تھا۔ کیونکہ امرتسر میں (جو اکالی سکھوں کا صدر مقام ہے) فساد قابو سے باہر ہو چکا تھا۔ لوگوں نے کئی انگریز قتل کر دئیے تھے۔ اور عیسائی لڑکیوں کی قیامگاہ جلانے کی بھی کوشش کی تھی۔ جلیانوالہ باغ میں جو ہجوم اکٹھا ہو رہا تھا، وہ امن پسند نہیں کہا جاسکتا۔ اگرچہ ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا۔ جب ڈائر موقع پر پہنچا، تو ایک شخص تقریر کر رہا تھا۔ ڈائر نے آتے ہی سپاہیوں کو فائر کرنے کا حکم دے دیا، اور دو منٹ کے اندر سیکڑوں آدمی موت کے گھاٹ اتار دئیے گئے۔ قریبا ایک ہزار آدمی زخمی بھی ہوئے تھے (لیکن ہندوستانی مقتولین اور مجروحین کی تعداد اس سے زیادہ بتاتے ہیں) جب سپاہیوں کے کارتوس ختم ہوگئے تو یہ قتل عام خود بخود بند ہوگیا۔ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ ڈائر نے مارشل لا کی تحقیقاتی کمیشن کے روبرو جو شہادت دی تھی، اس سے اسنے اپنے آپ کو سخت نقصان پہنچایا۔ کیونکہ وہ خود مانتا ہے کہ عبرتناک سزا دیکر لوگوں کے دلوں میں خوف اور دہشت پیدا کرنی چاہتا تھا!

چونکہ مارشل لا کی وجہ سے لوگوں کو شام کے بعد گھر سے نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ اسلئے اس شام کو کوئی شخص جلیانوالہ باغ کے مردوں اور زخمیوں کے پاس جانے کی جرأت نہ کرسکا، اور نہ ہی فوجی حکام نے ان کی طرف توجہ کی۔ میں اسوقت تمام خوفناک واقعات از سر نو بیان کرنا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بجائے اسکے کہ انگریز ڈائر کے فعل کے خلاف اظہار نفرین کرتے، انھوں نے ہر ممکن طریقے سے اس [illegible]۔ اس طرح پر بھی انگریزوں نے ہندوستانیوں سے وہی سلوک کیا جو غدر کے ایام میں کیا تھا۔ انھوں نے علانیہ طور پر یہ بات ثابت کردی کہ وہ محض تلوار کے زور سے ہندوستان کو غلام رکھنا چاہتے ہیں۔ جب گورنمنٹ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ سخت گھبرا گئی لیکن اسے بھی مصلحۃً ڈائر کی حرکات کی تائید ہی کرنی پڑی۔ اس وحشتناک واقعہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ہندوستان میں اتحاد کی ایک برقی لہر دوڑ گئی۔ لوگوں نے باہمی نفاق بالائے طاق رکھ کر ایک متحدہ تحریک گورنمنٹ کے خلاف جاری کردی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں اسنے ایسی عظیم طاقت حاصل کرلی کہ تمام انگریز گھبرا گئے۔ انھوں نے گورنمنٹ آف انڈیا کو بڑے زور سے مشورہ دیا کہ یہ تحریک بالکل کچل ڈالی جائے۔ انہی دنوں میں انگریزوں نے (جو ہندوستان میں مقیم تھے) جرنیل ڈائر کے واسطے ۲۰ ہزار پونڈ جمع کرکے بھیجدیا۔ کیونکہ اسے گورنمنٹ نے ملازمت سے برطرف کردیا تھا۔ مجھے یقین ہے ان میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہونگے۔ جو ضرور خیال کرتے ہونگے کہ ان کی قوم نے ڈائر کی تائید کرکے اپنی حماقت کا ثبوت دیا ہے جب تک ہم ہندوستانی معاملات کو ٹھنڈے دل سے نہ سوچیں گے۔ ہم فوراً ایک معمولی بات پر مشتعل ہو جایا کرینگے۔ جس طرح کہ ہماری قوم کے ایک نمائندے (ڈائر) نے امرتسر میں مشتعل ہو کر قتل عام کردیا!

غدر کی انگریزی تاریخیں

میں حیران ہوں، میری قوم نے اسوقت تک تاریخی کتابوں میں غدر کے یکطرفہ افسانوں کا اندراج کیوں جاری رکھا ہے؟ ان میں ہندوستانیوں کے خلاف اس قدر زہر اگلا ہے کہ کوئی انگریز پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کتابیں محض اس غرض سے لکھی گئی تھیں کہ انگریزوں کے دلوں میں ہندوستانیوں کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔ انگریز مورخوں نے بعض جرنیلوں کی شجاعت وہمت کی اس قدر تعریف کی ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے فاتحوں کی بھی اس قدر تعریفیں نہیں کی گئی ہونگی۔ میں بچپن میں نکلسن کا نہایت مداح تھا۔ میں نے اس کی سوانح حیات جو ٹراٹر نے لکھی ہے کئی دفعہ پڑھی ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اسمیں اصلی نکلسن کا خاکہ نظر نہیں آسکتا۔ اس کی موہوم بہادری کے قصوں نے اس کی حقیقی زندگی چھپا دی ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ اس کی حقیقی سیرت دکھائی جاتی۔ اسمیں شک نہیں، نکلسن ایک بہادر سپاہی تھا۔ وہ اپنی قوم کی خاطر بڑی بہادری سے لڑا۔ لیکن اسے دنیا کے عظیم سپہ سالاروں کے زمرہ میں شامل کرنا انصاف سے بعید ہے، سر جارج فارسٹ نکلسن کے متعلق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ وہ ایک تندخو آدمی تھا۔ اور عام طور پر بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اس کی بہادری مسلمہ تھی۔ لیکن وہ نافرمان بھی تھا۔ اسنے لارنس کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا تھا۔ کیمبل بھی ان افسانوں کو جو نکلسن کے متعلق مشہور تھے، بے بنیاد قرار دیتا ہے۔ اسی طرح تواریخ میں نیل، ہیولاک، اور ہاڈسن کے کارہائے نمایاں کے متعلق بے شمار لغو کہانیاں مورخانہ جرأت وسنجیدگی کے ساتھ درج کردی گئی ہیں!

نیل کی کارگذاری کے متعلق ہومز لکھتا ہے:

"بنارس کے باشندوں میں یہ ڈر پیدا ہو گیا تھا کہ نیل شہر پر گولہ باری کرنے والا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے باشندے اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر شہر سے بھاگ گئے"

فارسٹ بھی ہومز کی تائید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"نیل نے لوگوں پر ایسے مظالم برپا کئے تھے کہ اگر وہ زندہ رہتا، تو اس کی قوم بھی ضرور اسے لعن طعن کرتی۔ لیکن موت نے جلد ہی اس کے عیب ڈھانپ لئے۔ میں نیل کو اس کے مظالم کی وجہ سے ہرگز معاف نہیں کرسکتا۔ اگر وہ ظلم نہ کرتا تو لدھیانہ کی پلٹن کبھی تباہ نہ ہوتی۔ الہ آباد میں بھی اسنے فیروزپور کی پلٹن کو اپنے ظالمانہ سلوک کی وجہ سے مخالف بنالیا تھا۔ حالانکہ مجھے اس پلٹن کی وفاداری پر پورا اعتماد تھا۔ نیل کی عادت یہ تھی کہ وہ کسی پر بھی اعتبار نہیں کرتا تھا، اور لوگوں سے بڑی بے رحمی سے پیش آتا تھا"

مجھے یقین ہے کہ مورخین کی آیندہ نسل اس شخص کو بے شمار دیدہ دانستہ مظالم سے بری الذمہ ثابت کرنے کی جرأت نہ کریگی!

برطانوی راست بیانی!

جنگ یورپ میں بھی ہمارے اخباروں نے یہ افواہیں مشہور کر رکھی تھیں کہ جرمنی کے سپاہیوں کو انکے افسر مار مار کر میدان میں بھیجتے تھے۔ کیونکہ وہ ایسے ڈرپوک تھے کہ دشمن سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن یہ غلط بیانی جنگ کے واقعات نے جھوٹی ثابت کردی۔ جرمنی کی فوجیں ایسی جانفشانی سے لڑیں کہ انکے دشمن بھی عش عش کر گئے۔ اس قسم کی جھوٹی خبروں کے پھیلانے سے مدعا یہ ہوتا ہے کہ دشمنوں کی تضحیک کی جائے، اور انکے خلاف نفرت کا جوش پیدا کردیا جائے، اسی طرح غدر کے دنوں میں بھی انگریزوں نے اس قدر جھوٹے افسانے تاریخوں میں درج کر ڈالے۔ کہ انھوں نے اصلی واقعات پوشیدہ کردیئے!

بعض حقائق کا اعتراف

ہمارے غدر کے مورخ بھی کہیں کہیں کسی ہندوستانی کی تھوڑی سی تعریف کر دیتے ہیں۔ مثلاً جھانسی کی رانی کے متعلق تقریباً سب متفق ہیں کہ وہ ایک عظیم شخصیت تھی۔ سر ہیو روز نے (جسنے رانی موصوفہ کو شکست دی تھی) ایک دفعہ کہا تھا:

"وہ سب سے زیادہ بہادر اور لائق جرنیل تھی اسنے لڑائی میں ایسے کارنامے دکھلائے کہ انگریز بھی تحسین کئے بغیر نہ رہ سکے۔ انگریزوں نے اسے زندہ پکڑنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ کیونکہ اسنے لڑائی کے میدان میں اپنی جان دے دی۔ ہندوستانی اسے بجا طور پر ہندوستان کی جون آف آرک کہتے ہیں۔ ایک دن

جنگ سے پہلے ایک زمانہ اسکول کي ترک لڑکیاں

خالدہ ادیب خانم

عہد حاضر کي مشہور اہل قلم جو آجکل امریکہ میں مقیم ہے.

لڑکیوں نے یشمک کا استعمال ترک کر دیا ' اور غریب خاندانوں کي تعلیم یافتہ لڑکیاں تار اور ٹیلي فون کے مرکزوں میں کام کرنے لگیں ' تو اُس وقت بهي اُنهیں اس بات کي جرأت نہیں هوئي تهي ' کہ یوروپین عورتوں کي طرح اپنے آرائشي لباس میں باهر نکلیں - دولت مند گهرانوں کي بے شمار عورتیں هیں ' جو پیرس کے مشہور درزیوں کے یہاں اپنے کپڑے سلواتي هیں ' اور اپني بالوں کي آرایش اور لباس کي دیکهہ بهال کیلیے بیش قرار تنخواهوں پر فرانسیسي خادمائیں رکهتي هیں ' تاهم وہ بهي جب گهر سے باهر نکلتي هیں ' تو اپنا حسین اور فیشنیبل فرانسیسي لباس سیاہ و عریض فرغل کے اندر چهپا لیتي هیں - یہ فرغل اُس وقت تک اُنکے جسم سے الگ نہیں هوتا ' جب تک کہ وہ گهر کي چاردیواري کے اندر واپس نہ آ جائیں "

اسکے بعد مقالہ نگار نے اُن تغیرات کا ذکر کیا ہے جو جنگ کے بعد جدید قومي تحریک کے ساتهہ ساتهہ ظہور پذیر هونے ' اور جو اب نہایت تیزي کے ساتهہ عام هو رهے هیں :

" اِن تغیرات میں سب سے زیادہ اهم چیز ترک عورتوں کي معاشرتي ذهنیت ہے - یہ واقعہ ہے کہ گذشتہ چند سالوں کے اندر اُنہوں نے تغیر و انقلاب کي بہت بڑي مسافت طے کرلي ہے - سنہ ۱۹۱۴ع کي نوجوان ترک خاتون اگرچہ اپني آزاد خیالي اور ذهني استعداد کے لحاظ سے قدیم مشرقي عورتوں سے بالکل مختلف قسم کي ذهنیت رکهتي تهي ' تاهم اُس میں موجودہ عهد کي وہ بے خوف روح نہیں پائي جاتي تهي جو قدامت کے دائرۂ اثر سے پوري طرح آزاد هو چکي ہے - اُس میں ایک ایسا محسوس تذبذب اور اضطراب باقي تها ' جس کے اندر روح قدامت کي ایک دهندلي سي تصویر نظر آجاتي تهي - لیکن سنہ ۱۹۲۷ع کي ترقي یافتہ ترک عورت کامل معنوں میں آزاد خیال ہے - اُس کا تذبذب مٹ چکا ہے - اُس میں اضطراب فکر کي جگہ عزم اور فیصلہ پیدا هوگیا ہے - وہ وقت کي روح سے لبریز ہے ' اور صرف مستقبل هي کي طرف نگاہ رکهتي ہے - بلا شبہ یہ صورت حال اس وقت تک صرف اونچے طبقہ هي میں محدود ہے - متوسط طبقہ کي عورتیں عموماً پچهلي حالت هی میں باقي هیں - لیکن اگر ترکي کي موجودہ حکمران جماعت کو فوري زوال پیش نہ آگیا ' تو یہ بات یقیني ہے کہ بہت جلد یہ روح تمام ترکي میں پهیل جائیگي "

" اب نو جوان عورتیں وہ پرانا فرغل بهي ترک کرتي جاتي هیں ' جو باهر نکلنے کیلیے اُنکي لازمي پوشش تهي - اسکي جگہ ایک ایسا لباس وضع کرلیا گیا ہے جو گهر اور گهر سے باهر ' دونوں حالتوں میں کام دیسکتا ہے - گزشتہ سال انگورہ میں یہ دیکهکر مجهے نہایت حیرت هوئي تهي کہ ارکان حکومت کی بیویاں بغیر فرغل پہنے هوئے باهر نکلتي تهیں اور مجلس (پارلیمنٹ) کي گیلریوں میں بیٹهي نظر آتي تهیں - بعد کو مجهے بتلایا گیا کہ یہ طریقہ اب روز بروز مقبول هوتا جاتا ہے ' اور اعلیٰ طبقہ کي کوئي ترک عورت ایسي نہیں ہے جو قدیم فرغل استعمال کرتي هو "

* * *

کیا ٹیگور وفادار ہے؟

میرا ایک دوست کسی پادری سے ٹیگور کے متعلق بات چیت کر رہا تھا وہ اسکی ادبی شہرت کا بہت معترف تھا۔ پادری نے بات کاٹ کر پوچھا "کیا وہ وفادار بھی ہے؟" اگر اسوقت سینٹ پال بھی برٹش گورنمنٹ کی رعیت ہوتا تو غالباً یہ پادری اس کے متعلق بھی یہی سوال کرتا۔ البتہ مجھے یقین ہے، وہ اسٹریلیا یا کینیڈا کے کسی باشندے کے متعلق یہ سوال پوچھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جب تک انگریزوں کی ہندوستانی سیرت کے متعلق یہ رائے رہے گی، تب تک فریقین میں ہمیشہ غلط فہمی قائم رہے گی اور ان کی باہمی مخالفت روز بروز بڑھتی جائے گی۔

پنجاب کے فسادات میں سب سے زیادہ قبیح فعل امرتسر میں ہوا تھا۔ وہاں ایک کوچہ کے باشندوں کو حکم دیا گیا کہ گھر سے باہر نکلتے وقت یا گھر کی طرف جاتے وقت پیٹ کے بل رینگ کر چلیں۔ کیونکہ حکام کو یقین دلایا گیا تھا کہ اس کوچہ کے بعض باشندوں نے ایک میم پر حملہ کیا تھا۔ شہروں پر ہوائی جہازوں کے ذریعے گولہ باری کرنا بھی اس سے کم خوفناک واقعہ نہیں ہے۔ ہندوستانی کہتے ہیں کہ اگر لورپول یا مانچسٹر میں فساد ہو جائے۔ تو بلاشبہ حکام حفظ عامہ کی خاطر مفسدوں پر گولی چلانے سے دریغ نہیں کرینگے لیکن وہ کسی حالت میں بھی یہ نہیں کرسکتے کہ اس شہر پر آسمان سے بم کے گولے پھینکیں۔ اس قسم کے مظالم صرف اس صورت میں روا رکھے جاسکتے ہیں جب قوموں کے درمیان جنگ چھڑ جائے۔

فچٹ نے ایک کتاب "غدر کی کہانی" میں مندرجہ ذیل سطور لکھی ہیں:

"ایشیائی دماغ کو سمجھنا ایک نہایت مشکل کام ہے۔ کیونکہ کوئی آدمی اس کے اسرار نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن یہ مسلم امر ہے۔ کہ غدر کی یاد لوگوں کے دلوں میں ہر وقت تازہ رہتی ہے۔ مجھے ایک پادری نے بتلایا کہ اسنے ایک دفعہ اسکول کے طالب علموں کو غدر پر جواب مضمون لکھنے کا حکم دیا تھا۔ مگر تمام لڑکوں نے خالی کاغذ پیش کر دئیے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ یہ واقعہ اس قدر محسوس کرتے تھے۔ کہ ہمیں اپنے اندرونی خیالات سے آگاہ کرنا نہیں چاہتے تھے"

بعض واقف کار انگریزوں کی رائے ہے۔ کہ غدر کی یادداشتیں کچھ عرصے کے بعد معدوم ہو جائیں گی۔ لیکن میرے خیال میں جب تک ہماری کتابوں میں غدر کے افسانے درج رہیں گے، تب تک کوئی شخص بھی انھیں نہیں بھول سکتا۔ اس اسپرٹ کو زائل کرنے کے صرف دو طریقے ہوسکتے ہیں۔ یا تو تمام اسکول اور کالج بند کر دئے جائیں تاکہ آئندہ نسلوں کو پچھلی صدی کے واقعات کے متعلق کچھ علم نہ ہو۔ یا ہمیں چاہئیے کہ ان واقعات کو ان کی اصلی صورت میں دکھائیں اور اپنی طرز تحریر یکسر تبدیل کر دیں۔

ساورکار نے غدر کو آزادی کی جنگ سے تعبیر کیا ہے اسنے ایک مکمل تاریخ ہند لکھی تھی۔ لیکن گورنمنٹ نے اس کی اشاعت بند کر دی کیونکہ گورنمنٹ کو یقین دلایا گیا تھا کہ اسمیں غلط واقعات درج کئے گئے ہیں جن سے انگریزوں کے خلاف نفرت پھیلنے کا اندیشہ ہے!

چونکہ ہم تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے اور ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی ہم سے انتقام لینے کی خاطر ہمارے خلاف ہر قسم کی غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہندوستانی اخبارات اور رسائل اُٹھا کر دیکھئے ان میں ہمارے خلاف کس قدر زہر اُگلا جاتا ہے۔

خاتمۂ سخن

ہمیں بلیک ہول والا واقعہ بالکل بھول جانا چاہئے جس طرح کہ ہم ستر موپلہ قیدیوں کا ریل کی گاڑی میں دم گھٹ کر مر جانے کے واقعہ قدرتاً بھول چکے ہیں۔ ہمیں کانپور کے مظالم پر بھی شور مچانا نہیں چاہئے۔ جس طرح ہم دہلی۔ بنارس۔ الہ آباد وغیرہ میں اپنی کارگذاریاں فراموش کر چکے ہیں۔ جب ہم اپنے مظالم بھول چکے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستانیوں کی زیادتیاں ہر دم یاد رکھیں!

سر چارلس ایچین نے لارنس کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے اسنے اس کے بت کا بھی جو لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر ایستادہ ہے، ذکر کیا ہے اس بت پر یہ حروف کندہ ہیں "کیا تم ہماری حکومت تلوار کے زور سے تسلیم کرو گے۔ یا قلم کے زور سے"؟ ان الفاظ سے ہندوستانی قوم کو دو رستے دکھلائے جاتے ہیں۔ یا تو وہ خوشی سے ہماری اطاعت قبول کرے یا تلوار کے زور سے محکوم رہے۔ اسمیں شک نہیں کہ آجکل قلم کے زور سے حکومت کی جاتی ہے۔ لیکن تلوار بھی ہر وقت برہنہ رہتی ہے۔ اس قسم کے کتبوں سے ہندوستانیوں کے دلوں میں غصہ کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بت کی شب و روز حفاظت کی جاتی ہے تاکہ اسے نقصان نہ پہنچایا جائے۔

رومیش دت نے تاریخ ہند میں کیا خوب لکھا ہے کہ غدر کے خوفناک مظالم کو اسکول کی کتابوں سے مٹا دینا چاہئے۔ کیونکہ جب ہندوستانی طلبا کو نیل جیسے ظالم انگریزوں کے کارنامے نہیں پڑھائے جاتے۔ تو پھر انہیں کانپور کے کنوئیں کا افسانہ کیوں سنایا جائے؟ میں یقین کرتا ہوں کہ اسوقت ہماری قوم ماضی کو فراموش کر دینے کے لئے طیار ہے۔ اگر انگریزوں کی موجودہ نسل کو یقین دلایا جائے کہ ان کے بزرگوں نے ہندوستانیوں پر کس قدر ظلم و ستم ڈھائے تھے، تو وہ ان کی تلافی کے لئے یقیناً طیار ہو جائے۔

(ترجمۂ چودھری محمد علی صاحب وکیل ایبٹ آباد)

* * *

بریدِ شرق

مکتوبِ آستانہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی مصطفٰے کمال پاشا کا از سر نو انتخاب۔ سازشیوں کو سزا۔ ٹرکی کی آبادی۔ ٹرکی اور امریکہ۔ ترکی میزانیہ۔

غازی کا از سر نو انتخاب

گذشتہ ہفتہ مجلس وطنی (پارلیمنٹ) کا از سر نو افتتاح ہو گیا۔ غازی کمال پاشا، دوبارہ، صدر جمہوریت منتخب کئے گئے۔ عصمت پاشا بدستور وزیر اعظم رہے۔ مجلس وطنی کے سابق صدر، کاظم پاشا بھی نئے انتخاب میں کامیاب ہے۔

مجلس وطنی کے تمام ارکان نے ایک ایک کر کے، صدر مجلس کے سامنے حسب ذیل قسم کھائی:

"میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ کسی ایسے مقصد کے لئے کوشش نہیں کروں گا جو وطن کی سعادت، قوم کی سلامتی، اور اُس کی بے قید و شرط سیادت کے منافی ہو۔ نیز میں جمہوریت کے اصول سے برابر وفادار رہوں گا"

خلق فرقہ سی نے، جمہوریت کی صدارت کے لئے کوئی نام پیش نہیں کیا تھا، بلکہ اپنے ارکان کو آزادی دیدی تھی کہ جس شخص کو پسند کریں، اس منصب کے لئے منتخب کر لیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی غازی مصطفٰے کمال پاشا ہی بالاتفاق صدر قرار دے دئے گئے۔ تب صدر مجلس وطنی نے اُنھیں قسم کھانے کے لئے طلب کیا۔ اُنھوں نے ان لفظوں میں قسم کھائی۔

"میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ صدر جمہوریت ہونے کی حیثیت سے جمہوریت کے قوانین اور قومی سیادت کے اصول کی حفاظت و مدافعت کروں گا۔ میں اپنی پوری قوت سے اور پورے اخلاص سے ترکی قوم کی بھلائی کے لئے کوشش کروں گا۔ میں پوری شدت سے ہر اُس خطرے کی مقاومت کروں گا جو ترکی حکومت کو لاحق ہوگا۔ ترکی شرافت کی حفاظت، اُس کی برتری اور اپنے فرائض ادا کرنے پر میں اپنی پوری زندگی وقف کر دوں گا!"

جب غازی قسم کھا رہے تھے تو اُنکے ہر جملہ پر تالیوں کا ایک شور بلند ہو جاتا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض سلطنتوں کے سفیر بھی تالیاں بجانے میں شریک تھے۔

قسم کے بعد غازی نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

"یہ منصب، صدر جمہوریت کا منصب، درحقیقت قوم کی پوری فضیلت استقامت، اور معصومیت کا مظہر اور نمائندہ ہے۔ اس حقیقت سے میرا قلب و ضمیر پوری طرح باخبر ہے۔ میں اُن تمام اہم فرائض اور نازک ذمہ داریوں سے کما حقہ آگاہ ہوں جو صدارت کی اس کرسی نے مجھ پر عائد کر دی ہیں۔ تاہم میں کوشش کروں گا کہ اس جدید اعتماد کو بھی سچا ثابت کر دوں جس سے قوم نے مجھے سرفراز کیا ہے۔ یہ اعتماد اس امر کا ثبوت ہے کہ قوم ہماری خاکسارانہ کوشش پورے اطمینان سے پسند کرتی ہے۔ میری مسلسل کوشش رہے گی کہ قوم کی زیادہ سے زیادہ بڑی خدمتیں انجام دیتا رہوں"

اس کے بعد غازی نے کہا:

"یہ جمہوریت، جو خود مختاری، قومیت، اور عقلمندی پر قائم ہوئی ہے، اور جسنے گزشتہ برسوں میں اپنی اصلاحات و انقلابات سے اپنی قوت قاہرہ ثابت کر دی ہے، قوم کی اُمیدوں اور آرزوؤں کے بالکل

ہمیں یہ تحقیق کرنی پڑے گی کہ کیا وجہ تھی کہ ہندوستانی عورتیں بھی ہمارے خلاف لڑنے پر آمادہ ہو گئی تھیں؟ جھانسی میں کئی انگریز اور عورتیں قتل کر دی گئی تھیں۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ رانی نے یہ خونریزی پسند نہ کی ہوگی۔ جب جھانسی فتح ہو گیا، تو اس کے باپ کو سیکڑوں آدمیوں کے ساتھ پھانسی دی گئی۔

شہزادہ فیروز کے متعلق بھی عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ بڑا بہادر اور جرار آدمی تھا۔ اس نے دہلی میں ہمارے آدمیوں کو بچانے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ جنگ کے میدان میں بڑی ثابت قدمی اور استقلال سے لڑتا رہا۔ حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اگر ہمارے ہاتھوں میں پھنس گیا تو اسے فوراً پھانسی دے دی جائے گی۔ خود ہمارے آدمی بھی خفیہ طور پر خوش تھے کہ وہ پکڑا نہیں گیا۔ اس کی شہسواری اور اس کا سیکڑوں دفعہ موت کے منہ سے بال بال بچ جانا ایک افسانہ بن گیا ہے۔ بعض شعراء نے بھی اپنے اشعار میں اس کی بہادری کے تذکرے کئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۸۶۲ء تک ہندوستان کے جنگلوں میں مارا مارا پھرتا رہا۔ بعد ازاں ۱۸۶۶ء میں وہ عرب میں آخری دفعہ دیکھا گیا۔ کوئی وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہندوستانی روایات بھی تاریخ کی کتابوں میں سے درج کی جائیں گی۔ اور صحیح واقعات کی طرح مستند سمجھی جائیں گی۔ وہ داستان میں کسی قدر دل ہلا دینے والی ہونگی!

ہمارے مورخین لکھتے ہیں کہ یہ غدر ہندوستان کو آزاد کرانے کی خاطر برپا نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ محض چند فوجیوں کی بغاوت تھی۔ اچھا، اگر ایسا ہی تھا تو بے گناہ آبادیوں کو موت کے گھاٹ اتارنا اور غیر محارب جماعتوں کو بھی بلا تمیز قتل کروا ڈالنا، کسقدر انسانیت سوز حرکات تھیں! اگر اس قسم کے دردناک مظالم کسی دوسرے ملک میں ہوتے تو یقیناً پورا ملک متحد ہو کر بر سر پیکار ہو جاتا۔ گو یہ بغاوت زیادہ تر آگرہ کے صوبہ ہی میں رہی۔ لیکن پھر بھی اس صوبہ کے عام لوگوں نے اسمیں کسی طرح کا حصہ نہیں لیا۔ ہمیں ناچار تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انہی لوگوں نے بہت سے انگریزوں کی جانیں بچا کر اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے حالانکہ ہندی سپاہی انکے مخالف ہو گئے تھے۔

فارسٹ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے:

"۔۔۔ دن کے اندر اودھ کے صوبہ میں انگریزی راج خواب کی مانند غائب ہو گیا تھا۔ سپاہیوں نے بغاوت کا علم بلند کر دیا تھا۔ اور عوام الناس نے اطاعت کا جوا اتار کر پھینک دیا تھا۔ لیکن کمال کی بات یہ ہے کہ پھر بھی کوئی ظلم برپا نہ ہوا۔ نہ ہی کسی نے انتقام لینے کی کوشش کی۔ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ نہایت اعلیٰ درجہ کا سلوک کیا۔ بلکہ لکھنؤ کے نواب بھی ان کے ساتھ کمال شرافت سے پیش آتے رہے۔ حالانکہ ان میں سے بعض نوابوں کو انگریزوں سے بڑا بھاری نقصان پہنچا تھا۔"

میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ہماری بے رحمی بلا وجہ نہ تھی کیونکہ غدر کے ابتدائی مرحلوں میں ہمیں اشتعال دلایا گیا تھا۔ باغی سپاہ نے قتل کی ابتدا کی تھی۔ سب سے پہلے میرٹھ کی ہندوستانی فوج کے ایک دستے نے اپنے افسروں کو قتل کر ڈالا کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں کی بے عزتی گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ بعد ازاں دہلی میں انہی باغیوں کے ایما سے فرنگیوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ اس کے بعد بغاوت کا اثر دور دور پھیل گیا اور ۲۲ انگریزی چھاؤنیاں اس سے متاثر ہو گئیں۔ اسوقت دونوں طرف سے باقاعدہ خونریزی شروع ہو گئی تھی اور جنگ کا میدان گرم ہو گیا تھا۔ جھانسی اور کانپور میں انگریزوں کو سخت بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ لیکن جب انگریزوں کی باری آئی تو انھوں نے تمام علاقے زیر و زبر کر دئیے۔ جھانسی اور کانپور کے مظالم تو بعد میں ظہور پذیر ہوئے تھے۔

اسمیں کچھ شک نہیں، کہ فریقین کے پاس ایسی غلط افواہیں پہنچائی جاتی تھیں جن سے خواہ مخواہ اشتعال پیدا ہو جاتا تھا۔ مثلاً باغیوں کو یقین دلایا گیا تھا، کہ انگریزی گورنمنٹ تمام ہندو مسلمانوں کی تباہی پر آمادہ ہے، اور اُن کا مذہب بگاڑنے کی تدابیر کر رہی ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی ہندوستانیوں کی بے رحمی کے فرضی قصے سنائے جاتے تھے جس سے ہمارا جام صبر لبریز ہو جاتا تھا۔ جنگ کے ایام میں عموماً جھوٹی خبریں محض اس غرض سے پھیلائی جاتی ہیں تاکہ دشمنوں کے خلاف سخت نفرت پھیل جائے۔ اُسوقت کسی کو ٹھنڈے دل سے خبروں کی چھان بین کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ یہی حال امرتسر کے فسادات میں بھی ہوا۔ وہاں ایک میم پر حملہ کئے جانے سے تمام انگریز بھڑک اٹھے اور انکے غصے کی کچھ انتہا نہ رہی۔

لارڈ کیننگ نے ملکہ معظمہ کو ایک خط میں مفصل ذیل فقرات لکھے تھے جو قابل غور ہیں:

"اگر وہ انگریز جن کے اہل و عیال کو باغیوں کے ہاتھوں کچھ نقصان پہونچا ہے، انکے خلاف نفرت کا اظہار کریں، تو وہ حق بجانب ہیں۔ لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ شور و واویلا وہ لوگ مچا رہے ہیں جو بڑے آرام سے غدر کے حلقۂ اثر سے دُور اپنے اپنے گھروں میں محفوظ بیٹھے ہیں۔ مثلاً کلکتہ کی انگریزی آبادی فسادات کے علاقے سے بہت دُور تھی۔ بایں ہمہ وہ ہندوستانیوں کے خلاف زہر اُگل رہی ہے مجھے ڈر ہے کہ انکے معاندانہ خیالات امن قائم کرنے میں سد راہ ہونگے۔ انگریزوں کی ایک بڑی تعداد ہندوستانیوں کو حقارت سے دیکھتی ہے اور ان سے قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہے۔ لیکن ان لوگوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ اگر برطانیہ کو ہندوستان پر حکومت کرنی ہے تو ہندوستانیوں کو دیوانی اور فوجی ملازمتیں بیکراں برعتیا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کے بغیر حکومت کا انتظام ایک دن بھی نہیں چل سکتا۔ میں مبالغہ نہیں کرتا۔ یہ صحیح بات ہے کہ اگر ہم تمام ہندوستانیوں کو سرکاری ملازمت سے برطرف کردیں تو بہت سے انگریز اسے بنظر تحسین دیکھیں گے۔ کیونکہ وہ صاف طور پر اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ انگریز اور ہندوستانیوں کے درمیان مستقل نفرت کی دیوار قائم کی جائے۔ بعض انگریز ہندوستانیوں کی وفاداری پر مطلق اعتبار نہیں کرتے حالانکہ انہی فسادات میں بہت سے ہندو اور مسلمانوں نے انگریزوں کو باغیوں کے مظالم سے بچایا ہے۔"

پنجاب کے فسادات کے دَوران میں انگریزوں میں بہت جوش پھیلا ہوا تھا۔ کیونکہ انہیں ہر وقت اپنی جانوں کی فکر لگی رہتی تھی لیکن تعجب کی بات ہے کہ شور مچانے والے زیادہ تر وہی لوگ تھے۔ جو صحت افزا پہاڑی مقامات پر یا بڑے بڑے شہروں میں امن و امان سے مقیم تھے۔ اور ان کی حفاظت کے واسطے مکمل فوجی انتظام موجود تھا۔ علاوہ بریں وہ خود بھی خاصی تعداد میں ایک ہی جگہ رہتے تھے۔ برخلاف اس کے اضلاع کے حکام یا چائے کے کھیتوں کے مالکوں یا پادریوں کی جماعت نے کبھی چیخ و پکار نہ کی۔ حالانکہ انھیں ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہنا چاہیے تھا۔ وہ ایسے مقامات پر متعین تھے جہاں کسی قسم کی بروقت امداد کا پہونچنا تقریباً ناممکن تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ متعدد انگریز لوگوں کو اپنے اوپر بھروسہ نہ تھا۔ وہ پہاڑوں اور شہروں میں دنیا سے بالکل الگ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی طرز معاشرت بالکل جداگانہ ہے۔ ہندوستانیوں سے انہیں کسی قسم کی یگانگت یا ہمدردی نہیں ہے۔ وہ اپنے حلقہ احباب میں ایسی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس طرح انکے بھائی بند انگلستان میں کرتے ہیں۔ وہ اس ملک کے واقعات یا حالات سے بھی کچھ واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے افسروں یا پادریوں کو اپنے آپ پر کامل اعتماد ہوتا ہے وہ اپنی برادری سے علیحدہ رہتے ہیں۔ بدیں وجہ انہیں ہندوستانیوں سے معاشرتی تعلقات پیدا کرنے پڑتے ہیں، اور اپنے ساتھ ایسے احباب اکٹھے کر لیتے ہیں۔ جو فسادات کے موقع پر بھی مدد کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

جب ہم ہندوستان آتے ہیں تو ہم اس کے باشندوں کے متعلق براہ راست تجربہ حاصل کرنے کی مطلق کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ جو کچھ ہمارے مصنفوں نے لکھ دیا ہے، وہی ہمارے دماغوں میں گونجتا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم ہر ہندوستانی کو یا تو بھیک مانگنے والا یا خونی آدمی یا دغاباز سمجھنے لگتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس ملک کے باشندوں سے راہ و رسم پیدا کریں۔ تاکہ ان کے اصلی اخلاق و عادات سے واقف ہو سکیں۔

ایک ناقابل فراموش شہادت

پنجاب کے فسادات میں ہندوستانیوں نے سب سے زیادہ یہ بات محسوس کی کہ انگریز عورتوں نے بھی مارشل لا کے مظالم کی بڑی زور سے تائید کی تھی۔ حالانکہ یہ قدرتی امر ہے کہ عورتیں دہشتناک واقعات سے نفرت کرتی ہیں۔ اور ان کے رقیق جذبات قتل و خونریزی کی سختیوں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ میں ذیل میں ایک ہندوستانی عورت کا بیان جو اوڈوائر بنام سنکرن نائر کے مقدمہ میں دیا گیا تھا، درج کرتا ہوں۔ اس سے جلیانوالہ باغ کے حادثہ کی نوعیت ظاہر ہوگی:

"سوال: تمھیں اپنے خاوند کے قتل کی کب اطلاع ملی؟

جواب: جب جلیانوالہ باغ میں گولی چلی۔ میں نے اپنے کوچہ کے باشندوں سے سنا کہ ہزاروں آدمی مارے گئے ہیں۔ مجھے سخت تشویش ہوئی۔ کیونکہ میرا خاوند بھی اسی جگہ گیا ہوا تھا، میں فی الفور باغ میں چلی گئی۔ اسوقت شام ہو گئی تھی۔ تمام جگہ لاشوں سے اٹی ہوئی تھی۔ میں نے ہر جگہ اپنے خاوند کی لاش تلاش کی۔ بالآخر اُس کی لاش کئی لاشوں کے نیچے سے برآمد ہوئی۔ زخمیوں کے دردناک نالوں اور قریب الموت انسانوں کی چیخوں سے آسمان گونج رہا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی شخص میرے خاوند کی لاش اُٹھا کر گھر تک پہونچا دے۔ لیکن کسی نے شام کے بعد باہر نکلنے کی جرأت نہ کی۔ کیونکہ حکام نے شام کے بعد باہر نکلنا ممنوع قرار دیا تھا۔ ناچار میں نے تمام رات اسی باغ میں اپنے خاوند کی لاش کے پاس جاگتے گذار دی۔ کیونکہ کتے بڑی تعداد میں ادھر اُدھر منڈلا رہے تھے۔ اور مجھے ہر وقت انھیں چھڑی سے بھگاتے رہنا پڑتا تھا۔ رات کے ۲ بجے مجھے ایک سکھ زخمی کے کراہنے کی آواز آئی۔ میں نے اُس کی زخمی ٹانگ سیدھی کر دی۔ وہاں ایک بارہ برس کا بچہ بھی زخمی تھا جو تمام رات درد کی وجہ سے چیختا رہا تھا۔ ایک اور زخمی بھی پیاس کے مارے بلبلا رہا تھا۔ چونکہ وہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا اس واسطے میں لاچار تھی۔ میں تمام رات زخمیوں کے کراہنے کی آواز سنتی رہی۔ جب صبح ہوئی تو سندر داس چارپائی لے کر آیا پھر میں اپنے خاوند کی لاش گھر لے گئی۔"

امرتسر کے حوادث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ غدر کے تاثرات دلوں سے ابتک بھی نہیں مٹ سکے۔ جب ہمیں کوئی شخص کہتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کے ساتھ غلاموں کی طرح سلوک کر رہے ہیں۔ تو ہم بڑے زور سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہمارے باہمی تعلقات کو غور سے دیکھا جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کو غلاموں سے بہتر نہیں سمجھتے۔ جب ہماری آپس میں کسی ہندوستانی کے متعلق بات چیت ہوتی ہے، تو سب سے پہلے دریافت کرتے ہیں "آیا وہ وفادار اور نمک حلال بھی ہے؟" ہمیں اس بات کی مطلق پرواہ نہیں۔ اگر وہ ایک نہایت لائق مدبر یا مشہور سیاست داں ہو۔

؂ در اصل شہزادہ فیروز کابل کے راستے قسطنطنیہ چلا گیا تھا۔ [illegible]ء میں جب مولانا ابوالکلام کے دار الاستقطنیہ گئے تو وہاں اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ سلطان نے جیب خرچ اور وظیفہ مقرر کر دیا تھا (الہلال)

برطانی ہندوستان میں مدرسہ جانے والے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد (در سنہ ۱۹۲۵ء)

	مدراس	بمبئی	بنگال	یوپی	پنجاب	سی پی	بہار اوڑیسہ	آسام	برما
۶ سے ۱۰ برس کی عمر کے لڑکے	۱۹۰۷۱۵۵	۶۳۲۰۰۸	۱۳۱۰۰۶۳	۹۲۱۰۶۲	۳۵۸۲۵۸	۲۲۶۲۵۶	۶۹۶۳۶۰	۱۸۲۱۳۱	۱۳۷۵۱۶
لڑکیاں	۲۰۱۲۸۱	۱۱۵۵۱۸	۳۵۰۳۹۰	۴۷۴۷۰	۵۱۱۵۲	۱۹۱۱۶	۶۶۶۸۱	۱۱۹۳۸	۲۸۵۷۴
۱۱ سے ۱۵ برس کی عمر کے لڑکے	۱۵۰۸۲۹	۱۶۶۲۰۰	۳۵۲۹۰۴	۱۱۰۱۱۳	۳۳۷۷۹۰	۶۰۲۵۷	۷۴۸۱۰	۳۰۳۷۱	۱۵۱۲۹۹
لڑکیاں	۱۶۱۹۶	۱۱۴۹۷	۱۵۶۱۹	۲۰۹۷۷	۱۵۴۱۹	۴۷۹۵	۳۰۴۷	۳۶۱۷	۲۲۵۲۵

برطانی ہندوستان میں تعلیم گاہیں سنہ ۲۴و۲۵ء میں

	کالج	خاص فنون کی مدرسے	قانون	ڈاکٹری	انجنیری	ٹریننگ	زراعتی	بیطری	تجارتی	جنگلوں کی تعلیم	ہائی اسکول	انگریزی مڈل اسکول	دیسی مڈل اسکول	ابتدائی مدارس	مجموعی تعداد آبادی کی نسبت
آرٹس اور سائنس	۲۱۱	۴۷۰۴	۱۳	۸	۷	۲۱	۵	۳	۱۴	۲	۲۶۰۴	۳۲۲۰	۴۲۹۰	۱۷۵۵۹۶	۰۰۰۰
مردانہ	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۲۲۶۰	۳۹۶۸	۳۰۵۳	۱۵۰۹۱۹	۰۰۰۰۰
زنانہ	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۲۳۴	۲۵۲	۴۴۶	۲۴۹۷۷	۰۰۰۰
مدراس	۳۰	۳۸۱	۱	۲	۱	۵	۱	۱	۱	۱	۳۸۰	۲۵۰	۰۰۰	۴۳۳۱۱	۶/۲
بمبئی	۱۴	۴۲۲	۲	۱	۲	۱	۱	۰۰۰	۱	۰۰۰	۲۱۳	۲۶۵	۰۰۰	۱۲۸۹۲	۷/۶
بنگال	۳۰	۲۶۸۲	۳	۳	۱	۹	۰۰۰	۱	۵	۰۰۰	۹۰۶	۱۵۷۵	۱۱۶	۵۰۴۵۰	۹/۵
یوپی	۸	۴۵۱	۰۰۰	۰۰۰	۱	۳	۱	۰۰۰	۸	۱	۱۹۰	۱۱۲	۶۸۵	۱۸۷۹۴	۶/۴
بہار اوڑیسہ	۶	۴۵۲	۱	۰۰۰	۱	۲	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۱۷۶	۲۸۷	۲۱۹	۲۹۴۵۷	۵/۲
پنجاب	۱۱	۲۴۴۵	۱	۱	۱	۳	۱	۱	۰۰۰	۰۰۰	۲۷۳	۲۱۱	۱۲۷۴	۶۵۹۱	۴/۸
سی پی	۵	۵۰	۱	۰۰۰	۰۰۰	۱	۱	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۵۰	۱۶۳	۳۵۰	۴۲۹۵	۴/۲
آسام	۳	۱۲۰	۱	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۴۷	۱۵۲	۱۵۳	۴۵۹۷	۵/۵
برما	۰۰۰	۵۴۵	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰	۱۴۳	۰۰۰	۱۴۳۳	۴۱۶۸	۳/۲

برطانی ہندوستان میں تعلیم گاہوں کی آمدنی سنہ ۲۴و۲۵ء میں

صوبے	سرکاری امداد	بورڈ فنڈ سے	میونسپل فنڈ سے	فیس سے	دیگر ذرائع سے	مجموعی رقم
مدراس	۱۶۱۳۸۵۴۸	۳۳۰۹۶۳۴	۱۲۲۴۳۹۱	۸۴۳۲۹۹۱	۸۸۳۲۱۱۸	۳۹۰۳۸۶۵۴
بمبئی	۱۸۴۳۴۱۹۵	۱۱۳۸۰۴۳	۳۹۱۸۷۱۲	۹۰۱۳۹۶۹	۴۲۵۷۸۵۴	۳۳۹۸۵۷۶۳
بنگال	۱۳۳۸۳۹۶۲	۱۵۴۵۸۰۵	۲۰۵۹۸۸	۱۳۶۳۶۱۲۶	۵۷۷۸۰۰۸	۳۵۶۳۵۹۳۹
یوپی	۱۷۲۲۸۴۹۰	۲۷۱۹۳۲۰	۹۸۶۲۲	۴۲۱۳۳۵۴	۵۲۳۰۲۲۰	۳۰۳۸۵۵۹۹
پنجاب	۱۱۸۳۳۳۹۴	۲۲۲۵۷۰۰	۹۳۹۱۰۵	۵۲۸۷۴۳۳	۳۱۲۱۵۹۲	۲۳۴۰۵۲۹۹
برما	۹۸۳۸۰۱۱	۱۵۱۱۵۳۹	۹۰۹۸۰۲	۲۹۲۰۱۲۵	۲۷۷۲۵۸۸	۱۳۵۵۱۰۵۳
سی پی	۵۰۰۹۱۱۳	۱۳۹۸۰۵۹	۹۷۳۰۳۶	۱۱۰۸۸۳۶	۷۵۴۳۵۰	۹۰۴۰۴۴۴
بہار اوڑیسہ	۴۹۹۱۵۴۰	۲۲۵۲۸۷۵	۲۳۴۸۷۰	۲۹۸۸۲۷۸	۲۲۲۱۴۲۷	۱۲۳۹۹۰۰۰
آسام	۲۳۶۲۳۳۹	۴۴۳۹۶۲	۴۱۲۸۷	۶۳۹۰۲۴	۴۳۸۸۲۵	۳۸۱۶۴۴۴
میزان کل	۹۹۸۰۱۵۹۴	۱۸۰۵۷۴۳۰	۹۲۹۸۴۵۶	۴۸۸۶۳۱۸۲	۳۷۵۷۴۴۴۶	۲۰۸۷۴۸۳۱۹

تحریری مقابلہ - انجمن اتحاد جامعہ ملیہ اسلامیہ نے طے کیا ہے کہ ہر سال ایک تحریری مقابلہ کیا جائے جس میں بہترین مضمون نویس کو جناب عبدالعزیز صاحب انصاری۔ ایم۔ اے ایل ایل۔ بی، وکیل بارہ بنکی کی جانب سے انکے مرحوم دوست اور ملک کے مشہور انشاپرداز جناب ایت علی صاحب بیرتی کی یادگار میں ایک ۵۰ روپیہ کا طلائی تمغہ دیا جائے۔ عنوان حسب ذیل ہو: "سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانان ہند کی تعلیمی جد و جہد اور اس کے نتائج" شرائط۔ (۱) مضمون تقریباً ۵۰ صفحات پر مشتمل ہو۔ (۲) مضمون ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء تک ناظم انجمن اتحاد جامعہ ملیہ اسلامیہ قرول باغ دہلی کے پتہ سے آجانا چاہئے۔ (۳) طلباء اور دیگر تمام حضرات اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حضرات سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ بہترین مضمون کا فیصلہ کریں: ۱۔ مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے، ناظم انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، دکن۔ ۲۔ مولانا عبدالماجد صاحب بی اے، مدیر سچ، لکھنؤ۔ ۳۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (برلن) شیخ الجامعہ۔
مضمون کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے امید ہے کہ ملک کے اکثر ادیب اور طلباء اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

"ناظم انجمن اتحاد"

مطابق ہو۔ ہماری حکومت کا آئندہ سالوں میں بھی یہی مسلک ہوگا کہ ہماری جمہوریت کی عزت، قوت، استقامت میں اضافہ ہو۔ قوم کی تمام قوتیں، خود اُس کی ترقی اور خوشحالی میں خرچ ہوں۔ ہمارے پیش نظر ہمیشہ یہی رہے گا کہ جمہوریت کی زندگی اور قوت بڑھتی جائے، ہر داخلی و خارجی خطرے سے قوم کے مفاد کی حفاظت کی جائے، سب سے ہماری دوستی رہے۔ امن و امان کی کوششیں ہم کو ہر طرح کی امداد حاصل کرتی رہیں گی۔ ہم چاہتے ہیں ہماری قوم امن و سلامتی کے ساتھ ترقی کرے۔

غازی کے انتخاب کے بعد ملک بھر میں مسرت کے مظاہرے برپا ہوئے اور ہر جگہ ۲۱-۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ پھر غازی نے قوم کے نام حسب ذیل اعلان شائع کیا:

" عزیزان وطن! جمہوریت نے ترکی قوم کو خوشحالی اور برتر بنانے کی کوششوں میں جو عظیم کامیابی حاصل کی ہے، اُس کی نظیر صدیوں کی تاریخ میں بھی موجود نہیں۔ قوم کی آرزوئیں، ضرورتیں، اُس کی ترقی و سعادت کے اسباب کی تحقیق و بحث کے بعد جن نتائج پر جمہوریت پہنچی ہے، وہ قوم کے لئے ایک نہایت درخشاں مستقبل کی خوشخبری دے رہے ہیں جو اس جمہوریت کے زیر سایہ بہت جلد آنے والا ہے۔ یہ بالکل یقینی ہے کہ عہد جمہوری کی آئندہ نسلیں، ہم سے کہیں زیادہ خوشحال اور خوش نصیب ہونگی۔

عزیزان وطن! میرا اس عہد جدید میں سب سے بڑا فرض یہ ہوگا کہ ملک میں ہر طرف امن و سکون اور زیادہ عام کردوں۔ قومی وحدت کو قوی کردوں۔ جمہوریت کی عزت بڑھاؤں۔ ہمارے لائحہ عمل کی بنیادی اصل یہ ہے کہ ہم مجلس وطنی کے قوانین کی تنفیذ ہی میں ہر طرح کی بہتری تصور کرتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ صدر جمہوریت، جو اس ملک کا ایک باشندہ ہونے سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتا، اپنے منصب کے جو عظیم اختیارات پورے عزم و حزم کے ساتھ قوم کی بہتری اور مجلس وطنی کے قوانین کی تنفیذ میں صرف کرے گا۔"

غازی کے اس آخری جملہ کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ کیونکہ اس اعلان سے انھوں نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ترکی قوم کے ڈکٹیٹر نہیں ہیں، جیسا کہ یورپ میں خیال کیا جاتا ہے، بلکہ وہ سراسر مجلس وطنی کے قوانین کے پابند اور اُن کی تنفیذ کرنے والے ہیں، حالانکہ ڈکٹیٹر کا مفہوم اس سے بالکل مختلف ہے۔ وہ کسی بھی قانون کی پابند نہیں ہوتی۔ اُس کی زبان، ہی اُس کی نظر میں قانون ہوتی ہے۔

نیز اپنی اس تقریر سے غازی نے اُن تمام لوگوں کو بھی جواب دے دیا ہے جو موجودہ جمہوریت کو ملوکیت کا ایک زینہ سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کا خیال تھا یہ تمام سوانگ صرف اس لئے بنایا گیا ہے کہ مصطفی کمال پاشا، ترکی قوم کے بادشاہ بننے والے ہیں۔ اب اس تقریر کے بعد کسی کو یہ خیال کرنے کی جرأت باقی نہیں ہوگی

سازشیوں کو سزا

اپنے ایک پچھلے مکتوب میں اُس سازش کا ذکر کر چکا ہوں جو یونان میں پناہ گزیں چند ترکی مجرموں نے غازی مصطفی کمال پاشا کے قتل کے لئے کی تھی۔ یہ لوگ، حاجی سامی بک کی زیر قیادت، یونان سے ترکی اس لئے گئے تھے کہ غازی جب استانہ سے انگورہ واپس جائیں تو اُن کی گاڑی، ڈائنامیٹ سے اڑا دیں۔ پھر سابق خلیفہ عبدالمجید کے نام پر انگورہ کی حکومت پر قبضہ کرلیں۔

لیکن اُن کی سازش، بروقت کھل گئی۔ پولیس سے ایک معرکہ میں حاجی سامی مارا گیا مگر اُس کے رفقا قید ہوگئے۔ عدالت نے تحقیقات کے بعد انھیں پھانسی کی سزا کا حکم سنا دیا۔ عنقریب اس کا اجرا ہونے والا ہے۔

ہندوستان اور مجموعۂ عالم

تمام دُنیا میں جغرافیائی، عمرانی، اور اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہے؟

(۶)

کانیں

ہندوستان کی معدنی دولت (۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۹ء تک کے اعداد و شمار)

معدنیات	مقدار		قیمت	
نمک	۱۳۹۲۸۰۶	ٹن	۱۰۵۷۴۴۴۴	روپیہ
کوئلہ	۱۵۷۳۰۵۲۷	"	۸۵۵۷۴۴۴۴	"
سونا	۵۸۵۰۵۲	اونس	۲۲۷۵۲۰۰۰	"
پٹرول	۲۹۱۳۹۶۰۰۰	گیلن	۱۵۰۱۲۰۰۰	"
قلعی	۱۲۸۰۰	ٹن	۱۸۳۰۰۰	"
تانبا	۵۷۴۴	"	۱۳۳۰۰۰	"
کانسا	۲۰۹۱	"	۱۱۵۰۰۰	"
لوہا	۴۳۴۴۷۰	"	۵۹۸۰۰۰	"
سیسا	۱۱۹۴۸	"	۳۶۴۳۶۰۰۰	"
مقناطیس	۹۳۴۶۰۰	"	۱۵۷۵۵۰۰۰	"
ابرک	۲۸۵۰۰	ہنڈریڈ ویٹ	۱۳۲۰۷۰۰	"
یاقوت و زمرد	۲۵۴۰۰۰	"	۷۸۸۰۰۰	"
شورہ	۲۷۳۰۰۰	"	۵۴۰۷۰۰۰	"
چاندی	۶۰۳۰۰۰	اونس	۱۰۸۹۰۰۰	"
ٹیمن	۶۴۰۰	ہنڈریڈ ویٹ	۲۸۵۰۰۰	"

دنیا بھر میں سونے کی پیداوار

مجموعی مقدار ۱۹۲۳ء میں: ۵۳۰۶۲۲۶ کیلو

ملک	وزن بحساب کیلو
ٹرانسوال	۲۸۴۰۹۸
روڈیشیا	۲۰۱۲۴
برطانی شرقی افریقہ	۶۵۲۲
آسٹریلیا	۲۴۱۰۵
ہندوستان	۱۱۸۲۲
کینیڈا	۳۶۵۷۸
ولایات متحدہ امریکہ	۷۷۲۹۲
میکسیکو	۲۴۲۶۱

* * *

دُنیا بھر میں کوئلے کی پیداوار ۱۹۲۲ء میں

مجموعی پیداوار: ۱۱۹۸۵۳۵۰۰۰ ٹن۔

ملک	بحساب ٹن
برطانیہ	۲۷۴۹۳۳۰۰۰
ہندوستان	۱۹۰۱۰۹۸۶
جرمنی	۱۱۸۸۲۹۰۰۰
فرانس	۴۴۰۱۰۰۰۰
ولایات متحدہ امریکہ	۵۰۵۸۴۹۰۰۰

دُنیا بھر میں پٹرول کی پیداوار ۱۹۲۲ء میں

مجموعی مقدار: ۱۳۳۶۴۳۵۰۰ میٹرک ٹن

ملک	وزن بحساب میٹرک ٹن
ولایات متحدہ امریکہ	۹۹۶۲۲۰۰۰
میکسیکو	۲۱۹۲۲۰۰۰
روس	۴۶۵۳۴۳۰
ایران	۴۹۰۳۲۰۰
رومانیہ	۱۸۱۲۰۰
ہندوستان	۱۱۵۷۰۰۰
فرانس	۵۶۰۰۰
جرمنی	۴۵۷۰۰
کینیڈا	۲۲۳۰۰
جاپان	۲۲۰۱۰۰

دنیا کے مختلف ملکوں میں تعلیم یافتہ آبادی (۱۹۲۴ء)

ملک	مرد فی صدی	عورت فی صدی
انگلینڈ	۹۳٫۴	۹۱٫۵
ولایات متحدہ امریکہ	۹۵٫۵	۹۳
ڈنمارک	۱۰۰	۱۰۰
جرمنی	۱۰۰	۱۰۰
جاپان	۹۸	۹۶
فلپائن	۷۰٫۵	۶۱
فرانس	۹۶٫۵	۹۴

ترکی کی آبادی

ٹرکی کی پہلی مردم شماری کے سرکاری اعداد و شمار اب شائع ہوگئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ آبادی ۱۳۶۷۰۰۰۰ سے بھی زیادہ ہے۔ یقیناً یہ اعداد، ٹرکی کے تمام دوستوں کے لئے موجب مسرت و اطمینان ہیں کیونکہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ پچھلی مسلسل اور طویل جنگوں کے بعد ترکی آبادی صرف ۸۰ لاکھ رہ گئی ہے۔

ترکی اور امریکہ

قارئین الہلال واقف ہو چکے ہیں کہ امریکہ نے معاہدۂ لوزان قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ٹرکی اور امریکہ کے مابین سابق حالت جنگ بدستور قائم تھی۔ لیکن اب یہ یقین کر لینے کے بعد کہ ترک ان سیاسی چالاکیوں سے فریب کھانے والے نہیں ہیں، امریکہ نے از سر نو دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی خواہش کی ہے۔ چنانچہ اس نے مسٹر گرو کو اپنا سفیر بنا کر انگورہ بھیجا ہے۔ ٹرکی نے بھی امریکہ کی دوستی طلبی کا خیر مقدم کیا ہے اور مختار بک کو سفیر مقرر کر کے واشنگٹن روانہ کر دیا ہے۔

ترکی میزانیہ

ٹرکی کا جدید میزانیہ، ۲۰۶۲۹۲۶۱۹ پونڈ (ترکی) ہے۔ پچھلا میزانیہ ۱۹۳۴۹۹۶۱۹ پونڈ (ترکی) تھا۔ اس میزانیہ میں دین شب کے لئے

اسپر ہمنے اس دوست سے ملاقات کی اور دیر تک بحث کرتے رہے۔ اسنے آخری سوال یہ کیا: "اگر ظالم قوت اس حرکت کا فوراً سر کچل ڈالے گی تو پھر کیا ہوگا؟" ہم نے فوراً جواب دیا "تم چلے جاؤ گے تو ہم تمھاری جگہ کھڑے ہو جائینگے!"

ہمارے جواب پر شخص مذکور مطمئن ہوگیا۔ اُسے یقین آگیا کہ ہم اپنے ارادے میں سچے ہیں۔ تب اُسنے ہمیں بتایا کہ تمھاری یہ تجویز نئی نہیں ہے۔ اور بھی بہت سے لوگوں نے یہی تجویز پیش کی ہے، اور سعد باشا سے گفتگو جاری ہے۔

۱۰ نومبر ۱۹۱۸ء کو ہمیں ایک ذریعہ سے معلوم ہوا کہ انگریزی ہائی کمشنر کو خبر پہنچ گئی ہے کہ سعد پاشا کے گھر خفیہ جلسے ہو رہے ہیں اور وہ فوراً کوئی کارروائی کرنے والا ہے۔ ہم نے فوراً اپنی جماعت کو آگاہ کردیا۔ سب نے طے کیا کہ کل ہی ہائی کمشنر کے سامنے علانیہ اپنے مطالبات پیش کردیں۔ یہ ۱۱ نومبر کا دن تھا، اور التوائے جنگ کا معاہدہ اسی دن منعقد ہوا تھا، لہذا اسی دن مصر کے مطالبات پیش کرنے کیلئے نہایت موزوں بھی تھا۔

ہائی کمشنر نے اس دن ملاقات سے انکار کردیا اور ۱۳ نومبر ۱۹۱۸ء کی تاریخ مقرر کی۔ چنانچہ سعد پاشا، علی شعراوی باشا، اور عبدالعزیز فہمی بک، انگریزی مستقر میں پہنچے۔ ہائی کمشنر کو مطلق خبر نہ تھی، یہ لوگ کیا کہنے والے ہیں۔ اُسنے خیال کیا تھا یہ چاپلوس اس لئے آئے ہیں کہ فاتح برطانیہ کے حضور مبارکباد کا خاکسارانہ تحفہ پیش کرینگے۔ مگر وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ یہ لوگ مصر کی کامل خود مختاری کا دعویٰ لیکر آئے ہیں۔ ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ انھیں یورپ جانے کی اجازت دی جائے تاکہ اپنے حق کے لئے کوشش کریں۔ ہائی کمشنر بہت چین بجبیں ہوا، اور یہ کہہ کر انھیں رخصت کردیا کہ اپنی حکومت سے گفت و شنید کرکے جواب دونگا۔

مصری وَفد کی تشکیل

چند دن بعد ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ ہائی کمشنر وہ حیثیت معلوم کرنا چاہتا ہے جسنے انھیں اس مطالبہ کا حق بخشا ہے۔ جواب دیا گیا کہ سعد پاشا، مجلس تشریع کے سکرٹیری ہیں، اور ان کے باقی دونوں رفیق اس مجلس کے رکن ہیں۔ تینوں قوم کے منتخب نمائندہ ہیں، اور انھیں ملک کی طرف سے بولنے کا پورا استحقاق ہے۔

لیکن سعد پاشا نے مناسب سمجھا کہ اس حیثیت کے ساتھ خاص اس مطالبہ میں بھی قوم کی طرف سے نمائندگی کا صریح حق حاصل کرلیں۔ چنانچہ سات آدمیوں کا ایک وَفد مرتب کیا گیا، اور قوم کے نام اعلان شائع کیا کہ اس وَفد کو آزادی کی جد و جہد میں اپنا نمائندہ قرار دے۔ قوم نے اس دعوت پر اتنی گرم جوشی سے لبیک کہا، کہ انگریز حکام خوف زدہ ہوگئے، اور باشندوں کو نمائندگی کے کاغذ پر دستخط کرنے سے جبراً روکنے لگے۔

انگریز حکام کی اس خلاف قانون حرکت پر سعد پاشا نے وزیر اعظم حسین رشدی باشا کے سامنے صدائے احتجاج بلند کی: وزیر اعظم نے ۲۵ نومبر ۱۹۱۸ء کو جواب دیا کہ وزارت داخلیہ کے انگریز مشیر نے یہ کارروائی کی ہے اور وجہ یہ بتائی ہے کہ بے امنی پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔

لیکن یہ ظالمانہ حرکت کچھ مفید نہ ہوئی۔ وَفد بالآخر بن ہی گیا۔

قوم کی نمائندگی

وفد کی تشکیل کے بعد سعد پاشا نے وفد کے نام سے از سر نو مطالبہ کیا کہ اُسے سفر یورپ کی اجازت دیجائے۔ اسپر ہائی کمشنر نے یکم دسمبر کو لکھا کہ وہ مصر کے نظام حکومت کے متعلق تمام تحریری تجاویز پر غور کرنے کے لئے طیار ہے، بشرطیکہ یہ تجویزیں اُس مسلک کے خلاف نہ ہوں جو برطانی حکومت، مصر کے لئے پہلے سے متعین کرچکی ہے!

۳ دسمبر کو سعد باشا نے جواب دیا۔

"اس کا نہ مجھے اختیار ہے، نہ وفد کے کسی رکن کو، کہ ایسے معاملات پر گفت و شنید کریں جو قومی مطالبہ کے خلاف ہیں۔ قوم نے ہمیں اپنا نمائندہ بنایا ہے۔ ہم اُس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے"

سعد باشا کا ایک خطبہ

اس جواب پر ہائی کمشنر نے خاموشی اختیار کرلی اور وَفد نے اپنی جد و جہد شروع کردی۔ ۱۳ جنوری ۱۹۱۹ء کو سعد باشا نے حمد باسل باشا کے مکان میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا:

"خود مختاری کا خیال، مصر میں کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ یہ جذبہ مصر کے دل میں قدیم زمانے سے موجود ہے۔ جب جب حالات مساعد ہوئے، اس جذبے نے غلو کیا، اور جب جب ظلم و قہر نے تسلط پالیا، یہ جذبہ دب گیا۔ مگر وہ کبھی مرا نہیں۔ موجودہ وقت اس جذبہ کے پورا ہونے کے لئے بہترین وقت ہے، کیونکہ ترکی سیادت، ختم ہو چکی ہے۔ پس انگریزی سیادت کا بھی اب خاتمہ ہو جانا چاہئے۔ یہی وقت ہے جس میں لارڈ سالسبری کی یہ آرزو پوری ہو سکتی ہے کہ "ہم اس کے سوا اور کوئی آرزو نہیں رکھتے کہ مصر سے عزت کے ساتھ واپس چلے آئیں"!

"یہ انگریزی جنگی قبضہ جو سراسر نا منصفانہ تھا، حمایت (پروٹیکٹوریٹ) کی صورت میں بدل دیا گیا۔ یہ تبدیلی، برطانیہ نے صرف اپنی رائے سے کردی۔ مصر سے استمزاج نہیں کیا گیا۔ لہذا سابق قبضہ کی طرح یہ حمایت بھی لغو اور باطل ہے۔ بین الاقوامی قوانین کے روبرو اُس کی کوئی وقعت نہیں۔ وہ جدید اصول و مبادی جو اس جنگ کے بعد پیدا ہوگئے ہیں اُن کی نظر میں یہ حمایت بالکل بے معنی ہے۔ ہم انسانی قانون کی نظر میں ہر اجنبی تسلط و اقتدار سے آزاد ہیں۔ ہم کسی اجنبی کی قانونی ماتحتی میں نہیں ہیں۔ ہمیں اب جس چیز کی ضرورت ہے، وہ صرف یہ ہے کہ صلح کانفرنس بھی ہماری قانونی آزادی اور خود مختاری تسلیم کرلے۔ اسکے بعد ہم عملاً اپنے حق آزادی سے متمتع ہونے لگیں گے۔ اسی بلند مقصد کے لئے، جو تمام مصریوں کی دلی آرزوئیں اپنے اندر رکھتا ہے، میں نے اور میرے رفقاء نے "مصری وفد" مرتب کیا ہے تاکہ مصر کی خود مختاری کا دنیا سے اعتراف کرائیں۔ اسی مقصد کے لئے قوم نے ہمیں اپنا نمائندہ بنایا ہے!"

یہ خطبہ، مصر کی جدید تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا، کیونکہ جنگ کے بعد سے کسی کو صاف صاف بولنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ سعد باشا نے انگریزی رعب کا باطل طلسم توڑ ڈالا، اور تمام مصری پوری جرأت کے ساتھ بولنے لگے۔

سعد باشا کی ایک اور تقریر

۷ فروری ۱۹۱۹ء کو سعد باشا نے ایک اور یادگار تقریر کی۔ مسٹر برنیٹ نے جدید فوجداری قوانین پر ایک خطبہ سنایا تھا۔ اس جلسہ میں وزیر عدالت اور بہت سے ارکان حکومت موجود تھے۔ خطبہ کے بعد سعد زغلول باشا کھڑے ہوگئے اور اپنی تقریر کے دوران میں کہا۔

"برطانیہ نے مصر پر حمایت اپنی رائے اور ارادے سے قائم کردی ہے مصر سے کبھی رائے نہیں لی گئی۔ لہذا یہ حمایت سر تا پا باطل ہے اور قانوناً اس کا کوئی وجود نہیں۔ یہ ایک جنگی ضرورت بتائی گئی تھی۔ اب چونکہ جنگ ختم ہوگئی ہے، اس لئے اُس کی تمام ضرورتوں کے ساتھ یہ ضرورت بھی ختم ہوگئی۔ ناممکن ہے کہ جنگ کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی یہ صورت حال گوارا کی جا سکے"

سعد باشا کو تنبیہ

اس تقریر نے ملک میں سخت جوش پیدا کردیا، اور ہر طرف سے آزادی کا اعلان ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر ۸ مارچ ۱۹۱۹ء کو انگریزی سپہ سالار نے (کیونکہ اب تک مارشل لا ملک میں جاری تھا) سعد باشا اور اُنکے رفقاء کو طلب کرکے تنبیہ کی کہ "تم انگریزی حمایت کو اپنی گفتگو کا موضوع نہ بناؤ۔ ورنہ سخت جنگی سزا دی جائے گی!" سعد باشا نے جواب دینا چاہا، مگر متکبر سپہ سالار نے فوراً یہ کہہ کر اُن کا منہ بند کردیا "بس خاموش"! سعد باشا چلے گئے اور اس نا مہذب برتاؤ پر بڑی سختی سے احتجاج کیا۔

سعد باشا کی جلا وطنی

اس واقعہ کے دوہی دن بعد انگریز سپہ سالار نے سعد باشا، حمد باسل باشا، اور اسمٰعیل صدقی باشا کو گرفتار کرکے مالٹا بھیجدیا۔

اس واقعہ نے تمام ملک میں سخت غیظ و غضب پیدا کردیا۔ ہر طرف شورشیں برپا ہوگئیں۔ بہت سے فدائیوں نے اپنی جانیں تک قربان کر ڈالیں۔ انگریزی فوج نے دیکھ لیا کہ وہ اب قوم کو مرعوب نہیں کر سکتی۔ اب انگریزی سپہ سالار نے وفد کے باقی ارکان کو دھمکانا شروع کیا۔ ۱۶۔ مارچ کو یہ لوگ طلب کئے گئے اور اُنھیں کہا گیا کہ اس تمام شورش کے ذمہ دار تم ہی ہو۔

ہمنے جواب دیا کہ اس بے چینی کی ذمہ داری انگریز سپہ سالار پر ہے کیونکہ مصری وفد کو سفر سے روک دیا گیا ہے، اور سعد باشا اور اُنکے رفقاء کو جلا وطن کردیا گیا ہے۔

قوم کی پہلی فتح

ملک بھر میں سخت ہیجان تھا۔ عین اسوقت لارڈ النبی مصر پہنچے، اور اُنھوں نے یقین کرلیا کہ قوم کا یہ جوش مصنوعی نہیں ہے۔ اُسے کسی طرح دبایا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ ۷ اپریل کو ظلم و قہر کی قوت نے اپنی پہلی شکست تسلیم کی۔ جلا وطن قومی نمائندوں کو آزاد کردیا گیا اور مصریوں کو سفر کی اجازت دیدی گئی۔ اس اولین فتح مبین پر قوم کی مسرت بے حساب تھی۔ لیکن وہ اسپر قانع نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ ۱۱۔ اپریل کو مصری وفد، صلح کانفرنس کے سامنے مصر کا دعویٰ پیش کرنے کے لئے روانہ ہوگیا۔

جب ہم مالٹا پہنچے، تو سعد باشا اور اُن کے رفقاء ہمارے ساتھ ہوگئے۔ سعد پاشا نے سب سے پہلی بات جو مجھ سے کہی، یہ تھی:

"ہماری جلا وطنی تو ختم ہوگئی۔ مگر اُس کی خوشی نے ہمیں اُس ذمہ داری سے غافل نہیں کیا ہے جو اب ہمپر قوم کی جانب سے عائد ہوگئی ہے!"

اتحادیوں کے اخلاقی دعووں کی حقیقت

ہم پیرس پہنچے تو معلوم ہوا، دُول اتحادی کے مدبر، صلح کانفرنس کے دروازے پہلے ہی سے بند کئے بیٹھے ہیں۔ ہم نے لاکھ لاکھ کوشش کی، مگر صلح کانفرنس کے ایوان تک ہماری پکار نہیں پہنچ سکی۔ اسی قدر نہیں بلکہ اخبارات کے صفحات بھی ہمپر بند کردئے گئے تھے۔ کوئی اخبار بھی ہماری فریاد شایع کرنے پر طیار نہ تھا۔ اُسوقت ہمنے محسوس کیا کہ حق، عدل، آزادی، اخوت، یہ تمام الفاظ محض بے معنی ہیں۔ ان الفاظ سے دُول متحدہ کی غرض صرف یہ ہے کہ دنیا کو دھوکا دیا جائے۔ چنانچہ جنگ جیت لینے کے بعد حق و انصاف کے تمام دعوے پس پشت ڈال دئے گئے اور ظلم و جور کا دور دورہ شروع ہوگیا!

ہماری مصیبت یہیں پر ختم نہیں ہوگئی، بلکہ "پیغمبر صلح و انسانیت" مسٹر ولسن صدر جمہوریت امریکہ نے مصر پر انگریزی حمایت تسلیم کرکے ہماری مصیبت میں ایک نیا اضافہ کردیا۔ اسپر بھی ہم ناامید نہیں ہوئے۔ برابر کوشش کرتے رہے۔ بالآخر ہماری کوششوں سے ایسی صورت حال پیدا ہوگئی کہ برطانیہ کو ہماری آواز سننے پر مجبور ہو جانا پڑا۔ اُسنے پھر فریب دینا چاہا تھا، اور ملنر کمیشن کا کھلونا ہمارے کھیلنے کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن اب ہم سیاست میں طفل کمسن نہ تھے کہ اس دلچسپ کھلونے سے کھیلنے لگتے۔ ملنر کمیشن نے مصر میں آکر وہ منظر دیکھا، جس کا اُسے

مکتوب مصر

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قاہرہ کے قلم سے)

مصر کی موجودہ سیاست پر ایک نظر

مصر کے تازہ اہم واقعات، شاہ مصر اور وزیراعظم کی یورپ سے واپسی ہے، اور مصری پارلیمنٹ کے تیسرے دَور کا افتتاح ہے۔

قارئین الہلال واقف ہیں کہ شاہ مصر، یورپ کے مختلف ممالک کی سیاحت پر وہاں کے بادشاہوں اور حکومتوں کی دعوت پر گئے تھے۔ سب سے پہلے شاہ انگلستان کی دعوت آئی، پھر صدر جمہوریۂ فرانس، شاہ اٹلی، اور شاہ بلجیم کی دعوتیں پہنچیں۔ اسی اثنا میں پوپ کی طرف سے بھی پیام دعوت روانہ کیا گیا۔

شاہ مصر کی یہ سیاحت، بے ضرورت نہ تھی۔ مصر کی موجودہ بیداری مطالبہ کر رہی ہے کہ ملک صحیح معنی میں آزاد ہو جائے۔ لیکن اُس کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑی روک، برطانیہ ہے۔ پھر وہ مختلف دُوَل یورپ بھی ہیں جو قدیم معاہدوں کی بنا پر مصر میں حاکمانہ امتیازات رکھتی ہیں۔ شاہ مصر کی سیاحت کا اصلی مقصد یہی تھا کہ ان ممالک میں جا کر مصر کے موافق عام خیالات پر اثر ڈالیں۔

بادشاہ کے ساتھ وزیراعظم، عبدالخالق ثروت پاشا بھی تھے۔ ثروت پاشا نے جس تدبر و لیاقت سے یورپ کے مدبروں سے گفت و شنید کی، اِس کا اعتراف خود یورپین اخبارات بھی کر رہے ہیں۔ ثروت پاشا کے لئے سب سے پہلی اور سب سے بڑی مشکل، انگلستان میں تھی۔ انگلستان کی فطرت یہ ہے کہ طاقت کے سوا کسی چیز سے متاثر نہیں ہوتا، اور ایک مرتبہ جب کوئی شکار پکڑ لیتا ہے، تو کسی طرح بھی چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ مصر تقریباً ۴۵ برس سے اُس کے پنجے میں ہے، اور وہ اس سے ہرگز دست بردار ہونا نہیں چاہتا۔

لیکن اب معلوم ہوتا ہے، انگلستان کو مصر سے سمجھوتہ کرنا ہی پڑے گا۔ ہتھیاروں کی قوت سے زیادہ مؤثر، قوم کی معنوی قوت ہوتی ہے۔ مصری قوم پوری طرح بیدار ہو گئی ہے اور انگلستان کی غلامی سے قطعی طور پر انکار کر رہی ہے۔

مسٹر میکڈانلڈ کی مزدور حکومت کے زمانے میں خود سعد زغلول پاشا انگلستان گئے تھے کہ معاملات مصر کے متعلق کوئی منصفانہ تصفیہ ہو جائے مگر انھیں کامیابی نہیں ہوئی، کیونکہ اُس وقت مصر کی بیداری مکمل نہ تھی۔ اب حالات میں عظیم تبدیلی ہو چکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے، ان جدید حالات میں ثروت پاشا ناکام نہ رہیں گے اور کوئی گوارا صورت مفاہمت کی نکل آئے گی۔

اس گفت و شنید کے نتائج پر پیشین گوئی کرنا قبل از وقت ہے۔ لیکن حالات امید افزا ضرور ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے برطانیہ اور مصر، دونوں کے سرکاری بیان موجود ہیں۔ مسٹر بالڈون نے اپنی ایک تقریر میں مصر کے متعلق حسب ذیل تصریح کی ہے:

"ہز اکسلنسی ثروت پاشا کی انگلستان میں موجودگی سے فائدہ اُٹھا کر ہم نے دونوں ملکوں کے آئندہ تعلقات پر بحث کی ہے۔ امید ہے اس گفت و شنید نے ہمیں اس مرحلہ بنیادی تک پہونچا دیا ہوگا جس پر مصر اور انگلستان کی دوستی کی ایسی مستحکم عمارت کھڑی ہو سکتی ہے جس سے ایک طرف برطانی سلطنت کے اساسی مصالح بھی محفوظ رہیں، اور دوسری طرف مصر کو اپنی آزادی اور خود مختاری سے متمتع ہونے اور قوموں کے مجمع میں پسندیدہ مقام حاصل کرنے کا موقع بھی مل جائے۔"

دوسرا بیان خود مصر کا ہے۔ پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے شاہ مصر کی تقریر میں حسب ذیل اعلان کیا گیا ہے:

"ہمارے وزیراعظم نے اپنی لندن میں موجودگی سے فائدہ اُٹھا نہایت دوستانہ فضا میں انگریزی حکومت کے وزیر خارجیہ سے طویل طویل گفت و شنید کی۔ اس گفت و شنید نے دونوں ملکوں پر عمدہ اثر ڈالا۔ اس سے غرض یہ تھی کہ برطانی اور مصری، دونوں حکومتیں مصر اور سوڈان کے بارے میں ایک دوسرے کے نقطۂ نظر سے واقف ہو جائیں، تاکہ اگر دونوں نقطہ ہائے نظر میں توافق ممکن ہو، تو ایک ایسے محالفہ (حلفیہ عہدنامہ) کے لئے گفت و شنید جاری کی جائے جس سے ہمارے ملک کی خود مختاری مکمل ہو جائے اور انگلستان کے علائق بھی متعین ہو جائیں۔ لیکن یہ محالفہ اس شرط سے ہوگا کہ ہماری پارلیمنٹ بھی اسے منظور کر لے۔"

"میں نہایت مسرت سے اُس محبت آمیز روح کا ذکر کرتا ہوں جو اس نازک گفتگو میں جاری و ساری تھی۔ فریقین نے اخلاص سے کوشش کی کہ دونوں کے نقطہ ہائے نظر زیادہ سے زیادہ قریب کر دیا تاکہ دونوں قوموں کی یہ آرزو پوری ہو سکے کہ اُن کے درمیان دوستی کا ایک نیا عہد قائم ہو، دونوں اُس سے مرتبط ہو جائیں، اور باہمی اعتماد سے فائدہ اُٹھائیں۔"

ان دونوں بیانوں کی روشنی میں امید بندھتی ہے کہ جلد برطانیہ اور مصر کے مابین کوئی ایسا معاہدہ ہو جائے گا جس سے مصر کی آزادی زیادہ محفوظ اور نمایاں ہو جائے گی، سوڈان کا معاملہ اگر طے ہو جائے اور نہر سویز کی طرف سے برطانیہ کو اطمینان حاصل ہو جائے، تو پھر مصر کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اگر اس قسم کا کوئی معاہدہ انجام پا سکا، تو یقیناً یہ مصر کی بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ لیکن یہ کامیابی، ہندوستان کے لئے ایک سخت تازیانۂ عبرت ہوگی۔ کیونکہ ایک مٹھی بھر مشرقی قوم جس کی آبادی سوا کروڑ سے بھی کم ہے، اپنی سچی وطنیت اور صادق استقامت کے زور سے برطانیہ جیسے جبّار سے اپنی آزادی تسلیم کرا سکتی ہے۔ مگر ہندوستان، جو ایک پورے براعظم کا درجہ رکھتا ہے، اور ۳۲ کروڑ انسانوں کا وطن ہے، بدستور برطانیہ کی شرمناک غلامی پر قانع رہتا ہے!

ہندوستان کو دھوکا دینے کے لئے ایک شاہی کمیشن انگلستان سے آ رہا ہے۔ ایک ایسا ہی کمیشن مصر میں بھی آیا تھا۔ یہ ملنر کمیشن کے نام سے مشہور ہے۔ مصریوں نے اس مضحکہ انگیز کمیشن کا مقاطعہ کیا۔ یہی دانشمندانہ مقاطعہ، اُن کی سیاسی زندگی کا اصلی سرچشمہ ہے۔ اب ایک ایسا ہی موقعہ ہندوستان کو بھی حاصل ہو رہا ہے۔ دیکھا چاہئے وہ اس آزمائش سے کیونکر عہدہ برآ ہوتا ہے؟

شاہ مصر کی سیاحت یورپ کی ایک غرض، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، یہ بھی تھی کہ دُوَل یورپ کو اُن حاکمانہ امتیازات سے دست بردار ہونے پر آمادہ کیا جائے، جو انھیں مصر میں حاصل ہیں۔ اس مقصد میں بھی کامیابی ہوئی ہے۔ شاہ مصر نے پارلیمنٹ کی تقریر میں اعلان کیا ہے کہ "ہماری کوششیں کامیاب ہوئی ہیں۔ میری حکومت عنقریب ایک کانفرنس میں دُوَل یورپ کو مدعو کرنے والی ہے تاکہ اس مسئلہ کا آخری تصفیہ ہو جائے۔"

مصری پارلیمنٹ کے سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مصطفےٰ نحاس پاشا اُس کے بالاتفاق صدر قرار پائے گئے۔ مصطفےٰ پاشا جماعت وفد کے بھی صدر ہیں، یعنی مرحوم سعد پاشا زغلول کی جگہ پر قوم کے رہنما منتخب کئے گئے ہیں۔ اب پارلیمنٹ کی صدارت کے بعد وہ مرحوم رہنما کے دونوں منصبوں میں جانشین ہو گئے۔ یعنے جماعت وفد میں بھی اور پارلیمنٹ میں بھی۔

مصر کی سیاسی بیداری کی تاریخ

مصطفےٰ النحاس پاشا مصری رہنما کی زبانی

۱۳ر نومبر ۱۹۱۸ء کا دن مصر کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ یہی تاریخ ہے جب پہلے پہل مصر کی موجودہ سیاسی بیداری کی بنیاد پڑی تھی۔ یہ دن ہر سال، ایک قومی عید کی طرح منایا جاتا ہے۔ اس سال بھی یہ عید منائی گئی۔ مرحوم سعد پاشا زغلول کے جانشین مصطفےٰ نحاس پاشا نے اس موقع پر ایک نہایت اہم خطبہ دیا۔ مصری ڈاک میں یہ ہم تک پہونچا ہے۔ اسمیں موصوف نے مصر کی موجودہ سیاسی بیداری کی تاریخ بیان کی ہے۔ ذیل میں اس کا خلاصہ درج ہے:

سیاسی بیداری کا آغاز

"مصر پر ایسے سخت دَور گزر چکے ہیں، جب پرستاران طاقت کو یقین ہو گیا تھا کہ اُن کا جبر و تشدد، قومیت کا شرارہ بجھا سکتا ہے اور دلوں پر نا امیدی کی موت طاری کر دے سکتا ہے۔ حالانکہ اس کائنات میں کوئی قوت کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو، کسی زندہ قوم کی آرزوئیں مٹا نہیں سکتی، اور نہ قوم کا اتحاد شکست کر سکتی ہے۔ اہل قوت کی یہ کوششیں کبھی زمانے میں بھی بار آور نہیں ہوئیں۔ کیونکہ یہ کوششیں قانون الٰہی کے خلاف ہیں، مشیت الٰہی کے برعکس ہیں، خدا کی ٹھہرائی ہوئی فطرت میں تبدیل کرنے والی ہیں: ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا!

مصر میں یہ اجتماعی حقیقت ہم نے پوری طرح واضح مشہود میں دیکھ لی۔ ظلم وجور، اگرچہ بے حساب تھا، مگر قوم میں آزادی کا جذبہ برابر زندہ رہا۔ ظلم جتنا زیادہ ہوتا جاتا تھا، یہ جذبہ بھی اُتنا ہی زیادہ راسخ ہوتا جاتا تھا۔

جنگ عمومی کا جب صُور پھونکا گیا، تو مصر، دول اتحادی کی صف میں کھڑا ہوا، حالانکہ اُس پر سخت قزاقی کی گئی تھی۔ برطانیہ نے اُس پر پورا قبضہ کر لیا تھا اور اس قبضہ کو جنگی ضرورت سے تعبیر کیا گیا تھا۔ جنگ میں مصر نے جان مال کی بڑی بڑی قربانیاں کیں اور اتحادیوں کا پلہ بھاری کر دیا۔ پھر جب جنگ کی آگ ٹھنڈی ہوئی، تو مصر نے اپنا حق مانگا۔ مگر اتحادی، حق لینے کے عادی تھے، حق دینے کا انھیں کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ انھوں نے مصر کی آواز سننے سے انکار کر دیا!

انھوں نے صرف انکار ہی نہیں کیا، بلکہ مصر کی زبان بھی بند کر دی گئی۔ پھر اُس کی ہر ممکن تذلیل کی گئی۔ اُس کی قومیت کا گلا گھونٹ ڈالنے کے لئے وہ ہاتھ آگے بڑھے جو فاتحانہ جنگ میں خون آلود ہو چکے تھے۔

اُس وقت ہم چند دوستوں نے باہم مشورہ کے بعد طے کیا کہ ملک کی نجات کے لئے ایک عام حرکت کی ضرورت ہے۔ مگر یہ حرکت شروع کیونکر ہو؟ یہی سوال بنیادی سوال تھا۔ ہمیں ایسے رہنماؤں کی ضرورت تھی جن کی شخصیت مسلّم ہو۔ ایسی شخصیت صرف مرحوم احمد سعد زغلول پاشا ہی کی تھی۔ ان میں وہ تمام صفتیں جمع تھیں جو ہماری سرداری کے لئے ضروری تھیں۔ وہ اُس وقت مجلس تشریعی (لیجسلیٹو اسمبلی) کے سکریٹری بھی تھے۔

ہم نے اس مجلس کے ایک رکن سے درخواست کی کہ وہ سعد پاشا سے اُن کے کسی معتبر دوست کے ذریعہ گفت و شنید کرے۔ دوسرے دن اس رکن نے ہمیں اطلاع دی کہ سعد پاشا کا دوست اس تجویز کے خلاف ہے

اسلام اور سزائے قتل

ایک ناتمام بحث کی تکمیل

(از مولانا ابوالکلام)

اب کہ ایک عرصہ کی علالت کے بعد اس قابل ہوا ہوں کہ الہلال کے لئے وقت نکال سکوں، سب سے پہلے مجھے ان صفحات کی ایک ناتمام بحث مکمل کر دینی چاہئے۔ یہ ایک طالب حق کے استفسار کا جواب تھا، جو کو مستفسر کو مختصراً لکھ کر بھیجدیا گیا تھا لیکن الہلال میں ناتمام رہ گیا۔

استفسار حسب ذیل سوالات کی شکل میں تھا:

(۱) کیا واقعی یہ اسلام کا قانون ہے کہ جو شخص بانی اسلام کے خلاف بدزبانی کرے، اسے فوراً قتل کر دینا چاہئے اور جس مسلمان کے سامنے ایسا کرے، اُس کا مذہبی فرض ہے کہ اُسی وقت اُس کا سر اُڑا دے؟

(۲) کیا اسلام کا یہ حکم ہے کہ اگر کسی قوم کا ایک آدمی حضرت پیغمبر اسلام کے خلاف بدزبانی کرے تو جب تک اس کے تمام ہم قوم (جنھوں نے شاید اُس بدزبانی کرنے والے کا نام بھی نہ سنا ہوگا) اسکو برا بھلا نہ کہیں تمام قوم کا بائیکاٹ کر دینا چاہئے اور اپنی بستی سے نکال دینا چاہیے؟

(۳) کیا اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر کوئی غیر مسلمان ایسا کرے تو اسے گلا گھونٹ کر مار ڈالنا چاہئے جیسا کہ مولنا محمد علی صاحب نے فرمایا ہے؟

(۴) آپکے خیال میں یہ مطالبہ ٹھیک ہے کہ ہندوستان میں ایسا قانون بنانا چاہئے کہ جو شخص ایسا کرے اسے قتل کر ڈالا جائے؟

(۵) کیا اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر ایسا شخص اپنی غلطی مان لے اور اپنا افسوس ظاہر کرے، تو وہ مسلمانوں کو قبول نہیں کرنا چاہئے اور اسے جانی سزا دلانے پر اڑ جانا چاہئے؟

(۶) جو کتابیں دیگر مذاہب کے خلاف خود مسلمان مولوی صاحبان لکھتے آئے ہیں اور اسمیں رنگیلا رسول جیسی زبان استعمال کی گئی ہے، کیا وہ بھی اسی طرح کی سزا کے مستحق نہیں ہیں جیسے رنگیلا رسول اور رسالہ ورتمان ہیں؟

(۷) سو دو سو برس سے جو سیکڑوں عیسائی مشنری اسلام کے خلاف سخت سے سخت کتابیں لکھتے آئے ہیں اور اسوقت ہزاروں کی تعداد میں وہ موجود ہیں، کیوں ان کے خلاف اس قدر جوش و خروش نہیں دکھایا گیا جس قدر اس موقعہ پر دکھلایا گیا ہے؟

فقہ اسلامی کے تعزیری قوانین

قبل اس کے کہ اصل سوال کا جواب دیا جائے، دو باتیں بطور مقدمہ کے صاف کر دینی ضروری ہیں:

(۱) جب کبھی تعزیر و سیاست شرعی ایسے معاملہ میں جیسا کہ یہ معاملہ ہے، اس طرح کی تعبیر بیان اختیار کی جاتی ہے کہ "اسلام کا قانون یہ ہے اور یہ شریعت اسلامی کا حکم ہے" تو قدرتی طور پر ان تمام لوگوں کو جو اسلام کے نظام شرع سے واقفیت نہیں رکھتے، ایک سخت غلط فہمی واقع ہو جاتی ہے۔ وہ خیال کر لیتے ہیں کہ جس طرح اسلام نے اپنے پیرووں کو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے، اسی طرح تعزیر و سیاست کے بھی یہ احکام دیدئے ہیں۔ مثلاً جب ایک غیر مسلم سنتا ہے کہ "اسلام کے قانون میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کرنے والے کی سزا قتل ہے" تو وہ خیال کرتا ہے، اسلام نے اپنے پیرووں کو حکم دیدیا ہے کہ جہاں کوئی غیر مسلم ایسی بات منہ سے نکالے جس سے اُنکے خیال میں توہین ہوتی ہو، تو فوراً چاقو نکالیں اور اُس کا گلا کاٹ کے رکھدیں! حالانکہ اسلام کی نسبت ایسی مجنونانہ تعلیم کا تصور بھی کرنا، اُس کے خلاف سخت سے سخت اتہام ہے۔ نعوذ باللہ اگر اسلام کی ایسی تعلیم ہو، اور اُسنے اپنے پیرووں کو قتل انسانی کا عام پروانہ دیدیا ہو۔ اسلام کے نزدیک تو انسان کی زندگی سے بڑھکر دنیا کی کوئی چیز بھی محترم نہیں۔ وہ قتل نفس کو انسان کی سب سے بڑی شقاوت قرار دیتا ہے۔ اُس کی کتاب اپنے معجزانہ انداز بلاغت میں اعلان کرتی ہے کہ نوع انسانی کے کسی ایک فرد کا قتل، فرد کا قتل نہیں ہے، نوع کا قتل ہے:

من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض، فکانما قتل الناس جمیعا، ومن احیاها، فکانما احیا الناس جمیعا، ولقد جاءتهم رسلنا بالبینات، ثم ان کثیرا منهم بعد ذالک فی الارض لمسرفون! (۵ : ۳۵)

جس کسی نے کسی انسان کو بغیر ان دو حالتوں کے کہ قصاص لینا ہو یا قتل و خونریزی اور ظلم و فساد روکنا ہو، قتل کر ڈالا، تو وہ صرف ایک جان ہی کا قاتل نہیں ہے بلکہ تمام انسانوں کا قاتل ہے۔ اور اسی طرح جس کسی نے ایک انسان کو ہلاکت سے بچا لیا، تو اُسنے صرف ایک فرد انسانی ہی کی جان نہیں بچائی۔ بلکہ تمام نوع انسانی کو زندگی بخشی!

بلاشبہ اسلام نے خاص خاص صورتوں میں قتل کی اجازت دی ہے۔ صرف اجازت ہی نہیں دی ہے بلکہ بغیر کسی جذبۂ اعتذار کے کہا جا سکتا ہے کہ ترغیب دی ہے، لیکن وہ صورتیں وہی ہیں جن میں نہ صرف اسلام نے بلکہ دنیا کے عالمگیر اخلاق و انسانیت نے بھی قتل انسانی کے ناگزیر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ قتل انسانی کی یہ ناگزیر صورتیں اس لئے گوارا نہیں کی گئی ہیں کہ انسانوں کو قتل کیا جائے، بلکہ اس لئے کہ انسانوں کو بچایا جائے:

ولکم فی القصاص حیاة یا اولی الالباب! (۲ : ۱۷۹)

ایسا قتل جو قاتلوں سے انسانوں کو بچانے کے لئے ہو، اگرچہ بظاہر خون بہانا ہے، لیکن فی الحقیقت اُسکا پیام انسانی زندگی کی حفاظت پر مشتمل ہے!

قرآن بتلاتا ہے کہ یہ ناگزیر صورتیں تین ہیں: جنگ، قصاص، اور ایسے جرائم کا انسداد جن کا انسداد بغیر انتہائی سزا کے ممکن نہیں۔ ان تینوں کے علاوہ کسی حال میں بھی اسلام خدا کی اُس بنائی ہوئی مخلوق کا خون بہانا برداشت نہیں کر سکتا جس کا نام انسان ہے۔ جو شخص ایسی اکذوبہ قتل انسانی کا جواز اُس کی طرف منسوب کرتا ہے، وہ یا تو اسلام سے قطعاً بےخبر ہو، یا اسلام پر تہمت لگانے میں اُسے عار نہیں!

بہرحال تعزیر کی احکام قوانین کی یہ تعبیر اُن لوگوں کے لئے جو اسلام کے نظام شرع سے واقفیت نہیں رکھتے، سخت غلط فہمی کا باعث ہو جاتی ہے۔ وہ نہیں سمجھ سکتے کہ انکے اسلامی قانون ہونے کے معنی کیا ہیں؟ اور ان کی نوعیت عقائد و عبادات کے شرعی احکام سے کس درجہ مختلف ہے؟ بلاشبہ تعزیر و سیاست کے بے شمار احکام ہیں جو فقہاء اسلام نے یعنے مسلمان قانون سازوں نے وقتاً فوقتاً وضع کئے، اور مختلف عہدوں میں اُن وقتوں کے احوال و ظروف کے مطابق اُن کا اجراء و نفاذ ہوتا رہا۔ یہ تمام قوانین آج بھی قانون اسلام کی کتابوں میں موجود ہیں، اور اُنھیں اسلامی قانون ہی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اسلام کے اصولی اور اجمالی مبادیات ہی سے نکالے گئے ہیں۔ لیکن اُنکے "اسلامی قانون" ہونے کی نوعیت وہ نہیں ہے، جس نوعیت کے قوانین عقائد و عبادات کے ہیں۔ دونوں کا فرق کئی حیثیتوں سے واضح ہے:

اولاً، تعزیر و سیاست کے تفصیلی قوانین کا بڑا حصہ براہ راست شریعت کا ٹھہرایا ہوا نہیں ہے، بلکہ قانون سازی کے طریقوں پر شرعی اصول و مبادیات سے استنباط کیا ہوا ہے۔ اس بارے میں اسلام نے جو نظام تشریع اختیار کیا تھا، وہ یہ نہیں تھا کہ نپولین کے فرانسیسی مجموعۂ قوانین یا تعزیرات ہند کی طرح اُسنے تمام تفصیلی اور جزئی قوانین کا ایک مجموعہ بنا کر نافذ کر دیا ہو۔ اگر وہ ایسا کرتا، تو دنیا کا عالمگیر مذہب نہ ہوتا۔ محض کسی ایک قوم اور عہد ہی کا مذہب ہو سکتا تھا۔ پس اُسنے جو طریقہ اختیار کیا وہ یہ تھا کہ تفصیلات و جزئیات سے قطع نظر کر لی گئی، اور صرف ایسے اصولی اور اجمالی مبادیات وضع کر دئے گئے، جن سے حسب ضرورت ہر طرح کے تفصیلی قوانین کا استخراج کیا جا سکتا ہے۔ اصل شرعی اس بارے میں یہ تھی کہ جمعیت بشری کی استعداد و ضرورت کے مطابق عدل و سعادت کا نظام قائم رہے اور مفاسد کے روک تھام اور مصالح کے حصول کے لئے جن جن وسائل کی ضرورت ہو، وہ صحیح طریقہ پر کام میں لائے جا سکیں۔ اسلامی حکومت کی ابتدا ایک محدود رقبہ اور محدود احوال و ظروف میں ہوئی تھی۔ اس لئے تعزیر و سیاست کی تفصیلات میں بھی زیادہ پھیلاؤ نہیں ہوا تھا۔ پھر جوں جوں دائرۂ اقتدار وسیع ہوتا گیا اور تعزیر و سیاست کی نئی نئی ضرورتیں پیش آتی گئیں، مقننین اسلام تفصیلی قوانین کا استنباط بھی کرتے گئے۔ یہاں تک کہ ہر طرح کے تعزیری قوانین کا ایک مکمل ذخیرہ مدون ہو گیا۔ پس اگرچہ یہ تمام تفصیلی قوانین بھی اپنی اصل کی بنا پر شرعی قوانین ہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اسلام کے براہ راست احکام نہیں ہیں، اور اسلام کے براہ راست احکام میں اور قانون سازوں کے استنباط کئے ہوئے احکام میں جو بنیادی فرق ہے، اُسے نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ اسلام کی طرف دونوں کی نسبت، ایک طرح کی نسبت نہیں ہو سکتی۔ پہلے قسم کے احکام اس کے براہ راست ٹھہرائے ہوئے ہیں۔ دوسری قسم کے قوانین مقننین کے استنباط کئے ہوئے ہیں اور بسا اوقات اُن میں اسلامی اصول و مبادیات میں بے شمار کڑیاں مثل تفریع اور قیاس و استخراج کی واقع ہو گئی ہیں۔

ثانیاً، یہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے کہ یہ قوانین تعزیر و سیاست کے قوانین تھے، اور تعزیر و سیاست کے قوانین سلطنت کے لئے ہوتے ہیں، عام افراد امت کے لئے نہیں ہوتے۔ یعنے نماز روزہ کے احکام کی طرح ان کا خطاب افراد سے نہیں تھا۔ اسلامی سلطنت سے تھا۔ نماز روزہ کے احکام واجبات و فرائض ہیں، اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ انھیں ادا کرے۔ لیکن یہ احکام تعزیر و سیاست کے قوانین ہیں۔ واجبات و فرائض نہیں ہیں۔ اس لئے

ہرگز توقع نہ تھی۔ اُسنے دیکھا کہ پُوری قوم متحد و متفق ہے، اور بیک زبان "مقاطعہ" کا اعلان کر رہی ہے!

ملنر کمیشن نے بہت کوشش کی۔ بہت چمکارا۔ مگر قوم کا صرف یہی ایک جواب تھا کہ "وفد سے باتیں کرو۔ ہم کچھ نہیں سُنیں گے" کمیشن مایوس ہو کر لوٹا اور وفد کو گفتگو کے لئے لندن میں دعوت دینی پڑی۔ ابتدائی گفتگو کے بعد ہی معلوم ہوگیا کہ برطانیہ اب تک اپنی طفل تسلیاں ہی کافی سمجھتا ہے۔ اُس کے نقطۂ نظر میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ خود لارڈ ملنر نے اپنی روداد میں تسلیم کرلیا تھا کہ مصر کی موجودہ حرکت، ایک حقیقی ملی حرکت ہے، اور یہ کہ وفد مصری، پورے ملک کا صحیح نمائندہ ہے۔ مگر برطانی حکومت نے اسپر کوئی توجہ نہ کی۔

قوم کی دوسری فتح

جد و جہد جاری رہی۔ حالات سخت سے سخت ہوتے گئے۔ اب برطانیہ نے دیکھا کہ نیا قدم اُٹھائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، چنانچہ نہایت مجبوری سے اعلان کر دیا کہ "مصر اور برطانیہ کے مابین حمایت ایک ناپسندیدہ علاقہ ہے!" یہ قوم کی دوسری فتح مبین تھی!

نا اتفاقی نے حالت بدلدی

اس اعلان کے بعد برطانیہ اُس منزل میں اُتر آیا تھا جہاں مفاہمت کی اُمید ہوسکتی تھی۔ چنانچہ سرکاری گفت و شنید کے لئے عدلی پاشا کی وزارت مرتب ہوئی۔ اُس وقت سعد پاشا یورپ سے لوٹ آئے تاکہ اپنے مفید مشوروں سے حکومت اور قوم کی رہنمائی کریں۔ مگر افسوس اس نازک گھڑی میں نا اتفاقی کے شیطان نے ہلاکے اندر سر اُٹھایا قوم میں پھوٹ پڑ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برطانیہ جتنے قدم آگے بڑھا تھا، اُتنے ہی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ مصر کی آواز سننے سے دوبارہ کان بند کر لئے گئے۔ ظلم و قہر کا از سر نو دَور دَورہ شروع ہوگیا۔

ایک اور برطانی وفد

جس زمانے میں مصری حکومت کا سرکاری وفد گفت و شنید کے لئے لندن گیا تھا، اُسی زمانے میں برطانی پارلیمنٹ کا ایک دوسرا وفد مصر آیا تاکہ اصلی حالات کی تحقیقات کرے۔ اس وفد نے آتے ہی حقیقت معلوم کرلی، کیونکہ وہ اس قدر روشن تھی کہ کوئی آدمی بھی اُس سے لاعلم نہیں رہ سکتا تھا۔ اس وفد نے واپس جاکر اپنی روداد شائع کردی۔ اسمیں لکھا تھا کہ مسئلۂ مصر کا ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مصر کی کامل خود مختاری تسلیم کرلی جائے۔ اس وفد نے مصر کو بہت فائدہ پہنچایا، کیونکہ انگلستان کی عام رائے، حقیقت حال سے واقف ہوگئی تھی۔

علی گڑھ میگزین کا نوویشن نمبر

ہندوستان کے مشہور اور ممتاز علمی رسالہ علی گڑھ میگزین کا نوویشن نمبر خاص اہتمام اور نہایت آب و تاب کے ساتھ جنوری ۱۹۲۸ء میں شائع ہوگا۔ اس پرچہ میں تصاویر کے علاوہ ملک کے ممتاز انشا پردازوں کے مضامین اور بلند پایہ شعرا کے افکار عالیہ شائع ہونگے۔ اس پرچہ کی ضخامت بھی غیر معمولی ہوگی اور اردو کتابت و طباعت کا بہترین منظر فریب نمونہ ہوگا۔ تمام اہل علم و ادب اور خصوصاً ان ابنائے علم سے جن کا تعلق مسلم یونیورسٹی سے ہے اور اولڈ بوائز رہ چکے ہیں، استدعا کی جاتی ہے کہ اپنے مادر علمی کے اس رسالہ کے خاص نمبر کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ مضامین اور جملہ نظم اڈیٹر صاحب علی گڑھ میگزین مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پتہ پر ۱۵ دسمبر ۱۹۲۷ء سے قبل پہنچ جانا چاہئیں۔ خریداری رسالہ و اجرت اشتہارات کے واسطے منیجر صاحب مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ سے خط و کتابت کیجئے۔ منیجر علی گڑھ میگزین

عالم مطبوعات و صحائف

مشتری کے متعلق تازہ معلومات

مُشتری، نظام شمسی میں سب سے بڑا اور زہرہ کے بعد سب سے زیادہ چمکنے والا ستارہ ہے۔ وہ آفتاب سے ...... ۴۸۳ میل دور ہے۔

ایک امریکن ہیئت داں نے حال میں ایک رسالہ لکھکر مشتری کے متعلق تازہ ترین معلومات جمع کردی ہیں۔ وہ کہتا ہے، مشتری کی اہمیت صرف اسی لحاظ سے نہیں ہے کہ وہ سب سے بڑا اور زہرہ کے بعد سب سے زیادہ روشن ستارہ ہے، بلکہ اُس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ وہ اجرام سماوی کے متعلق سدیمی نظریہ کا سب سے زیادہ واضح ثبوت پیش کرتا ہے۔

مشتری کا فلک ..۱۷،۲ میل کے دائرے میں ہے۔ وہ اپنے محور کے گرد ہر دو گھنٹے ۵۰ منٹ میں گردش کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی رفتار غایت درجہ تیز ہے۔ اپنے خط استوا پر اُس کی حرکت ۲۶ ہزار میل فی گھنٹہ ہوجاتی ہے۔ مشتری کے مادہ کی کثافت زمین کے مادے کی کثافت کے مقابلے میں ¼ کا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن اُس کی قوت جاذبہ زمین کی قوت جاذبہ سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مشتری میں چیزوں کا وزن، زمین میں چیزوں کے وزن سے بہت زیادہ ہوگا۔

مُشتری کے اقمار

مشتری کے چاند، نو ہیں۔ ان اقمار کو علم ہیئت کی تاریخ میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ:

(۱) اُس کے ہی چار چاند، اجرام فلکی میں سب سے پہلے انسان نے معلوم کئے۔ گلیلو نے اپنی کمزور دوربین سے یہ چاند دیکھے تھے۔

(۲) ان چاندوں کے گرہن کے اختلاف نے پروفیسر رومر کو موقعہ دیا کہ ۱۶۷۵ء میں نور کی سرعت دریافت کرے۔

(۳) ان چاندوں کی حرکت کے ذریعہ، مشتری کے مادہ اور اُس کی کثافت کی تحقیق میں بہت سہولت ہوئی۔

۱۸۹۲ء میں پروفیسر برنارڈ نے مقام لیک کے رصد خانہ سے مشتری کا پانچواں چاند دیکھا۔ یہ پہلے چار چاندوں سے بہت چھوٹا تھا۔ باقی ۴ چاند، ابھی حال میں فلکی عکاسی کی ترقی کے بعد دریافت ہوسکے ہیں۔

دُمدار ستارے

مشتری کے قریب ۳۰ سے زیادہ دُمدار ستارے بھی موجود ہیں۔ ان ستاروں کے فلک، مشتری کے فلک سے تقریباً متصل ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے، کسی قدیم ترین زمانے میں یہ ستارے مشتری کے قریب حرکت کرتے تھے، بتدریج اُسنے اُنھیں جذب کرلیا، یہاں تک کہ اب قریب ہے کہ آخر بالکل جذب کرجائے، اگرچہ یہ ستارے اب تک آفتاب ہی کے گرد حرکت کر رہے ہیں۔

مشتری کے خطوط

دُوربین سے مشتری کو دیکھنے سے اُس کے قرص پر کچھ خطوط یا مختلف رنگوں کے مساوی مسافت کے رقبے نظر آتے ہیں۔ یہ خطوط، زمین کے فرضی خطوط العرض کے بالکل مشابہ ہیں۔ یہ خطوط ہمیشہ نظر نہیں آتے۔ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے ہیں اور چند ہفتے، چند مہینے، اور کبھی کبھی چند سال باقی رہکر غائب ہوجاتے ہیں۔ ان کے ظہور و غیبت کی اب تک کوئی تعلیل نہیں کی جاسکی۔ علماء کا خیال ہے کہ آفتاب کو اس بارے میں کوئی دخل نہیں۔ یہ تبدیلی کسی خاص وقت کی پابند نہیں ہے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ مشتری کا قرص، مرکز کے نقطہ سے سیاہ ہونا شروع ہوتا ہے۔ یعنی اپنے قطبین پر مشتری کا رنگ، مرکز کے مقابلہ میں کہیں زیادہ دُھندلا بلکہ تاریک ہے۔

مشتری کی حرکت

مشتری کی اس درجہ چمک، اس امر کی دلیل ہے کہ اُس کی سطح، دراصل ایک کثیف ابر ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابر، آفتاب کی قوت سے نہیں بلکہ خود مشتری کی قوت سے بنتا ہے۔ مشتری کی یہ خصوصیت بھی عجیب ہے کہ اُس کا پُورا جسم ایک ساتھ اپنے محور پر گردش نہیں کرتا، بلکہ اُس کے بعض اجزا بہت تیزی سے حرکت کرتے ہیں، بعض سست رفتار ہیں!

مشتری کی حرارت، باوجود اسکے کہ وہ آفتاب سے اس قدر دوری پر ہے، بہت ہی عظیم ہے۔ علماء کا خیال ہے کہ یہ حرارت آفتاب سے پیدا نہیں ہوتی، بلکہ خود مشتری ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

انسان کا مستقبل

سر فیلپ گبز، انگلستان کا مشہور عالم اہل قلم ہے۔ پچھلے دنوں اُسنے مذکورۂ بالا عنوان پر ایک مضمون شایع کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"انسان، قدرت کی خفتہ قوتیں بیدار کرکے سخت خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ اب اُس کے لئے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا ان قوتوں کو آخری طور پر مغلوب کرکے مسخر کرلے، یا خود مغلوب ہو کر برباد ہوجائے۔ حالات بتا رہے ہیں کہ انسان، علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ قدرت کی قوتوں پر برابر غالب ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ زمین کا مطلق العنان حاکم بنجائے گا۔ اسی غرض سے بعض علماء نے تجویز پیش کی ہے کہ قدرت سے جنگ کا یہ طویل سلسلہ دس برس کے لئے منقطع کر دیا جائے یعنی التوا جنگ ہوجائے، تاکہ اس دوران میں انسان اسوقت کی تمام علمی فتوحات اچھی طرح استعمال میں لاسکے۔ اگر انسانی فتوحات کی یہ تیز رفتاری کچھ مدت کے لئے روکی نہ جائے گی، تو بہت جلد انسان کے دماغ کو مختل کر ڈالے گی۔ وہ مبہوت ہو کر رہ جائے گا اور فتح تباہ کن شکست بنجائے گی"

"لیکن یقین نہیں کہ دنیا اس تجویز پر عمل کرسکے۔ کیونکہ انسانی دماغ اب رو کنے سے بھی رکتا نظر نہیں آتا۔ ہزاروں برس کی قید کے بعد اب وہ آزاد ہوگیا ہے۔ اور برابر بے قید ہی رہنا چاہتا ہے"

"اب انسان کی کوشش یہ ہے کہ قدرت کا وہ سب سے بڑا اختیار بھی چھین لے جسپر اب تک نظر اُٹھانے کی اُسنے اجازت نہیں دی تھی۔ اب انسان چاہتا ہے کہ خود اپنی قسمت کا بھی حاکم بنجائے۔ اُسے شرم آتی ہے کہ خود اُس کی تکوین و تخلیق اور اُسکے نفس کی تکییف کا معاملہ، قدرت کے ہاتھ میں ہے، چنانچہ اب وہ چاہتا ہے کہ اپنی پسند کے مطابق اپنی نسل پیدا کرے، اور اپنی خواہش و ارادے سے اپنے اخلاق و اطوار بنائے"

"انسان نے اب معلوم کرلیا ہے کہ جسم اور اخلاق کی تکوین کا معاملہ سراسر اُن غدد یا گلٹیوں سے وابستہ ہے، جو ہر جسم میں موجود ہوتی ہیں اگر مادہ کے جسم سے وہ خاص گلٹیاں نکال دی جائیں جنھوں نے اُسے مادہ بنا دیا ہے، اور اُن کی جگہ وہ گلٹیاں لگا دیجائیں جن کی وجہ سے نر، نر ہوا کرتا ہے، تو فوراً جنسیت بدلجائے گی یعنی مادہ، نر بنجائے گی اسی طرح نر کو مادہ بنا دیا جا سکتا ہے۔ اب معلوم ہوچکا ہے کہ سر کی ایک گلٹی سے جو مادہ خارج ہوتا ہے، اُس کی کمی بیشی سے انسان لانبا اور پست قد ہوجاتا ہے۔ اگر عمل جراحی کے ذریعہ اس گلٹی کے عمل میں ترمیم کردی جائے، تو حسب مرضی قد دراز اور پست ہوجا سکتا ہے۔ اب قطعی طور پر ثابت ہوچکا ہے کہ تمام چوروں کے جسم میں بعض خاص قسم کی گلٹیاں ہوتی ہیں۔ اُنھیں کے اثر سے وہ چوری کرتے ہیں۔ یہی حال

[illegible] بلندی پر ہوگی، جتنی بلندی پر ہمیشہ سے چلی آتی ہے!

حقوق سے محروم ہو گئی!

لیکن اسلام نے مذہب اور اعتقاد کی آزادی کا اعلان کیا۔ اُس نے مذہبی رواداری اور انسانی حقوق کی ایک ایسی فضا پیدا کر دی جس کا اُس وقت تک دنیا میں کوئی نمونہ موجود نہ تھا۔ ۵۰ برس کے بعد جب اسلامی حکومت کا دائرہ اقتدار وسیع ہوا، تو یہ ایک ایسی مملکت تھی جو اگرچہ خاص ایک مذہب کے پیروؤں کی تھی، لیکن اُس میں حکمران قوم کے دوش بدوش ہر مذہب و ملت کے لوگ آباد تھے، اور سب کو بلا امتیاز ایک ہی طرح کے شہری و ملکی حقوق حاصل تھے۔ مذہب و اعتقاد کے اختلاف کی بنا پر کوئی انسان دوسرے انسان کے انسانی و ملکی حقوق تلف نہیں کر سکتا تھا!

جہاں تک غیر مسلموں کا تعلق ہے، اسلام کا طریق عمل یہ تھا کہ اُس نے فتح مکہ کے بعد عرب کی قدیم بت پرستی کے اقرار سے تو انکار کر دیا۔ کیونکہ فی الحقیقت اب فعلاً اُس کا کوئی وجود باقی نہیں رہا تھا۔ تمام قبائل عرب بہ رضا و رغبت مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن باقی تمام غیر مسلم اقوام کے لئے یہ حکم دیا کہ وہ اسلامی حکومت کے ماتحت اُسی طرح زندگی بسر کر سکتے ہیں، جس طرح خود مسلمان رہتے سہتے ہیں۔ بہ حیثیت شہری ہونے کے اُنھیں وہ تمام حقوق حاصل ہونگے، جو خود مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں اُنھیں "ذمی" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ اسلامی حکومت نے اُن کی حفاظت جان و مال اور مذہبی آزادی و حقوق کے قیام کا ذمہ لیا تھا۔ اصل اس بارے میں وہ طرز عمل ہے جو خود پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر مسلموں کے ساتھ وقتاً فوقتاً اختیار کیا تھا، اور اُنکے بعد خلفاء راشدین اُن پر عامل رہے تھے۔ ایران، شام اور مصر کی فتح کے بعد وہاں کے غیر مسلم باشندوں کے ساتھ جو معاہدے کئے گئے، وہ آج تک تاریخ و فقہ میں موجود ہیں۔ فقہاء نے اُنھیں سے ذمیوں کے حقوق کے مسائل کا استنباط کیا ہے۔

اسلامی احکام کی رُو سے غیر مسلم باشندوں کے جن حقوق کا بطور عہد و میثاق کے ذمہ لیا گیا تھا، وہ مختصر لفظوں میں حسب ذیل ہیں:

(۱) اُنھیں پوری مذہبی آزادی ملے گی۔ اُن کی مذہبی عبادت گاہیں اور ہر طرح کی مذہبی عمارتیں محفوظ رہیں گی۔ صلیبوں اور مورتیوں کو نقصان نہیں پہونچایا جائے گا۔ وہ سنکھ بجانے سے نہیں روکے جائینگے۔ وہ اپنے تہواروں میں اپنے جلوس نکال سکیں گے۔ تمام مذہبی عہدے اور انتظامات اُسی طرح قائم رکھے جائیں گے، جس طرح پیشتر سے موجود ہیں۔ "لا یغیر ما کانوا علیہ"۔

(۲) اُنھیں اُنکے مذہب سے برگشتہ نہیں کیا جائے گا (بلاذری نے فتوح البلدان میں یہ الفاظ لکھے ہیں: "لا یفتنوا عن دینہم")

(۳) ان کی جان مال اور ہر طرح کی جائداد محفوظ رہے گی۔ اپنی اُس میں تصرف کے تمام حقوق حاصل ہونگے۔ اگر اُن کا کوئی دشمن اُن پر حملہ کرے گا تو مسلمان ان کی طرف سے لڑیں گے۔

(۴) اُن کا کوئی حق چھینا نہیں جائے گا۔

(۵) اُنھیں اُن کے مذہبی احکام کے خلاف کسی بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قانون کی نظر میں اُن کی جان مسلمانوں کی جان کی طرح ہوگی، اور اُن کا مال مسلمانوں کے مال کی طرح سمجھا جائے گا۔

(۷) تجارت، کاروبار اور معیشت میں کسی طرح کی روک عائد نہیں کی جائے گی۔ اُنکے ساتھ ویسا ہی سلوک ہوگا، جیسا کہ مسلمانوں کے ساتھ ہوگا۔

(۸) وہ اُن تمام ٹیکسوں سے معاف رکھے جائینگے جو مسلمانوں کے لئے قرار دئے گئے ہیں۔ ان سے عُشر بھی نہیں لیا جائے گا۔

(۹) وہ فوجی خدمت سے بھی معاف رکھے جائیں گے۔

یہاں اُن معاہدات کا خلاصہ ہے جو خود پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر مسلموں سے کئے تھے۔ مثلاً نجران کا معاہدہ جو سنہ ہجری میں ہوا تھا، اور جس کے پورے الفاظ فتوح البلدان اور کتاب الخراج وغیرہ میں موجود ہیں۔ لیکن خلفاء راشدین کے زمانے میں جب شرق کے بڑے بڑے متمدن ممالک فتح ہوئے، اور مجوسیوں اور عیسائیوں کی بے شمار آبادیاں اسلام کے ماتحت آگئیں، تو ان مجمل شرائط میں اور زیادہ تفصیل ہوئی، اور مذہبی، ملکی، اور معاشرتی آزادی و حقوق کی وہ تمام باتیں پوری صراحت کے ساتھ تسلیم کر لی گئیں، جو آزاد [illegible] شہری کے لئے اُس عہد میں ہو سکتی تھیں۔

یہ محض معاہدہ ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک ایسا قطعی اور واضح طرز عمل تھا جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ مسلمان خلفاء جس درجہ غیر مسلموں کے حقوق کا احساس رکھتے تھے، اُس کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر خلیفۂ اوّل سے لیکر حضرت علی (رضی اللہ عنہم) تک، چاروں خلیفوں کے وہ کلمات وصیت دیکھ لئے جائیں جو مرتے وقت اُن کی زبان پر طاری ہوئے تھے۔ اُن میں سب سے پہلے یہ جملہ نظر آئے گا "غیر مسلموں کے حقوق کا خیال رکھنا، کیونکہ ہم نے اُن کا ذمہ لیا ہے" ذمیوں کے مذہبی و ملکی حقوق کے عام اعتقاد و اعتراف کا یہ حال تھا، کہ فی الحقیقت اُن کی جان مسلمانوں کی جان کی طرح اور اُن کا مال مسلمانوں کے مال کی طرح محفوظ تھا۔ آج اسلام کی نسبت علانیہ کہا جا رہا ہے کہ اُس کی نظروں میں ایک غیر مسلم انسان کی زندگی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اگر ایک مسلمان ایک غیر مسلم کو اس لئے مار ڈالے کہ وہ بھی مسلمانوں کی طرح اپنا مذہب پھیلانا چاہتا ہے، تو یہ اسلام کی نظروں میں ایک مقدس جہاد ہوگا۔ لیکن کاش اُن معترضوں کو معلوم ہوتا کہ یہی اسلام ہے جس نے اپنے عروج سلطنت کے زمانے میں جب دُنیا انسانی جان و مال کے مساویانہ حقوق کا تحمل بھی نہیں کر سکتی تھی، اِس قانون کا اعلان کیا تھا کہ "من کان لہ ذمتنا، فدمہ کدمنا، ودیتہ کدیتنا" (۱) ایک غیر مسلم ذمی کا خون بھی ویسا ہی محترم ہے جیسا ہمارا خون، اور اُس کا خون بہا بھی ویسا ہی ہے جیسا ہمارا۔ یہ صرف زبان ہی کا اعلان نہیں تھا، بلکہ قانون کا دائم و جاری عمل بھی تھا۔ خلفاء راشدین کے زمانے سے لے کر اسلام کی آخری سلطنتوں تک، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ذمیوں کا قتل اِس لئے جائز رکھا گیا ہو کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ خلفاء راشدین سے بڑھ کر اسلامی تعلیم کے کون پیکر ہو سکتے ہیں؟ لیکن ایک نہیں بے شمار واقعات موجود ہیں جن میں حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) نے ایسے مسلمانوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جنھوں نے کسی عیسائی یا مجوسی باشندے کو قتل کر دیا تھا۔

بہرحال اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ جس رواداری اور انسانی مساوات کا سلوک کیا، اُس کی کوئی مثال نہ تو اس سے پہلے مل سکتی ہے اور نہ اُسکے بعد میں۔ ایک یورپین مورخ (سیدیو) نے ان لفظوں میں اِس کا اعتراف کیا ہے "اسلام نے ذمیوں کو بجز ایک حق کے اَور تمام حقوق دیدئے تھے۔ یعنے وہ بادشاہ نہیں ہو سکتے تھے"۔

ان تمام حقوق کے معاوضہ میں اسلامی حکومت اُن سے کیا چاہتی تھی؟ اس پہلو سے بھی معاملہ پر غور کر لینا چاہئے۔ اسلامی حکومت قدرتی طور پر اُن سے اس سلوک کی توقع رکھتی تھی کہ:

وہ حکومت کو اپنی حکومت تصور کرینگے، اور اس کے خلاف کسی بغاوت یا سازش میں حصہ نہیں لیں گے۔

مسلمان ہم وطنوں کے ساتھ شرافت اور رواداری کا برتاؤ کریں گے جس طرح وہ اُن کے ساتھ بہتر برتاؤ کرتے ہیں۔

وہ کوئی بات ایسی علانیہ نہیں کرینگے جس سے حکومت کی توہین و تذلیل ہو یا حکومت کے مذہب کی توہین و تذلیل ہو۔

کیا ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی شخص ان توقعات کو بے اعتدالی قرار دے سکتا ہے؟ چھٹی صدی مسیحی کی دُنیا میں جب اسلام نے اِن حقوق کا اعلان کیا تھا، اگر اسلامی حکومت غیر مسلموں کو ہر طرح کے مساویانہ حقوق دیکر اُن سے اس طرز عمل کی متوقع رہتی تھی، تو یقیناً یہ کوئی ظالمانہ طرز عمل نہ تھا۔ آج دُنیا میں کون قوم اور مذہب ہے جو اپنی تاریخ کے صفحات میں اس طرح کے طرز عمل کی ایک مثال بھی دکھلا سکتا ہے؟

مسئلہ کی نوعیت

یہ اسلامی حکومتوں کا طرز عمل تھا، اور یہ ذمی اور اُن کا ذمہ تھا، جن کی نسبت سوال پیدا ہوا کہ اگر وہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں علانیہ اور صریح گالیاں بکنے لگیں، اور عدالت میں قطعی شہادت و دلائل سے یہ بات ثابت ہو جائے، تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے؟ فقہاء کی ایک جماعت اس طرف گئی کہ اس پر بھی اُنھیں قتل نہیں کرنا چاہئے۔ کوئی ایسی سزا دینی چاہئے جس سے اس شرارت کے بڑھنے اور پھیلنے کا سد باب ہو جائے۔ امام ابوحنیفہ اور فقہاء شافعیہ و حنبلیہ میں سے ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ گذشتہ صدیوں میں جسقدر بڑی بڑی اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں، اُنکا عمل فقہ حنفی ہی پر تھا۔ مثلاً ہندوستان کی حکومت مغلیہ اور قسطنطنیہ کی حکومت عثمانیہ۔ اس لئے تاریخ میں کئی واقعات ایسے موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی مذہب کے مطابق عمل کیا گیا۔ سلطان مصطفیٰ خاں چہارم کے زمانہ میں ایک ارمنی پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ اُس نے مسلمانوں کے ایک مجمع کے سامنے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم گرامی لیکر سب و شتم کیا۔ معاملہ شیخ الاسلام عبداللہ آفندی کے سامنے پیش ہوا، اور اُنھوں نے مقدمہ کی سماعت کے بعد قید کرنے کا حکم دیا۔ سلطان کو جب اس معاملہ کا حال معلوم ہوا تو اُس نے شیخ الاسلام سے دریافت کیا "کیا اس سے زیادہ سخت سزا نہیں دی جا سکتی تھی؟" شیخ الاسلام نے کہا "شرعاً میں یہی سزا تجویز کر سکتا ہوں۔ اگر آپ کوئی دوسری سزا دینی چاہتے ہیں تو اپنے حکم سے دیجئے" سلطان خاموش ہو گیا!

لیکن فقہاء کی دوسری جماعت اس طرف گئی کہ ایسی صورت میں قتل کرنا چاہئے۔ امام مالک، امام احمد، اور امام شافعی سے ایسا ہی منقول ہے۔ اُن کی نظر اِس طرف گئی تھی کہ اسلامی حکومت نے ذمیوں کو ہر طرح کے مذہبی، ملکی، اور معاشرتی حقوق دیئے ہیں۔ باشندۂ ملک ہونے کے اعتبار سے اُن میں اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا ہے۔ اس طرز عمل کے بدلے وہ صرف یہ توقع رکھتی ہے کہ جس طرح اُنکے مذہب کا لحاظ رکھا گیا ہے، وہ بھی اسلام کا لحاظ رکھیں، اور کوئی بات علانیہ ایسی نہ کریں جس سے توہین و تذلیل مقصود ہو۔ لیکن اگر اس پر بھی ذمیوں کی ایک جماعت ایسی ہے جو اسلام کا اتنا لحاظ رکھنا بھی گوارا نہیں کرتی کہ اُسکے پیغمبر کو خود مسلمانوں کے منہ پر صریح گالیاں نہ دی جائیں، تو ایسی جماعت کسی رعایت کی مستحق نہیں ہے، اُسے قتل کر دینا چاہئے۔

خلاصۂ بحث

یہاں تک جسقدر بیان کیا گیا ہے، اس سے واضح ہو گیا ہوگا کہ:

(۱) فقہ اسلامی کے جس قانون کا ذکر کیا گیا ہے، وہ اسلام کا کوئی براہ راست منصوص قانون نہیں ہے، بلکہ تعزیر و سیاست کا ایک فرعی حکم

---

(۱) حافظ زیلعی نے ہدایہ کی تخریج میں حضرت علی علیہ السلام کا یہ قول اور ایک فیصلہ نقل کیا ہے جو اُنھوں نے اپنے زمانۂ خلافت میں صادر کیا تھا، اور مسلمان قاتل کے قتل کا حکم دیا تھا۔

صرف اُسی حالت میں قابل عمل ہو سکتے ہیں جبکہ کوئی اسلامی حکومت موجود ہو، اور وہ اپنی عدالتوں میں انہیں نافذ کرے۔ اسلام نے احکام قضاء پر (جسے آج کل کے اُردو اخباروں کی زبان میں "عدالتی کارروائی" کہنا چاہیے) اس قدر زور دیا ہے کہ شاید ہی اُس عہد میں دُنیا کی کسی قانونی حکومت نے اس قدر زور دیا ہو۔ اسلام کا نظم سیاست یہ ہے کہ "جرم" اور "تعزیر" ایک ایسی چیز ہے جس کی تشخیص اور حکم ہر حال میں صرف عدالت ہی کے ہاتھ میں ہے۔ عدالت کے سوا کوئی نہیں جسے کسی انسان کو "مجرم" قرار دینے، اور "سزا" دینے کا اختیار ہو۔ عدالت سے بھی مقصود محض کوئی خاص عدالتی منصب نہیں ہے۔ بلکہ سماعت، شہادت، اور تحقیق و حکم کے وہ تمام مراتب ہیں، جن کے مطابق حاکم عدالت کو کارروائی کرنی چاہیے۔ اگر کسی معاملہ میں یہ تمام عدالتی کارروائی نہیں ہوئی ہے، تو خلیفۂ وقت کو بھی اختیار نہیں ہے کہ اپنے علم اور مشاہدہ کی بنا پر کسی مجرم کو سزا دیدے۔ اگر خلیفۂ وقت کے ذاتی علم و مشاہدہ میں کسی شخص کا کوئی جرم آگیا ہو، تو اُس کی حیثیت محض ایک مدعی یا گواہ کی ہوگی۔ اسی حیثیت سے اُسے عدالت کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے۔ یہ عدالت کا کام ہے کہ اُسکے دعوے یا گواہی کی نسبت رائے قائم کرے۔

موجودہ زمانے کی قانونی اصلاحات میں بہت زیادہ زور اس اصل پر دیا جاتا ہے کہ عدالتی اختیارات انتظامی اختیارات سے علحدہ کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی جو قوت "سزا" کے نافذ کرنے کا اقتدار رکھتی ہے، اُسے "مجرم" قرار دینے کا اختیار نہیں ہے، اور اس ایک بنیادی اصلاح نے حاکمانہ اور شخصی ناانصافیوں کی بے شمار راہیں بند کر دی ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم اصلاح ہے لیکن دنیا کو معلوم نہیں کہ ساتویں صدی مسیحی میں جبکہ دنیا کے سب سے بڑے متمدن ملک روم کے قوانین کا یہ حال تھا کہ ایک ہی شخص بہ حیثیت مجسٹریٹ کے ملزم پر الزام بھی عائد کرتا تھا اور بہ حیثیت جج کے اُسے سزا بھی دیدیتا تھا اسلامی حکومت میں نہ صرف عدالت کے اختیارات انتظامی مناصب سے الگ تھے، بلکہ اسلامی عدالتوں کو وقت کے حاکموں، گورنروں اور خود بادشاہوں پر بھی حکم دینے اور بلا رُو و رعایت سزا تجویز کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ ویسا ہی اختیار، جیسا اختیار وہ ایک عام باشندۂ ملک کے لئے سزا تجویز کرنے کا رکھتے تھے!

اسلام نے تعزیر و سیاست کے باب میں عدالت کے نظام کو جس قدر اہمیت دی ہے، اُس کا اندازہ صرف اس بات سے کرلیا جا سکتا ہے کہ مسلمان قانون سازوں میں ایک بڑی جماعت اس طرف گئی ہے کہ کوئی آقا اپنے نوکر اور غلام کو بھی بطور خود سزا نہیں دے سکتا، اگرچہ قصور کتنا ہی بڑا اور سزا کتنی ہی ہلکی ہو۔ اُسے چاہیے کہ باقاعدہ عدالتی چارہ جوئی کرے!

ظاہر ہے کہ تعزیر و سیاست کے بارے میں جس قانون کا یہ حال ہو، کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ عدالتی اور آئینی نظم کے علاوہ کسی حال میں بھی سزا دینا جائز رکھ سکتا ہے۔ خصوصاً قتل کی سزا جو انتہائی سزا ہے؟ آج اگر ہندوستان میں اسلامی حکومت موجود ہوتی، اور بغیر کسی ادنیٰ تغیر کے وہی قوانین سیاست نافذ ہوتے جو ساتویں اور آٹھویں صدی مسیحی میں دمشق اور بغداد کی عدالتوں میں نافذ تھے، اور ایسا ہوتا کہ ایک مسلمان ایک ذمّی (غیر مسلم شہری) کو قتل کر ڈالتا تو یقیناً وہ اُسی طرح قتل عمد کا مجرم قرار دیا جاتا، جس طرح دنیا کی تمام عدالتوں کے نزدیک قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی مسلمان یہ خیال نہیں کر سکتا تھا کہ اُسنے ایک غیر مسلم انسان کا خون بہا کر اسلام کا کوئی مقدس فرض انجام دیا ہے۔

غرضکہ تعزیر و سیاست کے قوانین کا "اسلامی قانون" ہونا وہ نوعیت نہیں رکھتا، جو نوعیت اسلام کے شرعی واجبات و فرائض کی ہے، اور چونکہ اس طرح کی تعبیر طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کر دیتی ہے، اس لئے چاہیے کہ تعبیر و بیان میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ بہتر اور واضح تعبیر اس طرح کے قوانین کے لئے یہ ہے کہ اُنھیں اسلامی حکومت کے قانون سے تعبیر کیا جائے۔ یا یوں کہا جائے کہ فقہاء اسلام نے اس طرح کا قانون قرار دیا تھا۔

(۲) دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ فقہ اسلامی کے قوانین اس بارے میں کچھ ہی کیوں نہ ہوں، لیکن کیا بحالت موجودہ اُن کا ذکر موزوں اور برمحل ہو سکتا ہے؟ کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے کہ اس قسم کے مواقع پر اُن کا حوالہ دیا جائے اگرچہ وہ حوالہ حکومت کے مقابلہ ہی میں کیوں نہ ہو؟ مجھے بغیر کسی تامل کے اس کا جواب نفی میں دینا ہے۔ میرے خیال میں جن لوگوں نے اس موقعہ پر اس قانون کا حوالہ دیا، اُنھوں نے نہ صرف ایک غیر ضروری بات کہی، بلکہ بے محل اور غیر متعلق بات کہی، اور جب کبھی کوئی بات بے موقعہ اور غیر متعلق کہی جائے گی، تو یقیناً طرح طرح کی غلط فہمیوں اور پیچیدگیوں ہی کا باعث ہوگی۔ صلاح کار اور مصلحت وقت کے مطابق نہ ہوگی۔ خود اسلام کے شرعی اداب حکم و افتا کے بھی یہ خلاف ہے کہ غیر عملی اور غیر وقوعی صورتوں کا ذکر کیا جائے۔ یہ جو آئمۂ سلف کی نسبت جا بجا منقول ہے کہ بعض دقیقہ سنجان فقہ کی ایسی کاوشیں ناپسند کرتے تھے جن میں غیر وقوعی صورتیں پیدا کرکے بحث کی جاتی تھیں، تو اس کا بھی مطلب یہی تھا۔ کہنے کے لئے ہر موقعہ پر ہزاروں باتیں سامنے آجاتی ہیں۔ ایک اسی قانون پر کیا موقوف ہے؟ سیکڑوں قوانین دوسرے دفتروں اور عدالتوں کے کتابوں میں بھرے پڑے ہیں لیکن یہ تو نہیں ہونا چاہیے کہ ہم ہندوستان کی موجودہ زندگی میں اُن کا بغیر کسی مناسبت کے حوالہ دیتے پھریں۔ خود اسلام کا نظم شرعی یہ ہے کہ ہر موقعہ اور حالت کا جو حکم ہو، وہی وقت کا اصلی حکم ہوگا۔ اُسکے خلاف جو کچھ ہے، وہ وقت کا حکم نہیں ہے۔ پس جب ایک بات موجودہ حالت سے شرعاً تعلق ہی نہیں رکھتی، تو اُس کا ذکر کرنا اور اُسے بناء کار قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

یہ ظاہر ہے کہ فقہ اسلامی کے جس قدر تعزیری قوانین غیر مسلموں کے متعلق ہیں، وہ سب ایک خاص قسم کی صورت حال سے تعلق رکھتے تھے۔ یعنی یہ کہ اسلامی حکومت ہو، اُسنے غیر مسلموں کی حفاظت جان و مال کا ذمہ لیا ہو، اور ذمیوں کے متعلق جو معاملات پیش آئیں، اُن میں اسلامی عدالتیں اپنے احکام نافذ کر سکیں۔ لیکن اب سرے سے وہ صورت حال باقی ہی نہیں ہے۔ نہ تو ہندوستان میں اسلامی حکومت ہے۔ نہ شرعی ذمہ ہے۔ اور نہ ذمی ہیں۔ پس فی الحقیقت اُن قوانین کا موجودہ حالت سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔ غیر مسلموں کو کس معاملہ میں سزا دینی چاہیے اور کس میں نہیں دینی چاہیے؟ یہ بات تمام تر اس اصل پر مبنی تھی کہ اسلامی حکومت نے فتح یا معاہدہ کے بعد غیر مسلموں کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا، اور اُنھیں خاص شرائط پر ہر طرح کے شہری حقوق عطا کر دئے تھے۔ چونکہ حکومت نے ذمہ لیا تھا، اس لئے یقیناً اُسے یہ حق بھی حاصل تھا کہ اپنے قوانین و عدالت کے ذریعہ اُنکے معاملات کا فیصلہ کرے، اور اگر وہ ظلم و تعدی پر اتر آئیں تو اُنھیں سزا دے۔ لیکن اگر اسلامی حکومت موجود نہیں ہے، اور نہ غیر مسلموں کا ذمہ باقی رہا ہے، تو ظاہر ہے کہ یہ تمام قوانین یک قلم غیر متعلق ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اب وہ ذمہ ہی باقی نہ رہا جس پر تعزیر و سیاست کے تمام قوانین مبنی تھے، اور نہ حکومت ہی باقی رہی جسے عدالتی نظام کے ذریعہ سزائیں نافذ کرنے کا حق تھا۔ پس موجودہ حالت میں ان قوانین کا ذکر کرنا، اور انہیں اسلامی قانون، اسلامی قانون کہکر پکارنا کس قدر بے معنی بات ہے؟ ایسی ہی غلطیاں ہیں جن کی وجہ سے اسلام کی صورت غیروں کی نظروں میں مشتبہ ہوگئی ہے۔ اور اُس کی صاف اور روشن تعلیم پر طرح طرح کی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کے پردے پڑ گئے ہیں۔

اصل سوال کا جواب

اصل مسئلہ کے متعلق جن لفظوں میں سوال کیا گیا ہے، اُس کا جواب بغیر کسی تامل کے یہ ہے کہ نہ تو اسلام کا یہ قانون ہے اور نہ کوئی ایسا قانون اسلام کا قانون ہو سکتا ہے۔

سوال کے الفاظ یہ ہیں:

"کیا واقعی اسلام کا یہ قانون ہے کہ جو شخص حضرت بانی (داعی) اسلام کے خلاف بد زبانی کرے، اُسے فوراً قتل کر ڈالنا چاہیے، اور جس مسلمان کے سامنے وہ ایسا کرے، اُس کا مذہبی فرض ہے کہ اُسی وقت اُس کا سر اُڑا دے"؟

جواب یہ ہے کہ قطعاً نہیں، اور تفصیل اسکی اوپر گزر چکی۔

البتہ مسئلہ کی ایک بالکل دوسری قسم کی صورت ہے، اور وہ بلا شبہ فقہ اسلامی کے قوانین میں موجود ہے۔ وہ صورت یہ تھی کہ اگر ایک ذمی (غیر مسلم باشندہ) اپنے مذہب کے مجنونانہ تعصب کی وجہ سے، یا مسلمانوں کے بغض و عداوت کی وجہ سے، یا حکومت کی تحقیر و تذلیل کے لئے ایسا رویہ اختیار کرلے کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں سب و شتم کرنے لگے۔ یعنے گالیاں بکنے لگے۔ یا اس طرح کی بدزبانی کرنے لگے جو صریح سب و شتم کا حکم رکھتی ہو، تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ فقہا کی ایک جماعت اس طرف گئی کہ اس طرز عمل کے بعد اُس کا ذمہ و عہد باقی نہیں رہا۔ یعنے اسلامی حکومت نے اُسے جس باہمی سلوک کے معاہدہ پر ہر طرح کے شہری حقوق اور مذہبی آزادی دی تھی، اور اُس کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہوئی تھی، وہ خود اُسی کے طرف سے شکست ہوگیا، اس لئے اُسے قتل کرنا چاہیے۔ دوسری جماعت اس طرف گئی ہے کہ اس کی وجہ سے عہد و ذمہ شکست نہیں ہوتا۔ اس لئے قتل کی سزا نہیں دی جا سکتی البتہ عدالت کو اختیار ہے کہ وہ مصلحت کے مطابق ایسی کارروائی کرے جس سے اس کا سدّباب ہو جائے۔ پہلی رائے حضرت امام مالک، امام احمد، اور امام شافعی کی (کتاب الام میں) ہے۔ دوسری رائے حضرت امام ابو حنیفہ کی ہے اور حنبلیہ و شافعیہ میں سے بھی ایک جماعت اسی طرف گئی ہے۔

جو فقہاء اس طرف گئے کہ اس صورت میں قتل کرنا چاہیے، اُنھوں نے جن حالات میں اور جن وجوہ کی بنا پر ایسا حکم تجویز کیا، ضروری ہے کہ ٹھیک طور پر اُسے سمجھ لیا جائے۔ لیکن اُسکی وضاحت اُس وقت تک نہیں ہو سکے گی، جب وقت تک کہ یہ بات واضح نہ ہو جائے کہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کی حیثیت کیا قرار دی گئی تھی، اور شرعاً "ذمہ" اور "ذمی" سے مقصود کیا ہے؟ مختصر لفظوں میں اس کی تشریح حسب ذیل ہے:

اسلامی حکومت اور غیر مسلم

چھٹی صدی مسیحی میں جب اسلام کا ظہور ہوا، تو مذہب و اعتقاد کا اختلاف انسانی قتل و خونریزی کا سب سے بڑا باعث تھا۔ دُنیا کی کوئی قوم ایسی نہ تھی جو حکومت کا اقتدار حاصل کرکے دوسرے مذہب کے پیرؤں کے ساتھ انصاف کر سکتی ہو۔ جس مذہب کے پیرو طاقت و حکومت حاصل کر لیتے تھے، وہ اپنے مذہب کے سوا اور کسی مذہب کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ رومیوں کی قوم اُس عہد کی سب سے بڑی متمدن قوم تسلیم کی گئی ہے، لیکن اُس کا بھی یہ حال تھا کہ جس وقت تک اپنے قدیم مذہب پر قائم رہی، یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے امن نہ تھا۔ جب مسیحی مذہب قبول کر لیا، تو تمام غیر مسیحی رعایا زندگی اور معیشت کے

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم با مسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے، ظاہر ہے لیکن تندرستی ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کے بغیر زندگی بے لطف بلکہ بے کار ہے۔ تندرستی بڑی دولت ہے۔ تندرستی کی قدر کیجیے۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ایجاد کیا گیا ہمارا ماء اللحم استعمال کیجیے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے۔ یہ معلوم ہو گا کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا، رنگ کا نکھارنا، روح کو تازگی اور قوت دینا، گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان ڈال دینا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیروں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے۔ کثیر المقدار قیمتی اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی [illegible] لاثانی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر [illegible] دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب ممدوح نے بغرض منفعت عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا ملاحظہ کیجیے۔ فائدہ تو شروع ہی کے بعد معلوم ہوتا ہے مگر معتد بہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور عبارت آرائی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی [illegible] کا موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے۔ [illegible] قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے تاکہ ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے [illegible] ہمدرد کہاں تک اپنے دعوے میں سچا ہے [illegible] چند اقسام کے علاوہ مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس [illegible] جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست [illegible] تیار ہے مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ۔ منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جلد آرڈر دیجیے

جلد آرڈر دیجیے

سونے کی چوڑیاں

زبردست رعایت

یعنی

تین روپے کے بجائے سوا روپیہ میں

پہننے والی کی نمائش کی غرض سے ان چوڑیوں کی قیمت میں خاص رعایت کر دی ہے۔ کیونکہ ہم براہ راست مال منگاتے ہیں اس لئے یہ رعایت کی گئی ہے یعنی بجائے تین روپیہ فی سٹ کے سوا روپیہ فی سٹ۔ یہ چوڑیاں [illegible] کی صنعت میں بنائی گئی ہیں۔ ان کے اندر ریشمی رنگین چوڑیاں آ جاتی ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین ہیرے جواہرات کے نگینے ان کے اندر جڑے گئے ہیں۔ صنف نازک کے لئے عجیب تحفہ ہے اور سوا روپیہ میں ڈھائی سو روپیہ کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ برسوں استعمال کیجیے خراب نہیں ہوتیں۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ ناپ ضرور [illegible] کریں۔ قیمت [illegible] عدد سوا روپیہ (عہ) محصول [illegible] ایجنٹ بذریعہ خط و کتابت کریں۔ نمونے کے لئے [illegible] چاہیے۔ ملنے کا پتہ۔ بی۔ کے برادرس اینڈ کو نمبر ۹۵ دہلی

مستورات کے لئے بہترین تحفے

نئی ایجاد

بہترین نمونے

چوڑیاں: یہ نہایت خوبصورت نازک اور منقش چوڑیاں حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک [illegible] کی صنعت میں بنایا گیا ہے۔ ان کے اندر رنگین ریشمی چوڑیاں ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین جواہرات نیلم اور پکھراج کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجیے۔ لیکن رنگ [illegible] میں مطلق فرق نہیں [illegible] دیتی ہیں۔ مستورات کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ صرف ایک روپیہ میں [illegible] روپیہ کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ دوسرے لوگ یہی چوڑیاں ڈھائی روپیہ کی [illegible] فروخت کرتے ہیں لیکن ہم زیادہ بکری اور تھوڑے منافع کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے قیمت بہت کم کر دی ہے۔ یعنی بارہ چوڑیوں کا سٹ [illegible] قیمت صرف ایک روپیہ [illegible] شرط پر کم از کم ایک سٹ ضرور منگائیے کہ اگر ناپسند ہوں تو واپس کر کے دام لے لیجیے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔

انگوٹھیاں، ہر ناپ کی نگدار نہایت نفیس اور خوبصورت انگوٹھیاں حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں۔ خالص سونے کی انگوٹھی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ایک انگلی میں یہ انگوٹھی پہنئے [illegible] ناممکن ہے کہ کوئی پہچان لے۔ اگر پہچان لے۔ تو ہمارا ذمہ۔ کسی تجربہ کار صراف کے پاس لے جائیے۔ وہ بھی فوراً شناخت نہ کر سکے گا۔ اگر آپ کو انگوٹھی کی ضرورت ہے۔ تو آپ کیوں ناحق ۲۵۔ ۳۰ روپیے ضائع کرتے ہیں کیوں نہیں صرف ایک روپیہ میں کام لیتے ہیں۔ قیمت فی عدد ایک روپیہ۔ تین کے لئے ڈھائی روپیہ (عہ)

خط و کتابت کا پتہ۔ منیجر زنانہ کاروبار لاہور

برص سفید داغ ۲۱ یوم میں جڑ سے غائب، ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھا لیں [illegible] معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو کہ ۲۱ روز کا [illegible] قیمت مع خرچ سات روپیہ [illegible]

[illegible] کی بے نظیر گولیاں، جن کے استعمال سے [illegible] ملنے کا پتہ حکیم محمد عمر اینڈ سنز موگا ضلع فیروز پور پنجاب

ہے جس میں خود فقہاء کی رائیوں میں اختلاف ہوا۔ ایک جماعت نے اُسے تجویز کیا ہے۔ دوسری کو اس سے اختلاف ہے۔ پس یہ فقہاء کا بھی کوئی متفقہ فیصلہ نہیں ہے۔

(۲) جو جماعت اس رائے کی طرف گئی کہ قتل کرنا چاہئے، اُسنے جن حالات میں یہ بات تجویز کی تھی، اُنھیں پیش نظر رکھتے ہوے کوئی منصف مزاج انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مذہبی تعصب کا کوئی بے بنیاد حکم تھا۔ یا اس سے مقصود یہ تھا کہ محض غیر مسلم ہونے کی وجہ سے خدا کے بندوں کا خون بہالیا جائے۔

(۳) علاوہ بریں یہ بھی ٹھیک نہیں ہے کہ اس قانون کا ذکر کرتے ہوئے "توہین" کا لفظ استعمال کیا جائے۔ "توہین" کا لفظ بہت زیادہ عام ہے۔ بہت سی باتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن سے ایک شخص کے خیال میں توہین نکلتی ہو۔ دوسرے کے خیال میں نہ نکلتی ہو۔ اسی لئے فقہاء نے اسے "سب" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ "سب" کے معنی صریح گالی دینے کے ہیں، یا ایسے الفاظ کہنے کے ہیں جو بمنزلہ دشنام ہوں۔

(۴) پھر جو کچھ بھی ہو، یہ قطعی ہے کہ اس قسم کے قوانین اور اُن کی بحثوں کو موجودہ حالت سے کوئی دُور کی مناسبت بھی نہیں، جیسا کہ مقدمات میں کہہ چکا۔

(۵) باقی رہی وہ صورت حال جو اس قانون کے تذکرہ کا باعث ہوئی، تو اُس کا حال یہ ہے کہ موجودہ زمانہ قلم اور پریس کی آزادی کا زمانہ ہے۔ بسا اوقات اس آزادی کا استعمال غلط طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے پہلے بعض بدزبان مسیحی مشنریوں نے اسلام و پیغمبر اسلام کے خلاف اس قسم کی کتابیں لکھ کر شائع کیں جن کی ایک سطر بھی مہذب اور سنجیدہ نکتہ چینی نہیں کہی جا سکتی۔ اُنکے بعد آریا سماج کے نئے مشنری آئے۔ اُن میں سے بھی بہتوں نے مذہبی تحقیق اور سنجیدہ نکتہ چینی کی جگہ اُنہی کا نقش قدم اختیار کیا۔ "رنگیلا رسول" نامی رسالہ بھی اسی قسم کی ایک اخلاقی موت تھی۔ یقیناً حکومت اور قانون وقت کا فرض ہے کہ اس قسم کی دلآزار تحریروں کی اشاعت جائز نہ رکھے، اور جائز نکتہ چینی اور مذہبی دلآزاری میں امتیاز کرے۔ لیکن میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ طریق عمل پسند نہیں کر سکتا کہ مسلمان اپنی طبیعت کا انداز کچھ ایسا بنالیں کہ جہاں کسی ٹٹ پونجیے نے ایک چار ورقی رسالہ چھاپ کر شائع کر دیا، ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک تمام مسلمان شور و واویلا مچانا شروع کر دیں کہ اسلام کی کشتی غرق ہو گئی، اور "تحفظ ناموس رسول" کا سوال پیدا ہو گیا۔ نعوذ باللہ، اگر چند جاہل اور کم چشم انسانوں کے بکواس کر دینے سے "ناموس رسول" کی حفاظت کا سوال پیش آسکے۔ یا اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ کوئی مصیبت ہو، ایسا سمجھنا اسلام کی عزت و شرف اور مسلمانوں کی مذہبی خودداری کو اس درجہ [illegible] ہے کہ میں سمجھ نہیں سکتا، کیونکر ایک مسلمان اس کا تصور بھی کر سکتا ہے؟ اس قسم کا ایک رسالہ کیا معنی اگر ایک ہزار یا ایک لاکھ رسالے بھی چھاپ دئے جائیں جب بھی نعوذ باللہ اسلام اور داعی اسلام کے ناموس کے تحفظ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ جس طرح ہمیشہ بُری زبان اور بُرے اخلاق کے لوگ موجود رہے ہیں، اب بھی موجود ہیں۔ اگر اُن کی تحریروں میں کوئی ایک سطر بھی ایسی موجود ہے جس میں کوئی سنجیدہ اعتراض کیا گیا ہو، تو چاہئے کہ اُس کا جواب دیدیا جائے۔ باقی جس قدر بدزبانی ہے، وہ بحکم "کالائے بد بریش خاوند" اُنہی کے لئے چھوڑ دینی چاہئے۔

اعلان-۱

قارئین الہلال کے لئے

(۱) پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ نمبر ۲۴ پر الہلال کی پہلی ششماہی جلد ختم ہوجاوے گی۔ لیکن بعد کو خیال ہوا کہ اگرچہ مہینوں کے حساب سے یہ اعلان غلط نہ تھا، لیکن نمبروں کی تعداد کے لحاظ سے ابھی مزید مدت کی گنجائش ہے۔ اگر سال کی دو تعطیلیں وضع کر دی جائیں (جیسا کہ ہمیشہ دفتر الہلال کا قاعدہ تھا) تو اس صورت میں بھی سال بھر کے ۵۰ نمبر ہونے چاہئیں۔ نہ کہ ۴۸۔ بہرحال دفتر نے ارادہ کر لیا کہ پہلی جلد کا اختتام نمبر ۲۴ پر نہیں بلکہ ۲۵ پر کیا جائے، اور اس طرح خریداران الہلال کی حق تلفی کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ یہ نمبر بھی پچھلی ششماہی جلد کے سلسلہ میں بھیجا جا رہا ہے۔ جن حضرات نے نئی جلد کے لئے وی۔ پی کی درخواست کی ہے، اُن کا نیا حساب اس نمبر سے نہیں بلکہ آئندہ نمبر سے شروع ہوگا۔

(۲) لیکن الہلال کی نئی ششماہی جلد کے آغاز کے لئے یہ صورت موزوں نہیں معلوم ہوئی کہ دسمبر کی ایک درمیانی تاریخ سے اس کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اس طرح مہینوں کا حساب ہمیشہ بے ترتیب رہتا، اور بجائے سال کی ابتدا یا سال کے وسط کے، ایک درمیانی تاریخ سے جلد شروع ہوا کرتی۔ پس یہی مناسب معلوم ہوا کہ آئندہ جلد کی ابتدا جنوری سے کی جائے۔ جنوری سے جون تک، اور پھر جولائی سے دسمبر تک، ہمیشہ ششماہی اختتام و آغاز ہوتا رہے گا، اور حساب میں کسی طرح کی بے ترتیبی باقی نہیں رہے گی۔

دسمبر میں ۵ جمعہ واقع ہوئے ہیں۔ آخری جمعہ تعطیل کا تھا۔ اس لئے اگر یہ وقفہ اختیار نہیں کیا جاتا تو دو نمبر اور نکلتے۔ اب یہ دو نمبر نہیں نکلیں گے۔ جنوری کے پہلے جمعہ سے جو ۶ کو واقع ہوگا، نئی ششماہی جلد کا سلسلہ شروع ہوگا۔

(۳) اس وقفہ کے اندر مطبع کو مزید انتظامات کی تکمیل کا بھی موقعہ مل جائے گا جو پیش نظر ہیں، اور جن کی وجہ سے نئی ششماہی سے الہلال کے ترتیب مضامین اور حسن طباعت میں متعدد نئی تبدیلیاں نظر آئیں گی۔ ادہر چند نمبروں سے الہلال کی طباعت خصوصاً تصاویر کی تعداد و طباعت میں جو ترقی ہوئی ہے، امید ہے کہ قارئین الہلال نے محسوس کر لی ہوگی۔ یہ اب مطبع الہلال کا ذاتی انتظام ہے جس کی وجہ سے بلاک بہ لحاظ قسم و نوعیت کے بھی بہتر بننے لگے ہیں، اور اُن کی چھپائی بھی خاص طریق طباعت اختیار کر لینے کی وجہ سے زیادہ نمایاں اور خوشنما ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ عنقریب بقیہ انتظامات کی تکمیل ان تمام چیزوں میں مزید رونق و اہتمام پیدا کر دیگی۔ — منیجر الہلال

اعلان-۲

(۱) مجھے ندامت کے ساتھ اس کا اعتراف ہے کہ الہلال کی اشاعت کے وقت صورت حال کا جو اندازہ کیا تھا، وہ کئی اعتبار سے صحیح ثابت نہیں ہوا۔ سب سے زیادہ مجبوری صحت کی طرف سے پیش آئی۔ میں نے جب ارادہ کیا کہ الہلال کے لئے کافی وقت نکالوں، صحت کی فوری ناموافقت دامنگیر ہوئی، اور قدم آگے بڑھا کر رک جانا پڑا۔

(۲) میں اُن دوستوں کا خصوصیت کے ساتھ شکر گزار ہوں جو زیادہ تر میرے خاص مضامین کے شوق میں الہلال کی ورق گردانی کرتے تھے، تاہم اُنھوں نے رشتۂ انتظار ہاتھ سے نہ چھوڑا، اور برابر مطالعہ جاری رکھا۔ اگر میرے خاص مضامین کی قلت رہی تھی، تو بہ حیثیت مجموعی الہلال کے مضامین کی کثرت اور تنوع کا جو انداز یکساں طور پر برابر قائم رہا ہے، وہ اس کے لئے کافی تھا کہ میں اس موقعہ پر معذرت کی ضرورت محسوس نہ کرتا۔

(۳) بہرحال اُن دوستوں نے محسوس کر لیا ہوگا کہ جونہی پچھلی بیماری سے مجھے تھوڑی بہت مہلت ملی، میں نے الہلال کے لئے لکھنا شروع کر دیا، اور اب اُمید ہے کہ توفیق الٰہی سے یہ سلسلہ مزید ترقی و توجہ کے ساتھ جاری رکھ سکوں گا۔ افسوس ہے کہ وقت کے حالات و مسائل کے متعلق بے شمار ضروری باتیں شرح و بسط کے ساتھ لکھنی تھیں جو نہ لکھی جا سکیں۔ اب اس کے سوا چارۂ کار نہیں کہ جو کچھ ماضی میں نہ ہو سکا، اس کے لئے مستقبل کی طرف نظر اُٹھائی جائے!

(۴) مجھے چند الفاظ الہلال کی موجودہ قیمت کی نسبت بھی کہنے ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں الہلال کی قیمت بارہ روپیہ سالانہ اور ساڑھے سات روپیہ ششماہی تھی۔ ۱۹۱۶ء میں البلاغ نکلا، تو اُس کی قیمت بھی یہی تھی۔ یہی قیمت اس مرتبہ بھی رکھی گئی۔ لیکن دونوں حالتوں میں جو عظیم فرق ہو چکا ہے، وہ شاید بہت کم لوگوں نے محسوس کیا ہوگا۔ میں چاہتا ہوں مختصر طور پر اس کی تشریح کر دوں۔

۱۹۱۴ء میں (یعنی جنگ سے پہلے) چھپائی کے تمام مصارف، موجودہ مصارف کے مقابلہ میں نصف سے بھی کم تھے۔ جنگ کے بعد سے جس طرح تمام چیزوں کی قیمت دوگنی سہ گنی ہو گئی ہیں، سامان طباعت کی بھی ہو گئی ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں الہلال جس مشین پر چھپتا تھا، اُس کی قیمت ۶ ہزار روپیہ تھی۔ اب بارہ ہزار ہے۔ ۱۹۱۴ء میں الہلال کے لئے جو کاغذ استعمال کیا جاتا تھا، اُسکی قیمت تین روپیہ فی ریم تھی۔ اب اُسی کاغذ کی سات روپیہ ہے۔ روشنائی جو اُسوقت لگائی جاتی تھی، ڈیڑھ روپیہ فی پونڈ سے زیادہ کی نہ تھی۔ اب وہی روشنائی ۴ روپیہ میں آتی ہے۔ اُسوقت سینیر کمپوزیٹروں کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ ۲۰ روپیہ ماہوار تھی۔ اب اس تنخواہ میں کوئی جونیر بھی نہیں مل سکتا۔ تصویروں کے بلاک اُسوقت ۴؍ اسکوائر انچ میں بنتے تھے، اب اُنہی کی اُجرت آٹھ آنہ سے بھی زیادہ ہے۔ لیتھو کی چھپائی میں کتابت کی اُجرت اُسوقت ۴۔ ۵ روپیہ جزء سے زیادہ نہ تھی۔ اب دس روپیہ کی اُجرت بھی اچھے خوشنویسوں کے لئے زیادہ نہیں ہے۔

ایسی حالت میں بہ آسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ الہلال کی جو قیمت ۱۹۱۴ء میں قرار دی گئی تھی، وہ ۱۹۲۷ء میں کیونکر موزوں ہو سکتی ہے؟ بیجا نہ تھا اگر اب بارہ روپیہ کی جگہ ۲۴ روپیہ قیمت رکھی جاتی۔ لیکن مناسب معلوم نہ ہوا کہ سابق قیمت میں کسی طرح کا اضافہ کیا جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اتنی وسیع اشاعت رکھنے پر بھی جو اسوقت کسی اُردو رسالہ کی نہ ہوگی، اب تک اُس کے مصارف اور آمدنی کی میزان مساوی نہ ہو سکی!

یہ بھی یاد رہے کہ ۱۹۱۴ء میں اس کی ضخامت عام طور پر ۲۰ صفحوں کی ہوتی تھی۔ اور اب کم از کم ۲۴ ہے۔

یہ چند سطریں اس لئے لکھی گئیں کہ اگر بعض حضرات خیال کرتے ہوں کہ وہ ۱۲ روپیہ سالانہ یا ۴؍ فی پرچہ قیمت دیکر الہلال کے ساتھ کوئی فیاضانہ سلوک کر رہے ہیں، تو اُمید ہے کہ اپنے اس خیال میں نظر ثانی کرنے سے انکار نہ فرمائیں گے!

ابوالکلام

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں
شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ
کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی آثار کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے [illegible]، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔

بایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں۔

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

مطبوعات الهـــلال بك ايجنسى

معارف ابن تيميه و ابن قيم

ديني علوم کے بيش بها جواهر ريزے

اس سلسله ميں هم نے اماميں کي ان نادر و اعلى درجه کي بلند پايه عربي تصانيف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کيا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے ليے نهايت ضروري و ناگزير هے - اميد که يه "سلسلۂ تراجم" بد نصيب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

اسوۂ حسنه ـــ امام ابن قيم کي فن سيرت ميں شهرۂ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑهائي روپيه -

کتاب الوسيله ـــ لفظ "وسيله" کي بحث کے علاوه امام ابن تيميه نے اسلام کے اصل الاصول "توحيد" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد اڑهائي روپيه ' مجلد سوا تين روپيه -

اصحاب صفه ـــ انکي تعداد ' ذريعه معاش ' طريق عبادت اور انکے مفصل حالات بيان کيے هيں دس آنے -

تفسير سورۃ الکوثر ـــ امام ابن تيميه کے مخصوص انداز تفسير کا اردو ترجمه - چار آنے -

العروۃ الوثقى ـــ خالق و مخلوق کے درميان واسطه کا فرق بدلائل بيان کيا هے - چهه آنے -

سيرت امام ابن تيميه ـــ حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نهايت خوش اسلوبي سے بيان کيے هيں - نو آنے

نجد و حجاز ـــ علامه سيد محمد رشيد رضاء مصري کي تازه کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپيه -

ائمه اسلام ـــ ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - باره آنے

خلاف الائمه ـــ فى العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت ـــ يه ايک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خريدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگريزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلى مطبوعات کے متعلق بهترين تازه معلومات بهم پهنچانے کا اهتمام کيا هے - اسکے علاوه ائمه و اسلام و بزرگان دين کے حالات ' لطائف افسانه ' نظميں اور ممالک اسلاميه کے معتبر ذرائع سے حاصل کيے هوے حالات درج کيے جاتے هيں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپيه پيشگي -

منيجر الهـــلال بك ايـجنسى

(حلقه نمبر ٢٤ شيرانواله دروازه لاهور پنجاب)

" Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پته صاف لکهين
اور نمبر خريدارى ضرور تحرير فرمائين

السحر الحلال
فى
مجلدات الهلال

گاه گاهـــے باز خوان اين دفتر پارينه را
تازه خواهى داشتن گر داغهاے سينه را

اردو صحافت کي تاريخ ميں الهلال هي وه رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات ميں ايک انقلاب آفرين دعوت تهي -

الهلال اگرچه ايک هفته وار مصور رساله تها ' ليکن چونکه وه اردو صحافت کي مختلف شاخوں ميں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پيدا کرني چاهتا تها ' اس لئے اس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعه تها - اس کے هر نمبر ميں مختلف ابواب ' مذهب ' سياست ' ادبيات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصيات کے لحاظ سے اپني نظير آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبياں اردو صحافت ميں اعلى طباعت و ترتيب کا پهلا نمونه تهيں - اردو کا وه پهلا هفته وار رساله تها ' جس ميں هاف ٹون تصاوير کے اندراج کا انتظام کيا گيا ' اور ٹائپ ميں چهپنے کي وجه سے بهت سي ايسي خوبياں پيدا هوئيں جو پتهر کي چهپائي ميں ممکن نهيں - اس کي جلديں جديد اردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سياسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بهترين مجموعه هيں - ان کي مقبوليت و قدر کا اندازه اس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ ميں بعض شايقين علم و ادب نے اس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپيه ميں خريد کيا - اور حال ميں ايک صاحب نے اس کي پهلي جلد مکمل (جو دفتر ميں بهي موجود نهيں) ساڑهے چارسو روپيه ميں حيدرآباد سے خريدي هے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هيں وه بڑي سے بڑي قيمت پر بهي علحده کرنے کيليے تيار نهيں - پچهلے دنوں "البلاغ پريس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان ميں منتقل کيا گيا تو ايک ذخيره الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شايقين علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلديں مرتب کي جا سکتي هيں مرتب کرلي جائيں اور جن جلدوں کي تکميل ميں ايک دو پرچوں کي کمي هو انهيں دوباره چهپوا ليا جاے -

چنانچه الحمدلله يه کوشش ايک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوه متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلديں پوري مکمل هوگئي هيں - هم اس اعلان کے ذريعه شايقين علم و ادب کو آخري موقعه ديتے هيں که اس قيمتي ذخيره کے حاصل کرنے ميں جلدي کريں ' چونکه جلدوں کي ايک بهت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف انهيں درخواستوں کي تعميل هوسکے گي جو سب سے پهلے پهونچيں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا ميں تمام مضامين کي انڈکس به ترتيب حروف تهجي لگادي گئي هے -

الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپيه الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپيه
" " " چهارم ۱۰ روپيه " " " پنجم ۱۰ روپيه

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اس نام سے شائع هوا) قيمت ۸ روپيه

علاوه جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هيں جن ميں سے هر پرچه اپنے مضامين کے لحاظ سے ايک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قيمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پيکنگ اس کے علاوه هے -

منيجر "البلاغ پريس"

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دنیا کا بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہے؟

---

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونیکی وجہ سے خراب نہیں ہو سکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ کو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے زرین کہ اتنا خوبصورت قلم دنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو

"شیفر" کا

"لائف ٹائم"

لینا

چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں

تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائٹیوں

ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop guide
To Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہے

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی
رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احک
رو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ ا
کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا
مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟ قیمت بلدہ آنے (
(منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپ کو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت

ہے

تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب تر

دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگواکر

استعمال کیجئے

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رہنما:

ٹائمز اف لنڈن کا ادبي ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کي تمام کتابوں پر ہفتہ وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي ہوتے ہیں جنکي اہمیت کا علم طور پر اعتراف کیا گیا ہے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضہ کیجئے کہ وہ ٹائمز لنڈن کا ہفتہ وار ادبي ضمیمہ آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاہیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے ہیں

دنیا کے ہر معلم اور ماہر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے کہ

ٹائمز اف لنڈن کا تعلیمي ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رہیں ' تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاہیے -

یہ ہر ہفتہ اس موضوع پر تمام اہم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماہرین فن اور مشاہیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ہوتے ہیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنہ

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے ہیں -

کیا آپ تجارت کرني چاہتے ہیں ؟

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' ہندوستان سے خام پیداوار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایہ لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاہئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاہئیں - ہندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکہ کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاہئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ہوسکتے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یہ ساري باتیں با قاعدہ علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاہیے کہ ہم سے خط و کتابت کریں - ہم یہ کام بہ حیثیت ایک ماہر فن کے کر رہے ہیں - خط و کتابت کے بعد ہي آپکو معلوم ہو جائیگا کہ آپکے مقصد کیلئے ہم کس درجہ مفید ہیں ؟

ہمارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے ہیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

ہر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري ہیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي ہیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یہ بہترین کارخانہ ہے - مندرجۂ بالا پتہ سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور ہر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانہ سے مل سکتي ہیں -

Printed and Published by
Masud Hasan Zuberi at The Al-Balagh Press, 11, Ballygunge Circular Road, Calcutta
Editor : Maulana Abu-al-Kalam Azad.